إزالة الخفاء
عن خلافة الخلفاء
مترجم
تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
مترجمہ
حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب فاروقی مجددی
جلد اول
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

غیر محتاط و غفلت شعار ناشروں کی دستبرد و تحریف سے محفوظ

یہ صحیح ترجمہ

قدیمی کتب خانہ

نے

جناب مولانا محمد عبید الاسلام صاحب فاروقی ابن حضرت مولانا محمد عبد الشکور صاحب فاروقی سے دائمی حقوق طباعت و اشاعت حاصل کر کے شائع کیا۔

قدیمی کتب خانہ
مقابل آرام باغ
کراچی

عرضِ ناشر

علماء امت نے خلافت کے موضوع پر اور خلفاء راشدین کے فضائل ومناقب میں بے شمار کتابیں تالیف کیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ عن الاسلام والمسلمین خیرا۔ منجملہ ان کے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ازالۃ الخفاء ہے۔ جو اپنے موضوع پر بے مثال اور لاثانی کتاب ہے۔ خلافتِ راشدہ کی حقانیت اور تفضیلِ شیخین کا دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے اثبات جس عجیب وغریب انداز سے فرمایا ہے وہ محیر العقول ہے۔

یہ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے۔ پہلے حصہ کا نام مقصد اوّل ہے اور دوسرے حصے کا نام مقصد دوم ہے۔ مقصد اوّل میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ اور دلائل عقلیہ سے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی خلافت کا برحق ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ اور مقصد دوم میں خلفائے راشدین کے کارناموں کا بیان ہے۔ کتاب کیا ہے ایک عظیم الشان خزانہ ہے جس میں صاف وشفاف آبِ زلال کو جمع کیا گیا ہے جو سحابِ الہام نے مصنف رحمہ اللہ کے قلبِ صافی پر برسایا ہے۔ اور پھر اس الہامی درایت کو روایاتِ نبویہ سے مدلل اور مبرہن کیا ہے۔ بزرگانِ دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس بحث میں آج تک کوئی ایسی پاکیزہ کتاب نہیں لکھی گئی۔ مصنف کا قلم جب درایت پر چلتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلم جنیدؒ اور بایزیدؒ کا ہے۔ اور جب روایت پر چلتا ہے تو روایات کا ایک عظیم دریا نظر آتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلم گویا ابن حجر عسقلانیؒ اور عینیؒ کا ہے۔ یہ کتاب اپنے مصنف کے تبحرِ علمی اور وسعتِ نظر کی شاہدِ عادل ہے۔

اس کتاب کی اہمیت وافادیت اور نیز یہ کہ ترجمہ میں کن کن امور کا التزام کیا گیا ہے آپ محترم مترجم کے دیباچہ میں مطالعہ فرمائیں گے۔

معراج محمد بارق

فہرست مضامین ترجمۂ اردو ازالۃ الخفاء

جلد اوّل

فصل چہارم۔ احادیث خلافت — ۲۱۲

دورِ فتن کے لئے رسول اللہ صلعم کے احکام ۔۔۔ ۵۳۱

دیباچہ از مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

للہ الحمد کما یحب و یرضٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی نبیہ المصطفٰی وعلٰی آلہٖ[1] اولی النہٰی اصحاب الشرف الاعلٰی
اما بعد۔ بندہ معترف بعجز و تقصیر غالب پاشا ابن اسماء محمد عبد الشکور عافاہ اللہ عن الشرور و غفر لہ ولوالدیہ یوم النشور۔ برادران دینی کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ حق تعالیٰ کی نعمتیں ہر شخص پر حد شمار سے باہر ہیں اگر کوئی انسان ان کی شکر گزاری کرنا چاہے تو نا ممکن ہے کہ عہدہ برآ ہو سکے۔ منجملہ ان نعمتوں کے ایک بڑی نعمت یہ ہے کہ اس نے ہدایت کے لئے انبیاء[2] بھیجے جنہوں نے ہر ملک کے بنی آدم کو ان کی زبان میں تعلیم و تلقین کی اور خداشناسی کی راہیں ان پر کھولیں ہلاکت ابدی سے ان کو بچا کر سعادت سرمدی کا مستحق بنایا پھر سب کے آخر میں ایک شمع[3] درخشاں اور مہر تاباں کو مبعوث فرمایا یعنی بہترین انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خاکدان تیرہ کو منور فرمایا۔ اس ہادی برحق نے تیئیس[4] برس تک روح فرسا مصائب و آلام کو برداشت کرکے اسلام کی تبلیغ کی اور کس رافت و رحمت کے ساتھ جہنم[5] کے کنارے پر پہنچے ہوئے قافلوں کو شاہراہ ہدایت پر لگایا جو لوگ نار جحیم کے مستحق ہو چکے تھے ان کو جنت[6] الفردوس کا وارث بنایا پھر آپ کے بعد ہر زمانہ اور ہر بقعہ میں آپ کے سچے نائبوں کے ذریعہ سے اس دین الٰہی کی تعلیم و تعلم کے سلسلہ کو جاری رکھا اور ہر ملک میں وہیں کی خاک سے ایسے ایسے برگزیدہ قدسی پیدا کئے جنہوں نے حضرت ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا حق کماحقہٗ ادا کیا۔ یہ سلسلہ نعمت الٰہیہ کا اب تک جاری ہے اور جب تک وہ چاہے گا جاری رکھے گا اس نعمت عظمیٰ سے بفضل خداوندی ہندوستان نے بھی بہرۂ وافر پایا اور یہاں کی زمین بھی اس باران رحمت سے محروم نہیں رہی ہندوستان

[1] آل کا لفظ چونکہ زبان عرب میں کل پیروؤں کو شامل ہے اور خود قرآن کریم میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے قولہ تعالیٰ ادخلوا آل فرعون ای فرعونیوں اسی وجہ سے ترجمے کے وقت صرف آل کا لفظ لکھا گیا لیکن اصحاب کی کیفیت مومنین متبعین کو ثابت ہے۔ [2] انبیاء کی تعداد بہت ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی جاتی ہے مگر بعض روایات پر اکتفا کی گئی ہے۔ [3] شمع اشارہ ہے اس آیۃ کریمہ کی طرف جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج اور قمر منیر فرمایا گیا ہے۔ [4] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے اور بعد بعثت تیرہ برس مکہ میں رہے اور دس برس مدینہ میں۔ [5] اشارہ ہے اس آیۃ کریمہ کی طرف وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار۔ [6] اشارہ ہے اس آیۃ کریمہ کی طرف اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس کی طرف۔

کی خاک سے جو نامور علماء پیدا ہوئے جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی گراں بہا میراث پائی ان میں ایک نمایاں رتبہ شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا ہے اور ان کی یہ کتاب ازالۃ الخفاء ایک اعلیٰ پایہ کی اسلامی کتاب مانی گئی ہے۔

آج سے چالیس برس پہلے اس کتاب کو جمال الدین خان صاحب مرحوم مدار المہام ریاست بھوپال نے چھپوایا تھا۔ مگر اب یہ کتاب ایسی نایاب ہو گئی ہے کہ ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک کسی بازار میں اس کا پتہ نہیں چلتا۔ فارسی زبان کی کساد بازاری پر بھی اگر یہ کتاب کہیں مل جاتی ہے تو شائقین علوم اسلامیہ دس گنی قیمت پر بھی اس کو ارزاں سمجھتے ہیں لہٰذا ایک مدت سے احباب دینی کی آرزو تھی کہ یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ چھاپی جائے اس لئے کہ فارسی اس کی بجائے خود نہایت دقیق ہے اس پر ان علوم و معارف کی دقت جو اس میں ہیں اور عربی عبارات اور روایات کو شمار کیجئے جو تقریباً اس کتاب کا نصف حصہ بھی ہو سکتی ہیں۔ مزید برآں احباب کی آرزو نے باوجود بے بضاعتی کے اس ناچیز کے دل میں اس کام کا ارادہ پیدا کیا مگر کثرت مشاغل کی وجہ سے وہ ارادہ ابھی قوت سے فعل میں نہ آیا تھا کہ ایک ترجمہ اس کتاب کا پنجاب سے شائع ہو گیا جس میں اس کتاب کی مسخ و تحریف اس بیدردی کے ساتھ کی گئی ہے کہ اہل ایمان کے قلوب کو سخت صدمہ پہنچا اور غضب یہ کہ وہ ترجمہ غیر حال اصل ہے جس کے باعث سے سوا ان لوگوں کے جن کے پاس اصل کتاب کا نسخہ موجود ہو وہ قلیل ما ھم اور کسی کو صحیح و سقیم کا امتیاز دشوار ہے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر شائقین کا تقاضا و اصرار حد سے گزر گیا اور میں نے بھی سمجھا کہ اب نہایت ضروری ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اصل کتاب ایک صحیح ترجمہ کے ساتھ شائع کر دی جائے۔ ورنہ اندیشہ ہے کہ چند روز میں اصل کتاب دنیا سے معدوم ہو جائے اور لوگ اس ترجمہ کو مطابق اصل سمجھ کر اصل کتاب کو محرف اور غلط سمجھنے لگیں اور اس طرح ایک عالم ربانی سے بدگمان ہو کر ان کی قیمتی محنتوں کے نتائج اور ان کے علمی برکات کے فیض سے محروم ہو جائیں۔ پس خدا کا نام لے کر میں نے اس کام کو شروع کر دیا اور اسی کی مدد پر بھروسا کر کے میں نے اس بار عظیم کو اٹھایا ہے۔ بلحاظ مطالب نام اس ترجمہ کا میں نے **کشف الغطاء عن السنۃ البیضاء** رکھا۔ حق تعالیٰ کے لطف و کرم سے امید ہے کہ جس طرح اس نے اس کام کے آغاز کی توفیق دی اسی طرح اس کے اتمام کی نعمت سے بھی سرفراز فرما دیں۔ جو برادران دینی اس ترجمہ سے منتفع ہوں ان سے التجا ہے کہ حضرت مصنف رحمہ اللہ کو اور بطفیل ان کے اس ناچیز کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

حضرت مصنف رحمہ اللہ کا مختصر حال

نام نامی قطب الدین **عرف** ولی اللہ **والد ماجد** کا اسم گرامی شیخ ابو الفیض عبدالرحیم **وطن** دہلی۔ شیخ عبدالرحیم علیہ الرحمہ بھی دہلی کے اجلہ مشائخ میں سے تھے۔ مصنف کا **نسب پدری** حضرت امیر المومنین عمر فاروق تک پہنچتا ہے اور **نسب مادری** امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ تک۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مصنف کے والد نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں حق تعالیٰ تم کو ایک فرزند دے گا تم اس کا نام میرے نام پر رکھنا اسی وجہ سے آپ کا
نام قطب الدین رکھا گیا۔ **ولادت** ۱۱۱۴ھ ہجری چہارم شوال روز چہارشنبہ کو ہوئی۔ **سات برس** کی عمر میں حفظ
قرآن سے اور **پندرہ** سال کی عمر میں تمام علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی۔ تحصیل علم اپنے والد ماجد سے کی جن کا سلسلہ
سند بواسطہ سید زاہد بن اسلم ہروی مصنف زوائد ثلاثہ کے علامہ محقق جلال الدین دوانی تک پہنچتا ہے۔ بعد اس کے ۱۱۴۳ھ
میں بعد وفات اپنے والد ماجد مرحوم کے حرمین شریفین گئے اور وہاں کے مشائخ سے بھی علم حاصل کیا۔ اس زمانہ میں حرمین علمائے
اسلام کا مرکز تھے۔ بڑے بڑے محدثین اور فقہاء کا وہاں مجمع تھا مگر سب نے حضرت مصنفؒ کی جلالت وقابلیت کا اعتراف کیا
چنانچہ فن کے اعلیٰ درجے کے شیخ ابوطاہر کردی مدنیؒ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ ولی اللہ مجھ سے احادیث کے الفاظ کی سند حاصل
کرتے ہیں اور میں ان سے احادیث کے معنی کی سند لیتا ہوں۔ ۱۱۴۵ھ میں حرمین شریفین سے واپس آئے اور نہایت قناعت
کے ساتھ درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں اپنی تمام عمر بسر کی اور ۱۱۷۶ھ میں بعمر باسٹھ سال اس دار فانی کو چھوڑ
کر جوار رحمت میں سکونت اختیار کی۔ دہلی کی شہر پناہ سے باہر بجانب جنوب ترکمان دروازہ کی طرف مزار مبارک ہے اللہ
تعالیٰ ہمیشہ اس مزار پر اپنی رحمت کا مینھ برساتا رہے۔

حضرت مصنفؒ کی ذات بابرکات کسی کی تعریف وتذکیر کی محتاج نہیں، جو آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔ نہ صرف ہندوستان
بلکہ تمام دنیا کے اہل علم مسلمان ان کے علو مرتبت اور تبحر وجودت سے واقف ہیں جس قدر علمائے کاملین بعد ان کے ہوئے
سب ان کی مہارت کاملہ کے معترف ہیں مگر حق یہ ہے کہ ان کے کمالات علمیہ کے معلوم کرنے کے لئے کسی کی شہادت اور کسی
کے بیان کی مطلق ضرورت نہیں خود ان کی تصانیف شاہد عدل ہیں کہ وہ اس دور آخر میں یکتائے روزگار تھے خصوصاً
ان کی یہ کتاب ازالۃ الخفا اور کتاب حجۃ اللہ البالغہ اور کتاب مسوّی شرح موطا ان کی مہارت کاملہ کے اچھے نمونے ہیں
جو شخص ان کتابوں کو دیکھے وہ سمجھ سکتا ہے کہ ان کے مصنفؒ کو تمام علوم دینیہ میں دستگاہ کامل حاصل تھی۔ تفہیم کا
طریقہ اور بیان کا سلیقہ جیسا ان کو ملا ہے شاید کم کسی کو ملا ہو۔ حضرت مصنفؒ بلکہ ان کا خاندان اوپر سے لے کر ابتداء تک
ہندوستان کے لئے ابر رحمت تھا جس قدر علوم دینیہ خصوصاً علم حدیث کا چرچہ ہندوستان میں ہے سب اسی خاندان
کا طفیل ہے۔ اگرچہ علم حدیث کی بنیاد ہندوستان میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے قائم کردی تھی مگر ان
کے بعد پھر اس میں کچھ نمایاں ترقی نہ ہوئی۔ حضرت مصنفؒ نے اس کی تجدید وتکمیل کی۔ اس لحاظ سے علم حدیث کے لئے
ہندوستان میں حضرت شیخ دہلویؒ کو معلم اول اور حضرت مصنفؒ کو معلم ثانی کہنا بالکل درست ہوگا۔

حضرت استاذ الاساتذہ علامہ لکھنوی مولانا الشیخ عبدالحی رحمہ اللہ نے حضرت مصنفؒ کا کچھ حال تعلیق الممجد کے مقدمہ میں
لکھا ہے اور نہایت ناقدانہ الفاظ میں جیسا کہ ان کی عادت ہے مصنفؒ کے فضائل وکمالات کو بیان کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ
اس تذکرہ کا مقطع انہیں کا کلام ہو۔ فرماتے ہیں:

ومنهم الشيخ ولي الله المحدث الحنفي الدهلوي قطب الدين احمد بن عبد الرحيم بن وجيه الدين الشهيد بن معظم بن منصور بن احمد وتنتهي سلسلة نسبه الى عمر الفاروق ولد كما ذكر في بعض رسائله يوم الاربعاء رابع شوال من سنة اربع عشر بعد الالف ومائة وختم حفظ القرآن وسنه سبع سنين واشتغل بتحصيل العلوم بحضرة والده وكان من تلامذة السيد الزاهد الهروي واجله صنف السيد الزاهد حواشيه المشهورة على شرح المواقف وفرغ من جميع الفنون الرسمية وكان له خمس عشرة سنة وتوفي والده وكان عمره سبع عشرة سنة فجلس مجلسه في التدريس ولازمه ورحل الى الحرمين الشريفين سنة ثلث واربعين واخذ عن جمع من المشايخ منهم الشيخ ابو طاهر المدني ورجع الى الوطن سنة خمس واربعين وكانت وفاته سنة ست وسبعين بعد مائة والف وقيل اربع وسبعين وله تصانيف كثيرة كلها تدل على انه كان من اجلة النبلاء وكبار العلماء موفقا من الحق سبحانه بالرشد والانصاف مجتنبا عن التعصب والاعتساف ماهرا في العلوم الدينية متبحرا في مباحث الحديث منها ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء كتاب عديم النظير في بابه وحجة الله البالغة وقرة العينين في تفضيل الشيخين والفوز الكبير في اصول التفسير و عقد الجيد في احكام الاجتهاد والتقليد والانصاف في بيان سبب الاختلاف والبدور البازغة في الكلام وسرور المحزون وفتح الرحمن ترجمة القرآن وفتح الخبير وفيوض الحرمين وانسان العين في مشائخ الحرمين والانتباه في سلاسل اولياء الله و

اور منجملہ شارحین موطا کے شیخ ولی اللہ محدث حنفی دہلوی ہیں نام انکا قطب الدین احمد تھا بیٹے ہیں شیخ عبدالرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور بن احمد کے۔ انکا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچتا ہے۔ ولادت ان کی جیسا کہ خود انہوں نے اپنے بعض رسائل میں بیان کیا ہے یوم چہارشنبہ ۴ شوال ۱۱۱۴ھ میں ہوئی۔ سات برس کی عمر میں حفظ قرآن مجید سے فراغت حاصل کی اور اپنے والد سے تحصیل علوم میں مشغول ہوئے ان کے والد سید زاہد ہروی کے شاگرد تھے سید زاہد نے حاشیہ شرح مواقف انہیں کے واسطے لکھا تھا۔ پندرہ سال کی عمر میں تمام علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی ان کی عمر سترہ سال کی تھی کہ ان کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا اس وقت اپنے والد کی جگہ درس و تدریس میں مشغول ہوئے ۱۱۴۳ھ میں حرمین شریفین کا سفر کیا۔ اور وہاں کے بہت سے مشائخ سے علم حاصل کیا جن میں ایک شیخ ابو طاہر مدنی تھے ۱۱۴۵ھ میں وطن واپس آگئے۔ ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی اور بقول بعض ۱۱۷۴ھ میں۔

بہت سی تصنیف اپنی یادگار چھوڑیں جو سب اس بات کو بتا رہی ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کے فضلاء اور بڑے علماء میں سے تھے۔ حق سبحانہ کی طرف سے رشد اور انصاف کی بات کو توفیق ملی تھی۔ اور تعصب و زیادتی سے پاک تھے علوم دینیہ کے ماہر اور مباحث حدیث میں متبحر تھے انکی تصنیف کی فہرست حسب ذیل ہے۔ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء جو اپنے موضوع میں بے نظیر کتاب ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ۔ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین۔ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر۔ عقد الجید فی احکام التقلید۔ الانصاف فی بیان سبب الاختلاف۔ البدور البازغہ علم کلام میں۔ سرور المحزون۔ فتح الرحمن ترجمہ قرآن فارسی۔ فتح الخبیر۔ فیوض الحرمین۔ انسان العین فی مشائخ الحرمین۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ۔ الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین۔ چہل حدیث من احادیث سید الاوائل والاواخر۔ القول الجمیل۔ الہمعات۔ التفہیمات الالٰہیہ۔ الطاف القدس۔ المقالۃ الوضیہ فی النصیحہ۔ تاویل الاحادیث۔ لمعات

الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین والنوادر من احادیث سید الاوائل والاواخر والقول الجمیل و الهمعات والتفهیمات الالٰهیة والطاف القدس والمقالة الوضیة فی النصیحة والوصیة والارشاد والاعتقاد والمقدمة السنیة فی انتصار الفرقة السنیة وانفاس العارفین وشفاء القلوب والخیر الکثیر والزهراوین ومن مؤلفاته شرحان للموطا بروایة یحیی شرح جزل احدهما بالفارسیة سماه المصفّی جرد فیه الاحادیث والآثار وحذف اقوال مالک وبعض بلاغاته وتکلم فیه کلام المجتهدین وثانیهما بالعربیة وسماه المسوّی لخّص فیه علی ذکر اختلاف المذاهب وشیء قلیل من شرح الغریب وغیرها لا بد منه۔

التفہیمات۔ المقدمۃ السنیۃ فی انتصار الفرقۃ السنیۃ۔ انفاس العارفین۔ شفاء القلوب۔ الخیر الکثیر۔ الزہراوین۔ ان کے علاوہ اور کتابیں بھی ہیں۔ مؤطا کی دو شرحیں لکھیں ایک فارسی زبان میں جس کا نام مصفّٰی ہے اس میں صرف حدیث و آثار کی شرح ہے اور امام مالکؒ کے اقوال و ان کے بعض بلاغات[۱] حذف کر دیتے ہیں۔ اس شرح میں مجتہدانہ روش سے گفتگو کی ہے۔ اور دوسری شرح عربی زبان میں ہے جس کا نام مسوّٰی ہے اس میں صرف اختلاف مذاہب کو بیان کیا ہے اور کچھ حل لغت کیا ہے اور ایسی ہی ضروری چیزوں پر اکتفا کی ہے۔

اس کتاب کا مختصر حال

یہ کتاب ازالۃ الخفاء حضرات خلفائے راشدین کی بہترین سیرت اور بہترین تاریخ ہونے کے علاوہ بہت سے دینی علوم و معارف کا خزانہ ہے اور بلاشبہ حضرت مصنفؒ کی معرکہ تصانیف میں سے ہے۔ علمائے کاملین نے شہادت دی ہے کہ فی الحقیقت یہ کتاب اپنے موضوع میں بے نظیر ہے حضرت مصنفؒ سے پہلے کسی نے ایسی کتاب اس موضوع پر لکھی نہ ان کے بعد چنانچہ علامہ لکھنوی رحمہ اللہ کی عبارت ابھی نقل ہو چکی ہے مگر سچ یہ ہے کہ اس کتاب کی عظمت خود اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے مصرعہ آفتاب آمد دلیل آفتاب ؎ گر دلیلے خواہی ازوے رو متاب۔ یہ کتاب ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خان صاحب مدار المہام ریاست بھوپال نے چھپوائی تھی اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے انھوں نے اس کتاب کی صحت و صفائی کی صحیح کا بڑا اہتمام کیا انھیں کا چھپا ہوا نسخہ راقم الحروف کے پاس ہے اس کے بعد پھر یہ کتاب نہیں چھپی۔

منشی صاحب موصوف کے کارپردازوں نے خاتمۂ کتاب پر جس تمام اہتمام کر کے لکھا ہے جو اس کتاب کے متعلق کیا گیا اور لکھا ہے کہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ناتمام ہے کیونکہ مقصد اول میں مصنفؒ نے آٹھ فصلیں ذکر کی ہیں اور آٹھویں فصل فضائل شیخین کی ہے اس کو دو مقصد پر منقسم کیا ہے مقصد اول میں دلائل نقلیہ اور مقصد دوم میں دلائل عقلیہ مگر موجودہ نسخے میں دلائل عقلیہ کا کہیں پتہ نہیں علیٰ ہذا کتاب کا مقصد دوم بھی اسی وجہ سے ناتمام معلوم ہوتا ہے کہ خاتمہ کی کوئی عبارت اس پر

[۱] جن روایتوں کو امام مالکؒ نے بے سند یا منقطعا ذکر کر کے نقل کیا ہے ان روایتوں کو بلاغات کہتے ہیں۔ یحییٰ بن یحییٰ کا حال کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

نہیں ہے حالانکہ یہ مصنفؒ کی عادت کے خلاف ہے۔ منشی صاحب ممدوح کا یہ احسان کہ انہوں نے اس کتاب کو چھاپ کر
تلف ہونے سے محفوظ کر دیا۔ تمام اہلِ اسلام کی شکرگزاری کے قابل ہے اور اس کی شکرگزاری کیا ہو سکتی ہے ع۔ جز
آنکہ بصدقِ دل دُعائے بکنیم ؛

لیکن باوجود اس اہتمام کے پھر بھی کتاب میں بہت سی اغلاط رہ گئے اور حاشیہ جو اس پر لکھا گیا ہے وہ بھی بعض بعض
مقامات پر غلط ہے۔ ان تمام اغلاط کو میں نے تین قسم پر تقسیم کیا ہے (۱) کاتب کی غلطیاں جو مصحح سے فروگذاشت ہو گئیں
مگر بدلالت عقل رفع ہو جاتی ہیں جیسے مقصد اول کی فصل چہارم مسند حضرت جابرؓ میں لفظ فظلم کو فطلم لکھا ہے یا
اسی فصل کے تذکرہ میں صحیح بخاری کی ایک روایت میں بجائے علی الجمرة کے علی الجمرة لکھا ہے۔ (۲) وہ غلطیاں
جن میں دونوں احتمال ہیں خواہ کاتب کی ہوں خواہ مصحح و محشی کی مگر وہ ایسی ہیں کہ ہر شخص کو ان پر عبور نہیں ہو سکتا جیسے
فصل چہارم میں حضرت علی مرتضیٰؓ کی مسند میں ایک روایت میں عن جدہٖ کا لفظ زیادہ لکھا ہے جو غلط ہے یا جیسے فصل پنجم
کے مقصد اول میں تنبیہات سے پہلے ریاض النضرہ کی ایک روایت میں عن جدہٖ کا زیادہ لکھا ہے جو غلط ہے (۳) وہ غلطیاں
جو خود مصحح نے کی ہیں جیسے فصل پنجم کے مقصد اول میں بحدثہ لا الخضار باللہ حثثا لعریشہ میں ت کو اور ی کو زیر
اور ش کو زیر بنا کر بین السطور ترجمہ لکھ دیا ہے پیرو کہنہ تشدید حالانکہ یہ غلط ہے یا مثلاً حضرت عمر فاروقؓ کے سفر بیت المقدس
کی روایت میں جہاں ان کی اس تحریر کا ذکر ہے جو نصاریٰ بیت المقدس سے ایک راہب نے لکھوائی تھی لیس لعمہ ولا لابن
عمہ کے حاشیہ پر یعنی عمر او ولا جو اور ابن عم دعوی نسبت لکھ دیا ہے جو غلط ہے۔ غرض ان تمام اقسام کے اغلاط جا بجا ہیں
اس ناچیز نے پوری توجہ کی ہے اور بڑی کوشش کی ہے کہ اب یہ کتاب اعلیٰ پیمانہ کی صحت پر چھپے۔ مگر ایک تو بشریت دامنگیر
ہے بعضا متی کہ امید ہے کہ کوشش میں پوری کامیابی ہو ع ہاں مگر لطف خدا پیش نہد گامے چند ؛ وھو حسبی ونعم الوکیل
اغلاط کے ذکر سے نسخ سابق کے مصحح و محشی کو الزام دینا مقصود نہیں بلکہ اصل حال کا اظہار منظور ہے ورنہ وہ کون ہے جس
سے کوئی غلطی نہ ہو عفا اللہ عنا و عنہم جمیعاً۔

ترجمہ کے التزامات

(۱) ترجمہ میں توضیح مطلب کا بہت لحاظ اور سلاست و شگفتگی عبارت کی پوری رعایت ہے تاہم بعونہ تعالیٰ مصنفؒ کے
الفاظ کی پابندی متروک نہیں ہوئی (۲) احادیث کے ترجمہ میں طرز و طرح حدیث سے پوری مدد لی گئی ہے اور شرح طلب
احادیث کی شرح حاشیہ (فٹ نوٹ) پر لکھ دی گئی ہے (۳) مکرر احادیث میں حاشیہ پر بتا دیا گیا ہے کہ یہ حدیث اس
سے پہلے فلاں صفحہ میں ہے تاکہ اس کی شرح جو ایک مرتبہ کی جا چکی ہے بار بار نہ کرنا پڑے (۴) جو الفاظ عربی زبان کے
ایسے تھے کہ ان کا ترجمہ ایک دو لفظوں میں نہ ہو سکتا تھا یا ترجمہ کرنے سے فصاحت میں کچھ فرق آتا تھا وہاں ترجمہ میں وہ

الفاظ بعینہا تو قائم رکھے گئے اور حاشیہ پر اُن کا حل کر دیا گیا۔ (۵) حسب ضرورت جا بجا مفید حواشی بڑھائے گئے (۶)
توضیح مطلب یا سلاست کے لئے جو الفاظ ترجمہ میں مترجم نے بڑھائے ہیں وہ اس قسم کے ( ) خطوں کے درمیان ہیں
[ ] اور جو الفاظ یا جملے خود مصنف نے بطور حصر تفسیر وغیرہ کے یا روایت حدیث میں بطور مدرج کے کسی راوی نے یا خود
مصنف نے بڑھائے ہیں وہ اس قسم کے [ ] خطوں کے درمیان ہیں { } (۷) جس مقام پر مصنف نے کتب شیعہ سے
کوئی عبارت نقل کی ہو وہاں صفحہ و سطر کا حوالہ حاشیہ پر بڑھا دیا گیا ہے۔ اگر کوئی مضمون جو مصنف نے کتب اہل سنت سے
نقل کیا ہو اس قاصر کی نظر سے کتب شیعہ میں بھی گزرا تو حاشیہ پر کتب شیعہ کا حوالہ بھی دیدیا گیا ہے۔ (۸) اگر کسی مقام پر
مصنف کے استدلال کو مزید قوت پہنچانے کے لئے شواہد وغیرہ کی ضرورت پیش آئی یا کسی قسم کا کوئی اعتراض کسی
مقام پر شیعوں کی طرف سے وارد ہوتا ہے اور اس کے دفعیہ کی ضرورت سمجھی گئی تو اپنی فہم کے موافق اس بے بضاعت نے
اس کام کو بھی انجام دیا ہے اور ان مضامین کو حاشیہ پر بڑھا دیا ہے۔ (۹) طبع اول کے مطبع و محشی نے جس مقام پر اصل
کتاب کے الفاظ غلط کر دیئے تھے یا حاشیہ غلط لکھ دیا تھا اس کا اتباع نہیں کیا گیا بلکہ جانب صواب کو اختیار کیا گیا ہو
جہاں کہیں ایسا ہوا ہے وہاں حاشیہ پر اس کا اشارہ کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی التزامات ہیں جو ناظرین پر واضح
ہوں گے۔ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ وَهُوَ الْمُعِينُ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث الینا افضل رسلہ داعیاً الی اقوم السبل وجعل اصحابہ الذین نزلت فی مدحہم خلفاءہ من بعدہ لیتم النعمۃ وتکثر الرحمۃ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ واشہد ان محمداً عبدہ ونبیہ الذی لا نبی بعدہ صلی اللہ وسلم علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد می گوید فقیر حقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ درین زمانہ بدعت تشیع آشکارا شد و دلہای عوام بشبہات ایشان متشرب گشت و اکثر اہل این اقلیم را در اثبات خلافت خلفای راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شکوک بہم رسانیدند لاجرم نور توفیق الٰہی در دل این بندۂ ضعیف علمی را منشرح و مبسوط گردانید تا بعلم الیقین دانستہ شد کہ اثبات خلافت این بزرگواران اصلی است از اصول دین تا وقتیکہ این اصل را محکم نگیرند ہیچ مسئلہ از مسائل شریعت محکم نشود زیرا کہ اکثر احکامے کہ در قرآن عظیم مذکور شدہ مجمل است بدون تفسیر سلف صالح مجمل را نتوان دانست و اکثر احادیث خبر واحد محتاج بیان اند بغیر روایت جماعۃ از سلف آنرا و استنباط مجتہدان محل تمسک نگردد و تطبیق احادیث متعارضہ بدون سعی این بزرگواران صورت نگیرد و ہمچنین جمیع فنون دینیہ مثل علم قراءۃ و تفسیر و عقائد و علم سلوک بغیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر طرح کی تعریف اللہ کے لیے جس نے بھیجا ہماری طرف اشرف الرسل کو جو بلانے والے ہیں نہایت سیدھی راہ (یعنی دین اسلام) کی طرف اور اُن کے لئے اصحاب ایسے مقرر کئے جن کو آپ کے عہد میں آپ کا وزیر اور آپ کے بعد آپ کا خلیفہ بنایا تاکہ نعمت اسلام کامل اور رحمت خدا سب کو شامل ہو جائے۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اور شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے بندے اور اُس کے نبی ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلوٰۃ وسلام نازل کرے اللہ اُن پر اور اُن کے آل و اصحاب سب پر۔

اما بعد کہتا ہے فقیر حقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ اس زمانہ میں بدعت تشیع آشکار ہو گئی ہے اور عام لوگوں کے دل اُن کے شبہات سے متاثر ہو گئے ہیں اور اس ملک کے اکثر لوگ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت کے ثبوت میں شک کرنے لگے ہیں لہٰذا توفیق الٰہی کی روشنی نے اس بندۂ ضعیف کے دل میں ایک علم پیدا کیا جس سے یقین کے ساتھ معلوم ہوا کہ خلافت ان بزرگوں کی ایک اصل ہے اصول دین سے جب تک لوگ اس اصل کو مضبوط نہ پکڑیں گے کوئی مسئلہ مسائل شریعت کا مضبوط نہ ہوگا کیونکہ اکثر احکام جو قرآن عظیم میں مذکور ہیں مجمل ہیں بغیر تفسیر سلف صالح کے اُن احکام کا حل نہیں ہو سکتا اور اکثر حدیثیں خبر واحد ہیں شرح کی محتاج ہیں بغیر اس کے کہ سلف کی ایک جماعت اُن کو روایت کرے اور مجتہدین اُن سے استنباط کریں قابل تمسک نہیں ہو سکتیں اور نہ بغیر ان بزرگوں کی کوشش کے

آنہا این بزرگواراں متاجس شود و قدوۂ سلف
در این امور خلفائے راشدین است و تمسک ایشان
باقوال خلفاء، جمع قرآن و معرفت قراءۃ متواترہ
از شاذہ مبتنی بر سعی خلفاء است و قضایا و حدود
و احکام فقہ وغیر آں ہمہ مرتب بر تحقیق ایشان
ہر کہ در شکستن این اصل سعی می کند بحقیقت ہدم
جمیع فنون دینیہ میخواہد و نیز دانستہ شد کہ چوں آسمان
و الارض تبارک و تعالیٰ جمیع سائر شرائع را
اولاً در مرتبہ کلام نفسی در ازل الآزال معین و مقرر
گردانید و اشارہ بہمان مرتبہ است آیۂ کریمہ
اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا
فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ بعد ازاں بر قلب مبارک حضرت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اجمالاً مرۃً و تفصیلاً اخری
فرود آورد بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نصاً تارۃً و اشارۃً اخری بیان آں فرمودند تا آنکہ
آنچہ مراد حق بود ظاہر شد و حجۃ اللہ تامہ گشت
و تکلیف عباد بآں اعتقاداً و عملاً بظہور رسید
ہمچناں خلافت خلفائے راشدین اولاً در کلام نفسی
مقرر شد و در قرآن عظیم اجمالاً فرود آمد بعد
انزال بر قلب مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

متعارض حدیثوں میں تطبیق کی کوئی صورت ہو سکتی ہے۔
اسی طرح تمام فنون دینیہ مثل علم قراءت و تفسیر و عقائد و
سلوک کے بغیر اقوال ان بزرگوں کے کسی اصل پر قائم نہیں رہ
سکتے اور سلف صالحین نے ان امور میں خلفائے راشدین
ہی کی پیروی کی ہے اور انہی کے دامن کو مضبوط پکڑا ہے قرآن
کا جمع ہونا اور قراءت شاذہ سے قراءت متواترہ کا امتیاز پانا
خلفائے راشدین ہی کی کوشش پر مبنی ہے۔ اور عہدۂ قضا
کے فرائض اور حدود اور احکام فقہ وغیرہ انہی خلفاء کی تحقیق
پر مترتب ہیں لہٰذا جو شخص اس اصل کے توڑنے کی کوشش کرتا
ہے وہ فی الحقیقت تمام فنون دینیہ کو مٹانا چاہتا ہے اور نیز
(اسی علم سے) معلوم ہوا کہ خدائے آسمان و زمین تبارک و
تعالیٰ نے جس طرح ازل الآزال میں شریعت کی تمام باتوں کو پہلے
کلام نفسی کے مرتبہ میں معین و مقرر کیا (اسی مرتبہ کی طرف اس آیہ
کریمہ میں اشارہ ہے (ترجمہ) مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک
بارہ ہے کتاب اللہ میں جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو
پیدا کیا ان بارہ مہینوں میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں
یعنی ان میں خونریزی وغیرہ کی ممانعت نہایت شدید ہے) پھر
اس کے بعد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر کبھی
اجمالاً اور کبھی تفصیلاً نازل کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کبھی صراحۃً اور کبھی اشارۃً ان تمام شرائع کو بیان فرما دیا
یہاں تک کہ جو مقصود حق تعالیٰ کا تھا ظاہر ہو گیا اور اللہ کی حجت

لہ یہ ترجمہ ہے [illegible] قضایا کا جو اگر فیصلہ کیا جائے [illegible] سب فیصلے [illegible] راشدین ہی سے منقول ہوں یا ان کے اصول پر مبنی ہوں حالانکہ یہ نہیں ہو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] باعتبار کلام نفسی کے کہا جاتا ہے [illegible] کلام لفظی کے۔

آخذ بسیار دانستند آں را تطبیق درمیان
اختلافات علماء در آنکہ خلافت بنص جلی
است یا خفی بآں وجہ واقع است کہ جمعے
را آیۂ اجمالی با حدیثے کہ تفسیر آں است
مربوط باہم منظور شد بنص جلی قائل شدند
و جمعے آیہ را جدا دانستند و حجاب اجمال او را
نتوانستند بر انداخت و احادیث را تنہا
و آں را ملحق آیہ نشناختند باز احادیث
اخبار آحاد بود متفق در معنی اثبات
خلافت کہ قدر مشترک ست جمعے را نظر
بر حدیثے دون حدیثے افتاد و دانستند
کہ خبر واحد است و جمعے را نظر بر
ہمہ دفعۃً واحدۃً افتاد و متواتر بالمعنی
شناختند و چوں اکثر نور توفیق ایں علم
را مبسوط نمود داعیہ نشر آں کتب بالتمام
و اخرٰے نیز بخاطر ریخت اخرج
ابن ماجہ عن جابر رضی اللہ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا لعن آخر ھذہ
الامۃ اولھا فمن کتم حدیثا
فقد کتم ما انزل اللہ عز وجل۔

اور لفظ استخلاف یا اور کوئی ایسا ہی اوصاف و صریح لفظ
ان کے لئے بولا جائے۔ الحاصل استخلاف کا لفظ ان دونوں معنی
پر بولا جاتا ہے پس علماء کے دو فریق ہو گئے ہیں، ہر فریق نے
ایک[1] ایک معنی مراد لئے ہیں اور اسی کے موافق کہا ہے جو کچھ کہا ہے۔
اور خلافت کیلئے صحابہ کا باہم مشورہ کرنا اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتا
کہ خلافت ان کے نزدیک منصوص نہ تھی بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ احادیث
(خلافت) کی حفاظت کرنے اور نصوص سے استنباط (کی تردید)
کرنے اور مختلف ماخذوں سے نکالے ہوئے معانی کی یاددہانی وغیرہ
کے لئے تھا۔

اور علماء کے اس اختلاف میں کہ خلافت پر نص جلی ہے یا خفی اس طرح
تطبیق ہو سکتی ہے کہ جن کو آیت اجمال کا اس حدیث سے ربط معلوم ہو گیا
جو اس آیت کی تفسیر ہے وہ نص جلی کے قائل ہو گئے اور جنہوں نے
آیت کو جدا سمجھا اور اس کے اجمال کا پردہ نہ اٹھا سکے اور احادیث
کو جدا جانا اور ان حدیثوں کو آیت کے ساتھ نہ ملایا وہ نص خفی
کے قائل ہوئے پھر حدیثیں اخبار آحاد تھیں (اگرچہ) اثبات خلافت
کے معنی پر جو قدر مشترک ہے متفق تھیں مگر جن لوگوں کی نظر بعض حدیثوں
پر پڑی اور بعض پر نہ پڑی انہوں نے جانا کہ خبر واحد ہے اور جن لوگوں
کی نظر تمام حدیثوں پر پہنچی انہوں نے متواتر بالمعنی سمجھا۔ توفیق کی
روشنی نے جس طرح اس علم کو دل میں کھولا اسی طرح اس کی اشاعت کا
شوق بھی (تحریر اور تقریر کا) دل میں پیدا کر دیا۔ اصل منشاء
اس شوق کا یہ قول رسول ہے جو ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ

[1] یعنی ہر فریق نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ تجویز [illegible] دوسرے فریق نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حدیث [illegible] خلیفہ [illegible] جاری ہو گیا۔

بنا بر علی ذلک اوراقی چند درین مسئلہ نوشتہ شد و بہ

إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء

مسمی گشت و بر دو مقصد منقسم کردہ آمد

مقصد اول

در بیان معنی خلافت عامہ و خاصہ و شروط آن و آنچہ متعلق بآن است و تقریر ادلہ بر خلافت ایشان و حل اشکال اہل زمان خویش کہ خلافت بنص بود یا باجتہاد

مقصد ثانی

در مآثر خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم و الآن الشروع فی المقصود وبتوفیقہ التمسک وعلی فضلہ التوکل والی کلائتہ وحفظہ أمری أفوض حسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوة إلا باللہ العلی العظیم ۔

سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہنے لگیں تو (اس وقت) جو شخص ایک حدیث کو بھی چھپائے تو اس نے گویا اللہ عزوجل کی نازل کی ہوئی (پوری) شریعت کو چھپایا۔ اسی وجہ سے یہ چند ورق اس مسئلہ میں لکھے گئے اور نام (اس تحریر کا) **ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء** رکھا گیا۔ اس تحریر کو دو مقصد پر منقسم کیا گیا **مقصد اول** میں خلافت عامہ اور خلافت خاصہ کے معنے اور خلافت کے شرائط اور اس کے متعلقات اور حقیت خلافت خلفاء کی دلیلوں کا بیان ہے اور اس اشکال کا حل ہے کہ (آیا) خلافت نص کی وجہ سے تھی یا اجتہاد سے **مقصد ثانی** میں خلفائے اربعہ کے فضائل کا بیان ہے۔

اب مقصود شروع ہوتا ہے اور میں محض توفیق الٰہی کی روشنی سے تمسک کرتا ہوں اور اس کے فضل پر توکل رکھتا ہوں اور ہر کام کو اس کی حفاظت اور نگہبانی کے حوالہ کرتا ہوں۔ ہم کو اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ قدرت اور طاقت کسی میں نہیں ہے مگر اللہ ہی کی مدد سے جو بزرگ اور برتر ہے۔

مقصد اوّل

مشتمل ست بر فصول چند

فصل اوّل در خلافت عامّہ

مسئلہ در تعریف خلافت هی الریاسۃ العامۃ فی التصدی لاقامۃ الدین باحیاء العلوم الدینیۃ واقامۃ ارکان الاسلام والقیام بالجهاد وما یتعلق بہ من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلۃ واعطائهم من الفئ والقیام بالقضاء واقامۃ الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والنهی عن المنکر نیابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ تفصیل این تعریف آنکہ معلوم بالقطع ست بملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون مبعوث شدند برای کافۂ خلق اللہ با ایشان معاملہ ہا کردند وتصرفہا نمودند در بستہ ہر معاملہ فرد آب تعیین فرمودند واہتمام عظیم در ہر معاملہ مبذول داشتند چون آن معاملات را استقراء نمائیم واز جزئیات بکلیات واز کلیات بیک کلی واحد کہ شامل ہمہ باشد انتقال کنیم

مقصد اَوّل

اس مقصد میں چند فصلیں ہیں (جن کی تعداد آٹھ ہے)

فصل اوّل خلافت عامّہ کے بیان میں

(اس فصل میں چھ مسئلے ہیں جن پر مصنف علامؒ نے بحث کی ہے)

مسئلہ (اوّل) خلافت (عامّہ) کی تعریف خلافت (عامہ) وہ ریاست عامّہ ہے جو (بذریعۂ علوم دینیہ کے زندہ رکھنے اور (بذریعۂ) ارکان اسلام کے قائم کرنے اور (بذریعۂ) جہاد اور متعلقات جہاد کے قائم رکھنے کے جیسے لشکروں کو مرتب کرنا مجاہدین کو وظائف دینا مالِ غنیمت کو ان پر تقسیم کرنا اور (بذریعۂ) عہدۂ قضا کے فرائض انجام دینے اور حدود کے قائم کرنے اور مظالم کے دفع کرنے اور لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دینے اور برے کاموں سے منع کرنے کے بہ حیثیت نائب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے بالفعل (حاصل ہوئی) ہو۔ اس تعریف کی تفصیل یہ ہے کہ ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (میں غور و فکر کرنے) سے یقیناً معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تمام خلق اللہ کے لئے مبعوث ہوئے تو آپ نے مخلوق کے ساتھ بہت سے معاملات و تصرفات کئے اور ہر معاملہ کے لئے اپنا نائب مقرر فرمایا اور ہر ایک معاملہ میں اہتمام عظیم کیا۔ ان معاملات پر جب ہم غور کرتے ہیں اور جزئیات سے کلیات[1] کی طرف پھر کلیات سے ایک ایسی کلی کی طرف جو سب کو شامل ہو منتقل

---

[1] جزئیات جمع ہے جزئی کی اور کلیات جمع ہے کلی کی۔ جزئی اس مفہوم کو کہتے ہیں جس میں شرکت کا احتمال نہ ہو جیسے زید ایک خاص ذات کا نام ہے اور کلی اس مفہوم کو کہتے ہیں جس میں شرکت کا احتمال ہو جیسے انسان کہ زید بھی انسان ہے اور عمرو بکر بھی۔ یہاں جزئیات سے مراد خاص خاص واقعات ہیں اور کلیات سے وہ عام مفہوم جس کے تحت میں وہ خاص واقعات مندرج ہوتے ہیں۔

جنس المحیط آں اقامت دین باشد کہ متضمن
جمیع کلیات ست و تحت وے اجناس دیگر
باشند یکے ازاں احیائے علوم دین ست از
تعلیم قرآن و سنت و تذکیر و موعظت
قال اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي
الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو
عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَ
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
و مستفیض شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تعہد می کردند صحابہ را بتذکیر و موعظت
و دیگر اقامت ارکان اسلام ست زیرا کہ
مستفیض شد کہ امامت جمع و اعیاد و
جماعات خود می کردند و نصب امام در
ہر محلے می فرمودند و اخذ زکوٰۃ و صرف
آں بر مصارف می نمودند و عمال را
برائے ایں مہم منصوب می ساختند
و ہمچنیں شہادت بر ہلال رمضان
و ہلال عید می شنیدند و بعد ثبوت
شہادت حکم بصوم و فطر میفرمودند
و حج را خود اقامت نمودند و سال نہم
کہ حضور شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہوتے ہیں تو اُن سب کی جنس[1] عالی دین کی اقامت ہے جو تمام
کلیات کو متضمن ہے اور اس کی تحت میں دوسری جنسیں ہیں۔
اُن میں سے ایک جنس علوم دینیہ کی اشاعت ہے جیسے قرآن و
حدیث کی تعلیم دینا اور وعظ و نصیحت کرنا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
(ترجمہ) وہی ہے جس نے مبعوث کیا امیوں میں ایک رسول انہی
(کی قوم) میں سے جو اُن (امیوں) کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھتا
ہے اور اُن کو (اخلاق رذیلہ سے) پاک کرتا ہے اور اُن کو کتاب
اور حکمت سکھاتا ہے (اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث کی
تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا فریضہ تھی) اور باستفاضہ
ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو وعظ و نصیحت
برابر کرتے رہتے تھے۔

دوسری جنس ارکان اسلام کا قائم کرنا ہے کیونکہ یہ استفاضہ
ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین اور
پنج وقتی جماعت کی امامت کا اہتمام خود کیا کرتے تھے اور
ہر مقام پر امام مقرر فرماتے تھے اور زکوٰۃ وصول کرتے اور
اس کے مصارف میں صرف کرتے تھے اور ان کاموں
کے لئے عامل مقرر فرماتے۔ اور اسی طرح ہلال رمضان اور
ہلال عید کی رویت پر شہادت سنتے اور
ثبوت شہادت کے بعد (رمضان کے ہلال
میں) روزہ رکھنے کا اور (عید کے چاند میں) ترک صوم
کا حکم فرماتے تھے۔ اور حج کا انتظام بھی خود

[1] کلیات کی پانچ قسمیں ہیں جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام۔ جو کلی ایسے افراد کی حقیقت کا جزو مشترک ہو اسکو جنس کہتے ہیں جیسے حیوان کہ یہ [illegible]
[illegible]

[illegible]

ودر کہ متحقق نشد حضرت ابوبکر صدیق را
فرستادند تا اقامت حج نماید وقیام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجہاد و
نصب امرا و بعث جیوش وسرایا وقیام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقضا در
خصومات ونصب قضاۃ در بلاد اسلام
واقامت حدود وامر معروف ونہی منکر
مستغنی از آن ست کہ بہ تنبیہ احتیاج داشتہ
باشد وچوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
برفیق اعلی انتقال فرمودند واجب شد
اقامت دین بہماں تفصیل کہ گذشت و
اقامت دین موقوف افتاد بر نصب شخصے کہ
اہتمام عظیم فرماید دریں امور ونواب را بآفاق
فرستد وبرحال ایشاں مطلع باشد وایشاں
از امر وے تجاوز نکنند وبرحسب اشارۂ
وے جاری شوند وآں شخص خلیفۂ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم باشد ونائب مطلق
وے پس از کلمۂ ریاست عامہ

(بنفس نفیس) فرمایا اور (ہجرت کے) نویں سال جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ (حج کے لئے) نہیں تشریف لے جا سکے
(تو) حضرت ابوبکر صدیق رض کو بھیجا کہ وہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف سے نیابۃً) حج کرائیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا جہاد کو قائم رکھنا اور سرداروں کا مقرر کرنا اور جیوش
وسرایا کا بھیجنا اور خصومات میں فیصلہ کرنا اور بلاد اسلام
میں قاضیوں کا مقرر کرنا اور حدود کا قائم کرنا اور اچھے کاموں
کا حکم دینا اور برے کاموں سے منع کرنا محتاج بیان نہیں ہے
(پھر) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلیٰ کی
طرف انتقال فرمایا تو آپ کی وفات کے بعد بھی اسی
تفصیل مذکورہ کے ساتھ دین کا قائم رکھنا ضروری ہوا اور
اس تفصیل کے ساتھ دین کا قائم رکھنا ایک ایسے شخص کے
مقرر ہونے پر موقوف تھا جو ان کاموں میں اہتمام عظیم کرے
اور ہر ملک میں اپنے نائب بھیجے اور ان کے حال سے خبردار
رہے اور اس کے نائب اس کے حکم سے انحراف نہ کریں اور اس
کے اشارہ پر چلتے رہیں۔ ایسا ہی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا خلیفہ اور بجمیع الوجوہ آپ کا نائب ہوگا۔
(خلافت کی جو تعریف کی گئی اس میں ریاست عامہ کے لفظ

[1] ہم پر کہ حج کی فرضیت [illegible]

برآمدند علمائے مسلمین کہ بتعلیم علوم دینیہ
مشغول شوند و قضاۃ امصار و امرائے
جیوش کہ بامر خلیفہ اقامت این جہتی نمایند
و در عصر اول موعظت و تذکیر ضمیمہ
خلافت بود قال صلی اللہ علیہ وسلم
لا یقص الا امیر او مأمور او مختال
و از لفظ فی التصدی لاقامۃ الدین
برآمد شخصے کہ ریاست و غلبہ بر اہل آفاق
پیدا کند و متصدی شود اخذ باج را
من غیر وجہ شرعی مثل ملوک جبابرہ
متغلبہ و از لفظ تصدی برآمد شخصے کہ
قابلیت اقامت دین بروجہ اکمل داشتہ
باشد و افضل اہل زمان خود بود لیکن
بالفعل از دست وی چیزے ازین امور سر
برنیاید پس خلیفہ مختفی و غیر منصور و غیر
متسلط نخواہد بود و قید نیابۃ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم برمی آرد از مفہوم خلیفہ انبیاء را ہرچند
در قرآن عظیم حضرت داؤد علیہ السلام را خلیفہ گفتہ شد
زیرا کہ سخن در خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است
و حضرت داؤد خلیفۃ اللہ بودند لہذا حضرت ابوبکر صدیق
راضی نشدند باسم خلیفۃ اللہ و فرمودند کہ مرا خلیفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم می گفتہ باشند

سے وہ علماء خارج ہو گئے جو علوم دینیہ کی تعلیم دیا کرتے ہیں (کیونکہ ان کو
ریاست عامہ نہیں حاصل ہوتی) اور شہر کے قاضی اور لشکر کے افسر بھی
خارج ہو گئے جو خلیفہ کے حکم سے اس کام کو انجام دیتے ہیں (کیونکہ ان کو
بھی ریاست عامہ حاصل نہیں ہوتی) اور قرن اول میں وعظ و نصیحت کرنا بھی
خلافت کا ایک ضمیمہ تھا (جیسا کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
وعظ نہ بیان کرے مگر حاکم وقت یا اس کا مقرر کیا ہوا کوئی شخص اور ان
دونوں کے علاوہ جو شخص وعظ کہے وہ ریاکار ہے۔ اور دین قائم
رکھنے کے لفظ سے وہ جابر اور ظالم بادشاہ خارج ہو گئے جو ملک پر حکومت
اور غلبہ حاصل کر کے غیر مشروع طریقہ سے خراج وصول کرتے ہیں اور
بالفعل کے لفظ سے وہ شخص خارج ہو گیا جو (اگرچہ) کامل طور پر
دین قائم رکھنے کی قابلیت رکھتا ہو اور اپنے ہمعصر لوگوں سے افضل
بھی ہو لیکن بالفعل اس کے ہاتھوں سے کوئی کام امور مذکورہ میں سے
انجام نہ پائے پس ایسا شخص خلیفہ نہیں ہو سکتا ہو (جو بقول شیعہ
امام مہدی کی طرح) پوشیدہ ہو اور جس کو فتح و غلبہ نہ حاصل ہو۔
اور بحیثیت نائب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے لفظ خلیفہ کے
مفہوم سے انبیاء علیہم السلام کو خارج کر دیا ہے کیونکہ وہ نبی تھے نہ
کہ نائب نبی، گو حضرت داؤد علیہ السلام کو قرآن میں خلیفہ کہا گیا ہے
(مگر یہاں جس خلافت کی تعریف کی گئی ہے اس سے بلاشبہ حضرت
داؤد خارج ہیں) کیونکہ بحث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت
میں ہے اور حضرت داؤد خلیفۃ اللہ تھے (نہ خلیفۂ آنحضرت) یہی وجہ تھی
کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے خلیفۃ اللہ کا لقب پسند نہ کیا
اور فرمایا کہ مجھے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرو۔

۱؎ چنانچہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفۂ رسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے اور اپنی تحریر [illegible] میں بھی خلیفۂ رسول اللہ لکھتے تھے حضرت صدیق کے بعد [illegible]
[illegible]
[illegible]

مسئلہ واجب بالکفایہ است بر مسلمین الی یوم القیامہ نصب خلیفہ مستجمع شروط بچند وجہ یکے آنکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم منصب خلیفہ و تعیین او پیش از دفن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم متوجہ شدند پس اگر از شرع وجوب نصب خلیفہ ادراک نمی کردند ہرگز بر خلیفہ مقدم نمی ساختند و این وجہ اثبات دلیل شرعی از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مے نماید بر وجہ اجمال دوم آنکہ در حدیث وارد شدہ من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ یعنے ہر کہ بمیرد حال آنکہ نیست در گردن او بیعت خلیفہ مردہ است بمرگ جاہلیت و این نص شرع است تفصیلاً سوم آنکہ خدائے تعالے جہاد و قضا و احیائے علوم دین و اقامت ارکان اسلام و دفع کفار از حوزۂ اسلام فرض بالکفایہ گردانید و آں ہمہ بدون نصب امام صورت نگیرد و مقدمۂ واجب واجب است کبار صحابہؓ برین وجہ تنبیہ نمودہ اند

مسئلہ در شروط خلافت واصل درین مسئلہ آنست کہ معنے خلافت

مسئلہ (دوم) مسلمانوں پر ایسے خلیفہ کا منصوب (یعنے مقرر) کرنا جو جامع شرائط خلافت ہو فرض کفایہ ہے (اور) قیامت تک (یہ فرض رہے گا) اس کے بہت سے دلائل ہیں دلیل اول یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے پہلے خلیفہ کے تعین و تقرر کی طرف مائل ہوئی لہذا (معلوم ہوا کہ) اگر صحابہ کرام کو شریعت کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی فرضیت (اور اس کے مقرر کرنے میں تاخیر کی ممانعت) معلوم نہ ہوتی تو وہ حضرات ہرگز خلیفہ کے تقرر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن پر مقدم نہ کرتے۔ یہ تقریر (صرف صحابہ کرامؓ کے فعل کو ثابت نہیں کرتی بلکہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل شرعی (کا خاص اس مسئلہ میں پایا جانا) ثابت کرتی ہے بطور اجمال کے۔ دلیل دوم یہ ہے کہ حدیث (نبوی) میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص اس حال میں مرے کہ اس کی گردن میں (کسی خلیفہ کی) بیعت (کا رشتہ) نہ ہو وہ جاہلیت کی (سی) موت مرا۔ یہ حدیث نص شرعی ہے تفصیلاً (یعنے حقیقۃً مرفوع ہے[2])۔ دلیل سوم یہ ہے کہ خدائے تعالے نے جہاد کو اور فیصلہ خصومات کو اور علوم دین کے زندہ رکھنے کو اور ارکان اسلام قائم رکھنے کو اور بلاد اسلام سے کفار کے (حملے) دور رکھنے کو فرض کفایہ کر دیا ہے اور یہ سب باتیں بغیر امام (یعنے خلیفہ) کے مقرر کئے ہوئے صورت پذیر نہیں ہو سکتیں اور (یہ) کلیہ قاعدہ ہے کہ فرض کفایہ (کا حصول) جس چیز پر موقوف ہو وہ چیز بھی فرض کفایہ ہوتی ہے۔ بڑے بڑے صحابہؓ نے اس کلیہ قاعدہ پر (امت کو) متنبہ کر دیا ہے۔

مسئلہ (سوم) خلافت (کے استحقاق) کے شرائط: اصل یہ ہے کہ خلافت

[1] یعنے یہ کلیہ قاعدہ ہے جو اپنے مقام پر بدلائل ثابت ہو چکا ہے کہ جب کوئی قول یا فعل ایسا صادر ہو جس کا ادراک رائے سے نہ ہو سکے تو وہ حکم میں حدیث مرفوع کے ہے۔ [2] مرفوع اس روایت کو کہتے ہیں جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل یا عمل بیان ہو۔ [3] فرض کفایہ وہ فرض ہے جو ہر شخص پر بالذات فرض نہ ہو بلکہ اگر بعض لوگ اس کو ادا کر دیں تو سب کے ذمہ سے فرض اتر جاتا ہے ورنہ سب گنہگار ہیں۔

چنانکہ گزشت متضمن ست احیائے علوم دین را و اقامت ارکان اسلام و امر معروف و نہی منکر و قیام بامر جہاد و قضا و اقامت حدود را پس ہرچہ شرط ہر یکے ازین امور باشد شرط خلافت ست و زیادہ ازاں شرطے دیگر بمقتضائے حدیث مستفیض در آن قرشیت ست چوں این اصل دانستہ شد خوض در تفصیل نمائیم از جملہ شروط خلافت آنست کہ مسلمان باشد زیرا کہ ریاست مسلمین و نفسے سزد مگر مسلمان را کما قال اللہ تعالیٰ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا و نیز ظاہر ست کہ این معانی از غیر مسلمان سرانجام نشود و اگر خلیفہ کافر گردد العیاذ باللہ واجب شود خروج بر وے پس نصب کافر اولاً اولیٰ است کہ درست نباشد و از انجملہ آنست کہ عاقل و بالغ باشد زیرا کہ مجنون و صغیر و سفیہ محجور اند از تصرف در نفس خویش قال اللہ تعالیٰ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ چون بر نفس خود قادر نباشند بر اموال و رقاب مسلمین البتہ تسلط ایشان صحیح نباشد و کارہائی مطلوب از انتظام الخلافۃ ازین جماعت سرانجام نمے شود

موافق اس معنی کے جو اوپر بیان ہوئے متضمن ہے علوم دین کے زندہ رکھنے کو اور ارکان اسلام کے قائم رکھنے کو اور اچھی باتوں کا حکم دینے اور بری باتوں سے منع کرنے کو اور جہاد کا اور عہدۂ قضا کا انتظام قائم رکھنے کو اور حدود کے جاری رکھنے کو پس یہ چیزیں جن جن امور پر موقوف ہوں گی وہ سب امور (استحقاق) خلافت میں مشروط ہوں گے ان سب امور کے علاوہ ایک حدیث مستفیض[1] کی وجہ سے ایک اور شرط بھی بڑھا لی گئی ہے یعنی (خلیفہ کا) قریشی ہونا۔ اس اصل کے معلوم ہو جانے کے بعد اب ہم (ان شرائط کی) تفصیل میں خوض کرتے ہیں (پس واضح ہو کہ) منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ مسلمان ہو کیونکہ مسلمانوں کی سرداری کے لئے غیر مسلم زیبا نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ترجمہ) ہرگز نہ بنائے گا اللہ کافروں کے لئے مسلمانوں پر (سرداری دینے کی) کوئی سبیل۔ اور نیز خلافت جن امور پر متضمن ہے وہ امور غیر مسلم سے سرانجام نہیں پا سکتے (لہٰذا اس وجہ سے بھی خلیفہ کا مسلمان ہونا شرط ہے) اور نیز (متفق علیہ مسئلہ ہے کہ) اگر خلیفہ معاذ اللہ مرتد ہو جائے تو اس سے لڑنا واجب ہے پس (اس سے معلوم ہوا کہ) جو شخص پہلے ہی سے کافر ہو اس کا خلیفہ بنانا بدرجۂ اولیٰ درست نہ ہوگا (یہ دلیل بھی خلیفہ کے لئے اسلام کو شرط بتاتی ہے) اور منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ عاقل بالغ ہو (مجنون بیوقوف نابالغ نہ ہو) کیونکہ مجنون اور بیوقوف اور نابالغ بچے اپنے (ذاتی) معاملات میں تصرف کرنے سے شرعاً روک دیئے گئے ہیں (اور ان کے کاموں کے سرانجام دہی کے لئے ولی مقرر کیا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بیوقوف لوگوں کو اپنے مال نہ دو (یعنی ان کے سامنے مال نہ کرو) پس جب یہ لوگ اپنے مال پر (تصرف کی) قدرت نہیں رکھتے تو

[1] مستفیض وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر طبقہ میں تین سے زیادہ ہوں ۱۲

و از آنجملہ آنست کہ ذکر باشد نہ امرأۃ
زیرا کہ در حدیث بخاری آمدہ است "لَنْ يُّفْلِحَ
قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ امْرَأَةً" چوں بسمع
مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسید
کہ اہل فارس دختر کسریٰ را بپادشاہی برداشتہ
اند فرمود رستگار نشود قومی کہ والی امر پادشاہی
خود ساختند زنے را و زیرا کہ امرأۃ ناقص العقل
والدین است و در جنگ بیکار و
قابل حضور محافل و مجالس نے پس از وے
کار ہائے مطلوب بر نیاید۔ و از آنجملہ
آنست کہ حُر باشد زیرا کہ عبد قابل
شہادت در خصومات نیست و بنظر مردم
حقیر و بر او واجب است بودن
مشغول بخدمت سید خود۔
و از آنجملہ آنست کہ متکلم و سمیع
و بصیر باشد زیرا کہ لازم است
بر خلیفہ حکم کردن بوجہے کہ در مقصد
او اشتباہ واقع نشود و معرفت
مدعی و مدعیٰ علیہ و مُقِر و مُقَرٌّ لہ
و شاہد و مشہود علیہ و استماع
کلام ایں جماعہ واجب است برائے
تولیت قضاۃ و امصار و نصب
عمال و امر کردن مر جیوش را بتجہیز

مسلمانوں کے جان و مال پر بدرجۂ اولیٰ اُن کا تسلط صحیح نہ ہوگا۔ اور
نیز خلیفہ بنانے سے جو مقاصد مقصود ہیں وہ یقیناً مجنون اور بیوقوف
اور نابالغ سے سرانجام نہ پائیں گے (لہٰذا اس وجہ سے بھی خلیفہ کا عاقل و
بالغ ہونا شرط ہوا) اور منجملہ شروط (استحقاقِ) خلافت کے ایک شرط
یہ ہے کہ خلیفہ مرد ہو نہ کہ عورت کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو
بادشاہ بنایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ کبھی کامیاب نہ ہوں گے وہ لوگ جنہوں
نے اپنی سلطنت کا انتظام ایک عورت کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور نیز عورت
عقل و دین میں کمزور ہوتی ہے اور میدانِ جنگ کے لئے بیکار ہوتی ہے اور
محفلوں اور مجلسوں میں جانے کے قابل نہیں ہوتی لہٰذا اس سے خلافت کے
کام پورے نہیں ہو سکتے۔ اور منجملہ شروط (استحقاقِ) خلافت کے ایک شرط
یہ ہے کہ خلیفہ حُر (آزاد) ہو (غلام نہ ہو) کیونکہ غلام مقدمات میں گواہی
دینے کے قابل نہیں ہے اور عام لوگوں کی نظر میں حقیر و ذلیل ہوتا ہے اور
اُس پر اپنے آقا کی خدمت میں مشغول رہنا واجب ہے (لہٰذا ان وجوہ سے
تمام مقاصد خلافت کے انجام دینے سے معذور ہے) اور منجملہ شروط (استحقاقِ)
خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ متکلم اور سمیع و بصیر ہو (گونگا بہرا اندھا
نہ ہو) کیونکہ خلیفہ پر لازم ہے کہ جو حکم دے وہ بیان (صاف) ہو کہ اس کا
مقصد سمجھنے میں (لوگوں کو) اشتباہ نہ ہو اور نیز ضروری ہے کہ خلیفہ مدعی
اور مدعیٰ علیہ کو اور مُقِر اور مُقَرٌّ لہ اور شاہد و مشہود علیہ کو پہچانے اور ان
لوگوں کے بیان کو سنے (اور اگر گونگا بہرا اندھا ہوگا تو یہ بات اس کو حاصل
نہ ہو سکے گی) اور نیز خلیفہ پر لازم ہے کہ (اپنے) بلاد (محروسہ) میں قاضیوں
کو اور اعلیٰ حاکموں کو مقرر کرے اور لشکروں کو میدانِ جنگ کی تدابیر بتلا کر
اور یہ سب باتیں بغیر صحتِ اعضائے مذکورہ کے ممکن نہیں (لہٰذا مقاصد

[1] دعویٰ کرنے والے کو مدعی کہتے ہیں اور جس پر دعویٰ کیا جائے اُس کو مدعیٰ علیہ۔ اقرار کرنے والے کو مقر کہتے ہیں اور وہ اقرار جس کے لئے کیا جائے اُس کو مقرٌ لہ۔ گواہی دینے والے کو شاہد کہتے ہیں اور جس کے خلاف گواہی دی جائے اس کو مشہود علیہ۔

بآنچه در حیطهٔ او پیش آید و این همه بدون
سلامت اعضاء متحقق نشود و مقدمهٔ
واجب واجب ست. و از آن جمله آن
است که شجاع باشد و صاحب رأی در حرب
و سلم و عقد ذمه و فرق متعارفه و تعیین امراء و عمال
و صاحب کفایت یعنی ذکی درست باشد و نه
آنکه روه کار کرده کند در بهبود و نتواند سر انجام دادن
مهمات را زیرا که جهاد بجز شجاع و صاحب رأی و
کافی صورت نه بندد و آن مطلب اعظم است از
مطالب خلافت. و از آن جمله آنست که عادل باشد
یعنی مجتنب از کبائر غیر مصر بر صغائر و صاحب
مروت باشد هرزه گرد و خلیع العذار نه زیرا که در شاهد
و قاضی و راوی حدیث هرگاه این معانی شرط
است پس در ریاست عامه که زمام خلق بدست
او نهند اولی است باین که شرط باشد قال الله تبارک
و تعالیٰ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ و مرضی بودن
مفسر است بعدالت و مروت. و از آن جمله
آنست که مجتهد باشد زیرا که خلافت متضمن
است قضاء و احیاء علوم دین و امر معروف و
نهی منکر را و اینهمه بدون مجتهد صورت نه
گیرد قال رسول الله صلی الله
علیہ وسلم اَلْقُضَاةُ ثَلٰثَةٌ
وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ
وَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ
الْحَقَّ فَحَكَمَ بِهِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ

خلافت ان اعضاء کی صحت پر موقوف ہوئے اور اوپر بیان ہو چکا
کہ فرض کفایہ جس چیز پر موقوف ہو وہ چیز بھی فرض کفایہ ہوتی ہے
اور منجملہ شروط استحقاق خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ شجاع
ہو اور صلح و جنگ میں اور امان دینے میں اور مجاہدین کے وظائف
مقرر کرنے میں اور سرداروں اور حاکموں کے مقرر کرنے میں اور مختصر
مہمات سلطنت کے متعلق صاحب رائے (صائب) ہو اور کافی ہو
یعنے آرام طلب اور ناتجربہ کار نہ ہو کہ انتظام میں خبط کر دے اور مہمات
کو انجام نہ دے سکے کیونکہ جہاد غیر شجاع اور غیر صاحب رائے (صائب)
اور غیر کافی سے صورت پذیر نہیں ہو سکتا حالانکہ مقاصد خلافت میں
اعلیٰ ترین مقصد جہاد ہے۔ اور منجملہ شروط استحقاق خلافت کے
ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ عادل ہو یعنے کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرنے والا
اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرنے والا ہو اور صاحب مروت ہو یعنے
ہرزہ گرد اور آوارہ مزاج نہ ہو کیونکہ جب یہ باتیں شاہد اور قاضی
اور راوی حدیث میں شرط ہیں تو ریاست عامہ کے لئے جس میں مخلوق
کی باگ ہاتھ میں لینا پڑتی ہے بدرجۂ اولیٰ شرط ہونی چاہئیں۔ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے یعنے جن گواہوں کو تم پسند کرو (ان کی گواہی ہونی
چاہیئے) اور گواہ کے پسندیدہ ہونے کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ
عادل ہو اور صاحب مروت ہو۔ اور منجملہ شروط استحقاق خلافت
کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ مجتہد ہو کیونکہ خلافت (بمعنے مذکورہ) متضمن
ہے عہدۂ قضا (کے فرائض) کو اور علوم دین کے زندہ رکھنے کو اور
امر معروف و نہی منکر کو یہ سب باتیں غیر مجتہد سے صورت پذیر نہیں
ہو سکتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قاضی تین قسم
کے ہیں ان میں سے ایک مستحق جنت ہے اور دو سزاوار جہنم۔ مستحق جنت
وہ قاضی ہے جو (ہر معاملہ میں اپنی پوری کوشش سے) حق کو دریافت
کرے اور اسی کے موافق حکم دے اور سزاوار جہنم وہ قاضی ہے جو

قرآن و حفظ سنت در کار نبود زیرا کہ عربیت ایشان بود و بغیر تحصیل نحو فہم کلام عربی می رسیدند و ہنوز احادیث متعارضہ ظاہر نشدہ و اختلاف سلف پدید نیامدہ بود۔ واز انجملہ آنست کہ قریشی باشد بحسب نسب آبائی خود زیرا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ صرف کردند انصار را از خلافت بایں حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ و ابوہریرہؓ و جابرؓ روایت میکنند اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِیْ ھٰذَا الشَّاْنِ وابن عمرؓ روایت میکند لَا یَزَالُ ھٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَا بَقِیَ مِنْھُمُ اثْنَانِ و معاویہ بن ابی سفیان روایت میکند ان ھٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَیْشٍ لَا یُعَادِیْھِمْ اَحَدٌ اِلَّا کَبَّہُ اللّٰہُ عَلٰی وَجْھِہٖ مَا اَقَامُوا الدِّیْنَ و غیر این طرق طرق دیگر ہم این حدیث را ثابت است بجہت اختصار برین قدر اکتفا نمودیم واختلاف کردہ اند در اشتراط کتابت جمعے اشتراط آن کردہ اند بملاحظہ آنکہ بسیارے از امور دینیہ موقوف است بر معرفت خط از علم کتاب و سنت و انشاء احکام و ابواب و بعض رد کردہ اند آنرا بآنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی بودند و حق آنست کہ برآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درین امر قیاس کی توان کرد دیگرے را

قرآن و حفظ حدیث کافی تھا۔ عربی خود ان کی (مادری) زبان تھی صرف و نحو وغیرہ حاصل کئے بغیر عربی کلام کو سمجھ لیتے تھے اور اس وقت تک متعارض حدیثیں بھی ظاہر نہ ہوئی تھیں نہ مسائل میں سلف کا اختلاف تھا (لہٰذا نصوص متعارضہ میں تطبیق کے طرق اور اقوالِ سلف کے علم کی ان کو ضرورت نہ تھی۔ اور منجملہ شروط (استحقاق) خلافت کے ایک شرط یہ ہے کہ خلیفہ قریشی ہو پدری نسب کے لحاظ سے کیونکہ ابوبکر صدیقؓ نے انصار کو خلافت سے یہی کہہ کر علیحدہ کیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلیفہ قریشی ہونا چاہیئے۔ اور (حضرت) ابوہریرہؓ اور (حضرت) جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ لوگ دین میں قریش کے تابع ہیں اور حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ یہ کام (خلافت کا) ہمیشہ قریش میں رہنا چاہیئے جب تک کہ دو قریشی بھی دنیا میں موجود ہوں اور (حضرت) معاویہ بن ابی سفیانؓ روایت کرتے ہیں کہ یہ کام (خلافت کا) قریش میں رہنا چاہیئے جب تک کہ وہ دین کو قائم رکھیں، جو شخص ان کی مخالفت کرے گا اللہ اس کو منہ کے بل گرا دے گا۔ یہ حدیث ان طرق کے علاوہ اور طریقوں سے بھی مروی ہے لیکن بغرض اختصار ہم نے اسی قدر پر اکتفا کی۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ (خلیفہ کے لئے) صفتِ کتابت کا جاننا شرط ہے یا نہیں بعض لوگوں نے اس کو شرط قرار دیا ہے اس خیال سے کہ بہت سے امور دینیہ کتابت جاننے پر موقوف ہیں۔ مثل علم قرآن و حدیث کے اور مثل تحریر فرامین و خطوط کے۔ اور کچھ لوگوں نے اس کے شرط ہونے کی تردید کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے (لہٰذا جب نبوت کیلئے کتابت کا جاننا شرط نہ ہوا تو خلافت کے لئے کیوں شرط ہوگی) مگر حق یہ ہے کہ اس معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی دوسرے کو قیاس نہیں کر سکتے (لیکن اتفاق

الیوم معرفت دین موقوف است بر شناختن خط و بسیارے از مصالح منوط بنوشتن بالجملہ چوں ایں شروط در شخصے موجود باشد مستحق خلافت شود و اگر او را خلیفہ سازند و خلافت را بدہند و عقد کنند خلیفۂ راشد شود و غیر مستجمع ایں شروط را اگر خلیفہ سازند سا عیان خلافت او عاصی گردند لیکن اگر تسلط یابد حکم او فیما یوافق الشرع نافذ باشد برائے ضرورت کہ برداشتن او از مسند خلافت اختلاف امت پیدا کند و ہرج مرج پدید آید

مسئلہ در طرق انعقاد خلافت۔ انعقاد خلافت بچہار طریق واقع می شود۔ طریق اول بیعت اہل حل و عقد است از علماء و قضات و امراء و وجوہ ناس کہ حضور ایشاں متیسر شود و اتفاق اہل حل و عقد جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آں ممتنع است و بیعت یک دو کس فائدہ ندارد زیرا کہ حضرت عمرؓ در خطبہ آخر خود فرمودہ اند فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلٰى غَيْرِ مَشُوْرَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يُتَابَعُ هُوَ وَلَا الَّذِيْ بَايَعَهٗ تَغِرَّةً اَنْ يُقْتَلَا و انعقاد خلافت حضرت صدیقؓ بطریق بیعت بودہ است طریق دوم استخلاف خلیفہ است

تو ظاہر ہے کہ اب آج کل دین کی معرفت کتابت جاننے پر موقوف ہے اور بہت سے مصالح لکھنے سے متعلق ہیں **الحاصل** جب یہ سب شرطیں کسی شخص میں پائی جائیں تو وہ مستحق خلافت سمجھا جائیگا اور اگر اس کو (اہل حل و عقد) خلیفہ بنائیں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرلیں تو وہ خلیفۂ راشد ہوگا اور اگر کسی ایسے شخص کو لوگ خلیفہ بنائیں جس میں یہ شرائط نہ پائے جاتے ہوں تو اس کی خلافت کے بانی گنہگار ہوں گے لیکن اگر (ملک پر) اس کا تسلط ہو جائے تو اس کے وہ تمام احکام جو خلاف شرع نہ ہوں نافذ ہوں گے بوجہ ضرورت کے کیونکہ (جبر تسلط کے) مسند خلافت سے اس کو اٹھا دینا اختلاف امت کا باعث بنے گا اور فتنہ و فساد برپا کریگا۔

مسئلہ (چہارم) خلافت منعقد ہونے کے طریقے۔ خلافت چار طریقوں سے منعقد ہوتی ہے۔

پہلا طریقہ اہل حل و عقد یعنے عالموں اور قاضیوں اور سرداروں اور نامور لوگوں کا بیعت کرلینا ہے۔ (انعقاد خلافت کے لئے صرف انہیں اہل حل و عقد کا بیعت کرلینا کافی ہے) جو کہ بآسانی موجود ہوسکیں تمام بلاد اسلامیہ کے اہل حل و عقد کا متفق ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ یہ محال ہے اور ایک دو آدمیوں کا بیعت کرلینا بھی (انعقاد خلافت کے لئے) مفید نہیں ہوسکتا کیونکہ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا ہے جس نے بدون مشورہ مسلمانوں کے کسی سے بیعت کی تو اس کی بیعت نہ کی جائے بخوف اس کے کہ یہ دونوں (بحکم شریعت) قتل کردیئے جائیں گے (یعنے بے مشورہ بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا)۔ **حضرت صدیق**ؓ کی خلافت کا انعقاد اسی پہلے طریقہ (یعنی اہل حل و عقد کے بیعت کرلینے) سے ہوا ہے۔

دوسرا طریقہ (انعقاد خلافت کا) خلیفہ کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنا دینا

یعنی خلیفۂ عادل بمقتضای نصح مسلمین شخصے را از میان مستجمعین شروط خلافت اختیار کند و جمع نماید مردمان را و نص کند باستخلاف وے و وصیت نماید باتباع وے پس این شخص میان سائر مستجمعین شرائط مخصوص پیدا کند و قوم را لازم است که همان را خلیفه سازند انعقاد خلافت حضرت فاروق رض همین طریق بود. طریق سوم شوریٰ است و آن آنست که خلیفه شائع گرداند خلافت را در میان جمعے از مستجمعین شروط و گوید از میان این جماعه هر کرا اختیار کنند خلیفه او باشد پس بعد موت خلیفه تشاور کنند و یکے را معین سازند و اگر برائے اختیار شخصے را یا جمعے را معین کند اختیار آن شخص یا همان جمع معتبر باشد و انعقاد خلافت ذی النورین همین طریق بود که حضرت فاروق رض خلافت را درمیان شش کس شائع ساختند و آخر عبد الرحمن بن عوف رض برائے تعیین خلیفه مقرر شد و وے حضرت ذی النورین را اختیار نمودند. طریق چهارم استیلاست چون خلیفه بمیرد و شخصے

جو خلافت کی شرطوں کا جامع ہو یعنی خلیفۂ عادل بمقتضائے خیرخواہی (اہل اسلام) ایک شخص کو ان لوگوں میں سے جو شرائط خلافت کے جامع ہوں منتخب کرلے اور لوگوں کو جمع کر کے (سب کے سامنے) اس کے استخلاف پر نص کردے اور (مسلمانوں کو) اس کے اتباع کرنے کی وصیت کرے پس یہ شخص (جس کو خلیفہ نے خلافت کے لئے منتخب کیا ہے) ان تمام لوگوں میں سے جو جامع شرائط (خلافت) ہیں مخصوص ہوجائے گا اور قوم کو لازم ہوگا کہ اسی شخص کو خلیفہ بنائے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انعقاد اسی طریقہ سے ہوا تھا۔

تیسرا طریقہ (انعقاد خلافت کا) شوریٰ ہے اور وہ یہ ہے کہ خلیفہ جامعین شرائط (خلافت) کی ایک جماعت میں خلافت کو دائر کردے اور کہہ دے کہ اس جماعت میں سے جس کو (اہل شوریٰ) منتخب کرلیں گے وہی خلیفہ ہوگا پس خلیفہ کی وفات کے بعد (اہل شوریٰ) مشورہ کریں اور (اس جماعت میں سے) ایک شخص کو (خلیفہ) معین کرلیں۔ اور اگر (خلیفۂ سابق) اس انتخاب کے لئے کسی (خاص) شخص کو یا کسی (خاص) جماعت کو مقرر کردے تو اسی شخص یا اسی جماعت کا انتخاب کرنا معتبر ہوگا (حضرت عثمان) ذی النورین کی خلافت کا انعقاد اسی طریقہ سے (ہوا) تھا کہ حضرت فاروق رض نے خلافت کو چھ آدمیوں کے درمیان دائر کردیا اور (حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد) آخر کو (ان چھ شخصوں میں سے کسی ایک کو) خلیفہ معین کرنے کے لئے عبدالرحمن بن عوف رض مقرر ہوئے اور انھوں نے حضرت ذی النورین کو (خلافت کے لئے) منتخب کیا۔

چوتھا طریقہ (انعقاد خلافت کا) استیلاء ہے (اس کی صورت یہ ہے کہ جب خلیفہ کی وفات ہوجائے اور کوئی شخص بغیر (اہل حل

متصدی خلافت گردد بغیر بیعت واستخلاف
و تھے دا برخود جمع سازد بایتلاف
قلوب یا بقہر و نصب قتال خلیفہ شود
و لازم گردد بر مردمان اتباع فرمان او
در آنچہ موافق شرع باشد. و این دو
نوع است یکے آنکہ شخص مستجمع شروط باشد
و صرف منازعین کند بصلح و تدابیر از غیر
ارتکاب محرمی و این قسم جائز است و
رخصت و انعقاد خلافت معاویہؓ بن ابی سفیان
بعد حضرت مرتضیٰؓ و بعد صلح امام حسنؓ
ازیں نوع بود۔ دیگر آنکہ مستجمع شروط نباشد
و صرف منازعین کند بقتال و ارتکاب
محرم و ایں جائز نیست و فاعل آں عاصی
است لیکن واجب است قبول احکام او
چوں موافق شرع باشد و اگر عمال
او اخذ زکوٰۃ کنند از ارباب اموال ساقط
شود و چوں قاضی او حکم نماید نافذ
گردد حکم او و ہمراہ او جہاد میتواں کرد
و ایں انعقاد بنا بر ضرورت است زیرا کہ در
عزل او فنائی نفوس مسلمین و فساد بسیار
و حرج شدید لازم می آید و یقین معلوم
نیست کہ ایں مشقت منتہی شود بصلاح
یا نہ محتمل کہ دیگرے بدتر از اول غالب شود
پس بارتکاب فتن کہ تیقن او متیقن است چرا
باید کرد برائے مصلحتے کہ موہوم است و محتمل

(عقد کے) بیعت کئے ہوئے اور (بغیر خلیفہ سابق کے) استخلاف
کے خلافت کو لے لے اور سب لوگوں کو تالیف قلوب یا جنگ وجبر
سے اپنے ساتھ کرے (تو یہ شخص) خلیفہ ہو جائے گا، اور اس کا جو فرمان
شریعت کے موافق ہوگا اس کی بجا آوری سب لوگوں پر لازم ہوگی
اور اس (چوتھے طریقے) کی دو قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ استیلاء
کرنے والا (خلافت کی) شرطوں کو جامع ہو اور بغیر ارتکاب کسی
ناجائز امر کے (صرف) صلح اور تدبیر سے مخالفوں کو (مزاحمت کی)
باز رکھے یہ قسم عند الضرورت جائز ہے (حضرت معاویہ بن ابی
سفیان کی خلافت کا انعقاد حضرت (علی) مرتضیٰ (کی وفات)
کے بعد اور (حضرت) امام حسنؓ کے صلح کر لینے کے بعد اسی طرح
سے (ہوا) تھا دوسری قسم یہ ہے کہ استیلاء کرنے والا خلافت کی
شرطوں کو جامع نہ ہو (اور خلافت میں) نزاع کرنے والوں کو ذریعہ
قتال اور ارتکاب فعل حرام کے (مزاحمت سے) باز رکھے یہ قسم
جائز نہیں ہے اور اس کا کرنے والا عاصی ہے لیکن اس خلیفہ کے
بھی ان احکام کو قبول کرنا واجب ہے جو شرع کے موافق ہوں اور
اس کے عامل اگر زکوٰۃ وصول کر لیں تو ان کے مالکوں سے (زکوٰۃ) ساقط
ہو جائے گی اور اس کے قاضیوں کا حکم نافذ ہوگا اور اس (خلیفہ)
کے ساتھ (شریک ہو کر) کافروں سے جہاد کر سکتے ہیں اور (چونکہ)
اس (قسم کی خلافت) کا انعقاد بوجہ ضرورت کے ہوا اس لئے اس
خلیفہ کو معزول نہ کریں گے) کیونکہ اس کے معزول کرنے میں مسلمانوں
کی جانیں تلف ہوں گی اور سخت فتنہ و فساد لازم آئے گا اور کچھ
یقین کے ساتھ معلوم نہیں کہ ان مصائب کا نتیجہ نیک ہو یا نہ ہو
(بلکہ) احتمال ہے کہ (اس پہلے (خلیفہ) سے بھی زیادہ بدتر کوئی
دوسرا شخص غالب ہو جائے پس ایک موہوم اور احتمالی مصلحت
کے لئے فتنہ کا ارتکاب کیوں کیا جائے جس کی قباحت یقینی ہو۔

نزد علی رضی اللہ عنہ متعین شد وغیر آنہ ورد تیاین
مسئلہ نکتہ (دیگر) باید فہمید اینجا سوالے متوجہ
میشود تقریرش آنکہ تو قائل باشی کہ خلافت حضرت
شیخین منصوص بود از آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پس احق بود خلافت صدیق رضی اللہ عنہ بہ بیعت
اہل حل وعقد وخلافت فاروق رضی اللہ عنہ باستخلاف
بر تو پس چگونہ درست آید جواب گوئیم مقصود
ما آن است کہ بنص آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم لازم شد خلیفہ ساختن حضرت
صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما در زمان مخصوص و بہ
ایشان متوجہ شدن و عقد خلافت
برائے ایشان بستن و امتثال امر ایشان
نمودن در آنچہ متعلق است بخلیفہ لیکن
وجود خلافت بالفعل بہ بیعت اہل حل و
عقد بود یا باستخلاف مثل آنکہ نماز فرض
شد بر زید در کلام ازلی و بنص شارع و تعلق
حکم وجوب بالفعل منوط گشت بدخول وقت
پس باعتبار حکمت اسباب وعلل نسبت کردہ
میشود انعقاد خلافت را بہ بیعت اہل حل وعقد
یا باستخلاف و ہمچنین بالیقین میدانیم کہ شارع
علیہ الصلوٰۃ والسلام نص فرمودہ است کہ
امام مہدی در زمان قیامت موجود خواہد شد
و وے عند اللہ و عند رسولہ امام برحق است

ذریعے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے لئے متعین ہو گئے (دیگر) ان کے قول
میں جو کچھ (ضعف) ہے وہ ہے۔[1] اس مسئلہ کے ضمن میں ایک نکتہ سمجھ
لینا چاہئے (وہ یہ کہ) اس موقع پر ایک اعتراض ہوتا ہے۔ اس کی تقریر
اس طرح پر ہے کہ (جب تم) اس بات کے قائل ہو کہ حضرات شیخین کی
خلافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے منصوص تھی (تو)
پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انعقاد اہل حل وعقد کی بیعت سے
اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انعقاد استخلاف سے (کہنا) کیونکر
صحیح ہوا (اس لئے کہ نص کے ہوتے ہوئے اہل حل وعقد کی بیعت یا
استخلاف کی ضرورت ہی کیا تھی) اس کا جواب ہم دیں گے کہ ہمارا
مقصود یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نص سے حضرت صدیق
اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کا مخصوص زمانہ میں خلیفہ بنانا اور ان کی طرف
رجوع کرنا اور ان کے لئے خلافت کو منعقد کرنا اور ان کے ان احکام
کی اطاعت کرنا جو خلیفہ ہونے کی حیثیت سے ان پر لازم ہو گیا تھا
لیکن خلافت کا بالفعل وجود میں آنا اہل حل وعقد کی بیعت سے
یا استخلاف سے ہوا مثال کے طور پر کلام ازلی میں اور شارع کی نص
سے زید پر (پہلے سے) نماز فرض ہو چکی ہے (لیکن) بالفعل (نماز کی)
فرضیت کے حکم کا (زید سے) متعلق ہونا (نماز کے) وقت آنے پر
موقوف ہوا (جیسا اسی طرح اگرچہ شیخین کی خلافت نص سے ثابت تھی
لیکن) اسباب وعلل کی حکمت کے اعتبار سے انعقاد خلافت کی نسبت
اہل حل وعقد کی بیعت یا استخلاف کی طرف کی جاتی ہے۔ اسی طرح
(مثلاً) ہم یقین جانتے ہیں کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس
بات پر نص فرمائی ہے کہ قیامت کے قریب امام مہدی ظاہر ہوں گے
اور وہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک امام برحق ہوں گے اور

[1] یہ ضعف یہ ہے کہ مشورہ میں یہ بات طے نہ ہوئی تھی کہ ان دونوں کا خلیفہ ہونا ضروری ہے کیونکہ پہلے عبدالرحمٰن بن عوف ... بعد مشورہ میں یہ بات طے ہو چکی تھی، بالفعل ان دونوں میں سے کسی ایک کو خلیفہ ہونا چاہیے حضرت مصنف کا مذہب قول اول کے موافق معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہاں پر کوئی اعتراض مصنف نے نہیں کیا

[illegible]

و پر خواہد کرد زمین را بعدل و انصاف چنانکہ
پیش ازوی پر شدہ باشد بجور و ظلم پس بایں
کلمات فرمودہ اند استخلاف امام مہدی را
واجب شد اتباع وے در آنچہ تعلق بخلیفہ
دارد چون وقت خلافت او آید لیکن این ہمہ
بالفعل نیست مگر نزدیک ظہور امام مہدیؑ و
بیعت با او میان رکن و مقام و از مشورہ قوم
برائے حضرت صدیقؓ و خلیفہ ساختن صدیقؓ
حضرت فاروقؓ را برائے خود و عزم کردن عبد الرحمن
بن عوفؓ بر تقدیم ذی النورین مستلزم آن نیست
کہ اینہا منصوص باشد بلکہ ظاہر آن است
کہ این بزرگان نصے یا اشارتے از شارعؑ
در دست آوردہ خود ساختہ اند و مشہور شد
درمیان مردم نسبت بایشان چنانکہ گویند
ابو حنیفہؒ این را واجب ساخت و شافعیؒ
این را واجب نمودہ است یا گویند
حضرت فاروقؓ این را حلال گردانید و
موعد تفصیل این سخن فصل سوم است ازین
رسالہ واللہ اعلم **مسئلہ** در بیان تحقیق
آنچہ بر خلیفہ واجب است از اقامت مصالح مسلمین

زمین کو عدل اور انصاف سے معمور کر دیں گے جیسا کہ ان سے پہلے ظلم و
جور سے بھر چکی ہوگی پس (شارعؑ نے فی ہذہ) اس بیان سے امام مہدیؑ کا
خلیفہ بنانا ظاہر فرما دیا ہے اور جب امام مہدیؑ کی خلافت کا وقت آئے گا
تو (شارعؑ کے اس ارشاد سے) امام مہدیؑ کی اتباع اُن امور میں واجب
ہوگی جو خلیفہ سے متعلق ہیں لیکن یہ باتیں ابھی بالفعل نہیں ہیں بلکہ امام
مہدیؑ کے ظاہر ہونے اور رکن[۱] اور مقام[۲] کے بیچ اُن کے ہاتھ پر بیعت
کر لینے کے وقت (ہوں گی) پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) حضرت صدیقؓ
کی خلافت کے لئے قوم کا مشورہ کرنا یا حضرت صدیقؓ کا اپنی طرف سے
حضرت فاروقؓ کو خلیفہ بنانا اور عبد الرحمن بن عوفؓ کا ذی النورین
کو (خلافت کے لئے) منتخب کرنا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ خلفائے
ثلٰثہ کے لئے (شارعؑ کی طرف سے) کوئی نص نہ ہو بلکہ ظاہر یہی ہے کہ ان
بزرگوں نے شارعؑ کے کسی اشارہ یا نص کو دستاویز بنایا ہے اور لوگوں
میں (خلیفہ بنانے کی) نسبت جو ان بزرگوں کی طرف مشہور ہو گئی ہے
(وہ ایسی ہی ہے) جیسا کہتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ نے اس کو واجب کیا اور
شافعیؒ نے اس کو واجب کیا یا کہتے ہیں حضرت فاروقؓ نے اس کو
حلال کیا (حالانکہ ابو حنیفہؒ یا شافعیؒ اپنی طرف سے واجب نہیں کرتے
بلکہ کسی نہ کسی دلیلِ شرعی کو دستاویز بناتے ہیں) اور اس بیان کی تفصیل
کا مقام اس کتاب کی تیسری فصل[۳] ہے واللہ اعلم۔
مسئلہ (پنجم) اُن امور کا بیان جو خلیفہ پر واجب ہیں از قسم اجرائے
مصالح اہلِ اسلام۔

[۱] رکن حجر اسود کو کہتے ہیں جو کعبہ مکرمہ کے ایک گوشہ میں جڑا ہوا ہے ۱۲ [۲] مقام ایک پتھر ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ تعمیر کر رہے تھے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کو ... تو ... اس پتھر پر کھڑے ہو جاتے ... یہ پتھر ... ہو کر سوار ہوتے اس پتھر پر ان کے دونوں پاؤں کے نشان بن گئے ... بھی کعبہ کے سامنے ... [۳] اصل فارسی مطبوعہ میں ... اب ... لکھا ہے ... مصنفؒ نے اس کتاب کو ابواب پر تقسیم نہیں کیا ... کوئی مضمون ... عنوان سے بیان کیا ... باب کا لفظ غلطی کو ... سمجھ کر بجائے اس کے لفظ فصل لکھ دیا گیا ... فصل سوم میں خلافت ... کہ مقصد میں ہونے چاہییں ... سب کو ... کے ساتھ ... نہیں آتا ... فقط

وحاصل و این مسئلہ نظر کردن ست در معنی خلافت
و دانستن مقدمات اقامت دین کہ بغیر آنہا اقامت
دین متصور نشود و تکمیلات او کہ بدون آنہا علی الکمل
وجہ تحقق نہ پذیرد واجب بر خلیفہ نگاہ داشتن
دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بر صفتے کہ بسنت
مستفیضہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت شد
واجماع سلف صالح بر آن منعقد گشتہ با انکار بر
مخالف و انکار را آں وجہ کہ لازم بود کہ قتل کند مرتدین
و زنادقہ را و زجر نماید مبتدعین را دیگر اقامت
ارکان اسلام نمودن از جمعہ و جماعات و زکوٰۃ
و حج و صوم چہ در محل خود بنفس خود اقامت
نماید و در مواضع بعیدہ نصب مساجد و مصلیان
را نصب فرماید و امیر الحج معین نماید و احیای
علوم دین کند بنفس خود قدر یکہ میسر
شود و مقرر سازد مدرسین را در ہر بلدے
چنانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عبد اللہ بن
مسعودؓ را با جماعت در کوفہ نشاند و معقل
بن یسارؓ و عبد اللہ بن معقلؓ را بہ بصرہ فرستاد
و فیصل کند میان اہل خصومت یعنی قضا
کند در دعاوی و نصب قضاۃ نماید
برائے آں و نگاہ دارد بلاد مسلمین را از شر
کفار و قطاع طریق و متغلبان و سرحدہای
دار الاسلام را با فواج و

اس مسئلہ کی اصل یہ ہے خلافت کے معنی میں غور کرنا اور دین قائم
رکھنے کے مقدمات کا جاننا یعنی جن کے بغیر دین کی اقامت متصور
نہیں ہو سکتی اور دین کے کامل کرنے والے امور کا جاننا جن کے بغیر
دین کامل طور پر تحقق پذیر نہیں ہو سکتا ان باتوں کو پیش نظر رکھنے
سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ پر دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
طرح محفوظ رکھنا واجب ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی سنت مستفیضہ سے ثابت ہو اور سلف صالحین کا اجماع اس پر
منعقد ہو چکا ہو اس کے ساتھ مخالف پر انکار کرنا (بھی خلیفہ پر واجب
ہے) اور اس کی صورت یہ ہے کہ مرتدوں اور زندیقوں کو قتل کرے
اور مبتدع لوگوں کو سزا دے۔ نیز (خلیفہ پر واجب ہے کہ) اسلام
کے ارکان یعنے جمعہ اور جماعت اور زکوٰۃ اور حج اور صوم کو قائم
کرنا اس طرح کہ اپنے مقام پر بذات خود ان ارکان کو قائم کرے
اور مقامات بعیدہ میں مسجدوں کے امام اور صدقہ تحصیل کرنے والے
مقرر فرمائے اور امیر الحج[1] مقرر کرے اور نیز خلیفہ پر واجب ہے کہ
جس قدر ہو سکے بذات خود علوم دینیہ کو زندہ رکھے اور ہر شہر میں
مدرسین مقرر کرے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن
مسعودؓ کو (صحابہؓ کی) ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں (علم دین تعلیم
کرنے کے لئے) مقرر کیا اور معقل بن یسارؓ اور عبد اللہ بن معقلؓ کو بصرہ
میں (علوم دینیہ سکھانے کے لئے) بھیجا اور نیز (خلیفہ پر واجب ہے
کہ) اہل خصومت کے درمیان تصفیہ کرے یعنی دعووں کا فیصلہ
کرے اور (نیز) اس کام کے لئے قاضیوں کو مقرر کرے اور نیز (خلیفہ
پر واجب ہے کہ) بلاد اسلامیہ کو کافروں اور رہزنوں اور غاصبوں
سے محفوظ رکھے اور دار الاسلام کی سرحدوں کو فوجوں سے اور

[1] امیر الحج اس سردار کو کہتے ہیں جو حج کے مجمع میں حج کے انتظام کا ذمہ دار ہو۔ [illegible] سب سے پہلے جو شخص امیر الحج بنا
گیا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے خود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امیر الحج بنا کر مدینہ منورہ سے بھیجا تھا۔

آلات جنگ مشحون سازد و جہاد نماید بنفس خود یا بنفس خود ... برتیب دہد جیوش را و فرض کند زراتب ... برائے مقاتلہ واخذ جزیہ وخراج وقسمت آن بر غزاۃ بعمل آرد و تقدیر عطایائے قضاۃ ومفتیان و مدرسان و واعظان وائمہ مساجد باجتہاد خود نماید بغیر اسراف و تقتیر و نائب گیرد در کارہا امنا و اہل نیکو خواہی را ہمیشہ در تفحص احوال رعیت وانواع ومراء امصار و جیوش خبر تو ... قضاۃ وغیر ایشان متعہد باشد تا خیانتے وحیفے در میان نیاید و سپردن کارہائی بکفار اصلا درست نیست حضرت عمر ازیں امر ابی شدید فرمودہ اند اخرج شیخ الشیوخ فی العوارف السہروردی کما مر ... فی العوارف عن وثیق الرومی قال کنت مملوکا لعمر فکان یقول لی اسلم فانک ان اسلمت استعنت بک علی امانۃ المسلمین فانہ لا ینبغی لی ان استعین علی امانتہم بمن لیس منہم قال فابیت فقال عمر لا اکراہ فی الدین فلما حضرتہ الوفاۃ اعتقنی فقال اذہب حیث شئت۔ ایں است بیان آنچہ واجبست بر خلیفہ بطریق اختصار و ایجاز

آلات جنگ سے معمور رکھے اور دشمنان خدا سے جہاد کرے خواہ بنفس نفیس خواہ رفقا اور لشکروں کو مرتب کرے اور مجاہدین کے لئے وظیفہ مقرر کرے اور جزیہ[1] و خراج وصول کرے اور اس کو غازیوں میں تقسیم کرے اور قاضیوں اور مفتیوں اور مدرسوں اور واعظوں اور مساجد کے اماموں کے مشاہرے کی مقدار اپنی رائے سے بغیر اسراف[2] و بخل کے تجویز کرے اور کاروبار میں اچھے امانت داروں اور خیر خواہوں کو نائب بنائے اور رعایا اور لشکروں اور امراء شہر اور غازیوں کی فوجوں اور حکام وغیرہ کے حالات کی خبر داری رکھے تاکہ خیانت اور ظلم نہ ہونے پائے اور مسلمانوں کے کام کافروں کو سپرد کرنا ہرگز درست نہیں ہے حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اس امر سے سخت ممانعت فرمائی ہے (چنانچہ) شیخ الشیوخ عارف سہروردی قدس سرہٗ نے عوارف میں وثیق رومی (نصرانی) سے روایت کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کا غلام تھا پس وہ مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ (اے وثیق!) اسلام قبول کرلے کیونکہ اگر تو مسلمان ہو جائے گا تو میں تجھ سے مسلمانوں کے کام میں مدد لیا کروں گا اس لئے کہ یہ جائز نہیں ہے کہ میں مسلمانوں کے کام میں اس شخص سے مدد لوں جو مسلمانوں میں سے نہ ہو۔ وثیق رومی کہتے ہیں کہ میں نے اسلام لانے سے انکار کیا پس حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ دین میں زبردستی نہیں ہے پھر جب حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے مجھ کو آزاد کر دیا اور فرمایا کہ جہاں تیرا جی چاہے چلا جا۔ یہ ان امور کا مختصر بیان ہے جو خلیفہ پر واجب ہیں۔

[1] ابتدائی جہاد ہے جس کی ابتدا خود مسلمانوں کی طرف سے ہو اور اگر ابتدا کافروں کی طرف سے ہو تو اس کو دفاع کہتے ہیں [2] جزیہ اس مال کو کہتے ہیں جو کافروں سے بوجہ ان کے کفر کے لیا جائے اس مال کی وجہ سے قتل کی جان و مال مسلمانوں کی ذمہ داری میں آجاتے ہیں جزیہ کی مشروعیت ... میں ہوئی ... خراج وہ مال ہے جو زمین کا حق قرار دیا گیا ہو وہ زمین اگر مسلمان کے پاس ہو تو بھی خراج ... [3] اسراف حاجت سے زیادہ خرچ کرنے کو کہتے ہیں اور بخل حاجت سے کم خرچ کرنے کو

مسئلہ در بیان آنچہ بر رعیت واجب است از اطاعت خلیفہ لازم ست بر مسلمین ہرچہ امر فرماید خلیفہ از مصالح اسلام و آنچہ مخالف شرع نباشد خواہ خلیفہ عادل باشد خواہ جائر و اگر قوم در مذاہب مجتہد فیہا مختلف باشند و خلیفہ حکم فرماید بامرے کہ مجتہد فیہ ست غیر مخالف کتاب و سنت مشہورہ و اجماع سلف و قیاس جلی واضح الثبوت لازم است سمع و تنفیذ آن بمقتضای تفصیلے او وفق ہرچند موافق مذہب محکوم علیہ نباشد و حرام ست خروج بر سلطان بعد از آنکہ مسلمین بر وی مجتمع شدند مگر آنکہ کفر بواح از وی دیدہ شود اگرچہ آں سلطان مستجمع شروط نباشد و خروج بر خلیفہ بسہ نوع تواند بود یکے آنکہ خلیفہ کافر شود بانکار ضروریات دین والعیاذ باللہ درین صورت واجب است خروج بر وی و قتال با وی و این قتال از اعظم انواع جہاد ست تا اسلام متلاشی نگردد و کفر غالب نشود دیگر آنکہ خروج کنند براے نہب اموال و قتل نفوس و تحلیل فروج بغیر تاویل شرعی سیف را حکم سازد نہ قانون شرع را حکم ہیں جا حکم قطع طریق ست دفع کردن ایشاں و از ہم متفرق ساختن جماعت ایشاں واجب است سوم

مسئلہ (ششم) اس بیان میں کہ رعایا پر خلیفہ کی اطاعت لازم ہے: مصالح اسلام کے متعلق خلیفہ جو کچھ حکم فرمائے اور نیز اس کا جو حکم شرع کے مخالف نہ ہو (اس کی بجا آوری) مسلمانوں پر لازم ہے خواہ خلیفہ عادل ہو یا ظالم۔ اور اگر لوگ مذہب کے فروعات میں مختلف ہوں اور خلیفہ کسی ایسی بات کا حکم دے جو اجتہادی ہے اور کتاب اور سنت مشہورہ اور اجماع سلف کے مخالف نہیں ہے۔ اور نیز (اس قیاس جلی[1] کے مخالف نہیں ہے جو واضح الثبوت ہے) اس پر بھی ہے تو خلیفہ کی اس بات کو سننا اور اس کے حکم کے موافق چلنا لازم ہے گو یہ (خلیفہ کا یہ حکم) اس شخص کے مذہب کے موافق نہ ہو (جس کو خلیفہ نے حکم دیا ہو)۔

کسی سلطان (کی حکومت) پر مسلمانوں کے متفق ہو جانے کے بعد اس سلطان سے بغاوت کرنا حرام ہے اگرچہ وہ سلطان خلافت کی شرطوں کا جامع نہ ہو مگر اس صورت میں کہ اس سے صریح کفر ظاہر ہو۔ خلیفہ سے بغاوت کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خلیفہ ضروریات دین کے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہو جائے (العیاذ باللہ) (اور اس وجہ سے وہ اہل سیف سے مقابلہ کرے تو یہ مقابلہ کرنے والے حق پر ہوں گے کیونکہ) پس اس صورت میں خلیفہ پر چڑھائی کرنا اور اس سے جنگ کرنا واجب ہے اور یہ قتال اعلیٰ قسم کا جہاد ہے تاکہ (خلیفہ کے کافر بن جانے سے) اسلام پراگندہ اور کفر غالب نہ ہو جائے۔ دوسری صورت خلیفہ سے بغاوت کرنے کی یہ ہے کہ لوگ بغیر دلیل شرعی کے مال لوٹنے اور لوگوں کے قتل کرنے اور زنا کاری کی غرض سے بغاوت کریں اور تلوار کو حکم بنائیں نہ کہ قانون شرع کو ان لوگوں کا حکم ڈاکوؤں اور راہزنوں کا ہے ان لوگوں کا دفع کرنا اور ان کی جماعت کو منتشر کر دینا واجب ہے۔ تیسری صورت خلیفہ سے بغاوت کی

[1] قیاس جلی وہ قیاس ہے جس کی علت ظاہر ہو اور جس کی علت ظاہر نہ ہو اس کو قیاس خفی کہتے ہیں [illegible]

[illegible]

صبر نماید و آفاتے را کہ بر سر وے می گذرد از آفات سماویہ شمرد و دست از قتال باز دارد، و از انواع جہاد است امر کردن خلیفہ بمعروف و نہی او از منکر بغیر خروج بسیف و باید کہ بلطف باشد نہ بعنف و در خلوت باشد نہ علی الجلوۃ، فتنہ بر نینگیزد و چوں معنی خلافت و شروط خلیفہ و آنچہ متعلق است بخلافت دانستہ شد وقت آں رسید کہ باصل مقصود عود کنیم اثبات خلافت خاصہ برائے خلفائے اربعہ از اجلی بدیہیات است چوں مفہوم خلیفہ و شروط او در ذہن تصور نمائیم و از احوال خلفائے اربعہ آنچہ مستفیض شدہ تدبر نمائیم بالبداہۃ ثبوت شروط خلافت در ایشاں و ظہور مقاصد خلافت باکمل وجہ از ایشاں ادراک کردہ میشود اگر خفائے در ثبوت خلافت ایشاں ہست باعتبار اخذ معانی دیگر است در مفہوم خلافت چنانکہ شیعہ عصمت و وحی باطنی در امام شرط می کنند و الا وجود اسلام و عقل و بلوغ و حریت و ذکورت و سلامت اعضاء و قرشیت دریں بزرگاں محل بحث عاقلے نمی تواند بود و ہیچ عاقلے انکار نمی تواند کرد کہ مقاتلہ اہل ردت و فتح بلاد عجم و بلاد روم و مدافعت جیوش کسرے و قیصر

ذکرے بلکہ صبر کرے اور جو آفتیں اس کے سر پر آئیں ان کو آسمانی آفتیں سمجھے اور لڑائی سے دستکش رہے۔ تلوار کے ساتھ چڑھائی کئے بغیر اگر کوئی شخص خلیفہ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرے تو یہ جہاد کی اعلیٰ قسم ہے اور چاہیئے کہ (خلیفہ کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر) نرمی کے ساتھ ہو سختی کے ساتھ نہیں اور خلوت میں ہو سب کے سامنے نہیں تاکہ فساد نہ اُٹھے۔ جب خلافت کے معنی اور خلیفہ کی شرطیں اور خلافت کے متعلقات معلوم ہوچکے تو اب وقت آگیا کہ ہم اصل مقصد کی طرف رجوع کریں۔ **خلفائے اربعہ** کے لئے خلافت خاصہ کا ثابت ہونا اجلیٰ بدیہیات میں سے ہے (کیونکہ جب ہم خلیفہ کا مفہوم اور اس کی شرطیں ذہن میں لاتے ہیں اور خلفائے اربعہ کے حالات پر جو بسند مستفیض معلوم ہوئے ہیں نظر ڈالتے ہیں تو بدیہی طور پر خلافت کی شرطوں کا ان میں پایا جانا اور خلافت کے مقاصد کا اکمل طور پر ان سے ظاہر ہونا واضح ہوجاتا ہے) اور کسی طرح کا خفا باقی نہیں رہتا اور اگر خلفائے اربعہ کی خلافت کے ثبوت میں کوئی پوشیدگی ہے تو وہ خلافت کے مفہوم میں (معنی مذکورہ کے علاوہ) دوسرے معانی شامل کرنے کی وجہ سے ہے جیسے کہ شیعہ عصمت اور وحی باطنی[1] کو امام کے لئے شرط کرتے ہیں ورنہ اسلام اور عقل اور بلوغ اور حریت اور ذکورت اور سلامتی اعضاء اور قرشیت کا ان بزرگوں (یعنی خلفائے اربعہ) میں پایا جانا کسی عاقل کے لئے محل بحث نہیں ہوسکتا اور (نیز) کوئی دانشمند اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ مرتدوں سے جنگ کرنا اور بلاد عجم اور بلاد روم کو فتح کرلینا اور کسرےٰ اور قیصر کے لشکروں کو

[1] حضرت مصنفؒ نے بمقتضائے کرم طبعی صرف وحی باطنی پر اکتفا کی ورنہ شیعہ تو اپنے ائمہ میں نبوت سے بھی بالاتر اوصاف کا دعویٰ کرتے ہیں اور صاف صاف کہتے ہیں کہ ائمہ کا رتبہ انبیائے سابقین سے زیادہ ہے وحی باطنی کا ثبوت تو شیعوں کی ہر کتاب میں موجود ہے حتیٰ کہ اصول کافی میں بھی کئی باب ہیں جن میں فرشتوں کا ائمہ کے پاس آنا اور تعلیم شرعیہ کا مختلف طریقوں سے ذہن میں ڈالنا مروی ہے۔

[illegible] بر اعمال ایشاں بودہ است در
فی ہذا کفایۃ لمن اکتفے و شیعہ بایں
قدر خود قائل اند کہ حضرات شیخین رض
خلافت را از دست حضرت مرتضیٰ بغصب
بردند و آں متصور نیست الا باکمال جرأت
و تدبیر و استیلاف ناس باخود پس
شجاعت و رائے و کفایت را قائل شدند
از آں جہت کہ قصد نکردند باقی ماند
شرط اجتہاد و عدالت در تاویل خلفاء سے
باید تامل کرد و در قضایائے ایشاں و مناظرات
ایشاں خوض می باید نمود تا اجتہاد ایشاں
اظہر من الشمس شود و تا حال ہیچ کس از
مخالفاں بر دامن ایشاں فسق ظاہر نہ بستہ
است ہر زرائے کہ خائیدہ اند مرجع
آں مختلف فیہ است کہ جمہور اسلام
آں را نے دانند الا ہمیں فرقہ قاتلہم
اللہ بعدلہ پس اثبات خلافت
برائے ایشاں بمعنے مذکور مستغنی است از
برہان و آنچہ درین باب مطلوب
می شود تجرید معنے اوست از معانی دیگر

شکست دینا انہی خلفاء کی تدبیر اور انہی کے حکم سے ہوا ہے اور کفایت
کرنے والے کے لئے اس قدر کافی ہے۔ اور یہ تو خود شیعوں کا قول ہے
کہ حضرات شیخین رض نے خلافت کو حضرت (علی) مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ)
سے غصب کر لیا تھا اور (جب کہ) خلافت کا غصب کر لینا بدون
جرأت اور تدبیر اور لوگوں کی تالیف کے متصور نہیں ہو سکتا (تو
شیعہ اپنے اس قول سے شیخین رض کی) شجاعت اور رائے اور کارگزاری
کے قائل ہو گئے (اور لطف یہ کہ) اس وجہ سے (قائل ہوئے) کہ انہوں
نے اس کا قصد (بھی) نہیں کیا (بلکہ ان کا مقصود دوسرا تھا) باقی
رہی اجتہاد اور عدالت کی شرط (تو توبت اجتہاد معلوم کرنے
کے لئے) خلفاء کے اقوال میں غور کرنا چاہیئے اور ان کے فیصلے اور
مناظرات میں خوض کرنا چاہیئے تاکہ ان کا اجتہاد اظہر من الشمس ہو جائے
اور (خلفاء کی عدالت کے ثبوت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ) اب
تک مخالفوں میں سے کسی نے ان کے (مقدس) دامن پر فسق ظاہری کا
داغ نہیں لگایا (بلکہ جو کچھ ژاژ خائی کی ہے اس کا مرجع ذکر کی
ذکر کی) مختلف فیہ امر ہے کہ سوا اس فرقہ (شیعہ) (قاتلہم
اللہ بعدلہ) کے جمہور اہل اسلام اس کو جانتے ہی نہیں
پس ان خلفاء کے لئے خلافت بمعنے مذکور کا ثابت ہونا برہان
سے مستغنی ہے بلکہ جو کچھ اس مقام میں ضروری ہے (وہ صرف
یہی ہے) کہ خلافت کے معنے کو دوسرے معانی سے (مثل عصمت
وغیرہ کے جو شیعوں نے شامل کئے ہیں) علیحدہ رکھا جائے

لہ بلکہ واقعات سے بھی ہو کر متعصب سے متعصب شیعوں نے حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے تبع شریعت ظاہری ہونیکا اقرار کیا ہے چنانچہ
علم الہدیٰ کی کتاب شافی میں حضرات خلفائے ثلثہ کی نسبت لکھتے ہیں [illegible] نہج البلاغہ میں
لکھتے ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]

و تقریر شروط خلافت و بیان مقاصد نصب خلیفہ لا غیر و این امور بتوفیق اللہ تعالیٰ در این مجالس بیان ساختیم والحمد للہ رب العالمین

اور خلافت کی شرطوں کو اور تقرر خلیفہ کے مقاصد کو بیان کر دیا جائے۔ بس ان سب امور کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس مجالس[1] میں ہم نے بیان کر دیا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

پہلی فصل ختم ہوئی

[1] یہ پورا مقدمہ بے عجلت سے لکھا ہوا ہے یہ پوری کتاب ازالۃ الخفاء جو مصنف قدس سرہ نے ... کتاب لکھی کسی غیر معمولی عجلت کے ساتھ لکھی ہے
اسی وجہ سے اس کو مجمل فرمایا

فصل دوم

در لوازم خلافت خاصہ

در حدیث وارد شدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند کہ چند گاہ نبوت و رحمت خواہد شد بعد ازاں خلافت و رحمت بعد ازاں ملک عضوض[1] بعد ازاں جبریت و عتو و در بعض روایات خلافت برمنہاج نبوت واقع شدہ و نیز بثبوت رسیدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ و خدائے عزوجل در چندیں آیت از قرآن عظیم باوصاف و علامات خلفائے کہ در کار ایشاں رضا و محبوبیت است توضیح و تصریح فرمود از انجملہ آیت اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ و آیہ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ و آیہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ و آیہ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ

فصل دوم

خلافتِ خاصہ کے لوازم یعنی اُن اوصاف (کے بیان) میں (جو خلافتِ خاصہ کیلئے ضروری ہیں)

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ کچھ زمانہ تک نبوت اور رحمت رہے گی اس کے بعد خلافت اور رحمت اس کے بعد ملک عضوض[1] اس کے بعد جبر و ظلم اور بعض روایات میں بجائے "خلافت و رحمت" کے "خلافت برمنہاج نبوت" (کا لفظ) واقع ہوا ہے۔ اور نیز ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ میرے بعد خلافت تیس برس رہیگی۔ اور خدائے عزوجل نے قرآن عظیم کی متعدد آیتوں میں اُس خلافت کی علامتوں اور صفتوں کی توضیح اور تصریح فرمادی ہے جو (خدا کی) نہایت پسندیدہ و محبوب ہے از انجملہ یہ آیت ہے (ترجمہ) وہ لوگ (جیسے مہاجرین عموماً) ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں حکومت دیں (اور مرتبہ سلطنت پر پہنچا دیں) تو یہ لوگ نماز کو قائم رکھیں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے اور (از انجملہ) یہ آیت ہے (ترجمہ) وعدہ دیا ہے اللہ نے ان لوگوں کو جو ایمان لاچکے تم میں سے اور نیک کام کرچکے کہ ضرور ضرور ان کو خلیفہ بنائے گا۔ اور (از انجملہ) یہ آیت ہے (ترجمہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں اور (از انجملہ) یہ آیت ہے (ترجمہ) اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائیگا تو

[1] ملک عضوض کا لفظی ترجمہ کاٹنے والی بادشاہت ہے جس میں خلافت راشدہ کے سے پاکیزہ صفات نہ ہوں گی بلکہ اس میں اقتدار کی ہوس شامل ہوگی!!

یحبونہ یأتی اللہ بقوم یحبہم و
یحبونہ الی غیر ذالک من الآیات . و
صحابہؓ در وقت مشاورہ در تعیین خلیفہ
بر بعض اوصاف نطق نمودہ اند چنانکہ
گفتند احق بہذا الامر و توفی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وھو عنہم راض از استقراء این دلائل
صفت چند مفصل می شود زیادہ از
اوصاف کہ در خلافت عامہ گذشتہ
دریں فصل می خواہیم کہ آن اوصاف
را بر شمریم و ثبوت آنہا در خلفاء
اربعہ رضوان اللہ علیہم بیان کنیم و
باستیعاب عالی لوازم خلافت خاصہ مقرون
بقرشیت نسب تفسیر کردہ است قتادہ
شیخ اہل بصرہ از تابعین حواریت را
قال معمر قال قتادۃ الحواریون کلہم من
قریش ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حمزۃ و
جعفر و ابوعبیدۃ و عثمان بن مظعون و
عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص
و طلحۃ والزبیر و فسّر قتادۃ فیما روی عنہ
نوح بن قاسم الحواریین الذین تصلح لہم
الخلافۃ کذا فی استیعاب ابن عبدالبر و حاصل
عند استیعاب این اوصاف ست کہ

(کچھ پرواہ نہیں) عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگ پیدا کردے گا جن کو
وہ دوست رکھے گا اور وہ اس کو دوست رکھیں گے۔ ان کے علاوہ
اور بہت سی آیتیں ہیں (جن میں خلافت خاصہ کی صفتیں اور علامتیں
مذکور ہیں) اور خلیفہ مقرر کرنے کے مشورہ کرتے وقت صحابہؓ
نے (بھی خلافت خاصہ کے) بعض اوصاف بیان کئے ہیں جیسا کہ
(مشورہ کے وقت بعض صحابہؓ نے) خلافت کا زیادہ مستحق ان لوگوں
کو بتایا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک خوش رہے
رہے۔ ان دلیلوں میں غور کرنے سے (خلافت کے) چند ایسے اوصاف
معلوم ہوتے ہیں جو ان اوصاف کے علاوہ ہیں جن کا ذکر خلافت عامہ
(کے بیان) میں ہو چکا ہم چاہتے ہیں کہ اس فصل میں ان اوصاف کی
تفصیل کریں اور خلفائے اربعہ رضوان اللہ علیہم میں ان اوصاف کو
پایا جانا بیان کریں۔ اور حواری کا لفظ جو اکابر صحابہؓ کی نسبت حدیث
میں ہے اس سے بھی لوازم خلافت خاصہ کا ان میں پایا جانا ثابت
ہوتا ہے۔ چنانچہ قتادہ تابعی نے جو اہل بصرہ کے شیخ تھے حواریت
کی تفسیر لوازم خلافت کو قرشیت کے ساتھ مقید کر کے کی ہے۔ معمر کہتے ہیں
کہ قتادہؓ نے کہا کہ حواری قریش میں سے ہیں (یعنی) ابوبکر اور عمر
اور عثمان اور علی اور حمزہ اور جعفر اور ابوعبیدہ اور عثمان بن مظعون
اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ اور زبیرؓ
نوح بن قاسم نے قتادہؓ سے جو روایت کی ہے اس میں
قتادہؓ نے حواری کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ حواری وہ لوگ ہیں
جن کے لئے خلافت خاصہ صحیح ہو۔ اسی طرح ابن عبدالبر کی کتاب
استیعاب میں ہے کہ
(خلافت خاصہ کے لئے) ان اوصاف کے اختیار کرنے میں دراصل بیعت

سلہ حواری کا وہ حواری ہوتا ہے جس کے معنے سفید کرنا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مددگار چونکہ کپڑے کو سفید کرتے تھے دھوبی کا پیشہ کرتے تھے اس لئے حواری ان کو کہا جاتا تھا مگر اس کے بعد ہر مددگار پر اس کا اطلاق ہونے لگا

نکتہ است نکتۂ نخستین آنکہ نفوس قدسیہ انبیاء علیہم السلام در غایت صفا و علو فطرت آفریدہ شدہ اند و از حکمت الٰہی بہمان صفا و علو فطرت مستوجب وحی گشتہ اند و ریاست عالم بایشان ملحق شدہ قال اللہ تعالیٰ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ و از میان امت جمعے ہستند کہ جوہر نفس ایشان قریب بجوہر نفوس انبیاء مخلوق شدہ و ایں جماعت در اصل فطرت خلفاء انبیاء اند در امت بمثال آنکہ آئینہ از آفتاب اثرے قبول میکند کہ خاک و چوب و سنگ را میسر نیست ایں فریق کہ خلاصہ امت اند از نفس قدسیہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بوجہے متاثر میشوند کہ دیگران را میسر نمی آید و آنچہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرا گرفتہ اند بشہادت دل فرا گرفتہ اند گویا دل ایشان آن چیزہا را اجمالاً ادراک کردہ بود و کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرح و تفصیل آن معانی اجمالی نمود و بعد از ایشان جماعت دیگر اند پایہ بپایہ فرود تر تا آنکہ نوبت بعوام مسلمین آید پس خلافت خاصہ آن است کہ ایں شخص

رکھتے ہیں۔

پہلا نکتہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے نفوس قدسیہ نہایت صاف اور اعلیٰ فطرت[1] پر پیدا کئے گئے ہیں اور وہ اسی صفائی اور علو فطرت کی وجہ سے حکمت الٰہی میں نزول وحی کے مستحق ہوئے ہیں اور عالم کی ریاست ان کو تفویض ہوئی ہے (یعنی آدمیوں میں جس کا نفس ایسا پاک اور صاف ہوتا ہے اس کو خدا ہی جانتا ہے جیسا کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ترجمہ) اللہ زیادہ جانتا ہے جس (نفس) میں اپنی رسالت رکھتا ہے۔ اور امت میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا جوہر نفس (صفائی اور علو فطرت میں) انبیاء کے جوہر نفوس کے قریب پیدا کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ اصل فطرت کے اعتبار سے امت میں انبیاء کے خلیفہ ہوتے ہیں (اور ان لوگوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جس طرح آئینہ آفتاب سے وہ اثر قبول کرتا ہے جو مٹی اور لکڑی اور پتھر کو میسر نہیں (اسی طرح) یہ لوگ جو خلاصہ امت ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس قدسی سے ایسا اثر پذیر ہوتے ہیں جو دوسروں کو میسر نہیں ہو سکتا اور (یہ لوگ) جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرتے ہیں دل شہادت سے حاصل کرتے ہیں گویا ان کے دلوں نے (خود ہی) ان باتوں کو اجمالاً ادراک کر لیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام نے ان اجمالی معانی کی شرح و تفصیل کر دی (پھر) ان لوگوں کے بعد مرتبہ بمرتبہ تنزل ہوتے ہوتے اور دوسرے گروہ ہیں یہاں تک کہ (سب سے اخیر میں) عوام مسلمین کی نوبت آتی ہے پس خلافت خاصہ وہ ہے کہ یہ شخص (یعنی خلیفہ)

[1] لفظ فطرت اس حالت و کیفیت کو کہتے ہیں جو خدا کی طرف سے ہر شخص کو ملتی ہے یہ حالت کسب سے حاصل نہیں ہو سکتی ہاں کسی سبب سے زائل ہو سکتی ہے یہی یہاں مراد ہے اور کبھی فطرت کا اطلاق معرفت الٰہی پر ہوتا ہے جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یعنی معرفت الٰہی کی قوت ہر شخص کو عنایت ہوتی ہے مگر صحبت بد اس قوت کو بے کار کر دیتی ہے۔

چنانکہ در ظاہر حال رئیس مسلمین شود بحسب وضع طبیعیہ کہ مراتب استعدادات افراد بنی آدم است در صفا و علو فطرت از مثل ذلا مثل نیز رئیس است باشد تا ریاست ظاہر ہم دوش ریاست باطن گردد و ایں جماعت کہ بوضع طبیعی خلفائے انبیاء اند در شریعت مسمّی اند بصدیقین و شہداء و صالحین و ایں مضمون مستفاد میشود از دو آیہ کریمہ قال اللہ تعالیٰ علی لسان عبادہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ. وقال تبارک وتعالیٰ أُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا. پس دریں دو آیہ افادہ فرمود کہ مطلوب مسلمین و مسئول ایشاں در صلوات خویش و مطمح ہمم ایشاں در سلوک مراتب قرب موافقت با جماعۂ منعم علیہم است و مراد از منعم علیہم ایں چہار فریق اند و در جائے دیگر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ الیٰ ان قال إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ تیز اشارہ بہمیں معنے ست یعنی دلی عوام مسلمین افاضل ایشاں اند کہ باقامت صلوٰۃ و وصف محبیت و محبوبیت در قرآن متصف اند و ایں معنی را عبداللہ بن مسعود بیان کرد اخرج ابو عمر فی خطبۃ الاستیعاب عن ابن مسعودؓ

جس طرح ظاہر میں مسلمانوں کا رئیس ہے (اسی طرح) وضع طبیعی کے اعتبار سے [یعنے صفائی اور عالی فطرتی کی استعداد جس کے مراتب ہر انسان میں مختلف ہوتے ہیں کسی میں کم کسی میں زیادہ ان مراتب کے لحاظ سے] بھی اُمت کا رئیس ہو (یعنے) اس استعداد میں وہ سب سے فائق ہو، تاکہ ظاہری ریاست باطنی ریاست کے ہمدوش ہوجائے اور جو لوگ وضع طبیعی کے اعتبار سے انبیاء (علیہم السلام) کے خلیفہ ہیں وہ شریعت میں صدیقین اور شہداء اور صالحین کے لقب سے ملقب کئے گئے ہیں (چنانچہ) یہ مضمون ان دو آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے (پہلی آیت یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی زبان سے فرمایا ہے (ترجمہ) ہم کو سیدھی راہ کی ہدایت کر یعنے اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا۔ (دوسری آیت یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ترجمہ) یہ لوگ اُن لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا یعنے انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ بہت اچھے رفیق ہیں۔ پس ان دو آیتوں میں خدا نے ظاہر فرمایا ہے کہ نمازوں میں مسلمانوں کی دعا اور قرب الٰہی کے مراتب طے کرنے میں اُن کا مدعا (فی الحقیقت) اُن لوگوں کے ساتھ موافقت (حاصل کرنا ہے) جو منعم علیہم (وہ لوگ جن پر انعام کیا گیا) ہیں اور منعم علیہم سے یہی چار (یعنے انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین) مراد ہیں۔ اور دوسرے مقام پر (آیہ کریمہ) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِينِهِ تا إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ میں بھی اسی معنے کی طرف اشارہ ہے کہ عوام مسلمین کے ولی ان کے وہ فاضل ترین افراد ہیں جو نماز قائم کرنے والے اور (اللہ کے) محبوب اور محب ہونے وغیرہ کے وصف کے ساتھ متصف ہیں اس (نکتہ) کے اصل مغز کو عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا ہے (چنانچہ) ابو عمر نے استیعاب کے خطبہ میں ابن مسعودؓ سے

قال ان اللہ تعالیٰ نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاہ وبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلہم وزراء نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم یقاتلون عن دینہ ورواہ البیہقی مثل آن ذکر کردہ۔ الا انہ قال فجعلہم انصار دینہ ووزراء نبیہ فما راٰہ المؤمنون حسنا فہو عند اللہ حسن وما راٰہ قبیحا فہو عند اللہ قبیح وچنانکہ اولویت ایں فریق در خلافت متحقق است ہمچنیں اجتہاد ایں فریق اولیٰ واحق است از اجتہاد دیگراں و ہر وصفے از اوصاف مذکورہ علامات وخواص دارد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در بیان مناقب صحابہ گاہے نص فرمودہ اند باثبات ایں اوصاف در ایشاں وگاہے اثبات علامات وخواص تکون ابلغ من التصریح ادا کردہ

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام دلوں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو بہتر پایا پس ان کو برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد اور بندوں کے دلوں کو دیکھا تو تمام بندوں کے دلوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے دلوں کو بہتر پایا پھر صحابہؓ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا تاکہ وہ خدا کے دین کے لئے (کافروں سے) مقاتلہ کرتے رہیں۔ بیہقی نے بھی اسی کے مثل (حضرت ابن مسعودؓ سے) روایت کی ہے مگر انھوں نے (روایت کا آخری حصہ) اس طرح نقل کیا ہے کہ صحابہؓ کو اپنے دین کا انصار اور اپنے نبیؐ کا وزیر بنایا پس جس بات کو مومنین[1] (یعنی صحابہؓ) اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس بات کو قبیح جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے۔ (بیہقی کی روایت کا آخری حصہ اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ) جس طرح خلافت (کے استحقاق) میں اس گروہ (صحابہؓ) کی اولویت ثابت ہے اسی طرح اس گروہ (صحابہؓ) کا اجتہاد بھی دوسروں کے اجتہاد سے اولیٰ اور احق ہے۔ اوصاف مذکورہ میں سے ہر ایک وصف کے لئے علامات اور خواص ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے مناقب میں کبھی ان اوصاف کا پایا جانا صراحتاً ظاہر فرمایا ہے اور کبھی (ان اوصاف کے علامات اور خواص کا پایا جانا کنایۃً (جو تصریح سے زیادہ بلیغ ہے) بیان کیا ہے

[1] اس مقام پر اکثر لوگ دو غلطیاں کرتے ہیں اوّل یہ کہ اس حدیث کو مرفوع یعنی قول رسول سمجھتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے یہ حدیث موقوف ہے یعنی قول صحابی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ جو امور عقل سے نہ معلوم ہو سکیں ان میں صحابی کا قول حکم میں حدیث مرفوع کے ہوتا ہے۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ مومنین سے عام مومنین مراد لیتے ہیں اور ہزاروں بدعات بیہودہ کا حسن اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں حالانکہ یہاں بقرینۂ سیاق مومنین سے مراد صحابہ کرام ہیں یہ مرتبہ انہی کا ہے کہ وہ جس بات کو اچھی کہیں وہ اچھی جس کو بری سمجھیں وہ بری بشرطیکہ وہ بات مجتہد فیہ ہو ۱۲

نکتۂ دوم آنکہ خلیفۂ حقیقی پیغامبر مثل نی است که نائی آن را بدہان خود نہد بجہت بلند گردانیدن آواز و مانند آن و انشا نغمہ و تعیین کیفیت آن راجع است بنائی ہمچناں از تقاسیم رحمت الٰہی قصیب پیغامبر گشتہ و پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم قبل از مباشرت آن برفیق اعلیٰ پیوستہ بوجہے از وجوہ سببیۃ و واسطۃ آن معانی را بدست خلفاء اتمام ساختہ اند بحقیقت آن ہمہ راجع است بہ پیغامبر و ایشاں بمنزلۂ جوارح پیغامبر شدہ اند نا غیر پس خلافتِ خاصہ آنست کہ از خلیفۂ کار ہائے کہ نصیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و منسوب بایشان ست در قرآن عظیم و حدیث قدسی بدست وے سرانجام شود و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیابت او را تصریحاً و تلویحاً مرات کثیرہ اظہار فرمودہ باشند تا ہمہ کارہا در جرائد اعمال حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم رقم گردد و ایشاں را شرف وساطت حاصل نمودہ باشند چنانکہ آیۂ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ الآیہ۔ و ایں حدیث قدسی نیز شاہد آنست إِنَّ اللهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ[1] قَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حقیقی خلیفہ مثل بانسری کے ہے (یعنی جس طرح) کہ بانسری بجانے والا آواز بلند کرنے کے لئے بانسری کو اپنے منہ سے لگا لیتا ہے اور نغمہ سرائی اور اس کی خاص کیفیت بانسری بجانے والے کی طرف منسوب ہوتی ہے (نہ کہ بانسری کی طرف) اسی طرح رحمت الٰہی کے حصے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کو عمل میں لانے سے پہلے رفیق اعلیٰ کی طرف چلے گئے اور بطور سببیت و نیابت کے خلفاء کے ہاتھوں سے وہ کام پورے کئے گئے تو در حقیقت وہ سب کام پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف منسوب ہیں اور خلفاء بمنزلہ اعضائے پیغمبر کے سمجھے جاتے ہیں نہ کہ کچھ اور پس خلافت خاصہ یہ ہے کہ خلیفہ سے وہ کام سرانجام پائیں جو قرآن عظیم اور حدیث قدسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور (نیز) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (خلیفہ) کی خلافت کو صراحۃً و کنایۃً بہت مرتبہ ظاہر فرمایا ہو تاکہ تمام کام (جو خلیفہ کے) ذریعہ سے سرانجام پائیں (وہ سب) حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامہ میں درج ہوں اور خلفاء نے صرف وسیلہ ہونے کا شرف حاصل کیا ہو نہ کہ کچھ اور جیسا کہ آیۂ کریمہ (ترجمہ) یہ صفت ان کی ہے توریت میں اور انجیل میں ان کی یہ صفت ہے کہ وہ مثل اس کھیتی کے ہیں جس نے نکالا اپنا پٹھا (اس پر شاہد ہے) اور یہ حدیث قدسی بھی اس پر شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف نظر کی پس تمام زمین والوں کو عرب کو بھی عجم کو بھی ناپسند کیا سوا ایک جماعت کے اہل کتاب سے اور اللہ تعالیٰ نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) فرمایا کہ میں نے تم کو اس لئے مبعوث کیا ہے کہ تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے ذریعہ

[1] اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو کہتے ہیں نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے یہود و نصاریٰ اپنے دین میں تحریف کر چکے تھے اور بہت کم لوگ اپنے اصلی مذہب پر قائم تھے انہی کم لوگوں کو اس حدیث میں مستثنیٰ کیا ہے ۱۲

بلکہ روایۃ مسلم ۔ واین قصہ بیان میدہد کہ
حضرت داؤد علیہ السلام باقصی ہمت متوجہ
بنائی مسجد اقصیٰ گشتند وآن کار از دست
ایشان سرانجام نیافت لابد فرزندے را طلب
کردند کہ بر دست وے تمام شود وبعلاقہ آنکہ
وی حسنہ است از حسنات ایشان در جریدۂ
اعمال حضرت داؤدؑ ثبت گردد کہ داؤدؑ بانی
مسجد اقصیٰ است نکتہ سیوم آنکہ خلافت
امر خطیر است ونفوس آدم مجبول بر اتباع ہوا
وشیطان در بنی آدم جاری است مجری الدم
چون خلافت برائے شخص مستقر شود احتمال
دارد کہ جور پیش گیرد ودر مقاصد خلافت تہاون
صریح بعمل آرد وضرر این خلیفہ در امت
مرحومہ اشد باشد از ضرر ترک استخلاف وی
ودرین احتمال کثیر الوقوع است نمی بینی کہ
بادشاہان ہمہ الا ماشاء اللہ درین مہلکہ گرفتار
شدہ اند ومی شوند تا وقتے کہ این
احتمال بر انداختہ نشود بوعدۂ الٰہی
یا باوصافے کہ نزدیک حصول آنہا جور
وتہاون ممتنع عادی گردد وظن قوی
بعدل وقیام خلیفہ بامر ملت
ظہور رسد استخلاف این چنین
شخص خیر محض نباشد و
نفوس آدم باقسامت او
طمینان پیدا نکنند

ذریعہ سے خلق کی آزمائش کروں (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا
ہے) اور اسی کے مثل یہ قصہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نہایت
بلند ہمتی سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی طرف متوجہ ہوئے اور (جب) یہ
کام ان کے ہاتھ سے سرانجام نہ پایا (تو) ناچار ایک فرزند کی درخواست
کی تاکہ اس کے ہاتھ سے (مسجد کی تعمیر) تمام ہوجائے اور چونکہ وہ
فرزند حضرت داؤدؑ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے (اور نیکی کی نیکی
اصل شخص کی طرف منسوب ہوتی ہے لہٰذا ضروری ہوا کہ حضرت
داؤدؑ کے کارنامے میں یہ ثبت ہوجائے کہ (حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ
والسلام) مسجد اقصیٰ کے بنانے والے ہیں۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ خلافت ایک بڑا کام ہے (اور حالت یہ ہے
کہ) بنی آدم کے نفوس میں خواہشات نفسانیہ کی پیروی جبلی طور پر
پیدا کی گئی ہے اور انسان کے اندر شیطان مثل خون کے سرایت کئے
ہوئے ہے لہٰذا اگر خلافت رائے سے قائم ہو تو (اس کی نسبت) یہ
احتمال ہے کہ خلیفہ ظلم اختیار کرے اور خلافت کے مقاصد (پورا
کرنے) میں سستی کو کام لے اور (یہ ظاہر ہے کہ) ایسے خلیفہ کا ضرر
امت مرحومہ کے لئے اس کے نہ ہونے کے ضرر سے بھی زیادہ شدید ہے
اور یہ احتمال کثیر الوقوع ہے (کیا) تم نہیں دیکھتے ہو کہ تمام بادشاہ
الا ماشاء اللہ اس مہلکہ میں گرفتار ہوئے اور ہو رہے ہیں (پس) جب
تک وعدۂ الٰہی کی وجہ سے یا (خلیفہ میں) ایسے اوصاف (موجود
ہونے) کی وجہ سے جن کے ہوتے ہوئے (خلیفہ سے) ظلم وسستی کا
ہونا عادۃً محال ہو اور (نیز ان اوصاف کی وجہ سے) خلیفہ کی
بابت دین کے کاموں میں مستعد رہنے اور عدل کرنے کا ظن قوی
ہو (الغرض جب تک کسی وجہ سے) یہ احتمال دور نہ ہوجائے ایسے
شخص کا خلیفہ بنانا خیر محض نہ ہوگا اور نہ بنی آدم کے دلوں میں اس
کے خلیفہ بنانے سے اطمینان حاصل ہوگا اور بہ تقریر دیگر یوں

ونہوا عن المنکر حاصل معنے این آیات آنست که رب مہاجرین اولین که اذن قتال برحق ایشاں داده شد تعلیق میفرماید که اگر ایشاں را تمکین فی الارض دہیم یعنی رئیس گردانیم اقامت صلوٰۃ کنند وایتاء زکوٰۃ نمایند وامر بمعروف ونہی منکر بعمل آرند ونہی منکر متناول است اقامت جہاد را زیرا که اشد منکرات کفر است ونیز شامل تنبیہ است ومتناول است اقامت حدود را ودفع مظالم را وامر بمعروف متناول است احیای علوم دینیہ را پس بمقتضای این تعلیق لازم شد که هر شخصے از مہاجرین اولین که ممکن فی الارض شود از دست او مقاصد خلافت سرانجام یابد ووعدہ الٰہی تخلف نیست پس خلیفہ اگر از مہاجرین اولین باشد این حاصل شود بروجے که اطمینان قلب متحقق گردد از خلافت وے ودر این خصلت نمونۂ عصمتے است که برائے انبیاء علیہم السلام ثابت است ونیز می فرماید فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ

المنکر۔ ان آیتوں کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جن مہاجرین اولین کو جنگ کی اجازت دی گئی تھی ان کے حق میں (اللہ تعالیٰ) بطور تعلیق[1] کے فرماتا ہے کہ اگر ان کو ہم زمین میں تمکین دیں یعنے ان کو رئیس بنائیں تو وہ لوگ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عمل میں لائیں گے۔ نہی عن المنکر شامل ہے جہاد کرنے کو کیونکہ (نہی عن المنکر گناہوں سے روکنے کو کہتے ہیں اور) سب گناہوں سے زیادہ سخت کفر ہے اور گناہوں سے روکنے کا سب سے زیادہ سخت طریقہ جہاد ہے اور نیز نہی عن المنکر شامل ہے اقامت حدود اور دفع مظالم کو اور امر بالمعروف شامل ہے احیائے علوم دینیہ کو پس بمقتضائے اس تعلیق کے ضروری ہوا کہ مہاجرین اولین میں سے کوئی شخص زمین پر حاکم ہو تو اس کے ہاتھ سے خلافت کے مقاصد سرانجام پاجائیں اور (چونکہ سب جانتے ہیں کہ) خدا کے وعدہ میں خلف نہیں ہے لہذا خلیفہ اگر مہاجرین اولین میں سے ہوگا تو اس پر سب کو اتفاق ہوجائے گا اور اس کی خلافت سے سب کو اطمینان قلب رہے گا اور یہ صفت (جو مہاجرین اولین کے لئے ان آیات سے نکلی) اس عصمت[2] کا نمونہ ہے جو انبیاء علیہم السلام کے لئے ثابت ہے اور نیز مہاجرین اولین کے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) پس جن لوگوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے

---

[1] تعلیق کے معنے منطق میں مثلاً کسی چیز کو کسی شرط کے ساتھ مشروط کرنے کو تعلیق اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ گویا شرط مشروط کے ساتھ لٹکائی جاتی ہے یہاں شرط کرنے ہی کے معنے ہیں۔ [2] اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کو جزائے خیر دے کہ یہ دولت اگرچہ شاید ان سے پہلے کسی کے قلم سے نکلی ہو مگر بہت کم ہے سب بزرگوں نے عصمت کو مشروط کیا ہے دیکھیں کہ کیسا سچا نمونہ عصمت کا حضرات خلفائے ثلاثہ کیلئے ثابت ہے اور شیعوں کے بڑے بڑے متعصبین نے مثل طوسی وحلی کے اپنی ساری منطق ختم کردی بیکار مقدمات ترتیب دیئے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح ان کے فرضی ائمہ کیلئے عصمت کا شائبہ ہی ثابت ہو مگر کچھ نہ ہوسکا باطل کو حق بنانا اور حق کو باطل بنانا کسی کے امکان میں نہیں ہے۔

وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا
لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا
مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ونیز می فرماید وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ
الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ
كَرِیْمٌ ونیز می فرماید اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ
هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ۔
تو اما آنکہ از حاضران حدیبیہ باشد از آں
جہت مطلوب شد کہ خدای تعالیٰ می
فرماید مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ
اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ و در آخر وے می
فرماید ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ
مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ
شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ حاصل معنی ایں
آیات آنست کہ بر دست جماعت کہ
ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ایں
واقعہ مبارکہ حاضر بودند اظہار دین
و اعلای کلمۃ اللہ واقع خواہد شد پس چوں
ایں وصف در خلیفہ ثابت باشد اعتماد متحقق
شود کہ مقاصد خلافت از وے سر انجام
خواہد گرفت و در قرآن عظیم اثبات رضا
برای ایں فریق مقرر شد قال اللہ تعالیٰ

اور میری راہ میں ستائے گئے اور انھوں نے (کافروں کو) مارا اور
(خود بھی) مارے گئے تو ضرور ضرور ہم ان کے گناہوں کو دور
کر دیں گے اور ضرور ضرور ہم ان کو ایسی جنتوں میں داخل کریں گے
جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں جاری ہیں یہ جزا ہے خدا کے
پاس سے اور نیز فرماتا ہے (ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور
ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے جگہ دی
اور مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لئے مغفرت اور
باعزت روزی ہے اور نیز فرماتا ہے (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے
اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں اپنی جانوں اور اپنے مالوں سے جہاد
کیا ان کا درجہ خدا کے نزدیک بہت بڑا ہے (المختصر حق تعالیٰ
نے مہاجرین اولین کے لئے ہر نوع اور ہر قسم کے فضائل بیان
کر دیئے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ مہاجرین اولین سے ہونا خلافت
خاصہ کے لوازم میں قرار دیا جائے) اور خلیفہ کا حاضرین حدیبیہ
میں سے ہونا (بچند وجہ) ضروری ہے (اولاً) اس لئے کہ خدا
تعالیٰ فرماتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ
عَلَی الْكُفَّارِ اس کے بعد فرماتا ہے ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ
وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ
الآیۃ ان آیتوں کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ اس مبارک واقعہ
(یعنی صلح حدیبیہ) میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر
تھے ان کے ہاتھوں سے دین کا اظہار اور اعلائے کلمۃ اللہ واقع
ہوگا پس یہ وصف (حدیبیہ میں موجود ہونے کا) خلیفہ میں پایا
جائے گا تو اس پر اس بات کا اعتماد رہے گا کہ خلافت کے مقاصد
(یعنی) کا اصل (حصول اظہار دین اور اعلائے کلمۃ اللہ ہی) اس سے
سر انجام پائیں گے اور (ثانیاً اس لئے کہ) قرآن عظیم میں اس گروہ
کے لئے (خدا کی) رضامندی ثابت ہو چکی ہے (جیسا کہ) اللہ تعالیٰ

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک
تحت الشجرۃ و در حدیث آمدہ عن جابر
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن
یلج النار احد شہد بدرا والحدیبیۃ وعنہ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل
النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ واما آنکہ از
حاضران نزول سورۂ نور باشد از انجہت
مطلوب شد کہ خدای تعالیٰ می فرماید
وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا
الصالحات لیستخلفنہم فی الارض
کما استخلف الذین من قبلہم
ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضٰی
لہم لفظ منکم راجع ست بحاضرین
نہ بمسلمین قاطبۃ زیرا کہ اگر جمیع مسلمین
مراد مے بود ذکر لفظ منکم با کلمہ
الذین آمنوا وعملوا الصالحات
تکرار لازم مے آمد پس حاصل معنے آن
است کہ وعدہ برائے جمعے است
کہ وقت نزول آیہ کہ تمکین دین
موافق سعی ایشان واجتہاد و کوشش
ایشان بظہور خواہد رسید و اما آنکہ از حاضران
مشاہد خیر باشد از آنجہت کہ اہل بدر

نے فرمایا ہے (ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ مؤمنین سے راضی ہوگیا
جب کہ وہ تجھ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور (ثانیاً
اس لئے کہ) حدیث میں بروایت جابر آیا ہے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بدر و حدیبیہ میں حاضر ہوا وہ
ہرگز جہنم میں نہ جائے گا اور نیز انہی سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں نے درخت کے نیچے
بیعت کی اُن میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ اور خلیفہ کا
حاضرین (وقت) نزول سورۂ نور میں سے ہونا اس لئے ضروری
ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) وعدہ دیا اللہ نے اُن لوگوں
کو جو ایمان لاچکے[1] اور نیک کام کرچکے کہ ضرور ضرور اُن کو خلیفہ
بنائے گا زمین میں جیسے کہ خلیفہ بنایا تھا اُن سے پہلے کے لوگوں
کو اور ضرور ضرور تمکین دے گا اُن کے لئے اُن کے اُس دین کو
جس کو پسند کیا اللہ نے اُن کے لئے (اس آیت میں) لفظ منکم
تمام مسلمانوں کی طرف راجع نہیں ہے (بلکہ) اُن لوگوں کی طرف
راجع ہے جو (سورۂ نور کے نزول کے وقت) موجود تھے کیونکہ اگر
تمام مسلمان مراد ہوں تو الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
کے ساتھ لفظ منکم کے ذکر کرنے سے (بیفائدہ) تکرار لازم آتی
ہے پس حاصل مطلب یہ ہے کہ (اس آیت میں) اُن لوگوں کے لئے
جو نزول آیۂ (مذکورہ) کے وقت موجود تھے اس بات کا وعدہ
ہے کہ تمکین دین انہی کی سعی اور محنت اور کوشش کے موافق
ظہور پذیر ہوگی۔ اور خلیفہ کا (علاوہ حدیبیہ کے دوسرے) مشاہد
خیر کے حاضرین میں سے ہونا اس لئے ضروری ہے کہ اہل بدر تمام

[1] کیونکہ منکم میں اگر خاص اُس وقت کے مسلمان نہ ہوں بلکہ قیامت تک جس قدر مسلمان ہونے والے ہیں سب مراد لئے جائیں تو مطلب یہ ہوجائیگا کہ اللہ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے اور یہ مطلب بلفظ منکم کے حاصل ہوجاتا ہے پس الذین آمنوا وعملوا الصالحات سے مطلب حاصل ہوجاتا ہے منکم بالکل بیکار اور فضول ہوگیا یہی مطلب نکلتا ہے اور کسی لفظ کا فضول و بیکار رہنا کلام الٰہی کی شان سے بعید ہے ۱۲

افضل صحابہ اند اخرج البخاری عن معاذ بن رفاعۃ بن رافع الزرقی عن ابیہ وکان ابوہ من اہل بدر قال جاء جبرئیل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما تعدون اہل بدر فیکم فقال من افضل المسلمین او کلمۃ نحوھا قال وکذلک من شہد بدرا من الملٰئکۃ و در شان ایشان صحیح شد ان اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم او فقد وجبت لکم الجنۃ و در حاضران تبوک نازل شدہ لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ و مستند بزرگ این اصل است کلامی کہ ابن عمرؓ بیان کردہ بود کہ معاویہ بن ابی سفیان بجواب احق بہٰذا الامر منک من قاتلک وقاتل اباک علی الاسلام اخرجہ البخاری وکلام عبدالرحمٰن بن غنم اشعری فقیہ شام

دیگر صحابہؓ سے افضل ہیں (چنانچہ) بخاری نے معاذ بن رفاعہ بن رافع زرقی سے اُنہوں نے اپنے والد سے (اُن کے والد اہل بدر میں سے تھے) روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل آئے اور عرض کیا کہ (یا رسول اللہ) آپ اپنے گروہ میں اہل بدر کو کیسا سمجھتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مسلمانوں سے افضل یا اس کے مثل کوئی اور لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل نے عرض کیا ایسا ہی ہم ان فرشتوں کو تمام فرشتوں سے افضل جانتے ہیں جو جنگ بدر میں شریک ہوئے اور (نیز) اہل بدر کی شان میں صحیح (طور پر ثابت) ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً خدا تعالیٰ اہل بدر کے انجام حال سے مطلع ہوا اس لئے (حدیث قدسی میں) فرمایا جو کچھ چاہو کرو میں نے تم کو بخش دیا یا (یہ فرمایا) کہ تحقیق تمہارے واسطے جنت واجب ہو گئی۔ اور جو لوگ جنگ تبوک میں حاضر تھے اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) بیشک اللہ نے توجہ کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اور مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے تکلیف کے وقت اُس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کی۔ اور اس اصل پر (کہ مشاہد خیر میں شریک ہونا لوازم خلافت خاصہ سے ہے) ابن عمرؓ کا وہ کلام مبنی ہے جو انہوں نے (اپنے ذہن میں) معاویہ بن ابی سفیان سے کہنے کے لئے تجویز کیا تھا کہ تم سے زیادہ خلافت کے لائق وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام پر مقاتلہ کیا[۱] یعنی علی مرتضےٰ۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور اسی اصل پر عبدالرحمٰن بن غنم اشعری فقیہ شام کا کلام مبنی ہے جس کا قصہ اس طرح ہے کہ

۱؎ یعنی تم اور تمہارے باپ قبل اسلام بحالت کفر کافروں کی طرف سے میدان جنگ میں آتے تھے اور علی مسلمان تھے مسلمانوں کی طرف سے میدان جنگ میں جاتے تھے اور تم لوگوں سے لڑتے تھے۔

چون ابوہریرہؓ و ابودرداءؓ از نزدیک
حضرت مرتضےٰ برگشتند و ایشان
پیام آور بودند میان معاویہ و
حضرت مرتضےٰ و معاویہ طلب
می‌کرد کہ خلافت بگذارد و شوریٰ
گرداند در میان مسلمین فکان
مًا قال لهما عجبًا منكما
كيف جاز عليكما ما جئتما
به تدعوان عليًّا أن
يجعلها شورى وقد علمتما
أنه قد بايعه المهاجرون
والأنصار وأهل الحجاز
والعراق وأنّ من رضيه خير
ممن كرهه ومن بايعه خير
ممن لم يبايعه وأيّ مدخل
لمعاوية في الشورى وهو من
الطلقاء الذين لا يجوز لهم
الخلافة وهو وأبوه رؤوس
الأحزاب فندما على مسيرهما
وتابا بين يديه أخرجه أبو عمر في
الاستيعاب واز لوازم خلافت خاصہ آن
است کہ خلیفہ مبشر بہ بہشت باشد یعنی بر زبان
مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوالدرداءؓ جو حضرت معاویہؓ
کی طرف سے حضرت علیؓ کے پاس یہ پیغام لے گئے تھے کہ خلافت کو
چھوڑ دو اور اس کو مسلمانوں کے شوریٰ پر دائر کر دو (حضرت
علیؓ کے پاس سے (پیغام پہنچا کر) لوٹے (اور مقام حمص میں جو
مسکن حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اشعری کا تھا پہنچے) تو حضرت
عبدالرحمٰنؓ نے ان سے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی کہا کہ تم دونوں
سے تعجب ہے کہ کیونکر تم سے یہ پیغام جو تم لائے تھے (حضرت علیؓ
کے سامنے) ادا ہوا تم نے علیؓ کو یہ ترغیب دی کہ خلافت کو
شوریٰ پر دائر کر دیں حالانکہ تم جانتے ہو کہ مہاجرین اور انصار
اور اہل حجاز اور اہل عراق نے علیؓ سے بیعت کر لی ہے اور بیشک
جو لوگ علیؓ (کی خلافت) سے راضی ہو گئے وہ ان لوگوں سے
افضل ہیں جو علیؓ (کی خلافت) سے ناخوش ہیں اور جن لوگوں
نے علیؓ سے بیعت کر لی ہے وہ ان لوگوں سے افضل ہیں جنھوں
نے ان سے بیعت نہیں کی، اور معاویہ کو شوریٰ قائم ہونے سے
کیا فائدہ کیونکہ (شوریٰ کی رو سے خلافت ملے گی تو مہاجرین میں سے
کسی کو ملے گی اور) معاویہ (مہاجرین میں سے نہیں ہیں بلکہ) طلقاء
میں سے ہیں جن کو خلافت خاصہ حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ معاویہ
اور ان کے والد غزوہ احزاب (یعنی کافروں) کے سردار تھے
(عبدالرحمٰن بن غنم کا یہ کلام سن کر) ابوہریرہؓ اور ابوالدرداءؓ
اپنے آنے پر نادم ہوئے اور عبدالرحمٰن بن غنم کے سامنے (اپنے
اس فعل) سے توبہ کی۔ ابو عمرؒ نے استیعاب میں اس کو روایت
کیا ہے۔ اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ
بہشت کی بشارت پا چکا ہو یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

لے طلقاء جمع ہے طلیق کی اصل میں آزاد کئے ہوئے غلام کو کہتے تھے مگر جو لوگ فتح مکہ میں اسلام لائے تھے چونکہ ان پر رسول اللہ نے احسان
کیا اور غلام بنا کر ان کو چھوڑ سکتے تھے یہ لفظ بولا جاتا ہے اور یہاں اسی معنے میں ہے

گذشته باشد که فلان شخص
بخصوص اسم او بغیر تعلیق شرطے
از اہل بہشت است و عاقبت حال
او نجات و سعادت است زیرا کہ
ایں بشارت افادہ مے فرماید قطعیت
سعادت ایں شخص را ایمان او
و تقوی او در آخر حال و آخر حال خلفاء
نسبت بامر خلافت بود وایشاں در
حالت خلافت از عالم گذشته اند
وافادہ مے فرماید ظن قریب من الیقین
کہ افعال او در سائر عمر خیر باشد
وایشاں مجتنب باشند از معاصی و
حال بطاعات اگرچہ مغفرت مرتکب
کبیرہ پیش اہل سنت و جماعت جائز
قلیل الوجود است لیکن اینجا
تلبیس عظیم و تدلیس شدید لازم می
آید و تلبیس و تدلیس ازاں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم منفی است
و بشارت خلفائے اربعہ بجنت بحد تواتر رسید
بوجہے کہ احتمال خلاف آں نماند و نیز جا بجا در
آیات مناقب مہاجرین و حاضران حدیبیہ
و جیش العسرۃ وغیر آں و در احادیث مناقب
مطلق صحابہ و مناقب حاضران ایں مشاہد
و ذکر آں احادیث طولے وارد

اپنی زبانِ مبارک سے خاص نام لے کر بغیر کسی تعلیق اور شرط کے
فرمایا ہو کہ فلاں شخص اہلِ بہشت سے ہے اور اس کا انجام کار نجات
اور سعادت ہے (یہ شرط) اس لئے (ہے) کہ اس بشارت سے
آخر حال میں اس شخص کی سعادت اور اس کے ایمان اور تقویٰ کا
قطعی ثبوت ملتا ہے اور چونکہ خلفاء آخر حال میں خلافت کے
منصب پر مامور ہوئے تھے اور خلافت ہی کی حالت میں دنیا سے
گزر گئے (لہٰذا اگر وہ مبشر بہ بہشت ہوں گے تو معلوم ہوگا کہ
خلافت کی حالت میں وہ لوگ متقی و ایماندار اور نجات یافتہ
اور سعادت مند رہے) اور نیز (اس بشارت سے) یہ ظن جو قریب
یقین کے ہے حاصل ہوتا ہے کہ تمام عمر وہ شخص نیک اعمال اور
گناہوں سے مجتنب اور طاعت کرنے والا رہے گا اگرچہ اہلسنت
و جماعت کے نزدیک گناہ کبیرہ کرنے والے کی مغفرت جائز رہے
گو قلیل الوجود ہے لیکن یہاں دیکھئے مبشر بہ بہشت سے اگر کبائر
کا ارتکاب جائز رکھا جائے تو تلبیس[1] عظیم و تدلیس شدید لازم
آتی ہے (کیونکہ مبشر بہ بہشت ہونا ذہن کو صدور کبائر کے خیال
سے باز رکھتا ہے) حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تلبیس
و تدلیس کی نفی ہو چکی ہے (اب دیکھئے) کہ خلفائے اربعہ مبشر بہ بہشت
تھے (انہیں تو کیفیت یہ ہے کہ) خلفائے اربعہ کے لئے جنت کی
بشارت اس درجہ حدِ تواتر کو پہنچ گئی ہے کہ اس کے خلاف کا احتمال
ہی نہیں باقی رہا (ان کے لئے جنت کی بشارت کئی طرح پر ہے)
اولاً اجمالی طور پر مہاجرین اور حاضرین حدیبیہ اور حاضرین جیش
العسرۃ (یعنی غزوۂ تبوک) وغیرہ کے مناقب کی آیتوں میں اور
مطلقاً صحابہؓ کے مناقب کی حدیثوں میں اور غزوات میں شریک
ہونے والوں کے مناقب کی حدیثوں میں جن کا ذکر کرنا طوالت کا

[1] تلبیس و تدلیس ایسے مشتبہ انداز کا استعمال کرنا جس سے دوسرے شخص کو دھوکا ہو سکے ۔

وثانیاً در ضمن عشرۂ مبشرہ عن سعید
بن زید۔ وثالثاً برائے خلفائے ثلاثہ عن
ابی موسیٰ وجابر وغیرہما۔ ورابعاً
برائے شیخین در حدیث ابی سعید خدری
وابن مسعود۔ وخامساً فرادےٰ فرادےٰ از جماعۃ
کثیرۃ از انجملہ حدیث عثمان رفیقی فی الجنۃ
وبقیلی بستانٌ فی الجنۃ۔ واز لوازم خلافت
خاصہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نص
فرمایند کہ وے از طبقہ علیائی امت است از
صدیقین یا شہداء وصالحین ومحدث نیز
شعبۂ صدیق است و بیک اعتبار داخل
در عداد وے یا بیان علو درجۂ او در بہشت
فرمودہ باشند وایں لازم بودن شخص
است از طبقہ علیائی امت یا رائے او
موافق باشد با وحی وآیات کثیرہ بروفق
رائے او نازل شدہ باشد وایں معنے نیز
لازم بودن شخص است از طبقہ علیہ
یا بتواتر ثابت شود کہ سیرت او در عبادات
وتقرب الی اللہ اکمل است از سیرت
سائر مسلمین ومتحلی باشد بخصال مرضیہ
ومقامات علیہ واحوال سنیہ وکرامات
قویہ یعنی چیزہا کہ امروز باسم طریقہ
صوفیہ مسمی مے گردد وصاحب

اور ثانیاً (حدیث) عشرہ مبشرہ کے ضمن میں جو سعید بن زید سے مروی
ہے اور ثالثاً (خاص طور پر) خلفائے ثلاثہ کے لئے (اس حدیث میں
جو) ابوموسیٰؓ اور جابرؓ وغیرہ سے (مروی ہے) اور رابعاً (بتخصیص)
شیخینؓ کے لئے ابوسعید خدریؓ اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں اور
خامساً الگ الگ (ہر ایک خلیفہ کے لئے ان حدیثوں میں جو) ایک
جماعت کثیرہ سے (مروی ہیں)۔ ازانجملہ یہ حدیث ہے (ترجمہ)
عثمانؓ میرے رفیق ہیں جنت میں (اور یہ حدیث ہے) (علیؓ کے
واسطے ایک باغ ہے جنت میں)۔ اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ
کے ایک یہ ہے کہ (خلیفہ ایسا شخص ہو جس کی نسبت) آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے نص فرمادی ہو کہ وہ امت کے اعلےٰ
طبقہ سے ہے یعنی صدیقین یا شہداء اور صالحین سے اور محدث[1]
بھی صدیق کا ہم رتبہ ہے اور ایک اعتبار سے (محدث) اسی
(صدیق) کی تعریف میں داخل ہے (لہذا اگر کسی کی شان میں محدث
کا لفظ آیا ہو تو وہ بھی کافی ہے) یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے (اس کا بہشت میں عالی درجہ ہونا بیان فرمادیا ہو اور اس
سے (بھی) اس شخص کا امت کے اعلےٰ طبقہ سے ہونا لازم آتا ہے
یا اس کی رائے وحی کے موافق ہو اور بہت سی آیتیں اس کی رائے
کے موافق نازل ہوئی ہوں اس سے بھی اس کا (امت کے) اعلیٰ
طبقہ سے ہونا لازم آتا ہے یا بتواتر ثابت ہوگیا ہو کہ عبادات اور
تقرب الی اللہ میں اس کی سیرت تمام مسلمانوں کی سیرت سے اکمل
ہے اور خصائل پسندیدہ اور مقامات عالیہ اور احوال سنیہ
اور کرامات قویہ سے آراستہ یعنی ان تمام اوصاف سے موصوف
ہو) جو آجکل طریقہ صوفیہ کے نام سے موسوم ہیں جن کو صاحب

[1] محدث بروزن معظم وہ شخص جس سے بات کی جاتی یعنی اس کے دل میں عالم غیب سے الہام ہوتا ہو یا فرشتے اس سے باتیں کرتے ہوں۔ یہ صفت احادیث صحیحہ میں حضرت عمرؓ کے لئے وارد ہوئی ہے۔ مجمع بحار الانوار

والترمذي. ومن جملة حديث عثمانؓ بمثل حديث انسؓ وفي آخره شهد معه رجال. اخرجه النسائي. ومن جملة حديث ابي هريرةؓ اما انك يا ابابكر اول من يدخل الجنة من امتي اخرجه ابوداؤد. وحديث جابرؓ يا ابابكر اعطاك الله الرضوان الاكبر فقال بعض القوم ما الرضوان الاكبر يا رسول الله قال يتجلى الله لعباده في الآخرة عامة ويتجلى لابي بكر خاصة. اخرجه الحاكم ونوزع في صحته والحق مع الحاكم. وحديث عبدالله بن عمرؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لابي بكر انت صاحبي على الحوض وصاحبي في الغار. ومن جملة حديث جعل الله الحق على لسان عمر وقلبه. بروايت ابن عمرؓ وابي ذرؓ وعلي بن ابي طالبؓ. وحديث لقد كان فيما كان قبلكم من الامم ناس محدثون فان يكن في امتي احد فانه عمر.

اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور از انجملہ عثمانؓ کی حدیث ہے جو مثل انسؓ کی حدیث کے ہے لیکن اس کے آخر میں یہ بھی ہے کہ اس پہاڑ پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خلفائے ثلاثہ کے سوا اور لوگ بھی تھے اس حدیث کو نسائی نے روایت کیا ہے اور از انجملہ ابوہریرہؓ کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ آگاہ رہو کہ تم میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور (از انجملہ) جابرؓ کی یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے ابوبکرؓ خدا نے تم کو رضوان اکبر عطا فرمایا بعض لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ رضوان اکبر کیا چیز ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے تمام بندوں پر عام تجلی کرے گا اور ابوبکرؓ پر خاص تجلی کرے گا۔ اس حدیث کو حاکم نے روایت کیا ہے اگرچہ اس حدیث کی صحت میں نزاع ہے مگر حاکم حق پر ہیں (یعنی یہ حدیث صحیح ہے) اور (از انجملہ) عبداللہ بن عمرؓ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا تم میرے ساتھی ہو حوض (کوثر) پر اور میرے ساتھی ہو غار میں۔ اور (از انجملہ) ابن عمرؓ و ابوذرؓ اور علی ابن ابی طالبؓ کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی زبان اور ان کے دل پر حق جاری کر دیا ہے۔ اور (از انجملہ) ابوہریرہؓ اور عائشہؓ کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ تم سے پہلے کی امتوں میں کچھ لوگ محدث تھے اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہے اور

لہ [illegible]

[illegible]

بروایت ابی ہریرہؓ و عائشہؓ و مشہور
آن است حدیث عقبہ بن عامرؓ
لو کان بعدی نبی لکان عمر
بن الخطاب وحدیث والذی نفسی
بیدہ ما لقیک الشیطان فجًّا
الا سلک فجًّا غیر فجک۔ از
حدیث سعد بن ابی وقاصؓ وابی ہریرہؓ
و عائشہؓ و بریدہ اسلمیؓ و حدیث
موافقت فاروقؓ با وحی الٰہی از روایت
عمرؓ وابن عمرؓ وابن مسعودؓ۔ و از آنجملہ
حدیث ھذان سیدا کہول اھل
الجنۃ من الاولین والآخرین الا
النبیین والمرسلین۔ از روایت
علی بن ابی طالبؓ وانسؓ وابی جحیفہؓ
وحدیث ان اھل الدرجات العلٰی
لیراھم من تحتھم کما ترون
النجم الطالع فی افق السماء
وان ابابکر وعمر منھم وانعما اخرجہ
الترمذی وابن ماجۃ وحدیث الا
استحیی ممن یستحیی منہ الملائکۃ
یعنی عثمان اخرجہ مسلم
وحدیث لکل نبی
رفیق و رفیقی فی
الجنۃ عثمان اخرجہ
الترمذی۔

اسی کے مثل عقبہ بن عامرؓ کی (یہ) حدیث ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطابؓ
ہوتے اور اسی کے مثل سعد بن ابی وقاصؓ اور ابوہریرہؓ اور
بریدہ اسلمیؓ کی روایت سے یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان
ہے (اے عمرؓ) جب کسی راستہ میں تم کو شیطان دیکھ لیتا ہے
تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے سے چلا جاتا ہے اور اسی کے
مثل ہے) عمرؓ اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ کی روایت سے (وہ)
حدیث (جس میں) حضرت فاروقؓ کی رائے کا وحی الٰہی کے موافق
ہونا (مذکور ہے) اور (از آنجملہ) علی بن ابی طالبؓ اور انسؓ
اور ابی جحیفہؓ کی روایت سے (یہ) حدیث ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دونوں (یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) سردار ہیں
تمام پیران اہل جنت کے اگلے اور پچھلوں سے سوائے نبیوں اور
رسولوں کے اور (از آنجملہ) یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعلیٰ درجات والے نیچے درجہ والوں کو
اس طرح (روشن) نظر آئیں گے جس طرح تم لوگ اس ستارہ کو
دیکھتے ہو جو آسمان کے افق پر چمکتا ہے اور بیشک ابوبکرؓ و عمرؓ
انہی اعلیٰ درجات والوں میں سے ہیں بلکہ اس سے زیادہ۔ اس
حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور (از آنجملہ
یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کیا میں
اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں یعنی عثمانؓ
سے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور (از آنجملہ) (یہ)
حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کیلئے
ایک رفیق ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمانؓ ہے۔ اس حدیث کو
ترمذی نے روایت کیا ہے اور (از آنجملہ) سعد بن ابی وقاصؓ

وحدیث اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى بروایت سعد بن ابی وقاصؓ و جابرؓ و غیرہما وحدیث لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ رواہ جماعۃ من الصحابۃ وقال علیؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ اُعْطِيَ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ رُقَبَاءَ وَاُعْطِيْتُ اَنَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ قَالَ اَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ رواہ الترمذی۔ وپارہ از سیرت مرضیہ خلفائے اربعہ کہ بنقل مستفیض المعنی ثابت در فصل آئندہ نقل خواہیم کرد و از لوازم خلافت خاصہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با خلیفہ معاملہ فرماید مرات بسیار کرات بے شمار چنانکہ امیر با منتظر الامارہ معاملہ می کند قولاً و فعلاً و ایں معاملہ بچند وجہ تواند بود۔ یکے آنکہ استحقاق خلافت او بیان فرماید و فضائل او باعتبار معاملہ با امت ذکر

اور جابرؓ کی روایت سے (یہ) حدیث (ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا (کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہوتے کہ تم میری طرف سے اس مرتبہ پر ہو جس مرتبہ پر ہارونؑ موسیٰؑ کی طرف سے تھے۔ اور (ازانجملہ) یہ (حدیث) ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں فرمایا) کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ کو اور اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ اس شخص کو دوست رکھتے ہیں۔ اس حدیث کو صحابہؓ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ ازانجملہ (یہ حدیث ہے جو) حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لئے سات نجباء رقباء[1] ہوتے ہیں اور مجھ کو چودہ عطا کئے گئے ہیں (جن کی تفصیل حضرت علیؓ نے اس طرح کی ہے) میں اور میرے دونوں بیٹے (حسنؓ و حسینؓ) اور جعفرؓ اور حمزہؓ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور مصعبؓ بن عمیر اور بلالؓ اور سلمانؓ اور عمارؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ خلفائے اربعہ کے کچھ (قدر) حالات جو منقول مستفیض المعنی ثابت ہوئے ہیں فصل آئندہ میں ہم نقل کریں گے۔

اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ (کوئی ایسا شخص ہو جس) کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قولاً و فعلاً بہت مرتبہ ایسا برتاؤ کیا ہو جیسا کہ کوئی بادشاہ ولیعہد کے ساتھ کرتا ہے اس قسم کا برتاؤ کرنے کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا مستحق خلافت ہونا بیان فرمائیں اور امت کے ساتھ اس کے برتاؤ کی خوبیاں ذکر

[1] نجباء جمع ہے نجیب کی اور رقباء جمع ہے رقیب کی، نجیب بزرگ کو کہتے ہیں۔ اصل میں نجیب اس حیوان کو کہتے ہیں جو اپنی نوع میں سب سے بہتر و نفیس ہو اور رقیب نگہبان اور محافظ کو کہتے ہیں ۱۲ (مجمع بحار الانوار)

کند دوم آنکہ اظہار فرمود قرائن بسیار
چند آنکہ فقہاء صحابہ دانستند کہ لو کان مستخلفًا
لاستخلف فلانًا و دانستند کہ احبّ
الناس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فلانٌ و گویند توفی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو
عنھم راضٍ و آنچہ دریں باب باشد سوم آنکہ
در حیات خود ایں شخص را بکارے کہ متعلق بنفس
مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم من حیث النبوۃ
امر فرماید دریں صفت در خلافت خاصہ از جہت
مطلوب شد کہ وثوق بخلافت خلیفہ از جہت
شرع بہم رسد و حضرت شیخین چوں میخواستند
کہ شخصے را بکارے کہ تعلق بخلافت داشتہ باشد
امر کنند تفحص می نمودند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ایں شخص را بکارے متولی امرے ساختہ
اند از امور مسلمین اگر می یافتند امضا می [illegible]
می فرمودند والا موقوف می داشتند و ایں
قصص بحد تواتر رسیدہ است ان شاء اللہ تعالیٰ نبذہ
اجمال در فصل آیندہ بیان کنیم و نیز تمام ایں
شخص بامور دین نسبت کردہ شود با آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم چنانکہ منسوب میشود فعل مامور در
مثل بنی الامیر المدینۃ اما بیان کردن آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حال خلفاء را باوصافے کہ

کردیں **دوسرے** یہ کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) بہت سے ایسے
قرائن قائم کردیں جن سے سمجھدار صحابہؓ یہ سمجھ لیں کہ اگر نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو فلاں شخص کو بناتے اور جان
لیں کہ فلاں شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ
محبوب ہے اور (نیز ان قرائن کی وجہ سے) کہنے لگیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس حال میں کہ آپ فلاں فلاں
سے راضی تھے یا اور اسی قسم کی باتیں (لوگوں کی زبان پر آنے
لگیں) **تیسرے** یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں اس
شخص کو ان کاموں (کے انجام دینے) کا حکم فرمائیں جو بحیثیت
نبوت آپ ہی کی مبارک ذات سے متعلق ہوں۔ یہ بات خلافت
خاصہ میں اس لئے ضروری ہے کہ خلیفہ کی خلافت پر شرع کی جانب
سے لوگوں کو وثوق ہو جائے اور اسی وجہ سے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما
جب کسی کو خلافت کے متعلق کسی کام پر مامور کرنا چاہتے تھے
تو پہلے یہ تحقیق کر لیتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس شخص کو مسلمانوں کے کسی کام پر بھی مامور کیا ہے (یا نہیں)
اگر (اس شخص کو) ایسا پاتے تو اپنا عزم پورا کرتے (اور اس
شخص کو اس کام پر مقرر فرماتے) ورنہ موقوف رکھتے۔ اس قسم کے
واقعات تواتر کی حد کو پہنچ گئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی قدر
فصل آئندہ میں ہم بیان کریں گے اور نیز (یہ امر اس لئے بھی
ضروری ہے کہ خلیفہ کا دینی امور کو انجام دینا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو سکے جیسے بنی الامیر المدینۃ[1] میں (حکومت
کا) فعل حاکم کی طرف منسوب کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا خلفاء کے حالات کو ان کے ان اوصاف کے ساتھ بیان

[1] ترجمہ: بنایا امیر نے شہر کو حالانکہ امیر خود نہیں بناتا بلکہ مزدور وغیرہ بناتے ہیں لیکن چونکہ امیر کے حکم سے تعمیر ہوئی اور وہ بنانے کا سبب ہے اس لئے شہر کو
ہوا ہے اس سبب سے بنانے کی نسبت امیر کی طرف کر دی گئی ہے۔

جہتی خلافت بآں حاصل گردد پس مستفیض
شده است در بیان مناقب جماعه از افاضل
صحابه و تتماتها نیز دریں باب بیان آنحضرت بمنزله
اجازت روایت حدیث و اجازت تدریس علم
و فتاوی است چنانکہ الیوم علماء جمعے را بخلافت
خود برمی گزینند و نص می نمایند باستحقاق آن
اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این
منزلت را بفضلائے صحابه دیگر اشتہار
تحریر فرموده اند ازاں جمله حدیث ابی سعید
خدریؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ارحم امتی بها ابوبکر و
اقواهم فی دین اللہ عمر واصدقهم
حیاءً عثمان واقضاهم علیؓ بن ابی
طالب الخ اخرجه ابوعمر فی اوائل
الاستیعاب وحدیث شیخٌ من
الصحابة یقال له ابومحجن او
محجن بن فلان قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ارحم
امتی بامتی فذکر الحدیث وحدیث
انس بن مالکؓ ان ارحم امتی بامتی
ابوبکر فذکر مثله اخرجهما ابوعمر فی الاستیعاب
ازاں جمله حدیث ابن مسعودؓ وحدیث حذیفہؓ
انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی

جن سے (اُن کا استحقاق) خلافت محسوس ہو سکے۔ فضلائے صحابہ
کی ایک جماعت کے مناقب میں اور فرداً فرداً بھی حدیث مستفیض
سے ثابت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان (خلافت
کی سند ہے) جس طرح کہ روایتِ حدیث کی اجازت اور علم پڑھانے
اور فتوی لکھنے کی اجازت ہوتی ہے (یس) جس طرح کہ آج کل
علماء (اپنے تلامذہ میں سے) ایک جماعت کو اپنی جانشینی کے لئے
منتخب کر لیتے ہیں اور اُن کے استحقاق کو صراحۃً بیان کر دیتے ہیں
(اسی طرح) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ (خلافت) کو
اکابر اور فضلائے صحابہ کے لئے ظاہر فرما دیا ہے۔ ازاں جملہ ابوسعید
خدریؓ کی (یہ) حدیث (ہے کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میری اُمّت پر سب سے زیادہ رحیم ابوبکرؓ ہیں اور اللہ کے
دین میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سچے حیادار
عثمانؓ ہیں اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالبؓ
ہیں۔ اس حدیث کو ابوعمرؒ نے استیعاب کے شروع میں لکھا ہے اور
ازاں جملہ (یہ) حدیث (ہے) کہ صحابہؓ میں ایک شیخ نے جن کو
ابومحجن یا محجن بن فلاں کہا جاتا تھا بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت پر سب سے زیادہ رحیم ابوبکرؓ الخ
اور انس بن مالکؓ کی (یہ) حدیث (ہے) میری اُمّت پر سب سے
زیادہ رحیم ابوبکرؓ ہیں الخ ان دونوں حدیثوں کو ابوعمرؒ نے
استیعاب میں لکھا ہے اور ازاں جملہ ابن مسعودؓ اور حذیفہؓ کی
(یہ) حدیث (ہے) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں
نہیں جانتا کہ میں تم میں کب تک رہوں گا پس تم ان دو شخصوں
(یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) کی متابعت کرنا جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے

ف وصل (فارسی) مطبوعہ میں دائرہ کے اندر نقطہ سے کر اہل حاشیہ جملہ کے اوپر نشان بنا کر حسن لکھا ہے جو بعض عربی نسخے
مغلوط ہے بروزن مصدر یعنے محسوس ہونے کے کام یعنی ... من تالی ہے

...لہاق عند الحاکم وغیرہ وقال من
...نت مولاہ فعلی مولاہ۔ ترجمہ
...جماعۃ۔ از انجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با
...بان معاملہ خلفاء انجملہ پس شاہد آن تفویض
...است صلوٰۃ است در قصہ رفتن بقبیلہ عمرو بن عوف
...در تبوک چون افواج مسلمین بیرون شہر آمدند
...حضرت صدیقؓ را برای عرض لشکر و امامت صلوٰۃ
...متعین فرمود و در مرض آخر وآن متواتر معنے است
...امیر الحج ساختن در سال نہم و بعد از ہجرت
...فرستادن چندین بار و ہمیشہ مشاورت
...کردن با شیخین در امور مسلمین و امیر
...ختن حضرت عمر را در بعض غزوات
...عامل صدقات مدینہ فرمودن و را او
...فرستادن حضرت عثمان را بجانب
...مکہ در مصالحہ حدیبیہ و ذلک یمن
...فرستادن حضرت مرتضیٰ را و
...نمودن برائے وے کہ قضا
...برائے آسان شود وایں احادیث
...حیثیت مجموعی متواتر بالمعنے
...دہ است واز لوازم خلافت
...ہم آن است کہ آنچہ خدائے
...وجل برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ
...وعدہ فرمودہ است

روایت کیا ہے۔ اور ازانجملہ (یہ حدیث ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں علیؓ بھی اس کے مولیٰ ہیں اس حدیث کو (محدثین کی) ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(یہاں تک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قولی برتاؤ تھا اب رہا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان (خلفائے اربعہ) کے ساتھ (فعلاً) ولیعہدی کا سا برتاؤ کرنا (وہ بھی قطعی طور پر ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ایسے برتاؤ پر) شاہد ہے قبیلہ عمرو بن عوف کی طرف جانے کے واقعہ میں نماز کی امامت تفویض کرنا اور جنگ تبوک میں جب مسلمانوں کی فوجیں شہر سے باہر گئیں تو حضرت صدیقؓ کو آپ نے لشکر کا جائزہ لینے اور نماز کی امامت کرنے کے لئے معین فرمایا اور آخر مرض میں (بھی انہی کو امام بنانا) یہ روایت متواتر بالمعنے ہے اور ہجرت کے نویں سال میں (ان کو) امیر الحج مقرر کرنا اور کئی مرتبہ غزوات میں (ان کو) بھیجنا اور مسلمانوں کے کاموں میں ہمیشہ شیخین سے مشورہ کرنا اور (حضرت عمرؓ کے ساتھ اس برتاؤ پر شاہد ہے) بعض غزوات میں ان کو امیر بنانا اور مدینہ میں (ان کو) صدقات کا عامل مقرر کرنا۔ اور (حضرت عثمانؓ کے ساتھ اس پر شاہد ہے) صلح حدیبیہ میں ان کو اہل مکہ کی طرف بھیجنا اور حضرت (علیؓ) مرتضیٰ کے ساتھ اس برتاؤ پر شاہد ہے ان کو یمن کا حاکم مقرر کرنا اور ان کے لئے یہ دعاء فرمانا کہ فیصلہ کرنا ان پر آسان ہو جائے۔ یہ تمام احادیث مجموعی حیثیت سے متواتر بالمعنے ہیں۔

اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ جو کچھ خدائے عز وجل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وعدہ فرمایا ہو

...مولیٰ بہت سے معنے میں آتا ہے مگر یہاں محبوب کے سوا اور کوئی معنے مراد نہیں ہو سکتے اور اس حدیث سے حضرت علی مرتضیٰ کی ... کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور بس۔ جیسا کہ اپنے مقام پر ثابت ہے ۱۲

پس لازم شود متابعت او چنانکہ لازم مے
شود متابعت امرائے جیوش آنحضرت بمقتضائے
امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و ایں خصلت
در خلفائے راشدین ہمچناں می ماند کہ قول زید
بن ثابت را اندر فرائض مقدم باید ساخت بر
اقوال مجتہدین دیگر و قول عبداللہ بن مسعودؓ
را در قراءت وفقہ و قول ابی بن کعب را در قراءت
بر قول دیگراں و قول اہل مدینہ نزدیک اختلاف
امت بر قول دیگراں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بتعلیم اللہ عز وجل دانستہ کہ بعد
آنحضرت اختلاف ظاہر خواہد شد و امت
در بعض مسائل بحیرت در خواہند رفت کاملہ رحمت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بر امت اقتضاء فرمود کہ
مخلص آں حیرت برائے ایشاں تعیین فرمایند
و دریں باب حجتے برائے امت قائم کنند و
ایں صفت ثابت است برائے خلفائے اربعہ زیرا کہ قال اللہ
تبارک وتعالیٰ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي
ارْتَضَىٰ لَهُمْ دریں آیہ افادہ می فرماید آنچہ
بسعی ایشاں متمکن و شائع و مشہور می شود
دین مرتضےٰ است پس آنچہ بکوشش ایں
جماعت شائع شد انتساب او بشرع معلوم
گشت و نیز فرمایند إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا
الصَّلَاةَ دریں آیت افادہ فرمود کہ

پس (اس وجہ سے مسائل کو ان امور میں) اس کی متابعت واجب
ہوگی جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے افسرانِ فوج کی اطاعت (فوج کے لئے) واجب تھی
اور خلفائے راشدین میں اس صفت کا ہونا ایسا ہی ہے جیسا علمِ فرائض
میں زید بن ثابتؓ کا قول دیگر مجتہدین کے اقوال پر مقدم کرنا چاہیے
اور قراءت اور فقہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کا قول اور قراءت میں
ابی بن کعبؓ کا قول دوسروں کے اقوال پر (مقدم کرنا چاہیے)
اور امت[1] میں اختلاف ہونے کے وقت اہلِ مدینہ کا قول دوسروں
کے قول پر مقدم کرنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ
عز وجل کے بتانے سے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد (امت میں) اختلاف ظاہر ہوگا اور بعض مسائل میں امت
کو حیرت ہو جائے گی (لہٰذا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت
کاملہ جو امت پر تھی (اس بات کی) مقتضی ہوئی کہ امت کے لئے
اس حیرت سے زوال کا طریقہ معین فرما دیں اور اس معاملہ میں امت
کے لئے ایک حجت قائم کر دیں (چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا) (اب
دیکھیں خلفائے اربعہ کے لئے یہ صفت (کس اعلیٰ درجہ میں) ثابت ہے
کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ
الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ اس آیت میں (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ ان
(خلفاء) کی کوشش سے جو دین قائم اور شائع اور مشہور ہو وہی
پسندیدہ دین ہے پس اس جماعت (خلفاء) کی کوشش سے جو دین
شائع ہوا اس کا شرع کی جانب منسوب ہونا (اس آیت سے) معلوم
ہوگیا اور (نیز اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ
أَقَامُوا الصَّلَاةَ الآیہ۔ اس آیت میں (اللہ تعالیٰ نے) افادہ فرمایا کہ

[1] یعنی فقہی اختلاف کے علاوہ اور قسم کے اختلافات میں یہ مذہب حضرت مصنفؒ کا ہے اور سلف کے بعض مجتہدین بھی اسی کے قائل ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک کوئی تخصیص اہلِ مدینہ کی نہیں ہے ۱۲

هر نماز و زکوة و امر معروف و نهی منکر
که از ممکنان ظاهر شود محمود و محل رضا است
و در حدیث عرباض بن ساریه علیکم بسنتی
وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی
و در حدیث ابن مسعود و حذیفه اقتدوا
باللذین من بعدی ابی بکر و عمر و این معنی
از اکابر صحابه مروی است اخرج الدارمی عن
عبد الله ابن ابی یزید قال کان ابن عباس
اذا سئل عن الامر فکان فی القرآن اخبر
به وان لم یکن فی القرآن وکان عن
رسول الله صلی الله علیه وسلم اخبر
به فان لم یکن فعن ابی بکر و عمر فان
لم یکن قال فیه برأیه و مجتهدان تابعین
و تبع تابعین باین اصل قائل شده و اهل
مذاهب اربعه بآن رفته اند کسیکه در موطا و
آثار محمد بن الحسن تامل نماید یقین وی را
بداند اگرچه بعض اصولیان شافعیه
درین باب تردد دارند و غالباً منشاء
تردد عدم اخذ سلف ببعض آثار
خلفاء بوده باشد و تحقیق درین باب
آن است که نزدیک تعارض ادله
تقدیم بعض ادله شرعیه بر بعض
نفی حجیت دیگر نمی کند چنانکه خبر واحد
نزدیک مخالفت حدیث مشهور یا اجماع

نماز اور زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جو طریقے ان لوگوں
سے ظاہر ہوں جن کو تمکین دی گئی ہے وہی محمود اور پسندیدہ ہیں
اور عرباض بن ساریہ کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا) تم لوگ اپنے اوپر لازم کر لو میری سنت کو اور خلفائے
راشدین کی سنت کو جو میرے بعد ہوں گے اور ابن مسعودؓ اور حذیفہؓ
کی حدیث میں ہے کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پیروی
کرو ان دونوں کی جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے (یعنی) ابوبکرؓ اور
عمرؓ کی اور یہ امر (یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتداء کرنا) اکابر صحابہؓ سے
مروی ہے (چنانچہ) دارمی نے عبد اللہ بن ابی یزید سے روایت کی
ہے کہ وہ کہتے تھے ابن عباسؓ سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا
تو اگر وہ مسئلہ قرآن میں ہوتا تو قرآن سے بتاتے اور اگر قرآن میں
نہ ہوتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی حدیث) میں ہوتا تو
اُسی (حدیث) سے بتاتے اور اگر (حدیث میں بھی) نہ ہوتا تو ابوبکرؓ
و عمرؓ (کے قول) سے (بتاتے) اور اگر (ابوبکرؓ و عمرؓ کے قول میں بھی)
نہ ہوتا تو اپنی رائے سے بتاتے اور تابعین اور تبع تابعین کے طبقہ
کے) مجتہدین (بھی) اس اصل کے قائل ہوئے ہیں (کہ خلفائے راشدین
کا قول حجت ہے) اور ارباب مذاہب اربعہ (بھی) اسی طرف گئے
ہیں (چنانچہ) جو شخص مؤطا اور محمد بن الحسن کی کتاب الآثار میں
غور کرے وہ یقیناً اس کو معلوم کر لے گا اگرچہ بعض اصولیین شافعیہ
اس باب میں متردد ہیں اور غالباً ان لوگوں کے تردد کی وجہ یہ ہے
کہ بعض سلف نے خلفاء کے بعض آثار پر عمل نہیں کیا مگر اس باب
میں تحقیق یہ ہے کہ ادلہ (شرعیہ) میں تعارض ہونے کے وقت بعض
ادلہ شرعیہ کو بعض پر مقدم کرنا دوسری دلیل کے حجت ہونے
کی نفی نہیں کرتا ہے جیسے کہ خبر واحد کو حدیث مشہور یا اجماع

ع۵ اصل مطبوعہ میں اس مقام پر حجت کا لفظ ہے مگر صحیح حجیت ہے، کما لا یخفے ۱۲

است ترک می کنیم فقہ را[1] طبقات
است و ہر طبقے را حکمے اینجا کلام امام
شافعیؒ بعینہ نقل کنیم قال البیہقی فی
السنن الصغرٰی اخبرنا ابو سعید
بن ابی عمرو قال حدثنا ابو العباس
قال اخبرنا الربیع قال قال الشافعی
رحمہ اللہ ما کان الکتاب و
السنۃ موجودین فالعذر عمن
سمعہما مقطوع الا باتباعہما
فاذا لم یکن ذلک صرنا الی
اقاویل اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم او واحدہم ثم قال
قول الائمۃ ابی بکر وعمر وعثمان
قال فی القدیم وعلیّ رضی اللہ
عنہم اذا صرنا الی التقلید احب
الینا وذلک اذا لم نجد دلالۃ
فی الاختلاف تدل علی اقرب
الاختلاف من الکتاب والسنۃ
فنتبع القول الذی معہ
الدلالۃ ثم بسط
الکلام فی ترجیح قول الائمۃ

اُمت کے مخالف ہونے کی حالت میں ترک کر دیتے ہیں (اس پر
یہ لازم نہیں آتا کہ خبر واحد حجت نہ رہے) فقہ کے[1] کئی
طبقات ہیں اور ہر طبقہ کا جداگانہ حکم ہے یہاں پر ہم امام شافعیؒ
کا کلام بعینہ نقل کرتے ہیں (جس سے بخوبی ظاہر ہے کہ امام شافعیؒ
کے نزدیک بھی خلفاء کا قول حجت ہے) سنن صغریٰ میں بیہقیؒ
نے لکھا ہے کہ ہم کو ابو سعید بن ابی عمروؒ نے خبر دی وہ کہتے تھے
ہم سے ابو العباسؒ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم کو ربیعؒ نے خبر دی وہ
کہتے تھے (امام) شافعیؒ نے فرمایا جب تک (کسی مسئلہ میں) قرآن و
حدیث (کا حکم) موجود رہے تو اس کے سننے والے کو قرآن و حدیث
کی اتباع کے سوا کوئی چارہ نہیں ہو سکتا اگر (کسی مسئلہ میں) قرآن
و حدیث (کا حکم) موجود نہ ہو تو ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
تمام صحابہؓ کے اقوال کی طرف یا کسی ایک صحابی کے قول کی طرف
رجوع کریں گے (اس کے بعد) پھر امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جب ہم تقلید
کی طرف رجوع کریں تو ہم کو ائمہ (یعنے) ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ
کا قول محبوب تر ہے [اور قول[2] قدیم میں (امام شافعیؒ نے) عثمانؓ
کے بعد علیؓ کو (بھی ذکر) فرمایا تھا] لیکن یہ اس صورت میں جبکہ
(صحابہؓ میں باہم اختلاف نہ ہو یا اختلاف ہو مگر) ہم کسی قول کے
ساتھ کوئی ایسی دلیل نہ پائیں جو قرآن و حدیث سے اس کے قریب
ہونے پر دلالت کرے ورنہ ہم اسی شخص کے قول کی اتباع کریں گے
جس کے ساتھ دلیل ہے پھر (اس کے بعد) امام شافعیؒ نے ائمہ (یعنے
ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ) کے قول کو ترجیح دینے میں بسط کے ساتھ

[1] یعنے جن اصول سے احکام فقہی نکالے گئے ہیں ۱۲ [2] امام شافعیؒ کو سفر مصر میں بہت سی حدیثیں اپنے مذہب کے خلاف ملیں تو انھوں نے اپنے بہت سے اقوال ترک کر دیئے سفر مصر سے پہلے کے اقوال ان کے قول قدیم اور سفر مصر کے بعد کے اقوال قول جدید ہیں جو امام شافعیؒ نے حضرت علی مرتضےؓ کا نام نہیں لیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ تحقیقات سے ان کو معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ پر طعن بہت ہوا جب ان کے صحیح اقوال کا دستیاب ہونا مشکل ہو ابو الحسن کا ذکر بے سود ہے ۱۲

الیٰ أن قال فإذا لم یوجد عن الأئمة فعن أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم الذین فی موضع الأمانة أخذنا بقولهم وکان اتباعهم أولیٰ بنا من اتباع من بعدهم قال والعلم طبقات الأولیٰ الکتاب والسنة إذا ثبتت السنة ثم الثانیة الإجماع فیما لیس فیه کتاب ولا سنة والثالثة أن یقول بعض أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم ولا نعلم له مخالفا منهم والرابعة اختلاف أصحاب النبی صلی الله علیه وسلم والخامسة القیاس علیٰ بعض هذه الطبقات ولا یصار إلی شیء غیر الکتاب والسنة وهما موجودان وإنما یؤخذ العلم من أعلیٰ۔ واز لوازم خلافت خاصہ آن است کہ خلیفہ افضل امت باشد در زمانہ خلافت خود عقلاً ونقلاً[1] ازین جہت کہ در نکتہ اولیٰ تقریر کردیم کہ چون خلافت ظاہرہ بہم پیوست بخلافت حقیقیہ باشد وقوع شیٔ در محل خود ثابت گردد لیکن اینجا یک نکتہ باید شناخت کہ غیر افضل بر خواص ریاست خواص را لائق نیست پس خلافت او مطلق نہ باشد

کلام کیا ہے یہاں تک کہ یہ کہا کہ جب ائمہ (یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ) سے کوئی قول مروی نہ ہو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہؓ جو دین کے امانت دار ہیں ہم اُن دیگر صحابہؓ کے قول کو اختیار کریں گے اور ہمارے لئے اُن صحابہؓ کی اتباع اُن کے بعد والوں کی اتباع سے بہتر ہے (پھر امام شافعیؒ نے) فرمایا علم کی طبقے ہیں پہلا طبقہ قرآن وحدیث ہے بشرطیکہ حدیث صحیح ہو پھر دوسرا طبقہ اجماع ہے اُن مسائل میں جن میں قرآن وحدیث (کا حکم موجود) نہ ہو پھر تیسرا طبقہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی کا قول ہے درحالیکہ صحابہؓ میں سے کوئی اُن کے مخالف ہم کو معلوم نہ ہو اور چوتھا طبقہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے وہ اقوال ہیں جن میں وہ باہم مختلف ہوں اور پانچواں طبقہ قیاس ہے جو انہیں بعض (مذکورہ بالا) طبقات پر (کیا گیا ہو) خلاصہ یہ کہ قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے کسی دوسری چیز کی طرف رجوع نہ کیا جائے اور نہ اخذ کیا جائے علم مگر (طبقہ) اعلیٰ سے۔

اور منجملہ لوازم خلافت خاصہ کے ایک یہ ہے کہ خلیفہ (ایسا شخص ہو جو) اپنے عہد میں تمام امت سے افضل ہو عقلاً ونقلاً[1] (یہ بات خلافت خاصہ میں) اس لئے (ضروری ہے) کہ نکتہ اولیٰ میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب ظاہری خلافت حقیقی خلافت کے ہمدوش ہو گی تو کام اپنے موقع پر رہے گا مگر اس جگہ یہ نکتہ بھی معلوم کر لینا چاہیئے کہ خواص پر حکومت کرنا اخص الخواص کے سوا کسی غیر کو لائق نہیں ہے پس غیر اخص کی خلافت سب کو شامل نہ ہو گی لہٰذا صحابہؓ جو خواص امت ہیں ان پر حکومت اسی کو سزاوار ہوگی

[1] عقلاً ونقلاً کا مطلب یہ ہے کہ اس خلیفہ کا تمام امت سے افضل ہونا عقل ونقل دونوں سے ثابت ہوتا ہو عقل سے ثابت ہونے کی صورت یہ ہے کہ اس کے افعال واقوال واحوال نہایت شائستہ اور اعلےٰ درجہ میں منفرد ہیں مشہور ہوں اور نقل سے ثابت ہونے کی صورت یہ ہے کہ قرآن یا حدیث سے اس کا افضل ہونا معلوم ہوتا ہو۔

و نصب غیر افضل حکم رخصت دارد به نسبت عزیمت و رخصت خالی از ضعفے نیست و مورد مدح مطلق نمی تواند شد و آناں جہت کہ در خلافت خاصہ تمکین دین مرضی من کل وجہ مطلوب است و آں بغیر استخلاف افضل صورت نمے بندد چنانکہ حضرت مرتضیٰ نزدیک استخلاف امام حسنؓ فرمود ان یرد اللہ بالناس خیرا فسیجمعہم بعدی علی خیرہم رواہ الحاکم بخلاف خلافت عامہ کہ آنجا تمکن دین مرتضیٰ من وجہ دون وجہ مطلوب است لا من کل الوجوہ و از آنکہ خلافت خاصہ مقیس است بر نبوت زیرا کہ در حدیث آمدہ خلافۃ علی منہاج النبوۃ و نیز آمدہ تکون نبوۃ و رحمۃ ثم خلافۃ و رحمۃ و جامع ہر دو ریاست عامہ است در دین و دنیا ظاہراً و باطناً پس چنانکہ استنباء شخص دلالت میکند بر افضلیت وی بر امت تا تبع از مستنبی جل ذکرہ مرتفع گردد ہمچنیں استخلاف شخصے بر امت دلالت میکند بر افضلیت

(اور غیر افضل کو خلیفۂ خاص مقرر کرنا رخصت[1] کا حکم رکھتا ہے بہ نسبت عزیمت کے اور رخصت ضعف سے خالی نہیں اور نہ مطلقاً تعریف کے لائق ہے اور (نیز اس لئے بھی خلیفۂ خاص کو تمام امت سے افضل ہونا ضروری ہے) کہ خلافت خاصہ میں دین کی تمکین ہر طرح مقصود ہوتی ہے اور یہ (تمام امت سے) افضل کو خلیفہ بنائے بغیر ممکن نہیں جیسا کہ حضرت (علی) مرتضیٰ نے امام حسنؓ کو خلیفہ بنانے کے وقت فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بہتری چاہے گا تو میرے بعد سب لوگوں کو اس شخص پر متفق کر دے گا جو ان سب میں بہتر ہو۔ روایت کیا اس کو حاکم نے۔ بخلاف خلافت عامہ کے کہ اس میں دین پسندیدہ کی تمکین (ہر طرح نہیں بلکہ) بعض طریقوں کے ساتھ مقصود ہوتی ہے اور (نیز) اس لئے (بھی خلیفۂ خاص کا افضل امت ہونا ضروری ہے) کہ خلافت خاصہ کو نبوت کے ساتھ مشابہت ہے جیسا کہ ایک حدیث میں خلافت برمنہاج نبوت آیا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ (پہلے دونوں) نبوت و رحمت ہوگی پھر خلافت و رحمت۔ اور (نبوت کی طرح وہ بھی) دین و دنیا دونوں کی ریاست ظاہری و باطنی کو شامل ہے پس جس طرح کسی شخص کا نبی بنانا اس شخص کے تمام امت سے افضل ہونے پر دلالت کرتا ہے تاکہ نبی بنانے والے جل ذکرہٗ سے قباحت[2] مرتفع ہو جائے اسی طرح کسی شخص کو امت پر خلیفہ بنانا اس کے تمام امت سے افضل ہونے پر دلالت کرتا ہے اور (نیز) اس سے (بھی خلیفۂ خاص کا افضل

[1] جب کوئی حکم شرعی کسی عذر کی وجہ سے بدل جائے تو بدلنے سے پہلے جو حالت اس کی تھی وہ عزیمت ہے اور بدلنے کے بعد جو حالت پیدا ہوئی وہ رخصت ہے جیسے رمضان میں روزہ رکھنے کا حکم مرض کی وجہ سے بدل جاتا ہے اور روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہو جاتی ہے پس بدلنے سے پہلے جو حالت تھی یعنی روزہ رکھنا وہ عزیمت ہے اور بدلنے کے بعد جو حالت پیدا ہوئی یعنی روزہ نہ رکھنا یہ رخصت ہے ۱۲ [2] یعنی اگر غیر افضل نبی بنا دیا جائے تو بے انصافی لازم آئی اور بے انصافی سے ذات پاک حق سبحانہ بری ہے ۱۲

وازآں جہت کہ نصب ما خلاق شخص مفضول
خیانت است عن ابن عباس قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استعمل
رجلا من عصابۃ و فی ھذہ العصابۃ
من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ و
خان رسولہ وخان المؤمنین وعن
ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من ولی من امر
المسلمین شیئا فامر علیہم احدا محاباۃ
فعلیہ لعنۃ اللہ لا یقبل اللہ
منہ صرفا ولا عدلا حتی یدخلہ جہنم
اخرجہما الحاکم۔ ازینجا می تواں دانست
کہ در خلافت کبریٰ چہ خواہد بود کہ سبب
نزدیک تزاحم امور و اختلاط خیر و شر
و عدم انتظام امر علی الوجہ حقہ می تواں راہ
ترخص پیش گرفت۔ وازآں جہت کہ در
وقت مشاورت صحابہ مدار استخلاف
افضلیت را نہادند ولفظ احق بہذا
الامر گفتند و جمعے کہ مناقشہ داشتند در
استخلاف صدیق اکبرؓ چوں خطائے رائے
خود برایشاں ظاہر شد قائل شدند
بافضلیت او و ایں مبنی است بر
آنکہ استخلاف با افضلیت متلازم بود
وافضلیت خلفائے اربعہ ثابت است
بترتیب خلافت بادلۂ بسیار اینجا ذکر ممکن

امت ہونا ضروری ہے) کہ غیر افضل کو عامل بنانا خیانت ہے
(جیساکہ ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جماعت میں سے کسی شخص کو عامل
بنایا درحالیکہ اس جماعت میں ایسا شخص موجود ہو جو اللہ کو
اس (پہلے شخص) سے زیادہ پسندیدہ ہو تو اس نے اللہ کی خیانت
کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خیانت کی اور مومنین
کی خیانت کی۔ اور ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے
کسی کام کا والی بنایا جائے اور وہ رعایۃً کسی کو کسی عہدہ پر مقرر
کردے تو اس پر خدا کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کی توبہ قبول
کرے گا نہ اس کا فدیہ۔ یہاں تک کہ اس کو جہنم میں ڈال دیگا۔
ان دونوں حدیثوں کو حاکم نے روایت کیا ہے۔ یہاں سے معلوم
ہو سکتا ہے کہ جب چھوٹے چھوٹے عہدوں پر باوجود قدرت
کے مفضول کو مقرر کرنے کی یہ حالت ہو تو خلافت کبریٰ (میں
مفضول کے مقرر کرنے) کا کیا حال ہوگا؟ (ان مختلف صورتوں
کے درپیش ہو جانے اور خیر و شر کے باہم مل جانے اور جیسا کہ چاہیے
امر خلافت کا انتظام نہ ہو سکنے کی حالت میں رخصت کی راہ
اختیار کرنی چاہیے اور (دوسرا) اس لئے (بھی خلیفۂ خاص کا افضل
امت ہونا ضروری ہے) کہ خلافت کے متعلق مشورہ کرتے
وقت صحابہؓ نے استخلاف کا مدار افضلیت پر رکھا اور لفظ احق
بہذا الامر کہا تھا۔ اور جن لوگوں نے صدیق اکبرؓ کے خلیفہ بنائے
جانے میں مناقشہ کیا تھا ان کو جب اپنی رائے کی غلطی معلوم ہوگئی
تو ابوبکرؓ کی افضلیت کے قائل ہو گئے۔ اور یہ اسی پر مبنی ہے کہ
خلافت خاصہ افضلیت کے ساتھ ساتھ ہے۔ خلفائے اربعہ کی افضلیت
بہ ترتیب خلافت بہت سی دلیلوں سے ثابت ہے جو یہاں بیان نہیں ہو سکتیں

اکتفا کنیم **مسلک اوّل** آنکہ استخلاف
این بزرگواران بہ نص و اجماع ثابت شد
و استخلاف کذا لازم است تفضیلت
را کما مر تقریرہ **مسلک ثانی** احادیث
مرفوعہ دالہ بر افضلیت ایشان نصاً
و از انجملہ حدیث ابن عمرؓ کنا نخیّر فی
زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم منقول ابوبکر خیر ھذہ
الامۃ ثم عمر ثم عثمان و از انجملہ
حدیث ھذان سیدا کھول اھل
الجنۃ و تلویحاً مثل حدیث ابی بکرۃ و
عرفجہ در وزن میزان و رجحان ایشان
بہ ترتیب و حدیث ابی ہریرہؓ اما
انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ
و حدیث جابرؓ یتجلی اللہ تعالیٰ
للآخرۃ للناس عامۃ و یتجلی لابی بکر
خاصۃ رواہ الحاکم و حدیث ان اھل
الجنۃ لیتراءون اصحاب الغرف الخ
مسلک ثالث اجماع صحابہؓ اجمالاً و
تفصیلاً و این قصہ بس دراز است از سیر صحابہ فقیہہ

اکتفا کرتے ہیں۔

مسلک اوّل یہ کہ ان بزرگوں کا استخلاف نص سے اور اجماع
سے ثابت ہے اور ایسا استخلاف افضل ہونے کو لازم ہے دلیل نص
کے لئے نہیں ہو سکتا چنانچہ تقریر اس کی اوپر ہو چکی۔

مسلک ثانی (یہ کہ) بہت سی مرفوع حدیثیں ہیں جو ان بزرگوں
کی افضلیت پر دلالت کرتی ہیں (بعض میں یہ دلالت) بطور نص
کے (ہے) از انجملہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ ہم لوگ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں (جب صحابہؓ کی باہمی فضیلت
کا ذکر کرتے تھے (تو) کہتے تھے کہ ابوبکرؓ اس امت میں سب سے بہتر ہیں
ان کے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمانؓ اور از انجملہ یہ حدیث ہے کہ یہ دونوں
(یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ) عمر رسیدہ اہل جنت کے سردار ہیں۔ اور (بعض احادیث
میں یہ دلالت) بطور تلویح کے (ہے) مثل حدیث ابوبکرہ اور
عرفجہ کے جو ترازو میں تولے جانے اور ان حضرات کے بترتیب
خلافت وزنی ہونے کے متعلق ہے اور (مثل) حدیث ابوہریرہؓ
کے (جس کا مضمون یہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اور لوگوں کے لئے
عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکرؓ کے لئے خاص تجلی۔ اس حدیث کو
حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور (مثل) اس حدیث کے کہ اہل جنت اہل
غرف کو ایسے نظر آئیں گے (جیسے چمکتا ہوا ستارہ)۔

مسلک ثالث (یہ کہ ان بزرگوں کی افضلیت پر) صحابہ کا اجماع
ہے اجمالاً بھی اور تفصیلاً بھی۔ یہ بیان بہت طویل ہے ہر فقیہہ

لے استخلاف جب نص سے ثابت کیا جاتا ہے تو وہ درحقیقت خلافت ہوتی ہے نہ عقد خلافت جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ایسا ہی جیسے کہ بعض تر
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت توریت اور انجیل سے ثابت ہو جاتی ہے حالانکہ توریت و انجیل میں آپ کا نام مذکور نہیں ہے بلکہ آپ کی خاص
کی علامات مذکور ہیں جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس میں یہ علامتیں پائی جائیں وہی نبی آخر الزمان ہے۔ ۲ے صریح اشارہ کرنے کو کہتے
ہیں۔ ۳ے یعنی بعض روایتیں مجمل ہیں کہ ان میں اجماع کرنے والوں کی تفصیل مذکور نہیں ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اجماع کی بعض
روایت میں فضیلت کا مضمون مجمل ہے یعنی یہ نہیں بیان ہوا کہ کن اوصاف کی وجہ سے صحابہ ان حضرات کو افضل سمجھتے تھے اور بعض روایات
مفصل ہیں یعنی ان میں وہ اوصاف مذکور ہیں۔ ۱۲

فقال خیر هذه الامة واحق بهذا الامر را استدلال مروی شده وچنانکه حضرت فاروقؓ در وقت بیعت حضرت صدیقؓ گفته است اَنْتَ اَفْضَلُ مِنِّیْ و ابو عبیدهؓ گفته است تَاْتُوْنِیْ وَفِیْکُمْ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ اشاره می کرد بآیه کریمه ثَانِیَ اثْنَیْنِ وچنانکه حضرت صدیقؓ وقت استخلاف فاروق اعظمؓ در شکایت مردمان از وے لَوْ قَدِمَ رَبَّنَا کَانَ اَفَظَّ وَاَغْلَظَ گفته است اَبِرَبِّیْ تُخَوِّفُوْنِیْ اَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِسْتَخْلَفْتُ عَلَیْهِمْ خَیْرَ خَلْقِکَ اخرج ابوبکر بن ابی شیبة کُلُّ ذٰلِکَ ولیکن مصرح ترین همه حضرت مرتضیٰ است ازوے بطریق صحیح ثابت شده که بر منبر کوفه در وقت خلافت خودی فرمود خَیْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ابوبکر ثُمَّ عُمَرُ این لفظ را محمد بن الحنفیة و ابو جحیفة و علقمة و نزال بن سبرة و عبد الخیر و حکم بن جحل وغیر ایشان روایت کرده اند و از هر یکے طرق متعدده منشعب شده و بطریق استفاضه از وی منقول است که می فرمود سَبَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صحابی سے (ان بزرگوں کی نسبت) اس امت میں سب سے بہتر اور خلافت کا سب سے زیادہ مستحق اور اسی قسم کے الفاظ منقول ہیں چنانچہ حضرت فاروقؓ نے حضرت صدیقؓ کی بیعت کے وقت فرمایا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں اور حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا کہ تم ثالث ثلاثہ کے ہوتے ہوئے میرے پاس آتے ہو؟ انھوں نے آیۂ کریمہ ثانی اثنین کی طرف اشارہ کیا اور حضرت صدیقؓ نے فاروق اعظمؓ کو خلیفہ کرتے وقت (جب کہ لوگوں نے ان سے شکایت کی کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا) حضرت عمرؓ جب ہم پر خلیفہ بنیں گے تو اور زیادہ سختی و درشتی کریں گے) فرمایا کیا تم مجھے پروردگار کا خوف دلاتے ہو؟ میں خدا کو یہ جواب دوں گا کہ یا اللہ! میں نے امت پر خلیفہ بنایا اس شخص کو جو تیری مخلوق میں سب سے بہتر تھا یہ سب روایتیں ابوبکر بن ابی شیبہؒ نے (اپنے مصنف میں) لکھی ہیں لیکن مسئلۂ افضلیت کو سب سے زیادہ صاف بیان کرنے والے حضرت مرتضیٰؓ ہیں ان سے بسند صحیح مروی ہے کہ کوفہ میں منبر پر کھڑے ہو کر اپنے عہد خلافت میں فرماتے تھے کہ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں اور ان کے بعد عمرؓ۔ یہ مضمون (حضرت علیؓ سے) محمد بن حنفیہؒ اور ابوجحیفہؓ اور علقمہؒ اور نزال بن سبرہؒ اور عبد الخیرؒ اور حکم بن جحلؒ وغیرہم نے روایت کیا ہے اور (ان میں سے) ہر ایک سے متعدد سندیں (اس حدیث کی) چلی ہیں اور (نیز) بسند مستفیض حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ فرماتے تھے سبقت کی رسول خدا

سلہ یہ جملہ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس وقت فرمایا تھا جب بعض لوگ بیعت صدیقی کے وقت ان کے پاس گئے اور ان سے بیعت کی درخواست کی ثالث ثلاثہ کے معنے ہیں تین کے تیسرا شخص مراد یہ کہ صدیقؓ ہیں اس طرح کا قول درجہ حق سمجھا [illegible] حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا درجہ حضرت صدیقؓ کو دیا ایک بہت بڑا تبرک ہو جو حضرت ابوعبیدہؓ نے اس مختصر لفظ میں ادا فرمایا۔ سلہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے منہاج السنہ جلد چہارم صفحہ ۱۳۰ میں اور حضرت مصنفؒ نے تمہید معقولات میں لکھا ہے کہ اس روایت کو حضرت علی مرتضیٰ سے [illegible] نے روایت کیا ہے [illegible] سندیں صحیح [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم وثنّی ابوبکر و
ثلث عمر ثم خبطتنا فتنۃ رواہ عبداللہ
بن احمد فی زوائد المسند والحاکم
وغیرھما و نیز بطریق استفاضہ مروی
شدہ کہ علی مرتضیٰ بر جنازہ حضرت عمرؓ
فاروق حاضر شد و گفت ما من الناس
احد احب الی ان القی اللہ بما فی
صحیفتہ من ھذا المسجّی اخرجہ الحاکم
من طریق سفیان بن عیینۃ عن جعفر
بن محمد عن ابیہ عن جابر و [illegible]
محمد بن الحسن عن ابی حنیفۃ عن ابی
جعفر الباقر عن علی مرسلاً و نیز روایت
کردہ شد از طریق ابی جحیفۃ وعبداللہ بن عمرؓ
وغیر ایشان بطریق استفاضہ از وی بثبوت
رسید کہ روایت می کرد مرفوعاً ھذان
سیدا کہول اہل الجنۃ. اولاد امام حسن
و امام حسین ہمہ ایشان این حدیث را روایت
کردہ اند قال ابوداؤد حدثنا محمد
بن مسکین قال حدثنا محمد یعنی الفریابی
قال سمعت سفیان یقول من زعم
ان علیا کان احق بالولایۃ منھما
فقد خطّأ ابابکر وعمر والمہاجرین
والانصار رضی اللہ عنہم وما اراہ
یرتفع لہ مع ھذا عمل الی السماء و
اخرج البیہقی عن الشافعی باسانید متعددۃ

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے درجہ میں ابوبکرؓ اور تیسرے
درجہ میں عمرؓ ہیں پھر اس کے بعد فتنہ نے ہم پر ہاتھ صاف کیا۔
اس کو عبداللہ ابن احمدؒ نے زوائد مسند میں اور حاکم وغیرہ نے
روایت کیا ہے اور نیز بسند مستفیض مروی ہے کہ علی مرتضیٰ حضرت
فاروقؓ کے جنازہ پر گئے اور (جنازہ کی طرف اشارہ کرکے) کہا
کہ اس کفن پوش سے زیادہ کوئی نہیں ہے کہ اس کے جیسے اعمال کے
ساتھ خدا سے ملنا مجھے محبوب ہو اس حدیث کو حاکم نے
سفیان بن عیینہؒ سے انھوں نے جعفر صادقؒ سے انھوں نے
اپنے والد حضرت باقرؒ سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے (انھوں
نے حضرت مرتضیٰ سے) روایت کیا ہے اور امام محمدؒ نے اس حدیث
کو امام ابوحنیفہؒ سے انھوں نے ابو جعفرؒ (یعنی حضرت باقرؒ)
سے انھوں نے حضرت علیؓ سے مرسلاً روایت کیا ہے اور نیز یہ
حدیث ابو جحیفہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ کی سند سے بھی مروی
ہے نیز حضرت علیؓ سے بسند مستفیض ثابت ہے کہ وہ مرفوعاً روایت
کرتے تھے کہ یہ دونوں (یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ) بوڑھے اہل جنت
کے سردار ہیں۔ اس حدیث کو امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں
کی اولاد نے روایت کیا ہے۔ اور ابوداؤدؒ نے لکھا ہے کہ ہم کو
محمد بن مسکینؒ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے محمد یعنی فریابی
نے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے سفیانؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا
کہ جس شخص نے یہ کہا کہ علیؓ شیخینؓ سے زیادہ مستحق خلافت تھے
اس نے ابوبکرؓ و عمرؓ اور تمام مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم
کو خطا پر اعتقاد کیا اور میں نہیں خیال کرتا کہ اس اعتقاد کے
ساتھ اس کا کوئی عمل آسمان تک جا سکے (یعنی مقبول خدا ہو سکے
کیونکہ اس اعتقاد کے بعد تصدیق رسالت کا کوئی ذریعہ باقی
نہیں رہتا) اور بیہقیؒ نے امام شافعیؒ سے باسانید متعددہ روایت

انہ قال اصطلح الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابی بکر فلم یجدوا تحت ادیم السماء خیرا من ابی بکر فولوہ رقابہم۔ و در ذیل این مسئلہ باید دانست کہ فضیلتے کہ در شرائع مدار افضلیت خلفاء شدہ امور عرفیہ نیست کہ شعراء و مانند آنہا آن را تطاول کنند مثل براعت نسب و قوت فصاحت و زیادت شجاعت و کمال صباحت و تناہی در سخاوت اگرچہ فی الجملہ شرع استحسان این اخلاق فرمودہ است و نہ علوم غریبہ از رمل و جفر و قیافہ و نہ امورے کہ در شرع تصریح بآن نرفتہ مثل معرفت وحدت وجود و مراتب تنزلات ستہ چون این امور در شرع مذکور نشود افضلیت را بر آن دائر ساختن چرا اثبت العرش ثم انقش بلکہ مراد اینجا اوصافی است کہ در قرآن عظیم و سنت صحیحہ صیغۂ اعظم درجۃ و اکثر ثوابا و مانند آن بر آن دائر ساختہ باشند کما قال اللہ تعالٰی لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وقال تعالٰی لَّا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ و

کیا ہے کہ انھوں نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ ابوبکرؓ کے پاس گئے آسمان کے نیچے انھوں نے ابوبکرؓ سے بہتر کسی کو نہ پایا پس سب نے اُن کو اپنی گردنوں کا مالک بنالیا۔

اسی ضمن میں ایک مسئلہ معلوم کرلینا چاہیئے (وہ یہ) کہ جو اوصاف شرائع (ربانیہ) میں خلفاء کی افضلیت کا مدار ہیں وہ امور عرفیہ نہیں ہیں جن کو شعراء وغیرہ بیان کرتے ہیں مثل عالی نسبی اور قوت فصاحت اور زیادتی شجاعت اور خوبصورتی اور کمال سخاوت کے اگرچہ شریعت نے فی الجملہ ان اوصاف کی عمدگی بھی بیان فرمائی ہے۔ اور نہ (خلفاء کی افضلیت کا مدار) علوم غریبہ ہیں از قسم رمل و جفر و قیافہ اور نہ (خلفاء کی افضلیت کا مدار) وہ امور ہیں جن کی تصریح شریعت میں نہیں ہوئی مثل معرفت وحدت وجود اور (معرفت) مراتب تنزلات ستہ کے جب کہ یہ باتیں شریعت میں مذکور ہی نہیں ہیں تو پھر ان پر افضلیت کو دائر کرنا کیسے ہوسکتا ہے جیسا مشہور ہے (ترجمہ) پہلے تخت بناؤ اس کے بعد اُس پر نقش کرو (یہاں سرے سے تخت ہی غائب ہو نقش کس پر ہوں گے) بلکہ یہاں وہ اوصاف مراد ہیں جن پر قرآن عظیم اور احادیث صحیحہ میں اعظم درجۃ اور اکثر ثوابا اور اسی قسم کے الفاظ وارد کئے گئے ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ترجمہ عام مسلمانوں کے) برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے قبل فتح (مکہ) کے (راہ خدا میں) خرچ کیا اور جہاد کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ترجمہ) برابر نہیں ہیں (جہاد سے) بیٹھ رہنے والے مسلمان باستثناء معذور لوگوں کے اور جہاد

ملہ بخلاف شیعوں کے کہ وہ ابھی شاعرانہ خیالات کے پابند ہیں اور اپنے ائمہ کے فضائل میں یہی چیزیں ذکر کرتے ہیں حالانکہ ان چیزوں میں بھی حضرات مشائخ ثلثہ کسی صحابی سے کم نہیں ہیں جیسا کہ اس کتاب سے ثابت ہو جائے گا۔ ملہ شیعہ اپنے ائمہ کے فضائل میں یہ خرافات بھی ذکر کرتے ہیں جن کی شریعت میں کچھ حقیقت نہیں ہے۔

الْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا۔ وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم وقال من افضل المسلمین اہل بدر او کما قال۔ پس این سیاق می باید خاطر را راہ داد بازازین صفات تفصیلیہ می باید بکلیات آن انتقال نمود و از مقدمات بمقاصد تا واضح شود کہ افضلیت خلفاء با یک دیگر باعتبار زیادت تشبہ بالانبیاء است فیما الانبیاء بحسب نبوت بہم یا گوییم باعتبار قوت اوصافے کہ در خلافت خاصہ شرح دادہ شد اینما ما یشتق فقل بازکملات و مقدمات قیام بخلافت خاصہ بسیار است اصل مقصود مقاصد خلافت است و طرق موصلہ بآن چوں مقاصد خلافت حاصل

کرنے والے خدا کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اللہ نے فضیلت دی ہے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر (بہت) بڑے ثواب میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے کسی ادنے پر اور نیز فرمایا کہ سب مسلمانوں سے افضل اہل بدر ہیں یا قریب اس کے فرمایا۔

پس ان مضامین پر غور کرنا چاہیئے پھر ان فضائل جزئیہ سے ان کے کلیات کی طرف ذہن کو لے جانا چاہیئے اور مقدمات سے مقاصد کی طرف (توجہ کرنی چاہیئے) تاکہ واضح ہو جائے کہ خلفاء کی افضلیت باہم ایک دوسرے پر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان اوصاف میں مشابہت کی (کمی) زیادتی پر مبنی ہے جو انبیاء میں بحیثیت نبوت ہوتے ہیں یا یوں کہا جائے کہ (خلفاء کی فضیلت باہم ایک دوسرے پر) ان اوصاف کے قوی (وضعیف) ہونے کی وجہ سے ہے جن کو خلافت خاصہ (کے لوازم) میں ہم بیان کر چکے جو چاہو کہو (مآل ایک ہے)۔

پھر (یہ بھی) سمجھ لو کہ خلافت خاصہ (کے فرائض) کی سرانجام دہی جن امور پر موقوف ہے اور جو امور اس کو کامل کرنے والے ہیں بہت ہیں (کہاں تک ذکر کئے جائیں) اصل مقصود مقاصد خلافت (کا حاصل ہو جانا) ہے اور ان طریقوں کا بیان کرنا جن سے وہ مقاصد حاصل ہوں جب مقاصد کسی خلیفہ سے حاصل

ملہ مطلب یہ ہے کہ سمجھو کہ ان آیات میں قبل از ہجرت جہاد و انفاق کی فضیلت بیان ہوتی ہو اور پھر یہ سمجھو کہ یہ فضیلت جزئی ہے اس کی کلی کیا ہے وہ کلی یہ ہے کہ دین کی بوقت غربت مدد کرنا پھر مقدمات سے مقاصد کی طرف توجہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مدد بھی دین کی بوقت غربت کس سے زیادہ ہوئی ۱۲

ملہ خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ جو یہ بحث نکالتے ہیں کہ حضرت علی شجاعت میں مشہور تھے اور شجاعت ان کی ثابت کرتے ہیں گو یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی لیکن سرے سے یہ بحث ہی فضول ہے دیکھنا چاہیئے مقاصد خلافت کس کے ہاتھ سے حاصل ہوئے تو فرض کرو کہ کوئی شخص شجاع نہ تھا مگر اس کے ہاتھ سے مقاصد خلافت بوجہ احسن انجام کو پہنچے وہی افضل ہے کیونکہ شجاعت مقصود بالذات نہیں ہے ۱۲

گفت بمقدمات و مکملات نتوان پرداخت این بمیان سے اند کر مقصود مستقل عدو سے باشد تا شر عام از عالم مرتفع گردد جوانمردے بہر صفت کہ توانست بآن قیام نمود سادہ لوحے سے گوید قتل بشمشیر اوّل ہست بر شجاعت از قتل بتیر یا خشب ریخ از فلاں درخت بیشتر باشد پس اقوے وجوہ افضلیت کمال تمکین فی الارض است و ظہور دین مرتضٰی بردست خلیفہ زیرا کہ اصل الاصول در ثبوت خلافت عامہ و خاصہ ہمان است و مدار مسائل خلافت بریں آیات و ایں فضیلت در مشائخ ثلثہ روشن تر است و نیز اقوے وجوہ افضلیت در خلفاء نص شریعت است باستخلاف ایشان و این معنے در مشائخ ثلثہ اجلٰی است زیرا کہ در اکثر احادیث خلافت ذکر مشائخ ثلثہ آمدہ است فقط و نیز اقوائے وجوہ افضلیت قیام بموعود برائے پیغامبر است بمثال آنکہ گردے را گردباد برمی سازد و گنبدے مصطنع می فرماید ارادۂ الٰہی نفس پیغامبر را حرکت داد و بعض کارہا بوجود آورد و دو کارے دیگر ہنوز ناتمام بود کہ حکمت الٰہی

ہوجائیں تو ان مقاصد کی تحصیل و تکمیل کے ذرائع پر بحث نہ کرنی چاہیئے یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ کسی دشمن کا قتل کرنا منظور ہو جس سے ایک عام مصیبت دنیا سے جاتی رہے ایک جوانمرد اٹھا اور اس نے جس طرح ہوسکا اس کام کو پورا کردیا اب ایک بے وقوف کہتا ہے کہ تلوار سے قتل کیا ہوتا تو زیادہ شجاعت معلوم ہوتی بہ نسبت تیر سے قتل کرنے کے یا دیر بھی کی (تیر بے کی لکڑی فلاں درخت کی اچھی ہوتی (تو یہ اس کی حماقت نہیں تو اور کیا ہے) لہٰذا سب سے قوی وجہ زمین میں تمکین کا کامل ہونا اور دین پسندیدہ کا خلیفہ کے ہاتھ سے غالب ہونا ہی کیونکہ اصل اصول خلافت عامہ اور خلافت خاصہ دونوں میں یہی ہے اور مباحث خلافت کا مدار انہی باتوں پر ہے۔ اور یہ فضیلت خلفائے ثلثہ میں خوب ظاہر ہے (نیز) خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں ان کے استخلاف کی نص موجود ہے یہ بات بھی خلفائے ثلثہ میں بہت کھلی ہوئی ہے کیونکہ خلافت کی اکثر حدیثوں میں صرف خلفائے ثلثہ کا ذکر ہے نیز خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ یہ ہے کہ جو وعدے پیغمبر کے لئے ہوئے تھے وہ ان کے ہاتھ پر پورے ہوئے جس طرح بگولا غبار کو اڑا کر ایک گنبد (کی شکل خیال میں) قائم کردیتا ہے مگر وہ گنبد بالکل ناپائدار ہوتا ہے کہ ہوا کی ذراسی جنبش میں اس کا پتہ بھی نہیں رہتا جیسے یہی حالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دین اسلام کی تھی) ارادۂ الٰہی نے (بگولے کی طرح) پیغمبر کے نفس کو (مثل اس غبار کے) حرکت دی اور بعض کام (مثل اس گنبد کے) وجود میں لایا مگر دوسرے کام (مثل اس گنبد کے محکم و مضبوط کرنے کے) ابھی ناتمام تھے کہ حکمت الٰہی نے

یعنی ان کی حقیقت خلافت خاص میں مذکور ہو جس طرح حضرت علی کا محبوب خدا و رسول ہونا حدیث رایت میں مذکور ہے ۱۲

پیغامبر را از عالم ادنیٰ برفیق اعلیٰ رسانید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنحوے از تسبب اتمام آں را بخود منسوب گردانیدند وصورت آں کار با بخلفاء راجع گشت و ایام خلافت بحقیقت ایام نبوت بود لیکن وحی از آسمان فرود نمی آمد و ایں وجہ در شیخین ثلثہ زیادہ تر نمایاں گشت و نیز اقوٰے وجوہ افضلیت اعانت پیغامبر است در تحمل اعباء نبوت زبانی و جہاداً و انفاقاً - قال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِی مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ الخ ظاہر است کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا بود چوں ارادۂ الٰہی بظہور امر او منعقد گشت الہام در قلوب اذکیائی حاضرین القاء کرد او را اعانت کنند و در ضمن ایں اعانات رحمت الٰہی کہ بپیغامبر را رسیدہ است شامل حال ایں اذکیاء شد و ایں وجہ در شیخین خصوصاً قبل از ہجرت ظاہر تر است و نیز اقوٰے وجوہ افضلیت تشبہ است بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تالیف قلوب ناس برائے اسلام و اتصاف شیخین باں واضح تر است و اقوٰے وجوہ افضلیت واسطہ بودن است درمیان پیغامبر و امت در ترویج علوم از قرآن و سنت و ایں معنی در حضرت شیخین آشکارا تر است و اقوٰی وجوہ افضلیت جہاد و ضرب و دیگر است و ایں معنی در شیخین ثلثہ روشن تر

پیغمبر کو عالم ادنےٰ سے رفیق اعلیٰ کی طرف پہنچا دیا (اب اس گنبد کی درستی و مضبوطی خلفاء کے ہاتھ سے ہوئی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں کو (جو خلفاء کے ہاتھ سے ہوتے) بوجہ اس کے کہ آپ ایک طرح پر سبب ان کاموں کے تھے اپنی طرف منسوب فرمایا اور ظاہر میں وہ کام خلفاء کے قرار پائے اور دراصل (ان خلفاء کا) زمانۂ خلافت (گویا) زمانۂ نبوت تھا لیکن (فرق صرف یہ تھا کہ) وحی آسمان سے نہ آتی تھی یہ فضیلت بھی مشائخ ثلثہ میں بہت زیادہ واضح ہے۔ نیز خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے نبوت کے بار اٹھانے میں پیغمبر کی مدد کی زبانی مناظروں سے اور جہاد سے اور مال خرچ کرکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے برابر نہیں ہیں تم میں سے جنھوں نے خرچ کیا الخ یہ ظاہر ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تن تنہا تھے جب اللہ کا ارادہ آپ کے دین کے غالب کرنے کے ساتھ متعلق ہوا تو اس نے اس زمانہ کے عقلمند لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈال کہ پیغمبر کی اعانت کریں ان اعانتوں کے طفیل میں وہ رحمت الٰہی جو پیغمبر پر نازل ہوئی تھی اُن عقلمندوں کے بھی شامل حال ہوگئی۔ یہ فضیلت شیخین رضؓ میں خصوصاً ہجرت سے پہلے بہت ظاہر ہے۔ نیز خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح اسلام کے لئے لوگوں کی تالیف قلوب کرنا ہے اس صفت کے ساتھ شیخین رضؓ کا موصوف ہونا بالکل کھلا ہوا ہے (نیز) خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ پیغمبر کے اور امت کے درمیان علوم دینیہ یعنی قرآن و حدیث کی ترویج کا واسطہ بننا ہے یہ بات بھی حضرات شیخین رضؓ میں خوب ظاہر ہے (نیز) خلفاء کی افضلیت کی قوی وجہ جہاد و ضرب و دیگر ہے یہ بات بھی خلفائے ثلثہ میں خوب واضح ہے۔

چوں لوازم خلافت خاصہ مبین شد اکنون باید شناخت کہ جمعے کثیر از اصحاب بفیض صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قدر تیسیر ازیں اوصاف حاصل کردہ بودند و ایشاں بخلافت مقیدہ فائز گشتہ مانند عبداللہ بن مسعود در قرارت وفقہ و معاذ بن جبل در قضا و زید بن ثابت در فرائض و ازیں جملہ آنکہ قریشی بودند و اہلیت تحمل اعباء ریاست داشتند مستحق خلافت مطلقہ گشتند باز مستحقان خلافت در بارگاہ عزت منتظر ایستادہ بودند تا کدام یک را فضل الٰہی بمرتبہ استخلاف مطلق بالفعل رساند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ و در آخر ایں فصل باید دانست کہ ہر چند ہر جملہ ازیں فصل ماخوذ است از کتاب و سنت و مؤید است باقوال کبرائے امت و علمائے اہلسنت اما تحریر و ترتیب آں و انتقال از جزئیات بکلیات آں از مستخرجات ایں بندۂ ضعیف است اثرے از نور توفیق کہ سابق بآں اشارہ رفتہ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

خلافت خاصہ کے لوازم بیان ہو چکے اب جاننا چاہیئے کہ صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے (اپنے اپنے) نصیب کے موافق ان اوصاف (یعنی لوازم خلافت خاصہ) کو حاصل کر لیا تھا اور ان میں سے بعض حضرات خاص خاص باتوں میں خلافت کے منصب پر فائز بھی ہو گئے تھے مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہ (وہ) قراءت وفقہ میں (خلیفہ تھے) اور (مثلاً) حضرت معاذ بن جبلؓ (کہ وہ) فیصلہ خصومات میں (خلیفہ تھے) اور (مثلاً) حضرت زید بن ثابتؓ (کہ وہ) فرائض میں (خلیفہ تھے) اور ان میں سے بعض حضرات جو قریشی تھے اور بار خلافت کے اٹھانے کی قابلیت رکھتے تھے خلافت مطلقہ کے مستحق ہوئے اب جتنے حضرات خلافت مطلقہ کے مستحق ہیں بارگاہ عزت میں منتظر کھڑے ہوئے ہیں کہ فضل الٰہی کس کو خلافت مطلقہ کے منصب پر فائز کرتا ہے (دیگر بارگاہ احدیت سے انہی چار کو یہ منصب ملتا ہے اور باقی مستحقین اُن کے تابع بنائے جاتے ہیں) یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

اس فصل کے آخر میں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیئے کہ گو ہر مضمون اس فصل کا قرآن و حدیث سے ماخوذ ہے اور اکابرائے امت اور علمائے اہلسنت کے اقوال سے مستند ہے لیکن ان مضامین کا حشو و زوائد سے خالی کرنا اور اُن کو ترتیب دینا اور جزئیات کے ذریعہ سے کلیات کو فراہم کرنا اسی بندۂ ضعیف کی فکر کا نتیجہ ہے اور اسی نور توفیق کا اثر ہے جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا۔

(دوسری فصل ختم ہوئی)

والحمد للہ رب العالمین۔

ایسے حضرات بھی صحابہ کرام میں بہت تھے چنانچہ حضرت ابو عبیدہ ابن جراحؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمن بن عوف [illegible] معروف مستحقین [illegible] خلیفہ بنا لیا۔

فصل سوم

در تفسیر آیاتِ دالہ بر خلافتِ خلفاء

در لوازم خلافتِ خاصہ

خدای تعالیٰ در سورۂ نور ذکر کرد سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَا اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ [illegible] میفرماید وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْـــًٔـا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنی وعدہ داد است خدای تعالیٰ آنان را کہ ایمان آوردہ اند از شما و کارہائی شائستہ کردہ البتہ خلیفہ سازد ایشان را در زمین چنانکہ خلیفہ ساختہ بود آنکہ بودند پیش از ایشان یعنی حضرت یوشع را بعد حضرت موسیٰ و حضرت داؤد و سلیمان را بعد انقضائی مدتے از عہد حضرت موسیٰ و البتہ محکم و پا استوار سازد برائے ایشان دین ایشان را آن دین را کہ پسندیدہ است برائے ایشان و البتہ بدل کند در حق ایشان بعد ترس ایشان ایمنے را پرستش کنند مرا

فصل سوم

اُن آیات کی تفسیر میں جو خلفائے (راشدین) کی حقیت خلافت پر اور (ان کیلئے) لوازم خلافت خاصہ (کے ثابت ہونے) پر دلالت کرتی ہیں۔

(پہلی آیت) خدا تعالیٰ نے سورۂ نور (اٹھارویں پارہ) میں جس کو اس نے ان الفاظ سے کہ "یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا اور فرض کیا اور اس میں واضح نشانیاں (اپنی قدرت کاملہ کی) نازل فرمائیں" شروع فرمایا ہے، فرماتا ہے۔ (ترجمہ) وعدہ دیا خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے تم میں سے اور نیک کام کر چکے کہ ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا انھیں (زمین میں) جیسے خلیفہ بنایا تھا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے [یعنے حضرت یوشعؑ کو بعد حضرت موسیٰؑ کے اور حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو حضرت موسیٰؑ کا زمانہ گزرنے کے ایک مدت بعد] اور ضرور ضرور مضبوط اور پائدار کردے گا ان کے لئے دین کو وہ دین جس کو پسند کیا اللہ نے ان کے لئے اور ضرور ضرور بدل دے گا ان کے خوف کو امن سے وہ لوگ (ہمیشہ) میری پرستش کرتے رہیں گے

ف اس آیت کو آیت استخلاف اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں استخلاف یعنی خلیفہ بنانے کا ذکر ہے قرآن عظیم کے معجزات ظاہرہ میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ اس میں بہت سی خبریں آئندہ زمانہ کی بطور پیشین گوئی کے بیان کی گئی ہیں اور وہ بے کم و کاست مثل سپیدۂ صبح کے ظہور میں آئیں۔ اسی قسم کی آیتوں میں سے ایک آیت یہ ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم آئندہ زمانہ میں موجودین وقت نزول آیت کو نعمت خلافت سے سرفراز کریں گے ۱۲

باز معنے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ ایجاب انقیاد
قوم است در آنچہ حق خلیفہ باشد چنانکہ
اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حق
شخصے فرمایند اَمَّرْتُهٗ عَلَيْكُمْ و خلیفہ
گوید جَعَلْتُ فُلَانًا قَاضِيًا عَلَيْكُمْ
او وَلَّيْتُهُ الْقَضَاءَ عَلَيْكُمْ
دلالت مے کند بر لزوم آنچہ حق امیر است
بر سریہ یا حق قاضی است بر رعیت
ایں لفظ گویا مختصر ایجاب جمیع
حقوق تفصیلیہ خلافت است و
ہیچ فرق نیست درمیان آنکہ گویند
اِسْتَخْلَفْتُ فُلَانًا عَلَيْكُمْ و در
میان آنکہ وَعَدْتُ فُلَانًا اَنْ
اَسْتَخْلِفَهٗ عَلَيْكُمْ غَدًا چون
غد برسد و موعود منجز گردد باز معنے
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ آنست کہ خدائے تعالے
مستخلف ایشان است و ایں استخلاف
منسوب بوے است حقیقتش آنست کہ خدائے
تعالے مدبر السمٰوٰت والارض
است ولطیفٌ لما یشاء پس وقتے
کہ مصلحت عالم در نصب خلیفہ باشد
الہام می فرماید در قلوب امت تا شخصے
را کہ حکمت الٰہی مقتضی استخلاف اوست
خلیفہ سازند بحقیقت جمیع حوادث

وہ تاویل ہیں)۔
پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کا مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم
پر (موعودہ خلفاء کی) اطاعت واجب کردی اُن امور میں جن میں
خلیفہ کی اطاعت کرنی چاہیئے مثلاً اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کسی کے حق میں فرمائیں کہ میں نے اس کو تم پر افسر بنایا یا (مثلاً) خلیفہ
کہے کہ میں نے فلاں شخص کو تم پر قاضی بنایا یا یوں کہے کہ تمہارے
مقدمات کے فیصلہ کرنے کا میں نے فلاں شخص کو اختیار دیا تو ایسا کہنا
اس شخص کے وہ تمام حقوق ثابت کر دیتا ہے جو سردار لشکر کو لشکر پر
یا قاضی کو رعیت پر (حاصل) ہوتے ہیں گویا یہ لفظ خلافت کے
تمام تفصیلی حقوق کے وجوب کو بالاجمال ادا کر رہا ہے [illegible]
نظر و کیھنے سے) ایسا کہنے میں کہ میں نے فلاں کو تم پر خلیفہ بنایا
اور ایسا کہنے میں کہ میں نے فلاں شخص سے وعدہ کر لیا ہے کہ کل
اس کو خلیفہ بناؤں گا کوئی فرق نہیں ہے بعد اس کے کہ کل کا دن
آجائے اور وہ وعدہ پورا ہو جائے۔ پھر (یہ بھی واضح رہے کہ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کا مفہوم یہ ہے کہ خدا ہی تعالیٰ اُن لوگوں کو خلیفہ بنانے
والا ہے اور ان کا خلیفہ بنانا اسی کی طرف منسوب ہے (اس سے
یہ نہ سمجھنا کہ بغیر اسباب ظاہری کے یہ لوگ خلیفہ بنائے جائیں گے
بلکہ) اس کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ (چونکہ) مدبر السمٰوٰت و
الارض اور لطیفٌ لما یشاء ہے لہٰذا جس وقت عالم کی بہتری
خلیفہ (خاص) کے مقرر ہونے میں ہوتی ہے تو وہ اُمّت کے دلوں
میں ڈال دیتا ہے کہ جس شخص کو حکمت الٰہی بنانا چاہتی ہے اُس
کو خلیفہ بنائیں (خدا کے کام کرنے کا طریقہ عالم اسباب میں یہی
ہے کہ بندوں کے دل میں اس کام کا شوق پیدا کر کے اُن کے ہاتھ
سے اس کام کو کرا لے) در حقیقت تمام عدم سے وجود میں آنے والی

لہ ترجمہ: انتظام درست رکھنے والا آسمانوں کا اور زمین کا اور آسانی کے ساتھ کرنے والا اس کام کا جس کو چاہے ۱۲

و بنو امیہ و بنو عباس از آں خارج باشند و
«لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ» دلالت می کند بر دو معنے یکی آنکہ ایں خلفا
کہ خلافت ایشاں موعود است چوں وعدہ منجز
شود دین علی اکمل الوجوہ بظہور آید دوم آنکہ
از جنس عقائد و عبادات و معاملات و مناکحات
و احکام خروج آنچہ در عہد مستخلفین ظاہر
شود و ایشاں اہتمام تمام کنند در اقامت
آں ہمہ دین مرتضیٰ است پس اگر
از اعمال قضاء مستخلفین در مسئلہ فتوی
ایشاں در حادثہ ظاہر شود آں دلیل
شرعی باشد کہ مجتہد بآں تمسک شاید
زیرا کہ آں دین مرتضیٰ است کہ تمکین آں
واقع شد ہر چند اجتہاد ہر مجتہد ست
و لو کان صحابیا احتمال خطا وارد
در نزدیک کسے کہ می گوید کل مجتہد
مصیب تعدد صواب در ہر حادثہ محتمل
است و نزدیک کسے کہ می گوید المصیب
واحد والآخر معذور غیر آثم احتمال
خطا در ہر دو جانب ممکن است لیکن
بعد ظہور مضمون ظہور حقیقت

اور دوسرے خلفائے بنی امیہ اور (خلفائے) بنی عباس اس
آیت کے وعدہ سے خارج ہیں۔
لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم دو معنے پر دلالت کرتا
ہے ایک یہ کہ وہ خلفا جن کی خلافت کا اس آیت میں وعدہ
ہے جب وہ وعدہ پورا ہوگا تو دین نہایت کامل طور پر ظاہر ہوگا
دوسرے یہ کہ عقائد و عبادات و معاملات و مسائل نکاح و احکام
خراج (وغیرہ) جو جو چیزیں ان خلفاء کے عہد میں ظاہر ہوں گی اور
وہ جن جن چیزوں کی ترویج میں پورے اہتمام کے ساتھ کوشش[1]
کریں گے وہ سب چیزیں پسندیدہ دین ہوں گی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ
اس وقت اگر ان خلفاء کا فیصلہ کسی مسئلہ کے متعلق یا ان کا فتویٰ
کسی واقعہ کے متعلق پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے تو وہ (فیصلہ اور
فتویٰ) دلیل شرعی ہوگا کہ مجتہد اس سے تمسک کرے گا کیونکہ
وہ فیصلہ اور فتویٰ (بحکم اس آیت کے) وہی دین پسندیدہ دین
ہے جس کی تمکین واقع ہوئی گو اجتہاد ہر مجتہد کا چاہے وہ مجتہد
صحابی کیوں نہ ہو خطا کا احتمال رکھتا ہے (اور جو لوگ ہر مجتہد
کو (تمام مسائل میں) صواب ہی پر سمجھتے ہیں ان کے نزدیک ہر
مسئلہ میں کئی کئی جواب ممکن ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ صواب
پر ایک ہی مجتہد ہوتا ہے اور دوسرے مجتہد خطا پر مگر معذور
بے گناہ ان کے نزدیک احتمال خطا کا دونوں جانب ہے (لہذا
چونکہ خلفاء بھی مجتہد تھے لہذا ان کے فیصلہ اور فتویٰ میں بھی
احتمال خطا کا ہونا چاہیے) لیکن یہ احتمالات ان مسائل کی حقیقت کو

[1] جیسے حضرت عمر بن خطابؓ نے نماز تراویح کی ترویج میں اور حضرت عثمانؓ نے جمعہ کی دوسری اذان کی ترویج میں کوشش کی مگر
یہ کوشش پورے اہتمام کے ساتھ نہ ہو مثلاً حضرت فاروقؓ نے کسی امر کے متعلق معمولی طور پر فرما دیا ہو اور لوگوں نے اس کا اختلاف
کیا ہو پھر حضرت فاروقؓ نے اس خاص امر کے مسئلہ کی طرف توجہ نہ کی ہو تو ایسے امور اس سے
خارج رہیں گے۔

آنچہ در زمان ایشان بسعی ایشان شائع شدہ
بہ کرسی وارد بہر تقدیر قول ایشان از قیاس
قیاسان و استنباط مستنبطان قوی تر خواہد
بود نہ چنانکہ امامیہ می گویند کہ دین مرتضے
ہمیشہ مستتر و مختفی ماند و ائمہ اہل بیت ہمیشہ
تقیہ می کردند و بر اظہار دین خود ہیچگاہ قادر
نشدند بلکہ اینجا افادہ کردہ شد کہ آں ہمہ
غیر مرتضے ست و باطل است زیرا کہ اگر
مرتضے می بود مقتضائی این وعدہ ممکن می شد
وکلمہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا
دلالت می کند برآنکہ این مستخلفین و سائر مسلمین
در وقت انجاز موعود مطمئن باشند وازین نوع
از کفار مختلفۃ الادیان ترس داشتہ نہ از
یک دیگر چنانکہ امامیہ گمان می کنند کہ ائمہ
اہل بیت ہمیشہ ترسان و ہراسان می بودند
و تقیہ می کردند و ہمیشہ از مسلمانان بایشان
و یاران ایشان غائلہ و جنگ می رسید
و ہیچگاہ مؤید و منصور نشدند
وکلمہ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ دلالت
می نماید برآنکہ جمعے کہ این وعدہ در باب
ایشان واقع شد و بنعمت خلافت متنعم شوند
بکمال ایمان و عمل صالح باشند وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

جو خلفاء کے زمانہ میں اور ان کی کوشش سے شائع ہوئے نہیں
مٹا سکتے دیکھو کہ ان مسائل کی حقیقت آیۂ قرآنیہ سے ثابت ہو چکی
بہر حال (یہ تو یقینی ہے کہ) ان کا قول دوسروں کے قیاس اور
استنباط سے زیادہ قوی ہوگا (المختصر لیمکنن سے موعود خلفاء
کے زمانہ میں دین حق کا بالکل وجود ظاہر ہونا بالکل واضح ہے)
نہ جیسا کہ امامیہ کہتے ہیں کہ دین پسندیدہ ہمیشہ پوشیدہ رہا اور
ائمہ اہل بیت ہمیشہ تقیہ کرتے رہے اور اپنے دین کے ظاہر کرنے
پر کبھی قادر نہ ہوئے بلکہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو
دین پوشیدہ رہا وہ غیر پسندیدہ اور باطل ہے کیونکہ اگر پسندیدہ
ہوتا تو اس وعدہ کے موافق اس کو تمکین ملتی۔

وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا اس بات پر دلالت کرتا ہے
کہ یہ خلفاء بلکہ تمام مسلمان اس وعدہ کے پورے ہونے کے
وقت میں مطمئن اور بے خوف ہو جائیں گے نہ کافروں کے کسی
فرقہ سے ان کو خوف رہے گا اور نہ آپس میں[1] ایک دوسرے سے
جیسا کہ امامیہ خیال کرتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت ہمیشہ ڈرتے رہے
اور تقیہ کرتے رہے اور ہمیشہ مسلمانوں کی طرف سے ان کو اور ان
کے ساتھیوں کو تکلیف اور ذلت پہنچتی رہی اور کبھی ان کی
تائید اور مدد (خدا کی طرف سے) نہ ہوئی۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اس بات پر دلالت کرتا ہے
کہ وہ لوگ جن کے متعلق یہ وعدہ ہوا ہے اور جن کو نعمت خلافت
ملے گی کمال ایمان اور (کمال) عمل صالح کے ساتھ موصوف
ہوں گے (وجہ اس کی یہ ہے کہ) وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (کسی کیلئے)

[1] یہاں اس وجہ سے سمجھا گیا کہ خوف کا لفظ قرآن پاک میں مطلق ہے اور مطلق کی نفی جبھی ہوتی ہے جب اس کے تمام افراد معدوم ہو جائیں نیز
یہ جملہ افراد نعمت کے لئے ہے پس اگر یہ صورت فرض کر لی جائے کہ کافروں کا خوف تو جاتا رہے مگر خود مسلمانوں کو ایک دوسرے کی طرف سے خوف تھا
تو یہ کوئی نعمت نہ ہوگی بلکہ یہ کہا جائے گا کہ ایسا خوف جس قدر بھی ہو اور خطرناک ہوگا اور بیرونی خوف ایسا نہیں ہوتا۔

ولفظ جای استعمال کنند که در عمل صالح مرتبۂ داشته باشد نسبت دیگر مؤمنین دیگر کما استخلف الذین من قبلهم مراد آنست چنانکه یک سفر از تورات وعدہ فتوح بلاد شام وحکم بلاد مفتوحہ نازل شد و بنابر حکمت الٰہی این وعدہ در زمان حضرت موسیٰ منجز نشد و حضرت موسیٰ برای انجاز این وعدہ حضرت یوشع را خلیفہ ساخت تا حضرت یوشع بعد وفات حضرت موسیٰ فتح بسیار شهر نمود و بنی اسرائیل را مطمئن گردانید و آن شهر ہا را بروفق وصیت حضرت موسیٰ بر بنی اسرائیل تقسیم فرمود ہمچنین پیغامبر ما صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ فتح بلاد شام وبلاد عجم متحقق شد قال اللہ تعالیٰ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ واین وعدہ بنابر حکمت الٰہی در زمان آنحضرت ظاہر نہ شد لاجرم خلفاء را بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منصوب ساخت تا آن موعود منجز گردد و چنانکہ حضرت داؤد وسلیمان را بعد غلبۂ عمالقہ و متفرق شدن قبائل بنی اسرائیل خلیفہ ساختند قال اللہ تعالیٰ يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ تا مسلمین را مطمئن ساختند ہمچنان این خلفاء بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بعد ظہور ارتداد عرب مسلمانان را مطمئن ساختند بالجملہ ازین تشبیہ بیان آنست کہ خلافت ایشان خلافت راشدہ خواہد بود و مرضی نزدیک خدا تعالیٰ و آثار خیر ازان ظاہر شود و کلمہ تَمْكِينٌ در قول تعالیٰ و لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دلالت می کند بر یکے از دو

ہوا اسی وقت استعمال کرتے ہیں جب وہ عمل صالح میں بہ نسبت عام مسلمانوں کے کچھ فوقیت رکھتا ہو کما استخلف الذین من قبلہم سے مراد یہ ہے کہ جس طرح توراۃ کے ایک باب میں بلادِ شام کے فتح ہو جانے کا وعدہ ہے اور بلادِ مفتوحہ کے احکام نازل ہو گئے تھے مگر بمقتضائے حکمت یہ وعدہ حضرت موسیٰ کے زمانہ میں پورا نہ ہوا اور حضرت موسیٰ نے اسی وعدہ کے پورا ہونے کے لئے حضرت یوشع کو خلیفہ بنایا اور حضرت یوشع نے بعد وفات حضرت موسیٰ کے اکثر شہر فتح کئے اور بنی اسرائیل کو مطمئن کر دیا اور ان شہروں کو حضرت موسیٰ کی وصیت کے مطابق بنی اسرائیل پر تقسیم کیا اسی طرح ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے بلادِ شام اور بلادِ عجم کے فتح کا وعدہ (خدا کی طرف سے) ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (ترجمہ) دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا مگر یہ وعدہ بمقتضائے حکمتِ الٰہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر نہ ہوا لہٰذا (اللہ نے) خلفاء کو بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیا تاکہ وہ وعدہ پورا ہو اور جسطرح حضرت داؤد اور حضرت سلیمان (کو) عمالقہ کے غالب ہو جانے اور بنی اسرائیل کے پراگندہ ہو جانے کے بعد خلیفہ ہوئے تھے (جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا داؤد یعنی اے داؤد! بے شک بنایا ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ) اور انہوں نے مسلمانوں کو مطمئن کر دیا تھا اسی طرح ہمارے پیغمبر کے خلفاء نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اور اہل عرب کے مرتد ہو جانے کے بعد مسلمانوں کو مطمئن کر دیا۔ الحاصل اس تشبیہ سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ان خلفاء کی خلافت راشدہ اور خدا کے نزدیک پسندیدہ ہوگی اور آثار خیر اس سے ظاہر ہوں گے۔ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ میں لفظ تمکین ان دو باتوں میں سے ایک بات پر

حضرت یا این است کہ این تمکین از دست
ایشان برآید و ایشان بتوفیق الٰہی
سعی عظیم دراں باب صرف کنند و
تائید الٰہی شامل حال ایشاں شود و
آنچہ می خواستند و بداں اہتمام می نمودند
بتفضل الٰہی حسب دعا بوقوع ظہور نمود
موافق لقولہ تعالیٰ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ
وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ یا این است کہ ہمت
ایشاں بکل متوجہ تمکین بود و ہمیشہ
از خدائے تعالیٰ آں را درخواست
می نمودند تا آنکہ چوں واقع شد
بداں منتفع شدند و ایشاں را
سرور کلی حاصل گشت و ایں
نعمت عظیمہ تمام شد بر مستخلفین
در حق آں است کہ ہر دو وجہ متحقق
گشت واللہ اعلم باز کلمہ
وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا دلالت
می کند کہ ایں معنے بعد انتقال
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باید کہ منجز خواہد
شد تا معنے لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ راست شود

دلالت کرتا ہے یا یہ کہ تمکین دین انہی خلفاء کے ہاتھ سے
ہوگی اور وہ بتوفیق الٰہی بڑی کوشش اس بارے میں کریں گے
اور تائید الٰہی ان کے شامل حال ہوگی (چنانچہ ایسا ہی ہوا
کہ جو کچھ ان خلفاء نے چاہا اور اس کا اہتمام کیا فضل الٰہی سے
وہ کام ان کی مرضی کے موافق اور ان کی کوشش سے زیادہ پورا
ہوا) (یہ مطلب) اللہ تعالیٰ کے اس قول کے موافق ہو جائیگا
کہ (اگر ہم ان کو خلیفہ بنا دیں تو) وہ نماز کو قائم رکھیں گے اور
زکوٰۃ دیں گے یا یہ کہ ان خلفاء کی توجہ تمامتر تمکین دین کی طرف
مبذول رہے گی اور وہ ہمیشہ خدا سے اسی کی درخواست کیا
کریں گے اور جب تمکین دین ہو جائے گی تو وہ اس سے (دینی)
منافع حاصل کریں گے اور خوش ہو جائیں گے (چنانچہ ایسا
ہی ہوا) اور یہ نعمت عظیمہ ان خلفاء پر پوری ہوگئی اور حق یہ
ہے کہ لَیُمَکِّنَنَّ سے یہ دونوں باتیں مراد ہیں اور خلفاء میں یہ دونوں
باتیں پائی گئیں واللہ اعلم۔

پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس بات
پر دلالت کرتا ہے کہ یہ وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
انتقال کے بعد پورا ہوگا (کیونکہ اگر حضرتؐ کے سامنے یہ وعدہ
پورا ہو جائے تو اس کی تخصیص اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ بالکل
لغو ہو جائے گی معاذ اللہ منہ) اس صورت میں لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ
بھی اپنے اصلی معنے پر قائم رہے گا۔

---

[1] کیونکہ حضرتؐ کے عہد مبارک میں اگر یہ وعدہ پورا ہو جاتا تو وعدہ آپ ہی کو ہوتا نہ کہ مسلمانوں سے یا [illegible] جس میں آپ بھی داخل ہوں گو
جیسے فرمایا وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ [illegible] اب یہاں نہیں کہا جا سکتا کہ یہ وعدہ حضرتؐ کے انتقال کے بعد پورا ہوگا کیونکہ
وعدہ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ مراد ہو سکتے ہیں آیت استخلاف کے وعدوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد
میں پورا نہ ہونا ایک [illegible] حضرت مصنفؒ نے اپنی [illegible] کے مقتضا سے اس مضمون کو ثابت کیا ہے [illegible] ۱۲

[2] استخلاف کے اصلی معنی یہی ہیں کہ کسی کو کسی کے بعد خلیفہ بنایا جائے [illegible] اس صورت میں یہ معنے بن جائیں گے کیونکہ مطلب یہ ہوگا کہ [illegible] کے بعد ہم
تم کو بادشاہ بنائیں گے ورنہ اگر حضرتؐ کے سامنے یہ وعدہ پورا ہوتا تو یہ اصلی معنی نہیں بن سکتے بلکہ صرف بادشاہ بنانے کے معنے ہو سکتے ہیں

ومن کفر بعد ذلک تحقیق استخلاف ایشان می نماید و افادہ می فرماید کہ استخلاف این بزرگواران نعمتے ہست عظیم مستوجب شکر منعم حقیقی و اول کسیکہ کفران نعمت استخلاف نمود قتلۂ امیر المومنین عثمان اند و من بعد فرقۂ امامیہ کہ گمان می کنند کہ خلافت را از مستحق آن غصب کردہ اند و بلائی عظیم فرود آسمان فرو ریخت کہ عہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ صحابہ مخالفت کردند و با منصوص علیہ بالخلافۃ ہمہ عصیان ورزیدند سبحانک ہذا بہتان عظیم و اول کسیکہ از مفسران صحابہ این آیہ را برین معنے فرود آورد و این وعدہ را در زمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ منجز دانست علی مرتضیٰ است کرم اللہ وجہہ زیرا کہ چوں فاروق اعظمؓ طلب مشاورہ کرد از صحابہ در باب رفتن بجانب عراق علی مرتضیٰ ہمیں آیت متمسک شد ایشان بالبداہۃ معلوم گردید کہ خلافت فاروق اعظمؓ از جملہ استخلاف موعود است و این قول مرتضیٰ بطرق متعددہ ظاہر شد ہم پیش اہلسنت وجماعت و ہم پیش شیعہ در نہج البلاغۃ مذکور است ان ہذا الامر لم یکن نصرتہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا قلۃ وھو دین اللہ الذی اظہرہ وجندہ الذی

لفظ ومن کفر ان خلفاء کے حقیت خلافت کی تائید کر رہا ہے اور ظاہر کر رہا ہے کہ ان بزرگوں کا خلیفہ ہونا ایک بڑی نعمت ہے جس پر منعم حقیقی کا شکر کرنا واجب ہے۔ اس نعمت کی ناشکری سب سے پہلے جس نے کی وہ امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے قاتل ہیں ان کے بعد فرقہ امامیہ نے ناشکری کی، جو یہ خیال کرتے ہیں کہ خلفاء نے خلافت کو اس کے مستحق سے غصب کرلیا اور ایک عجیب آسمانی آفت پیش آگئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی تمام صحابہؓ نے خلاف کی اور منصوص الخلافۃ کی تمام سب نے نافرمانی کی۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ مفسرین صحابہؓ میں سب سے پہلے جس نے اس آیت کو خلفائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق کیا اور اس وعدہ کا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں پورا ہونا سمجھا وہ علی مرتضیٰ ہیں کرم اللہ وجہہ چنانچہ جب حضرت فاروق اعظمؓ نے صحابہؓ سے (جہاد) عراق میں (خود بنفس نفیس) جانے کی بابت مشورہ لیا تو حضرت علی مرتضیٰ نے یہی آیت پیش کی (اور ان کو فتح کا اطمینان دلایا اور بنفس نفیس جانے کے ارادہ سے باز رکھا) یہاں سے بداہۃً معلوم ہوا کہ فاروق اعظم کی خلافت منجملہ موعودہ خلافتوں کے ہے حضرت علیؓ کا یہ قول متعدد سندوں سے ثابت ہے اہل سنت کی کتابوں میں بھی اور شیعوں کی کتابوں میں بھی۔ نہج البلاغۃ[1] میں (جو شیعوں کی معتبر ترین کتاب ہے) مذکور ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت فاروق اعظم سے عرض کیا کہ اس دین کو فتح کثرت (لشکر) سے نہیں ملی اور نہ قلت (لشکر) سے اس کو شکست ہوئی (بلکہ) یہ خدا کا دین ہے جس کو اس نے خود غالب کیا اور یہ (جماعت یعنی اسلام) اسی کا لشکر ہے

[1] دیکھو نہج البلاغۃ مطبوعہ مصر قسم اول صفحہ ۲۰۹

امرہ وایّانا حتّٰی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن علیٰ موعود من اللہ حیث قال وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ الآیۃ فاللہ منجز وعدہ وناصر جندہ[۱] الیٰ آخر ما قال۔ نہ چنانکہ شیعہ گمان می کنند کہ این وعدہ در زمان امام مہدیؑ متحقق خواہد شد در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود و منقضی شد و کلمہ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمْ دِیْنَہُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَہُمْ و کلمہ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا بیان علت غائیہ استخلاف است کما قال عزّ من قائل ذٰلِکَ مَثَلُہُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَمَثَلُہُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَہٗ گویا می فرماید کہ استخلاف برائے این مطلوب شد کہ دین مرتضیٰ ممکن شود و اعلائے کلمۃ اللہ بظہور رسد و ظہور دین حق بر جمیع ادیان متحقق گردد قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی سورۃ الحج اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

جن کو اُس نے عزت و قوت دی یہاں تک کہ یہ دین پہنچا جہاں تک پہنچا اور پھیلا جہاں تک پھیلا اور ہم لوگوں سے خدا کا وعدہ ہے [چنانچہ اس نے وعدہ فرمایا ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ الآیۃ] پس اللہ اپنا وعدہ پورا کرے گا اور اپنے لشکر کو فتح دے گا الیٰ آخرہ۔ نہ کہ جیسا شیعہ خیال کرتے ہیں کہ یہ وعدہ امام مہدیؑ کے وقت میں پورا ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پورا ہو چکا۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَہُمْ دِیْنَہُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَہُمْ اور یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا میں خلیفہ بنانے کی علت غائیہ[۳] کا بیان ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے (ایک دوسرے موقع پر) فرمایا ہے ذٰلِکَ مَثَلُہُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَمَثَلُہُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَہٗ الآیۃ۔ گویا فرماتا ہے کہ (ان موعودین کے) خلیفہ بنانے سے مقصود ہے کہ دین پسندیدہ تمکین پائے اور کلمۃ الٰہی کی بلندی ظاہر ہو جائے اور دین حق کا غلبہ تمام دینوں پر ثابت ہو جائے۔

(دوسری آیت[۴]) اللہ تبارک وتعالیٰ سورۂ حج (سترھویں پارہ) میں فرماتا ہے:۔ (ترجمہ)

بیشک خدا دور کرتا ہے مسلمانوں سے (یعنی اُن کے دشمنوں کے

---

[۱] یہ جملہ بطور مدح کے شارحین نہج البلاغہ نے بڑھایا ہے چنانچہ ملا فتح اللہ کاشانی کی شرح سے صاحب ازالۃ الغین نے یہ عبارت اسی طرح نقل کی کہ خیانت نقل کا بہتان لگانے والوں کا منہ بند کیا ہے تمام شراح نہج البلاغہ متفق ہیں اور نیز عقل سلیم تسلیم کرتی ہے کہ حضرت علیؓ کا اشارہ اس آیت کی طرف ہے مگر کوئی شیعہ باوجود اپنے اکابر کی تصریح کے اس آیت کی طرف اشارہ نہ مانے (یہ بتانا) اس کے ذمہ ہے کہ حضرت علیؓ نے خدا کا وعدہ کہاں سے معلوم کیا۔ [۲] اسی قسم کا کلام حضرت علی مرتضےٰ سے غزوۂ روم کے متعلق بھی منقول ہے جس وقت حضرت فاروقؓ نے خود جانے کا مشورہ لیا (حضرت مرتضےٰ نے فرمایا) قد توکل اللہ لاھل ھذا الدین باعزاز الحوزۃ وستر العورۃ الیٰ آخرہ نہج البلاغہ مطبوعہ مصر قسم اول صفحہ ۲۱ یعنی اللہ ضامن ہو گیا ہے اس دین والوں کیلئے ان کی جماعت کے غالب کرنے اور ان کی پردہ پوشی (یعنی ملت سامان جنگ) کو (نظر اعدا سے) محفوظ رکھنے کا۔ مقرر ... ابن ... (المتوفی ...) اس کی شرح میں لکھتے ہیں وحققہ بقولہ وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات یعنی اللہ کے ضامن ہونے کا مضمون جناب امیرؓ نے اسی آیت سے لیا ہے۔ [۳] جو مقصد کسی کام پر موقوف ہو اس کی علت غائیہ ہوتا ہے۔ [۴] اس آیت کو اسی وجہ سے کہ اس میں تمکین کا ذکر ہے آیۃ تمکین کہتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ہر آئینہ خدای دفع می
کند از مسلمانان یعنی ضرر اعادی ایشان را واز دشمنان دفع شر کفار
از مسلمانان سنت مستمرہ اوست ہر آئینہ خدا دوست نمی دارد ہر
خیانت کنندہ ناسپاس را. أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ
ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ دستوری جہاد دادہ شد
بعد از آنکہ در مکہ ممنوع بود آں کسان را کہ کفار با ایشاں جنگ
می کنند بسبب آنکہ ایشاں مظلوم شدند ہر آئینہ خدا بر نصرت ایشاں
توانا است. الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن
يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ
لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ
اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ
اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ اذن جہاد داں شد آناں را کہ بیرون آوردہ
شدند از خانہائے ایشاں بغیر حق لیکن بسبب آنکہ می گویند
پروردگار ما خدا است اگر نبودے دفع کردن خدا مردماں را بعض را
بدست بعض ویران کردہ می شدند خلوت خانہائے راہباں و نصاریٰ
وعبادت خانہائے یہود و عبادت خانہائے مسلماں کہ یاد کردہ می شود درآں نام خدا
بسیار و البتہ نصرت خواہد کرد خدا کسے را کہ بنصرت دین او عزم
کند ہر آئینہ خدا توانا غالب است. الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا
الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ
وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ دستوری جہاد دادہ شد آناں را کہ اگر دسترس
دہیم ایشاں را در زمین برپا دارند نماز را و بدہند زکوٰۃ را و امر کنند
بکار پسندیدہ و منع کنند از کار ناپسندیدہ و خدا راست علم انجام
ہمہ کارہا. قولہ تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ تمہید اذن
جہاد براین کلمہ موضع عظیم

ضرر کو مراد یہ ہے کہ کافروں کے شر کو مسلمانوں سے دور کرنا اس
کی دائمی عادت ہے} بیشک خدا نہیں دوست رکھتا ہر خیانت
کرنے والے ناشکر کو۔ اذن (جہاد کا) دیا گیا{ یعنی
بعد اس کے کہ مکہ میں جہاد منع تھا} ان لوگوں
کو جن سے (کافر) لڑتے ہیں (یہ اذن) بسبب اس
کے (ہے) کہ وہ مظلوم ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ
ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ (اذن جہاد ان
لوگوں کو دیا گیا} جو نکالے گئے اپنے گھروں سے ناحق
اس (جرم) پر کہ وہ کہتے ہیں کہ پروردگار ہمارا
خدا ہے اور اگر نہ ہوتا دفع کرنا خدا کا لوگوں کو (یعنی)
بعض کو بعض کے ہاتھ سے (وہ دفع نہ کرتا رہتا)
تو بیشک ویران کردیئے جاتے خلوت خانے راہبوں
کے اور عبادت خانے نصرانیوں کے اور عبادت خانے
یہودیوں کے اور عبادت خانے مسلمانوں کے جن میں
بکثرت خدا کا نام لیا جاتا ہے اور یقیناً خدا مدد
دے گا اس کو جو اس (کے دین) کو مدد (دینے
کا ارادہ) کرے بیشک خدا قوت والا غالب ہے۔
{اذن جہاد ان لوگوں کو دیا گیا} جو ایسے ہیں کہ اگر
ہم ان کو زمین میں دسترس دیں تو وہ قائم رکھیں گے
نماز کو اور زکوٰۃ دیں گے اور پسندیدہ کام کا حکم
دیں گے اور ناپسندیدہ کام سے (لوگوں کو) روکیں گے
اور اللہ ہی کو ہے (علم) تمام کاموں کے انجام کا۔
إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ (اصل مقصود) اجازت جہاد ہے
مگر اس کی تمہید اس کلمہ سے ایک اعلیٰ مرتبہ

لہ اصل اشعار یہی ہے کہ ترکیب ترجمہ یہ ہے الذین ان مکنٰہم کو گرچہ کر سلسلہ مضمون اور ترکیب آیت کی تھا لہٰذا مصنف نے وہ ترکیب ترجمہ میں نقل کر دی ہے ۱۲

وارد از جانب ما یعنی سنتِ مستمرۂ ما بست
دفع شر کفار از سر مسلمانان داین
معنے در جہاد خواہد بود باز فرمود انّ اللّٰہَ
لَا یُحِبُّ کُلَّ خَوَّانٍ کَفُوْرٍ واین اشارہ
بمعنے دیگر است یعنی برائے آن سنتِ ما
دفع شر کفار ثابت شد کہ دوست نمی داریم
ہر خیانت کنندہ ناسپاس دارندہ را ودوست
می داریم ہر متدین شاکر را چوں کفار
ہمیشہ متصف بخیانت وکفران نعمت بود
اند وموحدان پیوستہ متصف بتدین
وشکر لاجرم نصرت موحدان وکبت
کافران سنتِ مستمرۂ ماست قولہ تعالیٰ
اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ درین آیت
سببے برائے اذنِ جہاد تقریر کردہ
شد یعنی مظلوم اند وخدائے تعالیٰ
ہمیشہ بر مظلومان رحم می فرماید وبر ظالمان
شکست می آرد ومظلوم را دفع ظالم از خود
در جمیع ملل ونحل جائز است باز تعبیر
مسلمانان بموصولے کہ صلہ اش یُقٰتَلُوْنَ
است اشارہ می کند بآنکہ کفار ظالم وشرارت پیشہ بودند
ابتداء جنگ میکنند قولہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ
یعنی واللّٰہ لَاَنْصُرَنَّھُمْ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ واقع شد
لکن الفاظ قسم بتشبیہ ونرمی تبدیل کردند وعید وبشارت
بلیغ کنایۃ ابلغ من التصریح وعادتِ پادشاہان است کہ
بوقت غضب گویند آیا ما قادر نیستیم بر ہلاک تو و در وقتِ مہربانی

طاقت کا رکھنا ہے مطلب یہ ہوا کہ ہماری دائمی عادت ہی کافروں
کے شر کو مسلمانوں کے سر سے دفع کرنے کی اور یہ بات جہاد میں حاصل
ہوتی ہے (لہٰذا ہم جہاد کی اجازت دیتے ہیں) اس کے بعد فرمایا کہ
اللہ دوست نہیں رکھتا ہر خیانت کرنے والے ناشکر کو یہ ایک دوسری
بات کی طرف اشارہ ہے یعنے ہماری عادت کافروں کے شر کو دفع
کرنے کی اس لئے قائم ہوتی ہے کہ ہم خیانت کرنے والے ناشکر کو
دوست نہیں رکھتے مگر متدین اور شکر گزار کو دوست رکھتے ہیں
اور چونکہ کافر ہمیشہ خیانت اور کفرانِ نعمت (کی بری صفت) کے
ساتھ اور مومن ہمیشہ تدین اور شکر گزاری (کی عمدہ صفت) کے
ساتھ موصوف رہتے ہیں لہٰذا ہماری دائمی عادت موحدوں کو مدد
دینے اور کافروں کو سرنگوں کرنے کی قائم ہوگئی۔
اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ اس آیت میں جہاد کی اجازت دینے کا
سبب بیان کیا گیا ہے یعنے یہ لوگ مظلوم ہیں اور خدا تعالیٰ
ہمیشہ مظلوموں پر رحم کرتا اور ظالموں کو شکست دیتا ہے اور
مظلوم کو ظالم (کے ظلم) اپنے سے دفع کرنا تمام مذاہب میں جائز
ہے۔ پھر مسلمانوں کو اس عنوان سے تعبیر کرنا کہ "وہ لوگ جن سے کافر
لڑتے ہیں" اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ لڑنے والے بڑے
ظالم ہیں۔
وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ بجائے اس کے ہے کہ اپنی قسم میں
مسلمانوں کو ضرور ضرور ظالموں پر فتحیاب کروں گا۔ مگر قسم میں سختی
زیادہ تھی عبارت نرم کردی گئی، لیکن عتاب کی نرمی میں تہدید
بڑھ جاتی ہے اور وعدہ کی نرمی میں خوشخبری زیادہ ہوجاتی ہے
کیونکہ کنایہ تصریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے۔ بادشاہوں کی بول
چال ہے کہ وقت غصہ (کی حالت) میں کہتے ہیں کیا ہم تیرے
برباد کردینے پر قادر نہیں ہیں۔ اور کبھی مہربانی (کی حالت) میں

از معنی اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ تعلیق یک جزو نفس خلافت است بجزو دیگر زیرا کہ خلافت شرعی تمکین فی الارض است با اقامت دین آنچہ افادہ می فرماید کہ اگر تمکین این جماعہ فی الارض متحقق شود البتہ آن تمکین مقترن خواہد بود با اقامت دین و ہمین است معنی خلافت راشدہ پس حضرات خلفاء از مہاجرین اولین بودند کہ يُقٰتَلُوْنَ و اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ واذن جہاد برائے ایشان بالقطع متحقق شد و ممکن شدند در ارض بالقطع پس لازم آمد کہ اقامت دین کردہ باشند بالقطع بمقتضائے این تعلیق پس بالقطع خلفائے راشدین بودند زیرا کہ معنی خلافت راشدہ غیر این دو جزو نیست اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ اشارہ است باقامت ارکان اسلام وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ شامل است احیائے علوم دین را وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ شامل است جہاد کفار و اخذ جزیہ را زیرا کہ منکرے زیادہ تر از کفر نیست و نہیے ودّ بیچ بالاتر از قتل اہل کفر و گرفتن جزیہ نیست و شامل است اقامت حدود و تعزیرات را بر عصاۃ مسلمین و از مفہوم اَقَامُوا و اٰتَوْا و اَمَرُوْا و نَهَوْا آنست کہ ہرچہ در زمن در ایام تمکین ایشان ازین ابواب ظاہر شود ہمہ معتد بہ خواہد بود شرعاً۔

اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ میں (بطور شرط و جزا کے) حقیقت خلافت کے ایک جز (یعنی اقامت دین) کو دوسرے جز (یعنی تمکین) پر معلق کیا ہے (کیونکہ خلافت شرعی اس تمکین فی الارض کا نام ہے جو اقامت دین کے ساتھ ہو) مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کو اگر زمین میں تمکین ملے گی تو ضرور وہ تمکین اقامت دین کے ساتھ ہوگی اور خلافت راشدہ کا یہی مطلب ہے۔

(یہ ظاہر ہے کہ) حضرات خلفاء مہاجرین اولین میں سے تھے جن کی نسبت يُقٰتَلُوْنَ اور اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ آیا ہے اور جن کے لئے اذن جہاد کا قطعی ثبوت ہے۔ اور ان کو زمین میں تمکین ملنا بھی یقینی ہے پس بمقتضائے تعلیق مذکور یقیناً انھوں نے اقامت دین کی ہوگی (اس سے صاف) نتیجہ نکلا کہ وہ حضرات خلیفۂ راشد تھے کیونکہ خلافت راشدہ انہی دو جزو (یعنی تمکین اور اقامت دین) کا نام ہے اَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور اٰتَوُا الزَّكٰوةَ میں ارکان اسلام کے قائم کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ (تمام) علوم دینیہ کے زندہ رکھنے کو شامل ہے۔ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ کافروں سے جہاد کرنے اور ان سے جزیہ لینے کو شامل ہے۔ کوئی منکر کفر سے زیادہ (قبیح) نہیں ہے اور کوئی نہی کافروں کے قتل کرنے اور ان سے جزیہ لینے سے زیادہ سخت نہیں ہے اور (نیز یہ کلمہ) شامل ہے نافرمانی کرنے والے مسلمانوں پر حدود و تعزیرات قائم کرنے کو۔

پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) اَقَامُوا اور اَمَرُوْا اور نَهَوْا کے الفاظ سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ ان تمکین یافتہ لوگوں سے ان کے تمکین کے زمانہ میں نماز اور زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق جو باتیں ظاہر ہوں گی وہ سب شرع میں معتبر ہوں گی (اگر غیر معتبر ہوتیں تو قرآن میں قابل ذکر نہ ہوتیں)۔

ملہ جیسے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں نماز تراویح کی ترویج ہوئی تمام مسلمانوں نے اس کو منجانب شریعت سمجھا

و دعوت و اقامت حدود و تعزیرات ایشاں شرعاً از لفظ لیمکنن لهم دینهم الذی ارتضیٰ لهم مفهوم شد و آنجا از کلمہ أقاموا الصلوٰة هم اینجا ولیبدلنهم من بعد خوفهم امناً گفته شد و آنجا ان الله یدافع ولولا دفع الله الناس اینجا منکم ای من الحاضرین عند نزول الآیة گفته و جای دیگر أخرجوا من دیارهم و در مفهوم ہر دو کلمه عموم و خصوص من وجه است زیرا که بعض مهاجرین در بدر و احد کشته شدند و نزول آیت استخلاف را ادراک نکردند و جمعے از صحابه مهاجرین اولین نبودند و ادراک آیت استخلاف نمودند پس خلافت دراں جماعه است که هر دو صفت در ایشاں مجتمع شده هر جا که قصه واحد باشد

اور ان کے اجرائے حدود و تعزیرات کا شرعاً معتبر ہونا لیمکنن لهم دینهم الذی ارتضیٰ لهم سے سمجھا گیا وہاں اقاموا الصلوٰة سے یہاں ولیبدلنهم من بعد خوفهم امناً کہا گیا، وہاں ان الله یدافع اور لولا دفع الله الناس۔ ایک جگہ منکم یعنی حاضرین وقت نزول آیت کا ذکر ہوا۔ اور دوسری جگہ اخرجوا من دیارهم (یعنی مہاجرین اولین کا) ان دونوں لفظوں کے معنی میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے کیونکہ بعض مہاجرین بدر اور احد میں شہید ہوگئے تھے اور انھوں نے آیۂ استخلاف کے نزول کا زمانہ نہیں پایا اور بعض صحابہ مہاجرین اولین میں سے نہ تھے مگر انھوں نے آیۂ استخلاف (کے نزول) کا زمانہ پایا پس (دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ خلافت اس جماعت میں ہوگی جس میں دونوں صفتیں پائی جائیں (یعنی مہاجرین اولین میں سے بھی ہو اور نزول آیۂ استخلاف کا زمانہ بھی پائے) اور (یہ اصول کا کلیہ قاعدہ ہے کہ) جس جگہ ایک مضمون

ف دو کلیوں کے درمیان میں جو نسبت ہوتی ہے وہ ان چار قسموں میں داخل ہے (۱) یہ کہ ہر چیز پر ایک کلی صادق ہو دوسری کلی بھی ضرور صادق آئے جیسے انسان اور ناطق کہ جس چیز پر انسان صادق آتا ہے ناطق ضرور صادق آتا ہے۔ (۲) دوسری تباین کہ جس چیز پر ایک کلی صادق آئے دوسری صادق نہ آئے جیسے انسان و حجر جس پر انسان صادق آئے گا حجر صادق نہ آئے گا وبالعکس (۳) تیسری عموم خصوص مطلق کہ ایک عام ہو اور دوسری خاص۔ کلی خاص جہاں صادق آئے کلی عام ضرور صادق آئے اور کلی عام کے بعض مصداقوں پر کلی خاص صادق نہ آئے جیسے جسم اور انسان جسم کلی عام ہے اور انسان کلی خاص انسان جس پر صادق آئے گا جسم بھی صادق آئے گا اور جسم کے بعض مصداق ایسے ہیں کہ ان پر انسان صادق نہیں آتا جیسے حجر کہ اس پر جسم صادق آتا ہے اور انسان صادق نہیں آتا۔ (۴) چوتھی عموم خصوص من وجہ کہ ہر ایک کلی بعض وجوہ سے عام ہو بعض وجوہ سے خاص جن دو کلیوں میں عموم خصوص من وجہ ہوگا ان دو میں دو مقام ایسے ہوں گے کہ ایک کلی صادق آئے دوسری صادق نہیں (۲) اور ایک مقام ایسا ہوتا ہے کہ دونوں صادق آتے ہیں جیسے انسان اور سفید سیاہ رنگ والے انسان پر انسان صادق آتا ہے سفید صادق نہیں آتا اور سفید رنگ کے کاغذ پر سفید صادق آتا ہے انسان صادق نہیں آتا اور سفید رنگ کے انسان پر دونوں صادق آتے ہیں۔ اس تفصیل کے بعد اب سمجھو کہ حاضرین وقت نزول آیت مذکورہ اور مہاجرین اولین دونوں کلی ہیں اور ان دونوں میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے یعنی دو مقام ایسے نکلتے ہیں کہ ایک صادق آتا ہے دوسرا نہیں اور ایک مقام پر دونوں صادق ہیں۔

ودراں زمان استخلاف موعود و تمکین موعود متحقق نشد اصلے یوم القیامۃ بودنی نیست و دراں زمان غیر ایں عزیزان ممکن نشدند و مستخلف نشدند پس مستخلفین و ممکنین ایشان اند بالقطع۔ وآں جاہلان کہ مے گویند خلافت را از مستحق آں غصب کردہ شد و بغیر مستحق رسید تکذیب خدا و تکذیب رسول او بند زیرا کہ مخالفت امر تشریعی متصور است کہ زید را امر بنماز کردند و وے نماز نگزارد و مخالفت وعدۂ الٰہی اینجا متعذر وعدہ است و اخبار از آیندہ و تشریح استخلاف ایشاں تابع وعدہ شدہ است کہ ایں تشریف و تصویب غیر مرضی نخواہد بود و چوں وعدۂ استخلاف منجز شد یعنی استخلفت علیکم فلانا ثم فلانا ثم فلانا بر روئے کار آمد و آں ایجاب نعیاً است پس ظاہر وعدہ است و باطن ایجاب انقیاد ہر چند قدر ایں بزرگواران ازیں سخن کہ میگوئیم بالاتر است بالفرض می تواں گفت کہ اگر خدائے تعالےٰ در باب شخصے فرماید کہ وعدہ کردہ ام کہ خطیب ایں روز جمعہ را فلاں نعمت و فلاں نعمت بدہم یا فرماید کہ خطیب ایں روز جمعہ عالم قاری صالح است

اس زمانہ میں استخلاف موعود اور تمکین موعود کا وجود نہ ہوا تو اب قیامت تک نہیں ہو سکتا اور اس زمانہ میں سوا ان حضرات کے اور کسی کو تمکین نہیں ملی اور استخلاف عطا نہیں ہوا پس یقیناً (معلوم ہوا کہ ان آیتوں کا موعود) استخلاف و تمکین انہی کو عطا ہوا[1] وہ جاہل جو کہتے ہیں کہ خلافت مستحق سے غصب کر لی گئی اور غیر مستحق کو ملی خدا کی تکذیب کرنے والے اور اس کے رسول کی تکذیب کرنے والے ہیں کیونکہ (تکذیب نہ کرنے والے سے) امر تشریعی کی مخالفت تو ممکن ہے مثلاً زید کو حکم نماز کا دیا اور اس نے نماز نہ پڑھی (مگر تکذیب نہ کرنے والے سے) وعدۂ الٰہی کی مخالفت (ممکن نہیں مثلاً زید سے کوئی وعدہ کیا جائے اور زید اس کے پورا ہونے کا قائل نہ ہو) یہاں ان آیتوں میں اصل چیز وعدہ اور پیشین گوئی ہے اس وعدہ کے ضمن میں ان حضرات کے استخلاف کی تشریح ہے کہ اس تشریف و تعریف کے ساتھ ان کی خلافت غیر پسندیدہ نہیں ہو سکتی اور جب وہ وعدہ پورا ہو گیا تو (اب استخلاف ضمنی اور ذکر حتمی) یعنی استخلفت علیکم فلانا ثم فلانا ہو گیا اور اطاعت ان خلفاء کی واجب ہو گئی الحاصل (ان آیتوں کے) ظاہر (میں) وعدہ ہے اور باطن (میں) وجوب اطاعت (خلفاء) ہے (لہٰذا جو لوگ ان خلافتوں کو نہیں مانتے وہ درحقیقت وعدۂ الٰہی کی تکذیب کرتے ہیں) ہر چند ان بزرگوں کا رتبہ اس بات سے جو کہ ہم کہتے ہیں بالاتر ہے مگر (مثال کے طور پر) فرض کر کے کہا جا سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے کسی شخص کی نسبت فرمائے کہ اب کے جمعہ کے دن جو شخص خطبہ جمعہ پڑھے گا اس کو میں فلاں نعمت اور فلاں نعمت دوں گا یا فرماتے کہ جو شخص اب کے جمعہ کو خطبہ پڑھے گا وہ عالم اور قاری اور صالح ہے

[1] کیونکہ وعدہ تو تھا ان مہاجرین سے جو اس آیت کے نزول کے وقت موجود تھے جب وہ مہاجرین وفات پا گئے تو اب وعدہ کیونکر پورا ہو سکتا ہے۔

بارہا درمیان دو خطیب تنازع واقع شد و
کار بمشاجرت و مصادمت انجامید آخر الامر
یکے غالب آمد و دست و پائی آن دیگر بر
بست و بر منبر رفت و خطبہ خواند مستحق کرامت
ہماں خطیب خواہد بود نہ مصرع رابع مدفوع
خلافت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وسلم امرے نیست کہ اہل عالم را مکلف
ساختہ باشند فقط پس اگر بحسب مراد کسی نمی
شدند و گر عصیان می ورزیدند مستوجب عقوبت
گشتند بلکہ وعدہ بود از فوق عرش نازل شدہ
کہ امکان تخلف نداشت و دریں وعدہ تعلق
بجبرے و اختیار احدے نبود آرے
تا وقتیکہ اشخاص معینہ بر صدر مسند
خلافت نہ نشستہ بودند اذہان مسلمین ہر
طرف می رفت چنانکہ در قصہ خیبر چوں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرمود لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا
رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مسلمین را علم بالقطع
حاصل شد کہ عقد رایت برائی ہر کہ خواہد بود
محب و محبوب است لیکن نمی دانستند کہ کدام شخص
معین باین دولت سرافراز گردد روز دیگر چوں
عقد رایت برائی حضرت مرتضے از جناب
نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کرامت شد

پھر دو خطیبوں کے درمیان میں بحث پڑ گئی اور نوبت لڑائی جھگڑے
کی آ گئی بالآخر ایک غالب آیا اور اس نے دوسرے کے ہاتھ پیر باندھ
دیئے اور منبر پر کھڑا ہو گیا اور خطبہ پڑھا تو اس نعم و وصاف کا مستحق
یہی خطیب ہوگا نہ کہ وہ جو گرا دیا گیا اور ہٹا دیا گیا (لہٰذا جو حضرات خلفائے
موجودہ میں صفات موعودہ کے ساتھ سریر آرائے خلافت ہو گئے خواہ
وہ کسی طرح ہوئے ہوں بقول ان جاہلوں کے کسی کو مجبور و مقہور
کر کے بھی وہی ان آیتوں کے موعود ہم سمجھے جائیں گے نہ کہ وہ
مجبور و مقہور) خلافت حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی
کوئی حکم نہ تھی کہ لوگوں کو اس کے ساتھ مکلف کیا گیا ہو کہ اگر
انہوں نے اس حکم کے موافق عمل کیا تو مطیع ہوئے اور اگر نافرمانی
کی تو مستحق عذاب ہوئے بلکہ وہ ایک وعدہ تھا جو عرش کے اوپر
سے نازل ہوا تھا جس کا پورا نہ ہونا ناممکن تھا اس وعدہ میں کسی کے
جبر یا کسی کے اختیار کو کچھ تعلق نہ تھا (خدا نے اس کا ایفاء اپنے ذمہ
رکھا تھا اور کسی شرط پر معلق نہ کیا تھا) ہاں (یہ ضرور ہے کہ) جب
تک یہ اشخاص معینہ صدر مسند خلافت پر نہ بیٹھے تھے مسلمانوں کے
خیالات ہر طرف جاتے تھے (کہ دیکھئے کون اس وعدہ کا مصداق
ٹھہرتا ہے یا پایا جاتا ہے) جیسے واقعہ خیبر میں جب آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور
اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا اور اللہ و رسول اس کو دوست
رکھتے ہوں گے (اس ارشاد سے) مسلمانوں کو علم قطعی حاصل ہو گیا کہ
جھنڈا جس کو ملے گا وہ محب و محبوب ہوگا لیکن یہ نہ جانتے تھے کہ
کون شخص خاص اس دولت سے سرافراز ہوگا۔ جب دوسرے دن
جھنڈا حضرت مرتضےٰ کو جناب نبوی سے عنایت ہوا تو (سب کو)

؎ مثلاً حضرت ابو بکرؓ کی بیعت سے پہلے بعض لوگوں نے حضرت ابو عبیدہؓ کی طرف خیال کیا اور انصار نے اپنے میں سے کسی کو خلیفہ بنانا چاہا ۱۲

تحقیق پیوست کہ آں مرد موصوف حضرت مرتضیٰ است ہمچناں بمقتضائے ایں آیات معلوم بالقطع شد کہ جمعے را استخلاف وتمکین خواہند ساخت ہنوز غموض و اشکال باقی ماندہ بود کہ آں افراد معینہ کدام کدام کس خواہند بود چوں پردہ برانداختہ شد و باہتمام جماعت خلافت اشخاص معینہ بوجود آمد و بردست آں خلفاء فتوح بلاد و تمکین دین مرتضیٰ و اعلائے کلمۃ اللہ متحقق یافت بہ یقین دانستیم کہ وعدہ برائی ایشان بود و ثمرہ استخلاف و تمکین فی الارض تمام بنام ایشان برآمد اگر بخاطر تو ترددے راہ یابد ازجہت آنکہ امام بغوی در تفسیر ایں آیت می گوید قال قتادۃ کما استخلف داؤد وسلیمان وغیرھما من الانبیاء علیھم السلام وقیل کما استخلف الذین من قبلھم یعنی بنی اسرائیل حیث اھلک الجبابرۃ بمصر والشام واورثھم ارضھم ودیارھم برقول قتادہ استخلاف خلیفہ ساختن است و برقول دیگر قومے را بجائی قومے نشاندن و ہمچنیں محتمل است کہ مراد تمکین کافۂ مہاجرین اولین باشد و چنیں استدلال برخلافت خلفاء بایں آیت درست نشود گوئیم توجیہ قول متصور است باعتبار استعمال عرب

تحقیق ہوگیا کہ وہ مرد موصوف حضرت مرتضیٰ ہیں اسیطرح ...... ان آیات سے قطعی طور پر معلوم ہوگیا تھا کہ کچھ لوگوں کو (کارپردازِ) قضا و قدر) خلافت و تمکین دیں گے (اور دین حق ان کے ہاتھ سے قائم ہوگا اور ان کی اطاعت منجانب اللہ واجب ہوگی) مگر ہنوز یہ غموض و اشکال باقی رہ گیا تھا (کسی کو معلوم نہ تھا) کہ وہ اشخاص معینہ کون کون ہیں (لیکن) جب یہ پردہ اٹھ گیا اور جماعت (اسلام) کے اہتمام سے اشخاص معینہ کی خلافت منعقد ہوگئی اور ان خلفاء کے ہاتھ سے فتوح بلاد و تمکین دین حق اور اعلائے کلمۃ اللہ کا ظہور ہوگیا تو ہم سب نے یقین کے ساتھ جان لیا کہ وہ وعدہ انہی کیلئے تھا اور استخلاف اور تمکین فی الارض کا ثمرہ انہیں کے نام نکلا اگر (اس مقام پر) تمہارے دل میں کچھ تردد پیدا ہوتا ہو اس وجہ سے کہ امام بغوی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ قتادہؓ نے بیان کیا ہے کما استخلف (سے مراد یہ ہے کہ) جس طرح داؤد و سلیمان اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو خلیفہ بنایا تھا اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ (مراد یہ ہے کہ) جس طرح ان سے اگلوں کو یعنی بنی اسرائیل کو مصر اور شام میں جبابرہ کے ہلاک کرنے کے بعد خلیفہ بنایا تھا اور ان کو جبابرہ کی زمین اور گھروں کا وارث کر دیا تھا تو قتادہؓ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ استخلاف (سے مراد) خلیفہ بنانا ہے مگر دوسرے قول سے معلوم ہوا کہ (استخلاف کے معنے یہ ہیں) ایک پوری قوم کو دوسری قوم کا قائم مقام کرنا (ہیں) اسی طرح ممکن ہے کہ تمام مہاجرین اولین کو تمکین دینا مراد ہو نہ صرف چند اشخاص کو یکے بعد دیگرے) اور اس صورت میں خلفاء کی خلافت پر اس آیت سے استدلال کرنا صحیح نہ رہے گا (تو) اس تردد کے رفع کرنے کے لئے ہم کہیں گے کہ توجیہ اول (یعنی قتادہؓ کا قول) استعمال عرب

لہ استعمال عرب کو مصنف خود بیان کر چکے ہیں کہ کہتے ہیں کہ بنی عباس خلیفہ ہوگئے اور یہ مطلب نہیں ہوتا کہ کل بنی عباس خلیفہ ہوگئے بلکہ مراد یہ ہوتی ہے کہ ان میں سے کوئی آقا بن
و مخصوص خلیفہ ہوتا ہے اور عرب کی کچھ تخصیص نہیں اس قسم کا محاورہ تقریباً ہر زبان میں موجود ہے

بالجملہ تفسیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
وحیثیت بالتفات کردہ نمے شود بقول دیگر
و علیٰ تقدیر التسلیم استخلاف جمیع امۃ
علیہم و تمکین ایشان بغیر خلیفہ ممکن
فی الارض ممکن عادی نیست و صورۃ
ما جمیعہ مستقر ساختن مسلمین و تمکین
مہاجرین نصب خلیفہ و تمکین رئیس
ایشان است پس وعدہ استخلاف و
تمکین کافہ مسلمین در حقیقت وعدہ
خلیفہ ممکن فی الارض است این مقدمہ
ذکر کشیم کثیر الفوائد۔ حق سبحانہ و تعالیٰ
وعدہ فرمود کہ قرآن را علی مر الدہور
حفظ فرماید قال تعالیٰ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ
باز در آیۃ دیگر صورت حفظ بیان فرمود
إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ پس
وعدہ خدای تعالیٰ حق است و حفظ
لابد بودنی لیکن حفظ او سبحانہ در
خارج بصفت حفظ بنی آدم اشیائے
خود را نیست نقش بر حجر مثلاً ظاہر
نمے شود بلکہ صفت ظہور حفظ آنی
در خارج آن است کہ الہام فرمود
در قلوب صالحین از امت مرحومہ
کہ بسعی ہرچہ تمام تر مدون آن کنند بین اللوحین
و جمیع مسلمین مجتمع شوند بر یک نسخہ

اور تفسیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے لہٰذا دوسرے
قول کی طرف التفات نہ کیا جائے گا اور بر تقدیر تسلیم ذکر کردہ دوسرے
قول کے بھی جواز کچھ نقصان نہیں کیونکہ) ایک بڑی جماعت کو خلیفہ
کرنا اور اس کو تمکین دینا بغیر کسی خاص شخص کو خلیفہ بنائے ہوئے عادۃً
ناممکن ہے اور (بنی اسرائیل کو خلیفہ بنانے کا مطلب یہی ہے کہ
ان میں سے کسی خاص شخص کو خلیفہ بنایا لہٰذا) مسلمانوں کو استقرار
دینے اور مہاجرین کو تمکین دینے کی صورت یہی ہے کہ ان میں سے
کوئی خلیفہ مقرر کیا جائے اور اس کو تمکین دی جائے۔ الغرض تمام
مسلمانوں کے استخلاف و تمکین کا وعدہ در حقیقت ان میں سے
کسی کو خلیفہ ممکن فی الارض بنانے کا وعدہ ہے۔

یہاں ہم ایک مقدمہ ذکر کرتے ہیں جس میں بہت سے فوائد ہیں (وہ
یہ کہ) حق سبحانہ وتعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ قرآن کی ہمیشہ ہمیشہ
حفاظت فرمائے گا چنانچہ فرمایا وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (ترجمہ: اور
بیشک یقیناً ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) پھر دوسری آیت
میں اس حفاظت کی صورت بھی بیان فرمادی کہ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ
وَقُرْآنَهُ (یعنے اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے) پس خدا
تعالیٰ کا وعدہ حق ہے اور قرآن کی حفاظت ضرور ہونی ہے مگر
حق سبحانہ کی حفاظت کی صورت خارج میں ایسی نہیں ہوتی جیسی
بنی آدم اپنی چیزوں کی حفاظت کرتے ہیں یا مثلاً اس طرح کہ پتھر پر
نقش کردیا جائے بلکہ حفاظت الٰہی کی صورت خارج میں یہ ہے کہ
اس نے امت مرحومہ کے نیک بندوں کے دل میں الہام فرمایا
کہ وہ اپنی تمام تر کوشش سے اس کو دو دفتیوں کے درمیان میں
جمع کریں اور اس بات کے سامان پیدا کردیئے کہ تمام مسلمان
ایک ہی نسخہ پر متفق ہوجائیں اور اس بات کی توفیق دی کہ بڑی

لہ یعنے صورت میں ایک ایک شخص تو اس کا خلیفہ ہونا گویا ہے۔

و همیشه جماعات عظیمه از قراء خصوصاً و سائر مسلمین عموماً بقراءت و مدارست آن مشغول باشند تا سلسلهٔ تواتر از هم گسیخته نه گردد بلکه یوماً فیوماً مستحکم‌تر شود و همیشه جماعات دیگر در تفسیر و شرح غریب و بیان اسباب نزول سعی بلیغ بجا آرند و در هر زمانے جماعه قیام کنند بامر تفسیر صورت حفظ همین را متعین فرمودند نه نقش بر حجر مثلاً چون صورت حفظ متحقق شد دانستیم که محفوظ نیست تلاوت آن مرضی نیست لهذا محققین علما بآن رفته‌اند که در صلوات و غیر آن خوانده نشود مگر قراءت متواتره و قراءت متواتره آن است که دو شرط بهم آید یکی آنکه سلسلهٔ روایت آن ثقه عن ثقه تا صحابهٔ کرام رسد نه مجرد محتمل خطے دوم آنکه خط مصاحف عثمانیه محتمل آن باشد زیرا که چون صورت حفظ آن تدوین بین اللوحین و جمع امت بر آن مقرر شد هر چه غیر آن است غیر محفوظ است هر چه غیر محفوظ است غیر قرآن است ان الله تعالیٰ

بڑی جماعتیں قاریوں کی خصوصاً اور تمام مسلمانوں کی عموماً اس کے پڑھنے پڑھانے میں مشغول رہیں تاکہ سلسلہ تواتر کا ٹوٹنے نہ پائے بلکہ روز بروز بڑھتا جائے اور (اس بات کی توفیق دی کہ) ہمیشہ کچھ جماعتیں اس کی تفسیر اور حل لغات اور بیان اسباب نزول میں اعلیٰ درجہ کی کوشش کرتی رہیں تاکہ ہر زمانہ میں کچھ لوگ تفسیر کی خدمت کرتے رہیں (کارپردازان قضا و قدر نے) حفاظت کی صورت یہی تجویز کی نہ مثل اس کے کہ پتھر پر کوئی کندہ کردیا جائے جب حفاظت کی (یہ) صورت (خاص) ظاہر ہوگئی تو ہم سب نے جان لیا کہ جس حصہ قرآن کی حفاظت نہیں کی گئی اس کی تلاوت پسندیدہ نہیں ہے اسی لئے محققین علماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز وغیرہ میں نہ پڑھی جائے مگر وہی قراءت جو متواتر ہو اور قراءت متواترہ وہی ہے جس میں دو باتیں موجود ہوں ایک یہ کہ اس کی روایت کا سلسلہ بواسطہ ثقہ راویوں کے صحابہ کرام تک پہنچ جائے نہ یہ کہ صرف رسم خط اس کا محتمل ہو۔ دوسرے یہ کہ مصاحف عثمانیہ کا رسم خط بھی اس کا محتمل ہو کیونکہ جب (معلوم ہوگیا کہ) قرآن کی حفاظت کی صورت اس کا جمع ہونا دو دفتیوں کے درمیان میں اور تمام امت کا اس پر متفق ہونا مقرر ہوچکا ہے تو معلوم ہوگیا کہ) جو کچھ اس کے علاوہ ہے اس کی حفاظت نہیں کی گئی اور جس کی حفاظت نہیں کی گئی وہ قرآن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ

۱؎ قرآن کریم کا کچھ حصہ منسوخ ہوگیا ہے تنسیخ تین قسم کی ہوا ہے ایک یہ کہ تلاوت بھی منسوخ اور حکم بھی منسوخ دوسرے یہ کہ صرف تلاوت منسوخ ہوگئی تیسرے یہ کہ صرف حکم منسوخ ہے اور دوسری قسم قرآن کے اندر لکھی نہیں گئیں جس حصہ قرآن کی حفاظت نہیں کی گئی اس سے منسوخ کی پہلی دونوں قسمیں مراد ہیں۔ ۲؎ رسم خط سے مراد طریقہ کتابت ہے مثلاً مالک اور ملک، ملٰئکۃ اور ملائک یہ سب الفاظ ایک ہی صورت میں لکھے جاتے ہیں جیسے اس طرح ملک پس گویا رسم خط ان تمام لفظوں کا احتمال رکھتا ہے مگر جو الفاظ ثقہ راویوں کے صحابہ کرام سے مروی ہوں وہی پڑھے جائیں گے۔ پس سورۂ فاتحہ میں لفظ ملک، مالک اور ملک پڑھا جائے ملٰئکۃ اور ملائک نہ پڑھا جائے۔

قال وانا لہ لحافظون و قال ان علینا جمعہ وقرآنہ پس قراءت والذکر والانثیٰ شاذ است و در نماز نمی توان خواند حالانکہ از حدیث ابن مسعود و ابی الدرداء صحیح شدہ است و در وقت انتساخ مصاحف عثمانیہ از اہل تشیخین ابن عباس با صحابہ دیگر مباحثہ فرمود در بعض آیات ووصی ربک بجائے وقضی ربک گفت او لم یتبین بجائے او لم ییئس خواند آخر جماعہ دیگر لغات بر تحری او نہ کردہ وقضی ربک و او لم ییئس نوشتند و ہمان نسخ در آفاق شائع شد باہمیں قاعدہ دانستیم کہ قول جماعہ صحیح بود و تحری ابن عباس من باب خطاء المعذور بچنیں جمعے از صحابہ تنافس کردند در جمع قرآن ہر یکے مصحفے مرتب نمود و ہر یکے از اہل آن عصر سور قرآن را بلغت خود نوشت بغیر لغت قریش حضرت ذی النورین بالہام ربانی محو آن کرد و بر یک قرآن ہمہ را جمع نمود و در آن وقت باب قیل و قال مفتوح شد و بدروات از ہر دو جانب درمیان آمد چوں تمام عالم بر مصاحف عثمانیہ جمع شدند یقین کردیم کہ محفوظ ہمان است و غیر آن مراد الٰہی نبود و گرنہ المحفوظ بود خصوصی شد ... حفاظت مقدر نزد کسے کہ معدوم الوجود مجہول الحال او را ...

نے فرمایا ہے وانا لہ لحافظون اور فرمایا ہے ان علینا جمعہ وقرآنہ اس سے معلوم ہوگیا کہ والذکر والانثیٰ کی قراءت (بجائے وما خلق الذکر والانثیٰ) شاذ ہے نماز میں نہ پڑھنی چاہیئے گو حضرت ابن مسعودؓ اور ابوالدرداءؓ کی صحیح روایت میں موجود ہے۔ نیز شیخینؓ کی (جمع کی ہوئی) اصل سے مصاحف عثمانیہ کی نقل کرتے وقت حضرت ابن عباسؓ نے دوسرے صحابہؓ سے بعض آیات کے لفظ میں مباحثہ کیا وہ (سورۂ بنی اسرائیل میں) بجائے قضیٰ ربک کے ووصیٰ ربک کہتے تھے اور (سورۂ رعد میں) بجائے اولم ییئس کے اولم یتبین پڑھتے تھے مگر جماعت نے ان کے قول کی طرف التفات نہ کیا اور قضیٰ ربک اور اولم ییئس لکھا اور وہی اطراف عالم میں پھیلا ہم نے اسی قاعدہ سے جان لیا کہ جماعت کا قول صحیح تھا اور حضرت ابن عباسؓ کی رائے از قبیل خطائے معذور تھی، اسی طرح صحابہؓ نے اپنی اپنی طرف قرآن کے جمع کرنے کا شوق کیا ہر یک نے ایک ایک مصحف مرتب کیا اور ہر ایک نے سور قرآنیہ کو اپنے اپنے لغت میں لکھا برخلاف لغت قریش کے۔ حضرت ذی النورینؓ نے الہام ربانی کر کے ان سب کو مٹا دیا اور ایک قرآن پر سب کو متفق کر دیا اس وقت قیل و قال کا دروازہ کھلا اور کچھ بدروات درمیان میں آئی مگر جب تمام دنیا کے لوگ مصاحف عثمانیہ پر متفق ہوگئے تو ہم نے یقین کر لیا کہ حفاظت اسی کی مقصود ہے اس کے علاوہ جو کچھ ہے اس کی حفاظت مقصود نہیں کیونکہ اگر اس کی حفاظت مقصود ہوتی تو وہ پست نہ ہوتا۔ اور اس کو تو کوئی عقلمند حفاظت سمجھ ہی نہیں سکتا کہ ایک معدوم الوجود مجہول الحال امام کے پاس دکھی[1]

[1] شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن موجود محرف ہے ناقص ہے غیر صحیح ہے اور کہتے ہیں کہ خدا کا وعدۂ حفاظت اس طرح پورا ہوا کہ صحیح قرآن امام مہدی کے پاس غار میں ہے۔

کنند کہ نہادہ شدہ است سبحانک ہذا بہتان
عظیم یا در روایتی غریبہ یا در کتاب نادرے
بطریق تعجب آوردہ باشد کہ فلاں چنیں گفت و فلاں
چنیں نوشت در اشکال یک جانب صواب بود و
یک جانب خطا معذور چوں پردہ از روی کار برداشتہ
و حق مثل فلق الصبح پدید گشت محل خلاف نماند بر
محل یقین و مثلاً اگر کسی تشکیک نماید زندیق است واجب القتل
رسانید اگر گوش شنوا و دل دانا داری سخنی باریک تر
بشنو خدای تعالیٰ ہمیشہ تدبیر عالم می فرماید بالہام امور حق
در قلوب عباد صالحین تا مشیت مراد او کنند و موعود
او را سرانجام دہند و حق تعالیٰ قصہ خضر با حضرت
موسیٰ ذکر کردہ برای افادہ ہمیں نکتہ اما چوں ایام
نبوت موجود بود وحی مفترض الطاعۃ در قلب پیغامبر
می رسید و شک و شبہ را آنجا ہیچ گنجائش نہ بود و [illegible]
[illegible] ایام نبوت منقضی شد و وحی منقطع
گشت [illegible] مقاصد در کار آئی مطلوب
بحث فکر و اجتہاد یا نوعی از رؤیا و الہام و فراست
خواہد بود ہمہ جہت نا تمام موجب تکلیف ناس
نیست چوں کار بانجام رسید و رشد آں مثل فلق الصبح
ظاہر گشت معلوم ہمہ اہل تحقیق شد کہ آں
محض حق بودہ است کما قال عمر فی ما جری
مع ابی بکر رضی اللہ عنہ فی مسئلۃ
المرتدین فعرفت انہ الحق و [illegible] کرد
قلوب خلفاء در آں رحمت بآں صفت بود

کریں کہ قرآن رکھا ہوا ہے [پاک ہے تیری ذات یہ بہتان بہت بڑا
ہے] یا کسی نادر کتاب میں بطور تعجب کے کسی نے لکھا ہو کہ فلاں شخص
نے یہ کہا اور فلانے نے یہ لکھا۔ مقابلہ کے وقت ایک طرف صواب
ہوگا دوسری طرف خطا سے معذور جب پردہ اٹھ گیا اور حق مثل
سفیدۂ صبح کے کھل گیا تو اب مخالفت کرنے کی گنجائش نہیں اب
اگر کوئی شخص ادھر ادھر بھٹکے تو وہ زندیق ہے اس کو قتل کر دینا چاہئے
اگر سننے والا کان اور سمجھنے والا دل رکھتے ہو تو ایک بات اس سے
بھی زیادہ باریک سنو۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ عالم کی تدبیر کرتا رہتا ہے نیک
بندوں کو امور حق کا الہام کر کے تاکہ وہ ٹھیک بن کے اس کے مقصود
کو جاری کریں اور اس کے موعود کو سرانجام دیں۔ حق تعالیٰ نے
حضرت خضر اور حضرت موسیٰ کا واقعہ اسی بات کے ظاہر کرنے کے
لئے بیان فرمایا ہے۔ لیکن جب تک نبوت کا زمانہ موجود تھا پیغمبر کے
قلب پر وحی اترتی تھی جس کی اطاعت فرض ہے اور شک و شبہ کو
جس میں گنجائش نہیں ملتی۔ پھر جب نبوت کا زمانہ
گزر گیا اور وحی موقوف ہو گئی تو اب ٹھیک بندوں کا مقاصد
(کی سرانجام دہی) میں دخل وحی یا فکر و اجتہاد سے ہوگا یا ایک قسم
کے رؤیا (یعنی خواب) اور الہام اور فراست سے یہ سب چیزیں گو
(اس وقت) آدمیوں کے مکلف کرنے کا باعث نہ ہوں لیکن جب
کام انجام کو پہنچ گیا اور اس کا حق ہونا مثل سفیدۂ صبح کے کھل
گیا تو تمام اہل تحقیق کو معلوم ہو گیا کہ وہ خالص حق تھا جیسا کہ
حضرت عمرؓ نے اپنے اس مباحثہ کے متعلق جو ان سے اور حضرت ابوبکرؓ
سے مرتدوں کے مسئلہ میں ہوا تھا فرمایا کہ (آخر میں) مجھے معلوم
ہو گیا کہ وہی حق ہے (جو حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں)۔ خلفاء کے دل میں
جب کسی کام کا ارادہ پیدا ہوتا تو ان کی حالت یہی ہوتی تھی کہ

لہ مثلاً بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ والذکر والانثیٰ پڑھتے تھے۔

ایام خلافت بقیۂ ایام نبوت بوده است گویا در ایام نبوت حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم تصریحاً بزبان مے فرمود ودر ایام خلافت ساکت نشستہ بدست وسر اشارہ مے فرماید بعضے پے بمقصود بردند و بعضے را غلط کردند و معنی اجماع کہ بر زبان علمائے دین شنیدہ باشی این نیست کہ ہمہ مجتہدان لایشذ فرد در عصر واحد بر مسئلہ اتفاق کنند زیرا کہ این صورتے ست غیر واقع بل غیر ممکن عادی بلکہ معنی اجماع حکم خلیفہ است بچیزے بعد مشاورہ ذوی الرای یا بغیر آن ونفاذ آن حکم تا آنکہ شائع شد ودر عالم ممکن گشت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی الحدیث چون این مقدمہ دانستہ شد باید دانست کہ خدائے تعالیٰ

سبحانہ الشان کو الہام ہوتا تھا۔

(خلفائے راشدین کی خلافت کا زمانہ بقیۂ زمانۂ نبوت تھا۔ (یوں سمجھو کہ آپ بعد نبوت کے تیئیس[1] برس اپنی عمر شریف کے اور تیس[2] برس زمانۂ خلافت راشدہ کے کل ترپن[3] برس دنیا میں رہے فرق صرف یہ تھا کہ) گویا زمانۂ نبوت میں تصریحی زبان مبارک سے تمام باتیں بیان فرماتے تھے اور زمانۂ خلافت میں ساکت بیٹھے ہوئے ہاتھ سے اور سر سے اشارہ کرتے تھے بعض لوگ (ان اشارات سے) اصل مقصود سمجھ گئے اور بعض نے سمجھنے میں غلطی کی۔ اجماع (کا لفظ) تم نے علمائے دین کی زبان سے سنا ہوگا اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ تمام مجتہدین (اس طرح کہ ان میں سے) ایک بھی علیحدہ نہ رہے سب کے سب ایک زمانہ میں کسی مسئلہ پر اتفاق کریں کیونکہ یہ صورت نہ ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے بلکہ اجماع کے معنے یہ ہیں کہ خلیفہ (خاص اہل الرائے حضرات سے مشورہ کرنے کے بعد یا بغیر مشورہ کے) ہوتے کوئی حکم دے اور وہ حکم نافذ ہو جائے یہاں تک کہ (یہ تمام عالم اسلامی میں) شائع ہو جائے اور تمام اسلامی دنیا میں ممکن ہو جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی اجماع کی حجیت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے) فرمایا ہے کہ تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت جو میرے بعد ہوں گے۔

جب یہ مقدمہ معلوم ہو گیا تو اب جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے

[1] اجماع کے یہ معنے مصنف رحمہ اللہ کی فکر رسا کا نتیجہ ہیں واقعی اجماعی جتنے مسائل ہیں وہ سب اسی قبیل سے ہیں کہ خلفائے راشدین ہی کے زمانہ میں بہ تشہیر مذکور ہو چکے تھے۔ [2] یعنے مضبوطی کے ساتھ رواج پا گئے کوئی اس کا مخالف نہ ہو خلفائے راشدین کے بعض احکام ایسے ہوئے کہ تمام اسلامی دنیا میں ممکن نہیں ہوئے وہ اجماع کی حد میں نہیں آ سکتے ہیں مذاہب کا اختلاف ہو سکتے ہیں جیسے حضرت علی رضی نے بیع امہات الاولاد کے جواز کا حکم دیا تھا مگر شروع ہی سے اسی مجلس میں اختلاف کیا اور وہ حکم رائج نہ ہوا۔ [3] یہ اشارہ اس طرح ہوا کہ سنت اسی عمل کو کہتے ہیں جو طریقہ جاریہ ہو اور طریقہ کے جاری ہونے کا مطلب یہی ہے کہ اس کا رواج ہو جائے۔

وعدہ فرمود وَاللّٰہُ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ
کہ مہاجرین اوّلین را کہ در مضمار[1] ایمان و
عبادت پیش قدم اند خلفاء خواہیم ساخت
و از ایشاں کارہائے معلوم بظہور خواہد آمد و
صورت ظہور ایں وعدہ آنست کہ واحداً بعد
واحد از ایں جماعہ خلیفہ شود بدون نصب خلیفہ
غلبہ قوم کثیر محال عادی است قال صلی اللہ
علیہ وسلم الامام جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِہٖ
و قال قائلہم[2] ~ لَا یَصْلُحُ النَّاسُ فَوْضٰی
لَا سَرَاۃَ لَہُمْ ۔ وَلَا سَرَاۃَ اِذَا جُہَّالُہُمْ
سَادُوْا ۔ ایں قدر معلوم بالقطع است
لیکن دریں وقت نوعے از غموض و اشکال
موجود بود کہ کدام کس خلیفہ خواہند شد
و مدت خلافت موصوفہ چہ قدر باشد
و ترتیب خلافت ایشاں بچہ اسلوب
آں وقت وقتِ مشاہدہ بود کہ قرعہ اختیار
بنام کدام یکے خواہد برآمد و از آں جماعہ
موعودہ کرا بایں دولت سرفراز کنند چوں
الہام بتعیین واحد بعد واحد فرود آمد جمعے
کہ الہام را اوّلاً قبول کردند و در اتمام آں
اہتمام نمودند جمعے بعد التباء والتی بعد
تقلیب امور سر فرود آوردند بعد انطباق
اوصاف بر ہمہ منکشف شد کہ آنچہ حق بود واقع
شد و چشم واگشت برآں فصل کہ

وعدہ فرمایا ہے (اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا) کہ مہاجرین اوّلین کو (جو
مضمار ایمان و عبادات میں پیش قدم ہیں) خلیفہ بنائیں گے اور ان
سے فلاں فلاں کام ظاہر ہوں گے۔ اس وعدہ کے پورا ہونے کی
صورت یہی ہے کہ مہاجرین اوّلین میں سے یکے بعد دیگرے (کچھ
لوگ) خلیفہ ہوں (کیونکہ بغیر خلیفہ مقرر کئے ہوئے کسی بڑی قوم
کا غالب ہو جانا عادۃً محال ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ امام (مثل) سپر کے ہوتا ہے کہ اس کو سامنے کر کے
(یعنی اس کے بل پر) جنگ کی جاتی ہے۔ اور کسی شاعر کا شعر ہے۔
(ترجمہ) جو لوگ بے سر ہوں ان کا کوئی سردار نہ ہو تو ان میں
صلاح (و فلاح) نہیں پیدا ہو سکتی اور جب کسی قوم کے جاہل
سردار بن جائیں تو اس قوم کو بے سر سمجھنا چاہیئے۔ (الحاصل) اس
قدر تو یقینی طور پر معلوم ہے (کہ اس وعدہ کے پورے ہونے کی
یہی ایک صورت ہے) لیکن اس وقت (یعنی بوقت نزول آیت خلافت)
ایک قسم کا غموض و اشکال تھا کہ (یہ نہ معلوم تھا کہ) کون کون لوگ
خلیفہ ہوں گے اور اس خلافت کی مدت کس قدر ہوگی۔ و ان کی
خلافت کی ترتیب کس طرح ہوگی (لہٰذا) وہ وقت مشورہ کرنے
کا وقت تھا کہ (دیکھنا چاہیئے) قرعہ اختیار کا کس کے نام نکلتا ہے
اور (کار پردازان قضا و قدر) مہاجرین اوّلین میں سے کس
کو اس دولت سے سرفراز کرتے ہیں۔ جب یکے بعد دیگرے خلفاء
کی تعیین کا الہام ہو گیا تو کچھ لوگوں نے فوراً اس الہام کو قبول
کر لیا اور اس کے پورا کرنے میں اہتمام کیا اور کچھ لوگوں نے
بعد کچھ چون و چرا اور بعد کچھ بحث کے سر (اطاعت) خم کیا مگر
جب اوصاف موعودہ خلفاء میں منطبق ہو گئے تو سب پر ظاہر
ہو گیا کہ جو حق تھا وہی واقع ہوا اور آنکھیں کھل گئیں کہ یہ فعل

لہ مضمار یعنی میدان ہے ۱۲۔ عہ یہ شعر الافوہ الاودی کا ہے ۱۲ مصحح

عاجز می شوند و آخر ا بضعف این مسلک
میل می نمایند. محصل اعتراض آنکہ اگر در
کتب الٰہیہ چیزے از وصف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مذکور ہست نہایت کار
آنست کہ ذہن سامع بداں وصف
بفرد منتشر متعلق شود کہ فیہ ما من الکلی
المنتزع من ہذہ الاوصاف الکلیۃ
پیغمبر خواہد بود ہیچگاہ اوصاف کلیہ
بدون اشارۂ حسیہ بفرد خاص نخواہد رسید
تا ہرجا کہ اوصاف کلیہ جمع کنند غیر کلی
ثمرہ نخواہد داد بلکہ تعلق ذہن بفرد منتشر
نیز ممنوع ست زیراکہ در کتب الٰہیہ رموز
مذکور ست نہ ذکر عنوان نبوت و در استقصا
در ذکر مشخصات و حینئذ تکلیف ناس
باقرار نبوت فرد خاص گنجائش ندارد
قال الفاضل العضد فی المواقف فان
قیل ان زعمتم ان نعتہ وصفتہ مفصلۃ ان
یجیئ فی السنۃ الفلانیۃ فی البلدۃ الفلانیۃ
وصفتہ کیت وکیت فاعلموا انہ
نبی فباطل لانا نجد التوراۃ والانجیل
خالیین عن ذلک وان ذکرہ مجملاً
فان سلم فلا یدل علی النبوۃ
بل علی ظہور انسان کامل ولعل
لعلہ شخص آخر لم یظہر بعد
قلنا المعتمد ظہور المعجزۃ علی یدہ و ہذا

عاجز ہو کر بالآخر اس دلیل کے کمزور ہونے کی طرف مائل ہو جاتے
ہیں (ان کے) اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ کتب الٰہیہ میں جو کچھ
وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکور ہے انتہا مرتبہ اس
کا یہ ہے کہ سننے والوں کا ذہن اس وصف سے ایک غیر معین شخص
کی طرف جاتا ہے کہ کوئی فرد اس کلی کا جو ان اوصاف کلیہ کا حاصل
ہوتی ہے پیغمبر ہو گا کیونکہ اوصاف کلیہ بغیر اشارہ حسیہ کے کسی
خاص شخص تک (ذہن کو) نہیں پہنچا سکتے اوصاف کلیہ کو جب
جمع کیا جائے گا تو نتیجہ کلی ہی نکلے گا بلکہ غیر معین شخص (کی
نبوت) کی طرف ذہن کا جانا بھی لازم نہیں کیا اس وجہ سے کہ
کتب الٰہیہ میں اشارات مذکور ہیں نبوت کا بھی عنوان (مذکور)
نہیں ہے اور نہ تمام مشخصات بیان کئے گئے ہیں اس صورت
میں (کتب الٰہیہ کے ان نصوص کی بنا پر) کسی خاص شخص کی
نبوت کے اقرار پر مکلف ہونا ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا یہ متاخرین
متکلمین کے اعتراض کا ماحصل ہے اسی اعتراض کو قاضی عضد
مواقف میں (اس طرح) بیان کرتے ہیں کہ تم کہو کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی صفت مفصل (توریت وانجیل میں) آئی ہے کہ
آپ فلاں سن میں فلاں شہر میں پیدا ہوں گے اور آپ کے یہ یہ
حالات ہوں گے (جب آپ پیدا ہوں تو) سمجھ لینا کہ نبی ہیں تو
یہ غلط ہے ہم توریت و انجیل کو ان باتوں سے خالی پاتے ہیں اور
اگر تم یہ کہو کہ آپ کا ذکر (توریت و انجیل میں) مجمل طور پر ہے
تو اگر مان بھی لیا جائے تو وہ نبوت پر دلالت نہیں کرتا بلکہ کسی
انسان کامل کے پیدا ہونے پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی کہہ سکتے
ہیں کہ شاید وہ کوئی دوسرا شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا)
ہو جو ابھی پیدا نہیں ہوا تو اس کا جواب ہم یہ دیں گے کہ اصل
دلیل (نبوت) کی معجزہ کا آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہونا ہے اور یہ

نوجوده الآخر للتكميل والثاني دونه انتهى فقیر مے گوید عفا الله عنه این لغزش قدمی است که از متأخرین متکلمین واقع شد عفا الله عنا وعنهم عامه مسلمین را باید که گوشش بآں ننهند و علماء را باید که انکار آں کنند و این سخن بہماں مے ماند که علماء متفق اند برآنکه اگر اجتهاد مجتهد و قضائے قاضی بر خلاف صریح قرآن یا صریح سنت مشهوره یا صریح اجماع یا صریح قیاس جلی واقع شود نافذ نیست و تقلید آں جائز نه. خدائے تعالی مے فرماید أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ و نیز فرموده يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وازینجا معلوم مے شود بالقطع که دانستگان کتاب بسبب شناخت پیغمبر آخر الزمان مکلف شدند و حجت شرعیه بر ایشاں قائم شد پس قول بآنکه این اخبار حجت ملزمه نیست خلاف قرآن است تحقیق درین باب آنست که قدرے که در کتب سابقه بود حجت تمام گشت و تکلیف ثابت شد یقین حاصل می شود بعده چیزے یا قیاسے

باتیں کہ تورات و انجیل میں بھی آپ کی بشارت ہے، ایک زائد بات ہے (اصل دلیل نہیں ہے قاضی عضد کی عبارت ختم ہوئی) یہ فقیر کہتا ہے (خدا اس سے اور تمام مسلمانوں سے درگزر کرے) یہ ایک لغزش قدم ہے جو متأخرین متکلمین سے ظاہر ہوئی (کہ تورات وانجیل کی بشارت سے ذہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی طرف نہیں جاتا) عام مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسی باتوں کو نہ سنیں اور علماء کو چاہیے کہ تردید کریں جس طرح علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کسی مجتہد یا کسی قاضی کا فیصلہ صریح قرآن کے یا صریح حدیث مشہور کے یا صریح اجماع یا صریح قیاس جلی کے مخالف ہو تو وہ نافذ نہیں ہوتا اور اس کی تقلید جائز نہیں ہوتی (اسی طرح متأخرین متکلمین کا یہ قول بھی واجب التردید ہے کیونکہ) خدا تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ) کیا ان لوگوں کے لئے (ہمارے نبی کے سچے ہونے کی) یہ نشانی (کافی) نہیں ہے کہ ان کو علمائے بنی اسرائیل جانتے ہیں۔ اور فرماتا ہے کہ (ترجمہ) وہ (یہود و نصاریٰ) حضرت کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ تورات وانجیل کے جاننے والے پیغمبر آخر الزمان کے وصف سے واقف ہونے کی وجہ سے (آپ پر ایمان لانے کے ساتھ) مکلف ہوئے اور حجت شرعیہ ان پر قائم ہو گئی پس اس بات کا قائل ہونا کہ یہ خبریں تورات وانجیل کی الزام قائم کرنے والی دلیل نہیں ہیں خلاف قرآن کے ہے۔ تحقیق اس بارے میں یہ ہے کہ جس قدر اوصاف آپ کے کتب سابقہ میں ہیں ان سے حجت قائم ہو گئی اور تکلیف (شرعی) ثابت ہو گئی کیونکہ یقین دو چیزوں سے حاصل ہوتا ہے یا قیاس[1] سے خواہ

[1] قیاس بہ اصطلاح منطق اس کلام کو کہتے ہیں جو کئی قضیوں یعنی جملوں سے مرکب ہو اور وہ جملے ایسے ہوں کہ ان کے ماننے سے کسی دوسرے قول کا ماننا لازم آ جائے جیسے ایک کلام یہ ہے کہ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے کہ یہ کلام دو جملوں سے مرکب ہے اگر ان کو مان لیں تو ایک دوسرے قول کا ماننا لازم آ جائے گا

یعنی یہ کہ عالم حادث ہے ...

اقترانیہ و استثنائیہ چوں مواد آں
یقینیہ باشند و شکل منتج و بجہت آنکہ تمام
مقدمات را ذکر نکنند و از بعض مقدمات
بطریق طفرہ بمطلب انتقال نمایند
مثل نور القمر مستفاد من نور الشمس
بشہ تسمیہ بسبب دیدن اختلاف حوالی
قمر باختلاف قرب و بعد او از شمس
یقین، حدس دو قسم است حدسے کہ غیر فرد
قلیلے از بنی آدم بآں جلے نمی برند نحو حدوس
آنحضرت و خدائے تعالی بایں قسم تکلیف نمی
دہد عامہ را و حدسے کہ اکثر افراد انسانی
بآں جلے می برند مثل آنکہ وجود لیل و نہار
از جہت غیبوبت شمس و طلوع اوست
و بایں قسم تکلیف واقع مے شود
و حجت قائم می گردد نصوص کتب آلہیہ
درباب احب الوجود پیغمبر آخر زمان صلے اللہ
علیہ وسلم ہرچند از جہت آنچہ اقترانیہ و
استثنائیہ تعیین فرد خاص کہ افضل افراد
بشر است نمی رسانند اما از جہت حدس

اقترانی ہو یا استثنائی بشرطیکہ مقدمات اس کے یقینی ہوں اور
شکل بھی نتیجہ دینے والی ہو یا حدس سے (حدس اس کو کہتے ہیں کہ
تمام مقدمات (قیاس) کو ذکر نہ کریں بلکہ بعض مقدمات سے بطور
طفرہ کے مطلب کی طرف ذہن منتقل ہوجائے مثلاً چاند کی روشنی
کا آفتاب کی روشنی سے مستفاد ہونا معلوم کریں اس بات کو دیکھ کر
کہ چاند کی حالتیں آفتاب کے ساتھ قرب و بعد کے اختلاف سے بدلتی
رہتی ہیں کہ جیسے جیسے قرب بڑھتا ہے اور بعد کم ہوتا ہے چاند
کا حصہ روشن بڑھتا جاتا ہے اور جب بعد زیادہ ہونے لگتا ہے
اور قرب گھٹتا جاتا ہے تو اس کا حصہ روشن کم ہوتا جاتا ہے) مگر
حدس دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ حدس کہ بہت کم آدمی اس کا احساس
کرتے ہیں بسبب اس کے کہ ماخذ اس کا غامض ہوتا ہے خدا تعالیٰ
اس قسم کے حدس سے تمام آدمیوں کو مکلف نہیں کرتا۔ دوسرا وہ
حدس جس کا احساس اکثر افراد انسانی کرلیتے ہیں بوجہ اس کے کہ
اس کا ماخذ قریب ہوتا ہے، مثلاً اس حدس کے کہ دن اور رات
کا وجود آفتاب کے طلوع و غروب سے ہوتا ہے۔ اس قسم کے
حدس سے تکلیف (شرعی) واقع ہوجاتی ہے اور حجت تامہ قائم
ہوجاتی ہے۔ پس گو پیغمبر آخر الزمان کے ظہور کے متعلق جس قدر
نصوص کتب آلہیہ میں ہیں وہ قیاس اقترانی یا استثنائی کے طریقہ
پر اس فرد خاص کی تعیین نہیں کرتیں جو افضل افراد بشریت ہے مگر حدس

لہ قیاس میں اگر نتیجہ یا نقیض نتیجہ کی بالفعل مذکور ہو تو اقترانی کہا جاتا ہے ورنہ استثنائی، استثنائی کی مثال۔ اگر زید کاتب ہو تو اس کی انگلیوں
کو حرکت ہو لیکن وہ کاتب ہے پس اس قیاس میں نتیجہ بالفعل مذکور ہو نتیجہ یہ ہے کہ زید کی انگلیوں کو حرکت ہو۔ اقترانی کی مثال۔ عالم متغیر ہے اور ہر متغیر
حادث ہے۔ اس قیاس میں یہ نتیجہ [illegible] بالفعل مذکور ہے نہ نتیجہ کی نقیض ہاں نتیجہ کے اجزا متفرق طور پر بیشک مذکور ہیں مگر اس کو بالفعل مذکور ہونا نہیں
کہتے۔ ٢ قیاس جن جملوں سے مرکب ہوتا ہے ان جملوں کو مقدمات کہتے ہیں۔ ٣ حد وسط کی ترتیب کی وجہ سے پیدا ہونے والی ہیئتوں کو شکل کہتے ہیں۔ حد اوسط
قیاس کے اس جزو کو کہتے ہیں جو مکرر ہو جیسے قیاس اقترانی میں متغیر کا لفظ مکرر ہے پھر یہ لفظ کبھی پہلے جملہ کا محمول ہوتا ہے [illegible] دوسرے جملہ کا بھی [illegible]
[illegible]
[illegible]
یہ سب شکلیں منطق کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ ٤ طفرہ چھلانگ لگانے کو کہتے ہیں۔

قریب الماخذ مے رسانند و بہماں مکلف
مے شوند شک نیست کہ وجود جامع این
اوصاف مُتَبَشَّر بہا بعد مدت متطاولہ یکے
خواہد بود ہمیں کہ در فرد خاص یافتہ شد
حدس آنجا قرار گرفت چون این حکایت
ممہد شد باید دانست کہ آیات خلافت خلفاء
ہر چند نصے از خصوص داشتہ باشند
چون فتح عجم و شام بایں طریق کہ از
زمان حضرت آدمؑ تا این عصر گاہے نشدہ
بود بظہور انجامید و تألیف مسلمین و
اطمینان قلوب ایشان و تمکین دین بوجہے
متحقق شد کہ در ہیچ ملتے و زمانے عُشر عشیر
آن بوجود نیامدہ براے مصداق
وعدۂ استخلاف کدام خلافت بہتر
ازین خواہد بود و ہمچنین قرائن بسیار
مثل این صورت بایں ملحق شد حدس
قریب الماخذ بہم رسید کہ مبشر بہمین
عزیزان اند و مردمان بجہل حدس
قریب ماخوذ شدند و این نوع سخن در
تفسیر آیات برائے جمیع امت کہ
تتبع احادیث نبویہ پیشہ نگرفتہ اند
ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مبین قرآن عظیم است ہر جا اشکالے
بہم رسد بحدیث آنحضرت رجوع
باید کرد قال اللہ تعالیٰ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ

قریب الماخذ کے طریقہ پر ضرور ذہن کو اس تعیین تک پہنچا دیتی
ہیں اسی وجہ سے (ان نصوص کے جاننے والے آپ پر ایمان لانے
کے ساتھ) مکلف ہو جاتے ہیں (حدس کی صورت یہ ہے کہ)
یہ تو یقینی ہے کہ ان اوصاف موعودہ کا جامع ایک مدت دراز
کے بعد ایک ہی شخص ہوگا۔ پس جیسے ہی یہ اوصاف کسی شخص
میں پائے گئے فوراً حدس وہاں جم جاتا ہے (کہ یہی شخص موعود
ہو سکتا ہے)
جب یہ حکایت تمام ہوگئی تو اب جاننا چاہئے کہ خلافت خلفاء
کی آیتیں گو (بجائے خود) کسی قسم کا خصوص نہ رکھتی ہوں مگر جب
فتح عجم و شام اس طریقہ پر کہ حضرت آدمؑ کے زمانہ سے اس وقت
تک کبھی نہ ہوئی تھی ان کے ہاتھ سے ظاہر ہوئی اور مسلمانوں کی
تالیف اور ان کے دلوں کا اطمینان اور دین کی تمکین اس طرح
پائی گئی کہ کسی ملت میں اور کسی زمانہ میں جس کا دسواں حصہ
بھی نہیں پایا گیا پھر (اس کے ساتھ ہی دل میں یہ خیال آیا کہ) وعدۂ
استخلاف کا مصداق ہونے کے لئے کونسی خلافت بہتر اس سے
ہوگی اسی طرح اور بھی بہت سے قرینے اس کے ساتھ مل گئے
(تو) حدس قریب الماخذ پیدا ہوگیا کہ (ان آیتوں میں) بشارت
انہی بزرگوں کی دی گئی ہے اور اس حدس قریب کے سبب سے
آدمیوں پر تکلیف (شرعی) قائم ہوئی (یعنی ماننا ان خلفاء کا
ضروری ہوگیا) اس قسم کی گفتگو آیات کی تفسیر میں ان لوگوں
کے لئے ہے جنہوں نے احادیث نبویہ کا تتبع نہ کیا ہو ورنہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن عظیم کے (اصلی) مفسر ہیں قرآن
کے متعلق جہاں کہیں کچھ اشکال پیش آجائے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی حدیث کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے (ترجمہ) اے نبی! ہم نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تم لوگوں

مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ حالا پرده برگردانیم و کن وایقانون دیگر سرائیم چون این آیات نازل شد کو در اصل معنے خفائے بود اشت در تعیین آن افراد و ترتیب ایشان و در خلافت و مدت خلافت ایشان غموضے واقع بود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منتظر علم غیب ماندند پس افاضت شد و خدائے تعالے در رؤیا حل معما فرمود بعض رؤیا خود دیدند و بعض رؤیا اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دیدند و تعبیر آن را آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودند کقصۃ رؤیا الاذان و رؤیا لیلۃ القدر قال صلے اللہ علیہ وسلم بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ

سے تو ضیح کر دو اس کی جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف اُن کے پروردگار کے یہاں سے (لہٰذا) اب ہم پردہ اُلٹتے ہیں اور مضمون کو دوسرے ڈھنگ پر چلاتے ہیں (یعنے احادیث کی مدد سے ان آیات کی توضیح کرتے ہیں)۔

جب یہ آیتیں نازل ہوئیں (جو اصل معنے میں کسی قسم کی پوشیدگی رکھتی تھیں مگر ان موعودہ خلفاء کی تعیین اور ان کی ترتیب خلافت اور مدت خلافت میں کچھ غموض تھا) تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عالم غیب کے منتظر رہے کہ (وہاں سے) کیا افاضہ ہوتا ہے (چنانچہ) خدا تعالیٰ نے خواب میں (جو انبیاء علیہم السلام کے لئے حکم وحی کا رکھتا ہے) اس معنے کو حل کر دیا بعض خواب آپ نے خود دیکھے اور بعض آپ کے اصحابؓ نے اور تعبیر ان خوابوں کی آپؐ نے بیان فرمادی (یہ بالکل ایسا ہی ہے) جیسے اذان کے خواب میں دیکھنے کا واقعہ یا لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھنے کا واقعہ (وہ خواب یہ تھا) فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز میں سو رہا تھا میں نے اپنے کو ایک کنوئیں کے پاس دیکھا جس پر ایک ڈول رکھا ہوا تھا میں نے اس کنوئیں سے جس قدر ڈول اللہ کو منظور تھے نکالے پھر اس ڈول کو مجھ سے ابو قحافہ کے بیٹے (یعنے حضرت صدیقؓ) نے لے لیا انھوں نے ایک یا دو ڈول نکالے مگر ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی[1] خدا اُن کو معاف کرے۔ پھر وہ ڈول چرس بن گیا اور اس کو ابن خطابؓ نے لے لیا (اور بھرنا شروع کیا) میں نے کسی زور مند آدمی کو اس طرح ڈول نکالتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح عمرؓ (اس ڈول کو)

[1] کمزوری سے مراد یہ ہے کہ ان کا زمانہ خلافت کم ہوگا اور بعض کاموں کی ابتدا کر کے وہ انجام کو نہ پہنچانے پائیں گے کہ ان کی وفات ہوجائیگی یک قسم کے امتحان میں جس کو کمزوری سے تعبیر فرمایا اور اللہ معاف کرے یہ ایک تکیہ کلام ہے [illegible] کلمہ پر بیٹھے [illegible] حفاظت وغیرہ کو [illegible] دیتے ہیں۔

حتّٰی ضرب الناس بعطن اخرجہ الشیخان من حدیث ابی ھریرۃ و الترمذی من حدیث ابن عمر واخرج ابن مردویہ عن ابن عمر خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ بعد طلوع الشمس فقال رأیت قبل الفجر کأنی اعطیت المقالید والموازین فاما المقالید فھی المفاتیح واما الموازین فھذہ التی یوزن بھا فوضعت فی کفۃ ووضعت امتی فی کفۃ فوزنت بھم فرجحت ثم جیء بابی بکر فوزن بھم فرجح ثم جیء بعمر فوزن بھم فرجح ثم جیء بعثمان فوزن بھم فرجح ثم رفعت واخرج ابوداؤد عن ابی بکرۃ ان رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت کأن میزانا نزل من السماء فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت ووزن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فاستاء لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یؤتی اللہ

نکالنے تھے یہاں تک کر لوگوں نے (خود تو سیراب ہو ہی گئے تھے) اپنے اونٹوں کو (بھی) سیراب کر لیا۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے اور ترمذی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس بعد طلوع آفتاب کے تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے فجر سے پہلے یہ خواب دیکھا کہ مجھے مقالید اور موازین دی گئی ہیں۔ مقالید سے مراد کنجیاں (کہ ان سے تمام دنیا کے خزانے کھول سکوں) اور موازین سے مراد یہی ترازو ہے جس سے تولا جاتا ہے چنانچہ ترازو کے ایک پلّے میں میں رکھا گیا اور دوسرے پلّے میں میری تمام امت رکھی گئی اور وزن کیا گیا میرا ہی پلہ بھاری رہا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ لائے گئے اور وہ (میری جگہ پر رکھ کر) تمام امت کے ساتھ تولے گئے تو انہیں کا پلہ بھاری رہا پھر عمرؓ لائے گئے اور وہ (ابوبکرؓ کی جگہ پر رکھ کر) تمام امت کے ساتھ تولے گئے تو انہی کا پلہ بھاری رہا پھر عثمانؓ لائے گئے اور وہ (عمرؓ کی جگہ پر رکھ کر) تمام امت کے ساتھ تولے گئے تو پھر انہی کا بھاری رہا۔ اس کے بعد وہ ترازو (آسمان پر) اٹھ گئی۔ اور ابوداؤد نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری پس آپ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپ بھاری نکلے پھر ابوبکرؓ و عمرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ بھاری نکلے پھر عمرؓ و عثمانؓ تولے گئے تو عمرؓ بھاری نکلے۔ پھر وہ ترازو اٹھالی گئی۔ اس بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر خلافت نبوت ہے بعد خلافت نبوت کے اللہ

الملك من يشآء. وأخرج أبو عمر عن عرفجة نحوه. وأخرج أبو داؤد عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال أري الليلة رجل صالح كأن أبا بكر نيط برسول الله صلى الله عليه وسلم ونيط عمر بأبي بكر ونيط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا أما الرجل الصالح فرسول الله صلى الله عليه وسلم وأما تنوط بعضهم ببعض فهم ولاة الأمر الذي بعث الله به نبيه صلى الله عليه وسلم. وأخرج أبو داؤد عن سمرة بن جندب أن رجلا قال يا رسول الله إني رأيت كأن دلوا دلي من السماء فجاء أبو بكر فأخذ بعراقيها فشرب شربا ضعيفا ثم جاء عمر فأخذ بعراقيها فشرب حتى تضلع ثم جاء عثمان فأخذ بعراقيها فشرب حتى تضلع ثم جاء علي فأخذ بعراقيها فانتشطت وانتضح عليه منها شيء. العراقي جمع عرقوة والعرقوة الدلو هي الخشبة المعترضة على فم الدلو. انتشطت تحركت. وعن ابن عباس كان أبو هريرة يحدث

جس کو چاہے گا بادشاہت دے گا (خلافت نبوت نہ دے گا)۔ اور ابو عمر نے (استیعاب میں) حضرت عرفجہؓ سے اسی مضمون کی روایت نقل کی ہے۔ اور ابو داؤد نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز صحابہؓ سے) فرمایا کہ آج شب کو ایک نیک مرد کو یہ (خواب) دکھلایا گیا کہ گویا ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے دامن سے) لٹکائے گئے ہیں اور عمرؓ (ابو بکرؓ کے دامن) سے لٹکائے گئے ہیں اور عثمانؓ عمرؓ (کے دامن) سے لٹکائے گئے ہیں۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھے تو ہم لوگوں نے (بطور خود) کہا کہ وہ نیک مرد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (جن کو یہ خواب دکھلایا گیا) اور ایک کا دوسرے کے دامن سے لٹکنا (صاف بتا رہا ہے کہ) یہ لوگ اس دین کے والی ہوں گے جس کے ساتھ اللہ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے۔ اور ابو داؤد نے حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا پھر ابو بکرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پیا مگر کمزور طریقہ[1] سے پیا پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے پھر عثمانؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے پھر علیؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑی تو وہ کھل گئی[2] اور اس پانی کی کچھ چھینٹیں بھی ان پر پڑیں {عرقوہ اس لکڑی کو کہتے ہیں جو ڈول کے منہ پر جانب عرض میں لگائی جاتی ہے}۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے (وہ کہتے تھے) حضرت ابو ہریرہؓ بیان

---

[1] کمزور طریقہ سے پینے کا یہی مطلب ہے کہ مدت خلافت کم ہونے کے سبب سے بعض کام ان کے ناتمام رہے۔ [2] کھل جانے سے اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ ان کی خلافت مختصر ہوگی اور چھینٹوں کا پڑنا ان فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو ان کے زمانہ میں پیش آئے۔

ان رجلاً اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اری اللیلۃ ظلۃ ینطف منھا السمن والعسل فأری الناس یتکففون بایدیھم فالمستکثر والمستقل وأری سبباً واصلاً من السماء الی الارض فأراک یا رسول اللہ اخذت بہ فعلوت ثم اخذ بہ رجل اٰخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل اٰخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل اٰخر فانقطع ثم وصل فعلا بہ فقال ابو بکر بأبی انت وامی لتدعنی فاعبرھا فقال اعبرھا فقال اما الظلۃ فظلۃ الاسلام واما ما ینطف من السمن والعسل فھو القراٰن لینتہ وحلاوتہ واما المستکثر والمستقل فھو المستکثر من القراٰن والمستقل منہ واما السبب الواصل من السماء الی الارض فھو الحق الذی انت علیہ تأخذ بہ فیعلیک اللہ ثم یأخذ بہ بعدک رجل فیعلو بہ ثم یأخذ بہ رجل فیعلو بہ ثم یأخذ بہ رجل اٰخر فینقطع ثم یوصل لہ فیعلو بہ ای رسول اللہ لتحدثنی اصبت ام اخطأت

کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اُس نے عرض کیا کہ میں نے آج شب کو (خواب میں) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے پھر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ دونوں ہاتھوں سے اس کو لے رہے ہیں کسی نے کم لیا کسی نے زیادہ اور میں نے دیکھا کہ ایک رسی آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے پھر میں نے یا رسول اللہ آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس رسی کو پکڑ لیا اور (اس کے زور سے آسمان پر) چڑھ گئے پھر ایک اور شخص نے (آکر) اس رسی کو پکڑا اور (اس کے ذریعہ آسمان پر) چڑھ گیا۔ اس کے بعد پھر ایک اور شخص (آیا اور اس) نے اس رسی کو پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی مگر پھر جڑ گئی اور وہ شخص بھی چڑھ گیا۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس (خواب) کی تعبیر بیان کروں آپ نے فرمایا (اچھا) بیان کرو۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ ابر (سے مراد) اسلام ہے اور (اس ابر سے) جو روغن و شہد ٹپکتا ہے وہ قرآن ہے (روغن سے مراد) قرآن کی نرمی اور (شہد سے مراد) قرآن کی حلاوت ہے اور زیادہ لینے والا اور کم لینے والا (اس شہد و گھی کا) وہ ہے جو قرآن کا علم زیادہ حاصل کرے اور کم حاصل کرے اور آسمان سے زمین تک رسی لٹکتی ہوئی (جو اس شخص نے دیکھی اس سے مراد وہ دین) حق ہے جس پر آپ ہیں آپ اس کو پکڑے ہوئے ہیں پھر (جب) اللہ تعالےٰ آپ کو اٹھالے گا تو آپ کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑ لے گا اور اس کے ذریعہ سے بلند (مرتبہ) ہو جائے گا پھر ایک اور شخص اس کو پکڑ لے گا اور اس کے ذریعہ سے بلند (مرتبہ) ہو جائیگا پھر ایک دوسرا شخص اس کو پکڑ لے گا تو وہ رسی ٹوٹ جائے گی (مگر) پھر وہ رسی اس کو جوڑ دی جائے گی اور وہ شخص بھی بلند (مرتبہ) ہو جائے گا یا رسول اللہ فرمایئے میں نے ٹھیک بیان کیا یا غلط

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصبت
بعضا واخطأت بعضا فقال اقسمت
یا رسول اللہ لتحدثنی ما الذی اخطأت
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا
تقسم اخرجہ البخاری ومسلم والدارمی
وابوداؤد والترمذی قول اخطأت
بعضا، علماء در وجہ خطا سخنہا گفتہ اند
لیکن آنچہ بذہن این فقیر مقرر شدہ
آنست کہ مراد از خطا ترک تسمیہ این
خلفاء است بوجہے از استعارہ بلفظ خطا
تعبیر کردہ شدہ است وعن الحسن
قال قال ابوبکر یا رسول اللہ ما
ازال اَرانی اَطأ فی عذرات الناس
قال لتکونن من الناس بسبیل
قال رأیت فی صدری رقمتین
قال سنتین معن قال ابن سعد
آز فراست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در بعض حوادث کار کرد واز آنجا استنباط
فرمود کہ این جماعت خلفاء اند اخرج الحاکم
عن سفینۃ قال لما بنی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم المسجد وضع حجرا ثم قال
لیضع ابوبکر حجرا الی جنب حجری ثم
قال لیضع عمر حجرہ الی جنب حجر ابی بکر ثم قال
لیضع عثمان حجرہ الی جنب حجر عمر ثم قال ھؤلاء
الخلفاء بعدی واخرج ابو یعلی والحاکم عن

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ٹھیک اور کچھ غلط۔ ابوبکر
صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ
کو قسم دیتا ہوں کہ جو کچھ میں نے غلطی کی ہو اس کو آپ بیان کر دیجئے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم مت دلاؤ اس حدیث کو بخاری
اور مسلم اور دارمی اور ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے
(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم نے کچھ غلطی کی علماء
نے اس غلطی کی کئی صورتیں بیان کی ہیں لیکن جو کچھ اس فقیر
کے ذہن میں آیا وہ یہ ہے کہ غلطی سے مراد ان خلفاء کے ناموں کا ذکر
نہ کرنا ہے جس کو ایک طرح کے استعارہ میں غلطی کے لفظ سے تعبیر کیا
گیا ہے) اور حسن بصریؒ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھ کو
خبر ملی ہے کہ ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنے کو برابر (خواب
میں) دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے (بول و) براز میں چل رہا ہوں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اس کی تعبیر یہ ہے کہ) تم
لوگوں میں ممتاز ہو گے (پھر) ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے یہ بھی
(خواب میں) دیکھا کہ میرے سینہ میں دو تحریریں ہیں۔ آنحضرتؐ نے
فرمایا (اس کی تعبیر ہے) دو سال۔ یہ حدیث ابن سعدؒ سے مروی ہے
پھر (اس قسم کے خوابوں کے علاوہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
فراست نے (بھی) بعض واقعات میں کام کیا اور ان سے آپ نے
استنباط فرمایا کہ یہی لوگ خلیفہ ہیں (چنانچہ حاکم نے سفینہؓ سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد
(اقدس) کی بنیاد ڈالی تو (پہلے) آپ نے ایک پتھر رکھا پھر آپ نے
فرمایا میرے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر ابوبکرؓ رکھیں پھر آپ نے فرمایا
کہ ابوبکرؓ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عمرؓ رکھیں پھر آپ نے فرمایا
کہ عمرؓ کے پتھر کے پہلو میں ایک پتھر عثمانؓ رکھیں پھر اس کے بعد
فرمایا کہ یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہیں (اور ابو یعلی اور حاکم نے

عائشة لما أسس رسول الله صلى الله عليه وسلم مسجد المدينة جاء بحجر فوضعه وجاء أبوبكر بحجر فوضعه وجاء عمر بحجر فوضعه وجاء عثمان بحجر فوضعه فسئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فقال هم الخلفاء من بعدي

وأخرج البزار والطبراني في الأوسط والبيهقي عن أبي ذر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم جالساً وحده فجئت حتى جلست إليه فجاء أبوبكر فسلم ثم جاء عمر ثم جاء عثمان وبين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع حصيات فأخذهن فوضعهن في كفه فسبحن حتى سمعت لهن حنيناً كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن ثم أخذهن فوضعهن في يد أبي بكر فسبحن حتى سمعت لهن حنيناً كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن ثم تناولهن فوضعهن في يد عمر فسبحن حتى سمعت لهن حنيناً كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن ثم تناولهن فوضعهن في يد عثمان فسبحن حتى سمعت لهن حنيناً كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد مدینہ (یعنے مسجد نبوی) کی بنیاد ڈالی تو (پہلے) آپ نے ایک پتھر لاکر رکھا پھر ابوبکرؓ نے (آپ کے حکم سے) ایک پتھر لاکر رکھا پھر عثمانؓ نے (آپ کے حکم سے) ایک پتھر لاکر رکھا اور جب اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے [اور بزار اور طبرانی نے (کتاب معجم) اوسط میں اور بیہقی نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ (ایک روز) نبی صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بیٹھے ہوئے تھے کہ میں آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا پھر ابوبکرؓ آئے اور سلام کیا (اور بیٹھ گئے) پھر عمرؓ آئے پھر عثمانؓ آئے (اور سلام کرکے بیٹھ گئے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سات کنکریاں پڑی ہوئی تھیں آپ نے وہ کنکریاں لے کر اپنی ہتھیلی پر رکھیں تو وہ کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے اُن کی آواز سنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کنکریوں کو زمین پر رکھدیا تو وہ کنکریاں خاموش ہوگئیں پھر آپ نے اُن کنکریوں کو اُٹھا کر ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھا تو پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتیٰ کہ میں نے اُن کی آواز سُنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر ابوبکرؓ نے اُن کو رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کنکریوں کو اُٹھا کر عمرؓ کے ہاتھ میں رکھدیا تو پھر وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتیٰ کہ میں نے اُن کی آواز سُنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر حضرت عمرؓ نے اُن کو زمین پر رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اُٹھا کر عثمانؓ کے ہاتھ میں رکھا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں حتیٰ کہ میں نے اُن کی آواز سُنی مثل شہد کی مکھی کی آواز کے پھر حضرت عثمانؓ نے اُن کو زمین پر رکھدیا تو وہ خاموش ہوگئیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

هذه خلافة نبوة واخرج ابن عساكر عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم اخذ حصيات في يده فسبحن حتى سمعت التسبيح ثم صيرهن في يد ابي بكر فسبحن حتى سمعنا التسبيح ثم صيرهن في يد عمر فسبحن حتى سمعنا التسبيح ثم صيرهن في يد عثمان فسبحن حتى سمعنا التسبيح ثم صيرهن في ايدينا رجلا رجلا فما سبحت حصاة منهن

چوں دل مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازیں افاضات غیبیہ پر شد لختے ازاں در مقاطیر ناس ظاہر گردید تعیین زمن و مکان فرمودند و خبر دادند کہ ایشاں قائم بامر ملت خواہند بود و فی حدیث سفینۃ الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ و فی حدیث ابن مسعود تدور رحی الاسلام لخمس و ثلاثین

نے فرمایا یہ (علامت) خلافت نبوت (کی) ہے (کہ جو معاملہ عالم غیب سے نبی کے ساتھ ہوا یعنی کنکریاں ان کے ہاتھ میں گویا کی گئیں وہی معاملہ ان لوگوں کے ساتھ بھی ہوا) اور ابن عساکر نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ کنکریاں اپنے ہاتھ میں اٹھالیں تو ان کنکریوں نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح (کی آواز) سنی پھر آپ نے ان کو ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھدیا تو (ان کے ہاتھ میں بھی) کنکریوں نے تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح کی آواز سنی پھر آپ نے وہ کنکریاں عمرؓ کے ہاتھ میں رکھدیں تو (ان کے ہاتھ میں بھی کنکریوں) نے تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح (کی آواز) سنی پھر آپ نے وہ کنکریاں عثمانؓ کے ہاتھ میں رکھدیں تو (ان کے ہاتھ میں بھی) کنکریوں نے تسبیح پڑھی یہاں تک کہ ہم نے تسبیح (کی آواز) سنی پھر ہم (جتنے بیٹھے ہوئے تھے) سب کے ہاتھ میں فردا فردا وہ کنکریاں رکھیں مگر (ہم لوگوں کے ہاتھ میں) ان میں سے ایک کنکری نے بھی تسبیح نہ پڑھی۔

جب ان افاضات غیبیہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک پر ہوگیا تو ان کا کچھ حصہ (آپ کی زبان مبارک سے) لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا اور آپ نے (تین طرح اس کو بیان فرمایا) اس (خلافت) کی مدت اور مقام کو معین فرمادیا اور خبر دیدی کہ یہی لوگ امت کا کام انجام دیں گے (جیسا کہ تعیین مدت کے متعلق) سفینہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میرے بعد خلافت تیس برس رہے گی اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اسلام کی چکی پینتیس سال چلتی رہیگی (یعنے نظام اسلام کامل پر رہے گا۔ اس زمانہ کا آغاز ہجرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تو دس برس آپ کے عہد مبارک کے اس

صحت تناقض درمیان این دو حدیث
نیست زیرا کہ چون حضرت مرتضیٰ را
بالخلفاء عد کنند نظر بقوت سوابق اسلامیہ
او و افضل الناس بودن او در زمان خلافت
خود مدت خلافت ثلثین شود و اگر عدد نہ
کنند نظر باآنکہ خلافت ایشان انتظام نیافت
بموت حضرت عثمان خلافت خاصہ منقطع گشت
واکثر احادیث ہمین مضمون وارد شدہ
و فی حدیث ابی ہریرۃ و غیرہ
الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام
وایراد لفظ خلافت درین احادیث و در
احادیثے کہ من بعد خواہد آمد دلالت می
نماید بر آن کہ مراد تفسیر لفظ استخلاف
است کہ در آیۂ کریمہ آمدہ چنانکہ لفظ
خُذُوا عَنِّیْ خُذُوا عَنِّیْ قَدْ
جَعَلَ اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیْلًا دلالت
مے کند کہ انجاز وعد حَتّٰی یَجْعَلَ
اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیْلًا بودہ است
واخرج الحاکم عن انس
بن مالک قال بعثنی
بنو المصطلق اسئل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نکالنے کے بعد مدت خلافت پچیس سال رہ جاتی ہے) ان دونوں حدیثوں
میں (بظاہر) تناقض معلوم ہوتا ہے کہ حدیث سفینہ سے مدت خلافت
تیس سال ظاہر ہوتی ہے اور حدیث ابن مسعودؓ سے پچیس سال معلوم
ہوتی ہے مگر (درحقیقت) کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ اگر حضرت
مرتضیٰ کو (ان کی اسلامی خدمات کی قوت پر نظر کرکے اور ان کے زمانہ
خلافت میں ان کے افضل الناس ہونے پر نظر کرکے) خلفاء میں شمار
کریں تو خلافت کی مدت (موافق حدیث سفینہ کے) تیس سال ہوتی
ہے اور اگر اس بات پر نظر کرکے کہ حضرت علیؓ کی خلافت نے نظام (کامل)
نہ پایا ان کو خلفاء میں شمار نہ کریں تو حضرت عثمانؓ کی موت سے خلافت
خاصہ منقطع ہو گئی (اور موافق حدیث ابن مسعودؓ کے خلافت کی مدت
پچیس سال ہوتی ہے) اور اکثر حدیثیں اسی مضمون کی وارد ہوئی ہیں
اور (تعیین مقام خلافت) ابوہریرہؓ وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام
میں۔ ان حدیثوں میں اور جو حدیثیں اس کے بعد آئیں گی ان میں خلافت
کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مقصود (اس سے) لفظ استخلاف
کی تفسیر ہے جو آیۂ کریمہ میں آئی ہے جیسا کہ حدیث خذوا عنی خذوا
عنی قد جعل اللہ لہن سبیلا[1] اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ
(آیۂ کریمہ) حتی یجعل اللہ لہن سبیلا میں جو وعدہ ہے اس کے
پورا ہونے کو آپ بیان فرما رہے ہیں اور امت کا کام سرانجام دینے
کی خبر ان حدیثوں میں ہے حاکم نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت
کی ہے وہ فرماتے تھے مجھے (قبیلہ) بنی مصطلق (کے لوگوں) نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں (یہ دریافت کرنے کے لئے

[1] ترجمہ۔ یاد کر لو مجھ سے یاد کر لو مجھ سے بیشک اللہ نے عورتوں کے لئے ایک سبیل نکال دی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ سبیل کا فرمایا تھا وہ پورا ہو گیا اسی طرح خلافت کا ذکر جس حدیث میں ہے کہ مدینہ میں ہوگی یا اس اسی طرح کی حدیثیں ان کا مطلب یہ ہے کہ آیت استخلاف میں جس خلافت کا وعدہ ہے وہ مدینہ میں ہوگی یا اس جیسی بات بیان کی گئی ہو۔

الى من ندفع زكوتنا اذا حدث بك حدث فقال ادفعوها الى ابى بكر فقلت ذلك لهم فقالوا سله ان حدث بابى بكر حدث الموت الى من ندفع زكوتنا فقلت له ذلك فقال ادفعوها الى عمر قالوا فالى من ندفعها بعد عمر فقلت له فقال ادفعوها الى عثمان عن سهل بن ابى حثمة قال بايع اعرابى النبى صلى الله عليه وسلم فقال على للاعرابى ائت النبى صلى الله عليه وسلم فاسأله ان اتى عليه اجله من يقضيه فاتى الاعرابى النبى صلى الله عليه وسلم فسأله فقال يقضيك ابوبكر فخرج الى على فاخبره فقال ارجع واسأله ان اتى على ابى بكر اجله من يقضيه فاتى الاعرابى النبى صلى الله عليه وسلم فسأله فقال يقضيك عمر فخرج الى على فاخبره فقال ارجع فاسأله من بعد عمر فقال يقضيك عثمان فقال على للاعرابى ائت النبى صلى الله عليه وسلم فسأله ان اتى على عثمان اجله من يقضيه فقال النبى صلى الله عليه وسلم اذا اتى على ابى بكر اجله وعمر اجله وعثمان اجله فان استطعت ان تموت فمت اخرجه الاسمعيلى فى معجمه واخرجه ايضا

بھیجا کہ اگر کوئی حادثہ آپ پر پیش آجائے تو ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں چنانچہ میں نے جاکر آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا جاؤ کہہ دو کہ ابوبکرؓ کو دیا کریں میں نے جا کر اُن بنی مصطلق کے لوگوں سے کہا (یہ حضرت حارثؓ کہتے ہیں کہ) اُن لوگوں نے مجھ سے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں چنانچہ میں نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا کہہ دو کہ عمرؓ کو دیا کریں میں نے اُن لوگوں سے کہہ دیا ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ پھر جاؤ اور پوچھو کہ عمرؓ کے بعد کس کو دیں میں نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا جاؤ کہہ دو کہ عثمانؓ کو دینا۔ اور سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے کوئی چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ بعوض قرض کے فروخت کی تھی حضرت علیؓ نے اس اعرابی سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور اُن سے پوچھو کہ اگر انہیں موت آجائے تو یہ قرض کون ادا کرے گا چنانچہ وہ اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا اور اُس نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ تم کو دیں گے پھر وہ حضرت علیؓ کے پاس گیا اور یہی اُن سے بیان کر دیا حضرت علیؓ نے کہا جاؤ پھر پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ کو موت آجائے تو اُس کو کون ادا کرے گا چنانچہ وہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا عمرؓ ادا کر دیں گے پھر اُس اعرابی نے آکر حضرت علیؓ سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ پھر جاؤ اور پوچھو کہ عمرؓ کے بعد کون ادا کرے گا چنانچہ اُس نے جا کر پوچھا آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ ادا کر دیں گے اس اعرابی نے یہ بھی جا کر حضرت علیؓ سے بیان کیا حضرت علیؓ نے اعرابی سے کہا پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور پوچھو کہ اگر عثمانؓ کو موت آجائے تو اُس کو کون ادا کرے گا چنانچہ وہ اعرابی پھر گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابوبکرؓ کو بھی موت آجائے اور عمرؓ کو بھی موت آجائے اور عثمانؓ کو بھی موت آجائے (تو پھر دنیا رہنے کے قابل نہ ہوگی) لہٰذا تم سے ہو سکے تو تم بھی مر جانا۔ اس روایت کو اسمٰعیلی نے اپنی معجم میں لکھا ہے اور نیز

من حديث ابي هريرة وفيه ان النبي صلى الله عليه وسلم بايع اعرابيا بقلائص الى اجل فقال يا رسول الله ان اخترمتك منية فمن يقضيني قال ابو بكر قال فان عجلت بابي بكر منية فمن يقضيني قال عمر قال فان عجلت بعمر منية فمن يقضيني قال عثمان قال فان عجلت بعثمان منية فمن يقضيني قال ان استطعت ان تموت فمت وعن جبير بن مطعم ان امرأة اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم فكلمته في شيء فامرها ان ترجع قالت فان لم اجدك كانها تقول الموت قال ان لم تجديني فأتي ابا بكر اخرجه البخاري ومسلم والترمذي وابو داؤد وابن ماجة وعن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وسلم استسلف من يهودي شيئا الى الحول فقال ارأيت ان جئت ولم اجدك فالى من اذهب قال الى ابي بكر قال فان لم اجده قال الى عمر قال فان لم اجده قال ان استطعت ان تموت اذا مات عمر فمت ذكره المحب الطبري في الرياض عن الخلعي واخرج ابن سعد عن ابن شهاب قال رأى النبي صلى الله عليه وسلم رؤيا فقصها على ابي بكر فقال يا ابا بكر رأيت كاني استبقت انا وانت درجة فسبقتك

انھوں نے اس روایت کو حضرت ابوہریرہؓ سے بھی نقل کر کے لکھا ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے کچھ اونٹنیاں (قرض) مول لیں اس اعرابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اگر آپ کو جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ۔ اس نے عرض کیا کہ اگر ابوبکرؓ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا عمرؓ۔ اس نے عرض کیا کہ اگر عمرؓ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا عثمانؓ۔ اس نے عرض کیا کہ اگر عثمانؓ کو بھی جلد موت آجائے تو میرا قرض کون ادا کرے گا؟ آپ نے فرمایا (عثمانؓ کے بعد دنیا رہنے کی جگہ نہ ہوگی لہٰذا) اگر تم سے ہو سکے تو تم بھی مر جانا۔ اور حضرت جبیر بن مطعمؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئی اور اس نے آپ سے کسی معاملہ میں کچھ گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا کہ پھر آنا۔ اس نے عرض کیا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں (اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کی وفات ہو جائے) آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پانا تو ابوبکرؓ کے پاس جانا۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے لکھا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کچھ قرض ایک سال کے وعدہ پر لیا اس یہودی نے کہا اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو پھر کس کے پاس جاؤں؟ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ کے پاس۔ اس نے کہا اگر ان کو بھی نہ پاؤں تو آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کے پاس۔ اس نے کہا اگر ان کو بھی نہ پاؤں۔ آپ نے فرمایا جب عمرؓ مر جائیں تو اگر تجھ سے ہو سکے تو تو بھی مر جانا۔ اس روایت کو محب طبری نے ریاض میں خلعی (یعنے ابراہیم بن سعدؒ) سے نقل کیا ہے اور ابن سعدؒ نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا اس کو ابوبکرؓ سے بیان کیا فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ گویا ہم اور تم دونوں ایک زینہ پر چڑھ رہے ہیں اور میں تم سے

بر واثنين ونصف فقلت يا رسول الله يقبضه
الله تعالى إلى رحمته ومغفرته وأكتش
بعدك سنتين ونصفا وأخرج البيهقي و
أبو نعيم عن ابن عمر قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول سيكون فيكم
اثنا عشر خليفة أبو بكر الصديق لا يلبث
خلفي إلا قليلا وصاحب رحى دار العرب
يعيش حميدا ويموت شهيدا قال رجل ومن
هو يا رسول الله قال عمر بن الخطاب ثم التفت
إلى عثمان بن عفان فقال وأنت يسألك
الناس أن تخلع قميصا كساكه الله و
الذي بعثني بالحق لئن خلعته لا تدخل
الجنة حتى يلج الجمل في سم الخياط و
أخرج أبو يعلى عن أبي عبيدة بن الجراح
ومعاذ بن جبل عن النبي صلى الله عليه
وسلم قال إن هذا الأمر بدأ نبوة ورحمة
ثم كائن خلافة ورحمة ثم كائن ملكا
عضوضا ثم كائن عتوا وجبرية وفسادا
في الأمة يستحلون الحرير والخمور و
الفروج والفساد في الأمة ينصرون على
ذلك ويرزقون أبدا حتى يلقوا الله

ڈھائی برس یہاں آ گئے ہوں۔ انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (اس کی
تعبیر تو میری سمجھ میں یہ آتی ہے کہ) اللہ تعالیٰ جب آپ کو اپنی رحمت و
مغفرت کی طرف اٹھالے گا تو میں ڈھائی سال آپ کے بعد اور زندہ
رہوں گا۔ اور بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے
کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے
تھے کہ عنقریب تم میں بارہ خلیفہ ہوں گے ابوبکرؓ تو میرے بعد بہت تھوڑے
دنوں زندہ رہیں گے اور وہ دارِ حرب کی چکی گھمانے والا (یعنی امام)[1]
عمدہ زندگی پائے گا اور شہید ہو کر مرے گا کسی شخص نے پوچھا کہ
یا رسول اللہ! وہ کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا عمر بن خطابؓ۔ اس کے بعد
حضرت عثمانؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا لوگ تم سے خواہش کریں گے
کہ وہ قمیص[2] جو اللہ نے تمھیں پہنایا ہے اتار دو مگر قسم اس کی جس نے
مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر تم نے وہ قمیص اتار دیا تو جنت میں
ہرگز داخل نہ ہو سکو گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نکل جائے
اور ابو یعلیٰ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے
انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا
اس کام (یعنی دینِ اسلام) کی ابتدا نبوت اور رحمت سے ہوئی ہے
پھر آگے چل کر خلافت اور رحمت ہو جائے گی پھر آگے چل کر ملک
عضوض[3] ہو جائے گا پھر آگے چل کر سرکشی اور جبر ہوگا اور امت میں
فساد پیدا ہوگا ریشمی کپڑوں کو اور شرابوں کو اور عورتوں کی شرمگاہوں
کو (یعنی بدعہدی کو) حلال سمجھنے لگیں گے مگر باوجود اس کے ان کی
مدد کی جائے گی اور ان کو رزق ملے گا یہاں تک کہ خدا سے ملیں

[1] دارالحرب اس ملک کو کہتے ہیں جہاں کافروں کی سلطنت ہو یا ان کا دین ہو کوئی سا ہو جس کا نہ ہو۔ دارالحرب کی چکی گھمانے کا مطلب یہ ہے کہ
ان کے زمانہ میں جہاد کا انتظام خوب ہوگا۔ [2] قمیص سے مراد خلافت ہے مطلب یہ ہے کہ لوگ تم سے ترکِ خلافت کی خواہش
کریں گے مگر تم ترک نہ کرنا۔ [3] ملک عضوض کے معنے کاٹنے والی بادشاہت۔ یعنے وہ سلطنت مثل خلافتِ راشدہ کے
خیر محض نہ ہوگی بلکہ کچھ آمیزش ظلم کی بھی اس میں ہوگی۔

قال اللہ تعالیٰ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا قال لحفصۃ ان ابوکِ وابو عائشۃ ولیا الناس بعدی فایاکِ ان تخبری بہ احدًا اخرجہ الواحدی ولہ طرق ذکر بعضہا فی الریاض النضرۃ۔ ودر غنیۃ الطالبین مذکور است مروی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لما عرج بی سألت ربی ان یجعل الخلیفۃ من بعدی علی بن ابی طالب فقالت الملائکۃ یا محمد ان اللہ یفعل ما یشاء الخلیفۃ من بعدک ابوبکر وفی حدیث البخاری ان عمر قال من یحفظ عن الفتنۃ التی تموج کموج البحر ماذا حفظ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہا فقال ما لک ولہا یا امیر المؤمنین ان بینک وبینہا بابًا مغلقًا قال ایکسر الباب او یفتح قال قلت لا بل یکسر قال ذلک

میں لوگوں پر ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ الآیۃ (ترجمہ) اور جب بطور راز کے کہی نبی نے اپنی بعض زوجہ سے ایک بات (حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں وہ بات یہ تھی کہ) آپ نے حفصہؓ سے فرمایا تھا تمہارے باپ اور عائشہؓ کے باپ میرے بعد لوگوں کے حاکم ہوں گے مگر خبردار کسی سے اس کو بیان نہ کرنا اس حدیث کو واحدی نے لکھا ہے اس کی بہت سی سندیں ہیں جن میں سے بعض ریاض النضرہ میں مذکور ہیں اور غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ بروایت ابی ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ میرے بعد خلیفہ علی بن ابی طالبؓ کو کر، تو فرشتوں نے کہا اے محمد! اللہ جو چاہے گا کرے گا (اور اللہ کی مشیت میں) خلیفہ آپ کے بعد ابوبکرؓ ہیں۔ اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حذیفہؓ سے اس فتنہ کی بابت (جس کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ وہ دریا کی طرح موج زن ہوگا) سوال کیا کہ تم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کون کونسی حدیثیں اس کے متعلق یاد ہیں تو انھوں نے کہا اے امیر المومنین آپ کو اس فتنہ سے کیا مطلب (آپ کیوں اس کے متعلق پوچھتے ہیں) آپ کے اور اس کے درمیان ایک مقفل دروازہ (حائل) ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا (بتلاؤ) وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ کھولا نہیں بلکہ توڑا جائے گا حضرت عمرؓ نے کہا اس صورت

ف یہ روایت کتب شیعہ میں بھی ہے چنانچہ تفسیر ... تفسیر سورۂ تحریم میں بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے کہا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کو پھر عمرؓ کو، مگر تم علیؓ کو بلافصل کیوں نہ بدل دیا حکم قضا و قدر کو۔

... حضرت حذیفہ ... کی ابواب الفتن حذیفہ
... باب بعد۔ بعد ازاں تصریحاً و تلویحاً
امر فرمود باقتدائے ایشاں فی حدیث
ابن مسعود اقتدوا بالذین من
بعدی ابی بکر و عمر۔ و در حدیث
حذیفہ انی لا ادری ما بقائی فیکم
فاقتدوا بالذین من بعدی
و اشار الی ابی بکر و عمر
... حدیث و بنائے کلام بر موصول
... دلالت می کند بر آنکہ علم
ایشاں بقیام شیخین بامر امت بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محیط بود
... لا وجہ در حدیث بایں
تخصیص و تعیین شنیدہ بودند۔
و فی حدیث ابن ماجۃ عن عرباض
بن ساریۃ فمن ادرک ذلک منکم
فعلیہ بسنتی و سنۃ الخلفاء
الراشدین من بعدی عضوا علیہا
بالنواجذ۔ باز نزدیک وفات قولاً و فعلاً
... خلافت حضرت ابی بکر اشارہ فرمودند عن
عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ و
سلم قال فی مرضہ لقد هممت او
اردت ان ارسل الی ابی بکر
و ابنہ فاعهد ان یقول القائلون
او یتمنی المتمنون ثم

معلوم ہوتا ہے کہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اس کے بعد حذیفہؓ نے بیان کیا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمرؓ کی ذات تھی (اور دروازہ کے توڑے جانے سے اُن کی شہادت کی طرف اشارہ تھا)۔

بعد (بیان فرمانے) اس (تعیین مدت وغیرہ) کے صراحۃً اور اشارۃً آپ نے اُن خلفاء کی اقتداء کا حکم دیا چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث میں ہے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اقتدا کرو اُن دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ کی۔ اور حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) میں نہیں جانتا کہ میرا قیام تم میں کب تک ہے لہٰذا (میں کہے دیتا ہوں کہ) میرے بعد ان دونوں کی اقتدا کرنا اور آپ نے ابوبکرؓ و عمرؓ کی طرف اشارہ کیا اس حدیث میں اسم موصول (یعنے الذین) کا آنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صحابہؓ اس بات سے واقف تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شیخین امت کا کام انجام دیں گے (ورنہ بجائے اُس کے ھٰذین اسم اشارہ ہوتا) اور وہ کیونکر واقف نہ ہوتے اس قدر حدیثیں خلافت کی تشخیص اور تعیین کے متعلق (زبان وحی ترجمان سے) سُن چکے تھے۔ اور ابن ماجہ کی حدیث میں حضرت عرباضؓ بن ساریہؓ سے مروی ہے (کہ آپ نے فرمایا) جو شخص تم میں سے میرے بعد کا زمانہ پائے اُس کو لازم ہے کہ میری سُنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت (اے لوگو!) اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑنا۔ پھر (اس پر بھی قناعت نہ فرمائی اور) وفات کے قریب قولاً و فعلاً حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض (وفات کی شدت) سے کچھ پہلے فرمایا بیشک میں نے ارادہ کیا کہ ابوبکرؓ اور اُن کے بیٹے کو بلوا بھیجوں اور ایک وصیت نامہ لکھ دوں تاکہ کہنے والے نہ کہیں اور تمنا کرنے والے تمنا نہ کریں مگر پھر

قُلْتُ يَأْبَى اللهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ
أَوْ يَدْفَعُ اللهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ
أخرجه البخاري ومسلم معناه
وفيه ويأبى الله والمؤمنون إلا
أبا بكر. و ایں حدیث صحیح و صریح ست
در آنکہ نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
استخلاف حضرت صدیق مراد بود و ترک
کردند استخلاف نصّ را بنا بر اعتماد
بر فعل الٰہی بعد ازاں امامت نماز باو
تفویض فرمودند و ایں قصہ مشہور است
بالجملہ ایں است آنچہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در بیان آیات افادہ فرمود
و از بیان بعد بیان او در جائے خود
بیشتر ازیں مذکور خواہد شد ان شاء اللہ
تعالیٰ بالجملہ ایں ہمہ احادیث باصل
آیت ملحق شد چنانکہ بیان قدر مسح
در حدیث مسح باصل آیت ملحق
گشت پس گویا در آیت نام ایں بزرگواران
گفتہ آمد اگر استخلاف بمعنی خلیفہ گردانیدن
است نام ایں بزرگواران معین فرمودند
واگر بمعنی قومے را جانشین ساختن بعد
قومے است تعیین صورت موعود بیان
نمودند کہ نصیب ایں عزیزان است

میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ راضی نہ ہوگا اللہ اور روک دیں گے
مسلمان یا (یہ فرمایا) روک دے گا اللہ اور راضی نہ ہوں گے
مسلمان۔ اس حدیث کو بخاری نے لکھا ہے اور مسلم نے بھی اس
کے ہم معنی حدیث روایت کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ
اور مسلمان سوائے ابوبکرؓ کے کسی پر راضی نہ ہوں گے یہ حدیث
صحیح بصراحت ظاہر کر رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ
حضرت صدیقؓ کو خلیفہ بنانے کا تھا۔ مگر خلیفہ بنانے کے مروجہ
طریقہ کو فعل الٰہی پر اور جیسا وعدہ الٰہی سے اس پر اعتماد کر کے چھوڑ دیا
(یعنی اس ارادہ کو اس طرح پورا کیا) اس کے بعد امامت نماز
(جو اعلیٰ منصب دین سے ہے) ان کو سپرد کر دی (یہ واقعہ مشہور
ہے) حاصل یہ حدیثیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان آیتوں کی تفسیر میں بیان فرمائیں (اور آپ کے بیان
کر دینے کے بعد کسی کے بیان کرنے کی حاجت نہیں) اور اپنے
موقع پر انشاء اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ حدیثیں بیان کی جائیں گی
مختصر یہ سب حدیثیں اصل آیت سے مل گئی ہیں جیسے کہ (وضو
میں مسح سر کی مقدار کا بیان (جو) حدیث مسح میں مذکور ہے)
اصل آیت (وضو) کے ساتھ مل گیا (ان حدیثوں کو آیت سے
ملا دینے کے بعد) گویا آیت میں ان بزرگوں کا نام بھی بیان کر دیا
گیا (سب) اگر استخلاف خلیفہ بنانے کے معنی میں ہے تو (یوں
سمجھو کہ) ان بزرگوں کو (اس موعودہ خلافت کے لئے) نامزد کر دیا
اور اگر استخلاف ایک قوم کو دوسری قوم کا جانشین بنانے کے
معنی میں ہے تو (یوں سمجھو کہ ان بزرگوں کا نام بتانے سے مقصود
یہ ہے کہ) ان بزرگوں کو خلیفہ بنا کر اس وعدہ کے پورا ہونے

۱؎ مواقع جمع موقع کی بمعنی علامت۔ ۲؎ یعنی جس طرح آیت وضو میں مسح سر کا حکم وامسحوا برؤسکم ہے مسح سر کی حد مذکور نہیں لیکن حدیث میں چوتھائی سر کے مسح کی
مقدار مذکور ہے، آیت کے ساتھ ملا کر یہ مقدار معلوم ہو کر مسح فرض ہوگا۔

واللہ اعلم بالصواب۔ قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی سورۃ الانبیاء: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔ یعنے ہر آئینہ نوشتیم در صحیفہا بعد از توریت کہ زمین معمورہ وارث آں شوند بندگان شائستۂ من۔ مراد از زبور جنس صحیفہا است یا زبور حضرت داؤدؑ و لفظ زبور بمعنے مکتوب است وکلام اللہ بعضی او مصدق بعض است قولہ تعالیٰ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ قصہ واحد است و تعبیر مختلف آنجا زبور و ذکر گفتہ شد اینجا توریت و انجیل اینجا میراث ارض گفتہ شد آنجا

کی صورت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(تیسری آیت[1]) اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ انبیاء (سترھویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ) بیشک ہم نے لکھدیا (پیغمبروں کے) صحیفوں میں توریت کے بعد کہ زمین {معمورہ (کا جس قدر حصہ ہے)} وارث اُس کے ہوں گے میرے شائستہ بندے۔

مراد زبور سے یا عام صحیفے ہیں یا خاص حضرت داؤدؑ کی زبور۔ لفظ زبور (از روئے لغت) ہر لکھی ہوئی چیز کے معنے میں ہے۔ کلام خدا کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تصدیق کرتا ہے (جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں یہاں بھی اُس کا نمونہ دیکھو) اللہ تعالیٰ نے (دوسری جگہ) فرمایا ہے ذٰلک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع اخرج شطأہٗ

فائدہ: ان دونوں آیتوں کا مضمون ایک ہے عبارت مختلف ہے جس آیت میں زبور اور ذکر کہا گیا اُس آیت میں توریت و انجیل (ہے) دونوں کا ایک ہی [illegible] یہاں میراث ارض کہا گیا وہاں

[1] اس آیت سے بھی بغیر انضمام روایات استدلال ہو سکتا ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ لفظ ارض سے کیا مراد ہے یہ ظاہر ہے کہ کل زمین مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ ابتک ایسا نہیں ہوا اور چونکہ آیت کا سیاق وسباق بتاتا ہے کہ مقصود نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کو فتوحات کی بشارت [illegible] اور روئے [illegible] کو [illegible] کی ترغیب دینا ہو کیونکہ [illegible] سلسلۂ کلام شروع ہوا [illegible] آیت مذکورہ تک اخروی نعمت کی بشارت ہے اور آیت مذکورہ میں دنیاوی نعمت کی [illegible] ایک پیشین گوئی بھی مد نظر ہو کر توریت و زبور میں جس زمین کا وعدہ ہے اس کے موعود لہم بھی یہی لوگ ہیں اور وہ پیشین گوئی بھی ان کے ذریعہ پوری ہوگی [illegible] ان فی ھذا لبلاغا لقوم عابدین [illegible] ان بشارتوں میں عبادت گزار [illegible] نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کے لئے [illegible] سیاق وسباق [illegible] سوا [illegible] کسی کو [illegible] اس کا [illegible] لہذا [illegible] کا زمانہ مراد نہیں ہو سکتا پس لا محالہ ارض سے کوئی خاص زمین مراد ہے اس کا بھی فیصلہ سیاق وسباق سے ہو سکے گا [illegible] زمین ہے معلوم ہو گیا کہ وہ وہی زمین ہے جس کا وعدہ توراۃ و زبور میں ہوا اور توراۃ و زبور [illegible] ہو گا نیز قرآن کریم کی شہادت کہ [illegible] زمین ملک شام ہے جس کو بیت المقدس اور ارض مبارک کا لقب [illegible] کہ ارض مقدس کا ملک کون ہوا اور کس کے ہاتھ پر [illegible] فتح کیا [illegible] حضرت فاروق اعظم کا ہاتھ تھا لہذا [illegible] اس آیت کے [illegible] ہوئے اور ان کی خلافت [illegible] خلافت کو [illegible] چکے تھے مثل خلافت صدیقیہ کے اور جس کو [illegible] بعد مجبور ہو چکے تھے مثل خلافت عثمانیہ کے۔ ان کا بھی حق ہونا ظاہر ہو گیا۔

عن ابن مسعود قال قال ابوبکر الصدیق خرجتُ الی الیمن قبل ان یُبعَثَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنزلتُ علی شیخٍ من الازد عالم قد قرأ الکتب واتت علیہ اربع مائۃ سنۃ الا عشر سنین فقال لی احسبک حرمیًا قلتُ نعم قال واحسبک قرشیًا قلت نعم قال واحسبک تیمیًا قلت نعم قال بقیتْ لی منک واحدۃٌ قلت ما ھی قال تکشفُ لی عن بطنک قلتُ لم ذاک قال اَجدُ فی العلم الصادق ان نبیًا یبعث فی الحرم یعاونُ علی امرہ فتیً وکہلٌ فاما الفتی فخوّاضُ غمراتٍ ودفّاعُ معضلاتٍ واما الکہل فابیضُ نحیفٌ علی بطنہ شامۃٌ وعلی فخذہ الیسری علامۃ وما علیک ان تُرینی فقد تکاملتْ لی فیک الصفۃ الا ما خفی علیّ قال ابوبکر فکشفتُ لہ عن بطنی فرای شامۃ سوداء فوق سرّتی فقال انت ھو ورب الکعبۃ واخرج ابن عساکر عن الربیع ابن انس قال مکتوبٌ فی الکتاب الاول مثل ابی بکر الصدیق مثل القطر اینما وقع نفع واخرج ابن عساکر عن ابی بکرۃ قال اتیت عمر وبین یدیہ قومٌ یاکلون

نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ابوبکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک مرتبہ یمن گیا اور وہاں قبیلۂ ازد کے ایک بڑے آدمی کے یہاں مہمان ہوا وہ عالم تھا اور کتب (سماویہ) پڑھا ہوا تھا۔ اس کی عمر تین سو نوّے برس کی تھی اُس نے مجھ سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم حرم کے رہنے والے ہو میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم قریشی ہو میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم تیمی[1] ہو میں نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا تو اب ایک بات تمہاری مجھے معلوم نہیں، میں نے کہا وہ کونسی بات ہے؟ کہنے لگا تم اپنا شکم مجھے دکھلا دو، میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا مجھے علم صادق میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوں گے ان کے کام میں ایک جوان[2] اور ایک ادھیڑ عمر والا مدد دے گا، جوان بڑا جفا کش اور مشکلات حل کرنے والا ہوگا اور ادھیڑ گورے رنگ کا اور دبلا ہوگا اور اس کے شکم میں ایک تل ہوگا اور اس کی بائیں ران میں ایک علامت ہوگی۔ اگر تم مجھے اپنا شکم دکھلا دو تو تمہارا کیا حرج ہے مجھے جو بات نہیں معلوم وہ معلوم ہو جائے گی۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ میں نے اپنا شکم اس کے سامنے کھول دیا اُس نے دیکھ کر ایک سیاہ تل میری ناف کے اوپر ہے کہنے لگا قسم رب کعبہ کی وہ (ادھیڑ عمر والے) تمہی ہو۔ اور ابن عساکرؒ نے ربیع بن انسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اگلی کتابوں میں ابوبکر صدیقؓ کو ابر باران سے تشبیہ دی گئی ہے کہ وہ جہاں پہنچ جاتا ہے نفع دیتا ہے اور ابن عساکر نے ابی بکرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے پاس گیا تو کچھ لوگ اُن کے پاس کھانا کھا رہے تھے انھوں نے

[1] قبیلہ بنی تیم کے لوگوں کو تیمی کہتے ہیں، حضرت صدیقؓ اسی قبیلہ سے تھے۔ [2] جوان سے مراد حضرت فاروقؓ ادھیڑ سے مراد حضرت صدیقؓ۔

فرمی ببصرہ فی مؤخر القوم رجل
فقال ما تجد فیما تقرأ قبلک من الکتب
قال خلیفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
صدیقہ واخرج الدینوری فی المجالسۃ
وابن عساکر من طریق زید بن اسلم قال
اخبرنا عمر بن الخطاب قال خرجت مع
ناس من قریش فی تجارۃ الی الشام فی
الجاھلیۃ فلما خرجنا الی مکۃ نسیت قضاء
حاجۃ فرجعت فقلت لاصحابی الحقکم
فواللہ انی لفی سوق من اسواقھا اذا
انا ببطریق قد جاء فاخذ بعنقی فذھبت
انازعہ فادخل کنیسۃ فاذا تراب متراکب
بعضہ علی بعض فدفع الی مجرفۃ وفاسا
وزنبیلا وقال انقل ھذا التراب فجلست
اتفکر فی امری کیف اصنع فاتانی
فی الھاجرۃ فقال لی لم ارک اخرجت
شیئا ثم ضم اصابعہ فضرب بھا
وسط راسی فقمت فضربت بھا ھامتہ
فاذا دماغہ قد انتثر ثم خرجت علی
وجھی ما ادری این اسلک فمشیت بقیۃ
یومی ولیلتی حتی اصبحت فانتھیت الی
دیر فاستظللت فی ظلہ فخرج الی رجل
فقال یا عبد اللہ ما یجلسک
ھھنا قلت ضللت عن اصحابی

سب کے پیچھے ایک شخص کو دیکھا تو اس سے کہا کہ تم کی کتابوں میں تم نے کیا پڑھا ہے اُس نے کہا (کہ میں نے یہ پڑھا ہے) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اُن کا صدیق ہوگا۔ اور دینوری نے مجالسہ میں اور ابن عساکر نے بروایت زید بن اسلم لکھا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطابؓ نے ہم سے بیان کیا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں بغرضِ تجارت قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف گیا پھر جب ہم (وہاں سے فارغ ہوکر) مکہ کی طرف چلے تو مجھے اپنا ایک کام یاد آیا تو میں پھر پیچھے لوٹ گیا اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں اگر تم سے مل جاؤں گا۔ پس میں شام کی ایک بازار میں جارہا تھا کہ مجھے ایک بطریق[1] ملا اُس نے میری گردن پکڑ لی میں اس سے لڑنے لگا بالآخر وہ مجھے اپنے گرجا میں لے گیا وہاں کچھ مٹی ڈھیر تھی مجھے اس نے ایک بیلچہ اور ایک پھاوڑا اور ایک ٹوکری دی اور کہا اس مٹی کو یہاں سے ہٹادے یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور پھاٹک بند کرتا گیا، میں بیٹھ کر سوچنے لگا کہ اب کیا کروں پھر وہ دوپہر کے وقت میری پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تو نے کچھ بھی مٹی نہیں نکالی پھر اُس نے ایک گھونسا میرے سر میں مارا اب تو مجھ کو غصہ آگیا اور) میں نے اس کے سر پر (پھاوڑہ وغیرہ) دے مارا جس سے (اس کا سر پھٹ گیا اور) بھیجا اُس کا نکل پڑا اس کے بعد میں اسی وقت وہاں سے بھاگا اور میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کہاں جاؤں۔ الغرض میں اس دن کا باقی حصہ اور پوری رات چلتا ہی رہا صبح ہوتے ایک دیر (گرجا) کے پاس پہنچا اس کے سایہ میں جاکر بیٹھ گیا اُس دیر سے ایک شخص نکلا اور اُس نے مجھ سے کہا کہ اے بندۂ خدا! تو یہاں کیوں آیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں سے (جدا ہوکر) راستہ بھول گیا ہوں پھر وہ

[1] بطریق عیسائیوں کا عالم یا درویش۔

فجاءني بطعام وشراب وصعّد في النظر وخفّضه ثم قال يا هٰذا قد علم أهل الكتاب أنه لم يبق على وجه الأرض أحد أعلم مني بالكتاب وإني أجد صفتك أنك تخرجنا من هٰذا الدير وتغلب على هٰذه البلدة فقلت له أيها الرجل قد ذهبت في غير مذهب قال ما اسمك قلت عمر بن الخطاب قال أنت والله صاحبنا غير شك فاكتب لي على ديري وما فيه قلت أيها الرجل قد صنعت معروفا فلا تكدّره فقال اكتب لي كتابا في رقّ ليس عليك فيه شيء فإن تك صاحبنا فهو ما نريد وإن تكن الآخر فليس يضرّك قلت هات فكتبت له ثم ختمت عليه فلما قدم عمر الشام في خلافته أتاه ذلك الراهب وهو صاحب دير القدس بذلك الكتاب فلما رآه عمر تعجب منه فأنشأ يحدّثنا حديثه فقال أوف لي بشرطي فقال عمر ليس لعمر ولا لابن عمر منه شيء وأخرج ابن سعد عن ابن مسعود قال ركب عمر فرسا فانكشف ثوبه

میرے لئے کھانا اور پانی لے آیا اور ایک مرتبہ نیچے سے اوپر تک مجھے بغور دیکھا اس کے بعد کہنے لگا کہ اے شخص! تمام اہلِ کتاب جانتے ہیں کہ اب روئے زمین پر کوئی مجھ سے زیادہ کتاب (آسمانی) کا عالم نہیں ہے اور میں (اپنے علم سے) تجھ کو وہی شخص سمجھتا ہوں جو ہم کو اس دیر سے نکالے گا اور اس شہر پر قابض ہوگا۔ میں نے اس سے کہا کہ صاحب آپ تو کہیں اور چلے گئے اس نے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ میں نے کہا عمر بن خطابؓ (یہ سُن کر) اس نے کہا خدا کی قسم تم وہی شخص ہو کچھ شک نہیں۔ اچھا اس دیر کا اور جو کچھ (از قسم اراضی و اموال) اس میں ہے اس کا معافی نامہ تو ہمیں لکھ دو۔ میں نے کہا صاحب آپ نے میرے ساتھ ایک احسان کیا ہے اب اس کو اس طرح نہ بگاڑیئے۔ اس نے کہا ایک کاغذ لکھ دو اس میں تمہارا کیا نقصان ہے اگر تم وہی شخص ہو تو ہمارا مقصود حاصل ہو جائے گا اور اگر تم وہ شخص نہیں ہو تو یہ تحریر تمہیں کچھ ضرر نہ دے گی۔ میں نے کہا اچھا لائیے لکھ دوں چنانچہ میں نے ایک تحریر اس کو لکھ دی اور اس پر مہر بھی کر دی (حضرت ابو بکرؓ راوی روایت کرتے ہیں کہ) پھر جب حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں شام تشریف لے گئے تو وہ راہب آپ کے پاس وہی تحریر لایا اور وہ راہب دیرِ قدس کا متولی تھا حضرت عمرؓ نے اس تحریر کو دیکھ کر تعجب کیا اور اس وقت انھوں نے یہ سب واقعہ ہم لوگوں سے بیان کیا اس راہب نے آپ سے کہا کہ اب میرا وعدہ پورا کیجئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا (میں اس وعدہ کو کیسے پورا کر سکتا ہوں) بیت المقدس میں کچھ بھی حصہ نہ عمرؓ کا ہے نہ عمرؓ کے بیٹے کا (عمرؓ یہاں کا مالک نہیں ہے بلکہ خدا کی طرف سے متولی ہے تصرف رکھتا ہے) اور ابن سعدؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ گھوڑا دوڑاتے ہوئے چلے جا رہے تھے یکایک اُن کی ران

عن فخذه فرأى اهل نجران بفخذه شامة سوداء فقالوا هذا الذي نجد في كتابنا انه يخرجنا من ارضنا واخرج عبد الله بن احمد في زوائد الزهد من طريق ابي اسحق عن عبيدة ان عمر كان على فرس على عهد النبي صلى الله عليه وسلم فانكشف فخذه من تحت القباء فابصر رجل من اهل نجران شامة في فخذه فقال هذا الذي نجده في كتابنا يخرجنا من ديارنا واخرج ابو نعيم من طريق شهر بن حوشب عن كعب قال قلت لعمر بالشام انه مكتوب في هذه الكتب ان هذه البلاد مفتوحة على يدي رجل من الصالحين رحيم بالمؤمنين شديد على الكفرين سره مثل علانيته قوله لا يخالف فعله القريب والبعيد سواء في الحق عنده اتباعه رهبان بالليل واسد بالنهار متراحمون متواصلون متباذرون قال عمر احق ما تقول قال اي والله قال الحمد لله الذي اعزنا واكرمنا وشرفنا ورحمنا بنبينا محمد صلى الله عليه وسلم واخرج ابن عساكر عن مذهب

قبا کے نیچے سے کھل گئی اہل نجران نے (جو کہ نصرانی تھے) دیکھا کر اُن کی ران پر سیاہ تل ہے کہنے لگے یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق ہم اپنی کتاب میں دیکھتے ہیں کہ وہ ہم کو ہمارے ملک سے نکالے گا۔ اور عبداللہ بن احمدؒ نے زوائد زہد میں بروایت ابو اسحق عبیدہؒ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) حضرت عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گھوڑا دوڑائے ہوئے چلے جا رہے تھے کہ یکایک اُن کی ران قبا کے نیچے سے کھل گئی تو اہل نجران میں سے ایک شخص نے دیکھا کہ ان کی ران پر ایک تل ہے کہنے لگا یہی شخص ہے جس کی نسبت ہم اپنی کتاب میں دیکھتے ہیں کہ وہ ہم کو ہمارے شہروں سے نکالے گا۔ اور ابو نعیم نے بروایت شہر بن حوشب حضرت کعبؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے شام میں (جب کہ وہ اپنے عہد خلافت میں تشریف لے گئے تھے) بیان کیا کہ ان تمام کتابوں (یعنی توراۃ و انجیل) میں لکھا ہوا ہے کہ یہ شہر صالحین میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر فتح ہوں گے وہ ایمانداروں پر مہربان اور کافروں پر سخت ہوگا اس کا ظاہر و باطن یکساں ہوگا اس کا قول اُس کے فعل کے خلاف نہ ہوگا قریب و بعید اُس کے نزدیک حق میں برابر ہوں گے۔ اس کے ساتھ والے رات کو تارک الدنیا درویش اور دن کو شیران جنگل ہوں گے۔ باہم بہت مہربان اپنے قرابت داروں کے ساتھ سلوک اور احسان کرتے ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے (تعجب سے) فرمایا کیا تم سچ کہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم، تو انھوں نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں عزت دی بزرگی دی شرافت دی اور ہم پر رحم کیا۔ ابن عساکر نے عبید

لہ یعنے راتوں کو خدا کی عبادت میں کریں گے جیسے تارک الدنیا درویش کرتے ہیں اور دن کو جوش سرگرمی سے جہاد میں مشغول ہوں گے یہ دونوں صفتیں ایک ذات میں کم جمع ہوئی ہیں۔

بن ادم وابی مریم وابی شعیب بن
عمر ان عمر بن الخطاب کان بالجابیۃ
فقدم خالد بن الولید الی بیت
المقدس فقالوا له ما اسمك قال
خالد بن الولید قالوا وما اسم
صاحبك قال عمر بن الخطاب
قالوا انعته لنا فنعته قالوا اما انت
فلست تفتحها ولكن عمر فانا
نجد في الكتاب ان قيسارية تفتح قبل
بيت المقدس فاذهبوا فافتحوها
ثم تعالوا بصاحبكم واخرج الطبراني
وابو نعيم في الحلية عن مغيث
الاوزاعي ان عمر بن الخطاب
قال لكعب الاحبار كيف
تجد نعتي في التوراة قال
خليفة قرن من حديد امير
شديد لا يخاف في الله لومة لائم
ثم يكون من بعدك خليفة تقتله
امة ظالمون له ثم يقع البلاء بعده
واخرج ابن عساكر عن الاقرع
مؤذن عمر ان عمر دعا الاسقف فقال
هل تجدون في شيء من كتبكم
قال نجد في كتبنا صفتكم واعمالكم
ولا نجد اسمائكم قال كيف تجدوني قال
قرنا من حديد قال ما قرن من حديد

ابن آدم اور ابو مریم اور ابو شعیب بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت
عمرؓ جب (بعزم بیت المقدس) مقام جابیہ میں پہنچے تو آپ نے پہلے
سے خالد بن ولیدؓ کو بیت المقدس بھیجدیا۔ جب وہ وہاں پہنچے تو
بیت المقدس والوں نے کہا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا
خالد بن ولیدؓ۔ پھر انھوں نے پوچھا کہ تمہارے بادشاہ کا کیا نام ہے؟
انھوں نے کہا عمر بن خطابؓ۔ ان لوگوں نے کہا کہ کچھ ان کا حلیہ ہم
سے بیان کرو۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے بیان کیا ان لوگوں نے کہا کہ
تم تو بیت المقدس فتح نہیں کرسکتے ہاں عمرؓ فتح کرلیں گے مگر ہمیں
کتابوں سے ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ بیت المقدس سے پہلے قیساریہ
فتح ہوگا لہٰذا تم لوگ قیساریہ جاؤ اور اس کو فتح کرنے کے بعد اپنے
بادشاہ کو لے کر یہاں آؤ۔ اور طبرانی نے اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء
میں مغیث اوزاعی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے
کعب احبار سے پوچھا کہ میری صفت تم نے توراۃ میں کس طرح دیکھی
ہے؟ انھوں نے کہا (یہ دیکھا ہے کہ) ایک خلیفہ ہوگا روئیں تن
بہت مضبوط حاکم ہوگا۔ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے
کی ملامت سے نہ ڈرے گا پھر (جو شخص) آپ کے بعد خلیفہ ہوگا
(اس کی نسبت لکھا ہے کہ) اس کو ظالم لوگ قتل کردیں گے اور اس
کے قتل کے بعد فتنہ پھیل جائے گا۔ اور ابن عساکر نے اقرع سے
جو حضرت عمرؓ کے مؤذن تھے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک
پادری کو بلوایا اور پوچھا کہ کیا تم لوگ اپنی کتابوں میں کچھ ہمارا
ذکر بھی دیکھتے ہو؟ اس نے کہا ہاں آپ لوگوں کی صفت اور
آپ کے کاموں کا بیان اپنی کتابوں میں دیکھتے ہیں صرف
آپ کے نام نہیں دیکھتے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ میرے متعلق تم
نے کیا دیکھا ہے؟ اس نے کہا (یہ دیکھا ہے) ایک شخص روئیں تن
ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا روئیں تن سے کیا مراد ہے؟ اس نے

قال امير شديد قال عمر الله اكبر قال فالذي من بعدي قال رجل صالح يؤثر اقاربه قال عمر يرحم الله ابن عفان قال فالذي من بعده قال صدع من حديد فقال عمر وا دفراه قال مهلا يا امير المؤمنين فانه رجل صالح ولكن تكون خلافته في هراقة من الدماء والسيف مسلول واخرج ابن عساكر عن ابن سيرين قال قال كعب الاحبار لعمر يا امير المؤمنين هل ترى في منامك شيئا فانتهره فقال انا نجد رجلا يرى امر الامة في منامه واخرج ابن راهويه في مسنده بسند حسن عن اسلم مولى ابي ايوب الانصاري قال كان عبد الله بن سلام قبل ان يأتي اهل مصر يدخل على رؤوس قريش فيقول لهم لا تقتلوا هذا الرجل يعني عثمان فيقولون والله ما نريد قتله فيخرج وهو يقول والله ليقتلنه ثم

کہا سخت حاکم ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے کہا اللہ اکبر پھر (دوبارہ) پوچھا جو شخص میرے بعد ہوگا (اس کی نسبت کیا لکھا ہے؟) اس نے کہا (یہ لکھا ہے کہ) ایک نیک آدمی ہوگا اپنے عزیزوں کو ترجیح[1] دے گا حضرت عمرؓ نے کہا اللہ ابن عفانؓ پر رحم کرے پھر پوچھا جو شخص ان کے بعد ہوگا (اس کی نسبت کیا لکھا ہے؟) اس نے کہا (یہ لکھا ہے کہ) لوہے کا سیل ہوگا حضرت عمرؓ نے فرمایا آہ کیسی خواری ہوگی اس نے کہا اے امیر المؤمنینؓ! یہ نہ کہیئے وہ بھی ایک نیک شخص ہوگا مگر ان کی خلافت کی یہ حالت ہوگی کہ خونریزی ہو رہی ہوگی اور تلوار میان سے نکلی ہوگی۔ اور ابن عساکر نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کعب احبار نے حضرت عمرؓ سے (ایک روز) پوچھا یا امیر المؤمنینؓ! کیا آپ خواب میں کچھ دیکھتے ہیں حضرت عمرؓ نے ان کو ڈانٹا۔ کعب نے کہا ہم (اپنی کتابوں میں) ایک شخص کا ذکر دیکھتے ہیں کہ وہ امت کے معاملات خواب میں دیکھ لیا کریگا (اس لئے میں نے آپ سے ایسا پوچھنے کی جرأت کی)۔ اور[2] ابن راہویہ نے اپنی مسند میں بسند حسن اسلم سے (جو حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے غلام تھے) روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عبد اللہ بن سلامؓ اہل مصر[3] کے آنے سے پہلے سرداران قریش کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور ان سے فرماتے تھے کہ اس شخص یعنی عثمانؓ کو قتل نہ کریو۔ وہ لوگ جواب دیتے تھے کہ واللہ ہم ان کے قتل کا ارادہ نہیں رکھتے مگر حضرت عبد اللہ بن سلامؓ یہ کہتے ہوئے اٹھتے تھے واللہ یہ لوگ ان کو ضرور قتل کریں گے پھر (ایک روز) عبد اللہ بن سلامؓ

[1] ترجیح کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسروں کی حق تلفی کریگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی کام کے لئے یکساں مستحق ہوں ان میں جو اس کا عزیز ہوگا اس کو اس کام پر مقرر کرے۔ [2] حضرت عمرؓ ان امور کا اظہار نہ چاہتے تھے کیونکہ یہ اخفی کیفیات ہیں جن کا اخفا ہونا چاہیے۔

[3] یعنی قبل اس کے کہ باغیان مصر مدینہ منورہ میں آئیں اور حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کریں۔

قال لہم لا تقتلوہ فواللہ لیموتن الی اربعین یوما فابوا فخرج علیہم بعد ایام فقال لہم لا تقتلوہ فواللہ لیموتن الی خمس عشرۃ لیلۃ. واخرج ابن سعد وابن عساکر عن طاؤس قال سئل عبد اللہ بن سلام حین قتل عثمان کیف تجدون صفۃ عثمان فی کتبکم قال نجدہ یوم القیامۃ امیرا علی القاتل والخاذل. واخرج ابن عساکر من طریق محمد بن یوسف عن جدہ عبد اللہ بن سلام انہ دخل علی عثمان فقال لہ ما تری فی القتال وترکہ قال الکف ابلغ فی الحجۃ وانا نجد فی کتاب اللہ انک یوم القیامۃ امیر علی القاتل والآمر. واخرج من ہذا الطریق ان عبد اللہ بن سلام قال للمصریین لا تقتلوا عثمان فانہ لا یستکمل ذا الحجۃ حتی یاتی علی اجلہ. واخرج الحاکم عن ابی الاسود الدیلی عن علی رضی اللہ عنہ قال اتانی عبد اللہ بن سلام وقد وضعت رجلی فی الغرز وانا ارید العراق فقال لا تأتی العراق فانک ان اتیتہ اصابک بہ ذباب السیف

نے اُن سے کہا تم اُن کو قتل نہ کرنا ورنہ وہ چالیس روز میں ضرور مر جائیں گے ان لوگوں نے انکار کیا۔ پھر عبداللہ بن سلامؓ کچھ دنوں کے بعد اُن کے پاس آئے اور اُن سے کہا تم اُن کو قتل نہ کرو ورنہ وہ پندرہ روز میں مر جائیں گے۔ اور ابن سعدؓ اور ابن عساکرؒ نے طاؤس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد عبداللہ بن سلامؓ سے پوچھا گیا کہ تم عثمانؓ کی صفت اپنی کتابوں میں کس طرح دیکھتے ہو۔ انھوں نے کہا ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ قیامت کے دن اپنے قتل کرنے والے اور مخذول کرنے والے[1] سب پر سردار ہوں گے۔ اور ابن عساکرؒ نے بسند محمد بن یوسف کے اُن کے دادا عبداللہ بن سلامؓ سے روایت کی ہے کہ وہ حضرت عثمانؓ کے پاس (جب کہ وہ محصور تھے) گئے حضرت عثمانؓ نے اُن سے پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے لڑنے اور نہ لڑنے کے متعلق حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا کہ نہ لڑو، آپ کی حجت زیادہ قوی کر دے گا اور ہم خدا کی (اگلی) کتاب میں دیکھتے ہیں کہ آپ قیامت کے دن قتل کرنے والے اور قتل کا حکم دینے والے دونوں پر سردار ہوں گے۔ نیز انھوں نے اسی سند سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے (ان) اہل مصر سے جو حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے، فرمایا کہ عثمانؓ کو قتل نہ کرو کیونکہ وہ ذی الحجہ کا مہینہ بھی پورا نہ کرنے پائیں گے کہ اپنی موت سے مر جائیں گے۔ اور حاکم نے ابوالاسود دیلی (دئلی) سے انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے عبداللہ بن سلامؓ میرے پاس آئے اور میں بارادۂ سفر عراق اپنا پیر رکاب میں رکھ چکا تھا انھوں نے کہا کہ عراق نہ جائیے کیونکہ اگر آپ وہاں جائیں گے تو تلوار کی دھار آپ کو لگ جائے گی

[1] یعنی مدد نہ کرنے والے۔ سرداری کا مطلب یہ کہ سب اُن کے حق کے مطالبہ میں گرفتار ہوں گے۔

قال انت تخبرهم | بدانکہ سنت اللہ
جاری شدہ است بر آنکہ چون امرے عظیم
در عالم غیب مقدر شود و در ملأ اعلیٰ صورت
آن مرتسم گردد ملأ سافل آن را باستراق نوبند
چون نوبت بجای رسد کاہنان بکہانت خود
آن امر را شناسند و اہل اذہان صافیہ بعیا
بلکہ در بعضی اجسام و جسمانیات نیز صورت
آن واقعہ مرتسم گردد از این باب نیز نقلے چند
بر نحو رسم تراجم از خصائص می آریم قول سطیح
بعد ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ثم یلی امرہ من بعدہ رجل صدیق اذا قضی صدق
وفی رد الحقوق لا خرق ولا نزق ثم
یلی امرہ الحنیف مجرب غطریف قد اضاف
المضیف واحکم التحنیف ثم یلی امرہ
دارع لامرہ مجرب فتجتمع له جموع
وعصب فیقتلونه نقمة علیهم وغضب
فیؤخذ الشیخ فیذبح اربا فیقوم به
رجال خطباء ثم یلی امرہ الناصر یخلط
الرأی برأی ما کر یظهر فی الارض
العساکر والمراد من الناصر ههنا معاویة
بن ابی سفیان واخرج ابن عساکر عن
ابی الطیب عبد المنعم بن غلبون المقری
قال لما فتحت طرسوس

کاہنہ نے کہا (میں بتاتا ہوں) تم کیا ہو۔
جاننا چاہیے کہ اللہ کی عادت یوں جاری ہوئی ہے کہ جب کوئی بڑا
کام عالم غیب میں مقدر ہوتا ہے اور ملأ اعلیٰ[1] میں اس کی صورت
منقش ہو جاتی ہے تو ملأ سافل اس صورت کو لے لیتے ہیں اور
جب یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے تو کاہن لوگ اپنی کہانت سے
اس کام کو معلوم کر لیتے ہیں اور روشن ضمیر لوگ خواب میں اس
کو دیکھ لیتے ہیں بلکہ بعض اجسام اور جسمانیات پر بھی اس واقعہ
کی صورت منقوش ہو جاتی ہے۔ اس کے متعلق بھی ہم چند
روایتیں (اسی کتاب) خصائص سے لکھتے ہیں۔ چنانچہ سطیح[2] کا قول
ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر کے کہا کہ ان کے
بعد ان کے ولی صدیق ہوں گے جب وہ فیصلہ کریں گے تو سچا
فیصلہ کریں گے اور (لوگوں کا) حق واپس دینے میں نہ متغیر ہوں گے
ورنہ بدحواس ہوں گے پھر ان کا خلیفہ ایک راست باز اور
تجربہ کار سردار ہوگا۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کرے گا اور اسلام
کو مضبوط کرے گا۔ پھر ان کا خلیفہ ایک پرہیزگار اپنے کام میں
تجربہ کار ہوگا مگر بالآخر کچھ لوگ اس کے قتل کے لئے جمع ہوں گے
ان پر خدا کا غضب ہوگا وہ خلیفہ ذبح کر دیا جائے گا اور اس کا
عضو عضو جدا کر دیا جائے گا۔ پھر کچھ لوگ اس کا انتقام لینے کے
لئے اٹھ کھڑے ہوں گے پھر ان کو خلیفہ اس کا مددگار ہوگا
اور تدبیر کے ساتھ اپنی رائے کو مخلوط رکھے گا روئے زمین پر
لشکروں کو جمع کرے گا (مددگار سے یہاں مراد معاویہ بن
ابی سفیان ہیں) اور ابن عساکر نے ابو طیب عبد المنعم بن
غلبون مقری سے روایت کی ہے کہ جب شہر طرسوس فتح ہوا تو

[1] ملأ اعلیٰ سے مراد آسمانوں کی مخلوق اور ملأ سافل سے مراد زمین کی مخلوق۔ [2] سطیح بن ربیعہ بن مازن بن غسان، یہ مشہور کاہن گذرا ہے
رہتا تھا کہا جاتا ہے کہ سوائے کھوپڑی کے اس کے جسم میں کوئی ہڈی نہ تھی کپڑے کی طرح لپیٹ کر رکھا جاتا تھا

رؤياك ذلك يبعث نبي من قومك تكون
وزيره في حياته وخليفته بعد موته فأسرّها
أبو بكر حتى بُعث النبي صلى الله عليه وسلم فجاءه
فقال يا محمد ما الدليل على ما تدّعي قال الرؤيا
التي رأيت بالشام فعانقه وقبّل ما بين
عينيه وقال أشهد أنك رسول الله
وأخرج ابن عساكر عن علي قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ليلة أُسري بي رأيت
على العرش مكتوبا لا إله إلا الله محمد رسول الله
أبو بكر الصديق عمر الفاروق عثمان ذو النورين
وأخرج أبو يعلى والطبراني في الأوسط
وابن عساكر والحسن بن عرفة في جزئه
المشهور عن أبي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ليلة عُرج بي إلى السماء ما مررت بسماء
إلا وجدت اسمي فيها مكتوبا محمد رسول
الله وأبو بكر الصديق خلفي وأخرج
الدارقطني في الأفراد والخطيب وابن
عساكر عن أبي الدرداء عن النبي صلى
الله عليه وسلم قال رأيت ليلة
أُسري بي في العرش فريدة خضراء
فيها مكتوب بنور أبيض لا إله
إلا الله محمد رسول الله أبو بكر الصديق عمر الفاروق
وأخرج ابن عساكر وابن النجار في تاريخيهما عن أبي
الحسن علي بن عبد الله الهاشمي الرقي

یہ خواب دکھلایا ہے ایک نبی تمہاری قوم سے مبعوث ہوں گے
ان کی زندگی میں تم اُن کے وزیر ہو گے اور اُن کی وفات کے
بعد اُن کے خلیفہ ہو گے۔ ابوبکرؓ نے اس بات کو سب سے پوشیدہ
رکھا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ابوبکرؓ
آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ آپ کے دعوے کی
دلیل کیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا وہی خواب جو تم نے شام میں
دیکھا تھا (یہ سنتے ہی) حضرت ابوبکرؓ نے آپ سے معانقہ کیا اور
آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا اور کہا کہ میں
گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ اور ابن عساکر نے
حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جس شب کو مجھے معراج ہوئی میں نے دیکھا کہ عرش
پر لکھا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر
الصدیق عمر الفاروق عثمان ذو النورین۔ اور ابو یعلیٰ نے
اور طبرانی نے (معجم) اوسط میں اور ابن عساکر نے اور حسن بن عرفہ
نے اپنے مشہور رسالہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت نقل کی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شب کو معراج
ہوئی میرا گزر جس آسمان پر ہوا میں نے دیکھا کہ اس میں میرا نام لکھا
ہوا ہے یعنے محمد رسول اللہ۔ اور میرے نام کے بعد ابوبکر الصدیقؓ
لکھا ہوا ہے۔ اور دارقطنی نے افراد میں اور خطیب وابن عساکر
نے حضرت ابو الدرداءؓ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا شب معراج میں میں نے
عرش میں ایک سبز رنگ کا جوہر دیکھا جس میں سفید نور سے
لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر
الصدیق عمر الفاروق۔ اور ابن عساکر اور ابن نجار نے بھی تاریخوں
میں ابو الحسن یعنے علی بن عبد اللہ ہاشمی رقی سے روایت کی ہے کہ

قال دخلت بلاد الهند فرأيت في بعض قراها شجرة ورد أسود يتفتق عن وردة كبيرة طيبة الرائحة سوداء عليها مكتوب بخط أبيض لا إله إلا الله محمد رسول الله أبو بكر الصديق عمر الفاروق فشككت في ذلك فقلت إنه معمول فعمدت إلى حبة لم تفتح ففتحتها فرأيت فيها كما رأيت في سائر الورد وفي البلد منه شيء كثير. قال الله تعالى في سورة المائدة يا أيها الذين آمنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه أذلة على المؤمنين أعزة على الكافرين يجاهدون في سبيل الله ولا يخافون لومة لائم ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله واسع عليم. یعنی ای مؤمنان ہر کہ برگردد از زمرۂ شما از دین خود پس خواہد آورد خدای تعالیٰ گروہی را کہ دوست میدارد ایشان را و دوست میدارند او را متواضع اند برای مسلمانان درشت طبع اند بر کافران جہاد کنند در راہ خدا و نمی ترسند از ملامت ملامت کنندہ این بخشش خداست میدہد بہر کہ خواہد و خدا جواد داناست۔ إنما وليكم الله ورسوله والذين آمنوا الذين يقيمون الصلاة ويؤتون الزكاة وهم راكعون. یعنی جز این نیست کہ کارساز و یاری دہندۂ شما خداست و رسول او و آن مؤمنان کہ برپا میدارند نماز را و میدہند زکوٰۃ را و ایشان خشوع کنندگان اند یا نماز نفل بسیار خوانندگانند

وہ کہتے تھے میں ہندوستان کے بعض شہروں میں گیا تو میں نے وہاں کی بعض بستیوں میں سیاہ گلاب کا درخت دیکھا جس کا پھول بہت بڑا اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے اور اس میں بہت ہی عمدہ خوشبو ہوتی ہے اس پر سفید حروف میں لکھا ہوتا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق۔ مجھے یہ دیکھ کر شبہ ہوا اور میں سمجھا کہ یہ مصنوعی ہے لہٰذا میں نے ایک ناشگفتہ کلی چیر کر دیکھی تو اس میں بھی وہی عبارت دیکھی جو باقی پھولوں میں تھی۔ اس بستی میں اس گلاب کے بہت[1] درخت تھے۔

(چوتھی آیت[2]) اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ (چھٹے پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ) اے مومنو! جو کوئی پھر جائے گا تمہارے گروہ کا اپنے دین سے تو لائے گا خدا ایک ایسے گروہ کو کہ دوست رکھے گا وہ اُن کو اور دوست رکھیں گے وہ اُس کو تواضع کرنے والے ہوں گے مسلمانوں کے لئے اور سخت طبیعت ہوں گے کافروں پر جہاد کریں گے راہِ خدا میں اور نہ ڈریں گے ملامت سے کسی ملامت کرنے والے کی یہ بخشش خدا کی ہے دیتا ہے وہ اُسے جس کو چاہتا ہے اور اللہ بخشش والا اور دانا ہے۔ سوا اس کے نہیں کہ کارساز اور مدد دینے والا تمہارا خدا ہے اور رسول اس کا اور وہ مؤمن جو قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ خشوع کرنے والے ہیں یا نفل نمازیں پڑھنے والے ہیں۔

[1] یہ شبہ کرنا کہ اب یہ درخت ہندوستان میں نظر نہیں آتا لائق التفات نہیں کیونکہ بہت چیزیں ایک وقت میں ہوتی ہیں اور چند روز کے بعد ان کا پتہ بھی نہیں ملتا۔ [2] اس آیت کو آیۂ قتالِ مرتدین کہتے ہیں سلسلۂ کلام چونکہ دو آیت چلتا تھا اس سبب سے مصنف نے بعد کی دو آیتیں بھی نقل کر لیں ورنہ استدلال صرف پہلی آیت سے ہے۔

این واقعہ آخر ربیع الاول بصدیق اکبر رضی اللہ
عنہ رسید واین اول مژدہ فتح بود کہ حضرت صدیق
اکبر بآں مسرور گردید و مسیلمہ کذاب در میان بنی حنیفہ
در شہر یمامہ بدعوی نبوت برخاست و بجناب اقدس
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نامہ نوشت من مسیلمۃ
رسول اللہ الی محمد رسول اللہ اما بعد
فان الارض نصفہا لی ونصفہا لک
واین نامہ را بدست دو کس بحضور مقدس فرستاد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آں دو کس را فرمودند
اتشہدان ان مسیلمۃ رسول اللہ قالا نعم
فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لولا ان
الرسل لا تقتل لضربت اعناقکما بعد ازاں جواب
نامہ او نوشتند من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ
الکذاب اما بعد فان الارض للہ یورثہا من
یشاء والعاقبۃ للمتقین بعد ازیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مریض شدند وتدبیر دفع او نافرمودہ
برفیق اعلی پیوستند صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
خالد بن ولید را با جیش کثیر بطرف یمامہ روان فرمود
وکار او را آخر نمود وحشی آں کذاب را بکشت
وجموع او متفرق گشتند بعضے از ایشاں تائب
شدند وطلیحہ اسدی در بنی اسد دعوی نبوت
نمود در حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وبعد
انتقال وے صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ خالد بن ولید را بر سر آں جماعت
فرستاد وخالد آں جمع را ہزیمت داد

یہ واقعہ ربیع الاول کے آخر میں حضرت صدیقؓ کو ملی اور یہ پہلی
خوشخبری فتح کی تھی جس سے حضرت صدیقؓ خوش ہوئے۔ (دوسرا)
مسیلمہ کذاب: یہ قبیلہ بنی حنیفہ کے درمیان شہر یمامہ میں دعوی
نبوت کرنے لگا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب قدس میں
(اس گستاخ نے) یہ خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا: مسیلمہ
رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کو واضح ہو کہ ملک آدھا
میرا ہے اور آدھا آپ کا۔ یہ خط اس نے دو آدمیوں کے ہاتھ حضور
مقدس میں بھیجا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو
پوچھا کہ کیا تم اس بات کی شہادت دیتے ہو کہ مسیلمہ اللہ کا رسول
ہے؟ ان دونوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اگر یہ قاعدہ نہ ہوتا کہ قاصد قتل نہیں کئے جاتے تو میں تمہاری گردنیں
مارنے کا حکم دیتا۔ اس کے بعد آپ نے اس کے خط کا جواب لکھا
جس کا مضمون یہ تھا: محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب
کو معلوم ہو کہ ملک اللہ کا ہے جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بناتا
ہے اور (خیریت) انجام پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔ اس کے بعد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور اس کے دفعیہ کی
تدبیر کئے بغیر رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ کو مسیلمہ کذاب
کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ وحشی نے اس کذاب
کو (اپنے ہاتھ سے) قتل کیا اس کی تمام جماعت متفرق ہو گئی
ان میں سے بعض نے توبہ کی۔ (تیسرا) طلیحہ اسدی (یہ)
بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات میں قبیلہ بنی اسد
کے درمیان مدعی نبوت ہوا تھا۔ آپ کے انتقال کے بعد حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولیدؓ کو اس کی جماعت کی
طرف بھیجا حضرت خالدؓ نے اس کی تمام جماعت کو شکست دی

طلیحہ بگریخت وبعد ازاں مسلمان شد ودر غزوۂ قادسیہ تردد نمایاں بعمل آورد وبعد ازاں فتنۂ ردت بغایت بلند شد اکثر عرب غیر حرمین وقریۂ جواثی راہ ارتداد پیش گرفتند وفرقہ منع زکوٰۃ نمودند ودر باب ایشاں فقہائے صحابہ باہم در مباحثہ افتادند کہ اہل قبلہ اند قتال با ایشاں جائز نباشد از انجملہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ گفت کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أمرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ فمن قالہا فقد عصم منی نفسہ ومالہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ فقال ابوبکر واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال واللہ لو منعونی عناقا کانوا یؤدونہا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتہم علی منعہا قال عمر فعرفت انہ الحق اخرجہ الشیخان وغیرہما وشرح تدبیرے کہ خدائے تعالیٰ برائے ایں حادثہ مقرر فرمود آنست کہ داعیۂ قتال در خاطر صدیق اکبر باہتمام تمام فرو ریخت وآں سر قول آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم دریں فتنہ العصمۃ فیہا السیف رواہ حذیفہ اکثر صحابہ دریں امر متوقف بودند تا آنکہ فاروق اعظم از صدیق اکبرؓ طلب رفق نمود

اور طلیحہ بھاگ گیا اور اس کے بعد پھر اسلام لایا اور جنگ قادسیہ میں خوب کام کئے۔

اس کے بعد ارتداد کا فتنہ نہایت بلند ہوا حرمین اور قریۂ جواثی کے سوا اکثر عرب مرتد ہو گئے اور ایک فرقہ نے زکوٰۃ موقوف کردی اس فرقہ کی بابت فقہائے صحابہ میں باہم مباحثہ ہوا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں ان کا قتل جائز نہیں ہے۔ انہی لوگوں میں سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (یا خلیفۂ رسول اللہ) آپ کیونکر ان لوگوں سے لڑ سکتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرما چکے ہیں کہ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہدیں۔ جس نے یہ کہدیا میری طرف سے اس کی جان اور مال محفوظ ہے مگر کسی حق کی وجہ سے اور اس کا حساب خدا پر ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا اللہ کی قسم میں اس شخص سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان میں فرق کرے (نماز اگر حق بدن ہے) تو بیشک زکوٰۃ حق مال ہے واللہ اگر وہ ایک بکری کا بچہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے نہ دیں گے تو میں اُن سے اس کی بابت لڑوں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر میں سمجھ گیا کہ یہی حق ہے۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم وغیرہما نے لکھا ہے۔

اور اس تدبیر کی شرح جو خدا تعالیٰ نے اس حادثہ میں مقرر فرمائی تھی یہ ہے کہ جہاد کا ارادہ حضرت صدیق اکبرؓ کے دل میں بڑے اہتمام کے ساتھ ڈال دیا۔ یہی مطلب اس حدیث کا ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کے متعلق فرمایا کہ بچنے کی صورت اس فتنہ میں تلوار (اٹھانا) ہے۔ اکثر صحابہؓ اس معاملہ میں متردد تھے یہاں تک کہ فاروق اعظمؓ نے صدیق اکبرؓ سے نرمی کی درخواست کی

لہ یعنی یہ بات میری سمجھ میں آگئی کہ اس فرقہ کی تاویل بھی باطل ہے ایسی تاویلوں کی وجہ سے آدمی کفر سے نہیں بچ سکتا۔

و حضرت صدیق فرمود اجبار امت
فی الجاهلیة خوار فی الاسلام
و با حضرت مرتضی نیز مانند این جواب سوال در میان
آمد قال انس بن مالک کره الصحابة قتال
مانعی الزکوٰة وقالوا اهل القبلة فتقلد
ابوبکر سیفه وخرج وحده فلم یجدوا
بدا من الخروج وقال ابن مسعود کرهنا
ذلک فی الابتداء ثم حمدناه علیه فی
الانتهاء اخرجهما البغوی وغیره واعیه
که در قلب حضرت صدیق ونفس نفیس او
چراغے بود هر که محاذی آن افتاد منور و روشن
می شد تا آنکه جموع عظیمه از مسلمین مهیا برائے
قتال شدند و سعی هر هم تمام تر بکار بردند
قال ابوبکر بن عیاش سمعت ابا حصین
یقول ما ولد بعد النبیین افضل
من ابی بکر فلقد قام مقام نبی من الانبیاء
فی قتال اهل الردة اخرجه البغوی
و این اشاره است به تحمل داعیه
الٰهیه که در نفس نفیس او رضی الله عنه
مرتسم شد و از انجا اهتمام بامر جهاد
در خاطر مسلمانان مرسوم گشت اخرج
ابوبکر عن القاسم بن محمد عن عائشة
انها کانت تقول توفی رسول الله صلی الله علیه
وسلم فنزل بابی بکر ما لو نزل بالجبال
لهاضها اشرأب النفاق بالمدینة

اور حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ کیا تم جاہلیت میں سختی کرنیوالے
اور اسلام میں سستی کرنے والے بن گئے اور حضرت مرتضیٰ سے
بھی اسی قسم کا سوال و جواب ہوا۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں
کہ ابتداء میں تمام صحابہ مانعین زکوٰۃ سے لڑنے کو برا سمجھتے
تھے اور کہتے تھے کہ وہ اہل قبلہ ہیں مگر جب حضرت ابوبکرؓ نے
اپنی تلوار زیب دوش کی اور تنہا چلے تو پھر سب نے جانے کے سوا
کوئی مفر نہ دیکھا اور کہا یا خلیفۂ رسول اللہ آپ بیٹھیے ہم جاتے
ہیں، حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم ابتداء میں اس (لڑائی)
کو برا سمجھتے تھے مگر آخر میں ہم نے ابوبکرؓ کی اس معاملہ میں شکر
گزاری کی یہ دونوں روایتیں بغوی وغیرہ نے لکھی ہیں۔

حضرت صدیقؓ کے دل میں جو ارادہ اس معاملہ کے متعلق کارکنان
قضا و قدر نے ڈالا وہ مثل ایک چراغ کے تھا کہ جو اس کے سامنے
آجاتا تھا روشن ہوجاتا تھا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی بڑی بڑی
جماعتیں آمادہ جہاد ہوگئیں اور سب نے خوب کوشش کی۔ ابوبکر
بن عیاشؓ کہتے تھے کہ میں نے ابوحصین کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ
بعد پیغمبروں کے کوئی شخص ابوبکرؓ سے افضل پیدا نہیں ہوا انہوں نے
مرتدوں سے لڑنے میں انھوں نے وہ کام کیا جو ایک نبی کرتا۔ اس
روایت کو بغوی نے لکھا ہے۔ (ابوحصین) کا یہ قول اشارہ ہے
اس ارادۂ الٰہیہ کے قبول کرنے کی طرف جو حضرت صدیق رضی
اللہ عنہ کے نفس نفیس میں منقش ہوگیا تھا اور انھیں کے دل
سے تمام مسلمانوں کے دل میں ارادۂ جہاد پیدا ہوا۔ ابوبکر (ابن
ابی شیبہ) نے قاسم بن محمد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکرؓ پر وہ مصیبت پڑگئی کہ اگر پہاڑوں
پر پڑتی تو ان کو ریزہ ریزہ کردیتی۔ نفاق تمام اہل مدینہ میں پھیل گیا

دو صفت در حضرت ملت یکی فعل جہاد
و فی معناہ الامر بالمعروف و نہی عن
المنکر دیگرے قوت داعیہ او کہ گفت
مردم یا بسبب قرابت و مانند آن آں
داعیہ مشوش نگردد وَذٰلِكَ فَضْلُ
اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيمٌ تذکرہ است عظیم القدر در تحقیق
و تثبیت ایں خصال و بیان منزلت
آنہا عند اللہ اینجا معلوم می شود کہ قتال
مرتدین بعد غزوہ بدر و حدیبیہ بود و نمونہ از
مشاہد عظیمۃ القدر قولہ تعالیٰ إِنَّمَا
وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔ انما
در کلام عرب برائے دلیل جملہ سابقہ و
تحقیق و تثبیت اوست آیہ یعنی اے مسلمانان
از ارتداد عرب و جموع مجتمعہ ایشاں
چرا می ترسید جز ایں نیست کہ کارساز
و مددگار شما در حقیقت
خدا است کہ مے رساند الہام خیر و مے
نماید تدبیر امور و رسول او کہ سررشتہ
ترغیب بر جہاد در عالم آوردہ اوست
و برائے امت خود بدعائے خیر دستگیر ایشاں
است و در ظاہر محققین اہل ایمان کہ باقامت
صلوۃ و ایتاء زکوۃ بوصف خشوع و نیاز ایشاں
متصف اند و قبول داعیۃ الہیہ کنند و خدائے تعالیٰ
بر دست ایشاں کارہائے نیک در عالم

بن جاتے ہیں اور دو وہ ہیں جو دینی خدمات کے متعلق ہیں
ایک فعل جہاد (جس کے لئے ذریعہ تکلیفیں ہیں) امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر (کا لفظ آیا ہے) اور دوسری قوت الہامیہ ان کی
کہ لوگوں کے کہنے سے یا قرابت کے خیال یا اور ایسے ہی کسی بات
سے ان کا ارادہ الہامی زائل نہیں ہوتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ الخ یہ ایک خلاصہ گذشتہ مضامین کا
ہے جو ان صفات مذکورہ کے ثابت کرنے میں اور عند اللہ ان
صفات کی منزلت ظاہر کرنے میں دخل بہت رکھتا ہے یہاں
سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ بدر و حدیبیہ کے بعد قتال
مرتدین ہی کا رتبہ ہے اور یہ قتال بھی ان مشاہد عظیمہ کا ایک
نمونہ تھا۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ۔ (لفظ) انما کلام عرب میں مضمون سابق کے
مدلل کرنے اور اس کی حقیقت و تثبیت کے ثابت کرنے کے لئے
آتا ہے مطلب یہ ہوا کہ اے مسلمانو! عرب کے مرتد ہو جانے اور
ان کی مجتمع جماعتوں سے کیوں ڈرتے ہو؟ بتحقیق تمھارا کارساز
اور مددگار در حقیقت خدا ہے (خدا کی مدد کی یہ صورت ہے کہ وہ
الہام خیر کرتا ہے اور بندوں کے سر رشتے کئے ہوئے) کاموں
کو انجام تک پہنچاتا ہے اور (مددگار تمھارا) رسول اس کا ہے
(رسول کی مدد کی ایک صورت یہ ہے کہ ترغیب جہاد کا سلسلہ
دنیا میں دیا ہوا انہی کا ہے اور دوسری صورت یہ ہے) کہ
اپنی امت کی دعائے خیر سے دستگیری کرتے ہیں اور (ظاہر
میں) وہ کامل الایمان لوگ (تمھارے مددگار ہیں) جو خشوع
وخضوع کے ساتھ نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دینے کی صفت
رکھتے ہیں (اور ان کی مدد کی صورت یہ ہے کہ) وہ الہام الٰہی کو
قبول کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کے ہاتھ سے نیک کاموں کو

سرانجام فرماید و سبب نزول
و تا صدق این آیت صدیق اکبرؓ
است لفظ عام است شامل همه
مخلصین و دخول سبب نزول قطعی و
بجهت این عموم جابر بن عبد اللہ گفته
است نزلت فی عبد اللہ بن
سلام لما هجره قومه من
الیهود اخرج البغوی عن ابی جعفر
محمد بن علی الباقر انما
ولیکم اللہ و رسوله والذین
امنوا نزلت فی المؤمنین
فقیل له انها نزلت فی علی
فقال هو من المؤمنین
و چنانکه شیعه گمان برند و قصه
موضوعه روایت کنند و ترکیب یکوتون
را حال از یؤتون الزکوة ست
گیرند و بر دادن انگشتری بسوی
فقیرے در حالت رکوع فرود می آرند

سرانجام دیتا ہے۔
اس آیت کے نزول کے سبب اور نیز اس کے مصداق صدیق اکبرؓ
ہیں گو الفاظ عام ہیں اور تمام کامل الایمان لوگوں کو (قیامت تک)
شامل ہیں مگر (جو شخص) سبب نزول (ہوا ہو) کا (آیت کے
مصداق میں) داخل ہونا قطعی ہے۔ اسی عموم کی وجہ سے حضرت
جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت عبد اللہ بن سلامؓ کے
حق میں نازل ہوئی تھی جب کہ ان کو ان کی قوم یعنے یہودیوں
نے (مسلمان ہو جانے کی وجہ سے) چھوڑ دیا تھا (اس موقع پر
حضرت علیؓ کا نام لینا بھی اسی عموم کی وجہ سے ہے چنانچہ)
بغوی نے ابوجعفر یعنے محمد بن علی (معروف بہ) باقر کی روایت
کی ہے کہ آیۃ انما ولیکم اللہ سب ایمانداروں کے حق میں
نازل ہوئی ہے ان سے کہا گیا کہ بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ
علیؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ علیؓ بھی مومنو
میں سے ہیں (لہٰذا ان لوگوں کا قول بھی صحیح ہے) نہ جیسا
شیعوں نے گمان کیا اور ایک جھوٹا قصہ روایت کرتے ہیں اور
(ترکیب نحوی میں) راکعون کو یؤتون الزکوۃ کا حال بناتے
ہیں اور حالت رکوع میں (حضرت علیؓ کا) ایک فقیر کی جانب
انگوٹھی پھینکنا بیان کرتے ہیں اور (اس آیت کو) دلیل اور

ملہ سبب نزول اور مصداق کبھی جداگانہ ہوتے ہیں کبھی دونوں متحد ہوتے ہیں جس شخص یا جس واقعہ کے سبب سے آیت نازل ہو وہ شخص یا وہ واقعہ سبب نزول کہلاتا ہے اب اگر الفاظ آیت اس شخص یا اس واقعہ پر صادق آتے ہیں تو وہی مصداق بھی ہے ورنہ نہیں۔ مفسرین جب بولتے ہیں کہ یہ آیت فلاں کے حق میں نازل ہوئی تو کبھی یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ فلاں سبب نزول ہے اور کبھی یہ مراد لیتے ہیں کہ وہ فلاں مصداق آیت ہے کبھی دونوں مراد لیتے ہیں۔ ملہ وہ جھوٹا قصہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ نماز پڑھ رہے تھے کہ سائل نے آکر سوال کیا حضرت علیؓ نے نماز پڑھتے ہی میں حالت رکوع میں انگوٹھی اپنی انگلیوں کی نکال کر اس کو دی اس قصہ کو علاوہ مصنف کے دوسرے ائمہ فن نے بھی موضوع کہا ہے چنانچہ علامہ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ولیس یصح شیء منہا بضعف اسانیدھا و جہالۃ ... یعنی اس قصہ کی کوئی روایت صحیح نہیں کیونکہ اس کی سندیں کمزور ہیں اور راوی مجہول ہیں۔

و تعالیٰ و سے در دین اقامت ممدوح
باشند و ثنا و رضا با یشان متوجہ
شود و جہاد مرتدین از اعظم انواع
اقامت دین است و بعضے و ثنا
بر ایشان درین آیات اظہر من
الشمس فی رابعۃ النہار و نیز باید
دانست کہ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ الخ
و متولی لہ ترغیب است بتولی
خلیفہ راشد و صدیق اکبرؓ
مورد نص است و آں قطعی الحکم
است و این اشارہ است بوجوب
انقیاد خلیفہ راشد و دلالت
است بر تحقق خلافت حضرت صدیق
و نیز باید دانست کہ حق سبحانہ
بتاکید گواہی میدہد برآنکہ آں
جماعہ در وقت قیام بقتال
مرتدین محبوبین و محبین و کذا کذا
باشند و این ہمہ صفات کمال
است پس اگر حضرت صدیق
در خلافت خود برحق نمے بود
جمعے کہ بامر او جہاد کردند و با او
بیعت نمودند و باستخلاف و راضی
شدند محبین و محبوبین و متصفین
باوصاف کمال نباشند و نقیض مدعٰی
باطل شود و اللہ تعالیٰ

پھر (جو) سب اس دین کے قائم رکھنے میں ممدوح ہونا اور (خدا کی)
تعریف و خوشنودی ان کے شامل حال ہو اور یہ ظاہر ہے کہ
مرتدوں سے جہاد کرنا دین قائم رکھنے کی اعلیٰ ترین قسم ہے اور مرتدوں
سے جہاد کرنے والوں کی تعریف اور ان سے خوشنودی ان آیات
میں دوپہر کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے (لہٰذا ثابت ہو گیا
کہ حضرت صدیقؓ سے خلافت خاصہ کی مسند کو زیب و زینت تھی)
یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ من یتول اللہ (میں) خلیفہ راشد سے
محبت کرنے کی ترغیب ہے اور یہ ثابت ہو چکا کہ صدیق اکبرؓ
اس آیت کے مصداق ہیں (لہٰذا اس آیت میں ان سے محبت رکھنے
کا حکم نکلا) اور خلیفہ راشد سے محبت رکھنا اشارہ ہے اس طرف
کہ اس کی اطاعت واجب ہے اور یہ (بھی سمجھ لو کہ اس آیت میں
بھی) حضرت صدیقؓ کی خلافت کے وقوع کی دلالت ہے۔
اور یہ (علاوہ اس تقریر کے) بھی ثابت کیا جا سکتا ہے) جاننا چاہیے
کہ حق سبحانہ تاکید کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ وہ لوگ قتال
مرتدین کے وقت میں (خدا کے) محبوب اور محب اور ایسے ایسے
ہوں گے اور یہ سب (تمام) اعلیٰ درجہ کی خوبیاں ہیں لہٰذا اگر (بقول
اہل باطل) حضرت صدیقؓ اپنی خلافت میں برحق نہ ہوتے تو
وہ لوگ جنہوں نے ان کے حکم سے جہاد کیا اور ان سے بیعت کی
اور ان کے خلیفہ بننے سے راضی تھے (خدا کے) محب اور محبوب
اور اعلیٰ درجہ کی صفات کے ساتھ کیونکر موصوف ہو سکتے ہیں
اور (ان کا ان صفات کے ساتھ موصوف نہ ہونا) اللہ تعالیٰ
کی شہادت کو باطل کرتا ہے اور یہ بطلان) لازم آیا ہے حضرت صدیقؓ
کی خلافت برحق نہ ہونے سے۔ لہٰذا ان کی خلافت کا برحق نہ ہونا
باطل ہوگا کیونکہ جس چیز سے باطل لازم آئے وہ چیز محال
ہوتی ہے۔

ونیز باید دانست کہ وعدہ گفتہ شد فسوف یاتی اللہ
بقوم بعد از تمام صورت اجتماعیہ آوردن مسلمین از
دست حضرت صدیق تحقق افتاد و این چنانست کہ
فرمود وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی
اینکہ قوم گردآورد فی الحقیقۃ فعل حق است سبحانہ
وتعالیٰ و حضرت صدیق کالجارحہ آمد دراں کدام منزلت
بالاتر ازیں منزلت خواہد بود بعد منزلۃ الانبیاء
صلوات اللہ وسلامہ علیہم و کدام کامل و
مکمل مثل او باشد ذلک فضل اللہ یؤتیہ
من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ونیز
باید دانست کہ انما ولیکم اللہ ہر چند لفظ عام
است اما مورد نص صدیق اکبر است و دخول مورد
نص در عام قطعی است پس صدیق اکبرؓ ولی
مسلمانان و کارساز ایشان است و این معنی از لوازم خلافۃ
و صدیق اکبر متصف است بہ اقامت صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ
است با وصف خشوع یا با وصف اکثار نوافل
صلوٰۃ و این معنی نیز از لوازم خلافت خاصہ است
ونیز باید دانست کہ امر جہاد و قتال منسوب میشود
آمر را عرف شائع بلکہ امر می باید کہ احق باین صفات باشد
تا پرتو ہمہ در دل دیگراں کار کند پس صفات ششگانہ
در صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علی اکمل الوجوہ متحقق
باشد و این معنی از لوازم خلافت خاصہ است بلکہ
میتواند بود کہ این ہمہ صفات ششگانہ صفات صدیق
باشد کہ بطریق تعریض ادا کردہ شد

اور یہ جو فرمایا کہ عنقریب اللہ ایک ایسی قوم کو لائے گا حالانکہ ظاہر
میں مسلمانوں کو (جہاد مرتدین کے لئے) جمع کرنا حضرت صدیقؓ کے
ہاتھ سے ہوا بالکل ایسا ہی ہے جیسے فرمایا وما رمیت اذ رمیت
ولکن اللہ رمی ان صفات کے ساتھ موصوف لوگوں کو جمع کرنا
درحقیقت حق سبحانہ وتعالیٰ کا فعل تھا اور حضرت صدیقؓ تو
مثل جارحہ کے تھے (ہاتھ پاؤں) حضرات انبیاء صلوات اللہ وسلامہ
علیہم کے مرتبہ کے بعد کون مرتبہ اس سے بڑھ کر ہوگا اور کون کامل
و مکمل حضرت صدیقؓ کے مثل ہو سکتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے
جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ آیۃ انما ولیکم اللہ میں گو الفاظ
عام ہیں مگر چونکہ مصداق آیت کے صدیق اکبرؓ ہیں اور مصداق
آیت کا حکم آیت میں داخل ہونا قطعی ہے لہٰذا صدیق اکبرؓ مسلمانوں
کے ولی اور کارساز ہوتے اور خلافت راشدہ کے یہی معنی ہیں
اور یہ بھی اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ صدیق اکبرؓ خشوع
اور خضوع سے نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کے ساتھ یا نوافل
کی کثرت کے ساتھ موصوف تھے یہ بات بھی لوازم خلافت خاصہ
سے ہے۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ عرف عام میں قتال و جہاد کا
فعل، حکم دینے والے کی طرف منسوب کیا جاتا ہے بلکہ حکم دینے
والے کو ان صفات کے ساتھ زیادہ موصوف ہونا چاہئے تاکہ اس
کے دل کا پرتو دوسروں پر اثر کرے لہٰذا یہ چھ صفتیں کل کی
کل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں بدرجہ کمال ہوں گی یہ بات بھی
لوازم خلافت خاصہ سے ہے بلکہ ممکن ہے کہ یہ صفتیں حضرت
صدیقؓ ہی کی ہوں یہاں بطور تعریض[1] کے ذکر کی گئی ہوں

[1] تعریض کسی بات کو اشارہ میں بیان کرنا صاف صاف نہ کہنا

کما قال عز من قائل وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ الآیۃ مراد اینجا حضرت صدیق است رضی اللہ عنہ تنہا بلفظ جمع بیان نمودہ ہرچند کہ قاعدہ تعریض است و از قرائن آنمعنی است کہ بصورت قتال مرتدین لوم ہیچ کس از مسلمانان باشد چیزی نمی آید و لوم کافران را اعتبار نیست پس کریمۂ لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ تنہا برائے صدیق گردید پس چوں در قتال مانعین زکوۃ صحابہ اشکال داشتند و ملامت پیش گرفتہ بودند و نزدیک حضرت صدیق کفر و ارتداد ایشان تحقیق بود اشکال و ملامت آنہا را التفات نفرمود و در بعث ایشان خوفی بر دل مبارک وے راہ نیافت و از امضاء رای خود باز نماند این است قول تعالیٰ لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ و قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الفتح قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ فَإِنْ تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا بگو یا محمد پس ماندگان را از بادیہ نشینان کہ عنقریب خواندہ خواہید شد بسوی جنگ قومی خداوند کارزار سخت کہ جنگ کنید با ایشان یا آنکہ ایشان مسلمان شوند پس اگر فرمانبرداری کنید بدہد خدائے تعالیٰ شمارا مزد نیک و اگر رو گردانید چنانکہ رو گردانیدہ بودید پیش ازاں دعوت عقوبت کند شمارا عقوبتے درد دہندہ

جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ یہاں حضرت صدیقؓ ہی مراد ہیں مگر لفظ جمع لایا گیا ہے جیسا کہ قاعدہ تعریض کا ہے حضرت صدیقؓ کے ساتھ ان صفات کے خاص ہونے کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ مرتدوں سے جہاد کرنے میں کسی مسلمان کی ملامت (سوا حضرت صدیقؓ کے کسی کو) پیش نہیں آئی اور کافروں کی ملامت کا تو کچھ اعتبار ہی نہیں لہٰذا لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ تو حضرت صدیقؓ کے ساتھ (قطعاً) خاص ہوگا۔ (پس جب یہ ایک جملہ حضرت صدیقؓ کے ساتھ خاص ہوا تو اور پورے جملوں کا بھی خاص ہونا بعید نہیں) جب مانعین زکوٰۃ سے لڑنے میں صحابہؓ نے اعتراض کیا اور ملامت کرنے لگے اور (چونکہ) حضرت صدیقؓ کے نزدیک ان کا کفر و ارتداد ثابت ہو چکا تھا لہٰذا صحابہؓ کے اعتراض و ملامت سے ان کے دل مبارک میں کچھ بھی خیال پیدا نہ ہوا اور وہ اپنی رائے کی تنفیذ سے باز نہ آئے ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے کا یہی مطلب ہے۔

(پانچویں آیت)[11] اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح (چھبیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ) کہہ دو اے محمدؐ! پیچھے چھوڑے ہوؤں کو (جو) بادیہ نشینوں سے (ہیں) کہ عنقریب بلائے جاؤ گے تم ایک ایسی قوم (کی لڑائی) کی طرف (جو) سخت لڑنے والی ہوگی، تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ پس اگر اطاعت کرو گے تم تو دے گا خدا تم کو اچھا بدلہ اور اگر تم پھر دو گے کہ جیسے منہ پھیرا تھا اس بلانے سے پہلے تو عذاب کریگا تم پر درد دینے والا عذاب۔

[11] اس آیت کو آیۂ دعوت اعراب کہتے ہیں۔

سبب نزول این آیہ بروفق اجماع مفسرین ودلالت
سیاق وسباق آیات وبرطبق مضمون احادیث صحیحہ
آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سال حدیبیہ ارادہ
نمودند کہ عمرہ بجا آرند پس دعوت فرمودند اعراب
حوالی بوادی را تا درین سفر رکاب آنجناب صلے
اللہ علیہ وسلم سعادت اندوز باشند زیرا کہ احتمال
قوی بود کہ قریش از دخول مکہ مانع آیند و بسبب
کینہ اے کہ از جہت قتل بدر واحد واحزاب در دلہا
ایشان متمکن بود متعرض محاربہ شوند ودرین ہنگام حسب
تدبیر عقل لابد است از استصحاب جمعے کثیر تا از شر قریش
ایمنی حاصل شود بسیارے از اعراب دعوت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم گوش نکردہ ازین سفر تخلف
نمودند وبعض باشغال ضروریہ منزل ومال تعلل
کردند ومخلصین مسلمین کہ سراپا بشاشت ایمان
ممتلی بودند مرافقت وموافقت را سعادت دانستہ
صحبت اختیار نمودند چون نزدیک حدیبیہ رسیدند
قریش بحمیت جاہلیت جنگ کنندہ مستعد قتال و
جدال شدند بعد اللتیا والتی صلح مغلوبانہ در آنجا
اتفاق افتاد و بیرون مکہ ہدی احصار ادا کردند
و باز گشتند چون درین سفر اخلاص مخلصان ممیز
گشت و برخواطر ایشان کرب عظیم مستولی شدہ
بود بسبب فوت عمرہ و از جہت صلح مغلوبانہ

اس آیت کا سبب نزول باجماع مفسرین اور بدلالت سیاق
وسباق آیات اور موافق مضمون احادیث صحیحہ کے یہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال ارادہ کیا کہ عمرہ[1]
بجا لائیں لہٰذا آپ نے اعراب اور بادیہ نشینوں کو بلایا تاکہ وہ بھی
اس سفر میں آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کی سعادت
حاصل کریں کیونکہ قوی احتمال تھا کہ قریش مکہ کے اندر داخل
ہونے سے روکیں گے۔ اور بدر واحد واحزاب میں جو ان کے عزیز
واقارب مارے گئے تھے اس کا کینہ ان کے دلوں میں بھرا ہوا
تھا لہٰذا آمادہ جنگ ہو جائیں گے اس وقت بمقتضائے تدبیر
عقل ایک بڑی جماعت کا ساتھ لے جانا ضروری تھا تاکہ قریش
کے شر وفساد کا خوف نہ رہے۔ بہت سے اعراب نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کا کچھ خیال نہ کیا اور اس سفر مقدس
سے پیچھے بیٹھ رہے اور بعض اپنے خانگی اور مالی کاموں کا بہانہ
کر کے ہٹ گئے صرف ان باخلاص مسلمانوں نے جو سر سے پیر
تک بشاشت[2] ایمان سے لبریز تھے آپ کی ہمرکابی ومعیت کو
سعادت سمجھ کر رفاقت اختیار کی جب یہ حضرات مقام حدیبیہ
میں پہنچے تو قریش اپنی حمیت جاہلیت میں مبتلا ہو کر آمادہ جنگ
ہوگئے۔ بعد بہت کچھ جد وکد کے مسلمانوں کو مغلوبانہ صلح
وہاں کرنی پڑی اور انجام یہ ہوا کہ مکہ سے باہر احصار[3] کی قربانی
دے کر لوٹ آئے۔ چونکہ اس سفر میں مخلصوں کا اخلاص بالکل
کھل گیا اور ان کے دلوں پر بے چینی بھی بہت غالب تھی عمرہ
کے فوت ہو جانے کی وجہ سے اور صلح مغلوبانہ کے سبب سے

[1] یہ بھی حج کی طرح ایک عبادت ہے جس طرح عبادت نماز میں کچھ عبادتیں فرض وواجب ہیں وہ کچھ نوافل اسی طرح حج میں بھی۔ جو فرض ہو اس کو حج کہتے ہیں اور جو فرض نہیں ہے اس کو عمرہ کہتے ہیں جن کا حج کے ارکان میں بھی فرق ہے جو کتب فقہ میں مذکور ہے۔ [2] بشاشت خوشی اور مسرت کو کہتے ہیں۔ [3] جو شخص بارادہ حج یا عمرہ جانے کے احرام باندھ لے پھر کوئی مانع پیش آجائے کہ حج عمرہ نہ کر سکے اسی کو احصار کہتے ہیں ایسے شخص پر قربانی
کرنا ہوتی ہے۔

حکمت الٰہی مقتضی فرود کہ جبر قلوب ایشان
نماید بہ غنائم خیبر کہ عنقریب بدست ایشان افتد.
و آن منافع را خاص بحاضرین حدیبیہ گردانید
غیر ایشان را اذن خروج نداد و در آن مغنم
شریک نگردانید قال اللہ تعالیٰ سَيَقُولُ
الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ
لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ
أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ قُلْ
لَنْ تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ
مِنْ قَبْلُ و بجہت اظہار رضائے خود
از جماعہ کہ در حدیبیہ بیعت نمودند
قال اللہ تعالیٰ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ
عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ الآیۃ و ہیچ کس از
حاضران حدیبیہ ازین بیعت تخلف[1]
نکرد الا جد بن قیس منافق تنہا
و اخرج البغوی وغیرہ عن جابر
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا یدخل النار
احد ممن بایع تحت الشجرۃ
و این مشہد یکے از مشاہد خیر است کہ صحابہ
کرام دران مشہد بر مقامات عالیہ فائز
گشتند و حکمت خدا کہ بعد ازین بدست
ایشان افتد مانند غنائم حنین

لہٰذا حکمت الٰہی نے چاہا کہ ان کے دلوں پر مرہم رکھے، غنائم خیبر سے
جو عنقریب ان کے ہاتھ میں آئیں گی اور ان غنیمتوں کو حاضرین حدیبیہ
کے ساتھ خاص کر دے۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے غزوۂ خیبر میں جانے
کی اجازت حاضرین حدیبیہ کے سوا کسی کو نہ دی اور خیبر کی غنیمت
میں کسی کو حصہ نہ دیا چنانچہ (اس آیت سے پہلے) فرمایا ہے
سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ الخ (ترجمہ) عنقریب (اے نبی) کہیں گے
پیچھے چھوڑے ہوئے (اعراب مسلمانوں سے) جب چلو گے تم ہاں
غنیمت کی طرف کہ تو اس کو لے لو ہمیں بھی اجازت دو کہ ہم بھی تمہارے
ساتھ چلیں یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کی بات کو بدل دیں (اے
نبی) کہہ دو کہ تم ہمارے ساتھ ہرگز نہ آؤ اللہ نے پہلے سے ایسا
فرما دیا ہے اور حکمت الٰہی نے چاہا کہ ان کے دلوں پر مرہم رکھے
(اپنی خوشنودی بیان کر کے ان لوگوں سے جنہوں نے حدیبیہ میں
بیعت کی چنانچہ اسی سورت میں ہے) لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ
الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ بیشک اللہ راضی
ہو گیا مومنوں سے جب کہ وہ بیعت کر رہے تھے (اے نبی) تم
سے درخت کے نیچے۔ حاضران حدیبیہ میں سے اس بیعت سے
کسی نے تخلف نہ کیا سوا جد بن قیس منافق کے فقط۔ اور بغوی
وغیرہ نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ داخل ہوگا دوزخ میں ان لوگوں میں سے کوئی جنہوں
نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ یہ واقعہ حدیبیہ ایک (عظیم
الشان) مشہد ہے مشاہد خیر سے کہ صحابہ کرام اس مشہد میں اعلیٰ
درجہ کے مراتب پر پہنچ گئے اور (حکمت الٰہی نے چاہا کہ ان کے
دلوں پر مرہم رکھے) ان غنیمتوں سے جو کچھ دنوں کے بعد ان کو
حاصل ہوں گی مثل غنائم حنین کے اور (نیز مرہم رکھے) ان

[1] تخلف پیچھے رہ جانے کو کہتے ہیں۔

و بعضی از آنها آنست که گاه عرب برآں قادر نشده بودند و آں مغانم فارس و روم است که بسبب قوت و شوکت و کثرت عدد و عُدد ایشاں اصلاً غلبہ براں جماعہ و اخذ مغانم از ایشاں در خیال عرب نمے گذشت قال الله تعالیٰ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً مغانم عرب است مثل حنین و امثال آں فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ مغانم خیبر است که متصل حدیبیہ بدست ایشاں آمد وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا مغانم فارس و روم است نیز حکمت الٰہیہ تقاضا نمود که تہدید مخلفین و تفضیح حال ایشاں کردہ شود قال الله تعالیٰ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ و آئندہ دعوت ایشاں است برائے قتال اولی بأس شدید اعلام کردہ آمد تا پیش از وقوع واقعہ تامل وافی در عواقب قبول دعوت و عدم قبول آں کردہ باشند و چوں روئے دعوت برسبیل احتمال و احتمالات عقلیہ مشوش حال ایشاں نگردد فذلك قوله سَتُدْعَوْنَ بطریق اقتضاء

غنیمتوں سے جن پر ابھی عرب کو کبھی قدرت نہ ملی تھی (اور وہ) غنائم فارس و روم ہیں کہ اہل فارس و روم کی قوت و شوکت اور کثرت افواج و آلات حرب کی وجہ سے ان پر غالب آجانے کا خیال بھی اہل عرب کو نہ ہوتا تھا چنانچہ (اسی سورۃ میں ہے) وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً (یعنے اللہ نے تم سے بہت غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے) اس سے ملک عرب کی غنیمتیں مراد ہیں مثل غنیمت حنین کے فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ (یعنے یہ غنیمتیں تم کو جلد عطا فرما دیں) مراد اس سے غنائم خیبر ہیں جو حدیبیہ کے بعد متصلاً ان کو ملیں وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا (یعنے کچھ غنیمتیں اور ہیں جن پر تمہیں ذرا بھی اس وقت سے آج تک کبھی قابو نہیں ملا) مراد اس سے فارس و روم کی غنیمتیں ہیں۔ نیز حکمت الٰہیہ نے چاہا کہ جو لوگ حدیبیہ میں شریک نہیں ہوئے ان کی تہدید کی جائے اور ان کی حالت کی خرابی بیان کی جائے (لہٰذا) فرمایا قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ الخ (یہی اس آیت کا سبب نزول ہے)۔

(اس آیت میں) آگے چل کر سخت لڑنے والی قوم سے لڑنے کے لئے ان کو بلائے جانے کا ذکر اس لئے کر دیا ہے کہ اس واقعہ کے ظہور سے پہلے بلانے کے منظور کرنے یا نہ کرنے کے انجام پر غور کر لیں تاکہ جب وہ واقعہ پیش آئے (اور وہ بلائے جائیں) تو نا واقف نہ رہیں اور احتمالات عقلیہ ان کے دل کو پریشان نہ کریں یہی مضمون سَتُدْعَوْنَ سے بطور اقتضاء النص کے بیان ہو رہا ہے۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

ازیں کلمہ مفہوم شد کہ در زمان مستقبل
داعیے خواہد بود اعراب را بسوی جہاد کفار
و ازیں دعوت تکلیف شرعی متحقق خواہد شد
اگر قبول دعوت کنند ثواب آں بیابند
واگر رد کنند معذب شوند و ایں لازم بیّن
خلیفہ راشد است و دعوت بسوئے جہاد
اعظم صفات خلیفہ است پس ازیں آیت
وعدۂ وجود داعی بسوئے جہاد و اثبات
خلافت او مفہوم شد و نے تفتیش آنکہ ایں
داعیان کہ بودند و ایں اوصاف بر کدام
شخص منطبق شد یکے ازاں اوصاف
آنست کہ دعوت بر سوئے اعراب باشد کہ
بادیہ نشینان اند گو اہل شہر را نیز دعوت
کنند دوم آنکہ دعوت بقتال کفار اولی بأس
شدید باشد و معنے اولی بأس شدید آنست
کہ از جماعہ کہ مستعد قتال شدہ اند داعیان و
مدعوان در شدت بأس بیشتر داشتہ باشند
و الا شدت و ضعف امر نسبتی است ہر ضعیفے شدید
است بہ نسبت اضعف ازو و لیکن عرف
عام بمستعدان قتال مے سنجد اگر بہ نسبت ایں
مستعدان اکثر و قوی تر و اسباب حرب بیش باشند پس
شدید گویند و الا نہ معنی اولی بأس شدید آنست

یہ بھی سمجھا گیا کہ زمانۂ آئندہ میں کوئی بلانے والا اعراب کو جہاد کفار
کی طرف بلائے گا اور اس کے بلانے سے تکلیف شرعی قسم
ہو جائے گی یعنے اگر وہ لوگ اس کے بلانے کو مان جائیں گے تو ثواب
پائیں گے ورنہ عذاب کیا جائے گا یہ (وصف) خلیفۂ راشد کا
لازم بیّن[1] ہے اور جہاد کی طرف بلانا خلیفہ کے اعظم صفات سے ہے
لہٰذا اس آیت سے جہاد کی طرف بلانے والے کے ظہور کا وعدہ ہے
اور اس سے بلانے والے کی خلافت کا ثبوت مفہوم ہوتا ہے۔
اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ بلانے والے کون تھے اور یہ چاروں
اوصاف کس میں پائے گئے۔ ایک وصف یہ کہ اعراب (دیہات
کے لئے ضرور) بلائے جائیں خواہ اہل شہر بھی بلائے گئے ہوں یا نہیں۔
دوسرا وصف یہ کہ جن کفار سے لڑنے کے لئے بلائے جائیں وہ
اولی بأس شدید ہوں۔ اولی بأس شدید کا مطلب یہ
ہے کہ جس قدر لڑائیاں اس سے پہلے ہو چکی ہیں ان لڑائیوں کے
فریقین سے قوت و شوکت زیادہ رکھتے ہوں اگر یہ مطلب نہ
لیا جائے تو اولی بأس شدید کی کوئی ایک حد نہ ہوگی کیونکہ
قوت و ضعف امر نسبتی ہے کمزور آدمی بھی بہ نسبت اپنے سے
کمزور کے قوی کہا جا سکتا ہے لیکن عرف عام یہی ہے کہ جس قدر
لڑائیاں اب تک ہو چکی ہیں ان کے فریقین کی بہ نسبت جمعیت
میں زیادہ اور قوی ہوں اور آلات حرب زیادہ رکھتے ہوں
تو اولی بأس شدید کہا جائے گا ورنہ نہیں۔ اولی بأس
شدید کی پہچان یہ نہیں ہے کہ بزدلی کی وجہ سے کسی قوم
کی دہشت غالب ہو جائے اور اس کو اولی بأس شدید سمجھا جائے

[1] لازم بیّن وہ لازم ہے کہ جب اس کا اور اس کے ملزوم کا تصور کیا جائے تو صرف انہی دونوں کے تصور سے عقل ان دونوں کے درمیان میں لزوم کا یقین کر لے جیسے دو برابر کے حصوں پر منقسم ہونا چار کے عدد کو لازم ہے یہ لازم بیّن ہوا اور جو لازم ایسا نہ ہو یعنے اس کے لزوم کا یقین کرنے کے لئے عقل کو صرف اس کے اور اس کے ملزوم کے تصور کے سوا کسی تیسری چیز کی بھی حاجت ہو وہ لازم غیر بیّن ہے۔

که بمقتضائے قیاس و بحکم عقول و فطرت در بنی آدم اقرب بغلبه دیده شود اگرچه نفس الٰہی بخرق عادت آں مجموع را بدست اولین برہم زند۔ سوم آنکه دعوت بجانب غیر قریش باشد زیرا که تنکیر قوم مے فہماند که ہم غیر الذین دعاہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی الحدیبیة و در صورتے که مدعو الیہم قریش باشند نظم کلام چنیں باید ساخت ستدعون الیہم مرة اخرى و گفته شود ستدعون الى قوم چہارم آنکه ایں دعوت برائے قتالے باشد که منتہی نه گردد الا باسلام یا قتال آں قوم اولی باس شدید نه دعوت برائے احکام خلافت خلیفه و شکست خانهٔ مسلمین چنانکه حضرت مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ دعوت فرمود اہل مدینه را برائے ترسانیدن دشمن و حمل ہیبت آنت و باز گردند بدون قتال چنانکه آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

بلکہ اولی باس شدید وہ قوم ہے کہ بمقتضائے قیاس اور بحکم عقل خاص جو بنی آدم میں پیدا کی گئی ہے (میدان جنگ میں) اس قوم کے غالب ہو جانے کے قرائن زیادہ ہوں یہ دوسری بات ہے کہ انجام کار فضل الٰہی بطور خرق عادت کے اس پر شوکت قوم کو ان کمزوروں کے ہاتھ سے درہم برہم کر دے۔

تیسرا وصف یہ گروہ کافرین سے لڑنے کے لئے اعراب بلائے جائیں قریش کے علاوہ ہوں کیونکہ قوم کا (بقاعدہ عربی نکرہ[1]) لانا بتا رہا ہے کہ یہ قوم علاوہ ان لوگوں کے ہے جس کی (لڑائی کی) طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں بلایا تھا اگر اس قوم سے جس کی طرف بلائے جانے کا ذکر اس آیت میں ہے قریش مراد ہوتے تو عبارت یوں ہونی چاہیے تھی۔ ستدعون الیہم مرة اخرى (یعنے تم پھر دوبارہ ان (کی لڑائی) کی طرف بلائے جاؤ گے) یہ نہ کہا جاتا کہ ستدعون الى قوم (یعنے تم کسی ایسی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے)۔

چوتھا وصف یہ ہے کہ یہ بلانا ایسے جہاد کے لئے ہوگا جو بغیر اسلام لانے یا بغیر قوم اولی باس شدید سے جنگ ہوئے ختم نہ ہوگا یہ بلانا خلیفہ کی خلافت مضبوط کرنے یا مسلمان باغیوں کو شکست دینے کے لئے نہ ہوگا جیسا کہ حضرت مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ نے اہل مدینہ کو اپنی خلافت مضبوط کرنے کے لئے اور جمل و صفین والوں کو شکست دینے کے لئے بلایا تھا نیز اس بلانے کا انجام یہ نہ ہوگا کہ دشمن ہیبت کو دبا جائے اور بغیر نوبت جنگ تک آئے پلٹ جائے اور مسلمان لوٹ آئیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

[1] اسم کی دو قسمیں ہیں نکرہ اور معرفہ۔ نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین چیز پر دلالت کرے جیسے لفظ گھوڑا کہ ہر گھوڑے کو گھوڑا کہہ سکتے ہیں کسی خاص گھوڑے پر دلالت نہیں کرتا جیسے ناقابل اکرام قوم کہ قوم کہہ سکتے ہیں تو یہ قوم قریش کی ہو خواہ اہل فارس کی خواہ اہل شام کی۔ اور معرفہ وہ اسم ہے جو معین چیز پر دلالت کرے جیسے لفظ زید کہ جس کا نام زید ہے اسی پر دلالت کرتا ہے۔

در تبوک دعوت فرمودند بہ شروع بسوئے روم بر چون قیصر از جائے خود حرکت نکرد باز گشتند و در آنجا قتال واقع نشد چون این مقدمہ دانستہ شد باید دانست کہ این داعی صادق است بر خلفائے ثلاثہ لاغیر زیرا کہ بحسب احتمالات عقلیہ این داعی یا جناب مقدس نبوی ست صلے اللہ علیہ وسلم یا خلفائے ثلثہ یا حضرت مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم یا بنی امیہ یا بنی عباس یا اتراک کہ بعد دولت عرب سر بر آوردند ولیتحا ورللامر عن ذلک از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعوت کذا واقع نشد زیرا کہ نزول آیت در قصہ حدیبیہ است و غزوات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد حدیبیہ محصور و معلوم است بر ہیچ یک دعوت کذا صادق نمی آید متصل حدیبیہ غزوۂ خیبر روئے داد و ہیچکس را از اعراب دران غزوہ دعوت نفرمودند بلکہ غیر حاضرین حدیبیہ ممنوع بودند از حضور دران شہد کما قال قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ و بعد ازان غزوۃ الفتح پیش آمد فی الجملہ دعوتے در تیر شد اما بر قتال قوم اولی باس شدید نہ زیرا کہ ایشان ہمان بودند کہ دعوت حدیبیہ برائے ایشان بود و نظم کلام دلالت بر تغایر ہر دو

نے تبوک میں اہلِ روم سے لڑنے کے لئے بلایا تھا مگر انجام یہ ہوا کہ قیصر (روم) نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی اور مسلمان لوٹ آئے لڑائی نہ ہوئی۔

جب یہ بات معلوم ہو گئی تو اب جاننا چاہیئے کہ یہ بلانے والے خلفائے ثلاثہ تھے ان کے سوا کوئی نہ تھا کیونکہ موافق احتمالات عقلیہ کے یہ بلانے والے یا جناب مقدس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہوں گے یا خلفائے ثلثہ یا حضرت مرتضےٰ یا بنی امیہ یا بنی عباس یا ترک جنھوں نے سلطنت عرب کے ختم ہو جانے کے بعد سر اٹھایا تھا ان (چھ احتمالوں) سے زیادہ کوئی احتمال نہیں نکلتا۔ اب دیکھو خلفائے ثلثہ کے سوا جس قدر احتمال ہیں سب باطل ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کا بلانا کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ اس لئے کہ یہ آیت حدیبیہ میں نازل ہوئی اور حدیبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات گنتی کے ہیں اور معلوم ہے کہ ان میں سے کسی میں اس قسم کا بلانا نہیں ہوا حدیبیہ کے بعد ہی علی الاتصال غزوۂ خیبر ہوا اس غزوہ میں اعراب کے کسی متنفس کو آپ نے نہیں بلایا بلکہ اس غزوہ میں تو سوا ان لوگوں کے جو حدیبیہ میں شریک تھے کسی اور کا شریک کرنا منع تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قل لن تتبعونا کذالکم قال اللہ من قبل (یعنی اے نبیؐ! (اعراب سے) کہدو کہ تم (خیبر میں) ہمارے ساتھ نہ آؤ تمہارے متعلق پہلے ہی اللہ نے ایسا (فرما دیا ہے) خیبر کے بعد غزوۂ فتح پیش آیا اس غزوہ میں کچھ اعراب بلائے گئے مگر اہل مکہ قوم اولی باس شدید نہ تھے کیونکہ یہ وہی لوگ تھے جن سے لڑنے کے لئے حدیبیہ میں بلائے جا چکے تھے اور الفاظ آیت بتا رہے ہیں کہ قوم اولی باس شدید سوا اہل مکہ

دو قوم سے شدید و غزوۂ حنین نیز مراد
نیست زیراکہ ہوازن آں وقت دراول بودند لکن
بہ نسبت دوازدہ ہزار مرد جنگی کہ در رکاب
شریف حضرت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
از مہاجرین وانصار و اعراب و مسلمۃ
الفتح نہضت کردہ بودند ایشاں را
اولی باس شدید گفتہ شود و ہر چند
حکمت الٰہی در مقابلہ اذ اعجبتکم کثرتکم
جرعۂ تلخ در کام ایشاں کردہ باشد و غزوۂ تبوک
نیز مراد نیست زیراکہ تقاتلونہم او
یسلمون درانجا متحقق نشد غرض
آنجا ایقاع ہیبت بود در قلوب شام
و روم چوں ہرقل جنبش نکرد و فوجے نہ
فرستاد باز مراجعت فرمودند و بنو امیہ
و بنو عباس و من بعد ایشاں ہمہ
اعراب حجاز و یمن را بقتال کفار نخواندہ اند کما
ہو معلوم من التاریخ قطعاً ایں دعوت متعقد
نیامدہ مگر از خلفائے ثلاثہ

کے علاوہ کوئی دوسری قوم مراد ہے۔ غزوۂ حنین بھی مراد نہیں ہو سکتا
کیونکہ اہلِ ہوازن (جن سے اس غزوہ میں لڑائی تھی) بہت ہی
قلیل و ذلیل تھے[1] ایسے نہ تھے کہ ان کو بارہ ہزار مردان جنگی
کے مقابلہ میں جو حنین میں ہمرکاب حضرت نبوی صلے
اللہ علیہ وسلم تھے یعنے مہاجرین وانصار و مسلمین فتح اولی
باس شدید کہا جائے یہ دوسری بات ہے کہ حکمت الٰہی نے
میدانِ جنگ میں بوجہ اس کے کہ مسلمانوں کو اپنی کثرت پر کچھ
ناز پیدا ہو گیا تھا۔ دوسرا رنگ[2] دکھا دیا۔ غزوۂ تبوک بھی مراد
نہیں ہو سکتا کیونکہ وہاں تقاتلونہم او یسلمون نہیں پایا
جاتا (یعنے اس غزوہ کا انجام یہ نہیں ہوا کہ حریف یا اسلام لاتا
یا اس سے جنگ کی نوبت آتی، مقصود الٰہی) اس غزوہ سے
صرف اہلِ شام و روم کے دلوں میں ہیبت کا پیدا کر دینا تھا
جب ہرقل نے جنبش نہ کی اور فوج نہ بھیجی تو مسلمان لوٹ
آئے رہا یہ کہ حضرت مرتضیٰ اور بنی امیہ اور بنی عباس
اور ان کے بعد والے تو ان لوگوں نے حجاز اور یمن کے اعراب کو
کافروں سے لڑنے کے لئے بلایا ہی نہیں جیسا کہ تاریخ سے ثابت
ہے یقیناً یہ خاص قسم کا بلانا (جس میں چار مذکورہ اوصاف
پائے جائیں) اتنی طویل مدت میں سوائے خلفائے ثلاثہ کے

[1] جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہوا ہے کہ یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم اس آیت کے الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ جنگ میں فریق مقابل (ہوازن) قلیل و ذلیل تھا۔

[2] دوسرا رنگ یہ تھا کہ مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی اور باوجود کثرت و قوت کے شکست ہوئی مگر آخر کار نصرت ایزدی نے دستگیری فرمائی اور فتح مسلمانوں کی ہوئی جیسا کہ آیت مذکورہ کے الفاظ سے واضح ہے۔ بعض کوتاہ اندیش اس غزوہ کی ہزیمت کو فرار سے تعبیر کرتے ہیں اور صحابہ کرام پر طعن قائم کرنا چاہتے ہیں حالانکہ واقعات کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ہزیمت فرار نہ تھی بلکہ ایک حالت اضطراری تھی [illegible] مسلمانوں کو ایک ایسے نشیب تنگ کے اندر [illegible] جس میں [illegible] کے بعد جو حصہ لشکر کا [illegible] باقی حصہ کی نظر سے غائب ہو جاتا تھا پھر نشیب [illegible] کمین گاہوں میں بیٹھے تھے [illegible] جو حصہ لشکر کا [illegible] مناسب سمجھا۔ پیچھے لوٹ جاتا تھا اور باقی حصہ لشکر کو اس نشیب میں اترنے سے روک دیتا [illegible] لوٹنے میں لشکر کو گمان [illegible] پیدا ہو گیا کسی کو یہ معلوم نہ تھا حضرت [illegible] حضرت [illegible] جب بعد حضرت [illegible] حال دریافت [illegible] جو حضرات [illegible] کہ لشکر لوگ آپ کے پاس آ گئے

حقق رگذشت قال الواقدی (ماقبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم استخلف ابوبکر رضی اللہ عنہ فقتل فی خلافتہ مسیلمۃ الکذاب ابن قیس الذی ادعی النبوۃ وقاتل بنی حنیفۃ وقتل ایضا سجاح والاسود العنسی وھرب طلیحۃ الی الشام وفتح الیمامۃ و اطاعت العرب لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فعول عند ذلک ان یبعث جیوشا الی الشام وصرف وجھہ الی قتال الروم فجمع الصحابۃ رضی اللہ عنہم فی المسجد وقام فیھم فحمد اللہ واثنی علیہ و ذکر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال ایھا الناس اعلموا ان اللہ تعالیٰ قد فضلکم بالاسلام وجعلکم من امۃ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام وزادکم ایمانا ویقینا ونصرکم نصرا مبینا فقال فیکم الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا واعلموا ان الرسول صلے اللہ علیہ وسلم کان یوجہ وھمتہ الی الشام فقبضہ اللہ تعالیٰ واختارلہ ماعند ہ صلے اللہ علیہ وسلم الاوانی عازم ان اوجہ المسلمین باھالیھم واموالھم الی الشام فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی بذالک قبل موتہ فقال زویت لی الارض مشارقھا ومغاربھا

اور کسی سے ظہور میں نہیں آیا۔ واقدی نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے ان کے عہد میں مسیلمہ کذاب ابن قیس مارا گیا جس نے دعوی نبوت کیا تھا اور انہی نے بنو حنیفہ سے قتال کیا۔ نیز انہی کے زمانہ میں سجاح اور اسود عنسی مارے گئے اور طلیحہ شام کی طرف بھاگ گیا اور انہی نے یمامہ کو فتح کیا اور تمام عرب ان کا مطیع ہوگیا اس وقت انھوں نے ارادہ کیا کہ ملک شام پر لشکر کشی کریں اور ان کی توجہ غزوۂ روم کی طرف مائل ہوئی چنانچہ انھوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد (نبوی) میں جمع کیا اور (منبر پر) کھڑے ہوکر اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد کیا اس کے بعد فرمایا کہ اے لوگو! تم کو واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اسلام کے سبب سے فضیلت دی ہے اور تم کو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں کیا ہے اور تمھارے ایمان اور یقین کو ترقی دی ہے اور کھلم کھلا تمھاری مدد کی ہے اور تمھارے ہی حق میں فرمایا ہے کہ الیوم اکملت الخ یعنے آج میں نے کامل کر دیا تمھارے لئے دین تمھارا اور پوری کردی میں نے تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا میں نے اسلام کو تمھارے لئے دین۔ اور یہ بھی تم کو واضح رہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور ہمت ملک شام کی طرف تھی مگر اللہ نے ان کو اٹھالیا اور ان کے لئے اپنا قرب پسند کیا صلے اللہ علیہ وسلم۔ لہٰذا اب میں ارادہ رکھتا ہوں کہ تمام مسلمانوں کو جمع کرکے شام کی طرف بھیجوں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے (اشارۃً) مجھے اس کا حکم دیا تھا اور فرمایا تھا کہ زمین کی مشرق و مغرب سب میرے لیپیٹ دی گئی ہے اور جس قدر حصہ زمین کا میرے لئے

وسيبلغ ملك امتي ما زوي لي منها فما تأمروني
ذلك رحمكم الله قالوا يا خليفة رسول الله صلى الله
عليه وسلم مرنا بأمرك وابعثنا حيث شئت فإن الله
عز وجل فرض طاعتك علينا فقال تعالى
أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ
مِنْكُمْ قال ففرح ابو بكر رضي الله عنه
بقولهم وسر سرورا عظيما ونزل من المنبر
فكتب الكتاب الى ملوك اليمن وامراء
العرب والى اهل مكة وكانت الكتب
كلها يومئذ نسخة واحدة بسم الله الرحمن
الرحيم من عبد الله عتيق بن ابي قحافة الى
سائر المسلمين سلام عليكم فاني احمد الله
الذي لا اله الا هو واصلي على نبيه محمد
صلى الله عليه وسلم واني قد عزمت على
ان ابعثكم الى الشام لتأخذوها من يدي
الكفار فمن عزم منكم على الجهاد فليبادر الى
طاعة الله وطاعة رسوله ثم كتب انْفِرُوا
خِفَافًا وَثِقَالًا الآية ثم بعث الكتاب اليهم
واقام منتظرا جوابهم وقدومهم فكان
اول من بعث الى اليمن انس بن مالك
خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم
انتهى كلامه. ودلالت بر بودن حضرت صديق رضي
الله عنه كالجارحه دريں دعوت وظهور سر حديث قدسي
كه خطاب آنحضرت صلى الله عليه وسلم واقع است
وابعث جيشا نبعث خمسة مثله دريں واقعه

پہنچایا گیا وہاں تک میری امت کی سلطنت پہنچے گی۔ پس اب تم
لوگ (اس بارے میں) کیا کہتے ہو اللہ تم پر رحم کرے ان لوگوں
نے کہا۔ یا خلیفۂ رسول اللہ (ہمارا کہنا آپ کے سامنے کیا ہے)
آپ اپنے حکم سے ہمیں اطلاع دیں اور جہاں چاہیں ہمیں
بھیج دیں کیونکہ اللہ عزوجل نے آپ کی اطاعت ہم پر فرض
کی ہے چنانچہ فرمایا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و
اولی الامر منکم یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ خوش ہوئے اور بہت
مسرور ہوئے اس کے بعد منبر سے اتر آئے اور بادشاہان یمن
اور سرداران عرب اور اہل مکہ کے نام خطوط لکھے ان تمام خطوط
کا مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم عبد اللہ ملقب
بہ عتیق بن ابی قحافہ کی طرف سے تمام مسلمانوں کو واضح ہو
سلام ہو تم پر۔ میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی
معبود نہیں اور درود پڑھتا ہوں اس کے نبی محمد صلے اللہ علیہ
وسلم پر۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تم کو ملک شام کی طرف بھیجوں
تاکہ تم لوگ اس کو فتح کرو پس جو شخص تم میں سے جہاد کا ارادہ
کرے اس کو چاہیئے کہ سبقت کرے (کیونکہ) طاعت خدا و
طاعت رسول (اسی پر) موقوف ہو رہی ہے) آخر میں یہ آیت
لکھی تھی انفروا خفافا وثقالا اس کے بعد یہ خطوط سب کے
پاس بھیجدیئے اور ان کے جواب کا انتظار کیا سب سے پہلے جو
شخص یمن بھیجا گیا وہ حضرت انسؓ بن مالک تھے جو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ واقدی کا کلام ختم ہوا۔
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ان کے بلانے میں مثل جارحہ کے
ہونا اور ان کا اس واقعہ میں اس حدیث قدسی کا مظہر ہونا جو
اللہ تعالیٰ نے بخطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمائی
کہ تم ایک لشکر بھیجو تو ہم ویسے ہی پانچ لشکر بھیجدیں گے بالکل

ظاہر است بر بود آن ایں نامہ در دل مردم کارے
که از میزان عقل معاشی بیرون است تا آنکه در
غزوۂ یرموک چہل ہزار کس مجتمع شدند و کوشش
عجیب از دست ایشاں بر روئے کار آمد و فتحے
که ہیچگاہ از زمان حضرت آدم تا ایں دم واقع نہ
شدہ بود ظہور نمود کشودہ کار اضعافِ مضاعف
از کوشش و اہتمام ظاہر گردید و ایں فعل
حضرت صدیق دستور العمل فاروق اعظم
شد رضی اللہ عنہما ہمیں اسلوب در واقعۂ
قادسیہ دعوت اعراب فرمود فی [illegible]
روضۃ الاحباب [illegible] که در غزوۃ القادسیۃ
چوں خبر رسید که عجم یزدگرد را بپادشاہی برداشتہ
دا مور خود بہا ساختند امیر المؤمنین عمر
رضی اللہ عنہ بہر یک از عمال خود نامہ نوشت
بدیں مضمون که باید دراں ناحیہ ہر کرا داند که اسپ
و سلاح دارد و از اہل نجدت و شجاعت
و مقاتلہ بود ساختگی نمودہ تجہیز تمام
بجانب مدینہ روان سازد و ہم چنیں
دعوت امیر المؤمنین عثمان برائے کمک
عبداللہ بن ابی سرح چوں وے با ملک افریقیہ
مقاتلہ در پیش کرد مشہور است چوں ثابت شد که ایں
خلفا داعی بودند بدعوت موصوفہ فی القرآن ثابت
شد که خلفائے راشدین بودند دعوت ایشان
موجب تکلیف ناس شد و قبول آں مستحق ثواب
و عدم قبول مستوجب عذاب گشتند

کھلا ہوا ہے چنانچہ (ان کے) اس خط نے لوگوں کے دلوں میں
ایسا اثر کیا جو دنیاوی عقل سے بالاتر ہے۔ یہاں تک غزوۂ
یرموک میں چالیس ہزار آدمی جمع ہو گئے اور ان کے ہاتھ سے
عجیب کوشش ظاہر ہوئی اور ایسی فتح حاصل ہوئی جو حضرت
آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اس وقت تک کبھی نہ ہوئی
تھی۔ مقابلۃ کوشش اور اہتمام کے دوگنا چوگنا نتیجہ حاصل
ہوا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا یہی کام فاروق اعظم کے لئے
دستور العمل بن گیا۔ انھوں نے اسی طریقہ سے غزوۂ
قادسیہ میں اعراب کو دعوت دی۔ روضۃ الاحباب
میں ذکر غزوۂ قادسیہ میں لکھا ہے کہ جب یہ خبر ملی کہ اہل
عجم نے یزدگرد کو بادشاہ بنایا ہے تو انھوں نے اپنے عمال
کو اس مضمون کا خط بھیجا کہ ان اطراف میں جس کو تم
جانتے ہو کہ اس کے پاس گھوڑا اور ہتھیار ہے اور
ہمت و شجاعت بھی رکھتا ہے اور فن حرب سے بھی واقف
ہے اس کو فوراً سامان درست کرکے مدینہ بھیج دو۔
اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی عبداللہ بن ابی سرح
کی کمک کے لئے جب کہ انھوں نے وہاں کے بادشاہ
سے جنگ چھیڑی، اعراب کو بلایا اور یہ واقعہ
مشہور ہے۔

جب ثابت ہو گیا کہ وہ بلانا جس کا ذکر قرآن میں
ہے انہی خلفائے ثلاثہ سے ظاہر ہوا تو ثابت ہو گیا
کہ وہ خلیفہ راشد تھے اور ان کا (لوگوں کو جہاد
کی طرف) بلانا موجب تکلیف شرعی تھا یعنے ان کا
حکم ماننے سے مستحق ثواب اور ان کا حکم نہ ماننے سے
مستوجب عذاب ہوتے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ سُوْرَۃِ الْفَتْحِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ټ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڗ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

محمد پیغامبر خدا است صلی اللہ علیہ وسلم و آنانکہ ہمراہ وے اند سخت اند بر کافران مہربان اند در میان خود می بینی ایشان را رکوع کنندہ سجدہ نمایندہ می طلبند فضل از خدا و خوشنودی را علامت صلاح ایشان در روی ایشان است از اثر سجود این صفت ایشان است در تورات و صفت ایشان در انجیل مانند کشتے است کہ بر آوردہ است گیاہ خود را پس قوت داد آنرا پس سطبر شد پس راست ایستاد بر ساقہای خود بشگفت می آرد زراعت کنندگان را عاقبت حال غلبہ اسلام آنست کہ بخشم آرد خدای تعالیٰ بسبب ایشان کافران را وعدہ دادہ است خدائے تعالیٰ آنان را کہ ایمان آوردند و کارہای شایستہ کردند از ایں امت آمرزش و مزد بزرگ

(چوتھی آیت) اللہ تعالےٰ نے (اسی) سورۂ فتح (چھبیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ)

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) پیغمبر خدا ہیں[1] اور جو لوگ اُن کے ہمراہ ہیں سخت ہیں کافروں پر مہربان ہیں باہم (اے دیکھنے والے!) تو دیکھتا ہے اُن کو رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا طلب کرتے ہیں بخشش کو خدا سے اور خوشنودی کو علامت ان (کے نیک ہونے) کی اُن کے چہروں میں ظاہر ہے سجدوں کے نشان سے یہ (جو کچھ ذکر کیا گیا ہے) اُن کی (وہ) حالت ہے جو توریت میں بیان ہوئی) اور اُن کی وہ حالت ہے (جو) انجیل[2] میں بیان ہوئی ہے، (یہ لوگ) مثل اُس کھیتی کے ہیں جس نے نکالا اپنا انکھوا پھر اُس کو قوی کیا اُس نے پھر وہ فربہ ہوگیا پھر کھڑا ہوگیا اپنی ڈنڈی پر کاشتکاروں کو خوش کرتا ہے۔ (غلبۂ اسلام کی حالت) کا انجام یہ ہے کہ غصہ میں لاتے خدا بسبب اُن کے کافروں کو۔ وعدہ دیا ہے خدا تعالےٰ نے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک کام کئے اُمتِ محمدیہ سے بخشش کا۔

[1] اس آیت کو آیۂ محمد رسول اللہ بھی کہتے ہیں اور آیۂ معیت بھی کہتے ہیں۔ [2] بعض علماء لفظ تورات پر وقف کرنے کو اولیٰ کہتے ہیں اور بعض لفظ انجیل پر جن کے نزدیک تورات پر وقف اولیٰ ہے ان کے نزدیک کھیتی والی مثال صرف انجیل میں ہوگی تورات و انجیل کے تتبع سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کھیتی والی مثال صرف انجیل میں ہے چنانچہ موجودہ انجیل میں جو بروایت متی ہے اس تمثیل کے الفاظ یہ ہیں: آسمان کی بادشاہت خردل کے دانہ کے مانند ہے جسے ایک شخص نے لے کے اپنے کھیت میں بویا وہ سب بیجوں میں چھوٹا پر جب اگا تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا اور ایسا پیڑ ہوتا کہ ہوا کی چڑیاں آکے اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتی ہیں۔

سوق کلام برائے تشریف آں مخلصان
است کہ در سفر حدیبیہ ہمراہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بودند وبشارت
بغلبۂ ایشان بر جمیع الملل قولہ تعالےٰ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ چوں سخن در
ستائش ایں قوم افتاد لازم شد
اوّلاً ذکر امام ایشان و در ستودن
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
ہمیں کلمہ اکتفا کردہ شد کہ محمد
رسول اللہ یعنے کدام فضیلت است
کہ در ضمن رسول اللہ نیامدہ و کل
الصید فی جوف الفرا قولہ وَالَّذِیْنَ
مَعَہٗ مراد ازیں جماعت آنانند کہ
در سفر حدیبیہ ہمراہ آنجناب
بودند صلے اللہ علیہ وسلم زیرا کہ
سوق کلام برائے تشریف ایں
جماعہ است و حقیقت معیت
معیت در رباط است یا در سفرے و معیت
دینیہ مثلاً مجاز است لا یلتفت الیہ ما دام الحقیقۃ
مساغ و در حدیث مستفیض فضیلت اہل حدیبیہ آمدہ

یہ کلام خاص انہی مخلصوں کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے ہے
جو سفرِ حدیبیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے
اور ان کے تمام فرقوں پر غالب آجانے کی بشارت بھی ہے۔
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ جب اس گروہ کی تعریف کی جاتی ہے تو
اس گروہ کے سردار کا ذکر بھی ضروری ہے، (لہٰذا ابتداء آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے کی گئی) اور آپ کی تعریف میں صرف
اسی ایک کلمہ رسول اللہ پر قناعت کی گئی جس سے یہ بات
معلوم ہو گئی کہ کوئی فضیلت ایسی نہیں ہے جو لفظ رسول
اللہ کے ضمن میں نہ آگئی ہو (مثل ہے کہ) جتنے شکار ہیں
سب گورخر کے پیٹ میں ہیں (یعنے گورخر کے مقابلہ میں حقیر
ہیں۔ اسی طرح وصفِ رسالت کے مقابلہ میں باقی اوصاف
کی حالت ہے)۔

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ۔ مراد اس سے وہی لوگ ہیں جو سفر حدیبیہ
میں آنحضرت کے ہمراہ تھے کیونکہ (اوّل تو) اوپر سے کلام انہی
لوگوں کی تعریف میں چلا آرہا ہے (دوسرے) معیت کے معنے
حقیقی کسی مقام میں ساتھ ہونے یا کسی سفر میں ساتھ ہونے
کے ہیں (اس کے علاوہ دوسرے قسم کی معیت) مثلاً معیت
دینیہ معنی مجازی ہیں اور جب تک حقیقی معنے بن سکیں مجازی
معنے مراد نہیں لئے جاتے (تیسرے) حدیث مستفیض میں اہلِ
حدیبیہ کی فضیلت بھی وارد ہوئی ہے۔

[1] دامہ یالس اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ اس مثل کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ایک مرتبہ چند آدمی شکار کھیلنے گئے کسی نے خرگوش مارا کسی نے ہرن کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ، ایک شخص نے گورخر مارا۔ ان لوگوں کی عورتیں باہم اپنے اپنے شوہروں کے شکار کا ذکر کرنے لگیں تو جس عورت کے شوہر نے گورخر مارا تھا اس نے کہا کل الصید فی جوف الفرا یعنی تم سب کے شوہروں کے شکار میرے شوہر کے شکار کے مقابلہ میں حقیر ہیں۔" یہ مثل حدیث شریف میں آئی ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیانؓ کو اندر آنے کی اجازت دینے میں دیر کی اور ان کو روک دیا۔ تو حضرت ابوسفیانؓ نے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم کو اجازت دینے میں یہ مصلحت تھی کہ اور لوگ جن کو اجازت نہ ملے برا نہ مانیں کیونکہ کل الصید فی جوف الفرا۔

قوله اشداء الخ فضائل مجموع اند در دو
نوع حسن معامله که درمیان ابنائے جنس
خود باشد و حسن معامله که در تہذیب
نفس خود بود خدائے تعالیٰ ہر دو قسم را
برائے ایشان جمع مے فرماید درمیان
ابنائے جنس خود این وضع معامله مے
کنند که قوت غضبیه را مقتدی بغضب
الٰہی ساخته اند و رحمت و رقت را
موافق رحمت الٰہیه گردانیده اند ہر که مردود
اوست شدت غضب ایشان بروست
و ہر که مقبول اوست رأفت و رحمت ایشان
برائے اوست وھذا کمال التخلق
باخلاق اللہ تعالیٰ و برائے تہذیب فیما
بینہم و بین اللہ باکثار صلوات مشغول اند که
الصلوٰۃ معراج المؤمن یبتغون فضلا بیان
کمال خلوص ایشان است باطن ایشان موافق
بظاہر است سیماھم فی وجوھھم یعنے
خشوع و نیاز ایشان در بارگاه الٰہی نه
خطره ایست که از یک طرف می آید و طرف
دیگر مے رود بلکه ملکه ایست راسخ که عمرے
در تحصیل این صفت صرف کرده اند و دلہائے
ایشان از صلوات ایشان حظ وافر گرفته
و رنگ مناجات محیط بواطن ایشان شده

اشداء الخ (یہاں سے اُن لوگوں کے فضائل کا آغاز ہے) فضائل
دو قسم کے ہوتے ہیں (ایک) بس معاملہ کا اچھا ہونا جو ہم جنس
ہی لوگوں میں ہوتا ہے اور (دوسرے) بس معاملہ کا اچھا ہونا جو
اپنی تہذیب نفس کے لئے ہو۔ خدا تعالیٰ نے ان دونوں قسم کے
فضائل اُن حضرات کے لئے جمع کر دیئے ہیں۔ (اشداء اور
رحماء میں قسم اول کے فضائل کی طرف اشارہ ہے) یہ اپنے
ہم جنسوں سے اس طرح کا معاملہ کرتے ہیں کہ اپنے غصہ کو بھی انھوں
نے غضب الٰہی کا تابع کر دیا ہے اور اپنی مہربانی اور نرمی کو بھی
انھوں نے رحمت الٰہی کا تابع کر دیا ہے جو اس کا مردود ہے اس پر
ان کا بھی غصہ رہتا ہے اور جو اس کا مقبول ہے اس پر ان کی
بھی مہربانی رہتی ہے یہ اخلاق الٰہی سے متصف ہونے کا اعلیٰ
درجہ ہے اور (تراھم رکعا سجدا سے قسم دوم کے فضائل کی
طرف اشارہ ہے کہ) یہ اپنے اور خدا کے درمیان میں جو معاملات
ہیں ان کی درستی کے لئے نمازوں کی کثرت میں مشغول ہیں
کہ نماز مومن کی معراج ہے۔
یبتغون فضلا ان کے کمال اخلاص کا بیان ہے کہ ان کا ظاہر
و باطن یکساں ہے
سیماھم فی وجوھھم یعنے ان (اصحاب حدیبیہ) کا خشوع اور
خضوع بارگاہ الٰہی میں ایسا نہیں ہے کہ عارضی طور پر ایک وقت
ہو جائے اور دوسرے وقت باقی نہ رہے وہ ایک مضبوط
ملکہ[1] ہے جس کے حاصل کرنے میں انھوں نے عمریں خرچ کر دی
ہیں ان کے دلوں نے ان کی نمازوں سے حظ کامل اٹھایا ہے
اور ان کی مناجات کے رنگ نے ان کے باطن کو ایسا گھیر لیا ہے کہ

[1] ملکہ اس کیفیت کو کہتے ہیں جو نفس انسانی میں مضبوط جم گئی ہو جس کے سبب سے وہ اعمال جو اس کیفیت کو مناسب ہیں بسہولت صادر ہوتے ہیں مثلاً فن
لوہاری کا کسی کے نفس میں ہوگا اس کو ایسی سہولت ہوگی ... دوسرے کو ایسی سہولت نہیں ہوتی ... فن تجارت کا ملکہ ہو جاتا ہو۔

تا آنکہ بر چہرۂ ایشاں طفاحہ از دل ایشاں جوشیدہ و پرتوے از انوار باطن ایشاں بر ظاہر افتادہ کہ کل اناء یترشح بما فیہ

قولہ تعالیٰ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ. وذٰلک ایں جا اشارہ ست بکلمہ کزرع کقولہ تعالیٰ وَقَضَيْنَا اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَاۗءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ

قولہ تعالیٰ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ اینجا چہار کلمہ گفتہ شد اوّل دلالت مے کند بر ابتداے امر و آخر دلالت مے نماید بر کمال نمو او کہ بعد ازاں نموے نیست و شک نیست کہ حق آنحضرت علیہ السلام از حالے بحالے تدریجا بوقوع آمد بوجہے کہ چہار مرتبہ ضبط آں نماید کثیر نمی نماید اجمالا مراد ازیں انتقالات کلیہ است کہ در چہار عدد محصور شود ایں است دلالت لفظ و چوں مصداق ایں کلام را تتبع

اس کا کچھ حصہ ان کے دل سے جوش زن ہو کر ان کے چہرے پر آگیا ہے اور ان کے انوارِ باطن کا پرتو ان کے ظاہر پر بھی آشکار ہے (مثل ہے کہ ہر ظرف سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے)۔

ذٰلك مثلهم. ذٰلك (اسم اشارہ ہے کلمہ کزرع[1] (جو اس کے بعد مذکور ہے اس) کا (مشار الیہ ہے۔ اسم اشارہ کا مشار الیہ سے پہلے آنا برابر رائج ہے جیسے کہ خود کلام پاک میں اس کی مثل قول حق تعالیٰ کے وقضينا اليه ذٰلك الامر ان دابر هٰؤلاء مقطوع مصبحين[2]۔ (یہاں بھی ذٰلک کا مشار الیہ ان دابر هٰؤلاء الخ ہے جو اس کے بعد ہے)۔

کزرع اخرج شطأه۔ یہاں چار باتیں بیان کی گئی ہیں سب سے پہلی بات (یعنے کھیتی کا نکھوا نکلنا) کلام کے آغاز پر دلالت کرتی ہے اور آخری بات (یعنے درخت کا ڈنڈی پر کھڑا ہو جانا) اس کلام کی انتہائے ترقی پر دلالت کرتی ہے جس کے بعد پھر کوئی زینہ ترقی کا باقی نہیں رہتا۔ اور اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقیاں بتدریج اس قدر ہوئیں کہ صرف چار درجے ان کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ لامحالہ یہاں بڑی بڑی ترقیاں مراد ہیں اور ان بڑی ترقیوں کے چار درجے نکلتے ہیں (جس طرح کھیتی کی ترقی کے بے شمار مدارج ہیں ہر آن میں اس کو نئی ترقی حاصل ہوتی ہے مگر بڑی بڑی ترقیاں اس کی یہی چار ہیں جو آیت میں بیان ہوئیں)۔ یہ تو الفاظ کے معنے تھے اب جو ہم مصداق اس کلام کا تلاش

[1] بعض علماء ذٰلک کا مشار الیہ کلمہ کزرع کو نہیں بتاتے بلکہ مضمون سابق کو اس کا مشار الیہ کہتے ہیں پھر اس کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ توراۃ پر وقف کیا جائے دوسرے یہ کہ انجیل پر وقف کیا جائے توراۃ پر وقف کیا جائے تو دوسری صورت میں کزرع والی مثال کا توراۃ و انجیل میں مذکور ہونا ثابت نہ ہوگا۔

[2] ترجمہ۔ اور ہم نے لوط پیغمبر کو یہ فیصلہ سنا دیا کہ صبح ہوتے ہوتے ان سب لوگوں کی جڑ کاٹ ڈالی جائے گی۔

کنیم انتقالات کلیہ چہار عدد مے بینیم
اول آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ
مبعوث شدند و اہل مکہ ہمہ مشرک بودند بتحریفات
آباء خود مطمئن گشتہ بانکار و اضرار
برخاستند اینجا اسلام نو پیدا شد بر اظہار
آں قادر نبودند دوم آنکہ از دست مشرکین
خلاص شدہ بمدینہ ہجرت کردند و بجہاد
اعداء اللہ مشغول شدند بمقابل قریش قصداً
و بمقابل غیر ایشاں تبعاً تا آنکہ فتح مکہ نمودند
و تمام حجاز در اطاعت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم راست گشت اینجا صورت پادشاہی
بالجملہ از نواحی زمین پیدا شد و در
انتہاء ایں حال آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم از دار دنیا برفیق اعلیٰ انتقال فرمودند
حرکت سوم آں بود کہ شیخین با دو پادشاہ
ذو شوکت کہ بر تمام عالم غالب بودند کسریٰ
و قیصر قصد جہاد نمودند تا آنکہ ہر دو دولت
پامال شوکت اسلام گشت و از ایشاں نامے و
نشانے نماند حرکت چہارم خرد کار بسیار ملوک
نواحی کہ در اصل باج دہ کسریٰ و قیصر بودند
و در حد ذات خود نیز قوتے و شوکتے بہم
رسانیدہ بودند بر انداختہ شود و رواج اسلام
در بلاد مفتوحہ پدید آید و در ہر شہرے مساجد
بنا شوند و قضاۃ منصوب گردند و رواۃ
حدیث و مفتیان فقہ متمکن گردند

کرتے ہیں تو بڑی بڑی تبدیلیوں کے چار درجے پاتے ہیں اول
وہ حالت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مبعوث
ہوئے تمام اہل مکہ مشرک تھے اور اپنے باپ دادا کی تحریفات
پر قناعت کئے ہوئے تھے وہ سب لوگ مخالفت اور ضرر رسانی
پر آمادہ ہوگئے اس وقت گویا اسلام نیا پیدا ہوا (اور مخرج
شطأہ کا مرتبہ ظہور میں آیا) حضرت اس کے ظاہر کرنے پر بھی
قادر نہ تھے **دوسری** وہ حالت تھی کہ مشرکوں کے ہاتھ سے
رہائی پاکر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دشمنان خدا سے
جہاد کرنے میں مشغول ہوئے قریش سے قصداً اور غیر قریش سے
تبعاً آپ نے جہاد کیا یہاں تک کہ مکہ کو فتح کرلیا اور تمام حجاز
آپ کی اطاعت میں اچھی طرح آگیا اس وقت ایک چھوٹی سی
ریاست کی صورت پیدا ہوگئی (اور فآزرہ کا درجہ حاصل ہوا)
مگر اسی حالت کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دنیا سے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا **تیسری** حالت وہ
تھی کہ شیخین نے دو پر شوکت بادشاہوں سے کہ تمام دنیا پر
غالب تھے یعنی کسریٰ و قیصر سے قصد جہاد کیا یہاں تک کہ
یہ دونوں سلطنتیں شوکت اسلام سے پامال ہوگئیں اور ان کا نام
و نشان باقی نہ رہا (اب فاستغلظ کا درجہ حاصل ہوا) **چوتھی**
حالت وہ تھی کہ چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی فتح ہوگئیں اطراف
و جوانب کے بادشاہ جو در اصل کسریٰ و قیصر کے باج گزار
تھے اور اپنی جگہ پر خود انھوں نے بھی قوت و شوکت حاصل
کرلی تھی وہ بھی برہم کر دیئے گئے اور اسلام کا رواج مفتوحہ
شہروں میں پیدا ہوگیا اور ہر شہر میں مسجدیں بن گئیں اور
قاضی مقرر ہوگئے اور حدیث کے راوی اور فقہ کے مفتی سکونت
پذیر ہوئے (اور فاستویٰ علیٰ سوقہ کا درجہ حاصل ہوگیا)

وَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ مفہوم گشت یعنی اسلام غالب خواہد آمد و جمعی کثیر در اسلام داخل خواہند شد وعدہ کردہ خدای تعالیٰ مر جمعے را کہ ازیں جماعہ ایمان آوردند و عمل صالح نمودند اجر عظیم کہ نعیم مقیم است قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ التوبۃ جل ذکرہ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ وبعد ذکر من کفرھم واتخاذھم اربابا من دون اللہ یقتضی غضب اللہ علیھم والامر بقتلھم يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ و قال فی سورۃ الصف جل ذکرہ لمن افتری علی اللہ عز وجل يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ می خواہند مشرکان و نصاریٰ وغیر ایشاں کہ فرو نشانند نور خدا بدہان خویش و قبول نمی کند خدا تعالیٰ مگر آں کہ تمام گرداند نور خود را اگرچہ ناخوش دارند آں را کافراں اوست آنکہ فرستاد پیغامبر خود را بہدایت و دین درست[1] تا غالب سازد او را بر ادیان ہمہ آں اگرچہ ناخوش باشند آں مشرکان

استغلظ اور استوای سے سمجھی جاتی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اسلام جب غالب ہو جائے گا اور ایک بہت بڑی جماعت اسلام میں داخل ہو جائے گی تو خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اس بڑی جماعت میں سے جو لوگ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ موصوف ہوں گے اُن کو بڑا اچھا بدلہ یعنے ہمیشگی کی نعمت عنایت فرمائے گا۔

(**ساتویں آیت**) اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ (دسویں پارہ) میں بعد اس کے کہ حکم دیا ہے کہ اہل کتاب سے لڑو یہاں تک کہ وہ ذلیل ہو کر ہاتھ سے جزیہ دیں اور بعد اس کے کہ اُن کے کفر کا اور غیر اللہ کے معبود بنانے کا ذکر کیا ہے جو اللہ کے غضب کو اور اُن کے قتل کا حکم دینے کو مقتضی ہے۔ فرمایا ہے: (ترجمہ) چاہتے ہیں مشرک اور نصاریٰ وغیرہ کہ بجھا دیں نور خدا کو اپنے منہ سے اور قبول نہیں کرتا خدا مگر اس بات کو کہ پورا کرے نور اپنا اگرچہ ناپسند کریں اس کو کافر۔ وہی ہے جس نے بھیج دیا اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے وہ اس کو تمام دینوں پر اگرچہ ناخوش ہوں اس سے مشرک۔

(یہی آیت بتغییر الفاظ دوسرے مقام پر بھی ہے چنانچہ) اللہ تعالیٰ نے سورۂ صف (اٹھائیسویں پارہ میں) اللہ عزوجل پر افترا کرنے والوں کا ذکر کر کے فرمایا ہے۔

[1] اس آیت کو آیت اظہار دین کہتے ہیں۔

در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صورت نگرفت زیرا کہ ہنوز نصاریٰ و مجوس با طرق خود قائم بودند عامہ مفسرین در تفسیر این آیہ فرو ماندند قال الضحاک ذلک عند نزول عیسیٰ علیہ السلام وقال الحسن بن الفضل لیظہرہ علی الدین کلہ بالحجج الواضحۃ امام شافعیؒ سخنے ازیں ہمہ استوار تر آوردہ قال اظہر اللہ رسولہ علی الادیان بان لکل من سمعہ انہ الحق وما خالفہ من الادیان باطل وقد اظہرہ بان جماع الشرک دینان دین اہل الکتاب ودین الامیین فقہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الامیین حتی دانوا بالاسلام واعطی بعض اہل الکتاب الجزیۃ صاغرین وجری علیہم حکمہ فہذا ظہورہ علی الدین کلہ فقیر میگوید ہرگاہ در معنے آیتے اشکالے بہم میرسد دو چیز ضرور است یکی آنکہ کتاب اللہ را بحسب لغت تقریر کنند و بمیزان صراح عقل کہ از شوب وہم پاک باشد بسنجیم اگر ہر دو باہم موافق شدند فبہا والا آں معنے را ترک نمائیم دوم آنکہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشوائی خود سازیم زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبین قرآن است

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاصل نہیں ہوا کیونکہ نصاریٰ و مجوس اُس وقت تک اپنے طریق پر قائم تھے لہذا اکثر مفسرین اس آیت کی تفسیر میں عاجز ہو گئے ہیں۔ ضحاک نے کہا کہ یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوگی۔ حسن بن فضلؒ نے کہا ہے کہ غلبہ سے مُراد حجت و بُرہان کا غلبہ ہے۔ امام شافعیؒ نے ان سب سے زیادہ مضبوط بات بیان کی ہے انھوں نے کہا ہے کہ اپنے رسولؐ کو تمام دینوں پر غالب کر دیا (اس طرح) کہ جن لوگوں نے آپؐ کا کلام سُنا اُن پر واضح کر دیا کہ یہی حق ہے اور جس قدر دین اس کے خلاف ہیں باطل ہیں اور نیز آپؐ کو اس طرح غالب کر دیا کہ گروہ ہائے شرک میں دو دین تھے ایک دین اہل کتاب کا دوسرا دین اُمیوں کا تو اُمیوں کو تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مغلوب کر لیا یہاں تک کہ وہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے اور اہل کتاب (کی یہ حالت ہوئی کہ ان) میں سے بعض نے ذلت کے ساتھ جزیہ دینا منظور کیا اور آپؐ کا حکم ان پر جاری ہو گیا۔ یہی مطلب آپؐ کے دین کا تمام دینوں پر غالب آجانے کا ہے۔

یہ فقیر کہتا ہے کہ جب کسی آیت کے معنی میں کچھ مشکل پیش آجائے تو وہاں دو باتوں کی ضرورت ہے اوّل یہ کہ ہم الفاظ قرآن کو لوگوں کے بیان سکتے ہوئے معنے کے ساتھ عقل خالص کی ترازو میں (جو اوہام کی آفت سے محفوظ ہو) تولیں اگر دونوں میں موافقت ظاہر ہو تو فبہا ورنہ اس معنے کو ہم چھوڑ دیں دوسری بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ہم اپنا پیشوا بنالیں کیونکہ آپ قرآن کے (حقیقی اور اصلی) مفسر ہیں

ملے عرب کے لوگ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مختلف مذہب رکھتے تھے بعض مشرک تھے بعض نصرانی بعض یہودی۔ نصرانی اور یہود کو اہل کتاب کہے جاتے ہیں اور مشرکین کو اُمّی، وجہ اس کی یہ ہے کہ ان میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔

چون غلبۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بر نصارے نجران و مجوس ہجر و یہود
خیبر واقع شد جزیہ و خراج از ایشان ستد
یک پلہ نہیم و کلمہ لیظہرہ علی الدین
کلہ در پلہ دیگر گزاریم باہم موافق نہ
شوند غلبہ بر طائفۂ قلیلہ از
اہل دین غلبہ بر ادیان نہ باشد
غلبۂ تمام آن ست کہ بیضۂ
آن دین مستاصل گردد و نظام ایشان بہم
برہم خورند تا آنکہ ہیچ کس داعی
آن دین نماند و عز و شرف آن
دین مطلقاً زائل گردد اما حدیث
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقد اخرج مسلم عن عیاض بن
حمار المجاشعی ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم
فی خطبتہ الا ان ربی امرنی ان
اعلمکم ما جہلتم مما علمنی یومی
ھذا کل مال نحلتہ عبدا حلال و
انی خلقت عبادی حنفاء کلہم وانہم
اتتہم الشیاطین فاجتالتہم عن دینہم
وحرمت علیہم ما احللت لہم
وامرتہم ان یشرکوا بی ما لم انزل
بہ سلطانا وان اللہ نظر الی
اہل الارض فمقتہم عربہم

(اس قاعدہ کے موافق) جب ہم (لوگوں کے بیان کئے ہوئے
معنے یعنی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ کو جو (مقام) نجران
کے نصرانیوں اور ہجر کے مجوسیوں اور خیبر کے یہودیوں پر آپ کو
حاصل ہوا اور آپ نے ان سے جزیہ اور خراج لیا (عقل خالص
کی ترازو کے) ایک پلڑے میں رکھتے ہیں اور (الفاظ قرآنی یعنی)
لیظہرہ علی الدین کلہ کو دوسرے پلڑے میں رکھتے ہیں تو دونو
میں باہم کچھ مناسبت نہیں پاتے ایک تھوڑے سے گروہ پر
غالب آجانا تمام دینوں پر غلبہ نہیں ہوسکتا تمام دینوں پر
غلبہ کے معنے تو یہ ہیں کہ تمام دینوں کی جڑ کھد جائے اور ان کی
جماعتیں درہم برہم ہوجائیں اور کوئی شخص ان دینوں کی طرف
بلانے والا نہ رہے اور ان دینوں کی عزت و بزرگی بالکل زائل
ہوجائے (لہذا ہم نے ان تمام معانی کو چھوڑ دیا) باقی رہی
حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (تو وہ حسب ذیل ہے)
مسلم نے عیاض بن حمار مجاشعی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے خطبہ میں فرمایا کہ سنو میرے
پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں بتادوں جو
تم نہیں جانتے اور آج اللہ نے مجھے ان کا علم دیا ہے (اللہ فرماتا
ہے کہ) جس قدر مال میں نے کسی بندہ کو دیا وہ حلال ہے اور
(فرماتا ہے) میں نے اپنے سب بندوں کو عقیدہ شرک سے محفوظ
پیدا کیا ہے مگر شیاطین ان کے پاس آئے اور ان کو ان کے (فطری)
دین سے ہٹا دیا۔ اور (فرماتا ہے کہ) میں نے بندوں کے لئے جو
چیزیں حلال کی تھیں شیاطین نے ان پر حرام کردیں اور
شیاطین نے انھیں سکھایا کہ وہ میرے ساتھ اس کو شریک بنائیں
جس کی کوئی سند میں نے نہیں اتاری اور (فرماتا ہے کہ) اللہ
نے تمام روئے زمین کے لوگوں کو دیکھا اور سب کو ناپسند کیا یا عرب

وَجَعَلَهُمْ لَا بَقَاءَ مِنْ هَنْ كَتْب وَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَابْتَلِيَ بِكَ وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أُحَرِّقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ إِذًا يَثْلَغُوا رَأْسِي فَيَدَعُوهُ خُبْزَةً فَقَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا أَخْرَجُوكَ وَاغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ الحديث وأخرج مسلم عن ثوبان قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إن اللّٰه زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ الحديث وأخرج مسلم عن أبي هريرة قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم هَلَكَ كِسْرَى ثُمَّ لَا يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ

کی مگر سوا چند اہل کتاب کے (جو اصلی دین پر قائم ہیں) اور فرماتا ہے کہ (اے محمدؐ) میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تاکہ (ان لوگوں کے ذریعے سے) تمھاری آزمائش کروں اور تمھارے ذریعے سے (ان کی) آزمائش کروں اور فرماتا ہے کہ میں نے تم پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس کو پانی دھو نہیں سکتا تم سوتے اور جاگتے اس کو پڑھتے ہو۔ اور (رسول اللہ نے فرمایا) اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں قریش کو جلا (کر ہلاک کر) دوں۔ میں نے عرض کیا کہ اے پروردگار اگر ایسا کروں تو وہ میرا سر پھوڑ کر روٹی (کی طرح) رکھ دیں گے۔ فرمایا کہ تم بھی ان کو (مکہ سے) نکال دو جس طرح انھوں نے تم کو نکالا اور تم ان سے جہاد کرو ہم تم کو جہاد کی قوت عنایت کریں گے اور تم (جہاد کے لئے) خرچ کرو ہم تم کو دیں گے اور تم ایک لشکر بھیجو ہم ویسے ہی پانچ لشکر بھیجیں گے۔ اور مسلم نے حضرت ثوبانؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا اور میں نے اس کی مشرق و مغرب سب دیکھ لیں اور بیشک میری امت کی سلطنت وہاں تک پہنچے گی جو میرے لئے لپیٹ دی گئی اور فرمایا کہ مجھے سرخ و سفید دونوں قسم کے خزانے دیئے گئے۔ اور مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کسریٰ (یعنے شاہ فارس) برباد ہو گیا اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر بھی یقیناً برباد ہو جائے گا اور اس کے

له دونوں خزانوں سے مراد سونا اور چاندی ہے۔ سله کسریٰ اور قیصر کی سلطنت کی فتح کی پیشین گوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی بار بیان کی ایک بار جب کہ [illegible] سنہ ۸ھ [illegible] تھا کفار قریش سے فرمایا تھا کہ اگر تم میری اطاعت کرو گے تو عرب و عجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے [illegible] دونوں کے بیان میں [illegible] مسلمان کے خزانے خندق میں [illegible] پتھر پر ضرب لگائی [illegible] روایت بعض طریقوں کے بیان [illegible] صاحب [illegible] [illegible]
روم و قیصر [illegible] گفت [illegible] [illegible]

لا یکونُ قیصرُ بعدہ ولتقسمُنّ کنوزھما فی سبیل اللہ واخرج مسلم عن جابر بن سمرۃ قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لتفتحنّ عصابۃٌ من المسلمین او من المؤمنین کنز آل کسریٰ الذی فی الابیض. واخرج الترمذی فی حدیث طویل عن عدی بن حاتم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا اخاف علیکم الفاقۃ فان اللہ ناصرکم ومعطیکم حتی یسیرَ الظعینۃُ فیما بین یثرب والحیرۃ اکثر ما تخاف علی مطیتھا السرق قال فجعلتُ اقول فی نفسی فاین لصوص طی. واخرج احمد عن المقداد انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یبقی علی ظھر الارض بیتُ مدرٍ ولا وبرٍ الا ادخلہ اللہ کلمۃ الاسلام بعزّ عزیزٍ وذُلّ ذلیلٍ اما یعزّھم اللہ فیجعلھم من اھلھا او یذلّھم فیدینون لھا قلتُ فیکون الدین کلہ للہ. ترجمہ مقتضای این احادیث صحیحہ آنست کہ تمام ظہور دین بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواہد بود

بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور تم لوگ ان دونوں (بادشاہوں) کے خزانے اللہ کی راہ میں تقسیم کروگے۔ اور مسلم نے حضرت جابرؓ بن سمرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ یقیناً ایک جماعت مسلمانوں کی یا (فرمایا) مومنوں کی آلِ کسریٰ کے خزانے کو جو سپید محل میں ہیں فتح کرے گی اور ترمذی نے ایک بڑی حدیث میں حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) میں تم پر فاقہ (کی مصیبت) کا خوف نہیں رکھتا کیونکہ اللہ تمہارا مددگار اور تمہارا دینے والا ہے (تمہاری دولتمندی اس حد تک پہنچے گی کہ) ایک بڑھیا یثرب سے لے کر حیرہ تک جہاں اکثر چوروں کا خوف ہوتا ہے تنہا سفر کرے گی (اور کوئی اُس سے مزاحمت نہ کرے گا) حضرت عدیؓ کہتے ہیں اس وقت میرے دل میں یہ خیال آیا کہ قبیلۂ طَے کے ٹھگ (اس زمانہ میں) کہاں چلے جائیں گے۔ اور امام احمدؒ نے حضرت مقدادؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ فرماتے تھے روئے زمین پر کوئی گھر اور کوئی خیمہ باقی نہ رہے گا جس میں اللہ کلمۂ اسلام کو داخل نہ کرے کسی سعادتمند کو عزت دے کر یا کسی بدنصیب کو ذلت دے کر، عزت دینے کی صورت یہ ہے کہ اللہ ان کو اہلِ اسلام میں سے کردے اور ذلت دینے کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کے محکوم بن جائیں۔ حضرت مقدادؓ کہتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ اس وقت ہر جگہ دین اللہ کا ہوگا۔ ان احادیثِ صحیحہ کا مقتضا یہ ہے کہ پورا غلبہ دین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوگا (لہٰذا انہی احادیث کو ہم نے جیسا

اگر عائد ضمیر بہدیٰ و دین حق راجع گردانیم معنے چنیں باشد کہ ارسال رسول بہدیٰ و دین حق مقتضی خواہد بود ظہور آں ہدیٰ و دین حق بر جمیع ادیان اینجا لازم نیست کہ بحضور آنحضرت ؐ باشد ارسال مقتضی ظہور بودہ است گو بعض ظہور بردست نوّاب آنجناب بوقوع آید صلی اللہ علیہ وسلم و اگر عائد راجع برسول باشد نیز دور نیست ظہور دین کہ بردست نوّاب آنحضرت واقع شود ظہور آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ اگر بتوانی شنید نکتہ باریک بشنو خدائے تعالیٰ چوں پیغامبرے را برائے اصلاح عالم و تقریب ایشاں بخیر و تبعید ایشاں از شر مبعوث گرداند و در غیب الغیب آں اصلاح را صورتے معین فرماید تا در ہماں صورت ظاہر شود لاجرم آں صورت در بعثت پیغامبر ملفوف خواہد بود باز چوں حکمت الٰہی اقتضا فرماید انتقال پیغامبر از عالم ادنیٰ برفیق اعلیٰ پیش از تکمیل آں صورت لامحالہ آں پیغامبر بجہت اتمام آں مقاصد کہ مطوی و ملفوف در بعثت او ست شخصے از اُمت خود را جارحہ خود سازد و او را تربیت کند تا دل او شایستہ حلول داعیہ الٰہی گردد باز وصیت نماید او را بآں

بنایا اور آیت کریمہ کو آپ کے زمانہ حیات سے متعلق نہ رکھا الفاظ قرآنی بھی اس کو نہیں چاہتے کہ حضرتؐ کی حیات ہی میں دین حق کو غلبہ کامل ہو جائے چنانچہ) اگر لیظہرہ کی ضمیر منصوب متصل ھدای اور دین حق کی طرف پھیریں تو مطلب یہ ہوگا کہ رسول کا ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجنا سبب ہو جائے گا اس ہدایت اور دین حق کے تمام دینوں پر غالب ہونے کا۔ اس صورت میں کچھ ضروری نہیں کہ وہ غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو جائے آپؐ کا مبعوث ہونا غلبہ کا سبب ہو گیا گو تمام اس غلبہ کا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبوں کے ہاتھ پر ہوا اور اگر یہ ضمیر رسول کی طرف پھیری جائے تب بھی کچھ بعید نہیں ہے کیونکہ دین حق کا غلبہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبوں کے ہاتھ سے ہوا بلاشبہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا غالب ہونا ہے۔

اگر تم سن سکتے ہو تو ایک باریک نکتہ سنو۔ خدا تعالیٰ جب کسی پیغمبر کو اصلاح عالم کے لئے اور بنی آدم کو نیکیوں سے نزدیک کرنے اور بدیوں سے دور کرنے کے لئے مبعوث فرماتا ہے اور غیب الغیب میں کوئی خاص صورت اس اصلاح کی مقرر کر دیتا ہے تاکہ وہ اصلاح اسی صورت میں ظاہر ہو تو لامحالہ وہ صورت خاص اس پیغمبر کی بعثت میں پوشیدہ ہوتی ہے پھر جب حکمت الٰہی اس پیغمبر کو عالم ادنیٰ سے رفیق اعلیٰ کی طرف قبل اس صورت کی تکمیل کے لیجانا چاہتی ہے تو لامحالہ وہ پیغمبر ان مقاصد کے پورا کرنے کے لئے جو اس کی بعثت میں مندرج ہیں اپنی اُمت میں سے کسی شخص کو اپنا آلہ بناتا ہے اور اس کو تربیت کرتا ہے تاکہ اس کا دل الہام خداوندی کے نزول کے قابل ہو جائے اور پھر اس شخص کو ان مقاصد کی وصیت کر دیتا ہے اور ان کی

و تحصیل ثواب زیاده بر آن ورد مانند آنکه تمام آن چنانکه شخصی استطاعت بدنی نداشته باشد که قصد حج نماید و استطاعت مالی دارد واجب شود او را که دیگری را از جهت حج باحجاج فرستد و نام او در حج ثبت گردد و بسبب اطاعت شود و سهم وافی از ثواب حج تحصیل نماید و این قسم استخلاف در امم سابقه واقع شده حضرت موسیٰ علیه السلام حضرت یوشع را خلیفه خود ساخته حضرت عیسیٰ حواریین را خلیفه گردانید و در انجیل مذکور است که حضرت عیسیٰ علیه السلام نانی بدست خود گرفته و گفتند این گوشت و پوست عیسیٰ است یاران را و قسمت فرمودند چون ایشان آن نان را خوردند حضرت عیسیٰ مناجات فرمود چنانکه ایشان آن نان را بخوردند و در ابدان ایشان فرو رفت همچنان عیسیٰ در بدن ایشان در آید خداوندا نظر رحمتی که بمن داری در کار ایشان کن تا بندگان ترا بسوی تو خوانند موافق همین قاعده چون عالم بالکلیه بسوی مثلی شد در جناب ربوبیت و عقیده رجا و ترک اعتبار و عدم خوف از عواقب که مخالف مذاهب جمیع انبیاء است علیهم السلام غضب الٰهی بجوشید و داعیه انتقام در ملکوت پیدا شد

ترغیب دیتا ہے اور ان مقاصد کے پورا ہونے کی دعا مانگتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص بدنی قوت نہ رکھتا ہو کہ حج کا ارادہ کر سکے مگر مالی طاقت رکھتا ہو تو اس پر ضروری ہو کہ فریضہ حج کے پورا کرنے کے لئے دوسرے سے حج کرائے اور اس کے نامۂ اعمال میں دوسرے کا حج لکھا جائے اور یہ شخص بوجہ سبب ہونے کے حکم الٰہی کا مطیع ہو اور ثواب حج کا پورا حصہ حاصل کرے۔ اس قسم کا خلیفہ بنانا امم سابقہ میں ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع کو اپنا خلیفہ بنایا تھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو اپنا خلیفہ بنایا تھا (حضرت عیسیٰ کے خلیفہ بنانے کا ایک عجیب طریقہ تھا) انجیل میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ نے ایک روٹی اپنے ہاتھ میں لی اور فرمایا کہ یہ عیسیٰ کا گوشت اور پوست ہے پھر وہ روٹی آپ نے حواریوں میں تقسیم کر دی جب انھوں نے اس روٹی کو کھایا تو حضرت عیسیٰ مناجات کرنے لگے اور فرمایا کہ (یا اللہ) جس طرح انھوں نے یہ روٹی کھالی اور وہ ان کے بدن میں حلول کر گئی اسی طرح عیسیٰ ان کے بدن میں حلول کر جائے۔ اے خداوندا جو نظر رحمت تو میری طرف رکھتا ہے وہی ان پر مبذول فرما کہ یہ لوگ تیرے بندوں کو تیری طرف بلائیں۔ اسی قاعدہ کے موافق جب عالم میں جناب الوہیت کے متعلق برے اعتقاد پھیل گئے اور عقیدۂ ارجاء[1] کا رواج ہو گیا یعنے اعمال کو ساقط از درجۂ اعتبار سمجھنا اور (برے) کاموں کے (بد) انجام سے خوف نہ کرنا جو تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کے خلاف ہے تو غضب الٰہی جوش میں آیا اور ارادۂ انتقام (عالم) ملکوت میں پیدا ہوا

[1] مشرکین کا دین تو ظاہر ہی ہے اور یہود و نصاریٰ کے دل میں یہ تھا کہ اعمال کا کچھ اعتبار نہ رہ گیا یہود و نصاریٰ کا خیال تھا کہ ہم برے اعمال بھی کریں تب بھی جنت میں جائیں گے کیونکہ ہم خدا کے دوست ہیں۔

بعد ازاں اہلاک و تلاف ایشاں را اجلے باز بست کہ مدّتی است بکلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ چوں آں وقت در رسید افضل افراد بشر را مبعوث گردانید کہ ذاتِ مقدس آنحضرت باشد صلی اللہ علیہ وسلم و وحی خود بر وی صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمود و آنجناب باقصی الہمّت بجانب آں ہدی و دینِ حق دعوت نمود مستعدّان سعادت اندوز گشتند و اشقیا ملعون ابدی شدند و در ضمن ایں بعثت معنی انتقام ازاں جماعات کہ سوء اعتقاد در جناب الوہیت داشتند ملفوظ شد و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب او در ایں انتقام بمنزلۂ جارحہ بودند مانند جبرئیل در صیحۂ ثمود ہٰذا حروبے کہ بامر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع شد مظنۂ نزول برکات عظیمہ بر حاضرین در گشت یک ساعت حضور در آں مشابہ خیر کار بر نسبت صد سالہ میکند در تہذیب باطن ہٰذا در شریعت ما ثواب جہاد بالاترین ثواب سائر قربات است و فضل اہل بدر و احد و حدیبیہ محقق و مقرر پس صورت اصلاح عالم گرفتن انتقام

پھر اُن لوگوں کے ہلاک و برباد کرنے کا ایک وقت مقرر ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ (ترجمہ) ہر گروہ کے لئے ایک وقت ہے جب وہ وقت آجاتا ہے تو ایک ساعت کے لئے بھی وہ گروہ نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے نہ آگے۔ چنانچہ وہ وقت آگیا تو حق تعالیٰ نے افضل افراد بشر یعنے ذات مقدس ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اپنی وحی آپ پر نازل فرمائی اور آنجناب نے بڑی انتہائی کوشش کے ساتھ اس ہدایت اور دین حق کی طرف لوگوں کو بلایا قابلیت رکھنے والے سعادت اندوز ہوئے اور بدبخت لوگ ملعون ابدی بن گئے۔ اسی بعثت کے ضمن میں وہ ارادۂ انتقام ان لوگوں سے جو جناب الوہیت کے متعلق برے اعتقادات رکھتے تھے قائم کیا گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ (باوجود سراپا رحمت ہونے کے) اس انتقام میں بمنزلۂ جارحۂ الٰہی کے ہو گئے جس طرح حضرت جبرئیلؑ (باوجود سراپا رحمت ہونے کے) صیحۂ ثمود[1] کے وقت جارحۂ الٰہی بنے تھے۔ اسی وجہ سے جو لڑائیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے واقع ہوئیں وہ ان لڑائیوں میں شریک ہونے والوں کے لئے موجب نزول برکات عظیمہ تھے اور ان لڑائیوں میں ایک ساعت کی شرکت صد سالہ عبادت کی برابر تہذیب باطن میں کارگر ہوئی اسی وجہ سے ہماری شریعت میں جہاد کا ثواب تمام عبادات کے ثواب سے بالاتر ہے اور اہل بدر و اہل احد و اہل حدیبیہ کی فضیلت ثابت کی گئی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس آخر زمانہ میں اصلاح عالم کی اور دشمنان خدا

[1] صیحہ جسے آواز کہتے ہیں قوم ثمود سخت آواز سے ہلاک کی گئی تھی ثمود وہی قوم ہے جس کی طرف حضرت صالح علیہ السلام پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے جب قوم نے اونٹنی کو ہلاک کر ڈالا جو معجزہ سے پیدا ہوئی تھی تو یہ عذاب نازل ہوا۔

از آنجا کہ انتقام نزدیک خدا بوضعے خاص معین شد غیر خسف ایشان بزمین یا نزول مطر حجارہ یا ہلاک بصیحہ وذٰلک لحکمۃ لا یعلمہا الا ہو۔ وآں وضع خاص ظہور دین ایشان است بر ادیان ہمہ وآں در ضمن کشتہ شدن حامیان ادیان وداعیان آنہا بقتل وسبی ونہب واخذ خراج وجزیہ وازالہ دولت وشوکت ایشان وپامال وبے مقدار ساختن ایشان واین وضع خاص در اصل بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملفوف شد وبعثت آنجناب متضمن این صورت است قال تعالیٰ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما بعثتک لابتلیک وابتلی بک ودر تواریخ عجم وروم باسانید معلوم می شود کہ ایشان یقین داشتند کہ عنقریب دولت ایشان برہم خورد ودولت عرب متمکن گردد منجمان ایشان از نحوست طالع سلطنت ودر افلاک ونظر عداوت در میان خود وقوت کوکب عرب اطلاع بر ذٰلک دانستند وکاہنان بکہانت خود وساحران

سے انتقام لینے کی ایک خاص صورت مقرر ہو گئی تھی اور وہ صورت یہ نہ تھی کہ وہ (مثل قوم قارون کے) زمین میں دھنسا دیئے جائیں یا (مثل قوم ہود وغیرہ کے) ان پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں یا (مثل قوم ثمود کے) صیحہ سے ہلاک کئے جائیں اس خاص صورت کی تعیین کسی ایسی حکمت کے سبب سے ہوئی جس کو سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا اور وہ خاص صورت یہ تھی کہ ادیان (باطلہ) کے حامیوں اور دعوت دینے والوں کو بذریعہ قتل و گرفتاری و تاراج و بندش و خراج و جزیہ سرنگوں کرکے اور ان کی دولت و شوکت کو پامال اور بے حقیقت کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے دین کو غلبہ دیا جائے اور یہ صورت خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی اور آنجناب کی بعثت اس خاص صورت پر متضمن تھی اور یہی مطلب اس آیت کا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لئے بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے اور یہی مطلب اس حدیث قدسی کا ہے کہ (اے محمد) تم کو میں نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے ذریعہ سے (ان لوگوں کی) آزمائش کروں۔

عجم اور روم کی تواریخ سے باسانید یہ بات بدیہی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ وہ لوگ اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ عنقریب ہماری دولت درہم و برہم ہو جائے گی اور دولت عرب (عالم) میں جاگزین ہوگی۔ نجومیوں نے یہ بات اوضاع فلکی کو اپنی سلطنت کے حق میں منحوس دیکھ کر اور اس سلطنت کے ستاروں کی باہمی عداوت کو دیکھ کر اور ستارہ عرب کی قوت کو دیکھ کر اور کاہنوں نے اپنی کہانت کے رو سے اور ساحر

بس بریں بیداری وقت دانستند آں شناختند اما ایں نکتہ برکل
جماہیر مخفی ماند کہ داعیۂ انتقام از فوق سبع سموات
نازل شدہ و ملأ اعلیٰ و ملأ سافل ہمہ بآں رنگ رنگین
گشتہ ایں اوضاع فلکیہ اجل ست برائی انتقام
ایں جماعات نہ مؤثر حقیقی اگر داعیۂ نازلہ از
غیب الغیب می شناختند حق را از باطل جدا
می دیدند بالجملہ دراں وقت جمیع ارض
تحت حکم دو بادشاہ ذی شوکت مجتمع
بود کسریٰ و قیصر و دین ایں ہر دو بادشاہ
بر ادیان دیگر غالب و ہر دو دین باباحت
میل داشتند و عقیدۂ ارجاء بر ہر دو غالب
است کسریٰ و قیصر حامیان ایں دو
دین بودند و داعیان بسوئے آں قولاً و
فعلاً و تسبب کہ الناس علیٰ دین
ملوکھم. در روم و روس و فرنگ و
المان و افریقیہ و شام و مصر و
بعض بلاد مغرب و حبشہ در دین نصرانیت بودند موافق
قیصر و خراسان و توران و ترکستان و زاولستان
و باختر و غیر آں مجوس بودند بمتابعت کسریٰ و سائر ادیان
مثل دین یہودیت و دین مشرکین و دین ہنود و دین
صابئین بزوال شوکت ایں ہر دو پادشاہ شدہ بودند و
ضعیف شدہ و ستمدیدگان ایں جماعت
برہم خوردہ و ناچار مہم داعیۂ ظہور دین برحق

آدمیوں نے خواب سے اور غیبی آوازوں سے اور اسی قسم کی
چیزوں سے معلوم کر لی تھی مگر یہ نکتہ ان لوگوں کو معلوم نہ تھا
کہ ساتوں آسمانوں کے اوپر سے ارادۂ انتقام نازل ہوا ہے اور
ملأ اعلیٰ اور ملأ سافل سب اس رنگ میں رنگے گئے ہیں یہ
اوضاع فلکی اس انتقام کا وقت آجانے کی علامت ہیں نہ کہ
مؤثر حقیقی اگر اس ارادہ کو جو غیب الغیب سے نازل ہوا تھا
وہ لوگ سمجھ لیتے تو حق اور باطل کی ان کو تمیز ہو جاتی۔
الحاصل اس وقت تمام ملک دو پر شوکت بادشاہوں
یعنی کسریٰ و قیصر کے زیر حکم تھا یہ دونوں بادشاہ تمام دوسرے
مذاہب پر غالب تھے یہ دونوں بادشاہ (مذہب) اباحت[1]
کی طرف میل رکھتے تھے اور عقیدۂ ارجاء ان دونوں پر غالب
تھا کسریٰ اور قیصر ان دونوں مذہبوں کے حامی تھے اور
قولاً و فعلاً ان دونوں مذہبوں کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے
اور ان دونوں مذہبوں کی ترویج کا سبب بنے ہوئے تھے
کیونکہ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں روم و
روس اور فرنگ اور جرمن اور افریقیہ اور شام اور مصر
اور بعض بلاد مغرب و حبش قیصر کی موافقت میں نصرانیت
کے مذہب پر تھے اور خراسان و توران و ترکستان و زاولستان
و باختر وغیرہ کے لوگ بہ تبعیت کسریٰ مجوسی تھے اور باقی
مذاہب مثل مذہب یہود و مذہب مشرکین و مذہب ہنود
و مذہب صابئین کے انہی دونوں بادشاہوں کی شوکت
میں پامال اور کمزور ہو رہے تھے اور ان مذاہب کے معتقدین
درہم و برہم ہو چکے تھے لہٰذا ارادۂ الٰہی نے کہ جو کہ دین برحق

---

[1] اباحت کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کو جائز و حلال سمجھ لینا نتیجہ اس مذہب کا یہ ہوتا ہے کہ حلال و حرام کی تمیز کا رواج انسانوں میں ختم ہو جاتا ہے اور احکام حلال و حرام مفقود ہو جاتے ہیں۔

و قصد انتقام از کفرۂ فجرہ برہم زدن دولت کسرے و قیصر را آشیانۂ خود گردانید تا چوں ایں ہر دو دولت برہم خورد اعظم ادیان موجود و اشہر آنہا برہم خوردہ باشد و چوں سطوت اسلام بجائے سطوت ایں دو دولت نشیند سائر ادیان خود بخود پامال شوکت اسلام شوند مانند پائمال بودن آنہا بایں دو دولت بعد مستقر بود ملت حقہ در قطر حجاز کہ نہ در تصرف کسرے بود و نہ در تصرف قیصر ہر دو ازاں غافل بودند و غلبہ بر طور غلبہ ملوک در غیر ایں قطر متصور نبود۔ چوں خدائے تعالٰی برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نعم روحانیہ کہ جز بلحوق رفیق اعلیٰ میسر نیاید اختیار فرمود لازم شد کہ بجہت اکمال ظہور دین حق و اتمام کبت اعداء اللہ استخلاف فرماید تا آں ہمہ در جریدۂ اعمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثبت شود و انتقاف انتقام در بعثت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کار خود کردہ باشد مثل آنکہ بندۂ خاص از بندگان بادشاہ خود در مجالس انس و محافل قدس ہمنشین بادشاہ شود و فتح بعض قلاع کہ بادشاہ بآں قدر تاکید نمودہ است بیکے از خدام خود بازگذارد و بفتح کردن آں قلعہ آں بندۂ خاص بزیادت عزت و خلع و عطایا مخصوص گردد چوں ایں ہمہ گفتہ شد باید دانست کہ

حق کے غالب کرنے اور کفار نابکار سے انتقام لینے کے متعلق تھا } سرزمین حجاز میں { جو نہ کسریٰ کے تصرف میں تھی نہ قیصر کے دونوں اس سے غافل تھے اور (ابتداءً) شاہانہ غلبہ سوائے اس سرزمین کے دوسری جگہ ممکن نہ تھا } دین برحق کے قائم ہو جانے کے بعد کسریٰ و قیصر کی سلطنت کو اپنا آشیانہ بنایا کہ جب یہ دونوں دولتیں درہم و برہم ہو جائیں گی جو موجودہ مذاہب میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مشہور ہیں اور سطوت اسلام ان دونوں سلطنتوں کے قائم مقام ہو جائے گی تو باقی مذاہب شوکت اسلام سے خود بخود پامال رہیں گے جس طرح ان دونوں سلطنتوں سے پامال تھے اور چونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ان روحانی نعمتوں کو جو بغیر رفیق اعلےٰ سے ملے ہوئے حاصل نہیں ہو سکتیں پسند فرمایا اس لئے ضروری ہوا کہ دین حق کے غلبہ کو کامل کرنے اور دشمنانِ خدا کی سرکوبی کو پورا کرنے کے واسطے آپ کسی کو خلیفہ بنائیں تاکہ یہ سب باتیں آپ کے صحیفۂ اعمال میں درج ہو جائیں اور وہ ارادۂ انتقام جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ضمن میں لپٹا ہوا تھا اپنا کام پورا کرے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی خاص اور مقرب ملازم کسی بادشاہ کا (ترقی پاکر) محبت کی مجالس اور مقدس محافل میں بادشاہ کا ہمنشین ہو جائے اور بعض قلعوں کا فتح کرنا جن کے لئے بادشاہ نے بہت کچھ تاکید کی ہے اپنے کسی اچھے کارگزار کے متعلق کر دے اور جب وہ قلعہ (اس کارگزار کے ہاتھ پر) فتح ہو جائیں تو اس ملازم کی عزت بڑھ جائے اور خلعتیں اور بخششیں اس کو ملیں جب یہ سب باتیں بیان ہو چکیں تو اب سمجھ لینا چاہیے کہ

توجیہ صحیح دریں آیت آنست کہ ہر ظہور یکہ دین حق را
حاصل شد ہمہ در کلمہ لیظہرہ علی الدین کلہ مندرج
است و اعظم انواع آں کہ برہم زدن دولت کسریٰ
و قیصر است بالاولیٰ داخل ہمدرست و حاصل لوائے
ایں مرتبہ خلفاء بودند رضی اللہ عنہم مساعی ایں
بزرگواران مقتضائے ارسال آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بود و مندرج دراں و ایشاں از جزو
جارحہ تدبیر غیب بودند در ظہور آں دین ست معنی
خلافت خاصہ از معنے ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ
بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ
کُلِّہٖ آنست کہ ہدی و دین حق کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بآں مرسل بودند ظاہر
و غالب باشد و جلی و مشہور نہ مخفی و مستور
و ایں آیہ حَکَم است درمیان اہل سنت
و اہل بدعت خدائے تعالیٰ ہدی و دین حق
نزد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نازل فرمود
و وے صلے اللہ علیہ وسلم آں را بصحابہ
تبلیغ نمود و صحابہ آں معنے کہ مراد حضرت
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بود فہمیدند
و بقرن تابعین رسانیدند ہم و شرح زیرا کہ
ارادۂ الٰہی نہ محض تعلیم آنحضرت بود صلے
اللہ علیہ وسلم و نہ خروج آنجناب
از عہدۂ تبلیغ اگرچہ سامعان

صحیح مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جس قدر غلبہ دین حق کو حاصل
ہوا وہ سب لیظہرہ میں داخل ہے اور اس غلبہ کے تمام اقسام
میں اعلیٰ درجہ کی قسم یعنی دولت کسریٰ و قیصر کا درہم و برہم کرنا
بدرجۂ اولیٰ داخل ہوگا اور اس قسم اعلیٰ کے حاصل کرنے والے
خلفاء رضی اللہ عنہم تھے انہی بزرگواروں کی کوششیں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے (حق تعالیٰ کو) مقصود تھیں
اور ان کی کوششیں آپ کی بعثت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھیں
اور یہ بزرگوار تدبیر غیبی کے لئے اس کے ظہور کے آلات تھے
خلافت خاصہ کے یہی معنے ہیں۔

پھر (یہ بھی سمجھ لو کہ) آیت مذکورہ میں لیظہرہ کے لفظ
سے ظاہر ہے کہ وہ ہدایت اور دین حق جس کے ساتھ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بھیجے گئے تھے ظاہر و غالب اور روشن
اور مشہور ہوگی نہ کہ مخفی و پوشیدہ۔

یہ آیت حَکَم ہے درمیان اہل سنت و اہل بدعت کے (اہل
سنت اسی آیت کے موافق کہتے ہیں کہ) خدا تعالیٰ نے ہدایت
اور شریعت حقہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو صحابہؓ تک پہنچایا
اور صحابہؓ نے ان معانی کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے (اپنے الفاظ سے) مراد لئے تھے سمجھ لیا اور انھوں نے وہ
تمام باتیں تابعین تک پہنچائیں (اور تابعین نے بھی ان کی
مراد سمجھ کر تبع تابعین تک پہنچایا) و علیٰ ہذا کیونکہ مقصود
الٰہی صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نہ تھی نہ یہ
مقصود تھا کہ آپ فرض تبلیغ سے سبکدوش ہو جائیں گو سننے والے

لہ برخلاف اس کے شیعہ اس دین حق کو ہمیشہ مغلوب و مستور بتاتے ہیں چنانچہ ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ امر ولایت کو خدا نے صرف جبرئیلؑ سے بتایا اور جبرئیلؑ نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حضرتؐ نے صرف علی مرتضےٰ سے۔ کذا فی ...

زنہند بلکہ مراد ظہور دین حق است قرناً
بعد قرنٍ پس کسیکہ گوید کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم دین حق را بصحابہ رسانیدند
لیکن ایشان معنے کہ مراد بود نہ فہمیدند
یا فہمیدند امّا بغرض نفسانی حاصل شد
ایشان را بر کتمان آن دست مبتدع است
پس معتزلہ و شیعہ کہ می گویند انکم ستروّن
ربکم کہ الحدیث معنے آن علم یقینی بود
صحابہ از جہت غموض فہم معنے آن نکردند
شیعہ کہ می گویند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بر خلافت حضرت مرتضے نصّ فرمودہ
بودند صحابہ بغرض نفسانی خود کتم آن کردند
و عصیان امر ورزیدند مبتدع اند اینجا مراد
حق ظہور دین است مراد او را حق رعایت کرم
کی تواند نمود سبحانک ھذا بہتان عظیم
قال اللہ تعالٰی فی سورۃ آل عمران
كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ
أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ
الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ۔
ہستید شما بہترین گروہے کہ بیرون
آوردہ شدند برائے صلاح مردمان
می فرمائید بکار پسندیدہ و منع مے
نمائید از ناپسندیدہ و ایمان

(آپ کی مراد) نہ سمجھیں بلکہ مقصود الٰہی ظہور (اور غلبہ)
دین برحق کا تھا ہر زمانہ میں لہٰذا جو شخص کہتا ہے کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دین برحق صحابہؓ کو
پہنچایا مگر صحابہؓ اُن معانی کو نہ سمجھے جو آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم مراد لیتے تھے یا سمجھے مگر غرض نفسانی
اُن کو اس دین کے پوشیدہ کرنے پر باعث ہوئی
وہ شخص بدعتی ہے۔
معتزلہ اور شیعہ جو کہتے ہیں کہ حدیث انکم ستروّن
ربکم کو (ترجمہ۔ بے شک تم دیکھو گے اپنے پروردگار
کو) میں معنے دیکھنے کے یہ ہیں کہ (قیامت کے
دن) علم یقینی (وجود خدا کا حاصل) ہو جائے گا
مگر صحابہ اس معنے کو بوجہ دقیق ہونے کے نہ
سمجھ سکے اور شیعہ جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضےٰ کی خلافت پر
نص فرما دی تھی مگر صحابہؓ نے غرض نفسانی کی وجہ
سے اس کو چھپا ڈالا اور خلاف حکم کیا یہ سب
لوگ بدعتی ہیں۔
جب دین حق کا غلبہ خدا کو مقصود تھا تو اس کے
مقصود کو کوئی برہم نہیں کرسکتا۔ سبحانک ھذا بہتان
عظیم۔
(آٹھویں آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران
(چوتھے پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):۔
تم ہو بہترین اُس گروہ کے جو نکالے گئے واسطے
(اصلاح) آدمیوں کے حکم دیتے ہو پسندیدہ کام
کا اور منع کرتے ہو ناپسندیدہ (کام) سے اور ایمان

مے آرید بخدا و اگر ایمان مے آوردند
اہل کتاب بہتر بودے ایشاں را
طائفہ از ایشاں مومنان اند و اکثر آنہا
از حد بیروں رفتہ اند قولہ کُنْتُمْ
خَيْرَ أُمَّةٍ بدو وجہ مفسر است یکے آنکہ
شما باین صفت یا بودید در علم الٰہی
باین صفت قولہ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ این
بر آوردن نہ چناں است کہ از عدم
یا از مضیقے بر آوردہ باشند بلکہ
معنیش آنست کہ باطن مقدس آنحضرت
را صلے اللہ علیہ وسلم بداعیہ
اصلاح ناس ممتلی ساختند و شعلۂ
نور از دل وے صلے اللہ علیہ وسلم
بیروں افتاد جمعے کہ مستعد بودند
باں نور متنور گشتند و ہماں داعیہ
از باطن ایشاں سر بر آورد از میان
افراد بشر ایں طائفہ بایں دولت سرفراز
شدند و بایں نعمت مخصوص گشتند
پس ایں جماعہ بر آوردگان حق اند
از میان مردم و کلمۂ لِلنَّاسِ افادہ
مے فرماید کہ ایں تدبیر الٰہی است برائے
اصلاح عباد تا عالمے بواسطۂ ایں گروہ
متنور و متأدب گردد و اخرج البغوی
وغیرہ عن ابی سعید الخدری عن النبی
صلے اللہ علیہ وسلم الا وان

لاتے ہو خدا پر اور اگر ایمان لے آتے اہل کتاب تو بہتر ہوتا
اُن کے لئے کچھ لوگ ان میں سے مومن ہیں اور بہت لوگ ان
میں سے حد سے باہر نکل گئے ہیں۔
کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ کے دو معنے بیان کئے گئے ہیں (اول یہ کہ) تم
اس صفت کے ساتھ (فی الحال) موصوف ہو (دوم یہ کہ) تم علم
الٰہی میں (پہلے ہی سے) اس صفت کے ساتھ موصوف تھے
(کنتم کا مصدر کینونہ بمعنے ہستن بھی آتا ہے اور بمعنے بودن
بھی اسی لحاظ سے یہ دو معنے ہوئے)۔
أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ یہ نکالا جانا ایسا نہیں ہے کہ عدم سے (وجود
میں) یا کسی تنگ مقام سے (وسیع میدان میں) نکالے گئے ہوں
بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ یہ لوگ حق تعالیٰ کے آوردہ ہیں (آوردہ
ہونے کی صورت یہ ہوئی کہ) کارپردازان قضا و قدر نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا باطن مقدس اصلاح بنی آدم کے ارادہ
سے لبریز کر دیا اور (اس ارادہ کی) ایک شعاع نور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک سے نکلی جس قدر لوگ قابلیت
رکھتے تھے وہ اس نور سے منور ہو گئے اور اسی ارادہ نے ان کے
اندر بھی جوش کیا لہٰذا تمام افراد بشر میں وہی لوگ اس
دولت سے سرفراز ہوئے اور اس نعمت کے ساتھ مخصوص ہوئے
پس یہ لوگ افراد بشر کے درمیان حق تعالیٰ کے آوردہ ہوئے
اور لِلنَّاسِ (کا لام جو بقاعدہ لغت نفع کے معنے دیتا ہے)
ظاہر کر رہا ہے کہ یہ تدبیر الٰہی بندوں کی اصلاح کے لئے ہے۔
مقصود یہ ہے کہ ایک عالم اس گروہ کے ذریعہ سے نورانی اور
باادب ہو جائے۔ (اب اس آیت کی تفسیر میں چند حدیثیں سنو)۔
بغوی وغیرہ نے حضرت ابو سعید خدری سے انھوں نے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا آگاہ رہو کہ

هذه الامة توفى سبعين امة هى خيرها واكرمها على الله عزوجل واخرج البغوى عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده انه سمع النبى صلى الله عليه وسلم يقول فى قوله تبارك وتعالى كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قال انتم تتمون سبعين امة انتم خيرها واكرمها على الله واخرج ابو عمر فى الاستيعاب عن عبد الله بن مسعود قال ان الله نظر فى قلوب العباد فوجد قلب محمد صلى الله عليه وسلم خير قلوب العباد فاصطفاه وبعثه برسالته ثم نظر فى قلوب العباد بعد قلب محمد صلى الله عليه وسلم فوجد قلوب اصحابه خير قلوب العباد فجعلهم وزراء نبيه يقاتلون عن دينه واخرج ابو عمر عن ابى هريرة فى قوله تعالى كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ قال خير الناس للناس يجيئون بهم فى السلاسل يدخلونهم فى الاسلام قوله تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ استيناف مسوق لبيان وجه خيريت قال مجاهد كانوا خير الناس على الشرط الذى ذكره الله تعالى تامرون بالمعروف الآية باز آید دو وصف ذکر کرده شد

یہ امت ستر ویں امت ہے اور گزشتہ تمام امتوں سے اللہ عزوجل کے نزدیک بہتر اور بزرگ تر ہے۔ اور بغوی نے بہز بن حکیم سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے اُن کے دادا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کنتم خیر امۃ کے متعلق فرماتے ہوئے سُنا کہ تم لوگ ستر ویں امت ہو اور ان سب امتوں سے اللہ کے نزدیک بہتر اور بزرگ ہو۔ اور ابو عمر نے (کتاب) استیعاب میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا اللہ نے تمام بندوں کے دل کو دیکھا تو اُن میں سب سے بہتر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو پایا لہٰذا ان کو اللہ نے برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ ان کو مبعوث فرمایا۔ پھر (دوبارہ) اللہ نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب بندوں کے دلوں سے آپ کے اصحابؓ کے دلوں کو بہتر پایا لہٰذا ان کو اپنے نبی کا وزیر بنایا کہ وہ اس کے دین (کی طرف) سے لڑتے ہیں۔ اور ابو عمر نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کنتم خیر امۃ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ اس امت کے لوگ بنی آدم کے لئے سب آدمیوں سے زیادہ نفع بخش ہیں۔ اُن کو (میدان جنگ سے پکڑ کر) زنجیروں میں جکڑ کر لاتے ہیں اور اسلام میں داخل کرتے ہیں۔

تامرون بالمعروف۔ یہ ایک نیا جملہ ہے ان لوگوں کے بہترین امت ہونے کی دلیل ہے (یعنی ان اوصاف جمیلہ کے سبب سے تم بہترین ہو) مجاہد (امام المفسرین) نے کہا ہے کہ بے شک وہ لوگ سب سے بہتر تھے ان اوصاف کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائے ہیں (یعنی) تامرون بالمعروف الآیۃ پھر (دیکھو کہ) یہاں دو وصف بیان کئے گئے ہیں۔

یکے فیما بینہم و بین الناس و آں امر بمعروف و نہی عن المنکر است و دیگرے فیما بینہم و بین اللہ و آں ایمان است کہ متضمن بضع و چند شعبہ است قولہ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ افادہ مے فرماید سبب برآوردن ایں امت و آں آن است کہ اہل کتاب وقتے از اوقات امۃ اخرجت للناس بودند صفت ایشاں متغیر شد لہٰذا حکمت الٰہی تقاضا نمود اخراج امتے دیگر از عرب قال البغوی یروی عن عمر رضی اللہ عنہ قال کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تکون لاولنا و لا تکون لاخرنا وقال ابو عمر جاء عن عمر بن الخطاب من سرہ ان یکون من تلک الامۃ فلیؤد شرط اللہ تعالیٰ فیہا و ہر دو قول باہم نزاع ندارند زیرا کہ مفہوم آیت عام است برائے ہر کہ روح داعیہ اصلاح عالم در قلب او نفخ کنند اول امت باشد یا آخر آں لیکن مصداق آں در خارج اول امت است فقط

ایک (وہ جو اُن معاملات کی درستی پر دلالت کرتا ہے جو) ان کے اور دوسرے لوگوں کے درمیان میں رہتے ہیں) اور وہ (وصف) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے دوسرا وہ (جو ان معاملات کی پاکیزگی پر دلالت کرتا ہے جو) ان کے اللہ کے درمیان میں (رہتے ہیں) اور وہ ایمان ہے جس میں ستر سے اوپر کچھ شاخیں ہیں (یہ دونوں وصف جس میں موجود ہوں اس کے جامع اوصاف اور بہترین ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے)۔

ولو آمن (میں) اس امت مرحومہ کے لانے کا سبب بیان فرماتا ہے وہ یہ کہ اہل کتاب بھی کسی وقت میں امۃ اخرجت للناس (کے مصداق) تھے چونکہ ان کی حالت متغیر ہو گئی لہٰذا حکمت الٰہی نے عرب سے ایک دوسری امت کے ظاہر کرنے کا تقاضا کیا بغوی (مفسر) نے کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کنتم خیر امۃ کی فضیلت صرف ہمارے اگلوں کے لئے ہے پچھلوں کے لئے نہیں اور ابو عمرؒ نے کہا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ جس کو خواہش ہو کہ اس گروہ میں (جس کی شان خیر امۃ ہے) داخل ہو جائے اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اوصاف ہم میں بیان کئے ہیں ان کو حاصل کرے۔ حضرت عمرؓ کے ان دونوں قولوں میں باہم مخالفت نہیں ہے کیونکہ مفہوم آیت کا تمام ان لوگوں کو شامل ہے جن کے دل میں ارادہ اصلاح عالم کی روح (کارکنان قضا و قدر) پھونک دیں خواہ اس امت کے اگلوں سے ہوں یا پچھلوں سے (لہٰذا یہ کہنا صحیح ہوا کہ جس کو خواہش ہو وہ ویسا کرے) لیکن (چونکہ) مصداق ان اوصاف کے خارج میں صرف اس امت کے اگلے لوگ تھے۔

جماعت بزرگ تراند در رتبت مراتب
ازاں جماعہ کہ صرف مال نمودند و کارزار
کردند بعد فتح وہر یکے را وعدہ دادہ
است خدائے تعالیٰ خصلت نیک
کہ نجات است وخدائے بآنچہ مے
کنید داناست ایں آیت افادہ
مے فرماید کہ ہمہ صحابہ در یک مرتبہ
نیستند بعضے از بعضے افضل و
اکمل اند بحسب تقدم و تاخر انفاق
وقتال اخرج الحفاظ من حدیث
ابی سعید الخدری عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ
لو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا
ما ادرک مد احدھم ولا نصیفہ۔
من قبل الفتح مفسر بدو وجہ است یکی
فتح مکہ وھو قول الاکثر دوم دیگر صلح
حدیبیہ وھو اوفق باحادیث فضائل
الحدیبیۃ وایں اختلاف مبنی
است بر تفسیر کلمہ انا فتحنا لک
فتحا مبینا کہ بریں دو وجہ تفسیر
کردہ اند وایں آیت بطریق منطوق افادہ
مے فرماید تفضیل جماعۃ کہ قبل فتح

لوگ (جو فتح سے پہلے یہ کام کر چکے) بزرگ تر ہیں [بلندی]
مراتب میں اُن لوگوں سے جنھوں نے (راہ خدا میں) مال خرچ
کیا اور جہاد کیا بعد فتح کے، اور ہر ایک کو وعدہ دیا ہے اللہ
نے اچھی چیز (یعنے نجات) کا۔ اور خدا جو تم کرتے ہو اُس
سے واقف ہے۔

یہ آیت ظاہر کر رہی ہے کہ سب صحابہؓ ایک مرتبہ میں نہیں ہیں
بعض بعض سے افضل واکمل ہیں بموافق مقدم و متاخر ہونے
کے خرچ کرنے اور جہاد کرنے میں تمام ائمہ محدثین نے بواسطہ
حضرت ابو سعید خدریؓ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا میرے صحابہؓ کو برا نہ کہو قسم
اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر کوئی شخص تم میں
سے کوہ اُحد کے برابر سونا (راہ خدا میں) خرچ کرے تو وہ اُن
کے ایک مُد[1] یا نصف (کے خرچ) کے برابر (ثواب میں) نہیں پہنچ سکتا
من قبل الفتح (میں فتح) کے دو معنے بیان کئے گئے ہیں اول
فتح مکہ اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے۔ دوسرے صلح حدیبیہ
اور یہ معنی احادیث فضائل حدیبیہ کے زیادہ مناسب ہیں
یہ اختلاف (فتح کے معنی میں) کلمہ انا فتحنا لک فتحا مبینا
کی تفسیر پر مبنی ہے کہ اس کے بھی یہی دو معنے بیان کئے گئے
ہیں (جو لوگ فتح مبین سے فتح مکہ مراد لیتے ہیں وہ یہاں بھی
فتح کے معنے فتح مکہ بیان کرتے ہیں اور جو لوگ فتح مبین سے
صلح حدیبیہ مراد لیتے ہیں وہ یہاں بھی فتح کے معنے صلح
حدیبیہ کہتے ہیں)۔

یہ آیت بطور منطوق[2] کے بتا رہی ہے کہ جن لوگوں نے فتح کے پہلے

[1] ایک پیمانہ کا نام ہے جس کا وزن قریب آدھ سیر کے ہوتا ہے۔ [2] جو مضمون کسی کلام میں صاف صاف مذکور ہو اس کو منطوق کہتے ہیں اور جو اس سے مستنبط ہوتا ہو اس کو مفہوم کہتے ہیں۔ مفہوم دو قسم کا ہوتا ہے ایک مفہوم موافق دوسرے مفہوم مخالف مفہوم موافق ... (باقی صفحہ ...)

انفاق و قتال از ایشان بظہور آمد
بر جماعتے کہ بعد از فتح انفاق و قتال
نمودہ اند و بطریق مفہوم موافق مے
فہمند کہ ہر کہ انفاق و قتال او مقدم
تر افضل تر و قتالے کہ در مکہ بود
بدست و عصا بود و قتالے کہ بعد
ہجرت واقع شد بشمشیر و سلاح
در لغت ہر دو را قتال مے توان
گفت بملاحظہ ہمیں مفہوم موافق
گفتہ اند کہ نزلت فی ابی بکر الصدیق
قال البغوی و روی محمد بن فضیل
عن الکلبی ان ھذہ الآیۃ نزلت فی
ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فانہ
اول من اسلم واول من انفق فی
سبیل اللہ عزوجل قال عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ اول من اظہر
اسلامہ بسیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ
والنبی صلی اللہ علیہ وسلم
وروی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کنت
عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مال خرچ کیا اور جہاد کیا اُن لوگوں سے افضل ہیں جنھوں نے
بعد فتح کے خرچ کیا اور جہاد کیا اور بطور مفہوم موافق کے
سمجھ رہی ہے کہ جس نے (فتح سے پہلے) زیادہ خرچ کیا ہو اور
زیادہ جہاد کیا ہو اس کا مرتبہ (ان لوگوں میں بھی) سب سے اقدم
و افضل ہوگا اور (یہ بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ) جو جہاد مکہ
میں (قبل از ہجرت) تھا وہ ہاتھ سے اور لاٹھی سے تھا اور جو
جہاد بعد ہجرت کے واقع ہوا وہ تلوار سے اور نیزوں سے تھا اور
لغت میں دونوں کو قتال کہتے ہیں۔ (لہٰذا جو جہاد قبل از ہجرت
ہوتا رہا اس کا بھی لحاظ کیا جائے گا) اسی مفہوم کے لحاظ سے
(چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جہاد قبل از ہجرت سب سے مقدم تھا)
لوگوں نے کہا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق
میں نازل ہوئی ہے۔ بغوی نے لکھا ہے کہ محمد بن فضیل نے
کلبی سے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ سب سے پہلے وہی اسلام لائے
اور سب سے پہلے انہی نے اللہ عزوجل کی راہ میں (اپنا مال)
خرچ کیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ سب سے
پہلے جس نے تلوار ہاتھ میں لے کر اپنا اسلام ظاہر کیا وہ
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے
اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ کہتے ہیں
کہ میں (ایک روز) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا

(بقیہ صفحہ) مفہوم ہے جو خود اس عبارت سے سمجھتا ہو۔ اور مفہوم مخالف وہ مفہوم ہے جو اس عبارت کی جانب مخالف سے نکلتا ہو جیسے اللہ تعالیٰ
کا قول ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنات ترجمہ۔ جو شخص طاقت رکھے تم میں سے کہ نکاح
کرے آزاد مسلمان عورتوں سے تو مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرے۔ منطوق اس آیت کا لونڈی سے نکاح کا جواز ہے۔ اور مفہوم موافق اس کا لونڈی
سے نکاح کا افضل ہونا ہے کہ آزاد سے نکاح کرنے کا مقدور نہ ہو اور مفہوم مخالف اس کا یہ ہے کہ جب آزاد عورت سے نکاح کا مقدور
ہو تو لونڈی سے نکاح جائز نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک مفہوم مخالف قابل استدلال نہیں ہوتا۔

علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ فی الظہور فقال یا ابا بکر انا قلیل فلم یزل یلح علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتفرق المسلمون فی نواحی المسجد وقام ابوبکر فی الناس خطیبا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس وکان اول خطیب دعا الی اللہ عز وجل والی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وثار المشرکون علی ابی بکر وعلی المسلمین فضربوہم فی نواحی المسجد ضربا شدیدا ووطئ ابوبکر وضرب ضربا شدیدا ودنا منہ الفاسق عتبۃ بن ربیعۃ فجعل یضربہ بنعلین مخصوفتین ویحرفہما بوجہہ واثر ذلک حتی ما یعرف انفہ من وجہہ وجاءت بنو تیم تتعادی فاجلوا المشرکین عن ابی بکر وحملوا ابابکر فی ثوب حتی ادخلوہ فی بیتہ ولا یشکون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلانِ اسلام کی بابت اصرار کیا آپ نے فرمایا اے ابوبکرؓ ابھی ہم لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ مگر وہ برابر آپ سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور تمام مسلمان کعبہ کے اندر اِدھر اُدھر بیٹھ گئے اور ابوبکرؓ وعظ کہنے کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیٹھے ہوئے تھے وہ سب سے پہلے واعظ ہیں جنہوں نے اللہ عز وجل اور اس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو بلایا (حضرت صدیقؓ کا وعظ کہنا تھا کہ) مشرکوں نے اُن پر اور نیز اور مسلمانوں پر بھی ہجوم کر لیا اور اُن کو مارنا شروع کیا کعبہ کے اندر جس قدر مسلمان تھے سب کو بہت سخت مارا اور ابوبکرؓ تو پیروں سے روند کر گئے اور بہت ہی سخت مارے گئے اور اسی حالت میں عتبہ بن ربیعہ خبیث ان کے قریب گیا اور اُس نے دو سلی ہوئی جوتیوں سے ان کو مارنا شروع کیا اور اُن کے مبارک چہرہ پر مارتے مارتے پھٹنے کے قریب پہنچا دیا چہرہ پر اس قدر ورم آ گیا کہ ناک اور منہ معلوم نہ ہوتا تھا۔

(مترجم کہتا ہے کہ اللہ اکبر کیسی خوش نصیبی اور اقبال مندی حضرت صدیقؓ کی تھی آقائے نامدار حبیب مختار صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی محبت میں جان فدا کر رہے ہیں اِس دن کی تمنا تو ہر جانباز کو ہوتی ہے مگر ہر ایک کی ایسی قسمت کہاں ہے

بجرم عشق تو ام می کشند و غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائی ست)

اتنے میں (حضرت صدیقؓ کے قبیلہ) بنی تیم کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور انھوں نے مشرکوں کو ابوبکرؓ کے پاس سے ہٹایا اور اُن کو کپڑے میں لاد کر اُن کے گھر لے گئے ان سب کو یقین تھا کہ

في موته ورجع بنو تيم فدخلوا
المسجد وقالوا والله لئن مات
ابو بكر لنقتلن عتبة ورجعوا
الى ابي بكر فجعل ابو قحافة
وبنو تيم يكلمون ابا بكر
حتى اجابهم فتكلم آخر النهار
ما فعل رسول الله صلى الله
عليه وسلم فنالوه بألسنتهم
وعذلوه ثم قاموا وقالوا لام الخير
بنت صخر انظري ان تطعميه
شيئا او تسقيه اياه فلما خلت به
والحت جعل يقول ما فعل رسول
الله صلى الله عليه وسلم قالت
والله ما لي علم بصاحبك فقال اذهبي
الى ام جميل بنت الخطاب فاسأليها
فخرجت حتى جاءت ام جميل فقالت ان
ابا بكر يسألك عن محمد بن عبد الله قالت
ما اعرف ابا بكر ولا محمد بن عبد الله
وان تحبي ان امضي معك الى ابنك
فعلت قالت نعم فمضت معها
حتى وجدت ابا بكر صريعا
دنفا فدنت منه ام جميل واعلنت
بالصياح وقالت ان قوما نالوا
منك هذا لاهل فسق واني لارجو
ان ينتقم الله لك قال

اب یہ زندہ نہ رہیں گے پھر بنی تیم کے لوگ لوٹ کر کعبہ میں آئے
اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم اگر ابوبکرؓ مر گئے تو ہم ضرور ضرور عتبہ کو
مار ڈالیں گے۔ اس کے بعد پھر وہ ابوبکرؓ کے پاس آگئے۔ ابوقحافہ (ان کے
والد) اور قبیلہ بنی تیم کے اور لوگ برابر ان کو پکارتے تھے (مگر
وہ جواب نہ دیتے تھے) بالآخر شام کے قریب جواب دیا اور یہ
بات کہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں تمام بنی تیم کے
لوگوں نے ان کو ملامت کی اور طعنے دیئے (کہ دیکھو تم نے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اپنی جان و آبرو سب تباہ کر دی)
اس کے بعد وہ لوگ اٹھ گئے اور (حضرت صدیقؓ کی والدہ)
ام الخیر بنت صخر سے کہہ گئے کہ دیکھو ان کو کچھ کھلا پلا دینا چنانچہ
وہ ان کے پاس گئیں اور انھوں نے بہت اصرار کیا مگر وہ یہی
پوچھتے رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ ام الخیر
نے کہا واللہ مجھے تمھارے صاحب کی کچھ خبر نہیں حضرت ابوبکرؓ
نے کہا کہ تم ام جمیل بنت خطاب کے پاس جاؤ اور ان سے حضرتؐ
کا حال پوچھو چنانچہ وہ ام جمیل کے پاس گئیں اور کہا کہ ابوبکرؓ تم
سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبد اللہ کا حال پوچھتے ہیں
ام جمیل نے (براہ رازداری صاف انکار کر دیا) کہا نہ میں ابوبکرؓ
کو جانتی ہوں نہ محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور
اگر تم چاہو تو میں تمھارے ہمراہ تمھارے بیٹے کے پاس چل سکتی ہوں
ام الخیر نے کہا اچھا چلو۔ چنانچہ ام جمیل ان کے ہمراہ گئیں اور انھوں
نے دیکھا کہ ابوبکرؓ پڑے ہوئے ہیں اور بہت سقیم حالت ہے
ام جمیل ان کے قریب گئیں اور (ضبط نہ کر سکیں) چلا اٹھیں کہ
جن لوگوں نے تمھارے ساتھ ایسا کیا ہے بڑے نابکار لوگ ہیں
مجھے یقین ہے کہ اللہ تمھارا انتقام ان سے لے گا حضرت ابوبکرؓ نے
کہا (یہ باتیں تو پھر کرنا) پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ما فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت هذه أمك تسمع قال فلا عين عليك منها قالت سالم صحيح قال فأين هو قالت في دار الأرقم قال فإن لله علي ألية أن لا أذوق طعاما أو شرابا أو آتي رسول الله صلى الله عليه وسلم فأمهلتا حتى إذا هدأت الرجل وسكن الناس خرجتا به يتكئ عليهما حتى أدخلتاه على النبي صلى الله عليه وسلم قالت فأكبت عليه فقبله وأكب عليه المسلمون ورق له رسول الله صلى الله عليه وسلم رقة شديدة فقال أبو بكر بأبي أنت وأمي ليس بي ما نال الفاسق من وجهي هذه أمي برة بوالديها وأنت مبارك فادعها إلى الله تعالى وادع الله عز وجل لها عسى أن يستنقذها بك من النار فدعا لها رسول الله صلى الله عليه وسلم فأسلمت

کیسے ہیں؟ ام جمیل نے (آہستہ سے) کہا کہ تمہاری والدہ سن رہی ہیں (ابھی نہ پوچھو) حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میری والدہ سے تم کچھ اندیشہ نہ کرو، ام جمیل نے کہا (بحمد اللہ) صحیح و سالم ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ ام جمیل نے کہا کہ ارقم کے گھر میں (اس کے بعد ام جمیل اور حضرت صدیقؓ کی والدہ دونوں نے ان سے کھانے کے لئے اصرار کیا) حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں نہ پہنچوں گا کچھ نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا ان دونوں نے (یہ سنکر) توقف کیا یہاں تک کہ جب (رات بہت آگئی اور) پہروں کی چاپ موقوف ہوگئی اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر سو رہے تھے تو دونوں ان کو لے چلیں حضرت ابوبکرؓ ان دونوں پر ٹیک لگائے ہوئے چل رہے تھے یہاں تک کہ دونوں نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دیا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ پہنچتے ہی حضرت ابوبکرؓ آپ پر جھک پڑے اور آپ کی جبین مبارک پر بوسہ لیا اور تمام مسلمان ابوبکر صدیقؓ پر جھک پڑے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی حالت دیکھ کر بہت سخت رقت طاری ہوئی حضرت ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں اس خبیث نے جو میرے منہ پر مارا تھا اب اس کا کچھ بھی اثر مجھے نہیں معلوم ہوتا (اس وقت ایک عرض یہ ہے کہ) میری یہ والدہ اپنے ماں باپ کی بڑی خدمت گزار ہیں اور آپ مورد برکت ہیں لہذا ان کو اللہ کی طرف بلائیے اور اللہ عز وجل سے ان کے لئے دعا کیجئے امید ہے کہ اللہ ان کو آپ کی برکت سے دوزخ سے بچائے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی اور وہ اسلام لے آئیں

فاقاموا مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم شہرا وہم تسعۃ
وثلاثون رجلا وکان اسلام
حمزۃ یوم ضرب ابوبکر واخرج
البخاری عن عروۃ ابن الزبیر
قال سألت عبد اللہ ابن عمرو
عن اشد ما صنع المشرکون
برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال رأیت عقبۃ بن ابی معیط
جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فوضع رداءہ فی عنقہ فخنقہ بہ
خنقا شدیدا فجاء ابوبکر
حتی دفعہ عنہ فقال أتقتلون
رجلا ان یقول ربی اللہ وقد
جاءکم بالبینات من ربکم
واخرج الحاکم عن انس قال لقد
ضربوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حتی غشی علیہ فقام
ابوبکر فجعل ینادی و
یقول ویلکم اتقتلون رجلا ان
یقول ربی اللہ قالوا من ہذا قالوا
ہذا ابن ابی قحافۃ المجنون و
قال ابن اسحق حدثنی نافع عن
ابن عمر قال لما اسلم عمر قال ای
قریش انقل للحدیث قیل لہ

ایک مہینہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف انتالیس مسلمان تھے جس روز حضرت ابوبکرؓ پیٹے گئے اسی دن حضرت حمزہؓ اسلام لے آئے اور بخاری نے عروہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عبد اللہ بن عمرو (بن عاصؓ) سے پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت کام جو مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا وہ کیا تھا۔ انھوں نے کہا (سب سے زیادہ سخت نظارہ جو) میں نے دیکھا (وہ یہ تھا کہ) عقبہ بن ابی معیط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کی چادر آپ کے گلے میں لپیٹ کر اس سے آپ کا گلا گھونٹنا شروع کیا حضرت ابوبکرؓ (کو خبر ہوئی تو وہ) آئے اور انھوں نے عقبہ کو آپ کے پاس سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایک شخص کو قتل کئے ڈالتے ہو اس بات پر کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس کھلی ہوئی نشانیاں تمہارے پروردگار کے پاس سے لایا اور حاکم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ کافروں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے (راستے میں) ابوبکرؓ (آگئے اور انھوں نے آپ کو بچا لیا اس کے بعد وہ) کھڑے ہو گئے اور پکار کر کہنے لگے تم لوگوں کی خرابی ہو کیا تم ایک شخص کو قتل کئے ڈالتے ہو صرف اس بات پر کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور بیشک وہ معجزات بھی تمہارے پاس تمہارے پروردگار کے یہاں سے لایا۔ کافروں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کسی نے کہا کہ یہ ابو قحافہ کا مجنون بیٹا ہے۔ اور (حضرت عمرؓ کے جہاد کی حالت سنو) ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کر کے بیان کیا کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو انھوں نے (لوگوں سے) پوچھا کہ قریش کا کون شخص بات کو جلد مشہور کرتا ہے؟ کسی نے کہا کہ

جميل بن معمر الجمحي قال فغدا عليه قال عبد الله بن عمر وغدوت أتبع أثره وأنظر ما يفعل وأنا غلام أعقل كل ما رأيت حتى جاءه فقال أعلمت يا جميل اني أسلمت ودخلت في دين محمد صلى الله عليه وسلم قال فوالله ما راجعه حتى قام يجر رداءه واتبعه عمر واتبعت أبي حتى إذا قام على باب المسجد صرخ بأعلى صوته يا معشر قريش وهم في أنديتهم حول الكعبة ألا إن ابن الخطاب قد صبأ قال يقول عمر من خلفه كذب ولكن قد أسلمت وشهدت أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله وثاروا إليه فما برح يقاتلهم ويقاتلونه حتى قامت الشمس على رؤوسهم قال وطلح فقعد وقاموا على رأسه وهو يقول افعلوا ما بدا لكم فأحلف بالله لو قد كنا ثلاثمائة رجل لقد تركناها لكم أو تركتموها لنا قال فبينا هو على ذلك إذ أقبل شيخ من قريش عليه حلة حبرة وقميص

جمیل بن معمر جمحی چنانچہ حضرت عمرؓ اُس کے پاس گئے عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا اس زمانہ میں میں بچہ تھا مگر جو کچھ دیکھتا تھا اس کو سمجھ لیتا تھا حضرت عمرؓ نے اُس کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ اے جمیل کیا تمہیں معلوم ہے میں اسلام لے آیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو گیا۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اُس نے اُن کا کچھ جواب نہ دیا اور اپنی چادر گھسیٹتا ہوا چلا اور حضرت عمرؓ بھی اس کے ساتھ ہو لئے میں بھی اپنے والد کے ساتھ تھا یہاں تک کہ وہ جا کر کعبہ کے دروازہ پر کھڑا ہوا اور نہایت بلند آواز سے اُس نے پکارا کہ اے گروہ قریش! [اور وہ سب لوگ کعبہ کے گرد اپنی اپنی نشستگاہ میں تھے] سنو! ابن خطاب بے دین ہو گیا، حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اس کے ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے کہ یہ جھوٹا ہے میں بے دین نہیں ہوں بلکہ مسلمان ہو گیا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اُس کے بندے اور اس کے رسول ہیں (یہ سنتے ہی) کافروں نے ان پر ہجوم کیا اور میرے والد کافروں کو مارنے لگے اور کافر میرے والد کو یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی۔ بالآخر میرے والد تھک کر بیٹھ گئے اور وہ سب لوگ سر پر ان کے پاس کھڑے ہوئے (اور مارنا شروع کیا) میرے والد یہ فرماتے جاتے تھے کہ جو تم سے ہو سکے کر دو۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم لوگ تین سو بھی ہوتے تو یا تو ہم مکہ کو تمہارے لئے خالی کر دیتے یا تم مکہ ہمارے لئے خالی کر دیتے۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اسی اثنا میں قریش کا ایک بوڑھا آدمی آیا اور وہ (مقام) حیرہ کی (بنی ہوئی) چادر اور تہبند اور ایک عمدہ قمیص

مُوَشّٰی حتی وقف علیہ فقال
ما شأنکم قالوا صبا عمر قال فمہ
رجل اختار لنفسہ امرًا فماذا
تریدون أترون بنی عدی
بن کعب یُسلمون لکم صاحبہم
هٰذا خلّوا عن الرجل قال
فواللہ لکانّما کانوا ثوبًا کُشط عنہ
قال فقلت لابی بعد ان ہاجر الی
المدینۃ یا أبتِ من الرجل الذی زجر
القوم عنک بمکۃ یوم اسلمت و
ہم یقاتلونک قال ذاک ای بنیّ
العاص بن وائل السہمی۔ چوں
این ہمہ بیان نمودیم ست گوئیم
چوں افضلیت شیخین بر جماعہ
کہ بعد فتح مسلمان شدند بالمنطوق
ثابت شد و بر جماعہ متقدمہ
بالمفہوم خلافت ایشاں خلافت
راشدہ باشد و یکے از لوازم
خلافت خاصہ افضلیت خلیفہ
است بعامۂ مسلمین بتفضیل کلی بہ نسبت
خواص ایشاں کہ مستعد خلافت اند
و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با ایشاں معاملہ
شغل لازمۂ میفرمود بتفضیل جزئی مختصہ بہ کہ
در حکم تفضیل کلی باشد خصوصاً در امورے کہ
مناسب ریاست و خلافت باشند

پہنے ہوئے تھا اس نے کہا کہ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ ان
لوگوں نے کہا کہ عمر بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا اچھا چھوڑو
ایک شخص نے اپنے نفس کے لئے جو چاہا کیا اب تم کیا چاہتے ہو
کیا تم سمجھتے ہو کہ بنی عدی اپنا آدمی تمہارے حوالے کر دیں گے
(کہ تم اس کو قتل کر ڈالو لہٰذا) اس شخص کو چھوڑ دو۔ حضرت
ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ وہ لوگ (چاروں طرف سے) مثل چادر
کے حضرت عمرؓ کو لپٹے ہوئے تھے (جب ہٹائے گئے تو
معلوم ایسا ہوا کہ چادر) آپ کے اوپر سے اتار لی گئی۔ حضرت
ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے بعد اس کے کہ حضرت عمرؓ مدینہ
ہجرت کر گئے آپ سے پوچھا کہ اے باپ! وہ کون شخص تھا جس
نے مکہ میں آپ کے لئے جب آپ اسلام لائے کافروں کو
ڈانٹا تھا کہ اس شخص کو کیوں قتل کئے ڈالتے ہو۔ حضرت عمرؓ
نے کہا اے بیٹے! وہ عاص بن وائل سہمی تھا۔
جب ہم یہ بیان کر چکے تو اب کہتے ہیں کہ در صورتیکہ شیخینؓ
کا ان لوگوں سے افضل ہونا جو بعد فتح کے مسلمان ہوئے
منطوق آیت سے ثابت ہو گیا اور فتح سے قبل اسلام لانے
والوں سے ان کا افضل ہونا مفہوم آیت سے ثابت ہوا تو
(یقیناً معلوم ہو گیا کہ) خلافت ان کی خلافت راشدہ ہے اور
(یہ اس لئے کہ اوپر بیان ہو چکا کہ) خلافت خاصہ کے لوازم
سے ہے کہ خلیفہ عام مسلمانوں پر فضیلت کلی رکھتا ہو اور
خواص پر یعنی ان لوگوں پر جو خلافت کی قابلیت رکھتے ہوں
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ وہ برتاؤ
کیا جو ولیعہد کے ساتھ ہونا چاہیئے، فضیلت جزئی رکھتا ہو مگر
ایسی کہ قریب فضیلت کلی کے ہو خصوصاً ان امور میں
جو ریاست و خلافت کے لئے ضروری ہیں، اور شیخینؓ کے لئے

واللہ اعلم۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی سُورَۃِ الْحِجْرِ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ ہر آئینہ ما فرود آوردیم قرآن را و ہر آئینہ ما نگاہ دارندۂ اویم۔ وقال فی سورۃ القیامۃ لَا تُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۔ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ۔ مجنبان بقرآن زبان خود را تا شتابی کنی بحفظ آں ہر آئینہ وعدہ است برما بہم آوردن وخواندن آں پس چوں بخوانیم قرآن را یعنی نازل گردانیم آں را پس در پے رو قرأۃ او را یعنی استماع آں کن باز ہر آئینہ برما وعدہ است واضح ساختن او را اخرج مسلم فی حدیث عیاض بن حمار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ربہ تبارک وتعالیٰ وَاَنْزَلْتُ عَلَیْكَ کِتَابًا لَا یَغْسِلُهُ الْمَاءُ۔ وایں کنایہ است از آنکہ اگر مساعی بنی آدم صرف شوند در محو قرآن تا ور نشوند بر آں وایں تفسیر حفظ قرآن است باز در آیۂ دیگر صورت حفظ

اس قسم کی فضیلت عوام وخواص سب پر اس آیت سے ثابت ہوگئی (پھر ان کی خلافت کے خلافت خاصہ راشدہ ہونے میں کیا شک رہا)۔ واللہ اعلم۔

(دسویں آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجر (چودھویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):

تحقیق ہم نے اتارا قرآن اور تحقیق ہم حفاظت کرنے والے اس کے[1] ہیں۔

(گیارھویں آیت) اللہ تعالیٰ نے سورۂ قیامۃ (انتیسویں پارہ) میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ):

(اے نبیؐ!) نہ حرکت دو قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو اس لئے کہ جلدی کرو اس کے یاد کرنے میں۔ تحقیق (وعدہ) ہے ہم پر اس کے جمع کرنے اور پڑھے جانے کا پس جس وقت ہم اس کو پڑھیں (یعنے نازل کریں) تو پیچھے رہو اس کے پڑھنے کے (یعنے اس کو سنو) پھر یقیناً ہم پر (وعدہ) ہے اس کے واضح کرنے کا۔ مسلم نے بواسطہ حضرت عیاض بن حمار کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ میں نے تم پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس کو پانی نہیں دھو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر قرآن کے معدوم کرنے میں تمام بنی آدم کی کوششیں صرف ہو جائیں تب بھی کامیاب نہ ہوں گے۔ حفاظت قرآن کی یہی تفسیر ہے۔ پھر دوسری (گیارھویں) آیت میں اس حفاظت کا طریقہ بھی

[1] بعض مفسرین لَهٗ کی ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیرتے ہیں۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم حضورؐ کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ [illegible] سیاق و سباق اس تفسیر کے مناسب نہیں اسی وجہ سے جمہور مفسرین نے لَهٗ کی ضمیر قرآن ہی کی طرف پھیری ہے اور لطف یہ ہے کہ شیعوں نے بھی اپنی تفسیر [illegible] لکھا ہے حالانکہ وہ حفاظت قرآن کے منکر اور تحریف قرآن کے معتقد ہیں۔

بیان فرمود أخرج البخاري عن ابن عباس في قوله عز وجل لا تحرك به لسانك الآية قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعالج من التنزيل شدة وكان مما يحرك شفتيه فأنزل الله عز وجل لا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قال جمعه في صدرك وتقرأه فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قال فاستمع له وأنصت ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ثم إن علينا أن تقرأه فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد ذلك إذا أتاه جبريل استمع فإذا انطلق جبريل قرأه النبي صلى الله عليه وسلم كما قرأ و مرفوع درین حدیث قصۂ آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم فقط و تفسیر جمعہ ای جمعہ فی صدرک تفسیر ابن عباس است تقریرے گوید عفی عنہ درین تفسیر نظر است زیرا کہ سہ کلمہ را بر معانی متقاربہ حمل کردن بعید ے نماید

بیان فرمادیں (کہ اس کو مصاحف میں جمع کرادیں گے۔ اور لوگوں کے دل میں اس کی تلاوت اور تفسیر کا بے اندازہ شوق پیدا کردیں گے)۔ بخاری نے حضرت ابن عباسؓ سے آیت لا تحرک بہ لسانک کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی کے وقت بہت محنت اپنے اوپر گوارا کرتے تھے چنانچہ ایک محنت یہ تھی کہ آپ (وحی سنتے) جاتے تھے اور ساتھ ہی پڑھتے بھی جاتے تھے مگر (بآواز بلکہ صرف) اپنے ہونٹوں کو ہلاتے تھے لہٰذا اللہ عز وجل نے یہ آیت نازل کی لا تحرک بہ الخ جمع کرنے سے مراد سینہ میں جمع کرنا ہے اور پڑھنے سے مراد آنحضرتؐ کا پڑھنا ہے۔ فاتبع قرآنہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو سنو اور سکوت کرو ثم ان علینا بیانہ میں بیان کا مطلب یہ ہے کہ اے محمدؐ! ہم اس کو تمہیں پڑھادیں گے لہٰذا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ جب جبریلؑ آپ کے پاس (وحی لے کر) آتے تو آپ اس کو سنتے پھر جب جبریل چلے جاتے تو آپ اس کو پڑھتے جس طرح جبریلؑ نے پڑھا تھا (بخاری کی روایت ختم ہوئی) اس روایت میں مرفوع حدیث اسی قدر ہے جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کے متعلق ہے جمع کی تفسیر حضرت ابن عباسؓ کی ذاتی رائے ہے۔

یہ فقیر کہتا ہے (اللہ اس سے درگزر کرے) کہ اس تفسیر میں اعتراض ہے کیونکہ (حضرت ابن عباسؓ نے لفظ جمع اور لفظ قرآن اور لفظ بیان کا مآل ایک کردیا سینہ میں جمع کرنا زبان سے پڑھوادینا) سب کا مآل ایک ہی۔ کیونکہ تینوں لفظوں کو قریب قریب معانی پر محمول کرنا بلاغت کی شان سے بعید معلوم ہوتا ہے۔

آری در تفسیر سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی این تقریر
کردن گنجائش میدارد باز فرمودن ثُمَّ اِنَّ
عَلَیْنَا بَیَانَہٗ بر معنے کہ بغیر تراخی معتد بہ
واقع شدہ باشد بعیدے دارد آنچہ در تفسیر
آیت اولیٰ می نماید کہ معنے اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ
آن است کہ لازم است وعدہ جمع کردن
قرآن بر ما در مصاحف وَقُرْاٰنَہٗ یعنے توفیق
دہیم قرائے امت آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم و عوام ایشان را بر تلاوت آن تا سلسلۂ
تواتر او ہم گسستہ نشود و خدا تعالیٰ می فرماید
کہ در فکر آن مباش کہ قرآن از دل تو فراموش
شود و مشقت تکرار آن مکن چہ یکے از خوارق
عادات است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
صعوبت تکرار کہ جمہور مسلمین در حفظ قرآن
می کشند نمی کشیدند و بمجرد تبلیغ جبرئیل
بخاطر مبارک متمکن می شد چہ جائے این
تکرار را بر خود لازم گردانیدہ ایم آنچہ مترتب
از تبلیغ تو متاخر است و آن جمع قرآن
است در مصاحف و خواندن امت است
آن را چہ خواص و چہ عوام پس خاطر خود را
مشغول مشقت حفظ آن مگردان بلکہ چون بر
زبان جبرئیل تلاوت کنیم در پئے
استماع آن باش باز بر ما ست توضیح
قرآن در ہر عصرے جمعے را موفق بشرح
غریب قرآن و بیان سبب نزول آن

ان (سورۂ سبح اسم کی آیت، سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰی کی تفسیر
میں یہ تقریر صحیح ہو سکتی ہے۔ پھر ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کا
ایسا مطلب بیان کرنا جو بغیر معقول تاخیر کے واقع ہوا ہو اور
بھی زیادہ (شانِ بلاغت سے) بُعد رکھتا ہے (کیونکہ لفظ ثم
کلام عرب میں تاخیر کے لئے آتا ہے لہٰذا) زیادہ مناسب اس
آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ کا یہ مطلب
لیا جائے کہ قرآن کو مصاحف میں جمع کرنے کا وعدہ ہمارے
ذمہ ہے اور قُرْاٰنَہٗ کا مطلب یہ لیا جائے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کی امت کے قاریوں کو اور نیز عوام کو ہم قرآن
کی تلاوت کی توفیق دیں گے تاکہ سلسلہ تواتر کا ٹوٹنے نہ
پائے (گویا) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم یہ فکر نہ کرو کہ قرآن
تمہارے دل سے فراموش ہو جائے گا اور اس کے یاد کرنے
کی محنت نہ اٹھاؤ چنانچہ یہ ایک معجزہ تھا کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم قرآن کے یاد کرنے کی محنت جس طرح سب مسلمان
اٹھاتے ہیں نہ اٹھاتے تھے حضرت جبرئیل کے سناتے ہی فوراً
آپ کے دل میں جاگزیں ہو جاتا تھا الغرض تم اے نبی! یہ
فکر نہ کرو، اس فکر کا کیا موقع ہے (دیکھو تو) ہم نے (قرآن
کے لئے) وہ بات اپنے ذمہ لازم کرلی ہے جو تمہارے (فرضِ
منصبی یعنے) تبلیغ سے بھی کئی درجہ پیچھے ہے یعنے قرآن کو مصاحف
میں جمع کرا دینا اور امت سے اس کا پڑھوانا کیا خواص کیا عوام
لہٰذا تم اپنا دل اس کے یاد کرنے میں نہ لگاؤ بلکہ جب ہم (جبرئیل
کی زبان سے) اس کو پڑھیں تو تم سنتے رہو) پھر ثُمَّ
اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کا یہ مطلب لیا جائے کہ) ہمارے ذمہ
ہے قرآن کی توضیح یعنے ہر زمانے میں ہم ایک جماعت کو
قرآن کی لغات کی شرح کرنے اور اس کے شانِ نزول بیان

رابینیم تا مصداق محکم آں
بیان کنند و ایں ہمہ بمرتبہ
متاخر است از حفظ و تبلیغ
آوان را چوں آیات قرآن متشابہ
اند بعض آں مصدق بعض است
وآنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم مبین قرآن عظیم است
حفظ قرآن کہ موعود حق است
بایں صورت ظاہر شد کہ
جمع آں در مصاحف کنند و
مسلمانان توفیق تلاوت آں شرقاً
وغرباً لیلاً ونہاراً یابند
وہمین است معنی لا یغسلہ
الماء یا از جمعہ و قرآنہ
یکجا یاد فرمودن و در وعدہ
بیان کلمہ ثم کہ برائے
تراخی است ذکر نمودن مے
نماید کہ وقت جمع قرآن در مصاحف
اشتغال بتلاوت آں شائع شد و تفسیر
آں من بعد بظہور آمد و در خارج ہمچنیں
متحقق شد اول شروع حفظ آں
از جانب اُبی بن کعب و عبداللہ
بن مسعود بودہ است در زمن حضرت عمر
رضی اللہ عنہ و اول اشتغال بتفسیر از
ابن عباس واقع شد بعد انقضائے ایام خلافت

کرنے کی توفیق دیں گے تاکہ وہ لوگ (آیات قرآنی کے) حکم کا مصداق
بیان کرتے رہیں اور یہ بات تمہارے یاد کرنے سے اور تمہاری
تبلیغ سے بدرجہا بعد کی ہے چونکہ آیات قرآنیہ متشابہ (یعنی ایک
دوسرے سے ملتی جلتی اور) ایک دوسرے کی تصدیق کرنیوالی
ہیں (لہٰذا ان دونوں یعنی دسویں و گیارھویں آیت کو ایک
دوسرے کی تفسیر قرار دینا نہایت مناسب ہے) اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم قرآن عظیم کے (حقیقی) مفسر ہیں (لہٰذا
احادیث سے بھی تفسیر میں مدد لینی چاہیئے) اور احادیث سے
ظاہر ہوتا ہے کہ) حفاظت قرآن کا وعدہ حق تعالیٰ نے کیا
ہے اس طریقہ سے ظاہر ہوگی کہ لوگ اس کو مصاحف میں جمع
کریں اور تمام مسلمان کیا اہل مشرق کیا اہل مغرب رات دن
اس کی تلاوت کی توفیق پائیں (چنانچہ حدیث) لا یغسلہ
الماء سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے۔
پھر (ایک بات یہ بھی سمجھو کہ) جمعہ اور قرآنہ کو (بذریعہ
واو عطف کے) ایک جگہ ذکر کرنا اور وعدۂ بیان میں ثم لانا
جو تاخیر کے لئے ہے اس بات کو بتا رہا ہے کہ قرآن کی تلاوت
کا کام تو اس کے مصاحف میں جمع ہونے کے ساتھ ساتھ
جاری ہو جائے گا اور تفسیر قرآن (کا علم) کچھ زمانے کے بعد
ظاہر ہوگا چنانچہ خارج میں ایسا ہی واقع ہوا قرآن کے
حفظ (کرانے) کا کام حضرت اُبی بن کعبؓ اور عبداللہ بن
مسعودؓ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شروع ہوا
اور تقریباً یہی زمانہ قرآن کے مصاحف میں جمع ہونے کا بھی
تھا۔ اور علم تفسیر کی ترویج حضرت ابن عباسؓ سے زمانۂ
خلافت (خاصہ) کے گزر جانے (یعنی جمع قرآن سے ایک عرصۂ
تاخیر) کے بعد شروع ہوئی۔

چوں این ہمہ ذکر کردیم باید دانست کہ جمع کردن شیخین قرآن عظیم را در مصاحف سبیل حفظ آن است کہ خدای تعالیٰ بر خود لازم ساختہ بود و وعدۂ آن فرمودہ و فی الحقیقت این جمع فعل حق است و انجاز وعدۂ وست کہ بر دست شیخین ظہور یافت و این یکے از لوازم خلافت خاصہ است

اکنون این فصل را بر نکتۂ باریکے ختم کنیم پیش اہل حق نبوت مکتسب نیست کہ بریاضت نفسانیہ و بدنیہ آن را توان یافت و نہ امرے ست جبلی کہ نفس پیغمبر را نفس قدسیہ آفریدہ اند پس بضرورت جبلیہ مندرج شود بتحصیل مناسبۂ قدس بلکہ چوں حال عالم بر وجہے باشد کہ حکمت الٰہیہ مقتضی آں شود کہ خدائے تعالیٰ از فوق سمٰوات سبع ارادہ فرماید اصلاح بنی آدم و اقامت عوج ایشاں بالقاء داعیہ در قلب اذکیٰ بنی آدم و انجع و اعدل ایشاں تا بعلوم و اعمالے کہ صلاح ایشاں دراں خواہد بود امر فرماید و بر ایشاں الزام کند آن را جزم

جب یہ سب باتیں ہم بیان کر چکے تو اب جاننا چاہیئے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کا قرآن عظیم کو مصاحف میں جمع کرنا قرآن کی اس حفاظت کا ذریعہ بنا جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ذمہ لازم کیا تھا اور جس کا وعدہ فرمایا تھا پس درحقیقت یہ جمع کرنا خدا کا کام تھا اور اسی کے وعدہ کا انجاز تھا جو شیخین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ سے ظاہر ہوا (لہٰذا شیخین رضی اللہ عنہما جارحۂ الٰہی ہوئے) اور یہ بات (یعنے جارحۂ الٰہی ہونا) خلافت خاصہ کے لوازم سے ہے (جیسا کہ اوپر بیان ہوا)۔

اب ہم اس فصل کو ایک باریک نکتے پر ختم کرتے ہیں۔

وہ نکتۂ باریک یہ ہے کہ اہل حق کے نزدیک نبوت کسبی چیز نہیں ہے کہ نفسانی اور بدنی ریاضتوں سے اس کو حاصل کر سکیں نہ پیدائشی چیز ہے کہ (کارکنان قضا و قدر نے) نفس پیغمبر کو آفرینش کے وقت نفس قدسی بنا دیا ہو جس کی وجہ سے خود بخود (بالاضطرار) پیغمبر سے ایسے ہی افعال صادر ہوں جو تقدس کے مناسب ہوں بلکہ (نبوت ایک الٰہی امر کا مرتبہ ہے جو عین وقت پر عنایت ہوتا ہے اس مرتبہ کے عنایت ہونے کے اسباب و شرائط یہ ہیں کہ) جب دنیا کی حالت ایسی ہو جائے کہ حکمت الٰہیہ اس بات کا تقاضا کرنے لگے کہ خدا تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے بنی آدم کی اصلاح کا اور ان کی کج رفتاریوں کو راست کرنے کا ارادہ فرمائے اس طرح کہ جو شخص بنی آدم میں سب سے زیادہ پاکیزہ اور عالی ہمت اور راستباز ہو اس کے دل میں (داعیہ) ارادہ ڈالے تاکہ وہ ان علوم و اعمال کا (جن میں بنی آدم کی اصلاح ہوگی) حکم دے اور حجت و برہان سے ان کو ملزم کرے اگر وہ لوگ

گردند چنانکہ اگر نکنند مخاصمہ
نمایند یا مجاہدہ تا آنکہ سعدا از اشقیا
ممتاز گردند و عالم بنور ہدایت منور
شود و مقتضای عالم این کیفیت
خاص را چنان است کہ اجتماع صغری
و کبرے مقتضی نقض نتیجہ گردد
بر نفس شخص و تسخین مقتضی گردد
انقلاب آن را بہوا چون عالم این را
اقتضا کند قضائی الٰہی نازل شود از فوق
سبع سموات بملأ اعلیٰ و ملأ اعلیٰ
ہمہ بآن رنگ رنگین شوند و سیل سیل
برکات ملأ اعلیٰ برین نفس
قدسیہ فرو ریزند و در ملأ اعلیٰ برائے این
نفس بصور مناسبہ متمثل شوند و علوم شرعیہ
و احسانیہ وغیرہا در این نفس بیندازند و این
نفس قدسیہ بتدبیر مجرد از فوق سبع
سموات نازل شدہ در سدرۃ المنتہیٰ
باحکام مثالیہ متلبس گشتہ در ملأ اعلیٰ شائع
شدہ در زمین فرود آمدہ است مطلع شود
و بوحی متلو یا غیر متلو کہ از عالم مجرد
بشایعت این ارادہ نزول فرمود لباس
مناسب ملأ اعلیٰ پوشیدہ باز دیگر
لباس الفاظ و حروف شہادی در بر کردہ بر
قلب این پیغامبر نزول فرمایند درین وقت در
اصطلاح شرع گفتہ شود بعث اللّٰہ فلانا

مان جائیں تو بہتر اور اگر نہ مانیں تو ان سے لڑائی یعنی جہاد کرتے
یہاں تک کہ سعادت مند لوگ بدبختوں سے ممتاز ہوجائیں
اور دنیا نور ہدایت سے منور ہوجائے تو دنیا کا (اس حالت پر
آجانا) اس خاص کیفیت (یعنی اصلاح بنی آدم کے متعلق
ارادۂ خداوندی کے قائم ہونے) کو مقتضی (ہوتا ہے اور
یہ مقتضی) ہونا ایسا (ضروری) ہے جیسے صغریٰ و کبریٰ
کا (کسی شخص کے ذہن میں) جمع ہونا اس بات کو مقتضی ہوتا
ہے کہ نتیجہ اس شخص کے نفس پر منکشف ہوجائے یا پانی کا گرم
کرنا اس بات کو مقتضی ہوتا ہے کہ وہ پانی ہوا بن کر اڑ
جائے (المختصر) جب (حالت) دنیا اس کو مقتضی ہوتی ہے
تو قضائے الٰہی سات آسمانوں کے اوپر سے ملأ اعلیٰ میں
اترتی ہے اور ملأ اعلیٰ سب اس رنگ سے رنگین ہوجاتے
ہیں اور بے حساب برکتیں ملأ اعلیٰ کی اس نفس قدسی پر
(جس کے نبی بنانے کا ارادہ ہے) نازل ہوتی ہیں اور ملأ اعلیٰ
کے لوگ اس نفس قدسی کے سامنے مناسب شکلوں میں
متشکل ہوکر آتے ہیں اور علوم ظاہری و باطنی وغیرہ اس نفس
میں ڈالتے ہیں اور یہ نفس قدسی اس غیر مادی تدبیر سے جو
سات آسمانوں کے اوپر سے اتر کر سدرۃ المنتہیٰ میں احکام
مثالیہ کے لباس میں جلوہ گر ہوکر ملأ اعلیٰ میں شہرت پاکر
زمین میں اتری ہے واقف ہوجاتا ہے اور (پھر) وہی تدبیر
اس وحی متلو یا غیر متلو کے ذریعہ سے جو عالم مجرد سے اس
ارادہ (الٰہی متعلق باصلاح عالم) کے ساتھ نازل ہوئی ہے
ملأ اعلیٰ کے مناسب لباس پہننے کے بعد دوبارہ الفاظ و حروف
ظاہری کا لباس زیب تن کرکے اس پیغمبر کے دل میں اتری ہے
اس وقت اصطلاح شریعت میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو

نبیا و امر کرد بتبلیغ احکام و
اوحی الیہ پس نبوت ارادۂ حق است
بسبب خلق ارادہ بر بعثت پیغامبر
بجہت اصلاح عالم نہ امر جبلی و نہ مکتسب
بریاضت آری این دولت نمی دہند
مگر کسے را کہ نفس او نفس قدسیہ باشد و در اصل
جبلت معدود از ملأ اعلیٰ و قوای ملکیہ کہ
در وے مندرج است در نہایت ظہور و غلبہ
و صفا و صلاح و سعادت و مزاج بدن
او در نہایت اعتدال انسانی طبیعت
قویہ دارد مے انقیاد امتثال و قلب
او در شدت متانت و ثبات است اما
منقاد عقل و عقل او در کمال جودت و صحت
ما استعد بما اعلیٰ و نفوس از ایشان و آئینہ برائے
ایشان قوت عاقلہ او شبیہ ادراک ملأ اعلیٰ
است و لہٰذا قبول وحی میسر آید و قوت عاملہ
در غایت صلاح و لہٰذا عصمت صفت او شد
و این امور لازم نبوت است سنۃ اللہ بآن
جاری شدہ کہ نبوت عنایت نفرمایند مگر کسے
را کہ چنین آفریدہ باشد و بسا مردم اصحاب
نفوس قدسیہ کہ بعض این اوصاف یا اکثر آن
متصف باشند و نبوت نصیب ایشان نہ شد
چنانچہ مثل مشہور است ؎

گور نگرفت مگر آنکہ دوید
نہ ہر آنکہ دوید گور گرفت

اللہ نے نبی بنا کر بھیجا اور اس کو تبلیغ احکام کا حکم دیا اور
اس پر وحی نازل کی۔ خلاصہ یہ کہ نبوت ایک صفت ہے
جو ارادۂ بعثت پیغمبر (بنا بر اصلاح عالم) کے سبب سے
(عالم وقت پر شخص مقصود میں) پیدا ہو جاتی ہے کوئی پیدائشی
چیز نہیں ہے نہ کوئی کسبی چیز ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ کارپردازان
قضا و قدر یہ دولت نہیں دیتے مگر اسی شخص کو جس کا نفس
نفس قدسی ہو اور اصل پیدائش میں ملأ اعلیٰ میں اس کا
شمار ہو اور قوائے ملکیہ جو اس میں ہیں نہایت درجہ ظاہر
اور غالب ہوں اور اس کی صفائی اور صلاحیت اور سعادت
اور اس کا جسمانی مزاج نہایت معتدل ہو طبیعت اس
کی حد درجہ کی قوی ہو مگر قلب کی مطیع ہو قلب اس کا
نہایت متین اور دلیر ہو مگر عقل کا فرمانبردار ہو اور عقل اس
کی نہایت تیز اور صحیح ہو مگر ملأ اعلیٰ کی مطیع ہو بلکہ انہی
میں سے ایک فرد اور ان کا آئینہ ہو اس کی قوت عاقلہ ملأ اعلیٰ
کے ادراک کے مشابہ ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ وحی کو قبول
کرتا ہے اور اس کی عملی طاقت نہایت صلاحیت میں ہوتی
ہے اسی سبب سے عصمت اس کی صفت ہوتی ہے یہ باتیں نبوت
کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ عادت الٰہی یوں ہی قائم ہے کہ
نبوت نہیں عنایت ہوتی مگر ایسے ہی شخص کو کہ جس کو کارکنان
قضا و قدر نے ایسا پیدا کیا ہو اور بہت سے نفوس قدسیہ
والے ایسے ہوتے ہیں جن میں یہ بعض اوصاف یا کل اوصاف
پائے جاتے ہیں مگر نبوت ان کو نصیب نہیں ہوتی۔ چنانچہ یہ
مثل مشہور ہے ؎

گور نگرفت مگر آنکہ دوید   نہ ہر آنکہ دوید گور گرفت

اور ایک عربی شاعر اسی مضمون کو کہتا ہے ؎

وَلَا كُلُّ مَنْ يَسْعَىٰ يُصِيبُ أُمُورَهُ
وَلَكِنْ مَنْ صَادَ الْغَزَالَةَ قَدْ سَعَىٰ
قَالَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ اَللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ ۔ وچنانکہ نبوت مکتسب
وجبلی نیست ہمچنین خلافت خاصہ
پیغمبر نیز مکتسب وجبلی نیست
ارادۂ الٰہی از فوق سبع سمٰوات
نازل می شود برائے تمشیت ہدایت پیغامبر
درمیان مردم واتمام نور او واظہار دین
او وانجاز موعود برائے او ایں داعیہ احداث
می فرماید در قلب خلیفہ ہر چند حواریان پیغمبر
را داعیۂ نصرت دین پیغامبر از قبیل الالقاءات
غیبیہ در دل ایشاں متمکن شدہ ہزار
باشند ایں خلیفہ بمنزلۂ دل است وآن
جماعہ بمنزلۂ جوارح اول محل حلول داعیہ
الٰہیہ دل خلیفہ است واز انجا
بمنزلۂ نور چراغ کہ در آئینہائی
منصوبۂ دیوار منطبع می شود
بدیگراں فرود می آید وایں ہمہ
بحدس قریب المأخذ ادراک
کردہ می شود گویا امرے ست
بدیہی بلکہ محسوس بحاسۂ بصر

ولاکل من یسعیٰ یصیب امورہ ۔ ولکن من صاد الغزالۃ قد سعیٰ
(غرض یہ کچھ ضروری نہیں ہے کہ ہر نفس قدسیہ والے کو نبوت
مل جائے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللّٰہ اعلم الآیۃ (ترجمہ)
اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کس نفس میں قائم کرے رسالت
اپنی۔
جسطرح نبوت کسبی اور پیدائشی چیز نہیں ہے اسی طرح پیغمبر
کی خلافت خاصہ بھی کسبی اور پیدائشی چیز نہیں ہے (بلکہ
وہبی) ارادۂ الٰہی جو ساتوں آسمانوں کے اوپر سے ہدایت پیغمبر
کو لوگوں میں جاری کرنے اور نور پیغمبر کو کامل کرنے اور
اُن کے دین کو غالب کرنے اور جو وعدے پیغمبر سے ہوئے
ہیں اُن کے پورا کرنے کے لئے نازل ہوتا ہے ایک داعیہ خلیفہ
کے دل میں پیدا کرتا ہے (اس داعیہ کا پیدا ہونا ہی خلافت
خاصہ ہے تو یہ داعیہ نہ کسبی ہے نہ پیدائشی) پیغمبر کے حواری
جن کے دل میں دین پیغمبر کی مدد کرنے کا داعیہ القاءات
غیبیہ کی وجہ سے جاگزیں ہو ہزاروں ہوں مگر یہ خلیفہ (ان
میں) بمنزلہ دل کے ہوتا ہے اور باقی سب لوگ بمنزلہ ہاتھ
پیر کے۔ سب سے پہلے داعیہ الٰہیہ کے حلول کرنے کا مقام خلیفہ
کا دل ہے پھر خلیفہ کے دل سے وہ داعیہ (مثل روشنی
چراغ کے کہ چراغ سے نکل کر) دیواروں میں لگے ہوئے
آئینوں میں چھپ جاتی ہے) دوسروں کے دل میں اترتا
ہے اور یہ سب باتیں حدس[1] قریب المأخذ سے معلوم ہوجاتی
ہیں گویا ایک بدیہی چیز ہے بلکہ (ایسا سمجھو کہ) آنکھوں سے دکھائی

[1] حدس اس بات کو کہتے ہیں جس کے معلوم کرنے میں فکر کی ضرورت نہ ہو بلکہ مقدمات سے مطلب کی طرف دفعۃً ذہن منتقل ہوگیا ہو انہی مقدمات کو حدس کا ماخذ کہتے ہیں یہ مقدمات اگر ایسے ہوں کہ ہر شخص ان کا ادراک کر سکے تو حدس قریب الماخذ ہوگا ورنہ بعید الماخذ۔ حدس قریب الماخذ کی مثال یہ ہے کہ چاند کی روشنی کی کمی بیشی آفتاب کے قرب وبعد کو دیکھ کر ہم نے یہ معلوم کیا کہ چاند کی روشنی آفتاب سے حاصل ہوتی ہے

کلّت النبیّ من اُمر بتبلیغ شریعۃ اللہ ظہرے دارد و بطنے ظہر رسانیدن شریعت است بمردم و بطن او داعیہ است قویہ کہ از میان فواد او جوشیدہ است و ہمچنیں کلّت الخلیفۃ من ینفّذ شریعۃ النبیّ فی الناس و یظہر علیٰ یدہا موعود اللہ لنبیہٖ ظہرے دارد و بطنے ظہرش صورت تنفیذ است و بطنش داعیہ ایست قویہ کہ بواسطۂ پیغامبر در دل او متمکن شدہ بلکہ از جذر دل او جوشیدہ و اگر ایں داعیہ از دل کسے نجوشد اورا خلیفۂ خاص نتواں گفت اگر فاجر است مصداق ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر گردد و اگر فاجر نیست مثل سنگ و چوب اورا تحریک کنند و بتحریک او کار مطلوب باتمام رسانند و اورا ہیچ فضیلتے نہ وجدس قریب المأخذ کہ بمنزلۂ بدیہی است یا بمنزلۂ محسوس در خلیفۂ خاص اثبات آں داعیہ میکند ہر چند احتمال عقلی تجویز مے نماید کہ شخصے در آخر ایام حیات پیغمبر مسلمان شود و ایں داعیہ از دل او بجوشد

دکھائی دیتی ہے۔

(جسطرح نبی کی تعریف کے یہ الفاظ "نبی وہ ہے جو شریعت الٰہیہ کی تبلیغ پر مامور ہو" ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی۔ ظاہری صورت اُن کی شریعت کا لوگوں میں پہنچا دینا اور باطنی صورت اُن کی وہ داعیۂ قویہ ہے جو اس کے دل کے درمیان سے جوش کرتا ہے اسی طرح (خلیفۂ خاص کی تعریف کے یہ الفاظ "خلیفہ وہ ہے جو نبی کی شریعت کو لوگوں میں جاری کرے اور اُس کے ہاتھ پر خدا کے وہ وعدے جو اُس کے نبی کے ساتھ تھے پورے ہوں" ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی۔ ظاہری صورت ان کی احکام نبی کا نافذ کرنا اور باطنی صورت اُن کی وہ داعیۂ قویہ ہے جو بواسطہ پیغمبر کے اس کے دل میں جاگزیں ہو گیا ہے بلکہ اُس کے دل کی جڑ سے جوش مارتا رہتا ہے۔

یہ داعیہ جس کے دل سے جوش نہ کرے اُس کو خلیفۂ خاص نہ کہیں گے (گو اس سے دین کی خدمت ظاہر ہوتی ہو بلکہ) اگر وہ فاجر ہے تو اس حدیث کا مصداق ہوگا کہ اللہ (کبھی) اپنے دین کی مدد فاجر آدمی سے کر دیتا ہے اور اگر وہ فاجر نہیں ہے تو (یوں سمجھنا چاہیے کہ کارکنانِ قضا و قدر) اُس کو پتھر یا لکڑی کی طرح حرکت دے رہے ہیں اور اُس کو حرکت دلا کر کارِ مطلوب کو پورا کر رہے ہیں اس شخص کی کوئی فضیلت اس میں نہ ہوگی۔ اور (یہ بھی سمجھ لو کہ) خلیفۂ خاص میں اس داعیہ کا موجود ہونا حدس قریب المأخذ سے (جو مثل بدیہی کے یا مثل محسوس کے ہوتا ہے) ثابت ہوتا ہے۔

ہر چند احتمال عقلی اس بات کو جائز رکھتا ہے کہ کوئی شخص آخر زمانۂ حیات پیغمبر میں مسلمان ہو اور یہ داعیہ اس کے دل کو جوش کرنے لگے

واین احتمال ہرگز واقع نیست سنۃ اللہ
چنیں رفتہ است ولن تجد
لسنۃ اللہ تبدیلا این داعیہ توبہ
نازل از فوق سبع سموات نگشتہ بہم
ملاء اعلی دردل کسے نمی ریزند مگر آنکہ جوہر نفس
او شبیہ بجوہر نفس انبیاء آفریدہ باشند در
قوت عاقلہ او نمونہ وحی ودیعت نہادہ
باشند وآں محدثیت است ودر قوت عاملہ
او نمونہ از عصمت گذاشتہ وآں صدیقیت
است وفرار شیطان از ظل او لاکن استعداد
نفس او خواب کردہ ست تا پیغامبر ایقاظ آن
نکند بیدار نشود وقابلیت نفس او بالقوہ
است جز بتائید نفس پیغمبر بفعل نیاید در
این کلمہ ایست مجملہ کہ شرح آں بسط دارد

عمرے باید کہ یار آید بکنار
این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

سالہا سال باید کہ در سایہ پیغمبر زندگی
کردہ باشند و بارہا پرتو نفس قدسیہ
پیغامبر انانیت او را زیر و زبر
ساختہ و با رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
محبت عظیم بہم رسانیدہ باشد کہ لا یؤمن احدکم
حتی اکون احب الیہ من نفسہ ومالہ و
ولدہ ومن الماء الزلال للعطشان و در اعانت
پیغامبر بنفس و مال خود
گوئے مسابقت ربودہ

مگر ایسا واقع نہیں ہوا خدا کی عادت یوں جاری ہے [ولن
تجد الآیۃ (ترجمہ) اور خدا کی عادت میں تم ہرگز تبدیلی نہ
پاؤگے) کہ (کارکنان قضا و قدر) یہ داعیہ توبہ (جو سات
آسمانوں کے اوپر سے ملا اعلی کی توجہات کا سبب بن کر نازل
ہوتا ہے) نہیں ڈالتے مگر اس شخص کے دل میں جس کا جوہر
نفس انبیاء کے جوہر نفس کے مشابہ پیدا کیا ہو اور اس کی قوت
عاقلہ میں نمونہ وحی ودیعت رکھا ہو جو محدثیت کے نام
سے مشہور ہے اور اس کی عملی قوت میں عصمت کا نمونہ دیا ہو
جو صدیقیت (کے نام سے مشہور ہے اور شیطان کا اس کے
سایہ سے بھاگنا (بھی اسی عملی قوت کا نتیجہ ہے) مگر (نبی میں
اور اس شخص میں فرق) یہ ہے کہ اس کے نفس کی استعداد
سوئی ہوئی ہے جب تک کہ پیغمبر اس کو نہ جگائے گا بیدار نہ ہوگی
اس کے نفس کی قابلیت بالقوہ ہے بغیر نفس پیغمبر کی مدد کے
فعل میں نہیں آتی۔ یہ مجمل طور پر ہم نے بیان کیا اس کی شرح
بہت بسط چاہتی ہے سہ

عمرے باید کہ یار آید بکنار — این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

سالہا سال جس نے پیغمبر کے سایہ میں زندگی بسر کی ہو اور بارہا
پیغمبر کے نفس قدسی کے پرتو نے اس کی انانیت کو زیر و زبر کیا ہو
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس نے بڑی عظیم
محبت حاصل کی ہو۔ کیونکہ (حدیث شریف میں آیا ہے کہ)
تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ میں اس کے
نزدیک اس کی جان اور اس کے مال اور اس کی اولاد سے
بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اور سب سے بھی زیادہ محبوب
ہو جاؤں) جس قدر آب شیریں پیاسے کو محبوب ہوتا ہے
اور پیغمبر کی مدد کرنے میں اپنی جان و مال سے سبقت لے گیا ہو

وتقلید پیغمبر در تحمل اعبائے جہاد در حق او بمرتبۂ
تحقیق رسیدہ در شدائد و مکارہ شریک پیغمبر گشتہ
و آں حوادث را گویا بالاصالۃ خود بر دوش نہادہ و در
تہذیب نفس از درجۂ اصحاب الیمین درگذشتہ
بر صدر مسندِ سابقین جا گرفتہ نفس قدسیہ پیغامبر
بارہا فرمودند اعمالِ منجیہ در جوہر نفس ایں عزیز تجربہ
فرمودہ و اجتنابِ نفس او از انواع اعمال خبیثہ
مہلکہ و اخلاق ذمیمہ دانستہ و کرّات و مرّات
بشارت نجات و فوز بجنت دادہ و باحوال
سنیہ و مقامات علیہ او اخبار فرمودہ و شرف
عظمت وے و لیاقت او بخلافت قولاً و فعلاً
از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترواش نمودہ
مثل ایں کس قابلیت آں پیدا کردہ است کہ
داعیۂ الٰہی از فوق سبع سماوات ملتبس بالوان
حالات در جوہر نفس خود محسوس کند و باں داعیہ
تثبیت دین پیغامبر و انجاز مواعید او فرماید ذٰلِکَ
فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔ ایں خلافت
خاصہ است کہ بقیہ ایام نبوت است و ایں خلافت خاصہ
وصلی است از انواع ولایت کہ شبیہ بکمالات انبیاء
است تشبہ بالنبی من حیث ھو نبی بریں نوع
بالاصالہ صادق می آید و ایں ہمہ لوازم خلافت
خاصہ است پس شخصے عزیز القدر کہ
سوابق اسلامیہ و خصائص آں ہمہ

اور فرائض جہاد کے بجالانے میں پیغمبر کی تقلید اس کے
حق میں (تقلید نہ رہی ہو بلکہ) مرتبہ تحقیق کو پہنچ گئی ہو
اور سختی اور مصیبت کے وقت پیغمبر کا شریک رہا ہو گویا
ان مصائب کو اس نے پیغمبر کی وجہ سے نہیں بلکہ اصالۃً
خود اٹھایا ہو۔ تہذیب نفس میں اصحاب الیمین کے درجہ سے
بھی گزر کر مسندِ سابقین پر جلوہ افروز ہو گیا ہو پیغمبر کے نفس
قدسی نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہو کہ اس باعزت کے نفس میں
وہی اعمال جگہ پاتے ہیں جو نجات دینے والے ہیں اور خبیث
اور ہلاکت میں ڈالنے والے افعال سے اس کا نفس مجتنب
رہتا ہے اور پیغمبر نے بار بار اس کے جنتی اور عالی مدارج
ہونے کی بشارت دی ہو اور اس کے اوصاف حسنہ اور
درجات عالیہ بیان فرماتے ہوں اور اس کی بزرگی اور عظمت
اور اس کی قابلیت خلافت پیغمبر کے اقوال و افعال سے ظاہر
ہوتی ہو ایسا شخص اس قابل ہوتا ہے کہ اس داعیہ کو جو
سات آسمانوں کے اوپر سے حالات کے رنگ کا لباس پہن کر
اترا ہے اپنے جوہر نفس میں محسوس کرے اور اس داعیہ کی وجہ سے
دین پیغمبر کا اجرا اور اس کے وعدوں کا ایفا کرے (الغرض)
یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے یہ خلافت خاصہ
بقیہ ایام نبوت ہے یہ خلافت خاصہ ولایت کے اقسام میں
سب سے زیادہ کمالات انبیاء سے مشابہت رکھتی ہے نبی
کے ساتھ بحیثیت نبوت مشابہ ہونا اسی قسم پر صادق آتا ہے
یہ سب اوصاف جو ہم نے بیان کئے خلافت خاصہ کے لازم
عام ہیں (کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی بزرگ یہ تمام اوصاف

لہ جو کام بالاصالۃ [illegible] ولایت [illegible] ۔ لہ [illegible] اصحاب الیمین، سابقین، [illegible] کا مرتبہ سب سے [illegible] ہے۔

وارد لیکن ارادۂ الٰہیہ بخلافت او منعقد نشد و تدبیر غیب او را بدین مسند عالی ننشاند و سبب تخصیص بعض کاملان بارادۂ الٰہیہ ازاں قبیل نیست کہ علوم بشر محیط آں تواند شد چناں کہ تخصیص بعضے[1] ازیں دون بعضے بہ نبوت ازاں قبیل نیست کہ ادراک عامہ پیرامون آں گردد الّا آنکہ ایں شخص منصوب مستخلف را دو نوع افضلیت است بر جمیع رعیت خود یکے بعد استخلاف زیرا کہ ریاست عامہ او را عطا فرمودند نہ غیر او را و قائم مقام پیغمبر او را گردانیدند نہ غیر او را و دیگر قبل استخلاف کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ و آں بہ نسبت غیر مستحقین خلافت فضل کلی است و بہ نسبت مستحقان خلافت کہ خلاصۂ اصحاب پیغامبر اند فضل جزئی معتد بہ کہ در حکم فضل کلی باشد۔ و اگر سوائے تمکن شخص در حسن سیاست و تالیف قلوب مسلمین دیگر نباشد آں ہم بسیار است خصوص و اعظم

رکھتا ہے مگر ارادۂ الٰہیہ اس کی خلافت کے متعلق قائم نہ ہوا اور تدبیر غیب نے اس کو اس مسندِ عالی پر نہ بٹھلایا (یعنی یہ داعیہ اُس کے دل میں نہ ڈالا) اور سبب بعض کاملوں کی تخصیص کا (کہ بعض کاملوں کی خلافت کے ساتھ ارادۂ الٰہیہ متعلق ہو بعض کے ساتھ نہ ہوا) منجملہ اُن امور کے نہیں جن کو علوم بشریہ احاطہ نہیں کر سکتے جس طرح کہ بعض نبیوں[1] کو نبوت کے ساتھ خاص کرنا بعض کو اس سے محروم رکھنا منجملہ اُن امور کے ہے کہ عام لوگوں کا ادراک اس کے قریب تک نہیں جا سکتا مگر سوا اس کے کہ یہ شخص جو خلیفہ بنایا گیا ہے دو طرح کی فضیلت اپنی تمام رعیت پر رکھتا ہے ایک (فضیلت اس کی) بعد خلیفہ بن جانے کے (معلوم ہوتی ہے وہ یہ) کہ ریاست عامہ کی (کارکنان قضا و قدر نے) اس کو دی اور دوں کو نہ دی تو قائم مقام پیغمبر کا اس کو بنایا اور دوں کو نہ بنایا اور دوسری (فضیلت اس کی) خلیفہ بننے سے پہلے بھی معلوم ہوتی ہے) (کیونکہ فعل حکیم کا حکمت سے خالی نہیں ہوتا (جیسا کہ حکیم اعلیٰ کا فعل جل جلالہٗ) وہ یہ کہ یہ شخص بہ نسبت اُن لوگوں کے جو خلافت کی قابلیت نہیں رکھتے فضیلتِ کلی رکھتا ہے اور بہ نسبت اُن لوگوں کے جو خلافتِ خاصہ کی قابلیت رکھتے ہیں (یعنی خواص اصحاب پیغمبر) فضیلتِ جزئی رکھتا ہے مگر ایسی کہ قریب فضیلت کلی کے ہوتی ہے۔

اور اگر اس شخص میں (جس کو تدبیر غیب نے خلافتِ پیغمبر کی مسند پر بٹھلایا ہے) سوا حسن سیاست اور اہل اسلام کی تالیف قلب میں دستگاہ رکھنے کے دوسرا کوئی وصف نہ ہو تو وہ بھی (خلیفہ خاص میں) کیونکہ ایسا بہت ہوتا ہے۔ الغرض بعیۃ الٰہیہ کا

[1] یعنی جیسے کہ پیغمبر ہیں بعض پیغمبر اس شخص کو کہ ہم نے بیان کیا ہے پیغمبر ہی بنتے کے قابل ہوتا ہے یا نہیں۔

و وجود اعلائے کلمۃ اللہ بر دست این شخص
اصل است و لوازم دیگر فرع زیادت
اوصاف معتبرہ در لوازم خلافت اگر شخصے
آن داعیہ ندارد و تثبیت دین حق بر
دست او نکنند مرورا بانی نمی شناسند و اگر
آن داعیہ در دل شخصے فرو ریزند و دین را
بر دست او ظاہر کنند و اصل این لوازم
قدرے کہ بدون آن این داعیہ فرود نمی آید
داشتہ باشد او خلیفہ است چنانکہ مطلوب قتل
شریرے باشد شخصے او را بخنق یا بضرب
حجر کشت و در بارگاہ سلطنت عزت یافت
سادہ لوحے اعتراض می نماید کہ فن تیر اندازی
و اسپ تازی فلان کس از وے بہتر
میداند آن شخص جوابش مے دہد کہ قوت
شجاعت کہ برائے قتل شریرے در کار
بود در من موجود است زیادہ از آن در
تحصیل من در کار نیست نہ اصل قتل کسے
منظور نیست الا بالعرض بلکہ اصل قوت
و شجاعت مراد نیست الا بالعرض مدعے
من مرضیات سلطان بود و ما حصل و قد حصل
چون این مقدمہ باین اسلوب در کتب کلامیہ
نخواندہ احتمال کہ وحشتے بخاطر رو دہد لہذا
میخواہیم کہ حدیثے کہ شواہد مقصد تو انند بود بنگاریم
اما آنکہ حیات بنی آدم از جہل و غوایت
و سوء اعتقاد در جناب الوہیت

اُس کے دل میں پایا جانا اور کلمۂ خدا کا اس کے ہاتھ سے بلند ہونا
اصل ہے اور دوسرے لوازم فرع ہیں۔
دیکھئے کہ جو اوصاف خلافت کے لوازم میں شمار کئے گئے ہیں
ان کا کسی شخص میں زیادہ پایا جانا درصورتیکہ وہ داعیہ اس
کے دل میں نہ دیں اور دین حق کا اجراء اس کے ہاتھ سے نہ کرائیں
اس شخص کو بالا دستے مسند خلافت پیغمبر پر نہیں بٹھلا سکتا اور
اگر وہ داعیہ کسی کے دل میں دیں اور دین کو اس کے ہاتھ سے
غالب کرائیں اور یہ لوازم اس میں زیادہ نہیں بلکہ صرف اس
مقدار پر جس کے بغیر یہ داعیہ نزول نہیں کرتا موجود ہوں یہ
شخص خلیفہ (خاص پیغمبر) ہو جائے گا (مثال اس کی ایسی ہے
جیسے کسی شریر کا قتل (بادشاہ کو) مقصود ہوا ایک شخص
نے اس کو گلا گھونٹ کر یا پتھر مار کر مار ڈالا اور دربار شاہی
میں اس نے عزت پائی ایک بیوقوف اعتراض کرتا ہے کہ
فلاں شخص تیر اندازی یا شہسواری کا فن تم سے زیادہ جانتا
ہے وہ (عزت یافتہ) شخص جواب دیتا ہے کہ جس قدر قوت و
شجاعت اس شریر کے قتل کے لئے درکار تھی مجھ میں موجود تھی
اس سے زیادہ اس کام میں درکار نہیں ہے بلکہ اصل مقصود
شریر کو قتل کرنا نہیں ہے بلکہ اصل مقصود قوت و شجاعت
بھی نہیں میرا مقصود بادشاہ کی خوشنودی تھی جو حاصل ہو گئی۔
چونکہ یہ مضمون (جو اس نکتہ باریک میں ہم نے بیان کیا ہے)
اس ڈھب کے ساتھ تم نے علم کلام کی کتابوں میں نہ پڑھا ہوگا
لہذا احتمال ہے کہ (اس سے) کچھ وحشت تمہارے دل میں
آئے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کچھ حدیثیں جو ہمارے اس مقصد
کی شاہد ہو سکیں (اس مقام پر) لکھ دیں۔
یہ جو ہم نے بیان کیا کہ بنی آدم میں جہل و گمراہی اور جناب الوہیت

وانشد آں اقتضا می کند بعث رسل
را پس از انجن بدیہیات ملت
است قال اللہ تعالیٰ لِتُنْذِرَ قَوْمًا
مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ وفی حدیث
عیاض عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم عن ربہ تبارک وتعالیٰ
کُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ و
اِنِّی خَلَقْتُ عِبَادِی حُنَفَاءَ کُلَّهُمْ و
اِنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّیٰطِیْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ
عَنْ دِیْنِهِمْ وَحَرَّمَتْ عَلَیْهِمْ
مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ وَاَمَرَتْهُمْ اَنْ
یُشْرِکُوْا بِیْ مَا لَمْ اُنَزِّلْ بِهٖ
سُلْطَانًا وَاِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰی اَهْلِ
الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ
اِلَّا بَقَایَا اَهْلِ الْکِتٰبِ وَقَالَ اِنَّمَا
بَعَثْتُکَ لِاَبْتَلِیَکَ وَاَبْتَلِیَ
بِکَ الحدیث اخرجہ مسلم
و اما آنکہ قضائے الٰہی اولاً
بملأ علی فرود مے آید از شواہد
آں حدیث القائے محبت است
اخرجہ مالک عن ابی ہریرة
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال اذا احب اللہ العبد
قال لجبرئیل علیہ السلام یا جبرئیل
قد احببت فلاناً فاحبہ فیحبہ جبرئیل

کے متعلق بڑے اختلافات کا پیدا ہوجانا اور اسی قسم کے دوسرے
امور بعثت انبیاء کو مقتضی ہوتے ہیں۔ اسلئے یہ بھی بدیہیات
مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِتُنْذِرَ الخ (ترجمہ)
اے نبی ہم نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تم ان لوگوں کو ڈراؤ
جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے (مطلب یہ ہوا کہ چونکہ
جہل و گمراہی ان میں بڑھ گئی ہے اس لئے ہم نے تم کو بھیجا)
اور بواسطہ حضرت عیاض نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس قدر مال میں نے
کسی بندہ کو دیا وہ اس کے لئے حلال ہے اور میں نے اپنے
سب بندوں کو (اصل فطرت میں) شرک سے پاک پیدا کیا
ہے مگر شیاطین ان کے پاس آئے اور ان کو ان کے (اصلی
و فطرتی) دین سے ہٹا دیا اور انہی شیاطین نے ان پر حرام کردیں
وہ چیزیں جو میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں اور شیاطین
نے انہیں سکھایا کہ میرے ساتھ اس کو شریک بنائیں جس کی
کوئی سند میں نے نہیں اتاری۔ اور بیشک اللہ نے تمام اہل
زمین کو دیکھا اور سب کو ناپسند کیا عرب کو بھی عجم کو بھی سوا چند
اہل کتاب کے۔ اور فرمایا کہ (اے محمد) میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے
کہ تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے ذریعہ سے (دوسروں
کی) آزمائش کروں۔ اس حدیث کو مسلم نے لکھا ہے۔
اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ قضائے الٰہی پہلے ملأ علی میں اترتی
ہے اس کی شاہد محبت ڈالنے کی حدیث ہے جو یہ ہے کہ امام
مالک نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو
جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اے جبرئیل میں فلاں شخص کو
دوست رکھتا ہوں تم بھی اس کو دوست رکھو چنانچہ جبرئیل بھی

ثم ینادی جبریل فی اهل السماء ان الله قد احب فلانا فاحبوه فیحبه اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض. اما آنکه انبیاء علیهم السلام در اخلاق جبلیه خود فوقیت دارند بر غیر خویش این نیز از بدیهیات ملت است وکسیکه بقوانین حکمت خلقیه مطلع است بضرورت می داند که انتظام اخلاق جمیله باین روش که در انبیاء ظاهر شد بدون انقیاد نفس قلب را وقلب عقل را میسر نیست از شواهد آن حدیث انس است کان رسول الله صلی الله علیه وسلم احسن الناس واشجع الناس واجود الناس اخرجه الشیخان و اخرج البخاری عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیه بینما هو یسیر مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ومعه الناس مقفله من حنین فعلقه الاعراب یسألونه حتی اضطروه الی سمرة فخطفت رداءه فوقف النبی صلی الله علیه وسلم فقال اعطونی ردائی لو کان لی عدد هذه العضاه نعما

اس کو دوست رکھنے لگتے ہیں پھر جبرئیل تمام آسمان والوں میں اعلان کر دیتے ہیں کہ اللہ نے فلاں شخص کو دوست رکھا ہے پس تم لوگ بھی اس کو دوست رکھو چنانچہ تمام آسمان والے اس کو دوست رکھنے لگتے ہیں پھر اللہ اس کی مقبولیت زمین میں پیدا کر دیتا ہے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام اپنے پیدائشی اخلاق میں دوسروں سے فوقیت رکھتے ہیں یہ بھی مذہب کے بدیہیات سے ہے جو شخص حکمت پیدائش کے قوانین سے واقف ہے وہ یقین جانتا ہے کہ اخلاق جمیلہ کا انتظام اس روش کے ساتھ جو کہ انبیاء علیہم السلام سے ظاہر ہوتی ہے بغیر اس کے کہ نفس قلب کا اور قلب عقل کا مطیع ہو ناممکن ہے نیز حضرت انسؓ کی حدیث سے بھی اس کی شہادت نکلتی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ حسین اور سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی تھے اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے اور بخاری نے محمد بن جبیر بن مطعم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ حنین سے واپسی کے وقت ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہے تھے اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی تھے کہ راستے میں بدوی آئے اور آپ کو لپٹ گئے اور آپ سے سوال کرنے لگے یہاں تک کہ مجبور ہو کر (پیچھے ہٹتے ہٹتے) آپ درخت سمرہ ف کے پاس پہنچ گئے وہاں آپ کی چادر الجھ گئی ان لوگوں نے آپ کی چادر اتار لی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ مجھے میری چادر دیدو خدا کی قسم اگر میرے پاس اس درخت کے کانٹوں کے برابر اونٹ ہوتے تو میں سب

ف سمرہ ایک قسم کا درخت ہے جو عرب کے جنگلوں میں ہوتا ہے اس میں کانٹے بہت ہوتے ہیں۔

لقسمتہ بینکم ثم لا تجدونی بخیلاً ولا کذّاباً ولا جباناً واخرج الدارمی عن الزہری قال ان جبرئیل قال ما فی الارض اهل عشرة ابیات الا قلّبتھم فما وجدت احداً اشدّ انفاقاً لهذا المال من رسول الله صلی الله علیه وسلم واما آنکہ غیر انبیا ہم گاہے در اصل جوہر نفس شبیہ میباشند بجوہر نفس انبیاء علیہم السلام پس شاہد آں قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رؤیا المؤمن جزء من ستة واربعین جزءاً من النبوة اخرجه البخاری وقال السمت الصالح جزء من خمسة وعشرین جزءاً من النبوة اخرجه مسلم واما آنکہ خلفاء شبیہ بودند بجوہر انبیاء اخرجه ابوعمر عن عبد الله بن مسعود قال ان الله نظر فی قلوب العباد فوجد قلب محمد صلی الله علیه وسلم خیر قلوب العباد فاصطفاه وبعثه برسالته ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی الله علیه وسلم فوجد قلوب اصحابه خیر قلوب العباد فجعلهم وزراء نبیه صلی الله علیه وسلم یقاتلون عن دینه واخرج ابوعمر عن ابن عباس فی قول الله عز وجل قل الحمد

تم میں تقسیم کر دوں اور تم مجھے نہ بخیل پاؤ نہ جھوٹ بولنے والا اور نہ بزدل۔ اور دارمی نے زہری سے روایت کی کہ حضرت جبرئیلؑ نے ایک روز (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا کہ زمین میں دس آدمی بھی ایسے نہیں ہیں جن کو میں نے آزمایا نہ ہو مگر میں نے (اے) رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم (آپ) سے زیادہ مال کا خرچ کرنے والا کسی کو نہیں پایا (دست بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری)۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا اور لوگ بھی کبھی اصل جوہر نفس میں انبیاء علیہم السلام کے جوہر نفس کے مشابہ ہوتے ہیں پس شاہد اس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اس روایت کو بخاری نے لکھا ہے۔ اور نیز آپ نے فرمایا نیک روش نبوت کا پچیسواں حصہ ہے اس روایت کو مسلم نے لکھا ہے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ خلفاء (راشدین) جوہر (نفس) انبیاء علیہم السلام کے مشابہ تھے (اس کی سند وہ روایت ہے جو) ابوعمر نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کی ہے کہ انھوں نے فرمایا اللہ نے بندوں کے دل کو دیکھا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دل کو سب بندوں کے دل سے بہتر پایا لہٰذا ان کو برگزیدہ کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد (دوبارہ) بندوں کے دل کو دیکھا تو آپ کے اصحابؓ کے دل کو اور بندوں سے بہتر پاتے لہٰذا ان کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا کہ وہ آپ کے دین کی طرف سے لڑتے ہیں اور ابوعمر نے حضرت ابن عباسؓ سے اللہ عز وجل کے قول قل الحمد

داعیہ قویہ می دہند در ہدایت قوم
خود شاہد آں حدیث والذی نفسی
بیدہ لاقاتلنھم علی امری حتی
تنفرد سالفتی اولینفذن اللہ
امرہ اخرجه البخاری ہمیں لفظ
را آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
در مکہ بمخاطبۂ ابوطالب ارشاد
فرمودہ ودر مخاطبۂ ابوجہل نیز
ہمیں لفظ در حدیبیہ فرمودہ اما آنکہ
حواری را ایں داعیہ می دہند شاہد
آں قال اللہ تعالی قال عیسی
ابن مریم للحواریین من
انصاری الی اللہ قال الحواریون
نحن انصار اللہ وایں اشارہ است
بظہور داعیۂ نصرت در قلوب ایشاں
وبودن داعیۂ شیخین در تثبیت دین حق
اظہر ازاں است کہ بشاہدی احتیاج
افتد واز اجلی بدیہیات است کہ
سالہا افعال متقاربہ مستمرہ لیلاً
ونہاراً از شخصے ظاہر نمی شود
الا بداعیۂ قویۂ در اصل نفس
شخص ہیچ عاقلی باور کند کہ خواجہ حافظ
دیوان خود را بغیر بصیرت در فن شعر وبدون
صرف ہمت بسیار در نظم ایں غزلہا مدون کردہ باشد یا
ابوعلی قانون را بغیر بصیرت در فن طب

کی بابت ایک مضبوط داعیہ (کارکنان قضا و قدر) عنایت
کرتے ہیں اس کی سند یہ حدیث ہے (کہ حضرت نے فرمایا)
قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں کافروں
سے دین کے لئے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن جدا
ہو جائے یا اللہ اپنا کام پورا کرے۔ اس روایت کو بخاری
نے لکھا ہے۔ یہی لفظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
مکہ میں ابوطالب سے مخاطب ہو کر فرمائے تھے اور ابوجہل
سے بھی یہ لفظ حدیبیہ میں فرمائے تھے۔

اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ (پیغمبر کے) حواری کو بھی (کارکنان
قضا و قدر) یہ داعیہ دیتے ہیں اس کی سند یہ ہے کہ
اللہ تعالی فرماتا ہے قال عیسی ابن مریم الآیۃ (ترجمہ
عیسے بن مریم نے حواریوں سے کہا کہ کون خدا کے لئے میرا
مددگار بنتا ہے؟ حواریوں نے کہا کہ ہم خدا کے مددگار ہیں)
یہ اشارہ ہے اس طرف کہ (پیغمبر کی) مدد کا داعیہ ان کے دلوں
میں غالب تھا۔ (باقی رہا) شیخین کے دل میں اجراء دین
کا داعیہ ہونا اس قدر ظاہر ہے کہ کسی دلیل کے پیش کرنے
کی حاجت نہیں۔ یہ بات اعلی درجہ کے بدیہیات سے ہے
کہ کسی شخص سے سالہا سال شب و روز ایک قسم کے افعال
خاص ترتیب کے ساتھ ظاہر نہیں ہو سکتے جب تک کہ
اس کے اصل نفس میں (ان افعال کا) داعیہ قویہ موجود نہ
ہو۔ کون عقلمند باور کر سکتا ہے کہ خواجہ حافظ نے اپنا دیوان
لکھ ڈالا بغیر اس کے کہ ان کو فن شعر میں مہارت ہو اور
انھوں نے ان غزلوں کے نظم کرنے میں پوری توجہ خرچ
کی ہو یا ابو علی (ابن سینا) نے (اپنی مشہور کتاب) قانون
کو تصنیف کر دیا بغیر اس کے کہ اس کو فن طب میں بصیرت ہو

و جمع ہمت بر تحقیق و ترتیب مسائل
این فن تصنیف نمودہ باشد سبحانک
ھٰذا بہتان عظیم۔ و اگر داعیہ نہ
بود این افعال متقاربہ در مدتِ متطاولہ
چگونہ ظاہر شد و اگر داعیہ دنیا
بود چرا بر لسان غیب ترجمان آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مدح ایشان
جاری گشت تا بحدّ تواتر رسید
و اگر داعیہ مستتر از قوائے نفس
بود و یا ستہ آمد از فوق نازل شود
این ہمہ برکات ظہور نمے نمود
و کشایش زیادہ از کوشش بروی
کار نے آمد و اما آنکہ گفتیم کہ
بمجرد تعلق ارادہ بخلافت ایشان
فضیلتے حاصل مے شود از
شواہد آن حدیث ابی ذر است
أخرج الدارمي عن أبي ذر
الغفاري قال قلت يا رسول
الله كيف علمت أنك نبي حين
استنبئت فقال يا أبا ذر
أتاني ملكان وأنا ببعض بطحاء
مكة فوقع أحدهما الأرض
وكان الآخر بين السماء
والأرض فقال أحدهما لصاحبه
أهو هو قال نعم قال فزنه برجل

اور اس نے اس فن کے مسائل کی تحقیق و ترتیب میں پوری
محنت کی ہو سبحانک ھٰذا بہتان عظیم۔ اگر شیخین
کے دل میں) داعیہ نہ تھا تو یہ ایک قسم کے افعال مدت دراز
تک (زبان سے) کیونکر ظاہر ہوتے رہے۔ اور اگر (کہو کہ
داعیہ تھا مگر نہ واعیہ الٰہیہ بلکہ) داعیہ دنیا تھا تو (پھر اس کا
کیا جواب ہے کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ غیب
ترجمان پر ان کی تعریف کیوں جاری ہوئی (اور وہ تعریف
بھی) یہاں تک کہ حد تواتر کو پہنچ گئی اور اگر کہو کہ وہ داعیہ
(نہ خالص دینی کا بھی نہ تھا بلکہ) قوائے نفس سے مرکب
تھا جس کی اوپر سے نازل ہوا ہو تو یہ سب برکات
(جو شیخین کے ہاتھوں سے ظاہر ہوئیں ہرگز ظاہر نہ ہوتیں
اور کوشش سے زیادہ نتیجہ کبھی نہ نکلتا۔
اور یہ جو ہم نے بیان کیا کہ کسی شخص کی خلافت (حقہ)
کے متعلق ارادۂ الٰہی قائم ہوتے ہی (قبل از وقوع خلافت)
اس شخص کو فضیلت حاصل ہو جاتی ہے اس کی سند
(میں چند حدیثیں ہیں منجملہ ان کے) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی
حدیث ہے (جس کو) دارمی نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپ جب نبی بنائے گئے تو آپ نے کیسے جانا کہ میں نبی ہوں
حضرت نے فرمایا اے ابوذر! میرے پاس دو فرشتے آئے
اس وقت میں بطحائے مکہ میں تھا ایک فرشتہ تو زمین پر آ
آیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان میں معلق رہا ایک
نے دوسرے سے کہا کہ کیا وہ (جس کی نبوت کا فرمان الٰہی
میں شائع ہوا ہے) یہی ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ہاں
تو اس نے کہا اچھا اس کو ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو چنانچہ

فوزنت به فوزنته ثم قال زنه بعشرة فوزنت بهم فرجحتهم ثم قال زنه بمائة فوزنت بهم فرجحتهم ثم قال زنه بألف فوزنت بهم فرجحتهم كأني أنظر إليهم ينتثرون من خفة الميزان قال فقال أحدهما لصاحبه لو وزنته بأمته لرجحها وأخرج الدارمي من حديث عتبة بن عبد السلمي قصة طويلة فيها شق صدره صلى الله عليه وسلم عند ظئره حليمة قال أحدهما لصاحبه اجعله في كفة واجعل ألفا من أمته في كفة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا أنا أنظر إلى الألف فوقي أشفق أن يخر علي بعضهم فقال لو أن أمته وزنت به لمال بهم ثم انطلقا وتركاني وأخرج أحمد بن مردويه عن ابن عمر خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات غداة بعد ضوء الشمس قال رأيت قبيل الفجر كأني أعطيت

میں ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا میں اس سے وزنی نکلا پھر اس نے کہا اس کو دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ میں دس کے ساتھ وزن کیا گیا ان دس سے بھی میں وزنی نکلا پھر اس نے کہا اس کو سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ میں سو کے ساتھ وزن کیا گیا ان سو سے بھی وزنی نکلا پھر اس نے کہا اس کو ہزار آدمی کے ساتھ وزن کرو چنانچہ میں ہزار آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا میں ان ہزار سے بھی وزنی نکلا گویا اب بھی میں ان کو دیکھ رہا ہوں کہ پلے کے ہلکے ہونے کے سبب سے وہ گرے جاتے ہیں۔ پھر ایک فرشتہ نے دوسرے سے کہا کہ اگر اس کو تمام امت کے ساتھ وزن کرو گے تب بھی یہی وزنی رہے گا۔ اور دارمی نے عتبہ بن عبد سلمی سے ایک طویل قصہ کے ذیل میں (جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس شق صدر کا بیان ہے جو آپ کی دایہ حلیمہ کے یہاں ہوا تھا) یہ روایت کی ہے کہ (دو فرشتے آئے اور) ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو (ترازو کے) ایک پلہ میں رکھو اور اس کی امت کے ہزار آدمی دوسرے پلہ میں رکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ (ایسا ہی کیا گیا) ان ہزار آدمیوں کا پلہ ہلکے ہونے کے سبب اس قدر اونچا ہو گیا کہ میرے سر کے برابر آ گیا۔ یکایک میں دیکھنے لگا کہ وہ ہزار آدمی میرے سر پر آ گئے اور مجھ کو خوف ہوا کہ کہیں ان میں سے کوئی میرے اوپر نہ گر پڑے تو دوسرے فرشتے نے کہا کہ اگر اس کی تمام امت اس شخص کے ساتھ وزن کی جائے تب بھی اس شخص کا پلہ بھاری رہے گا۔ اس کے بعد وہ دونوں فرشتے مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ اور احمد بن مردویہ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب نکلنے کے بعد باہر تشریف لائے اور آپ نے فرمایا فجر سے پہلے میں نے (خواب میں) دیکھا کہ گویا مجھے بہت سی

المقالیدَ والموازینَ فامّا المقالید فھی المفاتیح و امّا الموازین فھذہ التی یُوزن بھا فوُضعتُ فی کفّۃٍ و وُضعت امّتی فی کفّۃٍ فوُزنتُ بھم فرجحتُ ثمّ جئ بابی بکر فوُزن بھم فرجح ثمّ جئ بعمر فوُزن بھم فرجح ثمّ جئ بعثمان فوُزن بھم فرجح ثمّ رُفعتْ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از وزن با امت در رجحانِ خود برانیت نبوت خود را شناختند و این وزن و رجحان دلالت کرد بر افضلیت بفضلِ کلی معتبر عند اللہ پس آں لازم نبوت است و ہمیں رؤیا را آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در باب خلفاء دیدند پس اینجا دانستہ شد کہ افضلیت خلفاء بر رعیت خود عند اللہ در زمانِ ایشاں رضی اللہ عنہم براں بحد لازم خلافت خاصہ است چنانکہ حقیقت استخلاف بجز تعلق ارادۃ الٰہیہ

مقالید اور موازین دی گئی ہیں مقالید کنجیوں کو کہتے ہیں اور موازین ترازوؤں کو کہتے ہیں جن میں تولا جاتا ہے پھر دنیں نے دیکھا کہ میں (ترازو کے) ایک پلڑہ میں رکھا گیا اور میری امت دوسرے پلڑہ میں رکھی گئی میں سب سے وزنی نکلا اس کے بعد ابو بکرؓ لائے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ سب سے وزنی نکلے پھر عمرؓ لائے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ سب سے وزنی نکلے پھر عثمانؓ لائے گئے اور وہ سب امت کے ساتھ وزن کئے گئے تو وہ سب سے وزنی نکلے اس کے بعد وہ ترازو آسمان پر اٹھالی گئی (ان حدیثوں سے ہمارا استدلال اس طرح پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے ساتھ وزن کئے جانے اور بہ نسبت اُن کے اپنے وزنی نکلنے سے اپنے نبی ہونے کو سمجھ لیا (کیونکہ حضرت ابوذرؓ کے اس سوال کے جواب میں کہ آپ نے اپنا نبی ہونا کیسے جانا، آپ نے یہ واقعہ ذکر فرمایا تھا) اور اس وزن کئے جانے اور وزنی نکلنے نے آپ کے افضل بفضل کلی ہونے پر دلالت کی (اور فضل کلی بھی وہ) جو عند اللہ معتبر ہو پس (معلوم ہوا کہ) یہ فضل کلی لازم نبوت ہے (یعنے کسی شخص کے نبی بنانے کا ارادۃ الٰہیہ قائم ہوتے ہی فضل کلی تمام رعیت سے عند اللہ اس کو حاصل ہوجاتا ہے گو ہنوز وہ مبعوث نہ ہوا ہو (کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت تک مبعوث نہ ہوتے تھے) اور یہی خواب (بعینہٖ) آپ نے خلفاء کے متعلق بھی دیکھا لہٰذا یہاں سے یہ بات (بھی) معلوم ہوگئی کہ (کسی شخص کی خلافت کا ارادۃ الٰہیہ قائم ہوتے ہی فضل کلی تمام رعیت پر اس کو حاصل ہوجاتا ہے گو ہنوز اس کو خلافت نہ ملی ہو اور) خلفاء کا اپنی رعیت سے عند اللہ افضل ہونا اور تمام خلائق پر راجح ہونا خلافت خاصہ کو لازم ہے جس طرح خلیفہ بننے کی حقیقت ارادۃ الٰہیہ

ثابت است و امور دیگر بحسب عادت
اللہ لازم الوجود خلافت سے باشد
ہمچنیں ایں نوع از افضلیت بمجرد ارادہ
ثابت است در ضمن استخلاف و
ہمراہ او افضلیتے کہ بنا بر سوابق اسلامیہ
یا احکام جبلیہ از حسن سیاست
وغیر آں باشد ہمراہ است
عادی۔ واللہ اعلم بحقیقۃ
الحال۔ ولیکن ہذا آخر
الفصل الثالث۔

کے متعلق ہونے ہی ثابت ہو جاتی ہے اور دوسری باتیں مثل
بیعت اہل حل و عقد کے یا نفاذ احکام خلیفہ کے، موافق عادت الٰہی
کے خلافت کے وجود (خارجی) کو لازم ہوتی تھیں اسی طرح یہ قسم
افضلیت کی بھی ارادہ (الٰہیہ) کے متعلق ہوتے ہی خلیفہ بننے
کے ضمن میں ثابت ہو جاتی ہے اور اس کے ہمراہ وہ افضلیت جو
بوجہ اوصاف خلقیہ کے مثل حسن سیاست وغیرہ کے ہو ایک چیز
ہے (جو) موافق عادت الٰہی کے (خلیفہ بننے) کی حقیقت کو لازم ہے۔

(تیسری فصل ختم ہوئی)

والحمد للہ رب العالمین

تعریض نوعے است از بیان تفہیم و تفہم بآن حاصل مے شود۔ أخرج مالك عن عمرة بنت عبد الرحمن أن رجلين استبا في زمن عمر بن الخطاب فقال أحدهما للآخر والله ما أبي بزان ولا أمي بزانية فاستشار في ذلك عمر بن الخطاب فقال قائل مدح أباه وأمه وقال آخرون قد كان لأبيه وأمه مدح غير هذا نرى أن تجلده الحد فجلده عمر بن الخطاب الحد ثمانين۔ پس تعریض ملحق بصریح است و تحقیق در تعریض آن است کہ دلالت نے کند بعض الفاظ لیکن دلالت مے کند بمساعدت قرائن شک نیست کہ قرائن [illegible] ہست

عام ملزوم کے وجود پر دلالت نہیں کرتا مگر تعریض ضرور کرتا ہے (۱) تعریض بھی بیان کی ایک قسم ہے سمجھنا اور سمجھانا دونوں اس سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس تعریض سے ان حضرات کی خلافت راشدہ کا سمجھا دینا شارع کی طرف سے اور سمجھ لینا امت کی طرف سے حاصل ہو گیا۔ تعریض سے سمجھنے سمجھانے کی ایک مثال بھی سن لو: امام مالکؒ عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے زمانہ میں دو شخصوں میں باہم گالی گلوچ کی نوبت پہنچی ایک نے دوسرے سے کہا واللہ میرا باپ زانی نہیں ہے نہ میری ماں زانیہ ہے (یہ مقدمہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا) تو حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق صحابہؓ سے مشورہ لیا۔ کسی نے کہا کہ اس نے اپنے ماں باپ کی تعریف کی (کسی کو گالی نہیں دی لہٰذا اس کو کوئی سزا نہ دی جائے) اور کسی نے کہا کہ اس کے ماں باپ کی تعریف علاوہ زانی نہ ہونے کے اور بھی ہو سکتی تھی (خاص یہی تعریف کا بیان کرنا اس موقع پر ضرور گالی دینے کی نیت سے ہے) لہٰذا ہماری رائے یہ ہے کہ اس کو آپ سزا دیں چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس کو اسّی درے لگائے جانے کا حکم دیا حالانکہ اس نے صرف گالی کی تعریض کی تھی۔ پس معلوم ہوا کہ تعریض بھی تصریح کے حکم میں ہے۔

تعریض کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ وہ بعض الفاظ کی وجہ سے تو دلالت نہیں کرتی لیکن قرائن کی مدد سے ضرور وہ دلالت کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ قرائن کچھ نہ کچھ دلالت کرتے ہیں خواہ

لہ جو شخص کسی پاک دامن پر تہمت زنا کی لگائے شرعاً اس کو اسّی درے [illegible] لگانا حکم ہے۔ لہ امام محمدؒ موطا میں لکھتے ہیں کہ ہم لوگ [illegible] حضرت عمرؓ کے اس قول پر عمل نہیں کرتے [illegible] حضرات نے حد جاری کرنے کو منع کیا [illegible] حضرت علی بن ابی طالبؓ بھی [illegible] نہیں ہوتی یہی امام ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے [illegible] حنفیہ کے نزدیک [illegible] تعریض حکم میں تصریح کے نہیں ہے [illegible]

یا قطعیہ و یا ظنیہ مثل دلالت دخان بر
وجود نار و دلالت ابر و ہوائے رطب بر نزول باران
و ہمچنین لفظ را نیز دلالت ہست بر
معنے منطوق خود پس در تعریف ہر دو جمع
میشوند ابہام بعض با بعض دیگر منجبر
گرداند و ہمچنین تحقیق نزدیک فقیر در عبارات
فحاوی و غیرہا ہمین است کہ دلالت
لفظ فقط نیست بلکہ لفظ مع القرائن و آن
قرائن گاہے خفیہ مے باشد و گاہے جلیہ
میزان در استنباط معانی از مثل این دلائل
فہم اہل لسان است و از مثل این جا است
لہذا مفہوم وصف نزدیک امام شافعی
کہ رأس و رئیس مستنبطان است
موقوف آمد بر شروط چندان کہ
آنہا محقق قرائن معنے مقصود باشند و بناء
بریں متوال ہست دلالت وجود لازم
اعم بر وجود ملزوم اخص مستبعد و مستنکر نیست
چوں این قدر ممہد شد خوض در مقصود نمائیم

مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ

[illegible] عن حبیبۃ بنت
ابی حبیبۃ عن ابی بکر الصدیق انہ
قصۃ قالت فذکرت غزوتنا خثعم
وفی روایۃ بعضت فی الجاہلیۃ

وہ دلالت قطعی ہو یا ظنی جیسے دھوئیں کی آگ کے وجود پر (یہ
دلالت قطعی ہے) یا ابر اور ہوا کی رطوبت مینہ برسنے پر دلالت
کرتی ہے (مگر یہ دلالت ظنی ہے) اسی طرح لفظ بھی اپنے معنے
منطوق پر دلالت کرتا ہے (اور یہ دلالت کبھی قطعی ہوتی ہے
اور کبھی ظنی) پس تعریف میں دونوں چیزیں جمع ہو جاتی ہیں (لفظ
بھی اور قرینہ بھی) ایک کی کمی دوسرے سے پوری ہو جاتی ہے
اس فقیر کے نزدیک ایما[1] اور فحاوی کی بابت بھی تحقیق یہی ہے
کہ ان میں بھی صرف لفظ کی دلالت نہیں ہوتی بلکہ لفظ قرینہ
کے ساتھ مل کر دلالت کرتا ہے قرینہ کبھی خفی ہوتا ہے کبھی جلی
(غرض کہ) اس قسم کے دلائل سے معانی کے استنباط کرنے میں (دلالت
کے جلی یا خفی ہونے کی) پہچان اہل زبان کو اس قسم کے موقع
میں سمجھ لینا ہے (یعنی اگر اہل زبان اس قسم کے موقع میں اس
معنے کو سمجھ لیتے ہوں تو دلالت جلی ہے ورنہ خفی) اسی وجہ سے
امام شافعی کے نزدیک جو کہ استنباط کرنے والوں کے سردار ہیں مفہوم
وصف کی دلالت چند شرائط پر موقوف ہے جیسے جیسے وہ شرطیں
پائے جائیں گے معنی مقصود کے قرینے بنتے جائیں گے۔ اس تحقیق
کی بناء پر لازم عام کا ملزوم خاص کے وجود پر دلالت کرنا کچھ بعید
و نادر نہیں ہے۔ اس تحقیقات کے بعد اب ہم اصل مقصود شروع
کرتے ہیں۔

مسند ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (۹ - روایت)

[illegible] نے حبیبہ بنت ابی حبیبہ سے انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک
(طویل) قصہ (کے ذیل) میں روایت کیا ہے وہ کہتی تھیں کہ میں
نے خثعم کی لڑائی (زمانہ) جاہلیت کی بعض دوسری لڑائیوں کا ذکر کیا

[1] ایما کے معنی اشارہ اور فحاوی جمع ہے فحوی کی جس کے معنی ہیں مفہوم کلام

وما جاء الله به من الالفة واطناب
الفساطيط وشبك ابن عون اصابعه
ووصفه لنا معاذ وشبك احمد
فقلت يا عبد الله متى ترى
امر الناس هذا قال ما استقامت
الائمة قلت ما الائمة قال ما
رأيت السيد يكون في الحواء فيتبعونه
ويطيعونه فما استقاموا اولئك واخرج
الدارمي عن قيس بن ابي حازم قال
دخل ابوبكر على امرأة من احمس
يقال لها زينب قال فراها لا تتكلم
فقال ما لها لا تتكلم قالوا نوت
حجة مصمتة فقال تكلمي
فان هذا لا يحل هذا من
عمل الجاهلية قال فتكلمت
فقالت من انت قال انا
امرؤ من المهاجرين قالت
اي المهاجرين قال من قريش
قالت فمن اي قريش
انت قال انك لسؤول
انا ابوبكر قالت ما بقاؤنا
على هذا الامر الصالح الذي
جاء الله به بعد الجاهلية

اور (یہ اسلام کی وجہ سے) اللہ نے جو الفت اور فراخی پیدا کردی ہے (اس کا ذکر کیا) تو ابن عون (راوی) نے (الفت کی کیفیت بیان کرنے کے لئے) اپنی انگلیوں کے درمیان میں تشبیک[1] کی اور معاذ (راوی) نے بھی تشبیک کی اور احمد (راوی) نے بھی تشبیک کی، پھر میں نے پوچھا کہ یا امیر المؤمنین! لوگوں کی یہ کیفیت (الفت و محبت کی) آپ کی رائے میں کب تک باقی رہے گی؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا جب تک ائمہ سیدھی راہ پر چلیں گے۔ میں نے پوچھا کہ ائمہ کون؟ انھوں نے فرمایا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ سردار اپنی خرگاہ میں ہوتا ہے اور لوگ اس کی راہ پر چلتے ہیں اور اسکی اطاعت کرتے ہیں بس وہ سردار جب تک سیدھی راہ پر رہیں گے (یہی حالت باقی رہے گی)۔ اور دارمی نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ایک مرتبہ قبیلۂ احمس کی ایک عورت کے پاس تشریف لے گئے دیکھا تو وہ عورت کلام نہیں کرتی۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ یہ عورت کلام کیوں نہیں کرتی؟ لوگوں نے کہا کہ اس نے سکوت[2] کے حج کی نیت کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تجھ کو کلام کرنا چاہئے یہ جاہلیت کا کام ہے چنانچہ اس نے کلام کیا پھر اس نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ میں مہاجرین میں سے ایک شخص ہوں اس نے پوچھا کہ آپ کن مہاجرین میں سے ہیں فرمایا کہ قریشیوں سے اس نے پوچھا کہ آپ قریش کے کس خاندان سے ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ تو بڑی پوچھنے والی ہے (تیرے سوالات ختم ہی نہیں ہوتے) میں ابوبکرؓ ہوں۔ اس عورت نے کہا (اچھا یہ تو بتلایئے کہ) ہمارا قیام اس نیک کام پر جو اللہ نے زمانۂ جاہلیت کے بعد ظاہر فرمایا (یعنی اسلام پر) کب تک

[1] انگلیوں کا انگلیوں کے درمیان میں ڈالنا جس طرح نماز پڑھنے کے وقت کرتے ہیں مطلب یہ ہوا کہ جس طرح یہ انگلیاں آپس میں ایک دوسرے میں ملی ہوئی ہیں اسی طرح آدمی آپس میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ [2] یعنی اس نے نذر مانی تھی کہ خاموشی کے ساتھ حج میں کلام نہ کرے گی۔ زمانۂ جاہلیت میں اسی قسم کی عبادتوں کا رواج تھا۔

فقال بقاؤكم عليه ما استقامت بكم أئمتكم قالت وما الأئمة قال ما كان لقومك رؤساء وأشراف يأمرونهم فيطيعونهم قالت بلى قال فهم مثل أولئك على الناس قوله ما استقامت. این استقامت شامل است علم و عدالت و کفایت و شجاعت و غیر آن را. أخرج البخاري في حديث عمر الطويل أن أبا بكر قال للأنصار ما ذكرتم فيكم من خير فأنتم له أهل ولن يعرف هذا الأمر إلا لهذا الحي من قريش هم أوسط العرب نسبًا ودارًا. أخرج أبو بكر ابن أبي شيبة في حديث طويل فقام أبو بكر على رسله فحمد الله وأثنى عليه ثم قال يا معشر الأنصار إنا والله ما ننكر فضلكم ولا بلاءكم في الإسلام ولا حقكم الواجب علينا ولكنكم قد عرفتم أن هذا الحي من قريش بمنزلة من العرب

رہے گا، حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ جب تک تمہارے ائمہ راہِ راست پر رہیں گے اُس عورت نے کہا ائمہ سے کیا مراد ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا تیری قوم میں کچھ سردار اور بزرگ لوگ نہ تھے جو لوگوں پر حکومت کرتے ہوں اور لوگ اُن کی اطاعت کرتے ہوں، اس عورت نے کہا ہاں تھے حضرت صدیقؓ نے فرمایا ائمہ ایسے ہی لوگوں کو کہتے ہیں جو آدمیوں پر حکومت کریں۔ (راہِ راست پر رہنا جس کا ذکر اس روایت میں ہے علم اور عدالت اور کفایت و شجاعت وغیرہ کو شامل ہے) اور بخاری نے حضرت عمرؓ کی طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے (سقیفۂ[1] بنی ساعدہ میں) انصار سے فرمایا کہ جو کچھ تم نے اپنے متعلق فضائل بیان کئے بیشک تم اس کے مستحق ہو مگر یہ کام (خلافت کا) ہرگز معلوم نہیں ہوا مگر اسی قبیلہ قریش کے لئے جو تمام عرب پر نسب میں اور (شرافت) مسکن میں فوقیت رکھتے ہیں اور ابوبکر ابن ابی شیبہ نے ایک طویل حدیث (کے ضمن) میں روایت کی ہے کہ (سقیفۂ بنی ساعدہ میں) حضرت ابوبکرؓ نے (اُن لوگوں سے جو انتخاب خلیفہ کے متعلق اِدھر اُدھر بھٹک رہے تھے) فرمایا کہ ٹھہر جاؤ اس کے بعد انھوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ اے گروہِ انصار اللہ کی قسم ہم تمہاری بزرگی کا انکار نہیں کرتے نہ تمہاری اسلامی خدمات کا انکار ہے نہ جو حق تمہارا ہم پر واجب ہے اس کا انکار کرتے ہیں مگر (خلافت تم میں نہیں ہو سکتی کیونکہ) تم جانتے ہو کہ یہ قبیلہ قریش کا عرب میں جو عزت رکھتا ہے اور کسی قبیلہ کو حاصل

[1] سقیفہ سائبان کو کہتے ہیں یہ سائبان قبیلہ بنی ساعدہ کے لوگوں کا تھا انصار کے لوگ اس مقام میں اپنے جھگڑوں کے فیصلہ کرنے اور ضروریات میں مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انتخاب خلافت کے لئے بھی انصار اسی مقام میں جمع ہوئے جب حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اس کی خبر ملی اور معلوم ہوا کہ امت میں تفرقہ پڑنے کا اندیشہ ہے تو وہ حضرات وہاں تشریف لے گئے اور امت کو تفرقے سے بچا لیا فجزاہما اللہ عنا وعن الاسلام خیرًا۔

لیس بہا غیرہم وان العرب لن تجتمع
الا علی رجل منہم فخفی الا سواء ، و
انتم الوزراء فاتقوا اللہ ولا تضربوا علی
الاسلام ولا تکونوا اول من احدث
فی الاسلام اشتراط نسب قریش وخلیفہ
مجمع علیہ اہل سنت است اخرج البخاری
ومسلم والدارمی وغیرہم عن ابن
عباس کان ابو ہریرۃ یحدث ان
رجلا اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال انی اری اللیلۃ ظلۃ
تنطف منہا السمن والعسل واری
الناس یتکففون بایدیہم
فالمستکثر والمستقل واری
سببا واصلا من السماء الی
الارض فاراک یا رسول اللہ اخذت
بہ فعلوت ثم اخذ بہ رجل
اخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل اخر
فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل اخر فانقطع
ثم وصل بہ فعلا بہ۔ فقال ابو بکر
بابی انت وامی لتدعنی فلاعبرہا
فقال اعبرہا فقال اما الظلۃ
فظلۃ الاسلام واما ما ینطف من السمن
والعسل فہو القرآن لینہ وحلاوتہ
واما المستکثر والمستقل فہو المستکثر
من القرآن والمستقل منہ

نہیں ہے اور (یہ بھی تم جانتے ہو کہ) تمام عرب تو متفق ہوں گے
مگر اسی شخص پر جو قریش میں سے ہو لہٰذا ہم قریشی لوگ خلیفہ
ہوں اور تم لوگ (ہمارے) وزیر رہو۔ اللہ سے ڈرو اور اسلام
میں تفرقہ نہ ڈالو۔ اور اسلام میں پہلے رخنہ انداز نہ بنو (خلیفہ
کے لئے قریشی النسب ہونے کی شرط پر تمام اہل سنت کا
اجماع ہے) اور بخاری اور مسلم اور دارمی وغیرہم نے حضرت
ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے
تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
اور اس نے کہا کہ میں نے آج شب کو (خواب میں) دیکھا کہ
ایک ابر کا ٹکڑا ہے اس سے روغن اور شہد ٹپک رہا ہے پھر
میں نے لوگوں کو دیکھا کہ دونوں ہاتھوں سے اس کو لے رہے ہیں
مگر کسی نے زیادہ لیا اور کسی نے کم اور میں نے ایک رسی آسمان
سے زمین تک لٹکتی ہوئی دیکھی اور میں نے یا رسول اللہ (صلی
اللہ علیہ وسلم) آپ کو دیکھا کہ آپ اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ
گئے پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ
گیا پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ
گیا پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا تو وہ رسی کٹ گئی
مگر پھر جڑ گئی اور وہ شخص بھی اوپر چڑھ گیا (یہ خواب سن کر)
حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں مجھے اجازت دیجئے تو میں
اس کی تعبیر بیان کروں آپؐ نے فرمایا اچھا تم ہی اس کی تعبیر
کہو۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ ابر سے مراد اسلام ہے اور روغن
و شہد جو اس سے ٹپک رہا ہے اس سے مراد قرآن ہے نرمی اس
کی (قائم مقام) روغن کے ہے اور حلاوت اس کی (قائم مقام
شہد کے ہے) اور کسی نے اس روغن و شہد کو زیادہ لیا اور کسی نے کم

واما السببُ الواصل من السماء الى الارض فهو الحقُّ الذى انت عليه تأخذ به فيعليك الله ثم يأخذ به بعدك رجلٌ فيعلو به ثم يأخذ به رجل فيعلو به ثم يأخذ به رجل آخر فينقطع ثم يوصل له فيعلو به فاخبرنى يا رسول الله بابى انت اصبتُ ام اخطأتُ فقال النبى صلى الله عليه وسلم اصبتَ بعضًا واخطأتَ بعضًا فقال اقسمتُ يا رسول الله لتخبرنى ما الذى اخطأتُ فقال النبى صلى الله عليه وسلم لا تقسم ازیں حدیث معلوم می شود کہ حضرت صدیقؓ می دانست کہ خلافت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر کسے علی الترتیب خواہد رسید و ایشان بر منہاج پیغامبر خواہند بود و بر منہاج پیغمبر خواہند گذشت باقی ماند آنکہ ہرگاہ موافق تعبیر حضرت صدیقؓ در خارج بوقوع آمد پس خطا بچہ وجہ ثابت است فقیر می گوید سکوت از تسمیہ آن اشخاص باوجود قدرت بر تسمیہ ایشان بطریق مشاکلت منسوب بخطا شد و شاہد آں کہ حضرت صدیقؓ ایشان را باعیانہم مے شناخت آثارے چند است کہ در خصائص مذکور است

تو وہ رسی جو آسمان سے زمین پر لٹک رہی ہے اس سے مراد وہ (دین) حق ہے جس پر آپ ہیں آپ اس کو پکڑے ہوئے ہیں اللہ اس کی وجہ سے آپ کو بلند رتبہ کرے گا پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند مرتبہ ہو جائے گا اس کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند رتبہ ہو جائے گا اس کے بعد ایک اور شخص اس کو پکڑے گا تو وہ دین حق[1] منقطع ہو جائے گا مگر پھر اس کے لئے جوڑ دیا جائے گا اور وہ اس کے سبب سے بلند رتبہ ہو جائے گا۔ یا رسول اللہ آپ مجھ سے فرما دیجیے کہ میں نے صحیح تعبیر کی یا غلط۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ صحیح کہی اور کچھ غلط۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کو قسم دلاتا ہوں کہ آپ مجھ سے بیان کر دیجیے کہ میں نے کیا غلطی کی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ دلاؤ۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیقؓ جانتے تھے کہ خلافت بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین آدمیوں کو علی الترتیب حاصل ہوگی اور وہ تینوں پیغمبر کی روش پر ہوں گے اور پیغمبر کی روش پر دنیا سے گزر جائیں گے۔ باقی رہی یہ بات کہ جب کہ حضرت صدیقؓ کی تعبیر کے موافق خارج میں واقع بھی ہوا تو پھر تعبیر میں غلطی کس طرح ہوئی؟ یہ فقیر کہتا ہے کہ ان خلفاء کا نام نہ لینا باوجودیکہ ان کے نام لینے پر قدرت تھی ظاہری[2] طور پر خطا کی طرف نسبت کیا گیا اور اس بات کی دلیل کہ حضرت صدیقؓ ان خلفاء کو مشخص طور پر جانتے تھے چند روایات ہیں جو (کتاب) خصائص (تالیف علامہ سیوطی) میں مذکور ہیں

---

[1] اشارہ ہے شہادت کی طرف جو حضرت عثمانؓ کو اپنے آخر زمانہ میں پیش آئی جس سے اندیشہ زوال خلافت کا تھا مگر ان کے حق میں انجام بخیر تھا اور شہادت پائی۔ [2] یعنے کامل تعبیر یہ تھی کہ ان خلفاء کا نام بھی بتلاتے باعتبار اس کے یہ تعبیر ناقص رہی اسی نقصان کو خطا کے ساتھ تعبیر فرمایا۔

أخرج ابن عساكر عن كعب قال كان إسلام أبي بكر الصديق سببه وحي من السماء وذلك أنه كان تاجرا بالشام فرأى رؤيا فقصها على بحيرا الراهب فقال من أين أنت قال من مكة قال من أيها قال من قريش قال فأيش أنت قال تاجر قال صدق الله رؤياك فإنه يبعث نبي من قومك تكون وزيره في حياته وخليفته بعد موته فأسرها أبو بكر حتى بعث النبي صلى الله عليه وسلم فجاءه فقال يا محمد ما الدليل على ما تدعي قال الرؤيا التي رأيت بالشام فعانقه وقبل ما بين عينيه وقال أشهد أنك رسول الله وأخرج ابن عساكر عن ابن مسعود قال قال أبو بكر الصديق خرجت إلى اليمن

(وہ یہ ہیں) ابن عساکر نے حضرت کعبؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اسلام کا باعث ایک وحیِ آسمانی تھی اس کی کیفیت اس طرح پر ہے کہ حضرت ابوبکرؓ ملک شام میں تجارت کیا کرتے تھے (وہاں) انھوں نے ایک خواب دیکھا تو اس کو بحیرا راہب سے بیان کیا بحیرا نے اس خواب کو سُنکر پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو حضرت ابوبکرؓ نے کہا مکہ کا رہنے والا ہوں اس نے پوچھا کہ مکہ کے کس خاندان سے ہو؟ حضرت صدیقؓ نے کہا خاندانِ قریش سے پھر اس نے پوچھا کہ تمھارا پیشہ کیا ہے؟ حضرت صدیقؓ نے فرمایا تاجر ہوں بحیرا نے کہا اللہ نے تمھیں سچا خواب دکھایا ہے ایک نبی تمھاری قوم میں مبعوث ہوں گے ان کی زندگی میں تم ان کے وزیر ہوگے اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہوگے۔ حضرت صدیقؓ نے اس خواب کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اے محمدؐ! آپ جو دعویٰ کرتے ہیں اس پر کیا دلیل ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہی خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا (یہ سنتے ہی) حضرت ابوبکرؓ نے آپ سے معانقہ کیا اور آپ کی دونوں (مقدس) آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا اور کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے تھے کہ میں (ایک مرتبہ) یمن کی طرف قبل بعثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گیا

لہ یہ مضمون روایات شیعہ میں بھی ہے چنانچہ حملہ حیدری مطبوعہ مطبع سلطانی لکھنؤ کے صفحہ اوّل مقدمہ میں ہے [illegible]

قبل ان یبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت علی شیخ من الازد قد قرأ الکتب واتت علیہ اربع مائۃ سنۃ الا عشر سنین فقال لی تحسبک حرمیا قلت نعم قال واحسبک قرشیا قلت نعم قال واحسبک تیمیا قلت نعم قال بقیت لی منک واحدۃ قلت ما ھی قال تکشف لی عن بطنک قلت لم ذاک قال لاجد فی العلم الصادق ان نبیا یبعث فی الحرم یعاونہ علی امرہ فتی وکھل فاما الفتی فخواض غمرات ودفاع معضلات واما الکھل فابیض نحیف علی بطنہ شامۃ وعلی فخذہ الیسری علامۃ وما علیک ان ترینی فقد تکاملت لی فیک الصفۃ الا ما خفی علی قال ابوبکر فکشفت لہ عن بطنی فرأی شامۃ سوداء فوق سرتی فقال انت ھو ورب الکعبۃ واخرج ابن سعد عن الحسن قال قال ابوبکر یا رسول اللہ ما ازال ارانی اطأ فی عذرات الناس قال لتکونن من الناس بسبیل قال رأیت فی صدری کالرقمتین قال سنتین

اور قبیلۂ ازد کے ایک شخص کے یہاں جو کتب (آسمانی) پڑھا ہوا تھا۔ اور اس کی عمر تین سو نوے برس کی تھی فروکش ہوا اس نے مجھ سے کہا کہ میں تم کو حرم کا رہنے والا خیال کرتا ہوں۔ (کیا یہ صحیح ہے) میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں تم کو قریشی سمجھتا ہوں (کیا یہ صحیح ہے) میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا میں تم کو تیمی سمجھتا ہوں (کیا یہ صحیح ہے) میں نے کہا ہاں۔ تو اس نے کہا اب صرف ایک بات تمہاری باقی رہ گئی ہے جو مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کہا وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا تم میرے سامنے اپنا شکم کھول دو۔ میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا میں ایک علم صادق کی (یعنی آسمانی کتابوں) میں دیکھتا ہوں کہ ایک نبی حرم میں مبعوث ہوگا اس کے کام پر ایک جوان اور ایک ادھیڑ عمر کا آدمی مددگار ہوگا جوان بڑا جفاکش اور حلال مشکلات ہوگا اور ادھیڑ گورے رنگ کا اکہرے بدن کا ہوگا اس کے شکم پر ایک تل ہوگا اور اس کی بائیں ران پر ایک نشانی ہوگی۔ تمہارا اس میں کیا حرج ہے اگر تم مجھے (اپنا شکم) دکھا دو کیونکہ سب باتیں میری تم میں پائی جاتی ہیں سوا اس بات کے جو مجھے نہیں معلوم۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے تھے کہ میں نے اپنا شکم اس کے سامنے کھول دیا تو اس نے ایک سیاہ تل میری ناف کے اوپر دیکھ کر کہا قسم رب کعبہ کی وہ تم ہی ہو۔ اور ابن سعد نے حضرت حسن (بصری) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ہمیشہ اپنے کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں لوگوں کے بول و براز میں چل رہا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم ضرور ضرور تم لوگوں میں باعزت ہوگے۔ نیز حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے اپنے سینہ میں دو نشان سے دیکھے ہیں حضرتؐ نے فرمایا (اس کی تعبیر) دو برس[۱]۔ اور کوئی کہے کہ حضرت

۱؎ یعنی تمہاری خلافت دو برس رہے گی چنانچہ حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کچھ مہینے اوپر دو برس رہی کسر کا اعتبار نہیں کیا گیا۔

واگر کسے گوید کہ صدیق رضی اللہ عنہ اگر مے دانست کہ مبشر بخلافت است در وقت بیعت چرا توقف فرمود وچرا اشارت بفاروقؓ وابوعبیدہؓ نمود کہ بایعوا احد ھٰذین گوئیم بشارت بچیزے مقتضی آں نیست کہ طلب آں را طلب نباید چنانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم معلوم فرمودند کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ آنجناب خواہد بود وہمانا سعی در تزوج او نہ نمودند وفرمودند ان یکن ھٰذا من عند اللہ یمضہ احوال اہل اللہ در مثل ایں صورت مختلف است گاہے سعی در مبشر بہ مے کنند با وثوق بوجود آں وگاہے تن مے زنند ومنتظر تدبیر غیب مے باشند کہ لطف الٰہی در کدام قالب آں روح را منفوخ مے سازد حضرت صدیقؓ راہ توقف را اختیار نمود تا ابعد باشد از حظ نفس یا بسببے دیگر مانند ایں۔

را اثبات حضرت صدیقؓ خلافت خود را بسوابق اسلامیہ فمنھا اخرج الترمذی عن ابی سعید الخدری قال قال ابوبکر الست احق الناس بھا الست اول من اسلم الست صاحب کذا الست

صدیق رضی اللہ عنہ جب جانتے تھے کہ اُن کو خلافت کی بشارت مل چکی ہے تو پھر بیعت کے وقت انھوں نے کیوں توقف کیا اور کیوں حضرت فاروقؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ کی طرف اشارہ کیا کہ ان دو میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت کرلو تو ہم جواب دیں گے کہ کسی چیز کی بشارت ملنا اس بات کو مقتضی نہیں ہے کہ اس کو طلب بھی کریں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجہ ہونگی[1] مگر باوجود اس کے آپؐ نے اُن سے نکاح ہوجانے کی کوشش نہ کی۔ اور فرمایا کہ اگر یہ بات خدا کی طرف سے ہے تو وہ اُس کو پورا کریگا (اصل یہ ہے کہ) باخدا لوگوں کی حالت ایسے مواقع میں مختلف ہوتی ہے۔ کبھی جس چیز کی بشارت ملی ہے اس کے حاصل کرنے میں کوشش کرتے ہیں باوجودیکہ اُن کو اس چیز کے حاصل ہوجانیکا یقین ہوتا ہے اور کبھی خاموشی اختیار کرتے ہیں اور تدبیر غیب کے منتظر رہتے ہیں کہ (دیکھیں لطف الٰہی کس قالب میں روح کو پھونکتا ہے (یعنی کس طریقہ سے اس بشارت کو پورا کرتا ہے) حضرت صدیقؓ نے (اسی اصل کے موافق) توقف کی راہ اختیار کی تاکہ شرکت نفس سے دور رہے یا اور کسی وجہ سے جو مثل اس کے ہو۔

حضرت صدیقؓ کا اپنی خلافت کو سوابق[2] اسلامیہ سے ثابت کرنا۔

ترمذی نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا میں خلافت کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ کیا میں نے فلاں کام نہیں کیا؟ کیا میں نے فلاں

[1] چنانچہ روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے ایک ریشمی کپڑا حضور نبوی میں حاضر کیا جس میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شبیہ مبارک تھی اور کہا کہ یہ آپ کی زوجہ ہوں گی۔ [2] سوابق جمع ہے سابقہ کی سابقہ کہتے ہیں پہلے کی چیز کو مراد یہاں وہ اسلامی خدمات ہیں جو ابتدائے اسلام میں حضرت صدیقؓ سے ظاہر ہوئیں

صاحب کنّی آمد۔ استدلال صدیقؓ بر منع توقف از بیعت بعد انعقاد بیعت عامہ بلزوم شق عصا المسلمین فقد اخرج الحاکم عن ابی سعید فی قصۃ طویلۃ قال لما قعد ابو بکر علی المنبر نظر فی وجوہ القوم فلم یر علیا فسأل عنہ فقام ناس من الانصار فاتوا بہ فقال ابو بکر ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وختنہ اردت ان تشق عصا المسلمین فقال لا تثریب یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبایعہ ثم لم یر الزبیر بن العوام فسأل عنہ حتی جاؤا بہ فقال ابن عمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحواریہ اردت ان تشق عصا المسلمین فقال لا تثریب یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل قولہ فبایعاہ۔ اثبات صدیق رضی اللہ عنہ خلافت حضرت فاروق را بافضلیت او فقد اخرج الترمذی عن جابر بن عبد اللہ قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر اما انک ان قلت ذاک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول

کوم نہیں کیا۔ [حضرت صدیقؓ کا بیعت عامہ ہو جانے کے بعد (اپنی) بیعت میں توقف کرنے سے (لوگوں کو) روکنا یہ کہہ کر کہ مسلمانوں کی قوت پراگندہ ہو جائے گی] حاکم نے حضرت ابو سعیدؓ سے ایک طویل قصہ میں روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ منبر پر رونق افروز ہوئے تو لوگوں کو دیکھا علیؓ کو ان میں نہ پایا پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ پس کچھ لوگ انصار میں سے اٹھے اور حضرت علیؓ کو لے آئے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا اے ابن عم و داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی قوت پراگندہ کر دو؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجئے (مجھے ایک عذر تھا) اس کے بعد حضرت علیؓ نے ان سے بیعت کر لی، پھر حضرت صدیقؓ نے زبیر بن عوامؓ کو نہ دیکھا تو پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ یہاں تک کہ کچھ لوگ ان کو لے آئے۔ حضرت صدیقؓ نے (ان سے) فرمایا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے اور آپ کے حواری! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی قوت پراگندہ کر دو؟ انھوں نے بھی حضرت علیؓ کی طرح عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرزنش نہ کیجئے۔ الغرض دونوں نے حضرت صدیقؓ سے بیعت کر لی۔ [حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت فاروقؓ کی خلافت کو ان کی افضلیت سے ثابت کرنا] ترمذیؒ نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے (ایک مرتبہ) کہا کہ آپ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اگر تم نے یہ کہا تو (سنو) بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ

ما طلعت الشمس على رجل خير من عمر. وأخرج أبو بكر بن أبي شيبة عن زيد بن الحارث ان ابا بكر حين حضره الموت ارسل الى عمر يستخلفه فقال الناس تستخلف علينا فظا غليظا ولو قد ولينا كان افظ واغلظ فما تقول لربك اذا لقيته وقد استخلفت علينا عمر قال ابو بكر أبربي تخوفني اقول اللهم استخلفت عليهم خير خلقك. انتهى. وأخرج ابو بكر بن ابي شيبة عن محمد عن رجل من بني زريق في قصة طويلة قال ابو بكر لعمر انت اقوى مني فقال عمر انت افضل مني. اگر منصف صحیح النظر متوجہ شود دراینکہ این اوصاف را علامت ثبوت خلافت خاصہ کردہ در طبقہ اولے بود والا ذکر این کلمات در بحث اثبات خلافت خارج از قانون مناظرات باشد

آفتاب نے طلوع نہیں کیا کسی ایسے شخص پر جو بہتر ہو عمرؓ سے۔[1] اور ابوبکرؓ بن ابی شیبہ نے زید بن حارث سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اُنھوں نے حضرت عمرؓ کو بلوا بھیجا تاکہ اُن کو خلیفہ بنائیں لوگوں نے عرض کیا کیا آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بناتے ہیں جو دلیے ہی تُند خو اور درشت گو ہے اور جب وہ ہم پر حاکم بنے گا تو اور زیادہ تُند خو اور درشت گو ہو جائے گا پس اگر آپ نے حضرت عمرؓ کو ہم پر خلیفہ بنا دیا تو جب آپ اپنے پروردگار سے ملیں گے اس کا کیا جواب دیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کیا تم مجھے میرے پروردگار کا خوف دلاتے ہو زاتہا سنو میں یہ جواب دوں گا کہ یا اللہ میں نے ان پر اس شخص کو خلیفہ بنایا جو سب میں بہتر ہے الی آخرہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد سے اُنھوں نے قبیلہ بنی زریق کے ایک شخص سے ایک طویل قصہ کے ذیل میں روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ (قوت دوسری چیز ہے مگر) آپ مجھ سے افضل ہیں [اگر انصاف نظر والے ان آثار کو دیکھ کر اس نتیجہ کے نکالنے میں مجبور ہو جاتے ہیں کہ ان اوصاف کو بحیثیت خلافت خاصہ کے ثبات ہیں جو امت کے طبقہ اولیٰ میں کسی کچھ دخل ہے ورنہ ان باتوں کو خلافت ثابت کرنے کے موقع میں ذکر کرنا قاعدہ گفتگو کے خلاف ہوگا]۔

[1] یعنے کوئی مخلوق ان سے بہتر نہیں۔ یہ عرب کا محاورہ ہے کہ جب کسی شخص کی کسی وصف میں کمال بیان کرنا ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ اس سے بہتر پر آفتاب طلوع نہیں کیا یا اس سے بہتر کو زمین نے اپنے اوپر نہیں اٹھایا اس سے بہتر پر آسمان نے سایہ نہیں ڈالا اس سے بہتر کو کسی سواری نے اپنے اوپر نہیں سوار کیا (حتی کہ) ... اعتبار ہونے کے لازم ہیں ان کی نفی اس سے بہتر ... مراد ہوتی ہے کہ اس سے بہتر کوئی نہیں انبیاء علیہم السلام کے سوا اور نیز حضرت صدیقؓ کی موت ... حضرت فاروقؓ سے زیادہ ہے۔

من مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

ما شروط خلافت فقد اخرج ابو یوسف
عن ابی الملیح بن اسامۃ الھذلی
قال خطب عمر بن الخطاب رضی
اللہ عنہ فقال ایھا الرعاۃ ان لنا
علیکم حق النصیحۃ بالغیب والمعونۃ
علی الخیر ایھا الرعاۃ انہ لیس
من حلم احب الی اللہ ولا اعم
نفع من حلم امام و رفقہ و
لیس من جھل ابغض الی اللہ و
اعم ضررا من جھل امام وخرقہ و
انہ من یاخذ بالعافیۃ فیما بین
ظھرانیہ یعط العافیۃ من فوقہ
واخرج ابو یوسف عن عثمان بن
عطاء الکلاعی عن ابیہ قال خطب
عمر الناس فحمد اللہ واثنی علیہ
ثم قال اما بعد فانی اوصیکم
بتقوی اللہ الذی یبقی ویھلک
من سواہ الذی بطاعتہ ینفع
اولیاءہ وبمعصیتہ یضر اعداءہ
فانہ لیس لھالک ھلک معذرۃ فی
تعمد ضلالۃ حسبھا ھدی ...

مسند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ (سے ۔ روایت)

شرائط خلافت (کے متعلق یہ روایات ہیں) (امام) ابو یوسفؒ نے
ابو الملیح بن اسامہ ہذلی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ایک روز) خطبہ پڑھا جس میں
انھوں نے بیان کیا کہ اے سرداران قوم! بتحقیق ہمارا حق تم پر یہ
ہے کہ پیٹھ پیچھے ہماری خیر خواہی کرو اور نیک کام میں ہماری مدد
کرو۔ اے سرداران قوم! (خوب سمجھ لو کہ) اللہ کے نزدیک امام
(یعنے خلیفۂ وقت) کے حلم اور نرمی کے خوش خلق ہونے سے
زیادہ کوئی چیز محبوب و نافع تر نہیں ہے اور امام کے جاہل اور
بے وقوف ہونے سے زیادہ کوئی چیز اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ
اور ضرر رساں نہیں ہے اور جو شخص اپنے آپس میں عافیت کو
اختیار کرتا ہے اس کو (آسمان کے) اوپر سے عافیت عطا ہوتی ہے
اور (امام) ابو یوسفؒ نے عثمان بن عطاء کلاعی سے انھوں
نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر
بن خطابؓ نے (ایک روز) لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا جس
میں اللہ کی حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ (اے لوگو!) میں تمھیں
نصیحت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی جو ہمیشہ باقی رہے گا اور
اس کے سوا سب فنا ہو جائیں گے جو اپنی اطاعت کے وسیلہ
سے اپنے دوستوں کو نفع پہنچاتا ہے اور اپنی نافرمانی کے سبب
سے اپنے دشمنوں کو ضرر پہنچاتا ہے (سنو) جو شخص تباہ کار
ہو جائے اس کا کوئی عذر (مسموع) نہ ہوگا اس ضلالت کے
ارتکاب میں جس کو اس نے (اپنی کج فہمی سے) ہدایت سمجھا

لہ یعنے احکام شریعت کی خلاف ورزی کرکے اپنی نجات آخرت کو تباہ و برباد کرے مطلب یہ ہے کہ احکام شریعت سے ناواقف ہونا
عذر نہیں ہے اور یہ عذر اللہ کے یہاں نہ سنا جائے گا۔

ولا فی ترکہ حق حسبہ ضلالۃ و إن حق ما تعاھدنا لراعی من رعیتہ تعاھدھم بالذی للّٰہ علیھم فی وظائف دینھم الذی ھداھم اللّٰہ لہ و انما علینا ان نامرکم بما امرکم اللّٰہ بہ من طاعتہ و ان ننھاکم عما نھاکم اللّٰہ عنہ من معصیتہ و ان نقیم امر اللّٰہ فی قریب الناس وبعیدھم ولا نبالی علی من قال الحق الا وان اللّٰہ فرض الصلوٰۃ و جعل لھا شروطا من شروطھا الوضوء والخشوع والرکوع والسجود واعلموا ایھا الناس ان الطمع فقر وان الیاس غنی و فی العزلۃ راحۃ من خلطاء السوء و اعلموا انہ من لم یرض عن اللّٰہ فیما کرہ من قضائہ لم یؤد الیہ فیما یحب کنہ شکرہ واعلموا ان للّٰہ تعالٰی عبادا یمیتون الباطل بھجرہ و یحیون الحق بذکرہ رغبوا ورھبوا فرھبوا ان خافوا فلن یامنوا

نہ اس امر حق کے ترک کر دینے میں (وہ معذور سمجھا جائے گا) جس کو اُس نے (اپنی جہالت سے) ضلالت سمجھا (سنو) حاکم اپنی رعیت کی خبرگیری جن امور میں کرے ان سب میں خبرگیری کے زیادہ حقدار وہ امور ہیں جو اللہ نے اُن پر فرض کئے ہیں یعنے اُن کے دینی فرائض کے متعلق جن کی ہدایت اللہ نے اُن کو کی ہے اور ہم پر فرض ہے کہ ہم تم کو اس چیز کا حکم دیں جس کا حکم اللہ نے تم کو دیا ہے یعنے اس کی عبادت کا اور تم کو منع کریں اُس چیز سے جس سے اللہ نے تمھیں منع کیا ہے یعنے اس کی نافرمانی سے اور یہ کہ اللہ کا حکم قریب و بعید سب پر یکساں جاری کریں اور یہ کہ ہم کچھ گرفت نہ کریں اُس شخص پر جو حق بات کہے (مسلمانو) خبردار رہو کہ اللہ تعالٰی نے (تم پر) نماز فرض کی ہے اور اس کے لئے کچھ شرطیں مقرر کی ہیں۔ منجملہ اُس کی شرائط کے وضو اور خشوع اور رکوع اور سجود ہیں۔ اے لوگو! (خوب) سمجھ لو کہ (غیر اللہ سے) طمع رکھنا فقر (کا سبب) ہے اور (غیر اللہ سے) ناامید ہو جانا غنا (کا سبب) ہے اور عزلت میں بُرے ہمنشینوں سے نجات ملتی ہے اور (یہ بھی) جان لو کہ جو شخص کسی حکم الٰہی سے جو اُس کی طبیعت کے خلاف ہو راضی نہ ہوا تو وہ اُن امور میں جو اس کی طبیعت کے موافق ہوں خدا کا حق شکر ہیں ادا نہیں کر سکتا اور (یہ بھی) جان لو کہ اللہ کے کچھ بندے (ہر زمانہ میں ایسے ہوتے) ہیں کہ جو باطل کو ترک کر کے بالکل مٹا دیتے ہیں اور حق کو ذکر کر کے اُسے رواج دیتے ہیں امید اور خوف کی حالت میں رہتے ہیں (اس کے علاوہ) خوف نہیں ہو جاتے

لہ یعنے حق بات جو شخص کہے چاہے کوئی کیوں نہ ہو اور چاہے اُس کے الفاظ کیسے ہی تلخ کیوں نہ ہوں ہم اس پر کچھ گرفت نہ کریں واقعی یہ صفت حضرت فاروق میں ایسی کامل تھی کہ ان کے بعد پھر کسی میں ویسی دیکھی نہیں گئی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تَبَصَّرُوا مِنَ الْيَقِينِ مَا لَمْ
يُعَايِنُوا فَخَلَصُوا بِمَا لَمْ يَزَالُوا
أَخْلَصَهُمُ الْخَوْفُ فَهَجَرُوا
مَا يَنْقَطِعُ عَنْهُمُ الْحَيٰوةُ
عَلَيْهِمْ نِقْمَةٌ وَالْمَوْتُ
لَهُمْ كَرَامَةٌ وَأَخْرَجَ
ابو يوسف عن الزهري قال
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
رضي الله عنه فقال يا أمير المؤمنين
لَا أُبَالِي فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ
أَمْ أُقْبِلُ عَلَى نَفْسِي فَقَالَ
أَمَّا مَنْ وُلِّيَ مِنْ أَمْرِ
الْمُسْلِمِينَ شَيْئًا فَلَا
يَخَافُ فِي اللهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ
وَمَنْ كَانَ خِلْوًا مِنْ ذٰلِكَ
فَلْيُقْبِلْ عَلَى نَفْسِهِ
وَلْيَنْصَحْ لِوَلِيِّ أَمْرِهِ وَأَخْرَجَ
ابو يوسف عن سعيد بن
أبي بُرْدَةَ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ
بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى أَبِي مُوسٰى
أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ أَسْعَدَ الرُّعَاةِ
عِنْدَ اللهِ مَنْ سَعِدَتْ بِهِ
رَعِيَّتُهُ وَإِنَّ أَشْقَى الرُّعَاةِ عِنْدَ اللهِ
مَنْ شَقِيَتْ بِهِ رَعِيَّتُهُ وَإِيَّاكَ
أَنْ تَرْتَعَ فَتَرْتَعَ عُمَّالُكَ

(اب اس وقت ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ) وہ (چشم) بصیرت سے دیکھ کر ایسا کامل یقین حاصل کرتے ہیں جو سر کی آنکھوں کے دیکھنے سے نہ حاصل ہو اب وہ ایسے مقام تک پہنچ گئے جہاں سے ہٹ نہیں سکتے۔ اُن کو خوف (الٰہی) نے خالص کر دیا لہٰذا جو چیز منقطع ہونے والی ہے اُسے اُنھوں نے چھوڑ دیا (اُن کا یہ حال ہے کہ) زندگی اُن پر وبال ہے اور موت اُن کے حق میں کرامت (کا سبب) ہے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ نے زہری سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اُس نے آپ سے پوچھا کہ یا امیر المومنینؓ! آیا میں (امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کروں اور) کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں یا صرف اپنے ہی نفس کی اصلاح کی طرف متوجہ رہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جو مسلمانوں کے کام میں کچھ بھی اختیار رکھتا ہو تو اُسے اللہ (کے دین) کے متعلق حق بات کہنے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا چاہیے اور جو شخص (مسلمانوں کے کام اور اُن کی حکومت سے) بالکل بے تعلق ہو تو اُسے لازم ہے کہ بس اپنے نفس (کی اصلاح) کی طرف متوجہ ہو اور اپنے حاکم کی خیر خواہی کرتا رہے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ نے سعید بن بردہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ (اشعری) کو (اس مضمون کا فرمان) لکھا کہ خدا کے نزدیک سرداروں میں بڑا نیک بخت سردار وہ ہے کہ جس سے اس کی رعیت آرام پائے اور سرداروں میں بڑا بد بخت وہ ہے جس سے اُس کی رعیت تکلیف اُٹھائے تم اس سے بچتے رہنا کہ فراغت اور خوش عیشی کے ساتھ کھانے پینے میں مشغول ہو جاؤ اور تمھیں دیکھ کر تمھارے (ماتحت) عامل بھی تمھاری طرح عیش میں مصروف ہو جائیں اگر (تم نے ایسا کیا تو)

فیکون مثلک عند اللہ مثل البھیمۃ نظرت الی خضرۃ من الارض فرتعت فیھا تبتغی بذلک السمن وانما حتفھا فی سمنھا والسلام واخرج ابو یوسف عن رجل عن عمر قال لا یقیم امر اللہ الا رجل لا یصانع ولا یضارع ولا یتبع المطامع ولا یقیم امر اللہ الا رجل لا ینتقص غربہ ولا یتکلم فی الحق علی حزبہ وقال ابو یوسف حدثنی محمد بن اسحق قال وحدثنی من سمع طلحۃ بن معدان الیعمری قال خطبنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فحمد اللہ واثنی علیہ ثم صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وذکر ابا بکر الصدیق فاستغفر لہ ثم قال ایھا الناس انہ لم یبلغ ذو حق فی حقہ ان یطاع فی معصیۃ اللہ وانی لم اجد ھذا المال یصلحہ الا خلالا ثلثا ان یؤخذ بالحق ویعطی بالحق ویمنع من الباطل وانما انا ومالکم کوالی الیتیم ان

خدا کے نزدیک تمہاری وہی مثل ہوگی کہ ایک جانور (مثل بکری وغیرہ کے) کسی زمین کی سبزی اور شادابی کو دیکھ کر اس میں چرنے لگا اس کا مقصود (اس چرائی سے) اپنے کو فربہ کرنا تھا مگر اس کا فربہ ہونا ہی اس کی ہلاکت کا باعث ہے (کیونکہ جب فربہ ہوگا لوگ اسے ذبح کرکے کھالیں گے) والسلام اور (امام) ابو یوسف بواسطہ ایک شخص کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ کے حکم کو وہی شخص قائم کرسکتا ہے جو نہ مضارعت[1] کرے اور نہ مصانعت کرے، اور نہ طمع کے درپے ہو اور اللہ کے حکم کو وہی شخص قائم کرسکتا ہے جس کی ہمت پست نہ ہوتی ہو اور امر حق میں اپنی جماعت کے لوگوں کی رعایت نہ کرے۔ اور (امام) ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن اسحق نے بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے اس شخص نے بیان کیا کہ جس نے طلحہ بن معدان یعمری سے سنا تھا وہ کہتے تھے کہ ہم لوگوں کے سامنے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا تو (پہلے) اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا بعدہٗ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذکر کرکے ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! کسی حقدار کا حق اس درجہ تک نہیں ہوسکتا کہ اللہ کی نافرمانی میں بھی اس کی اطاعت کی جائے اور میں اس (بیت المال کے) مال میں تین باتیں مناسب سمجھتا ہوں کہ حق کے موافق لیا جائے اور حق کے ساتھ خرچ کیا جائے اور ناحق خرچ سے محفوظ رکھا جائے اور میرے لئے تمہارا مال ایسا ہے جیسا ولی یتیم (کے لئے یتیم کا مال) اگر میں (اس

[1] مضارعت کہتے ہیں مشابہ ہونے کو اور مصانعت کہتے ہیں کسی کے ساتھ میل کرنے کو امر ثبت ہو کر وہ بھی حق کا معارضہ کرے مطلب یہ ہوکہ نہ طمع دہنے غرض ہو موض نہ وہ خود کی غرض سے کوئی کام نہ کرتا ہو۔

علے امراء الامصار انی لم ابعثهم الا ليفقهوا الناس فی دينهم و يقسموا فيئهم و يحكموا بينهم فان اشكل شیٔ رفعوه الی قال وكان عمر بن الخطاب رضی الله عنه يقول لا يصلح هذا الامر الا بشدة فی غير تجبر ولين فی غير وهن واخرج ابو يعلے عن عمر قال قال رسول الله صلے الله عليه وسلم الا اخبركم بخياركم من امرائكم هم الذين تحبونهم و يحبونكم و يدعون لكم وتدعون لهم وشرار امرائكم الذين تبغضونهم و يبغضونكم وتلعنونهم و يلعنونكم واخرج مسلم وابو يعلے وغيرهما ان عمر بن الخطاب خطب يوم جمعة فذكر نبی الله صلے الله عليه وسلم وذكر ابا بكر فقال انی رأيت كأن ديكا نقرنی نقرة او نقرتين وانی لا اراه الا حضور اجلی وان اقواما يامروننی ان استخلف وان الله لم يكن ليضيع دينه ولا خلافته

(انھیں حکم دیا) اس لئے (سردار بنا کر) بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو اُن کے دین کی باتیں بتائیں اور ان پر ان کے غنیمت کے مال تقسیم کریں اور ان کے مقدمات کا فیصلہ کرتے رہیں اور (کسی امر میں ان کو دشواری واقع ہو تو مجھ تک پہنچائیں میں اس کا فیصلہ کر دوں گا) راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ امر (خلافت) درست نہ ہوگا مگر ایسی شدت (اور درشتی) کے ساتھ جو بغیر جبر و ظلم کے ہو اور ایسی نرمی کے ساتھ جو بغیر ضعف کے ہو۔ اور ابو یعلیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اے لوگو) کیا میں تمہیں نہ بتادوں کہ تمہارے بڑے سرداروں میں تمہارے اچھے سردار کون ہیں (سنو) اچھے سردار تو وہ ہیں کہ جن کو تم دوست رکھتے ہو اور تم کو وہ دوست رکھتے ہوں اور تم ان کے لئے (اچھی) دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہوں۔ اور تمہارے برے سردار وہ ہیں کہ جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہوں اور تم ان پر لعنت (اور بد دعا) کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کیا کرتے ہوں۔ اور (امام) مسلم اور ابو یعلیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ایک مرتبہ) جمعہ کے دن خطبہ پڑھا (اس میں) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ذکر کیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذکر کرکے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے ایک یا دو چونچیں ماریں جس کی تعبیر میں یہی سمجھتا ہوں کہ میری موت کا زمانہ قریب آگیا ہے اور بعضے لوگ مجھے رائے دیتے ہیں کہ میں کسی کو اپنی جگہ پر خلیفہ بناؤں (اور میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ) اللہ اپنے دین کو ضائع نہ کرے گا اور نہ اس خلافت کو (برباد کرے گا)

والذی بعث به نبیه صلی الله علیه وسلم وانی قد علمت ان اقواما سیطعنون فی هذا الامر انا ضربتهم بیدی هذه علی الاسلام فان فعلوا فاولئک اعداء الله الکفار الضلال فان عجل بی امر فالخلافة شوری بین هؤلاء النفر الذین توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو عنهم راض الحدیث قوله ان الله لم یکن لیضیع دینه هذا فیما اری فی الخلافة الخاصة فقط والا ففی ایام الخلافة العامة قال قد اقترب زمان قلیل الامناء الخ قوله ان اقواما سیطعنون فی هذا الامر هذا فیما اری اشارة الی انتقال الخلافة الخاصة الی العامة وان یتصدی لها من لیس من المهاجرین الاولین وقوله اولئک اعداء الله الضلال تهدید وتخویف فلم یتحقق کفرهم والله اعلم البخاری وابو یعلی وغیرهما عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال خرجت مع عمر بن الخطاب الی مکة فاستقبلنا امیر مکة نافع بن علقمة فقال له یا نافع

اور خدا اس (روشن طریقۂ اسلام) کو جس کے ساتھ اس نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے اور میں یہ (بھی) یقیناً جانتا ہوں کہ بعضے لوگ اس کام (خلافت خاصہ) پر طعن کریں گے (مگر وہ لوگ قابل اعتبار نہیں ہیں) میں نے اپنے ہاتھوں سے انھیں اسلام پر (قائم رہنے کے لئے) مارا ہے پس اگر وہ لوگ طعن کریں گے تو وہ خدا کے دشمن، کافر سخت گمراہ ہوں گے۔ اگر میرے ساتھ امر (الٰہی) نے عجلت کی (اور میں مر گیا) تو خلافت انہی لوگوں میں سے کسی کو باہمی مشورہ سے ملنی چاہیئے جن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بوقت وفات خوش گئے تا آخر حدیث۔ (حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضائع نہ کرے گا میرے نزدیک اس میں صرف خلافت خاصہ کی طرف اشارہ ہے (یعنے خلافت خاصہ کے زمانہ میں امور دینی کے اجراء میں کسی طرح کا نقص نہ آنے پائیگا) ورنہ خلافت عامہ کے متعلق تو خود حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ وہ زمانہ قریب آگیا ہے کہ جس میں امانت دار کم ہوں گے الی آخرہ۔ اور حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ لوگ اس کام میں طعن کریں گے میرے نزدیک خلافت خاصہ کے خلافت عامہ کی طرف منتقل ہوجانے کا اشارہ ہے اور یہ کہ اس (خلافت خاصہ) کے لئے ایسے لوگ منتخب ہوں گے جو مہاجرین اولین سے نہ ہوں گے۔ اور آپ کا یہ فرمانا کہ یہ لوگ خدا کے دشمن اور سخت گمراہ ہیں صرف (بطور) تہدید و تخویف (کے) ہے۔ اس کلام سے حقیقت کفر آپ کی مراد نہ تھی واللہ اعلم) اور (امام) بخاری اور ابو یعلیٰ وغیرہما عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوا (حضرت عمرؓ کے آنے کی خبر سن کر) امیر مکہ نافع بن علقمہ استقبال کے لئے آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ اے نافع

سیرفع بھذا الدین اقواماً و
یضع بہ آخرین اما افضلیت صدیق
رضی اللہ عنہ پس از قول عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ متواتر است فمن حدیث
عائشۃ اخرج البخاری عن
عائشۃ رضی اللہ عنہا فی
قصۃ الاتفاق علی ابی بکر
ثم تکلم ابوبکر فتکلم
ابلغ الناس فقال فی کلامہ
نحن الامراء و انتم الوزراء
فقال حباب بن المنذر لا
واللہ لا نفعل منا امیر و
منکم امیر فقال ابوبکر لا
ولکنا الامراء وانتم الوزراء
هم اوسط العرب داراً
واعربهم احساباً
فبایعوا عمر او ابا عبیدۃ بن الجراح
فقال عمر بل نبایعك انت فانت
سیدنا وخیرنا واحبنا الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاخذ عمر بیدہ فبایعہ وبایعہ الناس
واخرج الحاکم عن ہشام بن عروۃ
عن ابیہ عن عائشۃ عن عمر

سے بعضوں کو بلند کرے گا اور بعضوں کو اسی کے ذریعہ سے پست
کر دے گا۔ (حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے بتواتر ثابت ہے از انجملہ بروایت
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) بخاری نے حضرت ابوبکرؓ کی
بیعت پر اتفاق ہونے کے قصہ میں حضرت عائشہؓ سے روایت
کی ہے (کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے نہایت بلاغت کے ساتھ گفتگو شروع کی اور انھوں نے
اپنے کلام میں یہ بھی فرمایا کہ ہم لوگ (یعنے اہل قریش) سردار ہیں
اور تم لوگ ہمارے وزیر ہو۔ اس (فقرے) پر حباب بن منذر
نے کہا کہ قسم خدا کی ہم ایسا نہ کریں گے (بلکہ) ہم میں سے ایک
سردار ہو اور تم میں سے ایک سردار ہو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا
کہ نہیں (ایسا نہیں ہو سکتا) بلکہ ہم لوگ سردار ہیں اور تم لوگ
(ہمارے) وزیر ہو (تم میں سرداری نہ ہوگی کیونکہ) وہ (یعنے
اہل قریش) باعتبار خاندان کے سب سے بہتر اور حسب میں معروف
و مشہور ہیں (لہذا امارت انھیں کا حق ہے تم کیسے پا سکتے ہو تم
کو مناسب ہے کہ) عمرؓ یا ابو عبیدہ بن جراحؓ سے بیعت کرلو حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ ہم (سب) آپ کی بیعت
کرتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب میں بہتر ہیں
اور ہم سب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آپ
زیادہ محبوب ہیں (یہ فرما کر) پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ
سے بیعت کرلی اور (ان کے بعد) سب نے بیعت کرلی۔ اور
حاکم نے ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے

لہ یہ ایک ٹکڑا ہے بڑی حدیث کا جس کو بخاری نے کتاب المناقب میں لکھا ہے حضرت کی وفات کے وقت جو واقعات پیش آئے تھے اور سقیفہ بنی ساعدہ
جانے کا وقت حضرت شیخین کو جس طرح پیش آیا اور وہاں جو گفتگو ہوئی اس کو اس حدیث میں بیان کیا ہے۔

قال کان ابوبکر سیدنا و خیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

روایت کی وہ فرماتے تھے کہ ابوبکرؓ ہمارے سردار اور ہم میں (سب سے) بہتر تھے اور ہم سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب تھے۔

ومن حدیث ابن عباس اخرج البخاری عن ابن عباس قول عمر رضی اللہ عنہ فی قصۃ الاتفاق علی ابی بکر ثم انہ بلغنی ان قائلا منکم یقول واللہ لو مات عمر بایعت فلانا فلا یغترن امرأ ان یقول انما کان بیعۃ ابی بکر فلتۃ وتمت الا وانہا قد کانت کذالک ولکن اللہ وقی شرہا ولیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر

اور ازانجملہ بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے امام بخاریؒ نے بروایت حضرت ابن عباسؓ کے حضرت ابوبکرؓ (کی بیعت) پر اتفاق کرنے کے قصہ میں حضرت عمرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے لوگوں کو مخاطب کرکے (اپنے عہد خلافت میں) فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص کہتا ہے کہ خدا کی قسم اگر عمرؓ مر گئے تو میں فلاں شخص سے بیعت کرلوں گا (اے لوگو!) تم میں سے کوئی شخص دھوکے میں آکر یہ نہ کہے کہ ابوبکرؓ کی بیعت (ابتداء میں) دفعۃً[1] واقع ہوئی اور (اس کے بعد) کامل ہو گئی (سنو) بیشک ایسا ہی ہوا ہے ولیکن اللہ نے اس (قسم کی) بیعت (میں جو شر اور فتنہ ہوتا ہے اس) کے شر سے (سب کو) محفوظ رکھا اور (اے لوگو!) تم میں ابوبکرؓ کے مثل کوئی نہیں ہے جس کے آگے (لوگوں کی) گردنیں جھکیں

وفی ہذا الحدیث ایضا قال ابوبکر وقد رضیت لکم احد ہذین الرجلین فبایعوا ایہما شئتم فاخذ بیدی وید ابی عبیدۃ بن الجراح وہو جالس بیننا

اور اسی حدیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (اے جماعت مسلمین!) میں تمہارے لئے ان دونوں آدمیوں میں سے ایک کو پسند کرتا ہوں ان دونوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کرلو پھر حضرت ابوبکرؓ نے میرا اور ابو عبیدہ بن جراحؓ کا ہاتھ پکڑا (اور فرمایا کہ یہ دونوں شخص موجود ہیں) اور اس وقت وہ ہمارے درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے مجھے

[1] یہ مضمون حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں بیان فرمایا تھا حضرت صدیق اکبرؓ کی بیعت کے دفعۃً ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے سے کوئی بات کسی کی خلافت کے متعلق طے ہوئی تھی بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں دفعۃً اس کی ضرورت پیش آگئی اور حضرت عمرؓ کی تحریک پر ان کی بیعت شروع ہو گئی اور وجہ اس کی یہ تھی کہ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت تمام صحابہ پر نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں ان کو مقدم کرنا اور دوسری نصوص سے ان کو مستحق خلافت ہونا بھی ظاہر تھا اور حاجت مشورہ اور رائے زنی کی نہیں سمجھی گئی تھی اور چونکہ کوئی دوسرا شخص ان اوصاف میں مثل حضرت ابوبکرؓ کے نہ تھا اس لئے حضرت عمرؓ نے اس طرح بغیر مشورت تام کسی اور کی بیعت کو منع فرمایا چنانچہ حضرت عثمانؓ کی خلافت مشورہ کامل کے بعد منعقد ہوئی۔

فلم أكره مما قال غيرها كان والله أن أقدم فتضرب عنقي لا يقربني ذلك من إثم أحب إلي من أن أتأمر على قوم فيهم أبو بكر اللهم إلا أن تسول لي نفسي عند الموت شيئا لا أجده الآن ومن حديث أنس أخرج البخاري عن أنس أنه سمع خطبة عمر الآخرة حين جلس على المنبر وذلك الغد من يوم توفي النبي صلى الله عليه وسلم فتشهد وأبو بكر صامت لا يتكلم قال كنت أرجو أن يعيش رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يدبرنا يريد بذلك أن يكون آخرهم فإن يك محمد صلى الله عليه وسلم قد مات فإن الله قد جعل بين أظهركم نورا تهتدون به هدى الله محمدا صلى الله عليه وسلم وإن أبا بكر صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وثاني اثنين وإنه أولى المسلمين بأموركم فقوموا فبايعوه وكانت طائفة منهم قد بايعوه قبل ذلك في سقيفة بني ساعدة وكانت بيعة العامة على المنبر ومن حديث شيبة أخرج البخاري عن أبي وائل قال جلست

حضرت ابوبکرؓ کی کوئی بات سوا اس فقرہ کے ناپسند نہیں ہوئی خدا کی قسم اگر میں بلا قصور قتل کر دیا جاؤں تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے کہ ایسی قوم پر جس میں ابوبکرؓ ہوں سردار بنایا جاؤں۔ ہاں (اگر خدانخواستہ) میری موت کے قریب میرا نفس اس بات کو میری نظر میں اچھا کرکے دکھلائے کہ جسے اس وقت اچھا نہیں جانتا (تو یہ دوسری بات ہے) (ازانجملہ روایت حضرت انسؓ) امام بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے حضرت انسؓ کہتے تھے کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دوسرا خطبہ سنا جبکہ حضرت عمرؓ منبر پہ بیٹھے اور یہ خطبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن کا ہے۔ سب سے پہلے (حضرت عمرؓ نے) کلمہ شہادت پڑھا اور حضرت ابوبکرؓ اس وقت خاموش بیٹھے تھے پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری آرزو تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کچھ دن اور زندہ رہتے (اور ہم سب آپ کے سامنے راہی ملک عدم ہوتے) آپ ہم سب کے بعد اس عالم سے تشریف لے جاتے (لیکن ہماری آرزو کے خلاف) اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی (تو بھی دین کا نقصان نہیں ہوا کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اس نور کو باقی رکھا ہے کہ تم ہدایت پاؤ اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی نور سے ہدایت دی تھی اور (دوسرا فضل خدا کا یہ ہے کہ) ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یار اور ثانی اثنین ہیں (وہ تم میں موجود ہیں) اور وہ سب مسلمانوں سے زیادہ تمہارے کاموں کے حقدار ہیں لہٰذا (اے مسلمانو!) اٹھو اور بیعت کر لو۔ اس سے قبل سقیفہ بنی ساعدہ میں بہت سے صحابہؓ آپ سے بیعت کر چکے تھے مگر بیعت عامہ (اس دن) منبر پر ہوئی۔ (ازانجملہ روایت شیبہؒ) امام بخاریؒ نے ابو وائلؒ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں

مع شيبة على الكرسي في الكعبة فقال لقد جلس هذا المجلس عمر فقال لقد هممت أن لا أدع فيها صفراء ولا بيضاء إلا قسمت قلت إن صاحبيك لم يفعلا قال هما المرءان أقتدي بهما ومن حديث رجل من بني زريق في قصة الاتفاق على أبي بكر أخرج أبو بكر بن أبي شيبة قال عمر فبايعوا أبا بكر فقال أبو بكر لعمر أنت أقوى مني فقال عمر أنت أفضل مني فقالاها الثانية فلما كانت الثالثة قال له عمر إن قوتي لك مع فضلك قال فبايعوا أبا بكر ومن حديث جابر بن عبد الله أخرج الترمذي عن جابر بن عبد الله قال قال عمر لأبي بكر يا خير الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أبو بكر أما إنك إن قلت ذاك فلقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما طلعت الشمس على رجل خير من عمر ومن حديث علقمة بن قيس وقيس بن مروان أخرج أبو يعلى عن علقمة وقيس بن مروان كليهما في فضائل عبد الله بن مسعود عن عمر قال فغدوت إليه لأبشره فوجدت أبا بكر قد سبقني إليه

شیبہ کے ساتھ کعبہ کے اندر کرسی پر بیٹھا تھا تو شیبہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی (ایک دفعہ) یہاں بیٹھے ہوئے تھے اور یہ فرمایا تھا کہ میں نے قصد کیا کہ خانۂ کعبہ میں سونا چاندی بالکل باقی نہ رکھوں۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ کے صاحبین (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیقؓ) نے تو ایسا نہیں کیا فرمایا وہی دونوں تو ہیں جن کی اقتدا کی جائے گی (یہ کہہ کر حضرت عمرؓ نے ارادہ فسخ کر دیا) (ازانجملہ قبیلۂ بنی زریق کے ایک شخص کی روایت جو حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر اتفاق کے بارے میں ہے) ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (اے لوگو) حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کر لو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم مجھ سے قوی ہو (لہذا میرے ہاتھ پر نہیں بلکہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیے) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ مجھ سے افضل ہیں۔ پھر دوبارہ دونوں میں اسی قسم کی گفتگو ہوئی پھر جب تیسری مرتبہ نوبت آئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میری قوت آپ کی فضیلت کے ساتھ مل جائے گی (یعنی میں آپ کا ہر کام میں شریک اور ہر طرح آپ کا مطیع ہوں) راوی کا قول ہے کہ پھر سب نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی (ازانجملہ بروایت جابر بن عبد اللہؓ) ترمذی نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اے سب سے بہتر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تم مجھ سے یہ کہتے ہو (سنو) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے آفتاب نے عمرؓ سے بہتر کسی شخص پر طلوع نہیں کیا۔ (اور ازانجملہ بروایت علقمہ بن قیس و قیس بن مروان) ابو یعلیٰ نے علقمہ اور قیس بن مروان سے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے فضائل میں حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے میں ایک دن علی الصباح ابن مسعودؓ کے پاس انہیں بشارت دینے گیا (وہاں پہنچ کر) میں نے ابوبکرؓ کو پایا کہ مجھ سے پہلے ان کے پاس پہنچ گئے تھے اور انہیں

فبشرہ ولا واللہ ما سبقتہ الی خیر قط الا سبقنی الیہ وفی المشکوٰۃ عن عمر ذکر عندہ ابوبکر فبکی وقال وددت ان عملی کلہ مثل عملہ یوما واحدا من ایامہ ولیلۃ واحدۃ من لیالیہ اما لیلتہ فلیلۃ سار مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الغار فلما انتہیا الیہ قال واللہ لا تدخلہ حتی ادخل قبلک فان کان فیہ شیء اصابنی دونک فدخل فکسحہ ووجد فی جانبہ ثقبا فشق ازارہ وسدہا بہ وبقی منہا اثنان فالقمہما رجلیہ ثم قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخل فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ووضع راسہ فی حجرہ ونام فلدغ ابوبکر فی رجلہ من الجحر ولم یتحرک

بشارت دے چکے تھے۔ قسم خدا کی میں نے جب کسی نیک کام میں ابوبکرؓ پر سبقت لے جانے کا ارادہ کیا تو اس کام میں وہ ہمیشہ مجھ سے اس میں سبقت لے گئے۔ اور مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ان کے سامنے حضرت ابوبکرؓ کا ذکر کیا گیا تو وہ رونے لگے اور فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے سارے اعمال خیر ان کے ایک دن اور ان کی ایک رات کے اعمال کے مثل ہوتے۔ رات تو وہ جس میں حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار کو گئے تھے اور جب دونوں اس غار تک پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے رسول اللہ! خدا کی قسم آپ اس غار میں نہ تشریف لے جائیں جب تک میں آپ سے پہلے اس میں نہ جاؤں تاکہ اگر کوئی (موذی) چیز ہو تو مجھ کو صدمہ پہنچائے (یہ کہہ کر) حضرت صدیقؓ غار میں داخل ہوئے اور اسے جھاڑا اور غار کے ایک جانب چند سوراخ پائے تو اپنی چادر پھاڑ کر سوراخوں کو بند کر دیا لیکن دو سوراخ بند ہونے سے رہ گئے جن میں انھوں نے اپنے دونوں پیر لگا دیئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اب آپ تشریف لائیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکرؓ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو رہے (آپ ابھی مصروف خواب تھے کہ) حضرت ابوبکرؓ کے پاؤں میں کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا مگر انھوں نے

ﻟﻪ واقعی اس رات کو جیسی جانبازی حضرت صدیقؓ سے ظاہر ہوئی اس کی نظیر نہیں مل سکتی اس جان نثاری کے واقعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] کی شکل اسی وقت سے [illegible] شیعہ مورخوں نے بھی اس واقعہ کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے صاحب [illegible] لکھتا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مخافة ان ينتبه رسول الله صلى الله عليه وسلم فسقطت دموعه على وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما لك يا ابا بكر قال لدغت فداك ابي وامي فتفل رسول الله صلى الله عليه وسلم فذهب ما يجده ثم انتقض عليه وكان سبب موته واما يومه فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ارتدت العرب وقالوا لا نؤدي زكوة فقال لو منعوني عقالا لجاهدتهم عليه فقلت يا خليفة رسول الله تألف الناس وارفق بهم فقال لي اجبار في الجاهلية وخوار في الاسلام انه قد انقطع الوحي وتم الدين اينقص وانا حي رواه رزين آنا استدلال او بر خلافت صدیق بتفویض امامت صلوة بار فقد اخرج الحاکم وابوبکر عن عاصم عن زر عن عبد الله قال لما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت الانصار منا امير ومنكم امير قال

ضبط کیا اور) اس خوف سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار نہ ہو جائیں اپنے پیر کو حرکت نہ دی (پھر بھی اُس کے کاٹنے کے صدمہ سے بے چین ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے) اور چند قطرے آنسو کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر گر سے آپ نے (بیدار ہو کر) فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! تمھیں کیا ہوا (کیوں روتے ہو؟) حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کسی جانور نے مجھے کاٹ لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کے پیر میں لگا دیا جس سے وہ کیفیت زائل ہو گئی۔ پھر اسی زہر نے (آخر میں) عود کیا اور وہی اُن کی وفات کا سبب ہوا (یہ تو حضرت ابوبکرؓ کی رات تھی) اب اُن کے دن کی فضیلت سنو) اور اُن کا دن وہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم سے تشریف لے گئے تو عرب (کے بعض قبائل) مرتد ہو گئے اور کہا کہ ہم زکوٰۃ نہ دیں گے (یہ خبر سُن کر) حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھے (زکوٰۃ کے اونٹ تو بڑی چیز ہیں) اونٹ کے پیر کا بندھن (جو وہ دیا کرتے تھے) نہ دیں تو میں اُس کے نہ دینے پر بھی اُن سے ضرور جہاد کروں گا۔ میں نے عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول اللہ کے (اس وقت موقع تو یہ ہے کہ) آپ لوگوں کی تالیف کیجیے اور اُن کے ساتھ نرمی فرمائیے۔ فرمایا (اے عمرؓ!) تم تو جاہلیت میں بڑے سخت تھے کیا اسلام میں نرم ہو گئے۔ (اے عمرؓ!) وحی منقطع ہو چکی، دین پورا ہو گیا کیا دین کم ہو جائے اور میں زندہ رہوں؟ (یہ نہیں ہو سکتا) اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے [حضرت عمرؓ کا خلافت صدیقؓ پر استدلال کرنا اس بات سے کہ امامت نماز ان کو تفویض ہوئی ہے]۔ حاکم اور ابوبکر نے عاصم سے انھوں نے زر سے انھوں نے عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو انصار نے کہا ہم (مہاجرین) میں سے ایک امیر ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو حضرت عمرؓ (اس اختلاف کی خبر

فأتاهم عمر رضي الله عنه فقال يا معشر الأنصار ألستم تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد أمر أبا بكر يؤم الناس فأيكم تطيب نفسه أن يتقدم أبا بكر فقالت الأنصار نعوذ بالله أن نتقدم أبا بكر۔ وأخرج أحمد عن رافع الطائي رفيق أبي بكر في غزوة السلاسل قال وسألته عما قيل من بيعتهم فقال وهو يحدث عما تكلمت به الأنصار وما كلمهم به عمر بن الخطاب الأنصار وما ذكرهم به من إمامتي إياهم بأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه فبايعوني لذلك وقبلتها منهم وتخوفت أن تكون فتنة تكون بعدها ردة۔ و ازاں استدلال عمر بر خلافت صديق بسوابق اسلاميه فقد اخرج ابوبكر عن ابن عباس في قصة الاتفاق على أبي بكر ثم قلت يا معشر الأنصار يا معشر المسلمين إن أولى الناس بأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم من بعده ثاني اثنين إذ هما في الغار أبو بكر السباق المبين ثم أخذت بيده وبادرني رجل من الأنصار فضرب على يده قبل أن أضرب

سن کر) انصار کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے گروہ انصار! کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مرض وفات میں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کی امامت کریں؟ اب تم میں سے کس کا دل اس بات کو گوارا کرے گا کہ وہ ابوبکرؓ سے مقدم ہو جائے۔ پھر انصار نے جواب دیا کہ ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ابوبکرؓ پر مقدم ہوں۔ اور امام احمدؒ نے رافع طائی سے جو غزوۂ سلاسل میں حضرت ابوبکرؓ کے رفیق تھے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے مسلمانوں کی بیعت کے متعلق جو گفتگو پیش آئی تھی دریافت کی تو انہوں نے مجھ سے وہ تمام گفتگو بیان کی جو انصار نے کی تھی اور جو کچھ حضرت عمرؓ نے انصار کو ان کی تقریر کا جواب دیا تھا اور فرمایا کہ عمرؓ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ کے مرض وفات میں میرا امام نماز بننا یاد دلایا تھا اسی پر سب نے مجھ سے بیعت کر لی اور میں نے ان کی بیعت قبول کر لی اور میں اس بات سے ڈرا کہ مبادا میرے انکار سے کوئی فتنہ پیدا ہو کہ جس کا نتیجہ ارتداد تک پہنچے۔ ۲ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلافت حضرت صدیقؓ پر ان کے سوابق اسلامیہ سے استدلال کرنا۔ ابوبکر (ابن ابی شیبہ) نے حضرت ابن عباسؓ سے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت پر اتفاق کرنے کے قصہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے میں نے کہا کہ اے گروہ انصار! اے اہل اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی جانشینی کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو مصداق ثانی اثنین اذ هما في الغار کا ہے یعنی ابوبکرؓ جو سب سے (اسلام میں) کھلم کھلا سبقت لے جانے والے ہیں پھر یہ کہہ کر میں نے بیعت کے لئے حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑنا چاہا مگر انصار میں سے ایک شخص نے مجھ پر سبقت کی اور قبل اس کے کہ میں اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں

عن شقیق قال سمعت حذیفۃ یقول بینا نحن جلوس عند عمر رضی اللہ عنہ اذ قال ایکم یحفظ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ قال فقلت فتنۃ الرجل فی اھلہ ومالہ وولدہ وجارہ یکفرھا الصلوۃ والصدقۃ والامر بالمعروف والنھی عن المنکر قال لیس عن ھذا اسألک ولکن التی تموج کموج البحر قال لیس علیک منھا بأس یا امیر المؤمنین ان بینک وبینھا بابا مغلقا قال عمر ایکسر الباب ام یفتح قال لا بل یکسر قال عمر اذا لا یغلق ابدا قلت اجل قلنا لحذیفۃ أکان عمر یعلم الباب قال نعم کما اعلم ان دون غد اللیلۃ وذلک انی حدثتہ حدیثا لیس بالاغالیط فھبنا ان نسألہ من الباب فامرنا مسروقا فسألہ فقال من الباب قال عمر آنا استدلال او بر خلافت خود بحقیت و موافقت وحی اخرج مسلم عن ابن عمر قال عمر وافقت ربی فی ثلث

شقیق سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے حذیفہؓ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے آپ نے فرمایا فتنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تم میں سے کس کو یاد ہے حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا وہ فتنہ جو انسان کو اس کے اہل اور اس کے مال اور اس کی اولاد اور اس کے ہمسایہ کے متعلق لاحق ہو اس کا کفارہ (تو) نماز اور صدقہ اور امر معروف اور نہی منکر سے (ہو جاتا) ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں تم سے اس فتنہ کو نہیں پوچھتا بلکہ اس فتنہ کے متعلق دریافت کرتا ہوں جو دریا کی لہروں کی طرح پھیل جائے گا۔ میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ! آپ کو اس فتنہ سے کچھ خوف نہ کرنا چاہئے کیونکہ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک مقفل دروازہ (حائل) ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا میں نے کہا کھولا نہیں جائے گا بلکہ توڑا جائے گا حضرت عمرؓ نے فرمایا (جب ٹوٹ گیا) تو پھر کبھی بند نہ ہوگا۔ میں نے کہا ہاں (بیشک ایسا ہی ہے) شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کیا عمرؓ اس دروازہ کو جانتے تھے (کہ کون ہے؟) کہا ہاں وہ اس دروازہ کو اس طرح (یقین کے ساتھ) جانتے تھے جس طرح میں یقینًا جانتا ہوں کہ کل دن کے بعد رات ہوگی اور یہ (کہنا میرا) اس لئے ہے کہ میں نے جو بات ان سے کہی وہ پیچیدہ نہ تھی (بلکہ بالکل واضح تھی) پھر ہماری جرأت نہ ہوئی کہ حضرت حذیفہؓ سے پوچھیں کہ دروازہ سے کیا مراد ہے لہٰذا ہم نے مسروقؓ سے کہا کہ تم حضرت حذیفہؓ سے دریافت کرو۔ انھوں نے ان سے پوچھا تو حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا کہ دروازہ خود حضرت عمرؓ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی خلافت پر (اپنی) محدثیت سے اور اپنی رائے کے مطابق وحی ہونے سے استدلال کرنا۔ امام مسلمؒ نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تین موقعوں پر میری رائے میرے پروردگار

[illegible]

تمام ہوئے آثار حدیث۔

ومن مسند عثمان بن عفان رضي الله عنه

۱۱ استدلال بر خلافت خاصہ مشائخ ثلثہ بآنکہ از سابقین بودند فقط

أخرج الترمذي عن أبي عبد الرحمن السلمي قال لما حصر عثمان أشرف عليهم فوق داره ثم قال أذكركم بالله هل تعلمون أن حراء حين انتفض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثبت حراء فليس عليك إلا نبي أو صديق أو شهيد قالوا نعم وأخرج الترمذي عن ثمامة بن حزن القشيري في قصة طويلة قال عثمان أنشدكم بالله والإسلام هل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان على ثبير مكة ومعه أبو بكر وعمر وأنا فتحرك الجبل حتى تساقطت حجارته بالحضيض قال فركضه برجله فقال اسكن ثبير فإنما عليك نبي وصديق وشهيدان قالوا اللهم نعم

مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (۲۱ روایت)

{حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا استدلال حضرات مشائخ ثلاثہ کی خلافت خاصہ پر (اس) طور کہ یہ حضرات منجملہ سابقین (اسلام) کے ہیں} ترمذی نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمان محصور ہوئے تو وہ اپنے مکان (کی چھت) پر چڑھ کر محاصرہ کرنے والوں کے سامنے آئے اور فرمایا کہ میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمھیں معلوم ہے کہ جب (کوہ) حرا کو جنبش ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اے حرا۔ تھم جا (کیوں جنبش کرتا ہے) تیرے اوپر تو نبی یا صدیق یا شہید ہیں۔ محاصرین نے جواب دیا ہاں (یہ حدیث معلوم ہے)۔ اور ترمذی نے ثمامہ بن حزن قشیری سے ایک طویل قصہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (محاصرین کو مخاطب کر کے) فرمایا میں تمھیں خدا کی قسم اور اسلام کا واسطہ دیتا ہوں (کہ کہو) کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے کے (پہاڑ) ثبیر (نامی) پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے اور میں بھی تھا کہ ناگاہ پہاڑ نے جنبش کی یہاں تک کہ اس کے پتھر (اوپر سے لڑھک کر) نیچے گر پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑ پر اپنا پیر مارا اور فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا کیونکہ تیرے اوپر (ایک) نبی اور (ایک) صدیق اور دو شہید ہیں۔ محاصرین نے جواب دیا کہ بے شک ہاں (یہ حدیث صحیح ہے) حضرت عثمانؓ

لہ ثبیر [illegible]

* [illegible]

قال اللہ اکبر شہدوا لی ورب الکعبۃ انی شہید ثلاثا واخرج البخاری عن عبید اللہ بن عدی بن الخیار فی قصۃ قال عثمان اما بعد فان اللہ بعث محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بالحق فکنت ممن استجاب للہ ولرسولہ وآمنت بما بعث بہ وھاجرت الھجرتین کما قلت وصحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبایعتہ فواللہ ما عصیتہ ولا غششتہ حتی توفاہ اللہ عزوجل ثم ابوبکر مثلہ ثم عمر مثلہ ثم استخلفت افلیس لی من الحق مثل الذی لہم قلت بلی قال فما ھذہ الاحادیث التی تبلغنی عنکم الحدیث

(۱۱) استدلال بر منع خروج بروئے سوابق اسلامیہ خود پس متواتر است جمعے کثیر آنرا از ذی النورین روایت کردہ اند فمن روایۃ ابی اسحٰق عن ابی عبد الرحمن السلمی عنہ اخرج الترمذی عن ابی عبد الرحمن السلمی قال لما حصر عثمان اشرف علیہم فوق دارہ ثم قال اذکرکم باللہ ھل تعلمون ان حراء

نے (یہ سنکر) تین مرتبہ فرمایا اللہ اکبر قسم رب کعبہ کی کہ ان لوگوں نے میرے شہید ہونے کی تصدیق کردی۔ اور (امام) بخاری نے عبید اللہ بن عدی بن خیار سے ایک قصہ میں روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ اما بعد اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو (دین) حق کے ساتھ بھیجا (اور آپ نے خدا کے دین کی طرف سب بندوں کو دعوت کی) پس میں ان لوگوں میں ہوں کہ جنھوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ (کی دعوت) کو قبول کیا اور جس امر حق کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے تھے اس پر ایمان لایا اور میں نے دو ہجرتیں کیں (اول بجانب حبشہ۔ دوم بجانب مدینہ منورہ) جیسا کہ میں نے بیان کیا اور میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا اور آپ کی بیعت کی (پھر بیعت کرکے) خدا کی قسم میں نے (کبھی) آپ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ (کبھی) آپ کی خیانت کی (اور میں اسی اطاعت اور بیعت پر قائم رہا) یہاں تک کہ اللہ عز وجل نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد) ابوبکرؓ (خلیفہ ہوئے اور میں ان کا بھی مطیع رہا) پھر حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا (اور میں ان کا بھی فرمانبردار رہا) پھر ان دونوں کے بعد میں خلیفہ کیا گیا تو کیا میرا وہ حق نہیں ہے کہ جو ان (بزرگوں) کا تھا عبید اللہ نے جواب دیا کیوں نہیں (آپ کا بھی حق ہم پر ویسا ہی ہے) فرمایا پھر کیا باتیں ہیں جو تم لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچتی ہیں الیٰ آخرہ (۱۱) حضرت عثمانؓ کا اپنی بغاوت کے ممنوع ہونے پر اپنے سوابق اسلامیہ سے استدلال کرنا۔ یہ استدلال متواتر ہے بہت لوگوں نے اس کو حضرت ذی النورین سے روایت کیا ہے از انجملہ ابو اسحٰق کی روایت بواسطہ ابو عبد الرحمن سلمی کے حضرت عثمانؓ سے ہے۔ ترمذی نے ابو عبد الرحمن سلمی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کیا گیا تو وہ اپنے گھر کی چھت پر چڑھ کر محاصرہ کرنے والوں کے سامنے آئے اور ان سے فرمایا کہ میں تمھیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ جب کوہ حرا پر میں اور شیخین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

حين انتفض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثبت حراء فليس عليك إلا نبي أو صديق أو شهيد؟ قالوا نعم قال أذكركم الله هل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في جيش العسرة من ينفق نفقة متقبلة والناس مجهدون معسرون فجهزت ذلك الجيش قالوا نعم ثم قال أذكركم الله هل تعلمون أن بئر رومة لم يكن يشرب منها أحد إلا بثمن فابتعتها فجعلتها للغني والفقير وابن السبيل قالوا اللهم نعم وأشياء عددها رواه النسائي

عن الأحنف بن قيس قال خرجنا حجاجا فقدمنا المدينة ونحن نريد الحج فبينا نحن في منازلنا نضع رحالنا إذ أتانا آت فقال إن الناس قد اجتمعوا في المسجد وفزعوا فانطلقنا فإذا الناس مجتمعون على نفر في وسط المسجد وإذا علي والزبير وطلحة وسعد بن أبي وقاص فإنا لكذلك إذ جاء عثمان بن عفان عليه ملاءة صفراء قد قنع بها رأسه فقال أههنا علي أههنا طلحة أههنا الزبير أههنا سعد قالوا نعم قال فإني أنشدكم بالله الذي لا إله إلا هو أتعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

جبل ہلنے لگا تو اس نے جنبش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حرا ٹھہر جا تیرے اوپر نبی ہیں یا صدیق یا شہید۔ لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش عسرت (یعنے غزوۂ تبوک) میں فرمایا تھا کہ کون ہے جو (اس لشکر کے سامان کے لئے) کچھ قابل قبول خرچ دے اس وقت سب صحابہ مفلس اور تنگدست تھے میں نے (اپنے پاس سے) اس لشکر کا سامان کر دیا۔ لوگوں نے کہا ہاں (ہمیں یاد ہے) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تمہیں یاد دلاتا ہوں اللہ کے واسطے (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رومہ (نامی کنوئیں) سے کوئی شخص بغیر قیمت دیئے ہوئے پانی نہیں پی سکتا تھا میں نے اس کو مول لے کر غنی اور فقیر اور مسافر سب کے لئے وقف کر دیا۔ لوگوں نے کہا یا خدا ہاں (یاد ہے) اسی طرح کی اور بھی چند باتیں حضرت عثمانؓ نے ذکر فرمائیں (نسائی) احنف بن قیس کی روایت ہے۔ نسائی نے احنف بن قیس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم حج کرنے کے لئے چلے جب مدینہ پہنچے تو ہم نے چاہا کہ یہاں دو ایک روز قیام کریں پس اس حال میں کہ ہم اپنی منزلوں میں اپنے اسباب رکھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے بیان کیا کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں اور کچھ گھبرائے ہوئے ہیں (یہ سنکر) ہم لوگ (مسجد نبوی میں) گئے دیکھا کہ بیچ مسجد میں کچھ لوگ بیٹھے ہیں اور بہت سے آدمی ان کو گھیرے ہوئے ہیں جو لوگ بیٹھے تھے وہ علیؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ تھے ہم کھڑے ہوئے تھے کہ ناگہاں حضرت عثمان بن عفانؓ تشریف لائے ان کے جسم پر ایک زرد رنگ کی چادر تھی اور اسی چادر سے اپنا سر بند کئے ہوئے تھے آتے ہی پوچھا کہ کیا علیؓ یہاں ہیں؟ کیا طلحہؓ یہاں ہیں؟ کیا زبیرؓ یہاں ہیں؟ کیا سعدؓ یہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں (ہیں) حضرت عثمانؓ نے (صحابۂ مذکورین سے مخاطب ہو کر) کہا اے لوگو میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں (بتاؤ) تم جانتے ہو یا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

وانتم اليوم تمنعوني من الشرب منها حتى اشرب من ماء البحر قالوا اللهم نعم قال فانشدكم بالله والاسلام هل تعلمون اني جهزت جيش العسرة من مالي قالوا اللهم نعم قال فانشدكم بالله والاسلام هل تعلمون ان المسجد ضاق باهله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يشتري بقعة آل فلان فيزيدها في المسجد بخير له منها في الجنة فاشتريتها من صلب مالي فزدتها في المسجد وانتم تمنعوني ان اصلي فيه ركعتين قالوا اللهم نعم قال فانشدكم بالله والاسلام هل تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان على ثبير مكة ومعه ابو بكر وعمر وانا فتحرك الجبل فركضه رسول الله صلى الله عليه وسلم برجله وقال اسكن ثبير فانما عليك نبي وصديق وشهيدان قالوا اللهم نعم قال الله اكبر شهدوا لي ورب الكعبة يعني اني شهيد ومن رواية ابي سلمة بن عبد الرحمن بن عوف اخرج النسائي عن ابي سلمة بن عبد الرحمن ان عثمان اشرف عليهم حين حصروه فقال انشدكم بالله رجلا سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوم الجبل

عجیب بات نہیں ہے کہ (آج) تم لوگ مجھے اس کنویں کے پانی سے روکتے ہو اور میں (مجبوراً) کھاری پانی پیتا ہوں۔ سب نے جواب دیکر ہاں (ہم اسے خوب جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی اور دین (اسلام) کی قسم دیتا ہوں (بھلا یہ تو بتاؤ) کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے جیش العسرۃ کا سامان درست کر دیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تمہیں اللہ اور دین (اسلام) کی قسم دے کر پوچھتا ہوں (ذرا انصاف سے کہنا) کیا تم جانتے ہو کہ مسجد (نبوی جماعت اسلام کے بڑھ جانے سے) مسلمانوں پر تنگ ہو گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو فلاں گھرانے کی زمین خرید کر کے اس مسجد میں زیادہ کر دے بعوض اس کے جنت میں اسے اس زمین سے بہتر معاوضہ ملے گا پھر میں نے اس زمین کو خاص اپنے مال سے خریدا اور مسجد نبوی میں اضافہ کر دیا اور آج تم لوگ مجھی کو اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو سب نے کہا ہاں (ہم جانتے ہیں) پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم اور دین اسلام کی دیکر پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کوہ) ثبیر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور میں (بھی) کہ ناگاہ پہاڑ نے حرکت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پائے مبارک اس پر مارا اور فرمایا اے ثبیر ٹھہر جا کیوں مضطرب ہو رہا ہے، تجھ پر تو (صرف) ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ بلوائیوں نے کہا ہاں (ہم یہ بھی خوب جانتے ہیں) حضرت عثمانؓ نے (یہ سنکر) فرمایا رب کعبہ یہ لوگ اس کی شہادت دیتے ہیں کہ میں شہید ہوں (اور ازانجملہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف کی روایت ہے) نسائی نے ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ محاصرہ کے زمانہ میں (ایک دن) اپنے مکان کی چھت پر چڑھے اور محاصرین کو خطاب کر کے فرمایا کہ میں اس شخص کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو یوم الجبل میں رسول اللہ

بنُ عوف الولید بن عقبۃ فقال لہ الولید مالی أراک قد جفوت امیر المؤمنین عثمان فقال لہ عبد الرحمن ابلغہ انی لم أفر یوم عینین قال عاصم یقول یوم اُحُد ولم اتخلف یوم بدر ولم اترک سنۃ عمر قال فانطلق فخبّر ذلک عثمان فقال اما قولہ انی لم افر یوم عینین فکیف یعیرنی بذنب قد عفا اللہ عنہ فقال إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ واما قولہ انی تخلفت یوم بدر فانی کنت اُمرّض رقیۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی ماتت وقد ضرب لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسہمی ومن ضرب لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسہمہ فقد شہد

بن عوف نے ولید بن عقبہ سے ملاقات کی، ولید نے اُن سے کہا کیا وجہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے حضرت عثمانؓ سے قطع تعلق کر دیا۔ عبد الرحمٰن نے ولید بن عقبہ کو جواب دیا کہ (وہ اس قابل ہیں) تم میری طرف سے اُن سے کہہ دینا کہ میں یوم عینین میں (جنگ کے میدان سے) نہیں بھاگا۔ [عاصم کہتے ہیں کہ یوم عینین سے یوم اُحد مراد ہے] اور نہ میں جنگ بدر سے (اپنے گھر) بیٹھا اور نہ میں نے حضرت عمرؓ کے طریقہ کو چھوڑا (اور آپ میں یہ سب باتیں ہیں لہٰذا میں آپ سے نہیں ملتا) راوی کا بیان ہے کہ ولید بن عقبہ نے حضرت عثمانؓ کو جاکر (اس تقریر سے) خبر دی حضرت عثمانؓ نے (ان الزاموں کا) یہ جواب دیا۔ عبد الرحمٰن کا یہ کہنا کہ وہ یوم عینین میں نہیں بھاگے (اور میں بھاگا) تو وہ کس طرح مجھ پر طعن کرتے ہیں اس گناہ کے متعلق جسے اللہ نے معاف کر دیا اور اس کے بارے میں فرما دیا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ الآیۃ (ترجمہ بیشک جو لوگ اُس دن جب کہ دو جماعتیں (میدان جنگ میں) مقابل ہوئیں جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگے (ان پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ شیطان نے انہیں اُن کے بعض اعمال کے سبب (مقام استقامت سے) پھسلا دیا تھا اور بیشک اللہ نے تو (اُن کے قصور سے) درگزر فرمائی۔ اور عبد الرحمٰن کا یہ الزام دینا کہ میں جنگ بدر کے دن حاضر نہ ہوا (اس کا جواب یہ ہے کہ) میں (بحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں مصروف رہا اور مجھے اس کا موقع ہی نہ ملا کہ جنگ میں شریک ہوتا، یہاں تک کہ انہوں نے انتقال کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جنگ بدر کے مال غنیمت کا حصہ عنایت فرمایا اور جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ مقرر فرمایا وہ گویا جنگ بدر میں حاضر رہا (لہٰذا مجھے جنگ بدر کے حاضرین

لہ [illegible]

عبد الرحمٰن بن عوف کے [illegible]

قال ابوبکر وعمر سیدا کهول اهل الجنة من
الاولین والآخرین ما خلا النبیین والمرسلین
لا تخبرهما یا علی ومن طریق ولد الحسن بن علی
اخرج عبد الله ابن احمد فی زوائد المسند
عن الحسن بن زید بن حسن قال
حدثنی ابی عن ابیه عن علی قال کنت
عند النبی صلی الله علیه وسلم فاقبل
ابوبکر وعمر فقال یا علی هذان سیدا
کهول اهل الجنة وشبابها بعد النبیین و
المرسلین ومن طریق ولد حسین بن علی
اخرج الترمذی عن الزهری عن علی بن
حسین عن علی ابن ابی طالب قال کنت
مع رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ طلع ابوبکر
وعمر فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم
هذان سیدا کهول اهل الجنة من الاولین و
الآخرین الا النبیین والمرسلین یا علی
لا تخبرهما ووافق علیا رضی الله عنه غیره
من الصحابة فمنهم اخرج الترمذی عن
انس قال قال رسول الله صلی الله علیه و
سلم لابی بکر وعمر هذان سیدا کهول اهل
الجنة من الاولین والآخرین لا تخبرهما یا علی
واخرج ابن ماجة عن ابی جحیفة قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم ابوبکر وعمر
سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والآخرین
الا النبیین والمرسلین ومن موقوفها

کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ انبیاءؑ اور
مرسلین کے سوا باقی تمام پیران اہل جنت کے کیا اگلے اور کیا پچھلے سب کے
سردار ہیں۔ اے علیؓ! تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔ اور اولاد حضرت حسن
نے بھی اس کو حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے جس کو عبداللہ بن احمد نے
زوائد مسند میں حسن بن زید بن حسن سے نقل کیا ہے کہ زید بن حسن (مثنیٰ)
کہتے تھے مجھ سے میرے والد نے بیان کیا وہ اپنے والد (حضرت حسنؓ) سے
وہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے تھے وہ فرماتے تھے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں ابوبکرؓ اور عمرؓ تشریف لائے تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے خطاب کر کے) فرمایا کہ اے علیؓ
یہ دونوں انبیاءؑ اور مرسلین کے بعد جملہ اہل جنت کے بوڑھوں کے اور جوانوں
کے سردار ہیں۔ اور اولاد حضرت حسین بن علیؓ نے بھی اس کو حضرت علیؓ
سے روایت کیا ہے (جیسے) ترمذی نے زہریؒ سے انھوں نے حضرت علی
بن ابی طالبؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک دفعہ) میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ تشریف لائے تو ان کو
دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں بجز انبیاءؑ
اور مرسلین کے باقی سب اگلے اور پچھلے پیران اہل جنت کے سردار
ہیں۔ اے علیؓ! تم ان کو (اس کی) خبر نہ دینا {اور صحابہؓ نے بھی اس
روایت میں حضرت علیؓ کی موافقت کی ہے چنانچہ} ترمذی نے حضرت
انسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی شان میں فرمایا ہے کہ یہ دونوں اہل
جنت کے اگلے اور پچھلے لوگوں میں بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اے علیؓ!
تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ کرنا۔ اور ابن ماجہ نے ابوجحیفہ سے روایت
کر کے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوا انبیاءؑ و
مرسلین کے جنت کے اگلے اور پچھلوں میں بوڑھوں کے سردار ابوبکرؓ
اور عمرؓ ہیں۔ اور اس مسئلہ میں حضرت علیؓ کی موقوف حدیث یہ ہے کہ

خير هذه الامة ابو بكر ثم عمر وآن را
جمے كثير روايت كرده اند فمن رواية ابنه
محمد بن الحنفية عنه اخرج البخاري وابو داؤد
من طريق سفيان الثوري عن جامع
بن راشد قال حدثنا ابو يعلى عن
محمد بن الحنفية قال قلت لابي
اي الناس خير بعد النبي صلى الله عليه
وسلم قال ابو بكر قلت ثم من قال ثم
عمر فخشيت ان يقول عثمان قلت
ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمين
ومن رواية عبد الله بن سلمة عنه اخرج ابن ماجة
عن عبد الله بن سلمة قال سمعت عليا
يقول خير الناس بعد رسول الله صلى الله
عليه وسلم ابو بكر وخير الناس بعد ابي بكر عمر
ومن رواية علقمة بن قيس اخرج احمد
ومن رواية عبد خير صاحب لواء
علي عنه وفي طرقها تعدد وتكثر روى عن
حبيب بن ابي ثابت عن عبد خير قال سمعت
عليا يقول على المنبر الا اخبركم
بخير هذه الامة بعد نبيها قال فذكر
ابا بكر ثم قال الا اخبركم بالثاني

اس امت کے سب لوگوں سے بہتر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اس حدیث کو
(علی مرتضیٰ سے) بہت زیادہ لوگوں نے روایت کیا ہے۔ منجملہ ان کے حضرت
علیؓ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کی روایت ہے (جیسے امام) {بخاری اور ابوداؤد
نے بروایت سفیان ثوری جامع بن راشد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے
تھے ہم سے ابو یعلیٰ نے محمد بن حنفیہ سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ
کہتے تھے میں نے اپنے والد (حضرت علیؓ) سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے بعد بہتر کون ہے؟ انھوں نے فرمایا ابوبکرؓ۔ پھر میں نے پوچھا کہ
ان کے بعد کون؟ فرمایا عمرؓ۔ پھر میں ڈرا کہ اس کے بعد عثمانؓ کو ذکر
کریں (لہذا میں نے کہا کہ پھر (ان دونوں کے بعد) آپ ہیں فرمایا نہیں
میں تو مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں} اور منجملہ ان کے عبداللہ
بن سلمہ نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے (جیسے) {ابن ماجہ نے عبداللہ
بن سلمہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ فرماتے
تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں اور
ابوبکرؓ کے بعد سب سے بہتر عمرؓ ہیں} اور منجملہ ان کے علقمہ بن قیس نے
حضرت علیؓ سے روایت کی ہے (جیسے امام) {احمد نے نقل کیا ہے}
اور منجملہ ان کے حضرت علیؓ کے علمبردار عبد خیر نے حضرت علیؓ سے
روایت کی ہے، عبد خیر سے متعدد راویوں نے اس کو نقل کیا ہے چنانچہ
{حبیب بن ابی ثابت نے عبد خیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے
کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ آپ منبر پر فرماتے تھے کہ اے لوگو کیا
میں تمھیں اس شخص کو جو امت میں نبی کے بعد سب سے بہتر ہے نہ بتاؤں؟
پھر انھوں نے حضرت ابوبکرؓ کو ذکر کیا پھر فرمایا کیا میں دوسرے شخص کو

قال فذکر عمر ثم قال لو شئت لانبأتکم
بالثالث قال وسکت فرأینا انه یعنی
نفسه قال سعید فقلت انت سمعت
علیاً یقول هذا قال نعم و
رب الکعبة و الا صمتا وروی
عطاء بن السائب عن عبد خیر
عن علی قال الا اخبرکم
بخیر هذه الامة بعد نبیها
ابوبکر وخیرها بعد ابی بکر
عمر ثم یجعل الله الخیر حیث
احب وروی عن المسیب بن
عبد خیر عن ابیه قال قام علی
فقال خیر هذه الامة بعد نبیها
ابوبکر وعمر وانا قد احدثنا
بعدهم احداثا یقضی الله فیها
ما یشاء وعن ابی اسحٰق عن عبد خیر
عن علی خیر هذه الامة
بعد نبیها ابوبکر وعمر وعن
روایة ابی جحیفة عنه وفی
طرقها العداد عن عاصم بن
ابی النجود عن زر بن حبیش
عن ابی جحیفة قال سمعت علیا یقول
الا اخبرکم بخیر هذه الامة بعد نبیها
ابوبکر ثم قال الا اخبرکم بخیر
هذه الامة بعد ابی بکر عمر وعن
الشعبی قال حدثنی ابو جحیفة
الذی کان علی یسمیه وهب الخیر

بھی نہ بتا دوں (جو اُن کے بعد سب سے بہتر ہیں) پھر حضرت عمرؓ کو
ذکر کیا پھر فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو تمہیں تیسرے شخص کے نام سے
بھی آگاہ کر دوں یہ فرما کر آپ نے سکوت کیا (آپ کے سکوت کرنے سے)
ہم لوگوں نے سمجھا کہ آپ اپنے کو مراد لیتے ہیں (مگر اپنی زبان سے کہنا
پسند نہیں کرتے) سعید کہتے ہیں میں نے عبد خیر سے پوچھا کہ کیا خود تم
نے حضرت علیؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے انھوں نے کہا ہاں رب کعبہ
کی قسم میں نے سُنا ہے اور اگر نہ سُنا ہو تو (خدا کرے) میرے (یہ) دونوں
(کان) بہرے ہو جائیں۔ اور (چنانچہ) عطا ابن سائب نے عبد خیر سے
انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کیا میں
تمھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین اُمّت سے آگاہ نہ
کردوں (سُنو وہ) ابوبکرؓ ہیں اور بہترین امت ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ
ہیں پھر اللہ بہترین امت جسے چاہے بنائے۔ اور (چنانچہ) مسیب
بن عبد خیر سے مروی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے تھے وہ کہتے
تھے کہ حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر (ہم لوگوں میں) فرمایا کہ اس امت
میں سب سے بہتر نبی کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اور ہم نے تو اُن کے
بعد بہت سے نئے کام کئے ہیں اللہ جو چاہے اُن کے متعلق حکم دے
اور (چنانچہ) ابو اسحاق نے عبد خیر سے انھوں نے حضرت علیؓ سے
روایت کی ہے کہ اس امت میں نبی کے بعد سب سے بہتر ابوبکرؓ اور
عمرؓ ہیں۔ اور (منجملہ ان کے) ابو جحیفہؓ نے حضرت علیؓ سے روایت
کی ہے ابو جحیفہؓ سے بھی متعدد راویوں نے اس کو نقل کیا ہے (چنانچہ)
ابن ابی النجود سے مروی ہے وہ زر بن حبیش سے وہ ابو جحیفہ سے روایت
کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت علیؓ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے
کیا میں تمھیں اُس شخص سے آگاہ نہ کردوں جو امت میں نبی کے بعد
سب سے بہتر ہو (سُنو) وہ ابوبکرؓ ہیں پھر فرمایا کیا میں تمھیں اُس
شخص سے آگاہ نہ کردوں جو ابوبکرؓ کے بعد بہترین امت ہو (سُنو)
وہ عمرؓ ہیں۔ اور (جیسا کہ) امام شعبیؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں
مجھ سے ابو جحیفہ نے جن کا نام حضرت علیؓ نے وہب خیر رکھا تھا

لہ تیسرے شخص جن کا نام نہ بتایا حضرت عثمانؓ تھے جیسا کہ ایک روایت میں ... [illegible] ... اگر حضرت علیؓ تیسرے شخص کا نام بتاتے تو حضرت عثمانؓ کا نام ... [illegible] ...
... حضرت علیؓ کے لشکر میں ... [illegible] ... حضرت عثمانؓ کے فضائل ... [illegible] ... واللہ اعلم ۱۲

قال علي يا ابا جحيفة الا اخبرك بافضل هذه الامة بعد نبيها قال قلت بلى قال ولم اكن ارى ان احدا افضل منه قال افضل هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وبعد ابي بكر عمر وبعدهما آخر ثالث ولم يسمه وعن ابي اسحق عن ابي جحيفة قال قال علي خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر وبعد ابي بكر عمر ولو شئت اخبرتكم بالثالث وعن عون بن ابي جحيفة قال كان ابي من شرط علي وكان تحت المنبر فحدثني ابي انه صعد المنبر يعني عليا فحمد الله واثنى عليه وصلى على النبي صلى الله عليه وسلم وقال خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر والثاني عمر وقال يجعل الله الخير حيث احب وعن سفيان الثوري عن الاسود بن قيس عن رجل عن علي انه قال يوم الجمل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يعهد الينا عهدا نأخذ به في الامارة ولكنه شيء رأيناه من قبل انفسنا ثم استخلف ابو بكر رحمة الله على ابي بكر فاقام واستقام ثم استخلف عمر رحمة الله على عمر فاقام واستقام حتى ضرب

بیان کیا وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے مجھ سے فرمایا اے ابو جحیفہ! کیا میں تمھیں آگاہ نہ کردوں ایسے شخص سے جو اس امت میں نبی کے بعد سب میں افضل ہو میں نے کہا ضرور آگاہ کیجئے (ابو جحیفہ کہتے ہیں مجھے اس کا گمان بھی نہ تھا کہ کوئی شخص حضرت علیؓ سے افضل ہوگا (مگر میرے گمان کے خلاف) انھوں نے فرمایا کہ نبی کے بعد سب سے افضل ابو بکرؓ ہیں اور ابو بکرؓ کے بعد عمرؓ ہیں۔ ان دونوں کے بعد ایک تیسرا شخص ہے مگر حضرت علیؓ نے اس تیسرے کا نام نہ بتایا اور (جیسا کہ) ابو اسحاق نے ابو جحیفہ سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اس امت میں سب سے بہتر نبی کے بعد ابو بکرؓ اور ان کے بعد عمرؓ ہیں اور اگر میں چاہوں تمھیں تیسرے شخص کے نام سے آگاہ کردوں اور (جیسا کہ) عون بن ابی جحیفہ سے روایت ہے عون کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت علیؓ کے سپاہیوں میں سے تھے اور وہ منبر کے قریب ہی تھے (وہ بیان کرتے تھے کہ) حضرت علیؓ منبر پر رونق افروز ہوئے اور انھوں نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر فرمایا کہ بہترین امت نبی کے بعد ابو بکرؓ ہیں اور دوسرے (درجہ میں) عمرؓ ہیں اور فرمایا کہ (ان کے بعد) اللہ جس کو چاہے گا بہترین امت بنائے گا۔ اور سفیان ثوری نے اسود بن قیس سے انھوں نے ایک شخص سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ نے بروز جنگ جمل فرمایا کہ دربارۂ امارت (و خلافت) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو کچھ وصیت نہیں کی کہ ہم اس کے مطابق عمل کریں بلکہ یہ ایسی بات تھی کہ ہم سب نے اپنی ذاتی رائے سے اس کو ضروری سمجھا چنانچہ ابو بکرؓ خلیفہ کئے گئے خدا ان پر رحمت نازل فرمائے۔ انھوں نے (رکا مقصد) اقامت (دین) فرمائی اور خود بھی راہ مستقیم پر رہے پھر حضرت عمرؓ خلیفہ بنائے گئے اللہ ان پر رحم کرے انھوں نے (بھی کما حقہٗ) دین کی اقامت فرمائی اور خود بھی مستقیم رہے یہاں تک کہ رکھ دیا

الدين بجرانه. أخرج هذه الروايات كلها أحمد. ومن رواية شعبي بن كدام عن عبد الملك بن ميسرة عن النزال بن سبرة عن علي قال خير هذه الأمة بعد نبيها أبوبكر وعمر. أخرجه أبوعمر في الاستيعاب. ومن موقوفه أيضاً سبق رسول الله صلى الله عليه وسلم وصلى أبوبكر وثلث عمر. أخرج الحاكم عن قيس الخارفي قال سمعت علياً يقول سبق رسول الله صلى الله عليه وسلم وصلى أبوبكر وثلث عمر ثم خبطتنا فتنة ويعفو الله عمن يشاء. وعن الشعبي عن أبي وائل قال قيل لعلي بن أبي طالب ألا تستخلف علينا قال ما استخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فأستخلف ولكن إن يرد الله بالناس خيراً فسيجمعهم بعدي على خيرهم. ومن موقوفه المشتمل على المرفوع أخرج البخاري وغيره عن ابن أبي مليكة أنه سمع ابن عباس يقول وضع عمر

دین (اسلام) نے (زمین پر) اپنا ڈیرا جما لیا (یعنی کمال قوت کو پہنچ گیا) ان سب روایتوں کو (امام) احمدؒ نے نقل کیا ہے اور مسعر بن کدام نے عبد الملک بن میسرہ سے انھوں نے نزال بن سبرہ سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا بہترین امت نبی کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ اس حدیث کو ابوعمر نے (اپنی کتاب) استیعاب میں روایت کیا ہے۔ (نیز حضرت علیؓ کی موقوف روایتوں سے یہ روایت ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے فضیلت کے میدان میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آگے بڑھ گئے پھر ان کے پیچھے حضرت ابوبکرؓ ہوئے پھر تیسرے درجہ میں حضرت عمرؓ (چنانچہ) حاکمؒ نے قیس خارفی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا آپ فرماتے تھے (میدان فضیلت میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آگے رہے پھر ان کے پیچھے ابوبکرؓ پھر عمرؓ ہمیں فتنہ نے بدحواس کر دیا اور (اس فتنہ میں) جس سے اللہ چاہے درگزر فرمائے (اور جس سے چاہے مواخذہ کرے) اور امام شعبیؒ سے روایت ہے وہ ابو وائل سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے کہا گیا کہ آپ ہم (لوگوں) پر کسی کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا کہ میں (بھی کسی کو) خلیفہ بناؤں ولیکن اگر خدا کو لوگوں کے ساتھ بھلائی منظور ہوگی تو وہ عنقریب میرے بعد سب کو کسی ایسے شخص پر متفق کر دے گا جو سب میں بہتر ہوگا۔ اور منجملہ ان موقوف روایتوں کے جو مرفوع پر مشتمل ہیں یہ روایت ہے (جسے) بخاری وغیرہ نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عمرؓ

سلہ [illegible]

رضي الله عنه على سريره فتكنفه الناس يدعون ويصلون قبل ان يرفع وانا فيهم فلم يرعني الا رجل آخذ منكبي فاذا علي رضي الله عنه فترحم على عمر وقال ما خلفت احدا احب الي ان القى الله بمثل عمله منك وايم الله ان كنت لاظن ان يجعلك الله مع صاحبيك وحسبت اني كنت كثيرا اسمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول ذهبت انا وابوبكر وعمر ودخلت انا وابوبكر وعمر ف

اخرج احمد عن نافع عن ابن عمر قال وضع عمر بن الخطاب بين المنبر والقبر فجاء علي بن ابي طالب حتى قام بين يدي الصفوف فقال هو هذا ثلث مرات ثم قال رحمة الله عليك ما من خلق الله احد احب الي من ان القاه بصحيفته بعد صحيفة النبي صلى الله عليه وسلم من هذا المسجى عليه ثوبه واخرج احمد عن عون بن ابي جحيفة عن ابيه قال كنت عند عمر وهو مسجى ثوبه قد قضى نحبه فجاء علي فكشف الثوب عن وجهه ثم قال رحمة الله عليك ابا حفص فوالله

رضی اللہ عنہ (غسل و تکفین کے بعد) چارپائی پر رکھے گئے تو قبل اس کے کہ ان کا جنازہ اٹھایا جائے (چاروں طرف سے) لوگوں نے انھیں گھیر لیا سب اُن کے لئے دُعائے رحمت کرتے تھے اور میں بھی اُن لوگوں میں تھا (اس وقت) یکایک اچانک کسی نے (پیچھے سے آکر میرے) دونوں شانے پکڑ لئے میں نے دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے انھوں نے حضرت عمرؓ کے لئے دُعا کی اور (بکمال حسرت و افسوس) فرمایا کہ (اے عمرؓ) آپ نے اپنے بعد کسی ایسے شخص کو نہ چھوڑا کہ اس کے جیسے اعمال نامہ کے ساتھ خدا سے ملنا آپ (کے اعمال نامہ) سے زیادہ مجھے محبوب ہو قسم خدا کی مجھے یہی خیال تھا کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ کرے گا کیونکہ میں اکثر (اوقات) نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتا تھا آپ فرماتے تھے میں گیا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ اور میں داخل ہوا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ اور میں نکلا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ (غرض کہ ہر کام میں آپ دونوں کو اپنے ساتھ شریک کر لیا کرتے تھے) اور (امام) احمدؒ نے نافع سے انھوں نے عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب لوگوں نے حضرت عمر بن خطابؓ کے جنازے کو (نماز پڑھنے کے لئے) منبر اور قبر (نبوی) کے درمیان رکھا تو حضرت علی بن ابی طالب تشریف لائے اور صفوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ وہی ہیں اس کلمہ کو تین بار فرمایا پھر فرمایا (اے عمرؓ) آپ پر خدا کی رحمت (نازل) ہو خلقت الٰہی میں سے مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمالنامہ کے بعد اس شخص کے اعمالنامہ سے زیادہ جو کپڑوں میں لپٹا ہوا ہے کسی دوسرے کے جیسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا سے ملنا محبوب نہ تھا اور (امام) احمدؒ نے عون بن ابی جحیفہ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عمرؓ کے (جنازہ کے) پاس تھا اُن کو بعد وفات کے چادر اُڑھا دی گئی تھی کہ اتنے میں حضرت علیؓ تشریف لائے اور حضرت عمرؓ کے منہ پر سے کپڑا ہٹایا پھر فرمایا کہ اے ابوحفصؓ! آپ پر خدا کی رحمت ہو قسم خدا کی کہ اس شخص سے زیادہ جو چادر اوڑھے ہوئے لیٹا ہے

ما بقي بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم احد احب الي ان القى الله بصحيفته منك. واخرج الحاكم عن سفيان بن عيينة عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر بن عبد الله ان عليا دخل على عمر وهو مسجى فقال صلى الله عليك ثم قال ما من الناس احد احب الي ان القى الله بما في صحيفته من هذا المسجى. واخرج محمد في كتاب الآثار عن ابي حنيفة عن محمد بن علي مرسلا نحوا من ذلك

(۱) بیان آنکہ ہر کہ مرتضیٰ را تفضیل دہد بر شیخین مبتدع است و مستحق تعزیر. قلت

اخرج ابو عمر في الاستيعاب عن الحكم بن حجل قال قال علي لا يفضلني احد على ابي بكر وعمر الا جلدته حد المفتري. قال ابو القاسم الطلحي في كتاب السنة له اخبرنا ابو بكر بن مردويه قال حدثنا سليمان بن احمد حدثنا الحسن بن منصور الرماني حدثنا داود بن معاذ حدثنا ابو سلمة العتكي عبد الله بن عبد الرحمن عن سعيد بن ابي عروبة عن منصور بن المعتمر عن علقمة قال بلغ عليا ان اقواما يفضلونه على ابي بكر وعمر فصعد المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم قال ايها الناس انه بلغني ان قوما يفضلوني على ابي بكر وعمر ولو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفتر عليه حد المفتري ثم قال

کوئی ایسا نہیں ہے جس کے لیے اعمالنامہ کے ساتھ خدا سے ملنا مجھے محبوب ہو۔ اخرج حاکم نے سفیان بن عیینہ سے انھوں نے جعفر (صادق) بن محمد (باقر) سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے (جنازہ) کے پاس گئے اس حال میں کہ ان کے جسم پر کپڑا پڑا ہوا تھا حضرت علیؓ نے کہا اللہ آپ پر رحمت نازل کرے اس کے بعد فرمایا اے لوگو! اب کوئی ایسا نہیں ہے کہ جس کے ایسے اعمالنامہ کے ساتھ خدا سے ملنا اس چادر پوش کے اعمالنامہ سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور (امام) محمدؒ نے کتاب الآثار میں (امام) ابوحنیفہؒ سے انھوں نے محمد بن علی (یعنی امام باقرؒ) سے بطور مرسل مثل روایت گزشتہ کے نقل کیا ہے (جو شخص علی مرتضیٰ کو شیخینؓ پر فضیلت دے اس کا (بقول علی مرتضیٰ) بدعتی و مستحق تعزیر ہونا) ابوعمرؓ نے استیعاب میں حکم بن حجل سے روایت کرکے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے جو شخص مجھے ابوبکرؓ اور عمرؓ پر فضیلت دے گا میں اس کو مفتری کی حد (یعنی اسی درے) ماروں گا۔ ابوالقاسم طلحی (اپنی) (کتاب) کتاب السنہ میں کہتے ہیں کہ ہمیں ابوبکر بن مردویہ نے خبر دی وہ کہتے تھے ہم سے سلیمان بن احمد نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے حسن بن منصور رمانی نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے داؤد بن معاذ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے ابوسلمہ عتکی یعنی عبداللہ بن عبدالرحمن نے سعید بن ابی عروبہ سے انھوں نے منصور بن معتمر سے انھوں نے علقمہ سے روایت کرکے بیان کیا۔ حضرت علیؓ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انھیں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے افضل بتاتے ہیں تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فضیلت دیتے ہیں اور اگر (مجھے پہلے کبھی یہ خبر مل چکی ہوتی اور) میں اس کی ممانعت کا اعلان دے چکا ہوتا (اس کے بعد آج پھر مجھے یہ خبر ملتی) تو میں ان کو سزا دیتا لہٰذا آج کے بعد اگر میں یہ بات کسی سے سنوں گا تو وہ کہنے والا مفتری ہے اس پر مفتری کی حد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ

لہ مرسل وہ روایت کہتے ہیں جس میں راوی نے اس صحابی کا نام نہ ذکر کیا ہو جس سے روایت سنی

إن خير هذه الأمة بعد نبيها أبو بكر ثم عمر ثم الله أعلم بالخير بعد قال و في المجلس الحسن بن علي فقال والله لو سمى الثالث لسمى عثمان وأخرج أبو القاسم عن عبد خير صاحب لواء علي أن عليا قال ألا أخبركم بأول من يدخل الجنة من هذه الأمة بعد نبيها فقيل له بلى يا أمير المؤمنين قال أبو بكر ثم عمر قيل فيدخلانها قبلك يا أمير المؤمنين فقال على إي والذي فلق الحبة وبرأ النسمة ليدخلانها وإني لمع معاوية موقوف في الحساب ومما يدل على بشارتهما بالجنة من حديثه

أخرج البخاري من حديث الحسن بن محمد بن علي أنه سمع عبيد الله بن أبي رافع كاتب علي عن علي أن النبي صلى الله عليه وسلم قال في قصة حاطب بن أبي بلتعة إنه قد شهد بدرا وما يدريك لعل الله اطلع على أهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم ومما يدل على كونهما من السابقين المقربين من حديثه أخرج الترمذي عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لكل نبي سبعة نجباء رقباء وأعطيت أربعة عشر قلنا من هو قال أنا وابناي وجعفر وحمزة وأبو بكر وعمر ومصعب بن عمير وبلال

اس امت کے بہترین اشخاص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ پھر عمرؓ ہیں ان کے بعد خدا جانے بہترین امت کون ہیں، راوی کا بیان ہے کہ اس مجلس میں حضرت حسن بن علیؓ تھے وہ فرماتے تھے کہ اگر حضرت علیؓ تیسرے شخص کا نام لیتے تو ضرور حضرت عثمانؓ کا نام لیتے۔ اور ابوالقاسمؒ نے حضرت علیؓ کے علم بردار عبد خیر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس شخص سے آگاہ نہ کردوں جو اس امت میں نبی کے بعد سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ اس پر کسی نے کہا ہاں اے امیرالمومنینؓ (ہمیں ضرور آگاہ فرمائیے) حضرت علیؓ نے فرمایا (وہ) ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ۔ کسی نے کہا اے امیرالمومنینؓ! کیا وہ دونوں آپ سے پہلے جنت میں جائیں گے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں قسم اس ذات کی جس نے دانے سے درخت نکالا اور روح کو پیدا کیا بیشک یہ دونوں جنت میں داخل ہوں گے اس حال میں کہ میں معاویہ کے ساتھ (موقف) حساب میں رکا ہوا ہوں گا۔ [حضرت علیؓ کی وہ حدیث جو شیخینؓ کے جنتی ہونے کی بشارت پر دلالت کرتی ہے] بخاری نے بروایت حسن بن محمد بن علی نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کے واقعہ[1] میں فرمایا کہ وہ (یعنی حاطب) جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں اور کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالےٰ اہل بدر کے انجام سے مطلع ہے اور اس نے فرما دیا کہ اے اہل بدر! جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔ [حضرت علیؓ کی وہ حدیث جو شیخینؓ کے سابقین مقربین ہونے پر دلالت کرتی ہے] ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے سات نجباء اور رقباء ہوتے ہیں مگر مجھے چودہ (نجباء اور رقباء) عطا ہوئے ہیں۔ ہم لوگوں نے (حضرت علیؓ سے) پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ میں اور میرے دونوں بیٹے (حسنؓ اور حسینؓ) اور جعفرؓ اور حمزہؓ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور مصعب بن عمیرؓ اور بلالؓ

[1] وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت حاطبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ... مکہ والوں کو مطلع کرنا چاہا ایک خط [illegible] حضرت کو معلوم ہو گیا [illegible]

وسلمان وعمار وعبد اللہ بن مسعود وابوذر ومقداد اما استدلال بر خلافت شیخین از جہت حدیث مفسر اما این حدیث أخرج الحاكم عن أبي إسحاق عن زيد بن يثيع عن علي قال قيل يا رسول الله من نؤمر بعدك قال إن تؤمروا أبا بكر تجدوه هاديا أمينا زاهدا في الدنيا راغبا في الآخرة وإن تؤمروا عمر تجدوه قويا أمينا لا يخاف في الله لومة لائم وإن تؤمروا عليا ولا أراكم فاعلين تجدوه هاديا مهديا يأخذ بكم الطريق المستقيم واما استدلال بر خلافت شیخین از جہت تعریض جلی من حدیثہ وأخرج الترمذي من حديث أبي حيان التيمي عن أبيه عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رحم الله أبا بكر زوجني ابنته وحملني إلى دار الهجرة وأعتق بلالا من ماله رحم الله عمر يقول الحق وإن كان مرا تركه الحق وما له صديق رحم الله عثمان تستحييه الملائكة رحم الله عليا اللهم أدر الحق معه حيث دار اما استدلال بر خلافت صدیق از جہت تفویض امامت صلاۃ پس أخرج أبو عمر في الاستيعاب

اور سلمان (فارسی) اور عمار اور عبد اللہ بن مسعود اور ابوذر اور مقداد (رضی اللہ عنہم اجمعین)۔ [حضرت علیؓ کی وہ حدیث جس سے شیخین کی خلافت پر استدلال کیا جا سکے بوجہ اس کے (کہ اس میں) شیخین کے ساتھ دلیلِ عہدی کا ہونا مذکور ہے] حاکم نے ابو اسحٰق سے انھوں نے زید بن یثیع سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! بعد آپ کے ہم کسے سردار بنائیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ اگر تم ابوبکرؓ کو سردار بناؤ گے تو تم انھیں ہدایت کرنے والا امانت دار دنیا سے بے پروا آخرت کی جانب رغبت کرنے والا پاؤ گے اور اگر تم عمرؓ کو سردار بنا لو گے تو تم انھیں (ایک ایسا) قوی امانت دار پاؤ گے (کہ جو اللہ کے حقوق بجا لانے) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا اور اگر تم علیؓ کو سردار بناؤ گے اور میں نہیں جانتا کہ تم (ان دونوں کی موجودگی میں) ایسا کرو تو ان کو (بھی ایک شخص) ہدایت کرنے والا ہدایت یافتہ پاؤ گے۔ تم سب کو راہ مستقیم پر چلائیں گے۔ [حضرت علیؓ کی وہ حدیث جس سے شیخین کی خلافت پر بوجہ تعریض جلی کے استدلال کیا جا سکے] ترمذی نے بروایت ابو حیان تیمی اُن کے والد سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے ابوبکر پر (انھوں نے بڑے بڑے کام کیے ہیں) مجھے اپنی بیٹی بیاہ دی اور مجھے دار ہجرت (یعنی مدینہ) تک سوار کرا لائے اور بلالؓ کو اپنے مال سے (خرید کر کے) آزاد کیا۔ اللہ رحم فرمائے عمرؓ پر کہ حق کہتے ہیں اگرچہ وہ تلخ ہو ان کو حق بات بولنے نے اس حال پر پہنچا دیا کہ حق (بولنے) کے سبب کوئی ان کا دوست نہ رہا۔ اللہ رحم فرمائے عثمانؓ پر (وہ ایسے باحیا ہیں کہ) جن سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اللہ رحم فرمائے علیؓ پر، خداوندا! جس طرف وہ پھریں ان کے ساتھ حق کو بھی اُسی جانب پھیر دے۔ [حضرت صدیقؓ کی خلافت پر تفویض امامت نماز سے (حضرت علیؓ کا) استدلال کرنا] ابو عمرؓ نے استیعاب میں

لہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ولی عہد [illegible] شیخین [illegible] خلافت [illegible]
[illegible] ہجرت کے وقت [illegible] سواری کا [illegible] حضرت صدیقؓ ہی کے انتظام و اہتمام سے ہوا تھا۔

عن الحسن البصري عن قيس بن عباد قال قال لي علي بن أبي طالب إن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرض ليالي وأياماً ينادى بالصلاة فيقول مروا أبا بكر يصلي بالناس فلما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم نظرت فإذا الصلاة علم الإسلام وقوام الدين فرضينا لدنيانا من رضي رسول الله صلى الله عليه وسلم لديننا فبايعنا أبا بكر. ثناء علي على الصديق بعد موته ذكر أبو عمر في ترجمة أسيد بن صفوان أنه أدرك رسول الله صلى الله عليه وسلم وروى عن علي حديثاً حسناً[1] في ثنائه على أبي بكر يوم مات رواه عمر بن إبراهيم بن خالد عن عبد الملك بن عمير عن أسيد بن صفوان وكان قد أدرك النبي صلى الله عليه وسلم قال لما قبض أبو بكر رحمه الله وسجي بثوب ارتجت المدينة بالبكاء ودهش القوم كيوم قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم فأقبل علي بن أبي طالب مسرعاً باكياً مسترجعاً حتى وقف على باب البيت فقال رحمك الله يا أبا بكر وذكر الحديث بطوله ثم وجدت هذا الحديث في الرياض النضرة وهذا لفظه عن أسيد بن صفوان

حسن بصری سے روایت کیا ہے وہ قیس بن عبادؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات میں کچھ دن اور کچھ راتیں ایسی تھیں کہ جب اذان ہوتی تو آپ فرماتے کہ ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادیں۔ پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں نے اس امر پر غور کیا کہ نماز اسلام کی علامت ہے اور دین کا ستون ہے لہذا (جب ابوبکر اس میں ہمارے امام ہو چکے تو) ہم نے اپنے دنیا کے (سردار ہونے کے) لئے اس شخص کو پسند کرلیا جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کی (سرداری کے) لئے پسند فرمایا تھا پس بلاتکلف ہم سب نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی۔ (حضرت علی مرتضےٰ کا حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد ان کی تعریف کرنا) ابوعمرؒ نے حضرت اسید بن صفوان کے تذکرہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت اسیدؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے زمانہ) کو پایا ہے اور ایک حدیث حسن حضرت علیؓ سے حضرت ابوبکر صدیق کی تعریف میں روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے جس دن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وفات پائی ہے وہ حدیث بیان کی تھی (وہ حدیث حسب ذیل ہے) عمر بن ابراہیم بن خالد نے عبدالملک بن عمیرؓ سے انہوں نے اسید بن صفوان سے روایت کیا ہے اور اسید نے عہد نبوی کو پایا تھا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت ابوبکر رحمہ اللہ نے وفات پائی اور ان پر چادر اڑھادی گئی تو ان کی موت کے سبب سارا مدینہ رونے (کی آواز) سے گونج اٹھا اور تمام لوگ (شدت غم سے) ایسے مدہوش ہوگئے جیسے اس دن مدہوش ہوئے تھے جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا (اس حادثہ کی خبر پاکر) حضرت علی بن ابی طالب تیز رفتاری سے چلتے ہوئے، روتے ہوئے انا للہ کہتے ہوئے تشریف لائے اور دروازہ پر ٹھہر گئے۔ پھر فرمایا اے ابوبکرؓ! خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے پھر پوری حدیث ذکر کی (پھر میں نے کتاب) ریاض النضرہ میں یہی حدیث پائی جس کے الفاظ یہ ہیں) اسید بن صفوانؓ

[1] حدیث حسن اصطلاح محدثین میں وہ حدیث ہے جس کی سند حدیث صحیح کی سند سے قریب ہو مگر ضعیف سے بالاتر ہو۔

وكان قد أدرك النبي صلى الله عليه وسلم قال لما قبض أبو بكر سجي عليه وارتجت المدينة بالبكاء عليه كيوم قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء علي مسترجعا وهو يقول اليوم انقطعت خلافة النبوة حتى وقف على باب البيت الذي فيه أبو بكر وهو مسجى فقال يرحمك الله يا أبا بكر كنت ألف رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنسه ومسترجعه وثقته وموضع سره ومشاورته كنت أول القوم إسلاما وأخلصهم إيمانا وأشدهم يقينا وأخوفهم لله وأعظمهم غناء في دين الله وأحوطهم على رسول الله صلى الله عليه وسلم وأحدبهم على الإسلام وأيمنهم على أصحابه وأحسنهم صحبة وأكثرهم مناقب وأفضلهم سوابق وأرفعهم درجة وأقربهم وسيلة وأشبههم برسول الله صلى الله عليه وسلم هديا وسمتا ورحمة وفضلا وأشرفهم منزلة وأكرمهم عليه وأوثقهم عنده فجزاك الله عن الإسلام خيرا وعن رسوله خيرا كنت عنده بمنزلة السمع والبصر صدقت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين

سے روایت کی ہے (انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا) وہ کہتے تھے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انتقال فرمایا تو ان پر ایک چادر اُڑھادی گئی اور مدینہ (رونے والوں کی) آواز سے گونج اٹھا جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن (رونے والوں کی آواز سے) گونج اٹھا تھا۔ پھر حضرت علیؓ تشریف لائے اس حال میں کہ آپ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ آج خلافت نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ آپ اس مکان کے دروازہ پر جس میں حضرت ابوبکرؓ رہتے تھے پہنچ کر ٹھہر گئے اور حضرت ابوبکرؓ (کے جسم اطہر) پر ایک چادر پڑی تھی پھر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے اور آپ اُن کے مونس تھے اور آپ اُن کے مرجع و معتمد تھے اور آپ اُن کے رازدار اور مشورہ دینے والے تھے آپ سب سے پہلے اسلام لائے اور سب سے زیادہ خالص الایمان تھے اور سب سے زیادہ مضبوط یقین کے تھے اور سب سے زیادہ خدا کا خوف کرتے تھے اور سب سے زیادہ اللہ کے دین کے لئے نافع تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نگہداشت میں سب سے فائق تھے اور سب سے زیادہ اسلام پر شفقت کرنے والے تھے اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بہت بابرکت تھے اور سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حق رفاقت ادا کرنے والے تھے اور سب سے زیادہ مناقب میں اور سب سے افضل سوابق اسلامیہ میں اور سب سے بلند مرتبہ اور سب سے زیادہ بارگاہ رسالت میں مقرب اور سب سے زیادہ روش اور عادت اور مہربانی اور بزرگی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے اور سب میں مرتبہ کے لحاظ سے اشرف تھے اور سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک باعزت تھے اور سب سے زیادہ آپ کے نزدیک قابل وثوق تھے اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام کی طرف سے اور اپنے رسولؐ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے (اے ابوبکرؓ!) آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بمنزلہ کان اور آنکھ کے تھے آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اس وقت کی تھی جب تمام لوگ آپکی

كذبه الناس فسماك الله عز وجل في تنزيله صديقا فقال وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ الذي جاء بالصدق محمد صلى الله عليه وسلم وصدق به ابوبكر واسيته حين بخلوا وقمت به عند المكاره حين عنه قعدوا وصحبته في الشدة اكرم الصحابة ثاني اثنين وصاحبه في الغار المنزل عليه السكينة والوقار ورفيقه في الهجرة وخليفته في دين الله وامته احسنت الخلافة حين ارتد الناس وقمت بالامر ما لم يقم به خليفة نبي فنهضت حين وهن اصحابك وبرزت حين استكانوا وقويت حين ضعفوا ولزمت منهاج رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ هموا كنت خليفة حقا لم تنازع ولم تصدع برغم المنافقين وكبت الكافرين وكره الحاسدين وغيظ الباغين وقمت بالامر حين فشلوا وثبت اذ تتعتعوا ومضيت بنور الله اذ وقفوا فاتبعوك فهدوا وكنت اخفضهم صوتا واعلاهم فوقا واقلهم كلاما واصوبهم منطقا واطولهم صمتا وابلغهم قولا

تکذیب کرتے تھے اسی لئے اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں آپ کا نام صدیق رکھا۔ چنانچہ فرمایا وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖ (ترجمہ:- اور وہ شخص جو سچ کو لایا اور وہ شخص جس نے اس کی تصدیق کی) سچ کو لانے والے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کی تصدیق کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔ (اے ابوبکرؓ) آپ نے رسول خدا کی (اپنے جان و مال سے) غمخواری اس وقت کی جب کہ اور لوگ (مال سے) بخل کرتے تھے اور آپ نے حضرتؐ کی رفاقت مصائب کے وقت کی جب کہ اور لوگ آپؐ (کی اعانت) سے بیٹھ رہے تھے۔ اور آپ نے سختی کے زمانہ میں اُن کی صحبت اختیار کی آپ صحابہ میں سب سے مکرم (مصداق) ثانی اثنین۔ اور غار میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ ساتھی تھے جن پر (خدا کی طرف سے) سکینہ اور وقار اُترا گیا۔ اور آپ ہجرت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور خدا کے دین میں اور اُمت میں اُن کے خلیفہ (تھے) آپ نے فرض خلافت کو خوب (ادا) کیا اور اس وقت آپ نے وہ کام کیا جو کسی نبی کے خلیفہ نے نہ کیا تھا آپ مستعد رہے جب کہ آپ کے ساتھی سستی ظاہر کرنے لگے اور آپ میدان میں آگئے جب کہ وہ چھپ رہنا چاہتے تھے اور آپ قوی رہے جب کہ وہ ضعف ظاہر کرنے لگے اور آپ نے طریقہ رسول کو مضبوط پکڑا جب کہ وہ لوگ اِدھر اُدھر بھٹکنے لگے تھے۔ آپ کی خلافت منافقوں کی ذلت کافروں کی ہلاکت حاسدوں کی ناگواری باغیوں کی ناخوشی کا سبب تھی۔ اور آپ اس وقت امر حق کے اجرا میں قائم ہوئے ہیں جب کہ اور لوگوں نے ہمتیں پست کر دی تھیں۔ اور آپ ثابت (قدم) رہے جب کہ اور لوگوں میں تردد پیدا ہوا اور آپ نور الٰہی کے ساتھ (خطرناک راستوں سے) گزر گئے جب کہ اور لوگ توقف پذیر ہوئے تھے پھر (آپ کو راہ پر دیکھ کر) سب نے آپ کی پیروی کی۔ اور سب نے راہ پائی اور آپ آواز میں سب سے پست تھے (کسی کو سختی و درشتی کے ساتھ جھڑکتے نہ تھے) اور فوقیت (مراتب) میں سب سے برتر تھے۔ اور آپ کلام کرنے میں سب سے بہتر تھے۔ اور آپ کی گفتگو سب کی گفتگو سے زیادہ ٹھیک ہوتی تھی اور آپ کی خاموشی سب سے بڑھی ہوئی تھی۔ اور آپ کا قول سب

واحجتهم نفساً واعرفهم بالامور
واشدهم عملاً كنت والله للدين
يعسوباً اولاً حين نفر عنه
الناس وآخراً حين اقبلوا كنت
للمؤمنين اباً رحيماً حتى صاروا
عليك عيالاً فحملت اثقال
ما ضعفوا ورعيت ما اهملوا و
حفظت ما اضاعوا وعلمت ما
جهلوا وشمرت اذ خنعوا وصبرت
اذ جزعوا فادركت اوتار
ما طلبوا وراجعوا رشدهم برأيك
فظفروا ونالوا بك ما لم يحتسبوا
كنت على الكافرين عذاباً صباً ولهباً
وللمؤمنين رحمة وانساً و
حصناً فطرت والله بعنائها و
فزت بحبائها وذهبت بفضائلها
وادركت سوابقها ولم تفلل
حجتك ولم تضعف بصيرتك
ولم تجبن نفسك ولم يزغ
قلبك ولم تخر كنت كالجبل
الذي لا تحركه القواصف
ولا تزيله العواصف و
كنت كما قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم امن
الناس علينا في صحبتك وذات
يدك وكنت كما قال ضعيفاً في بدنك قوياً
في امر الله متواضعاً في نفسك عظيماً عند
الله جليلاً في اعين الناس كبيراً في
انفسهم لم يكن لاحد فيك مغمز ولا

بلیغ ہوتا تھا اور آپ ہی سب سے زیادہ شجاع تھے اور سب سے زیادہ امور (دینی و دنیوی) کے پہچاننے والے تھے اور عمل کے لحاظ سے سب میں اشرف تھے (اے صدیقؓ) قسم خدا کی آپ دین کے سردار تھے ابتداء میں بھی جب کہ لوگ دین سے بھاگے تھے اور آخر میں بھی جبکہ لوگ (دین کی جانب) متوجہ ہوئے آپ مسلمانوں کے مہربان باپ تھے یہاں تک کہ سب مسلمان آپ کے بال بچے ہو گئے اور جس بار کے اٹھانے سے وہ ضعیف تھے وہ بار آپ نے (اپنے سر پر) اٹھا لیا اور جو امور ان سے فروگذاشت ہوئے تھے آپ نے اُن کی نگہداشت کی اور جس کو انھوں نے ضائع کیا آپ نے اس کی حفاظت کی اور جس بات سے وہ جاہل تھے آپ نے اُسے جان لیا اور جس وقت وہ حمایت امور دین میں سست ہو گئے تو آپ (اُن کاموں میں کمر باندھ کر) مستعد ہو گئے اور جب وہ لوگ گھبرا گئے تو آپ نے صبر (و استقلال) سے کام لیا پس اُن کے مطالب کے قصور کو معلوم کر لیا اور وہ آپ کی رائے سے اپنے مقصد کی طرف راہ یاب ہوئے تو انھوں نے اپنی مراد کو پا لیا اور آپ کے سبب سے (اُن مدارج علیا کو پہنچ گئے) جس کا اُنھیں گمان بھی نہ تھا (اے ابو بکرؓ!) آپ کافروں پر (تو) عذاب آسمانی اور غضب الٰہی (کی) آگ تھے اور ایمانداروں کے لئے (خدا کی) رحمت اور اُنس اور (ایک مضبوط) قلعہ تھے پس (ان محامد و کمالات کے سبب) آپ اس خلافت (کے دریا) میں داخل ہوئے اور اس کی تہ تک پہنچ گئے اور اس کے فضائل حاصل کرتے اور اس کے سوابق پر اتر (باوجودیکہ یہ کام مشکل تھا مگر) آپ کی حجت میں کمی نہ کی اور آپ کی بصیرت ضعیف نہ ہوئی اور آپ کے دل نے بزدلی نہ کی اور آپ کا قلب نہ گھبرایا تو آپ (خلافت میں ایسے) حیران نہیں ہوئے آپ مثل پہاڑ کے تھے جسے بادل کا گرجنا اور تیز آندھیاں اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکیں اور واے ابو بکرؓ درحقیقت آپ موافق ارشاد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنی رفاقت اور مال سے سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر احسان کرنے والے تھے اور نیز حسب ارشاد نبوی آپ اپنے بدن میں ضعیف تھے مگر خدا کے کام میں قوی تھے منکسر النفس تھے مگر خدا کے نزدیک باعظمت تھے لوگوں کی نظروں میں جلیل (القدر) تھے اُن کے دلوں میں بزرگ تھے کسی شخص کو آپ پر موقع نہ ملتا تھا اور نہ

أجرك ولا أضلك بعده فإنا لله وإنا إليه راجعون قال وسكت الناس حتى انقضى كلامه ثم بكوا حتى علت أصواتهم وقالوا صدقت يا ختن رسول الله صلى الله عليه وسلم أما تبريته على نفسه من قتل عثمان والشهادة على فضله فقد أخرج الحاكم من طريقين من حديث هارون بن اسمعيل الخزاز عن قرة بن خالد عن قيس بن عباد قال سمعت عليا رضي الله عنه يوم الجمل يقول اللهم إني أبرأ إليك من دم عثمان ولقد طاش عقلي يوم قتل عثمان وأنكرت نفسي وجاؤوني للبيعة فقلت والله إني لأستحيي من الله أن أبايع قوما قتلوا رجلا قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا نستحيي ممن يستحيي منه الملائكة وإني لأستحيي من الله أن أبايع وعثمان قتيل في الأرض لم يدفن بعد فانصرفوا فلما دفن رجع الناس فسألوني البيعة فقلت اللهم إني مشفق مما أقدم عليه ثم جاءت عزيمة فبايعت فلقد قالوا يا أمير المؤمنين فكأنما صدع قلبي

اجر سے محروم نہ کرے اور آپ کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ راوی کا بیان ہے کہ سب لوگ (اس تقریر کے وقت) خاموش رہے یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے اپنی تقریر ختم کی۔ اور جب آپ نے تقریر ختم کی تو پھر سب روئے یہاں تک کہ ان کے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ پھر سب نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد! آپ نے سچ فرمایا۔ [حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ کے قتل سے اپنی برأت ظاہر فرمانا اور حضرت عثمانؓ کی فضیلت پر شہادت دینا] حاکم نے دو سندوں سے روایت کیا ہے (ایک سند یہ ہے) ہارون بن اسمٰعیل خزاز نے قرہ بن خالد سے انھوں نے قیس بن عباد سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ بروز جنگ جمل فرماتے تھے۔ خداوندا! میں عثمانؓ کے خون سے تیرے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں اور بے شک جس دن عثمانؓ شہید ہوئے تھے میری عقل زائل ہوگئی تھی اور میں نے اپنے دل کی حالت متغیر پائی میرے پاس بیعت کے لئے آئے تو میں نے ان سے کہا کہ خدا کی قسم مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس قوم سے بیعت لوں جس نے ایک ایسے شخص کو شہید کیا جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کیا ہم اس شخص سے حیا نہ کریں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اور بے شک میں خدا سے شرم کرتا ہوں کہ میں (قوم سے) بیعت لوں اس حال میں کہ عثمانؓ زمین میں مقتول (پڑے ہوئے) ہیں اور ہنوز دفن نہیں ہوئے (میرے اس کہنے سے) وہ لوگ واپس گئے پھر جب حضرت عثمانؓ دفن کر دیئے گئے تو وہ لوگ پھر میرے پاس آئے اور مجھ سے بیعت کی درخواست کی میں نے (اپنے دل میں) کہا خدایا میں اس چیز (یعنے خلافت) سے ڈرتا ہوں جس پر میں (لوگوں کے کہنے سے) جانا چاہتا ہوں (الغرض میں نے بیعت سے پہلو تہی کی) مگر ضرورت درپیش ہوئی اور میں نے (لوگوں سے) بیعت لی پھر لوگوں نے مجھے یا امیر المؤمنین کہا تو گویا میرا دل

قَالَ فَأَبْصَرَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَتِيلًا مَكْبُوبًا عَلَى وَجْهِهِ فَقَلَبَهُ عَلَى قَفَاهُ ثُمَّ صَرَخَ ثُمَّ قَالَ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ فَرْخُ قُرَيْشٍ وَاللّٰهِ فَقَالَ لَهُ أَبُوهُ مَنْ هُوَ يَا بُنَيَّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَقَالَ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ شَابًّا صَالِحًا ثُمَّ قَعَدَ كَئِيبًا حَزِينًا فَقَالَ الْحَسَنُ يَا أَبَتِ قَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا الْمَسِيرِ فَغَلَبَكَ عَلَى رَأْيِكَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ قَالَ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ يَا بُنَيَّ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي مِتُّ قَبْلَ هٰذَا بِعِشْرِينَ سَنَةً قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حَاطِبٍ فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّا قَادِمُونَ الْمَدِينَةَ وَالنَّاسُ سَائِلُونَا عَنْ عُثْمَانَ فَمَاذَا نَقُولُ فِيهِ قَالَ فَتَكَلَّمَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَا وَقَالَا فَقَالَ لَهُمَا عَلِيٌّ يَا عَمَّارُ وَيَا مُحَمَّدُ تَقُولَانِ إِنَّ عُثْمَانَ اسْتَأْثَرَ وَأَسَاءَ الْإِمْرَةَ وَعَاقَبْتُمْ وَاللّٰهِ فَأَسَأْتُمُ الْعُقُوبَةَ وَسَتَقْدَمُونَ عَلَى حَكَمٍ عَدْلٍ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ بْنَ حَاطِبٍ إِذَا قَدِمْتَ الْمَدِينَةَ وَسُئِلْتَ عَنْ عُثْمَانَ فَقُلْ كَانَ وَاللّٰهِ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا۔

اتنے میں حضرت حسن بن علیؓ نے ایک مقتول کو دیکھا جو منہ کے بل گرا ہوا تھا، انہوں نے سیدھا کرکے دیکھا تو ایک چیخ مار کر کہا: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ قسم خدا کی یہ تو قریش کا بچہ ہے (ان کی یہ آواز سن کر) ان کے والد (حضرت علیؓ) نے فرمایا کون ہے اے میرے بیٹے؟ حضرت حسنؓ نے جواب دیا (اے والد بزرگوار) یہ محمد بن طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ قسم خدا کی جوان تھا اور (مرد) صالح تھا یہ فرما کر آپ غمگین اور ملول وہاں بیٹھ گئے حضرت حسنؓ نے فرمایا اے والد بزرگوار میں نے تو پہلے ہی آپ کو اس سفر سے منع کیا تھا مگر آپ پر فلاں اور فلاں کی رائے غالب آگئی حضرت علیؓ نے فرمایا (ہاں بیشک) اے بیٹے ایسا ہی ہوا اور مجھے تو یہ آرزو ہے کہ کاش اس (واقعہ کے پیش آنے) سے بیس برس پہلے مر چکا ہوتا۔ محمد بن حاطبؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے امیر المومنینؓ! ہم لوگ مدینہ جاتے ہیں اور وہاں ہم سے لوگ حضرت عثمانؓ کی بابت سوال کریں گے (کہ وہ کیسے تھے) تو ہم ان کو (اس کا) کیا جواب دیں گے (یہ سنتے ہی سامنے بیٹھے ہوئے حضرت) عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر آزردہ خاطر ہوئے اور ان دونوں نے (حضرت عثمانؓ کے خلاف) بہت کچھ کہا۔ اس پر حضرت علیؓ نے ان دونوں سے فرمایا کہ اے عمار اور اے محمد! کیا تم یہ کہتے ہو کہ عثمانؓ نے اپنی رائے سے کام لیا اور حکومت بُری طرح کی اور تم نے اس کا بدلہ (ان سے) لیا تو (سنو) واللہ تم نے بہت برا بدلہ لیا اور عنقریب تم ایک حاکم عادل کے روبرو پیش ہو گے جو تمہارے (اور ان کے) درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے گا۔ پھر (محمد بن حاطب سے مخاطب ہو کر) فرمایا کہ اے محمد بن حاطبؓ! جب تم مدینہ میں جاؤ اور تم سے (حضرت) عثمانؓ کی نسبت پوچھا جائے تو تم کہنا کہ خدا کی قسم (حضرت) عثمانؓ ان لوگوں میں تھے جو ایمان لائے پھر خدا سے ڈرتے اور ایمان لائے پھر خدا سے ڈرتے رہے اور نیکی کی

لہ [illegible] حضرت عثمانؓ کے قتل کرنے [illegible]
[illegible]
[illegible]

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ وَاَخْرَجَ الْحَاكِمُ مِنْ حَدِيْثِ هَارُوْنَ بْنِ عَنْتَرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْخَوَرْنَقِ وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرٍ وَعِنْدَهٗ اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا وَاَبُوْكَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ۔

ومن مسند ابی عبیدۃ بن الجراح ومعاذ بن جبل رضی اللہ عنہما

اما ما یستدل بہ من حدیثہما علٰی خلافتہم الخاصۃ من جہۃ وقوع خلافتہم فی مرتبۃ سماہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلافۃ ورحمۃ فقد اخرج ابو یعلٰی من حدیث اللیث عن عبد الرحمٰن بن سابط عن ابی ثعلبۃ الخشنی قال کان ابو عبیدۃ بن الجراح ومعاذ بن جبل یتناجیان بحدیث فقلت لہما ما حفظتما وصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لی قال وکان اوصاہما بی قالا ما اردنا ان ننتجی بشیء دونک انما ذکرنا حدیثا حدثناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعلا یتذاکرانہ قال انہ بدأ ہذا الامر نبوۃ ورحمۃ ثم کائن خلافۃ

کرتے رہے اور اللہ دوست رکھتا ہے نیک کام کرنے والوں کو اور چاہیئے کہ اللہ ہی پر توکل کریں توکل کرنے والے۔ اور حاکم نے بروایت ہارون بن عنترہ اُن کے والد سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے خورنق (نامی محل) میں حضرت علیؓ کو ایک تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور ابان بن عثمان بھی اُن کے پاس تھے حضرت علیؓ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ (جنت میں) میں اور تمہارے والد اُن لوگوں میں ہوں گے جن کی شان میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے ونزعنا ما فی صدورہم الآیۃ (ترجمہ۔ اور ہم نکال لیں گے اس چیز کو جو اُن کے دلوں میں ہے یعنی کینہ کو (اور وہ) بھائی بھائی بنے ہوئے (جنت میں) ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر (بیٹھے) ہوں گے

مسند ابو عبیدہ بن جراح و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما (۲ روایت)

(ان دونوں کی وہ حدیث جس سے خلفاء کی خلافت خاصہ پر اس وجہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اُن کی خلافت اُس درجہ میں واقع ہوئی جس کا نام نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خلافت اور رحمت رکھا تھا) ابو یعلٰی نے بروایت لیث عبد الرحمٰن بن سابط سے انہوں نے ابو ثعلبہ خشنی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ حضرت) ابو عبیدہ بن جراحؓ اور معاذ بن جبلؓ باہم آہستہ آہستہ کوئی بات کر رہے تھے میں نے اُن دونوں سے کہا کیا آپ دونوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ وصیت جو آپؐ نے میرے واسطے آپ دونوں سے کی تھی یاد نہیں رکھی ہے (اس لئے آپ مجھ سے علیحدہ ہو کر مخفی باتیں کر رہے ہیں) عبد الرحمٰن کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو میرے لئے وصیت فرمائی تھی ان دونوں نے جواب دیا کہ (اس وقت) ہمارا ارادہ یہ نہ تھا کہ تم سے چھپا کر آپس میں کوئی بات کہیں بلکہ ہم کو اس وقت ایک حدیث یاد آئی جسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پھر دونوں اس حدیث کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ) یہ دین نبوت اور رحمت (کے ساتھ ظاہر ہو کر) شروع ہوا ہے پھر (ایک زمانہ میں) خلافت

ورحمة ثم كائن ملكا عضوضا ثم كائن
عتوا وجبرية وفسادا في الأمة يستحلون
الحرير والخمور والفروج والفساد في الأمة
ينصرون على ذلك ويرزقون أبدا حتى
يلقوا الله تو اما استدلال أبو عبيدة على خلافة
أبي بكر رضي الله عنه بسوابقه الإسلامية
فقد أخرج أبو بكر بن أبي شيبة عن ابن عون
عن محمد يعني ابن سيرين في حديث طويل قال
جاء ناس حين بيعة أبي بكر إلى أبي عبيدة
بن الجراح فقال أتأتوني وفيكم ثالث ثلاثة
يعني أبا بكر فقلت لمحمد من ثالث ثلاثة
قال قول الله ثاني اثنين إذ هما في الغار

ومن مسند عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه

حديثه في بشارة العشرة بالجنة فقد أخرج
أبو يعلى من حديث قتيبة بن سعيد عن
مالك بن أنس عن عبد العزيز بن محمد عن
عبد الرحمن بن حميد عن أبيه عن عبد الرحمن بن
عوف قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
عشرة في الجنة أبو بكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان
في الجنة وعلي في الجنة وطلحة
في الجنة والزبير في الجنة وعبد الرحمن
بن عوف وسعد بن أبي وقاص في الجنة
وسعيد بن زيد بن عمرو في الجنة وأبو عبيدة
بن الجراح في الجنة وأما رأيه في خلافة
أبي بكر رضي الله عنه فقد أخرج الحاكم

اور رحمت ہو جائے گا پھر (اس کے بعد مثل درندہ کے) کاٹنے والی
بادشاہت ہوگی پھر سرکشی و جبر ہو جائے گا اور امت میں فساد ہوگا
لوگ حریر (پہننے کو) شراب (پینے کو) اور (حرام) شرمگاہوں کو اور
امت (مرحومہ) میں فساد (کرنے کو) حلال سمجھیں گے (اور باوجود اس
کے انکو انہیں) اعمال (قبیحہ) پر فتح دی جائے گی اور رزق پاتے رہیں
یہاں تک کہ (دنیا سے کوچ کرکے) خدا سے مل جائیں [حضرت ابو عبیدہ
بن جراح کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر ان کے سوابق
اسلامیہ سے استدلال کرنا] ابو بکر بن شیبہ نے ابن عون سے انھوں
نے محمد یعنے ابن سیرین سے ایک حدیث طویل میں روایت کیا ہے
محمد کہتے تھے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کے وقت کچھ لوگ حضرت ابو
عبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے (کہ ہم لوگ آپ سے بیعت کرنا چاہتے
ہیں) انھوں نے جواب دیا تم میرے پاس (بیعت کرنے) آئے ہو
حالانکہ تم میں ثالث ثلاثہ یعنے ابو بکرؓ موجود ہیں۔ ابن عون کہتے ہیں
کہ میں نے محمد سے پوچھا ثالث ثلاثہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا قسم
خدا کی (وہی) جن کو ثانی اثنین اذ ہما فی الغار کہا گیا ہے۔

مسند عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ (سہ روایت)

[ان کی حدیث دس صحابہؓ کے جنتی ہونے کی بشارت میں] ابو یعلےٰ
نے بروایت قتیبہ بن سعید مالک بن انسؓ سے انھوں نے عبد العزیز
بن محمدؓ سے انھوں نے عبد الرحمن بن حمید سے انھوں نے اپنے والد سے
انھوں نے عبد الرحمن ابن عوفؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس شخص جنتی ہیں ابو بکرؓ
جنتی ہیں اور عمرؓ جنتی ہیں اور عثمانؓ جنتی ہیں اور علیؓ جنتی ہیں اور
طلحہؓ جنتی ہیں اور زبیر جنتی ہیں اور عبد الرحمن بن عوف جنتی ہیں
اور سعد ابن ابی وقاص جنتی ہیں اور سعید بن زید بن عمرو جنتی ہیں
اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں (رضی اللہ عنہم اجمعین) [حضرت
عبد الرحمن کی رائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں] حاکم نے

لہ ثالث ثلاثہ کے معنے تیسرا شخص۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق کو قرآن شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ثانی فرمایا اور چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ثانی ہیں ... اس لئے حضرت ابو عبیدہ نے حضرت صدیق کو ثالث ثلاثہ کہا۔

عن موسیٰ بن عقبۃ عن سعد بن ابراہیم قال حدثنی ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف ان عبد الرحمٰن بن عوف کان مع عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وان محمد بن مسلمۃ کسر سیف الزبیر ثم قام ابوبکر فخطب الناس واعتذر الیہم وقال واللہ ما کنت حریصًا علی الامارۃ یومًا ولا لیلۃ قط ولا کنت فیہا راغبًا ولا سألتہا اللہ عز وجل فی سر وعلانیۃ ولکنی اشفقت من الفتنۃ وما لی فی الامارۃ من راحۃ ولکن تقلدت امرًا عظیمًا ما لی بہ من طاقۃ ولا یدان الا بتقویۃ اللہ عز وجل ولوددت ان اقوی الناس علیہا مکانی الیوم فقبل المہاجرون منہ ما قال الحدیث واما رایہ فی خلافۃ عثمان فقد اخرج البخاری فی قصۃ مقتل عمر والاتفاق علی عثمان فلما فرغ من دفنہ اجتمع ہؤلاء الرہط فقال عبد الرحمٰن اجعلوا امرکم الی ثلاثۃ منکم قال الزبیر قد جعلت امری الی علی فقال طلحۃ قد جعلت امری الی عثمان وقال سعد قد جعلت امری الی عبد الرحمٰن فقال عبد الرحمٰن ایکما تبرأ من ہذا الامر فنجعلہ الیہ

موسیٰ بن عقبہ سے انھوں نے سعد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے مجھ سے ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف نے بیان کیا ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیرؓ کی تلوار توڑ ڈالی تھی پھر حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے خطبہ پڑھا اور یہ معذرت آمیز تقریر کی کہ خدا کی قسم کبھی تھوڑی دیر کے لئے بھی مجھے حکومت کی خواہش نہیں ہوئی اور نہ مجھے خلافت کی کچھ رغبت تھی اور نہ میں نے ظاہر و باطن میں کبھی اللہ عزّ وجلّ سے خلافت کو طلب کیا مگر میں نے فتنہ کا اندیشہ (کرکے خلافت کو قبول) کیا حالانکہ مجھے حکومت میں کوئی راحت نہیں بلکہ میں نے (اس وقت) ایک (ایسے) بڑے امر (کے بار) کو (اپنے سر پر) اٹھا لیا کہ بدون اللہ عزّ وجلّ کی تائید کے مجھے کوئی طاقت اس (بار) کے اٹھانے کی نہیں ہے اور میں (اب بھی) چاہتا ہوں کہ کوئی شخص جو مجھ سے زیادہ اس کام پر قدرت رکھتا ہو وہ آج میری جگہ (اس کام پر مقرر) ہو جائے حضرت ابوبکرؓ کی اس بات کو سب مہاجرین نے تسلیم کر لیا۔ آخر حدیث

{حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کی رائے حضرت عثمانؓ کی خلافت کے متعلق} امام بخاریؒ قصہ شہادت حضرت عمر بن خطاب میں اور حضرت عثمانؓ پر سب کے اتفاق کرنے میں روایت کرتے ہیں کہ جب (سب نے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دفن سے فراغت پائی تو وہ لوگ (جن کو حضرت عمرؓ نے منتخب کیا تھا) ایک جگہ جمع ہوئے حضرت عبد الرحمٰنؓ نے فرمایا کہ تم لوگ (منجملہ چھ آدمیوں کے) تین کو اس کام کے لئے منتخب کر لو (تاکہ مستحقین کی کمی ہو جائے اور تعیین میں آسانی ہو) حضرت زبیرؓ نے کہا کہ میں اپنی طرف سے حضرت علیؓ کو منتخب کرتا ہوں اور حضرت طلحہؓ نے کہا میں حضرت عثمانؓ کو منتخب کرتا ہوں اور حضرت سعدؓ نے فرمایا میں حضرت عبد الرحمٰنؓ کو منتخب کرتا ہوں پھر حضرت عبد الرحمٰنؓ نے (حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ سے) کہا کہ آپ دونوں میں سے جو اپنے لئے خلافت نہ چاہتا ہو ہم خلیفہ کا انتخاب اسی کے متعلق کر دیں اور ہم اس کو

لہ یعنی میں نے اگرچہ بیشک آپ کو خلافت کی خواہش نہ تھی تو آپ نے اس کے حاصل ہونے کی کوشش کی۔

والله عليه والاسلام ليعطون
افضلهم فى نفسه فاسكت الشيخان
فقال عبد الرحمن افتجعلونه
الىّ والله علىّ ان لا آلو عن افضلكم
قالا نعم فاخذ بيد احدهما
فقال لك قرابة من رسول الله
صلى الله عليه وسلم والقدم
فى الاسلام ما قد علمت فالله
عليك لئن امرتك لتعدلن و
لئن امرت عثمان لتسمعن
ولتطيعن ثم خلا بالآخر
فقال له مثل ذلك فلما اخذ
الميثاق قال ارفع يدك يا عثمان
فبايعه وبايع له على وولج اهل
الدار فبايعوه۔

ومن مسند الزبير ابن العوام رضى الله عنه

اما رجوعه الى القول بخلافة
ابى بكر بعد توقف ما والقول
بفضله واستحقاقه الخلافة
فقد اخرج الحاكم من حديث
ابراهيم بن عبد الرحمن بن عوف
فى حديث طويل فقبل المهاجرون
منه ما قال وما اعتذر به قال على
رضى الله عنه والزبير ما غضبنا الا انا
قد اخرنا عن المشاورة وانا نرى

خدا کی اور اسلام کی قسم دیتے ہیں کہ وہ خلافت کے لئے ایسے کو منتخب کرے جو اس کے نزدیک افضل ہو۔ بس یہ دونوں خاموش رہے پھر حضرت عبد الرحمٰنؓ نے فرمایا کہ کیا آپ لوگ اس انتخاب کو میری مرضی پر چھوڑ سکتے ہیں؟ اور میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ سب سے افضل شخص کے انتخاب کرنے میں کوتاہی نہ کروں گا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہاں (آپ کی مرضی پر) چھوڑتے ہیں۔ پھر حضرت عبد الرحمٰنؓ نے ان دونوں میں سے ایک کا (یعنی حضرت علیؓ کا) ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ قرابت حاصل ہے اور اسلام لانے میں (دیگر صحابہؓ پر) وہ تقدم اور سبقت ہے کہ جسے آپ خوب جانتے ہیں میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بناؤں تو آپ (رعایا پر) عدل کریں اور اگر عثمانؓ کو خلیفہ بناؤں تو آپ ان کا حکم سنیں اور اطاعت کریں۔ پھر دوسرے (یعنی حضرت عثمانؓ) سے بھی اسی طرح کہا۔ پھر جب دونوں سے اقرار کرالیا تو کہا کہ اے عثمانؓ آپ اپنا ہاتھ (لوگوں سے بیعت لینے کے لئے) اٹھائیے یہ کہہ کر پہلے خود (حضرت عثمانؓ سے) بیعت کرلی اور ان کے بعد حضرت علیؓ نے بیعت کی پھر سب اہل مدینہ آ گئے اور بیعت کر گئے۔

مسند زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ (ایک روایت)

(حضرت زبیرؓ کا کسی قدر توقف کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا قائل ہو جانا اور ان کی فضیلت اور استحقاق خلافت کو تسلیم کرلینا) حاکم نے بروایت ابراہیم بن عوف ایک طویل حدیث نقل کی ہے (کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب اپنی بے رغبتی خلافت سے اور بمجبوری امر پر اپنی رضامندی بیان کی) تو مہاجرین نے حضرت ابوبکرؓ کا فرمانا تسلیم کرلیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم کسی امر سے ناخوش نہیں ہوئے مگر صرف اسی بات سے کہ ہم مشورہ میں مؤخر رکھے گئے حالانکہ ہم خود بھی اس کو جانتے تھے کہ رسول اللہ

لے یہاں راوی نے مختصر کر دیا ہے ورنہ بعد کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے تین روز کی مہلت لی اور [illegible] تمام مسلمانوں کا مشورہ لیا [illegible] بہرحال [illegible] حضرت عبد الرحمٰن بن عوف [illegible] حضرت علیؓ [illegible] حضرت عثمانؓ [illegible] دیا۔

ابا بکر احق الناس بها بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم انه لصاحب الغار وثانی اثنین وانا لنعلم بشرفه وکبره ولقد امره رسول الله صلی الله علیه وسلم بالصلوٰة بالناس وهو حی۔

صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ سب سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں کیونکہ وہ صاحب غار ہیں اور ثانی اثنین ہیں اور ہم ان کی شرافت اور بزرگی خوب جانتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں انھیں لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

ومن مسند طلحة بن عبيد الله رضي الله عنه

اما ثناؤه علی عمر رضی الله عنه فذکر المحب الطبری عن ابن مسعود رضی الله عنه ان عمر شاور الناس فی الزحف الی قتال ملوك فارس التی اجتمعت بنهاوند فقام طلحة بن عبيد الله وکان من خطباء الصحابة فتشهد ثم قال اما بعد یا امیر المؤمنین فقد احکمتك الامور وجرّستك البلایا واحتنکتك التجارب فانت وشأنك وانت ورأیك الیك هذا الامر فمرنا نطع وادعنا نجب واحملنا نرکب وقدنا ننقد فانك ولی هذا الامر وقد بلوت واختبرت وجربت فلم ینکشف لك عن شیء من عواقب قضاء الله عز وجل الا عن خیار ثم جلس

واما حدیثه فی فضل عثمان اخرج الحاکم عن زید بن اسلم عن ابیه قال شهدت عثمان یوم حوصر فی موضع الجنائز

مسند طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ (۳۸ روایت)

{ حضرت طلحہؓ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ثنا (وصفت) بیان کرنا } محب طبری نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرکے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شاہان فارس کی لڑائی کے لئے جو بمقام نہاوند جمع ہوئے تھے لشکر روانہ کرنے کی بابت مسلمانوں سے مشورہ لیا حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کھڑے ہوئے اور وہ ان اصحاب میں تھے جو خطبہ عمدہ پڑھتے تھے انھوں نے حمد وثنائے الٰہی کے بعد کہا کہ اے امیر المومنینؓ! آپ کو امور (اور واقعات زمانہ) نے پختہ کردیا اور محنت و جفاکشی آپ کے خمیر میں داخل ہوگئی ہے اور (مختلف) تجربوں نے آپ کو ہوشیار کردیا ہے آپ خود اپنے کام کو سمجھ سکتے ہیں اور آپ کی رائے اس امر میں کافی ہے اس کام کا مدار بھی آپ (ہی) کی رائے پر ہے (آپ ہم سے کیا مشورہ لیتے ہیں) آپ ہمیں حکم دیں ہم آپ کی اطاعت کریں گے۔ آپ ہمیں (جہاں چاہے جس سخت کام کی طرف) بلائیے ہم حاضر ہوں گے اور ہمیں (جہاں چاہیں جس مہم پر) بھیج دیجئے ہم (ابھی) اس مہم کے لئے آمادہ ہوتے ہیں اور ہمیں (جہاں چاہیے) کھینچ لے جائیے ہم آپ کے پیچھے ہیں کیونکہ آپ ان تمام کاموں کا اختیار رکھتے ہیں اور آپ نے تو (بارہا) امتحان کرلیا اور آزمالیا اور تجربہ سے معلوم کیا تو آپ کو نتیجہ قضائے الٰہی کا خیر ہی ظاہر ہوتا رہا (یہ کہکر) حضرت طلحہؓ بیٹھ گئے { حضرت طلحہؓ کی حدیث حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں } حاکم نے زید بن اسلمؓ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جس دن حضرت عثمانؓ موضع جنائز میں محصور ہوگئے

[illegible]

فقال انشدك الله يا طلحة اتذكر يوم كنت انا وانت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في مكان كذا وكذا وليس معه من اصحابه غيري وغيرك فقال لك يا طلحة انه ليس من نبي الا وله رفيق من امته معه في الجنة وان عثمان رفيقي معي في الجنة فقال طلحة اللهم نعم

واخرج ابو يعلى عن طلحة بن عبيد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي رفيق ورفيقي عثمان.

ومن مسند سعد بن ابي وقاص رضي الله عنه

اما حديث ما لقيك الشيطان الخ فقد اخرج مسلم من حديث ابن شهاب قال اخبرني عبد الحميد بن عبد الرحمن بن زيد ان محمد بن سعد بن ابي وقاص اخبره ان اباه سعدا قال استاذن عمر على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده نساء من قريش يكلمنه ويستكثرنه عالية اصواتهن فلما استاذن عمر رضي الله عنه قمن يبتدرن الحجاب فاذن له رسول الله صلى الله عليه وسلم ورسول الله صلى الله عليه وسلم يضحك فقال عمر رضي الله عنه اضحك الله سنك يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عجبت من هؤلاء اللاتي كن عندي فلما سمعن صوتك ابتدرن الحجاب قال عمر رضي الله عنه فانت احق يا رسول الله

تو انھوں نے فرمایا کہ اے طلحہؓ! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھ کو بتاؤ کیا تم کو وہ دن یاد ہے کہ میں اور تم دونوں فلاں جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بجز میرے اور تمہارے کوئی دوسرا صحابی نہ تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے طلحہؓ! کوئی نبی ایسا نہیں گزرا ہے کہ اس کی امت میں کوئی رفیق اس کے ساتھ جنت میں نہ ہو چنانچہ عثمانؓ جنت میں میرے رفیق ہوں گے حضرت طلحہؓ نے جواب دیا ہاں (مجھے یاد ہے) اور ابو یعلےٰ نے حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے لئے جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرے رفیق (جنت میں) عثمانؓ ہوں گے۔

مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۵۔ روایت)

{حدیث ما لقیک الشیطان یعنے حضرت عمرؓ سے شیطان کا بھاگنا}

(امام) مسلم نے بروایت ابن شہاب (زہری) نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مجھے عبد الحمید بن عبد الرحمٰن بن زیدؓ نے خبر دی وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی جس وقت خدمت نبوی میں قریش کی کچھ عورتیں موجود تھیں وہ آپ سے بلند آواز میں کچھ باتیں کر رہی تھیں جب حضرت عمرؓ نے اپنے حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو وہ عورتیں (خدمت نبوی سے) اٹھ کر جلدی سے پردہ میں ہو گئیں پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو اجازت دی (وہ اندر تشریف لے گئے تو) دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ (آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟) خدا آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنستا رکھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں کی گھبراہٹ سے ہنسی آئی جو (ابھی) میرے پاس تھیں جب تمہاری آواز سنی تو جلدی سے پردہ میں چھپ گئیں۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ اس کے مجھ سے زیادہ مستحق تھے کہ وہ آپ

ان يهيجن ثم قال سعد رضي الله عنه
اى عدوات انفسهن اتهبنني ولا
تهبن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قلن نعم انت افظ واغلظ من رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
والذي نفسي بيده ما لقيك الشيطان
قط سالكا فجا الا سلك فجا غير
فجك واخرج ابوبكر بن ابي شيبة
من حديث ابي سلمة قال قال
سعد اما والله ما كان باقدمنا اسلاما
ولا اقدمنا هجرة ولكن قد عرفت باي
شيء فضلنا كان ازهدنا في الدنيا
يعني عمر بن الخطاب لما منعه من
الخروج على عثمان نقل اخرج
ابو يعلى عن بسر بن سعيد ان
سعد بن ابي وقاص قال عند
فتنة عثمان اشهد سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال
انها ستكون فتنة القاعد فيها
خير من القائم والقائم خير من
الماشي والماشي خير من الساعي
قال ارأيت ان دخل علي بيتي و
بسط يده ليقتلني قال كن كابن
آدم واخرج ابو يعلى من حديث عامر
بن سعد بن ابي وقاص ان اباه حين رأى
اختلاف اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
وتفرقهم اشترى له ماشية ثم خرج
فاعتزل فيها باهله على ماء قال

خوف کرتی ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے (ان عورتوں سے) کہا کہ اے اپنی جانوں
کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے نہیں ڈرتیں۔ ان عورتوں نے جواب دیا ہاں (وجہ یہ ہے کہ)
تم بہ نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے تند خو اور
سخت گو ہو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اُس
ذات کی کہ میری جان اُس کے ہاتھ میں ہے (اے عمرؓ!) جب تمہیں
شیطان کسی راستہ میں چلتا ہوا دیکھتا ہے تو اس راستہ کو چھوڑ کر
دوسرے راستہ میں چلنے لگتا ہے اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے بروایت
ابوسلمہ نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت سعدؓ نے کہا قسم خدا کی
وہ یعنے حضرت عمرؓ بن خطاب اسلام لانے میں ہم سے پہلے نہیں اور
ہجرت کرنے میں (بھی) ہم پر مقدم نہیں مگر میں خوب جانتا ہوں
کہ کس چیز کے سبب سے وہ ہم سے افضل ہیں وہ ہم سب سے زیادہ دنیا
سے بے تعلق تھے [حضرت سعدؓ کا حضرت عثمانؓ کی بغاوت سے
لوگوں کو روکنا] ابو یعلیٰ نے بسر بن سعیدؓ سے روایت کیا ہے کہ
حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے زمانہ
میں لوگوں سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلے
اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے عنقریب (ایک ایسا) فتنہ
(پیدا) ہوگا کہ اس میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر
ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے
والے سے بہتر ہوگا۔ راوی کا قول ہے کہ حضرت سعدؓ فرماتے تھے
یہ سنکر میں نے عرض کیا کہ (اے رسول اللہ! بتلائیے) ارشاد ہو کہ اگر
کوئی شخص اس زمانہ میں میرے گھر کے اندر داخل ہو اور اپنا ہاتھ
میرے قتل کے لئے بڑھائے (تو میں اس وقت کیا کروں) حضرت
نے فرمایا کہ تم (اس وقت) مثل فرزند آدم (علیہ السلام یعنے ہابیل)
کے ہو جانا۔ اور ابو یعلیٰ نے بروایت عامر بن سعد بن ابی وقاص
نقل کیا ہے کہ جب اُن کے والد نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب کا باہمی اختلاف اور افتراق دیکھا تو انھوں نے بکریوں
کا ایک گلہ خرید کیا اور مع اپنے اہل وعیال کے (مدینہ سے) نکل کر
(کسی جنگل میں) ایک چشمہ پر اقامت اختیار کی۔ اُن کے بیٹے کہتے ہیں

وكان سعد من احد الناس
بصرًا فرأى ذات يوم شيئًا يزول
فقال لمن معه ترون شيئًا قالوا
نرى شيئًا كالطير قال ارى راكبًا
على بعير ثم جاء بعد قليل
عمر بن سعد على بختي او بختية
ثم قال اللهم انا نعوذ بك
من شر ما جاء به فسلم عمر
ثم قال لابيه أرضيت ان
تتبع اذناب هذه الماشية
بين هذه الجبال واصحابك
يتنازعون في امر الامة
فقال سعد بن ابي وقاص سمعت
رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول انها ستكون
بعدي فتن او قال امور
خير الناس فيها الغني الخفي
التقي فان استطعت يا بني
ان تكون كذلك فكن فقال
له عمر اما عندك غير
هذا فقال سعد لا يا
بني فوثب عمر ليركب ولم يكن حط
عن بعيره فقال له سعد امهل حتى نغديك
قال لا حاجة لي بغدائكم قال سعد فنحلب
لك فنسقيك قال لا حاجة لي بشرابكم
ثم ركب فانصرف مكانه وما
استأنس به من حديث على ان الخلافة
لقريش فقد اخرج ابو يعلى عن
محمد بن سعد بن ابي وقاص عن ابيه

حضرت سعدؓ کی نظر بہت تیز تھی (بینائی) پس ایک روز انھوں نے
(بہت دور سے) ایک چیز آتی ہوئی دیکھی اپنے ہمراہیوں سے (اس
جانب اشارہ کرکے) فرمایا کہ کیا تم کسی چیز کو دیکھتے ہو انھوں نے جواب
دیا کہ (ہاں) ہم کو ایک چیز مثل پرندہ کے نظر آتی ہے آپ نے فرمایا میں
دیکھ رہا ہوں کہ ایک سوار اونٹ پہ آرہا ہے پھر تھوڑی دیر کے بعد
(ان کا بیٹا) عمر بن سعد ایک عراقی اونٹ یا اونٹنی پر (سوار) آیا۔
حضرت سعدؓ نے اُسے دیکھ کر فرمایا خداوندا میں تیری پناہ مانگتا ہوں
اُس چیز کے شر سے جو اس کو یہاں لائی ہے اس کے بعد عمر (مذکور
پاس پہنچ گئے اور انھوں نے) سلام کیا اور اپنے والد سے عرض کیا
کہ کیا آپ نے اسے بہتر سمجھا ہے کہ آپ اپنے مویشیوں کے پیچھے ان
پہاڑوں میں پڑے رہیں اور آپ کے اصحاب (یعنی صحابہ کرام) امت
کے کاموں میں جھگڑتے رہیں (میری رائے میں تو ایسی حالت میں
آپ کی بادیہ نشینی اچھی نہیں) حضرت ابن ابی وقاصؓ نے فرمایا کہ
میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے
کہ عنقریب میرے بعد کچھ فتنے ہوں گے یا فرمایا کہ کچھ واقعات پیش
آئیں گے اس زمانہ میں سب سے بہتر وہ شخص ہوگا جو مالدار ہو اور چھپا
رہے اور پرہیزگار ہو لہٰذا (میں نے جب فتنہ کے آثار دیکھے تو اپنے
کو اس حالت میں رکھنا سب سے بہتر جانا۔ میری رائے تو یہ ہے کہ) اے
بیٹے اگر تجھ سے ہو سکے تو تو بھی ایسا ہی بن جا۔ عمر نے کہا کہ کیا آپ
کے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا نہیں اے
بیٹے (اور کچھ نہیں ہے) یہ سنتے ہی (عمر) کھڑا ہوگیا اور اپنے اونٹ
پر سوار ہونے لگا ہنوز اونٹ کا کجاوہ اس نے کھولا نہ تھا حضرت
سعدؓ نے فرمایا ذرا ٹھہر جاؤ ہم تم کو کچھ کھلا دیں۔ اس نے کہا مجھے
آپ کے کھانے کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا اچھا
ہم تمھارے لئے کچھ دودھ ہی دوہ دیں اور تم کو پلا دیں۔ اس نے
کہا مجھے آپ کے پلانے کی بھی کچھ حاجت نہیں۔ اس کے بعد وہ سوار
ہوگیا اور اپنے مقام پر لوٹ گیا۔ (حضرت سعدؓ کی وہ حدیث
جس میں خلافت کا قریش کے ساتھ مخصوص ہونا مفہوم ہوتا ہے)
ابو یعلیٰ نے محمد بن سعد بن ابی وقاصؓ سے انھوں نے اپنے والد سے

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرد ھوان قریش اھانہ اللہ عز وجل۔

ومن مسند سعید بن زید رضی اللہ عنہ

اما حدیثہ فی بشارۃ العشرۃ بالجنۃ فقد اخرج ابو یعلی عن عبد الرحمن بن الاخنس قال خطبنا المغیرۃ بن شعبۃ فنال من علی فقام سعید بن زید فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول النبی فی الجنۃ وابوبکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلی فی الجنۃ وطلحۃ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبد الرحمن بن عوف فی الجنۃ وسعد فی الجنۃ ولو شئت ان اسمی العاشر لسمیت واخرج الترمذی عن عبد الرحمن بن حمید عن ابیہ ان سعید بن زید حدثہ فی نفر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عشرۃ فی الجنۃ ابوبکر فی الجنۃ وعمر فی الجنۃ وعثمان فی الجنۃ وعلی فی الجنۃ والزبیر وطلحۃ وعبد الرحمن وابو عبیدۃ وسعد بن ابی وقاص قال فعد ھؤلاء التسعۃ وسکت عن العاشر فقال القوم ننشدک اللہ یا ابا الاعور من العاشر قال نشدتمونی باللہ ابو الاعور فی الجنۃ ولما بیان کون ابی بکر صدیق وسائرھم شھداء فقد اخرج ابو یعلی عن عاصم عن زر عن سعید بن زید قال اخذنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حراء فلما استوی بحجب بنا

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص قریش کے ذلیل کرنے کا ارادہ کرے اللہ اس کو ذلیل کرکر

مسندِ سعید بن زید رضی اللہ عنہ (۳-روایت)

{ان کی حدیث جو دس صحابیوں کے لئے بشارت جنت کے متعلق ہے} ابو یعلیٰ نے عبد الرحمن بن اخنس سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ایک مرتبہ ہمارے سامنے مغیرہ بن شعبہؓ نے خطبہ پڑھا جس میں انھوں نے حضرت علیؓ کی کچھ برائی بیان کی تو حضرت سعید بن زیدؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ نبی جنتی ہیں اور ابوبکرؓ جنتی ہیں اور عمرؓ جنتی ہیں اور عثمانؓ جنتی ہیں اور علیؓ جنتی ہیں اور طلحہؓ جنتی ہیں اور زبیرؓ جنتی ہیں اور عبد الرحمن بن عوفؓ جنتی ہیں اور سعد (بن ابی وقاصؓ) جنتی ہیں اور اگر میں چاہوں تو دسویں شخص کا نام بھی بتا دوں۔ اور ترمذی نے عبد الرحمن بن حمید سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ان سے سعید بن زیدؓ نے اور بہت سے اشخاص نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس آدمی جنتی ہیں ابوبکرؓ جنتی ہیں اور عمرؓ جنتی ہیں اور عثمانؓ جنتی ہیں اور علیؓ جنتی ہیں اور طلحہؓ جنتی ہیں اور زبیرؓ جنتی ہیں اور عبد الرحمنؓ جنتی ہیں اور ابو عبیدہؓ جنتی ہیں اور سعد بن ابی وقاصؓ جنتی ہیں (راوی کہتے ہیں کہ) انھوں نے انھیں نو کا نام بتایا اور دسویں کے نام سے سکوت کیا۔ لوگوں نے کہا ہم آپ کو خدا کی قسم دلاتے ہیں کہ اے ابو الاعور بتا دیجئے دسویں شخص کا کیا نام ہے تو انھوں نے فرمایا کہ تم نے مجھے خدا کی قسم دلائی ہے تو سنو (دسواں شخص) ابو الاعور (ہے وہ بھی) جنتی ہے۔ {حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا} ابو یعلیٰ نے عاصمؒ سے انھوں نے زر بن حبیشؒ سے انھوں نے حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کوہ حرا پر چھپنے کے لئے چڑھے جب ہم لوگ پہاڑ پر پہنچ گئے تو پہاڑ ہلنے لگا

فقدمه رسول الله صلى الله عليه وسلم بكفه ثم قال اسكن حراء فانه ليس عليك الا نبي او صديق او شهيد وعليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وابوبكر وعمر وعثمان وعلي وطلحة والزبير وسعد وعبد الرحمن وسعيد بن زيد الذي حدث بالحديث واخرج البخاري عن قيس قال سمعت سعيد بن زيد يقول والله لقد رأيتني وان عمر موثقي على الاسلام قبل ان يسلم ولو ان احدا ارفض للذي صنعتم بعثمان لكان.

مسانيد المكثرين من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم اولها

مسند عبد الله بن مسعودؓ

اما بشارة الشيخين بالجنة فقد اخرج الترمذي من عبد الله بن سلمة عن عبيدة السلماني عن عبد الله بن مسعود ان النبي صلى الله عليه وسلم قال يطلع عليكم رجل من اهل الجنة فاطلع ابوبكر ثم قال يطلع عليكم رجل من اهل الجنة فاطلع عمر واما امره صلى الله عليه وسلم امته بالاقتداء بهما فقد اخرج الترمذي والحاكم من حديث سلمة بن كهيل عن ابي الزعراء عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتدوا باللذين من بعدي من اصحابي ابي بكر وعمر واهتدوا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر پیر مارا اور فرمایا اے حرا! ساکن ہو جا کیونکہ تیرے اوپر نبی، صدیق اور شہید ہیں اور اس وقت اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ و سعدؓ و عبدالرحمنؓ و سعید بن زیدؓ (جو اس حدیث کے راوی ہیں) تھے۔ اور امام بخاریؒ نے قیس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے سعید بن زیدؓ سے سنا وہ کہتے تھے قسم خدا کی میں نے اپنے کو اس حال میں دیکھا ہے کہ حضرت عمرؓ مجھے اسلام پر باندھنے والے تھے[1] قبل اس کے کہ وہ اسلام لائیں اور اگر کوہ احد اپنی جگہ سے ہٹ جائے بوجہ اس حرکت کے جو تم نے عثمانؓ کے ساتھ کی تو بیشک سزاوار ہو۔

مسانید مکثرین[2] اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم

مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

[شیخین کے لئے جنت کی بشارت] ترمذی نے عبداللہ بن سلمہ سے انھوں نے عبیدہ سلمانیؒ سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (حاضرین سے) فرمایا کہ ابھی ایک شخص اہل جنت میں سے تمہارے سامنے آنا چاہتا ہے۔ چنانچہ ابوبکرؓ سامنے آئے اس کے بعد پھر آپ نے فرمایا کہ ایک شخص اہل جنت میں سے تمہارے سامنے آیا چاہتا ہے چنانچہ حضرت عمرؓ سامنے آئے۔ [آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو شیخین کی پیروی کا حکم دینا] ترمذی اور حاکم نے سلمہ بن کہیل سے انھوں نے ابوالزعراء سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ پیروی کرو ان دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے میرے صحابہؓ میں سے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کی اور عمارؓ کی روش

---

[1] یعنی اسلام پر قائم رہنے میں مدد کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں کافروں کے ساتھ جو سختی کیا کرتے تھے وہ ہم مسلمانوں نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ کیا۔ [2] صحابہ کرام باعتبار کثرت و قلت روایت حدیث کے تین قسم پر ہیں مکثرین وہ جن سے زیادہ حدیثیں مروی ہوں اور مقلین وہ جن سے کم مروی ہوں اور متوسطین وہ جو ان دونوں کے درمیان ہوں ... جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

ھشام فجعل اللہ دعوۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعمر فبنی علیہ ملک الاسلام وھدم بہ الاوثان۔ واخرج الحاکم من طریق المسعودی عن القاسم بن عبد الرحمن عن ابیہ عن عبد اللہ قال واللہ ما استطعنا ان نصلی عند الکعبۃ ظاھرین حتی اسلم عمر۔ واخرج الحاکم من طریق سفیان عن اسمعیل بن ابی خالد عن ابی حازم عن ابن مسعود قال ما زلنا اعزۃ منذ اسلم عمر۔ واخرج الحاکم عن ابی اسحق عن ابی عبیدۃ قال قال عبد اللہ ان افرس الناس ثلاثۃ العزیز حین تفرس فی یوسف فقال لامرأتہ اکرمی مثواہ والمرأۃ التی رأت موسی علیہ السلام فقالت لابیھا یا ابت استاجرہ وابوبکر حین استخلف عمر۔ واخرج الحاکم من طریق زھیر عن یزید بن ابی زیاد عن ابی جحیفۃ عن عبد اللہ بن مسعود قال ان کان عمر لحصنا حصینا یدخل الاسلام فیہ ولا یخرج منہ فلما اصیب عمر انثلم الحصن فالاسلام یخرج منہ ولا یدخل فیہ اذا ذکر الصالحون فحیھلا بعمر ما کان ایتہ دفع الا لصاحبہ بعد بیعۃ امامۃ الصدیق

ہشام (کے اسلام) سے چنانچہ اللہ تعالے نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول فرمائی اور ملک اسلام کی بنیاد (کی تعمیر) ان (کی ذات) پر قائم فرمائی اور ان کی ذات سے بتوں (کی پرستش کی بنیاد) منہدم کردی۔ اور حاکم نے مسعودی سے انھوں نے قاسم بن عبدالرحمن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اللہ کی قسم ہم کعبہ کے پاس ظاہر ہو کر نماز نہ پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ اسلام لائے۔ اور حاکم نے سفیانؒ سے انھوں نے اسمعیل بن ابی خالد سے انھوں نے ابوحازم سے انھوں نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے ہم ہمیشہ مسلمان غالب ہوتے چلے گئے جب سے اسلام لائے عمرؓ۔ اور حاکم نے ابو اسحق سے انھوں نے ابو عبیدہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے حضرت عبداللہ (ابن مسعودؓ) فرماتے تھے تین آدمی فراست میں سب سے بڑھے ہوئے تھے عزیز (مصر) کہ اس نے اپنی فراست سے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال معلوم کرلیا اور اپنی بی بی (زلیخا) سے کہا کہ ان کو عزت سے رکھو۔ وہ عورت (یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی) جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اپنی فراست سے ان کا امین ہونا معلوم کیا اور اپنے والد سے کہا کہ اے باپ ان کو مزدوری پر لگا لیجئے یہ قوی اور امین ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہ انھوں نے اپنی فراست سے حضرت عمرؓ کو (کامل و مکمل جان کر) خلیفہ بنایا۔ اور حاکم نے زہیر سے انھوں نے یزید بن ابی زیاد سے انھوں نے ابوجحیفہ سے انھوں نے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے یقیناً حضرت عمرؓ ایک مضبوط قلعہ تھے جس میں اسلام داخل ہوتا تھا اور اس سے نکل نہ سکتا تھا مگر جب حضرت عمرؓ شہید ہوگئے تو اس قلعہ میں رخنہ ہوگیا کہ اب اسلام اس قلعہ سے خارج ہوتا جاتا ہے اور اس میں داخل نہیں ہوتا جب نیک لوگوں کا ذکر کیا جائے تو سب سے پہلے حضرت عمرؓ کا نام آنا چاہیئے۔ حضرت ابن مسعودؓ کو بیان کرنا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت صدیقؓ کی امامت کو

رضی اللہ عنہ۔ فقد اخرج الحاکم عن عاصم عن زر عن عبد اللہ قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر قال فاتاھم عمر فقال یا معشر الانصار الستم تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد امر ابا بکر ان یؤم الناس فایکم تطیب نفسہ ان یتقدم ابا بکر فقالت الانصار نعوذ باللہ ان نتقدم ابا بکر۔ واما استدلالہ علی خلافۃ الصدیق بالاجماع فقد اخرج الحاکم من حدیث عاصم عن زر عن عبد اللہ قال ما رأی المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن وما رأوا سیئا فھو عند اللہ سیئ وقد رأی الصحابۃ جمیعا ان یستخلف ابا بکر۔ واما استدلالہ بخطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل وفاتہ بخمس لیال بمناقب الصدیق فھو تعریض ظاہر علی خلافتہ وعلی ھذہ الطریقۃ اعتمد ابو عمر فی الاستیعاب فقد اخرج مسلم عن ابی الاحوص قال سمعت عبد اللہ بن مسعود یحدث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکنہ اخی وصاحبی وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلا۔ واما انہ یستدل علی خلافۃ الخلفاء الثلثۃ من بیان مدۃ تلک مضی بہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم لدوران رحی الاسلام ووقوع خلافتہم فی تلک المدۃ فقد اخرج الحاکم

حدیث پیش کرکے انصار کو خلافت سے باز رکھا [حاکم نے زر (بن حبیش) سے انھوں نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے پھر حضرت عمرؓ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اے گروہ انصار کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم دیا تھا لوگوں کے امام (نماز) بنیں پس تم میں سے کس کا نفس اس بات کو گوارا کرسکتا ہے کہ ابوبکرؓ کا پیشوا بنے۔ سب نے کہا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ابوبکرؓ کا پیشوا بنیں۔] حضرت ابن مسعودؓ کا خلافت صدیقیہ پر اجماع سے استدلال کرنا [حاکم نے عاصم کی حدیث سے انھوں نے زر سے انھوں نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جس بات کو سب مسلمان (یعنے صحابہؓ) اچھا سمجھیں وہ بات اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس بات کو سب مسلمان برا سمجھیں وہ بات اللہ کے نزدیک بھی بری ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہؓ نے اسی کو اچھا سمجھا کہ ابوبکرؓ خلیفہ بنائے جائیں۔] حضرت ابن مسعودؓ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ سے (خلافت صدیقیہ پر) استدلال کرنا جو آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا تھا جس میں حضرت صدیقؓ کے مناقب تھے اور مناقب بھی اس قسم کے جن میں ان کی خلافت پر کھلی تعریض ہو۔ اسی استدلال پر ابو عمرؓ نے استیعاب میں اعتماد کیا ہے [مسلم نے ابو الاحوص سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے سنا وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ آپ فرماتے تھے اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکرؓ کو بناتا (لہٰذا ابوبکرؓ میرے خلیل تو نہیں ہیں) مگر وہ میرے بھائی اور میرے ہمنشین ہیں اور اللہ نے تمہارے صاحب کو (یعنے مجھے اپنا) خلیل بنایا ہے] حضرت ابن مسعودؓ کی وہ حدیث جس سے خلفائے ثلٰثہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے اس وجہ سے کہ اس حدیث میں اس مدت کا بیان ہے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی چکی کے گھومنے کے لیے بیان فرمائی تھی اور خلافت ان خلفاء کی اسی مدت کے اندر واقع ہوئی [حاکم

وقرن ثالث قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بود ہر قرنے قریب بہ دوازدہ سال بود قرن در لغت قوم متقاربین در السن بعد ازاں قومے کہ در ریاست وخلافت متقارن باشند قرن گفتہ شد چون خلیفہ دیگر باشد وزرا وحضور دیگر وامرائے دیگر وروسای جیوش دیگر وسپاہان دیگر وحربیان دیگر وذمیان دیگر تفاوت قرون بہم مے رسد

اما قولہ فی خلافۃ عثمان فقد اخرج الحاکم من طریق الاعمش عن عبد اللہ بن یسار قال لما جاءت بیعۃ عثمان قال عبد اللہ ما الونا عن اعلانا ذا فوق ولم منعہا الخیرۃ علی عثمان فقد اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن ابی سعید مولی ابن مسعود قال قال عبد اللہ واللہ لئن قتلوا عثمان لا یصیبوا منہ خلفًا۔

ومن مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

اما ان الخلافۃ فی قریش فقد اخرج احمد وابو یعلی وغیرہما من طرق شتی عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال ھذا الامر فی قریش ما بقی فی الناس اثنان وامام المہاجرین الاولین الذین جاھدوا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریشًا فی اول الاسلام وولی الخلافۃ فقد اخرج البخاری من طریق معمر عن الزہری عن سالم عن ابیہ حدیثا فیہ انہ لما تفرق الناس خطب معاویۃ فقال من کان یرید ان یتکلم فی ھذا الامر فلیطلع لنا قرنہ۔

اور تیسرا قرن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ اور ہر قرن بارہ سال کا ہوا ہے۔ قرن لغت میں اُس قوم کے لوگوں کو کہتے ہیں جو سن میں باہم قریب قریب ہوں (یعنی ہم عمر) ان لوگوں میں بھی مستعمل ہے جو ریاست وخلافت میں قریب قریب ہوں جب خلیفہ دوسرا ہو اور اُس کے وزیر اور سرداران ملک بھی اور ہوں اور افسران فوج بھی دوسرے سپاہی بھی دوسرے حربی بھی دوسرے ذمی بھی دوسرے ہوئے تو قرن بدل گیا۔ {حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا قول حضرت عثمانؓ کی خلافت کے متعلق} حاکم نے اعمش سے انھوں نے عبد اللہ بن یسار سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عثمانؓ کی بیعت کی خبر ملی تو حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ لوگوں نے اعلیٰ وافضل کے بنانے میں کوتاہی نہیں کی دیتے اُسی کو خلیفہ بنایا جو سب میں اعلیٰ و افضل تھا۔ {حضرت ابن مسعودؓ کا حضرت عثمانؓ کی بغاوت سے لوگوں کو روکنا} ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابو سعید مولیٰ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا واللہ اگر یہ لوگ عثمانؓ کو شہید کردیں گے تو پھر ان کا مثل نہ پائیں گے۔

مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (۲۴ روایت)

{خلافت قریش میں رکھی گئی ہے} احمد اور ابو یعلیٰ وغیرہما نے مختلف سندوں سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کام (خلافت) کا ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک کہ ان میں سے دو آدمی بھی باقی رہیں۔ {وہ مہاجرین اولین جنھوں نے ابتدائے اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوکر کفار قریش سے جہاد کیا خلافت کے لئے اولیٰ ہیں}۔ بخاری نے معمر سے انھوں نے زہری سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے والد (حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ) سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ جب لوگ متفرق ہوگئے حضرت معاویہؓ نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ جو شخص کچھ کہنا چاہے وہ ہمارے سامنے آئے (دیکھو حضرت حسنؓ و

فنحن احق به منه ومن ابيه قال حبيب بن مسلمة فهلا اجبته قال عبد الله فحللت حبوتي وهممت ان اقول احق بهذا الامر منك من قاتلك واباك على الاسلام فخشيت ان اقول كلمة تفرق بين الجمع وتسفك الدم ويحمل عني غير ذلك فذكرت ما اعد الله في الجنان قال حبيب حفظت وعصمت. اما افضلية الخلفاء على ترتيب الخلافة فقد اشتهر عن ابن عمر بروايات فيما العدد والثقة فقد اخرج البخاري من طريق يحيى بن سعيد عن نافع عن ابن عمر قال كنا نخير بين الناس في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم فنخير ابا بكر ثم عمر ثم عثمان بن عفان رضي الله عنهم واخرج البخاري وابو داود عن عبد العزيز بن ابي سلمة الماجشون عن عبيد الله عن نافع عن ابن عمر قال كنا في زمن النبي صلى الله عليه وسلم لا نعدل بابي بكر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم

علی مرتضیٰ پر تعریض کرکے فرمایا) بیشک ہم اُن سے اور ان کے باپ سے زیادہ مستحق خلافت ہیں حبیب بن مسلمہؓ نے (جو حضرت ابن عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان سے) کہا کہ آپ نے حضرت معاویہ کو جواب کیوں نہ دیا؟ حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) نے فرمایا میں مستعد ہوا تھا اور میں نے ارادہ کیا تھا کہ کہوں آپ سے زیادہ حقدار خلافت کا وہ شخص ہے جس نے آپ سے اور آپ کے والد سے (جب آپ دونوں کافر تھے) اسلام کے لئے قتال کیا (یعنی علی مرتضیٰ) مگر مجھے خوف ہوا کہ کہیں میرے منہ سے ایسی بات نہ نکل جائے جو جماعت میں افتراق پیدا کردے اور خونریزی کی نوبت آجائے اور میری بات کسی دوسرے طریقہ سے مشہور کی جائے اس کے ساتھ ہی مجھے وہ نعمتیں یاد آگئیں جو اللہ نے جنت میں نیکوں کے لئے مہیا فرمائی ہیں (کہ وہ حضرت علیؓ کے لئے کامل ہیں اگر دنیا میں ان کی کوئی تنقیص کرے تو کیا پروا اس لئے میں نے اپنی زبان روک لی) حبیب (مذکور) نے کہا آپ (فتنہ سے) محفوظ رہے اور بچا لئے گئے۔ [خلفائے راشدین کی افضلیت بترتیب خلافت حضرت ابن عمرؓ سے بروایات صحیحہ کہ معتبرہ حد شہرت کو پہنچ گئی ہے چنانچہ) بخاری نے یحییٰ بن سعید سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب اس کا چرچا کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے؟ تو کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ سب سے بہتر ہیں ان کے بعد عمرؓ ان کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم۔ اور بخاری اور ابوداؤد نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون سے انھوں نے عبیداللہ سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے پھر عمرؓ کو (ایسا ہی جانتے تھے) پھر عثمانؓ کو اس کے بعد

۱؎ علماء کے تتبع سے یہ امر معلوم ہوا کہ [illegible] شیخین کی افضلیت [illegible] حضرت عثمانؓ کی افضلیت کا عقیدہ [illegible] علی مرتضیٰ کی افضلیت [illegible] حضرت علیؓ کی افضلیت [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ اس کو مفصل بیان کریں گے۔

بعطن ثم ... فريه حتى روي الناس
وضربوا بعطن ثم التعريض الظاهر
على خلافتهم من جهة ذكر فضائلهم
على الترتيب فقد اخرج ابو يعلى من
طريق محمد بن عبد الرحمن عن ابيه
عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم أرأف أمتي بأمتي ابو بكر
واشدهم في الاسلام عمر واصدقهم
حياء عثمان بن عفان واقضاهم
علي بن ابي طالب وافرضهم زيد
بن ثابت واعلمهم بالحلال والحرام
معاذ بن جبل واقرأهم ابي بن كعب
ولكل امة امين وامين هذه الامة
ابو عبيدة بن الجراح ومن تبشير الشيخين
بانهما يبعثان مع النبي صلى الله عليه
وسلم فقد اخرج الترمذي والحاكم
من طريق عاصم بن عمر العمري عن
عبد الله ابن دينار عن ابن عمر قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابو بكر
ثم عمر ثم آتي اهل البقيع فيحشرون
معي ثم انتظر اهل مكة حتى احشر
بين الحرمين واخرج ابن ماجة والحاكم
من طريق اسمعيل بن امية عن نافع عن
ابن عمر قال خرج رسول الله صلى الله عليه
وسلم بين ابي بكر وعمر فقال هكذا نبعث
واما مناقب الصديق رضي الله عنه فقد
اخرج البخاري من طريق موسى بن
عقبة عن سالم عن ابيه قال

کے ساتھ ڈول نکالے یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے اور انھوں
نے اپنے اونٹوں کو بھی سیراب کر لیا اور پانی کے گرد بٹھلا دیا [خلفاء
کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا ان کے فضائل علی الترتیب بیان
کرکے] ابو یعلی نے محمد بن عبد الرحمن سے انھوں نے اپنے والد
سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں میری
امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سخت اسلام
میں عمرؓ ہیں اور حیا میں سب سے کامل عثمان بن عفانؓ ہیں اور سب سے
عمدہ فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالبؓ ہیں اور فرائض کے سب سے
زیادہ عالم زید بن ثابتؓ ہیں اور حلال و حرام کے سب سے زیادہ
عالم معاذ بن جبلؓ ہیں اور قرأت میں سب سے بڑھے ہوئے اُبی
بن کعبؓ ہیں اور ہر امت کے لئے ایک امین ہوا ہے اس امت
کے امین ابو عبیدہؓ بن جراح ہیں۔ [شیخینؓ کے لئے یہ بشارت
کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبر سے اٹھیں گے] ترمذی
اور حاکم نے عاصم بن عمر عمری سے انھوں نے عبد اللہ بن دینار
سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جس کی قبر شق
ہوگی (یعنے سب سے پہلے قبر سے میں اٹھوں گا) پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ
پھر میں مدفونان جنت البقیع کے پاس جاؤں گا اور ان کو بھی
تو وہ بھی میرے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ اس کے بعد میں اہل مکہ
کا انتظار کروں گا الغرض حرمین کے درمیان میں جس قدر لوگ
مدفون ہیں وہ سب اٹھائے جائیں گے۔ اور ابن ماجہ اور حاکم
نے اسمعیل بن امیہ سے انھوں نے نافعؒ سے انھوں نے حضرت
ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک روز) رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں
چلے جاتے تھے پس آپ نے فرمایا کہ ہم (قیامت کے دن) اسی
طرح (ساتھ ساتھ) مبعوث ہوں گے۔ [مناقب صدیق رضی اللہ
عنہ] بخاری نے موسیٰ بن عقبہؒ سے انھوں نے سالم سے انھوں
نے اپنے والد (حضرت ابن عمرؓ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جرّ
ثوبه خيلاء لم ينظر الله اليه يوم القيمة
فقال ابو بكر رضي الله عنه ان احد شقي
ثوبي يسترخي الا ان اتعاهد ذلك
منه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
انك لست تصنعه خيلاء واخرج الترمذي
من حديث جميع بن عمير عن ابن عمر ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لابي بكر
انت صاحبي على الحوض وصاحبي في
الغار ومن مناقب عمر بن الخطاب رضي الله
عنه فقد اخرج البخاري ومسلم وغيرهما
بطرق متعددة عن ابن عمر ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال بينا انا نائم شربت
يعني اللبن حتى انظر الى الري يجري في
ظفري او في اظفاري ثم ناولت عمر
قالوا فما اولته قال العلم واخرج البخاري من
طريق عمر بن محمد ان زيد بن اسلم حدثه عن
ابيه قال سألني ابن عمر عن بعض شأنه يعني عمر
فاخبرته فقال ما رأيت احدا قط بعد رسول الله
صلى الله عليه وسلم من حين قبض كان اجد واجود
حتى انتهى من عمر بن الخطاب واخرج الترمذي
من طريق خارجة بن عبد الله الانصاري عن
نافع عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال اللهم اعز الاسلام باحب هذين الرجلين
اليك بابي جهل او بعمر بن الخطاب قال
فكان احبهما اليه عمر واخرج الترمذي ايضا
من هذا الطريق عن ابن عمر ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال ان الله جعل الحق على
لسان عمر وقلبه قال وقال ابن عمر ما نزل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ازراہِ تکبر نیچا کپڑا
پہنے گا اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر (رحمت) نہ فرمائیگا۔
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرا کپڑا ایک جانب سے نیچے سرک
جایا کرتا ہے مگر یہ کہ اس کی خوب احتیاط کروں رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ تم ازراہِ تکبر اس کو نہیں
کرتے۔ ترمذی نے جمیع بن عمیر سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھی ہو حوض (کوثر) پر اور تم
میرے ساتھی تھے غار میں۔ (مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ)
بخاری و مسلم وغیرہما نے متعدد سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں
نے خواب میں دودھ پیا یہاں تک کہ اس کی تری میرے ناخون
میں دوڑنے لگی۔ اس کے بعد (اپنا پس خوردہ) میں نے عمر بن خطاب
کو دیدیا صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اس کی تعبیر آپ نے
کیا فرمائی؟ فرمایا کہ (دودھ کی تعبیر) علم۔ اور بخاری نے عمر بن محمد سے روایت
کی ہے کہ زید ابن اسلم نے اپنے والد سے روایت کرکے بیان کیا کہ
وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت ابن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کے کچھ حالات
پوچھے چنانچہ میں نے بیان کئے پھر وہ خود کہنے لگے کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یعنے جب کہ آپ کی وفات ہوئی
کسی کو نہیں دیکھا جو عمر بن خطابؓ سے زیادہ نیکی کرنے والا اور
سخی ہو۔ اور ترمذی نے خارجہ بن عبد اللہ انصاری سے انھوں
نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ابوجہل یا عمر بن خطابؓ
میں سے جو تجھے محبوب ہو اس سے اسلام کو عزت دے چنانچہ حضور
کی دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول ہوئی معلوم ہو گیا کہ ان دونوں
میں خدا کو محبوب حضرت عمرؓ تھے۔ اور نیز ترمذی نے اسی سند
کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے عمرؓ کی زبان اور قلب پر حق کو جاری
کیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ یہ بھی فرماتے تھے کہ جب کوئی معاملہ

بالناس امرٌ قط فقالوا فيه وقال
فيه عمر الا نزل فيه القرآن
بنحو ما قال عمر. واخرج الحاكم
من طريق خالد بن ابي بكر بن
عبيد الله بن عبد الله بن عمر عن
سالم بن عبد الله عن عبد الله بن
عمر ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم ضرب صدر عمر بن الخطاب
بيده حين اسلم ثلاث مرات
وهو يقول اللهم اخرج ما في صدره
من غل وابدله ايمانا يقول ذلك
ثلاثا. واخرج الحاكم من حديث
عبيد الله عن نافع عن ابن عمر
ان النبي صلى الله عليه وسلم قال
اللهم ايد الدين بعمر ابن الخطاب
واما بشارة اهل بدر فقد اخرج
ابو يعلى من طريق عمر بن حمزة عن
سالم عن ابيه قصة حاطب بن
ابي بلتعة وفيه فقال عمر ائذن لي
فيه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم او
كنت قاتله قال نعم ان اذنت لي فيه فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم وما يدريك
لعل الله اطلع على اهل بدر فقال اعملوا
ما شئتم واما ذبه عن عثمان فقد اخرج البخاري
عن عثمان بن موهب قال جاء رجل من اهل
مصر وحج البيت فرأى قوما جلوسا فقال من
هؤلاء القوم فقالوا هؤلاء قريش قال فمن الشيخ
فيهم قالوا عبد الله بن عمر قال يا ابن عمر اني
سائلك عن شيء فحدثني هل تعلم ان عثمان فر يوم احد

لوگوں پر پیش آتا تھا اور لوگ اس میں رائے دیتے تھے تو اس معاملہ
کے متعلق قرآن حضرت عمرؓ ہی کی رائے کے موافق نازل ہوتا
تھا۔ اور حاکمؒ نے خالد بن ابی بکر بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن
عمرؓ سے انھوں نے سالم بن عبد اللہ (ابن عمرؓ) سے انھوں نے
حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ
اسلام لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین بار
ان کے سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا اور تین مرتبہ دعا کی کہ
یا اللہ! ان کے سینہ میں جس قدر کینہ تھا اُس کو ایمان سے
بدل دے۔ اور حاکمؒ نے عبید اللہؒ سے انھوں نے نافعؒ سے
انھوں نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے دعا مانگی کہ یا اللہ! عمر بن خطابؓ سے دین کو قوت دے۔
(اہل بدر کو بشارت) ابو یعلےؒ نے بروایت عمر بن حمزہ سالم
سے انھوں نے اپنے والد سے حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ نقل
کیا ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول
اللہ! مجھے حاطب کے متعلق اجازت دیجیے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم حاطب کو قتل کر دوگے؟ حضرت عمرؓ
نے عرض کیا کہ ہاں بشرطیکہ آپ مجھے اجازت دیں۔ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ
(کے انجام کار) سے واقف ہے اور اس نے فرما دیا ہے کہ (اے
اہل بدر!) تم جو چاہو کرو (میں نے تمھیں بخش دیا)۔ (حضرت
ابن عمرؓ کا حضرت عثمانؓ کے اوپر سے اعتراضات کا دفع
کرنا) بخاری نے عثمان بن موہبؒ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے
تھے ایک شخص اہل مصر سے آیا اور اس نے کعبہ کا طواف کیا
اس کے بعد اس نے دیکھا کہ کچھ لوگ (کعبہ میں) بیٹھے ہوئے
ہیں اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ قریش
کے لوگ ہیں پھر اس نے پوچھا کہ یہ بوڑھے جو ان میں بیٹھے
ہوئے ہیں کون ہیں؟ لوگوں نے کہا عبد اللہ بن عمرؓ ہیں پھر
اس شخص نے کہا اے ابن عمرؓ! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں
کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ غزوۂ احد سے بھاگ گئے تھے

قال نعم قال تعلم انه تغيب عن بدر ولم يشهدها قال نعم قال تعلم انه تغيب عن بيعة الرضوان فلم يشهدها قال نعم قال الله اكبر قال ابن عمر تعال ابين لك اما فراره يوم احد فاشهد ان الله عفا عنه وغفر له واما تغيبه عن بدر فانه كان تحته بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت مريضة فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لك اجر رجل ممن شهد بدرا وسهمه واما تغيبه عن بيعة الرضوان فلو كان ببطن مكة اعز من عثمان لبعثه مكانه فبعث رسول الله صلى الله عليه وسلم عثمان وكانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الى مكة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده اليمنى هذه يد عثمان فضرب بها على يده فقال هذه لعثمان فقال له ابن عمر اذهب بها الآن معك واما روايته في عثمان انه يقتل مظلوما فقد اخرج الترمذي عن كليب بن وائل عن ابن عمر قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنة فقال يقتل فيها مظلوما لعثمان واخرج الحاكم عن ايوب عن نافع عن ابن عمر ان عثمان اصبح فحدث قال

انھوں نے فرمایا کہ ہاں۔ اس شخص نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بدر میں شریک نہ تھے؟ اور غزوۂ بدر میں حاضر نہیں ہوئے انھوں نے فرمایا ہاں۔ پھر اس شخص نے کہا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعۃ الرضوان میں بھی شریک نہ تھے انھوں نے فرمایا ہاں تو اس شخص نے (خوش ہوکر) کہا اللہ اکبر (اور چلنے لگا) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا آؤ میں تم سے بیان کروں اُحد سے اُن کے بھاگنے کے متعلق تو میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ نے اُن کو معاف کردیا اور بخش دیا اور بدر میں اُن کے شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے نکاح میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں اور وہ بیمار تھیں لہٰذا اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (بدر میں نہ شریک ہو بلکہ اپنی زوجہ کی تیمارداری کرو) تم کو اس شخص کے برابر ثواب اور مال غنیمت ملے گا جو بدر میں شریک رہا ہو۔ اور بیعۃ الرضوان میں اُن کے شریک نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا تھا؛ اگر مکہ میں حضرت عثمانؓ سے زیادہ کسی کی عزت ہوتی تو آپ اُسی کو بجائے حضرت عثمانؓ کے بھیجتے اور بیعۃ الرضوان حضرت عثمانؓ کے مکہ جانے کے بعد ہوئی ہے (اس بیعۃ الرضوان میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کی نسبت فرمایا کہ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے اور اسی کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر بیعت کرلی اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمانؓ کی ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ نے اس شخص سے فرمایا کہ اب ان باتوں کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ۔

{حضرت ابن عمرؓ کی حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ روایت کہ وہ مظلومیت کی حالت میں شہید کیے جائیں گے}

ترمذی نے کلیب بن وائل سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کو ذکر کیا اور حضرت عثمانؓ کی نسبت فرمایا کہ وہ اس فتنہ میں مظلومیت کے ساتھ شہید کیے جائیں گے۔ اور حاکم نے ایوب سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے ایک روز صبح کو لوگوں سے بیان کیا

رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام الليلة فقال يا عثمان أفطر عندنا فأصبح عثمان صائما فقتل في يومه رضي الله عنه ولمّا تعوده من لقيته فأخرج أبو يعلى من حديث عمر بن محمد أن أباه حدثه عن عبد الله ابن عمر قال كنا نتحدث في حجة الوداع ورسول الله صلى الله عليه وسلم بين أظهرنا لا ندري ما حجة الوداع فحمد الله وأثنى عليه ثم ذكر المسيح الدجال فأطنب في ذكره ثم قال ما بعث الله من نبي إلا وأنذره أمته لقد أنذره نوح والنبيون من بعده وإنه يخرج فيكم وما خفي عليكم من شأنه فلا يخفى عليكم إنه أعور عين اليمنى كأنها عنبة طافية ثم قال إن الله حرم عليكم دماءكم وأموالكم كحرمة يومكم هذا في بلدكم هذا في شهركم هذا ألا هل بلغت قالوا نعم قال اللهم اشهد ثم قال ويحكم أو ويلكم انظروا لا ترجعوا بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض وأخرج أبو يعلى عن ابن فضيل عن أبيه عن سالم عن ابن عمر قال سمعت رسول الله

میں نے آج شب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ فرماتے تھے کہ اے عثمانؓ! آج افطار ہمارے ساتھ کرنا چنانچہ حضرت عثمانؓ نے اس دن روزہ رکھا اور اسی دن شہید ہوئے رضی اللہ عنہ۔

{حضرت ابن عمرؓ کا فتنہ سے علیحدہ رہنا} ابو یعلےٰ نے بروایت عمر بن محمد نقل کیا ہے کہ ان سے ان کے والد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرکے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے ہم لوگ حجۃ الوداع میں باہم کچھ باتیں کرتے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں موجود تھے ہم اس وقت یہ بھی نہ جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کیا چیز ہے کہ اتنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور آپ نے خدائے واحد کی حمد و ثنا بیان کی اس کے بعد آپ نے مسیح دجال کا ذکر کیا اور اس کے ذکر میں طول دیا اس کے بعد فرمایا کہ اللہ نے جس نبی کو مبعوث کیا ہے اس نے اپنی امت کو مسیح دجال سے ضرور ڈرایا ہے حتے کہ نوحؑ نے اور ان کے بعد کے نبیوں نے بھی (اپنی امت کو) اس سے ڈرایا ہے حالانکہ وہ ان کے زمانہ میں نکلنے والا نہ تھا بلکہ تمھارے زمانہ میں نکلے گا اور جو حالات اس کے تم سے پوشیدہ ہیں وہ پوشیدہ نہ رہنے چاہئیں (سنو) اس کی داہنی آنکھ پھولی ہوئی (اور ابھری ہوئی) مثل اس انگور کے ہے جو اپنے خوشہ میں سب سے ابھرا ہوا ہو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ نے تمھارے اوپر اپنے بھائی مسلمانوں کے خون اور اپنے (بھائی مسلمانوں کے) مال (ہمیشہ کے لئے) حرام کر دیئے ہیں جس طرح تمھارے اس دن میں تمھارے اس شہر میں تمھارے اس مہینہ میں حرام ہیں آگاہ ہو جاؤ (اور بتاؤ) کیا میں نے احکام الٰہیہ کو پہنچا دیئے (یا نہیں) سب نے عرض کیا ہاں آپ نے پہنچا دیئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تو گواہ رہ۔ اس کے بعد فرمایا اے لوگو! تمھاری خرابی آنے والی ہے دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ ایک دوسرے کی گردن زنی کرنے لگو۔ اور ابو یعلےٰ نے ابن فضیل سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے سالم سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم یقول من انقلب ان الفتنۃ ہا ہنا وأومأ بیدہ نحو المشرق من حیث یطلع قرن الشیطان وانتم یضرب بعضکم رقاب بعض وانما قتل موسی الذی قتل من آل فرعون خطأ قال اللہ وقتلت نفسا فنجیناک من الغم وفتناک فتونا۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ فتنہ اس طرف سے آئے گا اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا جہاں سے شیطان کا سینگ[1] طلوع ہوتا ہے اور فرمایا اس حالت میں تم لوگ ایک دوسرے کی گردن زنی کرو گے۔ اگر موسیٰ کے فعل سے تمسک کرو کیونکہ موسیٰ نے جو آل فرعون میں سے ایک شخص کو قتل کیا تھا وہ انھوں نے غلطی سے کیا تھا (چنانچہ) اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا وقتلت نفسا الآیۃ (ترجمہ) قتل کیا تم نے (اے موسیٰ!) ایک شخص کو پھر نجات دی ہم نے تم کو غم (قصاص) سے اور آزمائش کی تمہاری خوب۔

ومن مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

مما استدل بہ علی خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ من خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل وفاتہ فقال اخرج البخاری من حدیث ایوب عن عکرمۃ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابا بکر ولکن اخی وصاحبی واخرج احمد من حدیث جریر عن یعلی بن حکیم عن عکرمۃ عن ابن عباس قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ عاصبا رأسہ فی خرقۃ فقعد علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال انہ لیس من الناس احد امن علی فی نفسہ ومالہ من ابی بکر بن ابی قحافۃ ولو کنت متخذا من الناس خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا ولکن خلۃ الاسلام افضل سدوا عنی کل خوخۃ فی ہذا المسجد غیر خوخۃ ابی بکر ومما یستدل بہ علی خلافۃ الصدیق رضی اللہ عنہ من حدیث الامامۃ فقال اخرج احمد

مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مع روایت

از آنجملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جس سے صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا گیا ہے جو آپ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا۔ بخاری نے بروایت ایوب عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میں اپنی امت میں کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکرؓ کو بناتا لیکن ابوبکرؓ میرے بھائی اور میرے ہمنشین ہیں۔ اور امام احمد نے بروایت جریر یعلی ابن حکیم سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض وفات میں (ایک روز) اپنے سر کو کپڑے سے لپیٹ کر باہر تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہوئے پھر آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس نے ابوبکر بن ابی قحافہ سے زیادہ اپنی جان اور مال سے مجھ پر احسان کیا ہو اور اگر میں کسی آدمی کو اپنا خلیل بناتا تو بیشک ابوبکرؓ کو خلیل بناتا مگر ابوبکرؓ کے ساتھ مجھے اسلامی محبت (سب سے زیادہ) ہے میری مسجد سے سب کی کھڑکیاں بند کر دو سوا ابوبکرؓ کی کھڑکی کے۔ از آنجملہ امامت نماز کی حدیث جس کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے (۱) امام احمد نے

[1] شیطان کا سینگ آفتاب کو فرمایا یعنی جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے چونکہ بروقت طلوع و غروب آفتاب کی عبادت ہوتی ہے [illegible]

من حديث أبي إسحٰق عن أرقم بن شرحبيل عن ابن عباس في قصة مرضه صلى الله عليه وسلم فجاء بلال يؤذنه بالصلوٰة فقال مروا أبا بكر يصلي بالناس الحديث

وأما مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقد أخرج ابن ماجة من حديث عوام بن حوشب عن مجاهد عن ابن عباس قال لما أسلم عمر نزل جبرئيل فقال يا محمد لقد استبشر أهل السماء بإسلام عمر وأخرج الحاكم عن ابن عباس رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال اللهم أعز الإسلام بعمر وأخرج الترمذي من حديث النضر أبي عمر عن عكرمة عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال اللهم أعز الإسلام بأبي جهل بن هشام أو بعمر قال فأصبح فغدا عمر على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأسلم وأخرج البخاري من حديث أيوب عن ابن أبي مليكة عن المسور بن مخرمة قال لما طعن عمر جعل يألم فقال ابن عباس وكأنه يجزعه يا أمير المؤمنين ولا كل ذلك لقد صحبت رسول الله صلى الله عليه وسلم فأحسنت صحبته ثم فارقته وهو عنك راض ثم صحبت أبا بكر فأحسنت صحبته ثم فارقته وهو عنك راض ثم صحبت صحبتهم فأحسنت صحبتهم ولئن فارقتهم لتفارقنهم وهم عنك راضون قال أما ما ذكرت من صحبة رسول الله صلى الله عليه وسلم

بروایت ابو اسحاق ارقم بن شرحبیل سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کے متعلق روایت کی ہے کہ بلالؓ آپ کے حضور میں نماز کی اطلاع کے لئے حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں الی آخرہ

{حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب} ابن ماجہ نے بروایت عوام بن حوشب مجاہد سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو جبرئیلؑ نازل ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اے محمدؐ عمرؓ کے اسلام سے آسمان والے خوش ہوئے۔ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ دعا فرماتے تھے کہ یا اللہ! اسلام کو عمرؓ سے عزت دے۔ اور ترمذی نے بروایت نضر یعنی ابو عمر عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) دعا مانگی کہ یا اللہ! اسلام کو عزت دے ابوجہل بن ہشام سے یا عمرؓ سے۔ چنانچہ اس کے دوسرے روز صبح کو حضرت عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ اور بخاری نے بروایت ایوب ابن ابی ملیکہ سے انھوں نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب حضرت عمرؓ زخمی ہوئے تو (خوف الٰہی سے) بہت بےچین تھے حضرت ابن عباسؓ نے ان کا خوف دور کرنے کے لئے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنینؓ! آپ اس قدر کیوں بےچین ہوتے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور ان کا حق صحبت ادا کیا پھر جب آپ ان سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے پھر ابوبکرؓ کی صحبت میں رہے اور ان کا حق صحبت خوب ادا کیا پھر جب آپ ان سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے اس کے بعد آپ اصحاب نبی کی صحبت میں رہے اور آپ نے ان کا حق صحبت خوب ادا کیا اور جس وقت آپ ان سے جدا ہوں گے تو وہ بھی آپ سے راضی ہوں گے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت

ورضاہ فان ذلک منّ من اللّٰہ تعالیٰ
منّ بہ علیّ واما ما ذکرت من صحبت
ابی بکر ورضاہ فانما ذلک منّ من
اللّٰہ تعالیٰ منّ بہ علیّ واما ماتریٰ من
جزعی فھومن اجلک ومن اجل
اصحابک واللّٰہ لو ان لی طلاع الارض
ذھبا لافتدیت بہ من عذاب
اللّٰہ عزوجل قبل ان اراہ وانما
یحمله قول الشیخین رضی اللّٰہ عنہما
فی ترتیب الادلۃ بعد حدیث النبی
صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقبل القیاس
فقد اخرج الدارمی عن عبید اللّٰہ
بن یزید قال کان ابن عباس
اذا سئل عن الامر فکان فی القرآن
اخبر بہ فان لم یکن فی القرآن
وکان عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم اخبر بہ فان لم یکن
فعن ابی بکر وعمر فان لم یکن
قال برأیہ واما ما یستدل بہ علی خلافۃ
الخلفاء من حدیث رؤیا الظلۃ فقد
اخرج احمد وغیرہ من حدیث سفیان
عن الزھری عن عبید اللّٰہ بن عباس
قال رأی رجل رؤیا فجاء النبی صلی اللّٰہ
علیہ وسلم فقال انی رأیت کان ظلۃ تنطف
سمنا وعسلا وکان الناس یأخذون منھا
فبین مستکثر وبین مستقل وبین ذلک
وکان سببا متصلا الی السماء فجئت فاخذت
بہ فعلوت فعلاک اللّٰہ ثم جاء رجل من
بعدک فأخذ بہ فعلا فعلاہ اللّٰہ

اور آپ کی رضامندی کا ذکر کیا تو بیشک یہ اللہ تعالیٰ کا احسان
ہے جو اُس نے مجھ پر کیا اور جو تم نے ابوبکرؓ کی صحبت اور ان کی
رضامندی کا ذکر کیا یہ بھی اللہ کا احسان ہے جو اُس نے مجھ پر کیا
مگر یہ بے چینی جو تم دیکھ رہے ہو محض تمہاری اور تمہارے ساتھ
رہنے والے مسلمین کے سبب سے ہے (نہیں معلوم کہ ان کے حقوق میں
مجھ سے کیا کیا قصور ہوئے) اگر مجھے زمین بھر کر سونا مل جائے تو میں
اُس کو اللہ عزوجل کے عذاب کے معاوضہ میں دیدوں قبل اس کے کہ
وہ عذاب مجھے دکھایا جائے۔ [حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
کا شیخین رضی اللہ عنہما کے قول کو ادلۂ (شرعیہ) کی ترتیب میں نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بعد اور قیاس سے پہلے رکھنا]
دارمی نے عبداللہ بن یزید سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت
ابن عباسؓ سے جب کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو اگر وہ قرآن میں ہوتا
تھا تو اُس کو (بحوالہ قرآن) بیان کرتے اور اگر قرآن میں نہ ہوتا
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوتا تو (بحوالہ حدیث
رسولؐ) اس کو بیان کر دیتے تھے اگر (حدیث میں بھی) نہ ہوتا تو
ابوبکرؓ و عمرؓ کے اقوال میں تلاش کرتے اگر مل جاتا تو ان کے حوالہ
سے بیان کر دیتے) پھر اگر (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال میں
بھی) نہ ہوتا تو اپنی رائے سے (قیاس کر کے) فتویٰ دیتے۔ [ابر
والے خواب کی حدیث جس سے خلافت خلفاء پر استدلال کیا جاتا
ہے] امام احمدؒ وغیرہ نے بروایت سفیان زہری سے انہوں
نے عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک
شخص نے خواب دیکھا اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور
میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ ایک
ابر کا ٹکڑا ہے جس سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے اور لوگ اس
شہد اور گھی کو اٹھاتے ہیں کسی نے زیادہ اٹھایا کسی نے کم کسی
نے متوسط درجہ میں اور میں نے دیکھا کہ ایک رسّی آسمان
سے لٹک رہی ہے آپ تشریف لائے اور آپ اس رسّی کو پکڑ کر
اوپر چڑھے اللہ نے آپ کو اوپر چڑھا لیا پھر آپ کے بعد ایک
شخص آیا اور اس رسّی کو پکڑ کر اوپر چڑھا اللہ نے اسکو بھی اوپر چڑھا لیا

ثم جاء رجل من بعدكما فاخذ به فعلا فعلاه الله ثم جاء رجل من بعدكما فاخذ به فقطع به ثم وصل له فعلا فعلاه الله قال ابوبكر ائذن لي يا رسول الله فاعبرها فاذن له فقال اما الظلة فالاسلام واما السمن والعسل فحلاوة القرآن فمن مستكثر ومن مستقل ومن ذلك واما السبب فما انت عليه تعلو فيعليك الله ثم يكون رجل من بعدك على منهاجك فيعلو ويعليه الله ثم يكون من بعدكما رجل فيأخذ كما فيعلو فيعليه الله ثم يكون من بعدكم رجل يقطع به ثم يوصل له فيعلوا فيعليه الله قال اصبت يا رسول الله ام اخطأت قال اصبت و اخطأت قال اقسمت يا رسول الله لتخبرني قال لا تقسم واما ان النبي صلى الله عليه وسلم لم ينص بالخلافة لعلي خاصة ولا لبني هاشم عامة فقد اخرج احمد من حديث ابن المبارك عن يونس عن الزهري عن عبد الله بن كعب عن ابن عباس رضي قال خرج علي من عند رسول الله صلى الله عليه وسلم في مرضه فقالوا

پھر آپ دونوں کے بعد ایک شخص آیا اور وہ اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھا اللہ نے اس کو بھی اوپر چڑھا لیا۔ پھر آپ تینوں کے بعد ایک اور شخص آیا اور اس نے اس رسی کو پکڑا تو وہ رسی کٹ گئی مگر پھر جوڑی گئی اور وہ اوپر چڑھا اللہ نے اس کو بھی اوپر چڑھا لیا ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے تو میں اس کی تعبیر کہوں حضرتؐ نے ان کو اجازت دی انھوں نے بیان کیا کہ ابر (جو اس شخص نے دیکھا وہ) اسلام ہے اور گھی اور شہد (جو اس سے ٹپک رہا ہے) وہ قرآن کی حلاوت ہے قرآن کا علم کسی نے زیادہ حاصل کیا کسی نے کم کسی نے متوسط درجہ میں۔ اور رسی (جو اس نے دیکھی) دین ہے جس پر آپ ہیں آپ بلند ہوں گے پھر اللہ آپ کو بلند کردے گا پھر ایک اور شخص آپؐ کے بعد آپ ہی کے طریقہ پر ہوگا وہ بھی بلند ہوگا اور اللہ اس کو بلند کردے گا پھر آپ دونوں کے بعد ایک اور شخص ہوگا وہ بھی آپ ہی دونوں کے طریقے پر چلے گا اور بلند ہوگا اللہ اس کو بلند کردے گا پھر آپ تینوں کے بعد ایک اور شخص ہوگا کہ وہ رسی اس کے لئے کٹ جائے گی مگر پھر اس کے لئے جوڑ دی جائے گی اور وہ بھی بلند ہوگا اللہ اس کو بلند کردے گا یا رسول اللہ میں نے صحیح کہا یا غلط۔ حضرتؐ نے فرمایا کچھ تم نے صحیح کہا اور کچھ غلطی کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں قسم دلاتا ہوں کہ آپ مجھے بتا دیجئے۔ حضرتؐ نے فرمایا قسم نہ دلاؤ۔ [نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ علیؓ کی خلافت پر بہ تخصیص نص کی نہ بنی ہاشم کی خلافت پر] امام احمدؒ نے بروایت ابن مبارک یونسؒ سے انھوں نے زہری سے انھوں نے عبد اللہ بن کعبؒ سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت علیؓ (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آپؐ کے مرض (وفات کے زمانہ) میں آئے تو لوگوں نے ان سے

لے رسی کے کٹ جانے سے مقام کا بگڑ جانا مراد ہے اور پھر جڑ جانے سے انجام کا بخیر ہونا۔ مقصود ہے حضرت عثمانؓ کے آخر زمانے میں ایسا ہی ہوا کہ انتظام بگڑ کر بغاوت کی صورت پیدا ہوئی مگر انجام بخیر ہوا کہ رتبہ شہادت ان کو حاصل ہوا۔ [illegible]

كيف اصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابا الحسن فقال اصبح بحمد الله بارئا فقال العباس الا ترى انى لاعرف رسول الله صلى الله عليه وسلم سيتوفى من وجعه وانى لاعرف فى وجوه بنى عبد المطلب الموت فانطلق بنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلنسأله فان كان الامر فينا بينه وان كان فى غيرنا كلمناه فاوصى بنا فقال على ان كان الامر فى غيرنا لم يعطناه الناس ابدا وانى والله لا اكلم رسول الله صلى الله عليه وسلم فى هذا ابدا وأما ان ابا بكر صديق وسائرهم شهيد فقد اخرج ابو يعلى باسناد غريب عن عكرمة عن ابن عباس قال كان النبى صلى الله عليه وسلم على حراء فتزلزل الجبل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثبت حراء فما عليك الا نبى او صديق او شهيد وعليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر وعمر وعلى وعثمان وطلحة والزبير وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابى وقاص وسعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل واما قوله فى عثمان فقد اخرج ابو عمر فى الاستيعاب ان عبد الله بن عباس قال لو اجتمع الناس على قتل عثمان لرموا بالحجارة كما رمى قوم لوط۔

ومن مسند ابى موسى الاشعرى عبد الله بن قيس رضى الله عنه

اما ان الخلافة فى قريش فقد اخرج احمد عن ابى موسى الاشعرى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال ان هذا الامر فى قريش ما داموا اذا استرحموا رحموا واذا

پوچھا کیا ابوالحسنؓ! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ انھوں نے کہا بحمد اللہ اچھے ہیں، حضرت عباسؓ نے کہا تم کو معلوم نہیں میرا خیال ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس مرض میں وفات پائیں گے کیونکہ میں عبد المطلب کی اولاد کے چہرے دیکھ کر موت کے آثار معلوم کر لیتا ہوں لہٰذا آؤ ہم تم دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ سے کہیں کہ اگر خلافت ہم میں (ہونے والی ہو) تو اس کو بیان کر دیں اور اگر اور لوگوں میں (ہونے والی ہو) ہو تو ہم آپ سے کہیں کہ ہماری سفارش کر دیجئے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر حضرتؐ نے خلافت اور لوگوں میں بیان کر دی تو پھر لوگ ہم کو کبھی خلافت نہ دیں گے لہٰذا میں اس بارہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہ کہوں گا۔ یہ (ابوبکرؓ صدیق ہیں اور باقی خلفاء شہید ہیں) ابو یعلے نے بسند غریب عکرمہ سے انھوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) کوہ حراء پر تھے کہ پہاڑ کو جنبش ہوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حراء قائم رہ تیرے اوپر ایک نبی ہیں اور صدیق اور شہید حالانکہ اس پہاڑ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ و علیؓ و عثمانؓ و طلحہؓ و زبیرؓ و عبد الرحمنؓ بن عوف و سعدؓ بن ابی وقاص و سعیدؓ بن زید بن عمرو بن نفیل۔ (حضرت ابن عباسؓ کا قول حضرت عثمانؓ کے متعلق) ابو عمرؓ نے استیعاب میں روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا اگر سب لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل پر متفق ہو جاتے تو ان پر آسمان سے پتھر برستے جیسے قوم لوط پر برسائے گئے تھے۔

مسند ابو موسیٰ اشعری یعنی عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ

(خلافت قریش)

(یہ روایت) میں (لکھی گئی) ہے) امام احمدؒ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا یہ کام (خلافت کا) قریش میں رہے گا جب تک ان کی یہ حالت رہے کہ جب ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں اور جب وہ

حکموا عدلوا وإذا قسموا أقسطوا فمن
لم يفعل ذلك فعليه لعنة
الله والملائكة والناس أجمعين
لا يقبل منه صرف ولا عدل
وأما بشارة الخلفاء بالجنة و
التعريض الظاهر على خلافتهم
وابتلاء عثمان بالبلوى فقد
اخرج الشيخان وغيرهما بروايات
فيه العدد والثقة من ذلك
ما أخرجه البخاري من حديث
سعيد بن المسيب عن أبي موسى
الأشعري أنه توضأ في بيته
ثم خرج فقلت لألزمن رسول
الله صلى الله عليه وسلم و
لأكونن معه يومي هذا قال
فجاء المسجد فسأل عن النبي صلى
الله عليه وسلم فقالوا خرج وجه
ههنا فخرجت على أثره أسأل
عنه حتى دخل بئر أريس فجلست
عند الباب وبابها من جريد حتى
قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم
حاجته فتوضأ فقمت إليه فإذا هو جالس
على بئر أريس وتوسط قفها وكشف عن
ساقيه ودلاهما في البئر فسلمت عليه ثم
انصرفت فجلست عند الباب فقلت لأكونن
بواب النبي صلى الله عليه وسلم اليوم فجاء أبو بكر
رضي الله عنه فدفع الباب فقلت من هذا
فقال أبو بكر فقلت على رسلك ثم ذهبت
فقلت يا رسول الله هذا أبو بكر يستأذن فقال

حکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور جب وہ تقسیم کریں تو برابر کریں (قریش میں اس صفت کے ہوتے ہوئے) جو ایسا نہ کرے (یعنے ان کو خلیفہ نہ بنائے) اس پر لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی اس سے نہ کوئی پرہیزگاری قبول ہوگی نہ عبادت۔ (خلفاء کے لئے جنت کی بشارت اور ان کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض اور حضرت عثمانؓ کو بلوے سے ڈرانا) شیخینؒ (یعنے بخاری و مسلم) وغیرہ نے بروایات متعددہ صحیحہ (اس مضمون کو) روایت کیا ہے۔ منجملہ ان کے وہ روایت ہے جو بخاری نے سعید بن مسیبؒ سے انھوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کی ہے کہ (ایک روز) وہ وضو کر کے اپنے گھر سے چلے اور (وہ بیان کرتے تھے کہ) میں نے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا کہ آج میں دن بھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہوں گا۔ اس کے بعد وہ مسجد چلے گئے اور انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پوچھا لوگوں نے کہا کہ آپ فلاں جانب تشریف لے گئے ہیں (حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں کہ) میں آپ کے نشان قدم پر آپ کو پوچھتا ہوا چلا یہاں تک کہ یہ معلوم ہوا کہ آپ بیر اریس (نامی کنویں) پر تشریف لے گئے ہیں میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں کا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب قضائے حاجت سے فراغت پائی اور آپ وضو کر چکے تو میں آپ کے پاس گیا دیکھا کہ آپ بیر اریس پر بیٹھے ہوئے اور اس کی جگت کے بیچ میں تشریف رکھتے ہیں اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھولے ہوئے اور دونوں پیر کنویں کے اندر لٹکائے ہوئے ہیں میں نے آپ کو سلام کیا اس کے بعد پھر میں لوٹ آیا اور دروازہ کے پاس بیٹھ گیا اور (اپنے دل میں) کہا کہ آج میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا اسی اثناء میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کہ کون شخص ہے انھوں نے کہا ابو بکرؓ۔ میں نے کہا اچھا ٹھہرو۔ اس کے بعد میں حضرتؐ کے پاس گیا اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ابو بکرؓ اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا

ائذن له وبشره بالجنة فأقبلت
حتى قلت لأبي بكر ادخل و
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يبشرك بالجنة فدخل أبو بكر
فجلس عن يمين رسول الله صلى
الله عليه وسلم معه في القف
ودلى رجليه في البئر كما صنع
النبي صلى الله عليه وسلم وكشف
عن ساقيه ثم رجعت فجلست
وقد تركت أخي يتوضأ ويلحقني
فقلت إن يرد الله بفلان يريد
أخاه خيرا يأت به فإذا إنسان
يحرك الباب فقلت من هذا فقال
عمر بن الخطاب فقلت على رسلك
ثم جئت إلى رسول الله صلى الله
عليه وسلم فسلمت عليه فقلت هذا
عمر بن الخطاب يستأذن فقال
ائذن له وبشره بالجنة فجئت فقلت
ادخل وبشرك رسول الله صلى
الله عليه وسلم بالجنة فجلس
مع رسول الله صلى الله عليه
وسلم في القف عن يساره و
دلى رجليه في البئر ثم رجعت
فجلست فقلت إن يرد الله بفلان
خيرا يأت به فجاء إنسان
يحرك الباب فقلت من هذا
فقال عثمان بن عفان فقلت على
رسلك وجئت إلى النبي صلى الله عليه وسلم
فأخبرته فقال ائذن له وبشره بالجنة

ان کو اجازت دو اور ان کو جنت کی بشارت دو چنانچہ میں گیا
اور میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اندر آجائیے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ پس ابوبکرؓ گئے
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی داہنی جانب آپ کے
ساتھ ہی جگت پر بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی اپنے پاؤں کنوئیں
میں لٹکائے جس طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور اپنی
پنڈلیاں بھی انھوں نے کھول دیں اس کے بعد میں جاکر اپنی
جگہ پر بیٹھ گیا میں (گھر میں) اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا
تھا اور وہ بھی میرے پاس آنے کا ارادہ رکھتا تھا پس (اس
وقت) میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر اللہ اس کے ساتھ نیکی
کرنا چاہے گا تو اسے بھی یہاں لے آئے گا (میرے دل میں یہ
آرزو پیدا ہو رہی تھی) کہ یکایک شخص (آکر) دروازہ کو ہلانے
لگا میں نے پوچھا کہ کون؟ اس نے کہا عمر بن خطابؓ۔ میں نے
کہا اچھا ٹھہریئے اس کے بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس گیا اور میں نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن
خطاب اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو
اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ چنانچہ میں (دروازے
کے پاس گیا اور میں نے کہا اندر آجایئے آپ کو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے پھر وہ بھی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کنوئیں کی جگت پر آپ کے
بائیں جانب بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی اپنے دونوں پیر کنوئیں
میں لٹکائے اس کے بعد پھر میں اپنی جگہ پر جاکر بیٹھ گیا اور پھر
میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر اللہ میرے بھائی کے ساتھ بھلائی
کرنا چاہے تو اس کو (اس وقت یہاں) بھیجدے (دریائے رحمت
اس وقت جوش پر ہے اس کو بھی کچھ حصہ مل جائے) یکایک ایک
شخص (آکر) دروازے کو ہلانے لگا میں نے پوچھا کون؟ اس
نے کہا عثمان بن عفانؓ میں نے کہا اچھا ٹھہریئے اور میں نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپ سے بیان کیا
آپ نے فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت دو اور ان کو جنت کی بشارت دو

على بلوى تصيبه فجئت فقلت له ادخل وبشرك رسول الله صلى الله عليه وسلم بالجنة على بلوى تصيبك فدخل فوجد القف قد ملئ فجلس وجاهه من الشق الآخر قال شريك قال سعيد بن المسيب فأولتها قبورهم وأخرج البخاري من حديث أبي عثمان النهدي عن أبي موسى رضي الله عنه قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم في حائط من حيطان المدينة فجاء رجل فاستفتح فقال النبي صلى الله عليه وسلم افتح له وبشره بالجنة ففتحت له فإذا أبو بكر رضي الله عنه فبشرته بما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله ثم جاء رجل فاستفتح فقال النبي صلى الله عليه وسلم افتح له وبشره بالجنة ففتحت له فإذا عمر رضي الله عنه فأخبرته بما قال النبي صلى الله عليه وسلم فحمد الله ثم استفتح رجل فقال لي افتح له وبشره بالجنة على بلوى تصيبه فإذا عثمان رضي الله عنه فأخبرته بما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فحمد الله ثم قال الله المستعان وأما الاستدلال به على خلافة الصديق رضي الله عنه من حديث الإمامة فقد أخرج أحمد عن عبد الملك بن عمير

بلوے میں کہ بلوے کے جو آن پر ہوگا۔ میں حضرت عثمانؓ کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا کہ اندر چلئے آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے بوجہ اس بلوے کے جو آپ کو پہنچے گا پس وہ بھی اندر آگئے تو کنوئیں کی جگت خالی نہ تھی لہٰذا وہ دوسری جانب بیٹھ گئے شریک (راوی حدیث) کہتے ہے کہ سعید بن مسیبؓ کہتے تھے کہ میں نے اس حدیث سے ان کی قبروں کی ترتیب بھی سمجھی۔ اور بخاریؒ نے بروایت ابوعثمان نہدی حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کے ایک باغ میں تھا ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھلوایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں میں نے ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے موافق بشارت دی انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے دروازہ کھلوایا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ان کو آگاہ کر دیا انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھلوایا حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور ان کو جنت کی بشارت دو بلوے اس بلوے کے جو ان پر ہوگا میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں میں نے ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے آگاہ کر دیا انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد کہا۔ (اس بلوے میں) اللہ ہی مددگار ہے۔ [حدیث امامت نماز جس سے خلافت صدیق رضی اللہ عنہ پر استدلال کیا جاتا ہے] امام احمدؒ نے عبد الملک بن عمیر سے

لہ یعنی جس طرح شیخین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اسی طرح قریب ہی ان تینوں کی ایک سی قبریں ہیں اور جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دوسری جانب بیٹھے (ان کی قبر بھی علیحدہ ہوگی)

عن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ قال مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشتد مرضه فقال مروا ابابکر یصلی بالناس فقالت عائشة یارسول اللہ ان ابابکر رجل رقیق متی یقوم مقامک لا یستطیع ان یصلی بالناس قال مروا ابابکر فلیصل بالناس فانکن صواحب یوسف فاتاہ الرسول فصلی ابوبکر بالناس فی حیوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم واما قعودہ من الفتنة فقد روی عنه بروایات فی العدد والتفصیل منها ما اخرج الترمذی عن ھذیل بن شرحبیل عن ابی موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه قال فی الفتنة کسروا فیها قسیکم وقطعوا فیها اوتارکم والزموا فیها اجواف بیوتکم وکونوا کابن آدم واخرج احمد عن ھذیل بن شرحبیل عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان بین یدی الساعة فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح فیها مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا القاعد فیها خیر من

انھوں نے ابوبردہ سے انھوں نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے اور آپ کا مرض بہت بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ابوبکرؓ ایک نرم دل شخص ہیں جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو ان پر ایسی رقت طاری ہوگی کہ لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (اور فرمایا) تم لوگ یوسف کی ہمنشین عورتوں کے مثل ہو چنانچہ (حسب ارشاد نبوی) ایک شخص پیغام لے کر صدیقؓ کے پاس گیا اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لوگوں کو نماز پڑھائی (حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا فتنہ سے علیحدہ رہنا جو بروایات متعددہ صحیحہ مروی ہے از انجملہ ترمذی نے ہذیل بن شرحبیل سے انھوں نے حضرت ابوموسیٰؓ سے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فتنہ (کے بیان) میں فرمایا کہ تم لوگ اپنی کمانیں توڑ ڈالنا اور ان کے چلے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں کے اندر بیٹھے رہنا اور مثل ابن آدم کے بن جانا۔ اور امام احمدؒ نے ہذیل بن شرحبیل سے انھوں نے حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت سے پہلے فتنے ہوں گے (جو تاریکی میں) مثل شب تاریک کے ٹکڑوں کے (ان فتنوں کا اثر یہ ہوگا) کہ صبح کو آدمی مومن اٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا اس فتنہ میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے

له یہ روایت طرق متعددہ سے مروی ہے [illegible]

القائم والقائم فيها خير من
الماشي والماشي خير من الساعي
فكسروا قسيكم وقطعوا أوتاركم
واضربوا بسيوفكم الحجارة
فإذا دخل على أحدكم بيته
فليكن كخير ابني آدم وأخرج
أحمد من حديث حطان بن
عبد الله عن أبي موسى عن
النبي صلى الله عليه وسلم قال
إن بين يدي الساعة الهرج
قالوا وما الهرج قال القتل
قالوا أكثر مما نقتل في العام
الواحد أكثر من سبعين ألفا
قال إنه ليس بقتلكم المشركين
ولكن قتل بعضكم بعضا
قال ومعنا عقولنا يومئذ
قال إنه ينزع عقول أكثر
أهل ذلك الزمان ويخلف له
قوم من الناس يحسب أكثرهم
أنهم على شيء وليسوا على شيء
قال أبو موسى والذي نفسي
بيده ما أجد لي ولكم منها مخرجا إن
أدركتني وإياكم إلا أن نخرج منها كما
دخلنا لم نصب منها وأخرج أحمد من
طريق الحسن عن أبي موسى أن رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال إذا تواجه المسلمان
بسيفيهما فقتل أحدهما الآخر فالقاتل والمقتول
في النار قيل هذا القاتل فما بال المقتول قال

بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا
دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ لہٰذا تم اپنی کمانیں توڑ ڈالنا اور
ان کے چلّے کاٹ ڈالنا اور اپنی تلواریں پتھر سے کوٹ (کر خراب کر)
دینا پھر اگر (باوجود اس کے) کوئی شخص تم میں سے کسی کے گھر
میں گھس جائے تو اس کو چاہیئے کہ مثل اس ابن آدم کے ہو جائے
جو بہتر تھا۔ اور امام احمدؒ نے بروایت حطان بن عبداللہ حضرت
ابو موسیٰؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کی ہے کہ آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے ہرج ہوگا۔ لوگوں نے
پوچھا کہ ہرج کیا چیز ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا قتل۔ صحابہؓ نے عرض
کیا اس سے زیادہ قتل ہوگا جس قدر ہم (آجکل) کرتے ہیں
ہم تو ایک سال میں ستر ہزار سے زیادہ (کافروں کو) قتل کر دیتے
ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ مراد نہیں ہے کہ تم مشرکوں کو قتل کروگے
بلکہ (یہ مراد ہے کہ) تم باہم ایک دوسرے کو قتل کروگے صحابہؓ
نے (تعجب کے ساتھ) پوچھا کہ اس وقت ہماری عقلیں ہمارے
پاس ہوں گی حضرتؐ نے فرمایا اس زمانہ کے اکثر لوگوں کی عقلیں
سلب کر لی جائیں گی اور اس زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا کر دیئے
جائیں گے جو یہ سمجھیں گے کہ ہم کسی دین پر ہیں حالانکہ وہ کسی دین
پر نہ ہوں گے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے (اس حدیث کو بیان کر کے)
کہا کہ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اپنے
لئے اور تمھارے لئے اس فتنہ سے نکلنے کی صورت نہیں پاتا
جب کہ اس نے مجھے اور نیز تم کو لے لیا سوا اس کے کہ ہم اس سے
نکل چلیں جس طرح (اس میں) داخل ہوئے تھے بغیر اس کے کہ
اس سے کچھ حصہ لیں۔ اور امام احمدؒ نے بروایت حسن (بصری)
حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان تلوار کے ساتھ ایک دوسرے
سے ملیں (یعنے باہم قتال کریں) پھر ایک ان میں سے دوسرے
کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں کسی نے[2]
عرض کیا کہ قاتل تو خیر مگر مقتول کیوں دوزخی ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا

لہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی وجہ شرعی کے دونوں قتال کریں ورنہ وجہ شرعی کے ساتھ قتال کرنے والے دوزخی نہیں کہے جاسکتے۔

انہ اساء د قتل صاحبہ -

ومن مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رض

اما بشارۃ الخلفاء بالجنۃ فقد اخرج
احمد من طریق قتادۃ عن ابن سیرین عن
عبد الله بن عمرو قال کنت مع رسول الله
صلی الله علیہ وسلم فجاء ابو بکر فاستاذن
فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ ثم
جاء عثمان فاستاذن فقال ائذن
لہ وبشرہ بالجنۃ قال قلت فاین
انا قال انت مع ابیک واما ما یستدل
بہ من حدیثہ علی الخلافۃ الخاصۃ
من حیث کونہا فی زمن العافیۃ
فقد اخرج احمد عن الاعمش
عن زید بن وھب عن عبد الرحمن
بن عبد رب الکعبۃ قال انتہیت الی
عبد الله بن عمرو بن العاص وھو جالس
فی ظل الکعبۃ فسمعتہ یقول بینا نحن مع
رسول الله صلی الله علیہ وسلم فی سفر
اذ نزلنا منزلا فمنا من یضرب خباءہ ومنا
من ھو فی جشرہ ومنا من ینتضل اذ نادی
منادیہ الصلوۃ جامعۃ قال فاجتمعنا
قال فقام رسول الله صلی الله علیہ
وسلم فخطبنا فقال انہ لم یکن نبی
قبلی الا دل امتہ علی ما یعلمہ خیرا
لھم ویحذرھم ما یعلمہ شرا لھم

(اس وجہ سے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے قتل کا اور وہ پکڑا گیا)

مسند حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ (خلفاء کو جنتی ہونے کی بشارت)

۲ روایات

امام احمد نے بروایت قتادہ ابن سیرین سے انھوں نے عبد اللہ بن
عمرو سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے میں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ابو بکرؓ آئے اور اندر آنے کی
اجازت مانگی حضرتؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت
دو۔ اس کے بعد عثمانؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت
مانگی حضرتؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کہاں (جاؤں گا جنت میں
یا دوزخ میں) حضرتؐ نے فرمایا تم اپنے والد کے ساتھ ہو۔
حضرت عبد اللہ بن عمرو کی وہ حدیث جس سے خلفائے
راشدین کی خلافت کے خلافت خاصہ ہونے پر استدلال
کیا جاتا ہے بوجہ اس کے کہ وہ زمانۂ عافیت میں واقع ہوئی ہے
امام احمدؒ نے اعمش سے انھوں نے زید بن وہبؓ انھوں نے
عبد الرحمن بن عبد رب الکعبہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
میں عبد اللہ بن عمرو کے پاس گیا وہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے
تھے (اور بہت سے لوگ ان کے پاس جمع تھے) میں نے ان سے
سنا کہ وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ
سفر میں تھے ایک منزل میں ہم لوگوں نے قیام کیا ہم میں سے کسی نے خیمہ
نصب کر لیا تھا اور کوئی یونہی پڑا تھا اور کچھ لوگ تیر اندازی
کی مشق میں مصروف تھے کہ یکایک حضرتؐ کے منادی نے آواز
دی کہ الصلوۃ جامعۃ چنانچہ ہم سب لوگ یکجا ہو گئے پھر رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور آپؐ نے
فرمایا مجھ سے پہلے جس قدر نبی گزرے ہیں سب نے اپنی امت کو وہ
باتیں بتائی ہیں جن کو ان کے لئے مفید سمجھا اور ان باتوں سے
ڈرایا ہے جن کو ان کے لئے مضر سمجھا (لہذا میں بھی کچھ تم سے

سلہ [illegible]
[illegible]

وان امتكم هذه جعلت عافيتها في اولها وان آخرها سيصيبهم بلاء شديد وامور تنكرونها تجيء فتن يرقق بعضها بعضا تجيء الفتنة فيقول المؤمن هذه مهلكتي ثم تنكشف ثم تجيء الفتنة فيقول المؤمن هذه ثم تنكشف فمن سره منكم ان يزحزح عن النار وان يدخل الجنة فلتدركه موتته وهو يؤمن بالله واليوم الآخر وليأت الى الناس الذي يحب ان يؤتى اليه ومن بايع اماما فاعطاه صفقة يده وثمرة قلبه فليطعه ما استطاع فان جاء آخر ينازعه فاضربوا عنق الآخر قال فادخلت راسي من بين الناس فقلت فانشدك بالله انت سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فاشار بيده الى اذنيه فقال سمعته اذناي ووعاه قلبي قال فقلت هذا ابن عمك معاوية يأمرنا باكل اموالنا بيننا بالباطل وان نقتل انفسنا وقال الله تعالى يا ايها الذين آمنوا لا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل

کہتا ہوں سنو) اس امت کی عافیت تو دور اول میں رکھ دی گئی ہے اور دور آخر میں لوگ سخت مصیبت میں گرفتار ہونگے اور ایسی باتیں ہوں گی جن کو تم برا سمجھو گے (اور پے در پے) ایسے فتنہ آئیں گے کہ ایک فتنہ کے سامنے دوسرا فتنہ حقیر معلوم ہوگا جب ایک فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا کہ یہ مجھے ہلاک کردیگا پھر وہ دفع ہوجائے گا اور دوسرا فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا کہ (خیر پہلے فتنے سے تو میں بچ گیا مگر) یہ فتنہ (ضرور مجھے ہلاک کردے گا) پھر وہ بھی دفع ہوجائے گا لہذا تم میں سے جس شخص کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہو کہ وہ دوزخ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے تو چاہیئے کہ (وہ ایسی کوشش کرے کہ) موت اس کو اس حال میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اور چاہیئے کہ وہ لوگوں سے ایسا معاملہ کرے جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہو اور جو شخص کسی امام (یعنی خلیفہ) کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے اور اس کی اطاعت قبول کرلے تو چاہیئے کہ جہاں تک اس میں طاقت ہو اس کی اطاعت کرے پھر اگر دوسرا خلیفہ آئے اور پہلے خلیفہ سے جھگڑا کرے تو تم سب لوگ دوسرے خلیفہ کی گردن اڑا دینا (عبدالرحمن راوی حدیث) کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کے درمیان سے اپنا سر نکال کر ان سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دلاکر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو سنا ہے تو انہوں نے اپنے کانوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میرے ان دونوں کانوں نے اس حدیث کو سنا ہے اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا ہے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے چچا کے بیٹے یعنی معاویہ تو ہمیں مسلمانوں کا مال ناحق کھاجانے اور مسلمانوں کو مار ڈالنے[1] کی ترغیب دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماچکا ہے یا ایہا الذین آمنوا الآیۃ (ترجمہ اے مسلمانو! اپنے بھائیوں کے مال ناحق نہ کھاؤ) پھر اب بتلایئے کہ معاویہ کی اطاعت کیسے

[1] اس کا مطلب یہ نہیں ہو کہ حضرت معاویہ صاف صاف ایسا حکم دیتے تھے کہ تم ناحق لوگوں کے مال کھاؤ بلکہ مطلب یہ ہے کہ راوی کے نزدیک ان کا وہ حکم ناحق تھا تو اس نے اپنے مفہوم کو ان کی طرف منسوب کیا اور ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے۔

قال فجمع يديه فوضعهما على جبهته ثم نكس هنيئة ثم رفع رأسه فقال اطعه في طاعة الله واعصه في معصية الله. واما سوابق ابي بكر الصديق رضي الله عنه فقد اخرج البخاري عن عروة بن الزبير قال سألت عبد الله بن عمرو عن اشد ما صنع المشركون برسول الله صلى الله عليه وسلم قال رأيت عقبة بن ابي معيط جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يصلي فوضع رداءه في عنقه فخنقه به خنقا شديدا فجاء ابو بكر رضي الله عنه حتى دفعه عنه فقال اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله وقد جاءكم بالبينات من ربكم.

ومن مسند ابي هريرة رضي الله عنه

ان الخلافة في قريش فقد اخرج احمد والشيخان وغيرهم عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس تبع لقريش في هذا الشأن مسلمهم لمسلمهم وكافرهم لكافرهم واخرج احمد من طريق ابن ابي ذئب عن سعيد المقبري عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لقريش حقا ما حكموا فعدلوا واؤتمنوا فأدوا واسترحموا فرحموا. واما ما يستدل به على خلافتهم من حديث الائمة من قريش فقد اخرج الشيخان وغيرهما بطرق متعددة منها ما اخرج ابو داود من طريق الزهري عن عبيد الله بن عبد الله

کریں) حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لئے اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے رہے اس کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کہ اللہ کی اطاعت میں ان کی اطاعت کرو اور اللہ کی معصیت میں ان کی اطاعت چھوڑ دو۔ [حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوابق] بخاری نے عروہ بن زبیرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت کام جو مشرکوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہو وہ کیا تھا؟ انھوں نے کہا میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اس نے اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر آپ کے گلوئے مبارک کو نہایت سختی کے ساتھ گھونٹنا شروع کیا اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے اور انھوں نے اس کو آپ کے پاس سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرو گے جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ واضح نشانیاں تمہارے پروردگار کے پاس سے لایا۔

مسند ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
۲۳- روایت

امام احمدؒ اور شیخین (یعنے بخاری ومسلم) وغیرہم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اس کام میں قریش کے تابع (بنائے گئے) ہیں مسلمان لوگ مسلمان قریش کے اور کافر لوگ کافر قریش کے اور امام احمدؒ نے بروایت ابن ابی ذئب کے سعید مقبری سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک قریش کو حق (خلافت کا) ہے جب تک (ان میں یہ صفت رہے) کہ اگر وہ حاکم ہوں تو انصاف کریں اور (اگر) امین بنائے جائیں تو (حق خلافت) ادا کریں اور (اگر) ان سے رحم کی خواستگاری کی جائے تو رحم کریں۔ [وہ احادیث جن سے خلافت خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے] شیخین وغیرہما نے مختلف سندوں سے روایت کی ہے منجملہ ان کے وہ ہے جو ابوداؤد نے بروایت زہری عبید اللہ بن عبد اللہ سے انھوں نے

عن ابن عباس قال كان ابو هريرة يحدث ان رجلا اتى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اني ارى الليلة ظلة ينطف منها السمن والعسل فارى الناس يتكففون بايديهم فالمستكثر والمستقل واري سببا واصلا من السماء الى الارض فاراك يا رسول الله اخذت به فعلوت ثم اخذ به رجل آخر فعلا به ثم اخذ به رجل آخر فعلا به ثم اخذ به رجل آخر فانقطع ثم وصل فعلا به قال ابو بكر بابي انت وامي لتدعني فلاعبرنها فقال عبرها فقال اما الظلة فظلة الاسلام واما ما ينطف من السمن والعسل فهو القرآن لينه وحلاوته واما المستكثر والمستقل فهو المستكثر من القرآن والمستقل منه واما السبب الواصل من السماء الى الارض فهو الحق الذي انت عليه تاخذ به فيعليك الله ثم ياخذ به بعدك رجل فيعلو به ثم ياخذ رجل آخر فيعلو به ثم ياخذ به رجل آخر فينقطع ثم يوصل له فيعلو يا رسول الله لتحدثني اصبت ام اخطات فقال اصبت بعضا واخطات بعضا قال اقسمت يا رسول الله

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے آج شب کو (خواب میں) دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے اس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے پھر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ دونوں دونوں ہاتھوں سے اس کو لے رہے ہیں کسی نے زیادہ لیا کسی نے کم اور میں نے ایک رسی دیکھی جو آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے پھر میں نے یا رسول اللہ! آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس رسی کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے اس کے بعد ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور اس کے زور سے اوپر چڑھ گیا اس کے بعد ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور اس کے زور سے اوپر چڑھ گیا پھر ایک اور شخص نے اس رسی کو پکڑا تو وہ ٹوٹ گئی مگر پھر جوڑ دی گئی اور وہ بھی اس کے زور سے اوپر چڑھ گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میرے باپ اور ماں آپ پر فدا ہوجائیں آپ مجھے اجازت دیجئے تو میں اس کی تعبیر بیان کروں۔ حضرتؐ نے فرمایا بیان کرو انھوں نے کہا کہ ابر (کی تعبیر) تو اسلام ہے اور جو گھی اور شہد اس سے ٹپک رہا ہے وہ قرآن ہے (گھی سے) اس کی نرمی اور (شہد) اس کی حلاوت (کی طرف اشارہ) ہے اور کسی نے زیادہ لیا کسی نے کم اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کا علم کسی نے زیادہ حاصل کیا اور کسی نے کم اور رسی جو آسمان سے زمین تک لٹکی ہوئی (آپ نے دیکھی) ہے وہ دین حق ہے جس پر آپ (قائم) ہیں آپ اس کو لئے ہوئے ہیں لہٰذا اللہ آپ کو بلند (رتبہ) کردے گا پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اس کو لے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند (رتبہ) ہوجائے گا۔ پھر ایک اور شخص اس کو لیگا وہ بھی اس کے سبب سے بلند (رتبہ) ہوجائے گا۔ پھر ایک اور شخص اس کو لے گا تو وہ منقطع ہوجائے گا مگر پھر اس کے لئے جوڑ دیا جائے گا وہ بھی اس کے سبب سے بلند (رتبہ) ہوجائیگا یا رسول اللہ! آپ فرمائیے کہ میں نے صحیح تعبیر دی یا غلط۔ حضرتؐ نے فرمایا کچھ صحیح تعبیر دی کچھ غلط۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ

لتحدثني ما الذي اخطأت فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا تقسم

واما ما يستدل به من حديث القليب فقد اخرج البخاري عن ابن شهاب قال اخبرني سعيد ان ابا هريرة اخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينا انا نائم رأيتني على قليب وعليها دلو فنزعت منها ما شاء الله ثم اخذها ابن ابي قحافة فنزع منها ذنوبا او ذنوبين وفي نزعه ضعف والله يغفر له ثم استحالت غربا فاخذها عمر بن الخطاب فلم ار عبقريا من الناس ينزع نزع عمر بن الخطاب حتى ضرب الناس بعطن

واخرج البخاري من حديث معمر عن همام عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بينا انا نائم رأيت اني على حوض اسقي الناس فاتاني ابوبكر فاخذ الدلو من يدي ليريحني فنزع ذنوبين وفي نزعه ضعف والله يغفر له فاتى ابن الخطاب فاخذ منه فلم يزل ينزع حتى تولى الناس والحوض يتفجر

ومما يستدل به على خلافتهم من الرؤيا التي رآها النبي صلى الله عليه وسلم الخلافة الخاصة من انها في المدينة فقد اخرج الحاكم من حديث هشيم عن العوام بن حوشب

میں آپ کو قسم دلاتا ہوں آپ مجھ سے بیان کر دیجئے جو کچھ میں نے غلطی کی ہو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم نہ دلاؤ۔ [کنوئیں والی حدیث جس سے (خلافت پر) استدلال کیا جاتا ہے] بخاری نے ابن شہابؒ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مجھے سعیدؒ نے خبر دی کہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ میں سو رہا تھا میں نے اپنے کو ایک کنوئیں پر (کھڑا ہوا) دیکھا اور اس کنوئیں پر ایک ڈول (رکھا ہوا) تھا میں نے اس سے ڈول (بھر بھر کر) نکالے جس قدر اللہ نے چاہے پھر اس ڈول کو (میرے ہاتھ سے) ابن ابی قحافہ نے لیا اور انھوں نے اس سے ایک ڈول یا دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اللہ اس کو معاف کرے پھر وہ ڈول چرس بن گیا اور اس کو (ان کے ہاتھ سے) عمر بن خطابؓ نے لے لیا میں نے کسی زور آور آدمی کو نہیں دیکھا کہ وہ عمرؓ کی طرح (زور و قوت کے ساتھ) ڈول نکالے یہاں تک کہ (لوگ خود تو سیراب ہو ہی گئے) اپنے اونٹوں کو (بھی) انھوں نے (سیراب کر کے) بٹھلا دیا۔ اور بخاری نے بروایت معمر ہمام سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ میں ایک حوض پر ہوں لوگوں کو اس سے (بھر بھر کر) پانی پلا رہا ہوں پھر ابوبکرؓ میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھے آرام دینے کے لئے ڈول میرے ہاتھ سے لے لیا پھر انھوں نے دو ڈول نکالے اور ان کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی۔ اللہ معاف کرے جس کے بعد ابن خطابؓ آئے اور انھوں نے (وہ ڈول) ابوبکرؓ سے لے لیا اور (بھر بھر کر) نکالنا شروع کر دیا یہاں تک کہ لوگ (پانی پی پی کر) لوٹ گئے اور حوض بہنے لگا۔ [وہ حدیث جس سے خلافت خلفاء پر استدلال کیا جاتا ہے بوجہ اس کے کہ اس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خلافت خاصہ کا مقام بیان کر دیا ہے کہ وہ مدینہ میں ہوگی] حاکم نے بروایت ہشیم عوام بن حوشب انھوں نے

عن سليمان بن ابي سليمان عن
ابيه عن ابي هريرة عن النبي صلى
الله عليه وسلم قال الخلافة بالمدينة
والملك بالشام واما ما يستدل به
على خلافتهم الخاصة من حديث القرون
فقد اخرج احمد وغيره من طرق
منها طريق عبد الله بن شقيق عن
ابي هريرة قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم خير امتي القرن الذي
بعثت فيه ثم الذين يلونهم ثم الذين
يلونهم والله اعلم اقال الثالثة ام لا ثم
يجيء قوم يحبون السمانة يشهدون قبل
ان يستشهدوا واما ما يستدل به على
خلافة الصديق رضي الله عنه
من الخطبة التي خطبها النبي صلى
الله عليه وسلم قبل وفاته اخرج
الترمذي من طريق داود بن يزيد
الاودي عن ابيه عن ابي هريرة
قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ما كان لاحد عندنا يد
الا وقد كافيناه ما خلا ابا بكر فان
له عندنا يدا يكافيه الله بها
يوم القيامة وما نفعني مال احد
قط ما نفعني مال ابي بكر ولو
كنت متخذا خليلا لاتخذت ابا بكر
خليلا الا وان صاحبكم خليل الله
واخرج احمد من طريق الاعمش عن
ابي صالح عن ابي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم

سلیمان بن ابی سلیمان سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں
نے حضرت ابوہریرہؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا خلافت مدینہ میں ہوگی اور
سلطنت (ملک) شام میں۔ [قرون ثلٰثہ والی حدیث جس
سے (خلفائے راشدین کی خلافت کے) خلافتِ خاصہ (ہونے)
پر استدلال کیا جاتا ہے] امام احمدؒ وغیرہ نے چند طرق
اس کو روایت کیا ہے از انجملہ بروایت عبداللہ بن شقیق
حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سب سے بہتر وہ قرن
ہے جس میں میں مبعوث کیا گیا پھر وہ لوگ جو میرے قرن
کے لوگوں کے بعد ہوں پھر وہ لوگ جو اس قرن کے لوگوں کے
بعد ہوں [راوی کہتا ہے مجھے یاد نہیں کہ تیسرے قرن کی نسبت
بھی آپ نے بہتر ہونے کو فرمایا یا نہیں] اس کے بعد کچھ لوگ
ایسے پیدا ہوں گے جو فربہی کو دوست رکھیں گے (یعنے عیش
دنیاوی پر حریص ہوں گے) وہ لوگ (جھوٹی) گواہی دیں گے
قبل اس کے کہ ان سے گواہی طلب کی جائے۔ [نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کا خطبہ جو آپ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا
جس سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر استدلال
کیا جاتا ہے] ترمذی نے بروایت داؤد بن یزید اودی اپنے
والد سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ
وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس
کسی کا کچھ احسان ہمارے اوپر تھا ہم نے اس کا بدلہ کردیا سوا
ابوبکرؓ کے کہ ان کا جو احسان ہم پر ہے اس کا بدلہ اللہ قیامت
میں ان کو دے گا۔ کسی کے مال نے کبھی مجھ کو اس قدر نفع
نہیں دیا جس قدر ابوبکرؓ کے مال نے مجھے نفع دیا اگر میں (سوا
خدا کے) کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکرؓ کو خلیل بناتا مگر
(ہو) تمہارا صاحب (یعنے میں) خلیل اللہ ہے۔ اور امام احمدؒ
نے بروایت اعمش ابوصالح سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ما نفعني مال قط ما نفعني مال ابي بكر
فبكى ابو بكر وقال هل انا ومالي الا لك يا
رسول الله واما مواعيد الله الظاهرة على
ايدي الخلفاء فقد اخرج الشيخان وغيرهما
بطرق متعددة منها ما اخرج البخاري عن
ايوب عن محمد عن ابي هريرة رضي الله
عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم
اعطيت مفاتيح الكلم ونصرت بالرعب
وبينا انا نائم البارحة اذ اتيت بمفاتيح
خزائن الارض حتى وضعت في يدي
قال ابو هريرة ذهب رسول الله صلى
الله عليه وسلم وانتم تنتقلونها واخرج
الشيخان وغيرهما بطرق متعددة
منها ما اخرج احمد عن الزهري عن سعيد عن
ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم
اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده واذا
هلك قيصر فلا قيصر بعده والذي
نفسي بيده لتنفقن كنوزهما في
سبيل الله واما مناقب ابي بكر الصديق
رضي الله عنه فقد اخرج البخاري عن
الزهري عن حميد بن عبد الرحمن
عن ابي هريرة قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول من انفق زوجين
من شيء من الاشياء في سبيل الله
دعي من ابواب يعني الجنة
يا عبد الله هذا خير فمن كان من
اهل الصلوة دعي من باب الصلوة

کسی کے مال نے مجھے اس قدر نفع نہیں دیا جس قدر ابوبکرؓ کے مال
نے مجھے نفع دیا ہے۔ پس حضرت ابوبکرؓ رونے لگے اور انھوں نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اور میرا مال (دونوں) آپ ہی کے
ہیں۔ (اللہ کے وعدے جو خلفا کے ہاتھوں پر پورے ہوئے)
شیخینؒ وغیرہما نے بچند طرق روایت کیا ہے از انجملہ بخاری
نے ایوب سے انھوں نے محمد سے انھوں نے ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مجھے کلام کی کنجیاں دی گئی ہیں اور رعب سے میری
مدد کی گئی اور ایک روز میں سو رہا تھا (میں نے خواب میں
دیکھا کہ) مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں یہاں
تک کہ میرے ہاتھ میں رکھدی گئیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے (اس
حدیث کو بیان کرکے) کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو
(دار البقاء کو) تشریف لے گئے اب تم ان خزانوں کو تصرف کر رہے ہو
اور شیخینؒ وغیرہما نے بطرق متعددہ روایت کیا ہے از انجملہ
امام احمدؒ نے زہری سے انھوں نے سعید سے انھوں نے حضرت
ابوہریرہؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت
کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو اس کے
بعد پھر کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو
اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد
کی جان ہے کہ تم لوگ کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو اللہ کی راہ
میں خرچ کروگے۔ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب)
بخاری نے زہری سے انھوں نے حمید بن عبدالرحمن سے انھوں
نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص
کسی چیز کا ایک جوڑا اللہ کی راہ میں خرچ کریگا وہ جنت کے دروازوں
سے بلایا جائے گا کہ اے بندہ خدا (اس دروازہ سے آ) یہ بہت اچھا
ہے پھر جو کوئی اہل نماز سے ہوگا وہ نماز کے دروازہ سے بلایا جائیگا

[illegible]

ومن كان من أهل الجهاد دُعي من باب الجهاد ومن كان من أهل الصدقة دُعي من باب الصدقة ومن كان من أهل الصيام دُعي من باب الصيام باب الريان فقال أبو بكر رضي الله عنه ما على هذا الذي يدعى من تلك الأبواب من ضرورة وقال هل يدعى منها كلها أحد يا رسول الله فقال نعم وأرجو أن تكون منهم يا أبا بكر ولفظ أبو داود من طريق عبد السلام بن حرب عن أبي خالد الدالاني عن أبي خالد مولى آل جعدة عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أتاني جبريل فأخذ بيدي فأراني باب الجنة الذي يدخل منه أمتي فقال أبو بكر يا رسول الله وددت أني كنت معك حتى أنظر إليه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أما إنك يا أبا بكر أول من يدخل الجنة من أمتي. وأما مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه فمنها: أخرج البخاري عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب أن أبا هريرة قال بينا نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ قال بينا أنا نائم رأيتني في الجنة فإذا امرأة تتوضأ إلى جانب قصر فقلت لمن هذا القصر قالوا لعمر فذكرت غيرته فوليت مدبرا فبكى عمر وقال أعليك أغار يا رسول الله. وأخرج البخاري عن إبراهيم بن سعد عن أبيه عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور جو اہل جہاد سے ہوگا وہ جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جو اہل صدقہ سے ہوگا وہ صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائیگا اور جو اہل صیام سے ہوگا وہ صیام کے دروازہ سے بلایا جائیگا جس کا نام باب الریان ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا جو شخص ان تمام دروازوں سے بلایا جائے اس کو تو پھر کسی قسم کی ضرورت نہ رہے گی یا رسول اللہ! کیا ایسا بھی کوئی شخص ہوگا جو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! میں امید رکھتا ہوں کہ تم انھیں میں سے ہوگے (جو ان سب دروازوں سے بلائے جائیں گے)۔ ابوداؤد نے بطریق عبدالسلام بن حرب ابو خالد دالانی سے انھوں نے ابو خالد مولائے آل جعدہ سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے اور انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا دروازہ دکھلایا جس میں میری امت کے لوگ داخل ہوں گے ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! کاش میں اس وقت آپ کے ساتھ ہوتا اور اس دروازہ کو میں بھی دیکھ لیتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ! سنو تم میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے۔ { عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب } بخاری نے ابن شہابؒ سے انھوں نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے کو جنت میں دیکھا کہ ایک عورت ایک محل کے سامنے وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ عمرؓ کا ہے مجھے ان کی غیرت کا خیال آیا اور میں محل کے (اندر نہیں گیا) پیچھے لوٹ آیا (یہ سنکر) حضرت عمرؓ رو دیے اور انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا میں آپ پر غیرت کرتا۔ اور بخاری نے ابراہیم بن سعدؒ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ابو سلمہ سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وأما مناقب عثمان رضي الله عنه

فقد اخرج ابن ماجة عن ابيه عبد الرحمن بن ابي الزناد عن الاعرج عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لكل نبي رفيق في الجنة ورفيقي فيها عثمان بن عفان واخرج ابن ماجة بهذا الاسناد ان النبي صلى الله عليه وسلم لقي عثمان عند باب المسجد فقال يا عثمان هذا جبرئيل اخبرني ان الله قد زوجك ام كلثوم بمثل صداق رقية على مثل صحبتها واما ان عثمان يقتل مظلوما وانه على الحق يوم يقتل فقد اخرج الحاكم من طريق موسى بن محمد وابراهيم ابني عقبة قالا حدثنا ابو امنا ابو حبيبة قال شهدت ابا هريرة وعثمان محصور في الدار فقال ابو هريرة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انها ستكون فتنة واختلاف او اختلاف وفتنة قال قلنا يا رسول الله فما تأمرنا قال عليكم بالامير واصحابه و اشار الى عثمان واخرج الحاكم من حديث ابي زرعة عن ابي هريرة اشترى عثمان بن عفان الجنة من النبي صلى الله عليه وسلم مرتين حيث حفر بئر رومة وحيث جهز جيش العسرة واما ان ابا بكر صديق وسائرهم شهداء فقد اخرج الترمذي من حديث عبد العزيز بن محمد عن سهيل عن ابيه عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

{عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب} ابن ماجہ نے اپنے والد عبد الرحمن بن ابی الزناد سے انھوں نے اعرج سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لئے جنت میں ایک رفیق ہوتا ہے چنانچہ میرا رفیق جنت میں عثمان بن عفانؓ ہے۔ اور نیز ابن ماجہ نے اسی سند سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازہ پر حضرت عثمانؓ سے ملے اور فرمایا کہ اے عثمانؓ یہ جبرئیلؑ (کھڑے ہوئے) ہیں انھوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ نے ام کلثومؓ کا نکاح تمھارے ساتھ کر دیا بعوض اسی قدر مہر کے جو رقیہ کا تھا اور بشرط اسی حسن معاشرت (کے جو) رقیہ کے (ساتھ تم نے کی)۔ {حضرت عثمانؓ کا ظلماً قتل کیا جانا اور جس روز وہ قتل ہوئے ان کا حق پر ہونا} حاکم نے موسےٰ اور محمد اور ابراہیم فرزندان عقبہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہم سے ہمارے نانا ابوحبیبہ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے پاس گیا جب کہ حضرت عثمانؓ اپنے گھر میں محصور تھے تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ عنقریب ایک فتنہ اور اختلاف ہوگا یا فرمایا کہ اختلاف اور فتنہ ہوگا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر آپ ہم کو (اس فتنہ میں) کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا تم (اپنے) سردار اور اس کے رفقاء کے ساتھ رہنا اور آپ نے حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کیا۔ اور حاکم نے بروایت ابوزرعہ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عثمانؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دو مرتبہ جنت خرید کی (ایک مرتبہ) جب کہ انھوں نے چاہ رومہ کو خریدا اور (دوسری مرتبہ) جب کہ انھوں نے جیش العسرۃ کا سامان درست کر دیا۔ {حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا} ترمذی نے بروایت عبد العزیز بن محمد سہیل سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

انه كان على حراء هو وابو بكر وعمر وعثمان وعلي بن ابي طالب وطلحة والزبير فتحركت الصخرة فقال النبي صلى الله عليه وسلم اهدأ فما عليك الا نبي او صديق او شهيد وفي البشارة لاهل بدر بالجنة فقد اخرج ابو داود عن عاصم عن ابي صالح عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اطلع الله عز وجل على اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم واما تعوذه من الفتنة فقد اخرج الترمذي من حديث عبد العزيز بن محمد عن العلاء بن عبد الرحمن عن ابيه عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بادروا بالاعمال فتنا كقطع الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا ويمسي كافرا ويمسي مؤمنا ويصبح كافرا يبيع احدهم دينه بعرض من الدنيا

(٢) من مسند ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها

اما ما يستدل به على خلافتهم من حديث الاحجار في اساس المسجد فقد اخرج الحاكم من طريق احمد بن عبد الرحمن بن وهب عن عمه عن يحيى بن ايوب عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت اول حجر حمله النبي صلى الله عليه وسلم لبناء المسجد ثم حمل ابو بكر حجرا آخر ثم حمل عمر حجرا آخر ثم حمل عثمان حجرا آخر فقلت يا رسول الله الا ترى الى هؤلاء كيف يساعدونك فقال يا عائشة هؤلاء الخلفاء من بعدي

اور ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلی بن ابی طالبؓ وطلحہؓ وزبیرؓ کوہ حرا پر تھے یکایک وہ پہاڑ ہلنے لگا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے پہاڑ!) ٹھہر جا تیرے اوپر نہیں ہیں مگر نبی یا صدیق یا شہید [اہل بدر کے جنتی ہونے کی بشارت] ابوداؤد نے عاصم سے انھوں نے ابو صالح سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اہل بدر (کے انجام) پر مطلع ہے اس لئے اس نے فرمایا کہ (اے اہل بدر!) جو چاہو کرو میں نے تمھیں معاف کر دیا [حضرت ابوہریرہؓ کا فتنہ سے تعوذ] ترمذی نے بروایت عبدالعزیز بن محمد علاء بن عبدالرحمن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جو) کام (کرنا ہے) ان فتنوں سے پہلے کرو جو مثل شب تاریک کے ٹکڑوں کے ہوں گے جن میں صبح کو آدمی مومن ہوگا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا آدمی اپنا دین دنیا کے تھوڑے سے مال پر بیچ ڈالے گا۔

مسند ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا

۲- روایت

[مسجد نبوی کی بنیاد میں پتھر رکھنے]

وہ حدیث جس سے خلفاء کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے؛ حاکم نے بروایت احمد بن عبدالرحمن ابن وہب ان کے چچا سے انھوں نے یحییٰ بن ایوب سے انھوں نے ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں سب سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیاد کے لئے پتھر اٹھایا پھر ابوبکرؓ نے ایک دوسرا پتھر اٹھایا پھر عمرؓ نے ایک اور پتھر اٹھایا پھر عثمانؓ نے ایک اور پتھر اٹھایا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! دیکھئے تو یہ لوگ کس طرح آپ کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے عائشہؓ! یہ لوگ میرے بعد خلیفہ ہوں گے (حاکم نے اس کو

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه
وانما اشتهر باسناد واه رواية محمد بن فضل
بن عطية فلذلك هجر واما ما يستدل به على
خلافتهم من حديث القرون فقد اخرج احمد
بطريق غريب عن عبد الله البهي عن عائشة
قالت سأل رجل رسول الله صلى الله عليه
وسلم اي الناس خير قال القرن
الذي انا فيه ثم الثاني ثم الثالث
اما قولها في خلافة الشيخين فقد
اخرج مسلم من حديث ابن ابي مليكة
قال سمعت عائشة وسئلت من كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم
مستخلفا لو استخلفه قالت ابو بكر
فقيل لها ثم من بعد ابي بكر قالت
عمر ثم قيل لها من بعد عمر قالت
ابو عبيدة بن الجراح ثم انتهت الى
هذا واخرج الترمذي عن عبد الله
بن شقيق قال قلت لعائشة اي
اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
كان احب الى رسول الله صلى الله عليه
وسلم قالت ابو بكر قلت ثم من قالت عمر
قلت ثم من قالت ابو عبيدة بن الجراح
قال قلت ثم من فسكتت واما ما يستدل
به على خلافة الصديق من قول النبي
صلى الله عليه وسلم ادعي لي ابا بكر
فقد اخرج مسلم من حديث الزهري
عن عروة عن عائشة قالت قال لي رسول الله
صلى الله عليه وسلم في مرضه ادعي لي
ابا بكر اباك واخاك حتى اكتب كتابا

یہ حدیث صحیح ہے موافق شرط شیخین کے مگر شیخین نے اس کو نہیں
لکھا، یہ حدیث ایک مردود سند کے ساتھ بروایت محمد بن فضل بن
عطیہ مشہور تھی اسی وجہ سے چھوڑ دی گئی (اور شیخین نے اس
کو نہ لیا)۔ {قرون ثلاثہ والی حدیث جس سے خلفاء کی خلافت پر
استدلال کیا جاتا ہے} امام احمدؒ نے بسند غریب عبد اللہ بہی
سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں
ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ
سب سے بہتر کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ (لوگ جو
اس) قرن (میں ہیں) جس میں میں ہوں اس کے بعد دوسرا
قرن اس کے بعد تیسرا قرن۔ {حضرت عائشہؓ کا قول خلافت
شیخین کے متعلق} امام مسلمؒ نے بروایت ابن ابی ملیکہ نقل
کیا ہے وہ کہتے تھے حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ اگر رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلیفہ بناتے تو کس کو بناتے تو میں
نے سنا کہ انھوں نے یہ جواب دیا کہ ابوبکرؓ کو پوچھا گیا۔
ابوبکرؓ کے بعد کس کو انھوں نے جواب دیا کہ عمرؓ کو، پوچھا
گیا پھر عمرؓ کے بعد کس کو انھوں نے کہا ابوعبیدہ بن جراح
کو بس یہاں تک پہنچ کر انھوں نے پھر کسی کو نہ بتایا۔ اور
ترمذی نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے
تھے میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے اصحاب میں سے حضرتؐ کو کون محبوب تر تھا؟ انھوں
نے کہا کہ ابوبکرؓ میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ انھوں نے کہا
عمرؓ میں نے پوچھا پھر کون؟ انھوں نے کہا ابوعبیدہ بن
جراحؓ میں نے پوچھا کہ پھر کون؟ تو انھوں نے سکوت کیا
(اور کچھ جواب نہ دیا)۔ {حدیث ادعی لی ابابکرؓ جس سے حضرت
صدیقؓ کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے} مسلمؒ نے بروایت
زہری عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے
کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض
(وفات) میں فرمایا (اے عائشہؓ!) میرے پاس اپنے والد یعنی
ابوبکرؓ کو اور اپنے بھائی (یعنی عبد الرحمٰن) کو بلوا دو میں ایک تحریر

فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر۔ واما مایستدل به من خطبة النبی صلی اللہ علیه وسلم قبل وفاته فقد اخرج الترمذی عن الزہری عن عروۃ عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم امر بسد الابواب الا باب ابی بکر وامام ایستدل به من حدیث الامامة فقد اخرج الترمذی من حدیث مالک بن انس عن ہشام بن عروۃ عن ابیه عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت عائشة یارسول اللہ ان ابابکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکاء فمر عمر فلیصل قالت فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس قالت عائشة فقلت لحفصة قولی له یارسول اللہ ان ابابکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکاء فأمر عمر فلیصل بالناس ففعلت حفصة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت حفصة لعائشة ماکنت لاصیب منک خیرا۔ واخرج الترمذی عن القاسم بن محمد عن عائشة

کرتا ہوں کہ کہیں کوئی تمنا کرنے والا تمنا نہ کرے اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ میں (مستحق خلافت ہوں) حالانکہ وہ (مستحق) نہ ہوگا اور یہ کہہ کر آپ نے فرمایا اچھا چھوڑ دو اللہ اور مسلمان سوا ابوبکرؓ کے کسی سے راضی نہ ہوں گے۔ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ خطبہ جو آپ نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا جس سے (خلافت) پر استدلال کیا جاتا ہے) ترمذی نے زہری سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سوا ابوبکرؓ کے سب کے دروازوں کو مسجد (نبوی) سے بند کر دینے کا حکم دیا۔ (امامت نماز کی حدیث جس سے خلافت حضرت صدیقؓ پر استدلال کیا جاتا ہے) ترمذی نے بروایت (امام) مالک بن انس ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (اپنے مرض وفات میں) فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب سے ان کی آواز لوگ نہ سن سکیں گے لہٰذا آپ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ آپ نے (پھر) فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے حفصہؓ سے کہا کہ تم بھی حضرتؐ سے عرض کرو کہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب لوگ ان کی آواز نہ سن سکیں گے لہٰذا آپ عمرؓ کو حکم دیجئے وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت حفصہؓ نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو گویا یوسفؑ کی ہمنشیں عورتیں ہو ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت حفصہؓ (اپنے کہنے پر بہت پشیمان ہوئیں اور انھوں) نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ مجھے کبھی تم سے فائدہ نہ پہنچا۔ (اور) ترمذی نے قاسم بن محمد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ

قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ۔ واما مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقد اخرج الترمذی من حدیث اسحٰق بن یحییٰ بن طلحۃ عن عمہ اسحٰق بن طلحۃ عن عائشۃ ان ابا بکر دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمی عتیقا واخرج الحاکم عن عائشۃ بنت طلحۃ عن عائشۃ ام المؤمنین قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر الی عتیق من النار فلینظر الی ابی بکر۔ و اخرج الحاکم من حدیث معمر عن الزہری عن عروۃ عن عائشۃ قالت لما اسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی اصبح یتحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن کان آمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر فقالوا ہل لک الی صاحبک یزعم انہ اسری بہ اللیلۃ الی بیت المقدس قال اَوَ قال ذلک قالوا نعم قال لئن قال ذلک لقد صدق قالوا وتصدقہ انہ ذہب اللیلۃ الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقہ فیما ھو ابعد من ذلک اصدقہ بخبر السماء

وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قوم میں ابوبکرؓ (موجود) ہوں اس قوم کے لئے ابوبکرؓ کے سوا کسی اور کا امام بننا زیبا نہیں ہے۔ [مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ] ترمذی نے بروایت اسحاق بن یحییٰ بن طلحہؓ ان کے چچا اسحاق بن طلحہؓ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکرؓ (ایک روز) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوتے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ تم آتش دوزخ سے اللہ کے عتیق (یعنی آزاد کئے ہوئے) ہو۔ اس دن سے ان کا لقب عتیق مشہور ہوا۔ اور حاکم نے عائشہ بنت طلحہؓ سے انھوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کسی ایسے شخص کے دیکھنے کی خوشی ہو جو دوزخ کی آگ سے آزاد ہو تو اسے چاہیئے کہ ابوبکرؓ کو دیکھے۔ اور حاکم نے بروایت معمر زہری سے انھوں نے عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں بیت المقدس تشریف لے گئے اور صبح کو آپؐ نے یہ واقعہ لوگوں سے بیان کیا تو کچھ لوگ جو آپؐ پر ایمان لاچکے تھے اور آپؐ کی تصدیق کرچکے تھے مرتد ہوگئے اور اس واقعہ کو جاکر انھوں نے ابوبکرؓ سے بیان کیا اور کہا کہ اب آپ اپنے صاحب کو دیکھئے وہ کہتے ہیں کہ آج شب کو وہ بیت المقدس گئے تھے حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا کہ کیا وہ درحقیقت ایسا کہتے ہیں؟ ان لوگوں نے کہا ہاں وہ ایسا ہی کہتے ہیں تو ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ اگر انھوں نے ایسا کہا ہے تو سچ کہا ان لوگوں نے کہا کیا آپؐ ان کی اس بات کو سچ سمجھتے ہیں کہ وہ شب کو بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آگئے حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہاں (میں اس بات کو سچ سمجھتا ہوں مگر اس میں تعجب کیا) میں تو ان کی ان باتوں کو سچ سمجھتا ہوں جو اس سے زیادہ دور از عقل ہیں۔ میں ان کو آسمان کی خبروں میں

فی غدوة او روحة فلذلك سمی ابوبکر الصديق. واما مناقب عمر بن الخطاب فقد اخرج مسلم من حديث ابراهيم بن سعد عن ابيه سعد عن ابی سلمة عن عائشة عن النبی صلی الله علیه وسلم انه کان یقول قد کان یکون فی الامم قبلکم محدثون فان یکن فی امتی منهم احد فان عمر بن الخطاب منهم. واخرج ابن ماجة من حديث الزنجی بن خالد عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة. واخرج الترمذی من حديث يزيد بن رومان عن عروة عن عائشة قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت صبيان فقام رسول الله صلی الله علیه وسلم فاذا حبشية تزفن والصبيان حولها فقال يا عائشة تعالی فانظری فجئت فوضعت لحيی علی منکب رسول الله صلی الله علیه وسلم فجعلت انظر اليها ما بين المنکب الی راسه فقال لی اما شبعت اما شبعت قالت فجعلت اقول لا لانظر منزلتی عنده اذ طلع عمر قالت فارفض الناس عنها قالت فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم

سچا سمجھتا ہوں (جو) صبح یا شام میں (ان کے پاس آجاتی ہیں) اسی وجہ سے ابوبکرؓ کا لقب صدیق ہوا۔ { مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ } مسلم نے بروایت ابراہیم بن سعد ان کے والد سے انھوں نے ابوسلمہؓ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے تھے بیشک تم سے پہلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے اگر میری امت میں کوئی شخص ایسا ہے تو وہ عمر بن خطابؓ ہیں۔ اور ابن ماجہ نے بروایت زنجی بن خالد ہشام بن عروہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ! اسلام کو عزت دے خاص کر عمر بن خطابؓ سے۔ اور ترمذی نے بروایت یزید بن رومان عروہ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز (گھر میں) بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ شور اور کچھ بچوں کی آواز سننے میں آئی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت اچھل کود کر رہی ہے اور بچے اس کے گرد ہیں پس آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ آؤ دیکھو۔ چنانچہ میں گئی اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شانے پر اپنی ٹھوڑی رکھدی اور شانہ اور سر مبارک کی درمیانی راہ سے میں اس کو دیکھنے لگی حضرتؐ مجھ سے پوچھتے تھے کہ کیا تم سیر نہیں ہوئیں! کیا تم سیر نہیں ہوئیں! اور میں کہتی تھی نہیں نہیں، میرا مقصد یہ تھا کہ میں دیکھوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں میری کتنی جگہ ہے۔ یکایک عمرؓ آگئے تو سب لوگ اس حبشی عورت کو چھوڑ کر بھاگ گئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے

لہ یعنی معراج کے واقعہ میں [illegible]

فلا تقاتلهم.

ومن مسند انس بن مالك رضي الله عنه

لما ان الخلافة في قريش فقد اخرج احمد عن بكر بن وهب الجزري قال قال لي انس بن مالك احدثك حديثا ما احدثه كل احد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام على باب البيت ونحن فيه فقال الائمة من قريش ان لهم عليكم حقا ولكم عليهم حقا مثل ذلك ما ان استرحموا رحموا وان عاهدوا وفوا وان حكموا عدلوا ومن لم يفعل ذلك منهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين واخرج احمد عن انس قال دعا النبي صلى الله عليه وسلم الانصار ليقطع لهم البحرين فقالوا لا حتى تقطع لاخواننا من المهاجرين فقال انكم ستلقون من بعدي اثرة فاصبروا حتى تلقوني واما الدليل على خلافتهم من جهة تفويض الصدقات اليهم بعده فقد اخرج الحاكم من طريق علي بن محمد عن المختار بن فلفل عن انس بن مالك

تم ہرگز ان کی وجہ سے دو چار)۔

مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۱۴۔ روایت

(خلافت کا قریش میں ہونا) امام احمد نے بکر بن وہب جزری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت انس بن مالکؓ نے کہا میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میں ہر شخص سے نہیں بیان کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے دروازہ پر کھڑے تھے اور ہم لوگ کعبہ کے اندر تھے پس آپؐ نے فرمایا کہ امام قریش سے ہوں گے بیشک ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا بھی ان پر ویسا ہی حق ہے جب تک کہ (قریش میں) یہ تین صفتیں رہیں، اگر ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں اور اگر عہد کریں تو اس کو پورا کریں اور اگر حاکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور جو ان میں سے ایسا نہ کرے اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت۔ اور امام احمدؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا تاکہ آپ ان کو بحرین جاگیر میں دیدیں۔ انصار نے عرض کیا کہ ہم نہ لیں گے جب تک کہ آپ ہمارے بھائی مہاجرین کو بھی نہ دیں۔ حضرتؐ اس جواب سے خوش ہوئے اور آپ نے فرمایا عنقریب تم لوگ میرے بعد (اپنے اوپر دوسروں کو) ترجیح دیتے ہوئے دیکھو گے تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے مل جانا[1]۔

(حضرتؐ کے بعد خلفاء کو تحصیل زکوٰۃ کا اختیار عنایت ہونے سے ان کی خلافت پر استدلال) حاکم نے بروایت علی بن محمد مختار بن فلفل سے انہوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے

[1] [illegible] کی تاکید بھی اسی مصلحت سے فرمائی ہے۔

قال بعثني بنو المصطلق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا اسأل لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الى من ندفع صدقاتنا بعدك قال فأتيته فسألته فقال الى ابي بكر فأتيتهم فأخبرتهم قالوا ارجع اليه فاسأله فان حدث بابي بكر حدث فالى من فأتيته فأخبرته فقال الى عمر فقالوا ارجع اليه فسأله فان حدث بعمر حدث فالى من فأتيته فسألته فقال الى عثمان فأتيتهم فأخبرتهم فقالوا ارجع فاسأله فان حدث بعثمان حدث فالى من فأتيته فسألته فقال ان حدث بعثمان حدث فتبا لكم الدهر تبا هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه

ومنها ان ابابكر صديق وسائرهم شهداء فقد اخرج البخاري عن يحيى عن سعيد عن قتادة ان انس بن مالك حدثهم ان النبي صلى الله عليه وسلم صعد احدا وابوبكر وعمر وعثمان فرجف بهم فقال اثبت احد فانما عليك نبي وصديق وشهيدان ومنها افضلية الشيخين فقد اخرج الترمذي من حديث محمد بن كثير الاوزاعي عن قتادة عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابي بكر وعمر

روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ قبیلۂ بنی مصطلق کے لوگوں نے مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور کہا ہماری طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا کہ آپ کے بعد ہم اپنی زکوٰۃ کس کو دیں چنانچہ میں حضرت کی خدمت میں گیا اور میں نے آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا ابوبکرؓ کو دیں۔ میں نے جاکر (یہی) ان لوگوں سے بیان کر دیا انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر ابوبکرؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو (زکوٰۃ دیں) چنانچہ میں پھر آپ کے پاس گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا عمرؓ کو دیں (میں نے جاکر ان لوگوں سے اس کو بیان کر دیا) انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عمرؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو دیں) چنانچہ میں پھر حضرتؐ کی خدمت میں گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا عثمانؓ کو دیں۔ میں نے جاکر ان لوگوں سے بیان کر دیا۔ انھوں نے کہا پھر جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عثمانؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو کس کو دیں چنانچہ میں پھر گیا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا اگر عثمانؓ پر کوئی حادثہ پیش آجائے تو پھر ہمیشہ تمہارے لئے ہلاکت ہے کہ حاکم نے کہا ہے کہ) یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر شیخین نے نہیں لکھی۔ (حضرت ابوبکرؓ کا صدیق اور باقی خلفاء کا شہید ہونا) بخاری نے یحییٰ سے انھوں نے سعید سے انھوں نے قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ انس بن مالکؓ نے ان سے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ کوہ اُحد پر پہنچے اور ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ (بھی) آپ کے ساتھ تھے پہاڑ ہلنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ اے اُحد! ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی ہیں اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (شیخین کا افضل امت ہونا) ترمذی نے بروایت محمد بن کثیر اوزاعی سے انھوں نے قتادہؓ سے انھوں نے قتادہؓ سے انھوں نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (حضرت علیؓ سے مخاطب ہوکر) ابوبکر و عمر کی شان میں فرمایا

هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين
الا النبيين والمرسلين لا تخبرهما يا
علي (ولما ذكر ثناءه عليهم مع غيرهم فقد
اخرج احمد والترمذي عن معمر عن قتادة
عن انس بن مالك قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم ارحم امتي بامتي
ابو بكر واشدهم في امر الله عمر و
اصدقهم حياء عثمان بن عفان واعلمهم
بالحلال والحرام معاذ بن جبل و
افرضهم زيد بن ثابت واقرأهم ابي
بن كعب ولكل امة امين وامين هذه
الامة ابو عبيدة بن الجراح قال الترمذي
وقد رواه ابو قلابة عن انس عن
النبي صلى الله عليه وسلم نحوه (امامته
في اليوم الذي مات فيه رسول الله
صلى الله عليه وسلم بحضور رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقد اخرج البخاري
عن ابن شهاب قال حدثني انس بن مالك
ان المسلمين بينا هم في صلاة الفجر من يوم الاثنين
وابو بكر يصلي بهم لم يفجأهم الا رسول الله صلى الله
عليه وسلم قد كشف ستر حجرة عائشة فنظر
اليهم وهم صفوف في الصلاة ثم تبسم
يضحك فنكص ابو بكر على عقبيه ليصل الصف
وظن ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يريد
ان يخرج الى الصلاة فقال انس وهم
المسلمون ان يفتتنوا في صلاتهم فرحا برسول الله
صلى الله عليه وسلم فاشار اليهم
بيده رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان اتموا صلاتكم ثم دخل الحجرة

کہ یہ دونوں سوا انبیاء و مرسلین کے تمام پیران اہل جنت
کے سردار ہیں کیا لگے اور کہا پیچھے اے علیؓ! تم ان دونوں
کو اس کی خبر نہ کرنا۔ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلفاء
کی مع چند صحابہؓ کے تعریف کرنا) امام احمدؒ و ترمذی نے
معمر سے انھوں نے قتادہؓ سے انھوں نے حضرت انس بن مالک
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میری امت میں سب سے زیادہ مہربان میری امت پر
ابوبکرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سخت اللہ کے امر میں عمرؓ ہیں اور سب سے
زیادہ کامل حیا میں عثمان بن عفانؓ ہیں اور سب سے زیادہ واقف حلال و حرام سے معاذ بن
جبل ہیں اور سب سے زیادہ عالم (فن) فرائض کے زید بن ثابتؓ ہیں اور سب سے زیادہ عالم
قرأت کے ابی بن کعبؓ ہیں اور ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے،
اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراحؓ ہیں۔ ترمذی نے کہا
ہے کہ اس حدیث کو ابوقلابہ نے بھی حضرت انسؓ سے انھوں
نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل روایت کیا ہے
(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جس روز کہ آپ
کی وفات ہوئی امامت نماز کا واقعہ) بخاری نے ابن شہاب
سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت انس بن
مالکؓ نے بیان کیا کہ اس حال میں کہ دوشنبہ کے دن مسلمان
نماز فجر میں تھے اور ابوبکرؓ ان کو نماز پڑھا رہے تھے یکایک
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے حجرہ
کا پردہ اٹھایا اور مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ صف باندھے ہوئے
نماز میں کھڑے ہیں یہ دیکھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
مسکرائے ابوبکرؓ نے چاہا کہ پیچھے ہٹ کر صف سے مل جائیں
ان کو یہ خیال ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز
کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ مسلمان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس قدر خوش
ہوئے کہ نماز توڑ دینا چاہتے تھے مگر رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے انھیں اشارہ کیا کہ تم لوگ اپنی
نماز پوری کرو۔ اس کے بعد آپ حجرہ کے اندر تشریف لے گئے

وامرهم بالستر واما منزلة الشيخين عند النبي
صلى الله عليه وسلم فقد اخرج
الترمذي عن الحكم بن عطية عن ثابت عن
انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان يخرج على اصحابه من المهاجرين
والانصار وهم جلوس وفيهم ابو بكر
وعمر فلا يرفع اليه احد منهم بصره
الا ابو بكر وعمر فانهما كانا ينظران
اليه وينظر اليهما ويتبسمان اليه ويتبسم اليهما
واما مناقب ابي بكر الصديق فقد
اخرج ابن ماجة من حديث معتمر
بن سليمان عن حميد عن انس قال
قيل يا رسول الله اي الناس
احب اليك قال عائشة قيل من
الرجال قال ابوها واخرج احمد
من حديث جعفر بن سليمان الضبعي
عن ثابت عن انس قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان طير الجنة كامثال البخت ترعى
في شجر الجنة فقال ابو بكر يا رسول
الله ان هذه لطير ناعمة فقال
اكلتها انعم منها قالها ثلاثا واني لارجو
ان تكون ممن ياكل منها يا ابا بكر
واما مناقب عمر بن الخطاب فقد
اخرج الترمذي من حديث اسماعيل
بن جعفر عن حميد عن انس ان النبي
صلى الله عليه وسلم قال دخلت
الجنة فاذا انا بقصر من ذهب فقلت
لمن هذا القصر قالوا لشاب من قريش

اور پردہ ڈال دیا۔ شیخین کا تقرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس، ترمذی نے حکم بن عطیہ سے انھوں نے ثابت سے
انھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ یعنی مہاجرین و انصار کے
پاس تشریف لاتے اور وہاں ابو بکرؓ و عمرؓ بھی ہوتے تو ایسی
کیفیت ہوتی کہ کوئی شخص (ہیبت سے) آپ کی طرف نظر
اٹھا کر دیکھتا تھا سوا ابو بکرؓ و عمرؓ کے، یہ دونوں آپ کی طرف
دیکھتے تھے اور آپ ان کی طرف دیکھتے تھے وہ آپ کو دیکھ کر
مسکراتے تھے اور آپ ان کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔ (ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے مناقب) ابن ماجہ نے بروایت معتمر بن سلیمان
حمید سے انھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ
کہتے تھے کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! سب سے زیادہ
آپ کو کس سے محبت ہے؟ آپ نے فرمایا عائشہؓ سے۔ پھر
عرض کیا گیا کہ مردوں میں فرمائیے فرمایا کہ ان کے والد سے اور
امام احمدؒ نے بروایت جعفر بن سلیمان ضبعی ثابت سے
انھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز بیان) فرمایا کہ
جنت میں ایک قسم کا پرندہ ہے (قد و قامت میں) بختی
اونٹوں کے جو جنت کے درختوں میں چرا کرتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ
نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ، وہ پرندہ نہایت نفیس ہوگا۔ حضرتؐ
نے فرمایا اس کے کھانے والے اس سے زیادہ نفیس ہوں گے
تین مرتبہ آپ نے یہی فرمایا اور مجھے امید ہے کہ
اے ابو بکرؓ! تم بھی ان لوگوں میں ہو گے جو اس پرندہ کا
گوشت کھائیں گے۔ (حضرت عمرؓ بن خطاب کے مناقب)
ترمذی نے بروایت اسماعیل بن جعفر حمید سے انھوں نے
حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا
کہ سونے کا ایک محل ہے میں نے پوچھا کہ یہ محل
کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا قریش کے ایک جوان کا

فاختار ذلک العبد ما عند اللہ قال فبکی ابوبکر رضی اللہ عنہ فعجبنا لبکائہ ان یخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عبد خیر فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو المخیر وکان ابوبکر رضی اللہ عنہ اعلمنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ لا یبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر واخرج الترمذی عن عبید بن حنین عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبدا خیرہ اللہ بین ان یؤتیہ من زھرۃ الدنیا ما شاء وبین ما عندہ فاختار ما عندہ ثم ذکر نحوا مما تقدم و اما مناقب عمر بن الخطاب فقد اخرج البخاری عن ابن شہاب عن ابی امامۃ بن سھل بن حنیف عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم رأیت الناس عرضوا علی وعلیھم قمص فمنھا ما یبلغ الثدی ومنھا ما یبلغ دون ذلک

آخرت کی طرف انتقال کرے (آپ مجھ سے آخرت کو اختیار کر دیا) پس گریہ کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے ہم لوگوں نے ان کے رونے پر تعجب کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک بندہ کی کیفیت بیان فرما رہے ہیں کہ جس کو اختیار دیا گیا (اس میں رونے کی کیا بات ہے) مگر (حضرت کی وفات ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ) وہ بندہ جس کو اختیار دیا گیا تھا خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے (اس بندہ کی کیفیت بیان کرنے کے بعد) پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے اپنی رفاقت سے اور اپنے مال سے ابوبکر ہیں اور اگر میں خدا کے سوا کسی کو اپنا خلیل بناتا تو بیشک ابوبکر کو بناتا لیکن دین کے ساتھ اخوت اسلام اور محبت اسلام ہے جو مجھے ہے وہی کافی ہے دیکھو مسجد میں کسی کا دروازہ باقی نہ رکھا جائے سب بند کر دیئے جائیں سوا ابوبکر کے دروازے کے اور ترمذی نے عبید بن حنین سے انھوں نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر رونق افروز ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ایک بندہ کو اختیار دیا کہ چاہے تو اس کو مال و متاع دنیا دیے جس قدر وہ خواہش کرے اور چاہے تو اس کو وہ نعمتیں دی جائیں جو اللہ کے یہاں ہیں۔ پس بندہ نے اللہ کے یہاں کی نعمتوں کو اختیار کر لیا۔ اس کے بعد ترمذی نے مثل گذشتہ حدیث کے نقل کیا ہے۔ (حضرت عمرؓ بن خطاب کے مناقب) بخاری نے ابن شہاب سے انھوں نے ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے انھوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اس حال میں کہ میں سوتا تھا میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے اور وہ سب کرتے پہنے ہوئے ہیں کسی کا کرتہ سینہ تک ہے اور کسی کا اس سے نیچا

وعُرِضَ عليَّ عمرُ وعليه قميصٌ يجرّه قالوا فما اوّلته يا رسول الله قال الدين. واما بشارة الشيخين بالجنة والاشارة الى انهما من السابقين المقربين فقد اخرج الترمذي من طريق سالم بن ابي حفصة والاعمش وجماعة كلهم عن عطية عن ابي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اهل الدرجات العلى ليراهم من تحتهم كما ترون النجم الطالع في افق السماء وان ابابكر وعمر منهم وانعما. واما انهما منظوران الى ان امر الملة تتم بهما فقد اخرج الترمذي من حديث ابي الجحاف عن عطية عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من نبي الا وله وزيران من اهل السماء ووزيران من اهل الارض فاما وزيراي من اهل السماء فجبرئيل وميكائيل واما وزيراي من اهل الارض فابوبكر وعمر. واما الدليل على خلافتهم من جهة وقوع خلافتهم في مرتبة امراء الخير فقد اخرج احمد من حديث عبدالله التيمي عن ابي سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يكون عليكم امراء تطمئن اليهم القلوب وتلين لهم الجلود ثم يكون عليكم

اور عمر بن خطابؓ بھی میرے سامنے لائے گئے تو (میں نے دیکھا کہ) ان کا کرتہ اس قدر (نیچا ہے کہ) وہ اپنے کرتہ کو کھینچتے ہوئے لئے جا رہے ہیں صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی۔ حضرتؐ نے فرمایا (کرتہ سے مراد) دین ہے۔

{شیخینؓ کے جنتی ہونے کی بشارت اور ان کے سابقین مقربین میں ہونے کی طرف اشارہ} ترمذی نے بروایت سالم بن ابی حفصہ اور اعمش اور نیز بہت لوگوں کے نقل کیا ہے یہ سب لوگ عطیہ سے وہ حضرت ابوسعید (خدریؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنت میں) اوپر کے درجہ والوں کو نیچے کے درجہ والے (ایسا روشن) دیکھیں گے جیسے تم اس ستارہ کو (روشن) دیکھتے ہو جو آسمان کے کنارہ پر ہو اور بیشک ابوبکرؓ وعمرؓ بھی انھیں (اوپر کے درجہ والوں) میں سے ہیں اور (بلکہ ان سے بھی) اچھے ہیں۔

{شیخینؓ کا وزیر ہونا اور دین کے کام کا ان سے پورا ہونا} ترمذی نے بروایت ابو جحاف عطیہ سے نقل انھوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کے دو وزیر[1] آسمان والوں میں سے اور دو وزیر زمین والوں میں سے نہ ہوں چنانچہ میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبرئیلؑ ومیکائیلؑ ہیں اور میرے دو وزیر زمین والوں میں سے ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں۔

{خلفاء کی خلافت پر یہ دلیل کہ ان کی خلافت امراء خیر کے (موعودہ) زمانہ میں ہوئی} امام احمدؒ نے بروایت عبداللہ تیمی حضرت ابوسعید (خدریؓ) سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہؓ سے) فرمایا کہ (میرے بعد) تم پر وہ لوگ حاکم ہوں گے جن پر دلوں کو اطمینان ہوگا اور (لوگوں کے) جسم ان کے سامنے جھکیں گے اس کے بعد تم پر

[1] وزیر کے معنے لغت میں مددگار۔ اور یہاں مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی کو کسی کام میں مددگار ہو سب کے بعد اس مددگار سے زیادہ اس کام کا کون مستحق ہو سکتا ہے یہی معنے ولیعہد ہونے کے ہیں۔

بسواد كشياً ز منهم القلوب وتقشعر منه الجلود فقال رجل افلا نقاتلهم يا رسول الله قال لا ما اقاموا الصلوة۔

ومن مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه

اما ان الخلافة لقريش فقد اخرج احمد من حديث ابن جريج عن ابي الزبير عن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال الناس تبع لقريش في الخير والشر واما الدليل على خلافة الخلفاء فقد اخرج احمد والحاكم من حديث الزبيدي عن ابن شهاب عن عمرو بن ابان بن عثمان عن جابر بن عبد الله انه كان يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اُري الليلة رجل صالح ان ابا بكر رضي الله عنه نيط برسول الله صلى الله عليه وسلم ونيط عمر بابي بكر ونيط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند النبي صلى الله عليه وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول الله صلى الله عليه وسلم واما ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم من نوط بعضهم ببعض فهم ولاة هذا الامر الذي بعث به نبيه صلى الله عليه وسلم واما بشارتهم بالجنة فقد اخرج احمد من حديث عبد الله بن محمد بن عقيل بن ابي طالب عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يطلع عليكم من تحت هذا الصور رجل من اهل الجنة

ایسے لوگ حاکم ہوں گے جن سے دل متنفر ہوں گے اور جن (کے نام) سے جسم پر رونگٹے کھڑے ہوں گے ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم ایسے (برے) حاکموں سے قتال نہ کریں حضرت نے فرمایا نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں۔

مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (۸ - روایت)

{خلافت کا خاص قریش کے لئے (مخصوص) ہونا} (امام) احمدؒ نے بروایت ابن جریج ابوالزبیر سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگ خیر وشر (دونوں) میں قریش کے تابع ہیں۔

{خلفاء (راشدین) کے خلافت کی دلیل} (امام) احمدؒ اور حاکم نے بروایت زبیدی ابن شہاب (زہری) سے انھوں نے عمرو بن میمون سے انھوں نے جابر بن عبد اللہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کی شب ایک نیک مرد کو خواب میں دکھایا گیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے دامن) سے لٹکائے گئے اور عمرؓ ابوبکرؓ (کے دامن) سے لٹکائے گئے اور عثمانؓ عمرؓ (کے دامن) سے لٹکائے گئے حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے اٹھے تو ہم نے کہا کہ نیک مرد تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور جو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے (کے دامن) سے لٹکایا جانا ذکر فرمایا تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کام (یعنے دین) کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں یہ لوگ (آپ کے بعد) اس کام کے والی (اور حاکم) ہوں گے۔

{خلفاء راشدین کے لئے جنتی ہونے کی بشارت} (امام) احمدؒ بروایت عبد اللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے (ابھی) ایک جنتی مرد تمہارے پاس آئے گا

قال فقمنا الى ابی بکر رضی اللہ عنہ فهنأناه بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم لبث هنيهة ثم قال يطلع عليكم من تحت هذا الصور رجل من اهل الجنة قال فطلع عمر رضی اللہ عنہ قال فهنأناه بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال يطلع عليكم من تحت هذا الصور رجل من اهل الجنة قال فطلع عثمان رضی اللہ عنہ قال فهنأناه بما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال يطلع عليكم من تحت هذا الصور رجل من اهل الجنة اللهم ان شئت جعلته عليا ثلث مرار قال فطلع علی رضی اللہ عنہ رواہ ومن مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ما اخرج الحاکم عن محمد بن المنکدر عن جابر قال كنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءه وفد عبد القیس فتكلم بعضهم بكلام لغا في الكلام فالتفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم الى ابی بکر وقال يا ابا بکر سمعت ما قالوا قال نعم يا رسول اللہ وفهمته

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ (آپ کے فرمانے کے بعد) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہم نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے (کے بموجب جنت) کی بشارت دی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ توقف کے بعد فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمہارے پاس آنے والے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں ہم نے ان کو بھی جو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا اس کی بشارت دی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمہارے پاس آتا ہے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اس کی بشارت ان کو بھی دی۔ پھر فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمہارے پاس آتا ہے پھر آپ نے تین مرتبہ یہ دعا مانگی یا اللہ! اگر تو چاہے تو آنے والے علیؓ ہوں۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب) حاکم نے محمد بن منکدر سے انھوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے آپ کے پاس قبیلہ عبدالقیس کے وفد[1] آئے ان میں سے بعضوں نے کچھ گفتگو کی اور عمدہ تقریر کی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابوبکرؓ! جو کچھ انھوں نے کہا تم نے سنا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ہاں اے رسول اللہ! میں نے (سب سنا) سمجھ لیا

[1] [illegible]

تلک وجہہ قال فلما جاوب ابوبکر بجواب و اجاد الجواب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکر اعطاک اللہ الرضوان الاکبر فقال بعض القوم وما الرضوان الاکبر یا رسول اللہ قال یتجلی اللہ لعبادہ فی الآخرۃ عامۃ و یتجلی لابی بکر خاصۃ و اما مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقد اخرج البخاری من حدیث عبد العزیز بن الماجشون عن محمد بن المنکدر عن جابر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأیتنی دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ فسمعت خشفۃ فقلت من ھذا فقال ھذا بلال و رأیت قصرا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھذا فقال لعمر فاردت ان ادخلہ فانظر الیہ فذکرت غیرتک فقال عمر رضی اللہ عنہ بابی وامی یا رسول اللہ اعلیک اغار و اما مناقب عثمان فقد اخرج الحاکم عن جابر بن عبد اللہ قال بینا نحن فی بیت فی نفر من المہاجرین منہم ابوبکر و عمر و عثمان و علی و طلحۃ و الزبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لینہض کل رجل منکم

پھر آپ نے فرمایا تو تم ان کو (ان کی بات کا) جواب دو۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکرؓ نے وفد عبد القیس کی بات کا جواب دیا اور اچھا جواب دیا۔ (ان کا جواب سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے) پھر فرمایا اے ابوبکرؓ! اللہ نے تمہیں رضوان اکبر عطا فرمائی۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! رضوان اکبر کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قیامت میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے لئے عام تجلی فرمائیگا اور ابوبکرؓ کے لئے خاص تجلی فرمائے گا۔ {حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب} (اولہم) بخاری نے بروایت عبد العزیز بن ماجشون محمد بن منکدر سے وہ حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میں جنت میں گیا تو مجھے وہاں رمیصاء زوجہ ابو طلحہ ملیں، پھر میں نے کسی کے چلنے کی آواز سنی میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ کسی نے جواب دیا یہ بلالؓ ہیں پھر میں نے (جنت میں) ایک محل دیکھا جس کے صحن میں مجھے ایک جوان عورت نظر آئی میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب ملا کہ عمرؓ کا، پھر میں نے اس محل میں جانا چاہا تاکہ اس کے اندر سیر کروں تو میں نے (اے عمرؓ!) تمہاری غیرت کو یاد کیا (اور محل کے اندر نہ گیا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میں آپ سے غیرت کرتا۔ {حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب} حاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہم مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) تھے ایک مکان میں بیٹھے تھے (اور اس جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی رونق افروز تھے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص

الی کنفوہ فـتنق النبی صلے اللہ علیہ وسلم الی عثمان فاعتنقہ وقال انت ولیی فی الدنیا والاٰخرۃ

وامّا بشارۃ اہل الحدیبیۃ بالجنۃ فقد اخرج ابوداؤد من حدیث اللیث عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ وفی الخرج احمد من حدیث سفیان عن عمرو عن جابر قال کنا یوم الحدیبیۃ الفا واربعمائۃ فقال لنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیر اہل الارض۔

اپنے کونے کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے : چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ کے پاس کھڑے ہو گئے اور اُن سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا کہ (اے عثمانؓ!) تم دنیا و آخرت میں میرے ولیؓ ہو۔ [اہل حدیبیہ کے لئے جنتی ہونے کی بشارت] ابوداؤد نے بروایت لیث ابوالزبیر سے اُنھوں نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے (بیعتِ رضوان) کی ہے اُن میں سے ایک بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور (امام) احمدؒ نے بروایت سفیان عمرو سے اُنھوں نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم حدیبیہ کے دن ایک ہزار چار سو اشخاص تھے ہم سب کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم تمام روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہو۔

مسانید المہاجرین من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

مسانید مہاجرین اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ازانجملہ مسند عمار بن یاسرؓ

مسند عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ (۲ روایت)

(شیخین کا رتبہ)

انما فضل الشیخین وکونہما من السابقین المقربین وان ابابکر افضل من عمر فقد اخرج ابو یعلےٰ من طریق حماد بن ابی سلیمان عن ابراہیم عن علقمۃ عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا عمار ان جبرئیل اتانی انفا فقلت یا جبرئیل حدثنی بفضائل عمر بن الخطاب فی السماء فقال یا محمد لو حدثتک

افضل اور سابقین مقربین سے ہونا اور حضرت ابوبکرؓ کا عمرؓ سے افضل ہونا] ابو یعلےٰ نے بروایت حماد بن ابی سلیمان ابراہیم (نخعی) سے اُنھوں نے علقمہ سے اُنھوں نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمار! ابھی میرے پاس جبرئیل (علیہ السلام) آئے تھے میں نے اُن سے کہا کہ اے جبرئیل! عمر بن خطابؓ کے وہ فضائل جو آسمان میں (فرشتوں کے درمیان مشہور ہیں) بیان کرو۔ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ اے محمد! (صلے اللہ علیہ وسلم) اگر [illegible]

لہ کیونکہ بہت ممکن ہے [illegible] حضرت علیؓ [illegible]
[illegible]
[illegible]

بفضائل عمر مثل ما لبث نوح فی قومہ الف سنۃ الا خمسین عاماً ما نفدت فضائل عمر وان عمر لحسنۃ من حسنات ابی بکر واما سوابق ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقد اخرج البخاری عن ھمام قال سمعت عماراً یقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما معہ الا خمسۃ اعبد وامرأتان وابو بکر۔

عمرؓ کے فضائل اُس مدت تک کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی اُمت میں رہے یعنی ساڑھے نو سو برس تک بیان کرتا رہوں پھر بھی ان کے فضائل ختم نہ ہوں گے (باوجود اس کے عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کا وہ مرتبہ ہے کہ) حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔ [حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوابق اسلامیہ] (امام بخاریؒ نے ہمام سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے حضرت عمارؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا ہے کہ آپ کے ساتھ پانچ غلام اور دو عورتیں اور حضرت ابوبکرؓ تھے۔

ومن مسند حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ

مسند حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ

۹-روایت

خلفاء راشدین کی خلافت کی دلیل

اما ما یدل علی خلافتھم من مدائح منظر الامیر فقد اخرج الحاکم من حدیث عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن حذیفۃ بن الیمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لقد ھممت ان ابعث الی الآفاق رجالاً یعلمون الناس السنن والفرائض کما بعث عیسی بن مریم الحواریین قیل لہ فاین انت عن ابی بکر وعمر قال انہ لا غنی لی عنھما انھما من الدین کالسمع والبصر واما ان قولھما حجۃ فان اللہ یحب الاقتداء بھما فقد اخرج الحاکم من حدیث ربعی عن

ان کے ساتھ وہ نیک مدح کے برتاؤ سے [حاکم نے بروایت عبدالملک بن عمیر نقل کیا ہے وہ ربعی بن حراش سے وہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میں نے ارادہ کیا کہ اطراف ممالک میں چند اشخاص بھیجدوں جو لوگوں کو (دین کے) فرائض اور سنتیں سکھلائیں جس طرح حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے (اپنے) حواری بھیجے تھے (اور وہ ان کے دین کی اشاعت کرتے تھے) کسی نے کہا کہ آپ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو (اس کام کے لئے) کیوں نہیں بھیجدیتے؟ آپ نے فرمایا کہ ان سے تو (ہر وقت) مجھے کام رہتا ہے اور بیشک وہ دونوں دین (اسلام) کے لئے مثل کان اور آنکھ کے ہیں (پھر وہ کس طرح مجھ سے جدا ہو سکتے ہیں) [شیخین کے قول کا حجت ہونا اور ان کی پیروی کا واجب ہونا] حاکم نے بروایت

سلہ یہ حدیث شیعہ کی بھی ہے چنانچہ کتاب معانی الاخبار میں امام موسیٰ رضا علیہ السلام سے روایت ہے عن الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابابکر منی بمنزلۃ السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفؤاد ترجمہ حضرت حسن بن علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ ابوبکر مثل میرے کان کے ہیں اور عمر مثل میری آنکھ کے ہیں اور عثمان مثل میرے دل کے ہیں۔

بن مکی انا عن عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن حذیفة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر واھتدوا بھدی عمار واذا حدثکم ابن ام عبد فصدقوہ۔ وفی روایة الترمذی من حدیث سفیان عن عبد الملک بن عمیر عن مولی لربعی عن ربعی بن حراش عن حذیفة قال کنا جلوسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی لا ادری ما قدر بقائی فیکم فاقتدوا باللذین من بعدی واشار الی ابی بکر وعمر واھتدوا بھدی عمار وما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ۔ واما الآیة علی خلافة عمر وانہ غلق الفتنة فقد اخرج البخاری من حدیث الاعمش قال حدثنا شقیق قال سمعت حذیفة یقول بینا نحن جلوس عند عمر اذ قال ایکم یحفظ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنة قال فتنة الرجل فی اھلہ ومالہ وولدہ وجارہ یکفرھا الصلوٰة والصدقة والامر بالمعروف والنھی عن المنکر قال لیس عن ھذا اسألک ولکن التی تموج کموج

بن مکی نے ہم کو عبد الملک بن عمیر سے اُنھوں نے ربعی بن حراش سے اُنھوں نے حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کی اقتدا کرو جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے یعنے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اور عمار کی سیرت اختیار کرو اور جب تم سے ابن اُمِ عبد (یعنے حضرت ابن مسعودؓ) کوئی بات بیان کریں تو اُس کی تصدیق کرو۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے جسے سفیان نے عبد الملک بن عمیر سے اُنھوں نے ربعی کے مولے سے اُنھوں نے ربعی بن حراش سے اُنھوں نے حذیفہؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوتے تھے آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ میں کب تک تمھارے پاس رہوں لہٰذا تم (میرے بعد) ان دونوں کی اقتدا کرنا جو میرے بعد (میرے جانشین) ہوں گے اور آپ نے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی جانب اشارہ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ عمار کی سیرت اختیار کرنا اور جو کچھ تم سے ابن مسعود کہیں اُسے سچ جاننا [حضرت عمرؓ کے خلافت کی دلیل ہونا یہ کہ وہ (باب) فتنہ کے قفل تھے] (امام) بخاریؒ نے بروایت اعمش نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے شقیق نے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے حضرت حذیفہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اُنھوں نے فرمایا کہ تم میں سے کس کو فتنہ کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد ہے حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا انسان کا فتنہ اُس کے اہل اور مال[1] اور اولاد اور اُس کے ہمسایہ کے متعلق ان سب کا کفارہ تو نماز اور صدقہ اور امر معروف اور نہی منکر سے ہو جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تم سے یہ فتنہ نہیں پوچھتا بلکہ وہ فتنہ کہ جو دریا کی طرح

[1] اہل اور مال اور اولاد وغیرہ کے فتنہ سے مراد یہ ہے کہ ان کے حقوق جو خدا کی طرف سے مقرر ہیں ان کی ادا کرنے میں ... کوتاہی ہو جائے یہ سب معمولی چھوٹی خطاؤں کا کفارہ ہو گناہ صغیرہ کی مد میں ... سے ہو جاتا ہے یعنے یہ خطائیں معاف ہو جاتی ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ ان الحسنات یذھبن السیئات بیشک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

البحر قال ليس عليك منها بأس يا أمير المؤمنين ان بينك وبينها بابا مغلقا قال عمر أيكسر الباب ام يفتح قال لا بل يكسر قال عمر اذا لا يغلق ابدا قلت اجل قلنا لحذيفة اكان عمر يعلم الباب قال نعم كما اعلم ان دون غد الليلة وذلك اني حدثته حديثا ليس بالاغاليط فهبنا ان نسأله من الباب فامرنا مسروقا فسأله فقال من الباب قال عمر واخرج الحاكم من حديث سفيان عن منصور عن ربعي عن حذيفة قال كان الاسلام في زمن عمر كالرجل المقبل لا يزداد الا قربا فلما قتل عمر كان كالرجل المدبر لا يزداد الا بعدا وآيات الدلالة على خلافة عثمان رضي الله عنه وانه اذا قتل لا يستقيم امر الخلافة ابدا فقد اخرج الترمذي عن عبد الله بن عبد الرحمن الانصاري الاشهلي عن حذيفة بن اليمان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال والذي نفسي بيده لا

موج زن ہوگا حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے کہا اے امیر المومنینؓ آپ کو اس فتنہ سے کچھ خوف نہ کرنا چاہیئے کیونکہ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ حائل ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑا جائیگا یا کھولا جائے گا۔ حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا کھولا نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (ٹوٹ کر) کبھی بند نہ ہوگا (حضرت حذیفہؓ کو بیان ہے کہ) میں نے کہا ہاں (بیشک ایسا ہی ہوگا۔ شقیق کہتے ہیں کہ) ہم نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ حضرت عمرؓ جانتے تھے کہ دروازہ کون ہے وہ انھوں نے جواب دیا ہاں (خوب جانتے تھے) جیسا کہ میں جانتا ہوں کہ کل (دن) کے بعد رات ضرور (ہوتی) ہے اور یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ میں نے ان سے کوئی مہمل بات نہیں کی تھی (بلکہ صاف صاف حدیث بیان کی تھی) پھر ہماری ہمت نہ ہوئی کہ حضرت حذیفہؓ سے دریافت کریں کہ دروازہ (سے) کیا (مراد) ہے اسلئے ہم نے مسروق سے کہا کہ وہ ان سے دریافت کریں۔ چنانچہ انھوں نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ دروازہ کون تھا؟ انھوں نے جواب دیا حضرت عمرؓ (ہی دروازہ تھے) اور حاکم نے بروایت سفیان منصور سے وہ ربعی سے وہ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلام مثل ایک ایسے شخص کے تھا جو سامنے سے آ رہا ہو کہ ہر ساعت اس کا قرب بڑھتا جاتا ہے پھر جب حضرت عمرؓ نے شہادت پائی تو اسلام مثل اس شخص کے ہوگیا جو (ہماری طرف سے) پیٹھ کر چل دیا ہو کہ وہ (ہم سے) دور ہی ہوتا جاتا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کی دلیل اور یہ کہ جب وہ شہید ہوجائیگے تو پھر خلافت کبھی مستقیم نہ ہوگا۔ ترمذی نے عبد اللہ بن عبد الرحمن انصاری اشہلی سے روایت کی ہے وہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے

لا تقوم الساعة حتى تقتلوا امامكم
وتجتلدوا باسيافكم ويرث دنياكم
شراركم اما قوله في الخارجين على
عثمان فقد اخرج الحاكم عن ربعي
بن حراش قال انطلقت الى
حذيفة بالمدائن ليالي سار
الناس الى عثمان فقال يا ربعي
ما فعل قومك قلت عن اي بالهم
تسأل قال من خرج منهم الى
هذا الرجل فسميت له رجالا
ممن خرج فقال سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول
من فارق الجماعة واستذل
الامارة لقي الله ولا وجه له
عنده واما الدلالة على ان
عليا حقيق بالخلافة ولكن
الامة لا تجتمع عليه فلذلك
لم يستخلفه النبي صلى الله عليه
وسلم فقد اخرج الحاكم من
طريق شريك بن عبد الله عن
عثمان بن عمير عن شقيق بن سلمة
عن حذيفة قال قالوا يا رسول الله
لو استخلفت علينا قال ان استخلف
عليكم خليفة فتعصوه ينزل العذاب
قالوا لو استخلفت علينا عليا
قال انكم لا تفعلون وان
تفعلوا تجدوه هاديا مهديا
يسلك بكم الطريق المستقيم
واما ما يدل على خلافتهم

کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم لوگ اپنے امام کو قتل کرو گے
اور باہم شمشیر زنی نہ کرو گے اور تمہارے برے لوگ تمہاری
دنیا کے وارث ہو جائیں گے۔ [حضرت حذیفہؓ کا قول حضرت
عثمانؓ سے بغاوت کرنے والوں کے حق میں] حاکم نے ربعی
بن حراش سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جس زمانہ
میں لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر خروج کیا تھا میں مدائن میں
حضرت حذیفہؓ کے پاس گیا انھوں نے مجھ سے دریافت کیا
کہ اے ربعی! تمہاری قوم کے لوگوں نے کیا کیا؟ میں نے کہا
آپ ان کے کس حال کے متعلق مجھ سے دریافت کرتے ہیں؟
حضرت حذیفہؓ نے کہا تم میں سے اس شخص (یعنی حضرت
عثمانؓ) پر کس کس شخص نے خروج کیا ہے۔ پھر میں نے ان
لوگوں کے نام لئے جو بغاوت پر نکلے تھے تو حضرت حذیفہؓ نے
کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ
فرماتے تھے جو شخص جماعت سے جدا ہوا اور اس نے امارت
(اسلام) کو ذلیل کیا وہ (قیامت میں) اللہ سے اس حال
میں ملے گا کہ اس کے پاس اس کے (بچاؤ کے) لئے کوئی حجت
نہ ہوگی۔ [اس امر کی دلیل کہ حضرت علیؓ مستحق خلافت تھے
مگر امت ان پر متفق نہ ہوگی اس لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے انھیں خلیفہ نہیں کیا] حاکم نے بروایت شریک بن عبد اللہ
عثمان بن عمیر سے انھوں نے شقیق بن سلمہ سے انھوں نے
حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے صحابہؓ نے
عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ کسی کو ہم پر اپنا جانشین
بنا دیتے (تو اچھا تھا) آپ نے فرمایا اگر میں کسی کو تم پر
خلیفہ بنا دوں پھر تم اس کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب
(الٰہی) نازل ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگر آپ حضرت
علیؓ کو اپنا خلیفہ کر جائیں (تو بہت مناسب ہے) آپ نے
فرمایا کہ تم (ایسا) نہ کرو گے اور اگر (ایسا) کرو تو تم ان
کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم کو راہ
ہدایت پر چلائیں گے۔ [خلفاء (راشدین) کی خلافت کی دلیل]

من الترتيب الذي بيّنه النبي صلى الله عليه وسلم لدولة ملته فقد اخرج احمد في مسند النعمان بن بشير من حديث حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون النبوة فيكم ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون ملكا عاضا فتكون ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله ثم تكون ملكا جبرية فتكون ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالى ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ثم سكت۔

اس ترتیب سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دولت ملت اسلامیہ کے لئے بیان فرمائی ہے (۱) امام احمد نے نعمان بن بشیر کے مسند میں بروایت حبیب بن سالم نقل کیا ہے وہ نعمان بن بشیر سے وہ حضرت حذیفہ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک خدا چاہے گا تم میں نبوت رہیگی پھر اسے اللہ تعالے اٹھا لے گا اس کے بعد خلافت برمنہاج نبوت ہوگی اور جب تک خدا چاہے گا یہ خلافت رہیگی پھر اسے (بھی) خدا اٹھا لے گا پھر بادشاہی کاٹنے والی ہوگی اور جب تک خدا چاہے گا یہ بادشاہی رہیگی پھر اسے (بھی) خدا اٹھا لے گا پھر جابرانہ سلطنت ہوگی اور جب تک خدا چاہے گا رہے گی پھر اسے (بھی) خدا اٹھا لے گا پھر (آخیر زمانہ میں) خلافت برمنہاج نبوت ہوجائے گی۔ یہ فرما کر آپ نے سکوت کیا[1]

ومن مسند ابی ذر رضی الله عنه

مسند ابوذر رضی اللہ عنہ
۲۰ روایت

{خلافت (خلفاء) ثلاثہ پر تعریض ظاہر} محب طبری

اما التعريض الظاهر على خلافة الثلاثة فقد ذكر المحب الطبري بروايات شتى عن سويد بن يزيد السلمي قال دخلت المسجد فرأيت اباذر جالسا في وحده فاغتنمت ذلك فذكر بعض القوم عثمان فقال لا اقول لعثمان ابدا الا خيرا لا اقول لعثمان ابدا الا خيرا بعد شيء رأيته من رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت اتبع خلوات رسول الله صلى الله عليه وسلم

نے بروایات متعددہ سوید بن یزید سلمی سے نقل کیا ہے۔ سوید کہتے ہیں کہ میں مسجد (نبوی) میں داخل ہوا تو وہاں حضرت ابوذرؓ کو تنہا بیٹھے ہوئے پایا میں نے اس (تنہائی) کو غنیمت جانا (اور ان کے پاس بیٹھ کر ان سے باتیں کرنے لگا پھر اور لوگ بھی آگئے ان میں سے) کسی شخص نے حضرت عثمانؓ کا ذکر کیا (اس پر) حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ میں تو حضرت عثمانؓ کی شان میں ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہوں میں تو حضرت عثمانؓ کی شان میں ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہوں میں تو حضرت عثمانؓ کی شان میں ہمیشہ اچھی ہی بات کہتا ہوں جب سے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں ایک بات دیکھی (میرا دستور تھا) میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خلوتوں (کے اوقات) کو تلاش کرتا رہتا تھا

[1] خلافت برمنہاج نبوت کا مطلب ... [illegible] ... خلافت ... [illegible]

أتحيّن منه خلوة فرأيته يوماً خرج

فاتبعته إلى موضع كذا وكذا فجلس

فأتيت إليه فسلمت عليه

وجلست إليه فقال يا أبا ذر

ما جاء بك قلت الله ورسوله

إذ جاء أبو بكر فسلم وجلس عن

يمين رسول الله صلى الله عليه

وسلم فقال يا أبا بكر ما جاء

بك قال الله ورسوله ثم جاء

عمر فسلم وجلس عن يمين أبي بكر

فقال يا عمر ما جاء بك قال

الله ورسوله ثم جاء عثمان فسلم

وجلس عن يمين عمر فقال يا

عثمان ما جاء بك قال الله و

رسوله قال فتناول النبي صلى

الله عليه وسلم سبع حصيات أو

تسع حصيات فوضعهن في كفه

فسبحن حتى سمعت لهن حنيناً

كحنين النحل ثم وضعهن فخرسن

فتناولهن النبي صلى الله

عليه وسلم فوضعهن في

يد أبي بكر فسبحن حتى سمعت

لهن حنيناً كحنين النحل ثم

وضعهن فخرسن فتناولهن

النبي صلى الله عليه وسلم

فوضعهن في يد عمر

فسبحن حتى سمعت لهن

حنيناً كحنين النحل ثم

اور (اِن اوقات) خلوت میں (آپ سے علم دین) سیکھا کرتا تھا (چنانچہ) ایک دن آپ (اپنے دولت خانہ سے) برآمد ہوئے (اور) ایک جانب روانہ ہوئے یہاں تک کہ فلاں فلاں مقام پر پہنچے اور وہاں بیٹھ گئے میں بھی (آپ کے) پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا بالآخر آپ کی خدمت میں پہنچا اور سلام کرکے آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ! تم کو یہاں کون لایا؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آئے اور سلام کرکے آپ کی داہنی طرف بیٹھے۔ آپ نے اُن سے (بھی) فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! تم کو یہاں کون لایا؟ انھوں نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ پھر حضرت عمرؓ آئے اور سلام کرکے حضرت ابوبکرؓ کی داہنی طرف بیٹھ گئے آپ نے اُن سے (بھی) فرمایا کہ اے عمرؓ! تمھیں یہاں کون لایا؟ انھوں نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ پھر حضرت عثمانؓ آئے اور سلام کرکے حضرت عمرؓ کی داہنی جانب بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے (بھی) فرمایا کہ اے عثمانؓ! تمھیں یہاں کون لایا؟ انھوں نے کہا کہ اللہ اور اُس کا رسول۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سات یا نو سنگریزے اٹھائے اور انھیں اپنی مٹھی میں رکھ لیا وہ سنگریزے تسبیح پڑھنے لگے یہاں تک کہ اُن کی (تسبیح کی) آواز مثل شہد کی مکھی کی آواز کے میں نے سنی پھر آپ نے وہ سنگریزے (زمین پر) رکھ دیئے سنگریزے خاموش ہوگئے پھر آپ نے انھیں اٹھا کر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رکھ دیا وہ پھر تسبیح پڑھنے لگے اور میں نے بدستور سابق اُن کی آواز سنی پھر آپ نے اُن سنگریزوں کو (حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ سے) اٹھا لیا (اور زمین پر رکھ دیا) سنگریزے پھر خاموش ہوگئے۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں لے کر حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رکھ دیا وہ (یہاں بھی) تسبیح پڑھنے لگے اور میں نے بدستور سابق اُن کی آواز سنی۔ پھر آپ نے وہ سنگریزے

لہ مطلب یہ تھا کہ تم یہاں کیوں آئے (یعنی) کیا سبب کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: خدا و رسول ... آپکا مقصد ... اور رسول کی محبت ...

يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يبقى على ظهر الارض بيت مدر ولا وبر الا ادخله الله كلمة الاسلام بعز عزيز او ذل ذليل اما يعزهم الله فيجعلهم من اهلها او يذلهم فيدينون لها.

وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ روئے زمین پر کوئی مٹی کا مکان اور کوئی اون کا خیمہ (بھی) ایسا باقی نہ رہے گا کہ اللہ تعالے کسی مستحق عزت کو عزت دے کر یا کسی مستحق ذلت کو ذلیل کر کے کلمہ اسلام کو اس میں داخل نہ کر دے عزت دینے کی صورت یہ ہے کہ اللہ ان کو اہل اسلام میں سے کر دے اور ذلیل کرنے کی صورت یہ ہے کہ وہ اسلام کے محکوم ہو جائیں (یعنی جزیہ دینے لگیں)

ومن مسند خباب ابن الارت

مسند خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی روایت

اما مواعيد الله عز وجل الظاهرة على ايدي الخلفاء فقد اخرج ابو يعلى من حديث اسمعيل عن قيس عن خباب قال شكونا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو متوسد ببردة له في ظل الكعبة فقلنا الا تستنصر لنا فجلس محمرا وجهه فقال قد كان من قبلكم يؤخذ الرجل فيحفر له في الارض ثم يجاء بالمنشار فيجعل فوق رأسه ما يصرفه عن دينه او يمشط بامشاط الحديد ما دون لحمه من عظم وعصب ما يصرفه عن دينه وليتمن الله هذا الامر

اللہ عز وجل کے وعدے جو خلفاء (راشدین) کے ہاتھوں پر پورے ہوئے] ابو یعلی نے بروایت اسمعیل نقل کرتے ہیں وہ قیس سے وہ حضرت خباب سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (کفار کی ایذا رسانی کی) شکایت کی آپ اس وقت کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر سے تکیہ لگائے لیٹے تھے ہم نے عرض کیا کہ آپ ہماری نصرت کے لئے کیوں نہیں (حق تعالے سے) دعا فرماتے (یہ سنکر) آپ اٹھ بیٹھے اور (فرط غضب سے) چہرہ (مبارک) سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے (امتوں میں) یہ حال تھا کہ (مرد مومن) پکڑ لیا جاتا تھا پھر اس کے لئے زمین میں گڑھا کھودا جاتا (اور وہ اس میں نصف جسم تک گاڑ دیا جاتا) پھر اس پر آرہ چلتا (مگر وہ اف نہ کرتا) اور یہ ظلم شدید اسے اس کے دین سے منحرف نہ کر سکتا تھا یا کسی کے جسم میں (تیز دندانوں والا) لوہے کا کنگھا کرتے تھے جس سے اس کا تمام پوست اور گوشت اتر جاتا اور کنگھے کے دندانے ہڈی اور پٹھے تک پہنچ جاتے (مگر وہ کچھ پرواہ نہ کرتا) یہ تشدد بھی اسے اس کے دین سے منحرف نہ کر سکتا تھا (لہذا تم کو بھی لازم ہے کہ کفار کی ایذا رسانی پر صبر کرو دیکھو ایک دن وہ ہوگا) کہ بیشک اللہ تعالے اس دین کو پورا کر دیگا اور ہر جگہ اسلام ہی اسلام نظر آئے گا اور ہر طرح امن ہو جائیگا۔

لہ حتی کے معنی اور ان کے بعد سے یہ مراد ہے کہ خلفائے راشدین کی آبادی میں ہر طبقے کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔

فقلن لعمر: أبا بكر يصلي بالناس
فإنكن صواحبات يوسف
فأمر أبو بكر الناس وأما مناقب
عمر رضي الله عنه فقد أخرج
أحمد عن حسين بن واقد عن عبد الله
ابن بريدة قال سمعت أبي
يقول أصبح رسول الله صلى
الله عليه وسلم فدعا بلالا
فقال يا بلال بم سبقتني
إلى الجنة ما دخلت الجنة قط
إلا سمعت خشخشتك أمامي
إني دخلت البارحة الجنة
فسمعت خشخشتك فأتيت
على قصر من ذهب مرتفع
مشرف فقلت لمن هذا
القصر قالوا لرجل من العرب
قلت أنا عربي لمن هذا
القصر قالوا لرجل من المسلمين
من أمة محمد صلى الله
عليه وسلم قلت فأنا محمد
لمن هذا القصر قالوا لعمر بن
الخطاب فقال رسول الله صلى
الله عليه وسلم لولا غيرتك لدخلت
القصر فقال يا رسول الله
ما كنت لأغار عليك وقال
لبلال بم سبقتني إلى الجنة
فقال ما أحدثت إلا توضأت
وصليت ركعتين فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم بهذا

کسی دوسرے کو حکم دیجئے، پھر آپ نے فرمایا (نہیں) ابوبکرؓ
سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (۔۔ تم عورتوں (کی) ہٹ
حجت نہ کرو) تم لوگ (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی
ہمنشین[1] عورتوں کے مثل ہو، پھر حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں
کو نماز پڑھائی۔ (مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ) (امام
احمدؒ نے حسین بن واقد سے روایت کی ہے وہ عبداللہ بن
بریدہ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد
سے سنا وہ کہتے تھے کہ (ایک دن) صبح کو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو طلب فرمایا اور ان سے دریافت
فرمایا کہ اے بلالؓ! کس عمل کے سبب سے تم مجھ سے پہلے جنت
میں پہنچے (کیونکہ) میں جب کبھی جنت میں گیا تو میں نے
تمہارے جوتے کی آواز اپنے آگے سنی (چنانچہ) میں شب
گذشتہ میں جنت کے اندر داخل ہوا تو (ابھی) تمہارے جوتے
کی آواز سنی۔ پھر میں (سیر کرتا ہوا) ایک بڑے بلند محل
تک پہنچا جو سونے سے بنا ہوا تھا میں نے دریافت کیا کہ یہ کس کا
محل ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا ایک عربی شخص کا ہے
میں نے کہا میں (بھی) عربی ہوں، بتاؤ یہ محل کس کا ہے؟
فرشتوں نے کہا کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ایک
مسلمان شخص کا محل ہے۔ میں نے کہا محمد تو میں ہوں پھر یہ
محل کس کا ہے؟ انھوں نے جواب دیا یہ محل عمر بن خطاب
کا ہے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے
عمرؓ!) اگر مجھے تمہاری غیرت کا خیال نہ ہوتا تو ضرور اس محل
میں جاتا۔ حضرت عمرؓ نے کہا، یا رسول اللہ کیا آپ (کے
تشریف لیجانے) پر ہرگز غیرت نہ کرتا۔ اور رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے (جو) حضرت بلالؓ سے دریافت فرمایا تھا
کہ تم کس عمل کے سبب سے مجھ سے پہلے جنت میں پہنچے (تو
اس کے جواب میں، انھوں نے کہا کہ جب میرا وضو نہیں رہتا
تو (فوراً) میں وضو کر لیتا ہوں (اور وضو کرکے) دو رکعت (نفل)
پڑھتا ہوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی سبب سے

[1] اس حدیث کی شرح صفحہ ۳۰۳ پر آئیگی۔

وأخرج أحمد عن حسين عن عبد الله بن بريدة عن أبيه أن أمة سوداء أتت رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجع من بعض مغازيه فقالت إني كنت نذرت إن ردك الله صالحاً أن أضرب عندك بالدف قال إن كنت فعلت فافعلي وإن كنت لم تفعلي فلا تفعلي فضربت فدخل أبو بكر وهي تضرب ودخل غيره وهي تضرب ثم دخل عمر فجعلت دفها خلفها وهي مقنعة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الشيطان ليفرق منك يا عمر أنا جالس ههنا فدخل هؤلاء فلما أن دخلت فعلت ما فعلت

(تم مجھ سے پہلے جنت میں پہنچتے ہو) اور (امام) احمدؒ نے حسین سے انھوں نے عبد اللہ بن بُریدہ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے حضرت بُریدہؓ کہتے تھے کہ ایک حبشن لونڈی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی آپ اس زمانہ میں کسی جہاد سے واپس آئے تھے اُس لونڈی نے عرض کیا (کہ یا رسول اللہ!) میں نے منّت مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو خیر سے (مدینہ میں) واپس لائے تو میں آپ کے پاس دَف بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو نے منّت مانی ہو تو (خیر) دف بجا اور اگر تو نے منّت نہیں مانی تو نہ بجا۔ (غرضکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت پاکر لونڈی دَف بجانے لگی (اس درمیان میں) حضرت ابوبکرؓ آئے اور وہ دَف بجاتی رہی اور ان کے سوا اور لوگ بھی آئے وہ لونڈی دَف بجاتی رہی پھر حضرت عمرؓ آئے تو لونڈی نے دَف کو اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھ لیا اور وہ چادر سے مُنہ چھپائے (بیٹھی) تھی (اس کی یہ حرکت دیکھ کر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمرؓ! بیشک شیطان تجھ سے ڈرتا ہے میں یہاں بیٹھا تھا اور یہ لوگ بھی آئے (مگر یہ لونڈی دَف بجاتی رہی) پھر جب تم آئے تو اس نے کیا جو کچھ کیا (یعنے تمھارے ڈر سے دَف کو چھپا لیا)

ومن مسند عقبة ابن عامر رضي الله عنه

مسند عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ
۳۔ روایت

أما أن عمر محدث يعمل برأيه فقد أخرج الترمذي عن مشرح بن عاهان عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان نبي بعدي لكان عمر بن الخطاب وأما مواعيد الظاهرة على أيدي الخلفاء فقد أخرج أحمد عن أبي الخير عن عقبة بن عامر الجهني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج يوماً فصلى على أهل أحد صلاته على الميت

{حضرت عمر رضی اللہ عنہ محدث ہیں ان کی رائے پر عمل کرنا چاہیئے} ترمذی نے مشرح بن عاہان سے روایت کی ہے وہ عقبہ بن عامرؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو بیشک عمر بن خطابؓ ہوتے۔

{خدا کے وعدے جو خلفاء (راشدین) کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے} (امام) احمدؒ نے ابوالخیر سے انھوں نے عقبہ بن عامر جُہنی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (دولتخانہ سے) برآمد ہوئے تو آپ نے شہدائے اُحد پر نماز جنازہ کی

ثم خرج الی المنبر فقال انی فرط لکم وانی شہید علیکم وانی واللہ لانظر الی حوضی الآن وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیہا واخرج احمد من حدیث عمرو بن الحارث عن ابی علی عن عقبۃ بن عامر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ستفتح علیکم ارضون ویکفیکم اللہ عز وجل فلا یعجز احدکم ان یلہو باسہمہ۔

پھر آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ (اے لوگو!) میں (قیامت کے دن) تمھارا فرط[1] ہوں گا اور میں تم پر گواہ ہوں گا اور قسم خدا کی میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئی ہیں اور قسم خدا کی مجھے تم سے یہ اندیشہ نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو گے بلکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ دنیا میں رغبت کرو گے اور (امام) احمدؒ بروایت عمرو بن حارث نقل کرتے ہیں وہ ابو علی سے وہ عقبہ بن عامر سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے۔ عنقریب تم پر ممالک و بلاد مفتوح ہو جائیں گے اور اللہ عز وجل تمھاری کفایت کرے گا پس کوئی تم میں سے تیر اندازی کی مشق میں کوتاہی نہ کرے۔

ومن مسند سفینۃ رضی اللہ عنہ

مسند سفینہ رضی اللہ عنہ

۲ - روایت

اما ما یدل علی خلافۃ الاربعۃ من ضرب المدۃ الواقعۃ علیہم فقد اخرج الترمذی من حدیث سعید بن جمہان قال حدثنی سفینۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلافۃ فی امتی ثلاثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک ثم قال لی سفینۃ امسک خلافۃ ابی بکر ثم قال وخلافۃ عمر وخلافۃ عثمان ثم قال امسک خلافۃ علی فوجدناہا ثلاثین سنۃ قال سعید فقلت لہ ان بنی امیۃ یزعمون ان الخلافۃ فیہم قال کذب بنو الزرقاء بل ہم ملوک من شر الملوک۔ واما ما یدل علی خلافۃ الثلاثۃ من سرقیا

خلفائے اربعہ کی خلافت کی دلیل، یعنے اس مدت کا بیان جس میں ان کی خلافت ہوگی۔ ترمذی نے بروایت سعید بن جمہان نقل کیا ہے وہ کہتے تھے مجھ سے حضرت سفینہؓ نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خلافت میری امت میں تیس برس رہے گی پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ راوی کہتے ہیں مجھ سے حضرت سفینہؓ نے کہا کہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکرؓ کو لو پھر کہا کہ زمانہ خلافت حضرت عمرؓ اور خلافت عثمانؓ اس سے ملاؤ پھر کہا کہ خلافت حضرت علیؓ کی اس پر اضافہ کرو چنانچہ ہم نے (ان سب کے زمانہ کو ملا کر) دیکھا تو تیس برس ہوئے سعید کہتے ہیں پھر میں نے حضرت سفینہؓ سے کہا کہ بنی امیہ تو دعویٰ کرتے ہیں کہ خلافت ان میں ہے انھوں نے جواب دیا بنی زرقا جھوٹے ہیں (ان میں خلافت کہاں) بلکہ وہ بادشاہ اور بڑے بادشاہ ہیں۔ (خلفائے) ثلاثہ کی خلافت کی دلیل تراز و والے

[1] فرط اس جماعت کو کہتے ہیں جو قافلہ سے پہلے منزل پر پہنچ کر قافلہ کی راحت کا سامان مہیا کرے مطلب یہ کہ میں تم سے پہلے میدان حشر میں پہنچ کر تمھارے لئے راحت کی تدبیر کروں گا۔

الميزان فقد اخرج الحاكم عن سعيد بن جمهان عن سفينة مولى ام سلمة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلى الصبح اقبل على اصحابه فقال ايكم راى رؤيا فقال رجل انا يا رسول الله كان ميزانا نزل به من السماء فوضعت في كفة ووضع ابو بكر في كفة اخرى فرجحت بابي بكر فرفعت وترك ابو بكر مكانه فجيء بعمر ابن الخطاب فوضع في الكفة الاخرى فرجح ابو بكر ثم رفع ابو بكر ووضع عثمان فرجح عمر ثم رفع عمر ورفع الميزان قال فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال خلافة النبوة ثلثون عاما ثم يكون ملك قال سعيد بن جمهان فقال لي سفينة امسك سنتي ابي بكر وعشر عمر وثنتي عشرة عثمان وستا علي

ومن مسند عرباض بن سارية رضي الله عنه

اما وجوب اتباع سنن الخلفاء الراشدين فقد اخرج ابن ماجة من حديث عبد الرحمن بن مهدي عن معاوية بن صالح عن ضمرة بن حبيب عن عبد الرحمن بن عمرو السلمي انه سمع العرباض بن سارية يقول

خواب سے | حاکم نے سعید بن جمہان سے روایت کی ہے وہ سفینہ مولی حضرت ام سلمہؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو صحابہؓ کی جانب متوجہ ہو کر ان سے استفسار فرماتے کہ تم میں سے کسی نے شب کو کوئی خواب دیکھا ہے چنانچہ ایک روز آپ کے استفسار پر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک ترازو آسمان سے اتاری گئی پھر اس کے ایک پلڑے میں آپ رکھے گئے اور دوسرے میں حضرت ابوبکرؓ تو آپ حضرت ابوبکرؓ سے وزنی نکلے پھر آپ پلڑے سے اٹھا لئے گئے۔ اور حضرت ابوبکرؓ اسی جگہ رہنے دیئے گئے پھر حضرت عمر بن خطابؓ لائے گئے اور دوسرے پلڑے میں رکھ کر تولے گئے تو حضرت ابوبکرؓ وزنی نکلے پھر حضرت ابوبکرؓ اٹھا لئے گئے اور حضرت عثمانؓ لائے گئے (اور حضرت عمرؓ کے ساتھ تولے گئے) تو حضرت عمرؓ ان سے وزنی رہے بعد ازاں حضرت عمرؓ پلڑے سے اٹھا لئے گئے اور وہ ترازو (بھی) اٹھا لی گئی۔ اس خواب کو سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا پھر فرمایا کہ خلافت نبوت تیس برس رہے گی پھر بادشاہت ہو جائیگی سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سفینہؓ نے کہا حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے دو برس لو اور دس برس حضرت عمرؓ کی خلافت اور بارہ برس حضرت عثمانؓ کی خلافت اور چھ برس حضرت علیؓ کی خلافت یہ سب تیس برس ہوئے۔

مسند عرباض بن ساریہؓ رضی اللہ عنہ کی روایت

(خلفاء راشدین کے طریقوں کا واجب الاتباع ہونا) ابن ماجہ نے بروایت عبدالرحمن بن مہدی نقل کیا ہے وہ معاویہ بن صالح سے وہ ضمرہ بن حبیب سے وہ عبدالرحمن بن عمرو سلمی سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے میں نے عرباض بن ساریہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ

وعظنا رسول الله صلى الله عليه وسلم موعظة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب فقلنا يا رسول الله ان هذا لموعظة مودع فماذا تعهد الينا قال تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدي الا هالك من يعش منكم فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ وعليكم بالطاعة وان عبدا حبشيا فانما المؤمن كالجمل الانف حيث ما قيد انقاد وانما مواعيد الله اتمامها على ايدي الخلفاء

نقل اخرج احمد من طريق اسمعيل بن عياش عن ضمضم عن شريح بن عبيد قال العرباض بن سارية كان النبي صلى الله عليه وسلم يخرج الينا وعلينا الحوتكية فيقول لو تعلمون ما ذخر لكم ما حزنتم على ما زوي عنكم وليفتحن لكم فارس والروم۔

(ایک مرتبہ) ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا وعظ سنایا کہ اُسے سنکر آنکھیں رو دیں اور دلوں میں خوف الٰہی پیدا ہوا ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ وعظ تو رخصت ہونے والی نصیحت معلوم ہوتی ہے آپ ہم کو کیا وصیت فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایسے صاف راستہ پر چھوڑا ہے کہ اُس کی رات مثل دن کے (روشن) ہے اُس راستہ سے میرے بعد کوئی نہ ہٹیگا مگر وہ شخص جو ہلاک ہونے والا ہے میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت کچھ اختلاف دیکھے گا، پس تم اپنے اوپر لازم سمجھو میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو جو تم کو معلوم ہو اُس کو دانت سے مضبوط پکڑو اور اپنے سرداروں کی اطاعت ضروری جانو اگرچہ (تمھارا سردار ایک حقیر) حبشی غلام ہو کیونکہ مومن (احکام شریعت کے سامنے) نکیل پڑے ہوئے اونٹ کے مثل ہوتا ہے جس طرف چاہیں اُسے لے جائیں وہ ہر طرح مطیع ہے۔ (اللہ کے وعدوں کا خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر ظاہر ہونا)

(امام) احمدؒ نے بروایت اسمٰعیل بن عیاش نقل کیا ہے وہ ضمضم سے وہ شریح بن عُبید سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ عرباض بن ساریہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس (اکثر اوقات) تشریف لایا کرتے تھے (ہم لوگ اُس وقت غریب اور نادار تھے) اور ہم لوگ خوتکیہ[1] پہنے ہوتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ اگر تم واقف ہو جاؤ اس سے جو تمھارے لئے (آخرت میں) ذخیرہ رکھا گیا ہے تو تم کو (دنیا کے عیش نہ ہونے کا اور) جو تمھیں نہیں دیا گیا ہے اُس کے نہ ملنے کا ہرگز غم نہ ہو (اور دنیا کی یہ تکالیف بھی سدا نہ رہیں گے بلکہ) تمھارے لئے فارس اور روم (کے بڑے بڑے ملک) فتح ہو جائیں گے۔

[1] خوتکیہ ایک قسم کے کرتہ کہتے ہیں یہ کرتہ بہت چھوٹا اور بہت تنگ اور سستے داموں کا ہوتا تھا مطلب یہ ہے کہ اتنا مقدور بھی نہ تھا کہ ایک کرتہ بھی اچھا بنا سکتے۔

ومن مسند عبد الرحمن بن غنم الأشعري

أما تصويب رأي الشيخين فهو أن رأيهما منجح والإشارة إلى خلافتهما فقد أخرج أحمد من حديث عبد الحميد بن بهرام عن شهر بن حوشب عن عبد الرحمن بن غنم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لأبي بكر وعمر لو اجتمعتما في مشورة ما خالفتكما وأما أن الخلافة حق المهاجرين الأولين دون الطلقاء فقد أخرج أبو عمر في الاستيعاب أن عبد الرحمن بن غنم عاتب أبا هريرة وأبا الدرداء بحمص إذا انصرفا من عند علي رسولين لمعاوية وكان مما قال لهما عجبا منكما كيف جاز عليكما ما جئتما به تدعوان عليا إلى أن يجعلها شورى وقد علمتما أنه قد بايعه المهاجرون والأنصار وأهل الحجاز والعراق وأن من رضيه خير ممن كرهه ومن بايعه خير ممن لم يبايعه وأي مدخل لمعاوية في الشورى وهو من الطلقاء الذين لا تجوز لهم الخلافة وهو وأبوه رؤوس الأحزاب

مسند عبد الرحمن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ

(روایت)

شیخین کی رائے کا درست ہونا اور یہ کہ آپ کی نسبت حجت دستور ہے اور ان کی خلافت کی جانب اشارہ ہے (امام) احمدؒ بروایت عبد الحمید بن بہرام نقل کرتے ہیں وہ شہر بن حوشب سے وہ عبد الرحمن بن غنم سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اگر تم دونوں کسی مشورہ پر متفق ہو جاؤ گے تو میں تمہاری مخالفت نہ کروں گا۔ (خلافت مہاجرین اولین کا حق ہے نہ کہ طلقاء کا) ابو عمرؒ نے استیعاب میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن غنم نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ پر ملامت کی (اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ) جب یہ دونوں حضرت معاویہؓ کی طرف سے قاصد بن کر حضرت علیؓ کے پاس (گئے اور وہاں) سے واپس ہو کر حمص میں عبد الرحمن کو ملے تھے اس تقریر کے جو (عبد الرحمن نے) ان دونوں سے کی تھی یہ بات بھی تھی کہ (مجھے تم پر سخت حیرت اور) تعجب ہے کیونکر تم نے اپنے لئے یہ تجویز کیا کہ (حضرت معاویہؓ کا) پیغام لے کر آئے اور حضرت علیؓ کو اس بات کی ترغیب دیتے ہو کہ وہ خلافت کو شوریٰ کر دیں حالانکہ اس امر کو تم خوب جانتے ہو کہ مہاجرین اور انصار اور اہل حجاز اور اہل عراق نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور بیشک جو حضرت علیؓ سے راضی ہوا وہ اس سے بہتر ہے جو ان سے ناراض ہے۔ اور جس نے ان سے بیعت کر لی وہ (یقیناً) اس شخص سے بہتر ہے کہ جس نے ان سے بیعت نہیں کی۔ اور (حضرت) معاویہؓ کو شوریٰ میں کیا دخل ہے وہ تو طلقاء[1] میں سے ہیں کہ جن کے لئے (کسی طرح کا حق) خلافت میں نہیں ہے اور (حضرت) معاویہؓ اور ان کے باپ (حضرت ابو) سفیان کافروں کی جماعت کے سردار رہے ہیں۔

---

[1] طلقاء جمع ہے طلیق کی طلیق آزاد کردہ قیدی کو کہتے ہیں جو لوگ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے تھے ان کو طلقاء کہتے ہیں اس سبب سے کہ آنحضرت صلعم نے احسان کر کے چھوڑ دیا تھا

فتن ما ظلے مسرورهما وتنا ياً بين يديه

ومن مسند ابی أروی الدوسی رضی اللہ عنہ

انما يدل على خلافتهما ذات مواعيد اللہ لنبيه يظهر على ايديهما اخرج الحاكم من طريق سهيل بن ابی صالح و محمد بن ابراهيم عن ابی سلمة بن عبد الرحمن عن ابی أروی الدوسی قال كنت جالسا عند النبی صلى اللہ عليه وسلم فاطلع ابوبكر وعمر رضی اللہ عنهما فقال رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم الحمد للہ الذی ايدنی بهما۔

(عبدالرحمٰن کی اس گفتگو سے عتاب سے) یہ دونوں (حضرت علیؓ کے پاس) اپنے چلانے پر نادم ہوئے اور (عبدالرحمٰنؓ کی رو برو دونوں نے توبہ کی۔

مسند ابو اَروٰی دوسی رضی اللہ عنہ ا۔ روایت

{شیخین ہؓ کے خلافت کی دلیل}

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے جو نبیؐ سے تھے ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوں گے۔ حاکم بروایت سہیل بن ابی صالح اور محمد بن ابراہیم نقل کرتے ہیں وہ عبدالرحمٰن سے وہ ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے وہ حضرت ابو اَروٰی دوسی سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا اتنے میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (انھیں دیکھ کر) فرمایا کہ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ان دونوں سے مجھے قوت دی۔

ومن مسند ابی امامة الباهلی

اخرج الحاكم من حديث موسى بن عمير قال سمعت مكحولا يقول وسأله رجل عن قول اللہ عز وجل فان اللہ هو مولٰه وجبريل وصالح المؤمنين قال حدثنی ابو امامة انه قال اللہ مولٰه وجبريل وصالح المؤمنين ابوبكر وعمر

مسند ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ ا۔ روایت

حاکم بروایت موسیٰ بن عمیر نقل کرتے ہیں

وہ کہتے تھے میں نے مکحول سے سنا ان سے کسی شخص نے آیۂ کریمہ فان اللہ ہو مولٰہ الآیۃ (ترجمہ۔ پس تحقیق اللہ مولیٰ ہے نبی کا اور جبریلؑ اور اچھے ایمان والے) کا مطلب پوچھا تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابو امامہ نے بیان کیا کہ اللہ نبی کا مولیٰ ہے اور جبریلؑ (اُن کے مولیٰ ہیں) اور اچھے ایمان والے (یعنی) ابوبکرؓ و عمرؓ۔

ومن مسند سالم بن عبيد الاشجعی

حديث فی امامة ابی بكر الصديق اخرج ابن ماجه من حديث نبيط بن شريط عن سالم بن عبيد قال اغمی على رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم فی مرضه فقال احضرت الصلوٰة قالوا نعم قال

مسند سالم بن عُبید اشجعی رضی اللہ عنہ ا۔ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکر}

صدیق کی امامت (نماز) کے متعلق ؛ ابن ماجہ نے بروایت نُبیط بن شریط سالم بن عبید سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے مرض (وفات) میں بیہوش ہو گئے تو (جب کسی قدر افاقہ ہوا) آپ نے پوچھا کہ نماز کا وقت آگیا؛ لوگوں نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا

مُرُوا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَأَفَاقَ فَقَالَ أَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ مُرُوا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّ أَبِي رَجُلٌ أَسِيفٌ فَإِذَا قَامَ مَقَامَكَ بَكَى لَا يَسْتَطِيعُ فَلَوْ أَمَرْتَ غَيْرَهُ ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فَأَفَاقَ فَقَالَ مُرُوا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ وَمُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ قَالَ فَأُمِرَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ وَأُمِرَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ خِفَّةً فَقَالَ انْظُرُوا إِلَى مَنْ أَتَّكِئُ عَلَيْهِ فَجَاءَتْ بَرِيرَةُ وَرَجُلٌ آخَرُ فَاتَّكَأَ عَلَيْهِمَا فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَنْكُصَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنِ اثْبُتْ مَكَانَكَ ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى قَضَى أَبُو بَكْرٍ صَلَاتَهُ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ

بلالؓ سے کہدو کہ اذان دیں اور ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (یہ فرماکر) آپؐ پھر بیہوش ہوگئے جب کبھی تک افاقہ ہوا تو (پھر) فرمایا کیا نماز کا وقت آگیا؟ لوگوں نے کہا ہاں (آگیا) آپؐ نے فرمایا بلالؓ سے کہدو کہ اذان دیں اور ابوبکرؓ سے کہدو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ (یارسول اللہ!) میرے والد نرم دل ہیں وہ جب آپؐ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو ضبط نہ کرسکیں گے اگر آپؐ بجائے اُن کے دوسرے شخص کو حکم دیتے (تو بہتر تھا اس درمیان میں) پھر آپؐ پر غشی طاری ہوئی اس کے بعد جب افاقہ ہوا تو فرمایا کہ بلالؓ سے کہدو کہ اذان دیں اور ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (اے عورتو!) تم تو (حضرت) یوسف (علیہ السلام) کی ہمنشین عورتوں (کی طرح) ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت بلالؓ نے حکم نبوی پاکر اذان دی اور (بموجب ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے) حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی (ابھی نماز ہو رہی تھی کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض میں افاقہ دیکھ کر فرمایا کہ کسی کو بلالو میں اس کے سہارے سے باہر جاؤں گا۔ چنانچہ بریرہ اور ایک دوسرے شخص آئے اور آپؐ ان دونوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لائے جب حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو دیکھا تو ارادہ کیا کہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ جائیں (اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جگہ خالی کردیں) آپؐ نے انھیں اشارہ سے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر قائم رہو۔ پھر (یہ فرماکر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ نے نماز ختم کی پھر اسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی

وَمِنْ مُسْنَدِ عَرْفَجَةَ الْأَشْجَعِيِّ رضی اللہ عنہ

مسند عرفجہ اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت

أما حديث الوزن فقد أخرج أبو يعلى عن قتيبة بن مالك عن عرفجة الأشجعي قال

{حدیث وزن} ابویعلی نے قتیبہ بن مالک سے انھوں نے عرفجہ اشجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ (ایک رات)

صلى بنا النبي صلى الله عليه وسلم الفجر ثم جلس فقال وزنت اصحابي البارحة فوزن ابوبكر فوزن ثم وزن عمر فوزن ثم وزن عثمان فخف وهو رجل صالح

ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور فرمایا آج رات کو (میں نے خواب دیکھا کہ) میرے صحابہؓ وزن کئے گئے (چنانچہ) ابوبکرؓ وزن کئے گئے وہ (وزن میں دوسروں سے) غالب رہے پھر عمرؓ وزن کئے گئے وہ (بھی) غالب رہے پھر عثمانؓ وزن کئے گئے تو وہ ہلکے رہے اور وہ (ایک مرد) صالح ہیں (اگرچہ وزن میں ہلکے ہیں)۔

ومن مسند عياض بن حمار المجاشعي

مسند عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ اور روایت

حديثه في ان الله نظر الى الارض فمقتهم عربهم وعجمهم فقد اخرج مسلم عن عياض بن حمار المجاشعي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ذات يوم في خطبته الا ان ربي امرني ان اعلمكم ما جهلتم مما علمني يومي هذا كل مال نحلته عبدا حلال واني خلقت عبادي حنفاء كلهم وانهم اتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم وحرمت عليهم ما احللت لهم وامرتهم ان يشركوا بي ما لم انزل به سلطانا وان الله نظر الى اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقايا من اهل الكتاب وقال بعثتك لابتليك وابتلي بك وانزلت عليك كتابا

(ان کی یہ حدیث کہ) اللہ نے اہل زمین پر نظر کی عرب وعجم سب کو ناپسند کیا۔ (امام) مسلم نے عیاض بن حمار مجاشعیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا (اے لوگو!) آگاہ رہو کہ میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمھیں وہ باتیں سکھلاؤں جن سے تم ناواقف ہو اور وہ باتیں مجھے (میرے خدا نے) آج ہی تعلیم فرمائی ہیں (وہ باتیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جو مال میں اپنے بندے کو دیتا ہوں وہ حلال ہے اور میں نے اپنے سب بندوں کو شرک سے خالی پیدا کیا ہے مگر ان کے پاس شیاطین آئے اور انھوں نے ان کو ان کے دین (حق) سے بہکا دیا اور جو چیزیں کہ میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں شیطانوں نے وہ ان پر حرام کر دیا اور (شیاطین نے) ان (بندوں) کو حکم کیا کہ جس کی کوئی سند میں نے نہیں اتاری اسے میرا شریک بنائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نظر کی تو ان کے عرب وعجم (سب کو) ناپسند فرمایا مگر کچھ باقی ماندہ اہل کتاب (ایسے ہیں جو اللہ کو ناپسند نہیں ہیں) اور (یہ بھی اللہ جل شانہ نے) فرمایا کہ (اے محمدؐ!) میں نے تم کو اس لئے (دنیا میں) بھیجا ہے کہ تم کو آزماؤں اور تمہارے ذریعہ سے دوسروں کو آزماؤں۔ اور میں نے تم پر ایک ایسی کتاب اتاری ہے

لا يغسله الماء تقرؤه نائما ويقظان وان الله امرني ان احرق قريشا فقلت رب اذا يثلغوا رأسي فيدعوه خبزة قال استخرجهم كما اخرجوك واغزهم نغزك وانفق فسننفق عليك وابعث جيشا نبعث خمسة مثله وقاتل بمن اطاعك من عصاك الحديث

جیسے پانی نہیں دھو سکتا[1] تم اسے سوتے جاگتے پڑھتے رہتے ہو اور اللہ نے مجھے (یہ بھی) حکم فرمایا میں اہل قریش کو جلا (کر ہلاک کر) دوں پھر میں نے عرض کیا کہ خداوندا (اگر یہ قصد کیا گیا) تو وہ لوگ میرا سر کچل ڈالیں گے۔ اللہ نے فرمایا (اچھا تو) جس طرح انھوں نے تم کو (مکہ سے) نکال دیا ہے تم بھی انھیں نکال دو اور تم ان سے جہاد کرو ہم (تمہارے جہاد کا) سامان درست کر دیں گے اور تم خرچ کرو ہم تم کو دیں گے۔ اور ایک لشکر بھیجو ہم ویسے ویسے پانچ (لشکر) ان پر بھیجیں گے اور تم اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ ان لوگوں سے لڑو جو تمہارے نافرمان ہیں۔ تا آخر حدیث۔

ومن مسند ربيعة بن كعب الاسلمي رض

مسند ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ

۱- روایت

حديثه في منزلة ابي بكر الصديق رضي الله عنه عند النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه اخرج احمد من حديث ابي عمران الجوني عن ربيعة الاسلمي فذكر حديثا طويلا ثم قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطاني بعد ذلك ارضا واعطى ابا بكر ارضا وجاءت الدنيا فاختلفنا في عذق نخلة فقلت انا هي في حدي وقال ابو بكر هي في حدي فكان بيني وبين ابي بكر كلام فقال لي ابو بكر كلمة كرهها وندم فقال لي يا ربيعة رد علي مثلها حتى تكون قصاصا

{ان کی حدیث اس منزلت کے بیان میں جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے نزدیک حاصل تھی} (امام احمد نے بروایت ابو عمران جونی ربیعہ اسلمی سے ایک حدیث طویل نقل کی ہے جس کے آخر میں یہ ہے کہ (ربیعہ نے بیان کیا کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد مجھے ایک زمین عطا فرمائی اور حضرت ابوبکرؓ کو (بھی ایک) زمین (اسی کے قریب) عطا فرمائی (اس کے بعد) دنیا کی کیفیت پیدا ہوئی اور ہم دونوں میں کھجور کے ایک کوبے کے متعلق باہم اختلاف ہوا میں نے کہا کہ (وہ کنواں) میری حد میں (واقع) ہے اور حضرت ابوبکرؓ نے کہا (نہیں) وہ میری حد میں ہے۔ اس پر میرے اور حضرت ابوبکرؓ کے درمیان بحث بڑھ گئی اور حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے ایک ایسی بات کہی کہ جسے خود انھوں نے برا جانا اور نادم ہوئے پھر مجھ سے کہا کہ اے ربیعہ! تم بھی مجھے ویسی ہی بات کہہ لو تاکہ بدلا ہو جائے

[1] پانی کا نہ دھو سکنا کنایہ ہے اس بات سے کہ کوئی آفت ارضی و سماوی اس کتاب کو دنیا سے معدوم نہ کر سکے گی چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا آج تک تیرہ سو برس کی مدت میں بعد انقلابات زیر و زبر ہو گئے قرآن شریف کے بہت بعد کی کتابیں اپنی اصلی حالت پر قائم نہ رہیں مگر یہ کتاب ربانی اپنے اسی حال پر ہے جس پر اس کے مبلغ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑا تھا۔

قال قلت لا افعل فقال ابوبکر لتقولن لی او لاستعدین علیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت ما انا بفاعل قال ورفض الارض وانطلق ابوبکر رضی اللہ عنہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانطلقت اتلوہ فجاء ناس من اسلم فقالوا لی رحم اللہ ابابکر فی ای شیء یستعدی علیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو قال لک ما قال فقلت اتدرون من ھذا ھذا ابوبکر الصدیق ھذا ثانی اثنین وھذا ذو شیبۃ المسلمین ایاکم لا یلتفت فیراکم تنصرونی علیہ فیغضب فیاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیغضب لغضبہ فیغضب اللہ عزوجل لغضبہما فیھلک ربیعۃ قالوا ما تامرنا قال ارجعوا فانطلق ابوبکر رضی اللہ عنہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتبعتہ وحدی حتی اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثہ الحدیث کما کان فرفع الی راسہ فقال یا ربیعۃ ما لک وللصدیق

میں نے کہا کہ میں تو نہ کہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا کہ تمہیں ضرور کہنا ہوگا ورنہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تم پر (اس کی بابت) زور دلاؤں گا۔ میں نے کہا کہ میں ہرگز (وہ بات) نہ کہوں گا حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں کہ پھر میں اپنی زمین پر ٹھہر رہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے (ان کے جانے کے بعد) میں بھی ان کے پیچھے روانہ ہوا پھر مجھے چند اشخاص قبیلہ اسلم کے ملے تو انھوں نے مجھ سے کہا حضرت ابوبکرؓ پر خدا رحم فرمائے (ہم حیران ہیں کہ) وہ کس بنا پر تمہاری شکایت کرنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاتے ہیں حالانکہ خود انھوں نے تم کو برا کہا ہے۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ تم جانتے ہو یہ شخص کون ہے؟ (سنو) یہ ابوبکر صدیقؓ ہیں یہ ثانی اثنین ہیں اور یہ مسلمانوں کے بوڑھے (اور بزرگ) ہیں تم لوگ مجھ سے الگ رہو (مبادا وہ پیچھے پھر کر اور) ادھر متوجہ ہو کر نظر کریں اور تم کو دیکھیں کہ ان کے مقابلے پر میری مدد کر رہے ہو اور ان کو غصہ آجائے اور (اسی حالت سے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور آپ ان کو غضبناک دیکھ کر ان کے غصہ کے سبب سے (مجھ پر) غضبناک ہوں اور ان دونوں کے غضب کے سبب سے اللہ عزّ وجلّ غضب فرمائے اور ربیعہ ہلاک ہو جائے۔ ان لوگوں نے (مجھ سے) کہا تو اب تم ہم کو کیا حکم کرتے ہو؟ میں نے کہا تم لوگ واپس جاؤ (اور میں تنہا خدمت نبوی میں جاتا ہوں) حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے جا رہے تھے اور میں بھی تنہا ان کے پیچھے پیچھے تھا یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ خدمت نبوی میں پہنچے (اور میں بھی ان کے ساتھ تھا) پھر حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے سامنے سب واقعہ جو کچھ گزرا تھا بیان کیا پھر آپ نے سر مبارک اٹھا کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ربیعہ! تمہارے اور صدیقؓ کے درمیان کیا نزاع ہے؟

قلت يا رسول الله كان كذا قال لي كلمة كرهها فقال لي قل كما قلت حتى يكون قصاصا فأبيت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أجل فلا ترد عليه ولكن قل غفر الله لك يا أبا بكر فقلت غفر الله لك يا أبا بكر قال الحسن فولى أبو بكر رضي الله عنه وهو يبكي۔

میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (دراصل معاملہ یوں) ہی تھا کہ انھوں نے مجھے ایک ایسا کلمہ کہا کہ جسے خود برا سمجھے پھر مجھ سے کہا کہ تم بھی وہی کلمہ میرے حق میں کہدو تاکہ بدلا ادا ہو جائے میں نے (از راہ ادب اس سے) انکار کیا (اس پر یہ ناخوش ہو کر آپ کے پاس آئے ہیں یہ سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (تمہارا انکار درست ہے) تم ان کو وہ کلمہ نہ کہو مگر ان سے یہ کہو کہ اے ابوبکرؓ خدا تم کو بخشدے (بموجب ارشاد نبوی) میں نے کہا اے ابوبکرؓ! خدا آپ کو بخشدے۔ حسنؒ کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (وہاں سے) پھرے اس حال میں (فرط مسرت سے) روتے تھے۔

مسند ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ
۱ روایت

{ان کی حدیث اہل قریش کی خلافت میں}

ومن مسند ابي برزة الأسلمي

حديثه في امامة قريش أخرج احمد عن سيار بن سلامة قال دخلت مع ابي على أبي برزة الأسلمي فقال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الأمراء من قريش الأمراء من قريش الأمراء من قريش لكم عليهم حق ولهم عليكم حق ما فعلوا ثلاثا ما حكموا فعدلوا واسترحموا فرحموا وعاهدوا فوفوا فمن لم يفعل ذلك منهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين

(امام) احمدؒ نے سیار بن سلامہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں اپنے والد کے ہمراہ حضرت ابو برزہ اسلمی کے پاس گیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سردار قریش سے ہیں۔ سردار قریش سے ہیں۔ سردار قریش سے ہیں۔ تمہارا حق ان پر ہے اور ان کا حق تم پر ہے تاوقتیکہ وہ تین کام کرتے رہیں۔ جب وہ حاکم بنائے جائیں تو عدل کریں۔ اور جب ان سے رحم طلب کیا جائے رحم کریں اور جب وعدہ کریں انھیں پورا کریں اور ان میں سے جو ایسا نہ کرے اس پر خدا کی لعنت اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت۔

مسند عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ
۱ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متقدم الاسلام ہونے میں}

ومن مسند عمرو بن عبسة

حديثه في تقدم أبي بكر الصديق في الاسلام أخرج أحمد من حديث سليم بن عامر وغيره عن عمرو بن عبسة قال أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بعكاظ فقلت

(امام) احمدؒ نے بروایت سلیم بن عامر وغیرہ نقل کیا ہے وہ عمرو بن عبسہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ میں بمقام (بازار) عکاظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے

من يتبعك على هذا الامر فقال حرٌّ وعبد ومعه ابوبكر وبلال فقال لى ارجع حتى يمكن الله عزّ وجلّ لرسوله

واخرج احمد من طريق عبد الرحمٰن بن ابى عبد الرحمٰن عن عمرو بن عبسة قال اتيت النبى صلى الله عليه وسلم فقلت من تابعك على امرك هذا قال حرٌّ وعبد يعنى ابابكر وبلالاً وكان عمرو يقول بعد ذلك فلقد رايتنى وانى لربع الاسلام۔

ومن مسند سلمان الفارسىؓ

قوله فى فضل عمر رضى الله عنه اخرج الحاكم من طريق عمران بن خالد الخزاعى البنانى عن انس بن مالك قال دخل سلمان الفارسى على عمر بن الخطاب رضى الله عنهما وهو متكئ على وسادة فالقاها له فقال سلمان صدق الله ورسوله فقال عمر حدثنا يا ابا عبد الله قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو متكئ على وسادة فالقاها الىّ ثم قال لى يا سلمان ما من مسلم يدخل على اخيه المسلم فيلقى

(یارسول اللہ! اس امر (حق) پر کون کون آپ کے تابع ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام۔ اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت بلالؓ تھے (یہی دونوں اس وقت تک اسلام لائے تھے) پھر آپ نے مجھ سے فرمایا۔ (فی الحال) تم (اپنے گھر) واپس جاؤ! اور اپنے گھر میں رہو یہاں تک کہ اللہ عزّ وجلّ اپنے رسولؐ کو قدرت (اور شوکت) عطا فرمائے۔

(امام) احمدؒ نے بروایت عبدالرحمٰن بن ابی عبدالرحمٰن نقل کیا ہے وہ حضرت عمرو بن عبسہؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ (یارسول اللہ!) آپ کے دین پر کون کون اشخاص آپ کے تابع ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایک آزاد اور ایک غلام یعنے ابوبکرؓ اور بلالؓ۔ اس کے بعد حضرت عمروؓ (بن عبسہ) کہا کرتے تھے میں نے اپنے کو دیکھا کہ میں اسلام میں چوتھا شخص تھا۔

مسند سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور روایت

{حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں}

ان کا قول} حاکم نے بروایت عمران بن خالد خزاعی بنانی نقل کیا ہے وہ حضرت انسؓ بن مالکؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے آپ کے پاس حضرت سلمان فارسیؓ آئے آپ نے ان کی طرف تکیہ بڑھا دیا تو حضرت سلمانؓ نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ (یہ جملہ اس وقت آپ نے کیوں کہا) ہم سے بیان کیجئے انہوں نے کہا کہ میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت تکیہ لگائے بیٹھے تھے (مجھے دیکھ کر) آپ نے میری طرف تکیہ بڑھا دیا پھر مجھ سے فرمایا کہ اے سلمانؓ! اگر کوئی مسلمان کسی اپنے مسلمان بھائی کے پاس جائے پھر وہ (یعنے صاحب خانہ) اس کی عزت کے لئے

اله وسادة ثم اتكأها الا غفر الله له

اس کی طرف تکیہ بڑھا دے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔

ومن مسند ذی مخمر رض

مسند ذی مخمر رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

(ان کی حدیث خلافت قریش کے متعلق ہے)

حديثه في خلافة قريش اخرجه احمد عن ابي حي عن ذي مخمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كان هذا الامر في حمير فنزعه الله عز وجل منهم فجعله في قريش وسيعود اليهم

(امام) احمدؒ نے ابوحی سے نقل کیا ہے وہ حضرت ذی مخمرؓ سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (پہلے) یہ امر (یعنی حکومت) حمیر[۱] میں تھا پھر اللہ عز وجل نے ان سے لے لیا اور اس کو قریش میں کر دیا اور عنقریب وہ وقت آئے گا کہ پھر انھیں میں لوٹ جائے گا۔

ومن مسند عوف بن مالک الاشجعی رض

مسند عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

(ان کی حدیث خلافت راشدہ کے بیان میں ہے)

حديثه في صفة الخلافة الراشدة اخرجه مسلم عن عوف بن مالك الاشجعي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خيار ائمتكم الذين تحبونهم ويحبونكم وتصلون عليهم ويصلون عليكم وشرار ائمتكم الذين تبغضونهم ويبغضونكم وتلعنونهم ويلعنونكم قال قلنا يا رسول الله افلا ننابذهم عند ذلك قال لا ما اقاموا فيكم الصلوة لا ما اقاموا فيكم الصلوة الا من

(امام) مسلمؒ نے عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین امام تمہارے وہ ہیں جن کو تم دوست رکھتے ہو اور وہ (بھی) تم کو دوست رکھتے ہوں اور تم ان کے لئے دعائے خیر کرتے رہتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہوں اور بدترین امام تمہارے وہ ہیں کہ جن کو تم دشمن رکھتے ہو اور وہ تم کو دشمن رکھتے ہوں اور وہ تم پر لعنت کرتے ہوں اور تم ان پر لعنت کرتے ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے کہا اے رسول اللہ! کیا اس وقت (جب کہ یہ حالت ہو تو) ہم ان کو چھوڑ دیں؟ آپ نے فرمایا (خبردار) ایسا نہ کرنا تا وقتیکہ وہ تم میں نماز کو قائم رکھیں (خبردار) ایسا نہ کرنا تا وقتیکہ وہ تم میں نماز کو قائم رکھیں۔ خبردار ہو جس (کو)

---

۱ حمیر یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔ قریش سے پہلے عرب کی حکومت اسی قبیلہ میں تھی اور آخر زمانہ میں قریب قیامت پھر اسی قبیلہ میں حکومت آجائے گی جیسا کہ [illegible] [illegible] نعمان [illegible] ۔ اصل میں مسند امام [illegible] [illegible] حدیث کے [illegible] امام احمد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

وَلِيَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَآهُ يَأْتِي شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلْيَكْرَهْ مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَتِهِ۔

وَأَخْرَجَ أَبُو عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ وَأَخِي عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ أَنَّهُ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ النَّاسَ جُمِعُوا فَإِذَا فِيهِمْ رَجُلٌ قَدْ فَرَعَهُمْ فَهُوَ فَوْقَهُمْ بِثَلَاثِ أَذْرُعٍ قَالَ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ قُلْتُ لِمَ قَالُوا لِأَنَّ فِيهِ ثَلَاثَ خِصَالٍ لِأَنَّهُ لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَأَنَّهُ خَلِيفَةٌ مُسْتَخْلَفٌ وَشَهِيدٌ مُسْتَشْهَدٌ قَالَ فَأَتَى أَبَا بَكْرٍ فَقَصَّهَا عَلَيْهِ فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ فَدَعَاهُ لِيُبَشِّرَهُ قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ قَالَ فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ اقْصُصْ رُؤْيَاكَ قَالَ فَلَمَّا بَلَغْتُ خَلِيفَةٌ مُسْتَخْلَفٌ زَبَرَنِي عُمَرُ وَانْتَهَرَنِي وَقَالَ اسْكُتْ تَقُولُ هٰذَا وَأَبُو بَكْرٍ حَيٌّ قَالَ فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ وَوَلِيَ عُمَرُ مَرَرْتُ بِالشَّامِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ فَدَعَانِي وَقَالَ اقْصُصْ رُؤْيَاكَ فَقَصَصْتُهَا فَلَمَّا قُلْتُ إِنَّهُ لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ

کوئی شخص حاکم ہو پھر وہ (اپنے) حاکم کو دیکھے کہ کچھ بھی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو اسے لازم ہے کہ جو نافرمانی وہ حاکم کرتا ہے اسے برا جانے اور اس کی اطاعت سے اپنا ہاتھ نہ نکالے۔

اور ابو عمر نے عبد الملک بن عمیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مجھ سے ابو بردہ نے اور میرے بھائی نے عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت کرکے بیان کیا کہ انھوں نے (زمانہ حضرت صدیقؓ) خواب میں دیکھا کہ گویا سب لوگ جمع ہوئے ہیں اور ان میں ایک شخص ہے جو ان سب کا سردار ہے وہ ان سب سے تین گز اونچا ہے کہتے تھے میں نے (خواب ہی میں) پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کسی نے کہا یہ عمرؓ ہیں۔ میں نے کہا (تین گز اونچے) کیوں (ہیں؟) لوگوں نے کہا اس وجہ سے کہ ان میں تین عادتیں (سب سے) فائق ہیں، وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ وہ خلیفہ ہیں اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں۔ وہ شہید ہیں اور شہید کیے جائیں گے پھر (صبح کو) عوف بن مالکؓ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں گئے اور یہ خواب ان سے بیان کیا تو انھوں نے حضرت عمرؓ کو بلوا بھیجا تاکہ ان کو بشارت دیں۔ عوف بن مالکؓ کہتے تھے کہ پھر حضرت عمرؓ آئے تو مجھ سے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اپنا خواب بیان کرو چنانچہ (میں نے بیان کرنا شروع کیا) جب میں اس مقام پر پہنچا کہ وہ خلیفہ ہیں اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں تو حضرت عمرؓ نے مجھ کو ڈانٹا اور فرمایا کہ چپ رہو تم ایسی بات کہتے ہو اور ابوبکرؓ زندہ ہیں۔ عوف بن مالکؓ کہتے تھے کہ پھر جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو میں شام میں گیا اور حضرت عمرؓ سے اس حال میں ملا کہ وہ اس وقت منبر پر (خطبہ پڑھ رہے) تھے انھوں نے مجھے (دیکھتے ہی اپنے پاس) بلایا اور فرمایا کہ اپنا خواب (جو تم نے دیکھا تھا) بیان کرو چنانچہ میں نے وہ خواب بیان (کرنا شروع) کیا جب میں نے یہ بیان کیا کہ وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے

قال انی لارجو ان یجعلنی اللّٰہ منهم قال فقلنا فقلت خلیفة مستخلف قال قد استخلفنی اللّٰہ فاسأله ان یعیننی علی ما ولانی فقلت ان ذکرت شهیدین مستشهدین قال انی بالشهادة وانا بین اظهرکم تغزون ولا اغزو ثم قال بلی یأتی اللّٰہ بها ان شاء اللّٰہ۔

تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ اللہ مجھے ان لوگوں میں کرے پھر میں نے کہا کہ وہ خلیفہ اور خلیفہ سابق کے بنائے ہوئے خلیفہ ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ بیشک مجھے اللہ نے خلیفہ بنا دیا اور تم خدا سے دعا مانگو کہ اس نے جس کام پر مجھے والی کیا ہے اس میں میری تائید کرتا رہے۔ پھر جب میں نے بیان کیا کہ وہ شہید ہیں اور شہید کئے جائیں گے فرمایا مجھے کیسے شہادت (نصیب) ہوگی میں تو تم سب کے درمیان میں رہتا ہوں تم لوگ جہاد (بھی) کرتے ہو اور میں جہاد نہیں کرتا (پھر شہادت کی امید کس طرح کرسکتا ہوں) پھر فرمایا ہاں اگر اللہ چاہے تو یہ (نعمت گھر بیٹھے ہی مجھے) عنایت فرمائے۔

ومن مسند عبد اللّٰہ بن مغفل المزنیؓ

حدیثه فی حب الصحابة

اخرج احمد عن عبید اللّٰہ بن عبد الرحمن عن عبد اللّٰہ بن مغفل المزنی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اصحابی لا تتخذوهم غرضا بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن آذاهم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللّٰہ ومن آذی اللّٰہ اوشک ان یأخذه۔

مسند عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ (۱ روایت)

صحابہ کرام سے محبت رکھنے کے متعلق ان کی حدیث ہے (امام) احمدؒ نے عبید اللہ بن عبد الرحمن سے انھوں نے عبد اللہ بن مغفل مزنی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) میرے اصحاب کو میرے بعد (ملامت کا) نشانہ نہ بنانا جس نے ان سے محبت رکھی اس نے میری (ہی) محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھی اور جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا اس نے میرے (ہی) بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو (یعنی میرے صحابہؓ کو) ایذا دی اس نے بیشک مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو عنقریب اس کو (اللہ اپنے عذاب میں) ماخوذ کرے گا۔

ومن مسند حفصة زوج النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم

حدیثها فی فضل عثمان اخرج احمد من حدیث ابن جریج عن ابی خالد

مسند (ام المؤمنین حضرت) حفصہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲ روایت)

حضرت عثمانؓ کی فضیلت میں ان کی حدیث ہے (امام) احمدؒ نے بروایت ابن جریج ابو خالد

لہ یعنے انکی محبت صحیح یہی محبت زیادہ انکی عداوت یعنی میری عداوت یا یہ کہ انکی محبت میری محبت کی دلیل ہو اور انکی عداوت میری عداوت کی دلیل ہے۔

عن عبد الله بن ابي سعيد المزني قال حدثتني حفصة ابنة عمر بن الخطاب قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم قد وضع ثوبا بين فخذيه فجاء ابو بكر فاستأذن فأذن له وهو على هيئته ثم جاء عمر فاستأذن فأذن له ثم جاء ناس من اصحابه والنبي صلى الله عليه وسلم على هيئته ثم جاء عثمان فاستأذن فأذن له فأخذ ثوبه فتجلله فتحدثوا ثم خرجوا قلت يا رسول الله جاء ابو بكر وعمر وعلي وسائر اصحابك وكنت على هيئتك فلما جاء عثمان تجللت بثوبك فقال الا استحيي ممن يستحيي منه الملائكة۔

انھوں نے عبد اللہ بن سعید مزنی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ مجھ سے حضرت حفصہ بنت عمرؓ نے بیان کیا وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک روز دونوں رانوں سے کپڑا ہٹا کر (بیٹھے) تھے اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور انھوں نے (اندر آنے کی) اجازت چاہی آپ نے ان کو اجازت دی اور (وہ اندر آ گئے) آپ اسی طرح (رانوں کو کھولے) بیٹھے رہے پھر حضرت عمرؓ آئے اور اجازت (آنے کی) چاہی آپ نے ان کو (بھی) اجازت دی پھر دیگر اصحابؓ آئے مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی اسی ہیئت سے بیٹھے رہے پھر حضرت عثمانؓ آئے اور (اندر آنے کی) اجازت چاہی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کپڑا اٹھا کر اپنی رانوں پر ڈال لیا اس کے بعد صحابہؓ سے باتیں کرتے رہے پھر سب چلے گئے (حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور دیگر صحابہؓ آپ کی خدمت میں آئے اور آپ اپنی ہیئت پر بیٹھے رہے (اور اپنی رانوں کو نہیں چھپایا) مگر جب عثمانؓ آئے تو آپ نے (اپنی رانوں پر) کپڑا ڈال لیا آپ نے جواب دیا کہ میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔[1]

وحديثها في بشارة اهل بدر والحديبية اخرج مسلم عن حفصة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لأرجو ان لا يدخل النار ان شاء الله احد شهد بدرا والحديبية قلت يا رسول الله اليس قد قال الله وان منكم الا واردها قال

{ان کی حدیث بشارت اہل بدر و اہل حدیبیہ کے متعلق} (امام) مسلمؒ نے حضرت حفصہؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ جنگ بدر اور (صلح) حدیبیہ میں شریک ہوئے ہیں ان میں سے ایک بھی انشاء اللہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ میں نے کہا اے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کیا اللہ نے (قرآن میں) یہ نہیں فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اس پر (یعنی دوزخ پر) نہ وارد ہو آپ نے فرمایا درست ہے مگر کیا تم نے اس کے بعد والی آیت کو

[1] رانوں کا کھولنا حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے وہ اس قسم کی حدیثوں میں کہتے ہیں کہ قبل کے واقعات ہیں اس کے بعد رانوں کے چھپانے کا حکم صادر ہو گیا جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

ان لم تصبه يقول ثم ننجي الذين اتقوا وفي رواية لا يدخل النار ان شاء الله من اصحاب الشجرة احد الذين بايعوا تحتها

نہیں سنا کر (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے پھر ہم نجات دیں گے ان لوگوں کو جو (اپنے پروردگار سے) ڈرتے رہے۔ اور ایک روایت اس طرح ہے۔ اصحاب شجرہ میں سے یعنی جنہوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے کوئی شخص انشاء اللہ دوزخ میں نہ جائے گا۔

مسانيد الانصار من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم

مسانید انصار اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

من مسند معاذ بن جبل رضي الله عنه

مسند معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
۱ روایت

مشکوٰۃ میں بروایت ابو عبیدہ اور معاذ

في المشكوة عن ابي عبيدة ومعاذ بن جبل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان هذا الامر بدأ نبوة ورحمة ثم يكون خلافة ورحمة ثم ملكا عضوضا ثم كائن جبرية وعتوا وفسادا في الارض يستحلون الحرير والفروج والخمور ويرزقون على ذلك وينصرون حتى يلقوا الله رواه البيهقي في شعب الايمان

بن جبل سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا یہ امر (یعنی دین اسلام) نبوت اور رحمت (ہوکر) شروع ہوا ہے پھر خلافت اور رحمت ہو جائے گا پھر کاٹنے والی بادشاہت ہو جائے گی پھر جبر اور سرکشی اور زمین میں فساد بن جائے گا۔ (اور ایسے لوگ ہوں گے کہ) ریشمی کپڑوں کو اور شرمگاہوں کو اور شرابوں کو حلال کرلیں گے اور اس (شرارت و ظلم) پر بھی (خدا کی جانب سے) ان کو رزق دیا جائے گا اور (منجانب اللہ اپنے مخالفوں پر) نصرت پاتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ اللہ سے ملیں گے (پھر وہاں اپنے اعمال ناسزا کی سزا پائیں گے) اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

ومن مسند أبي بن كعب رضي الله عنه

مسند ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
۱ روایت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایک

في فضل عمر رضي الله عنه أخرج الحاكم من حديث يحيى بن سعيد عن سعيد ابن المسيب عن أبي بن كعب قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول اول من يعانقه الحق يوم القيامة عمر واول من يصافحه الحق يوم القيمة عمر و

حدیث ۱ حاکم نے بروایت یحییٰ بن سعید انھوں نے سعید بن مسیب سے انھوں نے حضرت ابی بن کعب سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس شخص سے حق تعالیٰ معانقہ کرے گا وہ عمرؓ ہیں اور سب سے پہلے جس شخص سے حق تعالیٰ مصافحہ کرے گا وہ عمرؓ ہیں اور

اوّل من یؤخذ بیدہ فینطلق بہ الی الجنۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

سب سے پہلے (فرشتے) جس شخص کو ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جائیں گے وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

ومن مسند ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ

مسند ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ۱۔ روایت {ملکی فتوحات کے متعلق انکی حدیث}

حدیثہ فی فتوح الامصار اخرج الحاکم عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلٰی عن ابی ایوب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی رأیت فی المنام غنما سودا دخلت فیھا غنم عفر یا ابا بکر اعبرھا فقال ابو بکر یا رسول اللہ ھی العرب تتبعک ثم تتبعھا العجم حتی تغمرھا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھکذا عبرھا الملک سحرا

حاکم نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلٰی سے انھوں نے ابو ایوب انصاری سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں سیاہ بکریوں کے (ایک گلہ) کو دیکھا کہ جن میں کچھ مٹیالے رنگ کی بکریاں آکر شامل ہو گئیں، پھر آپ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا: اے ابوبکرؓ! تم اس کی تعبیر بیان کرو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ سیاہ بکریاں عرب ہیں جو آپ کے تابع ہوں گے پھر ان کے بعد عجم آئیں گے یہاں تک کہ وہ عرب سے بڑھ جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بہ تحسین و تشکر) فرمایا ایسی ہی تعبیر صبح کو فرشتہ نے دی ہے۔

ومن مسند ابی الدرداءؓ

مسند ابو الدرداء رضی اللہ عنہ ۲۔ روایت {ان کی حدیث تعریض خلافت شیخین کے متعلق}

حدیثہ فی التعریض عن خلافۃ الشیخین اخرج الحاکم عن سعید بن جبیر عن ابی الدرداء قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۃ خفیفۃ فلما فرغ من خطبتہ قال یا ابا بکر قم فاخطب فقام ابو بکر فخطب فقصر دون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما فرغ ابو بکر من خطبتہ قال یا عمر

حاکم نے سعید بن جبیر سے انھوں نے ابو الدرداءؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر خطبہ پڑھا جب آپ خطبے سے فارغ ہوئے تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! (اب) تم خطبہ پڑھو۔ (چنانچہ) حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے خطبہ پڑھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ سے مختصر خطبہ پڑھا۔ جب حضرت ابوبکرؓ اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اے عمرؓ!

۱۔ حضرت ابو الدرداء سے ایک روایت منقول ہوئی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ ان دونوں حدیثوں میں تعارض نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے اولیت حقیقیہ ہے اور حضرت فاروقؓ کے لئے تشریف و حیثیت اضافی۔ بالفرض اگر دوسرے یہ کہ اولیت کی صفت میں چند لوگ شریک ہو سکتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ایک جماعت کثیرہ کو اولیت کی صفت سے موصوف کیا ہے فرمایا السابقون الاولون من المهاجرین والانصار

ثم في خطب خلف عمر رضي الله عنه فخطب فقصر دون النبي صلى الله عليه وسلم ودون أبي بكر. وحديثه في منزلة أبي بكر الصديق رضي الله عنه عند النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه.

أخرج البخاري عن بسر بن عبيد الله عن عائذ الله أبي إدريس عن أبي الدرداء قال كنت جالسا عند النبي صلى الله عليه وسلم إذ أقبل أبو بكر آخذا بطرف ثوبه حتى أبدى عن ركبته فقال النبي صلى الله عليه وسلم أما صاحبكم فقد غامر فسلم وقال إني كان بيني وبين ابن الخطاب شيء فأسرعت إليه ثم ندمت فسألته أن يغفر لي فأبى علي فأقبلت إليك فقال يغفر الله لك يا أبا بكر ثلاثا ثم إن عمر ندم فأتى منزل أبي بكر فسأل أثم أبو بكر قالوا لا فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فجعل وجه النبي صلى الله عليه وسلم يتمعر حتى أشفق أبو بكر فجثا على ركبتيه فقال يا رسول الله والله أنا كنت أظلم مرتين

باب: تم (بھی) خطبہ پڑھو حضرت عمرؓ نے بھی خطبہ پڑھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خطبے سے اور حضرت ابوبکرؓ کے خطبے سے مختصر خطبہ پڑھا۔

{رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جو رتبہ تھا اس کے متعلق ان کی حدیث} (امام) بخاریؒ نے بسر بن عبید اللہ سے انھوں نے عائذ اللہ یعنی ابو ادریس سے انھوں نے ابو الدرداءؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آتے ہوئے نظر آئے اس حالت سے کہ اپنی چادر کا کونا پکڑے ہوئے تھے اور پنڈلیاں کھولے ہوئے (ان کو اس وضع سے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (دیکھ کر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر) فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے صاحب (یعنی حضرت ابوبکرؓ) ابھی کسی سے لڑ کر آئے ہیں اتنے میں حضرت ابوبکرؓ آگئے، اور سلام کر کے کہنے لگے کہ میرے اور ابن خطابؓ (یعنی حضرت عمرؓ) کے درمیان کچھ رنجش ہوگئی تھی مجھے جلدی سے ان پر غصہ آگیا پھر میں نادم ہوا اور ان سے درخواست کی کہ میرا قصور معاف کر دو انھوں نے اس سے انکار کیا لہٰذا اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! خدا تمھیں بخش دے۔ (راوی کا بیان ہے کہ) پھر حضرت عمرؓ (بھی) نادم ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر جا کر دریافت کیا کہ کیا (یہاں) حضرت ابوبکرؓ ہیں؟ گھر والوں نے جواب دیا کہ نہیں، پھر حضرت عمرؓ (ان کے مکان سے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ (ان کو دیکھتے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک (غصہ سے) متغیر ہوگیا یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ ڈرے اور اپنے دونوں زانوں کے بل کھڑے ہوگئے اور دو بار کہا اے رسول اللہ میں نے ہی ظلم کیا (اور میری ہی طرف سے زیادتی ہوئی

فقال النبي صلى الله عليه وسلم إن الله بعثني إليكم فقلتم كذبت وقال أبو بكر صدقت وواساني بنفسه وماله فهل أنتم تاركو لي صاحبي مرتين فما أوذي بعدها.

پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) خطاب کر کے فرمایا۔ اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تو تم نے کہا کہ تم جھوٹے ہو اور ابوبکرؓ نے کہا آپ سچ کہتے ہیں اور اپنے جان و مال کے ساتھ میری غمخواری (اور مدد) کی کیا تم میرے لئے میرے ساتھی (اور) میرے دوست (کے تعرض کرنے) کو ترک کرتے ہو (یا نہیں) یہ کلمہ آپ نے دو بار فرمایا۔ پھر اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو کسی نے کوئی ایذا دینے والی بات نہیں کہی۔

ومن مسند أسيد بن حضير رضي الله عنه

مسند اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی روایت

حديثه في منزلة أبي بكر رضي الله عنه عند الصحابة أخرج البخاري عن مالك عن عبد الرحمن بن القاسم عن أبيه عن عائشة في قصة نزول آية التيمم فقال أسيد بن الحضير ما هي بأول بركتكم يا آل أبي بكر.

(ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت میں صحابہ کرام کے نزدیک) (امام) بخاریؒ نے (امام) مالکؒ سے انھوں نے عبدالرحمن بن قاسم سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے آیت تیمم کے نازل ہونے کے قصہ میں روایت کی ہے جس میں یہ مضمون ہے کہ پھر اسید بن حضیر نے کہا اے آل ابوبکرؓ! یہ (یعنی تیمم کا شروع ہونا) تمہاری پہلی برکت نہیں ہے (بلکہ اس قسم کی متعدد برکتیں تمہاری ذات سے ہمیشہ ہوتی رہتی ہیں)۔

وقوله إن الأثرة لا تكون إلا بعد عمر أخرج أبو يعلى من طريق محمود بن لبيد عن ابن شفيع وكان طبيبا عن أسيد بن حضير سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إنكم ستلقون أثرة بعدي فلما كان عمر بن الخطاب قسم حللا بين الناس فبعث إلي منها بحلة فاستصغرتها فأعطيتها ابني فبينا أنا أصلي إذ مر بي شاب من قريش عليه حلة من تلك الحلل يجرها

(ان کا یہ قول کہ مفضول کو افضل پر ترجیح دینا حضرت عمرؓ کے بعد ہوگا) ابو یعلیٰ نے بروایت محمود بن لبید ابن شفیع سے نقل کیا ہے اور یہ طبیب تھے وہ اسید بن حضیر سے روایت کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے عنقریب تم لوگ میرے بعد دیکھو گے کہ (غیر) تم پر دوسروں کو ترجیح دی گئی (اسید بن حضیر کہتے ہیں کہ) حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک مرتبہ لوگوں کو جوڑے تقسیم کئے چنانچہ ایک جوڑا میرے پاس بھی بھیجا وہ میرے جسم پر چھوٹا ہوا لہذا میں نے اپنے دو بیٹوں کو دے دیا پھر ایک روز میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس سے ایک جوان قریشی گزرا اور اس کے جسم پر ایک جوڑا انہی جوڑوں میں سے تھا

لہ مطلب اس کا یہ ہے کہ جب سب لوگ تکذیب کر رہے تھے اس وقت ابوبکرؓ نے تصدیق کی [illegible]

فسأل عن خوجة حواريه فقال يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم وجئت اردت ان تشق عصا المسلمين فقال لا تثريب يا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل قوله فبايعه هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه۔

ان کے متعلق (بھی) لوگوں سے دریافت کیا یہاں تک کہ کچھ لوگ اُن کو بھی لے آئے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے ابن عم حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم چاہتے ہو کہ مسلمانوں کی جماعت میں تفریق ڈالو۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ملامت نہ کریں؛ میں مسلمانوں میں تفریق ڈالنا نہیں چاہتا یہ کہہ کر انھوں نے (بھی) حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی (الغرض) دونوں نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کرلی۔ (یہ حدیث حسب شرط (امام) مسلم صحیح ہے مگر امام بخاریؒ اور امام مسلم نے اس حدیث کو صحیحین میں درج نہیں کیا)۔

ومن مسند زيد بن خارجة

مسند زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ (اُن کا اپنی وفات کے بعد خلفائے ثلاثہ کے فضائل بیان کرنا) اور روایت

تكلمه بعد موته بفضائل الثلثة

اخرج ابو عمر من طريق سليمان بن بلال عن يحيى بن سعيد بن المسيب ان زيد بن خارجة الانصاري ثم من بني الحارث بن الخزرج توفي في زمن عثمان (بن) عفان فسجي بثوب ثم انهم سمعوا جلجلة في صدره ثم تكلم فقال احمد احمد في الكتاب الاول صدق صدق ابوبكر الصديق الضعيف في نفسه القوي في امر الله في الكتاب الاول صدق صدق عمر بن الخطاب القوي الامين في الكتاب الاول صدق صدق عثمان بن عفان على منهاجهم مضت اربع وبقيت سنتان اتت الفتن واكل الشديد الضعيف وقامت الساعة وسيأتيكم خبر بئر اريس ...

ابوعمرؓ نے بروایت سلیمان بن بلال یحییٰ بن سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ زید بن خارجہ انصاری۔ خزرجی نے عہدِ خلافت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں وفات پائی تو اُن کو ایک چادر اڑھا دی گئی پھر لوگوں نے اُن کے سینہ سے کچھ آواز مثل گھنٹے کی سنی اس کے بعد وہ بولے اور انھوں نے کہا۔ احمد احمد اگلی کتابوں میں (اسی نام سے مذکور) ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ ابوبکر صدیقؓ وہ اپنے کام میں ضعیف ہیں خدا کے کام میں قوی ہیں اگلی کتاب میں (اسی وصف کے ساتھ مذکور) ہیں سچ کہا سچ کہا۔ عمر بن خطابؓ قوی امانت دار اگلی کتاب میں (اسی وصف کے ساتھ مذکور) ہیں سچ کہا سچ کہا۔ عثمان بن عفانؓ انہی کے طریقہ پر ہیں۔ چار برس گزر گئے اور (دو برس) باقی ہیں فتنے آپہنچے اور قوی نے ضعیف کو کھالیا۔ اور قیامت قائم ہوئی اور عنقریب تمہارے پاس چاہِ اریس کی خبر آئیگی اور

(حاشیہ، مارجن میں:) [illegible]

سلہ ملا علی قاری ... [illegible] ... اریس ایک کنویں کا نام ... حضرت عثمانؓ کے وقت ... رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی گر گئی ... انگوٹھی کے کھوجانے کے بعد ... [illegible]

ما بها من بأس قال يحيى بن سعيد قال سعيد بن المسيب ثم هلك رجل من بني خطمة فسجي بثوبه فسمعوا جلجلة في صدره ثم تكلم فقال إن أخا بني الحارث بن الخزرج صدق صدق قال أبو عمر وكانت وفاته في خلافة عثمان وقد عرض مثل قصته لأخي ربعي بن خراش

ومن مسند رفاعة بن رافع الزرقي

حديثه في فضل أهل بدر على آخرين غيرهم عن رفاعة بن رافع قال جاء جبرئيل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما تعدون أهل بدر فيكم قال من أفضل المسلمين أو كلمة نحوها قال وكذلك من شهد بدرا من الملائكة

ومن مسند رافع بن خديج

حديثه في فضل أهل بدر على من بعدهم من حديث سفيان عن يحيى بن سعيد عن عباية بن رفاعة عن جده رافع بن خديج قال جاء جبرئيل أو ملك إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما تعدون من شهد بدرا فيكم قالوا خيارنا قال كذلك هم عندنا خيار الملائكة

ومن مسند أبي سعيد بن المعلى

حديثه في الخطبة التي

(تمھیں کیا خبر ہے کہ) کیا ہے چاہ اریس؟ یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب نے کہا پھر ایک شخص نے قبیلہ خطمہ سے وفات پائی بعد وفات کے ان کے جسم پر چادر ڈال دی گئی تو لوگوں نے اُن کے سینہ سے آواز مثل گھنٹے کی سُنی پھر اُنھوں نے کلام کیا اور کہا کہ بنی حارث بن خزرج کے بھائی (یعنی زید بن خارجہ) نے سچ کہا سچ کہا۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ اس شخص کی وفات حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہوئی ہے اور ایسا ہی واقعہ ربعی بن خراش کے بھائی کا بھی پیش آیا تھا۔

مسند رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ

{ان کی حدیث اہل بدر کی فضیلت میں}

۱۔ روایت

تمہاری نے رفاعہ بن رافع سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے جبرئیلؑ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اُنھوں نے پوچھا کہ آپ اہل بدر کو اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا سب مسلمانوں سے افضل یا اور کوئی ایسا ہی کلمہ فرمایا۔ حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ جس قدر فرشتے بدر میں شریک تھے (ان کو بھی ہم) اسی طرح (اپنے گروہ میں افضل سمجھتے ہیں)

مسند رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ

{ان کی حدیث اہل بدر کی فضیلت میں}

۱۔ روایت

ابن ماجہ نے بروایت سفیان۔ یحییٰ بن سعید سے اُنھوں نے عبایہ بن رفاعہ سے اُنھوں نے اُن کے دادا رافع بن خدیجؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت جبرئیلؑ یا کوئی دوسرا فرشتہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور (کہا کہ آپ اپنے صحابہ سے پوچھیے) کہ تم اُن لوگوں کو جو جنگ بدر میں شریک ہوئے ہیں اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہو؟ سب نے جواب دیا ہم ان کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ یا اس فرشتہ نے کہا اسی طرح (جو فرشتے جنگ بدر میں مسلمانوں کے ساتھ شریک تھے) ان کو ہم لوگ سب فرشتوں سے بہتر سمجھتے ہیں۔

مسند ابو سعید بن معلّی رضی اللہ عنہ

{ان کی حدیث اس خطبہ کے متعلق جو

خطبها النبی صلی الله علیه وسلم فی مناقب ابی بکر الصدیق رضی الله عنه اخرج الترمذی عن عبد الملك بن عمیر عن ابن المعلی عن ابیه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خطب یوما فقال ان رجلا صالحا خیره ربه بین ان یعیش فی الدنیا ما شاء ان یعیش و یاکل فی الدنیا ما شاء ان یاکل و بین لقاء ربه فاختار لقاء ربه قال فبکی ابوبکر فقال اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم الا تعجبون من هذا الشیخ اذ ذکر رسول الله صلی الله علیه وسلم ان رجلا صالحا خیره ربه بین الدنیا و بین لقاء ربه فاختار لقاء ربه قال فکان ابوبکر اعلمهم بما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ابوبکر بل نفدیك بآبائنا و اموالنا فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من الناس احد امن الینا فی صحبته و ذات یده من ابن ابی قحافة ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابن ابی قحافة خلیلا ولکن ود و اخاء ایمان مرتین او ثلث و ان صاحبکم خلیل الله

ومن مسند براء بن عازب رض

حدیثه فی فتوح الامصار اخرج ابویعلی عن ابی عبد الله میمون عن البراء

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں پڑھا تھا] ترمذی نے عبدالملک بن عمیر سے انھوں نے ابن معلّی سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا اس میں فرمایا کہ ایک نیک مرد کو اس کے پروردگار نے اختیار دیا ہے کہ وہ جب تک چاہے دنیا میں رہے اور جو کچھ دنیا کی نعمتوں میں سے چاہے کھائے یا اپنے پروردگار کی ملاقات کو پسند کرے تو اس نیک مرد نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو پسند کیا۔ راوی کہتے ہیں یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ رونے لگے۔ [تو اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا تم اس شیخ یعنے حضرت ابوبکرؓ کے حال سے تعجب نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو یہی فرمایا تھا کہ ایک نیک مرد کو اس کے پروردگار نے اختیار دیا ہے کہ چاہے دنیا میں رہے چاہے اپنے پروردگار سے ملے تو اس نے اپنے پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا (اس میں رونے کی کیا بات ہے) راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرتؐ کی وفات کے بعد سب کو معلوم ہو گیا کہ) ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کو سب سے زیادہ سمجھتے تھے] اور انھوں نے کہا ہم لوگ اپنے باپ دادا اور اپنے مال کو آپ پر فدا کرتے ہیں (آپ ایسا قصد نہ فرمائیں) پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی صحبت اور اپنے مال میں ابن ابی قحافہ سے زیادہ ہم پر احسان کرنے والا کوئی نہیں ہے اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ضرور ابن ابی قحافہ کو خلیل بناتا ولیکن محبت اور ایمان کی برادری ان کے ساتھ ہے یہ کلام آپ نے دو بار یا تین بار فرمایا اور فرمایا) تمھارا صاحب (مراد خود ذات اقدس یا حضرت صدیقؓ) اللہ کا خلیل ہے۔

مسند براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت

[ان کی حدیث فتوح ممالک کے متعلق]

ابویعلے نے ابوعبداللہ یعنے میمون سے انھوں نے براء بن عازب سے

قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بحفر الخندق قال وعرض لنا صخرة لا يأخذ فيها المعاول فشكوا ذلك الى النبي صلى الله عليه وسلم قال فأخذ المعول قال واحسبه قال ووضع ثوبه فضرب ضربة وقال بسم الله فكسر ثلث الصخرة ثم قال الله اكبر اعطيت مفاتيح الشام اني لانظر الى قصورها الحمر من مكاني هذا ثم قال بسم الله وضرب اخرى فكسر ثلثها وقال الله اكبر اعطيت مفاتيح فارس والله اني لانظر الى المدائن وقصورها الابيض من مكاني هذا ثم قال بسم الله وضرب اخرى وكسر بقية الحجر وقال الله اكبر اعطيت مفاتيح اليمن والله اني انظر الى ابواب صنعاء من مكاني هذا

روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ احزاب میں) مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا (چنانچہ ہم لوگ خندق کھودنے میں مصروف ہوئے ہم خندق کھود رہے تھے کہ) ایک بڑا پتھر ایسا سخت نکل آیا جس پر کدال اثر نہ کرتی تھی ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ آپ نے کدال لی میمون کہتے ہیں مجھے خیال ہوتا ہے کہ براءؓ نے کہا اور آپ نے اپنے کپڑے اتار دیے پھر بسم اللہ کہہ کر پتھر پر کدال کو مارا جس سے ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے ملک شام کی کنجیاں عنایت ہوئیں۔ میں شام کے سرخ محل یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر بسم اللہ کہہ کر آپ نے دوسری مرتبہ کدال ماری جس سے دو تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ اور آپ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے فارس کی کنجیاں عنایت ہوئیں خدا کی قسم میں یہاں سے فارس کے سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ بسم اللہ کہکر کدال ماری اور باقی پتھر ٹوٹ گیا اور فرمایا اللہ اکبر مجھے یمن کی کنجیاں عنایت ہوئیں قسم خدا کی میں یہاں سے صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

سلہ یہ مضمون روایات شیعہ میں بھی ہے چنانچہ حملہ حیدری مطبوعہ مطبع سلطانی لکھنؤ صفحہ ۲۳۳ میں ہے۔

[illegible]

تکملہ صفحہ ۲۲ میں بایں الفاظ ہے عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما حفر رسول الله صلى الله عليه وآله الخندق [illegible]

[illegible]

ومن مسند أم حرام الأنصارية

حديثها في أول من يغزو البحر وكانت في زمن عثمان رضي الله عنه أخرج البخاري عن خالد بن معدان أن عمير بن الأسود العنسي حدثه أنه أتى عبادة بن الصامت رضي الله عنه وهو نازل في ساحل حمص وهو في بناء له ومعه أم حرام قال عمير فحدثتنا أم حرام رضي الله عنها أنها سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول أول جيش من أمتي يغزون البحر قد أوجبوا قالت أم حرام قلت يا رسول الله أنا فيهم قال أنت فيهم قالت ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم أول جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم فقلت أنا فيهم يا رسول الله قال لا۔

ومن مسند سهل بن سعد الساعدي

حديثه في إثبات الصديقية لأبي بكر والشهادة لهما أخرج أبو يعلى عن عبد الرزاق عن معمر عن أبي حازم عن سهل بن سعد أن أحدا ارتج وعليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر وعمر وعثمان فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثبت أحد فما عليك إلا نبي أو صديق أو شهيدان۔

وحديثه في منزلة أبي بكر عند النبي صلى الله عليه وسلم أخرج أبو يعلى حماد بن زيد

مسند اُمّ حرام انصاریہ رضی اللہ عنہا	(ان کی حدیث غزوۂ بحر کے وعدے کے بیان میں
۱۔ روایت	

جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا) (امام) بخاریؒ نے خالد بن معدان سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ عمیر بن اسود عنسی نے ان سے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور وہ ساحل حمص پر اپنے مکان میں رہتے تھے اور ان کے ہمراہ اُمّ حرام تھیں عمیر کہتے ہیں کہ ہم سے اُمّ حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جہاد کرے گا وہ جنت کا مستحق ہو گیا۔ اُمّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان میں ہوں گی؟ آپ نے فرمایا تم ان میں ہو گی۔ اُمّ حرامؓ کہتی ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو کہ قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا وہ سب بخشے گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ! میں ان میں ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں (تم ان میں نہ ہو گی)۔

مسند سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ	(ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ
۲۔ روایت	

کی صدیقیت اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے اثبات میں) ابو یعلیٰ نے عبدالرزاق سے انھوں نے معمر سے انھوں نے ابو حازم سے انھوں نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ کوہِ اُحد ہلنے لگا اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ تھے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اُحد ٹھہر جا تیرے اوپر صرف ایک نبی ہیں اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ کی منزلت کے بیان میں جو انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک حاصل تھی) ابو یعلیٰ نے حماد بن

عن ابی حازم عن سہل بن سعد قال کان قتال بین بنی عمرو بن عوف فاتاهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیصلح بینہم وقد صلی الظہر فقال لبلال ان حضرت صلوٰۃ العصر ولم آت فمر ابابکر فلیصل بالناس فلما حضرت صلوٰۃ العصر اذن بلال واقام وقال یا ابابکر تقدم فتقدم ابوبکر فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فشق الصفوف فلما رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفحوا یعنی التصفیق قال وکان ابوبکر اذا دخل فی صلوٰۃ لم یلتفت فلما رأی التصفیق لا یمسک عنہ التفت فرأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلفہ فاومأ الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امض فلبث ابوبکر ھنیۃ یحمد اللہ علی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امض ثم مشی ابوبکر القہقری علی عقبیہ فلما رأی ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم تقدم فصلی بالقوم صلوٰتہم فلما قضی صلوٰتہ قال یا ابابکر ما منعک اذ اومأت الیک ان لا تکون مضیت قال ابوبکر لم یکن لابن ابی قحافۃ ان یؤم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال للناس اذا نابکم فی صلوٰتکم شیء فلیسبح الرجال ولیصفق النساء۔

(ترجمہ) حضرت ابوحازم سے انھوں نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ قبیلہ عمرو بن عوف کے درمیان کچھ لڑائی ہوئی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم (ان میں صلح کرانے کے لئے) انکے پاس تشریف لے گئے اور آپ (مدینہ سے) ظہر پڑھ کر گئے تھے اور بلال رضؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ اگر عصر کا وقت آجائے اور میں نہ آؤں تو ابوبکرؓ سے کہنا کہ وہ نماز پڑھائیں۔ جب عصر کا وقت آیا بلال نے اذان دی اور اقامت کہی اور حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اے ابوبکرؓ! آپ امامت کیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے امامت کی (ابھی نماز ہو رہی تھی کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صفوں کو چیر کر آگے بڑھے۔ جب لوگوں کی نظر آپ پر پڑی تو انھوں نے تالی بجانا شروع کی (تاکہ حضرت ابوبکرؓ کو آپ کا تشریف لانا معلوم ہو جائے)، اور حضرت ابوبکرؓ جب نماز میں مصروف ہوتے تو کسی طرف التفات نہ کرتے جب کہ انھوں نے دیکھا کہ تالی بجانا موقوف نہیں ہوتا تو وہ ملتفت ہوئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے کھڑا ہوا دیکھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارے سے فرمایا کہ نماز پوری کرلو (اور اپنی جگہ سے نہ ہٹو) حضرت ابوبکرؓ کچھ دیر ٹھہرے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے پر کہ نماز پوری کرو اللہ کی حمد کرتے رہے پھر حضرت ابوبکرؓ الٹے پیروں پیچھے ہٹ آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر آگے بڑھے اور لوگوں کو نماز پڑھائی پھر نماز پوری کرکے آپ نے فرمایا اے ابوبکرؓ! جب کہ میں نے اشارے سے تم کو حکم دے دیا تھا کہ نماز پوری کرو تو پھر تم نے کیوں نہ نماز پوری کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ ابن ابی قحافہ کو مناسب نہ تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا امام بنے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ جب تمھیں نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو مرد (اپنی جماعت میں) سبحان اللہ کہیں اور عورتیں (اپنی جماعت میں) تالی بجائیں۔

لہ مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اور لوگ نماز میں ادھر ادھر دیکھتے جاتے تھے لیکن مطلب یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ کو استغراق کیفیت نماز میں سب سے زیادہ ہوتی تھی۔

ومن مسند نعمان بن بشير

حديثه في القرون الثلاثة أخرج أحمد من حديث عاصم بن بهدلة عن خيثمة والشعبي عن النعمان بن بشير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يأتي قوم تسبق أيمانهم شهاداتهم وشهاداتهم أيمانهم

مسند نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت (ان کی حدیث قرون ثلثہ کے بیان میں)

(امام) احمدؒ نے بروایت عاصم بن بہدلہ خیثمہ اور شعبی سے انھوں نے نعمان بن بشیر سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: بہتر لوگوں میں میرے زمانہ کے (لوگ) ہیں۔ پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد ہوں گے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے پھر ایسے لوگ آئیں گے کہ ان کی قسمیں ان کی گواہی سے اور ان کی گواہی ان کی قسموں سے سبقت کرے گی۔

ومن مسند عويم بن ساعدة

حديثه في النهي عن سب الصحابة وبيان فضيلتهم أخرج الحاكم من حديث عبد الرحمن بن سالم بن عبد الرحمن بن عويم بن ساعدة عن أبيه عن جده عن عويم بن ساعدة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الله تبارك وتعالى اختارني واختار لي أصحابي فجعل لي منهم وزراء وأنصارا وأصهارا فمن سبهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين ولا يقبل منه يوم القيامة صرف ولا عدل

مسند عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت (ان کی حدیث صحابہ کو برا کہنے کی ممانعت اور صحابہ کی فضیلت کے بیان میں)

حاکم نے بروایت عبدالرحمن بن سالم بن عبدالرحمن بن عویم بن ساعدہ ان کے والد سے انھوں نے ان کے دادا سے انھوں نے عویم بن ساعدہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لئے میرے اصحاب کو منتخب فرمایا پھر ان میں کو بعض کو (میرا) وزیر اور (بعض کو میرا) مددگار اور بعض کو (میرا) سسرالی رشتہ دار بنا دیا۔ لہٰذا جو میرے صحابہؓ کو برا کہے اس پر خدا کی اور اس کے فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اس سے قیامت کے دن کوئی نفل یا فرض (عبادت) قبول نہ ہوگی۔

ومن مسند شداد بن أوس

حديثه في فتح الأمصار أخرج أحمد عن عبد الرزاق عن معمر عن أيوب عن أبي الأشعث عن أبي أسماء الرحبي عن شداد بن أوس أن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن الله عز وجل زوى لي الأرض حتى

مسند شداد بن اوس رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت (ان کی حدیث فتح ممالک کے متعلق)

(امام) احمدؒ نے عبد الرزاق سے انھوں نے معمر سے انھوں نے ایوب سے انھوں نے ابو الاشعث سے انھوں نے ابو اسماء رحبی سے انھوں نے شداد بن اوس سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عز وجل نے میرے لئے ساری زمین لپیٹ دی[1] یہاں تک

[1] زمین کے لپیٹ دینے سے مراد یہ [illegible]

قلت ؎

وثاني اثنين في الغار المنيف وقد
طاف العدو به اذ صعّد الجبلا

وكان حِبّ رسول الله قد علموا
من الخلائق لم يعدل به بدلا

فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم

واخرج الحاكم من حديث مجالد بن سعيد قال سئل الشعبي من اول من اسلم فقال اما سمعت قول حسان ؎

اذا تذكرت شجوا من اخي ثقة
فاذكر اخاك ابا بكر بما فعلا

خير البرية اتقاها واعدلها
بعد النبي واوفاها بما حملا

الثاني التالي المحمود مشهده
واول الناس منهم صدق الرسلا

واخرج ابو عمر من حديث ابي بكر بن ابي شيبة قال حدثنا شيخ لنا قال حدثنا مجالد عن الشعبي قال سألت ابن عباس او سئل اي الناس كان اول اسلاما قال اما سمعت قول حسان بن ثابت ؎

اذا تذكرت شجوا من اخي ثقة
فاذكر اخاك ابا بكر بما فعلا

(دل) میں نے (کچھ اشعار) کہے ہیں (وہ یہ ہیں) :-

حضرت صدیق غار شریف میں رسول اللہ کے (ساتھ) ثانی اثنین تھے۔ جب (حضرت صدیقؓ) اور (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) دونوں پہاڑ پر چڑھے (اور غار میں مخفی ہوئے) تو دشمنوں نے غار کو گھیر لیا۔ وہ (یعنے حضرت صدیقؓ) رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے محبوب ہیں (اس بات کو) سب جانتے ہیں اور حضرتؐ نے کسی مخلوق کو ان کے برابر نہیں سمجھا۔

(یہ اشعار سنکر) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔

اور حاکم نے بروایت مجالد بن سعید نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ کسی نے شعبی سے سوال کیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا انھوں نے جواب دیا کیا تم نے حسانؓ کا قول نہیں سنا (وہ کہتے ہیں) :-

(اے مخاطب) تو کسی ثقہ (یعنے معتبر شخص) کا غم یاد کرے تو اپنے بھائی ابو بکرؓ کو ان کے کام کے سبب یاد کر لیا کر وہ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بعد سب سے بہتر اور سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے زیادہ عدل کرنے والے تھے اور (بار خلافت کے) اٹھانے میں سب سے کامل تھے (مصداق) ثانی (اثنین) (شریعت کے) تبع تھے ان کی کارگزاری محمود ہے اور لوگوں میں سب سے اول (خدا کے) رسولوں کی انھوں نے تصدیق کی تھی۔

اور ابو عمر نے بروایت ابو بکرؓ بن ابی شیبہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے ہمارے ایک شیخ (استاد) نے بیان کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے مجالد شعبی سے روایت کرکے بیان کرتے تھے وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا یا کسی اور شخص نے ان سے پوچھا کہ لوگوں میں سب سے اول کون اسلام لایا تو انھوں نے جواب دیا کیا تم نے حسان بن ثابتؓ کا قول نہیں سنا (وہ کہتے ہیں)

جب تم کسی ثقہ (یعنے معتبر شخص) کا غم یاد کرو تو اپنے بھائی ابو بکرؓ کو ان کے کام کے سبب سے یاد کر لیا کرو (کیونکہ

خیر البریۃ اتقاها واعدلها
بعد النبی واوفاها بما حملا
الثانی التالی المحمود مشهده
واول الناس منهم صدق الرسلا

قال ابو عمر وروی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لحسان هل قلت فی ابی بکر شیئا قال نعم وانشده الابیات وفیها بیت رابع وهو

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد
طاف العدو به اذ صعد الجبلا

فسر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بذلک وقال احسنت یا حسان وقد روی فیها بیت خامس

وکان حب رسول اللہ قد علموا
خیر البریۃ لم یعدل به رجلا

وہ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بعد بہترین خلق سب سے زیادہ پرہیزگار سب سے زیادہ عدل کرنے والے تھے اور بار (خلافت) کے اٹھانے میں سب سے کامل تھے (وہ مصداق) ثانی اثنین (شریعت کے) متبع تھے ان کی کارگزاری عمدہ تھی اور لوگوں میں سب سے پہلے (خدا کے) رسولوں کی تصدیق انھوں نے کی تھی۔

ابو عمر کہتے ہیں۔ مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں کچھ (اشعار کہے ہیں)؟ انھوں نے عرض کیا ہاں۔ اور یہ اشعار (مرقومہ بالا) پڑھے اور ان میں (ایک) چوتھا شعر (بھی) تھا وہ یہ ہے۔

اور غار شریف میں حضرت صدیق ثانی اثنین تھے اور جب دونوں پہاڑ پر چڑھے (اور غار میں جاکر چھپے) تو غار کو دشمنوں نے گھیر لیا۔

(یہ اشعار سنکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا اے حسان رضی اللہ عنہ! تم نے اچھے شعر کہے ہیں۔ اور اس روایت میں پانچواں شعر بھی منقول ہے (وہ شعر یہ ہے)۔

اور (حضرت صدیق رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے اور اسے سب جانتے ہیں کہ وہ بہترین خلق تھے حضرت نے ان کی برابر کسی کو نہیں کیا۔

ومن مسنده ابی الهیثم بن التیهان

قال ابو عمر ومما قیل فی ابی بکر قول الهیثم بن التیهان فیما ذکره

وانی لارجو ان یقوم بامرنا
ویحفظه الصدیق والمرء من عدی
اولاک خیار الحی فهر بن مالک
وانصار هذا الدین من کل معتدی

مسند ابو الہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ (کی) روایت

{ابو عمر کہتے ہیں کہ منجملہ (اشعار) منقبت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ابو الہیثم بن تیہان کا یہ قول ہے}۔

اور میں امید کرتا ہوں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور ایک شخص قبیلہ عدی سے (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) ہماری (حکومت کے) کام پر قائم ہوں اور اس کی حفاظت کریں۔ یہ لوگ خاندان فہر بن مالک میں اشراف (اور معزز) ہیں اور ہر (سرکش) حد سے بڑھنے والے (کے ہاتھ) سے اس دین کے مددگار رہیں۔

ومن مسند کعب بن عجرة

حدیثه فی ان عثمان علی الحق

مسند کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ (کی روایت)

{ان کی حدیث اس بارہ میں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حق پر تھے}

أخرج أحمد من حديث مطر الوراق عن ابن سيرين عن كعب بن عجرة قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنة فقربها وعظمها قال ثم مر رجل مقنع في ملحفة فقال هذا يومئذ على الحق فانطلقت مسرعا أو محضرا فأخذت بضبعيه فقلت هذا يا رسول الله قال هذا فإذا هو عثمان بن عفان۔

(امام) احمد نے بروایت مطر وراق ابن سیرین سے انھوں نے کعب بن عجرہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اس کا (واقع) ہونا قریب بیان فرمایا اور اس کا بڑا ہونا ظاہر کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک شخص چادر سے سر چھپائے (ہوئے سامنے سے) نکلے تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص اس دن حق پر ہوگا۔ (کعب بن عجرہ کہتے ہیں) پھر میں جلدی سے یا دوڑ کر چلا اور اس جانے والے کے بازو پکڑ کر (اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھلا کر) عرض کیا اے رسول اللہ! کیا (یہی شخص) ہیں؟ فرمایا (یہی) ہیں پھر (ہم نے دیکھا تو) وہ حضرت عثمان بن عفانؓ تھے۔

مسانيد سائر الصحابة رضوان الله عليهم أجمعين

مسانید دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

الأول منها
مسند جابر بن سمرة

مسند جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

أخرج البخاري وغيره عن جابر بن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يزال الدين قائما حتى يكون عليكم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش۔

(امام) بخاری وغیرہ نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے یہ دین (اسلام) قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے وہ سب قریش سے ہوں گے۔

وأخرج أحمد عن عامر بن سعد بن أبي وقاص قال كتبت إلى جابر بن سمرة مع غلامي أخبرني بشيء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فكتب إلي سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة عشية رجم الأسلمي

اور (امام) احمد نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے غلام کے ہاتھ جابر بن سمرہ کے پاس ایک خط لکھ کر روانہ کیا اس میں میں نے لکھا تھا کہ کوئی حدیث جو آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو مجھ سے بیان کیجئے انھوں نے مجھے لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جمعہ کے دن پچھلے پہر جس دن (ماعز) اسلمی (زنا کی حد میں) سنگسار کئے گئے تھے دوسرے وقت سنا کہ

لے ان بارہ خلفاء کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے جس نے تعیین کی ہے اپنی رائے سے کی ہے کوئی نص شرعی اس بارے میں نہیں ہے بعض بزرگوں نے اس حدیث سے [illegible] خلفاء کی [illegible] کو اپنے [illegible] میں شک کیا ہے اور جن لوگوں نے اس حدیث کو ان خلفاء کی [illegible] محمول کیا ہے [illegible] کا احتمال نہیں ہے [illegible] امام [illegible] نہیں ہو سکتی کیونکہ سوا حضرت علیؓ کے ان میں سے کسی کو خلافت [illegible] خلفاء کی تعیین کیوں نہ ہو [illegible] ہو سکتی ہیں [illegible] کی تعیین میں یا ساعت [illegible] جمعہ کی تعیین میں وغیرہ وغیرہ۔

يقول لا يزال الدين قائماً حتى يكون عليكم اثنا عشر خليفة كلهم من قريش قال وسمعته يقول عصبة المسلمين يفتتحون البيت الابيض بيت كسرى او آل كسرى واخرج البخاري من حديث عبد الملك بن عمير عن جابر بن سمرة يرفعه قال اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده والذي نفس محمد بيده لتنفقن كنوزهما في سبيل الله۔

آپ نے فرمایا دین (اسلام) ہمیشہ قائم رہے گا یہاں تک کہ تم پر بارہ خلیفہ ہوں گے اور وہ سب قریش سے ہوں گے۔ اور میں نے آپ سے یہ بھی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے مسلمانوں کی ایک جماعت بیت ابیض یعنی بیت کسریٰ یا بیت آل کسریٰ (محلات شاہی) کو فتح کرے گی۔ اور امام بخاری نے بروایت عبد الملک بن عمیر حضرت جابر بن سمرہؓ سے نقل کیا ہے۔ جابر اس کو (حدیث) مرفوع کرکے بیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جب کسریٰ (شاہ فارس) ہلاک ہو جائے گا اس کے بعد (پھر) کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر (شاہ روم) ہلاک ہوگا تو اس کے بعد (پھر) قیصر نہ ہوگا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے تم خدا کی راہ میں دونوں کے خزانوں کو خرچ کرو گے۔

ومن مسند عدي بن حاتم

مسند عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ

ا۔ روایت (ان کی حدیث فتح ممالک کے متعلق)

حديثه في فتح الامصار اخرج البخاري من حديث محل بن خليفة عن عدي بن حاتم قال بينا انا عند النبي صلى الله عليه وسلم اذ اتاه رجل فشكى اليه الفاقة ثم اتاه فشكى اليه قطع السبيل فقال يا عدي هل رأيت الحيرة قلت لم ارها وقد انبئت عنها قال فان طالت بك حيوة لترين الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف احدا الا الله قلت فيما بيني وبين نفسي فاين دعار طي الذين قد سعروا البلاد ولئن طالت بك حيوة لتفتحن كنوز كسرى قلت كسرى بن هرمز قال كسرى بن هرمز

(امام) بخاریؒ نے بروایت محل بن خلیفہ کے عدی بن حاتمؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے فاقہ (کشی اور محتاجی) کی شکایت کی پھر دوسرا شخص آیا اس نے رہزنی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا اے عدی! کیا تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے اسے نہیں دیکھا مگر مجھے اس کے متعلق لوگوں سے خبر ملی ہے (اور جانتا ہوں کہ حیرہ کوئی مقام ہے) آپ نے فرمایا کہ اگر تم زندہ رہے تو (ایک دن) دیکھ لو گے کہ عورت (تنہا) حیرہ سے چل کر مکہ میں آکر کعبہ کا طواف کرے گی۔ اور خدا کے سوا (راستہ میں) وہ کسی سے نہ ڈرے گی میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس وقت (قبیلہ) طے کے رہزن جنہوں نے ظلم و فساد کی آگ شہروں میں لگا رکھی ہے کہاں ہوں گے (پھر) آپ نے فرمایا اے عدی! اگر تم زندہ رہے تو تم لوگ ضرور کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے۔ میں نے عرض کیا کیا کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے فرمایا (ہاں) کسریٰ بن ہرمز۔

ولئن طالت بك حياة لترين الرجل يخرج ملء كفه من ذهب أو فضة يطلب من يقبله منه فلا يجد أحدا يقبله منه وليلقين الله أحدكم يوم يلقاه وليس بينه وبينه ترجمان يترجم فليقولن له ألم أبعث إليك رسولا فيبلغك فيقول بلى فيقول ألم أعطك مالا وولدا وأفضل عليك فيقول بلى فينظر عن يمينه فلا يرى إلا جهنم وينظر عن يساره فلا يرى إلا جهنم قال عدي سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول اتقوا النار ولو بشق تمرة فمن لم يجد شق تمرة فبكلمة طيبة قال عدي فرأيت الظعينة ترتحل من الحيرة حتى تطوف بالكعبة لا تخاف إلا الله تعالى ولقد كنت فيمن افتتح كنوز كسرى بن هرمز ولئن طالت بكم حياة لترون ما قال النبي أبو القاسم صلى الله عليه وسلم يخرج ملء كفه۔

(نیز آپ نے فرمایا) اگر تم زندہ رہے تو (ایک دن) دیکھ لوگے کہ انسان سونے یا چاندی سے ہتھیلی بھر کر (صدقہ دینے کیلئے) باہر نکلے گا اور خواہش کرے گا کہ کوئی اُسے قبول کرے مگر کسی کو (ایسا محتاج) نہ پائے گا کہ وہ اُس سے (اُس سونے چاندی کو) لے۔ اور انسان ایک دن اپنے خدا سے اس حال میں ضرور ملے گا کہ اُس کے اور خدا کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُس سے کہے گا کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا؟ وہ جواب دے گا بیشک (خداوندا تو نے رسول بھیجا) پھر اللہ فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال اولاد (دنیا) میں نہیں دیا؟ اور کیا میں نے تجھ پر اپنا فضل (وکرم) نہیں کیا؟ وہ عرض کرے گا بیشک (خداوندا: تو نے سب کچھ دیا) پھر وہ شخص اپنے داہنی جانب نظر کرے گا تو اُسے دوزخ ہی نظر آئے گی اور اپنے بائیں جانب نظر کرے گا (تو پھر بھی) دوزخ ہی نظر آئے گی۔ عدیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے (صدقہ دے کر) آگ سے بچو اگرچہ ایک ٹکڑا کھجور کا سہی ہیں جسے (صدقہ دینے کیلئے) ایک ٹکڑا کھجور بھی نہ ملے تو وہ اچھی بات کہکر (سائل کو خوش کر دے)۔ عدی کہتے ہیں۔ پھر میں نے (وہ زمانہ پایا اور بچشم خود) دیکھ لیا کہ عورت (تنہا) حیرہ سے چلتی ہے اور (حاضر) کعبہ کا طواف کرتی ہے (اور اپنے گھر واپس چلی جاتی ہے اور اس سفر میں) وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی ہے اور میں (بھی) اُن لوگوں میں تھا کہ جنھوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے اگر تم لوگ (کچھ دنوں اور) زندہ رہے تو جو نبی ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان ہاتھ بھر کر سونا چاندی لئے لئے پھرے گا (اور کسی قبول کرنے والے کو نہ پائے گا) اسے بھی دیکھ لوگے۔

ومن مسند كرز بن علقمة الخزاعي رضي الله عنه

حديثه في الفتوح أخرجه الحاكم من طريق سفيان ومعمر عن الزهري عن عروة

مسند کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ

ان کی حدیث فتوحات (ملکی) کے متعلق حاکم نے بروایت سفیان اور معمر کے زہری سے اُنھوں نے عروہ سے نقل کیا۔

قال موتي وقتل خليفة مصطبر بالحق يعطيه ومن الدجال.

ومن مسند هاشم بن عتبة بن أبي وقاص رضي الله عنه

حديثه في الفتوح أخرج الحاكم من حديث عبد الملك بن عمير عن جابر بن سمرة عن هاشم بن عتبة بن أبي وقاص قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يظهر المسلمون على جزيرة العرب ويظهر المسلمون على فارس ويظهر المسلمون على الروم ويظهر المسلمون على الأعور الدجال.

ومن مسند نافع بن عتبة بن أبي وقاص رضي الله عنه

حديثه في الفتوح أخرج الحاكم من حديث موسى بن عبد الملك بن عمير عن أبيه عن جابر بن سمرة عن نافع بن عتبة قال قدم ناس من العرب على رسول الله صلى الله عليه وسلم يسلمون عليه عليهم الصوف فقمت فقلت لأحولن بين هؤلاء وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم وجدت في نفسي هو نجي القوم ثم أتيت فقمت بين القوم إليه قال فسمعته يقول تغزون جزيرة العرب فيفتحها الله ثم تغزون فارس فيفتحها الله ثم تغزون الروم فيفتحها الله

ومن مسند عبد الله بن هشام بن زهرة القرشي رضي الله عنه

حديثه في فضل عمر أخرج البخاري من حديث ابن وهب قال

وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا میری موت اور ایک خلیفہ کا قتل جو حق پر صبر کرنے والا ہوگا اور حق پر عمل کرتا ہوگا اور دجال۔

مسند ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (ان کی روایت)

ان کی حدیث فتوحِ ممالک کے متعلق ہے۔ حاکم نے بروایت موسیٰ بن عبدالملک بن عمیر بن جابر بن سمرہ سے انھوں نے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے مسلمان جزیرہ عرب پر غالب ہوں گے اور مسلمان فارس پر غالب ہوں گے اور مسلمان روم پر غالب ہوں گے اور مسلمان کانے دجال پر غالب ہوں گے۔

مسند نافع بن عتبہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (ان کی روایت)

انکی حدیث فتوحات کے متعلق

حاکم نے بروایت موسیٰ بن عبدالملک بن عمیر ان کے والد سے انھوں نے جابر بن سمرہ سے انھوں نے نافع بن عتبہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ کچھ لوگ قوم عرب کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور انھوں نے آپ کو سلام کیا وہ لوگ اونی لباس پہنے تھے میں اٹھا اور میں نے اپنے دل میں کہا میں انکے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں بیٹھوں گا (تاکہ [illegible]) پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ لوگ سرگوشی کیا کرتے ہیں مجھے علیحدہ رہنا چاہیے شاید یہ لوگ بھی کوئی مخفی بات کہیں پھر میرے دل نے انکار کیا اور میں آپ کے پاس کھڑا ہی ہوگیا میں نے سنا کہ آپ فرماتے تھے تم لوگ جزیرہ عرب میں جہاد کروگے اور اللہ تعالیٰ تمھارے ہاتھوں پر اس کو فتح کردے گا پھر تم فارس پر جہاد کروگے اور اللہ اس کو فتح کردیگا پھر تم روم پر جہاد کروگے اسے بھی اللہ تعالیٰ فتح کردیگا۔

مسند عبداللہ بن ہشام بن زہرہ قریشی رضی اللہ عنہ (۲ روایتیں)

ان کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں

(امام) بخاری نے بروایت ابن وہب نقل کیا ہے وہ کہتے تھے

اخبرني حيوة قال حدثني ابو عقيل زهرة بن معبد انه سمع عبد الله بن هشام قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم وهو آخذ بيد عمر بن الخطاب وهذا حديث لم يطوله البخاري.

واخرج الحاكم من حديث رشدين بن سعد وابن لهيعة عن زهرة بن معبد عن جده عبد الله بن هشام قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو آخذ بيد عمر بن الخطاب فقال عمر والله يا رسول الله انك لاحب الي من كل شيء الا نفسي التي بين جنبي فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تكون مؤمنا حتى اكون احب اليك من نفسك فقال عمر والذي انزل عليك الكتاب لانت احب الي من نفسي التي بين جنبي فقال النبي صلى الله عليه وسلم الآن يا عمر

ومن مسند عمران بن حصين الخزاعي رض

حديثه في القرون الثلاثة من طرق كثيرة منها ما اخرج الحاكم من حديث الاعمش عن هلال بن يساف قال انطلقت الى البصرة فدخلت المسجد فاذا انا بشيخ مستند الى اسطوانة يحدث يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير الناس قرني

مجھے حیوۃ نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھ سے ابو عقیل یعنی زہرہ بن معبد نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ میں نے عبد اللہ بن ہشام سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ اس وقت حضرت عمر بن خطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اس سے زیادہ روایت نہیں کیا۔

اور حاکم نے بروایت رشدین بن سعد و ابن لہیعہ کے زہرہ بن معبد سے انھوں نے اپنے دادا عبد اللہ بن ہشام سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ اس وقت حضرت عمر بن خطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا اے رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے میری جان کے سوا جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے باقی سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہیں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ تم ہرگز مومن (کامل) نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ میں تمھارے نزدیک تمھاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ قسم اس کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی آپ بیشک میری جان سے زیادہ جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے مجھے محبوب ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ اب (تم مومن کامل ہو گئے)۔

مسند عمران بن حصین خزاعی رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث بروایات متعددہ)

روایت قرون ثلثہ کے ذکر میں از انجملہ وہ روایت ہے جو حاکم نے بروایت اعمش ہلال بن یساف سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں بصرہ میں گیا تو ایک مسجد میں داخل ہوا وہاں ایک شیخ ستون کو تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور حدیث بیان کر رہے تھے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں

ف۱ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے صحابہ کرام کی باطنی حالتیں کس قدر سرعت کے ساتھ ترقی کرتی تھیں اور ان کی قوت یقین میں ذرا ذرا سی دیر میں کیسا اضافہ ہوتا تھا۔

فاستخرجوني دار الارقم فخرجنا منها وكبّروا وطافوا بالبيت ظاهرين ودعيت دار الارقم دار الاسلام

دار ارقم (یعنی میرے گھر) میں اسلام لائے اور حضرت عمرؓ کے اسلام لاتے ہی) سب مسلمان دار ارقم سے نکلے اور ان کی تعداد بھی (اس وقت) زیادہ ہو چکی تھی اور علانیہ سب نے کعبہ کا طواف کیا اور دار ارقم (یعنی میرا گھر) دار الاسلام کے نام سے مشہور ہوا۔

ومن مسند الاسود بن سريع

مسند اسود بن سریع رضی اللہ عنہ ۱۔ روایت

(۱) اُن کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

حديثه في فضل عمر رضي الله عنه أخرج الحاكم من حديث ابراهيم بن سعد عن الزهري عن عبد الرحمن بن ابي بكرة عن الاسود بن سريع التميمي قال قدمت على نبي الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا نبي الله قد قلت شعرًا اثنيت فيه على الله تبارك وتعالى ومدحتك فقال اما ما اثنيت على الله تعالى فهاته وما مدحتني به فدعه فجعلت انشده فدخل رجل طوال اقنى فقال امسك فلما خرج قال هات فقلت من هذا يا نبي الله الذي اذا دخل قلت امسك واذا خرج قلت هات قال هذا عمر بن الخطاب وليس من الباطل في شيء

(یعنی) حاکم نے بروایت ابراہیم بن سعد زہری سے انھوں نے عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ سے انھوں نے اسود بن سریع تیمی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) میں نے کچھ اشعار کہے ہیں جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی ثنا اور آپ کی تعریف بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جن اشعار میں تم نے اللہ کی ثنا بیان کی ہے وہ سناؤ اور جن میں میری تعریف کی ہے انھیں جانے دو۔ میں (آپ کی اجازت پاکر) شعر پڑھنے لگا اتنے میں ایک شخص دراز قد بلند بینی آئے آپ نے اُن کو آتا ہوا دیکھ کر مجھ سے فرمایا ٹھیرو۔ پھر جب وہ چلے گئے تو آپ نے فرمایا پڑھو۔ میں نے عرض کیا اے نبی اللہ یہ کون تھے کہ جن کے آنے سے آپ نے مجھے شعر پڑھنے سے روک دیا اور جب وہ چلے گئے تو آپ نے مجھے پھر اجازت دی۔ آپ نے فرمایا یہ عمر بن خطابؓ تھے یہ کسی بیکار[1] کام میں متوجہ نہیں ہوتے۔

ومن مسند ابي جحيفة السوائي رضه

مسند ابو جحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ ۲۔ روایت

(۱) اُن کی حدیث قریش کی خلافت میں (یعنی) حاکم

حديثه في خلافة قريش أخرج الحاكم عن عون بن ابي جحيفة عن ابيه قال كنت مع عمي عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال لا يزال امر امتي صالحًا

نے عون بن ابی جحیفہ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں اپنے چچا کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا آپ نے فرمایا میری امت کا کام برابر درست رہیگا

[1] یہ بات حضرت فاروقؓ کی کوئی فوقیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر معاذ اللہ ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ ایک کلام ایک شخص کے لئے بیکار ہوتا ہے مگر سب کے لئے بیکار ہونا ضروری نہیں۔

حتى يمضي اثنا عشر خليفة، ثم قال كلمة وخفض بها صوته فقلت لعمي وكان امامي ما قال يا عم؟ قال يا بني كلهم من قريش.

وحديثه في فضل الشيخين اخرج ابن ماجة من حديث مالك بن مغول عن عون بن ابي جحيفة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ابو بكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين.

ومن مسند عبد الله بن زمعة بن الاسود

حديثه في امامة ابي بكر الصديق رضي الله عنه اخرج ابو داؤد والحاكم من حديث ابن اسحق عن الزهري عن عبد الملك بن ابي بكر بن عبد الرحمن عن ابيه عن عبد الله بن زمعة بن الاسود قال لما استعز برسول الله صلى الله عليه وسلم وانا عنده في نفر من المسلمين دعاه بلال الى الصلوة فقال مروا من يصلي بالناس فخرج عبد الله بن زمعة فاذا عمر في الناس وكان ابو بكر غائبا فقلت يا عمر قم فصل بالناس فتقدم فكبر فلما سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم صوته وكان عمر رجلا مجهرا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاين ابو بكر يأبى الله ذلك والمسلمون يأبى الله ذلك

یہاں تک کہ ان میں بارہ خلیفہ ہوں گے پھر آپ نے کچھ آہستہ سے فرمایا جسے میں نہ سمجھا تو میں نے اپنے چچا سے جو میرے آگے تھے پوچھا کہ اے چچا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ انھوں نے کہا اے بیٹے! آپ نے یہ فرمایا کہ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

(ان کی حدیث فضیلت شیخین میں) ابن ماجہ نے بروایت مالک بن مغول عون بن ابی جحیفہ سے انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علاوہ انبیاء و مرسلین کے سب اگلے اور پچھلے لوگوں میں ابوبکرؓ اور عمرؓ پیران اہل جنت کے سردار ہوں گے۔

مسند عبد اللہ بن زمعہ بن اسود رضی اللہ عنہ

۲۰ روایت — قرآن کی / حدیث

(ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت (نماز) کے متعلق) ابوداؤد اور حاکم نے بروایت ابن اسحق زہری سے انھوں نے عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبد اللہ بن زمعہ بن اسود سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض بہت بڑھ گیا اور میں اس وقت آپ کے پاس چند مسلمانوں کے ساتھ (بیٹھا ہوا) تھا آپ کو حضرت بلالؓ نے نماز کے لئے بلایا تو آپ نے فرمایا کہ کسی شخص سے کہدو کہ لوگوں کو نماز پڑھا دے (راوی کا بیان ہے کہ) پس عبد اللہ بن زمعہ باہر نکل آئے تو دیکھا کہ حضرت عمرؓ موجود ہیں اور حضرت ابوبکرؓ نہیں ہیں (عبد اللہ بن زمعہ کہتے ہیں) میں نے کہا اے عمرؓ! اٹھیے اور لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے۔ چنانچہ وہ آگے کھڑے ہوگئے اور انھوں نے تکبیر (تحریمہ) کہی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی اور وہ ایک بلند آواز آدمی تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کہاں ہیں اللہ اس کو نامنظور کرتا ہے اور مسلمان (بھی اس کو نامنظور کرتے ہیں) اللہ اس کو نامنظور کرتا ہے

والمسلمون فبعث الی ابی بکر فجاء بعد ان صلی عمر تلک الصلوٰۃ فصلّی بالناس۔

وزاد الحاکم قال عبد اللہ بن زمعۃ فقال لی عمر ویحک ماذا صنعت بی یا ابن زمعۃ واللہ ما ظننت حین امرتنی الا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنی بذالک ولولا ذالک ما صلیت بالناس قلت واللہ ما امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن حین لم ار ابا بکر رأیتک احق من حضر بالصلوٰۃ بالناس۔

وفی روایۃ لابی داؤد من طریق ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن عبد اللہ بن زمعۃ فی ھذا الخبر قال لما سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم صوت عمر خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اطلع رأسہ من حجرتہ ثم قال لا لا لا لیصل للناس ابن ابی قحافۃ یقول ذالک مغضبا۔

اور مسلمان (بھی اس کو) نامنظور کرتے تھے) پھر آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو بلوایا مگر وہ اس کے بعد آئے کہ حضرت عمرؓ اس نماز کو ختم کر چکے تھے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی۔

(حاکم نے اس قدر مضمون اور روایت کیا ہے) عبد اللہ بن زمعہ بیان کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ابن زمعہ تمہاری خرابی ہو تم نے یہ کیا کیا جب تم نے مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا تو واللہ میں یہی سمجھا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے اور اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں ہرگز لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔ میں نے کہا کہ واللہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے حضرت ابوبکرؓ کو نہ دیکھا تو تمام حاضرین سے زیادہ آپ کو نماز پڑھانے کا مستحق سمجھا (اسی واسطے میں نے آپ کو نماز پڑھانے کو کہا)

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں بسند ابن شہاب بسلسلہ بن عبد اللہ سے مروی ہے وہ عبد اللہ بن زمعہ سے اس قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی آواز سنی تو آپ اٹھے اور اپنا سر حجرہ سے نکال کر فرمایا نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ ابن ابی قحافہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ یہ جملہ آپ نہایت غصہ کی حالت میں فرماتے تھے۔

ومن مسند ابی بکرۃ الثقفی

حدیثہ فی الوزن اخرج ابوداؤد عن الحسن عن ابی بکرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم من رأی منکم رؤیا فقال رجل انا رأیت کان میزانا نزل من السماء فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت بابی بکر ووزن عمر وابوبکر فرجح ابوبکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فرأینا الکراھیۃ فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

وفی روایۃ لہ من طریق عبد الرحمٰن بن ابی بکرۃ

مسند ابوبکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ: ان کی حدیث وزن کے متعلق ۲۔ روایت ابوداؤد نے حسن (بصری) سے انھوں نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز پوچھا کہ کسی نے تم میں سے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میں نے دیکھا ہے۔ کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری۔ پھر آپ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپ ابوبکرؓ سے وزنی نکلے پھر عمرؓ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ وزنی نکلے پھر عمرؓ اور عثمانؓ تولے گئے تو عمرؓ وزنی نکلے اس کے بعد ترازو اٹھا لی گئی۔ پس ہم نے کراہیت کے آثار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں دیکھے۔

اور ابوداؤد کی دوسری روایت میں بسند عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ

عن ابیہ بمعناہ ولم یذکر الکراھیۃ قال فسآءہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء۔

ان کے والد سے اسی مضمون کی حدیث منقول ہو مگر اس میں کراہیت کا لفظ نہیں ہے بلکہ یہ عبارت ہے کہ اس خواب کو سنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رنجیدہ ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ خلافت نبوت (ختم ہوگئی) اس کے بعد اللہ جس کو چاہے گا سلطنت دے گا۔

ومن مسند سمرۃ بن جندب

مسند سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ (ان کی حدیث بسس خواب کے متعلق جس روایت

حدیثہ فی رؤیا دلو دُلِّی من السماء اخرج ابوداؤد عن اشعث بن عبد الرحمٰن عن ابیہ عن سمرۃ بن جندب ان رجلا قال یا رسول اللہ رأیت کان دلوا دُلّی من السماء فجاء ابوبکر فاخذ بعراقیھا فشرب شربا ضعیفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقیھا فشرب حتی تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیھا فشرب حتی تضلع ثم جاء علی فاخذ بعراقیھا فانتشطت وانتضح علیہ منہا شیء۔

میں ایک ڈول آسمان سے لٹکتا ہوا دیکھا گیا) ابوداؤد نے اشعث بن عبدالرحمٰن سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے رسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ڈول آسمان سے لٹک رہا ہے پھر (دیکھا کہ) ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اُس ڈول کی دونوں عروے پکڑلیں اور اُس سے پانی پیا مگر کمزور طریقہ سے پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اس کی دونوں عروہ پکڑلیں اور پانی پینا شروع کیا یہاں تک کہ خوب سیراب ہوگئے پھر حضرت عثمانؓ آئے اور انھوں نے اُس کی دونوں عروہ پکڑلیں اور پانی پینا شروع کیا یہاں تک کہ خوب سیراب ہوگئے پھر علیؓ آئے اور انھوں نے اس کی دونوں عروہ پکڑلیں تو وہ ڈول پھٹ گیا اور کچھ چھینٹیں پانی کی اُن کے جسم پر پڑیں۔

ومن مسند عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

مسند عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (ان کی حدیث حضرت ابوبکر روایت

حدیثہ فی امامۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ اخرج ابو یعلی عن ابن شرحبیل عن ابن عباس عن العباس قال جئت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ نسوۃ فاستترن منی الا میمونۃ فدق لہ سعطۃ

رضی اللہ عنہ کی امامت (نماز) کے متعلق) ابویعلی نے ابن شرحبیل سے انھوں نے ابن عباسؓ سے انھوں نے حضرت عباسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں (زمانۂ مرض وفات میں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور آپ کے پاس آپ کی ازواج بیٹھی ہوئی تھیں وہ مجھ سے چھپ گئیں سوا میمونہؓ کے پھر حضرتؐ کے واسطے دوا بنائی گئی اور آپ اس وقت بیہوش تھے

لہ الفکرو قوہ کی شرح ہو سکتی ۔ ۲ صفحہ ۱۰۰ سطر ۲ میں بیان ہو گا کہ حضرت میمونہ کی بہ نسبت بھی حدیث میں کہ حضرت عباسؓ کی وجہ سے ... [illegible]

فقلن فقال لا ينبغي في البيت
احد الا لُدّ الا العباس فانه
لم يشهد بينهم ثم قال مروا
ابا بكر يصلي بالناس فقالت
عائشة لحفصة قولي له ان
ابا بكر اذا قام ذلك المقام
بكى فقالت له فقال
مروا ابا بكر يصلي بالناس
فصلى ابو بكر ثم وجد رسول
الله صلى الله عليه وسلم خفة
فخرج فلما رآه ابو بكر تأخر
فأومأ اليه بيده اي مكانك
فجاء فجلس الى جنبه فقرأ
رسول الله صلى الله عليه
وسلم من حيث انتهى ابو بكر

آپ کے منہ میں ڈالی گئی (بیہوشی میں) آنے کے بعد آپ
نے فرمایا کہ گھر میں جس قدر لوگ ہیں سب کے منہ میں دوا
ڈالی جائے سوا عباسؓ کے کہ ان کو میری قسم نہیں پہنچی
اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز
پڑھائیں تو حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ سے کہا کہ تم
حضرت سے کہو کہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے
تو بہت روئیں گے۔ چنانچہ حضرت حفصہؓ نے آپ سے
عرض کیا آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز
پڑھائیں چنانچہ حضرت ابوبکرؓ سے کہا گیا اور انھوں نے
نماز شروع کردی اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کو کچھ خفت معلوم ہوئی تو آپ باہر تشریف لائے
جب حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے
حضرت نے ان کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تم اپنی جگہ
پر رہو۔ پھر حضرت ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور جہاں تک حضرت
ابوبکرؓ پڑھ چکے تھے اس سے آگے آپ نے پڑھنا شروع کیا۔

ومن مسند ابي الطفيل رضي

حديثه في رؤيا النبي صلى الله
عليه وسلم في ابي بكر وعمر اخرج
ابو يعلى من حديث حماد عن علي بن زيد عن
ابي الطفيل عن النبي صلى الله عليه وسلم
ومن حديث حميد عن الحسن ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال بينا
انا انزع الليلة اذ وردت على غنم
سود وغنم عفر فجاء ابو بكر

مسند ابو الطفیل رضی اللہ عنہ اور روایت

ان کی حدیث اس خواب کے بیان میں جو نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے متعلق
دیکھا تھا۔ ابو یعلے نے بروایت حماد علی بن زید سے انھوں
نے ابو الطفیل سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نیز
ابو یعلے نے حمید سے روایت کی انھوں نے حسن بصری سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک
مرتبہ شب کو میں (خواب میں) ڈول (کھینچ کر) کنوئیں سے نکال
رہا تھا کہ میرے پاس کچھ بکریاں سیاہ رنگ کی اور کچھ بکریاں بھورے
رنگ کی آئیں پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے میرے ہاتھ سے

لہ [illegible]

فنزع ذنوباً أو ذنوبين فيهما ضعف والله يغفر له ثم جاء عمر فاستحالت غرباً فملأ الحياض وأروى الواردة فلم أر عبقرياً من الناس أحسن نزعاً منه فأوّلت أن الغنم السود العرب والعفر العجم

ومن مسند مرة بن كعب رضـ

حديثه في أن عثمان على هدى في الفتنة أخرج الترمذي عن أبي قلابة عن أبي الأشعث الصنعاني أن خطباء قامت بالشام وفيهم رجال من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فقام آخرهم رجل يقال له مرة بن كعب فقال لولا حديث سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قمت وذكر الفتن فقربها فمر رجل مقنع في ثوب فقال هذا يومئذ على الهدى فقمت إليه فإذا هو عثمان بن عفان فأقبلت عليه بوجهه فقلت هذا قال نعم

وأخرج أحمد من حديث جبير بن نفير قال كنا معسكرين مع معاوية بعد قتل عثمان رضي الله عنه فقام كعب بن مرة أو مرة بن كعب فقال لولا أني سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قمت المقام فلما سمع بذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم

ڈول لے کر) ایک ڈول یا دو ڈول نکالے اور اُن کے نکالنے میں کچھ کمزوری تھی اللہ اس کو معاف کرے اس کے بعد عمرؓ آئے اور (اُنھوں نے ابو بکرؓ کے ہاتھ سے ڈول لیا) وہ ڈول چرس بن گیا (اُنھوں نے ڈول بھرنا شروع کئے) یہاں تک کہ حوضوں کو اُنھوں نے پُر کر دیا اور جس قدر (آدمی اور مویشی پانی پینے) آئے تھے سب کو سیراب کر دیا میں نے کسی زور آور آدمی کو نہیں دیکھا جو عمرؓ سے زیادہ عمدہ ڈول نکالتا ہو (اس خواب کی) تعبیر میں نے یہ دی کہ سیاہ بکریاں عرب ہیں اور بھوری بکریاں عجم ہیں۔

مسند مُرّہ بن کعب رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

{اُن کی حدیث اس بارہ میں کہ عثمانؓ (زمانۂ فتنہ میں ہدایت پر ہوں گے)}

ترمذی نے ابو قلابہ سے اُنھوں نے ابو الاشعث صنعانی سے روایت کی ہے کہ (ایک مرتبہ) شام میں کچھ لوگ وعظ کہنے کھڑے ہوئے جن میں چند اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے سب کے آخر میں ایک شخص جن کا نام مرہ بن کعب تھا کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ اگر میں نے ایک حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہوتی تو میں ہرگز نہ کھڑا ہوتا۔ حضرتؐ نے فتنوں کا ذکر کیا اور اُن کو بہت قریب بتایا اسی اثنا میں ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے اس طرف سے نکلا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ شخص اُس دن ہدایت پر ہوگا۔ میں نے اُٹھ کر اس شخص کو دیکھا تو وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ میں نے ان کا منہ حضرتؐ کے سامنے کر کے پوچھا کہ یہی شخص ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔

اور امام احمدؒ نے بروایت جبیر بن نفیر نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہؓ کے ہمراہ لشکر میں تھے کہ کعب بن مرہ یا مرہ بن کعب کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ اگر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث نہ سنی ہوتی تو میں ہرگز نہ کھڑا ہوتا جب لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سنا تو

جالس إلى ... يتناجى عند رسول الله صلى الله عليه وسلم إذ مر عثمان بن عفان مرجلا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لتهيجن فتنة من تحت قدمي أو من بين رجلي هذا يومئذ ومن اتبعه على الهدى قال فقام ابن حوالة الأزدي من عند المنبر فقال إنك لصاحب هذا قال نعم قال والله إني لحاضر ذلك المجلس ولو علمت أن لي في الجيش مصدقا كنت أول من تكلم به

سب بیٹھ گئے (اور متوجہ ہو کر سننے لگے) پس انھوں نے بیان کیا کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے کہ عثمان بن عفانؓ اپنے بال کھولے ہوئے اس طرف تشریف لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً ایک فتنہ میرے پیروں کے نیچے یا (فرمایا کہ) میرے پیروں کے درمیان سے (یعنے اسی مقام مدینہ منورہ سے) پیدا ہوگا یہ شخص اور جو اس کے ساتھ ہوں گے اس دن ہدایت پر ہوں گے۔ پس ابن حوالہ ازدی منبر کے پاس سے اُٹھے اور انھوں نے کہا کہ (ای مرۃ بن کعب!) یہ واقعہ تمھارے سامنے کا ہے؟ تو انھوں نے کہا ہاں۔ تو ابن حوالہ نے کہا اللہ کی قسم میں بھی وہاں موجود تھا اگر میں سمجھتا کہ لشکر میں کوئی شخص میری تصدیق کرے گا تو سب سے پہلے اس حدیث کو میں بیان کرتا۔

ومن مسند أبي رمثة

مسند ابی رمثہ رضی اللہ عنہ ان کی حدیث شیخین کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں مقرب ہونے کے متعلق

حديثه في منزلة الشيخين عند النبي صلى الله عليه وسلم أخرج الحاكم من حديث الأزرق بن قيس قال صلى بنا إمام لنا يكنى أبا رمثة قال صليت هذه الصلاة أو مثل هذه الصلاة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وكان أبو بكر وعمر رضي الله عنهما يقومان في الصف المقدم عن يمينه وكان رجل قد شهد التكبيرة الأولى من الصلاة فصلى نبي الله صلى الله عليه وسلم ثم سلم عن يمينه وعن يساره حتى رأينا بياض خديه ثم انفتل كانفتال أبي رمثة يعني نفسه فقام الرجل الذي أدرك معه التكبيرة الأولى من الصلاة يشفع فوثب إليه عمر فأخذ بمنكبه فهزه ثم قال اجلس فإنه لم يهلك أهل الكتب إلا أنه لم يكن بين صلواتهم

حاکمؒ نے بروایت ازرق بن قیس نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہم کو ہمارے امام (مسجد) نے نماز پڑھائی جن کی کنیت ابو رمثہ تھی اس کے بعد انھوں نے بیان کیا کہ میں نے یہی نماز یا (یہ کہا کہ) ایسی ہی نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی تھی۔ انھوں نے یہ بھی بیان کیا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پہلی صف میں آپ کی داہنی جانب کھڑے ہوا کرتے تھے (ایک روز) ایک شخص جو نماز کی تکبیر اولے میں شریک تھا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے اور دونوں جانب سلام پھیر چکے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی اس کے بعد آپ اسی طرح (مقتدیوں کی طرف) پھر کر بیٹھ گئے جس طرح میں (تمھاری طرف) پھر کر بیٹھا تو وہ شخص جو تکبیر اولے میں آپ کے ساتھ شریک تھا اُٹھا اور دو رکعت نماز پڑھنے لگا حضرت عمرؓ نے اُٹھ کر اس کے شانے پکڑ لئے اور اس کو ہلایا اور کہا کہ بیٹھ جا اہل کتاب اسی سبب سے تو ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں کے

فنسئ فرفع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصرہ فقال اصاب اللہ بک یا ابن الخطاب۔

ومن مسند نافع بن عبد الحارث

حدیثہ فی بشارۃ ابی بکر وعمر و عثمان بالجنۃ مثل حدیث ابی موسٰی اخرجہ احمد من طریق وھیب عن موسٰی بن عقبۃ قال سمعت ابا سلمۃ یحدث ولا اعلمہ الا عن نافع بن عبد الحارث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل حائطا من حوائط المدینۃ فجلس علی قف البئر فجاء ابوبکر یستاذن فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ ثم جاء عمر یستاذن فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ ثم جاء عثمان یستاذن فقال ائذن لہ وبشرہ بالجنۃ وسیلقی بلاء۔

واخرج احمد عن یزید بن ھارون عن محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ قال قال نافع بن عبد الحارث فذکر نحوہ۔

ومن مسند جبیر بن مطعم

حدیثہ فی الدلیل علٰی خلافۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ اخرج البخاری عن ابراھیم بن سعد عن ابیہ عن محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ قال اتت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامرھا ان ترجع الیہ قالت ارأیت ان جئت ولم اجدک کانھا تقول الموت قال ان لم تجدینی

درمیان میں فصل نہ ہوتا تھا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر اٹھائی اور فرمایا کہ اللہ تمہارا بھلا کرے اے ابن خطاب۔

مسند نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

(۱) ان کی حدیث حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کے جنتی ہونے کے متعلق (مثل حدیث حضرت ابو موسٰیؓ کے) امام احمدؒ نے بروایت وہیب موسٰی بن عقبہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے میں نے ابو سلمہؓ سے سنا وہ بیان کرتے تھے اور میرے خیال میں نافع بن عبد الحارث سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے کسی باغ میں تشریف لے گئے اور کنوئیں کی جگت پر بیٹھ گئے پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی، حضرتؐ نے فرمایا کہ اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اس کے بعد حضرت عمرؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی، حضرتؐ نے فرمایا کہ اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اس کے بعد حضرت عثمانؓ آئے اور انھوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپؐ نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو اور عنقریب وہ ایک مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔

اور نیز امام احمدؒ نے یزید بن ہارون سے انھوں نے محمد بن عمرو سے انھوں نے ابو سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے نافع بن عبد الحارث نے بیان کیا اور ویسی ہی حدیث انھوں نے ذکر کی۔

مسند جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ

۱۔ تعلیقات

(۱) ان کی وہ حدیث جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی دلیل ہے] بخاریؒ نے ابراہیم بن سعدؒ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ نے اس کو حکم دیا کہ پھر آنا اس عورت نے کہا کہ بتلائیے اگر میں آؤں اور آپؐ کو نہ پاؤں یعنی اشارہ موت کی طرف تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو نہ پانا

فأتى ابا بكر.

ومن مسند عبد الله بن الزبير

حديثه في فضل ابي بكر الصديق اخرج البخاري من طريق حماد بن زيد عن ايوب عن عبد الله بن ابي مليكة قال كتب اهل الكوفة الى ابن الزبير في الجد فقال اما الذي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذا من هذه الامة خليلا لاتخذته انزله ابا يعني ابا بكر رضي الله عنه.

وحديثه في فضل عمر رضي الله عنه اخرج البخاري من حديث نافع بن عمر عن ابن ابي مليكة قال كاد الخيران ان يهلكا ابو بكر وعمر رفعا اصواتهما عند النبي صلى الله عليه وسلم حين قدم عليه ركب بني تميم فاشار احدهما بالاقرع بن حابس اخي بني مجاشع واشار الآخر برجل آخر قال نافع لا احفظ اسمه فقال ابو بكر لعمر ما اردت الا خلافي قال ما اردت خلافك فارتفعت اصواتهما في ذلك فانزل الله يا ايها الذين آمنوا لا ترفعوا اصواتكم الآية قال ابن الزبير فما كان عمر يسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد هذه الآية

تو ابوبکرؓ کے پاس جاتا۔

مسند عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

۳۔ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت میں} بخاریؒ نے بروایت حماد بن زید ایوب سے انھوں نے عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے اہل کوفہ نے حضرت ابن زبیرؓ کو دادا (کی میراث) کے متعلق (استفسار) لکھ کر بھیجا تو انھوں نے یہ جواب لکھا کہ اس شخص نے جس کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میں اس امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو انھیں کو بناتا یعنے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دادا کا وہی حصہ قائم کیا ہے جو باپ کا ہے۔

{ان کی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں}

بخاریؒ نے بروایت نافع بن عمر ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) دونوں خیر (مجسم) یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ قریب تھا کہ (باہم تنازع کر کے ہلاک ہو جائیں) دونوں نے اپنی آوازیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند کی جبکہ آپ کے پاس بنی تمیم کا وفد آیا تو (حضرت نے شیخینؓ سے مشورہ لیا کہ ان پر کس شخص کو حاکم بنایا جائے) ایک نے (یعنے حضرت عمرؓ نے) اقرع بن حابس برادر بنی مجاشع کی بابت مشورہ دیا اور دوسرے (یعنے حضرت صدیقؓ) نے ایک دوسرے شخص کی بابت مشورہ دیا[1] {نافع کہتے تھے کہ مجھے اس دوسرے شخص کا نام یاد نہیں رہا} پس حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ تم نے ہمیشہ میری مخالفت ہی کا ارادہ کیا حضرت عمرؓ نے کہا میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا اسی کے متعلق دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ (ترجمہ) اے مسلمانو نہ بلند کرو آوازیں اپنی نبی کی آواز پر) ابن زبیرؓ نے بیان کیا کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

[1] اس دوسرے شخص کا نام قعقاع بن معبد تھا جیسا کہ دوسری روایت میں مذکور ہے

حتى يستفهمه ولم يذكر ذلك عن أبيه يعني أبا بكر.

وأخرج البخاري من طريق ابن جريج عن ابن أبي مليكة أن عبد الله بن الزبير أخبرهم أنه قدم ركب من بني تميم على النبي صلى الله عليه وسلم فذكر نحوا من الحديث المتقدم.

ومن مسند عبد الرحمن بن خباب السلمي

حديثه في فضل عثمان أخرج أحمد من حديث الوليد بن أبي هشام عن فرقد بن طلحة عن عبد الرحمن بن خباب السلمي قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم فحث على جيش العسرة فقال عثمان بن عفان علي مائة بعير بأحلاسها وأقتابها قال ثم حث فقال عثمان علي مائة أخرى بأحلاسها وأقتابها ثم نزل مرقاة من المنبر ثم حث فقال عثمان علي مائة أخرى بأحلاسها وأقتابها قال فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم يقول بيده هكذا يحركها وأخرج عبد الصمد يده كالمتعجب ما على عثمان ما عمل بعد هذا.

کے سامنے اس قدر آہستہ بولتے تھے کہ آپ ان کے کان تک اپنی آواز نہ پہنچاتے تھے یہاں تک کہ حضرت (ص) کو پھر ان سے پوچھنا پڑتا تھا۔ کیفیت ابن زبیرؓ نے اپنے باپ یعنی حضرت ابوبکرؓ سے نقل نہیں کی۔

اور بخاریؒ نے بروایت ابن جریج ابن ابی ملیکہ روایت کی ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے لوگوں سے بیان کیا کہ کچھ سوار قبیلہ بنی تمیم کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور میں آئے پھر گزشتہ حدیث کے مثل بیان کیا۔

مسند عبدالرحمٰن بن خباب سلمی رضی اللہ عنہ از روایت

ان کی حدیث حضرت عثمانؓ

کی فضیلت میں: امام احمدؒ نے بروایت ولید بن ابی ہشام فرقد بن طلحہ سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن خباب سلمیؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ تبوک کی تیاری کے وقت) خطبہ پڑھا اور جیش العسرۃ (کے سامان کی تیاری) کے لئے (مسلمانوں کو) ترغیب دی تو حضرت عثمان بن عفانؓ نے عرض کیا کہ میرے ذمہ سو اونٹ ہیں مع ان کے خوگیر اور کجاوے کے۔ عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے پھر ترغیب دی تو حضرت عثمانؓ نے پھر کہا میرے ذمہ سو اونٹ اور ہیں مع ان کے خوگیر اور کجاوے کے اس کے بعد حضرت منبر کے نیچے والے زینہ پر اتر گئے اور آپ نے پھر ترغیب دی پھر حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میرے ذمہ سو اونٹ اور ہیں مع ان کے خوگیر اور کجاوے کے۔ عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دے کر (اس حرکت کی کیفیت عبدالصمد (راوی حدیث) نے بیان کی جس طرح متعجب آدمی اپنے ہاتھ کو حرکت دیتا ہے) فرمایا کہ عثمانؓ پر کچھ نہیں ہے اب اس کے بعد جو چاہیں کریں۔

لہ یعنی یہ نہیں بیان کیا کہ حضرت ابوبکرؓ بھی آہستہ بولتے تھے [illegible]

ومن مسند عبد الرحمن بن سمرة القرشيؓ

حديثه في فضل عثمان أخرج الحاكم من طريق ابن شوذب عن عبد الله بن القاسم عن كثير مولى عبد الرحمن بن سمرة عن عبد الرحمن بن سمرة قال جاء عثمان رضي الله عنه إلى النبي صلى الله عليه وسلم بألف دينار حين جهز جيش العسرة ففرغها عثمان في حجر النبي صلى الله عليه وسلم قال فجعل النبي صلى الله عليه وسلم يقلبها ويقول ما ضر عثمان ما عمل بعد هذا اليوم قالها مرارًا

مسند عبدالرحمن بن سمرہ قرشی رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث حضرت عثمانؓ کی فضیلت کے متعلق از روایت)

حاکم نے بروایت ابن شوذب عبداللہ بن قاسم سے انھوں نے کثیر سے جو عبدالرحمن بن سمرہ کے غلام تھے انھوں نے عبدالرحمن بن سمرہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عثمانؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہزار اشرفیاں لائے جب کہ آپ جیش العسرۃ کی تیاری کرتے تھے اور لاکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیں (عبدالرحمن) بیان کرتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اشرفیوں کو الٹتے پلٹتے تھے اور بار بار فرماتے تھے کہ آج کے بعد عثمانؓ جو باتیں کریں ان کو ضرر نہ ہوگا۔

ومن مسند معاوية بن أبي سفيانؓ

حديثه في خلافة قريش أخرج البخاري من حديث شعيب عن الزهري قال كان محمد بن جبير بن مطعم يحدث أنه بلغ معاوية وهو عنده في وفد من قريش أن عبد الله بن عمرو يحدث أنه سيكون ملك من قحطان فغضب فقام فأثنى على الله بما هو أهله ثم قال أما بعد فإنه بلغني أن رجالًا منكم يحدثون أحاديث ليست في كتاب الله ولا تؤثر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وأولئك جهالكم فإياكم والأماني التي تضل أهلها فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن هذا الأمر في قريش لا يعاديهم أحد إلا كبه الله على وجهه ما أقاموا الدين

مسند معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ

(ان کی حدیث خلافت قریش سے متعلق از روایت)

بخاریؒ نے بروایت شعیب زہری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ ہم لوگ قریش کے ایک وفد کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جس حال میں ان کے پاس یہ خبر آئی کہ عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ عنقریب ایک بادشاہ قبیلۂ قحطان سے ہوگا۔ یہ سنکر حضرت معاویہؓ کو غصہ آیا وہ کھڑے ہوگئے اور انھوں نے اللہ کی حمد بیان کی جیسی کہ اس کے لائق ہے اس کے بعد کہا اما بعد۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ کچھ لوگ تم میں سے ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو کتاب خدا میں نہیں ہیں اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں یہ لوگ جاہل ہیں لہٰذا ایسی وہمی باتیں تم دل سے نکالو جو لوگوں کو گمراہ کریں۔ میں نے رسول اللہ صلے علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ یہ کام (خلافت کا) قریش میں رہے گا جو شخص ان سے دشمنی کرے گا اللہ اس کو منہ کے بل اوندھا گرا دے گا جب تک کہ قریش دین کو قائم رکھیں۔

حديثه في فضل الاحاديث التي كانت في زمن عمر۔ اخرج الاصبهاني عن عبد الله بن صالح عن معاوية بن صالح عن ربيعة بن يزيد عن عبد الله بن عامر اليحصبي قال سمعت معاوية يحدث وهو يقول اياكم واحاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم الا حديثا كان على عهد عمر وان عمر رضي الله عنه اخاف الناس في الله عز وجل سمعت رسول الله يقول من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين وسمعته يقول انما انا قاسم وانما يعطي الله عز وجل فمن اعطيته عطاء بطيب نفس فقمن ان يبارك لاحدكم فيه ومن اعطيته بكراهية نفس فهو كالذي يأكل ولا يشبع وسمعته يقول لا تزال امة من امتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم حتى يأتي امر الله وهم ظاهرون على الناس۔

ومن مسند عمرو بن العاصؓ

حديثه في فضل ابي بكر وعمر رضي الله عنهما أخرج البخاري من حديث ابي عثمان قال حدثنا عمرو بن العاص ان النبي صلى الله عليه وسلم بعثه على جيش ذات السلاسل فاتيته فقلت اي الناس احب اليك قال عائشة فقلت من الرجال فقال ابوها قلت

{حضرت معاویہؓ کا بیان ان احادیث کی فضیلت میں جو حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رائج تھیں} امام اصبہانیؒ نے عبداللہ بن صالح سے انھوں نے حضرت معاویہ بن صالحؓ سے انھوں نے ربیعہ بن یزید سے انھوں نے عبداللہ بن عامر یحصبی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت معاویہؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ خبردار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں نہ بیان کرو سوا ان حدیثوں کے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں رائج تھیں کیونکہ انھوں نے خدا کی راہ میں لوگوں کو خوف دلایا تھا (اور حدیثوں کے بیان کرنے میں بہت احتیاط کرائی تھی) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ عنایت کرتا ہے اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تو صرف بانٹنے والا ہوں اور دینے والا اللہ عزوجل ہے پس میں جس کو کوئی چیز خوشی دل سے دوں تو سزاوار ہے کہ اس میں اسے برکت دیجائے اور جس کو میں ناگواری سے کچھ دوں تو وہ مثل اس شخص کے ہوگا جو کھائے اور سیر نہ ہو اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمیشہ میری امت میں سے کچھ لوگ غالب رہیں گے اور وہ حق پر ہوں گے جو شخص ان کی مخالفت کرے گا ان کو نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنی قیامت) آجائے اور وہ اس وقت بھی لوگوں پر غالب ہوں گے۔

مسند عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت

{ان کی حدیث حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں} بخاری نے بروایت ابوعثمان نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو غزوہ ذات السلاسل میں سردار لشکر بنا کر بھیجا کہتے ہیں کہ میں حضرتؐ کی خدمت میں گیا اور میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا عائشہؓ۔ میں نے پوچھا مردوں میں؟ فرمایا ان کے والد میں نے

ثم من قال ثم عمر بن الخطاب فعقد بيده ثلاثا

ومن مسند رجل من الصحابة

أخرج أبو يعلى من حديث قتادة عن محمد
بن سيرين أن رجلا بالكوفة شهد أن
عثمان رضي الله عنه قتل شهيدا فأخذته
الزبانية فرفعوه إلى علي رضي الله عنه
وقالوا لولا أن تنهانا أو نهيتنا أن
لا نقتل أحدا لقتلنا هذا زعم
أنه يشهد أن عثمان قتل شهيدا فقال
الرجل لعلي وأنت تشهد أتذكر أني
أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
فسألته فأعطاني وأتيت أبا بكر فسألته
فأعطاني وأتيت عمر فسألته فأعطاني
وأتيت عثمان فسألته فأعطاني
قال فأتيت رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقلت يا رسول الله ادع الله أن
يبارك لي فقال النبي صلى الله عليه
وسلم كيف لا يبارك لك وأعطاك
نبي وصديق وشهيدان وأعطاك
نبي وصديق وشهيدان وأعطاك
نبي وصديق وشهيدان.

ومن مسند رجل من الصحابة

حديثه في ترتيب الوزراء أخرج
أحمد من أسود بن هلال عن رجل
من قومه كان يقول في خلافة
عمر بن الخطاب لا يموت عثمان حتى
يستخلف قلنا من أين تعلم ذلك

پھر کون؟ آپ نے فرمایا پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس کے بعد آپ نے
اور تینوں آدمیوں کا نام لیا۔

مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) از صحابہ ۔ روایت | ابو یعلےٰ نے بروایت قتادہ بن محمد سیرین سے روایت
کی ہے کہ ایک شخص نے کوفہ میں لوگوں کے سامنے بیان کیا کہ
عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس کو سپاہی نے گرفتار
کر لیا اور لوگ اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے
اور کہا کہ اگر آپ نے ہم کو یہ ممانعت نہ کی ہوتی کہ کسی کو قتل
نہ کرنا تو ہم اس شخص کو قتل کر دیتے۔ یہ کہتا ہے کہ عثمانؓ شہید
ہوئے تو اس شخص نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ خود اس
کی گواہی دیجئے آپ کو یاد ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپؐ سے سوال کیا آپؐ نے مجھے
دیا اس کے بعد میں ابو بکرؓ کے پاس گیا اور میں نے ان سے
سوال کیا انھوں نے بھی مجھے دیا پھر میں عمرؓ کے پاس گیا
اور ان سے میں نے سوال کیا انھوں نے بھی مجھے دیا پھر میں
عثمانؓ کے پاس گیا اور ان سے بھی میں نے سوال کیا انھوں
نے بھی دیا اس کے بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے حضور میں گیا اور میں نے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا
کیجئے کہ مجھے برکت دے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
تمہیں برکت کیوں نہ دی جائے گی تم کو ایک نبی اور ایک
صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے، تم کو ایک نبی اور ایک
صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے، تم کو ایک نبی اور ایک
صدیق اور دو شہیدوں نے دیا ہے۔

مسند شخصے (غیر معلوم الاسم) از صحابہ ۔ روایت | ان کی حدیث
امام احمدؒ نے بروایت اسود بن ہلال
ان کی قوم کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عمر بن
خطابؓ کی خلافت میں کہا کرتے تھے کہ عثمانؓ بغیر خلیفہ ہوئے
نہ مریں گے۔ ہم نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا؟

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول رأيت الليلة في المنام كأن ثلاثة من أصحابي وزنوا فوزن أبو بكر ثم وزن عمر ثم وزن عثمان فنقص صاحبنا وهو صالح۔

انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میں نے آج شب کو خواب میں دیکھا کہ میرے تین صحابی وزن کئے گئے پہلے ابوبکرؓ وزن کئے گئے پھر عمرؓ وزن کئے گئے پھر عثمانؓ وزن کئے گئے۔ عثمانؓ (ان دونوں سے) کم نکلے مگر وہ نیک مرد ہیں۔

ومن مسند عبد الله بن جعفرؓ

حديثه في لقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه أخرج الحاكم من طريق يحيى بن مسلم عن جعفر بن محمد عن أبيه عن عبد الله بن جعفر رضي الله عنهما قال ولينا أبو بكر فكان خير خليفة الله وأرحمه بنا وأحناه علينا۔

مسند عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ

۱۔ روایت

{ان کی حدیث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف میں} حاکم نے بروایت یحییٰ بن مسلم جعفر بن محمد سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ابوبکرؓ ہم پر حاکم ہوئے تو وہ تمام مخلوق الٰہی سے بہتر اور سب سے زیادہ ہم پر مہربان اور شفیق تھے۔

ومن مسند جرير بن عبد الله البجليؓ

حديثه في سابقة أبي بكر وعمر إلى الخير أخرج أحمد من حديث شعبة عن عون بن أبي جحيفة عن المنذر بن جرير عن أبيه قال كنت عند رسول الله صلى الله عليه وسلم في صدر النهار فجاء قوم حفاة عراة مجتابي النمار أو العباء متقلدي السيوف عامتهم من مضر بل كلهم من مضر فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم لما رأى بهم من الفاقة قال فدخل ثم خرج فأمر بلالا فأذن وأقام فصلى ثم خطب فقال يا أيها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة الآية وقرأ الآية التي في الحشر ولتنظر نفس ما قدمت لغد

مسند جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

{ان کی حدیث ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے سابق الی الخیر ہونے میں} امام احمدؒ نے بروایت شعبہ عون بن ابی جحیفہ سے انھوں نے منذر بن جریر سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم ایک دن اول وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس کچھ لوگ آئے جو برہنہ پا اور برہنہ جسم تھے صرف ایک چادر صوف کی یا ایک عبا پہنے ہوئے تھے تلواریں حائل کئے ہوئے تھے اکثر لوگ ان میں سے بلکہ سب قبیلۂ مضر کے تھے ان کے فقر و فاقہ کی حالت دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ اندر تشریف لے گئے پھر باہر آئے اور بلالؓ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان کہی اور اقامت کہی پھر حضرتؐ نے نماز پڑھی اس کے بعد خطبہ پڑھا جس میں یہ آیت پڑھی یا ایھا الناس اتقوا الآیۃ (ترجمہ) اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے پیدا کیا تم سب کو ایک شخص سے اور وہ آیت جو سورۂ حشر میں ہے پڑھی کہ ولتنظر نفس الآیۃ (ترجمہ) چاہیے کہ ہر شخص دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا کام کیا! (اس کے بعد فرمایا

تصدق رجل من دیناره من درهمه
من ثوبه من صاع بره من صاع تمره حتی
قال ولو بشق تمرة قال فجاء رجل من الانصار
بصرة کادت کفه ان تعجز عنها بل قد عجزت
ثم تتابع الناس حتی رأیت کومین
من طعام وثیاب حتی رأیت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یتهلل وجهه حتی
کأنه مذهبة فقال رسول الله صلی
الله علیه وسلم من سن فی الاسلام
سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها بعده من
غیر ان ینتقص من اجورهم شیء ومن سن
فی الاسلام سنة سیئة کان علیه وزرها ووزر
من عمل بها بعده من غیر ان ینتقص من
اوزارهم شیء واخرج احمد فی هذه القصة
من طریق عبد الرزاق عن معمر عن قتادة
عن حمید بن هلال عن جریر بن عبد الله
ان رجلا من الانصار جاء الی النبی صلی
الله علیه وسلم بصرة من ذهب تملأ
ما بین اصابعه فقال هذه فی سبیل الله
ثم قام ابو بکر فاعطی ثم قام عمر فاعطی ثم قام
المهاجرون فاعطوا فاشرق وجه رسول الله
صلی الله علیه وسلم حتی رأیت الاشراق
فی وجنتیه ثم قال من سن سنة
صالحة فی الاسلام الحدیث۔

وقال لذی عمرو انهم لا یزالون بخیر اذا
کانت الخلافة بالاجماع دون السیف
اخرج احمد من طریق اسمعیل بن ابی خالد
عن قیس بن ابی حازم عن جریر فی قصة بعث
رسول الله صلی الله علیه وسلم ایاه الی الیمن

ان لوگوں کو صدقہ دو) کوئی اشرفی ہے اور کوئی روپیہ کوئی
کپڑے کوئی گیہوں کوئی چھوہارے یہاں تک کہ آپ نے فرمایا
جس سے ایک ٹکڑا چھوہارے کا ہوسکے وہ وہی دے پس
انصار میں سے ایک شخص ایک تھیلی لے آیا جو اس کے ہاتھ سے
اٹھتی نہ تھی پھر اور لوگوں نے لانا شروع کیا یہاں تک کہ
میں نے دو ڈھیر غلہ کے اور کپڑے کے دیکھے اور میں نے دیکھا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (خوشی سے)
چمکنے لگا بالکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ سونے کا رنگ آپ کے
چہرۂ مبارک پر ہے پھر آپ نے فرمایا کہ جس نے کسی عمدہ کام
کی بنیاد ڈالی اس کو اس کا بھی ثواب ملے گا اور جس قدر لوگ
اس کے بعد اس کام کو کریں گے ان کا بھی ثواب ملے گا بغیر
اس کے کہ ان کے ثواب سے کچھ کم کیا جائے اور امام احمدؒ
نے اسی قصہ میں بروایت عبدالرزاق معمر سے انھوں نے
قتادہ سے انھوں نے حمید بن ہلال سے انھوں نے جریر بن
عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص انصار میں سے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک تھیلی سونے کی لایا جو اس کے
ہاتھوں کو بھرے ہوئے تھی اور اس نے کہا کہ یہ اللہ کی راہ
میں نذر ہے پھر حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے
دیا پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے دیا اس کے
بعد مہاجرین کھڑے ہوئے اور انھوں نے دیا یہاں تک کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک (خوشی سے)
چمکنے لگا اور میں نے آپ کے رخساروں پر اس چمک کو محسوس
کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا جس نے اچھا طریقہ اسلام
میں جاری کیا الخ۔

(حضرت جریرؓ کا ذو عمرو سے یہ قول نقل کرنا کہ مسلمان
ہمیشہ بہتری پر رہیں گے جب تک کہ خلافت کا انعقاد اجماع
سے ہوگا نہ کہ تلوار سے) امام احمدؒ نے بروایت
اسمعیل بن ابی خالد قیس بن ابی حازم سے انھوں نے
جریر سے اس واقعہ میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن بھیجا تھا

لی ذکر القصۃ حتی قال ثم لقیت واعمر وفقال لی یا جریر انکم لن تزالوا بخیر ما اذا هلک امیر تامرتم فی آخر و اذا کانت بالسیف غضبتم غضب الملوک ورضیتم رضی الملوک

وحدیثہ ان الطلقاء من قریش لیسوا اکفاء للمهاجرین فی الدین۔

اخرج احمد من طریق عاصم عن ابی وائل عن جریر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المهاجرون والانصار اولیاء بعضهم لبعض والطلقاء من قریش والعتقاء من ثقیف بعضهم اولیاء بعض الی یوم القیمۃ۔

بیان کیا ہے کہ میں ذو عمرو سے ملا تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ اے جریر! تم لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہو گے (جب تک تم یہ دستور رکھو گے کہ) جب ایک خلیفہ مر جائے تو دوسرے کو تم (اجماع سے) منتخب کر لو اور جب (تقرر خلیفہ کا) تلوار سے ہوگا تو تم بھی بادشاہوں کا سا غصہ کرنے لگو گے اور بادشاہوں کی سی خوشی کرنے لگو گے۔

{ان کی یہ حدیث کہ قریش کے طلقاء دین میں مہاجرین کے برابر نہیں ہیں} امام احمدؒ نے بروایت عاصم ابو وائل سے انھوں نے حضرت جریرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہاجرین و انصار باہم ایک دوسرے کے دوست اور ہمسر ہیں اور قریش کے طلقاء اور قبیلۂ ثقیف کے عتقاء باہم ایک دوسرے کے دوست و ہمسر ہیں قیامت تک (یہی حال رہے گا)۔

ومن مسند جندب بن عبد اللہ

حدیثہ فی خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمناقب ابی بکر الصدیق

اخرج مسلم عن جندب بن عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یموت بخمس وهو یقول انی ابرأ الی اللہ ان یکون لی منکم خلیل وان اللہ قد اتخذنی خلیلا کما اتخذ ابراهیم خلیلا ولو کنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا الا وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائهم وصالحیهم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انهاکم عن ذلک

مسند جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

از روایت

{ان کی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطبہ کے متعلق جس میں ابو بکر صدیقؓ کے فضائل ہیں} مسلم نے جندب بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات کے پانچ دن پہلے سنا آپ فرماتے تھے میں خدا کے سامنے اس بات سے برأت ظاہر کرتا ہوں کہ میں نے تم میں سے کسی کو خلیل بنایا ہو اور بیشک اللہ نے مجھے خلیل بنایا ہے جس طرح ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تھا اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکرؓ کو خلیل بناتا آگاہ رہو جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اپنے پیغمبروں اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنا لیتے تھے میں تمھیں اس بات سے منع کرتا ہوں۔

سلہ ذو عمرو صحابی ہیں یمن کے رئیسوں میں سے ہیں [illegible] ذوالکلاع و ذو عمرو دونوں [illegible] حضرت [illegible] جب کہ حضرت کی وفات اور ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے اجماع [illegible]

ومن مسند محجن او ابی محجن رض

حدیثه فی الثناء علی جماعة من الصحابة منهم
کما بجعة اخرج ابو عمر من حدیث عبد الحمید
بن عبد الرحمن بن جبلة الحمانی عن ابی سعد مولی بنی
عن شیخ من الصحابة یقال له ابو محجن او
محجن بن فلان قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ارأف امتی
بامتی ابو بکر واقواها فی امر الله عمر
واصدقها حیاء عثمان واقضاها علی
واقرأها أبی وافرضها زید بن
اعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن
جبل ولکل امة امین وامین هذه
الامة ابو عبیدة بن الجراح۔

وقال ابو عمر فی ترجمة ابی بکر الصدیق
وقال فیه ابو محجن الثقفی ؎

وسمیت صدیقا وکل مهاجر
سواک یسمی باسمه غیر منکر
سبقت الی الاسلام والله شاهد
وکنت جلیسا بالعریش المشهر
وبالغار اذ سمیت بالغار صاحبا
وکنت رفیقا للنبی المطهر

مسند محجن یا ابو محجن رضی اللہ عنہ

۲۔ روایت

{ان کی حدیث چند صحابہ کی تعریف میں جن میں خلفاء اربعہ بھی ہیں} ابو عمر نے بروایت عبد الحمید
بن عبد الرحمن جو بیٹے ابی جبلہ حمانی ابو سعید سے جو حضرت [illegible]
کے غلام تھے انھوں نے ایک شخص سے جو صحابی تھے ان کو
لوگ ابو محجن یا محجن بن فلاں کہتے تھے روایت کی ہے کہ وہ کہتے
تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میری
امت میں سب سے زیادہ مہربان میری امت پر ابو بکر رض ہیں اور
سب سے زیادہ قوی خدا کے کام میں عمر رض ہیں اور سب سے زیادہ
کامل الحیا عثمان رض ہیں اور سب سے عمدہ فیصلہ کرنے والے
علی رض ہیں اور سب سے زیادہ قراءت کے ماہر ابی ہیں اور سب سے
زیادہ علم فرائض کے جاننے والے زید ہیں اور سب سے زیادہ حلال
وحرام کا علم رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت کے
لئے ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابو عبیدہ بن الجراح ہیں
اور ابو عمر نے حضرت ابو بکر صدیق رض کے تذکرہ میں لکھا ہے
کہ ان کے متعلق ابو محجن ثقفی نے یہ اشعار کہے تھے۔

آپ کا نام صدیق رکھا گیا اور دوسرے مہاجرین، آپ کے
علاوہ بے اپنے اچھے ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ خدا گواہ
ہے آپ نے اسلام کی طرف سبقت کی۔ اور آپ عریش میں
آشکارا (نبی کے) ہمنشین تھے۔ اور غار میں (بھی آپ نبی
کے ہمنشین تھے) اسی وجہ سے آپ کا نام یار غار رکھا گیا
آپ نبی مطہر کے رفیق تھے۔

ومن مسند زرارة بن عمرو النخعی والد عمرو بن زرارة رض

حدیثه فی رؤیا تدل علی ان عثمان علی الحق
قال ابو عمر تعلیقا قدم علی النبی صلی الله علیه
وسلم فی وفد النخع فقال یا رسول الله انی
رأیت فی طریقی رؤیا هالتنی قال وما هی

مسند زرارہ بن عمرو نخعی والد عمرو بن زرارہ رضی اللہ عنہ

(۱۔ روایت)

{ان کی حدیث اس خواب کے متعلق جو حضرت عثمان رض کے برسر حق ہونے پر دلالت کرتا ہے} ابو عمر
نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ زرارہ بن عمرو قبیلہ نخع کے وفد
کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے راستے میں ایک خواب
دیکھا جس سے مجھے خوف طاری ہوا۔ حضرت نے پوچھا وہ خواب کیا ہے

قال رأيت أني خلفت جارية في أهلي ولدت جارية أسفع أحوى ورأيت نارا خرجت من الأرض فحالت بيني وبين ابن لي يقال له عمرو وهي تقول لظى لظى بصير وأعمى فقال النبي صلى الله عليه وسلم أخلفت في أهلك أمة مسرة حملا قال نعم قال فإنها قد ولدت غلاما وهو ابنك قال فأنى له أسفع وأحوى قال ادن مني فدنا منه قال هل بك برص تكتمه قال والذي بعثك بالحق ما علمه أحد قبلك قال فهو ذاك وأما النار فهي فتنة تكون بعدي قال وما الفتنة يا رسول الله قال يقتل الناس إمامهم ويشتجرون اشتجار أطباق الرأس وخالف بين أصابعه دم المؤمن عند المؤمن أحلى من الماء يحسب المسيء أنه محسن إن مت أدركت ابنك وإن مات ابنك أدركتك قال فادع الله أن لا تدركني فدعا له۔

یہ کہتے تھے کہ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک لونڈی جس کو میں گھر میں چھوڑ آیا ہوں اس نے ایک بچہ ابلق سیاہ رنگ کا جنا اور میں نے دیکھا کہ ایک آگ زمین سے نکلی وہ میرے اور میرے بیٹے عمرو کے درمیان میں حائل ہو گئی اور وہ آگ کہتی تھی لظی لظی بصیر و اعمی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اپنے گھر میں کوئی لونڈی چھوڑ آئے ہو جو حاملہ تھی اور اپنا حمل چھپاتی تھی۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہاں تو حضرتؐ نے فرمایا کہ اس سے بچہ پیدا ہوا اور وہ تمھارا بیٹا ہے پھر انھوں نے پوچھا کہ اس کے ابلق اور سیاہ ہونے کا کیا مطلب؟ حضرتؐ نے فرمایا کہ میرے قریب ہو کیا تم کو برص (کی شکایت) ہے جس کو تم چھپاتے ہو۔ انھوں نے کہا قسم اس کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ کوئی شخص آپ سے پہلے اس کو نہ جانتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا تو اس کے ابلق اور سیاہ ہونے کا یہی مطلب ہے اور وہ آگ (جو تم نے دیکھی) ایک فتنہ ہے جو میرے بعد ہوگا۔ انھوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ فتنہ کیا چیز ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کریں [1] اور آپس میں خونریزیاں کریں گے اور آپؐ نے اپنی انگلیوں کے درمیان میں فرق کر کے اس جدائی کی کیفیت کو بیان کیا اور (فرمایا کہ) ایک مومن کا خون دوسرے مومن کے نزدیک پانی سے بھی زیادہ خوشگوار ہوگا، بدکار اپنے کو نیکوکار سمجھے گا اگر تم (اس فتنہ سے پہلے) مر گئے تو یہ فتنہ تمھارے بیٹے پر آئے گا اور اگر تمھارا بیٹا مر گیا تو یہ فتنہ تم پر آئے گا۔ انھوں نے عرض کیا کہ اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ فتنہ مجھ پر نہ آئے چنانچہ آپؐ نے ان کے لئے دعا کی۔

ومن مسند سعيد بن المسيب مرسلا

مسند سعید بن مسیب رحمہ اللہ مرسلاً

۲ روایت

حديثه في فضل أبي بكر الصديق رضي الله عنه أخرج الحاكم من حديث ربيعة بن أبي عبد الرحمن

ان کی حدیث حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں۔ حاکم نے بروایت ربیعہ بن ابی عبد الرحمن

[1] یعنی [illegible] شعلہ شعلہ [illegible] مطلب [illegible] [2] امام سے مراد حضرت عثمانؓ [illegible] میں خونریزیاں اور [illegible] کی [illegible] ہیں۔

عن سعید بن المسیب قال کان ابوبکر الصدیق من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان الوزیر فکان یشاورہ فی جمیع امورہ وکان ثانیہ فی الاسلام وکان ثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش یوم بدر وکان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقدم علیہ احدا۔

سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ابوبکر صدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں بجائے وزیر کے تھے اور ان کی آپ اپنے تمام کاموں میں مشورہ کرتے تھے اور وہ آپ کے ثانی تھے اسلام میں اور آپ کے ثانی تھے غار میں اور آپ کے ثانی تھے عریش بدر میں اور آپ کے ثانی قبر میں ہیں اور حضرت ان پر کسی کو مقدم نہ کرتے تھے۔

قال ابو عمر فی ترجمۃ ابی بکر الصدیق تعلیقا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعض من لم یشہد بدرا وقد رآہ یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی من ہو خیر منک۔

ابو عمر نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تذکرہ میں تعلیقاً لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو اہل بدر میں سے نہ تھا اور حضرت ابوبکرؓ کے آگے چل رہا تھا فرمایا کہ تم اس شخص کے آگے چل رہے ہو جو تم سے بہتر ہے۔

ومن مسند عبد اللہ بن حنطب مرسلاً

مسند عبد اللہ بن حنطب رحمہ اللہ مرسلاً اور روایت

ترمذی کی حدیث فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما کے متعلق

حدیثہ فی فضیلۃ الشیخین رضی اللہ عنہم اخرج الترمذی والحاکم من حدیث عبد العزیز بن عبد المطلب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ بن حنطب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای ابا بکر وعمر فقال ہذان السمع والبصر۔

ترمذی اور حاکم نے بروایت عبد العزیز بن عبد المطلب ان کے والد سے انھوں نے ان کے دادا عبد اللہ بن حنطب سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ دونوں (جسم دین کے) کان اور آنکھ ہیں۔

قول محمد بن سیرین رح

قول محمد بن سیرین رحمہ اللہ

اخرج الترمذی من طریق حماد بن زید عن ایوب عن محمد بن سیرین قال ما اظن رجلا ینتقص ابا بکر وعمر یحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترمذی نے بروایت حماد بن زید ایوب سے انھوں نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نہیں خیال کر سکتا کہ جو شخص ابوبکرؓ و عمرؓ کی تنقیص کرتا ہو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔

ذکر شیء من اقوال السادۃ الاشراف

سادات[1] اشراف کے چند اقوال

قول الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

اخرج ابو یعلی من طریق ابی مریم

قول حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما مع روایت

ابو یعلی نے بروایت ابو مریم

[1] سادات جمع ہے سید کی سید کے معنی سردار کے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا تھا کہ ابنی ہذا سید یعنی یہ میرا بیٹا سید ہے کہ اس کے ذریعہ سے اللہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا اس وجہ سے حضرت حسنؓ کی اولاد کو اور بھائی ہونے کی وجہ سے حضرت حسینؓ کی اولاد کو بھی سید کہتے ہیں۔

رہین الی رہو قال کنت بالکوفۃ فقام الحسن بن علی خطیبا فقال یا ایہا الناس رأیت البارحۃ فی منامی عجبا رأیت الرب تعالی فوق عرشہ فجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی قام عند قائمۃ من قوائم العرش فجاء ابوبکر فوضع یدہ علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم جاء عمر فوضع یدہ علی منکب ابی بکر ثم جاء عثمان فکان بیدہ رأسہ فقال رب سل عبادک فیم قتلونی قال فانثعب من السماء میزابان من دم فی الارض قال فقیل لعلی الا تری ما یحدث بہ الحسن قال یحدث بما رأی۔

واخرج ابو یعلی من طریق اخر عن الحسن بن علی قال لا اقاتل بعد رؤیا رأیتہا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واضعا یدہ علی العرش ورأیت ابابکر واضعا یدہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورأیت عمر واضعا یدہ علی ابی بکر ورأیت عثمان واضعا یدہ علی عمر ورأیت دماء دونہم فقلت ما ھذہ الدماء فقیل دماء عثمان یطلب اللہ بہ۔

وذکر المحب الطبری عن ابن السمان انہ اخرج فی کتابہ عن الحسن بن علی

جو چار دو کے رہنا ہی بھائی سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں کوفہ میں تھا کہ حضرت حسن بن علی خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور انھوں نے فرمایا کہ اے لوگو! میں نے آج شب کو ایک عجیب خواب دیکھا میں نے اللہ تعالیٰ کو عرش کے اوپر دیکھا پھر (دیکھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور عرش کے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ پر رکھ لیا پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کے شانہ پر رکھ لیا پھر عثمانؓ آئے اور (اس ہیئت سے آئے کہ) اُن کے ہاتھ میں اُن کا سر تھا اور انھوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! اپنے بندوں سے پوچھ کہ انھوں نے مجھے کس جرم میں قتل کیا۔ پس آسمان سے دو پرنالے خون کے زمین کی طرف جاری کر دیئے گئے۔ کسی نے حضرت علی سے کہا کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حسنؓ کیا بیان کر رہے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو کچھ انھوں نے دیکھا ہے وہ بیان کر رہے ہیں۔

اور ابو یعلیٰ نے ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت حسن بن علیؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں تو اب نہ لڑوں گا اس خواب کے بعد جو میں نے دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ عرش پر ہاتھ رکھے ہوئے کھڑے ہیں اور ابوبکرؓ کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ابوبکرؓ (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ وہ حضرت عمرؓ (کے شانے) پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور اُن کے پیچھے میں نے دیکھا کہ بہت (آدمیوں کے) خون بہ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ خون کیسے ہیں؟ کسی نے کہا کہ یہ خون وہ ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ عثمانؓ کا قصاص لینا چاہتا ہے۔

اور محب طبری نے ابن السمان سے روایت کی ہے کہ انھوں نے ایک تحریر حضرت حسن بن علیؓ کی نکالی (جس میں

قال لا الا على حالت اخالف عمر ولا غيرت شيئا
مما صنع حين قدمت الكوفة.
وذكر ايضا عنه في كتاب الموافقة
انه اخرج عن ابي جعفر قال بينا
عمر يمشي في طريق من طرق المدينة
اذ لقيه علي ومعه الحسن و
الحسين رضي الله عنهم فسلم عليه
علي واخذ بيده فاكتنفاهما
الحسن والحسين عن يمينهما و
شمالهما قال فعرض له من
البكاء ما كان يعرض فقال له
علي ما يبكيك يا امير المؤمنين
قال عمر ومن احق مني بالبكاء
يا علي وقد وليت امر هذه
الامة احكم فيها ولا ادري
امسيء انا ام محسن فقال له علي
والله انك لتعدل في كذا وتعدل في كذا
قال فما منعه ذلك من البكاء
ثم تكلم الحسن بما شاء الله فذكر
من ولايته وعدله فلم يمنعه ذلك
فتكلم الحسين بمثل كلام الحسن فانقطع
بكاؤه عند انقطاع كلام الحسين فقال
أتشهدان بذلك يا ابني اخي فسكتا

لکھا ہوا تھا) کہ میرے علم میں حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی مخالفت
کبھی نہیں کی نہ کوفہ میں آکر ان باتوں میں کچھ تغیر کیا جو حضرت عمرؓ
نے رائج کی تھیں۔[1]

اور نیز محب طبری سے کتاب الموافقہ میں منقول ہے کہ انھوں
نے ابو جعفر (یعنے حضرت باقرؒ) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
ایک روز حضرت عمرؓ مدینہ کی کسی گلی میں جارہے تھے کہ ان کو حضرت
علیؓ ملے اور حضرت علیؓ کے ہمراہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم
بھی تھے حضرت علیؓ نے انھیں سلام کیا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا
حسنینؓ نے داہنی اور بائیں جانب سے دونوں کو گھیر لیا۔ راوی
کہتا ہے کہ پھر حضرت عمرؓ پر رونے کی حالت طاری ہوئی جیسا کہ
اکثر ہوا کرتی تھی حضرت علیؓ نے پوچھا کہ یا امیر المؤمنینؓ
آپ کیوں روتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا کہ مجھ سے زیادہ کس کو
رونا چاہیے اے علیؓ! میں اس امت کے کاموں کا والی ہوا
اور اس کے متعلق احکام نافذ کیا کرتا ہوں اور مجھے معلوم
نہیں کہ میں برا کرتا ہوں یا اچھا۔ حضرت علیؓ نے ان سے
کہا کہ اللہ کی قسم آپ ایسا انصاف کرتے ہیں ایسا انصاف
کرتے ہیں۔ مگر ان کا رونا موقوف نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت
حسنؓ نے کچھ گفتگو کی جو اللہ کو منظور تھی اور انھوں نے بھی
ان کی حکومت اور عدل کی تعریف کی مگر ان کا رونا موقوف
نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت حسینؓ نے ویسی ہی گفتگو کی تو حضرت
حسینؓ کا کلام ختم ہوتے ہی ان کا رونا موقوف ہوگیا اور
انھوں نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجو! کیا تم اس (میرے عدل و
انصاف) کی گواہی (خدا کے سامنے) دوگے تو دونوں چپ ہوگئے

[1] شیعوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت فاروق اعظمؓ کی جاری کی ہوئی کسی بات میں کچھ تغیر نہیں کیا ان کی معتبر روایات اس
مضمون کو صاف صاف بتا رہی ہیں مگر شیعہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ جناب امیرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی شیخین کی مخالفت کرنے سے ڈرتے تھے کیونکہ جمہور مسلمانوں
کے اس درجہ معتقد تھے کہ اگر جناب امیر کے منہ سے کوئی بات نکلتی تو فوراً جناب امیر کو قتل کر دیتے۔ [illegible] نے [illegible] میں [illegible] سلطان [illegible]
[illegible]
[illegible] کی مخالفت [illegible] سب [illegible]
[illegible] کسی شیعہ کے پاس نہیں ہے۔

نظر الی ابیہا فقال علی اشہدا ان معکم شہید۔

قول اولاد حسن بن علیؓ

اخرج عبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند عن الحسن بن زید بن حسن قال حدثنی ابی عن ابیہ عن علیؓ قال کنت عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم فاقبل ابو بکر وعمر فقال یا علیؓ ہذان سیدا اکہول اہل الجنۃ وشبابہا بعد النبیین والمرسلین۔

وذکر المحب الطبری عن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن بن علیؓ بن ابی طالب وقد سئل عن ابی بکر وعمر فقال افضلہما واستغفر لہما فقیل لہ لعل ہذہ تقیۃ وفی نفسک خلافہ قال لا نالتنی شفاعۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان کنت اقول خلاف ما فی نفسی۔

وعنہ وقد سئل عنہما فقال صلے اللہ علیہما وسلم ولا صلے علی من لم یصل علیہما۔

وروی عن الحسن المثلث اخی عبد اللہ المذکور انہ قال لرجل ممن یغلو فیہم ویحکم احبونا للہ فان اطعنا اللہ فاحبونا

دوا اپنی والد کی طرف دیکھنے لگے، حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم بھی اس کے گواہ بنو اور میں بھی تمہارے ساتھ (اس کا) گواہ ہوں۔

قول اولاد حسن بن علی رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں حسن بن زید بن حسن سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت علیؓ سے روایت کرکے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سامنے سے آگئے۔ حضرت نے فرمایا اے علیؓ! یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے بعد جنت کے بوڑھوں اور جوانوں سب کے سردار ہیں۔

اور محب طبری نے عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ ان سے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں ان دونوں کو (تمام صحابہؓ سے) افضل سمجھتا ہوں اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتا ہوں کسی نے ان سے کہا کہ شاید یہ تقیہ ہے آپ کے دل میں اس کے خلاف ہے انھوں نے فرمایا مجھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں اپنے دل کے خلاف کہتا ہوں۔

اور نیز ان سے روایت ہے کہ ان سے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی بابت پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ صلے اللہ علیہما وسلم (اللہ صلوٰۃ و سلام نازل کرے ان پر) اور جو شخص ان کے لئے طلب رحمت نہ کرے اس پر اللہ رحم نہ کرے

اور حضرت حسن مثلث برادر حضرت عبداللہؓ مذکور سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص سے جو بنی فاطمہ کی محبت میں غلو رکھتا تھا فرمایا کہ تمہاری خرابی ہو ہم سے اللہ کے لئے محبت کرو (یعنی) اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو ہم سے محبت کرو

لہ شیعوں کا دعویٰ ہے کہ اہلبیت کے تمام اقوال کو جو اہلسنت کے [illegible] تقیہ پر محمول کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ وہ صرف زبان سے کہتے تھے دل میں ان کا کچھ اور عقیدہ تھا [illegible] اور یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنا اصلی مذہب ہم سے [illegible] بیان کرتے تھے مگر اس شدید قسم کے بعد جو حضرت عبداللہؓ نے کھائی [illegible] کی جرأت نہیں [illegible]

وان عصينا الله فابغضونا فقال له رجل انكم ذو قرابة من رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن اهل بيته فقال ويحكم لو كان الله نافعا بقرابة من رسول الله صلى الله عليه وسلم بغير عمل بطاعته لنفع بذلك من هو اقرب اليه منا اباه وامه والله اني اخاف ان يضاعف الله للعاصي منا العذاب ضعفين والله اني لارجو ان يؤتى المحسن منا اجره مرتين ثم قال لقد اساء بنا اباؤنا وامهاتنا ان كان ما تقولون من دين الله ثم لم يخبرونا به ولم يطلعونا عليه ولم يرغبونا فيه ونحن كنا اقرب منهم قرابة منكم واوجب عليهم واحق ان يرغبونا فيه منكم ولو كان الامر كما تقولون ان الله جل وعلا ورسوله صلى الله عليه وسلم اختارا عليا لهذا الامر والقيام على الناس بعده فان عليا اعظم الناس خطيئة وجرما اذ ترك امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقوم فيه كما امره ويعذر الى الناس فقال الرافضي الم يقل النبي صلى الله عليه وسلم لعلي

اور اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں تو ہم سے بغض رکھو تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قرابت دار اور آپ کے اہل بیت ہیں (ہم آپ سے بغض کیسے رکھ سکتے ہیں) انھوں نے فرمایا تمہارا برا ہو اگر اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے بغیر اپنی عبادت کے کسی کو نفع دیتا تو جو ہم سب سے زیادہ حضرت کے قرابت دار ہیں یعنی حضرت کے والدین اُن کو ضرور نفع دیتا۔ واللہ میں اس بات کا خوف رکھتا ہوں کہ جو شخص ہم میں سے نافرمانی کرے گا اللہ اس کو دگنا عذاب دے گا اور واللہ میں اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ جو شخص ہم میں سے نیک کام کرے گا اللہ اس کو دگنا ثواب دے گا۔ اس کے بعد فرمایا کہ (اے لوگو) ہمارے باپ اور ماں نے ہمارے ساتھ بہت برا سلوک کیا اگر جو کچھ تم بیان کرتے ہو وہ دین خدا ہو کہ انھوں نے ہم کو اس کی خبر نہ دی اور ہم کو اس سے مطلع نہ کیا اور ہم کو اس کی ترغیب نہ دی حالانکہ ہم تم سے زیادہ ان کے قریب تھے اور تم سے زیادہ ہمارا حق ان پر تھا کہ وہ ہم کو دین کی تعلیم دیتے اور اگر بقول تمہارے اللہ عز وجل اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کو رسول کے بعد خلافت کے لئے منتخب کیا ہوتا تو علی سب سے زیادہ خطاکار اور سب سے زیادہ مجرم ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ترک کر دیا (ان کو چاہیے تھا کہ خلافت اپنے متعلق کر لیتے جیسا ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اور لوگوں کے سامنے (یہی) عذر کر دیتے کہ میں مجبور ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم یہی ہے) تو رافضی نے ان سے کہا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ

[1] [illegible] اصول کافی [illegible] حضرت زید شہید نے فرمایا [illegible] ولم يشفق علي من حر النار [illegible] کیا دین کی باتیں مجھے بتا دیں [illegible]

من كنت مولاه فعلي مولاه فقال اما والله لو يعني رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك الامرة والسلطان والقيام على الناس لافصح به كما افصح بالصلوٰة والزكوٰة والصيام والحج ولقال ايها الناس ان هذا الولي بعدي فاسمعوا واطيعوا۔

ومن قول اولاد الحسين رضي الله عنهم

اما مرفوعًا فقد اخرج الترمذي عن الزهري عن علي بن الحسين عن علي بن ابي طالب قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ طلع ابوبكر وعمر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين يا علي لا تخبرهما

واما موقوفًا فقد اخرج احمد في مسند ذي اليدين عن ابي حازم قال جاء رجل الى علي بن الحسين فقال ما كان منزلة ابي بكر وعمر من النبي صلى الله عليه وسلم فقال منزلتهما الساعة۔

واخرج الحاكم من طريق عبد الله بن عمر بن ابان قال حدثنا سفيان بن عيينة عن جعفر بن محمد عن ابيه عن جابر بن عبد الله ان عليًّا دخل على عمر وهو مسجّى فقال صلى الله عليك ثم قال ما من الناس احد احب الي ان القى الله بما في صحيفته من هذا المسجّى۔

من كنت مولاه کا یہ معنی ہیں جس کا مولیٰ ہوں علیؓ بھی اس کے مولیٰ ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ آگاہ رہو اللہ کی قسم اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس سے خلافت اور سلطنت اور لوگوں کی حکومت مراد لیتے تو صاف صاف بیان فرما دیتے جس طرح نماز کو اور زکوٰۃ کو روزے کو اور حج کو صاف صاف بیان فرمایا اور یقیناً اس طرح فرماتے کہ اے لوگو یہ میرے بعد ولی ہے تم لوگ (اس کا حکم) سنو اور مانو۔

قول اولاد حسین رضی اللہ عنہ

(مرفوع حدیثیں) ترمذی نے زہری سے انھوں نے علی بن حسینؓ (زین العابدین) سے انھوں نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سامنے سے آئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں پیران اہل جنت کے سردار ہیں اگلوں کے بھی اور پچھلوں کے بھی سوا انبیاء و مرسلین کے۔ اے علیؓ! تم (اس کی) خبر ان دونوں کو نہ دینا۔

(موقوف حدیثیں) امام احمدؒ نے حضرت ذوالیدینؓ کے مسند میں ابوحازم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک شخص علی بن حسین (زین العابدین) کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کا تقرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے یہاں کس قدر تھا؟ فرمایا جس قدر اب ہے۔

اور حاکم نے بروایت عبد اللہ بن عمر بن ابان نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے سفیان بن عیینہ نے جعفر (صادق) ابن محمد (باقر) سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت جابرؓ بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے جنازے پر گئے ان کے جسم پر چادر پڑی ہوئی تھی تو حضرت علیؓ نے کہا کہ (اے عمرؓ!) اللہ آپ پر رحمت نازل کرے اس کے بعد کہا کہ اس چادر پوش سے زیادہ کوئی شخص نہیں ہے کہ اس کے جیسے نامۂ اعمال کے ساتھ خدا سے ملنے کی میں آرزو کروں۔

وَ اخرج محمد بن الحسن عن ابی حنیفۃ قال حدثنا ابوجعفر محمد بن علی قال جاء علی بن ابی طالب الی عمر بن الخطاب حین طعن فقال رحمک اللہ فواللہ ما فی الارض احد کنت القی اللہ بصحیفتہ احب الیّ منک۔

اور (امام) محمد بن حسن نے (امام اعظم) ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ہم سے ابوجعفر یعنے محمد بن علی (باقر) نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس گئے جب کہ وہ زخمی ہوئے (اور) انھوں نے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے اللہ کی قسم زمین میں آپ کے بجز کوئی نہیں ہے کہ اس کے جیسے اعمال نامہ کے ساتھ خدا سے ملنے کی میں آرزو کروں۔

وَ روی عن ابن ابی حفصۃ قال سألت محمد بن علی وجعفر بن محمد عن ابی بکر وعمر فقالا انما امامان عدلان نتولاھما ونتبرأ من عدوھما ثم التفت الی جعفر بن محمد فقال یا سالم ایسب الرجل جدہ ابوبکر الصدیق جدی لا نالتنی شفاعۃ جدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لم اکن اتولاھما واتبرأ من عدوھما۔

اور نیز (امام) محمدؒ نے ابن ابی حفصہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے محمد بن علی (باقر) اور جعفر بن محمد (صادق) سے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی بابت پوچھا تو انھوں نے کہا کہ وہ دونوں امام تھے عادل تھے ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے دشمن سے بیزار ہیں۔ اس کے بعد جعفر بن محمد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے سالم! کیا کوئی شخص اپنے نانا کو برا کہے گا۔ ابوبکر صدیقؓ میرے نانا ہیں مجھے میرے جد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں ان سے محبت نہ رکھتا ہوں اور ان کے دشمن سے بیزار نہ ہوں۔

وعن ابی جعفر انہ قال من جھل فضل ابی بکر وعمر جھل السنۃ وقیل لہ ماتری فی ابی بکر وعمر فقال انی اتولاھما واستغفر لھما وما رایت احدا من اھل بیتی الا وھو یتولاھما۔

اور ابوجعفر (باقر) سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا جس نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی فضیلت کو نہ جانا وہ سنت (رسولؐ) سے جاہل رہا اور ان سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی نسبت کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے کہا میں ان سے محبت رکھتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں اور میں نے اپنے گھر میں سب کو دیکھا کہ ان سے محبت کرتے تھے۔

ؔ۱ امام ابوحنیفہؒ نے امام باقرؒ سے بعض بعض روایتیں نقل کی ہیں اس بنا پر شیعوں کے امام اعظم شیخ حلی نے منہاج الکرامۃ میں لکھ دیا کہ امام ابوحنیفہؒ نے امام جعفر صادقؒ سے [illegible] اور قطع نظر اس سے روایت [illegible] نہیں تاریخ الاسلام ابن تیمیہ منہاج السنۃ میں لکھتے ہیں کہ رافضی کا یہ کہنا کہ ابوحنیفہؒ نے صادقؒ [illegible] بالکل جھوٹ ہے [illegible] صادق کے والد امام باقرؒ کی زندگی میں فتوی دیا کرتے تھے یہ بات ثابت نہیں بلکہ ابوحنیفہؒ [illegible] حاصل کیا [illegible] حضرت جعفر صادق [illegible] شیعوں [illegible] امام شیخ حلی [illegible] حضرت صادق [illegible] کے لئے باعث [illegible] سمجھتے ہیں۔ ؔ۲ امام جعفر صادق حضرت [illegible] ابوبکر صدیقؓ [illegible]

ہر دو مصیب اند زیرا کہ مراد ما الشرع موافقت شارع است و گردن نہادن بحکم او وہیچ کس موافقت ملغا کردہ و مذاہب فقہاء اہل سنت باہم ہمیں قسم تغیر دو ملت افتادہ اند و ہمہ مقبول اند۔

غرض در یں فصل بلکہ دریں فصول بیان آنست کہ ثبوت قرشیت و سوابق اسلامیہ و بشارت جنت و غیر آں خلفائی راشدین را از قسم اول است حجۃ اللہ بر منکر ایں آنہا قائم است و شبہات رکیکہ ایشاں عند اللہ معذور نساخت ایشاں را و منکر ایشاں مبتدع است و دور از حق برہان اللہ او را از لباس طمع بیرون علیٰ مقبوعہم افضل الصلوات وایمن التحیات مطرود و مہجور گردانیدہ بیں حکم ملتقۃ عند البعض و متفقۃ اشد الفسق عند الآخرین۔ باز اشتراط قرشیت و سائر خصال سبعۃ مذکورہ در خلافت خاصہ آیات و احادیث صحیحہ و آثار صحابہ ثابت است باز خلافت خلفاء در شریعت ثابت است صحابہ و تابعین در اثبات آں مسالک متعددہ سلوک نمودہ اند و ہر مسلکے دلالت دارد قطعیۃ و اما ظنیۃ چوں ہمہ را جمع نمائیم کہ متواتر بالمعنیٰ گردد و عمومات آیات و اشارات و قرائن آں چوں بآں یار شود افادہ قطع فرماید۔

چوں ایں مقدمہ ممہد شد می گوئیم آنچہ ودیعت خلفاء از قریش و بودن ایشاں از سابقین در اسلام و بودن ایشاں از مہاجرین اولین و شہود ایشاں در بدر و حدیبیہ و سائر مشاہد خیر مقطوع بہ است مخالف را مجال انکار نیست و اطالت کلام دریں

میں) دونوں مجتہد صواب پر ہیں کیونکہ مقصد (اصلی) ایسی حالت میں شارع کی موافقت کرنا اور اس کے حکم پر گردن رکھنا ہے اور (صورت مذکورہ میں) ہر مجتہد اس موافقت کو بجالایا فقہائے اہل سنت کے مذاہب میں باہم اسی قسم کا اختلاف ہے اور سب مقبول ہیں۔

(ہماری) غرض اس فصل میں بلکہ ان تمام فصول میں اس بات کا بیان کرنا ہے کہ خلفاء راشدین کے لئے قرشیت اور سوابق اسلامیہ کا اور جنتی ہونے کا اور نیز دوسرے فضائل کا ثبوت قسم اول میں (داخل ہے) اور حجت الٰہی اُن کے منکروں پر قائم ہے اور اُن کے کمزور شبہات نے اُن کو عند اللہ معذور نہیں بنایا جو شخص ان کا منکر ہے وہ بدعتی ہے، حق سے دور ہے برہان الٰہی نے اُس کو محبوبین الٰہی کے متبوعہم (افضل الصلوات وایمن التحیات) کے دستر سے نکال دیا ہے (یہ) بدعت (ان کی) بعض (علماء) کے نزدیک کافر بنانے والی اور بعض کے نزدیک سخت فاسق بنانے والی ہے۔ پھر (یہ بھی واضح رہے کہ) قرشیت اور باقی صفات ہفتگانہ مذکورہ کا خلافت خاصہ میں شرط ہونا آیات اور احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ سے ثابت ہے پھر (یہ بھی واضح رہے) کہ خلفاء کی خلافت شریعت میں ثابت ہے، صحابہ و تابعین نے اس کے ثابت کرنے میں متعدد طریقے اختیار کئے ہیں اور ہر طریقہ (حقیقت خلافت پر) دلالت کرتا ہے خواہ وہ دلالت قطعی ہو یا ظنی جب ہم ان سب استدلالوں کو جمع کرتے ہیں تو وہ متواتر بالمعنیٰ ہو جاتے ہیں اور جب آیتوں کے عموم اور اشارے اور اُن کے قرینے ان استدلالات کے ساتھ مل جاتے ہیں تو وہ استدلال قطعی ہو جاتے ہیں۔

جب یہ مقدمہ بیان ہو چکا تو اب ہم کہتے ہیں کہ خلفاء کا قریشی ہونا اور سابقین اسلام سے ہونا اور مہاجرین اولین سے ہونا اور بدر و حدیبیہ اور دوسرے مشاہد خیر میں شریک ہونا قطعی ہے کسی مخالف کو انکار کی گنجائش نہیں ہے اس میں زیادہ

مشیر بلغوے شاید مع ہذا تفصیلے از آں در آثار ایشاں بالمعنی وجوہ مذکور خواہد شد ہمیں قدر کہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ در بدر و حدیبیہ و مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ در تبوک حاضر نبودند لیکن حکم حاضرین داشتند چنانکہ بیاید۔

اما آنکہ قرشیت شرط خلافت اختیاریہ است ولیس الکلام فی الخلافۃ الضروریۃ پس باحادیث بسیار ثابت است۔

اما جملہ حدیث صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مرفوعاً الائمۃ من قریش و موقوف لم یعرف ھذا الامر الا لھذا الحی من قریش ھم اوسط العرب داراً و حدیث حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ و سعد بن ابی وقاص مرفوعاً من اراد ھوان قریش اھانہ اللہ و حدیث حضرت مرتضیٰ مرفوعاً الا ان الامراء من قریش ما اقاموا بثلاث ما حکموا فعدلوا و ما عاھدوا فوفوا و ما استرحموا فرحموا و حدیث ابن عمر مرفوعاً لا یزال ھذا الامر فی قریش ما بقی فی الناس اثنان و حدیث ابن عباس مرفوعاً اللھم اذقت اول قریش نکالا فاذق اخرھم نوالا اخرجہ الترمذی و حدیث ابو موسیٰ مرفوعاً ان ھذا الامر فی قریش

گفتگو کرنا مثل لغو (کام) کے معلوم ہوتا ہے تاہم کچھ مقصد ان مباحث کا خلفاء کے مآثر میں عمدہ طریقہ سے مذکور ہوگا (شیخین کے متعلق تو کوئی بات نکلتی ہی نہیں) سوا اس کے کہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ بدر اور بیعۃ الرضوان میں اور حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تبوک میں حاضر نہ تھے مگر وہ بھی حاضرین کا حکم رکھتے تھے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا (اب اس وقت ان صفات کا شرط خلافت ہونا اور خلفاء میں پایا جانا نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے)۔

قریشی ہونا یہ اس خلافت کی شرط ہے جو اپنے اختیار سے قائم کی جائے ہماری گفتگو اس خلافت میں نہیں ہے جو بضرورت قائم ہوئی ہو پس (اس کا شرط ہونا) بہت حدیثوں سے ثابت ہے۔

ازانجملہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی (روایت کی ہوئی) مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء قریش سے ہیں اور نیز آپ کی موقوف حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) معلوم نہیں ہوتا مگر اسی قبیلہ قریش کے لئے جو باعتبار خاندان کے تمام عرب سے بہتر ہے۔ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص کی مرفوع حدیث ہے کہ جو شخص قریش کو ذلیل کرنا چاہے اللہ اس کو ذلیل کرے اور حضرت مرتضیٰ کی مرفوع حدیث ہے کہ آگاہ رہو خلفاء قریش میں سے ہونے چاہئیں جب تک کہ ان میں یہ تین صفتیں قائم رہیں۔ کہ حکم بنائے جائیں تو انصاف کریں اور وعدہ کریں تو پورا کریں اور اگر ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں۔ اور حضرت ابن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام قریش میں رہے گا جب تک کہ دو قریشی بھی باقی رہیں اور حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ (حضرتؐ نے دعا مانگی) یا اللہ جس طرح تو نے پہلے قریش کو بلا میں مبتلا کیا اسی طرح آخر میں ان پر انعام کر ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے۔ اور حضرت ابو موسیٰ کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام قریش میں رہے گا

ما اموا اذا استرحموا فرحموا الخ
وحديث ابي هريرة مرفوعاً الناس
تبع لقريش في هذا الشأن مسلمهم
لمسلمهم وكافرهم لكافرهم وايضاً
حديث ابي هريرة مرفوعاً ان لقريش
حقاً ما حكموا فعدلوا وائتمنوا
فأدوا واسترحموا فرحموا۔
وايضاً حديث ابي هريرة مرفوعاً
الملك في قريش والقضاء في الانصار
والاذان في الحبشة والامانة
في الازد وحديث جابر مرفوعاً
الناس تبع لقريش في الخير
والشر وحديث انس مرفوعاً الائمة
من قريش ان لهم عليكم حقاً ولكم
عليهم حقاً مثل ذلك ما ان
استرحموا رحموا وان عاهدوا وفوا
وان حكموا عدلوا فمن لم يفعل ذلك
منهم فعليه لعنة الله والملائكة
والناس اجمعين وحديث ابي برزة
الاسلمي مرفوعاً الامراء من قريش لكم
عليهم حق ولهم عليكم حق ما فعلوا
ثلاثاً كمثل حديث انس وحديث
ذي مخمر كان هذا الامر في حمير فنزعه
الله منهم فجعله في قريش الخ وحديث
معٰوية بن ابي سفيان مرفوعاً ان هذا الامر
في قريش لا يعاديهم احد الا كبه الله
على وجهه ما اقاموا الدين وحديث جابر
بن سمرة وابي جحيفة مرفوعاً لا يزال
الاسلام عزيزاً الى اثني عشر خليفة

جب تک کہ ان میں یہ صفتیں قائم رہیں کہ اگر ان سے رحم کی
خواہش کی جائے تو رحم کریں الخ۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع
حدیث ہے کہ لوگ اس کام میں قریش کے تابع ہیں۔ مسلمان
لوگ مسلمان قریشیوں کے اور کافر لوگ کافر قریشیوں کے اور
نیز حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ قریش کا حق ہے
جب تک کہ ان میں یہ صفتیں رہیں کہ اگر حکم بنائے جائیں تو
انصاف کریں۔ امین بنائے جائیں (حق امانت) ادا کریں اور
ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو رحم کریں۔ اور نیز حضرت
ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ منصب خلافت قریش میں
ہے اور عہدۂ قضا انصار میں اور عہدۂ اذان حبشیوں
میں اور منصب امانت قبیلۂ ازد میں۔ اور حضرت جابرؓ کی
مرفوع حدیث ہے کہ لوگ قریش کے تابع ہیں نیکی میں بھی
بدی میں بھی۔ اور حضرت انسؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء
قریش سے ہیں بیشک (اے لوگو!) قریش کا تم پر حق ہے
اور اسی طرح تمہارا حق بھی قریش پر ہے جب تک کہ قریش
میں یہ صفتیں رہیں کہ اگر ان سے رحم کی خواہش کی جائے تو
رحم کریں اور وعدہ کریں تو اس کو پورا کریں اور حاکم بنائے
جائیں تو انصاف کریں۔ جو شخص ان میں سے ایسا نہ کرے
اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت
اور ابوبرزہ اسلمی کی مرفوع حدیث ہے کہ خلفاء قریش سے
ہیں (اے لوگو!) تمہارا حق قریش پر اور قریش کا حق تم پر
ہے جب تک کہ ان میں تین صفتیں باقی رہیں۔ اس کے بعد
حضرت انسؓ کی حدیث کے مثل ہے۔ اور حضرت ذی مخمرؓ کی
حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) قبیلۂ حمیر میں تھا کہ اب
اللہ نے ان سے نکال کر اس کو قریش میں رکھا۔ اور حضرت معاویہ
بن ابی سفیان کی مرفوع حدیث ہے کہ یہ کام (خلافت کا) قریش
میں ہے جو شخص ان سے دشمنی کرے گا اللہ اس کو سرنگوں
کر دے گا جب تک کہ قریش دین کو قائم رکھیں۔ اور حضرت
جابر بن سمرہ اور ابوجحیفہ کی حدیث کہ بارہ خلفاء کے وقت تک اسلام

مهلًا يا قتادة لا تشتم قريشًا فإنك لعلك ترى فيها رجالًا أو يأتي منهم رجال تحتقر عملك مع أعمالهم وتغبطهم إذا رأيتهم لولا أن تطغى قريش لأخبرتها بالذي لها عند الله. وأخرج الشافعي عن سفيان بن عيينة عن ابن أبي نجيح عن مجاهد في قوله تعالى وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ قال يقال ممن الرجل فيقال من العرب فيقال من أي العرب فيقال من قريش. وذكر الشافعي متن الحديث تعليقًا ثم وصله البيهقي بإسناده عن جبير بن مطعم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للقرشي مثل قوة الرجلين من غيرهم فقيل للزهري بم ذلك قال بنبل الرأي. ذكر هذه الأحاديث كلها البيهقي في أوائل سننه الصغرى.

بالجملہ جمع کثیر از صحابہ و تابعین این حدیث را روایت کردہ اند بالفاظ مختلفہ و طرق متکاثرہ بعضی از آن صریح است در خلافت قریش و بعضی اشارہ است بآن و بعضی قرینہ است کہ ذہن را بآن نزدیک میگرداند بعد از آن نزدیک وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار گفتند منا امیر ومنکم امیر و چون جمعی بہمین حدیث ایشان را از خلافت باز داشتند و بہمین معنی اجماع منعقد شد و مخالف ساکت گشت و این قصہ از طرق بسیار است بعضی روایات آن

اے قتادہ! چپ رہو قریش کو برا نہ کہو کیونکہ امید ہے کہ تم ان میں کچھ لوگ ایسے دیکھو گے یا (فرمایا) کہ ان میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے اعمال کے سامنے تم اپنے اعمال کو حقیر سمجھو گے اور جب تم ان کو دیکھو گے تو ان پر غبطہ کرو گے اگر قریش کے مغرور ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو بیشک میں ان کو آگاہ کر دیتا اس نعمت سے جو اُن کے لئے اللہ کے یہاں ہے۔ اور امام شافعیؒ نے سفیان بن عیینہ سے انھوں نے ابن ابی نجیح سے انھوں نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے قول وانہ لذکر لک ولقومک کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ (قریش کا اس قدر نام ہوگا کہ) پوچھا جائے گا فلاں شخص کس قوم کا ہے؟ کہا جائے گا عرب کا ہے تو پوچھا جائے گا کہ عرب کے کس خاندان سے ہے؟ تو جواب دیا جائے گا کہ خاندان قریش سے (یہ سنکر پوچھنے والا چپ ہو جائے گا کہ جب قریشی ہے تو اس کا کیا کہنا) اور امام شافعیؒ نے تعلیقاً مگر بیہقی نے موصولاً اپنی سند کے ساتھ حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قریشی دو غیر قریشیوں کے برابر ہے۔ زہری سے پوچھا گیا کہ یہ کیوں؟ انھوں نے جواب دیا کہ بوجہ ان کی عقلمندی کے۔ ان تمام حدیثوں کو جو امام شافعیؒ سے نقل کی گئیں بیہقی نے اپنی سنن صغریٰ کے شروع میں لکھا ہے۔

المختصر صحابہ و تابعین کی ایک جماعت نے اس مضمون کو بالفاظ مختلفہ و اسانید متعددہ روایت کیا ہے جن میں بعض خلافت قریش پر صراحۃً اور بعض اشارۃً دلالت کرتی ہیں اور بعض میں کوئی قرینہ ایسا موجود ہے کہ ذہن خلافت کی طرف چلا جاتا ہے۔ ان سب باتوں کے بعد (یہ دیکھو کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ ایک خلیفہ ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے تو مہاجرین نے اسی حدیث (خلافت قریش) کے ذریعہ سے ان کو خلافت سے روک دیا اور اسی پر اجماع ہو گیا اور مخالف چپ ہو گئے۔ اس واقعہ کی بہت سندیں ہیں جن میں سے چند روایتیں ہم

در قصهٔ انعقاد خلافت حضرت صدیق بیان خواهیم کرد بالجمله بعد آں مناظرات اجماع منعقد گشت و مجلس بر همان اتفاق گذشت۔

اما آنکه از مهاجرین اولین بودن شرط خلافت خاصه است پس بقول خدای تعالیٰ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ الآية و بقول وی عزوجل اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ الآية و قول حضرت فاروق در خطبهٔ آخره چون خلافت را شوریٰ ساخت در میان شش کس و انی قد علمت ان اقواما سیطعنون فی هذا الامر انا ضربتهم بیدی هذه علی الاسلام فان فعلوا اولئک اعداء الله الکفرة الضلال و قول ابن عمر احق بهذا الامر من قاتلک و قاتل اباک علی الاسلام و قول زید بن ثابت روز انعقاد خلافت حضرت صدیق ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان من المهاجرین فان الامام یکون من المهاجرین ونحن انصاره کما کنا انصار رسول الله صلی الله علیه وسلم و قول رفاعة بن رافع زرقی بدری فی قصه خروج طلحة والزبیر علی علی و بلوغ الخبر الی علی

حضرت صدیقؓ کی خلافت کے منعقد ہونے کے بیان میں ذکر کریں گے۔ حاصل یہ کہ بعد ان مناظروں کے اجماع ہو گیا (کہ خلافت غیر قریش کو نہیں مل سکتی) اور (وہ) مجلس اسی اجماع پر ختم ہو گئی۔

مہاجرین اولین میں سے ہونا خلافتِ خاصہ کے لئے شرط ہے بدلیل قول حق تعالیٰ لَا يَسْتَوِي الآية (ترجمہ) برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے (راہِ خدا میں) خرچ کیا فتح سے پہلے اور قتال کیا (ان لوگوں کے جنھوں نے بعد فتح خرچ و قتال کیا) قبل از فتح خرچ و قتال کرنے والے بہت زیادہ بڑے رتبہ میں اُن لوگوں سے جنھوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور قتال کیا اور بدلیل قول حق تعالیٰ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ الآية۔ اور حضرت فاروقؓ نے اپنے آخری خطبہ میں جب کہ انھوں نے خلافت کو بطور مشورہ کے چھ آدمیوں کے درمیان میں دائر کیا فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ کچھ لوگ اس بارہ میں طعن کریں گے (مگر ان کے طعن کا کچھ اعتبار نہیں وہ نومسلم ہیں) میں نے اپنے اسی ہاتھ سے انھیں اسلام پر مارا ہے اگر وہ لوگ ایسا کریں تو وہ خدا کے دشمن اور کافر اور گمراہ ہیں۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے (حضرت معاویہؓ کی نسبت) فرمایا کہ خلافت کا تم سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جس نے تم سے اور تمھارے والد سے اسلام پر قتال کیا۔ اور حضرت زید بن ثابتؓ نے روز انعقاد خلافت صدیقیہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین (کے گروہ) سے تھے لہٰذا خلیفہ بھی مہاجرین سے ہونا چاہیئے اور ہم اس خلیفہ کے مددگار رہیں گے جس طرح ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار رہے۔ اور رفاعہ بن رافع زرقی بدری نے (اس وقت جب کہ طلحہ و زبیر (رضی اللہ عنہما) نے حضرت علیؓ پر خروج کیا اور حضرت علیؓ کو اس کی خبر ملی) فرمایا

لہ اس سے مقصود استدلال یہ ہے کہ اس آیت میں مہاجرین اولین کی نسبت پیشین گوئی ہے کہ جب ان کو حکومت ملے گی تو ان سے افعال حسنہ کا ظہور ہوگا پس خلیفہ اگر مہاجرین میں سے ہوگا تو اس آیت کے اس کی حیثیت پر اطمینان ہوگا ورنہ نہیں۔

فی الاستیعاب فقال رفاعۃ بن رافع الزرقی ان اللہ لما قبض رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ظننا انا احق الناس بھذا الامر لنصرتنا الرسول ومکاننا من الدین فقلتم نحن المھاجرون الاولون واولیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاقربون انا نذکرکم اللہ ان لا تنازعونا مقامہ فی الناس فخلیناکم والامر فانتم اعلم وما کان بینکم غیر انا لما رأینا الحق معمولا بہ والکتاب متبعا والسنۃ قائمۃ رضینا ولم یکن لنا الا ذلک فلما رأینا الاثرۃ انکرنا لئلا آخر ما قال وقول عبد الرحمن بن غنم الاشعری لابی ھریرۃ وابی الدرداء وای مدخل لمعاویۃ فی الشوریٰ وھو من الطلقاء الذین لا تجوز لھم الخلافۃ وھو وابوہ من رؤس الاحزاب فندما علی مسیرھما وتابا بین یدیہ

ازیں معلوم شد کہ ابودرداء وابوہریرہ آخرا بقول عبدالرحمٰن بن غنم رجوع کردند

وحدیث جریر بن عبد اللہ مرفوعا المھاجرون والانصار اولیاء بعضھم لبعض والطلقاء من قریش والعتقاء من ثقیف بعضھم اولیاء بعض

جیسا کہ استیعاب میں مذکور ہے کہ اللہ نے جب اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا تو ہم نے سمجھا تھا کہ اس کام کا استحقاق سب سے زیادہ ہم کو ہے کیونکہ ہم نے رسول کی مدد کی ہے اور دین میں ہماری یہ منزلت ہے مگر آپ لوگوں نے کہا کہ ہم مہاجرین اولین ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب حقدار ہیں ہم تمہیں اللہ کو یاد دلاتے ہیں کہ حضرت کی جانشینی کے متعلق ہم سے نزاع نہ کرو پھر ہم نے خلافت کے متعلق آپ لوگوں سے کچھ نہ کہا کیونکہ آپ لوگ اپنی حالت کو خوب جانتے ہیں ہم نے تو جب یہ دیکھا کہ حق پر عمل ہو رہا ہے اور قرآن کی پیروی کی جا رہی ہے اور سنت (نبوی) قائم ہے تو ہم راضی ہوئے اور ہم کو اس کے سوا اور کچھ چاہیئے بھی نہ تھا مگر جب ہم نے دیکھا کہ (ہم پر) دوسروں کو ترجیح (دی جاتی) ہے تو ہم نے اختلاف کیا الخ اور حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ (آپ لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شوریٰ کا پیغام دینے کیوں آئے؟) معاویہ رضی اللہ عنہ کو شوریٰ میں کیا دخل ہے؟ معاویہ تو طلقاء میں سے ہیں جن کے لئے خلافت ہو ہی نہیں سکتی وہ اور ان کے والد دونوں سرداران احزاب[۱] میں تھے۔ یہ سنکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ (پیغام) دینے آنے پر نادم ہوئے اور دونوں نے حضرت عبدالرحمٰن کے سامنے توبہ کی۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بالآخر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کیا۔ اور جریر بن عبداللہ کی مرفوع حدیث ہے کہ مہاجرین وانصار باہم ایک دوسرے کے ولی (دوست اور مددگار ہیں) اور قریش کے طلقاء اور ثقیف کے عتقاء باہم ایک دوسرے کے ولی ہیں

[۱] یعنی غزوۂ احزاب میں جو فوجیں لڑی تھیں ان کے سرداروں میں سے تھے۔

الی یوم القیٰمۃ واز اوّل دلائل مدعا قول
حضرت مرتضیٰ است کہ چندین مرہ
بطرف اہل شام نوشت کہ امر خلافت
مفوض بمہاجرین و انصار است دیگرانرا
درحل و عقد آن مدخل نیست چون ایشان
بیعت کردند دیگران را مجال خلاف نماند۔
و از قرائن این مدعا حدیث آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم در احق بامامت
صلوٰۃ قال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم فان کانوا
فی السنۃ سواء فاقدمہم
ہجرۃ و آیت کریمہ اِنَّآ اَحْلَلْنَا
لَکَ اَزْوَاجَکَ الی ان قال
اللّٰتِیْ ہَاجَرْنَ مَعَکَ و زنانی
بسبب قید ہجرت از شرف تزوج آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم محروم ماند و از
قرائن این معنے آن است کہ حضرت
عباسؓ را باوجود عمومت پیغامبر صلے
اللہ علیہ وسلم و مقدم بنی ہاشم بودن
در امر خطیر خلافت دخلی نبود و بار
اعتداد نہ و بعض ولد او باین معنے
اشارہ کردہ است اخرج الحاکم عن ابی اسحٰق
قال سألت قثم بن العباس کیف ورث
علیؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

قیامت تک (یونہی رہے گا) اور اس بات کی ایک عمدہ دلیل
حضرت مرتضیٰ کا یہ قول ہے جو انھوں نے کئی بار اہل شام کو
لکھا کہ خلافت کا معاملہ مہاجرین و انصار کے اختیار میں ہے
کسی دوسرے کو منعقد کرنے میں کچھ دخل نہیں جب
مہاجرین و انصار نے کسی کے (ہاتھ پر) بیعت کرلی (تو
وہ خلیفہ ہوگیا) دوسروں کو مخالفت کی گنجائش نہیں رہی[1]
اور اس مقصد کے قرائن میں سے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے جو اس بارہ میں ہے کہ امامت نماز
کا مستحق کون ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ اگر بہت سے لوگ اتباع سنت میں مساوی ہوں
تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو وہ امامت نماز کا مستحق ہے
اور یہ آیت (بھی اس مقصد کا قرینہ بن سکتی ہے) اِنَّآ
اَحْلَلْنَا الآیۃ (ترجمہ) اے نبی! بیشک ہم نے حلال
کیں واسطے آپ کے بیبیاں آپ کی یہاں تک کہ فرمایا جنھوں
نے ہجرت کی ہو آپ کے ساتھ۔ اُمّ ہانیؓ اسی قید ہجرت کے
سبب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجیت کے
شرف سے محروم ہوگئیں۔ اور اس مدعا کا ایک قرینہ یہ
بھی ہے کہ حضرت عباسؓ کو باوجود آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے چچا ہونے اور بنی ہاشم کے سردار ہونے کے
خلافت کے معاملہ میں کچھ دخل نہ تھا اور ان کا ذکر ہی نہ آتا
تھا۔ اُن کی اولاد میں بعض لوگوں نے اس کا سبب بیان
کیا ہے چنانچہ حاکم نے ابو اسحٰق سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے
تھے میں نے قثم بن عباس سے پوچھا کہ علیؓ کیوں رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وارث (یعنی جانشین) ہوئے اور

---

[1] یہ مضمون حضرت علی مرتضیٰ کی تحریر کتب شیعہ میں بھی ہے۔ چنانچہ نہج البلاغت مطبوعہ مصر قسم دوم صفحہ ۷ میں ایک خط علی مرتضیٰ کا بنام حضرت معاویہؓ ہے جس کی عبارت یہ ہے انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان علی ما بایعوہم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوریٰ للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل و سموہ اماما کان ذلک للہ رضی یعنی جن لوگوں نے بیعت کی تھی ابوبکر و عمر و عثمانؓ سے بیعت کی تھی انہی شرائط کے ساتھ انھوں نے بیعت کی مجھ سے پس کسی حاضر کو حق نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے کو اختیار کرے اور نہ کسی غائب کو اختیار ہے کہ وہ رد کرے سوائے اس کے نہیں کہ مشورہ کا اختیار مہاجرین و انصار کو ہے جس پر وہ لوگ اتفاق کرلیں اور اس کو امام کہہ دیں وہی اللہ کو پسندیدہ ہوگا۔

دوست نگو قال لانه کان
اوّلنا به لحوقاً واشدنا
به لزوقاً بالجملہ این معنی کہ
از مہاجرین اوّلین بودن اعظم
شرف است در اسلام ومطلوب
است در خلافت بمآخذ بسیار
ثابت است و در مجلس انعقاد
اجماع بر خلافت صدیق اکبر
مذکور شدہ است۔

قرشیت و ہجرت اوّلیہ
باہم عموم و خصوص من وجہ دارند
وصدیق اکبرؓ و نظرائے او مادۂ
اجتماع بودند لہٰذا صرف
انصار بہردو وصف واقع شد
ودر مناظرۂ حضرت مرتضیٰ
ومعاویہ بن ابی سفیان صفت
ہجرت مدار فرق گشت وآنجا
بحثے است شریف۔ اخرج
البخاری عن عاصم عن
ابی عثمان النہدی عن
مجاشع بن مسعود قال
انطلقت بابی معبد الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لیبایعہ علی الہجرۃ
فقال مضت الہجرۃ
لاھلہا ابایعہ علی
الاسلام والجہاد فلقیت
ابا معبد فسألتہ
فقال صدق مجاشع

اور آپ لوگ نہ ہوسکے۔ کثیر نے کہا (علیؓ چچا کے بیٹے ہونے
کی وجہ سے جانشین نہیں ہوسکے بلکہ ہم سب سے) کیونکہ ہم
سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل گئے تھے
اور ہم سب سے زیادہ آپ کی ملازمت میں رہتے تھے۔
الحقصہ یہ بات کہ مہاجرین اوّلین میں سے ہونا (شریعت)
اسلام میں ایک بہت بڑی بزرگی ہے اور خلافت میں
اس کی حاجت ہے بہت سے دلائل سے ثابت ہے۔ چنانچہ
حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے منعقد ہونے کے بیان
میں ان دلائل کا ذکر کیا گیا ہے۔

شرف ہجرت کی تحصیل کا دروازہ کب بند ہوا؟ اور بعض صحابہؓ کا اختلاف

قرشیت اور اوّلیت ہجرت میں باہم عموم وخصوص
من وجہ (کی نسبت) ہے صدیق اکبرؓ اور ان کے مثل دوسرے
حضرات (خصوصاً باقی تین خلفاء) ملوۂ اجتماع تھے لہٰذا
انصار کو ان دونوں صفتوں کے ذریعے روک دیا گیا اور
حضرت مرتضےٰ و حضرت معاویہؓ کے مناظرہ میں صرف ہجرت کی صفت
مدار فرق ٹھہری (کیونکہ دوسری صفت قرشیت کی مشترک تھی)
اس مقام پر ایک بہت عمدہ بحث ہے (کہ آیا ہجرت تا قیامت
باقی ہے یا کسی زمانہ خاص کے لئے تھی۔ قول صحیح یہ ہے کہ فتح
مکہ کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی)۔ بخاری نے عاصم سے انھوں
نے ابو عثمان نہدی سے انھوں نے مجاشع بن مسعود سے روایت
کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں ابو معبد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور میں لے گیا تاکہ وہ آپ سے ہجرت پر بیعت کریں۔ حضرتؐ نے
فرمایا ہجرت تو اب مہاجرین پر ختم ہو چکی ہاں اسلام پر اور جہاد
پر میں ان سے بیعت لے لوں گا۔ (ابو عثمان راوی حدیث) کہتے
تھے کہ پھر مجھ سے ابو معبد کی ملاقات ہو گئی تو میں نے ان سے
اس حدیث کو پوچھا انھوں نے کہا مجاشع نے صحیح بیان کیا۔

وأخرج البخاري عن ابن عمر لا هجرة
اليوم او بعد رسول الله صلى الله
عليه وسلم وأخرج عن مجاهد
كان ابن عمر يقول لا هجرة
بعد الفتح وأخرج عن عائشة
قالت لا هجرة اليوم كان المؤمن
يفر احدهم بدينه الى الله و
الى رسوله مخافة ان يفتن عليه
فاما اليوم فقد اظهر الله الاسلام
فالمؤمن يعبد ربه حيث شاء ولكن جهاد
ونية وأخرج الطبراني في الصغير
حدثنا ابو هند يحيى بن عبد الله
بن حجر بن عبد الجبار بن
وائل بن حجر الحضرمي الكوفي
بالكوفة قال حدثني عمي محمد بن
حجر بن عبد الجبار قال حدثني
سعيد بن عبد الجبار عن ابيه
عبد الجبار عن امه ام يحيى عن وائل
بن حجر حديثا طويلا في قصة وفوده
على النبي صلى الله عليه وسلم ثم
رجوعه الى وطنه ثم اعتزال الناس
في فتنة عثمان ثم قدومه على معاوية
فقال له معاوية فما منعك من
نصرنا وقد اتخذك عثمان ثقة وصهرا
قلت انك قاتلت رجلا هو احق
بعثمان منك قال وكيف يكون احق
بعثمان مني وانا اقرب الى عثمان
في النسب قلت ان النبي صلى الله
عليه وسلم كان آخى بين علي وعثمان

اور بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے
فرمایا اب یا (فرمایا کہ) بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے ہجرت باقی نہیں رہی۔ اور نیز بخاری نے مجاہد سے روایت
کی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ فتح کے بعد ہجرت باقی
نہیں رہی۔ اور نیز بخاری نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی
ہے کہ وہ کہتی تھیں اب ہجرت باقی نہیں رہی (ہجرت اس
زمانہ میں تھی جب) مؤمن اپنا دین بچا کر اللہ اور رسول کی
طرف بھاگتا تھا اس خوف سے کہ کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے
مگر اب اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے مؤمن جہاں چاہے
اپنے پروردگار کی عبادت کر سکتا ہے (لہٰذا اب ہجرت نہیں رہی)
بلکہ جہاد اور نیت نیک کا ثواب رہ گیا ہے (ان احادیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت فتح مکہ سے ختم ہو گئی) اور طبرانی نے
(معجم) صغیر میں بروایت ابو ہند یحیٰ بن عبد اللہ بن
حجر بن عبد الجبار بن حجر حضرمی کوفی نقل کیا ہے کہ وہ کوفہ میں
بیان کرتے تھے کہ مجھ سے میرے چچا محمد بن حجر بن عبد الجبار نے
بیان کیا وہ کہتے تھے مجھ سے سعید بن عبد الجبار نے اپنے والد
عبد الجبار سے انھوں نے اپنی والدہ ام یحیٰ سے انھوں نے
وائل بن حجر سے ایک طویل حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں ان کی حاضری اور پھر وطن کی واپسی اور حضرت
عثمانؓ کے فتنہ میں ان کی گوشہ نشینی پھر حضرت معاویہؓ کے پاس
ان کے جانے کی کیفیت کے متعلق روایت کی ہے (اسی روایت
میں ہے) کہ حضرت وائل بن حجرؓ سے حضرت معاویہؓ نے کہا کہ آپ
ہماری مدد سے کیوں باز رہے حالانکہ حضرت عثمانؓ نے آپ کو
معتمد اور اپنا داماد بنایا تھا (وائل بن حجرؓ کہتے ہیں) میں نے جواب
دیا کہ یہ وجہ تھی کہ آپ نے ایسے شخص سے قتال (شروع) کیا جو آپ سے
زیادہ حضرت عثمانؓ کا حقدار تھا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا علیؓ
کیونکر مجھ سے زیادہ عثمانؓ کے حقدار ہو سکتے ہیں حالانکہ میں نسبت
ان کے عثمانؓ سے قریب النسب ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے علیؓ اور عثمانؓ کے درمیان میں مواخاۃ کرائی تھی (لہٰذا

فالآخر اولى من ابن العم ولست
اقاتل المهاجرين قال اولسنا
مهاجرين قلت اولستما
قد اعتزلتما كما جميعا و
حجة اخرى حضرت رسول
الله صلى الله عليه وسلم وقد
رفع رأسه نحو المشرق وقد
حضره جمع كثير ثم رد اليه
بصره فقال اتتكم الفتن
كقطع الليل المظلم فشدد
امرها وعجله وقبحه فقلت
له من بين القوم يا رسول
الله وما الفتن فقال يا وائل
اذا اختلف سيفان في الاسلام
فاعتزلهما فقال اصبحت
شيعيا فقلت لا ولكني اصبحت
ناصحا للمسلمين فقال معاوية
ولو سمعت ذا وعلمته ما اقدمتك
قلت اوليس قد رأيت
ما صنع محمد بن مسلمة
عند مقتل عثمان انتهى
بسيفه الى الصخرة فضربه حتى
انكسر فقال اولئك قوم يحملون علينا
قلت فكيف تصنع بقول رسول الله
صلى الله عليه وسلم من احب
الانصار فبحبي ومن ابغض الانصار فببغضي
واخرج ابو يعلى عن معاوية بن ابي سفيان
قال سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول لا تنقطع الهجرة

علیؓ ان کے بھائی ہوتے اور آپ ان کے چچا کے بیٹے ہیں) اور
بھائی چچا کے بیٹے سے زیادہ حقدار ہوتا ہے۔ (اور ایک وجہ تیرے
شریک نہ ہونے کی یہ بھی ہے کہ) میں مہاجرین سے لڑنا نہیں
چاہتا۔ حضرت معاویہؓ نے کہا کیا ہم لوگ مہاجر نہیں ہیں؟
میں نے جواب دیا اسی وجہ سے تو ہم آپ سے اور ان سے دونوں
سے الگ رہے۔ اور ایک وجہ (میرے شریک نہ ہونے کی)
یہ بھی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں (ایک روز) حاضر تھا اور اور بھی بہت سے لوگ حاضر
تھے حضرتؐ نے سر مبارک مشرق کی طرف بلند فرمایا اور پھر
جھکا لیا اس کے بعد فرمایا کہ جیسے (تاریک) فتنے تم پر آرہے
ہیں جیسے شب تاریک کے ٹکڑے اور آپ نے ان فتنوں کی حالت
بہت سخت بیان فرمائی اور ان کا زمانہ قریب بتایا اور ان کی
برائی بیان کی۔ منجملہ حاضرین کے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
فتنے کیا ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا اے وائل جب اسلام میں
دو تلواریں باہم مختلف ہو جائیں تو تم دونوں سے علیحدہ رہنا
حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ اے وائل کیا آپ تو شیعی ہو گئے؟
میں نے کہا نہیں بلکہ میں مسلمانوں کا خیر خواہ ہوں۔ پھر
حضرت معاویہؓ نے کہا اگر میں پہلے سے سن چکا ہوتا اور مجھے
(آپ کا یہ قول) معلوم ہو جاتا تو میں آپ کو نہ بلاتا میں نے
کہا کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ محمد بن مسلمہ نے حضرت عثمانؓ
کی شہادت کے وقت کیا کیا۔ وہ اپنی تلوار ایک پتھر کے پاس
لے گئے اور اس پتھر سے کوٹ کر اسے چور کر دیا۔ حضرت معاویہ
نے کہا یہ سب لوگ ہمارے مخالف ہیں۔ میں نے کہا اچھا
آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا کیا جواب
دیں گے؟ کہ انصار سے جو محبت رکھے گا وہ میری محبت کے
سبب سے اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ میرے بغض کے
سبب سے۔ اور ابو یعلی نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ہجرت اس وقت تک ختم نہ ہوگی

حتی تنقطع التوبۃ فرلہا ثلاث مرات
ولا تنقطع التوبۃ حتی تطلع الشمس من
مغربہا و وجہ تطبیق درمیان ایں دو حدیث
مختلف آنست کہ ہجرت در لغت انتقال
است از وطن مالوف خود و فرد کامل آں
ہجرت مسلمان است در وقت غربت اسلام
و غلبۂ کفار بجانب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بہ نیت آنکہ بشرف ملازمت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شود و در اعلاء
کلمۃ اللہ تحت رایت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سعی جمیل بکار برد و از سلطان کفار
کہ مانع اقامت ارکان اسلام است خلاص یابد
و ایں فرد اکمل حقیقت شرعیہ لفظ ہجرت است
کہ بغیر توسط قرینہ در عرف شرع فہمیدہ میشود
و آں معنی بفتح مکہ منتفی شد لا ہجرۃ
بعد الفتح و معنی دیگر انتقال از
وطن خود برائے طلب فضیلت دینیہ
از طلب علم و زیارت صالحین و فرار از
فتن و ایں نیز از مراتب ہجرت است ہرچند
بہ نسبت معنی اول مفضول است ؂ آسمان
نسبت بعرش آمد فرود ورنہ بس عالی است
پیش خاک تودہ و ایں معنی تا قیامت منقرض
نیست و افضل اصناف ایں ہجرت انتقال
است بجناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
برائے تحصیل علم و تأدب بآداب او علیہ الصلوٰۃ
والسلام و تہیا برائے جہاد بر معاویہ بن ابی سفیان
تفسیر کردن ایں دو مفہوم مشتبہ شد۔ واللہ اعلم
بحقیقۃ الحال۔
وہا اشترنا خصال دیگر در خلافت

جب تک توبہ (کا دروازہ) بند نہ ہو جائے) آپ نے تین مرتبہ فرمایا
اور فرمایا کہ توبہ (کا دروازہ) بند نہ ہوگا جب تک کہ آفتاب
مغرب سے طلوع نہ کرے (ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ
ہجرت تا قیامت باقی ہے) ان دونوں مختلف حدیثوں میں
تطبیق کی صورت یہ ہے کہ ہجرت لغت میں اپنے وطن مالوف
سے چلے جانے کو کہتے ہیں۔ مگر فرد کامل ہجرت کا یہ ہے کہ مسلمان
بوقت غربت اسلام و غلبۂ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف ہجرت کرے اس نیت سے کہ آپ کی ملازمت کا
شرف حاصل کرے اور کلمۃ اللہ کے بلند کرنے میں آپ کے
جھنڈے کے نیچے رہ کر پوری کوشش عمل میں لائے اور غلبۂ
کفار سے کہ جو ارکان اسلام کے قائم کرنے سے مانع تھا نجات
پائے۔ ہجرت کے معنی حقیقی شرعی یہی فرد کامل ہیں جو عرف شرع
میں بلا کسی قرینے کے (لفظ ہجرت سے) سمجھے جاتے ہیں یہ معنے
(ہجرت کے) فتح مکہ سے ختم ہو گئے (جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ
بعد فتح کے ہجرت باقی نہیں رہی) اور دوسرے معنے ہجرت کے
یہ ہیں کہ (مسلمان) اپنے وطن سے دینی فضائل حاصل کرنے
کے لئے مثلاً طلب علم کے لئے یا بزرگوں کی زیارت کے لئے یا
فتنوں سے محفوظ رہنے کے لئے (کسی مقام پر) چلا جائے ہجرت
کی یہ قسم بھی نہایت عمدہ ہے گو نسبت قسم اول کے کم
رتبہ کی ہے ؂ (ترجمہ شعر) آسمان عرش سے نیچے ہے مگر خاک
کے ٹیلے کے سامنے پھر بھی بلند ہے۔ ہجرت کی یہ قسم ختم نہیں
ہوئی (نہ ہوگی) اور اس ہجرت میں اعلیٰ درجہ کی ہجرت یہ کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں علم حاصل کرنے
کے لئے اور آپ کے اخلاق حسنہ سیکھنے کے لئے اور جہاد کے سامان
کے لئے حاضر ہو۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو ہجرت کے
ان دونوں معانی میں فرق نہیں معلوم ہو سکا اسی وجہ سے
انہوں نے علی الاطلاق کہہ دیا کہ ہجرت تا قیامت باقی ہے واللہ
اعلم بحقیقۃ الحال۔
(قریشیت ہجرت کے علاوہ) اور دوسرے شرائط خلافت ہو سکنے کا

پس سر دو دل آنست که خلافت خاصه یا خلافت کامله عبارت گوئی چون تنقیح معنے آن کنیم راجع شود بآنکه خلیفه متصف بصفاتے باشد که مخصوص بکاملان و مقربان است و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآن صفت متصف بوده اند من حیث انه نبی مبعوث من اللہ تعالیٰ و مصدر افعالے گردد که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن را میکردند من حیث انه نبی مبعوث من اللہ تعالیٰ و تحقیق این خلیفه بدین افعال و صفات بوجہے کہ از شریعت معلوم شود و چون استقراء کلی بکار بردیم یافتیم این افعال سه قسم یافتیم قسم اول حسن معاملات بنده و بین الله و حسن معاملات با خلق الله۔ قسم دوم اعانت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در جهاد اعداء الله و اعلاء کلمة الله۔ قسم سوم افعالے که بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بظہور آید از تکمیل تتمیم افعال جناب نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام مثل بر داشتن ملت کسرے و قیصر و فتح بلدان و نشر علم و مانند آن۔

و ہمچنان صفات نفسانیه بر سه قسم باشد قسم اول بودن شخص از سابقین و مقربین خدائے تعالیٰ سابقین را سه قسم ساخته و گفت عز من قائل ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا

اصل مطلب یہ ہے کہ خلافت خاصہ یا خلافت کاملہ جو کچھ بھی کہو جب ہم اس کے معنے کو تنقیح کرتے ہیں تو اس کا مآل یہ نکلتا ہے کہ خلیفہ ان صفات کے ساتھ موصوف ہو جو کاملوں اور مقربوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت اس کے کہ نبی تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے ان صفات کے ساتھ موصوف ہوں اور خلیفہ سے ایسے افعال صادر ہوں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت نبی مبعوث من اللہ ہونے کے کرتے تھے۔ اور خلیفہ کا ان افعال وصفات کے ساتھ موصوف ہونا یقینی طور پر شریعت سے معلوم ہو گیا ہو پھر جب پورا استقراء کرتے ہیں تو ان افعال کی تین قسمیں پاتے ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ جو معاملات اس کے اور اللہ کے درمیان ہیں اور جو معاملات اس کے اور مخلوق الٰہی کے درمیان ہیں اچھے ہوں۔ دوسری قسم یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنان خدا سے جہاد کرنے میں اور کلمۃ اللہ کے بلند کرنے میں مدد کی ہو۔ تیسری قسم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس سے وہ افعال صادر ہوں جو جناب نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افعال کا تتمہ ہوں اور جو وعدے (حق تعالیٰ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئے تھے) وہ وعدے ان افعال سے پورے ہوں مثلاً ملت کسرے و قیصر کے برہم کر دینے کا اور ملکوں کے فتح ہونے کا اور علم دین کے شائع ہونے کا اور اسی کے مثل دوسری چیزوں کا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا یہ وعدے اس خلیفہ کے ہاتھ سے پورے ہوں۔

اسی طرح صفات نفسانیہ کی بھی تین قسمیں ہیں قسم اول یہ کہ سابقین اور مقربین میں سے ہونا دیکھو اللہ تعالیٰ نے سابقین کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الآیۃ (ترجمہ) پھر ہم نے وارث بنایا کتاب آسمانی کا ان لوگوں کو جنہیں برگزیدہ کیا ہم نے اپنے بندوں سے

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَ
مِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ وقال تعالى وَ
كُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۞ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ
مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۞ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ
مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۞ وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ
أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۞ وقال تعالى وَمَا
أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ۞ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ يَشْهَدُهُ
الْمُقَرَّبُونَ ۞ اخبرنا شيخنا ابو طاهر محمد
بن ابراهيم الكردي المدني بداره بظاهر
المدينة المشرفة سنة [illegible] قراءة عليه
وانا اسمع قال اخبرني ابي الشيخ ابراهيم
الكردي قال اخبرني الشيخ احمد
القشاشي قال انبانا الشمس الرملي اجازة
عن الزين زكريا عن ابن الفرات عن عمر
بن حسن المراغي عن الفخر بن البخاري عن
فضل الله بن سعد النوقاني عن محيي السنة
ابي محمد الحسين بن مسعود البغوي
قال في تفسيره انا ابو سعيد احمد بن ابراهيم
الشريحي انا ابو اسحق احمد بن محمد بن
ابراهيم الثعلبي انا ابو عبد الله الحسين بن
محمد بن فنجويه الثقفي الدينوري حدثنا
محمد بن علي بن الحسين بن الفاذ
القاضي حدثنا بكر بن محمد المروزي حدثنا
ابو قلابة حدثنا عمرو بن الحصين
عن الفضل بن عميرة عن ميمون
الكردي عن ابي عثمان النهدي قال سمعت
عمر بن الخطاب رضي الله عنه قرأ على المنبر
ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا
مِنْ عِبَادِنَا الآية فقال

قرآن میں بعض لوگ وہ ہیں جو اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں اور
بعض لوگ درمیانی حالت میں ہیں اور بعض لوگ نیکیوں کی
طرف سبقت کرنے والے ہیں۔ اور نیز فرمایا۔ وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا
ثَلَاثَةً الآیۃ (ترجمہ) تم لوگوں کے تین حصے ہو جائیں گے
تو داہنے ہاتھ والے کیا ہیں داہنے ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے
کیا ہیں بائیں ہاتھ والے اور سبقت کرنے والے (سچ) آگے
بڑھنے والے وہی لوگ مقرب ہیں۔ اور نیز فرمایا۔ وَمَا أَدْرَاكَ
مَا عِلِّيُّونَ الآیۃ (ترجمہ) اے نبی! تم کو کس نے بتایا کہ
علیون کیا چیز ہے؟ وہ ایک کتاب ہے جس کو دیکھیں گے مقرب
لوگ۔ اور ہمیں ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی نے
اپنے گھر میں جو مدینۂ منورہ کی بلندی پر تھا ۱۱۴۴ھ میں خبر
دی یہ روایت ان کے سامنے پڑھی جا رہی تھی اور میں سن رہا
تھا شیخ مذکور نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد شیخ ابراہیم کردی
نے خبر دی وہ کہتے تھے مجھے شیخ احمد قشاشی نے خبر دی وہ کہتے
تھے ہمیں شمس رملی نے اجازۃً زین زکریا سے انھوں نے ابن فرات
سے انھوں نے عمر بن حسن مراغی سے انھوں نے فخر بن بخاری سے
انھوں نے فضل اللہ بن سعد نوقانی سے انھوں نے محی السنۃ
ابو محمد حسین بن مسعود بغوی سے روایت کرکے خبر دی کہ انھوں
نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ ہمیں ابو سعید یعنی احمد بن
ابراہیم شریحی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو اسحاق یعنی احمد
بن محمد بن ابراہیم ثعلبی نے خبر دی وہ کہتے تھے ہمیں ابو عبد اللہ
حسین بن محمد بن فنجویہ ثقفی دینوری نے خبر دی وہ کہتے
تھے ہم سے قاضی محمد بن علی بن حسین بن فاذ نے بیان کیا وہ
کہتے تھے ہم سے بکر بن محمد مروزی نے بیان کیا وہ کہتے تھے
ہم سے ابو قلابہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے ہم سے عمرو بن حصین نے
فضل بن عمیرہ سے انھوں نے میمون کردی سے انھوں نے
ابو عثمان نہدی سے روایت کرکے خبر دی کہ وہ کہتے تھے میں
نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انھوں نے منبر
پر آیت ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ الآیۃ کو پڑھا اور کہا کہ

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا
مغفور له قال ابو قلابة فحدثت
به يحيى بن معين فجعل يتعجب منه
پس خلیفہ رہ باید کہ از قسم اول باشد
واز شریعت قطعاً معلوم شود کہ وے از
سابقین مقربین است از صدیقین یا شہداء
یا صالحین و قسم دوم علم بحکمت واحکام
الشرعیہ کہ نائب پیغمبر صلے اللہ علیہ
وسلم در تبلیغ شرائع وحکم تواند شد
و قسم سوم اتصاف بحزم وامورے کہ
ریاست عالم بآں میسر گردد از شجاعت و
کفایت ومردم شناسی رعیت ودرلی و
تدبیر وغیر آں۔

باز تحقق تشبہ بانبیاء من حیث النبوۃ بسہ
چیز است اول دادن بشارت آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم بجنت از جہت وحی دوم بیان
فرمودن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قولاً و
فعلاً استحقاق او را مر خلافت را سوم کنایۃ و
تصریح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بآنکہ افضل
امت است بموجب وحی اما دیانات پس لازم مقربین
است وحسن معاملہ با خلق اللہ لازم رعیت
پروری و این ہر دو صفت مندرج شد درآں
دو قسم واما اعانت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
در اعلاء کلمۃ اللہ بحضور آنحضرت ایام حیات او
صلے اللہ علیہ وسلم پس مسمی ست بسوابق اسلامیہ
وآیت لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ
قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اشارہ باوست وہجرت
نیز ازیں باب است اما اشتراط سوابق اسلامیہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہماری امت کے سابق
لوگ تو سبقت لے جانے والے ہیں اور متوسط لوگ بھی ناجی ہیں
اور ظالم لوگ بھی بخش دیئے جائیں گے۔ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں
نے یہ حدیث یحییٰ بن معین سے بیان کی تو وہ اس حدیث کو سنکر
تعجب کرنے لگے پس خلیفہ کو چاہیئے کہ قسم اول سے ہو اور
شریعت سے یقین کے ساتھ معلوم ہو چکا ہو کہ وہ سابقین
مقربین سے ہے یعنے صدیقین سے یا شہداء وصالحین سے (صنف
نفسانیہ کی) قسم دوم حکمت اور احکام الٰہی کا اسطور پر
جاننا کہ شریعت وحکمت کی تبلیغ میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
کا نائب ہو سکے قسم سوم حزم کی صفت اور نیز ان تمام
اوصاف کے ساتھ موصوف ہونا جن سے سرداری عالم کی حاصل
ہوتی ہے مثل شجاعت وکفایت ومردم شناسی وخوش تدبیری
وغیرہ کے۔

پھر (یہ بھی سمجھو کہ) انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مشابہت
بحیثیت نبوت تین چیزوں سے حاصل ہوتی ہے اول اس
سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بذریعہ وحی کے اس کے
جنتی ہونے کی بشارت دیں۔ دوسرے اس بات سے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اپنے قول وفعل سے اس کا مستحق خلافت
ہونا بیان کردیں تیسرے اس بات سے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم بذریعہ وحی کے اس کے افضل امت ہونے کی طرف
اشارہ فرمائیں۔ باقی رہیں عملی تو وہ مقرب ہونے کو لازم
ہیں اور خلق اللہ کے ساتھ خوش معاملگی رعیت پروری کو
لازم ہیں لہٰذا یہ دونوں صفتیں ان دونوں قسموں میں مندرج
ہو گئیں۔ باقی رہی اعانت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی کلمۃ اللہ کے بلند کرنے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
سامنے یعنے آپ کی حیات میں اسی کا نام سوابق اسلامیہ ہے
لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ
اسی طرف اشارہ ہے اور ہجرت بھی نیز سوابق اسلامیہ میں
سے ہے (اب دیکھو) سوابق اسلامیہ کا شرط (خلافت) ہونا

پس ثابت است بوجوہ بسیار از شریعت مطہرہ بالقطع معلوم است کہ مدار فضیلت عند اللہ ومدار شرف در اسلام سوابق اسلامیہ بودہ است۔ چندیں آیت دریں باب نازل شد لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل ودر وقت انعقاد خلافت صدیق اکبر چیز ہا گزشت کہ بالقطع دلالت مے کند بر اعتنا بسوابق اسلامیہ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ الست احق الناس بہا الست اول من اسلم الست صاحب کذا الست صاحب کذا وقال عمر رضی اللہ عنہ ان ابابکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثانی اثنین وانہ اولی المسلمین بامورکم فقوموا فبایعوہ وعد عثمان رضی اللہ عنہ سوابقہ الاسلامیۃ حین قدحوا فی خلافتہ واعترضوا علیہ وعد علی سوابقہ فی ایام خلافتہ باصرح ما یکون حین اراد اثبات خلافتہ وترجیح نفسہ علی غیرہ وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم وقال ابو عبیدۃ تاتون وفیکم ثالث ثلثۃ وروی ابن عمر ما یدریک لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم وروی ابوہریرۃ اطلع اللہ علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم۔ وروت حفصۃ

بہت دلائل سے ثابت ہے شریعت مطہرہ سے یقین کے ساتھ معلوم ہوچکا ہے کہ عند اللہ فضیلت کا مدار اور اسلامی بزرگی کا مدار سوابق اسلامیہ ہیں بہت سی آیتیں اس بارہ میں نازل ہوئی ہیں چنانچہ آیۂ لا یستوی الخ بھی اسی کے متعلق ہے اور حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے انعقاد کے وقت بہت سی باتیں پیش ہوئیں جو قطعاً سوابق اسلامیہ کے قابل لحاظ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا کہ کیا میں سب سے زیادہ مستحق خلافت نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ کیا مجھے فلاں اور فلاں فضیلت نہیں ہے؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق اور ثانی اثنین تھے اور وہ سب مسلمانوں سے زیادہ مستحق خلافت ہیں اٹھو اور ان سے بیعت کرلو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے سوابق اسلامیہ کو بتایا تھا جب کہ لوگوں نے ان کی خلافت میں قدح کیا تھا اور ان پر اعتراض کیا تھا اور حضرت علیؓ نے بھی اپنے سوابق اسلامیہ اپنے زمانۂ خلافت میں نہایت تصریح کے ساتھ بیان فرماتے تھے جب کہ انھوں نے اپنی خلافت کے ثابت کرنے اور اپنے کو دوسروں پر ترجیح ثابت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ اہل بدر کے حال سے مطلع ہے اس لئے (ان سے) فرمادیا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا اور حضرت ابو عبیدہؓ نے (لوگوں سے) کہا تھا کہ تم لوگ ثالث ثلثہ (یعنی ابوبکر صدیقؓ) کے ہوتے ہوئے میرے پاس کیوں آئے؟ اور حضرت ابن عمرؓ نے روایت کی ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) تمہیں کیا معلوم اللہ اہل بدر کے حال سے مطلع ہے اس لئے (ان سے) فرمادیا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا اور حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ اللہ اہل بدر کی حالت سے مطلع ہے (اسی لئے) اس نے (ان سے) فرمادیا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔ اور حضرت حفصہؓ نے روایت کی ہے کہ

انی لارجو ان لا یدخل النار احد شهد بدرا والحدیبیة. وروی جابر لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرة وروی انه قال لنا النبی صلی الله علیه وسلم انتم الیوم خیر اهل الارض وروی رفاعة بن رافع جاء جبریل الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ما تعدون اهل بدر فیکم قال من افضل المسلمین او کلمة نحوها فقال کذلک من شهد بدرا من الملائکة وروی رافع ابن خدیج نحوا من ذلک وقال سعید بن المسیب کان ابوبکر الصدیق من النبی صلی الله علیه وسلم مکان الوزیر فکان یشاوره فی جمیع اموره وکان ثانیه فی الاسلام وکان ثانیه فی الغار وکان ثانیه فی العریش یوم بدر وکان ثانیه فی القبر ولم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم یقدم علیه احدا واخرج ابوعمر تعلیقا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لبعض من لم یشهد بدرا وقد رآه یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی من هو خیر منک قال العارف السهروردی فی باب الخمس والخمسین من العوارف روی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان جالسا فی صفة ضیقة فجاءه قوم من البدریین فلم یجدوا موضعا یجلسون فیه فاقام رسول الله صلی الله علیه وسلم من لم یکن من اهل بدر فجلسوا مکانهم فاشتد ذلک علیهم

(حضرت ؐ نے فرمایا) بیشک میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ بدر و حدیبیہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی شخص آگ میں داخل نہ ہوگا۔ اور حضرت جابرؓ نے روایت کی ہے کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعۃ الرضوان کی تھی ان میں سے کوئی دوزخ میں نہ جائیگا اور یہ بھی انھیں نے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے (صلح حدیبیہ کے دن) فرمایا کہ آج تم لوگ روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہو۔ اور رفاعہ بن رافع نے روایت کی ہے کہ حضرت جبریلؑ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ (یا رسول اللہ!) آپ اہل بدر کو اپنے گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں؟ حضرت ؐ نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں سے افضل یا اور کوئی بات اسی قسم کی فرمائی تو جبریلؑ نے کہا کہ اسی طرح جو فرشتے بدر میں شریک تھے (ان کو ہم لوگ تمام فرشتوں سے افضل سمجھتے ہیں)۔ اور رافع بن خدیج نے بھی اسی کے مثل روایت کی ہے۔ اور سعید بن مسیبؒ کہتے تھے کہ ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بجائے وزیر کے تھے۔ حضرت ؐ اُن سے اپنے تمام امور میں مشورہ لیا کرتے تھے اور وہ حضرت ؐ کے ثانی تھے اسلام میں اور ثانی تھے غار میں اور ثانی تھے عریش میں بروز بدر اور قبر میں بھی ثانی ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن پر کسی کو مقدم نہ رکھتے تھے۔ اور ابو عمرؒ نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو جو بدر میں شریک نہ تھا حضرت ابوبکرؓ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ تم اس شخص کے آگے چلتے ہو جو تم سے بہتر ہے۔ اور عارف سہروردی نے عوارف کے باب ۵۵ میں یہ روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ایک روز) تنگ مقام میں بیٹھے ہوئے تھے کچھ لوگ اہل بدر میں سے آئے تو اُن کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو جو اہل بدر میں سے نہ تھے (اپنے پاس سے) اٹھا دیا۔ اور اُن کی جگہ پر اہل بدر بیٹھ گئے یہ بات ان لوگوں کو ناگوار گزری

فانزل اللہ تعالیٰ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا الآیۃ۔ آنحضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل بدر را بعدہ ازاں اہل حدیبیہ را مقدم ساخت بر سائر صحابہ چہ باعتبار اثبات در دفتر غزاۃ و چہ باعتبار عطاء عطیات و چہ باعتبار تقدم در محافل و مجالس و چہ در امور استحقاق خلافت و چہ در طلب دعا از ایشان و تبرک بایشان بعد ازاں امت مرحومہ در تعظیم و توقیر ایشان گزشت الی الیوم۔

واخرج الواقدی عن ابی بکر رضی اللہ عنہ فی وصیۃ عمرو بن العاص اتق اللہ فی سر امرک وعلانیتہ فانہ یراک ویری عملک فقد رأیت تقدمی ایاک علی من ھو اقدم منک سابقۃ واعظم غناء فی الاسلام من معک المھاجرین والانصار من اھل بدر فاکرمھم واعرف لھم حقھم ولا تطاول علیھم بسلطانک ولا تدخلک نخوۃ الشیطان فتقول انما ولانی ابوبکر لانی خیرکم وایاک وخداع النفس فکن کاحدھم وشاورھم فیما ترید من امرک واخرج البخاری عن قیس بن ابی حازم قال کان عطاء البدریین خمسۃ آلاف خمسۃ آلاف وقال عمر لافضلنھم علی من بعدھم۔

آنکہ خلفاء بہشتی اند ثابت است بطرق بسیار

اول عبارات قرآن در باب مہاجرین و مجاہدین

اسی پر یہ آیت اتری اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا (ترجمہ جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد میں) اہل بدر کو اور ان کے بعد اہل حدیبیہ کو تمام صحابہ پر مقدم رکھا کیا دفتر مجاہدین میں نام لکھنے کے اعتبار سے اور کیا وظائف کے اعتبار سے اور کیا محفلوں اور مجلسوں میں نشست کے اعتبار سے اور کیا معاملات استحقاق خلافت کے اعتبار سے اور کیا ان سے دعا کرانے اور برکت حاصل کرنے کے اعتبار سے حضرت فاروقؓ کے بعد تمام امت مرحومہ آج تک ان کی تعظیم و توقیر کرتی رہی۔ واقدی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے عمرو بن عاصؓ کو یہ بھی وصیت کی تھی کہ اللہ سے ظاہر اور پوشیدہ (ہر حال میں) ڈرتے رہنا کیونکہ وہ تم کو دیکھتا ہے اور تمھارے کام کو بھی دیکھتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میں نے تم کو ان لوگوں پر مقدم کیا ہے جو تم سے بہت آگے ہیں اے عمرو! تمھارے ساتھ مہاجرین و انصار میں جو اہل بدر میں سے ہیں تم ان کی عزت کرنا اور ان کا حق سمجھتے رہنا ان پر اپنی حکومت کی وجہ سے دست درازی نہ کرنا دیکھو کہیں شیطانی نخوت نہ تم میں پیدا ہو جائے اور تم کہو کہ مجھے ابوبکرؓ نے اس سبب سے حاکم بنایا کہ میں تم سب سے بہتر ہوں، خبردار نفس کے فریب سے بچتے رہنا تم مثل انھیں میں کے ایک شخص کے رہنا اور جو کام کرنا چاہو اس میں ان سے مشورہ لیا کرنا اور بخاری نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اہل بدر کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار روپیہ تھا اور حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں ان کو ان کے بعد والے مسلمانوں سے زیادہ دوں گا (یہاں تک تو ان صفات کا بیان تھا جو خلافت خاصہ کے لئے ضروری ہیں اب دیکھو یہ صفات خلفائے راشدین میں کیسے کامل تھیں)۔

خلفاء کے جنتی ہونے کی بشارت بسند ہائے بسیار ثابت ہے

اول تو قرآن کی وہ عام آیتیں ہیں جو مہاجرین اور مجاہدین کی فضیلت

وجماعۃ از مشہد حدیبیہ و تبوک وغیرہا
ثانی احادیث واردہ در فضل اہل بدر
حدیث لعل اللہ تعالی اطلع علی اہل
بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد
غفرت لکم از مسند عمرؓ و علیؓ و ابن عمرؓ
و ابن عباسؓ و ابوہریرہؓ و حدیث
جاء جبرئیل فقال ما تعدون
اہل بدر فیکم قال من افضل
المسلمین از مسند رفاعہ بن رافع و
رافع بن خدیج و حدیث حفصہؓ و
جابر انی لارجو ان لا یدخل النار
احد شہد البدر والحدیبیۃ
ثالث احادیث واردہ در فضل اہل
حدیبیہ مانند حدیث لا یدخل
النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ
و حدیث انتم خیر اہل الارض
از مسند جابر رابع احادیث واردہ در
بشارت عشرہ از مسند عبد الرحمن و سعید
بن زید خامس احادیث واردہ در
بشارت اربعہ از اجمع حدیث جابر
بن عبد اللہ سادس احادیث واردہ
در بشارت ثلثہ مثل حدیث ابی موسی
و نافع بن عبد الحارث سابع احادیث واردہ
در بشارت شیخین از حدیث ابو سعید
خدری ان اہل الدرجات العلی
یراہم من تحتہم کما ترون
النجم الطالع فی افق
السماء و ان ابابکرؓ و عمرؓ
منہم و انعما و حدیث

اور حاضرین مشہد حدیبیہ و تبوک وغیرہ کے متعلق ہیں دوسرے
وہ حدیثیں جو اہل بدر کے فضائل میں ہیں مثل اس حدیث کے
اللہ اہل بدر کے حال سے آگاہ ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ
(اے اہل بدر!) تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا جس کو
حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اور
ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے اور مثل اس حدیث کے کہ جبریل
آئے اور انھوں نے کہا کہ (یا رسول اللہ) آپ اہل بدر کو اپنے
گروہ میں کیسا سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ سب مسلمانوں سے
افضل جس کو رفاعہ بن رافع اور رافع بن خدیج نے روایت
کیا ہے اور مثل حدیث حضرت حفصہؓ و حضرت جابرؓ کے کہ میں
اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ جو لوگ بدر اور حدیبیہ میں
شریک ہو چکے ہیں ان میں سے کوئی دوزخ میں نہ جانے گا۔
تیسرے وہ حدیثیں ہیں جو اہل حدیبیہ کے فضائل میں ہیں
مثل اس حدیث کے کہ دوزخ میں ان لوگوں میں سے کوئی نہ
داخل ہوگا جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اور مثل اس
حدیث کے کہ (اے اہل حدیبیہ!) تم تمام روئے زمین کے لوگوں
سے افضل ہو اس حدیث کو حضرت جابرؓ نے روایت کیا ہے
چوتھے وہ حدیثیں ہیں جو عشرہ صحابہؓ کے جنتی ہونے کے
متعلق حضرت عبد الرحمنؓ اور سعید بن زیدؓ سے مروی ہیں
پانچویں وہ حدیثیں ہیں جو خلفائے اربعہ کے جنتی ہونے کے
متعلق وارد ہیں جیسے حضرت جابر بن عبد اللہ کی حدیث۔
چھٹے وہ حدیثیں جو خلفائے ثلثہ کے جنتی ہونے کے متعلق ہیں
مثل حدیث حضرت ابو موسیٰ و نافع بن عبد الحارث کے۔
ساتویں وہ حدیثیں جو شیخین کے متعلق ہیں مثل حدیث
حضرت ابو سعید خدری کے کہ (جنت میں) اونچے درجہ والوں
کو نیچے والے ایسا روشن اور چمکتا ہوا دیکھیں گے جیسے تم
ستارے کو جو آسمان کے کنارہ میں طلوع کر رہا ہو چمکتا ہوا
دیکھتے ہو اور بیشک ابوبکرؓ و عمرؓ انھیں (اونچے درجہ والوں)
میں سے ہیں اور بلکہ ان سے بھی اچھے ہیں اور مثل حدیث

مرتضیٰ و انس رضی هٰذان سیدا کهول
اهل الجنة و حدیث ابن مسعود
سیطلع علیکم رجل من اهل
الجنة فیهما جمیعًا. ثامن احادیث
وارده در بشارت صدیق اکبر از انجمله
حدیث ابی هریرةؓ انه یدعی من
ابواب الجنة کلها و حدیث
انس در وصف طیر الجنة در
آخره قوله صلی اللہ علیہ
وسلم لابی بکر وانی لارجو
ان تکون ممن یاکل منها
تاسع احادیث وارده در بشارت
فاروق اعظمؓ از انجمله حدیث
رؤیا النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قصرًا من ذهب من
حدیث جابر وانس وابی هریرة
وبریدة الاسلمی عاشر احادیث
وارده در بشارت ذی النورین از ان
جمله حدیث عبد اللہ بن حوالة
تهجمون علی رجل یبایع الناس و
هو معتجر ببرد من اهل الجنة
فکان عثمانؓ. حادی عشر احادیث وارده
در بشارت مرتضیٰ از انجمله حدیث
علی لک فی الجنة خیر منها
اما بودن خلفا از سابقین مقربین پس ثابت است
باحادیث بسیار از انجمله حدیث تحرک الجبل
وقوله صلی اللہ علیہ وسلم اثبت فانما علیک
نبی وصدیق وشهیدان من طرق کثیرة جدًا

حضرت مرتضیٰ و حضرت انسؓ کی کہ یہ دونوں پیران اہل جنت
کے سردار ہیں اور مثل حدیث حضرت ابن مسعودؓ کے کہ حضرت
ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں کی نسبت حضرتؐ نے فرمایا عنقریب تم پر
ایک شخص اہل جنت میں سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ آٹھویں
وہ حدیثیں جو (خاص کر) صدیق اکبرؓ کی بشارت کے متعلق
ہیں مثل حدیث حضرت ابوہریرہؓ کے کہ وہ جنت کے سب
دروازوں سے بلائے جائیں گے اور مثل حدیث حضرت انسؓ
کے جو جنت کے پرندہ کی صفت میں ہے جس میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ میں
امید رکھتا ہوں کہ تم بھی ان لوگوں میں سے ہو جو اس پرندہ
کو کھائیں گے۔ نویں وہ حدیثیں جو (خاص کر) حضرت فاروق
اعظمؓ کی بشارت کے متعلق ہیں مثل اس حدیث کے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کا ایک محل خواب
میں دیکھا جس کو حضرت جابرؓ و انسؓ و ابوہریرہؓ و بریدہ
اسلمیؓ نے روایت کیا ہے۔ دسویں وہ حدیثیں جو (خاص کر)
حضرت ذوالنورین کی بشارت کے متعلق ہیں جیسے حضرت
عبد اللہ بن حوالہ کی حدیث کہ تم لوگ ایک ایسے شخص
پر ہجوم کرو گے[1] جو چادر کا عمامہ باندھے ہوئے ہوگا۔ وہ
اہل جنت میں سے ہوگا چنانچہ وہ حضرت عثمانؓ تھے۔
گیارھویں وہ حدیثیں جو (خاص کر) حضرت مرتضیٰ کی
فضیلت میں وارد ہوئی ہیں از انجملہ یہ حدیث کہ آپؐ
نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تمہارے لئے جنت میں اس
سے بہتر گھر ہے۔

خلفاء کا سابقین مقربین میں ہونا بہت سی حدیثوں
سے ثابت ہے۔ از انجملہ کوہ احد کے جنبش کرنے کی حدیث
ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ
اے احد! ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور
ایک شہید ہیں یہ حدیث بکثرت سندوں سے مروی ہے

[1] یعنی بیعت خلافت کرنے کے لئے ہجوم کرو گے چنانچہ حضرت عثمانؓ سے بیعت خلافت ہوئی۔ وہ ایک چادر کا عمامہ باندھے ہوئے تھے۔

لأرجو ان يجعلك الله معهما لانی
كنت كثيرا ما اسمع رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول جئت انا وابوبكر وعمر
ودخلت انا وابوبكر وعمر وخرجت
انا وابوبكر وعمر وسئل على بن الحسين
عن منزلة ابی بكر وعمر من النبی صلی
الله عليه وسلم فقال كمنزلتهما اليوم
وهما ضجيعاه ودر بسيارے از احادیث حضرت
صدیقؓ را ارأف امت وحضرت فاروق
را اشدهم فی امر الله وذی النورین را
اصدقهم حیاءً ومرتضیٰ را اقضاهم
گفته شد ودر هر یکے ازیں خصال اشارۃ بلیغه
است بآنکه ایشان استحقاق ریاست عظمیٰ
مسلمین دارند ودر حدیث حذیفه ومرتضیٰ
ثابت شد ان تؤمروا ابابکر الحدیث
ودر حدیث حذیفه وابن مسعودؓ اقتدوا
باللذین من بعدی ابی بکر وعمر ودر حدیث
حذیفه ومرتضیٰ ثابت شد ان تؤمروا ابابکر
الحدیث ودر حدیث حذیفه وابن مسعودؓ
اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر
وعمر ودر حدیث مطلب بن ابی وداعه
الحمد لله الذی ایدنی بهما ودر حدیث
حذیفه نزدیک حاکم لا غنٰی لی عنهما انهما
من الدین کالسمع والبصر من الجسد ودر حدیث
عبدالرحمن بن غنم اشعری لو اجتمعتما فی
مشورة ما خالفتکما ودر حدیث انس
کان رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا دخل
المسجد لم یرفع احد منا رأسه غیر ابی بکر وعمر
فانهما کانا یتبسمان الیه ویتبسم الیهما۔

سے) یہ امید رکھتی تھی کہ اللہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور حضرت صدیقؓ کے ساتھ کر دے گا کیونکہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتی تھی کہ آیا میں اور ابوبکرؓ
اور عمرؓ اور داخل ہوا میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور نکلا میں اور
ابوبکرؓ و عمرؓ (غرض ہر کام میں آپ دونوں کو اپنے ساتھ
شریک کرتے تھے) اور حضرت علی بن حسین (زین العابدین)
سے پوچھا گیا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کا تقرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے یہاں کس قدر تھا؟ انھوں نے کہا جس قدر اب ہے اور
وہ دونوں اس وقت حضرتؐ کے پاس ہی (قبر میں) لیٹے
ہوئے ہیں۔ اور بہت سی حدیثوں میں حضرت صدیقؓ کو
امت پر سب سے زیادہ مہربان اور حضرت عمر فاروقؓ کو خدا
کے کام میں سب سے زیادہ سخت اور حضرت ذوالنورینؓ کو سب سے
زیادہ کامل الحیاء اور حضرت مرتضیٰ کو سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ
کرنے والا فرمایا ان میں سے ہر صفت اس بات کی طرف اشارہ
کر رہی ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے سردار اعظم بن سکتے
ہیں اور حضرت حذیفہؓ اور ابن مسعودؓ کی حدیث میں وارد
ہوا ہے کہ تم لوگ میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کی اقتدا کرو۔ اور
مطلب بن ابی وداعہ کی حدیث میں ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا)
اللہ کا شکر ہے جس نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے میری تائید کی۔ اور
حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں ہے جس کو حاکم نے روایت کیا
ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ سے (کسی وقت)
بے نیازی نہیں ہے کیونکہ وہ دونوں دین میں وہ مرتبہ رکھتے ہیں
جو بدن میں سر کا رتبہ ہے۔ اور عبدالرحمن بن غنم اشعری کی
روایت میں ہے کہ (حضرتؐ نے شیخینؓ سے فرمایا) اگر تم دونوں کسی
مشورہ میں متفق ہو جاؤ گے تو میں اس کے خلاف نہ کروں گا۔
اور حضرت انسؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف لاتے تھے تو ہم میں سے کوئی
شخص (ادب سے) اپنا سر نہ اٹھاتا تھا سوا ابوبکرؓ و عمرؓ کے کہ وہ
دونوں آپ کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکراتے تھے

وَ اما آنکہ موعود خدائے تعالیٰ برائے این امت
مرحومہ بر دست خلفاء ظاہر شد پس متضمن سہ
مطلب ست مطلب اول آنکہ این معنے یکے از
لوازم خلافت خاصہ است و آن از اجلی معلوما
است زیرا کہ خلافت بمعنے جانشینی است و آن بہ
عرف شرع راجع است بتصدی اقامت امورے
کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم برائے اقامت
آن مبعوث بود و خلافت خاصہ وقتے متحقق شود
کہ با خلافت بمعنے اول زیادۃ مشابہت بسیرت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل گردد و از جملہ سیر و
افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ عمدہ آنہا فتح بلاد
کفرہ بودہ است مطلب ثانی آنکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم وعدہ فرمودہ است امت خود را کہ بلاد شام
و عراق فتح خواہند کرد و این معنے ثابت است
باحادیث متواترۃ المعنے از حدیث ابی ہریرۃؓ
و عقبہ بن عامر و عدی بن حاتم و خباب وغیرہم
ستین لا یحصے عدادھم مطلب سوم آنکہ آن
موعود بر دست خلفاء ظاہر شد و نقل متواتر از
جماہیر مسلمین از فقہاء و محدثین و مؤرخین در اثبات این
مطلب کافی است مع ہذا حدیث الحمد للہ الذی
ایدنی بکما و حدیث استبشار اہل سموات باسلام
عمرؓ وغیر آن بر این معنے دلالت می کند۔
و آنکہ قول خلیفہ حجت است چون آن را امضا
کند و آن قول ممکن شود در مسلمین و آن بالاتر
از قیاس است و این خصلت ثابت است
در این بزرگواران ہمین ثابت است بطرق بسیار
قال اللہ تعالیٰ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي
ارْتَضٰى لَهُمْ وقال عز و جل
الَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ

خلفاء کے ہاتھ پر خدائے تعالےٰ کے اُن وعدوں کا پورا ہونا جو
امت مرحومہ سے تھے اس مقام میں تین بحثیں ہیں پہلی بحث
یہ ہے کہ یہ بات خلافت خاصہ کے لوازم سے ہے اور یہ بہت واضح
ہے۔ کیونکہ خلافت بمعنے جانشینی ہے اور عرف شرع میں اُن
امور کے قائم کرنے کی کوشش کرنا جن کے قائم کرنے کے لئے پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور خلافت خاصہ اُس وقت
حاصل ہوتی ہے کہ جب جانشینی کے ساتھ یہ بات بھی حاصل
ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی مشابہت بھی
پائی جائے اور منجملہ سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
بلکہ سب میں عمدہ بلاد کفار کا فتح کرنا تھا۔ دوسری بحث
یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے
وعدہ فرمایا تھا کہ تم لوگ بلاد شام و عراق کو فتح کروگے
یہ بات متواتر المعنے حدیثوں میں وارد ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ
اور عقبہ بن عامر اور عدی ابن حاتم اور خباب وغیرہ
بہت سے صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ تیسری بحث یہ ہے
کہ یہ سب وعدے خلفاء کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے جمہور اہل
اسلام یعنے فقہاء و محدثین و مؤرخین کے اقوال اس
مقصد کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں مع ہذا یہ حدیث کہ
اللہ کا شکر ہے جس نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے میری تائید
کی۔ اور یہ حدیث کہ آسمان والے حضرت عمرؓ کے اسلام
سے خوش ہوئے۔ اور اس کے علاوہ اور حدیثیں بھی
اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔

خلفاء کے قول کا حجت ہونا۔ جب خلفاء کوئی
حکم نافذ کریں اور وہ مسلمانوں میں نافذ ہو جائے تو
وہ حکم قیاس سے بالاتر ہے اس کا ثبوت بھی ان
بزرگوں کے لئے باسانید بسیار ثابت ہے چنانچہ اللہ
تعالےٰ نے فرمایا ہے لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي
ارْتَضٰى لَهُمْ۔ اور نیز فرمایا اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ

ان دونوں آیات کا ترجمہ اور تفسیر فصل سوم میں بطول ہو چکی ہے۔

فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ
وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ
وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔ و در حدیث عرباض
بن ساریہ علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء
من بعدی۔ و در حدیث ابن مسعود
وحذیفہ اقتدوا بالذین من بعدی
ابی بکر و عمر۔ و در حدیث عبد الرحمٰن
بن غنم الاشعری لو اجتمعتما فی مشورۃ
ما خالفتکما۔ و از اوضح دلائل این معنے
احادیث متواترہ بالمعنے ان السکینۃ تنطق
علیٰ لسان عمر من طریق علی و
ابی ذر و ابن عمر وغیرہم و احادیث
متواترہ بالمعنے در موافقات عمر فاروق
با وحی الٰہی و از اوضح دلائل این معنے مشورت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مصالح
جہاد و مصالح شریعت با شیخین و قبول مشاورۃ
ایشاں و حدیث متواتر بالمعنے علیکم بالسواد
الاعظم بکثرت طرق خویش کہ امام شافعیؒ آں را

فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔ اور عرباض بن ساریہ
کی حدیث میں ہے کہ تم لوگ اپنے اوپر میری سنت اور
میرے خلفاء کی سنت لازم سمجھو۔ اور حضرت ابن مسعودؓ اور
حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ تم لوگ اقتدا کرو اُن دونوں
کی جو میرے بعد ہوں گے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کی۔ اور حضرت
عبد الرحمٰن بن غنم اشعریؓ کی حدیث میں ہے کہ حضرت نے
شیخینؓ سے فرمایا تم دونوں جس مشورہ میں متفق ہو جاؤ
میں تمہاری مخالفت نہ کروں گا۔ اور اس بات کی واضح دلیلیں
وہ حدیثیں ہیں جو متواتر المعنے ہیں (مثلاً یہ حدیث) سکینہ عمرؓ
کی زبان بولتی ہے جو حضرت علیؓ و ابوذرؓ و ابن عمرؓ وغیرہم
سے مروی ہے اور نیز وہ متواتر المعنے حدیثیں جو حضرت عمر
فاروقؓ کی رائے کے موافق وحی ہونے کے متعلق ہیں۔ اور نیز
بہت بڑی دلیل اس بات کی یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم مصالح اور احکام شرعیہ میں شیخینؓ سے مشورہ
کر لیتے تھے اور اُن کے مشورہ کو قبول کر لیتے تھے اور یہ متواتر المعنے
حدیث کہ (اے لوگو!) سوادِ اعظم کی پیروی تم پر لازم ہے
یہ حدیث بہت سندوں سے مروی ہے جن کو امام شافعیؒ نے

سلہ یہ حدیث اس مقدار کو پہنچ گئی کہ شیعہ بھی اس کے چھپانے پر قادر نہ ہوئے [illegible] اس روایت [illegible] قسیم [illegible]
[illegible] حضرت علیؓ نے فرمایا [illegible] خیر الناس [illegible]
خیر الناس [illegible] النمط الاوسط [illegible] السواد الاعظم [illegible] الجماعۃ [illegible] الناس [illegible]
من الغنم [illegible] ترجمہ [illegible]
کرنے والا ہو [illegible] حق کی طرف [illegible]
[illegible]
[illegible] سواد اعظم [illegible] بڑی جماعت کے ساتھ رہو کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے [illegible] جماعت سے الگ ہونے والا
آدمی شیطان کے تصرف میں [illegible] الگ ہو جانے والی بکری بھیڑیے کا حصہ ہو جاتی ہے [illegible] سواد اعظم [illegible] کی طرف بلائے
اُس کو قتل کر دو [illegible] ف: اس حدیث میں حضرت علیؓ نے [illegible]
جماعت [illegible] سواد اعظم کی پیروی [illegible]
بڑی جماعت تمام اسلامی فرقوں میں ہمیشہ سے اہل سنت کی رہی [illegible]
[illegible] اس ہدایت کو بھی فراموش کر دیا ہے۔

در اثبات اجماع روایت کردہ علماء در تفسیر ایں احادیث مختلف اند جمعے بر وجوب طاعت خلیفہ اذا لم یکن فی معصیۃ حمل نمودہ اند وطائفہ بر وجوب قول باجماع۔

و فقیر مے گوید عفی عنہ مراد آنست کہ قول خلیفہ حجت ست چوں ممکن شود در مسلمین پس معنے طاعت خلیفہ و قول باجماع ہر دو مجموع است۔ تفصیل ایں اجمال آنکہ خدائے تعالیٰ در نفوس ایں عزیزان ملکہ نہادہ است و بعد ازاں تائید از نزدیک خویش دادہ است۔ بسبب آں در فہم حکم و احکام و مصالح سیاست ملکہ غالب اصابت گشتہ و ہمچناں در حق ایں امت فضلے خواست کہ مجتمع نشوند بر باطل و تائیدے دریں باب نازل کردہ پس چوں ہر دو فضیلت جمع شود آں رائے حجت باشد در دین نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ۔ اخرج الحاکم حدیث عمر فی خطبتہ بالجابیۃ من طرق منہا طریق عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر قال خطبنا عمر بالجابیۃ فقال انی قمت فیکم کمقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا فقال اوصیکم باصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یفشو الکذب حتی یحلف الرجل ولا یستحلف ویشہد الرجل

اجماع کے ثابت کرنے میں روایت کی ہے علماء ان احادیث کے مطلب میں مختلف ہیں کچھ لوگ یہ مطلب لیتے ہیں کہ خلیفہ کی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور کچھ لوگ اس سے اجماع کا حجت ہونا نکالتے ہیں

مگر یہ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ مطلب (ان احادیث کا) یہ ہے کہ خلیفہ کا قول حجت ہے جب کہ وہ مسلمانوں میں نافذ ہو جائے لہٰذا خلیفہ کی اطاعت اور اجماع کی حجیت دونوں باتیں اس حدیث سے نکل رہی ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ان بزرگوں کے نفس میں ایک ملکہ پیدا کیا ہے اور اس کے بعد اپنی تائید ان کے شامل حال کی ہے جس کی وجہ سے یہ حضرات حکمتوں کے اور احکام کے سمجھنے میں اور سیاست ملکی کے مصالح معلوم کرنے میں اکثر و بیشتر صواب پر رہتے ہیں اور اسی طرح حق تعالیٰ نے اس امت میں یہ بزرگی رکھی کہ سب کا اتفاق باطل پر نہ ہو سکے اور اس کی تائید بھی (اپنی شریعت میں) نازل کر دی پس جب یہ دونوں فضیلتیں جمع ہو جائیں (یعنی خلیفہ کا حکم بھی ہو اور اس حکم کو امت کے لوگ مان بھی لیں) تو بلاشبہ وہ قول دین میں حجت ہوگا اور نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ (کا مصداق ہوگا) اللہ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور حاکم نے حضرت عمرؓ کا وہ خطبہ جو انھوں نے مقام جابیہ میں پڑھا تھا بہت سندوں سے روایت کیا ہے۔ از انجملہ بسند عبد اللہ بن دینار حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمرؓ نے مقام جابیہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ میں (آج) تم میں اسی طرح (خطبہ پڑھنے کھڑا) ہوا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں کھڑے ہو کر تے تھے اور فرماتے تھے کہ اے لوگو! میں تمھیں اپنے اصحاب (کے بزرگ داشت) کی وصیت کرتا ہوں پھر ان لوگوں کی جو ان کے بعد ہوں پھر ان لوگوں کی جو ان کے بعد ہوں اس کے بعد جھوٹ کا اس قدر رواج ہوگا کہ آدمی بغیر اس کے کہ اس سے حلف لیا جائے حلف لیگا اور بغیر اس کے کہ

ولا يستشهد فمن اراد منكم بحبوحة الجنة فليلزم الجماعة فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد الا لا يخلون رجل بامرأة الا كان ثالثهما الشيطان قالها ثلاثا وعليكم بالجماعة فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد ومن سرته حسنته وساءته سيئته فهو مؤمن ومنها طريق عامر بن سعد بن ابي وقاص عن ابيه قال وقف عمر بن الخطاب بالجابية فقال رحم الله رجلا سمع مقالتي فوعاها اني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وقف فينا كمقامي فيكم ثم قال احفظوني في صحابتي ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يكثر الهرج ويظهر الكذب ويشهد الرجل ولا يستشهد ويحلف ولا يستحلف من احب منكم بحبوحة الجنة فعليه بالجماعة فان الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين ابعد لا يخلون رجل بامرأة فان الشيطان ثالثهما من سرته حسنته وساءته سيئته فهو مؤمن واخرج البيهقي من طريق الشافعي عن ابن عيينة عن عبد الله بن ابي لبيد عن ابن سليمان بن يسار عن ابيه ان عمر بن الخطاب قام بالجابية خطيبا

اس سے گواہی طلب کی جائے گواہی دے گا۔ پس جو شخص تم میں سے جنت کی خواہش رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ جماعت کے ساتھ رہے کیونکہ شیطان تنہا آدمی پر قابو پاتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے۔ آگاہ رہو جو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھتا ہے تو تیسرا شخص وہاں شیطان ہوتا ہے۔ اس کو آپ نے تین بار فرمایا اور (فرمایا) کہ تم جماعت کو اپنے اوپر لازم کرو کیونکہ شیطان ایک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے بہت بھاگتا ہے۔ سنو جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی ہوتی ہو اور برا کام کرنے سے رنج ہوتا ہو وہ مومن ہے۔ اور از انجملہ یہ عامر بن سعد بن ابی وقاص ان کے والد سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے حضرت عمر بن خطابؓ مقام جابیہ میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا اللہ اس شخص پر رحم کرے جو میری بات سنے اور اس کو یاد رکھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (ایک روز) ہم لوگوں کے درمیان میں کھڑے ہوئے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میرے رعایت کرو میرے اصحابؓ کے بارے میں کہ وہ ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو ان کے پیچھے آئیں ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو ان کے پیچھے آئیں پھر فتنہ بہت ہو جائے گا اور جھوٹ کا رواج ہو جائے گا بغیر اس کے کہ اس سے گواہی مانگی جائے گواہی دے گا اور بغیر اس کے کہ اس سے حلف لیا جائے حلف کرے گا پس جو شخص تم میں سے جنت کی آرزو رکھتا ہو وہ جماعت کے ساتھ رہنا لازم سمجھے کیونکہ شیطان ایک شخص پر قابو پاتا ہے اور دو سے بہت دور رہتا ہے سنو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے ورنہ تیسرا شخص وہاں شیطان ہوگا۔ سنو جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی اور برا کام کرنے سے رنج ہوتا ہے وہ مومن ہے۔ اور بیہقی نے بسند امام شافعیؒ ابن عیینہ سے انھوں نے عبد اللہ بن ابی لبید سے انھوں نے ابن سلیمان بن یسار سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ مقام جابیہ میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے

فقال ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قام فینا کمقامی فیکم فقال اکرموا اصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یظہر الکذب حتی ان الرجل لیحلف ولا یستحلف ویشہد ولا یستشہد الا فمن سرہ بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ فان الشیطان مع الفذ وھو من الاثنین ابعد ولا یخلون رجل بامرأۃ فان الشیطان ثالثہما ومن سرتہ حسنتہ وسائتہ سیئتہ فھو مؤمن قال الشافعی فی اثناء کلامہ فلم یکن للزوم جماعتھم معنی الا ما علیہ جماعتھم من التحلیل والتحریم والطاعۃ فیھما من قال بما تقول جماعۃ المسلمین فقد لزم جماعتھم وانما تکون الغفلۃ فی الفرقۃ فاما الجماعۃ فلا یمکن فیھا کافۃ غفلۃ عن معنی کتاب اللہ ولا سنۃ ولا قیاس ان شاء اللہ واخرج الحاکم من حدیث معتمر بن سلیمان عن رجل عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یجمع اللہ ھذہ الامۃ علی الضلالۃ ابدا وقال ید اللہ علی الجماعۃ فاتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار واختلف الرواۃ علی معتمر بن سلیمان فی تسمیۃ الرجل الواقع بینہ وبین عبد اللہ بن دینار بین الحاکم ذلک واخرج الحاکم من حدیث عبد اللہ

اور فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہم لوگوں کے درمیان میں (ایک روز) اسی طرح (خطبہ پڑھتے) کھڑے ہوئے تھے جس طرح میں تمہارے درمیان میں کھڑا ہوا ہوں اور آپ نے فرمایا تھا کہ میرے صحابہؓ کی تعظیم کرو پھر اُن لوگوں کی جو صحابہ کے بعد ہوں پھر اُن لوگوں کی جو اُن کے بعد ہوں اس کے بعد جھوٹ کا اس قدر رواج ہو جائے گا کہ آدمی بغیر اس کے کہ اس سے حلف لیا جائے حلف کرلے گا اور بغیر اس کے کہ اس سے گواہی طلب کی جائے گواہی دے گا۔ پس جس کو جنت کی خواہش ہو وہ جماعت کو لازم سمجھے کیونکہ شیطان تنہا آدمی کے اوپر قابو پاتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے اور (یاد رکھو) جو کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے گا وہاں تیسرا شخص شیطان ہوگا۔ اور جس شخص کو نیک کام کرنے سے خوشی اور بُرے کام کرنے سے رنج ہوتا ہو وہ مؤمن ہے۔ امام شافعیؒ نے اپنے اثنائے کلام میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ جماعت کو لازم سمجھنے کا کوئی مطلب سوا اس کے نہیں ہو سکتا کہ جس طریقہ پر جماعت کے لوگ ہوں اور حلال و حرام کے متعلق جو اُن کا مذہب ہو (اس مذہب کی پیروی کی جائے) جو شخص اس قول کا قائل ہو جو جماعت اہل اسلام کا قول ہو وہ شخص جماعت اہل اسلام کے ساتھ ہے (خدا و رسول کے احکام سے) غفلت کا اندیشہ تنہائی کی حالت میں ہوتا ہے مگر جماعت میں انشاء اللہ قرآن و حدیث و قیاس کے سمجھنے سے غفلت ناممکن ہے۔ اور حاکم نے بسند معتمر بن سلیمان ایک شخص سے اس نے عبد اللہ بن دینار سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہ کرے گا اور فرمایا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے لہٰذا بڑی جماعت کی پیروی کرو جو شخص جماعت سے نکل جائے گا وہ دوزخ میں جائے گا معتمر بن سلیمان کے شاگردوں نے اس راوی کے نام میں جو معتمر بن سلیمان کے اور عبد اللہ بن دینار کے درمیان میں ہے اختلاف کیا حاکم نے ان تمام اختلافات کو ذکر کیا ہے اور حاکم نے روایت عبد اللہ

عن طاؤس عن ابيه عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يجمع الله امتي او قال هذه الامة على الضلالة ابدا ويد الله على الجماعة واخرج الحاكم عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم في حديث طويل وسألت ربي ان لا يجتمعوا على ضلالة فاعطاني ذلك واخرج الحاكم عن ابي ذر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من فارق الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه واخرج الحاكم من حديث عبد الله بن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من خرج من الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه حتى يراجعه وقال من مات وليس عليه امام جماعة فان موتته ميتة جاهلية واخرج الحاكم من حديث الحارث الاشعري حديثا طويلا في آخره قال رسول الله صلى الله عليه وسلم آمركم بخمس كلمات امرني الله بهن الجماعة والسمع والطاعة والهجرة والجهاد في سبيل الله فمن خرج من الجماعة قيد شبر فقد خلع ربقة الاسلام من راسه الا ان يرجع واخرج الحاكم عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من فارق الجماعة شبرا دخل النار واخرج الحاكم عن ابن عمر قال سمعت

بن طاؤس سے ان کے والد سے انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میری امت کو یا (فرمایا کہ) اس امت کو گمراہی پر کبھی متفق نہ کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس میں یہ مضمون بھی ہے کہ آپ نے خدا سے دعا کی کہ میری امت گمراہی پر کبھی متفق نہ ہو چنانچہ یہ دعا قبول ہو گئی۔ اور حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھر بھی علیحدہ ہوا اس نے اسلام کا رشتہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ اور حاکم نے بروایت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی جدا ہوا اس نے اسلام کا رشتہ اپنی گردن سے نکال ڈالا یہاں تک کہ وہ پھر جماعت کی طرف رجوع کرے اور فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مرجائے کہ وہ امام جماعت کی ماتحتی میں نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور حاکم نے بروایت حارث اشعری ایک طویل حدیث روایت کی ہے کہ جس کے آخر میں یہ مضمون ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمھیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا حکم اللہ نے مجھے دیا ہے (یا مامور فرمایا ہے)۔ جماعت کا اتباع لازم سمجھو اور (خلیفہ کا حکم) سنو اور اطاعت کرو اور (دار الحرب سے) ہجرت کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو پس جو شخص جماعت سے ایک بالشت کے برابر جدا ہوا اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا مگر یہ کہ وہ پھر جماعت کی طرف رجوع کرے۔ اور حاکم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جماعت سے ایک بالشت برابر بھی علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں جائے گا۔ اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول من فارق أمتہ او عاد
اعرابیاً بعد ھجرتہ فلا حجۃ
لہ واخرج الحاکم من حدیث حذیفۃ
عن ربعی بن حراش قال اتیت
حذیفۃ ابن الیمان لیالی
سار الناس الی عثمان فقال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول من فارق الجماعۃ و
استذل الامارۃ لقی اللہ و
لا حجۃ لہ واخرج الحاکم
عن فضالۃ بن عبید عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انہ قال ثلاثۃ لا یسأل عنہم
رجل فارق الجماعۃ وعصی
امامہ فمات عاصیاً لامامہ
وعبد أبق من سیدہ فمات
وامرأۃ غاب عنھا زوجھا
وقد کفاھا مؤنۃ الدنیا
فتبرجت بعدہ فلا یسأل
عنھم واخرج الحاکم عن ابی ھریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الصلاۃ المکتوبۃ الی الصلاۃ المکتوبۃ التی
بعدھا کفارۃ لما بینھما والجمعۃ الی الجمعۃ
وشھر رمضان الی شھر رمضان کفارۃ لما
بینھما ثم قال بعد ذلک الا من ثلاث الا
الاشراک باللہ ونکث الصفقۃ وترک السنۃ قلنا

آپ فرماتے تھے جو شخص اپنی جماعت سے الگ ہوا یا ہجرت
کے بعد پھر اعرابی بن گیا[ل] تو (خدا کے سامنے) اس کا کوئی عذر
قبول نہ ہوگا۔ اور حاکم نے بروایت حذیفہؓ ربعی بن حراش
سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں حذیفہ بن یمان کے پاس
گیا اس زمانہ میں جب کہ لوگ حضرت عثمانؓ پر خروج کر رہے
تھے تو حضرت حذیفہؓ نے کہا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص جماعت سے ایک
بالشت برابر بھی علیحدہ ہوا اور (اپنے) سردار کو اس نے ذلیل
کیا وہ خدا سے اس حال میں ملے گا کہ کوئی حجت اس کے پاس
نہ ہوگی۔ اور حاکم نے فضالہ بن عبید سے انھوں نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا
تین آدمی ایسے ہیں کہ ان سے کچھ پوچھا نہ جائے گا (اور دوزخ
میں بھیج دیئے جائیں گے) ایک وہ شخص جو جماعت سے
علیحدہ ہو اور اپنے حاکم کی نافرمانی کرے اور نافرمانی کی حالت
میں مرجائے۔ دوسرے وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہو
اور (اسی حال میں) مرجائے۔ تیسری وہ عورت جس کا شوہر
باہر گیا ہو اور وہ اس عورت کے تمام دنیاوی مصارف کا
سامان کر گیا ہو پھر وہ عورت اس کے چلے جانے کے بعد گھر
سے باہر نکل جائے۔ لہٰذا ان لوگوں سے کچھ سوال نہ ہوگا۔ اور
حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر فرض نماز دوسری
فرض نماز کے وقت تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور
ایک نماز جمعہ دوسری نماز جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے
اور ایک ماہ رمضان دوسرے رمضان تک کے گناہوں کا
کفارہ ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا مگر تین باتوں کا کچھ کفارہ
نہیں۔ ایک تو اللہ کے ساتھ شرک کرنا دوسرے بیعت کو
توڑنا تیسرے سنت کو ترک کرنا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ

[ل] مطلب یہ کہ وہ ہجرت سے پہلے اعرابی تھا ہجرت کے بعد پھر اعرابی ہوگیا یعنی اپنے وطن واپس گیا مہاجر کے لئے منع ہے کہ وہ اپنے وطن واپس جائے اسی
وجہ سے حضرت سعد بن خولہؓ کی وفات جب مکہ میں ہوئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت رنج ہوا۔

يا رسول الله أما الإشراك بالله فقد عرفناه فما نكث الصفقة وترك السنة قال أما نكث الصفقة أن تبايع رجلا بيمينك ثم تخالف إليه فتقاتله بسيفك وأما ترك السنة فالخروج من الجماعة وأخرج الحاكم في حديث حذيفة الطويل حين ذكر قوما يهدون بغير هديه وقوما يدعون إلى أبواب جهنم قلت فما تأمرني إن أدركت ذلك قال تلزم جماعة المسلمين وإمامهم قلت فإن لم يكن لهم إمام ولا جماعة قال فاعتزل تلك الفرق كلها وأخرج الشيخان من حديث أنس بطرق مختلفة أنتم شهداء الله في الأرض وأخرج الحاكم من حديث أبي زهير الثقفي قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يوشك أن تعرفوا أهل الجنة من أهل النار أو قال خياركم من شراركم قيل يا رسول الله بماذا قال بالثناء الحسن والثناء السيء وأنتم شهداء بعضكم على بعض وأخرج مسلم من حديث ثوبان والمغيرة وجابر بن سمرة وجابر بن عبد الله ومعاوية بن أبي سفيان وألفاظهم متقاربة لا تزال طائفة من أمتي قائمة بأمر الله لا يضرهم من خذلهم أو خالفهم حتى يأتي أمر الله وهم ظاهرون على الناس محتمل است کہ

یا رسول اللہ! شرک باللہ کو تو ہم جانتے ہیں مگر بیعت توڑنا اور سنت کو ترک کرنا (ہم نہیں جانتے آپ بتا دیجئے کہ) کیا چیز ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا بیعت توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ تم کسی شخص سے بیعت کرو پھر اس کی مخالفت کرو اور اس سے تلوار لے کر قتال کرو اور سنت کے ترک کرنے کا مطلب ہے کہ جماعت سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اور حاکم نے حضرت حذیفہؓ کی طویل حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے کچھ لوگوں کا ذکر کیا جو آپ کے روش کے خلاف روش پر چلیں گے اور کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو جہنم کی طرف لوگوں کو بلائیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں اس زمانہ کو پاؤں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو لازم پکڑنا میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کا کوئی امام اور ان کی کوئی جماعت نہ ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا تو تم تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا۔ اور شیخینؒ نے بروایت حضرت عمرؓ باسانید متعددہ روایت کیا ہے کہ حضرتؐ نے (صحابہ کرامؓ سے) فرمایا تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو اور حاکم نے بروایت ابو زہیر ثقفی نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے عنقریب تم لوگ اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچان لوگے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! کیونکر؟ آپ نے فرمایا تعریف و مذمت سے (جس کی ہمیشہ سب مسلمان تعریف کریں وہ اچھا جس کی مذمت کریں وہ برا) تم لوگ باہم ایک دوسرے پر گواہ ہو اور مسلم نے بروایت حضرت ثوبانؓ و مغیرہؓ و جابر بن سمرہ و جابر بن عبد اللہ و معاویہ بن ابی سفیان نقل کیا ہے الفاظ سب کے قریب قریب ہیں کہ (حضرتؐ نے فرمایا) میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ اللہ کے حکم کے ساتھ قائم رہے گا جو شخص ان کی رفاقت چھوڑ دے گا یا (فرمایا کہ) ان کی مخالفت کریگا وہ ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم یعنے قیامت آجائے اور وہ سب لوگوں پر غالب رہیں گے ممکن ہے کہ

حدیث لا یجتمع امتی علی الضلالۃ بر وجوہ
ہمیں حدیث محمول باشد بر آنکہ طائفہ بر حق
باشد آخذ بسنت و قائم بواجبات ملت
نہ بمعنے حجیت اجماع لکن المعنی الاول
ھو المشھور الذی حمل علیہ جماھیر
الفقھاء واللہ اعلم۔ و ازیں طرق کثیرہ
معلوم مے شود کہ احادیث نہی از مفارقت
جماعت و امر اتباع سواد اعظم چوں در
الفاظ آں تامل کنیم ہر دو علت از بیان آنہا
مے تراود و ہر دو مصلحت از اشارات آں
می شود یکے اقامت خلافت کہ متبع چندیں
فوائد است دوم دیگر حفظ ملت از اختلاف کہ
آں پس مقلوبہ علم آنست کہ صریح حکم در محل
محلے است کہ خلیفہ راشد حکمے فرماید بعد مشاورت
اہل علم کل ایشاں یا جمہور ایشاں و آں حکم ممکن شود
در مسلمین الا آنکہ اتفاقیات جمہور فقہا چوں صورت
خلافت بآں یار نباشد و ہمچنیں مذہب خلیفہ
جعل در مسئلہ مجتہد فیہ قضا کند واجب الاتباع
است ملحق بآں اصل منصوص از جہت مشارکت
در احد شطری العلۃ و ایں قصہ بداں ماند
کہ امام شافعیؒ در آیت وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی
الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ
تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ
اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا گفتہ است کہ منطوق
آیت اباحت قصر است در صورت
اجتماع سفر و خوف ہر دو و سنت و اجماع
امت ملحق کردہ است با و قصر فی السفر
من غیر خوف و سر دریں مسئلہ آنست کہ
سفر و خوف ہر یکے از انہا مناسب تخفیف است

جس حدیث میں امت کا گمراہی پر متفق نہ ہونا بیان کیا گیا ہے
اس کا مطلب موافق اس حدیث کے یہ لیا جاسکتا ہے کہ امت کا
ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا سنت پر عمل کرے گا اور واجباتِ
ملت کو قائم رکھے گا۔ اجماع کی حجیت کا مفہوم نہ نکالا جائے
مگر پہلے ہی معنے زیادہ مشہور ہیں اور اسی پر جمہور فقہاء
نے اس حدیث کو محمول کیا ہے۔ ان احادیث کثیرہ سے معلوم
ہوتا ہے کہ مفارقتِ جماعت کی حدیثیں اور سوادِ اعظم کی
پیروی کا حکم (جن جن الفاظ میں ہے) ان الفاظ میں جب
ہم غور کرتے ہیں تو دو علتیں ان سے ظاہر ہوتی ہیں اور دو
مصلحتیں ان کے اشارات سے مفہوم ہوتی ہیں ایک اقامتِ
خلافت جس میں اس قدر فوائد ہیں۔ دوسرے شریعت کا
باہمی اختلاف سے محفوظ رکھنا پس یہ بات سمجھ میں آتی ہے
کہ صریح حکم تو اس مقام کے لئے ہے جہاں خلیفۂ راشد کوئی
حکم دے بعد مشورۂ اہلِ علم کے خواہ سب سے مشورہ لے یا
بعض سے اور وہ حکم مسلمانوں میں نافذ ہو جائے۔ باقی رہے
جمہور فقہاء کے اجماعی مسائل جب کہ صورت خلافت ان کے
ساتھ نہ ہو اسی طرح خلیفہ کا حکم کسی ایسے مسئلہ میں جو اجتہادی
ہو ان کا اتباع بھی واجب ہے اور اسی اصل منصوص کے ساتھ
اس کا بھی الحاق کیا گیا ہے کیونکہ یہاں دو علتوں میں سے
ایک علت پائی جاتی ہے۔ یہ قصہ اسی کے مشابہ ہے کہ امام
شافعیؒ نے آیہ {وَاِذَا ضَرَبْتُمْ الاٰیۃ (ترجمہ) جب تم
سفر کرو زمین میں تو نہیں ہے تم پر کچھ گناہ کہ کم کرو نماز سے
اگر خوف کرو تم کہ فتنہ میں ڈالیں گے تم کو کافر} میں کہا
ہے کہ منطوق آیت سے تو صرف اس صورت میں قصر کی اجازت
نکلتی ہے جس میں سفر اور خوف دونوں ہوں مگر احادیث
و اجماعِ امت نے اس کے ساتھ ہر سفر میں گو بغیر خوف کے ہو
قصر کرنے کو الحاق کر دیا ہے۔ اصل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ سفر
اور خوف دونوں میں سے ہر ایک سبب تخفیف بن سکتا ہے۔

لے یعنی کسی کو خلیفہ مقرر کر لینا۔

و در احکام خلفائے راشدین ظن اصابت رائے ایشاں بااین دو مصلحت جمع شد و امر شد با کہ گشت غایۃ الوکادۃ و ظن اصابت عبد اللہ بن مسعود در سنت و قراءۃ و اُبی بن کعب در قراءت و علی مرتضیٰ در قضا و زید بن ثابت در فرائض با خلفاء ہم عنان اند از جہت شہادتے بعض ایشاں کہ بر زبان غیب ترجمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم گذشت و باعتبار دو مصلحت دیگر متخلف و اتفاقیات فقہائے امصار بے حکم خلیفہ باعتبار مصلحت کہ امام شافعی بآن اشارہ کردہ حیث قال انما الغفلۃ فی الفرقۃ فاما الجماعۃ فلا یمکن فیہا کافۃ غفلۃ عن معنی کتاب ولا سنۃ ولا قیاس مظنۃ اصابت است قال عمر رضی اللہ عنہ فاقض بما قضی بہ الصالحون و این نیز معلوم قطعی است کہ اگر در فصل مجتہد فیہ حکم خلیفہ را قبول نکنند و ہر یکے برائے خود رود حکم خلافت مضبوط نگردد و مصلحت اقامت خلافت منتفی شود بملاحظہ ہمیں مراتب امام شافعی گفت ولذا رجعنا الی التقلید فقول الائمۃ ابی بکر وعمر وعثمان قال فی القدیم وعلی احب الینا

(لہٰذا جہاں صرف سفر ہو یا جہاں خوف نہ ہو وہاں بھی قصر ہونا چاہیئے) اسی طرح خلفائے راشدین کے احکام میں ان کی رائے کے صائب ہونے کا ظن ان دو مصلحتوں کے (یعنے اقامت خلافت و حفاظت شریعت) کے ساتھ جمع ہو گیا اور یہ ظن نہایت مضبوط ہو گیا (مگر جس مقام میں صرف ایک ہی مصلحت پائی جائے گی وہاں بھی صائب الرائے ہونے کا ظن حاصل ہو جائے گا اور اتباع ضروری ہوگا) صائب الرائے ہونے کے خیال میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ حدیث و قراءت میں اور حضرت اُبی بن کعب قراءت میں اور حضرت علی مرتضیٰ قضا میں ۔ اور حضرت زید بن ثابتؓ فرائض میں خلفائے راشدین کے ہم پلہ ہیں اس لئے کہ ان امور کے متعلق) ان کی عمدہ تعریف زبان غیب ترجمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر گذر چکی ہے مگر باعتبار دوسری دو مصلحتوں کے (جن کا ذکر ابھی ہوا خلفائے راشدین سے) پیچھے ہیں ۔ اور فقہائے بلاد اسلامیہ کا جن امور پر اتفاق ہو جائے بغیر حکم خلیفہ کے ان میں بھی صائب الرائے ہونے کا خیال ہے باعتبار اس مصلحت کے جو امام شافعیؒ نے بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ غفلت تو تنہائی میں ممکن ہے مگر ایک پوری جماعت سے قرآن و حدیث و قیاس کے معنے سے غفلت ہو جانا ناممکن ہے (اسی وجہ سے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے کہ جو فیصلہ اگلے نیک لوگ کر گئے ہیں اسی کے موافق فیصلہ کرو ۔ اور یہ بھی یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ اگر اجتہادی مسئلہ میں خلیفہ کے حکم کو نہ مانیں اور ہر شخص اپنی رائے پر عمل کرے تو حکم خلافت کا مضبوط نہ ہوگا اور اقامت خلافت کی مصلحت فوت ہو جائیگی انہی مراتب کے لحاظ سے امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اگر ہم تقلید کریں تو ائمہ یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کا قول ہمیں زیادہ محبوب ہے اور مذہب قدیم میں انہوں نے حضرت علیؓ کے قول کو بھی خلفائے ثلاثہ کے ساتھ شامل کیا تھا۔

لہ یعنے صرف اقامت خلیفہ یا صرف حفاظت شریعت۔

و توقف در قول مرتضیٰ بمذہب جدید از جہت عدم تمکین دست و عدم اجتماع امت بر قول او یکے از اوصاف مؤثرہ است۔

اما آنکہ ہر یکے از خلفاء در وقت خلافت خویش افضل امت بودہ است از حدیث ابن عمرؓ کنا نخیر فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنقول ابوبکر خیر ہذہ الامۃ ثم عمر ثم عثمان و حدیث مرتضیٰ ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ و حدیث وزن و ظہور رجحان ابوبکرؓ بروایت ابوبکرہ ثقفی و عرفجہ و غیر ایشاں۔ و عمر فاروق افضلیت ابوبکر صدیقؓ را بیان کردہ و آں متواتر است۔ و صدیق گفت اللہم استخلفت علیہم خیر خلقک و عبدالرحمن بن عوفؓ در وقت عقد خلافت برائے ذی النورین گفت واللہ علیہ ان لا یألو عن افضلہم فی نفسہ و مرتضیٰ بر سر منبر کوفہ فرمود خیر ہذہ الامۃ ابوبکر ثم عمر سفیان ثوری بملاحظہ ہمیں اجماعیات گفتہ است من زعم ان علیا کان احق بالولایۃ منہما فقد خطأ ابابکر و عمر والمہاجرین والانصار وما اراہ یرتفع مع ہذا

لہ مذہب جدید میں حضرت مرتضیٰ کے قول میں تردد کی وجہ یہ ہوئی کہ ان کے قول کو تمکین نہیں ملی اور امت ان کے قول پر متفق نہیں ہوئی اور وہ سبب الاتباع ہونے کے لئے یہ بھی ایک ضروری چیز ہے۔

خلفاء کا اپنے اپنے وقت میں تمام امت سے افضل ہونا (بھی بدلائل قطعیہ ثابت ہے) چنانچہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کا چرچا کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے! تو کہتے تھے کہ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمان۔ اور حضرت مرتضیٰ کی حدیث ہے کہ شیخینؓ پیران اہل جنت کے سردار ہیں اور وزن کی حدیث اور حضرت ابوبکرؓ کے وزنی ہونے کی جو بروایت ابوبکرہ ثقفی و عرفجہ وغیرہ ثابت ہے۔ اور عمر فاروقؓ نے ابوبکر صدیقؓ کی افضلیت کو بیان کیا ہے جو ان سے بتواتر منقول ہے۔ اور حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ میں خدا کو یہ جواب دوں گا کہ یا اللہ! میں نے اس شخص کو خلیفہ بنایا جو سب سے بہتر تھا (یعنی عمرؓ کو) اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے بوقت عقد خلافت حضرت ذوالنورینؓ فرمایا تھا کہ جس شخص کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دیا جاتے اس کو اللہ کی قسم ہے کہ وہ اپنی طرف سے افضل کے انتخاب کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ اور حضرت مرتضیٰ نے کوفہ میں برسر منبر فرمایا کہ اس امت میں سب سے بہتر ابوبکرؓ ہیں ان کے بعد عمرؓ۔ سفیان ثوری نے انہیں اجماعیات کے لحاظ سے کہا ہے کہ جس نے گمان کیا کہ علیؓ شیخینؓ سے زیادہ مستحق خلافت تھے بیشک اس نے ابوبکرؓ و عمرؓ اور تمام مہاجرین و انصار کو خطا پر سمجھا اور میں نہیں سمجھتا کہ ان سب کو خطا پر سمجھنے کے بعد

لہ حضرت علی مرتضیٰ کے قول کو تمکین نہ ملنا بالکل ظاہر ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے بیع امہات الاولاد کے بارے میں حضرت عمرؓ کے قول کے خلاف بیان فرمایا اور کہا کہ پہلے میرا بھی وہی قول تھا مگر اب میں نے رجوع کیا، اس مجمع میں قاضی شریح نے کہہ کر [illegible] آپ کا قول جو جماعت کے ساتھ تھا ہمیں زیادہ محبوب ہے بنسبت آپ کے اس قول کے جس میں آپ تنہا ہیں۔ علاوہ اس کے حضرت مرتضیٰ کے قول میں توقف کی یہ وجہ بھی ہوئی کہ ان کے صحیح اقوال کا دستیاب ہونا بوجہ اس کے کہ شیعوں کے کثیر افتراء [illegible] کی وجہ سے دشوار ہو گیا تھا

لم یعمل تحت ادیم السماء و شافعی گفتہ
اضطر الناس بعد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر فلم
یجدوا تحت ادیم السماء خیرا منہ فولوہ
رقابہم و چندین صحابہ و تابعین
گفتہ اند کہ صدیق اکبر در قتال مرتدین بچیزی
قائم شد کہ کار انبیاء بود
و اثبات خلافت خلفاء بس طرق بیا
وارد از انجملہ اجماع صحابہ بر خلافت صدیق
اکبر و این مسلک را عبد اللہ بن مسعودؓ
اختیار نمودہ است قال عبد اللہ ما رأی
المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن
وما رأوا سیئا فہو عند اللہ سیئ وقد
رأی الصحابۃ جمیعا ان یستخلفوا
ابابکر و استخلاف صدیق اکبر در خلافت فاروق اعظم
قال عبد اللہ بن مسعودؓ افرس الناس ثلثۃ
ابوبکر حین استخلف عمر الحدیث و اتفاق مسلمین
بر خلافت عمر فاروق بوجہی کہ ہیچکس را در آن شک
نماند اظہر است از آنکہ احتیاج بیان داشتہ
باشد پس معنی اجماع اینجا ہم متحقق شد لیکن
بعد از استخلاف و تسلط و ہمچنین قصۂ
اتفاق بر ذی النورین معلوم و مشہور است
متأخرین اشاعرہ ہمین مسلک را اختیار نمودند و بر
ہمین مسلک اکتفا کردہ و از انجملہ تفویض امامت
صلوۃ بصدیق اکبرؓ در ایام مرض

اس کا کوئی نیک کام آسمان کے نیچے بن سکے۔ اور امام شافعیؒ نے فرمایا
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ مجبور ہو کر حضرت
ابوبکرؓ کے پاس گئے تو انھوں نے آسمان کے نیچے ابوبکرؓ سے بہتر
کسی کو نہ پایا لہٰذا ان کو اپنی گردنوں کا مالک بنا لیا۔ اور بہت
سے صحابہ و تابعین نے کہا ہے کہ صدیق اکبرؓ نے قتال مرتدین
میں وہ کام کیا جو انبیاء کے کرنے کا تھا۔

خلفاء کی خلافت کا اثبات بہت طریقوں سے ہو سکتا ہے
از انجملہ حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت پر صحابہؓ کا اجماع کرنا اس
مسلک کو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے اختیار کیا ہے چنانچہ
حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ مسلمان جس کام کو اچھا
سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور مسلمان جس کام
کو برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی برا ہے۔ اور تمام صحابہ
نے اسی کو اچھا سمجھا کہ ابوبکرؓ کو خلیفہ بنائیں۔ اور از انجملہ
حضرت صدیق اکبرؓ کا فاروق اعظمؓ کو خلیفہ بنانا حضرت عبد اللہ
بن مسعودؓ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ کامل الفراست تین آدمی
تھے ایک ابوبکرؓ کہ انھوں نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا۔ اور
مسلمانوں کا حضرت فاروقؓ کی خلافت پر متفق ہو جانا اس
طرح کہ کسی کو اس میں کوئی اعتراض نہ رہا اس قدر ظاہر
ہے کہ بیان کرنے کی حاجت نہیں پس اجماع کی صورت یہاں
بھی پائی گئی لیکن بعد خلیفہ بن جانے اور تسلط حاصل ہو جانے
کے۔ اسی طرح حضرت ذوالنورینؓ کے اوپر لوگوں کا متفق
ہونا وہ بھی مشہور ہے۔ متأخرین اشاعرہ نے (خلافت
خلفاء کے ثبوت میں) اسی مسلک کو اختیار کیا ہے اور انھوں
نے اسی مسلک پر قناعت کی ہے۔ از انجملہ (آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کا اپنے) زمانۂ مرض میں حضرت صدیق اکبر کو امامت نماز

لہ حضرت سفیان ثوریؒ نے بڑی عمدہ بات فرمائی ہے کہ جب کوئی شخص مہاجرین و انصار کو خطا پر سمجھے گا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا
یقین نہیں حاصل کر سکتا اس لئے کہ یہی حضرات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوئ نبوت کرنے اور معجزات دکھلانے کے راوی اور ناقل ہیں اور جب
حضرتؐ کی نبوت کا یقین نہ ہوا تو عمل صالح کا مقبول نہ ہونا ظاہر ہے۔ واقعی جو شخص [illegible] اسلام کے حضرات مہاجرین و انصار کی تنقیص کا
پیرو [illegible] سعدی علیہ الرحمۃ کے ان اشعار کا مصداق ہے [illegible]

در حین وقت استخلاف بریں دلیل اعتماد نمودند و جماعۂ مہاجرین و انصار اذعان آں کردند اصل قصۂ امامت صدیق از متواترات است و استدلال بامامت بر خلافت مستفیض از اکابر فقہائے صحابہ مثل عمر فاروق و علی مرتضیٰ و ابن مسعود رضی اللہ عنہم و قصہ ذکر امامت در وقت انعقاد خلافت صدیق اکبر و اذعان مخالف و باز ماندن انصار بسبب ہمیں حدیث صحیح شدہ است از حدیث ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروق و عبداللہ بن مسعود و وجہ استدلال آنکہ اجمالاً پس از آنجہت کہ اکابر صحابہ ایں استدلال فرمودند و جمیع امت آں استدلال را تلقی بقبول نمودند و بسبب الزام مخالف ہماں دلیل آمد پس اجماع بر صحت استدلال منعقد گشت اما تفصیلاً پس باید دانست کہ اقامت شخصے شخص آخر را بر مقام خود گاہے بقول می باشد و گاہے بفعل و می باید کہ فعل مفہم باشد و افہام در ہر طبقہ و در ہر زمان مختلف مے باشد محترف خلیفہ خود را بر دکان مے نشاند و مدرس در حلقۂ درس و پادشاہان عجم بر تخت می نشاندند چوں در اسلام اشد طاعات صلوٰۃ آمد و ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامت مے فرمودند تفویض امامت صلوٰۃ بصدیق اکبرؓ دلیل جلی بر استخلاف او آمد و از انجملہ حدیث عائشہ و عبدالرحمٰن لقد ہممت ان ادعو ابابکر فاعہد الیہ و از انجملہ خطبۂ آخر کہ قبل از وفات بپنج شب بودہ است رواہا جماعۃ من الصحابۃ منہم ابن مسعود

تفویض کرنا۔ اس دلیل کو صحابہ نے حین وقت استخلاف میں پیش کیا، اور مہاجرین و انصار کی جماعت نے اس دلیل کا یقین کیا اصل واقعہ حضرت صدیقؓ کی امامت نماز کا متواتر ہے۔ امامت نماز کو خلافت کی دلیل قرار دینا اکابر فقہائے صحابہؓ سے بسند مستفیض منقول ہے۔ مثل حضرت عمر فاروقؓ و علی مرتضیٰ و ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے اور صدیق اکبرؓ کی خلافت کے منعقد ہوتے وقت امامت کو ذکر کرنا اور مخالفین کا مان لینا اور انصار کا مخالفت سے باز آنا اسی امامت نماز کی حدیث سے بروایت صحیحہ ثابت ہے جس کے ناقل حضرت ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروق و عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔ (امامت نماز سے خلافت پر) استدلال کی تقریر (ایک اجمالی ہے ایک تفصیلی) اجمالی یہ ہے کہ اکابر صحابہؓ نے جس سے استدلال کیا اور تمام امت نے اس استدلال کو مان لیا اور مخالفین پر اسی دلیل سے الزام بھی قائم ہو گیا پس اس استدلال کی صحت پر بھی اجماع ہو گیا۔ اور تفصیلی یہ ہے کہ کسی شخص کا دوسرے کو اپنا قائم مقام بنانا کبھی تو قول سے ہوتا ہے اور کبھی فعل سے مگر فعل ایسا ہونا چاہیئے کہ لوگ سمجھ جائیں لوگوں کا سمجھنا ہر طبقہ اور ہر زمانے میں مختلف رہتا ہے مثلاً پیشہ ور اپنے خلیفہ کو (اپنی) دکان پر بٹھا دیتا ہے۔ مدرس حلقۂ درس میں بٹھا دیتا ہے۔ عجم کے بادشاہ (اپنے) تخت پر بٹھا دیا کرتے تھے۔ اسلام میں چونکہ سب سے بڑی عبادت نماز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ امامت فرمایا کرتے تھے۔ لہٰذا صدیق اکبرؓ کو امامت نماز سپرد کرنا روشن دلیل ان کے خلیفہ بنانے پر ہے۔ از انجملہ حضرت عائشہؓ اور عبدالرحمٰنؓ کی حدیث ہے کہ (حضرتؐ نے فرمایا) میں نے ارادہ کیا تھا کہ ابوبکرؓ کو بلاؤں اور ان کو کچھ وصیت کر دوں۔ اور از انجملہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا) آخری خطبہ جو آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے بیان فرمایا تھا جس کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں حضرت ابن مسعودؓ

وابو سعید و جندب بن عبد اللہ وابو ہریرۃ وغیر ہم ابو عمر صاحب استیعاب ایں طریقہ اختیار نمودہ است و برآں اعتماد کردہ و از انجملہ رؤیا ہائے بسیار کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دیدہ اند یا صحابہ بحضور آنحضرت عرض کردہ اند و تعبیر جملہ آنہا خلافت خلفاء بودہ است آں ہمہ تفسیر آیت استخلاف است و آیت تمکین فے الارض یکے رؤیائے قلیب رواہ ابوہریرۃ وابن عمر و دیگر رؤیائے وزن در حدیث ابوبکرہ تفتی شخصے دیدہ است و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تعبیر فرمودہ اند بخلافت و عرفجہ و جماعت روایت کردہ اند کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود دیدہ و دور نیست کہ ہر دو صورت واقع شدہ باشد سوم حدیث تو ط بعضہم ببعض من حدیث جابر چہارم رؤیائے دلو من حدیث سمرۃ بن جندب پنجم رؤیائے ظلہ و حبل کہ از آسمان فرود آمد من حدیث ابی ہریرۃ و ابن عباس ششم مرسل حسن بصری و از انجملہ تعریض جلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلافت خلفاء ثلثہ بجواز اموریکہ تعلق بہ بیت المال دارد ازاں جملہ بزرگان حدیث جبیر بن مطعم ان امراۃ اتت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الحدیث اخرجہ الشیخان قال الشافعی وہذہ دلیل علے خلافۃ ابی بکر

اور ابو سعید اور جندب بن عبد اللہ اور ابوہریرہ وغیرہم بھی ہیں۔ ابو عمرؒ مصنف کتاب استیعاب نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے اور اسی پر اعتماد کیا ہے۔ اور ازانجملہ بہت سے خواب جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھے یا صحابہؓ نے دیکھے اور آپ سے عرض کئے اور ان سب کی تعبیر خلفاء کی خلافت ہوئی یہ سب خواب آیت استخلاف اور آیت تمکین کی تفسیر ہیں (یہ خواب کئی قسم کے ہیں) اوّل کنوئیں والا خواب جسکو حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عمرؓ نے روایت کیا ہے۔ دوسرے وزن کا خواب جو بروایت ابوبکرہؓ نفیع کسی اور شخص نے دیکھا تھا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر خلافت کے ساتھ فرمائی۔ اور عرفجہ اور نیز بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے کہ یہ خواب خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تھا کچھ بعید نہیں ہے کہ دونوں صورتیں واقع ہوئی ہوں تیسرے بعض خلفاء کا بعض کے دامن سے لٹکنا جس کو حضرت جابرؓ نے روایت کیا ہے۔ چوتھے ڈول کا خواب جس کو حضرت سمرہ بن جندبؓ نے روایت کیا ہے۔ پانچویں ابر والا خواب اور رسی کا خواب کہ آسمان سے لٹک رہی ہے جس کو حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے۔ چھٹے وہ خواب جو حسن بصریؒ نے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور ازانجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلفائے ثلثہؓ کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا ان کاموں کو ان کے متعلق کرکے جو بیت المال سے علاقہ رکھتے ہیں چنانچہ حضرت جبیر بن مطعمؓ کی حدیث ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی الخ جس کو شیخینؒ نے روایت کیا ہے۔ امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی دلیل ہے۔

---

[1] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خواب کا حجت ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوا کرتے ہیں باقی رہے صحابہ کرامؓ کے خواب تو وہ بھی جب حضرتؐ کے سامنے مذکور ہوگئے اور آپ کی تعبیر زبانی وحی ترجمان سے حاصل ہوگئی یا آپ کے سامنے ان کی تعبیر بیان کی گئی تو بوجہ تقریر نبوی کے وہ بھی حجت ہیں جیسا انبیاء علیہم السلام کے خوابوں کا حجت ہونا حضرت ابراہیمؑ کے خواب سے جو انھوں نے ذبح فرزند کے متعلق دیکھا تھا ظاہر ہو کر جس کو تذکرہ قرآن شریف میں یوں ہوا تعالیٰ انی اری فی المنام انی اذبحک الآیۃ [illegible] کی تعبیر کا حجت ہونا بھی قرآن کریم کی [illegible] الامر الذی فیہ تستفتیان [illegible]

وحدیث انس بعثنی بنو المصطلق وحدیث سہل بن ابی حثمۃ بایع اعرابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحدیث ابی ہریرۃ قریبا من معناہ وازانجملہ تعریض جلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلافت خلفائے ثلثہ ببعض خواص خلافت خاصہ در حق این بزرگان حدیث ابی ذر تسبیح الحصیات فی ایدی الخلفاء الثلاثۃ علی الترتیب وحدیث انس نحو من ذلک وحدیث ابی الدرداء فی امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم للصدیق بالخطبۃ ثم امرہ لعمر بالخطبۃ وحدیث ابی موسی الاشعری فی قصۃ القف وازانجملہ فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے ثلثہ را کہ ہؤلاء الخلفاء فی قصۃ تاسیس المسجد من حدیث عائشۃ وسفینۃ وازانجملہ احادیث دالہ بر حال منتظر الامارۃ وقتیکہ خلافت برائے ایشان منعقد شد دلالت نمود بر صحت خلافت ایشان حدیث علی مرتضی وحذیفہ ان تؤمروا ابابکر الحدیث وحدیث حذیفہ وغیرہ لا غنی لی عنہما ہما من الدین بمنزلۃ السمع والبصر وفی لفظ بمنزلۃ الراس من الجسد وحدیث ابی سعید خدری ولنا وزیرای فی الارض فابوبکر وعمر وازانجملہ احادیث دالہ بر آنکہ ترتیب دولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدین طریق خواہد بود کہ نبوۃ ورحمۃ

اور حضرت انسؓ کی حدیث کہ مجھے بنی المصطلق نے بھیجا الخ۔ اور حضرت سہل بن ابی حثمہؓ کی حدیث ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے کچھ معاملہ قرض کا کیا اور حضرت ابوہریرہؓ نے اسی کے قریب المعنے حدیث روایت کی ہے اور ازانجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلفائے ثلاثہ کی خلافت پر کھلی ہوئی تعریض کرنا خلافت خاصہ کے بعض خصوصیات کو ان بزرگوں میں بیان کر کے مثل حضرت ابوذرؓ کی اس حدیث کے کہ علی الترتیب خلفائے ثلثہ کے ہاتھ میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی اور حضرت انسؓ کی حدیث بھی اسی کے قریب ہے۔ اور حضرت ابوالدرداءؓ کی حدیث کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقؓ کو خطبہ پڑھنے کا حکم دیا ان کے بعد حضرت عمرؓ کو خطبہ پڑھنے کا حکم دیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی حدیث بلغ کے قصہ[1] کے متعلق اور ازانجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مسجد کی بنیاد رکھتے وقت خلفائے ثلثہ کی نسبت فرمانا کہ یہ لوگ خلفاء ہیں جس کو حضرت عائشہؓ اور سفینہؓ نے روایت کیا ہے۔ اور ازانجملہ وہ حدیثیں جو خلفاء کے ساتھ ولیعہدی کے برتاؤ پر دلالت کرتی ہیں۔ جب خلافت ان کی منعقد ہوگئی تو ان حدیثوں نے ان کی صحت خلافت پر دلالت کی مثل حدیث حضرت مرتضےؓ و حضرت حذیفہؓ کے کہ اگر تم لوگ ابوبکرؓ کو خلیفہ بناؤ الخ۔ اور حدیث حضرت حذیفہؓ کے کہ مجھے ان دونوں سے بے نیازی نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں دین میں وہ مرتبہ رکھتے ہیں جو (جسم انسان میں) کان اور آنکھ کا رتبہ ہے اور ایک روایت میں (بجائے کان اور آنکھ کے) یہ ہے کہ جو رتبہ سر کو جسم میں ہے اور مثل حدیث ابوسعید خدریؓ کے کہ زمین میں میرے دو وزیر ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اور ازانجملہ وہ حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دولت اس ترتیب سے ہوگی پہلے نبوت و رحمت

[1] جس میں دس صحابہ کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

ثم تکون خلافۃ ورحمۃ وفی لفظ خلافۃ علی منہاج النبوۃ ثم یکون ملکا عضوضا در خارج بعد زمان نبوت خلافت خلفاء حاصل شد وبعد ازاں ملک عضوض پس دانستہ شد کہ خلافت ایشان خلافت علی منہاج النبوۃ ست وخلافت ورحمت است از حدیث ابوعبیدۃ ومعاذ بن جبل وحذیفہ وغیر ایشان۔

وازانجملہ اخبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یجئ قوم تسبق ایمانہم شہادتہم وشہادتہم ایمانہم بروایۃ جماعۃ عظیمۃ منہم عمر وابن مسعود وعمران وحذیفۃ وغیرہم قرن اول زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از ہجرت تا وفات وقرن ثانی زمان شیخین وقرن ثالث زمان ذی النورین بعد ازاں اختلافہا پدید آمد وفتنہا ظاہر گردید تفصیل این اجمال آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ کہ بعد قتل حضرت عثمان بظہور پیوست در احادیث متواترۃ مستکثرۃ الطرق بیان فرمودند چنانچہ عنقریب مذکور مے گردد وما قبل آں را بوجوہ متعددہ از صفات مدح مخصوص گردانیدند

اس کے بعد خلافت اور رحمت اور ایک روایت میں خلافت بر منہاج نبوت اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت۔ اور خارج میں بعد زمانۂ نبوت کے خلفاء کی خلافت حاصل ہوئی اور اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت ہوئی پس معلوم ہوا کہ خلافت ان بزرگوں کی منہاج نبوت پر تھی اور خلافت ورحمت تھی۔ اس مضمون کی حدیثیں حضرت ابوعبیدہؓ اور معاذ بن جبلؓ و حضرت حذیفہؓ وغیرہ سے منقول ہیں۔

شرح حدیث خیر القرون

اور ازانجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بات کو بیان فرمانا ہے کہ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو میرے قرن کے بعد ہوں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں اس کے بعد کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کی قسم ان کی شہادت سے آگے بڑھیں گی اور ان کی شہادت ان کی قسم سے آگے چلے گی اس حدیث کو بہت بڑی جماعت صحابہؓ نے روایت کی ہے جن میں حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ اور عمرانؓ اور حذیفہؓ وغیرہم ہیں۔ قرن اول تو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے بعد ہجرت سے وفات تک۔ اور قرن دوم زمانہ شیخین کا ہے۔ اور قرن سوم زمانہ حضرت ذوالنورینؓ کا ہے۔ اس کے بعد اختلاف پیدا ہوئے اور فتنے ظاہر ہوئے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ کو جو بعد شہادت حضرت عثمانؓ کے ظاہر ہوا بہت سی حدیثوں میں جو بہت سندوں کے ساتھ مروی ہیں بیان فرمایا ہے جیسا کہ عنقریب (فصل چہارم میں) بیان ہوگا اور اس فتنہ سے پیشتر کے زمانہ کو کئی طرح سے عمدہ صفات کے ساتھ مخصوص کیا

۱؎ حدیث خیر القرون کے متعلق مصنف [illegible] یہ تحقیق حضرت مصنفؒ کی [illegible] صحیح مسلم کے صفحہ ۲۰۱ میں خود مصنف نے بھی اس تحقیق کی ہے جو حدیثوں میں [illegible] صحابہ تابعین کے [illegible] ان میں بھی [illegible] حدیث خیر القرون کا مصداق صحابہ قرن دوم [illegible] اور قرن سوم سے زمانہ [illegible] ان میں صحابہ [illegible] زمانے کے فتنوں کی پیشین گوئی [illegible] فصل چہارم میں [illegible] آئے گی

واجمالاً از احادیث بسیار استفاده نمودیم که چوں ملاحظۂ آں ہمہ طرق نمودیم اگرچہ مختلف اند در تعبیر و متحد اند در اصل مقصود حاصل قوی بہم رسید که مراد از قرون ثلثہ تفصیل ہماں مدت است و تقسیم بقرون ثلثہ و مدح آں قرون نیست الا باعتبار کمال مدبران آں قرون و قائمان بالامر و ایضا و باعتبار شیوع اعمال خیر و ظہور دولت اسلامیہ و انجاز موعود اللہ عزوجل در ظہور دین حق و از انجملہ احادیث دال بر آنکہ ملت اسلامیہ را نشو و نمائے خواہد بود تا غایتے بعد ازاں متناقص شدن گیرد مثل حدیث علقمہ بن کرز و حدیث یکون شیئاً ثم یکون ثم یعنی ثم یرتفع احالے غیر ذالک و ہمچنیں مشاہدہ افتاد در تاریخ که از زمان حضرت عثمانؓ اسلام متزاید بود بعد ازاں متناقص (دیده مشد) و دانستہ شد که خلافت ایشاں خلافت راشدہ مبشر بہا است و از انجملہ حدیث ابن مسعود تدور رحی الاسلام لخمس و ثلاثین سنۃ بعد ازاں بظہور فتنہ عظیمہ تعبیر نمودند که فان یہلکوا فسبیل من قد ھلک پس دوران رحی الاسلام دلالت می کند بر استقامت امور و غلبۂ او بر سائر ادیان و کثرت فتوح و آں معنی خلافت راشدہ است پس خلافت ایں عزیزاں خلافت راشدہ آمد و از انجملہ حدیث ابی ہریرہ الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام

اور اس فتنہ کے بعد کے زمانہ کو بہت برائیوں سے یاد فرمایا جب ہم ان تمام روایتوں کو جو عبارت میں مختلف اور اصل مقصود میں متحد ہیں ملاحظہ کرتے ہیں تو حدیث قوی حاصل ہو جاتا ہے کہ قرون ثلثہ سے مراد اسی مدت کی تفصیل ہے اور اس مدت کو تین قرنوں پر تقسیم کرنا اور ان قرنوں کی تعریف کرنا نہیں ہے مگر اس سبب سے کہ ان قرنوں کے مدبر اور صاحبان حکومت نہایت کامل تھے اور اعمال خیر کی اشاعت اور دولت اسلامیہ کا غلبہ اور غلبۂ دین کے متعلق اللہ عزوجل کے وعدوں کا پورا ہونا ان قرنوں میں خوب تھا۔ اور از انجملہ وہ حدیثیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ملت اسلامیہ کو ایک حد تک نشو و نما ہوگا اس کے بعد پھر تنزل شروع ہوگا مثل حدیث حضرت علقمہ بن کرز کے اور اس حدیث کے کہ اسلام پہلے شی ہوگا پھر رباعی پھر سدیس پھر بازل وغیرہ ذالک اور خارج میں بھی ایسا ہی دیکھا گیا کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک اسلام ترقی کر رہا اس کے بعد کم ہوتا ہوا دیکھ گیا معلوم ہوا کہ ان بزرگوں کی خلافت خلافت راشدہ ہے جس کی بشارت (آیات و احادیث میں) دی گئی ہے۔ اور از انجملہ حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کہ اسلام کی چکی پینتیس سال چلتی رہے گی اس کے بعد آپ نے ایک فتنۂ عظیم سے ڈرایا اور فرمایا کہ اگر اس فتنہ میں لوگ ہلاک ہو گئے تو ان کی وہی راہ ہے جو اور ہلاک ہونے والوں کی راہ تھی۔ اسلام کی چکی کا چلنا دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ اسلامی کام بہت ٹھیک رہیں گے اور تمام دینوں پر اس کو غلبہ رہے گا اور فتوحات کی کثرت ہوگی۔ اور خلافت راشدہ کے یہی معنے ہیں پس ان بزرگوں کی خلافت خلافت راشدہ ہوگئی۔ اور از انجملہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں۔

[1] شی وہ اونٹ ... [illegible] ... اسلام کی ترقی ... [illegible] ... کامل ہو جائیگا
حضرت ... اس حدیث کو بیان کرکے ... [illegible]

واز جہا دانستہ شد کہ خلافت راشدہ بمدینہ خواہد بود و در خارج غیر خلفائے ثلثہ در مدینہ اقامت نہ نمودند و آنرا زانجملہ احادیث دال است بر آنکہ عمر بن الخطاب غلق فتنہ است نگاہبان است از فتن مثل حدیث حذیفہ و آں اصح این باب است و حدیث عبداللہ بن سلام و ابی ذر و غیر ایشان و در خارج ہمچنا واقع شد کہ در زمان حضرت عمرؓ ہیچ فتنہ بر نخاست و این بشارت است بخلافت راشدۂ عمر بن الخطاب و آنرا زانجملہ احادیث دال است بر آنکہ حضرت عثمانؓ در وقت فتنہ برحق باشد و مخالفان او بر باطل و در طرق ہمین احادیث کثرت است از مسند ابن عمرو عبداللہ بن حوالہ و مرہ بن کعب و کعب بن عجرہ و ابو ہریرہ و حذیفہ و عائشہ و غیر ایشان و حضرت عثمانؓ ہنگام فتنہ خلیفہ بود و مخالف او نزع خلافت اومی خواستند پس خلافت او عند اللہ و رسولہ ثابت بود و آنرا زانجملہ احادیث دال است بر لوازم خلافت خاصہ بالکثرت آں و تشعب طرق آں و استدلال باین لوازم دو صورت دارد یکے آنکہ معنے خلافت خاصہ منقح کنیم و معانی کہ خلافت خاصہ بآں از خلافت عامہ صحیحہ و خلافت جابرہ متمیز شود بشناسیم باز ہر یکے را ازاں معانی با دلہ متکاثرہ در خلفاء اثبات نمائیم و ایں صورت بالقطع دلالت مے کند بر مقصود و صورت دیگر آنکہ بر بعض لوازم تنبیہ نمائیم و آں را باو لہ او در خلفاء اثبات کنیم و ہر لازمے را دلیلے علیحدہ تقریر نمائیم

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ خلافت راشدہ مدینہ میں ہو گی اور خارج میں سوا خلفائے ثلثہ کے مدینہ میں کسی خلیفہ نے قیام نہیں کیا۔ اور ازانجملہ وہ حدیثیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ فتنہ کے (دروازہ کے) لئے قفل تھے اور فتنوں سے امت کے بچانے والے تھے مثل حدیث حضرت حذیفہؓ کے جو اس باب کی تمام حدیثوں سے زیادہ صحیح ہے اور مثل حدیث عبداللہ بن سلامؓ اور ابوذر وغیرہ کے اور خارج میں بھی ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہوا اس سے حضرت عمر بن خطابؓ کی خلافت کے خلافت راشدہ ہونے کی بشارت نکلتی ہے۔ اور ازانجملہ وہ حدیثیں ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ فتنہ کے وقت حق پر ہوں گے اور ان کے مخالف باطل پر ہوں گے ان حدیثوں کی سندیں بہت زیادہ ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ اور عبداللہ بن حوالہ اور مرہ بن کعب اور کعب بن عجرہ اور ابوہریرہ اور حذیفہ اور حضرت عائشہؓ وغیرہ ان حدیثوں کے راوی ہیں اور حضرت عثمانؓ فتنہ کے وقت بھی خلیفہ تھے اور ان کے مخالف ان سے خلافت کو نکال لینا چاہتے تھے پس معلوم ہوا کہ خلافت ان کی اللہ و رسول کے نزدیک ثابت تھی۔ اور ازانجملہ وہ حدیثیں ہیں جو خلافت خاصہ کے لوازم پر دلالت کرتی ہیں یہ حدیثیں بھی بہت ہیں اور بہت سندوں سے مروی ہیں ان لوازم سے استدلال کرنے کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے ہم خلافت خاصہ کے معنے کی تنقیح کریں اور وہ اوصاف جن کی وجہ سے خلافت خاصہ اور خلافت عامہ صحیحہ اور خلافت جابرہ میں باہم امتیاز پیدا ہوتا ہے معلوم کر لیں پھر ہم خلافت خاصہ کے اوصاف کو دلائل کے ساتھ خلفاء میں ثابت کریں یہ صورت بھی یقیناً مقصود پر دلالت کرتی ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ صرف بعض لوازم کو بیان کریں اور ان کو دلائل کے ساتھ خلفاء میں ثابت کریں اور ہر لازم کو جداگانہ دلیل سے ثابت کریں۔

واکثر صحابہ و تابعین بایں نوع سلوک کردہ اند وحقیقت خلافت خلفاء بایں مسلک شناخت وایں آثار محتمل دو وجہ است یکے آنکہ بعض لوازم را ذکر کردند و بعض آخر را حذف نمودند اتکالا علے انہو معلوم عند ہم چنانکہ در بعض اوقات از مقدمتے الدلیل یکے را ذکر کنند وازدیگرے سکوت ورزند و حینئذ اصل استدلال تمام باشد و در تقریر مسامحتے بکار برده باشند دیگر آنکہ غرض ایشان استدلال بیک لازم فقط چوں ہر یکے مناسب است باصل غرض ومظنۂ مطلوب و حینئذ دلیل ظنی باشد یا خطابی پس جمعے از صحابہ بسوابق اسلامیہ فقط استدلال کردند جمعے بہ بشارت بالجنۃ فقط و جمعے بآنکہ با حضرت صدیق و فاروق معاملہ منتظر الامارۃ مے فرمودند و ازیں قبیل است استدلال بقول حضرت عائشہ لو کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مستخلفا لاستخلف ابا بکر ثم عمر و جمعے بآنکہ خلفاء را در شرع وصف سابقین مقربین اثبات نمودہ اند و ازیں قبیل است استدلال شیخ محی الدین بن عربی بر خلافت راشدہ عمر فاروق بایں مضمون کہ حقیقت نبوت وحی و عصمت است و حقیقت خلافت نبوت وجود نمونہ از ہر یکے در خلیفہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چوں فرمودند کہ فاروق محدَّث است و سکینہ بر زبان او نطق میکند و فرمودند کہ شیطان از ظل فاروق مے گریزد اثبات کردند خلافت نبوت او را

(یہ صورت بھی کافی ہے) اکثر صحابہ و تابعین نے اسی صورت کو اختیار کیا ہے اور خلافت خلفاء کی حقیقت کو اسی طریقہ سے پہچانا ہے (صحابہ و تابعین کے) ان آثار میں دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ انھوں نے بعض لوازم کو ذکر کیا اور بعض کو اس خیال سے چھوڑ دیا کہ اوروں کو معلوم ہیں جیسا کہ بعض اوقات دلیل کے دو مقدموں میں سے ایک کو ذکر کرتے ہیں اور دوسرے کو چھوڑ دیتے ہیں اس صورت میں اصل استدلال پورا ہوتا ہے مگر تقریر میں کچھ مسامحہ ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ غرض ان کی صرف اسی ایک لازم سے استدلال کرنا ہو کیونکہ ہر لازم اصل غرض اور اصل مقصد کے لئے مفید ہے۔ اس وقت میں دلیل ظنی یا خطابی ہو جائے گی۔ پس ایک جماعت صحابہؓ نے صرف سوابق اسلامیہ سے استدلال کیا اور ایک جماعت نے جنتی ہونے کی بشارت سے۔ اور ایک جماعت نے اس بات سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق و حضرت فاروقؓ کے ساتھ ولیعہدی کا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ اور اسی قسم میں داخل ہے حضرت عائشہؓ کے اس قول سے استدلال کرنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر کسی کو خلیفہ بناتے تو ابوبکرؓ کو بناتے ان کے بعد عمرؓ کو۔ اور ایک جماعت نے اس بات سے (استدلال کیا) کہ خلفاء کے لئے شریعت میں سابقین مقربین کی صفت ثابت کی ہے اور اسی قبیل سے ہے شیخ محی الدین بن عربی کا استدلال حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت راشدہ پر بایں مضمون کہ نبوت کی حقیقت وحی اور عصمت ہے اور خلافت نبوت کی حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا نمونہ خلیفہ میں موجود ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ فاروق محدَّث ہیں اور سکینہ ان کی زبان پر بولتا ہے اور فرمایا کہ شیطان فاروقؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے تو آپ نے (اس بیان سے) ان کی خلافت نبوت کو ثابت کر دیا

وجہ با فضلیت ہر یکے کہ ماخوذ از حدیث
وزن امت و از حدیث کنا نخیّر و دیگر
مسالک کثیرہ است کہ در احصا نیاید و تطویل سبب
ملالت ناظرین است از کلام ما طرق بسیار است کلان
تا لا نطول الکلام ؛

اور ایک جماعت نے خلفائے راشدین کی فضیلت سے جو حدیث
وزن اور حدیث خیر الناس سے ثابت ہے استدلال کیا اقصر
اس استدلال کے بہت طریقے ہیں جو شمار میں نہیں آسکتے۔
ذہین عقلمندوں کے کلام سے بہت طریقے نکل سکتے ہیں لہذا ہم
ان کو ذکر کرکے کلام کو طول دینا نہیں چاہتے۔

(چوتھی فصل ختم ہوگئی)

والحمد للہ رب العالمین

ضمیمہ متعلق فصل چہارم از مترجم عافاہ اللہ تعالےٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

چونکہ مصنف نے فصل چہارم میں صحابہ کرام اور چند تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے مسانید متعلق خلافت جمع فرمائے ہیں لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ اس فصل کے آخر میں بطور ضمیمہ کے ان حضرات کے مختصر حالات لکھ دیئے جائیں تاکہ اس فصل کے پڑھنے والے کو مزید بصیرت ہو۔ صحابہ کرام کے حالات اسد الغابہ و اکمال سے لئے گئے ہیں اور تابعین و تبع تابعین کے تہذیب التہذیب سے۔

وہ صحابہ کرام جنکے نام مسانید ازالۃ الخفا فصل چہارم میں ہیں مع مختصر حالات و تعدادِ احادیث

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد حدیث	مختصر حالات
۱	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۹	نام عبد اللہ لقب صدیق اور عتیق۔ کنیت ابوبکر۔ والد کا نام ابو قحافہ قریشی تیمی ہیں۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے یہی ہیں۔ خود بھی صحابی والدین بھی صحابی اولاد بھی صحابی۔ اسلام لاتے ہی اشاعت اسلام میں کوشش شروع کی اور اکابر صحابہ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ دین کے لئے جسقدر مصائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچے سب میں شریک رہے۔ اور جیسی جاں نثاری انھوں نے کی کسی سے ظاہر نہ ہوئی۔ سفر ہجرت میں یہی رفیق تھے جس کا ذکر قرآن شریف میں وارد ہوا۔ تمام اشاعت خیر میں حصہ وافر لیا۔ ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ ام المؤمنین تھیں۔ احادیث میں بکثرت و بے نظیر فضائل وارد ہوئے ہیں خصوصاً وہ خطبہ جو وفات سے پانچ دن پہلے

نمبر	نام صحابی	[illegible]	مختصر حالات
			آپ نے فرمایا۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور نبی کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ مرضِ وفات میں حضرت نے ان کو اپنی جگہ پر امام کر دیا تھا۔ حضرت کی وفات کے بعد آپ کے جانشین ہوئے اور فتنۂ ردت میں وہ کام کیا جو ایک نبی اولو العزم کرتا۔ جمع قرآن کا کام بھی انہی کے عہد میں ہوا۔ دو برس تین مہینے نو دن سریرِ خلافت پر جلوہ افروز رہ کر ترسٹھ برس کی عمر میں بروز جمعہ تاریخ ۲۲ جمادی الآخر سنہ ۱۳ ہجری وفات پائی۔ حضرت فاروق اعظم نے نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں خاص اُسی قبۂ خضراء کے اندر مدفون ہوئے۔
۲	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	۲۴	لقب فاروق۔ کنیت ابو حفص۔ قریشی عدوی ہیں۔ نویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے انتالیس آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کے اسلام کے لئے حضرت نے دعا کی تھی۔ ان کے مسلمان ہوتے ہی اسلام کی قوت و شوکت روز بروز بڑھنے لگی۔ ان کی صاحبزادی حضرت حفصہ ام المومنین تھیں۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ حضرت صدیق کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ احادیث میں بکثرت اور بے مثل فضائل وارد ہوئے خصوصاً یہ کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے اور یہ کہ شیطان ان کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ تمام مشاہد سے بہرۂ وافی لیا۔ حضرت صدیق کی وفات کے بعد خلیفہ ہوئے۔ خلافت کا کام جس خوبی سے کیا محتاجِ بیان نہیں۔ جس قدر فتوحات ہوئیں اور کسریٰ و قیصر کے ملکوں میں نعرۂ توحید بلند ہوا سب انہی کی کوشش تھی۔ جمع قرآن کا ارادہ سب سے پہلے انہی کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ دس برس چھ مہینے پانچ دن خلافت کر کے ابو لؤلؤ مجوسی غلام کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور یکم محرم سنہ ۲۴ھ میں ۶۳ سال وفات پائی اور اسی قبۂ خضراء میں اپنے صاحبین کے ساتھ مدفون ہوئے۔
۳	عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۱۷	کنیت ابو عبد اللہ۔ لقب ذو النورین۔ قریشی اُموی ہیں۔ پانچویں پشت میں ان کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں اور جمہور امت کے نزدیک حضرت فاروق کے بعد تمام امت سے افضل ہیں۔ دو مرتبہ ہجرت کی۔ اول بجانب حبش دوم بجانب مدینہ منورہ۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرت صدیق کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے ان کے

ل عشرہ مبشرہ ان دس صحابہ کو کہتے ہیں [illegible] کے علاوہ متفرق طور پر اور لوگوں کو بھی بشارت [illegible]

ل یہ مسئلہ شیخین کی فضیلت تمام امت [illegible]

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد	مختصر حالات
			نکاح میں آئیں اسی سبب سے ان کو ذوالنورین کا لقب ملا۔ تمام مشاہد خیر میں کامل حصہ لیا۔ حضرت نے ان کی حیا کی بہت تعریف کی اور جنت میں اپنی رفاقت کا مژدہ سنایا۔ بیر رومہ کا خریدنا غزوۂ تبوک کا سامان کرنا کسی کا کام ان سے لیے ہوئے کہ حضرت نے بار بار ان کو جنت کی بشارت دی۔ ان کی شہادت کی خبر مستفیض حدیثوں میں ہے۔ حضرت فاروقؓ کے بعد خلیفہ ہوئے اپنی خلافت میں فتوحات اسلامی کو بڑھایا اور شیخینؓ کے جمع کئے ہوئے قرآن کو شائع کیا اور دوسرے مصاحف کو جن سے اختلاف پھیلنے کا اندیشہ تھا معدوم کردیا۔ بارہ دن کم بارہ برس خلافت کے بعد بروز جمعہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں ظلماً باغیوں کے ہاتھوں سے شہید ہوئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے اس وقت آپ کی عمر بیاسی سال تھی۔
۴	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۳۴	کنیت ابو تراب اور ابو الحسن۔ لقب اسد اللہ۔ قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں۔ نابالغ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے یہی ہیں عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور اہل حق کے نزدیک حضرت ذوالنورینؓ کے بعد تمام امت سے افضل ہیں سیدۃ النساء فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شوہر ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد سب انہی کی نسل سے چلی۔ تمام مشاہد خیر میں شریک رہے اور کارہائے نمایاں کئے۔ احادیث میں بہت فضائل وارد ہوئے۔ حضرت ؐ نے ان کو شہادت کی بشارت دی۔ اور ان کے قاتل کو اشقیٰ فرمایا۔ حضرت ذوالنورینؓ کے بعد خلیفہ ہوئے۔ زمانۂ خلافت میں فتنوں اور فسادوں سے سابقہ رہا۔ تریسٹھ برس کی عمر میں تین دن کم پانچ سال خلافت کر کے ۱۷ رمضان ۴۰ھ میں بمقام کوفہ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔
۵	ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ	۲	نام عامر۔ کنیت ابو عبیدہ۔ لقب امین الامۃ۔ قریشی فہری۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ ان کے والد کا نام عبداللہ ہے۔ جراح دادا کا نام ہے یہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ دو مرتبہ ہجرت کی اول بجانب حبش اور دوسری مرتبہ بجانب مدینہ منورہ۔ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے اور کارہائے نمایاں کئے۔ حضرت فاروقؓ کی خلافت میں افواج شامی کے سپہ سالار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر بہت فتوحات دیں۔ حضرت فاروقؓ اپنی وفات کے وقت فرماتے تھے کہ ابو عبیدہؓ زندہ ہوتے تو میں ان کو خلیفہ بنا جاتا

نمبر	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
			اب میں کسی کو نہ بن دوں گا تم لوگ فلاں فلاں چھ آدمیوں میں سے کسی کو منتخب کر لو۔ اٹھاون برس کی عمر میں بمرض طاعون عمواس ۱۸ھ میں انتقال فرمایا۔ اور مقام بیسان علاقہ شام میں مدفون ہوئے۔
۶	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۲	انصاری خزرجی۔ ان سات انصار میں سے ہیں جو بیعت عقبہ اولیٰ میں تھے۔ کل غزوات میں ہم رکاب نبوت رہے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں مشرف باسلام ہوئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو۔ ابن مسعودؓ ابی بن کعب۔ معاذ بن جبل۔ سالم مولائے ابو حذیفہ۔ اور ان کو حلال و حرام کا اعلم بھی فرمایا۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو حضرتؐ کے سامنے فتویٰ دیا کرتے تھے۔ حضرتؐ نے ان کو یمن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ۱۸ھ ہجری میں بمرض طاعون عمواس بعد وفات حضرت عبیدہؓ کے وفات پائی۔
۷	عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ	۳	قریشی زہری۔ کنیت ابو محمد۔ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ منجملہ ان پانچ آدمیوں کے ہیں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ذریعہ سے ایمان لائے تھے۔ پہلے حبش کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ منورہ کی طرف۔ تمام غزوات میں ہم رکاب سعادت رہے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور ان چھ شخصوں میں سے ہیں جن کو حضرت فاروقؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے تجویز کیا تھا۔ ایک مرتبہ سفر میں حضرتؐ نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ بڑے مالدار تھے۔ جب انتقال ہوا تو اس قدر سونا چھوڑا کر کلہاڑیوں سے کاٹ کر ورثہ میں تقسیم ہوا۔ ۳۲ھ ہجری میں بعمر ۷۵ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
۸	زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبداللہ۔ لقب حواری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ قریشی اسدی۔ ان کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ ان کے والد عوام اور ام المومنین خدیجہ سگے بھائی بہن تھے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ان سے پہلے صرف تین چار آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ بوقت اسلام ان کی عمر ۱۵ سال تھی۔ دونوں ہجرتیں حبش اور مدینہ کی طرف کی تھیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں ہم رکاب سعادت رہے اور کارہائے نمایاں کئے۔ فرماتے تھے میرے جسم میں کوئی عضو ایسا نہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ زخمی نہ ہوا ہو۔ اسلام لانے کی وجہ سے ان کے چچا نے ان کو دھوئیں کے مقام میں بند کر دیا بہت ستایا مگر ثابت قدم رہے۔ حضرت فاروقؓ نے اپنے بعد خلافت کے لئے جن چھ آدمیوں کو

نمبرشمار	نام صحابی	تعداد ملاقات	مختصر حالات
			منتخب کیا تھا ان میں ان کا نام بھی تھا۔ جنگ جمل میں حضرت علی مرتضےٰ سے قتال کو پہنچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ سے فرمایا تھا کہ ابن صفیہ کے قاتل کو دوزخ کی خبر دینا چنانچہ ابن جرموز نے جس وقت جاکر حضرت علیؓ کو یہ خبر دی کہ میں نے آپ کے دشمن زبیرؓ کو قتل کر دیا اور یہ ان کی تلوار ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا واللہ یہ وہی تلوار ہے جس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت مصائب کو دفع کیا ہے اور تو دوزخی ہے۔ حضرت زبیرؓ کی شہادت بروز پنجشنبہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۳۶ھ ہجری میں بعمر ۶۴ سال واقعہ جمل میں ہوئی۔
۹	طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو محمد۔ لقب طلحۃ الخیر۔ قریشی تیمی۔ ساتویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت صدیقؓ کی ترغیب سے مشرف باسلام ہوئے عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے خصوصاً اُحد میں خوب کام کئے اپنے آپ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سپر بنا دیا تھا۔ تیر کو اپنے ہاتھ سے روکتے تھے اس کے سبب سے اس ہاتھ کی انگلی بیکار ہوگئی تھی۔ اُحد کے دن چوبیس زخم ان کے لگے تھے۔ حضرت فاروقؓ نے جن چھ آدمیوں کو اپنے بعد خلافت کے لئے منتخب کیا تھا ان میں یہ بھی تھے۔ جنگ جمل میں انہوں نے بھی حضرت علیؓ سے قتال کیا تھا اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ حضرت علیؓ جب مقتولوں کی لاشیں دیکھ رہے تھے ان کی طرف سے گزرے تو بیٹھ گئے اور ان کے چہرہ سے مٹی پونچھی اور روتے فرمایا کہ اے ابو محمد! مجھ پر بہت شاق ہے کہ تم کو اس حالت میں دیکھوں کاش میں آج سے بیس برس پہلے مر چکا ہوتا۔ بروز پنجشنبہ ۱۰ جمادی الاولیٰ ۳۶ھ بعمر ۶۰ سال واقعہ جمل میں شہید ہوئے۔
۱۰	سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۵	قریشی زہری۔ والد کا نام مالک اور کنیت ابو وقاص۔ پانچویں پشت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دادا کے دادا ہیں۔ اور ان کے دادا کے دادا کے والد۔ حضرت آمنہؓ سے بہت قریب کا رشتہ ہے حضرت آمنہؓ اور ان کے والد چچیرے بھائی بہن ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے فی سبیل اللہ کافروں کا خون بہایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بڑے مستجاب الدعوۃ ہوگئے تھے جو دعا مانگتے تھے پوری ہوتی تھی۔ بڑے تیر انداز تھے۔ حضرت فاروقؓ کے زمانہ میں افواج عراقی کے سپہ سالار تھے۔ ایران کو انہی نے فتح کیا اور

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد	مختصر حالات
			شہر کوفہ کو انہی نے آباد کیا۔ حضرت فاروقؓ نے جن چھ اصحاب کو اپنے بعد خلافت کے لئے تجویز کیا تھا ان میں یہ بھی تھے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد خانہ نشین ہو گئے تھے اور کسی لڑائی میں کسی کی طرف شرکت نہ کی۔ حضرت معاویہؓ نے جب ان کو اپنی مدد کے لئے بلایا تو صاف کہہ دیا کہ جب میں نے علیؓ کا کہنا نہ مانا جو تم سے بدرجہا افضل ہیں تو تم کو مجھ سے کچھ امید نہ رکھنی چاہیئے۔ بوقت وفات انھوں نے ایک پرانا اونی جبہ منگایا اور کہا کہ مجھے اسی میں کفنانا یہ وہ جبہ ہے جس کو پہن کر میں بدر کے دن مشرکوں سے لڑا تھا۔ حضرت سعدؓ نے ستر برس سے زائد عمر پاکر ۵۵ھ ہجری میں اپنے مکان واقع عقیق میں مدینہ منورہ کے قریب وفات پائی وہاں سے ان کی نعش مبارک لوگوں کے کندھوں پر آئی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔ عشرہ مبشرہ میں سب سے اخیر میں انہی کی وفات ہوئی۔
۱۱	سعید بن زید رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابوالاعور قریشی عدوی۔ حضرت فاروقؓ کے چچیرے بھائی ہیں اور ان کے بہنوئی بھی فاطمہ بنت خطاب کے شوہر ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں مہاجرین اولین میں سے ہیں عشرہ مبشرہ میں سے ہیں مستجاب الدعوات تھے انکی زوجہ فاطمہ بنت خطاب ہی حضرت عمرؓ کے اسلام کا سبب ہوئیں۔ ستر برس سے زائد عمر پاکر مقام عقیق میں ۵۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ نعش مدینہ منورہ آئی۔ اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔
۱۲	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۲۲	کنیت ابوعبدالرحمٰن۔ لقب صاحب السواک والنعلین۔ یہ لقب اس سبب سے ہوا کہ سفر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسواک اور نعلین وغیرہ انہی کے پاس رہتی تھیں۔ ان کی والدہ کی کنیت اُمّ عبد تھی اس لئے بعض احادیث میں ان کو ابن ام عبد فرمایا گیا۔ قدیم الاسلام ہیں۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف پانچ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ ان کی آمد ورفت حضرتؐ کے یہاں اس قدر تھی کہ لوگ ان کو بھی آپ ہی کے گھر کا ایک آدمی سمجھتے تھے۔ تمام غزوات میں شریک رہے اور کارہائے نمایاں کئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اُمت کا مقتدا بنایا تھا فرمایا کہ جو کچھ ابن ام عبد تم کو حکم دیں اس کو مانو۔ حضرت فاروقؓ نے اپنے عہد میں ان کو کوفہ بھیجا تھا اور اہل کوفہ کو لکھا تھا کہ میں نے عمار بن یاسر کو حاکم اور عبداللہ بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے تم لوگ ان کی پیروی کرو یہ دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منتخب اصحاب میں سے ہیں۔ بدری ہیں۔ میں تمہارے لئے عبداللہ بن مسعود کو اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں۔ نیز حضرت فاروقؓ ان کو کہا

نمبر	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			کرتے تھے کہ ایک ظرف ہے جو علم سے بھرا ہوا ہے۔ سیرت اور روش میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے۔ حضرت نے ان کو بھی جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ انھوں نے اپنے طور پر قرآن شریف کو بھی جمع کیا تھا جس میں بعض تفسیری الفاظ بھی لکھ لیتے تھے۔ اور بعض منسوخ التلاوۃ آیتیں بھی۔ حضرت عثمانؓ نے جب اپنی خلافت میں یہ انتظام کیا کہ شیخینؓ کا جمع کیا ہوا مصحف شائع کیا جائے اور دوسرے مصاحف جن سے آیندہ نسلوں کے اشتباہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے معدوم کر دیے جائیں تو حضرت ابن مسعودؓ نے اس سے اختلاف کیا اور اپنا مصحف کسی طرح نہ دیتے تھے اسی کے متعلق حضرت عثمانؓ کے غلاموں سے کوئی حرکت خلاف ان کی شان کے ظہور میں آئی اور ان کو حضرت عثمانؓ سے کدر ہو گیا تھا جو آخر میں رفع ہو گیا۔ سنہ ۳۲ھ میں بمقام مدینہ منورہ ساٹھ برس سے زائد عمر میں وفات پائی۔ جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔
۱۳	عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما	۴۴	امیر المومنین فاروق اعظمؓ کے صاحبزادے ہیں۔ اپنے والد کے ساتھ بچپن میں مسلمان ہو گئے تھے بدر اور احد میں بوجہ کم سنی کے شریک نہیں کیے گئے۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خندق ہے اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ جنگ یرموک اور فتح مصر میں بھی شریک تھے۔ اتباع سنت اور زہد و تقوی میں ضرب المثل تھے تمام فتنوں سے علحدہ رہے حضرت علی مرتضےٰ نے جب ان کو اپنے ہمراہ لڑنے کے لیے بلایا تو انھوں نے کہا اے ابو الحسن اگر آپ مجھے اژدہے کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیں تو میں بے تامل ڈال دوں گا مگر مجھ سے یہ نہ ہو گا کہ کسی مسلمان پر تلوار اٹھاؤں۔ حضرت عثمانؓ کے بعد اہل شام نے بہت چاہا کہ یہ خلافت قبول کر لیں مگر کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ سنہ ۷۳ھ ہجری میں ابن زبیرؓ کی شہادت کے تین ماہ بعد چوراسی برس کی عمر میں حجاج کے اشارہ سے ایک شخص نے زہر آلود نیزہ ان کے پیر میں مارا۔ اسی سے وفات پائی۔ مقام ذی طویٰ میں مدفون ہوئے۔
۱۴	عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما	۱۲	کنیت ابو العباس، قریشی ہاشمی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں۔ لقب حبر الامۃ۔ ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تیرہ برس کے تھے۔ انھوں نے دو مرتبہ حضرت جبرئیلؑ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھا تھا۔ حضرتؐ نے ان کو دعا دی تھی کہ یا اللہ! ان کو کتاب اور حکمت کا علم عنایت کر۔ چنانچہ تفسیر قرآن کے بڑے ماہر تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ باوجود اس حذاقت و مہارت کے اکثر

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
			مسائل میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ان کو دفن کر کے محمد بن حنفیہ نے فرمایا کہ واللہ آج اس امت کا عالم مرگیا۔ ستر برس کی عمر میں بمقام طائف ۶۸ھ ہجری میں وفات پائی۔
۱۵	ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ	۸	نام عبداللہ بن قیس۔ یمن کے رہنے والے ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ قبل از ہجرت مکہ میں جا کر مسلمان ہوئے تھے۔ پھر اپنے وطن لوٹ گئے۔ ہجرت کی خبر سن کر اپنے قبیلہ کے پچاس آدمیوں کو ساتھ لے کر بقصد مدینہ منورہ چلے مگر ہوا کی ناموافقت سے ان کی کشتی حبش پہنچی۔ ان دنوں حضرت جعفر طیار حبش ہی میں تھے۔ ان کے ساتھ یہ بھی وہاں ٹھہر گئے۔ پھر انہی کے ساتھ مدینہ آئے جس وقت یہ سب لوگ مدینہ پہنچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر فتح کر چکے تھے تو غنیمت میں سے ان سب کو بھی حصہ ملا۔ حضرت ابو موسیٰ مقام زبید اور عدن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حاکم رہے۔ اور حضرت فاروقؓ نے ان کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا پھر حضرت عثمانؓ نے ان کو معزول کیا اور چند روز بعد کوفہ کی حکومت دی۔ پھر حضرت علیؓ نے اپنے عہد میں ان کو معزول کیا۔ ۲۳ھ ہجری میں انھوں نے اصفہان کو فتح کیا۔ اور تستر پہلے اہواز فتح کر چکے تھے۔ جنگ صفین میں جب ثالثی کا سوال ہوا تو حضرت علیؓ نے اپنی طرف سے ان کو اور حضرت معاویہؓ نے اپنی طرف سے عمرو بن عاصؓ کو حکم مقرر کیا اسی کو واقعہ تحکیم کہتے ہیں۔ تحکیم میں انھوں نے حضرت علیؓ کو معزول کر دیا مگر حضرت عمرو بن عاصؓ نے حضرت معاویہؓ کو معزول نہ کیا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے تریسٹھ برس کی عمر پا کر بمقام کوفہ ۵۲ھ ہجری میں وفات پائی۔
۱۶	عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو محمد۔ ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ مگر یہ اپنے والد سے پہلے اسلام لائے تھے۔ احادیث کے لکھنے کی اجازت انھوں نے لے لی تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ احادیث کا کوئی حافظ نہ تھا سوا عبداللہ بن عمرو بن عاص کے کہ وہ لکھ کر یاد کرتے تھے اور میں بغیر لکھے ہوئے۔ جنگ صفین میں اپنے والد کے اصرار سے شریک ہوئے مگر لڑے نہیں۔ ان کے والد حضرت معاویہؓ کے وزیر تھے۔ جنگ صفین کے بعد حضرت حسین بن علیؓ نے ان سے ترک کلام کر دیا تھا۔ یہ بات ان پر بہت شاق تھی۔ آخر انھوں نے جب اپنی مجبوری بیان کی تو باہم صفائی ہو گئی۔ بہتر سال کی عمر میں ۶۵ھ ہجری میں بمقام مصر وفات پائی۔

نمبر شمار	نام صحابی	نمبر طبقہ	مختصر حالات
۱۷	ابوہریرہ	۱۳	نام ونسب میں بڑا اختلاف ہے مگر سب سے زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ قبل از اسلام ان کا نام عبد شمس یا عبد عمرو تھا اور بعد اسلام کے عبد اللہ یا عبد الرحمٰن نام ہوا۔ قبیلۂ دوس کے ہیں۔ ابوہریرہؓ ان کی کنیت ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے۔ یہ کنیت اس سبب سے ہوئی کہ ہریرہ عربی زبان میں چھوٹی بلی کو کہتے ہیں۔ اور انھوں نے ایک بلی کا بچہ پالا تھا ہر وقت اس کو ساتھ رکھتے تھے۔ غزوۂ خیبر کے زمانہ میں اسلام لائے اور غزوۂ خیبر میں شریک ہوئے اور برابر حضرتؐ کی خدمت میں رہے۔ حضر وسفر میں کہیں ساتھ نہیں چھوڑا نہ کسی دوسرے کام میں سوا حفظ احادیث کے مشغول ہوئے۔ جسقدر حدیثیں ان سے مروی ہیں کسی صحابی سے مروی نہیں۔ خود کہتے تھے کہ جسقدر حدیثیں مجھے یاد ہیں کسی کو یاد نہیں سوا عبد اللہ بن عمرو بن عاص کے مگر ان میں اور مجھ میں فرق یہ ہے کہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں بغیر لکھے ہوئے۔ اٹھتر برس کی عمر میں بمقام مدینۂ منورہ ۵۷ھ ہجری میں وفات پائی۔
۱۸	ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا	۱۴	حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ہجرت سے تین برس پہلے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اس وقت ان کی عمر چھ برس کی تھی اور مدینۂ منورہ میں جب کہ ان کی عمر نو برس کی ہوئی خلوت فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد تمام ازواج مطہرات سے محبوب تر تھیں۔ بڑی عالمہ فاضلہ تھیں۔ ۱۷ رمضان ۵۸ھ میں بمقام مدینۂ منورہ وفات پائی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔ نماز جنازہ حضرت ابوہریرہؓ نے پڑھائی۔
۱۹	انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۱۲	انصاری خزرجی۔ دس برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ ان کی والدہ ام سلیمؓ بارگاہ نبوت میں بہت تقرب رکھتی تھیں۔ حضرت انسؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال اور اولاد میں برکت کی دعا دی تھی۔ چنانچہ ان کا باغ سال میں دو مرتبہ پھلتا تھا اور ان کی اولاد لڑکے اور لڑکیوں کے لڑکے ملا کر سب ایک سو بیس تھے۔ ننانوے برس سے زائد عمر پا کر ۹۳ھ ہجری میں بصرہ کے قریب بمقام طف میں وفات پائی۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔ بصرہ میں جسقدر صحابی تھے سب سے آخر میں ان کی وفات ہوئی۔
۲۰	ابوسعید خدری	۶	نام سعد بن مالک ہے۔ انصاری خزرجی ہیں۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خندق تھا

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
	رضی اللہ عنہ		ان کے والد اُحد میں شہید ہوتے تھے۔ افاضل صحابہ میں سے ہیں [illegible] ہجری میں بمقام مدینہ منورہ وفات پائی اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔
۲۱	جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	۸	انصاری خزرجی۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں بحالت صغر سنی اپنے والد کے ہمراہ شریک ہوئے تھے غزوۂ بدر و اُحد میں ان کی شرکت مختلف فیہ ہے۔ بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے موافق محمد بن علی بن حسین (یعنے امام باقر) کی تعلیم و تربیت انہیں نے کی۔ احادیث کے حافظ تھے۔ چورانوے برس کی عمر پاکر [illegible] ہجری میں بمقام مدینہ منورہ وفات پائی۔ شرکائے بیعت عقبہ میں سب سے آخر میں انہی کی وفات ہوئی۔
۲۲	عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ	۲	کنیت ابو الیقظان۔ یہ اور ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہؓ سابقین اولین میں سے ہیں۔ حضرت عمارؓ سے پہلے صرف تیس ۳۰ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ سمیہ چونکہ لونڈی تھیں اس وجہ سے ان کے مالک نے عمار کو بھی غلام بنا لیا تھا۔ یہ تینوں راہ خدا میں بہت ستائے جاتے تھے کبھی ان کی طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوتا تو آپ کو بڑا ملال ہوتا اور فرماتے صبراً یا آل یاسر اے آل یاسر صبر کرو۔ حضرت عمارؓ کو ایک مرتبہ کلمات کفر کہنے پر ان لوگوں نے مجبور کیا اور ان کو کہنا پڑے۔ ان کی والدہ کو ستاتے ستاتے مار ڈالا۔ ان کی شرمگاہ میں نیزہ مارا گیا جس سے وہ شہید ہو گئیں۔ حضرت عمارؓ بارگاہ نبوت میں بہت مقرب تھے۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ تم کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ حضرت فاروقؓ نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ میں نے عمار کو تمہارا حاکم اور عبداللہ بن مسعودؓ کو ان کا وزیر اور تمہارا معلم بنا کر بھیجا ہے یہ دونوں برگزیدہ صحابہ نبی میں سے ہیں تم لوگ ان کی پیروی کرو۔ پھر حضرت فاروقؓ نے جب ان کو معزول کیا تو پوچھا کہ تم معزولی سے ناخوش تو نہیں ہوئے انھوں نے کہا معزولی سے تو ناخوش نہیں ہوا ہاں البتہ تقرری سے ناخوش ہوا تھا۔ جنگ جمل و صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہلوایا کہ عمار کو تم لوگوں نے شہید کیا اور حضرت فرما چکے ہیں کہ عمار کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ معلوم ہوا کہ تم لوگ باغی ہو۔ حضرت معاویہؓ نے اس کی تاویل کی۔ حضرت عمار کی شہادت [illegible] ہجری میں بعمر [illegible] سال ہوئی۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
۴۳	حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ	۹	ان کے والد کا نام حسل یا حسیل ہے۔ یمان لقب ہے۔ جب ہجرت کر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضور میں حاضر ہوئے تو حضرت نے ان کو اختیار دیا چاہے مہاجرین میں رہیں چاہیں انصار میں شامل ہو جائیں۔ ان کے والد غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے اسرار اور حالات ان کو بتلائے تھے۔ حضرت عمرؓ ان سے منافقوں کے اور فتن کے حالات اکثر پوچھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ پوچھا کہ میرے عمال میں تو کوئی منافق نہیں ہے۔ انھوں نے ایک شخص کو بتایا۔ حضرت فاروقؓ نے فوراً اس کو موقوف کر دیا۔ حضرت فاروقؓ نے ان کو مدائن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ وہ ان سے بہت راضی رہے۔[1]
۴۴	ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	۲	نام جندب بن جنادہ۔ کنیت ابوذر۔ غفار اس قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ہجرت سے پہلے مکہ جا کر اسلام لائے اور پھر لوٹ کر اپنے وطن میں مقیم رہے یہاں تک کہ ہجرت کے بعد جب غزوۂ بدر و احد و خندق ہو چکے یہ مدینہ منورہ میں آگئے اور برابر وہیں رہے۔ حضرتؐ نے ان کی نسبت فرمایا کہ ان سے زیادہ سچ بولنے والا روئے زمین پر کوئی نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات کے بعد شام چلے گئے اور وہاں رہنے لگے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضرت معاویہؓ نے جو اس وقت شام کے حاکم تھے انکی شکایت کی۔ بات یہ تھی کہ حضرت ابوذرؓ کے مزاج میں زہد غالب تھا اور بعض احادیث سے ان کو ایسا سمجھ میں آیا تھا کہ مال جمع کرنا قطعاً نا جائز ہے۔ انھوں نے اسی کا وعظ ملک شام میں کہا اور حضرت معاویہؓ پر اعتراض کیا کہ وہ مال جمع کرتے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کو شکایت لکھی۔ حضرت عثمانؓ نے ان کو وہاں سے بلا کر مقام ربذہ میں بھیج دیا[2] باقی عمر ان کی وہیں گزری۔ ربذہ ایک جنگل کا نام تھا نہ وہاں کوئی آبادی تھی نہ کوئی چیز ملتی تھی۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بی بی رونے لگیں کہ اس جنگل میں تجہیز و تکفین کیسے ہوگی۔ کفن کے لئے کپڑا بھی نہ تھا تو انھوں نے کہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا تھا کہ تم میں سے ایک شخص کی وفات جنگل میں ہوگی اور اس کی تجہیز و تکفین میں مومنوں کی ایک جماعت شریک ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابن مسعودؓ

[1] مدائن ہی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی وفات کا وقت حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چالیس روز بعد ۳۶ھ میں پیش آیا۔ معتبر [2] صحیح قول یہ ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے حضرت عثمانؓ سے اجازت لے کر خود ربذہ میں اقامت اختیار کر لی تھی جو مدینہ سے تین روز کی مسافت پر ہے تفصیل کے لیے اس کتاب کا حصہ ۔۔۔ دیکھئے۔

نمبر	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
			اور تیز اور چند لوگ آئے اور انھوں نے تجہیز و تکفین کی۔ سنہ [illegible] ہجری میں وفات پائی۔
۲۵	مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ	۱	ان کے والد کا نام عمرو بن ثعلبہ ہے۔ اسود ان کے والد نہ تھے بلکہ اسود نے ان کو متبنیٰ کیا تھا۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ ان سے پہلے صرف چھ آدمی مشرف باسلام ہوئے تھے۔ حبش کی طرف بھی انھوں نے ہجرت کی تھی۔ پھر حبش سے لوٹ کر مکہ آئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو یہ ہجرت نہ کر سکے چند روز بعد ہجرت کی۔ غزوۂ بدر میں شریک تھے اور اس غزوہ میں ان سے کار نمایاں ظاہر ہوئے۔ بہت صاحب مناقب ہیں۔ سنہ ۳۳ ہجری میں بعمر ۷۰ سال مقام جرف میں جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے وفات پائی اور وہاں سے ان کی نعش مدینہ منورہ میں آئی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔
۲۶	خباب بن ارت رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں نے ان کو گرفتار کر کے اہل مکہ کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا۔ سابقین اولین میں سے ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن پر راہ خدا میں سخت مظالم کیے گئے۔ آگ کے انگاروں پر لٹائے جاتے تھے اور سر پر گرم لوہا رکھا جاتا تھا۔ ان کی پیٹھ میں داغ پڑ گئے تھے جو اخیر عمر تک رہے۔ تمام مشاہد خیر میں شریک ہوئے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ اخیر عمر میں ایک سخت اور طویل مرض میں مبتلا ہوئے جس میں ایسی سخت تکلیف ان کو تھی کہ کہتے تھے اگر موت کی دعا مانگنا منع نہ ہوتا تو میں موت کی دعا مانگتا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو صحابہ کرام نے ان سے کہا کہ آپ خوش ہوں کہ وہ وقت آ گیا کہ آپ اپنے بھائیوں کے پاس حوض کوثر پر جائیں۔ انھوں نے کہا آپ لوگ میرے ان بھائیوں کا ذکر کرتے ہیں جو گذر چکے جنھوں نے دنیا میں کچھ آرام نہیں پایا۔ میں نے تو بہت نعمتیں پائیں میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میرے اعمال کا بدلہ دنیا میں تو نہیں مل گیا ہو۔ شدت مرض کی وجہ سے جنگ صفین میں شریک نہیں ہو سکے۔ اور سنہ ۳۷ ہجری میں بعمر ۷۳ سال وفات پائی۔ اور یہ پہلے صحابی ہیں جو کوفہ میں مدفون ہوئے۔
۲۷	بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ	۵	کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ سفر ہجرت کے وقت جب حضرت ان کے یہاں پہنچے ان کا وطن راستے راہ میں تھا تو یہ سب لوگ جو قریب اسی گھر کے تھے اسلام لائے۔ پھر غزوۂ احد کے بعد حاضر خدمت ہوئے اور حدیبیہ اور بیعۃ الرضوان میں شرکت کی۔ حضرت کے بعد انھوں نے بصرہ

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
			کی سکونت اختیار کی پھر وہاں سے جہاد کے لئے خراسان گئے۔ اس کے بعد مرو میں قیام کیا اور وہیں ۶۲ھ ہجری میں بعہد یزید بن معاویہ وفات پائی۔
۳۹	عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ	۳	اس نام کے دو صحابی ہیں دونوں کے باپ کا نام بھی ایک ہے دادا کے نام میں اختلاف ہے۔ ایک کے دادا کا نام عبس ہے اور دوسرے جن کے دادا کا نام نابی ہے وہ مرتبہ میں افضل و اشرف ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ اولیٰ اور بدر و احد میں شریک تھے۔ جنگ یمامہ میں بعہد حضرت صدیقؓ شہید ہوئے اور وہ عقبہ جن کے دادا کا نام عبس ہے جہنی نسبت کے ساتھ مشہور ہیں۔ وہ ہجرت کے بعد اسلام لائے تھے اور حضرت معاویہؓ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ مصر کے والی بنائے گئے تھے اور وہیں رہتے تھے وہیں ۵۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ مصنف نے جو روایتیں نقل کی ہیں وہ عقبہ بن عامر بن عبس جہنی کی ہیں جیسا کہ ایک سند میں اس کی تصریح ہے۔
۴۰	سفینہ رضی اللہ عنہ	۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ان کا نام پہلے اور کچھ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام سفینہ رکھا وجہ اس کی یہ ہوئی کہ بوجھ زیادہ اٹھاتے تھے جب ان سے کوئی ان کا اصلی نام پوچھتا تو نہ بتلاتے اور کہتے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے نام کو دوست رکھتا ہوں۔ ایک مرتبہ ان کو سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ کشتی پر سوار تھے کشتی ٹوٹ گئی اس کے ایک تختہ پر یہ بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تختہ نہ ڈوبا اور کنارے جا لگا یہ اترے تو دیکھا کہ ایک شیر کھڑا ہے ایک مصیبت کو پیچھے چھوڑا دوسری سامنے ہے پس انہوں نے اس وقت کہا اے شیر میں سفینہ ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام یہ سنتے ہی شیر دم ہلانے لگا اور ان کو راستہ پر پہنچا گیا۔
۴۱	عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو نجیح ہے۔ اصحاب صفہ میں سے ہیں۔ فتح خیبر کے بعد ملک شام چلے گئے تھے وہیں رہتے تھے اور وہیں ۶۰ھ ہجری میں وفات پائی۔
۴۲	عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ	۲	اشعری ہیں۔ صحابی نہیں ہیں۔ مخضرم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمان ہو گئے تھے مگر شرف زیارت سے مشرف نہ ہو سکے جب حضرت معاذ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنایا یہ حضرت معاذؓ کے ساتھ تھے بہت بڑے فقیہ تھے اکابر صحابہ مثل حضرت فاروقؓ و حضرت معاذؓ کے روایت کرتے ہیں ۷۸ھ ہجری میں وفات پائی۔

ف [illegible]

نمبر	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
۳۳	ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ	۱	حجازی ہیں۔ نام ان کا معلوم نہیں ہوسکا۔ ذوالحلیفہ میں رہتے تھے۔ بڑے تیز رفتار تھے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتا تھا پھر وہاں سے روانہ ہو کر غروب آفتاب سے پہلے اپنے مقام پر پہنچ جاتا تھا۔
۳۴	ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ	۱	نام صدی بن عجلان ہے۔ مگر کنیت زیادہ مشہور ہے۔ باہلہ ایک قبیلہ ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ احادیث نبویہ انھوں نے بہت روایت کی ہیں۔ مقام حمص میں جو ملک شام کا ایک شہر ہے رہتے تھے اور وہیں اکیانوے برس کی عمر میں سنہ ۸۶ ہجری میں وفات پائی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ملک شام میں یہ سب کے بعد وفات پانے والے صحابی ہیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ شام میں سب کے بعد وفات پانے والے صحابی عبداللہ بن بسر ہیں۔
۳۵	سالم بن عبید اشجعی رضی اللہ عنہ	۱	اشجع قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ ان کا شمار اہل صفہ میں ہے۔ آخر میں کوفہ کی سکونت اختیار کر لی تھی۔
۳۶	عرفجہ اشجعی رضی اللہ عنہ	۱	ان کے والد کا نام شریح ہے۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی۔
۳۷	عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ	۱	مجاشع قبیلہ کا نام ہے جس کی طرف یہ منسوب ہیں۔ بصرہ میں رہتے تھے۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پرانے سچے محب ہیں۔
۳۸	ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ان کی ابو فراس ہے۔ قدیم الصحبۃ ہیں۔ اصحاب صفہ میں سے ہیں۔ شب کو حجرۂ مقدسہ کے دروازہ پر رہتے تھے اور تہجد کے وقت وضو کے لئے پانی دیا کرتے تھے۔ واقعہ حرہ کے بعد سنہ ۶۳ ہجری میں وفات پائی۔
۳۹	ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ	۱	نام نضلہ بن عبید۔ قدیم الاسلام ہیں۔ تمام غزوات میں شریک رہے۔ حضرت کی وفات کے بعد بصرہ چلے گئے پھر خراسان میں جہاد کیا اور مقام مرو میں سنہ ۶۰ ہجری میں وفات پائی۔
۴۰	عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو نجیح۔ قدیم الاسلام ہیں۔ مکہ میں اسلام لانے کے بعد اپنے وطن چلے گئے اور ہجرت کے منتظر رہے۔ جس وقت یہ مدینہ منورہ پہنچے غزوۂ بدر و احد و خندق ہو چکا تھا۔ اخیر میں شام چلے گئے تھے اور وہیں رہے۔
۴۱	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبداللہ۔ ملک فارس کے رہنے والے تھے۔ پہلے آتش پرست تھے یکایک ان کو اس مذہب سے نفرت پیدا ہوئی۔ اور دین حق کی تلاش دل میں پیدا ہوئی۔ چنانچہ یہ نصرانی ہو گئے اور مذہب نصرانیت کا علم خوب حاصل کیا۔ یکے بعد دیگرے کئی نصرانی علماء کی خدمت میں رہے۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
			آخری عالم نے اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا زمانہ قریب آجانے کی بشارت دی اور آپ کے ہجرت گاہ کی علامتیں بتائیں۔ اور کہا تم وہیں چلے جاؤ اور ان پر ایمان لاؤ۔ چنانچہ انھوں نے عرب کا قصد کیا۔ اتنے میں ان کو ایک قافلہ عرب کا ملا یہ اس قافلہ کے ساتھ ہو گئے قافلہ والوں نے ان کو غلام بنا کر مکہ میں بیچ ڈالا۔ مکہ والوں سے ان کو مدینہ کے یہودیوں نے مول لے لیا۔ چنانچہ یہ مدینہ میں رہے یہاں تک کہ حضرتؐ ہجرت کر کے تشریف لائے اور یہ دولت ایمان سے مشرف ہوئے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔ ان کے فضائل بہت ہیں۔ ان کی عمر بہت طویل تھی۔ ڈھائی سو (۲۵۰) برس میں تو کچھ شک نہیں۔ اور بعض لوگوں نے ساڑھے تین سو (۳۵۰) برس بیان کئے ہیں۔ بمقام مدائن سنہ ۳۶ھ ہجری میں وفات پائی۔
۴۲	ذی مخمر رضی اللہ عنہ	۱	بعض لوگ ان کا نام ذی مخبر کہتے ہیں۔ نجاشی بادشاہ حبش کے بھتیجے ہیں۔ حبش سے بہت سے آدمیوں کے ساتھ آئے تھے۔ حضرتؐ کی خدمت کیا کرتے تھے اسی وجہ سے بعض لوگ ان کو حضرتؐ کا غلام سمجھتے تھے۔ اخیر میں ملک شام چلے گئے تھے۔
۴۳	عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو عبدالرحمٰن۔ سب سے پہلا غزوہ جس میں یہ شریک ہوئے خیبر تھا۔ فتح مکہ کے دن قبیلہ اشجع کا جھنڈا انہی کے ہاتھ میں تھا۔ بمقام دمشق سنہ ۷۳ھ ہجری میں وفات پائی۔
۴۴	عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو سعید۔ اصحاب بیعۃ الرضوان میں سے ہیں۔ ان کو حضرت عمرؓ نے تعلیم دین کے لئے بصرہ بھیجا تھا۔ جب شہر تستر فتح ہوا تو سب سے پہلے اُس کے دروازہ میں یہی داخل ہوئے۔ بمقام بصرہ سنہ ۵۹ھ ہجری میں وفات پائی اور حضرت ابی برزہؓ نے اُن کے جنازے کی نماز پڑھائی۔
۴۵	ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا	۲	حضرت فاروق اعظمؓ کی صاحبزادی ہیں۔ ان کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شعبان سنہ ۳ھ ہجری میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا حضرت جبرئیلؑ نے ان کے متعلق کہا تھا کہ یہ آپؐ کی زوجہ ہیں دنیا و آخرت میں۔ بڑی عبادت گذار تھیں۔ ساٹھ برس کی عمر میں شعبان سنہ ۴۵ھ میں وفات پائی
۴۶	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبدالرحمٰن انصاری خزرجی۔ یہ ان ستر آدمیوں میں سے ہیں جو بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے۔ بدر و احد اور نیز تمام مشاہد خیر میں شریک رہے تھے حضرتؐ نے ان کو یمن کا قاضی مقرر فرمایا تھا اور حضرت عمرؓ نے ان کو حضرت ابو عبیدہؓ کے بعد شام کا عامل مقرر

نمبر	نام صحابی	طبقہ	مختصر حالات
			کیا تھا۔ اسی سال سنہ ۱۸ھ میں بعمر ۳۸ سال طاعون عمواس میں وفات پائی۔
۴۷	اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ	۱	انصاری خزرجی۔ سید القراء۔ کنیت ابوالمنذر۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کو سید الانصار اور حضرت فاروق اعظم سید المسلمین فرماتے تھے۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن حفظ کر لیا تھا اور حضرت کے سامنے فتوےٰ دیتے تھے کتابت وحی کی خدمت سے بھی ممتاز ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت نے ان سے فرمایا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم کو سورۂ لم یکن سناؤں۔ سنہ ۳۰ ہجری میں ایام حضرت عثمانؓ وفات پائی۔
۴۸	ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ	۱	نام خالد بن زید ہے۔ انصاری خزرجی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ اور بدر اور تمام مشاہد میں شریک ہوئے۔ جب حضرت ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ان کے یہاں اُترے اور جب تک مسجد اقدس اور حجرۂ شریفہ تیار نہیں ہوئے انہی کے یہاں رہے یہ شرف دعزت ان کی بہت نمایاں ہے۔ حضرت علی مرتضےٰ کے ساتھ ان کی تمام لڑائیوں میں شریک رہے سنہ ۵۲ھ ہجری میں وفات پائی۔ اور موافق وصیت قسطنطنیہ کے قریب دفن کئے گئے۔ ان کی قبر زیارت گاہ ہے۔ لوگ وہاں پانی برسنے کی دعا مانگتے ہیں۔
۴۹	ابوالدرداء رضی اللہ عنہ	۲	نام عویمر بن عامر۔ درداء ان کی صاحبزادی کا نام تھا۔ انصاری خزرجی ہیں۔ غزوۂ بدر کے بعد اسلام لائے تھے۔ اُحد اور اس کے بعد تمام مشاہد میں شریک رہے۔ افاضل صحابہ میں سے ہیں۔ بوقت وفات بہت روتے تھے۔ بڑے خائف تھے۔ کلمۂ طیبہ پڑھتے پڑھتے روح قبض ہوگئی۔ اخیر عمر میں شام کی سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے دو برس پہلے یعنی سنہ ۳۲ھ ہجری میں بمقام دمشق وفات پائی۔
۵۰	اُسید بن حُضَیر رضی اللہ عنہ	۲	کنیت ان کی ابویحییٰ ہے۔ انصاری اوسی ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبۂ ثانیہ میں شریک تھے۔ شرکت بدر میں اختلاف ہے مگر اُحد اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو نعم الرجل یعنے "کیا اچھا آدمی" فرمایا تھا ان کا واقعہ ہے کہ سورۂ بقرہ شب کو اپنے گھر میں پڑھ رہے تھے کہ انھوں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک چیز مثل سائبان کے اُتر رہی ہے اس میں شمعیں روشن ہیں۔ گھوڑا ان کا قریب تھا وہ بھڑکنے لگا انھوں نے تلاوت موقوف کر دی۔ حضرت نے فرمایا وہ فرشتے تھے قرأت القرآن

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			میں حضرت فاروق کے ہمراہ تھے۔ شعبان ۲۰ھ ہجری میں بعہد حضرت فاروق وفات پائی جنۃ البقیع میں دفن ہوئے۔
۵۱	زید بن ثابت رضی اللہ عنہ	[illegible]	کنیت ابوسعید۔ انصاری خزرجی۔ بوقت ہجرت ان کی عمر گیارہ برس تھی۔ بدر میں کم سنی کے سبب سے شریک نہ ہو سکے اور اُحد میں اختلاف ہے مگر خندق اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں بالاتفاق شریک رہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف سے خط کتابت کا کام کرتے تھے۔ حضرت کے پاس بعض بعض خطوط سریانی زبان میں آتے تھے لہٰذا ان کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم ہوا تھا۔ شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں کتابت مصحف کی عظیم الشان خدمت انہی سے لی گئی۔ علم فرائض کے خاص کر بہت بڑے ماہر تھے جب انکی وفات ہوئی تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا واللہ آج اس امت کا بہت بڑا عالم مرگیا ۴۵ھ ہجری میں بعمر ۵۶ سال مدینہ منورہ میں وفات پائی۔
۵۲	زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ	۱	انصاری خزرجی ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کا بعد وفات کلام کرنا مروی ہے۔ ان کے والد حضرت خارجہؓ بھی صحابی ہیں وہ اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ حضرت زیدؓ بوجہ صغر سنی کے غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے۔
۵۳	رفاعہ بن رافعؓ	۱	انصاری خزرجی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ بدر اور اُحد اور تمام مشاہد میں شریک رہے۔ جنگ جمل و صفین میں حضرت علی مرتضےٰ کے ہمراہ تھے۔
۵۴	رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی۔ کنیت ابوعبداللہ۔ بدر میں بوجہ کم سنی کے شریک نہ ہو سکے۔ اُحد اور خندق اور اکثر مشاہد میں شریک رہے۔ اُحد کے دن ان کی گردن میں تیر لگ گیا تھا تیر تو انھوں نے نکال لیا مگر پیکان اس کی رہ گئی وہ تمام عمر نہ نکلی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں تمہارے لئے شہادت دونگا۔ ان کا وہ زخم عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں کھل گیا اور چھیاسی برس کی عمر میں ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔
۵۵	ابوسعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ	۱	نام حارث ہے۔ انصاری ہیں۔ جس سال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اسی سال ان کی ولادت ہوئی۔ ۷۴ھ ہجری میں وفات پائی۔
۵۶	براء بن عازب رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی۔ کنیت ابو عمارہ۔ غزوہ بدر میں بوجہ کم سنی کے شریک نہ ہو سکے۔ اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ ۲۴ھ میں انھوں نے رے کو فتح کیا اور تستر کی لڑائی میں بھی حضرت

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
			ابو موسیٰؓ کے ساتھ تھے۔ حضرت علیؓ کے ہمراہ جنگ جمل و صفین و نہروان میں شریک ہوئے اور بالآخر کوفہ ہی میں رہ گئے وہیں بعہد مصعب بن زبیر وفات پائی۔
۵۷	ام حرام رضی اللہ عنہا	۱	انصاریہ ہیں۔ حضرت انس بن مالکؓ کی سگی خالہ ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی بیوی ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر ان کے گھر میں تشریف لیجایا کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں اپنے شوہر کے ہمراہ جہاد روم میں وفات پائی۔ اور قبرص میں ان کی قبر ہے۔
۵۸	سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ	۲	پہلے ان کا نام حزن تھا حضرتؐ نے اس کو بدل کر سہل رکھا۔ کنیت ابوالعباس۔ انصاری ہیں بوقت وفات نبویؐ پندرہ برس کے تھے۔ بڑی عمر پائی یہاں تک کہ انھوں نے حجاج بن یوسف کا زمانہ پایا۔ حجاج نے ۷۴ھ میں ان کو خط لکھا کہ تم نے امیر المومنین عثمان کی مدد کیوں نہ کی؟ انھوں نے لکھا میں نے مدد کی تھی۔ حجاج نے لکھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اور حاکم مدینہ کو لکھا کہ ان کی گردن میں مہر لگادی جائے اس قسم کی مہر حضرت انسؓ کی گردن میں اور حضرت جابرؓ کے ہاتھ میں بھی لگائی گئی تھی۔ مطلب یہ تھا کہ ان کی تذلیل ہو۔ مدینہ منورہ میں سب صحابہؓ کے بعد ان کی وفات ہوئی۔ چنانچہ یہ خود کہا کرتے تھے کہ میرے مرجانے کے بعد پھر تم لوگ کسی کو قال رسول اللہ کہتے ہوئے نہ سنو گے۔ چھیانوے برس کی عمر پاکر ۹۱ھ ہجری میں وفات پائی۔
۵۹	نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو عبداللہ۔ انصاری ہیں۔ یہ سب سے پہلے شخص ہیں جو ہجرت کے بعد انصار کے یہاں پیدا ہوئے۔ بوقت وفات نبویؐ ان کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ ان کے والدین بھی صحابی ہیں۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں وہاں کے حاکم بھی تھے۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے نہاوند کے لشکر کے سردار تھے اور اسی جہاد میں ۲۱ ہجری میں شہید ہوئے۔
۶۰	عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ	۱	انصاری اوسی۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے۔ اور بدر و احد وغیرہ تمام مشاہد خیر میں ہمرکاب نبوت رہے۔ بقول بعض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور بقول بعض حضرت فاروقؓ کی خلافت میں بعمر ۶۵ سال وفات پائی۔
۶۱	شداد بن اوس رضی اللہ عنہ	۱	دو صحابی اس نام کے ہیں۔ دادا کے نام میں اختلاف ہے ان کے دادا کا نام ثابت ہے یہ حضرت حسان بن ثابتؓ کے بھتیجے ہیں۔ آخر میں بیت المقدس کی سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابو الدرداء ان کی نسبت فرماتے تھے کہ یہ اہل علم وفضل سے ہیں۔ ملک شام میں

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد احادیث	مختصر حالات
			بعمر ۸۰ سال سنہ ۸۵ھ میں وفات پائی۔
۶۲	حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابوالولید۔ انصاری خزرجی۔ لقب شاعر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اعلےٰ درجہ کے شاعروں میں سے تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح اور کفار کی ہجو میں ان کے بہت اشعار ہیں۔ حضرتؐ فرماتے تھے کہ ان کا شعر کافروں پر تیر سے بھی زیادہ کارگر ہے۔ حضرتؐ مسجد شریف میں ان کے لئے منبر رکھوا دیتے تھے یہ اس پر کھڑے ہوکر نعتیہ اشعار پڑھتے تھے۔ سنہ ۴۰ ہجری سے پہلے حضرت علی مرتضےٰ کی خلافت میں وفات پائی۔
۶۳	ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ	۱	نام مالک ہے۔ انصاری ہیں۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ بدر اور احد میں اور تمام مشاہد میں ہمرکاب نبوت رہے۔ سنہ ۲۰ ہجری میں بعہد خلافت حضرت فاروقؓ وفات پائی۔
۶۴	کعب بن عجرہؓ	۱	انصار کے حلیف تھے۔ متأخر الاسلام ہیں۔ اسلام لانے کے بعد تمام مشاہد میں شریک ہوئے۔ بمقام مدینہ منورہ ۵۱ھ میں بعمر ۷۵ سال وفات پائی۔
۶۵	جابر بن سمرہؓ	۲	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی بہن کے بیٹے ہیں۔ بالآخر کوفہ میں رہتے تھے اور وہیں سنہ ۷۴ ہجری میں وفات پائی۔
۶۶	عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ	۲	ان کے والد حاتم طائی سخاوت میں ضرب المثل ہیں۔ شعبان سنہ ۹ ہجری میں حضور نبویؐ میں حاضر ہوئے۔ پہلے عیسائی تھے۔ زمانۂ ارتداد میں ثابت قدم رہے۔ جنگ جمل وصفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ جنگ جمل میں ان کی ایک آنکھ شہید ہوگئی۔ سنہ ۶۸ ہجری میں وفات پائی۔
۶۷	کرز بن علقمہ رضی اللہ عنہ	۱	فتح مکہ میں اسلام لائے تھے۔ اور بڑی عمر پائی تھی۔ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں نشانات حرم کی تجدید انہی نے کی تھی۔ یہ کرز وہی شخص ہیں جنھوں نے شب غار میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا تھا مگر جب غار کے منہ پر انھوں نے مکڑی کا جالا دیکھا تو کہا کہ یہیں سے نشان گم ہوگیا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے قدم شناس تھے۔ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پیر کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ قدم اسی قدم کی نسل سے ہے جس کا نشان مقام ابراہیم میں ہے۔
۶۸	عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ	۲	ملک شام کے مقام اردن میں رہتے تھے۔ انھوں نے حضرتؐ سے پوچھا تھا کہ آپ فتنہ کے زمانہ میں مجھے کہاں رہنے کا حکم دیتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا ملک شام کا۔ انھوں نے ملک شام میں سنہ ۵۸ ہجری میں وفات پائی۔

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
۶۹	ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ		کنیت ابو عمرو۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ فتح مکہ میں اسلام لائے۔ بڑے بہادر تھے۔ یرموک کے واقعہ میں ان کی ایک آنکھ شہید ہو گئی تھی۔ ملک فارس کا صوبہ جلولا انہی نے فتح کیا تھا۔ جنگ صفین میں حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ تھے اور اسی میں شہید ہوئے۔
۷۰	نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ	۱	حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں۔ فتح مکہ میں اسلام لائے تھے۔ ان کا شمار اہل کوفہ میں ہے۔
۷۱	عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ	۱	قریشی تیمی۔ ان کی والدہ زینب بنت حمید صغر سنی میں ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئی تھیں۔ حضرت نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور ان کو برکت کی دعا دی تھی مگر بوجہ صغر سن کے ان سے بیعت نہیں لی۔
۷۲	عمران بن حصین رضی اللہ عنہ	۱	فتح خیبر کے سال اسلام لائے تھے۔ فضلائے صحابہ میں سے تھے۔ ان کے والد بھی مسلمان ہو گئے تھے۔ آخیر میں بصرہ کی سکونت اختیار کی تھی۔ اور وہیں ۵۲ھ میں وفات پائی۔
۷۳	عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ	۱	حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی ہیں۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سب سے بڑے یہی تھے۔ ۵۳ ہجری میں وفات پائی۔
۷۴	عثمان بن ارقم	۱	ان کے والد وہی ارقم ہیں جن کے گھر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم قبل ہجرت رہے تھے۔ یہ عثمان اہل بدر میں سے ہیں۔
۷۵	اسود بن سریع رضی اللہ عنہ	۱	تمیمی اسعدی ہیں۔ کنیت ابو عبد اللہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہادوں میں شریک ہوئے ہیں۔ یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ کی جامع مسجد میں وعظ کہا۔
۷۶	ابو جحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ	۳	ان کا نام وہب بن عبد اللہ ہے۔ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ جب حضرت کی وفات ہوئی تو یہ سن بلوغ کو نہ پہنچے تھے مگر آپ سے احادیث سنی تھیں۔ اور ان کی روایت کرتے تھے۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں ۷۴ ہجری میں وفات پائی۔
۷۷	عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ	۳	قریشی اسدی ہیں۔ ان کی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ کچھ دنوں حضرت کی دربانی کی خدمت پر مقرر رہے ہیں۔ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہے۔ یہ عبد اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے محاصرہ کے زمانہ میں شہید ہوئے۔
۷۸	ابو بکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ	۲	ان کا نام نفیع بن حارث ہے۔ غزوۂ طائف میں اسلام لائے تھے۔ ان کی کنیت ابو بکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی۔ بصرہ کی سکونت اختیار کی تھی اور وہیں ۵۲ھ میں وفات پائی۔
۷۹	سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابو سعید۔ بصرہ میں رہتے تھے۔ ان کے والد کے انتقال کے بعد ان کی والدہ ان کو لیکر مدینہ

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
			میں آ گئیں۔ اُحد کی لڑائی میں شریک تھے۔ حضرتؐ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا تھا کہ تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ تم میں سے سب کے بعد جو شخص مرے گا وہ آگ میں ہوگا۔ اس مجلس میں آٹھ دس آدمی تھے جن میں ایک یہ تھے اور ایک حضرت ابوہریرہؓ۔ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ آگ سے جہنم کی آگ مراد ہے۔ چنانچہ اس مجلس کے سب لوگوں کا انتقال ہوگیا صرف یہ اور حضرت ابوہریرہؓ باقی رہ گئے حضرت ابوہریرہؓ کو بڑی فکر تھی کہ کہیں وہ شخص میں تو نہیں ہوں۔ چنانچہ اکثر سمرہ کی حالت پوچھ لیتے تھے اگر کوئی کہہ دیتا کہ ان کا انتقال ہوگیا تو ان کو غش آجاتا اس خوف سے کہ سب کے بعد رہنے والا میں ہی ہوں۔ مگر حضرت ابوہریرہؓ کا ان سے پہلے انتقال ہوگیا اور ۵۹ھ ہجری میں بمقام بصرہ ان کو مرض کزاز لاحق ہوا۔ سردی کی شدت سے یہ گرم پانی دیگوں میں بھروا کر ان پر بیٹھتے تھے ایک مرتبہ اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ دیگ میں گر گئے دیگ کا پانی خوب گرم تھا اسی سے وفات پائی۔ اور حضرتؐ کی پیشین گوئی کا مطلب کھل گیا کہ آگ سے جہنم کی آگ مراد نہ تھی۔
۸۰	عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ	۱	قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سال بڑے تھے۔ کنیت ابوالفضل تھی۔ زمانہ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے کعبہ کی خدمت اور حاجیوں کو آبِ زمزم پلانا انہی کے متعلق تھا غزوۂ بدر میں کافروں کی طرف تھے اور شامل اور کافروں کے یہ بھی قید ہو کر آئے تھے۔ بندش ان کی سخت تھی جس سے یہ کراہتے تھے اور ان کے کراہنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے چینی تھی۔ ایک صحابی نے اس کیفیت کو محسوس کر کے ان کی بندش ڈھیلی کر دی۔ اس قید سے فدیہ دے کر چھوٹے اور اس کے بعد اسلام لائے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ یہ قدیم الاسلام ہیں مگر اپنا اسلام مخفی رکھتے تھے۔ بدر میں کافروں کے ساتھ بخوشی نہیں آئے تھے۔ زمانہ قحط سالی میں حضرت فاروقؓ نے انہی کا واسطہ دے کر پانی برسنے کی دعا مانگی تھی اور خوب پانی برسا تھا۔ علاوہ بیٹیوں کے ان کے دس بیٹے تھے اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ بمقام مدینہ منورہ ۱۲ رجب ۳۲ھ ہجری کو جمعہ کے دن ان کی وفات ہوئی۔ حضرت عثمانؓ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کیا اس وقت ان کی عمر اٹھاسی برس کی تھی۔
۸۱	ابوالطفیل رضی اللہ عنہ	۱	ان کا نام عامر بن واثلہ ہے جس سال غزوۂ اُحد ہوا اسی سال ان کی ولادت ہوئی بوقت وفات نبوی آٹھ برس کے تھے۔ پہلے کوفہ میں رہتے تھے پھر مکہ میں چلے آئے تھے۔ حضرتؐ کا حصہ مبارک

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد روایات	مختصر حالات
۸۹	معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ	۲	قریشی اموی۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لائے اور ان کے والد فتح مکہ میں مسلمان ہوئے پہلے مؤلفۃ القلوب میں سے تھے مگر بعد میں ان کا اسلام اچھا ہو گیا۔ غزوۂ حنین میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور کچھ دنوں کتابت وحی کی خدمت ان کے سپرد تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دمشق کے حاکم مقرر ہوئے۔ وہ برابر اس عہدہ پر رہے یہاں تک کہ حضرت علی مرتضےٰ کا زمانہ آیا تو پھر انھوں نے مستقل خلافت اپنے لئے چاہی اور حضرت علی مرتضےٰ کے قتال کیا جس کا نام جنگ صفین ہے۔ پھر سنہ ۴۱ ہجری میں حضرت علی مرتضےٰ کے بعد حضرت حسن بن علیؓ نے خلافت ان کے حوالہ کر دی۔ انھوں نے دمشق میں بعمر ۷۸ سال سنہ ۶۰ ہجری میں وفات پائی۔ ان کے پاس رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی قمیص اور آپ کے کچھ ناخن اور موئے مبارک تھے بوقت انتقال وصیت کی تھی کہ اسی قمیص کا مجھے کفن دینا اور ناخن اور موئے مبارک میری آنکھوں میں اور منہ میں رکھ دینا اور مجھے ارحم الراحمین کے حوالہ کر دینا۔
۹۰	عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ	۱	قریشی سہمی۔ سنہ ۸ ہجری میں اسلام لائے۔ ان کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عمان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ مصر کو انھوں نے فتح کیا پھر حضرت معاویہؓ نے ان کو اپنا وزیر بنایا۔ مصر میں بعمر ۹۰ سال سنہ ۴۳ ہجری میں وفات پائی۔
۹۱	عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ	۱	قریشی ہاشمی۔ حضرت جعفر طیار کے بیٹے ہیں۔ حضرت علی مرتضےٰ کے سگے بھتیجے تھے۔ جب حضرت جعفر حبش ہجرت کر کے گئے تھے تو یہ وہیں پیدا ہوئے۔ حبش میں مسلمانوں کے یہاں سب سے پہلی ولادت انہی کی ہے بڑے سخی تھے۔ مدینہ منورہ میں بعمر ۹۰ سال سنہ ۸۰ھ میں وفات پائی۔
۹۲	جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ	۳	کنیت ابو عمرو۔ جس سال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اسی سال مشرف باسلام ہوئے۔ اور آخر میں کوفہ کی سکونت اختیار کی۔ پھر ایک مدت کے بعد وہاں سے شام چلے گئے اور مقام قرقیسا میں سنہ ۵۴ ہجری میں وفات پائی۔
۹۳	جندب بن عبد اللہ	۱	صحابی ہیں۔ مگر قدیم الاسلام نہیں ہیں۔ کوفہ میں رہتے تھے۔ اس کے بعد بصرہ چلے گئے۔ فتنۂ ابن زبیر کے چار برس بعد وفات پائی۔
۹۴	ابو محجن رضی اللہ عنہ	۲	ثقفی۔ نام ان کا عمرو بن حبیب ہے۔ رمضان سنہ ۹ ہجری میں اپنے قبیلہ کے لوگوں کے ساتھ اسلام لائے تھے۔ شاعر تھے اور بہت عمدہ شعر کہتے تھے۔ اہل شجاعت تھے مگر شراب پینے کی عادت تھی کسی طرح ترک نہ کرتے تھے یہاں تک کہ فاروق اعظمؓ نے ان کو کئی مرتبہ حد لگائی پھر ان کو جلا وطن کیا

نمبر شمار	نام صحابی	تعداد حدیث	مختصر حالات
			یہ بھاگ کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اُنھوں نے ان کو قید کر دیا یہاں تک کہ ایران میں جب جنگ قادسیہ شروع ہوئی تو اُنھوں نے حضرت سعدؓ کی بیوی سلمٰی کی خوشامد کی کہ مجھے چھوڑ دو میں میدان میں جا کر لڑوں گا اور زندہ بچ گیا تو پھر اپنے کو اسی قید میں داخل کر دوں گا۔ چنانچہ اُنھوں نے منظور کیا یہ میدان میں گئے اور خوب لڑے حضرت سعدؓ ان کی لڑائی دیکھ کر خوش ہوئے اور ان کو قید سے آزاد کر دیا اور کہا اب شراب نوشی پر تمھیں سزا نہ دوں گا۔ اُسی روز سے انھوں نے شراب نوشی ترک کر دی اور کہا اب تک میں نے اس سبب سے ترک نہ کیا تھا کہ لوگ کہتے حد سے ڈر گیا اب بخوفِ خدا اس کو ترک کرتا ہوں۔ وفات ان کی آذربائیجان میں بزمانہ خلافت فاروق رضی اللہ عنہ ہوئی۔
۹۵	زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ	۱	قبیلہ نخع کے وفد کے ساتھ رجب ۹ سنہ ہجری میں حضور نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔
	نام تابعی		
۹۶	سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ	۲	کبار تابعین میں سے ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے۔ قریشی مخزومی مدنی ہیں۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال گزرنے کے بعد پیدا ہوئے۔ فقہ اور حدیث دونوں کے جامع تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فیصلوں کا علم سب سے زیادہ رکھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت کو اُنھوں نے دیکھا تھا۔ مکحول کا بیان ہے کہ میں نے طلبِ علم میں تمام دنیا دیکھ ڈالی مگر سعید بن مسیب سے زیادہ عالم کسی کو نہ پایا۔ ۹۳ھ میں وفات پائی۔
۹۷	عبد اللہ بن الخطاب رضی اللہ عنہ	۱	مخزومی۔ تابعی ہیں جیسا کہ ترمذی نے تصریح کی ہے۔ اور بعض لوگوں نے ان کو صحابی بھی کہا ہے۔
۹۸	محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ	۱	کنیت ابوبکر۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ مشاہیر تابعین میں سے ہیں۔ اور تمام علوم شرعیہ کے ماہر تھے۔ زاہد عابد تھے۔ مورق عجلی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابن سیرین سے زیادہ کسی کو فقیہ اور صاحبِ ورع نہیں دیکھا۔ ۷۷ برس کی عمر میں ۱۱۰ ہجری میں وفات پائی۔
۹۹	حسن بن علی رضی اللہ عنہ	۳	قریشی ہاشمی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت فاطمۃ زہرا کے صاحبزادے ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جوانانِ جنت کا

نمبر شمار	نام	تعداد احادیث	مختصر حالات
			سردار فرمایا۔ رمضان سنہ ۳ ہجری میں پیدا ہوئے۔ صورت اور سیرت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ بڑے کریم اور بڑے صاحب الرائے تھے اپنے والد حضرت علی مرتضےٰ کی شہادت کے بعد سنہ ۴۱ ہجری میں حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور خلافت ان کے حوالہ کر دی۔ یہ واقعہ ان کے کرم اور سیادت کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ سنہ ۵۰ ہجری میں زہر دیکر شہید کئے گئے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ حضرت حسینؓ نے ہرچند ان سے پوچھا کہ آپ کو کس نے زہر دیا مگر انھوں نے بمقتضائے کرم طبعی نہ بتایا۔
۱۰۰	حسن بن زید ابن حسن رضی اللہ عنہ	۱	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت علی مرتضےٰ کے پرپوتے ہیں۔ کنیت ابو محمد ہے۔ ابن اسحٰق اور امام مالکؒ نے ان سے احادیث کی روایت کی ہے خلیفہ منصور عباسی نے ان کو مدینہ کا حاکم بنا دیا تھا پانچ برس تک برسر حکومت رہے۔ اس کے بعد خلیفہ ان سے ناخوش ہوا اور قید کر دیا پھر منصور کے بیٹے مہدی نے اپنے عہد میں ان کو قید خانہ سے نکالا مدینہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر سنہ ۱۶۸ ہجری میں بعمر ۸۵ سال وفات پائی۔
۱۰۱	عبد اللہ ابن حسن ابن حسن رضی اللہ عنہ	۲	یہ بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ کنیت ان کی بھی ابو محمد ہے۔ والدہ ان کی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے امام مالکؒ نے اور سفیان ثوری نے احادیث کی روایت کی ہے۔ اکثر جب ان کی روایت کی ہوئی حدیث بیان کرتے تو کہتے کہ یہ بڑی بکل روایت ہے۔ مصعب زبیری نے کہا ہے کہ میں نے اپنے علماء میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ حضرت عبد اللہؒ کے برابر کسی کی بزرگی کرتے ہوں۔ ابن معینؒ جو فن جرح وتعدیل کے امام ہیں ان کی نسبت کہتے ہیں ثقۃ مامون۔ خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ کے یہاں ان کی بڑی عزت تھی خلیفہ ابو جعفر منصور کے قید خانہ میں بعمر ۷۵ سال اپنے صاحبزادہ کی شہادت سے چند ماہ پہلے وفات پائی۔ ان کے صاحبزادہ کی شہادت رمضان سنہ ۱۴۵ ہجری میں ہوئی۔
۱۰۲	حسن مثلث رضی اللہ عنہ	۱	ان کو حسن مثلث اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ان کے نسب میں تین مرتبہ پے در پے حسن کا نام آیا۔ ان کا نام بھی حسن ہے اور ان کے والد کا نام بھی اور ان کے دادا کا نام بھی حسن ہے۔ ان کے والد کو حسن مثنیٰ کہتے ہیں۔ یہ بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت عبد اللہ مذکور کے حقیقی بھائی ہیں۔ حدیث کی روایت بہت کم کرتے تھے۔ حضرت فاطمہ بنت حسین سے جب ہشام نے ان کی اولاد کی کیفیت پوچھی تو انھوں نے کہا کہ حسن ہم لوگوں کی زبان ہے۔

مختصر حالات

نخوں نے کہا فی نفسی منہ شئ وعجالد احب الی منہ یعنے میرا دل ان کی طرف سے صاف نہیں ہے اور مجالد مجھے ان سے زیادہ پسند ہیں۔ اور امام ابن سعدؒ نے کہا کہ جعفر کی روایت قابل اعتبار نہیں۔ اور مصعب زبیری نے کہا ہے کہ امام مالک جعفر کی روایت بغیر کسی دوسرے راوی کی موافقت کے نہ لیتے تھے مگر جب تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ شیعوں کا انتساب ان کی طرف محض ایک بے بنیاد افترا ہے اور وہ ٹھیک اپنے آبائے کرام کی طرح پابند طریقۂ اہل سنت و جماعت ہیں تو وہ سوء ظن دفع ہو گیا اور تمہ نے ان سے روایتیں لیں ان کی توثیق کی چنانچہ ابن ابی حاتم نے کہا ثقۃ لا یسأل عن مثلہ یعنے جعفر معتبر شخص ہیں ان جیسے شخص کا حال پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ ابن عدی اور ابن معین نے کہا ھو من ثقات الناس یعنے وہ معتبر لوگوں میں سے ہیں۔ عمرو بن ابی المقدام کہتے ہیں کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انہ من سلالۃ النبیین یعنے جب میں جعفر بن محمد کو دیکھتا تھا سمجھ لیتا تھا کہ وہ نبیوں کے خاندان سے ہیں۔ ابن حبان نے بھی ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے کہ میں نے ان کی روایت کو جانچا تو جس قدر حدیثیں ان سے معتبر راویوں نے نقل کی ہیں ان میں ایک بات بھی خلاف نہ پائی۔ اور یہ ممکن ہے کہ دوسروں کے گناہ کا بار ان پر رکھا جائے یعنے افترا پردازی شیعوں نے کی اس میں ان کا کچھ قصور نہیں۔ ساجی نے کہا کان صدوقا مأمونا اذا حدث عنہ الثقات فحدیثہ مستقیم یعنے جعفر سچ بولنے والے اور قابل اطمینان تھے۔ جب معتبر لوگ ان سے کوئی روایت نقل کریں تو وہ روایت قابل وثوق ہوتی ہے۔ امام نسائی نے کہا ہے ثقۃ یعنے وہ معتبر شخص ہیں۔ حتے کہ جن ائمہ جرح و تعدیل نے ان پر جرح کی تھی ان میں سے اکثر نے تحقیق کے بعد اپنے قول سابق سے رجوع کیا چنانچہ تہذیب التہذیب میں دو جگہ لکھا ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان نے ان سے روایت کی۔ اور امام مالک کی نسبت لکھا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں بہت دنوں تک جعفرؒ کے پاس جاتا آتا رہا۔ میں نے ان کو یا تو نماز پڑھتے ہوئے یا تلاوت قرآن کرتے ہوئے یا روزہ رکھے ہوئے پایا اور حدیث بغیر طہارت کے بیان نہ کرتے تھے۔ حضرت صادق ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔

نمبر شمار	نام	[illegible]	مختصر حالات
۱۰۵	محمد بن علی رضی اللہ عنہ		حضرت زین العابدین کے صاحبزادے اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ کنیت ابوجعفر اور لقب باقر ہے۔ تابعین میں سے ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے احادیث کی روایت کی ہے۔ ان سے بڑے بڑے اکابر ائمہ نے روایت کی ہے۔ ۱۱۴ھ ہجری میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی۔ اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئے۔

ضمیمہ ختم ہوا

قبلے کہ پیش از این فتنہ است آن را باوصاف خیر ستودند و مابعد آن را باصناف قبح نکوہیدند و استقصا نمودند در بیان آن فتنہ تا آنکہ مطابقت موصوف برآنچہ واقع شد بر ہیچ فردے مخفی نماند و بالغ بیان واضح ساختند کہ انتظام خلافتِ خاصہ بآن فتنہ منقطع خواہد شد و بقیہ برکات ایام نبوت روی باختفا خواہد آورد و این معنے را تا بحدی افصاح کردند کہ پردہ از روئے کار برخاست و حجۃ اللہ بر ثبوت آں قائم شد و آن خبر در خارج متحقق گشت بآن وجہ کہ حضرت مرتضیٰ باوجود رسوخ قدم در سوابق اسلامیہ و وفور اوصاف خلافتِ خاصہ و انعقاد بیعت برائے او و وجوب انقیاد رعیت آں حکم اللہ بہ نسبت او متمکن نشد در خلافت و در اقطار ارض حکم او نافذ نگشت و تمامہ مسلمین تحت حکم او سر فرود نیاوردند و جہاد در زمان وے رضی اللہ عنہ بالکلیہ منقطع شد و افتراق کلمۂ مسلمین بظہور پیوست و ائتلاف ایشان رخت بعدم کشید و مردم بحروب عظیمہ با او پیش آمدند و دست او را از تصرف ملک کوتاہ ساختند و ہر روز دائرۂ سلطنت او لاسیما بعد تحکیم تنگ تر شدن گرفت تا آنکہ در آخر بجز کوفہ و ماحول آن برای ایشان صافی نماند و ہر چند ایں خلیفہ در صفات کاملہ نفسانیہ ایشان

جو زمانہ کہ اس فتنہ سے پہلے کا ہے اس کو آپ نے طرح طرح کی خوبیوں کے ساتھ موصوف کیا اور جو زمانہ اس کے بعد کا ہے اس کو انواع و اقسام کی برائیوں سے یاد فرمایا۔ اور اس فتنہ کے بیان میں آپ نے انتہا درجہ کی توضیح کی یہاں تک کہ اس بیان کا اس (فتنہ) پر منطبق ہونا جو واقع ہوا کسی شخص پر پوشیدہ نہ رہا اور حضرت نے نہایت واضح عبارت میں بیان فرمایا کہ اس فتنہ سے خلافتِ خاصہ کا انتظام ٹوٹ جائے گا اور زمانۂ نبوت کی جو برکتیں باقی ہوں گی وہ چھپ جائیں گی اس بات کو بھی آپ نے ایسا کھول کر بیان فرمایا کہ اصل حقیقت کے اوپر سے پردہ اٹھ گیا اور حجتِ الٰہی اس کے ثبوت پر قائم ہو گئی۔ اس خبر کا ظہور خارج میں اس طرح ہوا کہ حضرت مرتضیٰ باوجود سوابقِ اسلامیہ میں راسخ القدم ہونے اور باوصف کثرت اوصافِ خلافتِ خاصہ کے ان کی ذات میں پائے جانے کے، اور باوجود اس کے کہ ان کے لئے بیعت کا انعقاد ہوا اور رعیت کا احکام الٰہی میں ان کے لئے مطیع ہونا ثابت ہو گیا خلافت میں متمکن نہ ہوئے اور اطرافِ ملک میں ان کا حکم نافذ نہ ہوا اور تمام مسلمانوں نے ان کے حکم کے آگے سر نہ جھکایا اور جہاد ان کے زمانے میں بالکل بند ہو گیا اور مسلمانوں کی یکجہتی میں فرق آ گیا اور ان کا باہمی اتفاق معدوم ہو گیا اور لوگوں نے بڑی بڑی لڑائیاں ان کے ساتھ کیں اور ان کے ہاتھ کو ملک میں تصرف کرنے سے کوتاہ کر دیا۔ ہر روز ان کی سلطنت کا دائرہ خصوصاً واقعۂ تحکیم[1] کے بعد تنگ ہو گیا یہاں تک کہ آخر میں سوا کوفہ اور اس کے مضافات کے ان کے لئے صاف نہ رہا۔ ہر چند ان خلیفہ کے آنجناب رضی اللہ عنہ کے صفاتِ کاملہ نفسانیہ میں

[1] جنگ صفین میں بالآخر حضرت علی اور حضرت معاویہ دونوں نے اپنی اپنی طرف سے ایک ایک حکم مقرر کیا کہ دونوں جو کچھ فیصلے کر دیں وہی فریقین مان لیں اسی واقعہ کو واقعۂ تحکیم کہتے ہیں۔

خللے نینداخت لیکن مقاصدِ خلافت علیٰ وجہہا متحقق نگشت وبعد حضرت مرتضیٰ چوں معاویہ بن ابی سفیان متمکن شد و اتفاق ناس بروی بحصول پیوست و فرقت جماعۃ مسلمین از میان برخاست وی سوابق اسلامیہ نداشت و لوازم خلافتِ خاصہ در وی متحقق نبود لعدازاں پادشاہان دیگر از مرکزِ حق دور تر افتادند کما لا یخفیٰ پس خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بانقطاع خلافتِ خاصہ منتظمہ نافذ و ازیں جہت متحقق گشت۔

اما آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اخبار فرمودند بمقتول شدن حضرت عثمان وآنکہ او بر حق خواہد بود پس ثابت است بطرق بسیار عن ابن عمر ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقال یقتل ھذا فیہا مظلوما اخرجہ الترمذی وعن عائشۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یا عثمان لعل اللہ یقمصک قمیصا فان ارادوک علے خلعہ فلا تخلعہ لہم اخرجہ الترمذی وعن مرۃ بن کعب وعبد اللہ بن حوالۃ وکعب بن عجرۃ و الفاظہم متقاربۃ ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقربہا فمر رجل مقنع راسہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ھذا یومئذ علے الہدی

کوئی خلل نہیں پیدا کیا مگر مقاصدِ خلافت جیسا کہ چاہیئے حاصل نہ ہوئے۔ اور حضرت مرتضےٰ کے بعد جب (حضرت) معاویہ بن ابی سفیان متمکن ہوئے اور لوگوں کا اتفاق اُن (کی خلافت) پر حاصل ہو گیا اور مسلمانوں کی جماعت سے باہمی نااتفاقیاں اٹھ گئیں (تو گو اُن کو خلافت میں تمکین حاصل ہو گئی مگر اُن کی خلافت خلافتِ خاصہ نہ تھی کیونکہ) وہ سوابقِ اسلامیہ نہ رکھتے تھے اور خلافتِ خاصہ کے لوازم ان میں نہ پائے جاتے تھے۔ اس کے بعد اور بادشاہ تو مرکزِ حق سے بہت دُور ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے۔ الغرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو خلافتِ خاصہ منتظمہ کے ختم ہو جانے کی خبر دی تھی وہ اس طرح ظاہر ہوئی۔ (اب دیکھو اس فتنہ کا بیان کس کس تفصیل کے ساتھ احادیث میں وارد ہوا ہے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خبر دینا کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو نگے اور وہ حق پر ہوں گے بہت سندوں سے ثابت ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ شخص اس میں ظلماً شہید کیا جائے گا۔ اس روایت کو ترمذی نے نکالا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمانؓ! امید ہے کہ اللہ تم کو ایک قمیص پہنائے گا اگر لوگ اس کے اتارنے کا ارادہ کریں تو اس کو تم نہ اتارنا۔ اس روایت کو بھی ترمذی نے نکالا ہے۔ اور مُرّہ بن کعب اور عبد اللہ بن حوالہ اور کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے ان سب کے الفاظ قریب قریب ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اس کو بہت قریب بتایا اسی اثناء میں ایک شخص سر پر چادر اوڑھے ہوئے اُدھر سے نکلا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اُس وقت ہدایت پر ہو گا۔

داعیہ جہاد برہم خورد و باز در زمان معاویہ بن ابی سفیان امر جہاد قائم گشت و ازاں تاریخ بعد ہفتاد سال دولت بنی امیہ متلاشی شد۔

اور جہاد کا انتظام بگڑ گیا پھر حضرت معاویہ بن ابی سفیان کے زمانے میں جہاد کا انتظام قائم ہوا اس تاریخ سے ستر برس کے بعد بنی امیہ کی سلطنت زائل ہو گئی۔

اما تعیین جہتے کہ ازاں فتنہ تماما پدید شود پس در حدیث ابن عمرو جماعۃ من الصحابۃ وھذا حدیث مستفیض کلام الفتنۃ ھٰھنا حیث یطلع قرن الشیطان و وقائع ہمچناں واقع شد تمامی کہ بعد مقتل حضرت عثمانؓ پیدا شد ہمہ در عراق بود است و آں شرقی مدینہ است۔

اس سمت کی تعیین جہاں سے یہ فتنہ پیدا ہوگا حضرت ابن عمرؓ اور صحابہ کی ایک جماعت کی روایت میں ہے یہ روایت مستفیض ہے (الفاظ اس کے حسب ذیل ہیں) آگاہ رہو فتنہ یہاں ہوگا جہاں سے شیطان کا سینگ (یعنے آفتاب) نکلتا ہے خارج میں بھی ایسا ہی واقع ہوا جو فتنے کہ حضرت عثمانؓ کے شہادت کے بعد پیدا ہوئے سب عراق میں تھے اور عراق مدینے سے شرقی جانب میں ہے۔

(۱) تعیین صورت و صفت فتنہ اخرج الترمذی

عن حذیفۃ بن الیمانؓ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعۃ حتے تقتلوا امامکم وتجتلدوا باسیافکم ویرث دنیاکم شرارکم ھٰذا حدیث حسن واخرج احمد عن ابن عون الانصاری ان عثمان قال لابن مسعود ھل انت منتہ عما بلغنی عنک فاعتذر بعض العذر فقال عثمان ویحک انی قد سمعت وحفظت و لیس کما سمعت ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال سیقتل امیر وینتزی منتز وانی انا المقتول ولیس عمر انما قتل عمر واحد وانہ یجتمع علیّ وذکر ابو عمر ان زرارۃ بن عمرو قص علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم رؤیا فقال رأیت نارا خرجت من الارض فحالت بینی وبین ابن لی یقال لہ عمرو

اس فتنہ کی صورت وصفت کی تعیین ترمذی نے حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم قتل کروگے اپنے امام کو اور باہم شمشیر بازی کروگے اور تمہاری دنیا کے حاکم تمہارے بدتر لوگ ہوں گے یہ حدیث حسن ہے۔ اور امام احمدؒ نے ابن عون انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا کہ ویحک میں نے سُنا ہے اور مجھے یاد ہے جیسا تم نے سُنا وہ صحیح نہیں ہے (میں نے سُنا ہے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ایک امیر قتل کیا جائے گا اور کوئی حملہ کرنے والا حملہ کرے گا یہ امیر مقتول میں ہی ہوں حضرت عمرؓ نہیں ہیں حضرت عمرؓ کو تو صرف ایک شخص نے قتل کیا تھا اور میرے اوپر مجمع ہوگا۔ اور ابو عمرؓ نے بیان کیا ہے کہ زرارہ بن عمروؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب بیان کیا کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی جو زمین سے نکلی اور میرے اور میرے بیٹے کے درمیان میں جس کا نام عمرو ہے حائل ہو گئی

لے یعنی کیا تم اس بات سے باز آؤ گے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے بعض کلمات ایسے تھے جو ابن مسعودؓ کی زبان سے نکلے ان پر عتاب ہوا تو حضرت ابن مسعودؓ نے کچھ عذر کیا اس کی نسبت فرمایا کہ جو مطلب تم نے سمجھا وہ صحیح نہیں بلکہ مطلب یہ ہے جو میں بیان کرتا ہوں [illegible]

هي تقول لظى لظى بصار واعي فقال
النبي صلى الله عليه وسلم في تعبيره اما النار
فهي فتنة تكون بعدي قال وما الفتنة يا
رسول الله قال يقتل الناس امامهم
ويشتجرون اشتجار اطباق الراس وخالف بين
اصابعه دم المؤمن على المؤمن احلى من
الماء يحسب المسيء انه محسن ان متّ ادركت
ابنك وان مات ابنك ادركتك قال فادع
الله ان لا تدركني فدعا له.

آں قبیلہ چہ کہ ترویج این فتنہ خواہند کرد

فقد اخرج الحاكم من حديث ابن مسعود
مرفوعة احذركم سبع فتن تكون
من بعدي وعدّ اولها فتنة تقبل
من المدينة قال الراوي فكانت فتنة
المدينة من قبل طلحة والزبير وآنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمودند کہ خلافت
ایشان منتظم شود بعد از ایشان منقطع
گردد چند شخص خواہند بود و اسامی
ایشان ثبت في حديث
ابي هريرة وابن عباس
في رؤيا رجل رأى فيها
ظلة تنطف سمنا وعسلا و
سببا واصلا من السماء

اس آگ سے یہ آواز نکل رہی ہے لظی لظی بصیر واعی۔ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی یہ تعبیر بیان کی کہ آگ سے مراد فتنہ
ہے جو میرے بعد ہوگا۔ زرارہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! فتنہ
کیا چیز ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کردیں گے اور
باہم سر پھٹول کریں گے اور آپؐ نے اپنی انگلیوں کے درمیان میں
فرق کرکے بتایا (کہ اس طرح ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں گے) ایک
مومن کا خون دوسرے مومن کے نزدیک پانی سے بھی زیادہ شیریں
ہوگا (اس فتنہ میں) گنہگار سمجھے گا کہ میں اچھا کام کر رہا ہوں
(اے زرارہ!) اگر تم مرگئے تو وہ فتنہ تمہارے بیٹے پر آئے گا اور
اگر تمہارا بیٹا مرگیا تو تم پر آئے گا۔ زرارہ بن عمرو نے عرض کیا کہ
آپ دعا فرمائیے کہ وہ فتنہ مجھ پر نہ آئے۔ پس حضرتؐ نے ان
کے لئے دعا فرمائی۔

اس جماعت کی تعیین جو اس فتنہ کو برپا کریں گے۔ حاکم نے
حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے وہ اس کو مرفوع کرکے بیان
کرتے تھے کہ حضرتؐ نے فرمایا: میں تم کو سات فتنوں سے خوف
دلاتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے اور آپؐ نے ان فتنوں کو شمار کرکے
بتایا سب سے پہلے وہ فتنہ ہے جو مدینے سے شروع ہوگا۔ راوی کا بیان
ہے کہ مدینہ کا فتنہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کی طرف سے ہوا۔ پھر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمایا کہ جن خلفاء
کی خلافت منتظم ہوگی اور ان کے بعد خلافت ختم ہوجائے گی وہ کتنے
شخص ہیں اور ان کے نام کیا کیا ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت
ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے خواب دیکھا تھا کہ ایک
ٹکڑا ابر کا ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور ایک رسی آسمان سے

۱؎ کیونکہ یہی دو وہ ہیں جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد [illegible]
[illegible]

الی الارض فاخذ به النبی صلی اللہ علیه وسلم فعلا ثم رجل آخر ثم رجل آخر ثم انقطع بالثالث ثم وصل له فعلا۔ الصدیق بما یدل علی ابتلاء الثالث واخرج ابوداؤد عن الحسن عن ابی بکرة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال ذات یوم من رای منکم رؤیا فقال رجل انا رایت کان میزانا نزل من السماء فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت بابی بکر ووزن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فرأینا الکراهیة فی وجه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم واخرج ابوداؤد عن سمرة بن جندب ان رجلا قال یا رسول اللہ کان دلوا دلی من السماء فجاء ابوبکر فاخذ بعراقیها فشرب شربا ضعیفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقیها فشرب حتی تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیها فشرب حتی تضلع ثم جاء علی فاخذ بعراقیها فانتشطت وانتضح علیه منها شیء وعن سهل بن ابی حثمة قال بایع اعرابی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال علی للاعرابی

زمین تک لٹک رہی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس رسی کو پکڑا اور اوپر چڑھ گئے پھر ایک اور شخص (اسی طرح اوپر چڑھ گیا) اس کے بعد ایک اور شخص (اسی طرح اوپر چڑھ گیا) پھر تیسرے شخص کی باری میں وہ رسی کٹ گئی پھر اس کے لئے جڑ ہو گئی۔ اس خواب کی تعبیر حضرت صدیقؓ نے (آنحضرتؐ کے سامنے) ایسی دی جس سے تیسرے خلیفہ کا مبتلا (بہ مصیبت) ہونا سمجھا جاتا ہے۔ اور ابوداؤد نے حسن (بصری) سے انھوں نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز (صحابہؓ سے) فرمایا کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے (تو بیان کرے) ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری (اس میں) آپؐ اور ابوبکرؓ تولے گئے تو آپؐ ابوبکرؓ سے وزنی نکلے۔ پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ تولے گئے تو ابوبکرؓ وزنی نکلے پھر عمرؓ اور عثمانؓ تولے گئے تو عمرؓ وزنی نکلے۔ اس کے بعد ترازو اٹھا لی گئی تو ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں کراہیت کے آثار دیکھے۔ اور ابوداؤد نے حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! (میں نے خواب میں دیکھا کہ) گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا گیا پھر (دیکھا کہ) ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پانی پیا مگر کمزور طریقہ سے پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پانی پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے۔ پھر عثمانؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی اور پانی پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے پھر علیؓ آئے اور انھوں نے اس کی عرقوہ پکڑ لی مگر وہ کھل گئی اور پانی کی کچھ چھینٹیں بھی ان پر پڑیں۔ اور حضرت سہل بن ابی حثمہؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ ایک اعرابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ (اونٹ بطور قرض کے) فروخت کیا حضرت علیؓ نے اعرابی سے کہا کہ

لہ کیونکہ [illegible] حضرت [illegible] ہو جاتا ہے۔

فاتيته فاخبرته فقال الى عمر
فقالوا ارجع اليه فسأله فقال ان حدث
بعمر حدث فالى من فاتيته
فسألته فقال الى عثمان
فاتيتهم فاخبرتهم فقالوا
ارجع فسله فان حدث بعثمان
حدث فالى من فاتيته فسألته
فقال ان حدث بعثمان حدث
فتبا لكم الدهر فتبا۔

آں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خبر دادند کہ امت بر حضرت
مرتضی جمع نخواہد شد و تا آنکہ آزردگی خاطر
مبارک خود تقریر فرمودند

اخرج الحاكم عن علي رضي الله عنه
قال ان مما عهد الي النبي صلى الله
عليه وسلم ان الامة ستغدر بي
بعده واخرج الحاكم عن ابن عباس
قال قال النبي صلى الله عليه وسلم
لعلي اما انك ستلقى بعدي
جهدا قال في سلامة من ديني
قال في سلامة من دينك واخرج
ابو يعلى عن علي بن ابي طالب
قال بينا رسول الله صلى الله عليه
وسلم آخذ بيدي ونحن نمشي
في بعض سكك المدينة

میں پھر خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا
تو عمرؓ کو (دینا) یہ حکم پاکر میں بنی مصطلق کے پاس گیا اور ان کو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے (ارشاد سے خبر دی) انھوں نے
(پھر مجھ سے کہا کہ) تم پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عمرؓ کو موت آجائے تو پھر کسے دیں میں
(پھر) خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا تو آپ نے
فرمایا پھر عثمانؓ کو (دینا) میں نے (خدمت نبوی سے واپس ہوکر)
ان لوگوں کو خبر دی انھوں نے پھر مجھ سے کہا کہ تم پھر خدمت
نبوی میں جاؤ اور آپ سے پوچھو کہ اگر عثمانؓ کو (بھی) موت آجائے تو
پھر کس کو دیں۔ پھر آپ کی خدمت میں آیا اور آپ سے پوچھا تو
آپ نے جواب دیا کہ اگر عثمانؓ کو بھی موت آجاتے تو پھر تمہارے
لئے ہمیشہ خرابی ہی خرابی ہے۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی کہ آپ کی
امت حضرت مرتضیٰ پر اتفاق نہ کرے گی اور اس سے آپ نے اپنی
خاطر مبارک کی آزردگی ظاہر فرمائی۔ حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے منجملہ ان چیزوں کے جو نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمائیں یہ ہے کہ آپ کے بعد آپ کی
امت مجھ سے غدر کرے گی۔ اور حاکم نے حضرت ابن عباسؓ سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (حضرت)
علیؓ سے فرمایا اے علیؓ! تم میرے بعد تکلیف پاؤ گے (حضرت علیؓ)
نے کہا (یہ تکلیف) میرے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگی؟ آپ نے فرمایا
(ہاں) تمہارے دین کی سلامتی کے ساتھ ہوگی۔ اور ابو یعلےٰ نے
حضرت علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک بار)
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم
(دونوں) مدینہ کے کسی کوچہ سے گذر رہے تھے (چنانچہ بستی سے نکل کر

لسن انک مؤمَّرٌ مستخلَف وانک مقتولٌ وان هذه مخضوبة من هذه یعنی لحیته من رأسه۔

و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے قعود از فتنہ فرمودند و درین باب تاکید تمام نمودند و فرمودند کہ شمشیرہا در آن فتنہ بشکنید و زہ و کمان قطع کنید من حدیث سعد بن ابی وقاص قال عند فتنة عثمان بن عفان اشهد ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال انها ستکون فتنة القاعد فیها خیرٌ من القائم والقائم خیر من الماشی والماشی خیر من الساعی قال قلت افرأیت ان دخل علیَّ بیتی وبسط یده علیَّ لیقتلنی قال کن کابن آدم ومن حدیث ابی موسٰی انه قال فی الفتنة کسّروا فیها قسیّکم وقطّعوا فیها اوتارکم والزموا فیها اجواف بیوتکم وکونوا کابن آدم ومن حدیث ام مالک البهزیة ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فتنة فقرّبها قالت قلت یا رسول اللہ من خیر الناس فیها قال رجلٌ فی ماشیته یؤدی حقها ویعبد ربه ورجلٌ اخذ برأس فرسه یخوّف العدو

(حضرت) علیؓ سے فرمایا (اے علیؓ!) تم سردار اور خلیفہ بنائے جاؤ گے اور تم قتل (بھی) کئے جاؤ گے۔ اور یہ یعنی تمھاری داڑھی اس کے یعنی سر کے خون سے رنگین ہوگی۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں کو) اس فتنہ سے بیٹھ رہنے کا حکم دیا اور اس باب میں تاکید تمام کی اور یہ ارشاد فرمایا کہ اس فتنہ میں اپنی تلواریں توڑ ڈالنا اور کمانوں کے چلّے کاٹ دینا۔ چنانچہ بروایت سعد بن ابی وقاصؓ منقول ہے کہ انھوں نے حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے زمانہ میں کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب (ایک ایسا) فتنہ ہوگا کہ اس (فتنہ) میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا (اے رسول اللہ) یہ تو فرمائیے کہ اگر کوئی شخص میرے گھر میں داخل ہو کر میرے قتل کرنے کو ہاتھ بڑھائے (تو میں کیا کروں) آپ نے فرمایا تم (اس وقت) مثل آدم (علیہ السلام) کے بیٹے (یعنی ہابیل) کے ہو جانا۔ اور بروایت ابو موسٰے (اشعری) منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کے متعلق فرمایا کہ اس فتنہ میں اپنی کمانوں کو توڑ دینا اور ان کے چلّے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں میں (چھپے ہوئے) بیٹھے رہنا۔ اور مثل فرزند آدمؑ کے ہو جانا۔ اور بروایت ام مالک (منقول ہے کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اور اس کا قریب ہونا بیان فرمایا۔ ام مالک کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (اس فتنہ کے زمانہ میں) سب لوگوں سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا (ایک تو) وہ شخص جو اپنے مویشیوں کو لے کر جنگل میں رہے اور ان کی خدمت کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتا رہے اور (دوسرا) وہ شخص کہ اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہو تو اپنے دشمن کو ڈراتا ہو

اذ اتینا علی حدیقۃ فقلت یا رسول اللہ ما احسنہا من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن منہا ثم مررنا باخری فقلت یا رسول اللہ ما احسنہا من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن منہا حتی مررنا بسبع حدائق کل ذلک اقول ما احسنہا ویقول لک فی الجنۃ احسن منہا فلما خلا لہ الطریق اعتنقنی ثم اجہش باکیا قلت یا رسول اللہ ما یبکیک قال ضغائن فی صدور اقوام لا یبدونہا لک الا من بعدی قلت یا رسول اللہ فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک واخرج احمد عن علی حدیثا فی اٰخرہ وان تؤمروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ہادیا مہدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم واخرج الطبرانی عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ہم ایک باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)، یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر ہم دوسرے باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر ہم (دونوں) دوسرے باغ میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا اچھا باغ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ (حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر اس دن) ہم سات باغوں میں گئے اور ہر ایک باغ کو دیکھ کر میں کہتا تھا کہ کیا اچھا باغ ہے اور آپ یہی فرماتے تھے کہ تمہارے لئے جنت میں اس سے اچھا باغ ہے۔ پھر جب راستہ میں ہم اور آپ تنہا رہ گئے تو آپ نے مجھے اپنے گلے سے لگایا اور زار زار رونے لگے۔ میں نے عرض کیا اے رسول اللہ! آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کینوں کے سبب جو بعض لوگوں کے دلوں میں ہیں اور وہ لوگ کینوں کو میرے بعد تم سے ظاہر کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں میرے دین کی سلامتی ہے۔ آپ نے فرمایا (ہاں) تمہارے دین کی سلامتی رہے گی[1] اور (امام) احمدؒ نے حضرت علیؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم علیؓ کو اپنا سردار بناؤ گے اور میں نہیں جانتا کہ تم ان کو اپنا سردار بناؤ گے تو ان کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے اور وہ تم کو سیدھی راہ پر چلائیں گے۔ اور طبرانی نے (حضرت) جابر بن سمرۃؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

[1] اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت علیؓ سے کوئی ... [illegible] ... بعض صحابہ کو حضرت علیؓ ... [illegible] ... جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے۔

ويخوفونه۔ ومن حديث أهبان بن صيفي حين دعاه علي إلى الخروج معه إن خليلي وابن عمك عهد إلي إذا اختلف الناس أن أتخذ سيفا من خشب۔ ومن حديث خباب بن الأرت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه ذكر فتنة القاعد فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الماشي والماشي فيها خير من الساعي فإن أدركك ذلك فكن عبد الله المقتول ولا تكن عبد الله القاتل۔ ومن حديث عبد الله بن مسعود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون فتنة المضطجع فيها خير من القاعد والقاعد فيها خير من القائم والقائم خير من الماشي والماشي خير من الراكب والراكب خير من المجري قلت يا رسول الله ومتى ذلك قال ذلك أيام الهرج حين لا يأمن الرجل جليسه قلت فبم تأمرني إن أدركت ذلك الزمان قال اكفف نفسك ويدك وادخل دارك الحديث۔ ومن حديث أبي هريرة قال أيها الناس أظلتكم فتن كأنها قطع الليل المظلم

اور وہ اُسے ڈراتے ہوں۔ اور بروایت اُھبان بن صیفی منقول ہے کہ جب حضرت علیؓ نے اُن کو اپنے ساتھ (جنگ صفین) میں چلنے کو فرمایا تو اُنھوں نے یہ جواب دیا کہ میرے خلیل اور آپ کے ابن عم (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) نے مجھے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ جب مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہو تو تم اُس وقت (اپنے لئے) لکڑی کی تلوار بنا لینا[1]۔ اور بروایت خباب بن ارت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے فتنہ کو ذکر کیا اور فرمایا کہ اُس میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہے اور اُس میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہے اور اُس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے۔ پس اگر تم اس زمانے کو پانا تو تم اللہ کے مقتول بندہ بننا قاتل بندہ نہ بننا۔ اور بروایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (آپ نے فرمایا) ایک ایسا فتنہ ہوگا کہ اس فتنہ میں لیٹ رہنے والا بیٹھنے والے سے بہتر ہوگا اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا پیدل چلنے والے سے بہتر ہوگا اور پیدل چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا اور سوار گھوڑا دوڑانے والے سے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ (فتنہ) کب ہوگا؟ آپ نے فرمایا زمانۂ کشت وخون میں جب کہ انسان کو اپنے ہمنشین سے امن نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے (ایسے وقت میں) کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ اگر میں اس زمانہ کو پاؤں (تو کیا کروں) آپ نے فرمایا اپنے نفس کو اور اپنے ہاتھ کو روک کر اپنے گھر بیٹھ رہو۔ الی آخرہٖ اور بروایت حضرت ابو ہریرہؓ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے) فرمایا اے لوگو! تم پر عنقریب وہ فتنے آنے والے ہیں، جو اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح (تاریک ہیں)

[1] لکڑی کی تلوار بنانا کنایہ ہے اس بات سے کہ ہتھیار [illegible] کسی وقت [illegible] تو ہتھیار [illegible] کے سبب [illegible] ہو سکے۔

خیر الناس فیہا صاحب شاء یاکل من رسل غنمہ ورجل من وراء الدرب آخذ بعنان فرسہ یاکل من سیفہ۔ ومن حدیث ابی بکرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انہا ستکون فتن الا ثم تکون فتنۃ القاعد فیہا خیر من القائم والقائم فیہا خیر من الماشی والماشی فیہا خیر من الساعی فاذا نزلت الا من کان لہ ابل فلیلحق بابلہ ومن کان لہ غنم فلیلحق بغنمہ ومن کانت لہ ارض فلیلحق بارضہ فقال لہ رجل یا رسول اللہ ارأیت ان لم یکن لہ ابل ولا غنم ولا ارض قال فلیأخذ حجرا فلیدق بہ علی حد سیفہ ثم لینج ان استطاع النجاء ثم قال اللہم ہل بلغت ثلاثا۔ ومن حدیث محمد بن مسلمۃ قلت یا رسول اللہ کیف اصنع اذا اختلف المصلون قال تخرج بسیفک الی الحرۃ فتضربہا بہ ثم تدخل بیتک حتی تأتیک منیۃ قاضیۃ او ید خاطئۃ۔ ومن حدیث وائل بن حجر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان فتنوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہوگا کہ اپنی بکریاں (کو لئے ہوئے جنگل) میں پڑا ہے اور ان میں محنت کرکے کھاتا ہے اور وہ شخص کہ سرحد کفار پر اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اپنے تلوار کے زور سے کماتا ہے۔ اور بروایت ابوبکرہ (منقول ہوکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے لوگو!) آگاہ رہو کہ عنقریب فتنے ہوں گے آگاہ رہو کہ پھر فتنے ہوں گے جن میں بیٹھ رہنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور اس میں کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور اس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اور جب فتنہ نازل ہو تو آگاہ رہو کہ جس کے اونٹ (کسی جنگل میں چرتے) ہوں تو وہ (شہر چھوڑ کر) اپنے اونٹوں (کے ساتھ جنگل) میں مل جائے (اور وہاں کا قیام اختیار کرے) اور جس کی بکریاں (کسی جنگل میں چرتی) ہوں تو وہ (شہر چھوڑ کر اپنی بکریوں کے ساتھ جنگل) میں مل جائے۔ اور جس کی کوئی زمین ہو تو وہ اپنی زمین میں جاکر رہے۔ اس پر کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر کسی کے اونٹ اور بکریاں اور زمین نہ ہو تو کیا کرے۔ آپ نے فرمایا پتھر لے کر اپنی تلوار کی پھل توڑ ڈالے اور اگر بچ سکے تو (فتنہ سے) بچ جائے پھر آپ نے تین بار فرمایا کیا میں نے (حکم خدا) پہنچادیا؟ اور بروایت محمد بن مسلمہ (منقول ہے وہ کہتے تھے کہ) میں نے کہا اے رسول اللہ جب مسلمانوں کے درمیان اختلاف واقع ہو تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا تم اپنی تلوار لے کر مقام حرہ میں چلے جانا اور اس کو پتھروں سے پھل توڑ ڈالنا پھر اپنے گھر میں (چھپ کر) بیٹھ رہنا یہاں تک کہ تم کو موت آجائے اور تمام جھگڑوں کو ختم کردے یا کوئی خطاکار ہاتھ تم تک آئے (اور تم کو قتل کر ڈالے) اور بروایت وائل بن حجر (منقول ہے وہ کہتے تھے کہ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں تھے

وقد رفع رأسه نحو المشرق وقد حضره جمع كثير ثم رد إليه بصره فقال أتتكم الفتن كقطع الليل المظلم فشدد أمرها وعجله وقبحه فقلت له من بين القوم يا رسول الله وما الفتن فقال يا وائل إذا اختلف سيفان في الإسلام فاعتزلهما.

باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیریت حال مسلمین پیش از فتنہ و شریت حال ایشان بعد فتنہ بنصح بیان ادا فرمودند و دریں باب استقصا نمودند بوجوہ بسیار

یکے آنکہ فرمود تزول رحى الإسلام لخمس وثلاثين سنة فإن يهلكوا فسبيل من قد هلك پس دوران رحی اسلام عبارت است از وجود جہاد و غلبہ دین حق بر ادیان بغلب با ائتلاف نفوس و اجتماع جموع، و خیر و ہلاک لفظی است جامع جمیع انواع شرور کہ عمدۂ آن انقطاع جہاد و وقوع فرقت است درمیان مسلمین۔

دوم در حدیث ابی ہریرہ آمدہ الخلافة بالمدينة والملك بالشام وذلك در مشکوٰۃ عن عمر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت عمودا من نور خرج من تحت رأسي ساطعا حتى استقر بالشام پس ریاست ما

آپ نے مشرق کی جانب سر اٹھا کر نظر فرمائی پھر اُدھر سے نگاہ ہٹا لی اور صحابہ کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا: تاریک رات کی طرح تم پر فتنے آ پہنچے پھر آپ نے ان فتنوں کی شدت بیان فرمائی اور ان کا جلد آنا اور برا ہونا ظاہر کیا۔ اس مجمع میں سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! فتنوں سے کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا جب اسلام کے دو گروہوں میں (باہم) تلواریں چلیں تو (اس وقت) تم دونوں (گروہوں) سے علیحدہ رہنا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے حال کا فتنہ سے پہلے اچھا ہونا اور ان کے حال کا فتنہ کے بعد برا ہونا وضاحت بیان کے ساتھ ارشاد فرمایا اور اس بارے میں پوری تفصیل کی اور بہت صورتیں بیان فرمائیں۔

اوّل یہ کہ آپ نے فرمایا۔ اسلام کی چکی پینتیس سال کے بعد بند ہو جائے گی پس اگر وہ ہلاک ہوئے تو اس شخص کی راہ پر گئے جو ہلاک ہوا (اسلام کی چکی چلنے کا مطلب یہ ہے کہ (اس مدت تک) جہاد ہوتا رہے گا اور مسلمانوں کے اتفاق و اجتماع کے سبب سے دین حق تمام دینوں پر غالب رہے گا۔ اور ہلاک ایک لفظ ہے جو تمام اقسام شر کو شامل ہے۔ اور اقسام شر میں سب سے سخت جہاد کا بند ہو جانا اور مسلمانوں کے درمیان نااتفاقی کا واقع ہونا ہے)۔

دوسری یہ کہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث میں آیا ہے کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں۔ اور مشکوٰۃ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے (خواب میں) دیکھا کہ میرے سر کے نیچے سے ایک ستون نور کا نکلا اور وہ بڑھنے لگا یہاں تک کہ شام میں پہنچ کر اس نے قرار لیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث میں ریاست کو

بدو قسم تقسیم نمودن و یکے را بخلافت مسمّے کردن
و دیگرے را بملک مع ما تقدم من حدیث
ان هذا الامر بدأ نبوة ورحمة ثم یکون
خلافة ورحمة ثم یکون ملکاً عضوضاً
ومع قوله تعالیٰ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ دلیلیست
بر آنکه این حالتین دو نوع متغائر اند و در خارج
چنان واقع شد که خلفائے ثلثہ بمدینہ
اقامت نمودند و من بعد ہیچ پادشاہے
بمدینه متوطن نگشت واگر حال ملک شام
را واضح تر خواہی حدیثے دیگر بشنو
عن عبد الله بن حوالة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يا ابن حوالة اذا رأيت الخلافة
قد نزلت الارض المقدسة فقد
دنت الزلازل والبلابل والامور
العظام والساعة يومئذ اقرب من الناس
من يدي هذه الى رأسك۔

سوم نزع امانت از صدور رجال۔

اخرج البغوي من حديث حذيفة
قال حدثنا رسول الله صلى الله عليه
وسلم حديثين قد رأيت احدهما وانا
انتظر الآخر حدثنا ان الامانة نزلت في
جذر قلوب الرجال ونزل القرآن

دو (مختلف) حصّوں پر تقسیم کرنا ایک کا نام خلافت اور دوسرے کا
نام ملک (و سلطنت) رکھنا مع اس حدیث کے جو اوپر ہو چکی کہ یہ امر
(اسلام) نبوّت اور رحمت ہو کر شروع ہوا پھر خلافت و رحمت ہو جائیگا
پھر کاٹنے والی سلطنت ہو جائے گا (اور مع اس آیۂ کریمہ کے
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ)۔ ترجمہ:- وعدہ کیا ہے اللہ
نے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے تم میں سے اور اُنھوں نے اچھے کام
کئے کہ اُن کو ضرور ضرور خلیفہ بنائے گا) بہت بڑی دلیل اس
بات کی ہے کہ دونوں حالتوں (یعنے خلافت و سلطنت) میں فرق
ہے اور دونوں مرتبوں میں مغایرت ہے اور خارج میں (بھی) ایسا
ہی واقع ہوا کہ خلفائے ثلثہ نے مدینہ میں سکونت اختیار فرمائی اور
ان کے بعد کسی بادشاہ نے مدینہ کو اپنا وطن نہیں بنایا۔ اور اگر
تم سلطنتِ شام کا حال اس سے بھی زیادہ واضح دیکھنا چاہتے ہو
تو سنو، عبداللہ بن حوالہ سے مروی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن حوالہ جب تم دیکھو کہ خلافت
(یعنے حکومت) ارض مقدس (یعنے شام) میں پہنچ گئی تو سمجھ لو کہ
اب غم اور مصیبتیں اور بڑے بڑے حوادث قریب آ گئے اور قیامت
اُس وقت لوگوں سے اس سے بھی زیادہ نزدیک ہو جائے گی جتنا
میرا یہ ہاتھ تمھارے سر سے۔[1]

تیسرے لوگوں سے امانت کا نکل جانا۔ بغوی نے بروایت
حذیفہ رضہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے ہم سے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے دو باتیں بیان فرمائی تھیں جن میں سے ایک تو میں نے
(بچشم خود) دیکھ لی اور اب دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ نے
ہم سے یہ بیان فرمایا تھا کہ امانت لوگوں کے دلوں میں (فطرۃً)
اتری ہے (یعنے خلقی چیز ہے کسب سے یہ صفت پیدا نہیں ہوتی) اور قرآن اترا

[1] اس روایت کے اوپر ملتا کر معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے بیان فرماتے وقت حضرت ابن حوالہ کے سر پر اپنا دست مبارک رکھ لیا تھا۔

فقرؤوا من القرآن وعلموا من السنة ثم حدثنا عن رفعها قال ثم ينام الرجل ثم يستيقظ وقد رفعت الامانة من قلبه ويبقى اثرها كالوكت او كالمجل كجمر دحرجته على رجلك فهو يرى ان فيه شيئا وليس فيه شيء ثم حتى يقال ان في بني فلان رجلا امينا ولقد رايتني وما ابالي ايكم بايعت لئن كان مسلما ليردنه علي اسلامه ولئن كان معاهدا ليردنه علي ساعيه فاما اليوم لم اكن ابايع منكم الا فلانا وفلانا شک نیست کہ مشاہدہ کردن حذیفہ انتقال امانت را بعد ہمیں فتنہ مستطیرہ بودہ است۔

چہارم ظہور کذب خصوصاً در حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آثار سلف صالح خطب عمر رضی اللہ عنہ بالجابیۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوصیکم باصحابی ثم الذین

لوگوں نے (امانت کی فضیلت کو) قرآن سے پڑھا اور حدیث سے (اس کا مرتبہ) جانا۔ پھر آپ نے اس امانت کا اٹھ جانا بیان فرمایا کہ امانت اٹھ جائے گی (اس طرح) کہ آدمی سوتے گا (تو اس وقت اس کے دل میں امانت ہوگی) پھر سو کر اٹھے گا تو یہ حال ہوگا کہ امانت اس کے دل سے اٹھ گئی ہوگی اور امانت کا اثر (اس کے دل میں) مثل ایک نقطہ کے باقی رہ گیا ہوگا مانند گٹے کے جو کام کرنے سے پڑ جاتا ہے یا جیسے تمہارے پیر پر آگ کی چنگاری گرنے سے (آبلہ) پڑ جائے اور لیا معلوم ہو کہ اس میں کوئی چیز ہے حالانکہ درحقیقت اس میں (پانی کے سوا) کچھ نہیں ہوتا۔ اور (امانت اس طرح) اٹھائی جائے گی (اور دنیا سے ایسی کم ہو جائے گی کہ (لوگوں میں یہ) کہا جائے گا کہ فلاں خاندان میں ایک شخص امانت دار ہے (حضرت حذیفہؓ کا قول ہے کہ ایک وقت ایسا تھا کہ) میں نے اپنے کو دیکھا کہ مجھے کوئی پروا نہ ہوتی تھی کہ تم میں سے جس کے ساتھ چاہتا معاملہ بیع و شراء کا کر لیتا تھا اور (یہ سمجھتا تھا کہ اس وقت تو امانت لوگوں میں ہے) اگر یہ شخص مسلمان ہے تو اس کا اسلام میرے پاس سے پھیر لائے گا۔ اور اگر ذمی کافر ہے تو اس کا ساعی اس کو میرے پاس پھیر لائے گا مگر آج کے دن میں بس فلاں اور فلاں کے ساتھ معاملہ بیع و شراء کا کرتا ہوں۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ حضرت حذیفہؓ کا امانت کو منتقل ہوتے مشاہدہ کرنا اس عالمگیر فتنہ کے بعد ہوا ہے۔

چوتھے (عالم میں) جھوٹ کا ظاہر ہو (کر پھیل جانا) بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور آثار سلف صالح (کے روایت کرنے) میں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بمقام جابیہ خطبہ پڑھا (اس میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی کہ (اے لوگو!) میں تم کو اپنے صحابہ کے بارے میں نصیحت کرتا ہوں پھر ان لوگوں کے لئے

يلونهم ثم الذين يلونهم ثم
يفشو الكذب حتى يحلف الرجل
ولا يستحلف ويشهد الرجل ولا يستشهد
اخرجه مسلم عن ابي هريرة عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم انه قال
سيكون في آخر امتي اناس يحدثونكم
بما لم تسمعوا انتم ولا آباؤكم فاياكم
واياهم واخرج مسلم عن مجاهد
قال جاء بشير بن كعب العدوي
الى ابن عباس فجعل يحدث ويقول
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال فجعل ابن عباس لا يأذن
لحديثه ولا ينظر اليه فقال يا ابن
عباس مالي لا اراك تسمع لحديثي
احدثك عن رسول الله صلى
الله عليه وسلم ولا تسمع فقال
ابن عباس انا كنا مرة اذا سمعنا رجلا
يقول قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ابتدرته ابصارنا واصغينا اليه بآذاننا
فلما ركب الناس الصعب والذلول لم نأخذ
من الناس الا ما نعرف وذلك بيت
كر قول [illegible] ابن عباس بالامانة والصدق
وصف هو [illegible] قبل [illegible]
[illegible] آخر [illegible] يوصف ركبوا الصعب
والذلول حيث [illegible]

جو صحابہ کے بعد ہوں گے پھر اُن کے لئے جو اُن کے بعد ہوں گے پھر
(زمانہ میں) جھوٹ پھیل جائے گا یہاں تک کہ انسان (جھوٹی) قسم
کھائے گا حالانکہ اس سے قسم نہ لی جائے گی اور (جھوٹی) گواہی دیگا
حالانکہ وہ گواہ نہ بنایا جائے گا۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ سے
انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے
فرمایا عنقریب میری آخر امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ تم
سے وہ حدیثیں بیان کریں گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمھارے
باپ دادا نے سنا ہوگا لہٰذا ایسے لوگوں سے تم بچے رہنا اور اُن کو اپنے
سے بچانا۔ اور امام مسلم نے مجاہد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ
بشیر بن کعب عدوی حضرت ابن عباسؓ کے پاس آئے اور اُن سے
باتیں کرنے لگے اور (ان) باتوں میں کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجاہد کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ ان کی
کوئی بات نہ سنتے تھے اور نہ ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ لہٰذا
انھوں نے کہا اے ابن عباسؓ! کیا وجہ ہے کہ آپ میری باتیں نہیں
سنتے۔ میں تو آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں
بیان کرتا ہوں مگر آپ کچھ نہیں سنتے۔ حضرت ابن عباسؓ نے
جواب دیا۔ پہلے زمانہ میں تو یہ حال تھا کہ جب ہم ایک مرتبہ (بھی)
کسی شخص (کی زبان) سے سن لیتے تھے کہ وہ کہہ رہا ہے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ہماری نظریں اسی طرف متوجہ
ہو جاتیں اور ہمارے کان اسی کی بات پر لگ جاتے تھے پھر جب
لوگوں کی حالت مختلف ہو گئی (یعنی اور جھوٹے ہر قسم کے لوگ پیدا
ہونے لگے) تو اب ہم لوگوں کی وہی روایت لیتے ہیں جس کو ہم پہچانتے
ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اول زمانہ جس کی حضرت ابن عباسؓ
نے امانت اور صدق کے ساتھ تعریف کی وہ اس فتنہ سے پہلے ہو چکا
ہے اور آخر زمانہ جس کی بابت یہ فرمایا کہ لوگوں کی حالت مختلف ہو گئی

بعد وقوع این فتنہ است واکثر این کذب در عراق شیوع یافت در احادیث حضرت مرتضیٰ مرفوعہا وموقوفہا اخرج مسلم عن ابی اسحٰق قال لما احدثوا تلک الاشیاء بعد علی قال رجل من اصحاب علی قاتلہم اللہ ای علم افسدوا واخرج مسلم عن ابی بکر بن عیاش قال سمعت المغیرۃ یقول لم یکن یصدق علی علی فی الحدیث عنہ الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعود واخرج مسلم عن ابن ابی ملیکۃ قال کتبت الی ابن عباس اسألہ ان یکتب لی کتاباً ویخفی عنی فقال ولد ناصح انا اختار لہ الامور اختیاراً واخفی عنہ قال فدعا بقضاء علی رضی اللہ عنہ فجعل یکتب منہ اشیاء ویمر بہ الشیء فیقول واللہ ما قضی بہذا علی الا ان یکون ضل واخرج مسلم عن طاؤس قال اُتی ابن عباس بکتاب فیہ قضاء علی فمحاہ الا قدر واشار سفیان بن عیینۃ بذراعہ

فتنہ واقع ہونے کے بعد کا ہے۔ اور اس قسم کا جھوٹ ان روایتوں میں جو حضرت علی مرتضیٰ کے نام سے بمقام عراق روایت کی گئی تھیں زیادہ شائع ہوا کیا مرفوع روایتیں اور کیا موقوف (چنانچہ اسی بارے میں) امام مسلمؒ نے ابو اسحٰق سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ جب لوگوں نے حضرت علیؓ کے بعد یہ چند باتیں ایجاد کیں (یعنے خرافات ابن سبا کو حضرت علیؓ کی طرف منسوب کیا) تو اصحاب علی میں سے ایک شخص نے کہا ان لوگوں کو خدا ہلاک کرے کہ کیسے (نفیس) علم کو انھوں نے خراب کر دیا۔ اور امام مسلمؒ نے ابوبکر بن عیاشؒ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت مغیرہؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ سے روایت کرنے میں بجز اصحاب عبد اللہ بن مسعودؓ کے کسی دوسرے کا قول صحیح نہ سمجھا جاتا تھا۔ اور (امام) مسلم نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت عباسؓ کو (خط) لکھا اور اس میں ان سے یہ درخواست کی کہ مجھے ایک کتاب لکھ دیں مگر اُمور پر میرا نام ظاہر نہ کریں۔ حضرت ابن عباسؓ نے (میرا یہ خط پڑھ کر) فرمایا۔ وہ فرزند سعادت مند ہے میں اُن کے لئے مسائل انتخاب کروں گا اور ان کا نام ظاہر نہ کروں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علیؓ کے فیصلے اور احکام منگوائے اور ان میں سے انتخاب کرنا شروع کیا بعض احکام دیکھ کر کہتے تھے قسم خدا کی حضرت علیؓ نے (کبھی) ایسا حکم نہ کیا ہوگا اور اگر کیا تو انھوں نے غلطی کی۔ اور امام مسلمؒ نے طاؤس سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ حضرت ابن عباسؓ کے سامنے ایک کتاب پیش ہوئی جس میں حضرت علیؓ کے فیصلے لکھے تھے تو انھوں نے سب فیصلے قلم زد کر دیے صرف بقدر اس کے باقی رکھے۔ سفیان بن عیینہ نے اپنے ہاتھ کی جانب اشارہ کیا (یعنے تھوڑے فیصلے قائم رکھے

و اخرج مسلم عن سالم ابن عبد اللہ بن عمر قال یا اھل العراق ما اسئلکم عن الصغیرۃ واركبكم الكبيرة سمعت ابی عبد اللہ بن عمر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الفتنۃ تجیئ من ھھنا و اومی بیدہ نحو المشرق من حیث یطلع قرنا الشیطان وانتم یضرب بعضکم رقاب بعض وانما قتل موسی الذی قتل من ال فرعون خطأ فقال عزوجل وقتلت نفسا فنجیناک من الغم وفتناک فتونا ولہذا ابو اسحٰق سبیعی وامثال او از علمائے کوفہ در حفظ احادیث حضرت مرتضیٰ جد بلیغ داشتند اخذ حدیث نے کردند از لشکریان حضرت مرتضیٰ بلکہ از اصحاب عبد اللہ بن مسعود ولہذا بسبب بعینہ اہل مدینہ از اہل عراق اخذ نے نمودند قال مالک لم یاخذ عنھم اولنا فلا یاخذ عنھم اٰخرنا واین ہمہ بجہت آنست کہ قبل جمع احادیث بلاد میسر نہ شد

باقی سب کاٹ دیتے) اور (امام) مسلم نے سالم بن عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اے اہل عراق ! میں تم سے چھوٹے چھوٹے گناہوں کے متعلق کیا باز پرس کروں تم نے تو اپنے اوپر بڑے بڑے گناہوں کو سوار کر لیا (کیونکہ) میں نے اپنے والد عبد اللہ بن عمرؓ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ فتنہ اس طرف سے آئے گا اور آپ اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کرتے تھے یعنے جس جگہ سے شیطان کے دو سینگ (آفتاب کے ساتھ) طلوع کرتے ہیں اور تم ایک دوسرے کی گردنیں مارو گے ۔ (اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے تم دھوکا نہ کھاؤ کیونکہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو فرعون کے خاندان سے ایک شخص کو قتل کیا تھا وہ غلطی سے قتل کیا تھا اُس پر اللہ عزوجل نے فرمایا وَقَتَلْتَ نَفْسًا الآیۃ (ترجمہ :- اور قتل کیا تم نے ایک شخص کو پھر ہم نے تم کو غم سے نجات دی اور تمہاری خوب آزمائش کی) چونکہ اہل عراق کذب اور ان کی افتراء پردازی حضرت علیؓ پر مشہور ہو گئی تھی اسی واسطے ابو اسحٰق سبیعی اور ان کے ہمعصر علمائے کوفہ جو حضرت مرتضیٰ کی حدیثیں یاد کرنے میں کوشش بلیغ کرتے تھے حضرت مرتضیٰ کے اہل لشکر سے آپ کی حدیثیں قبول نہ کرتے تھے بلکہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے اصحاب سے (مرویات حضرت علیؓ) لیتے تھے اور خاص اسی سبب سے اہل مدینہ اہل عراق سے روایت نہ کرتے تھے (امام) مالکؒ فرماتے ہیں (ان سے یعنے اہل عراق سے) ہمارے پہلے لوگوں نے حدیث نہیں لی اسی لئے ہمارے پچھلے لوگ (بھی) ان سے حدیث نہیں لیتے ۔ اور یہ سارا اہتمام اس سبب سے تھا کہ مختلف شہروں کی حدیثوں کے جمع ہونے سے پہلے راویان حدیث کے درمیان تمیز کرنا اور ان کے احوال کا ضبط کرنا پوری طرح میسر نہ تھا

تمییز رجال وضبط احوال رواۃ حاصل نمی‌شد پس راہ احتیاط گرفتند و ترک آں احادیث نمودند بالمرہ وبحدیث اہل مدینہ وفتاوائے ایشاں اکتفا کردند چوں امام شافعی وامام احمد پیدا شدند احادیث بلاد مجموع گشت ودریافت احوال رواۃ ممکن شد پس حدیث ثقات متابعین اخذ نمودند بشرط اتصال وتسمیۂ رواۃ واحادیث مرسل واخبار متہمین ومبہمین ترک کردند وجمیع اہل حدیث ہماں راہ اختیار نمودند وبہمیں سبب اہل حدیث واہل رائے از ہم ممتاز شدند۔

پنجم تعمق مردم در تجوید قرآن زیادہ از آنچہ بر زبان عرب جاری بود واکتفا بر قراءت و عدم تعقل داں اخرج ابوداؤد عن جابر بن عبد اللہ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نقرأ القرآن وفینا الاعرابی والعجمی فقال اقرأوا فکل حسن وسیجیٔ اقوام یقیمونہ کما یقام القدح یتعجلونہ ولا یتاجلونہ واخرج ابوداؤد عن سہل بن سعد الساعدی قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نقترئ فقال الحمد للہ کتاب اللہ واحد

پس (ائمہ حدیث نے) راہ احتیاط کی اختیار کی اور اہل عراق کی حدیثیں بالکل ترک کیں اور صرف اہل مدینہ کی حدیثوں اور ان کے فتووں پر کفایت کی۔ جب امام شافعیؒ اور امام احمدؒ پیدا ہوئے تو اس وقت مختلف شہروں کی حدیثیں جمع ہوگئیں اور راویوں کے حالات دریافت کرنے پر ان کو پوری پوری قدرت حاصل ہوئی پس ان لوگوں نے ثقہ اور قوی الحفظ راویوں کی حدیثیں لیں مگر اس میں بھی یہ شرط تھی کہ سند متصل ہو اور راویوں کے نام مذکور ہوں اور جو احادیث مرسل تھیں یا ان کے راوی متہم یا مبہم تھے ان کی حدیث ترک کی اور تمام اہل حدیث نے اسی راہ وروش کو اختیار کیا اور اسی سبب سے اہل حدیث اور اہل رائے ایک دوسرے سے ممتاز ہوگئے۔

پانچویں تجوید قرآن کے متعلق جس قدر کہ (اس وقت) زبان عرب پر جاری تھا اس سے زیادہ لوگوں کا اس میں غور وخوض کرنا اور قراءت پر قناعت کرکے معنئ قرآن کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ ابوداؤد نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے ہم لوگ اس وقت قرآن پڑھ رہے تھے اور ہمارے مجمع میں اعرابی اور عجمی دونوں قسم کے لوگ تھے آپ نے فرمایا تم سب پڑھو تم سب اچھا پڑھتے ہو اور عنقریب (تمہارے بعد) کچھ ایسے لوگ آئیں گے کہ قرآن کو تیر کی طرح (قواعد تجوید کے ساتھ) سیدھا کریں گے اور اسے جلد جلد پڑھیں گے اور اس کے سمجھنے میں کچھ غور وفکر نہ کریں گے اور ابوداؤد نے سہل بن سعد ساعدی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) ہم لوگوں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم لوگ قرآن پڑھ رہے تھے آپ نے (ہم کو قرآن پڑھتے دیکھ کر) فرمایا الحمد للہ! اللہ کی کتاب ایک ہے (اور پڑھنے والوں کا

وفیکم الاحمر وفیکم الابیض وفیکم الاسود اقرءوہ قبل ان یقرأہ اقوامٌ یقیمونہ کما یقوّم السھمُ یتعجّلونہٗ ولا یتأجّلونہٗ واخرج البغوی عن عبد اللہ بن مسعود انہ قال لانسان انّک فی زمانٍ قلیلٌ قرّاؤہ کثیرٌ فقہاؤہ یُحفظ فیہ حدودُ القرآن ویُضیّع حروفُہ قلیلٌ من یسأل کثیرٌ من یعطی یطیلون فیہ الصلوٰۃ ویقصرون فیہ الخطبۃ یبدءون فیہ باعمالھم قبل اھوائھم وسیأتی علی النّاس زمانٌ کثیرٌ قرّاؤہ قلیلٌ فقہاؤہ ویحفظ فیہ حروف القرآن ویضیّع حدودہٗ کثیرٌ من یسأل قلیلٌ من یعطی یطیلون فیہ الخطبۃ ویقصرون الصلوٰۃ یبدءون باھوائھم قبل اعمالھم۔

ششم تعمق مردم در تاویلات متشابہ قرآن اخرج الدارمی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت تلا رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ

پھر مختلف ہے جس طرح تم سب بنی آدم ایک نوع ہو، اور تم میں بعضے سرخ ہیں اور بعضے سفید ہیں اور بعضے کالے ہیں۔ تم اسے پڑھو قبل اس کے کہ کچھ لوگ ایسے آئیں جو اسے سیدھا تو خوب کریں گے جیسا کہ تیر سیدھا کیا جاتا ہے (یعنے ظاہری قواعد تجوید کے ساتھ اور خوش آوازی سے پڑھیں گے) یہ لوگ اسے جلد جلد پڑھیں گے اور اس کے معنے میں بالکل غور نہ کریں گے۔ اور بغوی نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے ایک شخص سے کہا۔ تم ایسے زمانہ میں ہو کہ اس میں قرآن کے پڑھنے والے کم ہیں اور فقیہ (سمجھدار) بکثرت ہیں اور اس (زمانہ) میں قرآن کے حدود (وآداب) کی حفاظت کی جاتی ہے اور اس کے حروف (والفاظ) کا چنداں اہتمام نہیں کیا جاتا۔ سائل (اس وقت) کم ہیں اور دینے والے بہت ہیں۔ اس زمانہ میں نمازیں (خوب) دیر تک پڑھتے ہیں اور خطبے مختصر پڑھتے ہیں۔ اور اس زمانہ میں خواہشوں سے پہلے اعمال کرتے ہیں اور عنقریب وہ زمانہ آجائیگا کہ (اس زمانہ کے برعکس معاملہ ہوگا) اس میں قرآن کے پڑھنے والے بکثرت اور فقیہ قلت کے ساتھ ہوں گے۔ اس وقت قرآن کے حروف یاد کئے جائیں گے اور اس کے حدود (وآداب) ضائع کردیئے جائیں گے۔ سائل بہت ہوں گے اور دینے والے کم۔ بڑے بڑے خطبے پڑھیں گے مگر نماز کو مختصر کریں گے اپنے اعمال سے پہلے اپنی خواہشیں ظاہر کریں گے۔

چھٹے آیات متشابہات قرآنی کی تاویل میں لوگوں کا غور و خوض کرنا۔ دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ الآیۃ (ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے اے محمدؐ! تم پر کتاب اتاری کہ جس میں بعض آیتیں تو محکم

مِنۡہُ اُمُّ الۡکِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِہَاتٌ
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا رأیتم الذین یتّبعون ما تشابہ
منہ فاحذروهم واخرج الدارمی
عن سلیمان بن یسار ان رجلا یقال لہ
صُبَیغ قدم المدینۃ فجعل یسأل عن
متشابہ القرآن فارسل الیہ عمر وقد
اعدّ لہ عراجین النخل فقال من انت
قال انا عبد اللہ صُبَیغ فاخذ عمر عرجونا
من تلک العراجین فضربہ فقال انا عبد اللہ
عمر فجعل لہ ضربا حتی دمی راسہ فقال
یا امیر المؤمنین حسبک قد ذهب الذی
کنت اجد فی راسی واخرج الدارمی عن
عمرو بن الاشج ان عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ قال انہ سیأتی ناس یجادلونکم
بشبہات القرآن فخذوهم بالسنن
فان اصحاب السنن اعلم
بکتاب اللہ۔

ہفتم تعمق مردم در مسائل فقہیہ وتکلم برشقوق
مفروضہ کہ ہنوز واقع نشدہ است ومسائل این معنی
جائز نمی داشتند واختراع فقہاء در فتوی بغیر
تاملات ومسائل از فتوی بحیثیت بسیار
مے ترسیدند اخرج الدارمی عن وهب بن
عمرو الجمحی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال لا تعجلوا بالبلیۃ قبل نزولہا

وہ اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ) پھر رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو آیاتِ متشابہات
میں بحث کرتے ہیں تو تم ان سے پرہیز کرو۔ اور دارمی نے سلیمان
بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص جس کا نام صُبیغ تھا
(حضرت عمرؓ کے زمانے میں) مدینہ میں آیا اور لوگوں سے آیات متشابہات
کے معنے پوچھنے لگا حضرت عمرؓ (کو معلوم ہوا تو آپ نے) اُسے اپنے
پاس بلایا اور اُس کو سزا دینے کے لئے آپ نے کھجور کی شاخیں منگا رکھی
تھیں۔ پھر انھوں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب
دیا میں خدا کا بندہ صُبیغ ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کھجور کی شاخ لے کر
اُسے مارا اور فرمایا کہ میں خدا کا بندہ عمرؓ ہوں۔ پھر اُسے اتنا مارا کہ
اُس کے سر کو خون سے رنگ دیا۔ پھر اس شخص نے کہا اے امیرالمومنین
اب بس کیجئے میرے سر سے وہ خیال دفع ہو گیا جسے میں محسوس
کر رہا تھا۔ اور دارمی نے عمرو بن اشجع سے روایت کی ہے وہ کہتے
تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا عنقریب ایسے
لوگ آئیں گے کہ تمہارے ساتھ بذریعہ متشابہات قرآنی کے بحث
کریں گے لہٰذا تم کو مناسب ہے کہ ان کو سنتِ رسول اللہ کے ساتھ
(جواب دے کر) پکڑو کیونکہ سنتِ رسول اللہ کے جاننے والے کتاب اللہ
کو خوب جانتے ہیں۔

ساتویں لوگوں کا مسائلِ فقہیہ میں غور و خوض کرنا اور فرضی
صورتیں مسئلوں کی جو کہ ابھی واقع نہیں ہوئیں (اپنے ذہن سے
تراش کر لوگوں کے سامنے) بیان کرنا۔ اگلے لوگ اسے جائز نہ
رکھتے تھے۔ اور فقہاء کا بلا تامل فتوے دینے میں جلدی کرنا۔ اگلے
لوگ فتوے دینے سے بہت ڈرتے تھے۔ دارمی نے وہب بن عمرو جمحی
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
قبل واقع ہونے کسی واقعہ کے اس کے احکام معلوم کرنے میں جلدی نہ کرو

تذكرون لا تعجلوها قبل نزولها لا ينفك
المسلمون وفيهم اذا هي نزلت من
اذا قال وُفّق و سُدّد و انكم ان
تعجلوها تختلف بكم الاهواء
فتأخذوا هكذا وهكذا واشار
بين يديه وعن يمينه وعن
شماله اخرج الدارمي عن طاؤس
قال قال عمر على المنبر احرج
بالله على رجل سأل عما
لم يكن فان الله قد بيّن ما هو
كائن واخرج الدارمي عن ابن
عمر سأله رجل عن شيء
فقال لا تسأل عما لم يكن
فاني سمعت عمر بن الخطاب
يلعن من سأل عما لم يكن
واخرج الدارمي عن الزهري
قال بلغنا ان زيد بن ثابت
الانصاري كان يقول اذا سئل عن
الامر أكان هذا فان قالوا نعم
قد كان حدّث فيه بالذي يعلم
والذي يرى وان قالوا لم يكن
قال فذروه حتى يكون واخرج
الدارمي عن عامر الشعبي قال
سئل عمار بن ياسر عن مسألة
فقال هل كان هذا بعد قالوا لا قال

کیونکہ اگر تم قبل اس کے واقع ہونے کے اس میں جلدی نہ کروگے تو
مسلمان ہمیشہ اس حالت میں رہیں گے کہ جب وہ واقعہ پیش آئیگا
تو کوئی نہ کوئی ایسا موجود ہوگا کہ جب وہ جواب دیگا تو اسے توفیق
ملے گی اور اچھی بات اس کی زبان سے نکلے گی اور اگر جلدی کروگے
تو نفسانیت سے تم میں اختلاف پیدا ہوجائے گا اور ادھر ادھر بھٹک
جاؤگے اور آپ نے اپنے سامنے اور اپنے دائیں بائیں جانب اشارہ
فرمایا۔ اور دارمی نے طاؤس سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ
حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے برسر منبر فرمایا۔ میں اس شخص کو جو
ایسا مسئلہ دریافت کرے کہ ابھی تک پیش نہیں آیا خدا کی قسم دلاکر
اس حرکت سے روکتا ہوں کیونکہ جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے (ق)
اسے بیان کردیا ہے (یعنی اطمینان رکھو جب کوئی واقعہ پیش آئے گا
اس کا حکم شریعت میں تمہیں مل جائیگا) اور دارمی نے حضرت (عبداللہ)
بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے کسی شخص نے کوئی
مسئلہ پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ مجھ سے وہ بات نہ پوچھو
(ابھی) نہیں ہوئی کیونکہ میں نے (اپنے والد) حضرت عمر بن خطاب
سے سنا ہے کہ وہ اس شخص پر لعنت کرتے تھے جو ایسی بات کے
متعلق سوال کرے جو ابھی نہیں ہوئی۔ اور دارمی نے زہری سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہمیں خبر پہنچی ہے کہ جب حضرت زید بن
ثابت انصاری سے کسی امر کے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ کہتے تھے
کیا یہ امر (واقع) ہوچکا ہے۔ اگر لوگ کہتے کہ ہاں (ہوچکا ہے) تو
اس کے متعلق جو ان کو معلوم ہوتا یا ان کی رائے ہوتی بیان کرتے
اور اگر لوگ کہتے کہ نہیں ہوا تو فرماتے کہ ابھی اس کو چھوڑ دو یہاں تک
کہ واقع ہو۔ اور دارمی نے عامر شعبی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے
کہ کسی شخص نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے کوئی مسئلہ پوچھا انھوں نے
کہا کیا یہ صورت پیش آ گئی ہے لوگوں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا تو

دعوه حتى يكون فإذا كان تجشمناها لكم وأخرج الدارمي عن مسروق قال كنت أمشي مع أبي بن كعب فقال فتى يا عماه ما تقول في كذا وكذا قال يا ابن أخي أكان هذا قال لا قال فأعفنا حتى يكون وأخرج الدارمي عن سعيد بن جبير قال ما رأيت قوما كانوا خيرا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما سألوه إلا عن ثلاث عشرة مسألة حتى قبض كلهن في القرآن منهن يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ ويَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قال ما كانوا يسألون إلا عما ينفعهم وأخرج الدارمي عن عبادة بن نسي وسئل عن امرأة ماتت مع قوم ليس لها ولي فقال أدركت أقواما ما كانوا يشددون تشديدكم ولا يسألون مسائلكم وأخرج الدارمي عن عطاء بن السائب قال سمعت عبد الرحمن بن أبي ليلى يقول أدركت في هذا المسجد عشرين ومائة من الأنصار ما منهم من أحد يحدث بحديث إلا ود أن أخاه كفاه الحديث ولا يسأل عن فتيا إلا ود أن أخاه كفاه الفتيا وأخرج الدارمي عن داود قال سألت الشعبي

(ہم کو ابھی) چھوڑ دو یہاں تک کہ پیش آئے اور جب ایسی صورت ہوگی تو اس وقت ہم تمھیں اس کا جواب تلاش کر دیں گے۔ اور دارمی نے مسروق سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں ابی بن کعب کے ساتھ (کسی جگہ) جا رہا تھا ایک جوان نے ان سے پوچھا کہ اے چچا! آپ فلاں فلاں صورت میں کیا حکم دیتے ہیں؟ انھوں نے کہا اے بھتیجے! کیا یہ بات ہوئی ہے؟ اس جوان نے کہا نہیں (ابھی ہوئی تو نہیں ہے) ابی بن کعب نے کہا تو (ابھی ہم کو اس کے جواب دینے سے) معاف رکھو یہاں تک کہ وہ ہو جائے۔ اور دارمی نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے کسی قوم کو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بہتر نہ دیکھا۔ اصحاب رسول اللہ نے آپ سے آپ کی مدت حیات میں صرف تیرہ مسئلوں کے متعلق سوال کیا وہ سب مسئلے قرآن میں مذکور ہیں يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ اور يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ وغیرہ وغیرہ۔ صحابہ وہی باتیں پوچھتے تھے جو ان کو فائدہ پہنچاتے۔ اور دارمی نے عبادہ بن نسی سے روایت کی ہے کہ عبادہ سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت ایسے لوگوں کے یہاں مری جن میں اس کا کوئی ولی نہیں ہے (اس کو غسل کون دے؟) عبادہ نے جواب دیا کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ تمھاری طرح سختی نہ کرتے اور نہ تمھارے ایسے مسئلے پوچھتے تھے۔ اور دارمی نے عطاء بن سائب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں (نے اس) مسجد میں ایک سو بیس انصار سے ملا، ان میں سے جو شخص حدیث بیان کرتا تھا وہ (پہلے) یہی چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا اس کام کو کر دے مگر جب کوئی دوسرا نہ ملتا تو مجبور ہو کر بیان کرتا، اور ان میں کسی شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو اس کی یہی خواہش ہوتی تھی کہ کوئی دوسرا شخص اس مسئلہ کا جواب دیدے۔ اور دارمی نے داؤد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے شعبی سے پوچھا کہ

كيف كنتم تصنعون اذا سئلتم قال على الخبير وقعت كان اذا سئل الرجل قال لصاحبه افتهم فلا يزال حتى يرجع الى الاول واخرج الدارمي عن ابن المنكدر قال ان العالم يدخل فيما بين الله وبين عباده فليطلب لنفسه المخرج واخرج الدارمي عن مسعر قال اخرج الى معن بن عبد الرحمن كتابا فحلف لي بالله انه خط ابيه فاذا فيه قال عبد الله والذي لا اله الا هو ما رأيت احدا كان اشد على المتنطعين من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا رأيت احدا كان اشد عليهم من ابي بكر رضي الله عنه واني لارى عمر رضي الله عنه كان اشد خوفا عليهم او لهم[۱]

ہشتم قائم شدن سوالات مردم در الٰہیات تا آنکہ گویند من خلق الله واں معنے در زمان ابوہریرہ متحقق شد اخرج مسلم من حديث محمد بن سيرين عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يزال الناس يسئلونكم عن العلم حتى يقولوا

جب تم سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو تم کیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا تم نے خبردار شخص سے اس بات کو پوچھا (مگر ہم یہ کرتے تھے کہ) جب کسی شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تھا تو وہ اپنے پاس والے (عالم) سے کہتا کہ تم اس کو فتوے دیدو (پھر وہ بھی اپنے ساتھی پر حوالہ کرتے تھے) اسی طرح برابر ہوتا رہتا یہاں تک کہ سائل پھر پہلے ہی شخص کی طرف رجوع کرتا اور مجبوری (وہ) جواب دیتا۔ اور دارمی نے ابن منکدر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے عالم اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے تو اُسے چاہیے کہ اپنے بچاؤ کی کوئی راہ ڈھونڈھ لے (یعنی اپنے فرائض کو خوب ادا کرے)۔ اور دارمی نے مسعر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ معن بن عبد الرحمٰن نے ایک کتاب نکال کر مجھے دکھلائی اور انھوں نے خدا کی قسم کھاکر مجھ سے کہا کہ وہ اُن کے والد کی لکھی ہوئی ہے اس میں یہ مضمون تھا۔ عبد اللہ (بن مسعودؓ) نے فرمایا قسم اُس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے بہت باتیں کرنے والوں کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت کسی کو نہیں دیکھا اور (آنحضرت کے بعد) ان لوگوں کے حق میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سخت کسی کو نہیں دیکھا اور میں دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں کے حق میں بہت خوفناک تھے۔

آٹھویں (مسائل) الٰہیات میں (یعنی ذات و صفات حق سبحانہ کے متعلق) لوگوں کے سوالات کا بکثرت ہونا یہاں تک کہ لوگ کہنے لگے کہ اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ یہ بات حضرت ابوہریرہؓ کے زمانہ میں پائی گئی۔ (امام) مسلم نے بروایت محمد بن سیرین ابوہریرہؓ سے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا تم سے ہمیشہ لوگ علم کے متعلق پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے

[۱] راوی کا اختلاف ہے یہاں لفظ علیہم ہے اور لہم مطلب دونوں کا ایک ہے۔

هذا الله فمن خلق الله قال وهو
آخذ بيد رجل فقال صدق الله و
رسوله قد سألني اثنان وهذا
الثالث او قال سألني واحد وهذا
الثاني و اخرج مسلم من حديث
ابي سلمة عن ابي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم لا
يزالون يسألونك يا ابا هريرة حتى
يقولوا هذا الله فمن خلق الله قال
فبينا انا في المسجد اذ جاءني ناس من
الاعراب فقالوا يا ابا هريرة هذا الله
فمن خلق الله قال فاخذ حصى بكفه
فرماهم ثم قال قوموا صدق خليلي۔

نہم فاش شدن اخبار بنی اسرائیل
و روایت آن از این کتاب و آن اول علم
بیگانہ است کہ با علوم دینیہ مختلط شد

اخرج الدارمي عن جابر ان عمر
بن الخطاب رضي الله عنه اتى رسول
الله صلى الله عليه وسلم بنسخة من
التوراة فقال يا رسول الله هذه
نسخة من التوراة فسكت فجعل
يقرأ و وجه رسول الله صلى الله عليه
وسلم يتغير فقال ابو بكر رضي الله
عنه ثكلتك الثواكل ما ترى بوجه
رسول الله صلى الله عليه وسلم

یہ اللہ ہے پس کس نے اللہ کو پیدا کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ حدیث
بیان کرتے وقت حضرت ابوہریرہؓ ایک شخص کا ہاتھ پکڑے ہوئے
تھے پھر انھوں نے (حدیث ختم کرکے) کہا اللہ اور اس کے رسول
نے سچ کہا مجھ سے دو شخص یہ سوال کر چکے ہیں اور اب یہ تیسرا
شخص ہے یا یہ کہا ایک شخص سوال کر چکا ہے اور یہ دوسرا شخص
ہے۔ اور (امام) مسلم نے بروایت ابوسلمہ حضرت ابوہریرہؓ سے
روایت کی وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے ابوہریرہؓ! تم سے لوگ (دینی) سوال کرتے رہیں گے (کہ فلاں
چیز کو کس نے پیدا کیا فلاں چیز کو کس نے) یہاں تک کہ کہیں گے
اچھا اس کو تو خدا نے پیدا کیا تو خدا کو کس نے پیدا کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ
کہتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ مسجد (نبوی) میں تھا کہ کچھ دیہاتی
لوگ آئے اور مجھ سے کہا اے ابوہریرہؓ! (یہ تو ہم کو معلوم ہو گیا)
یہ خدا ہے پھر خدا کو کس نے پیدا کیا؟ حضرت ابوہریرہؓ نے ایک
مٹھی بھر سنگریزے (زمین سے) اٹھائے اور ان پر مارے اور کہا
تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ میرے خلیل نے مجھ سے سچ فرمایا۔

نویں اخبار بنی اسرائیل کا (لوگوں میں) شائع ہونا اور انکو
اس کتاب سے روایت کرنا یہ پہلا بیگانہ علم ہے جو علوم دینیہ
کے ساتھ ملا۔ دارمی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ توریت کا ایک نسخہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
یہ توریت کا نسخہ ہے۔ آپ یہ سنکر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت عمرؓ
نے اسے پڑھنا شروع کیا ان کے پڑھنے سے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا۔ حضرت ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے (یہ دیکھ کر) کہا اے عمرؓ! تم پر رونے والیاں
روئیں تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک نہیں دیکھتے

نظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ ومن غضب رسولہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسی واتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی

واخرج البخاری عن عبد اللہ بن عباس انہ قال یا معشر المسلمین کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم احدث الاخبار باللہ محضا لم یشب وقد حدثکم اللہ ان اہل الکتاب قد بدلوا من کتب اللہ وغیروا وکتبوا بایدیہم الکتب قالوا ہو من عند اللہ لیشتروا بذلک ثمنا قلیلا اولا ینہاکم ما جاءکم من العلم عن مسألتہم فلا واللہ ما رأینا رجلا منہم یسألکم عن الذی انزل علیکم.

دہم اوراد واحزاب بہ نیت تقرب الی اللہ عزوجل

(کہ تمہارا پڑھنا حضرت کو کیسا ناگوار گزر رہا ہے) حضرت عمرؓ نے رسول اللہ کے چہرہ مبارک پر نظر کی تو کہا میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اُس کے غضب سے اور اُس کے رسول کے غضب سے۔ ہم نے اللہ کو (اپنا) پروردگار اور اسلام کو (اپنا) دین اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو (اپنا نبی) پسند کیا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ اگر موسیٰ تمہارے سامنے آجائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو بھی یقیناً تم سیدھے راستے سے بھٹک جاؤگے اور اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو یقیناً وہ میری پیروی کرتے۔

اور امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اے مسلمانو! (مجھے تعجب ہے کہ) تم اہل کتاب سے کیوں باتیں پوچھا کرتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو اللہ نے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے وہ بہ نسبت اور کتب سماویہ کے خدا کے ساتھ قریب العہد ہے (یعنے ابھی نازل ہوئی ہے) اور خالص ہے اس میں (کسی اور کے کلام کی) آمیزش نہیں ہوئی اور تم سے اللہ نے بیان فرما دیا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتابوں کو بدل دیا اور ان میں تغیر کر دیا اور اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھیں اور (اُن کی نسبت) کہا کہ یہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں ان کی غرض اس (تبدیل و تغیر) سے یہ تھی کہ اس کے بدولت تھوڑے سے دام حاصل کریں اور کیا تم بجائے تعجب ہے کہ جو علم تم کو ملا ہے وہ تم کو ان سے سوال کرنے سے باز نہیں رکھتا حالانکہ قسم خدا کی ہم تو اہل کتاب میں سے کسی کو نہیں دیکھتے کہ وہ تم سے اس علم کی کوئی بات پوچھتے ہوں جو تم پر اتارا گیا ہو۔

دسویں سنت۔ قرآن میں جو اوراد و وظائف آگئے ہیں ان کے علاوہ اپنی طرف سے اوراد اور وظائف کا بہ نیت تقرب الی اللہ عزوجل

زیادہ بر سنت ماثورہ و التزام مستحبات مانند التزام واجبات و ظہور دواعی نفس در دعوت مردمان بآں۔

أخرج الدارمي عن الحكم بن المبارك انا عمرو بن يحيى قال سمعت أبي يحدث عن أبيه قال كنا نجلس على باب عبد الله بن مسعود قبل صلوة الغداة فإذا خرج مشينا معه إلى المسجد فجاءنا أبو موسى الأشعري فقال أخرج إليكم أبو عبد الرحمن بعد قلنا لا فجلس معنا حتى خرج فلما خرج قمنا إليه جميعا فقال له أبو موسى يا أبا عبد الرحمن إني رأيت في المسجد آنفا أمرا أنكرته ولم أر والحمد لله إلا خيرا قال فما هو فقال إن عشت فستراه قال رأيت في المسجد قوما حلقا جلوسا ينتظرون الصلوة في كل حلقة رجل وفي أيديهم حصى فيقول كبروا مائة فيكبرون مائة ويقول هللوا مائة فيهللون مائة ويقول سبحوا مائة فيسبحون مائة

(یعنی ثواب پانے کی غرض سے) اختراع کرنا اور امور مستحبہ کو مثل واجبات کے اپنے ذمہ لازم کر لینا، اور لوگوں میں ان وظائف کے پھیلانے کی رغبت کا دلوں میں پیدا ہونا۔ دارمی نے حکم بن مبارک سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے ہمیں عمرو بن یحییٰ نے خبر دی وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد سے سنا وہ اپنے والد سے نقل کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہم نماز فجر سے پہلے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے دروازہ پر جا کر بیٹھ جاتے تھے جب وہ اپنے گھر سے نکلتے تو ہم ان کے ساتھ ساتھ مسجد میں جاتے تھے (ایک روز حضرت ابن مسعودؓ کے مکان پر وقت معہود) حضرت ابو موسیٰ اشعری ہمارے پاس آئے اور ہم سے پوچھا کہ کیا ابو عبد الرحمٰن (یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ) گھر سے نکلے ہم نے جواب دیا کہ ابھی نہیں نکلے (یہ سن کر) وہ ہمارے پاس بیٹھ گئے یہاں تک کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ گھر سے برآمد ہوئے اور ہم لوگ ان کے ساتھ اٹھ کر چلے پھر ان سے حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا اے ابو عبد الرحمٰن میں نے ابھی مسجد میں ایک نئی بات دیکھی مگر الحمد للہ میں نے اچھی بات دیکھی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا اگر زندگی نے کفایت کی (آپ زندہ رہے) تو آپ بھی اس کو دیکھ لیں گے پھر کہا کہ میں نے مسجد میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ جدا جدا حلقے کر کے بیٹھے ہیں اور نماز کا انتظار کر رہے ہیں اور ہر حلقہ میں ایک ایک شخص ہے ان کے ہاتھ میں سنگریزے ہیں وہ کہتا ہے سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھو سب لوگ سو بار اللہ اکبر پڑھتے ہیں (اور ان سنگریزوں پر گنتے جاتے ہیں) پھر وہ کہتا ہے سو بار لا الٰہ الا اللہ پڑھو سب لوگ سو بار لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں پھر وہ کہتا ہے سو بار سبحان اللہ پڑھو سب لوگ سو بار سبحان اللہ پڑھتے ہیں (یہ سن کر) حضرت عبد اللہ

قال فماذا قلت لهم قال ما قلت لهم شيئا انتظار رأيك وانتظار امرك قال افلا امرتهم ان يعدوا سيئاتهم وضمنت لهم ان لا يضيع من حسناتهم ثم مضى ومضينا معه حتى اتى حلقة من تلك الحلق فوقف عليهم فقال ما هذا الذي اراكم تصنعون قالوا يا ابا عبد الرحمن حصى نعد به التكبير والتهليل والتسبيح قال فعدوا سيئاتكم فانا ضامن ان لا يضيع من حسناتكم شيئ ويحكم يا امة محمد صلى الله عليه وسلم ما اسرع هلكتكم هؤلاء صحابة نبيكم صلى الله عليه وسلم متوافرون وهذه ثيابه لم تبل وآنيته لم تكسر والذي نفسي بيده انكم لعلى ملة هي اهدى من ملة محمد صلى الله عليه وسلم او مفتتحو باب ضلالة قالوا والله يا ابا عبد الرحمن ما اردنا الا الخير قال وكم من مريد للخير لن يصيبه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

ابن مسعودؓ نے پوچھا کہ پھر تم نے ان سے کیا کہا ؟ حضرت ابو موسیٰؓ نے جواب دیا آپ کی رائے اور آپ کے حکم کے انتظار میں میں نے اُن سے کچھ نہیں کہا۔ اُنھوں نے کہا تم نے اُن کو کیوں نہ حکم کیا کہ (اُن سنگریزوں پر بجائے تکبیر و تہلیل و تسبیح کے) وہ لوگ اپنے اپنے گناہ گنیں اور تم نے ان سے اس بات کی ذمہ داری کیوں نہ کی کہ اُن کی نیکیوں میں کچھ ضائع نہ ہوگا (گننا بیکار ہے۔ یہ کہکر) حضرت ابن مسعودؓ چلے اور ہم سب اُن کے ساتھ ساتھ چلے۔ یہاں تک کہ وہ اُن حلقوں میں سے ایک حلقے کے پاس پہنچ کر ٹھہر گئے اور اُن لوگوں سے پوچھا کہ تم یہ کیا کرتے ہو ؟ اُنھوں نے جواب دیا اے ابو عبدالرحمن ! ہم ان سنگریزوں پر تکبیر اور تہلیل اور تسبیح کو شمار کرتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا (بجائے اس کے) تم لوگ اپنے اپنے گناہ شمار کرو اور میں ضامن ہوتا ہوں کہ تمھاری نیکیوں میں سے کوئی نیکی ضائع نہ ہوگی۔ اے امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ویحکم تمھاری ہلاکت کس قدر جلد آگئی ابھی یہ اصحاب تمھارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بکثرت (موجود) ہیں اور تمھارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوئے اور اُن کے برتن نہیں ٹوٹے (مگر تم ابھی سے بدعتیں ایجاد کرنے لگے) قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یا تو تم ایک ایسے دین پر ہو جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ راہ راست پر ہے یا تم گمراہی کے دروازہ پر پہنچ گئے ہو اور وہ دروازہ کھلنے والا ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا اے ابو عبدالرحمن ! قسم خدا کی کہ ہم (اس فعل سے) نیکی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا بہت سے نیکی کا ارادہ کرنے والے ایسے ہیں کہ انھیں نیکی نہیں ملتی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لہ [illegible] لفظاً کا یہ [illegible] مقصد کی گرفت [illegible] ہے جو اس بات [illegible] بغیر بار بار مستقل ادا کرتے ہیں۔

حدثنا ان قوما يقرؤن القرآن لا يجاوز تراقيهم وايم الله ما ادري لعل اكثرهم منكم ثم تولى عنهم فقال عمرو بن سلمة رأينا عامة اولئك الحلق يطاعنونا يوم النهروان مع الخوارج وفي مصنف ابي بكر بن ابي شيبة قيل لابن عمر تصلي الضحى قال لا قيل صلاها عمر قال لا قيل صلاها ابو بكر قال لا قيل صلاها رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا اخال وفي شرح السنة كان ابن عمر اذا سئل عن سبحة الضحى فقال لا آمر بها ولا انهى عنها ولقد اصيب عثمان وما ادري احدا يصليها وانها لمن احب ما احدث الناس الي واخرج الدارمي عن ربيعة بن يزيد قال قال معاذ بن جبل رضي الله عنه يفتح القرآن على الناس حتى يقرأه المرأة والصبي والرجل فيقول الرجل قد قرأت القرآن فلم اتبع والله لاقومن به فيهم لعلي اتبع فيقوم به فيهم

ہم سے فرمایا ہے کہ بہت سے لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے گلے سے تجاوز نہ کرے گا قسم خدا کی میں نہیں جانتا کہ شاید ایسے اکثر لوگ تم میں ہوں۔ پھر حضرت ابن مسعودؓ ان لوگوں کے پاس سے چلے گئے۔ عمرو بن سلمہ کہتے ہیں (ان لوگوں کا انجام) ہم نے یہ دیکھا کہ جنگ نہروان میں خوارج کے ساتھ ہو کر یہ لوگ ہم پر برچھے مار رہے تھے۔ اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں ہے کہ کسی شخص نے حضرت (عبداللہ) ابن عمرؓ سے سوال کیا کیا آپ چاشت کی نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں (پڑھتا) پھر سائل نے پوچھا کیا حضرت عمرؓ (یہ نماز) پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر ان سے پوچھا کیا ابوبکرؓ (یہ نماز) پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر اس نے دریافت کیا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ نماز) پڑھی تھی۔ انہوں نے جواب دیا میرے خیال میں نہیں پڑھتے تھے۔ اور شرح السنہ میں ہے کہ حضرت (عبداللہ) ابن عمرؓ سے جب کوئی شخص نماز چاشت کے بارے میں سوال کرتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ میں نہ اس نماز کے پڑھنے کا حکم دیتا ہوں اور نہ کسی کو اس کے پڑھنے سے منع کرتا ہوں۔ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت تک میں نہیں جانتا کہ کوئی شخص اس نماز کو پڑھتا ہو مگر جو امور کہ لوگوں نے اب ایجاد کر لئے ہیں ان سب میں یہ نماز مجھے محبوب ہے۔ اور دارمی نے ربیعہ بن یزید کی روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا قرآن آسان کر دیا جائے گا یہاں تک کہ عورتیں اور بچے اور مرد سب قرآن پڑھنے لگیں گے پھر ایک شخص کہے گا میں نے قرآن پڑھا مگر میں (لوگوں کا) مقتدا نہ بنا (اور میری کچھ قدر و منزلت نہ ہوئی) قسم خدا کی اب میں لوگوں میں قرآن کو قائم کروں گا تاکہ میں مقتدا بنوں۔ پھر وہ لوگوں میں قرآن کو قائم کرے گا مگر

فلا يتبع فيقول قد قرأت القرآن فلم اتبع وقد قمت به فلم اتبع وقد اختططت في بيتي مسجدا فلم اتبع والله لا يتبعهم بحديث لا يجدونه في كتاب الله ولم يسمعوه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي اتبع قال معاذ فإياكم وما ابتدع فإن كل ما ابتدع ضلالة.

یازدہم سابق وعظ و فتوے موقوف بود برائے خلیفہ بدون امر خلیفہ وعظ نمی گفتند و فتوی نمی دادند و آخر الخیر توقف بر رائے خلیفہ وعظ مے گفتند و فتوے می دادند و درین وقت مشاورہ جماعہ صالحین در فتوے موقوف ماند.

أخرج أبوداود عن عوف بن مالك الأشجعي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقص إلا أمير أو مأمور أو مختال. وأخرج الدارمي عن عون ابن عون عن محمد قال قال عمر لابن مسعود ألم أنبأ أو أنبئت أنك تفتي ولست بأمير

(اس پر بھی) مقتدا نہ بنے گا پھر وہ کہے گا میں نے قرآن پڑھا اور لوگوں میں قرآن کو قائم کیا مگر میں مقتدا نہ بنا اب میں گھر میں مسجد بناؤں گا (اور سب سے علیحدہ رہ کر اس میں عبادت کرونگا) تاکہ میں (لوگوں کا) مقتدا بنوں۔ پھر وہ اپنے گھر میں مسجد بنائیگا (اور اس میں عبادت کرے گا) مگر (اس پر بھی) مقتدا نہ بنے گا پھر تو وہ کہے گا میں نے قرآن پڑھا اور مقتدا نہ بنا اور میں نے لوگوں میں قرآن کو قائم کیا پھر بھی مقتدا نہ بنا اور میں نے اپنے گھر میں مسجد بنائی (اور سب سے علیحدہ رہ کر عبادت کرتا رہا) (اس پر بھی) مقتدا نہ بنا۔ قسم خدا کی اب میں لوگوں کے سامنے ایک ایسی نئی بات پیش کرونگا کہ جس کو وہ کتاب اللہ میں نہ پائیں گے اور نہ انھوں نے اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ پھر میں مقتدا بن جاؤں گا حضرت معاذ نے (یہ بیان کرکے) فرمایا (اے لوگو) تم ایسے شخص سے بچتے رہنا کیونکہ جو کچھ وہ ظاہر کرے گا (سراسر) گمراہی ہوگی۔

گیارھویں اگلے زمانہ میں وعظ گوئی اور فتویٰ دینا خلیفہ کی رائے پر موقوف تھا بدون حکم خلیفہ کے لوگ وعظ نہ کہتے تھے اور نہ فتوے دیتے تھے اور آخیر زمانہ میں بغیر حکم خلیفہ کے وعظ کہنے اور فتوے دینے لگے (الغرض) اس وقت فتویٰ نیک لوگوں کے مشورہ پر موقوف رہا۔ ابوداؤد نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وعظ نہ بیان کرے مگر خلیفہ یا وہ شخص جو (وعظ گوئی پر) مامور ہو یا وہ شخص جو متکبر اور ریا کار ہے۔ اور دارمی نے ابن عون سے انھوں نے محمد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے فرمایا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم فتویٰ دیتے ہو حالانکہ تم خلیفہ نہیں ہو (فتوے نہ دیا کرو) خلافت کی مشقت اور

وَلَنْ تَرٰى هٰذَا مِنْ قِبَلِي فَلَا تَرَاهَا وَ أَخْرَجَ
الدارمي عن المسيب بن رافع قال
كانوا اذا نزلت فيهم قضية ليس فيها
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
اثر اجتمعوا لها و اجمعوا فالحق
فيما رأوا فالحق فيما رأوا و تحقیق آن
است که تا زمان حضرت عثمانؓ اختلاف مسائل
فقهیه واقع نمی شد و در محل اختلاف بخلیفه رجوع
می کردند و خلیفه بعد مشاوره امری اختیار
کرده و همان امر مجمع علیه می شد و بعد وجود
فتنه هر عالمے برأی خود فتوائے می داد و
درین زمان اختلاف واقع شد و آنچه شهرستانی
در کتاب ملل و نحل گفته که بمجرد وفات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف
پدید آمد خطا است اختلاف آں نیست کہ در
اثنائے مشورت اقوال مختلف رو گویند
و آخر امرے متفق شود و ہماں امر اجماع کنند
اختلاف آنست کہ ہر دو قول مستقر پیدا
شود ہر یکے بجانب خود کشد و ہدم و نسخ دیگر
خواہد بالجملہ ہمیں ہیئت قوم اخیر در
بہترین امت کہ علماء و عباد و
قراء اند پیدا شد و مفسدہ عظیم بران
مترتب گشت آنست کہ طبقات متأخر
این تغیر را ہیئت و صفت سنت خیال کردند
ازین جہت کہ اصل او و خود از صحبت

(رحمت) کا بار اسی کے اوپر ڈالدو جو اس کی راحت کا مالک ہو
ہے۔ اور دارمی نے مسیب بن رافع سے روایت کی ہے وہ کہتے
تھے کہ صحابہ کرام کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی واقعہ ان کو پیش آتا
اور اس واقعہ کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی
حدیث نہ ملتی تو سب جمع ہوکر اس کے حکم پر اجماع کرلیتے تھے
پس حق وہی ہے جس کو ان لوگوں نے حق سمجھا پس حق وہی
ہے جس کو ان لوگوں نے حق سمجھا اور اس باب میں تحقیق یہ
ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک مسائل فقہیہ میں اختلاف
واقع نہ ہوتا تھا (اس وقت) مواقع اختلاف میں لوگ خلیفہ
کی جانب رجوع کرتے تھے اور خلیفہ مشورہ کے بعد کوئی بات تجویز
کردیتا تھا اور اسی بات پر اجماع ہوجاتا تھا، اور فتنہ کے بعد
جناب خود ہر عالم فتوے دینے لگے اور اسی زمانہ میں (مسائل کے
اندر) اختلاف واقع ہوا اور جو کہ شہرستانی نے (اپنی) کتاب ملل ونحل
میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے
ہی اختلاف پیدا ہوگیا (ان کا یہ کہنا) غلط ہے۔ اختلاف اس کا
نام نہیں ہے کہ اثنائے مشورہ میں (چند اشخاص) ایک دوسرے
کے مخالف اقوال کہیں اور بالآخر ایک امر متفق ہوکر اسی پر سب
اتفاق کریں (بلکہ) اختلاف یہ ہے کہ دو (مختلف) قول جو
رائج ہوجائیں پیدا ہوں اور ہر شخص (لوگوں کو) اپنی جانب
کھینچے اور جو دوسرے کے مخالف نے وضع کیا ہے اس کو
باطل کرنا چاہے، الحاصل یہی ہیئت قسم کا تغیر (یعنی اختلاف
مسائل فقہیہ) اس امت کے بہترین اشخاص میں جو کہ عالم اور
عابد اور قاری ہیں پیدا ہوا اور اس تغیر پر جو فساد عظیم کہ مرتب
ہوا ہے کہ طبقات متاخرین نے اس تغیر کو دین ہیئت و صفت
سنت خیال کرلیا اس وجہ سے کہ اس اختلاف کی اصل صحبت (رسول) سے

بود ولائم قائم نمود بر تارک آں یا متقیم
دراں أخرج الدارمي عن ابراهيم عن
علقمة عن عبد الله قال كيف
أنتم إذا لبستكم فتنة يهرم فيها
الكبير ويربو فيها الصغير إذا ترك
منها شيء قيل تركت السنة قالوا
ومتى ذلك قال إذا ذهبت علماؤكم
وكثرت جهلاؤكم وكثرت قراؤكم
وقلت فقهاؤكم وكثرت امراؤكم
وقلت امناؤكم والتمست الدنيا
بعمل الآخرة وتفقه لغير الدين

دوازدہم وقوع قتال درمیان مسلمین
أخرج ابن ماجة من حديث اسيد
بن المتشمس قال حدثنا ابو موسى
حدثنا رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان بين يدي الساعة لهرجا
قال قلت يا رسول الله ما الهرج
قال القتل فقال بعض المسلمين
يا رسول الله انا نقتل الآن في
العام الواحد من المشركين كذا
وكذا فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم ليس بقتل المشركين
ولكن يقتل بعضكم بعضا حتى
يقتل الرجل جاره وابن عمه
وذا قرابته فقال بعض القوم

ماخوذ تھی اور (اسی بناء پر) متاخرین نے اپنے اپنے مذہب کے تارک و
متعصب کو ملامت جانا۔ دارمی نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے
انھوں نے حضرت عبد اللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی ہے وہ
کہتے تھے کہ تمھارا کیا حال ہوگا جب تم کو وہ فتنہ پامال کر ڈالیگا کہ
جس میں جوان شخص بوڑھا ہو جائے گا۔ جب اُس (فتنہ) کی رائج
کی ہوئی باتوں سے، کوئی چیز متروک ہو جائے گی تو کہا جائیگا
کہ سنت متروک ہوئی۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ یہ کب ہوگا
انھوں نے جواب دیا کہ جب تمھارے علما۔ (دنیا سے) چلے جائیں
اور تم میں جاہل کثرت سے (پیدا) ہو جائیں اور تم میں قاری بکثرت
ہوں مگر لوگوں میں دین کے سمجھنے والے کم رہیں اور تمھارے سرداروں
کی کثرت ہو اور تم میں امانت دار اشخاص کم رہ جائیں اور دنیا
عمل آخرت کے ذریعہ طلب کی جائے اور دین کے سوا اور کچھ
حاصل کرنے کی غرض سے علوم دینی سیکھے جائیں (تو اس وقت
سمجھ لینا کہ یہ فتنہ آگیا)۔

بارھویں مسلمانوں کے درمیان قتل (و خونریزی) کا
واقع ہونا۔ ابن ماجہ نے بروایت اسید بن متشمس روایت کی ہے
وہ کہتے تھے کہ ہم سے ابو موسےٰ (اشعری) نے بیان کیا وہ کہتے تھے
ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت سے
قریب بیشک ہرج واقع ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
ہرج کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا قتل۔ کسی شخص نے عرض کیا اے
رسول اللہ! ہم (اب بھی تو) ایک برس میں اتنے اتنے مشرکوں
کو قتل کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکوں
کو قتل کرنا (ہرج) نہیں ہے بلکہ مسلمان ایک دوسرے کو قتل
کریں گے یہاں تک کہ آدمی اپنے ہمسایہ کو اور اپنے چچا زاد بھائی کو اور
اپنے قرابت دار کو قتل کر ڈالنے لگا اس پر کسی نے عرض کیا

یا رسول اللہ ومعنا عقولنا ذلک الیوم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تنزع عقول اکثر ذلک الزمان
ویخلف لہ ھباء من الناس لا
عقول لھم ثم قال ابو موسی الاشعری
وایم اللہ لا اظنھا مدرکتی وایاکم
وایم اللہ ما لی ولکم منھا مخرج ان
ادرکتنا فیما عھد الینا نبینا
صلی اللہ علیہ وسلم الا ان نخرج
منھا کما دخلنا فیھا واخرج ابن ماجۃ
من حدیث عبد اللہ بن شداد
بن الھاد عن معاذ بن جبل قال
صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوما صلوۃ فاطال فیھا فلما انصرف
قلنا او قالوا یا رسول اللہ اطلت
الیوم الصلوۃ قال انی صلیت
صلوۃ رغبۃ ورھبۃ سألت
اللہ عز وجل لامتی ثلاثا فاعطانی
اثنتین ورد علی واحدۃ سألتہ
ان لا یسلط علیھم عدوا من غیرھم فاعطانیھا
وسألتہ ان لا یھلکھم غرقا فاعطانیھا
وسألتہ ان لا یجعل بأسھم بینھم فردھا علی
واخرج ابن ماجۃ من حدیث ابی قلابۃ
الجرمی عن ابی اسماء الرحبی عن ثوبان مولی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن

یا رسول اللہ! (کیا) اُس دن ہماری عقلیں ہمارے ساتھ ہوں گی،
(یا ہماری عقلیں ہم سے سلب کر لی جائیں گی) رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس زمانہ کے اکثر اشخاص کی عقلیں تو نہ
سلب کر لی جائیں گی (مگر یہ ضرور ہوگا کہ) کمینے لوگ جن کو عقلیں
نہ ہوں گی (اُس وقت اہل عقل کے) جانشین ہوں گے (اور حکومت
کی باگ ایسے ہی اشخاص کے ہاتھ میں ہوگی) پھر (ابو موسیٰ) اشعری
نے کہا، قسم خدا کی میں گمان کرتا ہوں کہ وہ فتنہ مجھ کو اور
تم کو ضرور پالے گا، قسم خدا کی اگر فتنہ نے ہم کو پالیا تو
میرے اور تمہارے لئے حسب ارشاد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
اُس سے بچاؤ کی کوئی راہ نہیں مگر یہ کہ ہم اس سے (بچ کر) نکل جائیں
جس طرح کہ اُس میں داخل ہوئے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت عبد اللہ
بن شداد بن الہاد حضرت معاذ بن جبل رض سے نقل کیا ہے وہ کہتے
تھے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز
پڑھائی اور دیر تک پڑھی پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے ہم
نے یا اور لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آج آپ نے (خلاف
معمول) نماز دیر تک پڑھی۔ آپ نے فرمایا میں نے (آج) رغبت
اور خوف کی نماز پڑھی اور اللہ عزّ وجلّ سے یہ سوال کیا کہ میری
امت کو تین چیزیں عطا فرمائے اُس نے مجھے دو چیزیں تو عطا
کیں اور تیسری چیز نہیں عطا کی۔ میں نے اس سے یہ سوال کیا تھا
کہ میری امت کے غیر کو ان پر دشمن کر کے مسلط نہ کرے یہ تو
اللہ نے قبول فرمایا۔ اور میں نے اس سے یہ سوال کیا تھا کہ ان کو غرق
کر کے ہلاک نہ کرے یہ بھی اس نے قبول فرمایا۔ اور میں نے اُس سے
سوال کیا تھا کہ وہ آپس میں نہ لڑیں اُسے اللہ نے قبول نہیں کیا۔
اور ابن ماجہ نے بروایت ابو قلابہ جرمی از ابو اسماء رحبی سے انہوں نے
ثوبان سے جو مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے انھوں نے

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال زُوِيَتْ لي الأرضُ حتى رأيتُ
مشارقها ومغاربها وأُعطيتُ
الكنزين الأصفرَ والأحمرَ والأبيضَ
يعني الذهبَ والفضةَ وقيل لي إنَّ مُلكك
إلى حيث زُوِيَ لك وإني سألتُ
الله عز وجل ثلثا أن لا يسلط على أمتي
جوعًا فيُهلكهم به عامة وأن لا يلبسهم
شيعًا ويُذيق بعضهم بأس بعض
وإنه قيل لي إذا قضيتُ قضاءً
فلا مردّ له وإني لن أسلط على
أمتك جوعًا فيهلكهم ولن أجمع عليهم من
بين أقطارها حتى يفني بعضهم بعضًا و
يقتل بعضهم بعضًا وإذا وُضع السيف
فلن يرفع عنهم إلى يوم القيامة وإن مما أتخوف
على أمتي أئمةً مُضلين وستعبُد
قبائلُ من أمتي الأوثانَ وستلحق
قبائلُ من أمتي بالمشركين وإن
بين يدي الساعة دجالين كذابين
قريبًا من ثلاثين كلهم يزعم أنه
نبي ولا تزال طائفة من أمتي
على الحق منصورين لا يضرهم
من خالفهم حتى يأتي أمرُ
الله عز وجل ووقوع قتال و
شدتِه آن بعد مقتل حضرت ذي النورين

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے تھے
میرے لئے زمین لپیٹ دی گئی یہاں تک کہ میں نے اس کے مشرق
اور مغرب کو دیکھ لیا۔ اور مجھے دونوں قسم کے خزانے زرد اور سرخ
اور سفید یعنی سونے اور چاندی کے عطا ہوئے اور مجھ سے کہا گیا کہ تمہاری
حکومت اس مقام تک پہنچ جائے گی جو تمہارے لئے لپیٹا گیا
ہے۔ اور میں نے خدا سے یہ سوال کیا تھا کہ میری امت پر
بھوک (اور فاقہ) کو (اس طرح مسلط نہ کیجئے کہ وہ سب کے سب
اس کے سبب سے ہلاک ہوں اور ان میں باہم اختلاف پیدا کر کر
ایک دوسرے کو قتل کرڈالیں تو مجھ سے (اس کے جواب میں)
یہ کہا گیا کہ جب میں حکم کر کے بات مقرر کر دیتا ہوں تو وہ ٹل
نہیں سکتی اور میں تمہاری امت پر بھوک مسلط نہ کرونگا
کہ ان کو ہلاک کردے اور میں ان پر زمین کے اطراف کے
غیروں کو جمع نہ کردوں گا (کہ وہ ان کو ہلاک کردیں) بلکہ وہ خود
آپس میں ایک دوسرے کو فنا کردیں گے اور ایک دوسرے کو
قتل کریں گے اور جب (ان میں) تلوار رکھ دی جائے گی تو قیامت
تک ان سے نہ اٹھائی جائے گی اور (فرمایا) مجھے اپنی امت
کے حق میں جن امور کا خوف ہے منجملہ ان کے یہ ہے کہ گمراہ
کرنے والے حاکم ان پر مسلط ہوں گے اور عنقریب میری امت
کے کچھ قبیلے بتوں کی پرستش کریں گے اور عنقریب میری
امت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے مل جائیں گے اور قیامت کے
قریب تقریباً تیس دجال کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک دعویٰ
کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ اور (فرمایا) میری امت کی ایک
جماعت ہمیشہ حق پر اور منصور رہیگی ان کا مخالف ان کو کوئی
ضرر نہ پہنچائے گا یہاں تک کہ اللہ عزوجل کا حکم آجائے (یعنی) اور
جنگ و قتال اور اس کی شدت کو حضرت ذوالنورین کی شہادت کے بعد

اظہر است از آنکہ بہ بیان محتاج باشد۔

سیزدہم شیوع سب سلف صالح فی الترمذی فی تعداد علامات القیمۃ وان یلعن آخر ھذہ الامۃ اولہا واخرج ابن ماجۃ من محمد بن المنکدر عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا لعن آخر ھذہ الامۃ اولہا فمن کتم حدیثاً فقد کتم ما انزل اللہ عز وجل و ظاہر است کہ بعد قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اہل شام مبتلا شدند بسب حضرت مرتضی و در مستدرک مذکور است کہ در لشکر حضرت مرتضی سب شیخین ظاہر شد و حضرت مرتضی چندی کس را بہمیں گناہ از لشکر اخراج کردند و ہمچنیں سب حضرت عثمان شیوع تمام پیدا کرد۔

چہاردہم افتراق مسلمین اخرج ابن ماجۃ من حدیث ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تفرقت الیہود علی احدی وسبعین فرقۃ وتفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ واخرج ابن ماجۃ من حدیث راشد بن سعد عن عوف بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افترقت الیہود علی احدی و سبعین فرقۃ فواحدۃ فی الجنۃ وسبعون فی النار وافترقت النصاری علی ثنتین و سبعین فرقۃ فاحدی وسبعون فی النار و واحدۃ فی الجنۃ والذی نفس محمد بیدہ

واقع ہونا ظاہر ہے محتاج بیان نہیں ہے۔

تیرھویں سلف صالحین کی بدگوئی کا رواج ہونا علامات قیامت کی تعداد میں (جامع) ترمذی میں ہے اور یہ کہ اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں کو برا کہیں۔ اور ابن ماجہ نے بروایت محمد بن منکدر حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلوں پر لعنت کریں تو (اس وقت) جس کسی نے کوئی حدیث چھپائی (اور اگلوں کی فضیلت نہ ظاہر کی) تو اس نے (گویا) اس (پوری) شریعت کو چھپایا جس کو اللہ عزّ وجل نے اتارا ہے { اور (یہ بھی) ظاہر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہل شام حضرت مرتضے (رضی اللہ عنہ) کے برا کہنے میں مبتلا ہوتے اور مستدرک میں ہے کہ حضرت مرتضے کے لشکر میں شیخین کی بدگوئی ظاہر ہوئی اور حضرت مرتضے نے بہت سے لوگوں کو اسی قصور پر اپنے لشکر سے نکال دیا اور اسی طرح حضرت عثمانؓ کی بدگوئی (بھی) خوب شائع ہوئی ہے

چودھویں مسلمانوں کا افتراق (اور ان کا مختلف فرقے ہوجانا) ابن ماجہ نے بروایت ابو سلمہ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود میں اکہتر فرقے ہوئے تھے اور میری امت میں تہتر فرقے ہوجائینگے اور ابن ماجہ نے بروایت راشد بن سعد عوف بن مالکؓ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اکہتر فرقے ہوئے تھے ان میں سے ایک فرقہ تو جنت میں جائیگا (باقی) ستر (فرقے) دوزخ میں پڑیں گے اور نصاریٰ کے بہتر فرقے ہوگئے تھے (جن میں سے) اکہتر فرقے دوزخ میں جائینگے اور ایک جنت میں قسم اس کی جسکے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے

ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ فواحدۃ فی الجنۃ وثنتان وسبعون فی النار قیل یا رسول اللہ من هم قال الجماعۃ واخرج ابن ماجۃ من حدیث قتادۃ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل افترقت علی احدی وسبعین فرقۃ وان امتی ستفترق علی ثنتین وسبعین فرقۃ کلها فی النار الا واحدۃ وهی الجماعۃ۔

پانزدہم ظہور خوارج اخرج الحفاظ هذا الحدیث من حدیث جماعۃ عظیمۃ من الصحابۃ فهذا حدیث متواتر المعنی اخرج ابن ماجۃ من حدیث زر عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر الزمان قوم احداث الاسنان سفهاء الاحلام یقولون من قول خیر الناس یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیۃ فمن لقیهم فلیقتلهم فان قتلهم اجر عند اللہ لمن قتلهم واخرج ابن ماجۃ من حدیث ابی سلمۃ قال قلت لابی سعید الخدری هل سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر فی الحروریۃ شیئا فقال سمعته یذکر قوما

میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی (ان میں سے) ایک (فرقہ) جنت میں جائے گا اور (باقی) بہتر فرقے دوزخ میں۔ کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! وہ ایک فرقہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ جماعت (یعنی اہل سنت وجماعت ہیں)۔ اور ابن ماجہ نے بروایت قتادہ حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقے ہوگئے تھے اور میری امت میں عنقریب بہتر فرقے ہو جائیں گے کل فرقے دوزخ میں جائیں گے سوا ایک کے اور وہ (فرقہ ناجی) جماعت ہے۔

پندرھویں خوارج کا ظاہر ہونا۔ حفاظ (حدیث) کی ایک بڑی جماعت نے صحابہ کی روایت سے خوارج کا ذکر نقل کیا ہے اور یہ حدیث متواتر بالمعنی ہے۔ ابن ماجہ نے بروایت زر (بن حبیش) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے نو عمر جن کی عقلیں کم ہوں گی باتیں وہ کریں گے جو لوگوں کی بہترین باتوں میں سے ہوں گی قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا اسلام سے ایسے صاف نکل جائیں گے کہ جیسے تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہے [illegible] جو کوئی ان سے ملے تو اسے چاہیے کہ ان کو قتل کر ڈالے کیونکہ ان کے قتل کرنے میں ان کے قاتل کیلئے اللہ کے نزدیک (بڑا) اجر ہے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت ابو سلمہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو سعید خدری سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ خوارج کے بارے میں کچھ ارشاد فرماتے تھے۔ ابو سعیدؓ نے جواب دیا (ہاں) میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ کچھ لوگوں کا ذکر کرتے تھے کہ

یتعبدون یحقر احدکم صلوته مع
صلوتھم وصومه مع صومھم یمرقون
من الدین کما یمرق السھم من الرمیة
اخذ سھمه فنظر فی نصله فلم یر
شیئاً فنظر فی رصافه فلم یر شیئاً
فنظر فی قدحه فلم یر شیئاً فنظر
فی القذذ فتماری هل یری شیئاً
ام لا وآخرج ابن ماجة عن
عبد الله بن الصامت عن
ابی ذر قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ان بعدی
من امتی او سیکون بعدی من امتی
قوماً یقرءون القرآن لا یجاوز حلوقھم
یمرقون من الدین کما یمرق
السھم من الرمیة ثم لا یعودون
فیه ھم شرار الخلق والخلیقة
قال عبد الله بن الصامت فذکرت
ذلک لرافع بن عمرو اخی الحکم
الغفاری فقال انا ایضاً قد سمعته
من رسول الله صلی الله علیه وسلم
واخرج ابن ماجة عن ابی الزبیر عن
جابر بن عبد الله قال کان رسول
الله صلی الله علیه وسلم بالجعرانة
وھو یقسم التبر والغنائم وھو
فی حجر بلال فقال رجل اعدل یا محمد

وہ ایسی عبادتیں کریں گے کہ تم لوگ اپنی نمازوں کو اُن کی نمازوں کے
سامنے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے سامنے حقیر سمجھو گے
(مگر باوجود اس ریاضت کے وہ لوگ) دین سے ایسے نکل جائیں گے
کہ جیسے تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہے (شکاری) اپنے تیر کو لے کر
اُس کی پیکان میں نظر کرتا ہے تو کچھ (نشان خون کا) نہیں دیکھتا
پھر اس کے پھلنے کو دیکھتا ہے اس میں (بھی) کچھ (اثر خون کا) نہیں
پاتا پھر تیر کی لکڑی میں نظر کرتا ہے اس میں (بھی) کچھ (اثر خون کا)
نہیں پاتا۔ پھر لکڑی کے سرے کو دیکھتا ہے تو شک کرتا ہے کہ
کیا (اس میں) کچھ (اثر خون کا) دیکھا یا نہیں (دیکھا۔ اسی طرح
خوارج بھی دین سے بالکل نکل جائیں گے ان کے دلوں میں کوئی اثر
اسلام کا نہ رہے گا)۔ اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن صامت سے
انھوں نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد میری امت سے یا یہ فرمایا
کہ عنقریب میرے بعد میری امت سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے کہ قرآن
پڑھیں گے (مگر) وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا وہ دین سے
اس طرح نکل جائیں گے جیسے کہ تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہے
پھر وہ دین میں لوٹ کر نہ آئیں گے وہ تمام مخلوق میں سب سے بدتر
ہوں گے۔ عبد اللہ بن صامتؓ کہتے کہ پھر میں نے یہ حدیث رافع
بن عمرو یعنی حکم غفاری کے بھائی سے بیان کی تو انھوں نے کہا
میں نے بھی اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور
ابن ماجہ نے ابو الزبیر سے انھوں نے حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (مقام)
جعرانہ میں (مقیم) تھے اور آپ سونا اور دیگر اموال غنیمت تقسیم
کر رہے تھے مال حضرت بلالؓ کی گود میں تھا (اسی اثنا میں) ایک
شخص نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ انصاف کے ساتھ تقسیم کیجئے

فانك لم تعدل فقال ويلك ومن يعدل بعدي إذا لم أعدل فقال عمر رضي الله عنه يا رسول الله حتى أضرب عنق هذا المنافق فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن هذا في أصحاب أو أصيحاب له يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية وأخرج ابن ماجة من حديث نافع عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ينشأ نشؤ يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم كلما خرج قرن قطع قال ابن عمر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كلما خرج قرن قطع أكثر من عشرين مرة حتى يخرج في عراضهم الدجال وأخرج ابن ماجة من حديث قتادة عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج قوم في آخر الزمان أو في هذه الأمة يقرءون القرآن لا يجاوز تراقيهم أو حلوقهم سيماهم التحليق إذا رأيتموهم أو إذا لقيتموهم فاقتلوهم

نشان ہفتادم و ہفتاد و یکم قدریہ و مرجیہ پیدا شدند أخرج ابن ماجة من حديث جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن مجوس هذه الأمة

کیونکہ آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا خرابی ہو تیری اگر میں انصاف نہ کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا (اس شخص کی گستاخی پر) حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص (تنہا نہیں ہے بلکہ) اس کے بہت سے ساتھی ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں (مگر) وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرتا وہ دین سے ویسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے (پار) نکل جاتا ہے (تم کس کس کو مارو گے) اور ابن ماجہ نے بروایت نافع حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کو پڑھیں گے (مگر) ان کے گلوں سے تجاوز نہ کریگا جب کوئی جماعت ان کی نکلے گی وہ ہلاک کردی جائے گی۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے جب ان کی (یعنی خوارج کی) کوئی جماعت نکلے گی تو وہ ہلاک کردی جائے گی ایسا واقعہ بیس مرتبہ سے زیادہ ہوگا یہاں تک کہ اسی اثناء میں دجال نکل آئے گا۔ اور ابن ماجہ نے بروایت قتادہ حضرت انس بن مالکؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ آخر زمانہ میں یا فرمایا اس امت میں نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے (مگر) وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان کا سر منڈا ہوا ہوگا جب تم ان کو دیکھو یا فرمایا جب تم ان سے ملو تو ان کو قتل کرو۔

نشان سترھویں اور اکہترویں قدریہ اور مرجیہ پیدا ہوئے۔

ابن ماجہ نے بروایت حضرت جابر بن عبداللہؓ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کے مجوس وہ لوگ

المكذبون بأقدار الله ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتموهم ولا تسلموا عليهم واخرج ابن منيع من حديث عكرمة عن ابن عباس قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صنفان من هذه الامة ليس لهم في الاسلام نصيب المرجئة والقدرية۔

ہشتم روافض پیدا شدند اخرج الحاکم عن علی رضی الله عنه قال دعانی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال یا علی ان فیك من عیسی مثلا ابغضته الیهود حتی بهتوا امه واحبته النصاری حتی انزلوه بالمنزلة التی لیس له قال وقال علی الا وانه یهلك فی محب مطر بما لیس فی ومبغض مفتر یحمله شنآنی علی ان یبهتنی الا وانی لست بنبی ولا یوحی الی ولکنی اعمل بکتاب الله وسنة نبیه صلی الله علیه وسلم ما استطعت فما امرتکم به من طاعة الله فحق علیکم طاعتی فیما احببتم او کرهتم وما امرتکم بمعصیة انا وغیری فلا طاعة لاحد فی معصیة الله عز وجل انما الطاعة فی المعروف دریں چہار مذہب باطل

جو تقدیر کی تکذیب کرتے ہیں اگر وہ لوگ بیمار ہوں تو تم ان کی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر وہ مر جائیں تو تم ان کے جنازہ کے ساتھ نہ جاؤ اور اگر تم ان کو راستہ میں ملو تو ان کو سلام نہ کرو۔ اور ابن منیع نے روایت عکرمہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت میں دو گروہ ایسے ہیں کہ ان کو اسلام سے کوئی حصہ نہیں ہے وہ مرجیہ اور قدریہ ہیں۔

آٹھویں رافضی پیدا ہو گئے۔ حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بلا کر فرمایا اے علیؓ! تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک مثال ہے ان سے یہود نے بغض رکھا یہاں تک کہ ان کی والدہ کو بہتان لگایا اور ان سے نصاریٰ نے دوست رکھا یہاں تک کہ ان کو اس مرتبہ پر پہنچا دیا جو ان کے لائق نہ تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا میرے متعلق بھی دو گروہ ہلاک ہوں گے ایک وہ جو میرے ساتھ محبت رکھے اور مجھ میں اس بات کا قائل ہو جو مجھ میں نہیں ہے۔ اور دوسرا وہ جو مجھ سے بغض رکھے اور میرے اوپر افترا کرے میری عداوت اس کو اس امر پر برانگیختہ کرے کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے۔ آگاہ رہو میں نہ نبی ہوں اور نہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے بلکہ میں کتاب اللہ پر اور تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر بقدر طاقت خود عمل کرتا ہوں اگر میں طاعت الٰہی کے متعلق تم کو حکم دوں تو تم پر میری اطاعت فرض ہے وہ حکم تمہارے موافق ہو یا مخالف اگر تم کو خدا کی نافرمانی کا حکم دیا جائے خواہ میں دوں یا کوئی اور دے تو اللہ عز وجل کی نافرمانی میں کسی (بندہ) کی اطاعت نہ کرنا چاہئے۔ اطاعت دین ہی کے کاموں میں ہے۔ یہی چار مذہب باطلہ (یعنے مذہب قدریہ

منشاء تولد سائر مذہب باطلہ شد چنانچہ ماغلبات تولد امراض می شود۔

نوزدہم استحلال فروج بتاویل آنکہ متعہ است و استحلال خمور بتاویل آنکہ نبیذ است و استحلال معازف در یں زمانہ پیدا شد تخریج البخاری عن ابی عامر وابی مالک الاشعری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الخز والحریر والخمر والمعازف ولینزلن اقوام الی جنب علم تروح علیہم سارحۃ لھم فیاتیھم رجل لحاجتہ فیقول ارجعوا الینا غدا فیبیتھم اللہ ویضع العلم ویمسخ آخرین قردۃ وخنازیر الی یوم القیامۃ تخریج ابن ماجۃ من حدیث خالد بن معدان عن ابی امامۃ الباھلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتذھب اللیالی والایام حتی تشرب طائفۃ من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا واخرج ابن ماجۃ من حدیث ثابت بن السمط عن عبادۃ بن الصامت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشرب ناس من امتی الخمر باسم یسمونہا ایاہ و وجدت فی کتب تخریج احادیث

مذہب مرجیہ۔ مذہب خوارج۔ مذہب روافض) باقی مذاہب باطلہ کے پیدا ہونے کے سبب ہیں جیسا کہ چار خلط (خون۔ صفرا۔ بلغم سودا) امراض مختلفہ کے پیدا ہونے کے سبب ہوتے ہیں۔

انیسویں (عورتوں کی) شرمگاہوں کو متعہ کی تاویل سے حلال کر لینا اور شراب کو نبیذ کی تاویل کے ساتھ حلال کر لینا اور راگ کے باجوں کا حلال کر لینا اس زمانہ (فتنہ) میں پیدا ہوا۔ امام بخاریؒ نے ابو عامر یا ابو مالک اشعری سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ ضرور ہوں گے جو شرمگاہوں کو اور ریشمی لباس کو اور شراب کو اور باجوں کو حلال کر لیں گے اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے نیچے فروکش ہوں گے اور شام کے وقت اُن کے مویشی (چراگاہ سے) اُن کے پاس آتے ہوں گے۔ پھر ایک شخص (مویشیوں کی موجودگی میں) اپنی حاجت لے کر ان کے پاس آئے گا (اور اُن سے سوال کرے گا) اُن میں سے کوئی شخص اُس کو جواب دے گا کہ کل آنا پس رات میں اللہ تعالےٰ اُن کا یہ حال کر دے گا کہ پہاڑ کچھ لوگوں پر گرا دے گا اور کچھ لوگوں کو مسخ کر کے بندر اور سُور بنا دے گا۔ اور وہ قیامت تک اسی عذاب میں مُبتلا رہیں گے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت خالد بن معدان ابو امامہ باہلی سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپؐ نے فرمایا۔ یہ رات دن نہ جائیں گے یہاں تک کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اُس کا نام دوسرا رکھ لیں گے۔ اور ابن ماجہ نے بروایت ثابت ابن سمط عبادہ بن صامت سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اُس کا نام دوسرا رکھ لیں گے۔ اور میں نے حافظ ابن حجر عسقلانی کی

الھلاۃ الحافظ ابن حجر العسقلانی قال روی عبد الرزاق عن معمر لو ان رجلا اخذ بقول اھل المدینۃ فی استماع الغناء واتیان النساء فی ادبارھن وبقول اھل مکۃ فی المتعۃ والصرف وبقول اھل الکوفۃ فی المسکر کان شر عباد اللہ

بست و ہفتم ارتفاع امن از مسلمانان در میان خود بسبب آنکہ یکے پدر دیگرے کشتہ بود و یکے برادر یکے تا آنکہ خائف شدند از یکدیگر و نماز در مسجد نتوانستند خواند۔

اخرج مسلم من حدیث شقیق عن حذیفۃ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال احصوا لی کم یلفظ الاسلام قال فقلنا یا رسول اللہ اتخاف علینا ونحن ما بین الست مائۃ الی السبع مائۃ قال انکم لا تدرون لعلکم ان تبتلوا قال فابتلینا حتی جعل الرجل منا لا یصلی الا سرا۔

بست و ہشتم ریاست جمعے کہ استحقاق ریاست نداشتند یا مفضول بودند بہ نسبت مستحقین خلافت

کتاب تخریج احادیث رافعی میں یہ دیکھا کہ انھوں نے لکھا ہے کہ عبد الرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص غنا سننے کے اور عورتوں کے ساتھ لواطت کرنے کے بارے میں اہل مدینہ کے قول پر عمل کرے اور متعہ اور بیع صرف کے متعلق اہل مکہ کے قول پر عمل کرے اور نشہ والی چیز (کی حلت) میں اہل کوفہ کے قول پر عمل کرے تو وہ اللہ کے بندوں میں سب سے برا ہوگا (کہ ہر مذہب کی بری باتوں کو اس نے چن چن کر لے لیا)۔

چھبیسویں مسلمانوں میں ایک دوسرے سے امن اٹھ جانا بسبب اس کے کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کے باپ کو مار ڈالا تھا اور ایک نے دوسرے کے بھائی کو قتل کیا تھا یہاں تک کہ ایک دوسرے سے خوف رکھ کر اپنے گھروں میں چھپ رہے اور مسجد میں نماز نہیں پڑھ سکتے۔ (امام) مسلمؒ نے بروایت شقیق حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے آپ نے فرمایا شمار کرو کہ کس قدر لوگ (کلمۂ) اسلام کے پڑھنے والے ہیں۔ ہم نے کہا اے رسول اللہ کیا آپ کو ہم پر کچھ خوف ہے؟ حالانکہ (اس وقت) ہم لوگ (کلمہ گو) چھ سو اور سات سو کے درمیان میں ہیں۔ آپ نے فرمایا تم کو خبر نہیں شاید کہ تم مبتلا ہو جاؤ۔ حذیفہؓ کہتے ہیں پھر ہم مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ ہم لوگوں میں سے کوئی شخص چھپ کر نماز پڑھتا تھا۔

ستائیسویں اُن لوگوں کا ریاست پانا جن کو ریاست کا بالکل استحقاق ہی نہ تھا یا بہ نسبت اور مستحقین خلافت کے کم درجہ کے تھے (اور

لہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر یا تو راوی سے وہم ہوا یا مصری کو غلط فہمی ہوئی کہ عورتوں کے ساتھ لواطت اہل مدینہ کے یہاں جائز ہے کسی اہل علم اہل سنت کے نزدیک [illegible] اہل کوفہ کے نزدیک [illegible] کسی دوسرے امام اہل سنت کے نزدیک [illegible] مترجم کی غلطی دوسروں کے مذاہب بیان کرنے میں اکثر ہو گئی ہے جیسے صاحب ہدایہ کی غلطی ہو گئی کہ انھوں نے لکھا کہ امام مالکؒ کے نزدیک متعہ حلال ہے۔

مرّ من حديث حذيفة ويكون ذوو بأسكم شراركم أخرج البخاري وغيره من حديث ابي هريرة قال بينما النبي صلى الله عليه وسلم في مجلس يحدث القوم جاءه اعرابي فقال متى الساعة قال اذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة قال كيف اضاعتها قال اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة واخرجه البغوي من حديث عبد الله ابن دينار عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مشت امتي المطيطاء وخدمهم ابناء الملوك ابناء فارس والروم سلط الله شرارها على خيارها واين معنى در زمان حضرت عثمان متحقق شد

بست ودوم فتور عظيم در اقامت اركان اسلام أخرج ابن ماجه من حديث عثمان بن خثيم عن القاسم بن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود عن ابيه عن جده عبد الله بن مسعود ان النبي صلى الله عليه وسلم قال سيلي اموركم بعدي رجال يطفئون السنة ويعملون بالبدعة ويؤخرون الصلاة عن مواقيتها قلت يا رسول الله ان ادركتهم كيف افعل قال تسألني يا ابن ام عبد كيف تفعل لا طاعة لمن عصى الله

(طریقہ بتا دیئے گئے) یہ مضمون حذیفہ کی اس حدیث میں گزر چکا ہے کہ لوگوں کے برے اشخاص تمہارے زبردست والے ہو جائیں گے۔ امام بخاری وغیرہ نے بروایت ابوہریرہؓ نقل کیا ہے کہ ابوہریرہؓ کہتے تھے (ایک روز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں لوگوں سے کچھ فرما رہے تھے اسی اثناء میں ایک اعرابی آیا اور آپ سے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ آپ نے فرمایا جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ پھر اس اعرابی نے پوچھا امانت کیسے ضائع ہوگی؟ آپ نے فرمایا جب امر حکومت نااہلوں کے سپرد ہو تو تم قیامت (کے آنے) کا انتظار کرو۔ اور بغوی نے بروایت عبداللہ بن دینار حضرت (عبداللہ) بن عمرؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت تکبر کی چال سے چلے اور شاہزادے فارس و روم کی اولاد (ملکی فتوحات کے سبب غلام بن کر) ان کی خدمت کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے برے لوگوں کو ان کے اچھے لوگوں پر مسلط کر دے گا۔ (یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پائی گئی)۔

بائیسویں ارکان اسلام کے قائم رکھنے میں فتور عظیم واقع ہوا۔ ابن ماجہ نے بروایت عثمان بن خثیم قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ان کے دادا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد تمہارے کام ایسے لوگوں کے اختیار میں چلے جائیں گے جو سنت (کے نور) کو بجھا دیں گے اور بدعت پر عمل کریں گے اور نمازوں کو ان کے وقتوں سے دیر کر کے پڑھیں گے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اے ابن ام عبد تم مجھ سے پوچھتے ہو کہ کیا کروں (سنو) جو خدا کی نافرمانی کرے اس کی اطاعت جائز نہیں

وأخرج البخاري وغيره وهذا لفظ البغوي عن ثابت عن انس قال ما اعرف منكم شيئا كنت أعهده على رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس قولكم لا اله الا الله قلنا يا ابا حمزة الصلوة فقال قد صليتم حين تغرب الشمس افكانت تلك صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال على اني لم ار زمانا خيرا للعامل من زمانكم هذا الا ان يكون زمان مع نبي وفي رواية عن انس وغيره اذا مات ابوبكر وعمر وعثمان فحبا لكم وفي لفظ فان استطعت ان تموت فمت

ومعلوم است از تاریخ که اقامت حج بعد حضرت عثمان هیچ خلیفه بذات خود نکرده است بلکه نائبی را مقرر کردند وحضرت مرتضی برائے آں اقامت حج بذات خود نتوانست نمود بلکه در بعض سنین نائب هم نتوانست فرستاد کما هو مذکور فی المستدرك ومعاویه بن ابی سفیان ابان بن عثمان را امیر الحج ساخته بود در ایام خلافت خود حال آنکه خلفائے سابق اقامت حج بنفس خود مے کردند الا بعذر واقامت حج ضمیمه خلافت بود بلکه از خواص خلیفه چنانکه بر تخت نشستن

اور (امام) بخاریؒ وغیرہ نے ثابتؒ سے انھوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے اور یہ الفاظ بغوی کے ہیں کہ حضرت انسؓ کہتے تھے میں تم میں اب وہ کوئی بات نہیں دیکھتا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دیکھتا تھا سوا اس کے کہ تم لا الہ الا اللہ کہتے ہو ہم نے کہا اے ابوحمزہ نماز (تو ہم پڑھا کرتے ہیں) انھوں نے کہا (ہاں نماز پڑھا کرتے ہو مگر یہ نماز بھی کس کام کی) جب آفتاب غروب ہونے لگا (تم اٹھے اور عصر کی نماز پڑھ لی) کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہی نماز تھی (ہرگز نہیں) پھر انھوں نے کہا باوجود اس کے میں عبادت کرنے والے کے لئے تمھارے اس زمانہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں دیکھتا سوا اس زمانہ کے جو نبی کے ساتھ ہو (اس حالت پر تمھاری سستی اور زیادہ جائے تعجب ہے) حضرت انسؓ وغیرہ کی یہ حدیث (اوپر) گزری کہ جب ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ مرجائیں تو پھر تمھارے لئے ہلاکت ہے۔ اور ایک روایت میں اس قدر اور زیادہ ہے۔ پس اگر تم سے ہوسکے تو تم مرجانا۔ اور (واقعات) تاریخ سے یہ (امر بھی) بخوبی معلوم (ہوچکا) ہے کہ حضرت عثمانؓ کے بعد کوئی خلیفہ بذات خود حج کو قائم نہ کرسکا بلکہ خلفاء (حج قائم کرنے کے لئے) اپنا نائب مقرر کرتے تھے (بنفس خود اقامت حج میں معذور تھے) اور حضرت مرتضےٰ بھی اسی وجہ سے بذات خود حج کو قائم نہ کرسکے بلکہ بعض بعض سال (اپنا) نائب بھی نہ بھیج سکے جیسا کہ مستدرک میں مذکور ہے۔ اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ابان بن عثمان کو امیر حج کردیا تھا حالانکہ خلفائے سابقین بذات خود حج کو قائم کرتے تھے مگر کسی عذر سے (نہ جاسکتے تو وہ دوسری بات ہے) اور حج کو قائم کرنا خلافت کا ضمیمہ تھا بلکہ خلیفہ کی خصوصیات میں سے تھا جس طرح تخت پر بیٹھنا

و تاج بر سر نہادن و در کوشک بادشاہان پیشین اقامت نمودن در اکاسرہ و قیاصرہ علامت بادشاہی بود۔

بست و سوم اختیار تشدد در عبادات و راضی نشدن برخص شرعیہ فی المصابیح قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد الا غلبہ فسددوا وقاربوا وابشروا واستعینوا بالغدوۃ والروحۃ وشیء من الدلجۃ ذکر البغوی عن عمیر قال من ادرکت من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ممن سبقنی فما رأیت قوما ایسر سیرۃ ولا اقل تشدیدا منہم قال ابراہیم اذا بلغکم فی الاسلام امران فخذ ایسرہما وقال الشعبی اذا اختلف علیک فی امرین فخذ ایسرہما وقال الشعبی اذا اختلف علیک فی امرین فخذ ایسرہما فان ایسرہما اقربہما من الحق لان اللہ سبحانہ وتعالی یقول یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ و ازین آثار مفہوم می شود کہ تلقط رخص از مذاہب اربعہ بعد آنکہ نص قرآن و حدیث مشہور و اجماع سلف و قیاس جلی و حدیث صحیح ازاں باز نداشتہ باشد حسن است خلافا للفقہاء المتاخرین بل نسبہ بعضہم الی الفسق۔

اور سر پر رکھنا یا اگلے بادشاہوں کے محل میں رہنا شاہان فارس قدیم میں بادشاہی کی علامات سے تھا۔

تیئیسویں عبادات میں تشدد (اور سختی) اختیار کرنا اور رخصت شرعی کے ساتھ راضی نہ ہونا۔ مصابیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک دین (سر تاپا) آسان ہے اور ہرگز کوئی شخص دین میں تشدد نہ کرے گا مگر یہ کہ دین اس پر غالب آئے گا (اور وہ نیک اعمال کرنے سے عاجز ہوگا) لہٰذا تم سیدھے رہو اور (عمل کے) قریب ہو جاؤ اور بشارت پاؤ اور صبح و شام اور کچھ رات (کی عبادت) سے مدد چاہو۔ اور بغوی نے عمیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں جن صحابہ سے ملا ہوں وہ بیشتر سے زیادہ تھے میں نے کسی قوم کو سیرت (و عادات) میں آسان (اور امور دین میں) کم تشدد کرنے والا ان سے بڑھ کر نہ دیکھا۔ ابراہیم (نخعی) کہتے ہیں جب تم کو اسلام میں دو کام معلوم ہوں (اور) ایک ان میں آسان ہو اور دوسرا مشکل تو ان دو میں جو آسان ہو اسے اختیار کرو۔ اور (امام) شعبی کہتے ہیں کہ جب دو کام تم کو پیش آئیں تو ان میں سے جو آسان ہو اسے اختیار کرو کیونکہ جو ان دونوں میں آسان ہے وہی حق سے قریب تر ہے۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے یرید اللہ بکم الیسر تا آخر (ترجمہ: اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ دشواری نہیں چاہتا) ان آثار سے مفہوم ہوتا ہے کہ مذاہب اربعہ میں سے رخصت کے مسائل کو چن چن کر اختیار کر لینا بعد اس کے کہ نص قرآن اور حدیث مشہور اور اجماع سلف اور قیاس جلی اور حدیث صحیح اس سے نہ روکے مستحسن ہے مگر فقہاء متاخرین کا اس میں اختلاف ہے بلکہ بعض فقہاء نے اس فعل کو فسق کی طرف منسوب کیا ہے۔

بحث چہارم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
دو فتنے ذکر فرمودند۔ اخرج البغوی
من حدیث حذیفۃ قال قلت
یا رسول اللہ ایکون بعد ھذا
الخیر شر کما کان قبلہ شر قال
نعم قلت فما العصمۃ یا رسول اللہ
قال السیف قلت وھل بعد السیف
بقیۃ قال نعم یکون امارۃ
علی اقذاء وھدنۃ علی
دخن قال قلت ثم ماذا قال ثم ینشأ
دعاۃ الضلالۃ فان کان للہ فی الارض
خلیفۃ جلد ظہرک واخذ مالک فالزمہ
والا فمت وانت عاض علی جذل
شجرۃ وفی لفظ قلت یا رسول اللہ انا
کنا فی جاھلیۃ وشر فجاءنا اللہ
بھذا الخیر فھل بعد ھذا الخیر
من شر قال نعم قلت وھل بعد
ذلک الشر من خیر قال نعم
وفیہ دخن قال قلت وما
دخنہ قال قوم یھدون بغیر
ھدیی تعرف منھم وتنکر قلت
فھل بعد ذلک الخیر من
شر قال نعم دعاۃ علی ابواب
جہنم من اجابھم الیھا
قذفوہ فیھا قلت

چوتھی بحث: آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو فتنے ذکر فرمائے
بغوی نے بروایت حذیفہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے (عہد
نبوی میں) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اس خیر (و برکت کے زمانہ)
کے بعد شر (و فساد) بھی ہوگا جیسا کہ اس سے پہلے شر تھا، آپؐ نے
فرمایا ہاں (ہوگا) میں نے عرض کیا کہ اے رسول اللہ! پھر
(اس سے) بچاؤ (کی) کیا (صورت) ہے؟ آپؐ نے فرمایا تلوار۔
میں نے عرض کیا، کیا تلوار کے بعد بھی کچھ فتنہ باقی رہ جائیگا؟
آپؐ نے فرمایا ہاں، امارت ہوگی کدورت کے ساتھ اور صلح ہوگی
تیرگی کے ساتھ۔ حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا پھر اس کے
بعد کیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا گمراہی کی طرف بلانے والے پیدا
ہوں گے۔ پس (اس وقت) اگر زمین پر اللہ کا (کوئی) خلیفہ ہو
گو وہ تم کو مارے اور تمہارا مال چھین لے تم اس کے ساتھ ہی
رہنا ورنہ (در صورت نہ ہونے خلیفہ کے) تم اس حال میں جان
دینا کہ درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑے ہو۔ اور ایک روایت میں
(اس طرح) ہے میں نے عرض کیا اے رسول اللہ! ہم لوگ جاہلیت
اور شر میں (مبتلا) تھے پھر اللہ تعالیٰ اس خیر (و برکت یعنی
دین اسلام) کو لایا تو کیا اس خیر کے بعد (پھر) شر ہوگا۔ آپؐ نے
فرمایا ہاں (ہوگا) میں نے عرض کیا کیا اس شر کے بعد (پھر) خیر
ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہاں (ہوگی) مگر تیرگی کے ساتھ۔ میں نے
عرض کیا اس کی تیرگی کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسے لوگ ہوں گے
جو میری روش چھوڑ کر دوسری روش پر چلیں گے تم ان میں
نیک و بد (دونوں قسم کی باتیں) دیکھو گے۔ میں نے عرض کیا
کیا اس خیر کے بعد (بھی) شر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ہاں کچھ لوگ
دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوئے (لوگوں کو) بلاتے ہوں گے
جس نے ان کا کہنا مانا انھوں نے اسے دوزخ میں ڈال دیا۔ میں نے عرض کیا

یا رسول اللہ صفہم لنا قال ہم من جلدتنا
ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تأمرنی ان
ادرکنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین
وامامہم قلت فان لم یکن جماعۃ
ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق
کلہا ولو ان تعض باصل شجرۃ حتی
یدرکک الموت وانت علی ذلک
و اخرج مسلم عن عتبۃ بن غزوان
حدیثا طویلا فی آخرہ وانہا لم تکن
نبوۃ قط الا تناسخت حتی یکون
عاقبتہا ملکا فستخبرون وتجربون الامراء
بعدنا و تفسیر این دو فتنہ در کلام
سعید بن المسیب است قال سعید
بن المسیب ثارت الفتنۃ الاولی فلم یبق
ممن شہد بدرا احد ثم ثارت الثانیۃ
فلم یبق ممن شہد الحدیبیۃ
احد قال واظن لو ثارت الثالثۃ
لم ترتفع وفی الناس طباخ
قال البغوی اراد بالفتنۃ الاولی
مقتل عثمان وبالثانیۃ الحرۃ
وقولہ طباخ ای خیر ونفع یقال
فلان لا طباخ لہ ای لا عقل لہ
پس فتنہ اولی مقتل حضرت عثمان و
ما بعد او است تا آنکہ خلافت معاویہ بن
ابی سفیان مستقر شد و فتنہ ثانیہ

یا رسول اللہ! آپ ہم سے ان لوگوں کی پہچان بیان فرمائیے۔ آپ
نے فرمایا وہ لوگ ہمارے ہی ملک کے ہوں گے اور ہماری ہی زبان
میں گفتگو کریں گے۔ میں نے عرض کیا۔ پھر آپ میرے لئے کیا حکم
کرتے ہیں اگر میں اُن کا زمانہ پاؤں (تو کیا کروں) آپ نے فرمایا مسلمانوں
کی جماعت اور اُن کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے عرض کیا کہ
اگر اس وقت جماعت اور امام نہ ہوں (تو کیا کروں) آپ نے
فرمایا تو ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا اور اگرچہ تم دانت لگا
کر) کسی درخت کی جڑ دانتوں سے مضبوط پکڑے ہو اور اسی حال
میں تمہاری موت آجائے (تو تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔ اور
امام مسلمؒ نے عتبہ بن غزوان سے ایک طویل حدیث روایت
کی ہے جس کے آخر میں یہ مضمون ہے کہ کوئی نبوت ایسی نہیں گذری
ہے کہ وہ رفتہ رفتہ سلطنت نہ بن گئی ہو۔ اور عنقریب تمہاری
آزمائش ہوگی اور تم کو ہمارے بعد سرداروں کا تجربہ ہو جائیگا۔
اور ان دو فتنوں کی تفسیر سعید بن مسیب کے کلام سے واضح ہوتی
ہے۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جب پہلا فتنہ پھیلا تو اس میں
حاضرین بدر سے کوئی باقی نہ رہا۔ پھر دوسرا فتنہ ہوا تو حاضرین حدیبیہ
میں سے ایک بھی نہ رہا اور میں گمان کرتا ہوں کہ اگر اب تیسرا فتنہ
ہوا تو وہ کسی صاحب طباخ کو باقی نہ رکھے گا۔ بغوی اس قول
کی شرح میں کہتے ہیں کہ سعید بن مسیبؒ پہلے فتنہ سے حضرت عثمان
کی شہادت مراد لی اور دوسرے فتنہ سے (واقعہ) حرہ (جو
یزید کے زمانہ میں ہوا ہے) اور لفظ طباخ کے معنے خیر و نفع کے
ہیں (عرب کے محاورہ میں) کہا جاتا ہے فلاں شخص کے لئے طباخ
نہیں یعنی اس کو عقل نہیں۔ پس فتنہ اولیٰ کی مدت حضرت
عثمانؓ کی شہادت اور اس کے بعد اس وقت تک کہ حضرت
معاویہ بن ابو سفیان کی خلافت قائم ہوئی۔ اور فتنہ ثانیہ

بعد فوت معاویہ بن ابی سفیان تا استقرار
خلافت عبدالملک ۔ در دو بیت اولی واقعہ
ردت کہ در زمان حضرت ابوبکر صدیق رضی
اللہ عنہ واقع شدہ بود فتنہ شمردہ اند
باعتبار شدت بر مسلمین و در روایت ثانیہ
ردت را فتنہ نشمردہ اند زیرا کہ ایں واقعہ
بین المسلمین نبود بلکہ درمیان مسلمین و کفار
بیست و پنجم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای
نشو و نمای ملت اسلامیہ صورتے معین فرمودند
کہ تا آخر عہد حضرت عثمان متحقق شد و بعد ازاں
انذار بفتن نمودند اخرج البغوی عن عروۃ
بن الزبیر عن کرز بن علقمۃ الخزاعی قال قال
اعرابی یا رسول اللہ ھل للاسلام منتھی
قال نعم ایما اھل بیت من العرب
والعجم اراد اللہ بھم خیرا ادخل
اللہ علیھم الاسلام قال ثم
ماذا یا رسول اللہ قال ثم
یقع الفتن کانھا الظلل قال
فقال الاعرابی کلا یا رسول اللہ فقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی
نفسی بیدہ لتعودن فیھا اساود
صبا یضرب بعضکم رقاب بعض قولہ
اساود ای حیات وقولہ صبا جمع صاب
وصباۃ مائل من دین الی دین۔
بیست و ششم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تعداد فتن

حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی وفات سے شروع ہوا اور عبدالملک
کی خلافت کے قرار پذیر ہونے تک رہا۔ پہلی روایت میں واقعہ ردت
کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آیا فتنہ
میں شمار کیا ہے اس غضب سے کہ (اس فتنہ میں) مسلمانوں
پر شدت ہوئی (اور جدال و قتال کے مصائب پیش آئے) اور
دوسری روایت میں ردت کو فتنہ نہیں شمار کیا کیونکہ یہ واقعہ
مسلمانوں کے درمیان نہ تھا بلکہ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان
میں تھا (اور فتنہ وہی ہے جو مسلمانوں کے درمیان ہو)۔
پچیسویں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشو و نمائے
ملت اسلامیہ کے لئے ایک صورت مقرر فرمائی تھی جو آخر عہد
حضرت عثمانؓ تک متحقق ہوئی۔ پھر اس کے بعد آپ نے فتنہ
سے ڈرایا۔ بغوی نے عروہ بن زبیر سے انھوں نے کرز بن علقمہ خزاعی
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک اعرابی نے (خدمت نبوی
میں) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا اسلام کی (ترقی کی) کوئی
حد ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! عرب ہوں یا عجم جن گھر والوں
کے لئے اللہ بہتری چاہے گا اُن پر اسلام کو داخل کرے گا۔
اس اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟
آپ نے فرمایا پھر مثل ابر کے فتنے گھیر لیں گے۔ پھر اعرابی نے
عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا تو ہرگز نہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا ایسا
تو ضرور ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان
ہے تم اساود صبا (یعنی سانپ بن کر اور بے دین ہو کر) ان
فتنوں میں ضرور پڑو گے۔ (اساود اسود کی جمع (یعنی سانپ
اور صبا صابی کی جمع ہے۔ عرب کہتے ہیں صبا جب کوئی شخص
ایک دین چھوڑ کر دوسرے دین کی طرف میلان کرے)۔
چھبیسویں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی تعداد میں

بیان فرمودہ۔ أخرج البغوی عن عوف بن مالك الاشجعی قال اتيت النبی صلى الله عليه وسلم فی غزوة تبوك وهو فی قبة ادم فقال اعدد ستا بين يدی الساعة موتی ثم فتح بيت المقدس ثم موتان يأخذ فيكم كقعاص الغنم ثم استفاضة المال حتى يعطى الرجل مائة دينار فيظل ساخطا ثم فتنة لا يبقى بيت من العرب الا دخلته ثم هدنة تكون بينكم وبين بنی الاصفر فيغدرون فيأتونكم تحت ثمانين غاية تحت كل غاية اثنا عشر الفا۔ بعد انتقال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برفیق اعلے فتح بیت المقدس واقع شد۔ بعد ازان طاعون عمواس بعد ازان کثرت مال در زمان حضرت عثمان رضہ بعد ازان فتنۂ مستطیرۂ عامہ کہ بسبب شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پیدا گشت۔

بست و ہفتم أخرج البغوی من حديث جبير بن نفير عن مالك بن يخامر عن معاذ بن جبل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عمران بيت المقدس خراب يثرب وخراب يثرب خروج الملحمة وخروج الملحمة فتح القسطنطينية وفتح القسطنطينية خروج الدجال ثم ضرب على فخذ الذی حدثه يعنی معاذا او على منكبه

بیان فرمایا۔ بغوی نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوۂ تبوک میں حاضر ہوا (اس وقت) آپ چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے آپ نے فرمایا۔ قیامت (آنے) سے پہلے چھ (کاموں کو ہونا) شمار کرو۔ میری وفات پھر بیت المقدس کا فتح ہونا پھر ایک مرگ عام تم میں شروع ہوگی جس طرح بکریوں میں پھیل جاتی ہے (اور سب کی سب مرجاتی ہیں) پھر مال کی کثرت یہاں تک کہ (ایک ایک) آدمی کو (سو) سو دینار ملیں گے پھر بھی وہ ناخوش ہی رہے گا۔ پھر وہ (عام) فتنہ کہ عرب کا کوئی گھر باقی نہ رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہو۔ پھر تمھارے اور بنی اصفر (یعنے روم) کے درمیان صلح ہوجائے گی پھر وہ عہد شکنی کریں گے اور تم پر اسی جھنڈے لے کر چڑھائی کریں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار کی جماعت ہوگی (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رفیق اعلےٰ کی طرف انتقال فرمانے کے بعد بیت المقدس فتح ہوا۔ بیت المقدس کے فتح کے بعد طاعون عمواس پھیلا اس کے بعد حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوئی۔ پھر اس کے بعد عالمگیر اور عام فتنہ ہوا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سبب پیدا ہوا)۔

ستائیسویں۔ بغوی نے بروایت جبیر بن نفیر کے مالک بن یخامر سے انھوں نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کی ویرانی کا سبب ہوگا اور مدینہ کا ویران ہونا سخت لڑائی کو برپا کرے گا اور اسی لڑائی سے قسطنطنیہ فتح ہوگی اور قسطنطنیہ کی فتح کے بعد دجّال نکلے گا۔ پھر آپؐ نے جس سے یہ حدیث بیان فرمائی تھی یعنے حضرت معاذؓ کے دونوں رانوں یا شانے

ثم قال إن هذا الحق كما أنت ههنا
او كما انت قاعد، بيت المقدس اينجا
كنايه از اقليم شام است زيراكه بيت المقدس
افضل و اقدم بقاع اوست و نشست
انبياے بنی اسرائيل عليهم السلام و ملوک
ايشان آنجا بود و عمران شام در زمان
خلافت حضرت عثمانؓ و امارت معاويه
ابن ابی سفيان از جانب حضرت عثمانؓ
واقع شد و خراب يثرب قتل حضرت
عثمانؓ و برآمدن حضرت مرتضیٰ بجانب
عراق و خروج ملحمه حرب جمل و صفين
است و فتح قسطنطنيه در زمان امارت
معاويه بن ابی سفيان بظهور آمد اينجا
حيرتے می طلبد كه خروج دجال را
متعاقب فتح قسطنطنيه آورده شد حالانكه
زياده از هزار سال از فتح قسطنطنيه
گذشت و هنوز بوئے از خروج دجال
بمشام نرسيد همچنين در حديث
حذيفه كه مذكور شد كه لا تقوم الساعة
حتى تقتلوا امامكم و تجتلدوا
بأسيافكم اين لفظ مقتضى است ازانكه
واقعه قتل امام واجتلاد بأسياف علامت
قيامت است حالانكه زياده از هزار سال
منقضی شد و اثرے از ساعت ظهور نكرد
و همچنين بعثت انا والساعة كهاتين

ہاتھ دھر کر فرمایا کہ یہ بالیقین حق ہے جس طرح تمہارا یہاں ہونا
یا (فرمایا) تمہارا یہاں بیٹھا ہونا (یقینی ہے) اس جگہ بیت المقدس
سے مراد اقلیم شام ہے کیونکہ بیت المقدس ملک شام کے جملہ مقامات
سے مقدم اور افضل ہے اور حضرات انبیاء بنی اسرائیل علیہم
السلام کے بادشاہوں کی نشست گاہ یہی جگہ تھی (یہی مقام اقدس
کو بول کر پوری ولایت مراد لی گئی) اور ملک شام کی آبادی (اور
ترقی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب کہ حضرت
معاویہ بن ابی سفیان حضرت عثمانؓ کی طرف سے وہاں کے حاکم
تھے ہوئی اور مدینہ کا ویران ہونا حضرت عثمانؓ کی شہادت اور
حضرت مرتضیٰ کے (مدینہ چھوڑ کر) بجانب عراق جانے سے اور
واقعات حرب جمل و صفین پیش آنے سے ہوئی۔ اور فتح قسطنطنیہ
حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی امارت میں ظاہر ہوئی۔ اس
مقام میں (اس حدیث کے سننے سے دل میں) سخت حیرت پیدا
ہوتی ہے کہ دجال کا خروج (فتح) قسطنطنیہ کے بعد ہی بیان ہوا
ہے حالانکہ فتح قسطنطنیہ سے اب تک ہزار سال سے زیادہ زمانہ
گزر گیا، مگر ابھی تک دجال کے خروج کی بو بھی (کسی کے) دماغ میں
نہ پہنچی۔ اور اسی طرح حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں (بھی حیرت
لاحق ہوتی ہے) جو اوپر مذکور ہوئی (وہ حدیث یہ ہے کہ) قیامت
قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم لوگ اپنے خلیفہ کو قتل نہ کرو اور باہم
شمشیر زنی نہ کرو۔ اس حدیث کے الفاظ بھی خبر دے رہے ہیں
کہ واقعہ قتل خلیفہ اور مسلمانوں کا باہم شمشیر زنی کرنا قیامت
کی علامت ہے حالانکہ ہزار سال سے زیادہ مدت گزر گئی اور ابتک
قیامت کے آنے کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ اور اسی طرح یہ حدیث
(بھی حیرت پیدا کرتی ہے) حضرت نے (فرمایا) میں اور قیامت
اس طرح (ملے ہوئے) بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو (انگلیاں ایک دوسرے سے)

و ہمچنین آیت اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ الیٰ غیر ذٰلک من احادیث و آیات فی ھٰذا المعنیٰ مما لا یحصیٰ وجوابش آنست کہ خروج دجال و قیام ساعت یا ہر فتنہ کہ مذکور شد ربطے دارد مانند ربط نشاندن نہال بسبار آوردن آں نہال گویا ابتدائے حرکت ایں فتنہ است و غایت آں خروج دجال و قیام ساعت ولہذا حضرت نوح علیہ السلام اِنذار قوم خود فرمودند بدجال باوجود بعد حضرت نوح بزمان ظہور دجال و تتبع کہ شخصے نہالے مے نشاند مے گوید کہ عقب نشاندن آں نہال بار آوردن است و ہر سعیے کہ مے کند از سقی و ساختن تربت نخلہ و غیر آں غایتش بار آوردن است سخن ما ہر جا منتہی میشود آخر آں خروج دجال است و اینجا سرے است دقیق کہ بدون تمہید مقدمات نتواں آں را زبان کشاد و لیس ھٰذا مقامہ۔

بست و ہشتم حدیث ابی عبیدۃ بن الجراح و معاذ بن جبل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ بدا ھٰذا الامر نبوۃً و رحمۃً ثم کائن خلافۃً و رحمۃً ثم کائن ملکاً عضوضاً

ملی ہوئی ہیں) اور اسی طرح یہ آیہ کریمہ (بھی حیرت پیدا کرتی ہے) کہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (ترجمہ:- قریب آگئی قیامت اور پھٹ گیا چاند) علاوہ اس کے اور بھی آیات اور احادیث اس بارے میں بے شمار ہیں (پھر کیا سبب ہے کہ باوجود ظہور ان جملہ علامات کے قیامت کا ابتک کوئی نشان ہی نہیں) اس کا جواب یہ ہے کہ دجال کا نکلنا اور قیامت کا آنا یا ہر فتنہ جو مذکور ہوا ہے (اس کو قیامت کے ساتھ) ایک قسم کا ربط اور تعلق ہے جیسا کہ کسی درخت کا لگانا اور اس کا پھلنا ان دونوں میں باہم ربط ہے (یعنے درخت لگانے کی غایت اور غرض یہی ہے کہ وہ پھلے) گویا کہ اس حرکت (یعنے آمد قیامت) کی ابتدا یہ فتنہ ہے اور اس حرکت کی غایت دجال کا نکلنا اور قیامت کا آنا ہے اسی لئے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا باوجودیکہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کو دجال سے بعد تھا۔ (اس کو اس مثال میں سمجھ لو کہ) جب کوئی شخص ایک درخت لگاتا ہے تو کہتا ہے کہ اس درخت کے لگانے کا نتیجہ اس کا پھلنا ہے اور وہ شخص جو کچھ کوشش (اور محنت) کرتا ہے اور اس درخت کو پانی دیتا ہے ان سب کی غایت اس درخت کا پھلنا ہوتا ہے۔ غرض سلسلہ اس گفتگو (یعنے ذکر فتن) کا اسی وقت ختم ہوگا جب دجال نکل آئے گا یہاں ایک دقیق راز ہے جو بدون تمہید (چند) مقدمات کے بیان نہیں ہو سکتا مگر یہ مقام ان مقدمات کے ذکر کرنے کا نہیں ہے۔

اٹھائیسویں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امر (اسلام) نبوت و رحمت (کے ساتھ) شروع ہوا پھر خلافت اور رحمت ہونے والا ہے پھر کاٹنے والی سلطنت ہونے والا ہے

ثم يكون بعدهم عتوًّا وجبرية وفسادًا في الامة يستحلون الحرير والخمور والفروج والفساد في الامة ينصرون على ذلك ويرزقون ابدًا حتى يلقوا الله.

بست و نہم اخرج ابن ماجة من حديث زيد بن وهب عن عبد الرحمن ابن عبد رب الكعبة قال انتهيت الى عبد الله ابن عمرو بن العاص وهو جالس في ظل الكعبة والناس مجتمعون عليه فسمعته يقول بينا نحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفر اذ نزل منزلا فمنا من يضرب خباءه ومنا من ينتضل ومنا من هو في جشرة اذ نادى مناديه الصلاة جامعة فاجتمعنا فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فخطبنا فقال انه لم يكن نبي قبلي الا كان حقا عليه ان يدل امته على ما يعلمه خيرا لهم وينذرهم ما يعلمه شرا لهم وان امتكم جعلت عافيتها في اولها وان اخرهم يصيبهم بلاء وامور تنكرونها ثم تجيء فتن يرقق بعضها بعضا فيقول المؤمن هذه مهلكتي ثم تنكشف ثم تجيء فتنة

پھر سرکشی اور جبر اور ریاست کے اندر فساد ہو جائے گا۔ لوگ ریشمی لباس اور شرابیں اور شرمگاہیں اور ریاست میں فساد کرنا حلال سمجھ لیں گے۔ اور باوجود ان کاموں کے ان کو مدد دی جائے گی اور ہمیشہ رزق پاتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ سے مل جائیں۔

انتیسویں ابن ماجہ نے بروایت زید بن وہب کے عبدالرحمن بن عبد رب الکعبۃ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس پہنچا اور وہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے تھے اور گرد ان کے لوگ جمع تھے میں نے ان سے سنا کہ وہ کہتے تھے (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کسی سفر میں تھے (اثناء سفر میں) آپ کسی مقام میں فروکش ہوئے ہم لوگوں میں سے بعضے اپنا خیمہ لگا رہے تھے اور بعضے تیراندازی کی مشق کر رہے تھے اور بعضے اپنے اسباب کے پاس تھے کہ دفعتہً حضرت کے منادی نے ندا کی کہ الصلوٰۃ جامعۃ یہ سنتے ہی ہم سب ایک جگہ جمع ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا۔ مجھ سے پہلے کوئی نبی ایسا نہیں ہوا مگر یہ کہ اس پر یہ واجب تھا کہ جو نیک بات وہ جانتا ہے اپنی امت کو تعلیم کرے اور جس کو برا سمجھتا ہے اس سے ان کو ڈرائے (لہذا مجھ پر بھی ایسا کرنا ضروری ہے پس آگاہ ہو جاؤ) کہ تمہاری یہ امت ایسی ہے کہ اس کے اوّل حصہ میں عافیت ہے اور اس کے اخیر کے لوگوں پر بلائیں اور ایسے امور پیش آئیں گے کہ جن کو تم ناپسند کرو گے۔ پھر فتنے آئیں گے (ایک سے ایک بڑھا ہوا کہ) ایک فتنہ دوسرے فتنہ کو (لوگوں کی نظر میں) ہیچ حقیقت کر دے گا (جب ایک فتنہ آئے گا) تو مومن کہے گا کہ یہ فتنہ تو مجھے ہلاک کرنے والا ہے پھر وہ فتنہ دفع ہوگا تو اس کے بعد دوسرا فتنہ

فیقول المؤمن هذه مهلکتی ثم تنکشف فمن سره ان یزحزح عن النار ویدخل الجنة فلتدرکه موتته وهو یؤمن بالله والیوم الآخر ولیأت الی الناس الذی یحب ان یأتوا الیه ومن بایع اماما فاعطاه صفقة یمینه وثمرة قلبه فلیطعه ما استطاع فان جاء آخر ینازعه فاضربوا عنق الآخر قال فادخلت راسی من بین الناس فقلت انشدك الله انت سمعت هذا من رسول الله صلے الله علیه وسلم قال فاشار بیده الی اذنیه فقال سمعته اذنای ووعاه قلبی۔

۲۳ ثم اخرج البغوی من حدیث قیس بن ابی حازم عن مرداس الاسلمی قال النبی صلے الله علیه وسلم یذهب الصالحون الاول فالاول ویبقی حفالة کحفالة الشعیر او التمر لا یبالیهم الله بالة۔ ومر تفسیر هذا الحدیث من قول سعید بن المسیب وهمچنین بسیار چیزی بیانے را آنحضرت صلے الله علیه وسلم بیان فرموده مذکور در باب فتن وباب تغیر الناس ودر باب تغیر زمان یافت میشود لیکن درین جا جمع نمی توان. اکتفا کنیم

اسے بھی دیکھ کر مومن کہے گا کہ یہ (ضرور) مجھے ہلاک کرنے والا ہے پھر وہ بھی دفع ہوجائے گا (پس اے لوگو) تم میں سے جس کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہو (کہ ایسے وقت میں) وہ دوزخ سے دور ہو کر جنت میں داخل ہو تو اسے لازم ہے کہ ایسی حالت پر مرے کہ اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور چاہیئے کہ لوگوں کے ساتھ وہ معاملہ کرے جو دوسروں سے اپنے لئے چاہتا ہو اور جس نے کسی خلیفہ کی بیعت کی یعنی اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیا اور اپنے دل سے اس کو مان لیا تو اسے لازم ہے کہ تا امکان خود اس کی اطاعت کرے۔ پھر اگر دوسرا شخص آکر اس خلیفہ سے منازعت کرنا چاہے تو تم لوگ اس کی گردن مارو۔ عبدالرحمن کہتے ہیں کہ پھر میں نے مجمع میں سر داخل کرکے حضرت عبداللہ بن عمرو سے پوچھا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے دونوں کانوں کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ میرے (ان) دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا۔

تیئسویں بغوی نے بروایت قیس بن ابی حازم مرداس اسلمی سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت سے پہلے پہلے) نیک لوگ یکے بعد دیگرے (اس دنیا سے) چلے جائیں گے اور جیسے کہ جو یا کھجور ناقص ہوتی ہے ویسے ہی نکمے لوگ باقی رہ جائیں گے ان لوگوں کی اللہ تعالے کچھ پرواہ نہ کریگا۔ (اور نہ خدا کے نزدیک ان کی قدر ہوگی) اس حدیث کی تفسیر سعید بن مسیب کے قول سے (اوپر) گزر چکی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی ایسی چیزوں کو بیان فرمایا ہے جو (کتب احادیث کے) باب فتن اور باب تغیر الناس اور تغیر زمان میں مل سکتی ہیں لیکن ہم نے اس جگہ اسی قدر پر کفایت کی (کیونکہ

تفترق ثنتین عن الفتن والجماعۃ نقل
عن النبیؐ تدبر الکلب ید

باز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
برائے زمان ظہور شر در احکام و مصالح علٰحدہ
تشریع نمودہ ودر احادیث بسیار فرمودہ
کہ چوں زمان کذا وکذا ظاہر شود باید کہ
شما چنیں کار کنید و چنیں
عمل نمائید

اول غیر مستحق خلافت چوں مسلط
شود واجب است اطاعت او فیما وافق
الشرع لا فیما خالفہ۔

دوم خروج کردہ نشود بر وے وقتال
نمودہ نشود با وے مگر آنکہ کفر صریح از وے
ظاہر گردد و ایں مضمون متواتر بالمعنے
است فمن حدیث انس ان النبی
صلے اللہ علیہ وسلم قال
لابی ذر اسمع واطع ولو لحبشی
کان راسہ زبیبۃ ومن
حدیث ام الحصین انہا سمعت
النبی صلے اللہ علیہ وسلم یخطب
فی حجۃ الوداع وھو یقول ولو استعمل علیکم
عبد یقودکم بکتاب اللہ اسمعوا لہ و
اطیعوا ومن حدیث عبد اللہ بن عمر عن
النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال السمع والطاعۃ
علی المرء المسلم فیما احب وکرہ

موافق مثل مشہور کے ایک چلو سے سارے حوض کا حال معلوم ہو جاتا
ہے اور ایک مٹھی تو بڑے کھلیان کی حالت بتا دیتا ہے (یہ مثل
اردو فارسی میں مشتے نمونہ از خروارے کے فقرہ سے مشہور ہے)۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زمانہ ظہور شر و فساد
کے (لیے) احکام و مصالح (جو اس وقت کے مناسب ہیں) علٰحدہ
بیان فرما دیئے اور اکثر احادیث میں ارشاد فرمایا کہ جب ایسا ایسا
زمانہ ظاہر ہو تو تم کو چاہیئے کہ اس طرح کام کرو اور اس طرح عمل کرو
(منجملہ ان احکام زمانہ فتنہ و فساد کے) پہلا (حکم)
یہ کہ جب (تم پر) کوئی شخص غیر مستحق خلافت مسلط ہو جائے
تو ان احکام میں جو شرع کے موافق ہوں تم پر اس کی اطاعت
واجب ہے نہ ان احکام میں جو شرع کے مخالف ہوں۔

دوسرا (حکم) یہ کہ اس سے بغاوت نہ کی جائے اور اس سے
جنگ کی جائے ہاں اگر اس سے کفر صریح ظاہر ہو (تو اس حالت
میں بغاوت اور لڑائی درست ہے) یہ مضمون متواتر بالمعنے ہے
(چنانچہ) بروایت انس نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے
کہ آپ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا (اپنے حاکم کا) حکم سنو اور
(اس کی) اطاعت کرو اگرچہ وہ (ذلیل) حبشی غلام ہو اور اس کا
سر مثل منقے کے چھوٹا (اور حقیر) ہو۔ اور بروایت ام حصینؓ
منقول ہے (وہ کہتی ہیں کہ) انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے سنا آپ حجۃ الوداع میں خطبہ پڑھ رہے تھے اس میں
آپ نے فرمایا اگرچہ غلام تمھارا حاکم کر دیا جائے اور وہ تم پر
کتاب اللہ کے ساتھ حکومت کرے تو تم اس کا حکم سنو اطاعت
کرو۔ اور بروایت حضرت عبد اللہ بن عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا (حاکم وقت کا) حکم سننا اور اطاعت
کرنا ہر مرد پر واجب ہے چاہے وہ اسے پسند کرے یا ناپسند

ما لم یؤمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ. ومن حدیث علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا طاعۃ فی معصیۃ انما الطاعۃ فی المعروف. ومن حدیث النواس بن سمعان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق. ومن حدیث عبادۃ بن الصامت قال دعانا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبایعناہ فقال فیما اخذ علینا ان بایعنا علی السمع والطاعۃ فی منشطنا ومکرھنا وعسرنا ویسرنا واثرۃ علینا وان لا ننازع الامر اھلہ الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من اللہ فیہ برھان. ومن حدیث ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون علیکم امراء تعرفون وتنکرون فمن انکر فقد برئ ومن کرہ فقد سلم ولکن من رضی وتابع قالوا افلا نقاتلھم

تا وقتیکہ اُس کو خدا کی نافرمانی کے ساتھ حکم نہ کیا جائے اور جب خدا کی نافرمانی کے ساتھ حکم کیا جائے تو اس صورت میں نہ حکم سُننا واجب ہے اور نہ اطاعت اور بروایت حضرت علیؓ منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت (واجب) نہیں اطاعت تو انہی امور میں ہے جو مشروع ہیں۔ اور بروایت نواس بن سمعان منقول ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں اور بروایت عبادہ بن صامت منقول ہے وہ کہتے تھے کہ ہمیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بُلایا اور ہم سے بیعت لی منجملہ اُن باتوں کے جن کا آپ نے ہم سے عہد لیا تھا ایک بات یہ تھی کہ آپ نے ہم سے اس شرط پر بیعت لی کہ ہم اپنی خوشی اور ناخوشی میں اور سختی اور آسانی میں اور اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دیے جانے میں آپ کا حکم سُنیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے۔ اور یہ کہ کسی اہل (حکومت) سے اس کی حکومت کے متعلق ہم منازعت نہ کریں گے (پھر فرمایا) مگر یہ کہ تم اُس سے ظاہر کفر دیکھ لو اور تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کوئی دلیل بھی اس کے (کفر ہونے کے) متعلق ہو۔ اور بروایت ام سلمہؓ منقول ہے وہ کہتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے اوپر ایسے حاکم ہوں گے کہ تم اُن سے (بعض امور) پسند کرو گے اور (بعض) ناپسند کرو گے پس جس نے ان کاموں کو بُرا کہدیا وہ بری الذمہ ہو گیا اور جس نے (برملا بُرا نہ) کہا مگر دل سے (بُرا جانا) وہ بھی سلامت رہا مگر جو ان کاموں سے راضی ہوا اور ان کی پیروی کی (وہ ہلاک ہوا) لوگوں نے عرض کیا (کہ یا رسول اللہ) کیا ایسی صورت میں ہم ایسے سرداروں کو قتل نہ کریں

قال لا ما صلوا لا ما صلوا من حديث الحارث الاشعري ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان الله تعالى امر يحيى بن زكريا بخمس كلمات ان يعمل بهن ويامر بني اسرائيل ان يعملوا بهن فكاد ان يبطئ فقال له عيسى انك قد امرت بخمس كلمات ان تعمل بهن وان تامر بني اسرائيل ان يعملوا بهن فاما ان تبلغهن واما ان ابلغهن فقال يا اخي اني اخشى ان سبقتني ان اعذب او يخسف بي فجمع بني اسرائيل في بيت المقدس حتى امتلأ المسجد وقعد على الشرف فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان الله امرني بخمس كلمات ان اعمل بهن وآمركم ان تعملوا بهن اولهن ان تعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا فان مثل ذلك كمثل رجل اشترى عبدا من خالص ماله بورق او ذهب فقال هذه داري وهذا عملي فاعمل وأد الي فجعل يعمل ويؤدي عمله الى غير سيده فايكم

آپ نے فرمایا: نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں (ان کا قتل کرنا درست نہیں) اور بروایت حارث اشعری منقول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے حضرت یحیٰ بن زکریا (علیہما السلام) کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ وہ خود ان پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو بھی ان کے کرنے کا حکم دیں۔ حضرت یحیٰ علیہ السلام سے (تعمیل حکم میں) کچھ تاخیر ہونے لگی تو ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم کو پانچ باتوں کا حکم ہوا ہے کہ خود ان پر عمل کرو اور بنی اسرائیل کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم کرو۔ یا تو تم ان باتوں کو بنی اسرائیل تک پہنچا دو یا میں ان تک پہنچا دوں۔ حضرت یحیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: اے بھائی میں ڈرتا ہوں کہ اگر ان احکام کے پہنچانے میں تم مجھ پر سبقت کروگے تو مجھ پر (آسمان سے کوئی) عذاب نازل ہوگا یا میں زمین میں دھنس جاؤں گا۔ بس اب ان احکام کی تبلیغ میں خود کروں گا۔ پھر حضرت یحیٰ علیہ السلام نے بیت المقدس میں بنی اسرائیل کو جمع کیا یہاں تک کہ مسجد بھر گئی اور وہ لوگ بلند مقام پر بیٹھے (تاکہ سب حضرت یحیٰ علیہ السلام کو دیکھیں اور ان کا کلام سنیں) پھر حضرت یحیٰ علیہ السلام نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا کہ اللہ نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ تم لوگ ان پر عمل کرو۔ ان میں پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ بیشک اس کی شان ایسی ہے جیسے کسی شخص نے اپنے خاص مال چاندی یا سونے سے ایک غلام خریدا اور اس سے کہا کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا (پیشہ) کام ہے (اس کی اجرت مجھے دیتے رہنا) اب تو یہ کام کر اور کام کی اجرت مجھے دیا کر۔ وہ غلام کام کرنے لگا مگر اپنے کام کی اجرت اپنے سوا کسی اور کو دیتا ہے۔ بتاؤ تم میں

يسره أن يكون عبده كذلك وإن الله عز وجل خلقكم ورزقكم فاعبدوه ولا تشركوا به شيئا وآمركم بالصلوٰة فإن الله ينصب وجهه لعبده ما لم يلتفت فإذا صليتم فلا تلتفتوا وآمركم بالصيام فإن مثل الصيام كمثل رجل معه صرة من مسك في عصابة كلهم يحب أن يجد ريح المسك وآمركم بالصدقة فإن مثل ذلك مثل رجل أسره العدو فشدوا يده إلى عنقه فقدموه ليضربوا عنقه فقال هل لكم إلى أن أفتدي نفسي فجعل يفتدي نفسه وآمركم بذكر الله كثيرا فإن مثل ذلك كمثل رجل طلبه العدو سراعا في أثره فأتى حصنا حصينا فتحصن فيه فإن العبد أحصن ما يكون من الشيطان إذا كان في ذكر الله عز وجل قال وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا آمركم بخمس

کس کو یہ اچھا معلوم ہوگا کہ اس کا غلام ایسا (نافرمان) ہو اور بیشک اللہ عزوجل نے تم کو پیدا کیا اور تم کو رزق دیا اسلئے (تم کو چاہیے کہ) تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میں تمہیں نماز (قائم رکھنے) کا حکم کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی توجہ اپنے بندہ کی طرف رکھتا ہے جبتک کہ وہ بندہ دوسری طرف التفات نہ کرے پس جب تم نماز پڑھا کرو تو کسی طرف التفات نہ کیا کرو اور میں تم کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ روزہ (دار) کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کسی جماعت میں ہو اور اس کے پاس مشک کی ایک تھیلی ہو ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ مشک کی خوشبو سونگھے (اسی طرح روزہ دار کے روزہ کی خوشبو حق تعالیٰ اور ملائکہ کو مرغوب ہے) اور میں تم کو زکوٰۃ دینے کا حکم کرتا ہوں کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص کو اس کے دشمنوں نے قید کر لیا اور اس کے ہاتھ اس کے گردن سے ملا کر باندھ دیئے اور گردن مارنے کے لئے آگے بڑھایا پھر اس نے اپنے دشمنوں سے کہا کیا تم مجھ سے میری جان کا فدیہ لوگے (اور میری جان چھوڑ دوگے۔ دشمنوں نے اسے منظور کر لیا) پھر اس نے اپنی جان کا فدیہ دیدیا (اور قتل سے بچ گیا۔ اسی طرح زکوٰۃ عذاب الٰہی کا فدیہ ہے) اور میں تم کو حکم کرتا ہوں کہ اللہ کا ذکر بہت کیا کرو کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی شخص کا اس کے دشمن نے تعاقب کیا اور اس کے پیچھے دوڑا پھر وہ شخص ایک مضبوط قلعہ کے اندر داخل ہو گیا اور اس میں محفوظ ہو گیا کیونکہ بندہ کے لئے شیطان کے شر سے محفوظ ہونے کا سب سے عمدہ طریقہ یہی ہے کہ اللہ کا ذکر کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ (یہاں تک بیان فرما کر پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (بھی) تم کو پانچ باتوں کا جن کا حکم مجھ سے

أمرني بهن بالجماعة والسمع والطاعة
والهجرة والجهاد في سبيل الله وانه
من خرج من الجماعة قيد شبر فقد خلع
ربقة الاسلام من عنقه الا ان يراجع
ومن حديث ابي هريرة قال
سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول من فارق الجماعة
وخرج من الجماعة فمات
فميتة جاهلية ومن خرج
على أمتي بسيفه يضرب برها
وفاجرها لا يتحاشى مؤمنا لايمانه
ولا يفي لذي عهد بعهده فليس
من أمتي ومن حديث عبد الله
بن مسعود قال قال لنا رسول
الله صلى الله عليه وسلم انكم ستلقون
بعدي أثرة وأمورا تنكرونها
قالوا فما تأمرنا يا رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال أدوا
اليهم حقهم وسلوا الله حقكم
ومن حديث وائل بن حجر
قال سأل سلمة بن يزيد الجعفي
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
يا نبي الله أرأيت ان قامت علينا أمراء
يسئلونا حقهم ويمنعونا حقنا قال
اسمعوا وأطيعوا فانما عليهم

خدا نے) دیا ہے حکم دیتا ہوں (مسلمانوں کی) جماعت کے ساتھ
رہنا اور (اپنے حاکم کا حکم) سننا اور (اس کی) اطاعت کرنا
اور (راہِ خدا میں) ہجرت کرنا اور فی سبیل اللہ جہاد کرنا اور جو شخص
بقدر ایک بالشت کے (بھی) جماعت سے جدا ہوا تو اس نے
اپنی گردن سے اسلام کی رسی نکال ڈالی مگر یہ کہ وہ پھر جماعت
کی طرف رجوع کرے۔ اور بروایت ابو ہریرہؓ منقول ہے وہ
کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ
فرماتے تھے جو شخص جماعت سے جدا ہوا اور جماعت سے نکل گیا
پھر مر گیا تو وہ جاہلیت کی سی موت سے مرا۔ اور جو شخص میری
امت پر تلوار لے کر نکلا اور نیک و بد ہر طرح کے لوگوں کو قتل کرنے
لگا اور وہ نہ کسی مومن (کے قتل) سے بلحاظ اس کے ایمان کے
پرہیز کرتا ہے اور نہ کسی ذمی (کے قتل) سے بلحاظ اس کے عہد
کے تو وہ شخص میری امت سے نہیں ہے۔ اور بروایت حضرت
عبداللہ بن مسعودؓ منقول ہے وہ کہتے تھے کہ ہم سے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ عنقریب میرے بعد (اپنے
سرداروں سے اپنے اوپر دوسروں کو) ترجیح پاتے ہوئے دیکھو گے
اور ایسے امور کو (دیکھو گے) کہ تم ان سے انکار کرو گے۔ صحابہؓ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ایسے وقت میں) آپ ہمیں کیا حکم دیتے
ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تم ان کے حقوق (دینا) اور اپنے حق کو خدا سے
طلب کرنا۔ اور بروایت وائل بن حجر منقول ہے وہ کہتے تھے کہ سلمہ
بن یزید جعفی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور
(یہ) کہا کہ یا نبی اللہ! ارشاد فرمائیے کہ اگر ہمارے اوپر ایسے سردار
حکمراں ہو جائیں جو اپنے حق (تو) ہم سے طلب کریں اور ہمارے حق
سے ہم کو روکیں (تو ایسی صورت میں ہم کیا کریں؟) آپ نے
فرمایا تم (ان کا حکم) سنو اور (ان کی) اطاعت کرو کیونکہ ان پر

ما حملوا وعليكم ما حملتم اخرج هذه
الاحاديث كلها البغوي۔

سوم چوں بیعت برائے شخصے منعقد
شد و تسلط او مستقر گشت اگر دیگرے بروے
خروج نماید و قتال کند روا می باید کشت افضل
باشد از وے یا مساوی یا مفضول اخرج
البغوي عن عرفجة عن النبي صلى
الله عليه وسلم قال من خرج
على امتي وهم مجتمعون يريد
ان يفرق بينهم فاقتلوه كائنا
من كان و اخرج البغوي من حديث
ابي نضرة عن ابي سعيد الخدري
قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم اذا بويع
لخليفتين فاقتلوا الآخر
منهما و اخرج البغوي من حديث
ابي حازم عن ابي هريرة عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال
كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء
كلما هلك نبي خلفه نبي و
انه لا نبي بعدي وسيكون
خلفاء فيكثرون قالوا فما
تامرنا قال فوا ببيعة الاول
فالاول اعطوهم حقهم فان
الله سائلهم عما استرعاهم

وہ (بار) ہے جو اُن پر رکھا گیا ہے اور تم پر وہ (بار) ہے جو تم پر رکھا گیا ہے۔ ان تمام حدیثوں کو بغوی نے روایت کیا ہے۔

تیسرا (حکم) جب کسی شخص کے بیعت منعقد ہو گئی اور اُس کا تسلط قرار پذیر ہوا اگر دوسرا شخص اُس پر خروج کرے اور اُس سے لڑے تو اس کو قتل کرنا چاہیئے وہ خروج کرنے والا خواہ پہلے شخص سے افضل ہو یا اُس کے برابر ہو یا اُس سے مفضول ہو (بہر حال بعد انعقاد بیعت سب مسلمانوں کو اس باغی کا دفع کرنا واجب ہوگا) بغوی نے عرفجہ سے اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے تھے جو شخص میری امت پر اس حال میں خروج کرے کہ وہ متفق ہوں اور وہ (خروج کرنے والا) اُن کے درمیان تفریق پیدا کرنا چاہتا ہے تو تم سب اُسے قتل کر ڈالو چاہے کوئی ہو۔ اور بغوی نے بروایت ابو نضرہ کے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو خلیفوں سے بیعت کی جائے تو جو ان میں سے پچھلا ہے اُسے قتل کر ڈالو۔ اور بغوی نے بروایت ابو حازم حضرت ابو ہریرہؓ سے اُنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا بنی اسرائیل میں (یہ طریقہ) تھا کہ اُن کے انبیاء اُن کے سردار ہوا کرتے تھے اور جب کوئی نبی ہلاک ہوتا تو اُس کی جگہ دوسرا نبی سردار ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور عنقریب (میرے بعد) خلیفہ ہوں گے اور بکثرت ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ سب سے پہلے جو خلیفہ بنا ہو اس کی بیعت پوری کرو۔ (الغرض) تم اپنے حکام کا حق ادا کرتے رہو (یہ خیال نہ کرو کہ وہ تمہارا حق ادا نہیں کرتے) کیونکہ اللہ تعالے خود ان سے ان لوگوں کے حق کی باز پرس کریگا جنہیں اُن کے سپرد کیا تھا

و اخرج ابن ماجۃ من حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص فی قصۃ طویلۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من بایع اماما فاعطاہ صفقۃ یمینہ وثمرۃ قلبہ فلیطعہ ما استطاع فان جاء آخر ینازعہ فاضربوا عنق الآخر۔	اور ابن ماجہ نے بروایت عبد اللہ بن عمرو بن عاص ایک طویل قصہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے کسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور دل سے اس مان لیا تو چاہیے کہ تا امکان خود اس کی اطاعت کرے۔ پھر اگر کوئی دوسرا شخص اس (خلیفہ) سے جھگڑنے کے لئے آئے تو تم لوگ اس دوسرے کی گردن مارو۔
چہارم چوں در زمان فتنہ خلفاء صلوات را تاخیر کنند چہ باید کرد آخرجہ مسلم عن ابی ذر قال قال لی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیف انت اذا کانت علیک امراء یمیتون الصلوٰۃ و یؤخرون عن وقتہا قلت فما تامرنی قال صل الصلوٰۃ لوقتھا فان ادرکتھا معھم فصل فانھا لک نافلۃ۔	چوتھا (حکم) جب فتنہ کے زمانہ میں خلفاء نماز دا کرنے میں تاخیر کریں تو کیا کرنا چاہیے؟ (امام) مسلم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابوذر) تم (اس وقت) کیا کرو گے جب تمہارے اوپر (ایسے) سردار ہوں گے جو نمازیں خراب کریں گے اور ان کو ان کے وقت سے تاخیر کر کے ادا کریں گے۔ میں عرض کیا آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم اپنی نماز اپنے وقت پر پڑھ لیا کرنا۔ اس کے بعد اگر تم کو ان کے ساتھ مل جائے تو (پھر) پڑھ لیا کرنا کیونکہ وہ تمہارے لئے نفل ہوگی۔
پنجم چوں از امرائے زمان فتن تعدی در اخذ زکوٰۃ واقع شود چہ باید کرد آخرجہ ابوداؤد عن جابر بن عتیک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سیاتیکم رکب مبغضون فاذا جاؤکم فرحبوا وخلوا بینھم وبین ما یبتغون فان عدلوا فلانفسھم وان ظلموا فعلیھم وارضوھم	پانچواں (حکم) جب زمانہ فتنہ کے سردار زکوٰۃ وصول کرنے میں تعدی کریں تو اس کی کیا تدبیر ہے۔ ابوداؤد نے جابر بن عتیکؓ سے روایت کی وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس (زکوٰۃ تحصیل کرنے کے لئے) کچھ سوار آئیں گے کہ جن کو لوگ برا جانیں گے پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کو مرحبا کہو اور ان کے اور اس مال کے درمیان میں جو وہ طلب کرتے ہیں حائل نہ ہو۔ پس اگر وہ انصاف کریں گے تو اپنی جانوں کے لئے اور اگر ظلم کریں گے تو اس کا وبال ان کی (گردنوں) پر ہوگا اور ان کو راضی رکھو

فلن تمام زكوٰتكم رضاهم وليدعوا لكم واخرج ابوداؤد عن جرير بن عبد الله قال جاء ناس يعني من الاعراب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا ان ناسا من المصدقين يأتونا فيظلمونا فقال ارضوا مصدقيكم قالوا يا رسول الله وان ظلمونا قال ارضوا مصدقيكم وان ظلمتم۔

ششم تخلی برائے عبادت در زمانِ اول ممنوع بود و در زمانِ فتن محبوب و مطلوب شد

اخرج الترمذي عن ابي هريرة قال مر رجل من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بشعب فيه عيينة من ماء عذبة فاعجبته فقال لو اعتزلت الناس فاقمت في هذا الشعب فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لا تفعل فان مقام احدكم في سبيل الله افضل من صلوته في بيته سبعين عاما الا تحبون ان يغفر الله لكم ويدخلكم الجنة اغزوا في سبيل الله من قاتل في سبيل الله فواق ناقة وجبت له الجنة۔ واخرج احمد

کیونکہ تمھاری زکوٰۃ اسی وقت پوری ہوگی جب وہ لوگ تم سے راضی رہیں اور چاہیئے کہ وہ (تم سے ایسے راضی رہیں کہ) تمھارے لئے دعا کریں۔ اور ابوداؤد نے جریر بن عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ کچھ اعرابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ (یا رسول اللہ) زکوٰۃ لینے والے ہمارے پاس آتے ہیں اور ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم اپنے زکوٰۃ لینے والوں کو راضی رکھو۔ پھر ان لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ تو ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے (پھر وہی) فرمایا کہ اپنے زکوٰۃ لینے والوں کو راضی رکھو گرچہ تم پر ظلم کیا جائے۔

چھٹا (حکم) زمانۂ اوّل میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنا منع تھا اور فتنے کے زمانہ میں محبوب اور مطلوب ہوگیا۔ ترمذی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص کسی گھاٹی میں میٹھے پانی کے ایک چشمہ پر گزرے وہ چشمہ ان کو مرغوب ہوا انھوں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر میں لوگوں سے علیحدہ ہوکر اس گھاٹی میں رہوں (تو عبادت) اچھی خوب ہو چنانچہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا (ایسا) نہ کرنا۔ کیونکہ تم میں سے کسی ایک کا راہِ خدا میں قائم ہونا اپنے گھر میں ستر برس نماز پڑھنے سے افضل ہے کیا تم اس بات کو دوست نہیں رکھتے کہ خدا تم کو بخش دے اور تم کو جنت میں لیجائے۔ راہِ خدا میں جہاد کرو (کیونکہ) جس شخص نے بقدر فواق[1] ناقہ کے راہِ خدا میں جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اور (امام) احمد نے

---

[1] فواق بضم الفاء اس وقفہ کو کہتے ہیں جو اونٹنی کا دودھ دوہتے وقت طرفین کے بیچ میں لگتا ہے اونٹنی چونکہ دودھ نہیں دیتی ہے اس لئے ایک طرف سے دوہنا چاہتے تو دوسری طرف بند کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلے طرف کو چھوڑ کر دوسری طرف کے لگانے میں جو وقفہ ہے اسی کو فواق ناقہ کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ اس قدر قلیل وقت کے لئے بھی راہِ خدا میں جہاد کرنے کی فضیلت ہے۔

عن ابی امامة قال خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی سریة فمر رجل بغار فیه شیء من ماء وبقل فحدث نفسه بان یقیم فیه ویتخلی من الدنیا فاستأذن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی ذلک فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لم ابعث بالیهودیة ولا بالنصرانیة ولکنی بعثت بالحنیفیة السمحة والذی نفس محمد بیده لغدوة او روحة فی سبیل الله خیر من الدنیا وما فیها ولمقام احدکم فی الصف خیر من صلوة ستین سنة۔ اخرج البغوی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یوشک ان یکون خیر مال المسلم الغنم یتبع بها شعف الجبال ومواقع القطر یفر بدینه من الفتن واخرج البغوی عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ستکون فتنة القاعد فیها خیر من القائم والقائم فیها خیر من الماشی والماشی فیها خیر من الساعی

ابو امامہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سریہ میں (جہاد کرنے) نکلے راستے میں ہمراہیوں میں سے ایک شخص غار میں گیا کہ وہاں کچھ پانی تھا اور کچھ سبزی تھی وہ مقام دیکھ کر اس شخص کے دل میں آیا کہ اس غار میں اقامت پذیر ہو اور دنیا سے علیحدہ رہے (اور خدا کی عبادت کرے) یہ سوچ کر اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (اُس غار میں رہنے کی) اجازت چاہی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ تو یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے اور) میں یہودیت یا نصرانیت کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا بلکہ (میں شریعت) ابراہیمی کے ساتھ جو آسان اور (سہل) ہے مبعوث ہوا ہوں قسم اُس ذات کی کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی جان اُس کے ہاتھ میں ہے کہ خدا کی راہ میں (بہ نیت جہاد) تھوڑا سا بھی سفر کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اور بیشک تم میں سے کسی ایک کا صف (جہاد) میں (یعنی) خدا کی راہ میں قیام کرنا ساٹھ برس کی نماز سے بہتر ہے (ان احادیث سے) اول زمانہ میں عبادت کے لئے خلوت اختیار کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور زمانۂ فتنہ میں خلوت کا بہتر ہونا احادیث ذیل سے مفہوم ہوتا ہے۔ بغوی نے حضرت ابو سعید خدری رضی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قریب ہے کہ مسلمان کا بہتر مال بکریاں ہوں گی جن کو وہ لیکر پہاڑوں کی چوٹیوں اور گھاٹیوں میں نکل جائے اور اپنے دین کو بچا کر فتنوں سے بھاگ جائے۔ اور بغوی نے حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب ایسا فتنہ ہوگا کہ اُس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور اُس میں کھڑا ہونے والا (اُس میں) چلنے والے سے بہتر ہوگا اور اُس میں چلنے والا (اُس میں) دوڑنے والے سے بہتر ہوگا

مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ۔

هفتم کسے که بیعت بر هجرت کرده باشد تعرب در این زمان جائز باشد أخرج النسائی عن سلمة بن الأكوع أنه دخل على الحجاج فقال يا ابن الأكوع ارتددت على عقبيك وذكر كلمة معناها وبدوت قال لا ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم أذن لنا في البدو۔

هشتم امر معروف نهی از منکر از واجبات اسلام بود در زمان فتنه ساقط شد أخرج الترمذی وابن ماجة عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال يا أيها الناس إنكم تقرؤون هذه الآية يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن الناس إذا رأوا منكرا فلم يغيروه يوشك أن يعمهم الله بعقابه۔ وأخرج الترمذی وابن ماجة عن أبي ثعلبة الخشني في قوله تعالى عليكم أنفسكم لا يضركم من ضل إذا اهتديتم قال أما والله لقد سألت

جو ان فتنہ کے قریب گیا ہو، (فتنہ) اس کو لے لیگا پس جو شخص کوئی پناہ یا بچاؤ کی جگہ پائے تو اسے چاہیئے کہ وہیں پناہ گزین ہو جائے۔

ساتواں (حکم) جس شخص نے (حضرتؐ کے دست مبارک) ہجرت کرنے پر (اور مدینہ میں لہنے پر) بیعت کی ہو اس کو اس زمانہ (فتنہ) میں (مدینہ چھوڑ کر) بادیہ نشینی (اختیار کرنا) جائز ہوگی نسائی نے سلمہ بن اکوعؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میرے پاس حجاج (بن یوسف) آیا اس نے (مجھ سے) کہا اے ابن اکوع تم اپنے پچھلے پیروں لوٹ گئے (یعنے دار الہجرت سے بھاگ گئے) اور ایک جملہ کہا جس کے یہ معنے ہیں کہ تم بادیہ نشین ہو گئے میں نے کہا نہیں (میں پچھلے پیروں نہیں لوٹا) بلکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے بادیہ نشینی کی اجازت دی تھی۔

آٹھواں (حکم) (پہلے زمانہ میں) امر معروف اور نہی منکر منجملہ واجبات اسلام کے تھا اور فتنہ کے زمانہ میں (وجوب) جاتا رہا۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے تھے کہ اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الآية (ترجمہ: اے ایمان والو تم پر اپنے نفسوں کی ہدایت لازم ہے تم کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا جو گمراہ ہو در صورتیکہ تم ہدایت پر ہو) (اس کا یہ مطلب سمجھ کر امر معروف و نہی منکر کی کچھ ضرورت نہیں) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جب لوگ کوئی برا کام (ہوتا) دیکھیں پھر اسے نہ بدل دیں تو قریب ہے کہ اس برے کام کے عذاب میں (بروں کے ساتھ) ان کو بھی اللہ تعالے شامل کر لے گا اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ثعلبہ خشنی سے اللہ تعالیٰ کے اس قول عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ الآية (کی تفسیر) میں روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ آگاہ رہو کہ میں نے

عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال بل ائتمروا بالمعروف وتناهوا عن المنكر حتى اذا رأيت شحًا مطاعًا وهوًى متبعًا ودنيا مؤثرة واعجاب كل ذي رأي برأيه ورأيت امرًا لا بد لك فعليك نفسك ودع امر العوام فان وراءكم ايام الصبر من صبر فيهن كان كمن قبض على الجمر للعامل فيهن اجر خمسين رجلا يعملون مثل عمله قالوا يا رسول الله اجر خمسين منهم قال اجر خمسين منكم واخرج الترمذي عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان النبي صلى الله عليه وسلم قال كيف بك اذا ابقيت في حثالة من الناس مرجت عهودهم وأماناتهم واختلفوا فكانوا هكذا وشبك بين اصابعه قال فبم تأمرني قال عليك بما تعرف ودع ما تنكر وعليك بخاصة نفسك واياك وعوامهم وفي رواية الزم بيتك واملك عليك لسانك وخذ ما تعرف

اس آیت کا مطلب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا (یہ مطلب نہیں ہے کہ امر معروف و نہی منکر نہ کرو) بلکہ امر معروف اور نہی منکر کرتے رہو یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ بخل پسندیدہ ہوا اور خواہش نفسانی کی پیروی ہونے لگی اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے اور ہر اہل رائے اپنی رائے کو پسند کرنے لگا اور تم کسی امر کو دیکھو کہ تم کو اس سے چارہ نہیں تو (اس حالت میں) اپنے نفس کی ہدایت لازم پکڑو اور عوام کو (ان کے حال پر) چھوڑ دو کیونکہ تمہارے آگے صبر (کرنے) کے دن (آنے والے) ہیں جس نے ان دنوں میں صبر کیا[1] تو گویا اس نے آگ کی چنگاری کو (اپنے ہاتھ میں) لے لیا۔ ان دنوں میں (شریعت کے احکام پر) عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے عمل کا ثواب ملیگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس وقت کے پچاس (آدمیوں) کا ثواب ملیگا۔ آپ نے فرمایا (نہیں بلکہ) تمہارے زمانے کے پچاس آدمیوں کا۔ اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تم ناکارہ لوگوں کے درمیان میں رہ جاؤگے جن کے عہد و (پیمان) اور جن کی امانتیں برباد ہوگئی ہوں گی اور وہ (باہم) مختلف ہوگئے اور اس طرح ایک دوسرے سے لڑیں گے (یہ کہہ کر) آپ نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے عرض کیا۔ پھر آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ مشروع باتوں کو اپنے اوپر لازم کرلو اور غیر مشروع کو چھوڑ دو اور تم خاص اپنے ہی نفس کا خیال رکھو اور عوام کو چھوڑ دو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (اس وقت) تم اپنے گھر میں بیٹھو اور اپنی زبان روکے رکھو اور جس بات کو اچھا جانو اسے اختیار کرو۔

[1] یعنی جس نے صبر کیا ۱۲

ودع ما تنكر وعليك بأمر خاصة نفسك ودع امر العامة.

نہم چوں قریش بر ملک تنازع کنند حصہ از فئ نباید گرفت

اخرج ابوداؤد من حديث ذي الزوائد صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سمعت رسول الله في حجة الوداع امر الناس ونهاهم ثم قال هل بلغت قالوا اللهم نعم ثم قال اذا تجاحفت قريش الملك فيما بينها وعاد العطاء او كان رشا فدعوه.

دہم صحبت خلفاء در زمان اول سعادتے عظیم بود و در عہد فتنہ احتراز از صحبت ملوک لازم است

المشکوٰۃ عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انه تصيب امتي في آخر الزمان من سلطانهم شدائد لا ينجو منه الا رجل عرف دين الله فجاهد عليه بلسانه ويده وقلبه فذلك الذي سبقت له السوابق ورجل عرف دين الله فصدق به ورجل عرف دين الله فسكت عليه

اور جسے برا سمجھو اسے چھوڑ دو اور خاص اپنی ہی نفس کا خیال رکھو عوام کو چھوڑ دو۔

نواں (حکم) جب قریش ملک (وسلطنت) پر آپس میں لڑیں تو اس وقت مال غنیمت سے حصہ نہ لینا چاہیے۔ ابوداؤد نے بروایت ذوالزوائد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے لوگوں کو (نیک کاموں کا) حکم کیا اور (برے کاموں سے) منع کیا پھر فرمایا کیا میں نے (تم کو خدا کے احکام) پہنچا دیئے سب نے جواب دیکر ارشاد کیا ہاں (آپ نے پہنچا دیئے) پھر آپ نے فرمایا جب قریش ملک پر باہم ایک دوسرے سے جنگ وجدال شروع کردیں اور عطا (یعنے حصہ مال غنیمت یا وظیفہ از خود) ملے یا بذریعہ رشوت کے ملے تو اس کو تم نہ لو۔

دسواں (حکم) اوّل زمانہ میں خلفاء کی صحبت ایک بڑی سعادت تھی اور فتنہ کے زمانہ میں بادشاہوں کی صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ مشکوٰۃ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آخر زمانہ میں میری امت کو ان کے بادشاہوں (کے ہاتھوں) سے (بہت کچھ) تکلیفیں پہنچیں گی ان سے وہی شخص نجات پائے گا جس نے خدا کے دین کو پہچان لیا پھر دین کے لئے اپنی زبان سے اور اپنے ہاتھ سے اور اپنے دل سے جہاد کیا ایسا ہی وہ شخص ہے جو نیکیوں میں سابق القدم ہے اور وہ شخص نجات پائے گا جس نے اللہ کے دین کو پہچان لیا اور اس کی سچائی بیان کی (یعنے زبان سے امر معروف ونہی منکر کرتا رہا) اور وہ شخص (بھی نجات پائے گا) جس نے اللہ کا دین پہچانا اور پھر سکوت

فإن رأى من يعمل الخير أحبه عليه وإن رأى من يعمل بباطل أبغضه عليه فذلك ينجو على إبطانه كله.

یازدہم امضائے قول خلیفہ در زمان سابق حجت بود و در ایام فتنہ این معنے منقطع شد أخرج مسلم عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من نبي بعثه الله في أمته قبلي إلا كان له من أمته حواريون وأصحاب يأخذون بسنته ويقتدون بأمره ثم إنها تخلف من بعدهم خلوف يقولون ما لا يفعلون ويفعلون ما لا يؤمرون فمن جاهدهم بيده فهو مؤمن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ومن جاهدهم بقلبه فهو مؤمن وليس وراء ذلك من الإيمان حبة خردل. (في المشكوة) عن ابن مسعود قال من كان مستنا فليستن بمن قد مات فإن الحي لا يؤمن عليه الفتنة أولئك أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم كانوا أفضل هذه الأمة أبرها قلوبا وأعمقها علما وأقلها تكلفا

(یعنے امر معروف و نہی منکر زبان سے نہ کیا لیکن) اگر کسی نے کسی کو دیکھا کہ عمل خیر کرتا ہے تو اس نے اس کو دوست رکھا اور کسی کو عمل باطل کرتے دیکھا اسے (دل سے) برا جانا تو یہ شخص باوجود (امر معروف و نہی منکر کے) پوشیدہ رکھنے سے نجات پاسکے گا۔

گیارھواں (حکم) پہلے زمانہ میں خلیفہ کے قول پر عمل کرنا (شرعی) دلیل تھا اور فتنہ کے زمانہ میں یہ بات نہ رہی (یعنے قول خلیفہ دلیل شرعی نہ رہا) (امام) مسلمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ سے پہلے اللہ نے کوئی نبی اس کی امت میں ایسا نہیں بھیجا جس کے لئے اس امت میں سے حواری اور اصحاب نہ ہوں اور وہ اس کی سنت پر عمل نہ کرتے ہوں اور اس نبی کے حکم کی اتباع نہ کرتے ہوں پھر ان کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ جو (دوسروں سے) کہتے ہیں وہ خود نہیں کرتے اور ایسے کام کرتے ہیں جن کا حکم (شریعت سے) ان کو نہیں دیا گیا ان لوگوں کے ساتھ جو شخص اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان کے ساتھ اپنی زبان سے جہاد کرے وہ (بھی) مومن ہے اور جو ان کے ساتھ اپنے دل سے جہاد کرے وہ (بھی) مومن ہے اور اس (درجہ) کے بعد (کچھ بھی نہیں) رائی کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ مشکوۃ میں حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے وہ کہتے تھے جو شخص سنت پر عمل کرنا چاہے تو وہ ان (اصحاب نبی) کے طریقہ پر چلے جو دنیا سے جا چکے کیونکہ جو لوگ زندہ ہیں ان کے فتنہ سے محفوظ رہنے کا اطمینان نہیں ہے یہ لوگ (جو دنیا سے جا چکے حقیقی طور پر) محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اس امت میں سب سے افضل تھے اور سب سے زیادہ نیک دل تھے اور ان کا علم سب سے وسیع تھا اور ان میں تکلف بہت کم تھا

اختارهم الله لصحبة نبيه ولاقامة دينه، فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم وتمسكوا بما استطعتم من اخلاقهم وسيرهم فانهم كانوا على الهدى المستقيم رواه رزين اخرج ابن ماجة عن العرباض بن سارية يقول قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فوعظنا موعظة بليغة وجلت منها القلوب وذرفت منها العيون فقيل يارسول الله وعظتنا موعظة مودع فاعهد الينا بعهد فقال عليكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان عبدا حبشيا وسترون من بعدي اختلافا شديدا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ واياكم والامور المحدثات فان كل بدعة ضلالة اخرج الدارمي عن الاعمش قال قال عبد الله ايها الناس انكم ستحدثون ويحدث لكم فاذا رأيتم محدثة فعليكم بالامر الاول واخرج الدارمي عن سفيان عن واصل عن امرأة يقال لها عائذة قالت رأيت ابن مسعود يوصي الرجال والنساء يقول من ادرك منكم من امرأة او رجل

اللہ نے اُن کو اپنے نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) کی صحبت کے لئے اور اُن کے دین کے قائم کرنے کے لئے منتخب فرمایا تھا لہٰذا تم لوگ اُن کی فضیلت کو جان لو اور اُن کی پیروی کرو اور تا امکان خود اُن کے اخلاق اور عادات سے تمسک کرو کیونکہ یہ لوگ راہِ مستقیم پر تھے۔ اس حدیث کو رزین نے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک دن ہم لوگوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (خطبہ پڑھنے) کھڑے ہوئے اور ہم کو بڑی نصیحت کی کہ جس سے ہمارے دل ڈر گئے اور ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ہم کو رخصت ہونے والے کی سی نصیحت فرمائی ہے اب آپ ہم کو کچھ حکم بھی دیجئے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! اللہ سے ڈرنے کو اور اپنے حاکم کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کو اپنے اوپر لازم سمجھو اگرچہ وہ حبشی غلام ہو اور عنقریب تم میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے پس تم میری سنت کو اور میرے خلفاء راشدین ہدایت یافتہ کی سنت کو اپنے ذمہ لازم سمجھنا اور اُس کو دانتوں سے پکڑنا اور نئی باتوں سے دور رہنا کیونکہ (ہر نئی بات بدعت ہے اور) ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور دارمی نے اعمش سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ (حضرت) عبداللہ (ابن مسعود) نے فرمایا۔ تم لوگ نئی نئی باتیں نکالو گے اور تم کو نئی نئی باتیں پیش آئیں گی پس جب تم نئی بات دیکھنا تو پرانے طریقہ کو اپنے اوپر لازم سمجھنا۔ اور دارمی نے سفیان سے انھوں نے واصل سے انھوں نے ایک عورت سے جس کا نام عائذہ تھا روایت کی ہے وہ کہتی تھیں کہ میں نے حضرت ابن مسعودؓ کو دیکھا وہ (اس وقت) مردوں کو اور عورتوں کو نصیحت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی تم مردوں یا عورتوں میں سے (نئی نئی باتیں) پاؤ تو

فالسمت الاول والسمت الاوّل فكانا على الطريقة و معلوم است كه وفات عبد الله بن مسعودؓ در آخر ايام خلافت حضرت عثمان رضی الله عنه واقع شد۔

دوازدہم در حالت اولیٰ حق تعالیٰ فرموده است سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ و در حالت ثانیہ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم منع نمودند از قتال و امر مؤکد فرمودند بقعود باید دید چه قدر فرق است در آنکه دعوت خلیفه سبب وجوب امتثال امر گردد و تحریم تخلف و آنکه واجب باشد قعود و حرام باشد خوض در نصرت۔

سیزدہم تضاعف اجور آنکه دریں زمان متمسک بسنت باشند أخرج الترمذي عن بلال بن الحارث قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحيى سنة من سنتي قد أميتت بعدي فإن له من الأجر مثل أجور من عمل بها من غير أن ينقص من أجورهم شيئا ومن ابتدع بدعة ضلالة

پہلی روش (اختیار کرے) اور پہلی روش اختیار کرے وہ بھی برسر نصرت (اسلام) رہے گا (اور یہ معلوم ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آخر عہد خلافت میں واقع ہوئی)۔

بارھواں (حکم) فتنہ سے پہلے جہاد شارع کو مطلوب تھا چنانچہ (اسی) پہلی حالت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ الآیۃ (ترجمہ: عنقریب تم بلائے جاؤ گے ایسے لوگوں (کی لڑائی) کی طرف کہ وہ سخت لڑائی والے ہوں گے تم ان سے لڑوگے یا وہ اسلام لائیں گے) اور دوسری حالت (یعنی زمانۂ فتنہ میں جہاد ممنوع ہو گیا چنانچہ اس حالت) کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی سے منع کیا اور بہت تاکید کے ساتھ آپ نے گھر میں بیٹھ رہنے کا حکم دیا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ (ان دونوں حالتوں میں) ایک یہ کہ خلیفہ (کا جنگ کے لئے لوگوں کو) بلانا اس کے تعمیل حکم کے واجب ہونے اور لڑائی سے بیٹھ رہنے کی حرمت کا سبب ہو دوسرے یہ کہ لڑائی سے بیٹھ رہنا واجب ہو اور (خلیفہ کی) مدد کرنا حرام ہو (دونوں حالتوں میں بڑا فرق ہے پہلی حالت خلفاء ثلاثہ کی تھی اور دوسری حالت حضرت علی مرتضیٰ کی)۔

تیرھواں (حکم) اس زمانہ (فتنہ و فساد) میں جو لوگ سنت (نبوی) کے عامل ہیں ان کو دو چند ثواب ملے۔ ترمذی نے بلال بن حارثؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری ایسی سنت کو جاری کیا جو میرے بعد متروک ہو گئی ہو تو جس قدر لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب اسے ملیگا بدون اس کے کہ ان کے ثواب میں سے کچھ کم کیا جائے اور جس شخص نے کوئی بری بدعت نکالی

لو یرضیھا اللہ ورسولہ کان علیہ مثل آثام من عمل بھا لا ینقص ذلک من أوزارھم شیئا واخرج الترمذی وابن ماجہ عن ابی ثعلبۃ الخشنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فان وراءکم ایام الصبر فمن صبر فیھن کان کمن قبض علی الجمر للعامل فیھن اجر خمسین رجلا یعملون مثل عملہ قالوا یا رسول اللہ اجر خمسین منھم قال اجر خمسین منکم واخرج البغوی عن معقل بن یسار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال العبادۃ فی الھرج کھجرۃ الی۔

۱۴ چہاردہم مرگ دراں ایام بہتر باشد از زندگانی عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان امراءکم خیارکم واغنیاءکم اسخیاءکم وامورکم شوری بینکم فظھر الارض خیر لکم من بطنھا واذا کان امراءکم شرارکم واغنیاءکم بخلاءکم وامورکم الی نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظھرھا۔

۱۵ پانزدہم الجہاد کلمۃ حق نزد سلطان جابر افضل از جہاد باشد اخرج البغوی عن ابی امامۃ

جس سے اللہ اور اس کا رسول خوش نہیں تو جس قدر لوگ اس بدعت پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ اس شخص پر ہوگا بدون اس کے کہ ان کے گناہ سے کچھ کم کر لیا جائے۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ثعلبہ خشنی سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے آگے صبر کرنے کے دن (آنے والے) ہیں جو شخص ان میں صبر کرے گا تو وہ ایسا ہوگا کہ جیسے کسی نے آگ کی چنگاری ہاتھ میں اٹھا لی ان دنوں میں (ایک نیکی) کرنے والے کو ان پچاس آدمیوں کا سا ثواب ملے گا جنہوں نے اس نیکی کو کیا ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اسی زمانے کے پچاس نیکی کرنے والوں کا ثواب اس کو ملے گا۔ آپ نے فرمایا (اس زمانے کے نہیں) تمہارے زمانے کے پچاس (نیکی کرنے والوں کا ثواب اس کو ملے گا) یہ حدیث مختصر ہے۔

۱۴ چودھواں (حکم) اس (فتنے کے) زمانہ میں مرجانا زندہ رہنے سے بہتر ہوگا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک تمہارے بہترین اشخاص تمہارے سردار ہوتے رہیں اور تمہارے مالدار لوگ سخاوت کرتے رہیں اور تمہارے کام تمہارے درمیان مشورے سے ہوتے رہیں تو زمین کی پیٹھ تمہارے لئے اس کے پیٹ سے بہتر ہے اور جب تمہارے شریر لوگ تمہارے سردار ہو جائیں اور تمہارے مالدار لوگ بخل کرنے لگیں اور تمہارے کاموں کا اختیار تمہاری عورتوں کو دے دیا جائے تو (اس وقت) زمین کا پیٹ تمہارے لئے اس کی پیٹھ سے بہتر ہوگا۔

۱۵ پندرھواں (حکم) ظالم سلطان کے سامنے حق بات کہنا جہاد سے افضل ہے۔ بغوی نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ

ان رجلا قال یا رسول اللہ ای الجہاد
افضل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یرمی الجمرۃ الاولی فاعرض
عنہ ثم قال عند الجمرۃ الوسطی
فاعرض عنہ فلما رمی جمرۃ العقبۃ
ووضع رجلہ فی الغرز قال این
السائل قال انا ذا یا رسول اللہ
قال افضل الجہاد من قال کلمۃ
حق عند سلطان جائر۔

باز وقائع عجیبہ واقع شد کہ بلسان
حال دلالت کردند برآنکہ بعد ازین فتنہ
برکات ایام نبوت مختفی شد۔
المشکوۃ عن ابی ہریرۃ قال
اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بتمرات فقلت یا رسول اللہ
ادع اللہ فیہن بالبرکۃ فضمہن
ثم دعا لی فیہن بالبرکۃ قال
خذہن فاجعلہن فی مزودک
کلما اردت ان تاخذ منہ شیئا
فادخل فیہ یدک فخذہ و
لا تنثرہ نثرا فقد حملت من
ذلک التمر کذا وکذا من وسق
فی سبیل اللہ فکنا ناکل منہ ونطعم
وکان لا یفارق حقوی حتی کان
یوم قتل عثمان فانہ انقطع

ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ! کون سا جہاد افضل ہے؟
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت جمرۂ اولیٰ کی رمی
فرما رہے تھے آپ نے اس سائل سے اعراض کیا۔ پھر اس نے
جمرۂ وسطیٰ کے پاس یہی سوال کیا۔ آپ نے پھر اس سے اعراض کیا۔
پھر جب آپ جمرۂ عقبہ کی رمی سے فارغ ہوئے اور آپ نے اپنا
پائے مبارک (اونٹ کے) پالان میں رکھا (اور اونٹ پر سوار ہو
گئے) تو آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ اس نے عرض کیا
یا رسول اللہ! میں یہ (کھڑا) ہوں۔ آپ نے فرمایا افضل جہاد
یہ ہے کہ حق بات ظالم بادشاہ کے سامنے کہدے (یہ احکام تو
تھے جو احادیث میں زمانۂ فتنہ کے متعلق وارد ہوئے ہیں)۔

پھر اس کے بعد کچھ واقعات عجیبہ پیش آئے جو زبان
حال سے اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ اس فتنہ کے ہوتے ہی زمانۂ
نبوت کی برکتیں چھپ گئیں۔ مشکوۃ میں حضرت ابوہریرہؓ سے
روایت ہے وہ کہتے تھے کہ (ایک مرتبہ) میں نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا یا رسول اللہ
آپ ان میں برکت کے واسطے خدا سے دعا کیجئے۔ آپ نے انکو
یکجا کیا پھر میرے لئے ان میں برکت کی دعا فرمائی اور مجھ سے
فرمایا کہ ان کو لے لو اور اپنے توشہ دان میں رکھو جب ان میں
سے کچھ کھجوریں لینا ہوں تو توشہ دان میں اپنا ہاتھ ڈال کر
نکال لیا کرنا اور ان سب کو بکھار کر (توشہ دان سے) نکال لینا
(حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ) میں نے ان کھجوروں میں سے اتنے
اتنے وسق راہ خدا میں (صدقہ) دیئے اور خود اس میں سے
کھائیں اور دوستوں کو کھلائیں اور وہ توشہ دان (کسی وقت
حضر و سفر میں) میری کمر سے جدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ
کی شہادت کا دن آیا تو وہ توشہ دان (کہیں) کٹ (کر گر) گیا

وقد قال ابو ہریرۃ فی ذلک یوم قتل عثمانؓ

للناس ھمٌّ ولی الیوم ھمّان

فقدُ الجراب وقتل الشیخ عثمان

اخرج البخاری عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتمًا من ورق وکان فی یدہ ثم کان بعد فی ید ابی بکر ثم کان بعد فی ید عمر ثم کان بعد فی ید عثمان حتی وقع بعد فی بئر اریس نقشہ محمد رسول اللہؐ

واخرج البخاری عن انس رضی اللہ عنہ قال کان خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یدہ وفی ید ابی بکر بعدہ وفی ید عمر بعد ابی بکر قال فلما کان عثمان جلس علی بئر اریس فاخرج الخاتم فجعل یعبث بہ فسقط قال فاختلفنا ثلاثۃ ایام مع عثمان فننزح البئر فلم نجدہ

واخرج ابو عمر قال قام عامر بن ربیعۃ یصلی من اللیل حین نشب الناس فی الطعن علی عثمان فصلی من اللیل ثم نام فاتی فی المنام فقیل لہ قم فاسأل اللہ

اسی کے متعلق بروز شہادت حضرت عثمانؓ حضرت ابوہریرہؓ نے (یہ شعر) کہا تھا ؎ سب لوگوں کو ایک غم ہے مگر مجھے دو غم ہیں ۔ ایک غم توشہ دان کا دوسرا (غم) شیخ یعنی حضرت عثمانؓ کا ۔ اور (امام) بخاریؒ نے نافعؒ سے انھوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک مہر بنوائی تھی وہ آپؐ کے ہاتھ میں رہتی تھی پھر آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر ان کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ (حضرت عثمانؓ کے ہاتھ سے) چاہ اریس میں گر گئی ۔ اس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا ۔ اور (امام) بخاریؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر آپؐ کے ہاتھ میں رہتی تھی اور آپؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہی اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے (ان کے ہاتھ میں رہی) پھر ایک روز وہ چاہ اریس پر بیٹھے تھے اور مہر کو اتار کر ہاتھ میں لئے ہوئے تھے اور وہ مہر ہاتھ سے چھوٹی اور کنوئیں میں گر پڑی پھر ہم لوگ تین دن تک حضرت عثمانؓ کے ساتھ اس کنوئیں پر گئے (اور صبح سے شام تک اس کا پانی نکلوانے میں مشغول رہے) کنوئیں کا سارا پانی نکلوایا مگر وہ مہر نہ پائی ۔ (ابو عمر کہتے ہیں کہ جس زمانہ میں لوگ حضرت عثمانؓ پر طعن اور تشنیع کرنے لگے تھے تو ایک شب کو عامر بن ربیعہ نے (تہجد کی) نماز پڑھی پھر سو گئے تو خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے اٹھو اور اللہ سے دعا

له رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی انگشتری اقدس گول تھی اور اس میں تین سطریں تھیں پہلی سطر میں اللہ کندہ تھا دوسری سطر میں رسول تیسری سطر میں محمد، یہ مہر مبارک نیچے سے پڑھی جاتی تھی۔

ان یعیذہ من الفتنۃ التی عاذ منہا
صالح عبادہ فقام فصلی ودعا فاشتکی
ثم لم یخرج بعد الا بجنازتہ اخرج ابو یعلی
من اقوال السید المجتبی الحسن بن علی
رضی اللہ عنہما انہ قام خطیبا فقال ایہا
الناس رأیت البارحۃ فی منامی عجبا
رأیت الرب تعالی فوق عرشہ فجاء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی
قام عند قائمۃ من قوائم العرش فجاء
ابو بکر فوضع یدہ علی منکب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ثم جاء عمر فوضع یدہ
علی منکب ابی بکر ثم جاء عثمان فکان
بیدہ رأسہ فقال سل عبادک فیم قتلونی
فانبعث من السماء میزابان من دم فی الارض
قال فقیل لعلی الا تری ما یحدث بہ الحسن
قال یحدث بما رأی اخرج ابو عمر عن سعید
ابن المسیب ان زید بن خارجۃ توفی
فی زمن عثمان بن عفان فسجی بثوب ثم انہم
سمعوا جلجلۃ فی صدرہ ثم تکلم فقال
احمد احمد فی الکتاب الاول صدق
ابو بکر الصدیق الضعیف فی نفسہ
القوی فی امر اللہ فی الکتاب الاول
صدق صدق عمر بن الخطاب القوی
الامین فی الکتاب الاول صدق
صدق عثمان بن عفان علی منہجہم

کہ تم کو اس فتنہ سے پناہ دے جس سے اس نے اپنے نیک بندوں کو
پناہ دی۔ عامر یہ خواب دیکھ کر اٹھے اور نماز پڑھ کر دعا مانگی پھر وہ
(اسی وقت سے) بیمار پڑے اور ان کا جنازہ ہی نکلا۔ ابو یعلی نے
منجملہ اقوال سید مجتبیٰ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نقل
کیا ہے کہ حضرت حسنؓ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو اس میں فرمایا اے لوگو!
میں نے رات کو ایک عجیب خواب دیکھا۔ میں نے خداوند تعالیٰ
کو عرش کے اوپر دیکھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تشریف لائے اور عرش کے پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر
حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے شانہ پر رکھ کر کھڑے ہوئے پھر حضرت عمرؓ تشریف
لائے اور اپنا ہاتھ حضرت ابو بکرؓ کے شانہ پر رکھ کر کھڑے ہوئے
پھر حضرت عثمانؓ تشریف لائے اور ان کا سر ان کے ہاتھ پر رکھا
تھا انھوں نے (بارگاہ الٰہی میں) عرض کیا (خداوندا) تو اپنے
بندوں سے دریافت کر کہ انھوں نے مجھے کس گناہ میں قتل کیا۔
اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان سے دو پرنالے خون کے
زمین میں گرنے لگے۔ راوی کا بیان ہے کہ کسی نے حضرت علیؓ
سے کہا کہ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حضرت حسنؓ کیا بیان کرتے ہیں
انھوں نے جواب دیا جو انھوں نے دیکھا ہے وہی بیان کرتے
ہیں۔ ابو عمر نے سعید بن مسیب سے روایت کی کہ حضرت زید بن خارجہ
نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں وفات پائی اور ان پر ایک چادر
ڈال دی گئی، پھر لوگوں نے ان کے سینے سے گھنگھرو کی جیسی آواز
سنی اس کے بعد وہ بولے اور کہا۔ احمد احمد پہلی کتاب میں (مذکور)
ہیں۔ سچ کہا سچ کہا ابو بکر صدیقؓ جسم میں ضعیف ہیں اور خدا
کے کام میں قوی ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ عمر بن خطاب قوی امانت دار
پہلی کتاب میں (مذکور) ہیں۔ سچ کہا سچ کہا۔ عثمان بن عفانؓ ان کے طریقہ پر ہیں

مضت اربع وبقيت سنتان أتت الفتن وأكل الشديد الضعيف وقامت الساعة وسيأتيكم خبر بيراريس وما بيراريس ثم هلك رجل من بني خطم فسجي بثوب فسمعوا جلجلة في صدره ثم تكلم فقال ان اخا بني الحارث بن الخزرج صدق صدق وتمر قول سعيد بن المسيب قريبا في ذهاب الصالحين بسبب الفتن.

واخبر احبار اهل الكتاب بهذا المضمون فمن ذلك اخرج الطبراني ان عمر بن الخطاب قال لكعب الاحبار كيف تجد نعتي في التورية قال خليفة قرن من حديد امير شديد لا يخاف في الله لومة لائم ثم تكون من بعدك خليفة تقتله امة ظالمون ثم يقع البلاء بعده و في الرياض عن كعب قال والذي نفسي بيده ان في كتاب الله المنزل محمد صلى الله عليه وسلم ابوبكر الصديق عمر الفاروق عثمان الامين فالله الله يا معوية في امر هذه الامة ثم نادى الثانية ان في كتاب الله المنزل ثم اعاد الثالثة

چار (برس) گزر گئے اور دو باقی رہے فتنے آپہنچے اور قوی نے ضعیف کو کھا لیا اور قیامت قائم ہوئی اور عنقریب تمہارے پاس چاہ اریس کی خبر آئیگی اور کیا ہے چاہ اریس۔ پھر اُن کے بعد ایک اور شخص نے قبیلۂ بنی خطم میں سے وفات پائی اور اُن پر ایک چادر ڈال دی گئی تو اُن کے سینے سے گھنگھنے کی جیسی آواز سنی گئی پھر وہ بولے اور اُنھوں نے کہا۔ بنی حارث ابن خزرج کے بھائی (یعنے حضرت زید بن خارجہ) نے سچ کہا سچ کہا۔ {اور سعید بن مسیب کا یہ قول کہ نیک لوگ فتنہ میں (دنیا سے) کوچ کرجائینگے قریب ہی گزر چکا ہے}۔

پھر علماے اہل کتاب نے اسی مضمون (یعنے وقوع فتنہ) کی خبر دی۔ طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کعب احبار سے فرمایا کہ تم میری صفت توریت میں کس طرح پاتے ہو اُنھوں نے جواب دیا۔ (توریت میں آپ کا ذکر ان اوصاف کے ساتھ ہے) ایک خلیفہ ہوگا (مضبوطی میں) لوہے کا سینگ سردار ہوگا سخت (مضبوط) اللہ (کے کام) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریگا۔ پھر آپ کے بعد (جو) خلیفہ ہوگا (اس کے متعلق توریت میں ہے کہ) اس کو ایک گروہ ظالم قتل کریگا پھر اس کے بعد بلا نازل ہوگی۔ اور ریاض (النضرۃ) میں کعب سے منقول ہے وہ کہتے تھے قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اللہ کی کتاب (یعنے توریت) میں (اس طرح) ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ عثمان امین (ان تین کے بعد کسی چوتھے کا نام نہیں ہے) پس اے معاویہ تم اس امت کی حکومت (کے بارے) میں اللہ سے ڈرو (اور اپنے لئے خلافت راشدہ کا دعوے نہ کرو) پھر کعب نے دوبارہ پکار کر کہا کہ اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب میں ہے پھر تیسری بار بھی کہا

آخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب عن عبد اللہ بن سلام قال لقد فتح الناس علی انفسہم بقتل عثمان باب فتنۃ لا یغلق علیہم الی قیام الساعۃ واخرج ابوبکر عن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ قال لا تسلوا سیوفکم فلئن سللتموھا لا تغمد الی یوم القیٰمۃ اخرج احمد عن جریر فی قصۃ بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ الی الیمن حتیٰ قال ثم لقیت ذا عمرو فقال لی یا جریر انکم لن تزالوا بخیر ما اذا ھلک امیر تأمرتم فی آخر واذا کانت بالسیف غضبتم غضب الملوک ورضیتم رضی الملوک۔

آثار اصحاب آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادند بجلیم این قضیہ ورقت نمودند آخرج ابوبکر عن ابی سعید مولی ابن مسعود قال قال عبد اللہ واللہ لئن قتلوا عثمان لا یصیبوا منہ خلفا آخرج البغوی قال ابوالدرداء ان الناس یتوارقا لا شوک فیہ فاصبحوا شوکا

ابو عمر نے استیعاب میں حضرت عبد اللہ بن سلامؓ سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ بیشک لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کرکے اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول لیا جو اب قیامت تک ان پر بند نہ ہوگا۔ اور ابوبکر (ابن ابی شیبہ) نے یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ (وہ حضرت عثمانؓ کے محاصرہ کے وقت کہتے تھے (اے لوگو!) اپنی تلواریں (میان سے) نہ نکالو کیونکہ اگر تم تلواریں نکال لوگے تو (یاد رکھو کہ) پھر وہ قیامت تک میان میں نہ جائیں گی۔ (امام) احمدؒ نے جریر سے اس قصہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا تھا نقل کیا ہے وہ اوپر کا قصہ بیان کرکے کہنے لگے کہ پھر میں ذو عمرو سے ملا تو انھوں نے مجھ سے کہا اے جریر! تم لوگ ہمیشہ خیر و (و فلاح) کے ساتھ رہوگے اس وقت تک کہ تم اپنے ایک سردار کے مرنے کے بعد دوسرے کو (مشورہ اور انتخاب) سردار بناتے رہو اور جب یہ حکومت تلوار کے زور سے ملنے لگے (مشورہ اور انتخاب پر نہ رہے) تو تمہارا غصہ اور خوشی بادشاہوں کے غصے اور خوشی کے مثل ہوجائے گا (پھر خیر نہ رہے گی)۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ نے اس واقعہ (شہادت حضرت عثمانؓ) کی ہیبت بیان کی اور اس پر افسوس ظاہر کیا۔ ابوبکر (ابن ابی شیبہ) نے حضرت ابن مسعودؓ کے مولی ابو سعید سے روایت کی ہے، وہ کہتے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا قسم خدا کی کہ اگر لوگ حضرت عثمانؓ کو شہید کردیں گے تو پھر ان کا مثل نہ پائیں گے۔ بغوی نے نقل کیا ہے کہ ابوالدرداء کہتے تھے (فتنہ سے پہلے) لوگ مثل برگ بے خار (گل) کے تھے جس میں کوئی کانٹا نہ ہو پھر (فتنہ کے بعد) وہ سراپا کانٹا

لا دین فیہ ۔ أخرج ابو عمر أن ثمامۃ ابن عدی امیر عثمان علی الصنعاء خطب یوم بلغہ موت عثمان فأطال البکاء ثم قال ھذا حین انتزعت خلافۃ النبوۃ من أمۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصارت ملکا وجبریۃ من غلب علی شیء أکلہ۔

سخن در بیان اختلاف زمان سابق ولاحق بطول انجامید و نزدیک آمد کہ رشتہ ترتیب بہم گسستہ شود

سخن از حد خود بگذشت بس کن

نفس شد آتشین ضبط نفس کن

اکنون باصل مقصد عود کنیم بنقل متواتر کہ در شرعیات نقلے معتبر از آں یافتہ نمی شود ثبوت پیوستہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ را کہ نزدیک مقتل حضرت عثمان پیدا شد ملحوظ ساختہ اند و آں را بہ تفصیلے کہ زیادہ از آں در شرائع یافتہ نشود بیان فرمودہ اند و آں را حد فاصل نہادہ اند درمیان زمان خیر و زمان شر و گواہی دادہ اند کہ دریں وقت خلافت علی منہاج النبوۃ منقطع شود ملک عضوض پدید آید و معنی لفظ عضوض دلالت می کند بر حروب و مقاتلات و جہیدن یکے بر دیگرے و منازعت یکے با دیگرے در ملک و تسلط و در احادیث بسیار خلفاء ثلثہ را در یک حکم جمع کردہ اند تا آنکہ ظن قوی بہم رسید کہ

جیسا اس میں (کوئی) دین نہ ہو، ابو عمر نقل کرتے ہیں کہ ثمامہ بن عدی (کو جو) حضرت عثمانؓ کی جانب سے صنعاء کے حاکم تھے، جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو وہ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور بہت روئے پھر کہا: یہ وہ وقت ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت نبوت نکال لی گئی اور سلطنت جبر و تعدی والی ہوگئی ہر جس چیز پر قابو پائے گا اسے کھا لے گا۔

زمانۂ سابق ولاحق کا اختلاف بیان کرنے میں بات کو بہت طول ہوگیا اور قریب ہے کہ ترتیب (مضامین) کا سلسلہ ٹوٹ جائے سے سخن از حد خود بگذشت بس کن ۔ نفس شد آتشین ضبط نفس کن ۔ لہٰذا اب ہم اصل مقصد کی جانب رجوع کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) نقل متواتر سے کہ جس سے زیادہ معتبر شرعیات میں کوئی نقل نہیں ہے۔ یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ جو فتنہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے قریب پیدا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب اشارہ کیا اور ایسی (دو ٹوک) تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا جس سے زیادہ تفصیل دوسرے احکام شرعیہ میں نہیں پائی جاتی اور آپ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کو زمانۂ خیر اور زمانۂ شر کے درمیان میں حد فاصل قرار دیا ہے اور فرمایا کہ بعد شہادت حضرت عثمانؓ کے خلافت بطریق نبوت نہ رہے گی اور کاٹنے والی سلطنت ظاہر ہوگی۔ کاٹنے والی کے لفظ سے واقعات حرب و قتال کا پیش آنا اور ایک کا دوسرے پر حملہ کرنا اور سلطنت کے لئے ایک کا دوسرے کے ساتھ جھگڑنا بخوبی معلوم ہوتا ہے اور اسی وجہ سے (کہ پہلی خلافتیں بطریق نبوت تھیں اور فتنہ سے محفوظ تھیں) اکثر احادیث میں خلفائے ثلاثہ کو ایک ہی حکم میں جمع کیا ہے یہاں تک کہ ظن قوی کے ساتھ معلوم ہوا کہ

ہر سہ بزرگ فی مرتبۃ من المراتب متفق اند و غیر ایشان دراں مرتبہ شریک ایشان نیست و در بعض احادیث لفظے کہ مشعر بانقطاع خلافت باشد ارشاد فرمودند و در حدیث تحرک جبل بروایت حضرت عثمان و انس ذکر ہر سہ بزرگ رفت و در قصہ حائط بروایت ابوموسےٰ مذکور ہر سہ فقط و در حدیث وزن یا امت بروایت جمعے ذکر ہر سہ و در بعض الفاظ ثم رفع المیزان و در رؤیائے تعلق بجبل و در حدیث ابن عمر کنا نخیر الحدیث بیان ہمیں سہ بزرگ بعد ازاں ابن عمر گفتہ است ثم نترک و در رؤیائے تنوط بعضھم ببعض ذکر ہمیں ہر سہ و در رؤیائے دلو دُلی من السماء مذکو ہر سہ و در مرتبہ چہارم انتشاط عروہ ظاہر گردید۔ و در قصہ سوال بنی مصطلق بعد ذکر ہر سہ فتنا کم و در قصہ تاسیس مسجد

یہ تینوں بزرگوار کسی نہ کسی مرتبہ میں (یعنی خلافت کے بطریق نبوت ہونے اور فتنہ سے محفوظ رہنے میں) باہم برابر ہیں اور ان کے ساتھ اس مرتبہ میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے) بعضے حدیثوں میں (صاف صاف) ایسے الفاظ فرمائے جن سے (بعد شہادت حضرت عثمانؓ) خلافت (برمنہاج نبوت) کا ختم ہو جانا مفہوم ہوتا ہے (چنانچہ) اس حدیث میں پہاڑ کا حرکت کرنا بیان ہوا ہے (جو) بروایت حضرت عثمانؓ اور انسؓ منقول ہے خلفاء ثلثہ کا (ایک ساتھ) ذکر ہے اور باغ والے قصہ میں (جو) بروایت ابوموسےٰ (اشعری) منقول ہے انہی تینؓ حضرات کا ذکر ہے اور اس حدیث میں جس میں امت کے ساتھ وزن کیا جانا مذکور ہے جو ایک جماعت صحابہؓ کی روایت سے (مروی ہے) یہی تین حضرات مذکور ہیں۔ (اس حدیث کی) بعضے روایتوں میں (صاف صاف یہ لفظ بھی) ہے پھر ترازو اٹھا لی گئی۔ اور ابر والے خواب میں بھی انہی تینوں کا ذکر ہے اور حضرت ابن عمرؓ کی اس حدیث میں کہ ہم لوگ حضرت صدیقؓ کو سب سے بہتر سمجھتے تھے تا آخر حدیث، انہی تین صاحبوں کا نام مذکور ہے۔ بعد ذکر حدیث کے ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر ان کے بعد ہم سکوت کرتے تھے اور اس خواب میں جس میں ایک کا دوسرے کے دامن سے لٹکنا بیان ہوا ہے انہی تینوں کا ذکر ہے۔ اور اس خواب میں کہ جس میں کہ آسمان سے ڈول کا لٹکنا مذکور ہے یہی تینوں مذکور ہیں اور (اس حدیث میں خلافت ختم ہو جانے کے صاف صاف الفاظ بھی ہیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ چوتھے مرتبہ میں عروہ کھل گئی اور قصہ سوال بنی مصطلق میں (بھی) ان تینوں کے ذکر کے بعد مذکور ہے کہ پھر تمہاری ہلاکت ہے۔ اور مسجد کی بنیاد

وضع اخبار بلفظ حصر کہ ھو للخلفاء وارد
شد ودر قصہ اشترائے قلائص بعد
ذکر حرب عمر گفتہ شد فتنۃ
لک ودر قصہ تسبیح حصٰی بر ہمین
سہ کس اکتفا رفت ودر قصہ تدور
رحی الاسلام زمانے معین گشت
کہ بابلغ وجہ بریں فتنہ دلالت
نمود بعد ازاں فرمودند فان
یھلکوا فسبیل من ھلک وان
یقم لھم دینھم یقم لھم
سبعین عاما قال البغوی اراد
بالدین الملک قال ابوسلیمان
ویشبہ ان یکون اریدبھذا
ملک بنی امیۃ وانتقالہ عنھم
الی بنی العباس وکان مابین
ان استقر الملک لبنی امیۃ
الی ان ظھرت الدعاۃ بخراسان
وضعف امر بنی امیۃ ودخل
الوھن فیہ نحوا من سبعین
سنۃ ودر حدیث الخلافۃ بالمدینۃ
والملک بالشام تعیین مکان واقع
شد الی غیر ذلک مالا یخفٰی

باقی ماند آں کہ در حدیث
ابی بکرۃ ثقفی وارد شد الخلافۃ
بعدی ثلثون سنۃ

قائم کرنے کے قصہ میں اور (اس کی بنیاد میں) پتھر رکھنے کے بیان
میں بطور حصر کے بیان کیا گیا کہ یہی (تینوں) خلیفہ ہیں۔ اور
اونٹوں کے خریدنے کے قصہ میں ان تینوں کے ذکر کے بعد
ہے کہ پھر تجھے ہلاکی ہو۔ اور کنکریوں کی تسبیح کے قصہ میں
انہی تینوں (خلفاء) پر اکتفا کی گئی ہے۔ اور اسلام کی چکی
چلنے کے قصہ میں (خاص) ایک زمانہ (خلافت کے لئے) مقرر
کردیا گیا جس نے پورے طور سے اس فتنہ پر دلالت کی۔
اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ پھر اگر وہ ہلاک ہوئے تو اسی
کی راہ پر گئے جو ہلاک ہوا۔ اور ان کے لئے دین قائم ہوگیا تو
ستر برس قائم رہے گا بغوی کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ
دین سے مراد سلطنت ہے۔ اور ابوسلیمان کہتے ہیں کہ یہ
بھی ہوسکتا ہے کہ اس حدیث میں سلطنت کا بنی امیہ میں
آنا اور پھر بنی امیہ سے بنی عباس میں آنا مراد ہو اور (قرینہ
اس مراد کا یہ ہے کہ) بنی امیہ کی حکومت قرار پذیر ہونے سے
اس زمانہ تک کہ مدعیان حکومت خراسان میں ظاہر ہوئے
اور بنی امیہ کی حکومت ضعیف ہوگئی اور ان کی حکومت
میں سستی آگئی قریب قریب ستر برس کے (فاصلہ) ہے اور
اس حدیث سے کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور حکومت شام
میں (خلافت کے لئے) مقام مقرر کردیا گیا۔ علاوہ ان روایات
کے اور احادیث (اس مضمون کے متعلق) بیشمار ہیں۔

باقی رہا یہ کہ ابوبکرہ ثقفی کی حدیث میں ہے کہ (حضرت
نے فرمایا) خلافت میرے بعد تیس برس رہے گی (اس حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت خاصہ حضرت عثمانؓ کی شہادت
سے ختم نہیں ہوتی بلکہ حضرت مرتضٰیؓ کا زمانہ بھی اس میں
داخل ہے کیونکہ ان کا زمانہ لے کر تیس برس پورے ہوتے ہیں لہٰذا

حقیقت معنی آن نیز باید دانست که خلافت خاصه منتظمه مرکب ست از دو وصف وصف اوّل وجود خلیفه خاص و وصف ثانی نفاذ تصرف و اجتماع کلمه مسلمین و انتفاء مجموع حاصل مے شود بنفی یکے ازیں دو وصف و بنفی هر دو معاً و حکمت الٰہی مقتضی تدریج است بین کل ضدین پس در حالت اولے این مجموع مفقود شد بفقد وصف اجتماع کلمه مسلمین و عدم انتظام ملک پس حضرت مرتضیٰ بصفات کامله خلافت خاصه اتصاف داشتند و خلافت ایشان شرعاً منعقد شد لیکن فرقت مسلمین پیدا گشت و تصرف ایشان در اقطار ارض نفاذ نیافت چنانکه بادشاہے عادل مدرسے را در مدرسه نصب می فرماید و طلبه علم را امر کند که از جناب او استفاده کنند لیکن طلبه علم را اتفاقات پیش آید که بعض آن

اس حدیث کے معنے کی تحقیق بھی سمجھ لو (اصل یہ ہے) کہ خلافت خاصہ دو وصفوں سے مرکب ہے۔ پہلا وصف خلیفہ خاص کا موجود ہونا دوسرا وصف اس کے تصرف (یعنے احکام) کا جاری ہونا اور سب مسلمانوں کا اس پر متفق ہو جانا گو اس مجموعہ کا انتفاء ان دو وصفوں میں سے کسی ایک کی نفی سے بھی ہو سکتا ہے اور دونوں کی نفی سے بھی مگر حکمت الٰہی چونکہ دو ضدوں کے درمیان میں تدریج[1] کو چاہتی ہے لہٰذا (خلفائے ثلٰثہ کے بعد) اوّل اوّل اس مجموعہ (یعنے خلافت خاصہ) کا انتفاء صرف ایک وصف کی نفی یعنے مسلمانوں کے باہمی اتفاق اور انتظام سلطنت کے ٹھیک نہ رہنے سے ہوا چنانچہ حضرت مرتضیٰ خلافت خاصہ کے اوصاف سے موصوف تھے اور ان کی خلافت شرعاً منعقد بھی ہوئی (لہٰذا خلافت خاصہ کا ایک جز تو پایا گیا) لیکن (دوسرا جز نہیں پایا گیا یعنے) مسلمانوں میں باہم اختلاف پیدا ہو گیا اور ان کا تصرف اطراف ملک میں نافذ نہ ہوا۔ (لیکن بوجہ اس کے کہ خلافت خاصہ کا ایک وصف منتفی ہو چکا تھا احادیث سابقہ کا یہ مضمون صحیح ہوا کہ خلافت خاصہ بعد حضرت عثمان کے نہ رہی اور بوجہ اس کے کہ خلافت خاصہ کا ایک وصف باقی تھا اس حدیث کا یہ مضمون بھی صحیح ہوا کہ خلافت خاصہ حضرت مرتضیٰ کے وقت تک باقی تھی انہی دونوں وصفوں کے مجموعہ کا نام خلافت خاصہ ہے) جیسے ایک بادشاہ عادل کسی مدرسہ میں ایک مدرس کو مقرر کر دے اور طلبہ کو حکم دے کہ اس مدرس سے پڑھیں لیکن طلبہ کو بوجہ چند اتفاقات کے جن میں کچھ

[1] یعنے حکمت الٰہی کا یہ مقتضا ہے کہ ایک ضد کے مفقود ہونے کے بعد دوسری ضد دفعۃً موجود نہ ہو جائے بلکہ پہلے کچھ درمیانی کے درجے موجود ہوں اسکے بعد دوسری ضد موجود ہو۔ لہٰذا خلافت خاصہ کاملہ کے بعد دفعۃً سلطنت جابرہ کا ظہور نہ ہوا بلکہ ایک ایسی چیز کا ظہور ہوا کہ وہ خلافت خاصہ کا لاحق و سلطنت جابرہ

باختیار ایشاں شد و بعض بغیر اختیار وجود متعلق بالفعل صورت نگرفت دریں وقت ہر دو استعمال صحیح باشد میتواں گفت دریں مدرسہ مدرسے ہست اما مردم بوے نے خوانند و جمع نے شوند و نیز میتواں گفت کہ دریں مدرسہ مدرسے نیست یعنی متصف بدرس بالفعل فیما نحن فیہ ہم چناں خلیفۂ خاص متصف باوصاف کاملہ موجود است و خلافت او بالفعل نیست ثانیاً مردم مجتمع شدند و فرقت از میان برخاست لیکن خلیفہ باوصاف معتبرہ در خلیفۂ خاص متصف نبود هُدْنَةٌ عَلٰى دَخَنٍ ہمیں معنے دارد و در فتنۂ ثانیہ نہ اتصاف باوصاف خلافت خاصہ بود و نہ اجتماع مسلمین مردم شدند و ندر رفتند و ہر یکے دعوے خلافت نمود و جنود مجندہ پیدا شدند دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ جَهَنَّمَ حکایت ایں فرقہ است بعد ازاں چوں عبد الملک تسلط یافت فرقت از میان رفت و احکام خلافت جابرہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در چندیں احادیث تشریح آں فرمودہ بودند بر منصہ ظہور آمد ایں مسئلہ

ان کے اختیاری تھے کچھ غیر اختیاری اُس مدرس سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا اس صورت میں دونوں استعمال صحیح ہیں (یعنی یہ بھی) کہہ سکتے ہیں کہ اس مدرسہ میں مدرس ہے مگر لوگ اس سے نہیں پڑھتے اور اس کے پاس جمع نہیں ہوتے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مدرسہ میں کوئی مدرس نہیں ہے یعنی (ایسا مدرس نہیں ہے جو) بالفعل درس دیتا ہو (علیٰ ہذا القیاس) جس بحث میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اس میں بھی یہ بات حاصل ہے کہ خلیفہ خاص (یعنے حضرت مرتضےٰ) متصف (باوصاف) کاملہ (خلافت خاصہ) موجود ہیں مگر اُن کی خلافت بالفعل موجود نہیں۔ پھر دوسرے زمانے میں لوگوں نے اتفاق کر لیا اور اُن کا باہمی اختلاف رفع ہو گیا لیکن اُس وقت (کے) خلیفہ (یعنے حضرت معاویۃؓ) اُن اوصاف کے ساتھ جو خلیفۂ خاص میں معتبر ہیں متصف نہ تھے صلح تیرگی کے ساتھ (جو کہ اس زمانہ کا وصف حدیث میں مذکور ہے اس) کے یہی معنے ہیں (یعنی اس تقریر سے دونوں حدیثوں کا تعارض رفع ہو گیا) اور فتنۂ ثانیہ میں (خلافت خاصہ کے دونوں وصف جاتے رہے) یعنے (اس زمانہ کے خلیفہ میں) نہ تو اوصاف خلافت خاصہ کے ساتھ متصف ہونا پایا گیا نہ مسلمانوں کا (اس پر) اتفاق پایا گیا لوگ متفرق ہو کر (ادھر اُدھر) چل دیئے اور ہر ایک نے خلافت کا دعویٰ کیا اور (مسلمانوں کے) متعدد لشکر پیدا ہو گئے۔ دوزخ کے دروازوں پر (کھڑے ہو کر لوگوں کو) بلانے والے۔ اسی فرقہ کی شان میں (کہا گیا) ہے اس کے بعد جب عبد الملک نے تسلط پایا اور مسلمانوں کا (باہمی) اختلاف اُٹھ گیا اور خلافت جابرہ کے احکام جس کی تشریح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مختلف حدیثوں میں فرمائی تھی ظاہر ہوئے یہ مسئلہ (یعنے ان دونوں حدیثوں میں تطبیق کی تقریر)

کسے را کہ جملہ صالحہ از احادیث یاد دارد و سلیقہ تطبیق بعض بالبعض و فرود آوردن ہر چیز را در محل آن داشتہ باشد متفوق است و اگر شخصے سلیقہ استنباط احکام از احادیث متفرقہ نداشتہ باشد می باید کہ خود را از دخول در معارک استنباط معذور دارد و کسے کہ دانستہ را نادانستہ می نماید و دیدہ را نادیدہ و شنیدہ را ناشنیدہ بسبب داء خفی کہ یعرف الاقوال بالرجال و لا یعرف الرجال بالاقوال بحث ما با او نیست و خطاب متوجہ با و نہ۔

چوں ایں مبحث تمام شد تنبیہاتے چند بنویسیم و مقصد را بداں ختم نمائیم۔

تنبیہ اول سبب حقیقی در تغیر احوال عالم و اختلاف زمان سابق و لاحق ارادۂ حضرت مبدأ است کہ ہر طبقہ را بوصفے مخصوص ساختہ است و در ہر زمانے حکمے جاری فرمودہ کہ کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِی شَاۡنٍ در ازل الآزال سلسلۂ کائنات در عنایت اولے مبسوط ساختہ اند و در ہر موضعے وصفے خاص و وضعے معین نہادہ اند و آں را اصلاً تغییر و تبدیل نتواند بود

ہم نے کی) اس شخص کے نزدیک قطعی ہے جس کو احادیث کا ایک معتدبہ حصہ یاد ہو اور اس کو تطبیق دینے کا سلیقہ (بھی حاصل) ہو اور وہ ہر حدیث کو اس کے موقع پر آ ار سکتا ہو۔ اور اگر کوئی شخص احادیث متفرقہ سے استنباط احکام کا سلیقہ نہ رکھتا ہو تو اس کو چاہیے کہ معرکۂ استنباط میں داخل ہونے سے اپنے کو معذور رکھے اور اگر کوئی شخص کسی خاص مرض کے سبب سے (موافق دستور جہال کے) کہ بات (کی خوبی) کہنے والے کے عالی مرتبہ ہونے سے معلوم کرتا ہے نہ یہ کہ کہنے والے (کی خوبی) کو بات (کی خوبی) سے سمجھے دانستہ کو نادانستہ اور دیدہ کو نادیدہ اور شنیدہ کو ناشنیدہ بنا دے (یعنے جان بوجھ کر حق پوشی کرے) تو ہمارا خطاب اس شخص سے نہیں ہے۔

جب یہ بحث ختم ہوگیا تو اب ہم چند تنبیہات لکھتے ہیں اور (فصل پنجم کے) مقصد اول کو ان پر ختم کرتے ہیں۔

پہلی تنبیہ (کہ جاننے ہوکر) دنیا کی حالتوں میں تغیر کا (سبب) اور زمانۂ سابق و لاحق میں اختلاف کا باعث کیا ہوتا ہے) اصلی سبب (اس کا) حضرت مبدأ یعنے حق تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ اس نے (اپنے ارادہ کے موافق) ہر طبقہ کو ایک صفت کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور ہر زمانہ میں ایک جداگانہ حکم جاری فرمایا ہے (یہی مطلب ہے اس آیت کا) کہ کُلَّ یَوۡمٍ هُوَ فِی شَاۡنٍ۔ یعنے ہر روز وہ (ذات پاک) ایک نئے کام میں ہے (تفصیل اس کی یہ ہے کہ کارکنان قضا و قدر نے) ازل الآزال میں کائنات کے سلسلہ کو (مثل ایک فرش کے) (حق تعالیٰ کی) عنایت اولی (یعنے پہلی توجہ کے میدان) میں بچھا دیا ہے اور (اس فرش کے) ہر مقام میں ایک خاص وضع اور ایک خاص صفت قائم کر دی جس میں بالکل تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا (یہی مطلب ہے

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ۔

وتشریع عبارت ازاں است کہ تظالم
در افراد بشر شائع شود بوجہے کہ انتظام عالم
برہم خورد و اعمال سیئہ و اخلاق رذیلہ
درمیان ایشان فاش گردد بنحوے کہ
اگر بہمیں کیفیت از عالم انتقال کنند ہمہ
معذب شوند الا ماشاء اللہ و غیر اللہ
را عبادت نمایند تا آنکہ غیرت الٰہی
بجوش شد و مدبر السموات والارض رحمتے
در حق ایشان ارادہ میفرماید و در قلب
ازکے خلق اللہ و اعدل ایشان داعیہ
ارشاد اندازد و قوانینے مبسوط سازد
کہ موجب صلاح ایشان گردد بالجملہ
حکم ایں عنایت موزع بر آجال
غالب تر است بر حکم تشریع پس اگر
اصلاح عالم خواہند بعثت پیغامبرے
یا نصب خلیفہ راشدے آں را موقوف
میگذارند تا آں اجزائے زمان کہ مناسب
بعث و نصب باشد لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ
و اگر عقوبت کفار خواہند ایں نیست کہ
بغیر تانی عقوبت کنند بلکہ انتظار آجلے
موعود نمایند رع تلخے بایست تا خوں شیر شدہ
باز عقوبت گوناگون مے باشد
بر قواعد عنایت موزع بر آجال

(اس آیت کا) مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ الآیۃ (ترجمہ - نہیں بدلی جاتی
بات میرے یہاں اور نہیں ہوں میں ظلم کرنے والا بندوں پر)۔

اور تشریع اس کو کہتے ہیں کہ افراد بشر میں باہم ایک دوسرے
پہ ظلم اس طرح شائع ہو جائے کہ انتظام عالم برہم ہو جائے اور
برے اعمال اور رذیل عادتیں لوگوں میں اس طرح پھیل جائیں
کہ اگر وہ اسی حالت پر دنیا سے چل بسیں تو سب مبتلائے عذاب
ہوں سوا معدودے چند کے اور (لوگوں کی حالت یہانتک کی
ہو جائے کہ) غیر اللہ کی عبادت کرنے لگیں یہاں تک کہ غیرت
الٰہی جوش میں آ گئے اور مدبر السموات والارض ان کے حق میں
مہربانی کا ارادہ فرمائے اور مخلوق الٰہی میں جو سب سے زیادہ
پاکیزہ اور سب سے زیادہ معتدل (المزاج) ہو اس کے دل میں
(لوگوں کی) ہدایت کرنے کا داعیہ پیدا کرے اور ایسے قواعد بتلائے
جو ان کی صلاحیت کا سبب بنیں۔ المختصر اس عنایت کا اثر جو
کہ ہر زمانے کے ساتھ جداگانہ تعلق رکھتی ہے تشریع کے اثر پر
غالب ہے۔ چنانچہ اگر اصلاح عالم کی بذریعہ کسی پیغمبر کے بھیجنے
یا کسی خلیفہ راشد کے مقرر کرنے کے منظور ہوتی ہے تو اس کو
(کارپردازانِ قضا و قدر) اس زمانے تک موقوف رکھتے ہیں
جو بعثت (پیغمبر) اور تقرر (خلیفہ راشد) کے مناسب ہو جیسا کہ
ارشاد ہوا کہ) لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ (یعنی ہر زمانے کے لئے ایک
نوشتہ ہے) اور اگر کافروں کو عذاب کرنا منظور ہوتا ہے تو بھی
یہ نہیں ہوتا کہ (کارسازانِ قضا و قدر) فوراً عذاب کر دیں بلکہ
اسی وقت کا انتظار کرتے ہیں جو (عنایت آنے میں اس عذاب
کے لئے) مقرر ہو چکا ہے۔ رع تلخے بایست تا خوں شیر شدہ
پھر عذاب بھی کئی قسم کا ہوتا ہے موافق ان قواعد کے جو اس
عنایت نے مقرر کئے ہیں جس کا تعلق ہر زمانے سے جداگانہ ہے۔

وچوں تشریع ضوابطے خواہند کہ سبب میل باشد درمیان افراد بنی آدم نظر کنند بجبلت ایں قوم و بمقتضائے مقدرات آں زمن پس اصلاح ہیئت فاسدہ بوجہے فرمایند کہ از مقتضای عنایت بیرون نہ بود تغیرات عالم و بعث انبیاء و نصب خلفاء راشدین و تسلیط ملوک جابرہ ہمہ نیرنگ ہماں عنایت است کہ منبسط است بر اجزاء زمان و موزع است بر قرون و طبقات تشریع ابدال آں حکمت نتواند کرد و نہ خرم آں نظام آری چوں زمان بعثت آید تدبیر الٰہی پیغمبر را جارحہ فیوض خواہد ساخت و چوں نصب خلیفۂ راشد رسد تدبیر الٰہی آں خلیفہ را جارحہ خود در اتمام مواعید پیغامبر خواہد گردانید و در ہر زمانے شریعتے کہ مصلحت آں زمان است معین خواہد فرمود لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان شریعت زمان خود فرمودند و بعد ازاں حکم ایام فتن نیز ارشاد فرمودند و ایں مسئلہ ایست بس دقیق اگر آنرا در دل بندہ انداختند حل بسیاری از مشکلات خواہد شد والا عقدہا افتاد کہ حل آں بس مشکل گشت و وضع ترکیب ظاہر تدبیر ایں تغیر براں وا است فقد خلیفۂ راشد است زیرا کہ خلیفہ را اگر وجہ ہائے زمانہ و محق تغیر و سبب آں و علاجے کہ بسبب آں تغیر رسوم و اوضاع تواند شد و پرہیزے کہ ترک آں موجب چندیں امراض زمانہ خواہد بود تعلیم میفرمایند

(جس زمانہ میں قاعدہ عنایت جس قسم کے مذاہب کو چاہتا ہے اس زمانہ میں اسی قسم کا مذہب ہوتا ہے) اور اگر کچھ ایسے قاعدوں کا جاری کرنا منظور ہوتا ہے جو افرادِ بنی آدم کے درمیان میں انصاف کا سبب بنیں تو (یہی کارکنانِ قضا و قدر) اس قوم کی جبلت پر اور اُس زمانہ کے لئے جو امور (عنایتِ اولیٰ میں) مقدر ہو چکے ہیں ان پر نظر کرتے ہیں پھر (بنی آدم کی) بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح اُسی طریقہ کے ساتھ کرتے ہیں جو مقتضائے عنایت سے باہر نہ جائے (الغرض) دنیا کے تغیرات اور انبیاءؑ کا بھیجنا اور خلفائے راشدین کا مقرر کرنا اور ظالم بادشاہوں کا مسلط کرنا سب اُسی عنایت (اولیٰ) کا کرشمہ ہے جو ہر ہر زمانے کے ساتھ متعلق ہے اور قرون و طبقات پر منقسم ہے۔ تشریع (عنایت اولیٰ کی) اس حکمت کو بدل نہیں سکتی نہ اس کے انتظام کو توڑ سکتی ہے۔ ہاں جب زمانہ بعثت کا آجائے گا تو تدبیر الٰہی پیغمبر کو اپنے فیوض کا ذریعہ بنادے گی اور ہر زمانے میں جو طریقہ اس کے مناسب ہوگا مقرر کردے گی اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے طریقے کو بھی بیان فرمایا اور زمانۂ فتن کے حکم بھی ارشاد فرمادیئے۔ یہ مسئلہ بہت دقیق ہے اگر (کارکنانِ قضا و قدر نے) یہ مسئلہ کسی بندہ کے دل میں ڈال دیا تو وہ بہت سی مشکلات کو حل کرسکتا ہے ورنہ ایسی گرہیں پڑ جاتی ہیں جن کا کھولنا سخت مشکل ہے۔ اور بظاہر نظر اس تغیر کی تدبیر جس (حالت کے پیدا ہوجانے) پر موقوف ہے وہ یہ ہے کہ خلیفۂ راشد دنیا میں نہ ہے کیونکہ خلیفۂ راشد کو زمانہ کی گردشیں اور تغیر کے مخفی اور اُس کا سبب اور اُس کا علاج کہ جس کے سبب سے رسوم و اوضاع (حالات) بدل سکتے ہیں اور پرہیز کہ جس کے ترک سے اس قدر امراض زمانہ (پیدا) ہوتے ہیں (منجانب اللہ) تعلیم فرمادیتے ہیں۔

دو دست او را کشادہ میسازند در تصرف
تا ریاست عالم بروے راست شود چنانکہ
طبیب حاذق تدبیر صحت مریض و ازالۂ مادۂ
مرض او می نماید و حمیہ میفرماید ہمچناں
ایں خلیفۂ راشد جلب صحت طبیعت
عالم میکند و ازالۂ مادۂ مرض می سازد
و ارشاد حمیہ می نماید و ایں ہمہ
از کلام خلیفۂ راشد و اشارات او می تراود
کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ
غیر خلیفہ ہرچند ولی باشد از اولیاء اللہ بایں
تدبیر خلق نمی کند و اگر بکند تصرف در خلق
بروفق آں نمے تواند ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل آں را در دلش انداختند

دانندۂ ایں مذہب از سخن مرد و حرکات
و سکنات وے شناسد کہ ایں ہمہ
از کجا ست و شخص نادان ملے را
بملے مخلوط میگرداند و رمزے را برمزے
و منصبے را بمنصبے و بعد ازاں وجود اخلاق
شہویہ و سبعیہ کہ در نفوس غیر معتدلہ
مخلوق شدہ و کثرت مال آں رذائل
را از قوت بفعل آوردہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی و اعجاب کل ذی رای
برایہ اگرچہ حق طلب در خاطر و مشغول شدہ
باشد جنس او ...

اور اُس خلیفہ کا ہاتھ تصرف میں کشادہ کر دیتے ہیں تاکہ عالم کی
سرداری اُس کے حق میں درست ہو جائے جس طرح طبیب حاذق
مریض کی صحت کی تدبیر اور ازالۂ مرض (میں کوشش) کرتا ہے
اور پرہیز کا حکم دیتا ہے اسی طرح یہ خلیفۂ راشد طبیعت عالم کی
صحت (زائلہ) کو کھینچ لاتا ہے اور مادۂ مرض کا ازالہ کرتا ہے اور
(عالم کو پرہیز) کا حکم دیتا ہے اور یہ جملہ امور خلیفۂ راشد کے کلام
اور اُس کے اشارات سے بخوبی ظاہر ہوتے ہیں۔ برتن میں جو کچھ
ہے وہی اُس سے مترشح ہوتا ہے۔ خلیفۂ (راشد) کے سوا دوسرا
شخص اگرچہ اولیاء اللہ میں سے ایک ولی (کامل) ہو (پھر بھی)
یہ تدبیر بیان نہیں کرتا اور اگر بیان بھی کرے تو اپنے بیان کے
موافق خلق اللہ کے اندر تصرف نہیں کر سکتا۔ ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند ٭ میل او اندر دلش انداختند

اس راز کا جاننے والا آدمی کی بات اور اُس کے حرکات و سکنات سے
پہچان لیتا ہے کہ یہ سب باتیں کہاں سے ہو رہی ہیں۔ اور شخص
نادان ایک ملہ کو دوسرے ملے سے اور ایک رمز کو دوسرے رمز سے
اور ایک منصب کو دوسرے منصب سے خلط کر دیتا ہے۔ اور اس کے
بعد اخلاق شہویہ (جیسے حرص و طمع وغیرہ) اور سبعیہ (جیسے
غضب وغیرہ) کا وجود جو نفوس غیر معتدلہ میں پیدا کیا گیا ہے
اور مال کا زیادہ ہو جانا اُن رذائل کو قوت سے فعل میں لاتا
ہے (جیسا کہ آیۂ کریمہ میں ارشاد ہے) اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی
(ترجمہ: بیشک انسان نے سرکشی کی اس وجہ سے کہ اُس نے اپنے
کو بے نیاز دیکھا) اور (بمضمون حدیث) ہر ذی رائے اپنی رائے کو
اچھا جانے (اور کسی امر میں دوسرے سے مشورہ طلب کرے)
اگرچہ طلب (مشورہ) کی حقیقت اُس کی نظر میں اچھی معلوم ہو
جائے اول (جیسے مال کی کثرت اخلاق بد کا پیدا ہونا اس) کو

فتنہ مال گویند و جنس ثانی را ہوا تسمیہ
نمایند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
در بسیارے از احادیث ازاں دو جنس
خبر داد اخرج ابن ماجۃ عن انس
بن مالکؓ قال قیل یا رسول اللہ
متی نترک الامر بالمعروف والنھی
عن المنکر قال اذا ظھر فیکم
ما ظھر فی الامم قبلکم قلنا
یا رسول اللہ وما ظھر فی الامم
قبلنا قال الملک فی صغارکم
والفاحشۃ فی کبارکم والعلم
فی رذالتکم قال زید تفسیر
معنی قول النبی صلے اللہ علیہ
وسلم والعلم فی الفساق
واخرج الدارمی عن حیۃ بنت
ابی حیۃ عن ابی بکر الصدیق
فی قصۃ طویلۃ قالت فذکرت
غزونا خثعم وغزوۃ بعضنا
بعضا فی الجاھلیۃ وما جاء
اللہ بہ من الالفۃ واطناب
الفساطیط فقلت یا عبد اللہ حتی
متی تری امر الناس ھذا قال
ما استقامت الائمۃ قلت ما
الائمۃ قال ما رأیت السید یکون
فی الحواء فیتبعونہ ویطیعونہ

فتنہ مال کہتے ہیں اور جنس ثانی (یعنے خود رائی اور خود پرستی کا پیدا
ہونا اسس) کو (فتنہ) ہوا کہتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے اکثر حدیثوں میں ان دو قسم (کی حالتوں) کی خبر دی ہے
(چنانچہ) ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے
وہ کہتے تھے کہ کسی شخص نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے)
سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہم کس حالت میں امر معروف اور نہی منکر
ترک کریں۔ آپ نے فرمایا۔ جب تمہارے اندر وہ بات ظاہر ہو جو
تم سے پہلے دوسری امتوں میں ظاہر ہوئی تھی۔ ہم نے عرض کیا
کہ ہم سے پہلے دوسری امتوں میں کیا ظاہر ہوا تھا؟ آپ نے فرمایا۔
تمہارے ذلیل لوگوں میں حکومت۔ اور تمہارے بڑوں میں گناہ
اور تمہارے کمینے لوگوں میں علم۔ زید نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے اس قول (یعنے تمہارے کمینے لوگوں میں علم) کی تفسیر میں بیان
کیا ہے کہ فاسق لوگوں میں علم ظاہر ہو۔ اور دارمی نے حیۃ بنت ابی
حیہ سے انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک طویل
قصہ میں روایت کی ہے وہ (یہ حالات بیان کرنے کے بعد)
کہتی تھیں کہ پھر میں نے غزوہ خثعم کو اور ان لڑائیوں کو جو ہمارے
درمیان زمانہ جاہلیت میں ہوا کرتی تھیں ذکر کیا اور (اس
اسلام کی وجہ سے) ہمارے اندر جو الفت اللہ تعالے نے پیدا
کردی اور ہم کو اسلام میں فراخی عطا فرمائی (اس کا بھی ذکر
کیا) پھر میں نے پوچھا اے عبد اللہ لوگوں میں یہ کیفیت (الفت
ومحبت کی) آپ کے نزدیک کب تک رہیگی۔ انہوں نے جواب دیا جبتک
(مسلمانوں کے) سردار سیدھی راہ پر چلیں۔ میں نے پوچھا سردار
کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا تم نے سرداروں کو نہیں دیکھا۔
سردار وہ ہیں جو اپنی خرگاہ میں رہتے ہیں اور لوگ ان کی پیروی
اور ان کی اطاعت کرتے ہیں (پھر حضرت صدیقؓ نے فرمایا)

ثم استقاموا اولئک واخرج ابن ماجة عن عياض بن عبد الله انه سمع ابا سعيد الخدري يقول قام رسول الله صلى الله عليه وسلم فخطب الناس فقال لا والله ما اخشى عليكم ايها الناس الا ما يخرج الله لكم من زهرة الدنيا فقال له رجل يا رسول الله ايأتي الخير بالشر فصمت رسول الله صلى الله عليه وسلم ساعة ثم قال كيف قلت قال قلت وهل يأتي الخير بالشر فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الخير لا يأتي الا بخير او خير هو ان كل ما ينبت الربيع يقتل حبطا او يلم الا آكلة الخضر اكلت حتى اذا امتلأ خاصرتاها استقبلت الشمس فثلطت وبالت ثم اجترت فعادت فاكلت فمن يأخذ مالا بحقه يبارك له ومن يأخذ مالا بغير حقه فمثله كمثل الذي يأكل ولا يشبع واخرج ابن ماجة عن عبد الله بن عمرو بن العاص عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال اذا فتحت عليكم خزائن فارس والروم اي قوم انتم قال عبد الرحمن بن عوف

ترجمہ: جب تک سردار سیدھی راہ پر رہیں گے (یہی حالت رہیگی) اور ابن ماجہ نے عیاض بن عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوسعید خدری سے سُنا وہ کہتے تھے ایکبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگوں میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو آپ نے یہ فرمایا کہ اے لوگو قسم خدا کی میں تمہارے حق میں دنیا کی اس تازگی سے جو تمہارے لئے اللہ ظاہر کرے گا ڈرتا ہوں۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا خیر (بھی) شر کو پیدا کرتا ہے یہ سُنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر سکوت کیا پھر آپ نے سائل سے فرمایا تم نے کیا کہا تھا؟ سائل نے کہا میں نے یہ عرض کیا تھا کہ کیا خیر (بھی) شر کو پیدا کرتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- خیر تو خیر ہی کو پیدا کرتا ہے (اگرچہ کبھی اس کے برخلاف بھی ہوجاتا ہے دیکھو) جو سبز گھاس کہ فصل بہار اُگاتی ہے وہ (اپنے کھانے والے) کو مار ڈالتی ہے یا قریب مرنے کے پہنچا دیتی ہے مگر اس سبز گھاس کا کھانے والا وہ جانور کہ جس نے گھاس خوب کھائی یہاں تک کہ وہ شکم سیر ہوگیا اور آفتاب کی طرف منہ کرکے بیٹھ رہا پھر اُس نے پاخانہ پیشاب کیا پھر جگالی کرتا رہا۔ پھر چراگاہ میں گیا پھر گھاس کھائی (تو یہ جانور زندہ رہا اور جس نے کھانے میں کثرت کی وہ مرگیا) اسی طرح جس شخص نے (تم میں سے) اس کے حق کے ساتھ مال لیا تو اس کو برکت دیجاتی ہے (اور ہضم بھی ہوجاتا ہے) اور جس نے ناحق طور سے مال لیا تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ آپ نے فرمایا جب تم فارس اور روم کے خزانے فتح کرلوگے تو اس وقت تم لوگ کیسے ہوجاؤ گے۔ عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا

تكونون كما أمرنا الله قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم أو غير ذلك تتنافسون ثم تتحاسدون
ثم تتدابرون ثم تتباغضون أو نحو ذلك ثم
تنطلقون في مساكين المهاجرين فتجعلون
بعضهم على رقاب بعض. وأخرج
ابن ماجه عن عروة بن الزبير
أن المسور بن مخرمة أخبره عن
عمرو بن عوف وكان شهد بدرا
مع رسول الله صلى الله عليه
وسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم
بعث أبا عبيدة بن الجراح إلى البحرين
يأتي بجزيتها وكان النبي صلى الله عليه
وسلم هو صالح أهل البحرين وأمر عليهم
العلاء الحضرمي فقدم أبو عبيدة بمال
من البحرين فسمعت الأنصار بقدومه
فوافوا صلاة الفجر مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم فلما صلى رسول الله صلى
الله عليه وسلم انصرف فتعرضوا له فتبسم
رسول الله صلى الله عليه وسلم حين رآهم
ثم قال أظنكم سمعتم أن أبا عبيدة
قدم بشيء من البحرين قالوا أجل
يا رسول الله قال أبشروا وأملوا ما يسركم
فوالله ما الفقر أخشى عليكم ولكني أخشى
عليكم أن تبسط الدنيا كما بسطت على من
كان قبلكم فتنافسوها كما تنافسوها

ہم ویسے ہی رہیں گے جیسا اللہ نے ہم کو حکم دیا ہے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں اور (کچھ) کہو گے سنو، تم (دنیا
میں) رغبت کرنے لگو گے پھر باہم حسد کرو گے پھر ایک دوسرے
سے قطع رحمی کرو گے یا (اسی طرح کچھ ورد میں آپ نے فرمایا
پھر فرمایا) پھر تم مسکین مہاجرین کے پاس جا کر ان میں سے
بعض کو بعض کی گردنوں پر سوار کر دو گے۔ اور ابن ماجہ نے
عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ مسور بن مخرمہ
نے ان کو عمرو بن عاص سے روایت کر کے خبر دی اور وہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ بدر میں تھے وہ کہتے
تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ
بن جراح کو بحرین کی طرف اہل بحرین سے جزیہ لینے کے لئے بھیجا
وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین سے صلح کر لی تھی اور
علاء حضرمی کو وہاں کا حاکم کر دیا تھا جب حضرت ابو عبیدہ
بحرین سے مال لیکر واپس آئے تو ان کے آنے کی خبر انصار سن کر
(علی الصباح) خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور انہوں نے
فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو انصار آپ کے
سامنے آئے آپ نے ان کو دیکھ کر تبسم فرمایا پھر ارشاد فرمایا میں
گمان کرتا ہوں کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ بحرین سے کچھ
لائے ہیں۔ انصار نے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ (ہم نے سنا ہے)
آپ نے فرمایا تمہیں بشارت ہو اور جو بات تم کو خوش کرے
اس کی تم امید رکھو قسم خدا کی میں تم پر فقر کا کچھ خوف نہیں
کرتا بلکہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تمہارے لئے فراخ کر دی جائے
جیسا کہ تم سے پہلے کے لوگوں پر فراخ کر دی گئی پھر تم (بھی)
اس (دنیا) کی طرف ایسی ہی رغبت کرو جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے رغبت کی

فتهلكو كما اهلكتهم وفى المشكوٰة انه سيخرج فى امتى اقوام تتجارى بهم تلك الاهواء كما تتجارى الكلب لصاحبه لا يبقى منه عرق ولا مفصل الا دخله۔

تنبیہ دوم گمان مبر کہ در زمان شرور ہمہ کس شریر بودہ اند وعنایت ہائے الٰہی در تہذیب نفوس بیکار افتادہ بلکہ اینجا اسرار عجیب است ؎

عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو
نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند

در ہر زمانہ طائفہ را مہبط الانوار و برکات ساختہ اند اخرج مسلم بروایۃ جماعۃ لا تزال طائفۃ من امتی قائمۃ بامر اللّٰہ لا یضرہم من خذلہم او خالفہم حتی یاتی امر اللّٰہ وہم ظاہرون علی الناس اخرج ابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الاسلام بدأ غریبا وسیعود غریبا فطوبیٰ للغرباء واخرج ابن ماجۃ عن انس بن مالک ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ان الاسلام بدأ غریبا وسیعود غریبا فطوبیٰ للغرباء

پھر تم کو دنیا ہلاک کر دے جیسا کہ اُنھیں ہلاک کر دیا اور مشکوٰۃ میں ہے کہ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) عنقریب میری اُمت میں (اُن کے رگ ریشہ میں) یہ خواہش نفسانی اس طرح سما جائے گی جس طرح (باؤلے) کتے کے کاٹنے کا اثر جسے وہ کاٹے اُس کے تمام جسم میں اس طرح سما جاتا ہے کہ کوئی رگ اور جوڑ ایسا نہیں رہتا کہ اُس میں داخل نہ ہو۔

دوسری تنبیہ۔ گمان نہ کرنا چاہیئے کہ بُرے زمانے میں سب لوگ بُرے تھے اور عنایاتِ الٰہی (اس زمانے کے لوگوں کی) تہذیب نفوس میں بیکار ثابت ہوئیں (یہ بات نہیں ہو سکتی) بلکہ یہاں اسرارِ عجیب ہیں ؎

عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند

ہر زمانہ میں (چند گانِ خدا کے) ایک گروہ کو مہبط الانوار و برکات بنایا ہے (امام) مسلمؒ نے بروایت ایک جماعت کے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایک گروہ ہمیشہ خدا کے دین پر قائم رہے گا جو اُن کو ذلیل کرنا چاہیگا یا اُن کی مخالفت کا قصد کرے گا وہ اُن کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنے روزِ قیامت) آجائے گا اور وہ لوگوں پر غالب ہوں گے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک (یہ دین) اسلام غربت (یعنی بیکسی) کی حالت میں شروع ہوا ہے عنقریب پھر غریب (یعنی بیکس) ہو جائیگا۔ پس خوشخبری ہے غرباء (یعنے بیکسوں) کے لئے۔ اور ابن ماجہ نے حضرت انس ابن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اسلام غربت کی حالت میں شروع ہوا ہے اور عنقریب پھر غریب ہو جائیگا پس خوشخبری ہے غرباء کے لئے

وأخرج ابن ماجة عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الإسلام بدأ غريبا وسيعود غريبا فطوبى للغرباء قال قيل ومن الغرباء قال النزاع من القبائل وأخرج ابن ماجة عن عمر بن الخطاب أنه خرج يوما إلى مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجد معاذ بن جبل قاعدا عند قبر النبي صلى الله عليه وسلم يبكي فقال ما يبكيك قال يبكيني شيء سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن يسير الرياء شرك وإن من عادى لله وليا فقد بارز الله بالمحاربة إن الله يحب الأبرار الأتقياء الأخفياء الذين إذا غابوا لم يفتقدوا وإن حضروا لم يدعوا ولم يعرفوا قلوبهم مصابيح الهدى يخرجون من كل غبراء مظلمة وہر چند در زمانہ این مردم کمیاب اند اما بعضے از وجوہ بہتر اند از اشخاص بسیارے از زمان سابق أخرج الترمذی وابن ماجة

اور ابن ماجہ نے عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اسلام غربت کی حالت میں شروع ہوا ہے اور عنقریب پھر غریب ہو جائیگا پس خوشخبری ہے غرباء کے لئے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے تھے کسی نے سوال کیا غرباء کون ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ وہ لوگ جو (اپنے) قبائل کو چھوڑے ہوئے (رسولؐ کی خدمت میں) بیٹھے ہیں (یعنے مہاجرین) اور ابن ماجہ نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں تشریف لے گئے تو وہاں حضرت معاذ بن جبلؓ کو دیکھا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو انھوں نے جواب دیا۔ میں نے ایک بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اسے یاد کر کے رو رہا ہوں۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ فرماتے تھے کہ تھوڑا ریا بھی شرک ہے اور جس نے اللہ کے کسی دوست سے عداوت کی تو (گویا) وہ اللہ کے مقابلہ میں (لڑنے کو) نکلا۔ بیشک اللہ تعالے (اپنے) نیک بندوں پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے اور اُس کے یہ بندے ایسے مخفی ہوتے ہیں کہ اگر وہ (لوگوں سے) غائب ہو جائیں تو کوئی اُن کو نہ ڈھونڈے اور اگر وہ کسی مجمع میں آئیں تو اُن کو کوئی بھی نہ بلائے اور نہ اُن کو کوئی پہچان سکے (کہ یہ کون ہیں اور کس مرتبہ کے ہیں؛) اُن کے دل چراغ ہدایت ہیں وہ ہر زمین تیرہ و تاریک سے پیدا ہوتے ہیں (اور گمنامی کے ساتھ بسر کرتے ہیں) اگرچہ اس زمانہ (یعنے زمانۂ فتنہ) میں ایسے لوگ (اولیاء) کمیاب ہیں لیکن بعض اعتبارات سے زمانۂ سابق کے بھی اکثر اشخاص سے بہتر ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے

وغیرهما عن ابی ثعلبة الخشنی فی حدیث طویل آخرہ فان وراءکم ایام الصبر فمن صبر فیهن کان کمن قبض علی الجمر للعامل فیهن اجر خمسین رجلاً یعملون مثل عمله قالوا یا رسول الله اجر خمسین منهم قال اجر خمسین منکم وفی المشکوٰة عن حذیفة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول تعرض الفتن علی القلوب کالحصیر عوداً عوداً فای قلب اشربها نکتت فیه نکتة سوداء وای قلب انکرها نکتت فیه نکتة بیضاء حتی تصیر علی قلبین ابیض مثل الصفا فلا تضره فتنة ما دامت السموات والارض والآخر اسود مربادا کالکوز مجخیاً لا یعرف معروفاً ولا ینکر منکراً الا ما اشرب من هواہ اخرجه مسلم باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این غربات را کہ در ہر طبقہ اقل قلیل مے باشند تقسیم فرمودند بر پنج طبقہ

ان کے سوا دوسروں نے ابوثعلبہ خشنی سے ایک بڑی حدیث کے (ذیل) میں روایت کیا ہے اُس کے آخر میں ہے۔ تمہارے آگے صبر کے دن ہیں تو جو شخص ان دنوں میں صبر کرے گا وہ مثل اُس شخص کے ہوگا جو آگ کی چنگاری (ہاتھ میں) اُٹھالے۔ ان دنوں میں ایک شخص کو نیک عمل کا ثواب پچاس شخصوں کے عمل کے برابر ملے گا جو کہ اُس کا جیسا عمل کریں۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اُس زمانہ کے پچاس شخصوں کے عمل کے برابر ایک ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا (نہیں) تمہارے زمانے کے پچاس شخصوں کے برابر۔ اور مشکوٰۃ میں حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے فرمایا (لوگوں کے) دلوں پر فتنے یکے بعد دیگرے اس طرح چھا جائیں گے جیسے چٹائی ایک ایک تنکے سے کر کے بنی جاتی ہے۔ جس قلب کے اندر وہ داخل ہوگئے اُس میں ایک سیاہ باریک نقطہ پڑ جائے گا اور جس قلب نے ان فتنوں کو قبول نہ کیا تو اُس میں ایک سفید نقطہ پڑ جائے گا یہاں تک کہ (لوگوں کے) قلوب دو قسم کے ہو جائیں گے (ایک قلب تو) ایسا سفید ہوگا جیسے سفید پتھر اُس کو تا قیام آسمان و زمین کوئی فتنہ ضرر نہ پہنچا سکے گا اور دوسرا (قلب) سیاہ غبار آلود ہوگا (اور حق بات اُس میں نہ ٹھہرے گی) جیسے ٹیڑھا کوزہ (کہ اُس میں پانی نہیں ٹھہرتا) (یہ قلب) نہ کسی نیک کام کو اچھا سمجھے گا اور نہ کسی بُرے کام کو بُرا سمجھے گا مگر وہی خواہش (نفسانی) جو اس میں جاتی ہوئی ہے (اُسی کو جانے گا) اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان غریبوں (یعنے غرباء اہل اسلام) کو جو کہ ہر طبقہ (و در ہر زمانہ) میں بہت کم ہوا کرتے ہیں پانچ طبقوں پر تقسیم فرمایا

ودر ہر طبقہ خاصیتے نہادند معنے ایں کلام بغایت دقیق است آخرج ابن ماجۃ عن انس بن مالکؓ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال امتی علی خمس طبقات فاربعون سنۃ اہل بر وتقوی ثم الذین یلونہم الی عشرین ومائۃ سنۃ اہل تراحم وتواصل ثم الذین یلونہم الی ستین ومائۃ اہل تدابر وتقاطع ثم الہرج الہرج النجا النجا وفی روایۃ عنہ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امتی علی خمس طبقات کل طبقۃ اربعون عاما فاما طبقتی وطبقۃ اصحابی فاہل علم وایمان واما الطبقۃ الثانیۃ ما بین الاربعین الی الثمانین فاہل بر وتقوی ثم ذکر نحوہ تفصیل ایں اجمال آنکہ در ہر زمان جمعے بر سنت سنیہ قائم خواہند بود وان قلوا ہم باز ہمیں قائمین علی الحق بر یک صفت نیستند در ہر طبقہ وجہ قرب دیگر خواہد بود و صورت قیام بر سنت سنیہ دیگر طبقہ اولے چہل سال است از ہجرت حضرت خیر البشر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تا وفات حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ووجہ قرب دریں طبقہ ایمان وعلم است یعنے قوت تصدیق شرائع و اعتنا تمام بحفظ مسموعات از جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور ہر طبقہ میں ایک ایک خاصیت بیان کی اس کلام کے معنے نہایت دقیق ہیں۔ ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک سے انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے تھے میری امت پانچ طبقوں پر ہے چالیس برس تک تو نیک اور پرہیزگار لوگ ہوں گے پھر ان کے بعد والے ایک سو بیس برس تک آپس میں رحم کرنے والے اور حق قرابت ادا کرنے والے ہوں گے پھر ان کے بعد والے لوگ ایک سو ساٹھ برس تک باہم ترک صحبت و اور قطع تعلقات کرنے والے ہوں گے۔ پھر (ان طبقوں کے بعد) قتل ہی قتل ہے (اس زمانے سے) نجات طلب کرو نجات طلب کرو۔ اور ایک روایت میں حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پانچ طبقوں پر ہے ہر طبقہ چالیس برس کا ہے۔ میرا طبقہ اور میرے اصحاب کا طبقہ تو اہل علم واہل ایمان ہے اور دوسرا طبقہ (جو سنہ) چالیس سے (سنہ) اسی تک (ہے) وہ (طبقہ) نیک اور پرہیزگار ہے پھر مثل پہلی روایت کے ذکر کیا (اس اجمال کی) تفصیل یہ ہے کہ ہر زمانہ میں (مسلمانوں کی) ایک جماعت سنت سنیہ پر عمل کرتی رہے گی اگرچہ وہ لوگ (تعداد میں) کم ہوں۔ مگر یہ جماعت اہل حق ایک صفت (خاص) پر نہیں ہوگی (بلکہ) ہر طبقہ میں وجہ قرب (الٰہی) جداگانہ ہوگی اور سنت سنیہ پر (عمل کرنے اور اس پر) قیام کرنے کی صورت (بھی) دوسری ہوگی (چنانچہ) پہلا طبقہ چالیس سال تک ہے (اور) حضرت خیر البشر صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت سے (شروع ہوا ہے اور) حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات تک (ختم ہوا) اس طبقہ میں وجہ (اور سبب) قرب (الٰہی) کا ایمان اور علم ہے یعنے احکام شرعیہ کی تصدیق کا قوی ہونا اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا

وآں را غنیمت کبریٰ دانستن واز ہمہ گسستن و بجانب او متوجہ شدن ذاہل
ودریں وجہ آنست کہ قبل مبعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم بکفر و جاہلیت مملو شدہ بود و اوضاع فاسدہ ظاہر و باطن ایشاں را در گرفتہ و ہیأت و نیتہ خسیسہ دل ایشاں را مشغوف ساختہ ناگہاں مدبر السموات والارض داعیہ ہدیت در قلب شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرو ریخت و علومے کہ وابستہ باں ہدیت توانند بود در قلب مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نازل فرمود ہر کرا فطرت سلیمہ بود آں داعیہ دردل او منعکس شد وآں علم در عقل او منعکس گشت وآں جماعہ سلیم الفطرۃ بمراتب شتّٰی بودہ اند جمعے از خلائق بر استعدادے کہ شبیہ باستعداد انبیاء بود و نمونۂ از نبوت در جوہر طبیعت ایشان مودع ایشاں سر دفتر امت آمدند و بشہادت دل آں داعیہ وآں علوم را تلقی نمودہ اند و پارہ از تحقیق نصیب ایشاں شد و طائفہ استعداد تقلید تمام داشتند و قبول انعکاس آں داعیہ وآں علوم نمودند

اُسی کے یاد رکھنے میں اہتمام بلیغ کرنا اور اسی کو غنیمت کبریٰ جان کر اور دیگر امور سے منقطع ہو کر اسی کی جانب (دل سے) متوجہ رہنا اور اس وجہ میں اصل (بات) یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پیشتر عالم کفر و جاہلیت سے بھرا ہوا تھا اور خراب حالتوں نے اہل عالم کے ظاہر و باطن پر (پورا پورا) قبضہ کر لیا تھا اور خسیس اور کم درجہ کی حالتوں نے ان کے دلوں کو (اپنا) فریفتہ کر رکھا تھا (سارا جہان اسی ظلمت میں مبتلا تھا) یکایک آسمان و زمین کے تدبیر کرنے والے (یعنے حق جل و علا) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف کے اندر داعیہ ہدایت پیدا فرمایا اور جن علوم کے ذریعہ سے ہدیت ممکن تھی وہ علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل فرمائے (پھر بدولت صحبت نبوی کے آپ کے صحابہ میں سے) جس کی فطرت سلیمہ تھی وہی داعیہ (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں پیدا ہوا تھا) اس شخص کے دل میں اتر گیا اور اسی علم کا عکس (جو آنحضرت کو عطا ہوا تھا) اس کی عقل میں حاصل ہو گیا۔ پھر یہ فطرت سلیمہ والے بھی مختلف مراتب پر تھے بعضے تو ایسی استعداد کے ساتھ مخلوق ہوئے تھے کہ وہ (استعداد) انبیاء کی استعداد سے مشابہ تھی اور ان کی جوہر طبیعت کے اندر نبوت کا نمونہ امانت رکھ دیا گیا تھا (جیسے حضرت صدیقؓ اور حضرت فاروقؓ) یہ لوگ امت (محمدیہ) کے سردفتر ہوئے۔ ان لوگوں نے اپنے دل کی شہادت سے اس داعیہ کو اور ان علوم کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے) لیا اور تحقیق کا ایک حصہ ان کو نصیب ہوا اور بعضے (تحقیق کی استعداد تو نہ رکھتے تھے مگر) تقلید کی استعداد کامل رکھتے تھے اور انھوں نے (اس تقلید کے ذریعہ سے) اس داعیہ اور ان علوم کے عکس کو قبول کیا

وحصہ از سعادت یافتند وکلاً وعد اللہ الحسنیٰ ہرکہ از داعیۂ علوم
دور تر ازیں رحمت کاملہ محروم تر اینجا
اعمال واخلاق مقصود بالتبع بود
وملحوظ بالعرض ودر طبقۂ ثانیہ سبب
قرب عمل بشرائع اسلامیہ بود فرائض
آں ونوافل آں واجتناب از محرمات
ومکروہات ودل ایشاں از ہمہ گسستہ
بایں اعمال متوجہ شد ازیں اعمال
نورے برخاست ودر دل ایشاں متمکن
گشت بداں نور بودند وہمراہ آں نور
گذشتند وھم اھل التقوی
ودر طبقۂ ثالثہ اعمال خیر
بر سبیل عادت وریا رواج شد
وہر کس وناکس بصور اعمال متلبس
گشت وفرق درمیان محق و
مبطل باعتبار صورت اعمال
نماند ہرکہ بحسن اخلاق وبین جانب
وصفائی دل مفطور بود نور ایں اعمال
تنویر وتہذیب او نمود وہرکہ
چنیں نبود صرف اعمال او را
بایں قرب نرسانید زیراکہ اعمال
ایشاں از نیت قویہ برخاست
ونور آں اعمال بقلب آں جماعہ عائد
نشد وہرکہ بایں صفت بود

اور سعادت سے ایک (معتد بہ) حصہ پایا اور سب کے لئے اللہ نے
نیکی (اور ثواب) کا وعدہ کیا ہے۔ اور جو شخص (اس داعیہ
علوم کا) عکس قبول کرنے سے زیادہ دور ہے وہی اس رحمت
کاملہ سے زیادہ محروم ہے (خلاصہ یہ ہے کہ) اس طبقہ میں اعمال
واخلاق مقصود بالتبع اور ملحوظ بالعرض تھے (مقصد اصلی
اسی داعیہ وعلم کا قبول کرنا تھا جو اوپر بیان ہوا) اور دوسرے
طبقے میں سبب قرب الٰہی کا احکام شریعت اسلامیہ یعنے
فرائض ونوافل پر عمل کرنا اور مکروہ سے پرہیز کرنا ہے۔ اس
طبقہ والوں کے دل (دنیا کے) سب کاموں سے بیزار ہو کر
انہی اعمال کی جانب متوجہ ہوگئے اور ان اعمال کے (کرنے)
سے ایک نور پیدا ہوا اور ان کے دلوں پر غالب ہوگیا (لہذا یہ
لوگ) تا حیات خود اس نور پر (قائم) رہے اور اسی نور کے
ساتھ (دنیا سے) گزر گئے اور (یہ) وہ لوگ (ہیں جن کو حدیث
میں) نیک اور پرہیزگار کہا گیا ہے۔ اور تیسرے طبقہ میں اعمال
خیر بطور عادت وریا کے رائج ہوگئے اور ہر کس وناکس
ان اعمال کی صورتوں کو ادا کرنے لگا (ان کی حقیقت سے کچھ
واسطہ نہ رہا) اور صورت اعمال ادا کرنے کے لحاظ سے اہل
حق واہل باطل میں کوئی فرق نہ رہا (وابستہ) جو شخص
حسن اخلاق اور عجز وانکسار اور صفائی قلب کے ساتھ باعتبار
فطرت کے پیدا ہوا تھا تو ان اعمال کے نور نے اس کو نورانی
اور مہذب کر دیا (وہ مرتبہ قرب پر فائز ہوگیا) اور جو (باعتبار
خلقت کے) ایسا نہ تھا تو صرف ان (ظاہری) اعمال نے انکو
اس (قرب الٰہی) تک نہ پہنچایا۔ (اور وہ بدستور قرب سے بہت دور رہا)
کیونکہ ان لوگوں کے اعمال قوی نیت کے ساتھ صادر نہیں ہوتے
اور ان اعمال کا نور ان لوگوں کے دل کی جانب رجوع نہ ہوا اور جو لوگ ایسے

در کلام مترجم

تنبیہ سوم باید دانست کہ معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ یکے از اصحاب آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم وصاحب فضیلت جلیلہ در زمرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم زنہار در حق او سوء ظن نکنی و در ورطہ سب او نیفتی تا مرتکب حرام نشوی. اخرج ابوداؤد عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو انفق احدکم مثل اُحُدٍ ذھبا ما بلغ مُدَّ احدھم ولا نصیفہ. واخرج ابوداؤد عن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للحسن بن علی ان ابنی ھذا سید وانی ارجو ان یصلح اللہ بہ بین فئتین من امتی وفی روایۃ لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین عظیمتین. واخرج الترمذی من حدیث عبد الرحمن بن عمیرۃ وکان من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللھم

کہ ان کس مرتبے کے ہیں رہے دونوں اقسام کے مراتب میں کیا فرق ہے

تیسری تنبیہ. جاننا چاہیے کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ایک شخص تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اور زمرۂ صحابہ رضوان اللہ علیہم میں بڑے صاحب فضیلت تھے تم کبھی ان کے حق میں بدگمانی نہ کرنا اور ان کی بدگوئی میں مبتلا نہ ہونا ورنہ تم حرام کے مرتکب ہوگے. ابوداؤد نے ابوسعید سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو برا نہ کہو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص (کوہ) احد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو ان کے ایک مد بلکہ نصف مد (خرچ کرنے کے ثواب) کو نہ پہنچے گا. اور ابوداؤد نے ابوبکرہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی (رضی اللہ عنہما) کی نسبت فرمایا یہ میرا بیٹا سردار ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب میری امت کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادیگا اور ایک روایت میں ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے. اور ترمذی نے بروایت عبدالرحمن بن عمیرہ جو منجملہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے (حضرت) معاویہ کے واسطے (یہ) دعا مانگی یا اللہ!

[illegible]

اجعلہ ہادیا مہدیا واہد بہ
واخرج ابن سعد و ابن
عساکر عن مسلمۃ بن
مخلد قال سمعت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقول
لمعاویۃ اللہم علمہ الکتاب
ومکن لہ فی البلاد وقہ
العذاب واخرج الترمذی عن
عمیر بن سعید سمعت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول
اللہم اھد بہ و عقل نیز برآن
دلالت می کند زیرا کہ از طرق کثیرہ
معلوم شد کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم معلوم فرمودند کہ وے
فی وقت من الاوقات خلیفہ خواہد شد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم چون شفقت وافرہ بر امت
داشتند کما قال اللہ تعالیٰ حریص علیکم

قرآن کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے اور اُن کے ذریعہ
سے (دوسروں کی) ہدایت فرما۔ اور ابن سعد اور ابن عساکر نے مسلمہ
بن مخلد سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو (حضرت) معاویہؓ کے لئے یہ دعا کرتے
ہوئے سنا۔ خداوندا! قرآن کو کتاب (الٰہی) کا علم عنایت کر اور
اُن کو ملکوں کی حکومت عطا فرما اور اُن کو عذاب (آخرت) سے
بچالے۔ اور ترمذی نے بروایت عمیر بن سعید نقل کیا ہے وہ
کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ
(حضرت معاویہؓ کے لئے دعا میں یہ) فرماتے تھے خداوندا! اُن کے
ذریعہ سے (دوسروں کو) ہدایت فرما۔ اور (روایت سے قطع نظر
کرکے) عقل بھی اس پر دلالت کرتی ہے (کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے ضرور ان کے لئے دعا کی ہوگی) کیونکہ مختلف طرق
(روایت) سے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو
معلوم ہوچکا تھا کہ وہ (یعنے حضرت معاویہؓ) کسی نہ کسی وقت
میں خلیفہ ہوں گے اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
(اپنی) اُمت پر انتہائی شفقت فرماتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے حریص علیکم تا آخر (ترجمہ۔ تم پر حرص کرنے والا

[illegible]

بالمؤمنین رءوف رحیم۔ پس رأفت کاملہ
آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم بر نسبت امت اقتضا
فرمود کہ خلیفہ ایشان را دعا بہدایت و اہتدا نماید
اخرج الآجری عن الحسن بن علی قال
سمعت علیا یقول سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول لا تذهب الایام و
اللیالی حتی یملک معاویة واخرج الآجری
فی کتاب الشریعة عن عبد الملک بن عمیر قال
قال معاویة رضی اللہ عنہ ما زلت اطمع فی
الخلافة منذ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول یا معاویة ان ملکت فاحسن
وقد صح من حدیث ام حرام ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اول جیش
من امتی یغزون البحر قد اوجبوا وکان اول
من غزا البحر معاویة فی زمن عثمان بن
عفان وکانت ام حرام فی جیشہ وماتت
بعد ما خرجت من البحر وقد استفاض
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استکتبہ
وھو کان لا یستکتب الا عدلا امینا وقد روی
الآجری من طرق متعددة ان ذلک کان
باشارة من جبرئیل و معاویہ بن ابی سفیان
می گفت لست بخلیفة ولکنی اول ملوک
الاسلام وستجربون الملوک بعدی

ایمان والوں کے ساتھ مہربان رحم دل) لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی کمال محبت نے جو آپ کو امت کے ساتھ ہے تقاضا فرمایا
کہ آپ اپنی امت کے خلیفہ کے لئے ہدایت کرنے اور ہدایت پانے
کی دعائیں فرمائیں (جناب نبوی کو حضرت معاویہؓ کے خلیفہ ہونے
کا علم روایات ذیل سے واضح ہے) آجری نے حضرت حسن بن علیؓ سے
روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ یہ دن رات ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ
معاویہ بادشاہ ہو جائیں گے۔ اور آجری نے کتاب الشریعۃ میں
عبد الملک بن عمیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس وقت سے خلافت کی خواہش کرتا ہوں
جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے
(مجھ سے) فرمایا اے معاویہ! اگر تم بادشاہ ہو جاؤ تو (لوگوں کے ساتھ)
نیکی کرنا۔ اور بروایت ام حرام صحیح طور سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر
میں جہاد کرے گا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ اور سب سے
اول سمندر میں بعہد خلافت حضرت عثمان بن عفانؓ حضرت معاویہؓ
نے جہاد کیا ہے اور ان کے (اسی) لشکر میں ام حرام (بھی) تھیں
جنہوں نے دریا سے نکلنے کے بعد انتقال کیا۔ اور بروایات متعددہ
یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ
کو (اپنا منشی اور) کاتب (وحی)[1] بنایا تھا اور آپ اسی کو کاتب
بناتے تھے جو ذی عدالت اور امانت دار ہوتا تھا۔ اور حضرت
معاویہؓ بن ابی سفیان کہا کرتے تھے۔ میں خلیفہ نہیں ہوں بلکہ
اسلام کا پہلا بادشاہ ہوں اور تم میرے بعد بادشاہوں کا تجربہ کرو گے

[1] خطوط و فرامین کے کاتب ہونے میں کسی کو کلام نہیں اور صرف اس قدر فضیلت بھی کم نہیں مگر کاتب وحی ہونے میں [illegible]
لیکن [illegible] ابن تیمیہ نے منہاج السنہ میں [illegible] کو مستلزم نہیں کہا۔ ۱۲

وازشعرات شریفہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم چیزے با خود داشت وقت وفات
وصیت نمود کہ آں را در منخر او بگذارند
و بعض مقاصد خلافت خاصہ می
دانست لیکن امضائے آں نتوانست
اخرج احمد عن عبد اللہ بن عامر
الیحصبی قال سمعت معاویۃ یحدث
وھو یقول ایاکم واحادیث رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا
حدیثا کان علی عہد عمر وان
عمر رضی اللہ عنہ اخاف الناس
فی اللہ عز وجل۔

تنبیہ چہارم تغیر اوضاع
باوضاع دیگر چند قسم است وہر قسمے را
حکمے ست علیحدہ بعض ازاں تغیرات است کہ
اختیار بشر را دراں راہ نیست مثل قحط

(اس وقت میری قبر جاؤ گے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے چند موئے مبارک حضرت معاویہؓ کے پاس تھے انھوں نے بوقت
وفات وصیت کی تھی کہ یہ موئے مبارک میرے نتھنوں میں رکھنا
حضرت معاویہؓ خلافت خاصہ کے بعضے مقاصد (بھی) جانتے تھے مگر
اُن کو اجرا نہ کر سکے (چنانچہ امام) احمدؒ نے عبد اللہ بن عامر یحصبی
سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت معاویہؓ کو یہ
کہتے ہوئے سنا کہ (اے لوگو!) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی حدیثوں کی روایت سے بچتے رہو سوا ان حدیثوں کے جو حضرت
عمرؓ کے زمانہ میں (رائج) تھیں (یعنے بغیر تحقیقات کامل کے روایتِ
حدیث سے لوگوں کو روکتے تھے) اور (یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ)
حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو اللہ عز وجل کا خوف دلایا
کرتے تھے۔

چوتھی تنبیہ۔ (زمانہ کی) ایک وضع (اور حالت) کا دوسری
وضع (اور حالت) کے ساتھ بدل جانا کئی قسم پر ہوتا ہے اور ہر
قسم کا حکم جداگانہ ہے۔ بعض تغیر اس قسم کے ہیں کہ انسان کے
اختیار کو اُس میں کوئی دخل نہیں (بلکہ وہ تغیر آسمانی ہیں جیسے قحط

[illegible]

و زلازل و کثرت نساء و قلت رجال و کثرت اشرار خبیث النفس و قلت اخیار معتدل الاخلاق ذوی حکم. اخرج الشیخان من حدیث ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الناس کالابل المائۃ لا تکاد تجد فیہا راحلۃ۔ حکم این قسم آنست که تکلیف بر طاقت و اتراست و مؤاخذہ منوط باختیار درین تغیرات ماخوذ نیستند لیکن درین قسم قصور اشخاص بنی آدم از وصول کمال مطلوب متحقق است اگرچہ باختیار نباشد و بعض ازان قسم است که باختیار آدمی واقع می شود و این قسم با قسام چند منقسم است یکی آنکہ ارتکاب کنند منہی عنہ را مثل شرب خمر و کثرت زنا یا ترک نمایند مفروضات را مثل صلوۃ و شک نیست که آن محل مؤاخذہ است دیگر آنکہ التزام کنند مستحبے را مانند التزام سنن مؤکدہ یا صورتے و ہیئتے خاص از امور محمودہ لازم گیرند و آن را بتوجہ خود محکم نمایند و این قسم را بدعت حسنہ گویند مثل اختراع احزاب و اوراد و درین قسم ترتب ثواب متحقق میشود و اعتقاد تاکد آن باطل و مدار ثواب ہمان قدر است که معروف از شرع شدہ و آن

اور زلزلوں کا آنا اور عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت خبیث النفس شریروں کا زیادہ ہو جانا اور معتدل الاخلاق اہل الرائے نیکوں کا کم ہو جانا (امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے بروایت ابن عمرؓ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمیوں کی (تو کثرت ہے مگر اچھے لوگ نایاب ہیں اس کی) مثال ایسی ہے جیسے سو اونٹ (کسی کے پاس ہوں) مگر ان میں سے ایک بھی سواری کے قابل نہ ہو۔ اس قسم کے تغیر کا یہ حکم ہے کہ (چونکہ) تکلیف (شرعی) طاقت پر موقوف ہے اور مواخذہ (اخروی انسان کے) اختیاری امور پر ہوتا ہے (لہذا) اس قسم کے تغیرات میں مواخذہ نہیں ہے۔ لیکن اس قسم کے تغیرات (کے اوقات) میں (یہ لازمی نتیجہ ہے کہ) افراد بنی آدم اس کمال تک پہنچنے سے جو (نوع انسانی کے لئے) مطلوب ہے قاصر رہتے ہیں اگرچہ ان کا قصور ان کے اختیار سے نہ ہو اور بعض تغیر اس قسم کے ہیں کہ انسان کے اختیار سے ہوتے ہیں۔ اور یہ قسم (جو اختیار انسان ہو) چند اقسام پر منقسم ہے: ایک قسم یہ ہے کہ لوگ کسی فعل ممنوع کے مرتکب ہوں جیسے شراب خوری اور زنا کی کثرت یا کسی فرض کو ترک کر دیں جیسے نماز نہ پڑھیں اور اس میں شک نہیں کہ یہ قسم قابل مواخذہ ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ (اہل زمانہ) کسی امر مستحب کو سنت مؤکدہ کی طرح التزام کر لیں یا کسی اچھے کام کی کسی خاص صورت اور ہیئت کو اپنے ذمہ لازم کر لیں اور اس کو وہ اپنی توجہ سے (مضبوط) پکڑ لیں اس قسم کو بدعت حسنہ کہتے ہیں جس طرح وظائف و اوراد کی ایجاد اور اس قسم (کے امور) پر ثواب مرتب ہوتا ہے ہاں ان کے متعلق تاکید (و وجوب) کا اعتقاد (بے شک) باطل ہے اور ثواب صرف اسی اصل کا ملے گا جس کا عمدہ ہونا شرع سے جانا گیا ہو اور وہ

ہیئت و صورت مباح ہست متعلق
مدح و ذم نے تواند شد و محتمل کہ
بعض مفاسد بآں التزام مترتب
شود و در قرن ثانی آں ہمہ را سنت
انگارند و تحریف شریعت حقہ
لازم آید اما ایں شخص بآں مفاسد
ندارد و خطا گونہ ہست سوم آنکہ
لازم گیرد ہر فریق مباحے را کہ
شعار خویش ساختہ است و ہمچنیں
در ہر زمانے رسمے فاش شود و وضعے ترویج
گردد و آں ہمہ باقی بر اباحت خود
ہست لوم و مدح بر آں عائد نیست الا
بالعرض کہ تعصب ورزیدن آید
و ترجیح وضعے بر وضع دیگر متحقق
گردد یا قرن ثانی آں را سنت
دانستہ در ورطۂ تحریف افتند
باز قبح اشیاء تارۃً بنص
کتاب اللہ یا احادیث مشہورہ یا
قیاس جلی یا اجماع امت مرحومہ
خصوصاً ایام خلافت خاصہ کہ بقایا
برکات نبوت است ثابت مے
شود وقد جاءکم من اللہ برہان
بریں اقسام صادق است و در یں
صورتہا شخصے بجز آں
اصول معذور نیست

صورت و ہیئت مباح ہے (اس کی تعریف کی جاسکتی ہے نہ
برائی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس التزام پر بعضے مفاسد مرتب
ہوں اور آئندہ زمانہ میں اس امر کو بحیثیت مجموعی سنت
تصور کریں اور بالآخر شریعت حقہ کی تحریف لازم آجائے (یعنے
جو چیز شریعت میں نہ تھی وہ داخل شریعت ہوجائے)
لیکن فی الحال (جس شخص نے) امر مباح کو لازم کرلیا ہے وہ
اُن مفاسد (آئندہ) کی خبر نہیں رکھتا اور اس میں فی الجملہ
اُس شخص کی خطا ہے۔ تیسری قسم یہ ہے کہ ہر فریق اس امر مباح
کو جس کو اس نے اپنا شعار و طریقہ کر رکھا ہے (اپنے لئے) لازم
کرلے۔ اسی طرح ہر زمانہ میں ایک ایک رسم و وضع پیدا ہوتی چلی جائے
اس حالت میں یہ امور مروجہ اپنی اباحت (اصلی) پر قائم ہیں۔
(ان کے عامل پر) نہ ملامت (بالذات) ہوسکتی ہے اور نہ مدح
البتہ ملامت و مدح بالعرض اس وقت عائد ہوگی جبکہ (ہر
فریق) تعصب اختیار کرے اور اپنی وضع (و رسم) کو دوسرے
کی وضع (و رسم) پر ترجیح دے یا یہ (اندیشہ ہو) کہ آئندہ کے
لوگ اس (وضع و رواج) کو سنت سمجھ لیں گے اور تحریف (دین)
میں مبتلا ہوجائیں گے (تو اس وقت ان امور مباح کا عامل
مستحق ملامت ہوگا)۔ پھر (واضح ہو کہ) برے افعال کی برائی کبھی
نص کتاب اللہ سے ثابت ہوتی ہے اور کبھی احادیث مشہورہ کے
اور کبھی قیاس جلی سے اور کبھی اجماع امت مرحومہ سے بالخصوص
زمانہ خلافت خاصہ کے اجماع سے جو کہ برکات نبوت کی باقیماندہ
(برکتوں) کا زمانہ ہے ان (چاروں) قسموں پر دیہ مضمون کہ) تمہارے
پاس خدا کی طرف سے ایک صاف دلیل ہے صادق آتا ہے اور ان
سب صورتوں میں کوئی شخص ان اصول (یعنے نص کتاب اللہ
احادیث مشہورہ و قیاس و اجماع) کے علاوہ سے معذور نہ سمجھا جائے گا

واستدلال بشبہہ واہیہ یا تقلید عالمی
درخلاف آں خبر مسموع و عند اللہ
آں مخالف را معذور نہ و گاہے
قباحت ایں اشیاء بخبر واحد صحیح
بغیر متعارض ثابت شود دریں
صورت تا وقتیکہ آں حدیث نرسیدہ
است و پردہ از روئے کار مرتفع
نگشتہ بسبب جہل خود معذور
است چوں پردہ برخاست و پردگی
منجلی شد جائے گفت و شنید نماند
و گاہے قبح آں بادلہ ظنیہ متعارضہ
ثابت گردد و آنجا اختلاف سلف
در اجتہادات مصیبان اوللمصیب
واحد والآخر مخطئ معذور و حکم
جاری است۔

چوں ایں مقدمات معلوم
شد بے باید کہ در مبحث تغیر
اوضاع رسوم و در اختلاف امت
کہ دریں ایام پیدا شد بیک عصا
ہمہ را سوق نہ کنی و در یک مرتبہ
نازل نہ گردانی۔ ع

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد

اور اس کی مخالفت پر کسی کمزور شبہ کے ساتھ یا کسی عالم کی
تقلید کے ساتھ استدلال کرنا ہرگز مسموع نہ ہوگا اور اس مخالف
(حکم شرعی) کو خدا کے نزدیک کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اور کبھی
(ایسا) ہوتا ہے کہ ان افعال کی قباحت (کسی) خبر واحد سے
بلا معارضہ (کسی دوسری خبر واحد) کے ثابت ہوتی ہے اس
صورت میں تاوقتیکہ وہ حدیث نہ پہنچے اور اصل حقیقت بجو پردہ
عیاں نہ ہو جائے (اس کا خلاف کرنے والا اپنے) جہل کے سبب
سے معذور ہے اور جب (اس حقیقت سے) پردہ اٹھ گیا اور وہ بات
صاف ہو گئی (اور اس کا) حسن یا قبح خبر واحد سے معلوم ہو گیا
(اب کسی کے) کہنے سننے کی کوئی جگہ نہ رہی۔ اور (کبھی ایسا
ہوتا ہے) کسی فعل کی قباحت ایسے دلائل ظنیہ سے ثابت ہوتی
ہے کہ وہ دلائل ایک دوسرے کے معارض ہوتے ہیں۔ ایسے موقعوں
میں جو حکم اختلاف سلف کا ہے وہی حکم جاری ہوگا یعنی دونوں
مختلف اجتہاد کرنے والے حق پر ہوں گے یا ایک حق پر اور دوسرا
خطا پر مگر وہ (بھی) معذور اور گنہگار نہیں)۔

جب تم کو یہ مقدمات معلوم ہو گئے تو اب تم کو لازم ہے
کہ بحث تغیر حالات (یعنی وضع) اور رسوم میں اور اختلاف امت
میں جو کہ اس زمانہ میں پیدا ہو گیا ہے سب کو ایک ہی لکڑی
سے نہ ہانکنا اور (جملہ اقسام اختلاف کا) ایک حکم نہ سمجھنا (بلکہ
بعض اختلاف میں ایک جانب حق اور دوسرے جانب خطا ہوتی
ہے اور بعض میں دونوں جانب حق دائر رہتا ہے) شعر

ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد

مقصد دوم

دال در مقصد دوم فصل پنجم در بیان تغیرات کلیہ کہ درین امت واقع شد غیر آن تغیر عظیم کہ در مقصد اول تقریر نمودیم۔

واین بحث بغایت طویل الذیل است و استیعاب آن درین موضع منظور نیست مقصود درین فصل شرح بعض احادیث متعلقہ بحث ماست مانند حدیث قرون ثلثہ وحدیث فان یقم لہم دینہم یقم لہم سبعین سنۃ وحدیث اثنا عشر خلیفۃ وحدیث خمس مائۃ سنۃ۔

اول تغیرے کہ درین امت واقع شد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از دنیا برفیق اعلیٰ وکدام حادثہ جانکاہ تر وتغیر ہولناک تر ازان تواند بود کہ وحی الٰہی جل شانہ منقطع گردد و برکات متواترہ سماویہ کہ ہمدوش نبوت بود باستتار آرد اخرج الدارمی عن عکرمۃ فی آخر حدیث طویل فی وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجعلت ام ایمن تبکی فقیل لہا یا ام ایمن اتبکی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت انی واللہ ما ابکی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اکون اعلم ان قد ذہب الی ما ہو خیر لہ من الدنیا ولکنی ابکی علی خبر السماء انقطع واخرج الدارمی عن انس وذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال شہدتہ یوم دخل المدینۃ فما رأیت یوما قط کان احسن ولا اضوء

فصل پنجم کا مقصد دوم

اُن تغیراتِ کلیہ کے بیان میں جو اس اُمّت میں واقع ہوئے علاوہ اس تغیرِ عظیم کے جس کو ہم نے مقصدِ اوّل میں بیان کیا۔

یہ بحث بہت بڑی ہے اس کا پورا کرنا اس مقام پر ممکن نہیں ہمارا مقصود اس مقام میں ان بعض احادیث کی شرح کرنا ہے جو ہمارے مبحث سے تعلق رکھتی ہیں مثل حدیث قرونِ ثلٰثہ کے اور اس حدیث کے جس میں یہ ہے کہ اگر ان کا دین قائم رہ گیا تو ستر برس تک قائم رہے گا اور مثل بارہ خلیفہ والی حدیث کے اور مثل پانچسو برس والی حدیث کے۔

پہلا تغیر جو اس امت میں واقع ہوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانا ہے اور کونسا حادثہ اس سے جانکاہ اور کونسا تغیر اس سے زیادہ ہولناک ہوگا کہ اللہ جل شانہ کی وحی بند ہوگئی اور متواتر آسمانی برکتیں جو نبوت کے ساتھ ساتھ تھیں چھپ گئیں۔ دارمی نے عکرمہ سے ایک بڑی حدیث کے ذیل میں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق ہے روایت کی ہے کہ اُمّ ایمن رونے لگیں ان سے کسی نے کہا کہ کیا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر روتی ہو؟ انھوں نے کہا واللہ! میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نہیں روتی، کیا میں نہیں جانتی کہ وہ ایسی جگہ گئے ہیں جو ان کے لئے دنیا سے بہتر ہے بلکہ میں اس بات پر روتی ہوں کہ آسمان کی خبریں بند ہوگئیں۔ اور دارمی نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور کہا کہ میں اُس دن موجود تھا جب آپ (ہجرت کرکے) مدینہ آئے ہیں نے کوئی دن اس دن سے زیادہ اچھا اور روشن نہیں دیکھا

من يوم دخل علينا فيه رسول الله صلى الله
عليه وسلم المدينة وشهدته يوم
موته فما رأيت يوما كان أقبح
ولا أظلم من يوم مات فيه رسول
الله صلى الله عليه وسلم وأخرج
الترمذي عن أنس قال لما كان اليوم
الذي دخل فيه رسول الله صلى الله
عليه وسلم المدينة أضاء منها كل
شيء فلما كان اليوم الذي مات
فيه أظلم منها كل شيء وما نفضنا
أيدينا من التراب وإنا لفي دفنه
حتى أنكرنا قلوبنا وأخرج الدارمي عن مكحول
أن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال إذا أصاب أحدكم مصيبة فليذكر
مصيبته بي فإنها من أعظم المصائب.

دیگر آنکہ موت حضرت فاروق اعظم است در احادیث
بسیار وارد شدہ کہ عمرؓ قفل باب فتنہ است از آنجملہ حدیث
حذیفہ لیس علیک منہا بأس یا امیر المؤمنین مکرر
روایت کردیم و سبب آنکہ شیخینؓ متقارب بودند مناقب
ایشان ہمعنان و متوافق سوابق ایشان متناسق و
غزوات کہ در ایام ایشان واقع شد متشابہ نقش
اول صدیق اکبر است و اتمام آن بردست فاروق اعظم
حاصل شد سید قوم مسلمین در زمان ایشان
باہم مؤتلف و با یکدیگر مترحم و بر کفار
شدید و بر حسب [illegible] متوافق نام مخالفت

جس دن کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مدینہ میں
تشریف لائے اور میں اس دن بھی موجود تھا جب آپ کی وفات
ہوئی میں نے اس دن سے زیادہ کوئی دن برا اور تاریک نہیں
دیکھا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی
اور ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے
جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے
مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی تھی اور جس دن آپ کی وفات
ہوئی ہر چیز مدینہ کی تاریک تھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے مٹی بھی
نہیں جھاڑی تھی بلکہ ہم آپ کے دفن میں مشغول تھے کہ ہم کو
اپنے دلوں کی حالت بدلی ہوئی معلوم ہوئی۔ اور دارمی نے
مکحول سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم میں سے کسی کو مصیبت پہنچے تو اس کو چاہیے کہ میرے فراق
کی مصیبت یاد کرے کیونکہ وہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

دوسرا الغیر حضرت فاروق اعظمؓ کی وفات ہے بہت سی
حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ عمرؓ فتنہ کے دروازہ کے قفل ہیں انہیں
جملہ حضرت حذیفہؓ کی حدیث ہے کہ انھوں نے حضرت عمرؓ سے کہا
یا امیر المومنین آپ کو فتنہ سے کچھ بھی اندیشہ نہ کرنا چاہیے
جس کو ہم کئی بار لکھ چکے ہیں (دوسرا الغیر حضرت صدیقؓ کی وفات
کو اس سبب سے نہیں قرار دیا کہ) شیخینؓ کی روش قریب قریب تھی
اور ان کے مناقب بھی یکساں اور ملتے جلتے ہیں اور ان کے سوابق
بھی یک طرح کے ہیں اور جو غزوات ان کے زمانہ میں واقع ہوئے
وہ بھی ایک رنگ کے ہیں۔ نقش اول حضرت صدیقؓ نے بنایا اور
تکمیل اس کی حضرت فاروقؓ سے ہوئی۔ ان دونوں کے زمانہ میں
مسلمان باہم یک دوسرے سے متفق اور ایک دوسرے پر مہربان
اور کافروں پر سخت اور جہاد [illegible] تھے مخالفت کا نام بھی ان کے

بالله وأمنت ومثل فرقدين. قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في قصة تكلم البقرة وفي قصة الذئب آمن به أنا وأبو بكر وعمر. وقال علي كثيرا ما كنت أسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كنت أنا وأبو بكر وعمر وفعلت أنا وأبو بكر وعمر وخرجت أنا وأبو بكر وعمر وانطلقت أنا وأبو بكر وعمر ودخلت أنا وأبو بكر وعمر. وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن أهل الجنة ليتراءون أهل عليين كما ترون الكوكب الدري في أفق السماء وإن أبا بكر وعمر منهم وأنعما. وقال صلى الله عليه وسلم أبو بكر وعمر سيدا كهول أهل الجنة من الأولين والآخرين إلا النبيين والمرسلين. وقال إني لا أدري ما بقائي فيكم فاقتدوا باللذين من بعدي أبي بكر وعمر. وقال أنس كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل المسجد لم يرفع أحد رأسه غير أبي بكر وعمر كانا يتبسمان إليه ويتبسم إليهما. خرج صلى الله عليه وسلم ذات يوم ودخل المسجد وأبو بكر وعمر أحدهما عن يمينه والآخر عن شماله وهو آخذ بأيديهما وقال هكذا نبعث يوم القيامة. وقال صلى الله عليه وسلم لو اجتمعتما في مشورة ما خالفتكما

ہوتے ہیں، جیسے توام یا جیسے فرقدین۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے کے بات کرنے اور بھیڑیئے کے کلام کرنے کے واقعہ میں فرمایا کہ اس واقعہ پر میں ایمان رکھتا ہوں اور ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا کہ آپ فرماتے تھے میں تھا اور ابوبکرؓ و عمرؓ تھے۔ میں نے یہ کیا اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے کیا۔ میں باہر نکلا اور ابوبکرؓ و عمرؓ نکلے۔ میں چلا اور ابوبکرؓ و عمرؓ چلے۔ میں داخل ہوا اور ابوبکرؓ و عمرؓ داخل ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت علیین والوں کو ایسے (روشن) دیکھیں گے جیسے تم چمکدار تارے کو آسمان کے کنارے پر دیکھتے ہو اور ابوبکرؓ و عمرؓ انہی علیین والوں میں سے ہیں بلکہ ان سے بھی اچھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ پیر اہل جنت کے سردار ہیں کیا اگلے اور کیا پچھلے سوا انبیاء و مرسلین کے۔ اور فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میری بقا تم لوگوں میں کس قدر ہے لہٰذا تم ان دونوں کی اقتدا کرنا جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کی۔ اور حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تھے تو ہم میں سے کوئی شخص (ادب کی وجہ سے) سر نہ اٹھا سکتا تھا سوا ابوبکرؓ و عمرؓ کے کہ وہ دونوں حضرت کو دیکھ کر مسکراتے تھے اور حضرت ان کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔ اور ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے ایک آپ کی داہنی جانب تھے اور دوسرے بائیں جانب اور حضرت ان دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا کہ ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھیں گے۔ اور فرمایا کہ تم دونوں اگر کسی مشورہ میں متفق ہو جاؤ تو میں تم دونوں کے خلاف نہ کروں

وقال هذان السمع والبصر وقال ان لي وزيرين من اهل السماء جبرئيل وميكائيل ووزيرين من اهل الارض ابوبكر وعمر وقال الحمد لله الذي ايدني بهما وراى رسول الله صلى الله عليه وسلم في رؤيا القليب نزعهما ورأى [illegible] في رؤيا الرجحان فكان لهما ثم عبرها النبي صلى الله عليه وسلم بالخلافة وقال ان حسنات عمر كعدد نجوم السماء وقال جميع حسنات عمر كحسنة واحدة من حسنات ابي بكر وفي حديث الا استحيي من رجل تستحيي منه الملائكة في منقبة عثمان ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عامل الشيخين في الفاروق معاملة واحدة وفي حديث ابي موسى انه بشرهما بشارة واحدة دون عثمان ثم قرنهما مضجعهما بالنبي صلى الله عليه وسلم وقال علي بن الحسين في منزلتهما في حياته كمنزلتهما منه بعد موته الى غير ذلك من احاديث كثيرة على هذا الاسلوب فالحاصل انهما در يك قرن بودند وقرن ثاني با انقراض ايشان منقرض شد اينجا مناسب ديدم كه خطبه ابن اهتم خطيب شام را وارد نمايم داد فصاحت داده است اخرج الدارمي عن خالد بن معدان قال دخل عبد الله بن الاهتم على عمر بن عبد العزيز مع العامة فلم يفجأ امير المؤمنين الا وهو بين يديه يتكلم فحمد الله تعالى واثنى عليه ثم قال

اور فرمایا کہ یہ دونوں دین کے کان اور آنکھ ہیں اور فرمایا کہ میرے دو وزیر آسمان میں ہیں جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور دو وزیر زمین میں ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اور فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے ان دونوں سے مجھے قوت دی۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کنوئیں والے خواب میں دونوں کو دیکھا اور وزن والے خواب میں دونوں کا وزن ہونا دیکھا گیا۔ اور حضرتؐ نے اس کی تعبیر خلافت کے ساتھ دی۔ اور فرمایا کہ عمرؓ کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر ہیں۔ پھر فرمایا کہ عمرؓ کی سب نیکیاں ابوبکرؓ کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ اور اس حدیث میں جس میں حضرت عثمانؓ کی تعریف ہے کہ میں اس شخص سے کیوں نہ حیا کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے شیخینؓ کے ساتھ ایک طرح کا معاملہ کیا۔ اور حضرت ابو موسیٰؓ کی حدیث میں ہے کہ حضرتؐ نے شیخینؓ کو جنت کی بشارت ایک ہی طرح سے دی بخلاف حضرت عثمانؓ کے۔ پھر یہ دونوں دفن بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے۔ اور حضرت علی بن حسین زین العابدینؓ نے فرمایا کہ شیخینؓ کا تقرب دربار نبوت میں آپ کی زندگی میں بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ اب آپ کی وفات کے بعد ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں اسی اسلوب پر ہیں پس الحاصل دونوں ایک ہی قرن میں تھے اور یہ دوسرا قرن اس وقت ختم ہوا جب دونوں نہ رہے۔ اس مقام پر معلوم ہوتا ہے کہ ہم ابن اہتم خطیب شام کا خطبہ لکھ دیں جس میں انھوں نے داد فصاحت دی ہے۔ دارمی نے بروایت خالد بن معدان نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے عبداللہ بن اہتم امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؓ کے پاس عام لوگوں کے ساتھ گئے اور وہاں پہنچ کر یکایک عمر بن عبدالعزیزؓ کے سامنے کھڑے ہوگئے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان

ثم قال اما بعد فان الله خلق الخلق غنيًا عن طاعتهم آمنًا لمعصيتهم والناس يومئذ في المنازل والرأي مختلفون والعرب بشر تلك المنازل اهل الحجر واهل الوبر تحتاز دونهم طيبات الدنيا ورخاء عيشها لا يسألون الله جماعة ولا يتلون كتابًا ميتهم في النار وحيهم اعمى نجس مع ما لا يحصى من المرغوب عنه والمزهود فيه فلما اراد الله تعالى ان ينشر عليهم رحمته بعث اليهم رسولًا من انفسهم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رءوف رحيم صلى الله عليه وسلم وعليه السلام ورحمة الله وبركاته فلم يمنعهم ذلك ان جرحوا في جسمه ونقبوا في اسمه ومعه كتاب من الله لا يقدم الا باذنه ولا يؤخر الا باذنه فلما امر بالعزمة وحمل على الجهاد انبسط لامر الله لوثه فافلج الله حجته واجاز كلمته واظهر دعوته وفارق الدنيا تقيًا نقيًا ثم قام بعده ابو بكر رضي الله عنه فسلك سنته واخذ سبيله وارتدت العرب او من فعل ذلك منهم فابى ان يقبل منهم بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم الا الذي كان قابلا

اس کے بعد کہا: اما بعد اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور وہ ان کی اطاعت سے بے نیاز اور ان کی نافرمانی سے بے خوف تھا۔ لوگ اس وقت مختلف حالتوں میں تھے اور اہل عرب کی حالت سب سے بدتر تھی، کیا پہاڑی اور کیا جنگلی۔ دنیاوی نعمتیں اور اس کے عیش کی چیزیں ان کو نصیب نہ تھیں چند لوگ مل کر کبھی اللہ سے دعا نہ کرتے تھے اور نہ کوئی کتاب (آسمانی) پڑھتے تھے ان کے مردے دوزخ میں جلتے تھے اور زندہ اندھے تھے نجس تھے اور بہت سی باتیں قابل نفرت اور قابل ترک ان میں جمع تھیں پھر جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان پر اپنی رحمت نازل کرے تو اس نے ایک رسول انہی کی قوم میں سے ان کے پاس بھیجا (جس کی مثال ان میں خود اس نے فرمایا کہ) شاق ہے اس پر تمہارا سرکشی کرنا اور وہ حریص ہے تمہارے (ایمان لانے کے) اور مومنوں پر رؤف و رحیم ہے، اللہ رحمت اور صلوٰۃ و سلام نازل کرے ان پر، مگر وہ کافر آپ کے جسم کو زخمی کرنے اور آپ کے دین کو مٹانے سے باز نہ آئے۔ آپ کے ساتھ اللہ کی کتاب تھی آپ بغیر حکم خدا کے آگے نہ بڑھتے تھے نہ پیچھے ہٹتے تھے پھر جب آپ کو تبلیغ کا حکم ملا اور جہاد کی ترغیب آپ کو دی گئی تو حکم الٰہی کی تعمیل کرنے کے لئے آپ کی قوت مستعد ہوئی پس اللہ نے آپ کی حجت کو روشن کیا اور آپ کی بات بلند کی اور آپ کی دعوت کو سب پر ظاہر کیا پھر آپ دنیا سے پاک اور صاف تشریف لے گئے۔ آپ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور وہ آپ کے طریقہ پر چلے اور آپ کی راہ اختیار کی عرب کے لوگ مرتد ہو گئے یا بعض لوگوں سے یہ حرکت ظاہر ہوئی تو وہ ہرگز اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ ان سے قبول کریں سوا اس بات کے جو حضرت قبول کرتے تھے

اخترطوا السیوف من اغمادها واوقدوا النیران فی شعلها ثم نکبوا باهل الحق اهل الباطل فلم یبرحوا یقطعون اوصالهم ویسقون الارض دماءهم حتی ادخلوهم فی الذی خرجوا منه وقهروهم بالذی نفروا عنه وقد کان اصاب من مال الله بکرا یرتوی علیه وحبشیة ارضعت ولداً له فرأی ذلک عند موته غصة فی حلقه فادی ذلک الی الخلیفة من بعده وفارق الدنیا نقیا تقیا علی منهاج صاحبه ثم قام بعده عمر ابن الخطاب رضی الله عنه فمصّر الامصار وخلط الشدة باللین وحسر عن ذراعیه وشمر عن ساقیه واعدّ للامور اقرانها وللحرب آلتها فلما اصابه فتی المغیرة بن شعبة امر ابن عباس یسأل الناس هل یثبتون قاتله فلما قیل فتی المغیرة بن شعبة استهل یحمد ربه ان لا یکون اصابه ذو حق فی الفیء فیحتج علیه بانه انما استحل دمه بما استحل من حقه وقد کان قد اصاب من مال الله بضعة وثمانین الفا فکسر لها رباعه وکره بها کفالة اولاده فاداها الی الخلیفة من بعده وفارق الدنیا تقیا نقیا علی منهاج صاحبیه ثم انک یا عمر

اُنھوں نے تلواروں کو میانوں سے نکال لیا اور آگ کے شعلے بلند کر دیئے اور اہلِ حق کے ہاتھوں سے اہلِ باطل کو سرنگوں کر دیا اور ان کے بند بند جدا کر دیئے اور زمین کو ان کے خونوں سے سیراب کر دیا یہاں تک کہ اُنھوں نے ان کو پھر داخل کیا اسی دین میں جس سے وہ نکل گئے تھے اور اسی دین پر ان کو قائم کر دیا جس سے وہ بھاگتے تھے بیت المال سے اُنھوں نے ایک اونٹ لیا تھا جس سے کچھ کام لیا کرتے تھے اور ایک حبشی لونڈی تھی مگر آخر وقت میں ان کو یہ بھی گوارا نہ ہوا اور اُنھوں نے وہ اونٹ اور لونڈی اپنے جانشین کو واپس دیدی اور وہ دنیا سے پاک و صاف اپنے صاحب کی طرح گئے پھر ان کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے جنھوں نے شہروں کو آباد کیا اور سختی کو نرمی کے ساتھ مخلوط رکھا اور ہر کام کو مستعدی کے ساتھ انجام دیا ہر کام پر اس کے لائق آدمی مقرر کئے جہاد کے سامان درست کئے۔ جب ان کو مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولو نے زخمی کیا تو اُنھوں نے حضرت ابن عباسؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو پوچھیں کہ آیا وہ سب قاتل کا نام جانتے ہیں، چنانچہ جب لوگوں نے ان سے مغیرہ بن شعبہ کے غلام کا نام لیا تو اُنھوں نے اپنے پروردگار کا شکر ادا کیا کہ کسی ایسے شخص نے اُن کو نہیں مارا جس کا کچھ حق فے میں ہو اور وہ قیامت کے دن یہ حجت پیش کرے کہ میں نے ان کا خون اس وجہ سے حلال سمجھا کہ انھوں نے میرا حق حلال سمجھا تھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی بیت المال سے کچھ اوپر اسّی ہزار روپے لئے تھے مگر اُنھوں نے بھی اپنے لئے اس کو گوارا نہ کیا اور اپنی اولاد کی کفالت کے لئے اس کو پسند نہ کیا اور وہ اپنے جانشین کو واپس کر گئے اور دنیا سے پاک و صاف مثل اپنے صاحبین کے گئے۔ پھر اے عمر بن عبد العزیز تم بادشاہ کئے

یک جا آمدہ و خلافت خاصہ یا مداخلت در امور عظام بحضور آنحضرت و بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر جا کہ مذکور است ذکر شیخین ست لا غیر و آنجا قرون ثلثہ مشہود بالخیر منقطع شد و قرن ثالث مدت خلافت ذی النورین بود کہ قریب بدوازدہ سال بودہ است سیرت حضرت ذی النورین نسبت بسیرت شیخین مغایرتے داشت زیرا کہ گاہے از عزیمت برخصت نزول می نمود و امرائے حضرت ذی النورین نہ بر صفت امرائے شیخین بودہ اند و انقیاد رعیت مر او را نہ مثل انقیاد رعیت با حضرت صدیق و فاروق بود ہرچند آں خشونت ہا از قوت بفعل نیامد و از دل و زبان بدست و سلاح انتقال نکردہ بود الا بعد اتمام ھذا القرن وھذا لا ینازع فیہ الا مکابر۔

بدان اسعدک اللہ تعالیٰ اگر در تاویل حدیثے اشکالے بہم رسد رجوع بحدیث دیگر کن تا مطلع شوی بر غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در آں حدیث پس توقع شود کہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل قرآن ست یشبہ بعضہ بعضا قال اللہ تعالیٰ کتابا متشابہا مثانی و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غالبا ہر مضمون را بعبارات مختلفہ و اسالیب متنوعہ بیان فرمودہ اند در حدیث خیر الناس قرنی ثم

ذکر ایک ساتھ ہو اور جہاں کہیں خلافت خاصہ کا ذکر آنحضرت کے سامنے یا آپ کے پیچھے مہمات میں مداخلت کے ساتھ ہے وہاں صرف شیخین رض کا ذکر ہے۔ حضرت عثمان رض کی شہادت سے وہ تینوں قرن جن کی خیریت کی شہادت (احادیث میں) دی گئی ہے ختم ہو گئے۔ تیسرا قرن حضرت ذوالنورین رض کی خلافت کا زمانہ تھا جو قریب بارہ سال کے رہے۔ حضرت ذوالنورین رض کی روش میں بہ نسبت شیخین رض کی روش کے کچھ فرق تھا کیونکہ حضرت ذوالنورین رض کبھی عزیمت سے رخصت کی طرف اتر آیا کرتے تھے اور ان کے حکام بھی شیخین رض کے حکام کے مثل نہ تھے اور رعیت بھی ان کی ویسی مطیع نہ تھی جیسی حضرت صدیق اور حضرت فاروق رض کی مطیع تھی گو ویسی خشونت بھی (رعیت کی طرف سے) ظاہر نہیں ہوئی تھی اور (مخالفت کی کیفیت) دل و زبان سے ہاتھ اور ہتھیار کی طرف منتقل نہ ہوئی تھی مگر بعد پورے ہو جانے اس قرن کے۔ ان باتوں میں سوا مکابر کے کوئی نزاع نہیں کر سکتا۔

(اے عزیز!) اللہ تم کو نیکبخت کرے اس بات کو سمجھو کہ اگر حدیث کا مطلب سمجھنے میں کوئی مشکل پیش آجائے تو دوسری حدیث کی طرف رجوع کرو تاکہ جو اصل مقصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اس حدیث میں ہے وہ تم پر واضح ہو جائے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بھی مثل قرآن کے ایک دوسرے کے مشابہ ہیں (جیسا کہ) اللہ تعالیٰ نے (قرآن کی نسبت) فرمایا ہے کہ یہ کتاب ہے متشابہ اور مثانی اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر مضمون کو مختلف عبارتوں اور طرح طرح کے اسلوب کے ساتھ بیان فرمایا ہے (دیکھو) اس حدیث میں کہ سب سے بہتر میرا قرن ہے پھر ان کے بعد

الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشوا قوم تسبق ایمانھم شھادتھم وشھادتھم ایمانھم ودر لفظ ثم یفشوا الکذب انجم از خیریت قرون اُولٰے وشریت قرون آخرہ تنبیہ تو در گوشئہ خاطر خود نگاہدار بعد ازاں حدیث تدور رحی الاسلام لخمس وثلثین سنۃ فان تھلکوا برتولی ومفہوم آں را منقح کن ودر گوشئہ دگر بدار ولفظ رحی الاسلام با خیریت کہ از حدیث اولی دانستہ بسنج ولفظ ہلاک کہ عقب آں واقع شد بلفظ تسبق ایمانھم الخ ولفظ یفشو الکذب بسنج مضمون یکے را عین مضمون دیگر خواہی یافت وتاریخ خمس وثلثین ازیں موازنہ در نظر سرسری زیادہ می ماند لیکن چوں نیک تامل بینی معنے قرون ثلثہ است بآں دلیلے کہ ما آں را بیان نمودیم نزدیک توافق اکثر امور متوافق قید یکے در مطلق دیگرے افزودہ و محکم یکے بمثابہ متشابہ دیگرے را تاویل ساخت۔

بعد ازیں ہم بگذر حدیث دیگر بخواں الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام لفظ خلافت را کہ بالملک تقسیم ساختہ اند ببین کہ ازمیان ایں مقابلہ چہ سے زاید پس بشناس ازیں قرون ثلثہ ممدوحہ یکے قرن نبوت است ودو قرن خلافت و آں ہمہ در مدینہ بودہ است وبعد آں دو حکومت در مدینہ سلطنت مستقر نشد

وہ لوگ جو میرے قرن کے بعد ہوں گے پھر وہ جو اُن کے بعد ہوں گے اس کے بعد کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے کہ اُن کی قسمیں اُن کی گواہیوں سے آگے اور اُن کی گواہیاں اُن کی قسموں سے آگے چلیں گی اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد جھوٹ کا رواج ہو جائیگا جو کچھ بہتری اگلے قرنوں کی اور بُرائی اُن کے بعد والے قرنوں کی تم سمجھے ہو اس کو خیال رکھو اس کے بعد یہ حدیث دیکھو کہ اسلام کی چکی پینتیس برس چلے گی اور اس کے مطلب کی تنقیح کر کے اس کو بھی خیال رکھو۔ اور اسلام کی چکی کے لفظ اس بہتری کے ساتھ جو اس پہلی حدیث سے تم کو معلوم ہوئی وزن کرو اور لفظ ہلاک کو جو دوسری حدیث میں ہے پہلی حدیث کے اس لفظ سے کہ لوگوں کی قسمیں ان کی گواہیوں سے آگے چلیں گی اور جھوٹ رائج ہو جائے گا موازنہ کرو تو ایک کا مضمون بعینہ دوسرے کا مضمون پاؤ گے۔ پینتیس برس کے لفظ اس موازنہ میں سرسری نظر سے تو زیادہ معلوم ہوتے ہیں لیکن جب تم خوب غور سے دیکھو گے تو اس کے معنے اور قرون ثلثہ کے معنے ایک پاؤ گے بلحاظ اس معنے کے جو ہم نے بیان کئے جب (دو حدیثوں میں) اکثر باتیں مشترک ہوں تو (بعض میں) ایک کی قید دوسرے کی مطلق پر بڑھا دینا چاہیے اور ایک کے محکم سے دوسرے کے متشابہ کی تاویل کرنا چاہیے۔

پھر اس سے آگے بڑھو اور یہ حدیث دیکھو کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں (اس حدیث میں) خلافت اور سلطنت کو باہم ایک مقابل قرار دیا گیا ہے۔ دیکھو کہ اس مقابلہ سے کیا بات پیدا ہوتی ہے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ تین قرن جن کی تعریف کی گئی ہے ایک قرن نبوت ہے اور دو قرن خلافت اور یہ سب مدینہ میں تھے ان قرنوں کے بعد کبھی مدینہ میں سلطنت نہیں رہی

پس تعیین مدت سی سال و تعیین بودن
خلافت در مدینہ مصداق آں ہر دو یکے ست
ہر دو نشان یک مدعاست و ہر دو متوجہ بیک شی
باز ایں را بگذار و حدیث ابی عبیدہ و معاذ بن
جبل بخواں ان ھذا الامر بدأ نبوۃ و
رحمۃ ثم یکون خلافۃ ورحمۃ ثم
یکون ملکا عضوضا و حدیث قرون ثلاثہ
و حدیث تزول رحی الاسلام و سرۃ الخلافۃ
بالمدینۃ والملک بالشام در ہیچ شک نماند
کہ خلافت و رحمت و مصداق خیریت ہم یک
ست و ملک عضوض و فتنہ ہم نزد۔
باز ایں را بگذار و حدیث کرز بن علقمہ را
بخواں کہ اسلام را شیوع خواہد بود ثم
یعودون اساود صبا تأمل کن
روز افزونی اسلام در کدام وقت بودہ است و فتنہ
اسود صبا در کدام زمان متحقق شد و ایں را
با خیریت قرون و رحی الاسلام و خلافت و رحمت
بسنج شک ندارم کہ ہمہ متوازن است
باز اساود صبا با حدیث ہرج و یختلوا
الکذب و یحلفوا و ملکا عضوضا
بسنج یقین دارم کہ ہمہ یک شی
خواہی یافت۔
باز ایں را نیز بگذار و حدیث حذیفہ
بخواں لا تقوم الساعۃ حتی تقتلوا امامکم و تجتلدوا
باسیافکم و یرث دنیاکم شرارکم و ...

لہٰذا تیس برس کی تعیین اور خلافت کی مدینہ میں ہونے کی تعیین
ان دونوں کا مصداق ایک ہے یہ دونوں چیزیں ایک ہی مقصد
کے نشان ہیں اور دونوں کا اشارہ ایک ہی طرف ہے
پھر اس سے بھی آگے بڑھو حضرت ابو عبیدہؓ اور معاذ بن جبل
کی حدیث دیکھو (جس کا مضمون یہ ہے) کہ یہ کام ابتدا میں نبوت
اور رحمت تھی پھر خلافت اور رحمت ہو جائے گا پھر کاٹنے والی
بادشاہت بن جائے گا۔ اور اس حدیث کو قرون ثلٰثہ کی حدیث
سے اور اسلام کی چکی والی حدیث سے اور خلافت کے مدینہ میں
اور سلطنت کے شام میں ہونے کی حدیث سے موازنہ کرو تو ہم
یقین رکھتے ہیں کہ خلافت و رحمت خیریت کے ہم معنی نکلے ہیں
اور کاٹنے والی بادشاہت فتنہ کے ہم پایہ ثابت ہو گی۔
پھر اس سے بھی آگے بڑھو اور کرز بن علقمہ کی حدیث دیکھو
جس میں یہ مضمون ہے کہ اسلام کی اشاعت ایک حد تک ہوگی
اس کے بعد لوگ ڈسنے والے سانپ بن جائیں گے غور کرو کہ
اسلام کو روز افزوں ترقی کس وقت رہی اور ڈسنے والے سانپوں کا
فتنہ کس وقت میں پیدا ہوا اور اس مضمون کو خیر القرون
اور اسلام کی چکی اور خلافت و رحمت کے مضمون سے موازنہ
کرو کچھ شک نہیں کہ سب ایک وزن میں ہیں پھر ڈسنے
والے سانپوں کی حدیث کو فتنہ کی حدیث اور جھوٹ کے
رواج پانے اور کاٹنے والی بادشاہت کی حدیث سے موازنہ کرو
یقیناً سب کا ایک رنگ ہے۔
پھر اس سے بھی آگے بڑھو اور حضرت حذیفہؓ کی حدیث
دیکھو جس میں یہ مضمون ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ
تم اپنے امام کو قتل کرو گے اور باہم شمشیر زنی کرو گے اور
تمہاری دنیا کے وارث تمہارے بدترین لوگ ہوں گے اور [illegible]

اشارہ بکدام واقعہ است و زمان آں واقعہ کدام بود
است الی غیر ذلک من الاحادیث۔

بالجملہ ذہن خود را صافی کن از شوب
کدورات و بعض احادیث را با بعض منطبق ساز
تا مقصود کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بر تو
روشن شود بعد ازاں اخبار احبار اہل کتاب برخواں
و آثار صحابہ کرام بیاد گیر تا اطمینان حاصل گردد
و اگر باوجود استعمال ایں طریق کارے کشودہ نشود معنے منقح
نشد از تنقیح معانی سنت خود را معذور باید داشت کہ
دریں مبحث بہتر ازیں طریق بدست نخواہد آمد و درہیچ
مسئلہ زیادہ ترازیں طرق مکاثرہ متوافرہ میسر نخواہد
شد حتے درباب صلوٰۃ و زکوٰۃ ہم ست

اذا لم تستطع امرا فدعہ
وجاوزہ الی ما تستطیع

بالجملہ اختلاف دریں قرون مانند اختلاف
اصناف است درمیان نوع واحد بیک حساب
ہمہ واحد است و بیک حساب مختلف و متنوع
لہذا در حدیث رحی الاسلام ہمہ را در یک مرتبہ
شمردہ اند و در حدیث الخلافۃ بالمدینۃ
والملک بالشام ہمہ را بیک منزلت نہادہ اند
و در حدیث نبوت و رحمت ہمہ را یک وصف
اثبات نمودند و در حدیث فتن کہ از مسند حذیفہ
است ہمہ را زمان استقامت گفتہ اند و در حدیث
کرز بن علقمہ ہمہ را

یہ کس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور وہ واقعہ کس زمانہ
میں ہوا۔

المختصر اپنے ذہن کو کدورتوں کی آمیزش سے صاف
کرو اور بعض حدیثوں کو بعض حدیثوں کو بعض پر منطبق کرو
تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام کا مقصد تم پر
واضح ہو جائے۔ اس کے بعد علمائے اہل کتاب کی خبروں کو دیکھو
اور صحابۂ کرام کے آثار کو یاد کرو تاکہ پورا اطمینان حاصل ہو جائے
اور اگر اس طریقہ کے بعد بھی کچھ کام نہ نکلے اور حدیث کے معنے
منقح نہ ہوں تو احادیث کے معنے سمجھنے سے اپنے آپ کو معذور
سمجھنا چاہئے کیونکہ اس بحث میں اس سے بہتر کوئی طریقہ نہ ملے گا
اور کسی مسئلہ میں اس سے زیادہ کثرت سے روایتیں نہ ملیں گی
حتے کہ نماز اور زکوٰۃ کے مسائل میں بھی۔ (ترجمۂ شعر) جب تم
کسی کام کو نہ کرسکو تو اس کو چھوڑ دو ٭ اور وہ کام اختیار
کرو جو کرسکتے ہو ٭

حاصل یہ کہ ان قرونِ ثلثہ میں اختلاف ویسا ہی ہے
جیسا کہ ایک نوعِ[1] کے اصناف میں باہم اختلاف ہوتا ہے
کہ ایک اعتبار سے وہ سب اصناف ایک ہیں اور ایک اعتبار سے
مختلف ہیں اسی وجہ سے اسلام کی چکی والی حدیث میں تینوں
خلافتوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے اور خلافت کے مدینہ میں
ہونے اور سلطنت کے شام میں ہونے کی حدیث میں تینوں خلافتوں
کو ایک مرتبہ میں رکھا ہے اور نبوت و رحمت اور خلافت و رحمت
والی حدیث میں تینوں خلافتوں کے لئے ایک صفت ثابت کی۔
اور حدیث فتن میں جو حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے تینوں خلافتوں
کو استقامت کا زمانہ کہا ہے اور کرز بن علقمہ کی حدیث میں سب کے

[1] نوع اور صنف میں فرق یہ ہے کہ باہم افراد میں اختلاف صرف عوارض کے سبب ہوتا ہے جیسے انسان اور گھوڑا اور اصناف میں اختلاف بسبب عوارض کے ہوتا ہے جیسے ہندی اور ترکی

در مراتب نبوت و خلافت گذشته اند چون تغیر
ظهور پیوست شکل عالم برگشت و
متغایر شد به نسبت زمان اول ظهور انجاکه
در داخل این تغیر تحت وی پنج واقع
شد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرح
و تفصیل آن پنج حادثہ فرمودہ اند
بما لا مزید علیہ۔ اخرج الشیخان
عن حذیفۃ قال کان الناس یسألون
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن الخیر وکنت اسألہ عن الشر
مخافۃ ان یدرکنی قال قلت
یا رسول اللہ انا کنا فی جاھلیۃ
وشر فجاءنا اللہ بھذا الخیر فھل
بعد ھذا الخیر من شر قال
نعم قلت فھل بعد ذلک الشر
من خیر قال نعم وفیہ دخن
قلت وما دخنہ قال یستنون
بغیر سنتی ویھدون بغیر ھدیی
تعرف منھم وتنکر قلت فھل
بعد ذلک الخیر من شر قال نعم
دعاۃ علی ابواب جھنم من اجابھم
الیھا قذفوہ فیھا قلت یا رسول اللہ
صفھم لنا قال ھم من جلدتنا ویتکلمون
بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی
ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین

ترقی اسلام کا زمانہ بتایا ہے جب یہ قرون ثلاثہ گزر گئے اور
جب بڑا تغیر ظاہر ہوا تو عالم کی شکل بدل گئی اور بہ نسبت پہلے
زمانہ کے تغیر کلی ظاہر ہوا اس تغیر کے تحت میں تین فتنے
و دو بڑے واقع ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان پانچوں حادثوں کی تفصیل اس شرح وبسط سے فرمائی ہے کہ
جس سے زیادہ ممکن نہیں۔ شیخین نے حضرت حذیفہؓ سے روایت
کی ہے کہ وہ کہتے تھے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے خیر کو پوچھا کرتے تھے اور میں آپ سے شر کو پوچھا کرتا تھا
اس خوف سے کہ کہیں وہ مجھ پر نہ آجائے چنانچہ (ایک روز) میں نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جاہلیت میں اور شر میں مبتلا تھے
پھر اللہ اس خیر (یعنی اسلام) کو لایا تو کیا اس خیر کے بعد پھر
شر ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر اس
شر کے بعد خیر ہوگا۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں مگر اس میں تاریکی ہوگی
میں نے عرض کیا کہ تاریکی اس کی کیا ہوگی۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ لوگ
میری سنت کو چھوڑ کر دوسروں کی سنت پر عمل کریں گے اور
میری روش چھوڑ کر دوسروں کی روش پر چلیں گے تم لوگ
ان کی کچھ باتیں پسند کروگے کچھ ناپسند۔ میں نے عرض کیا کہ کیا
پھر اس خیر کے بعد شر ہوگا آپ نے فرمایا ہاں کچھ لوگ جہنم کے
دروازوں پر کھڑے ہو کے لوگوں کو بلائیں گے جو ان کا کہنا
مان لے گا اس کو وہ جہنم میں ڈال دیں گے میں نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ! ان لوگوں کی پہچان ہم سے بیان کیجئے۔ حضرتؐ نے
فرمایا وہ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے
میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر وہ زمانہ مجھ کو
آجائے فرمایا کہ تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا

لہ یہ معنی لکھے ہیں۔ مجمع البحار۔

وإمامهم قلت فإن لم تكن لهم جماعة ولا إمام قال فاعتزل تلك الفرق كلها ولو أن تعض بأصل شجرة حتى يدركك الموت وأنت على ذلك وفي رواية قلت يا رسول الله إنا كنا في جاهلية وشر فجاءنا الله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر قال نعم قلت وهل بعد ذلك الشر من خير قال نعم وفيه دخن قال قلت وما دخنه قال قوم يهدون بغير هديي تعرف منهم وتنكر فقلت فهل بعد ذلك الخير من شر قال نعم دعاة على أبواب جهنم من أجابهم إليها قذفوه فيها قلت يا رسول الله صفهم لنا قال هم من جلدتنا ويتكلمون بألسنتنا قلت فما تأمرني إن أدركني ذلك قال تلزم جماعة المسلمين وإمامهم قلت فإن لم تكن لهم جماعة ولا إمام قال فاعتزل تلك الفرق كلها ولو أن تعض بأصل شجرة حتى يدركك الموت وأنت على ذلك وفي رواية قلت فما العصمة يا رسول الله قال السيف قلت وهل بعد السيف بقية قال نعم يكون إمارة على أقذاء

میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت اور کوئی امام (اس وقت) نہ ہو۔ فرمایا تو تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا اور اگر تم کسی درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑ کر بیٹھ جاؤ اور اسی حال میں تم کو موت آجائے (تو یہ سب سے بہتر ہوگا)۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (حضرت حذیفہؓ نے کہا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ جاہلیت اور شر میں (مبتلا) تھے پھر اللہ نے اس خیر کو ہم میں لایا تو کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا؟ فرمایا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہوگا۔ فرمایا ہاں مگر اس میں تاریکی ہوگی۔ میں نے عرض کیا کہ تاریکی کیسی۔ فرمایا لوگ میری روش چھوڑ کر دوسروں کی روش پر چلیں گے تم لوگ ان کی کچھ باتیں پسند کروگے کچھ ناپسند۔ میں نے پوچھا کہ پھر اس خیر کے بعد شر ہوگا۔ فرمایا ہاں۔ کچھ لوگ جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہوئے لوگوں کو بلائیں گے جو ان کا کہنا مان لے گا اس کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کی کچھ پہچان ہم سے بیان کیجئے کہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ فرمایا وہ لوگ ہماری ہی قوم سے ہوں گے اور ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اگر وہ زمانہ مجھے ملے۔ آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر (اس وقت) مسلمانوں کی کوئی جماعت اور امام نہ ہو تو تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ ہو جانا۔ اور اگر تم کسی درخت کی جڑ دانتوں سے پکڑ لو یہاں تک کہ اسی حال میں تم کو موت آجائے (تو یہ سب سے بہتر ہے)۔ اور ایک روایت میں ہے کہ (حضرت حذیفہؓ کہتے تھے) میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس فتنہ میں بچاؤ کی صورت کیا ہے۔ فرمایا کہ تلوار۔ میں نے پوچھا کہ تلوار کے بعد بھی کچھ فتنہ باقی رہے گا۔ فرمایا سلطنت ہوگی تشویش چشم کے ساتھ

وهدنة على دخن قال قلت ثم ماذا قال ثم يخرج الدجال بعد ذلك معه نهر ونار فمن وقع في ناره وجب اجره وحط وزره ومن وقع في نهره وجب وزره وحط اجره قال البغوي قوله فما العصمة قال السيف كان قتادة يضعه على اهل الردة كانت في زمن الصديق رضي الله عنه وقوله هدنة على دخن معناه صلح على بقايا من الضغن وذلك ان الدخان اثر من النار قال ابو عبيد اصل الدخن ان يكون في لون الدابة او الثوب او غير ذلك كدورة الى سواد وفي بعض الروايات قلت يا رسول الله الهدنة على الدخن ما هي قال لا ترجع قلوب اقوام على الذي كانت عليه ويروى جماعة على اقذاء يقول يكون اجتماعهم على فساد من القلوب شبهه باقذاء العين۔

فتنۂ اولیٰ مشتمل بر حوادث عظیمہ مبدأ

ایں فتنہ خلافت حضرت مرتضیٰ است آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نخست از خلافت حضرت مرتضیٰ خبر دادند کہ منتظم نشود وازاں متألم شدند فی الخصائص اخرج الطبرانی وابو نعیم عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي

اور صلح ہوگی تیرگی کے ساتھ۔ میں نے پوچھا کہ پھر کیا ہوگا آپ نے فرمایا پھر اس کے بعد دجال نکلے گا اس کے ساتھ ایک نہر ہوگی اور آگ ہوگی جو شخص اس کی آگ میں پڑے گا اس کا ثواب خدا کے ذمہ ہے اور اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو شخص اس کی نہر پر گرے گا اس کے گناہ ثابت ہو جائیں گے اور اس کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔ بغوی نے کہا ہے کہ وہ فتنہ جس کا بچاؤ تلوار سے ہوگا قتادہ کہتے تھے کہ وہ اہل ردت کا فتنہ ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا اور صلح تیرگی کے ساتھ ہوگی اس کا مطلب یہ ہے کہ صلح کے بعد بھی کینے باقی رہ جائیں گے جس طرح آگ سے دھواں پیدا ہوتا ہے۔ اور ابو عبید نے کہا ہے کہ دخن (جس کا ترجمہ تیرگی کیا گیا) اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ کسی جانور یا کپڑے وغیرہ کے رنگ میں کچھ سیاہی مائل میلا پن سا ہو۔ اور بعض روایات میں ہے کہ (حضرت حذیفہؓ کہتے تھے) میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلح تیرگی کے ساتھ ہوگی اس کا کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا کہ بنی آدم کے قلوب جس حالت پر ہوں گے اس سے نہ پھریں گے۔ اور ایک روایت میں (بجائے سلطنت کے) جماعت آشوب چشم کے ساتھ ہوگی (مروی) ہے مطلب یہ ہے کہ لوگوں کا اجتماع فساد قلب کے ساتھ ہوگا۔ حضرتؐ نے اس فساد قلب کو آشوب چشم سے تشبیہ دی ہے۔

فتنۂ اول جو بڑے بڑے حادثوں پر شامل ہے۔

اس فتنہ کی ابتداء حضرت مرتضیٰ کی خلافت سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی حضرت مرتضیٰ کی خلافت سے خبر دی کہ وہ منتظم نہ ہوگی اور آپ اس سے رنجیدہ ہوئے۔ خصائص میں ہے کہ طبرانی اور ابو نعیم نے جابر بن سمرہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ

قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحذرکم سبع فتن تکون بعدی فتنۃ تقبل من المدینۃ وفتنۃ بمکۃ وفتنۃ تقبل من الیمن وفتنۃ تقبل من الشام وفتنۃ تقبل من المشرق وفتنۃ تقبل من المغرب وفتنۃ من بطن الشام وھی السفیانی قال فقال ابن مسعود منکم من یدرک اولہا ومن ھذہ الامۃ من یدرک آخرھا قال الولید بن عیاش فکانت فتنۃ المدینۃ من قبل طلحۃ والزبیر وفتنۃ الشام من قبل بنی امیۃ وفتنۃ المشرق من قبل ھؤلاء۔

حادثۂ ثانیہ حرب صفین وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ازاں خبر دادہ در خبر صحیح آخرج الشیخان عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تقتتل فئتان عظیمتان یکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ دعوٰھما واحدۃ۔ ایں کلمہ اشارت است بآنکہ اہل شام مصحف برداشتند کہ درمیان ما و شما ایں قرآن است وحضرت مرتضیٰ فرمود کہ ایں قرآن قرآن صامت است ومن قرآن ناطقم واخرج البخاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ وآں منتہی شد بتحکیم وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایں قصہ را بلفظے بیان فرمودند کہ مشعر باشد بآنکہ

ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو سات فتنوں سے ڈراتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے۔ ایک فتنہ مدینہ سے شروع ہوگا اور ایک مکہ سے اور ایک یمن سے اور ایک شام سے اور ایک مشرق سے اور ایک مغرب سے اور ایک وسط شام سے جس کا نام سفیانی ہوگا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اس حدیث کو بیان کر کے کہا کہ تم میں سے بعض لوگ ابتدائی فتنوں کا زمانہ پائیں گے اور اس امت میں بعض لوگ ایسے ہوں گے جو آخری فتنہ کا زمانہ پائیں گے ولید بن عیاش بیان کرتے تھے کہ فتنہ مدینہ کا تو طلحہ و زبیر کے سبب سے ہوا اور فتنہ شام کا بنی امیہ کے سبب سے اور فتنہ مشرق کا ان لوگوں (یعنے اہل عراق) کے سبب سے ہوا۔

حادثۂ دوم جنگ صفین[1] اس کی خبر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی تھی جس کی روایت صحیح ہے۔ شیخینؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ دو بڑے گروہ باہم قتال کریں گے۔ ان میں سخت جنگ ہوگی دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ یہ کلمہ اشارہ ہے اس طرف کہ اہل شام نے مصحف اٹھایا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں یہی حکم ہے۔ اور حضرت مرتضیٰؓ نے فرمایا کہ یہ قرآن ساکت ہے اور میں قرآن ناطق ہوں۔ اور بخاری نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار سے فرمایا کہ تم کو گروہ باغی قتل کرے گا۔ یہ جنگ تحکیم پر ختم ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو ایسے الفاظ میں بیان فرمایا جس سے معلوم ہو کہ

[1] یہ آپس کی لڑائی کا نام ہے جو حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ہوئی [illegible] تحکیم [illegible] حضرت معاویہؓ [illegible] فیصلہ کریں [illegible] اس تحکیم پر اس لڑائی کا خاتمہ ہوا۔

سہام مفاسد شتی گردد و مرضی شارع نبود۔

حادثۂ ثالثہ حرب نہروان و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آں را در خبر متواتر بیان فرمودند وارشاد نمودند کہ در حین فرقت مسلمین بظہور خواہد آمد و متولی قتل آں فرق اولیہا بالحق باشد و آں یکے از حسنات عظیمۂ آں جماعت خواہد بود بعد ازیں سہ حادثہ واقعۂ حضرت مرتضےٰ بظہور آمد و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیان آں در حدیث مستفیض فرمودند و قاتل حضرت مرتضےٰ را اشقی الآخرین گفتند اخرج الحاکم فی حدیث طویل عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال کنت انا و علی رفیقین فی غزوۃ ذی العشیرۃ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا احدثکما باشقی الناس رجلین قلنا بلی یا رسول اللہ قال احیمر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربک یا علی علی ہذہ یعنی قرنہ حتی تبتل منہ ہذہ یعنی لحیتہ۔

وہدنۂ اولیٰ ابتدائے آں صلح حضرت امام حسن بود با معاویہ بن ابی سفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں را در حدیث صحیح بیان فرمودند اخرج البخاری عن الحسن قال لقد سمعت ابا بکرۃ

یہ جنگ طرح طرح کے فسادوں کی بنیاد ہوگی اور شارع کو پسندیدہ نہیں ہے۔

حادثۂ سوم جنگ نہروان ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے متواتر حدیث میں بیان فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ مسلمانوں کے افتراق کے وقت یہ جنگ ہوگی اور خوارج کو وہ فریق قتل کریگا جو اولیٰ بالحق ہوگا اور یہ جنگ اس جماعت کے حسنات عظیمہ سے ہوگی۔ ان تینوں حادثوں کے بعد حضرت مرتضےٰ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث مستفیض میں بیان فرمایا ہے اور حضرت مرتضےٰ کے قاتل کو اشقی الآخرین کی مذمت سے یاد کیا ہے۔ حاکم نے ایک طویل حدیث میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں اور علی غزوۂ ذوالعشیرہ میں ساتھ ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم سے بیان کروں کہ تمام دنیا میں سب سے زیادہ بدبخت کون دو آدمی تھے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ (بیان فرمایئے) آپ نے فرمایا۔ قبیلۂ ثمود کا وہ شخص جس نے ناقۂ صالح علیہ السلام کے پیر کاٹے تھے اور وہ شخص اے علیؓ! جو تمہارے سر میں ماریگا یہاں تک کہ تمہاری داڑھی تمہارے سر کے خون سے تر ہو جائیگی۔

ہدنۂ اول۔ ابتداء اس کی وہ صلح تھی جو حضرت امام حسنؓ نے حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان سے کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو حدیث صحیح میں بیان فرمایا ہے۔ بخاری نے حسن (بصری) سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میں نے حضرت ابوبکرہ

۱؎ جنگ نہروان اس لڑائی کا نام ہے جو حضرت علی مرتضےٰ اور خوارج کے درمیان ہوئی نہروان اس مقام کا نام ہے جہاں یہ لڑائی ہوئی تھی یہ لڑائی ۳۸ ہجری میں ہوئی [illegible] حضرت علی مرتضےٰ نے بعد تحکیم حضرت ابو موسیٰ اشعری [illegible] ایک جماعت [illegible] ہو گئے [illegible] حضرت علی مرتضےٰ [illegible]
[illegible] حضرت علی مرتضےٰ کی [illegible] مرضی مطلب شارع تھی

رضی اللہ عنہ قال بینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب جاء الحسن فقال ابنی ہذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین. بعد ازاں از حقیقت این ہدنہ خبر داد کہ امارۃ علی اقذاء و ہدنۃ علی دخن. باز استقلال معاویہ بن ابی سفیان بپادشاہی بیان فرمودند اخرج ابن ابی شیبۃ عن معاویۃ قال ما زلت اطمع فی الخلافۃ منذ قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معاویۃ ان ملکت فاحسن.

فتنہ ثانیہ مشتمل بر حوادث چند

یکے شہادت حضرت امام حسینؓ فی المشکوۃ معہود قال البیہقی عن ام الفضل بنت الحارث انہا دخلت علی رسول اللہ

رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ حسنؓ آئے تو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے امید ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ اس کے بعد آپ نے اس ہدنہ کی حقیقت بیان فرمائی کہ سلطنت ہوگی آشوب چشم کے ساتھ اور صلح ہوگی کدورت کے ساتھ پھر حضرت معاویہؓ کی بادشاہی کا مستقل ہو جانا بیان فرمایا چنانچہ ابن ابی شیبہ نے حضرت معاویہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مجھے خلافت کی تمنا اس وقت سے پیدا ہوئی جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے معاویہ اگر تم بادشاہ ہو جاؤ تو رعیت کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا۔

فتنہ دوم ۔ یہ فتنہ بھی چند حوادث پر مشتمل ہے اول شہادت حضرت امام حسینؓ مشکوۃ میں بحوالہ بیہقی ام فضل بنت حارث منقول ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں

ل۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد [illegible]

ل۲ [illegible]

ل۳ [illegible]

قال كيف بك يا ابا ذر اذا كان بالمدينة جوع تقوم عن فراشك ولا تبلغ مسجدك حتى يجهدك الجوع قال قلت الله ورسوله اعلم قال تعفف يا ابا ذر كيف بك يا ابا ذر اذا كان بالمدينة موت يبلغ البيت العبد حتى انه يباع القبر بالعبد قال قلت الله ورسوله اعلم قال تصبر يا ابا ذر قال كيف بك يا ابا ذر اذا كان بالمدينة قتل تغمر الدماء احجار الزيت قال قلت الله ورسوله اعلم قال تأتي من انت منه قال قلت والبس السلاح قال شاركت القوم اذاً قلت فكيف اصنع يا رسول الله قال ان خشيت ان يبهرك شعاع السيف فالق ناحية ثوبك على وجهك ليبوء باثمك واثمه۔

شرح استقلال کا سبب

تو حضرت نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ! تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں بھوک کا غلبہ ہوگا اور تم اپنے بستر سے اٹھ کر مسجد تک نہ پہنچ پاؤگے کہ بھوک سے بیتاب ہو جاؤگے وہ کہتے تھے میں نے عرض کیا کہ اللہ و رسول کو خوب علم ہے تو آپ نے فرمایا اے ابوذرؓ (سوال سے) بچنا۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابوذرؓ! تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں موت (کی یہ کثرت) ہوگی کہ ایک قبر کی قیمت ایک غلام کے برابر ہو جائے گی۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور رسولؐ کو خوب علم ہے۔ فرمایا اے ابوذرؓ! صبر کرنا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ! تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں قتل (عام) ہوگا ایسا کہ احجار زیت خون میں ڈوب جائیں گے۔ میں نے کہا کہ اللہ و رسولؐ کو خوب علم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر میں بیٹھے رہنا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا ہتھیار ہاتھ میں لوں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا کروگے تو تم بھی ان کے شریک سمجھے جاؤگے۔ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ پھر کیا کروں فرمایا کہ اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک تمہاری آنکھوں کو خیرہ کردے گی تو تم اپنے کپڑے کا دامن اپنے چہرہ پر ڈال لو تاکہ وہ شخص تمہارا گناہ اور اپنا گناہ اپنے سر لے لے۔ تشریح استقلال کا سبب

له یزید کے [illegible] حضرت ابن زبیرؓ [illegible]
[illegible] حضرت حسینؓ اور عبد اللہ بن زبیرؓ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] خلافت [illegible] عبد الملک [illegible]
حضرت ابن زبیرؓ سے [illegible] ابن زبیرؓ مقتول ہوئے [illegible]

[illegible] واما الكعبة فلم يقصدوها بالهدم وانما قصدوا ابن الزبير ولم يهدم يزيد الكعبة ولكن وقع الحريق فيها باتفاق المسلمين وذلك طارت الى الاستار شرارة من نار من امرأة فاحترقت الكعبة فهدمها ابن الزبير واعادها [illegible]۔

خروج عبداللہ بن زبیر و آں را نیز خبر دادہ چہارم
خروج ابراہیم بن اشتر برائے جنگ عبیداللہ بن زیاد
پنجم تسلط مختار بر کوفہ از آں حال نیز خبر دادند کہ
فی ثقیف کذاب و مبیر اخرج الترمذی عن
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی ثقیف کذاب و مبیر قال عبد اللہ بن عصمۃ
یقال الکذاب ہو المختار بن ابی عبید و المبیر
ہو الحجاج بن یوسف و روی مسلم فی
الصحیح حین قتل الحجاج عبد اللہ بن الزبیر
قالت اسماء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حدثنا ان فی ثقیف کذابا و مبیرا
ششم قتال مصعب با مختار ہفتم قتال ضحاک
بن قیس با مروان ہشتم قتال عبد الملک با مصعب
نہم ظہور حجاج و ظلم او و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
آں را بیان فرمودند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ازیں متاقات خبر دادند بل دعاۃ علی
ابواب جہنم۔

بدرۂ ثانیہ آمد بعد اللتیا والتی امر سلطنت بر
عبد الملک مستقر شد و ہمہ اہل اسلام تحت حکم او در آمدند
و اولاد او و احفاد او نیز در عالم بہمیں نسق فرمانروائی
کردند و در حدیث شریف بیان حکومت ایں
قریش آمدہ است اخرج البخاری من حدیث
ابی ہریرۃ ہلاک امتی علی ایدی غلمۃ من قریش
و اخرج الحاکم عن ابی ذر سمعت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یقول اذا بلغت بنو امیۃ

خروج عبداللہ بن زبیرؓ کے۔ اس کی خبر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے دی ہے۔ چوتھا ابراہیم بن اشتر کا عبیداللہ بن زیاد سے جنگ
کرنے کے لئے خروج کرنا۔ پانچواں مختار کا کوفہ میں مسلط ہونا۔
اس کی خبر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ ثقیف
میں ایک کذاب اور ایک مہلک ہوگا۔ ترمذی نے حضرت عمرؓ
سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
(قبیلہ) ثقیف میں ایک کذاب ہے اور ایک مہلک۔ عبداللہ
بن عصمہ نے بیان کیا ہے کہ کذاب مختار بن ابی عبید تھا اور
مہلک حجاج بن یوسف تھا۔ اور مسلم نے صحیح مسلم میں روایت کی
ہے کہ جب حجاج نے عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کیا تو ان کی والدہ
حضرت اسماءؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم
سے بیان کیا تھا کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک مہلک ہوگا۔
چھٹا مصعب کا مختار سے لڑنا۔ ساتواں ضحاک بن قیس کا مروان
سے لڑنا۔ آٹھواں عبدالملک کا مصعب بن زبیر سے لڑنا۔
نواں حجاج کا اور اس کے ظلم کا ظاہر ہونا۔ اس کو بھی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور ان لڑائیوں کی بابت آپؐ نے
فرمایا کہ کچھ لوگ جہنم کے دروازہ پر کھڑے ہوئے لوگوں کو بلا رہے ہیں

بدرۂ دوم۔ بعد ان تمام باتوں کے انتظام سلطنت عبدالملک
پر قائم ہوگیا اور تمام اہل اسلام اس کے حکم کے نیچے آگئے
اور اس کی اولاد و احفاد نے بھی دنیا میں اسی طرح فرمانروائی کی
حدیث شریف میں ان قریش کی حکومت کا بیان وارد ہوا ہے
بخاری نے بروایت حضرت ابوہریرہؓ نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا
میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھ پر ہوگی۔
اور حاکم نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب بنی امیہ

اربعين اتخذوا عباد الله خولا و مال الله نحلا وكتاب الله دغلا واخرج ابو يعلى والحاكم عن ابى هريرة ان النبى صلى الله عليه وسلم قال رأيت فى النوم بنى الحكم ينزون على منبرى كما تنزو القردة قال فما رئى النبى صلى الله عليه وسلم ضاحكا مستجمعا حتى توفى واخرج البيهقى عن ابن المسيب قال رأى النبى صلى الله عليه وسلم بنى امية على منابرهم فساءه ذلك فاوحى اليه انما هى دنيا اعطوها فقرت عينه واخرج الترمذى والحاكم والبيهقى عن الحسن بن على قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى بنى امية يخطبون على منبره رجلا رجلا فساءه ذلك فنزلت اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ونزلت اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ يملكها بنو امية قال القاسم بن الفضل فحسبنا ملك بنى امية فاذا هى الف شهر لا تزيد ولا تنقص اخرج ابو داود عن عبد الله بن حوالة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابن حوالة اذا رأيت الخلافة قد نزلت الارض المقدسة فقد دنت الزلازل والبلابل والامور العظام

کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے بندوں کو غلام اور خدا کے مال (یعنی بیت المال کے مال) کو بخشش بنالیں گے اور کتاب خدا کو کھیل بنا دیں گے۔ اور ابو یعلیٰ نے اور حاکم نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! میں نے خواب میں اولادِ حکم کو دیکھا کہ میرے منبر پر بندروں کی طرح کود رہے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس خواب کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی نے ہنستا ہوا نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ اور بیہقی نے ابن مسیب سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (خواب میں) بنی امیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو آپ کو اس سے بہت رنج ہوا پس آپ پر وحی نازل ہوئی کہ یہ صرف دنیا ہے جو انھیں دی گئی تو آپ خوش ہوگئے۔ اور ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے حسن بن علیؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ میں سے ایک ایک شخص کو اپنے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ کو اس سے رنج ہوا پس یہ سورت نازل ہوئی اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الآیۃ (ترجمہ) اے نبی ! ہم نے تم کو کوثر دی ہے۔ اور یہ سورت نازل ہوئی اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ الآیۃ (ترجمہ) ہم نے نازل کیا ہے قرآن لیلۃ القدر میں اور تم کیا جانو کیا ہے لیلۃ القدر ! لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔ وہ ہزار مہینے جن میں بنی امیہ بادشاہت کریں گے۔ قاسم بن فضل نے بیان کیا ہے کہ ہم نے حساب کیا تو بنی امیہ کی سلطنت پوری ہزار مہینے نکلی نہ زیادہ نہ کم۔ اور ابوداؤد نے بروایت عبداللہ بن حوالہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم دیکھو کہ خلافت ارض مقدس (یعنی شام) میں پہنچ گئی تو (سمجھ لو کہ) زلزلے اور پریشانیاں اور بڑے بڑے حوادث قریب آگئے

والساعۃ یومئذ اقرب من ہذہ الی رأسک۔

اور قیامت اُس وقت اس سے بھی زیادہ قریب ہوگی جس قدر میرا ہاتھ تمہارے سر سے قریب ہے۔

واینجا نکتہ ایست باریک آں را تیز باید فہمید کہ در باب خلافت شام احادیث مختلف آمدہ بعض ناظر بذم و بعض ناظر بمدح مانند حدیث دیگر از مسند ابن حوالہ اخرج احمد وابوداؤد عن ابن حوالۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیصیر الامر ان تکونوا جنودا مجندۃ جند بالشام وجند بالیمن وجند بالعراق فقال ابن حوالۃ خرلی یا رسول اللہ ان ادرکت ذلک فقال علیک بالشام فانہا خیرۃ اللہ من ارضہ یجتبی الیہا خیرتہ من عبادہ فاما ان ابیتم فعلیکم بیمنکم واستقوا من غدرکم فان اللہ عزوجل توکل لی بالشام واہلہ۔

درحل این تعارض آنست کہ این قوم وجہ ذات خویش استحقاق خلافت نداشتند و خلافت بریشاں مقرر شد و عنایت تشریعیہ متوجہ تمشیۃ اجتہاد و تعاون براں گشت لہٰذا ہر جا ذم ست متوجہ بذات آں جماعہ است و ہر جا مدح ست متوجہ بامور کلیہ و مانند آں از میان ایشاں عمر بن عبدالعزیز خلیفۂ راشد بود بحلیہ علم و فضل و زہد آراستہ و از وے آثار محمودہ در عالم باقی ماند یکے کتابت علم حدیث

یہاں ایک باریک نکتہ ہے اس کو بھی سمجھ لو کہ وہ یہ کہ خلافت شام کے متعلق مختلف حدیثیں آئی ہیں۔ بعض تو برائی پر دلالت کرتی ہیں اور بعض تعریف پر مثل ایک دوسری حدیث کے کہ وہ بھی ابن حوالہ سے مروی ہے جس کو امام احمدؒ اور ابوداؤد نے ابن حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب انجام کار یہ ہوگا کہ تم لوگ بڑے بڑے لشکر بن جاؤ گے ایک لشکر شام میں ہوگا اور ایک یمن میں اور ایک عراق میں۔ ابن حوالہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر وہ زمانہ مجھے ملے تو آپ میرے لئے کس لشکر کو پسند کرتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تم شام میں رہنا کیونکہ وہ اللہ کی پسندیدہ زمین ہے وہاں اپنے پسندیدہ بندوں کو رکھتا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یمن میں رہنا اور اپنے حوضوں کا پانی پینا۔ اللہ عزوجل نے مجھ سے شام اور اہل شام کے متعلق ذمہ داری کرلی ہے۔ اس تعارض کا دفعیہ اس طرح ہے کہ اہل شام اپنے ذاتی اوصاف کے لحاظ سے استحقاق خلافت نہ رکھتے تھے مگر خلافت ان کو حاصل ہوئی اور عنایت تشریعیہ جہاد کا کام جاری رکھنے اور اس پر مدد کرنے کی طرف متوجہ ہوئی لہٰذا جہاں کہیں برائی ہے اس کا مرجع اہل شام کی ذات ہے اور جہاں کہیں تعریف ہے وہ امور کلیہ وغیرہ کے سبب سے ہے۔ انہی اہل شام میں ایک عمر بن عبدالعزیز تھے جو اچھے خلیفہ تھے اور علم و فضل و زہد کے زیور سے آراستہ تھے اور اُن کے بہت عمدہ آثار دنیا میں باقی رہے جن میں سے ایک علم حدیثؒ کی کتابت ہے اور احادیث کا

ؒ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں آپ کی احادیث کتابوں میں لکھی ہوئی نہ تھیں لوگوں نے اپنے سینوں میں ان کو محفوظ کر لیا تھا۔ دیکھو تذکرہ

درمیع آن دیگر ترک سبّ اہل بیت پس بر سر صد و در آمد مضمون حدیث
یبعث اللہ علی رأس کل مائۃ من یجدّد لھا دینھا.

فتنۂ ثالثہ آنکہ چوں این مدت نزدیک انقضا رسید دعاۃ
بنی عباس از طرف خراسان سر برآوردند و جنگہا واقع شد
و تغلبہا بروی کار آمد ہر کہ از نفس بنی امیہ یا از اعوان ایشان
یافتند کشتند و مصادرات نمودند و این فتنہ در ہمہ اطراف و نواحی
فاش گردید و مدار آں سالہا بعد ازاں ہمہ بنا امور بنی عباس استقرار
یافت و تغیر ثالث تمام شد و تغیر رابع ظاہر گشت گرچہ این
حوادث عظام در بغل داشت در زمان طویل سپری شد
وحدتے داشت چنانکہ تغیرات متعددہ وحدتے داشتند
پس بیک اعتبار میتوان گفت کہ دو دولت
بیش نیست اول در مدینہ بود و ثانی در شام
قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم الخلافۃ بالمدینۃ
والملک بالشام و فی
الاوسط للطبرانی

جمع کرنا ہے اور دوسرا سب اہل بیت[1] کا موقوف کرنا ہے۔ اس حدیث
کا مضمون ان پر صادق آیا کہ اللہ ہر سو برس کے شروع میں ایک
ایک شخص پیدا کرتا ہے گا جو دین اسلام کی تجدید کر دیا کرے گا۔

فتنۂ سوم جب یہ مدت قریب ختم پہنچا تو بنی عباس کے
مدعیان خلافت نے خراسان کی طرف سے سر اٹھایا اور لڑائیاں
ہوئیں اور بڑے بڑے ظلم ہوئے جو شخص بنی امیہ میں سے یا
ان کے مددگاروں میں سے مل گیا اس کو مار ڈالا اور بڑی بڑی
سختیاں کیں یہ بات تمام اطراف و جوانب میں پھیل گئی اور
ہوا جو کچھ ہوا۔ ان تمام ہنگاموں کے بعد بنی عباس کا کام
جم گیا اور تیسرا تغیر ختم ہو گیا اور چوتھا تغیر شروع ہو گیا
گو یہ (تیسرا) تغیر بڑے بڑے حادثے اپنے بغل میں رکھتا تھا
اور ایک طویل زمانے کے بعد ختم ہوا مگر اس کا رنگ ایک ہی سا
کہ گزشتہ تغیرات کا رنگ ایک ہے لہٰذا ایک اعتبار سے کہہ سکتے
ہیں کہ (اسلام میں) صرف دو دولتیں ہوئیں اول مدینہ
میں اور دوسری شام میں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ خلافت مدینہ میں ہوگی اور سلطنت شام میں اور بنی اسرائیل کی

[1] بنی امیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت [illegible] کی بدگوئی [illegible] شروع کر دی تھی کہ خطبوں میں برسر منبر [illegible] کا ارتکاب کیا جاتا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے [illegible] بنی امیہ نے [illegible] حضرت معاویہ [illegible] حقیقت [illegible] انشاء اللہ تعالیٰ [illegible]
کی حد میں لکھوں گا و ہو الموفق۔

[2] [illegible] ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] قرآن شریف کے علاوہ اور چیزوں کی کتابت سے منع بھی فرمایا تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے [illegible] القرآن [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] لوگوں کو مسائل دین تعلیم کئے [illegible] قرآن [illegible] دین کا [illegible] حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن محمد بن حزم کو [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] حضرت عمر کے اقوال [illegible] لکھ لی جائے [illegible] علم دین [illegible] علم حدیث حاصل کرنے اور احادیث جمع کرنے
کے شوق میں [illegible] علم حدیث [illegible] اور اس حد تک پہنچ گیا جس کو ہم دیکھ رہے ہیں۔

فی وصف النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مہاجرہ طیبۃ وملکہ بالشام
اول بلفظ خیریت وخلافت و رحمت و
مدت شیوع الاسلام معبر شد وثانی
بوصف تسبق ایمانہم شہادتہم و
بفشو الکذب و ملک عضوض وامثال آن
موصوف گشت اول مؤرخ بہ نزول
رحی الاسلام لخمس وثلثین
وثانی بعد قیام امر سلطنت بہفتاد و
موقوف بسبعین سنۃ در اول سبّ
سلف صالح نبود ودر ثانی سلف صالح را
سب می کردند علی اختلاف اہوائہم
وآرائہم در اول جمیع امور دینی ایشان
راجع بود بہ پیغامبر وخلیفہ خاص واختلاف
معتد بہ در دین آنجا موجود نہ ودر زمان ثانی اختلافہا
و مذہبہائے پراگندہ در اصول عقاید کرجئہ
وقدریہ وخوارج وروافض پیدا شدند و
در فتاوے واحکام جمعے مذہب اہل مدینہ
داشتند وطائفہ مذہب اہل عراق لیکن
ہنوز این اختلافہا مدون نشدہ و این
نزاع محکم الاساس نگشتہ این حالت را
اولی بمنزلہ دو نوع مختلف الحقیقۃ تحت
جنس تصور باید کرد باعتبار آن امر جامع
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ لا
یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ

کتابوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں (لکھا) ہے
کہ مقام ہجرت ان کا طیبہ ہوگا اور سلطنت ان کی ملک شام
میں ہوگی۔ پہلی دولت خیریت اور خلافت و رحمت اور زمانۂ
اشاعت اسلام کے اوصاف کے ساتھ تعبیر کی گئی اور دوسری
دولت ان برائیوں کے ساتھ۔ ذکر کی گئی کہ ان کی قسمیں ان کی
گواہیوں سے آگے چلیں گی۔ اور جھوٹ کا رواج ہو جائے گا
اور کاٹنے والی بادشاہت ہوگی اور ڈسنے والے سانپ
ہوں گے۔ پہلی دولت کی تاریخ یوں بیان کی گئی ہے کہ
اسلام کی چکی پینتیس برس تک چلتی رہے گی۔ اور دوسری
دولت کی تاریخ اس طرح بیان ہوئی کہ جب دولت اول کے
بعد سلطنت قائم ہو جائے گی تو ستر برس تک رہیگی پہلی دولت
میں سلف صالح کی بدگوئی نہ تھی اور دوسری دولت میں سلف
صالح کو برا کہتے تھے اپنی اپنی خواہش اور رائے کے موافق
پہلی دولت میں تمام امور دینی کا مرجع پیغمبر اور خلیفہ
خاص تھے اور کوئی قابل لحاظ اختلاف دین میں اس وقت نہ
تھا۔ دوسری دولت میں بہت سے اختلاف اور اصول عقائد
میں بہت پراگندہ مذہب مثل مرجیہ وقدریہ وخوارج کے پیدا
ہوگئے اور فتاوی اور احکام میں کچھ لوگ اہل مدینہ کے مذہب
پر تھے کچھ لوگ اہل عراق کے مذہب پر تھے لیکن ہنوز یہ اختلاف
مدون نہ ہوئے تھے اور یہ سب نزاع مضبوط نہ ہوئی تھی۔
اس حالت کو (جو تیسرے تغیر سے پیدا ہوئی) بمقابلہ پہلی حالت
کے (جو پہلے دو تغیروں سے پیدا ہوئی تھی) مثل دو مختلف
الحقیقۃ نوعوں کے سمجھنا چاہیے جو ایک جنس کے نیچے ہوں۔ باعتبار
اس امر مشترک کے (جو بمنزلہ جنس کے ہے) آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسلام ہمیشہ غالب رہیگا بارہ خلیفہ کے وقت

كلهم من قريش وفي رواية لايزال امر
الناس ماضيا ما وليهم اثنا عشر خليفة كلهم
من قريش اخرجه الشيخان من حديث
جابر بن سمرة ایں امر جامع کہ مشترک ست
درمیان دو دولت دولتے کہ در مدینہ بود و
دولتے کہ در شام استقرار یافت تفصیلے می طلبد
جمہور دین دو جناح دارد یکے خلافت و دیگر علم
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اما اتفاق ہر دو دولت
باعتبار خلافت ازاں جہت ست کہ دریں ہر دو
دولت خلیفہ مستقل می بود متصرف در عالم بغیر
مزاحمت خارجیاں وبدون اعتماد کلی بر امرائے
لشکر بخلاف دولت بنی عباس واتفاق ایں ہر دو
باعتبار علم ازاں جہت ست کہ تا ایں وقت تدوین
مذاہب نشدہ بود و ہیچکس نمی گفت کہ من متبع
فلاں شخصم بلکہ ادلۂ کتاب وسنت را بر وفق مذہب
اصحاب خود تاویل مے نمود و ہریکے دعوی میکرد
کہ بمقتضائے صراح شریعت محمدیہ علے صاحبہا
الصلوٰۃ والسلام حکم چنیں وچنیں ست الخطأ فی
ھذا او الصواب فقہ ایں زمانہ مخلوط بود بآثار صحابہ
وتابعین مسند ومرسل ہمہ را اخذ میکردند
حالت رابعہ استقرار خلافت بنی عباس در عراق
وایں دولت قریب بچہار صد سال ماند آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم خبر دادہ اخرج الترمذی عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یخرج من خراسان رایات سود

سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ
ہمیشہ لوگوں کا کام جاری رہے گا جب تک کہ ان کے حاکم بارہ
خلیفہ ہوں گے جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ اس حدیث
کو شیخینؒ نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت کیا ہے۔ تحقیق
اس امر مشترک کی جو دونوں دولتوں یعنے مدینہ کی دولت اور
شام کی دولت میں پایا جاتا ہے کچھ تفصیل چاہتی ہے (وہ
یہ کہ) غلبۂ دین کے دو بازو ہیں ایک خلافت اور دوسرے علم
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ دونوں دولتوں میں خلافت
کا مشترک ہونا اس وجہ سے ہے کہ ان دونوں دولتوں میں
خلیفہ مستقل ہوتا تھا اور ملک میں بغیر مزاحمت باغیوں کے
اور بغیر اس کے کہ امرائے لشکر پر پورا بھروسہ کرے تصرف کرتا
تھا بخلاف دولت بنی عباس کے۔ اور ان دونوں دولتوں میں
علم کا مشترک ہونا اس سبب سے ہے کہ اس وقت تک مذاہب
کی تدوین نہ ہوئی تھی۔ کوئی شخص یہ نہ کہتا تھا کہ میں فلاں
شخص کا پیرو ہوں بلکہ کتاب وسنت کی دلیلوں کو اپنے
اصحاب کے مذہب کے موافق تاویل کرتے تھے۔ ہر شخص یہ دعویٰ
کرتا تھا کہ خالص شریعت محمدیہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے
موافق حکم اس طرح اور اس طرح ہے اس میں اس سے غلطی ہو
یا صواب۔ اس زمانہ کی فقہ صحابہ وتابعین کے آثار کے ساتھ مخلوط
تھی یہ مسند ومرسل سب پر عمل کرتے تھے۔

چوتھی حالت (یعنے چوتھا تغیر) خلافت بنی عباس کا عراق
میں جم جانا۔ یہ دولت قریب چار سو برس تک رہی۔ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی بھی خبر دی ہے۔ ترمذی
نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خراسان سے کچھ سیاہ جھنڈے نکلیں گے

ثم لا يرده شيء حتى تنصب بإيلياء
وبين ست فتنة السراء وبين ست مضمون
ثم يكون جبرية وعتو أخرجه أبو داود
من حديث عبد الله بن عمر قال كنا
قعوداً عند رسول الله صلى الله عليه
وسلم فذكر الفتن فأكثر في ذكرها حتى
ذكر فتنة الأحلاس فقال قائل
يا رسول الله وما فتنة الأحلاس قال
هي هرب وحرب ثم فتنة السراء
دخنها من تحت قدمي رجل من
أهل بيتي يزعم أنه مني وليس مني
إنما أوليائي المتقون ثم يصطلح الناس
على رجل كورك على ضلع ثم فتنة الدهيماء
لا تدع أحدا من هذه الأمة إلا
لطمته لطمة فإذا قيل انقضت تمادت
يصبح الرجل فيها مؤمنا ويمسي كافرا حتى
يصير الناس إلى فسطاطين فسطاط إيمان لا
نفاق فيه وفسطاط نفاق لا إيمان فيه
فإذا كان ذلكم فانتظروا الدجال من يومه
ومن غده قال الخطابي قوله فتنة الأحلاس
إنما أضيفت الفتنة إلى الأحلاس لدوامها
وطول لبثها يقال للرجل إذا كان
يلزم بيته لا يبرح هو حلس بيته وقد
يحتمل أن يكون شبهها بالأحلاس لسواد
لونها وظلمتها والحرب ذهاب المال والأهل

جن کو کوئی بھی واپس نہ کر سکے گی یہاں تک کہ وہ ایلیا (بیت المقدس)
میں نصب کر دیئے جائیں گے۔ فتنہ سترہ (جو پندرہ حدیث میں
مذکور ہوگا) یہی فتنہ ہے اور ظلم و سرکشی (جو کاٹنے والی بادشاہت
کے بعد بیان کی گئی ہے) یہی ہے۔ ابوداؤد نے بروایت عبداللہ
بن عمرؓ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ (ایک روز) رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فتنوں کا
ذکر کیا اور بہت ذکر کیا یہاں تک کہ آپ نے فتنہ احلاس کا ذکر
کیا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ فتنہ احلاس کیا چیز
ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں ہرب اور حرب ہوگی اس کے بعد
فتنہ سراء ہوگا جس کا دھواں ایک ایسے شخص کے پیر کے
نیچے سے اٹھے گا جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا وہ اپنے کو
میرے گروہ میں سے سمجھے گا حالانکہ وہ میرے گروہ سے نہ ہوگا
میرے ولی وہی لوگ ہیں جو متقی ہوں۔ اس کے بعد پھر لوگ
ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائیں گے جو مثل سرین کے پسلی پر
ہوگا اس کے بعد فتنہ دہیماء ہوگا جو اس امت میں سے کسی کو
باقی نہ رکھے گا جس کو ایک طمانچہ نہ مارے (وہ فتنہ ایسا طویل
ہوگا کہ) جب لوگ خیال کریں گے کہ اب یہ فتنہ ختم ہوا تو وہ اور
بڑھ جائے گا۔ اس فتنہ میں آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام
کو کافر ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ امت میں دو فرقے ہو جائیں گے
ایک تو ایمان کا جس میں بالکل نفاق نہ ہوگا۔ اور دوسرا فرقہ نفاق کا جس میں بالکل
ایمان نہ ہوگا جب یہ حالت ہو جائے تو تم اسی دن یا اس کے دوسرے دن دجال کا انتظار کرنا
خطابی نے کہا ہے کہ اس فتنہ کو فتنہ احلاس اس کے دوام اور درازی کے سبب
سے کہا گیا ہے۔ جب کوئی شخص گھر ہی میں پڑا رہتا ہے تو اس کو کہتے ہیں
وہ اپنے گھر کا ٹاٹ بنا ہوا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ خطابی کی مراد یہ ہو کہ یہ فتنہ بھی ٹاٹ کی طرح
تاریک تھا اور حرب کے معنی مال اور اولاد سب کے چلے جانے کے ہیں۔ اہل عرب

یقال حُرِب الرجل فهو حَرِیبٌ اذا سُلِب ماله واهله والدخان یرید انها تثور کالدخان من تحت قدمیه وقوله کورک علی ضلع مثل و معناه الامر الذی لا یثبت ولا یستقیم وذلک ان الضلع لا یقوم بالورک ولا یحمله وانما یقال فی باب الملائمة والموافقة اذا وصفوا هو ککف فی ساعد وساعد فی ذراع ونحو ذلک یرید ای هذا الرجل غیر خلیق للملک ولا مستقل به والدهیماء تصغیر الدهماء تصغیرها علی مذمة لها آنچه در معنے این حدیث پیش فقیر محقق شده آنست که فتنة الاحلاس فتنہ بنی امیہ ست در شام وحرب اشارہ است بگریختن عبد اللہ بن الزبیر از مدینہ بمکہ وحرب آنچہ بعد ازاں مقاتلات ضحاک بن قیس وغیر آں واقع شد و فتنة السراء فتنة بنی عباس ست قصہ عبد ابراہیم عباسی بسوئی ابو مسلم در کتب تاریخ خواندہ باشی و فتنة الدهیماء فتنہ ترک ست ظاہراً قول انقضت تمادت اشارہ است باستقلال طوائف اتراک طبقہ بعد طبقہ در زمین روم و فارس۔

باقی ماند مسئلہ در غایت اشکال در حدیث ابن ماجہ اشارہ بقصہ خروج ابو مسلم از خراسان واقع شدہ وآں خلیفہ را مہدی گفتہ اند و ترغیب بر نصرت او نمودہ اند و طوائف خوارج غوغا کردہ اند اخرج ابن ماجہ من حدیث علقمة عن عبد اللہ بن مسعود

بولتے ہیں کہ حرب الرجل مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے مال و اولاد ضائع ہو گئے۔ دھوئیں سے مراد یہ ہے کہ یہ فتنہ دھوئیں کی طرح اس کے پیروں کے نیچے سے جوش کرے گا۔ اور سرین کا پسلی پر ہونا ایک مثل ہے جو ایسے امر پر بولی جاتی ہے کہ جو ثابت اور قائم نہ رہ سکے جس طرح پسلی سُرین کے ساتھ سیدھی نہیں رہ سکتی نہ اس کو اٹھا سکتی ہے۔ اور جب کسی کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ مثل ہتھیلی کے کلائی میں ہے یا مثل کلائی کے بازو میں ہے تو مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص بادشاہت کے قابل نہیں اس کا بار اٹھا نہیں سکتا۔ دہیماء تصغیر دہماء کی ہے یہ تصغیر واسطے مذمت کے ہے۔ اس فقیر کے نزدیک اس حدیث کے جو معنے ثابت ہیں وہ یہ ہیں کہ فتنۂ احلاس سے مراد بنی امیہ کا فتنہ ہے جو شام میں ہوا۔ اور حرب سے عبد اللہ بن زبیرؓ کے مدینہ سے مکہ بھاگ کر چلے جانے کی طرف اشارہ ہے اور حرب سے وہ لڑائیاں مراد ہیں جو ضحاک بن قیس وغیرہ سے ہوئیں۔ اور فتنۂ سراء سے فتنۂ بنی عباس مراد ہے ابراہیم عباسی کا فرمان بجانب ابو مسلم تم نے کتب تاریخ میں پڑھا ہوگا۔ اور فتنۂ دہیماء سے مراد ترکوں کا فتنہ ہے اور یہ جو کہا گیا کہ جب اس فتنہ کی بابت یہ خیال کیا جائے گا کہ ختم ہو گیا تو اور بڑھ جائے گا یہ اس طرف اشارہ ہے کہ گروہ ترک یکے بعد دیگرے زمین روم و فارس میں مستقل رہیں گے۔

اب ایک مسئلہ نہایت مشکل اور باقی ہے وہ یہ کہ ابن ماجہ کی حدیث میں ابو مسلم کے خراسان سے نکلنے کی طرف اشارہ ہے اور اس خلیفہ کو مہدی فرمایا گیا ہے اور اس کے مدد کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ خارجیوں نے اس کے متعلق ایک اعتراض بھی کیا ہے۔ ابن ماجہ نے بروایت عبد اللہ بن مسعودؓ روایت کی کہ

عن عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج ناس من المشرق فيوطئون للمهدي يعني سلطانه.

تحقیق این سه حدیث پیش فقیر آنست که مراد از مهدی خلیفهٔ بنی عباس ست نه امام مهدی که در آخر زمان ظهور نماید اینجا مهدی گفتن و خلیفة الله گفتن و حث بر نصرت او نمودن بجهت آنست که خلافت این فرقه در پردهٔ تقدیر مصمم شد آن را تغییر و تبدیل نیست پس او مهدی ست راه نموده شده بسوئے تدبیرے که مقتضی باشد باستقرار خلافت نه چون خارجیان دیگر که تدبیر ایشان تلاشی شد و بجز هرج و مرج چیزے بدست ایشان نه آمد و خلیفة الله ست یعنی آنکه خلافت او در تقدیر الٰهی مصمم گشته بود و باید بود و نباید تخلف ازو زیرا که مطلوب اهم در شریعت قطع نزاع ست و تقلیل هرج و مرج خلافت مستقره بهتر ست اگرچه صاحب آن نکوتر علے منهج باشد از خلافت متلاشیه گو صاحب آن افضل بود و ثمرهٔ تشریع تقلیل مفسده و تعیین راهے که موافق تقدیر بود تا زود حاصل شود در اول دولت عباسیه خلیفه را حکم در آفاق عالم نافذ بود و بعد معتصم حکم ایشان ضعیف شد سلجوقیه مستقل شدند تا آنکه سلطنت صورتے ماند بغیر حقیقت و عبیدیان بمصر خروج کردند و از پهلوے ایشان فتنهٔ عظیم برخاست نصاری بر شام تسلط یافتند آخر با هم عبیدیان برهم خوردند

عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ مشرق سے آئیں گے اور وہ مہدی کی سلطنت (قائم کرنے) کے لئے لڑیں گے

تحقیق ان تینوں حدیثوں کی اس فقیر کے نزدیک یہ ہی کہ مہدی سے مراد خلیفہ بنی عباس ہے نہ کہ امام مہدیؑ جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوں گے یہاں اس خلیفہ کو مہدی اور خلیفۃ اللہ کہنا اور اس کی مدد کی ترغیب دینا محض اس سبب سے ہے کہ اس فرقہ کی خلافت پردۂ تقدیر میں مصمم ہو چکی تھی اس میں تغیر و تبدل ہونے والا نہ تھا لہذا وہ مہدی ہوا یعنی راہ پایا اس تدبیر کی طرف جو اس کی خلافت کو مضبوط کر دے نہ مثل دوسرے خارجیوں کے کہ ان کی تدبیر رائگاں ہو گئی اور سوا فساد و فساد کے کچھ ان کے ہاتھ نہ آیا۔ خلیفۃ اللہ اس کو اس معنے میں کہا گیا کہ خلافت اس کی تقدیر الٰہی میں مصمم ہو چکی تھی اور اسی وجہ سے کہا گیا کہ اس کے ساتھ ہو جانا چاہئے اس کی مخالفت نہ کرنا چاہئے کیونکہ بڑا مقصود شریعت میں قطع نزاع ہے اور فتنہ و فساد کا کم کرنا۔ جمی ہوئی خلافت بہتر ہے گو اس کا مالک مثل صورت کے پہلی پر ہو بہ نسبت پراگندہ خلافت کے گو اس کا مالک افضل ہو۔ تشریع کا ثمرہ یہ ہے کہ فسادات میں کمی ہو اور وہ راہ متعین ہو جائے جس سے (مقصود) موافق تقدیر کے جلد حاصل ہو جائے۔ شروع دولت عباسیہ میں خلیفہ کا حکم اطراف عالم میں نافذ تھا۔ معتصم کے بعد حکم ان کا کمزور ہو گیا اور سلجوقیوں کی سلطنت قائم ہوئی یہاں تک کہ بنی عباس کی سلطنت ایک صورت رہ گئی بغیر حقیقت کے اور عبیدیوں نے مصر پر خروج کیا اور ان کے پہلو سے ایک فتنہ برپا ہوا۔ نصاری نے شام پر تسلط پایا۔ آخر عبیدی بھی درہم برہم ہو گئے

وہم نصاریٰ باز از ارض شام بدر کرده شدند و بعد از آں
اتراک چنگیزیہ بر خراسان غلبہ کردند و آخر خلیفہ عباسی
برہم خورد دراں حالت دولت عرب منقرض شد
و دیلمیاں در ہر ناحیت بریاست سر برآوردند ایں
ابتدائے تغیر خامس بود در ایام دولت بنی عباس
مذاہب اصول و فروع محکم الاساس گشت حنفی
و شافعی و مالکی تصانیف پرداختند و در اصول
معتزلہ و شیعہ و جہمیہ ہم ممتاز گشتند و دریں
عصر علوم یونانیاں بلغت عرب نقل کرده شد
و تاریخ فارسیاں را معرب ساختند و ہر کسے بمذہب
خود خورسند گردید تا انقراض دولت شام ہیچ کس
خود را حنفی و شافعی نمی گفت بلکہ ادلہ را بر وفق
مذاہب اصحاب خود تاویل میکردند و در دولت
عراق ہر کسے برائے خود نامے معین نمود تا نص اصحاب
خود نیابد بر ادلہ کتاب و سنت حکم نکند اختلافے
کہ از مقتضائے تاویل کتاب و سنت لازم می
آمد الحال محکم الاساس گشت ہر چند دولت
بنی عباس اول و اوسط و آخر مختلف بود اما ہمہ
بر تاسیس مذاہب و تفریع آں و تخریج بر آں گذشت
وایں حالت بہ نسبت حالتین اولیین مانند دو
جنس تحت جنس عالی تصور باید کرد و آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم باعتبار ایں امر مشترک فرمود اخرج
ابوداؤد من حدیث سعد بن ابی وقاص
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لارجو
ان لا تعجز امتی عند ربہا ان یؤخرہم نصف یوم

اور نصاریٰ بھی ملک شام سے نکال دیئے گئے۔ اس کے بعد چنگیزی
ترکوں کا خراسان پر غلبہ ہوا بالآخر خلیفہ عباسی بھی درہم برہم ہو گیا
اور اس وقت دولت عرب ختم ہو گئی اور عجمیوں نے ہر طرف سرداری
کے ساتھ سر اٹھایا یہ پانچویں تغیر کی ابتدا تھی۔

(پانچواں تغیر) عجمیوں کی سلطنت۔ (اس میں اور چوتھے تغیر
میں فرق یہ تھا کہ) دولت بنی عباس کے زمانہ میں اصول و فروع
مضبوط ہو گئے تھے حنفی اور شافعی اور مالکی (اپنے اپنے مذہب کی کتابیں)
لکھ چکے تھے اور اصول میں معتزلہ اور شیعہ اور جہمیہ ایک دوسرے سے
ممتاز ہو چکے تھے اور انہی کے عہد میں یونانیوں کے علوم زبان عرب
میں نقل کیے گئے اور فارسیوں کی تاریخ عربی میں ترجمہ کی گئی
اور ہر ایک اپنے مذہب سے خوش تھا۔ دولت شام کے ختم ہونے تک
کوئی شخص اپنے کو حنفی شافعی نہیں کہتا تھا بلکہ وہ لوگ دلائل کو
موافق اپنے اصحاب کے مذہب کے تاویل کرتے تھے۔ اور دولت عراق میں
ہر شخص نے اپنے لئے ایک نام تجویز کر لیا (کوئی اپنے کو حنفی کہنے
لگا کوئی شافعی) جب تک اپنے اصحاب کی تصریح نہ دیکھ لیتے تھے
قرآن و حدیث کے دلائل پر کوئی حکم نہ کرتے تھے۔ جو اختلافات قرآن
و حدیث کی تاویل کے لحاظ سے لازم آتے تھے اب وہ مضبوط
ہو گئے۔ ہر چند دولت بنی عباس اول اور اوسط اور آخر میں مختلف
تھی مگر یہ دولت تمام تر مذاہب کی مضبوطی اور ان کی تفریعات اور
تخریجات پر گزری۔ اور یہ حالت بہ نسبت پہلی دونوں حالتوں کے
مثل دو جنس (سافل) کے تھی جو جنس عالی کے تحت میں ہوں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی امر مشترک کے لحاظ سے فرمایا تھا
جس کو ابوداؤد نے بروایت سعد بن ابی وقاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا میں امید رکھتا ہوں کہ میری امت اپنے
پروردگار کے یہاں اس بات سے عاجز نہ ہوگی کہ وہ ان کو نصف یوم تک مہلت دے

قیل لسعد وکم نصف یوم قال خمس مائۃ سنۃ
تفصیل ایں معنے آنکہ خلافت در دولت
مدینہ وشام وعراق ہمہ در قریش بود
واز ملک عرب باطراف ونواحی احکام
جاری مے شد ولو بحسب الصورۃ آمدت
دریں حدیث یعنے قوم وقبیلہ ست
ودریں تاریخ باز دولت قریش منقرض شد
بلکہ دولت عرب برہم خورد و رؤسائے محافل
وملوک عالم عجمیان شدند چوں دولت
عرب منقضی شد مردم در بلاد مختلفہ
افتادند ہر یکے آنچہ از مذاہب یاد گرفتہ بود
ہماں را اصل ساخت وآنچہ مذہب مستنبط
سابقًا بود الحال سنت مستقرہ شد علم
ایشاں تخریج بر تخریج وتفریع بر تفریع
ودولت ایشاں مانند دولت مجوس الا آنکہ نماز
می گزارند وتکلم بکلمہ شہادت می کنند ما مردم در
دامن ہمیں تغیر پیدا شدیم نمی دانیم کہ خدائے تعالیٰ بعد
ازیں چہ خواستہ است وھذا آخر الفصل الخامس

حضرت سعدؓ سے پوچھا گیا کہ نصف روز کی کیا مقدار ہوگی؟ حضرت سعدؓ نے
کہا پانچسو برس۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ دولت مدینہ کی خلافت اور شام
کی اور عراق کی یہ سب خلافتیں قریش میں تھیں اور ملک عرب سے اطراف
وجوانب میں احکام جاری ہوتے تھے گو ظاہری طور پر ہی (اور ان
سب خلافتوں کا زمانہ پانچسو برس کا تھا یہی مطلب ہے کہ پانچسو برس تک
مہلت دینے کا) یہی الفاظ ہیں اس حدیث میں یعنے قوم وقبیلہ (قریش) کے
ہے اس مدت کے بعد دولت قریش کی ختم ہوگئی بلکہ عرب کی دولت درہم
وبرہم ہوگئی اور محفلوں کے رئیس اور عالم کے بادشاہ عجمی لوگ ہوگئے۔
جب دولت عرب کی ختم ہوئی اور (مسلمین) لوگ مختلف شہروں میں پہنچے تو
جس نے جو مذہب یاد کر لیا تھا اسی کو اس نے اصل بنایا اور جو مذہب
کہ پہلے مستنبط (سمجھا جاتا) تھا اب اصل مضبوط بن گیا۔ ان لوگوں کا علم
یہ ہے کہ تخریج پر تخریج اور تفریع پر تفریع کریں۔ عجمیوں کی دولت بالکل
مجوسیوں کی دولت کے مثل ہے فرق صرف یہ ہے کہ یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اور
کلمہ شہادت پڑھتے ہیں ہم لوگ اسی (پانچویں) تغیر کے دامن میں پیدا
ہوئے ہیں اب نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی مشیت اس کے بعد کیا ہے۔

فصل پنجم ختم ہوئی

(والحمد للہ رب العالمین)

الفوز الکبیر

فی

اصول التفسیر

(اُردو)

جس میں قرآن مجید کی تفسیر کے تمام بنیادی اصولوں پر مفصل اور بصیرت افروز بحث کی گئی ہے

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مترجم

مولوی رشید احمد صاحب انصاری

قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ۔ کراچی

قرآن حکیم
کے اُردو تراجم

تاریخ۔ تعارف۔ تبصرہ۔ تقابلی جائزہ

تالیف

ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین

ایم اے (عربی)، ایم اے (فارسی)، پی ایچ ڈی (بمبئی)

ناشر

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ کراچی

فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

ازالۃ الخفاء
عن خلافۃ الخلفاء
مترجم
تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
مترجمہ
حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی
جلد دوم
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

یہ
ازالۃ الخفا مترجم کی جلد دوم
کا
نیا اور مکمل ایڈیشن ہے
جس میں
اس کی فصل ہشتم کا وہ گمشدہ حصہ شامل ہے
جو اب تک "ازالۃ الخفا" کے کسی نسخہ میں موجود نہیں تھا
اب وہ اردو ترجمہ کے ساتھ
پہلی بار
شامل کتاب کیا جا رہا ہے

فہرست مضامین ازالۃ الخفا (ترجمہ اردو)

جلد دوم

آیات سورۃ بنی اسرائیل ۱۴۲

آیات سورۃ الکہف ۱۵۴

آیات سورۃ مریم ۱۵۶

تتمۂ فصل مشتمل کی
فہرست مضامین
اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں

فہرست مضامین ازالۃ الخفاء تتمہ فصل ہشتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل ششم

در موضع قرآن وتعریضات آں کہ دلالت می کنند بر صفات خلافت خاصہ و بر خلافت خلفاء وفضائل وسوابق ایشاں و آیاتے کہ موافقات خلفاء اند و آیاتے کہ سبب نزول آنہا خلفاءؓ بودہ اند۔

علم حدیث بہ نسبت علوم منقسم می شود بہ پنج فن اول بہ اعتبار اسناد فن صحیح است مثل موطا و جامع سفیان بعد ازاں فن سیرت مثل کتاب محمد بن اسحٰق وکتاب موسیٰ بن عقبہ و ابواب شمائل نیز داخل دراں است و فن تفسیر مثل تفسیر عبد الرزاق و تفسیر بخاری و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و غیر ایشاں و فن زہد و رقائق مثل کتاب الزہد ابن المبارک در متقدمین وکتاب قوت القلوب و مثل آں در متأخرین و ابواب فتن و اشراط قیامت و بعث و بہشت و دوزخ نیز در رقائق داخل است و فن معرفۃ الصحابہؓ مثل استیعاب و مناقب صحابہؓ نیز دراں فن داخل است اکثر احادیث مناسبت بدو فن یا سہ فن دارد ازیں فنون و ہر یکے محدثان ذکر کردہ و بعض کتب مصنف اند برائے یک فن تنہا و بعض برائے دو فن یا سہ فن۔

فصل ششم

جیسے ارشادات قرآن کے بیان میں جن میں عموماً وخصوصاً ایسی تعریضات ہیں جو خلافت خاصہ کی صفات اور خلفاءؓ کی خلافت اور ان کے فضائل اور مناقب پر دلالت کرتی ہیں اور ایسی آیات کے بیان میں جو خلفاءؓ کی رائے یا خواہش کے موافق نازل ہوئیں اور ایسی آیات کے بیان میں جن کے نزول کا سبب خلفاءؓ ہوئے ہیں۔

واضح رہنا چاہیے کہ علم حدیث اپنی علمی حیثیت سے پانچ فنون پر منقسم ہوتا ہے سب سے پہلا فن (متفق علیہ) باعتبار اسناد کے فن صحیح ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال پر روایات مذکور ہوتے ہیں جیسے موطا اور جامع سفیان۔ اس کے بعد فن سیرت مثل کتاب محمد بن اسحٰق وکتاب موسیٰ بن عقبہ اور شمائل کے ابواب بھی اسی میں داخل ہیں۔ اور فن تفسیر جیسے تفسیر عبد الرزاق اور تفسیر بخاری وترمذی وابن ماجہ وحاکم وغیرہ۔ اور فن زہد ورقائق (جس کے ماتحت دنیا سے کنارہ کشی اور قلب میں رقت پیدا کرنے والے ارشادات مذکور ہوتے ہیں) جیسا کہ متقدمین میں سے ابن المبارکؒ کی کتاب الزہد اور متاخرین میں سے کتاب قوت القلوب ابو طالب مکی کی طرح۔ اور ابواب فتن اور اشراط قیامت اور دوبارہ اٹھایا جانا اور بہشت ودوزخ کے بیانات بھی رقائق میں داخل ہیں۔ اور فن معرفۃ الصحابہ جیسے استیعاب اور مناقب صحابہؓ بھی اسی فن میں داخل ہیں۔ اکثر احادیث ایسی ہیں جو دو یا تین فنون سے مناسبت رکھتی ہیں ان کو ان فنون میں سے ہر فن کے ماتحت لایا جاتا ہے۔ اور بعض کتابیں ایسی ہیں جو تنہا ایک فن کے لئے تصنیف کی گئی ہیں اور بعض ایسی ہیں جو دو فن یا تین فن کے لئے

فرمود که اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر
ازین آیہ میتوان استدلال کرد که خدائے تعالی
عباد خود را تعلیم می فرماید که وقت مناجات از من
طلب کنید ہدایت بسوئے صراط مستقیم چون بعد
انضمام دلائل منقح شد که صراط مستقیم طریقۂ
شیخین است لازم آمد که شیخین خلیفۂ خاص
باشند زیرا که خلیفۂ خاص اوست که صراط مستقیم
طریقۂ او باشد و مطلوب بود در شریعت توجہ
بسوئے او قال اللہ تعالی وقال لہم نبیہم
ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا قالوا
انی یکون لہ الملک علینا ونحن احق
بالملک منہ ولم یؤت سعۃ من
المال قال ان اللہ اصطفاہ علیکم و
زادہ بسطۃ فی العلم والجسم واللہ
یؤتی ملکہ من یشاء واللہ واسع علیم
فقیر گوید عفی عنہ خدائے تعالی قصص پیشینیان
بیان نہ فرمودہ است الا برائے آنکہ عبرت
باشد برائے پسینیان پس ازین آیہ مستفید شد
از مسائل خلافت چند مفہوم بتحقیق آنکہ
چون غلبۂ کفار بر مسلمین پدید آمد در صورت
وجوب جہاد دفعًا یا اہل مودو و فتح در رسید
در صورت وجوب جہاد ابتداءً داعیہ آنجا حاصل
است از رئیس و مرؤس و عُدّۃ و عِدّۃ کفایت
نمی کند در اتمام امر مقصود در غیب
الہی لازم است شود حکم بملک شخصے که
در غیب فتح بنام او نوشتہ اند و چون نوبت آنجا
رسد فرض میگردد استخلاف او و او خلیفۂ
خاص باشد من عند اللہ لِ قضائہ وحکمہ چنانکہ بنی اسرائیل
چون مغلوب شدند در دست جالوت

فرمایا کہ پیروی کرو اُن کی جو میرے بعد ہوں گے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اس
آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ سے اس طرح استدلال کر سکتے ہیں
کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو تعلیم فرماتا ہے کہ مناجات (دعا و زاری کے ساتھ
دعا) کے وقت مجھ سے صراط مستقیم کی طرف ہدایت طلب کرو، اور
چونکہ بعد امور مذکورہ دلائل کے یہ بات صاف ہو چکی ہے کہ صراط مستقیم شیخین
(ابوبکرؓ و عمرؓ) کا طریقہ ہے تو اس سے لازم آیا کہ شیخین خلیفہ خاص ہوں
اس لئے کہ خلیفہ خاص وہی ہے جس کا مسلک صراط مستقیم ہو اور اس
(صراط مستقیم) کی طرف متوجہ ہونا شریعت میں مطلوب ہے۔

آیات سورۃ البقرۃ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وقال لہم نبیہم الخ (پ ۲ ع ۳۲) اُن کے
نبی پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے
کہنے لگے اُن کو ہم پر حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہو سکتا ہے حالانکہ بہ نسبت اُن کے
ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں اور اُن کو تو کچھ مالی وسعت بھی نہیں دی
گئی اُن پیغمبر نے جواب میں فرمایا کہ (اول تو) اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقابلہ
میں اُن کو منتخب فرمایا ہے اور (دوسرے) علم اور جسامت میں اُن کو
زیادتی دی ہے اور (تیسرے) اللہ تعالیٰ اپنا ملک جس کو چاہیں دیں (اور
چوتھے) اللہ تعالیٰ وسعت دینے والے جاننے والے ہیں۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے پہلے لوگوں کے قصے صرف اسی لئے
بیان کئے ہیں کہ بعد کے لوگوں کو عبرت ہو۔ تو اس آیت سے خلافت خاصہ
کے مسائل میں سے چند مسئلے سمجھ میں آتے ہیں۔ اول یہ کہ جب مسلمانوں پر
کفار کا غلبہ ہو جائے تو اُن کے دفع کرنے کے لئے وجوب جہاد کی صورت
میں یا فتح کا جو وقت علم الٰہی میں ہے ابتداءً وجوب جہاد کی صورت میں تقاضہ
ہے کہ پہلے اور ان (یعنی مطلوب مسلمانوں کے پاس) جو کچھ بھی سردار
رعایا و محکوم عوام اور سامان جنگ اور لڑنے والوں کی تعداد ہے سب
امر مقصود کے پورا کرنے میں ناکافی ہو تو قضاء الٰہی میں لازم ہو جاتا
ہے کہ کسی ایسے شخص کو بادشاہ بنا دیا جائے جس کے نام پر غیب میں فتح
لکھی جا چکی ہو اور جب نوبت وہاں تک پہنچ جاتی ہے تو اس کو خلیفہ مقرر
کرنا فرض ہو جاتا ہے اور اللہ کی طرف سے اسی کی قضاء اور حکم کے مطابق
وہ خلیفہ خاص ہوگا جیسا کہ بنی اسرائیل جب جالوت کے ہاتھ سے مغلوب

و از قوم پریشان و پادشاہان منصوب گشت بالجملہ
گرو آن وقت داشتند کفایت نمی کرد برائے
فتح خدائے تعالیٰ مستخلف ساخت طالوت را
و بر زبان پیغمبر وقت بعلامت کذا وکذا ابدا
بیشناسید خلافت او بنام او کنند دیگر آنکہ بعد
استقرار خلافت او بعضی شروع سرباز زدن از
قبول خلافت او و شکوک را بہم پیدا کردن در
استحسان تقدیم او معصیت است چنانکہ بنی
اسرائیل چون گفتند أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا
یعنی طالوت ہر چند از نسب بنی اسرائیل بود
لیکن سابقہ در ملک نداشت و گمنامی بود
با ستانی خدائے تعالیٰ این سخن را از ایشان نہ
پسندید و بآن التفات نہ فرمود سوم آنکہ اصل
در باب استخلاف معین شدن قدر است در
غیب کہ فتح بتدبیر او و بنام او واقع شود و
استخلاف خدائے تعالیٰ مستلزم اصطفا است و
مدار این اصطفا بر صفاتے است کہ مدار
فتح باشد نزدیک عامہ ائمہ کثرت مال و
زیادت حسب بلکہ مدار آن بر صفات متعلقہ
بمصلحت استخلاف است مع ہذا سنت اللہ
آنست کہ فضیلت جزئی بیان او تحسین
نمایند تا نفوس قوم مطمئن شود چنانکہ
در استخلاف طالوت بقلت مال التفات نہ
کردند و بہ سقائی او از دیوار نہ نمودند بلکہ
بسطت او در علم و جسم بہ منزلہ اعتبار
آوردند تا نفوس قوم بر تقدیم او مطمئن گردد
واللہ اعلم قال اللہ تعالیٰ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ
الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اور ان کی اولاد اور ان کے شہر لٹ گئے اور جو اس وقت جس حالت
میں تھے (کہ نہ ان کے پاس افرادی طاقت تھی نہ سامان حرب) وہ فتح
کے لیے کافی نہیں تھی، تو خدا تعالیٰ نے طالوت کو خلیفہ قرار دینا چاہا
اور اس زمانہ کے نبی سے فرمایا کہ فلاں فلاں علامتوں سے اس کو پہچانے اور
خلافت کے لیے اس کو نامزد کرے۔ دوم یہ کہ بعض شارع سے اس کی خلافت
کے قائم ہو چکنے کے بعد اس کی خلافت کو قبول کرنے سے سرتابی کرنا اور
اس امر میں کہ (کس کو خلافت کے لیے) مقدم کرنا چاہیے تھا، شبہات
شکوک پیدا کرنا معصیت ہے۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے جب یہ کہا کہ اس کو
ہم پر حکمرانی کا حق کیسے حاصل ہو سکتا ہے، یعنی طالوت کو، جو کہ
بنی اسرائیل ہی کے خاندان سے تھا لیکن پچھلے دور کی کوئی دنیاوی
(کہنے والی) خصوصیت نہیں رکھتا تھا، یہ گمنامی میں پڑا رہنے والا تھا یا
سقا تھا تو خدا تعالیٰ نے ان کا یہ کلام پسند نہیں فرمایا اور اس پر التفات
نہ کیا۔ سوم یہ کہ خلیفہ مقرر کرنے کے بارے میں بنیادی امر غیب میں
تقدیر الٰہی کا مستحکم ہوتا ہے کہ فتح اس کی تدبیر اور اس کے نام سے واقع
ہوگی، اور حق تعالیٰ کا خلیفہ بنانا ہی برگزیدگی کو مستلزم ہے اور اس
برگزیدگی کا مدار ان صفات پر نہیں ہے جن پر عام لوگوں کے نزدیک فتح
کا مدار ہوتا ہے جیسے کثرت مال اور حسب (ذکاوت و کچھ) کا اونچا ہونا
بلکہ ان صفات پر ہے جو خلیفہ قرار دینے کی مصلحت کے قریب تر ملنے والی اور
مناسب ہوں۔ اس کے ساتھ عادۃ اللہ یہ ہے کہ اس کے لیے فضیلت
جزئی معین فرمادیں تاکہ قوم کے نفوس مطمئن ہو جائیں۔ چنانچہ طالوت
کو خلیفہ بنانے میں قلت مال کی طرف التفات نہیں کیا اور اس کے پیشے
سقائی کی وجہ سے اس کو نظر انداز نہیں کیا، بلکہ اس کے علم و جسم کے
پھیلاؤ کو (جو حقیقۃً استخلاف کے مناسب صفات ہیں) وجہ اعتبار بنا
کرکے ذکر فرمایا تاکہ قوم اس کو مقدم کرنے کی بنا سمجھ کر اس کی خلافت
پر مطمئن ہو جائے۔ واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ الخ (۲: ۱۲۷)

[۳۱] اور جب اٹھا رہے تھے ابراہیم (علیہ السلام) دیواریں خانہ کعبہ کی اور اسمٰعیل بھی (اور یہ کہتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار (یہ خدمت) ہم سے قبول فرمائیے بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں

لازم آمد تذکر آن دلائل قولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
يَّشْرِي الآية خدا تعالیٰ دو فرقہ متضاد را ذکر فرمود یکے
را بستائید و دیگرے را بنکوہید وصف ستودگان این
نمود کہ بذل میکنند نفوس خود را در طلب مرضاۃ رب
جل شانہ یعنی در مہالک می اندازند قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ
آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا وَجٰہَدُوْا الآیۃ نص صریح است بر فضیلت
مہاجران و مجاہدان قولہ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ الآیۃ مفہوم
بحسب عرف کثرۃ انفاق است در مصارف خیر مرۃ بعد
أخری و کرۃ بعد اولیٰ شک نیست کہ خلفاء رضوان اللہ
علیہم بذل نفوس خود کردند بطلب مرضاۃ اللہ صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ در مکہ دعوت اسلام نمود تا آنکہ او را زدند
و کوفتند و ایذا ہا رسانیدند و در جوار آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم متصدی ہجرت گردید با آنکہ کفار در طلب ایشان
مردم فرستادند و دیت برائے یافتن ایشان مقرر نمودند
و عمر فاروق رضی اللہ عنہ قبل از ہجرت اظہار توحید نمود
تا آنکہ او را زدند و کوفتند و در ہجرت جانبازی عظیم
از وے بظہور رسید و علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ وقت ہجرت
بر فراش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب کرد و ہیچ
باک از کفار نکرد کہ اگر حملہ کنند بر وے می افتد و ذی النورین
رضی اللہ عنہ از عم خود و قوم خود ایذاہا کشید و تحمل
ایمانی او در آن میان نشکست و دو بار ہجرت نمود
ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ بعد از آن ہمہ این عزیزان
با قلت احباب و کثرت اعداء در معارک زیر علم
تحت رایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داد قتال
دادند بعد از آن ہمہ این بزرگان در مواطن خیر
بذل اموال مستمر نمودند پس ایشان ہمہ از اہل
این آیات باشند بلکہ سر دفتر اینہا و بتواتر
مستفیض گردید کہ این ہمہ کلمات عموم
است محتمل کہ مراد بعض افراد دیگر باشند

اس لئے ان دلائل کا بیان کرنا ضروری ہو گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمِنَ
النَّاسِ مَنْ يَّشْرِي الآية خدا تعالیٰ نے ایسے دو فرقوں کا ذکر فرمایا ہے جو
باہم متضاد ہیں۔ ایک کی تعریف فرمائی ہے اور دوسرے کو برا کہا ہے پہلے
گروہ (فرقہ) کا وصف یہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنی جانوں کو اللہ جل شانہٗ
کی مرضیات کی طلب میں خرچ کرتے ہیں یعنی ان کو مہلک خطرات میں ڈال
دیتے ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا
وَجٰہَدُوْا مجاہدین اور مہاجرین کی فضیلت پر نص صریح ہے۔ ارشاد
اِنَّ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ تا آخر۔ اس آیت کا مفہوم بحسب عرف کے مصارف
خیر میں بار بار ایک کے بعد دیگرے بکثرت اموال خرچ کرنا ہے۔ اور اس میں
کوئی شک نہیں ہے کہ حضرات خلفاء رضوان اللہ علیہم نے اللہ کی رضا کی
طلب میں اپنی جانوں کو خرچ کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں دعوت
اسلام کی یہاں تک کہ ان کو لوگوں نے مارا پیٹا اور تکلیفات پہنچائیں اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ نے ہجرت اختیار کی اس
حال میں کہ کفار نے ان کی گرفتاری کے لئے لوگوں کو دوڑایا تھا اور ان کی
گرفتار کرنے کے لئے بعوض دیت (یعنی سو اونٹ انعام) مقرر کیا تھا
اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہجرت سے پہلے توحید کا اظہار کیا یہاں تک
کہ لوگوں نے ان کو مارا پیٹا اور ہجرت کے وقت بڑی جانبازی کا ان سے
ظہور ہوا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہجرت کے وقت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے بستر پر سوئے اس طرح پر کہ اگر کفار حملہ کرتے تو آپ کے اوپر پڑتا۔
اور (حضرت عثمان) ذی النورین رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا اور دیگر اہل خاندان کی
ایذائیں برداشت کیں مگر ایمان کا عقد ڈھیلا نہ ہوا نہ ٹوٹا اور
آپ نے دو مرتبہ ہجرت کی ایک ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ۔ اس کے بعد ان
سب قابل فخر بزرگوں نے دوستوں کی قلت اور دشمنوں کی کثرت کے
باوجود جہاد اور لڑائی کے معرکوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے
کے نیچے مقاتلہ کی داد بھی دی۔ اس کے بعد یہ سب بزرگ نیک موقع پر
اموال خرچ کرتے تھے۔ اس لئے یہ سب ان آیات کے مصداق اور
اہل ہیں بلکہ ان کے سر دفتر ہیں ان کا سابقون بعنوان علیٰ سب سے مقدم ہونا
اور یہی راجح کرنا ہمارا مقصود ہے۔ اگر کوئی متعصب یہ کہے کہ یہ کلمات
عموم کے ہیں ان میں یہ احتمال ہے کہ دوسرے بعض افراد مراد ہوں

أكثر ما يأتينا نبينا منك فأخبرنا من
صاحبك الذي يأتيه بالوحي
فقال جبرئيل قالوا ذلك عدونا من
الملائكة ولو أنه صاحبه صاحب صاحبنا
لاتبعناه. فقال عمر من صاحب
صاحبكم قالوا ميكائيل قال وما هما
قالوا أما جبرئيل فينزل بالعذاب و
النقمة وأما ميكائيل فينزل بالغيث
والرحمة وأحدهما عدو لصاحبه
فقال عمر وما منزلتهما قالوا
هما من أقرب الملائكة منه
أحدهما عن يمينه وكلتا يديه
يمين والآخر من الشق الآخر فقال
عمر لئن كانا كما تقولون ما هما
بعدوين ثم خرج من عندهم فمر
بالنبي صلى الله عليه وسلم فدعاه
فقرأ عليه من كان عدوا لجبريل
الآية فقال عمر والذي بعثك
بالحق لقد جئت بالذي خاصمتهم به
آنفا. وأخرج الحاكم عن أبي سعيد قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
وزيراي من أهل السماء جبرئيل و
ميكائيل ومن أهل الأرض أبو بكر و
عمر. وأخرج الطبراني بسند حسن عن أم سلمة
أن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن في السماء
ملكين أحدهما يأمر بالشدة والآخر يأمر باللين وكلاهما مصيب
وذكر جبرئيل وميكائيل ونبيان أحدهما يأمر باللين
والآخر يأمر بالشدة وكل مصيب
وذكر إبراهيم ونوحا ولي صاحبان

سے سب سے زیادہ ملنے پاس آنے والا تم سے زیادہ کوئی نہیں۔ تو آپ
ہمیں بتائیے کہ آپ کے صاحب یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
کون دوست فرشتہ ہے جو ان کے پاس وحی لایا کرتا ہے۔ عمرؓ نے کہا جبرئیل
تو انھوں نے کہا کہ فرشتوں میں سے یہ ہمارا دشمن ہے اور اگر تمھارے صاحب
(یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا مصاحب وہ ہوتا جو ہمارے صاحب (یعنی
موسیٰ) کا مصاحب تھا تو ہم ان کا اتباع کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ تمھارے صاحب (یعنی موسیٰ) کا کون صاحب تھا؟ تو انھوں نے کہا کہ
میکائیل۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ دونوں کیا کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا
کہ جبرئیل تو عذاب اور تنگی نازل کرتا ہے اور میکائیل بارش اور رحمت نازل
کرتا ہے اور ان دونوں میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ پھر حضرت عمرؓ
نے پوچھا کہ ان دونوں کا مرتبہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ یہ دونوں سب
فرشتوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں ان دونوں میں سے ایک اللہ کے
داہنے ہاتھ کی طرف اور اس کے دونوں ہاتھ یمین یعنی داہنے ہی ہیں اور
دوسرا فرشتہ دوسری جانب بیٹھتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر وہ ایسے
ہی ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو تو یہ دونوں دشمن نہیں ہو سکتے۔ پھر حضرت عمر
رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے نکل آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب کو
گذرے تو آپ نے ان کو پکارا (تو یہ بھی اصحاب کے ساتھ بیٹھ گئے) پھر آپ نے
سب کو یہ آیت سنائی من کان عدوا لجبریل ۔۔ آخر تک۔ تو حضرت عمرؓ نے
کہا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے یہ اسی معاملہ
کے بارے میں ہے جس پر میں نے ابھی یہودیوں سے بحث کی ہے۔ حاکم نے
یہ حدیث اخراج کی اور مروی ہے ابی سعیدؓ سے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے دو وزیر (یعنی مددگار) آسمان والوں
میں سے جبرئیل و میکائیل ہیں اور زمین والوں میں سے ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔
طبرانی نے اخراج کیا سند حسن کے ساتھ ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ آسمان میں دو فرشتے ہیں اُن دونوں میں سے ایک سختی کا
حکم کرتا ہے اور دوسرا حکم کرتا ہے نرمی کا اور وہ دونوں ٹھیک کرنے والے ہیں
اور آپ نے ذکر فرمایا جبرئیل اور میکائیل کا۔ اور دو نبی ہیں ان میں سے
ایک حکم کرتا ہے نرمی کا اور دوسرا حکم کرتا ہے سختی کا اور ہر ایک ٹھیک کرنے
والا ہے اور ذکر کیا آپ نے ابراہیم اور نوح کا اور میرے دو وزیر ہیں

یہود و نصاریٰ از این حضرت بیان می نماید که
تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا آری اصل خلافت خاصہ آنست که
اجتماع مسلمین بہر دو سمت متحقق گردد
و اتفاق در مذہب و شئ باشند و اعتقاد
که بسبب شورش نفس بہیمیہ در میان
ایشان ما مشورت سازد از میان خود دفع
کنند و آن قرن خیر القرون باشد قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر القرون
قرنی الحدیث و ایام فتنہ آنکہ اختلاف
در مذاہب پدید آید و جماعات مسلمین از
جہت اعتقاد بجوش مختلف شوند و جنود
جنود گردند شرح و بسط این مقالہ با آنچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در آن
باب در اخبار مشہورہ بیان فرمودہ اند
سابق تقریر نمودیم فرع آنست
که درین آیت ثابت شد که جماعہ عظیمہ
از اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ بودند و
متواتر شد که این جماعہ در نصب
امامت درین شخصے را رئیس خود
ساختند … و بدون حکم
ایشان دعوت … گردند و
است معنے خلافت پس اگر اتفاق ایشان بر
باطل باشد و غیر مستحق ریاست و … نیستند
غیر مستحق باشند و اگر جمعے غیر مستحق
ریاست را رئیس کردہ جمعے دیگر سکوت نمودند
بالجملہ … خاستند ہر دو از زمرہ معزول باشند
سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ - قال اللہ تعالیٰ اَلَّذِيْنَ
اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

یہود و نصاریٰ کے پیچھے رہ جانے کا سبب بھی بیان کیا ہے کہ انھوں نے تفرقہ
اختلفوا الخ) اصل خلافت خاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا اجتماع کسی ایک امر
پر دونوں صورتوں سے (یعنی طبقہ خواص تو قائم ہو جائے جو علماء کرام اہل شوریٰ
آداب صدود میں مشغول ہے دوسرا طبقہ عوام جو صلحاء و علماء و اشتغال
امر کے ہو) متحقق ہو جائے اور مذاہب میں عوام اتفاق رکھتے ہوں جیسے
نفس کی شورش سے جو بدعتیں اور بری باتوں کی صفات رکھتا ہے جو کچھ پیدا
ہوسکے جس سے بچے ہو گئے ان کو آپس کے درمیان سے دفع کردیں اور
قرن (زمانہ) خیر القرون ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ خیر القرون قرنی الحدیث (سب زمانوں سے بھلا میرا زمانہ ہے الخ) اور
فتنہ کے ایام وہ ہیں جن میں مذاہب میں اختلاف سر اٹھائے اور مسلمانوں
کی جماعتیں ایک دوسرے سے کینہ رکھنے کی بنا پر مختلف جماعتوں اور
گروہوں میں بٹ جائیں۔ اس مضمون کو شرح و بسط کے ساتھ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں جو اخبار مشہورہ مروی ہیں ہم
پہلے بیان کر چکے ہیں اس کو پھر دیکھ لیا جائے۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ اس آیت
سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے
ایک جماعت عظیمہ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تھی اور تواتر سے ثابت
ہے کہ اس جماعت نے امامت دین کے نظم و انصرام کے لئے ایک شخص کو اپنا
سردار بنایا۔ اور ایسا فرد اور شخص ہوا اور ان (سرداران) کے حکم
کے مطابق انھوں نے غیروں کی طرف لوگوں کو دعوت بھی دی۔ یہی خلافت
کے معنے ہیں۔ تو اگر (یہ کہا جائے کہ) ان کا اتفاق باطل پر ہو گیا اور
انھوں نے ایسے شخص کو سردار بنایا جو اس کا مستحق نہ تھا تو پھر وہ خیر
اُمۃ نہیں ہوں گے (اور اس سے اس آیت کا انکار لازم آئے گا جو کفر ہے)
اور اگر (یوں کہا جائے کہ) ایک جماعت نے سرداری کے غیر مستحق کو سردار
تجویز کرلیا اور دوسری جماعت نے اس پر سکوت کرلیا اور اس بڑے فعل
کے مقابلہ کے لئے نہ اٹھے تو غیرت (یعنی بطور الفتح) میں داخل سب کے
دونوں جماعتیں معزول ہو جائیں گی۔ سبحان اللہ کتنا عظیم بہتان ہے جو رسول
والی جماعت رسول پر ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ الخ (ع:۱۷۲)

---

(۱۷۵) جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے کہنے کو قبول کر لیا

وازاں کہ آنست کہ منصب خلیفہ راشد دعوت ظاہرہ
است بزبان فقط بلکہ ہمت بستن در ترویج احکام آنست
در وجہی حق عزوجل تائیدی حاصل کرد از ثمرات
خلافت راشدہ است کہ در جمیع بلاد امت بجا آید
وعن عمر قال لو شاء الله لقال انتم فكنا كلنا ولكن
قال كنتم في خاصة اصحاب محمد ومن صنع مثل
صنيعهم كانوا خير امة اخرجت للناس. وعن
عمرؓ في قوله تعالى كنتم خير امة قال تكون لاولنا
ولا تكون لآخرنا. وعن قتادة قال ذكر لنا ان
عمر بن الخطاب قرأ هذه الآية كنتم خير
امة ثم قال يا ايها الناس من سره ان
يكون من تلك الامة فليؤد
شرط الله. وعن عياض الاشعري
قال شهدت اليرموك وعلينا خمسة
امراء ابو عبيدة ويزيد بن ابي سفيان
وابن حسنة وخالد بن الوليد وعياض
وليس عياض هذا قال وقال عمر
اذا كان قتال فعليكم ابو عبيدة
فكتبنا اليه انه قد جاش الينا الموت
واستمددناه فكتب الينا انه قد
جاءني كتابكم تستمدونني واني
ادلكم على من هو اعز نصرا واحضر جندا
الله عز وجل فاستنصروه
فان محمدا صلى الله عليه وسلم قد
نصر يوم بدر في اقل
من عدتكم فاذا جاءكم كتابي هذا
فقاتلوهم ولا تراجعوني
فقاتلناهم

اس کلام کی وجہ یہ ہے کہ خلیفہ راشد کا منصب صرف زبان سے دعوت ظاہری
ہی نہیں ہے بلکہ ہمت باندھنا (یعنی پوری توجہ کرنا) اور امت پر سے بلاؤں کے
دفع کرنے کے لئے اللہ عزوجل کے سامنے رونا بھی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہ آیت
خلافت راشدہ کے ثمرات میں سے ہے کہ امت پر سے وہ بلائیں اس کی دعا
سے دفع ہوں۔ اور عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ فرماتا
انتم پھر ہم سب کے سب۔ لیکن اس نے فرمایا کنتم یعنی اصحاب محمد
(صلے اللہ علیہ وسلم) کے خواص سے متعلق ہے مطلب یہ ہے کہ کنتم خیر امۃ
اخرجت للناس کے جملے میں تو لفظ اگر انتم خیر امۃ للناس فرماتے تو
پھر تمام امت غالب ہوجاتی اور جو لوگ ایسے عمل کریں گے جیسے کہ ان (صحابہ)
کے اعمال تھے تو بھی "خیر امۃ اخرجت للناس" میں ہوں گے۔ اور عمرؓ سے
مروی ہے حق تعالیٰ کے قول کنتم خیر امۃ کے بارے میں کہ یہ ہمارے ابتدائی
زمانہ والوں کے لئے ہے آخری زمانہ والے واصحاب کے لئے نہیں۔ اور قتادہ
سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمر بن الخطابؓ نے آیت کنتم
خیر امۃ اخرجت للناس کی تلاوت کی پھر فرمایا جس کو یہ خوشی ہو کہ
وہ خیر امۃ اخرجت للناس والی امت میں داخل ہو تو اس کو چاہئے کہ اس کے
بارے میں جو اللہ کی شرطیں ہیں (یعنی تامرون بالمعروف وتنھون
عن المنکر) ان کو پورا کرے۔ اور عیاض اشعریؓ سے مروی ہے کہ انھوں
نے کہا کہ میں یرموک (کی جنگ) میں موجود تھا۔ اس میں پانچ امیر تھے ابوعبیدہ
اور یزید بن ابی سفیان اور ابن حسنہ (یعنی شرحبیل) اور خالد بن الولید
اور عیاض اور وہ یہ عیاض نہیں (بلکہ عیاض بن غنم ہیں) راوی نے کہا
اور عمرؓ نے کہا (یعنی فرمادیا تھا) کہ جب قتال شروع ہوجائے تو تمہارے امیر
(امیر) ابوعبیدہ ہوں گے۔ اس کے بعد ہم نے ان کو لکھا کہ ہماری طرف موت دوڑی
رہی ہے اور ہم نے ان سے (یعنی عمرؓ سے) مدد طلب کی تو عمرؓ نے لکھا کہ تمہارا
خط میرے پاس پہنچا اور تم مجھ سے مدد مانگتے ہو اور میں تم کو اس ذات کی
طرف متوجہ کرتا ہوں جو بہت تمہاری مدد کرنے والا ہے اور بہت لشکر
رکھتا ہے وہ اللہ عزوجل ہے تم اسی سے مدد چاہو (دیکھو) محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کی مدد کی گئی یوم بدر میں جن کی شمار تمہاری نسبت بھی کم تھی (یعنی تعداد
کم تھی) تو جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو ان کا مقابلہ کرکے
بغیر قتال شروع کرو اور میرے پاس دوبارہ نہ لکھو۔ تو ہم نے ان سے جنگ

و رضوانی بعثمانہ انقلب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم بالہزیمۃ کقولہ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا
رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ
أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ
وعن علی بن ابی طالب فی قولہ وسیجزی
اللہ الشاکرین قال الثابتین علی دینہم ابابکر و
اصحابہ فکان علی یقول ابوبکر امیر الشاکرین۔
روی عن ابن عباس وشاورہم نزلت فی
ابوبکر و عمر و فی روایۃ عن ابن عباس
قال نزلت ہذہ الآیۃ فی ابی بکر و عمر فقال
النبی صلے اللہ علیہ وسلم لو اجتمعتما فی
مشورۃ ما خالفتکما و دریں موضع اشکالے بہم
مے رسد زیرا کہ سوق آیات برائے جماعتے
است کہ در غزوۂ احد ازیشان تقصیری رو
دادہ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می باید
کہ از سر تقصیر ایشان در گذرد و بانواع
ملاطفات غبار ندامت از چہرۂ حال ایشان
زائل فرماید از انجملہ است مشاورہ در
امور حرب و از شیخین تقصیرے دراں واقعہ ظاہر
نشدہ تا مصداق ایں آیت توانند بود جواب آن است
کہ ذکر کردن عبد اللہ بن عباس شیخین را دریں موضع
نسبت وار غیر مذاہب مشہورہ در تفسیر است کہ گفت
کہ عرب گویند اذا ذکر الشئی بالشئی و ایں نکتہ
را نیز یاد گیرد کہ در بسیاری از مواضع کافل حل مشکلات
تفسیر خواہد بود و عن ابن عمرو قال کتب
ابوبکر الصدیق الی عمرو ان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کان یشاور
فی الحرب فعلیک بہ و عن الضحاک
قال کان عمر بن الخطاب یشاور

کے وقت اگر یہ لوگ مجھ سے اونٹ کی نکیل کی رسی کا ٹکڑا بھی روکیں
گے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے تو میں ان پر
جہاد کروں گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ (اور محمد
نہیں ہے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں
سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ الٹے
پھر جاؤ گے۔ اور علی بن ابی طالب سے مروی ہے ارشاد خداوندی وسیجزی
اللہ الشاکرین (اور عنقریب اللہ شکر گزاروں کو بدلہ دے گا) کی تفسیر میں آپ نے
فرمایا الشاکرین الخ یعنی جو لوگ اپنے دین پر قائم رہیں گے ابوبکرؓ وغیرہ تو علیؓ
کہا کرتے تھے کہ ابوبکر امیر الشاکرین ہیں۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے وَ
شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (ان سے کام میں مشورہ کیا کرو) کی تفسیر میں کہ
ابوبکرؓ و عمرؓ سے مشورہ کیا کرو یعنی حضرت سے مراد ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں اور ایک روایت
میں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ آیت ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں نازل ہوئی
تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دونوں کسی مشورے میں متفق
ہو جاؤ گے تو میں تمہارے خلاف نہ کروں گا۔ اس مقام پر ایک اشکال پیدا
ہوتا ہے کہ آیت کا سیاق اس جماعت کے لئے ہے جن سے غزوۂ احد میں
کچھ لغزش واقع ہوئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے
کہ ان کی کوتاہی سے درگزر کرتے ہوئے انواع لطف و مہربانی کا معاملہ
فرما کر شرمندگی کا غبار ان کے چہروں سے صاف کر دیں اور ان ہی انواع
لطف میں سے امور حرب میں مشاورت بھی ہے اور شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ)
سے اس موقع پر کوئی لغزش واقع نہیں ہوئی تھی کہ وہ اس آیت کا
مصداق بن سکیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عبد اللہ بن عباسؓ کا شیخین
کو اس موقع پر ذکر کرنا ایک خاص مذہب (نقطۂ نظر) کا ہے جو مذاہب
مشہورہ سے جدا ہے تفسیر کے بارے میں۔ اور وہ یہ ہے کہ عرب کہتے ہیں کہ
ایک شے کو یاد دلایا جاتا ہے دوسری شے کے ذکر سے (مقصود اصلی درحقیقت
وہ شے نہیں ہوتی جو مذکور ہوتی ہے) اور اس نکتہ کو یاد رکھو کہ یہ بہت سے
مواقع میں تفسیر کی مشکلات کے حل کا کفیل ہوگا۔ اور ابن عمرو سے
مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ نے عمرو (بن العاص) کو لکھا
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امور جنگ میں مشورہ کیا کرتے تھے تمہیں
بھی کرنا چاہئے۔ اور ضحاکؓ سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب مشورہ کیا کرتے تھے

با پیغمبران و صدیقان و شہیداں خواہند بود
وحسن اولٰئک رفیقا واین آیہ شبیہ است بآیۃ
دیگر کہ کتٰب مرقوم یشہدہ المقربون
ومزاجہ من تسنیم عینا یشرب بہا
المقربون وکمال این جماعۃ ابرار آنست کہ با این
چہار فرقہ محشور شوند و در ذیل ایشاں معدود گردند
و این چہار طائفہ سر دفتر اہل نجات اند و طبقہ علیا
از طبقات امت مرحومہ و این جماعہ را در مواضع
دیگر مقربین و سابقین تعبیر فرمودہ اند و تا آنکہ
واضح گشت و ہیچ شبہ نماند باز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث مشہورہ کہ تکلیف
آنہا بحد بست عملاً و اعتقاداً خبر داد کہ ابوبکر صدیق
است و عمر و عثمان و علی شہید پس ریاست معنوی
ایشاں بر سایر طبقات مبرہن گشت و در ملت اسلامیہ
نزاعی درین معنے نماند قال اللہ تعالیٰ لا یستوی
القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر
والمجاہدون فی سبیل اللہ باموالہم و
انفسہم فضل اللہ المجاہدین باموالہم
وانفسہم علی القاعدین درجۃ وکلا
وعد اللہ الحسنیٰ وفضل اللہ المجاہدین
علی القاعدین اجرا عظیما درجٰت منہ
ومغفرۃ ورحمۃ وکان اللہ غفورا
رحیما خدا تعالیٰ درین آیت افادہ می
فرماید کہ صحابہ بریک طبقہ نیستند بلکہ بعضی
ایشاں افضل اند از بعضی ومناط فضل جہاد
است فی سبیل اللہ بالنفس یعنی مباشرت قتال
کفار و باموال خویش یعنی بانفاق فی سبیل
اللہ واین آیت واضح گشت کہ جہاد
بالنفس خویش و باموال خویش

پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوں گے وحسن اولٰئک رفیقا
(اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں) اور یہ آیت شبیہ ہے اس دوسری آیت
کی کتٰب مرقوم یشہدہ المقربون (پ ۳۰۔ ع ۸) وہ ایک نوشتہ ہے لکھا ہوا اور قریب جس کو مقرب
فرشتے (ملائکہ) دیکھتے ہیں ومزاجہ من تسنیم (پ ۳۰، ع ۸) اور اس (شراب)
کی آمیزش تسنیم کے پانی کی ہوگی یعنی ایک ایسا چشمہ جس سے مقرب بندے
پئیں گے۔ اس جماعت ابرار کا کمال یہ ہے کہ ان کا حشر ان چار فرقوں کے
ساتھ ہو اور وہ انہی کے ذیل میں شمار کئے جائیں۔ اور یہ چار جماعتیں اہل
نجات میں امتیازی شان والی ہیں اور امت مرحومہ کے طبقات میں سے
سب سے اعلیٰ طبقہ کی ہیں۔ اسی جماعت کے بارے میں بعض دیگر مواقع میں
"مقربین" اور "سابقین" فرمایا گیا ہے۔ اتنی بات تو بیان کی۔ جب یہ اچھی طرح
واضح ہو گئی کہ اس میں کوئی شبہ باقی نہیں رہا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے احادیث مشہورہ میں (جن کی شان یہ ہوتی ہے کہ ان کا تسلیم کرنا ہم
پر واجب ہوتا ہے عملاً و اعتقاداً قطعی ہوتا ہے) خبر دی کہ ابوبکرؓ صدیق ہیں
اور عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ شہید ہیں تو ان کی معنوی ریاست جو ان کو جملہ
طبقات پر حاصل ہے بدلائل ثابت ہو گئی اور اس بارے میں ملت اسلامیہ میں
کوئی نزاع موجود نہیں رہا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لا یستوی القاعدون من المؤمنین (پ ۵۔ ع ۱۰۔ ۹۶-۹۵)
برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھروں میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو
اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں
کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔
نسبت گھروں میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر
رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے اجر عظیم
دیا ہے یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت و رحمت
اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑے رحمت والے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ اس آیت میں یہ افادہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہؓ ایک طبقہ
کے نہیں ہیں بلکہ ان میں سے بعض بعض سے افضل ہیں اور مدار فضیلت کا
جہاد فی سبیل اللہ ہے اپنی جان سے بھی یعنی کفار کے ساتھ قتال میں خود شریک
ہو اور اپنے اموال سے بھی یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے۔ اس آیت
سے واضح ہو گیا کہ جو لوگ اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرنے والے ہیں

تفسيره تشهد له ساير الادلة مرة تعالى عمر يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي رواية اخبرني معاذ قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم اول ما يرفع من الناس الامانة واخر ما يبقى الصلوة ورب مصل لا خير فيه وعن عكرمة في قوله تعالى وأولي الامر منكم قال ابو بكر وعمر وعن الكلبي واولي الامر قال ابو بكر وعمر وعثمان وعلي وابن مسعود وعن عكرمة انه سئل عن امهات الاولاد فقال هن احرار فقيل باي شيء فقال بالقرآن قالوا بماذا من القرآن قال قول الله اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم وكان عمر من اولي الامر قال عتقت وان كان سقطا وعن عمران بن الحصين قال كان عمر اذا استعمل رجلا كتب في عهده اسمعوا له واطيعوا ما عدل فيكم وعن عمر قال اسمع واطع وان امر عليك عبد حبشي مجدع ان ضرك فاصبر وان حرمك فاصبر وان اراد امرا ينتقص دينك فقل دمي دون ديني ثم اخرج الثعلبي عن ابن عباس في قوله الم تر الى الذين يزعمون انهم امنوا بما انزل اليك وما انزل من قبلك الاية قال نزلت في رجل من المنافقين يقال له بشر خاصم يهوديا

اس کی تفسیر ہے کہ سماعت میں خود فقہ جلی جائے گی۔ تو عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی مضمون ہے اور ایک روایت میں بجائے معاذ کے ان کا نام مذکور ہے۔ اور معاذ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قیامت کے قریب سب سے پہلے جو چیز لوگوں میں سے اٹھالی جائے گی وہ امانت ہوگی اور باقی رہنے والی چیزوں میں کی آخری چیز نماز ہوگی۔ اور بہت نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جن میں خیر نہیں اور مروی ہے عکرمہ سے بابت ارشاد باری تعالیٰ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کہ کہا ابوبکر و عمر ہیں۔ اور مروی ہے کلبی سے واولی الامر کہا ابوبکر و عمر و عثمان و علی و ابن مسعود۔ اور عکرمہ سے مروی ہے کہ ان ام ولدوں کے بارے میں پوچھا گیا جن سے بچے پیدا ہوگئے تو انھوں نے کہا کہ وہ آزاد ہیں۔ پوچھا گیا کہ آپ کس دلیل سے کہتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ قرآن سے۔ لوگوں نے کہا کہ قرآن میں کیا ہے تو انھوں نے کہا کہ حق تعالیٰ کا قول ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں اولی الامر ہیں ان کی۔ اور عمر اولی الامر میں سے تھے انھوں نے کہا ہے کہ آزاد کردی جائیں اگرچہ اسقاط ہی کیوں نہ ہوگیا ہو۔ اور مروی ہے عمران ابن الحصین سے انھوں نے کہا کہ عمر جب کسی کو عامل بنایا کرتے تھے تو اس کی سند پر اس مضمون کے لئے یہ ہدایت لکھتے تھے کہ ان کی بات سنو اور اطاعت کرو جب تک تم میں عدل کرتے رہیں۔ اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (لوگو!) آپ نے فرمایا سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تجھ پر ایک حبشی بینی بریدہ ناک والے غلام کو امیر بنا دیا جائے اگر وہ تجھے مارے تو صبر کر اور اگر تجھے محروم کرے تو بھی صبر کر اور اگر کسی ایسے کام کا ارادہ کرے جس سے تیرے دین کو نقصان پہنچے تو کہہ دے کہ میرا خون بہا سکتے ہو دین نہیں۔ اور ثعلبی نے ابن عباس سے مروی ہے اس آیت کے بارے میں اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّھُمْ (الآیۃ) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپ کی طرف اتاری گئی اور اس کتاب پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔ آخر تک۔ فرمایا کہ منافقین میں سے ایک شخص کے بارے میں جس کو بشر کہا جاتا تھا نازل ہوئی۔ اس نے ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا کیا

ذلك يا أبا بكر؟ قلت بأبي أنت وأمي يا رسول الله وأينا لم يعمل سوءا وإنا لمجزيون بكل سوء عملناه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أما أنت يا أبا بكر والمؤمنون فتجزون بذلك في الدنيا حتى تلقوا الله ليس لكم ذنوب وأما الآخرون فيجمع ذلك لهم حتى يجزون به يوم القيامة. وعن سعيد بن المسيب قال قال رجل لعمر بن الخطاب إني أعرف أشد آية في كتاب الله فأهوى عمر فضربه بالدرة وقال مالك نقبت عنها فانصرف حتى إذا كان الغد قال له عمر الآية التي ذكرت بالأمس فقال من يعمل سوءا يجز به فما منا أحد يعمل سوءا إلا جزي به فقال عمر لبثنا حين نزلت ما ينفعنا طعام ولا شراب حتى أنزل الله بعد ذلك ورخص وقال ومن يعمل سوءا أو يظلم نفسه ثم يستغفر الله يجد الله غفورا رحيما. أخرج مالك ومسلم عن عمر قال ما سألت النبي صلى الله عليه وسلم عن شيء أكثر مما سألته عن الكلالة فقال يكفيك آية الصيف التي في آخر النساء. أخرج البخاري ومسلم عن عمر قال ثلاث وددت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان عهد إلينا فيهن عهدا ننتهي إليه الجد والكلالة وأبواب من أبواب الربا. أخرج ابن سعيد بن جبير

ابوبکر تم کو کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر نثار اور ہم میں کون ہے جس نے برا کام نہیں کیا ہم ضرور ہر ایک کام بد پر سزا دیئے جاویں گے جس کا ہم نے ارتکاب کیا، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر تم اور تمہارے ساتھی مؤمنین جتنے ہیں، تو تم کو تمہاری سزا دنیا ہی میں دیدی جائے گی یہاں تک کہ تم اللہ سے ایسے حال میں ملوگے کہ تمہارے اوپر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ ہے دوسرے لوگ تو اُن کے گناہ جمع کئے جاتے رہیں گے یہاں تک کہ اُن کو قیامت کے دن سزا دی جائے گی۔ اور مروی ہے سعید بن المسیب سے انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عمر بن الخطاب سے کہا کہ میں جانتا ہوں کتاب اللہ کی ایک بڑی سخت آیت کو (تو یہ سنکر) عمر نے درہ اٹھا کر اُس کے مارا اور کہا کیا ہوا تجھے اس کو منتخب کرکے رکھ لیا ہے اس کا علم حاصل کیا (اور دوسرے کی بات کو دوسرے مؤمنین سے چھپا لیا ہے) وہ شخص چلا گیا یہاں تک کہ جب اگلا دن ہوا (اور وہ آیا) تو حضرت عمر نے اُس سے کہا کہ (بتاؤ) وہ آیت جس کا ذکر تم نے گذشتہ شام کیا تھا۔ اس نے کہا کہ مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُّجْزَ بِهٖ تو ہم میں کوئی ایسا نہیں ہوتا کام کرے مگر اس کو اس کی سزا دی جائیگی تو حضرت عمر نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم اس حال میں مبتلا ہوگئے تھے کہ نہ ہم کو کھانا مزہ دیتا تھا اور نہ پانی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد دوسری آیت نازل کی اور سہولت بخشی اور فرمایا وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا (پ ۵ ع ۱۴) اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا پائے گا۔ اور امام مالک نے اور مسلم نے روایت کی ہے عمر سے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی شئے کے بارے میں اتنا زیادہ نہیں پوچھا جتنا کلالہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے آیۃ الصیف کافی ہے جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے (یعنی قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الخ) اور بخاری و مسلم نے نقل کیا روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ تین چیزیں ہیں کہ جن کے بارے میں میری خواہش تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہدایت تامہ بتلا دیں جس کو ہم آخری بات قرار دیں۔ دادا کا حق اور کلالہ کا حق اور چند ابواب سود کے ابواب میں۔ اور روایت کی سعید بن جبیر

سلف کلالہ وہ شخص ہے جس کے ذکور اصول و فروع نہ بچے ہوں یعنی نہ باپ دادا پر دادا وغیرہ اور نہ بیٹا پوتا وغیرہ ۱۲ مترجم

وعن آل ابی بکر ذکر عروۃ نحو حدیث طویل
ان رجلین من المسلمین قتلا رجلین کانا
بین قومہما وبین النبی صلی اللہ علیہ
وسلم موادعۃ فقدم قومہما علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یطلبون عقلہما
فانطلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ومعہ ابو بکر وعمر وعثمان وعلی
وطلحۃ والزبیر وعبد الرحمن بن عوف
حتی دخلوا علی بنی النضیر یستعینونہم
فی عقلہما فقالوا نعم فاجتمعت یہود
لقتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم و
اصحابہ فاعتلوا بصنعۃ الطعام فاتاہ
جبریل بالذی اجتمعت لہ یہود من
الغدر فخرج ثم دعا علیا فقال
لا تبرح مکانک فمن مر بک
من اصحابک فسألک عنی فقل وجہ
الی المدینۃ فادرکوہ فجعلوا یمرون
علی علی فیقول لہم الذی امرہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتی علیہ اٰخرہم
ثم تبعہم ففی ذلک نزلت اذ ہم قوم
ان یبسطوا الیکم ایدیہم الی قولہ ولا تزال
تطلع علی خائنۃ منہم وعن مسروق
قال قلت لعمر بن الخطاب ارأیت الرشوۃ
فی الحکم من السحت ہی قال لا ولکن
کفرا انما السحت ان یکون لرجل

لے آل ابی بکر حضرت سے ایک حدیث طویل میں ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں میں
کے دو آدمیوں نے ایسے دو آدمیوں کو قتل کر دیا کہ ان کی قوم اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مصالحت تھی۔ اس کے بعد ان کی
قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی دونوں مقتولوں کی
دیت کا مطالبہ کرنے آئی تو روانہ ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ
کے ساتھ ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ اور
عبد الرحمن بن عوف تھے یہاں تک کہ یہ سب بنی نضیر کے یہاں پہنچے تاکہ ان
دونوں کی دیت کی ادائیگی میں ان سے مدد لیں تو انہوں نے کہا بہت
اچھا۔ اب یہود نے اتفاق کر لیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
اصحاب کو قتل کر دیں اور (انہوں نے کھانے کا) حیلہ بنایا کھانا بنانے کا۔ تو آپ کے
پاس جبریلؑ وہ خبر لے کر آئے جس پر یہود آپ کے ساتھ غداری کرنے
کے لئے متفق ہو گئے تھے آپ نکل گئے پھر آپ نے حضرت علیؓ کو
بلا کر فرمایا کہ اس جگہ سے نہ ہٹنا جو میرے اصحاب میں سے یاد سے گزرے
اور میرے متعلق تم سے پوچھے تو کہنا کہ وہ مدینہ کو روانہ ہو چکے ہیں
ان سے جا ملو۔ پھر اصحاب جب حضرت علیؓ کے پاس سے گزرنا شروع ہوئے
تو وہ ان سے وہ بات کہتے رہے جس کا حکم ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے دیا تھا (کہ وہ لوگ آپ کے پاس پہنچ جائیں) یہاں تک کہ ان میں کا آخری
شخص بھی آ گیا۔ پھر ان کے پیچھے علیؓ بھی پہنچ گئے۔ اسی بارے میں آیت
نازل ہوئی اِذْ ھَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْا الخ (مائدہ ۱۱) "جب ایک قوم
اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں" سے عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْھُمْ تک
بیچ اور آپ کو آئے دن ان کی کسی نہ کسی خیانت کی اطلاع ہوتی ہی
رہتی ہے الخ۔ اور مسروق سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرؓ بن
الخطاب سے کہا کہ حکم میں رشوت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے (یعنی
حاکم رشوت لے کر کوئی فیصلہ کرے) کیا یہ "سحت" ہی کے حکم میں داخل ہے؟
فرمایا نہیں لیکن کفر ہے۔ "سحت" کی صورت تو صرف یہ ہے کہ کسی شخص کا

لے سحت وہ مال حرام ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تعبير كريه ابن امر واقع فيه قتال
المرتدين واهل اليمن مشتق كلمت
عن عمر بن الخطاب قال اني احلف
وامنعهم اقواما ثم يبدو لي ان اعطيهم
فاطعم عشرة مساكين صاعا من
شعير او صاعا من تمر او نصف صاع
من بر وعن عائشة كان ابوبكر اذا
حلف لم يحنث حتى نزلت آية الكفارة
فكان بعد ذلك يقول لا احلف
على يمين فارى غيرها خيرا منها
الا اتيت الذي هو خير وقبلت
رخصة الله واخرج الترمذي عن عمر
ابن الخطاب انه قال اللهم بين لنا
في الخمر بيان شفاء فنزلت التي في
البقرة يسئلونك عن الخمر والميسر
قل فيهما اثم كبير الآية فدعي
عمر فقرئت عليه ثم قال اللهم بين
لنا في الخمر بيان شفاء فنزلت التي
في النساء يا ايها الذين امنوا
لا تقربوا الصلوة وانتم سكارى
فدعي عمر فقرئت عليه ثم قال اللهم
بين لنا في الخمر بيان شفاء فنزلت
التي في المائدة انما يريد الشيطان
ان يوقع بينكم العداوة و
البغضاء في الخمر والميسر الى
قوله فهل انتم منتهون فدعي عمر
فقرئت عليه فقال انتهينا انتهينا
واخرج النسائي عن عبد الرحمن
ابن الحارث قال سمعت عثمان يقول

تعبیر کیا ہے کہ یہ امر واقع ہوا اور مرتدین کے ساتھ قتال اہل یمن
کی امداد سے متحقق ہوگیا۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے آپ نے فرمایا میں
قسم کھا لیتا ہوں کہ میں (فلاں فلاں) اقوام کو نہیں دوں گا۔ پھر مجھ پر
ظاہر ہوتا ہے (یعنی قلب میں یہ داعیہ پیدا ہوتا ہے) کہ مجھے ان کو دینا
چاہئے تو میں دس مسکینوں کو جَو میں سے ایک صاع یا ایک صاع کھجور
یا نصف صاع گیہوں (بطور کفارہ قسم) کھلا دیتا ہوں (اور ان لوگوں
کو دے دیتا ہوں) مروی ہے عائشہؓ سے کہ ابوبکرؓ جب قسم کھا لیتے تھے
تو اس کو نہیں توڑتے تھے یہاں تک کہ آیت کفارہ نازل ہوئی اور اس
بعد کہا کرتے کہ میں کسی بات پر قسم نہیں کھاتا کہ پھر دوسری بات اس
سے بہتر دیکھ لیتا ہوں تو میں جو بہتر ہوتی ہے اس کو کر لیتا ہوں اور
اللہ تعالیٰ نے جو رخصت دی ہے اس کو قبول کر لیا۔ اور ترمذی نے
اخذ کیا مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے یہ دعا کی تھی کہ یا اللہ
جناب نے شراب کے متعلق شافی بیان نازل کر دیجئے تو یہ آیت
نازل ہوئی جو سورۂ بقرہ میں ہے یسئلونک عن الخمر الخ (۲:۲۱۹)
(لوگ آپ سے شراب اور قمار کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے
کہ ان دونوں کے استعمال) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں۔
آخر تک۔ تو عمرؓ بلائے گئے اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو پھر
انھوں نے یہی دعا کی یا اللہ آپ ہمارے لئے شراب کے بارے میں شافی
حکم بیان کر دیجئے تو وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ نساء میں ہے یاایھا
الذین امنوا الخ (۴:۴۳) (اے ایمان والو! تم نماز کے پاس بھی ایسی
حالت میں نہ جاؤ کہ تم نشہ میں ہو) پھر عمرؓ بلائے گئے اور ان کے
سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو پھر آپ نے دعا کی یا اللہ ہمارے لئے شراب
کے بارے میں شافی بیان نازل کر دیجئے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ
مائدہ میں ہے انما یرید الشیطان … منتھون تک (۵:۹۱) (شیطان تو یوں
چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں
عداوت اور بغض واقع کر دے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے
تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آؤ گے)۔ پھر عمرؓ بلائے گئے اور ان کو یہ
آیت سنائی گئی تو کہا کہ ہم باز آ گئے ہم باز آ گئے۔ نسائی نے اخذ
کیا مروی ہے عبدالرحمٰن بن الحارث سے انھوں نے کہا کہ میں نے عثمانؓ

الله عنه يقول اجتنبوا الخمر فانها ام الخبائث
انه كان رجل ممن خلا قبلكم يتعبد فعلقته
امرأة غوية فارسلت اليه جاريتها فقالت
انا ندعوك للشهادة فانطلق مع جاريتها
فطفقت كلما دخل بابا اغلقته دونه حتى
افضى الى امرأة وضيئة عندها غلام وباطية
خمر فقالت انى والله ما دعوتك للشهادة
ولكن دعوتك لتقع على او تشرب الخمر
كاسا او تقتل هذا الغلام قال فاسقينى
من هذا الخمر كاسا قال زيدونى
فلم يرم حتى وقع عليها وقتل النفس
فاجتنبوا الخمر فانها والله لا يجتمع الايمان
وادمان الخمر الا ليوشك ان يخرج
احدهما صاحبه عن ابن عباس ان الشراب
كانوا يضربون على عهد رسول الله صلى
الله عليه وسلم بالايدى والنعال
والعصى حتى توفى رسول الله صلى
الله عليه وسلم فقال ابوبكر لو فرضنا
لهم حدا فتوخى نحوا مما كانوا يضربون فى
عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم
فكان ابوبكر يجلدهم اربعين حتى توفى
ثم كان عمر من بعده يجلدهم كذلك
اربعين حتى اتى برجل من المهاجرين
الاولين وقد شرب فامر به ان
يجلد فقال لم تجلدنى بينى و
بينك كتاب الله فقال وفى اى
كتاب الله تجد ان لا اجلدك
فقال ان الله يقول
فى كتابه

اللہ عنہ سے منقول ہے فرماتے تھے کہ بچو شراب سے کیونکہ وہ خبائث کی جڑ ہے
جو لوگ تم سے پہلے گزر چکے ان میں ایک شخص تھا جو عبادت کیا کرتا تھا
ایک بدکار عورت اس کے پیچھے لگ گئی اس نے اپنی لونڈی کو اس کے پاس
بھیجا اور اس سے کہا کہ ہم آپ کو گواہی کے لئے بلاتے ہیں تو وہ
اس لونڈی کے ساتھ روانہ ہو گیا جب مکان میں داخل ہوا تو اس نے
یہ ترکیب شروع کر دی کہ جب وہ مکان کے کسی دروازے میں داخل ہوتا
تو وہ لونڈی پیچھے سے دروازہ بند کر لیتی یہاں تک کہ وہ اس عورت کے
پاس پہنچا جو خوبرو تھی اور اس کے سامنے ایک غلام تھا اور ایک صراحی شراب
کی رکھی تھی۔ عورت نے کہا کہ واللہ میں نے تجھ کو شہادت کے لئے نہیں
بلایا مگر اس لئے بلایا ہے کہ یا تو مجھ سے ہم بستر ہو یا ایک پیالہ شراب پی یا
اس غلام کو قتل کر۔ تینوں کاموں میں سے ایک کام کرنا ہی ہوگا۔ اس نے کہا
کہ اچھا تو مجھے اس شراب میں سے پلا دے تو اس کو ایک پیالہ پلا دیا
پھر کہا اور پلا۔ ایسا ہی کرتا رہا یہاں تک کہ نشہ میں مست ہو کر
اس عورت سے زنا کیا۔ اور اس شخص (معصوم) کو قتل بھی کر دیا تو تم شراب
سے بچتے رہو۔ خدا کی قسم ایمان اور شراب خوری کبھی اکٹھی نہیں رہ سکتیں
بلکہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کو نکال دیتا ہے۔ حضرت ابن
عباس سے روایت ہے کہ شراب خور لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں ہاتھوں سے اور جوتوں سے اور لاٹھیوں سے پیٹے جاتے تھے یہاں تک
کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو حضرت ابوبکرؓ
نے کہا بہتر ہے کہ ہم ان کے لئے کوئی خاص سزا معین کر لیں تو آپ نے اس
طریقہ کے پیش نظر سوچا جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں ایسے لوگوں کو مارا جاتا تھا تو ابوبکرؓ نے یہ مقرر کر دیا کہ وہ چالیس
کوڑے مارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی وفات ہو گئی پھر ان کے بعد
عمرؓ خلیفہ ہوئے تو وہ بھی اسی طرح چالیس کوڑے مارتے رہے حتیٰ
کہ ایک ایسا شخص آپ کے پاس لایا گیا جو مہاجرین اولین میں سے تھا
اس حال میں کہ اس نے شراب پی تھی تو آپ نے حکم دیا کہ اس کے کوڑے
لگائے جائیں تو اس نے کہا کہ تم میرے کوڑے کیوں لگاتے ہو میرے اور
تمہارے درمیان کتاب اللہ موجود ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے کونسی کتاب میں
دیکھا کہ میں تیرے کوڑے نہ ماروں۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں

ماترى فيها فقال الاعرابى اتيتك وانت خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم اسألك فاذا انت تسأل غيرك قال ابوبكر وما تنكر يقول الله تعالى ﴿يحكم به ذوا عدل منكم﴾ فشاورت صاحبى حتى اذا اتفقنا على شيء امرناك به

عن بكر بن عبد الله المزنى قال كان رجلان محرمين فاش احدهما ظبيا فقتله الآخر فاتيا عمر وعنده عبد الرحمن بن عوف فقال له عمر وما ترى قال شاة قال وانا ارى ذلك اذهبا فاهديا شاة فلما مضيا قال احدهما لصاحبه ما ادرى امير المؤمنين ما يقول حتى سأل صاحبه فسمعها عمر فردهما واقبل على القائل ضربا بالدرة وقال تقتلون الصيد وانتم حرم وتغمصون الفتيا ان الله تعالى يقول يحكم به ذوا عدل منكم ثم قال ان الله لم يرض بعمر وحده فاستعنت بصاحبى

عن ابن عباس قال خطب ابوبكر الناس فقال احل لكم صيد البحر وطعامه قال وطعامه ما قذف

عن انس عن ابى بكر الصديق فى الآية قال صيده ما حويت عليه وطعامه ما لفظ اليك عن ابى هريرة قال قدمت البحرين فسألنى اهل البحرين عما يقذف البحر من السمك فقلت لهم كلوا فلما رجعت سألت عمر بن الخطاب عن ذلك فقال بم افتيتهم

تمھاری کیا رائے ہے؟ تو اعرابی نے کہا کہ میں آپ کے پاس آیا تھا اور آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں میں آپ سے پوچھ رہا ہوں اور آپ دوسرے سے پوچھ رہے ہیں۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کیا بات ہے کہ تو چونک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یحکم بہ ذوا عدل منکم (تم میں سے دو صاحب عدل اس کا فیصلہ کردیں) تو میں نے اپنے ساتھی سے مشورہ کیا اور جب ایک بات پر اتفاق ہوگیا تو اس کا میں نے تجھے حکم دیا۔

بکر بن عبداللہ المزنی سے مروی ہے کہ دو محرم تھے ان میں سے ایک نے دوسرے کی طرف ایک ہرن کو ہنکایا اور اس نے مار ڈالا پھر دونوں عمرؓ کے پاس گئے اور ان کے پاس عبدالرحمن بن عوف موجود تھے تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا ایک بکری۔ عمرؓ نے کہا میری بھی یہی رائے ہے۔ (ان کو حکم دیا) جاؤ تم دونوں ایک بکری قربانی کے لئے لیجاؤ۔ جب دونوں چلے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ امیر المؤمنینؓ کیا کہتے ہیں کہ اپنے ساتھی سے پوچھتے ہیں۔ یہ بات عمرؓ نے بھی سن لی تو دونوں کو واپس بلایا اور کہنے والے کے درہ مارا اور فرمایا کہ تم لوگ شکار کو محرم ہونے کی حالت میں قتل کرتے ہو اور پھر فتویٰ کو حقارت سے دیکھتے ہو (اور نہیں سوچتے کہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یحکم بہ ذوا عدل منکم پھر فرمایا کہ رضائے الٰہی عمرؓ کو تنہا حکم دینے سے نہ حاصل ہوئی تو میں نے اپنے ان ساتھی سے اعانت کی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا احل لکم صید البحر وطعامہ یعنی تمھارے لئے دریا کے جانوروں کا شکار اور اس کا طعام حلال کیا گیا ہے۔ فرمایا کہ اس کا طعام کا مطلب وہ ہے کہ جس کو دریا باہر پھینک دے۔ اور مروی ہے انس سے وہ روایت کرتے ہیں ابی بکر صدیقؓ سے آیت صید البحر کے بارے میں کہ انھوں نے فرمایا کہ صید وہ ہے جس کو تو نے پکڑ کر اکٹھا کیا اور طعامہ سے مراد وہ ہے جس کو دریا نے تیری طرف پھینک دیا۔ مروی ہے ابی ہریرہؓ سے انھوں نے بیان کیا کہ میں بحرین پہنچا تو مجھ سے وہاں کے لوگوں نے سوال کیا ان مچھلیوں کے بارے میں جن کو دریا باہر پھینک دے۔ میں نے ان سے کہا کھاؤ۔ پھر جب میں واپس آیا تو میں نے عمر بن الخطابؓ سے اس بارے میں سوال کیا تو انھوں نے پوچھا کہ تو نے ان کو کیا فتویٰ دیا

لہ ای تحقرون وتستہینون وتعیبون بحکم الشریعۃ وفتواہ ۱۲

و وعدۂ دار السلام میدہد و صراط مستقیم
برائے ایشان اثبات میفرماید و بہر تقدیر
میگوید و تا اینجا ... من النصرت و
اینجا صفات خلافت خاصہ است و فرقۂ
سوم را می ستاید و میگوید یدعون
ربہم بالغداۃ والعشی بعد ازاں تنصیص
میفرماید بر اخلاص ایشان کہ یریدون
وجہہ و وعدۂ مغفرت میدہد کلام فضیلت
بہتر ازیں نخواہد بود عن عمر بن
الخطاب قال الانعام من نواجب القرآن
ترجمہ اقول الخبر الانعام من نجائب
القرآن او نواجب ای افاضل سورۃ
جمع نجیبۃ والنواجب ای ...
قیس قال دخل عثمان بن عفان علی عبداللہ
ابن مسعود فقال کیف تجدک قال مردودا
الی مولای الحق قال طبت واخرج
الترمذی عن سعد بن ابی وقاص عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی ہذہ الآیۃ
قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم
عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما انہا
کائنۃ ولم یات تاویلہا بعد۔

تفسیر گوید یعنی یذیق بعضکم بأس
بعض در قتال مسلمین وارد شدہ وآں
بودنی است بعد انقضائے خمس و
عشرین و در حدیث متواتر ظاہر شد کہ عذابا من
فوقکم او من تحت ارجلکم بدعائے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم مرتفع شد و یذیق بعضکم بأس بعض
باقی است قولہ ولا تطرد الذین الآیۃ اخرج

جنت کا وعدہ فرماتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ یہ لوگ صراط مستقیم
پر ہیں اور وھو ولیھم (یعنی اللہ ان کا دوست ہے) فرماتے ہیں اب
ان کی فضیلت کے انکار کی کوئی راہ باقی رہ گئی ہے؟ اور یہ صفات خلافت
خاصہ کی ہیں۔ اور تیسرے فرقہ کی تعریف فرماتے ہوئے یہ کہتے ہیں
یدعون ربھم بالغداۃ والعشی (جو صبح شام اپنے رب کی عبادت میں لگے رہتے)
ہیں۔ اس کے بعد ان کے اخلاص پر قطعی فیصلہ فرماتے ہیں کہ یریدون
وجھہ یعنی وہ خاص رضائے الٰہی کا قصد رکھتے ہیں۔ اور پھر ان کو
مغفرت کا وعدہ دے رہے ہیں۔ ان فضائل سے اور کون سی فضیلت بہتر
ہوگی۔ اور مروی ہے عمر بن الخطاب سے انھوں نے کہا سورۂ انعام
قرآن کی اشرف سورتوں میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس تحریر
سے کہ انعام قرآن کی عمدہ یا نواجب یعنی افضل سورۃ قرآن میں
سے ہے۔ اور نواجب جمع ہے نجیبۃ کی یعنی نواجب قرآن کا مطلب یہ
ہیں۔ اور قیس سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ عثمان بن عفان عبداللہ
ابن مسعودؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ تم اپنا حال کیسا پاتے ہو؟ انھوں نے
کہا کہ اپنے مولیٰ کی طرف لوٹتا ہوا۔ عثمانؓ نے کہا تم بہت اچھے ہو
اور اخرج کیا ترمذی نے، مروی ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ مروی
ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت میں قل ھو القادر
(۶ : ۶۵) آپ کہئے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب
تمہارے اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں تلے سے؟ تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاد رکھو کہ یہ آئندہ ہونے والی بات ہے ابھی
اس کے ظہور کا زمانہ نہیں آیا۔

تفسیر کہتا ہے یذیق بعضکم بأس بعض (۶ : ۶۵) یا کہ تم کو گروہ
گروہ کرکے سب کو بھڑا دے اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی
(کا مزا) چکھا دے۔ مسلمانوں میں قتال واقع ہونے کے بارے میں وارد
ہوا اور یہ ہونے والی بات تھی پچیس سال گزرنے کے بعد۔ اور حدیث
متواتر میں یہ بات ظاہر ہو گئی ہے کہ عذابا من فوقکم او من
تحت ارجلکم (یہ جس عذاب سے ڈرایا گیا ہے وہ) آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی دعا سے اٹھا لیا گیا اور یذیق بعضکم بأس بعض
(والا) باقی ہے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے ولا تطرد الذین یدعون

مسلم عن سعد بن ابی وقاص قال کنا مع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ نفر فقال
المشرکون للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
اطرد ہؤلاء لا یجترءون علینا قال وکنت
انا وابن مسعود ورجل من ہذیل وبلال
ورجلان نسیت اسمیہما فوقع فی نفس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما شاء اللہ
ان یقع فحدث نفسہ فانزل اللہ عز وجل ولا
تطرد الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی
یریدون وجہہ۔ عن ابی بکر الصدیق انہ سئل
عن ہذہ الآیۃ الذین آمنوا ولم یلبسوا
ایمانہم بظلم قال ما تقولون قالوا لم یظلموا
قال حملتم الامر علی اشدہ بظلم بشرک
الم تسمع الی قول اللہ ان الشرک لظلم
عظیم۔ عن عمر بن الخطاب ولم یلبسوا
ایمانہم بظلم قال بشرک۔ عن عکرمۃ قال
لما تزوج عمر ام کلثوم بنت علی اجتمع
الیہ اصحابہ فبرکوا لہ ودعوا لہ فقال تزوجتہا
وما بی حاجۃ الی النساء ولکنی سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان کل نسب
وسبب ینقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی
فاحببت ان یکون بینی وبین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سبب۔ عن ابن
عباس فی قولہ او من کان میتا فاحییناہ
قال کان کافرا ضالا فہدیناہ
وجعلنا لہ نورا ہو القرآن کمن
مثلہ فی الظلمات الکفر
والضلالۃ۔ عن زید بن اسلم
فی قولہ او من کان

مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے انھوں نے کہا کہ ہم چھ
آدمی تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو مشرکین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ان لوگوں کو نکال دیجئے یہ ہمارے ہمنشین
نہیں ہو سکتے۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ میں تھا اور ابن مسعودؓ
اور ایک شخص (قبیلہ) ہذیل کے تھے اور بلالؓ اور دو شخص اور تھے
جن کے نام نہیں کہہ سکتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل
میں کوئی خطرہ واقع ہوا جو اللہ نے واقع کرنا چاہا آپ اس پر اپنے
دل میں غور کرنے لگے تو اللہ عز وجل نے یہ آیت نازل کی ولا
تطرد الذین الخ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ ان سے
اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانہم
بظلم (۸۲:۶) جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو ظلم کے
ساتھ مخلوط نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا
لم یظلموا ہے۔ انھوں نے ظلم نہیں کیا۔ تو آپ نے فرمایا تم نے اس
امر کو شدت پر محمول کر لیا بظلم بشرک کی تفسیر ہے) کیا تم نے اللہ
کے اس قول کی طرف دھیان نہیں دیا: ان الشرک لظلم عظیم
(یعنی بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے) اور عمر بن الخطاب سے مروی
ہے کہ ولم یلبسوا ایمانہم بظلم کی تفسیر میں فرمایا بشرک یعنی
اس آیت میں ظلم سے شرک مراد ہے) روایت ہے عکرمہ سے کہ جب
عمرؓ نے ام کلثوم بنت علیؓ سے نکاح کیا تو ان کے یہاں ان کے
رفقا جمع ہوئے اور مبارکباد دی اور ان کے لئے دعا کی تو عمرؓ نے
کہا کہ میں نے اس سے نکاح اس حال میں کیا ہے کہ مجھے عورتوں کی
طرف حاجت نہیں ہے لیکن میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ہر نسب اور سبب منقطع ہو جائے گا
بجز میرے سبب اور نسب کے تو مجھے یہ خواہش ہوئی کہ میرے اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک سبب قائم ہو جائے۔ اور مروی
ہے ابن عباسؓ سے کہ آیت او من کان میتا فاحییناہ پر فرمایا کہ
ایک کافر گمراہ تھا تو ہم نے اس کو ہدایت کر دی وجعلنا لہ نورا
اور وہ قرآن ہے کمن مثلہ فی الظلمات ظلمات میں یعنی کفر
اور گمراہی میں۔ مروی ہے زید بن اسلم سے آیت او من کان

میتاً فاحییناہ و جعلنا لہ نوراً یمشی بہ
فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات
قال نزلت فی عمر بن الخطاب وابی جہل
ابن ہشام کانا میتین فی ضلالتہما فاحیا
اللہ عمر بالاسلام واعزہ واقر ابا جہل
فی ضلالتہ و موتہ وذلک ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دعا فقال اللہم
اعز الاسلام بابی جہل بن ہشام او بعمر
ابن الخطاب وعن الحسن مثلہ من الضحاک
فی قولہ او من کان میتاً فاحییناہ قال
عمر بن الخطاب کمن مثلہ فی الظلمات قال
ابوجہل بن ہشام وعن ابی سنان او من
کان میتاً فاحییناہ قال نزلت فی عمر بن
الخطاب فقیر گوید این آیت تعریض است
بحال عمر بن الخطاب وابوجہل نزدیک جمہور
مفسرین عن ابن مسعود قال ان اللہ نظر
فی قلوب العباد فوجد قلب محمد خیر
القلوب فاصطفاہ لنفسہ فابتعثہ برسالتہ
ثم نظر فی قلوب العباد بعد قلبہ
صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ
خیر قلوب العباد فجعلہم وزراء
نبیہ یقاتلون علی دینہ فما رأی المسلمون
حسنا فہو عند اللہ حسن وما راوہ
سیئا فہو عند اللہ سیئ وعن ابی الصلت الثقفی
ان عمر بن الخطاب قرأ ہذہ الآیۃ ومن یرد ان یضلہ
یجعل صدرہ ضیقا حرجا بنصب الراء وقرأہا بعض
من عندہ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حرجا بالخفض فقال عمر ابغونی رجلا من کنانۃ
واجعلوہ راعیا فاتوا بہ فقال لہ عمر یا فتی

میتاً فاحییناہ فی الظلمات کے بارے میں کہ انھوں نے کہا کہ یہ نازل ہوئی عمر
ابن الخطاب اور ابی جہل بن ہشام کے بارے میں، دونوں گمراہی میں مردہ
پڑے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کو اسلام کے ساتھ زندگی بخشی اور
ان کو معزز بنا دیا اور ابوجہل کو اس کی گمراہی اور موت میں پڑا رہنے
دیا۔ اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
دعا کی کہ یا اللہ اسلام کو عزت بخشو ابی جہل بن ہشام سے یا عمر
ابن الخطاب سے۔ اور حسن سے بھی اسی طرح مروی ہے ضحاک سے کہ
آیت او من کان میتاً فاحییناہ پر حسنؓ نے کہا کہ عمر بن الخطاب
مراد ہیں کمن مثلہ فی الظلمات اس سے ابوجہل بن ہشام مراد ہے
اور ابی سنان سے مروی ہے کہ او من کان میتاً فاحییناہ کے بارے
میں انھوں نے کہا کہ یہ آیت عمر بن الخطاب کے بارے میں نازل ہوئی
فقیر کہتا ہے جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت کا رخ سخن
عمر بن الخطاب اور ابوجہل کے حال کی جانب ہے۔ مروی ہے ابن
مسعودؓ سے انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے قلوب میں نظر کی تو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو تمام قلوب سے اچھا پایا تو آپ کو اپنی
ذات کے لیے برگزیدہ کر لیا اور ان کو اپنی رسالت کے لیے متعین کیا پھر
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کے بعد دوسرے بندوں کے قلوب
پر نظر ڈالی تو آپ کے اصحاب کے قلوب کو سب بندوں کے قلوب سے
بہتر پایا تو ان کو اپنے نبی کے وزراء (یعنی معاونین) بنایا کہ وہ اللہ
کے دین کے لیے قتال کریں تو جس امر کو سب مسلمان اچھا سمجھیں وہ
اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جس کو وہ برا سمجھیں وہ اللہ کے
نزدیک بھی برا ہے۔ اور ابو الصلت ثقفی سے مروی ہے کہ عمر بن
الخطاب نے یہ آیت پڑھی ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ
ضیقا حرجا (انعام، ۱۲۵) اور جس کو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اس کے
سینہ کو تنگ بہت تنگ کر دیتے ہیں۔ آپ نے حرجا کی راء پر نصب
یعنی زبر پڑھا اور اصحاب رسول اللہ میں سے بعض لوگ جو آپ کے
پاس موجود تھے انھوں نے راء کے زیر کے ساتھ حرجِا پڑھا تو عمرؓ
نے فرمایا کہ میرے پاس قبیلہ کنانہ کے کسی ایسے شخص کو لاؤ جو بکریوں
کو چرانے والا ہو تو ایک شخص لایا گیا۔ تو اس سے عمرؓ نے کہا اے جوان

قال اللہ تعالیٰ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

مضمون این آیات آنست کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بدرگاہ مجیب الدعوات مناجات نمود کہ واکتب لنا فی هذه الدنیا حسنة وفی الآخرة انا ... یعنی خداوندا بنویس یعنی مقدر کن و در طرف تقدیر ثبوت حسنہ نازل کن و آن وصورت مثالیہ ثبوت حسنہ در دنیا و آخرت برائے امت من تحقق فرما از جناب رب الارباب خطاب شد در جواب کہ ہر دو را یکساں حال نخواہد بود قال عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء، از ایشان جمعے باشد کہ عقوبت دنیا بدیشان رسد کما قال عز من قائل وقضینا الٰی بنی اسرائیل فی الکتٰب لتفسدن فی الارض مرتین الآیۃ و جمعے باشند کہ رحمت الٰہی بایشان رسد کما قال عز من قائل

پیشگوئیاں حرف بحرف پوری ہوئیں)۔

آیات سورۃ الاعراف

اللہ تعالیٰ نے فرمایا واکتب لنا فی هذه الدنیا الخ (یعنی موسیٰ نے کہا) اور ہم لوگوں کے نام دنیا میں بھی نیک حالی لکھ دیجئے اور آخرت میں بھی ہم آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب تو اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور میری رحمت تمام اشیاء کو محیط ہو رہی ہے تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام تو ضرور ہی لکھوں گا۔ جو کہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے کہ) وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو (بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔

ان آیات کا مضمون یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ مجیب الدعوات سے درخواست کی کہ واکتب لنا فی هذه الدنیا حسنة وفی الآخرة انا هدنا الیک۔ یعنی اے خدا مجھے مقدر کیجئے اور عالم ملکوت میں ثبوت حسنہ کا فرمان نازل کیجئے اور ثبوت حسنہ کی صورت مثالیہ دنیا و آخرت میں میری امت کے لئے پیدا فرمائیے۔ بارگاہ رب العزت سے ان کو خطاب پہنچا کہ ہر دو کا یکساں حال نہیں رہے گا عذابی اصیب بہ من اشاء ورحمتی وسعت کل شیء۔ ان میں سے ایک جماعت ایسی ہوگی کہ عذاب دنیا ان کو پہنچے گا جیسا کہ حق جلت عظمتہ نے فرمایا وقضینا الٰی بنی (اسرائیل) (۱۷:۴) اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات (بطور پیشگوئی) بتلا دی تھی کہ تم سرزمین (شام) میں دوبارہ خرابی کرو گے۔ اور ایک جماعت ہوگی کہ جن پر رحمت الٰہی پہنچے گی جیسا کہ حق تعالیٰ

اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۔ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ خواہم نوشت حسنۂ دنیا و آخرت را در زمان آیندہ برائی جمعے کہ صفت ایشان اینست کہ متقیان باشند و ادای زکوٰۃ می نمایند و بآیات ما ایمان می آرند از اینجا معلوم گشت کہ در زمان آیندہ گروہے پیدا خواہد شد متصف باین صفات و خدا تعالیٰ حسنۂ دنیا کہ عبارت از فتح و نصرت است و بسط ارزاق و آنکہ ریاست عالم میان ایشان باشد دیگران ہمہ باج دہ و خراج گزار ایشان یا اسیر و بندہ در دست ایشان باشند و حسنۂ آخرت کہ عبارت از مغفرت است و نجات و رفع درجات ہمہ را ایشان را بالکلیہ باز خدا تعالیٰ ارشاد فرمود کہ امت موعودہ تابعان نبی امی اند موعود بہ ایشان راست آمد و آن حسنۂ دنیا و آخرت بہمہ ایشان نوشتیم یعنی در ملکوت قضائے آن مقرر کردیم آنانکہ پیروی نبی امی کنند ایمان آوردند بدو و تقویت دادند او را و یاری نمودند و پیروی نورے کہ ہمراہ او نازل شد یعنی پیروی قرآن کردند ایشان اند رستگار و وصف نبی امی آنست کہ می یابند نعت او در تورات و انجیل یہود در تورات خوانند و نصاریٰ در انجیل و بر سائر امم نیز حجت قائم شد از جہت ظہور معجزات موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام و ثبوت نبوت ایشان و شہرت آن پس چون در دنیا نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در کتب الٰہیہ موجود است و انبیاء ثابت الصدق آن خبر دادند حجت بر کافۂ ناس متحقق گشت اگر این را معترف نشوند عند اللہ معذور نباشند

نے فرمایا اُذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ الخ اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو تم پر ہوا ہے یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں بہت پیغمبر بنائے اور تم کو صاحب ملک بنایا اور تم کو وہ چیزیں دیں جو دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیں۔ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ لکھ دیں دنیا و آخرت کے حسنہ کو آئندہ زمانے میں اس جماعت کے لئے لکھوں گا جن لوگوں کی صفت یہ ہے کہ وہ متقی ہوں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہماری آیات پر ایمان لائیں گے۔ یہاں سے یہ مفہوم ہوا کہ زمانہ آئندہ میں ایک ایسی امت پیدا ہوگی جو ان صفات سے متصف ہوگی اور حق تعالیٰ نے حسنۂ دنیا ان کو عطا کرے گا جس کا مطلب ہے فتح و نصرت، رزقوں کی وسعت اور یہ کہ حکومت دنیا کی ان کے درمیان قائم ہوگی دوسرے سب ان کے باج گزار اور خراج دینے والے ہوں گے یا قیدی اور غلام ہو کر ان کے قبضہ میں رہیں گے اور حسنۂ آخرت جس سے مراد ہے مغفرت اور نجات اور درجات کی بلندی دونوں یعنی حسنۂ دنیا و حسنۂ آخرت ان کو عطا فرمائیگا پھر حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ امت موعودہ (یعنی جس کی خبر دی گئی) نبی امی کی پیروی کرنے والے ہیں۔ وہ وعدہ جو کیا گیا تھا ان پر منطبق ہو گیا اور وہ حسنۂ دنیا و آخرت ہم نے ان کے لئے لکھ دی ہے یعنی عالم ملکوت میں ہم نے اس کا مقرر فیصلہ کر دیا ہے جو لوگ نبی امی کی پیروی کرتے ہیں وہ ایمان لائے اور انہوں نے اس نبی کو تقویت پہنچائی اور مدد کی اور اس نور کی جو کہ اس پر نازل ہوا یعنی قرآن کی پیروی کی یہ لوگ نجات پانے والے ہیں اور نبی امی کا وصف یہ ہے کہ یہ لوگ اس کی تعریف تورات و انجیل میں مطالعہ کرتے ہیں۔ یہود تورات میں پڑھتے ہیں اور نصاریٰ انجیل میں۔ اور تمام امتوں پر بھی حجت ثابت ہو گئی موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے معجزات کے ظہور اور ان کی نبوت اور اس کی شہرت کی جہت سے۔ تو جب دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کتب الٰہیہ میں موجود ہے اور ان انبیاء نے جن کی سچائی ثابت (اور مسلّم) ہو چکی ہے اس کی خبر دی تو تمام کے تمام لوگوں پر حجت متحقق ہو گئی اگر اس کے معترف نہ ہوں گے تو عند اللہ معذور نہ ہوں گے

قال [illegible] الحسنی عن الحسن قال
دخل عمر علی ابنه عبد الله و اذا عنده
لحم فقال ما هذا اللحم قال اشتهيته
قال و كلما اشتهيت شيئا اكلته كفى بالمرء
سرفا ان يأكل كل ما اشتهاه و عن
عمر بن الخطاب قال اياكم والبطنة
فى الطعام والشراب فانها مفسدة
للجسد مورثة للسقم مكسلة عن الصلوٰة
و عليكم بالقصد فيهما فانه اصلح للجسد
وابعد من السرف و ان الله ليبغض
الحبر السمين و ان الرجل لن يهلك
حتى يؤثر شهوته على دينه و عن
ابن المسيب قال لما طعن عمر
قال كعب لو دعا الله عمر لأخر فى
اجله فقيل له أليس قد قال الله
فاذا جاء اجلهم لا يستأخرون ساعة
و لا يستقدمون فقال كعب و قد
قال الله وما يعمر من معمر و لا
ينقص من عمره الا فى كتاب قال
الله يؤخر ما يشاء و ينقص فاذا
جاء اجله فلا يستأخرون ساعة و
لا يستقدمون و عن ابن ابى مليكة قال
لما طعن عمر جاء كعب فجعل يبكى
بالباب و يقول والله لو ان امير
المؤمنين يقسم على الله ان يؤخره
لأخره فدخل ابن عباس فقال
يا امير المؤمنين هذا كعب
يقول كذا و كذا قال اذاً
والله

جو کہ تمہاری پردہ داریوں کو بھی چھپاتا ہے اور موجب زینت بھی ہے
اور تقوی کا لباس اس سے بڑھ کر ہے۔ (لباس التقوی کی تفسیر
آپؐ نے کیا کہ طریق حسن)۔ فرمایا ہے حسنؓ سے انھوں نے کہا کہ عمرؓ اپنے
بیٹے عبداللہؓ کے پاس گئے آپؓ دیکھ کر وہاں گوشت رکھا ہے۔ فرمایا
کہ یہ گوشت کیسا رکھا ہے! عبداللہؓ نے کہا کہ اس کو میرا دل چاہتا تھا
فرمایا اور جس چیز کو دل چاہے اس کو تم نے کھا لیا یہ بات ایک شخص کے
مسرف ہونے کے لئے کافی ہے کہ جس چیز کی خواہش ہو اس کو کھانے
لگے۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ فرمایا کہ کھانے اور پانی سے
شکم کو بھرپور کرنے سے بچو کیونکہ یہ خصلت جسم کو خراب کر دیتی ہے
بیماری پیدا کرتی ہے۔ نماز میں سستی پیدا کرتی ہے۔ کھانے پینے میں میانہ
روی اختیار کرو۔ ایسا کرنا جسم کو ٹھیک رکھتا ہے اور اسراف سے
بھی بچاتا ہے اور اللہ تعالی موٹے مولوی کو پسند نہیں کرتا۔ جو شخص اپنی
نفس کو دین پر قربان کرے گا وہ ہرگز تباہ نہ ہوگا۔ اور مروی ہے
ابن المسیب سے انھوں نے کہا کہ جب عمرؓ کو مجروح کیا گیا تو کعب
نا جا رہے تھے کہ اگر عمرؓ اللہ سے دعا کریں تو اللہ ان کی موت
کو مؤخر کر دے۔ ان سے کہا گیا کہ کیا اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا فاذا
جاء اجلهم (۳۳، ۱۶) سو جس وقت ان کی میعاد معین آجاوے گی
اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے
تو کعب نے کہا کہ حق تعالی نے یہ بھی فرمایا ہے وما يعمر من معمر
(۲۲، ۱۳) اور نہ کسی کی عمر زیادہ کی جاتی ہے اور نہ کم کی جاتی ہے مگر
سب لوح محفوظ میں ہوتا ہے؛ تو اللہ تعالی مؤخر کر دیتا ہے جس کو
چاہتا ہے اور کم کر دیتا ہے (جسے کم کرنا چاہتا ہے) پھر جس وقت کسی
کی معین کی ہوئی مدت آجائے گی تو ایک ساعت نہ پیچھے ہٹیں گے
اور نہ آگے بڑھیں گے۔ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ کو زخمی
کیا گیا تو کعب احبار آئے اور انھوں نے دروازے پر رونا شروع کیا
اور یہ کہا کہ واللہ امیر المؤمنینؓ اگر اللہ کو قسم دیں کہ ان (کی
اجل) کو مؤخر کر دے تو وہ ضرور مؤخر کر دے گا۔ اس کے بعد ابن
عباسؓ داخل ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ یہ کعب
ایسا اور ایسا کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا اب تو واللہ میں یہ سوال

رواہ رزین۔ وعن سالم بن عبد اللہ وأبان
بن عثمان وزید بن حسن أن عثمان بن
عفان أُتي برجل قد فجر بغلام من
قریش فقال عثمان أحصن؟ قالوا قد تزوج
بامرأة ولم یدخل بها بعد فقال علي لعثمان
لو دخل بها لحق علیه الرجم فأما إذا لم یدخل
بها فاجلده الحد فقال أبو أیوب أشهد
أني سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم یقول الذي ذکر أبو الحسن فأمر به
عثمان فجلد مائة۔ وعن أبي بکر الصدیق
قال قال موسی علیه السلام یا رب ما
جزاء من عزّى الثکلی قال أظله في ظلي
یوم لا ظل إلا ظلي۔ وعن خالد الربعي
قال قرأت في کتاب اللہ المنزل
أن عثمان یجيء رافعًا یدیه إلی اللہ
یقول یا رب قتلني عبادك المؤمنون۔
وعن مسلم بن یسار الجهني أن عمر
بن الخطاب سُئل عن هذه الآیة
وإذ أخذ ربك من بني آدم فقال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم سُئل عنها فقال إن اللہ خلق
آدم ثم مسح ظهره بیمینه فاستخرج
منه ذریة فقال خلقت هؤلاء
للجنة وبعمل أهل الجنة یعملون
ثم مسح ظهره فاستخرج منه ذریة
فقال خلقت هؤلاء للنار وبعمل
أهل النار یعملون فقال رجل یا رسول اللہ
ففیم العمل فقال إن اللہ إذا خلق
العبد للجنة استعمله بعمل أهل الجنة

خدا سے ذکر کروں گا۔ مروی ہے سالم بن عبد اللہ سے اور ابان بن عثمان
اور زید بن حسن سے کہ عثمانؓ بن عفان کے سامنے ایک شخص پیش کیا گیا
جس نے قریش کے ایک لڑکے سے بدکاری کی تھی۔ تو عثمانؓ نے پوچھا
کہ کیا یہ کنوارا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک عورت سے نکاح تو کیا تھا
مگر بعد میں اس کے پاس نہیں گیا۔ اس پر علیؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ اگر
یہ اس کے پاس چلا جاتا تو اس پر رجم (سنگسار کر دینا) ضرور عائد
ہوتا۔ اب جب کہ یہ اپنی بیوی کے پاس نہیں گیا تو حد میں کوڑے
لگوائیے۔ پھر ابو ایوبؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی حکم سنا جو ابو الحسن (علیؓ) نے ذکر
کیا۔ پھر عثمانؓ نے حکم دیا کہ اس کو سو کوڑے لگوائے۔ ابو بکر
صدیقؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے
پروردگار کیا (اجر) ہے اس شخص کا جو تسلی دے اس عورت کو
(جس کا بچہ مر گیا ہو) تعزیت کرے؟ تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کو
اپنے زیر سایہ رکھوں گا جس دن میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔
مروی ہے خالد الربعی سے کہ میں نے اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب
میں پڑھا ہے کہ اللہ کے پاس عثمانؓ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے
ہوئے آئیگا کہے گا یا رب مجھے تیرے مومن بندوں نے قتل کیا تھا۔
مسلم بن یسار الجہنی سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے اس آیت کے
بارے میں سوال کیا گیا وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ [illegible] (اور جب آپ
کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا) تو فرمایا کہ
میں نے رسول اللہ سے سنا آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تھا
آپ نے فرمایا کہ اللہ نے آدمؑ کو پیدا کیا پھر اس کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ
پھیرا اور پھر اس میں سے ذریت کو نکالا پھر فرمایا کہ میں نے ان کو جنت
کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ لوگ اہل جنت کے اعمال کرتے رہیں گے۔
پھر آدمؑ کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور پھر اس میں سے ذریت کو نکالا
اور کہا کہ میں نے ان کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ لوگ اہل نار
کے اعمال کرتے رہیں گے تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ پھر عمل
کس لئے رہا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بندے کو جنت
کے لئے پیدا کیا تو اس سے اہل جنت ہی کے اعمال صادر کرائے رہیں گے

حتى يموت على عمل من أعمال أهل الجنة فيدخله به الجنة، وإذا خلق العبد للنار استعمله بعمل أهل النار حتى يموت على عمل من أعمال أهل النار فيدخله به النار۔ عن عمر بن الخطاب أنه خطب بالجابية فحمد الله وأثنى عليه ثم قال من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل الله فلا هادي له فقال له فتى بين يديه كلمة بالفارسية فقال عمر لترجمانه ما يقول قال يزعم أن الله لا يضل أحدا فقال عمر كذبت يا عدو الله بل الله خلقك وهو أضلك وهو يدخلك النار إن شاء الله تعالى ولولا أن بيننا عقدا لضربت عنقك فتفرق الناس وما يختلفون في القدر۔ وأخرج البخاري عن ابن عباس قال قدم عيينة بن حصن بن بدر فنزل على ابن أخيه الحر بن قيس وكان من النفر الذين يدنيهم عمر وكان القراء أصحاب مجالس عمر ومشاورته كهولا كانوا أو شبانا فقال عيينة لابن أخيه يا ابن أخي هل لك وجه عند هذا الأمير فتستأذن لي فاستأذن لعيينة فأذن له عمر فلما دخل قال يا ابن الخطاب والله ما تعطينا الجزل ولا تحكم بيننا بالعدل فغضب عمر حتى هم أن يوقع به فقال له الحر يا أمير المؤمنين إن الله عز وجل قال لنبيه صلى الله عليه وسلم خذ العفو

یہاں تک کہ اس کی موت اہل جنت کے اعمال میں سے کسی عمل پر آئے تو حق تعالیٰ اس عمل کے سبب سے اس کو جنت میں داخل کرے گا اور جب اللہ تعالیٰ نے بندے کو نار کے لئے پیدا کیا تو اس سے دوزخیوں کے اعمال صادر کراتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ مر جائے اہل نار کے اعمال میں سے کسی عمل پر پھر اس سبب سے اس کو نار میں داخل کرے گا۔ عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ انھوں نے جابیہ میں خطبہ دیا تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر کہا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ ایک شخص (پادری) آپ کے سامنے بیٹھا تھا اس نے فارسی زبان میں آپ سے کوئی بات کہی تو عمرؓ نے اپنے مترجم سے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ مترجم نے کہا یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا تو عمرؓ نے کہا اے دشمن خدا تو نے جھوٹ بولا بلکہ اللہ ہی نے تجھے پیدا کیا اور اسی نے تجھے گمراہ کیا اور وہی تجھے دوزخ میں ڈالے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر ہمارے درمیان صلح کا معاہدہ نہ ہو چکا ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا اس کے بعد لوگ متفرق ہو گئے اور تقدیر کے متعلق کوئی بحثیں نہیں کرتے تھے۔ اور بخاری نے اخراج کیا مروی ہے ابن عباس سے انھوں نے کہا کہ عیینہ بن حصن بن بدر آیا اور اپنے بھتیجے حر بن القیس کے پاس ٹھہر گیا اور حرؓ ان لوگوں میں سے تھا جن کی عمرؓ عزت کرتے تھے اور عام قراء عمرؓ کی مجالس کے مصاحب اور ان کو مشورے دینے والے ہوتے تھے بڑے ہوں یا جوان تو عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ بھتیجے کیا امیر کے یہاں تیری عزت ہے کہ تو میرے لئے ملاقات کی اجازت حاصل کر لے۔ تو حر نے عیینہ کے لئے اجازت مانگی تو حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی۔ جب عیینہ آپ کے یہاں پہنچا تو بولا اے خطاب کے بیٹے واللہ نہ تو ہم کو کوئی بڑا عطیہ دیتا ہے نہ تو ہمارے درمیان عدل کے ساتھ حکومت کرتا ہے تو عمرؓ کو غصہ آگیا یہاں تک کہ آپ نے قصد کیا کہ اس کو پیٹیں تو آپ سے حرؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمایا ہے خُذِ العَفوَ الخ (۱۱)

وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين. فقال هذا من الجاهلين. والله ما جاوزها عمر حين تلاها عليه، وكان وقافاً عند كتاب الله عز وجل.

قال الله تعالى: واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلموا منكم خاصة، واعلموا أن الله شديد العقاب. واذكروا إذ أنتم قليل مستضعفون في الأرض تخافون أن يتخطفكم الناس فآواكم وأيدكم بنصره ورزقكم من الطيبات لعلكم تشكرون۔

فقیر گوید مفسران در معنی این فتنہ اختلاف دارند جمعے گویند این فتنہ آنست کہ طائفہ از مسلمانان مرتکب معاصی شوند و دیگران از نہی منکر توقف نمایند پس عذاب خدا ہمہ را در گیرد عاصیان بعصیان خود ماخوذ شوند و تارکان نہی از منکر بترک نہی منکر معذب گردند و دریں بحث است زیرا کہ ہر یکے ماخوذ شد بظلم خود از فعل یا کف۔ تفسیر صحیح آنست کہ این فتنہ فتنہ خلافت است ہی الفتنۃ التی تموج کموج البحر چون مسلمین جنود مجندہ شوند و ہر یکے برائے طلب خلافت برخیزد اقتتال نفوس و نہب اموال و غلبہ کفار

معانی کا برتاؤ کیجیے اور نیک کام کی تعلیم کر دیجیے اور جاہلوں سے ایک کنارے ہو جایا کیجیے۔ اور یہ شخص جاہلین میں سے ہے۔ واللہ جب یہ آیت عمرؓ کے سامنے پڑھی گئی تو آپ نے اس آیت کے حکم سے قطعی تجاوز نہ کیا اور آپ کتاب اللہ کے سامنے بہت ٹھہر نے والے رکنے والے یعنی بڑا احترام کرنے والے تھے۔

آیات سورۃ الانفال

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: واتقوا فتنۃ الخ (۸: ۲۵-۲۶) اور ڈرتے رہو ایسے وبال سے کہ جو خاص انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔ اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم قلیل تھے سرزمین میں کمزور شمار کیے جاتے تھے اس اندیشہ میں رہتے تھے کہ تم کو (مخالف) لوگ نوچ کھسوٹ نہ لیں سو (ایسی حالت میں) اللہ تعالیٰ نے تم کو (مدینہ میں) رہنے کو جگہ دی اور تم کو اپنی نصرت سے قوت دی اور تم کو نفیس نفیس چیزیں عطا (فرمائیں) تاکہ تم شکر کرو۔

فقیر کہتا ہے کہ مفسرین میں اس فتنہ کے معنے میں اختلاف ہے بہت سے یہ کہتے ہیں کہ اس فتنہ کی صورت یہ ہے کہ مسلمانوں میں بہت سے لوگ گناہوں کے مرتکب ہوں اور دوسرے لوگ نہی عن المنکر (یعنی بری باتوں سے روکنے) سے باز رہیں تو خدا کا عذاب سب پر گرفت کرے گناہ کرنے والے اپنے گناہ میں ماخوذ ہوں اور نہی عن المنکر کے تارک اس نہی عن المنکر کے ترک کی وجہ سے معذب ہوں۔ اور اس میں کلام ہے کیونکہ اس صورت میں تو ہر ایک اپنے ظلم ہی کی وجہ سے ماخوذ ہوا (ایک گروہ کا ظلم فعل (معصیت) ہے (اور دوسرے کا ظلم) کف (یعنی رک جانا) نہی از منکر سے اور آیت یہ بتا رہی ہے کہ اس فتنہ سے وہ بھی محفوظ نہ رہیں گے جنہوں نے ظلم کیا ہی نہ ہوگا تو یہ توجیہ کیسے درست ہو سکتی ہے؟ معنے صحیح یہ ہیں کہ یہ فتنہ خلافت کا فتنہ ہے اور یہی وہ فتنہ ہے جس کی کیفیت (فرمائی گئی) ہے تموج کموج البحر (یعنی دریا کی موج کی طرح موج مارے گا) جب مسلمان الگ الگ گروہ بن جائیں اور ہر ایک طلب خلافت کے لیے اٹھے تو جانوں کا ضائع کرنا اور اموال کا لوٹنا اور (مزید براں) غلبہ کفار

که همیشه در اهتمام از این فرصت می باشیم
آید و این قصه شاهد است که بر مسلمانان
وصد الا اہل حضر و اہل بوادی چه رفتار چه
مشهور چه معتزل چه خلطا خدا تعالیٰ از این
قسم فتنه تهویل و تهدید میفرماید و بعد از آن
ارشاد میکند وَاذْكُرُوا إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ
فِي الْأَرْضِ یعنی شما مغلوب کفار بودید پس
رسانید خدای تبارک و تعالیٰ از آن حالت بحالت
تائید و نصرت و اتساع رزق نقل فرمود شکر این
نعمت آنست که کاری نکنید که موجب غلبه کفار
شود و سبب برهم خوردن مکاسب و ارزاق شما
گردد و قال تعالیٰ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ
هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا
أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَالَّذِينَ
آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم
مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ
فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ
قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ وَاللَّهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ
تَكُن فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي
سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا
لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ وَ
الَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا
وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ
وَأُولُو الْأَرْحَامِ ...

ہو ایسے ہی ایک ایک کے بہلانے کے نصیحت مرتب ہو جو کہ تم سے پہلو بچاتے
اور اس فتنہ کی بہت سی شاخیں نکل آئیں جو کہ ہر مسلمان تک پہنچیں
خواہ وہ شہر والوں سے ہو یا جنگلوں کا باشندہ، خواہ عام ہو اور خواہ
مشہور، گوشہ نشین ہو یا لوگوں سے ملنے والا۔ خدا تعالیٰ اسی قسم کے فتنہ
سے ڈراتا اور دھمکاتا ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرماتا ہے وَاذْكُرُوا
إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ یعنی تم کفار سے مغلوب
تھے تھوڑے اور پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس حالت سے تمہیں
تائید اور فتح اور وسعت رزق کی حالت کی طرف منتقل کیا۔ اس نعمت
کا شکریہ ہے کہ اب تم ایسے کام نہ کرو جو کفار کے غلبہ کے موجب ہو جائیں
اور تمہارے پیشے اور تمہاری روزی سب درہم برہم ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا الخ
(۸: ۷۲ تا ۷۵) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت
کی اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا اور
جن لوگوں نے رہنے کو جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ باہم ایک دوسرے
کے وارث ہوں گے اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تمہارا
ان سے میراث کا کوئی تعلق نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں اور
اگر وہ تم سے دین کے کام میں مدد چاہیں تو تمہارے ذمہ مدد کرنا
ہے مگر اس قوم کے مقابلہ میں نہیں کہ تم میں اور ان میں باہم عہد
(صلح کا) ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو دیکھتے ہیں
اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہیں اگر اس
(حکم مذکور) پر عمل نہ کرو گے تو دنیا میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد
پھیلے گا۔ اور جو لوگ (اول) مسلمان ہوئے اور انہوں نے ہجرت
(ہجرت کے زمانہ میں) ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے
اور جن لوگوں نے (ان مہاجرین کو) اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کی مدد
کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق ادا کرنے والے ہیں ان کے لئے (آخرت
میں) بڑی مغفرت اور (جنت میں) بڑی معزز روزی ہے۔ اور
جو لوگ (ہجرت حدیبیہ کے) بعد کے زمانہ میں ایمان لائے اور ہجرت
کی اور تمہارے ساتھ جہاد کیا سو یہ لوگ (گو فضیلت میں تمہارے برابر
نہیں لیکن تاہم) تمہارے ہی شمار میں ہیں اور جو لوگ رشتہ دار ہیں

روز بدر موافقت نظیر و فراست صادقہ از شیخین رضی اللہ عنہما ظاہر گردید۔ ذکر موسیٰ بن عقبۃ قصۃ بدر مفصلاً وذکر من فراستہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اشیروا علیّ فی المنزل فقال ابو بکر انا اعلم الناس بمسافۃ الارض اخبرنا عدی بن ابی الزغباء ان العیر کانت بوادی کذا وکذا فکانا وایاہم فرسی رہان لسبق الیہ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشیروا علیّ فقال عمر بن الخطاب انہا قریش وعزہا واللہ ما ذلت منذ عزت ولا آمنت منذ کفرت واللہ لتقاتلنک فتاہب لذلک اہبتہ واعدد لہ عدتہ وذکر من فراسۃ ابی بکر الصدیق فقال لما طلع المشرکون قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم ہذہ قریش قد جاءت بخیلائہا وفخرہا تحادک وتکذب رسولک اللہم انی اسألک ما وعدتنی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسک بعضد ابی بکر یقول اللہم انی اسألک ما وعدتنی فقال ابو بکر ابشر فوالذی نفسی بیدہ لینجزن اللہ ما وعدک فاستنصر المسلمون واستغاثوا فاستجاب اللہ لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم والمسلمین ثم ذکر ان المسلمین الی اللہ یسألونہ النصر حین رأوا القتال قد نشب ورفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہ جنگ بدر کے موقع پر بڑی صحابت رائی ایمان کی موافقت میں جانے والے اہم امور کا ظہور شیخین رضی اللہ عنہما سے ہوا۔ موسیٰ بن عقبہ نے بدر کا قصہ مفصل بیان کیا ہے۔ انھوں نے ان ہر دو کی بالغ نظری کی ایک بات یہ بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا کہ اس امر میں اپنے مشورے سے بیان کرو اور منزل و سفر کے بارے میں بھی۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ زمین (عرب) کی مسافت کو میں سب سے زیادہ جانتا ہوں عدی نے ہم کو خبر دی کہ (مسلمانوں کے لشکر کے) اونٹ تیزی کے ساتھ فلاں (وادی) کے حساب سے بالکل دوڑ گئے تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ شرط بدے ہوئے گھوڑے دوڑ رہے ہیں (یعنی کہ ابوبکرؓ راستوں کے ماہر تھے اس لئے صحیح راستہ پر تیزی کے ساتھ دوڑ رہے تھے) پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے اپنے مشورے بیان کرو تو عمر بن الخطابؓ نے کہا کہ ہمارا مقابلہ قریش اور ان کی عزت سے ہے۔ واللہ یہ جماعت جب سے عزت والی ہوئی کبھی ذلیل نہیں ہوئی اور جب سے کافر ہوئی کبھی ایمان نہیں لائی۔ لہٰذا وہ آپ سے ضرور قتال کریں گے اس لئے آپ پوری تیاری کریں اور اس جنگ کے لئے سامان جمع کر لیجئے۔ ابوبکر صدیقؓ کی فراست ایمانی کا ایک واقعہ بیان کیا کہ جب مشرکین سامنے دکھائی دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرنے لگے الٰہی یہ قریش اپنے غرور اور فخر کے ساتھ تجھ سے لڑنے کے لئے اور تیرے رسول کو جھٹلانے کے لئے آئے ہیں اے اللہ میں آپ سے وہ چیز مانگتا ہوں جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کا بازو پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے اللہ میں آپ سے وہ چیز مانگتا ہوں جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اس پر ابوبکرؓ نے کہا کہ بشارت ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا جو اس نے آپ سے کیا ہے۔ آپ نے اور مسلمانوں نے اللہ سے مدد مانگی اور اس سے استغاثہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مسلمانوں کی دعا قبول فرمائی۔ پھر موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا کہ مسلمان لوگ تھے جو جب قتال شروع ہو گیا تو اللہ سے مدد کی درخواست کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بيده لله أشير يسأل النصر ويقول
اللهم إن تهلك هذه العصابة
يظهر الشرك ولم يقم لك دين وأبو بكر
يقول يا رسول الله والذي نفسي
بيده لينصرنك الله وليبيضن
وجهك فأنزل الله من الملائكة
جندا في أكناف العدو فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم قد أنزل
الله نصره ونزلت الملائكة أبشر
يا أبا بكر فإني قد رأيت جبريل معتجرا
يقود فرسا بين السماء والأرض فلما
هبط إلى الأرض جلس عليها فتغيب
عني ساعة ثم رأيت على شفتيه
غبارا۔ وعن علي قال نزل جبريل
في ألف من الملائكة عن ميمنة
النبي صلى الله عليه وسلم وفيها
أبو بكر ونزل ميكائيل عن ميسرة النبي
صلى الله عليه وسلم وأنا في الميسرة
وعن عمر بن الخطاب في قوله تعالى
ومن يولهم يومئذ دبره قال
لا تغرنكم هذه الآية فإنما كانت يوم
بدر وأنا فئة لكل مسلم أخرجه
مسلم وأبو داود والترمذي عن عبد الله
ابن عباس قال حدثني عمر بن الخطاب
قال لما كان يوم بدر نظر النبي صلى
الله عليه وسلم إلى أصحابه

اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد کا سوال کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے اللہ اگر یہ اس گروہ پر غالب آگئے تو شرک کا غلبہ ہو جائے گا اور آپ کا دین قائم نہ ہو سکے گا اور ابوبکرؓ کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کی ضرور مدد کرے گا اور آپ کا چہرہ روشن کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کا ایک لشکر دشمنوں کے اطراف میں نازل فرما دیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد بھیج دی اور ملائکہ نازل ہو گئے ہیں بشارت ہو اے ابوبکرؓ! میں نے ابھی جبرئیل کو دیکھا ہے سر پر دوپٹہ باندھے ہوئے آسمان اور زمین کے درمیان وہ اپنا گھوڑا کھینچے لئے جا رہے تھے۔ جب زمین پر اترے تو اس پر سوار ہو گئے پھر وہ ایک ساعت مجھ سے غائب ہو گئے پھر میں نے ان کو دیکھا اس حالت میں کہ ان کے لبوں پر غبار تھا۔ اور مروی ہے علیؓ سے (بایں طور) کہ جبرئیل ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میمنہ یعنی لشکر کی دائیں جانب والے حصہ پر نازل ہوئے اور اس میں ابوبکرؓ (قائد) تھے۔ اور میکائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میسرہ یعنی بائیں طرف والے حصہ پر نازل ہوئے اور میسرہ میں (قائد) میں تھا۔ اور عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے در بارہ قول الٰہی وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ الخ (۸: ۱۶) یعنی[1] جو شخص ان سے اس موقع پر (مقابلہ کے وقت) پشت پھیرے گا الخ آپ نے فرمایا کہ تمہیں اس آیت سے غلط فہمی نہ ہونی چاہیے یہ مخصوص تھی جنگ بدر کے ساتھ جب کہ میں ہر مسلمان کا مددگار بن رہا تھا۔ (یعنی جس کو حریف کے مقابلہ پر کمزور دیکھا وہاں جا کر اس کی مدد کے لئے پہنچا اس بھاگ دوڑ میں کبھی کبھی دشمن کی طرف پشت بھی ہو جاتی تھی) اخرجہ مسلم نے اور ابوداؤد نے اور ترمذی نے مروی ہے عبداللہ ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا کہ مجھ سے ذکر کیا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جب جنگ بدر شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو

[1] بظاہر اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ جو جنگی موقع پر دشمن کے رو برو پشت پھیر کر بھاگے گا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آ جائے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا تو احد کے موقع پر جو ہزیمت واقع ہوئی تھی جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تھے ان لوگوں کو یہ آیت یہاں ذکر کرنے سے۔ اس میں تخصیص پیدا ہو گیا جو حضرت عثمانؓ کے تعریض پر اس آیت کو آڑ بنا کر حملہ کرتے ہیں۔ مترجم

وهم ثلثمائة وبضعة عشر رجلا ونظر إلى المشركين فإذا هم ألف وزيادة فاستقبل نبي الله القبلة ثم مد يديه وجعل يهتف لربه بدعاء مستقبل القبلة حتى سقط رداؤه فأتاه أبو بكر فأخذ رداءه وألقاه على منكبيه ثم التزمه من ورائه ثم قال يا نبي الله كفاك مناشدتك ربك فإنه سينجز لك ما وعدك فنزل الله إذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم أني ممدكم بألف من الملائكة مردفين فلما كان يومئذ والتقوا هزم الله المشركين فقتل منهم سبعون رجلا وأسر منهم سبعون رجلا واستشار رسول الله صلى الله عليه وسلم أبا بكر وعمر وعليا فقال أبو بكر يا رسول الله هؤلاء بنو العم والعشيرة والإخوان إني أرى أن تأخذ منهم الفدية فيكون ما أخذنا منهم قوة لنا على الكفار وعسى الله أن يهديهم فيكونوا لنا عضدا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ترى يا ابن الخطاب قلت والله ما أرى ما رأى أبو بكر ولكني أرى أن تمكنني من فلان قريب لعمر فأضرب عنقه وتمكن عليا من عقيل فيضرب عنقه وتمكن حمزة من فلان أخيه فيضرب عنقه حتى يعلم الله أنه ليست في قلوبنا هوادة للمشركين هؤلاء صناديدهم وأئمتهم وقادتهم

اور وہ تین سو اور دس سے کچھ زیادہ مرد تھے اور مشرکین کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار سے زیادہ تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مستقبل قبلہ ہو کر دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور اپنے رب سے بڑے تضرع کے ساتھ ہاتھ پھیلائے ہوئے مستقبل قبلہ دعا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی چادر گر گئی تو ابوبکرؓ آپ کے پاس پہنچے اور آپ کی چادر اٹھائی اور اس کو آپ کے دونوں کندھوں پر ڈالا اور آپ کو پیچھے سے پکڑ لیا پھر کہنے لگے اے نبی اللہ! بس اس قدر آپ کی الحاح و تضرع کے ساتھ اپنے رب سے دعا کافی ہو گئی ہے وہ عنقریب اس وعدے کو پورا کرے گا جو اس نے آپ سے کیا تھا (گویا ابوبکرؓ کو خدا نے اپنی زبان سے کہلا دیا تھا۔ مترجم) تو اللہ تعالے نے یہ ارشاد نازل فرمایا إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ الخ (انفال ع۱) اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اللہ تعالے نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو سلسلہ وار چلے آئیں گے تو اس دن جب جنگ ہوا تو اللہ تعالے نے مشرکین کو شکست دی اور بھگا دیا۔ اس دن ان میں سے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر آدمی گرفتار کئے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ سے مشورہ طلب کیا تو ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ یہ لوگ سب چچا کی اولاد ہیں اور ساتھی اور بھائی ہیں پس میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیجئے تو کچھ زر فدیہ ہم ان سے لیں گے وہ کفار پر ہماری قوت کا سبب بنے گا اور عنقریب اللہ تعالے ان لوگوں کو ہدایت کر دے گا تو یہ لوگ ہمارے بازو بنیں گے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ واللہ میری رائے تو وہ نہیں ہے جو ابوبکرؓ کی رائے ہے لیکن میری رائے تو یہ ہے کہ آپ میرے سپرد کریں فلاں کو جو کہ عمرؓ کے رشتہ دار تھے تاکہ میں اس کی گردن اڑا دوں اور علیؓ کے سپرد عقیل کریں تاکہ وہ ان کی گردن اڑا دیں اور حمزہؓ کے سپرد ان کے فلاں بھائی (یعنی عباسؓ) کو کیجئے تاکہ وہ اس کی گردن ماریں تاکہ اللہ پر عیاں ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کی محبت نہیں ہے۔ یہ لوگ مشرکین کے سردار ہیں اور ان کے امام و پیشوا ہیں

هوى رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قال أبو بكر ولم يهو ما قلت وأخذ منهم الفداء فلما كان من الغد قال عمر فغدوت إلى النبي صلى الله عليه وسلم فإذا رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر قاعدان يبكيان فقلت يا رسول الله أخبرني ماذا يبكيك أنت وصاحبك فإن وجدت بكاء بكيت وإن لم أجد بكاء تباكيت لبكائكما قال النبي صلى الله عليه وسلم أبكي للذي عرض علي أصحابك من أخذ الفداء ثم قال عرض علي عذابهم أدنى من هذه الشجرة شجرة قريبة و أنزل الله ما كان لنبي أن يكون له أسرى حتى يثخن في الأرض إلى قوله لولا كتاب من الله سبق لمسكم فيما أخذتم من الفداء ثم أحل لهم الغنائم فلما كان يوم أحد من العام المقبل عوقبوا بما صنعوا يوم بدر من أخذهم الفداء فقتل منهم سبعون وفر أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم وكسرت رباعيته

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھکاؤ اس رائے کی طرف ہوا جو ابوبکرؓ نے پیش کی تھی اور جو کچھ میں نے کہا تھا اس کو پسند نہ فرمایا اور ان سے فدیہ لے لیا۔ جب اگلا دن ہوا تو عمرؓ کہتے ہیں کہ میں صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ دونوں بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے بتائیے آپ کیوں رو رہے ہیں آپ اور آپ کے صحابی دونوں۔ تاکہ اگر مجھے رونا آئے تو میں بھی روؤں اور اگر رونا نہ آئے تو (کم سے کم) اتنا ہی کر لوں کہ رونے کا حال بنا کر آپ دونوں کے ساتھ رونے میں شریک ہو جاؤں۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کی وجہ سے رو رہا ہوں کہ فدیہ لینے کے بارے میں میرے سامنے جو رائے تمہارے اصحاب نے پیش کی تھی۔ پھر فرمایا کہ میرے سامنے لایا گیا وہ عذاب جو ان پر ہوتا اس درخت سے بھی زیادہ نزدیک کر کے۔ قریب ہی ایک درخت تھا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں ما کان لنبی ان یکون لہ اسری سے لے کر فیما اخذتم عذاب عظیم تک (۸: ۶۷-۶۸) نبی کے شایان شان نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیئے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کر لیں۔ تم دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست بڑی حکمت والے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔ فیما اخذتم سے فدیہ مراد ہے۔ اس کے بعد ان کے لئے غنیمتیں (یعنی کفار سے لئے ہوئے اموال) کو حلال کر دیا گیا۔ پھر جب آئندہ سال جنگ اُحد واقع ہوا تو ان کو یوم بدر میں جو انہوں نے کیا تھا یعنی قیدیوں سے فدیہ لینے کی سزا دی گئی تو ان میں سے ستر آدمی قتل کئے گئے اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگے اور آپ کے سامنے کے دندان ٹوٹے

[illegible]

[illegible]

وشجت الجنة على رأسه وسال
الدم على وجهه فأنزل الله أَوَلَمَّا
أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا
قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ
أَنْفُسِكُمْ بأخذكم الفداء قال ابن
عباسؓ بينما رجل من المسلمين يشتد
في إثر رجل من المشركين أمامه إذ
سمع ضربة بالسوط فوقه وصوت الفارس
فوقه يقول أقدم حيزوم إذ نظر
إلى المشرك أمامه خر مستلقيا
فنظر إليه فإذا هو قد خطم أنفه
وشق وجهه بضربة السوط فاخضر
ذلك أجمع فجاء الأنصاري فحدث
ذلك رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال صدقت ذلك من
مدد السماء الثالثة فقتلوا يومئذ
سبعين وأسروا سبعين وعن
عمر بن الخطاب أنه سمع فلانا يدعو
اللهم إنك تحول بين المرء وقلبه فحل
بيني وبين الخطايا فلا أعمل بسوء
منها فقال رحمك الله ودعا له بخير
عن مطرف قال قلنا للزبير يا أبا عبد الله
ضيعتم الخليفة حتى قتل ثم جئتم
تطلبون بدمه فقال الزبير إنا قرأنا
على عهد رسول الله صلى الله عليه
وسلم وأبي بكر وعمر وعثمان وَاتَّقُوا فِتْنَةً
لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً
ولم نكن نحسب أنا أهلها حتى وقعت
منا حيث وقعت وعن قتادة

اور آپ کا خود جو سر پر تھا ٹوٹ گیا اور خون بہہ کر آپ کے چہرہ مبارک
پر آ گیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اَوَلَمَّا اَصَابَتْکُمْ (۳:
۱۶۵) اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دوگنی تم جیت چکے تھے
تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو کہ کدھر سے ہوئی۔ آپ فرما دیجئے
کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے ہوئی یعنی تمہارے فدیہ لینے کی وجہ
سے۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ اس دوران میں کہ مسلمانوں میں کا
ایک شخص سخت تعاقب کر رہا تھا مشرکین میں کے ایک شخص کا جو اس کے
آگے تھا اچانک اس نے کوڑا مارنے کی آواز سنی اپنے اوپر سے اور
اوپر سے سوار کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ حیزوم آگے چل (حیزوم
حضرت جبرئیل کے گھوڑے کا نام ہے) اب اس مشرک کو جو آگے
بھاگ رہا تھا دیکھا کہ وہ چت ہوا پڑا ہے۔ پھر اس کو دیکھا تو اس
کی ناک پر چوٹ کا نشان تھا اور اس کا چہرہ کوڑے کی ضرب سے پھٹ
گیا تھا۔ پھر اس کے بعد یہ سب سبز رنگ کا ہو گیا۔ اس انصاری
نے آکر یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے
فرمایا کہ تو نے سچ کہا وہ تیسرے آسمان کے (فرشتے) کی مدد تھی
تو اس روز ستر مشرکین قتل ہوئے تھے اور ستر گرفتار کئے گئے تھے۔ اور
مروی ہے عمر بن الخطاب سے کہ انہوں نے ایک شخص سے سنا جو یہ دعا
کر رہا تھا کہ اے اللہ بیشک آپ آڑ بن جاتے ہیں آدمی اور اس کے
قلب کے درمیان تو میرے اور میری خطاؤں کے درمیان آپ آڑ بن جایا
کریں اس وجہ سے کوئی برا کام نہ کر سکوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ خدا تم
پر رحمت کرے اور اس کے لئے دعائے خیر کی۔ اور مطرف سے مروی
ہے کہا ہم نے زبیرؓ سے کہ اے ابا عبداللہ تم نے خلیفہ (عثمانؓ) کو
ضائع کر دیا یہاں تک کہ وہ قتل ہو گئے۔ پھر تم ان کا قصاص طلب
کرنے لگے ہو۔ زبیرؓ نے کہا کہ ہم پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے زمانہ میں وَاتَّقُوْا فِتْنَةً (۸:
۲۵) اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص ان ہی لوگوں پر واقع
نہ ہو گا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں؟ اور ہم خیال
نہیں کرتے تھے کہ وہ اہل فتنہ ہم ہی ہیں یہاں تک کہ جب اس کو
واقع ہونا تھا ہم پر واقع ہو گیا۔ اور قتادہؓ سے اس آیت کے بارے میں

فی الآیۃ قال عمر واللہ ذو الالباب
من اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم
حین نزلت ھذہ الآیۃ انہ سیکون
فتن وعن الحسن ان الآیۃ نزلت فی
علیؓ وعثمانؓ وطلحۃؓ والزبیرؓ وعن
الضحاک نزلت فی اصحاب النبی صلے
اللہ علیہ وسلم خاصۃ وعن السدی
اخبرت انہم اصحاب الجمل وعن رفاعۃ
ابن رافع ان النبی صلے اللہ علیہ
وسلم قال لعمر رضی اللہ عنہ اجمع لی
قومک فجمعہم فلما حضروا باب النبی
صلے اللہ علیہ وسلم دخل عمرؓ
علیہ فقال قد جمعت لک قومی
فسمع ذلک الانصار فقالوا
قد نزل فی قریش الوحی فجاء
المستمع والناظر ما یقال لہم
فخرج النبی صلے اللہ علیہ وسلم
فقام بین اظہرہم فقال ہل فیکم
من غیرکم قالوا نعم فینا حلیفنا
وابن اختنا وموالینا قال
النبی صلے اللہ علیہ وسلم حلیفنا
منا وابن اختنا منا وموالینا
منا انتم تسمعون ان اولیائی
منکم المتقون فان کنتم اولئک
فذاک والا فانظروا لا یاتی
الناس بالاعمال یوم القیٰمۃ
وتاتون بالاثقال فیعرض عنکم ثم
عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ
قال سالت علیاً

مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب محمد صلے اللہ علیہ
وسلم میں سے جتنے سمجھدار تھے سب نے جان لیا تھا کہ فتنے آنے والے ہیں
اور حسنؒ سے اسی آیت کے بارے میں یہ روایت ہے کہ یہ نازل ہوئی
علیؓ اور عثمانؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کے بارے میں۔ اور ضحاک سے مروی
ہے کہ یہ آیت صرف اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل
ہوئی ہے۔ اور سدیؒ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر دی
گئی کہ وہ اصحاب جمل ہیں۔ اور رفاعہ بن رافع سے مروی ہے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنی قوم کو
جمع کر لاؤ۔ تو عمرؓ نے ان کو جمع کرلیا تو جب لوگ (یعنی عمرؓ کے
دروازے پر جمع ہو گئے عمرؓ نے اندر جا کر عرض کیا کہ میں قوم کو جمع
کر لایا ہوں۔ اس بات کو انصار نے بھی سن لیا تو وہ بھی آ گئے اور
انھوں نے کہا کہ (قریش کو جو آپ نے) جمع کیا ہے اور ہمیں نہیں بلایا تو شاید
قریش کے بارے میں کوئی وحی نازل ہوئی ہے تو وہ سننے والا اور
دیکھنے کے لئے آئے اور ناظر بھی (یہ دیکھنے کے لئے) پہنچ گئے کہ
ان سے کیا کہا جاتا ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم (حجرہ سے) نکل کر
ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم میں کوئی غیر بھی ہے؟
انھوں نے عرض کیا جی ہاں ہم میں ہمارے حلیف بھی ہیں (یعنی جن سے
قسمیہ معاہدات ہیں) اور ہماری بہنوں کی اولاد بھی ہے اور ہمارے
موالی (یعنی آزاد کردہ) بھی ہیں (ان سب کو ہم اپنے ساتھ شامل سمجھتے
ہیں) تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہمارے حلیف ہیں
وہ ہم میں سے ہیں اور جو ہماری بہنوں کی اولاد ہیں وہ بھی اور جو موالی
ہیں وہ بھی سب ہم میں ہی سے ہیں۔ تم سنتے ہو (یہ تمھارے
دنیاوی تعلق کے باہمی اعتبارات ہیں لیکن) میرے اولیاء (یعنی مقرب
جناب) تم میں سے صرف وہی ہیں جو اہل تقویٰ ہیں (خواہ وہ مہاجرین
میں سے ہوں یا انصار میں سے حلیف ہوں یا ابن اخت یا موالی) تو اگر
تم اسی جماعت (متقین) میں سے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ دیکھو قیامت کے
دن ضرور ایسا ہوگا کہ لوگ اپنے اعمال کے ساتھ حاضر ہوں گے اور تم اثقال
(یعنی گناہوں کے بوجھ) لے کر آؤ گے تو تم سے منہ پھیر لیا جائے گا۔
عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے سوال کیا

له حاشیہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

وچون در کفار قریش این صفات مفقود است
اعمال ایشان حبط شد وکان لم یکن ماند پس
این جماعہ را بصورت آن اعمال فضیلتے حاصل
نشد تا بمہاجران چہ رسد باز میفرماید کہ اگر
بفرض آن اعمال را تحقق بود وناپید نے
گشت سنجیدن آن بمقابلہ ہجرت وجہاد خطا
است لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ بعد ازان تفصیل
وتاکید این معنی کرد الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا
وَجَاهَدُوا آنانکہ ایمان آوردند وہجرت کردند
وجہاد فی سبیل اللہ باموال وانفس خویش
بجا آوردند وبزرگتر اند باعتبار درجہ نزدیک
خدا تعالی نسبت بعمارت مسجد حرام وسقایت
حاج وسائر اعمال ایشان اند بمطلب رسندگان
بشارت میدہد ایشان را پروردگار ایشان
برحمتے از جانب خود وبخوشنودی وبہ
بہشتہا کہ ایشان را باشد در آنجا نعیم دائم
جاویدان آنجا ہمیشہ ہر آئینہ خدا تعالی نزدیک
اوست اجر بزرگ یعنی بدست اوست ہر کرا
خواہد عطا فرماید وبہر حیثیت کہ خواہد بسنجد
ازین آیت فضیلت مہاجران ومجاہدان معلوم
شد وزیادت آن عمل از سائر اعمال خیر وکمال
حال این جماعہ اخیر الامر بظہور پیوست
وہو المقصود۔

قال اللہ تعالی إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ
اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ
اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ
إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَ
أَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ
كَفَرُوا السُّفْلَى وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا

اور جب کہ کفار قریش میں یہ صفات مفقود ہیں تو ان کے اعمال ضائع
اور نہ ہونے کے برابر ہو گئے تو اس جماعت کو ان اعمال کے اعتبار
سے کوئی بھی فضیلت حاصل نہیں ہوتی۔ مہاجرین کے مقابلہ کی فضیلت
تو کیا حاصل ہوتی۔ پھر فرماتے ہیں کہ اگر مان لیا جائے کہ ان اعمال کا
تحقق ہو چکا ہے اور وہ نابود بھی نہیں ہو جاتے تو ان کو ہجرت اور جہاد
کا ہم وزن قرار دینا غلطی ہے لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ (اللہ کے نزدیک
یہ سب برابر نہیں ہیں) اس کے بعد تفصیل کے طور پر تاکید اس مفہوم
کی کرتے ہیں کہ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا جو لوگ
کہ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے اموال اور اپنی جانوں
کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کے حکم کی تعمیل کی وہ باعتبار رتبہ
کے اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ بڑے ہیں یعنی آبادی مسجد حرام کی
اور حاجیوں کو پانی پلانے والوں سے ان کے تمام اعمال مقصد پر پہنچا
ہونے والوں کے (اعمال) ہیں ان کو ان کا پروردگار اپنی طرف سے
بخششوں اور جنتوں کی بشارت دیتا ہے (اور ان کو پائیدار اور جاودانی
نعمتیں ملیں گی) جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے بیشک اللہ (ہی) وہ ذات
ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے یعنی اس کے ہاتھ میں ہے کہ وہ جس کو
چاہے عطا فرمائے اور جس شکل پر جتنا چاہے دیدیتا ہے۔ اس آیت
سے مہاجرین اور مجاہدین کی فضیلت معلوم ہوتی اور تمام اعمال
خیر سے ان اعمال کا بڑھا ہوا ہونا اور اس جماعت کا انجام کار خوبی کی
صراحت کے ساتھ واضح ہو گیا اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ (رو ۱۴)
اگر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ
تعالی آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب کہ آپ کو کافروں نے جلاوطن
کر دیا تھا جب کہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار
میں تھے جب کہ آپ اپنے ہمراہی سے فرماتے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو
یقیناً اللہ تعالی ہمارے ہمراہ ہے۔ سو اللہ تعالی نے آپ کے قلب
پر اپنی تسلی کا نزول فرمایا اور آپ کو ایسے لشکروں سے قوت دی جن
کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا اور اللہ تعالی نے کافروں کی بات (تو
تدبیر) نیچی کر دی کہ وہ ناکام رہے اور اللہ ہی کا بول بالا رہا

واشارہ جلیہ است بسوی قبول آن عمل از
ایشان عمل بگر درلفظ مرتبہ عز وقبول ثنی بود ایں
تشریف وایں قدر تعظیم ثنی فرسید وہو المقصود
قال اللہ تعالیٰ وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ
الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ
عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَکْبَرُ
ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۔
تقریر گویم معنی نظم خدا تعالیٰ درین آیات حال
ومآل منافقان و مومنان بیان مے فرماید
صفت منافقان امر ست بمنکر و نہی از معروف
و بخل در حقوق مالیہ واجبہ و مآل ایشان
آنکہ بموافقت کفار ہمیشہ در دوزخ باشند و باشد
ایشان را لعنت و عذاب دائمی بعد ازاں تشبیہ
مید ہد ایشان را بکفار پیشین و انذار مے نماید
بہمان بادش کہ آنہا را ذ بود است و صفت
مومنان نصرت یکدیگر دادن در حق وامر بمعروف
و نہی از منکر و بر پا داشتن نماز و دادن زکوٰۃ
و فرمانبرداری خدا و رسول او و مآل ایشان آنست
کہ وعدہ دادہ است خدا تعالیٰ بہشتہا می رود زیر
آن جوئیہا جاوداں آنجا و خانہا ی پاکیزہ در انہا
جاوید و از ہمہ نعمتہا بزرگتر خوشنودی
خدای تبارک و تعالیٰ است و آن ایشان را
باشد شک نیست کہ خلفاء متصف بودند
بایں اوصاف از جہت اخبار متواترہ
بہ کہ ہیچ شبہہ درآں نتواں نمود پس بایں
بشارت نیز مبشر باشند وہو المقصود
قال اللہ تعالیٰ وَالسّٰبِقُوْنَ

اور کھلا ہوا اشارہ ہے بوجہ اس عمل کے آپ کی مقبولیت کی جانب
اگر آپ عزت و مقبولیت کے اعلیٰ مرتبہ پر نہ ہوتے تو یہ تکریم اور اس قدر
تعظیم نہ فرمائی جاتی اور یہی ہمارا مقصود ہے۔
وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ (۹: ۷۲) اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں
اور مسلمان عورتوں سے ایسے باغوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کے نیچے
سے نہریں چلتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور نفیس مکانوں کا
جو کہ ان ہمیشگی کے باغوں میں ہوں گے اور ان سب نعمتوں کے مقابلہ میں
اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب نعمتوں سے بڑی چیز ہے۔ یہ زبردست
(بڑی) کامیابی ہے۔
تقریر معنی نظم کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان آیات میں منافقوں اور
مومنوں کا حال اور انجام بیان فرماتے ہیں۔ منافقوں کی صفت یہ ہے
بری بات کا حکم دینا اچھی بات سے روکنا اور حقوق مالیہ واجبہ میں
بخل کرنا اور ان کا انجام یہ ہے کہ کفار کی موافقت کی وجہ سے وہ
ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور ان پر پھٹکار اور عذاب دائمی رہے گا۔
اس کے بعد ان کو گزشتہ زمانوں کے کفار کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے
انہیں پاداش سے ڈراتے ہیں جو ان کفار کی ہو چکی ہے۔ اور مومنین
کی صفت یہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو مدد دیتے ہیں
حق میں اور نیک بات کا حکم کرتے اور بری بات سے روکتے ہیں
اور ان کی صفت ہے نماز کا قائم رکھنا اور زکوٰۃ دینا اور اللہ اور
رسول کی فرمانبرداری اور ان کا انجام یہ ہے کہ ان سے خدا نے وعدہ
کیا ہے ایسی جنتوں کا جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی اور یہ
نعمت جاودانی ہوں گی یعنی ہمیشہ رہے گی اور پاکیزہ مکانات جاودانی
ہوں گے اور تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی
رضا و خوشنودی اور یہ ان کا حصہ ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں
ہے کہ حضرات خلفاء ان صفات سے متصف تھے۔ اخبار متواترہ اس
کی شاہد ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تو ان عظیم الشان
بشارتوں سے وہ بھی مبشر ہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔
اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الخ
(۹: ۱۰۰) اور جو مہاجرین اور انصار (ایمان لانے میں سب سے) سابق

الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

تقریر گوئیم عفی عنہ خدای عز و جل بیان میفرماید درین آیت حسن حال و کمال اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و نیکو پیشیان ایشان از مہاجرین و انصار کہ قبل بدر یا قبل از تحویل قبلہ از بیت المقدس بجانب کعبہ و ہر دو نزدیک یکدیگر بودہ است و آنکہ تابع ایشان شدند بہ نیکوکاری کہ ہجرت کردند و نصرت دادند راضی شد خدا تعالی از ایشان و راضی شدند ایشان از وے جل شانہ و مہیا کرد خدا تعالی برائے ایشان بہشتہا میرود زیر آن جویہا جاویدان آنجا ہمیشہ این ست کامیابی بزرگ درین آیت تعریف عظیم است صحابہؓ را و اخبار است بآنکہ خدا تعالی از ایشان راضی شد و ایشان از وی جل شانہ راضی شدند و ناہیک بہ من فضیلۃ۔

قال اللہ تعالی لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

تقریر گویم این آیت در غزوۂ تبوک نازل شد کہ خدا تعالی برحمت بازگشت یعنی تلطف و مہربانی زیادہ از آنچہ سابق بود انعام فرمود بہ پیغامبر و

اور مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جنھوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ تعالی ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس (اللہ) سے راضی ہوئے اور اللہ تعالی نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (یہ) یہ بڑی کامیابی ہے۔

تقریر عفی عنہ کہتا ہے کہ اس آیت میں اللہ عز و جل بیان فرماتے ہیں اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمدہ حال اور عمدہ انجام اور فرماتے ہیں کہ پیش قدمی کرنے والے اور پہل کرنے والے مہاجرین اور انصار میں سے (پیش قدمی اور پہل سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ) جنگ بدر سے پہلے ایمان لائے یا بیت المقدس سے بیت کعبہ قبلہ بدلنے سے پہلے اور یہ دونوں واقعات ایک دوسرے کے قریب ہی کے ہیں۔ اور جو لوگ کہ ان کی پیروی کرنے والے ہوئے نیک کاموں میں کہ انھوں نے ہجرت کی اور مدد دی اللہ تعالی ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ جل شانہ سے راضی ہوئے اور اللہ تعالی نے ان کے لئے ایسی بہشتیں مہیا کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہ سب نعمتیں جاودانی ہمیشہ رہنے والی ہیں یہ ہے بہت بڑی کامیابی۔ اس آیت میں صحابہؓ کو عظیم شرف عطا ہوا ہے اور اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ خدا تعالی ان سے خوش ہے اور وہ اللہ تعالی سے خوش ہیں۔ اور اب تم کو خلفاءؓ کی فضیلت کے اقرار سے کیا چیز مانع ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ الخ (۹: ۱۱۷) اللہ تعالی نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنھوں نے ایسی تنگی کے وقت میں پیغمبرؐ کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا پھر اللہ تعالی نے ان کے حال پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالی ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے۔

تقریر کہتا ہے کہ یہ آیت غزوۂ تبوک کے بارے میں نازل ہوئی کہ خدا تعالی نے رحمت کے ساتھ توجہ کی اور لطف و مہربانی جس قدر پہلے سے ان پر تھی اس سے زیادہ انعامات فرمائے پیغمبر پر بھی اور

مهاجران و انصار که پیروی او کردند در وقت تنگدستی بعد از آنکه نزدیک بود که کج شود دلهای جماعه از ایشان از جهت کمال شدت حال یعنی با وجود آنکه یک طائفه از ایشان ضعیف صبر داشتند رحمت نمود بر همه ایشان هر آئینه خدای در حق ایشان مهربان است و درین آیت فضیلت عظیمه است حاضران تبوک را چه درین آیت اول ایشان را با پیغامبر در یک نسق جمع فرمود دوم آنکه نفس توبه برجوع خود نسبت به ایشان سوم آنکه صابر و ناصابر ازیشان همه صاحب فضل اند واللہ اعلم بالصواب۔

قال اللہ تعالیٰ مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝ وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

فرمود عز و جل لازم میکند متخلفان را از سفر تبوک که لائق نبود ایشان را که تخلف نمایند اینها سبب آنست که تشنه بود لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشنگی رسید و رنج و گرسنگی در راه خدا رسید و هیچ جا قدم ننهادند که

مہاجرین و انصار پر بھی جنھوں نے تنگدستی کے وقت ان کی پیروی کی اس حالت کے بعد کہ قریب تھا کہ بوجہ کمال سخت حالت پیش آنے کی وجہ سے ان میں کی ایک جماعت کے دلوں میں کجی پیدا ہو جاتی۔ یعنی باوجود اس بات کے کہ ان میں ایک جماعت ایسی تھی جن کے صبر میں ضعف تھا حق تعالیٰ نے سب پر رحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ ان سب کے حق میں مہربان ہے۔ جو لوگ غزوہ تبوک میں حاضر تھے اس آیت میں ان کو بڑی فضیلت چند طریقوں سے عطا فرمائی گئی ہے پہلا یہ کہ ان سب کو ایک ہی اسلوب کے ساتھ پیغمبر کے ساتھ جمع کیا گیا۔ دوسرا یہ کہ رحمت کے ساتھ ان کی طرف اپنے متوجہ ہونے کو نسبت فرمائی گئی۔ تیسرا یہ کہ صابرین اور غیر صابرین پوری جماعت کو صاحب فضیلت قرار دیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ترجمہ: اور حق تعالیٰ نے فرمایا مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ الخ (۹-۱۲۰) مدینہ میں رہنے والوں کو اور جو دیہاتی ان کے گرد و پیش (رہتے) ہیں ان کو یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ کا ساتھ نہ دیں اور نہ یہ زیبا تھا کہ اپنی جان کو ان کی جان سے عزیز سمجھیں (اور) یہ (ساتھ چلنے کا ضروری ہونا) اس سبب سے ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو چلنا چلے جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی ان سب پر ان کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتے اور (نیز) جو کچھ چھوٹا بڑا انھوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان ان کو طے کرنے پڑے یہ سب بھی ان کے نام (نیکیوں میں) لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے (ان سب) کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔

(شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ خود ترجمہ مع تفسیر تحریر فرماتے ہیں۔ مترجم) جو لوگ سفر تبوک سے کنارہ کش ہوئے اللہ عز وجل ان کو ملامت کرتے ہیں کہ لائق نہیں تھا ان لوگوں کو کہ تخلف کریں یہ اس سبب سے ہے کہ لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غازیوں کو نہیں پہنچی پیاس اور کوئی ماندگی اور نہ بھوک اور نہ ایسے مقام کو چھوڑا

بخشم می آرد کفار را و نمی رسند از دشمن دست یافتنی را
یعنی دست نمی یابند ایشان بکشتن کفار یا نہب اموال
ایشان یا اسیر ساختن یکے از کفار یا اسیر کردن بعض
ایشان را ہر قسمی کہ باشد مگر نوشتہ میشود برائے ایشان
بعوض آن عمل نیک ہر آئینہ خدا تعالیٰ ضائع نمیکند
مزد نیکوکاران را و انفاق نمیکنند ہیچ نفقہ خورد
یا بزرگ و قطع نمی نمایند ہیچ وادی را مگر نوشتہ
میشود عمل خیر برائے ایشان آخر کار آنکہ جزا دہد ایشان
را خدا تعالیٰ بہترین آنچہ عمل میکردند
دریں آیت فضائل جہاد تبوک خصوصاً و سائر
مجاہدات عموماً بصریح ترین وجہے معلوم شد
و بالقطع معلوم است کہ خلفائے کرام از حاضران
این وقعہ و سائر مشاہد خیر بودند پس این
جزا ایشان را باشد و ہو المقصود۔ أخرج الترمذي
عن ابن عباس قال قلت لعثمان بن عفان
ما حملكم أن عمدتم إلى الأنفال وهي من
المثاني وإلى براءة وهي من المئين فقرنتم
بينهما ولم تكتبوا سطر بسم الله الرحمن الرحيم و
وضعتموها في السبع الطوال ما حملكم على ذلك فقال
عثمان كان رسول الله صلى الله عليه وسلم مما يأتي
عليه الزمان وهو ينزل عليه السور ذوات العدد
فكان إذا نزل عليه الشيء دعا من كان يكتب فيقول
ضعوا هؤلاء الآيات في السورة التي يذكر فيها
كذا وكذا وكانت الأنفال من أوائل ما نزل بالمدينة
وكانت براءة من آخر القرآن نزولا وكانت
قصتها شبيهة بقصتها فظننت أنها منها
فقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم

جو کفار کو غصہ دلائے اور کفار سے کوئی ایسی دست برد کی جیسے
کفار کو قتل کریں یا ان کے اموال کو لوٹیں یا کسی کافر کو زخم پہنچائیں
یا ان میں کے کسی شخص کو قید کرلیں ان میں سے کسی قسم کی بات بھی
ہو کر غازیوں کے لئے اس کے بدلے میں ایک نیک عمل لکھا جاتا ہے۔
یقیناً خدا تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا اور وہ
خرچ نہیں کرتے کوئی خرچ کرنے کی چیز چھوٹی یا بڑی اور قطع نہیں
کرتے کسی وادی کو مگر ان کے لئے اس عمل خیر کو لکھ لیا جاتا ہے
انجام کار یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو ان کے ہر اس بہتر عمل کا جو وہ
کریں گے بہترین جزا دے گا۔ ان آیتوں میں جہاد تبوک کے فضائل
خصوصاً اور دوسرے مجاہدات کے عموماً بہت واضح طریقے سے معلوم
ہوگئے اور یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے کہ خلفاء کرام اس خاص غزوہ
کے حاضرین میں اور جملہ مشاہد خیر میں شریک رہے ہیں۔ تو اس تمام
جزائے خیر کے وہ بھی مستحق ہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ ترمذی
نے نقل کیا ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا کہ میں نے عثمانؓ بن عفان سے
کہا کہ آپ نے سورۂ انفال کی طرف توجہ کی جو مثانی میں سے ہے اور
سورۂ براءت کی طرف بھی جو کہ مئین میں سے ہے اور دونوں کو تم نے
ملا دیا اور ان کے بیچ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی
اور تم نے پھر ان (دونوں) کو سبع طوال کے ساتھ ملا دیا۔ کس چیز نے
مجبور کیا ایسا کیا تو عثمانؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
جو زمانہ آتا رہا اس کے خاص وقتوں میں آپ پر کئی عدد
والی سورتیں نازل ہوتی تھیں تو جب آپ پر کچھ نازل ہوتا تھا تو
آپ جو کاتب ہوتا تھا اس کو بلاتے اور فرمایا کرتے کہ ان آیات کو
اس سورت میں رکھ دو جس میں فلاں فلاں بات کا ذکر ہے اور
سورۂ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو مدینہ کے ابتدائی زمانہ میں
نازل ہوئیں اور سورۂ براءۃ نزول کے لحاظ سے قرآن کی آخر سورت
ہے اور اس کا قصہ مشابہ تھا سورۂ انفال کے قصہ سے تو مجھے
ظن ہوا کہ یہ اسی کا جزو ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی

ف مثانی ان سورتوں کو کہتے ہیں جن کی آیات سو سے کم ہوں اور مئین وہ سورتیں ہیں جن کی آیات سو سے زائد ہیں اور سبع طوال
سے سات لمبی سورتیں مراد ہیں یعنی بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف، انفال ۱۲ مترجم

ولم يبين لنا من اجل ذلك قرنت بينهما ولم
اكتب بينهما سطر بسم الله الرحمن الرحيم و
وضعتها في السبع الطوال ۔ وعن عثمان بن
عفان قال كانت الانفال و براءة يدعيان
في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم
القرينتين فلذلك جعلتهما في السبع الطوال
۔ وعن ابی عطية الهمدانی قال كتب عمر
ابن الخطاب تعلموا سورة براءة وعلموا
نساءكم سورة النور ۔ وعن الشعبی ان
اباذر والزبير بن العوام سمع احدهما من
النبی صلى الله عليه وسلم انه يقرأ ما كان لاهل المدينة
وهو على المنبر يوم الجمعة فقال لصاحبه
متى انزلت هذه الآية فلما قضى صلوته
قال له عمر بن الخطاب لا جمعة لك فاتى
النبی صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له
فقال صدق عمر ۔ وعن ابن عمر ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم استعمل ابابكر
على الحج ثم ارسل عليا ببراءة على اثره
ثم حج النبی صلى الله عليه وسلم من العام
المقبل ثم رجع فتوفی فولى ابوبكر
فاستعمل عمر على الحج ثم حج ابوبكر عام
قابل ثم مات ثم ولى عمر بن الخطاب
فاستعمل عبد الرحمن بن عوف على الحج
ثم كان يحج بعد ذلك حتى مات ثم
ولى عثمان فاستعمل عبد الرحمن بن عوف
على الحج ثم كان هو يحج حتى قتل اخرجه
الدارمی والنسائی عن جابر ان النبی صلى الله عليه وسلم
بعث ابابكر على الحج ثم ارسل عليا ببراءة فقرأ

اور آپ نے ہم سے اس کی صراحت نہ کی تھی تو میں نے اس سبب سے (کہ دونوں کا قصہ مشابہ ہے) ملا دیا مگر بیچ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور دونوں کو سبع طوال میں رکھ دیا اور مروی ہے عثمان بن عفان سے کہ سورۃ انفال اور براءۃ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں "قرینتین" کہا جاتا تھا (یعنے جڑواں) اس وجہ سے میں نے ان دونوں کو سبع طوال میں رکھ دیا۔ اور مروی ہے ابی عطیہ ہمدانی سے انھوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب نے لکھا (یعنے منادی فرمایا) کہ تم سورۃ براءۃ کو سیکھو اور اپنی عورتوں کو سورۃ نور سکھاؤ۔ اور شعبی سے مروی ہے کہ ابوذر اور زبیر بن العوام میں سے ایک نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جب کہ آپ منبر پر تھے اس آیت کو سنا جس کو آپ پڑھ رہے تھے (یعنے ما کان لاہل المدینۃ الخ) تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی تو جب وہ اپنی نماز پوری کر چکا تو اس سے عمر بن الخطاب نے کہا تیرا جمعہ نہیں ہوا[1]۔ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور اس کا ذکر آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ عمر نے صحیح کہا۔ اور مروی ہے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو حج پر بھیجا پھر علی کو آپ کے پیچھے سورۃ براءۃ دے کر بھیجا۔ پھر آنے والے سال میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حج کیا پھر واپس تشریف لائے اور وفات پا گئے۔ پھر ابوبکر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے عمر کو امیر حج بنایا پھر آنے والے سال میں ابوبکر نے حج کیا پھر ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعد خلیفہ عمر ہوئے تو انھوں نے عبد الرحمن بن عوف کو امیر حج بنایا۔ پھر عمر جب تک زندہ رہے حج کرتے رہے۔ جب انتقال کر گئے تو عثمان خلیفہ بنائے گئے۔ تو انھوں نے بھی عبد الرحمن بن عوف کو امیر حج بنایا۔ پھر عثمان بھی حج کرتے رہے یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے۔ دارمی و نسائی نے اخذ کیا۔ مروی ہے جابر سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو امیر حج بنا کر بھیجا۔ پھر علی کو سورۃ براءت دے کر بھیجا تو انھوں نے حج کے موقعہ پر جہاں جہاں لوگ ٹھہرتے تھے

[1] یعنے جمعہ کے ثواب سے تم محروم ہو گئے کہ خطبہ کے وقت بات کی جو ناجائز ہے ۱۲ مترجم

علی الناس فی مواقف الحج سنے تعجب
وعن عروۃ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر امیرا علی الناس سنۃ تسع وکتب سنن الحج وبعث معہ علی بن ابی طالب بآیات من براءۃ فامرہ ان یؤذن بمکۃ وبمنٰی وبعرفۃ وبالمشاعر کلہا بانہ برئت ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ من کل مشرک حج بعد العام او طاف بالبیت عریانا واجل من کان بینہ وبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد اربعۃ اشہر وسار علی راحلتہ والناس کلہم یقرأ علیہم القرآن براءۃ من اللہ ورسولہ ویقرأ علیہم یٰبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیۃ۔

فقیر گوید درین قصہ بعض رواۃ را خطا واقع شدہ است کہ میگویند ابوبکر صدیق را باز گردانید اصل قصہ آنست کہ ابوبکر صدیقؓ بلا نزاع امیر حج بود و سورۂ براءۃ اول بدست ابوبکر صدیق دادہ بود بعد ازان جبرئیلؑ فرود آمد و امر کرد کہ آن را بدست حضرت مرتضیٰ باید فرستاد۔ اخرج الترمذی عن انس قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم براءۃ مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ ہذا الا رجل من اہلی فدعا علیا فاعطاہ ایاہ۔ وعن سعد بن ابی وقاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر ببراءۃ الی اہل مکۃ ثم بعث علیا علی اثرہ فاخذہا منہ فکأن ابابکر وجد فی نفسہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکر انہ لا یؤدی عنی

اس صورت کو ختم تک پڑھ کر سب کو سنایا۔ اور عروہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر امیر حج بنا کر سن ۹ میں بھیجا اور حج کے طریقے لکھ کر دیئے۔ اور ان کے ساتھ علیؓ بن ابی طالب کو سورۂ براءت میں کی آیات دے کر بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان کا اعلان کریں مکہ میں اور منیٰ میں اور عرفہ میں اور تمام مشاعر میں کہ اب باقی نہیں رہا ذمہ اللہ کا اور ذمہ اللہ کے رسول کا کسی مشرک کے بارے میں جو اس سال کے بعد حج کرے یا بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے اور اس عہد کی میعاد کو جو مشرکین کا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں تھا چار مہینہ مقرر کیا اور اپنی سواری پر روانہ ہوئے اور سب لوگ بھی آپ ان پر قرآن کی ان آیات کی قراءت کرتے جاتے تھے براءۃ من اللہ ورسولہ (۹-۱) یعنی بیزاری ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ اور لوگوں پر اس آیت کی قراءت بھی کی یٰبنی آدم خذوا زینتکم (۷-۳۱) یعنے اے اولاد آدم کی ہر مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ آخر تک۔

فقیر کہتا ہے کہ اس قصہ میں بعض راویوں سے چوک ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ کو واپس کر دیا۔ اصل قصہ یہ ہے کہ ابوبکر صدیقؓ بلا اختلاف امیر حج تھے اور سورۂ براءت اول ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں دی تھی اس کے بعد جبرئیلؑ نازل ہوئے اور انھوں نے امر کیا کہ حضرت علیؓ مرتضیٰ کے ہاتھ بھیجنا چاہیے۔ ترمذی نے بسند کیا مروی ہے انسؓ سے انھوں نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو سورۂ براءت دے کر بھیجا۔ پھر ان کو بلایا اور فرمایا کہ کسی شخص کو اس کا پہنچانا مناسب نہیں معلوم ہوتا بجز ایسے شخص کے جو میرے اہل بیت میں سے ہو۔ پھر علیؓ کو بلایا اور اس سورت کو انھیں دیا۔ اور سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے براءت دے کر ابوبکرؓ کو اہل مکہ کے پاس روانہ کیا۔ پھر ان کے پیچھے علیؓ کو بھیجا انھوں نے اس کو ابوبکرؓ سے لے لیا (واپس لے لی) گویا کہ اس سے ابوبکرؓ کو انقباض ہوا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ میری طرف سے احکام ادا کوئی نہیں

الا انا او رجل منی اخرج البخاری ومسلم
عن ابی ہریرۃ قال بعثنی ابوبکر فی تلک
الحجۃ فی مؤذنین بعثہم یوم النحر یؤذنون
بمنی ان لا یحج بعد ہذا العام مشرک و
لا یطوف بالبیت عریان ثم اردف النبی
صلی اللہ علیہ وسلم علی ابن ابی طالب
فامرہ ان یؤذن ببراءۃ فاذن معنا
علیؓ فی اہل منی یوم النحر ببراءۃ ان لا یحج
بعد ہذا العام مشرک ولا یطوف بالبیت
عریان۔ واخرج الترمذی وحسنہ والحاکم
وصححہ عن ابن عباس ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر وامرہ
ان ینادی بہؤلاء الکلمات ثم اتبعہ علیا
وامرہ ان ینادی بہؤلاء الکلمات فانطلقا
فحجا فقام علیؓ فی ایام التشریق فنادی
ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ
فسیحوا فی الارض اربعۃ اشہر ولا یحجن
بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت
عریان ولا یدخل الجنۃ الا مؤمن وکان
علیؓ ینادی فاذا اعیی قام ابوبکر فنادی
بہا وعن الحسن انہ سئل عن یوم الحج الاکبر
فقال ذلک عام حج فیہ ابوبکر استخلفہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحج
بالناس واجتمع فیہ المسلمون والمشرکون
فلذلک سمی الحج الاکبر ووافق عید
الیہود والنصاری وعن عمر بن الخطاب قال الحج الاکبر
یوم عرفۃ وعن ابن ابی ملیکۃ قال قدم
اعرابی فی زمان عمر بن الخطاب فقال
من یقرئنی مما انزل اللہ علی محمد

سوائے میرے یا میرے گھر کے آدمی کے۔ بخاری اور مسلم نے اخذ کیا مروی
ہے ابوہریرہؓ سے انھوں نے کہا کہ ان اعلان کرنے والوں میں سے ایک
میں تھا جن کو اس حج میں ابوبکرؓ نے یوم نحر میں بھیجا تھا کہ وہ منیٰ
میں یہ اعلان کردیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ
بیت اللہ کا طواف کوئی ننگا کرے۔ پھر ان کے پیچھے نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے علیؓ بن ابی طالب کو بھیجا۔ ان کو حکم دیا کہ وہ اعلان عام
کریں براءۃ کا تو یوم النحر میں علیؓ نے ہمارے ساتھ اہل منیٰ میں اعلان
عام کیا براءۃ کا اور یہ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے
اور نہ کوئی ننگا طواف بیت اللہ کرے۔ اور اخذ کیا ترمذی نے اور
اس کو حسن کہا ہے اور حاکم نے اور اس کو صحیح کہا ہے۔ مروی ہے
ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو بھیجا
اور ان کو حکم دیا کہ بلند آواز سے ان کلمات کے ساتھ اعلان کریں۔
پھر ان کے پیچھے علیؓ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان کلمات سے
ندا کریں۔ تو دونوں گئے اور دونوں نے حج کیا پھر علیؓ کھڑے ہوئے
ایام تشریق میں اور انھوں نے ندا کی کہ اللہ تعالیٰ مشرکین سے
دست بردار ہے اور اس کا رسول۔ تو تم لوگ اس سرزمین میں چار
مہینے چل پھر لو اور اس سال کے بعد ہرگز کوئی مشرک حج نہ کرے اور
نہ بیت اللہ کا طواف کرے کوئی ننگا اور جنت میں بجز مومن کوئی داخل
نہ کیا جائے گا۔ تو علیؓ ندا کرتے رہے جب وہ تھک گئے تو ابوبکرؓ
کھڑے ہوگئے پھر یہی اعلان انھوں نے کیا۔ حسنؒ سے مروی ہے
کہ ان سے سوال کیا گیا یوم حج اکبر کے متعلق تو انھوں نے کہا کہ یہ
وہ سال ہے جس میں ابوبکرؓ نے حج کیا تھا ان کو اپنا خلیفہ بنایا تھا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو انھوں نے لوگوں کو حج کرایا اور
اس میں مسلمان اور مشرکین جمع ہوتے تھے تو اس وجہ سے اس کو
حج اکبر سے موسوم کیا گیا اور اسی دن یہود و نصاریٰ کی عید بھی
تھی۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے انھوں نے فرمایا کہ حج اکبر
یوم عرفہ ہے۔ اور ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ
عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا مجھے کون
پڑھائے گا اس (کلام) میں سے جو اللہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے

فاقرأه رجل براءة فقال ان الله بريء من المشركين ورسوله بالجر فقال الاعرابي لقد برئ الله من رسوله ان يكن الله برئ من رسوله فانا ابرأ منه فبلغ عمر مقالة الاعرابي فدعاه فقال يا اعرابي اتبرأ من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا امير المؤمنين اني قدمت المدينة ولا علم لي بالقرآن فسألت من يقرئني فاقرأني هذا سورة براءة فقال ان الله بريء من المشركين ورسوله وقال الاعرابي وانا والله ابرأ مما برئ الله منه فامر عمر بن الخطاب ان لا يقرئ القرآن الا عالم باللغة وامر ابا الاسود فوضع النحو وعن عمر بن الخطاب سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من بنى مسجدا يذكر فيه اسم الله بنى الله له بيتا في الجنة وعن عبد الله بن هشام قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم وهو آخذ بيد عمر بن الخطاب فقال والله لانت يا رسول الله احب الي من كل شيء الا نفسي فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من نفسه وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لئن بقيت ان شاء الله لاخرجن المشركين من جزيرة العرب فلما ولي عمر اخرجهم وعن جعفر عن ابيه

تو ایک شخص نے اس کو سورۂ براءۃ پڑھائی اور اس نے کہا اس طرح پڑھائی (اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ زیر کے ساتھ) تو اعرابی نے کہا واقعی اللہ تو بیزار ہو گیا اپنے رسول سے اگر اللہ بیزار ہو گیا اپنے رسول سے تو میں اس سے زیادہ رسول سے بیزار ہوں۔ تو اس اعرابی کا یہ کلام عمرؓ تک بھی پہنچ گیا آپ نے اس کو بلوایا اور فرمایا کہ اے اعرابی کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیزار ہو گیا ہے۔ اس نے کہا اے امیر المومنین میں مدینہ میں آیا اور مجھے قرآن کا بالکل علم نہیں تھا۔ میں نے سوال کیا کہ مجھے کون پڑھائے گا تو مجھے ایک شخص نے یہ سورۂ براءۃ پڑھائی تو اس نے کہا اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ تو میں نے یعنی اعرابی نے کہا اور میں بھی خدا کی قسم بیزار ہوتا ہوں اس سے جس سے اللہ بیزار ہو۔ تو عمر بن الخطاب نے حکم نافذ کیا کہ لوگوں کو قرآن کوئی نہ پڑھائے بجز عالم لغت کے اور آپ نے ابو الاسود کو حکم دیا تو انھوں نے علم نحو ایجاد کیا۔ اور عمر بن الخطاب سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جس نے مسجد بنائی کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا نام یاد کیا جائے (یعنی اللہ کی عبادت کی جائے) تو اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ اور عبد اللہ بن ہشام سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ عمرؓ ابن الخطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے انھوں نے کہا کہ خدا کی قسم یا رسول اللہ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں بجز اپنی جان کے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن (کامل) اس وقت تک نہ ہو گا جب تک میں اس کو اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ اور جابرؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک باقی رہا تو مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا۔ تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے ان کو نکال دیا۔ اور جعفر سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں

لہ معلوم رہے کہ مشہور یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابو الاسود کو ہدایت کی انح نحو اسی طرح اور اسم و فعل و حرف کی تعریف بھی بتائی تھی اور یہ کہ اسی وجہ سے اس علم کا نام نحو رکھا گیا واللہ اعلم۔ ممکن ہے کہ حضرت عمرؓ نے حکم دیا ہو اور ابو الاسود نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تعلیم حاصل کی ہو۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اعراب یعنی زیر زبر وغیرہ کا وجود نہ تھا مگر ضرورت ہوئی کہ عام لوگوں کی قرآن کی تلاوت کی صحت کے لئے ایسا کیا جائے۔ ۱۲ مترجم

ان عمر بن الخطاب استشار الناس في
المجوس فقال عبد الرحمن بن عوف سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سنوا
بهم سنة اهل الكتاب — عن سعيد بن ابي
سعيد ان رجلا باع دارا له على عهد عمر
فقال له عمر احرز ثمنها احفر تحت
فراش امرأتك فقال يا امير المؤمنين او
ليس بكنز قال ليس بكنز ما ادي زكوته
عن ابن عباس قال لما نزلت هذه
الآية والذين يكنزون الذهب والفضة
كبر ذلك على المسلمين قالوا ما يستطيع
احد منا لولده ما يبقى بعده فقال عمر
انا افرج عنكم فانطلق عمر واتبعه
ثوبان فاتيا النبي صلى الله عليه وسلم
فقال يا نبي الله قد كبر على اصحابك
هذه الآية فقال ان الله لم يفرض الزكوة
الا ليطيب بها ما بقي من اموالكم و
انما فرض المواريث من مال يبقى
بعدكم فكبر عمر ثم قال له النبي صلى
الله عليه وسلم الا اخبرك بخير ما يكنز
المرء المرأة الصالحة التي اذا
نظر اليها سرته و اذا امرها
اطاعته و اذا غاب عنها حفظته

وعن بريدة قال لما نزلت والذين يكنزون
الذهب والفضة الآية قال اصحاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم لقد نزل
اليوم في الكنز ما نزل

عمر بن الخطاب نے لوگوں سے مجوس (آتش پرست فرقہ) کے بارے میں مشورہ
طلب کیا تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اُن کے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو اہل کتاب
سے کرتے ہو۔ مروی ہے سعید بن ابی سعید سے کہ ایک شخص نے عمرؓ کے
زمانہ میں اپنا مکان فروخت کیا تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ تو نے جس کی قیمت
لے لی ہے تو اس کو اپنی بیوی کے بیٹھنے کی جگہ (زمین کھود کر) دبا دے۔
اس شخص نے کہا اے امیرالمومنین کیا یہ کنز نہیں ہو جائے گا؟ تو آپ نے
فرمایا جب کہ اس کی زکوٰۃ ادا کی جاتی رہے گی کنز نہیں ہوگا۔ مروی
ہے ابن عباسؓ سے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی والذین یکنزون
(۹: ۳۴) اور اخیر آیت تک جس سے جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے
ہیں الخ تو یہ مسلمانوں پر بھاری ہوئی اور کہنے لگے کہ اب ہم میں سے
کوئی بھی اولاد کے لئے کیا رکھے گا جو اس کے بعد باقی رہ جائیگا تو
عمرؓ نے کہا کہ میں تم کو اس الجھن سے نکلواتا ہوں تو عمرؓ روانہ ہوئے
اور ان کے پیچھے ثوبان بھی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں پہنچے اور عرض کیا اے نبی اللہ آپ کے اصحابؓ پر آیت گراں گزری
ہے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو صرف اسی لئے فرض کیا ہے
کہ تمہارے اموال جو (خرچ کر کے باقی رہ گئے ہیں) پاک کر دے۔ اور
میراث کے جو حصے مقرر کئے ہیں وہ اسی مال سے تو کئے ہیں جو تمہارے
بعد باقی رہے گا تو عمرؓ نے اللہ اکبر کہا۔ پھر اُن سے نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا دیکھو میں تم کو آدمی کے لئے ایک بہترین خزانے کی
اطلاع دیتا ہوں۔ وہ ہے نیک بی بی جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس
کی طرف دیکھے تو وہ اس کو خوش کرے اور جب اُس کو شوہر حکم دے
تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جب شوہر غائب ہو تو اس کی (اپنے
اُس کے مال کی) حفاظت کرے۔ بریدہ سے روایت ہے کہ جب آیت
والذین یکنزون الذہب والفضۃ الخ نازل ہوئی تو اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ آج کنز (یعنے مال جمع کرنے)
کے بارے میں جو نازل ہوا ہے وہ کیا نازل ہوا (یعنے اس کا کیا حکم)

له گو کبھی شوہر عورت کے دل بہلانے پر قسمیں (وغیرہ) کے سلسلہ میں بیجا خرچ کرائے تو اس سے گریز کرے ایسی عورت کو اپنا اولاد تعمیل ایسی ہی تم نہ
چاہا مال جمع کر رکھو ہے بہر کیف تم کو حضرت الحیدن کی صحبت پر بیٹھا ہے۔ مترجم

فقال ابوبكر يا رسول الله ماذا نكنز اليوم قال
لسانا ذاكرا وقلبا شاكرا وزوجة صالحة
تعين احدكم على ايمانه ت. اخرج البخاري
ومسلم عن البراء بن عازب قال اشترى
ابوبكر من عازب رحلا بثلاثة عشر درهما
فقال لعازب مر البراء فليحمله الى منزلي
فقال لا حتى تحدثنا كيف صنعت حين
خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم و
انت معه فقال ابوبكر خرجنا فادلجنا
فاحثثنا يومنا وليلتنا حتى اظهرنا وقام
قائم الظهيرة فضربت ببصري هل
ارى ظلا نأوي اليه فاذا انا
بصخرة فاهويت اليها فاذا بقية ظلها
فسويته لرسول الله صلى الله عليه وسلم
وفرشت له فروة وقلت اضطجع يا رسول
الله فاضطجع ثم خرجت انظر هل ارى احدا
من الطلب فاذا انا براعي غنم فقلت
لمن انت يا غلام فقال لرجل من
قريش فسماه فعرفته فقلت هل في
غنمك من لبن قال نعم قلت هل انت
حالب لي قال نعم فامرته فاعتقل
شاة منها ثم امرته فنفض ضرعها
فحلب كثبة ثم صببت الماء على
القدح حتى برد اسفله ثم اتيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فوافيته قد استيقظ فقلت اشرب
يا رسول الله فشرب حتى رضيت ثم
قلت الم يأن للرحيل فارتحلنا

تشریح کیا ہے) تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ اب ہم کیا چیز جمع
کرکے رکھیں تو آپ نے فرمایا لسانِ (زبان) ذاکر اور قلب شاکر اور
زوجۂ صالحہ جو تمہارے ایمان پر مددگار رہے۔ (کہ اگر تم گھر میں کوئی ناجا
ئز مال لے کر آؤ تو وہ تمہیں روکے) اخرجہ البخاری و مسلم نے
روایت ہے براء بن عازبؓ سے انہوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے عازبؓ سے تیرہ
درہم میں ایک کجاوہ خریدا پھر ابوبکرؓ نے عازبؓ سے کہا کہ براءؓ سے
کہدو کہ وہ اس کو اٹھا کر میرے گھر پہنچادے تو عازبؓ نے کہا نہیں جب تک
آپ ہم سے وہ سرگذشت اور اپنی تفصیلات نہ بیان کریں جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ سے) نکلے تھے اور آپ اُن کے ساتھ تھے تو
ابوبکرؓ نے بیان کیا کہ ہم اوّل شب میں نکلے۔ ہم نے تمام دن اور تمام
رات بیدار رہ کر سفر جاری رکھا۔ یہاں تک کہ دوپہر ہو گیا اور آفتاب
سر پر آگیا۔ اب میں نے نگاہ ڈالی کہ کہیں سایہ نظر آئے تو اُس میں ذرا
ٹھہر جائیں۔ تو مجھے ایک چٹان دکھائی دی تو میں نے اس کو جھک کر
دیکھا تو اُس کا تھوڑا سایہ موجود تھا تو میں نے اُس کو ٹھیک کیا پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جگہ ہموار کی اور ایک پوستین بچھایا
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ لیٹ جائیے تو آپ لیٹ گئے۔ پھر میں نکل
کر دیکھوں کہ کوئی ہمیں طلب کرنے والا بھی ہے تو میری نظر ایک بکریاں
کے چرانے والے پر پڑی تو میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس کا ہے اے لڑکے
تو اُس نے کہا کہ میں قریش کے فلاں شخص کا ہوں۔ اُس کا نام بتایا تو
میں اُس کو سمجھ گیا۔ پھر میں نے اُس سے کہا کیا تیری بکریوں میں کچھ
دودھ ہے؟ اُس نے کہا ہاں! میں نے کہا کیا ہمیں نکال کر دے گا؟
اُس نے کہا ہاں اور اُن میں سے وہ ایک بکری کھینچ لایا۔ میں نے تھن
جھاڑ کر نکال لے تو اُس نے تھن کھینچ کر دودھ دوہنا شروع کیا تو کچھ تھوڑا سا
نکلا۔ اس کے بعد میں نے اپنے پیالے کے اوپر پانی بہایا تو اُس کے نیچے
کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا پھر میں اُس میں دودھ لیکر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپ بیدار ہو گئے۔ میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ یہ پی لیجئے تو آپ نے پی لیا یہاں تک کہ میں خوش ہو گیا۔ پھر
میں نے کہا کیا ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا؟ پھر ہم روانہ ہو گئے

ف یہ ادھر کے لئے [illegible] حضرت [illegible] صحابہ سے پہلا منقول ہو چکا ہے [illegible] کہ جس سے [illegible] نکال کر رکھا ہے
[illegible]

والقوم يطلبونا فلم يدركنا منهم الا سراقة
بيننا وبينه قدر رمح او رمحين
او ثلاثة قلت يا رسول الله هذا الطلب
قد لحقنا فقال لا تحزن ان الله
معنا حتى اذا دنا منا فكان بيننا وبينه
قدر رمح فقلت يا رسول الله هذا
الطلب قد لحقنا وبكيت قال لم
تبكي قال قلت اما والله لا ابكي
على نفسي ولكن ابكي عليك فدعا عليه
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
اللهم اكفناه بما شئت فساخت قوائم
فرسه الى بطنها في ارض صلد ووثب عنها
فقال يا محمد ان هذا عملك فادع الله
ان ينجيني مما انا فيه فوالله لاعمين
على من ورائي من الطلب وهذه
كنانتي فخذ منها سهما فانك ستمر على
ابلي وغنمي في موضع كذا وكذا فخذ منها
حاجتك فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لا حاجة لي بها فانطلق راجعا
الى اصحابه ومضى رسول الله صلى الله
عليه وسلم وانا معه حتى قدمنا المدينة
فتلقاه الناس فخرجوا في الطريق و
على الاجاجير واشتد الخدم و
الصبيان في الطريق الله اكبر جاء رسول الله
صلى الله عليه وسلم فنزل الكليلة على
بني النجار اخوال عبد المطلب لاكرامهم
بذلك فلما اصبح غدا حيث امر
وعن ضبة بن محصن قال قلت لعمر
بن الخطاب انت خير من ابي بكر فبكى وقال

اور لوگ ہم کو تلاش کر رہے تھے اُن میں سے کوئی ہم کو نہ پا سکا بجز
سراقہ بن مالک کے (وہ ہم سے قریب آ گیا) یعنی ایک نیزہ کے یا دو نیزہ
کے یا تین نیزہ کے (برابر فاصلہ رہ گیا) میں نے کہا (جب وہ دور
تھا) یا رسول اللہ یہ ہمیں گرفتار کرنے کے لئے ہم تک آ پہنچا ہے۔ آپ نے
فرمایا کوئی فکر نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے یہاں تک کہ جب اتنا قریب آ گیا
کہ ہمارے اور اُس کے درمیان بس اُس کا گھوڑا ہی تھا میں نے کہا یا رسول اللہ
یہ تو گرفتار کرنے کے لئے ہم سے آ ملا ہے اور میں رو پڑا آپ نے فرمایا
کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا واللہ اپنی ذات کی وجہ سے نہیں روتا بلکہ
آپ کی وجہ سے رو رہا ہوں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس پر
بد دعا کی کہ اللّٰھم اکفناہ بما شئت (یعنی اے اللہ! آپ جس طرح
چاہیں ہم کو اس سے بچا لیں) تو اُس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس
گیا ایسی زمین میں جو سخت تھی اور وہ گھوڑے سے کود گیا اور بولا
اے محمد! یہ آپ ہی کا کام ہے اب آپ اللہ سے دعا کر دیجئے کہ میں
جس بلا میں پھنس گیا ہوں خدا مجھے اس سے نجات بخش دے تو واللہ میں
اُن سب لوگوں کو جو آپ کو پکڑنے والے میرے پیچھے چلے آ رہے ہیں
مشتبہ کر کے روک دوں گا اور یہ میرا ترکش ہے اس میں سے آپ تیر
نکال لیجئے اور آپ میرے اونٹوں اور بکریوں پر سے عنقریب گزریں گے
فلاں مقام سے جو ایسا اور ایسا ہے اُن میں سے آپ جو کچھ چاہیں لے کر
اپنی حاجت پوری کر لیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے
اُن کی حاجت نہیں پھر وہ زمین سے چھوٹ گیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف
واپس ہو گیا۔ پھر روانہ ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور
میں آپ کے ساتھ تھا یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچے اور لوگ آپ سے
اس طرح ملے کہ راستے میں نکل آئے تھے اور چھتوں پر چڑھ گئے تھے
اور غلام اور بچے یہ کہتے ہوئے بھاگ دوڑ رہے تھے کہ اللہ اکبر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم آ گئے۔ پھر رات کو آپ اُترے بنی نجار کے یہاں
جو عبد المطلب کے ماموؤں کا خاندان ہے۔ اس سے اُن کا اعزاز مقصود
تھا۔ پھر جب صبح ہوئی تو جہاں آپ کو حکم دیا گیا تشریف لے گئے۔
ضبہ بن محصن سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن
الخطاب سے کہا کہ آپ ابو بکر سے بہتر ہیں تو رونے لگے اور فرمایا کہ

والله لليلة من أبي بكر ويوم خير من
عمر وآل عمر هل لك أن أحدثك عن ليلته
ويومه قال قلت نعم يا أمير المؤمنين
قال أما الليلة فلما خرج رسول الله صلى
الله عليه وسلم هاربا من أهل مكة خرج
ليلا فتبعه أبو بكر فجعل يمشي مرة أمامه
ومرة خلفه ومرة عن يمينه ومرة
عن يساره فقال له رسول الله صلى
الله عليه وسلم ما هذا يا أبا بكر من فعلك
قال يا رسول الله أذكر الرصد فأكون
أمامك وأذكر الطلب فأكون خلفك
ومرة عن يمينك ومرة عن
يسارك لا آمن عليك قال فمشى
رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلته
على أطراف أصابعه حتى حفيت رجلاه فلما
رآه أبو بكر رضي الله عنه أنها قد حفيت حمله
على كاهله وجعل يشتد به حتى أتى به
فم الغار فأنزله ثم قال لا والذي
بعثك بالحق لا تدخله حتى أدخله فإن
كان فيه شيء نزل بي قبلك فدخل فلم ير شيئا
فحمله فأدخله وكان في الغار خرق فيه
حيات وأفاعي فخشي أبو بكر أن يخرج
منهن شيء يؤذي رسول الله صلى
الله عليه وسلم فألقمه قدمه فجعلن يضربنه
وتلسعه الحيات والأفاعي وجعلت

خدا کی قسم ابوبکرؓ کی صرف ایک رات اور ایک دن عمرؓ کی تمام عمر سے
بہتر ہیں، کیا میں تمھیں اُن کی اس رات اور اس دن کا حال سناؤں؟
میں نے کہا ہاں اے امیر المؤمنینؓ تو آپ نے فرمایا کہ اُن کی رات کا حال
یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اہلِ مکہ سے نکل کر بھاگے
تو رات کا وقت تھا تو اُن کے پیچھے ابوبکرؓ چلے۔ وہ کبھی آپ کے
آگے چلتے تھے کبھی پیچھے اور کبھی داہنی طرف کبھی بائیں طرف۔ اس پر
اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ یہ کیا ہے؟ تو
انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے گھات لگانے والوں کا اندیشہ
ہوتا ہے تو آگے ہو جاتا ہوں اور جب تعاقب کرنے والوں کا خیال
آتا ہے تو پیچھے ہو جاتا ہوں، اسی خیال سے کبھی آپ کی داہنی طرف
ہو جاتا ہوں کبھی بائیں طرف۔ میں آپ کی نسبت مطمئن نہیں ہوں۔
حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاؤں کے
پنجوں کے بل چلے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں دُکھنے لگے۔ جب ابوبکرؓ
نے آپ کے پاؤں کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ کو اپنے کندھے پر بٹھا لیا
آپ کو اٹھائے ہوئے دوڑتے رہے یہاں تک کہ آپ کو غار کے دہانے
پر لے آئے اور آپ کو اُتارا۔ پھر آپ سے کہا کہ میں آپ کو قسم
دیتا ہوں اس ذات کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے
آپ اس میں داخل نہ ہوں جب تک میں اس میں نہ پہنچ جاؤں کہ اگر
اس میں کوئی موذی شے ہوتی تو وہ آپ سے پہلے مجھ پر آگرے
اس کے بعد اس میں داخل ہوئے، جب کوئی چیز نہیں دیکھی تو پھر
آپ کو اٹھا کر اندر لے گئے اور غار میں سوراخ تھے جن کے اندر مختلف
اقسام کے سانپ تھے، اس سے ابوبکرؓ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کسی سوراخ میں
سے کوئی نکل کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائے
تو اس پر انھوں نے اپنا قدم رکھ لیا پھر انھوں نے ڈسنا شروع
کردیا اور آپؓ کو وہ سانپ اور بچھو ڈسنے لگے تو آپ کی آنکھوں

لہ ایسا اس لئے کیا کہ کوئی نشانِ قدم سے سراغ نہ لگا سکیں۔ اور یہ بھی ہے کہ آپ کی عادت ذاتی ہی ایسی تھی [illegible] رات کا وقت
[illegible] مکہ [illegible] پاؤں [illegible]
[illegible] نشانات قدم کے [illegible] لوگوں سے [illegible] پاؤں [illegible]
[illegible] حضرت ابوبکرؓ آپ کو کندھے پر بٹھا کر [illegible] بعض روایات میں ہے کہ [illegible]

وهو يبكي ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يا أبا بكر لا تحزن إن الله معنا فأنزل الله سكينته الإطمأنينة لأبي بكر فهذه ليلته وأما يومه فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وارتدت العرب فقال بعضهم نصلي ولا نزكي وقال بعضهم لا نصلي ولا نزكي فأتيته ولا آلوه نصحا فقلت يا خليفة رسول الله تألف الناس وارفق بهم فقال جبار في الجاهلية خوار في الإسلام فبما ذا أتألفهم بشعر مفتعل أو بسحر مفترى قبض النبي صلى الله عليه وسلم وارتفع الوحي فوالله لو منعوني عقالا مما كانوا يعطون رسول الله صلى الله عليه وسلم لقاتلتهم عليه قال فقاتلنا معه فكان والله رشيد الأمر فهذا يومه وعن علي بن أبي طالب قال إن الله ذم الناس كلهم ومدح أبا بكر فقال إلا تنصروه فقد نصره الله إذ أخرجه الذين كفروا ثاني اثنين إذ هما في الغار إذ يقول لصاحبه لا تحزن إن الله معنا وعن أبي بكر قال ما دخلني اشفاق من شيء ولا دخلني في الدين وحشة إلى أحد بعد ليلة الغار فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم حين رأى اشفاقي عليه وعلى الدين

آنسوؤں سے بہنا شروع کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے اے ابوبکرؓ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے سکینت یعنی اطمینان اپنی طرف سے ابوبکرؓ پر نازل کر دیا۔ یہ ہے وہ ابوبکرؓ کی رات۔ دن کا حال یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور عرب مرتد ہو گیا کہ بعض لوگوں نے کہا ہم نماز تو پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے اور بعض نے کہا کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے اور نہ زکوٰۃ دیں گے تو میں اُن کے پاس آیا اور میں اُن کی خیر خواہی میں کمی نہیں کرتا تھا۔ میں نے اُن سے کہا اے خلیفہ رسول اللہ لوگوں سے محبت سے پیش آئیے۔ اور نرمی کیجیے تو مجھ سے فرمایا کہ یہ کیا ہے! تم جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) تو تیز دل تھے اسلام میں بزدل ہو گئے۔ وہ کیا صورت ہے کہ میں اُن پر اظہار الفت کروں کیا اشعار بنا کر یا کسی اور کے گھڑے ہوئے اشعار سنا کر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور وحی اُٹھ چکی اب نہ کسی قسم میں تغیر ممکن ہے نہ کوئی نیا حکم آسکتا ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ ان چیزوں میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے مجھ سے ایک رسی کا ٹکڑا بھی روکیں گے تو میں اس پر بھی ان سے قتال کروں گا۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر ہم نے اُن کے ساتھ مل کر قتال کیا تو واللہ وہ بھلائی کی راہ پر تھے تو یہ ہے وہ دن ہے۔ اور مروی ہے علیؓ بن ابی طالب سے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے سب لوگوں کی برائی کی اور ابوبکرؓ کی مدح کی کہ ارشاد فرمایا إِلَّا تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ (الخ) یعنی اگر تم لوگ رسول اللہ صلعم کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جبکہ آپ کو کافروں نے جلاوطن کر دیا تھا جب کہ وہ دو آدمیوں میں ایک تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے جب کہ آپ اپنے ہمراہی سے فرماتے تھے کہ تم (کچھ) غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپؓ نے فرمایا کہ غار والی رات کے بعد میرے دل میں کسی چیز کا خوف داخل نہیں ہوا اور نہ دین میں کسی کی طرف سے وحشت ہوئی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب میرے خوف کا مشاہدہ کیا آپ کی ذات کے اور دین کے بارے میں

لہ یعنی [illegible] کے [illegible] سب [illegible] کہتا ہے۔ مترجم

قال لن يجوز عليك فان الله قد قضى لنا
الامر بالنصر والتمام وعن انس بن مالك
قال لما كانت ليلة الغار قال ابوبكر
يارسول الله دعني فلادخل قبلك
فان كانت حية او شيئ كانت بي
قبلك قال ادخل فدخل ابوبكر فجعل يلتمس
بيديه فكلما راى جحرا قال بثوبه فشقه
ثم القمه الجحر حتى فعل ذلك بثوبه
اجمع وبقى جحر فوضع عليه عقبه
وقال ادخل فلما اصبح قال له النبي صلى
الله عليه وسلم فاين ثوبك يا ابابكر
فاخبره بالذي صنع فرفع النبي صلى
الله عليه وسلم يديه وقال اللهم اجعل
ابابكر معي في درجتي يوم القيامة
فاوحى الله تعالى اليه ان الله قد استجاب
لك وعن جندب بن سفيان قال
لما انطلق ابوبكر مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم الى الغار قال له ابوبكر
لا تدخل يا رسول الله حتى ادخل فاستبرئه
فدخل ابوبكر الغار فاصاب يده شيئ
فجعل يمسح الدم عن اصبعه ويقول
هل انت الا اصبع دميت وفي سبيل
الله ما لقيت وعن عمرو بن الحارث عن
ابيه ان ابابكر الصديق قال ايكم يقرء
سورة التوبة قال رجل انا قال اقرء
فلما بلغ اذ يقول لصاحبه لا تحزن بكى وقال
وانا والله صاحبه وعن ابن عباس قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ابوبكر اخي وصاحبي في الغار

تو فرمایا تھا کہ تمہیں گھبرانا نہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے مقدر فرما دیا ہے اس
امر (یعنی دین) کے لئے مدد (بھی) اور کامل ہونا۔ اور انس بن مالکؓ
سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ غار والی رات میں ابوبکرؓ نے کہا
یا رسول اللہ! اپنے سے پہلے آپ مجھے اندر جانے دیجئے تاکہ اگر کوئی
سانپ یا اور کوئی چیز ہو تو آپ سے پہلے مجھے لپٹ جائے۔ آپ نے
فرمایا کہ داخل ہو جاؤ تو ابوبکرؓ داخل ہو گئے اور انھوں نے اپنے
دونوں ہاتھوں سے ٹٹولنا شروع کیا (کیونکہ اندھیرے کی وجہ سے کچھ
نظر نہیں آتا تھا) تو جو بھی سوراخ محسوس ہوا اپنا کپڑا پھاڑ کر اس
میں ٹھونستے رہے یہاں تک کہ اپنے تمام کپڑوں کو آپ نے اسی میں
ختم کر دیا اور ایک سوراخ باقی رہ گیا تھا اس پر اپنی ایڑی رکھ لی اور
کہا کہ اب داخل ہو جائیے۔ جب صبح ہوئی تو اُن سے نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ تمھارے کپڑے کہاں گئے تو انھوں نے جو
کچھ کیا تھا آپ سے بیان کیا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے
دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور کہا اے اللہ! قیامت کے دن
ابوبکرؓ کو میرے ساتھ میرے ہی درجہ میں رکھیے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے
پاس وحی بھیجی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے۔ اور جندب
ابن سفیان سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ غار پر پہنچے تو آپ سے ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! جب تک
میں اندر جا کر اس کو صاف نہ کر دوں آپ داخل نہ ہوں۔ پھر ابوبکرؓ
غار میں اترے تو آپ کے ہاتھ میں کوئی چیز چبھ گئی تو انگلی سے خون
پونچھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ شعر (ترجمہ) تو صرف ایک
انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہو گئی۔ اور جو کچھ تجھے تکلیف پہنچی وہ اللہ
کے راستہ میں پہنچی۔ اور مروی ہے عمرو بن الحارث سے وہ روایت
کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ ایک مرتبہ چند لوگوں سے مخاطب ہو کر ابوبکر
صدیقؓ نے کہا تم میں کون سورۃ توبہ کی قراءت کرے گا تو ایک شخص
نے کہا کہ میں۔ فرمایا کہ پڑھو۔ تو جب وہ اِذْ یَقُولُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ
پر پہنچا تو رونے لگے اور فرمایا واللہ وہ آپ کا صاحب (رفیق)
میں ہی تھا۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ میرے بھائی اور میرے غار کے رفیق

ومنهم من يلمزك في الصدقات أخرج البخاري والنسائي عن أبي سعيد الخدري قال بينا النبي صلى الله عليه وسلم يقسم قسما إذ جاء ذو الخويصرة التميمي فقال اعدل يا رسول الله فقال ويلك ومن يعدل إذا لم أعدل فقال عمر بن الخطاب يا رسول الله ائذن لي فأضرب عنقه فقال النبي صلى الله عليه وسلم دعه فإن له أصحابا يحقر أحدكم صلاته مع صلاتهم وصيامه مع صيامهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية ينظر في قذذه فلا يوجد فيه شيء ثم ينظر في نصله فلا يوجد فيه شيء قد سبق الفرث والدم آيتهم رجل أسود إحدى يديه أو قال ثدييه مثل ثدي المرأة أو مثل البضعة تدردر يخرجون على حين فترة من الناس قال فنزلت فيهم ومنهم من يلمزك في الصدقات الآية قال أبو سعيد أشهد أني سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم وأشهد أن عليا حين قتلهم وأنا معه جيء بالرجل على النعت الذي نعت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عمر بن الخطاب إذ مر برجل من أهل الكتاب مطروح على باب فقد استكدوه في الجزية حتى كف بصره

بعض وہ لوگ ہیں جو صدقات (کی تقسیم کرنے) کے بارے میں آپ پر طعن کرتے ہیں۔ بخاری اور نسائی نے اخذ کیا مروی ہے ابی سعید خدری سے انہوں نے کہا کہ اس دوران میں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم صدقات کے حصے تقسیم کر رہے تھے کہ آپ کے پاس ذوالخویصرہ تمیمی پہنچا اور بولا کہ یا رسول اللہ انصاف کیجئے۔ آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے اگر میں نے بھی عدل نہ کیا تو اور کون کرے گا۔ اس پر عمر بن الخطاب نے کہا کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو اسے اس کے ایسے ساتھی ہیں کہ ان کی نماز کے مقابلہ پر تم میں سے ہر ایک کو اپنی نماز اور ان کے روزوں کے مقابلہ پر اپنے روزے حقیر نظر آئیں گے (اور ان کا حال یہ ہوگا کہ) وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسا تیر شکار کے بدن میں سے نکل جاتا ہے کہ جب تیر کے پروں کو دیکھا جائے گا تو ان پر (بدن کا خون گوبر وغیرہ) کچھ نظر نہ آئے گا پھر اس کی پیکان کو دیکھو تو وہاں بھی کچھ نہ ملے گا حالانکہ وہ گوبر میں سے بھی گذرا ہے اور خون میں سے بھی۔ اور ان کی نشانی (یعنی ان کے سردار اور اس شخص کا حلیہ) یہ ہے کہ وہ ایک سیاہ رنگ کا شخص ہے کہ اس کے دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ یا یہ فرمایا کہ دونوں پستانوں میں سے ایک عورت کی پستان کی طرح ہوگا یا یہ فرمایا کہ مثل گوشت کے لوتھڑے کے ہوگا جو ہلتا جلتا رہتا ہوگا۔ یہ خروج کریں گے لوگوں میں (اسلام) میں کچھ وقت گذر جانے کے بعد (ابو سعید خدریؓ نے) کہا کہ ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ومنھم من یلمزک فی الصدقات الآیۃ (پھر) ابو سعیدؓ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا اور گواہی دیتا ہوں کہ علیؓ نے جب ان (خوارج) کو قتل کیا اور میں ان کے ساتھ تھا تو ایک ایسا شخص لایا گیا (یعنی اس کی لاش لائی گئی) جو اسی صفت پر تھا جو صفت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔ عمر ابن الخطاب سے مروی ہے کہ ان کا گذر اہل کتاب میں کے ایک شخص پر ہوا جو ایک دروازے پر پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں نے مجھے مشقت میں ڈال دیا اور مجھ سے جزیہ لیتے رہے یہاں تک کہ میری بینائی جاتی رہی

فليس احد يعود عليّ بشيء فقال عمر
ما انصفناه اذاً ثم قال انما هذا من فقراء قال
الله انما الصدقات للفقراء والمساكين ثم
امر له بجراية يجري عليه وعن عمر في
قوله تعالى انما الصدقات للفقراء قال
هم زمنى اهل الكتاب وعن الشعبي قال
ليست اليوم مؤلفة والمؤلفة قلوبهم
انما كان رجال يتألفهم النبي صلى
الله عليه وسلم على الاسلام فلما ان
كان ابوبكر قطع الرشى في الاسلام
وعن عبيدة السلماني قال جاء عيينة
ابن حصن والاقرع بن حابس الى
ابي بكر فقالا يا خليفة رسول الله صلى
الله عليه وسلم ان عندنا ارضا سبخة ليس
فيها كلأ ولا منفعة فان رأيت ان
تقطعناها لعلنا نحرثها ونزرعها و
لعل الله ان ينفع بها فاقطعها
اياهما وكتب لهما بذلك كتابا و
اشهد لهما فانطلقا الى عمر ليشهداه
على ما فيه فلما قرئ على عمر ما
في الكتاب تناوله من ايديهما ثم تفل
فيه فمحاه فتذمرا وقالا له
مقالة سيئة فقال عمر ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم كان
يتألفكما والاسلام يومئذ قليل و
ان الله قد اعز الاسلام فاذهبا
فاجهدا جهدكما لا ارعى الله
عليكما ان رعيتما عن يزيد
ابن هارون

تو اب کوئی میری کچھ خبر گیری کرنے والا نہیں، یہ سن کر حضرت عمرؓ نے
کہا اس صورت میں ہم نے انصاف نہیں کیا پھر فرمایا کہ یہ ان غریبوں
میں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ
(۶۰۹) صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں کا، آخر آیت۔
پھر آپ نے حکم دیا اس کے لئے کہ اس کا وظیفہ جاری کر دیا جائے۔ اور مروی
ہے عمرؓ سے قول خداوندی إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ کے بارے میں کہ انھوں
نے فرمایا کہ وہ معذور لوگ ہیں اہل کتاب میں کے۔ اور شعبی سے مروی
ہے انھوں نے کہا کہ اب نہ دو اس پر یعنی قول تعالیٰ وَالْمُؤَلَّفَةِ
قُلُوبُهُمْ (۹، ۶۰) صدقات ان لوگوں کا بھی حق ہے جن کو منانا
منظور ہے جن کی دلجوئی کرنا منظور ہے۔ عمل کرنے کا نہیں رہا یہ وہ لوگ
تھے جن کی دلجوئی کیا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام
سے ادھر کرنے کے لئے۔ تو جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے اسلام
میں رشوت کا سلسلہ قطع کر دیا۔ اور عبیدہ سلمانی سے مروی ہے
انھوں نے کہا عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس دونوں ابوبکرؓ کے
پاس آئے اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے
نزدیک ایک شور زمین پڑی ہوئی ہے اس میں گھاس نہیں ہے اور
کوئی نفع کی چیز نہیں۔ اگر آپ کی رائے ہو تو یہ زمین آپ ہم کو دیدیں
کہ ہم اس کو کھیتی کے قابل بنائیں اور اس میں زراعت کریں شاید
اللہ تعالیٰ اس سے نفع دیدے۔ ان دونوں کو حضرت ابوبکرؓ نے
وہ زمین دیدی اور اس کے بارے میں ان کے لئے ایک تحریر لکھ دی
اور ان کے لئے گواہی بھی ہو گئی۔ اس کے بعد یہ دونوں عمرؓ کے
پاس گئے کہ ان کو بھی اس وثیقہ کے مضمون پر گواہ بنائیں تو جب
یہ تحریر پڑھ کر سنا دی گئی تو انھوں نے اس کو ان کے ہاتھوں
سے لے کر اس پر تھوکا پھر اس کو مٹا دیا ان کو یہ ناگوار ہوا اور
انھوں نے عمرؓ کو برے الفاظ کہے اس پر عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان سے تو تالیف القلوب کا معاملہ کرتے تھے اور اسلام
اس زمانہ میں قلت میں تھا اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا
ہے تو اب تم لوگ جو جدوجہد ہو سکے کرو خدا تمہاری رعایت نہ کرے تم پر
مہربانی نہ کرے اگر تم اپنے جانتے چاہو تو مروی ہے یزید بن ہارون کے

له یہی روایت آئے گی کہ آپ نے اپنے عامل کو حکم دیا کہ ایسے تمام لوگوں کے وظائف منقطع کر دیے جائیں اور ایسے تمام لکھیں

قال خطب أبو بكر الصديق فقال في خطبته يؤتى بعبد قد أنعم الله عليه وبسط له في رزقه وأصح بدنه وقد كفر نعمة ربه فيوقف بين يدي الله تعالى فيقال له ماذا عملت ليومك هذا وما قدمت لنفسك فلا يجده قدم خيرا فيبكي حتى تنفد الدموع ثم يعير ويخزى بما ضيع من طاعة الله فيبكي حتى تسقط حدقتاه على وجنتيه ولكل واحد منهما قرح ثم يعير ويخزى حتى يقول يا رب ابعثني إلى النار وأرحني من مقامي هذا وذلك قوله ألا إنه من يحادد الله ورسوله فأن له نار جهنم إلى قوله العظيم.

ومن موافقات عمر رضي الله عنه عن شريح بن عبيد أن رجلا قال لأبي الدرداء يا معشر القراء ما بالكم أجبن منا وأبخل إذا سئلتم وأعظم لقما إذا أكلتم فأعرض عنه أبو الدرداء ولم يرد عليه شيئا فأخبر بذلك عمر بن الخطاب فانطلق عمر إلى الرجل الذي قال ذلك فقال بثوبه وخنقه وقاده إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال الرجل إنما كنا نخوض ونلعب فأوحى الله إلى نبيه صلى الله عليه وسلم ولئن سألتهم

فرماتے ہیں کہ خطبہ دیا ابوبکر صدیقؓ نے اور دوران خطبہ میں فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے بندے کو پیش کیا جائے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور اس کے رزق میں وسعت دی اور اس کو اچھی جسمانی صحت عطا کی اور اس نے اپنے رب کی نعمتوں کے ساتھ کفر کیا اب یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اس سے کہا جائے گا کہ اپنے اس دن کے لئے تو نے کیا عمل کیا اور اپنے نفس کے لئے یہاں تو نے کونسی نیکی کی تھی؟ تو اس کو کوئی نیکی نہ ملے گی جو اس نے کی ہو تو یہ رونا شروع کرے گا یہاں تک کہ آنسو ختم ہو جائیں گے پھر اس کو شرم دلائی جائے گی اور رسوا کیا جائے گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طاعت کو کیسے ضائع کیا پھر وہ اتنا روئے گا کہ اس کی آنکھوں کی پتلیاں اس کے چہرے پر گر پڑیں گی اور دونوں رخسارے اتنے زخمی ہو کر پھول جائیں گے کہ وہ (گویا) کوس بن کر ہو جائیں گے پھر اس کو عار دلائے گا اور رسوا کیا جائے گا یہاں تک کہ یہ کہے گا کہ اے پروردگار مجھے دوزخ میں بھیج دے اور اس مقام سے مجھے ہٹا دے اور یہ مطلب ہے اس ارشاد کا أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ تا الْعَظِيمُ (۶۳) جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا (جیسے یہ لوگ کر رہے ہیں) تو یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ ایسے شخص کو دوزخ کی آگ اس طور پر نصیب ہوگی کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور یہ بڑی رسوائی ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی موافقات میں سے ایک یہ ہے۔ مروی ہے شریح ابن عبید سے کہ ایک شخص نے ابو درداء سے کہا کہ اے قاریوں کی جماعت والو تمہارا حال ایسا کیوں ہے کہ ہم سے زیادہ بزدل ہو اور بہت بخیل ہوتے ہو جب تم سے سوال کیا جائے اور جب تم کھاتے ہو تو سب سے بڑے لقمے تمہارے ہوتے ہیں۔ ابو درداءؓ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس بات کی اطلاع حضرت عمرؓ کو بھی کر دی گئی تو عمرؓ اس شخص کے پاس جس نے یہ کہا تھا پہنچے اور اس کا کپڑا پکڑ کر اس کا گلا گھونٹا اور کھینچتے ہوئے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ اس شخص نے کہا ہم تو صرف دل لگی اور ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی بھیجی وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ الخ (۹: ۶۵) اور اگر آپ ان سے پوچھیے

[illegible]

و من موافقات عمر استغفر لهم او لا تستغفر لهم الآية اخرجه البخاري

عن ابن عباس قال سمعت عمر يقول لما توفي عبد الله بن ابي دعي رسول الله صلى الله عليه وسلم للصلوة عليه فقام عليها فلما وقف قلت أعلى عدو الله عبد الله بن ابي القائل كذا وكذا أعدد أيامه ورسول الله صلى الله عليه وسلم يتبسم حتى اذا اكثرت قال أخر عني يا عمر اني خيرت فاخترت قد قيل لي استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم لو اعلم اني ان زدت على السبعين غفر له زدت عليها ثم صلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ومشى معه فقام على قبره حتى فرغ منه فعجبت لي وجرأتي على رسول الله صلى الله عليه وسلم والله ورسوله اعلم فوالله ما كان الا يسيرا حتى نزلت هاتان الآيتان ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره فما صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بعده على منافق ولا قام على قبره حتى قبضه الله عز وجل اخرجه البخاري ومسلم والترمذي وعن ابن عمر قال لما توفي عبد الله بن ابي بن سلول جاء ابنه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأله ان يعطيه قميصه يكفنه فيه فاعطاه ثم ساله ان يصلي عليه

دیکھ رہے تھے کہ ہم کس قدر مضطرب اور خوف محسوس کر رہے تھے۔ اور عمرؓ کی موافقات میں سے ہے استغفر لهم الخ (۹: ۸۰) یعنی (آپ) ان (منافقین) کے لئے استغفار کریں یا ان کے لئے استغفار نہ کریں۔ اخرجہ البخاری۔ ترمذی نے ابن عباسؓ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا عمرؓ سے آپ فرماتے تھے کہ جب عبداللہ بن ابی (منافق) مرا تو اس پر نماز پڑھنے کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلائے گئے آپ اس پر نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ جب آپ کھڑے ہو رہے تھے تو میں نے کہا تھا کہ اللہ کا سب سے بڑا دشمن عبداللہ بن ابی تھا ایسی اور ایسی باتیں کہنے والا۔ میں اس کی حرکات تجھ پر ایام شمار کر رہا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تبسم فرما رہے تھے یہاں تک کہ جب میں بہت کچھ کہتا ہی رہا تو فرمایا عمرؓ اب مجھے چھوڑ مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ مجھ سے یہ فرمایا گیا ہے کہ (تو) ان کے لئے استغفار کر یا استغفار نہ کر اگر تو ان کے لئے ستر مرتبہ استغفار کرے گا تو اگر میں جانتا کہ اگر میں نے ستر مرتبہ سے استغفار بڑھا دیا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر سے بڑھا دوں گا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور اس کے جنازے کے ساتھ چلے یہاں تک کہ اس کی قبر پر کھڑے رہے تا وقتیکہ فارغ ہو چکے۔ مجھے اپنے اوپر اور اپنی جرأت پر جو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کی تعجب ہے اور اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ پھر واللہ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں ولا تصل على احد منهم مات ابدا الخ (۹: ۸۴) اور ان میں کوئی مر جائے تو اس کے جنازہ پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ (دفن کے لئے) اس کی قبر پر کھڑے ہوجئے۔ تو اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی وفات تک کسی منافق کے جنازے کی نماز نہیں پڑھی۔ بخاری اور مسلم نے اخراج کیا، ترمذی نے ابن عمرؓ سے کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مر گیا تو اس کے بیٹے عبداللہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر سوال کیا کہ آپ اپنی قمیص اس کو عطا کر دیں تاکہ وہ اس کو اپنے باپ کے کفن میں استعمال کرے تو آپ نے اس کو عطا کر دی۔ پھر اس نے درخواست کی کہ آپ اس پر نماز پڑھیں

فقام عمر بن الخطاب فأخذ بثوبه فقال
يا رسول الله أتصلي عليه وقد نهاك الله
أن تصلي على المنافقين قال إن ربي
خيرني وقال استغفر لهم أو لا تستغفر لهم
إن تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر
الله لهم وسأزيد على السبعين وقال إنه
منافق فصلى عليه فأنزل الله ولا تصل
على أحد منهم مات أبدا ولا تقم على قبره
فترك الصلوٰة عليهم وعن حبيب
بن الشهيد عن عمرو بن عامر الانصاري
ان عمر بن الخطاب قرأ والسابقون
الاولون من المهاجرين والانصار
الذين اتبعوهم باحسان فرفع الانصار
ولم يلحق الواو في الذين فقال
له زيد بن ثابت والذين فقال
عمر الذين فقال زيد امير المؤمنين
اعلم فقال ائتوني بابي بن
كعب فاتاه فسأله عن ذلك فقال
ابي والذين فقال عمر اذا نتابع
ابيا.

وعن ابي صخر حميد بن زياد قال
قلت لمحمد بن كعب القرظي اخبرني عن
اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم و
انما اريد الفتن فقال ان الله قد غفر لجميع
اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واوجب لهم الجنة في
كتابه محسنهم ومسيئهم قلت وفي اي موضع اوجب لهم
الجنة في كتابه قال الا تقرأ والسابقون الاولون
[illegible] اوجب لجميع اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم الجنة
والرضوان وشرط على التابعين شرطا لم يشرطه فيهم قلت

اب عمر بن الخطاب کھڑے ہوئے اور آپ کا کپڑا پکڑ کر کہنے لگے کہ یا
رسول اللہ کیا آپ اس پر نماز پڑھیں گے حالانکہ اللہ نے آپ
کو منافقین پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے
مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ استغفر لهم او لا ان کے لئے
استغفار کرو یا استغفار نہ کرو۔ اگر تم ان کے لئے ستر دفعہ استغفار کرو
پھر بھی اُن کو اللہ ہرگز نہ بخشے گا۔ اور میں ستر پر اضافہ کروں گا
اور عمر نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ منافق ہے۔ تو آپ نے اس پر نماز پڑھی
پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ولا تصل على احد منهم مات
ابدا ولا تقم على قبره تو آپ نے منافقین پر نماز پڑھنا چھوڑ دیا۔
اور حبیب بن الشہید سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں عمرو بن عامر
انصاری سے کہ عمر بن خطاب نے پڑھا والسابقون الاولون من
المهاجرين والانصار الذين اتبعوهم باحسان پیش پڑھا
اور الذین کے ساتھ واو ملحق نہ کیا تو اُن سے زید بن ثابت نے کہا
والذین پھر عمر نے کہا الذین تو زید نے کہا امیر المؤمنین زیادہ
جانتے ہیں۔ حضرت عمر نے کہا کہ ابی بن کعب کو میرے پاس لاؤ
جب وہ ان کے پاس آئے تو اُن سے آپ نے اس کے متعلق سوال کیا
تو ابی نے کہا والذین تو عمر نے کہا یہی ٹھیک ہے۔ آپ نے ابی
کی روایت مان لی۔

ابو صخر حمید بن زیاد سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ میں نے محمد
ابن کعب القرظی سے کہا کہ آپ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے حال سنئے۔ اس سوال سے فتنوں کے بارے میں پوچھنا مراد تھا تو
انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی مغفرت کر دی اور ان کے لئے اپنی کتاب میں جنت کو واجب کر دیا
ہے ان میں جنھوں نے نیک کام کئے ان کے لئے بھی اور برے کام
کرنے والوں کے لئے بھی۔ میں نے کہا اور کس موقع میں اللہ تعالیٰ نے
اُن کے لئے جنت کو واجب قرار دیا ہے۔ فرمایا کیا تم پڑھتے نہیں ہو
والسابقون الاولون الخ (۹:۱۰۰) جس میں تمام اصحاب نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کے لئے جنت اور رضوان کو واجب کر دیا اور تابعین
پر ایک ایسی شرط لگائی ہے جو اصحاب پر نہیں لگائی۔ میں نے کہا

وما اشترط عليهم قال اشترط عليهم ان يتبعوهم باحسان يقول يقتدوا بهم في اعمالهم الحسنة ولم يقتدوا بهم في غير ذلك قال ابو صخرة فوالله لكأني لم اقرأها قبل ذلك وما عرفت تفسيرها حتى قرأها علي محمد بن كعب.

اُن پر کیا شرط لگائی ہے۔ فرمایا کہ اُن پر یہ شرط لگائی ہے کہ وہ ان کا اتباع باحسان کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اُن کا اقتداء کریں اُن کے اعمالِ حسنہ کا اور جو غیر حسن ہے اُن میں اقتداء نہ کریں۔ ابو صخرہ کہتے ہیں واللہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اس سے پہلے میں نے اس آیت کو پڑھا ہی نہ تھا اور اس کی تفسیر محمد بن کعب کے پڑھانے کے بعد ہی سمجھ میں آئی۔

وعن ابن عمر في قوله تعالى وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ قال مع محمد واصحابه وقال سعيد بن جبير مع ابي بكر وعمر وقال الضحاك امروا ان يكونوا مع ابي بكر وعمر واصحابهما وقال ابن عباس مع علي بن ابي طالب وقال ابو جعفر مع علي بن ابي طالب وعن سفيان قال ليس في تفسير القرآن اختلاف انما هو كلام جامع يراد به هذا وهذا وعن يحيى ابن عبد الرحمن بن حاطب قال اراد عمر بن الخطاب ان يجمع القرآن فقام في الناس فقال من كان تلقى من رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا من القرآن فليأتنا به وكانوا كتبوا ذلك في الصحف والالواح والعسب وكان لا يقبل من احد شيئا حتى يشهد به شاهدان فقتل وهو يجمع ذلك اليه فقام عثمان بن عفان فقال من كان عنده شيء من كتاب الله فليأتنا به وكان لا يقبل من ذلك شيئا حتى يشهد به شاهدان فجاء خزيمة بن ثابت

روایت ہے ابن عمرؓ سے قول خداوندی وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (۹:۱۱۹) کی تفسیر میں رہیے صادقین کے ساتھ یعنی کہ محمدؐ اور ان کے اصحابؓ کے ساتھ۔ اور سعید بن جبیر کا قول ہے مع ابی بکرؓ و عمرؓ رہیے ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ رہیں اور ضحاک نے کہا کہ لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ اور ان دونوں کے اصحاب کے ساتھ رہیں اور ابن عباسؓ کا قول ہے کہ علی بن ابی طالب کے ساتھ رہیں۔ اور ابو جعفر نے بھی یہی کہا کہ علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ رہیں۔ اور سفیان سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ قرآن کی تفسیر میں اختلاف نہیں ہے وہ ایک جامع کلام ہے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے اور وہ بھی۔ اور یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ارادہ کیا کہ قرآن کو جمع کریں تو انھوں نے کھڑے ہو کر لوگوں سے فرمایا کہ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کا کچھ حصہ حاصل کیا ہو وہ ہمارے پاس اس کو لے آئے اور لوگوں نے یہ کچھ رکھا تھا کاغذ کے صفحات پر اور تختیوں پر اور کھجور کی شاخوں پر اور آپ کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے جب تک دو گواہ اس پر شہادت نہ دیتے تھے۔ ابھی یہ جمع قرآن کا کام ہو رہا تھا کہ عمرؓ شہید کر دیئے گئے۔ اس کے بعد عثمانؓ بن عفان کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ جس کے پاس کتاب اللہ کا کچھ حصہ موجود ہو وہ اس کو ہمارے پاس لے آئے اور وہ (بھی) اس کو قبول نہیں کرتے تھے جب تک اس پر دو گواہ شہادت نہ دیں۔ پھر خزیمہ بن ثابت نے

سلہ یہی معمول حضرت عمرؓ کا تھا حالانکہ یہ دونوں خلیفہ حافظ قرآن تھے۔ یہ عجیب بات ہے کہ شہادت لینے سے کس بات کا ثبوت مقصود تھا۔ اگر کہا جائے کہ یقین حاصل کرنا تھا کہ یہ کچھ دیا گیا وہ قرآن کی آیات ہیں تو ... ہو سکتا ہے لیکن ... یہ جواب شافی نہیں ہوگا۔ جب کہ یہ حضرات خود حافظ قرآن تھے اس پہلو پر غور کیجیے (داتی ...)

سلہ عسب شاخ خرما کہ برگ نداشتہ باشد ۱۲

پس حقیقت ولایت در انجماعہ محقق شود کہ
بوصف ایمان حقیقی کہ شرح آں در سورۃ
انفال مذکور است إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا
ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ و بوصف تقوی
متصف اند ثانیاً بعض لوازم ولایت ارشاد
میفرماید لَهُمُ الْبُشْرٰی و ایں بشارت است
بجنت بر السنہ رسل صلوات اللہ وسلامہ علیہم
و ایں اعظم انواع بشارت است یا برؤیا و فراست
صادقہ و آں درجہ فروتر است ایں قدر بر عموم
از آیت مفہوم شد باقی ماند آنکہ آنجماعہ کہ در
زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باین دو صفت
مذکورہ متصف بودند کیانند آنہا را
کار فرمایید شناخت۔ و ولی بدو معنے مستعمل
میشود یکے از ولایت بمعنے دوستی و محبت
پس معنے ولی دوست و دوست داشتہ
شدہ باشد دوم معنے ولایت کارسازی کردن
پس معنے ولی کارسازندہ و کارساختہ
شدہ باشد اند لفظ مختار کہ برہر دو شخص اطلاق
کردہ میشود فاعل و مفعول و اگر معنے اول مراد
است حق تعالیٰ میفرماید در حق صدیق رضی اللہ
عنہ و تابعان او کہ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ و اگر معنے
ثانی مراد است حق تعالیٰ میفرماید وَهُوَ يَتَوَلَّى
الصَّالِحِينَ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در احادیث متواترہ کہ شبہہ را در آں دخل نباشد ایں
جماعہ را بوصف صدیق و شہید ستودہ و بر ایمان
و تقوی ایشان گواہی دادہ و بشارات عظیمہ بہشت
بلکہ باعلی درجات بہشت دادہ و ہو المقصود عن الاحنف
قال صلیت خلف عمر الغداۃ فقرأ بیونس و
ہود و غیرہما و عن قتادۃ فی قولہ تعالیٰ

پس حقیقت ولایت اس جماعت میں متحقق ہوگی جو کہ ایمان حقیقی
کی صفت سے متصف ہیں جس کی شرح سورۃ انفال میں مذکور ہے
إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الخ (۲:۸) یعنی ایمان لانے والے تو ایسے ہوتے
ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب
ڈر جاتے ہیں۔ اور وہ تقوی کی صفت سے بھی متصف ہیں۔ ثانیاً
ولایت کے بعض لوازم ارشاد فرماتے ہیں لَهُمُ الْبُشْرٰی الخ اور یہ
جنت کی بشارت ہے جو پیغمبروں کی زبانوں کے ذریعہ سے صلوات
اللہ وسلامہ علیہم دی جاتی ہے۔ اور یہ بشارت کی سب سے بڑی قسم
ہے یا خواب اور فراست (یعنی مکاشفہ) صادقہ سے اور یہ اس سے
نیچے کے درجہ میں ہے۔ اتنی باتیں آیت سے عموم کی صورت میں معلوم
ہوئیں۔ باقی رہی یہ بات کہ جو اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ میں ان دونوں اوصاف سے موصوف تھے وہ کون ہیں؟ اس
بارے میں تھوڑا تأمل کام میں لانا چاہئے۔ اور ولایت کے دوسرے
معنے ہیں کارسازی کرنا۔ تو ولی کے معنے ہیں کارسازی کرنے والا
اور جس کی کارسازی کی گئی ہو۔ جیسے لفظ مختار (کہ رحم کرنے والا اور رحم
کیا ہوا) کہ اس کا اطلاق دونوں وجودوں پر کیا جاتا ہے۔ فاعل پر
بھی اور مفعول پر بھی۔ تو اگر پہلے معنے مراد ہیں تو خدا تعالیٰ فرماتا
ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اتباع کرنے والوں کے حق میں کہ
يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (۵۴:۵) جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی
اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی۔ اور اگر دوسرے معنے مراد
ہیں تو حق تعالیٰ فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ (۱۹۶:۷)
اور وہ نیک بندوں کی مدد کیا کرتا ہے۔ بعد ازاں اس پر تأمل و غور کریں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث متواترہ میں کہ جن میں
شبہ کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس جماعت کی صدیق اور شہید کے وصف
سے تعریف کی ہے اور ان کے ایمان اور تقوی کی یہ گواہی دی ہے اور
ان کو جنت کی بلکہ بہشت کے اعلیٰ درجات کی بڑی بشارتیں دی
ہیں اور یہی مقصود ہے۔ احنف بن قیس سے مروی ہے انھوں نے
کہا میں نے عمرؓ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تو انہوں نے سورۃ یونس
اور ہود وغیرہما پڑھیں۔ اور قتادہؓ سے مروی ہے اس آیت کے بارے میں

بر ایشان بنماید مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا
وَزِیْنَتَھَا الآیہ بعد از آن بیان میکند حال
جماعہ از مؤمنین محققین کہ فرق درمیان ظلمت
کفر و نور ایمان روشن شود مانند فرق
لیل بنسبت بروز و تباعد مشرق بنسبت
مغرب و این سنۃ اللہ است در تمام قرآن
عظیم غالباً تفاوت درجتین و تباین فریقین
در ہر سورتے بیان میفرماید و اتم یعرف الشئ
بضدہ چون نوبت مؤمنین محققین رسید
فرمود اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ مفسران
در معنے این کلمہ اختلاف دارند آنچہ محقق
و منقح است و آنچہ بعد تعمق نظر احتمالے
غیر آن نمی ایستد آنست کہ بعض محققین
وصول شرائع ربانی از بعثت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بشہادت دل خود
تلقی نمودہ بودند لہٰذا عبادت اصنام کردہ
میدانستند و تحریم خمر و زنا از خود در دل خود
می یافتند و متعین پیغامبرے کہ دران زمان
مبعوث شد بطریق رؤیا و واقعہ ادراک می
نمودند و نفوس ایشان آن ہمہ معتقد گشت
و عقل ایشان ہمہ را باور داشت و این
علم اجمالے منزرع در صدور ایشان بینۃ
است از جانب پروردگار تبارک و تعالیٰ
و بعد از آن قرآن نازل شد شہادت بر آن
علم اجمالے داد و آن مجمل را مفصل ساخت
آن مظنون را کالمشاہد نمود پس شاہدے
کہ از طرف حق جل و علا آمدہ است
حق بروجہ اکمل نمود قرآن است و پیش از
قرآن کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام بود

سمتی کا اظہار فرماتے ہیں کہ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ (۱۱: ۱۵) جو شخص
دنیاوی اعمال خیر سے، محض حیات (دنیوی) کی منفعت اور اس کی رونق
(کا حاصل کرنا) چاہتا ہے تو ہم ان لوگوں کے (ان) اعمال (کی جزاء)
ان کو دنیا ہی میں پورے طور سے بھگتا دیتے ہیں اور ان کے لئے
دنیا میں کچھ کمی نہیں ہوتی۔ اس کے بعد مؤمنین برحق میں سے
ایک جماعت کا حال بیان کرتے ہیں کہ ظلمت کفر اور نور ایمان کا فرق
روشن ہو جائے جس طرح رات کا فرق دن کی بہ نسبت ہے اور مشرق
کا بعد ہے مغرب کی بہ نسبت۔ اور تمام قرآن مجید میں اکثر و بیشتر
اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ ہے کہ دونوں درجوں کا تفاوت اور دونوں
فریقوں کا ایک دوسرے کے متضاد ہونا ہر سورت میں بیان فرماتے
ہیں اور ہر چیز اپنی ضد سے ہی پہچانی جاتی ہے۔ جب نوبت مؤمنین
اہل حق کی پہنچی تو فرمایا اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ مفسرین
اس کلمہ (بَیِّنَۃٍ) کے معنے میں اختلاف رکھتے ہیں۔ لیکن جو محقق
و منقح ہے اور جو بہ نظر غور دیکھنے سے اس طرح واضح ہوا کہ اس کے خلاف
کوئی احتمال باقی نہیں رہتا وہ یہ ہے کہ بعض اہل تحقیق نے شریعت
کے وصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اپنے دل
کی شہادت سے حاصل کر لئے تھے لہٰذا وہ بتوں کی پرستش کو برا
سمجھتے تھے اور شراب اور زنا کی قباحت کو از خود اپنے دل میں پاتے
تھے اور ایسے پیغمبر کا متعین ہونا جو اس زمانہ میں مبعوث ہوا
خواب اور مکاشفہ کے طریق پر اس کا ادراک کر لیتے تھے اور ان
کے نفوس ان سب امور کا معتقد ہو گئے اور ان کی عقل نے
ان سب کو قبول کر لیا۔ یہی علم اجمالی جو ان کے سینوں میں پیوست کر
دیا گیا تھا پروردگار تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بیّنہ ہے (یعنی
ایک شہادت اور فطری دلیل) اس کے بعد قرآن نے نازل ہو کر اس
علم اجمالی پر شہادت دی اور اس مجمل کو مفصل بنا دیا اور اس
ظن کو جو ان کے دلوں میں تھی مثل مشاہدے کے (یقینی) بنا دیا
(حق تعالیٰ کی طرف سے جس شاہد نے آ کر کامل صورت کے ساتھ
حق کو ظاہر کیا (جس کا ذکر آیت مذکورہ میں ہے) وہ قرآن ہے
اور قرآن سے پہلے وہ شاہد موسیٰ علیہ السلام کی کتاب توریت تھی

مقتدائے اہل دین و رحمتے از جانب خدا
تعالیٰ کہ مثل این شہادت ادا می فرمود
جماعہ از قدمائے[1] صحابہ باین وصف متصف
بودند ازانجملہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و
ابوذر غفاری و غیر ایشان و حضرت
صدیق اکمل آن ہمہ است و اسبق ایشان
واز جہت ہمین مناسبت باطنی توقف
کرد در ایمان آوردن و معجزہ طلب
پس شئے مرد فرد اہل این آیۃ است
بلکہ غالب رائے آنکہ تعریض است
باو واشارہ است بجانب او واللہ
اعلم اخرج الترمذی عن ابن عباس
قال قال ابوبکر یا رسول اللہ قد شبت
قال شیبتنی ہود والواقعۃ والمرسلات
و عم یتساءلون واذا الشمس کورت
و عن ابی سعید الخدری قال عمر بن
الخطاب یا رسول اللہ اسرع الیک الشیب
قال شیبتنی ہود و اخواتہا الواقعۃ
و عم یتساءلون واذا الشمس کورت
و عن عمر بن الخطاب قال لما استقرت السفینۃ
علی الجودی لبث ما شاء اللہ ثم انہ
اُذن لہ فہبط علی الجبل (ای نوح علیہ السلام) فدعا الغراب
فقال ائتنی بخبر الارض فانحدر الغراب
علی الارض وفیہا الغرقی من قوم
نوح فاکبّ علیہم فلعنہ ودعا الحمامۃ فوقع
علی کف نوح فقال اہبطی فائتنی بخبر الارض
فلم یلبث ان جاءت بمنقارہا ورقۃ من نخلۃ
فقال اہبط فقد انبتت الارض
قال نوح بارک اللہ فیک ولی بیت

جو اہلِ دین کی مقتدا اور ایک رحمت تھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو
کہ اسی (قرآن) کی مانند وہ شہادت ادا فرما رہی تھی۔ بڑے صحابہ
میں سے بہت سے حضرات اس (علم اجمالی والے) وصف سے متصف
تھے ان میں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور ابوذر غفاریؓ
اور دیگر اصحاب اور حضرت صدیقؓ ان سب میں اکمل اور سب سے
زیادہ سبقت کرنے والے تھے اور اسی مناسبت باطنی کی بنا پر آپ نے
ایمان لانے میں توقف نہیں کیا اور نہ کوئی معجزہ طلب کیا۔ تو وہ
اس آیت والوں (کی فہرست) کے سرِ دفتر ہیں (یعنی سب سے پہلے
ان ہی کا نام ہے) بلکہ غالب گمان یہ ہے کہ آیت کا روئے سخن ان
کی طرف ہے اور یہاں ہی کی جانب اشارہ کر رہی ہے، واللہ اعلم
اور اخرج کیا ترمذی نے مروی ہے ابن عباسؓ سے انھوں نے بیان
کیا کہ ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ تو بوڑھے ہو گئے۔ فرمایا
کہ مجھے (سورۂ) ہود نے اور واقعہ نے اور مرسلات نے اور
عم یتساءلون نے اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا۔ اور مروی
ہے ابی سعید خدریؓ سے کہ عمر بن الخطابؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ
کے اوپر جلدی بڑھاپا آ گیا۔ آپ نے فرمایا مجھے بوڑھا کر دیا (سورۂ)
ہود اور اس کی بہنوں نے (یعنی) واقعہ اور عم یتساءلون اور
اذا الشمس کورت نے۔ عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ
جب (نوح علیہ السلام کی) کشتی جودی پر ٹھہر گئی تو جب تک اللہ نے
چاہا (نوح علیہ السلام) اس میں ٹھہرے رہے پھر ان کو اجازت ملی
تو پہاڑ پر آ گئے۔ اس کے بعد آپ نے کوّے کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ
میرے پاس زمین کی خبر لے کر آؤ تو کوّا اڑ کر زمین پر اترا اور اس پر
قومِ نوح کے ڈوبے ہوئے لوگوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں
تو وہ ان کے کھانے میں مشغول ہو گیا اس نے دیر کر دی تو آپ نوحؑ
نے لعنت بھیجی اور کبوتر کو بلایا تو وہ ان کی ہتھیلی پر آ بیٹھا۔ اس سے
انھوں نے فرمایا کہ زمین پر اتر اور میرے پاس زمین کی خبر لے کر
آ۔ تو بس تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ کھجور کا پھل اور پتے
اپنی چونچ میں لے کر آیا اور کہا اتر جائیے زمین پر سبزی اگ گئی
ہے۔ نوحؑ نے دعا دی کہ اللہ تجھ میں برکت دے اور اس کو میرے گھر میں

[1] قدماء بمعنی پیشینیان یک وجود ادر وقت آنحضرت ۱۲

يا ابن ... وحبيبك في الناس لولا أن يغلبك الناس على نفسك لدعوت الله أن يجعل ما شئت من ذهب. وأخرج عن محمد بن المنكدر ويزيد بن خصيفة وصفوان بن سليم أن خالد بن الوليد كتب إلى أبي بكر الصديق أنه قد وجد رجلا في بعض نواحي العرب ينكح كما تنكح المرأة وقامت عليه بذلك البينة فاستشار أبو بكر أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال علي بن أبي طالب إن هذا ذنب لم يعص الله به أمة من الأمم إلا أمة واحدة فصنع الله بها ما قد علمتم أرى أن نحرقه بالنار فاجتمع أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم على أن يحرقه بالنار فكتب أبو بكر إلى خالد أن أحرقه بالنار ثم حرقهم ابن الزبير في إمارته ثم حرقهم هشام بن عبد الملك. عن عمر بن الخطاب قال لما نزلت فمنهم شقي وسعيد قلت يا رسول الله فعلام نعمل على شيء قد فرغ منه أو على شيء لم يفرغ منه قال بل على شيء قد فرغ منه وجرت به الأقلام يا عمر ولكن كل ميسر لما خلق له. عن أبي بكر الصديق قال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال سلوا الله المعافاة فإنه لم يعط أحد أفضل من معافاة بعد اليقين وإياك والريبة فإنه لم يؤت أحد شيئا أشد من ريبة بعد كفر. عن أبي اليسر

جس میں تیرا ٹھکانا ہو اور تجھے لوگوں کا محبوب بنا دے۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ تیری جان کے پیچھے پڑ جائیں گے تو میں تیرے لئے دعا کرتا کہ اللہ تیرا سر سونے کا بنا دے۔ اور محمد بن المنکدر اور یزید بن خصیفہ اور صفوان بن سلیم سے مروی ہے کہ خالد بن ولید نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ بعض نواحی عرب میں ایک ایسا شخص پایا گیا ہے کہ وہ اس طرح مقاربت کرتا ہے جس طرح عورتیں کرتی ہیں (یعنی صنفِ اغلام میں مبتلا ہے) اور اس پر شہادت بھی گزر چکی ہے۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ طلب کیا۔ تو علی بن ابی طالب نے کہا یہ ایسا گناہ ہے کہ تمام امتوں میں سے ایک امت (یعنی لوط علیہ السلام کی امت) نے اس کا ارتکاب کیا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی تو اللہ نے اس امت کے ساتھ جو کچھ کیا وہ تم کو معلوم ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس کو آگ سے پھونک دیا جائے تو جملہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر اتفاق رائے ہو گیا کہ اس کو آگ سے پھونک دیا جائے۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خالد کو لکھ بھیجا کہ اس کو آگ سے پھونک دو۔ پھر اپنی امارت کے زمانہ میں عبد اللہ بن الزبیر نے بھی ایسے لوگوں کو آگ سے پھونکا۔ پھر ہشام بن عبد الملک نے بھی ان کو پھونکا۔ عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ (۱۱:۱۰۵) ان میں بعض تو شقی (یعنی کافر) ہوں گے اور بعض سعید (یعنی مومن) ہوں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ پھر کس چیز پر ہم عمل کریں کیا ایسی چیز پر جس سے فراغت ہو چکی یا ایسی چیز پر جس سے فراغت نہیں ہوئی۔ فرمایا کہ اس چیز پر جس سے فراغت ہو چکی اور جس پر قلم چل چکے اے عمر۔ لیکن ہر ایک کے لئے وہ کام آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو کیونکہ سب سے بڑھ کر عافیت وہ عافیت ہے جو کسی کو یقین (یعنی موت) کے بعد دی جائے۔ اور خبردار شک سے بچو کیونکہ کفر کے بعد سب سے زیادہ سخت چیز جو کسی کو دی گئی وہ شک ہے۔ ابو الیسر سے مروی ہے کہ

۱؎ ان کا نام کعب بن عمرو ہے انصاری ہیں۔ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں شریک تھے ... مدینہ منورہ میں ... وفات پائی

أتتني امرأة تبتاع تمرا فقلت إن في البيت تمرا أطيب منه فدخلت معي البيت فأهويت إليها فقبلتها فأتيت أبا بكر فذكرت ذلك له فقال استر على نفسك وتب ولا تخبر أحدا فلم أصبر فأتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك له فقال أخلفت غازيا في سبيل الله في أهله بمثل هذا حتى تمنى أنه لم يكن أسلم إلا تلك الساعة حتى ظن أنه من أهل النار وأطرق رسول الله صلى الله عليه وسلم طويلا حتى أوحى الله إليه أقم الصلاة طرفي النهار إلى قوله ذكرى للذاكرين قال أبو اليسر فأتيته فقرأها علي فقال أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ألهذا خاصة أم للناس عامة قال بل للناس كافة وعن سلمان الفارسي قال ضرب رجل على كفل امرأة ثم أتى أبا بكر وعمر فسألهما عن كفارة ذلك فقال كل منهما لا أدري ثم أتى النبي صلى الله عليه وسلم فسأله فقال لا أدري حتى أنزل الله أقم الصلاة الآية وعن عثمان قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم توضأ ثم قال من توضأ وضوئي هذا ثم قام فصلى صلاة الظهر غفر له ما كان بين

میرے پاس ایک عورت آئی جو کھجوریں خریدنا چاہتی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ گھر میں ان سے اچھی کھجوریں موجود ہیں تو وہ میرے ساتھ گھر میں داخل ہوئی تو میں اس کی طرف جھکا اور اس کا بوسہ لے لیا۔ اس کے بعد میں ابوبکرؓ کے پاس آیا اور اس واقعہ کا ان سے ذکر کیا۔ انھوں نے کہا اس بات کو دل میں رکھو اور توبہ کرو اور کسی سے اس کا اظہار نہ کرنا۔ مگر میں صبر نہ کر سکا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور اس کا ذکر آپ سے کیا۔ تو آپ نے فرمایا کیا تو کسی غازی فی سبیل اللہ کا اس کی بیوی پر جانشین بنا تھا ایسی حرکت کے ساتھ؟ (راوی کہتے ہیں) اس ارشاد سے یہ حالت ہو گئی کہ یہ خیال ہونے لگا کہ کاش میں اسلام نہ لایا ہوتا مگر اسی ساعت میں۔ یہاں تک کہ یہ گمان کیا کہ وہ اہل نار میں سے ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دیر تک سر جھکائے رہے یہاں تک کہ اللہ نے آپ پر یہ وحی نازل کی واقم الصلوٰۃ سے للذاکرین تک۔ (ترجمہ: نماز قائم رکھو دن کے دونوں سروں پر یعنی اول و آخر میں اور رات کے کچھ حصوں میں بیشک نیک کام برے کاموں کو مٹا دیتے ہیں یہ بات نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے) ابوالیسر نے بیان کیا کہ پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے یہ آیت سنائی پھر اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا یہ اسی کے لئے خاص ہے یا سب لوگوں کے لئے تو فرمایا سب لوگوں کے لئے ہے۔ اور سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کے سرین پر ہاتھ مارا پھر وہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے پاس آیا اور ان دونوں سے اس گناہ کا کفارہ دریافت کیا تو دونوں میں سے ہر ایک نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔ پھر وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے بھی وہی جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی واقم الصلوٰۃ الخ۔ عثمانؓ سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ وضو کر رہے تھے پھر آپ نے فرمایا کہ جس نے میری اس وضو کی طرح وضو کیا پھر اٹھا اور ظہر کی نماز پڑھی تو جو گناہ ظہر اور صبح کی نماز

وبين صلاة الصبح ثم صلى العصر غفر له ما كان بينه وبين صلاة الظهر ثم صلى المغرب غفر له ما كان بينه وبين صلاة العصر ثم صلى العشاء غفر له ما كان بينه وبين صلاة المغرب ثم لعله يبيت يتمرغ ليلته ثم إن قام فتوضأ وصلى الصبح غفر له ما بينها وبين صلاة العشاء وهن الحسنات يذهبن السيئات قالوا هذه الحسنات فما الباقيات يا عثمان قال هي لا اله الا الله وسبحان الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله واخرج مالك عن عثمان بن عفان قال لأحدثنكم حديثا لولا انه في كتاب الله ما حدثتكموه ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من امرئ يتوضأ فيحسن وضوءه ثم يصلي الصلاة الا غفر الله له ما بينه وبين الصلاة الاخرى حتى يصليها قال مالك اراه يريد هذه الآية وأقم الصلوة طرفي النهار وزلفا من الليل ان الحسنت يذهبن السيئات۔

قال الله تعالى وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ ۝ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ ۝

کے درمیان کے ہیں وہ سب بخش دیئے جائیں گے۔ پھر اس نے عصر کی نماز پڑھی تو ہر گناہ، عصر اور ظہر کے درمیان کے ہیں وہ بخش دیئے جائیں گے پھر مغرب کی نماز پڑھی تو مغرب اور عصر کی نماز کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی تو عشاء اور مغرب کے درمیان کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ پھر شاید وہ اپنی رات لوٹ لگاتے ہیں گزارے۔ پھر اگر اٹھا اور وضو کی اور صبح کی نماز پڑھی تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو صبح سے عشاء تک ہوئے تھے اور یہی ہیں وہ حسنات جو سیئات کو مٹاتے ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو حسنات ہوئے تو اے عثمانؓ باقیات کیا ہیں؟ فرمایا کہ باقیات ہیں لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ اور اللہ اکبر اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اور اخذ کیا مالکؒ نے عثمانؓ بن عفان سے فرمایا کہ میں تم سے ایسی حدیث بیان کرتا ہوں کہ اگر اس کا مضمون کتاب اللہ میں نہ آگیا ہوتا تو میں تم سے بیان نہ کرتا۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کوئی ایسا شخص نہیں جس نے وضو کی اور عمدگی کے ساتھ وضو کی پھر اس نے نماز پڑھ لی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے وہ گناہ بخش دیئے جو اس کے اور دوسری نماز کے درمیان ہوئے یہاں تک کہ اس نماز کو پڑھ لیا۔ مالکؒ کا قول ہے میں سمجھتا ہوں کہ عثمانؓ کی مراد اس آیت سے ہے وَأَقِمِ الصَّلَوٰةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـَٔاتِ (۱۱: ۱۱۴)

(ترجمہ اوپر گزر چکا)۔

آیات سورۃ یوسف

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ الخ (۱۲: ۵۴-۵۵) اور (مصر کے) بادشاہ نے کہا کہ ان کو میرے پاس لاؤ میں ان کو خاص اپنے (کام کے) لئے رکھوں گا۔ پس جب بادشاہ نے ان سے باتیں کیں تو بادشاہ نے (ان سے) کہا کہ تم ہمارے نزدیک آج (سے) بڑے معزز اور معتبر ہو۔ یوسفؑ نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کر دو میں (ان کی) حفاظت (بھی) رکھوں گا اور (خوب) واقف ہوں۔

تقریر کردیم معنی عمر کہ حضرت یوسف
علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
طلب کرد از ملک مصر امارت بیت
المال را و بیان نمود استحقاق خود را
بآں امارت کہ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ پس
ازینجا معلوم شد کہ شرط تصرف در بیت المال
حفظ است از ضیاع و از خیانت خائنین
و علم است بآنکہ از کجا باید گرفت و کجا
باید صرف نمود چون تصرف در بیت
المال کار خلیفہ است لازم آمد کہ خلافت
خاصہ مرضیہ وقتی متحقق گردد کہ خلیفہ
حافظ و علیم باشد و آن در لوازم
خلافت خاصہ داخل است چنانکہ سابق
تحریر نمودیم عن خالد بن عرفطۃ قال
کنت جالسا عند عمر اذ اتی برجل
من عبد القیس فقال لہ عمر انت فلان
العبدی قال نعم فضربہ بقناۃ معہ
فقال الرجل مالی یا امیر المؤمنین قال
اجلس فجلس فقرأ علیہ بسم اللہ الرحمن
الرحیم الٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ
الی قولہ لمن الغافلین فقرأ علیہ
ثلاثا وضربہ ثلاثا فقال لہ الرجل مالی یا امیر
المؤمنین فقال انت الذی نسخت کتاب دانیال
قال مرنی بامرک اتبعہ قال انطلق فامحہ
بالحمیم والصوف الابیض ثم لا تقرأہ ولا تقرئہ
احدا من الناس فلئن بلغنی عنک انک قرأتہ او
اقرأتہ احدا من الناس لانہکنک عقوبۃ
ثم قال لہ اجلس فجلس بین یدیہ فقال انطلقت
انا فانتسخت کتابا من اہل الکتاب

تقریر معنی میں کہا ہے کہ حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
نے شاہ مصر سے بیت المال کی امارت طلب کی اور اس امارت پر اپنا
استحقاق بیان کیا کہ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ تو یہاں سے یہ بات معلوم
ہوئی کہ بیت المال پر متصرف ہونے کی شرط حفظ ہے ضائع ہونے سے اور
خائن لوگوں کی خیانت سے اور علم ہے اس بات کا کہ کہاں سے لینا چاہیے
اور کہاں خرچ کرنا چاہیے۔ چونکہ بیت المال میں تصرف خلیفہ کا کام ہے
اس سے لازم آیا کہ خلافت خاصہ مقبولہ اس وقت متحقق ہوگی جبکہ
خلیفہ صاحب حفظ ہو اور صاحب علم ہو اور وہ خلافت خاصہ کے
لوازم میں داخل ہے جیسا کہ ہم پہلے تحریر کرچکے ہیں۔ مروی ہے خالد
ابن عرفطہ سے انھوں نے بیان کیا کہ میں عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا
کہ آپ کے پاس ایک شخص قبیلہ عبدالقیس کا لایا گیا۔ آپ نے اس سے
پوچھا کہ کیا تو فلاں عبدی ہے؟ اس نے کہا ہاں! تو آپ نے ایک
چھڑی ماری جو آپ کے پاس تھی۔ تو اس شخص نے کہا اے امیرالمؤمنین
میرا قصور کیا ہے! آپ نے فرمایا بیٹھ! وہ بیٹھ گیا۔ پھر آپ نے اس کے
سامنے پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الٓرٰ تِلْكَ اٰیٰتُ
الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ سے لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ تک (۱۲: ۱-۳) الرٰ یہ
آیتیں ہیں ایک کتاب واضح کی۔ ہم نے اس کو اتارا ہے قرآن عربی
زبان کا تاکہ تم سمجھو۔ ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس بھیجا ہے اس
کے ذریعے سے ہم آپ سے ایک بڑا عمدہ قصہ بیان کرتے ہیں اور اس کے
قبل آپ (اس سے) محض بے خبر تھے۔ پھر آپ نے اس کے سامنے
تین مرتبہ پڑھا اور تین چھڑیاں ماریں۔ پھر اس شخص نے کہا اے
امیرالمؤمنین میرا قصور کیا ہے! تو آپ نے فرمایا۔ تو وہ شخص ہے
جس نے کتاب دانیال لکھی۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے اپنا حکم بتائیے
جس کی میں تعمیل کروں۔ فرمایا کہ جا اور گرم پانی اور سفید اون سے
اس کو مٹا۔ پھر نہ خود پڑھ اور نہ لوگوں میں سے کسی کو پڑھا۔ پھر
اگر مجھ کو یہ اطلاع پہنچی کہ تو نے اس کو پڑھا یا لوگوں میں سے کسی
کو پڑھایا ہے تو میں تجھے سخت سزا دوں گا۔ پھر اس سے فرمایا بیٹھ
وہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا اس کے بعد فرمایا کہ میں خود اہل کتاب
کے پاس گیا تو میں نے اہل کتاب کی ایک کتاب کی نقل حاصل کی

ثم جئت به في أديم فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم ما هذا في يدك يا عمر قلت يا رسول الله كتاب نسخته لنزداد به علما إلى علمنا فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى احمرت وجنتاه ثم نودي بالصلاة جامعة فقالت الأنصار أغضب نبيكم السلاح السلاح فجاؤوا حتى أحدقوا بمنبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا أيها الناس إني قد أوتيت جوامع الكلم وخواتمه واختصر لي اختصارا ولقد أتيتكم بها بيضاء نقية فلا تتهوكوا ولا يغرنكم المتهوكون قال عمر فقمت فقلت رضيت بالله ربا وبالإسلام دينا وبك رسولا ثم نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم. وعن إبراهيم النخعي قال كان بالكوفة رجل يطلب كتب دانيال وذلك الضرب فجاء فيه كتاب من عمر بن الخطاب أن يرفع إليه فلما قدم على عمر علاه بالدرة ثم جعل يقرأ عليه الر تلك آيات الكتاب المبين حتى بلغ الغافلين. قال فعرفت ما يريد فقلت

پھر میں اس کو ایک جلد میں رکھ کر لایا تو مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے عمرؓ تمہارے ہاتھ میں یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ یہ ایک کتاب ہے جس کو میں نے نقل کیا ہے تاکہ ہمارے علم میں اضافہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے رخسار مبارک سرخ ہو گئے۔ پھر منادی کی گئی کہ الصلوٰۃ جامعۃ (نماز تیار ہے) تو انصار نے (آپ کو دیکھ کر) کہا کیا تمہارے نبی غضبناک ہو گئے ہیں۔ ہتھیار لے آؤ ہتھیار لے آؤ۔ لوگ آکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کے گرد جمع ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا اے لوگو! مجھ کو جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں اور ان کے خاتمے بھی (یعنی ایسے کامل کہ اب ان پر کسی اضافہ کی گنجائش نہیں ہے) اور میرے لئے (ان ضروری علوم دین کا) خلاصہ کر دیا گیا (کہ کوئی بات بھول نہیں) اور میں اس کو تمہارے پاس روشن اور صاف طور پر لے آیا ہوں تو خبردار تم لوگ گمراہی کی باتوں میں نہ پڑنا اور گمراہی کی باتوں میں پڑنے والے تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دیں عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں راضی ہوں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور اسلام ہمارا دین ہے اور آپ ہمارے رسول ہیں۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر سے اتر آئے۔ اور مروی ہے ابراہیم نخعی سے کہ کوفہ میں ایک شخص تھا جو کتب دانیال اور اسی قسم کی کتابوں کا شوقین تھا۔ تو اس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب کی طرف سے حکم آیا کہ اس شخص کو ان کے پاس بھیجا جائے تو جب وہ شخص عمرؓ کے پاس پہنچا تو انھوں نے اس کو درے سے مارا۔ پھر اس کو الٓر تلک آیات الکتاب المبین ۵ سے سناتے ہوئے الغافلین تک پہنچے (اس شخص نے کہا) بس میں نے سمجھ لیا کہ اس تلاوت سے امیر المومنینؓ کیا ارادہ کرتے ہیں میں نے کہا

لہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو دیکھ کر انصار نے یہ خیال کیا کہ آپ اس وقت سخت غصہ کی حالت میں ہیں شاید کسی کو قتل کا حکم [illegible] منظور ہو اس لئے [illegible] واللہ اعلم بالصواب ۱۲ مترجم عفی عنہ اب پچھلی شریعتوں کی ضرورت نہیں رہی [illegible] بہت سی باتیں [illegible] غلط ملا دی ہیں [illegible] دوسرے لوگوں کی کتابوں کو دیکھنا [illegible] ہمارے علم میں اضافہ ہو [illegible]

يا أمير المؤمنين دعني فوالله لا أدع عندي شيئاً من تلك الكتب إلا حرقته. قال فتركه. عن عبد الرحمن بن كعب بن مالك عن أبيه قال سمع عمر رجلاً يقرأ هذا الحرف «ليسجننه عتّى حين» فقال له عمر من أقرأك هذا؟ قال ابن مسعود. فقال عمر «ليسجننه حتّى حين» ثم كتب إلى ابن مسعود سلام عليك أما بعد فإن الله أنزل القرآن فجعله قرآناً عربياً مبيناً وأنزله بلغة هذا الحي من قريش فإذا أتاك كتابي هذا فأقرئ الناس بلغة قريش ولا تقرئهم بلغة هذيل. عن عمر أنه استأذن عليه رجل فقال استأذنوا لابن الأخيار. فقال عمر ائذنوا له فلما دخل قال من أنت؟ قال فلان بن فلان بن فلان. فعدّ رجالاً من أشراف الجاهلية. فقال له عمر أنت يوسف بن يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم؟ قال لا. قال ذاك ابن الأخيار وأنت ابن الأشرار إنما تعدّ عليّ أهل النار. عن أبي هريرة قال استعملني عمر على البحرين ثم نزعني وغرّمني اثني عشر ألفاً ثم دعاني بعد إلى العمل فأبيت فقال لم وقد سأل يوسف العمل وكان خيراً منك. فقلت إن يوسف نبي ابن نبي ابن نبي ابن نبي وأنا ابن أميمة وأنا أخاف أن أقول بغير علم وأفتي بغير علم وأن يضرب ظهري ويشتم عرضي ويؤخذ مالي. عن عبد الله بن شداد قال

کہ امیر المؤمنینؓ! آپ مجھے چھوڑ دیجیے خدا کی قسم میں اپنے پاس کوئی اس قسم کی کتاب نہیں رہنے دوں گا، سب کو جلا دوں گا۔ اس پر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ مروی ہے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالکؓ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ نے ایک شخص کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا «لیسجننه عتّی حین» تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ تجھ کو یہ کس نے پڑھایا؟ اس نے کہا ابن مسعودؓ نے۔ تو عمرؓ نے کہا «لیسجننه حتّی حین» پڑھ۔ پھر ابن مسعودؓ کو یہ خط لکھا: سلام علیک اما بعد! اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا اور اس کو عربی زبان میں واضح طور پر بیان کرنے والے اسلوب پر نازل کیا اور اس کو اس قبیلہ قریش کے لغت پر فرمایا، تو جب میرا یہ خط تم کو مل جائے تو اسی وقت سے لوگوں کو پڑھانا شروع کرو لغتِ قریش پر اور لغتِ ہذیل پر نہ پڑھاؤ۔ حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ ان سے ایک شخص نے ملنے کی اجازت چاہی اور اجازت لانے والے لوگوں سے یہ کہا کہ اخیار کے بیٹے کو آنے کی اجازت دیجیے، تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو آنے کی اجازت دو۔ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ تو کون ہے؟ انہوں نے کہا فلاں بن فلاں بن فلاں۔ انہوں نے دورِ جاہلیت کے سربرآوردہ لوگوں کے نام گن دیئے تو اس سے حضرت عمرؓ نے فرمایا تو یوسف ابن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ ابن الاخیار تو وہ تھے اور تو ابن الاشرار ہے۔ تو میرے سامنے ان لوگوں کے نام گن رہا ہے جو دوزخ والے ہیں۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ مجھے عمرؓ نے بحرین پر عامل بنایا، پھر مجھے برخاست کر دیا اور مجھ پر بارہ ہزار درہم کا تاوان ڈالا۔ پھر اس کے بعد مجھے عامل بنانے کے لئے بلایا تو میں نے انکار کر دیا۔ تو کہنے لگے کیا کہ یوسفؑ نے تو خود عامل بننے کا سوال کیا تھا اور وہ تم سے بہتر تھے، تو میں نے کہا یوسفؑ تو نبی ابن نبی ابن نبی ابن نبی تھے اور میں ابن امیمہ ہوں اور مجھے یہ خوف ہے کہ میں کوئی بات علم و بردباری کے بغیر کہہ ڈالوں اور کوئی فتویٰ علم کے بغیر دیدوں اور پھر میری کمر پیٹی جائے اور میری آبرو برباد ہو اور میرا مال چھین لیا جائے۔ مروی ہے عبداللہ بن شدادؓ سے انھوں نے کہا کہ

ل تفسیر جلال بضمارہ کردہ شد [illegible] واضح قدر

سمعت نشیج عمر بن الخطاب وانی لفی آخر الصفوف فی صلوٰۃ الصبح وہو یقرأ اِنَّمَا اَشۡكُوۡا بَثِّـىۡ وَحُزۡنِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ وعن علقمۃ بن وقاص قال صلیت خلف عمر بن الخطاب العشاء فقرأ سورۃ یوسف فلما اتی علی ذکر یوسف نشج حتی سمعت نشیجہ وانا فی مؤخر الصفوف۔

قال اللہ تعالیٰ وَاِنۡ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعۡضَ الَّذِىۡ نَعِدُهُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ وَعَلَيۡنَا الۡحِسَابُ ۝ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِى الۡاَرۡضَ نَـنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ يَحۡكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكۡمِهٖ ؕ وَهُوَ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ

فقیر گوید ترجمہ آیت آنست کہ اگر بنمائیم ترا بعض آنچہ وعدہ میدہیم ایشانرا از فتوح وغلبہ اسلام یا قبض روح تو کنیم پیش از وقوع بعض آنچہ وعدہ میدہیم از جنس فتوح وغلبہ اسلام در ہر دو شق ہیچ باک نیست بدین جہت کہ لازم بر تو پیغام رسانیدن است ولازم برما حساب است بعد ازاں تسجیل میفرماید کہ مراد وعدہ فتوحات اسلامیہ است آیا نمی بینند کہ ما می آئیم بسوی زمین مشرکان ناقص میکنیم آن را از اطراف آن یعنی در مدینہ ودر قبائل اسلم وغفار وجہینہ ومزینہ وغیر ایشان اسلام درآمد وجمعی مسلمان شدند ودر شوکت کفر رخنہ عظیم پیدا آمد واین از مقدمات وارہاصات دولت است۔ فقیر گوید درین آیت اشارہ جلیہ است بسوی آنکہ بعض فتوح اسلام کہ وعدہ بآن رفتہ است

میں نے صبح کی نماز میں عمرؓ کے رونے کی آواز سنی ہے حالانکہ میں بالکل آخری صفوں میں تھا اور وہ پڑھ رہے تھے (اِنَّمَا اَشۡكُوۡا بَثِّـىۡ وَحُزۡنِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ)۔ اور علقمہ بن وقاص سے روایت ہے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی تو انھوں نے سورۂ یوسف پڑھی۔ جب یوسفؑ کے ذکر پر پہنچے تو بھرائی ہوئی آواز سے پڑھا یہاں تک کہ آپ کی اس آواز گریہ آمیز کو میں نے بھی سنا حالانکہ میں پچھلی صفوں میں تھا۔

آیات سورۃ الرعد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِنۡ مَّا نُرِيَنَّكَ (۱۳-۴۰-۴۱) اور جس بات کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں کا بعض واقعہ اگر ہم آپ کو دکھا دیں خواہ ہم آپ کو وفات دیدیں پس آپ کے ذمہ تو صرف احکام کا پہنچا دینا ہے اور دار وگیر کرنا تو ہمارا کام ہے۔ کیا اس امر کو نہیں دیکھتے ہیں کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں اور اللہ حکم (جو چاہتا ہے) کرتا ہے اس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے۔

فقیر کہتا ہے آیت کا ترجمہ وتفسیر یہ ہے کہ اگر دکھائیں ہم تجھ کو کچھ حصہ اس کا جو وعدہ دے رہے ہیں ہم تجھ کو فتوح اور غلبہ اسلام کا یا ہم تیری روح قبض کرلیں یعنی جو کچھ وعدہ ہم دے رہے ہیں اس کے ایک حصہ کے واقع ہونے سے پہلے در بارۂ فتوحات وغلبہ اسلام، دونوں صورتوں میں کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے سوائے اس کے نہیں ہے کہ لازم تجھ پر پیغام پہنچانا ہے اور لازم ہم پر حساب لینا ہے۔ اس کے بعد وضاحت فرماتے ہیں کہ وعدہ سے مراد فتوحات اسلامیہ کا وعدہ ہے آیا نہیں دیکھا انھوں نے کہ ہم آرہے ہیں مشرکوں کی زمین کی طرف کم کر رہے ہیں ہم اس کو اس کے اطراف سے یعنی مدینہ میں اور قبائل اسلم وغفار وجہینہ اور مزینہ وغیرہ میں اسلام داخل ہوگیا اور ایک جماعت مسلمان ہوگئی اور کفر کی شوکت میں بہت بڑا رخنہ واقع ہوگیا اور یہ سب اسی کے مقدمات اور علامات میں سے ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ اس آیت میں واضح اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ بعض فتوحات اسلامی جن کا وعدہ کیا

وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝

تفسیر گویم بعنے حق سبحانہ تعالیٰ تباین مراتب سعداء و اشقیاء بیان میفرماید چنانکہ شیوہ مستمرہ اوست تعالیٰ در جمیع قرآن بلکہ بجہت کہ قبول کردند دعوت حق را حسنٰی کہ کلمہ جامعہ جمیع خیرات است اثبات میفرماید و برای فرقہ کہ قبول نہ نمودند دعوت او را وعقوبت عظیم بیاد میکند کہ لو ان لہم ما فی الارض جمیعا الخ آنگاہ فرق دیگر بین الفریقین تقریر میفرماید کہ آن یک گروہ اہل علم است بحقیقت کتاب منزل و آن دیگر اعمٰی باز اشارہ میکند کہ اینجا مراد از علم علمے است کہ مقرون باصلاح قوت عاملہ باشد ازانجہت کہ تذکر بمعنے پند پذیرفتن و بعلم حق متادب شدن است و آن بدون صحت عمل میسر نیست آنگاہ از عمل چند خصلت را ذکر تخصیص میفرماید وفا بعہد خدا و رسول او و صلۂ ارحام و حسن سلوک با جیران و غیر آن و اعظم آن ہمہ صلہ پیغامبر است صلی اللہ علیہ وسلم و ترسیدن از خدای عز وجل و اندیشہ داشتن حساب آخرت و صبر بر مشاق طاعات و تحمل بر شدت مصائب محض بطلب رضائے پروردگار تعالیٰ و اقامت صلوات و انفاق مال فی سبیل اللہ و حلم نمودن و دفع بالحسنۃ سیئۃ و شر بجا آوردن باز مآل حال ایں سعداء بیان میفرماید اولئک لہم عقبی الدار جنات عدن الآیۃ بعد ازاں ذمائم احوال اشقیاء [illegible] میفرماید ازانجملہ است نقض عہدے کہ با خدای تعالیٰ بستہ اند و قطع ارحام و عقوق آباء و امہات و رشتہ ازاں ہمہ

فرماتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے ان کو قطع کرتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہوگی اور ان کے لئے اس جہان میں خرابی ہوگی۔

تفسیر یعنی منشا یہ ہے کہ حق تعالیٰ نیک بندوں اور بدبختوں کے مراتب کے فرق کو بیان فرماتے ہیں جیسا کہ اس تعالیٰ شانہ کی تمام قرآن میں عادت جاریہ ہے۔ اس جماعت کے لئے جس نے دعوت حق کو قبول کیا حسنٰی کا کرامت فرماتے ہیں یہ ایک ایسا کلمہ ہے جو تمام خیرات [illegible] پر حاوی ہے۔ اور اس فرقہ کے لئے جس نے اس کی دعوت کو قبول نہ کیا سخت عذاب کا وعدہ کرتے ہیں کہ لو ان لہم ما فی الارض جمیعا الخ۔ پھر دونوں فریقوں میں ایک دوسرے فرق کی تقریر فرماتے ہیں کہ وہ ایک گروہ ہے جو اس کتاب کی جو نازل کی گئی حقیقت کا علم رکھتا ہے اور دوسرا گروہ اندھا ہے۔ پھر اشارہ کرتے ہیں کہ یہاں علم سے وہ علم مراد ہے جو قوت عاملہ کی اصلاح کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ اس بنا پر کہ تذکر کے معنے ہیں نصیحت قبول کرنا اور علم حق سے مؤدب ہونا اور وہ بغیر عمل کی صحت کے میسر نہیں ہوتا۔ پھر عمل کے خصائل میں سے چند خصلتوں کو خصوصیت کے ساتھ ذکر فرماتے ہیں۔ اللہ اور رسول کے ساتھ عہد کو پورا کرنا اور اقرباء کے ساتھ نیک برتاؤ۔ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک اور اسی سلسلہ میں ان سب سے زیادہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کی پوری مراعات بھی داخل ہے۔ اور اللہ عزوجل سے ڈرنا اور حساب آخرت پر پورا یقین رکھنا۔ طاعات پر جو مشقتیں پیش آئیں ان پر صبر کرنا۔ مصائب کی شدت کا تحمل۔ محض اللہ کی رضا کے حصول کے لئے۔ نمازوں کا قائم رکھنا۔ اللہ کے راستہ میں مال خرچ کرنا۔ اور بردباری کرنا۔ اور برائی کے مقابلہ پر جو ناگوار گزرنے والی ہو بھلائی کرنا۔ اس کے بعد ان اہل سعادت حضرات کا انجام بیان فرماتے ہیں اُولٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا۔ اس کے بعد اہل شقاوت لوگوں کے بد خصائل کا اظہار فرماتے ہیں ان میں سے ایک اس عہد کا توڑنا ہے جو اللہ کے ساتھ کرتے ہیں اور تعلق قرابت کو قطع کرنا۔ اور ماں باپ کی نافرمانی اور ان سب سے

عملت سيئة قال الذي على
الشمال للذي على اليمين اكتب
قال لعله يستغفر الله ويتوب
فاذا قال ثلاثا قال نعم اكتب
اراحنا الله منه فبئس القرين
ما اقل مراقبته لله واقل استحياءه
منه يقول الله ما يلفظ من قول
الا لديه رقيب عتيد وملكان
من بين يديك ومن خلفك يقول
الله له معقبات من بين يديه
ومن خلفه يحفظونه من امر الله
وملك قابض على ناصيتك فاذا
تواضعت لله رفعك واذا تجبرت
على الله قصمك وملكان على
شفتيك ليس يحفظان عليك الا
الصلوة على النبي صلى الله
عليه وسلم وملك قائم على فيك
لا يدع الحية ان تدخل في فيك
وملكان على عينيك فهؤلاء عشرة
املاك على كل بني آدم ينزلون ملائكة
الليل على ملائكة النهار لان ملائكة
الليل سوى ملائكة النهار فهؤلاء عشرون
ملكا على كل آدمي وابليس بالنهار
وولده بالليل عن ابن جريج في قوله
ام جعلوا لله شركاء خلقوا كخلقه قال
اخبرني ليث بن ابي سليمان عن ابي محمد عن حذيفة
ابن اليمان عن ابي بكر او حضر ذلك حذيفة من
النبي صلى الله عليه وسلم مع ابي بكر وما حدثه
ابو بكر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال

برا کام کرو گے تو بائیں جانب والا فرشتہ دائیں جانب والے سے پوچھتا ہے
کہ اسے لکھوں؟ وہ کہتا ہے شاید اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کرلے
پھر جب وہ تین بار پوچھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ہاں اس کو لکھ لو خدا ہم کو
اس سے راحت دے یہ برا ساتھی ہے اور یہ اللہ کا کس قدر کم
دھیان کرنے والا اور اللہ سے کس قدر کم حیا کرنے والا ہے۔ اور
اسی سے متعلق ہے جو حق تعالیٰ فرماتے ہیں مَا يَلْفِظُ الخ (۱۸:۵۰) وہ
کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے
والا تیار ہے۔ اور دو فرشتے ہیں تیرے آگے اور تیرے پیچھے حق تعالیٰ
فرماتے ہیں لَهُ مُعَقِّبَاتٌ الخ (۱۳:۱۱) ہر شخص (کی حفاظت) کے
لئے کچھ فرشتے (مقرر) ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے کچھ اس کے
آگے اور کچھ اس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں
اور ایک فرشتہ ہے جو قابض ہے تیری پیشانی پر جب تم اللہ کے لئے
سر جھکاؤ گے تو وہ تم کو سربلند کرے گا اور جب اللہ کے مقابلہ پر
سرکشی کرو گے تو وہ تم کو ذلیل کرے گا اور دو فرشتے مامور ہیں
تمہارے دونوں لبوں پر وہ تمہاری حفاظت ذات کے لئے نہیں بجز
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر (تمہارا) درود (پہنچانے) کے لئے ہیں۔
اور ایک فرشتہ تمہارے منہ پر قائم ہے وہ سانپ کو تمہارے منہ
میں نہیں داخل ہونے دیتا اور دو فرشتے مامور ہیں تمہاری دونوں
آنکھوں پر۔ تو یہ سب دس فرشتے ہیں ہر ایک بنی آدم پر رات کے
فرشتے نازل ہوتے ہیں دن کے فرشتوں پر کیونکہ رات کے فرشتے الگ
ہوتے ہیں دن کے فرشتوں سے تو یہ کل بیس فرشتے ہیں ہر آدمی پر
اور ابلیس دن میں آتا ہے اور اس کی اولاد رات میں۔ اور ابن جریج
سے مروی ہے حق تعالیٰ کے ارشاد أَمْ جَعَلُوا الخ (۱۶:۱۳) یا انہوں
نے اللہ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی کسی
چیز کو پیدا کیا ہو جیسا خدا پیدا کرتا ہے کے بارے میں کہا کہ مجھے خبر دی لیث بن
ابی سلیمان نے انہوں نے ابو محمد سے انہوں نے حذیفہ بن الیمان سے وہ
روایت کرتے ہیں ابو بکرؓ سے یا تو خود حذیفہؓ نے سنا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے جب کہ وہ ابو بکرؓ کے ساتھ تھے اور یا ابو بکرؓ نے ان کو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت سنائی کہ آپ نے فرمایا کہ

أخفى من دبيب النمل إلا أدلك على
شيء إذا فعلته ذهب عنك قليله وكثيره
قال قل اللهم إني أعوذ بك أن أشرك
بك وأنا أعلم وأستغفرك لما لا أعلم
عن مجاهد قال قرأ عمر على المنبر جنات
عدن فقال أيها الناس هل تدرون ما
جنات عدن قصر في الجنة له عشرة آلاف
باب على كل باب خمسة وعشرون ألفا
من الحور العين لا يدخله إلا نبي أو صديق
أو شهيد وروي نحو ذلك من عبد الله
بن عمرو وفيه عن ابن مسعود والحسن
والضحاك وكعب الأحبار موقوفا عليهم
وآن شاهد عدل است برانچه تقرير
كرديم از تعريض والله أعلم عن ابن عمر
قال ذكر عند النبي صلى الله عليه
وسلم طوبى فقال النبي صلى
الله عليه وسلم يا أبا بكر هل بلغك ما
طوبى قال الله ورسوله أعلم قال
طوبى شجرة في الجنة ما يعلم طولها
إلا الله يسير الراكب تحت غصن من
أغصانها سبعين خريفا ورقها الحلل يقع عليها
الطير كأمثال البخت قال أبو بكر إن ذلك
الطير لناعم قال أنعم منه من يأكله وأنت
منهم إن شاء الله عن عمر بن الخطاب
أنه قال وهو يطوف بالبيت اللهم إن كنت كتبت على
شقوة أو ذنبا فامحه فإنك تمحو ما تشاء وتثبت و
عندك أم الكتاب فاجعله سعادة ومغفرة عن
السائب بن طهمان من أهل الشام وكان قد
أدرك الصحابة قال لما ولي عمر رضي

پاؤں کی آواز سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے۔ کیا میں تمھاری رہنمائی
اس چیز کی طرف نہ کروں کہ اگر تم وہ کہہ لیا کرو تو اس کا قلیل اور
کثیر سب تم میں سے جاتا رہے۔ فرمایا کہ یہ کہو اللھم انی اعوذ بک
ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم۔ اور
مجاہد سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ عمرؓ نے منبر پر جنات عدن
پڑھا، پھر فرمایا کہ اے لوگو! تم جانتے ہو کہ جنات عدن کیا چیز ہے
یہ جنت میں ایک محل ہے جس کے دس ہزار دروازے ہیں، ہر دروازہ
پر پچیس ہزار حور عین ہیں۔ اس میں نبی اور صدیق اور شہید کے
سوا کوئی داخل نہ ہوگا۔ اور اسی طرح کی روایت ہے عبداللہ بن
عمروؓ سے اور یہ حدیث مرفوع ہے اور ابن مسعود سے اور حسن سے
اور ضحاک سے اور کعب الاحبار سے احادیث موقوفہ ہیں۔ اور یہ
شاہد عدل ہیں اس پر جو ہم نے تقریر کی ہے کہ یہ تعریض ہے (ابن
عمرؓ کی طرف) واللہ اعلم۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کے سامنے طوبیٰ کا ذکر آگیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ کیا تم کو اس کی اطلاع ہے کہ طوبیٰ کیا ہے
ابوبکرؓ نے کہا کہ اللہ اور رسولؐ ہی سب سے زیادہ باخبر ہیں۔ آپ نے
فرمایا کہ طوبیٰ ایک درخت جنت میں ہے کہ جس کے طول کو اللہ تعالیٰ کے
سوا کوئی نہیں جانتا۔ ایک سوار اس کی ایک شاخ کے نیچے ستر سال
تک چل سکتا ہے۔ اس کے پتے چادروں جیسے ہیں۔ ان شاخوں پر تنے
بڑے بڑے پرندے آکر بیٹھتے ہیں جو درازگردن اونٹ کے برابر
ہوتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ پرند خوش ہیں (یا مرفہ) تو نبی
آپ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ خوش وہ ہوگا جو اس کو کھائے گا۔
اور تو ان میں سے ہے اے ابوبکر ان شاء اللہ۔ مروی ہے عمرؓ
ابن الخطاب سے کہ انھوں نے کہا جب کہ وہ بیت اللہ کا طواف کرتے
تھے کہ اے اللہ اگر آپ نے مجھ پر کوئی شقاوت یا گناہ لکھا ہے تو
اس کو مٹا دیجئے کیونکہ آپ جو چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جو چاہتے
ہیں باقی رکھتے ہیں اور آپ کے پاس ام الکتاب ہے، تو اس کو بدل کر
سعادت اور مغفرت کر دیجئے۔ اور سائب بن طہمان سے مروی ہے
جو اہل شام میں سے تھے اور انھوں نے صحابہ کو پایا تھا۔ جب عمرؓ

الله عنه الشام حمد الله و اثنى عليه
و وعظ و ذكر و امر بالمعروف و نهى
عن المنكر ثم قال ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم قام فينا خطيبا كقيامي فيكم
فامر بتقوى الله و صلة الرحم و صلاح
ذات البين و قال عليكم بالجماعة فان
يد الله على الجماعة و ان الشيطان مع
الواحد و هو من الاثنين ابعد لا يخلون
رجل بامرأة فان الشيطان ثالثهما
و من سائته سيئته و سرته حسنته
فهو امارة المسلم المؤمن و امارة
المنافق الذي لا تسوءه سيئته
و لا تسره حسنته ان عمل خيرا لم
يرج من الله في ذلك ثوابا و ان
عمل شرا لم يخف من الله في
ذلك الشر عقوبة و اجملوا في
طلب الدنيا فان الله قد تكفل
بارزاقكم و كل سيتم له عمله الذي
كان عاملا استعينوا الله على اعمالكم
فانه يمحو ما يشاء و يثبت و عنده
ام الكتاب صلى الله على
نبينا محمد و آله و عليه السلام
و رحمة الله السلام عليكم
عن الزهري قال كان عمر بن الخطاب
شديدا على رسول الله صلى الله
عليه وسلم فانطلق يوما حتى دنا من
رسول الله صلى الله عليه وسلم و هو يصلي فسمعه
و هو يقرأ وما كنت تتلوا من قبله
من كتاب حتى بلغ الظالمون و

اللہ عنہ شام میں داخل ہوئے تو انھوں نے اللہ کی حمد وثنا کی اور
وعظ کہا اور نصیحت کی اور نیک کاموں کے کرنے کا حکم دیا اور بُرے
کاموں سے روکا پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے
درمیان خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے جیسا کہ میں تمہارے درمیان کھڑا
ہوں تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا اور رشتہ داروں کے ساتھ
نیک سلوک کا اور باہمی روابط اچھے رکھنے کا اور فرمایا کہ تمہیں جماعت
کے ساتھ رہنا چاہیے کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے اور شیطان
تنہا شخص کے ساتھ ہوتا ہے اور دو سے دور رہتا ہے۔ جب کوئی
شخص کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو شیطان ان دونوں
میں تیسرا بن جاتا ہے۔ اور جس شخص کو بُرا کام بُرا لگے اور نیک کام
اچھا لگے تو یہ مسلمان مومن کی نشانی ہے۔ اور منافق کی نشانی یہ
ہے کہ اس کو بُرا کام بُرا نہیں لگتا اور اچھا کام اچھا نہیں لگتا۔
اگر وہ کوئی نیک کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ سے اس پر ثواب کی امید
نہیں کرے گا اور اگر کوئی بُرا کام کرے گا تو اس کو اللہ کا خوف
نہ ہوگا کہ وہ اس بُرے کام پر اس کو سزا دے گا۔ اور طلب دنیا
میں اعتدال رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود تمہارے ارزاق کی کفالت کی
ہے اور ہر ایک جس کام پر وہ کاربند رہا ہے عنقریب (موت کا
شکار بن کر) اس کو ختم کر دیا جائے گا تم اللہ سے اپنے اعمال پر مدد
مانگو کیونکہ اللہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا
باقی رہنے دیتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے
نبی محمد پر درود بھیجے اور آپ کی پیروی کرنے والوں پر سلام
اور اللہ کی رحمت ہو۔ السلام علیکم۔ اور زہری سے مروی ہے کہ
عمر بن الخطاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سخت مخالفوں میں
سے تھے ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچے یہاں
تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گئے اور آپ اس وقت
نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ آپ کی قرأت سن رہے تھے۔ اور آپ یہ پڑھ رہے
تھے وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا سے الظّٰلِمُوْنَ تک پہنچے (۲۹: ۴۸ تا ۴۹)
اور آپ جس کتاب سے پہلے کوئی کتاب پڑھتے ہوئے تھے اور نہ کوئی
کتاب اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے کہ ایسی حالت میں یہ باطل شناس لوگ

و مستهزء و بر يقرأ ويقول الذين كفروا لست مرسلا الخ تو بر علم الكتاب ناظر است پس سلم و نترس سخن ايشان را و تا سلم.

قال الله تعالى أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۝ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَأَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۖ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝

فقير گويد عفى عنه خداى تعالى تباين ظلمت كفر و نور ايمان باساليب متنوعه بيان مے فرمايد از انجمله ميگويد صفت كلمه حق و دين اسلام كه بحكم الہى از فوق هفت سموات

کچھ خبر نکالتے۔ بلکہ یہ کتاب خود بہت سی واضح دلیلیں ہیں اُن لوگوں کے ذہنوں میں جن کو علم عطا ہوا ہے۔ اور ہماری آیتوں سے بس ضدی لوگ انکار کئے جاتے ہیں؟ اور یہ کہتے ہیں۔ اور پھر آپ پڑھ جاتے یقول الذین ... سے علم الکتاب؟ تک (رعد: ۴۳) اور یہ کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ پیغمبر نہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان (میری نبوت پر) اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب (آسمانی) کا علم ہے کافی گواہ ہیں" تو آپ کا انتظار کیا یہاں تک کہ سلام پھیرا۔ پھر آپ (تشریف لے جانے کے بعد) آپ کے پیچھے تیزی سے پہنچے اور سلام کر لیا۔

آیات سورۃ ابراہیم

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: الم تر کیف ضرب اللہ (ابراہیم: ۲۴-۲۹) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسی مثال بیان فرمائی ہے کلمہ طیبہ (توحید و ایمان) کی کہ وہ مشابہ ہے ایک پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں اونچائی میں جا رہی ہوں۔ وہ خدا کے حکم سے ہر فصل میں اپنا پھل دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ (ایسی) مثالیں لوگوں کے واسطے اس لئے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ خوب سمجھ لیں اور گندے کلمہ کی (یعنی کلمہ کفر و شرک کی) مثال ایسی ہے جیسے ایک خراب درخت ہو کہ زمین کے اوپر ہی اوپر سے اکھاڑ لیا جائے اس کو کچھ ثبات نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ کی برکت) سے دنیا اور آخرت میں مضبوط رکھتا ہے اور ظالموں (یعنی کافروں) کو دونوں جہان میں بچلا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے بجائے نعمت الٰہی کے کفر کیا اور جنہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر یعنی جہنم میں پہنچایا۔ وہ اس میں داخل ہوں گے اور وہ رہنے کی بُری جگہ ہے؟

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کفر کی ظلمت اور ایمان کے نور کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا چند اسلوبوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ حق اور دین اسلام کے کلمہ کی صفت یہ ہے کہ وہ بحکم الٰہی سات آسمانوں کے اوپر سے

مستوجب الہامات و تقریبات ملکوت در
ارض قابل شد و آنجا ظہور تمدن پیدا شد
و اکثر اقالیم حال معتدل را در گرفت مانند
صفت درخت پاک نافع میوہ دار است کہ
بیخش در زمین محکم است و شاخہایش بجانب
آسمان سر بالا کشیدہ و صفت کلمہ ناپاک
کہ عبارت از شرک و یہودیت و نصرانیت و
مجوسیت محرف و متغیر است بحکم الٰہی و وحی
ربانی محکم الاساس نگشتہ و ملکوت در
تائید آن کوشش نہ نمودند بلکہ بسبب شبہات
واہیہ ناشئہ از صدور بنی آدم و
مساعی ایشان بحسب آن شبہات صورت
گرفت و در اندک زمانے عنایت الٰہی بہ
بعث رسل و اشاعت دین ایشان برہم
خورد مانند درخت ناپاک غیر نافع کہ بیکبارگی
شاداب بالای زمین بغیر آنکہ محتاج بکاوش زمین
شود و از زیر زمین آن بیخ را برآرند جدا شد
او سبحانہ بیان میفرماید حال جماعہ از رؤساے
مسلمین و ائمہ ایشان کہ بکلمہ حق آمدند و بنصرت
آن کمر بستہ اند و بر دست ایشان اشاعت
آن واقع شود و حال گروہی از رؤساے
کفار کہ در ترویج کلمہ باطل سعی مینمایند و
فرقہ اولے را تثبیت بسبب آن قول
ثابت و آن کلمہ حق اثبات میفرماید در حیات
دنیا بنصر و تائید و غلبہ بر سائر امم و
در آخرت بہ نجات و رفع درجات و
سابقیت در دخول جنت و رؤساے کفار
را بمقابلہ نعمت ایزدی بکفران و سوق
قوم خویش بدار البوار [illegible]

متوجہ الہامات ہوتا ہو اور عالم ملکوت کی برکات کے لئے ہوئے ربانی
ملائکہ کا لطف) زمین پر نازل ہوا اور یہاں پورے طور پر اس میں
پھیلاؤ پیدا ہو گیا اور اکثر اقالیم کو (جن کے بسنے والوں) میں صلاحیت
و اعتدال تھا اپنی گرفت میں لے لیا۔ یہ ایک پاک میوہ دار درخت کی
مانند ہے کہ جس کی جڑ زمین میں گڑی ہوئی ہو اور اس کی شاخیں آسمان
کی طرف سر بلند کئے ہوئے ہوں۔ اور کلمہ ناپاک کا وصف کہ مراد جس سے
شرک سے اور یہودیت اور نصرانیت و مجوسیت سے جن میں تحریف
و تغییر واقع ہوئی (اور یہ اس صورت پر ہے جس پر ان کا ایجاد
کیا گیا تھا) جو بحکم الٰہی و وحی ربانی مضبوط بنیاد والا اور ملائکہ
عالم ملکوت نے اس کو مضبوط کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ بسبب
ان واہیات شبہات کے جو بنی آدم کے سینوں اور ان کی مساعی سے
پیدا ہوئے تھے (جیسا عیسیٰ علیہ السلام کی ابنیت کا عقیدہ) ان ہی شبہات
کے مطابق ان مذاہب کی تشکیل ہو گئی اور یہ تھوڑے ہی زمانہ میں
عنایت الٰہی انبیاء کی بعثت کے ذریعہ سے ان کے لائے ہوئے دین کی
اشاعت سے درہم برہم ہوئے۔ یہ اس درخت ناپاک کی مانند ہے جو
غیر نافع ہو (اور جس کی جڑ بھی مضبوط نہ ہو) جو کہ زمین کے اوپر سے
ہی اکھڑ پڑے بغیر اس کے کہ زمین کھود کر نیچے سے اس کی جڑ کاٹنے کی
ضرورت پڑے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ مسلمانوں کے محترم حضرات
اور ان کے پیشواؤں کا حال بیان فرماتے ہیں جو کہ کلمہ حق کو پکڑنے
والے اور اس کی نصرت پر کمر بستہ ہیں اور ان کے ہاتھوں پر اس کی
اشاعت بھی واقع ہوئی اور ان کے مقابلہ پر رؤساء کفار کے ایک
گروہ کا حال بیان فرماتے ہیں جو کہ کلمہ باطل کی ترویج میں کوشش
کرتے ہیں۔ پہلی جماعت کو ثابت قدم رہنا اس قول مضبوط اور کلمہ
حق کے سبب سے اس کو ثابت فرماتے ہیں دنیوی حیات میں نصرت
اور تائید الٰہی اور تمام امتوں پر ان کو غلبہ حاصل ہو جانے سے
اور یہ ظاہر فرماتے ہیں کہ آخرت میں ان کی نجات ہو گی اور
درجات بلند ہوں گے اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور
رؤساء کفار کو بوجہ کفران نعمہائے خداوندی کے اور اس وجہ سے
کہ انہوں نے قوم کو بربادی کے مقام یعنی جہنم میں ہانکا دیا ہے جو کہ

تقریر میگویند این کلمہ طیبت کلمہ چون اہل خویش
را یعنی بسبب القول الثابت در دنیا و
آخرت سرآمد اہل نجات گشتند و غلبہ ہم
بسبب ایشان رواج کلی یافت و معاندان ایشان
در مقابل ایشان گرفتار نکال و وبال گشتند
این مجمل مفصل گشت و آن معنے صورت گرفت
و فضیلت آن جمع کالشمس فی رابعۃ النہار
ہویدا گردید و ہو المقصود و باقی ماند آنکہ در
حدیث صحیح تفسیر این آیت واقع شدہ
کہ مراد از آن تثبیت توفیق الٰہی است
کہ مومن را عطا میفرماید تا منکر و نکیر را
جواب درست گوید و آن با مبحث ما تضاد
نمی آورد بلکہ بیان بعض انواع تثبیت
است کہ اہم انواع تواند بود مانند تفسیر
وَاَعِدُّوْا لَہُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ بر می
حالانکہ دوانیدن اسپ و گردانیدن نیزہ
ہمہ در قوت داخل است ولیکن این نوع
را اکمل بود بجہۃ اہتمام تخصیص فرمودہ
و عن عدی بن حاتم قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان
اللہ قلب العباد ظہرا و بطنا
فکان خیر عبادہ العرب و قلب العرب
ظہرا و بطنا فکان خیر العرب قریش
وہی الشجرۃ المبارکۃ التی قال اللہ فی کتابہ مثل
کلمۃ طیبۃ یعنی القرآن کشجرۃ طیبۃ یعنی بہا
قریشا اصلہا ثابت یقول اصلہا کریم وفرعہا فی
السماء یقول الشرف الذی شرفہم اللہ بالاسلام
الذی ہداہم اللہ لہ وجعلہم من اہلہ و عن ابن عباس
قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیف انت

تقریر کہتے ہیں کہ یہ کلمہ طیبہ ہے (یعنے اصولی بات ہے) جب اپنا
اہلیت قول ثابت کو پکڑ لینے کی بنا پر سرور فرز اہل نجات ہو گئے
اور غلبہ تقویٰ ان کی مساعی کی وجہ سے خوب مروج ہو گیا اور دشمن ان کے
ان کے مقابلہ پر عذاب اور وبال میں گرفتار ہو گئے تو یہ مجمل مفصل ہو
گیا اور وہ حقیقت صورت میں نمایاں ہو گئی اور اس جماعت کی فضیلت
دوپہر کے سورج کی طرح ہویدا ہو گئی اور وہی ہمارا مقصود ہے باقی
رہا یہ کہ صحیح حدیث میں جو اس آیت کی تفسیر واقع ہوئی ہے کہ اس
تثبیت سے مراد وہ توفیق الٰہی ہے جو مومن کو (قبر میں) عطا فرماتے
ہیں تاکہ منکر و نکیر کو صحیح جواب دیدے اور یہ ہمارے بحث کے
ساتھ متضاد نہیں تھی بلکہ یہ تثبیت کی بعض انواع کا بیان ہے
جو کہ انواع میں اہم نوع ہو سکتی ہے جیسے وَاَعِدُّوْا لَہُمْ مَّا
اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ (۸:۶۰) اور ان کافروں کے لئے جس
قدر تم سے ہو سکے تیاری کرو قوت حربیہ کی) میں قوۃ کی تفسیر
کی گئی ہے تیر (یعنے تیر اندازی) ہے حالانکہ گھوڑا دوڑانا اور نیزہ
گھمانا سب قوت میں داخل ہیں۔ لیکن اس جگہ اس نوع قوت کے
ایک فرد اکمل کی اہتمام زیادہ کرنے کے لئے تخصیص کر دی۔ عدی
ابن حاتم سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے ظاہر اور باطن کو پلٹا تو اس کے
بندوں میں سب سے بہتر عرب ثابت ہوئے۔ اور عرب کے ظاہر اور باطن
کو پلٹا تو عرب میں سب سے بہتر قریش ثابت ہوئے اور یہ وہی شجرہ
مبارکہ (یعنی بابرکت درخت) ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے
اپنی کتاب میں فرمایا مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً (یعنے مثل کلمہ پاکیزہ کی)
یعنے قرآن کی کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ (مثل پاکیزہ درخت کے ہے) اس سے
مراد لیا ہے قریش کو اَصْلُہَا ثَابِتٌ (جس کی جڑ مضبوط ہے) کہتے ہیں
کہ اس کی جڑ بڑی ہے وَفَرْعُہَا فِی السَّمَآءِ (اور اس کی شاخیں
آسمان میں ہیں) کہتے ہیں کہ (فرع سے مراد) وہ شرف ہے جس سے
ان کو اللہ تعالیٰ نے اسلام سے مشرف کیا جس سے ان کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت
کی اور ان کو اسلام کا اہل بنا دیا۔ مروی ہے ابن عباس سے انہوں نے
کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا حال ہوگا تمہارا جب تم

بن علی قال والله انها لفیهم انزلت
وفیمن تنزل الا فیهم قلت وای
غل هو قال غل الجاهلیة ان بنی تیم
وبنی عدی وبنی هاشم کان
بینهم فی الجاهلیة فلما اسلم هؤلاء القوم
تحابوا فاخذت ابابکر الخاصرة فجعل علی
یسخن یده فیکمد بها خاصرة ابی بکر
فنزلت هذه الآیة وروی من طرق کثیرة
من علی انه قال لابن طلحة انی لارجو
ان اکون انا وابوک من الذین
قال الله ونزعنا ما فی صدورهم
من غل اخوانا علی سرر متقابلین
فقال رجل من همدان الله اعدل
من ذلک فصاح علی علیه
صیحة تداعی لها القصر وقال فمن
اذا ان لم نکن نحن اولئک ومن
عن علی قال انی لارجو ان اکون انا و
عثمان والزبیر وطلحة ممن قال الله
ونزعنا ما فی صدورهم من غل
وعن عمر بن الخطاب فی قوله ولقد
آتیناک سبعا من المثانی قال
السبع الطوال وروی ذلک
ایضا عن ابن عمر وابن عباس ومجاهد
وسفیان وغیرهم وتوجیهه فی قول الضحاک ان
القرآن یذکر القصة الواحدة مرارا۔

قال الله تعالی الٰهکم اله
واحد فالذین لا یؤمنون بالآخرة
قلوبهم منکرة وهم مستکبرون

بن علیؓ تو انھوں نے (یعنی ابوجعفر امام محمد باقرؒ) نے کہا خدا کی قسم یہ یقیناً ان ہی کے بارے میں ہے اور کن کے اور کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ میں نے کہا اور وہ کینہ کونسا ہے، تو انھوں نے کہا کہ زمانہ جاہلیت کا کینہ بنی تیم اور بنی عدی اور بنی ہاشم کے درمیان زمانہ جاہلیت میں موجود تھا۔ جب یہ قوم اسلام لے آئی تو سب ایک دوسرے کے دوست بن گئے۔ ایک مرتبہ ابوبکرؓ کے پہلو میں درد ہوا تو علیؓ نے اپنے ہاتھ کو گرم کرکے ان کی کوکھ کو سینکنا شروع کیا تو یہ آیت نازل ہوئی اور کئی طریقوں سے مروی ہے حضرت علیؓ سے کہ انھوں نے طلحہؓ کے بیٹے سے کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ میں اور تیرا باپ (طلحہؓ) ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ونزعنا ما فی صدورھم الخ تو ہمدان کے ایک شخص نے کہا اللہ اس سے زیادہ عادل ہے (اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ ان میں سے نہیں ہیں) تو حضرت علیؓ نے اس کو ایسے زور سے ڈانٹا کہ پورا قصر گونج گیا اور فرمایا پھر وہ لوگ کون ہیں اگر وہ ہم نہیں ہیں اور علیؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں اللہ سے پوری امید رکھتا ہوں کہ میں اور عثمانؓ اور زبیرؓ اور طلحہؓ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے ونزعنا ما فی صدورھم الخ۔ اور عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے ارشاد ولقد آتیناک الخ کے متعلق (۱۵: ۸۷) اور ہم نے آپ کو دیں سات مکرر (مضمون) والی (آیتیں) کہ یہ سات (شروع کی) طوال (سورتیں) ہیں۔ اور یہی مروی ہے ابن عمرؓ سے اور ابن عباسؓ اور مجاہدؒ وسفیانؒ وغیرہم سے۔ اور قول ضحاک میں مکررات قرآنی کی توجیہ بیان کی گئی ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک ہی قصہ کو مختلف اسالیب کے ساتھ بار بار ذکر فرمایا ہے۔

آیات سورۃ النحل

حق تعالیٰ نے فرمایا الٰھکم الٰہ واحد الخ (۱۶: ۲۲-۲۳)
تمہارا معبود برحق ایک ہی معبود ہے تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل (معقول بات سے) منکر ہو رہے ہیں اور وہ

لہ حضرت ابوبکرؓ بنی تیم میں سے تھے اور حضرت علیؓ بنی ہاشم میں سے ۱۲ مترجم

طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

(حالت میں کہ) پاک ہوتے ہیں وہ فرشتے کہتے ہوتے ہیں سلام علیکم تم جنت میں چلے جانا اپنے اعمال کے سبب۔

تقریر گویم عفی عنہ خدا تعالیٰ بیان مراتب کفر و ایمان میکند در قال و حال و آن یک فریق را وصف میفرماید کہ قرآن را اساطیر الاولین گفتند و تشبیہ میدہد با اقوام انبیاء ماضین علیہم السلام کہ بسبب کفر با انواع عقوبات مبتلا شوند و خزی آخرت اثبات مینماید و آن خطاب عنیف کہ در وقت قبض ارواح از ملائکہ مشنوند ذکر میفرماید و آن فریق دیگر را میستاید کہ در حق قرآن ماذا انزل ربکم خیرا گفتند و ایشان را حسنہ دنیا کہ عبارت از نصر و غلبہ بر اہل عالم است و خلافت و تسلط بر ہمہ و حسنہ آخرت کہ عبارت از ثواب عظیم و نجات مومن است اثبات می‌کند و مخاطبات لطف کہ در وقت قبض ارواح از ملائکہ شنوند ذکر میفرماید۔

باز تقریر گویم عفی عنہ این سورہ مکیہ است در حال کشاکش مہاجرین اولین با کفار قریش و مخاصمہ ایشان در طول و مقاومت ہمراہ ایشان نازل شد پس حکایت این اقوال و احوال تعریض ظاہر است بجماعتے کہ در آن وقت بمجادلہ کفار و مخاصمہ ایشان مشہور بودند وہو المقصود۔

تقریر عفی عنہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کفر و ایمان کے مراتب کو جو کہ قال و حال سے متعلق ہوتا ہے بیان فرماتے ہیں قال میں اور حال میں اور قال و حال دونوں میں۔ اس ایک فریق کا وصف بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے قرآن کو اساطیر الاولین (گزرے ہوئے لوگوں کی کہانیاں) کہا اور ان کو تشبیہ دیتے ہیں ان انبیاء سابقین کی قوموں کے ساتھ جو کہ کفر کی وجہ سے طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا ہوتے تھے۔ اور آخرت کی رسوائی ان کے لئے ثابت فرماتے ہیں اور وہ سخت و درشت کلام جو قبض ارواح کے وقت وہ فرشتوں سے سنتے ہیں اس کا ذکر فرماتے ہیں۔ اور اس دوسرے فریق کی مدح کرتے ہیں جنہوں نے قرآن کے حق میں ماذا انزل ربکم خیرا کہا یعنی اللہ نے بڑی خیر نازل فرمائی ہے۔ اور ان کے لئے دنیا کی حسنہ جس سے مراد ہے واقعہ کی مدد اور دنیا کی قوموں پر غلبہ اور سب پر تسلط اور خلافت اور آخرت کی حسنہ جس سے مراد ہے ثواب عظیم اور نجات ثابت فرماتے ہیں۔ اور جو لطف و عنایت کے کلمات قبض ارواح کے وقت یہ حضرات فرشتوں سے سنتے ہیں ان کا بیان فرماتے ہیں۔

پھر تقریر عفی عنہ یہ ہے کہ یہ سورت جب کہ مہاجرین اولین کی کشاکش کفار قریش کے ساتھ جاری تھی اور ان کے ساتھ دشمنی اور جھگڑے اور کھینچا تانی کا حال چل رہا تھا مکہ میں نازل ہوئی تو صاف سمجھا جا سکتا ہے کہ ان اقوال و احوال کی حکایت کا روئے سخن کس طرف ہے۔ ظاہر ہے کہ اسی جماعت کی طرف ہے جو اس وقت کفار کے ساتھ مجادلہ اور مخاصمہ کے وقت موجود تھی۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالَّذِينَ هَاجَرُوا الآیۃ (۴۱-۴۲) اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن (مکہ) چھوڑا بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہم ان کو دنیا میں ضرور اچھا ٹھکانا دیں گے اور آخرت کا ثواب بدرجہا بڑا ہے کاش ان (کافروں) کو (بھی) خبر ہوتی۔ وہ ایسے ہیں جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

فقیر گوید بر معنی صدق خدا گفته مے فرماید
آنانکہ ہجرت کردند در راہ خدا بطلب رضاء او
بعد ازانکہ مظلوم شدند البتہ جای خواہیم
داد ایشان را در دنیا بحالت حسنہ کہ عبارت از غلبہ
بر سائر امم است و بدست آوردن غنائم کثیرہ و
بودن بفراغ خاطر بر حال خواہند ہر آئینہ اجر آخرت
بزرگتر است اگر میدانستند گشت دل پریشانی
میکردند باز فقیر گوید این آیت نص است
در وعد مہاجرین بحسنہ دنیا و اجر آخرت بعد
ازان گویا بچشم دیدیم کہ جماعہ را از مہاجرین
حسنہ دنیا بہم رسید و یقین کردیم کہ این
جماعہ در آخرت اجر عظیم خواہند یافت و
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حدیث مستفیض
تعین آن جماعہ فرمودند در بر الصادق
المصدوق ... المبین بحکم الملک
المتعالی عن عمر بن خطاب رفعہ الی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال یقول اللہ من تواضع لی
ہکذا واشار بباطن کفہ الی الارض وادناہا من
الارض رفعتہ ہکذا واشار بباطن کفہ الی
السماء ورفعہا نحو السماء وعن عمر انہ قال
علی المنبر یا ایہا الناس تواضعوا فانی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من
تواضع للہ رفعہ اللہ وقال انتعش رفعک اللہ
فہو فی نفسہ صغیر وفی اعین الناس عظیم ومن
تکبر وضعہ اللہ وقال اخسأ خفضک اللہ فہو فی اعین
الناس صغیر وفی نفسہ کبیر حتی لہو اہون علیہم من
کلب او خنزیر وعن محمد بن الخطاب انہ کان اذا
اعطی الرجل من المہاجرین عطاءہ
یقول خذ بارک اللہ لک فیہ

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اللہ
کی رضا کی طلب میں بعد مظلوم ہونے کے ہجرت کی ہم ان کو دنیا میں
جگہ دیں گے جہاں بھی وہ چاہیں گے حالت حسنہ میں دینے کے کہیں کا
مطلب ہے تمام اقوام پر غلبہ اور کثرت غنیمتوں کا حاصل ہونا اور
اطمینان قلب کے ساتھ رہنا۔ اور یہ یقین ہے کہ آخرت کا اجر تو
بہت ہی بڑا ہے۔ اگر یہ لوگ باخبر ہوتے تو کس قدر پریشانی سے اس کے
گرویدہ بن جاتے۔ پھر یہ فقیر کہتا ہے کہ یہ آیت نص ہے مہاجرین
کے ساتھ دنیا میں وعدہ حسنہ کے بارے میں اور اجر آخرت کے
بارے میں۔ اس کے بعد گویا ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ مہاجرین
کی اس جماعت کو حسنہ دنیا مل گیا اور ہم نے یقین کر لیا کہ یہ جماعت
آخرت میں بھی اجر عظیم پائے گی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث
مستفیض میں اس جماعت کے ناموں کا تعین بھی فرما دیا اور آپ نے جو کچھ فرمایا
وہ حق ہے اور آپ کا صدق واجب التسلیم ہے اور آپ خدائے تعالیٰ کے
کلام کی وضاحت فرمانے والے ہیں۔ آپ عمر بن الخطاب نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے
سامنے عاجزی کی اور اپنا ہاتھ اپنی ہتھیلی سے زمین کی طرف جھکایا یہاں تک
اس کو زمین کے قریب کر دیا میں اس کو اس طرح بلند کر دوں گا اور آپ نے اپنی
ہتھیلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور اس کو آسمان کی طرف اونچا کیا۔
اور عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے منبر پر فرمایا اے لوگو عاجزی
اختیار کرو۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے
کہ جس نے اللہ کے سامنے عاجزی کی سر جھکایا اللہ اس کو سربلند کرے گا اور
کہے گا کہ اٹھ اللہ تجھے بلند مرتبہ کرے تو وہ اپنے خیال میں چھوٹا
اور حقیر اور لوگوں کی نگاہوں میں صاحب عظمت ہو جائے گا۔
اور جس نے تکبر کیا اللہ اس کو ذلیل کرے گا اور فرمائے گا دور ہو
تجھے اللہ نے پست کر دیا تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہو جائے گا
اور اپنے خیال میں بڑا۔ یہاں تک کہ لوگ اس کو کتے
یا سور سے بھی کم تر سمجھیں گے۔ محمد بن الخطاب سے مروی ہے کہ
جب وہ مہاجرین میں سے کسی کو وظیفہ دیا کرتے تھے تو فرمایا کرتے
لو اللہ تم کو برکت دے۔ یہ وہ ہے جس کا تم سے دنیا میں دینے کا

من اليمين و الشمائل سجدا لله وهم داخرون كلها. عن ابن عباس قال نزلت هذه الآية وضرب الله مثلا رجلين احدهما ابكم الى [illegible] عثمان بن عفان ومولى له كافر وهو اسيد بن ابي العيص كان يكره الاسلام وكان عثمان ينفق عليه ويكفله ويكفيه المؤنة وكان الآخر ينهاه عن الصدقة والمعروف فنزلت فيهما. عن سليم بن عتر قال صحبت حفصة زوج النبي صلى الله عليه وسلم وهي خارجة من مكة الى المدينة فاخبرت ان عثمان قد قتل فرجعت وقالت ارجعوا بي فوالذي نفسي بيده انها للقرية التي قال الله قرية كانت آمنة مطمئنة الى آخر الآية. عن ابي نضرة قال قرأت هذه الآية في سورة النحل ولا تقولوا لما تصف ألسنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام الى آخر الآية فلم ازل اخاف الفتيا الى يومي هذا. عن ابن مسعود قال عسى رجل ان يقول ان الله امر بكذا ونهى عن كذا فيقول الله عز وجل كذبت او يقول ان الله حرم كذا واحل كذا فيقول الله كذبت. قال الله تعالى

جن کے سامنے کبھی ایک طرف کو کبھی دوسری طرف کو اس طرح جھکتے جاتے ہیں کہ (وہ گویا) خدا کے حکم کے تابع ہیں اور وہ چیزیں بھی عاجز ہیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ یہ آیت ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ الخ (۱۶:۷۶) اللہ تعالیٰ نے ایک اور مثال بیان فرمائی ہے کہ دو شخص ہیں جن میں کا ایک گونگا (بھی) ہے الخ دو شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی، عثمانؓ بن عفان اور دوسرا ان کا غلام جو کافر تھا اور وہ اُسید بن ابی العیص تھا۔ یہ اسلام سے کراہت کرتا تھا اور عثمانؓ اس پر خرچ کیا کرتے تھے اور اس کی کفالت کرتے اور اس کا بار برداشت کرتے تھے اور ایک دوسرا شخص تھا جو ان کو صدقہ اور نیک کام سے روکتا تھا ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ سلیم بن عترؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ میں حفصہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور وہ مکہ سے مدینہ جانے کے لئے نکل چکی تھیں کہ ان کو خبر دی گئی کہ عثمانؓ قتل کر دیئے گئے وہ یہ سنکر واپس ہو گئیں اور فرمایا کہ مجھے واپس لے چلو۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہی وہ قریہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً آخر آیت تک (۱۶:۱۱۲) اللہ تعالیٰ نے ایک بستی والوں کی حالت عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ (بڑے) امن و اطمینان میں (رہتے) تھے الخ۔ مروی ہے ابی نضرہ سے انھوں نے کہا کہ میں نے یہ آیت سورۂ نحل میں پڑھی وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ الخ (۱۶:۱۱۶) اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے۔ آخر آیت تک، پس اس وقت سے آج کے دن تک فتویٰ دینے سے ڈرتا ہوں۔ مروی ہے ابن مسعودؓ سے کہ ایسا ہوگا کہ کوئی شخص کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کا حکم دیا اور اس کام سے منع کیا اس پر اللہ عز وجل فرمائے گا کہ تو نے جھوٹ کہا یا یہ کہے گا کہ اللہ نے ایسا کرنا حرام کیا ہے اور ایسا کرنا حلال کیا ہے اس پر حق تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ تو نے جھوٹ بولا۔

آیاتِ سورۂ بنی اسرائیل

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِکُمْ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْکُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْکُمْ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْهِمْ وَکِیْلًا ۝

تقریر وجہ معنی منہ مؤمنین اولین کفار را بسیار لعن وطعن می ساختند واز این جہت فتنہ روبالا می شد و دعوت متحکم نگشت و در اسلام توقف بسیار بظہور می آمد خدا تعالیٰ این آیت نازل فرمود وقل لعبادی یقولوا التی ہی احسن یعنی بگو بندگان مرا کہ بگویند آن کلمہ کہ نیک تر است وبحلم نزدیک تر وبمصلحت دعوت آید ترجمہ آیت شیطان تحریک فساد میکند در میان ایشان یعنی فساد میکند ہر آئینہ شیطان دشمن ظاہر است آدمی را آن کلمہ کہ نیک تر است اینست ربکم اعلم بکم پروردگار شما دانا تر است باحوال شما اگر خواہد بخشایش بر شما واگر خواہد عقوبت کند شما را ونفرستادیم ترا بر ایشان گماشتہ بآن تقریر دیگر میگوید کہ سورۂ بنی اسرائیل از قدیم آنچہ در مکہ نازل شدہ است بین مراد بکلمہ عبادی نیست مگر جماعتی از سابقین مؤمنین مہاجرین کہ بمذاکرہ کفار مشہور بودند وبا سفہاء قریش جدال میکردند ودر کلمہ عبادی اضافت تشریف محل باز عظیم از لطف رحمت واختصاص یعنی این بزرگواران مشرف اند باین اختصاص ولطف وہمین مقصود اخرج ابو یعلی وابن عساکر عن ام ہانی قالت دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغلس وانا علی فراشی فقال شعرت انی نمت اللیلۃ فی المسجد الحرام فاتانی جبرئیل

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ الخ (ع ۵۳-۵۴) اور آپ میرے (مسلمان) بندوں سے کہہ دیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو۔ شیطان لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے واقعی شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔ تم سب کا حال تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے اگر وہ چاہے تم پر رحمت فرمادے یا وہ اگر چاہے تم کو عذاب دینے لگے اور ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا ہے۔

تقریر: معنی منہ کہتا ہے کہ کفار کو مؤمنین اولین (یعنی جو لوگ شروع میں اسلام لائے تھے) سب وطعن کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے فتنہ برابر بڑھتا جاتا تھا اور دعوت میں مستحکم ہونی جاری تھی اور اسلام میں بہت توقف واقع ہو رہا تھا۔ حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وقل لعبادی یقولوا التی ہی احسن الخ یعنی کہہ دو میرے بندوں سے کہ ایسی گفتگو کریں جو زیادہ اچھی اور بردباری سے نزدیک تر ہو، دعوت کی مصلحت میں کام آنے والی ہو حقیقتاً شیطان ان کے درمیان تحریک کرتا ہے یعنی فساد بھڑکاتا ہے بیشک شیطان آدمی کا کھلا ہوا دشمن ہے۔ اور وہ گفتگو جو زیادہ اچھی ہے یہ ہے (کہ کہو) ربکم اعلم بکم تمہارا پروردگار تمہارے حالات کو سب سے زیادہ جانتا ہے اگر وہ چاہے تم پر بخشش کرے اگر چاہے عذاب کرے اور ہم نے آپ کو ان پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔ پھر تقریر کہتا ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل ان ابتدائی سورتوں میں سے ہے جو مکہ میں نازل ہوئی ہیں۔ اس لئے کلمہ عبادی سے سوائے مؤمنین سابقین مہاجرین کے اور کوئی مراد نہیں ہو سکتا جو کفار کے ساتھ مذاکرات میں مشہور تھے اور قریش کے بدگو لوگوں سے جھگڑتے رہتے تھے اور کلمہ عبادی (یعنی میرے بندے) میں اضافت تشریف لطف رحمت اور اختصاص کا عظیم مقام رکھتی ہے۔ تو یہ بزرگ حضرات اس خصوصیت لطف کے ساتھ متصف ہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ اخرج کیا ابو یعلی اور ابن عساکر نے روایت ام ہانی سے انھوں نے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم صبح کے اندھیرے سے تشریف لائے اور میں اپنے فرش پر تھی اور فرمایا کہ تمہیں پتہ ہے کہ میں آج رات مسجد الحرام میں سویا تو میرے پاس جبرئیل آئے

ويحك اخبرهم فانظر ماذا يقولون ولا
فقال لي قد رجعت أخبرتهم أنه أتى
لي نفر من قريش فيهم المطعم بن
عدي وعمرو بن هشام والوليد بن
المغيرة فقال إني صليت الليلة العشاء
في هذا المسجد وصليت به الغداة و
أتيت فيما بين ذلك بيت المقدس فنشر
لي رهط من الأنبياء فيهم إبراهيم
وموسى وعيسى فصليت بهم وكلمتهم
فقال عمرو بن هشام كالمستهزئ صفهم لي
فقال أما عيسى ففوق الربعة ودون
الطويل عريض الصدر ظاهر الدم
جعد الشعر تعلوه صهبة كأنه عروة
بن مسعود الثقفي وأما موسى فضخم آدم
طوال كأنه من رجال شنوءة كثير الشعر
غائر العينين متراكب الأسنان مقلص
الشفتين خارج اللثة عابس وأما
إبراهيم فوالله إنه لأشبه الناس بي خلقا وخلقا
فضجوا وأعظموا ذلك فقال المطعم كل
أمرك قبل اليوم كان أمما غير قولك
اليوم أنا أشهد أنك كاذب نحن نضرب
أكباد الإبل إلى بيت المقدس مصعدا
شهرا ومنحدرا شهرا تزعم أنك أتيته
في ليلة واللات والعزى لا أصدقك
فقال أبو بكر يا مطعم بئس ما قلت
لابن أخيك جبهته وكذبته أنا
أشهد أنه صادق فقالوا يا محمد صف
لنا بيت المقدس قال دخلته ليلا
وخرجت منه ليلا فأتاه جبرئيل فصوره

اور اُن کے پیچھے جا۔ اور دیکھ کر آ کہ وہ لوگوں سے کیا کہہ رہے ہیں
اور اُن سے کیا کہا جا رہا ہے۔ جب وہ بیبی واپس آئی تو انہوں نے
مجھے خبر دی کہ آپ قریش کی ایک پارٹی کے پاس پہنچے جن میں مطعم
ابن عدی اور عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ تھے اور آپ نے فرمایا کہ
میں نے رات عشاء کی نماز اس مسجد میں پڑھی اور وہیں صبح کی
نماز پڑھی اور ان کے درمیانی وقت میں میں بیت المقدس پہنچا۔
مجھ سے ملنے کے لئے انبیاء کی ایک جماعت بھیجی گئی جن میں ابراہیم
اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ تھے۔ میں نے اُن کو نماز پڑھائی اور اُن سے
گفتگو کی۔ یہ سن کر عمرو بن ہشام نے مسخرا پن کے انداز میں کہا کہ ان کا
حلیہ مجھے بتاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد سے کچھ
بڑے تھے اور لمبے قد سے کم، چوڑا سینہ، خون کی سرخی جلد پر ظاہر
تھی، بل کھائے بال، چہرے پر سرخی و سفیدی پھیلی، گویا کہ وہ
عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ رہے موسیٰ علیہ السلام تو وہ بھاری بدن گندمی
رنگ لمبے قد کے گویا کہ وہ (قبیلہ) شنوءہ کے مردوں میں سے ہیں،
بہت بالوں والے، آنکھیں اندر کو، دانت ایک دوسرے سے ملے
ہوئے، ہونٹ کھنچے ہوئے، جبڑا اُبھرا ہوا، غصہ والا۔ رہے ابراہیم
علیہ السلام تو وہ واللہ باعتبار صورت اور باعتبار سیرت سب سے زیادہ
مجھ سے مشابہ تھے۔ تو یہ لوگ سن کر بہت مشتعل ہوئے اور انہوں نے
اس کو بہت بڑی بات قرار دیا۔ اس کے بعد مطعم نے کہا کہ آج سے
پہلے تیری باتیں ہلکی تھیں بجز آج کے قول کے، میں گواہی دیتا ہوں
کہ تو جھوٹا ہے۔ ہم لوگ اونٹوں پر سفر کرکے بیت المقدس پہنچتے
ہیں تو جاتے ہوئے ایک مہینہ لگتا ہے اور آتے ہوئے ایک مہینہ لگتا
ہے تو دعویٰ کرتا ہے کہ ایک رات کے اندر ہی ہو آیا۔ قسم ہے لات
اور عزیٰ کی میں تیری تصدیق نہیں کروں گا۔ اس پر ابوبکرؓ نے
کہا اے مطعم! تو نے اپنے بھائی کے بیٹے سے بڑی بدتمیزی کی گفتگو
کی اور اُن کی تکذیب کی، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ سچے ہیں۔
پھر ان لوگوں نے کہا کہ اچھا ہم سے بیت المقدس کا نقشہ بیان
کرو۔ آپ نے فرمایا کہ میں رات میں گیا اور رات میں ہی واپس آ گیا،
اب آپ کے پاس جبرئیل پہنچ گئے اور اپنے بازو پر اس کی بیت

في جناحه فجعل يقول باب منه كذا في
موضع كذا وباب منه كذا في موضع كذا
وابوبكر يقول صدقت فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم يومئذ يا ابا بكر
ان الله قد سماك الصديق قالوا يا
محمد اخبرنا عن عيرنا فقال اتيت على
عير بني فلان بالروحاء قد اضلوا ناقة
لهم فانطلقوا في طلبها فانتهيت
الى رحالهم ليس بها منهم احد و
اذا قدح ماء فشربت منه ثم
انتهيت الى عير بني فلان فنفرت
مني الابل وبرك منها جمل احمر
عليه جوالق مخطط ببياض لا ادري
أكسر البعير ام لا ثم انتهيت الى
عير بني فلان في التنعيم يقدمها
جمل اورق وها هي ذه تطلع عليكم
من الثنية فقال الوليد بن
المغيرة ساحر فانطلقوا فنظروا
فوجدوا كما قال فرموه بالسحر و
قالوا صدق الوليد فانزل الله
وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ
إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وفي رواية
اخرى قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لجبرئيل ان قومي لا يصدقوني
قال يصدقك ابوبكر وهو الصديق
وعن عمر قال لما اسري برسول الله
صلى الله عليه وسلم رأى مالكا خازن
النار فاذا رجل عابس يعرف الغضب
في وجهه وعن سعيد بن المسيب ان عمر بن الخطاب لما اتى الجابية

کی صورت آپ کے سامنے کر دی تو آپ نے فرمانا شروع کیا کہ اس کا ایک
دروازہ ایسا ہے جو فلاں مقام پر ہے اور ایک دروازہ ایسا ہے جو فلاں
جگہ ہے اور ابوبکرؓ کہتے جاتے تھے کہ آپ نے سچ کہا۔ تو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دن فرمایا کہ اے ابوبکرؓ اللہ تعالیٰ نے
تمہارا نام صدیق رکھا۔ پھر انھوں نے کہا کہ لے محمدؐ ہمارا اور
کوئی بات بتاؤ تو آپ نے فرمایا کہ میں بنی فلاں کے قافلہ پر روحا
میں گزرا ان کی ایک اونٹنی گم ہوگئی تھی وہ اس کی تلاش میں گئے
ہوئے تھے۔ پھر میں ان کے کجاووں تک پہنچا ان میں بھی ان لوگوں
میں سے کوئی نہ تھا۔ وہاں ایک پیالہ تھا پانی سے بھرا ہوا تھا تو
میں نے اس میں سے پیا۔ پھر میں بنی فلاں کے قافلہ پر پہنچا تو مجھ
سے اونٹ ڈر کر بھاگے اور ایک اونٹ سرخ رنگ کا گر پڑا جس
پر ایسا شلیتہ تھا جس پر سفید دھاریاں تھیں میں نہیں جانتا کہ
اونٹ کی ہڈیاں ٹوٹیں یا نہیں۔ پھر میں بنی فلاں کے قافلہ کے
پاس تنعیم میں پہنچا اس کے آگے گندمی رنگ کا اونٹ چل رہا
تھا اور وہ قافلہ یہی ہے جو ابھی ثنیہ کی جانب سے ظاہر
ہونے والا ہے اس پر ولید بن المغیرہ نے کہا کہ یہ جادوگر ہے تو
یہ (تلاش کے لئے) چل دیے۔ تو جیسا آپ نے فرمایا تھا انھوں نے
ویسا ہی پایا تو پھر ان لوگوں نے آپ پر سحر کی تہمت لگائی اور
کہنے لگے کہ ولید نے سچ کہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
فرمائی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا (۱۵ : ۲۰) اور ہم نے جو منظر
آپ کو (شب معراج میں) دکھلایا تھا اس کو ان لوگوں کے لئے
موجب گمراہی کر دیا۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ سے کہا کہ میری قوم کے لوگ
میری تصدیق نہ کریں گے تو جبرئیلؑ نے کہا کہ آپ کی تصدیق ابوبکرؓ
کرے گا اور وہ صدیق ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لے جایا گیا تو آپ نے
مالک کو دیکھا جو جہنم کا خازن ہے تو آپ نے دیکھا کہ وہ ترش رو
شخص ہے جس کے چہرے سے غصہ پہچانا جاتا ہے۔ اور سعید بن مسیب
سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب جابیہ میں تھے تو آپ بیت المقدس

فتح بیت المقدس فقال لکعب این
تری ان اصلی قال خلف الصخرۃ قال
لا ولکن اصلی حیث صلی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فتقدم الی
القبلۃ فصلی۔ وعن علی قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری
بی رأیت علی العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق
عثمان ذو النورین۔ وعن ابی الدرداء
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت
لیلۃ اسری بی فی العرش فرندۃ
خضراء فیہا مکتوب بنور ابیض لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر
الصدیق عمر الفاروق۔ وعن انس
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما عرج بی
رأیت علی ساق العرش مکتوبا لا الہ
الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی
وعن ابی ہریرۃ قال لما رجع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری
بہ فکان بذی طوی قال یا جبریل
ان قومی لا یصدقونی قال یصدقک
ابوبکر وہو الصدیق۔ واخرج الحاکم
عن عائشۃ قالت لما اسری بالنبی
صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد
الاقصی اصبح یحدث الناس بذلک
فارتد ناس ممن کانوا آمنوا بہ
وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر
فقالوا ہل لک فی صاحبک یزعم انہ اسری
بہ اللیلۃ الی بیت المقدس قال او قال ذلک قالوا نعم

فتح کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کعب سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے (وہاں پہنچکر)
مجھے کہاں نماز پڑھنی چاہیے۔ کعب نے کہا کہ صخرہ کے پیچھے۔ تو عمرؓ
نے کہا نہیں لیکن میں وہاں نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی تو قبلہ کی طرف آگے بڑھے پھر نماز
پڑھی۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے انھوں نے بیان کیا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات میں مجھ کو (آسمانوں
پر) لیجایا گیا میں نے عرش پر یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ الخ (یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کا رسول
ہے ابوبکرؓ صدیق ہے عمرؓ فاروق ہے عثمانؓ ذوالنورین ہے)
اور ابو درداء روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے
فرمایا کہ جس رات میں مجھے عرش پر لے جایا گیا میں نے ایک سبز حریر
دیکھا جس پر سفید نور سے لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر
الصدیق عمر الفاروق۔ اور انسؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوئی تو
میں نے عرش کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ایدتہ بعلی (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اللہ کا رسول ہے
میں نے اس کو مدد پہنچائی علیؓ سے) اور ابوہریرہؓ سے روایت
ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس رات میں
جس میں آپ کو سیر کرائی گئی تھی جب واپس ہوئے میں مقام ذی طوی
پر پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے جبریلؑ میری قوم کے لوگ میری تصدیق
نہیں کریں گے تو جبریلؑ نے کہا کہ آپ کی تصدیق ابوبکرؓ کرے گا
اور وہ صدیق ہے۔ اور اخرج کیا حاکم نے عائشہؓ سے روایت ہے
کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ کی طرف لیجایا گیا تو
صبح کو لوگوں سے اس کا چرچا شروع کیا تو بہت سے ایسے لوگ بھی
(دین سے) پھرنے لگے تھے جو آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کی
تصدیق کر چکے تھے اور یہ لوگ اس خبر کو لے کر ابوبکرؓ کے پاس
دوڑے گئے اور کہنے لگے کہ کیا تمہیں اپنے صاحب کی بھی خبر ہے
وہ یہ دعوی کر رہے ہیں کہ ان کو آج رات بیت المقدس لیجایا
گیا تو ابوبکرؓ نے کہا کیا انھوں نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں

قال لئن قال ذلك لقد صدق قالوا
فتصدقه أنه ذهب الليلة إلى بيت المقدس
وجاء قبل أن يصبح قال نعم
إني لأصدقه بما هو أبعد من ذلك
أصدقه بخبر السماء في غدوة
أو روحة فلذلك سمي أبو بكر
الصديق. وعن زيد بن أسلم
قال كان للعباس بن عبد المطلب
دار إلى جنب مسجد المدينة فقال
له عمر بعنيها فأراد عمر أن
يزيدها في المسجد فأبى العباس
أن يبيعها إياه فقال عمر فهبها لي
فأبى فقال عمر فوسعها أنت
في المسجد فأبى فقال عمر لا بد
لك من إحداهن فأبى عليه قال فخذ
بيني وبينك رجلا فأخذ أبي بن
كعب فاختصما إليه فقال أبي
لعمر ما أرى أن تخرجه من داره
حتى ترضيه فقال له عمر أرأيت قضاءك
هذا في كتاب الله وجدته أم سنة
من رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال أبي بل سنة من رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال عمر
وما ذاك فقال إني سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم إن سليمان بن داود لما
بنى بيت المقدس جعل كلما بنى حائطا أصبح
منهدما فأوحى الله إليه أن لا تبني في حق
رجل حتى ترضيه فتركه عمر فوسعها العباس

تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر انھوں نے ایسا کہا تو سچ کہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ
تم ان کی اس (خلافِ قیاس) بات کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ رات
میں بیت المقدس پہنچ گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس بھی آگئے
ابوبکرؓ نے کہا کہ میں تو ان کی اس بات کی بھی پوری تصدیق
کرتا ہوں جو اس سے بھی زیادہ بعید ہے یعنی ان کی ان آسمان
کی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں جو وہ صبح اور شام میں لیتے ہیں۔
اسی بنا پر ان کا نام ابوبکر صدیق ہوگیا۔ اور زید بن اسلم سے
مروی ہے کہ عباسؓ بن عبدالمطلب کا مکان مسجد نبوی کے پہلو
میں تھا۔ عمرؓ نے ان سے کہا کہ یہ مکان میرے ہاتھ فروخت کردو
اور عمرؓ نے ارادہ کیا تھا کہ وہ اس سے مسجد میں اضافہ کریں گے
تو عباسؓ نے ان کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کردیا۔ پھر عمرؓ نے
کہا تو مجھے ہبہ کردو۔ اس سے بھی انھوں نے انکار کردیا۔ تو عمرؓ
نے کہا کہ تو پھر تم خود ہی اس کو شامل کرکے مسجد کو وسیع کردو
انھوں نے اس سے بھی انکار کردیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ان میں سے
کوئی ایک بات تو ماننی ہی پڑے گی تو پھر بھی انکار ہی کیا۔ عمرؓ
نے کہا تو میرے اور اپنے درمیان کسی کو حکم بنالو! تو اُبی بن کعب
طے ہوگئے۔ اب دونوں یہ جھگڑا لے کر ان کے پاس پہنچے۔ تو
اُبیؓ نے عمرؓ سے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ آپ ان کو ان کے گھر سے
نکالنے کا اختیار رکھتے ہیں جب تک ان کو راضی نہ کرلیں۔ تو عمرؓ
نے اُبیؓ سے کہا کہ کیا تم نے اپنا یہ فیصلہ کتاب اللہ میں پایا ہے
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت (یعنی قول یا فعل)
میں پایا؟ تو اُبیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں۔
عمرؓ نے کہا وہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب سلیمان بن
داؤدؑ نے بیت المقدس بنانا شروع کیا تو یہ ہونے لگا کہ جب کوئی
دیوار بناتے تو صبح کو منہدم ملتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی
بھیجی کہ ان اینٹوں میں فلاں آدمی کا حق ہے پہلے اس کو راضی
کرو۔ یہ سن کر عمرؓ نے عباسؓ کو چھوڑ دیا۔ پھر عباسؓ نے اس کے بعد

۱؎ حضرت عباسؓ اور حضرت عمرؓ کے [illegible]

بعد ذلک فی المسجد تزود منه نحو من ذلک عن سعید بن المسیب وابن عباس وسالم ابی النضر وعن کعب قال اوحی الله الی داود ابن لی بیت المقدس فهو رضیه فجاء فاوحی الله الیه یا داود ارضیک ان تبنی بیتا لی فقد رضیته بیتا لک لیس لک ان تبنیه قال یا رب فلم قال لقضیک فما ولی سلیمان اوحی الله الیه ان ابن بیت المقدس قبلنا فلما وضعه خر ساجدا شکرا لله قال یا رب من دخله من خائف کان آمنا او بنی داع فاستجب له او مستغفر فاغفر له فاوحی الله الیه انی قد فعلت قال داود اللهم فرغ ازواجها الاف بقرة وسبعة آلاف شاة و فتح لها ان دعا بنی اسرائیل الیه وفی روایة رافع بن عمیر ثم اخذ فی بناء المسجد فلما تم السور سقط ثلاث فشکی ذلک الی الله فاوحی الله الیه انک لا تصلح ان تبنی لی بیتا قال ولم یا رب قال لما جری علی یدیک من الدماء قال یا رب اولم یکن ذلک فی هواک ومحبتک قال بلی ولکنهم عبادی وانا ارحمهم فشق ذلک علیه فاوحی الله الیه لا تحزن فانی سأقضی بناءه علی ید ابنک سلیمان فلما مات داود

اس مکان کو اس مسجد میں شامل کر کے اس کو وسیع کیا۔ اور اسی طرح روایت کیا گیا ہے سعید بن المسیب اور ابن عباسؓ اور سالمؒ ابی النضر سے۔ اور کعبؒ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے داؤدؑ کے پاس وحی بھیجی کہ میرے لئے ایک مقدس گھر بناؤ۔ تو انھوں نے اس کے مقابلہ پر (یعنی اس کے ساتھ) اپنا گھر (بھی) بنانا شروع کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ میں نے تجھے حکم دیا کہ میرے لئے گھر بنا تو تو نے اس کے مقابلہ پر اپنا گھر بنانا شروع کر دیا۔ اب تجھے اجازت نہیں کہ اس کو بنائے۔ انھوں نے دعا کی کہ اے پروردگار پھر میری اولاد میں سے کسی سے بنوا لیجئے۔ (فرمایا کہ ہاں تیری اولاد میں (یہ کام مقدر کر دیا گیا)۔ پھر جب سلیمانؑ والی ملک ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ بیت المقدس بناؤ تو انھوں نے اس کو بنوایا۔ پھر جب اس میں داخل ہوئے تو اللہ کے شکر کے لئے سجدہ میں گر گئے اور دعا کی کہ یا اللہ جو خوف زدہ شخص اس میں داخل ہو تو اس کو امن دے دیجئے۔ یا کوئی یہاں دعا کرے تو اس کو قبول کر لیجئے۔ یا کوئی مغفرت چاہے تو اس کی مغفرت کر دیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں نے آل داؤدؑ کے لئے دعا کی تخصیص کر دی ہے۔ کعبؒ نے کہا کہ پھر انھوں نے چار ہزار گائے اور سات ہزار بکریاں ذبح کرائیں اور کھانا بنوایا اور بنی اسرائیل کو دعوت دی۔ اور رافع بن عمیر کی روایت میں ہے کہ پھر (داؤدؑ نے) مسجد کی تعمیر شروع کر دی۔ جب دیوار پوری ہو گئی تو گر پڑی ایسا تین مرتبہ ہوا تو داؤدؑ نے اللہ تعالیٰ سے اس کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تم میں یہ صلاحیت نہیں کہ میرے لئے گھر بناؤ۔ داؤدؑ نے سوال کیا کہ یا رب ایسا کیوں ہے۔ فرمایا اس کہ تیرے ہاتھوں سے خون بہے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ یا رب کیا وہ سب آپ کی اطاعت و محبت میں نہیں ہوا۔ فرمایا کہ ہاں لیکن وہ بھی میرے ہی بندے تھے اور میں ان پر بھی رحم کرتا ہوں۔ یہ بات داؤدؑ پر شاق گذری تو ان پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ تم غم نہ کرو میں اس کے بنانے کا کام تیرے بیٹے سلیمانؑ کے ہاتھوں سے لینے والا ہوں۔ تو جب داؤد علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو حضرت

انه لما فرغ سليمان من بنائه قرّب القرابين وذبح الذبائح وجمع بني اسرائيل فاوحى الله اليه قد ارى سرورك ببنيان بيتي فسلني اعطك قال اسألك ثلث خصال حكما يصادف حكمك وملكا لاينبغي لاحد من بعدى ومن اتى هذا البيت لا يريد الا الصلوة فيه خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما الاثنتين فقد اعطيهما وانا ارجو ان يكون قد اعطى الثالثة اخرج الترمذى عن عمر بن الخطاب انه لبس ثوبا جديدا فقال الحمد لله الذى كسانى ما اوارى به عورتى واتجمل به فى حياتى ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من لبس ثوبا جديدا فقال الحمد لله الذى كسانى ما اوارى به عورتى واتجمل به فى حياتى ثم عمد الى الثوب الذى اخلق فتصدق به كان فى كنف الله وفى حفظ الله وفى ستر الله حيا وميتا واخرج ابن عساكر عن عطاء بن السائب قال اخبرنى غير واحد ان قاضيا من قضاة الشام اتى عمر فقال يا امير المؤمنين رأيت رؤيا افظعتنى قال وما رأيت قال رأيت الشمس والقمر يقتتلان والنجوم معهما نصفين قال فمع ايهما كنت قال مع القمر على الشمس فقال عمر وجعلنا

سلیمانؑ نے اس کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ جب پورا ہو گیا تو بہت قربانیاں کیں اور بہت جانور ذبح کئے اور بنی اسرائیل کو جمع کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ میرا گھر بنانے سے جو تم خوش نظر آرہے ہو میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ تم مجھ سے سوال کرو میں تمہیں دوں گا۔ سلیمانؑ نے عرض کیا کہ میں آپ سے تین باتیں مانگتا ہوں۔ ایسا حکم جو آپ کے حکم سے موافقت رکھے (یعنی میرا کوئی فیصلہ آپ کی رضا کے خلاف نہ ہو) اور ایسی بادشاہی جو میرے بعد کسی کو میسر نہ ہو اور جو شخص اس گھر میں آئے اور صرف اس میں نماز پڑھنے کے سوا اور کوئی ارادہ نہ ہو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے جس طرح اس دن تھا جب اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو باتیں تو ان کو عطا کر دی گئیں اور میں امید کرتا ہوں کہ تیسری بھی منظور ہو چکی ہے۔ آگے کہا ترمذی نے "مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ انہوں نے نیا کپڑا پہنا پھر یہ کہا الحمد للہ الذی الخ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے لباس پہنایا جس سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں اور اس سے اپنی زندگی میں جمال کرتا ہوں" پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے نیا کپڑا پہنا پھر کہا الحمد للہ الذی کسانی ما اواری بہ عورتی واتجمل بہ فی حیاتی پھر اپنے پرانے کپڑے اتار کر صدقہ میں دیدے وہ اللہ تعالیٰ کی امان اور اللہ کی حفاظت میں رہے گا اور اللہ کی چادر میں رہے گا زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔ آگے عطاء بن السائب سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے کئی آدمیوں نے یہ خبر دی کہ شام کے قاضیوں میں سے ایک قاضی عمرؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ میں نے ایک خواب دیکھا جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ آپ نے کہا کیا دیکھا۔ کہا کہ میں نے سورج اور چاند کو آپس میں قتال کرتے دیکھا اور ان دونوں کے ساتھ ستارے بھی تھے آدھے ایک کے ساتھ اور آدھے دوسرے کے ساتھ۔ عمرؓ نے کہا کہ تو ان دونوں میں سے کس کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا کہ میں چاند کے ساتھ تھا سورج کے مقابلہ پر۔ تو عمرؓ نے کہا وجعلنا

كان بيني وبينها ملك يسترني بجناحه حتى ذهبت وروي نحو ذلك عن أسماء بنت أبي بكر الصديق عن أبي بكر الصديق وعن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال رأيت ولد الحكم بن أبي العاص على المنابر كأنهم القردة و أنزل الله في ذلك وما جعلنا الرؤيا التي أريناك إلا فتنة للناس و الشجرة الملعونة يعني الحكم وولده وروي قريب من ذلك عن سهل بن سعد ويعلى بن مرة والحسين بن علي وسعيد بن المسيب وعائشة وعن عمر بن الخطاب عن النبي صلى الله عليه وسلم في قوله أقم الصلاة لدلوك الشمس قال زوال الشمس وعن قتادة في قوله رب أدخلني مدخل صدق الآية أخرجه الله من مكة مخرج صدق و أدخله المدينة مدخل صدق قال وعلم نبي الله صلى الله عليه وسلم أنه لا طاقة له بهذا الأمر إلا بسلطان فسأل سلطانا نصيرا لكتاب الله و حدوده وفرائضه ولإقامة كتاب الله فإن السلطان عزة من الله جعلها بين أظهر عباده لولا ذلك لأغار بعضهم على بعض وأكل شديدهم ضعيفهم وعن عمر بن الخطاب قال والله لما يزع الله بالسلطان أعظم مما يزع بالقرآن وعن محمد بن سيرين قال نبئت أن أبا بكر كان إذا [illegible]

میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ تھا جس نے مجھے اپنے بازو سے چھپائے رکھا یہاں تک کہ وہ چلی گئی۔ اور اسی طرح روایت ہے اسماء بنت ابی بکرؓ سے اور وہ روایت کرتی ہیں ابو بکر صدیقؓ سے اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا حکم بن ابی العاص کی اولاد کو منبروں پر (بیٹھے ہوئے) گویا وہ بندر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل کی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الخ (۱۵: ۶۰) اور ہم نے جو تماشا آپ کو دکھایا تھا اور جس درخت کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے ہم نے تو ان دونوں چیزوں کو ان لوگوں کے لئے موجب گمراہی کر دیا۔ الشجرۃ الملعونۃ سے مراد حکم اور اس کی اولاد ہے۔ اور اسی کے قریب روایت ہے سہل بن سعد اور یعلیٰ بن مرہ اور حسین بن علی اور سعید بن المسیب اور عائشہؓ سے۔ اور عمر بن الخطابؓ روایت کرتے ہیں کہ وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دربارۂ قول حق أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ (۱۵: ۷۸) آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے تک نمازیں ادا کیا کیجئے۔ کہ لدلوک الشمس کی تفسیر ہے لزوال الشمس۔ قتادہؓ سے مروی ہے رَبِّ أَدْخِلْنِي (۱۵: ۸۰) ہمارے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو۔ اخرجہ اللہ الخ یعنے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مکہ سے نکالا۔ یہ مخرج صدق ہے اور مدینہ میں داخل کیا، یہ مدخل صدق ہے۔ عمرؓ نے کہا اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ ان میں اس امر کی طاقت نہیں ہوگی بغیر "سلطان" کے تو آپ نے (بحکم الٰہی) سوال کیا "سلطانا نصیرا" کا (یعنی قوت وغلبہ مدد پہنچانے والا) کتاب اللہ کے حفظ اور حدود اللہ اور اس کے فرائض اور کتاب اللہ کے قائم کرنے میں پہنچنے کا کیونکہ "سلطان" ایک غلبہ (یعنی رعب) ہے اللہ کی طرف سے جو وہ اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کر دیتا ہے اور اگر یہ نہ ہو تو بعض بعض کو لوٹ لے اور طاقتور کمزور کو کھا جائے۔ اور عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ جو باعظمت کلمات لائے ہیں ان میں "سلطان" سے زیادہ باعظمت کوئی کلمہ نہیں۔ محمد بن سیرینؒ سے مروی ہے [illegible]

تفسیر گوید مصنف عفی عنہ تعالیٰ پیغمبر خود را صلے اللہ علیہ وسلم آداب زہد تعلیم فرماید ہر چند وی صلے اللہ علیہ وسلم بخلق عظیم متصف بود لیکن تا دستور شود امت را اولاً اشارہ میکند تلاوت کتاب اللہ ثانیاً میفرماید حبس کن نفس خود را با آن جماعہ کہ میخوانند پروردگار خود را طلب کناں رضاء او را و باید کہ تجاوز نکنند چشمان تو از ایشان طلب کناں زینت زندگانی دنیا را و فرمان مبر کسے را کہ غافل ساختیم دل او را از ذکر خود و پس روی کرد خواہش نفس خود را و ہست کار او از حد گذشتہ حاصل کلام آں است کہ باید ہمراہ فقراے مومنین کہ طالب الٰہی صبح و شام مشغول اند صحبت دار و با اہل تکبر مجالست مکن الا بقدر ضرورت دعوت و تنعمات دنیویہ ایشاں را نیک مپندار و آں تنعمات را بنظر استحسان مبین و ثالثاً خدای تعالیٰ عذاب متکبرین کفار و ثواب فقراے مومنین بیان می فرماید إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا و إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا الا آیاتا بعدہ ضرب میکند کہ قصہ کافر متکبر و مومن فقیر است وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَجُلَيْنِ و رابعاً تشبیہ میدہد حیات دنیا را بسبزہ زمین کہ عنقریب خشک شود از ہم ریزد و ہمچنیں مال و بنون عنقریب زائل شدنی و باقیات صالحات را کہ عبارت از ذکر خدا تعالیٰ است بقائے سرمد اثبات می فرماید

اور وہاں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا صلہ ہے اور (بہشت) کیا ہی اچھی جگہ ہے۔ تفسیر: مصنف عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو زہد کے آداب تعلیم فرمائے ہیں۔ ہر چند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلق عظیم سے متصف تھے (انک لعلی خلق عظیم) لیکن اس تعلیم کا مطلب آپ کو اس لئے کیا گیا ہے تاکہ امت کے لئے دستور العمل مقرر ہو جائے۔ اولاً ارشاد فرماتے ہیں تلاوت قرآن مجید کے بارے میں۔ دوم فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کو ان جماعت کے ساتھ محبوس رکھو جو اپنے رب کو اس کی رضا کے حصول کی وجہ سے پکارتے رہتے ہیں اور چاہئے کہ تمہاری نگاہ ان سے دنیوی زندگی زیب و زینت کے باعث کبھی نہ ہٹے۔ اور ایسے شخص کا کہنا کبھی نہ مانئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اس نے خواہش نفس کی جانب اپنا رخ پھیر لیا۔ اور اس کا کام حد سے گزر چکا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایسے مومنین فقراء کے ساتھ ہمنشینی رکھئے جو صبح و شام اللہ کی عبادت (و فرمانبرداری) میں مشغول ہیں اور مالدار لوگوں کے ساتھ مجالست اتنی رکھئے جتنی دعوت (یعنی دعوت تبلیغ) کے لئے ضروری ہوتی ہے اور ان کی دنیوی عیش و دولت کو بنظر استحسان نہ دیکھو۔ سوم خدا تعالیٰ مالدار کفار کے عذاب اور فقراء مومنین کے ثواب کو بیان فرماتے ہیں إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا (یعنی ہم نے کافروں کے لئے عذاب تیار کر رکھا ہے) اور إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا الخ (۱۸: ۳۰) بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ہم ایسوں کا اجر ضائع نہ کریں گے جو اچھی طرح کام کرتے ہیں۔ چہارم ضرب المثل کے طور پر ایک مالدار کافر اور فقیر مومن کا قصہ بیان فرماتے ہیں وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا رَجُلَيْنِ الخ (۱۸: ۳۲) اور آپ ان لوگوں سے دو شخصوں کا حال بیان کیجئے الخ۔ پنجم دنیاوی حیات کی مثال کو زمین پر پیدا ہونے والی سبزی سے تشبیہ دیتے ہیں جو عنقریب خشک ہو جائے اور (خشک ہو کر) ریزہ ریزہ ہو جائے اور اسی طرح مال و اولاد سب زائل ہونے والی چیزیں ہیں اور باقیات صالحات جس سے مراد ہے ذکر اللہ تو اس کے لئے بقائے دوام ثابت فرماتے ہیں

باز فقیر میگوید این سورہ مکی ست
پس بگیر کہ خدا تعالی پیغامبر خود را
صلی اللہ علیہ وسلم بمجالست ایشان
امر فرمود و ذکر صبح و شام ایشان ستایید و
وعدہ نعیم مقیم بعد نمود الا جماعۃ من المہاجرین
الاولین کہ بکثرت ذکر موصوف بودند
واز اول فقیر بودند یا بر فقراء از خدا ساختہ
اللہ عزوجل اموال نمودہ فقیر گشتند پس
این اعظم انواع تشریف است آنجہ مرا
و ہو المقصود عن زید بن وہب ان
عمر قرأ فی الفجر بالکہف و عن صفیۃ
بنت ابی عبید نحو ذلک و عن عثمان
بن عفان انہ سئل عن الباقیات الصالحات
قال ہی لا الہ الا اللہ و سبحان اللہ
والحمد للہ واللہ اکبر ولا حول ولا
قوۃ الا باللہ و عن عمر بن الخطاب
انہ سمع رجلا ینادی یا ذا القرنین فقال
اللہم اغفر اما رضیتم ان تسموا باسماء الانبیاء
حتی تسموا باسماء الملائکۃ و روی
عن خالد بن معدان مرسلا عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سئل
عن ذی القرنین فقال ملک مسح الارض
من تحتہا بالاسباب عن عمر بن الخطاب قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ فی لیلۃ
فمن کان یرجو لقاء ربہ الآیۃ کان لہ نور من
عدن ابین الی مکۃ حشوہ الملائکۃ۔

قال اللہ تعالی اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ
مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ
نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ

فقیر کہتا ہے کہ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی ہے لہٰذا وہ جماعت
جن کی ہمنشینی کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم
دیا ہے اور ان کی مدح و ستائش کر رہے ہیں کہ یہ لوگ صبح شام خدا
کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور ان کو قائم رہنے والی نعمتوں کا وعدہ
دے رہے ہیں کوئی نہیں ہو سکتی بجز مہاجرین اولین کے جو کثرت
ذکر سے موصوف تھے اور پہلے ہی سے فقیر تھے یا اپنے اموال اللہ کے
نام پر اللہ کی رضا کے لئے فقرا پر خرچ کر کے فقیر ہو گئے۔ تو یہ شرف
و اکرام کی بہت بڑی نوع ہے اس جماعت کے حق میں۔ اور یہی مطلب
مقصود ہے۔ اور زید بن وہب سے مروی ہے کہ عمرؓ نے نماز فجر میں سورہ
کہف پڑھی۔ اور صفیہ بنت ابی عبید سے بھی اسی طرح مروی ہے۔
اور عثمانؓ بن عفان سے مروی ہے کہ ان سے باقیات صالحات کا
مطلب پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ وہ ہیں لا الہ الا اللہ اور
سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر اور لا حول ولا قوۃ الا
باللہ۔ اور مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے ایک شخص کو
یا ذا القرنین پکارتے ہوئے سنا تو اس سے کہا کہ اب تم نے انبیاء
کے نام رکھنے سے فرشتوں کے ناموں کے بارے میں کیا ارادہ کیا
اور مروی ہے خالد بن معدان سے جو بطور مرسل روایت کرتے
ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں
پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک بادشاہ تھا جو زمین کو مسخر کرتا
پھرا سے سامان کے ساتھ۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے۔ انھوں نے
بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رات
میں پڑھا فمن کان یرجوا لقاء ربہ آخر تک اس کو اتنا نور
دیا جائے گا جو عدن ابین سے مکہ تک ہو اس میں ملائکہ بھرے ہوئے
ہوں گے۔

آیات سورۂ مریم

اولئک الذین انعم الخ (۱۹: ۵۸ تا ۶۳) یہ وہ لوگ ہیں جن پر
اللہ تعالیٰ نے (خاص) انعام (فرمایا ہے منجملہ دیگر) انبیاء کے
آدم کی نسل سے اور ان لوگوں کی نسل سے جن کو ہم نے نوح کے
ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیم اور یعقوب کی نسل سے اور یہ سب

لہ عدن ابین [illegible]

وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۞ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَن كَانَ تَقِيًّا ۞ تفسیر زاہدی

تاویل: انبیا صلوات اللہ علیہم بیان میفرماید بعد ازان میگوید: اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم ایشان اند آن گروہ کہ انعام کرد خدا بر ایشان از جملہ پیغامبران چون خواندہ میشد بر ایشان آیات خدائے تعالیٰ بروزاری می افتادند سجدہ کنان و گریان۔ فخلف من بعدہم پس از پے ایشان ناخلفان بد کہ ضائع ساختند نماز را یعنی حقوق صلوٰۃ را ادا نکردند و پیروی کردند خواہش نفس را پس نزدیک است کہ بخورند جزائی گمراہی۔ الا من تاب لیکن کسے کہ توبہ کرد از اعمال زشت خود و عمل آورد کار شائستہ پس ایشان درآیند بہ بہشت و کم کردہ نشود از اجور عمل ایشان چیزی۔ آن بہشت بہشت باغہای ہمیشہ ماندن آن باغہائی کہ وعدہ دادہ است خدای تعالیٰ بندگان خود را در غیب ہرآئینہ ہست وعدہ او البتہ آیندہ۔ نشنوند آنجا سخن بیہودہ لیکن بشنوند سلام بر یک دیگر و ایشان راست روزی ایشان گاہ و بیگاہ

حضرات ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت فرمائی اور ان کو مقبول بنایا۔ جب ان کے سامنے (حضرت) رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے (زمین پر) گر جاتے تھے۔ پھر ان کے بعد (بعض) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو برباد کیا اور (نفسانی ناجائز) خواہشوں کی پیروی کی سو یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے۔ ہاں مگر جس نے توبہ کر لی اور ایمان لے آیا اور نیک کام کرنے لگا سو یہ لوگ جنت میں جاویں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جاوے گا اور ہمیشہ رہنے کے باغ جن کا رحمٰن نے اپنے بندوں سے غائبانہ وعدہ فرمایا ہے (اور) اس کے وعدے کی ہوئی (چیز) کو یہ لوگ ضرور پہنچیں گے۔ اس (جنت) میں وہ لوگ کوئی فضول بات نہ سننے پاویں گے بجز سلام کے اور ان کو ان کا کھانا صبح و شام ملا کرے گا۔ یہ جنت (جس کا ذکر ہوا) ایسی ہے کہ ہم اپنے بندوں میں سے اس کا مالک ایسے لوگوں کو بنا دیں گے جو خدا سے ڈرنے والا ہو۔

فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ انبیاء علیہم الصلوات والسلام کے حالات ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم کہ یہ ہیں وہ گروہ پیغمبروں میں سے کہ انعام کیا خدا نے ان پر جب پڑھی جاتی تھیں ان کے سامنے خدا تعالیٰ کی آیتیں تو وہ اوندھے منہ سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے گر جاتے تھے۔ فخلف من بعدہم پھر ان کے بعد ایسے برے جانشین آئے کہ انھوں نے ضائع کر دیا نماز کو یعنی نماز کے حقوق کو ادا نہ کیا اور انھوں نے پیروی کی خواہش نفس کی تو قریب ہے کہ وہ گمراہی کی سزا بھگتیں۔ الا من تاب لیکن جس نے کہ اپنے برے اعمال سے توبہ کر لی اور شائستہ کام عمل میں لایا۔ تو ایسے ہی لوگ ہوں گے جو بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کے اعمال کی جزاؤں میں کمی نہ کی جائے گی۔ وہ بہشت کیا ہے؟ ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جو ایسے باغ ہیں جن کا وعدہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں سے کیا ہے جو ان سے غائب ہیں (دیکھے نہیں)۔ یقیناً خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونے والا ہے۔ وہاں کوئی بیہودہ بات نہیں سنیں گے لیکن ایک دوسرے پر سلام کہیں گے اور صبح شام ان کی روزی ان کو ملا کرے گی

اینست آن بہشت کہ وارث آن می سازیم
از بندگان خود کسے را کہ باشد پرہیزگار
حاصل کلام آنست کہ بعد انقراض عصر
انبیاء جماعتی پیدا شدند کہ برخلاف سیرت
ایشان رفتند و این اشارت است بہ یہود و
نصاریٰ کہ در دین خود تحریف و تبدیل کردند و
سوائی دین را از دست دادند و تنہا باسم
یہودیت و نصرانیت اکتفا کردہ طمع لحوق بانبیاء
صلوات اللہ علیہم نمودند و جزائے ایشان این
است کہ بر غیر روز قیامت بجزائی گمراہی
خود برسند و مومنان امت مرحومہ را و
ایشان را جنات عدن وعدہ میدہد و در ضمن
کلام اشارہ میفرماید کہ دعویٰ یہود و نصاریٰ
کہ ما تابع انبیاء سابقین ہستیم باطل است
تابعان انبیاء سابقین مومنین این امت مرحومہ
اند باز فقیر میگوید کہ ظاہر حال برآن است
کہ جمیع در وقت نزول سورۂ مریم بدین صفات
متصف بودند تا مدار حکم برآن باشد نہ فرض
معنی شک نیست کہ در وقت نزول سورہ غیر
مومنین از مہاجرین اولین موجود نبود پس ایشان اند
مشرف باین تشریف متوقع باین موعود علیہ
قال اللہ تعالےٰ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ
الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ
خَيْرٌ مَقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا
قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا
وَرِئْيًا ۝ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ
فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ
إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا
الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ

یہ وہ جنت ہے کہ جس کا وارث اپنے بندوں میں سے ہم اُس کو بناتے
ہیں جو پرہیزگار ہو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ انبیاء کا زمانہ گزرنے کے
بعد ایسی جماعتیں پیدا ہوگئیں جو اُن کی سیرت کے برخلاف چلیں
اور یہ اشارہ ہے یہود و نصاریٰ کی طرف جنہوں نے اپنے دین میں
تحریف و تبدیل کردی اور دینداری کے حقائق کو ہاتھ سے کھو دیا
اور صرف یہودیت اور نصرانیت کے نام پر اکتفاء کرلیا اور یہ طمع
قائم کرلی کہ ہم انبیاء صلوات اللہ علیہم سے جا ملیں گے ان کی
گمراہی کی سزا ان کو قیامت کے دن ملے گی۔ اس کے بعد امت مرحومہ
کی تعریف کرتے ہیں اور ان کو جنات عدن کا وعدہ دیتے
ہیں اور ضمن کلام میں اشارہ فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کا
یہ دعویٰ کہ ہم گزشتہ انبیاء کی پیروی کرتے ہیں باطل ہے۔
وہ اس امت مرحومہ کے مومنین ہیں جو گزشتہ انبیاء کی پیروی
کرنے والے ہیں۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ ظاہر حال اس پر دلالت کرتا
ہے کہ سورۂ مریم کے نازل ہونے کے وقت جو جماعت کہ اس صفت
سے متصف تھی بات کا مدار بھی اُن ہی پر ہونا چاہیے نہ کہ فرض
کرلینے پر۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس سورت کے
نزول کے زمانہ میں بجز مومنین سابقین کے جو مہاجرین اولین
ہیں دوسرے مسلمان موجود ہی نہ تھے اس لئے اس شرافت سے
مشرف ہونے والے اور ان اعلیٰ وعدوں کے امیدوار وہی ہونے
چاہئیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

حق تعالےٰ فرماتے ہیں وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا (الخ)
(اور جب اُن کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی
جاتی ہیں تو یہ کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ دونوں فریقوں
میں مکان کس کا زیادہ اچھا ہے اور محفل کس کی اچھی ہے اور ہم نے
ان سے پہلے بہت سے ایسے گروہ ہلاک کئے ہیں جو سامان
اور نمود میں ان سے بھی زیادہ اچھے تھے۔ آپ فرما دیجئے کہ جو
لوگ گمراہی میں ہیں (دنیا میں) رحمٰن ان کو ڈھیل دیتا چلا جا رہا
ہے یہاں تک کہ جس چیز کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اس کو دیکھ
لیں گے خواہ عذاب کو (دنیا میں) خواہ قیامت کو (دوسرے عالم میں)

اضاعوا الصلوٰة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا۔ عن ابي بكر الصديق قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال في دبر الصلوٰة بعد ما يسلم هؤلاء الكلمات كتبه ملك في رق ثم ختم بخاتم ثم رفعها الى يوم القيامة فاذا بعث الله العبد من قبره جاءه الملك ومعه الكتاب ينادي اين اهل العهود حتى يدفع اليهم والكلمات ان يقول اللهم فاطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة الرحمٰن الرحيم اني اعهد اليك في هذه الحيوٰة الدنيا انك انت الله الذي لا اله الا انت وحدك لا شريك لك وان محمدا عبدك ورسولك فلا تكلني الى نفسي فانك ان تكلني الى نفسي تقربني من الشر وتباعدني من الخير واني لا اثق الا برحمتك فاجعل رحمتك لي عهدا عندك تؤديه الى يوم القيامة انك لا تخلف الميعاد۔

قال الله تعالٰى قال رب اشرح لي صدري ۝ ويسر لي امري ۝ واحلل عقدة من لساني ۝ يفقهوا قولي ۝ واجعل لي وزيرا من اهلي ۝ هرون اخي ۝ اشدد به ازري ۝ واشركه في امري ۝ كي نسبحك كثيرا ۝

جنھوں نے نماز کو برباد کیا اور (نفسانی) خواہشوں کی پیروی کی سو یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں گے۔ ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر نماز کے پیچھے سلام پھیرنے کے بعد یہ کہے گا اس کو فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے گا پھر ایک انگوٹھی سے اس پر مہر لگا دے گا۔ پھر اس کو (محفوظ) رکھے گا یوم قیامت تک پھر جب اللہ تعالے کسی بندے کو قبر سے اٹھائے گا تو اس کے پاس فرشتہ آئیگا اور اس کے ساتھ وہ تحریر ہوگی اور وہ پکارے گا کہ عہد والے کہاں ہیں کہ یہ عہد ان کو دیئے جائیں۔ اور وہ یہ عہد یہ ہے کہ اللھم فاطر السموٰت الخ ترجمہ۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے چھپے ہوئے اور ظاہر کو جاننے والے رحمٰن اور رحیم میں آپ سے عہد کرتا ہوں اس دنیوی زندگی میں کہ آپ اللہ ہیں ایسے کہ کوئی معبود نہیں آپ کے سوا آپ ہی یکتا ہیں۔ آپ کا کوئی شریک نہیں اور محمد آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں پس آپ مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کیجئے اگر آپ نے مجھے نفس کے حوالے کر دیا تو یہ مجھے شر سے قریب اور خیر سے دور کر دے گا اور میں وثوق نہیں رکھتا مگر صرف آپ کی رحمت پر تو اپنی رحمت کو میرے لئے اپنی طرف سے عہد کا سبب قرار دیجئے جس کو آپ ادا کریں مجھے قیامت کے دن بیشک آپ وعدے کے خلاف نہیں کرتے۔

آیات سورۃ طٰہٰ

اللہ تعالے نے فرمایا قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي الخ (۲۰: ۲۵ تا ۳۴)

عرض کیا اے رب میرے میرا حوصلہ فراخ کر دیجئے اور میرا (یہ) کام (تبلیغ کا) آسان فرما دیجئے۔ اور میری زبان پر سے بستگی (لکنت) کی ہٹا دیجئے۔ تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے واسطے میرے کنبہ میں سے ایک معاون مقرر کر دیجئے یعنی ہارون کو کہ میرے بھائی ہیں۔ ان کے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کر دیجئے۔ اور ان کو میرے (اس تبلیغ کے) کام میں شریک کر دیجئے۔ تاکہ ہم دونوں آپ کی خوب کثرت سے پاکی (وشرف ولقائص) سے بیان کریں۔ اور

وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ۝

تفسیر: چوں رب العزة تبارک وتعالیٰ حضرت موسیٰ را بجانب فرعون فرستاد و آنحضرت بعض سوالات ضروریہ کہ بغیر آن تحمل اعباء رسالت متعذر باشد طلب نمودند اجمال تفصیل آن باید شنید از جملۂ سوالات سوالے است کہ بنفس حضرت موسیٰ تعلق دارد رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي و این از جملہ ضروریات تحمل اعباء رسالت است تا شرح صدر نباشد ہر سوال را جواب بالصواب میسر نیاید و تا تیسیر امور از جہت غیب نباشد ممکن نبود کہ مقاومت با دشمنانے کہ بادشاہان زمین باشند بوجود نیاید و تا فصاحت لسان نباشد تبلیغ رسالت رب العزة ابلغ وجوہ صورت نگیرد و از جملہ آنہا سوالے است کہ باعانت دیگری در امر رسالت تعلق دارد و این را بوزارت تعبیر رفتہ و در جائی دیگر بہ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي تعبیر کردہ شد باز اینجا سہ صفت درباب وزیر طلب کردند یکی مِنْ أَهْلِي ۝ هَارُونَ أَخِي و این وصف از جہت خصوص حال بود کہ حضرت موسیٰ را غیر حضرت ہارون در آن وقت کسی باین نصرت قیام نمی توانست نمود نہ شرط وزارت مطلقاً بقرینہ آنکہ حضرت موسیٰ حضرت یوشع را کہ نہ از سبط موسیٰ بود خلیفہ خود ساخت و خلافت ابلغ است از وزارت آنچہ در وزارت مطلوب میشود مرد صاحب قوت و مروت است کہ قوم از حل و عقد وی حساب میگرفتہ باشند و در خلافت زیادہ ازان اشتراک با پیغمبر در مبدأ اعلیٰ کہ

آپ کا خوب کثرت سے ذکر کریں۔ بیشک آپ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔

تفسیر: کہتا ہے کہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو فرعون کے پاس بھیجا اور آنحضرت نے (حق تعالیٰ سے) بعض ایسے ضروری سوالات طلب کئے ہیں کہ بغیر ان کے رسالت کا تحمل دشوار ہوتا ہے۔ اب ان کی تفصیل سنیئے۔ ان سوالات میں سے ایک سوال ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات سے تعلق رکھتا ہے یعنی رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي اور یہ رسالت کے بارے کا تحمل کرنے کے لئے منجملہ ضروریات ہے کیونکہ جب تک فراخ حوصلگی نہ ہو گی ہر سوال کا جواب بصواب دینا میسر نہیں آسکتا اور جب تک عالم غیب کی طرف سے امور کو آسان نہیں کر دیا جائے گا ایسے دشمنوں کے مقابلہ ڈٹ جانا جو روئے زمین کے بادشاہ ہوں وجود میں نہیں آسکتا اور جب تک زبان میں فصاحت نہیں ہو گی رب العزت کے پیغاموں کو عمدہ طور پر پہنچا دینے کی کوئی صورت نہ بنے گی۔ اور ان سوالات میں سے ایک سوال ہے جو امر رسالت کی تکمیل کے لئے کسی دوسرے شخص کی اعانت سے تعلق رکھتا ہے اور اس کو وزارت کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور دوسری جگہ پر رِدْءًا يُصَدِّقُنِي (۲۸: ۳۴) (ہارون کو بھی میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ رسالت دے دیجئے کہ وہ میری تقریر کی تائید اور تصدیق کریں گے) کے عنوان سے بیان فرمایا گیا ہے۔ پھر وزارت کے بارے میں آپ نے تین صفات طلب کی ہیں۔ ایک مِنْ أَهْلِي ۝ هَارُونَ أَخِي اور یہ وصف (یعنی بھائی ہونا) خصوصیت حال کی بنا پر ہے کہ بجز حضرت ہارون کے اس وقت میں اور کوئی ایسا شخص موجود نہیں تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد کے لئے کھڑا ہو سکے۔ یہ صفت مطلقاً شرط وزارت نہیں تھی اس قرینہ سے کہ حضرت موسیٰ نے حضرت یوشع کو جو کہ موسیٰ کی اولاد میں سے نہیں تھے اپنا خلیفہ بنایا تھا اور خلافت وزارت سے زیادہ رکھتی ہے۔ وزارت میں صرف یہ بات مطلوب ہوتی ہے کہ ایسا شخص ہو جو صاحب قوت و وجاہت ہو کہ قوم امور کے سلجھاؤ الجھاؤ کے موقع پر اس کی بات سے اثر پذیر ہو سکے اور خلافت میں اس سے یہ بات زیادہ ہوتی ہے کہ پیغمبر کے ساتھ کسی ایسے جز ملتے میں

قبیلہ بوے منسوب باشد مطلوب است
تا مردمان در خلیفہ بچشم حقارت نہ نگرند لہٰذا
خدائی تعالیٰ در بنی اسرائیل پیغامبری نفرستاد
مگر از بنی اسرائیل از سبط حضرت موسیٰ یا
بغیر آن و ہمین معنے را آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم در خلفائے خود جاری ساختند کہ الائمۃ
من قریش تا موافقت سنۃ اللہ فی شعب
بنی اسرائیل واقع شود دیگر اُشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ
وَ اَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ ، واین حقیقت وزارت
است کہ در کارہائی مطلوبہ از بعثت پیغامبر
مثل مناصحہ وجہاد با اعداء و فتح بلدان و
جمع قرآن اعانتی نمایان داشتہ باشد و
این مضمون را جائی دیگر باین عبارت ادا
کردہ رِدْءًا یُّصَدِّقُنِیْ سوم کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا
یعنی فائدہ مترتب بر وزارت وزیر
آن است کہ چون تحمل اعباء دعوت بر
دو شخص افتاد تارۃ و ذاک مرۃ ہر دو
متفرغ باشند در تسبیح و ذکر باز
فقیر میگوید چون حقیقت وزارت شناختہ
شد باید دانست کہ حضرات شیخین بالیقین
مشرف وزارت حضرت خیر الرسل
صلی اللہ علیہ وسلم دریافتہ
اند بموجب حدیث اما وزیرای
من اہل الارض فابوبکر و عمر
و از جہت حدیث الحمد للہ الذی اید
نی بہما و از جہت نقل متواتر کہ مساعی مطلوبہ وزارت
از ایشان متحقق گشت و نا یک ہم من
فضیلۃ من انس قال خرج عمر متقلدا
بالسیف فلقیہ رجل من بنی زہرۃ

اس کا انسب یہی ہوتا ہے جس کی طرف اس کا قبیلہ منسوب ہو، تاکہ لوگ
خلیفہ کو چشم حقارت سے نہ دیکھیں، اسی بنا پر حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل
میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر بنی اسرائیل ہی سے۔ حضرت موسیٰ
کی اولاد میں سے ہو یا اُن کے علاوہ ہو، یہی حقیقت ہے جس کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلفاءؓ میں جاری فرمایا کہ
الائمۃ من قریش یعنی ائمہ قریش ہی میں سے ہوں گے، تاکہ قبیلہ
بنی اسرائیل کے بارے میں جو اصول خداوندی واقع رہا ہے اس کی
موافقت رہے۔ دوسری صفت ہے اُشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ وَ
اَشْرِکْہُ فِیْٓ اَمْرِیْ اور یہ حقیقت ہے وزارت کی کہ رسول
کی بعثت سے جو کام کہ مطلوب ہیں جیسے کفار کا مقابلہ دلائل کے
ساتھ اور دشمنوں پر جہاد اور شہروں کا فتح کرنا اور قرآن کا جمع
کرنا ایسے کاموں میں نمایاں اعانت رکھنے کی استعداد اور جذبہ
رکھتا ہو اور اس مضمون کو دوسری جگہ اس عبارت سے ادا کیا
ہے رِدْءًا یُّصَدِّقُنِیْ۔ تیسری صفت ہے کَیْ نُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا
یعنی وزیر کی وزارت سے جو فائدہ مترتب ہوگا وہ یہ ہوگا کہ جب
دعوت کے بوجھ کا تحمل دو شخص کو کرنا پڑے گا کبھی ایک کو اور
کبھی دوسرے کو تو دونوں کو (اللہ کے فضل میں) تسبیح اور
ذکر میں عاجزی کے ساتھ مشغول ہونے کا موقع ملتا رہے گا
پھر فقیر کہتا ہے کہ جب وزارت کی حقیقت پہچان لی گئی تو جاننا
چاہئے کہ حضرات شیخینؓ بالیقین حضرت خیر الرسل صلی اللہ علیہ
وسلم کے شرف وزارت سے مشرف تھے بموجب حدیث اَمَّا
وَزِیْرَایَ مِنْ اَہْلِ الْاَرْضِ یعنی زمین والوں میں سے میرے دو
وزیر ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اور بموجب حدیث الحمد للہ الذی
ایدنی بہما اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ان دونوں سے
مدد پہنچائی، اور بموجب نقل متواتر کہ وزارت سے جو مقاصد
مطلوب ہیں وہ اُن کی وزارت سے متحقق ہو گئے۔ اب بھی کسی کے
لئے ان کے شرف سے انکار کی کوئی گنجائش ہے؟

اور مروی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ عمرؓ گردن میں تلوار
لٹکائے ہوئے نکلے۔ راستے میں اُن سے بنی زہرہ کا ایک شخص ملا۔

فقال له رجل أين تعمد يا عمر؟ قال أريد أن أقتل محمداً. قال وكيف تأمن من بني هاشم وبني زهرة؟ فقال لا أراك إلا قد صبوت وتركت دينك. قال أفلا أدلك على العجب؟ إن أختك وختنك قد صبوا وتركا دينك. فمشى عمر ذامراً حتى أتاهما وعندهما خباب، فلما سمع خباب بحس عمر توارى في البيت، فدخل عليهما فقال ما هذه الهينمة التي سمعتها عندكم؟ وكانوا يقرؤون طه، فقالا ما عدا حديثاً تحدثناه. قال فلعلكما قد صبوتما. فقال له ختنه يا عمر إن كان الحق في غير دينك؟ فوثب عمر على ختنه فوطئه وطئاً شديداً، فجاءت أخته لتدفعه عن زوجها فنفحها نفحة بيده فدمي وجهها. فقال عمر أعطوني الكتاب الذي هو عندكم فأقرأه. فقالت أخته إنك رجس ولا يمسه إلا المطهرون، فقم فتوضأ. فقام فتوضأ ثم أخذ الكتاب فقرأ طه حتى انتهى إلى إنني أنا الله لا إله إلا أنا فاعبدني وأقم الصلوة لذكري. فقال عمر دلوني على محمد. فلما سمع خباب قول عمر خرج من البيت فقال أبشر يا عمر فإني أرجو أن تكون دعوة رسول الله صلى الله عليه وسلم لك ليلة الخميس: اللهم أعز الإسلام بعمر بن الخطاب أو بعمرو بن

اُس نے کہا اے عمرؓ کہاں کا ارادہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ محمدؐ کو قتل کر دوں۔ اُس نے کہا کہ پھر تم بنی ہاشم اور بنی زہرہ کے انتقام سے کیسے بچ سکو گے؟ تو عمرؓ نے اس سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ تو بے دین ہو گیا ہے اور تو نے اپنے دین کو چھوڑ دیا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں تجھے یہ عجیب بات نہ بتاؤں کہ تیری بہن اور تیرا بہنوئی دونوں بے دین ہو گئے اور تیرے دین کو انھوں نے چھوڑ دیا۔ اب عمرؓ مشتعل ہو کر اُن کے پاس پہنچ گئے۔ اور اُس وقت اُن دونوں کے پاس خبابؓ بھی موجود تھے۔ جب خبابؓ نے عمرؓ کی آہٹ سنی تو وہ گھر کے اندر چھپ گئے۔ انھوں نے بہن اور بہنوئی کے پاس پہنچ کر کہا کہ یہ کیا گنگناہٹ تھی جو میں تمہارے پاس سن رہا تھا اور یہ لوگ سورۂ طٰہٰ کی قراءت کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا ایک بات کے سوا اور کوئی بات نہ تھی۔ عمرؓ نے کہا کہ شاید تم دونوں بے دین ہو چکے ہو۔ اس پر اُن کے بہنوئی نے اُن سے کہا اے عمرؓ اگر سچائی تمہارے دین کے سوا دوسرے دین میں ہو؟ یہ سُن کر عمرؓ اپنے بہنوئی پر ٹوٹ پڑے اور ان کو پکڑ کر سختی سے مسل ڈالا۔ پھر اُن کی بہن شوہر کو چھڑانے آئیں تو اُن کے مُنہ پر طمانچہ اتنے زور سے مارا کہ اُن کے چہرے سے خون بہنے لگا۔ اس کے بعد بہنوئی کو چھوڑ دیا۔ بہن کا چہرہ خون میں تر بتر دیکھ کر رحم کا جذبہ ابھرا، غصہ فرو ہوا۔ آپ عمرؓ نے کہا وہ کتاب لاؤ جو تمہارے پاس ہے میں اُس کو پڑھوں۔ تو اُن کی بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور اس کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں اس لئے پہلے اُٹھ کر وضو کرو۔ تو وہ اُٹھے اور وضو کی۔ پھر پڑھا طٰہٰ یہاں تک کہ پہنچے اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ الخ (۱)

(۱) میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کو نماز پڑھا کرو۔

یہ عمرؓ نے کہا کہ مجھے محمدؐ کے پاس لے چلو۔ جب خبابؓ نے عمرؓ کی یہ بات سنی تو وہ گھر سے باہر آگئے اور انھوں نے کہا اے عمرؓ بشارت سُن لو میں امید کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا جو آپ نے جمعرات کی شب میں کی تھی تمہارے حق میں قبول ہوئی ہے کہ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ (یا اللہ اسلام کو غلبہ دیجئے عمر بن الخطاب یا عمرو بن

ما بعث لنا من أنبيا علم الا ان ترسل
إلى أبناء الأنبياء، فأرسل إلى أبناء
الأنبياء، قال أخبروني عن رؤيا
رأيتها قالوا وما هي قال نسيتها
قالوا غيب ولا يعلم الغيب إلا
الله قال والله لتخبرني بها أو
لأضربن أعناقكم قالوا فدعنا
حتى نتوضأ ونصلي وندعو
الله قال فافعلوا فانطلقوا
فأحسنوا الوضوء وأتوا صعيدا
طيبا فدعوا الله فأخبروا بها
ثم رجعوا فقالوا رأيت كأن
رأسك من ذهب وصدرك
من فضة ووسطك من نحاس
ورجليك من حديد قال نعم أخبروني
بعبارتها أو لأضربن أعناقكم قالوا فدعنا
ندعو ربنا قال اذهبوا فدعوا
ربهم فاستجاب لهم رجعوا إليه
قالوا رأيت كأن رأسك من ذهب فكذلك
هذا يذهب منك رأس الحول من هذه الليلة
قال ثم ثم قالوا ثم يكون بعدك ملك
يفتخر على الناس ثم يكون ملك يخشى
على الناس سطوته ثم يكون ملك
لا يعلق شئ إلا هو مثل الحديد يعني
الاسلام درین صورت این بشارت
بر شیخین صادق آمد که فتح شام
بتدبیر ایشان واقع شد و ورود عزة العرب
ایشان درآمد پس صلاح سلطنت ایشان اشد
و انجاز وعد انبیاء بر دست خلیفه

جائے پاس تو اس قسم کا علم نہیں ہے ہاں آپ انبیاءؑ کے بیٹوں کو
طلب کریں (وہ بتا سکیں گے) تو اُس نے انبیاءؑ کے بیٹوں کو بلایا
(جب وہ حاضر ہوئے تو اُن سے) کہا کہ مجھے میرے خواب کا حال
بتاؤ جو میں نے دیکھا ہے۔ اُنھوں نے کہا وہ کیا ہے تو کہا میں اُس کو
بھول گیا ہوں۔ اُنھوں نے کہا یہ تو غیب ہے اور غیب تو صرف اللہ
ہی جانتا ہے۔ تو کہا واللہ تم مجھے اُس کی خبر دو ورنہ میں تم سب
کی گردنیں مار دوں گا۔ اُنھوں نے کہا کہ (تو ہم کو چھوڑ دو کہ ہم وضو
کریں اور نماز پڑھیں پھر اللہ سے دعا کریں۔ کہا اچھا جاؤ اور
کرو جو کرنا چاہتے ہو) وہ چلے گئے اور خوبی کے ساتھ وضو کر کے
پاکیزہ مٹی پر کھڑے ہو گئے پھر اُنھوں نے اللہ سے دُعا کی تو اُن کو
وہ خواب بتا دیا گیا۔ پھر وہ (بادشاہ کے پاس) واپس آگئے اور
کہا کہ آپ نے یہ دیکھا ہے کہ گویا آپ کا سر سونے کا ہو گیا ہے اور سینہ
چاندی کا اور کمر تانبے کی اور آپ کے دونوں پاؤں لوہے کے ہیں۔
بادشاہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے اب اس کی تعبیر بھی بتاؤ ورنہ میں تم
سب کو قتل کر دوں گا۔ اُنھوں نے کہا کہ پھر ہمیں چھوڑ دیجئے تاکہ ہم
اپنے پروردگار سے دعا کریں۔ اُس نے کہا کہ جاؤ۔ پھر ان لوگوں نے
اپنے رب سے دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا قبول کی (اور ان پر
تعبیر منکشف کر دی) تو بادشاہ کے پاس واپس آگئے اور کہا کہ آپ نے
جو یہ دیکھا ہے کہ آپ کا سر سونے کا ہے یہ آپ کی بادشاہی ہے یہ ختم
سال کی اسی رات میں جاتی رہیگی۔ اُس نے کہا کہ پھر کون ہوگا تو اُنھوں
نے کہا کہ پھر آپ کے بعد ایک بادشاہ ہوگا جو لوگوں پر فخر کرے گا
(یعنی بکثرت اپنی بڑائیاں جتانے والا ہوگا) پھر ایک بادشاہ ہوگا
جس کی سخت گیری کا خوف لوگوں کے دلوں میں غالب ہوگا۔ پھر
ایسا بادشاہ ہوگا جس کو کوئی شے نہ ہٹا سکے گی۔ وہی ہے جو مثل لوہے
کے ہوگا یعنی اسلام۔ اس صورت میں یہ بشارت (جو آیت میں)
شیخین پر صادق آتی ہے (جس کی موزوں تفسیر بھی ہے) کہ ملک شام
کی فتح انہی کی تدبیر سے واقع ہوئی اور یہاں کے اعاظم حضرت
میں آئے۔ تو سلطنت (جو مبادی الفطرت میں مذکور ہے) ان کی صفت
ہوگی اور جو وعدہ انبیاءؑ سے کیا گیا اُس کا خلیفہ کے ہاتھ پر پورا ہونا

یکے از خصائص خلیفہ خاص است عن ابن عمرؓ قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ابوبکر فی ناحیۃ المدینۃ فجاء فدخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مسجّی فوضع فاہ علی جبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یقبلہ ویبکی ویقول بابی وامی طبت حیا وطبت میتا فلما خرج مر بعمر بن الخطاب وھو یقول ما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یموت حتی یقتل اللہ المنافقین وحتی یخزی اللہ المنافقین قال وکانوا قد استبشروا بموت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرفعوا رؤوسھم فقال ایھا الرجل اربع علی نفسک فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد مات الم تسمع اللہ یقول اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ وقال وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ قال ثم اتی المنبر فصعدہ فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال یا ایھا الناس ان کان محمد صلی اللہ علیہ وسلم الٰھکم الذی تعبدون فان محمدا قد مات وان کان الٰھکم الذی فی السماء فان الٰھکم لم یمت ثم تلا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ

یہ خلیفۂ خاص کے خصائص میں سے ہے (یعنی اس کے خلیفۂ خاص ہونے کی دلیل ہے) ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی تو ابوبکرؓ مدینہ کی دوسری جانب میں تھے اس کے بعد آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے تو انھوں نے اپنا منہ آپ کی پیشانی پر رکھ دیا اور بوسے لیتے تھے اور روتے تھے اور کہتے تھے میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور موت کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔ جب نکلے تو عمر بن الخطاب کے پاس سے گزرے اور وہ یہ کہہ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں مرے اور نہ مریں گے جب تک اللہ منافقین کو قتل نہ کرے گا اور جب تک اللہ منافقین کو رسوا نہ کردے گا ابن عمرؓ نے کہا کہ صورت حال یہ تھی کہ منافقین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کو خوشخبری قرار دیا تھا اور انھوں نے اپنے سر اٹھانے شروع کئے تھے۔ تو ابوبکرؓ نے (عمرؓ سے) کہا اے شخص اپنے نفس کو سکون دو۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ الخ (۳۹ : ۳۰) یعنی آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے! اور اللہ نے فرمایا وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ الخ (۲۱ : ۳۴) اور ہم نے آپ سے پہلے کسی بھی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ کو رہیں گے ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر ابوبکرؓ منبر پر پہنچے اور اللہ کی حمد اور اس کی ثنا کی پھر کہا اے لوگو! اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے معبود تھے جس کی تم عبادت کیا کرتے ہو تو یقیناً محمدؐ نے انتقال کیا ہے اور اگر تمہارا معبود وہ ہے جو آسمان میں ہے تو تمہارا معبود نہیں مرا پھر تلاوت کی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ آیت کے ختم تک (۳ : ۱۴۴)۔ اور محمد نرے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر بھی جائے گا تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ کرے گا اور خدا تعالیٰ جلدی ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں کو۔ پھر ابوبکرؓ

نزلت وقد استبشر المسلمون بذلک و
اشتد فرحهم واغتم المنافقين الکآبة
قال عبد اللہ بن عمر والذی نفسی
بیدہ لکأنما کانت علی وجوههم الطلیت
مکبتت حتی محمد بن حاطب قال
سئل علی عن ہذہ الآیة ان الذین
سبقت لهم منا الحسنى قال هو عثمان
واصحابہ۔

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ
عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ
كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۝ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ
یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ۭ وَاِنَّ
اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۝ الَّذِیْنَ
اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ
اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ وَ
لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ
بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ
وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْكَرُ
فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا ۭ وَ
لَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝
اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی
الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ
اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا
بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ
الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ
الْاُمُوْرِ ۝

تقریر گوییم معنی منطوق این آیات
اول دلیل است بر خلافت خلفاء زیرا کہ

منبر سے اُتر گئے اور اس بیان سے مسلمانوں میں سکون پیدا ہو گیا
اور بہت فرحت ہوئی اور منافقین افسردہ دلی میں مبتلا ہو گئے۔
عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری
جان ہے یوں معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کے چہروں پر پردے پڑے
ہوئے تھے اب وہ ہٹ گئے۔ محمد بن حاطب سے مروی ہے کہ علیؓ سے
سوال کیا گیا اس آیت کے متعلق اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ (۲۱: ۱۰۱)
جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے الخ تو آپ نے جواب میں
کہا کہ وہ عثمانؓ اور اُن کے اصحاب ہیں۔

آیات سورۃ الحج

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ الخ (۲۲: ۳۸ تا ۴۱)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ (ان مشرکین کے غلبہ وغیرہ کو) ایمان والوں
سے (عنقریب) ہٹا دے گا بیشک اللہ تعالیٰ کسی دغا باز کفر کرنے
والے کو نہیں چاہتا۔ (اب) لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن
سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر
(بہت) ظلم کیا گیا ہے۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو غالب کر دینے
پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ جو اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے
محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اور
اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ (ہمیشہ سے) لوگوں کا ایک کا دوسرے
سے زور نہ گھٹاتا رہتا تو (اپنے اپنے زمانہ میں) نصاریٰ
کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور
(مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب
منہدم ہو گئے ہوتے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا جو
اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا
(اور) غلبہ والا ہے۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت
دے دیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں
اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے
کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار
میں ہے۔

تقریر معنی منطوق یہ ہے کہ یہ آیات مضبوط دلیل ہیں خلافت خلفاء پر کہ

تمکین شدند در ارض باتفاق موافق و
مخالف و از مہاجرین بودند بلا شک پس
از ایشان صلوٰۃ وایتاء زکوٰۃ و امر
معروف و نہی منکر از ایشان متحقق
گشت و ہمین است معنی خلافت خاصہ
و در فصل سیوم در تفسیر این آیت
بسط نمودیم فراجع۔

قال اللہ تعالیٰ قُلْ يٰٓاَيُّهَا
النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝
فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَ
الَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ تقریر ای
مردمان جزا این نیست کہ من ترسانندہ
آشکارا ام پس آنانکہ ایمان آوردند و عملہای
شائستہ کردند ایشان راست آمرزش و
رزق گرامی و آنانکہ سعی کردند در آیات ما
غلبہ طلب کنان ایشان اند اہل دوزخ مقابلہ
کردہ شد درمیان دو فریق کہ بعد
انذار مختلف شدند و آیہ مکیہ است پس
مراد از فریق مومنین جماعت سابقین مومنین
اند از مہاجرین اولین قطعاً

قال اللہ تعالیٰ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ
لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
مُّهِيْنٌ ۝ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ
اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ

ان حضرات کو زمین (یعنی ملک) پر قبضہ دیا گیا اور اس پر ہر ایک
موافق اور مخالف کا اتفاق ہے۔ اور یہ بلاشک مہاجرین میں
سے تھے۔ پھر نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور نیک کاموں کا
حکم کرنا اور برے کاموں سے منع کرنا ان سے متحقق ہے اور خلافت
خاصہ کے یہی معنے ہیں۔ اور فصل سوم میں اس آیت کی تفسیر شرح
وبسط کے ساتھ ہم کر چکے ہیں، وہاں پھر دیکھ لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ الخ (۱۷۔۲۲۔۴۹ تا ۵۱)

(اور آپ یہ بھی) کہہ دیجیے کہ اے لوگو میں تو صرف تمہارے لئے
ایک آشکارا ڈرانے والا ہوں۔ سو جو لوگ (اس پر) ایمان لے آئے
اور اچھے کام کرنے لگے ان کے لئے مغفرت اور عزت کی
روزی (یعنی جنت) ہے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق (ان کے
ابطال کی) کوشش کرتے رہتے ہیں (اور) اہل ایمان کو ہرانے
کے لئے، ایسے لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہیں۔ تقریر یہ ہے کہ اے
لوگو اس کے سوا نہیں کہ میں تمہارے واسطے ڈرانے والا ہوں
آشکارا۔ پس جو لوگ کہ ایمان لائے اور عمل نیک شائستہ کئے
کہ ان کے لئے بخشش اور عزت کا رزق۔ اور جن لوگوں نے
دوڑ دھوپ کی ہماری آیات کے مقابلہ پر غلبہ طلب کرتے ہوئے
یہ لوگ ہیں اہل دوزخ۔ دو فریق کے درمیان مقابلہ کیا گیا ہے جو
انذار (یعنی ڈرانے) کے بعد مختلف ہوئے۔ و آیت مکیہ ہے پس لئے
فریق مومنین سے وہی مومنین مراد ہیں جو پہلے ایمان لائے مہاجرین
اولین ہیں سے۔ اس پر غور کر لو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الخ (۱۷۔۲۲۔۵۶ تا ۵۹)

بادشاہی اس روز اللہ ہی کی ہوگی وہ ان سب (مذکورین) کے
درمیان (عملی) فیصلہ فرمائے گا۔ سو جو لوگ ایمان لائے
ہوں گے اور اچھے کام کئے ہوں گے وہ چین کے باغوں میں ہوں گے
اور جنہوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا تو ان
کے لئے ذلت کا عذاب ہوگا۔ اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں
اپنا وطن چھوڑا پھر وہ لوگ (کفار کے مقابلہ میں) قتل کئے گئے یا مر گئے
اللہ تعالیٰ ضرور ان کو ایک عمدہ رزق دے گا۔ اور یقینا اللہ تعالیٰ

قال ابن فريدون قال اتيت الحق
فقال فرتاح بها لغو والله فقال عمر
من اميركم فاشار الى الشيخ منهم فقال
عمر بل انت اميرهم لاحد بهم الذي
بوسه. وعن ابن عباس قال رأيت عمر
ابن الخطاب قبل الحجر وسجد عليه ثم
قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم
فعل هذا. عن محمد بن سيرين قال شرف
عليهم عثمان من القصر فقال ائتوني
برجل تالي كتاب الله فأتوه بصعصعة
ابن صوحان فتكلم بكلام فقال أُذِنَ
لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ
اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ فقال لا
كذبت ليست لك ولا لأصحابك
ولكنها لي ولاصحابي. عن ابن عباس
الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ يعني من
مكة الى المدينة بغير حق يعني محمدا
صلى الله عليه وسلم واصحابه. وعن عثمان
ابن عفان قال فينا نزلت هذه الآية الذين
أخرجوا من ديارهم بغير حق الآية بعده
ما أخرجنا من ديارنا بغير حق ثم مكنا في
الارض فأقمنا الصلوة وآتينا الزكوة
وأمرنا بالمعروف ونهينا عن المنكر
فهي لي ولاصحابي. وعن ثابت بن الحجاج الحضرمي
قال حدثني مسعود ومشرون من
أصحاب علي وعبد الله منهم لاحق بن الاقمر
والعيزار بن جرول وعطية القرظي انه
قال انما نزلت هذه الآية في أصحاب محمد الذين
الناس الآية قال لولا دفع الله باصحاب

پھر آپ نے پوچھا کہ یہاں جا رہے ہو تو اس نے کہا کہ پہلے گھر دیکھنے
کھیرا ہیں۔ تو آپ نے فرمایا واللہ یہ مجھ سے ہیر پھیر کی باتیں کرتا ہے
پھر عمرؓ نے ان لوگوں سے کہا کہ تمھارا امیر کون ہے تو اشارہ کیا ان
میں سے ایک بڈھے کی طرف۔ تو عمرؓ نے کہا ہاں تو ان کا امیر ہے تو یہ
تو عمرؓ جواب دے رہا تھا۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے انھوں نے
کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ انھوں نے حجر اسود کو بوسہ
دیا اور اس پر سجدہ کیا (یعنی پیشانی بھی اس سے ملادی) پھر فرمایا کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ مروی
ہے محمد بن سیرین سے انھوں نے کہا کہ قصر کے اوپر سے جھانکا عثمانؓ
نے ان باغیوں سے جنھوں نے قصر کو گھیر رکھا تھا کہا کہ بھیج دو میرے پاس
ایسے شخص کو جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتا ہو تو لوگ صعصعہ بن
صوحان کو لائے۔ انھوں نے آپ سے گفتگو کرتے ہوئے یہ آیت پڑھی
أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ
لَقَدِيرٌ (۲۲:۳۹) (ترجمہ گزر چکا ہے) تو اس سے عثمانؓ نے
کہا تو جھوٹا ہے یہ آیت نہ تیرے لئے ہے نہ تیرے اصحاب کے لئے۔
لیکن وہ میرے لئے ہے اور میرے اصحاب کے لئے۔ ابن عباسؓ سے
مروی ہے کہ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ (جو لوگ نکالے گئے)
یعنی مکے سے مدینے کی طرف بِغَيْرِ حَقٍّ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اور ان کے اصحابؓ۔ اور مروی ہے عثمانؓ بن عفان سے انھوں نے
کہا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ
دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ الآیہ بعد اس کے کہ ہم اپنے گھروں سے بغیر حق نکالے
گئے پھر ہم کو اس سرزمین کی حکومت دی گئی تو ہم نے نماز کو قائم
کیا اور زکوٰۃ دی اور ہم نے نیک کام کا حکم کیا اور برے کام سے
روکا۔ تو یہ آیت میرے اور میرے اصحاب کے حق میں ہے۔ اور مروی
ہے ثابت بن الحجاج الحضرمی سے انھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا علیؓ
کے اور عبداللہؓ کے اصحاب میں سے مشائخ لوگوں نے: ان میں سے
لاحق بن الاقمر اور عیزار بن جرول اور عطیہ القرظی ہیں کہ علیؓ نے
فرمایا کہ یہ آیت اصحاب محمدؐ کے بارے میں نازل ہوئی وَلَوْلَا دَفْعُ
اللَّهِ النَّاسَ الآیۃ (زیادہ اس کی تفسیر میں) کہا کہ لولا دفع اللہ باصحاب

ثم تحول وآخا بينهما وبين أبي بكر ثم دعا عثمان بن عفان فقال ادن يا عثمان ادن يا عثمان فلم يزل يدنو منه حتى ألصق ركبته بركبة رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم نظر إلى السماء نظرة فقال سبحان الله العظيم ثلاث مرات ثم نظر إلى عثمان فإذا أزراره محلولة فزرها رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده ثم قال اجمع عطفي ردائك على نحرك فإن لك شأنا في أهل السماء أنت ممن يرد على الحوض وأوداجه تشخب دما فأقول لك من فعل هذا بك فتقول فلان وفلان وذلك كلام جبرئيل وذلك إذ هتف من السماء ألا إن عثمان أمير على كل خاذل ثم دعا عبد الرحمن بن عوف ثم قال ادن يا أمين الله والأمين في السماء يسلط الله على مالك بالحق أما إن لك عندي دعوة وقد أخرتها قال خر لي يا رسول الله قال حملتني يا عبد الرحمن الأمانة أكثر الله مالك وجعل يحرك يده ثم تنحى وآخى بينه وبين عثمان ثم دخل طلحة والزبير فقال ادنوا مني فدنوا منه فقال أنتما حواريي كحواري عيسى بن مريم ثم آخى بينهما ثم دعا سعد بن أبي وقاص وعمار بن ياسر

ہو گئے دو میں تین میں کا تیسرا، ایک خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دوسرے ابوبکرؓ تیسرے عمرؓ) پھر آپ نے ان دونوں کی طرف متوجہ ہو کر مواخاۃ کرادی ان کے اور ابوبکرؓ کے درمیان۔ پھر آپ نے عثمانؓ بن عفان کو بلایا، فرمایا قریب ہو جاؤ اے عثمانؓ۔ وہ آپ کے قریب ہوتے رہے یہاں تک کہ ان کے گھٹنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے مل گئے۔ پھر آپ نے ان کی طرف دیکھا پھر آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر فرمایا سبحان اللہ العظیم تین مرتبہ پھر آپ نے عثمانؓ کی طرف دیکھا کہ آپ کی قمیص کی گھنڈیاں کھلی ہوئی ہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے ہاتھ سے لگایا۔ پھر فرمایا اپنی چادر کے دونوں کنارے اپنے سینہ پر اکٹھے کرو کیونکہ آسمان والوں میں تمہاری خاص شان ہے۔ تم ان لوگوں میں سے ہو جو میرے پاس حوض پر آئیں گے اور ان کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ پھر میں تم سے کہوں گا کہ تمہارے ساتھ ایسا کس نے کیا؟ تو تم کہو گے کہ فلاں اور فلاں نے۔ اور یہ کلام جبرئیلؑ کا ہے۔ اور یہ اس وقت کا ہے جب آسمان سے یہ آواز آئی تھی کہ آگاہ رہو عثمانؓ امیر ہے ہر رسوا کرنے والے پر پھر آپ نے عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو بلایا اور فرمایا کہ قریب آجاؤ اے اللہ کے امین اور امین آسمان کے یعنی آسمان میں تم کو امین کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ غالب کرے گا تم کو تمہارے مال پر حق کے ساتھ آگاہ ہو تمہارے لئے میرے پاس ایک دعا ہے اور میں نے اس کو موخر کر دیا ہے۔ عبدالرحمٰنؓ نے کہا یا رسول اللہ وہ خیر کی میں بہتر ہو دیجئے۔ فرمایا اے عبدالرحمٰن تم نے ہمارے پاس ایک امانت رکھی یعنی وہ دعا ہمیشہ تمہاری امانت ہے وقت مناسب پر ضرور کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے مال کو بڑھائے اور آپ نے اپنے ہاتھ کو بڑھنے کا اشارہ کرتے ہوئے حرکت دینا شروع کی عہ آپ سے ہٹ کر پھر ان کے اور عثمانؓ کے درمیان مواخاۃ کی۔ پھر داخل ہوئے طلحہؓ اور زبیرؓ۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں مجھ سے قریب ہو جاؤ تو یہ قریب گئے پھر فرمایا کہ تم دونوں میرے حواری ہو جیسے عیسیٰ بن مریم کے حواری تھے۔ پھر ان دونوں میں مواخات کرادی۔ پھر بلایا سعدؓ بن ابی وقاص اور عمارؓ بن یاسر کو

عہ ثم اذن لي بالحركة [illegible] من الحروف [illegible]

فقال یا عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ ثم آخی بینھما ثم دعا ابا الدرداء وسلمان الفارسی فقال یا سلمان انت منا اھل البیت وقد آتاک اللہ العلم الاول والعلم الآخر والکتاب الاول والکتاب الآخر ثم قال الا ارشدک یا ابا الدرداء قال بلی یا رسول اللہ قال ان تنقدھم ینقدوک وان ترکتھم لا یترکوک وان تھرب منھم یدرکوک فاقرضھم عرضک لیوم فقرک فآخی بینھما ثم نظر فی وجوہ اصحابہ فقال ابشروا وقروا عینا فانتم اول من یرد علی الحوض وانتم فی اعلی الغرف ثم نظر الی عبد اللہ بن عمر فقال الحمد للہ الذی یھدی من الضلالۃ فقال علیؓ یا رسول اللہ ذھب روحی وانقطع ظھری حین رأیتک فعلت باصحابک ما فعلت غیری فان کان من سخط علی فلک العتبی والکرامۃ فقال والذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی فانت منی بمنزلۃ ھارون من موسی ووارثی فقال یا رسول اللہ ما ارث منک قال ما اورث الانبیاء قال وما اورث الانبیاء قبلک

اور فرمایا اے عمارؓ! تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ پھر دونوں میں مواخاۃ کرائی۔ پھر آپ نے ابو الدرداءؓ اور سلمان فارسیؓ کو بلایا اور فرمایا کہ اے سلمانؓ تم ہمارے اہل بیت میں سے ہو اور تم کو اللہ نے پہلا علم بھی دیا اور دوسرا بھی اور پہلی کتاب بھی دی اور دوسری کتاب بھی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابو الدرداءؓ کیا میں تم کو بھلائی کی بات نہ بتاؤں۔ انھوں نے کہا ضرور بتائیے یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے لوگوں پر ملامت کی نقادی شروع کر دیا تو وہ تم پر نقادی شروع کر دیں گے اور اگر تم ان کو چھوڑ دوگے تو وہ تمھیں نہ چھوڑیں گے اور اگر تم ان سے بھاگو گے تو وہ تمھیں پکڑ لیں گے۔ بس تم ان کو اپنی آبرو قرض پر دیدیا کیجئے محتاجگی کے دن کے لئے۔ پھر آپ نے ان دونوں کے درمیان مواخاۃ کرائی پھر آپ نے اپنے اصحابؓ کے چہروں کی طرف دیکھا پھر فرمایا تم خوشخبری سن لو اور اپنی آنکھ ٹھنڈی کرو کہ تم سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آجاؤ گے۔ اور تم بلند (درجہ خانوں کی) کھڑکیوں میں بیٹھنے والے ہو۔ پھر آپ نے عبد اللہ بن عمرؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو گمراہی سے ہدایت کرتا ہے۔ اس کے بعد علیؓ نے کہا یا رسول اللہ میری جان نکل گئی اور کمر ٹوٹ گئی جب میں نے آپ کو اپنے اصحابؓ کے ساتھ وہ (لطف و کرم) کرتے ہوئے دیکھا جو آپ نے کیا ہے میرے سوا۔ پھر آپ نے مجھے نظر انداز کر دیا۔ تو اگر یہ ایسا مجھ پر کسی ناراضگی کی وجہ سے کیا تو آپ کو ناراضگی اور کرم کا حق ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے تم کو پیچھے نہیں رکھا مگر اپنی ذات کے لئے تو تم میرے لئے اس مرتبہ میں ہو جیسے موسیٰ کے لئے ہارون تھے اور میرے وارث ہو۔ تو علیؓ نے عرض کیا کہ میں آپ سے وراثت میں کیا پاؤں گا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جو وراثت انبیاء چھوڑا کرتے ہیں۔ علیؓ نے کہا انبیاء نے آپ سے پہلے

لے یہ پیشگوئی ہے ابو ذرؓ کے متعلق کہ اگر تم ان پر ملامت سے کسیں گے اور اعتراضات کریں گے اگر تم جواب دو گے تو لوگ اور زیادہ بڑھیں گے اس لئے تم ان کی باتوں کا جواب نہ دینا [illegible] تمھاری برائیاں کریں [illegible] تو صبر کرو یا ان کے [illegible] ترک کرنا گویا ان کے [illegible] تمھاری آبرو ریزی کا بدلہ تم قرض کی [illegible] تمھیں دیدیں گے خود [illegible]

فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِأَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۞ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ۞ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۞

وقال تعالٰى أَيَحْسَبُوْنَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۞ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ط بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۞ إِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۞ أُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۞

تقریر ایں سخن آنکہ سورۂ مؤمنون مکیہ است چوں وصف مؤمنین بصفات کذا و کذا فرمودہ آمد و در سابقین مؤمنین از مہاجرین اولین بود بلکہ ایشاں بآں صفات مشہور بودند و آں جماعہ را وصف صلاح و وعدۂ جنت و سابقت در خیر اثبات کردہ شد تعریض ظاہر آمد بر فضائل جماعۂ خاص کہ خلفاء درآں جماعہ داخل اند و ہو المقصود۔ أخرج الترمذي عن عمر بن الخطاب قال كان إذا نزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم الوحي يسمع عند وجهه كدوي النحل فأنزل عليه يومًا فمكثنا ساعة فسرّي عنه فاستقبل القبلة

ایسے لوگ حد (شرعی) سے نکلنے والے ہیں۔ اور جو اپنی (سپردگی میں لی ہوئی) امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ (پس) ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے (اور) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اور فرمایا حق تعالیٰ نے أَيَحْسَبُوْنَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ (پ ۱۸ ع ۴) تا (۶۱) کیا یہ لوگ یوں گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدے پہنچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ (اس طرح) اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے ہیں۔ اور جو لوگ (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور (با وجود دینے کے) ان کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔ یہ لوگ (البتہ) اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل کر رہے ہیں اور وہ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں۔

تقریر سخن یہ ہے کہ سورۂ مؤمنون مکہ میں نازل ہوئی۔ جب مؤمنین کا وصف ان صفات کے ساتھ مفصل فرما دیا گیا کہ وہ ایسے اور ایسے ہیں اور یہ سب کی سب صفات سابق مؤمنین یعنی مہاجرین اولین میں موجود تھیں بلکہ وہ ان صفات کے ساتھ مشہور تھے اور اس جماعت کے لئے صالح ہونے کا وصف اور جنت کا وعدہ اور خیر میں سبقت کرنا (آیات مذکورہ میں) فرما دیا گیا تو تعریض یعنی دوسری طرف واضح ہو گیا کہ اس کا اشارہ ایک جماعت خاص کے فضائل کی جانب ہے کہ خلفاء اس جماعت میں داخل ہیں اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ أخرج الترمذی ترمذی نے روایت کی ہے عمر بن الخطاب سے انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے چہرے کے قریب ایسی آواز سنائی دیتی تھی جیسی شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے تو ایک مرتبہ آپ پر وحی نازل ہوئی تو ہم ایک ساعت ٹھہرے۔ جب وہ حالت دور ہوئی تو آپ نے رو بقبلہ ہو کر اپنے دونوں

رفع يديه فقال اللهم زدنا ولا تنقصنا وأكرمنا ولا تهنا وأعطنا ولا تحرمنا وآثرنا ولا تؤثر علينا وأرضنا وارض عنا ثم قال لقد أنزلت علي عشر آيات من أقامهن دخل الجنة ثم قرأ قد أفلح المؤمنون حتى ختم العشر ومن أبي بكر الصديق قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعوذوا بالله من خشوع النفاق قالوا يا رسول الله وما خشوع النفاق قال خشوع البدن ونفاق القلب وعن مجاهد عن عبد الله بن الزبير أنه كان يقوم في الصلاة كأنه عود وكان أبو بكر يفعل ذلك قال مجاهد هو الخشوع في الصلاة وعن أسماء بنت أبي بكر عن أم رومان والدة عائشة قالت رآني أبو بكر الصديق أتميل في صلاتي فزجرني زجرة كدت أنصرف من صلاتي ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إذا قام أحدكم في الصلاة فليسكن أطرافه ولا يتميل تميل اليهود فإن سكون الأطراف في الصلاة من تمام الصلاة وعن قتادة قال تسررت امرأة غلاما لها فذكرت لعمر فسألها ما حملك على هذا فقالت كنت أرى أنه يحل لي ما يحل للرجال من ملك اليمين فاستشار عمر فيها أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا تأولت كتاب الله على غير تأويله فقال عمر لا جرم والله

ہاتھ اٹھائے اور دعا کی یا اللہ ہم کو بڑھاتے اور کم نہ کیجئے۔ اور ہم کو شرف عطا کیجئے اور ذلیل نہ کیجئے۔ ہم کو عطا فرمائیے اور محروم نہ کیجئے۔ اور ہم کو مقدم رکھئے اور دوسروں کو ہم پر مقدم نہ کیجئے اور ہم سے راضی ہو جائیے اور ہم کو راضی بنا دیجئے۔ پھر فرمایا مجھ پر دس آیتیں نازل ہوئی ہیں جس نے ان کو قائم کیا (یعنی ان پر قائم ہو گیا جو ان میں مذکور ہیں) وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر آپ نے پڑھا قد افلح المؤمنون سے دس آیات کے ختم تک۔ ابوبکر صدیق سے مروی ہے آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نفاق کے خشوع (عاجزی) سے اللہ کی پناہ مانگو۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ نفاق کا خشوع کیا ہے؟ فرمایا بدن کا خشوع (یعنی عاجزی کا اظہار کرنا) اور قلب کا نفاق۔ اور مروی ہے مجاہد سے وہ روایت کرتے ہیں عبد اللہ بن زبیر سے کہ وہ نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے تھے گویا کہ وہ ایک لکڑی (کی طرح) کھڑے ہیں۔ اور ابوبکر بھی ایسا کیا کرتے تھے۔ اور مجاہد نے کہا کہ یہ خشوع کا طریقہ ہے۔ اور اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے وہ عائشہ کی والدہ ام رومان سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابوبکر صدیق نے دیکھا کہ میں اپنی نماز میں ادھر ادھر جھکتی تھی تو ابوبکر نے مجھے اتنے زور سے جھڑکا کہ قریب تھا کہ میں اپنی نماز سے ہٹ جاؤں۔ پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب تم میں کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو چاہئے کہ اس کے اطراف (یعنی ہاتھ اور پاؤں کردن) ادھر ادھر نہ جھکیں یہود کے جھکنے کی طرح۔ نماز میں اطراف کا ساکن ہونا نماز کو پورا کرنے والا ہے۔ اور قتادہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنے غلام سے مباشرت کی اس کا حال بیان کیا گیا عمر سے تو آپ نے اس سے سوال کیا کہ اس فعل پر تجھ کو کیسے جرأت ہوئی اس نے کہا کہ میں یہ خیال رکھتی تھی کہ میرے لئے وہ چیز حلال ہے جو مردوں کے لئے اپنی ملک (یعنی لونڈی) سے حلال ہے۔ اس کے بعد عمر نے مشورہ کیا اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو انہوں نے کہا کہ اس نے کتاب اللہ سے اصل مفہوم کے خلاف معنے مراد لئے تو عمر نے کہا واللہ اب یہ ضرور ہوگا کہ اس کے بعد میں تجھے کبھی کسی آزاد

علمنی دعاء أدعو به فی صلاتی قال قل اللهم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا و لا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرة من عندک و ارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔

قال الله تعالی فی قصة براءة عائشة رضی الله عنها وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۔ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۔ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۔ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۔ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۔ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۔ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۔

فقیر گوید عفی عنه که در کلمه اولوا الفضل والسعة تعریض ظاهر است بصدیق اکبر رضی الله عنه بشهادة سیاق و سباق

کوئی دعا تعلیم فرما دیجئے جو میں اپنی نماز میں پڑھا کروں۔ فرمایا یہ کہو اللهم انی ظلمت نفسی الخ اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو آپ کے سوا کوئی نہیں بخشتا تو میری طرف سے میرے گناہ آپ بخش دیجئے اور مجھ پر رحم فرمائیے بیشک آپ ہی بڑے بخشنے والے بہت رحم کرنے والے۔

آیات سورۃ النور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کے قصہ میں حق تعالیٰ نے فرمایا ولا یأتل اولوا الفضل الخ (۲۲ تا ۲۶) اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی اور (دنیوی) وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں اور چاہیے کہ یہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کردے بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاکدامن ہیں اور ایسی باتوں کے کرنے سے بالکل بے خبر ہیں (اور) ایمان والیاں ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور ان کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا۔ جس روز ان کے خلاف میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی گواہی دیں گے ان کاموں کی جو یہ لوگ کرتے تھے۔ اس روز اللہ تعالیٰ ان کو واجبی بدلہ پورا پورا دے گا اور اس روز ٹھیک ٹھیک ان کو معلوم ہوگا کہ اللہ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہے (اور) بات (کی حقیقت) کو کھول دینے والا ہے۔ (اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ) گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں اور ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔ یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ منافق بکتے پھرتے ہیں۔ ان (حضرات) کے لئے (آخرت میں) مغفرت اور عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے۔

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ کلمہ اولوا الفضل والسعۃ میں تعریض ظاہر ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف ہے سیاق و سباق (اعجاز کلام

وسبب نزول ونقل ہر آن است کہ
از فضل فضل فی الدین مراد باشد
تا تکرار لازم نیاید بلکہ فی الحقیقت
نہی خاص برائے محسنین است کہ
شخصے مستحقے را رنجانیدہ باشد
بغیر حق و او بر رنجانندۂ خود بذل
مال خود نکند آثم نباشد بالاتفاق
پس مراد اینجا نہی باعتبار منزلت محسنین
است و در کلمہ اولٰئک مبرؤن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و صدیق اکبرؓ
و حضرت عائشہؓ و صفوانؓ بن معطل
ہمہ داخل اند و دخول عائشہؓ و صفوانؓ
خود ظاہر است اما آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم و صدیق اکبر از آن جہت
اگر خدا نکردہ تحققے و دامن الک می
بود لوث آن بدامن پاک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم می رسید
بجہت نسبت زوجیت و بصدیق اکبرؓ عاید
می شد بجہت نسبت ولادت۔

قال اللہ تعالیٰ وعد اللہ الذین
آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم
فی الارض کما استخلف الذین من
قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی
ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم
امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک
فاولٰئک ہم الفاسقون ۰

فقیر گوید این آیت نص است در اثبات خلافت خلفاء
و دلالات بعیدہ کہ اہل ہوا بکنند ایشان را از وادی ہدایت
بر می آرد چنانکہ در فصل سیوم بسط نمودیم و حارثہ بن مضرب

اور وہ اتہامات پیش آئے) اور سبب نزول کی شہادت ہے۔ اور ظاہر
یہ ہے کہ فضل سے دینی فضیلت مراد ہو گی تاکہ تکرار لازم نہ آئے (کیونکہ
دنیاوی فضیلت لفظ السعۃ سے مفہوم ہو رہی ہے) بلکہ درحقیقت
(یہ تمام محسنین کے لئے نہی عام نہیں ہے) یہ نہی خاص محسنین کے لئے ہے
اگر کوئی شخص کسی شخص کو بغیر حق کے رنج پہنچائے اور وہ اس رنج پہنچانے
والے پر اپنا مال خرچ نہ کرے تو وہ بالاتفاق گنہگار نہ ہو گا تو یہاں
پر جو نہی مراد ہے وہ مرتبہ محسنین کے اعتبار سے ہے (مطلب یہ ہے کہ
اتنے بڑے مرتبے کے محسنین کے لئے یہ زیبا نہیں ہے) اور کلمہ اولٰئک
مبرؤن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ اور
حضرت عائشہؓ اور صفوانؓ بن معطل سب داخل ہیں۔ حضرت عائشہؓ
اور صفوانؓ کا (جن کو منافقین نے ان کو متہم کیا تھا) داخل ہونا تو
کھلی ہوئی بات ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبرؓ
اس سبب سے داخل ہیں کہ اگر خدانخواستہ اس بہتان کی کچھ بھی حقیقت
نکل آتی تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن پاک پر بھی
دھبہ لگتا زوجیت کی نسبت کی وجہ سے اور صدیق اکبرؓ پر عائد ہوتا نسبت
ولادت کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وعد اللہ الذین آمنوا الخ ([illegible])
جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ
فرماتا ہے کہ ان کو (اس اتباع کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا
فرمائے گا جیسا ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی۔
اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام)
اس کو ان کے (نفع آخرت کے) لئے قوت دے گا اور ان کے اس خوف
کے بعد اس کو مبدل بامن کر دے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں
اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص بعد (ظہور)
اس وعدے کے ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔

فقیر کہتا ہے کہ یہ آیت نص ہے خلافت خلفاءؓ کے اثبات میں
اور اہل ہوا (یعنی شیعہ) جو تاویلات بعیدہ کرتے ہیں وہ ان کو
گمراہی کی وادی سے باہر نہیں نکال سکتیں جیسا ہم نے تیسری فصل
میں مفصل لکھا ہے۔ اور مروی ہے حارثہ بن مضرب سے انھوں نے کہا کہ

كتب الينا عمر بن الخطاب ان علموا نساءكم سورة النساء والاحزاب والنور وعن عمر بن الخطاب عن النبي صلى الله عليه وسلم الا الذين تابوا من بعد ذلك واصلحوا قال توبتهم اكذابهم انفسهم فان كذبوا انفسهم قبلت شهادتهم وعن سعيد بن المسيب قال شهدت عمر بن الخطاب حين جلد قذفة المغيرة بن شعبة منهم ابو بكرة ونافع وشبل ثم دعا ابا بكرة فقال ان تكذب نفسك تجز شهادتك فابى ان يكذب نفسه واجاز عمر شهادتهما حتى هلكا قوله الا الذين تابوا وتوبتهم اكذابهم انفسهم وعن عمر بن الخطاب قال لا تجوز شهادة القاذف ابدا وعن عائشة قالت انزل الله عذري وكادت امتي تهلك في شيئي لما سري عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعرج الملك قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابي اذهب الى ابنتك فاخبرها ان الله قد انزل عذرها من السماء قالت فاتاني ابي وهو يعدو يكاد ان يعثر فقال ابشري يا بنية بابي وامي فان الله قد انزل عذرك قلت بحمد الله لا بحمدك ولا بحمد صاحبك الذي ارسلك ثم دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فتناول ذراعي فقلت بيده هكذا فاخذ ابو بكر النعل ليعلوني به فمنعته فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم

عمر بن الخطاب نے ہم کو لکھا کہ سورۃ نساء اور احزاب اور سورۃ نور سیکھو۔ مروی ہے عمرؓ سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا (النور: ۵) یعنی جو لوگ (تہمت لگانے) کے بعد (خدا کے سامنے) توبہ کرلیں اور اپنی حالت کی اصلاح کرلیں۔ فرمایا کہ ان کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفسوں کو خود کاذب قرار دیں تو اگر انھوں نے اپنے نفسوں کی تکذیب کی ہے تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی۔ سعید بن المسیبؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں موجود تھا جب عمرؓ نے کوڑے لگوائے مغیرہ بن شعبہ پر تہمت لگانے والوں کے ان میں ابوبکرۃ بھی تھے اور نافع اور شبل۔ پھر عمرؓ نے ابوبکرۃ کو بلایا اور فرمایا کہ اگر تو اپنے نفس کی تکذیب کرے تو ہم تیری شہادت قبول کرلیں گے اس پر ابوبکرۃ نے اپنے نفس کی تکذیب سے انکار کردیا اور عمرؓ ان دونوں کی شہادت کو کبھی قبول نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ وہ دونوں ہلاک ہوگئے تو یہ معلوم ہے ارشاد باری تعالیٰ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا کہ وہ اپنے نفسوں کو کاذب قرار دیں۔ اور مروی ہے عمر بن الخطابؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ دوسرے پر تہمت کرنے والے کی شہادت کبھی جائز نہ ہوگی۔ مروی ہے عائشہؓ سے انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری بے گناہی کو نازل کیا اور مجھ پر بہتان کے سبب امت ہلاکت کے قریب ہوچکی تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حالت مرتفع ہوگئی اور فرشتہ عروج کرگیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ سے فرمایا کہ اپنی بیٹی کے پاس جاؤ اور اس کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بے گناہی کو آسمان سے نازل فرمایا ہے۔ فرماتی ہیں کہ پھر میرے پاس میرے والد تیز دوڑتے ہوئے آئے کہ قریب تھا کہ گر پڑیں اور کہا کہ میری بیٹی خوشخبری سن میرے ماں باپ تجھ پر قربان اللہ تعالیٰ نے تیری بے گناہی نازل کردی ہے۔ میں نے کہا شکر ہے اللہ کا، نہ تمہارا اور نہ تمہارے صاحب کا جنھوں نے تم کو بھیجا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے میرا بازو پکڑا تو میں نے آپ کے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتایا کہ اس طرح چھوڑ دیا۔ پھر ابوبکرؓ نے جوتا اٹھا کر مجھے مارنا چاہا۔ میں نے ان کو روکا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

فقال حسبت وتعلمين أن من عائشة
أن نزل عذرها حلف ابو بكر ان لا
فقالت أما عذري فقول ابي بكر
أي سماء تظلني وأي أرض تقلني
إن قلت ما لا علم لي به وعن قتادة
في قوله ولا يأتل أولوا الفضل
منكم الآية قال نزلت هذه
الآية في رجل من قريش يقال له
مسطح كان بينه وبين أبي بكر
قرابة وكان يتيما في حجره
وكان ممن أذاع على عائشة
ما أذاع فلما أنزل الله
براءتها وعذرها تألى أبو بكر
لا يرزؤه خيرا فأنزل الله
هذه الآية فذكر لنا أن نبي الله
صلى الله عليه وسلم دعا أبا بكر
فتلا عليه فقال ألا تحب أن
يغفر الله لك قال بلى قال
فاعف عنه وتجاوز فقال
أبو بكر لا جرم والله لا أمنعه
معروفا كنت أوليه قبل
اليوم وقد روي ذلك عن
جماعة منهم عائشة وابن عمر
وابن عباس والحسن ومحمد
ابن سيرين وغيرهم عن أبي بكر
الصديق قال أطيعوا الله فيما
أمركم به من النكاح ينجز لكم
ما وعدكم من الغنى قال تعالى
إن يكونوا فقراء

اور (ابوبکرؓ نے) کہا میں قسم دیتا ہوں بیان کردہ اور مروی ہے عائشہؓ
سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اُن کی بے گناہی کو نازل کردیا تو ابوبکرؓ نے
اُنکے سر کو بوسہ دیا تو عائشہؓ نے شکوہ کیا کہ آپ نے میری موافقت نہ
کی تو ابوبکرؓ نے کہا کہ کون آسمان مجھے اپنے سایہ میں لیتا اور کونسی زمین
مجھے اٹھاتی (یعنی میرا کہاں ٹھکانا ہوتا) جب میں وہ بات کہتا جس بات
میں مجھے کچھ علم نہ تھا۔ (کہ یہ بات اللہ کو ناپسند تھی) وہ بات کہی
جسے میں کا اپنے کو علم نہیں)۔ اور مروی ہے قتادہؓ سے ارشادِ حق ولا
یأتل اولوا الفضل منکم کے بارے میں انہوں نے کہا۔ یہ آیت
قریش میں کے ایک شخص مسطح کے بارے میں نازل ہوئی اُس کے اور
ابوبکرؓ کے درمیان قرابت تھی اور یہ یتیم تھا جو اُن کی گود میں پلا
تھا اور یہ بھی اُن لوگوں میں تھا جنھوں نے حضرت عائشہؓ پر لگائے
گئے بہتان کے پھیلانے میں حصہ لیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے عائشہؓ
کی براءت اور بے گناہی کو نازل فرمایا تو ابوبکرؓ نے حلف کیا کہ اب وہ
مسطح کی مالی امداد نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی
اس کے متعلق ہم سے ذکر کیا گیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو
بلایا اور اُن کے سامنے یہ آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا کیا تم یہ
پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے ابوبکرؓ نے کہا
بیشک پسند کرتا ہوں۔ تو رسول اللہؐ نے فرمایا پھر تم اُس کو معاف کردو
اور درگزر کرو۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ آج سے پہلے جو میں اس کو دیا کرتا
تھا اب یہ ضروری ہے واللہ میں اُس نیک سلوک کو اس سے نہ
روکوں گا۔ اور ان سے یہ بات ایک جماعت سے مروی ہے جن میں سے
عائشہؓ ہیں اور ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ اور حسنؓ اور محمدؒ بن سیرین اور دوسرے
حضرات بھی۔ ابوبکرؓ صدیق سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا نکاح کے بارے
میں جو حکم اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے تم اس کی اطاعت کرو تو جو وعدہ
غنا کا اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا ہے وہ اس کو پورا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے اِنْ یکونوا فقراء الخ (۲۴: ۳۲) (اور تم میں سے جو مرد
ہیں) جو بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کردیا کرو اور (اسی طرح)
تمہارے غلام اور لونڈیوں میں سے جو اس (نکاح) کے لائق ہوں
اُن کا بھی)۔ اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو خدا تعالیٰ (اگر چاہے گا)

سنے الجماعۃ أخرج الترمذي عن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كلوا الزيت وادهنوا به فإنه يخرج من شجرة مباركة. وعن شريك بن نملة قال ضفت عمر بن الخطاب ليلة فأطعمني كبرا من رأس بعير بارد وأطعمنا زيتا وقال هذا الزيت المبارك الذي قال الله لنبيه. عن أبي العالية قال كان النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه بمكة نحوا من عشر سنين يدعون إلى الله وحده وعبادته وحده لا شريك له سرا وهم خائفون لا يؤمرون بالقتال حتى أمروا بالهجرة إلى المدينة فقدموا المدينة فأمرهم الله بالقتال وكانوا بها خائفين يمسون في السلاح ويصبحون في السلاح فغبروا بذلك ما شاء الله ثم إن رجلا من أصحابه قال يا رسول الله أبد الدهر نحن خائفون هكذا أما يأتي علينا يوم نأمن فيه ونضع السلاح فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لن تغبروا إلا يسيرا حتى يجلس الرجل منكم في الملأ العظيم محتبيا ليس فيهم حديدة فأنزل الله وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الأرض إلى آخر الآية فأظهر الله نبيه على جزيرة العرب فأمنوا ووضعوا السلاح ثم إن الله قبض نبيه فكانوا كذلك آمنين في زمان أبي بكر وعمر وعثمان حتى وقعوا فيما وقعوا وكفروا النعمة فأدخل الله عليهم الخوف

مجبور مت کرو۔ اخذ کیا ترمذی نے۔ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روغن زیت کو اپنا سالن بناؤ اور اس کو بدن پر مالش بھی کرو کیونکہ وہ ایک مبارک درخت سے نکلتا ہے۔ شریک ابن نملہ سے مروی ہے بیان کیا کہ میں ایک رات عمرؓ کے پاس مہمان ہوا تو انھوں نے مجھے اونٹ کی سری کی ٹھنڈی بوٹیاں کھلائیں اور ہم کو روغن زیت کھلایا اور کہا کہ یہ زیت مبارک وہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کیا ہے۔ اور ابو العالیہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ مکہ میں تقریباً دس سال تک خفیہ طور پر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے کہ وہ یکتا ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اس حال میں کہ وہ خائف تھے۔ ان کو قتال کا حکم نہیں دیا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے پر مامور ہوئے اور مدینہ آگئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو قتال کا حکم دیا۔ اور مدینہ میں وہ خائف ہی رہے۔ ہتھیار بندی کے ساتھ ان کی شام ہوتی اور ہتھیار بندی کے ساتھ ان کی صبح ہوتی۔ اسی حال پر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا انھوں نے زمانہ گزارا۔ پھر ایک شخص نے آپ کے اصحابؓ میں سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم ہمیشہ کے لئے اسی طرح خائف ہی رہیں گے۔ ہم پر کوئی ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں ہم مطمئن ہوں گے اور ہتھیار رکھ دیں گے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر ہرگز زیادہ زمانہ نہیں گزرے گا مگر تھوڑا سا کہ آدمی بیٹھے ہوں گے بہت بڑی جماعت میں گھٹنوں پر ہاتھ لپیٹے ہوئے، ان میں لوہے کی کسی چیز کا نشان بھی نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ آخر آیت تک (م ع ۵۵ دیکھا جا چکا ہے) پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو جزیرۂ عرب پر غالب کر دیا تو لوگ امن و چین سے رہنے لگے اور انھوں نے ہتھیار رکھ دیے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وفات دی پھر لوگ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے زمانہ میں بھی اسی طرح امن سے رہتے رہے یہاں تک کہ پھر لوگ جن ہنگامات میں پڑنا تھا پڑ گئے اور انھوں نے کفران نعمت کیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے جان پر خوف کو مسلط کیا

الذی کان یرفع منبرہ واتخذہ الحجر واستطر و شیروا بحجر مابہ۔

قال اللہ تعالیٰ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۝ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ۝ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ۝

برآں سے اٹھا لیا گیا تھا۔ اور اکثر بے کے حجاب اور سپاہی رکھنے (جس سے ان تک عوام کی رسائی بند ہو گئی) اور وہ بدلے تو ان کے ساتھ یہ معاملہ تھا وہ بھی بدل دیا گیا۔

آیات سورۃ الفرقان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ الخ (۶۳ و ۶۴ تا ۷۳) اور (حضرت) رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت والے لوگ (جہالت کی بات چیت) کرتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کہتے ہیں۔ اور جو راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام (یعنی نماز) میں لگے رہتے ہیں۔ اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیے کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔ بیشک وہ جہنم برا ٹھکانا اور برا مقام ہے (یہ تو ان کی حالت طاعات بدنیہ میں ہے) اور (طاعات مالیہ میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ) وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اس (افراط و تفریط) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔ اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص (کے قتل کرنے) کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسے کام کرے گا تو سزا سے اس کو سابقہ پڑے گا کہ قیامت کے روز اس کا عذاب بڑھتا چلا جائے گا اور وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہو کر رہے گا۔ مگر جو (شرک و معاصی سے) توبہ کرے اور ایمان بھی لے آئے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے (گذشتہ) گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور جو شخص (معصیت سے) توبہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے تو وہ (بھی عذاب سے بچا رہے گا کیونکہ وہ) اللہ کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے۔ اور وہ بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر (اتفاقاً) بیہودہ مشغلوں کے پاس ہو کر گزریں تو سنجیدگی کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ اور وہ ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو ان (احکام) پر بہرے اندھے ہو کر نہیں

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ۝ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝

تفسیر گوید بندہ عفی عنہ عادت اللہ در قرآن عظیم چنان جاری شدہ کہ اہل نجات را با اہل ضلال ہر جا در میزان اعتبار می سنجند و اوصاف ہر فریق را بیان می کنند آن یکے را بعذاب الیم ایعادی نمایند و آن دیگر را بنعیم مقیم وعدہ میدہند و در عد اوصاف فریقین بالفرض و احتمال اکتفا نمی نمایند بلکہ اوصاف موجودہ در فریقین بلکہ اوصافیکہ بآن ہر دو فریق مشہور شدہ باشند ذکر می فرمایند اما آنکہ از شبہات کفار غیر آنچہ بر زبان ایشان گذشتہ در مجالس محافل بآن تعلق می نمودند ذکر نمیشود و جواب شبہات مقدرہ و احتمالات بعیدہ متوجہ نمیشوند و امثال آنکہ در باب احکام نکاح و طلاق و غیر آن بصورت مسئلہ فرعیہ واقعہ نمی پردازند چون این اصل را فہمیدی بدانکہ خدای تعالے در سورۂ فرقان شبہات کفار و جہالات ایشان نیز بے شمارد و پاداش ہر یکے و قطع مادۂ ہر اشکالے بیان می نماید بعد ازان صفات عباد اللہ المقربین ذکر میفرماید و اکتفا بر صفات ثابتہ مشہورہ در اشخاص موجودین یومئذ اکتفا میکند تا دلالت واضح بر تعریض باشد بحاضرین و عباد الرحمٰن الذین الآیہ و آن صفات و تذکر

اور ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا فرما اور ہم کو متقیوں کا افسر بنا دے۔ ایسے لوگوں کو (بہشت میں رہنے کو) بالاخانے ملیں گے بوجہ ان کے (دین و طاعت پر) ثابت قدم رہنے کے اور ان کو اس (بہشت) میں (فرشتوں کی جانب سے) بقا کی دعا اور سلام ملے گا (اور) اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام ہے۔

تفسیر: عفی عنہ کہتا ہے کہ قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ کا طریقہ اس طرح جاری ہے کہ اہل نجات کا ہر موقع پر اہل ضلالت کے ساتھ عبرت والے کے لئے موازنہ کرتے رہتے ہیں اور ہر فریق کا انجام بیان کرتے ہیں اس ایک (اہل ضلالت فریق) کو عذاب الیم کی وعید سناتے ہیں اور اس دوسرے (اہل نجات فریق) کو جنت جاودانی کا وعدہ دیتے ہیں اور فریقین کے اوصاف کو شمار کرنے میں فرض کر لینے پر اور احتمال پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ان اوصاف کا ذکر کرتے ہیں جو فریقین میں موجود ہیں بلکہ ایسے اوصاف جن سے فریقین مشہور ہوں جیسا کہ کفار کے شبہات میں سے بجز ان شبہات کے جو ان کی زبانوں پر آتے اور وہ اپنی محفلوں اور مجلسوں میں ان کو بکتے رہتے ہیں اور فرضی شبہات پر کلام نہیں ہوتا اور سوالات مقدرہ (کہ اگر کوئی یوں اعتراض کرے تو یہ جواب ہے) اور احتمالات بعیدہ پر متوجہ نہیں ہوتے اور اسی طرح نکاح و طلاق وغیرہ کے احکام کی احتمالی فقہی تفریعات میں مشغول نہیں ہوتے۔ جب اس اصل کو تم نے سمجھ لیا تو جان لو کہ سورۂ فرقان میں کفار کے شبہات اور ان کے لغو خصائل کو بھی شمار کرتے ہیں اور ہر ایک کی پاداش و انجام کو بھی۔ اور ہر ایک اشکال کی جڑ اکھاڑ دینے والا بیان بھی فرماتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ کے مقرب بندوں کی صفات ذکر فرماتے ہیں (اور دستور کے مطابق) اس موقع میں بھی ان ایام میں جو اشخاص موجود تھے ان کی ان صفات کے بیان پر اکتفا کرتے ہیں جو ان میں موجود تھیں اور مشہور تھیں تاکہ دلالت واضح کے ساتھ ان حاضرین پر تعریض ہو جائے وعباد الرحمٰن الذین الآیہ۔ اور یہ سب بہ نسبت عاملین ظلم اور

تقریر گویم حضرت خدائی تعالیٰ در سورۂ شعراء
قصہ ہفت پیغامبر علیہم الصلوٰۃ والسلام بیان کرد
بعد ازاں اثبات نزول قرآن بر دل مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جانب حق بواسطۂ
جبرئیل می نماید و دلیل حقیقت آن می آرد کہ علماء
اہل کتاب بسبب مذکور بودن آن در زبر اولین
حقیقت آن را می شناسند باز فائدہ نزول قرآن
بر مرد عربی بلسان عرب نہ بر شخص عجمی بزبان
عجم ارشاد میکند وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ باز مستحکم شدن
انکار در قلوب اہل شقاق افادہ میفرماید
کَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ بعد ازاں تقویت مدد ثبوت
قرآن را بآنکہ قرآن از باب القای شیاطین نیست
بدو وجہ یکے آنکہ شیاطین از وصول بملأ اعلیٰ
کہ محل انعقاد احکام الٰہیہ است برای مصالح
جمہور بنی آدم محروم اند دوم آنکہ سنت الٰہیہ
جاری شدہ کہ القای شیاطین نمی باشد مگر بر
نفوس خبیثہ خبیثہ زیرا کہ مناسبت در میان
مفید و مستفید شرط است و نفس مبارک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم از نفوس عالیہ قدسیہ
است در نہایت طہارت اعمال و اخلاق و نیز
از باب شعر نیست کہ کار شعراء غالباً افراط
است در مدح و ہجو و تشبیب بالنساء
و تمام ہدایت خلق خدا است نہ ذم و امجاد و ہر مسئلہ مراد
اصلاح اخلاق و اعمال است کما لا یخفی در ضمن این
تقریر شریف فرماید فَلَا تَدْعُ یعنی بر توحید عبادت
مستقر باش و نزدیک ترین قبیلہ خود را بتخصیص بانذار
مخصوص کن و با جمعے کہ پیروی تو کردہ اند تواضع پیش آ و اگر
نافرمانی کنند دعوت قرآن تو را توکل کن بر خدائے عزیز و اظہار تشویش
از انکار ایشان باید کرد ہر گاہ ... باز تقریر میکند کہ

تقریر مخفی نہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے سورۂ شعراء میں سات پیغمبروں کا
علیہم الصلوٰۃ والسلام قصہ بیان فرماتے ہیں۔ اس کے بعد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بواسطہ
جبرئیل قرآن کے نزول کا اثبات فرماتے ہیں۔ اور اس کے حق ہونے
کی دلیل یہ لاتے ہیں کہ علماء اہل کتاب اس وجہ سے کہ اس کا ذکر انبیاء
سابقین کی کتابوں میں موجود ہے (جن کو وہ پڑھتے ہیں) اس کے
حق ہونے کو پہچانتے ہیں۔ پھر ایک عربی مرد پر عربی زبان میں نزول
قرآن کے ہونے اور عجمی شخص پر عجمی زبان میں نزول نہ ہونے کا فائدہ
ارشاد فرماتے ہیں وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ سے۔ پھر اہل عناد کے قلوب میں انکار
کے مستحکم ہونے کا ذکر فرماتے ہیں کَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ سے۔ اس کے بعد
قرآن کی حقیقت کے ثبوت کو قوت پہنچاتے ہیں اس بیان سے کہ قرآن
شیطانی القاء میں سے نہیں ہے دو وجہ سے۔ ایک یہ کہ شیاطین
ملأ اعلیٰ میں پہنچنے سے جہاں احکام الٰہیہ منعقد ہوتے ہیں محروم
ہیں۔ دوسری یہ کہ قانون الٰہی اس طرح جاری ہو چکا ہے کہ القاء
شیاطین بجز کمینہ اور ناپاک نفوس کے اور کسی پر نہیں ہوتا کیونکہ
مفید (فائدہ پہنچانے والے) اور مستفید (فائدہ حاصل کرنے والے)
کے درمیان مناسبت شرط ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
نفس مبارک نفوس عالیہ قدسیہ میں سے ہے جو اعمال و اخلاق کی
پاکیزگی کی انتہا پر پہنچا ہوا ہے۔ نیز یہ قرآن شعر کی قسم میں سے بھی نہیں
ہے کہ شعراء کا کام اکثر و بیشتر مبالغہ ہوتا ہے مدح میں اور ہجو میں
اور غزلیں کہنا اور اسی طرح کی چیزیں اور وہ اخلاق و اعمال کی
اصلاح اور خلق اللہ کی ہدایت سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے اور
یہاں ہر مسئلہ میں جو چیز مد نظر ہے وہ اخلاق و اعمال کی اصلاح ہے
یہ کوئی مخفی بات نہیں۔ اس تقریر مبارک کے ضمن میں فرماتے ہیں فَلَا
تَدْعُ یعنی توحید عبادت پر دائماً قائم رہو اور اپنے نزدیک ترین قبیلہ
کو بالتخصیص اللہ سے ڈراؤ اور اس جماعت کے ساتھ جنہوں نے
آپ کی پیروی کی ہے تواضع سے پیش آئیے اور اگر وہ جماعت دعوت
آپ کا فرمان نہ بجا لائیں تو آپ اللہ عزیز پر توکل کیجیے اور ان کے
انکار سے تشویش کا اظہار آپ کے قلب پر نہیں آنا چاہیے پھر تقریر کرتا ہے کہ

حق تعالیٰ پیغامبر خود را صلے اللہ علیہ وسلم بخلافت جماعتی بشارت داد کہ بایمان مشرف شدہ اند اشارہ ایں فرید و ایں سورہ بے شبہ مکیہ است و آنانکہ دراں وقت مؤمن بودند اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کردہ اند نیستند مگر سابقین مؤمنین از مہاجرین اولین و تابعین ایشان. فضیلت. عن ابن عباس إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا قال ابوبکر و عمر و علی و عبداللہ بن رواحہ وروی من طرق متعددۃ ان حسان بن ثابت لما استأذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہجاء قریش قال اذہب الی ابی بکر لیحدثک حدیث القوم وایامہم واحسابہم عن عائشۃ قالت کتب ابی فی وصیتہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا ما اوصی ابوبکر بن ابی قحافۃ عند خروجہ من الدنیا حین یؤمن الکافر وینتہی الفاجر ویصدق الکاذب انی استخلفت علیکم عمر بن الخطاب فان یعدل فذلک ظنی بہ ورجائی فیہ وان یجر ویبدل فلا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

قال اللہ تعالیٰ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ آللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ تقریر آنکہ حق تعالیٰ در سورۂ نمل اہلاک ثمود وقوم لوط بسبب طغیان و کفر ایشان ذکر فرمود بعد ازان

خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اس جماعت کے ساتھ خلافت کی بشارت دی جو ایمان سے مشرف ہو چکے ہیں اور اس طرف اشارہ فرمایا ہے یہ ساری سورت بلا شبہ مکیہ ہے اور جو لوگ کہ اس زمانہ میں مؤمن تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرتے تھے وہ بجز ان ہی مؤمنین سابقین اور مہاجرین اولین کے اور کوئی نہ تھا۔ اب ان کی فضیلت کے متعلق ہم کو کوئی روایت درج کرنا چاہئے۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا الخ (۲۶: ۲۲۴) مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور انہوں نے بکثرت اللہ کا ذکر کیا۔ کہا کہ وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور عبداللہ بن رواحہ ہیں۔ اور متعدد طریقوں سے مروی ہے کہ حسان بن ثابت نے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قریش کی ہجو کے لئے اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کے پاس جاؤ وہ تمہیں قوم کی باتیں سنائیں اور ان کی لڑائیوں کے قصے اور ان کے حسب بتائیں۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میرے باپ نے اپنی وصیت میں یہ دو سطریں لکھی تھیں بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ وصیت ہے جو ابوبکر بن ابی قحافہ نے کی دنیا سے رخصت ہونے کے وقت جب کہ کافر ایمان لے آتا ہے اور ہر فاجر گناہ سے رک جاتا ہے اور جھوٹا سچا ہو جاتا ہے کہ میں تم پر خلیفہ بناتا ہوں عمر بن الخطاب کو۔ اگر انہوں نے عدل کیا تو میرا گمان ان کے بارے میں یہی ہے اور اگر انہوں نے ظلم کیا اور بدل دیا (اپنے حال کو) تو میں غیب نہیں جانتا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا الخ (۲۶: ۲۲۷) اور عنقریب ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا جنہوں نے ظلم کیا ہے کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے۔

آیات سورۂ نمل

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الخ (۲۷: ۵۹) آپ کہئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام نازل ہو جن کو اس نے منتخب فرمایا ہے۔ کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ تقریر اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نمل میں ثمود اور قوم لوط کو ان کی سرکشی اور کفر کے سبب ہلاک کر دینے کے واقعات بیان فرمائے ہیں۔ اس کے بعد

و لا يطيق رفعها الا عشرة رجال
فاذا هو بامرأتين قال ما خطبكما
فحدثتاه فأتى الحجر فرفعه
ثم استقى فلم يستق الا ذنوبا
واحدا حتى رويت الغنم فرجعت
المرأتان الى ابيهما فحدثتاه
وتولى موسى الى الظل
فقال رب انى لما انزلت الى
من خير فقير قال فجاءته
احداهما تمشى على استحياء
واضعة ثوبها على وجهها ليست
بسلفع من النساء خراجة ولاجة
قالت ان ابى يدعوك ليجزيك
اجر ما سقيت لنا فقام معها
موسى فقال لها امشى خلفى
وانعتى لى الطريق فانى
اكره ان تصيب الريح ثيابك
فتصف لى جسدك فلما انتهى
الى ابيها قص عليه فقالت احداهما
يا ابت استأجره ان خير من
استأجرت القوى الامين قال
يا بنية ما علمك بامانته وقوته قالت
اما قوته فرفعه الحجر ولا يطيقه الا
عشرة رجال واما امانته فقال امشى
خلفى وانعتى لى الطريق فانى اكره ان
تصيب الريح ثيابك فتصف لى جسدك
فزاده ذلك رغبة فيه فقال انى
اريد ان انكحك احدى ابنتى الى قوله ستجدنى
ان شاء الله من الصالحين

بھاری پتھر تھا کہ دس آدمیوں سے کم اس کو نہیں اٹھا سکتے تھے۔ یکایک ان کی نظر دو عورتوں پر پڑی قال ما خطبکما تو موسیٰ نے پوچھا تمہارا کیا مطلب ہے تو انہوں نے ان کو بتایا تو وہ پتھر کے پاس پہنچے اور تنہا اس کو اٹھا دیا پھر ڈول کھینچنا شروع کیا تو بس ایک ہی ڈول کھینچا تھا کہ بکریاں سیراب ہو گئیں۔ اس کے بعد دونوں عورتیں اپنے باپ کے پاس پہنچیں اور ان سے بیان کیا ثم تولیٰ الی الظل اور موسیٰ سایہ میں جا بیٹھے فقال رب انی (۲۴:۲۸) پھر دعا کی کہ اے میرے پروردگار (اس وقت) جو نعمت آپ مجھ کو بھیجدیں میں اس کا حاجت مند ہوں کہا فجاءته احدٰهما تمشی علی استحیاء (۲۵:۲۸) حضرت موسیٰ کے پاس ایک لڑکی ان میں سے آئی شرماتی ہوئی چلتی تھی اپنے منہ پر کپڑا رکھے ہوئے تھی نہ وہ عورتوں میں تیز زبان تھی جو جلدی جلدی گھر کے اندر باہر آنے جانے والی قالت ان ابی یدعوک لیجزیک کہ میرے والد تم کو بلاتے ہیں تاکہ تم کو اس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر جانوروں کو پانی پلایا تھا۔ تو موسیٰ اس کے ساتھ چل کھڑے ہوئے اور اس سے کہا تم میرے پیچھے چلو اور مجھے راستہ بتاتی رہو کیونکہ مجھے یہ برا معلوم ہوتا ہے کہ ہوا تیرے کپڑوں کو اڑائے اور تیرا جسم میرے سامنے کھلے۔ پھر جب یہ اپنے باپ کے پاس پہنچے تو ان کو اپنی سرگزشت سنائی فقالت احدٰهما (۲۶:۲۸) (ترجمہ) ایک لڑکی نے کہا کہ ابا جان آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ شخص ہے جو مضبوط (ہو اور) امانت دار بھی ہو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ بیٹی تجھے اس کی قوت اور امانت کا علم کیسے ہوا؟ اس نے کہا کہ قوت کا علم تو اس کے پتھر اٹھانے سے ہوا اور اس کو دس آدمی سے کم نہیں اٹھا سکتے۔ اور اس کی امانت اس سے معلوم ہوئی کہ اس نے کہا کہ میرے پیچھے چل اور مجھے راستہ بتاتی رہ کیونکہ مجھے یہ ناگوار ہے کہ تیرے کپڑے ہوا سے اڑیں اور تیرا جسم مجھ پر ظاہر ہو تو اس بات کی رغبت موسیٰ کی طرف بڑھ گئی فقال انی ارید ... الی من الصٰلحین (۲۷:۲۸) وہ بزرگ موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کو تم سے بیاہ دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ

وكانوا قد أسلموا حتى يهاجروا قال فخرجوا مهاجرين الى المدينة فاتبعهم المشركون فردوهم فنزلت فيهم هذه الآية فكتبوا اليهم انه قد انزل فيكم آية كذا وكذا فقالوا نخرج فان اتبعنا احد قاتلناه فخرجوا فاتبعهم المشركون فقاتلوهم فمنهم من قتل ومنهم من نجا فانزل الله فيهم ثم ان ربك للذين هاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاهدوا وصبروا ان ربك من بعدها لغفور رحيم.

عن ابن مسعود قال اول من اظهر اسلامه سبعة رسول الله وابوبكر وسمية ام عمار وعمار وصهيب وبلال والمقداد فاما رسول الله صلى الله عليه وسلم فمنعه الله بعمه ابي طالب واما ابوبكر فمنعه الله بقومه واما سائرهم فاخذهم المشركون فالبسوهم ادراع الحديد وصهروهم في الشمس فما منهم احد الا وقد واتاهم على ما ارادوا الا بلالا فانه هانت عليه نفسه في الله وهان على قومه فاعطوه الولدان فجعلوا يطوفون به في شعاب مكة وهو يقول احد احد. عن انس قال اول من هاجر من المسلمين الى الحبشة باهله عثمان بن عفان فقال النبي صلى الله عليه وسلم صحبهما الله ان عثمان لاول من هاجر الى الله باهله بعد لوط.

نہیں ملتا ہے گا یہاں تک کہ تم ہجرت کرو۔ چنانچہ وہ لوگ مدینہ جانے کے ارادے سے نکل کھڑے ہوئے تو مشرکین نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو واپس لے گئے۔ تو انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ تو پھر یہاں کے مسلمانوں نے ان کو لکھا کہ تمہارے بارے میں یہ اور یہ آیات نازل ہوئی ہیں تو انھوں نے کہا کہ ہم نکلیں گے اب اگر کسی نے ہمارا تعاقب کیا تو ہم اس سے قتال کریں گے۔ چنانچہ وہ نکلے اور مشرکین نے ان کا پیچھا کیا تو انھوں نے قتال کیا۔ تو ان میں سے بعض قتل ہوئے اور بعض بچ نکلے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں نازل کیا ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ الخ (۱۶-۳) پھر بیشک آپ کا رب ایسے لوگوں کے لئے کہ جنھوں نے مبتلائے کفر ہونے کے بعد (ایمان لا کر) ہجرت کی پھر جہاد کیا اور (ایمان پر) قائم رہے تو آپ کا رب ان (اعمال) کے بعد بڑی مغفرت کرنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے۔ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ اول میں سات لوگوں نے اسلام ظاہر کیا تھا۔ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) اور ابوبکرؓ اور سمیہؓ ام عمار اور عمارؓ اور صہیبؓ اور بلالؓ اور مقدادؓ۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بچاؤ تو اللہ تعالیٰ نے کیا آپ کے چچا ابو طالب کے ذریعے سے۔ ابوبکرؓ تو ان کا بچاؤ اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کے ذریعے سے کیا۔ باقی دوسرے لوگوں کا حال یہ ہوا کہ ان کو مشرکین نے پکڑ لیا اور ان کو لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا تو ان میں جتنے بھی تھے سب جھک گئے اس امر میں جس کا انھوں نے ارادہ کیا تھا (یعنی اسلام کے کفر کا اقرار و اظہار کر گئے) بجز بلالؓ کے کہ انھوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کو حقیر چیز قرار دے لیا اور قوم کے پاس پہنچے تو لوگوں نے ان کو پکڑ لیا اور لڑکوں کے حوالے کر دیا انھوں نے (ان کو لئے پھرتے) مکہ کی گلی کوچوں میں ان کو لے کر پھرنا شروع کر دیا اور وہ احد احد کہتے جاتے تھے۔ اور مروی ہے انسؓ سے کہ مسلمانوں میں سب سے پہلے مع اپنی بی بی کے حبشہ کی طرف عثمانؓ نے ہجرت کی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ ہے۔ بیشک عثمانؓ وہ پہلا شخص ہے جس نے بعد لوط کے اپنی بی بی کو لیکر ہجرت کی

عن اسماء بنت ابی بکر قالت هاجر عثمان الی الحبشة فقال النبی صلی الله علیه وسلم انه اول من هاجر بعد ابراهیم ولوط. وعن زید بن ثابت قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما كان بین عثمان وبین رقیة وبین لوط من مهاجر. عن ابن عباس قال اول من هاجر الی رسول الله صلی الله علیه وسلم عثمان بن عفان كما هاجر لوط الی ابراهیم. عن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم دخلت انا وابو بكر الغار فاجتمعت العنكبوت فنسجت بالباب فلا تقتلوهن. عن ابی قلابة ان عمر بن الخطاب مر برجل یقرأ كتابا فاستمعه ساعة فاستحسنه فقال للرجل اكتب لی من هذا الكتاب قال نعم فاشتری ادیما فهیأه ثم جاء به الیه فنسخ له فی ظهره وبطنه ثم اتی به النبی صلی الله علیه وسلم فجعل یقرأه علیه وجعل وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم یتلون فضرب رجل من الانصار بیده الكتاب وقال ثكلتك امك یا ابن الخطاب الا تری وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم منذ الیوم وانت تقرأ علیه هذا الكتاب فقال النبی صلی الله علیه وسلم عند ذلك انما بعثت فاتحا وخاتما واعطیت جوامع الكلم وفواتحه واختصر لی الحدیث اختصارا فلا یهلكنكم المتهوكون.

مروی ہے اسماء بنت ابی بکرؓ سے انھوں نے کہا کہ عثمانؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک یہ یقیناً پہلا شخص ہے جس نے ابراہیمؑ اور لوطؑ کے بعد ہجرت کی اور زید بن ثابتؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمانؓ اور رقیہؓ کے اور لوطؑ کے درمیان کوئی مہاجر نہیں ہوا۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی وہ عثمانؓ بن عفان تھے جس طرح ہجرت کی تھی لوطؑ نے ابراہیمؑ کی طرف مروی ہے علیؓ سے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور ابوبکرؓ غار میں داخل ہوئے تو مکڑیاں جمع ہوئیں اور انھوں نے غار کے دہانے پر جالا تن دیا تو تم ان کو قتل نہ کرنا۔ مروی ہے ابی قلابہ سے کہ عمر بن الخطاب ایک شخص پر گزرے جو ایک کتاب پڑھ رہا تھا تو تھوڑی دیر آپ نے اس کو کان لگا کر سنا تو آپ کو اچھا معلوم ہوا۔ پھر اُس شخص سے کہا کہ کیا اس کتاب میں سے تو مجھے لکھ دے گا؟ اس نے کہا کہ ہاں! تو ایک چمڑا خرید کر لائے پھر اس کو (لکھنے کے قابل) تیار کیا اور اس کے پاس لے کر پہنچے۔ اُس نے اس کے باہر اور اندر کی طرف لکھ دیا۔ پھر اُس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور اس کو آپ کے سامنے پڑھنا شروع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونا شروع ہوا تو انصار میں کے ایک شخص نے اس تحریر پر ہاتھ مارا اور کہا اے ابن الخطاب تیری ماں تجھے روئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو آج دیکھتا نہیں اور تو یہ تحریر پڑھتا چلا جارہا ہے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ میں فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ کو جامع کلمات عطا کئے گئے اور ان کے فواتح اور میرے لئے کلام کو خوب طور پر مختصر کردیا گیا تو تمھیں یہ بے پرواہی سے چوک جانے والے کہیں ہلاک نہ کردیں

لے یعنی قرآن عطا کیا گیا جو آسان الفاظ اور معانی کثیرہ کا مجموعہ ہے [illegible] [illegible] [illegible]

قال اللہ تعالیٰ الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِیْۤ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۙ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ یَوْمَىٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۙ اینجا قراء مختلف اند بعضے غَلَبَتْ بصیغۂ معلوم و سَیُغْلَبُوْنَ بصیغۂ مجہول خوانند و بعضے غُلِبَتْ بصیغۂ مجہول و سَیَغْلِبُوْنَ بصیغۂ معلوم تلاوت کردہ اند۔ در وجہ اول بشارت است بفتح مسلمین روم را و آن در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع نشد بلکہ در زمان شیخین صورت گرفت و انجاز مواعید الٰہی بر دست خلیفہ یکے از خواص خلافت خاصہ است۔ اخرج الترمذی و الحاکم و صححہ عن ابن عباسؓ فی قولہ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ قال غُلبت و غَلبت قال کان المشرکون یحبون ان تظہر فارس علی الروم لانہم اصحاب اوثان و کان المسلمون یحبون ان تظہر الروم علی فارس لانہم اصحاب کتاب فذکروہ لابی بکر فذکرہ ابو بکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انہم سیغلبون فذکرہ ابو بکر لہم فقالوا اجعل بیننا و بینک اجلا فان ظہرنا کان لنا کذا و کذا و ان ظہرتم کان لکم کذا و کذا فجعل بینہم اجلا خمس سنین

آیات سورۃ الروم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ وغیرہ الآیۃ (۳۰: ۱-۴)

ترجمہ: اہل روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہوگئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سال (یعنی تین سے نو سال کے اندر) میں غالب آجاویں گے پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی اور اس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی امداد پر خوش ہوں گے وہ جس کو چاہے غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے رحیم ہے۔ یہاں قراء میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت غَلَبَتْ بصیغہ معروف پڑھتی ہے اور سَیُغْلَبُوْنَ بصیغہ مجہول اور ایک جماعت غُلِبَتْ بصیغہ مجہول اور سَیَغْلِبُوْنَ بصیغہ معروف تلاوت کرتی ہے۔ پہلی صورت میں یہ اس امر کی بشارت ہے کہ مسلمان روم کو فتح کریں گے اور یہ بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں واقع نہیں ہوئی بلکہ شیخین کے زمانہ میں پوری ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا پورا ہونا خلیفہ کے ہاتھ پر خلافت خاصہ کے خواص میں سے ہے۔ تخریج کیا ترمذی نے اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے، مروی ہے ابن عباسؓ سے آیت الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ کے بارے میں غُلِبَتْ اور غَلَبَتْ (یعنی غالب ہوئے اور مغلوب ہوئے) فرمایا کہ مشرکین پسند کرتے تھے کہ فارس غالب آجائے روم پر کیونکہ فارس کے لوگ بھی بتوں والے تھے اور مسلمان پسند کرتے تھے کہ روم کی فتح ہو فارس پر کیونکہ روم والے اصحاب کتاب تھے۔ اس کا ذکر لوگوں نے ابوبکرؓ سے کیا اور ابوبکرؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ اہل روم عنقریب غالب ہو جائیں گے۔ اس کا ذکر ابوبکرؓ نے مشرکین سے کر دیا۔ انھوں نے کہا ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت معین کر لو اگر ہم غالب آئے (یعنی بحضور کسریٰ کی فتح ہوئی) تو ہمارا حق ہوگا اتنا اور اتنا یہ آپ کو دینا ہوگا اور اگر تم غالب آگئے (یعنی روم کی فتح ہوئی) تو تمہارا حق ہوگا اتنا اور اتنا (یہ ہم آپ کو دیں گے) اس کے بعد ابوبکرؓ نے ان سے پانچ سال کی مدت مقرر کر دی (اس

فلم يظهروا فذكر ذلك ابو بكر لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال الا جعلته اراه قال دون العشرة فظهرت الروم بعد ذلك فذلك قول الم غلبت الروم فغلبت ثم غلبت بعد لقول الله لله الامر من قبل ومن بعد ويومئذ يفرح المؤمنون بنصر الله قال سفيان سمعت انهم ظهروا عليهم يوم بدر ولهذا الحديث طرق متعددة مستفيضة عن ابن مسعود والبراء بن عازب ونيار بن مكرم الاسلمي ورواه ايضا مرسلا الزهري وقتادة وعكرمة عن ابن عباس قال قال عمر اما الحمد فقد عرفناه فقد يحمده الخلائق بعضهم بعضا واما لا اله الا الله فقد عرفناها فقد عبدت الالهة من دون الله واما الله اكبر فقد يكبر المصلي واما سبحان الله فما هو فقال رجل من القوم الله اعلم فقال عمر قد شقي عمر ان لم يكن يعلم ان الله اعلم فقال علي يا امير المؤمنين اسم ممنوع ان ينتحله احد من الخلائق واليه مفزع الخلق واحب ان يقال له فقال هو كذلك اخرج مسلم عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ترك قتلى بدر ثلثة ايام حتى جيفوا ثم اتاهم

وقت میں) روم والے غالب نہیں آئے۔ پھر ابوبکرؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ یہ فرمایا تھا کہ تم نے "دس برس سے کم" کیوں نہ مقرر کی (بضع کا لفظ بضعہ کا اطلاق تین سے نو تک ہوتا ہے) پھر اس کے بعد روم والے غالب آگئے۔ تو یہ ہے مطلب حق تعالیٰ کے ارشاد الم ہ غلبت الروم کا کہ وہ مغلوب ہوئے پھر بعد میں غالب ہوئے جس کی وجہ یہ ارشاد ہے للہ الامر من قبل الخ (ترجمہ شروع میں لکھا جا چکا) سفیانؒ نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ (رومی) ان (فارسیوں) پر بدر کی فتح کے دن غالب ہوئے تھے۔ اور اس حدیث کے متعدد مستفیضہ طرق ہیں یعنی مروی ہیں ابن مسعودؓ سے اور براءؓ بن عازب اور نیارؓ بن مکرم اسلمی سے اور اس کو زہریؒ نے مرسلاً روایت کیا ہے اور قتادہؒ اور عکرمہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا انھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ نے (جماعت صحابہؓ سے) کہا کہ الحمد للہ کو تو ہم پہچانتے ہیں (یعنی حمد کے معنے) کہ خلائق میں سے بعض بعض کی حمد (تعریف) کرتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کو بھی ہم پہچانتے ہیں (یعنی اس کے معنے) کہ اللہ کے سوا بہت سے الٰہ (یعنی معبودوں) کی پرستش ہوتی تھی۔ اور رہا اللہ اکبر سو وہ تو ظاہر ہی ہے) ہر نماز پڑھنے والا تکبیر کہتا ہے (آپ صاحبان یہ بتائیں کہ) سبحان اللہ کیا ہے؟ تو قوم میں سے ایک شخص نے کہا اللہ اعلم۔ تو عمرؓ نے کہا کہ بڑا بدبخت ہوگا عمرؓ اگر اس کو اتنی بھی خبر نہ ہو کہ اللہ اعلم (اللہ سب سے بڑا عالم ہے) پھر علیؓ نے کہا کہ اے امیرالمومنینؓ یہ اسم ہے (جس کا مفہوم یہ ہے کہ) ممنوع ہے کہ خلائق میں سے کوئی اس کی کسی صفت کو اپنی طرف منسوب کرے (یا اپنی صفات مختصہ میں اس کو شریک کرے مثلاً یہ کہے کہ میرا باپ فلاں کا) اور اسی کی طرف گھبراہٹ کے وقت تمام خلق رجوع ہوتی ہے اور وہ یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کو ایسا کہا جائے تو فرمایا کہ ہاں یہی مطلب ہے جو تم نے بیان کیا۔ اخراج کیا مسلم نے۔ مروی ہے انسؓ بن مالک سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھوڑے رکھا بدر کے مقتولوں کو تین دن یہاں تک کہ مردار ہوگئے (یعنی جسم سڑنے لگا) پھر ان کے پاس آئے

فقام فناداهم فقال یا امیة بن خلف یا ابا جهل بن هشام یا عتبة بن ربیعة هل وجدتم ما وعدکم ربکم حقا فسمع صوته عمر فقال یا رسول الله تنادیهم بعد ثلاث وهل یسمعون یقول الله انک لا تسمع الموتی فقال والذی نفسی بیده ما انتم باسمع منهم ولکنهم لا یطیقون ان یجیبوا ۔ و روی مثله من ابن عمرؓ ۔

قال الله تعالی الٓمّٓ ۚ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۙ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ الی اربع آیات بعدها ۔

تقریر گوید خدای تعالی در سورۂ لقمان تباین مراتب سعداء و اشقیاء بیان مے فرماید و لابد هر دو فریق در وقت نزول سورۂ لقمان موجود بودند و این سوره کشف است مجمعے را احسان کہ صفت کاشفۂ آن اقامت صلوٰۃ است و ایتاء زکوٰۃ و یقین کردن است بآخرت اثبات مے فرماید

اور کھڑے ہوئے پھر ان کو پکار کر فرمایا کہ اے امیہ بن خلف! اے ابو جہل بن ہشام! اے عتبہ بن ربیعہ! کیا تم نے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا اس کو سچا پایا؟ آپ کی یہ آواز عمرؓ نے سن لی تو آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ ان کو تین دن کے بعد آواز دے رہے ہیں اور کیا یہ سن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (۲۷: ۸۰) آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔ تو آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور اسی کی مانند روایت کیا گیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے۔

آیاتِ سورۂ لقمان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا الٓمّٓ ۚ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ۙ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ان کے بعد کی چار آیات تک۔ (۳۱: ۱ تا ۴) الٓمّٓ۔ یہ آیتیں ایک پرحکمت کتاب کی ہیں جو کہ ہدایت اور رحمت ہے نیک کاروں کے لئے جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے رب کے سیدھے راستہ پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور بعض آدمی ایسا (بھی) ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو (اللہ سے) غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اس کی ہنسی اڑائے ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ اور جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ثقل ہے سو اس کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ سورۂ لقمان میں اہل سعادت اور اہل شقاوت لوگوں کے مراتب کا متفاوت ہونا بیان فرماتے ہیں اور یہ ضروری ہے کہ دونوں فریق سورۂ لقمان کے نزول کے وقت موجود ہوں۔ اور یہ سورت کہتی ہے۔ ایک جماعت کے لئے احسان جس کو بیان کرنے والی صفت نماز کو قائم کرنا ہے اور زکوٰۃ ادا کرنا اور آخرت پر یقین کرنا ثابت فرماتے ہیں۔

ور قرآن را ہدایت و رحمت برائے ایشان می سازد و فلاح و وعدۂ جنت ایشان را می دہد و جمعے دیگر را اشتراء لہو الحدیث و اضلال و استہزاء بآیات اللہ و استکبار از قبول قرآن بر دامن می بندد آز فقیر می گوید کہ این آیات تشریف عظیم است برائے سابق مومنین از مہاجرین اولین کہ در وقت نزول سورۂ لقمان بشرف اسلام و معارضہ بالکفار موصوف و مشہور بودند و تاکید بہ این تفصیل۔

قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ

فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالیٰ می فرماید و ہر آئینہ دادیم موسیٰ را کتاب پس مباش در شبہ از بہ خوردن آن کتاب مراد از کتاب اول تورات است و از کتاب ثانی قرآن عظیم و اینجا استخدام کردنی است، زیرا کہ ضمیر بکار برده شده تو جَعَلْنَاهُ هُدًى و ساختیم تورات را ہدایت برای بنی اسرائیل و ساختیم از بنی اسرائیل پیشوایانی کہ راہ می نمودند بتوفیق ما چون صبر کردند و بآیات ما

اور ان کے لئے قرآن کو ہدایت و رحمت قرار دیتے ہیں اور ان کو فلاح کا اور جنت کا وعدہ دیتے ہیں۔ اور دوسری جماعت کے دامن سے بیہودہ باتوں کی خریداری اور اضلال (یعنی دوسروں کو گمراہ کرنا) اور اللہ کی آیات کے ساتھ مسخراپن اور قرآن کو قبول کرنے سے انکار (یعنی تکبر کے ساتھ نہ ماننا) وابستہ فرماتے ہیں۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ ان آیات میں مومنین سابقین کے جو مہاجرین اولین تھے بہت بڑے شرف کا اظہار ہے جو کہ سورۂ لقمان کے نزول کے وقت اسلام کے شرف اور کفار کے ساتھ معارضہ (یعنی گفت و شنید و باہم مخاصم) کرنے کے ساتھ موصوف اور مشہور تھے جو کہ سب ہی جانتے ہیں اب ان کی فضیلت تسلیم کرنے میں کیا رکاوٹ ہے۔

آیات سورۂ الم السجدہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ الخ (۲۳ – ۲۴):

۲۳-۲۴ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی سو آپ اس کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجئے اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے موجب ہدایت بنایا تھا اور ہم نے ان میں جب کہ انہوں نے صبر کیا بہت سے پیشوا بنا دیئے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے اور وہ لوگ ہماری آیتوں کا یقین رکھتے تھے۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی پس نہ ہو بیچ شبہ میں کتاب کے ملنے سے کتاب اول سے مراد توریت ہے اور کتاب ثانی سے قرآن عظیم ہے اور یہاں صنعت استخدام کا استعمال کیا ہے جو ایک فن ہے جیسا کہ ہے وَجَعَلْنَاهُ هُدًى اور ہم نے توریت کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت بنایا اور بنی اسرائیل میں سے پیشوا بنائے کہ راہ دکھاتے تھے ہماری توفیق سے جب انہوں نے صبر کیا اور ہماری آیات کا

۱ صنعت استخدام یہ ہے کہ کسی لفظ کے دو معنی ہوں ایک معنی تو اس لفظ سے مراد لیں اور دوسرے معنی اس کی ضمیر سے مراد ہوں جو اس لفظ کی طرف راجع ہو [illegible] ... ہی کی طرف مشتمل ہے۔ وہ یہاں بھی ایسی ہے ۲ مترجم [illegible]

یقین می آوردند باز فقیر میگوید خدای تعالیٰ در اول کلام ذکر مؤمنین کاملین فرمود إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بعد ازاں فرق در معاد این جماعہ و معاد جماعہ کہ طرف مقابل ایشان واقع شد ارشاد نمود أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ بعد ازاں تشبیہ داد حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحالت حضرت موسیٰ کہ پیش ازیں بحضرت موسیٰ توریت دادیم وآں را سبب ہدایت بنی اسرائیل گردانیدیم پس اگر ترا قرآن دادیم وآں را ہدایت امت تو گردانیم محل استبعاد نیست و از بنی اسرائیل جمعے را امام ساختیم چون استحقاق امامت پیدا کردند بصبر بر مشاق جہاد و مخاصمت کفار و بقوت یقین پس اگر از مؤمنین کاملین جمعے را از امت تو امام سازیم و بدست ایشان عالمے را ہدایت گردانیم جائے تعجب نیست و درین آیت بحسب سیاق و سباق اشارتیست خفی بانکہ جماعہ از امت مرحومہ امام خواہند بود

گرد حسن دل آشیانِ مرغِ خالی
عطرہا موجود کہ چند مشام بزم تو آلیک

قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ

یقین لاتے تھے۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اول کلام میں مومنین کاملین کا ذکر فرمایا إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا اس کے بعد اس جماعت کی اور اس جماعت کی آخرت کا انجام ارشاد فرماتے ہیں جو اس کی سمت مقابل میں واقع ہوتی ہے أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حالت سے تشبیہ دی کہ جس طرح پہلے ہم نے حضرت موسیٰ کو توریت دی اور اس کو بنی اسرائیل کی ہدایت کا سبب بنایا تو اگر ہم نے تم کو قرآن دیا اور اس کو امت کے لئے ہدایت کا سبب بنایا تو اس میں کوئی استبعاد کا موقع نہیں ہے۔ اور ہم نے بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت کو امام بنایا جب انہوں نے جہاد کی مشقتوں پر اور کفار کے جھگڑوں پر صبر کرکے اور قوت یقین حاصل کرکے امامت کا استحقاق حاصل کر لیا تھا پس اگر آپ کی امت میں سے مومنین کاملین کی ایک جماعت کو ہم امام بنا دیں اور ان کے ہاتھ سے ہم ایک عالم کو راہ ہدایت پر لے آئیں تو محل تعجب نہیں ہے۔ اور اس آیت میں سیاق اور سباق کے اعتبار سے ایک اشارۂ مخفی اس امر کا موجود ہے کہ اس امت مرحومہ کی ایک جماعت ائمہ بنیں گی مگر اس اشارۂ خفی کو سمجھنے کے لئے خاص ذوق چاہئے۔ یہ کام ہر عامی نگاہ نہیں کر سکتی (بقول شاعر)

حسن کی چکور پر مرنے کی جگہ میں (پھنسنے کے لئے) ایک آشیانہ
رکھتی ہے لیکن ہر آنکھ اس کو کب دیکھ پاتی ہے یہ تو ناک کی گہرائی کا کام ہے
(وہی اس کو خوشبو نکالنے کی قوت رکھتی ہے)۔

آیات سورۂ احزاب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ (۲۲ تا ۲۴)

اور جب ایمانداروں نے ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جس کی ہم کو اللہ و رسول نے خبر دی تھی اور اللہ و رسول نے سچ کہ فرمایا تھا اور اس سے ان کے ایمان اور اطاعت میں اور ترقی ہوگئی ان مومنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے پھر بعض تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض ان میں مشتاق ہیں اور انتظار

وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝ لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ تقریر کردیم کہ معنی این آیت در قصہ احزاب نازل شدہ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ یعنی چون دیدند مسلمانان افواج مشرکین را گفتند این است آنچہ وعدہ داد ما را خدا و رسول او و راست فرمود خدا و رسول او و نیفزود ایشان را آمدن افواج مشرکین مگر یقین ایشان مگر باور داشتن و گردن نہادن یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر دادہ بود کہ چند روز از دست کفار رنج بسیار خواہد رسید بعد از آن فتح و نصرت نصیب شما خواہد شد وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ چون مومنان اجتماع کفار دیدند دانستند کہ نصفی از موعود ایشان رسید و توقع نصف ثانی در دل ایشان مستحکم شد مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ از مسلمانان جمعی ہستند کہ راست کردند با خدا آنچہ بر آن عہد بستہ بودند با خدای عز وجل یعنی ثبات قدم در مواطن حرب اختیار نمودند پس از ایشان کسی ہست کہ تمام رسانید نذر خود را و از ایشان کسی ہست کہ انتظار میکشد تمامی نذر خود را یعنی متیقن و مومنین با خدا عہد بستند کہ در اعلاء کلمۃ اللہ سعی بلیغ بکار برند و در مواقع حرب ثابت قدم باشند پس گروہی از ایشان آنچہ کردنی بود کردہ و بانجام رسانیدہ یعنی شہید شدند یا غیر از اعلاء کلمۃ اللہ کہ بوقوع آمد نصیب ایشان چیزی دیگر نگردید ایشان دیگری ہستند باقی کہ منتظر اعلاء کلمۃ اللہ ہستند یعنی باقی اند بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] باز تقریر کردیم [illegible] آیات تشریف عظیم است

تا آخر "اور تبدیل نہیں کیا" یہ واقعہ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقین کو چاہے سزا دے یا چاہے ان کو توبہ کی توفیق دے، بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔ تقریر ملی مذکور ہے کہ یہ آیت قصہ احزاب میں نازل ہوئی۔ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ اور جب دیکھا مسلمانوں نے افواج مشرکین کو تو بولے کہ یہ ہے وہ جس کا وعدہ کیا تھا ہم سے خدا نے اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا خدا نے اور اس کے رسول نے اور زیادہ نہ کیا افواج مشرکین کی آمد نے ان کے حق میں مگر یقین اور گردن جھکا دینا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ چند دن کافروں کے ہاتھ سے مسلمانوں کو سختی پیش آئے گی۔ اس کے بعد فتح و نصرت تمہارے حصہ میں آئے گی وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا (آل عمران: ۱۴۰) اور ہم ان ایام کو ان لوگوں کے درمیان الٹتے پلٹتے رہا کرتے ہیں۔ جب مومنین نے کفار کا اجتماع دیکھا تو جان لیا کہ جو وعدہ کیا گیا تھا اس کا آدھا حصہ پورا ہو گیا تو دوسرے آدھے کی توقع ان کے دلوں میں مستحکم ہو گئی۔ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ مسلمانوں میں سے ایک جماعت ہے کہ انھوں نے سچا کر دکھایا خدا کے ساتھ وہ عہد جو انھوں نے کیا تھا خدائے عزوجل سے۔ یعنی انھوں نے جنگ کے مواقع میں ثابت قدمی اختیار کی۔ پس ان میں ایسا بھی کوئی شخص ہے جس نے پورا کر دیا اپنی نذر کو اور ان میں ایسا شخص بھی ہے کہ انتظار کر رہا ہے اپنی نذر کے پورا ہونے کا۔ یعنی مومنین اہل حق نے خدا کے ساتھ یہ عہد کیا کہ اعلاء کلمۃ اللہ میں وہ بہتر کوشش کریں گے اور جنگ کے مواقع میں ثابت قدم رہیں گے تو ان میں سے ایک گروہ نے جو کرنا مناسب تھا وہ کیا اور اختتام کو پہنچا دیا یعنی شہید ہو گئے۔ اور دوسری توجیہ یہ ہے یا اعلاء کلمۃ اللہ کے سوا جو وقوع میں آگیا ان کے نصیب میں اور کوئی چیز نہیں تھی اگرچہ باقی ہے اور ایک گروہ ایسا ہے دوسرا وہ اعلاء کلمۃ اللہ کے انتظار میں ہیں یعنی باقی بچے ملے ہیں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد (خدمت) اسلام کی مدد کی۔ پھر تقریر کیا کہ ان آیات میں اس جماعت کے لئے بڑی بزرگی کا اظہار ہے

پرداز چنانچه در غزوهٔ احزاب کما هو او بالفعل استقامت نمودند و بذل جهد در جهاد کردند و بیشک خلفاء از ان جماعه بودند و اشاره نفیسه است باآنکه هنوز کارها در پیش است و از جمله سعی بلیغ دران کار ظهور خواهد رسید. أخرج البخاري ومسلم عن ابن عباس ان عمر قام فحمد الله واثنى عليه ثم قال يا ايها الناس لا تخدعن عن آية الرجم فانها انزلت في كتاب الله وقرأناها ولكنها ذهبت في قرآن كثير ذهب مع محمد صلى الله عليه وسلم وآية ذلك ان النبي صلى الله عليه وسلم قد رجم وان ابا بكر قد رجم ورجمنا بعدهما وانه سيجيء قوم من هذه الامة يكذبون بالرجم وروي ذلك عن عبد الرحمن بن عوف وسعيد بن المسيب وزيد بن اسلم. عن كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف المزني عن ابيه عن جده قال خط رسول الله صلى الله عليه وسلم الخندق عام الاحزاب فخرجت لنا من الخندق صخرة بيضاء مدورة فكسرت حديدنا وشقت علينا فشكونا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخذ المعول من سلمان فضرب الصخرة ضربة صدعها وبرقت منها برقة اضاء ما بين لابتي المدينة حتى لكأن مصباحا في جوف بيت مظلم فكبر رسول الله صلى الله عليه وسلم

جس نے غزوہ احزاب میں کما ہو اور بالفعل استقامت دکھائی اور جہاد میں پوری کوشش صرف کی اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خلفاء اس جماعت میں شامل تھے اور اس میں اس طرف ایک اشارہ خفیہ موجود ہے کہ ابھی بہت سے کام درپیش ہیں اور ایک جماعت سے ان کی انجام دہی میں سعی بلیغ کا ظہور ہوگا۔ اخرج البخاری و مسلم نے مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ عمرؓ کھڑے ہوئے پھر اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا اے لوگو! آیت رجم (الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم) کی طرف سے تم دھوکے میں نہ پڑنا کیونکہ وہ کتاب اللہ میں نازل ہوئی ہے اور ہم نے اس کی قراءت کی ہے اور وہ جاتی رہی ہے بہت سے قرآن سے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلی گئی اور اس کی نشانی یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ابوبکرؓ نے رجم کیا اور ان دونوں کے بعد میں نے رجم کیا اور عنقریب ایسی قوم اس امت میں نکلے گی جو رجم کی تکذیب کرے گی۔ اور روایت کی گئی ہے یہ عبدالرحمن بن عوف اور سعید بن المسیب اور زید بن اسلم سے۔ مروی ہے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی سے کہ وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ عبداللہ سے اور وہ ان کے دادا عمرو بن عوف سے کہ کھودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق غزوۂ احزاب کے سال میں تو ہمارے سامنے ایک ایسی چٹان نکل آئی جو کہ سفید اور گول تھی تو ہمارے لوہے ٹیڑھے ہو گئے اور ہم پر اس کا توڑنا دشوار ہوگیا تو ہم شکایت لے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آپ نے سلمانؓ سے کدال لی اور چٹان پر ایسی ضرب لگائی جس سے اس میں شگاف پڑ گیا اور اس سے ایک ایسی بجلی چمکی جس سے مدینہ کی دونوں کالی پتھریلی زمینوں کا درمیانی حصہ روشن ہوگیا یہاں تک کہ گویا ایک چراغ روشن ہوگیا اندھیری رات کے درمیانی حصہ میں، تو تکبیر کہی (یعنی اللہ اکبر کہا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

۱؎ یہاں قراءت سے مراد تلاوت ہے [illegible] ۲؎ مطلب یہ ہے کہ منسوخ التلاوۃ [illegible]
قرآن میں اس کا [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] ۳؎ [illegible]
[illegible]

فکبّر المسلمون ثم ضربها الثانية فصدعها
وبرق منها برقة اضاء ما بين لابتيها فكبّر
وكبّر المسلمون ثم ضربها الثالثة فكسرها
وبرق منها برقة اضاء ما بين لابتيها
فكبّر وكبّر المسلمون فسألناه فقال اضاء
لي في الأولى قصور الحيرة ومدائن
كسرى كأنها انياب الكلاب فأخبرني
جبريل ان امتي ظاهرة عليها
واضاء لي في الثانية قصور
الحمر من ارض الروم كأنها
انياب الكلاب واخبرني جبريل
ان امتي ظاهرة عليها و
اضاء لي في الثالثة قصور
صنعاء كأنها انياب الكلاب
واخبرني جبريل ان امتي ظاهرة
عليها فأبشروا بالنصر فاستبشر
المسلمون وقالوا الحمد لله موعد
صادق بأن وعدنا النصر
بعد الحصر فطلعت الأحزاب فقال
المسلمون هذا ما وعدنا الله و
رسوله وصدق الله ورسوله
وما زادهم الا ايمانا وتسليما
وقال المنافقون الا تعجبون يحدثكم
ويمنيكم ويعدكم الباطل انه
ينظر من يثرب قصور الحيرة
ومدائن كسرى وانها تفتح
لكم وانتم تحفرون الخندق ولا
تستطيعون ان تبرزوا وانزل
القرآن واذ يقول المنافقون والذين في قلوبهم مرض

اور جب مسلمانوں نے پھر آپ نے اس پر دوسری ضرب لگائی اور
اس کو توڑ دیا پھر اس میں سے ایسی بجلی چمکی جس نے مدینہ کے اس
میدان کو جو لابتین کے درمیان ہے روشن کر دیا تو آپ نے اور سب
مسلمانوں نے تکبیر کہی۔ پھر آپ نے اس پر تیسری مرتبہ ضرب لگائی
اور اس کے ٹکڑے کر دیئے پھر اس میں سے ایسی بجلی چمکی جس نے
لابتین مدینہ کے درمیان کے میدان کو روشن کر دیا۔ پھر آپ نے اور
مسلمانوں نے تکبیر کہی۔ اس کے بعد ہم نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے
فرمایا کہ پہلی مرتبہ میں تو میرے لئے حیرہ کے قصور (شاہی محل) اور مدائن
کے اور کسریٰ کے روشن ہو گئے یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کتوں کے
دانت ہیں اور مجھ کو جبرئیل نے خبر دی کہ میری امت ان کو فتح کرنے
والی ہے اور دوسری مرتبہ میں میرے لئے سرخ محل روشن ہوئے روم
کی زمین کے گویا کہ وہ کتوں کے دانت ہیں اور مجھ کو جبرئیل نے خبر
دی کہ میری امت ان کو فتح کرنے والی ہے اور تیسری مرتبہ میں محل
صنعاء کے گویا کہ وہ کتوں کے دانت ہیں۔ اور جبرئیل نے خبر دی کہ
میری امت ان کو فتح کرنے والی ہے۔ تو بشارت ہے تم کو (اللہ
کی) مدد کی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے ایک دوسرے کو خوش خبری
سنائی اور انہوں نے کہا الحمد للہ یہ وعدہ ہے جو ہم سے محصور
ہونے کے بعد مدد دینے کا فرمایا ہے۔ پھر احزاب نظر آئے (جو حملہ
کرنے کے لئے آ رہے تھے) تو مسلمانوں نے کہا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا
اللّٰہُ الخ یعنی یہ وہی ہے جس کی ہم کو اللہ اور اس کے رسول نے
خبر دی تھی اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس سے
ان کے ایمان اور اطاعت میں اور ترقی ہو گئی۔ اور منافقوں نے
کہا تم کو یہ بات عجیب نہیں معلوم ہوتی کہ وہ تم سے باتیں بناتا
ہے اور وعدے کر رہا ہے اور بے بنیاد تمناؤں میں ڈال رہا ہے۔
وہ دیکھ رہا ہے یثرب (مدینہ) سے حیرہ کے محلوں کو اور مدائن کسریٰ
کو اور وہ تمہارے لئے فتح ہو جائیں گے اور حال یہ ہے کہ تم خندق
کھود رہے ہو اور تم میں طاقت نہیں کہ ان سے مقابلہ کر لو۔ اس پر
قرآن میں نازل ہوا وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ الخ (۳۳ : ۱۲)
اور جب کہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے

انت بالفقه من قبلي ثم حتى جئته

قال اقبل ابوبكر يستأذن على رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس ببابه جلوس والنبي صلى الله عليه وسلم جالس فلم يؤذن له ثم اقبل عمر فاستأذن فلم يؤذن له ثم اذن لابي بكر وعمر فدخلا والنبي صلى الله عليه وسلم جالس وحوله نساؤه وهو ساكت فقال عمر لأكلمن النبي صلى الله عليه وسلم لعله يضحك فقال عمر يا رسول الله لو رأيت ابنة زيد امرأة عمر سألتني النفقة آنفا فوجأت عنقها فضحك النبي صلى الله عليه وسلم حتى بدا ناجذه وقال هن حولي يسألنني النفقة فقام ابوبكر الى عائشة ليضربها وقام عمر الى حفصة كلاهما يقولان تسألان النبي صلى الله عليه وسلم ما ليس عنده فنهاهما رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلن والله لا نسأل رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد هذا المجلس ما ليس عنده قال وانزل الله الخيار فبدأ بعائشة فقال اني ذاكر لك امرا ما احب ان تعجلي فيه حتى تستأمري ابويك قالت ما هو قال فتلا عليها يا ايها النبي قل لازواجك الآية

تم نے ظلم کیا! ان لوگوں میں سے ہو جو اپنی نذر پوری کر چکے (یعنی اللہ پر جان قربان کرنے کا عہد تم پورا کر چکے ہو)۔ حضرت جابرؓ سے انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر میں آنے کی اجازت چاہی اور لوگ آپ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اندر) بیٹھے تھے تو ان کو اجازت نہ ملی۔ پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اجازت طلب کی تو ان کو بھی اجازت نہ ملی۔ پھر کچھ دیر کے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں کو اجازت مل گئی اور یہ دونوں گھر میں داخل ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور آپ کے گرد آپ کی سب بیبیاں بیٹھی تھیں اور آپ خاموش تھے تو عمرؓ نے سوچا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات کہوں جس سے آپ کو ہنسی آجائے، سو انھوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ دیکھتے زید کی بیٹی یعنی عمر کی عورت کو اگر وہ مجھ سے ابھی نفقہ کا سوال کرتی تو میں اسے (نفقہ اس طرح دیتا کہ) اس کی گردن پر ایک گھونسہ رسید کرتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ کے دانت کھل گئے۔ اور آپ نے فرمایا یہ میرے گرد بیٹھی ہیں مجھ سے نفقہ طلب کر رہی ہیں تو ابوبکرؓ اٹھے اور عائشہؓ کی طرف ان کو مارنے کے لئے بڑھے اور عمرؓ حفصہؓ کی طرف اور دونوں یہ کہتے تھے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتی ہو ایسی چیز کا جو ان کے پاس نہیں ہے۔ تو ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا۔ پھر آپ کی سب ازواج نے کہا: اللہ کی قسم ہم اس مجلس کے بعد کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کا سوال نہ کریں گی جو آپ کے پاس نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اختیار دینے کی آیت نازل کی تو آپ نے ابتدا کی عائشہؓ سے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک امر کا ذکر کرنے والا ہوں میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا کہ تو جواب دینے میں جلدی کرے جب تک اپنے ماں باپ سے مشورہ نہ کر لے۔ عائشہؓ نے کہا وہ کیا ہے تو آپ نے ان کو یہ آیت سنائی یا ایہا النبی قل لازواجک (۳۳: ۲۸) "اے نبی! آپ اپنی بیبیوں سے فرما دیجئے کہ تم اگر دنیوی زندگی (کا عیش) اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال متاع دے دوں"

قالت عائشة أرأيت استأمر أبوي بل أستأمر الله ورسوله وأسألك ألا تذكر لامرأة من نسائك ما اخترت فقال إن الله لم يبعثني معنتا ولكن بعثني معلما ميسرا لا تسألني امرأة منهن عما اخترت إلا أخبرتها. عن عمر قال استعينوا على النساء بالعري إن إحداهن إذا كثرت ثيابها وحسنت زينتها أعجبها الخروج. عن معاذ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أن رجلا سأله فقال أي المجاهدين أعظم أجرا قال أكثرهم لله ذكرا قال فأي الصائمين أعظم أجرا قال أكثرهم لله ذكرا ثم ذكر الصلوة والزكوة والحج والصدقة كل ذلك ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقول أكثرهم لله ذكرا فقال أبو بكر لعمر يا أبا حفص ذهب الذاكرون بكل خير فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أجل. عن مجاهد قال لما نزلت إن الله وملائكته يصلون على النبي قال أبو بكر يا رسول الله ما أنزل الله عليك خيرا إلا أشركنا فيه فنزلت هو الذي يصلي عليكم وملائكته. أخرج الترمذي وحسنه والحاكم وصححه عن أنس أن عمر بن الخطاب

اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ عائشہؓ نے کہا کیا آپ کے بارے میں بھی اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں۔ بلکہ میں اختیار کرتی ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو۔ اور آپ سے سوال کرتی ہوں کہ اپنی بیبیوں میں سے کسی سے ذکر نہ کریں میرے یہ اختیار کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی لغزشوں کا طالب بنا کر نہیں بھیجا۔ مجھے تو تعلیم دینے والا اور بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اُن میں سے جو عورت بھی مجھ سے پوچھے گی کہ تو نے کیا اختیار کیا ہے میں اس کو بتا دوں گا۔ مروی ہے عمرؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ عورتوں کی یہ رعایت رکھو کہ وہ ننگی نہ ہونے پائیں اُن میں عام طور پر ایسی ہیں کہ جب اُن کے پاس بہت سے کپڑے ہو جاتے ہیں اور ان کی زینت کا سامان ہو جاتا ہے تو گھر سے نکلنا چاہتی ہیں۔ مروی ہے معاذؓ سے وہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا پوچھا کہ مجاہدین میں کون بڑے اجر والا ہے۔ فرمایا کہ جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ پھر پوچھا کہ روزہ داروں میں سب سے بڑا اجر کس کا ہے؟ فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے۔ پھر اسی طرح سائل نے ذکر کیا نماز کا اور زکوٰۃ کا اور حج کا اور صدقہ کا ہر ایک کا وہ ذکر کرتا رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے کہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا۔ تو ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا اے ابو حفصؓ پوری خیر ذاکرین ہی لے گئے یہ سُن کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ مروی ہے مجاہدؒ سے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ (۳۳: ۵۶) بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر۔ تو ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ جو خیر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل کی ہم اس میں آپ کے شریک ہوں گے تو یہ آیت نازل ہوئی هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ الخ (۳۳: ۴۳) وہ ایسا (رحیم) ہے کہ وہ (خود بھی) اور اس کے فرشتے (بھی) تم پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں تاکہ حق تعالیٰ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آئے اور اللہ تعالیٰ مومنین پر مہربان ہے۔ اخراج کیا ترمذی نے اور اس کو حسن کہا اور حاکم نے اور صحیح کہا۔ مروی ہے انسؓ سے کہ عمر بن خطابؓ

قالت خطبني رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعتذرت إليه فعذرني فأنزل الله يا أيها النبي إنا أحللنا لك إلى قوله اللاتي هاجرن معك قالت فلم أكن أحل له لأني لم أهاجر معه كنت من الطلقاء وعن أبي صالح مولى أم هانئ قال خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم أم هانئ بنت أبي طالب فقالت يا رسول الله إني مؤتمة وبني صغار فلما أدرك بنوها عرضت نفسها عليه فقال أما الآن فلا إن الله أنزل علي يا أيها النبي إنا أحللنا لك أزواجك إلى قوله اللاتي هاجرن معك ولم تكن من المهاجرات حتى الحق قال قال عمر بن الخطاب يا رسول الله يدخل عليك البر والفاجر فلو أمرت أمهات المؤمنين بالحجاب فأنزل الله آية الحجاب عن ابن عباس قال دخل رجل على النبي صلى الله عليه وسلم فأطال الجلوس فقام النبي صلى الله عليه وسلم مراراً كي يتبعه ويقوم فلم يفعل فدخل عمر فرأى الكراهية في وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم لقعوده فقال لعلك آذيت النبي صلى الله عليه وسلم لقد أراد فقام فقال النبي صلى الله عليه وسلم

کہا کہ مجھے پیغام دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو میں نے آپ سے عذر کر دیا اور آپ نے میرا عذر قبول کیا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ سے ھَاجَرْنَ مَعَکَ تک (۲۲-۵۰) اے نبی ہم نے آپ کے لئے آپ کی یہ بیبیاں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری ملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے غنیمت میں آپ کو دلوادی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہو۔ تو میں آپ کے لئے حلال نہ ہو سکتی کیونکہ میں نے آپ کے ساتھ ہجرت نہیں کی تھی۔ میں آزاد کی ہوئی عورتوں میں سے تھی (یعنی اسیروں کے)۔ اور ابو صالح آزاد کردہ ام ہانی سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ پیغام نکاح دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ہانی بنت ابی طالب کو تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں یتیم بچوں والی ہوں اور میرے بچے چھوٹے ہیں (آپ نے یہ عذر قبول کیا) پھر جب ان کے بچے بڑے ہو گئے تو انھوں نے اپنی ذات کو آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب تو نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے نازل کر دیا ہے یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ سے اللّٰتِیْ ھَاجَرْنَ مَعَکَ تک اور ام ہانی مہاجرات میں سے نہیں تھیں۔ مروی ہے انس سے انھوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے پاس نیک اور بد سب ہی آتے ہیں اچھا ہو کہ آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمائی۔ مروی ہے ابن عباس سے انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے بیٹھک لمبی کر دی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کئی مرتبہ اٹھے تاکہ وہ بھی آپ کے ساتھ ساتھ اٹھ کھڑا ہو مگر وہ نہ اٹھا۔ پھر عمر آگئے اور انھوں نے اس شخص کو دیکھا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے ناگواری کو پہچانا اس کی طرف نشست کی وجہ سے تو کہا کہ شاید تم نے تکلیف پہنچائی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پھر وہ شخص سمجھا اور اٹھ گیا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

فقد همت مرارا ان يحتجبن فلم
يفعل فقال عمر لو اتخذت
حجابا فان نساءك لسن
كسائر النساء وهو اطهر
لقلوبهن فانزل الله يا ايها
الذين آمنوا لا تدخلوا بيوت
النبي الآية فارسل الى
عمر فاخبره بذلك وعن
عائشة قالت كنت آكل مع
النبي صلى الله عليه وسلم
في قعب فمر عمر فدعاه
فاكل فاصابت اصبعه اصبعي
فقال عمر أوه لو اطاع
فيكن ما رأتكن عين فنزلت
آية الحجاب وعن
عائشة ان ازواج النبي
صلى الله عليه وسلم
كن يخرجن بالليل اذا
تبرزن الى المناصع و
هو صعيد افيح وكان عمر
ابن الخطاب يقول لرسول الله
صلى الله عليه وسلم احجب
نساءك فلم يكن رسول الله
صلى الله عليه وسلم
يفعل فخرجت سودة
بنت زمعة ليلة
العشاء وكانت امرأة
طويلة فناداها عمر بصوته
الا عرفناك

میں کئی مرتبہ چاہا کہ میرے ساتھ یہ بھی اُٹھے مگر آپ نے ایسا نہ کیا۔
تو عمرؓ نے کہا کہ اگر آپ پردہ مقرر فرما دیں تو بہتر ہوگا کیونکہ آپ کی
عورتیں عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں اور پردہ ان کے قلوب
کو بھی پاک رکھنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا یَا اَیُّہَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا الخ (۳۳ : ۵۳) اے ایمان والو
نبی کے گھروں میں (بے بلائے) مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو
کھانے کے لئے اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے
منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جائے (کہ کھانا تیار ہے) تب جایا
کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی
لگا کر نہ بیٹھے رہا کرو۔ اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے
سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف صاف بات
کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو
پردے کے باہر سے مانگا کرو یہ بات (ہمیشہ کے لئے) تمہارے دلوں
اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے اور تم کو جائز نہیں
کہ رسول کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپ کے بعد آپ کی
بیبیوں سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری [illegible]
کی بات ہے۔ تو آپ نے عمرؓ کو بلایا اور اس کی خبر دی۔ اور
مروی ہے عائشہؓ سے انہوں نے فرمایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ ایک بڑی پلیٹ میں کھا رہی تھی کہ عمرؓ کا گزر ہوا
تو آپ نے ان کو بلایا۔ انہوں نے بھی کھانا شروع کیا۔ اسی میں
ان کی انگلی میری انگلی کو لگی تو عمرؓ نے کہا "اوہ" اگر میری بات
مانی جائے تو آپ کی ایسی ہونا چاہئے کہ ان کو کوئی آنکھ نہ دیکھے
اس کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج قضائے حاجت کے لئے راتوں میں
مناصع کی طرف جایا کرتی تھیں اور وہ ایک کشادہ زمین تھی اور عمرؓ
ابن الخطاب کہا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
اپنی بیبیوں کا پردہ کرائیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں
کراتے تھے۔ ایک رات میں سودہؓ بنت زمعہ اول شب میں نکلیں وہ
دراز قد کی عورت تھیں تو ان کو عمرؓ نے پکارا اور بلند آواز سے کہا

فود عمر الخطاب يا سودة حرصا على ان ينزل الحجاب فانزل الله الحجاب قال الله تعالى يا ايها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوت النبي الآية. وعن ابن مسعود قال فضل الناس عمر بن الخطاب باربع بذكره الاسارى يوم بدر امر بقتلهم فانزل الله تعالى لولا كتاب من الله سبق الآية وبذكره الحجاب امر نساء النبي صلى الله عليه وسلم ان يحتجبن فقالت له زينب وانك علينا يا ابن الخطاب والوحي ينزل في بيوتنا فانزل الله واذا سألتموهن متاعا فاسألوهن من وراء حجاب وبدعوة النبي صلى الله عليه وسلم اللهم ايد الاسلام بعمر وبرأيه في ابي بكر كان اول الناس بايعه. وعن ابي بكر الصديق قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم فجاءه رجل فسلم فرد النبي صلى الله عليه وسلم واطلق وجهه واجلسه الى جنبه فلما قضى الرجل حاجته نهض فقال النبي صلى الله عليه وسلم يا ابا بكر هذا الرجل يرفع له كل يوم كعمل اهل الارض قلت ولم ذاك قال انه كلما اصبح صلى علي عشر مرات كصلوة الخلق اجمع قلت وما ذاك قال يقول اللهم صل على محمد النبي عدد من صلى عليه

اے سودہؓ ہم نے تجھے پہچان لیا۔ اس سے غرض یہ خواہش کے اظہار کے لئے کہ پردے کا حکم نازل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ آخر تک۔ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ سب لوگوں پر عمرؓ بن الخطاب کو فضیلت دی گئی ہے چار باتوں سے۔ یوم بدر میں قیدیوں کے بارے میں اس تجویز سے جو انھوں نے ذکر کی تھی کہ ان کو قتل کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ الخ (انفال ۶۸) اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔ اور پردہ کی تجویز جو ہے کہ انھوں نے امر کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو کہ پردہ کیا کریں تو ان سے زینبؓ نے کہا کہ اے ابن الخطابؓ تم نے ہم پر بھی غیرت کرنا شروع کر دی حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا (ترجمہ گزر چکا ہے)۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے کہ یا اللہ اسلام کو عمرؓ سے مدد پہنچائیے۔ اور ابوبکرؓ کی خلافت کے بارے میں رائے قائم کرنے کہ وہ پہلے شخص تھے جس نے ابوبکرؓ سے بیعت کی تھی۔ مروی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے انھوں نے کہا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپ کو سلام کیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور آپ کا چہرہ کھل گیا اور آپ نے اس کو اپنے پہلو میں بٹھلایا جب وہ شخص اپنی حاجت پوری کر چکا تو اٹھ گیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ یہ ایسا شخص ہے کہ روزانہ اس کی نیکی (آسمان پر) اٹھائی جاتی ہے جو مثل ہوتی ہے تمام اہل ارض (کی نیکیوں) کے۔ میں نے پوچھا کہ ایسا کیوں ہے؟ فرمایا کہ ہر صبح کو یہ شخص مجھ پر دس مرتبہ ایک درود پڑھتا ہے جو تمام خلق کے درود کے برابر ہو جاتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کونسا درود ہے تو فرمایا وہ یہ کہتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَیْهِ یا اللہ محمد نبی پر اس قدر درود بھیج جو برابر ہو اس تمام درود کے جو آپ

من عليك وصلى على محمد النبي كما ينبغي لنا ان نصلي عليه وصلى على محمد النبي كما امرتنا ان نصلي عليه. وعن ابي بكر الصديق قال الصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم امحق للخطايا من الماء للنار والسلام على النبي صلى الله عليه وسلم افضل من عتق الرقاب وحب رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل من مهج الانفس او قال من ضرب السيف في سبيل الله. وعن قتادة في الآية قال اياكم واذى المؤمنين فان الله يحوطه ويغضب له. وزعموا ان عمر بن الخطاب قرأها ذات يوم فافزعه ذلك حتى ذهب الى ابي بن كعب فدخل عليه فقال يا ابا المنذر اني قرأت آية من كتاب الله فوقعت مني كل موقع والذين يؤذون المؤمنين والمؤمنات والله اني لاعاقبهم واضربهم فقال لانك لست منهم انما انت معلم مؤدب. وعن الشعبي ان عمر بن الخطاب قال لاني لابغض فلانا فقيل للرجل ما شان عمر يبغضك فلما كثر القوم في الدار جاء فقال يا عمر افتقت في الاسلام فتقا قال لا قال فجنيت جناية قال لا قال فاحدثت حدثا

تمام مخلوق سے اُن پر بھیجا اور درود بھیج محمد نبیؐ پر ایسا (اچھا) درود جو چاہئے تھے آپ پر بھیجنا مناسب ہو اور درود بھیج محمد نبیؐ پر جیسا کہ آپ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم آپ پر درود بھیجیں؟ اور مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹا دینے والا ہے جس قدر پانی آگ کو بجھاتا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنا زیادہ افضل ہے غلاموں کے آزاد کرنے سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ فضیلت رکھتی ہے نفسوں کے خون دل سے (یعنی جان سے زیادہ عزیز اور پیاری چیز ہے) یا فرمایا کہ اللہ کی راہ میں تلوار اٹھانے سے۔ اور مروی ہے قتادہؓ سے آیت (والذین یؤذون المؤمنین) کے بارہ میں کہ انھوں نے کہا ایذائے مومنین سے بچے رہو کیونکہ اللہ تعالے اس کو نگاہ میں رکھتے ہیں اور اس سے ناراض ہوتے ہیں لوگوں نے خیال کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک دن اس آیت کی قراءت کی تو وہ اس سے گھبرا گئے یہاں تک کہ ابی بن کعب کی طرف گئے اور ان کے پاس پہنچے تو کہا اے ابو المنذر میں نے کتاب اللہ کی ایک آیت پڑھی تو (جس چیز سے اس میں منع کیا گیا ہے) وہ مجھ پر موقع میں واقع ہوئی وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ الخ (۳۳: ۵۸) بیشک جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اس کے کہ انھوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہنچاتے ہیں وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں۔ واللہ میں تو لوگوں کے پیچھے لگا رہتا ہوں اور ان کو مارتا ہوں تو انھوں نے کہا کہ آپ ان میں سے نہیں ہیں آپ تو ان کے مربی مؤدب ہوتے ہیں آپ تو صرف معلم ہوتے ہیں۔ اور مروی ہے شعبی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کسی سے کہا کہ میں فلاں شخص سے بغض رکھتا ہوں۔ تو اس شخص سے کہہ دیا گیا کہ کیا بات ہے عمرؓ تم سے بغض رکھتے ہیں۔ پھر جب مکان میں بہت لوگ جمع ہوگئے تو وہ آیا اور اس نے کہا اے عمرؓ کیا میں نے اسلام میں کوئی رخنہ ڈالا ہے؟ عمرؓ نے کہا نہیں، کہا کیا میں نے واللہ کی کوئی خاص نافرمانی کی ہے؟ عمرؓ نے کہا۔ نہیں۔ پھر کہا کیا میں نے اسلام میں کوئی احداث کیا

گرفتار آن شبه‌اند یعنی نظر باموال و اولاد خود کردن و فضیلت از وجود آن دانستن و نجات آخرت بافضلیت نفسانی برآن وا ساختن و جواب این شبه ارشاد میشود قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ بگو هر آئینه پروردگار من فراخ میسازد روزی را برائے هر که خواهد و تنگ میکند بر هر که خواهد لیکن اکثر مردمان نمیدانند حقیقت حال را و نیست اموال شما و اولاد شما باین حیثیت که نزدیک گرداند شما را پیش ما بمنزلت قرب لیکن هر که ایمان آورد و کار شائسته کرد این جماعه را باشد جزائے دو چند بعوض آنچه عمل کردند و ایشان در بالاخانه‌ها ایمن باشند از جمیع مخوفات این و آنانکه سعی میکنند در آیات ما غلبه کنان این جماعه در عذاب حاضر کرده شدگانند۔ باز فقیر میگوید اسقاط اعتبار مال و اولاد و جاه و حسب نسب در فضائل مسلمین فیما بینهم و اعتبار وصف ایمان قلب و اعمال جوارح در فضیلت مسلمانان اصلی عظیم است از اصول اسلام عن ابراهیم التیمی قال قال رجل عند عمر اللهم اجعلنی من القلیل فقال عمر ما هذا الدعاء الذی تدعو قال انی سمعت الله یقول وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ فانا ادعو الله ان یجعلنی من ذلک القلیل فقال عمر کل الناس اعلم من عمر۔ و عن مسیر قال سمع عمر رجلا یقول اللهم اجعلنی من القلیل فقال یا عبد الله ما هذا قال سمعت الله یقول وَمَا اٰمَنَ مَعَهٗ اِلَّا قَلِیْلٌ وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ و ذکر آیة اخری فقال عمر کل احد افقه من عمر۔

گرفتار ہیں یعنی اپنے اموال و اولاد پر نظر کرنا اور ان کے وجود سے اپنے اندر فضیلت سمجھ لینا اور اپنے نفس کی بنائی ہوئی اس فضیلت کو نجاتِ آخرت کا مدار قرار دے لینا۔ اور جواب اس شبہ کا ارشاد فرماتے ہیں قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ الخ کہہ دو کہ بیشک میرا رب روزی کو فراخ کر دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ حقیقت حال کو نہیں جانتے اور تمہارا مال اور تمہاری اولاد ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ وہ درجے میں تم کو مرتبۂ قرب میں لے آئیں لیکن جو ایمان لایا اور اس نے اچھے کام کئے ان کے اعمال کے بدلہ میں اس جماعت کو دو چند جزا دی جائے گی اور وہ لوگ بلند محلوں میں جملہ خطرات سے محفوظ ہو کر رہیں گے۔ اور جو لوگ ہماری آیات پر غالب نے (ہمیں جھٹلانے) کی کوشش کریں گے یہ وہ جماعت ہے جو عذاب میں لائی جائیگی۔ اس کے بعد فقیر کہتا ہے کہ مال و اولاد اور جاہ و حسب نسب کا مسلمانوں کی باہمی فضیلتوں میں ساقط الاعتبار کر دینا اور ایمان قلبی اور اعمال بدنیہ کے وصف کا مسلمانوں کی فضیلت میں اعتبار کرنا اصول اسلام میں سے ایک بہت بڑی اصل ہے۔ مروی ہے ابراہیم تیمی سے انہوں نے کہا کہ ایک شخص نے جو عمرؓ کے نزدیک تھا یہ دعا کی کہ یا اللہ مجھے قلیل میں سے کر دے پس عمرؓ نے کہا کہ یہ کیا دعا ہے جو تو مانگ رہا ہے۔ اس نے کہا میں نے اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ (۳۴:۱۳) اور میرے بندوں میں شکر گزار کم ہی ہوتے ہیں تو میں اللہ سے دعا کر رہا ہوں کہ مجھے بھی ان قلیل بندوں میں سے کر دے۔ پس عمرؓ نے کہا کہ ہر شخص عمر سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ اور مسیر سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ایک شخص کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْقَلِیْلِ یا اللہ مجھے قلیل میں سے کر دے، تو آپ نے کہا اے اللہ کے بندے یہ کیا دعا ہے تو اس نے کہا میں نے سنا اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِیْلٌ (۱۱:۴۰) اور بجز قلیل آدمیوں کے ان (نوحؑ) کے ساتھ کوئی ایمان نہیں لایا تھا۔ وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ اور ایک اور آیت کا ذکر کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ہر ایک عمر سے زیادہ سمجھ دار ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ
الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ
ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ
سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ
الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ فقیر گوید مے عز شانہٗ
تعالیٰ در اوّل کلام فضیلت جمعے کہ تلاوت
کتاب می‌کنند و اقامت صلوٰۃ و انفاق
در سر و علانیہ عمل می آرند بیان میفرماید و
اجر جزیل برائے ایشان مقرر ساختہ بعد ازاں
ارشاد میکند کہ قرآن عظیم حق است کہ
بتو وحی فرستادیم آن را مانند کتب
پیشین بعد ازاں میفرماید ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ
یعنی بعد ازانکہ قرآن را بتو وحی نمودیم وارث
قرآن ساختیم امت برگزیدہ را از بندگان
خود پس از ایشان کسی ہست کہ ظلم کردہ
است بر نفس خود بارتکاب بعض معاصی و
بازاں نادم گشتہ و بعض از ایشان
میانہ رو است و بعض از ایشان پیشی گیرندہ
است بجانب بہترین حالتے یا خصلتے
بتوفیق خدائے تعالیٰ این است فضل بزرگ
بعد ازاں ثواب امت مرحومہ بیان
می فرماید جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا
و عقوبت افراد ایشان کہ برخلاف
مقابل امت اند ارشاد فرمایہ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ
نیز فقیر می گوید این آیت با آیات
دیگر نص است در تقسیم امت مرحومہ
بہ سہ قسم اول سابقین اند یعنی صدیقین و
صالحین و ایشان را مقربین نیز گویند

آیات سورۃ فاطر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ الخ (۳۲،۳۵):

(۳۲) پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کے (ہاتھ میں) پہنچائی جن کو ہم نے
(تمام دنیا کے) بندوں میں سے پسند فرمایا۔ پھر بعض تو ان میں
اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں متوسط درجے
ہیں اور بعض ان میں خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے
جاتے ہیں، یہ بڑا فضل ہے۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے
اول کلام میں ایسی جماعت کی فضیلت بیان فرماتے ہیں جو کتاب اللہ
کی تلاوت کرتے ہیں اور اخفاء کے ساتھ بھی اور علانیہ بھی نماز
قائم کرتے اور (اللہ کی راہ میں) مال خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے
ان کے لئے گراں قدر اجر مقرر کرتے ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرماتے
ہیں کہ قرآن عظیم حق ہے جو ہم نے آپ پر بذریعہ وحی بھیجا ہے پہلی
کتابوں کی طرح اس کے بعد فرماتے ہیں ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ یعنی
قرآن کو آپ پر وحی کرنے کے بعد ہم نے امت برگزیدہ میں سے اپنے
بندوں کو اس کا وارث بنایا کہ جن میں بعض تو ایسے ہیں جنہوں نے
بعض گناہوں کے مرتکب ہو کر اپنے نفس پر ظلم کیا اور پھر اس سے
شرمندہ ہوئے اور بعض ان میں سے میانہ رو (یعنی درمیانی چال چلنے
والے) ہیں۔ اور بعض ان میں سے سبقت کرنے والے ہیں خدا کی
کی توفیق سے بہترین حالت یا خصلت کی طرف۔ یہ بہت بڑا فضل
ہے۔ اس کے بعد امت مرحومہ کا ثواب بیان فرماتے ہیں جَنّٰتُ
عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا (ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن میں وہ داخل
ہوں گے)۔ پھر جن کا حال ان کے برخلاف ہے ان پر جو عذاب ہوگا
اس کو ارشاد فرماتے ہیں وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ (۳۶،۳۵) اور
جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ تو ان کو قضا
آئے گی کہ مر ہی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا
جائے گا۔ ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ پھر فقیر کہتا ہے کہ
یہ آیت دوسری آیات کے ساتھ امت مرحومہ کی تین قسموں پر منقسم
ہونے کے بارے میں نص ہے۔ سب سے بلند مرتبہ سابقین ہیں جیسے
صدیقین اور شہداء وصالحین اور ان کو مقربین بھی کہتے ہیں۔

و قسم اوسط مقتصد یعنی اصحاب الیمین
و ابرار و فروترین ہمہ ظالم است
یعنی کسیکہ اعتقاد و ایمان درست کردہ
است و در اعمال تقصیرے از وی واقع
شد و بندامت و بازگشت بجناب
الٰہی تدارک آن بنماید و سابقاً بیان
کردیم کہ خلافت خاصہ وقتے متحقق
شود کہ خلیفہ از سابقین مقربین باشد
فیما یتعلق بنفسہ و از سابقین اولین
باشد در طبقات مؤمنین بحسب
سوابق اسلامیہ فتدبر عن الضحاک
عن ابن عباس قال نزلت ہذہ
الآیۃ أفمن زین لہ سوء عملہ
فرآہ حسنا حیث قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اللہم أعز دینک
بعمر بن الخطاب أو بأبی جہل بن
ہشام فہدی اللہ عمر و
أضل أبا جہل ففیہما أنزلت عن سعید
ابن المسیب قال وضع عمر بن الخطاب
للناس ثمانی عشرۃ کلمۃ حکم کلہا
ما عاقبت من عصی اللہ فیک
بمثل أن تطیع اللہ فیہ وضع
أمر أخیک علی أحسنہ حتی
یجیئک منہ ما یغلبک ولا تظنن بکلمۃ
خرجت من مسلم شرا وأنت تجد لہا
فی الخیر محملا ومن عرض نفسہ للتہمۃ
فلا یلومن من أساء بہ الظن ومن
کتم سرہ کانت الخیرۃ فی یدہ و
علیک بإخوان الصدق تعش فی أکنافہم فإنہم

اور درمیانی قسم مقتصد یعنی اصحاب الیمین اور ابرار اور سب سے
نیچے کی قسم (اپنی ذات پر) ظلم کرنے والے ہیں۔ یعنی جس شخص نے
اعتقاد یا ایمان درست کر لیا اور اعمال میں اس سے تقصیر واقع ہوئی
اور شرمندگی کے ساتھ بارگاہ الٰہی کی طرف رجوع ہو کر اس کا (توبہ
و استغفار سے) تدارک کر رہا ہے۔ اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ
خلافت خاصہ اسی وقت متحقق ہوتی ہے کہ خلیفہ ان جملہ امور میں
جو اس کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں سابقین مقربین میں سے ہو اور
طبقات مؤمنین میں سوابق اسلامیہ کے اعتبار سے وہ سابقین
اولین میں سے ہو۔ اسے تم سمجھ لو۔ اور مروی ہے ضحاک سے کہ آیت
نازل ہوئی أفمن زین لہ (۳۵، ۸) تو کیا ایسا شخص
جس کو اس کا عمل اچھا کر کے دکھایا گیا ہو پھر وہ اس کو اچھا سمجھنے
لگا اور ایسا شخص جو قبیح کو قبیح سمجھتا ہے کہیں برابر ہو سکتے ہیں؟
جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ اے اللہ اپنے دین
کو غلبہ عطا فرما عمرؓ بن الخطاب یا ابی جہل بن ہشام سے تو اللہ نے
عمرؓ کو ہدایت دی اور ابوجہل کو گمراہ رکھا۔ یہ آیت ان دونوں
کے بارے میں نازل ہوئی۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے انہوں نے
کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں کو اٹھارہ باتیں فرمائیں سب دانائی
کی ہیں۔ جس شخص نے تیرے ساتھ اللہ کا نافرمان بن کر کوئی معاملہ
کیا تو اس کے لئے اس سے بہتر کوئی سزا نہیں ہے کہ تم اس کے بارے
میں اللہ کے حکم کے مطابق کرو (غالباً و آخرھن تجب الحقائق
کی طرف اشارہ ہے) اپنے بھائی کے معاملہ کو اچھے پہلو پر ہی محمول
رکھو جب تک تمہارے پاس اس کی طرف سے کوئی ایسی بات نہ آئے جو
تمہیں (دوسرے پہلو کے تسلیم کرنے پر) مجبور کرے۔ کسی کلمہ کو جو
تمہارے بھائی کے منہ سے نکلے اس میں شر کا گمان نہ کرو جب تم (کبھی
تاویل سے) اس کے لئے خیر کا کوئی محمل پا سکو۔ جس شخص نے اپنے
نفس کو تہمت کے لئے پیش کر دیا تو اس کو چاہیے کہ اس شخص کو ہرگز
ملامت نہ کرے جو اس سے بدگمانی کرے۔ جس شخص نے اپنے راز کو
مخفی رکھا اختیار اس کے ہاتھ میں رہے گا۔ لازم ہے کہ سچے دوست
رکھو تو تم ان کی گود (یعنی مصاحبت) میں راحت سے رہو گے کیونکہ

عــہ یعنی ہر کہ در بارۂ تو خلاف حکم خدا کند سزای او بہتر از این نیست کہ در بارۂ او بموجب حکم خدا کنی ۱۲

دعوت می‌باشد و در آخرت اجر جزیل که مطابق مراتب انبیاء بحوال گفتہ می‌باشد و این یکے از صفات خلافت خاصہ است فتدبر۔ عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سورۃ یٰس تدعی فی التوراۃ المعمۃ تعم صاحبھا بخیر الدنیا والآخرۃ وتکابد عنہ بلوی الدنیا والآخرۃ وتدفع عنہ اھاویل الآخرۃ وتدعی الدافعۃ والقاضیۃ تدفع عن صاحبھا کل سوء وتقضی لہ کل حاجۃ من قرأھا عدلت عشرین حجۃ ومن سمعھا عدلت لہ الف دینار فی سبیل اللہ ومن کتبھا ثم شربھا ادخلت جوفہ الف دواء والف نور والف یقین والف برکۃ والف رحمۃ ونزعت عنہ کل غل وداء۔ وعن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من زار قبر والدیہ او احدھما فی کل جمعۃ فقرأ عندھما یٰس غفر اللہ تعالی لہ بعدد کل حرف منھا۔ عن عروۃ قال قدم عروۃ بن مسعود الثقفی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاسلم ثم استأذن لیرجع الی قومہ فقال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انھم قاتلوک قال لو وجدونی نائما ما ایقظونی فرجع الیھم فدعاھم الی الاسلام فعصوہ واسمعوہ من الاذی فلما طلع الفجر قام علی غرفۃ لہ فاذن بالصلوۃ

اتباع کی دعوت دیتے ہیں اور آخرت میں وہ بہت بڑا اجر پاتے ہیں جس کو انبیاء کے مرتبے کے مطابق پا سکتے ہیں اور یہ خلافت خاصہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اس پر غور کرو۔ مروی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ یٰسین کو توریت میں معمہ کے نام سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کو دنیا اور آخرت کی نیکی سے باخبر کرتی ہے اور اس پر سے مشقت دنیا اور آخرت کی بلاؤں کو اور آخرت کی ہولناکیاں اس سے دفع کرتی ہے اور اس کے دوسرے نام دافعہ اور قاضیہ بھی مذکور ہوئے کہ وہ اپنے ساتھی سے ہر برائی کو دفع کرتی ہے اور اس کی ہر ایک حاجت کو پورا کرتی ہے۔ جس نے اس کو پڑھا اس کو بیس حج کے برابر ثواب ملیگا اور جس نے اس کو سنا اس کو ہزار دینار اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے برابر ثواب ملیگا اور جس نے اس کو لکھا پھر اس کو پانی سے حل کر کے پی لیا تو اس کے پیٹ میں ہزار دوائیں داخل ہو گئیں اور ہزار نور اور ہزار یقین اور ہزار برکتیں اور ہزار رحمتیں پہنچ گئیں اور اس میں سے ہر کھوٹ اور ہر مرض نکل گیا۔ اور مروی ہے ابوبکر صدیق سے کہ جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی جمعہ میں زیارت کی اور اس کے پاس سورۂ یٰسین کی قرأت کی تو اس کے ہر حرف کی شمار کے مطابق اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا۔ عروہ سے روایت ہے بیان کیا کہ عروہ بن مسعود ثقفی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر اسلام قبول کیا۔ پھر اپنی قوم کے پاس واپس ہونے کی اجازت مانگی تو آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ تجھ کو قتل کرنے والے ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر ان لوگوں نے مجھے سوتا ہوا پایا تو جگایا بھی نہیں (یعنی وہ تو میری اتنی عزت کرتے ہیں) پھر ان کی طرف واپس ہو گیا اور قوم کو اسلام کی طرف بلایا تو قوم نے نہ مانا اور اس کو سخت سست باتیں سنائیں۔ پھر جب صبح صادق طلوع ہوئی تو اس نے اپنے بالاخانے کے اوپر کھڑے ہو کر نماز کے لئے اذان دی

لہ غالباً [illegible] سب کو شامل کر [illegible] سورۂ یٰس [illegible] قاری کے [illegible] کی برکت [illegible]

وتشهد فرماه رجل من ثقیف
بسهم فقتله فقال رسول الله صلی
الله علیه وسلم حین بلغه قتله
مثل عروة مثل صاحب یٰس دعا
قومه الی الله فقتلوه وعن
الحسن ان النبی صلی الله علیه وسلم
کان یتمثل بهذا البیت کفی
بالاسلام والشیب للمرء ناهیا
فقال ابوبکر یا رسول الله انما
قال الشاعر کفی الشیب والاسلام
للمرء ناهیا فما زاد علی ان قال
فقال ابوبکر اشهد انک رسول الله
صلی الله علیه وسلم وما علمک الشعر
وما ینبغی لک وعن عبدالرحمن
ابن ابی الزناد ان النبی صلی
الله علیه وسلم قال للعباس بن مرداس
ارأیت قولک اتجعل نهبی ونهب
العبید بین الاقرع وعیینة فقال
ابوبکر بابی انت وامی یا رسول الله
ما انت بشاعر ولا راویة وما ینبغی
لک انما قال بین عیینة والاقرع
قال الله تعالی ولقد سبقت
کلمتنا لعبادنا المرسلین ۝ انهم لهم
المنصورون ۝ وان جندنا لهم
الغالبون ۝ ہر آئینہ در ازل ثابت شدہ وعدہ ما
برائے بندگان فرستادہ خویش کہ ہر آئینہ ایشان مدد
یاری دادہ شدہ و ہر آئینہ لشکر ما ایشان است غالب
تقریر گویم معنی در تفسیر این آیت گفتہ اند از عرب

جب تشہد (یعنی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ) کہا تو ثقیف کے ایک شخص نے
اُن کو تیر مار کر قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
اُن کے قتل کی اطلاع پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ عروہ کی مثال صاحب
یٰسین جیسی ہے کہ اس نے بھی اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تھا اور
قوم نے اس کو قتل کر دیا تھا۔ اور حسنؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیل کے طور پر ایک بیت اس طرح پڑھا ع
کفیٰ بالاسلام والشیب للمرء ناھیا۔ تو ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ
شاعر نے یہ بیت اس طرح کہا ہے ع کفی الشیب والاسلام
للمرء ناھیا۔ تو آپ نے اس کا اعادہ کیا تو پھر پہلے کی طرح پڑھ دیا
(اس کا ترجمہ یہ ہے کہ انسان کو برائی سے روکنے والے (یہ دو)
کافی ہیں بڑھاپا اور اسلام) تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں
کہ آپ اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اس نے آپ کو شعر
نہیں سکھایا اور یہ آپ کی شایان شان بھی نہیں تھا۔ عبدالرحمٰن
ابن ابی الزناد سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس بن
مرداس سے فرمایا کہ کیا تجھے اپنا قول یاد ہے ؎ اتجعل نہبی و
نہب العبید، بین الاقرع وعیینۃ (ترجمہ: میری لوٹ
اور میرے گھوڑے عبید کی لوٹ اقرع اور عیینہ کے درمیان منقسم
ہو گئی) یہ سن کر ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ
آپ شاعر نہیں ہیں اور نہ شعر کو روایت کرنے والے اور نہ یہ آپ کے
شایان تھا۔ شاعر کا قول ہے بین عیینۃ والاقرع۔

آیات سورۃ والصّٰفّٰت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولقد سبقت کلمتنا الخ (۱۷۱ تا ۱۷۳)
اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لئے ہمارا یہ قول پہلے
ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کئے جاویں گے اور ہمارا ہی
لشکر غالب رہتا ہے۔ (شاہ ولی اللہؒ کے ترجمہ فارسی کا ترجمہ)
البتہ ازل میں ثابت ہوا ہمارا وعدہ ہوئے بھیجے ہوئے بندوں کے
لئے کہ بیشک وہی مدد دیئے ہوئے اور بیشک ہمارا لشکر وہی غالب
تقریر کہتا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ مرسلین سے اس

ف اس بحث کو سورۃ یٰسین میں پہلی آیت وجاء رجل من اقصا المدینۃ کے ضمن میں مطالعہ کر لیا جائے۔ مترجم

در این آیت آن پیغامبران اند که بجہاد
یا مقاتلہ کفار مامور اند نہ آن
جماعہ کہ محض برائے الزام حجت
ایشان را خدای تعالیٰ فرستادہ پس
ایشان ہمہ منصور اند در دنیا و آخرت
مراد از لشکر ما یاران رسل اند که داعیہ
نصرت پیغامبران و اعلاء کلمۃ اللہ
در صدور قلوب ایشان منفوخ شدہ و
این جماعہ چہ در حضور پیغامبر و چہ
بعد انتقال وے صلی اللہ علیہ وسلم
برفیق اعلیٰ پیوستہ غالب بودہ اند
اند بر مبعوث الیہم باز نظر کردیم
کہ بعد وجود این وعدہ چون دیدیم
کہ در قلوب طائفہ از اصحاب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم داعیہ اعلاء کلمۃ اللہ
منفوخ شد و ایشان بر دوست و
دشمن غالب آمدند بالبداہت
دانستہ شد کہ بتشریف تخصیص جملہ
مشرف اند و ہو المقصود عن النعمان بن بشیر
عن عمر بن الخطاب فی قولہ احشروا الذین ظلموا
وازواجہم قال امثالہم الذین ہم مثلہم
یجئ اصحاب الربا مع اصحاب الربا و اصحاب
الزنا مع اصحاب الزنا و اصحاب الخمر مع اصحاب
الخمر ازواج فی الجنۃ و ازواج فی النار
قال اللہ تعالیٰ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَالْمُفْسِدِیْنَ فِی
الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ
کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْا
اٰیٰتِہٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

آیت میں وہ پیغمبر مراد ہیں جو کہ جہاد یا کفار سے (وقتال کے ساتھ)
جھگڑنے پر مامور ہیں، وہ جماعت (انبیاء) مراد نہیں ہیں جن کو
حق تعالیٰ نے صرف حجت قائم کرنے کے لئے بھیجا تو وہ سب دنیا
اور آخرت میں منصور ہوتے ہیں (یعنی اللہ کی طرف سے ان
کی مدد ہوتی رہتی ہے) لشکر سے مراد رسولوں کا اتباع کرنے والے ہیں
جن کے دلوں کی گہرائیوں میں پیغمبروں کی امداد اور کلمۃ اللہ کو بلند
کرنے کا داعیہ پھونک دیا گیا اور یہ جماعت پیغمبر کی موجودگی میں
بھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ کی طرف رحلت فرمانے
کے بعد بھی جن لوگوں کی طرف آپ مبعوث ہوئے تھے اُن پر
غالب اور کامیاب رہی ہے۔ پھر تفسیر کہتا ہے کہ اس وعدے کے وجود
میں آنے کے بعد جب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب میں سے ایک جماعت کے قلوب میں کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کا
داعیہ پھونک دیا گیا اور وہ دوست اور دشمن سب پر غالب ہی آگئے
تو بدیہی طور پر یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ بحضرتِ تاکے شریف تخصیص
سے یہی حضرات مشرف ہوئے ہیں۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ نعمان بن
بشیر سے وہ روایت کرتے ہیں عمر بن الخطاب سے کہ
قول باری تعالیٰ اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَھُمْ (۲۲:
۳۷) جمع کرو ظالموں کو اور اُن کے ہم مشربوں کو۔ میں ازواجہم
سے اشباہہم ہے یعنی جو ان جیسے ہیں۔ ریاکار ریاکاروں کے ساتھ
اور زناکار زناکاروں کے ساتھ اور شراب خوار شراب خواروں کے
ساتھ (اس طرح) بعض جوڑے جنت میں جائیں گے اور بعض جوڑے
دوزخ میں۔

آیات سورہ ص

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (۳۸: ۲۸-۲۹)
کیا ہم کر دیں گے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن
کی برابر کردیں گے جو (کفر وغیرہ کرکے) دنیا میں فساد کرتے پھرتے
ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کردیں گے یہ بابرکت
کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر اس واسطے نازل کیا ہے تاکہ لوگ
اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل فہم نصیحت حاصل کریں۔

کہ ایمان آوردند و کارہائے شائستہ
کردند مانند تباہی کنندگان در زمین یا می سازیم
پرہیزگاران را مانند بدکاران - قرآن کتابیست
با برکت کہ فرود آوردیم آن را بسوئے تو تا
تامل کنند مردمان آیات او را و تا پند پذیرند
خداوندان خرد. فقیر گوید ظاہر آن است کہ
مراد جمعی ہستند کہ در زمان نزول سورہ ایمان
آوردہ بودند گو ہمیں جماعت نیز داخل اند
درین عموم چنانکہ گفتند سبب نزول مراد
بالتبع است از عمومات قرآن. و عیشیٰ فقیر
عظیم است برائے مہاجرین اولین عن ابن
بن یزید قال صلیت خلف عمر الفجر فقرأ
بنا سورۃ ص فسجد فیہا فلما قضی الصلوۃ
قال لہ رجل یا امیر المؤمنین ومن ترک السجود
ہذہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یسجد فیہا وعن ابی مریم قال لما قدم
عمر الشام اتی محراب داؤد فصلی فیہ فقرأ
سورۃ ص فلما انتہی الی السجدۃ سجد وعن عمر
بن الخطاب انہ سأل طلحۃ والزبیر وکعبا و
سلمان ما الخلیفۃ من الملک فقال طلحۃ و
الزبیر ما ندری فقال سلمان الخلیفۃ الذی
یعدل فی الرعیۃ ویقسم بینہم بالسویۃ ویشفق
علیہم شفقۃ الرجل علی اہلہ ویقضی بکتاب
اللہ فقال کعب ما کنت احسب ان فی
المجلس احدا یعرف الخلیفۃ من الملک غیری
وعن سلمان ان عمر قال لہ املک انا ام
خلیفۃ فقال لہ سلمان ان انت
جبیت عـہ من ارض المسلمین درہما او اقل او اکثر
ثم وضعتہ فی غیر حقہ فانت ملک غیر خلیفۃ

(شاہ صاحبؒ کا ترجمہ) کیا ہم کر دیں گے اُن لوگوں کو جو ایمان لائے
اور اچھے کام کیے مانند زمین میں تباہی پھیلانے والوں کے یا ہم
بنا دیں پرہیزگاروں کو مانند بدکاروں کے۔ قرآن ایک کتاب ہے
بابرکت کہ اُتارا ہم نے اس کو تیری طرف تاکہ لوگ اس کی آیات
میں غور کریں اور تاکہ قبول کریں صاحبانِ عقل۔ فقیر کہتا ہے کہ ظاہر
مراد وہ اصحاب ہیں جو اس سورت کے نزول کے وقت ایمان لے
آئے۔ تاہم یہ بھی کہ اس جماعت کے لوگ اس عموم میں داخل ہیں جیسا کہ
سببِ نزول میں (مفسرینؒ) کہا ہے عمومات قرآن میں (عموم
کے خطابات سے) مراد خاص (افراد سے) ہوتی ہے اور یہ عموم
بشارت بڑی عظیم ہے مہاجرین اولین کے لئے۔ مروی ہے
ابن یزید سے انھوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی
جس میں انھوں نے سورۂ ص پڑھی اور اس میں سجدہ (تلاوت)
کیا۔ پھر جب نماز سے فراغت ہو گئی تو ایک شخص نے اُن سے
کہا کہ اس خاص سجدے کی کیا وجہ ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اس موقع
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کیا کرتے تھے۔ مروی ہے
ابو مریم سے انھوں نے کہا جب عمرؓ شام میں تشریف لائے تو محراب
داؤد میں آئے اور اس میں نماز پڑھی اور سورۂ ص کی قراءت کی
جب آیتِ سجدہ پر پہنچے تو سجدہ کیا۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہ
انھوں نے سوال کیا طلحہؓ اور زبیرؓ اور کعبؓ اور سلمانؓ سے کہ
خلیفہ اور ملک (یعنی بادشاہ) میں کیا فرق ہے۔ طلحہؓ اور زبیرؓ نے کہا
کہ ہم نہیں جانتے۔ پھر سلمانؓ نے کہا خلیفہ وہ ہے جو رعیت
میں عدل کرے اور ان کے درمیان برابر کی تقسیم کرے اور لوگوں پر
ایسی شفقت کرے جیسی کوئی اپنے گھر والوں پر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ
کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرے۔ اس کے بعد کعبؓ نے کہا کہ میں نہیں
گمان کرتا تھا کہ اس مجلس میں کوئی میرے سوا خلیفہ اور ملک کے
فرق کو جانتا ہے۔ اور سلمانؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے اُن سے
پوچھا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ تو اُن سے سلمانؓ نے کہا کہ
اگر آپ نے مسلمانوں کی زمین میں سے ایک درہم یا کم و بیش حاصل
کیا اور اس کو بیجا صرف کر دیا تو آپ بادشاہ ہیں خلیفہ نہیں ہیں۔

عـہ از جبایت یعنی گرد کردن خراج ۱۲

نافع بن عمیر بن عمرۃ عن سلیمان بن ابی العوجاء قال قال عمر بن الخطاب واللہ ما ادری أخلیفۃ انا ام ملک قال قائل یا امیر المؤمنین ان بینہما فرقا قال ما ہو قال الخلیفۃ لا یأخذ الا حقا ولا یضعہ الا فی حق وانت بحمد اللہ کذلک والملک یعسف الناس فیاخذ من ہذا ویعطی ہذا فسکت عمر۔ وعن معاویۃ انہ کان یقول اذا جلس علی المنبر یا ایہا الناس ان الخلافۃ لیست بجمع المال ولا تفریقہ ولکن الخلافۃ العمل بالحق والحکم بالعدل واخذ الناس بامر اللہ۔ واخرج البخاری عن عمر قال نہینا عن التکلف۔

قال اللہ تعالیٰ قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ ہٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃٌ وَاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ فقیر گوید اگر کسے در تفسیر این آیات تأمل وافی بکار برد البتہ بفہمد کہ للذین احسنوا فی ہذہ الدنیا حسنۃ وارض اللہ واسعۃ اشارہ بہجرت است وحث است برآن ووعدہ است جمعے را کہ ہجرت کردند ودر مشاق آن صبر نمودند باجر جزیل وتشریف اضافۃ عبادی وذلک من فضائل المہاجرین الاولین عن ابن عمر انہ کان اذا قرأ ہذہ الآیۃ اَمَّنْ ہُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَائِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ

عمرؓ آبدیدہ ہو گئے۔ اور سلیمان بن ابی العوجاء سے مروی ہے بیان کیا عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ واللہ میں نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ۔ ایک کہنے والے نے کہا اے امیر المؤمنین ان دونوں میں فرق ہے۔ فرمایا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ خلیفہ نہیں لیتا بجز حق کے اور خرچ بھی صرف حق کے موقع میں کرتا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ آپ ایسے ہی ہیں اور بادشاہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے اِس سے لیتا ہے اُس کو دیتا ہے۔ تو عمرؓ چپ ہو گئے۔ اور معاویہؓ سے مروی ہے کہ وہ منبر پر بیٹھ کر کہا کرتے تھے لوگو خلافت مال کے جمع کرنے اور خرچ کرنے کا نام نہیں۔ لیکن خلافت ہے حق پر عمل کرنا اور انصاف کے ساتھ حکم کرنا اور اللہ کے حکم کے مطابق لوگوں سے لینا۔ اخراج کیا بخاری نے۔ مروی ہے عمرؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم کو تکلف سے روکا گیا ہے۔

آیاتِ زمر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا (زمر ۲ع ۱۰) آپ (میری طرف سے) کہیے کہ اے میرے ایمان والے بندو! تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو جو لوگ اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لئے نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین فراخ ہے مستقل رہنے والوں کو ان کا صلہ بے شمار ہی ملے گا۔ فقیر کہتا ہے کہ اگر کوئی ان آیات کے انداز بیان میں بخوبی غور و فکر کو کام میں لائے گا تو ضرور سمجھے گا کہ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ ہٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃٌ وَاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ اشارہ ہے ہجرت کی طرف اور اس پر ترغیب ہے اور اس جماعت کے لئے جنہوں نے ہجرت کی اور اس کی مشقتوں پر صبر کیا بہت بڑے اجر کا وعدہ ہے اور عبادی کی اضافت کر کے اپنی طرف فرما کر ان کو بڑا شرف عطا فرمایا ہے۔ کیا ان مہاجرین اولین کی فضیلت کے ماننے میں اب بھی کوئی مانع ہے۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی اَمَّنْ ہُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ (زمر ۹) بھلا جو شخص اوقات شب میں سجدہ و قیام (یعنی نماز) کی حالت میں عبادت کر رہا ہو آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید کر رہا ہو آپ کہیے کیا علم والے اور جہل والے کہیں برابر ہوتے ہیں۔

قال نزلت فی عثمان بن عفان وفی نفر نزلت فی عثمان بن عفان۔ وعن ابن عباس فی قولہ امن ھو قانت آناء اللیل ساجدا وقائما قال نزلت فی عمار بن یاسر وفی روایۃ عن ابن مسعود وعمار بن یاسر وسالم مولی ابی حذیفۃ۔ وعن مجاہد فی قولہ وارض اللہ واسعۃ قال ارضی واسعۃ فہاجروا واعتزلوا الاوثان۔ وعن ابن عمر قال کنا نری من دھرنا وما نری ھذہ الآیۃ نزلت فینا انک میت وانھم میتون ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون فقلت لم نختصم اما نحن فلا نعبد الا اللہ ودیننا الاسلام وکتابنا القرآن لا نغیرہ ابدا ولا نحرف الکتاب وقبلتنا الکعبۃ واما حرمنا فواحد ونبینا محمد ﷺ فکیف نختصم حتی کفح بعضنا وجہ بعض بالسیف فعرفت انھا نزلت فینا۔ وعن ابراہیم النخعی قال انزلت ھذہ الآیۃ انک میت وانھم میتون ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون قالوا وما خصومتنا ونحن اخوان فلما قتل عثمان بن عفان قالوا ھذہ خصومتنا بیننا۔ وعن ابی سعید الخدری قال لما نزلت ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون کنا نقول ربنا واحد ودیننا واحد ونبینا واحد فما ھذہ الخصومۃ فلما کان یوم صفین وشد بعضنا علی بعض بالسیوف قلنا نعم

وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہل عقل و سلیم ہیں۔ کہا یہ عثمانؓ بن عفان ہیں۔ اور ایک روایت اس طرح ہے کہ عثمانؓ بن عفان کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آیت اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ الخ نازل ہوئی عمارؓ بن یاسر کے بارے میں اور ایک روایت میں ابن مسعودؓ اور عمارؓ بن یاسر اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ کے بارے میں۔ مروی ہے مجاہدؒ سے آیت وارض اللہ واسعۃ کی تفسیر میں کہا کہ میری زمین کشادہ ہے تو ہجرت کرو اور بتوں سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا کہ ہم طویل زمانہ تک رہتے بیٹھے اور نہیں سمجھے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی تھی: اِنَّکَ مَیِّتٌ الخ (۳۹:۳۰-۳۱) آپ کو بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ پھر قیامت کے روز تم مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کرو گے۔ میں خیال کرتا تھا کہ ہم کیوں جھگڑیں گے ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے اور دین ہمارا اسلام ہے اور کتاب ہماری قرآن ہے جس میں ہم کبھی تغیر نہ کریں گے کبھی اس کتاب میں ہم تحریف نہ کریں گے اور قبلہ ہمارا کعبہ ہے اور ہمارا احرام یا ہمارا حرم (یہ شک راوی کو ہے) ایک ہے اور ہمارے نبی ہیں وہ محمدؐ ہیں (غرض ہم میں کامل یک جہتی موجود ہے) پھر ہم کیوں جھگڑیں گے۔ یہاں تک کہ (وہ زمانہ) آ گیا کہ ہم میں بعض نے بعض کے روبرو ہو کر تلوار مارنا شروع کر دی تب میں سمجھا کہ بیشک یہ آیت ہمارے ہی متعلق نازل ہوئی تھی۔ ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ آیت نازل ہوئی اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ الخ تو اصحابؓ نے کہا کہ ہماری خصومت کیا ہے ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ پھر جب عثمانؓ بن عفان قتل کر دیئے گئے تو لوگوں نے کہا یہ ہے وہ ہمارے آپس کی خصومت۔ اور مروی ہے ابو سعید خدریؓ سے کہا کہ جب نازل ہوئی ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الخ تو ہم یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارا رب ایک ہے ہمارا دین ایک ہے ہمارا نبی ایک ہے پھر یہ خصومت کیا ہے۔ پھر جب صفین کی جنگ ہوئی اور ہم میں سے بعض ایک نے دوسرے پر تلواروں سے حملے کئے تو ہم نے کہا ہاں

عن علی بن ابی طالب قال: والذی جاء بالحق محمد وصدق به ابوبکر۔ قال ابن عساکر: ہکذا الروایۃ بالحق۔ وعن ابی ہریرۃ: والذی جاء بالصدق محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصدق به، قال: ابوبکر۔ عن سلیم بن عامر ان عمر بن الخطاب قال: العجب من رؤیا الرجل، انہ یبیت فیری الشیء لم یخطر له علی بال فتکون رؤیاہ کاخذ بالید، ویری الرجل الرؤیا فلا تکون رؤیاہ شیئا۔ فقال علی بن ابی طالب: أفلا اخبرک بذلک یا امیر المؤمنین، ان اللہ یقول: اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فیمسک التی قضی علیها الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی۔ فاللہ یتوفی الانفس کلها، فما رأت وهی عندہ فی السماء فهو الرؤیا الصادقۃ، وما رأت اذا ارسلت الی اجسادها تلقتها الشیاطین فی الهواء فکذبتها واخبرتها بالاباطیل فکذبت فیها۔ فعجب عمر من قوله۔ عن عمر بن الخطاب قال: اتعدت انا وعیاش بن ابی ربیعۃ وهشام بن العاص بن وائل ان نهاجر الی المدینۃ، فخرجت انا وعیاش وفتن هشام فافتتن، فقدم علی عیاش اخواہ ابوجهل والحارث

وہ خصوصیت یہ ہے۔ (آ) روایت ہے علی بن ابی طالبؓ سے فرمایا کہ اَلَّذِیْ جَاءَ بِالْحَقِّ (زمر۔ ۳۳) (جو سچا دین لے کر آئے) محمد ہیں وَصَدَّقَ بِهٖ (اور اس کی تصدیق کی) مراد ابوبکرؓ ہیں۔ ابن عساکر نے کہا اسی طرح (یعنی بالحق کے) یہ لفظ روایت کیا گیا ہے۔ (ب) روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہ وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ (یعنی جو سچائی لے کر آئے) سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم وَصَدَّقَ بِهٖ (اور اس کی تصدیق کی) کہا کہ ابوبکر مراد ہیں۔ (ج) روایت ہے سلیم ابن عامر سے کہ عمر بن الخطابؓ نے (ایک روز حاضرین مجلس سے) کہا کہ تعجب ہوتا ہے ایسے شخص کے خواب سے جو سوتے ہوئے خواب میں ایسی چیز دیکھتا ہے جس کا خطرہ بھی اس کے دل پر نہیں گزرا ہوتا۔ پھر وہ خواب ٹھیک ہوتا ہے جیسے ہاتھ میں کوئی چیز پکڑ لیں اور آدمی ایسا خواب بھی دیکھتا ہے جس کا ظہور کچھ بھی نہیں ہوتا تو علی بن ابی طالبؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین کیا میں اس کی وجہ آپ کو نہ بتا دوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ الخ (زمر ۴۲) اللہ ہی قبض کرتا ہے (یعنی معطل کرتا ہے) جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی جن کی موت نہیں آئی ان کے سونے کے وقت پھر ان جانوں کو تو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک کے لئے رہا کر دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تمام ہی جانوں کو قبض کرتا ہے تو جو کچھ انہوں نے اس حال میں دیکھا جب وہ اللہ کے پاس آسمان میں ہوں تو یہ رویائے صادقہ ہے اور جب ان کو ایسی حالت میں کچھ دکھایا گیا جب وہ اپنے جسموں کی طرف بھیجی جا رہی ہیں تو ان سے ہوا میں شیاطین ملتے ہیں وہ ان سے جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹی خبریں دیتے ہیں تو وہ خواب جھوٹا ہو جاتا ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کو بہت پسند کیا۔ (د) عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے فرمایا کہ میں نے اور عیاش بن ابی ربیعہ نے اور ہشام بن العاص بن وائل نے باہم کر کے یہ طے کیا کہ ہم مدینہ کو ہجرت کر جائیں تو میں اور عیاش تو نکل گئے اور ہشام کو فتنہ میں پھنسا لیا اور وہ پھنس گئے۔ پھر ایسا ہوا کہ عیاش کے پاس ان کے دونوں بھائی ابوجہل اور حارث

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا
تا آخر بعد ازین قصہ گفتہ میشود انا لننصر رسلنا والذین آمنوا بہ
این جماعت شریفہ متعلق است باز تفسیر
گوید جمعے از سابقین مومنین از مہاجرین
اولین بالقطع معلوم شد کہ ہمین
بسبب جدال کفار کشیدند و نصرت
دین بدست ایشان واقع شد
پس مطمح این اشارات ایشان اند
و مصداق این بشارات ایشان وہو
المقصود۔ عن یزید بن الاصم ان رجلا
کان ذا بأس وکان یفد الی عمر
لبأسہ وکان من اہل الشام و
ان عمر فقدہ فسأل عنہ فقیل لہ
تتابع فی ہذا الشراب فدعا عمر کاتبہ
فقال اکتب من عمر بن الخطاب الی فلان بن
فلان سلام علیکم فانی احمد الیک اللہ
الذی لا الہ الا ہو غافر الذنب و قابل
التوب شدید العقاب ذی الطول لا الہ
الا ہو الیہ المصیر ثم دعا وامر
من عندہ فقال ادعوا اللہ ان یقبل اللہ علیہ بقلبہ
وان یتوب علیہ فلما اتتہ الصحیفۃ
جعل یقرأہا و یقول غافر الذنب
قد وعدنی اللہ ان یغفر لی وقابل التوب
شدید العقاب قد حذرنی اللہ عقابہ ذی الطول
والطول الخیر الکثیر الیہ المصیر فلم یزل
یرددہا علی نفسہ حتی بکی ثم نزع

اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں
اور ایمان والوں کے لئے اس طرح استغفار کرتے ہیں کہ اے ہمارے
پروردگار آپ کی رحمت (عام ہے) اور علم ہر چیز کو شامل ہے۔ اور پھر
کچھ اسی قصہ کے بعد فرمایا جارہا ہے کہ انا لننصر الخ (ع ۱۱)
ہم اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے مدد کیا
کرتے ہیں۔ یہ سب اس بزرگ جماعت سے متعلق ہے۔ پھر تفسیر کرتا
ہے کہ مہاجرین اولین میں سے جو جماعت مومنین سابقین کی ہے
ان کے بارے میں قطعی طور پر معلوم ہے کہ انہی کو جدال کفار کے سبب
اسی طرز کا ہونا تھا اور دین کی نصرت ان کے ہاتھوں سے ہوئی تو
ان اشارات سے مقصود یہی حضرات ہیں اور ان بشارات کے مصداق
یہی اکابر ہیں۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ (اور) یزید بن الاصم سے
مروی ہے کہ ایک شخص صاحب شوکت تھا جو حضرت عمرؓ کے پاس
اپنے اپنے کام سے کبھی کبھی جایا کرتا تھا اور وہ اہل شام میں
سے تھا اور عمرؓ کو چند روز تک اس کا کچھ حال نہ معلوم ہوا تو لوگوں
سے اس کا حال پوچھا۔ تو آپ سے کہا گیا کہ وہ برابر شراب پیتا ہے
(آپ نے) اپنے کاتب کو بلا کر فرمایا کہ لکھو کہ اللہ کے بندے عمر
ابن الخطاب کی طرف سے فلاں بن فلاں کے نام۔ سلام علیکم میں تمہارے
سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ گناہ کا
بخشنے والا اور توبہ کو قبول کرنے والا، سخت عذاب دینے والا
بڑی قوت والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف سب
کو لوٹ کر جانا ہے۔ پھر آپ نے دعا کی اور جو لوگ آپ کے پاس
موجود تھے انہوں نے بھی ان سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ قبول
کرے اور اس کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ جب یہ خط اس شخص
کے پاس پہنچا تو اس نے اس کو پڑھنا شروع کیا اور کہنے لگا غافر
الذنب اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے بخش دے گا۔ و
قابل التوب شدید العقاب بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے عذاب
سے ڈرایا ہے ذی الطول اور طول کے معنی ہیں خیر کثیر کے الیہ
المصیر۔ پس برابر وہ شخص بار بار ان کلمات کو پڑھتا اور اپنے
نفس کو سناتا رہا یہاں تک کہ رونے لگا۔ پھر توبہ کی اور بہت

فأحسن النزع فقيل له ذلك فقال هكذا
فاصنعوا إذا رأيتم أخاكم زلّ زلة فسددوه
ووفقوه وادعوا الله له أن يتوب عليه و
لا تكونوا أعوانا للشيطان عليه. وأخرج عن قتادة
قال كان شاب بالمدينة صاحب عبادة
وكان عمر يحبه. فانطلق إلى مصر فنسك
فجعل لا ينتفع من خير تقدم على عمر
بعض أهله فسأله عن الشاب فقال
لا تسألني عنه قال لم قال إنه فسد
وخلع فكتب إليه عمر بن الخطاب فلان
حم تنزيل الكتاب من الله العزيز
العليم غافر الذنب وقابل
التوب شديد العقاب ذي
الطول لا إله إلا هو إليه
المصير. فجعل يقرأ على نفسه
فأقبل بخير. وأخرج عن أبي إسحاق السبيعي قال
جاء رجل إلى عمر بن الخطاب
فقال يا أمير المؤمنين إني قتلت
فهل لي من توبة فقرأ عليه
حم تنزيل الكتاب من الله
العزيز العليم غافر الذنب وقابل
التوب وقال اعمل ولا تيأس
وأخرج عن قتادة في قوله وأدخلهم
جنات عدن قال إن عمر بن الخطاب
قال يا كعب ما عدن قال قصور من
ذهب في الجنة يسكنها النبيون
والصديقون وأئمة العدل. وأخرج البخاري
عن عروة قال قلت لعبد الله بن عمرو
بن العاص أخبرني بأشد شيء

اچھی توبہ کی، اس کے بعد یہ خبر عمرؓ کو پہنچی فرمایا کہ ایسا ہی کیا کرو
جب تم اپنے کسی بھائی کو دیکھو کہ وہ کسی لغزش میں پھنس گیا تو اس کے
ساتھ نرمی کرو اور اس سے موافقت کرو اور اس کیلئے اللہ سے دعا کرو کہ
وہ اس پر رحمت کے ساتھ متوجہ ہو اور اس کے حق میں شیطان کے
مددگار نہ بنو۔ اور مروی ہے قتادہؒ سے کہ مدینہ میں ایک جوان
تھا جو عبادت گزار تھا اور عمرؓ اس سے محبت کرتے تھے وہ مصر
چلا گیا پھر خراب ہو گیا اور اس کا حال ہو گیا کہ وہ کسی بھی برے کام
سے نہیں رکتا تھا۔ اس کے بعد اس کا ایک رشتہ دار عمرؓ کے پاس
آیا تو انھوں نے اس جوان کا حال پوچھا کہنے لگا اس کا حال مجھ سے
نہ پوچھئے۔ فرمایا کیوں۔ اس نے کہا وہ بگڑ گیا اور (شریعت کی
اطاعت سے) نکل گیا تو آپ نے اس کو یہ خط لکھا۔ عمرؓ کی طرف سے
فلاں شخص کے نام حٰم تنزیل الکتب ... الیہ المصیر
(سورۃ مومن آیت) یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو
زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ
کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے اس کے
سوا کوئی لائق عبادت نہیں اسی کے پاس سب کو جانا ہے۔ جب
یہ خط پہنچا تو اس نے اس کو بار بار اپنے نفس پر پڑھنا شروع کر دیا
اب وہ نیکی کی طرف رجوع ہو گیا۔ مروی ہے ابو اسحاق سبیعی سے
انھوں نے کہا کہ ایک شخص عمر بن الخطابؓ کے پاس آیا اور اس نے
کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ میں قتل کئے ہوئے ہوں کیا میرے لئے توبہ
مفید ہوگی تو آپ نے اس کو پڑھ کر سنایا حٰم تنزیل الکتب
تا قابل التوب اور اس سے فرمایا کہ عمل کر اور نا امید نہ ہو۔
مروی ہے قتادہؒ سے اس آیت کے متعلق وادخلهم جنت
عدن (آیت ۸) اور ان کو ہمیشہ رہنے والی بہشتوں میں داخل
کر دیجئے۔ انھوں نے کہا کہ عمر بن الخطابؓ نے فرمایا اے کعب عدن
کیا ہے۔ کعبؓ نے کہا سونے کے محل ہیں جنت میں جن میں انبیاء اور
صدیقین اور عدل کرنے والے امام رہیں گے۔ امام بخاری
نے روایت کی ہے عروہ سے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن
عمرو بن العاصؓ سے کہا مجھے بتائیے کہ مشرکین نے سخت ترین گستاخی

صنعه المشركون برسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي بفناء الكعبة إذ أقبل عقبة بن أبي معيط فأخذ بمنكب رسول الله صلى الله عليه وسلم ولوى ثوبه في عنقه فخنقه خنقا شديدا فأقبل أبو بكر فأخذ بمنكبيه ودفعه عن النبي صلى الله عليه وسلم ثم قال أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله وقد جاءكم بالبينات من ربكم. وعن عمرو بن العاص قال ما تنولوا من رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا كان أشد من أن طاف بالبيت ضحى فلقوه حين فرغ فأخذوا بمجامع ردائه وقالوا أنت الذي تنهانا عما كان يعبد آباؤنا قال أنا ذاك فقام أبو بكر فالتزمه من ورائه ثم قال أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله وقد جاءكم بالبينات من ربكم وإن يك كاذبا فعليه كذبه وإن يك صادقا يصبكم بعض الذي يعدكم إن الله لا يهدي من هو مسرف كذاب. رافعا صوته بذلك وعيناه تسيلان حتى أرسلوه. وعن أنس بن مالك قال لقد ضربوا رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى غشي عليه فقام أبو بكر فجعل ينادي ويقول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کی تھی تو انھوں نے بیان کیا کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی چہار دیواری کے اندر نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آ گیا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مونڈھا پکڑا اور آپ کی گردن میں اپنا کپڑا ڈال کر اینٹھا اور آپ کے گلے کو سخت گھونٹنے لگا کہ ابوبکرؓ آ گئے تو انھوں نے اس کے کندھے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو دفع کیا۔ پھر کہا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (مومن ۲۸) کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے۔ اور عمرو بن العاص سے مروی ہے کہا کہ کبھی اس سے زیادہ سخت اذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پہنچائی گئی کہ آپ دوپہر کو بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے جب آپ فارغ ہو گئے تو مشرکین قریش آپ کو لپٹ گئے اور آپ کی پوری چادر پکڑ لی اور کہنے لگے تو ہی ہے وہ جو ہم کو ان معبودوں سے روکتا ہے جن کی ہمارے باپ دادا پوجا کرتے چلے آ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں وہی ہوں۔ تو ابوبکرؓ کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیچھے سے لپٹ گئے (گلے سے لگا لیا) پھر کہا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ (مومن ۲۸) کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشگوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر (ضرور ہی) پڑے گا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہنچاتا جو (اپنی) حد سے گزر جانے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔ یہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے یہاں تک کہ انھوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور مروی ہے انسؓ بن مالک سے انھوں نے کہا کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی تو ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے بلند آواز سے کہنا شروع کیا افسوس تم

أتقتلون رجلاً أن يقول ربي الله
قالوا من هذا قالوا هذا ابن أبي
قحافة. وأخرج الحكيم الترمذي وابن
مردويه عن أسماء بنت أبي بكر
نحوه. وعن علي أنه قال أيها الناس
أخبروني بأشجع الناس قالوا لا
نعلم لمن. قال أبو بكر لقد رأيت
رسول الله صلى الله عليه وسلم
وأخذته قريش فهذا يجؤه وهذا
يتلتله وهم يقولون أنت الذي
جعلت الآلهة إلهاً واحداً قال
فوالله ما دنا منه أحد إلا
أبو بكر يضرب هذا ويجأ هذا
ويتلتل هذا وهو يقول ويلكم
أتقتلون رجلاً أن يقول ربي
الله. ثم رفع علي بردة كانت
عليه فبكى حتى اخضلت لحيته
ثم قال أنشدكم بالله أمؤمن
آل فرعون خير أم أبو بكر
فسكت القوم فقال ألا تجيبوني
فوالله لساعة من أبي بكر خير من
مثل مؤمن آل فرعون ذاك رجل
يكتم إيمانه وهذا رجل أعلن إيمانه. عن أبي
بكر الصديق قال حدثنا رسول الله
صلى الله عليه وسلم أن الدجال
يخرج من أرض بالمشرق يقال لها
خراسان يتبعه أقوام كأن وجوههم
المجان المطرقة.

تم لوگوں پر تم ایک شخص کو اس بات پر مارتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ
میرا رب اللہ ہے۔ بعض لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو انھوں
نے بتایا کہ یہ ابن ابی قحافہ ہے۔ اور اسماء بنت ابی بکرؓ سے اسی طرح
کی روایت الحکیم ترمذی اور ابن مردویہ نے۔ اور مروی ہے
علیؓ سے انھوں نے (مجلس کو خطاب کرتے ہوئے) کہا اے لوگو!
مجھے بتاؤ کہ لوگوں میں سب سے بہادر کون ہے؟ تو انھوں نے کہا
ہم نہیں جانتے آپ جتنے۔ آپ نے کہا کہ ابوبکرؓ۔ واللہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ قریش
آپ کو پکڑ رکھا تھا کوئی آپ کو ارتد سے منہ کئے ہوئے ہے
کوئی آپ کو جھنجھوڑ رہا ہے اور وہ آپ سے یہ کہہ رہے تھے کہ تو وہ
ہے کہ تو نے بہت سے معبودوں کو ایک ہی معبود بنا دیا۔ علیؓ نے کہا
خدا کی قسم ہم میں سے کوئی آپ کے قریب بھی نہ پہنچ سکا بجز ابوبکرؓ
کے کہ کسی کو مارتے تھے کبھی اس کو جھنجھوڑتے تھے (اور) اس
طرح سب کو پھیرتے ہوئے آپ تک جا پہنچا اور آپ کو چھڑا لیا اور
وہ یہ کہتے جاتے تھے افسوس ہے تم لوگوں پر تم ایک شخص کو
اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر
علیؓ نے اپنی چادر کا پلا منہ پر ڈال لیا۔ وہ اتنے روئے کہ ان کی
داڑھی بھیگ گئی۔ پھر اس کے بعد انھوں نے کہا میں تمھیں خدا
کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آل فرعون والا مومن بہتر تھا یا
ابوبکرؓ۔ تو قوم خاموش رہی۔ آپ نے کہا کہ تم مجھے جواب نہیں دیتے
تو (مجھ سے سنو) خدا کی قسم ابوبکرؓ کی ایک ساعت مومن آل
فرعون کی تمام عمر سے بہتر ہے۔ وہ ایسا شخص تھا جو اپنے ایمان کو
چھپائے ہوئے تھا اور یہ (ابوبکرؓ) اپنے ایمان کا اعلان کرنے والے
تھے۔ مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے بیان کیا کہ ہم سے فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دجال مشرق کی ایک زمین سے نکلے گا جس کو
خراسان کہا جاتا ہے اس کی پیروی ایسی قومیں کریں گی جن کے
چہرے ایسے ہوں گے گویا تہ بہ تہ چڑھائی ہوئی ڈھالیں ہیں۔

آیات سورۂ فصلت یعنی حٰم سجدہ

قال الله تعالى إن الذين قالوا ربنا الله

اللہ تعالیٰ نے فرمایا إن الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا

ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ۝ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالیٰ ثواب جمعی را کہ اقرار بتوحید کردند بعد ازان استقامت نمودند بران بیان فرمود بعد ازان اثبات نماید افضلیت جماعہ کہ از جملہ موحدین بدعوت الی اللہ وعمل صالح متصف اند و ظاہر و باطن ایشان انقیاد رب العزت است این کلیہ از کتاب اللہ معلوم شد باز اگر شخصے را عقل ممیز باشد از احوال و اوصاف اشخاص معینہ کہ بتواتر ثابت شدہ دخول آن اشخاص درین کلیہ بلکہ سردفتر بودن جماعہ بیرون میتواند فہمید بعد ازان احادیث مستفیضہ و مشہورہ در مناقب ہمان اشخاص شاہد آن فہم میگردد و در زمرہ أَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ داخل میگردد جزا مرشد عن عمر بن الخطاب فی قولہ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِيٓ أَكِنَّةٍ آیۃ قال اقبلت قریش الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہم

جن لوگوں نے (دل سے) اقرار کر لیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر (اس پر) مستقیم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت (کے ملنے) پر خوش رہو جس کا تم سے (پیغمبروں کی معرفت) وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ اور ہم تمہارے رفیق تھے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے اور تمہارے لئے اس (جنت) میں جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا موجود ہے اور نیز تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے موجود ہے۔ یہ بطور مہمانی کے ہوگا غفور رحیم کی طرف سے اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور (خود بھی) نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ ان لوگوں کے ثواب کا بیان فرما رہے ہیں جنہوں نے توحید کا اقرار کیا اور بعد اس پر جمے رہے۔ اس کے بعد ان موحدین میں سے اس جماعت کا سب سے بہتر ہونا ثابت فرماتے ہیں جو اللہ کی طرف دعوت دینے اور عمل صالح کے ساتھ متصف ہیں اور ان کا ظاہر و باطن رب العزت کی اطاعت بن گیا ہے۔ یہ کلیہ کتاب اللہ سے معلوم ہو گیا۔ پھر اگر کسی شخص کے پاس بھلے برے میں امتیاز کرنے والی عقل موجود ہو تو وہ اشخاص معینہ کے ان احوال و اوصاف کو جو تواتر سے ثابت ہیں پیش نظر رکھ کر ان اشخاص کا اس کلیہ میں داخل ہونا بلکہ ان کا اس جماعت کا سردفتر ہونا معلوم کر سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ احادیث مستفیضہ و مشہورہ جو ان ہی اشخاص کی تعریفوں میں وارد ہیں اس فہم کی شاہد بن جائیں گی اور پھر یہ شخص اس جماعت میں داخل ہو سکتا ہے جس کا ذکر اس آیت میں فرمایا گیا ہے أَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ (۱۱:۱۷) کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے جو قرآن پر قائم ہو جو کہ اس کے رب کی طرف سے آیا ہے اور اس (قرآن) کے ساتھ ایک گواہ بھی آیا (خدا کی طرف سے) مروی ہے عمر بن الخطاب سے آیت وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِيٓ أَكِنَّةٍ (حم السجدہ) کے بارے میں (اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس بات کی طرف آپ ہم کو بلاتے ہیں ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں) مرفوعاً بیان کیا کہ قریش نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا تمہیں سلام

و ذکر تفسیر هذه عن ابن عباس
فی قوله افمن یلقی فی النار خیر
قال ابوجهل بن هشام ام من یاتی
آمنا یوم القیمة ابوبکر الصدیق
عن بشیر بن تمیم قال نزلت هذه الآیة
فی ابی جهل و عمار بن یاسر افمن یلقی
فی النار خیر ابوجهل ام من یاتی آمنا
یوم القیمة عمار و عن عکرمة مثله
عن ابن عباس فی قوله اعملوا ما
شئتم قال هذا لاهل بدر خاصة
و عن ابراهیم الحکمی قال ذکر ان
السماء فرجت یوم بدر فقیل اعملوا
ما شئتم

قول الله تعالی فما اوتیتم من
شیء فمتاع الحیوة الدنیا وما
عند الله خیر وابقی للذین امنوا
وعلی ربهم یتوکلون ۝ والذین
یجتنبون کبائر الاثم والفواحش
واذا ما غضبوا هم یغفرون ۝ و
الذین استجابوا لربهم و
اقاموا الصلوة وامرهم شوری
بینهم ومما رزقنهم ینفقون
والذین اذا اصابهم
البغی هم ینتصرون ۝
وجزؤا سیئة سیئة
مثلها فمن عفا واصلح
فاجره علی الله انه
لا یحب الظلمین ۝ و
لمن انتصر

اپنی خواہش نفس کا اتباع نہ کرو (ذکر آیات کر کے اپنے خیال کے
ساتھ اس کو مطابق کرنے کی کوشش کرو)۔ مروی ہے ابن عباس
سے اس آیت کی تفسیر میں افمن یلقی فی النار خیر (۴۱:۴۰)
سو بھلا جو شخص نار میں ڈالا جاوے وہ بہتر ہے (فرمایا یعنے ابوجہل
ابن ہشام) ام من یاتی آمنا (۴۱:۴۰) یا وہ شخص جو قیامت کے روز
امن و امان کے ساتھ (جنت میں) آئے (فرمایا یعنے) ابوبکر صدیقؓ۔ مروی
ہے بشیر بن تمیم سے انھوں نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی ابوجہل
اور عمار بن یاسر کے بارے میں افمن یلقی فی النار خیر ابوجہل
ام من یاتی آمنا یوم القیمۃ عمار مراد ہے۔ اور ایسی ہی تفسیر عکرمہ
سے مروی ہے۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے قولہ حق اعملوا
ما شئتم (۴۱:۴۰) کہ جو تم چاہو کرو۔ کے متعلق کہ یہ اہل بدر کے
لئے خاص ہے۔ اور مروی ہے ابراہیم حکمی سے بیان کیا کہ یہ ذکر
کیا گیا ہے کہ یوم بدر میں آسمان (کا دروازہ) کھولا گیا اور کہا
گیا کہ جو تم چاہو کرو۔

آیات سورۂ شوریٰ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فما اوتیتم من شیء الخ (۴۲:۳۶ تا ۴۳)
سو جو کچھ تم کو دیا دلایا گیا ہے وہ محض (چند روزہ) دنیوی
زندگی کے برتنے کے لئے ہے اور (اجر و ثواب آخرت میں) جو اللہ
کے یہاں ہے وہ (بدرجہا) اس سے بہتر ہے اور زیادہ پائدار وہ
ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر توکل کرتے
ہیں اور جو کبیرہ گناہوں سے اور (ان میں سے) بے حیائی کی باتوں
سے بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اور
جن لوگوں نے کہ اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور
ان کا ہر کام (جس میں باقاعدہ نص نہ ہو) آپس کے مشورہ سے ہوتا
ہے اور ہم نے جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو ایسے
ہیں کہ جب ان پر ظلم واقع ہوتا ہے تو وہ برابر کا بدلہ لیتے ہیں۔
اور برائی کا بدلہ برائی ہے ویسی ہی پھر (بعد اجازت انتقام کے) جو
شخص معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے
واقعی اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو اپنے اوپر ظلم

بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ ۝ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝ تقریر عفی عنہ در این آیات تعریض است بحال صحابہ کرام خصوصاً خلفائے ذوی الاحترام و این مسئلہ از دقائق فہم قرآن است نخست این مقدمہ را باید مستحضر باید ساخت کہ تعریض بافراد معینہ حاصل میشود باآنکہ لفظ نص عام باشد متضمن اوصاف عامہ و شخصے از میان افراد آن مفہوم عام مشہور باشد بوصفے چند کہ اول نظر سامع بآن شخص افتد بعد ازان باید دانست کہ وصف الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ از اوصاف مشہورہ مہاجرین اولین است زیرا کہ در وقت غربت اسلام ایشان از ایذائے قوم خود کلفت کشیدند و از خویش و اقارب خود بریدہ محض بجہت ایمان بعد ازان ہجرت کردند و ترک مکاسبی کہ ہر یک برائے خود آمادہ داشت نمودند و در مہالک و مشاق تن در دادند بمجرد اعتماد بر وعدۂ الٰہی و بصرف توکل بر خبر رب العزت تبارک و تعالیٰ و وصف وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ از اوصاف صالحین مہتدین است از انصار و الذین اتبعوہم باحسان زیرا کہ معنی تہذیب آن است کہ قوۂ بہیمیہ زیر حکم عقل مطمئن شود و بہمین حکمت يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اشارہ بآن است و قوۂ سبعیہ

بدلہ لینے کے بعد برابر کا بدلہ لے لیویں ان لوگوں پر کوئی الزام نہیں الزام صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ناحق دنیا میں سرکشی (اور تکبر) کرتے ہیں ایسوں کے لئے دردناک عذاب ہے (منفرد) ہے۔ اور جو شخص صبر کرے اور معاف کردے یہ البتہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ ان آیات میں تعریض ہے صحابہ کرام خصوصاً خلفاء ذوی الاحترام کے حال کی طرف اور یہ مسئلہ فہم قرآن کی باریک بینی سے تعلق رکھتا ہے۔ اول اس مقدمہ کو اپنے خیال میں مستحضر کر لینا چاہیے کہ اس سے افراد معینہ کی تعریض حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ یہ کہ نص کے لفظ عام ہوں جو اوصاف عامہ پر مشتمل ہوں اور کوئی شخص اس مفہوم عام کے افراد میں سے کچھ اوصاف کے ساتھ اتنا مشہور ہو کہ اس وصف کو سن کر سامع کی پہلی نظر اس پر پڑے۔ اس کے بعد جاننا چاہیے کہ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ (یعنی جو لوگ صبر کرتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں) مہاجرین اولین کا وصف مشہور ہے کیونکہ غربت اسلام کے زمانہ میں اپنی قوم کی ایذا رسانیوں سے ان کو اذیت تھی ان حضرات نے ان سب کو چھوڑا اپنے گھر کنبہ سے منہ موڑا محض ایمان کے واسطے اس کے بعد انہوں نے ہجرت کی اور اپنے ذرائع کسب معاش کو جو ہر ایک کا تھا سب پر خاک ڈالی اور مہلکات اور مشقتوں میں اپنے کو ڈال دیا یہ سب محض وعدۂ الٰہی پر بھروسہ کرتے ہوئے انہوں نے کیا اور رب العزت تبارک و تعالیٰ کی خبر پر خالص توکل کی بنا پر۔ اور وصف وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ (یعنی اور جو کہ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں) انصار صالحین با توفیق اور ان حضرات کے اوصاف میں سے ہے جنہوں نے خوبی کے ساتھ ان کا اتباع کیا اور نفس کو مہذب بنا لیا کیونکہ تہذیب کی حقیقت یہ ہے کہ قوت بہیمیہ (لذات نفسانی کا اسی قوت سے تعلق ہے) حکم عقل کے ماتحت ہو کر سکون حاصل کرے اور [illegible]۔ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ ۝ سے اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور قوت سبعیہ (یعنی غضب درندگی کا منبع ہے)

تحت فرمان حق لازم گردد و اذا ما غضبوا هم یغفرون
رمز است بدان و کلمه والذین استجابوا لربهم
تعریض است بصدیق اکبرؓ زیرا که اشهر اوصاف
او آن بود که دعوة الحق را اول مرتبه شنیده در
بجزو تصدیق کامل یقینی تلقی نموده و در اقامت
صلوٰة پایه بلند پیدا کرد تا آنکه آنحضرت صلی اللہ
علیه وسلم او را از میان صحابه بامامت صلوٰة برگزید
و کلمه امرهم شوریٰ بینهم اشاره است بفاروق
اعظم زیرا که اشهر اوصاف او آن بود که در ایام
خلافت او جمیع امور بمشورة علمای صحابه نافذ می
شد و مسئلهٔ اجماعیات در ملت اسلامیه همان
است که اجماع و اتفاق بران بتدبیر فاروق
اعظم و رای او واقع شد و کلمه و مما رزقنٰهم
ینفقون کنایه است بحال ذی النورین زیرا که
اشهر اوصاف او در اسلام کثرت انفاق او
فی سبیل اللہ و بهمین انفاقات به بشارات عظیمه
فائز گشت و بدرجات عالیات ترقی یافت و
کلمه والذین اذا اصابهم البغی هم ینتصرون
منطبق است بر علی مرتضیٰ زیرا که در ایام خلافت
او امری که واقع شد و وی بآن متفرد بود قتال
بغاة است و قول تعالی وجزاء سیئة سیئة مثلها
تا ما علیهم من سبیل حاصل معنی آن تجویز
انتقام است و تفضیل عفو و اصلاح و این وصف حسن
مجتبیٰ مخصوص است آن و لسان نبوت در
مستثنای آن وصف اندرین کلمه نطق فرمود
ولدی هٰذا سید و سیصلح اللہ به بین فئتین من
المسلمین امر صلح است تا نزاع و لفظ اصلح دلالت
میکند بر وجود اتفاق مسلمین از تقاطع و تفرقه و اجتماع
ایشان و این اشاره است بخلافت معاویه

بھی عقل کے زیر حکم آکر مطیع ہوجاتے ہیں۔ و اذا ما غضبوا ہم یغفرون
سے اسی جانب ایماء فرمایا گیا ہے اور کلمہ والذین استجابوا لربہم
تعریض ہے صدیق اکبرؓ کی طرف۔ کیونکہ آپ کے سب سے زیادہ مشہور
اوصاف میں سے یہ وصف تھا کہ دعوت حق کو پہلی مرتبہ سنتے
ہی فوراً تصدیق اور کامل یقین کی بناء پر قبول فرمالیا اور آپ نے
اقامت صلوٰۃ میں بلند مرتبہ حاصل کرلیا یہاں تک کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہؓ میں سے آپ کو نماز کی امامت کے لئے
منتخب فرمایا اور کلمہ امرہم شوریٰ بینہم سے اشارہ ہے
فاروق اعظم کی جانب۔ کیونکہ یہ وصف ان کے سب سے زیادہ مشہور
اوصاف میں سے تھا کہ ان کے زمانہ خلافت میں تمام امور علماء صحابہؓ
کے مشورے سے نافذ ہوتے تھے۔ اور ملت اسلامیہ کے اجماعی مسائل
میں سب سے زیادہ باعظمت یہی مسائل ہیں جن پر فاروق اعظم کی تدبیر
اور رائے سے اجماع و اتفاق واقع ہوا ہے۔ اور ومما رزقنٰہم
ینفقون سے اشارہ ہے حضرت ذی النورینؓ کے حال کی جانب
کیونکہ اسلام میں ان کا سب سے زیادہ مشہور وصف فی سبیل اللہ
کے راستہ میں بکثرت خرچ کرنا ہے اور اسی بکثرت خرچ کرنے کی
راہ سے آپ بشارات عظیمہ پر فائز ہوئے اور بلند مراتب پر آپ نے
ترقی پائی۔ اور کلمہ والذین اذا اصابہم البغی ہم ینتصرون
منطبق ہے علی مرتضیٰؓ پر کیونکہ ان کے ایام خلافت میں جو امر کہ واقع
ہوا اور وہ اس میں متفرد تھے وہ باغیوں کے ساتھ قتال ہے۔ اور
(مذکورہ بالا) آیت وجزاء سیئۃ سیئۃ سے ما علیہم من سبیل
تک اس کے ماحصل معنے ہیں انتقام کے جواز کا بیان اور معاف کرنے
اور صلح کرنے کی فضیلت کا اظہار اور یہ وصف کہ حضرت حسن مجتبیٰؓ سے
مخصوص ہیں، اور لسان نبوت نے اس وصف خاص کی ستائش میں
اس کلمہ سے نطق فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے اور عنقریب اللہ تعالیٰ
مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں اس کے ذریعہ سے صلح کرائے گا
وہ امر صلح ہے اور رفع نزاع (یعنی جھگڑے کا ختم کردینا) اور لفظ
اصلح اس بات پر دلالت کررہا ہے کہ مسلمانوں میں اتفاق ہوگا
اور تفرقہ باہمی ختم ہوگا اور یہ اشارہ ہے خلافت معاویہ بن ابی سفیان

ابن ابی سفیان إِنَّهُ اسْتَبِيلُ عَلَى قَوْمٍ يَظْلِمُونَ اشارہ است بجرانان بنی امیہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در باب ایشان فرمودہ اند ہلاک امتی علے ایدی غلمۃ من قریش وَلَقَدْ صَبَرَ وَغَفَرَ اشارۃ است بجمعے از علمائے اہل بیت کہ رئیس ایشان امام علی بن الحسین الملقب بزین العابد است رضی اللہ عنہ و من آبائہ الکرام کہ ادراک آن زمان کردند و در روایت حدیث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ از سل سیف بر خلیفۂ وقت نہی فرمودہ ساکت شدند وتن در دادند باوجود کراہیت آن افعال و اطوار واللہ اعلم بحقائق کتابہ عن ابی ہریرۃ ان رجلا شتم ابا بکر والنبی صلے اللہ علیہ وسلم جالس فجعل النبی صلے اللہ علیہ وسلم یتعجب ویتبسم فلما اکثر رد علیہ بعض قولہ فغضب النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقام فلحقہ ابو بکر فقال یا رسول اللہ کان یشتمنی وانت جالس فلما رددت علیہ بعض قولہ غضبت وقمت قال انہ کان معک ملک یرد عنک فلما رددت علیہ بعض قولہ وقع الشیطان فلم اکن لاقعد مع الشیطان ثم قال یا ابا بکر ثلاث کلہن حق ما من عبد ظلم بمظلمۃ فیغضی عنہا للہ الا اعز اللہ بہا نصرہ وما فتح رجل باب عطیۃ یرید بہا صلۃ الا زادہ اللہ بہا کثرۃ وما فتح رجل باب مسئلۃ یرید بہا کثرۃ

کی طرف۔ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ اشارہ ہے جو انان بنی امیہ کی طرف کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ہلاک امتی الخ میری امت کی ہلاکت ہوگی خاندان قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں سے۔ وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ اشارہ ہے علماء ربانی کی اس جماعت کی طرف جن کے رئیس امام علی بن الحسین ملقب بزین العابدین رضی اللہ عنہ اور ان کے آبائے کرام سے واضح ہے کہ انھوں نے اس زمانہ کو پایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی روایت سے جس میں آپ نے خلیفۂ وقت کے مقابلہ پر تلوار کھینچنے سے منع فرمایا ہے ساکت ہوگئے باوجود ان افعال و اطوار کی ناگواری کے آپ خاموش رہے۔ اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے اپنی کتاب کی باریکیوں کو۔ ترمذی نے ابوہریرہ سے کہ ایک شخص نے ابوبکرؓ کو برا کہا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تعجب کرنا اور مسکرانا شروع کر دیا۔ پھر جب وہ شخص بہت بڑھ گیا تو ابوبکرؓ نے اس کے بعض اقوال کو اس پر لوٹا دیا اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا اور آپ کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ آپ کے پاس پہنچا اور آپ سے (بطور شکوہ) کہا کہ یا رسول اللہ وہ مجھے سخت سست کہہ رہا تھا اور آپ بیٹھے رہے پھر جب میں نے اس کی بعض گفتگو کو اس پر لوٹایا تو آپ خفا ہو کر اٹھ گئے۔ تو آپ نے فرمایا بات یہ تھی کہ تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمہاری طرف سے اس پر کلام کو لوٹا رہا تھا جب تم نے خود اس کی بات اس پر لوٹانا شروع کر دی تو شیطان آپڑا اور میں شیطان کے پاس نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ پھر فرمایا کہ اے ابوبکرؓ تین باتیں ہیں جو حق ہیں۔ کوئی بندہ ایسا نہیں جس پر کسی قسم کا ظلم کیا جائے اور وہ اس سے اللہ کے واسطے چشم پوشی کرے تو اس کو اللہ تعالے مدد دے کر غالب کرے گا۔ اور کسی شخص نے عطیہ کا دروازہ نہیں کھولا جس سے اس کی نیت حسن سلوک ہو (یعنی ریاکاری نہ ہو) مگر اللہ تعالے بہت کچھ بڑھا دے گا۔ اور کسی شخص نے مانگنے کا دروازہ نہیں کھولا جس سے اس کی غرض کثرت

اذا زاده الله به قدرا. عن قیس بن السکن قال ابتاع ابوبکر جاریة اعجمیة من رجل قد کان اصابها فحملت له فاراد ابوبکر ان یطأها فابت علیه واخبرت انها حامل فرفع ذلک الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال النبی صلی الله علیه وسلم انها حفظت فحفظ الله بها ان احدکم اذا شجع ذلک الشجع فلیس بآتٍ علی الله فردها الی صاحبها الذی باعها.

قال الله تعالیٰ فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُم مُّنتَقِمُونَ ۝ أَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِم مُّقْتَدِرُونَ ۝ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ۝ یعنی اگر نقل کنیم ترا از دنیا بر رفیق اعلیٰ قبل از انجاز وعده فتح پس بے شک ما هرآئینه انتقام کشنده ایم از اصحاب گناه و اگر بنمائیم ترا آنچه وعده میدهیم دور نیست پس هرآئینه ما برایشان توانائیم پس چنگ محکم کن بآنچه وحی فرستادیم بسوئے تو هرآئینه تو بر راه راستی و هرآئینه آن وحی فرستادن شرف است ترا و قوم ترا و نزدیک است که از آن سوال کرده خواهید شد یا گوئیم مضمون این است هرآئینه قرآن پند است ترا و قوم ترا الی آخره آن تقریر

(ذال) ہو کر حق تعالیٰ اس کی قدر و منزلت میں اضافہ کرے گا۔ قیس بن السکن سے مروی ہے بیان کیا کہ ابوبکرؓ نے ایک عجمی لونڈی خریدی ایک شخص سے جو اس کے پاس جا چکا تھا اور وہ اس سے حاملہ ہو گئی تھی۔ پھر ابوبکرؓ نے اس سے مباشرت کا ارادہ کیا تو اس نے انکار کر دیا اور خبر دی کہ وہ حاملہ ہے۔ تو ابوبکرؓ نے یہ معاملہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے (لونڈی نے) حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی۔ تم میں سے جو کوئی جرأت کرے گا ایسے موقع پر تو اللہ پر اس کا اختیار نہیں چلا (قدرت نے اپنا فعل تخلیق جاری کر دیا اور بات کھل گئی) اس کو اس کے آقا کے پاس جس نے اس کو فروخت کیا ہے واپس کر دو۔

آیات سورۂ زخرف

اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَإِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ الخ (۴۱ تا ۴۴) پھر اگر ہم (دنیا سے) آپ کو اٹھا لیں تو بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں یا اگر ان سے ہم نے جو عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے وہ آپ کو (بھی) دکھلا دیں (تب بھی کچھ بعید نہیں کیونکہ) ہم کو ان پر ہر طرح کی قدرت ہے تو آپ اس قرآن پر قائم رہیے جو آپ پر وحی کے ذریعہ نازل کیا گیا ہے آپ بے شک سیدھے راستہ پر ہیں اور قرآن آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے بڑے شرف کی چیز ہے۔ اور عنقریب تم سب پوچھے جاؤ گے؟ (ترجمہ) از حضرت مصنفؒ یعنی اگر منتقل کریں ہم تم کو دنیا سے رفیق اعلیٰ کی طرف وعدہ پورا کرنے سے پہلے تو کیا اندیشہ ہے پس یقیناً ہم انتقام لینے والے ہیں گنہگار قوموں سے اور اگر دکھا دیں ہم تم کو وہ جس کا وعدہ ہم کرتے ہیں تو بعید نہیں ہیں البتہ ہم ان پر پوری توانائی رکھتے ہیں پس تم مضبوطی سے پکڑ لو اس کو جو وحی بھیجتے ہیں ہم تمہاری طرف تم یقیناً سیدھے راستہ پر ہو اور یقیناً یہ وحی بھیجنا شرف ہے تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے کہ جس کے بارے میں تم سوال کئے جاؤ گے۔ یا یوں کہئے کہ مطلب یہ ہے کہ بیشک یہ قرآن ایک نصیحت نامہ ہے تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے، آخر تک۔ پھر تقریر

گویہ بظاہر تردید کردہ شد در آنکہ خدای تعالے
پیغامبر خود را پیش از انجاز موعود از عالم دنیا
بردارد و خود متصدی اتمام شود کہ مضمون
وعدہ است یا بحضور او بنماید آنچہ وعدہ میدہد
ودر ہر دو صورت تشویش را مناط ربا نباید داد
زیرا کہ تو بر راہ راستی آنچہ بعد ازاں راست است
وآنچہ وعدہ میدہیم بودنی است ودر علم خدا
تعالی تردید نیست پس مراد توزیع است کہ بعض
موعود بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بانجاز
رسد وبعض آں بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بظہور آید و از احادیث متواترہ کہ شک را
دران راہ نیست ثابت شدہ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم از ابتدای بعثت تا آخر حیات وعدہ
فتح عجم و روم میداد و بجہرت می فرمود کہ
خدای تعالے دین خود را بر اہل مدر و وبر
غالب خواہد ساخت بذل ذلیل او بعز عزیز
چون این صورت در عہد مبارک آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ظہور نیافت لازم شد
کہ بعد انتقال وی صلے اللہ علیہ وسلم برفیق اعلی
بردست بعضی از اصحاب آن جناب واقع شود و
وقوع آں تتمہ مراد حق باشد از بعثت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم واین یکے از لوازم خلافت خاصہ
است حالا دیگر آں باید فہمید کہ آں صحابی کہ بر
دست کدام یکے ظاہر شد و دست خلیفہ خاص و
معنی ذلک کلمۃ اللہ ہی العلیا آن است کہ
جماعۃ از قریش این مشرب ظاہر و باطن صفا
و بہ نیابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در عالم
عالم شوند و اعزاز فضیلت و اعلاء کلمۃ اللہ
نمایند حق محمد بن عثمان الغزوی

کیا ہے کہ بظاہر تردید کی گئی ہے اس امر کی (یعنے تشویش آمیز طرف
کی) کہ خدا تعالے اپنے پیغمبر کو جن امور کا وعدہ کیا گیا ہے ان کے پورا
کرنے سے پہلے ہی عالم دنیا سے اُٹھا لے اور خود ہی ان سے اتمام کے
کام کو خود ہی انجام پذیر کر دے جو کہ وعدہ کا مضمون ہے یا اس پیغمبر
کو پیغمبر کی موجودگی میں ہی دکھا دے جس کا وہ وعدہ کر رہا ہے وعدہ
صورتوں میں تشویش کو دل میں نہ لانا چاہیے کیونکہ تم سیدھی
راہ پر ہو جو کچھ کہہ رہے ہو حق کہہ رہے ہو اور جو کچھ ہم وعدہ
کر رہے ہیں وہ پورا ہونے والا ہے اور علم الہٰی میں تردید نہیں
ہے۔ پس مراد تقسیم کرنا ہے کہ کئے گئے وعدوں میں سے بعض تو
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی پورے ہو جائیں گے
اور بعض وعدے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظہور میں
آئیں گے۔ اور احادیث متواترہ سے کہ جن میں شک شبہ کی
گنجائش نہیں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء
بعثت سے آخر حیات تک ملک فارس و روم کی فتح کا وعدہ کرتے
رہے اور علی الاعلان فرماتے رہے کہ حق تعالے اپنے دین کو اہل مدر
(یعنے دیہات والوں) اور اہل وبر (یعنے شہر والوں) پر غالب
کرے گا ذلیل کو ذلت دے کر اور قابل عزت کو عزت دے کر جب
یہ صورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ظہور
میں نہیں آئی تو لازم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
رفیق اعلیٰ کی طرف منتقل ہونے کے بعد آنجناب کے بعض متعلقین
کے ہاتھ پر واقع ہو اور اس کا وقوع مراد حق کو پورا کرنے والا
بنے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تھی اور یہ خلافت
خاصہ کے لوازم میں سے ایک لازمہ ہے۔ اب اس پر غور و فکر
کر لینا چاہیے کہ وہ مفہوم کس کے ہاتھ پر ظاہر ہوا جس کے ہاتھ پر
اس کا ظہور ثابت ہو وہی خلیفہ خاص ہے۔ اور قول [illegible]
وکلمۃ اللہ کے معنے ایک دلیل پر یہ ہیں کہ قریش کی ایک جماعت
یہ شریف ظاہر و باطن پاکیزہ ہو اور اس جماعت کے افراد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے رونما۔ عالم ہیں گے اور اعلاء
کلمۃ اللہ کی فضیلت سے مختص کریں گے۔ اور محمد بن عثمان غزنوی نے

لہ مدر بمعنی کلوخ و ذلیل مدر کنایہ از ساکنان دیہ و وبر بمعنی پشم شتر کنایہ از بادیہ نشینان [illegible] صحرا ۱۲

ان قریشا قالت قیضوا لکل رجل من اصحاب محمد رجلا یأخذه فقیضوا لابی بکر طلحة بن عبید الله فاتاه وهو فی القوم فقال ابوبکر الی ما تدعونی قال ادعوك الی عبادة اللات والعزی قال ابوبکر وما اللات قال ربنا قال والعزی قال بنات الله فقال ابوبکر فمن امهم فسکت طلحة فلم یجبه فقال طلحة لاصحابه اجیبوا الرجل فسکت القوم فقال طلحة قم یا ابابکر اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله فانزل الله ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض له شیطانا الآیة عن عبد الرحمٰن بن مسعود العبدی قال قرأ علی بن ابی طالب هذه الآیة فاما نذهبن بك فانا منهم منتقمون قال قد ذهب نبیه علیه السلام وبقیت نقمته فی عدوه عن مجاهد فی قوله وانه لذکر لك ولقومك قال یقال ممن هذا الرجل فیقال من العرب فیقال من ای العرب فیقال من قریش فیقال من ای قریش فیقال من بنی هاشم عن علی وابن عباس قالا کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعرض نفسه علی القبائل بمکة ویعدهم الظهور فاذا قالوا

روایت ہے کہ قریش نے یہ تجویز کیا کہ اصحاب محمدؐ میں سے ہر شخص کے پیچھے اپنا ایسا آدمی لگادیں جو اُس کو گرفت میں لے لے۔ تو انھوں نے ابوبکرؓ کے پیچھے طلحہ بن عبیداللہ کو لگایا، تو وہ قوم کے لوگوں کو ساتھ لے کر ابوبکرؓ کے پاس پہنچے۔ اس سے ابوبکرؓ نے کہا آپ مجھے کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ طلحہ نے کہا لات و عزّیٰ کی عبادت کی طرف۔ تو ابوبکرؓ نے کہا اور لات کیا ہے؟ طلحہ نے کہا ہمارا رب ہے۔ پھر ابوبکرؓ نے کہا اور عزّیٰ کیا ہے؟ طلحہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اس پر ابوبکرؓ نے کہا کہ تو اُن کی ماں کون ہے؟ اس پر طلحہ چپ رہ گئے اور اُن کو جواب نہ دے سکے۔ اس کے بعد طلحہ نے ساتھیوں سے کہا کہ اس شخص کو جواب دو۔ وہ سب بھی خاموش رہے۔ اس کے بعد طلحہ نے کہا اُٹھو اے ابوبکرؓ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ الخ (۴۳:۳۶) اور جو شخص اللہ کی نصیحت (یعنے قرآن) سے اندھا بن جائے ہم اُس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں سو وہ (ہر وقت) اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن مسعود العبدی سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ علیؓ بن ابی طالب نے یہ آیت پڑھی فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ الخ اور فرمایا کہ اللہ کے نبی علیہ السلام چلے گئے اور اُن کی جانب کینہ اُن کے دشمنوں میں باقی رہ گیا۔ اور مجاہدؒ سے مروی ہے آیت وَاِنَّهٗ لَذِکْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ کے بارے میں اُنھوں نے کہا کہ کہا جائے گا کہ یہ شخص (حضرت نبی علیہ السلام) کس (قوم) میں سے تھے؟ تو جواب دیا جائیگا کہ عرب میں سے۔ پھر پوچھا جائیگا کہ کس عرب میں سے؟ تو جواب دیا جائیگا کہ قریش میں سے۔ پھر کہا جائیگا کہ کونسے قریش میں سے؟ تو کہا جائیگا بنی ہاشم میں سے۔ اور علیؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دونوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں قبائل کے سامنے بنفس نفیس اُن سے اسلام کے غلبہ کا وعدہ فرماتے تھے کہ ان لوگوں کے

لہ حضرت نے سچ جواب دیا وہ دیدہ و دل قریشی نہ ہوں وہ یہ بھی تو بتلا دیں کہ ہم تو کیا سمجھ گئے کیا۔

لمن الأمر بعدك؟ فسكت فلم يجبهم
بشيء، فلم يزل يسأل عن ذلك
بشيء حتى نزلت "وإنه لذكر لك
ولقومك" فكان بعد إذا سئل قال
لقريش، فلا يجيبوه حتى قبلته الانصا
ر طے ذلك. وعن عدي بن حاتم
قال كنت قاعدا عند رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال ألا
إن الله علم ما في قلبي من
حب لقومي فبشرني فيهم فقال
"وإنه لذكر لك ولقومك وسوف
تسئلون" فجعل الذكر والشرف
لقومي في كتابه، ثم قال "وأنذر
عشيرتك الأقربين واخفض جناحك
لمن اتبعك من المؤمنين" يعني
قومي، فالحمد لله الذي جعل الصديق
من قومي، والشهيد من قومي،
والأئمة من قومي، إن الله قلب
العباد ظهرا وبطنا فكان خير العرب
قريشا، وهي الشجرة المباركة التي
قال الله في كتابه "ومثل كلمة
طيبة كشجرة طيبة" يعني قريشا
"أصلها ثابت" يقول أصلها كرم
"وفرعها في السماء" يقول الشرف
الذي شرفهم الله بالإسلام الذي
هداهم له وجعلهم أهله، ثم أنزل فيهم
سورة من كتاب الله محكمة "لإيلاف
قريش" إلى آخرها. قال عدي بن
حاتم: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم

سوال کیا کہ آپ کے بعد کس کی حکومت ہوگی؟ تو آپ چپ رہے اور
اُن کو کچھ جواب نہ دیا کیونکہ آپ کو اس بارے میں کوئی حکم نہیں دیا
گیا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ
اس کے بعد جب کبھی پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا قریش کی، اور لوگ
اس کو قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ انصار اس کو قبول کرلیں گے
(پھر سب متفق ہو جائیں گے) اور عدی بن حاتم سے مروی ہے کہا کہ
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے
فرمایا حقیقت یہ ہے کہ اپنی قوم کی محبت جو میرے دل میں تھی اس کا
اللہ کو علم تھا اس نے مجھے اُن کے بارے میں مشرف کیا اور
فرمایا وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ تو اللہ
تعالیٰ نے ذکر کو اور میری قوم کے لئے شرف کو اپنی کتاب میں ذکر
(فرمایا) پھر فرمایا وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ الخ (۱۹-۲۶-۲۱۴) اور
آپ (سب سے پہلے اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیے اور ان لوگوں کے
ساتھ جو مؤمنین ہیں) فروتنی سے پیش آئیے جو مسلمانوں میں داخل
ہو کر آپ کی راہ پر چلیں) یعنی میری قوم، سو اللہ کا شکر ہے جس نے
صدیق کو میری قوم میں سے بنایا اور شہید کو میری قوم میں سے
بنایا اور ائمہ بنائے میری قوم میں سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے
بندوں کے ظاہر و باطن کو پرکھا تو عرب میں سب سے بہتر قریش نکلے
اور وہ شجرۂ مبارکہ یہی ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں
ذکر کیا ہے وَمَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ (۱۳: ۲۴)
(کلمہ طیبہ (توحید و ایمان) کی مثال پاکیزہ درخت کی سی ہے تو
شجرۂ طیبہ سے) اللہ تعالیٰ مراد لیتے ہیں قریش کو، أَصْلُهَا
ثَابِتٌ (جس کی جڑ خوب گڑی ہوئی ہو) فرماتا ہے کہ اس کی
اصل (یعنی جڑ) کرم میں ہے وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ (اور اس کی
شاخیں اونچائی میں جا رہی ہوں) کہتے ہیں کہ شرف وہ ہے جس
سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرف باسلام کیا جس کی طرف ان کو ہدایت
کی اور ان کو اس کا اہل بنایا۔ پھر ان کے بارے میں کتاب اللہ میں ایک سورۃ
محکمہ نازل کی لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ آخر تک۔ عدی بن حاتم نے
کہا کہ میں نے ہمیشہ یہ دیکھا ہے کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ذُكِرَتْ عِنْدَهُ قُرَيْشٌ بِخَيْرٍ قَطُّ إِلَّا سَرَّهُ ذَلِكَ حَتَّى يَتَبَيَّنَ ذَلِكَ السُّرُورُ فِي وَجْهِهِ وَكَانَ كَثِيرًا مَا يَتْلُو هَذِهِ الْآيَةَ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَوْ عَنْ عَمِّهِ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ اللهُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِكُلِّ شَيْءٍ إِلَّا رَجُلٍ مُشْرِكٍ أَوْ فِي قَلْبِهِ شَحْنَاءُ. عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيِّ قَالَ رُفِعَ إِلَى عُمَرَ امْرَأَةٌ وَلَدَتْ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ فَسَأَلَ عَنْهَا أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلِيٌّ لَا رَجْمَ عَلَيْهَا أَلَا تَرَى أَنَّهُ يَقُولُ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا وَقَالَ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ وَكَانَ الْحَمْلُ هَهُنَا سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَتَرَكَهَا عُمَرُ قَالَ ثُمَّ بَلَغَنَا أَنَّهَا وَلَدَتْ آخَرَ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ. عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ قَالَ إِنِّي لَصَاحِبُ الْمَرْأَةِ الَّتِي أُتِيَ بِهَا عُمَرُ وَضَعَتْ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ فَأَنْكَرَ النَّاسُ ذَلِكَ فَقُلْتُ لِعُمَرَ لِمَ تَظْلِمُ قَالَ كَيْفَ قُلْتُ اقْرَأْ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ

کے سامنے کبھی قریش کا ذکر خیر کے ساتھ کیا گیا تو آپ اس سے
بہت ہی خوش ہوتے کہ اس سرور کو سب لوگ آپ کے چہرے
سے پہچان لیتے تھے اور آپ اکثر اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے
وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ الخ۔ مروی ہے قاسم بن محمد سے وہ یعنی قاسم
روایت کرتے ہیں ابو بکرؓ سے یا اپنے عم (عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ)
اور وہ ان کے دادا ابو بکر صدیقؓ سے اور وہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات میں
آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتے ہیں تو ہر شے کی مغفرت کر دیتے
ہیں سوائے اس شخص کے جو شرک کرنے والا ہو یا اس کے قلب
میں عداوت ہو۔ مروی ہے قتادہؓ سے وہ روایت کرتے ہیں
ابو حرب بن ابی الاسود الدؤلی سے انھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ
کے سامنے ایک عورت پیش کی گئی جس نے چھ ماہ کا بچہ جنا تھا۔
آپ نے اس کے بارے میں اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
مشورہ پوچھا تو علیؓ نے کہا کہ اس پر رجم نہیں ہے۔ کیا آپ نہیں
دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ
شَهْرًا (اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھوڑانا
تیس مہینے (میں پورا ہوتا ہے)) اور یہ بھی فرمایا وَفِصٰلُهٗ فِیْ
عَامَیْنِ (اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے) اب
یہاں مدت حمل (تیس ماہ میں سے چوبیس ماہ نکالنے کے بعد) چھ
مہینے رہ گئی۔ تو عمرؓ نے اس کو چھوڑ دیا۔ بیان کیا کہ پھر ہمیں یہ خبر
پہنچی کہ چھ مہینے کا اس کے اور بچہ پیدا ہوا۔ اور نافع بن جبیر
سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے ان سے ذکر کیا کہ میں اس وقت
حاضر تھا جب ایک عورت لائی گئی عمرؓ کے پاس جس نے چھ مہینے
میں بچہ جنا تھا تو عام لوگوں نے اس کو منکر قرار دیا (یعنی اس کے
حلال ہونے کا انکار کیا) تو میں نے عمرؓ سے کہا کہ آپ کیسے ظلم
کریں گے۔ کہا یہ کیسے میں نے کہا پڑھیے وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ
شَهْرًا اور وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ
(اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس تک دودھ پلائیں) میں
میں نے کہا کہ حولین کتنا ہوتا ہے کہ کہا ایک سال۔ میں نے کہا کہ سال کتنا

كم امرت قال ستة قلت كم ارضعته
قال اثنا عشر شهرا قلت وربعه
وعشرون شهرا حولان كاملان ويؤخر
الله من الحمل ما شاء ويقدم قال فاستراح
عمر الى قولي وعن ابي عبيدة مولى
عبدالرحمن بن عوف قال رفعت امرأة
الى عثمان ولدت لستة اشهر فقال عثمان
انها رفعت الي امرأة لا اراها الا جاءت بشر
فقال ابن عباس اذا اكملت الرضاعة
كان الحمل ستة اشهر وقرأ وحمله و
فصاله ثلاثون شهرا فدرأ عثمان عنها
وعن ابن عباس انه كان يقول اذا
ولدت المرأة لتسعة اشهر كفاها من
الرضاع احد وعشرون شهرا واذا
ولدت لسبعة اشهر كفاها من الرضاع
ثلاثة وعشرون شهرا واذا وضعت
لستة اشهر فحولين كاملين لان الله
يقول وحمله وفصاله ثلاثون شهرا
عن ابن عباس قال انزلت هذه الآية في
ابي بكر الصديق حتى اذا بلغ اشده
وبلغ اربعين سنة قال رب
اوزعني الآية فاستجاب الله له فاسلم
والداه جميعا واخوانه وولده
كلهم ونزلت فيه فاما من اعطى
واتقى الى آخر السورة وعن مجاهد
قال دعا ابو بكر عمر رضي الله عنهما فقال له
اني موصيك بوصية ان
حفظتها ان لله حقا في الليل لا
يقبله بالنهار وحقا بالنهار لا يقبله بالليل

ہوتے ہیں کہ اس بارہ مہینے۔ میں نے کہا تو پھر حولین کاملین جو چوبیس مہینے
پورے اور اللہ تعالیٰ نے حمل کو جتنا چاہے موخر کرے اور مقدم کرے
ابن عباسؓ نے کہا میری گفتگو کے بعد عمرؓ مطمئن ہو گئے۔ اور
ابو عبیدہ مولیٰ عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے بیان کیا کہ
ایک عورت عثمانؓ کے پاس لائی گئی جس نے چھ مہینے میں بچہ جنا تھا
تو عثمانؓ نے کہا کہ میرے سامنے ایسی عورت لائی گئی جس کے بارے
میں میرا خیال یہ ہے کہ اس سے بدی ہی کا صدور ہوا ہے۔ تو ابن
عباسؓ نے کہا کہ جب رضاعت (یعنی دودھ پلانے کی مدت)
پوری ہو جائے گی تو مدت حمل چھ مہینے ہو گی اور یہ آیت پڑھی
وحمله وفصاله ثلاثون شهرا تو عثمانؓ نے اس پر سے حد
اٹھا دی۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ
جب عورت کے نو مہینے میں بچہ پیدا ہو تو اس کو اکیس مہینے دودھ
پلانا کافی ہے اور جب سات مہینے میں پیدا ہو تو اس کو تئیس
مہینے دودھ پلانا کافی ہے اور جب مدت حمل چھ مہینے ہیں ہو تو
پورے دو برس ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وحمله وفصاله
ثلاثون شهرا۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے انھوں نے کہا کہ یہ
آیت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے حتى اذا بلغ
اشده الخ (۴۶: ۱۵) یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچتا
ہے اور چالیس برس کو پہنچتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار
مجھ کو اس پر مداومت دیجئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر
کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں الخ
تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور ان کے والدین اور
بھائی اور اولاد سب مسلمان ہو گئے۔ اور ان ہی کے بارے میں
فاما من اعطى واتقى آخر سورت تک نازل ہوئی۔ اور
مروی ہے مجاہدؒ سے کہا کہ بلایا ابوبکر نے عمر رضی اللہ عنہما کو
کہا کہ میں تم کو کچھ نصیحتیں کرتا ہوں تم ان کو محفوظ کر لو بیشک
اللہ کا رات میں ایک حق ہے اس کو دن میں قبول نہیں کرتا اور
دن میں جو اس کا حق ہے وہ رات میں قبول نہیں کرتا (اس لئے
ہر ایک حق کو اس کے اصلی وقت پر ادا کرنے کا اہتمام رکھا جائے) اور

این تذهب بهذه الآیة أَذْهَبْتُمْ
طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ
بِهَا وعن سالم بن عبد الله بن
عمر أن عمر كان يقول والله ما نعبأ بلذات
العيش أن نأمر بصغار المعزى فتسمط
ونأمر بلباب الخبز فيخبز لنا ونأمر
بالزبيب فينبذ لنا في الأسعان
حتى إذا صار مثل عين اليعقوب
أكلنا هذا وشربنا هذا ولكنا نريد
أن نستبقي طيباتنا لأنا سمعنا
الله يقول أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ
فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا الآية وعن
قتادة أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي
حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا قال
تعلمون أن أقواما يسترطون حسناتهم
في الدنيا استبقى رجل طيباته
إن استطاع ولا قوة
إلا بالله قال وذكر لنا أن
عمر بن الخطاب كان يقول
لو شئت كنت أطيبكم طعاما
وألينكم لباسا ولكني أستبقي طيباتي
وذكر لنا أن عمر بن الخطاب لما قدم
الشام صنع له طعام لم ير قبله
مثله قال هذا لنا فما لفقراء المسلمين
الذين ماتوا وهم لا يشبعون
من خبز الشعير فقال
خالد بن الوليد لهم الجنة
فاغرورقت عينا عمر فقال لئن
كان حظنا من هذا الحطام

کیا یہ آیت تم پر محمول نہیں ہے أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ (الآیۃ) (پ ۲۶) تم نے اپنی
لذات کی چیزیں دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اور ان کو خوب برت
چکے۔ اور سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ فرمایا کرتے
تھے کہ لذات عیش کی ہم پروا نہیں رکھتے کہ ہم حکم دیں کہ بکری کے بچوں
کو ذبح کریں کہ ان کا گوشت بھونا جائے اور میدوں کی گری (بھیگی ہوئی)
لے کر چھاننے کے لئے اس کی روٹی پکائی جائے اور حکم دیں کہ انگور
کا شیرہ ہے کہ اس کو چھانے۔ یعنی نبیذ بنایا جائے (یعنی شربت)
جو رنگدار شیریں ہو کر (چکور کی آنکھ کی مانند صاف ہو جائے تو ہم
بھی اور عمدہ نبات منجمد کا زمانہ نہیں تھا شربت ایسی ہی چیزوں
سے بنتا تھا مترجم) وہ ہم کھائیں اور یہ پئیں۔ لیکن ہمارا مقصد
اس سے یہ ہوتا ہے کہ ہم کو اپنی پاکیزہ چیزوں (یعنے لذیذ مرغوب)
کو باقی رکھنے کا خیال رہنا چاہئے کیونکہ ہم نے سُنا ہے اللہ تعالے
فرماتے ہیں أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا الخ۔ اور مروی
ہے قتادہ سے (اس آیت کی تفسیر میں) أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ
فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا الخ کہ تم جانتے ہو کہ بہت سے لوگ اپنی حسنات
کو دنیا میں خرید لیتے ہیں اس شخص کے حال کی طرح جو اپنی
مرغوب طیبات دنیوی کو ادا کرنا چاہتا ہو اگر استطاعت رکھتا ہو
(یعنی جب اپنی تمام مرغوبات دنیا میں حاصل کر لیں تو وہاں کا حصہ
اب کیا باقی رہا) فلا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (قتادہؓ نے) کہا کہ
ہم سے ذکر کیا گیا کہ عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں
چاہتا تو میرا کھانا تم سب سے زیادہ اچھا نفیس ہوتا اور میرا لباس
تم سب کے لباسوں سے زیادہ نرم ہوتا مگر میں اپنی طیبات (یعنے
خوشگوار چیزوں) کو باقی رکھنا چاہتا ہوں۔ اور ہم سے ذکر کیا گیا
کہ عمرؓ بن الخطاب جب شام تشریف لے گئے تو ان کے لئے ایسا
کھانا بنایا گیا جو اس سے پہلے انہوں نے دیکھا بھی نہ تھا۔ تو اس کو
دیکھ کر فرمایا کہ ہمارے لئے یہ ہے تو ان فقراء مسلمین کے لئے کیا
ہوگا جو مر گئے اور وہ جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھا سکے۔ تو
خالدؓ بن الولید نے کہا کہ ان کے لئے جنت ہے۔ تو عمرؓ کی دونوں
آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ پھر فرمایا کہ اگر ہمارے حصہ میں اہل دنیا آیا

وذهبوا بالجنة لقد باؤا بؤاً بعيداً
عن جابر بن عبد الله قال رآني عمر
وانا متعلق لحماً فقال يا جابر ما هذا قلت
لحم اشتريته بدرهم لنسوة عندي قرمن
اليه فقال ما يشتهي احدكم شيئاً
الا صنعه اما يجد احدكم ان يطوي بطنه
لجاره وابن عمه اين تذهب هذه الآية
اذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا
قال فما انفلت منه حتى كدت ان
لا انفلت وعن حميد بن هلال قال
كان حفص يكثر غشيان امير المؤمنين
عمر رضي الله عنه وكان اذا قرب
طعامه اتقاه فقال له عمر ما لك وطعامنا
فقال يا امير المؤمنين ان اهلي يصنعون
لي طعاماً هو الين من طعامك
فاكره ان آكل طعامك الخشن فقال
ثكلتك امك اما تراني لو شئت
امرت بشاة فتية سمينة
فالقي عنها شعرها ثم امرت بدقيق
فنخل في خرقة ثم امرت بخبز فخبز
وامرت بصاع من زبيب فجعل
في سعن حتى يكون كدم الغزال فقال
حفص اني لاراك تعرف لين
الطعام فقال عمر ثكلتك امك و
الذي نفسي بيده لولا كراهية
ان ينتقص من حسناتي يوم القيامة
لشركتكم في لين طعامكم وعن الحسن
قال قدم وفد اهل البصرة مع ابي موسى
الى عمر رضي فكان له كل يوم خبز يلت

اور وہ جنت میں جا پہنچے تو ہم میں اور ان میں بہت بڑا بعد ہوگیا۔
جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہا کہ مجھے عمرؓ نے دیکھا اور میں گوشت
لٹکائے ہوئے تھا تو فرمایا کہ اے جابرؓ یہ کیا ہے! میں نے کہا کہ
ایک درہم کا گوشت خرید کر لایا ہوں اپنی عورتوں کے لئے ان کا
اس کے لئے بہت دل چاہ رہا ہے۔ فرمایا کہ کیا جس شے کی خواہش
تم میں سے کسی کو ہوتی ہے وہ تیار ہو جاتی ہے؟ کیا تم میں
کوئی یہ جذبہ نہیں رکھتا کہ اپنے پیٹ کو تہ کرے اپنے ہمسایہ کے لئے
یا اپنے ابن عم (بھائی) کے لئے کیا یہ آیت بھول گئے ہو اَذْھَبْتُمْ
طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا۔ کہا کہ پھر میں ان سے رہائی نہ پا سکا
یہاں تک کہ یہ خیال کرنے لگا کہ ان سے نجات نہ ملے گی۔ حمید بن
ہلال سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ حفص امیر المومنین عمر رضی
اللہ عنہ سے بہت ملتے رہتے تھے اور جب کھانے کا وقت ہوتا
تو کترا جاتے تھے۔ اس پر عمرؓ نے کہا کہ تم کو کیا ہوگیا ہمارے ساتھ
کھانے سے کیوں بچتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین میرے
گھر والے میرے لئے ایسا کھانا بناتے ہیں جو آپ کے کھانے سے نرم ہے
تو میں اس کھانے کو آپ کے کھانے پر ترجیح دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا
کہ تجھے روئے تیری ماں تو یہ نہیں دیکھتا کہ میں چاہتا تو حکم دیتا کہ
جوان موٹی تازی بکری ذبح کی جائے اور کھال سے گوشت الگ
(کر کے عمدہ تیار) کیا جائے پھر آٹے کے بارے میں حکم دیتا کہ کپڑے
میں سے چھانا جائے پھر (اس خمیرے کی) چپاتیاں بنائی جائیں۔ اور
میں حکم دیتا کہ ایک صاع (تقریباً ڈھائی سیر) انگور لے کر اس کا شیرہ
تیار کیا جائے یہاں تک کہ ہرن کے خون کی طرح سرخ ہو جائے
اس پر حفص نے کہا کہ میں سمجھ گیا کہ آپ لین طعام (کھانے کی نرمی
و خوشگواری) کو جانتے ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا تجھے روئے تیری ماں
قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر اس بات
کی کراہیت نہ ہوتی کہ قیامت کے دن میری حسنات میں کمی آ جائے
تو تمہارے خوشگوار کھانے میں تمہارے ساتھ میں ضرور شریک
ہوتا۔ اور مروی ہے حسنؓ سے کہ اہل بصرہ کا ایک وفد ابو موسیٰ کے
ساتھ عمرؓ کے پاس آیا تو روزانہ ان کے پاس چپٹی روٹی ہوتی تھی

فربما وافقناها مأدومة بزيت
وربما وافقنا القديدة اليابسة تدق ثم
أغلي بها وربما وافقنا اللحم الغريض
وهو قليل قال وقال لنا عمر والله
لقد آذى تقذركم طعامي انا
والله لو شئت لكنت ألينكم طعاما
وأرقكم عيشا اما والله ما أجهل عن كراكر
وأسنمة ومن صلاء وصناب و
صلائق ولكني سمعت الله عيّر قوما
بأمر فعلوه فقال أذهبتم طيباتكم في
حياتكم الدنيا واستمتعتم بها۔

فقیر گوید عفی عنہ خدای تعالیٰ سورۂ
قتال نازل فرمود برای تمیز مومنین از
کفار و منافقین بنحو باسالیب متنوعہ
میان فریق سعدا و آن دو فریق اشقیا تباین
منازل و تباعد مراتب ذکر فرمود در اقوال
و افعال و مآل و در ضمن این مبحث اشارات
بلوازم خلافت خاصہ و اضداد آن
مذکور شدند و تلویح نمودہ می آید
بآنکہ این ہر دو فریق در زمان مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود
بودند و ہر چند عموم آیات شامل
ہر مومن و منافق است تعریض
کردہ شد بحال حاضرین از
فریقین قولہ الذین کفروا
وصدوا و قولہ والذین
آمنوا وعملوا الصالحات الآیت
میکند بر وجود ہر دو طائفہ
قولہ یا ایہا الذین آمنوا

اور کبھی روٹی کے ساتھ سالن روغن ہوتا تھا۔ اور بعض دفعہ سوکھے
ٹکڑے کوٹ کر پکائے ہوتے اور کبھی روٹی کے ساتھ تازہ گوشت
کی چند بوٹیاں۔ حسنؒ نے بیان کیا اور ہم سے عمرؓ نے کہا واللہ میں
تمہارے کھانے سے تمہارا گھن کرنا اور تمہاری کراہیت دیکھتا ہوں۔
سمجھ لو خدا اگر میں چاہتا تو تم سے اچھے کھانے کھاتا اور تم سے بہتر
عیش کرتا۔ میں چھوڑنے والا نہیں ہوں کراکر (اونٹ کی گردن کا وہ
حصہ جو بیٹھتے وقت زمین سے مل جاتا ہے) اور کوہانوں کے گوشت
کو (ان مقامات کا گوشت زیادہ لذیذ ہوتا ہے) اور بھنے ہوئے
گوشت کو اور انگور کی چٹنی کو اور [illegible] کی روٹی کو۔ لیکن میں نے
اللہ کو عیب لگاتے ہوئے پایا ایسی قوموں پر جنھوں نے ایسا کیا
فرمایا ہے اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بھا۔

آیات سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے سورۂ قتال یعنی سورۂ
محمد نازل فرمائی مومنوں کو کفار اور منافقین سے صاف صاف
تمیز کرنے کے لئے بیان کی کئی طرح کے اسلوبوں کے ساتھ فریق اہل
سعادت اور دونوں فریق اہل شقاوت کے درمیان اُن کے مقامات
کا ایک دوسرے سے متضاد ہونا اور اُن کے مراتب کا ایک دوسرے
سے بعید ہونا ذکر فرمایا ہے اقوال میں اور افعال میں اور انجام
میں۔ اور اس مبحث کے ضمن میں خلافت خاصہ کے لوازم اور اس کے
خلاف امور کی جانب اشارات مذکور ہوئے اور نشان دہی کی
جاتی ہے اس بناء پر کہ یہ دونوں فریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے مبارک زمانے میں موجود تھے۔ اگرچہ آیات کا عموم ہر مومن
و منافق کو شامل ہے مگر ہر دو فریق کے حال کی طرف جو اس زمانہ
میں حاضر تھے تعریض کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول الذین
کفروا وصدوا (دم: ۱) (جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے
رستہ سے روکا) اور والذین آمنوا وعملوا الصالحات (دم: ۲)
(اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے) دلالت
کرتے ہیں ہر دو گروہ (مومنین اور کفار و منافقین کے) وجود
پر اس قول یا ایہا الذین آمنوا الخ (دم: ۷) (اے ایمان والو!

فقال له: لِمَ؟ قال: إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إني لأعلم كلمة لا يقولها عبد عند موته إلا نفّس الله عنه كربته وأشرق لونه وما منعني أن أسأله عنها إلا القدرة عليه حتى مات، فقال عمر: إني لأعلمها، قال: وما هي؟ قال: هل تعلم كلمة هي أعظم من كلمة أمر بها عمه: لا إله إلا الله؟ قال: هي والله هي۔ وعن عثمان بن عفان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من مات وهو يعلم أن لا إله إلا الله دخل الجنة۔ وعن بريدة قال: كنت جالساً عند عمر إذ سمع صائحة فقال: يا يرفأ انظر ما هذا الصوت، فنظر ثم جاء فقال: جارية من قريش تباع أمها، فقال عمر: ادع لي المهاجرين والأنصار، فلم يمكث إلا ساعة حتى امتلأت الدار والحجرة، فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: أما بعد فهل تعلمونه كان فيما جاء به محمد صلى الله عليه وسلم القطيعة؟ قالوا: لا، قال: فإنها قد أصبحت فيكم فاشية، ثم قرأ: فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ثم قال: وأي قطيعة أقطع من أن تباع

تو انہوں نے کہا کیا ہو گیا۔ طلحہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ جو بندہ اس کو اپنی موت کے وقت کہے گا اللہ تعالیٰ اس پر موت کی تکلیف کو آسان کر دے گا اور اس کا رنگ چمک جائے گا اور وہ چیز اس کو دل جانے گی جو اس کو خوش کر دے۔ اور مجھے آپ میں اس پر قدرت (یعنی بولنے کی طاقت) پیدا ہونے کے انتظار نے اس کے بارے میں آپ سے پوچھنے سے روکے رکھا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں یقیناً اس کو جانتا ہوں۔ طلحہؓ نے کہا تم اس کلمے سے زیادہ باعظمت کوئی کلمہ نہیں جانتے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو امر فرمایا تھا یعنی لا الٰہ الا اللہ۔ تو عمرؓ نے کہا واللہ وہ کلمہ یہی ہے۔ اور عثمان[ملے] بن عفان سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مر گیا اور وہ جانتا ہے (یعنی اس کا یہ عقیدہ ہے) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔ ابن بریدہؓ سے مروی ہے بیان کیا کہ میں عمرؓ کے پاس بیٹھا تھا کہ آپ نے کسی چلانے والے کی آواز سنی تو آپ نے کہا کہ یرفا! (یہ آپ کا غلام تھا) دیکھ کر کہ یہ کیسی آواز ہے۔ اس نے دیکھا پھر آ کر بیان کیا کہ (چیخنے والی) قریش میں کی ایک لڑکی ہے جس کی ماں فروخت کی جا رہی ہے۔ عمرؓ نے فرمایا مہاجرین اور انصار کو بلا کر لاؤ۔ بس ایک ساعت دیر ہوئی کہ مکان اور حجرہ لوگوں سے بھر گیا۔ تب آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اما بعد کیا تم لوگ جانتے ہو جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قطع تعلق قرابت کے بارے میں حکم لے کر آئے ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں، فرمایا کہ تم کو یہ بات تو خوب کھول کر بتا دی گئی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَهَلْ عَسَيْتُمْ الخ (۴۷: ۲۲) (ترجمہ لکھا جا چکا ہے) پھر فرمایا اور وہ کونسا قطیعہ (یعنی قطع رحم کرنے والا فعل) ہے جو سب سے زیادہ قطع رحم کرنے والا ہو اس سے کہ

ملے حضرت عثمانؓ کی اس حدیث کا شاید مطلب منافقین ہے جنھوں نے بظاہر لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا تھا مگر دل میں کفر چھپا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ نجات اُخروی کے لئے صرف زبانی اقرار کافی نہیں بلکہ دل سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا جاننا ماننا ضروری ہے ۱۲ مترجم

اثم امرہ فیسلم و قد اوسع
اللہ لکم قالوا فاشرع ما بدا
لک فکتب فی الآفاق ان
لا یستباع ام حر فانہا
قطیعۃ رحم وانہ لا یحل
حق عروۃ قال تلا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم یوما افلا یتدبرون
القرآن ام علی قلوب اقفالہا
فقال شاب من اہل الیمن
بل علیہا اقفالہا حتے یکون اللہ
یفتحہا او یفرجہا فقال النبی صلے
اللہ علیہ وسلم صدقت فما زال
الشاب فی نفس عمر حتے ولی
فاستعان بہ ق عن سہل بن سعد
قال قال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم افلا یتدبرون
القرآن ام علی قلوب اقفالہا
فقال شاب عند النبی صلے اللہ
علیہ وسلم بلے واللہ علیہا
اقفالہا حتے یکون اللہ ہو
الذی یفتحہا فلما ولی عمر
سال عن ذلک الشاب
لیستعملہ فقیل قد مات

قرآنے شش سلے در
سورۃ فتح دلائل باہرہ بر
تفضیل اہل حدیبیہ کہ خلفاء
ازان جماعہ اند ذکر مے
فرماید ازان جملہ ھو الذی
انزل السکینۃ الآیتین

ایک شخص کو جو قید میں موجود ہو اس کی ماں فروخت کردیتا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے تم میں وسعت بھی پیدا کردی ہے۔ حاضرین نے کہا کہ جو کچھ واضح (آپ کے قلب میں) ظاہر ہوا ہے اس پر عمل کیجئے تو آپ نے جاری فرمایا یہ حکم لکھ کر بھیجدیا کہ کسی آزاد شخص کی ماں کو نہ فروخت کیا جائے کیونکہ یہ فعل قطع رحم کرنے والا ہے اور جو ایسا فعل ہے وہ حلال نہیں۔ عروہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا (۴۷: ۲۴) تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں۔ تو اہل یمن میں کے ایک جوان نے کہا بلکہ دلوں پر قفلے ہی لگ رہے ہیں یہاں تک کہ خدا ہی ہے جو ان کو کھولے۔ تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔ تو اس جوان کی یاد عمرؓ کے دل سے غافل نہ ہوئی یہاں تک کہ جب خلیفہ ہوگئے تو اس کو عامل بنانا چاہا۔ اور مروی ہے سہل بن سعد سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالہا تو ایک جوان نے کہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سے بیشک واللہ ان پر قفلے ہی لگے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اللہ ہی ہے جو ان کو کھولے گا۔ تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو اس جوان کا حال آپ نے لوگوں سے دریافت کیا تاکہ اس کو عامل بنائیں تو آپ سے کہا گیا کہ اس کا انتقال ہوگیا۔

آیات سورۂ فتح

حق تعالےٰ سورۂ فتح میں روشن دلائل اہل حدیبیہ کی فضیلت پر بیان فرماتے ہیں اور حضرات خلفاءؓ بھی اُنہی جماعت میں سے ہیں۔ اُن میں سے یہ آیات ہیں ھو الذی انزل السکینۃ الخ دو آیات تک (۴۸: ۴-۵) وہ خدا ایسا ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل پیدا کیا ہے تاکہ ان کے پہلے ایمان کے ساتھ ان کا ایمان اور زیادہ ہو اور آسمان و زمین کا سب لشکر اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالےٰ (مصلحتوں کا) بڑا جاننے والا حکمت والا ہے تاکہ اللہ تعالےٰ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایسی بہشتوں میں

و از آن جمله إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ الآية و از آن جمله قُل لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ الآية که دلالت میکند بر وجود داعی بسوی جهاد در زمان مستقبل و ترتب اجر جمیل بر اطاعت آن داعی و عذاب الیم بر عصیان او و آن معنی از لوازم خلافت خاصه است و این علامت متحقق نشد الا در حق خلفاے ثلثه رضی الله عنهم اجمعین و این بحث منقحا در فصل سیوم محرر گشت و از آن جمله می فرماید مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ و این صفات مرضیه از لوازم خلافت خاصه است

داخل کئے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ کو رہیں گے اور ان کے گناہ دور کر دے اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔ اور ان میں سے یہ آیت ہے اِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ (۲۶-۱۰) جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ (واقع میں) اللہ سے بیعت کر رہے ہیں خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پھر (بعد بیعت کے) جو شخص عہد توڑے گا سو اس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر (بیعت میں) خدا سے عہد کیا ہے تو عنقریب خدا اس کو بڑا اجر دے گا۔ اور ان میں سے یہ آیت ہے قُل لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ (۲۶-۲) آپ ان پیچھے رہنے والے دیہاتیوں سے (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے کہ یا تو ان سے لڑتے رہو یا وہ مطیع (اسلام) ہو جاویں سو اگر تم اطاعت کرو گے تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک عوض (یعنی جنت) دے گا اور اگر تم (اس وقت بھی) روگردانی کرو گے جیسا اس کے قبل روگردانی کر چکے ہو تو وہ دردناک عذاب کی سزا دے گا۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے آئندہ زمانہ میں جہاد کی طرف دعوت دینے والے کے وجود پر اور اس دعوت دینے والے کی اطاعت پر اجر جمیل کا اور اس کی نافرمانی پر عذاب الیم مرتب ہونا بتا رہی ہے اور یہ معنے خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہیں۔ اور یہ علامت صرف تینوں خلفاء ہی کے حق میں متحقق ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ان کو بہت بڑے اجر عطا فرمائے۔ اور اس بحث پر تیسری فصل میں مفصل لکھا جا چکا ہے۔ ان میں سے ایک آیت یہ ہے۔ (فرماتے ہیں) مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ الخ (۲۶-۴) محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں ان کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں اور یہ صفات پسندیدہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہیں۔

وازاں جملہ ہے فرمایہ کہ اِنَّا فَتَحْنَا
لَكَ فَتْحًا الآیہ چون حالات مثل برحالات
مثل تو منطبق سازیم اولعلہ برین خاطر
منتقش میشود کہ در خلفاءؓ آن معانی
ظاہر ہویدا است عن عمر بن الخطاب
قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی سفر فسألتہ عن شیء ثلاث
مرات فلم یردّ علیّ فقلت لنفسی
ثکلتک امک یا ابن الخطاب نزرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث
مرات فلم یرد علیک فحرکت
بعیری ثم تقدمت امام الناس خشیت
ان ینزل فیّ القرآن فما نشبت
ان سمعت صارخا یصرخ بی فرجعت
وانا اظن انہ نزل فیّ شیء فقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد
انزلت علیّ اللیلۃ سورۃ ہی احب
الیّ من الدنیا وما فیہا اِنَّا فَتَحْنَا
لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا
تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
عن ابراہیم بن محمد بن المنتشر عن ابیہ
عن جدہ قال کانت بیعۃ النبی صلی
اللہ علیہ وسلم حین انزل علیہ اِنَّ
الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ
الآیۃ کانت بیعۃ النبی صلی
اللہ علیہ وسلم التی بایع
علیہا الناس البیعۃ للہ و
الطاعۃ للحق وکانت بیعۃ
ابی بکر بایعونی ما اطعت اللہ

اور ان میں سے ایک یہ ہے فرماتے ہیں کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا الخ
(۴۸: ۲۹) اور انجیل میں اُن کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی اس نے
اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اس کو قوی کیا پھر وہ اور موٹی ہوگئی
پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے
لگی۔ جب مثل کے حالات کو ہم مثل لہ پر (یعنی جس کے اوپر مثل
صادق آتی ہے) منطبق کریں تو لوح خاطر پر وہ احوال منقش ہوں گے
کہ وہ معانی حضرات خلفاءؓ میں صاف طور پر ظاہر ہیں۔ روایت
ہے عمر بن الخطابؓ سے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ سفر میں تھے۔ میں نے آپ سے ایک بات تین مرتبہ پوچھی مگر
آپ نے مجھے جواب نہیں دیا تو میں نے اپنے نفس سے یہ کہا کہ اے ابن
الخطاب تجھے روئے تیری ماں تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
(کے ساتھ بے ادبی کی کہ آپ) سے تین مرتبہ کرکے اصرار کی حد
تک سوال کر بیٹھا اور آپ نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے اپنے اونٹ کو
حرکت دی اور لوگوں سے آگے بڑھ گیا اور میں اس سے ڈرا کہ
میرے بارے میں قرآن میں کچھ نازل ہو جائے۔ بس تھوڑی دیر
گزری تھی کہ میں نے سنا کوئی چیخنے والا مجھ کو پکار رہا ہے۔
اور میں پھر وہی گمان کرنے لگا کہ میرے بارے میں وحی آئی ہوگی
(جب میں حاضر ہوگیا) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ آج کی شب میں مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی جو مجھے دنیا و
مافیہا سے زیادہ عزیز ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا الخ روایت
ہے ابراہیم بن محمد بن المنتشر سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ
(محمد) سے اور وہ اُن کے دادا (منتشر) سے انھوں نے کہا کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کی بیعت اس زمانہ میں ہوئی جب یہ
آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ الخ (۴۸: ۱۰) ع
(کہ) آپ سے بیعت کرتے ہیں تو وہ (واقع میں) اللہ سے بیعت
کرتے ہیں الخ تو بیعت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جس پر آپ لوگوں
سے بیعت لیتے تھے ان کلمات سے ہوتی تھی کہ بیعت اللہ کے لئے اور
طاعت حق کے لئے۔ اور ابوبکرؓ کی بیعت یہ ہوتی تھی (یعنی وہ یہ
کہتے تھے) مجھ سے بیعت کرو جب تک میں اللہ کی اطاعت کروں

فانطلق عثمان الی قریش فاخبرہم فاحتبسہ المشرکون ودعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی البیعۃ ونادی منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان روح القدس قد نزل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فامرہ بالبیعۃ فاخرجوا علی اسم اللہ فبایعوہ فثار المسلمون الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو تحت الشجرۃ فبایعوہ علی ان لا یفروا ابدا فرعبہم اللہ فارسلوا من کانوا ارتہنوا من المسلمین ودعوا الی الموادعۃ والصلح۔ وعن جابر قال کنا یوم الحدیبیۃ الفا واربع مائۃ فبایعناہ وعمر آخذ بیدہ تحت الشجرۃ وہی سمرۃ وقال بایعناہ علی ان لا نفر ولم نبایعہ علی الموت۔ وعن انس قال لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببیعۃ الرضوان کان عثمان بن عفان رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اہل مکۃ فبایع الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ فضرب باحدی یدیہ علی الاخری فکانت ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعثمان خیرا من ایدیہم لانفسہم۔ عن جابر ومسلم عن ام مبشر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل النار احد من اصحاب الشجرۃ۔ عن ابی امامۃ الباہلی قال

چنانچہ عثمانؓ قریش کے پاس پہنچ گئے اور ان کو خبر کر دی۔ پھر ان کو مشرکین نے روک لیا۔ اور (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم ہوا) آپ نے لوگوں کو بیعت کے لئے طلب کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ ندا کی کہ خبردار روح القدس (یعنی جبرئیلؑ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو کر آپ کو بیعت کا حکم دے گئے اس لئے تم سب اللہ کے نام پر نکل آؤ اور آپ سے بیعت کرو۔ تو سب مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ گئے اور آپ درخت کے نیچے تھے۔ تو سب نے اس بات پر بیعت کی کہ وہ کبھی نہیں بھاگیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو مرعوب کر دیا تو جتنے مسلمانوں کو انھوں نے روک رکھا تھا سب کو بھیج دیا اور ایک دوسرے پر حملہ نہ کرنے اور صلح کی دعوت بھی دی۔ اور جابرؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہم یوم حدیبیہ میں ایک ہزار چار سو تھے تو ہم نے آپ سے بیعت کی اور (جب ہم بیعت کے لئے پہنچے تو دیکھا کہ) عمرؓ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے درخت کے نیچے اور وہ کیکر کا درخت تھا اور کہا کہ ہم بیعت کرتے ہیں کہ نہیں بھاگیں گے اور ہم نے موت پر بیعت نہیں کی تھی۔ اور روایت ہے انسؓ سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان[1] کا حکم دیا تو عثمانؓ بن عفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامبر ہو کر اہل مکہ کے پاس گئے ہوئے تھے۔ تو لوگوں نے بیعت کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یا اللہ عثمانؓ اللہ کے اور اللہ کے رسول کے کام میں ہے تو آپ نے عثمانؓ کی طرف سے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ جو عثمانؓ کے لئے تھا وہ ان سب لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے بہتر تھا جو انھوں نے اپنی ذوات کے لئے پیش کئے تھے۔ اور روایت ہے جابرؓ اور مسلمؓ سے یہ دونوں روایت کرتے ہیں ام مبشرؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص جس نے درخت کے نیچے بیعت کی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ اور ابی امامہ باہلی سے مروی ہے کہا کہ

[1] بیعت رضوان اسی کا نام ہے جیسا کہ بیعت کا اسم ہے کیونکہ یہ درخت کے نیچے واقع ہوئی تھی۔ اس کو اس لئے اس نام سے موسوم کیا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں اسی کے بارے میں ۲۶ پارہ میں فرمایا لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ ۲

فغدوا عليهم ت عن قتادة فعجل لكم هذه قال هي خيبر وكف أيدي الناس عنكم قال عن بيضتهم وعن عيالهم بالمدينة حين ساروا من المدينة إلى خيبر ت عن عطية فعجل لكم هذه قال فتح خيبر ت عن ابن جريج في قوله وكف أيدي الناس عنكم قال اجتمع الغطفان أسد وغطفان عليهم عيينة بن حصن معه مالك بن عوف بن النضر أبو النضر وأهل خيبر على بئر معونة فألقى الله في قلوبهم الرعب فانهزموا ولم يلقوا النبي صلى الله عليه وسلم وفي قوله ولو قاتلكم الذين كفروا أسد وغطفان لولوا الأدبار حتى ولن تجد لسنة الله تبديلا يقول سنة الله في الذين خلوا من قبل أن لا يقاتل أحد نبيه إلا أخزاه الله فقتله أو رعبه فانهزم ولم يسمع به عدو إلا انهزموا واستسلموا ت عن ابن عباس وأخرى لم تقدروا عليها قال هذه الفتوح التي تفتح إلى اليوم عن أبي الأسود الدؤلي أن الزبير بن العوام لما قدم البصرة دخل بيت المال فإذا هو بصفراء وبيضاء فقال يقول الله وعدكم الله

خیبر والوں پر صبح ہی صبح پہنچ گئے۔ اور قتادہ سے مروی ہے فعجل لکم ہذہ کہا کہ اس سے خیبر مراد ہے۔ وکف ایدی الناس عنکم (یعنی لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے) یعنی ان کے صدر مقام سے اور ان کے بال بچوں سے جو مدینہ میں تھے جب کہ مسلمان مدینے سے خیبر کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اور عطیہ سے فعجل لکم ہذہ کی تفسیر فتح خیبر روایت کی گئی ہے۔ اور ابن جریج سے مروی ہے کہ انھوں نے وکف ایدی الناس عنکم کی تفسیر میں کہا کہ دونوں قبیلہ اسد اور غطفان جمع ہوئے ان پر عیینہ بن حصن سردار بنایا گیا اس کے ساتھ مالک بن عوف بن النضر ابو النضر تھا اور اہل خیبر بیر معونہ پر جمع ہو گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تو یہ سب بھاگ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ سے ہٹ گئے۔ اور انھوں نے (آیات کی تفسیر میں) کہا ولو قاتلکم الذین کفروا (۴۸: ۲۲) (اور اگر تم سے یہ کافر لڑتے) یعنی اسد اور غطفان لولوا الادبار سے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا تک (۴۸: ۲۲-۲۳) (تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر نہ ان کو کوئی یار ملتا اور نہ مددگار اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے یہی دستور کر رکھا ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے اور آپ خدا کے دستور میں ہرگز ردوبدل نہ پائیں گے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ اللہ کا دستور (جاری ہے) ان لوگوں میں جو گزر چکے ہیں کہ کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس نے اپنے نبی کے ساتھ قتال کیا (وہ کامیاب ہوئی ہو) اللہ تعالیٰ نے اس کو پکڑ لیا پھر قتل کر دیا یا مرعوب کر دیا کہ وہ بھاگ گئی اور جن دشمنوں نے بھی نبی کی جماعت کے نزول کی خبر سنی وہ بھاگے اور صلح کی درخواست کرنے لگے۔ اور ابن عباس سے مروی ہے واخری لم تقدروا علیہا (۴۸: ۲۱) (اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی) کہا یہ سب فتوحات ہیں جو آج تک ہوتی رہی ہیں۔ ابو الاسود دولی سے مروی ہے کہ زبیر بن العوام جب بصرہ گئے تو بیت المال میں پہنچے تو اچانک زردی اور سفیدی پر نظر پہنچی (یعنی سونا چاندی دیکھا) تو کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وعدکم اللہ مغانم (۴۸: ۲۰) اللہ تعالیٰ نے تم سے

مغانم كثيرة تأخذونها فعجل لكم هذه
وأخرى لم تقدروا عليها قد أحاط
الله بها فقال تعالى عن علي وابن
عباس قالا في قوله تعالى وعدكم الله
مغانم كثيرة فتوح من لدن خيبر
تلونها وتغنمون ما فيها فعجل لكم هذه
من ذلك خيبر وكف أيدي الناس قريش
عنكم بالصلح يوم الحديبية ولتكون آية
للمؤمنين شاهدا على ما بعدها ودليلا على
إنجازها وأخرى لم تقدروا عليها هي فتوحها
التي فتحها عليكم فارس والروم قد أحاط
الله بها قضى الله بها أنها لكم و
عن عبد الرحمن بن أبي ليلى وأخرى
لم تقدروا عليها قال فارس
والروم وعن عطية وأخرى
لم تقدروا عليها قال فتح
فارس وعن سهل بن حنيف أنه
قال يوم صفين اتهموا أنفسكم
فلقد رأيتنا يوم الحديبية يعني
الصلح الذي كان بين
النبي صلى الله عليه وسلم
وبين المشركين ولو نرى
قتالا لقاتلنا فجاء عمر إلى
رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال يا رسول الله
ألسنا على الحق وهم
على الباطل قال بلى قال
أليس قتلانا في الجنة و
قتلاهم في النار

(اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم لوگے سو
سردست تم کو یہ دے دی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے
اور تاکہ یہ (واقعہ) اہل ایمان کے لئے ایک نمونہ ہو جائے اور تاکہ
تم کو ایک سیدھی سڑک پر ڈال دے۔ اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے
قابو میں نہیں آئی خدا تعالیٰ اس کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔
(یہاں تک آیت پڑھ کر) فرمایا کہ یہ ہمارے لئے ہے۔ مروی
ہے علی اور ابن عباس رضی سے کہ دونوں نے کہا اس ارشاد کے
متعلق وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ کہ (مراد) وہ فتوح ہیں جو خیبر
کے نزدیک مختلف انواع کی ہوں گی اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب
تم کو غنیمت میں ملے گا۔ سو سردست تم کو یہ دے دی ہے یعنی ان فتوح
میں سے ایک خیبر ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے یعنی قریش
کے یوم حدیبیہ میں صلح کے ساتھ اور تاکہ یہ اہل ایمان کے لئے
ایک نمونہ بن جائے۔ بعد میں آنے والے لوگوں پر گواہ ہو اور دلیل ہو
وعدے کے پورا ہونے پر اور ایک فتح اور بھی ہے جس پر تم قادر
نہیں ہوئے ہو یعنی اس کے وقت کے علم پر کہ وہ اللہ نے تم کو
دیدی ہے وہ فارس اور روم ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو احاطہ میں
لئے ہوئے ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدر کر دیا۔
اور روایت ہے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے اور ایک فتح اور بھی
ہے جس پر تم قادر نہیں ہوئے ہو کہا کہ وہ فارس اور روم ہے۔
اور عطیہ سے مروی ہے کہ ایک فتح اور بھی ہے جس پر تم قادر
نہیں ہوئے ہو انھوں نے کہا کہ فارس کی فتح۔ سہل رضی بن حنیف
سے مروی ہے کہ انھوں نے یوم صفین میں کہا لوگو اپنے عمل کو
بنظر تنقید دیکھو میں نے واللہ اپنی جماعت کو دیکھا یوم حدیبیہ
میں یعنی اس صلح کو جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان
ہوئی تھی اور اگر ہم قتال کو دیکھتے (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حکم دیدیا) تو ضرور قتال کرتے۔ عمر رضی نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر کہا یا رسول اللہ کیا ہم حق پر اور وہ
باطل پر نہیں ہیں۔ فرمایا بیشک (ہم حق پر ہیں) پھر کہا کیا یہ بات
نہیں ہے کہ ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں

قال بلی قال ففیم نعطی الدنیۃ فی دیننا
ونرجع ولما یحکم اللہ بیننا وبینہم فقال
یا ابن الخطاب انی رسول اللہ ولن یضیعنی
اللہ ابدا فرجع متغیظا فلم یصبر حتی جاء
ابا بکر فقال یا ابا بکر السنا علی الحق وہم علی
الباطل قال بلی قال الیس قتلانا فی
الجنۃ وقتلاہم فی النار قال بلی قال
ففیم نعطی الدنیۃ فی دیننا قال یا
ابن الخطاب انہ رسول اللہ ولن یضیعہ اللہ
ابدا فنزلت سورۃ الفتح فارسلنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الی عمر فاقرأہ ایاہا
قال یا رسول اللہ اَوَفتح ہو قال نعم
وعن ابی ادریس عن ابی بن کعب انہ کان
یقرأ اذ جعل الذین کفروا فی قلوبہم
الحمیۃ حمیۃ الجاہلیۃ ولو حمیتم
کما حموا لفسد المسجد الحرام فانزل اللہ سکینتہ
علی رسولہ فبلغ ذلک عمر فاشتد علیہ فبعث
الیہ فدخل علیہ فدعا ناسا من اصحابہ فیہم زید بن
ثابت فقال من یقرأ منکم سورۃ الفتح
فقرأ زید علی قراءتنا الیوم فغلظ لہ عمر
فقال ابی أأتکلم قال تکلم فقال
لقد علمت انی کنت ادخل علی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ویقرئنی وانت بالباب فان
احببت ان اقرئ الناس علی
ما اقرأنی اقرأت والا لم
اقرئ حرفا ما حییت قال بل
اقرئ الناس وعن عمران
ابی عثمان قال سمعت

جائیں گے۔ کہا پھر کیوں ہم اپنے دین کے کام میں اس کمینگی کی اجازت
دیں اور لوٹ جائیں اور جب کہ اللہ نے ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ
کرنے والا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب میں اللہ کا رسول
ہوں اور وہ مجھے کبھی ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ تو عمرؓ غصہ میں بھرے
ہوئے واپس ہوئے۔ پھر صبر نہ آیا تو ابوبکرؓ کے پاس پہنچے اور ان سے
کہا کہ اے ابوبکرؓ کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ تو انہوں نے
کہا بیشک۔ پھر کہا کہ کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول
دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ انھوں نے کہا بیشک۔ کہا پھر ہم اس
کمینگی کی اپنے دین میں کیوں اجازت دیں۔ انھوں نے کہا کہ اے
ابن الخطاب وہ اللہ کے رسول ہیں اور ان کو اللہ کبھی ضائع
نہیں کرے گا۔ پھر جب سورۃ الفتح نازل ہوئی تو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بلا کر ان کے سامنے یہ سورت پڑھی
تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ کیا فتح یہی ہے؟ فرمایا کہ ہاں۔
ترمذی نے ابی ادریس سے وہ روایت کرتے ہیں اُبیّ بن کعب
کہ وہ پڑھا کرتے تھے اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِہِمُ
الْحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الْجَاہِلِیَّۃِ وَلَوْ حَمِیْتُمْ کَمَا حَمَوْا لَفَسَدَ
الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ اس کی
اطلاع عمرؓ کو ہوئی تو ان کو یہ ناگوار ہوا تو اُبیّ بن کعب کو
بلوایا۔ وہ آگئے پھر اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کو بلایا ان میں
زید بن ثابت بھی تھے۔ فرمایا کہ تم میں کون سورۃ فتح پڑھے گا تو
زیدؓ نے قراءت کی جیسا ان کی قراءت کے مطابق دیتے بغیر جلد و
اوحیتم لوکے) تو عمرؓ نے اُبیّ پر سخت گرفت کی۔ تو اُبیّ نے کہا کہ
میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ عمرؓ نے کہا کہئے تو انھوں نے کہا کہ آپ
جانتے ہیں کہ میں زیارۃ کرتا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں اور آپ مجھے پڑھایا کرتے تھے اور آپ دروازے پر ہوتے
تھے تو اگر آپ کو پسند ہو کہ میں لوگوں کو پڑھاؤں جیسے آپ نے پڑھایا
ہے کے مطابق تو میں پڑھاؤں گا ورنہ میں کسی کو ایک حرف بھی
نہ پڑھاؤں گا جب تک زندہ رہوں گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ پڑھائیے
رہو لوگوں کو۔ اور عمران سے مروی ہے کہ عثمانؓ نے کہا کہ میں نے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول انی لاعلم کلمۃ لا یقولھا عبد حقا من قلبہ الا حرم علیہ النار فقال عمر بن الخطاب انا احدثکم ما ھی کلمۃ الاخلاص التی الزمھا اللہ محمدا واصحابہ وھی کلمۃ التقوی التی الاص علیھا نبی اللہ عمہ ابا طالب عند الموت شھادۃ ان لا الہ الا اللہ

عن عائشۃ قالت لما مات سعد بن معاذ حضرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر فوالذی نفس محمد بیدہ انی لاعرف بکاء ابی بکر من بکاء عمر وانا فی حجرتی وکانوا کما قال اللہ رحماء بینھم قلت فکیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنع فقالت کانت عینہ لا تدمع علی احد ولکنہ کان اذا وجد فانما ھو آخذ بلحیتہ

عن ابن عباس ذلک مثلھم فی التوراۃ یعنی نعتھم مکتوب فی التوراۃ والانجیل قبل ان یخلق اللہ السموات والارض

عن عطاء بن ابی مسلم قال سألت ابا ھریرۃ عن [illegible] قال اکتف بآخر سورۃ الفتح محمد رسول اللہ والذین معہ الی آخرھا یعنی ان اللہ نعتھم قبل ان یخلقھم

عن ابن عباس فی قولہ کزرع قال اصل الزرع عبد المطلب اخرج

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی بندہ اس کو سچائی سے کہہ لیگا اللہ تعالیٰ اس پر نار (جہنم) کو حرام کر دے گا۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں تم کو بتا دوں وہ کیا ہے۔ وہ کلمۃ الاخلاص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے لازم کیا محمدؐ پر اور ان کے اصحابؓ پر (اس آیت میں فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَہُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی وَکَانُوْٓا اَحَقَّ بِہَا وَاَہْلَہَا (۴۸: ۲۶) اور یہی وہ کلمۃ التقویٰ ہے جس کو بار بار پڑھ رہے تھے اللہ کے نبی اپنے چچا ابو طالب کے سامنے ان کی موت کے وقت اور وہ ہے شہادت لا الٰہ الا اللہ کی (یعنے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ)

اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ جب انتقال ہوا سعدؓ بن معاذ کا تو ان کے پاس پہنچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں نفس محمدؐ ہے میں پہچان لیتی تھی کہ کون رونا ابوبکرؓ کے رونے کی آواز ہے اور عمرؓ کے رونے کی آواز میں اور میں اپنے حجرہ میں تھی، اور وہ ایسے ہی تھے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ (۴۸: ۲۹) آپس میں مہربان ہیں۔ پوچھا گیا کہ (ایسے مواقع میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سے کبھی پر آنسو نہیں بہتے تھے۔ لیکن آپ کی عادت یہ تھی کہ جب آپ غمگین ہوتے تھے تو آپ اپنی ڈاڑھی پکڑ لیا کرتے تھے۔

مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ یہ ان کے اوصاف توریت میں ہیں یعنی ان کے وصف لکھے ہوئے تھے توریت میں اور انجیل میں پہلے اس سے کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرے آسمانوں کو اور زمین کو۔ مروی ہے عطاء ابن ابی مسلم سے کہا کہ میں نے سوال کیا ابوہریرہؓ سے رتبہ (صحابہؓ) کے متعلق تو کہا اس کے بارے میں کلام مجید آخر سورۃ الفتح کو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ آخر تک دیکھیے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی صفتیں ان کو پیدا کرنے سے پہلے۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے اس ارشاد کے بارے میں کزرع جیسے کھیتی کہا کہ اس کی جڑ عبدالمطلب ہیں۔ اس نے

شَطْأَهٗ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فَآزَرَهٗ ابوبکر فَاسْتَغْلَظَ عمر فَاسْتَوٰی عثمان عَلٰی سُوْقِهٖ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ علی و عن ابن عباس مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ ابوبکر اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ عمر رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ عثمان تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا علی یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا طلحة والزبیر سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ عبدالرحمن ابن عوف و سعد بن ابی وقاص و ابوعبیدة بن الجراح وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَآزَرَهٗ ابی بکر فَاسْتَغْلَظَ عمر فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ عثمان یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ علی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جمیع اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

وقال تعالیٰ در سورۂ حجرات دلائل باهره بر فضل خلفاء ذکر فرموده از آنجمله اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ و شیخین سبب ورود آیت و مصداق آن بوده اند بنقل مستفیض از آنجمله اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ الآیة در مقابلہ اعراب و قول ایشان اٰمَنَّا عن عبداللہ بن الزبیر

اپنی سوئی نکالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر اس کو قوی کیا ابوبکرؓ کے ساتھ پھر وہ اور موٹی ہوئی عمرؓ سے پھر سیدھی کھڑی ہوئی عثمانؓ سے اپنے تنہ پر کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ ان سے کافروں کو جلائے علیؓ سے۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں ابوبکرؓ وہ کافروں کے مقابلہ پر سخت ہیں عمرؓ۔ آپس میں مہربان عثمانؓ تو دیکھتا ہے ان کو رکوع و سجدہ کرنے والے علیؓ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا کی جستجو کرتے ہیں طلحہؓ اور زبیرؓ ان کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ کے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور ابوعبیدہؓ بن الجراح اور انجیل میں ان کا وصف یہ ہے کہ جیسے کھیتی اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اس کو قوی کیا ابوبکرؓ سے پھر وہ اور موٹی ہوئی عمرؓ سے پھر اپنے تنہ پر سیدھی کھڑی ہوئی عثمانؓ سے کہ کسان کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ ان سے کافروں کو جلائے علیؓ سے وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے تمام اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔

آیات سورۂ حجرات

اللہ تعالیٰ نے سورۂ حجرات میں خلفاءؓ کی فضیلت پر روشن اور واضح دلائل ذکر فرمائے ہیں۔ ان میں سے یہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ الخ (۳:۴۹) بیشک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے خالص کر دیا ہے ان لوگوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ اور شیخینؓ (صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ) نقل متواتر سے ثابت ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے سبب اور اس کے مصداق تھے۔ ان میں سے یہ ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ الخ (۴۹:۱۵) پورے مومن وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک نہیں کیا اور اپنے مال اور جان سے اللہ کے رستے میں محنت اٹھائی یہ لوگ ہیں سچے۔ اعراب کے اور ان کے قول آمنّا کے مقابلہ میں۔ اور مروی ہے عبداللہ بن زبیرؓ سے

قال قدم ركب من بني تميم على النبي صلى الله عليه وسلم فقال أبو بكر أمّر القعقاع بن معبد وقال عمر بل أمّر الأقرع بن حابس فقال أبو بكر ما أردت إلا خلافي فقال عمر ما أردت خلافك فتماريا حتى ارتفعت أصواتهما فنزل الله يا أيها الذين آمنوا لا تقدموا بين يدي الله ورسوله حتى انقضت الآية عن ابن أبي مليكة قال كاد الخيران أن يهلكا أبو بكر وعمر رفعا أصواتهما عند النبي صلى الله عليه وسلم حين قدم عليه ركب بني تميم فأشار أحدهما بالأقرع بن حابس وأشار الآخر برجل فقال أبو بكر لعمر ما أردت إلا خلافي قال ما أردت خلافك فارتفعت أصواتهما في ذلك فأنزل الله يا أيها الذين آمنوا لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي الآية قال ابن الزبير فما كان عمر يسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد هذه الآية حتى يستفهمه عن أبي بكر الصديق قال لما نزلت صدر الآية يا أيها الذين آمنوا لا ترفعوا أصواتكم فوق صوت النبي قلت يا رسول الله والله لا أكلمك إلا كأخي السرار حتى
مسند بزار

فرمایا کہ بنی تمیم میں کے شتر سواروں کی ایک بڑی جماعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی وہ چاہتے تھے کہ ہم پر کسی کو امیر بنا دیا جائے تو ابو بکرؓ نے کہا کہ قعقاع بن معبد کو امیر بنا دیجئے عمرؓ نے کہا بلکہ امیر بنائیے اقرع بن حابس کو۔ اس پر ابو بکرؓ نے کہا کہ تمہیں صرف میرا خلاف کرنا مقصود تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ میں نے تمہارے خلاف کا ارادہ نہیں کیا اس پر دونوں میں کچھ سختی شروع ہو گئی تھی کہ دونوں کی آوازیں اونچی ہو گئیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا الخ (۴۹ م ۱) اے ایمان والو اللہ و رسول کی اجازت) سے پہلے تم سبقت مت کیا کرو اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالےٰ (تمہارے سب اقوال کو) سننے والا اور (تمہارے سب افعال کو) جاننے والا ہے۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے (مروی ہے) انہوں نے کہا کہ دونوں خیر (یعنی بہترین اصحاب) ابوبکرؓ و عمرؓ ہلاکت کے قریب پہنچ گئے تھے دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنی آوازیں بلند کر لی تھیں جب آپ کی خدمت میں بنی تمیم کے شتر سواروں کا قافلہ آیا تھا تو ان دونوں میں سے ایک نے (امیر بنانے کے لئے) اشارہ کیا اقرع بن حابس کی طرف اور دوسرے نے اشارہ کیا ایک اور شخص کی طرف۔ تو ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ تمہیں صرف میرا خلاف مقصود ہے۔ انہوں نے کہا میں نے تمہارے خلاف کا ارادہ نہیں کیا۔ پھر اس بارے میں دونوں کی آوازیں اونچی ہو گئیں تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ الخ۔ ابن الزبیرؓ نے بیان کیا کہ اس کے بعد عمرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے صرف اتنی آواز اٹھاتے تھے بس کہ آپ ان کی بات سمجھ لیں۔ ابو بکر صدیقؓ سے مروی ہے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ (۴۹ م ۲) اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کیا کرو۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ قسم بخدا میں اب آپ سے صرف اس طرح گفتگو کروں گا جیسے راز کی بات کرنے والا کرتا ہے

ابی ہریرۃ قال لما نزلت إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قال أبو بکر والذی أنزل علیک الکتاب یا رسول اللہ لا أکلمک إلا کأخی السرار حتی ألقی اللہ۔

عن عطاء الخراسانی قال قدمت المدینۃ فلقیت رجلا من الأنصار قلت حدثنی حدیث ثابت بن قیس بن شماس قال قم معی فانطلقت معہ حتی دخلنا علی امرأۃ فقال الرجل ہذہ ابنۃ ثابت بن قیس بن شماس فسلہا عما بدا لک فقلت حدثینی قالت سمعت أبی یقول لما أنزل اللہ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم یا أیہا الذین آمنوا لا ترفعوا أصواتکم فوق صوت النبی الآیۃ دخل بیتہ و أغلق علیہ بابہ وطفق یبکی ففقدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما شأن ثابت فقالوا یا رسول اللہ ما ندری ما شأنہ غیر أنہ أغلق باب بیتہ فہو یبکی فیہ فأرسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلیہ فسألہ ما شأنک قال یا رسول اللہ أنزل اللہ علیک ہذہ الآیۃ وأنا شدید الصوت فأخاف أن أکون قد حبط عملی فقال لست منہم بل تعیش بخیر وتموت بخیر قالت ثم أنزل اللہ علی نبیہ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ فأغلق علیہ بابہ وطفق یبکی فافتقدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما شأن ثابت فقالوا یا رسول اللہ ما ندری ما شأنہ غیر أنہ

ابوہریرہؓ سے کہا کہ جب نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَہُمْ تو ابوبکرؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل کی یا رسول اللہ اب میں آپ سے صرف اس طرح گفتگو کروں گا جیسے راز کی بات کہنے والا کرتا ہے یہاں تک کہ میں اللہ سے جا ملوں۔ عطاء خراسانی سے مروی ہے بیان کیا کہ میں مدینہ میں پہنچا پھر انصار میں سے ایک شخص سے ملا میں نے کہا کہ مجھ سے ثابت بن قیس بن شماس کا حال بیان کرو۔ اس نے کہا کہ اٹھو میرے ساتھ چلو۔ ہم دونوں چلے یہاں تک کہ ایک عورت کے پاس پہنچے۔ اس شخص نے کہا کہ یہ بیٹی ہیں ثابت ابن قیس بن شماس کی جو آپ پوچھنا چاہتے ہیں ان سے پوچھیئے میں نے (اس عورت سے) کہا آپ مجھ سے (ثابت کا حال) بیان کیجئے اس نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے یہ حال سنا جو وہ بیان کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ تو وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا اور برابر روتے رہے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ پایا تو (دریافت) فرمایا کہ ثابت کا کیا حال ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم نہیں جانتے کہ ان کا کیا حال ہے بجز اس کے کہ انہوں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا ہے اس میں بیٹھے رو رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور سوال کیا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ ثابتؓ نے کہا یا رسول اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی اور میں سخت آواز والا ہوں میں اس سے ڈر رہا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے عمل سلب ہو جائیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو ان میں سے نہیں بلکہ تو خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر ہی کے ساتھ مرے گا۔ ثابتؓ کی بیٹی نے کہا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (۱۸:۳۱) بیشک اللہ تعالیٰ کسی خود میں فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے ہیں تو پھر دروازہ بند کر کے بیٹھ گئے اور رونا شروع کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ پایا اور پوچھا ثابتؓ کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ان کا حال تو ہم نہیں جانتے بجز اس کے کہ

واغلق عليه بابه بيته وطفق يبكي
ففقده فارسل اليه رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال ما شانك فقال يا رسول الله
انزل الله عليك ان الله لا يحب
كل مختال فخور والله لقد
احببت الجمال واحببت ان اسود
قومي فقال لست منهم بل تعيش
حميدا وتقتل شهيدا ويدخلك
الله الجنة بسلام قالت فلما
كان يوم اليمامة خرج مع
خالد بن الوليد الى مسيلمة الكذاب
فلما التقى اصحاب رسول الله
صلى الله عليه وسلم وانكشفوا
فقال ثابت وسالم مولى ابي حذيفة
ما هكذا كنا نقاتل مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم ثم حفر
كل واحد منهما حفرة وحمل عليهم
القوم فثبتا حتى قتلا وكانت على ثابت
يومئذ درع له نفيسة فمر به رجل
من المسلمين فاخذها فبينا رجل من المسلمين
نائم اذ اتاه ثابت بن قيس في منامه
فقال اني اوصيك بوصية فاياك ان تقول هذا
حلم فتضيعه اني لما قتلت مر بي رجل من
المسلمين فاخذ درعي ومنزله في اقصى العسكر
وعند خبائه فرس يستن في طوله وقد كفا
على الدرع برمة وفوق البرمة رحل
فات خالد بن الوليد فمره
ان يبعث الى درعي فياخذها
واذا قدمت على خليفة رسول الله صلى الله عليه

وہ دروازہ بند کرکے گھر میں بیٹھ گئے اور روتے رہتے تھے تو ان
کو بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کیا حال
ہے تمہارا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے
یہ نازل کیا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ اور واللہ میں جمال
کو پسند کرتا ہوں اور اپنی قوم کا سردار بننا چاہتا ہوں۔
آپ نے فرمایا کہ تم ان میں سے نہیں ہو تم حمید ہوتے ہوئے (یعنی
قابل تعریف) زندہ رہو گے اور شہید ہو کر مرو گے۔ اور اللہ تعالیٰ
سلامتی کے ساتھ تم کو جنت میں داخل کرے گا۔ کہتی تھیں کہ پھر
جب یمامہ کے جنگ کا زمانہ آیا تو وہ خالد بن الولید کے ساتھ مسیلمہ
کذاب کی طرف روانہ ہوئے۔ پھر جب اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ہوا تو انہوں نے شکست کھائی۔ اس پر
ثابت نے کہا اور سالم مولی ابی حذیفہ نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی معیت میں اس طرح تو قتال نہیں کیا کرتے تھے۔
پھر دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے لئے قبر کھودی اور جب پھر
جنگ شروع ہوئی) ان پر قوم نے حملہ کیا تو دونوں (لڑائی
میں) جمے رہے پیچھے نہیں ہٹے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ اور
اس دن ثابت کے بدن پر ان کی ایک نفیس زرہ تھی۔ ان پر
گزر ہوا مسلمانوں میں سے کسی شخص کا تو اس نے اس کو لے لیا۔
تو جب کہ مسلمانوں میں کا ایک شخص سو رہا تھا اس کے پاس خواب
میں ثابت بن قیس آئے اور اس سے کہا کہ میں تجھے ایک خاص وصیت
کرتا ہوں خبردار یہ نہ سمجھنا کہ یہ پریشان خیال ہے ورنہ تو اس کو
ضائع کردے۔ جب میں آج شام کو قتل ہوا تو میرے پاس سے
مسلمانوں میں کا ایک شخص گزر رہا تھا اس نے میری زرہ لے لی
اور اس کی جائے قیام لشکر کے آخری کنارے پر ہے۔ اور اس کے
مقام کی خاص علامت یہ ہے کہ اس کے خیمہ کے نزدیک ایک گھوڑا
لمبی رسی سے بندھا ہوا کودتا ہوگا اور اس نے اس زرہ پر ایک
ہانڈی کو الٹ دیا ہے اور ہانڈی پر کجاوہ رکھا ہوا ہے۔ تو خالد
بن الولید کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ کسی کو بھیج کر میری
زرہ منگائیں اور اس کو لے لیں اور جب تو خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وضع أمر أخيك على أحسنه حتى يأتيك منه ما يغلبك، ولا تظنن بكلمة خرجت من أخيك سوءا وأنت تجد لها في الخير محملا، وأكثر من اكتساب الإخوان فإنهم زينة عند الرخاء وعدة عند البلاء، وآخ الإخوان على قدر التقوى، وشاور في أمرك الذين يخافون الله. وعن عبد الرحمن بن عوف أنه حرس مع عمر بن الخطاب ليلة بالمدينة فبينما هم يمشون شب لهم سراج في بيت فانطلقوا يؤمونه فلما دنوا منه إذا باب مجاف على قوم لهم فيه أصوات مرتفعة ولغط، فقال عمر وأخذ بيد عبد الرحمن بن عوف: أتدري بيت من هذا؟ قال: هذا بيت ربيعة بن أمية بن خلف، وهم الآن شرب، فما ترى؟ قال: أرى أنا قد أتينا ما نهى الله عنه، قال الله: ولا تجسسوا، فقد تجسسنا. فانصرف عنهم عمر وتركهم. وعن الشعبي أن عمر بن الخطاب فقد رجلا من أصحابه فقال لابن عوف: انطلق بنا إلى منزل فلان فننظر، فأتيا منزله فوجدا بابه مفتوحا وهو جالس وامرأته تصب له في إناء فتناوله إياه، فقال عمر لابن عوف: هذا الذي شغله عنا، فقال ابن عوف لعمر

اب یہ دوسرے کے اختیار کے ماتحت آ جائے گا) اور اپنے بھائی کے معاملہ کو اچھے محمل پر رکھو یہاں تک کہ تمہارے پاس اس کی طرف سے کوئی ایسی (صریح) بات آ جائے جو تمہیں مجبور کر دے۔ اور تمہارے بھائی کے منہ سے کوئی بات نکلے تو اس میں بدگمانی نہ کرو جب کہ تم اس کے لئے خیر کا بھی کوئی محمل پاتے ہو۔ اور اچھے دوست جمع کرنے کی زیادہ کوشش کرو کہ وہ آسایش کی حالت میں تمہاری ڈھال ہوں گے اور مصیبت کے وقت ہتھیار۔ اور بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ کرو تقویٰ کی حد تک۔ اور اپنے اہم کاموں میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوں۔ اور عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک رات حضرت عمر بن الخطاب کے ساتھ پاسبانی کی گشت کے دوران میں ان کو ایک گھر میں چراغ جلتا ہوا نظر آیا تو اس کا قصد کرتے ہوئے چلے۔ جب اس مکان کے قریب پہنچے تو دروازہ بند کئے ہوئے اندر ایک جماعت موجود تھی جن کی بول چال کی آوازیں اونچی ہو رہی تھیں۔ تو عمر نے عبدالرحمن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ کس کا گھر ہے؟ انہوں نے کہا یہ گھر ربیعہ ابن امیہ بن خلف کا ہے اور یہ لوگ اس وقت شراب پیتے ہوئے ہیں۔ عمر نے کہا پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس حد تک پہنچ گئے جس سے ہم کو اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تجسسوا (سورہ ۴۹) اور تجسس مت کیا کرو۔ اور ہم تجسس کر بیٹھے ہیں تو عمر ان لوگوں سے لوٹ گئے اور ان کو چھوڑ دیا۔ اور شعبی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو نہ پایا تو ابن عوف سے کہا آؤ فلاں شخص کے گھر کی طرف چلیں ذرا اس کو دیکھیں۔ پھر دونوں اس کے مکان پر پہنچ گئے تو انہوں نے اس کا دروازہ کھلا ہوا پایا اور وہ بیٹھا ہوا تھا اور اس کی بیوی اس کے لئے ایک برتن میں انڈیل رہی تھی کہ اس کو دینے کے لئے ڈالتی ہی تھی۔ تو عمر نے ابن عوف سے کہا کہ یہی ہے وہ جس نے اس کو ہمارے پاس آنے سے روکا ہے۔ پھر ابن عوف نے عمر سے کہا

وما يدريك ما في الاناء فقال عمر أتخاف ان يكون هذا التجسس قال بل هو التجسس قال وما التوبة من هذا قال لا تعلمنه بما اطلعت عليه من امره ولا تظنن في نفسك الا خيرا ثم انصرفا وعن الحسن قال اتى عمر بن الخطاب رجل فقال ان فلانا لا يصحو فدخل عليه عمر فقال اني لاجد ريح شراب يا فلان انت بهذا فقال الرجل يا ابن الخطاب وانت بهذا الم ينهك الله ان تجسس فعرفها عمر فانطلق وتركه وعن ثور الكندي ان عمر بن الخطاب كان يعس بالمدينة من الليل فسمع صوت رجل في بيت يتغنى فتسور عليه فوجد عنده امرأة وعنده خمرا فقال يا عدو الله اظننت ان الله يسترك وانت على معصية فقال وانت يا امير المؤمنين لا تعجل علي ان اكن عصيت الله واحدة فقد عصيت الله في ثلاث قال ولا تجسسوا وقد تجسست وقال وأتوا البيوت من ابوابها وقد تسورت علي ودخلت علي بغير اذن وقال الله تعالى لا تدخلوا بيوتا غير بيوتكم حتى تستأنسوا وتسلموا على اهلها قال عمر فهل عندكم من خير ان عفوت عنك

آپ کیا جانیں برتن میں کیا چیز ہے تو عمرؓ نے کہا کہ کیا تم کو یہ اندیشہ ہوا ہے کہ ہمارا یہ فعل تجسس ہے۔ ابن عوفؓ نے کہا کہ یہ تو تجسس ہی ہے۔ عمرؓ نے کہا اب اس سے رجوع کی کیا صورت ہے۔ ابن عوفؓ نے کہا کہ (یہ صورت ہے کہ) اس کے جس فعل پر آپ مطلع ہوئے ہیں اس کو کبھی نہ جتلائیں اور اپنے دل میں اس کی نسبت خیر ہی کا گمان رکھیں۔ پھر دونوں واپس ہوگئے۔ اور مروی ہے حسنؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ فلاں شخص ہوش میں نہیں آتا تو اس کے پاس عمرؓ پہنچے اور فرمایا کہ بیشک میں شراب کی بو محسوس کر رہا ہوں اے فلاں تو اس میں مبتلا ہے (یعنی حرام فعل میں) تو اس شخص نے کہا اور آپ اے ابن الخطاب اس (ناجائز فعل) میں مبتلا ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تجسس سے نہیں روکا۔ تو عمرؓ نے اس بات کو سمجھ لیا اور چلے گئے اور اس کو چھوڑ دیا۔ اور ثور کندی سے مروی ہے کہ عمرؓ مدینہ میں رات کو گشت کیا کرتے تھے تو آپ نے ایک شخص کی آواز سنی جو اپنے گھر میں گا رہا تھا۔ آپ نے اس کو دیوار کے اوپر سے جھانک کر دیکھا تو اس کے پاس ایک عورت کو پایا اور شراب بھی موجود تھی۔ تو آپ نے کہا اے خدا کے دشمن کیا تو نے یہ گمان کیا تھا کہ خدا تیرے عیب کو چھپائیگا حالانکہ تو اس کی نافرمانی میں مبتلا ہے۔ اس نے کہا اور آپ اے امیر المؤمنینؓ مجھ پر جلدی نہ کیجئے اگر میں نے اللہ کی ایک بات میں نافرمانی کی تو آپ نے اللہ کی نافرمانی کی ہے تین باتوں میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَجَسَّسُوا (۴۹:۱۲) اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور آپ نے تجسس کیا۔ اور فرمایا وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا (۲:۱۸۹) اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ۔ اور آپ نے دیوار کے اوپر سے جھانکا اور آپ مجھ پر داخل ہوئے بغیر اذن کے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ (۲۴:۲۷) اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل مت ہو جب تک کہ اجازت حاصل نہ کرلو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔ عمرؓ نے کہا کیا تم سے خیر کی امید ہے اگر میں درگزر کروں (یعنی تم توبہ کرو گے)

قال نعم فطعمته. واخرج [illegible] عن انس قال كانت العرب تخدم بعضها بعضا في الأسفار وكان مع ابي بكر وعمر رجل يخدمهما فناما فاستيقظا ولم يهيئ لهما طعاما فقالا ان هذا لنؤوم فايقظاه فقالا ائت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقل له ان ابا بكر وعمر يقرئانك السلام ويستأدمانك فقال انهما ائتدما فجاءا فقالا يا رسول الله بأي شيء ائتدمنا قال بلحم اخيكما والذي نفسي بيده اني لأرى لحمه بين ثناياكما فقالا استغفر لنا يا رسول الله قال مراه فليستغفر لكما. وعن ابن ابي ليلى ان نبي الله صلى الله عليه وسلم كان في سفر ومعه ابو بكر وعمر فارسلوا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يسألونه لحما قال اوليس قد ظللتم من اللحم شباعا قالوا من اين فوالله ما لنا باللحم عهد منذ ايام فقال من لحم صاحبكم الذي ذكرتم قالوا يا نبي الله انما قلنا والله انه لضعيف ما يعيننا على شيء قال وذاك فلا تقولوا فرجع اليهم الرجل

اُس نے کہا ہاں (تو اس سے درگزر کیا اور آگے بڑھے اور اس کو چھوڑ دیا۔ (۲) انسؓ سے مروی ہے کہ عرب میں دستور تھا کہ سفروں میں بعض بعض کی خدمت کرتے تھے (ایک سفر میں) ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ ایک شخص تھا جو ان دونوں کی خدمت کرتا تھا۔ یہ دونوں سو گئے۔ جب جاگے اور اس نے ابھی تک ان کے لئے کھانا تیار نہ کیا تھا۔ تو دونوں نے کہا کہ یہ بڑا سونے والا ہے پھر اس کو انہوں نے جگایا اور اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کرو کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نے سلام عرض کیا ہے اور (گوشت پکانے کی) اجازت مانگتے ہیں۔ تو فرمایا کہ دونوں گوشت کا شوربہ (تو) کھا چکے ہیں۔ جب یہ دونوں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم نے کس چیز کا شوربہ کھایا ہے۔ فرمایا کہ اپنے بھائی کے گوشت کا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہارے سامنے کے دانتوں میں اُس کا گوشت دیکھ رہا ہوں۔ تو دونوں نے عرض کیا کہ ہمارے لئے مغفرت کی دُعا کر دیجئے۔ فرمایا کہ اُسی سے کہو کہ وہ تمہارے لئے مغفرت کی دُعا کرے۔ (۳) ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے اور اُن کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی بھیجا (کہ وہ عرض کرے کہ) لوگ گوشت (کھانے کی اجازت) مانگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہوا کہ تم لوگ گوشت کھا کر سیر ہو چکے ہو۔ لوگوں نے (اس شخص کی معرفت آپ کا جواب سن کر) کہلا بھیجا کہ واللہ ہمیں تو گوشت کھانے کا اتفاق کئی دن سے نہیں ہوا (اس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات عرض کی) تو فرمایا کہ اپنے ساتھی کے گوشت سے جس کا ذکر (برائی کے ساتھ) آپ لوگ کر رہے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا (اسی شخص کے ذریعہ سے) کہ اے نبی اللہ ہم نے تو صرف اتنا ہی کہا تھا کہ درحقیقت وہ بہت ضعیف ہے ہمیں کسی کام میں مدد نہیں دیتا۔ فرمایا اور یہی غیبت ہے تو ایسی بات نہ کہا کرو۔ پھر یہ شخص ان کے پاس واپس گیا

قبل الفجر عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابوبكر ثم عمر ثم اٰتي اهل البقيع فيحشرون معي ثم انتظر اهل مكة وتلا ابن عمر يوم تشقق الارض عنهم سراعا الاٰية۔

عن سعيد بن المسيب قال جاء صبيغ التميمي الى عمر بن الخطاب فقال اخبرني عن الذاريات ذروا قال هي الرياح ولولا اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقوله ما قلته قال فاخبرني عن الحاملات وقرا قال هي السحاب ولولا اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقوله ما قلته قال فاخبرني عن الجاريات يسرا قال هي السفن ولولا اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقوله ما قلته قال فاخبرني عن المقسمات امرا قال هي الملائكة ولولا اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقوله ما قلته ثم امر به فضرب مائة وجعل في بيت فلما برأ دعاه فضربه مائة اخرى وحمله على قتب وكتب الى ابي موسى الاشعري امنع الناس من مجالسته فلم يزالوا كذلك حتى اتى ابا موسى فحلف له بالايمان المغلظة ما يجد في نفسه مما كان يجد شيئا فكتب في ذلك الى عمر فكتب عمر ما اخاله الا قد صدق فخل بينه وبين مجالسة الناس وعن الحسن ان صبيغ التميمي سأل عمر بن الخطاب عن الذاريات فقال

فجر سے پہلے۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں پہلا شخص ہوں گا جس پر سے زمین کھلے گی پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا وہ میرے پاس جمع کیے جائیں گے پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ اور ابن عمرؓ نے یہ آیت پڑھی یوم تشقق الخ (ق: ۴۴) جس روز زمین ان (مردوں) پر سے کھل جائے گی جب کہ وہ دوڑتے ہوں گے۔ یہ ہمارے نزدیک ایک آسان جمع کر لینا ہے۔

آیات سورۃ ذاریات

سعید بن المسیب سے مروی ہے بیان کیا کہ صبیغ تمیمی نے عمرؓ بن الخطاب کے پاس آکر کہا کہ مجھے الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا کا مطلب بتائیے فرمایا کہ یہ ہوائیں ہیں اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنتا تو یہ نہ کہتا۔ صبیغ نے کہا الحٰمِلٰتِ وِقْرًا کا کیا مطلب ہے فرمایا۔ یہ بادل ہیں اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنتا تو یہ نہ کہتا۔ کہا کہ اب الجٰرِیٰتِ یُسْرًا کا مطلب بتائیے۔ فرمایا کہ کشتیاں ہیں۔ اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنتا تو یہ نہ کہتا۔ کہا کہ اب الْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا کا مطلب بتائیے۔ فرمایا کہ یہ ملائکہ ہیں۔ اور اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنتا تو یہ نہ کہتا۔ پھر آپ نے حکم دیا تو اس کے ایک سو کوڑے مارے گئے اور ایک مکان میں بند کر دیا گیا۔ پھر جب چھوڑا تو اس کو سو اور مارے گئے اور اس کو اونٹ کے پالان پر بٹھا دیا اور ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے سے روک دو۔ تو لوگ اس پر عمل کرتے رہے یہاں تک کہ یہ ابو موسیٰؓ کے پاس آیا اور ان کے سامنے مغلظ قسمیں کھا کر اس نے کہا کہ جو وساوس میں اپنے نفس میں پاتا تھا وہ اب نہیں پاتا۔ تو ابو موسیٰؓ نے اس کے بارے میں عمرؓ کو لکھا تو عمرؓ نے جواب لکھا کہ میرا خیال ہے کہ اس نے سچ کہا ہے تو اس کے ساتھ لوگوں کی ہم نشینی پر جو پابندی تھی اس کو ہٹا دو۔ اور حسنؓ سے مروی ہے کہ صبیغ تمیمی نے سوال کیا عمر بن الخطاب سے الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا کے متعلق

سابقین مقربین و اصحاب الیمین و اصحاب الشمال یاد آرد اصحاب الشمال شامل دو فریق است کفار و فاسقین اینجا ذکر کفار می نماید و ذکر فاسقین موقوف میگذارد و بالجملہ سابقین مقربین را اعلے مرتبہ در مثوبت می نہد ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ و گوید در ثواب اصحاب الیمین و اکثر از ایشان بیان میکند ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الآخرین میگوید خلیفۂ خاص پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میباید کہ از طبقۂ علیا امت باشد ہر چند ایشان را درمیان خود مراتب متفاوت باشد عن ابن عباس قال [illegible] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالواقعۃ والحاقۃ و عم یتساءلون والنازعات و اذا الشمس کورت و اذا السماء انفطرت فاستطار فیہ الشیب فقال لہ ابوبکر قد اسرع فیک الشیب قال شیبتنی ہود و صواحباتہا عن جابر بن عبد اللہ قال لما نزلت اذا وقعت الواقعۃ ذکر فیہا ثلۃ من الاولین و قلیل من الآخرین قال عمر یا رسول اللہ ثلۃ من الاولین و قلیل منا فامسک آخر السورۃ سنۃ ثم نزل ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الآخرین فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا عمر تعال فاسمع ما قد انزل اللہ ثلۃ من الاولین و ثلۃ

سابقین مقربین اور اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال۔ پھر قسم اصحاب الشمال کے دو فریق پر شامل ہے کفار و فاسقین۔ یہاں کفار کا ذکر کرتے ہیں اور فاسقین کا ذکر نہیں فرماتے اور بالاجمال سابقین مقربین کو ثواب کے باب میں اعلیٰ مرتبہ میں رکھتے ہیں اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ فرماتے ہیں (۵۶: ۱۳-۱۴) ان کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے! اور اصحاب الیمین کے ثواب کو سابقین مقربین سے کمتر درجہ میں بیان فرماتے ہیں اور ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ کہتے ہیں (۵۶: ۳۹-۴۰) ان اصحاب الیمین کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں ہوگا! پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ خاص کو امت کے سب سے اعلیٰ طبقہ میں ہونا چاہیے اگرچہ ان کے درمیان (یعنی اعلے طبقۂ امت کے درمیان) بھی فرق مراتب (یعنی کئی درجات) ہوں۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بکثرت پڑھا کرتے تھے سورۂ واقعہ کو حاقہ کو اور عم یتساءلون اور والنازعات کو اور اذا الشمس کورت و اذا السماء انفطرت کو۔ پھر جب آپ کے اوپر بڑھاپے کی نشانیاں ہونے لگیں تو ابوبکرؓ نے کہا کہ آپ کے اوپر بڑھاپا بہت جلد آگیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے سورۂ ہود اور اس کی ان ساتھ والیوں نے (جن میں آخرت کے وحشتناک امور کا بیان ہے) بوڑھا کر دیا۔ اور مروی ہے جابرؓ بن عبد اللہ سے انھوں نے کہا کہ جب اذا وقعت الواقعۃ نازل ہوئی جس میں ذکر کیا گیا ہے ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین (یعنی بڑی جماعت اگلے لوگوں میں سے اور تھوڑے آخر والوں سے) تو عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ بڑا گروہ پہلے لوگوں میں سے ہوگا اور قلیل ہم میں سے۔ اس کے بعد سورت کے آخر حصہ کا نزول ایک سال تک رکا رہا پھر نازل ہوئی ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ تو فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اے عمرؓ آؤ اور سنو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے کہ ایک بڑا گروہ اولین میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ

أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ترجمہ: چیست شما را چوں کہ انفاق نکنید در راہِ خدا وملک راست پس ماندہ در اہل آسمانہا و زمین برابر نیست از جملہ شما کسیکہ انفاق کرد وقتال نمود پیش از فتح ایشان بزرگتر اند در درجہ از آنکہ انفاق کردند وقتال نمودند بعد از ان ہریکے را وعدہ دادہ است خدا حالتِ نیک وخدا بآنچہ میکنید آگاہ است ظاہر از فتح فتح مکہ است پس آیت نص است در تفضیل جمعے کہ پیش از فتح انفاق کردند وقتال نمودند برجمعے کہ بعد فتح مکہ این اعمال بجا آوردند باشند وچون خلافت خاصہ یا خلافت کاملہ ہرچہ گوئی بافضلیت خلیفہ از دیگران باعتبار اصناف و اوصاف ماثرہ خواہد بود پس خلیفہ خاص نمی باشد مگر از جماعہ کہ پیش از فتح ایمان آوردہ اند وانفاق کردہ وجہاد نمودہ۔

عن عمر قال كنت أشد الناس على رسول الله صلى الله عليه وسلم فبينا أنا في يوم حار بالهاجرة في بعض طرق مكة إذ لقيني رجل فقال عجبًا لك يا ابن الخطاب إنك تزعم أنك وأنك وقد دخل عليك الأمر في بيتك قلت وما ذاك قال أختك قد أسلمت فرجعت مغضبًا حتى قرعت الباب قيل من هذا قلت عمر فتبادروا فاختفوا مني وقد كانوا يقرؤون صحيفة بين أيديهم تركوها أو نسوها فدخلت حتى جلست على السرير

ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنھوں نے (فتح مکہ کے بعد میں) خرچ کیا اور لڑے اور (یوں) اللہ تعالیٰ نے بھلائی دینے (ثواب) کا وعدہ سب کو کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب حال کی پوری خبر ہے۔ (ترجمہ شاہ ولی اللہؒ) اور کیا ہے تم کو اس میں کہ راہ خدا میں خرچ نہ کرو اور آسمان والوں اور زمین والوں کا بچا رہا ہوا سب خدا ہی کا ہے۔ برابر نہیں ہے تم سب میں سے وہ جس نے خرچ کیا اور قتال کیا فتح سے پہلے وہ لوگ بزرگتر ہیں درجہ میں ان لوگوں سے جنھوں نے خرچ کیا اور قتال کیا اس کے بعد۔ ہر ایک کو خدا نے وعدہ دیا ہے عمدہ حال کا اور خدا جو کچھ تم کرتے ہو اس سے آگاہ ہے۔ ظاہر ہے کہ فتح سے فتح مکہ مراد ہے تو یہ آیت نص ہے اس جماعت کے افضل ہونے پر جنھوں نے فتح سے پہلے خرچ کیا اور قتال کیا ان لوگوں سے جو کہ بعد فتح مکہ کے یہ اعمال بجا لائے ہوں۔ اور جبکہ خلافت خاصہ یا خلافت کاملہ جو چاہے کہیے واقع ہوگی دوسروں سے خلیفہ کی افضلیت کی بنا پر باعتبار اصناف کے بھی (ذکر سابقین میں سے جو بمقابلہ بعد والوں کے) اور باعتبار اوصاف خود کے بھی تو خلیفہ خاص صرف اسی جماعت میں سے ہوگا جو فتح سے پہلے ایمان لائے اور انھوں نے مال خرچ کیا اور جہاد کیا ہو۔ ترجمہ: عمرؓ سے روایت ہے کہا کہ (اسلام لانے سے پہلے) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ دشمن تھا تو ایک دن ایسے وقت میں کہ گرمی کی تیز دوپہر کے وقت مکہ کے ایک کوچہ سے گزر رہا تھا کہ مجھ سے ایک شخص ملا اور کہنے لگا کہ اے ابن الخطاب تیرا عجیب معاملہ ہے تو کس گمان میں ہے اور وہ امر (یعنی اسلام) تیرے گھر میں تیرے اوپر پہنچ چکا ہے۔ میں نے کہا یہ کیسے؟ اس نے کہا تیری بہن اسلام قبول کر چکی ہے۔ تو میں غصہ میں بھرا ہوا واپس ہوا اور گھر پہ پہنچ کر دروازہ کو کھٹکھٹایا تو پوچھا گیا کہ کون ہے؟ میں نے کہا عمرؓ (یہ سنتے ہی) بھاگ دوڑ ہونے لگی اور مجھ سے چھپنے لگے اور وہ (گھر والے) ایک صحیفہ کو پڑھ رہے تھے جو ان کے ہاتھوں میں تھا انھوں نے اس کو چھوڑ دیا یا بھول گئے۔ پھر میں گھر میں داخل ہوا اور تخت پر

واشار الی الیمن تحقرون اعمالکم عند اعمالہم قالوا فنحن خیر ام ہم قال بل انتم لو ان احدہم انفق مثل احد ذہبا ما ادرک مد احدکم ولا نصیفہ الا ان ہذہ فصل ما بیننا و بین الناس لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا ۔ وعن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار عن ابی سعید الخدری قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الحدیبیۃ حتی اذا کان بعسفان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یاتی قوم تحقرون اعمالکم مع اعمالہم قلنا یا رسول اللہ اقریش قال لا ولکن ہم اہل الیمن ہم ارق افئدۃ و الین قلوبا فقلنا اہم خیر منا یا رسول اللہ قال لو کان لاحدہم جبل من ذہب فانفقہ ما ادرک مد احدکم ولا نصیفہ الا ان ہذا فصل ما بیننا و بین الناس لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح الآیۃ وقد استفاضت الاخبار فی تفضیل المتقدمین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی من بعدہم کما روی انس قال کان بین خالد بن الولید و بین عبد الرحمن ابن عوف کلام فقال خالد لعبد الرحمن بن عوف تستطیلون علینا بایام سبقتمونا بہا فبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال دعوا لی اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو انفقتم مثل احد او مثل الجبال ذہبا ما بلغتم اعمالہم

اور آپ نے اشارہ کیا یمن کی طرف وہ تمہارے اعمال کو اپنے اعمال کے مقابلہ میں حقیر جانیں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ پھر ہم افضل ہوں گے یا وہ؟ فرمایا کہ تم ہی افضل ہو گے۔ اُن میں سے اگر کوئی اُحد کے برابر سونا خرچ کرے گا تو وہ تم میں سے کسی کے ایک مُد یا آدھے مُد کے ثواب کو نہیں پا سکے گا (ایک مُد دو رطل یا تقریباً ایک سیر کے برابر ہے) اور اس آیت سے ہمارے اور عام لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا۔ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا۔ آیت۔ مروی ہے زید بن اسلم عطاء بن یسار سے ابو سعید خدریؓ سے انہوں نے کہا کہ ہم سال حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب عسفان تک پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ ایسی قوم آئے گی جو تمہارے اعمال کو حقیر سمجھے گی اپنے اعمال کے مقابلہ پر۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ قریش ہوں گے؟ فرمایا نہیں لیکن وہ اہل یمن ہوں گے۔ ان لوگوں کے باطن میں رقت ہو گی اور بہت نرم دل ہوں گے۔ پھر ہم نے کہا کہ کیا وہ ہم سے بہتر ہوں گے یا رسول اللہ! فرمایا کہ اگر ان میں سے کسی کے پاس سونے کا ایک پہاڑ ہو اور وہ اس کو (فی سبیل اللہ) خرچ کر دے وہ تم میں سے کسی کے ایک یا آدھے مُد کو بھی نہ پہنچ سکے گا۔ بس یہ (آیت) فیصلہ ہے ہمارے اور دوسروں کے درمیان لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح الخ۔ اور اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے پہلے اسلام لانے والوں کی فضیلت اُن کے بعد والوں پر اخبار کے طریق استفاضہ ثابت ہے، تو انسؓ سے مروی ہے کہ خالد بن الولید اور عبد الرحمٰنؓ بن عوف کے درمیان کچھ کہا سنی ہو گئی تو خالدؓ نے عبد الرحمٰنؓ بن عوف سے کہا کہ تم اپنے کو ہم سے اُن ایام کی وجہ سے اونچا سمجھتے ہو جن میں تم ہم سے (اسلام کی طرف) سبقت کر گئے تھے۔ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کو میرے لئے چھوڑ دو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم مثل اُحد کے یا مثل پہاڑوں کے (یہ شک راوی کا ہے) سونا خرچ کر دو گے تو تم اُن کے اعمال کو نہ پہنچ سکو گے

عن يوسف بن عبد الله بن سلام قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم أنحن خير أم من بعدنا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو أنفق أحدهم أحدا ذهبا ما بلغ مد أحدكم ولا نصيفه ۔ عن أبي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسبوا أصحابي فوالذي نفسي بيده لو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهبا ما أدرك مد أحدهم ولا نصيفه ۔ عن ابن عمر قال لا تسبوا أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فلمقام أحدهم ساعة خير من عمل أحدكم عمره ۔ عن ابن مسعود قال ما كان بين إسلامنا وبين أن عاتبنا الله بهذه الآية ألم يأن للذين آمنوا أن تخشع قلوبهم لذكر الله إلا أربع سنين ۔ عن ابن مسعود قال لما نزلت ألم يأن للذين آمنوا أن تخشع قلوبهم لذكر الله الآية أقبل بعضنا على بعض أي شيء أحدثنا أي شيء صنعنا ۔ عن ابن عباس قال إن الله استبطأ قلوب المهاجرين فعاتبهم على رأس ثلاث عشرة من نزول القرآن فقال ألم يأن للذين آمنوا الآية ۔ عن الأعمش قال لما قدم أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم المدينة فأصابوا من لين العيش ما أصابوا بعد ما كان بهم من الجهد فكأنهم فتروا عن بعض ما كانوا عليه فعوتبوا فنزلت ألم يأن الآية ۔ عن أبي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من فر بدينه من أرض إلى أرض مخافة الفتنة على نفسه ودينه

اور مروی ہے یوسف بن عبد اللہ بن سلامؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا ہم افضل ہیں یا وہ جو ہمارے بعد کے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی ایک احد سونا خرچ کرے تو وہ تم میں سے کسی کے ایک مُد کے برابر نہ پہنچے گا۔ اور مروی ہے ابو سعیدؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کو برا نہ کہو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص مثل احد کے سونا خرچ کرے تو وہ ان کے ایک یا آدھے مُد کے برابر نہ ہوگا۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی نہ دو یاد رکھو ان میں سے کسی کا ایک ساعت کھڑا ہونا (اللہ کے کام میں) تم میں سے کسی کی تمام عمر کے عمل سے بہتر ہے۔ ابن مسعودؓ سے مروی ہے فرمایا کہ ہمارے اسلام کے اور ہم پر اس عتاب کے درمیان جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے ہم پر کیا تھا چار سال سے زیادہ کا فرق نہیں تھا اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (ر ۵۷: ۱۶) کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دین حق (منجانب اللہ) نازل ہوا ہے اس کے سامنے جھک جاویں۔ اور مروی ہے ابن مسعودؓ سے فرمایا کہ جب نازل ہوئی اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ تو ہم میں سے بعض بعض کو مخاطب کرنے لگا کہ ہم سے کیا کام سرزد ہوا ہم نے کونسا عمل کیا۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قلوب مہاجرین کو دیر لگاتے ہوئے پایا قرآن مجید کا نزول یا نزول قرآن کے تیرھویں سال کے سرے پر اور فرمایا اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ۔ مروی ہے اعمشؒ سے کہا کہ جب اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں گئے تو ان کو زندگی کی جو راحت آسائش ملنی تھی ملی بعد اس جد وجہد کے جس میں وہ مبتلا تھے تو گویا وہ رک گئے بعض ان اعمال سے جن پر وہ پہلے قائم تھے تو ان پر عتاب کیا گیا اور نازل ہوئی آیت اَلَمْ يَأْنِ الخ۔ مروی ہے ابو درداءؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے دین کے ساتھ ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف بھاگا اپنی ذات پر اور اپنے دین پر

وکتب عند اللہ صدیقا فاذا مات تمہ اللہ شہیدا ثم قرأ ہذہ الآیۃ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ثم قال ہم ہم قال والفرارون بدینہم من ارض الی ارض یحشرون مع عیسی بن مریم فی درجتہ فی الجنۃ وعن البراء بن عازب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مؤمنو امتی شہداء ثم تلا النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم وعن ابن مسعود قال ان الرجل لیموت علی فراشہ وہو شہید ثم تلا والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم وعن ابی ہریرۃ قال انما الشہید الذی لو مات علی فراشہ دخل الجنۃ یعنی الذی یموت علی فراشہ لا ذنب لہ وعن مجاہد قال کل مؤمن صدیق وشہید ثم تلا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ وعن عمرو بن میمون قال کل مؤمن صدیق وشہید ثم قرأ والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم وعن ابن عباس والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون قال ہذہ مفصولۃ والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم وعن الضحاک فی قولہ والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون قال ہذہ مفصولۃ سماہم صدیقین ثم قال والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم وعن الحسن مثلہ الآیۃ

فتنہ کے خوف سے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھا جاتا ہے اور جب مرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو شہید کی موت دے گا اور اس آیت کی تلاوت کی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِہٖ الخ [illegible] جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں ایسے ہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ ان کے گھر میں ہے اس کے بعد فرمایا اور اپنے دین کو لے کر ہوئے ایک زمین سے دوسری زمین پر بھاگنے والے قیامت کے دن عیسیٰ بن مریم کے ساتھ جنت میں ان کے درجہ میں ہوں گے۔ اور براء بن عازب سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میری امت کے مؤمنین شہید ہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی والذین آمنوا باللہ ورسلہ الخ۔ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ کہا کہ بیشک مرد (بظاہر) اپنے بستر پر مرتا ہے اور وہ شہید (ہوتا) ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی والذین آمنوا باللہ ورسلہ الخ۔ اور ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ کہا کہ شہید وہی ہے کہ اگر اپنے بستر پر مرے تو جنت میں داخل ہو یعنی جو شخص اپنے فرش پر اس حال میں مرے کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہو۔ اور مجاہدؒ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہر مؤمن صدیق و شہید ہے پھر یہ آیت تلاوت کی والذین آمنوا باللہ ورسلہ الخ۔ اور عمرو بن میمون سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہر مؤمن صدیق ہے اور شہید پھر یہ آیت پڑھی والذین آمنوا باللہ ورسلہ الخ۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ فرمایا کہ یہ جدا ہے (یہاں بات ختم ہو گئی ہے) وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ (دوسرا جملہ ہے)۔ اور ضحاکؒ سے مروی ہے کہ والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون کہ یہ جملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام صدیقین رکھا ہے۔ پھر فرمایا والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم۔ اور مروی ہے حسنؒ سے آیت کے متعلق (یعنی اس آیت

له اس جگہ آیت کے الفاظ سے ترجمہ یہ ہوگا اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر وہی لوگ صدیقین ہیں۔ اور شہداء اپنے رب کے پاس ہیں ان کے لئے ان کا اجر ہے اور ان کا نور ہے ۱۲ مترجم

قال اذا يقضي بالمشيئة في السماء في كل يوم في شأن ثم يضرب لها اجلا يضبطها لئلا اجلها اذا جاء اجلها ارسلها فليس له مرد ويقدر انه كائن في يوم كذا من شهر كذا من سنة كذا في بلد كذا من مصيبة في القحط او الرزق او المصيبة في الخاصة والعامة حتى ان الرجل يأخذ العصا يتوكأ بها وقد كان لها كارها ثم يعتادها حتى ما يستطيع تركها.

عن ابي يزيد قال لقيت امرأة عمر بن الخطاب يقال لها خولة وهو يسير مع الناس فاستوقفته فوقف لها ودنا منها واصغى اليها رأسه ووضع يده على منكبيها حتى قضت حاجتها وانصرفت فقال له رجل يا امير المؤمنين حبست رجال قريش على هذه العجوز قال ويلك وتدري من هذه قال لا قال امرأة سمع الله شكواها من فوق سبع سموات هذه خولة بنت ثعلبة والله لو لم تنصرف حتى الليل

کے متعلق مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ (پ ۲۷ ع ۲۲) کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ خاص تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے قبل اس کے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں یہ اللہ کے نزدیک آسان کام ہے۔ (فرمایا کہ جو بڑائی والی ہے اس کا فیصلہ آسمان میں ہی کر دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر روز ایک خاص شان ہوتی ہے پھر وہ ہر ایک کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر دیتا ہے اور اس چیز کو اس وقت تک روکے رکھتا ہے پھر جب وہ وقت آ جاتا ہے تو اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ اب وہ لوٹ نہیں سکتی اور وہ مقدر کر دیتا ہے کہ فلاں بات ہونے والی ہے فلاں دن میں فلاں مہینے فلاں سال میں فلاں شہر میں قحط کی مصیبت ہو یا رزق کی یا کوئی مصیبت کسی خاص شخص پر یا عام لوگوں پر یہاں تک کہ ایک شخص عصا ہاتھ میں لیتا ہے اس سے سہارا لینے کے لئے حالانکہ وہ اس سے کراہت کرتا رہتا ہے پھر وہ اس کا عادی بن جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے چھوڑنے پر قادر نہیں رہتا (یہ سب اسی امر مقدر کا تصرف ہوتا ہے)

از سورۂ مجادلہ

روایت ہے ابی یزید سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے ایک عورت ملی جس کو خولہ کہا جاتا تھا اور عمرؓ اس وقت لوگوں کے ہمراہ (سواری پر) چلے جا رہے تھے۔ اس عورت نے ان کو ٹھہرایا اور وہ اس کے لئے ٹھہر گئے اور اس کے قریب ہو گئے اور اپنے سر کو اس کی طرف جھکا دیا اور اپنا ہاتھ اس عورت کے مونڈھوں پر رکھ دیا یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پوری کر چکی اور چلی گئی۔ پھر آپ سے ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ آپ نے قریش کے بہت سے لوگوں کو اس بڑھیا کی وجہ سے چلنے سے روک دیا۔ فرمایا افسوس ہے تو جانتا ہے کہ یہ کون تھی؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ وہ عورت ہے جس کی شکایت کو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے سنا تھا۔ یہ ہے خولہ بنت ثعلبہ۔ خدا کی قسم اگر یہ رات تک بھی واپس نہ ہوتی

ما انصرفتُ حتی تقضی حاجتها. عن ثمامۃ بنت حزن قالت بینا عمر بن الخطاب یسیر علی حماره لقیته امرأۃ فقالت قف یا عمر فوقف فأغلظت له القول فقال رجل یا امیر المؤمنین ارأیتُ کالیوم فقال وما یمنعنی ان استمع الیها وهی التی استمع الله لها وانزل فیها ما انزل قد سمع الله قول التی تجادلک فی زوجها. عن مقاتل بن حیان قال انزلت هذه الآیۃ یوم جمعۃ ورسول الله صلی الله علیه وسلم یومئذ فی الصفۃ وفی المکان ضیق وکان یکرم اهل بدر من المهاجرین والانصار فجاء ناس من اهل بدر وقد سبقوا الی المجالس فقاموا حیال رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا السلام علیک ایها النبی ورحمۃ الله وبرکاته فرد النبی صلی الله علیه وسلم ثم سلموا علی القوم بعد ذلک فردوا علیهم فقاموا علی ارجلهم ینتظرون ان یوسع لهم فعرف النبی صلی الله علیه وسلم ما یحملهم علی القیام فلم یفسح لهم فشق ذلک علیه فقال لمن حوله من المهاجرین والانصار من غیر اهل بدر قم یا فلان وانت یا فلان فلم یزل یقیمهم بعدۃ النفر الذین هم قیام من اهل بدر فشق ذلک علی من اقیم من مجلسه فنزلت هذه الآیۃ یا ایها الذین آمنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا

تو میں بھی واپس نہ ہوتا جب تک اس کی ضرورت پوری نہ کر دیتا۔
ثمامہ بنت حزن سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ اس دوران میں کہ عمر بن الخطاب اپنے گدھے پر جا رہے تھے کہ آپ سے ایک عورت ملی اس نے کہا کہ اے عمر ٹھہرو تو آپ ٹھہر گئے پھر اس عورت نے آپ سے سخت گفتگو کی تو ایک شخص نے کہا اے امیر المؤمنین میں نے آج جیسی بات کبھی نہیں دیکھی تو فرمایا کہ اس کی بات سننے سے مجھے کیا چیز مانع تھی اور یہ وہی تو تھی جس کی بات اللہ تعالیٰ نے سنی اور اس کے بارے میں نازل کیا جو کیا (یعنی) قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا (۵۸: ۱) بیشک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملے میں جھگڑ رہی تھی۔
مقاتل بن حیان سے مروی ہے کہ یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس دن صفہ میں تھے اور جگہ میں تنگی تھی اور آپ مہاجرین و انصار میں سے جو بدر میں شریک تھے ان کی عزت کرتے تھے۔ اب یہ ہوا کہ کچھ لوگ آ گئے جو اہل بدر میں سے تھے اور بیٹھنے کی جگہوں پر دوسرے لوگ پہلے بیٹھ چکے تھے تو وہ (کھڑے رہے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا السلام علیک ایها النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب دیا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے قوم کو سلام کیا تو انہوں نے ان کو جواب دیا۔ اب یہ لوگ کھڑے ہوئے اس کا انتظار کرنے لگے کہ ان کے لئے جگہ نکالی جائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے کھڑے رہنے کی وجہ سمجھ لی اور (بیٹھے ہوئے لوگ اسی طرح بیٹھے رہے) اور ان کے لئے جگہ نہ نکالی گئی تو یہ بات آپ پر گراں ہوئی تو آپ نے ان مہاجرین و انصار سے جو آپ کے گرد غیر اہل بدر میں سے تھے کہا اے فلاں تو اٹھ اور اے فلاں تو بھی اٹھ جا اور اسی طرح آپ نے اتنے لوگوں کو اٹھا دیا جتنی شمار ان اہل بدر میں کے کھڑے رہنے والوں کی تھی۔ اور یہ معاملہ بھاری گزرا ان لوگوں پر جن کو مجلس سے اٹھایا گیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا (۵۸: ۱۱) اے ایمان والو! جب تم کو کہا جائے کہ مجلس میں جگہ کھول دو تو جگہ کھول دو

بکلمۃ اللّٰہ تکرمو الآیۃ. عن عبداللہ
ابن شوذب قال جعل والد ابی عبیدۃ
ابن الجراح یتصدی لابی عبیدۃ
یوم بدر وجعل ابو عبیدۃ یحید
عنہ فلما اکثر قصدہ ابو عبیدۃ
فقتلہ فنزلت لا تجد قوما یؤمنون
باللہ الآیۃ. عن ابن جریج قال حدثت
ان ابا قحافۃ سب النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فصکہ ابوبکر صکۃ
فسقط فذکر ذلک للنبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال افعلت یا
ابابکر فقال واللہ لو کان السیف
قریبا منی لضربتہ فنزلت لا تجد
قوما الآیۃ۔

قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الحشر
ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل
القری فللہ وللرسول ولذی
القربی والیتامی والمساکین
وابن السبیل. خدای تعالیٰ در
نص قرآن چیزے را کہ بفئ
حاصل شد از اہل قرے یعنے
بغیر ایجاف خیل و رکاب و بدون
مباشرت قتال معین میگرداند
برائے مصارف مذکورہ کہ خدا و رسول
و ذو قرابت رسول و یتامے و مساکین و
ابن سبیل است. بعد از ان میفرماید للفقراء
یعنے آن فے برائے فقرائے مہاجرین
است و برائے انصار

اللہ تم کو (جنت میں) داخل کرے گا۔ اور جب اس کی ضرورت تھی
یہ کہا ہے کہ (علیحدہ) نہ جاؤ تو تم جایا کرو! عبداللہ بن شوذب
سے مروی ہے کہ یوم بدر میں ابوعبیدہؓ بن الجراح کے بیٹے نے ابوعبیدہؓ
کے مقابلہ پر آنا شروع کیا اور ابوعبیدہؓ اس سے پہلو تہی کرتے رہے
جب وہ بار بار ایسا کرنے لگا تو ابوعبیدہؓ نے اس کا مقابلہ کیا اور
اس کو قتل کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی لا تجد قوما الخ۔
جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر پورا پورا ایمان رکھتے
ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں
جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں گو وہ ان کے باپ یا بیٹے
یا بھائی یا کنبہ ہی کیوں نہ ہوں الخ۔ ابن جریج سے روایت ہے
انہوں نے بیان کیا کہ یہ سننے میں آیا ہے کہ ابوقحافہ نے نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو ابوبکر صدیقؓ نے ایسے زور سے
طمانچہ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس بات کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے کیا گیا تو آپؐ نے پوچھا کہ اے ابوبکر کیا تم نے ایسا کیا ہے تو
انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تلوار میرے قریب ہوتی تو میں ان کے
ضرور مار دیتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی لا تجد قوما الخ۔

از سورۂ حشر

اللہ تعالیٰ نے سورۂ حشر میں فرمایا ما افاء اللہ علی
رسولہ الخ (۹۵ : ۷) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے (اس طور پر) اپنے رسول
کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوا دے (جیسے بنو
نضیر اور فدک وغیرہ کا) سو وہ (بھی) اللہ کا حق ہے اور رسول
کا اور (آپ کے) قرابت والوں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور
مسافروں کا۔ خدا تعالیٰ نص قرآن میں اس چیز کو جو فئے سے
حاصل ہو (کافروں کی بستی والوں سے یعنی جو کہ گھوڑوں اور
اونٹوں کو دوڑائے بغیر اور قتال کے بغیر ملے) مصارف مذکورہ
کے لئے معین فرماتے ہیں جو کہ خدا و رسولؐ اور رسولؐ کے اہل
قرابت اور یتامیٰ اور مساکین اور مسافر ہیں۔ اس کے بعد فرماتے
ہیں للفقراء یعنی وہ فئے فقراء مہاجرین کے لئے ہے اور انصار کے لئے

ملہ راوی نے اس واقعہ کو مستند سمجھ کر لفظ حُدِّثْتُ استعمال کیا ابوقحافہ نے آخر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اسلام
قبول کر لیا تھا ۱۲ مترجم

وبرائے تابعان ایشان باحسان کہ
بوصف نصیحت و خیرخواہی و دعائے خیر
برائے پیشینیان متصف اند چون فے
برائے جماعۃ غیر محصور بین مقرر شد ملک
یقین کردہ نباشد بلکہ ہر یکے را بقدر حاجت
او باید داد و معنی خلیفہ نیست الا آنکہ
تصرف کند در بیت المال مسلمین بر وفق
سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بر نیابت او علیہ الصلوٰۃ والسلام
پس خلیفہ متصرف در فے باشد و
آن فے ملک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نبود تا بحث میراث
در آن جاری باشد و نیز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شخصے خاص را
از اقارب خود ہبہ او نتوانند کرد
و ہو المقصود عن عمر بن الخطاب
قال کانت اموال بنی النضیر مما
افاء اللہ علی رسولہ مما لم یوجف
المسلمون علیہ من خیل ولا
رکاب وکانت لرسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم خاصۃ وکان ینفق
علی اہلہ نفقۃ سنۃ ثم
یجعل ما بقی فی السلاح والکراع
عدۃ فی سبیل اللہ عن مالک
ابن اوس بن الحدثان قال قرأ
عمر بن الخطاب انما الصدقات للفقراء
والمساکین حتی بلغ علیم حکیم ثم
قال ہذہ لہؤلاء ثم قرأ واعلموا انما
غنمتم من شیء فان للہ خمسہ الآیۃ

اور اُن کے بعد اخلاص کے ساتھ اُن کی پیروی کرنے والوں کے لئے
ہے جو ایمان پر پہل کرنے والوں کے حق میں نصیحت و خیرخواہی اور
دعائے خیر کے اوصاف سے متصف ہیں چونکہ فے کو ایسی جماعت
کے لیے مقرر کیا گیا ہے جو غیر محصور ہے تو یہ (مخصوص الافراد) ملک
نہ ہوگی بلکہ اس میں سے ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق دیا جائیگا
اور خلیفہ کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں ہیں کہ وہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق مسلمانوں کے بیت المال میں تصرف
کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہو کر، تو خلیفہ فے میں
متصرف ہوگا۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک نہیں تھی کہ
اس میں میراث کی بحث جاری ہو جائے اور نیز آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے اقارب میں سے کسی خاص شخص کو اس کا ہبہ بھی
نہیں کر سکتے تھے۔ اور یہی ہمارا مقصود ہے۔ عمر بن الخطاب سے مروی
ہے فرمایا کہ بنو نضیر کے اموال اس قسم میں سے تھے جن میں مسلمانوں
نے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ جو اللہ نے اپنے رسول کو
فے کے طور پر عطا فرمائے تھے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے خاص تھے اور آپ اپنے متعلقین پر اس میں سے سال بھر کا
خرچ کرتے تھے۔ جو باقی بچتا تھا اس کو جہاد فی سبیل اللہ کے سامان
ہتھیاروں اور گھوڑوں میں خرچ کرتے تھے۔ اور مالک بن اوس
ابن الحدثان سے مروی ہے کہا کہ عمر بن الخطاب نے یہ آیت پڑھی اِنَّمَا
الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ یہاں تک کہ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ تک
پہنچے (۹: ۶۰) صدقات تو صرف حق ہے غریبوں کا اور محتاجوں
اور جو کارکن ان صدقات پر متعین ہیں اور جن کی دلجوئی کرنا منظور
ہے اور غلاموں کی گردن چھوڑانے میں اور قرضداروں کے قرضہ
میں اور جہاد میں اور مسافروں میں۔ یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر
ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والے بڑی حکمت والے ہیں۔ پھر پڑھا
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ الخ (۸: ۴۱) اور اس بات کو جان لو کہ جو
شے (کفار سے) بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ کل
کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسول کا ہے اور (ایک حصہ) آپ
قرابت داروں کا ہے اور (ایک حصہ) یتیموں کا ہے اور (ایک حصہ)

غریبوں کا ہے اور (ایک حصہ) مسافروں کا ہے"۔ پھر کہا کہ یہ بیشے قرآن (مستحقات) کے ہے پھر پڑھا مَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى سے یہاں تک کہ پہنچے لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ آخر آیت تک (۷۔۵۹) پھر کہا اللہ تعالیٰ نے (اس طور پر) اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوائے بغیر لڑے اور ایک خمس کا سو وہ (بھی) اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور (آپ کے) قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور غریبوں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ (مال فے) تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجائے اور رسول جو تم کو دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز کے لینے سے تم کو روکیں تم ترک کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے۔ اور ان حاجتمند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً وظلماً) جدا کر دیے گئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل (یعنی جنت) اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان) کے سچے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ (آیت) مہاجرین (کے حصہ) کے لئے ہے۔ پھر تلاوت کی وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے آخر آیت تک (۹۔۵۹) اور (نیز) ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام (یعنی مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو۔ اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ فرمایا کہ یہ (آیت) انصار کے لئے ہے۔ پھر پڑھا وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ سے آخر آیت تک (۱۰۔۵۹) اور ان لوگوں کا (بھی اس مال میں حق ہے) جو ان کے بعد آئے جو (ان مذکورین کے حق میں) دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان

ثم قال
هذه لهؤلاء
ثم قرأ ما أفاء
الله على رسوله
من أهل القرى حتى
فلله وللرسول ولذي القربى
للفقراء المهاجرين ثم قال
هذه للمهاجرين ثم
والذين تبوءوا الدار
والإيمان من قبلهم
هذه للأنصار
ثم قرأ والذين
جاءوا من بعدهم
هذه عامة

ثم تلا واستوعبت هذه المسلمين عامة
وليس احد الا له في هذا المال حق
الا ما تملكون من رقيقكم ثم قال لئن
عشت ليأتين الراعي وهو بسرو حمير نصيبه
منها لم يعرق فيها جبينه وعن زيد بن اسلم
عن ابيه قال سمعت عمر بن الخطاب يقول
اجتمعوا لهذا المال فانظروا لمن ترونه
ثم قال لهم اني امرتكم ان تجتمعوا لهذا
المال فتنظروا لمن ترونه واني قرأت
آيات من كتاب الله كفتني سمعت
الله يقول ما افاء الله على رسوله من
اهل القرى فلله وللرسول الى قوله
اولئك هم الصادقون والله ما هو لهؤلاء
وحدهم والذين تبوءوا الدار والايمان الى قوله
المفلحون والله ما هو لهؤلاء وحدهم
والذين جاءوا من بعدهم يقولون
ربنا اغفر لنا الى قوله رءوف رحيم والله
ما احد من المسلمين الا له حق في
هذا المال اعطي منه او منع حتى راع بعدن
وعن سعيد بن المسيب ان عمر قسم
ذات يوم قسما من المال فجعلوا يثنون
عليه فقال ما احمقكم لو كان لي
ما اعطيتكم منه درهما وعن عمر قال
قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم يوشك ان يملأ الله ايديكم
من العجم ثم يجعلهم اسدا لا يفرون
فيقتلون مقاتلتكم ويأكلون فيئكم
وعن السائب بن يزيد

ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ
ہونے نہ دیجئے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں) پھر فرمایا
کہ یہ آیت تمام مسلمین کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہے اور کوئی
ایسا مسلمان نہیں ہے جس کا اس مال میں حق نہ ہو بجز
اُن غلاموں کے جن کے تم مالک ہو۔ پھر فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا
تو اس یمن کے سرو حمیر کے چرواہے تک اس کا حصہ اس طرح
پہنچادوں گا کہ اس کی پیشانی پر پسینہ بھی نہ آئے۔ اور مروی ہے
زید بن اسلم سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ اسلم سے کہا کہ میں نے
حضرت عمر بن الخطاب سے سنا کہتے تھے کہ اس مال کے لئے اکٹھے ہو جاؤ
پھر غور کرو جس کو تم (مستحق) دیکھو۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا کہ میں نے
تمہیں حکم دیا تھا کہ اس مال کے لئے جمع ہو جاؤ تاکہ تم غور کر لو
جس کے بارے میں تمہاری رائے ہو اور میں نے پڑھی ہیں چند
آیات کتاب اللہ کی وہ میرے لئے کافی ہو گئیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے
سنا کہ وہ فرماتے ہیں مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ سے هُمُ
الصّٰدِقُوْنَ تک پڑھ کر فرمایا کہ واللہ وہ صرف ان ہی لوگوں
کے لئے نہیں (پھر یہ آیت پڑھی) وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ سے
الْمُفْلِحُوْنَ تک (پھر فرمایا) وہ صرف ان ہی لوگوں کے لئے
نہیں (پھر یہ آیت پڑھی) وَالَّذِیْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ سے
رَحِیْمٌ تک (پھر فرمایا) واللہ مسلمانوں میں سے کوئی باقی
نہیں رہا مگر اس کا اس مال میں حق ہے خواہ اس میں سے اس کو دیا
جائے یا اس سے روکا جائے حتیٰ کہ اس چرواہے کا بھی جو عدن
میں رہتا ہو۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک دن عمرؓ نے
لوگوں پر مال تقسیم کیا تو انہوں نے اُن کی تعریف شروع کر دی
تو عمرؓ نے کہا کیسے احمق ہو تم لوگ۔ اگر یہ مال میرا ہوتا تو میں تم کو
اس میں سے ایک درہم بھی نہ دیتا۔ مروی ہے عمرؓ سے کہا کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے
ہاتھوں کو عجم (یعنی غیر عرب) کے مال سے بھر دے۔ پھر ان کو شیر
بنادے گا کہ وہ نہیں بھاگیں گے اور تمہارے لڑنے والوں کو قتل
کر ڈالیں گے اور وہ تمہارے اموال کھائیں گے۔ مروی ہے سائب بن یزید

قال سمعت عمر بن الخطاب يقول والله الذي لا اله الا هو ثلاثا ما من الناس احد الا له في هذا المال حق اعطيه او منعه وما احد احق به من احد الا عبد مملوك وما انا فيه الا كاحدهم ولكنا على منازلنا من كتاب الله وقسمنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم فالرجل وبلاؤه في الاسلام والرجل وقدمه في الاسلام والرجل وغناؤه في الاسلام والرجل وحاجته والله لئن بقيت ليأتين الراعي بجبل صنعاء حظه من هذا المال وهو مكانه. وعن الحسن قال كتب عمر الى حذيفة ان اعط الناس اعطياتهم وارزاقهم فكتب اليه انا قد فعلنا وبقي شيء كثير فكتب اليه عمر انه فيئهم الذي افاء الله عليهم ليس هو لعمر ولا لآل عمر اقسمه بينهم. وعن قتادة في قوله للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم الى آخر الآية قال هؤلاء المهاجرون تركوا الديار والاموال والاهلين والعشائر وخرجوا حبا لله ولرسوله واختاروا الاسلام على ما كان فيه من شدة حتى لقد ذكر لنا ان الرجل كان يعصب الحجر على بطنه ليقيم به صلبه من الجوع وكان الرجل يتخذ الحفرة في الشتاء ما له دثار غيرها. وعن قتادة في قوله والذين تبوؤا الدار والايمان الى آخر الآية قال هم هذا الحي من الانصار

کہا کہ میں نے سنا عمر بن الخطاب کو فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تین مرتبہ (کہا) کہ لوگوں میں سے کوئی نہیں مگر اس کا اس مال میں حق ہے اس کو دیا جائے یا روکا جائے اور کوئی ایک دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں بجز مملوک غلام کے اور میں بھی اس میں تم میں سے کسی ایک کی طرح ہوں۔ لیکن ہم اپنی اُن منزلوں پر ہیں جو کتاب اللہ میں متعین کر دی گئیں اور ان حصوں پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئے کہ ایک شخص ہے اور اسلام کی وجہ سے جو مصیبت اس پر پڑی (اس کا آپ نے لحاظ رکھا) اور ایک شخص ہے کہ اسلام میں ثابت قدم رہا اور ایک شخص ہے جو اسلام میں بہت کارآمد رہا ایک شخص ہے (جو حاجتمند ہے) اس کی حاجت کو دیکھا۔ واللہ اگر میں زندہ رہا تو میں اس مال میں سے اس چرواہے تک اس کا حصہ پہنچا کر رہوں گا جو جبل صنعاء میں ہو اور وہ اپنے مقام پر موجود ہے۔ اور مروی ہے حسن سے کہ عمرؓ نے حذیفہؓ کو لکھا کہ لوگوں کو مقررہ عطیات اور ان کے وظائف دیدو۔ حذیفہؓ نے عمرؓ کو لکھا کہ ہم نے تعمیل کر دی اور بہت کچھ بچ گیا ہے۔ پھر عمرؓ نے ان کو لکھا کہ یہ ان ہی کا حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے متعین کر دیا ہے۔ وہ عمرؓ کے لئے یا عمرؓ کی اولاد کے لئے نہیں ہے۔ ان کے درمیان تقسیم کر دو۔ مروی ہے قتادہؓ سے آیۃ للفقراء المھٰجرین الخ میں کہ یہ وہ مہاجرین ہیں جنھوں نے اپنے گھروں کو چھوڑا اور اموال کو اور گھر والوں کو اور اہل قرابت کو اور نکل پڑے اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں اور انھوں نے یہ جانتے ہوئے اسلام کو اختیار کیا کہ اس میں سختیاں جھیلنا ہوں گی یہاں تک کہ ہم سے وثوق کے ساتھ ذکر کیا گیا کہ ایک شخص ہے جو بھوک کی شدت سے اپنی کمر سیدھی رکھنے کے لئے پیٹ سے پتھر باندھ رہا ہے اور ایک شخص ہے جو سردی سے بچنے کے گڑھا کھود کر اپنا ٹھکانا بنا رہا ہے اور اس کے پاس اوڑھنے کے لئے کوئی کپڑا اس کے سوا نہیں ہے۔ اور مروی ہے قتادہؓ سے آیت والذین تبوؤ الدار والایمان الخ میں کہ یہ وہی انصار

أسلموا في ديارهم وابتنوا المساجد قبل قدوم
النبي صلى الله عليه وسلم بسنتين وأحسن الله
الثناء عليهم في ذلك وهاتان الطائفتان
الأوليان من هذه الأمة أخذتا بفضلها و
أثبت الله حظهما في هذا الفيء ثم ذكر
الطائفة الثالثة فقال والذين جاؤوا
من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا و
لإخواننا إلى آخر الآية قال أمروا
أن يستغفروا لأصحاب النبي صلى الله
عليه وسلم ولم يؤمروا بسبهم وعن الحسن
قال فضل الله المهاجرين على الأنصار
ثم لم يجدوا في صدورهم حاجة قال الحسد
وعن عمر قال أوصي الخليفة بعدي بالمهاجرين
الأولين أن يعرف لهم حقهم ويحفظ لهم
حرمتهم وأوصيه بالأنصار الذين تبوؤا
الدار والإيمان من قبل أن يهاجر النبي
صلى الله عليه وسلم أن يقبل من محسنهم
ويعفو عن مسيئهم وعن سعد بن أبي وقاص
قال الناس على ثلاث منازل فمضت
منزلتان وبقيت منزلة فأحسن ما أنتم كائنون
عليه أن تكونوا بهذه المنزلة التي بقيت ثم
قرأ للفقراء المهاجرين الذين أخرجوا من
ديارهم وأموالهم الآية ثم قال هؤلاء المهاجرون
وهذه منزلة وقد مضت ثم قرأ والذين تبوؤا
الدار والإيمان من قبلهم الآية ثم قال هؤلاء الأنصار
وهذه منزلة وقد مضت ثم قرأ والذين جاؤوا من
بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولإخواننا
الذين سبقونا بالإيمان فقد مضت هاتان المنزلتان
وبقيت هذه المنزلة فأحسن ما أنتم كائنون عليه

ین کا قبیلہ ہے جو اپنے گھروں میں اسلام لے آئے اور انہوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے دو برس پہلے مسجدیں بنا لی
تھیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بارے میں اچھی تعریف کی ہے اور
یہ دونوں پہلی جماعتیں اس اُمت میں سے ایسی ہیں جو اپنی سب سے
بڑی فضیلت کی مالک بن چکیں اور اللہ تعالیٰ نے ان دونوں جماعتوں
کا اس فئے میں حصہ قائم کیا۔ پھر تیسرے گروہ کا ذکر کیا اور
فرمایا وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ آخر آیت تک۔
(قتادہؒ نے) کہا کہ (اس عنوان سے) ان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ
اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعائے مغفرت کیا کریں اور
ان کو گالیاں دینے کا حکم نہیں دیا گیا تھا (جس کے مرتکب یہ لوگ خلاف
وغیرہ کے امور میں رہتے ہیں)۔ حسنؒ سے مروی ہے کہ اللہ نے مہاجرین
کو انصار پر فضیلت دی۔ ثم لم یجدوا فی صدورہم حاجۃ میں کہا کہ حاجت
سے حسد مراد ہے۔ مروی ہے عمرؓ سے کہ انہوں نے کہا کہ میں اپنے بعد
ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں مہاجرین اولین کے بارے
میں کہ ان کے حق کو پہچانیں اور ان کے احترام کا تحفظ کریں اور
ان انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں جو اس دار الاسلام
(مدینہ) میں متوطن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کر کے
آنے سے پہلے ہی سے ایمان پر قائم ہیں کہ ان کے اچھے لوگوں کی قدر
کریں اور برے لوگوں سے درگزر کریں۔ مروی ہے سعدؓ بن ابی وقاص
سے کہا کہ لوگ تین منزلوں پر تھے دو منزلیں گزر چکیں اور ایک
منزل باقی رہ گئی تو جس منزل میں تم اب موجود ہو اس کی سب سے
اچھی بات یہ ہے کہ تم (اس سے پیچھے نہ رہ جاؤ) اس پر قائم رہو کہ
اب باقی رہ گئی ہے۔ پھر (اس اجمال کی تفصیل کے لئے) یہ آیت
پڑھیں لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَ
أَمْوَالِهِمْ فرمایا کہ یہ تو مہاجرین ہیں اور یہ منزل گزر چکی پھر
پڑھا وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ پھر کہا کہ
یہ انصار ہیں اور ایک منزل یہ ہے اور یہ بھی گزر چکی پھر پڑھا
وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ اغفر تو یہ دو منزلیں گزر چکیں
اور اب یہ ایک منزل باقی رہ گئی ہے تو یہ اچھی حالت جس پر تم اب ہو

بطنه عدو فافعلوا ولن تستطيعوا
ذلك إلا بالله وإن أحق ما
جعلوا أعمالهم لغيرهم نهاكم الله
أن تكونوا أمثالهم فقال ولا
تكونوا كالذين نسوا الله
فأنساهم أنفسهم أولئك هم
الفاسقون ٥ أين من كنتم تعرفون
من إخوانكم قد انتهت منهم
آجالهم وقدموا على ما قدموا
أين الجبارون الأولون الذين
بنوا المدائن وحصنوها بالحوائط
وقد صاروا تحت الصخر
والآكام هذا كتاب الله
لا تنقضي عجائبه ولا يطفى نوره
استضيئوا منه ليوم الظلمة وانتصحوا
بكتابه وتبيانه فإن الله قد أثنى على قوم
فقال كانوا يسارعون في الخيرات
ويدعوننا رغبا ورهبا
وكانوا لنا خاشعين ٥ لا خير
في قول لا يبتغى به وجه
الله ولا خير في مال لا ينفق
في سبيل الله ولا خير فيمن يغلب
غضبه حلمه ولا خير في رجل
يخاف في الله لومة لائم

عن علي قال بعثني رسول الله صلى الله
عليه وسلم أنا والزبير والمقداد فقال
انطلقوا حتى تأتوا روضة خاخ[1] فإن
بها ظعينة معها كتاب

بچنے رہو تو ایسا کرو اور تم میں اس کی استطاعت ہرگز نہ ہوگی مگر اللہ کی توفیق سے اور بہت سی قومیں ہیں جنھوں نے اپنے کردار چھوڑ کر دوسروں کے اعمال اختیار کرلئے (اور تباہ ہوگئیں) تو اللہ نے تم کو روکا ہے اس سے کہ تم ان جیسے بنو اور فرمایا کہ لا تکونوا کالذین نسوا (۵۹:۱۹) اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے اللہ کے احکام (سے بے پروائی کی) تو اللہ نے خود ہی کی جان سے ان کو بے پروا بنا دیا یہی لوگ نافرمان ہیں۔ وہ تمھارے بھائی کہاں گئے جن کو تم پہچانتے تھے ان کے اعمال کا دفتر بند ہو چکا ہے۔ اور وہاں جو کچھ وہ پہلے بھیج چکے تھے اُسی پر پہنچ گئے۔ کہاں ہیں وہ دورِ گذشتہ کے سرکش لوگ جنھوں نے شہروں کی بنیادیں رکھیں اور ان کو قلعہ بند کیا چہار دیواری سے اور وہ خود پتھروں اور جھاڑیوں کے نیچے پہنچ گئے۔ یہ اللہ کی کتاب (موجود) ہے جس کے عجائب ختم نہ ہوں گے اور اس کا نور کبھی نہ بجھایا جا سکے گا۔ تاریکیوں میں اس سے روشنی حاصل کیا کرو اللہ کی کتاب اور اس کے بیان سے نصیحت حاصل کرو۔ دیکھو اللہ تعالے نے ایک قوم کی تعریف کی اور فرمایا کانوا یسارعون فی الخیرات (۲۱:۹۰) یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔ اس قول میں خیر نہیں جس سے اللہ کی رضا مطلوب نہ ہو اور اس مال میں خیر نہیں جو اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کیا جائے۔ اور اس شخص میں خیر نہیں جس کے حلم پر اس کا غضب غالب آجاتا ہے اور اس شخص میں خیر نہیں جو اللہ (کے حکم کی تعمیل) میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرے۔

از سورۂ ممتحنہ

مروی ہے علیؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور زبیرؓ اور مقدادؓ کو بھیجا اور کہا کہ روانہ ہو جاؤ جب روضہ خاخ پر پہنچو گے وہاں تم کو ایک عورت ملے گی اس کے ساتھ ایک خط ہے

[1] روضہ خاخ ایک موضع ہے مدینہ سے بارہ کوس کے فاصلہ پر۔

فخرجنا تعادى بنا خيلنا حتى أتينا الروضة فإذا نحن بالظعينة فقلنا أخرجي الكتاب قالت ما معي من كتاب فقلنا لتخرجن الكتاب أو لنلقين الثياب فأخرجته من عقاصها فأتينا به النبي صلى الله عليه وسلم فإذا فيه من حاطب ابن أبي بلتعة إلى أناس من المشركين بمكة يخبرهم ببعض أمر النبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم ما هذا يا حاطب قال لا تعجل علي يا رسول الله إني كنت امرأ ملصقا في قريش ولم أكن من أنفسها وكان من معك من المهاجرين لهم قرابات يحمون بها أهليهم وأموالهم بمكة فأحببت إذ فاتني ذلك من النسب فيهم أن أصطنع إليهم يدا يحمون بها قرابتي وما فعلت ذلك كفرا ولا ارتدادا عن ديني فقال النبي صلى الله عليه وسلم صدق فقال عمر دعني يا رسول الله فأضرب عنقه فقال إنه شهد بدرا وما يدريك لعل الله اطلع على أهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم ونزلت فيه يا أيها الذين آمنوا لا تتخذوا عدوي وعدوكم أولياء تلقون إليهم بالمودة. وعن عمر بن الخطاب قال كتب حاطب بن أبي بلتعة إلى المشركين بكتاب فجيء به النبي صلى الله عليه وسلم

وہ اس سے لے کر میرے پاس لے آؤ۔ ہم روانہ ہوگئے۔ جب ہم روضہ پر پہنچے تو ہمارے سامنے وہ عورت موجود تھی۔ ہم نے اس سے کہا وہ خط نکال جو تو لے جارہی ہے۔ اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا تجھے ضرور خط نکالنا پڑے گا یا تجھے اپنے کپڑے اتارنے پڑیں گے۔ تو اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے خط نکال کر دیا۔ جس کو لے کر ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ دیکھتے ہیں کہ وہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے تھا مشرکین مکہ کے چند لوگوں کے نام جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض خاص معاملات (یعنی مکہ پر حملہ کرنے کے ارادے) کی ان کو خبر دے رہے تھے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے اے حاطب۔ حاطب نے کہا یا رسول اللہ میرے بارے میں رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کیجئے میں ایک ایسا شخص ہوں جو قریش میں مل گیا تھا اور میں ان کے خاندان میں سے نہیں تھا اور جتنے لوگ مہاجرین میں سے آپ کے ساتھ ہیں سب کی وہاں قرابتیں ہیں جن کے ذریعے سے ان کے اہل و اموال کا مکہ میں بچاؤ ہو رہا ہے تو میں نے یہ چاہا کہ اس بات میں کہ نسبی رابطے سے اہل و عیال کے بچاؤ کی کوئی صورت مجھے میسر نہیں ہے میں ان پر اپنا ایک احسان رکھ دوں جس کی وجہ سے وہ لوگ میرے عزیزوں کی حفاظت کریں اور میں نے ایسا اس لئے نہیں کیا کہ مجھ میں کفر ہے یا میں اپنے دین سے پھر گیا ہوں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے۔ عمر نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدر میں حاضر تھا اور تمھیں کیا خبر کیا عجب ہے اللہ تعالے نے اہل بدر کی طرف مطلع ہوتے ہوئے فرمایا کہ تم جو چاہو کرو میں تمھاری مغفرت کر چکا ہوں اور اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا (الایۃ) اے ایمان والو تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو۔ عمر بن الخطاب سے مروی ہے فرمایا کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے مشرکین کو ایک خط لکھا تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے

فبايع رسول الله صلى الله عليه وسلم
الرجال على الصفا وعمر يبايع النساء تحتها
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
وعن اسمٰعيل بن عبد الرحمن بن عطية
عن جدته ام عطية قالت لما
قدم رسول الله صلى الله عليه و
سلم المدينة جمع نساء الانصار
في بيت فارسل الينا عمر بن الخطاب
فقام على الباب فسلم فقال انا رسول
رسول الله صلى الله عليه وسلم
اليكن تبايعن على ان لا تشركن
بالله شيئا ولا تسرقن ولا تزنين الآية
قلنا نعم فمد يده من خارج البيت
ومددنا ايدينا من داخل البيت قال
اسمٰعيل فسالت جدتي عن قوله
ولا يعصينك في معروف قالت نهانا
عن النياحة وعن ابن عباس ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم امر عمر
ابن الخطاب فقال قل لهن ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم يبايعكن على ان لا تشركن بالله
شيئا وكانت هند بنت عتبة في النساء فقال عمر
قل لهن ولا تسرقن قالت هند والله اني
لاصيب من ابي سفيان الهنة فقال
ولا تزنين فقالت وهل تزني
الحرة فقال ولا تقتلن اولادكن
قالت هند انت قتلتهم يوم بدر ولا يأتين
ببهتان يفترينه بين ايديهن وارجلهن ولا
يعصينك في معروف قال منعهن ان ينحن
وكان اهل الجاهلية يمزقن الثياب

مسلمان عورتیں آپ کے پاس (اس غرض سے) آئیں کہ آپ ان سے ان باتوں پر بیعت کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود مردوں سے بیعت لی کوہ صفا کے اوپر اور عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عورتوں سے بیعت لے رہے تھے کوہ صفا کے نیچے۔ اور اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن بن عطیہ سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں اپنی دادی ام عطیہؓ سے کہتی تھیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور ان کی طرف عمرؓ بن الخطاب کو بھیجا۔ وہ دروازہ پر کھڑے ہوئے پھر سلام کیا اور کہا کہ میں تمہارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا آیا ہوں کیا تم اس پر بیعت کرو گی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گی اور نہ چوری کرو گی اور نہ زنا کرو گی (آیت میں جتنی باتیں ہیں سب کا اظہار کیا) ہم نے کہا ہاں تو انھوں نے گھر کے باہر سے ہاتھ بڑھایا اور ہم نے گھر کے اندر سے اپنے ہاتھ بڑھائے۔ اسمٰعیل نے کہا کہ میں نے اپنی دادی سے پوچھا کہ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ سے کیا مراد ہے تو انھوں نے کہا کہ ہم کو نوحہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کو ذکر میں عورتوں سے بیعت لینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے بیعت لیتے ہیں اس پر کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ہند عورتوں میں تھیں انہی کا مختصر آپ نے عمرؓ سے کہا کہ ان سے یہ کہہ کہ وہ چوری نہ کریں گی۔ ہند نے کہا کہ واللہ میں ابوسفیان کی معمولی چیزوں کو لے لیا کرتی تھی۔ پھر عمرؓ نے کہا اور نہ زنا کریں تو (ہند نے) کہا کیا آزاد عورتیں زنا کرتی ہیں۔ پھر عمرؓ نے کہا اور نہ تم اپنی اولاد کو قتل کرو گی تو ہند بولی کہ ان کو تو تم بدر کے دن قتل کر چکے ہو۔ پھر کہا اور نہ بہتان کی (اولاد) لا دیں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (زنا سے) شوہر سے جنی ہوئی دعویٰ کرکے) بنا لیں اور مشروع باتوں میں وہ آپ کے خلاف نہ کریں گی۔ راوی ابن عباسؓ نے کہا کہ ان کو نوحہ کرنے سے منع کیا ہے اور جاہلیت کے زمانے کی عورتیں اپنے کپڑے پھاڑ دیتی تھیں

دہند شان الوجوہ ویقلون الشعور ویدعون بالویل والثبور۔

حق تعالیٰ در سورۂ صف میفرماید

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآىٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَكَفَرَتْ طَّآىٕفَةٌ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ۝ اے کسانیکہ مومنان را کہ شوید یاری دہندگان خدا چنانکہ از اصحاب عیسیٰ علیہ السلام بعمل آمد گفت عیسیٰ پسر مریم حواریین را کیست یاری دہندۂ من بسوئے خدا گفتند حواریان ماییم یاری دہندگان خدا پس ایمان آورد طائفہ از بنی اسرائیل و کافر گشت طائفہ پس نصرت دادیم مسلمانان را بر دشمنان ایشان پس گشتند غالب درین سورہ رمزیست آنکہ خدای تعالیٰ غلبۂ دین حق بر جمیع ادیان خواستہ است و این معنے بتمام در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر نخواہد شد بلکہ بعد آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم جہادات خواہد بود و فتوح بسیار ظہور خواہد نمود چنانکہ بعد حضرت عیسیٰ حواریین بکفار غالب شدند بر اعدای خویش واللہ اعلم۔ عن قتادۃ فی قولہ تعالیٰ یاایہا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ قال قد کان ذلک بحمد اللہ جاءہ سبعون رجلاً فبایعوہ عند العقبۃ فنصروہ و آووہ حتی اظہر اللہ دینہ ولم یسم حی من السماء قط باسم ولم یکن

اور چہروں کو نوچ لیا کرتی تھیں اور بالوں کو کاٹ ڈالا کرتی تھیں اور ہائے تباہی ہائے ہلاکت پکارا کرتی تھیں۔

از سورۂ صف

حق تعالیٰ سورۂ صف میں فرماتے ہیں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ الخ (۶۱:۱۴) اے ایمان والو تم اللہ کے (دین کے) مددگار رہو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے (ان) حواریین سے فرمایا کہ اللہ کے واسطے میرا کون مددگار ہوتا ہے وہ حواری بولے کہ ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں سو (اس کوشش کے بعد) بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لائے اور کچھ لوگ منکر رہے، سو ہم نے ایمان والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں تائید کی سو وہ غالب ہوگئے۔ مومنوں کو حکم دیتے ہیں کہ تم اللہ کے مددگار ہو جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب سے عمل میں آیا۔ عیسیٰ بن مریم نے حواریین سے کہا کہ اللہ کے لئے مجھے مدد دینے والا کون ہے تو حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے مدد دینے والے ہیں۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کی ایک جماعت تو ایمان لے آئی اور ایک جماعت کافر ہوگئی تو ہم نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کے مقابلہ پر قوت دی تو وہ غالب ہوگئے۔ اس سورت میں اس طرف اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ نے دین حق کو تمام دینوں پر غلبہ دینا چاہا ہے اور یہ بات پورے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظاہر نہیں ہوگی بلکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سے جہاد ہوں گے اور بہت سی فتوحات کا ظہور ہوگا جیسا کہ حواری عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس دین کے ساتھ اپنے دشمنوں پر غالب آگئے۔ واللہ اعلم۔ اور قتادہؓ سے مروی ہے آیت یاایہا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ کے بارے میں کہ الحمد للہ یہ واقع ہوچکا، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ستر آدمی آئے اور انھوں نے عقبہ کے نزدیک آپ سے بیعت کی پھر آپ کو مدد بھی دیتے رہے اور آپ کو ٹھکانا بھی دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کردیا اور آسمان سے کسی زندہ کی نشاندہی اس کا نام لے کر نہیں کی گئی اور ایسا نام

ل یہ صورت تقیہ ہے۔ میاں ہیں سے مقدس عورتوں کا ذکر ماتم کے ساتھ ہوتا ہے۔

ثم ذلك خيرهم. وذكر لنا أن بعضهم قال هل تدرون على ما تبايعون هذا الرجل؟ إنكم تبايعونه على محاربة العرب كلها أو يسلموا. وذكر لنا أن رجلا قال يا نبي الله اشترط لربك ولنفسك ما شئت. قال أشترط لربي أن تعبدوه ولا تشركوا به شيئا وأشترط لنفسي أن تمنعوني مما منعتم منه أنفسكم وأبناءكم. قالوا فإذا فعلنا ذلك فما لنا يا نبي الله؟ قال لكم النصر في الدنيا والجنة في الآخرة. ففعلوا ففعل الله. قال والذين معه كلهم من قريش أبو بكر وعمر وعلي وحمزة وجعفر وأبو عبيدة بن الجراح وعثمان بن مظعون وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن أبي وقاص وعثمان بن عفان وطلحة بن عبيد الله والزبير بن العوام. عن ابن عباس فأيدنا الذين آمنوا محمدا صلى الله عليه وسلم وأمته على عدوهم فأصبحوا اليوم ظاهرين.

انصار کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور ہم سے ذکر کیا گیا کہ بیعت کرنے والوں میں سے بعض نے یہ کہا تھا کہ تم سمجھتے بھی ہو کہ کس بات پر اس شخص سے بیعت کر رہے ہو؟ تم بیعت کر رہے ہو پورے عرب سے جنگ کرنے پر اور چاہیے کہ تم اطاعت کرو۔ اور ہم سے ذکر کیا گیا کہ ایک شخص نے کہا اے نبی اللہ آپ ہم کو شرط قرار دیجئے اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو آپ چاہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے رب کے لئے یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اپنی ذات کے لئے یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ جس طرح تم اپنی جانوں کا اور اپنی اولاد کا بچاؤ کرتے ہو میرا بھی کرو۔ انھوں نے کہا کہ جب ہم ایسا کریں گے تو اے نبی اللہ ہمارے لئے کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ تمھارے لئے دنیا میں (خدا کی) مدد ہوگی اور آخرت میں جنت۔ تو انھوں نے (شرط کو) پورا کر دیا اور اللہ نے (بھی) پورا کر دیا۔ (قتادہ نے) کہا اور یہ لوگ ہمارے سب قریش ہی میں سے تھے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور علیؓ اور حمزہؓ اور جعفرؓ اور ابوعبیدہؓ بن الجراح اور عثمانؓ بن مظعون اور عبدالرحمنؓ بن عوف اور سعدؓ بن ابی وقاص اور عثمانؓ بن عفان اور طلحہؓ بن عبیداللہ اور زبیرؓ بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ مروی ہے ابن عباسؓ سے نیز مدد کی ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی امت کی ان کے دشمنوں پر تو وہ ہو گئے آج غالب۔

از سورۂ جمعہ

عن السائب بن يزيد قال كان النداء الذي ذكر الله في القرآن يوم الجمعة في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر وابتداء خلافة عثمان أن ينادي المنادي إذا جلس الإمام على المنبر فلما تباعدت المساكن وكثر الناس أحدث النداء الأول فلم يعب الناس ذلك عليه وقد عابوا عليه حين

سائب بن یزید سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن جس نداء کا قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے اور ابتدائی سال خلافت عثمانؓ کے زمانہ میں یہ تھی کہ منادی (یعنی مؤذن) اس وقت ندا کرتا (یعنی اذان دیتا) تھا جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا پھر جب مکانات دور دور بن گئے اور آبادی پھیل گئی تو عثمانؓ نے پہلی اذان کا اضافہ کیا اور لوگوں نے عثمانؓ کے اس فعل پر اعتراض نہیں کیا حالانکہ انھوں نے اس بات پر اعتراض کیا تھا جب منیٰ میں عثمانؓ نے

عن جابر بن عبد الله قال كنا
مع النبي صلى الله عليه وسلم
في غزاة قال سفيان يرون
أنها غزوة بني المصطلق فكسع
رجل من المهاجرين رجلا من
الأنصار فقال المهاجري يا للمهاجرين
وقال الأنصاري يا للأنصار
فسمع ذلك النبي صلى الله عليه و
سلم فقال ما بال دعوى الجاهلية
قالوا رجل من المهاجرين كسع
رجلا من الأنصار فقال النبي
صلى الله عليه وسلم دعوها
فإنها منتنة فسمع ذلك عبد الله
بن أبي فقال أو قد فعلوها
والله لئن رجعنا إلى المدينة
ليخرجن الأعز منها الأذل
فبلغ النبي صلى الله
عليه وسلم فقام عمر فقال
يا رسول الله دعني أضرب
عنق هذا المنافق فقال النبي
صلى الله عليه وسلم
دعه لا يتحدث الناس أن محمدا
يقتل أصحابه زاد الترمذي
فقال له ابنه عبد الله لا
تنقلب حتى تقر أنك الذليل
ورسول الله العزيز ففعل

جب آپ کے پاس یہ منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم دل
سے گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ
کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (اس میں ان لوگوں کے قول
کی تکذیب نہیں کی جاتی) اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ گواہی دیتا
ہے کہ یہ منافقین (اس کہنے میں) جھوٹے ہیں۔ (آگے آخر رکوع تک
میں فرمایا) (اور) یہ (لوگ) کہتے ہیں کہ اگر ہم اب مدینہ میں لوٹ کر
جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔
مروی ہے جابر بن عبد اللہ سے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ایک غزوہ میں تھے سفیان نے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ غزوہ
بنی المصطلق تھا۔ تو مہاجرین میں کے ایک شخص نے انصار میں کے
ایک شخص کے کولہا مار دیا تو اس مہاجر نے (مدد کے لئے) مہاجرین کو پکارا
کہ یا للمہاجرین اور انصاری نے اپنی حمایت کے لئے انصار کو پکارا
اور کہا یا للانصار اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا تو
فرمایا کیا بات ہے یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ
مہاجرین میں سے ایک شخص نے انصار میں کے ایک شخص کے کولہا
مارا۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس (عادت) کو چھوڑو
یہ گندی بات ہے۔ یہ بات سنی عبد اللہ بن ابی نے تو کہنے لگا
جب کہ انھوں نے ایسا کیا واللہ جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو جو لوگ
زیادہ عزت والے ہیں وہ زیادہ ذلیل لوگوں کو ضرور نکال دیں گے
اس بات کی اطلاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو عمر کھڑے
ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق
کی گردن مار دوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
چھوڑو اس کو لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرنے لگا
ہے۔ ترمذی نے اس پر یہ اضافہ کیا کہ اس کے بیٹے عبد اللہ نے اس
سے کہا کہ مت لوٹ جب تک تو اس کا اقرار نہ کرے کہ تو ذلیل ہے اور
رسول اللہ عزیز ہیں تو اس نے اقرار کیا۔

از سورۂ طلاق

عن ابن عمر أنه طلق امرأته
وهي حائض في عهد النبي
صلى الله عليه وسلم فانطلق عمر

ابن عمر سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو جب کہ وہ حائضہ
تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں طلاق دیدی۔ عمر نے

فذكر ذلك له فقال مره فليراجعها
ثم يمسكها حتى تطهر ثم يطلقها
إن بدا له فأنزل الله عند
ذلك يا أيها النبي إذا طلقتم
النساء فطلقوهن في قبل
عدتهن قال أبو الزبير كذا سمعت
ابن عمر يقرأ وفي رواية
عن ابن عمر أنه طلق امرأته
وهي حائض فذكر ذلك عمر
لرسول الله صلى الله عليه وسلم
قال مره فليراجعها ثم يمسكها ثم
تحيض ثم تطهر ثم إن بدا له أن
يطلقها فليطلقها طاهرا قبل أن يمسها
فتلك العدة التي أمر الله أن تطلق لها
النساء وقرأ النبي صلى الله عليه وسلم يا أيها
النبي إذا طلقتم النساء فطلقوهن في
قبل عدتهن عن جعفر بن محمد عن أبيه
عن جده قال اجتمع أبو بكر وعمر
وأبو عبيدة بن الجراح رضي الله
عنهم فتماروا في شيء فقال لهم
علي انطلقوا بنا إلى رسول الله
صلى الله عليه وسلم نسأله فلما وقفوا عليه
قالوا يا رسول الله جئنا نسألك عن شيء
فقال إن شئتم فاسألوا وإن شئتم خبرتكم
بما جئتم له فقال لهم جئتم تسألوني عن
الرزق من أين يأتي وكيف يأتي
أبى الله أن يرزق عبده المؤمن إلا من
حيث لا يعلم عن عمر بن الخطاب قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم لو أنكم توكلون على الله

جا کر آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو حکم دو کہ رجوع کرے
پھر اس کو روکے یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے پھر اگر
اس کی مرضی ہو تو طلاق دیدے تو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ
میں نازل کی یٰایھا النبی اذا طلقتم النسآء فطلقوھن (۱۱)
اے پیغمبر آپ لوگوں سے کہدیجئے کہ جب تم لوگ اپنی عورتوں کو
طلاق دینے لگو تو ان کو (زمانہ) عدت (یعنی حیض) سے پہلے (یعنی
طہر میں) طلاق دو۔ اور ایک روایت میں ابن عمرؓ سے اس طرح مروی
ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی جب کہ وہ حائضہ تھی
اس کا ذکر عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو فرمایا
چاہیئے کہ اس سے مراجعت کرے پھر اس کو روکے پھر وہ حائضہ ہو
اور پھر پاک ہو (یعنی پھر طہر کا زمانہ آجائے) پھر اگر اس کی مرضی ہو
کہ اس کو طلاق دے تو طلاق دیدے طاہر ہونے کی حالت میں اس کو
چھونے سے قبل۔ تو یہ ہے وہ عدت جس کا اللہ نے حکم دیا ہے کہ
اس میں عورتوں کو طلاق دی جائے اور پڑھا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس طرح یٰایھا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن فی
قبل عدتھن (یہ لعدتھن کی تفسیر ہے۔ ترجمہ حسب بالا اسی کے
مطابق ہے)۔ مروی ہے جعفر بن محمد سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے
باپ سے وہ دادا سے کہ جمع ہوئے ابوبکرؓ و عمرؓ و ابوعبیدہ بن الجراح
رضی اللہ عنہم وہ آپس میں ایک بات پر بحث کر رہے تھے تو ان سے
علیؓ نے کہا کہ ہم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں چلیں تو جب یہ سب آپ کے سامنے پہنچے تو انھوں نے کہا کہ
یا رسول اللہ ہم آپ سے ایک بات پوچھنے کے لئے آئے ہیں تو آپ نے
فرمایا کہ اگر تم چاہو تو سوال کرلو اور اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادوں
کہ تم کس لئے آئے ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے رزق کے
بارے میں پوچھنے کے لئے آئے ہو کہ کہاں سے آتا ہے اور کیونکر
آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ اپنے بندۂ مومن کو رزق دیں
مگر اس طرح سے کہ اس کو علم نہ ہو (ویرزقہ من حیث لا
یحتسب)۔ مروی ہے عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تم لوگ توکل کرو اللہ پر جیسا کہ ہے

حتى تذكر رزقهم كما يرزق الطير
تغدو خماصاً وتروح بطاناً وعن
قتادة قال كان عمر يقول لو وضعت
ذا بطنها وهو موضوع على سريره
من قبل ان يقبر لحلت وعن سعيد
ابن المسيب قال قضى عمر في المرأة
يطلقها زوجها تطليقة ثم تحيض حيضة
او حيضتين ثم ترفعها حيضتها لا يدرى
الذي رفعها انها تربص بحسبها
ذهبتها وبين تسعة اشهر فان
استبان حمل فهي حامل وان
مرت تسعة اشهر ولا حمل بها
اعتدت ثلاثة اشهر بعد ذلك ثم
حلت وعن سعيد بن المسيب ان عمر
استشار علي بن ابي طالب وزيد بن ثابت
قال زيد رأيت ان كانت نسياً قال
على آخر الاجلين قال عمر لو وضعت
ذا بطنها وزوجها على نعشه لم يدخل
حفرته لكانت قد حلت وعن ابي سنان
قال سأل عمر بن الخطاب عن ابي عبيدة
فقيل له انه يلبس الغليظ من الثياب
ويأكل اخشن الطعام فبعث اليه
بالف دينار وقال للرسول انظر
ما يصنع بها اذا هو اخذها فما
لبث ان لبس الين الثياب
واكل اطيب الطعام فجاء الرسول
فاخبره فقال رحمه الله تاول هذه الآية
لينفق ذو سعة من سعته ومن قدر عليه رزقه
فلينفق مما آتاه الله وعن ابن عباس قال

توکل کا حق ہے تو تم کو اس طرح رزق دے جس طرح پرندوں کو دیتا
ہے کہ وہ صبح کے وقت بھوکے ہوتے ہیں اور شام کے وقت آسودہ
پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور مروی ہے قتادہؓ سے کہا کہ عمرؓ کہتے
تھے کہ اگر وضع حمل ایسے وقت ہو جائے کہ ابھی اس کے شوہر کی نعش
تخت و چارپائی پر ہو اور قبر میں بھی دفنایا گیا ہو تو وہ عورت
حلال ہو جائے گی (یعنی عدت کی پابندی باقی نہ رہے گی)۔ مروی
ہے سعید بن المسیبؓ سے کہا کہ اس عورت کے حق میں جس کے شوہر نے
اس کو ایک طلاق دی پھر اس کو ایک یا دو حیض آئے پھر اس کو
حیض آنا بند ہو گیا اور یہ نہیں سمجھا جا سکا کہ حیض بند ہونے کا
کیا سبب ہے عمرؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ طلاق سے نو مہینے تک انتظار
کرے (یعنی عدت میں رہے) پھر اگر حمل ظاہر ہو جائے تو حاملہ ہے
(وضع حمل پر عدت پوری ہوگی) اور اگر نو مہینے گزر گئے اور حمل ظاہر
نہ ہوا تو وہ اس کے بعد تین ماہ عدت گزارے پھر حلال ہو جائیگی۔ اور
روایت ہے سعید بن المسیبؓ سے کہ عمرؓ نے علیؓ بن ابی طالب اور زیدؓ
بن ثابت سے مشورہ کیا۔ زیدؓ نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ وہ مجہول
گئی ہے۔ علیؓ نے کہا کہ عدت دونوں مدتوں کے آخر تک پہنچانا ہے
عمرؓ نے کہا اگر وضع حمل ہو جائے اور شوہر کی نعش رکھی ہوئی ہو
اور قبر میں دفن بھی نہ کی گئی ہو تو وہ حلال ہو جائیگی۔ ابو سنان
سے مروی ہے کہ عمرؓ نے ابو عبیدہؓ کا حال لوگوں سے پوچھا تو ان سے
کہا گیا کہ وہ موٹے کپڑے پہنتے ہیں اور سخت کھانا کھاتے ہیں تو ان
کے پاس انھوں نے ایک ہزار دینار بھیجدیے اور ایلچی سے کہا کہ
اس پر نظر رکھو کہ وہ ان کو لے کر کیا کرتے ہیں تو انھوں نے زیادہ
دیر نہیں لگائی کہ ملائم کپڑے پہن لئے اور اچھا کھانا شروع کردیا۔
جب قاصد واپس آیا تو اس نے حالات بیان کئے۔ تو آپؓ نے فرمایا
اللہ اس پر رحم کرے انھوں نے اس آیت سے اخذ کیا اور اس کی
پیروی کی لینفق ذو سعة من سعته (۶۵۔۷) وسعت والے کو اپنی وسعت
کے موافق خرچ کرنا چاہیے اور جس کی آمدنی کم ہو اس کو چاہیے
کہ اللہ نے جتنا اسے دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔

از سورۂ تحریم | مروی ہے ابن عباسؓ سے بیان کیا کہ میں نے

قلت لعمر بن الخطاب من اللتان تظاهرتا قال عائشة وحفصة وكان بدء الحديث في شأن مارية أم إبراهيم القبطية أصابها النبي صلى الله عليه وسلم في بيت حفصة في يومها فوجدت حفصة فقالت يا نبي الله لقد جئت إلي شيئا ما جئته إلى أحد من أزواجك في يومي وفي دوري وعلى فراشي قال ألا ترضين أن أحرمها فلا أقربها قالت بلى فحرمها وقال لا تذكري ذلك لأحد فذكرته لعائشة فأنزل الله يا أيها النبي لم تحرم ما أحل الله لك الآيات كلها فبلغنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كفر عن يمينه وأصاب جاريته. عن ابن عباس في قوله وإذ أسر النبي إلى بعض أزواجه حديثا قال دخلت حفصة على النبي صلى الله عليه وسلم فقال لها لا تخبري عائشة حتى أبشرك ببشارة فإن أباك يلي الأمر بعد أبي بكر إذا أنا مت فذهبت حفصة فأخبرت عائشة. وعن عائشة في قوله وإذ أسر النبي إلى بعض أزواجه حديثا قال أسر إليها أن أبا بكر خليفتي من بعدي. وعن علي وابن عباس قالا والله إن إمارة أبي بكر وعمر لفي الكتاب وإذ أسر النبي إلى بعض أزواجه حديثا قال لحفصة أبوك وأبو عائشة واليا الناس بعدي فإياك أن تخبري أحدا. وعن ميمون بن

عمر بن الخطاب سے پوچھا کہ وہ دو عورتیں کون کون سی تھیں جو آپس میں مل گئی تھیں تو انھوں نے کہا کہ عائشہؓ اور حفصہؓ اور یہ بات پیش آئی تھی ماریہ قبطیہ ام ابراہیم کے سلسلہ میں کہ ان سے مقاربت کی تھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حفصہؓ کے گھر میں ان کے دن میں پس اس پر حفصہؓ کو رنج ہوا اور انھوں نے کہا یا نبی اللہ آپ نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا ہے جو ازواج میں سے آپ نے کسی کے ساتھ نہیں کیا میرے دن میں میرے گھر میں اور میرے فرش پر آپ نے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہ ہوگی کہ میں اس کو اپنے اوپر حرام کرلوں اور پھر کبھی اس سے مقاربت نہ کروں۔ حفصہؓ نے کہا ہاں تو آپ نے اس کو حرام کرلیا اور ان سے کہا کہ اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا مگر انھوں نے عائشہؓ سے ذکر کردیا تو اللہ تعالےٰ نے نازل کیا یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تمام آیتیں (۱۔۶۶) اے نبی جس چیز کو اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے حلال کیا آپ (قسم کھا کر) اس کو (اپنے اوپر) کیوں حرام فرماتے ہیں۔ پھر ہم کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور اپنی ماریہ کے پاس گئے۔ اور مروی ہے ابن عباسؓ سے آیت واذ اسر النبی الخ کے بارے میں (۳۔۶۶) اور جب کہ پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے فرمائی الخ) کہا کہ حفصہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے ان سے کہا کہ عائشہؓ کو خبر نہ کرنا میں تجھے ایک بشارت دیتا ہوں تیرا باپ خلیفہ ہوگا بعد ابو بکرؓ کے جب کہ میرا انتقال ہوچکے گا۔ تو حفصہؓ نے جاکر عائشہؓ کو خبر کردی۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے دربارہ آیت واذ اسر النبی الخ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے راز کے طور پر ان سے یہ فرمایا کہ میرے بعد میرا خلیفہ ابو بکرؓ ہوگا۔ اور مروی ہے علیؓ سے اور ابن عباسؓ سے دونوں نے کہا واللہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کی امارت کا ذکر قرآن میں موجود ہے واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا (وہ بات یہ تھی کہ) آپ نے حفصہؓ سے فرمایا تھا کہ میرے بعد تیرا باپ اور عائشہؓ کا باپ دونوں امیر ہوں گے لوگوں پر خبردار کسی کو اس کی خبر نہ کرنا۔ اور میمون بن

مہران فی قولہ وإذ أسر النبی إلی
بعض أزواجہ حدیثا قال أسر إلیہا
أن أبا بکر خلیفۃ من بعدہ وعن
حبیب بن أبی ثابت وإذ أسر
النبی إلی بعض أزواجہ حدیثا
قال أخبر عائشۃ أن أباہا الخلیفۃ
من بعدہ وأن أبا حفصۃ الخلیفۃ
من بعدہما وعن الضحاک فی
قولہ وإذ أسر النبی إلی بعض أزواجہ حدیثا
قال أسر إلی حفصۃ بنت عمر أن الخلیفۃ
من بعدہ أبو بکر ومن بعد أبی بکر عمر وعن
مجاہد فی قولہ عرف بعضہ وأعرض عن
بعض قال الذی عرف أمر ماریۃ والذی أعرض عنہ قولہ
إن أباک وأباہا یلیان الناس بعدی مخافۃ أن
یفشو أخرج مسلم عن عبد اللہ بن عباس
قال حدثنی عمر بن الخطاب قال لما اعتزل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ دخلت
المسجد فإذا الناس ینکتون بالحصی ویقولون
طلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ
وذلک قبل أن یؤمر بالحجاب فقلت
لأعلمن ذلک الیوم فدخلت علی
عائشۃ فقلت یا بنت أبی بکر قد
بلغ من شأنک أن تؤذی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قالت ما لی ولک
یا ابن الخطاب فدخلت علی حفصۃ
فقلت لہا یا حفصۃ قد بلغ من شأنک أن تؤذی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لقد علمت أن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یحبک ولولا أنا لطلقک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فبکت أشد البکاء فقلت لہا

مہران سے مروی ہے آیت وإذ أسر النبی الخ کے بارے میں انھوں
نے کہا کہ وہ خفیہ بات آپ نے اُن سے یہ کہی تھی کہ میرے بعد ابوبکرؓ
خلیفہ ہوگا۔ اور حبیب بن ابی ثابت سے روایت ہے آیت وإذ
أسر النبی الخ کے بارے میں اُنھوں نے کہا کہ آپ نے خبر دی عائشہؓ
کو کہ ان کا باپ خلیفہ ہوگا آپ کے بعد اور یہ کہ ابو حفصہؓ (یعنی عمرؓ)
خلیفہ ہوگا ان کے باپ کے بعد۔ اور مروی ہے ضحاک سے آیت وإذ
أسر النبی الخ کے بارے میں کہ آپ نے چپکے سے حفصہؓ بنت عمرؓ سے
یہ فرمایا تھا کہ آپ کے بعد خلیفہ ابوبکرؓ ہوگا اور بعد ابوبکرؓ کے عمرؓ
ہوگا۔ اور مجاہد سے مروی ہے عرف بعضہ وأعرض عن
بعض کے بارے میں (۶۶ : ۳) (ترجمہ: پیغمبر نے اس ظاہر کرنیوالی
بی بی کو) تھوڑی سی بات تو جتلادی اور تھوڑی سی بات کو ٹال
گئے) کہ آپ نے ماریہ والا معاملہ تو جتلادیا اور اس بات
کو تیرا باپ اور اس کا باپ میرے بعد لوگوں پر امیر بننے والے ہیں
اس اندیشہ سے کہ یہ مشہور نہ ہوجائے آپ نے اعراض کیا۔ آخرجہ
مسلم۔ روایت ہے ابن عباسؓ سے انھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان
کیا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کنارہ
کشی کی تھی اپنی بیبیوں سے تو میں مسجد میں داخل ہوا دیکھتا ہوں
کہ لوگ کنکریاں کرید رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق دیدی اور یہ بات پردے کا
حکم آنے سے پہلے کی ہے تو میں نے خیال کیا کہ مجھے اس بات کی ضرور
تحقیق کرنی چاہیے۔ تو میں عائشہؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے
ابوبکرؓ کی بیٹی مجھے تیرے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ تو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو اذیت دیتی ہے تو عائشہؓ نے مجھے جواب دیا کہ
اے ابن الخطاب تجھے مجھ سے باز پرس کا کیا حق ہے۔ پھر میں حفصہؓ کے
پاس پہنچا اور میں نے اس سے کہا کہ کیا اب تیری شان اس درجہ
پر پہنچ گئی کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائے
واللہ تو جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت
نہیں کرتے اگر میں نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے طلاق
دیدیتے تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ

أين رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت هو في خزانته في المشربة فدخلت فإذا أنا برباح غلام رسول الله صلى الله عليه وسلم قاعدا على أسكفة المشربة مدل رجليه على نقير من خشب وهو جذع يرقى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم وينحدر فناديت يا رباح استأذن لي عندك على رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظر رباح إلى الغرفة ثم نظر إلي فلم يقل شيئا ثم قلت إني أظن أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ظن أني جئت من أجل حفصة والله لئن أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم بضرب عنقها لأضربن عنقها ورفعت صوتي فأومأ إلي بيده أن ادخل فدخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مضطجع على حصير فجلست فإذا عليه إزاره وليس عليه غيره وإذا الحصير قد أثر في جنبه ونظرت في خزانة رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا أنا بقبضة من شعير نحو الصاع ومثلها من قرظ في ناحية الغرفة وإذا أفيق معلق فابتدرت عيناي فقال ما يبكيك يا ابن الخطاب قلت يا نبي الله وما لي لا أبكي وهذا الحصير قد أثر في جنبك وهذه خزانتك لا أرى فيها إلا ما أرى وذاك كسرى وقيصر في الثمار والأنهار وأنت رسول الله صلى الله عليه وسلم وصفوته وهذه خزانتك قال

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ اُنہوں نے کہا کہ بالاخانے میں ہیں کہ وہاں ہیں۔ جب میں اندر گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباحؓ کو دیکھا جو آستانہ پر موجود تھا بالاخانے کی لکڑی کی سیڑھی کے نیچے کے درجہ پر پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھا تھا یہ اور وہ سیڑھی کھجور کی لکڑی کی تھی جس میں قدم رکھنے کی جگہیں کھود کر بنائی ہوئی تھیں اسی پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چڑھا اترا کرتے تھے۔ میں نے رباحؓ کو پکار کر کہا کہ اے رباح جاؤ میرے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر آؤ تو رباحؓ نے بالاخانے کی طرف نظر ڈالی پھر مجھے دیکھا مگر بولا کچھ نہیں۔ میں نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ گمان کیا ہے کہ میں حفصہؓ کی وجہ سے آیا ہوں۔ خدا کی قسم اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں اُس کی گردن مارنے کا تو میں ضرور اُس کی گردن مار دوں گا۔ میں نے یہ گفتگو اونچی آواز سے کی تھی تو رباحؓ نے مجھے اپنے ہاتھ سے اوپر چڑھ جانے کا اشارہ کیا تو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ آپ ایک بوریے پر لیٹے ہوئے تھے میں بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے جسم پر صرف لنگی تھی اور کچھ نہ تھا اور بوریے نے آپ کے پہلو پر نشانات ڈال دیئے تھے اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خزانہ (گودام) پر نظر ڈالی تو ایک دو مٹھی جو تھے جو ایک صاع کے قریب ہوں گے اور اتنے ہی قرظ کے پتے ایک گوشہ میں پڑے ہوئے تھے (یہ پتے چمڑے کی دباغت کے کام میں لائے جاتے تھے) اور ایک جانب نظر پڑی تو کچا چمڑا لٹکا ہوا تھا جس پر دباغت نہیں کی گئی تھی۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانے کی یہ حالت دیکھیں) تو میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ نے فرمایا کیوں رو رہے ہو اے ابن الخطابؓ؟ میں نے کہا یا نبی اللہ! رو کیسے نہ سکے۔ یہ بوریا ہے جس نے آپ کے پہلو میں نشان ڈال دیئے ہیں اور یہ آپ کا خزانہ ہے جس میں کچھ بھی نہیں دیکھ رہا ہوں بجز ان کے جو سامنے ہیں اور وہ (دوسری جانب) کسریٰ و قیصر ہیں جن کے پاس ثمار و انہار (پھل اور نہریں) ہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور اُس کے برگزیدہ ہیں اور یہ آپ کا خزانہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ

یا ابن الخطاب الا ترضی ان تکون لنا الآخرۃ ولھم الدنیا قلت بلی ودخلت علیہ حین دخلت وانا اری فی وجہہ الغضب فقلت یا رسول اللہ ما یشق علیک من شان النساء فان کنت طلقتھن فان اللہ معک وملائکتہ وجبریل ومیکائیل وانا وابوبکر والمؤمنون معک وقلما تکلمت واحمد اللہ بکلام الا رجوت ان یکون اللہ یصدق قولی الذی اقول ونزلت ھذہ الآیۃ وان تظاھرا علیہ فان اللہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین والملائکۃ بعد ذلک ظھیر عسیٰ ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن وکانت عائشۃ بنت ابی بکر وحفصۃ تظاھران علی سائر نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ اطلقتھن قال لا قلت یا رسول اللہ انی دخلت المسجد والمسلمون ینکتون بالحصی یقولون طلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ افانزل فاخبرھم انک لم تطلقھن قال نعم ان شئت فلم ازل احدثہ حتی تحسر الغضب عن وجہہ وحتی کشر فضحک وکان من احسن الناس ثغرا ثم نزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونزلت اتشبث بالجذع ونزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانما یمشی علی الارض ما یمسہ بیدہ فقلت یا رسول اللہ انما کنت فی الغرفۃ تسعا وعشرین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اے ابن الخطاب کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور ان کے لئے دنیا ہو! میں نے کہا بیشک (میں اس پر راضی ہوں) اور جب میں آپ کے پاس پہنچا ہوں تو آپ کے چہرے پر غصہ دیکھ رہا تھا پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ کو بیویوں کے معاملہ میں کیسی تکلیف پہنچ رہی ہے تو اگر آپ ان کو طلاق دے دیں تو اللہ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے اور جبرائیل ومیکائیل اور میں اور ابوبکرؓ اور تمام مسلمان آپ کے ساتھ ہیں اور مجھے جب بھی بولنے پر امید تھی کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرے گا اور میں اس پر شکر کرتا ہوں۔ اور یہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ (۶۶: م۔ ۵) اور اگر تم (دونوں عورتیں) پیغمبر کے مقابلہ میں وہ دونوں کاروائیاں کرتی رہیں تو (یاد رکھو کہ) پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبرائیل ہے اور نیک مسلمان ہیں اور (ان کے علاوہ) فرشتے (آپ کے) مددگار ہیں۔ اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے ان کو تم سے اچھی بیبیاں دے دیگا۔ اور عائشہؓ بنت ابی بکرؓ اور حفصہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری سب عورتوں سے زیادہ پیش پیش تھیں۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ نے ان کو طلاق دے دی ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! جب میں مسجد میں داخل ہوا تو مسلمان کنکریاں کرید رہے تھے کہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے کیا میں نیچے جا کر ان لوگوں کو خبر دیدوں کہ آپ نے ان کو طلاق نہیں دی۔ فرمایا کہ ہاں اگر تم چاہو۔ پھر میں آپ سے برابر باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ غصہ کے آثار آپ کے چہرے پر سے ہٹ گئے اور یہاں تک کہ آپ ہنسے اور آپ کے دندان مبارک کھل گئے۔ اور آپ کے دندان مبارک سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اترے اور میں بھی کڑی کا سہارا لیتے ہوئے نیچے اترا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو اس طرح اترے جیسے زمین پر چل رہے تھے کڑی کو آپ ہاتھ بھی نہیں لگا رہے تھے۔ پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ بالا خانے میں انتیس دن رہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان الشہر یکون تسعۃ و عشرین فقمت علی باب المسجد فنادیت باعلیٰ صوتی لم یطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ، ونزلت ھذہ الآیۃ وَاِذَا جَآءَھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ فکنت انا استنبطت الامر و انزل اللہ آیۃ التخییر عن ابن عباس قال کان اُبی یقرء وصالح المؤمنین ابوبکر وعمر و عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ فی قولہ وصالح المؤمنین قال ابوبکر وعمر وعن عکرمۃ ومیمون بن مہران مثلہ وعن الحسن البصری فی قولہ وصالح المؤمنین قال عمر بن الخطاب عن مقاتل بن سلیمان فی قولہ وصالح المؤمنین قال ابوبکر وعمر وعلی عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ وصالح المؤمنین قال صالح المؤمنین ابوبکر وعمر عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صالح المؤمنین ابوبکر وعمر عن ابن عمر وابن عباس فی قولہ وصالح المؤمنین قالا نزلت فی ابی بکر وعمر وعن سعید بن جبیر فی قولہ وصالح المؤمنین قال نزلت فی عمر بن الخطاب خاصۃ عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ وصالح المؤمنین قال ابوبکر وعمر عن النعمان بن بشیر ان عمر بن الخطاب سئل عن التوبۃ النصوح قال ان یتوب الرجل من العمل السیئ ثم لا یعود الیہ ابدا

مہینہ بھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔ اس کے بعد میں نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اعلان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کو طلاق نہیں دی۔ کہا اور یہ آیت نازل ہوئی وَاِذَا جَآءَھُمْ اَمْرٌ الخ (۴: ۸۳) اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے حوالہ پر رکھتے تو ان کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے ہیں جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں۔ تو اس واقعہ میں بھی تحقیق کرنے والا میں ہی بنا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر نازل فرمائی۔ (یعنی یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ (۳۳: ۲۸)۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہا کہ اُبیؓ پڑھا کرتے تھے وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اور مروی ہے عبد اللہ ابن بریدہ سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ صالح المؤمنین (کی تفسیر) میں اُنھوں نے کہا ابوبکرؓ و عمرؓ۔ مروی ہے عکرمہ و میمون بن مہران سے اسی طرح۔ اور مروی ہے حسن بصریؒ سے کہ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے کہا کہ عمر بن الخطاب مراد ہیں۔ اور مروی ہے مقاتل بن سلیمان سے کہ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ابوبکرؓ و عمرؓ اور علیؓ کے بارے میں ہے۔ اور ابن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صالح المؤمنین سے ابوبکرؓ و عمرؓ مراد ہیں۔ اور مروی ہے ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے کہ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے متعلق دونوں نے کہا کہ نازل ہوئی ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بارے میں۔ اور سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ صالح المؤمنین کے بارے میں کہا کہ نازل ہوئی عمر ابن الخطاب کے بارے میں خاص طور پر۔ اور ابو امامہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے متعلق فرمایا ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ اور مروی ہے نعمان بن بشیر سے کہ عمر بن الخطاب سے توبۂ نصوح کے بارے میں سوال کیا گیا (جو اس آیت میں مذکور ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا (۶۶: ۸) اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو) فرمایا کہ کوئی شخص برے کام سے توبہ کرے پھر اس کی طرف کبھی نہ لوٹے

عن مجاهد قال لما قدم النبي صلى الله عليه وسلم بالأسارى من بدر انفق سبعة من المهاجرين أسارى مشركي بدر منهم أبو بكر و عمر و علي و عبد الرحمن و سعد و أبو عبيدة بن الجراح فقالت الأنصار قتلناهم في الله و في رسوله و تعينونهم بالنفقة فأنزل الله تسعة عشر آية إن الأبرار يشربون من كأس كان مزاجها كافورا إلى قوله عينا فيها تسمى سلسبيلا۔

اور مجاہدؒ سے مروی ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بدر کے قیدیوں کو لے کر واپس پہنچے تو مہاجرین میں سے سات صحابہ بدر کے مشرکین پر خرچ کرنے لگے ان میں سے ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور علیؓ اور عبدالرحمٰنؓ اور سعدؓ اور ابوعبیدہؓ بن الجراح۔ تو انصار نے کہا کہ ہم نے انھیں اللہ اور رسول کی راہ میں قتل کیا اور تم ان پر مال خرچ کرنے لگے۔ جب یہ ہوا تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے انیس آیتیں نازل فرمائیں ان الابرار یشربون سے سلسبیلا تک (۷۶: ۵-۱۸) (اور) جو نیک لوگ ہیں وہ ایسے جام شراب (شراب) پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی ...... ایسے چشمے سے جو وہاں ہوگا جس کا نام سلسبیل ہوگا۔

عن عكرمة قال دخل عمر بن الخطاب على النبي صلى الله عليه وسلم وهو راقد على حصير من جريد وقد أثر في جنبه فبكى عمر فقال ما يبكيك قال ذكرت كسرى وملكه و قيصر وملكه و صاحب الحبشة و ملكه و أنت رسول الله صلى الله عليه وسلم على حصير من جريد فقال أما ترضى أن لهم الدنيا و لنا الآخرة فأنزل الله و إذا رأيت ثم رأيت نعيما و ملكا كبيرا۔

اور مروی ہے عکرمہؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھر کے اندر گئے اور آپ ایسے بوریے پر صرف لنگی باندھے ہوئے لیٹے ہوئے تھے جو کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا جس کے نشانات آپ کے پہلو پر ہو گئے تھے تو عمرؓ رونے لگے۔ آپ نے ان سے فرمایا کیوں روتے ہو تو عمرؓ نے کہا کہ مجھے کسریٰ اور اس کی بادشاہی کا اور قیصر اور اس کی بادشاہی کا اور والئ حبشہ اور اس کی بادشاہی کا خیال آگیا اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور ایسی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان کے لئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہو تو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا و اذا رأیت ثم رأیت الخ (۷۶: ۲۰) اور (اے مخاطب) اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے۔

از سورۂ عبس

عن إبراهيم التيمي قال قرأ أبو بكر الصديق و فاكهة و أبا فقال الأب فقيل كذا و كذا فقال أبو بكر إن هذا لهو التكلف۔ و في رواية عن إبراهيم التيمي قال سئل أبو بكر الصديق عن الأب ما هو فقال أي سماء تظلني و أي أرض تقلني إذا قلت في كتاب الله ما لا أعلم۔

مروی ہے ابراہیم تیمی سے کہا کہ پڑھا ابوبکر صدیقؓ نے و فاکہۃ و ابا اور فرمایا یہ کیا ہیں تو کہا گیا کہ اس سے یہ اور یہ مراد ہے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ جو تم کہتے ہو تکلف ہے۔ اور ایک روایت میں ابراہیم تیمی سے یہ ہے کہ ابوبکر صدیقؓ سے اَبّ کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کیا ہے تو فرمایا کہ کونسا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا اور کونسی زمین مجھے اٹھائے گی اگر میں کتاب اللہ کے بارے میں ایسی بات کہہ دوں جس کا (صحیح) علم نہ رکھتا ہوں اور وہی

مشقۃ من الفقر والاجتہاد وترک الدنیا فلما رآہ عمر بکٰی فقیل لہ انہ نصرانی فقال عمر قد علمت ولکن رحمتہ وذکرت قول اللہ عاملۃ ناصبۃ تصلٰی نارا حامیۃ فرحمت نصبہ واجتہادہ وہو فی النار۔

عن سعید بن جبیر قال قرئت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فقال ابوبکر ان ہذا لحسن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ان الملک سیقولہا لک عند الموت

عن سلیم بن عامر قال سمعت ابابکر الصدیق یقول قرئت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذہ الآیۃ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فقلت ما احسن ہذا یا رسول اللہ فقال یا ابابکر اما ان الملک سیقولہا لک عند الموت عن الضحاک عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من یشتری بئر رومۃ یستعذب بہا غفر اللہ لہ فاشتراہا عثمان بن عفان فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہل لک ان تجعلہا سقایۃ للناس قال نعم فانزل اللہ فی عثمان یا ایتہا النفس المطمئنۃ الآیۃ۔

عن ابن مسعود قال ان ابابکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ اشترٰی بلالا من امیۃ بن خلف وابی بن خلف ببردۃ وعشر اواقی فاعتقہ للہ

جس پر نقصان (یعنی اضمحلال وضعف) ریاضت اور ترک دنیا کی وجہ سے نمایاں تھا تو جب عمرؓ نے اس کو دیکھا تو رونے لگے اس پر ان سے کہا گیا کہ یہ نصرانی ہے تو عمرؓ نے کہا کہ میں جانتا ہوں لیکن مجھے اس پر رحم آیا اور مجھے اللہ تعالٰے کا یہ قول یاد آگیا عاملۃ ناصبۃ تصلٰی نارا حامیۃ (پ ۳۰ ع ۱۴) یعنی سختی جھیلنے والے (اور) خستہ ہوں گے (اور) آتش سوزاں میں داخل ہوں گے: تو مجھے رحم آیا اس کی خستہ حالی اور مجاہدہ پر اور اس کے دوزخ میں ڈالے جانے پر

از سورۂ فجر

سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے بیان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی یا ایتہا النفس الخ: ۱۰۹ ، ۲۷-۲۸ اے اطمینان والی روح چل اپنے پروردگار (کے جوار رحمت) کی طرف چنانچہ اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش: تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ کیسی عمدہ اچھی بشارت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آگاہ رہو کہ فرشتہ موت کے وقت تم سے یہ ضرور کہے گا۔

سلیم بن عامرؓ سے روایت ہے کہا کہ میں نے ابوبکر صدیقؓ سے سنا فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی یا ایتہا النفس المطمئنۃ الخ تو میں نے کہا کہ کیسی اچھی آیت یا بشارت ہے یا رسول اللہ تو فرمایا کہ اے ابوبکرؓ آگاہ رہو کہ موت کے وقت فرشتہ تم سے یہ ضرور کہے گا۔ ضحاکؒ سے مروی ہے وہ روایت کرتے ہیں ابن عباسؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ خریدیگا کہ پھر اس سے آب شیریں پئیں اللہ اس کی مغفرت کردیگا تو اس کو عثمان بن عفان نے خرید لیا تو فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تمہاری نیت یہ ہے کہ اس کو سب لوگوں کے لئے سیرابی کا ذریعہ بناؤ۔ انھوں نے کہا ہاں تو اللہ تعالیٰ نے عثمانؓ کے حق میں نازل کی یا ایتہا النفس المطمئنۃ آخر تک۔

از سورۂ لیل

ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلالؓ کو خرید امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے ایک غلام اور دس اوقیہ (سونے) کے عوض میں پھر اس کو اللہ کے واسطے آزاد کردیا

فأنزل الله والليل إذا يغشى إلى
قوله إن سعيكم لشتى يعني سعي
أبي بكر وأمية وأبي إلى قوله
وكذب بالحسنى قال لا إله إلا الله
إلى قوله فسنيسره للعسرى قال
النار وعن عروة أن أبا بكر الصديق
أعتق سبعة كلهم يعذب في الله
بلال وعامر بن فهيرة والنهدية
وابنتها وزنيرة وأم عيسى
وأمة بني المؤمل وفيه نزلت
وسيجنبها الأتقى إلى آخر
السورة وعن عامر بن عبد الله
ابن الزبير عن أبيه قال قال أبو
قحافة لأبي بكر أراك تعتق
رقابا ضعافا فلو أنك إذ فعلت
ما فعلت أعتقت رجالا جلدا
يمنعونك ويقومون دونك
فقال يا أبت إنما أريد
وجه الله فنزلت هذه الآية
فأما من أعطى واتقى
إلى قوله وما لأحد عنده
من نعمة تجزى إلا ابتغاء وجه
ربه الأعلى ولسوف يرضى
وعن سعيد بن المسيب قال نزلت
وما لأحد عنده من
نعمة تجزى في أبي بكر
أعتق ناسا لم يلتمس منهم جزاء ولا
شكورا ستة أو سبعة منهم بلال

تو اللہ تعالیٰ نے نازل کی وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ سے إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّىٰ
تک (۱۲ ۔ تمام) قسم ہے رات کی جب کہ وہ آفتاب کو اپنے میں
چھپائے اور (قسم ہے) دن کی جب کہ وہ روشن ہو جائے اور قسم
ہے اس ذات کی جس نے نر و مادہ کو پیدا کیا کہ بیشک تمہاری
(یعنی اعمال) مختلف ہیں (سعیکم سے مراد ہے) سعی ابوبکرؓ کی اور
امیہ و ابی کی ۔ (ابن مسعودؓ آگے پڑھے) وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ
(اور اچھی بات کو جھٹلایا) تک کہا کہ حسنیٰ سے مراد ہے لا الٰہ الا
اللہ (پھر آگے پڑھا) فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ تک (تو ہم اس کو
تکلیف کی چیز کے لئے سامان دیدیں گے) کہا کہ عسریٰ سے مراد ہے
نار۔ عروہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے سات (لونڈی غلام
خرید کر) آزاد کئے جو سب کے سب اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے ستائے
جاتے تھے بلالؓ اور عامرؓ بن فہیرہ اور نہدیہ اور اس کی بیٹی
اور زنیرہ اور امِ عیسیٰ اور بنی المؤمل کی باندی ۔ اور ان ہی کے
حق میں نازل ہوئی وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى آخر سورہ تک عامرؓ
سے جو بیٹے ہیں عبداللہ بن الزبیرؓ کے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے
انھوں نے بیان کیا کہ ابو قحافہ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں
کہ آزاد کرتے ہو کمزور انسان گردنوں کو (یعنی لونڈی غلاموں کو
خرید کر) تو جو کچھ تم کرتے ہو اتنا تو کرتے کہ ایسے مردوں کو خرید کر
آزاد کرتے جو بہادر ہوتے تمہارا بچاؤ کرتے اور تمہارا ساتھ دیتے تو
ابوبکرؓ نے کہا اے ابا جان میری نیت تو صرف اللہ کے واسطے کی ہے
تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ
(یعنی سو جس نے (اللہ کی راہ میں مال) دیا اور اللہ سے ڈرا) سے
وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ الخ تک (یعنی ابوبکرؓ اپنے مال شان پیدا کرنے
کی رضا جوئی کے ذریعہ اس کا مقصود ہے) اس کے ذمہ کسی کا احسان
نہ تھا کہ (اس کے عوض) اس کا بدلہ اتارنا (مقصود) ہو اور یہ شخص
عنقریب خوش ہو جائیگا۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ فرمایا کہ
وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ ابوبکرؓ کے حق میں نازل ہوئی انھوں
نے بہت سے انسانوں کو آزاد کیا ہے اور ان میں کسی سے بدلے کے
طلبگار ہوئے نہ شکریہ کے ۔ چھ یا سات آزاد کئے ان میں سے بلالؓ

و عامر بن فهيرة عن ابن عباس في قوله وسيجنبها الاتقى قال هو ابو بكر الصديق.

عن ثوبان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب وقد ضرب اخته اول الليل وهي تقرأ اقرأ باسم ربك الذي خلق حتى ظن انها قد غشي عليها ثم قام من السحر فسمعها تقرأ اقرأ باسم ربك الذي خلق فقال والله ما هو بشعر ولا همهمة فذهب حتى اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فوجد بلالا على الباب فدفع الباب فقال بلال من هذا فقال عمر بن الخطاب فقال حتى استأذن لك على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال بلال يا رسول الله عمر بن الخطاب فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يرد الله بعمر خيرا ادخله في الدين فقال لبلال افتح وأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بضبعيه فهزه فقال ما الذي تريد وما الذي جئت له فقال له عمر اعرض علي الذي تدعو اليه قال تشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله فاسلم عمر مكانه وقال اخرج.

عن عكرمة عن ابن عباس قال

اور عامر بن فہیرہ بھی ہیں۔ اور ابن عباس سے وسیجنبہا الاتقی کے بارے میں مروی ہے کہ فرمایا ابوبکر صدیق۔

از سورۂ اقرأ

ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ اسلام کو غلبہ عطا فرما عمر بن الخطاب کے ذریعے اور ان کا حال یہ تھا کہ انھوں نے اول شب میں اپنی بہن کو جب وہ اقرأ باسم ربک الذی خلق ۝ پڑھ رہی تھی اتنا مارا کہ یہ گمان کرلیا کہ وہ مرگئی ہے۔ پھر صبح کے وقت اٹھے تو بہن کی آواز سنی کہ وہ پڑھ رہی ہے اقرأ باسم ربک الذی خلق ۝ (پڑھ اپنے رب کا نام لے کر جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا) تو کہنے لگے کہ واللہ یہ کوئی شعر تو ہے نہیں اور نہ ہی یہ کوئی سمجھ میں نہ آنے والی گنگناہٹ ہے۔ یہ کہہ کر چلے گئے (رشد و ہدایت کا) یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو بلال کو دروازے پر پایا۔ دروازے کو دھکا دیا تو بلال نے پوچھا کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ عمر بن الخطاب۔ تو انھوں نے کہا ٹھہرو میں تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لوں۔ بلال نے حاضر ہوکر کہا یا رسول اللہ عمر دروازے پر ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالے نے عمر کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا ہے تو اس کو دین میں داخل کردے گا۔ پھر بلال سے فرمایا کہ دروازہ کھول دو۔ (اس کے بعد دروازہ کھولا گیا عمر اندر آگئے) اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے دونوں بازو پکڑ کر ہلائے اور فرمایا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے اور کس کام کے لئے آئے ہو؟ تو عمر نے کہا کہ مجھ پر وہ امر پیش کیجئے جس کی طرف آپ دعوت دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اس بات کی شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ میں محمد اس کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ تو عمر اسی جگہ اسلام لے آئے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ نکلئے یعنی نماز وغیرہ میں اخفا نہ کیجئے۔

از سورۂ قدر عکرمہ سے مروی ہے کہ ابن عباس نے ذکر کیا کہ

دعا عمر اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسألہم
عن لیلۃ القدر فاجمعوا انہا فی العشر الاواخر
قال ابن عباس فقلت لعمر رضی اللہ عنہ انی لاعلم
او انی لاظن ای لیلۃ ہی قال وای لیلۃ ہی
قال ہی سابعۃ تمضی او سابعۃ تبقی من
العشر الاواخر قال عمر رضی اللہ عنہ ومن
این علمت ذلک قال خلق اللہ سبع سموات
وسبع ارضین وسبعۃ ایام وان الدہر یدور
فی سبع وخلق الانسان من سبع ویأکل
من سبع ویسجد علی سبعۃ اعضاء والطواف
بالبیت سبع والجمار سبع لاشیاء ذکرہا
فقال عمر رضی اللہ عنہ لقد فطنت لامر
ما فطنا لہ وکان قتادۃ یزید عن ابن
عباس فی قولہ ویأکل من سبع قال ہو
قول اللہ فانبتنا فیہا حبا وعنبا وقضبا الآیۃ
وعن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی
عنہ قال انا واللہ رغبت عمر علی
القیام فی شہر رمضان قیل وکیف
ذلک یا امیر المؤمنین قال اخبرتہ ان
فی السماء السابعۃ حظیرۃ یقال
لہا حظیرۃ القدس فیہا ملائکۃ
یقال لہم الروح وفی لفظ
الروحانیون فاذا کان لیلۃ القدر
استأذنوا ربہم فی النزول الی الدنیا
فیأذن لہم فلا یمرون بمسجد یصلی
فیہ ولا یستقبلون احدا فی طریق
الا دعوا لہ فاصابہ منہم برکۃ
فقال لہ عمر یا ابا الحسن فحرض الناس
علی الصلاۃ حتی تصیبہم البرکۃ

عمرؓ نے بلایا اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اور اُن سے لیلۃ القدر
کے بارے میں سوال کیا تو اس پر سب کا اجماع ہوگیا کہ وہ رمضان
کے آخر کے دس دنوں میں ہے تو میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ میں جانتا ہوں یا جانتا ہوں اور میں بڑا گمان رکھتا ہوں کہ وہ کونسی رات
ہے تو عمرؓ نے کہا کہ پھر وہ کونسی رات ہے تو انھوں نے کہا کہ وہ
ساتویں رات ہے جو گزر رہی ہو یا ساتویں ہے جو باقی رہ رہی ہو
آخر کے دس دنوں میں سے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے یہ
کہاں سے جانا۔ میں نے کہا کہ اللہ نے پیدا کئے سات آسمان اور سات
زمینیں اور سات دن اور تمام زمانہ سات ہی میں گھوم رہا ہے۔
اور انسان پیدا کیا گیا ہے سات سے اور کھاتا ہے سات سے اور سجدہ
کرتا ہے سات اعضاء پر اور بیت اللہ کا طواف سات پھیرے ہیں
اور جمار بھی سات ہیں اسی طرح اشیاء کا ذکر کیا تو عمر رضی اللہ
نے کہا کہ تم ایسی بات سمجھ گئے ہو جس کے بارے میں ہم نے خیال
نہیں کیا تھا۔ اور قتادہ زیادہ کرتے ہیں ابن عباس کی روایت میں
آپ کے اس قول پر کہ کھاتا ہے سات سے یہ کہ یہ اللہ کے اس قول
سے ماخوذ ہے فَاَنْۢبَتْنَا فِیْہَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا وَّزَیْتُوْنًا وَّ
نَخْلًا وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا وَّفَاکِہَۃً وَّاَبًّا (۸۰: ۲۷ تا ۳۱) اور مروی ہے
علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ فرمایا واللہ میں نے
عمرؓ کو رغبت دلائی ماہ رمضان کی راتوں میں قیام پر۔ کہا گیا
کہ اے امیر المؤمنین آپ نے کیسے رغبت دلائی تھی فرمایا کہ میں نے
ان کو خبر دی کہ ساتویں آسمان میں ایک مکان ہے جس کو حظیرۃ
القدس (ریحان مقدس) کہا جاتا ہے وہاں فرشتے رہتے ہیں جن کو روح
کہا جاتا ہے اور ایک لفظ میں روحانیون ہے۔ تو جب لیلۃ القدر
ہوتی ہے وہ اپنے رب سے دنیا کی طرف اترنے کی اجازت مانگتے ہیں
تو اللہ تعالے ان کو اجازت دیدیتا ہے تو وہ جس مسجد پر بھی گزرتے
ہیں جس میں نماز پڑھی جا رہی ہو اور جس نمازی سے بھی راستہ
میں ان کا سامنا ہو جاتا ہے وہ اس کے لئے ضرور دعا کرتے ہیں
اور اسی کی دعاء کی برکت ان کو پہنچتی ہے تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ اے
ابوالحسن تو تم لوگوں کو نماز کا شوق دلاتے رہو تاکہ ان کو برکت پہنچے

فامر الناس بالقیام عن ابن عباس
قال جاء رجل الی عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ یسألہ فجعل عمر ینظر الی رأسہ
مرة والی رجلیہ اخری ہل یری
بہ من البؤس ثم قال لہ عمر کم
مالک قال اربعون من الابل قال
ابن عباس قلت صدق اللہ ورسولہ
لو کان لابن آدم وادیان من ذہب
لابتغی الثالث ولا یملأ جوف ابن آدم
الا التراب ویتوب اللہ علی من
تاب فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما ہذا
فقلت ہکذا اقرأنیہا ابی قال فمر
بنا الیہ فجاء الی ابی فقال ما یقول
ہذا قال ابی ہکذا اقرأنیہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال أفأثبتہا فی المصحف
قال نعم وعن ابن عباس قال قلت
یا امیر المؤمنین ان ابیا یزعم انک ترکت
من کتاب اللہ آیة لم تکتبہا قال واللہ
ما اتی ابیا فانی لأکذبنک فلما صلی صلاة
الغداة غدا علی ابی فاذن لہ وطرح لہ وسادة
وقال یزعم ہذا انک تزعم انی ترکت آیة
من کتاب اللہ لم اکتبہا فقال انی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو ان
لابن آدم وادیین من مال لابتغی الیہما
وادیا ثالثا ولا یملأ جوف ابن آدم الا
التراب ویتوب اللہ علی من
تاب قال عمر افأکتبہا قال لا انہاک قال
فکان ابیا شک أقول من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم او قرآن منزل

تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا قیام کا۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ
عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آکر مانگنے لگا تو عمرؓ اس کو
دیکھنے لگے کبھی سر کی طرف اور کبھی پاؤں کی طرف کہ اس پر تنگی
اور تنگ حالی کی کوئی علامت نظر آئے۔ پھر اس سے آپ نے پوچھا کہ
تیرے مال کی کیا تعداد ہے تو اس نے کہا چالیس اونٹ۔ ابن عباسؓ
کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا
لو کان لابن آدم الخ کہ اگر ابن آدم کے پاس سونے سے دو وادیاں
بھری ہوئی ہوں تو اس کو تیسری کی خواہش پھر بھی ضرور ہوگی
اور ابن آدم کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھر سکتی بجز مٹی کے اور
اللہ اسی کی طرف رجوع ہوتا ہے جو اس کی طرف رجوع ہو تو عمر رضی اللہ
عنہ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ مجھے ابیؓ نے ایسا ہی پڑھایا
ہے تو فرمایا کہ ہم کو ابیؓ کے پاس لے چلو۔ تو ابیؓ کے پاس پہنچے اور
اس سے فرمایا کہ یہ کیا کہتا ہے تو ابیؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی پڑھایا ہے تو عمرؓ نے کہا تو پھر میں اس کو
قرآن میں لکھ دوں؟ ابیؓ نے کہا ہاں۔ اور ابن عباسؓ سے روایت
ہے کہ میں نے کہا اے امیر المؤمنینؓ ابیؓ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ نے
کتاب اللہ میں سے ایک آیت ترک کر دی اس کو نہیں لکھا تو عمرؓ نے
کہا کہ واللہ میں ابیؓ سے ضرور پوچھوں گا تو اگر اس نے انکار
کیا تو تیری تکذیب کی جائیگی۔ تو جب صبح کی نماز پڑھ چکے تو ابیؓ
کے پاس پہنچے۔ انھوں نے ان کو بلایا اور ان کے لئے تکیہ لا کر رکھا
اور عمرؓ نے کہا کہ یہ (ابن عباسؓ) گمان رکھتے ہیں کہ آپ یہ سمجھتے
ہیں کہ میں نے کتاب اللہ میں کی کوئی آیت چھوڑ دی جس کو نہیں
لکھا تو ابیؓ نے کہا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے کہ آپ فرماتے تھے لو ان لابن آدم وادیین من مال لابتغی
الیہما وادیا ثالثا الخ (اگر ابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں
تو وہ ان میں تیسری کے اضافہ کا ضرور طلبگار ہوگا الخ) عمرؓ
نے کہا کیا میں اس کو لکھ دوں؟ تو آپ نے کہا کہ میں منع نہیں کرتا
آپ کو۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ گویا ابیؓ کو شک ہو گیا کہ آیا یہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا قرآن منزل (اس لئے یہ نہیں کہا کہ لکھئے)

عن انس قال بینا ابوبکر الصدیق یاکل مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم اذ نزلت علیہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ۝ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ ۝ فرفع ابوبکر رضی اللہ عنہ یدہ وقال یا رسول اللہ انی لراء ما عملت من مثقال ذرۃ من شر فقال یا ابابکر ما ترے فی الدنیا مما تکرہ فبمثاقیل ذر الشر ویدخر لک مثاقیل ذر الخیر حتے توفاہ یوم القیامۃ وروی عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال انزلت اذا زلزلت الارض زلزالہا وابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ قاعد فبکے فقال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا ابابکر قال یبکینی ہذہ السورۃ فقال لولا انکم تخطئون وتذنبون فیغفر لکم لخلق اللہ امۃ یخطئون ویذنبون فیغفر لہم وعن ابی ایوب الانصاری قال بینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابوبکر یاکلان اذ نزلت علیہما ہذہ السورۃ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ فامسک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یدہ من الطعام ثم قال من عمل منکم خیرا فجزاؤہ فی الآخرۃ ومن عمل منکم شرا یرہ فی الدنیا مصیبات وامراضا ومن یکن فیہ مثقال ذرۃ

از سورۂ زلزال

انسؓ سے مروی ہے کہ اس دوران میں کہ ابوبکرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ آپ پر یہ سورت نازل ہوئی (جس میں یہ آیات ہیں) فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ الخ (یعنی جو شخص (دنیا میں) ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ (وہاں) اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا) تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (کھانے سے) ہاتھ اٹھا لیا اور کہا یا رسول اللہ کیا میں نے جو ایک ذرہ کے برابر کوئی برا کام کیا ہے اس کو ضرور دیکھوں گا تو آپ نے فرمایا اے ابوبکرؓ دنیا میں تم کو جو مکروہات پیش آتے ہیں وہ ان ذرات شر کی مقداروں کے عوض میں ہی تو پیش آتے ہیں اور جو ذروں کی مقداروں کے برابر نیکیاں ہوتی رہتی ہیں وہ تمہارے لئے جمع ہوتی رہتی ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن سب کا پورا بدلہ تم کو دیا جائے گا۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے بیان کیا کہ سورۂ اذا زلزلت الارض ایسے وقت نازل ہوئی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے تو رونے لگے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ کیوں روتے ہو تو انھوں نے کہا کہ یہی سورت مجھ کو رلاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم خطائیں اور گناہ نہ کیا کرتے (اور توبہ کرنے پر) معافی ملتی رہتی ہے تو اللہ تعالے دوسری امت پیدا کرتا جو خطائیں اور گناہ کرتی اور پھر ان کی مغفرت کی جاتی۔ اور ابو ایوب انصاریؓ سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کھانا کھا رہے تھے کہ اسی دوران میں آپ پر یہ سورت نازل ہوئی (جس میں یہ آیتیں ہیں) فمن یعمل مثقال ذرۃ الخ (یعنی جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھانے سے روک لیا پھر فرمایا کہ تم میں سے جو شخص نیک عمل کریگا تو اس کا بدلہ آخرت میں پائیگا اور جو شخص تم میں سے برے اعمال کریگا وہ اس کو دنیا میں بھگتے مصیبتوں اور بیماریوں کی صورت میں۔ اور جس شخص میں ایک ذرہ

خيرا دخل الجنة ۔ وعن ابی ادریس الخولانی
نحو من ذلک ۔ وعن جعفر بن برقان قال
بلغنا ان عمر بن الخطاب اتاه مسکین و
فی یده عنقود من عنب فناوله
منه حبة ثم قال فیه مثاقیل ذر کثیرة
عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من قرأ فی لیلة الف آیة لقی اللہ وھو
ضاحک فی وجھہ قیل یا رسول اللہ و
من یقوی علی الف آیة فقرأ بسم اللہ
الرحمن الرحیم الھکم التکاثر الی آخرھا
ثم قال والذی نفسی بیدہ انھا لتعدل
الف آیة ۔ عن علی بن ابی طالب رضی
اللہ تعالیٰ عنہ انہ سئل عن قولہ
ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم قال
من اکل خبز البر وشرب ماء الفرات
مبردا وکان لہ منزل یسکنہ فذاک
من النعیم الذی یسئل عنہ ۔ وعن
جابر بن عبد اللہ قال جاءنا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر و
عمر رضی اللہ عنہما فاطعمناھم رطبا
وسقیناھم ماء فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ھذا من
النعیم الذی تسئلون عنہ ۔ وعن ابی ھریرة
قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ذات یوم فاذا ھو بابی بکر وعمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہما فقال ما اخرجکما من
بیوتکما ھذہ الساعة قالا الجوع یا رسول اللہ قال
والذی نفسی بیدہ لاخرجنی الذی اخرجکما

کی برابر بھی خیر موجود ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور ابو
ادریس خولانی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور جعفر بن برقان
سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ہمیں یہ بات پہنچی کہ عمر بن الخطاب
کے ہاتھ میں ایک خوشہ انگور رکھا تو آپ کے سامنے ایک غریب آگیا تو
اس میں سے ایک دانہ توڑ کر آپ نے اس کو دیا اور فرمایا کہ اس میں ذرے
بہت سے ہیں۔

سورۃ تکاثر

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایک رات میں ہزار آیتیں پڑھیگا
وہ اس طرح ملیگا اللہ تعالیٰ سے کہ اس کی طرف متوجہ ہوکر وہ
ہنستے ہوئے ہوں گے۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ اور ہزار آیات کے
کی قوت کس میں ہوگی آپ نے پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم
الھکم التکاثر آخر سورۃ تک پھر فرمایا قسم ہے اس ذات
کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ یقیناً ہزار آیتوں کے برابر
ہے۔ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے
لتسئلن یومئذ عن النعیم (۱۰۲۔۸) اس دن تم سب نعمتوں
کی پوچھ ہوگی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ جس نے گیہوں
کی روٹی کھائی اور فرات کا پانی ٹھنڈا کر کے پیا اور اس کے پاس
گھر بھی ہے جس میں رہتا ہے یہ سب ان نعمتوں میں سے ہیں جن
کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ اور جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہمارے
یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر رضی اللہ
عنہما آئے تو ہم نے ان کو کھجوریں کھلائیں اور پانی پلایا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ان نعمتوں میں سے ہیں جن کے
بارے میں تم سے پوچھا جائیگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے دیکھتے کیا
ہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے پاس آگئے۔ آپ نے فرمایا
ایسے وقت میں تم دونوں کو کس نے گھر سے نکالا۔ دونوں نے کہا کہ
یا رسول اللہ بھوک نے۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے
ہاتھ میں میری جان ہے مجھے بھی اسی چیز نے باہر نکالا ہے جس نے تم دونوں کو

فقوموا فقاما معه فأتى رجلا من الانصار فاذا هو ليس في بيته فلما رأته المرأة قالت مرحبا فقال النبي صلى الله عليه وسلم اين فلان قالت انطلق يستعذب لنا الماء اذ جاء الانصاري فنظر الى النبي صلى الله عليه وسلم وصاحبيه فقال الحمد لله ما احد اليوم اكرم اضيافا مني فانطلق فجاءهم بعذق فيه بسر وتمر فقال كلوا من هذا واخذ المدية فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم اياك والحلوب فذبح لهم فاكلوا من الشاة ومن ذلك العذق وشربوا فلما ان شبعوا ورووا قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابي بكر وعمر والذي نفسي بيده لتسألن عن هذا النعيم يوم القيامة. عن ابن عباس انه سمع عمر بن الخطاب يقول ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج يوما عند الظهيرة فوجد ابا بكر في المسجد فقال ما اخرجك هذه الساعة قال اخرجني الذي اخرجك يا رسول الله ثم ان عمر بن الخطاب جاء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابن الخطاب ما اخرجك هذه الساعة قال اخرجني الذي اخرجكما فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هل بكما من قوة تنطلقان الى هذا النخل فتصيبان من طعام وشراب وظل

نکالا ہے تو ہمارے ساتھ رہو۔ تو یہ دونوں آپ کے ساتھ چلے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے مکان پر پہنچے جو انصار میں سے تھے۔ دیکھا تو وہ گھر میں نہیں تھے۔ جب اُن کی بیوی نے آپ کو دیکھا تو مرحبا کہا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ اُن بی بی نے کہا کہ وہ ہمارے لئے پینے کا پانی لانے کے لئے گئے ہیں۔ اتنے میں وہ انصاری بھی آ گئے۔ جب اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں رفیقوں کو دیکھا تو کہا الحمد للہ آج بزرگتر مہمانوں کے بارے میں مجھ سے کوئی بڑھا ہوا نہیں ہے۔ پھر وہ کھجور کا ایک گچھا لائے جس میں گدری کھجوریں لگی ہوئی تھیں اور کہا کہ آپ اس میں سے کھائیے اور اُنھوں نے بکری ذبح کرنے کے لئے چھری سنبھالی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ دودھ دینے والی مت ذبح کر دینا۔ تو اُنھوں نے بکری ذبح کی اور سب نے اس میں سے کھایا اور اس خوشہ میں سے کھجوریں بھی کھائیں اور پانی پیا پھر جب کہ سب اچھی طرح سے شکم سیر اور سیراب ہو گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم سے اس نعمت کے بارے میں قیامت کے دن ضرور پوچھا جائیگا۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے اُنھوں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے ابوبکرؓ کو مسجد میں بیٹھا ہوا پایا تو فرمایا تمھیں ایسے وقت میں کس ضرورت نے باہر نکالا۔ اُنھوں نے کہا جس ضرورت نے آپ کو باہر نکالا اسی نے یا رسول اللہ مجھے بھی نکالا۔ پھر عمرؓ بن الخطاب بھی آ گئے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن الخطاب ایسے وقت تمھیں کس چیز نے باہر نکالا۔ اُنھوں نے کہا مجھے بھی اسی چیز نے باہر نکالا جس نے آپ دونوں کو نکالا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں اتنی قوت ہے کہ اس کھجور کے نخل تک میرے ساتھ جا سکو وہاں کھانا اور پانی سب مل جائیگا۔ تو ہم

نعم يا رسول الله فانطلقنا حتى أتينا منزل مالك بن التيهان أبي الهيثم الانصاري

وعن أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه قال انطلقت مع النبي صلى الله عليه وسلم ومعنا عمر الى رجل يقال له الواقفي اتذبح لنا شاة فقال النبي صلى الله عليه وسلم اياك وذات الدر فاكلنا ثريدا ولحما وشربنا ماء فقال النبي صلى الله عليه وسلم هذا من النعيم الذي تسئلون عنه

وعن عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كل شيء سوى ظل بيت وجلف الخبز وثوب يواري عورة والماء فما فضل من هذا فليس لابن آدم فيهن حق

عن عكرمة قال مر عمر بن الخطاب برجل مبتلى اجذم اعمى اصم ابكم فقال لمن معه هل ترون في هذا من نعم الله شيئا قالوا لا قال بلى الا ترونه يبول فلا يعتصر ولا يلتوي يخرج بوله سهلا فهذه نعمة من الله تعالى۔

عن قتادة بن النعمان انه وقع بقريش فكانه نال منهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا قتادة لا تسبن قريشا فانك لعلك ان ترى منهم رجالا تزدري عملك مع اعمالهم وفعلك مع افعالهم وتغبطهم اذا رأيتهم لولا ان تطغى قريش لاخبرتهم بالذي لهم عند الله و عن معاوية

ہاں یا رسول اللہ۔ تو ہم چل کر مالک بن التیہان ابو الہیثم انصاری کے مکان پر پہنچے۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا اور ہمارے ساتھ عمرؓ بھی تھے ایک شخص کی طرف جس کو واقفی کہا جاتا تھا اس نے ہمارے لئے بکری ذبح کی تھی اور اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ دودھ دینے والی بکری نہ ذبح کرنا تو ہم نے ثرید کھایا اور گوشت کھایا اور پانی پیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔

اور عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز بھی ہے بجز گھر کے سائے کے جس میں آدمی گرمی سردی وغیرہ سے اپنا بچاؤ کرسکے اور خشک روٹی کے ٹکڑے کے اور کپڑے کے جس سے ستر کو چھپالے اور پانی کے جو چیز بھی ان سے زائد ہے ابن آدم کا ان میں حق نہیں ہے۔

عکرمہؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایسے شخص پر ہوا جو جذامی اور اندھا، بہرا اور گونگا تھا تو آپ نے اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ تم اس میں اللہ کی نعمتوں میں سے کوئی نعمت دیکھتے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں! فرمایا ہاں کیا تم یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ پیشاب کرتا ہے تو وہ نہ تھوڑا تھوڑا گرتا ہے اور نہ بند ہوتا ہے بلکہ سب آسانی سے نکل جاتا ہے تو یہ بھی اللہ تعالے کی طرف سے ایک نعمت ہے۔

باب سورۂ قریش یعنی لایلاف

قتادہؓ بن النعمان سے مروی ہے کہ وہ قریش کو برا کہنے لگے غالباً ان کی طرف سے انھیں کچھ نقصان پہنچا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قتادہ قریش کو گالیاں ہرگز نہ دو کیونکہ امید ہے کہ تم ان میں ایسے مرد بھی دیکھو گے جن کے اعمال کے مقابلہ پر تمھیں اپنا عمل اور ان کے افعال کے مقابلہ پر اپنا فعل حقیر نظر آنے لگے گا اور جب تم ان کو دیکھو تو تم کو رشک آنے لگے۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش میں سرکشی بڑھ جائے گی تو جو مرتبہ ان کا اللہ کے نزدیک ہے وہ میں ان کو بتا دیتا، اور معاویہ

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الناس تبع لقريش في هذا الامر خيارهم في الجاهلية خيارهم في الاسلام اذا فقهوا والله لولا ان تبطر قريش لاخبرتها بما لها عند الله تعالى وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول خير نسوة ركبن الابل صالح قريش احناه على زوج في ذات يده وارعاه على ولد في صغره وعن انس قال كنا في بيت رجل من الانصار فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى وقف فاخذ بعضادتي الباب فقال الائمة من قريش ولهم عليكم حق ولكم مثل ذلك ما ان استحكموا عدلوا وان استرحموا رحموا واذا عاهدوا وفوا فمن لم يفعل ذلك منهم فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منهم صرف ولا عدل وعن جبير بن مطعم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان للقرشي مثلي قوة الرجل من غير قريش قيل للزهري ما عنى بذلك قال نبل الرأي وعن سهل بن ابي حثمة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تعلموا من قريش ولا تعلموها وقدموا قريشا ولا تؤخروها فان للقرشي قوة الرجلين من غير قريش وعن ابي جعفر رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقدموا قريشا فتضلوا ولا تأخروا عنها

مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ لوگ اس امر (امامت) میں قریش کے تابع ہیں۔ ان میں کے جو لوگ جاہلیت کے زمانہ میں اچھے تھے وہ اسلام میں اچھے ہیں جب کہ سمجھ سے کام لیتے ہیں۔ واللہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش اترا جائیں گے تو جو اُن کی فضیلت اللہ کے نزدیک ہے وہ میں ان کو بتا دیتا۔ (معاویہؓ نے) کہا اور میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا آپ فرماتے تھے کہ جتنی عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں (یعنی عرب اقوام میں سے) قریش کی نیک لڑکوں کی ان میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی ہو اپنے شوہر کے مال کی اور سب سے زیادہ شفقت کرنے والی ہو اس کے کم عمر بچوں پر۔ اور انسؓ سے مروی ہے کہ بیان کیا کہ ہم ایک انصاری شخص کے مکان میں تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آگئے اور دروازے کے دونوں بازو پکڑ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ ائمہ قریش میں سے ہوں گے اور ان کا تم پر حق ہے۔ اور اسی طرح تمہارا ان پر کہ اگر ان کو حکم بنایا جائے تو عدل کریں اور اگر ان سے رحم کی درخواست کی جائے تو رحم کریں اور جب وہ معاہدہ کریں تو اس کو پورا کریں تو ان میں سے جو ایسا نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی۔ ان لوگوں کی نہ توبہ قبول ہوگی اور نہ فدیہ۔ جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک قریشی میں غیر قریش کے دو فردوں کے برابر قوت ہے۔ زہری سے پوچھا گیا کہ اس سے کیا مراد ہے تو انھوں نے کہا کہ اصابت رائے۔ اور سہل بن ابی حثمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش سے سیکھو اور انھیں سکھلانے کا فکر نہ کرو اور قریش کو آگے کرو اور ان کو پیچھے نہ کرو کیونکہ ایک قریشی میں غیر قریش کے دو فردوں کے برابر قوت ہے۔ اور ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قریش سے آگے نہ بڑھو کہ تم بھٹک جاؤ گے اور ان کے پیچھے ہٹو بھی

تہلکوا خیار قریش خیار الناس و
شرار قریش شرار الناس والذی
نفس محمد بیدہ لولا ان تبطر قریش
لاخبرتہا بما لہا عند اللہ ۔ وعن جابر
قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم الناس تبع لقریش فی
الخیر والشر الی یوم القیامۃ ۔ وعن اسمٰعیل
ابن عبید اللہ بن رفاعۃ عن جدہ قال
جمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
قریشا فقال ہل فیکم من غیرکم
قالوا لا الا ابن اختنا ومولانا
وحلیفنا فقال ابن اختکم منکم
ومولاکم منکم ان قریشا اہل
صدق وامانۃ فمن بغی لہم
العواثر کبہ اللہ علے وجہہ ۔ وعن
ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم الناس تبع
لقریش فی ہذا الامر خیارہم
تبع لخیارہم وشرارہم تبع لشرارہم
وعن ابی موسیٰ قال قام رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم علے باب
فیہ نفر من قریش فقال ان ہذا
الامر فی قریش ۔ وعن ابن مسعود
قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم لقریش ان ہذا الامر فیکم وانتم
ولاتہ ۔ وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم لا یزال ہذا الامر
فی قریش ما بقی من الناس اثنان وحرک اصبعیہ
وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے

ان کا ساتھ نہ چھوڑتا) ورنہ دا ہ کمو بیٹھے گے ۔ قریش کے اچھے
لوگ تمام لوگوں سے اچھے اور قریش کے برے لوگ تمام لوگوں
سے بدتر ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے
اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ قریش اترا جائیں گے تو میں ان کو خبر کرتا
کہ اللہ کے نزدیک ان کا کیا مرتبہ ہے ۔ اور جابرؓ سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت
تک قریش کے پیچھے رہیں گے خیر میں بھی اور شر میں بھی ۔ اور
اسمٰعیل بن عبید اللہ بن رفاعہ نے اپنے دادا سے روایت کی
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قریش کو جمع کیا پھر پوچھا
کہ کیا تم میں کوئی تمہارا غیر بھی ہے ؟ انھوں نے کہا نہیں بجز
ان کے جو ہماری بہنوں کی اولاد ہیں اور جو ہمارے آزاد
کردہ ہیں اور جو ہمارے حلیف ہیں ۔ تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری بہن کی اولاد تم ہی میں سے
ہے اور تمہارے آزاد کردہ بھی تم ہی میں سے ہیں یقیناً قریش اہل
صدق و اہل امانت ہیں جو ان کے لئے بھی جستجو کرے گا کہ وہ
لغزشوں میں مبتلا ہوں خدا اس کو اوندھے منہ گرا دے گا ۔ اور
ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ لوگ اس امر (خلافت) میں قریش کے تابع رہیں گے
جو ان میں اچھے ہیں وہ اچھوں کے تابع رہیں گے اور جو ان میں
برے ہیں وہ بروں کے تابع رہیں گے ۔ اور ابو موسیٰؓ روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک مکان کے
دروازے پر کھڑے ہوئے جس میں قریش کے چند لوگ موجود
تھے اور فرمایا کہ یہ امر (خلافت) قریش میں رہے گا ۔ اور ابن
مسعودؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
قریش سے فرمایا کہ یہ امر تم میں رہے گا اور تم ہی اس کے والی ہو
اور ابن عمرؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ یہ امر (خلافت) ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک
لوگوں میں دو آدمی بھی باقی رہیں گے اور اپنی دو انگلیوں کو
آپ نے حرکت دی ۔ اور ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے

الا لیریهم قال ما تقولون فی قوله اذا جاء نصر الله والفتح حتی ختم السورة فقال بعضهم امرنا ان نحمد الله ونستغفره اذا جاء نصر الله وفتح علینا وقال بعضهم لا ندری ولم یقل بعضهم شیئا فقال لی یا ابن عباس أكذاك تقول قلت لا قال فما تقول قلت هو اجل رسول الله صلی الله علیه وسلم اعلمه الله له اذا جاء نصر الله والفتح فتح مكة فذاك علامة اجلك فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا قال عمر ما اعلم منها الا ما تعلم وعن ابن عباس قال لما نزلت اذا جاء نصر الله والفتح جاء العباس الی علی رضی الله تعالی عنه فقال انطلق بنا الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فان كان هذا الامر لنا من بعده لم تشاحنا فیه قریش وان كان لغیرنا سألناه الوصاة بنا قال لا قال العباس فجئت رسول الله صلی الله علیه وسلم سرا فذكرت ذلك له فقال ان الله جعل ابا بكر خلیفتی علی دین الله ووحیه فاسمعوا له واطیعوا تهتدوا واقتدوا به ترشدوا

غرض محض یہ تھا کہ ان سب سے صرف یہ مقصود ہے کہ وہ ان کو میری کون بات (یعنی تفقہ) دکھانا چاہتے ہیں۔ سب فرمایا کہ آپ کیا کہتے ہیں اس سورت کے بارے میں اذا جاء نصر اللہ والفتح سے ختم سورت تک (یعنی اذا جاء) جب خدا کی مدد اور فتح (مکہ) آجائے اور آپ لوگوں کو دیکھیں کہ اللہ کے دین میں جوق جوق داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اس سے استغفار کی درخواست کیجئے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ تو بعض نے تو یہ کہا کہ ہم کو اللہ نے حکم دیا کہ ہم اس کی حمد کریں اور اس سے استغفار کریں جب اللہ کی مدد آجائے اور ہم کو فتح (دے) اور بعضوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے اور بعضوں نے کچھ نہ کہا پھر عمرؓ نے مجھ سے کہا اے ابن عباسؓ کیا ایسے ہی تم بھی کہتے ہو! میں نے کہا نہیں! فرمایا کہ پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا یہ تو اللہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کا وقت وفات بتایا ہے کہ جب اللہ کی مدد اور فتح (یعنی فتح مکہ) آجائے تو یہ علامت ہے آپ کے وقت وفات کی لہٰذا تسبیح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی صرف اتنا ہی جانتا ہوں جتنا تم جانتے ہو اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب نازل ہوئی اذا جاء نصر اللہ والفتح تو عباسؓ (اس کا مطلب وہی سمجھ کر جو پہلی روایت میں ابھی تحریر ہوا ہے) علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہم دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپ سے معلوم کریں، تو اگر یہ امر (یعنی خلافت) ان کے بعد ہمارے لئے ہے تو اس میں قریش ہم سے منازعت نہیں کریں گے اور اگر کسی دوسرے کے لئے ہے تو ہم اپنے حق میں ان سے وصیت کا سوال کریں گے۔ علیؓ نے کہا نہیں۔ عباسؓ نے بیان کیا کہ میں خفیہ طور پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور میں نے ان سے مذکورہ بات کہی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالے نے دین الٰہی اور وحی الٰہی پر میرا خلیفہ ابوبکرؓ کو بنایا ہے اور وہی وصیت کا حقدار ہے تو تم اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پاؤ گے اور اس کی اقتدا کرو تو ہدایت حاصل کرو گے۔

فصل ہفتم

در اقامت دلیل عقلی بر خلافت خلفاء

چون وجود اشخاص معینہ و صفات ایشان بدلیل عقل ثابت نمی شود بلکہ بنقل متواتر یا مشہور یا خبر واحد صحیح لابد مراد از دلیل عقلی اینجا آن است کہ یک مقدمہ از مقدمات آن عقلی باشد و دیگر متواتر یا مشہور و آن مقدمہ کہ عقلی باشد دو قسم تواند بود قسم اول عقلی محض کہ بغیر استناد بشرع ثابت شود لیکن می باید کہ شرع تصدیق آن فرماید تا اعتقاد را شاید قسم دوم عقلی ماخوذ از استقراء دلائل شرعیہ یا ماخوذ از آنکہ نقیض او مستلزم محال شرعی باشد مثلاً صدور چیزی از پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم صدور آن جائز نیست و آنچہ آن ماند ولہٰذا این فصل را منقسم ساختیم بدو مقصد۔

مقصد اول حاصل آن تنقیح معنی خلافت خاصہ است زیرا کہ لفظ خلافت حقیقت شرعی است و بیان تشریح آن آراء مختلفہ دارند بعضے از لفظ خلافت معنے ادراک می نمایند و صفات لازمہ خلیفہ بنوعی تقریر می کنند مثلاً فرقہ خلافت پیغامبر را صلی اللہ علیہ وسلم یعنی امامت میگیرند و در صفات خلیفہ ہاشمیت و فاطمیت و عصمت و امثال آن اعتبار کنند و شک نیست کہ ہیچ واحد این معنے را برائے خلفائے ثلاثہ

فصل ہفتم

خلافت خلفاء پر دلیل عقلی کے بیان میں

چونکہ اشخاص معینہ کا وجود اور اُن کی صفات محض عقل سے ثابت نہیں ہوتیں بلکہ نقل متواتر یا مشہور یا خبر واحد صحیح سے ثابت ہوتی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ایسی جگہ پر دلیل عقلی سے ایسی دلیل مراد لی جائے جس کے مقدمات میں سے ایک مقدمہ عقلی ہو اور دوسرا متواتر یا مشہور۔ اور وہ مقدمہ جو عقلی ہوگا دو قسم کا ہو سکتا ہے۔ پہلی قسم عقلی محض جو کہ استناد شرعی کے بغیر ثابت ہو جائے لیکن ضروری ہے کہ شریعت اُس کی تصدیق کرے تاکہ قابل اعتقاد سمجھا جائے۔ دوسری قسم عقلی جو ماخوذ ہو دلائل شرعیہ کے استقراء سے یا ایسے امر سے ماخوذ ہو جس کی نقیض محال شرعی کو مستلزم ہو مثلاً ایسی چیز کا صدور (لازم آجائے) کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا صدور جائز نہیں ہے اور جو اس کے مشابہ ہو۔ لہٰذا اس فصل کو ہم دو مقصد پر منقسم کرتے ہیں۔

مقصد اول جس کا ماحصل ہے خلافت خاصہ کے معنے کی تنقیح: کیونکہ لفظ خلافت ایک حقیقت شرعی (یعنی دلالت کرتا) ہے اور [illegible] تشریح میں مختلف آراء رکھتے ہیں۔ ہر ایک لفظ خلافت کے ایک خاص معنے سمجھتا ہے اور خلیفہ نبوی کی صفات لازمہ کی ایک خاص طرح کے ساتھ تقریر کرتا ہے۔ مثلاً ایک فرقے کے لوگ خلافت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو امامت کے معنے میں لیتے ہیں اور خلیفہ کی صفات میں ہاشمیت اور فاطمیت اور عصمت اور اس کے مانند صفات کا اعتبار کرتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں ہے کہ اس معنے کو خلفاء ثلاثہ (صدیق اکبر، فاروق اعظم

اثبات نمی تواند کرد و ما در خلافت مفہوم سلطنت و
فرمانروائی مسلمین رضی اللہ عنہم و در خلافت خاصہ
ہجرت و سوابق اسلامیہ معتبر میداریم و این معانی
بہیچ صفت برائے ائمہ اثنا عشر غیر مرتضیٰ اثبات
نتواند کرد پس نزاعی کہ در میان فریقین واقع است
منشأ آن عدم تنقیح معنے مراد بودہ است اختلاف
اصطلاحات حق را مختفی ساخت پس معنے خلافت
باعتبار لغت جانشینی است کہ یکی بجائے دیگرے
بنشیند و بہ نیابت او کار کند و در شرع مراد از و
پادشاہی است برائے تصدی اقامت دین محمد
علی صاحبہ الصلوات والتسلیمات بہ نیابت آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس اگر کسے
پادشاہ نباشد و حکم او نافذ نبود خلیفہ نیست ہرچند
فرض کنیم کہ افضل امت باشد و معصوم و مفترض
الطاعت و فاطمی و اگر کافرے پادشاہ باشد یا تحکیم
کند سیف را نہ شرع را و کار او انفاذ شرائع و اقامت
باشد یا اقامت دین مثل جہاد و اقامت حدود
و فصل قضایا مطلقاً نپردازد خلیفہ نخواہد بود
مانند اکثر متغلبہ در زمان ما و پیش از ما۔

نکتہ۔ اینجا نکتہ باید فہمید کہ گفتگوی امامیہ
درین بحث نزاع لفظی است بلکہ شعبہ غلطی
است نزاع لفظی ہم نیست زیرا کہ خلافت غیر
امامت است عند الامامیہ و مرادف اوست
عند اہل السنت یکی از خلافت یعنی پادشاہی
و صفات خلیفہ یعنی صفاتے کہ نزدیک وجود
آنہا پادشاہی معصیت نباشد یا حکم
او نافذ شود افضل امت باشد یا نہ
سخن میگوید دیگرے از افضل امت
کہ در حکم انتم

عثمان ذی النورین) کے حق میں کوئی عاقل ثابت نہیں کر سکتا۔
اور ہم "خلافت" میں سلطنت اور فرمانروائی مسلمین کا مفہوم اخذ
کرتے ہیں اور "خلافت خاصہ" میں ہجرت اور سوابق اسلامیہ
کو معتبر جانتے ہیں۔ اور کوئی صاحب عقل اس معنے کو بارہ اماموں
میں بجز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ثابت نہ کرے گا۔ تو فریقین
میں جو اختلاف واقع ہوا ہے اس کا منشا معنے مراد کی تنقیح نہ ہونا ہے
اصطلاحات کے اختلاف نے حق کو چھپا دیا ہے۔ اس کے بعد ہم
کہتے ہیں کہ باعتبار لغت خلافت کے معنے ہیں "جانشینی" کہ کوئی
دوسرے کی جگہ بیٹھ جائے اور اس کا نائب بن کر کام کرے اور
شریعت میں اس سے مراد ایسی بادشاہی ہے جو آقا صاحب دین محمدیہ
(علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی اقامت دین کے لئے ہو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کے طور پر۔ تو اگر کوئی بادشاہ
نہ ہو اور اس کا حکم نافذ نہ ہو وہ خلیفہ نہیں ہے کتنا ہی ہم فرض
کر لیں کہ وہ افضل امت بھی ہو اور معصوم اور مفترض الطاعت
بھی اور فاطمی بھی۔ اور اگر کوئی کافر بادشاہ بن جائے یا مومن
بادشاہ ہو جائے مگر تحکیم (یعنی نظام عدل) تلوار سے کرتا ہے
شریعت سے نہیں، اس کا کام شرائع اور اصول لینا ہو اور اقامت
دین سے جیسے جہاد اور حدود کا قائم کرنا اور مقدمات کے فیصلوں
میں قطعاً مشغول نہ ہو تو خلیفہ نہیں ہوگا جیسے اکثر متغلبہ (یعنی
زبردستی سے بادشاہ بن جانے والے) ہمارے زمانہ کے اور ہم
سے پہلے گزر چکے ہیں۔

نکتہ۔ یہاں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس بحث میں فرقہ امامیہ
کی گفتگو نزاع لفظی ہے بلکہ بعض شعور و فہم ہے نزاع لفظی بھی
نہیں ہے کیونکہ امامیہ کے نزدیک خلافت غیر ہے امامت کا اور
اہل سنت والجماعت کے نزدیک دونوں ہم معنے ہیں، ایک تو یہ
بات کہہ رہا ہے کہ خلافت یعنی بادشاہی ہے اور صفات خلیفہ سے
مراد ایسی صفات ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے بادشاہی معصیت
نہ ہو سکے یا اس کا حکم نافذ ہو جائے، وہ شخص امت میں افضل
ہو یا نہ ہو۔ اور دوسرا ذکر کر رہا ہے یعنی افضل امت کو کہ

منعقد شود پس واجب بر تمام امت قبول است و اینجا
باشد و باشد اگر جنین و امامت باین معنے که
است که هیچ فرقه از فرق اسلامیه آن را نفی نکند
است و نه از کتاب و سنت این معنے مفهوم
شود و نه اولاد حضرت مرتضی رضی الله عنه در عصری از اعصار
بر آن اتفاق کرده اند و دیگر عادت مستحیل است
که در شرع دلالت بر این معنے باشد و کسے آن را
نداند و بگوش کسے نرسد این بمنزله آن است که گویند
امروز در بازار سیلے آمد که چند هزار کس را غرق
ساخت و غیر او هیچ کس این را نمی داند و نه اثرے
از بارانست م دیده شد سبحانک هذا بهتان عظیم
والا اگر آن را تسلیم کنیم ما سوفسطائی باشیم و نیز امامیه
در امامت زین العابدین و محمد باقر و جعفر صادق
رضوان الله تعالی علیهم قائل اند حالانکه اینها
بالاتفاق بادشاه نبودند آری خلافت را شعبه امامت
میدانند بمعنی آنکه چون امام موجود باشد خلافت حق
امامست و دیگری را حق نیست که اقدام بدان کند و ظاهر
این است که این مسئله از فروع فرضیت انقیاد است
مرا در اینجا اگر معصوم مفترض الطاعت بادشاهی امور
سلطنت را تفویض کند بادشاهی او صحیح باشد و خود
امام باشد آن منصب خلیفه شود مثل حضرت شموئیل
طالوت را خلیفه ساخت و خود ایشان نبی بودند و
طالوت ملک و اگر عصیان امام در حکم نکاح یا غیر آن
بوجود آید آن نیز معصیت باشد پس خصوصیت خلافت
تاثیرے ندارد پس در مسند خلافت رایت
خلاف افراشتن و از هر دو جانب

حکم میں اُس کا مطیع ہونا تمام امت پر فرض ہے وہ بادشاہ ہو
یا نہ ہو اور امامت بایں معنے ایسی بات ہے کہ فرق اسلامیہ
میں سے کوئی فرقہ بھی اس کا قائل نہیں ہوا اور نہ کتاب و
سنت سے امامت کے یہ معنے مفہوم ہوتے ہیں اور نہ حضرت مرتضیٰ
کی اولاد نے زمانوں میں سے کسی زمانہ میں اُس پر اتفاق کیا ہے
اور بسبیل عادت یہ بات محال ہے کہ شریعت میں اس معنے پر
دلالت موجود ہو اور کوئی اس کو نہ جانے اور نہ کسی کے کان
تک پہنچے۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ کوئی یوں کہے کہ آج بازار
میں ایسا سیلاب آیا کہ جس نے کئی ہزار آدمیوں کو غرق کردیا۔
اور بجز اس کہنے والے کے اور کسی کو بھی اس سیلاب کی خبر نہ ہو
اور بارش کا بھی کوئی نشان نظر نہ آئے سبحانک ہذا بہتان
عظیم۔ اگر ہم اُس کو باور کریں تو ہم سوفسطائی[1] ہوں گے۔
امامیہ زین العابدین اور محمد باقر اور جعفر صادق رضوان اللہ تعالیٰ
علیہم اجمعین کی امامت کے قائل ہیں حالانکہ یہ حضرات بالاتفاق
بادشاہ نہیں تھے۔ البتہ یہ لوگ خلافت کو امامت کا شعبہ سمجھتے
ہیں بایں معنے کہ جب امام موجود ہوگا تو خلافت اُس کا حق ہے
دوسرے کے لئے جائز نہیں کہ خلافت کی طرف اقدام کرے
اور ظاہر یہ ہے کہ یہ مسئلہ (اُن کے نزدیک) فرضیت اطاعت
کی فروع میں سے ہے۔ تو اگر کوئی معصوم جس کی اطاعت فرض
ہے امور سلطنت کی انجام دہی کے لئے خود کسی کو بادشاہ
مقرر کردے تو اُس کی بادشاہی صحیح ہوگی اور وہ خود اُس
بادشاہ کا امام رہے گا اور وہ بادشاہ خلیفہ ہوگا۔ جیسا کہ حضرت
شموئیل نے طالوت کو اپنا خلیفہ بنایا اور وہ خود نبی تھے اور
طالوت بادشاہ۔ اور اگر حکم نکاح وغیرہ میں امام کی نافرمانی
وجود میں آئے گی تو وہ بھی معصیت ہوگی تو خلافت کی
خصوصیت کوئی بھی تاثیر نہیں رکھتی۔ تو ان کا مسند خلافت
میں ہنگامہ خلافت کا جھنڈا بلند کرنا اور دونوں جانب

[1] سوفسطائی فلاسفہ کا ایک گروہ ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ تمام موجودات موہومات ہیں جیسے کہ خواب، ان کا کوئی منشاء ہے بلکہ ان کا یہ خیال ہے کہ چیز کی کوئی حقیقت نہیں۔ ۱۲ مترجم

بُرد و مات در میان کردن معنے ندارد
فتأمل فیہ والنکتۃ حق التأمل۔
چون این نکتہ مذکور شد بہ اصل سخن
رویم خلافت را چون بوصف راشدہ مقید
کنیم معنیش آن باشد کہ نیابت پیغامبر صلی
اللہ علیہ وسلم در کارہائی کہ پیغامبر صلی اللہ
علیہ وسلم بنابر وصف پیغمبری میکرد از
اقامت دین وجہاد اعداء اللہ و اعطائے
حدود اللہ و احیاء علوم دینیہ و اقامت
ارکان اسلام وقیام بقضاء و افتاء و آنچہ
باین جملہ تعلق دارد بوجہے کہ از عہدہ آن
برآید و عاصی نباشد و مقابل آن خلافت
جابرہ است کہ در بسیارے از احوال مخالف
شرع عمل آرد و از عہدہ واجب برنیاید و
معطل گذارد بسیارے از انچہ باید کہ آنرا
باشد در خلافت خود مثلاً اقامت حدود میکند
و احیاء علوم دین نمی نماید یا اقامت بعضے
میکند کہ شرع آنرا حکم نفرمودہ بجائے رجم بسوزد و
بجائے قصاص رجم می نماید و این خلافت راشدہ
لوازمے چند دارد کہ بدون آن لوازم قیام
شخصے بخلافت راشدہ متصور نیست مانند عقل
و بلوغ و ذکورت و سلامت سمع و بصر و حریت
و علم و عدالت و شجاعت و رائے و کفایت
در حرب و سلم و غیر آن و این صفات بجہت
عقل معلوم مے شود کہ تحقق
مقصود از خلافت بغیر آنہا
ممکن نیست و شیخین

بُرد اور مات[1] کو درمیان میں لانا کوئی معنے نہیں رکھتا۔ اس
نکتہ پر خوب اچھی طرح غور کرو۔
نکتہ سے فارغ ہو کر اب ہم اصل بات کی طرف چلتے ہیں
جب ہم خلافت کو وصف راشدہ کے ساتھ مقید کریں گے (یعنی
خلافت راشدہ کہیں گے) تو اس کے معنے ہوں گے پیغمبر صلے
اللہ علیہ وسلم کی نیابت اُن کاموں میں جو بربناء وصف پیغمبری
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم انجام دیتے تھے یعنی اقامت دین اور
دشمنان خدا کے ساتھ جہاد اور حدود اللہ کا جاری کرنا اور علوم
دینیہ کا احیاء اور ارکان اسلام (یعنی نماز روزہ حج وزکوٰۃ)
کا قائم کرنا اور قضاء و افتاء کا قائم کرنا اور جو امور اس
ذیل میں آتے ہیں اُن کی انجام دہی ایسے احسن طور پر کہ گناہ
سے محفوظ رہتے ہوئے اس کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائے
اس (خلافت راشدہ) کے مقابل "خلافت جابرہ" ہے کہ بہت
سے احوال میں شریعت کے برخلاف عمل کرے اور ضروری ذمہ داری
سے سبکدوش نہ ہو اور بہت سے امور جن کا کرنا ضروری تھا
اُن کو معطل چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی خلافت میں عاصی
ہو جائے۔ مثلاً اقامت حدود کرتا ہے مگر علوم دینیہ کا احیا نہیں
کرتا یا اقامت حدود ایسے طریقے سے کرتا ہے جس کا شریعت نے
حکم نہیں فرمایا۔ مثلاً رجم (سنگسار کرنا) کے بجائے پھونک دیتا
ہے اور بجائے قصاص کے رجم کرواتا ہے۔ اور یہ خلافت راشدہ
چند لوازم رکھتی ہے جن کے بغیر کسی شخص کا خلافت راشدہ پر
متمکن ہونا متصور نہیں۔ جیسے عقل اور بلوغ اور مرد ہونا اور
سلامتی سمع و بصر و حریت اور علم و عدالت و شجاعت
و رائے اور کفایت (یعنی کفایت مہمات امور مملکت) جنگ اور
صلح کے مواقع میں۔ اور اس قسم کے ضروری اوصاف بغیر
کسی دلیل کے ہی یہ بات واضح ہے کہ خلافت سے جو مقصود ہے
شئی کا حصول ان صفات کے بغیر ممکن نہیں ہے اور شیخین

[1] یہ شطرنج کی اصطلاح ہے۔ جب مقابل کے تمام مہرے اٹھا لئے جاتے ہیں مگر بُرد کہتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی ہار ہوتی ہے۔ اور جب بادشاہ چند
چالیں چل جاتے اور اس شہ سے بچنے کے لئے اس کے پاس کوئی گھر نہ رہے تو اس کو مات کہتے ہیں ۱۲ مترجم عفی عنہ

اندک خشونتے درمیان ایشان اُفتد و آن کا
برہم خورد ہند احتمال۔ گفتہ اند سبب الیف باہمی
وجوہ متعددہ می باشد رہبت و رغبت و حاجت
و اتفاق طبائع و اتفاق در صفات کسبیہ و
رسم و عقل و اجتماعے کہ بیکے ازیں وجوہ پیدا
شود یا برہم خورد و در ویران شدن کردہ جنگہا و کارہا
بروئے صورت می بندد و ایں بحثے است از
اجلّ مباحث حکمت سیاست مدن چون مدار
این امور بر احتمالات عقلیہ نیست بلکہ بر آنچہ
در عادت موجبہ نفع مفسدہ با وجود مصلحت
باشد باید دانست کہ این عرض الفن با این فن
ہیچ کارے آید وجود و عدم او مساوی است
او خود نمی داند کہ شریعت و مصلحت چیست واز
آنچہ موافق شریعت و مصلحت است و مخالف
آن است تمیز نماید کہ یکے را ترجیح دہد و از دیگرے
نہی فرماید و اعتماد و مبرّز بر اہل آن فن کردن و
خود مقلد محض بودن ہرگز درست نمی آید و کار
نے گشاید اکثر مفاسد در عالم ازین جہت ناشی
شدہ و اگر تسلیم این شخص ضرور افتد ضرورتا
تبیح المحظورات آنجملہ شک نیست کہ خلیفہ
چون متصف باین صفات کاملہ باشد نحوے
از تشبہ با پیغمبر علیہ السلام پیدا کردہ است ہم
در ملکات و ہم در افعال بدون بر خلافت راشدہ
وصفے دیگر زیادہ کنیم و گوئیم خلافت راشدہ
خاصہ مرجع آن تشبہ قوی است بہ پیغامبر
علیہ السلام زیادہ ازینکہ در خلافت راشدہ
شرط کردیم در تفصیل آن زیادہ می باید
تمیز سخن این است کہ آن خلیفہ
عین پیغامبر نخواہد بود

معمولی تعلق کمتر واقع ہو کر اس طرف باہمی کو توڑ پھوڑ ڈالے لہٰذا
حکماء نے کہا ہے کہ لوگوں کے باہمی میل جول کے متعدد وجوہ ہوتے
ہیں۔ رہبت (یعنی خوف) رغبت و حاجت اور طبائع کا یکساں
ہونا اور صفات کسبیہ پر اتفاق (جیسے ہم پیشگی) اور رسم
و عقل۔ اور جو اجتماع ایک یا دو وجہ سے ہوئے گا وہ پائدار
ہوگا اور ایسے اتفاق کو خیال دیکھ کر بڑی لڑائیاں اور بڑے کام
صورت پذیر نہیں ہوتے اور یہ ایک ایسا بحث ہے جو سیاست
مدن کو ان مباحث حکمت میں سے ہے جو بہت واضح ہیں
چونکہ مدار ان امور کا احتمالات عقلیہ پر نہیں ہے بلکہ ان چیزوں
پر ہے جو عادۃً رفع مفسدہ کی موجب ہوتی ہیں مصلحت کے
پائے جانے کے ساتھ تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ ناقص عرض یا یہ
صورت کسی کام میں نہیں آسکتی اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے
اور یہ بھی نہیں جانتا کہ شریعت کیا چیز ہے اور مصلحت کیا۔ وہ
اس چیز میں جو موافق شریعت اور مصلحت کے ہے اور اس
چیز میں جو خلاف شریعت و مصلحت ہے کیا تمیز کر سکے گا کہ ایک
کو ترجیح دے اور دوسرے سے منع کرے اور کسی فن میں بھی اس
فن والوں پر اعتماد کرکے خود مقلد محض رہ جانا ہرگز درست نہیں
ہوتا اور اس سے گرہ کشائی نہیں ہوتی۔ عالم میں اکثر مفاسد
اسی جہت سے پیدا ہوئے۔ اور اگر ایسے شخص کو سپرد کرنے پر کوئی
مجبوری ہو تو الضرورات تبیح المحظورات (ضرورتیں ممنوعات کو
مباح کر دیتی ہیں) الغرض اس میں شک نہیں ہے کہ خلیفہ جب ان
صفات فاضلہ سے متصف ہوگا تو اس نے ایک قسم کی مشابہت
پیغمبر علیہ السلام سے پیدا کر لی ہے ملکات میں بھی اور افعال میں
بھی۔ جب خلافت راشدہ پر ہم ایک صفت اور بڑھا کر یہ کہیں
کہ "خلافت راشدہ خاصہ" وہ اس کو کہا ہوگا خلیفہ کا زیادہ
مشابہ ہونا پیغمبر علیہ السلام سے بہ نسبت اس مشابہت کے جس
کو ہم نے خلافت راشدہ کے لئے شرط قرار دیا ہے۔ اس کی تفصیل
یہیں زیادہ کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے۔
چوٹی کی بات یہ ہے کہ وہ خلیفہ عین پیغمبر نہیں ہوگا کہ اس کی

تا نزول وحی و افتراض طاعت صفت او باشد بلکہ از صفات آنچنان وصفے کہ اقرب است بصفات پیغامبر از جہت پیغامبری و نمونہ او و ظل او ست اخذ باید کرد تا تشبیہ معتبر پیدا شود۔ تشبیہ در اوصافی است کہ پیغامبر را باعتبار پیغامبری باشد مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اجمل بود از دیگر پیغامبران و در جمال متفاوت پس اجملیت وصف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باعتبار پیغامبری نباشد و ہاشمی بود و سائر انبیاء از اسرائیلی بودند اسمٰعیلی بس ہاشمیت باعتبار پیغامبری نخواہد بود و قول ما باعتبار پیغامبری شامل است جہاد را حالانکہ اکثر پیغامبران بجہاد مامور نبودند زیرا کہ جہاد ناشی است از جہت لے و پیغامبری آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آنحضرت را بجہاد آورد۔ و تشبیہ بجمیع آنچہ از لوازم پیغامبر است مطلوب نیست یا اکثر آن و تشبیہ باعتبار بعض اوصاف قلیلہ زیرا کہ ہر مسلمانے کہ ہست با پیغمبر تشبیہ درست کردہ است اگرچہ در نماز پنجگانہ و تلاوت قرآن مانند آن باشد و افاضل امت تشبیہ وسعے داشتند در بعض اوصاف کما قال حذیفۃ فی عبد اللہ بن مسعود و آنچہ گذشت درست واحد است و درین آخر مقصود از خلافت خاصہ خلافت مطلقہ است باعتبار جمیع آنچہ از پیغامبر صادر می شد از جہت پیغامبری باز تشبیہ با پیغامبر

یہ وصف ہو کہ اس پر نزول وحی بھی ہو اور اس کی طاعت کو نبی کی طرح فرض قرار دیا جائے۔ بلکہ انبیاء کی صفات میں سے (اس سلسلے میں کہ) ایسا وصف اخذ کرنا چاہیے جو پیغمبر کی بعض صفات سے قریب تر ہو جو پیغمبری کی جہت سے مخصوص ہیں (یہ وصف) نمونہ ہو اس وصف پیغمبری کا اور اس کا ظل ہو۔ پھر سمجھ لیا جائے کہ معتبر تشبیہ یہاں وہی تشبیہ ہو ایسے اوصاف میں ہو جو پیغمبر کو باعتبار پیغمبری حاصل ہوں مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوب صورت تھے اور دوسرے پیغمبر جمال میں متفاوت تھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وصف اجملیت باعتبار پیغمبری نہ ہوگا۔ آپ ہاشمی تھے اور تمام انبیاء اسرائیلی تھے (بنی اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کی اولاد) میں سے تھے۔ پس آپ کا وصف ہاشمیت بھی باعتبار پیغمبری نہ ہوگا اور ہمارا قول "باعتبار پیغمبری" شامل ہے جہاد کو مثلاً حالانکہ اکثر پیغمبر مامور بجہاد نہیں ہوئے۔ کیونکہ جہاد ناشی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیغمبری اور دوسری کی اس جہت سے جو آپ کو جہاد میں لائی۔ پھر تشبیہ ان تمام اوصاف سے مطلوب ہے جو لوازم پیغمبری سے تھے یا اکثر اوصاف سے تشبیہ باعتبار اوصاف قلیلہ مطلوب نہیں ہے۔ کیونکہ جو مسلمان بھی ہے وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ نہ کچھ تشبیہ لئے ہوئے ہے اگرچہ نماز پنجگانہ اور تلاوت قرآن وغیرہ (عام عبادات) میں ہو۔ اور افاضل امت تو آپ کے ساتھ بعض اوصاف کمال میں بہت تشبیہ رکھتے تھے جیسا حذیفہؓ نے کہا ہے عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں اور یہ خلافت خاصہ واحد میں ہے ذکر اور چیزوں میں ہیں۔ مقصود خلافت خاصہ سے خلافت مطلقہ ہے باعتبار ان تمام چیزوں کے جو پیغمبری کی حیثیت سے پیغمبر سے صادر ہوتی تھیں۔ پھر (ہم کہتے ہیں کہ) پیغمبر کے ساتھ

لہ یہ قصہ ہے عبدالرحمن بن زید کی حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ہم نے حذیفہؓ سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ کی چال ڈھال اور طریقے سے قریب تر کون ہے کہ ہم یہ صفات اس سے حاصل کریں۔ حذیفہؓ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کسی شخص کو کہ ان صفات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو سوائے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ۱۲

حاجت طاریہ متولد میشود واین قصہ بسیں دراز است و آدمی افضل انواع حیوان است عقل و ذکاء و اہتدا بانواع غریبہ از ارتفاقات مقتضے نوع اوست و در نفس آدمی دو قوت نہادہ اند قوت ملکیہ و قوت بہیمیہ اگر آدمی خود را بقوت ملکیہ دہد و ہمہ آن کند کہ بسبب زیادت قوت ملکیہ است در عداد ملائکہ داخل شود گویا ملکے است از ملائکہ و اگر خود را بقوت بہیمیہ دہد در عداد بہائم داخل گردد گویا بہیمہ است از بہائم و حالتے ہست کہ اعتدال نوع آدمی آن را اقتضا مے کند و آن امتزاج است در ہر دو قوت از افعال بہیمیہ آن کند کہ بملکیت مضاد نباشد و از افعال ملکیہ آن کند کہ بہیمیہ بتمام بر آن خیرہ نہ شود پس ہر دو قوت صلح کنند و اصل صورت نوعیہ انسان ہمین ہیئت اعتدالیہ را تقاضا میکند اگر عصیان او مانع آن نباشد فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْہَا اشارہ بہمان ہیئت است و برائے این ہیئت اعتدالیہ ملکات است و احوال است و افعال و آن را کاسبات است و آن را منقصات است و کفارات آن منقصات است و این قصہ بہمان می ماند کہ

حاجتِ طاریہ[1] کے درمیان پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ قصہ بہت طویل ہے۔ اور انواع میں سے سب سے افضل نوع انسان ہے۔ عقل و ذکاوت اور عجیب و غریب طریقوں سے جدید و نئی رفتاری حاصل کرتے رہنا اس کی نوع کا مقتضٰی ہے۔ اور آدمی کے نفس میں دو قوتیں رکھی ہیں قوتِ ملکیہ اور قوتِ بہیمیہ۔ اگر آدمی اپنے کو قوتِ ملکیہ کے حوالے کر دے اور وہ سب کام کرتا ہے جو قوتِ ملکیہ میں ترقی کا سبب ہوتے ہیں تو وہ فرشتوں کے شمار میں داخل ہو جاتا ہے گویا یہ بھی فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوگا۔ اور اگر اپنے کو قوتِ بہیمیہ کے حوالے کرے گا تو بہائم کے شمار میں داخل ہو جائے گا گویا بہائم میں سے ایک بہیمہ یہ بھی ہے۔ اور ایک حالتِ اعتدال کی ہے کہ نوعِ انسان اس کا تقاضا کرتی ہے اور وہ ہے دونوں قوتوں کا امتزاج کہ انسان افعالِ بہیمیہ میں سے وہ کام کرے جو ملکیت سے تضاد کی نسبت رکھتے ہوں اور افعالِ ملکیہ میں سے وہ کام کرے کہ بہیمیت کے ساتھ ان کو گوارا نہ ہو پس دونوں قوتیں صلح کر لیں۔ اور انسان کی صورتِ نوعیہ در اصل اسی ہیئتِ اعتدالیہ کا تقاضا کرتی ہے۔ اگر باقی کا نافرمانی کی حد تک پہنچ جانا آڑے نہ آجائے فِطْرَتَ اللّٰہِ الخ (۳۰:۳۰) اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اشارہ اسی ہیئت کی طرف ہے۔ اور اس ہیئتِ اعتدالیہ کے لئے ملکات ہیں اور احوال و افعال ہیں اور اس کے لئے کاسبات (یعنی مخصوص طریقے جن سے وہ حاصل ہوں) ہیں اور منقصات ہیں (جیسے وہ کام جو اس ہیئتِ اعتدالیہ میں نقص پیدا کر دیں) اور ان منقصات کے کفارات بھی ہیں (جیسے اس ہیئتِ اعتدالیہ میں جو نقص واقع ہوا اس کی تلافی کے طریقے) اور یہ قصہ اس سے مشابہت رکھتا ہے کہ

[1] حاجتِ طاریہ یعنی اور ہنگامی ضرورت جو جسم پر آپڑے۔ ایک دم مرض آ پہنچے کہ کوئی بچہ سمجھا سکتا ہے کہ ان کی پستان میں دودھ اترتا ہے اور اس کے حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس کو منہ میں لے کر اس طرح کھینچے اور دودھ پیتا رہے۔ لیکن جب اس پر ضرورتِ غذا طاری ہوئی تو الہام ربانی نے اس کو [illegible] سب کچھ بتا دیا۔ اسی پر [illegible] قیاس کر لیجئے ہر حیوان کا میلان [illegible] تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ اسی لئے یہ فرمایا [illegible] این قصہ بسیں دراز است [illegible] ۱۲ مترجم

صاحب طب می‌دانستہ شد کہ برائی ہیئت
اعتدالیہ کہ مسمّے بصحت است اسباب
است و منقصات است پس امر یکنند
و نہی بنماید چون در ازل الآزال خدا
تعالےٰ جمیع مقتضیات نوعیہ را تقدیر
نمود در ذیل آن بمقتضے حکمت طلب
شد کہ ہیئت اعتدالیۂ نفسانیہ کہ
در شرع مسمّے بفطرۃ است و ملکات
و احوال کہ ازان مے خیزد و کواسب و
منقصات او معین فرماید و آن را
شریعت بنی آدم گویند بعض اشیاء
را واجب ساخت و بعض آنرا مندوب
و مباح و مکروہ و حرام و تعلیم آن بشر
را نے باشد مگر شبیہ بالہامات جبلیہ و
قابل تعلیم بے واسطہ نے شد الّا اعدل
انسان باعتبار قوتے نفسانیہ آن
شرع واحد است تغیر و تبدیل را دران راہ
نیست لیکن قابل آن است کہ بوضع خاص
مقید گشتہ مانند آنکہ طبیب برائے صحت
آدمی نسخہ خاص بعد ملاحظہ سن و فصل
و بلد معین مے نماید از ہمان جنس
منصات دین را شرعۃ و منہاج
گویند قال تعالیٰ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ
مِنْهَاجًا۔

نکتۂ دوم۔ گمان مکن کہ ارسال رسل
فرستادن پیغامبر است از بالا بپست
یا از مشرق بمغرب یا از بلدے بہ بلدے
بلکہ معنے ارسال رسول از جانب حق
جل وعلا آن است کہ ارادۂ الٰہیہ متعلق شود بآنکہ

ایک ماہر طبیب جانتا ہے کہ ہیئت اعتدالیہ جس کو صحت کہتے ہیں
اس کے قائم رکھنے کے لئے کچھ اسباب ہوتے ہیں اور کچھ منقصات
(یعنے صحت کو ناقص کرنے والی چیزیں) ہوتی ہیں اس لئے وہ
امر کرتا ہے (ان باتوں کا جو اعتدال مزاج کو قائم رکھتی ہیں) اور
نہی کرتا ہے (منقصات سے)۔ جب ازل الآزال میں خدا تعالے
نے تمام مقتضیات نوعیہ کے اندازے مقرر فرمائے تو ان کے ذیل
میں بمقتضائے حکمت ضروری ہوا کہ ہیئت اعتدالیہ نفسانیہ کو جس کو
شرع میں "فطرت" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور اس کے ملکات
(یعنے خصائل راسخہ) کو اور ان احوال کو جو ان ملکات سے ابھرتے
ہیں اور ان کے کواسب کو (یعنے ان طریقوں کو جن سے وہ ملکات
حاصل ہوں) اور ان کے منقصات کو (جو ان ملکات یا ہیئت اعتدالیہ
کو خراب کرنے والے ہیں) معین فرمادیں اور اس کو شریعت بنی
آدم کہتے ہیں (چنانچہ) بعض اشیاء کو واجب کیا اور بعض دوسری
چیزوں کو مستحب اور مباح و مکروہ و حرام۔ اور اس کی تعلیم بشر
کو نہیں ہوتی مگر الہامات جبلیہ کے مشابہ ہو کر، اور بے واسطہ تعلیم
کے قابل کوئی نہیں ہوتا بجز ایسے انسان کے جو قوائے نفسانیہ
(بہیمیت و ملکیت) کے اعتبار سے پورے اعتدال پر ہو۔ اور وہ
شرع واحد ہے اس میں تغیر و تبدل کبھی نہیں ہو سکتا لیکن
قابل کا کام یہ ہے کہ وہ احکام (واجب، مستحب، مباح، مکروہ،
حرام) کو خاص (مناسب) موقعوں کے ساتھ مقید کرے جیسا کہ
طبیب کسی شخص کی صحت کے لئے اس کی اور موسم اور خاص
شہر کی آب و ہوا کے پیش نظر بہت سے مختلف نسخوں میں سے ایک نسخہ
تجویز کرتا ہے۔ اور اس کو شرعۃ و منہاج کہتے ہیں (لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ
شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا (۵: ۴۸) تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے
خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی)

نکتۂ دوم۔ یہ گمان نہ کیجیے کہ ارسال رسل کے معنے مثلاً
کو اوپر سے نیچے یا مشرق سے مغرب کو، یا ایک شہر سے دوسرے شہر
میں بھیجنا ہیں۔ بلکہ اللہ جل شانہ کی طرف سے رسولوں کو بھیجنے
کے معنے یہ ہیں کہ ارادۂ خداوندی کا تعلق اس امر سے ہو جانے کہ

شریعت را بجمهور بنی آدم بدهند تا صلاح ایشان
بشود و از مشهورات ذائعه گردد و عقل و قوای
ایشان بآن علم حق ممتلی شود تا سبب حدوث
ارادهٔ افعال خیر و کف از سیئات گردد و رب
بسیار که در میان بنی آدم انواع شرک و مظالم
شائع گردد و دفع شرک و مظالم ایشان
ایشان بدون پیغامبرے که مؤید از جانب
قدس باشد میسر نباشد یا قومے از مبغوضین را وقت
عقوبت و اجل آن در رسد و مصلحت نباشد
که سنگ از آسمان اندازند یا بصیحه هلاک
نمایند بلکه مصلحت ارسال رسولے باشد صاحب
شوکت که آن عزیز بمنزلهٔ جبرئیل واسطهٔ تعذیب
آن جماعه ملعونه گردد و لیکن این علم و این داعیه
را همه افراد انسان قابل نیستند بلکه قابل آن
آمدن افراد و اشخاص آن بملأ اعلی می
توانند شد و همه اوقات قابل ظهور امر حق
نیست بلکه حکمت الٰهیه پیش از وجود افراد
معین میکند فردے را و مشخص میسازد
تشخص را چون آن زمان در رسد آن
فرد بوجود آید نفس قدسیه آن فرد
معتدل را برگزیند و اصطناع فرماید که
وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي و آن شرع در
دل او ریزد و جمیع قوائے عقلیه و قلبیه
آن فرد معتدل را مسخر خود نماید
و امتے گرد وے جمع کند و او را
منصب ارشاد و تعلیم کرامت فرماید
و ایشان را توفیق تعلم و استرشاد
بخشد و این داعیه را در میان ایشان
شائع گرداند بدان ماند که

شریعت کو وہ تمام بنی آدم جان لیں تاکہ ان کی اصلاح ہو جائے اور
خوب مشہور اور شائع ہو جائے اور لوگوں کی عقل اور قوی
اس علم حق سے بھر جائیں تاکہ یہ بہت سے نیک لوگوں کے حق میں
نیک کاموں کے کرنے کا ارادہ پیدا ہو جانے کا اور برے کاموں
سے باز رہنے کا سبب بن جائے۔ یا بنی آدم کے درمیان بہت
سی قسموں کے شرک اور مظالم شائع ہو جائیں اور ان کا دفع
ہونا ایسے پیغمبر کے بغیر جو عالم علوی کا تائید یافتہ ہو میسر نہ
ہو سکے۔ یا مبغوض قوموں میں سے کسی قوم پر عذاب کا وقت
اور اس کی مدت مقدرہ آ پہنچے اور یہ مصلحت نہ ہو کہ آسمان
سے پتھر برسا کر یا سخت آواز سے ہلاک کریں بلکہ یہ مصلحت ہو کہ
ایک صاحب شوکت پیغمبر بھیجا جائے کہ وہ صاحب عزت شخص
بمنزلہ جبریلؑ اس جماعت ملعونہ کو عذاب دینے کا ذریعہ بن جائے اور اس علم
اور اس داعیہ کے قابل تمام افراد انسان نہیں ہیں بلکہ ان میں
سے وہ فرد ہو سکتا ہے جو سب سے زیادہ اعلیٰ جواہر رکھنے میں
کی ترتیب قلبیہ و قوت بہیمیہ نہایت اعتدال پر ہو رہا) اور سب سے
زیادہ (صفائے باطن بہ سبب نفس کی وجہ سے) ملائکہ مقربین سے
مشابہت رکھتا ہو۔ اور امر حق کے ظہور کے قابل تمام اوقات
نہیں ہوتے، بلکہ حکمت الٰہیہ افراد کے وجود میں آنے سے پہلے
ہی ایک فرد کو معین کر لیتی ہے اور ایک زمانہ کو مشخص کر دیتی
ہے۔ جب وہ زمانہ آ پہنچتا ہے اور وہ فرد (حسب مشیت الٰہی)
وجود میں آ جاتا ہے تو اس فرد معتدل کے نفس مقدس کو اپنے
لئے انتخاب فرما لیتی ہے وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي (۲۰: ۴۱) اور
میں نے تم کو اپنے لئے منتخب کیا! اور اس شرع کا فیضان
اس کے دل پر فرما دیتے ہیں اور اس فرد معتدل کے تمام قوائے
عقلیہ اور قلبیہ کو اپنا تابع بنا لیتے اور ایک امت کو اس کے
گرد جمع کر دیتے ہیں اور اس کو منصب ارشاد و تعلیم عطا
فرماتے ہیں اور ان (امتیوں) کو (اس کی) تعلیم و رشد حاصل
کرنے کی توفیق بخشتے ہیں اور اس داعیہ (حصول علم و رشد)
کو ان لوگوں کے درمیان شائع کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ

پس محدَّث باشد و فراست او موافق وحی اللہ
و انواع کرامات و مقامات کہ آن کمال نفس او
باعتبار قوت عاملہ شناخت شود ودرین عزیز
موجود باشد لابد صورت خلیفہ چنان باید کہ موافق
باشد بصورت پیغامبر اگر پیغامبر بادشاہ است
خلیفہ لامحالہ بادشاہ خواہد بود اگر پیغامبر عالم است و
زاہد لابد خلیفہ ہمان صفت خواہد بود در پیغامبر
خصوصیت صورت از پیغامبری خارج است ودر
خلیفہ خصوصیت صورت داخل خلافت است کہ تشابہ
صورت و معنے ہر دو استحقاق نام خلیفہ پیدا
کردہ است چنانکہ فصل از عوارض جنس است
و داخل در نوع و چنانکہ خاصہ از عوارض ماہیت
نوعیہ است و از صفات نفسِ صنف و دوران
حکم بر علتے کہ مظنہ مصلحتے باشد مقتضی حکمت
است کہ بعموم مصلحت تعلق دارد و خصوصیت آن
علت مقتضی شریعت است کہ بخصوص مظنات
تعلق دارد و شبہہ نیست کہ پیغامبر صلے اللہ
علیہ وسلم چون داعیہ الہیہ در نفس او ریختہ
شد و تنہا بود و برائے او اعوان و
انصار مطلوب شد تا در حیات پیغامبر اعانت
او کنند و بعد از وفات او واسطہ باشند
درمیان پیغامبر و امت چون در ازل
الآزال در مرتبہ قدر پیغامبر و امت او
متمثل گشت جمعے کہ واسطہ بودند در تاثیر
پیغامبر در امت خود باعتبار مناسبت جبلیہ
و افعال صادرہ از ایشان چنانکہ
پیغامبر بوصف پیغمبری در آن جا
متعین شد این جماعہ بوصف
خلافت متمثل شدند

محدَّث (مُلہَم) ہوگا اور اس کی فراست وحی کے موافق پڑے اور
بہت قسم کی کرامتیں اور مقامات جن سے اس کے نفس کا کمال
باعتبار قوت عاملہ کے پہچانا جاسکے اس عزیز میں موجود ہوں گی تو
لازمی طور پر یہ ہونا چاہیے کہ خلیفہ کی صورت موافق ہو پیغمبر کی
صورت کے، پیغمبر اگر بادشاہ ہے تو خلیفہ بھی ضرور بادشاہ ہوگا،
اگر پیغمبر عالم اور زاہد ہے تو ضروری ہے کہ خلیفہ بھی اسی صفت
پر ہوگا۔ پیغمبر میں تو صورت کی خصوصیت پیغمبری سے خارج
ہے کہ خلیفہ کے حق میں صورت کی خصوصیت خلافت میں داخل
ہے کہ صورت و معنی دونوں میں مشابہ ہونے کی وجہ سے ہی
اسے خلافت کے لقب کا استحقاق حاصل ہوا ہے جس طرح کہ
"فصل" جنس کے عوارض میں سے ہوتی ہے (اور جنس کی ماہیت
میں داخل نہیں ہوتا) اور (وہی فصل) نوع میں داخل ہوتا
ہوتا ہے۔ اور جس طرح کہ "خاصہ" ماہیت نوعیہ کے عوارض
میں سے ہے اور صنف کی صفات نفسیہ میں سے ہے اور دوران
حکم ایسی علت کا جو مظنہ ہو کسی مصلحت کا وہ ایسی حکمت
کا مقتضی ہوتا ہے جس کا تعلق عموم مصلحت سے ہوتا ہے اور
اس علت کا مقتضی (یعنی مقتضی عموم مصلحت) کا خصوص شریعت ہے
جو ان مظنات (عموم مصلحت) کو خاص کرنے سے تعلق رکھتی
ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب داعیہ الٰہیہ جناب
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے نفس میں ڈالا گیا تو آپ تنہا تھے
اور آپ کے لئے اعانت و مدد کرنے والے مطلوب ہوئے تاکہ
پیغمبر کی حیات میں ان کی اعانت کریں اور ان کی وفات کے
بعد واسطہ بن جائیں پیغمبر اور امت کے درمیان۔ جب ازل الآزال
میں مرتبہ قدر میں پیغمبر اور ان کی امت مثالی صورتوں میں
نمایاں ہوئی تو (ان صورتوں میں سے) ایک جماعت پیغمبر کی
تاثیر کے امت تک پہنچنے کے لئے متمثل واسطے تھی تدریجی
طبعی مناسبت اور افعال کی وجہ سے جو ان سے صادر ہونے
والے تھے۔ جس طرح کہ پیغمبر بوصف پیغمبری اس مرتبہ میں
متعین ہوا (اسی طرح) یہ جماعت بوصف خلافت متمثل ہوئی۔

این معنے در ازل الآزال برائے ایشان نوشتہ اند
و در خارج بجہان معنے بروزی کار آمد و بعد انتقال
جانب اعلیٰ در صحیفۂ نفس ایشان منتقش ماند و ما
احسن ما قیل فی ہٰذا اللطیفہ ۔ دولت ز ازل آمد تا
روز ابد پاید ۔ چون شکر گزارد کس این دولت سرمد را
چون خلافت ظاہرہ و باطنہ مجتمع شود آن را خلیفہ
خاص گوییم و خلافت خاصہ مرتبہ ایست از ولایت
و آن مرتبہ اشبہ مراتب ولایت است بنبوت
و علمائے امت کہ حکمت الٰہیہ ایشان را در ترویج
دین محمدی علیٰ صاحبہ الصلوات والتسلیمات و
تجدید شریعت او قائم فرمودہ صاحب مراتب اند
و خلافت خاصہ جامع این ہمہ مراتب است آری
است حقیقت خلافت خاصہ چون مفہوم خلافت
خاصہ منقح شد حالا مستفرد احوال و اقوال خلفاء
باید کرد و صور قصہا با ملاحظہ آن احتمال باید نمود
و از قصص کثیرہ یک معنے مشترک طلب باید نمود تا واضح
شود کہ این جماعہ بآن متصف اند و آیات قرآن
را و احادیث پیغامبر را و آثار سلف صالح را تتبع باید
فرمود تا در تنقیح معنے خلافت و اثبات لوازم
آن در اشخاص معینہ مدد فرماید۔

مقدمہ چہارم آنچہ تقریر کردیم معنے خلیفہ
خاص پیغامبر بود مطلقاً الحال میخواہیم کہ بیان
کنیم خلیفۂ خاص پیغامبر را صلی اللہ علیہ وسلم
بحسب صورت بچہ اوصاف میباید کہ متصف
باشد بدانکہ پیغامبر ما صلی اللہ علیہ وسلم افضل انبیاء
بود و شریعت او افضل شرائع الٰہیہ و کتاب
نازل بر وے افضل کتب سماویہ و پیغامبران
گاہے بصورت پادشاہان بروز میکردہ
مانند حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام

چونکہ یہ معنے ازل الآزال میں ان کے لئے لکھے جاچکے ہیں تو خارج
میں بھی اس معنے کا ظہور ہوا اور انتقال کے بعد بھی وہی امور
ان کے نفس کے صحیفہ پر نقش ہو کر رہ گئے اور اس معنے میں کیا
خوب کہا گیا ہے ع دولت ز ازل آمد ... الخ یعنے تیرا دور ازل
سے آیا ہے اور ابد تک قائم رہے گا۔ اس ہمیشہ رہنے والی دولت
کا شکر کوئی کیسے ادا کرے۔ جب خلافت ظاہرہ اور باطنہ جمع
ہو جائیں تو ہم اس کو خلیفہ خاص کہتے ہیں اور خلافت خاصہ ولایت
کا ایک مرتبہ ہے اور وہ مرتبہ ولایت کے مراتب میں سب سے زیادہ
نبوت سے مشابہت رکھتا ہے۔ اور علمائے امت کہ حکمت الٰہیہ نے
ان کو دین محمدی علیٰ صاحبہا الصلوات والتسلیمات کو رواج دینے
اور آپ کی شریعت کی تجدید کے لئے قائم فرمایا صاحب مراتب
ہیں اور خلافت خاصہ ان تمام مراتب کی جامع ہے۔ یہ ہے حقیقت
خلافت خاصہ کی۔ جب خلافت خاصہ کا مفہوم منقح ہو گیا تو اب
خلفاء کے احوال و اقوال کا بنظر غائر مطالعہ کرنا چاہئے۔ اور (خلفاء
کے) قصوں کی صورتوں سے ان قصوں کی روح کو بانظر خیال کی طرف
منتقل کرنا چاہئے اور بہت سے قصوں سے ایک مشترک حقیقت کے
کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ واضح ہو جائے کہ یہ حضرات اس صفت
(خلافت خاصہ) سے متصف ہیں۔ اور آیات قرآن اور احادیث
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین کے آثار کا تتبع کرنا
چاہئے تاکہ معنے خلافت کی تنقیح میں اور اشخاص معینہ میں اس کے
لوازم کا ثبوت حاصل ہونے میں مدد مل جائے۔

مقدمہ چہارم جو کچھ ہم نے تقریر کی ہے وہ مطلقاً کسی پیغمبر کے
خلیفہ خاص کے معنے پر تھی اب ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ خاص کے لئے بحسب صورت
کیا اوصاف ہونے چاہئیں جن سے کہ وہ متصف ہو۔ جاننا چاہئے
کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم افضل انبیاء تھے اور آپ کی شریعت
تمام شرائع الٰہیہ سے افضل اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب
تمام کتب سماویہ سے افضل ہے۔ اور پیغمبر کبھی بادشاہ ہونے کی صورت
میں نازل ہوتے ہیں مانند حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے

وگاہی بصورت احبار مانند حضرت زکریا علیہ السلام
وگاہی بصورت زہاد مانند حضرت یونس و
حضرت یحییٰ علیہما السلام و در ہر صورتے خدا
تعالیٰ ایشان را جاہے وغلبۂ عزتے کرامت می
فرمود وامت را توفیق انقیاد عطا می نمود آن
غلبۂ آن انقیاد بمنزلۂ بدن گمی انسان بود
وعنایت الٰہی درمیان بمنزلۂ نفس ناطقہ چنانکہ
بدن آشیانۂ نفس می باشد صورت این غلبہ
وعزت وجاہ وآن انقیاد قوم وپیغمبران ایشان پیش
بدن نبوت است وعنایت الٰہی وفتح مبین کہ اِنَّا
فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ روح
نبوت گویا حقیقت نبوت در پس پردہ حرکت
می فرماید مانند ظہور حرکت باد در ضمن حرکت
شیر وماہی کہ از اثواب میسازند ما ہمہ شیران
ولے شیر علم حملہ شان از باد باشد دمبدم و ظہور
نبوت بہترین پیغامبران جمیع بود و بادشاہی و جبروت
و زہد پس صورت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
آمدن مسلمین ابو گرد وی صلی اللہ علیہ وسلم این حقیقت
در مکہ متزائد شدن گرفت تا آنکہ صورت اتباع بہم
رسید مانند رئیس مدینہ از مدن یا قریہ از قریہ
بعد از آن مامور شدند بہجرت و مسلمین از ہر طرف
متوجہ گشتند بہجرت و تہیہ اسباب جہاد پدید آمد و بعد
ریاست و جمع فوج و فرمان روائی از من آغاز
گرفت تا آنکہ فتح مکہ بوقوع آمد و وفود
عرب از ہر طرف بخدمت آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شتافتند
وسورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ

اور کبھی احبار (متبحر علماء) کی صورت میں مانند حضرت زکریا علیہ
السلام کے اور کبھی زاہدوں کی صورت میں مانند حضرت یونس
و حضرت یحییٰ علیہما السلام کے اور ہر صورت میں خدا تعالیٰ نے ان
کو ایک جاہ اور غلبہ اور عزت عطا فرما رہا ہے اور امت کو
ان کی فرمانبرداری کی توفیق بخشا رہا ہے۔ وہ غلبہ اور وہ
اطاعت اس مرتبہ میں تھی جیسے ایک انسان کا گوشت پوست
سے بنا ہوا بدن ہوتا ہے اور اس کے اندر عنایت الٰہی نفس
ناطقہ کے مرتبہ میں جس طرح کہ بدن آشیانہ ہوتا ہے نفس کا
اسی طرح پیغمبروں کے اس غلبہ اور عزت وجاہ اور ان کی
قوم کی اطاعت و فرمانبرداری کی صورت نبوت کا بدن ہے
اور عنایت الٰہی اور فتح مبین جس کی طرف اس آیت میں اشارہ
ہے نبوت کی روح ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا الخ یوں سمجھئے کہ
حقیقت نبوت پس پردہ حرکت فرما رہی ہے جس طرح
ہوا کی حرکت کا ظہور ہوتا ہے شیر اور مچھلی کی حرکت کے ضمن میں
جو کپڑوں سے بنائے ہیں (اور مکان کی سب سے بلند منزل پر ہوا
کا رخ معلوم کرنے کے لئے لگا دیتے ہیں) سے ما ہمہ شیران الخ
ہم سب شیر ہیں مگر جھنڈے کے شیر جن کو دمبدم ہوا سے جنبش
ہوتی رہتی ہے۔ اس پیغمبر کی نبوت کا ظہور جو تمام پیغمبروں سے
بہتر ہے جامع ہوگا بادشاہی کا اور جبروت یعنی تبحر علم کا
اور زہد کا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی صورت
ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد مسلمانوں کا جمع ہونا
یہ حقیقت مکہ میں ترقی پذیر ہونا شروع ہوئی یہاں تک کہ اتباع ہونے
کی صورت اس حد تک پہنچی جیسا کہ شہروں میں سے کسی شہر کا یا
قریات میں سے کسی قریہ کا رئیس ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپ کو ہجرت
کا حکم ہوا اور مسلمانوں کو بھی ہر جانب سے ہجرت کی توفیق ملی
اور جہاد کے سامان فراہم ہونے لگے اور یہ ریاست اور فراہمی
فوج اور فرمانروائی کے ترقی پذیر ہوتے یہاں تک کہ فتح مکہ
وقوع میں آگئی اور ہر طرف سے عرب کے وفود آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں دوڑ پڑے اور سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ

وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ
اللّٰهِ اَفْوَاجًا نزول یافت و در غزوۂ تبوک
چہل ہزار کس و در روایتے ہفتاد ہزار کس در رکاب آن
جناب صلی اللہ علیہ وسلم حاضر بودند و در حجۃ الوداع
صد ہزار و بیست و چہار ہزار کس بملازمت آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم حاضر شدند و یمن و تہامہ و نجد و
بعض نواحی شام در تصرف شے صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم داخل شد و جزیہ و زکوٰۃ از ان بلدان مے
گرفتند و عاملان آنجناب در ہر مکان نشستند تا
آنکہ صورت سلطان نامیہ از دائی پیدا شد چنانکہ
جسم طفل در جمیع اقطار در ضمن نمو متزاید میگردد
و ہر نمو قوی نفس ناطقہ تکامل میشود ہمچنان برکات
نبوت و لیکن رسالت منقطع می شد و در آن
صورت یک پایہ از ترقی باقی ماندہ بود کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم برفیق اعلیٰ انتقال فرمود
و آن ہیئت ذوالقرنین است کہ جمیع بادشاہان
را مطیع خود ساخت و طرفے فرمانروائی بر ہمہ
افراخت و این پایہ را بعرف بادشاہان پیشین شاہنشاہی
میگفتند و خدای تعالیٰ آنحضرت را صلے اللہ علیہ
وسلم باین ترقی بشارات متواترہ نواخت
شے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرات بسیار کرامات بشنید
آن را ظاہر فرمود و چون ندای یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ
ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ در رسید آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم لبیک اجابت گفتند خدای تعالیٰ آن موعود
را بدست خلفاء منجز گردانید و فارس و روم را کہ تمام زمین
بلکہ ایشان بود بدست ایشان فتح ساخت و خزائن
ہر دو بمسلمانان داد و ہمہ را بپای آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نہادند نعمت کامل شد و در ضمن این ترقیات حقیقت نبوت منتشر
گشت مضمون هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ

نازل ہوئی۔ اور غزوۂ تبوک میں چالیس ہزار شخص اور ایک روایت
میں ستر ہزار اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر رکاب
حاضر تھے اور حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار اشخاص آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ظل عاطفت میں حاضر تھے اور یمن اور
تہامہ و نجد اور بعض شام کے علاقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے تصرف میں داخل ہو گئے اور ان شہروں سے جزیے اور زکوٰۃ
وصول کیا جاتا تھا اور آپ کے عامل ہر مقام میں تعینات ہو گئے
یہاں تک کہ وہ صورت پیدا ہو گئی جو ایک علاقہ کی بادشاہی کی
ہوتی ہے۔ جیسا کہ بچے کا جسم جب نشوونما پر ہوتا ہے تو تمام اطراف
میں سے بڑھا کرتا ہے اور ہر لحظہ نفس ناطقہ کی قوتیں کمال پذیر
ہوتی رہتی ہیں۔ اسی طرح نبوت کی برکتیں برابر بڑھتی رہیں۔ اور
اس صورت میں ترقی کا ایک مرتبہ باقی رہا ہوا تھا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرما گئے اور
وہ (باقی ماندہ مرتبہ) ذوالقرنین کی ہیئت کا ہے کہ انہوں نے
تمام بادشاہوں کو اپنا مطیع بنایا اور فرمانروائی کا جھنڈا سب
پر بلند کیا تھا اور اس مرتبہ کو پہلے بادشاہوں کے عرف میں شاہنشاہی
کہتے تھے اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی
ترقی پر متواتر بشارتوں سے نوازا اور آنجناب علیہ الصلوات والتسلیمات
نے بہت دفعہ اور بے شمار مرتبہ اس کو ظاہر بھی فرمایا اور جب
ندا یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ الخ (ربّ کے نفس مطمئنہ اپنے
رب کی طرف واپس چل) پہنچی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے قبول فرماتے ہوئے لبیک کہا تو خدا تعالیٰ نے اس وعدہ کو
خلفاء کے ہاتھوں پر پورا کیا اور فارس اور روم کو کہ تمام روئے
زمین ان کی ذیل داری میں تھی ان کے ہاتھوں پر فتح کرایا اور ان دونوں
کے خزانے مسلمانوں کو دیئے اور وہ سب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے متاثرات کے پلے میں رکھدیئے اور نعمت کامل کر دی
گئی اور ترقیات کے ضمن میں حقیقت نبوت بہت کشادہ و پھیلی
ہوئی ہو گئی اور اس آیت کا مضمون عیاں ہو گیا هُوَ الَّذِیْ
اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ (۹:۳۳) وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو

بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین
کله بکمال پیوست والحمد لله رب العالمین
تا اما صورت جبریه آن بود که آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در وقتے پیدا شدند
که عرب کلهم شعار بت پرستی داشتند
و دو رسم انبیاء سابقین بالکلیه فراموش
نموده و از معاد ایشان را خبرے نه
از مبدأ در میان ایشان ذکرے نه ظلم
بر یکدیگر آئین ایشان بود و حلال
و حرام نمے دانستند پس حق سبحانه
و تعالیٰ آنحضرت را صلی اللہ علیہ
وسلم مبعوث فرمود و بہترین کتب
الٰہیہ بر وے صلی اللہ علیہ وسلم
نازل فرمود و بانواع بکلام ونکمۂ انطاق
فرمود که وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى و جماعۂ را
موفق گردانید بحفظ علم و رشد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تا همین کتاب اللہ را
خواندند و احادیث علم و احکام را یاد گرفتند
تا حدے که بادیه نشینان اعراب وقت
گشتند باز در میان امت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حفظ این میسر
فرمود و در هر عصرے جمعے را
بقراءت قرآن توفیق بخشید و جمعے
را بتفسیر قرآن میسر ساخت وطائفه
را بروایت حدیث ممتاز گردانید
و قومے را بفتویٰ و قضاء قائم نمود
و در هر زمانے خلف را

ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے
والحمد للہ رب العالمین۔ اب صورت جبریہ (یعنی اضافہ
علوم کی وضاحت کی جاتی ہے جو) یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ایسے وقت میں پیدا ہوئے کہ سب عرب کا
شعار بت پرستی بنا ہوا تھا۔ انبیائے سابقین کے طور طریقے و
کلیۃً فراموش کر چکے تھے۔ (ان کو معاد کی خبر تھی (یعنی اس زندگی
حیات کے بعد پھر کیا گزرے گی اور لوٹ کر کہاں جانا ہوگا)-
اور نہ ان کے درمیان مبدأ کا کوئی ذکر تھا (کہ ہمارا خالق کون
ہے ہمارے جسم کی ابتداء کیسے ہوئی کس نے جسم کو اور روح
کو پیدا کیا اور روح کو کس نے جسم میں داخل کیا) ان کا آئین یہ تھا
کہ ایک دوسرے پر ظلم کرتے رہیں۔ حرام وحلال کی انھیں کچھ
خبر نہیں تھی۔ پھر حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو مبعوث فرمایا اور کتب الٰہیہ میں کی بہترین کتاب ان
سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی جس کو آپ نے
بہترین کلام اور طرح طرح کی صنعتوں پر کلام فرمایا جیسا کہ ارشاد
باری ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى الخ (۵۳:۳) اور وہ
آپ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں ان کا ارشاد
تو نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے؛ اور ایک جماعت کو اللہ
تعالیٰ نے توفیق بخشدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
علم و تلاش کے ارشادات محفوظ رکھنے کی۔ اسی وجہ سے ان لوگوں
نے کتاب اللہ کو پڑھا اور احادیث علم و احکام کو یاد کر لیا اس
حد تک کہ وہ جنگلوں میں رہنے والے عرب کے تیر عالم بن گئے
پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اس بہتر (یعنی
کتاب اللہ وتعلیم نبوی) کی (اسی طرح) حفاظت فرمائی کہ ہر
زمانہ میں ایک جماعت کو قراءت قرآن کی توفیق بخشی اور
کچھ لوگوں کو تفسیر قرآن کی توفیق عطا ہوئی اور ایک گروہ
کو روایت حدیث سے ممتاز فرمایا اور ایک قوم کو فتویٰ
اور قضاء پر قائم کر دیا اور ہر زمانہ میں خلف کو سلف سے علوم

ملے دنیا میں سیکڑوں نبی گذرے مگر کسی کی امت کو سوائے امت محمدی کے یہ توفیق عطا نہیں ہوئی کہ اپنے نبی کے ارشادات کی باقاعدہ حفاظت کرے۔ مترجم

توفیق اللہ از تکلف دادہ اگر کسے دل
دانا داشتہ باشد بداند کہ انہار الحیوۃ از منبع
قلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منفجر
شدہ است وآن را جداول وانہار پدید
آمد مسلمین شرقاً وغرباً ازان جداول و
انہار حصہ یافتہ اند و ہمین معنے در روز
حشر متمثل بکوثر خواہد شد ماءہ ابیض
من اللبن واحلیٰ من العسل آوانیہ
کعدد نجوم السماء پیش از بعثت آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیچ چیز
ازین قبیل موجود نبود و بعد بعثت
از میان قلب مبارک وے صلی اللہ
علیہ وسلم چشمہ جوشید و تمام آفاق رسید
در ضمن این تعلیم و تعلم وحفظ آن
شریعت حقہ کہ در عنایت اول ثابت
بود و در صدور ملائکہ متمثل گشتہ نزول
فرمود و منتشر شد این را قیاس عقل
نتوان گفت از شدت ظہور مکابرۃ العین
باید شمرد و ترقی در صورت حیرت نیز مراتب دارد
تا ہنگامیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ
تشریف داشتند اکثر علوم جلیہ کہ روز وشب بر
قلب مبارک او باران صفت نزول میفرمود
ہمہ توحید عبادت بود و دانستن معاد و قصص
انبیاء سالفہ صلوات اللہ علیہم اجمعین چون
بمدینہ رسیدند و باران علم کشادہ تر شد پس
بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احکام ارتفاقات
مفصل تر نازل گردید و آنجناب فریضہ ادای
صلوٰۃ و زکوٰۃ و صوم و حج و واجبات و منہیات نکاح
وبیع وطریقہ سیاست مدنی و آداب صحبت اہل الفہ

اللہ کی طرف سے ان کو توفیق دی۔ اگر کوئی دل دانا رکھتا ہوگا تو وہ جان
لے گا کہ آب حیات چشمۂ قلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
جاری ہوئے اور اس سے بہت سی نہریں اور کوئیں ظہور میں
آگئیں اور مسلمانوں نے مشرق سے مغرب تک ان نہروں اور
کوئوں سے حصہ حاصل کیا اور یہی حقیقت روز حشر میں بصورت
کوثر متمثل ہوگی (جس کے بارے میں ارشاد ہے کہ) اس کا
پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس کے
ظروف اتنے ہیں جتنے آسمان پر ستارے۔ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کوئی چیز اس نوع وانداز کی موجود
نہیں تھی۔ دینیہ علوم و تعلم کی اشاعت کبھی اس طرح نہیں ہوئی
بعد بعثت کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے ایک
چشمہ نے جوش مارا اور تمام عالم میں پہنچ گیا اس تعلیم و تعلم
اور اس حفظ کے ضمن میں وہ شریعت حقہ جو پہلی عنایت میں یعنی
اعیان ثابتہ میں بترتیب استعداد قدرت میں بصورت محمدی صلے
اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہوئے اور نبوت و شریعت کا متمثل ہونا
ثابت ہو چکا تھا اس نے ملائکہ (ملائکہ مقربین) کے سینوں
میں متمثل ہو کر نزول فرمایا اور عالم میں پھیل گئی۔ اس کو عقل
کا قیاس نہیں کہہ سکتے۔ اس کو شدت ظہور کا نتیجہ جو آنکھوں
دیکھی بات شمار کرنی چاہیے۔ اور ترقی بصورت حیرت بھی کئی
مرتبے رکھتی ہے۔ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف
رکھتے تھے اکثر علوم جلیہ دن رات آپ کے قلب مبارک پر بارش
کی طرح نازل ہوتے رہتے تھے وہ سب توحید عبادت اور علم
معاد اور انبیاء سابقین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے قصص
تھے۔ جب آپ مدینہ میں پہنچے تو آپ کا دامن علم بہت کشادہ
ہو گیا اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احکام ارتفاق (دینی
حکمتیں) بہت مفصل نازل ہوتے تھے اور آنجناب نے نماز ادا
کرنے اور زکوٰۃ دینے اور روزے رکھنے اور حج ادا کرنے کے طریقے
اور واجبات و منہیات نکاح و خرید و فروخت کی وضاحت اور
سیاست شہری کے اصول اور باہمی میل جول کے آداب الفت و

بیان فرمودند بعد این دو مرتبہ مرتبہ سیوم کہ
آخر مرتبہ ہجریت است باقی ماند و این مرتبہ
سیوم دو قسم است قسمی آنست کہ بحضور پیغامبر
می توانست بوجود آمد بنوعی از عسر لیکن مشیت
الٰہیہ آن را موخر داشت تا خلفاء را صفت خلافت
در ہجریت تمام شود و آن جمع قرآن است از
عسب و لخاف و صدور رجال تا در میان الدفتین
مجموع شد و بہمان ہیئت اجتماعیہ در آفاق شیوع
یافت و دروازہ حفظ قرآن بر کافہ مسلمین
مفتوح گردید و قسمی آنست کہ بحضور حضرت پیغامبر
صلی اللہ علیہ وسلم ممکن نبود کہ بوجود آید لابد
بعد وے صلی اللہ علیہ وسلم متحقق شود و آن تفتیش
احکام آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہنوز
در میان مردم شائع نگشتہ بود خلفاء آن را تفتیش
نمودند و از صدور رجال برآوردند و حکم بر آن
فرمودند و بسبب حکم ایشان ذائع شد و نیز
بعض نصوص محتمل معنے شتے بود و تعیین معنے
مراد مشکل می شد خلفاء تعیین معنے مراد کردند
باستنباط خفی کہ خلفاء اجماع اہل حل و عقد بر آن
گرویدند و طریق اجتہاد در مابین نصوص شارع علیہ السلام
نشود ممہد کردند و طریق روایت حدیث و احتیاط
در آن محکم ساختند و این مرتبہ آخر ہجریت بسعی خلفاءؓ
تمام شد و بدین سبب واسطہ از پیغامبر صلی اللہ
علیہ وسلم ست کہ قرآن نبود زیرا کہ ہرچہ
از پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم
استفادہ کردہ شود آن داخل
سنت تواند بود یا کتاب
پس پیغامبر ما را صلی اللہ
علیہ وسلم خلیفہ باید کہ جمع

بیان فرمائے۔ ان دو مرتبوں کے بعد تیسرا مرتبہ جو کہ ہجریت کا
آخری مرتبہ ہے باقی رہ گیا۔ اور یہ تیسرا مرتبہ دو قسم پر ہے۔
ایک قسم تو وہ ہے جو کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور
میں بھی وجود میں آسکتی تھی کسی قدر تنگی کے ساتھ، لیکن مشیت الٰہی
نے اس کو مؤخر رکھا تاکہ ہجریت کی جہت میں خلفاء کے لئے
خلافت کا وصف تام ہو جائے اور وہ ہے قرآن کا جمع کرنا کھجور
کے پٹھوں اور پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے یہاں
تک کہ دو گتوں کے درمیان (جیسے ایک جلد میں) جمع ہو گیا
اور اسی ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ آفاق میں (جیسے تمام دنیا
میں) شائع ہو گیا اور حفظ قرآن کا دروازہ تمام مسلمانوں
پر کھل گیا۔ اور ایک قسم وہ ہے جو کہ حضرت پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کے حضور میں جس کا وجود میں آنا ممکن نہیں تھا
اس لئے ضروری ہوا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
بعد متحقق ہو اور وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اُن احکام
کی تفتیش تھی جو کہ ابھی تک لوگوں کے درمیان شائع نہیں ہوئے
تھے، خلفاءؓ نے ان کی تفتیش کی اور ان کو لوگوں کے سینوں
سے برآمد کر کے اُن کے مطابق احکام دیئے اور اُن کے احکام
کی وجہ سے اُن کی اشاعت ہو گئی۔ اور نیز بعض نصوص ایسی
تھیں کہ جن میں مختلف معنوں کا احتمال تھا اور معنے مراد
کی تعیین مشکل ہو رہی تھی خلفاءؓ نے ایک استنباط خفی کے
ساتھ معنے مراد کی تعیین کی جن پر اہل حل و عقد کا بعد میں
اجماع منعقد ہو گیا اور اُن چیزوں میں جو بحیثیت نص
شارع سے ثابت نہ ہوں طریق اجتہاد واضح کر دیا۔ اور روایت
حدیث اور اُس میں احتیاط کا طریقہ سکھایا۔ اور یہ آخری
مرتبہ ہجریت خلفاءؓ کے ہاتھ پر پورا ہو گیا اور اس قسم کا
استفادہ براہ راست پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہو سکتا
تھا کیونکہ جو کچھ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کیا جاتا
وہ سنت میں داخل ہوگا یا کتاب میں، تو ضرور ہوا کہ پیغمبر
صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خلیفہ کا ہونا ضروری تھا جو کہ قرآن کو

مسند قرآن را تعلیم نمود بعد استنباط شرائع و فضائل از آن و
تفقہ در کتاب و سنت اجماعیات خلفاء است کہ
بمشورہ فقہائی صحابہ حکم کردند و آن حکم نافذ شد در
جمیع امت و امت آن را قبول کردند و این نوع در زمان
پیغامبری نتواند شد آما صورت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کہ زاہد و عابد بودند و نمایندہ مسلمین باشند
بانواع اکتساب احسان از قبیل مواظبت طاعات
و این راہ نمودن بچند نوع متصور است تعیین
قوانین احسان مثل وظائف صلوٰۃ و ذکر و
بیان کردن حفظ لسان و اشارہ نمودن بمقامات
و احوال و ذکر نمودن آن مقامات و احوال بتاثیر
صحبت و ہمین معنے اشارہ واقع شد در کلمہ
ویزکیہم و بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در ہر عصری افاضل امت بعد اتصاف بالاحسان
وکمال یافتن نفوس ایشان بمقامات و احوال
دلالت نمودند مردم را بسوی احسان و افادہ ایشان و
استفادہ آنان فائز و ملتئم شد و این نیز
چیزی است از مراد الٰہی کہ در بعثت
حضرت نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم منظوری بود و اول
و اقدم این سلسلہ خلفاء
بودند کہ عالم را باین
معانی دلالت فرمودند قولاً
و فعلاً و تعلیم مسائل احسان قولاً
و فعلاً مراتب بسیار دارد مرتبہ
آموزش دو قسم است قسمی آنست کہ مردم
بے واسطہ از آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بے توانستند گرفت جز
از قسم عنایت الٰہی خلفاء را

بیج کہے اور استنباط احکام شرع کی تعلیم ہے۔ اور تفقہ کی
انواع میں سب سے زیادہ افضل نوع کتاب وسنت کے بعد وہ
مسائل ہیں جن پر خلفاء کا اجماع ہو چکا ہے ان کے یہ احکام بمشورہ
فقہائے صحابہ تھے اور ہر ایک حکم امت میں نافذ ہوا اور تمام
امت نے اس کو قبول کیا اور یہ نوع پیغمبر کے زمانہ میں نہیں
ہو سکتی تھی۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صفت
پر غور کیا جائے کہ آپ زاہد و عابد اور مسلمانوں کے راہ نما ہیں
بسبب احسان حاصل کرنے کے مختلف طریقوں کے ساتھ وظائف
طاعات پر عمل کرنے کے ذریعے سے۔ اور اس راہ نمائی کے
چند طریقے مفہوم ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ قوانین و حصول نسبت
احسان مثل وظائف نماز و ذکر کی تشریح اور زبان کی نگہداشت
کو بیان کر دینا اور مقامات و احوال کی طرف اشارہ کر دینا پھر
ان مقامات و احوال کو تاثیر صحبت سے دکھا دینا اور اسی معنے
کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے کلمہ ویزکیہم میں (۲:۱۲۹)
اور رسول ان کو پاک کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد ہر زمانہ میں افاضل امت احسان سے متصف
ہونے اور ان کے نفوس اللہ کے رنگ سے منصبغ ہونے اور کامل
ہونے کے بعد مقامات و احوال پر رہنمائی کرتے رہے ہیں اور
تمام لوگوں کو ان کی فیض رسانی اور ان کی فیضیابی کے نتیجے
میں بہت سے خانوادے دیکھتے سلوک طریقت کے بڑے بڑے
قافلے بن گئے۔ اور یہ بھی ایک سر ہے اسرار خداوندی میں
سے جو کہ حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں پنہاں
تھا اور سب سے پہلے اور سب سے آگے اس سلسلہ میں حضرات خلفاء
تھے کہ عالم کی ان حقیقتوں کی طرف رہنمائی فرماتے تھے قول
سے بھی اور فعل سے بھی۔ اور مسائل احسان کی تعلیم جو قولاً
اور فعلاً ہو بہت سے مراتب رکھتی ہے اور اس کا آموزشی مرتبہ
دو قسم پر ہے۔ ایک قسم وہ ہے کہ لوگ (طالبین) جس کو
بلا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے سکتے تھے کسی تنگی
کے ساتھ۔ عنایت الٰہی نے اس تعلیم کے لئے خلفاء کو

قائم مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای این
تعمیم ساخت تا بتیسیر دست آید تفصیل این اجمال
آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جامع بودند در
کمالات مختلفہ مثل عصمت وحی و احسان و
بعض امور از ایشان صادر می شد از جہت احسان
و بعض از جہت نبوت مستفیدان آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بصیرت در یافتند کہ این فعل مثلاً
مخصوص آنجناب است از جہت نبوت صادر
شد پس باب اتباع در ان مسدود است و این
تمنا از ان نمی باید از جہت احسان است پس
محسنین امت را آن اقتداء باید کرد و سعی
در تحصیل آن باید نمود ہر دو باب مستثنی
شد و بصیرت بالغ کمال امتیاز رسید چون
خلفاء این طریقہ را از آنجناب صلی اللہ علیہ
وسلم اخذ نمودہ مردمان از خلفاء مشاہدہ
آن امور کردند واضح شد کہ این ہمہ باب احسان
است جمیع محسنین امت را اقتداء بان باید
کرد و معجزہ مخصوص انبیاء است و کرامات عام
برای اولیاء و وحی مخصوص انبیاء است و محدثیت
عام کشفی کہ دلیل قطعی تواند بود مخصوص انبیاء است
و کشف مبشرات و فراسات عام و قسم دوم
آن را بے واسطہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمی
توانستند اخذ نمود الا بطریق ندرت بانکہ در قول و فعل
و احوال ایشان محبت رسول کرد بفعل آن منافی
از رسول گردید بالنسبت اولیت یا انقیاد شرائع و در
مقام تقوی عمل کرد و قیاس بر ان باید کرد پیغمبر را
محبت رسول چہ معنے دارد و نسبت اولیت چہ صورت
جز این ہمہ مباحث بدون توسط خلفاء بدست نمی آید پس
جمیع افراد امت در فہم این امور محتاج شدند بواسطہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام بنا دیا تاکہ آسانی
سے حاصل ہو جائے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مختلف کمالات کے جامع تھے جیسے عصمت
اور وحی اور احسان۔ اور بعض امور آپ سے صادر ہوتے تھے
احسان کی جہت سے اور بعض نبوت کی جہت سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کرنے والے متمیز ہو جاتے
تھے کہ مثلاً یہ خاص فعل آنجناب کے ساتھ مخصوص ہے کہ اس کا
صدور آپ سے از جہت نبوت ہوا ہے تو اس میں اتباع کی
راہ مسدود ہے اور جب تمنا اس سے خالی از جہت احسان
سے ہے تو محسنین امت کو اس کی اقتداء کرنی چاہیے اور اس کے
حاصل کرنے میں کوشش کرنی چاہیے دونوں دروازے
ہیں اور بصیرت کمال امتیاز میں بالغ ہو جاتی ہے جب خلفاء
نے اس طریقہ کو آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا اور
لوگوں نے ان امور کا مشاہدہ خلفاء سے کر لیا تو واضح ہو گیا
کہ یہ سب امور باب احسان سے متعلق تھے امت کے تمام
محسنین کو اس کی اقتداء کرنی چاہیے۔ اور معجزہ مخصوص ہے
انبیاء کے ساتھ اور کرامت عام اولیاء کے لیے اور وحی مخصوص
انبیاء کے ساتھ ہے اور محدثیت عام ہے اور وہ کشف جو
کہ دلیل قطعی ہو سکتا ہے مخصوص ہے انبیاء کے ساتھ۔ اور
کشف مبشرات و فراسات عام ہے۔ اور دوسری قسم وہ ہے کہ
لوگ اس کو بے واسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اخذ
نہیں کر سکتے تھے مگر بطریق ندرت [illegible] نقل ہوا ہے
طور پر شدہ محبت رسول ہے کہ بالفعل اس کو منافی از رسول
کہتے ہیں بالنسبت اولیت یا انقیاد شرائع اور مقامات
میں تقوے پر عمل کرنا (یعنی آخر کا صورت اختیار کرنا) اور
اسی پر دوسری باتوں کو قیاس کر لو۔ پیغمبر کے لئے محبت رسول
کے کیا معنے۔ اور نسبت اولیت کی وہاں کیا صورت ہو گی
یہ تمام مباحث بغیر توسط خلفاء کے سمجھ میں نہیں آ سکتے تو
تمام امت ان امور کے سمجھنے میں واسطہ کی محتاج ہوئی

سخن کوتاہ تشبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در صورت نبوت بغیر قیام خلیفہ بپادشاہی عالم بشکل قیام ذوالقرنین بپادشاہی ہر دو جانب زمین کہ فارس و روم و باحوال آن اشد میسر نیست و ہمچنین بغیر جمع قرآن و صرف ہمت بلیغ در اشاعت آن و حمل ناس بر تلاوت آن و بدون ابحاث مسائل در ہر بابے از ابواب فقہ میسر نیست و ہمچنین بدون افادۂ جملہ صالحہ از مسائل احسان میسر نیست۔

نکتۂ پنجم در بیان آنکہ تشبہ انبیا بسید انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم باعتبار استعدادات و ملکات کہ مصدر افعال و احوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بودہ است بچہ صفت می باید کہ باشد و اینجا چند دقیقہ است کہ فہم آن از ضروریات این بحث است بلکہ از مہمات اکثر مباحث کلامیہ۔

دقیقۂ اولے خلق اشیاء بے واسطہ از حضرت حق است جل شانہ بارادہ و اختیار نزدیک اہل حق پس ایجاب و تولید غلط است ترتب بعض اشیا بر بعض دیدہ می شود بسبیل جری عادت است عادت اللہ ہمچنین جاری شدہ کہ

اور بالاجمال یہ بھی سمجھ لیجئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صورت نبوت میں مشابہت میسر نہیں ہوسکتی جب تک خلیفہ کے بادشاہی عالم کی جگہ سنبھالے بغیر جس طرح ذوالقرنین نے بادشاہی عالم پر قبضہ کیا تھا کہ خلیفہ زمین کی دونوں جانب فارس و روم اور اس کے احوال پر متصرف ہو اور اسی طرح بغیر جمع قرآن کے میسر نہ ہوگی اور نہ اس کی اشاعت میں اور لوگوں کو اس کی تلاوت پر رغبت دلانے میں بڑی سعی بلیغ اور ہمت کی ضرورت تھی۔ نیز بغیر ابحاثیات کے جو فقہ کے ہر باب میں موجود ہیں یہ مشابہت صورت کیسے میسر ہوسکتی تھی اور اسی طرح مسائل احسان کے باب میں بغیر ارشادات صالحہ کے افادے کے صورت نبوت میں تشبہ میسر نہیں آسکتا تھا۔

نکتہ پنجم اس امر کے بیان میں کہ انبیاء کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشبہ کے لئے ان استعدادات و ملکات کے اعتبار سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افعال و احوال کے مصدر ہیں کیا صفت ہونی چاہیئے کہ یہ پیدا ہوجائے اور یہاں ایسے دقیقے ہیں کہ پہلے ان کا سمجھ لینا اس بحث کے لئے ضروریات میں سے ہے بلکہ اکثر مباحث کلامیہ کی مہمات میں سے ہے۔

دقیقہ اولیٰ اہل حق کے نزدیک تمام اشیاء کی پیدائش حضرت حق جل شانہ کے ارادے و اختیار سے بغیر واسطہ کے ہوئی ہے۔ اور ایجاب و تولید کا خیال غلط ہے (یعنی جب سبب وجود میں آجائے گا تو مسبب کا خود ہی پیدا ہوجانا ضروری ہے۔ حق تعالے کی ذات علۃ العلل ہے۔ ہر موجود کی بلا واسطہ علت نہیں ہے۔ اسی طرح ایک وجود سے جو افعال پیدا ہوتے ہیں ان کا خالق بلا واسطہ حق تعالے نہیں۔ ان افعال کے خلق کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ حق تعالے نے وہ وجود پیدا کیا جس سے یہ افعال متولد ہوتے ہیں۔ اس نظریہ کا ابطال مقصود ہے ۱۲ مترجم) جو ترتب (دیکھنے میں معروف ہوتا) بعض اشیاء کا بعض پر دیکھا جاتا ہے یہ عادت اللہ کے جاری ہونے کی بنا پر ہے۔ عادت الٰہی اسی طرح جاری ہوئی کہ بعض

مسبب وجود بعض اشیاء مخلوق نمود وگاہ خلق فرماید اشیاء را قدم تا کی تقریر رفت و بعضی ہمیں دو کار گاہ باسباب بر مسبب خاص کند یا بر مسبب باسباب خاص این شبہ بہم رساند کہ اضافت اشیاء بارادہ فاعل مختار است نہ بطریق ایجاب و تولید پس استدلال باسباب خاصہ بر مسبب خاص و بالعکس نتوان کرد و این شبہ منفسخ بر نسبت مصانع دنیا و آخرت ہمہ موقوف بر استدلال است از اسباب بر مسببات و بالعکس تخم در زمین چرا می ریزند و آب چرا می دہند و استعمال دوا چرا می کنند و جہاد با اعداء چرا بعمل می آید و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حروب و در جمیع امور چرا اسباب خاصہ را ملاحظہ می فرمودند و چرا بر مسبب خاص پی می بردند و گر این استدلال از میان برخیزد عقل بیکار شود و عاقل و سفیہ یکسان شوند و تجربی عقلاء در امور بکلی رائیگان شود و در این باب فضیلتے نماند و تکلف باطل شود سبحانک ہذا بہتان عظیم حق آن است کہ توقف مسببات بر اسباب امر حق است و خلق بے واسطہ بارادہ فاعل مختار نیز امر حق ہر کہ تطبیق در ہر دو امر تواند داد و عقل او گنجائش آن کند جائز است او را کہ درین مسئلہ سخن راند و الا ہر دو مسلک را حق داند و از تفصیل باز ماند۔

دقیقہ ثانیہ مگر بادی رائے دانستہ میشود آنکہ از اسباب و مسببات صاف زد بیش

اشیاء کے وجود کے پیچھے بعض اشیاء جو ایسی ہی صفت سے مخلوق ہیں پیدا فرمانے یہاں تک دوسری قوم کے قدم ڈگمگائے وہ ہر ایسے استدلال پر جس میں اسباب سے مسبب خاص پر استدلال کیا ہوتا یا مسبب سے اسباب خاص پر یہ شبہ پیدا کرتے ہیں کہ اضافت اشیاء فاعل مختار کے ارادے سے ہوا ہے بطریق ایجاب و تولید نہیں ہوا (جس کو ہم نے مذہب اہل حق قرار دیا ہے ایجاب و تولید کا مطلب یہی ہے جو ہم نے ابھی بیان کیا ہے) تو اسباب خاصہ سے مسبب پر اور مسبب سے اسباب پر استدلال نہیں کر سکتے۔ اور یہ شبہ محض ایک مقتضر (یعنی مغالطہ میں ڈالنے والی) دلیل ہے۔ دنیا اور آخرت کی تمام مصنوعات میں اسباب سے مسببات پر اور مسببات سے اسباب پر استدلال کیا جاتا ہے ایک بیج زمین میں کیوں بوتے ہیں اور اس کو کیوں پانی دیتے ہیں۔ اور دوا کا استعمال کیوں کرتے ہیں۔ دشمنوں کے ساتھ جہاد کیوں عمل میں لایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لڑائیوں میں اور سب کاموں میں کیوں اسباب خاصہ کو ملاحظہ فرماتے تھے اور مسبب خاص کا پتہ چلا لیتے تھے۔ اور اگر یہ استدلال درمیان سے اٹھ جائے تو عقل بیکار رہ جائے اور عقلمند اور احمق یکساں ہو جائیں۔ اور امور میں عقلاء کی تدابیر کرنا اور ان کی اصابت رائے اس باب میں ان کی کوئی فضیلت ثابت نہ کر سکے گی اور وہ اس پر مکلف بھی نہ ہوں گے سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ۔ حق یہ ہے کہ مسببات کو اسباب پر موقوف ہونا امر حق ہے۔ اور یہ بھی امر حق ہے کہ ہر شے کی تخلیق بارادہ فاعل مختار (یعنی اللہ جل شانہ کے ارادے سے) بے واسطہ ہوتی ہے جو شخص ان دونوں میں مطابقت دے سکے اور اس کی عقل میں یہ گنجائش ہو اس کے لئے تو جائز ہے کہ وہ اس مسئلہ میں کلام کرے ورنہ ہر دو مسلک کو حق سمجھے اور تفصیل میں پڑنے سے رک جائے۔

دقیقہ ثانیہ۔ بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو لوگ اسباب و مسببات سے غافل ہو جائیں گے وہ ان لوگوں کے نزدیک جو

تا قائلان بحث اسباب بر ترتّب قطع را فائده نه دهد چه خرقِ عادت ممکن است، همچنان پیش قائلان بایجاب نیز اکثر این فائده قطع نه دهد زیرا که در عالم کون و فساد یقین بآنکه همین اشیاء اسباب باشند لاغیر و بآنکه وجود مانع و انتفاء شروط منتفی است مع کثرتها و انتشارها میسّر نیست معهذا فی نفس الامر اعتقاد جازم در بعض امور حاصل میشود بلکه در بعض مواد یقین نیز بهم می رسد و این سخن بهمان میماند که اغلاط حس بسیار است معهذا در بعض مواد باحساس یقین حاصل میگردد و صلاحیت تواتر و شیوع در اکثر انظار غیر متیقن است معهذا یقین در بعض امور پیدا میشود و احتمال مجاز و اشتراک و تخصیص عام و مانند آن در کلام مخبر صادق قائم معهذا یقین بمضمون خطاب شارع حاصل میگردد و انکار این مکابره است و بتجربه دریافتیم آن را که مقدمه ظنی نفس را در بعض جاها حاصل میشود و یقین بآن محدود شیئ میگردد من حیث یدری او لا یدری۔

چون این دو دقیقه مذکور شد به اصل سخن برگردیم افعال متقاربه که از نفس ناطقه پیدا می شود،

ارادہ و اختیار کے قائل ہیں قطعیت کا فائدہ نہ دیں گی کیونکہ خرقِ عادت بھی ممکن ہے۔ (تو مثلاً دھوئیں کو دیکھ کر وہ یقین نہیں کر سکتے کہ آگ موجود ہے وہ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ خلافِ عادت یہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بغیر آگ کے ہی پیدا کر دیا ہو) اسی طرح جو لوگ ایجاب کے قائل ہیں (یعنی موجب وجود سبب کو قرار دینے والے ہیں) ان کے نزدیک بھی اکثر ایسی دلیلیں قطعیت کا فائدہ نہ دیں گی۔ کیونکہ عالم کون و فساد (بننے بگڑنے والی دنیا) میں یہ یقین میسر نہیں ہے کہ یہی اشیاء اسباب ہیں اور کوئی سبب نہیں اور (یہ یقین کرنا بھی دشوار ہے) کہ (سبب پیدا ہونے سے مسبب کے پیدا ہونے میں) کسی مانع کی موجودگی بھی نہیں ہے اور یہ مسبب کے وجود میں آنے کی جو شرطیں ہیں، ان شرطوں کو توڑنے والی کوئی چیز نہیں ہے جو بہت زیادہ اور بہت پھیلی ہوئی ہوتی ہیں اس کے باوجود نفس الامر میں بعض امور کے بارے میں پختہ اعتقاد حاصل ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض مواقع میں پختہ یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اور یہ اس قسم کی بات ہے کہ حس کی غلطیاں بہت ہوتی ہیں مگر اس کے باوجود بعض مادوں میں احساس سے یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اور تواتر اور مشہور قول کی صلاحیت اکثر لوگوں کی رائے میں قابلِ یقین نہیں ہوتی مگر اس کے باوجود بعض امور میں یقین پیدا ہو جاتا ہے اور مجاز و اشتراک و تخصیصِ عام اور اسی قسم کے احتمالات مخبرِ صادق کے کلام میں قائم رہتے ہیں مگر اس کے باوجود شارع کے مضمونِ خطاب کا یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر ان چیزوں کا انکار کیا جائے تو یہ ہٹ دھرمی ہوگی۔ اور یہاں ایک راز ہے وہ یہ کہ بعض اوقات میں نفس کو (اسباب کے جمع ہو کر) ایک ظنی گمان حاصل ہو جاتا ہے اور اس دلیل کے نتیجے سے منضم ہو کر (جانتے یا نہ جانتے) کے طور پر یقین حاصل ہو جاتا ہے۔

ان دو دقیقوں کے ذکر سے فارغ ہو کر اب ہم اصل بات کی طرف چلتے ہیں۔ ایسے افعال جو ایک خاص رفتار کے ساتھ چلتے اور ایک دوسرے سے قریب ہوں نفسِ ناطقہ سے پیدا ہو جاتے

تا آنکہ آن نفس با ملکہ راسخہ باشد مناسب
آن افعال و احوال و این بیان میماند بہ متکلمین
گفتہ اند کہ بناء عالم بر وجہ اتقان دلالت می
کند برآنکہ موجد آن عالم است و مرید است
و حکیم است و قادر است پس خلیفہ پیغامبر
صلے اللہ علیہ وسلم کہ مصدر این سہ قسم فعل
کہ بصورت پیغامبری او تعلق دارند لابد است
از آنکہ در نفس نفیس او کمال ہر دو قوت
ودیعت نہادہ باشند قوت عاقلہ و قوت
عاملہ و در اجتماع این دو قوت و اصطلاح
ہر یکے با دیگری بخیر مقتضی و داشتہ باشد تا شائستہ
خلافت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شود و از
ثمرات کمال قوت عاقلہ در پیغامبر وحی است
و در خلیفہ محدثیت و صدیقیت و فراست
صادقہ کہ بسبب آن اصابت کند در ظنون
خود و نظن شیئا الا کان کما قال و رائی او موافق
افتد وحی الٰہی را در واقعات بسیار و از ثمرات
کمال قوت عاملہ در پیغامبر عصمت است از معاصی
و صحبت صالح و در خلیفہ صلاح و عفت و محفوظ
بودن از معاصی تا آنکہ پیغامبر در حق او گواہی
دہد کہ ان الشیطان لیفر من ظل فلان و
از ثمرات براعت ہیئت امتزاجیہ ہر دو قوت
در پیغامبر معجزات است و واردات غریبہ
و واقعات عجیبہ مثل معراج و در خلیفہ مقامات
و احوال عالیہ است و کرامات خارقہ و تاثیر
دعوات و تاثیر مواعظ او در مردم چون این
سہ صفت در خلیفہ یافتہ شود خلیفہ
سہ نوع از تشبہ با پیغامبر درست کند
یکے آنکہ مرشد خلائق باشد

جب تک آن افعال و احوال کے مناسب نفس میں ملکہ راسخ پیدا
ہو جائے اور یہ اسی بات کے مشابہ ہے جو متکلمین کہتے ہیں کہ بناء
عالم بروجہ اتقان (پختگی) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کو
پیدا کرنے والا عالم ہے، مرید (صاحب ارادہ) ہے اور صاحب
حکمت ہے، صاحب قدرت ہے۔ تو جانشین آن پیغمبر صلے اللہ علیہ
وسلم کے جو کہ ان تین قسم کے افعال کے مصدر تھے جو آپ کی
پیغمبری کی صورت سے تعلق رکھتے ہیں خلیفہ کے لئے یہ ضروری
امر ہے کہ آن کے نفس ناطقہ میں دونوں قسم کی قوتوں کا کمال
ودیعت کیا گیا ہو یعنی قوت عاقلہ اور قوت عاملہ کا کمال، اور وہ
دونوں قوتوں کے اجتماع میں اور ان میں سے ایک کو دوسرے
کے ساتھ ملا کر رکھنے کا ملکہ رکھتے ہوں۔ تاکہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے قابل بن سکیں۔ پیغمبر میں قوت
عاقلہ کے ثمرات کمال میں سے وحی ہے اور خلیفہ میں محدثیت اور
صدیقیت اور فراست صادقہ ہے کہ جس کے سبب وہ اپنے ظنون
میں مصیب ہوگا اور وہ جس شے کی نسبت کوئی گمان کرے گا
وہ بالکل اس کے گمان کے مطابق ثابت ہوگی۔ اور بہت
سے واقعات میں اس کی رائے وحی الٰہی کے مطابق پڑے گی۔
اور پیغمبر میں قوت عاملہ کے ثمرات کمال میں سے عصمت عن
المعاصی ہے اور طریقہ حسنہ۔ اور خلیفہ میں صلاح و عفت اور
معاصی سے محفوظ ہونا اس مرتبہ تک ہے کہ پیغمبر بھی اس کے
حق میں یہ گواہی دے کہ اِنَّ الشَّیطٰنَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ فُلَانٍ شیطان
فلاں کے سایہ سے بھی بھاگتا ہے۔ اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
میں دونوں قوتوں (عاقلہ اور عاملہ) کی ہیئت امتزاجیہ سے
جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ معجزات ہیں اور واردات عجیبہ
اور واقعات عجیبہ مثل معراج کے۔ اور خلیفہ میں مقامات
اور بلند احوال ہیں اور خارق عادت کرامتیں ہیں اور دعاؤں
کی تاثیر اور لوگوں میں ان کے مواعظ کی تاثیر ہیں۔ جب یہ
تین صفات خلیفہ میں پائی جائیں گی تو خلیفہ پیغمبر کے ساتھ
تشبہ کی تین قسمیں درست کرے گا۔ ایک یہ کہ پیغمبر کے بعد

بعد پیغامبر بگیرد آنکہ داعیۂ الٰہیہ را بعینہٖ قبول کند از سرِ تحقیق نہ از سرِ تقلید و چون دریں داعیہ متحقق باشد برکات عجیبہ در کار او ظاہر شود سیوم آنکہ در شریعت محمدیہ علٰی صاحبہا الصلوات والتسلیمات بہ در احکام وجہ و در حکم جہا لمتہ پیدا کند و نسبت او با پیغامبر مانند نسبت تخریج باشد بمجتہد۔

و اینجا دقیقہ ایست باید یاد گرفت در شرائع مقرر شدہ است کہ معجزہ مثبت نبوت انبیاء است و حجۃ اللہ بر خلائق لازم میشود بمعجزہ۔ عقول اہل معقول دریں کلمہ شکستہ و زیرکانِ ایشان اشکال آنہا قیاس غائب بر شاہد درست کردہ بران فرود آوردند کہ چنانکہ بادشاہ را ایلچی میگوید کہ خلاف عادت خود کن بالتماس من تا مردم صدق مرا معلوم کنند ہمچنان معاملہ پیغامبر با خدای تبارک و تعالیٰ است و دیگران بانواع مناقضات پیش آمدند و سخن ناتمام ماند و حق دریں باب آن است کہ صدق پیغامبر را منکشفان فہمیدند الا از جہت آنکہ علم فطری کہ مقتضی نوع انسان است در صدور ایشان تام است بشہادت دل قبول میکنند و بآن مقتضی نوع حجت تام میشود اگرچہ لعنت گشتند در انکار وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا و (۱) آنکہ این کلام صادق از تقلید علمائے پیشین اخذ نمودہ است

مرشد خلائق ہو۔ دوسری یہ کہ اس کا نفس ازسرِ تحقیق داعیۂ الٰہیہ کو قبول کرے از روئے تقلید نہیں۔ جب وہ اس داعیہ میں متحقق ہو جائے گا تو اس کے کاموں میں برکاتِ عجیبہ کا ظہور ہوگا۔ تیسری یہ کہ شریعت محمدیہ علٰی صاحبہا الصلوات والتسلیمات میں احکام کی وجہیں اور حکمتوں کی پوری مہارت پیدا کرے اور اس کی پیغمبر کے ساتھ وہ نسبت ہو جو تخریج (احکام) کرنے والے کی ہوتی ہے مجتہد سے۔

یہاں ایک دقیقہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ شریعتوں میں یہ طے شدہ امر ہے کہ معجزہ نبوت انبیاء کا مثبت ہوتا ہے اور معجزہ سے خلائق پر اللہ کی حجت لازم ہو جاتی ہے۔ اہل معقول کی عقلیں اس بات میں پریشانی میں پڑی ہوئی ہیں۔ ان میں سے جو لوگ سمجھدار ہیں انھوں نے اس (لزوم حجت اللہ کی یہ صورت نکالی) کو محمول کیا قیاس غائب بر شاہد کے نظریے پر کہ جس طرح بادشاہ سے اس کا ایلچی یہ درخواست کرتا ہے کہ آپ میری گزارش پر اپنی عادت کے خلاف کچھ باتیں کیجیے تاکہ لوگوں کو میری سچائی معلوم ہو جائے۔ خدائے تبارک و تعالیٰ کے ساتھ پیغمبر کا ایسا ہی معاملہ ہے۔ دوسرے لوگوں نے اس پر مختلف تنقیحیں پیش کر دیں اور بات ناتمام رہ گئی۔ اور اس باب میں حق یہ ہے کہ پیغمبر کے صدق کو منکشف نہیں جانتے مگر صرف اس جہت سے کہ علم فطری جو کہ مقتضی نوعِ انسانی ہے وہ ان کے سینوں میں تام ہیں (علم فطری حسب مقتضائے نوع پر چند صفحات قبل لکھا جا چکا ہے) تو جو قبول کرنے والے ہیں وہ (اس علم کی بنا پر) دل کی شہادت سے قبول کرتے ہیں اور اس مقتضی نوع (علم فطری) سے حجت تمام ہوتی ہے اگرچہ ضد کے طور پر انکار کرتے رہیں وَجَحَدُوا بِهَا (النمل ۱۴) اور ظلم و تکبر کی راہ سے ان (معجزات) کے منکر ہو گئے حالانکہ ان کے دلوں نے ان کا یقین کر لیا تھا! (نمبر ۱) یہ (تہذیب) کہ یہ کلام پچھلے زمانے کے علماء کی تقلید سے حاصل کر لیا

را بخوبی از فکر دریافتہ را دعوائی رسالت
نمودہ است یا تلقی نکردہ بست قابل
آنچہ روا میسہ نازل از فوق سبع سموات
اگرچہ موافق شدہ باشد در اکثر آن با انبیاء
سابقین این قدر شبہ باقی ماند چون معجزات
خارقہ دیدند و برکات صحبت ایشان معلوم
کردند حقانیت از ہر طرف جوش زد و حق
از باطل ممتاز گشت و این نیز در اصل
جبلت انسان نہادہ اند چون این وتیقہ
گفتہ شد باصل سخن برویم خلیفہ را این
قسم برکات می باید کہ ظاہر شود تا ہمگنان
بدانند کہ خدای تعالیٰ ارادۂ خیر فرمودہ کہ
این چنین خلیفہ راشدے برما منصوب ساختہ
إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ
فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا
تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تا
افعالے کہ تعلق بہ بادشاہی دارد بر وجہ
اتقان صادر نشود مگر آنکہ نفس ناطقہ
خلیفہ متصف باشد بچند صفت یکے
حزم و مرتبہ شناسی ہر شخص و شناختن
مرتبہ ہر یکے تا در تفویض امور
خطا نہ کند و سد خلل مملکت
پیش از وقوع آن تواند نمود
دیگر فراست المعیہ یعنی یک
الظن کان قد رأى وقد سمعا
زیرا کہ بسیار است کہ امور متعارضہ
بہم مے آید اگر تاملی کند خلل
واقع شود و اگر عجلت را کار فرماید خلل عظیم
بظہور آید اذا کنت ذا رای

یا ایک طرح کے غور و فکر سے پا لیا اور رسالت کا دعوے کر دیا ہے
یا دری اور وقیع بھی بات ہے کہ ان کو کہیں سے نہیں ملا۔ بہرحال
آنچہ اور ایک ایسے راستے کے جو ساتوں آسمانوں کے اوپر سے
آیا ہے اگرچہ اکثر حصہ اس کا انبیاء سابقین کی باتوں کے مطابق
ہو گیا ہو۔ تنا سا شبہ (اس علم فطری کے باوجود) باقی رہا۔
جب معجزات خارق عادت دیکھے اور ان کی صحبت کی برکات
کا مشاہدہ بھی ہوا تو حقانیت نے ہر طرف سے جوش مارا اور
حق باطل سے ممتاز ہو گیا اور یہ بات انسان کی اصل سرشت
میں رکھی ہے۔ جب یہ وتیقہ بیان کر دیا گیا تو اب ہم اصل
بات کی طرف چلتے ہیں۔ خلیفہ میں اس قسم کی برکات ہونی
چاہئیں کہ وہ ظاہر ہو جائیں یہاں تک کہ سب لوگ جان لیں
کہ ہمارے خدا نے ہمارے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا کہ ایسا خلیفہ
راشد ہمارے لئے مقرر کر دیا إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ الخ (۲۴۸:۲)
ان کے بادشاہ ہونے کی یہ علامت ہے کہ تمہارے پاس وہ
صندوق آجائے گا جس میں تسکین (اور برکت) کی چیز ہے
تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں جن کو
حضرت موسیٰ و حضرت ہارون (علیہما السلام) چھوڑ گئے ہیں۔
اب ان افعال پر غور کیا جائے جو بادشاہی سے تعلق رکھتے
ہیں وہ پختگی کے طور پر صادر نہ ہوں گے مگر صرف اس حال
میں کہ خلیفہ کا نفس ناطقہ چند صفات سے متصف ہو اول ہوشیاری
اور ہر شخص کے مرتبہ کی شناخت اور ہر شخص کے مرتبہ
کی شناخت تاکہ (عہدہ داروں کو) امور کی سپردگی میں
غلطی نہ کرے اور مملکت کی رخنہ بندی اس کے واقع ہونے
سے پہلے کر سکے۔ دوسری وتیقہ رس فہم روشن دماغی جس
ظن بھی اس درجہ کا ہو کہ گویا خود دیکھ لیا اور خود سن لیا۔
کیونکہ ایسا بہت ہوتا ہے کہ ایک دوسرے سے ٹکرانے والے
امور پیش آتے ہیں کہ اگر سستی کرے تو خلل واقع ہو اور اگر
عجلت کو کام میں لائے تو خلل عظیم واقع ہو جائے اذا
کنت ذا رای الخ جب تو ذی رائے ہے (اور تو نے سمجھ لیا)

مگر کہ خلیفہ عالم بکتاب وسنت باشد و
علمے آں بفہم خدا داد نمودہ باشد و
مصلحت ہر حکمے دانستہ نسبت او با
پیغمبر مانند نسبت مخرجین با مجتہد
مستقل فن فقہ را خوب ورزیدہ و
فن حکمت از دلش جوشیدہ و آنکہ خود
ایں علوم نداند دیگران را چہ افادہ
خواہد کرد

خشک ابرے کہ بود ز آب تہی
ناید از وے صفت آب دہی

و ہمچنیں تلطف او با قوم و اہتمام او در تعلیم
علوم دیدہ شود و سد ابواب تحریف
منظور نظر او بود۔

و ازینجا دقیقہ ایست آں را نیز باید فہمید چیز
لیست بعربیہ مقتضے صاحبہا الخطرات والتعلیمات
شخصے است کہ در انچہ شروع نمودہ خوض نہ فرمود
بمجمل گذارد و چیزے کہ تعمق دراں نہ کردہ
تعمق دراں نکند چنانکہ قصد سے العمل مطلوب
شدہ است قصد فی العلم نیز از اہم مہمات
آمد و بسا دقیقہ نظر و شقشقہ بیان کہ تیر
را از جہت ملت مصطفویہ در انداخت

ہر کہ دور انداز تر او دور تر
از چنیں صید است او مہجور تر

آنانکہ بارشاد امت تعلق دارد بروجہ
اتقان صادر نشود مگر از راہ متوسط یا کہ
فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا
عبارت ازاں است شناختہ
باشد و کرامات خارقہ و
مقامات عالیہ

مگر صرف اس حال میں کہ خلیفہ کتاب و سنت کا عالم ہو اور فہم
خداداد کے ساتھ اس کو حاصل کیا ہو اور ہر حکم کی مصلحت
جانتا ہو۔ اس کی نسبت پیغمبر کے ساتھ ایسی ہے جیسی تخریج
احکام کرنے والوں کی مجتہد مستقل کے ساتھ۔ فن فقہ میں
پوری مہارت رکھتا ہو اور فن حکمت اس کے دل سے جوش
مارتا ہو۔ اور جو شخص یہ علوم خود نہ جانتا ہوگا وہ دوسروں کو
کیا افادہ کرے گا۔ خشک ابرے الخ ایک خشک بادل جو پانی
سے خالی ہوگا۔ اس کو دوسروں کو سیراب کرنے کی صفت کیونکر
حاصل ہوگی؟ اور اس کے ساتھ قوم پر اس کی شفقت اور
تعلیم علوم میں اس کا اہتمام بھی دیکھا جائے اور قرآن و
حدیث میں تحریف کے دروازوں کا بند کرنا بھی اس کے
پیش نظر ہو۔

اور یہاں ایک دقیقہ ہے اس کو بھی سمجھ لیا جائے۔
چیز لیست بعربیہ مقتضے صاحبہا الخطرات والتعلیمات وہ شخص
ہے کہ جس چیز پر شروع کرے غور و خوض نہ کیا ہو وہ بھی
اس کو مجمل چھوڑ دے اور جس کی گہرائی پر شروع کے توجہ
نہ دی ہو وہ بھی نہ دے جس طرح عمل میں میانہ روی مطلوب ہے علم میں بھی
میانہ روی اہم مہمات میں سے ہے۔ بہت سی باریک بینیاں اور
بسیار گوئیاں ہیں کہ انہوں نے ایک چیز کو ملت مصطفویہ کی حیثیت سے
مقام سے گرا دیا ہے ہر کہ دور انداز تر الخ جو شخص (تیر کو)
بہت دور پھینکنے والا ہے وہ زیادہ دور ہی رہتا ہے ایسے
شکار سے وہ سب سے زیادہ ناکامیاب رہتا ہے (یعنی زیادہ
زور کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تیر شکار کے جسم سے گزر کر نکل جاتا
ہے اور شکار بھاگ جاتا ہے) تب وہ افعال جو ارشاد امت
سے تعلق رکھتے ہیں علیٰ وجہ البصیرت صادر نہیں ہوتے
مگر صرف اس صورت میں کہ (مرشد) راہ متوسط کو پہچانے
جس کی تعبیر یہ ارشاد کرتا ہے فطرۃ اللہ التی الخ (روم ۳۰)

ترجمہ: کہ دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے
لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اور کرامات خارقہ و مقامات عالیہ

در وقت غربت دین خدای تعالیٰ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنی برحمت خود بسوے عالم فرستاد آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام تن تنہا بود ہر کہ باعانت ایشان صلی اللہ علیہ وسلم پرداخت مشمول برکات الٰہیہ گشت و ہر کہ متاخر شد از مراتب قرب متاخر شد لہذا در شریعت ما حکم کردند کہ ہر کہ بہجرت او سابق تر در مراتب قرب بلند تر و ہر کہ در جہاد با اعدا مقدم تر در صف سعدا پیش قدم تر. قال اللہ تعالیٰ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا و قال تبارک و تعالیٰ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا. و سر درینجا آن است کہ مراد حق جل و علا اعلاء کلمۃ اللہ بود موافقت بامراد وے سبحانہ در یک ساعت بہتر از عبادت صد سالہ خواہد بود لہذا مؤمنین اولین کہ قبل از ہجرت در زیور ایمان محلی شدند

کی اعانت ہے اس دور میں جب کہ دین میں غربت تھی (یعنی اسلام اجنبی تھا کہ لوگ اس قول سے بدکتے تھے کہ معبود صرف ایک اللہ کی ذات ہے) خدا تعالیٰ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محض اپنی رحمت سے عالم کی طرف بھیجا تو آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام تن تنہا تھے۔ اس وقت جو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کے لئے بڑھا وہ برکات الٰہیہ اس کے شامل حال ہو گئیں اور جو پیچھے رہ گیا وہ مراتب قرب میں بھی پیچھے رہ گیا لہذا ہماری شریعت میں یہ قاعدہ بنتا ہو گیا کہ جس شخص کی ہجرت سابق تر ہوگی وہ مراتب قرب میں بلند تر رہا اور جو اعداء دین کے خلاف جہاد میں سب سے مقدم رہا وہ اہل سعادت کی صف میں سب سے زیادہ پیش قدم رہا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں لَا يَسْتَوِي مِنكُم الخ (۵۷: ۱۰) جو لوگ تم میں سے فتح کے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے سب کے برابر نہیں ہیں۔ وہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے (فتح کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے۔ اور حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الخ (۴: ۹۵) برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنا رکھا ہے جو اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت و رحمت اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔ اور یہاں راز یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی مراد اعلاء کلمۃ اللہ تھی اور اس سبحانہ و تعالیٰ کی مراد کی موافقت میں ایک ساعت بسر کرنا سو برس کی عبادت سے بہتر ہوگا۔ یہی سبب ہے کہ مومنین اولین یعنی جو کہ ہجرت سے پہلے ہی زیور ایمان سے آراستہ ہوئے وہ باعتبار ثواب

سرآمد عالم آمدند باعتبار ثواب وآنانکہ در مشہد بدر و احد و حدیبیہ حاضر بودند گوئی مسابقت ربودند و چون باہتمام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صورت عالم متشکل شد بتشکل معنوی کہ عنداللہ متحقق است این جماعہ در دنیا نیز سرآمد عالم آمدند یعنی باعتبار رواجب شد کہ خلیفۂ خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از مہاجرین اولین باشد و از حاضرین بدر و احد و حدیبیہ۔ این سریست کہ ظاہریان بفہم آن نے رسند لیکن چون کتاب وسنت می خوانند ناچار آن را قبول می کنند چون این قسم خلیفہ کہ متشبہ بانبیاء باشد بوجوہ بسیار مسند عالم شد و لطف الٰہی زمام اختیار بدست او دہد رحمت عام شود

حکمت محض است اگر لطف جہان آفرین
خاص کند بندۂ مصلحت عام را

نبوت و خلافت نبوت محض تہذیب نفوس این جماعہ خاصہ نیست بلکہ برکتے است عام ہمہ اہل عالم کہ در ضمن تہذیب نفوس این جماعہ پیدا کند و از میان نفوس ایشان جوشیدہ از باب تکوین است نہ متعلق بباب تشریع بمنزلۂ ہوائی معتدل است کہ امزجۂ بیشتر عالم را اصلاح فرماید یا مانند ملکی کہ قحط زدگان را از ادرار نماید۔

نکتۂ ششم در طریق شناختن مستعدین خلافت خاصہ از میان مردمان چنانکہ شناختن پیغامبر حق از میان مدعیان نبوت بغایت عسیر است واللہ تیسیرہ علی من یشاء ہمچنان معرفت مستعد خلافت خاصہ نبوت

تمام عالم میں بالا و برتر ہے اور جو لوگ بدر و احد اور حدیبیہ کی لڑائیوں میں حاضر تھے وہ سب پر بازی لے گئے۔ اور جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہتمام سے عالم کی صورت اس تشکل معنوی کے ساتھ متشکل ہو گئی جو عنداللہ متحقق ہے تو اس جماعت کے لوگ دنیا میں بھی سربلند قرار پائے۔ اس اعتبار سے ضروری ٹھہرا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفۂ خاص مہاجرین اولین میں سے ہو اور بدر و احد اور حدیبیہ کے حاضرین میں سے۔ یہ ایک ایسا راز ہے کہ ظاہر بین لوگوں کی فہم اس تک نہیں پہنچتی لیکن جب کہ کتاب وسنت کو پڑھتے ہیں تو مجبور ہو کر قبول کرتے ہیں۔ جب اس قسم کا خلیفہ جو پیغمبر کے ساتھ بہت سی وجوہ سے مشابہت رکھنے والا ہو صدر عالم ہو جاتا ہے اور لطف خداوندی زمام اختیار اس کے ہاتھ میں دیدیگا تو (عالم پر) رحمت پوری ہو جائے گی ؎ حکمت محض است اگر الخ یہ حکمت محض ہے اگر جہان آفرین کی عنایت کسی بندہ کو مصلحت عام کے لئے منتخب کر لے! نبوت اور خلافت نبوت صرف اس جماعت خاص کی تہذیب نفوس ہی کا فائدہ نہیں رکھتی بلکہ یہ تمام عالم کے لئے ایک برکت ہوتی ہے جو اس جماعت کی تہذیب نفوس کے ضمن میں عیاں ہوتی ہے اور ان کے نفوس میں سے جوش مارتی ہے۔ یہ برکت سلسلۂ تکوین کی ہے۔ متعلق باب تشریع میں سے نہیں یہ بمنزلۂ ہوائے معتدل کے ہے جو تمام عالم کے بیماروں کو تندرست کرتی ہے یا ایک عظیم بارش کے درجہ میں کہ قحط زدوں کو قحط کا ازالہ کر دیتی ہے۔

نکتۂ ششم لوگوں میں سے خلافت خاصہ کی استعداد رکھنے والوں کو پہچاننے کے طریقے کے بیان میں۔ جس طرح کہ نبوت کا دعوے کرنے والوں میں سے پیغمبر برحق کا پہچاننا بہت دشوار ہے اور جس پر اللہ تعالٰے آسان کر دے اس کے لئے آسان بھی ہے اسی طرح خلافت خاصہ نبوت کی استعداد رکھنے

نیز میسر است تخلص ازین حیرت مظلمہ دو چیز
از دو وجہ چنانکہ معرفت پیغامبر نیز بدو وجہ می
شود سابق از نبوت این نبی و دیگر لاحق بعد از
نبوت آنحضرت وجہ سابق آن است کہ پیغامبران
پیشین بوجود پیغامبر متاخر بشارت دہند و آن
بشارت در امت ایشان شائع شود مُبَشِّرًا
بِرَسُولٍ يَّأْتِىْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ
اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا
بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ و وجہ دیگر آن است عجیب
از اسرار تکوین چون خواہند کہ پیغامبر
صاحب شوکت را در آخر زمان مبعوث فرمایند
بر زبان پیغامبران سابق آن معنے
اظہار نمایند و بعد از ان منامات مردم
و ادراکات کہنہ و مانند آن ہمہ ردیف
اخبار آن پیغامبران سازند اما
وجہ لاحق آنست کہ شریعت پیغامبر
لاحق مصدق شریعت سابقہ باشد
و معجزات باہرہ بدست این پیغامبر ظاہر
سازند و شریعت او را سمحۃ بیضا
گردانند تا ہلاک نشود ہر کہ ہلاک شود
الا بعد بینہ عن بینہ ہمچنان در خلافت
خلفاء حیرت واقع است و تخلص ازین حیرت
بدو وجہ می باشد یکے سابق کہ اخبار پیغامبر
بانواع بسیار صفت بیان فرماید کہ فلان
کس بہشتی است دوم اعلام نماید کہ فلان کس
از صدیقین و شہداء و صالحین است سیوم
استحقاق او خلافت را قولاً و عملاً ارشاد کند
چون حق تا اینجا رسید حجۃ اللہ بخلافت او
قائم گردید و مردمان باطاعت او مکلف

والے کا پہچاننا بھی دشوار ہے۔ اس سخت حیرت سے رہائی پانے
کی دو راہیں ہو سکتی ہیں جس طرح پیغمبر کی شناخت دو وجہ
سے ہوتی ہے۔ ایک سابق جس کا تعلق اس نبی کی نبوت سے پہلے کے
زمانے سے ہے اور دوسری کا بعد از نبوت آنے والے زمانے سے
وجہ سابق تو یہ ہے کہ پچھلے زمانے کے پیغمبر بعد میں آنے والے
پیغمبر کی بشارت دیں اور وہ بشارت اُن کی اُمت کے درمیان
شائع ہو جائے۔ (جیسے حضرت عیسیٰ کی بشارت) مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ
يَّأْتِىْ الخ (۶:۶۱) اور میرے بعد جو ایک رسول آنے والے
ہیں جن کا (مبارک) نام احمد ہوگا میں ان کی بشارت دینے
والا ہوں) اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً الخ (۲۶:۱۹۷) کیا ان
لوگوں کے لئے یہ بات دلیل نہیں ہے کہ اس کو علماء بنی اسرائیل
جانتے ہیں؟ اور اسرار تکوین میں سے یہ ایک سِر عجیب ہے کہ
جب چاہتے ہیں کہ ایک صاحب شوکت پیغمبر کو آخر زمانہ میں
مبعوث فرمائیں تو سابق پیغمبروں کی زبان سے اس امر کی خبر
دیں اور اس کے بعد لوگوں کے خوابوں اور کاہنوں وغیرہ
کی غیبیات کے ذریعہ سے انبیاء کی خبروں کی تائید کرائیں
دوسری وجہ لاحق تو وہ یہ ہے کہ پیغمبر لاحق کی شریعت سابقہ
شریعت کی تصدیق کرنے والی ہے اور اس پیغمبر کے ہاتھ سے
کھلے ہوئے معجزات کا ظہور اور اس کی شریعت کو آسان اور
صاف روشن بنائیں تاکہ کوئی ہلاک نہ ہو اور جو ہلاک
ہونے والے ہیں ان پر خدا کی حجت قائم ہو جائے۔ اسی طرح
کی حیرت خلفاء کی خلافت میں بھی ہے اور اس حیرت سے
رہائی پانے کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک سابق اور وہ یہ ہے
بہت سے طریقوں سے پیغمبر کا خبر دیتے رہنا کہ اوّل یہ بیان
فرمائیں کہ فلاں شخص جنتی ہے دوم لوگوں کو یہ بتائیں کہ فلاں
شخص صدیقین اور شہداء و صالحین میں سے ہے سوم خلافت
کے لئے اس کے استحقاق کی علامتوں کو قولاً و عملاً ارشاد
فرمائیں، جب بات یہاں تک پہنچ گئی تو اس کی خلافت پر
اللہ کی حجت قائم ہو گئی اور لوگ اس کی اطاعت کے مکلف

شود بعد از ان در وقت وفات پیغامبر علیہ السلام را الہام کرده شوند کہ برائی خلیفہ خلافت را منعقد نمایند و بعد از ان بدو طلب وسعت تصرف او در عالم بسط فرمایند لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۔ اما وجہ تاخر آن است کہ سوال خلافت خاصہ در خلیفہ بیان کنند و آیات و امارات خلافت او مثل فلق الصبح متواتر اضافہ فرمایند بیان مثالش آنکہ شخصی گوید من طبیبم و مہارت او در طب اول مرتبہ مخفی باشد بعد ازان مرضی بسوی رجوع کنند و ہر مریضی را اسباب و علامات تحکم کند کہ فلان مرض وارد و اسباب آن این است و بعد از ان برائے ہر مرض دوائی وصف کند و آن ادویہ موثر افتند و بالعلم بمعالجہ او از امراض مہلکہ خلاص شوند و مہارت او بنزد و الشمس فی رابعۃ النہار واضح گردد ما آنچہ در معنی خلافت کہ ابیان آن کردیم تامل و ادراک کنی و مقصد اول از کتاب ما بر عنوان تا دلائل خلافت خاصہ از بیان حضرت شارع ادراک کنی بعد از ان مقصد ثانی بر عنوان دلائل تصیرے مشاہدہ فرما ازین جہت واجب شد کہ خلیفہ خاص مبشر بہشت باشد و مشہور بمقامات عالیہ و پیغامبر از معاملہ نماید کہ امیر با منتظر الامارت کند۔

تکملہ ہفتم در تفریع و لواحق مسئلہ خلافت خاصہ۔ تفریع اول آنچہ بیان کردیم ترتیبے است از مراتب ولایت کہ اشبہ انواع ولایت است

ہو جائیں، اس کے بعد پیغمبر کی وفات کے وقت ایک جماعت کو یہ الہام کریں (یعنی ان کے دلوں میں یہ داعیہ پیدا کریں) کہ خلیفہ کے لئے خلافت کو منعقد کریں جس کے بعد ہی اللہ اس کے وسعت تصرف کو تمام عالم پر کشادہ کر دیں لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ الخ (۸: ۴۲) تاکہ جس کو برباد ہونا ہے وہ نشان آنے کے پیچھے برباد ہو اور جس کو زندہ ہونا ہے نشان آنے کے پیچھے زندہ ہو۔ اور تو وجہ سابق تھی اب پیچھے کی وجہ لاحق یہ ہے کہ خلافت خاصہ کے سوال کو خلیفہ میں بیان کریں اور خلافت کے نشانوں اور علامات کو خلیفہ صبح کی روشنی کے مانند متواتر اضافہ فرمائیں اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کہے کہ میں طبیب ہوں۔ طب میں اس کی مہارت اول مرتبہ میں مخفی ہو گی۔ اس کے بعد مریض اس کی طرف رجوع کریں اور ہر مریض کے بارے میں اسباب و علامات کے پیش نظر حکم کرے کہ اس کو فلاں بیماری ہے اور اس کی راستے سبب ہو۔ اس کے بعد وہ ہر بیماری کے لئے دوا تجویز کر دے اور وہ دوا موثر پڑے اور لوگ بوقت ضرورت اس کے علاج سے امراض مہلکہ سے نجات پائیں اور اس کی مہارت دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہو جائے اب خلافت کے معنوں میں جو ہم نے بیان کئے ہیں تامل (یعنی غور) کے ساتھ ذہن میں رکھ کر ہماری کتاب کا مقصد اول پڑھو تاکہ خلافت خاصہ کے دلائل حضرت شارع کے بیان سے سمجھ لو اس کے بعد مقصد ثانی پڑھو اور تیسیر ثانی کے دلائل کا مشاہدہ کرو۔ اس جہت سے ضروری ہو گیا کہ خلیفہ خاص وہ ہوگا جس کو بہشت کی بشارت دی گئی ہو اور وہ مقامات عالیہ پر فائز ہو اور پیغمبر اس کے ساتھ وہ معاملہ کرے جس طرح ایک امیر کو ولی عہد سے کرنا چاہیئے۔

تکملہ ہفتم مسئلہ خلافت خاصہ کی تفریع اور لواحق کے بیان میں۔ تفریع اول جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہ مراتب ولایت میں کی ایک ایسی ترتیب ہے جو ولایت کی انواع میں

بہ نبوت و ولایت او مراتب بسیار است کہ خدای تعالیٰ خواص عباد خود را آن می نوازد اما چون تعلق بعموم ناس ندارد بحث از ان ما نیست و شریعت ظاہرہ چہار بیان و اثبات آن تعلق نفرمودہ اگر این قسم ولایت را در اشخاص معینین منحصر نہیم غلط ذہنی و انکار ولایت دیگران لازم آید و اگر فضیلت یکی بر دیگرے تقریر نمائیم مراد افضلیت در ہمین مرتبہ خواہد بود نہ اعلی رتبہ از مراتب آمدیم بکلام بسیار است مقصود ما بیان ہمان است کہ شرائع الٰہیہ تعلق بآن داشتہ باشد فرع ثانی آنچہ بیان کردیم صورت کاملہ خلافت خاصہ است چنانکہ افراد ہر نوع در مقتضیات آن نوع مختلف می افتند باعتبار مواد کہ متلبس آن نوع بودہ است ہمچنان لازم نیست کہ ہمہ خلفاء درین امور متساوی الاقدام باشند ممکن است کہ شخصے باعتبار یک وصف اقوی و اقدم باشد و شخص دیگر باعتبار وصف دیگر اثبت و اقوی بعد اشتراک ہمہ در اصل این امور چنانکہ انبیاء در اصل نبوت مشترک اند و در اصول لوازم نبوت متوافق و در زیادت و قلت بعض اوصاف متفاوت ہمچنان بعض خلفاء سوابق اسلامیہ بیشتر دارند و بعضے سلیقہ بادشاہی زیادہ تر بعد اتفاق در اصول لوازم خلافت خاصہ و بہذا حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ در مستعدان خلافت سخن داشت باعتبار بعض اوصاف جبلیہ کہ بسیاست ملک تعلق دارد فرع ثالث اگر جمعے از کمل مومنین در اصل لوازم خلافت خاصہ جمع شدہ باشند و در زیادت

سب سے زیادہ نبوت سے مشابہ ہے اور اس کے بعد ولایت کے مرتبے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو اُن سے نوازا ہے مگر چونکہ ان کا تعلق عام لوگوں سے نہیں ہے اس لئے ان سے ہم نے بحث نہیں کی اور شریعت ظاہرہ نے اُن کے اثبات کے بارے میں کچھ فرمایا بھی نہیں۔ اگر اس قسم کی ولایت کو ہم چند اشخاص معینین میں منحصر کر دیں تو غلطی ذہنی کرنا اور دوسروں کی ولایت سے انکار کرنا۔ اور اگر ہم ایک کی فضیلت دوسرے پر قرار دیں تو ہماری مراد اسی مرتبہ میں افضلیت ہوگی، تمام مراتب کے اعتبار سے نہیں۔ ہمارا ابھی بہت سے بیان سے مقصود وہی ہے جس سے کہ شرائع احکام الٰہیہ تعلق رکھتے ہوں۔ فرع ثانی جو کچھ ہم نے بیان کیا وہ خلافت خاصہ کی صورت کاملہ ہے۔ جس طرح کہ ہر نوع کے افراد اس نوع کے مقتضا میں مختلف ہوجاتے ہیں ان مادوں کے اعتبار سے جن پر وہ نوع مشتمل ہوتی ہے اسی طرح یہ لازم نہیں ہے کہ ان امور میں تمام خلفاء کے قدم یکساں چلتے ہوں، ممکن ہے کہ ایک شخص ان تمام اصل امور میں اشتراک کے بعد ایک وصف کے اعتبار سے زیادہ قوی اور آگے ہو اور دوسرا شخص دوسرے وصف کے اعتبار سے زیادہ رسوخ و ثابت رکھتا ہو۔ جیسا کہ سب انبیاء اصل نبوت میں شریک ہیں اور لوازم نبوت کے اصول میں ایک دوسرے کے برابر اور بعض اوصاف کی کمی و زیادتی میں جدا جدا ہیں۔ اسی طرح بعض خلفاء سوابق اسلامیہ زیادہ رکھتے ہیں اور بعض بادشاہی کا سلیقہ زیادہ رکھتے ہیں اصول لوازم خلافت خاصہ میں متفق ہونے کے بعد اور اسی کی بنا پر حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کی استعداد رکھنے والوں کے بارے میں کچھ باتیں فرمائی تھیں جو بعض ان اوصاف طبعیہ کے اعتبار سے تھیں جو سیاست حکومت سے متعلق تھیں۔ فرع ثالث اگر مومنین کاملین کی ایک جماعت اصل لوازم خلافت میں ہم نسبت ہوں اور اوصاف کی

وقلت اوصاف متفاوت مقتضی خلافت خاصہ
حضرت پیغامبر را صلی اللہ علیہ وسلم آن است کہ
صاحب زیادت اوصاف متعلقہ بدو شش مقدم
باشد بر صاحب زیادت اوصاف متعلقہ بجبریت
وزہد بچند وجہ یکی آنکہ بادشاہ ضابط شوکت
خود میتواند کہ احبار و زہاد را در جایگاہ ایشان
محکم دارد تا از ایشان امور متعلقہ بجبریت و زہد
بگیرد و در عالم بعد نصب ایشان فائدہ وضع
مطلوب شائع گردد چون ہمہ مناسبات ملکات
جبلیہ بسبب خود آن ہمہ را می شناسد ع

کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

بخلاف احبار و زہاد کہ نمی توانند تغیر دادن
ملوک و اعوان ملوک را دوم آنکہ چون مدارک
ظاہرہ کرد پوشش نبوت پیغامبر را است صلی
اللہ علیہ وسلم تامل کنیم خلافت آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم ظاہر تر بود از جبریت و زہد ایشان
صلی اللہ علیہ وسلم پس رعایت جزو اظہر
و اقوی احق و اولی است سیوم آنکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در بسیاری از اوقات
رعایت کہ سیاست لشکر اسلام و ملک داری
مقدم داشتہ اند تا امیر عتاب بن اسید
کہ با وجود بودن مہاجرین و انصار
و لا بد چون این جملہ گفتہ شد
باید دانست کہ مفہوم خلافت خاصہ
کہ ما بیان کردیم علمے
است شریف کہ نور توفیق آن را در
خاطر بندۂ ضعیف ریختہ پس ہر کہ فہمید قدر او
بشناسد و ہر کہ نفہمید انکار کند و ذلک من فضل
اللہ علینا و علی الناس

زیادتی کمی میں مختلف ہوں تو ہمارے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کی خلافت خاصہ کا مقتضی یہ ہے کہ جس میں بادشاہی سے
تعلق رکھنے والے اوصاف زیادہ ہوں وہ مقدم ہو اس شخص پر
جس میں اوصاف متعلقہ جبریت و زہد زیادہ ہوں۔ اس کی
کئی وجہ ہیں، پہلی یہ کہ منتظم بادشاہ اپنی شوکت سے یہ
کر سکتا ہے کہ احبار و زہاد کو ان کے اپنے مستقر پر پابند رکھے
ہوئے ان سے جبریت و زہد سے تعلق رکھنے والی خدمات لے
اور ان کے ان مناصب پر مامور ہونے کے بعد فوائد مطلوبہ
شائع ہو جائیں چونکہ وہ اپنے ملکات جبلیہ اور کسبیہ کی
مناسبتوں سے ان سب کو پہچانتا ہے ع کہ سالک بے خبر نبود
زراہ و رسم منزلہا (یعنی راہ پر چلنے والا منزلوں کے راستے
اور نشانیوں سے بے خبر نہیں ہوتا) بخلاف احبار و زہاد کے
کہ وہ بادشاہوں اور ان کے مددگاروں (امراء و وزراء)
میں تغیر پیدا نہیں کر سکتے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب ہم اوصاف
ظاہرہ میں جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے
روپوش (نقاب) تھے تامل کریں گے تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی خلافت آپ کی جبریت اور زہد سے زیادہ ظاہر
پائیں گے اس لئے ایسے جزو کی رعایت جو زیادہ ظاہر اور زیادہ
قوی ہو احق اور اولی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تر اوقات میں لشکر اسلام
اور ملک داری کی سیاست کو (امراء و عمال کے تقرر
میں) مقدم رکھا ہے۔ جیسا کہ عتاب بن اسید کو مکہ کا امیر
بنایا باوجود مہاجرین و انصار کے موجود ہونے کے۔ ایک ضروری
بات یہ ہے کہ جب یہ ساری تفصیلات بیان کر دی گئی ہیں تو جاننا
چاہئے کہ خلافت خاصہ کا مفہوم جس اسلوب سے ہم نے بیان
کیا ہے یہ ایک علم شریف ہے کہ نور توفیق نے اس بندۂ ضعیف
دل پر اس کا فیضان کیا ہے جو اس کو سمجھے گا وہ اس
کی قدر کرے گا اور جو نہیں سمجھے گا وہ اس کا انکار کرے گا۔
وذلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس (اور یہ ہم پر اور سب لوگوں پر اللہ کا فضل ہے)

نمی توانند که در تمسک بآن تشکیک نمایند

مقصد ثانی

در دلائل عقلیه بر خلافت خلفاء که ماخوذ باشند از استقراء احوال و افعال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یا ماخوذ باشند از مقدمات مسلّمه عند المسلمین از جهت آنکه نقیض آن مقدمات مستلزم محالی شرعی است مثلاً خلف وعدهٔ الٰہی لازم آید یا قدح در عصمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رسد یا اجماع امت مرحومه بر ضلالت ظاهر گردد و این مبحث منحصر است در دو مقدمه مقدمهٔ نخستین آنکه بدلائل عقلیه یقین میکنیم که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت خود را خلیفه معین فرموده است و اهل بیت را در آنچه بخلافت تعلق دارد لازم نموده دوم آنکه بدلائل عقلیه یقین میکنیم که اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای امت خود خلیفه معین ساخته است آن خلیفه صدیق اکبر است لا غیر ثم الفاروق بعده ثم ذو النورین بعد الفاروق۔

وهذا أوان الشروع في المقدمة الأولى

و پیش از شروع در تقریر آن نکته ایست که ترتیب دلائل و تقریب آن بمسائل بر معرفت او موقوف است و آن نکته این است که مراد ما از تعیین خلیفه که بوجوب و لزوم آن زبان میکشائیم نه آن است که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک بوفات خود مسلمانان را جمع فرماید و بر بیعت آن خلیفه امر نماید یا بعض از افعال مختصه استخلاف درین حالت بعمل آرد چه آنچه

خلفاء پر اس قسم کی جن دلائل سے تمسک کرتے ہیں ان میں کسی قسم کا شک نہیں کر سکتے۔

فصل ہفتم کا مقصد ثانی

خلافت خلفاء پر ایسے دلائل عقلیہ کے بیان میں جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے احوال وافعال کے استقراء سے ماخوذ ہوں یا ان مقدمات سے ماخوذ ہوں جو مسلمانوں کے نزدیک مسلّمہ ہیں اس جہت سے کہ ان مقدمات کی نقیض محال شرعی کو مستلزم ہو مثلاً وعدہ الٰہی کا خلاف ہونا لازم آجائے یا عصمت پیغمبر پر اعتراض واقع ہو جائے یا امت مرحومہ کا اجتماع گمراہی پر ظاہر ہو جائے۔ اور یہ بحث منحصر ہے دو مقدموں میں۔ پہلا مقدمہ یہ ہے کہ دلائل عقلیہ سے ہم یقین کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے ضرور کوئی خلیفہ معین فرمایا ہے اور اہل بیت کی فرمانبرداری ان باتوں میں جو خلافت سے تعلق رکھتی ہیں لازم کی ہے۔ دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ دلائل عقلیہ سے ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے خلیفہ معین کیا ہے تو وہ خلیفہ صدیق اکبر ہیں اور کوئی دوسرا نہیں پھر ان کے بعد فاروق ہیں پھر بعد فاروق کے ذو النورین ہیں۔

پہلا مقدمہ اب یہاں سے پہلا مقدمہ شروع ہوتا ہے اس کی تقریر شروع کرنے سے پہلے ایک اہم نکتہ کا بیان کرنا ضروری ہے کہ دلائل کی ترتیب اور مسائل کا ان سے ثابت کرنا اسی کے سمجھنے پر موقوف ہے اور وہ نکتہ یہ ہے کہ ہماری مراد تعیین خلیفہ سے جس کے وجوب اور لازم ہونے پر ہم زبان کھول رہے ہیں یہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے قریب مسلمانوں کو جمع فرمائیں اور اس خلیفہ سے بیعت کے لئے حکم دیں یا اس حالت میں کوئی ایسا کام کریں جو خلافت کو سمجھانے والے کاموں میں سے ہو جیسا کہ

اول بر تخت نشاندن و چتر بر سر نہادن علم استخلاف نمی باشد بلکہ مراد ما ایجاب شرعی است مثل سائر شرعیات چنانکہ بوضو و غسل و نماز و زکوٰۃ و سائر عبادات و مناکحات و مبایعات و اقضیہ و جراحات در عمر شریف خود امت را مکلف ساخت بعضی قرآن و اشارۂ آن تارۃً و بعضی حدیث و اشارۂ آن اُخریٰ و در مرتبۂ اجماع و قیاس صحیح جلی مرۃً ثالثۃً ہمچنین واجب است کہ بخلیفہ خاص مکلف سازد بآن انواع تکلیف کہ تقریر کردیم و تفہیم این نکتہ شفی غلیل متفنن میگردد طائفۂ از اہل سنت در صدد آنکہ خلافت خلفاء بنص ثابت شدہ و حدیثے چند درین باب روایت کنند و اکثر از متکلمین و محدثین در پے آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم استخلاف نکردہ و نقلے چند درین باب روایت کنند چون بنظر انصاف بنگریم این نقول محمول است بر نفی بیعت خاصہ کہ در وقت عقد ولایت عہد می باشد و آن احادیث دال بر خلافت مثل دلالت سائر ادلۂ شرعیہ بر ثبوت موجب آن قال محمد بن اسحٰق حدثنی محمد بن ابراہیم عن القاسم بن محمد ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لما سمع تکبیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الصلوٰۃ این ابوبکر یأبی اللہ ذلک والمسلمون قالہا ثلاثاً قال عمر عند وفاتہ لم یشکک المسلمون ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد استخلف ابابکر ولکنہ قال عند وفاتہ ان

اس زمانہ میں تخت پر بٹھانا اور سر پر چتر رکھنا جانشین قرار دینے کی رسم ہوتی ہے بلکہ ہماری مراد ایجاب شرعی ہے تمام شرعیات کی طرح۔ جس طرح کہ آپ نے اپنی عمر شریف میں امت کو وضو اور غسل کے لئے نماز اور زکوٰۃ اور تمام عبادات کے لئے اور امور نکاح و خرید فروخت اور جھگڑوں کے فیصلے اور امور قصاص کے لئے مکلف کیا بعض قرآن سے اور کبھی اشارۃ نص سے اور نص حدیث اور کبھی نص کے اشارے سے اور بمرتبہ ثالثہ اجماع اور قیاس صحیح جلی کو حجت شرعی قرار دیتے ہے، اسی طرح واجب ہے کہ خلیفۂ خاص سے آپ مکلف بنائیں مکلف بنانے کی ان انواع سے جن کی ہم نے تقریر کی ہے اور اس نکتہ کے ذہن نشین کرنے سے ایک بڑا شور و غوغا ختم ہو جائے گا۔ اہل سنت میں سے ایک جماعت تو اس کے درپے ہے کہ خلافت خلفاء نص سے ثابت ہے اور اس بارے میں چند حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ اور اکثر لوگ متکلمین اور محدثین میں سے اس کے درپے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا اور اس بارے میں چند منقولات روایت کرتے ہیں۔ جب ہم بنظر انصاف دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقول محمول ہیں بیعت خاصہ کی نفی پر جو ولی عہد قرار دینے کے وقت ہوتی ہے اور مذکورہ احادیث خلافت پر اسی طرح دلالت کرتی ہیں جس طرح تمام ادلۂ شرعیہ اپنے ثبوت موجب پر دلالت کرتی ہیں۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے روایت کی محمد بن ابراہیم نے قاسم بن محمد سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب عمر رضی اللہ تعالے عنہ کی تکبیر (کی آواز) نماز میں سنی تو فرمایا کہ ابوبکرؓ کہاں ہے اللہ اس کو قبول نہیں کرتا ہے اور نہ (جماعت) مسلمانان۔ تو گویا ایک بات نہ ہوئی جیسی کہ عمرؓ نے اپنی وفات کے نزدیک کہا تھا کہ مسلمان اس بات میں شک نہ کرتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو خلیفہ بنایا ہے۔ لیکن انہوں نے اپنی وفات کے وقت یہ فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو خلیفہ

استخلف فقد استخلف من هو خیر منی و ان اترکهم فقد ترکهم من هو خیر منی فعرف الناس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یستخلف احدا وکان عمر رضی الله عنه غیر متهم علی ابی بکر رضی الله عنهما و مراد از نفی جلی نه آن است که یک آیت صریح درین باب نازل شده باشد یا حدیث صریح بتواتر رسیده باشد بلکه می تواند بود که آیات و احادیث بسیار از اخبار در قدر مشترک استخلاف متحد باشند و در بعض نام این خلفاء بطریق رمز و ایهام برده باشند و باسم خلافت تصریح کرده باشند کما قال عز من قائل وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ الآیه یا نام خلفاء بطریق تعیین و تصریح برده باشند معنی خلافت بکنایه ادا کرده باشند کما قال النبی صلی الله علیه وسلم اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر و در بعض هردو بطریق رمز و ایهام بیان نموده باشند کما قال عز من قائل الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ الآیه و در بعض لوازم خلافت باین عزیزان صریح اثبات کرده باشند و در بعض بطریق ایما و اشاره و اقتضا بآن معنی کنایت نموده باشند چنان بهم

بنا دوں تو (میرے لئے گنجائش ہے کہ) اس شخص نے اپنا خلیفہ بنایا ہے جو مجھ سے بہتر تھے (یعنی ابوبکرؓ) اور اگر لوگوں پر چھوڑ دوں تو (اس کی بھی گنجائش ہے) اُن پر اس شخص نے چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہتر تھا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) تو لوگوں نے یہ جان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں غیر متہم ہے (یعنی یہ ذکر کر کے کہ میں بھی کسی کو خلیفہ قرار دیدوں تو مجھ سے بہتر شخص یعنی ابوبکرؓ ایسا کر چکے ہیں یہ بات صاف کر دی کہ ابوبکرؓ کے خلیفہ بنانے پر ان کو اعتراض نہ تھا) اور ہماری مراد نفی جلی سے یہ نہیں ہے کہ کوئی صریح آیت اس باب میں نازل ہوئی ہو یا کوئی صریح حدیث ہو جو تواتر کے مرتبہ پر پہنچی ہوئی ہو بلکہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اخبار میں سے بہت سی احادیث استخلاف کی قدر مشترک میں متحد ہوں۔ بعض میں ان خلفاء کا نام بطریق رمز و ایہام کے لیا گیا ہو اور اسم خلافت کی تصریح کر دی ہو جیسا کہ سب سے زیادہ عزت والے کا ارشاد ہے وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا الخ (۲۴: ۵۵) ترجمہ: جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو زمین میں ضرور خلافت عطا فرمائے گا الخ۔ یا خلفاء کا نام تعیین اور تصریح کے ساتھ لیا گیا ہو اور خلافت کے معنے کنایۃً ادا کئے گئے ہوں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اقتداء کرو اُن کا جو میرے بعد ہوں گے یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اور بعض میں دونوں باتیں اشارہ اور ایہام کے طور پر کی گئی ہوں جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ الخ (۲۲: ۴۱) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم اُن کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی رکھیں الخ اور بعض میں لوازم خلافت کا ان عزیزوں کے حق میں صریح اثبات کیا ہو اور بعض میں ایماء اور اشارہ اور اقتضاء سے اس معنے کی جانب کنایہ کیا گیا ہو۔ جب یہ

بہیئت اجتماعیہ بہم آید در مدعای خود دلیل قاطع گردد و بہت بحیثیت بانی تمام شود و این نکتہ شبہ دیگر نیز مندفع میگردد طائفہ در صدد حکم خلافت این بزرگواران بنص ثابت است لیکن بنص خفی و جمعے در بیان آنکہ اینجا نص جلی است چون بنظر انصاف می بینیم اگر یک حدیث یا یک دلیل از میان بر داریم آن خود جلی نیست لیکن انچہ از شرائع بار سیدہ ست قاطع و جلی است و آنچہ نگاران فن استنباط می دانند کہ اکثر احکام قطعیہ مسلمہ بین المسلمین مانند جمعہ و عیدین بغیر این طریق کہ گفتیم نص جلی ندارند چون این نکتہ مہید شد بر سر اصل سخن رویم دلیل اول استقراء احادیث کہ در باب فتن روایت میکنند دلالت ظاہر دارد بر آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر وقائع آئندہ تقریر فرمودہ است وہر واقعہ را بلفظے ادا کردہ کہ رضای خدای تعالیٰ یا سخط او ازان مفہوم شود چون این مقدمہ را شناختیم بتحری قوی یقین می نمائیم کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفہ اول و ثانی و ثالث کہ بر نزدیک بودند و در اختلاف قوم در استخلاف ایشان فتنہ بزرگ بود و کارہائے عظیم مثلاً فتح فارس و روم بر دست ایشان منعقد فرمودہ اند حاشا کہ ترک آن تجویز کردہ کہ اہم اہمات را بگذارند و در بیان امور جزئیہ اہتمام نمایند سبحانک ہذا بہتان عظیم درین مبحث جواد قلم اگر شرفا او شرقین استنان نماید چہ ضرور کہ عنان او از دست داشتہ شود۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حیثیت اجتماعیہ سے ہم پہنچ جاتی ہیں تو اپنے مدعا میں دلیل قطعی بن جائیں گی اور مختلف بتانے کی جہت ان سے قائم ہو جائیگی۔ اور اس نکتہ سے ایک اور شبہ بھی مندفع ہو جاتا ہے۔ ایک گروہ اس کے پیچھے ہے کہ ان بزرگواروں کی خلافت نص سے ثابت ہے لیکن بنص خفی اور ایک جماعت یہ بیان کرتی ہے کہ یہاں نص جلی ہے۔ جب ہم بنظر انصاف دیکھتے ہیں اگر ایک حدیث یا ایک دلیل درمیان سے اٹھا لیں تو وہ خود جلی نہیں ہے لیکن جو کچھ شارع سے ہم تک پہنچا ہے وہ قطعی اور جلی ہے۔ اور فن استنباط کو جاننے والے جانتے ہیں کہ اکثر احکام جو سب مسلمانوں کے نزدیک قطعیہ ہیں جیسے جمعہ اور عیدین بغیر اس طریق کے جو ہم نے بیان کیا ہے نص جلی نہیں رکھتے۔ جب یہ نکتہ مفصل مذکور ہو چکا تو اب ہم اصل بات شروع کرتے ہیں۔ دلیل اول ان احادیث کا استقراء ہے جن کو باب فتن میں روایت کرتے ہیں اس بات پر دلالت ظاہرہ رکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آئندہ آنے والے اکثر واقعات کی تقریر فرمائی ہے اور ہر واقعہ کو ایسے الفاظ سے ادا کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا یا اس کا عتاب اس سے مفہوم ہوتا ہے۔ جب اس مقدمہ کو ہم جان لیں گے تو تحری قوی سے ہم اس یقین پر پہنچ جاتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ اول و ثانی و ثالث کا جو بہت قریب تھے اور قوم میں ان کے خلیفہ بنانے میں اختلاف کی جانب سے فتنہ بھی اٹھا رہا اور بڑی بڑی مہمات مثلاً فارس اور روم کی فتح میں ان کا ہاتھ پیدا ہوا تھا ہی تعین ضرور تعین فرمایا ہے۔ کیا کوئی صاحب عقل اس بات کو جائز رکھے کہ آپ اہم مہمات کو چھوڑ دیں اور امور جزئیہ کے بیان میں اہتمام فرمائیں؟ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ اس بحث میں اگر قلم کا اسپ تیز رو ایک دو بلند مقامات پر جست کرے تو کیا ضرورت ہے کہ اس کی باگ کھینچ لی جائے (کہ وہ رک جائے)۔ انشاء اللہ تعالیٰ تم کو سعادت عطا کرے

که آنحضرت صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین
است بعد آنحضرت صلی الله علیه وسلم پیغامبر
نخواهد بود پس حکمت الٰہیہ تقاضا کرد که علوم نافعہ
که بعد آنحضرت صلی الله علیه وسلم تا روز
قیامت بودنی است بر زبان آنحضرت صلی الله علیه
وسلم جاری شود و آنحضرت صلی الله علیه وسلم
رضای حق جل و علا بنسبت بعض آن وقائع
و سخط او تعالیٰ بنسبت بعض بیان فرماید تا نعمت
تمام شود و حجت قائم گردد پس بر آنحضرت
صلی الله علیه وسلم همه آن وقائع منکشف
گشت و رضا و سخط بنسبت هر یکے از آنها نمودار
گردید و وے صلی الله علیه وسلم همه آن را در
بعض اوقات خبر داده اند مانند کسیکه بچشم ظاهر
می بیند باز بحسب تقریبات واحداً بعد واحدٍ
بیان فرمودند و حکمت مقتضی آن است که همه
آن وقائع مبین شده باستیعاب اجمالاً و تفصیلاً
اگر امروز خطائے واقع شده باشد بسبب نسیان
رواة یا بسبب صعوبت تطبیق وصف کلی بر
صورت خاصه واقع شده است اما بیان اجمالی
پس از حدیث حذیفہؓ قال قام فینا رسول الله
صلی الله علیه وسلم مقاماً ما ترک شیئاً یکون
فی مقامه ذلک الی قیام الساعة الا حدث
به حفظه من حفظه و نسیه من نسیه قد علمه اصحابی
هؤلاء وانه لیکون منه الشیء قد نسیته فاراه
فاذکره کما یذکر الرجل وجه الرجل اذا غاب
عنه ثم اذا رآه عرفه متفق
علیه۔

اما بیان آن وقائع
تفصیلاً آنحضرت صلی الله

یہ جان لو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر نہیں
ہوگا۔ تو حکمت الٰہیہ نے تقاضا کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بعد سے روز قیامت تک ہونے والے اہم واقعات
کے علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری ہو جائیں
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت بعض واقعات کے
اللہ جل شانہٗ کی رضا اور بہ نسبت بعض واقعات کے اللہ
تعالیٰ کی ناراضی بیان فرمائیں تاکہ نعمت تمام ہو جائے اور
حجت قائم ہو جائے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
وہ تمام واقعات منکشف ہو گئے اور ہر واقعہ کے ساتھ جو
رضا یا ناراضی تھی وہ بھی نمودار ہو گئی۔ اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات میں اُن سب کی اس طرح
خبر دی جس طرح کوئی شخص چشم ظاہری سے دیکھتا ہے
پھر آپ نے سلسلہ وار ایک کے بعد ایک بیان فرمائے۔ حکمت
اس کی مقتضی ہے کہ اجمالاً و تفصیلاً تمام واقعات بیان کر دیئے گئے
ہیں۔ اگر آج کوئی خطا واقع ہو گیا تو اس کی وجہ راویوں
کا نسیان ہے یا کلی واقعات میں سے ہر ایک کی صورت
خاصہ پر تطبیق میں دشواری واقع ہوئی ہے۔ بیان اجمالی
کا حال حدیث حذیفہؓ سے سنو۔ فرماتے ہیں کہ ہم میں رسول
صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور اسی
جائے قیام پر کھڑے کھڑے آپ نے قیامت تک ہونے والی
کوئی بات نہیں چھوڑی مگر یہ کہ سب ہی کو بیان کر دیا جو
اُن کو یاد رکھ سکا اس نے یاد رکھے اور جو یاد نہ رکھ سکا وہ
بھول گیا۔ میرے ساتھی ان کو جانتے ہیں اور ان میں سے
کوئی بات ہوتی ہے جس کو میں بھول چکا تھا پھر میں اس کو
دیکھتا ہوں تو مجھے اس طرح یاد آ جاتی ہے جیسا کوئی شخص
دوسرے شخص کے چہرے کو یاد رکھتا ہے جب وہ اس سے
غائب ہو پھر جب اس کو دیکھے گا تو اس کو پہچان لے گا۔
اب اُن وقائع کا تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی

و از بعض بعض را مرکردند با قتدا باو
در حدیث اقتدوا و خبر دادند بخلافت
حضرت عثمانؓ و بآنکہ در آخر ایام او
بلائے خواہد آمد و خبر دادند بآنکہ
او را پیراہن خلافت خواہند
خواست و وے آن روز بر حق
خواہد بود و اعدائے او ظالم و فاسق
و فرمودند آن قمیص را نزع مکن
و خبر دادند کہ مرتضیٰ با قریش
مناقشات خواہد افتاد و با ناکثین
و مارقین و قاسطین جنگ واقع خواہد
شد و خبر دادند کہ یکے از امہات
مؤمنین را فلان جا کلاب نباح
خواہند کرد و وے در بلائے خواہد
افتاد و در آخر خلاص خواہد شد
و عمار بن یاسر را فئہ باغیہ خواہند
کشت و بر دست اولی الناس
بالحق جماعۃ مارقہ ہلاک خواہند شد
آیتہم رجل مخدج مشدون و بہ قتل
حضرت مرتضیٰ نیز خبر دادند
و در حق قاتل او فرمودند اشقی
الناس و معاویہ را فرمودند ان
ملکت فاحسن و فرمودند کیف
بک لو قد قمصک اللہ قمیصا
یعنی الخلافۃ قالت ام حبیبۃ او
ان اللہ مقمص اخی قال نعم
ولکن فیہ ہنات و ہنات و
ہنات و این کلمہ اشعار است بآنکہ
خلافت او منعقد خواہد شد بجہت تسلط

ڈول کھینچ کر زمین کو سیراب کر دیا)۔ اور بعض کا تعلق بعض کے
ساتھ۔ اور آپ نے ان کی اقتداء کا حکم دیا (اقتدوا والی حدیث
مذکورہ بالا ہیں)۔ اور آپ نے حضرت عثمانؓ کی خلافت کی
خبر دی اور اس بات کی کہ آخر ایام میں ان پر ایک بلا آئیگی۔
اور آپ نے خبر دی کہ ان سے قمیص خلافت کو اتروانا چاہیں گے
اور وہ اس دن حق پر ہوں گے اور ان کے دشمن ظالم و
فاسق ہوں گے۔ اور فرمایا کہ اس قمیص کو نہ اتارنا۔ اور آپ نے
خبر دی کہ علی مرتضیٰؓ کے قریش کے ساتھ جھگڑے ہوں گے۔ اور
عہد توڑنے والوں اور اسلام سے نکل جانے والوں (یعنی
خوارج) اور ظالموں کے ساتھ جنگ واقع ہو گی۔ اور آپ نے
خبر دی کہ امہات المؤمنین میں سے ایک پر فلاں جگہ کتے بھونکیں گے
اور وہ مصیبت میں پڑ جائے گی اور آخر میں رہا ہو جائیگی۔
اور عمار بن یاسر کو باغی جماعت کے لوگ قتل کر دیں گے۔ اور
سب سے زیادہ حق پر ہوگا اس کے ہاتھ پر جماعت مارقہ کے
لوگ (یعنی خوارج) ہلاک ہو جائیں گے۔ اس جماعت کی نشانی
ایک مخدون شخص ہوگا (یعنی جس کا ایک ہاتھ ناقص الخلقت
عورت کی پستان جیسا ہو) چنانچہ جنگ نہروان کی لاشوں
میں تلاش کرنے سے اس شخص کی لاش ملی جس کا یہی حلیہ تھا
کہ مونڈھے کے قریب اس کے ایک بازو کے بجائے صرف ایک
گوشت کا لوتھڑا سر پستان کے مشابہ لگا ہوا تھا جس پر چند لمبے
بال بھی تھے۔ مترجم) اور آپ نے حضرت مرتضیٰؓ کے قتل کی
خبر دی اور اُن کے قاتل کے بارے میں فرمایا کہ وہ سب سے زیادہ
بدبخت شخص ہوگا۔ اور معاویہؓ سے فرمایا کہ اگر تو بادشاہ ہو جائے
تو نیک کام کرنا اور فرمایا کہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا اگر اللہ
نے تجھے قمیص پہنائی۔ اس سے آپ خلافت مراد لے رہے تھے۔ (ام
المؤمنین) ام حبیبہؓ نے کہا کہ کیا اللہ میرے بھائی کو قمیص
پہنانے والا ہے؟ فرمایا کہ ہاں! اور لیکن اس میں فسادات
ہوں گے اور فسادات اور فسادات اور اس کلمہ میں اس طرف
اشارہ ہے کہ ان کی خلافت تسلط کے ذریعے منعقد ہوئی

کما تحزن و احترز و این تعبیر اشارہ بکراہت است
و عن الحسن بن علی قال ان رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم رای ملک بنی امیۃ فساءہ ذلک فانزل
اللہ تعالے اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝
وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ
خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ یملکہا بنو امیۃ قال
بعضہم فحسبناہ مدۃ ملک بنی امیۃ فاذا ہی الف
شہر لا یزید ولا ینقص و در اخبار بسیار آمدہ است
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنو العباس
را بشارت خلافت دادہ و در تواریخ مشہور
است کہ علی بن عبد اللہ بن عباس این
معنی بر ملا میگفت و بادشاہ بنی امیہ
او را باین سبب ایذا داد و اہانت کرد
و فی حدیث ابن عباس عن امہ لما
ولد عبد اللہ قالت اذہبی ایتی بابی الخلفاء
فاخبر بذلک العباس فاتاہ فذکر لہ
فقال ہو ما اخبرت ہذا ابو الخلفاء حتی
یکون منہم من یصلی بعیسی علیہ السلام
ذکرہ فی الخصائص لابی نعیم و خبر
داد از خروج ابو مسلم خراسانی
قال تخرج رایات سود من
خراسان لا یردہا شیء حتی
تنصب بایلیا و عن ابن عباس
عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم
قال منا السفاح و المنصور والمہدی
و اخرج الزبیر بن بکار عن
علی بن ابی طالب انہ لما حین
ضربہ ابن ملجم فقال فی وصیتہ

اچھی نہیں ہے جیسا کہ بطرز آپ جانتے ہیں۔ اور یہ تعبیر بھی ناگواری
کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور حسنؓ بن علیؓ سے مروی ہے
کہ آنحضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ کی بادشاہی
کو دیکھا (یعنی خواب میں) تو آپ کو اس سے ناگواری ہوئی
تو اللہ تعالے نے نازل فرمائی اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ
وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ
اَلْفِ شَهْرٍ ۝ کہ اس مدت تک بنو امیہ حکومت کریں گے بعض نے
کہا کہ ہم نے زمانہ حکومت بنی امیہ کا حساب کیا تو وہ پورے
ہزار مہینہ ثابت ہوئی نہ زیادہ نہ کم۔ اور بہت خبروں میں آیا
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بنو عباس کو خلافت
کی بشارت دی ہے۔ اور تواریخ میں مشہور ہے کہ علی بن عبد اللہ
ابن عباس یہ بات برملا کہا کرتے تھے اور بادشاہ بنی امیہ نے
اس سبب سے اُن کو ایذا دی اور توہین کی۔ اور ایک حدیث
ابن عباسؓ میں اُن کی والدہ سے مروی ہے کہ جب عبد اللہ
(ابن عباسؓ) پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اُن سے فرمایا کہ خلفاء کے باپ کو لے آ۔ جس کی خبر عباسؓ کو
ہوئی تو وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے
اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں جو بتایا
گیا ٹھیک ہے وہ خلفاء کا باپ ہے یہاں تک کہ اُن میں سے
ایک شخص بھی ہوگا جو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھے گا
خصائص ابی نعیم میں یہ ذکر کیا گیا ہے۔ اور آپ نے ابو مسلم
خراسانی کے خروج کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ خراسان سے سیاہ
جھنڈے نکلیں گے ان کو کوئی شے نہیں لوٹا سکے گی یہاں تک
کہ وہ ایلیا (شہر بیت المقدس) پر نصب کر دیئے جائیں گے اور
مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہم میں سے سفاح ہوگا اور منصور اور مہدی۔ اور ابو عبد
اللہ زبیر بن بکار نے روایت کی ہے علیؓ بن ابی طالب سے
کہ جب ابن ملجم نے ان پر ضرب لگائی تو آپ نے وصیت کی

ملہ ابو العباس سفاح کہ اول خلفای بنی عباس بود ۱۲

الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر
بملوک من خلافت بعدہ وامر
بقتال الناکثین والمارقین والقاسطین و
اخبر بہذا الذی تصابہ وفسرہ
بتملک معاویۃ وابنہ یزید ثم
لبعض بنی مروان بتوارثہا و
ان ہذا الامر صائر الی بنی امیۃ ثم
الی بنی العباس وان تربۃ التی تقتل
بہ حسین ذکر ذلک فی الخصائص
وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر داد
از اہل خروج کہ بر پادشاہان اسلام
خروج کنند قال حذیفۃ واللہ ما ترک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قائد
فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ
من معہ ثلثمائۃ فصاعدا الا قد سماہ
لنا باسمہ واسم ابیہ واسم قبیلتہ
رواہ ابوداؤد و خبر داد از پادشاہی
ترکان عن ابن مسعود قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اترکوا
الترک ما ترکوکم قال اول من یسلب
امتی ملکہم وما خولہم اللہ بنو قنطوراء عزاہ فی
الخصائص الی الطبرانی والی نعیم و واز
واقعہ ہلاکو خان در مستعصم خبر داد
عن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان ارضا یسمی البصرۃ
او البصیرۃ یکثر بہا ناس من المسلمین
عند نہر یقال لہ دجلۃ یکون
علیہا جسر ویکثر اہلہا فاذا کان
فی آخر الزمان جاء بنو قنطوراء

اور اسی وصیت میں یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جو اختلاف ان کے بعد ہونے والا تھا اس کی بھی
خبر دی اور مجھے حکم دیا عہد شکنوں، دین سے خارج ہونے
والوں، ظالموں سے لڑوں۔ اور آپ نے مجھے اس ضرب کی خبر
بھی دی تھی جو مجھ پر پڑا ہے اور آپ نے مجھے خبر دی کہ معاویہ
اور اس کا بیٹا یزید بادشاہ بنیں گے پھر حکومت بنی مروان
کی طرف پہنچ جائے گی، اور وہ باہم اس کے وارث ہوں گے اور
یہ کہ یہ امر بنی امیہ میں قائم رہے گا پھر بنی عباس کی طرف
چلا جائے گا۔ اور مجھے وہ مٹی دکھائی جس پر حسینؓ قتل ہوگا
اس کا ذکر کیا گیا ہے خصائص میں۔ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے خبر دی ان اہل خروج کی جو بادشاہان اسلام
کے مقابلہ پر نکلیں گے۔ حذیفہؓ نے کہا واللہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کسی سردار فتنہ کا ذکر نہیں چھوڑا دنیا کے
ختم ہونے تک۔ جن کا ذکر آپ نے فرمایا ان کی تعداد تین سو سے
بڑھی ہوئی ہے۔ ہمارے سامنے آپ نے ان سب کے نام لئے اور
ان کے باپ کے نام اور ان کے قبیلے کے نام۔ اس کو روایت
کیا ابوداؤد نے۔ اور آپ نے خبر دی ترکوں کی بادشاہی کی۔
ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ ترکوں سے تعرض نہ کرنا جب تک وہ تم سے
تعرض نہ کریں۔ فرمایا سب سے پہلے میری امت سے جو لوگ
حکومت اور جو کچھ اللہ نے ان کو دیا ہے چھینیں گے وہ بنو قنطورا
ہوں گے (یعنی ترک) خصائص میں اس کو منسوب کیا گیا
طبرانی اور ابونعیم کی طرف۔ اور آپ نے ہلاکو خان کے واقعہ
کی اور مستعصم کے مارے جانے کی خبر دی۔ ابوبکرہ سے مروی
ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک زمین
ہے جس کا نام بصرہ یا البصیرہ ہے وہاں مسلمانوں میں کے
بہت سے لوگ رہنے لگیں گے۔ اس کے قریب ایک نہر ہوگی
جس کو دجلہ کہا جاتا ہوگا اس پر ان کا ایک پل ہوگا اور مسلمانوں
کی آبادی بہت ہو جائے گی۔ جب آخر زمانہ ہوگا تو بنو قنطورا آئیں

براقش لوجوه صغار الاعين حتى نزلوا شاطئ
نهر فتفرق الناس عند ذلك ثلاث فرق فرقة
تلحق باصلها فهلكوا وفرقة تاخذ على انفسها
فكفروا وفرقة تقاتلهم قتالا شديدا فيفتح
الله على بقيتهم عزاه في الخصائص الى ابي نعيم
والمراد بالبصرة بغداد لان بغداد ارض ذات
حجر رخو لها حجارة كذا في تاج العروس كتب
المقتل لقطة وعن بريدة سمعت النبي صلى
الله عليه وسلم يقول ان امتي يسوقها قوم عراض
الوجوه صغار الاعين كان وجوههم الحجف ثلاث
مرات حتى يلحقوهم بجزيرة العرب اما السابقة
الاولى فينجو من هرب منهم واما الثانية فيهلك
بعض وينجو بعض واما الثالثة فيصطلون
من بقي منهم قالوا يا رسول الله من هم قال
الترك والذي نفسي بيده ليربطن خيولهم الى
سواري مساجد المسلمين عزاه في الخصائص
لاحمد وابي داود والحاكم وظاہر آن است كه مراد
از مره اولے فتنه سلاجقه است كه خليفه
عباسی بسبب ايشان مغلوب شد ودر بلاد
ماوراء النهر و خوارزم و خراسان
بجز نامے از خلافت ايشان
نه ماند واز مره ثانيه فتنه
چنگيزيه كه خليفه عباسی را
كشتند و بعض عباسيه بمصر
رفتند و خلافت خواستند و
هنوز در بلاد عرب خلافت
ايشان باقی مانده بود
و از مره ثالثه غلبه عثمانيه
بر بلاد عرب و

جن کے چوڑے چہرے ہوں گے اور چھوٹی آنکھیں، وہ اتریں
نہر کے کنارے پر اتر پڑیں گے تو شہر کے لوگ اس وقت تین
فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک فرقہ اپنی اصل سے مل جائے گا۔
وہ کافر ہو جائے گا۔ اور ایک فرقہ صرف اپنی جان کی فکر کرے گا
وہ بھی کافر ہو جائے گا اور ایک فرقہ ان سے شدت کے ساتھ
لڑے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے بقیہ کو فتح دے گا۔ اس کو نسبت
کی خصائص میں ابو نعیم کی طرف۔ اور مراد بصرہ سے بغداد ہے
کیونکہ بغداد نرم پتھروں والی زمین ہے۔ بصرہ نرم پتھر کو کہتے
ہیں۔ اور فتح سے مراد کا بیان ہے صرف ایک بقال لکھا ہوا
ہیں۔ اور بریدہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میری امت کو تین مرتبہ ایسی
قوم ہانکے لے جائے گی جن کے چوڑے منہ ہوں گے اور چھوٹی
آنکھیں ہوں گی ان کے چہرے ڈھال کی طرح ہوں گے یہاں
تک کہ وہ جزیرۃ العرب میں ان سے ملیں گے، پہلی مرتبہ والے
تو بھاگ کر ان سے نجات پا جائیں گے۔ اور دوسری جماعت والوں
میں سے بعض نجات پائیں گے اور بعض ہلاک ہو جائیں گے
تیسری جماعت کا یہ حال ہوگا کہ جو ان میں سے باقی بچے ہوں گے
وہ قتل کر دئیے جائیں گے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ کون ہیں
فرمایا ترک۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے کہ وہ مسلمانوں کی مسجدوں کی چہار دیواریوں کے اندر
اپنے گھوڑے باندھیں گے۔ منسوب کیا اس کو خصائص کبری
میں احمد و ابو داود و حاکم کی طرف۔ اور ظاہر یہ ہے کہ پہلی مرتبہ
سے مراد سلجوقیوں کا فتنہ ہے کہ خلیفہ عباسی ان سے
مغلوب ہو گیا اور بلاد ماوراء النہر اور خوارزم اور خراسان
میں اس کی خلافت کا نام کے سوا کچھ باقی نہ رہا اور دوسری
مرتبہ سے مراد فتنہ چنگیزیہ ہے جنہوں نے خلیفہ عباسی کو
قتل کر دیا اور بعض عباسیہ مصر چلے گئے اور خلافت قائم
کر لی اور ابھی تک دیار عرب میں ان کی خلافت باقی تھی۔
اور تیسری مرتبہ سے مراد ہے غلبہ عثمانیہ کا بلاد عرب پر اور

تموده بود بلاد فارس. تا آنکه در دست قریش کان
در ملکش گشت و صحابہ کی دوری داد و عن معاویہ
قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یقول لیغلبن الترک علی اہل عرب تحتها منابت
الشیح والقیصوم عزاء. بعد ازاں خبر
دادند بخلافت مہدی و خروج دجال و نزول حضرت
عیسیٰ و برآمدن یاجوج و ماجوج الٰی آخر واقعہ
و شرح مطول آنچنانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم از احوال ملوک و خلفا خبر دادند ہمچنان
از تفرقی امت خود خبر دادند فرمودند کہ جمل
و فتنہا در می از اختلاف خوارج خواہد بود
و واقع شد این حادثہ زیرا کہ چون خوارج بر
حضرت مرتضیٰ برہم خوردند مذہب ایشان دیگر
ستم قوم ظہور نمود معتزلہ و اصحاب الرای
دیگر متصوفہ و فرمودند کہ درباب مرتضیٰ
افراط و تفریط خواہند کرد و این اختلاف
سبب شیوع مذاہب باطلہ خواہد شد و چنین
واقع شد زیرا کہ امامیہ و زیدیہ و اسماعیلیہ
از میان ایشان پیدا شدند و شعب ایشان بسیار
پیدا شد و عروق غلبہ از ایشان در جمیع طوائف
ناس در آمد الا ما شاء اللہ و از ائمہ اہل سنت خبر
دادند فرمودند یوشک ان یضرب الناس اکباد
الابل فلا یجدون عالما اعلم من عالم
المدینۃ قال سفیان نرٰی ہذا العالم
مالک بن انس رواہ الحاکم وصححہ
و عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا قریشا
فان عالمها یملأ الارض علما قال
الامام احمد وغیرہ ہذا العالم

تمودیہ کا بلاد فارس پر یہاں تک کہ قریش کی ریاست کا ان
ملک میں ہو گئی (جیسے گویا کسی تھی ہی نہیں) اور اکثر حصہ چھا
ہو گیا۔ اور معاویہؓ سے مروی ہے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ ضرور غالب ہوں گے
ترک عرب پر یہاں تک کہ شیح اور قیصوم کے زمین کی جگہ تک جا
سبزیوں کے نام ہیں؛ اگنے کی جگہ تک جا پہنچیں گے۔ منسوب کیا
اس روایت کو ابو یعلے کی طرف۔ اس کے بعد آپ نے خبر دی
مہدی کی خلافت کی اور خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ
السلام کی اور یاجوج و ماجوج کے نکلنے کی آخر واقعات
مذکورہ تک اور اس کی تفصیل لمبی ہے۔ اور جس طرح آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں اور خلفاء کے حالات کی
خبر دی اسی طرح اپنی امت کے تفرقہ کی بھی خبر دی اور
فرمایا کہ جمل اور فتنہ۔ خلاف کی ایک نوع کا خوارج ہوگا
اور یہ حادثہ واقع ہو چکا۔ کیونکہ جب خوارج حضرت مرتضیٰ
کی بیعت سے برباد ہو گئے تو ان کے مذہب سے تین گروہ
میں ظہور کیا معتزلہ اور اصحاب الرای اور ثالث متصوفین کا
اور فرمایا کہ لوگ مرتضیٰ کے بارے میں افراط و تفریط کریں گے
اور یہ اختلاف باطل مذاہب کے شائع ہونے کا سبب بن جائے گا
اور ایسا ہی واقع ہوا کیونکہ امامیہ اور زیدیہ اور اسماعیلیہ
ان میں سے پیدا ہو گئے اور ان کا شر بہت ظاہر ہوا اور
ان کی ایک ایک سب ہی لوگوں کی جماعتوں میں پہنچ
گئی الا ما شاء اللہ۔ اور آپ نے ائمہ اہل سنت کی خبر دی
فرمایا کہ قریب وقت آئے گا کہ لوگ اونٹوں پر علم کی طلب
میں سفر کرتے پھریں گے تو عالم مدینہ سے بڑا کوئی عالم
نہ پائیں گے۔ سفیانؒ نے کہا کہ ہمارے خیال میں یہ عالم مالک
ابن انس ہیں۔ اس کو حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا اور
ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ قریش کو گالیاں نہ دو کیونکہ قریش کا
عالم زمین کو علم سے بھر دے گا۔ امام احمدؒ وغیرہ نے کہا کہ یہ عالم

ہو شافعی لانہ لم ینتشر فی جمیع اقطار الارض من
علم عالم قریشی من الصحابۃ وغیرہم ما انتشر
من علم الشافعی ذکرہ البیہقی فی کتاب المعرفۃ
دیگر بار ذکر کرد کہ در فارس رجال علماء پیدا خواہند
شد کبار محدثین بخاری ومسلم وترمذی وابوداؤد
ونسائی وابن ماجہ ودارمی ودارقطنی وحاکم
وبیہقی وغیر ایشان ہمہ از فارس پیدا شدند و
از فقہاء ابوالطیب وشیخ ابوحامد وشیخ ابو اسحٰق
شیرازی وجوینی وامام الحرمین وامام غزالی
وغیر ایشان از فارس پیدا شدند بلکہ امام ابوحنیفہ
ویاران او وراء النہر وخراسانی اند نیز از اہل
فارس اند ودر میان این بشارت داخل اند
خبر داد کہ از آنجملہ بر راس ہر مائۃ مجددے
پیدا خواہد شد وہمچناں واقع شد در
سر ہر مائۃ مجددے کہ از سر نو احیاء دین
نمود پیدا آمد در مائۃ اول عمر بن عبدالعزیز
جور ملوک را برانداخت ورسوم صالحہ بنیاد
نہاد ودر مائۃ ثانیہ شافعی تاسیس اصول و
تفریع فقہ کرد ودر مائۃ ثالثہ ابوالحسن تقریر
احکام قواعد اہل سنت نمود وبا مبتدعان
مناظرہ ہا کرد ودر مائۃ رابعہ حاکم وبیہقی
وغیر ایشان احکام علم حدیث نمودند
وابوحامد وغیر ایشان تفریعات فقہیہ آوردند ودر
مائۃ خامسہ غزالی راہے جدید پیدا کرد وفقہ و
تصوف وکلام را بہم آمیخت ودر میان حقائق
این فنون نزاع برخاست ودر مائۃ سادسہ امام
رازی اشاعت علم کلام کرد وامام نووی احکام
علم فقہ وہمچناں تا حالا بر سر ہر مائۃ مجددے پیدا
شدہ آمدہ است بالجملہ نصیب متعلقین تفقہ

امام شافعیؒ جیسا کیونکہ روئے زمین پر کسی عالم قریشی کا علم
صحابہ اور غیر صحابہ میں سے نہیں پھیلا ہے جس قدر شافعیؒ
کا پھیلا ہے کتاب المعرفۃ میں یہ حدیث بیہقی کی طرف منسوب
ہے۔ اور آپ نے خبر دی کہ فارس میں رجال علماء پیدا ہوں گے۔
بڑے بڑے محدثین بخاری، مسلم، ترمذی و ابوداؤد و نسائی
اور ابن ماجہ و دارمی و دارقطنی و حاکم اور بیہقی اور ان کے
علاوہ اور بھی سب فارس سے پیدا ہوئے۔ اور فقہاء میں
سے ابوالطیب اور شیخ ابوحامد اور شیخ ابو اسحٰق شیرازی اور
جوینی و امام الحرمین اور امام غزالیؒ اور دوسرے حضرات
فارس سے پیدا ہوئے بلکہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے یاران
ماوراء النہر و خراسانی بھی اہل فارس ہی سے ہیں اور اس
بشارت میں داخل ہیں۔ اور آپ نے اس امر کی خبر دی کہ ہر
صدی کے سرے پر ایک مجدد پیدا ہوگا اور ایسا ہی واقع
ہوا اور ہر صدی کے سرے پر کوئی ایسا مجدد ظاہر ہوتا
رہا جس نے از سر نو دین کا احیاء کیا۔ پہلی صدی میں
عمر بن عبدالعزیزؒ نے بادشاہوں کی زیادتیوں کی بیخ کنی
کی اور رسوم صالحہ کی بنیاد ڈالی۔ دوسری صدی میں امام
شافعیؒ نے اصول و فروع فقہ کی بنیاد ڈالی۔ اور تیسری
صدی میں ابوالحسن اشعریؒ نے قواعد اہل سنت کو محکم کیا
اور اہل بدعت کے ساتھ بحث سے مناظرات کئے۔ اور چوتھی
صدی میں حاکم اور بیہقی اور دوسرے حضرات نے علم حدیث
کو مضبوط کیا اور ابوحامد (اسفرائنی) اور دوسرے حضرات نے
تفریعات فقہیہ کو واضح کیا۔ اور پانچویں صدی میں غزالی
(یعنی امام محمد غزالیؒ) نے ایک نئی راہ پیدا کی اور فقہ
و تصوف اور کلام کو آپس میں ملا دیا اور ان فنون کے
حقائق میں جو نزاع تھا اس کو برطرف کیا۔ اور چھٹی صدی
میں امام رازیؒ نے علم کلام کی اشاعت کی۔ اور امام نوویؒ
نے علم فقہ کو مضبوط کیا۔ اور اسی طرح اب تک ہر صدی کے
سرے پر ایک مجدد ہوتا آیا ہے۔ الجملہ دین کی سمجھ رکھنے والے

ازین احادیث آنست که از فحوای بعضی ازین احادیث تحقق رضا ببعض وقائع و سخط ببعض دیگر ادراک نماید واین احادیث را بر مجرد قصہ خوانی حمل نکند و من تعجب میکنم از کسیکہ استدلال حضرت فاروق از حدیث کیف بک اذا تعدو بک قلوصک بر مشروعیت اجلاء یهود از جزیرۂ عرب و برانکہ اقرار یهود در سرزمین خیبر علی ما نشاء نبود خوشنود کردہ باشد بعد ازان در صحت تشبث باخبارات مستقبلہ باظهار استحسان و دلالت در مشروعیت آن واقعات و تقریر آنها توقف نماید تلک اعجب العجاب عن نافع عن ابن عمر قال قام عمر خطیبا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان عامل یهود خیبر علی اموالهم وقال نقرکم ما اقرکم اللہ وقد رأیت اجلاءهم فلما اجمع عمر علی ذلک اتاہ احد بنی ابی الحقیق فقال یا امیر المؤمنین اتخرجنا وقد اقرنا محمد وعاملنا علی الاموال فقال لہ عمر اظننت انی نسیت قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف بک اذا اخرجت من خیبر تعدو بک قلوصک لیلۃ بعد لیلۃ فقال هذہ کانت هزیلۃ من ابی القاسم فقال کذبت یا عدو اللہ

ذہین شخص کا خاص کام ان احادیث سے جو پیشین گوئی کے انداز بیان و زبان کے احادیث سے بعض وقائع سے رضامندی (آپ کی) کے تعلق کو اور بعض دیگر واقعات سے ناراضگی خداوندی کا ادراک کرے اور ان احادیث کو محض قصہ خوانی پر محمول نہ کریں۔ مجھے بڑا تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جو حضرت فاروقؓ کے استدلال کو حدیث "کیف بک اذا تعدو بک قلوصک" سے جزیرہ عرب سے یہود کو نکال دینے کی مشروعیت کو اور اس بات کو ملاحظہ کرے کہ یہود کو سرزمین خیبر میں ٹھہرانا بنابر خوشنودی نہیں تھا بلکہ آپ کا ارشاد مستقبل میں ہونے والی بات کی اطلاع دینے کے اسلوب پر تھا مگر حضرت عمرؓ نے سیاق کلام سے اس پیش آنے والی بات پر آپ کی رضا کو سمجھ لیا تھا، اور اس کے بعد بھی بہت سی آئندہ کی خبروں کو جن کے ساتھ بشاشت و مسرت ان کو ظاہر ہوئی ہو ان سے دلیل پکڑنے کی صحت میں اور ان واقعات اور ان کی تقریر کی مشروعیت میں توقف کرے تو یہ اہل عقل کے نزدیک یقیناً ایک بڑی تعجب خیز بات ہوگی۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود کو ان کے اموال پر عامل بنایا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم تم کو مقرر رکھتے ہیں جب تک تم کو اللہ مقرر رکھے اور اب میری رائے یہ ہے کہ ان کو نکال دیا جائے۔ جب عمرؓ نے اس پر اجماع کر لیا تو بنی ابی الحقیق میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا اور بولا کہ اے امیر المؤمنینؓ کیا تم ہم کو نکالتے ہو حالانکہ ہم کو محمدؐ نے مقرر کیا اور ہم کو اموال پر عامل بنایا تو عمرؓ نے فرمایا کیا تو نے یہ گمان کر لیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھول گیا ہوں کہ اس وقت کیا حال ہوگا جب تو خیبر سے نکالا جائے گا اور راتوں رات اپنے جوان اونٹ کو بھگاتا ہوا لئے جا رہا ہوگا۔ تو اس نے کہا کہ یہ تو ابو القاسم کی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہنسی کی بات تھی۔ تو عمرؓ نے فرمایا تو جھوٹ بول رہا ہے اے دشمن خدا

فاخذ منهم عمر واعطاهم قيمة ما كان لهم من الثمر مالاً وابلاً وعروضاً من اقتاب وحبال وغير ذلك رواه البخاري۔

دلیل ثانی ہر کہ کتاب فضائل الصحابہ از اصول خواندہ باشد وفن معرفۃ الصحابہ را تتبع نمودہ باشد البتہ میداند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حق ہر یکے از اصحاب خود کہ نسبت رفاقت با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم داشتند قسمے از ثنا فرمودہ است و کلمہ کہ مرآت کمال ایشان باشد بر زبان شریف جاری شدہ و این قصص بیرون از شمار است ہرگاہ برائے ہر یکے کلمہ از ان ساختہ است بر کبار اصحاب خود در زمان حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وزیر و مشیر او بودند و بعد وفات صلی اللہ علیہ وسلم تحمل اعباء خلافت نمودند چرا النص نفرمودہ باشد و خلافت ایشان از دو حالت بیرون نیست یا خیر است یا شر اگر خیر است بہتر جمیع خیرات است کہ من سن سنۃ حسنۃ فی الاسلام کان لہ اجرہا واجر من عمل بہا و این بزرگواران را مثل اجر جمیع مجاہدین و جمیع مہتدین کہ بسعی ایشان مہتدی شدہ اند حاصل است و اگر شر است بدترین شرہا است زیرا کہ دین محمدی را زیر و زبر نمودند و امام معصوم را ترسانیدند بہر تقدیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امور جزئیہ اصحاب خود را کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآن متصف شدند بیان می فرماید چرا امر عظیم را کہ اکبر الخیر یا اکبر الشر باشد بیان نفرماید اگر خیر است لطف خدائے تعالیٰ و رأفت حضرت پیغامبر

تو عمرؓ نے اُن کو نکال دیا اور اُن کو اُن کا جو کچھ پھل اور مال تھا اور اونٹ اور اُن کے پالان اور رسیاں وغیرہ تھیں اس سب کی قیمت دیدی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

دوسری دلیل جس نے اصول میں سے کتاب فضائل الصحابہ پڑھی ہوگی اور فن معرفۃ الصحابہ کا تتبع کیا ہوگا وہ یقیناً جانتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُن اصحاب میں سے ہر ایک کے حق میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت رفاقت رکھتے تھے کچھ ارشاد فرمایا ہے اور اُن کے بارے میں ایسا کلمہ زبان شریف پر جاری ہوا جو کہ اُن کے حاصل عمر کا آئینہ ہو سکتا ہے اور ایسے واقعات اتنے زیادہ ہیں کہ اُن کو شمار کرنا مشکل ہے۔ جب کہ آپ نے ہر ایک کے متعلق کوئی بات ضرور فرمائی ہے تو آپ نے اپنے بڑے اصحاب کے بارے میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وزیر اور مشیر تھے اور آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جنھوں نے خلافت کا بوجھ بھی سنبھالا کیوں ایسے کلمات نص ارشاد نہ فرمائے ہوں گے۔ اُن کی خلافت دو حال سے باہر نہیں ہو سکتی خیر ہے یا شر۔ اگر خیر ہے تو تمام خیرات سے بہتر ہے کہ ارشاد فرمایا گیا (من سن سنۃ الحدیث) جو شخص اسلام میں کوئی اچھی ڈگر ڈال دے گا اُس کو اُس کا اجر ملے گا اور اُس کا اجر بھی ملے گا جو اس پر عمل کرے گا۔ ان بزرگواروں کو تمام مجاہدین اور تمام اُن لوگوں کے برابر کا اجر حاصل ہے جو ان کی کوشش سے ہدایت یافتہ ہوئے ہیں۔ اور اگر شر ہے تو بدترین شر ہے کیونکہ اُنھوں نے دین محمدی کو زیر و زبر کر دیا اور امام معصوم کو خوف زدہ کر دیا۔ تو بہر صورت میں جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے امور جزئیہ کو جن سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد متصف ہوئے بیان فرمائیں اور ایک امر عظیم کو خواہ وہ خیر میں سے ہو یا شر میں سے کیوں نہ بیان فرمائیں۔ اگر خیر ہے تو خدا تعالے کا لطف اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت

تقاضا نماید کہ بران خیریت مطلع سازد تا مردم
آن خیر را خیر دانند و در آن اہتمام نمایند و اگر شر
است لطف الٰہی و رأفت حضرت رسالت
پناہی تقاضا می فرماید کہ بر شریت آن مطلع
سازد تا مردم آن را شر دانند و حجت اللہ بر
ایشان قائم شود و اگر نوع ثانی است پس آن نیز
بیان امر خلافت است و نوعی از تعیین خلفاء
است کہ فلان و فلان بخلافت حقیق نیستند
و حقیق غیر ایشان است بالجملہ استقراء سیرت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در تکلم بر احوال
صحابہ دلالت ظاہرہ دارد کہ خلفاء را بیان
فرمودہ است و تعیین خلفا را بوجہ اتم کردہ
و این نکتہ را نیز تفصیلے دہیم
باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ترجمان غیب بود و آنچہ از مناقب ہر یکے از
صحابہ بیان فرمود و ہر کسے را بفضیلتے کہ در وے
بود و بافتہ الامر بیان آن فضیلت بر وجہے کار آمد
اختصاص داد اُبی بن کعب را سید القراء گفت
و فرمود کہ خدای تعالیٰ مرا فرمودہ است کہ سورۃ
لم یکن را تعلیم تو کنم اُبی گفت آو سمّانی
اللہ قال نعم نزدیک شد اُبی و نیز در تخصیص
سورۃ لم یکن آنست کہ در آن سورہ تلاوت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم قرآن را و اشتغال آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم باین امر جلیل الشان بطریق مدح
الزام حجت بر اہل کتاب مذکور فرمودہ اند رسول
من اللہ یتلو صحفاً مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ
واللہ اعلم و نیز میدانی کہ نکتہ در تخصیص اُبی چیست
آنست کہ سلسلہ عظیمے از قراء امت مرحومہ
را بواسطہ او بجناب رسالت وسیلہ [illegible]

تقاضا کرتی ہے کہ اس خیریت پر مطلع فرمائیں تاکہ لوگ اس
خیر کو خیر سمجھیں اور اس کا اہتمام کریں اور اگر شر ہے تو لطف الٰہی
اور شفقت حضرت رسالت پناہی تقاضا کرتی ہے کہ اس کے
شر ہونے پر مطلع فرمائیں تاکہ لوگ اس کو شر سمجھ لیں اور ان پر
اللہ کی حجت قائم ہو جائے۔ اور اگر نوع ثانی ہو تو (جیسے شر)
اور وہ بھی (ایسی اہم کہ) امر خلافت کا بیان ہے اور تعیین خلفاء
سے وہ نوع متعلق ہے کہ فلاں فلاں خلافت کے حقدار نہیں
ہیں حقدار دوسرا شخص ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی اس سیرت کا تفصیلی مطالعہ جو احوال صحابہ
پر تکلم سے تعلق رکھتا ہے اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ
آپ نے خلفاء کا بیان فرمایا ہے اور خلفاء کی تعیین پورے طور
پر فرمائی ہے۔ اور اس نکتہ کو بھی ہم مفصل کر دینا چاہتے ہیں۔
جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترجمان غیب
تھے۔ جو کچھ بھی آپ نے صحابہ کے مناقب کے بارے میں بیان
فرمایا اور جس شخص میں بھی فضیلت کا اظہار کیا انجام کار وہی فضیلت
پورے کار آئی۔ آپ نے اُبی بن کعب کو اختصاص بخشا سید القراء
کہا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ تم کو سورۃ
لم یکن تعلیم کروں۔ اُبی نے کہا او سمّانی اللہ (مجھے کیا
اللہ نے میرا نام لیا؟) فرمایا کہ ہاں! (تو اُبی کی آنکھیں بھر آئیں)
اور سورۃ لم یکن کی تخصیص میں یہ راز ہے کہ اس سورت میں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاوت قرآن کا اور اس امر
جلیل الشان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشغول ہونے
کا مدح کے طور پر اور اہل کتاب پر حجت قائم کرنے کے لئے ذکر
فرمایا ہے رسول من اللہ الخ (۹۸: ۲) (ایک اللہ کا رسول
جو ان کو) پاک صحیفے پڑھ کر سناتے جن میں درست مضامین
لکھے ہوں) واللہ اعلم۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ اُبی کی
تخصیص میں کیا نکتہ ہے؟ وہ یہ ہے کہ تقدیر الٰہی میں یوں
تھا کہ امت مرحومہ کے قراء کی عظیم جماعت کا سلسلہ بارگاہ
رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کے واسطے سے پہنچے۔ اور

آنحضرت عبد اللہ بن مسعود را چرا فرمود کہ ما حدثکم ابن ام عبد فصدقوہ و ما اقرأکم فاقرؤہ؟ برای آنکہ سلسلۂ فقہ و قرائت ہمہ فیض از آنحضرت بجناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پیوستن مقدر بود و در حق خالد چرا فرمود سیف من سیوف اللہ؟ برای آنکہ فتوحات بسیار بر دست او بہم آمدنی بود و در حق سعد چرا فرمود عسی ان تبقی حتی ینتفع بک اقوام و یضر بک آخرون؟ برای آنکہ فتح عراق و حکومت آن بر دست او شدنی بود و در حق ابو عبیدہ چرا گفت امین ہذہ الامۃ ابو عبیدۃ؟ برای آنکہ حل و عقد شام بر دست او افتادنی بود و در حق عمرو بن العاص گفتہ نعم المال الصالح للرجل الصالح؟ برای آنکہ ولایت مصر بظہور آوردنی بود و در حق معاویہ گفت ان ولیت امرا فاحسن الیہم؟ برای آنکہ خلافت آخر بدست او بود و در حق ابن عباس گفتہ اللہم علمہ الکتاب؟ برای آنکہ تفسیر قرآن بر دست او شائع شدنی بود و در حق انس گفت اللہم اکثر مالہ و ولدہ ہمچنان ظہور نمودہ بود و در حق ابو ذر فرمود شبیہ عیسیٰ فی زہدہ؟ برای آنکہ این صفت در وے کامل بود و ابو ہریرہ را حثیات علم در دامان ریخت کہ در نصیب او اکثار روایت حدیث مشاہدہ نمودہ بود و در حق شیخین چرا گفت اقتدوا باللذین من بعدی

عبد اللہ بن مسعودؓ کے بارے میں آپ نے کیوں فرمایا کہ جو کچھ تم کو ابن ام عبد کہیں اس کو قبول کرو اور جو کچھ وہ تم کو پڑھاتے اس کو پڑھو؟ یہ بھی اسی لئے تھا کہ سلسلۂ فقہ اور قرأت کے ایک بہت بڑے گروہ کو ان کے واسطے سے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیوستہ ہونا مقدر تھا۔ آپ نے خالدؓ کے حق میں کیوں فرمایا سیف من سیوف اللہ (یعنی خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے)؟ اس لئے کہ بہت سی فتوحات ان کے ہاتھ پر ہونے والی تھیں۔ آپ نے سعد بن ابی وقاصؓ کے حق میں یہ کیوں فرمایا کہ امید ہے کہ تو باقی رہے گا یہاں تک کہ تجھ سے کچھ قومیں نفع اٹھائیں اور کچھ دوسرے لوگ نقصان اٹھائیں؟ یہ اس لئے فرمایا تھا کہ عراق کی فتح ان کے ہاتھ سے ہونے والی تھی اور ان کو وہاں حکومت کرنا تھی۔ آپ نے ابو عبیدہ بن الجراحؓ کے حق میں کیوں فرمایا کہ اس امت کا امین ابو عبیدہؓ ہے؟ اس لئے فرمایا کہ شام کے حل و عقد کا معاملہ ان کے ہاتھ میں پڑنے والا تھا۔ آپ نے عمرو بن العاصؓ کے حق میں فرمایا کہ اچھا مال مرد صالح کے حق میں بہتر ہے؟ اس لئے کہ مصر کی حکومت ان کے ذریعہ ظہور میں آنے والی تھی۔ آپ نے معاویہؓ کے حق میں فرمایا کہ اگر تو امیر بن جائے تو لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا؟ اس لئے فرمایا کہ خلافت آخر میں ان کے ہاتھ میں پہنچنے والی تھی۔ اور آپ نے ابن عباسؓ کے حق میں فرمایا ہے: اے اللہ اس کو کتاب یعنی قرآن سکھا دے؟ اس لئے کہ قرآن کی تفسیر ان کے ہاتھ پر شائع ہونے والی تھی۔ آپ نے انسؓ کے حق میں فرمایا کہ الٰہی اس کا مال و اولاد زیادہ کر دے، جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی ظاہر ہوا۔ اور ابو ذرؓ کے حق میں فرمایا کہ وہ عیسیٰ کے مشابہ ہے؟ اس لئے کہ یہ صفت ان میں کامل تھی۔ ابو ہریرہؓ کے دامن میں علم کی مٹھیاں ڈال دیں کہ ان کے نصیب میں آپ نے روایت حدیث کی کثرت مشاہدہ فرمائی تھی۔ شیخینؓ کے حق میں کیوں فرمایا اقتدا کرو ان دونوں کی میرے بعد

ابی بکر و عمر زیرا کہ خلافت ایشان منعقد بود۔

دلیل ثالث ہر کہ فن مغازی را تتبع نمودہ باشد دانستہ باشد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ برای غزوہ از مدینہ شریفہ سفر می فرمودند شخصے را حاکم مدینہ می نمودند و امر مسلمین را ہرگز مہمل نگذاشتہ اند پس چون کوس رحلت از دنیا نواختند و غیبت کبری پیش آمد از سیرت عادت خود در اہمال مراعات نہ فرمایند اگر تامل کنی در شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شدہ باشد اگر شکستن امت بغیر نسق محال دانی و اگر اصلاح عالم کہ سبب بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودہ است پیش نظر داری شناختہ باشی کہ گذاشتن بنی آدم بعد سعی بلیغ در تربیت و اصلاح آنہا بیانات و تناقض الکلام و اگر سیرت بلیغہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در نصب حکام و قضاۃ و تفویض ہر امری بمستحق آن نظر بکار بری بغیر استخلاف پدرود کردن دنیا مستنکر و مستبعد شماری استقراء اکثر افراد و احوال و حکم کردن بموجب آن در افراد و احوال باقیہ کہ نزاد ادلہ خطابیہ است کہ در معرفت احکام بآن اکتفا میتوان کرد و تفصیل نصب نواب بعد برآمدن در غزوات از آن واضح تر است کہ نقل شمہ از آن احتیاج افتد۔

دلیل رابع اگر شریعت را کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے دفع مفاسد عالم و اصلاح جہانیان آوردہ بچشم عبرت تتبع کنی شک نداری در آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن مقربات کہ افراد بنی آدم را از تضعیف جمعیت

یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کی، کیونکہ ان کی خلافت منعقد تھی۔

تیسری دلیل۔ جس شخص نے فن مغازی کا تتبع کیا ہوگا وہ ضرور جانتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب کبھی غزوہ کے لئے مدینہ شریفہ سے سفر فرماتے تھے تو کسی شخص کو مدینہ کا حاکم بنا دیتے تھے۔ امر مسلمین کو کبھی آپ نے مہمل نہیں چھوڑا ہے تو جب آپ نے دنیا سے رخصت ہونے کا عزم فرمایا، اور سب سے بڑی مفارقت پیش آگئی تو آپ اپنی سیرت پسندیدہ کی مراعات کیوں نہ فرمائیں۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفقت کاملہ پر غور کرو گے تو تم کو آپ کا امت کو منتشر حالت میں چھوڑ دینا بغیر انتظام کے محال معلوم ہوگا اور اگر عالم کی اصلاح کو تم پیش نظر رکھو جو کہ آنحضرتؐ کی بعثت کا سبب تھی تو بنی آدم کو ان کی تربیت و اصلاح میں سعی بلیغ کے بعد خالی چھوڑ دینا تو لغو اور تناقض شمار کرو گے ایسے دو متضاد قسم کے کام۔ اگر تم حکام اور قضاۃ کے تقرر میں اور ہر کام کو اس کے مستحق کے سپرد کرنے میں آپ کی سیرت عالیہ پر نظر کرو گے تو بغیر کسی کو خلیفہ بنائے دنیا کو رخصت کر دینا تم کو بالکل انوکھی اور بہت بعید بات معلوم ہوگی۔ اکثر افراد و احوال کی تفصیل کو پیش نظر رکھ کر اس کے بموجب افراد اور احوال باقیہ میں حکم لگا دینا ادلہ خطابیہ میں سے ہے کہ معرفت احکام میں اسی پر اکتفا کر سکتے ہیں۔ اور غزوات میں تشریف لیجانے کے وقت قائم مقاموں کو نصب کرنے کے قصے اتنے زیادہ واضح ہیں کہ ان میں سے کچھ واقعات نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چوتھی دلیل۔ اگر اس شریعت کا جس کو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عالم کے مفاسد کو دفع کرنے اور جہان والوں کی اصلاح کے لئے اپنے پاس لاتے ہیں چشم عبرت کے ساتھ تتبع کرو گے تو تم کو اس بات میں کوئی شک نہ ہوگا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تقریب خداوندی پر پہنچانے والے ایسے اعمال جو کہ افراد بنی آدم کو جمعیت کی یکجائی سے

بدین حکمت رسانید بیان فرمودہ بعد ازان
ہرچہ حاجت آن ناس است از آداب
معیشت و مکاسب و معاملات و تدبیر
منازل و سیاست مدن ہمہ را مشرح
ساختہ و ہر نا بایستی کہ در انجا بود ازان
منع و زجر نمودہ و ازان ہمہ گذشتہ
تحسینات و سد ذرائع مفاسد و
دواعی اثم را بوجہ اتم مبین گردانیدہ
و ہر چیزے بیان کردہ ارکان و
شروط و آداب منفصل ساختہ مثل
این حکیم دانا و مشفق مہربان عقل
تجویز میکند کہ امت خود را در
مہالک سپارد و تدبیر خلاص ایشان
نفرماید در غزوۂ تبوک متوجہ شام شد
و اشارۂ قوت غضبیہ رومیان کرد ایشان
را تخویف نماید و نامہ بکسریٰ نوشتہ کہ
آتش غیرت بسبب آن بدماغ او رسید و دوے
از کمال رعونت خود قاصدے پیش آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم فرستاد و قصد اہانت
کرد و متنبیان مانند مسیلمۂ کذاب و
اسود عنسی از زمین عرب برخاستند
و مردم ضعیف الاسلام در پے ترویج
کفر افتادہ باشند و سُوَر قرآن
مانند عصافیر در دست مردم پراگندہ
باشد بحکمت این حکیم دانا و رافت این مشفق
مہربان مناسبت دارد کہ تدبیر اصلاح عالم ناکردہ
امت خود را زیر دست خلیفہ نسپرد و از عالم بگذرد؟
سوال اگر گوئی ہمہ احکام در شرع مبین شدہ؟

نکال کر کلیت کی بلندی پر پہنچا دیں بیان فرما دیئے ہیں۔ اس کے
بعد جن چیزوں کی حاجت واقع ہوتی ہے جیسے اچھی زندگی بسر
کرنے اور روزی کمانے کے آداب و معاملات گھریلو اصلاحات
شہری سیاست سب کو آپ نے مشرح فرما دیا اور جو نامناسب
باتیں ان مواقع میں تھیں ان سے روکا اور دھمکایا اور ان
سب سے گزر کر قابل تحسین امور کو اور مفاسد کے ذرائع اور
گناہوں کی طرف رغبت پیدا کرنے والے اسباب کی راہیں
بند کرنے کے طریقوں کو اچھی طرح کھول کر ظاہر فرمایا اور ہر چیز
بیان کر دی ارکان اور شروط و آداب کو آپ نے مفصل
کر دیا۔ کیا ایسے صاحب حکمت دانشمند اور شفیق و مہربان
کے بارے میں عقل اس بات کو جائز رکھتی ہے کہ آپ اپنی
امت کو خاص مقام ہلاکت میں چھوڑ دیں اور ان کی اس
سے رہائی کی کوئی تدبیر نہ کریں۔ غزوۂ تبوک میں آپ شام
کی طرف متوجہ ہوں اور رومیوں کی قوت غضبیہ کو بھڑکا دیں
اور ان کو دھمکائیں اور کسریٰ (شاہ فارس) کو خط لکھیں
کہ جس کے سبب غیرت کی آگ اس کے دماغ میں پہنچ جائے
اور وہ کمال رعونت کے ساتھ اپنا قاصد بھی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے اور آپ کی توہین کا ارادہ
کرے۔ اور جھوٹی نبوت کا دعوے کرنے والے مانند مسیلمہ کذاب
اور اسود عنسی کے سرزمین عرب سے اٹھ کھڑے ہوئے ہوں
اور ضعیف الاسلام لوگ کفر کو رواج دینے کے پیچھے پڑ گئے
ہوں۔ اور قرآن کی سورتیں چڑیوں کی طرح لوگوں کے ہاتھوں
میں پراگندہ ہوں۔ کیا ایسے نازک وقت میں اس حکیم دانا
کی حکمت اور اس شفیق مہربان کی شفقت سے یہ بات مناسبت
رکھتی ہے کہ اصلاح عالم کی تدبیر کئے بغیر اور اپنی امت
کو اپنے کسی قائم مقام کے زیر انتظام کئے بغیر عالم سے
گزر جاتے۔ [illegible]
سوال اگر تم یہ کہو کہ تمام احکام شرع میں بیان ہو چکے ہیں

سلہ بعد میں ہجرت آنحضرت کی وفات سے تھوڑا ایک دن قبل فیروز کے ہاتھ سے قتل ہوا آپ نے اصحاب کو اس سے مطلع فرما دیا تھا۔ مترجم

بلکہ بسیارے از احکام بقیاس مجتہدین حوالہ گزاشته اند نصب خلیفہ ہم از احکام غیر منصوصہ باشد۔

جواب۔ آنکہ ہر چیز کہ در زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقع بود خبر آن بآن حضرت رسید لابد اصلاح آن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است اگر خیر است تقریر نمودہ و اگر شر است منع فرمودہ والا تقریر بر معصیت لازم آید و آن محال است و منافی عصمت و چیزیکہ قریب الوجود و قریب الحصول بود آن را بیان فرمود آری آنچہ بعید الوقوع است از ارتکاب شبہات آن نگردد و آن عین رحمت است احکامی کہ بقیاس مجتہدین حوالہ کردہ اند آن وقائع بعید الوقوع است نہ قریب الوقوع و واقعہ کہ تقریر آن کردیم قریب الوقوع است بلکہ باعتقاد ہر عاقل وقوع آن تا زمانہ ابد نہ بعید است شتان بین المنزلتین باز بقیاس مجتہدین آن را حوالہ کردہ کہ عقل تحقیق آن مستقل باشد و آنچہ تعبدی محض باشد و تعیین خلیفہ کہ در زمان آیندہ تغیر و تبدیل نکند و سعی او مفید مطالب مقصودہ باشد امریست موکول بترجمان لسان غیب کہ عقل را دخل نتواند بود۔

دلیل پنجم۔ غلبہ بر جمیع ادیان در رسالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منظور بود کما قال عز من قائل هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

بلکہ احکام کا بہت سا حصہ مجتہدین کے قیاس پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ تو نصب خلیفہ بھی احکام غیر منصوصہ ہی سے ہوگا۔

جواب ہم کہتے ہیں کہ جس چیز کا وقوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا اور اس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچ گئی تو ضرور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی اصلاح فرمائی ہے۔ اگر خیر ہے تو آپ نے اس کو قائم رکھا اور اگر شر ہے تو اس سے آپ نے منع فرما دیا۔ ورنہ معصیت پر برقرار رکھنا لازم آئے گا اور یہ محال و شرعی ہے اور منافی عصمت۔ اور جو چیزیں قریب الوجود اور قریب الحصول تھیں ان کو آپ نے بیان فرما دیا۔ لیکن جو باتیں بعید الوقوع تھیں ان سے ازالۂ شبہات کے درپے آپ نہیں ہوئے اور یہ عین رحمت ہے۔ تو جو احکام قیاس مجتہدین کے حوالے کئے گئے ہیں وہ بعید الوقوع واقعات ہیں نہ کہ قریب الوقوع۔ اور جس واقعہ کی ہم نے تقریر کی ہے وہ قریب الوقوع اور یقینی الوقوع ہے، جیسا کہ ہر صاحب عقل اس کے وقوع کو ہر زمانہ میں جانتا ہے۔ دونوں باتوں کے محل و مواقع میں بڑا بعد ہے۔ پھر قیاس مجتہدین کے حوالے بھی صرف ان چیزوں کو کیا گیا ہے کہ جن کی تحقیق میں عقل مستقل ہو نہ ایسی چیزیں جو تعبدی محض ہوں اور ایسے خلیفہ کی تعیین جو آئندہ زمانہ میں کوئی تغیر و تبدیل نہ کرے اور مطالب مقصودہ کے لئے اس کی سعی مفید ہو یہ ایک ایسا امر ہے جس کا انحصار لسان غیب کے ترجمان پر ہے کہ جس میں عقل کے دخل دینے کا موقع نہیں ہے۔

پانچویں دلیل تمام ادیان پر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں منظور تھا جیسا کہ حق عز و جل کا ارشاد ہے هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ الخ (وہ اللہ ایسا ہے جس نے رسول کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا دین (یعنی اسلام) دے کر بھیجا ہے تاکہ اس (دین) کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب کرے گو مشرک

ذو کرۃ المشبہۃ کونہ و کما روے
من النبی صلے اللہ علیہ وسلم بالتواتر
انہ بشر بفتح فارس و الروم فی
اول مبعثہ بمکۃ و فی اول قدومہ
بالمدینۃ و عند وفاتہ و اگر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم تقریب عباد
باین فریضہ محترمہ نکنند ادائے
ما وجب کردہ باشند تماشاء من
ذلک زیراکہ فتوح فارس و روم
ازان قبیل نیست کہ بدون نصب
خلیفہ راشد میسر شود و مطلق
ایجاب خلیفہ آری خلیفۃ کان کفایت
نمے کند زیراکہ برائے امر قوت مرا
نفسے مناسب نیست مستحق بالغیر مستحق منتسب ا
و قرعہ اختیار بنام کسے بدون آنکہ برائے آن
موفق باشد و آن امر بروئے میسر گردد
از علوم آنہایان بیرون است و مقدمۃ
الواجب واجبۃ و فتنہ ردت معلوم
آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم کہ پیدا
شدنی است بنزول یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ و اوائل
این فتنہ در زمان شریف ظہور کرد و مسیلمۂ کذاب
و اسود عنسی سر برداشتند و بالقطع معلوم بود کہ
آن متنبیان و مرتدان اگر دست یابند ملت
اسلام را برہم زنند و مسلمانان را مستاصل
سازند و دفع این فتنہ سوائے نصب خلیفہ راشد
ممکن نیست و نہ ہر خلیفہ کہ باشد بلکہ شخصے عزیز
القدرے کہ بتدبیر غیب برائے این امر عظیم
معین فرماید و دفع ضرر واجب است

گئے ہیں یا نہ خوش ہوں) اور جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے تواتر کے ساتھ مروی ہے کہ آپ نے فارس اور روم
کی فتح کی بشارت دی مکہ میں ابتدائی زمانۂ بعثت میں اور
مدینہ تشریف لانے کے شروع زمانہ میں اور اپنی وفات کے
قریب بھی اور اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بندوں کو
اس حقیقی فریضہ کو پورا کرنے کے قابل نہ بنائیں تو لازم آئے گا
کہ آپ نے جو امر واجب تھا اس کی ادائیگی نہ کی جو آپ کی
نسبت ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ فارس اور روم کا فتح کرنا
اس درجہ کی بات نہیں جو خلیفۂ راشد کے نصب کئے بغیر میسر
ہو جائے۔ اور مطلقاً خلیفہ مقرر کر دینا کسی کو بھی کر دینا
کافی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کام والی کی صلاحیت ہر نفس
میں نہیں ہوتی، مستحق غیر مستحق کے ساتھ ملے جلے ہیں اور
قرعۂ اختیار کسی ایسے شخص کے نام پر متعین کر دینا جو اس کے
(اللہ کی طرف سے) موفق ہو اور یہ (اہم کام) اس پر آسانی سے پورا ہو
امتیوں کے علوم سے باہر ہے۔ اور واجب کا مقدمہ بھی واجب
ہوتا ہے۔ اور فتنۂ ردت (جو پیش آنے والا تھا) آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کے نزول سے معلوم تھا
کہ پیدا ہونے والا ہے یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۵:۵۴)
اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا
اور اس فتنہ کی شروعات آپ کے زمانہ شریف میں ظاہر ہو چکی
تھیں کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی سر اٹھا چکے تھے۔ اور
یہ بات قطعی طور پر معلوم تھی کہ وہ مدعیان نبوت اور مرتدین
اگر قابو پالیں تو ملت اسلام کو برباد کریں گے اور مسلمانوں کی
بیخ کنی کر ڈالیں گے۔ اور اس فتنہ کا دفع کرنا خلیفۂ راشد کے
نصب کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی
بھی خلیفہ بن جائے۔ بلکہ ایسے نازک وقت میں ایک صاحب
عزت اور صاحب قدرت شخص کی ضرورت تھی جس کو تدبیر
غیب اس امر عظیم کے لئے متعین فرمائے۔ اور دفع ضرر واجب
ہے اور یہ ضرر جو اسلام اور مسلمانوں کے سروں پر منڈلا رہا تھا

۲۵

چنانچہ شاہ فرشتہ ... بخت و
کہ باشد پرورش فرۃ ایزدی
بشتابد ز گفتار ... او بخردی

و در آخر کار برزو و لہراسپ اتفاق نمودن و
قصۂ ضعف سلطنت کاؤس در وقت پیری او
و خواب دیدن گودرز کہ اصلاح سلطنت فارس
بخلافت کیخسرو خواہد بود و گیو را فرستادن برای
آوردن کیخسرو از قصبۂ توران این قدر کفایت
میکند و اینجا دقیقہ ایست کہ اگر فہم کنی اکثر معضلات
آسان شود سنۃ اللہ جاری است بر آنکہ
چون اکثر خلق بشدتے در ماند مدبر السموات و
الارض الہامے یا تقریبے می فرستد تا اصلاح
عالم بآن تدبیر و رفع شدت صورت گیرد بعثت
رسل و نصب مجددین بر سر ہر مائۃ و چیزہا
بسیار متفرع بر ہمین اصل است سری کہ بعثت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقت غلبۂ کفر
در آفاق تقاضا کردہ است کما جاء فی الحدیث
القدسی ان اللہ مقت عربہم وعجمہم الا بقایا
من اہل الکتاب وانی اردت ان ابتلیک وابتلی
بک الحدیث ہمان سر بود چون آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم از عالم ادنی بعالم اعلی
انتقال فرمودند و ہنوز ظہور دین حق چنانکہ
باید نشدہ واسباب اختلال دین حق
بہم رسیدہ بود دیگر برقع از روئے
خود کشادہ در تعیین خلیفہ ثم
خلیفہ نمود تا آنکہ مراد حق تمام
شد و موعود او منجز گشت
و چنانکہ معرفت شخصے کہ محتمل
اقتباس نبوت

ایسا ارشاد ہونا چاہیے جو مبارک بخت والا ہو، ایسا کہ اس پر
خدا کا دبدبہ ہو۔ اُس کے کلام سے عقل کا نور چمکتا ہو۔ آخر کار
برزو اور لہراسپ کا اتفاق کرنا اور کاؤس کی ضعف سلطنت
کا قصہ اُس کے بڑھاپے کے زمانہ میں اور گودرز کا خواب
دیکھنا کہ سلطنت فارس کی اصلاح کیخسرو کی خلافت سے
ہوگی اور اقصائے توران سے کیخسرو کو لانے کے لئے گیو کو
بھیجنا یہ قصہ بھی کافی ہو جائے گا۔ اور یہاں ایک دقیقہ
ہے اگر اس کو سمجھ لو تو اکثر دشوار باتیں آسان ہو جائیں گی
عادت الٰہی اس طرح جاری ہے کہ جب اکثر مخلوق کسی سختی
میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اللہ مدبر السموات والارض کوئی الہام
یا تقریب (جو قلوب یا منہ کو کسی خاص راستہ کی طرف مائل
کرتی ہے) تاکہ عالم کی اصلاح اُس تدبیر سے ہو جائے اور سختی
دفع ہونے کی صورت پیدا ہو۔ رسولوں کی بعثت اور ہر
صدی کے سرے پر مجددین کا نصب کرنا اور بہت سی چیزیں
اسی اصل پر متفرع ہیں۔ وہ راز کہ جس نے آفاق میں غلبہ
کفر کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا تقاضا
کیا تھا یہی ہے جیسا کہ ایک حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ
تعالے نے (تمام روئے زمین کے لوگوں کو دیکھا) تو ناپسند
کیا اُن میں سے عرب والوں کو بھی اور عجم والوں کو بھی مگر
چند اہل کتاب کے جو باقی بچنے والے تھے (اپنے دین پر)
اور (کہا) کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ تیری آزمائش کروں
اُن سے اور اُن کی آزمائش کروں تجھ سے، آخر حدیث
تک۔ یہی راز تھا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
عالم ادنے سے عالم اعلے کو انتقال فرمایا اور ابھی تک دین کا
غلبہ جیسا کہ چاہیئے تھا نہیں ہوا تھا اور دین حق میں خلل واقع
ہونے کے اسباب جمع ہو گئے دوبارہ اپنے چہرے سے برقع اٹھایا
اور ایک خلیفہ کی پھر دوسرے خلیفہ کی تعیین کی تا آنکہ
اللہ نے جس چیز کا ارادہ کیا تھا وہ پوری ہو گئی اور اس کا
وعدہ پورا ہو گیا۔ اور جس طرح کہ ایسے شخص کا پہچاننا جو پیشوا

جنبد و از علوم بشر خارج است و لہٰذا
جاہلان گفتند لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ
عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ
پس ہمچنان معرفت شخصے کہ امر خلافت
حمل نماید و آن مراد حق را بکمال رساند
مقدور بشر نیست این ہمہ تدبیر غیب ست
کہ از پس پردہ کار میکند و لازم است کہ پیغامبر
بآن شخص معین ارشاد فرماید اگر فرض کنیم کہ
بعض انواع تعیین بگذارد و آن نخواہد بود الا
از جہت اعتماد بر فعل الٰہی کہ یأبی اللّٰہ و
المؤمنون الا ابابکر ظاہر بیان معنے خلافت
تصدر شخصے بر ابناء نوع خود بفرمان روائی فہم میکنند
و ازین معنے میگذرند و برین تصدر حسد میبرند
و یأبی اللّٰہ الا ان یتم نورہ را حقیقت شناسان
تدبیر غیب برائے اصلاح عالم و انجاز موعود می
بینند و این استخلاف را یکے از نعم
عظیمہ می شمارند حکمت مضمرہ است از لطف
جہان آفرین و خاص گردیدن بندہ بمنصب عظیم را
مقدمہ ثانیہ آنکہ اگر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تنصیص بخلیفہ فرمودہ است
آن خلیفہ صدیق اکبر است لا غیر ثم عمر بعدہ
ثم عثمان بعد عمر و دلیلش آنکہ بتواتر
معلوم شد کہ صدیقؓ و فاروقؓ
و ذوالنورینؓ بادشاہان زمین
بودند و فرمان روائی می
کردند و مردمان ہمہ بایشان
معاملہ رعیت با خلیفہ بجا
می آوردند

متحقق ہو جائے بشر کے علوم سے خارج ہے اور اسی بنا پر
جاہلوں نے کہا لَوْلَا نُزِّلَ (الزخرف ۴۳ : ۳۱) یہ قرآن یعنی
کلام الٰہی ہے تو ان دونوں بستیوں (مکہ اور طائف) کے
رہنے والوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل
کیا گیا؟ اسی طرح اس شخص کا پہچاننا جو بار خلافت کو اٹھالے
اور مراد حق کو کمال کو پہنچائے بشر کی قدرت میں نہیں ہے۔
یہ سب غیب کی تدبیر ہے جو پردوں کے پیچھے سے بہت سے
کام کرتی ہے اور لازمی ہے کہ پیغمبر اس شخص معین کے بارے
میں ارشاد فرمائے۔ اور اگر ہم فرض کرلیں کہ تعیین کی بعض
انواع کو چھوڑ دے تو ایسا صرف خدا کے متعلق ہونے کے
اعتماد کی بناء پر ہی ہوگا کہ یابی اللّٰہ الخ یعنی اللہ تعالیٰ
اور مومنین بجز ابوبکرؓ دوسرے سے انکار کرتے ہیں۔
ظاہر بین لوگ خلافت کے معنے یہ سمجھتے ہیں کہ ایک شخص
کو اپنی نوع کے لوگوں میں سے فرمان روائی کے لئے صدر
بنادیا جائے اور اس معنے سے گذرتے ہیں اور اس صدر نشینی
پر حسد کرنے لگتے ہیں و یابی اللّٰہ الخ اور اللہ تعالیٰ اپنے
نور کو پورا کرکے چھوڑے گا! اور جو تدبیر غیب کے حقیقت شناس
ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ اصلاح عالم اور ایفائے وعدہ کے لئے
ربانی ہے اور اس خلیفہ بنانے کو ایک بڑی نعمت شمار
کرتے ہیں یہ حکمت مضمر است الخ خالص بخشش ہے اس رب
کی پیدا کرنے والے کی عنایت کسی بندے کو منصب عظیم کے لئے
خاص کرلے۔

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے صراحت کے ساتھ کسی خلیفہ کو نامزد کیا ہے تو وہ خلیفہ
صدیق اکبرؓ ہیں اور کوئی دوسرا نہیں پھر ان کے بعد عمرؓ
پھر بعد عمرؓ کے عثمانؓ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ یہ بات تواتر
سے معلوم ہے کہ صدیقؓ اور فاروقؓ اور ذی النورینؓ
ملک کے بادشاہ تھے اور فرمانروائی کرتے تھے اور سب لوگوں کا
معاملہ ان کے ساتھ وہی تھا جو رعیت کا خلیفہ کے ساتھ ہوتا ہے

و طلبیدند یا خلیفۂ رسول اللہ و یا امیر المؤمنین ندا میکردند این قدر را خود موافق و مخالف ہمہ میدانند پس یک جزء خلافت کہ فرمانروائی است ایشان را ثابت شد غیر ایشان را بعد از غیر این حضرات اسم خلافت گفتہ نشد اکنون گفتگوی سنی و شیعہ در آن است کہ ایشان در این فرمانروائی مطیع بودند یا عاصی شارع بخلافت ایشان نص کردہ بود یا بخلافت دیگری یا بر خلافت ہیچ کس نص نہ فرمودہ پس میگوئیم اگر نص شارع بر ہمین عزیزان بود و ایشان موافق آن نص خلیفہ شدند فہوا لمراد و اگر نص بر دیگری بود و ایشان بجبر و زور خلیفہ شدند و عاصی گشتند در تصدیق خلافت ایشان قباحت بسیار لازم می آید تدلیس در کلام رب العزت جل و علا و کلام افضل الصلوات والتسلیمات و کذب متواترات مرویہ از صادق مصدوق و اجماع امت مرحومہ بر ضلالت و ارتفاع امن از احکام شرع و عدم قیام حجت تکلیف بہیچ یک از احکام بر ہیچ یک از امت و مخالفت حکم عقل صریح و تناقض در مقصود شارع اما تدلیس در کلام رب العزت بر تقدیرے کہ ایشان عاصی باشند در خلافت از آن جہت لازم مے آید کہ در قرآن عظیم بشارت بہشت و مدح و رضا و اخبار برضا از اہل بیعت شجرہ و سابقین اولین از مہاجرین و انصار آمدہ است لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

اور سب لوگ اُن کو یا خلیفۂ رسول اللہ اور یا امیر المؤمنین کہہ کر پکارتے تھے۔ اتنی بات موافق اور مخالف سب جانتے ہیں تو خلافت کا ایک جزو جو کہ فرمانروائی ہے وہ تو اُن کے لئے ثابت ہو گیا نہ دوسروں کے لئے اس لئے ان حضرات کے سوا جن کے نام لئے گئے ہیں دوسرے ناموں کے ساتھ خلافت کا لقب نہیں لگایا جائے گا اس کی نفی ہو گئی۔ اب گفتگو سنی اور شیعی کی اس میں ہے کہ وہ اس فرمانروائی میں مطیع تھے یا عاصی۔ شارع نے ان کی خلافت پر نص کی تھی یا کسی دوسرے کی خلافت پر، یا کسی شخص کی خلافت پر نص نہیں فرمائی۔ اب ہم کہتے ہیں کہ اگر نص شارع ان ہی بزرگواروں پر تھی اور وہ اس نص کے موافق خلیفہ ہوئے تو فبہا۔ اور اگر نص کسی دوسرے کے لئے تھی اور یہ صاحبان جبر و زور سے خلیفہ بن کر عاصی ہو گئے تو اُسے ماننے میں (خلافت نبیے اس حیثیت خلافت) میں بہت سی قباحتیں لازم آتی ہیں۔ کلام رب العزت جل شانہ اور کلام افضل الانبیاء علیہ افضل الصلوات والتسلیمات میں تدلیس یعنی عیب کو چھپانا، حضرت صادق و مصدوق سے متواترات مرویہ کا جھوٹا ہونا اور امت مرحومہ کا اجماع گمراہی پر۔ احکام شرع سے امن (اطمینان) کا اٹھ جانا، احکام میں سے کسی بھی حکم پر مکلف بنائے جانے کی حجت کا کسی بھی امتی پر عدم قیام، حکم عقل صریح کی مخالفت مقصود شارع میں تناقض۔ کلام رب العزت میں تدلیس کا بیان اس صورت میں کہ ان بزرگواروں کو خلافت میں عاصی مانا جائے اس جہت سے لازم آتی ہے کہ قرآن مجید میں اُن حضرات صحابہؓ کے حق میں جو مہاجرین و انصار میں سے سابقین اولین میں سے تھے جو بیعت شجرہ میں شامل تھے، جنت کی بشارت اور مدح و رضا اور (اللہ تعالیٰ کے ان سے) راضی ہونے کی خبر دی گئی ہے لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ الخ (ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جب کہ یہ لوگ آپ سے درخت (شجرہ) کے نیچے بیعت کر رہے

فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۔ و شیخین از آن جملہ اند پس اگر ایشان ناصب و جابر می بودند تدلیس عظیم باشد و خدای تعالیٰ از تدلیس منزّہ است و نیز شیخین از دو حالت بیرون نیستند یا اعانت نمودند یا سکوت ورزیدند اگر اعانت کردند ہمہ ظالم و فاسق باشند زیرا کہ اعانت ظالم ظلم است قال اللہ تعالیٰ احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ و اگر سکوت کردند سکوت بنا بر خوف بود یا بغیر خوف اگر بغیر خوف بود ہمہ عاصی شدند و اگر خوف بود آن خوف از جمیع مہاجرین و انصار و اہل بیعت رضوان یا اکثر ایشان بود یا قلیلے را از ایشان اگر جمیع را بود یا اکثر را این مقدمہ باطل است بالبداہت زیرا کہ چون مہاجرین یا اکثر ایشان بر غصب خلافت از شیخین کمر بستند استخلاف ایشان صورت نمی بست و شیخین را بجز مہاجرین و انصار ناصری نبود و اگر اقل را خوف لاحق شدہ بود اکثر عاصی شدند در خلافت آن اقل پس این بشارات بصیغہ جمع بے نزول حسرت باشد و ازان جہت کہ اگر صدیق در خلافت خود جابر و ناصب بود در حق او آیات دال بر کمال مدح و ثنا و بشرہ بدخول جنت نازل نمی شد لیکن آیات بسیار باین صفت نازل شد

اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا پس اللہ تعالیٰ نے ان میں اطمینان پیدا کر دیا اور ان کو ایک لگے ہاتھ فتح دیدی اور (اس فتح میں) بہت سی غنیمتیں بھی (دیں) جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے! اور ان (بیعت کرنے والوں میں) شیخین بھی تھے تو اگر یہ حضرات ناصب و جابر تھے تو یہ بہت بڑی تدلیس ہوگی۔ اور خدا تعالیٰ تدلیس سے منزہ ہے اور شیخین کے علاوہ دوسرے لوگ (جو اس بیعت میں شریک تھے) دو حال سے باہر نہیں ہو سکتے۔ یا تو انھوں نے (اس غصب پر) اعانت کی یا چپ ہو رہے۔ اگر اعانت کی تو سب ظالم و فاسق بن جائیں گے کیونکہ ظالم کی اعانت ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ (۲۲:۳۷) جمع کرو ظالموں کو اور ان کے ہم مشربوں کو۔ اور اگر سکوت کیا تھا تو یہ سکوت بنا بر خوف تھا یا بغیر خوف کے اگر بغیر خوف تھا تو سب عاصی ہو گئے۔ اور اگر خوف تھا تو وہ تمام کے تمام مہاجرین و انصار اور اہل بیعت رضوان کو تھا یا ان میں اکثر لوگوں کو تھا، یا ان میں سے تھوڑے لوگوں کو۔ اگر سب کو یا اکثر کو تھا تو یہ مقدمہ باطل ہے بالبداہت۔ اس لئے کہ اگر مہاجرین یا ان کے اکثر لوگ خلافت کے ہٹانے پر کمر باندھ لیتے تو ان کے استخلاف کی پھر کوئی صورت ہی نہ بنتی۔ اور شیخین کا بجز مہاجرین و انصار کے اور کوئی مددگار بھی نہیں تھا۔ اور اگر تھوڑے سے لوگوں کو خوف لاحق ہوا تھا تو (دوسری پارٹی والے) اکثر لوگ عاصی ہوئے ان قلیل التعداد لوگوں کو چھوڑنے کی وجہ سے تو یہ بشارات جمع کے صیغے کے ساتھ ایک مذاق بن جائیں گی۔ اور اس جہت سے لازم آتی ہے کہ اگر صدیق اپنی خلافت میں جابر اور غاصب ہوتے تو ان کے حق میں ایسی آیتیں نازل نہ ہوتیں جو ان کے حق میں بڑی مدح و ثنا پر دلالت کرنے والی اور ان کو دخول جنت کی بشارت دینے والی ہیں۔ لیکن اس طرح کی بہت سی آیتیں نازل ہوئیں۔

پس خلافت او حق است اما ملازمت
پس ازاں جہت کہ مدح و ثنای شخصے
کہ مبدأ فساد عام شود تدلیس است
و خدای تعالیٰ از تدلیس منزہ است
و بشارت کسیکہ مرتکب کبیرہ باشد و بغیر توبہ بمیرد
نزدیک اشاعرہ قلیل الوقوع است و
نزدیک معتزلہ ممتنع الوقوع و بہر تقدیر
در تنویہ امر او بغیر بیان جلیۃ الحال
تلبیس عظیم است و اگر شارع قصہ از
قصص بنی اسرائیل ذکر فرماید و انکار
بر آن نکند دلیل باشد بر جواز آں کار
از جہت آنکہ تقریر او تدلیس است تکلیف
ثنا و مدح و بشارت بہشت شخصے را کہ در
آخر عمر چنیں کار ازوی مشتہر ازوی بظہور
آید سبحانک ہذا بہتان عظیم اما بطلان
لازم پس ازاں جہت کہ جمعے کثیر از مفسرین
در آیات بسیار ذکر کردہ اند کہ در حق صدیق
نازل شدہ اند و ایں روایات طرق
بسیار دارد بحیثیتے کہ نزدیک اجتماع
یقین بامر مشترک حاصل شود و چوں در
حق صدیق وارد باشند دخول صدیق
دراں قطعی باشد و در بعض آیات بغیر روایات
سلف قرائن بسیار یافتہ میشود کہ سبب نزول
آں حضرت صدیق بودہ است قولہ اِلَّا
تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي
الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ
اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا و صاحب در غار باتفاق
موافق و مخالف غیر صدیق نبود

قرآن کی خلافت حق ہے۔ رہی ملازمت (تدلیس) تو وہ اس
جہت سے ہے کہ کسی ایسے شخص کی مدح و ثنا جو فساد عام کا
مبدأ ہو تدلیس ہے اور خدا تعالیٰ تدلیس سے منزہ ہے اور
کسی ایسے شخص کو بشارت دینا جو کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا ور
بغیر توبہ مر جائے اشاعرہ کے نزدیک قلیل الوقوع اور معتزلہ کے
نزدیک ممتنع الوقوع ہے (یعنی ایسی بشارت کا وقوع محال ہے)
اور بہر صورت اُن کی رفعت قدر کا ظاہر کرنا اور جو حال چلن
اور واضح ہے اس کو نہ بیان کرنا بڑی تلبیس ہے۔ اور اگر شارع
بنی اسرائیل کے قصوں میں سے کوئی ذکر فرمائے اور اس پر انکار
نہ کرے تو وہ دلیل ہوگا اُس کام کے جواز پر۔ مگر اس صورت
میں کہ اس کی تقریر میں تدلیس کا ظن بھی موجود ہو کیسے جواز
نکل سکے گا۔ غرض ایسے شخص کی ثنا و مدح کا اور اس کو بہشت
کی بشارت کا کیا وزن ہے جس سے آخر عمر میں ایسے بدترین افعال
کا ظہور ہوا ہو۔ سبحانک ھذا بہتان عظیم۔ رہا بطلان لازم
آنے کا حال تو وہ اس جہت سے ہے کہ مفسرین کی ایک بڑی
جماعت نے بہت سی آیات کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ یہ صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں وارد ہوئی ہیں اور یہ روایات بہت سے طرق
رکھتی ہیں اس حیثیت سے کہ جب ان کے اجتماع پر نظر کرتے ہیں
تو امر مشترک کا یقین ہو جاتا ہے اور جب کہ وہ سب حضرت صدیق
کے حق میں وارد ہیں تو صدیق کا دخول اس میں قطعی ہو جائے گا
اور بعض آیات میں علاوہ روایات سلف بہت سے قرائن بھی
اس امر کے پائے جاتے ہیں کہ ان کا سبب نزول حضرت صدیق
ہیں۔ قول اِلَّا تَنْصُرُوْهُ الخ (ع ۶) اگر تم لوگ رسول
(صلے اللہ علیہ وسلم) کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی
مدد اس وقت کر چکا ہے جب کہ آپ کو کافروں نے جلا وطن
کر دیا تھا جب کہ دو آدمیوں میں ایک آپ تھے جس وقت کہ
دونوں غار میں تھے جب کہ آپ اپنے ہمراہی سے فرماتے تھے
کہ تم (کچھ) غم نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ہمراہ ہے۔ اور غار
کے رفیق موافق و مخالف سب کے نزدیک صدیق کے سوا اور کوئی نہ تھا

دوم وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ
السَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَ
الْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ
يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
اشارت است بصدیقؓ باتفاق سوم
لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ
الْفَتْحِ وَقَاتَلَ قال الواحدی قال
الکلبی فی روایۃ محمد بن الفضل نزلت
فی ابی بکر فدل علی انہ کان اول
من انفق المال علی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم واول من قاتل علی
الاسلام وقال ابن مسعود اول من
اظہر اسلامہ بسیفہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وابوبکر وقد شہد له
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالانفاق قبل
الفتح فی احادیث کثیرۃ
چہارم فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَ
جِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ
قال الواحدی قال عطاء عن ابن عباس
یرید ابابکر وعمر والیا النبی صلی
اللہ علیہ وسلم علی من عاداہ ونصراہ
وعن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی قوله وصالح المؤمنین
قال صالح المؤمنین ابوبکر وعمر پنجم
وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ
إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا
وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَ
فِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا

دوم وَلَا يَأْتَلِ الخ (۲۴ : ۲۲) اور جو لوگ تم میں (دینی) فضل
اور (دنیوی) وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مساکین
کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا
بیٹھیں اور چاہیے کہ یہ معاف کردیں اور درگزر کریں۔ کیا تم یہ
بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کردے بیشک
اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے! بالاتفاق اشارہ ہے صدیق اکبرؓ کی
طرف۔ سوم لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ الخ (۵۷ : ۱۰) جو لوگ تم میں سے
فتح کرنے سے پہلے (راہ سبیل اللہ) خرچ کرچکے اور لڑچکے سب
برابر نہیں ہیں۔ الخ! واحدی نے کہا کہ کلبی کا قول ہے محمد بن
الفضل کی روایت میں کہ یہ آیت ابوبکرؓ کے بارے میں نازل
ہوئی۔ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مال خرچ کیا اور پہلے شخص
ہیں جس نے اسلام کے لئے جہاد کیا۔ اور ابن مسعودؓ نے کہا کہ
سب سے پہلے جس نے اسلام کی مدد اپنی تلوار سے کی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں اور ابوبکرؓ۔ اور بہت سی احادیث میں ان کے
حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح سے پہلے ان کے مال
خرچ کرنے کی شہادت دی۔ چہارم فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ
(۶۶ : ۴) تو (یاد رکھو) پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبرئیلؑ ہے
اور نیک مسلمان ہیں! واحدی نے کہا کہ کہا عطاء نے مروی
ہے ابن عباسؓ سے کہ مراد ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ جو کہ دوست رکھتے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دشمن کے مقابلہ پر
اور یہ دونوں آپ کی مدد کرتے تھے۔ اور روایت ہے ابن مسعودؓ
سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قول حق
تعالیٰ وصالح المؤمنین میں کہ وہ ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ پنجم
وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ (۴۶ : ۱۵) اور ہم نے انسان کو اپنے
ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اس کی ماں
نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت
کے ساتھ اس کو جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور دودھ
چھڑانا تیس مہینے (میں پورا ہوتا ہے) یہاں تک کہ جب وہ

بلغ أشده وبلغ أربعين سنة
قال رب أوزعني أن أشكر
نعمتك التي أنعمت علي وعلى
والدي وأن أعمل صالحا ترضاه
وأصلح لي في ذريتي إني
تبت إليك وإني من المسلمين
قال الواحدي قال مقاتل وعطاء والكلبي
عن ابن عباس هذه الآية
نزلت في الصديق رضي الله
تعالى عنه وكان حمله وفصاله
هذا القدر ويدل على صحته
قوله حتى إذا بلغ أشده إلى آخره
وقد علمنا أن كثيرا من الناس
من بلغ إذا البلغ لم يكن منه
القول وهو ما ذكر الله فكان
رب أوزعني الآية نزل إنه
في إنسان بعينه وهو أبو بكر رضي
الله تعالى عنه ومعنى قوله بلغ
أشده قال عطاء ثماني عشرة
وذلك أنه صحب النبي صلى الله عليه وسلم
وهو ابن ثماني عشرة سنة والنبي
صلى الله عليه وسلم عشرين سنة في
تجارته إلى الشام فكان لا يفارقه في أسفاره و
حضوره فلما بلغ أربعين سنة ونبئ رسول الله
صلى الله عليه وسلم دعا ربه فقال
رب أوزعني أن أشكر نعمتك يعني
بالهداية والإيمان حتى لم أشرك بك شيئا وعلى
والدي أبي قحافة عثمان بن عمرو وأم
الخير بنت صخر بن عمرو. قال علي بن أبي طالب

اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس برس کو پہنچتا ہے تو کہتا
ہے اے میرے پروردگار مجھ کو اس پر مداومت دیجئے کہ
میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو
اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور میں نیک کام
کروں جس سے آپ خوش ہوں اور میری اولاد میں بھی
میرے لئے صلاحیت پیدا کر دیجئے۔ میں آپ کی جناب میں
توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبردار ہوں۔ کہا واحدی نے کہا
مقاتل اور عطاء و کلبی نے کہ مروی ہے ابن عباس ؓ سے اس
آیت کے بارے میں کہ یہ نازل ہوئی صدیق رضی اللہ عنہ کے
بارے میں اور ان کے حمل اور دودھ چھوڑنے کی مقدار یہی (تیس
ماہ) تھی۔ اور اس بات کی صحت پر یہ قول بھی دلالت کرتا
ہے حتیٰ اذا بلغ اشدہ آخر آیت تک اور ہم جانتے ہیں کہ
بہت سے جو عمر کی اس حد کو پہنچتے ہیں ان سے یہ قول صادر
نہیں ہوتا اور وہ جو اللہ نے ذکر فرمایا آپ کی بات کا قول یعنی
رب اوزعنی الآیۃ تو یہ دلالت کرتا ہے کہ ایک فرد معین
کے بارے میں اور وہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور بلغ
اشدہ کے معنے میں عطاء نے کہا اٹھارہ سال
اور یہ اس لئے کہ وہ مصاحب ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
جب کہ وہ اٹھارہ سال کے تھے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیس
سال کے تھے جب شام کی طرف تجارت کے لئے گئے تھے پھر
وہ کبھی کسی سفر اور حضر میں آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔
پھر جب چالیس سال عمر ہوگئی اور رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نبی بنائے جاچکے تو انھوں نے اپنے رب سے دعا
کرتے ہوئے کہا رب اوزعنی یعنی الہمنی ان اشکر نعمتک
یعنی اے میرے رب مجھے الہام کر دیجئے کہ میں آپ کی نعمت
کا شکر کروں جو مجھ پر ہوئی ہدایت اور ایمان کی توفیق
سے یہاں تک کہ میں نے تیرے ساتھ شرک نہیں کیا وعلیٰ
والدی اور میرے والدین پر ہوئی یعنی ابو قحافہ عثمان بن عمرو
اور ام الخیر بنت صخر بن عمرو۔ فرمایا علی بن ابی طالب نے

في هذه الآية في ابي بكر اسلم
ابواه جميعا ولم يجتمع لاحد من
الصحابة المهاجرين ابواه غيره
واوصاه الله بهما ولزم ذلك
من بعده وان اعمل صالحا
ترضاه قال ابن عباس اجابه
الله تعالى فاعتق تسعة من
المؤمنين يعذبون في الله
ولم يرد شيئا من الخير الا اعانه
الله سبحانه واستجاب له في
ذريته اذ قال واصلح لي
في ذريتي ولم يبق له ولد
ولا والد ولا والدة الا آمنوا
بالله وحده سیشم والذي جاء
بالصدق محمد صلى الله
عليه وسلم وصدق به
ابو بكر والصحابة هم المؤمنون
الذين صدقوا محمدا صلى
الله عليه وسلم بما جاء به من الاسلام
اولئك هم المتقون هفتم الذين
ينفقون اموالهم بالليل والنهار
سرا وعلانية في الكشاف انها
نزلت في ابي بكر الصديق رضي الله
تعالى عنه حين تصدق باربعين
الف دينار عشرة بالليل و
عشرة بالنهار وعشرة في
السر وعشرة في العلانية
آ خدائے تعالے نے فرمایا
وسيجنبها الاتقى

اس آیت کے متعلق کہ یہ ابوبکرؓ کے بارے میں ہے۔ ان کے ماں
اور باپ دونوں اسلام لائے اور صحابۂ مہاجرین میں سے
کسی کے ماں باپ اسلام پر مجتمع نہیں ہوئے بجز ابوبکرؓ کے
اللہ نے ان دونوں کی خدمت کا ان کو حکم دیا اور ان کے
علاوہ اور سب پر بھی لازم کر دیا وان اعمل صالحا ترضاہ
(جسے میں لیے نیک عمل کروں جس سے آپ خوش ہوں)
کہا ابن عباسؓ نے کہ اللہ تعالے نے ان کی دعا قبول کی تو
انھوں نے نو مومنین کو (خرید کر) آزاد کیا ہے جن کو
اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا۔ اور کسی
سبب خیر کا انھوں نے ارادہ نہیں کیا مگر اللہ سبحانہ نے
ان کی مدد کی۔ اور اللہ تعالے نے ان کی اولاد کے بارے
میں بھی ان کی دعا قبول کی جو انھوں نے کی تھی واصلح
لی فی ذریتی (اور میری اولاد میں بھی میرے لئے صلاح
پیدا کر دیجئے) اور ان کی اولاد اور والدہ میں سے کوئی باقی
نہیں رہا سب اللہ واحد پر ایمان لے آئے۔ سیشم والذی
جاء بالصدق الخ (۳۳:۳۹) اور جو سچ لے کر آیا محمد
صلے اللہ علیہ وسلم اور جس نے اس کی تصدیق کی ابوبکرؓ
اور ان کے اصحاب اور وہ سب ایسے مومنین ہیں جنھوں نے
اس کی تصدیق کی جو اسلام کے بارے میں محمد صلے اللہ علیہ
وسلم لے کر آئے اولئک ہم المتقون۔ یہی لوگ اہل
تقویٰ ہیں۔ ہفتم الذین ینفقون الخ (۲:۲۷۴) جو
لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں
پوشیدہ اور آشکارا۔ کشاف میں ہے کہ کہا گیا کہ یہ
آیت نازل ہوئی صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں جب
انھوں نے چالیس ہزار دینار صدقہ کئے دس ہزار رات میں
اور دس ہزار دن میں، دس ہزار پوشیدہ اور دس
ہزار علانیہ۔ اور خدا تعالے ارشاد فرماتے ہیں وسیجنبہا
الاتقی الخ (۹۲:۱۷-۱۸) اور اس (جہنم) سے ایسا شخص
دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے۔ اپنا مال (محض اس)

الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی مفسران
متفق اند بر آنکہ مراد ازین اتقٰی صدیق
اکبر است چون اربعین الف در راہ اسلام
صرف نمود و آیت مکیہ است باتفاق
مفسرین و در مکہ غیر صدیقؓ کسے انفاق
باین اسلوب نکردہ است و وجوہ بسیار
دلالت میکنند بر آنکہ حضرت مرتضیٰ
مورد آیت نبود زیرا کہ مرتضیٰ صغیر
بود در کفالت آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم و مال نداشت تا انفاق کند و
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بر مرتضیٰؓ
منت تربیت داشت بخلاف صدیق
اکبرؓ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بر او
نعمت تعلیم اسلام داشت و غیر آن
نعمت را مجزای نیست کما قال الانبیاء علیہم
السلام وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ
اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ و چون
مراد ازان صدیق باشد معلوم شد کہ
ماثبت او محمود است لقولہ تعالیٰ
وَلَسَوْفَ یَرْضٰی و اتقٰی و مرضی من
عند اللہ فی الحال و الاستقبال اکرم
است و اکرم بہترین امت است و بہترین
امت احق بالخلافت است و اگر کسے
گوید کہ مراد اینجا جنس اتقٰی است گوئیم
دخول مورد نص در عموم آیت قطعی
است بر تقدیر تنزل میگوئیم کہ صدیق را
خلافت باعتبار ظاہر حاصل بود باتفاق
بحث درآن است کہ این خلافت حقہ
بود یا نہ و شہادت نصوص بسیار صدیق

عرض ہے دیتا ہے کہ (گناہوں سے) پاک ہوجاتا ہے۔ مفسرین
اس پر متفق ہیں کہ اس اتقٰی سے مراد صدیق اکبرؓ ہیں جب
آپ نے چالیس ہزار اسلام کی راہ میں صرف کئے۔ اور باتفاق
مفسرین یہ آیت مکیہ ہے اور مکہ میں بجز صدیقؓ کے کسی نے
اس ڈھنگ سے خرچ نہیں کیا ہے۔ اور بہت سے وجوہ اس پر
دلالت کرتے ہیں کہ اشارہ حضرت مرتضیٰؓ کی طرف نہیں ہے
کیونکہ حضرت مرتضیٰؓ کم عمر تھے اور رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی کفالت میں تھے اور مال نہیں رکھتے تھے کہ خرچ
کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت مرتضیٰؓ پر تربیت
کا احسان تھا اس لئے وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰی کے
مصداق نہیں ہو سکتے) بخلاف صدیق اکبرؓ کے کہ وہ آنحضر
صلے اللہ علیہ وسلم کے زیر نعمت صرف تعلیم اسلام کی بناء
پر تھے اور کوئی (مالی) وجہ نہ تھی۔ اور اس نعمت کی کوئی
جزا نہیں ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کا قول ہے وَمَا اَسْئَلُکُمْ
عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ (۱۲۶، ۱۰۹ وغیرہ) اور میں تم سے اس پر کوئی
صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔
اور جب (یہ متعین ہوگیا کہ) اس سے مراد صدیق اکبرؓ ہیں تو
معلوم ہوگیا کہ ان کی ماثبت محمود ہے اس لئے کہ اس کے
بعد) اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَسَوْفَ یَرْضٰی (۹۲، ۲۱) اور
یہ شخص ضرور خوش ہوجائیگا۔ اور جو اتقٰی اور مرضی
یعنی عند اللہ ہو (یعنے جس کو اللہ کی رضا حاصل ہو) حال میں
اور استقبال میں وہ اکرم (بزرگ تر) ہے اور اکرم بہترین
امت ہے اور بہترین امت احق بالخلافت ہے (یعنی خلافت
کا سب سے زیادہ مستحق)۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہاں جنس اتقٰی
مراد ہے تو ہم جواب دیں گے کہ عموم آیت میں مورد نص کا
داخل ہونا یقینی ہوتا ہے بر تقدیر تنزل ہم کہتے ہیں کہ حضرت
صدیقؓ کو خلافت باعتبار ظاہر تو حاصل ہی تھی جس پر سب کا
اتفاق ہے۔ اب تو اس میں بحث ہے کہ یہ خلافت حقہ تھی
یا نہیں اور بہت سے نصوں کی شہادت سے حضرت صدیقؓ کا

متصف باین صفات بود پس بشارت
بوعدِ صادق باشد زیرا کہ آخر کار بے
محمود بود و آخرکار خلیفہ بود ناصب
و جائر نباشد و دین خلافت و از ان
جہت کہ دو آیت استخلاف
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ و آیۂ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ
فِي الْاَرْضِ ہر دو دریک واقعہ فرود
آمدہ اند مطلق یکے را دیگر تقیید
مے نماید و آنچہ از ہر دو حاصل شد
استخلاف مہاجرین اولین است و
مدح خلافت ایشان و بیان آنکہ
اگر تمکین فی الارض نصیب ایشان
گردد لازم جزء دیگر کہ بآن خلافت
راشدہ شود بآن منضم خواہد بود
و تقریر این مباحث گذشت و
ازان جہت کہ خدائی تعالیٰ
فرماید قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ
سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ
شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ
تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَ
اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ
يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ قال الواحدی
اکثر المفسرین علی ان ہؤلاء بنو حنیفۃ اتباع
مسیلمۃ قال رافع بن خدیج کنا نقرأ
ہذہ الآیۃ ولا نعلم من ہم حتی دعا ابوبکر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی قتال بنی حنیفۃ فعلمنا
انہم ہم قال ابن جریج سیدعوکم عمر الی قتال
فارس تقاتلونہم او یسلمون

ان صفات سے متصف ہونا ثابت ہے تو بشارت اُن پر صادق
ہو گئی اور چاہیے کہ اُن کا انجام محمود ہو اور آخر نتیجہ یہ کہ
خلیفہ (برحق و جائز) ہوں اور ناصب و جائر (ظالم) نہ
ہوں۔ اور اس جہت سے (کہ کلام حق میں تدلیس لازم آتی
ہے) کہ دو آیت استخلاف یعنی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور آیت اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ
دونوں ایک ہی واقعہ میں نازل ہوئی ہیں۔ ایک کے مطلق کو
دوسری مقید کرتی ہے اور دونوں کے مجموعہ سے جو حاصل ہوا
وہ مہاجرین اولین کا استخلاف ہے اور اُن کی خلافت کی مدح
اور اس بات کا بیان ہے کہ اگر تمکین فی الارض (یعنی ملک پر
حکومت) ان کے حصہ میں آجائے تو ضروری ہے کہ دوسرا
جزو کہ جس سے مل کر یہ خلافت راشدہ ہو جائے اس کے ساتھ
منضم ہو جائے گا۔ اور ان مباحث کی تقریر (جلد اول میں)
گزر چکی ہے۔ اور اس جہت سے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ
لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ (الفتح ۴۸: ۱۶) آپ ان پیچھے
رہنے والے ان دیہاتیوں سے یہ کہہ دیجئے کہ عنقریب تم کو
ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلایا جائے گا جو سخت لڑنے
والے ہوں گے کہ یا تو ان سے لڑتے رہو یا وہ مطیع (اسلام)
ہو جائیں سو اگر تم اطاعت کرو گے تو تم کو اللہ تعالیٰ نیک
عوض (یعنی جنت) دیگا اور اگر تم (اس وقت بھی) روگردانی
کرو گے جیسا اس کے قبل روگردانی کر چکے ہو تو وہ دردناک
عذاب کی سزا دے گا۔ واحدی نے کہا کہ اکثر مفسرین اس
رائے پر ہیں کہ یہ لوگ (جن کو سخت کہا گیا ہے) بنو حنیفہ تھے
مسیلمہ کذاب کے متبعین۔ رافع بن خدیج نے کہا کہ ہم یہ آیت
پڑھا کرتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کون ہیں یہاں
تک کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو بنو حنیفہ کے قتال
کی طرف بلایا تو ہم سمجھے کہ وہ یہ لوگ ہیں۔ کہا ابن جریج نے
(کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ) عمر تم کو عنقریب بلائیگا قتال فارس کی طرف
کہ تم ان سے لڑتے رہو یا وہ مطیع ہو جائیں یعنی یا ان سے

باشند و ظاہر از اولی بأس شدید آنست کہ
بہ نسبت قریش شدت بأس داشتہ باشند و این
معنے در غیر روم و عجم یافتہ نشد و نہ مرتضیٰ زیرا کہ
مقاتلات ایشان رضی اللہ عنہ برای طلب خلافت
بود نہ بجہت اسلام و تقاتلونہم او یسلمون
دلالت میکند بر آنکہ آن دعوت کفار است بسوئے
اسلام و بنو امیہ و بنو عباس دعوت کردہ
اعراب حجاز را بقتال کفار کما ہو معلوم من
التاریخ قطعًا و دعوت صدیق اکبر بقتال
اہل شام و عراق بود و دعوت فاروق نیز
بقتال عراق و شام و مصر بود و دعوت ذی
النورین بقتال اہل خراسان و افریقہ و مغرب
واقع شد کما ہو مبسوط فی التاریخ پس دعوت
ایشان واجب الامتثال بود و این صفت
خلیفہ حق است و چون حقیت ایشان در
دعوت بجہاد روم و عجم ظاہر شد جمیع احکام
ایشان واجب الامتثال باشند زیرا کہ
بعد از اسلام جمع امت بر دو قول بودند جماعہ اثبات
وجوب انقیاد ایشان کردہ اند در جمیع احکام
و جماعہ نفی وجوب انقیاد ایشان
کنند در جمیع احکام فلما بطل الثانی
تعین الاول و ازان جہت کہ خدا تعالیٰ
میفرماید یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ
یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ فَسَوْفَ
یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّہُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗۤ
اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی
الْکٰفِرِیْنَ یُجَاہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ ذٰلِکَ فَضْلُ
اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ

رنگ ہیں اور اُولی بأس شدید کے لفظ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ
بہ نسبت قریش کے یہ زیادہ طاقت رکھتے ہوں اور یہ معنے روم
و فارس کے سوا اوروں میں نہیں پائے گئے۔ اور نہ وہ دعوت
حضرت مرتضیٰؓ کی تھی کیونکہ آپ کے مقاتلات طلب خلافت
کے لئے ہوتے بجہت اسلام سے نہیں اور تقاتلونہم او یسلمون
اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ قتال کفار کے ساتھ اسلام کی
طرف دعوت کے لئے ہوگا۔ اور بنو امیہ و بنو عباس نے اعراب
حجاز کو کفار سے قتال کے لئے کبھی دعوت نہیں دی یہ بات
تاریخ سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ اور صدیق اکبرؓ کی دعوت
اہل شام و عراق سے قتال کے لئے تھی اور حضرت فاروقؓ
کی دعوت بھی عراق اور شام اور مصر سے قتال کے لئے تھی۔
اور ذی النورین کی دعوت اہل خراسان و افریقہ و مغرب سے
قتال کے لئے واقع ہوئی جیسا کہ تاریخ میں تفصیل کے ساتھ
مذکور ہے۔ قرآن کی دعوت کی تعمیل کرنا واجب تھا اور یہ صفت
خلیفہ برحق کی ہے۔ اور جب ان کی حقیت روم و عجم سے جہاد
کے لئے دعوت دینے میں ظاہر ہوگئی تو ان کے تمام احکام
واجب الامتثال ہوں گے۔ کیونکہ جتنے لوگ ہیں وہ دو قول
پر متفق ہیں ایک جماعت تمام احکام میں ان کی اطاعت کے
وجوب کو ثابت کرتی ہے اور دوسری جماعت تمام احکام میں
ان کی اطاعت کے وجوب کا انکار کرتی ہے۔ تو جب کہ دوسرا
قول باطل ہوگیا تو پہلا متعین ہوگیا۔ اور اس جہت سے کہ
خدا تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ
(پ ۶ ع ۱۲) اے ایمان والو جو شخص تم میں سے اپنے دین سے
پھر جاوے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دے گا
جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے
محبت ہوگی۔ مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے
کافروں پر جہاد کرتے ہوں گے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ
کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے
یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمائیں اللہ تعالیٰ

و دال بر افضلیت ایشان است و نیز لازم نمی‌آید تفضیل بعض انبیاء علیهم الصلوٰۃ والسلام بر تقدیرے که خلافت شیخین بل مشائخ ثلاثه بجور باشد
از آن جهت است که بشارت آنحضرت صلی الله علیه وسلم به بهشت برائے این بزرگواران در احادیث بسیار که روایت کرده شد از جماعه عظیمه در کل طبقه و همه آن احادیث با کثرت طرق و تشعب اسانید دلالت میکند بر یک معنی که بشارت است به بهشت پس این معنی بقطع ثابت شد و اگر ایشان فاسق و جائر باشند لائق بشارت نباشند و بشارت تلبیس بود و بشارت ایشان چنین مشهور در فصول تقریر آن سابقاً گذشت
از آنجمله مذهب متواترات وارده از صادق مصدوق از آن جهت که آنحضرت صلی الله علیه وسلم در احادیث بسیار خلافت این بزرگواران اثبات فرموده گاہے بنص و گاہے باشارہ و گاہے مجملاً و گاہے مفصلاً پس این احادیث اگرچه هر یکے خبر واحد است اما چون آن همه ملاحظه کنیم خبر متواتر شد متفق در یک معنی و آن صحت خلافت ایشان است در وقت خلافت ایشان جز این جمله آنکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم رؤیا قلیب ذکر نمود بعد از آن فرمود لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر مراد آنست که بالذین یقومان من بعدی

ہے اور ان کی افضلیت پر دلالت کرنے والی ہے اور لازم نہیں آتی تفضیل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کلام میں اس صورت میں کہ خلافت شیخین بلکہ مشائخ ثلاثہ (حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ) بجور و ظلم ہو وہ اس جہت سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان بزرگواروں کو بہشت کی بشارت دینا بہت بڑی جماعت کی طرف سے ہر طبقہ میں بے شمار احادیث میں روایت کیا گیا ہے اور یہ تمام احادیث اپنے طریقوں کی کثرت اور اسنادوں کے پھیلاؤ کے ساتھ ایک ہی معنے پر دلالت کرتی ہیں یعنی بہشت کی بشارت پر اس لئے اس معنے کا ثبوت قطعی طور پر ہے اور اگر یہ حضرات فاسق اور ظالم ہوں تو بشارت کے لائق نہیں ہوں گے اور یہ بشارت تلبیس ہوگی اور ان کی بشارت دوسری فصلوں میں بیان کیا گیا جن کی تقریر گذر چکی ہے۔ دوم از آنجملہ مذہب متواترات کا لازم آنا ہے جو حضرت صادق و مصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہیں وہ اس جہت سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں ان بزرگواروں کی خلافت کا اثبات فرمایا ہے۔ کبھی نص کے طور پر، کبھی اشارے کے طور پر، کبھی مجمل اور کبھی مفصل۔ تو یہ احادیث اگرچہ ہر ایک ان میں سے خبر واحد ہے لیکن جب ہم ان سب کو ملاحظہ کریں تو وہ خبر متواتر ہو جاتی ہیں کہ ایک معنی میں متفق ہیں اور وہ معنے ہیں ان حضرات کی خلافت کی صحت اپنی خلافت کے زمانہ میں۔ اس کی اجمالی تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب (یعنی پرانے کنویں) والے خواب کا ذکر کیا (جس میں ہے کہ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ڈول کھینچنے کا ذکر فرمایا) اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میرا تم میں باقی رہنے کا کتنا زمانہ ہے تو تمہیں چاہئے کہ میرے بعد ان دونوں یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کی اقتداء کرو۔ مراد یہ ہے کہ ان دونوں کی جو میرے بعد

فی مقابی زیرا که چون منصوص و متعین موصول
باشد وجود ایشان بغیر قائم مقام آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم منصوص و متعین این وجود
نمی تواند شد و صلہ باید کہ قابلین موصول
بآن شناختہ شدہ باشند و آنستہ شدہ کہ ذکر
نبا للیب را نمودن آن قابلان شنیدہ بودند
و مراد از اقتداء اقتداء در امور خلافت است
زیرا کہ تعلیق اقتداء بلفظے کہ مشعر بخلافت باشد
بیان است بانکہ اقتداء بحیثیت خلیفہ مراد است
امر در ہمین حدیث تعلیم قرآن وغیر آن بدیگران
حوالہ کردہ شد پس مراد از اقتداء غیر فتوی و
تعلیم است و آن نیست الا استخلاف پس حدیث
دال است بر وجوب انقیاد قوم ایشان را بحیثیت
الخلافۃ و ہمین است معنی تشریع آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در خطبہ وداع
کہ امت را بآن وصیت کرد و فرمودند
علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین
من بعدی عضوا علیہا بالنواجذ بعد
از انکہ روایات چند ذکر کردند کہ دال باشد
بر ذکر ثلاثہ امر بعد آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم خلفائے ثلاثہ خواہند بود
پس گویا فرمودند علیکم بسنتی وسنۃ
ابی بکر و عمر و عثمان پس این قول ایجاب
انقیاد قوم است در آنچہ بخلافت متعلق
باشد بایشان و ہو المطلوب و آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث مستفیضہ
خبر دادہ اند کہ بعد وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم خلافت نبوت
و خلافت رحمت خواہد بود

میرے قائم مقام ہوں گے۔ اس لئے کہ صلہ تخصیص اور تعیین
کیا کرتا ہے موصول کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
قائم مقام ہونے بغیر صرف ان حضرات کا وجود ان دونوں کا
مخصص اور معین نہیں ہو سکتا اور صلہ کو ایسا ہونا چاہیے کہ
جس کے ذریعہ سے مخاطبین موصول کو پہچان لیں تو مسلّم
ہو گیا کہ وہ ارشاد کو سننے سے پہلے مخاطبین روز مرہ کی
تلبیسات سے جیسی باتیں سن چکے تھے اور مراد اقتداء میں
اقتداء سے مراد امور خلافت میں اقتداء ہے کیونکہ اقتداء کو
متعلق کرنا ایسے لفظ کے ساتھ جو خلافت کی جانب اشارہ کرتا ہو
اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہاں اقتداء سے وہ اقتداء مراد
ہے جو حیثیت خلیفہ کی کرتی ہے۔ اسی حدیث میں تعلیم قرآن
وغیرہ کو دوسروں کے حوالے کیا گیا ہے پس ان کی اقتداء سے
جو مراد ہے وہ تعلیم اور فتوی کی اقتداء سے جداگانہ ہے اور
وہ استخلاف کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس لئے یہ حدیث اس پر
دلالت کرتی ہے کہ قوم پر ان کی انقیاد و اطاعت بحیثیت
خلافت واجب ہے اور استخلاف کی تشریح کے یہی معنی ہیں
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ (خطبہ
وداع) میں جس میں آپ نے امت کو رخصت کیا فرمایا ہے
علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الخ یعنی میرے بعد تمہارے
لئے ضروری ہے کہ میرے طریقہ پر اور خلفاء راشدین کے طریقہ
پر چلو۔ انہیں کو دانتوں سے مضبوط پکڑو۔ (یہ فرمایا) بعد
چند روایات ذکر فرمانے کے جو اس پر دلالت کرے کہ بعد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں مرتین ثلاثہ خلفاء ہوں گے پس گویا
یوں فرمایا کہ تم کو لازم ہے میرے طریقہ پر چلنا اور ابوبکر
و عمر اور عثمان کے طریقہ پر چلنا۔ تو یہ قول قوم پر
انقیاد ان امور میں واجب کرتا ہے جن کا تعلق ان کی
خلافت سے ہے اور یہی مطلوب ہے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے احادیث مستفیضہ میں اس بات کی خبر دی کہ
آپ کی وفات کے بعد خلافت نبوت و خلافت رحمت ہوگی

و بعد ازاں ملک عضوض و آنچہ متصل وفات
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واقع شد خلافت
خلفائے اربعہ بود پس خلافت ایشاں خلافت
نبوت و رحمت باشد و اگر سیرت این خلفاء مشابہ
سیرت انبیاء نمی بود یا ایشاں بغصب خلافت را
گرفتہ بودند خلافت نبوت و رحمت نمی بود و
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در احادیث
مستفیضہ اعلام فرمودند کہ خلافت تا سی
سال است و سفینہ تفسیر کرد آن را بخلافت
خلفائے اربعہ و عقل نیز بران دلالت میکند زیرا کہ
مطلق ریاست موقت بسی سال نیست پس
این خلفاء متصف بخلافتے بودند غیر ملک
عضوض و شد پس این خلافت ممدوح بود و
خلافتے کہ بغصب و جور باشد ممدوح نمی شود
و در احادیث مستفیضہ وارد شدہ است کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رؤیائے طیب دیدند و
جماعہ از صحابہ نیز از انواع مختلفہ رؤیا دیدند
از آنجملہ حدیث تدلی سبب از آسمان
تا زمین و حدیث تعلق بعض ایشاں ببعض
و حدیث آشامیدن آب بترتیب و تشویش
یافتن عثمان و از جمع شدن اسباب رقی
او و حدیث وزن بترتیب الا غیر ذالک
و این ہمہ معبر است بخلافت و این تفسیر
در بعض بتصریح وارد شدہ و در بعض باشارہ
و در بعض ازاں سکوت کردند نہ از اظہار
سخط بلکہ آں منضبط شد پس ازیں دانستیم
کہ خلافت ایشاں ظلم و جور نبود و آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم در مرض آخر
صدیق رضہ را بامامت نماز منصب ساختند

اور اس کے بعد ملک عضوض اور کاٹ کھانے والی بادشاہت اور وہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متصل واقع ہوئی
وہ خلفاء اربعہ کی خلافت تھی تو ان کی خلافت خلافت نبوت
و رحمت ہوئی اور اگر ان خلفاء کی سیرت انبیاء کی سیرت کے
مشابہ نہ ہوتی یا انہوں نے غصب سے خلافت کو لیا ہوتا تو خلافت
نبوت و رحمت نہ ہوتی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
احادیث مستفیضہ میں یہ معلوم فرمایا ہے کہ خلافت کا زمانہ تیس
سال ہے اور سفینہ نے اس کی تفسیر خلفاء اربعہ کی خلافت
کی ہے اور عقل بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ مطلق ریاست
کی میعاد تیس سال نہیں ہے۔ تو یہ خلفاء ایسی خلافت سے
متصف تھے جو ملک عضوض سے مغایرت رکھتی تھی پس یہ
خلافت ممدوح تھی اور جو خلافت کہ غصب و جور کی ہوتی ہے
وہ ممدوح نہیں ہوتی۔ اور احادیث مستفیضہ میں وارد ہوا
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طیب (بھلا لگنے والا
خواب) دیکھا۔ اور صحابہ میں سے ایک جماعت نے بھی مختلف
قسم کے خواب دیکھے ان میں سے وہ حدیث ہے جس میں رسی کا
ذکر ہے جو آسمان سے لٹک کر زمین سے ملی ہوئی تھی اور وہ
حدیث ہے جس میں بعض کا بعض سے لٹکنے کا ذکر ہے (دیکھا تھا
کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
لٹکے ہوئے یعنی جڑے ہوئے ہیں۔ للمترجم) اور وہ حدیث
جس میں ترتیب وار پانی پینے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی تشویش اور پھر
ان کے اسباب کے جمع ہونے کا ذکر ہے۔ اور وہ حدیث
جس میں ترتیب وار وزن کے جانے کا ذکر ہے۔ ان کے علاوہ
اور بھی ہیں اور ان سب کی تعبیر خلافت لی گئی اور یہ تعبیر
بعض میں صراحت کے ساتھ وارد ہوئی اور بعض میں اشارہ
کے ساتھ اور بعض میں سکوت ہے مگر نہ اظہار ناگواری سے
بلکہ ان سے آپ بشاش ہوتے تو یہاں سے ہم نے جان لیا کہ
ان کی خلافت ظلم و جور کی نہ تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے آخری مرض میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز کا امام بنایا

وامامت دیگری راضی نشوند واین دلالت می
کند بر استخلاف صدیق عقلاً ونقلاً اما عقلاً
جہت آنکہ عادت جاری است باآنکہ بر تخت نشاندن
نزدیک موت دلالت بر استخلاف میکند و
عقد لوا دلالت بر تامیر مینماید ودوات وتسلیم
قلم دلیل منصب وزارت است واین اشارات
حکم عبارات دارند مثل اشارہ بدست وسر پس
چون امامت در نماز منصب آنحضرت بود
صلے اللہ علیہ وسلم وبہترین امور دین ودنیا
پس تسلیم آن بصدیق دلیل باشد بر اقامت
او مقام خلافت را واما نقلاً پس ازان جہت
کہ جمعے در وقت عقد خلافت بآن تمسک کردند مثل
فاروق ومرتضیٰ وابوعبیدہ وابن مسعود ودیگر
صحابہ حاضرین ردّی وانکاری بریں استدلال
ظاہر نشد پس گویا ہمہ استصواب آن استدلال
نمودند واگر امروز در دلالت این فعل خفائے
خیال کردہ شود در عصر صحابہؓ خفائے نبود
مثل این اشارات مختلف میشود در دلالت باختلاف
عادات وعصور وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سائلہ را فرمودند ان لم تجدینی فأتی ابا بکر
واین نیز صریح است درآنکہ خلافت بعد آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بصدیق راجع
شود زیراکہ تصرف در بیت المال وایفائے وعدہ
پیغامبر از خواص خلیفہ است وآنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم فرمودند لا یبقین فی المسجد خوخۃ الا
خوخۃ ابی بکر واین حدیث دلالت میکند بر خلافت
صدیق وعلماء دریں دلالت دو وجہ نقل میکنند یکی
آنکہ الخلیفۃ یحتاج الی الاکثار من دخول المسجد
[illegible]

اور کسی دوسرے کی امامت پر راضی نہ ہوئے۔ اور یہ دلالت
کرتی ہے صدیق اکبرؓ کے خلیفہ بنانے پر عقلاً اور نقلاً۔ عقلاً تو
اس طرح کہ یہ عادت جاری ہے کہ موت کے قریب تخت پر بٹھانا
خلیفہ بنانے پر دلالت کرتا ہے اور پھر جھنڈا باندھنا امیر بنانے
پر دلالت کرتا ہے اور دوات و قلم دینا منصب وزارت کی
دلیل ہے اور یہ اشارات عبارات کا حکم رکھتے ہیں۔ جیسے ہاں
یا نہ کہنے کے ہاتھ سے یا سر سے اشارہ کر دینا۔ اور نماز میں
امام بننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب تھا اور دین
و دنیا کے امور میں سب سے بہتر تو صدیقؓ کو اس کا سپرد کر دینا
دلیل ہوگی ان کو مقام خلافت پر قائم کرنے کی۔ رہا نقلاً تو
وہ اس جہت سے کہ ایک جماعت نے خلافت کے انعقاد کے
وقت اس کو دلیل بنایا جیسے حضرات فاروقؓ و مرتضیٰؓ و
ابوعبیدہؓ اور ابن مسعودؓ۔ اور تمام حاضرین میں سے کسی
کی جانب سے اس استدلال پر کوئی رد و انکار ظاہر نہ ہوا۔ تو
گویا سب نے اس استدلال کا استصواب کیا۔ اور اگر آج اس فعل
کی دلالت میں کوئی خفا خیال کیا جائے تو کچھ نہیں ہے جب
صحابہؓ کے زمانہ میں کوئی خفا نہیں تھا اور اس قسم کے اشارات
میں عادات اور زمانوں کے اختلاف سے دلالت مختلف ہو جاتی
ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سائلہ سے
فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آ جانا۔ اور یہ بھی
اس بات کی صریح دلیل ہے کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے خلافت حضرت صدیقؓ کی طرف راجع ہوگی کیونکہ بیت المال
میں تصرف اور پیغمبر کے وعدوں کو پورا کرنا خلیفہ کے خواص
میں سے ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
مسجد میں کوئی کھڑکی ہرگز باقی نہ رکھی جائے بجز ابوبکرؓ کی
کھڑکی کے۔ اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے صدیقؓ کی خلافت
پر۔ اور علماء نے اس دلالت کی دو وجہ بیان کی ہیں۔ کہا گیا
ہے کہ وجہ یہ ہے کہ خلیفہ کو بکثرت مسجد میں داخل ہونے کی ضرورت
واقع ہوتی ہے تاکہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور ان میں امور کی

وبقضی بہم وکان الناس بعد ذٰلک من الاوّل
یقضون الّا فی المسجد. وتحلیل ہٰذہ اشارۃ
الٰی سدّ رغبات الناس فی الخلافۃ. وحضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ذکر کردہ
است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریب
مرض موت فرمودند قد ہممت ان ادعو اباک
واخاک الحدیث. و این حدیث صریح است
در آنکہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
استخلاف صدیقؓ بود و مکروہ میداشتند کہ غیر
صدیق در آن رغبت کند لیکن ترک کردند کتابت
خلافت بنام او و اخذ بیعت برائے او بنابر
توکل بر وعدۂ الٰہی. و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
در جواب بنی مصطلق فرمودند کہ صدقات را
بعد من الی ابی بکر دہند و بعد از وے بعمر و بعد
از وی بعثمان و بعد از عثمان ساکت شدند و
اخذ صدقات یکی از خواص خلافت است و
امر بدفع صدقات امر است بانقیاد ایشان
در امور خلافت. و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خطبہ خواندند و بعد از ان امر فرمودند صدیق
و فاروق را بخواندن خطبہ بترتیب این معنی
دلالت مینماید بر خلافت ایشان بترتیب زیرا کہ
خطبہ یکی از لوازم خلافت است و ہمچنان
بناء ابواب مسجد بترتیب و فرمودن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہم الخلفاء دلالت
می کند بر آنکہ خلافت ایشان منعقد است
و مسلمین مامورند بانقیاد ایشان اندر
خلافت. و عجب است از کسیکہ بقولہ
تعالیٰ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ استدلال میکنند

اور اس میں فیصلے کرے۔ اور پہلے زمانہ میں لوگوں کی عادت تھی
کہ مقدمات کے فیصلے مسجد کے سوا اور کسی جگہ نہیں کرتے تھے
اور یہ بات (کہ اس نے یہ حکم دیا تھا) کہ جس سے خلافت کی طرف
لوگوں کی رغبتوں کا انسداد مقصود تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مرض موت کے قریب فرمایا کہ میں نے قصد کر لیا ہے
کہ تیرے باپ اور بھائی کو بلا لوں آخر حدیث تک۔ اور یہ حدیث
صریح ہے اس امر میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود
صدیقؓ کو خلیفہ بنانا تھا اور آپ کو ناگوار معلوم ہوتا تھا کہ
صدیقؓ کے سوا کوئی دوسرا اس کی رغبت کرے لیکن ان کے
نام پر خلافت لکھ دینے اور ان کے حق میں بیعت لینے کو آپ نے
وعدۂ الٰہی پر توکل کی بنا پر ترک کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بنی مصطلق کے جواب میں فرمایا کہ میرے
بعد صدقات ابوبکرؓ کو دے دیں اور ان کے بعد عمرؓ کو اور
ان کے بعد عثمانؓ کو اور بعد عثمانؓ کے ساکت ہو گئے۔ اور
صدقات کا وصول کرنا خلافت کے خواص میں سے ہے۔ اور
ان کو صدقات دینے کا حکم دینا امور خلافت میں ان کی
اطاعت کا حکم دینا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے خطبہ پڑھا۔ اس کے بعد حکم دیا صدیقؓ و فاروقؓ کو بترتیب
خطبہ پڑھنے کے لئے۔ یہ بات دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ
ان کی خلافت اسی ترتیب سے ہوگی کیونکہ خطبہ بھی لوازم
خلافت میں سے ہے۔ اور مسجد کے دروازوں کا ترتیب کے ساتھ
رکھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ یہ
خلفاء ہیں اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی خلافت منعقد
ہے اور مسلمان اس پر مامور ہیں کہ ان کو خلیفہ جانتے ہوئے
ان کی اطاعت کریں۔ اور تعجب ہے ایسے شخص سے جو قول
باری تعالیٰ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
سے (پ ۳ ع ۴) (صدقات) اصل حق ان مستحقوں کا ہے
جو مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ میں الآیۃ) استدلال کرے

باحتمالی الاک بیشان نمود و بقول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہم الخلفاء استدلال کنند بہ
ایجاب اتباع ایشان در امور خلافت و گرد مسجد
از شعائر اسلام است و صورت دین است
و اساس نہادن آن کنایہ است از قیام بامر
دین و این صورت را خدای تعالیٰ ظاہر فرمود
تا پیغامبر بہ حقیقت امر مطلع شود چنانکہ از نشستن
شتر مطلع شد بر حکمی باید کرد و قد علم
وازانجملہ قسم دوم در شواہد النبوۃ
مذکور است قصۂ شخصے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم چند شتر بار خرما وام داد و فرمود بعد
از من ابوبکر و بعد از ابوبکر عمر و بعد از عمر
عثمان ترا خواہند داد و قصۂ اعرابی کہ چند شتر
بدست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فروخت
و آنحضرت بوے فرمودند اگر مرا حادثہ افتد
ابوبکر ثمن آن دہد و اگر ابوبکر را حادثہ افتد عمر
ہم در روز حنین جندب پرسید کہ گرامی ترین
صحابہ تو کیست کہ قائم مقام تو باشد فرمود
ابوبکر قائم مقام من باشد و عمر دوست من
است براستی سخن میگوید و عثمان از من است
و علی برادر من است و در شواہد النبوۃ در
کرامات حضرت عثمان مذکور است ابوذر گفت
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند سنگریزہ در
دست خود گرفتند آن سنگریزہا تسبیح گفتند بعد ازان
در دست ابوبکر نہادند تسبیح گفتند بعد
ازان در دست عمر نہادند تسبیح گفتند بعد
ازان در دست عثمان نہادند تسبیح کردند

بان کی بنیاد کے کنارے کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ھُمُ الخُلَفَاءُ سے امور خلافت
میں اُن کی اطاعت کے واجب ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔ اور
گو مسجد شعائر اسلام میں سے ہے اور دین کی صورت ہے
اور اس کی بنیاد رکھنا کنایہ ہے امر دین کے لئے تیار ہونے سے
اور اس صورت کو خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تاکہ پیغمبر حقیقت امر
سے مطلع ہو جائیں جیسا کہ اونٹنی کے بیٹھنے سے اس بات پر
مطلع ہو گئے کہ صلح کر لینی چاہئے، واللہ اعلم۔ اور ازانجملہ
قسم دوم شواہد النبوت میں ایک شخص کا قصہ مذکور ہے
جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اونٹوں کے بوجھ
کی مقدار کھجوریں عطا فرمائیں اور فرمایا کہ میرے بعد ابوبکرؓ
اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ اور عمرؓ کے بعد عثمانؓ تجھے دیتے رہیں گے
اور ایک دیہاتی کا قصہ ہے کہ اس نے چند اونٹ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ فروخت کئے اور آنحضرت نے
اس سے فرمایا کہ اگر مجھ پر کوئی حادثہ واقع ہو جائے تو ابوبکرؓ
اُن کی قیمت دے گا اور اگر ابوبکرؓ پر حادثہ پڑ جائے تو عمرؓ
دے گا۔ حنین کے دن آپ سے جندبؓ نے پوچھا کہ آپ کے بزرگ ترین
صحابہ میں سے کون ہے جو آپ کا قائم مقام ہو۔ فرمایا کہ ابوبکرؓ
میرا قائم مقام ہوگا اور عمرؓ میرا دوست ہے کہ سچائی سے
گفتگو کرتا ہے اور عثمانؓ مجھ سے (خاص تعلق رکھتا ہے) اور
علیؓ میرا بھائی ہے۔ اور شواہد النبوت میں حضرت عثمانؓ
کی کرامات میں مذکور ہے کہ ابوذرؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کنکریاں اپنے ہاتھ میں لیں تو
وہ تسبیح کہنے لگیں (یعنی سبحان اللہ سبحان اللہ کی آواز ان
میں سے نکلنے لگی) اس کے بعد آپ نے ابوبکرؓ کے ہاتھ پر رکھدیں
تو وہ تسبیح کہتی رہیں۔ پھر عمرؓ کے ہاتھ پر رکھدیں تو وہ تسبیح
کہتی رہیں۔ اس کے بعد عثمانؓ کے ہاتھ پر رکھدیں تو وہ تسبیح کہتی رہیں

لہ [illegible] شاہ ولی اللہ علیہ کی تالیفات میں سے معلوم رکھتا ہے جن [illegible] اس کتاب کے ترجمہ اردو کی
ترجمہ عطا فرمائی اب عموماً اردو خوان بھی اس کے مطالعہ سے مستفید ہو سکتے ہیں ۱۲ [illegible]

وہم در ہمیں محل مذکور است کہ شہیدے از
شہدائے یمامہ بعد مردن تکلم کردہ
گفت محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق
عمر الشہید عثمان ذوالنورین شیخین را
نزدیک خدای تعالیٰ منزلت عظیمہ بود
زیادہ از منزلت سائر صحابہ پس
احق بالخلافۃ باشند تا مقدمہ اولی
پس باحادیث مستفیضہ حدیث مرتضیٰ
وغیر ہا ہذان سیدا کہول اہل
الجنۃ من الاولین والآخرین الا
النبیین والمرسلین وحدیث تجلی خاص
بجہت ابوبکر و مصافحہ و معانقہ با فاروق
وحدیث منزلہ شیخین فوق اہل علیین
ثابت باشد و اما مقدمہ ثانیہ پس
ازاں جہت کہ از ضروریات دین
است کہ مقصود از عبادات و طاعات
و اشتغال صوفیہ وغیر آں نیست الا
حصول منزلت نزدیک خدای تعالیٰ و انبیاء
فاضل نشدند بر غیر خود و اولیاء بہتر
نشدند از غیر خود الا از جہت منزلت
عند اللہ و شیخین احب بودند
از سائر صحابہ نزدیک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پس احق
بالخلافۃ باشند اما مقدمہ اولیٰ

اور اسی موقع میں مذکور ہے کہ شہدائے یمامہ میں سے ایک شہید نے
مرنے کے بعد کلام کیا اور کہا کہ محمدؐ رسول اللہ ہیں ابوبکرؓ صدیق
ہیں عمرؓ شہید ہیں عثمانؓ ذوالنورین ہیں۔ شیخین (یعنی ابوبکر
و عمر رضی اللہ عنہما) کا خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا مرتبہ تھا
تمام صحابہ سے زیادہ اس لئے وہ خلافت کے زیادہ حقدار
ہوں گے۔ مقدمہ اولیٰ (یعنی شیخینؓ کا مرتبہ تمام اصحاب
سے بڑا ہے) احادیث مستفیضہ سے ثابت ہے۔ حضرت علیؓ وغیرہ
کی حدیث ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ الا (یعنی
یہ دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) نبیین اور مرسلین کے
علاوہ تمام ادھیڑ عمر والے جنتیوں کے سردار ہیں اولین میں
سے ہوں یا آخرین میں سے) اور اس حدیث سے جس میں ابوبکرؓ
کے لئے خاص تجلی کا ذکر ہے۔ اور فاروقؓ کے ساتھ مصافحہ
و معانقہ کرنا۔ اور وہ حدیث جس کا مضمون یہ ہے کہ تمام بلند
درجات والوں سے شیخینؓ کا مرتبہ بلند ہے۔ اور مقدمہ ثانیہ
(یعنی عند اللہ بھی شیخینؓ کا مرتبہ سب سے بڑا ہے) وہ اس جہت
سے ہے کہ یہ بات ضروریات دین میں سے ہے کہ عبادات اور
طاعات اور اشتغال صوفیہ وغیرہ سے کوئی مقصد نہیں ہوتا بجز
اللہ تعالیٰ کے نزدیک حصول منزلت کے اور انبیاء غیر انبیاء سے
اور اولیاء غیر اولیاء سے صرف منزلت عند اللہ ہی کی بنا پر
افضل ہوتے ہیں (تو شیخینؓ کی افضلیت بھی اسی بنا پر ہوگی)
کہ وہ عند اللہ افضل ہیں۔ اور جو عند اللہ سب سے افضل ہو وہ
احق بالخلافۃ ہوگا۔ اس لئے شیخینؓ احق بالخلافت ہیں یعنی
سب صحابہ سے زیادہ محبوب تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک اس لئے وہ خلافت کے زیادہ حقدار رہیں گے۔ مقدمہ

سلہ یہ حضرت جابرؓ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو رضوان اکبر عطا
کیا۔ بعض صحابہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ رضوان اکبر کیا ہے تو آپ نے فرمایا آخرت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے عام تجلی اور ابوبکرؓ
کے لئے خاص تجلی فرمائے گا۔ [illegible] حضرت [illegible] سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونچے درجہ
والے نیچے درجہ والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم لوگ اس ستارے کو دیکھتے ہو جو آسمان پر نظر آتا ہے اور ابوبکرؓ و عمرؓ بھی
انہیں میں ہیں اور ان سے زیادہ صاحب تحفہ ترمذی ابن ماجہ

پس دلیل بحدیث مستفیض از عائشہ قیل
لہا ای اصحاب النبی صلے اللہ علیہ
وسلم کان احب الیہ قالت
ابوبکر ثم عمر و از عمرو بن العاص
قال عائشۃ و من الرجال ابوہا
عمر و از انس مثلہ و مراد از
حب اینجا حب مقاربت است در
منزلت بدلیل قول عائشہ لو کان
مستخلفا لاستخلف ابابکر ثم عمر مقدمۃ
ثانیہ از ان جہت کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نطق بہوا
نمی کند حب او خصوصا از جہت
کمال بہوا نیست پس احبیت دلالت
کند بر افضلیت شیخین وزیران
آن حضرت بودند و ایشان
را بسمع و بصر خود تشبیہ داد و معلوم
است کہ اعرف امر ملت کسی است
کہ در زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پست و بلند سیاست را شناختہ باشد آنکہ
عزیز ترین مردم باشد احق است
بالخلافۃ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
با شیخین معاملہ کہ امیر با
منتظر الامارۃ مے کند می فرمود
و این معاملات اشارت است
باستخلاف ایشان از ان جملہ
است مشاورت با ایشان در
تبلیغ رسالت و تقدیم ایشان
در جمیع امور

(یعنی شیخین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب صحابہ سے زیادہ محبوب
تھے) ثابت ہے حدیث مستفیض سے جو عائشہؓ سے مروی ہے کہ
اُن سے پوچھا گیا کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کون آپ
کو سب سے زیادہ احب (پیارا) تھا فرمایا کہ ابوبکرؓ پھر عمرؓ، اور
عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا گیا کہ عورتوں میں سے آپ کو کس سے زیادہ محبت ہے (فرمایا
کہ) عائشہؓ سے۔ اور مردوں میں سے؟ (فرمایا کہ) اُس کے باپ
پھر عمرؓ سے۔ اور انسؓ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور حب
سے مراد یہاں پر حب مقاربت ہے مرتبہ میں۔ اس کی دلیل
عائشہؓ کا یہ قول ہے کہ اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی
کو خلیفہ بنانے والے ہوتے تو ابوبکرؓ کو بناتے پھر عمرؓ کو بناتے۔
مقدمہ ثانیہ (شیخینؓ اس لئے آنحضرت کو محبوب تھے کہ یہ
احب الناس الی اللہ تھے) اس بنا پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا کلام (امور دینی میں) خواہش نفسانی سے نہیں ہوتا
تھا (ما ینطق عن الہوی) آپ کی محبت بھی خصوصاً (ان سے
تقرب الی اللہ میں) کمال کی جہت سے خواہش نفس سے نہیں
ہے (ان کی احبیت اللہ کی بنا پر تھی) اس لئے آپ
کی احبیت شیخین کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔ شیخینؓ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وزیر تھے۔ اور آپ نے
ان کو اپنی سمع و بصر سے تشبیہ دی۔ اور یہ صاف بات ہے کہ
ملت کے امور میں سب سے زیادہ تجربہ کار وہی ہے جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سیاست کی اونچ نیچ پہچان
چکا ہو (اس لئے یہ حضرات عزیز ملت تھے) اور جو عزیز ترین ہو
لوگوں میں وہ خلافت کا حقدار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
شیخینؓ کے ساتھ وہ برتاؤ کرتے تھے جو امیر کا برتاؤ ہوتا
ہے منتظر الامارت (ولی عہد) کے ساتھ اور یہ معاملات اشارہ
ہیں ان کے استخلاف کی طرف۔ اُن معاملات میں سے سے
تبلیغ رسالت میں ان کے ساتھ مشورے اور ان کو تمام امور میں

لہ مراد یہ ہے کہ کسی طور پر شخص ولی عہد کی مہم کے لئے کوئی خلافت فرمائے ۱۲ مترجم

وتبسم باایشان وامر کردن بامامت
درقصۂ بنی عمرو بن عوف وامثال آن
صدیقؓ وفاروقؓ صلاحیت خلافت
داشتند وخلافت ایشان حق
بود بحدیث حذیفہ ان تستخلفوا
ابابکر الخ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم گواہی دادند صدیق را بآنکہ اول
کسے است کہ درجنت داخل شود و
بآنکہ صاحب آنحضرت باشد بر حوض
ونداکردہ شود وے را از جمیع دروازہ ہائے
بہشت و بآنکہ وے بہتر کنندہ تر
است در انواع بر وجبرئیل با
میکائیل در غزوۂ بدر با ابوبکر بود و
متصف باین صفات باشد اقرب
است بآن حضرت در منزلت و
ہرکہ اقرب باشد بآنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم احق بالخلافۃ
است آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم خبر دادند کہ فاروق استعداد
نبوت دارد در قوت علمیہ و
عملیہ اما عملیہ جائیکہ
گفتند شیطان از وے میگریزد
ورؤیاء قمیص و امثال آن و
این جملہ عصمت است ونائب او
است واما علمیہ جائیکہ گفتند
الحق ینطق علی لسان عمرؓ و
گفتند وے محدث امت است
ورؤیاء لبن و موافقت رائے او با وحی
واین خصلت علم وحی ونائب اوست

مقدم رکھنا اور ان کے ساتھ تبسم کرنا اور قصۂ بنی عمرو بن عوف
میں ان کو امامت کا حکم دینا اور مانند ان کے (بہت واقعات ہیں)
صدیقؓ وفاروقؓ خلافت کی صلاحیت رکھتے تھے اور ان کی
خلافت برحق تھی حدیث حذیفہ ان تستخلفوا ابابکر الخ سے
(یعنی تم ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا لینا) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے صدیقؓ کے حق میں گواہی دی کہ وہ سب سے پہلا شخص ہوگا
جو کہ جنت میں داخل ہوگا اور اس بات کی کہ وہ حوض پر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق ہوں گے اور ان کو بہشت کے
تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ اور اس بات کی کہ نیکی کی
تمام اقسام میں سب سے زیادہ نیک کام کرنے والوں میں سے
ہیں اور جبرئیلؑ بمعیت میکائیلؑ غزوۂ بدر میں ابوبکرؓ کے ساتھ
تھے اور جو شخص کہ ان صفات سے متصف ہوگا وہ مرتبہ میں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے۔ اور جو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہوگا وہ خلافت کا زیادہ حقدار
ہوگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ فاروقؓ نبوت
کی استعداد رکھتے ہیں قوت علمیہ اور عملیہ میں۔ رہا عملیہ تو اس کا
وہ موقع ہے جہاں فرمایا ہے کہ شیطان اس سے بھاگتا ہے اور
قمیص والا خواب (جو کہ حضرت عمرؓ نے دیکھا تھا کہ وہ اتنا بڑا
کرتہ پہنے ہوئے ہیں جو قدموں سے نیچے گھسٹتا ہوا ہے جس کی
تعبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوت عمل کی فراوانی
سے دی تھی) اور اس کے مانند اور چند خواب (جن کا جلد اول
میں مفصل بیان گزر چکا ہے) اور یہ تمام مقام عصمت ہے اور
نائب ہے۔ رہا علمیہ تو اس کا ثبوت اس ارشاد میں ہے الحق
ینطق علے لسان عمر (یعنی عمرؓ کی زبان سے حق جاری ہوتا
ہے) اور فرمایا کہ عمرؓ اس امت کا محدث ہے۔ اور دودھ والا
خواب جو حضرت عمرؓ نے دیکھا تھا۔ (کہ دودھ پیا جو انگلیوں
تک پہنچ گیا جس کی تعبیر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے علم
کی فراوانی سے دی تھی) اور ان کی رائے کا ہمیشہ وحی کے موافق
ہونا۔ اور یہ خصلت تمام مقام وحی اور اس کی نائب ہے۔

پس وقتے کہ نبوت منقطع شد احق بالخلافۃ شخصے است کہ استعداد او شبیہ باستعداد انبیاء است آنحضرت فرمودہ است صلے اللہ علیہ وسلم ما طلعت الشمس علیٰ رجل خیر من عمر پس لابد است کہ خیریت او بر ہمہ در وقتے از اوقات عمر او باشد و در آخر عمر خلیفہ بود پس خلافت او حق باشد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعا کردند در حق فاروق عش حمیدا و مُتْ شہیدا پس اگر غصب و جور کردہ باشد عیش حمید کجا میسر شود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در احادیث مستفیضہ تصریح فرمودہ است خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یظہر الکذب پس اگر صدیق و فاروق و ذو النورین غاصب و جائر می بودند و اکثر ناس اعانت می نمودند ایشاں را بر ظلم و جور و اہل حق فتی بودند و قرن ایشاں بدترین قرنہا می بود و آنا اجماع امت مرحومہ بر ضلالت از آں جہت کہ اجماع واقع شد بر خلافت صدیق و فاروق و جمیع امت با ایشاں بیعت کردند معاملۂ رعیت با خلیفہ با ایشاں بجا آوردند و بلفظ خلیفہ و امیر المومنین ندا کردند پس اگر ایشاں حقیق بالخلافۃ بودند ہو المطلوب و اگر نبودند ہمہ عاصی و فاسق و کاذب و ضال شدند و بدترین خلق اللہ باشند و لازم باطل است زیرا کہ خدائے تعالیٰ فرمودہ است کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

(جب کہ نبوت منقطع ہو گئی تو خلافت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے جس کی استعداد انبیاء کی استعداد کے مشابہ ہے۔

اور نبی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آفتاب طلوع نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو عمرؓ سے بہتر ہو۔ اس لئے ضروری ہوا کہ کوئی وقت اُن کی عمر کے اوقات میں سے ایسا آئے کہ ان کی افضلیت سب پر ثابت ہو اور وہ (وقت یہی) آخر عمر میں خلیفہ بننا تو ان کی خلافت حق ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فاروقؓ کے حق میں دُعاء کی کہ تو محمود زندگی بسر کرے اور شہادت کی موت پائے۔ تو اگر انھوں نے غصب اور ظلم کیا ہوتا تو عیش حمید (یعنی پاکیزہ زندگی) ان کو کیسے میسر ہو جاتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے احادیث مستفیضہ میں تصریح فرمائی ہے کہ تمام زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر ان لوگوں کا جو میرے زمانے والوں سے ملیں گے۔ پھر ان لوگوں کا جو اُن سے ملیں گے پھر کذب کا ظہور ہوگا۔ تو اگر صدیق و فاروق اور ذو النورین رضی اللہ عنہم غاصب اور ظالم ہوتے اور لوگوں کی اکثریت ظلم و جور پر اُن کی مدد کرنے والی ہوتی تو وہ اہل حق تھوڑے ہوتے اور ان کا زمانہ بدترین زمانہ ہوتا۔ رہی امت مرحومہ کا ضلالت پر اجماع لازم آتا! تو وہ اس جہت سے ہے کہ صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت پر اجماع واقع ہوا ہے اور تمام اُمت نے اُن سے بیعت کی اور ان کے ساتھ سب وہی معاملہ کرتے تھے جو رعیت کا خلیفہ کے ساتھ ہوتا ہے اور سب اُن کو لفظ خلیفہ اور امیر المومنین سے پکارتے تھے تو اگر یہ صاحبان خلافت کے حقدار تھے تو وہی ہمارا مقصد ہے اور اگر نہیں تھے تو سب لوگ گنہگار اور فاسق اور جھوٹے اور گمراہ ہوتے ہیں اور (لازم آتا ہے کہ) یہ لوگ بدترین خلق اللہ ہوں۔ اور جو لازم آتا ہے وہ باطل ہے کیونکہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ (۳: ۱۱۰) یعنی امتیں لوگوں پر ظاہر کی جا چکی ہیں تم اُن سب سے بہتر ہو تم لوگ نیک کام کرنے کو

لا تجتمعون علی الضلالۃ» وقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا تجتمع امتی علی الضلالۃ
وقال خیر القرون قرنی الحدیث واز این جہت
کہ متکلمان بکلمۂ اسلام متفق اند بر آنکہ امام
حق بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق
بود یا مرتضی پس حق خارج نیست ازین دو
قول و مرتضی ترک کرد منازعت با صدیق پس
متعین شد کہ حق صدیق است زیرا کہ ترک
منازعت خالی از دو حال نیست یا این است کہ
بنا بر تقیہ بود یا غیر تقیہ تقیہ باطل است زیرا کہ
حضرت مرتضی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عاجز نبود بوجہی کہ امکان مقاومت صدیق
نداشتہ باشد ازین جہت کہ شجاع بود بالاتفاق
و بنو ہاشم با او بودند و ابو سفیان رئیس بنی
عبد الشمس با او موافق شدہ بود و زبیر با او بود
و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا با منصب
وقرابت خود نزدیک او بود و این اوفی دواعی
است قبول ریاست را و نفوس مردم منقاد
اند با آنکہ خلافت در اقارب خلیفۂ اول باشد
و اگر بغیر تقیہ ترک منازعت نمود عصیان
پیغامبر و خیانت در حق امت کردہ باشد
و خائن لائق امامت نبود و اگر شیعہ گویند
کہ ہفتاد ہزار از عرب با صدیق بیعت کردہ
بودند و عرب از بیعت خود رجوع نمی
کردند باطل است زیرا کہ ہفتاد
ہزار با مرتضی در ایام خلافت
او بیعت نمودہ بودند باز
رجوع کردند باز بیعت ہفتاد
ہزار در یک دفعہ نبود در بیعت اول بجز

گمراہی پر جمع ہو اور بڑے گناہ سے روکتے ہوئے اور رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی
اور فرمایا خیر القرون قرنی الحدیث۔ اور اس جہت سے کہ
جس قدر بھی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے ہیں وہ
سب اس امر پر متفق ہیں کہ امام برحق رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے یا علی
مرتضے رضی اللہ عنہ۔ تو حق ان دو قولوں سے باہر نہیں ہے۔
اور حضرت مرتضیٰؓ نے حضرت صدیقؓ کے ساتھ امامت میں
منازعت کو ترک کر دیا لہذا متعین ہو گیا کہ صدیقؓ حق پر تھے
اس لئے کہ ترک منازعت دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو بنا بر
تقیہ تھا یا بغیر تقیہ۔ تقیہ باطل ہے۔ کیونکہ حضرت مرتضے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی طرح ایسے عاجز نہ تھے کہ صدیقؓ
کی مقاومت کی آپ میں طاقت نہ ہو اس لئے کہ بالاتفاق
آپ بہادر تھے اور بنو ہاشم ان کے ساتھ تھے اور ابو سفیان جو
کہ بنی عبد الشمس کا رئیس تھا وہ ان کے موافق ہو چکا تھا اور
زبیر ان کے ساتھ تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
جن کا بڑا بلند مقام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی
بیٹی ہونے کی وجہ سے بلند قرابت تھی وہ آپ کی زوجہ تھیں
اور یہ تمام دواعی میں سب سے بڑا داعیہ تھا عوام کے لئے آپ کی
ریاست کو قبول کرنے کا اور (عادۃً) عوام کے نفوس اس
امر پر مطمئن ہوتے ہیں کہ خلافت پہلے حکمران کے اقارب کی
طرف جائے۔ اور اگر بغیر تقیہ کے منازعت ترک کی ہوتی تو
پیغمبر کی نافرمانی اور امت کے حق میں خیانت کی ہوتی اور ایسی
اور خائن امامت کے لائق نہیں ہوتا۔ اور اگر شیعہ کہیں کہ ستر ہزار
عرب نے صدیقؓ سے بیعت کر لی تھی اور عرب اپنی بیعت سے
رجوع نہیں کرتے باطل ہے۔ کیونکہ ستر ہزار لوگوں نے
حضرت مرتضیٰؓ کے ساتھ ان کے زمانہ خلافت میں بیعت کی تھی
اور پھر رجوع کر لیا۔ اور پھر (صدیق اکبرؓ سے) وہ ستر ہزار کی
بیعت ایک ہی دفعہ میں نہیں ہو گئی تھی۔ بیعت اول میں بجز

چند تن بیعت نکردہ بودند پس عاصی شد چرا که
منازعت قبل بیعت اول و بعد از وی قبل
تمام امر اگر چہ مشغول بود با تم پیغمبر
تو تم عاصی شد چرا که مصلحت عامہ بر ترک کار
که فائدہ آن مترتب نشد و از آن جہت که
امت متفق است بر آنکہ امام حق بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکے از این دو
کس بود پس میگوئیم که مرتضیٰ امام نبود
زیرا که متواتر شد که در ایام خلافت
خود گفت خیر ہذہ الامۃ ابوبکر ثم
عمر و این قول او خالی از سہ احتمال
نیست قلبش او با زبان موافق بود و این
قول و ہو الحق و ہم بثبت المطلوب یا
مخالف بود خلاف او لیکن بغیر ضرورت
و بغیر تقیہ با جمعے این سخن می گفت و
با جمعے خلاف این پس او دلیس
و خائن و رافضہ باشد و دلیس خائن
و رافضہ لائق امامت نباشد یا تقیہ
بود و تقیہ در خلافت وجہے ندارد
و سبب آنکہ اگر اکراہے بود و ہست
نے آنکہ بر قدر اکراہ
اکتفا میکرد و چندین مبالغہ
نمود و اگر تقیہ با وجود خلافت و
شجاعت و شوکت و قیام بقتال جمیع
اہل ارض جائز باشد پس قول ثلث
کرد با جمعے که شیخین رضی اللہ عنہما بد
بودند در غضب بنا بر تقیہ بگفتار
شیخین رضی اللہ عنہ بودند پس کلام خیر الامۃ
متفق است و خلاف او

چند لوگوں کے کسی جماعت نے بیعت نہیں کی تھی۔ تو یہ نتیجہ مترتب
ہوگا کہ یہ ترک منازعت پر عاصی ہوئے بیعت اول سے پہلے
بھی اور اس کے بعد بھی امر خلافت کی تکمیل سے قبل۔ اور اگرچہ
جناب امیر کہ رو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتم میں مشغول
تھے تو ہم کہیں گے کہ پھر اس وجہ سے عاصی ہوئے کہ مصلحت
عامہ ترک کر دی اپنے کام میں مشغول ہو کر جس میں کوئی فائدہ
مترتب نہیں ہوا۔ اور (خلافت پر امت مرحومہ کا اجماع لازم
آتا ہے) اس جہت سے بھی کہ امت متفق ہے اس پر کہ امام
برحق بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دو آدمیوں میں سے
ایک تھا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ امام نہیں تھے کیونکہ
یہ تواتر سے ثابت ہے کہ آپ نے اپنے ایام خلافت میں فرمایا
کہ "اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ" اور ان کا
یہ قول تین احتمال سے خالی نہیں ہے۔ اس قول میں ان کا
قلب زبان کے ساتھ موافق تھا اور یہی حق ہے اور اسی سے
مطلوب ثابت ہوتا ہے۔ یا یہ کہ قلب زبان کے موافق نہیں تھا
وہ اس کے خلاف ہوتا تھا لیکن وہ بغیر ضرورت کے اور بغیر
تقیہ کے ایک جماعت کے سامنے یہ بات کہدیتے تھے اور دوسری
جماعت کے سامنے اس کے خلاف۔ تو (نعوذ باللہ من ذلک)
آپ دلیس اور خائن اور رافضہ (مختلف مزاج) ہوئے اور جو
دلیس اور خائن اور رافضہ ہو وہ امامت کے لائق نہیں ہوگا
یا یہ کہ تقیہ کر رہے تھے اور تقیہ بزمانہ خلافت کوئی وجہ نہیں
رکھتا اور اس کے باوجود اگر کوئی اکراہ تھا تو مقدار اکراہ پر
اکتفا کرتے اور اتنا مبالغہ نہ کرتے۔ اور اگر باوجود خلیفہ ہونے
کے اور شجاعت اور شوکت کے اور تمام اہل ارض کے مقابلہ
پر قتال کے لئے کھڑے ہونے کی استطاعت کے بھی تقیہ جائز
ہوگا تو کہہ سکتے ہیں کہ جس جماعت کے سامنے شیخین رضی اللہ عنہما
کی برائی کرتے تھے وہ شیخین رضی اللہ عنہما کا ماننے والا ہو بنا بر تقیہ کرتے تھے
تو وہ کلام خیر امت والا (یعنی اس امت میں سب سے بہتر ابوبکر رضی اللہ عنہ
تھے پھر عمر رضی اللہ عنہ) متفق (یعنی متفقہ نعت) تھا اور وہ اس کے برخلاف تھا

او تقیہ و تقیہ آن خفت که اظہار اسلام و
نماز پنجگانہ خواندن و از دوزخ ترسیدن
ہمہ بنا بر تقیہ مسلمین بود و شک نیست که تنفر
مردم بترک اسلام بیشتر بود از تنفر
بسبب انکار شیخین پس این اوہام
او بر فاسد چہ جای امامت و این
ہمہ بقباحاتے مے کشد کہ ہیچ مسلمانے
لحیالی آن نمی تواند کرد پس ثابت
شد که خلافت حق صدیقؓ بود و بعد ازان حق
فاروقؓ بہمین دلیل بعینہ و ازان
جہت که خلافت خارج نیست از دو شخص
صدیقؓ و مرتضیٰؓ لیکن مرتضیٰ بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ نبود
پس متعین شد صدیق برائے خلافت
بر آنکہ حضرت مرتضیٰ بعد آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم خلیفہ نبود آن است کہ انعقاد
خلافت بنص شارع می باشد یا ببیعت
یا بتسلط اول جہت ازین جہت بیرون
نیست و ہر سہ در مرتضیٰ مفقود بود و در
صدیقؓ موجود اما بیعت و تسلط خود ظاہر است
و اما نص پس ازان جہت کہ اگر نصے در
خلافت حضرت مرتضیٰؓ می بود نزدیک او
یا نزدیک کسے از صحابہؓ چون دیدند کہ خلافت
از مرتضیٰ صرف کردند و برای غیر او منعقد
ساختند البتہ اظہار آن نص بکردند و ساعی خلاف
و دین کار را الزام می نمودند و الا عاصی بشدند و عادت
تواتر نصے است باگر صورت آن از مسلمین نقل کردہ
می شد خصوصاً بعد موت شیخین و قیام
مرتضیٰؓ بخلافت و وقوع مشاجرات عظیمہ

وہ تقیہ تھا، اور پھر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کا ظاہر
کرنا اور پنجگانہ نماز پڑھنا اور دوزخ سے ڈرنا سب مسلمانوں
سے تقیہ کی بنا پر تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ترک اسلام
کی وجہ سے جو تنفر ہوگا وہ بہت سخت ہوگا بہ نسبت اس
تنفر کے جو شیخینؓ کے انکار سے ہو سکتا ہے۔ تو ان کے اسلام
ہی کی طرف سے اطمینان اٹھ گیا چہ جائیکہ امامت۔ اور اس
تقیہ کی بدولت اس قدر قباحتوں تک نوبت پہنچ جائیگی
کہ کوئی مسلمان ان کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔ پس ثابت ہوا
کہ خلافت صدیقؓ کا حق تھا اور ان کے بعد فاروقؓ کا حق
تھا بالکل اسی دلیل سے کہ انکار کی صورت میں امت محمدؐ
کا ضلالت پر اجتماع لازم آئے گا اور اس جہت سے کہ
خلافت دو شخصوں سے خارج نہیں ہے صدیقؓ اور
مرتضیٰؓ۔ لیکن مرتضیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
خلیفہ نہ ہوئے تو صدیقؓ خلافت کے لئے متعین ہو گئے۔ اس
بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مرتضیٰؓ
خلیفہ نہیں تھے یہ دلیل ہے کہ خلافت کا انعقاد ان تین صورتوں
سے باہر نہیں یعنی یا نص شارع سے ہوگا یا بیعت سے یا تسلط
(غلبہ) سے [illegible] اور یہ تینوں صورتیں حضرت مرتضیٰ
میں مفقود تھے اور حضرت صدیقؓ میں موجود تھے۔ (ان
میں سے دو صورتیں) بیعت و تسلط تو خود ظاہر ہیں۔ رہی
نص تو وہ اس جہت سے (نہیں ہے) کہ اگر حضرت مرتضیٰ
کی خلافت میں موجود ہوتی، ان کے پاس ہوتی یا کسی اور صحابی
کے پاس ہوتی تو جب دیکھتے کہ خلافت مرتضیٰؓ سے ہٹا کر
اور دوسرے کے لئے منعقد کی جا رہی ہے البتہ اس نص کا اظہار
کرتے اور خلافت کی سعی کرنے والے کو الزام لگاتے، ورنہ
گنہگار ہوتے اور عادت جاریہ کے مطابق اس الزام کی شہرت
نقل کی جاتی خصوصاً شیخینؓ کی موت کے بعد اور حضرت
مرتضیٰؓ کے خلافت پر قائم ہو جانے کے بعد اور بہت کچھ پیچھے
ہوئے باہمی اختلافات کے زمانہ میں (کہ کوئی تو اس نص کا اظہار

در این صورت البتہ مرتضیٰ بآن نص مطلع
شدہ و انکار نص نمی کرد لیکن حضرت مرتضیٰ
انکار نص برائے خود کردہ است و اما ارتفاع
امن از احکام شرع از انجہت کہ اگر خلافت
صدیق و فاروق حق نباشد و بغصب و جبر
آن را گرفتہ باشند ایشان و معاونان ایشان
فاسق و ضال باشند و اگر چنین باشد از
قرآن و سنن امن برخیزد زیرا کہ قرآن جمع
کردہ شیخین است بدست اعوان ایشان
و سنن اکثر از شیخین و اعوان ایشان مروی
است و غیر ایشان چون سکوت کردند از چنین
آن سکوت بنا بر تقیہ بود یا بغیر تقیہ اگر بغیر
تقیہ بود اکثر خلق اللہ فاسق بودند و اگر بنا بر
تقیہ سکوت کردند ہر چہ ایشان بدان موافقت
کردند و دران نیز متہم بتقیہ اند و ہر چہ
دران مخالفت کردند و پوشیدند آن
غیر مرضی است لقولہ تعالیٰ وَلَیُمَکِّنَنَّ
لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ
وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا
پس معہذا درین صورت قرآن
ہم از غیر ترتیب عارض می شود
پس حجتے بدست امت باقی
نماند پس ایشان جاہل ماندند و
تبلیغ بایشان واقع نشد پس
اگر شیعہ گویند حقیت قرآن را
دانستیم از تلاوت ائمہ آن را گوئیم
محتمل کہ بنا بر تقیہ باشد و اگر گویند
بنا بر حفظ الٰہی کما قال و
اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ گوئیم

کرتے) اور اس صورت میں یقیناً حضرت مرتضیٰؓ اس نص پر مطلع
ہوتے اور انکار نص نہ کرتے۔ لیکن حضرت مرتضیٰؓ نے تو دو بارہ
(کہہ کر غیر ثابت ابوبکرؓ میں ہم عمرؓ) اپنے حق میں خود نص کا
انکار کر دیا ہے۔ اور رہا احکام شریعت سے اطمینان کا اٹھ جانا
تو وہ اس جہت سے ہے کہ اگر صدیقؓ و فاروقؓ کی خلافت حق
نہ ہو اور انھوں نے اس کو غصب اور جبر سے لیا ہو تو وہ اور
ان کے معاون فاسق اور گمراہ ہوں گے اور اگر ایسا ہو گا تو
قرآن اور حدیث سے بھی امن اٹھ جائے گا کیونکہ قرآن شیخینؓ کا
جمع کرایا ہوا ہے اپنے مددگاروں کے ہاتھوں سے اور احادیث اکثر
شیخینؓ اور ان کے مددگاروں سے مروی ہیں۔ اور دوسرے
لوگوں نے بھی شکر سے سکوت کیا تو یہ سکوت یا تو تقیہ کی بنا پر
تھا یا بغیر تقیہ کے۔ اگر بغیر تقیہ کے تھا تو سب لوگ خلق خدا میں
سے سب بڑے فاسق ہوئے۔ اور اگر بربنا تقیہ سکوت کیا
تو جس چیز پر ان لوگوں نے موافقت کی اس میں بھی تقیہ پر
متہم ہوں گے اور جس چیز میں مخالفت کی اور چھپایا وہ حق تعالیٰ
کے اس قول کی بنا پر غیر مرضی (ناپسندیدہ) ہے وَلَیُمَکِّنَنَّ
لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ (۲:۵۵) اور جس دین کو اللہ تعالیٰ
نے ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو ان کے لئے مضبوط
بنا دے گا) سے قوت دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد
اس کو مبدل بامن کر دے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس صورت
میں ترتیب بالامر بھی عارض ہوگی (کہ نہ اظہار کے لئے کوئی
موقع ہے اور نہ شکار کے لئے) (اور نہ) وقت کے لئے (اصول دین کے
ثبوت کے لئے) کوئی حجت ہی باقی نہ رہی۔ نتیجہ یہ پیدا ہوگا کہ
یہ لوگ جاہل ٹھہرے اور کوئی تبلیغ ان سے واقع ہی نہیں ہوئی
اب اگر شیعہ یہ کہیں کہ ہم نے قرآن کے حق ہونے کو ائمہ کی
تلاوت سے جانا تو ہم کہیں گے کہ یہ احتمال موجود ہے کہ یہ تلاوت
بنا بر تقیہ ہوئی ہو۔ اور اگر یہ کہیں کہ حقیقت قرآن کو ہم نے
حفظ الٰہی کی بنا پر جانا جیسا کہ ارشاد ہوا ہے وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ
(۱۱۵) اور ہم اس کے محافظ اور نگہبان ہیں) تو ہم کہیں گے

ازینجا معلوم شد کہ بر حفظ الٰہی اعتماد مے توان نمود پس امام معصوم چرا لازم شود اگر گویند حقیت ائمہ و تسلیم بمعجزہ گوییم نقل ہیچ معجزہ بطریق تواتر یا شہرت یا استفاضہ ثابت نشد واگر چیزے از کرامت ثابت است بطریق وحدہ بغیر تحدّی است و مثل آن از شیخین منقول است این سخن را اندکے کشادہ تر باید گفت قیام حجت تکلیف بغیر معرفت مکلّف بہ صحیح نیست و آن معرفت بدون نقل از صاحب شرع صورت نہ بندد وچون عقل را در پے تفصیل نقل بگماشتیم بالضرورۃ حکم کند بآن کہ نقل بر دو نوع مے گردد یک نوع کہ در شرع آن را برہان خوانند گفت عندکم فیہ من اللہ برہان و یقینے کہ ثابت در شرائع است نہ یقینے کہ متکلمان زبان بآن می گشایند باین نوع از نقل مربوط است بسنن و ابتداع بر موافقت و مخالفت آن نوع منوط و تفرق محرّم و اختلاف مذموم اختلاف امت است درین نوع وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا الآیہ من احدث فی دیننا ما لیس منہ فہو ردّ محمول است برین نوع و این نوع عبارت است از نص صریح کتاب اللہ و حدیث مشہور حضرت سرور انبیاء علیہ الصلاۃ والسلام کہ بطریق متعددہ بروایت راوی عن من یلیہ فی کل طبقۃ بہم رسد و در حکم حدیث مشہور است خبر واحد کہ

یہاں سے معلوم ہو گیا کہ حفاظت الٰہی پر اعتماد رکھ سکتے ہیں تو امام معصوم کا وجود کیوں لازم ہوا (کہ اس سے قرات سن کر قرآن کی حقیقت کو سمجھیں) اگر کہیں کہ ائمہ کی حقیقت کو ہم معجزے سے جانا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ کوئی معجزہ ان حضرات ائمہ سے بطریق تواتر یا شہرت یا استفاضہ ثابت نہیں ہوا اور اگر کرامت کی کوئی بات ثابت ہے تو وہ بطور خبر واحد کے ہے اور بغیر تحدّی (مخالف کو للکارنے) کے۔ اور اس قسم کی باتیں شیخین سے بھی منقول ہیں۔ اس بات کو تھوڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے۔ جاننا چاہئے کہ مکلف قرار دینے کی حجت کا قیام، مکلف بہ کی معرفت کے بغیر صحیح نہیں۔ اور یہ معرفت حاصل ہونے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ صاحب شرع سے منقول ہو۔ جب ہم نقل کی تفصیل پر غور کرتے ہیں تو عقل ضروری قرار دیتی ہے اس امر کو کہ نقل کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے جس کو شریعت میں برہان کہہ سکتے ہیں۔ عندکم فیہ من اللہ برہان (اس بارے میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے آئی ہوئی کوئی دلیل ہے) اور جو یقین کہ احکام الٰہی میں معتبر مانا جاتا ہے (نہ وہ یقین جس کو متکلمین یقین کہتے ہیں) نقل کی اسی نوع سے متعلق ہے۔ اور شریعت کے مطابق ہونا اور بدعت ہونا وہ اسی نوع کی موافقت اور مخالفت سے مربوط ہے۔ اور وہ تفرقہ جو کہ حرام کیا گیا ہے اور وہ اختلاف جو کہ برا ہے وہ امت کا اختلاف ہے اسی نوع میں وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ (۳ ع ۱۰) اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے باہم تفرقہ کر لی اور باہم اختلاف کیا الخ) اور یہ ارشاد کہ من احدث الخ (جس نے ہمارے دین میں کوئی بات بڑھائی جو اس میں نہیں تھی تو وہ مردود ہے) وہ اسی نوع پر محمول ہے۔ اور یہ نوع عبارت ہے نص صریح سے جو کتاب اللہ کی ہو یا وہ حضرت سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث مشہور ہو کہ اسناد متعددہ سے ایک راوی کی روایت دوسرے راوی سے پہنچی ہوئی ہر طبقہ میں چلی آ رہی ہو اور ایسی خبر

قرائن آن را بمرتبہ یقین رسانند و این قرائن
مفہوم مخالف و موافق کتاب اللہ باشد یا
حکم صریح عقل بر حسب مضمون خبر یا قیاس
بر اصول مشتے را نیز آن و اجماع امت مرحومہ
خصوصاً اجماع طبقہ اولیٰ از امت و قیاس
جلی بر این امور مذکورہ و نوع دیگر در اخبار احاد
کہ در وے در گیر اختلاف علماء در تصحیح و
تضعیف آنہا واقع شدہ متعارض و جانب
متخالفہ کہ امت در تطبیق آنہا شدند و در
رفتہ اند و استدلالات ضعیفہ کہ عقول
در رد و قبول آن تمسک کردہ و حکم این
نوع آن است کہ درین مسائل ہمت خود
را بموافقت صاحب شریعت صرف باید
نمود ہر چہ بعد استفراغ جہد مظنون باشد بران
عمل باید کرد و این حکم کلی نیز باجماع امت است و در این
مختلفان درین نوع ہمہ مصیب اند یا یکی
مصیب دیگر مخطی معذور بہر تقدیر اختلاف علماء
نزدیک علی قولین تحقیق و در بیجا باطل نیست
و اختلاف امت درین قسم رحمت است و
وسعت است و این نیز بضرورت عقل
معلوم است کہ اصل در تکلیف نوع اول
است و قسم ثانی از نوع اول کہ قیاس جلی
است متفرع است بر قسم اول لیکن خلافت
شیخین بلکہ مشائخ ثلثہ را منکر است و این
بزرگواران را بفسق و کفر مطعون می سازد
خاک در دہن او و در حقیقت تیشہ بر پائے
دین زدہ است و قلع ریشہ دین
از کرتہ خواستہ است زیرا کہ
کتاب اللہ جمع شیخین است

جو حدیث مشہور کے حکم میں ہو جس کو قرائن یقین کے مرتبہ تک
پہنچا دیں اور (ان قرائن کی تفصیل یہ ہے کہ) یہ قرائن کتاب اللہ
کا مفہوم مخالف اور موافق ہوں گے یا عقل کا حکم صریح اس
خبر واحد کے مضمون کے مطابق ہو یا مختلف اصولوں وغیرہ پر
قیاس کے مطابق ہو، اور اجماع امت مرحومہ خصوصاً امت
کے طبقہ اولیٰ کا اجماع، اور ان امور مذکورہ پر قیاس جلی۔
دوسری قسم وہ اخبار احاد ہیں جن کے قبول و عدم قبول میں
صحت و ضعف روایات کی وجہ سے علماء میں اختلاف واقع
ہوا اور ایک دوسرے سے تعارض اور اختلاف رکھنے والے قیاسات
جو ان اخبار کی تطبیق میں زیر بحث آئے جن میں امت کو الجھنیں
پیش آئیں اور استدلالات ضعیفہ ہیں جن میں عقول نے ان کے
رد یا قبول پر غور کیا۔ اور اس نوع کا حکم یہ ہے کہ ایسے مسائل
میں اپنی ہمت کو صاحب شریعت کی موافقت میں مصروف
رکھنا چاہیے جو کچھ بھی ساری جد و جہد کے اجتہاد و جہد کے پہنچنے
کے بعد ظن غالب ہو اس پر عمل کر لینا چاہیے۔ یہ حکم کلی بھی
ہمیشہ اجماع امت سے ثابت ہے۔ اس نوع میں اختلاف رائے
رکھنے والے سب مصیب ہیں یا ایک مصیب اور دوسرا مخطی معذور
جیسا کہ اس مسئلہ میں علماء امت کے دو مختلف قول
پائے جاتے ہیں۔ یہ وہ موقع ہے جس میں کسی کے حق
میں فسق کا حکم لگانے کی گنجائش نہیں ہے۔ اور اس نوع میں
اختلاف امت رحمت ہے اور اس اختلاف میں کافی گنجائش
ہے۔ اور بضرورت حکم عقل معلوم ہے کہ تکلیف شرعی کے
بارے میں اصل پہلی نوع اول ہے۔ اور نوع اول کی قسم
ثانی جیسے قیاس جلی پہلی قسم پر متفرع ہے۔ جو شخص
کہ خلافت شیخین بلکہ ہر سہ مشائخ کی خلافت کا منکر ہے اور
اس کے منہ میں خاک کہ ان بزرگواروں کو فسق اور کفر
سے مطعون کرتا ہے۔ درحقیقت ایسے لوگ دین کی جڑ پر تیشہ
چلاتے ہیں اور دین کی بیخ کنی کی کوشش کرتے ہیں ان لوگوں نے ہی گردانا
سے جڑ بنا جاتا ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ شیخین ہی کی جمع کی ہوئی ہے

و سبب اتفاق عالم بران ذو النورین است
اگر ایشان خلافت را بغصب و زور گرفته
بودند و منصوص علیه با نقل متواتر ساقط
بودند و فریضه از فرائض الله ترک کرده بودند
افسق خلق الله باشند و بدترین ناس و
همچنان معاونان ایشان پس نقل هر واحد از
ایشان قابل اعتماد نماند و اگر تواتر را اعتبار
کنیم مطلب باطل است زیرا که ثبوت خلافت
این عزیزان به نقل متواتر متحقق است و
اگر نقل چند کس که بزعم این گمراهان منکر
خلافت خلفاء بودند بشماریم از ان نام چندان
نقل قرآن و احکام ثابت نشود و نه بطریق
خبر واحد و اگر بالفرض مروی باشد بضعیف
ترین نقل خواهد بود که هیچکس از جهرهٔ علم آن
نمیداند و باین قدر توثیق اول از نقل هم نمی
رسد و احادیث مشهوره نقل مشایخ ثلاثه و
امرای ایشان و دوستان بخلافت ایشان
است پس نقل هر واحد از ایشان قابل اعتماد
نماند و اگر تواتر را معتبر سازیم تیر
ایشان هم در سینهٔ ایشان باز گشته
باشد وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ
الْقِتَالَ و اجماع امت کلامیست مجمل چون
آن را بر شکافیم در غیر زمان خلفاء ثلاثه
متحقق نشده و بغیر حکم ایشان منعقد
نگشته پس آن را هیچ اعتبار نباشد لکن
درست است که هیچ جزو از شریعت آنحضرت
صلی الله علیه وسلم از نوع اول

اور تمام عالم اسلام کا اس پر متفق ہونے کا سبب ذو النورین
ہیں۔ اگر ان حضرات نے خلافت کو غصب و جور سے لیا تھا
اور جس کے حق میں خلافت منصوص تھی اس کو خائف کر دیا
تھا اور اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ترک کر دیا تھا تو
یہ صاحبان اللہ کی مخلوق میں سب سے بڑے فاسق اور بدترین
لوگ ہوئے اور ان کے معاون بھی ایسے ہی ہوئے۔ تو ان
میں سے ہر ایک کی نقل ناقابل اعتماد ہو جاتی ہے اور اگر ہم تواتر
کا اعتبار کریں تو ہمارا مطلب باطل ہے کیونکہ ان عزیزوں
کی خلافت کا ثبوت نقل متواتر سے متحقق ہے اور اگر چند ایسے
لوگوں کی نقل ہم شمار کریں جو کہ ان گمراہوں کے گمان میں منکر
خلافت خلفاء تھے تو ان صاحبوں سے جن کے نام یہ لیتے ہیں
قرآن اور احکام کی نقل ثابت نہیں ہوتی۔ اور نہ بطریق خبر
واحد ان سے ثابت ہے اور اگر بالفرض مروی بھی ہو تو وہ
ضعیف ترین نقل ہوگی کہ ماہرین علم میں سے کوئی شخص بھی
جس کو نہ جانتا ہوگا اور اس نقل کا مرتبہ اس نوع اول کی
نقل کے مرتبہ کو کہاں پہنچتا ہے اور احادیث مشہورہ مشائخ
ثلاثہ کی نقل کی ہوئی ہیں اور ان کے مددگاروں کی جو
ان کی خلافت کے قائل تھے۔ تو ان (زرارہ و ہشام شیعہ) میں سے ہر ایک
کی نقل اعتماد کے قابل نہ ہوگی۔ اور اگر ہم تواتر کو معتبر قرار
دیں تو ان کا پھینکا ہوا تیر ان کے سینہ میں لوٹ آ چکا ہے
(یعنی اگر تواتر کو معتبر مانتے ہو تو نقل متواتر سے مشائخ ثلاثہ
کی خلافت بھی ثابت ہے) وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ
اور اجماع امت ایک مجمل کلمہ ہے جب ہم اس کا تجزیہ کرتے
ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ خلفاء ثلاثہ کے علاوہ کسی زمانہ میں
یہ متحقق نہیں ہوا اور ان کے حکم کے بغیر کبھی منعقد نہیں
ہوا۔ لہٰذا اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ قابل یہ ہے کہ ہمارے
ہاتھ میں شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نوع اول کی

لہ یعنی شیعوں کے پاس [illegible] اور ان کے تابعین کی روایات میں منحصر نہیں ہے [illegible] ثبوت تو تم
اس پر مانتے ہیں کہ اگر تواتر مانتے ہو تو ان حضرات کی خلافت کا ثبوت بھی تواتر سے متحقق ہے ۱۲

نباشد و است بلکہ ظنون خود امیں گشتہ ثبوت عمل
بہ ظنون در جزئیات شریعت ثابت نیست الا
باجماع طبقہ اولے پس ایں نیز متحقق نباشد
پس ہیچکس الیوم مخالف حکم شرعی نیست لعنۃ
اللہ والملائکۃ والناس اجمعین علیٰ ہذہ العقیدۃ
اما مخالفت حکم عقل صراح از آنجہت
کہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشریعت غرّا
نعمت عظیمہ و لطف جسیم است و قتال بنی آدم
کہ بذاتہ قبیح بود برائے ہمیں مصلحت تجویز کردہ
شد پس اگر تمام امت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بعد وی از ایمان برآمدہ باشند و در وادی
ضلالت بیہودہ گشتہ الا یک دو جماعت قلت
ایں نعمت نعمت عظیمہ نباشد و قتال برائے
ہمیں فائدہ کہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم مسلمان شوند و عنقریب از ایمان برآیند
یا برائے صورت اسلام بدون آنکہ در آخرت
نفعے دہد بجز نقصان عظیم بود و ہیچ نباشد و اگر اینہا
یا اکثر ایشان برحق بودند چرا انکار منکر نکردند
و چرا تسلیم جائر و ناصب نمودند در ایں
مقام عقل خود را حکم باید ساخت آیا
بہا بود کہ جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
در پے اعلاء کلمۃ اسلام کشیدند برائے ہمیں
قدر بود کہ جماعۃ مسلمین از یک در اسلام
در آیند و از در دیگر بدر روند و ایں قدر آدمیاں
را کہ کشتند و غارت کردند و نساء و ذریۃ
ایشاں را اسیر گرفتند برائے ہمیں بود
کہ تلفظ بلفظ اسلام کنند و در آخرت بہرہ
نیابند و اگر شیعہ گویند کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم باستخلاف مرتضیٰ

کوئی چیز نہ ہو اور امت کے لوگ بھی اپنے ظن و گمان پر عمل کرتے
رہا کریں، اور ثبوت عمل مظنونات پر جزئیات شریعت میں ثابت
نہیں ہے مگر طبقہ اولیٰ کے اجماع سے اور وہ بھی متحقق نہ ہے
تو کوئی شخص آج حکم شرعی کا مکلف نہیں ہے، اس عقیدہ والے
پر اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت۔
رہی عقل خالص کے حکم کی مخالفت (یعنی ایسی عقل جو تعصب اور
ضد وغیرہ آلائشوں سے پاک ہو) تو وہ اس جہت سے ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت غرّاء دے کر مبعوث فرمانا ایک
نعمت عظیمہ اور بہت بڑا لطف ہے اور بنی آدم سے قتال کرنا جو
قبیح لذاتہ تھا اسی مصلحت کے لئے جائز کیا گیا تو اگر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کے لوگ آپ کے بعد ایمان سے
خارج ہو جائیں اور گمراہی پر چلنا شروع کر دیں بجز ایک تھوڑی
سی جماعت کے جو ہدایت در حد کی ہیں ہو تو یہ نعمت ایک نعمت
عظیمہ نہ ہو گی اور قتال صرف اتنے فائدہ کے لئے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو مسلمان ہو جائیں اور تھوڑے
زمانے کے بعد ایمان سے نکل جائیں، یا اسلام کی صرف صورت
کے لئے بغیر اس کے کہ وہ آخرت میں کوئی نفع دے بہت بڑا
نقصان اور کھلی ہوئی برائی ہے، اور اگر یہ سب لوگ یا ان
میں کے اکثر حق پر ہوتے تو انکار منکر کیوں نہ کرتے اور کیوں
جائر و ظلم کرنے والے اور ناصب کے آگے گردن جھکا دیتے اس
میں تھوڑی دیر کے لئے عقل کو حکم بنانا چاہئے وہ یہ بات ہے
بھلا یہ جو جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلاء کلمۃ
اسلام کے لئے کھینچے بس اتنی سی بات کے لئے تھے کہ جماعت مسلمین
ایک دروازے سے تو اسلام میں داخل ہوں اور دوسرے
دروازے سے باہر نکل جائیں اور اس قدر آدمیوں کو جو قتل
کیا اور غارت کیا اور ان کی عورتوں کو اور اولاد کو گرفتار کر کے
قیدی بنایا بس اسی بات کے لئے تھا کہ کلمہ اسلام کو زبان سے
کہدیں اور آخرت میں کوئی حصہ نہ پائیں۔ اور اگر شیعہ یہ
کہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت مرتضیٰ

محقق است کہ نماز امر فرمایند و ہزاران ہزار
توفیق یابند و نماز خوانند و بایں سبب بمراتب
عالیہ رسند و بعض اشقیاء کہ شقاوت او
در غایت اولی متوسم شدہ امتثال آن امر
نکنند و از فیض عام محروم باشند و ممکن نیست
کہ چیزے فرمایند کہ ہیچ گاہ یک کس آن را
عمل نکند و از انجہت کہ جریان افعال خدای
تعالیٰ در عالم بنسق واحد دلالت بر بعض
معانی دقیقہ مے نماید اگر آن را بسنۃ اللہ
حوالہ نمائیم بجا است و اگر لزوم عقلے نیز تقریر
کنیم روا است و لہذا متکلمان در اثبات از
نظام احسن کہ در عالم مراعات شدہ اثبات واجب
الوجود قادر مختار علیم تقریر کردہ اند و در نبوت
ظہور معجزہ بر طبق دعوای پیغامبر مثبت نبوت
قرار دادہ اند نظیر آن از محسوسات دلالت
شیر پستان است بر سبق ولادت و دلالت
نضب و زرع ماضی است بر سبق غیث و
دلالت نقاہت است بر مرض و دلالت
جراحت است بر جرحے سابق غیر ذلک پس
لطف خدائی تعالیٰ کہ سبب بعث پیغامبر ما صلے
اللہ علیہ وسلم شدہ است در اول حال کاری کرد
کہ اتفاق طائفہ بر قبول دعوت توحید و انکار
شرک و مشرکان بظہور آمد پیش از ہجرت بعد از آن
کارے فرمود متفرع برین کار و آن جہاد اعداء
اللہ است اولاً و دخول افواج بنی آدم فی
دین اللہ آخراً بعد از ان کارے دیگر فرمود
متفرع برین کار و آن ازالۂ دولت
کسرٰے و قیصر است بدست شیخین
پس دین حق از امت مرحومہ

بیٹے ہیں۔ ممکن ہے کہ نماز کا امر فرمائیں اور لاکھوں آدمی توفیق
پائیں اور نماز پڑھیں اور اس سبب سے مراتب عالیہ پر پہنچ جائیں تو
بعض بدبخت کہ جن کی بدبختی نہایت ادنیٰ میں پہنچی ہوئی ہے
وہ اس حکم کی تعمیل نہ کرے اور فیض عام سے محروم رہے۔ اور
یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی ایسی بات فرمائیں کہ کبھی بھی کوئی شخص
اس پر عمل نہ کرے۔ (اور بحکم عقل ناممکن کی مخالفت) اس جہت
سے ہے کہ حق تعالیٰ کے افعال کا عالم میں ایک خاص اسلوب پر
جاری ہونا بعض معانی دقیقہ پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ہم اس کو
سنۃ اللہ (عادت اللہ) کے حوالے کریں تو بجا ہے اور اگر
لزوم عقلی کہیں تو یہ بھی جائز ہے۔ اور اسی بنا پر آیات میں
کلام کرنے والوں (یعنی حضرات علماء علم کلام) نے اس بہترین
عجیب نظام سے جس کی مراعات عالم میں مشاہدہ کی جاری ہے
اس واجب الوجود کا اثبات کیا ہے جو قادر و مختار ہے، علیم ہے،
قدیر ہے۔ اور انھوں نے معجزوں کے بارے میں دعوائے پیغمبر
کے مطابق معجزات کے ظہور کو مثبت نبوت قرار دیا ہے۔ محسوسات
میں سے اس کی نظیر پستان میں دودھ کی موجودگی کا دلالت
کرنا ہے اس پر کہ پہلے ولادت ہو چکی ہے اور کھیتوں کی سرسبزی
اور زراعت کی برومندی کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ بارش
ہو چکی ہے اور نقاہت کا دلالت کرنا ہے بیماری پر اور زخم کے نشان
زخم کا دلالت کرتا ہے زخم پر وغیرہ۔ تو لطف خداوندی نے جو کہ
ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا سبب ہوا ہے ابتدائی
حال میں ایک کام کیا اور وہ یہ ہے ایک جماعت نے دعوت
توحید کے قبول کرنے پر اتفاق کیا اور شرک کا اور مشرکوں کا
انکار ہجرت سے پہلے ظہور میں آیا۔ اس کے بعد اس نے دوسرا کام
انجام دیا جو اسی کام پر متفرع تھا اور وہ ہے اولاً دشمنان خدا
کے ساتھ جہاد اور اس کے بعد دوسرے مرتبہ میں بنی آدم کی
افواج کا اللہ کے دین میں داخل کرنا۔ پھر اس نے دوسرا کام
انجام دیا جو اس کام پر متفرع تھا اور وہ ہے کسریٰ اور قیصر
کی دولت کا ازالہ شیخین کے ہاتھ پر۔ اب دین حق امت مرحومہ کے

بر جمیع ادیان ظاہر شد بعد ازانکہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم برین ہمہ در کمال بشارت می
دادند و ترغیب می فرمودند پس این نسقے است
واحد مانند نہال رست نمودن و برآمدن غصان
و اوراق اوّلاً و برآمدن ازہار ثانیاً و خروج
ثمار ثالثاً و مانند طفلی و جوانی و کہولت
آدمی در ترتیب ہر یکے بر دیگرے چون این نسق
واحد دیدیم دانستیم کہ آن لطف است کہ بساعت
بساعت آثار او ظاہر می شود پس حقیقت
خلافت خلفاء از این نسق واحد عقل بطریق
حدس ادراک کرد چنانکہ از ترتیب ازہار و
ثمار می شناسیم کہ قصد باغبان ثمر بود آن
لطف باغبان کہ نشاندن نہال را اقتضا کرده
بود ہمان لطف بعینہ مقتضی ازہار و ثمار
گشتہ ہمچنان نزول قرآن آیات آیات بعد
ازان سورہ سورہ مرتب شدن بعد ازان ہم
در مصاحف جمع گشتن نسق واحد است و ہمچنان
اصل علوم احکام از سینۂ مبارک آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بروز فرمودن بعد ازان بطریق
قیاس اجماع ممتد گشتن و مثمر شدن و ہمچنان
علم احسان از صدر شریف آنجناب علیہ الصلوٰۃ
والسلام ظہور نمودن و بعد ازان در خلفاء وسائر
علوم احسانیہ منتقل گردیدن ہمہ ترتیب واحد است
متناسق مبشر اول بآخر و دلیل آخر علی اول و
نزد ان بہت کہ مسلمین ہمہ با خلفاء بیعت
نمودند و متفق شدند بر خلافت ایشان
بعد ازان بر دست ایشان

تمام ادیان پر غالب آگیا بعد اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم ہر حال میں ان سب کی بشارت دیتے اور ترغیب فرماتے
رہے ہیں۔ تو یہ ایک خاص اسلوب ترتیب ہے جیسے درخت کا
پیدا ہونا اور اس میں سے شاخوں اور پتوں کا نکلنا۔ پہلے مرتبہ
میں۔ پھر کلیوں کا نکلنا دوسرے مرتبہ میں۔ پھر پھلوں کا نکلنا
تیسرے مرتبہ میں اور مانند آدمی کے بچپن اور جوانی اور بڑھاپا
کے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے پر مرتب ہوتا ہے۔ جب
ہم نے ایک ہی نسق دیکھا تو جان لیا کہ اسی لطف کی کارفرمائی
ہے کہ ساعت بساعت اس کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ پس
خلافت خلفاءؓ کی حقیقت اسی (قدرتی) نسق واحد سے عقل
بطریق حدس کے ادراک کر لیتی ہے جیسا کہ پہلے کلیوں کے اور
پھر پھل لگنے کی ترتیب سے ہم جانتے ہیں کہ باغبان کا مقصد
پھل تھا اور باغبان کا وہ لطف کہ جس نے درختوں کے پودے
لگانے کا تقاضا کیا تھا بعینہ وہی لطف کلیوں اور پھلوں کا
مقتضی ہوا تھا۔ اسی طرح قرآن کا آیات آیات کر کے نازل ہونا۔ پھر
بعد سورت سورت ہو کر مرتب ہونا۔ اس کے بعد سب کا مصاحف
میں جمع ہونا۔ یہ ایک نسق واحد ہے۔ اسی طرح احکام کے اصل
علوم کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک سے ظہور
فرمانا۔ اس کے بعد قیاس و اجماع کے لاحق ہونے سے اس پر
برگ و بار کا پیدا ہونا۔ اور اسی طرح سینۂ شریف آنجناب
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے علم احسان کا جلوہ گر ہونا اور اس کے
بعد خلفاء میں ان علوم احسانیہ کے پھولوں کا اظہار ہونا۔ یہ
سب ایک ترتیب واحد ہے جو ایک نسق کے ساتھ جاری ہے
جس کا اول آخر کی بشارت دیتا ہے اور اس کا آخر اول پر
دلالت کرتا ہے۔ اور حکم عقل کی مطابقت اس بات سے بھی
ہے کہ تمام مسلمانوں نے خلفاءؓ سے بیعت کی اور ان کی خلافت
پر متفق ہوگئے۔ اس کے بعد ان کے ہاتھ پر اولاً

لے [illegible]

قتال مرتدین او کرد و جهاد فارس و روم ثانیاً
متحقق شد قرآن باهتمام ایشان مجموع و متفق علیه
گشت و کفر از بلاد شام و عراق و یمن برخاست
و حدود جاری شد نماز و روزه و تلاوت قرآن و
اتفاق مسلمین بر یکجا پدید آمد و آنچه که پیش
از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نامی
و نشانی از وی نشنیده بودیم بعض بسبب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ظاهر شده بود و در جمیع اقطار
ارض فاش گشت و این قدر خود اتفاق واقع
است پس عقل سلیم که بکدورت تعصب آلوده
نشده باشد حکم مینماید که این خلافت حق است
و عصیان پیغامبر در عقد آن واقع نشده و در
مقاصد خلافت قصوری روی نداد زیرا که اصل
در اتفاق سواد اعظم از امت مرحومه موافقت
امر پیغامبر است و عدم عصیان او و پیغامبر
ایشان کلی است و قرآن که امام ایشان است
کلی اگر خلافی در میان امت واقع شود
بعارض هوا است یا بعلت جهل و عقل صراحةً
می‌شناسد که پدید آمدن عارض هوا بعد وفات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدون وقوع
امری که اثارت قوت غضبیه ایشان کند
بنهایت بعید است و حقد متقدم که سبب
این انحراف شود غیر معلوم و جهل نفس از
سواد اعظم بنهایت دور و اگر ایشان از نفس
غافل بودند صاحب حق چرا اظهار حق نه
کرد و کدام خوف موجب ستر آن گشت
سبحانک هذا بهتان عظیم و خیریت
افعال ایشان معلوم کردیم از
موافقت آنها بقرآن

مرتدین سے قتال ہوا اور پھر دوبارہ فارس اور روم کے ساتھ
جہاد ہوا۔ پھر قرآن ان کے اہتمام سے جمع ہوا اور متفق علیہ ہوا
اور شام اور عراق اور یمن کے شہروں سے کفر کو نکالا گیا
اور حدود جاری ہوئیں، نماز و روزہ اور تلاوت قرآن اور
مسلمانوں کا ایک جا ہونے سے اتفاق ظاہر ہوا اور ان چیزوں کا
کہ جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہم
نے کبھی نام و نشان بھی نہ سنا تھا بعض آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سبب بن جانے سے ظاہر ہو گئی تھیں اور زمین
کی تمام جوانب میں کھل کر سامنے آگئیں اتنی بات پہ سب ہی اتفاق
ہے۔ تو عقل سالم جو تعصب کی کدورت سے گدلا نہ ہو یہ حکم
لگاتی ہے کہ یہ خلافت حق ہے۔ اور اس کے منعقد ہونے میں
نہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی واقع ہوئی اور نہ خلافت
کے مقاصد میں کوئی قصور پیدا ہوا اس لئے کہ امت مرحومہ کے
سواد اعظم کے اتفاق میں جو اصل چیز ہے وہ پیغمبر کے حکم کی
موافقت ہے اور اس کی نافرمانی نہ کرنا اور ان کا پیغمبر کلی
ہے اور قرآن جو کہ ان کا امام ہے وہ بھی کلی ہے (یعنی اس کا
نزول لغت قریش پر ہوا ہے) اگر کوئی اختلاف امت کے
درمیان واقع ہو جائے تو وہ یا تو ہوائے نفسانی کے عارض
ہو جانے کی وجہ سے ہوگا یا بے جانے بوجھے۔ اور عقل سالم یہ جانتی
ہے کہ ہوائے نفس کے عارض کا ظاہر ہونا صرف آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی وفات سے بغیر کسی ایسی بات کے واقع ہونے
کے جو ان کی قوت غضبیہ کو جوش میں لاتے نہایت بعید ہے
اور پہلے سے اپنے کینہ کی موجودگی کا بھی علم نہیں جس کو اس
انحراف کا سبب سمجھا جائے۔ اور سواد اعظم کا نفس سے جاہل رہنا
بہت مستبعد بات ہے اور اگر مان لیا جائے کہ یہ سب نفس سے
غافل تھے تو صاحب حق نے کیوں نہ اظہار حق کیا اور کونسا
خوف لاحق ہو رہا تھا جو حق کو چھپانے پر مجبور کر رہا تھا۔
سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔ ہم نے ان کے افعال کو خیر
ہونا معلوم کیا قرآن سے ان افعال کی موافقت کے ذریعہ سے

عقل حکم می کند که این همه خیر است و حق است قطعاً و مصلحت شرعی در تاثیم این هزار هزار مردم در امری که رشد آن معلوم است بموافقت قرآن بسبب آنکه متصدی آن شخصی شد غیر شخصی دیگر نیست و ایجاب استخلاف شخصی که خلافت آن نکرده بود نیست کدام مصلحت است آنکه اقارب و اعوان شخصی که خلافت از دست او رفت بهر حشیش متعلق میشوند و هر تیری که در ترکش ایشان است می اندازند و نیست مگر حب جاه بر ادعای غیر واقع حمل کند و بر اقدام خلاف جمهور دلالت فرماید تا پس عقل صریح آن است که بر ظاهر اعتماد کنند مگر آنکه قرائن قویه از آن ظاهر باز دارد مثلاً دیدیم که آتش شعله می زند تا آنکه بر طلسم خود مطلع نشویم با وجود جوهری که شعله مینماید به یقین بدانیم بمجرد احتمال قصد آن نکردن و یقین تعالی را بران موقوف نگذاشتن محض دیوانگی است اما تناقض در مصلحت شرعی از آن جهت که شیعه می گویند لطف واجب است بر خدای تعالی و لطف و تعالی تقاضا می فرماید که ملت را حافظی باشد و آن حافظ ملت لابد است از آنکه عالم و معصوم باشد و معصوم غیر مرتضی نبود پس او امام باشد و ما سابق تر می گفتیم در مقدمۂ اولی و ثانیه بتغییر تا مسلم کنیم که خدای تعالی متصف است بلطف کما قال اللہ لطیف بعبادہ و وعده فرموده

عقل فیصلہ کرتی ہے کہ یہ سب خیر اور حق ہے قطعاً اور شریعت کی مصلحت ان لاکھوں آدمیوں کو گنہگار بنانے میں ایسے امر کے بارے میں جس کا خیر ہونا بھی معلوم ہے قرآن کی موافقت کی وجہ سے اور گنہگار بنانے کا سبب بھی صرف یہ کہ ایک شخص جو کہ نظر میں تنگ نظر آتا ہے دوسرے شخص کے مقابلہ پر کچھ نہیں ہے۔ اور ایسے شخص کے استخلاف کو واجب کرنے میں جس کی خلافت ہونے والی نہیں ہے مصلحت بھی کیا ہو سکتی ہے البتہ ایسے شخص کے اقارب اور مددگار جس کے ہاتھ سے خلافت جا چکی ہے ہر گھاس سے لگتے اور سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں جیسا ڈوبتا ہوا کوشش کرتا ہے۔ الغریق یتعلق بکل حشیش۔ اور جو تیر بھی ان کے ترکش میں ہوتا ہے سب کو چلا دیتے ہیں اور یہ نہیں کہ جاہ کی محبت غیر واقعی دعوی پر ابھارے اور خلاف جمہور اقدام پر رہنمائی کرے۔ اور خالص عقل کا قاعدہ یہ ہے کہ ظاہر پر اعتماد کریں مگر یہ کہ مضبوط قرائن اس ظاہر سے روکیں جیسا کہ دیکھتے ہیں کہ آگ شعلہ مار رہی ہے تو جب تک ہم اپنی ملکیت پر مطلع نہ ہو جائیں باوجود اس کے کہ ایک جوہر ایسا چمکدار ہوتا ہے جو آگ کے مشابہ دکھائی دیتا ہے ہم اس کو آگ ہی یقین کریں گے اور صرف اس احتمال سے کہ یہ چمکنے والا جوہر نہ ہو اس کی طرف دھیان نہ دینا اور کہنا کہ یقین اس پر موقوف نہ سمجھنا محض دیوانگی ہوگی۔ رہا مصلحت شرعی میں تناقض تو وہ اس جہت سے ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ لطف واجب ہے خدا تعالیٰ پر۔ اور اس تعالیٰ شانہٗ کو لطف یہ تقاضا فرماتا ہے کہ ملت کا کوئی محافظ ہو۔ اور اس محافظ کے لئے ضروری ہے کہ وہ عالم اور معصوم ہو اور سوائے مرتضیٰ کے کوئی معصوم نہیں تھا تو وہی امام ہوں گے۔ اور ہم موافقت کرتے ہیں پہلے مقدمہ میں اور دوسرے میں تھوڑے تغیر کے ساتھ۔ ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ پر لطف اگرچہ واجب نہیں ہے مگر وہ متصف بلطف ہے جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا ہے اللہ لطیف بعبادہٖ (اللہ اپنے بندوں پر لطف کرنے والا ہے) اور اسی نے وعدہ فرمایا

حفظ قرآن را و إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ و حفظ او واجب الوقوع است و حکیم کریم را لطف تقاضا میکند کہ ملت را حافظے باشد الا این حافظ سہ چیز میتواند شد یکے آنکہ خود متکفل حفظ باشد پس حینئذ دفعۃً بعد دفعۃ تقریبی احداث فرماید از غیب بالقاء در قلب مردے کہ امر کند بمعروف و نہی از منکر و القاء در قلب قوم انقیاد او را قال اللہ تعالیٰ و إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعث اللہ لهذه الأمة من یجدد لها دینها دوم آنکہ امت مرحومہ را من حیث المجموع باشد کہ بر ضلالت مجتمع نشوند کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجتمع أمتي على الضلالة سیوم شخصے را معین کنند کہ اقامت دین فرماید چنانکہ شیعہ میگویند کہ لطف ظہور امام معصوم است و آن اکمل انواع لطف است و گاہی در وجود او بر اختفا و آن نیز از اصل لطف خالی نیست میگوئیم کہ گاہی حق تعالیٰ ہر سہ نوع حفظ را جمع میفرماید و آن اکمل انواع لطف است آن در ایام خلافت رحمت و خلافت نبوت است و گاہی بدو نوع اول اکتفا می نماید زیرا کہ اصل لطف بآن متحقق میشود و در مقدمۂ ثالثہ نیز مساعدہ می کنیم بوجہے از تغیر پس می گوئیم کہ اگر لطف الٰہی تعیین شخصے را کہ حافظ ملت باشد تقاضا فرماید لابد است از آن کہ مبشر بکثرت علوم و بعلو درجہ در آخرت باشد تا لطف متحقق گردد و عصمت بمعنی کہ

قرآن کی حفاظت کا وہ إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (اور ہم قرآن کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں) اور اس کا وعدہ واجب الوقوع ہے (یعنی اس کا پورا ہونا ضروری ہے) اور ہم (یہ بھی) کہتے ہیں کہ لطف تقاضا کرتا ہے کہ ملت کا کوئی حافظ ہو مگر یہ محافظ تین چیزیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ وہ خود حفاظت کا متکفل ہو کہ وہ بار بار ایسی صورت غیب سے پیدا فرماتا ہے کہ وہ کسی مرد کے قلب میں القاء فرماتا ہے کہ وہ نیک کاموں کا امر اور برے کاموں سے منع کرتا ہے اور قوم کے قلوب میں اس کی فرمانبرداری کا القاء کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر صدی میں اس امت کے پاس ایک ایسا شخص بھیجا جائیگا جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ دوسری چیز یہ ہے کہ امت مرحومہ میں بحیثیت مجموعی یہ خاصیت ہو کہ وہ گمراہی پر متفق نہ ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ تیسری چیز یہ ہے کہ حق تعالیٰ کسی شخص کو متعین فرمائیں کہ وہ اقامت دین فرمائے۔ جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ ایک لطف تو امام معصوم کا ظہور ہے اور وہ لطف کی کامل ترین نوع ہے اور کبھی اس کے وجود میں اختفا ہوتا ہے اور وہ بھی اصل لطف سے خالی نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کبھی حق تعالیٰ حفاظت کی تینوں انواع کو جمع کر دیتا ہے اور وہ لطف کی انواع میں کامل ترین نوع ہے اور اس کا ظہور ہوتا ہے خلافت رحمت اور خلافت نبوت کے ایام میں۔ اور کبھی دو نوع اول پر اکتفاء کر لیتا ہے کیونکہ اصل لطف اس سے ادا ہو جاتا ہے۔ اور تیسرے مقدمہ میں بھی ہم اس کا ساتھ دیتے ہیں تھوڑے سے تغیر کے ساتھ تو ہم کہتے ہیں کہ اگر لطف الٰہی کسی ایسے شخص کے تعین کا تقاضا فرماتے جو ملت کی حفاظت کرنے والا ہو تو ضروری ہے کہ اس کے بارے میں دنیا میں کثرت علم کی بشارت ہو اور آخرت میں بلند مقام کی بشارت ہو تاکہ لطف متحقق ہو۔ اور عصمت کا جس معنے

شیعہ اثبات می کنند ضرور نیست لیکن است کہ در اوائل عمر کافر و فاسق باشد بعد از آن خدائی تعالیٰ توبہ نصیب کند و بزبان پیغامبر اطلاع دہد کہ آخر حال او خیر است و تصریحاً و تلویحاً حسن حال و مآل او تسلیم فرماید لیکن اینجا شرطے دیگر مطلوب است و آن آن است کہ امام ظاہر و منصور بود زیرا کہ اگر مختفی باشد تکلیف باتباع شخصے مجہول کہ نہ امر می نماید و نہ نہی می کند لازم آید و اگر مخذول بود تقریب بخیر نباشد از نصب او بلکہ تقریب بشر باشد و ترک نصب او اقرب باشد بلطف از نصب او زیرا کہ در صورت اولیٰ مواخذہ نباشد بترک واجب و فعل محرم و در این صورت مواخذہ خواہد بود بعد تمہید مقدمات می گوئیم کہ لابد امام حق بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود بود متفق علیہ الموافق والمخالف و آن امام صدیق اکبر است رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد از آن فاروق اعظم زیرا کہ ہر دو مبشر بعلم و فلاح و صلاح بودہ اند و ظاہر و منصور بودہ اند نہ حضرت مرتضیٰ زیرا کہ گرچہ عالم بود و مبشر بہ بہشت بود ظاہر و منصور نبود و تحقیق این مسئلہ موقوف است بر تمہید نکتہ بدان اسعدک اللہ تعالیٰ اشاعرہ گفتہ اند کہ احکام اللہ تعالیٰ معلل باغراض نیست و این مسئلہ را بوجہے سر دادہ اند کہ مراد آن باشد کہ در ارسال رسل و انزال کتب و نسخ شرائع سابقہ و برہم زدن عادات جاہلیت

شیعہ اثبات کرتے ہیں وہ ضروری نہیں ہیں۔ ممکن ہے کہ اوائل عمر میں کافر و فاسق ہو اس کے بعد اللہ تعالیٰ توبہ نصیب کرے اور پیغمبر کی زبان سے اطلاع دے کہ اس کا آخر حال اچھا ہوگا اور تصریح کے ساتھ کبھی اشارات کے ساتھ اس کے حال اور انجام کی عمدگی کا بیان فرماتے رہیں۔ لیکن یہاں ایک دوسری شرط بھی مطلوب ہے اور وہ یہ ہے کہ امام ظاہر اور منصور ہو۔ اس لئے کہ اگر چھپا ہوا ہوگا تو ایک ایسے شخص کے اتباع کا مکلف ہونا لازم آئے گا جو مجہول ہو کہ وہ نہ امر کرتا ہے اور نہ نہی۔ اور اگر منصور نہ ہوگا کہ غیبی اس کی مدد کی جائے بلکہ مخذول ہوگا تو اس کے نصب (امامت) سے نیکی میسر نہ ہوگا بلکہ انجام بد شر ہوگا اور اس کا ترک نصب بہ نسبت اس کے نصب کے لطف سے قریب تر ہوگا کیونکہ پہلی صورت (یعنی ترک منصب امامت) میں اس پر ترک واجب اور فعل حرام کا مواخذہ نہ ہوگا اور دوسری صورت میں مواخذہ ہوگا۔ تمہید مقدمات کے بعد ہم کہتے ہیں کہ امام برحق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد موجود تھے اس بات پر موافق اور مخالف سب کا اتفاق ہے۔ اور وہ امام صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کیونکہ دونوں کے حق میں علم اور فلاح اور صلاحیت کی بشارتیں واقع ہوئی ہیں اور وہ ظاہر بھی تھے اور منصور بھی۔ نہ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیونکہ اگرچہ عالم بھی تھے اور مبشر بہ بہشت بھی لیکن ظاہر اور منصور نہیں تھے۔ اور تحقیق اس مسئلہ کی ایک نکتہ کی تمہید پر موقوف ہے۔ جان لو اللہ تعالیٰ تم کو صاحب سعادت بنائے کہ اشاعرہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام معلل بالاغراض نہیں ہیں یعنی احکام الٰہی کی علت کوئی اغراض نہیں ہوتیں اور اس مسئلہ کو ان صاحبان نے ایسی روش کے ساتھ منضبط کیا ہے کہ جس سے یہ بات نکلتی ہے کہ رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے اور پچھلی شریعتوں کے منسوخ کرنے اور عادات جاہلیت

وَلَوْ اَنَّا اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ○ و در حدیث قدسی آمده ان اللّٰہ خلق بنی آدم حنفاء وان الشیاطین اجتالتهم وان اللّٰہ مقت عربهم وعجمهم وانی بعثتک لابتلیک وابتلی بک و در حدیث وارد شده که مثل آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم مثل نذیر جیش است و این مقدمات بوجهے شهرت یافته که سنی بر قاعدهٔ خود که التزام مدلول حدیث مشهور است باثبات آن مضطر می شود و بحقیقت مذهب سنت نه قول اشعری است و نه قول ماتریدی بلکه هرچه بحکم نص کتاب و حدیث مشهور و اجماع امت و قیاس جلی باشد همان سنت است قائل آن سنی اشعری باشد یا غیر آن و ظن غالب فقیر آن است که غرض اشعری درین مسائل تنویع چند است که صورت مذهب مخالف را بسبب آن صنعت می شکند و جزم باآنکه در شریعت چنین و چنین است چون این حکمت بوجه اجمالی مذکور شد باید دانست که سبب ارسال رسل و انزال کتب و تکلیف احکام شرع لطف الٰهی است یعنی وسیلهٔ افراد بنی آدم بکمال نوعی خود بدون این چیزها میسر نمی آید همان رحمت که

وَلَوْ اَنَّا اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ الخ (پ۱۶ ع۱۳) اور اگر ہم ان کو قبل قرآن آنے کے (مثلاً کفر میں) کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ لوگ (بطور عذر کے) یوں کہتے کہ اے ہمارے رب آپ نے ہمارے پاس کوئی رسول (دنیا میں) کیوں نہیں بھیجا تھا کہ ہم آپ کے احکام پر چلتے قبل اس کے کہ ہم (یہاں خود بے قدر ہوں اور (دوسروں کی نگاہ میں) رسوا ہوں۔ اور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو توحید خالص پر پیدا کیا اور شیاطین نے ان کو فریب میں ڈال دیا۔ اور دوسری حدیث جس میں مذکور ہے کہ اللہ نے سب کو ناپسند کیا، عرب کیا اور عجم کیا۔ اور ارشاد ہوا کہ (اے محمد) میں نے تم کو اس لئے بھیجا ہے کہ تاکہ (ان لوگوں کے ذریعہ سے) تمہاری آزمائش کروں اور تمہارے ذریعہ سے ان کی آزمائش کروں۔ اور ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایک (حملہ کرنے والے) لشکر سے ڈرانے والے کی سی ہے۔ اور یہ مقدمات اس صورت سے شہرت پا چکے ہیں کہ سنت نبوی کا اتباع کرنے والے اپنے قاعدے پر کہ حدیث مشہور کے مدلول کا پابند رہنا چاہیئے ان (مصالح یا مقاصد) کے ثابت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ مذہب سنت نہ اشعری کا قول ہے نہ ماتریدی کا۔ جو حکم منصوص ہو گا کتاب اللہ اور حدیث مشہور سے اور اجماع امت و قیاس جلی سے وہی سنت ہے اس کا قائل کوئی بھی ہو سنی اشعری ہو یا کوئی دوسرا۔ فقیر کا ظن غالب یہ ہے کہ ان مسائل میں اشعری کی غرض چند الزامی جوابات ہیں جن سے مخالف مذہبوں کے جوش کو ان کے ذریعہ سے توڑنا مقصود ہے نہ اس بات کو ثابت کرنا کہ شریعت میں ایسا اور ایسا ہوتا ہے۔ جب یہ نکتہ اجمالی طور پر مذکور ہو چکا تو جاننا چاہیئے کہ رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے اور احکام شرعی کے مکلف کرنے کا سبب لطف الٰہی ہے۔ یعنی افراد بنی آدم کا اپنے کمال نوعی کو پہنچنا بغیر ان چیزوں کے ممکن نہیں ہے تو اسی

باعث خلق نوع انسان شدہ است بار دیگر برقع
از روی خود کشاد و دانستہ شریعتے از وجود کرد
تکمیل افراد بشر نماید و ایشان را بکمال و جمال خود
رساند بیان ایں آنکہ باغبان نہالی می نشاند و
تربیت او میکند در اول مرتبہ اثر تربیت او
نشستن تخم است در زمین و جذب کردن او
آب و ہوا را از اطراف و جوانب خود ثانیاً
ہماں تربیت سبب ظہور شاخ و برگ درخت
میشود و ثالثاً ہمیں ہماں تربیت موجب وجود
ازہار و ثمار میگردد و نیز آں تربیت اولاً سبب
زیادت اجزاء درخت است و ثانیاً ہمیں
تربیت باعث تازگی اجزاء درخت و ظہور
تماثیل عجیبہ در اوراق و ازہار او میگردد
و ہمچناں تدلّی کہ بدیع السموات والارض
اولاً سبب زیادت اجزاء طفل ساختہ
است ہماں تدلی ثانیاً سبب ظہور جمال و حسن
او و پدید آمدن حرکات و سکنات خاصہ
بنوع او گشتہ است پس تشریع تتمہ تقدیر است
و تکلیف شرعی تتمہ تکوین نوع است چون
ایں نکتہ بخاطر نشست باصل غرض می پردازیم
حق جل و علا در کتاب عظیم مے فرماید ھُوَ
الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی
وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ
وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۔ وقال تعالیٰ
وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی
ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ
خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ
بِیْ شَیْئًا ۔ وقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم
در حدیث عدی بن حاتم و ابوذر و

جو نوعِ انسان کی پیدائش کا باعث ہوئی تھی دوبارہ اپنے
چہرے سے برقع ہٹایا اور ایک ایسی شریعت کا فیضان فرمایا
جو افرادِ بشر کی تکمیل کرے اور ان کو اپنے کمال اور جمال پر
پہنچا دے۔ اس کی وہی مثال ہے کہ ایک باغبان پودے لگاتا
اور ان کی تربیت کرتا ہے۔ اس کی تربیت کے اثر کا پہلا مرتبہ
زمین میں تخم کا جمنا ہوتا ہے، پھر اس کا اپنے اطراف و جوانب سے
پانی اور ہوا کا جذب کرنا۔ دوسرے مرتبہ میں وہی تربیت درخت
کی شاخ اور پتوں کے ظہور کا سبب بنتی ہے۔ تیسرے مرتبہ میں
بعینہ وہی تربیت پھولوں اور پھلوں کے وجود کا سبب بنتی
ہے۔ اور نیز وہ تربیت اولاً درخت کے اجزاء کی زیادتی کا سبب
بنتی ہے اور ثانیاً وہی تربیت اجزائے درخت کی تازگی اور پتوں
اور پھولوں میں عجیب رنگا رنگی نقوش کا باعث بنتی ہے۔ اور
اسی طرح جس تدلی کو وہ ذات بدیع السموات والارض اولاً بچے
کے اجزاء کی زیادتی کا سبب بناتی ہے وہی تدلی دوسرے مرتبہ
میں جمال و حسن کے ظہور اور ان حرکات و سکنات کے پیدا ہونے
کا سبب بنائی جاتی ہے جو اس کی نوع کے ساتھ خاص ہوتی ہیں
نتیجۃً تشریع تتمہ ہے تقدیر کا اور تکلیف شرعی تکوین نوع کا تتمہ
ہوتی ہے۔ جب یہ نکتہ ذہن نشین ہو گیا تو اب ہم اصل غرض
شروع کرتے ہیں حق تعالیٰ شانہٗ اپنی کتاب عظیم میں فرماتے
ہیں ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الخ (۹:۳۳) وہ اللہ ایسا ہے کہ
اس نے اپنے رسول کو ہدایت (کا سامان یعنی قرآن) اور سچا
دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام (بقیہ) دینوں پر غالب
کر دے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔ اور ارشاد فرماتے
ہیں وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ الخ (۲۴:۵۵) اور جس دین کو (اللہ
تعالیٰ نے) ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو ان
(کے نفع آخرت) کے لئے قوت دیگا اور ان کے اس خوف کے بعد
اس کو مبدل بہ امن کر دے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے
رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں۔ اور نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عدیؓ بن حاتم اور ابوذرؓ اور

المقداد وغیرہم ستے صار مشہوراً و لیتمن اللہ ہذا الامرُ حتے یدخل فی کل بیت من مدر او وبر بعز عزیز او ذل ذلیل الخ تمام شدہ والمعنی المشترک واحد و دین حق ہمان است کہ تمکین شد و ہمان است کہ تمام شد و ہمان است کہ شرقاً و غرباً در بیوت مدر و وبر درآمد و شک نیست کہ صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ و ذی النورینؓ مسلط شدند بر روی ارض و روم و فارس را فتح کردند و قرآن را جمع نمودند ہمان قرآن در تمام عالم شائع شدہ است و مسائل اجماعیہ ایشان در جمیع آفاق منتشر گشتہ و اکثر اہل اسلام بمذہب سنت متمذہب شدہ اند چہ محدثین و چہ فقہاء و قراء و چہ مفسرین و چہ بادشاہان روی زمین و در سادات اہل بیت گاہے خلافت منتظم نشد الا خلافت حضرت مرتضیٰؓ فقط و معلوم است کہ حضرت مرتضیٰؓ در ایام خلافت خود چہ دیدہ و چہ کشیدہ و ایام خلافت حضرت مرتضیٰؓ بمذہب شیعہ ایام ابتلاء و ایام تقیہ و خوف بودہ است و بعد از چہار سال کہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدار بقاء انتقال فرمود بنو امیہ در اخفاء و استیصال امر او چہ کوششہا نمودہ اند و بعد از حضرت مرتضیٰ ہیچگاہ خلافت بر سیدے مستقر نشد خروج میکردند و در اول جمع مال و نصب قتال

مقدادؓ وغیرہم کی حدیث میں بیان ہے کہ یہ (طرق متعددہ کی بناء پر یہ حدیث) مشہور ہو گئی اور اللہ تعالیٰ اس امر (اسلام) کو ضرور پورا کرے گا یہاں تک کہ یہ (دین اسلام) ہر گھر میں داخل ہو جائے گا یہاں تک کہ خواہ وہ گھر مٹی کا بنا ہوا ہو یا اون کا (یعنی شہر اور دیہات کے سب گھروں میں) صاحب عزت کی عزت کے ساتھ (کہ وہ بخوشی قبول کرکے اپنی عزت پائے) یا کسی ذلیل ہونے والے کی ذلت کے ساتھ (کہ وہ مغلوب ہو کر اسلام ہو کر ذلت سے زندگی بسر کرے)" احادیث کے الفاظ مختلف ہیں مفہوم مشترک سب کا ایک ہے۔ دین حق وہی ہے جو تمکین دینے طاقتور ہوا اور وہی ہے جو پورا ہوا۔ اور وہی ہے جو مشرق سے مغرب تک بالوں اور مٹی کے بنے ہوئے گھروں میں داخل ہوا۔ اور اس میں کسی کو شک نہیں ہے کہ صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ اور ذی النورینؓ روئے زمین پر مسلط ہوئے اور انہوں نے روم و فارس کو فتح کیا اور قرآن کو جمع کیا وہی قرآن تمام عالم میں شائع ہوا ہے۔ اور ان مسائل میں ان حضرات کا اجماع ہوا وہ چاروں طرف پھیل گئے۔ اور اکثر اہل اسلام نے اہل سنت ہی کے مذہب کو اپنا مذہب قرار دیا۔ کیا محدثین اور کیا فقہاء اور قراء اور کیا مفسرین اور کیا بادشاہان روئے زمین۔ اور سادات اہل بیت پر کبھی امر خلافت منتظم نہیں ہوا۔ بجز خلافت حضرت مرتضیٰؓ کے فقط اور سب کو معلوم ہے کہ حضرت مرتضیٰؓ نے اپنے ایام خلافت میں کیا دیکھا اور کس قدر مشکلات میں مبتلا رہے۔ اور حضرت مرتضیٰؓ کے ایام خلافت مذہب شیعہ کے (اعتقاد کے) مطابق ابتلاء کے ایام اور تقیہ اور خوف کے ایام ہوتے ہیں اور چار سال کے بعد جب کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار البقاء کی طرف انتقال فرما گئے تو بنو امیہ نے ان کے امر (خلافت) کے اخفاء اور بیخ کنی میں کس قدر کوششیں کی ہیں۔ اور حضرت مرتضیٰؓ کے بعد کسی وقت بھی کسی سید پر خلافت نہیں ٹھہری۔ وہ خلیفہ کے مقابلہ پر خروج کرتے تھے اور لوگوں کے جمع اور قتال کے قیام کے اول وہلہ میں ہی

گشتند چه نزد اللہ ان اکرمکم اتقاکم
قائل باین مذہب ہمیشہ مخذول و مطرود
بودہ است کما ہو مشہور فی کلام القوم
انصاف باید داد کہ دین اکمل است یا
دین شیعہ و مستقیم طریقہ اہل است یا طریقہ
شیعہ لطف الٰہی بہ بعثت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ
والسلام و اشاعت دین او مطلوب بود
مذہب اہل سنت را نتیجہ داد است یا مذہب
شیعہ را افادہ فرمود۔ نصب امامی مخفی
خائف کہ اصلاً بر عرض مذہب خود ولے نمی
اظہار و قادر۔ نشر لطف الٰہی است یا تسلیط
بادشاہی کہ مانند شمس طالع ظاہر شود
زاید و دین خود را با اعلان تقریر کند و
شرق و غرب عالم را مسخر حکم خود کند
مدار این لطف جسیم مشتمل دین است
در اقطار ارض یا نصب امام مخفی متذلل کہ
سبب تاثیم جمیع عالم شود الغرض مدار این بشارات
متواترہ صورت اسلام است بغیر حقیقت
آن لطف نباشد بلکہ تلبیس باشد و ارادہ
شر بطوائف بنی آدم۔

سوال اگر گوئی این دلیل کہ تقریر کردی
مدعا آنگاہ ثابت شود کہ مخالف در معارضہ آن دلیل
دیگر تقریر نکند لیکن شیعہ گفتند اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ
اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ و حضرت
مرتضیٰ از اولوا الارحام آنحضرت بود نہ
صدیق اکبر و نیز حق تعالیٰ اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ
یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ الآیہ

قتل کر دیئے جاتے تھے یہاں تک کہ دنیا نے ان سے انقطاع کا
اعلان کر دیا (یعنی ان سے منہ موڑ لیا) اس مذہب کا قائل ہمیشہ
رسوا اور ذلیل ہوتے رہے جیسا کہ معروف ہے شیعوں کے کلام
میں اب انصاف کرنا چاہیے کہ ہمارا دین مکمل دین ہو جانے
ہوئے یا شیعوں کا دین' اور مکمل اور پورا کیا ہوا سب
ارشاد (ترجیح) ہمارا طریقہ ہے یا شیعہ کا لطف الٰہی سے جو کہ
پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور آپ کے دین کی اشاعت
سے مطلوب تھا مذہب اہل سنت کو نتیجہ (تکمیل و اتمام) دلایا
یا مذہب شیعہ کو افادہ فرمایا ہے۔ ایسے امام کا نصب کرنا جو چھپا بیٹھا
والا ڈرنے والا ہو کہ اپنے مذہب کو لوگوں کے روبرو پیش کرنے
پر قادر نہ ہو لطف الٰہی ہے یا ایسے بادشاہ کو تسلط عطا کرنا جو بلند
کے سورج کی طرح ظہور کرے اور اعلان کے ساتھ اپنے دین کی
تقریر کرے اور دنیا کو مشرق سے مغرب تک اپنا فرمانبردار بنائے
اس بھاری لطف کی اصل مصلحت زمین کے اطراف میں دین کا
شائع ہونا ہے یا ایسے امام کا نصب کرنا جو چھپا ہے اور رسوا
ہو جو کہ تمام عالم کے گنہگار رہنے کا سبب ہو۔ الغرض ان
بشارات متواترہ کا مدار صرف اسلام کی صورت ہے بغیر حقیقت
کے تو وہ لطف نہ ہوگا بلکہ تلبیس ہوگی اور بنی آدم کے گروہوں
کے ساتھ (ارادۂ فریب کے بجائے) ارادۂ شر ہوگا۔

سوال اگر تم یہ کہو کہ اس دلیل سے جس کی تم نے تقریر کی ہے
مدعا اس وقت ثابت ہوگا جب کہ مخالف اس کے معارضہ میں
دوسری دلیل نہ پیش کرے۔ لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ (الخ) اور جو لوگ
رشتہ دار ہیں کتاب اللہ میں ایک دوسرے (کی رفاقت) کے
زیادہ حقدار ہیں۔ اور حضرت مرتضیٰؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے اولوا الارحام (یعنی رشتہ دار) تھے نہ صدیق اکبر
اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
(الخ) تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول
اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت میں نماز کی پابندی کرتے ہیں کہ

وائمہ تفسیر بصریح تصریح آں کردہ اند کہ اشارہ
بمرتضیٰ است وقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم
الغدیر من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقال صلے
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم خرج الی تبوک انت
منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی
وقال صلے اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم ما ان
تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی الحدیث این
ہمہ دلالت بر خلافت حضرت مرتضیٰ مینماید و
زاد صاحب الاساس من الزیدیۃ حدیث الحسن
والحسین امامان قاما او قعدا وابوہما خیر منہما
جواب گوئیم ظاہر بجانب ما است زیرا کہ
قبیل وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
این عزیزان متصدی امر خلافت شدند
وجمہور اصحاب احکام خلافت ایشان
را قبول نمودند و آثار جلیلہ بر خلافت
آن بزرگواران مترتب گشت وہیچ کسے
رایت خلاف نصب نکرد واتفاق سواد
اعظم البتہ برحق می باشد وعدول
از حق نیست الا بعارض ہوا یا جہالت
جہل و وجود این ہر دو در سواد اعظم
بغایت بعید است وآنچہ ایشان کردہ
ہمہ خیر بود بدلالت قرآن وموافقت
آن کلی اول سکوت قوم رضا وتسلیم
است وخصم مدعی خلاف ظاہر است زیرا کہ
حاصل مذہب خصم تفسیق یا تکفیر
جمیع امت مرحومہ است خصوصا طبقہ
اولے از ایشان وہیچ چیز شنیع تر ازاں
نخواہد بود ودعوے نص است بر
حضرت مرتضیٰؓ

اور صاف طور پر ائمہ تفسیر نے یہ صراحت کی ہے کہ اس میں اشارہ
ہے حضرت مرتضیٰؓ کی طرف۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
یوم الغدیر میں فرمایا ہے۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ جس کا میں
محبوب ہوں علیؓ بھی اس کا محبوب ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جس دن آپ تبوک کے لئے نکلے فرمایا (حضرت علیؓ
سے) تو میرے لئے اس درجہ میں ہے جیسے ہارونؑ تھے موسیٰؑ
کے لئے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور فرمایا حضور صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم
نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہ
ہوگے آخر حدیث تک۔ یہ سب چیزیں حضرت مرتضیٰؓ کی خلافت
پر دلالت کر رہی ہیں اور صاحب الاساس نے جو فرقہ شیعہ
زیدیہ میں سے ہے اس حدیث کا اضافہ کیا کہ حسنؓ وحسینؓ
دونوں امام ہیں خواہ وہ دونوں کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں
اور ان کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے۔

جواب ہم کہتے ہیں کہ ظاہر حدیث ہماری جانب میں ہے۔
کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متصل ہی
حضرات (شیخین) امر خلافت میں مشغول ہوگئے اور تمام اصحاب
نے ان کی خلافت کے احکام کو قبول کیا اور ان بزرگواروں
کی خلافت پر عمدہ آثار بھی مترتب ہوئے اور کسی نے مخالفت
خلاف کا جھنڈا بلند نہیں کیا۔ سواد اعظم کا اتفاق یقیناً حق
پر ہوتا ہے۔ اور حق سے روگردانی خواہش نفس کے آڑے آجانے
سے ہی ہوتی ہے یا جہل کی وجہ سے اور ان دونوں باتوں کا پایا
جانا سواد اعظم میں بہت بعید ہے اور جو کچھ ان حضرات نے
کیا قرآن کی دلالت اور اس کی موافقت میں سب خیر تھا۔
سب سے پہلی بات یہ ہے کہ قوم کا سکوت رضا اور تسلیم ہے اور
دشمن مدعی کا دعوے خلاف ظاہر ہے اس لئے کہ دشمن کے
مذہب کا حاصل تمام امت مرحومہ کی تفسیق یا تکفیر ہے خصوصاً
امت میں سے طبقہ اولیٰ کی اور اس سے زیادہ بدترین کوئی چیز
نہیں ہو سکتی اور حضرت مرتضیٰؓ کے حق میں نص کا دعویٰ

قرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استخلاف مرتضیٰ نبود باز نکتہ دیگر میگوئیم در قرآن عظیم ذکر استخلاف مرتضیٰ بصریح لفظ واقع نشدہ است و نہ در حدیث مشہور وارد شدہ باعتراف موافق و مخالف باقی ماند اشارۂ خفیہ کتاب و حدیث مشہور یا صریح خبر واحد کہ مخالف بروایت آن متفرد است ہر چہ اشارہ خفیہ است قول سواد اعظم بصفتے کہ ذکر کردیم نسخ آن اشارہ و صرف کلام بغیر آن می تواند کرد باجماع ما و من مخالفینا و خبر واحد کہ در مقابلہ اتفاق کما واقع شود غیر مسموع است باجماع ما و من مخالفینا باز نکتہ دیگرے گوئیم بسیارے از ادلہ صریح نص نیست در استخلاف بلکہ بیان استحقاق شخصے میکند استخلاف را و حاصل آن ادلہ آن است کہ شخصے فی نفسہ کامل است و شروط خلافت در وے متوفر اگر باتفاق بران واقع شود آن خلافت راشدہ خواہد بود و این نہ عین استخلاف است و این ادلہ پیش ما موجود است برائے ہر یکے از صدیق و مرتضیٰ و در مقدمہ معاملہ آنحضرت ﷺ باخلفاء آنچہ امراء با منتظر الامارۃ مے کنند قولاً و فعلاً ذکر کردیم چون فرمانروائی در خارج برائے شخصے متحقق شد این ادلہ ثبات خلافت راشدہ او خواہند کرد زیرا کہ خلافت راشدہ دو جزو دارد یکے فرمانروائی و آن بالحس معلوم خواہد بود و دیگر اہلیت فرمانروائی باوصافیکہ خدای تعالیٰ در استعداد این شخص

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض حضرت مرتضیٰؓ کو خلیفہ قرار دینا نہیں تھی۔ پھر ہم ایک دوسرا نکتہ ذکر کرتے ہیں کہ قرآن عظیم میں مرتضیٰؓ کے خلیفہ قرار دینے کا ذکر صریح لفظ کے ساتھ واقع نہیں ہوا اور نہ حدیث مشہور میں وارد ہوا اور موافق و مخالف سب کو اس کا اعتراف ہے۔ باقی رہا کتاب و حدیث مشہور میں کوئی اشارۂ خفیہ یا صریح خبر واحد کہ جس کی روایت میں مخالف متفرد (یعنی تنہا) ہے۔ تو جو کچھ اشارہ خفیہ ہے سواد اعظم کا قول جس صفت کے ساتھ ہم ذکر کر چکے ہیں وہ اس اشارے کو ملغیٰ (یعنی منسوخ) بھی کر سکتا ہے اور کلام کا رخ دوسرے معنے کی طرف بھی پھیر سکتا ہے اس پر ہمارا اور ہمارے مخالفین کا اجماع ہے۔ اور خبر واحد جو ایسے اتفاق کے مقابلہ میں واقع ہو (جس کی مفصل کیفیت تحریر کی جا چکی ہے) غیر مسموع ہے اس پر بھی ہمارا اور ہمارے مخالفین کا اجماع ہے۔ پھر ہم ایک اور نکتہ بیان کرتے ہیں کہ صریح دلائل میں سے بہت سی ایسی ہیں جو استخلاف کے بارے میں نص نہیں ہیں بلکہ کسی شخص کے استحقاق استخلاف کا بیان کرتی ہیں۔ ان ادلہ کا حاصل یہ ہے کہ وہ شخص فی نفسہ کامل ہے اور خلافت کی شرطیں اس شخص میں پوری موجود ہیں اگر اس پر اتفاق واقع ہو جائے تو وہ خلیفۂ راشد ہوگا۔ اور یہ بات عین استخلاف نہیں ہے اور اس قسم کی دلیلیں ہمارے سامنے صدیقؓ اور مرتضیٰؓ دونوں کے لئے موجود ہیں۔ اور مقدمہ میں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معاملہ کا جو خلفاءؓ کے ساتھ آپ اس قسم کا کرتے تھے جو امراء اپنے (ولی عہد) منتظر الامارت کے ساتھ کرتے ہیں قولاً اور فعلاً ذکر کر چکے ہیں۔ جب ایسے ایک شخص کے لئے خارج میں فرمانروائی متحقق ہو گئی تو یہ ادلہ اس کی خلافت راشدہ کا اثبات کریں گی۔ کیونکہ خلافت راشدہ کے دو جزو ہیں۔ ایک فرمانروائی اور وہ (حسی امر ہے) حس سے معلوم ہو جائے گا۔ اور دوسرا جزو فرمانروائی کی اہلیت ان اوصاف کے ساتھ جن کو حق تعالیٰ نے اس شخص کی استعداد میں

ودیعت نہادہ است و آن ہمین نصوص
معلوم خواہد شد و چون طرز فرمانروائی درکسے
متحقق نشدہ باشد اوراکہ ہر کمال شخص بے نقص
دلالت نخواہد کرد نہ بر ایجاب خلافت
او پس این دلیل خالی از غرض مستدل
خواہد بود بالجملہ این مقالہ بمنزلہ نقض
اجمالی است اول مخالف را و تنبیہ مجملے
است بر طریق تفصی از اشکالات ایشان
الحال متوجہ جواب تفصیلی می شویم قولہ
تعالیٰ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ
فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ اگر انصاف را کار فرمایم
و نظر بسیاق و سباق آیہ بگماریم ظاہر شود
فی رابعۃ النہار معلوم خواہد شد کہ خدا
تعالیٰ درین آیات فضائل مہاجرین و
انصار بیان می فرماید و چون ہمہ در
مرتبہ علیا از اسلام واقع اند امری
باید تا متواصل باہم دیگر باشند مثل یک قبیلہ
بایکدیگر پیوند دارند در عیادت مریض و
شہود جنازہ وغیر آن و این منزلہ را از
غیر ایشان سلب میفرماید وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ
مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰى یُهَاجِرُوْا الآیہ بازہ
یک حکم کہ اگر استنصار کنند از جانب مسلمین
بر کفار لازم است نصر ایشان اگر این نصرت
مسلمانان نباید فتنہ عظیم برخیزد و غلبہ کفار
بر مسلمین است و استیصال مسلمین را شاید بعد
ازین میفرماید وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى
بِبَعْضٍ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ یعنی وجوب تواصل
بین المہاجرین والانصار تابع تواصل ارحام

ودیعت رکھا ہے اور وہ انہیں نصوص سے معلوم ہوگا اور جب
فرمانروائی کسی شخص میں متحقق نہ ہوگی تو یہ دلائل اس شخص
کے نفی نقص کمال پر دلالت کریں گی نہ اس کی خلافت کے ایجاب
پر تو اس قسم کی اولے سے استدلال کرنے والے کی غرض (جو کہ
ایجاب خلافت ہے) پوری نہ ہوگی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ مقالہ
(بمنزلہ سپر و قرطاس کیا گیا ہے) اور مخالف کے مقابلہ پر نقض
اجمالی کے مرتبہ میں ہے اور ایک تنبیہ مجمل ہے ان کے اشکالات
سے خلاصی کی رہنمائی کے لئے۔ اب ہم جواب تفصیلی کی
طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد وَاُولُوا الْاَرْحَامِ
بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ میں اگر ہم انصاف
کو کام میں لائیں اور آیت کے سیاق اور سباق پر گہری نظر
ڈالیں تو دوپہر کے سورج کی طرح واضح طور پر معلوم ہو جائیگا
کہ خدا تعالیٰ ان آیات میں مہاجرین اور انصار کے فضائل
بیان فرما رہے ہیں اور چونکہ سب حضرات اسلام کے اونچے مرتبہ
میں واقع ہوئے ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ ایسے میل (جول)
کا حکم دیتے ہیں جیسا کہ ایک قبیلہ کے لوگ ایک دوسرے کے
ساتھ رکھتے ہیں عیادت بیمار اور جنازے میں شرکت وغیرہ کی
پابندی کرتے ہیں۔ اور اس مرتبہ تواصل یعنی اس قدر میل
ملاپ کو غیر مہاجرین و انصار سے لزوم کو سلب فرماتے ہیں
اس ارشاد سے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ (پ ۱۰ ع ۵)
اور جو لوگ ایمان تو لائے اور ہجرت نہیں کی تمہارا ان سے
رفاقت کا کوئی تعلق نہیں جب تک کہ وہ ہجرت نہ کریں الخ
پھر ایک حکم میں کہ اگر عام مسلمانوں میں سے کفار کے مقابلہ میں
مدد طلب کریں تو ان کی مدد کرنا لازم ہے اگر یہ مدد نہ کی جائے
تو ایک فتنہ عظیم اٹھ کھڑا ہوگا کہ کفار کا غلبہ مسلمانوں پر
ہو جائے اور مسلمانوں کی بربادی واقع ہو جائے
اس کے بعد یہ ارشاد فرمایا ہے وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ
یعنی مہاجرین و انصار کے درمیان تواصل یعنی میل ملاپ
وجوب تواصل ارحام (یعنی قرابت کے تعلق سے میل ملاپ)

نیست گفتیم کہ توصّل ارحام بگذارید و توصّل
مہاجرین و انصار پیش گیرید بلکہ لزوم وصل
ارحام بر طور خود است حکم غیر منسوخ و توصّل
بین المہاجرین والانصار مزاحمت آن نمی کند ہر دو
واجب اند و ہر دو مطلوب پس سیاق و سباق
دلالت می کند کہ مراد از اولٰے بعضہم صلہ
رحم است نہ توارث و جمعی کہ توارث فہمیدہ اند
آیہ را از سیاق و سباق منقطع ساختہ اند پس
در این آیت مخالف را اصلاً جائے ناخن زدن
نیست لیکن تعصب و غرور ایشان را بر تاویل
باطل حمل کردہ گفتند الآیۃ عامۃ فی الجمیع
لمکان صحۃ الاستثناء و منہا الامامۃ وعلی
من اولی الارحام دون ابی بکر فہو اولٰی
بخلافۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
و عجب است کہ از اہل عقل این کلام صادر
شود زیرا کہ غایت الامر آنست کہ مطلق باشد و
پرسیدہ شود اولٰی کدام امر تا گفتہ شود کہ چہ
زید مقدم است بر عمرو و سوال متوجہ شود کہ در
علم یا در نسب یا در شجاعت الی غیر ذلک پس
آیا ملائمت الاطلاق است یا نہ اول مطلق است
و ثانی مقید مطلق را حوالہ بر قرائن می کنند یا قید
را صریحاً ذکر می نمایند و صحت استثناء بر آن
دلالت نمی کند زیرا کہ اگر استثناء باشد مثلاً
گوئیم اولٰے الا فی کذا آنجا تقدیر مستثنٰی منہ
کردہ بقرینہ مستثنٰی مانند قرأت الا یوم الجمعۃ
مستثنا از قرأت کل یوم الا یوم الجمعۃ
دلالت قرأت

کا ناسخ نہیں۔ ہم نے یہ نہیں کہا کہ توصّل ارحام (رشتہ داروں کا
میل ملاپ) چھوڑ دو اور مہاجرین و انصار کا توصّل اختیار کرلو
بلکہ تعلق قرابت کا لزوم اپنے طور پر حسب سابق حکم ہے، منسوخ
نہیں ہوا ہے اور مہاجرین و انصار کا بھائی چارہ، توصّل اس کے
ساتھ مزاحمت نہیں رکھتا، دونوں واجب ہیں اور دونوں مطلوب
ہیں۔ تو ظاہر سیاق و سباق اس پر دلالت کرتا ہے کہ اَوْلٰی
بِبَعْضٍ سے مراد صلہ رحم ہے نہ کہ توارث۔ جس جماعت نے اس کا
مطلب توارث سمجھا ہے، انھوں نے آیت کو سیاق و سباق سے
منقطع کر دیا ہے تو اس آیت میں مخالف کو قطعاً ناخن مارنے کی
بھی گنجائش نہیں لیکن دلوں کی کجی اور غلبہ ہوائے نفس نے
تاویل باطل پر ابھارا۔ کہتے ہیں کہ آیت عام ہے تمام امور میں
استثناء کی صحت کی وجہ سے اور ان امور میں سے ایک امامت
بھی ہے اور اولوالارحام میں سے علی ہیں نہ ابوبکر اس لئے
وہ اولیٰ بخلافت یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خلافت
کے زیادہ حقدار ہیں اور تعجب ہے کہ اہل عقل سے یہ کلام صادر ہو
کیونکہ نہایت الامر یہ ہے کہ مطلق ہو اور پوچھا جائے کہ (اولٰے
کس چیز میں ہیں) اس میں ہیں یا اس میں ہیں۔ جیسا کہ ہم کہیں
کہ زید مقدم ہے عمرو پر۔ اور پھر سوال پیدا ہو کہ (کس چیز میں
مقدم ہے) علم میں؟ یا نسب میں؟ یا شجاعت میں؟ الیٰ غیر ذلک
پس (استثناء) ملائمت اطلاق کے ساتھ ہے یا نہیں، پہلا مطلق
ہے اور دوسرا مقید۔ مطلق کو قرائن کے حوالے کر دیتے ہیں یا
قید کو صریحی ذکر کرتے ہیں اور صحت استثناء اس پر دلالت
نہیں کرتی کیونکہ اگر استثناء ہوگا مثلاً یوں کہیں اولیٰ الا فی
کذا وہاں مستثنیٰ منہ کو مقدر کریں گے بقرینہ مستثنیٰ۔ جیسا قرأت
الا یوم الجمعۃ (میں نے پڑھا بجز جمعہ کے دن کے) اس کے
معنے ہیں قرأت کل یوم الا یوم الجمعۃ کے (یعنی میں نے
پڑھا ہر دن میں بجز یوم جمعہ کے) اور اگر تم صرف قرأت

[1] یہاں یہ نکتہ بھی ملحوظ رکھنے کے قابل ہے کہ اس مسئلے کے لحاظ سے حضرت مرتضیٰ کے بجائے حضرت عباس مقدار تھے جو زندہ بھی تھے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔ جب چچا موجود ہوتا ہے تو اصول وراثت میں بھتیجا محروم ہوتا ہے۔ مترجم

بکار نہ باند این قراءت تا آنکہ تنہا و اگر بینیم
صحیح باشد لازم آید کہ چون ابی بکر بمیرد امت
را در نزاع اندازد در میان خود را نصیحت نمایند
بجز آن و انا تلی بر آنچہ گفتیم لیست بیان
شیئین در عالم در سنت مسلوک بودند طریقہ
انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ علیہم کہ توارث در
نبوت نیست حضرت موسیٰ و ہارونؑ از سبط لاوی
مبعوث شدند و حضرت یوشعؑ از سبط بنی
یامین و حضرت داؤدؑ و سلیمانؑ از سبط یہودا
بخلاف آنکہ طریقہ ملوک چنانکہ در تواریخ
سلاطین ہند ترا معلوم کند ہاشمی کہ پادشاہ
می میرد و زادۂ او بر سلطنت می نشست
و اگر دیگری پادشاہی میخواست وارث ملک
را و انصار بر می خاستند و او دفع می
ساختند تا آنکہ غالب آمد و جنس دولت از
خاندان پادشاہ اول بیرون می رفت و خلافت
نبوت دو احتمال دارد یکی آنکہ بنبوت ملحق
شود و توارث در آن جاری نگردد دوم آنکہ
بپادشاہی راجع شود بمقتضای طبیعت بشر
توارث در آن جاری کنند اگر بنبوت ملحق
سازند کسی را خلیفہ بپدر کہ خدمت کارہائے
نبوت بیشتر از کند و اگر بپادشاہی گیرند نفوس بطبع
ایشان بتانحت وارث میل کند چون دیدیم کہ
ہمہ برخلاف سنت سکرۃ و ملوک عمل کردند
دانستیم کہ مراد ایشان اقامت سنت سالفۂ انبیاء
بود و این نکتہ عبد الرحمن بن ابی بکر رضا فرمودہ
است در قصۂ استخلاف معاویہ پسر
خود را حیث قال سنۃ کسرای و قیصر
لا سنۃ ابی بکر و عمر و اگر ازین مقام

ہوسکے تو یہ صرف خبر ہوگی کسی بھی قرابت کی اسی طرح بیان
سمجھ لیجئے۔ اور اگر یہ کلام صحیح ہوگا تو لازم آئے گا کہ جب وہ
مر جائے تو اولوا الارحام امت کو اپنے درمیان بطور مال
کے تقسیم کر لیا کریں اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ اور یہ
ایک نہایت قیمتی نکتہ ہے۔ دنیا میں دو طریقے مروج ہیں ایک طریقہ
انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ علیہم کا کہ نبوت میں توارث نہیں ہے
حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ لاوی کی اولاد میں سے مبعوث ہوئے
اور حضرت یوشعؑ بن یامین کی اولاد میں سے اور حضرت داؤدؑ
اور سلیمانؑ یہودا کی اولاد میں سے۔ اسی طرح ہر ایک ہوتے
انبیاء ہوتے رہے۔ دوسرا طریقہ بادشاہوں کا جیسا کہ بادشاہوں
کی تاریخوں میں تم نے دیکھا ہوگا تم نے معلوم کیا ہوگا کہ ایک بادشاہ
مرتا ہے اور ایک شخص اس کی اولاد میں سے سلطنت پر بیٹھ جاتا
ہے اور اگر کوئی دوسرا بادشاہی کا خواستگار ہوتا تو وارث
ملک وہ لوگ جو چاہنے والے تھے جنگ کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے
اور اس کو دفع کرتے تھے یہاں تک کہ وہ غالب آجاتے اور اس
حالت میں دولت پہلے بادشاہ کے خاندان میں سے باہر نکل جاتی
اور خلافت نبوت میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ نبوت کے ساتھ
ملحق ہو اور اس میں توارث جاری نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ بادشاہی
کی طرف راجع ہو اور بمقتضائے طبیعت بشر اس میں توارث
جاری کر دیں۔ اگر نبوت کے ساتھ ملحق کریں گے تو کسی ایسے کو خلیفہ بنانا
چاہئے جو نبوت کے کاموں کو پورا کرنے والا ہو۔ اور اگر بطور
بادشاہی کے لیں گے تو لوگوں کے نفس بالطبع وارث
کے قائم کرنے کی طرف رغبت کریں گے۔ جب ہم نے دیکھا کہ سب
لوگوں نے اس طریقے کے خلاف عمل کیا جو بادشاہوں میں رائج
تھا تو ہم نے جان لیا کہ ان کی مراد انبیاء کی سنت سابقہ کو
قائم کرنا تھی۔ اسی نکتہ کی طرف عبد الرحمن بن ابی بکرؓ نے اشارہ
فرمایا تھا اس قصہ میں جب معاویہؓ نے اپنے بیٹے کو خلیفہ قرار
دینا چاہا تو انہوں نے کہا کہ یہ کسریٰ اور قیصر کی سنت
ہے ابوبکرؓ اور عمرؓ کی سنت نہیں ہے۔ اور اگر ہم اس مقام

تنزل نمائیم گوئیم کہ ترک عادت مستمرہ نزول
دلیل است بر آنکہ اینجا دلیلے قوی تر یافتند
برخلاف عادت مستمرہ باوجود رغبت طبائع دراں
قولہ تعالیٰ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَ
الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ
سیاق آیت ذکر مرتدین است و جہاد با ایشان و
این معنے باتفاق مفسرین در حق صدیق اکبر است
تمام از قتادۃ و الضحاک و الحسن البصری وارد شدہ
کہ در عالم پیدا شد آن دلیل است بران از میان
مرتدین کیست کہ باو درد کسی درین مدت قتال
بوصف جمع رجال نصب قتال با مرتدین نمودہ
باشد سوائے صدیق اکبر و لفظ إنما در کلام عرب
برائے دلیل جملہ سابقہ و تحقیق و تثبیت او
مے آید یعنی اے مسلمانان از ارتداد عرب مجموع
منہمہ ایشان چرا مے ترسید ظہیر این نیست کہ
کارساز شما در حقیقت خدا است کہ الہام
کنند و تدبیر امور باین الہام مے فرماید و رسول
او کہ سررشتہ ترغیب بر جہاد او در عالم گرویدہ
است در دعائے خیر دستگیر امت خود است
و در ظاہر متقین اہل ایمان کہ اقامت صلوٰۃ
و ایتاء زکوٰۃ بوصف نیایش و خشوع
متصف اند و اہلیت تحمل داعیہ الہیہ
دارند و خدائی تعالیٰ بر دست ایشان اتمام
اصلاح عالم مے فرماید پس إنما ولیکم
بشہادت سیاق و سباق نازل است در باب
صدیق اکبر و تعریض است باو و تابعان
او و اگر بعموم صیغہ تمسک نمائیم
جمیع متقین را شامل است
و ہلم جرا

تنزل کریں تو کہیں گے کہ عادت مستمرہ کا ترک کرنا دلیل ہے
اس بات پر کہ ان کو کوئی ایسی دلیل ملی تھی جو عادت مستمرہ کے
خلاف اور اس سے زیادہ قوی ہے۔ باوجودیکہ اس کی طرف
طبیعتیں رغبت رکھتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد إِنَّمَا
وَلِيُّكُمُ اللَّهُ (المائدہ: ۵۵۔ جس کو شیعہ نے حضرت مرتضیٰؓ
کے حق میں بیان کیا) اس آیت کا سیاق مرتدین کا ذکر اور
ان کے ساتھ جہاد ہے اور یہ معنے باتفاق مفسرین حضرت صدیق
اکبرؓ کے حق میں ہیں۔ اس کے قائل ہیں قتادہؒ اور ضحاکؒ اور
حسن بصریؒ اور سب سے بڑی دلیل اس پر وہ حوادث ہیں
جو کہ عالم میں پیدا ہوئے تھے۔ مرتدین میں سے کون ہے جو
باور رکھتا ہے کہ اس کے لیے اس مدت میں صدیق اکبرؓ کے
سوا کوئی اور بھی تھا جو یہ وصف رکھتا تھا کہ اس نے لوگوں
کو جمع کرکے مرتدین کے ساتھ قتال کیا۔ اور لفظ إِنَّمَا کلام عرب
میں جملہ سابقہ کی دلیل اور اس کی تحقیق و تثبیت کے لیے
آتا ہے۔ معنے یہ ہوئے کہ اے مسلمانو! عرب کے ارتداد اور ان
کے اجتماع سے تم کیوں ڈرتے ہو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ
تمہارا کارساز درحقیقت خدا ہے جو کہ الہام کرتا ہے اور الہام
کے ذریعہ سے تدبیر امور فرماتا ہے اور اس کا رسول کہ جہاد
پر ترغیب کا سلسلہ عالم میں اسی کی ذات سے وابستہ ہے اور
وہ دعائے خیر سے اپنی امت کی مدد کرتا ہے اور ظاہر (اسباب
کے ذریعہ) میں متقین اہل ایمان ہیں جو کہ اقامت صلوٰۃ اور
ایتاء زکوٰۃ اور اس کی حمد و ثنا کرنے کے اوصاف اور خشوع
سے متصف ہیں اور داعیہ الٰہیہ کے تحمل کی اہلیت رکھتے ہیں
اور خدا تعالیٰ ان کے ہاتھ پر اصلاح عالم کی تکمیل فرماتا ہے۔ پس
آیت مذکورہ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ سیاق و سباق کی شہادت سے
صدیق اکبرؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ان کی اور ان کے
تابعین کی طرف تعریض کرتی ہے۔ اور اگر صیغہ کے عموم سے
ہم دلیل پکڑیں تو تمام متقین کو لیجئے ان سب کو جن سے اس
سلسلہ میں مساعی متحقق ہوئیں) شامل ہے۔ اور اسی طرح یہ

قال ابو جعفر محمد بن علی الباقر حین قیل له انها
نزلت فی علی قال هو من المؤمنین انتهی
و قال جابر بن عبد الله نزلت فی عبد الله
ابن سلام فاظهره قومه فلذا نبیح این جماعت
را تماشا کن که این سیاق و سباق را گذاشته
در پی ترویج هوای باطل خود افتاده اند قال
الرازی فی الاساس لعله لقوله والذین
آمنوا علی وحده لوقوع التواتر بذلک من
المفسرین و اهل التواریخ وارد بلفظ جمع
من باب اطلاق العام علی الخاص و نظیره
قوله تعالی هم الذین یقولون لا تنفقوا
علی من عند رسول الله والمراد بها
ابن ابی وحده اما تواتر که این قوم می گویند
مجهول است معنی تواتر آن است که جماعت
عظیمه که اینان عادة بر کذب متفق باشند
بحس ادراک کرده باشند چیزی را و خبر دهند از آن
ادراک خویش اینجا نیست خبر صحیح از صادق
مصدوق نیز ثابت نه شده یک حدیث مرفوع ثابت
نیست چه جای تواتر و اگر بمسامحه لفظ تواتر
اتفاق اراده کرده شود آن هم غیر مسلم است
زیرا که من جابر و الباقر که این تاویل امریست
مختلف فیه تامل می باید کرد و آن اگر بر قاعده
ماشی افتد تسلیم و اگر خلاف قاعده است رد نمائیم
باز میگوئیم کدام ضرورت پیش آمده که از لفظ
عام معنی خاص اراده نمایند بالتخصیص اگر
از لفظ جمع مفرد را مراد باید گرفت این قسم
تاویل بعید را قرینه قویه میباید و آن
قرینه کجا است آنچه متمسک نظیر
نکار می گیرد آن است که بعض

ابو جعفر محمد بن علی الباقرؒ سے جب کہ ان سے کہا گیا کہ یہ آیت علیؓ
کے بارے میں نازل ہوئی فرمایا کہ وہ بھی (ان) مومنین میں سے ہیں
انتہی۔ اور جابر بن عبد اللہ کا یہ قول ہے کہ
یہ عبد اللہ بن سلامؓ کے حق میں نازل ہوئی جب کہ ان کو ان کی
قوم نے چھوڑ دیا تھا۔ اب بحث میں کی کج روی کا تماشا دیکھو کہ
اس سیاق و سباق کو چھوڑ کر اپنی ہوائے باطل کی ترویج کے
کس طرح پیچھے پڑے ہیں۔ رازی نے اساس میں کہا کہ قول باری
تعالے والذین آمنوا سے تنہا علی مراد ہیں کیونکہ اس پر مفسرین
و اہل تواریخ کا تواتر واقع ہوا ہے۔ صیغہ جمع سے آیت کا ورود
ہوا یہ اطلاق العام علی الخاص کی قسم میں سے ہے اور اس
کی نظیر یہ ارشاد ہے هم الذین یقولون الخ (۱۲۳ ع) یہ
وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاس (رہتے) ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو۔ اور مراد اس سے
تنہا ابن ابی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ شخص جس تواتر کو ثابت
کر رہا ہے وہ قبول نہیں ہو سکتا تواتر کے معنے یہ ہیں کہ ایک
جماعت عظیم کہ جتنے لوگوں کا عادۃً کذب پر متفق ہونا محال ہو وہ
کسی چیز کو حس سے ادراک کر لیں اور اس اپنے ادراک کی خبر دیں۔
یہاں ایسا نہیں کوئی نہیں ہو سکتی خبر صحیح "کے صادق و مصدوق
صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ اور اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع
بھی ثابت نہیں تو تواتر کہاں سے آجائے گا اور اگر تواتر کے یہ
اصطلاحی معنے مراد نہ لئے جائیں (بطور مسامحت لفظ تواتر
بول کر "اتفاق" مراد لیا جائے تو یہ بھی منع ہی کی صورت میں داخل
ہے جیسا کہ حضرت جابرؓ اور باقرؒ سے روایت گزر چکی ہے۔ بلکہ یہ
تاویل خود ایک امر مختلف فیہ ہے اس میں تامل کرنا چاہئے اگر قاعدہ
کے مطابق ہو تو ہم مان لیں اور خلاف قاعدہ ہو تو رد کریں۔ پھر
ہم کہتے ہیں کہ کونسی ضرورت پیش آئی کہ لفظ عام سے معنے خاص
مراد لیے جائیں بالخصوص جب کہ لفظ جمع کو مفرد مراد لیا ہو تو
اس قسم کی تاویل بعید کے لئے قرینہ قویہ ہونا چاہئے اور ایسا
قرینہ کہاں ہے۔ نظیر کا ظن جو کچھ کام کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ بعض

مردم بطریق تعریض حضرت مرتضےؓ را از ین
لفظ فہمیدہ و نسبتند و تعریض امر جداگانہ است
غیر تخصیص عام اینجا عام بہ معنے عموم خود باقی
است بوجود قرائن و دلالت صرف بہ دخول فرد
واحد در عام بلکہ بنا کر سوق کلام برائی اوبوده
است چنانکہ در فصل تعریضات بسط تحریر یافتہ
این شخص بسبب قلت معلومات خود آن معنے
را آشنا نیست بہ تخصیص فرد وحمل نمود باز این
گروہ گوید کہ ینجا تعریض وقتے راست بیاید کہ وَ
هُمْ رَاكِعُونَ حال واقع شود از یُؤْتُونَ
الزَّكٰوةَ و آن قصہ تصدیق کردن مرتضےؓ
واقع شدہ و کلام منتظم باین وجہ نیست که چون
وَهُمْ رَاكِعُونَ حال واقع شدہ بعد دو جملہ
متناسقہ و حال در جزو صلہ مشتمل بر ضمیر جمع
کہ فاعل آن ہر دو است پس ظاہر آن است
کہ از ہر دو جملہ حال واقع شدہ باشد و مجموع
معنے مربوط نگردد زیرا کہ یُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَهُمْ
رَاكِعُونَ بخلاف آنکہ گوئیم وَهُمْ خَاشِعُونَ فِيهِ
فِي اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ يا گوئیم
يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ الْمَفْرُوضَةَ وَيُؤْتُونَ
الزَّكٰوةَ الْمَكْتُوبَةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ مُوَاظِبُونَ
عَلَى النَّوَافِلِ دوم آنکہ یُؤْتُونَ صیغہ
مضارع است دلالت مے کند بر
استمرار تجددی پس اگر مقید شود
بحال مے باید کہ چندین دفعہ ادائے
زکوٰۃ در حین رکوع بعمل آمدہ باشد و یک
بار حکایت مے کند و لا قائل بہ
سوم آنکہ ترجیحے کہ ما اختیار
کردیم از فائدہ است

لوگ بطریق تعریض اس لفظ سے حضرت مرتضےؓ کو سمجھے ہوں
اور تعریض ایک جدا امر ہے تخصیص عام سے۔ اس جگہ عام اپنے
عموم پر باقی رہتا ہے اس کے باوجود قرائن و دلالت کرتے ہیں عام میں
صرف فرد واحد کے داخل ہونے پر بلکہ اس بات پر کہ بات کا یہ
انداز بیان اسی کے لئے تھا جیسا کہ تعریضات کی فصل میں ہم نے
مفصل لکھا ہے۔ لیکن یہ شخص اپنی قلت معلومات کے سبب اس
معنے کا آشنا نہیں ہے اس لئے تخصیص پر محمول کر رہا ہے پھر یہ ہم
کہتے ہیں کہ یہاں تعریض اس وقت صادق آتی جب کہ وَهُمْ
رَاكِعُونَ حال واقع ہوتی یُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ سے اور وہ قصہ
مخبرہ حضرت مرتضےؓ سے متعلق واقع ہوا ہوا اور یہ دونوں باتیں
ممنوع ہیں تین وجہ سے ایک یہ کہ وَهُمْ رَاكِعُونَ حال واقع
ہوا ہے بعد ایسے دو جملوں کے جو ایک ہی نسق پر رکھے گئے ہیں
(یعنی یُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ اور یُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ) جو صلہ (الَّذِينَ)
کے احاطہ میں داخل ہیں اور جو مشتمل ہیں ضمیر جمع پر جو کہ ان دونوں
کی فاعل ہے تو ظاہر یہ ہے کہ دونوں جملہ سے حال واقع ہوا ہو
اور اس صورت میں معنے مربوط نہیں ہوسکے۔ یہ صورت ہوتی کہ
یُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔ بخلاف اس کے کہ یوں کہا
جائے کہ وَهُمْ خَاشِعُونَ فِيهِ فِي اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَاءِ
الزَّكٰوةِ (وہ اللہ کے لئے عاجزی کرنے والے ہیں نماز قائم رکھنے اور
زکوٰۃ ادا کرنے میں) یا یوں کہیں یُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ الْمَفْرُوضَةَ
وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ الْمَكْتُوبَةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ مُوَاظِبُونَ عَلَى
النَّوَافِلِ (فرض نماز قائم رکھتے ہیں اور فرض زکوٰۃ ادا کرتے
ہیں درآں حالیکہ وہ رکوع کرنے والے ہیں یعنی نوافل پر مواظبت
رکھنے والے ہیں)۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یُؤْتُونَ صیغہ مضارع
ہے جو دلالت کرتا ہے استمرار تجددی پر تو اگر یہ حال سے مقید
ہوگا تو چاہیئے کہ بار بار زکوٰۃ دینا رکوع کے وقت عمل میں آیا ہو
اور ایک بار کا عمل (استمرار تجددی کے لئے) کافی نہیں ہوتا اور
کوئی اس کا قائل نہیں۔ (ممنوع ہونے کی) تیسری وجہ یہ
ہے کہ جو ترجیح ہم نے اختیار کی ہے وہ تہذیب نفس میں بڑا دخل

در تہذیب نفس واوثق است بکتاب وسنت
زیرا کہ خشوع در وقت صلوٰۃ وصدقہ مطلوب
شرعی است وہزاران دلیل شرعی بر طلب
آن دلالت می نماید وہمچنان اقامت بر فرائض
باموالحبت بر نوافل ممدوح است در شریعت و
مدار افضلیت واکملیت افراد بشر واقع شدہ بخلاف
صدقہ دادن در وقت رکوع کہ ہیچ مناسبت با
مقاصد شرعیہ پیدا نمی کند الا آنکہ فی الجملہ دلالت
دارد بر مسارعت در صدقات وبعبارت حسن چنان
آن باشد کہ گویند ویؤتیہا مبادرین فی الصدقۃ
خصوصیت رکوع را مدخلیتے نیست کہ مدح دائر گردد
برای آن واگر تسلیم نمائیم کہ آیت نازل شدہ است
درشان حضرت مرتضیٰ غایت دلالت آن آیت
آنکہ حضرت مرتضیٰ ناصر مسلمین است والامر کذلک
زیرا کہ خدای تعالیٰ مرتضیٰ را در مشاہد آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم توفیق عظیم کرامت فرمود تا امور
عجیبہ ازوے بظہور آمد مثل مبارزت در روز
بدر وجنگ احد وقتل عمرو بن عبدود در
غزوۂ خندق وفتح حصن در وقعہ خیبر الی
غیر ذلک واین نصر مسلمین بود خلافت از
کجا مفہوم شد واگر شیعہ گویند ولی بمعنی
متصرف است در امور مانند ولی مراۃ در
نکاح وولی صبی در معاملات او ضمیر خطاب
برای امت است وولی امت نمی باشد مگر امام
جواب گوئیم اولاً بنقض اجمالی اگر این آیت دال
است بر امامت او فی الحال پس در حال حیات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام باشد
ولا قائل بہ واگر بمعنی زمانی بعد تقدیم
بر ما الزامی نگردد زیرا کہ در وقتے

رکھتی ہے اور کتاب وسنت کے ساتھ پوری موافقت رکھتی
ہے اس لئے کہ خشوع نماز کے وقت میں اور صدقہ (دونوں)
مطلوب شرعی ہیں اور ہزاروں دلائل شرعیہ اُن کے مطلوب ہونے
پر دلالت کرتی ہیں اور اسی طرح فرائض کو قائم رکھنا اور نوافل
پر مواظبت شریعت میں ممدوح ہے اور افراد بشر کی افضلیت
واکملیت کا ان پر مدار واقع ہوا ہے بخلاف رکوع کے وقت
صدقہ دینے کے کہ کوئی مناسبت مقاصد شرعیہ کے ساتھ اس میں
واضح نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ صدقات میں مسارعت پر فی الجملہ
دلالت کرے اور اس صورت میں حسن عبارت یہ ہوگی کہ یوں کہیں
ویؤتیہا مبادرین فی الصدقۃ۔ خصوصیت رکوع کا اس میں کوئی دخل
نہیں کہ مدح اس پر دائر ہو۔ پھر اگر ہم تسلیم کرلیں کہ آیت حضرت
مرتضیٰؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے تو زیادہ سے زیادہ دلالت
اس بات پر ہوگی کہ حضرت مرتضیٰؓ مسلمانوں کو مدد دینے والے تھے
اور یہ بات حسب واقعہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے مرتضیٰؓ کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مواقع قتال میں توفیق عظیم عطا
فرمائی تھی یہاں تک کہ اُن سے امور عجیبہ کا ظہور ہوا جیسا کہ روز
بدر اور جنگ اُحد میں آپ کا مقابلہ کرنا اور عمرو بن عبدود کو قتل
کرنا اور غزوۂ خندق میں اور واقعہ خیبر میں قلعہ کا فتح کرنا اور
اس طرح کے بہت واقعات ہیں اور یہ نصر مسلمین (یعنی مسلمانوں
کی مدد) تھی، خلافت کہاں سے مفہوم ہوگئی۔ اور اگر شیعہ یہ
کہیں کہ ولی کے معنے امور میں تصرف کرنے والے کے ہیں جیسا
عورت کا ولی نکاح کے بارے میں اور لڑکے کا ولی اس کے معاملات
کے بارے میں اور ضمیر خطاب کی امت کے واسطے ہے اور امت
کا ولی صرف امام ہی ہوتا ہے۔ تو ہم جواب دیں گے اولاً بنقض اجمالی
اگر یہ آیت حضرت مرتضیٰؓ کی امامت فی الحال پر دلالت کرنے
والی ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی حالت
میں بھی امام ہوں گے اور اس کا کوئی قائل نہیں۔ اور اگر اس کے
معنے زمانہ بعد میں سمجھیں (یعنی خلافت کا ظہور ہوگا اگرچہ کچھ
زمانہ گزرنے کے بعد ہو) تو یہ تو ہماری تائید کرنے کی کیونکہ وقت

کافر بود آن اول امروے تا بعث النبی صلے
اللہ علیہ وسلم ودعاہ الے الاسلام اصل قصہ
آنست کہ خدائے تعالے خطاب فرمود حضرت
ابراہیم علیہ صلوات اللہ وسلامہ اِنِّیْ جَاعِلُکَ
لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ
قَالَ لَا یَنَالُ عَہْدِی الظّٰلِمِیْنَ الآیہ
معنی امام پیشوا است نبی باشد یا خلیفہ یا
عالم مقتدا لیکن مراد درینجا نبی است بلاشک
سیاق کلام این است کہ خدائے تبارک و
تعالے حضرت ابراہیم را بنبی سیادت بر ہمہ
مردمان مبعوث گردانید وچون مرد مانرا
صلوات اللہ علیہ سوال نمود کہ بار خدایا از
ذریت من جمعے را انبیاء گردان حق سبحانہ
فرمود وعدہ من یا نبوت من ظالمان را
در حکایت این نحو رواست بر مشرکان عرب
بالغ وجوہ کہ میگفتند لَوْلَا نُزِّلَ ہٰذَا
الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ
چون معنی آیت دانستہ شد میگوئیم اینجا اصلا ذکر خلافت
نیست و مدلول آیت با مسئلہ ما مساس ندارد و ذکر
نبوت و وحی است و علی التسلیم لفظ ظالم حقیقۃً
بر شخصے منطبق است کہ در وقت وقوع مضمون
جملہ ظالم باشد نہ بر شخصے کہ در زمانے قبل اوست
یا بعد اوست ظالم بود اطلاق عصیر بر خمر یا خمر بر
عصیر مجاز است بالاتفاق و ابوبکر صدیق در
وقت نیل خلافت ظالم نبود قولہ صلے اللہ
علیہ وسلم الا ترضے ان تکون منی بمنزلۃ ہارون
من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی اصل
قصہ آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم متوجہ شد بغزوۂ تبوک

وہ اوّل عمر میں کافر تھا یہاں تک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث
ہوئے اور ان کو اسلام کی طرف دعوت دی۔ اصل قصہ یہ ہے
کہ خدا تعالے نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب
فرمایا اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ (۲: ۱۲۴) کہ میں تم کو لوگوں کا مقتدا بناؤں گا
اور انھوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کسی
کو (نبوت دیجیے) ارشاد ہوا کہ میرا یہ عہد (نبوت) خلاف ورزی
کرنے والوں کو نہ ملے گا: اگرچہ امام کے معنے پیشوا ہیں نبی ہو یا
خلیفہ یا عالم مقتدا۔ لیکن بلا کسی شک کے یہاں نبی مراد ہے تو
کلام کے معنے یہ ہیں کہ خدائے تبارک و تعالے نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کو لوگوں کے لئے نبی بنایا اور ان کو لوگوں کی طرف
مبعوث کیا اور آپ نے صلوات اللہ وسلامہ علیہ سوال کیا کہ خدایا
میری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو انبیاء بنا دیجیے۔ حق تعالیٰ نے
فرمایا کہ میری وحی یا میری نبوت ظالموں کو نہیں پہنچے گی۔ اور اس
ماجرا کے بیان کا مقصد مشرکین عرب کے اس قول کا بلیغ طور پر
رد کرنا مقصود ہے جو وہ کہتے تھے لَوْلَا نُزِّلَ ہٰذَا (۴۳: ۳۱)
اور کہتے تھے کہ یہ قرآن (اگر کلام الٰہی ہے تو) ان دونوں بستیوں
(مکہ وطائف کے بڑے دو شہروں) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں
نہیں نازل کیا گیا؟ جب آیت کے معنے معلوم ہوگئے تو ہم کہتے
ہیں کہ یہاں قطعاً خلافت کا کوئی ذکر نہیں اور آیت کے مدلول نے
مسئلہ خلافت کو چھوا تک نہیں۔ یہاں مقصد نبوت اور وحی کا
ذکر ہے۔ اور بنا بر تسلیم ہم کہتے ہیں کہ لفظ ظالم حقیقۃً ایسے
شخص پر بولا جاتا ہے جو کہ مضمون جملہ کے واقع ہونے کے وقت
ظالم ہو نہ ایسے شخص پر جو کسی زمانہ میں اس سے پہلے یا بعد میں
ظالم ہوا ہو۔ شیرے کا اطلاق خمر پر یا خمر کا شیرے پر بالاتفاق
مجاز ہے اور ابوبکر صدیقؓ خلافت ملنے کے وقت ظالم نہیں تھے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ الخ
یعنی کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تیرا مرتبہ میرے ساتھ
وہ ہو جو ہارون کا مرتبہ تھا موسیٰ کے ساتھ۔ اصل قصہ یہ ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کی طرف متوجہ ہوئے

وحضرت مرتضیٰ را در خانہ گذاشت بسبب مصلحتی خانہ خود زیں وجہ زنان طعنہ زدند بمقام حضرت مرتضیٰ بہم رسید کہ وقت جنگ جدا کرد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ شد آنحضرت فرمود الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ اخرج الترمذی والحاکم من حدیث سعد سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لعلی وخلفہ فی بعض مغازیہ فقال علی یا رسول اللہ تخلفنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی حاصل آنست کہ حضرت موسیٰ در وقت غیبت خود بسوی کوہ طور حضرت ہارون را خلیفہ ساخت پس حضرت ہارون جمع کرد در میان سہ خصلت اول اہل بیت حضرت موسیٰ بود دوم خلیفہ او بود بعد غیبت وی بود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چون مرتضیٰ را خلیفہ ساخت در غزوہ تبوک مرتضیٰ تشبہ پیدا کرد بحضرت ہارون در دو خصلت اول خلافت در وقت غیبت دوم بودن از اہل بیت نہ در خصلت ثالثہ کہ نبوۃ است این معنی با خلافت کبریٰ کہ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باشد ہیچ علاقہ ندارد زیرا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در ہر غزوہ شخصے را امیر مدینہ مقرر مے ساخت خلافت کبریٰ دیگر است و خلافت صغریٰ در وقت غیبت از مدینہ دیگر و دلالت نکند بر آنکہ مرتضیٰ حقیق است بآنکہ تفویض امور بوی میسر باشد

اور حضرت مرتضیٰؓ کو اپنی خانگی مصلحتوں کی وجہ سے گھر میں چھوڑا اسی کی وجہ سے ایک گونہ ملال حضرت مرتضیٰؓ کے دل میں پیدا ہوا کہ جنگ کے وقت وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ ہوں گے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارونؑ کا مرتبہ تھا موسیٰؑ کے ساتھ۔ اخذ کیا ترمذی اور حاکم نے سعد کی حدیث سے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے اور بعض غزوات میں آپ نے ان کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ دیا تھا تو آپ سے علیؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ چھوڑے جاتے ہیں تو ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارونؑ کا مرتبہ تھا موسیٰؑ کے ساتھ مگر اس قدر کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور کی طرف جاتے وقت اپنی غیر حاضری تک بھائی حضرت ہارونؑ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا تو حضرت ہارونؑ میں تین خوبیاں جمع ہو گئی تھیں (پہلی) یہ کہ وہ حضرت موسیٰؑ کے اہل بیت میں سے تھے۔ (دوسری) یہ کہ ان کی عدم موجودگی میں ان کے خلیفہ ہو گئے۔ (تیسری) یہ کہ نبی تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مرتضیٰؓ کو خلیفہ بنایا غزوۂ تبوک میں تو حضرت مرتضیٰؓ نے حضرت ہارونؑ کے ساتھ دو خوبیوں میں مشابہت حاصل کر لی اول (یعنی صلے اللہ علیہ وسلم کی) غیبت کے وقت ان کی خلافت دوسری اہل بیت نبوت میں سے ہونا۔ تیسری خوبی جو نبوت تھی اس میں مشابہت نہ ہوئی۔ یہ مفہوم خلافت کبریٰ کے ساتھ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہو گی کوئی ربط نہیں رکھتا کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر غزوہ میں کسی شخص کو امیر مدینہ مقرر کرتے تھے خلافت کبریٰ اور بات ہے اور خلافت صغریٰ مدینہ سے غیر حاضری کے وقت میں اور بات۔ اور اگر (یہ ارشاد نبوی) اس بات پر دلالت کرے کہ مرتضیٰؓ اس بات کے حقدار ہیں کہ امور مہمات ان کے سپرد کیا جائیں

وقتیکہ لشکریان معلوم کردید در اثنائی رجوع
از حجۃ الوداع خطبہ بر خواند در امر رعایت
حقوق اہل بیت و در آخر خطبہ در بعض
روایات مروی است کہ زجر فرمود از
خشونت با مرتضیٰ و امر نمود بدوستی او
اخرج مسلم من طریق اسمٰعیل بن ابراہیم عن ابی
حیان عن یزید بن حیان قال انطلقت انا
وحصین بن سبرۃ وعمر بن مسلم الی
زید بن ارقم فلما جلسنا الیہ قال لہ حصین
لقد لقیت یا زید خیرا کثیرا رأیت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسمعت حدیثہ
وغزوت معہ وصلیت خلفہ لقد لقیت یا زید
خیرا کثیرا حدثنا یا زید ما سمعت من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابن اخی واللہ لقد
کبرت سنی وقدم عہدی ونسیت بعض الذی
کنت اعی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فما حدثتکم فاقبلوا وما لا فلا تکلفونیہ
ثم قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما بین مکۃ و
المدینۃ فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر
ثم قال اما بعد الا یا ایہا الناس فانما انا
بشر یوشک ان یاتی رسول ربی فا
جیب وانا تارک فیکم ثقلین
اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی و
النور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا
بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ
ثم قال واہل بیتی اذکرکم اللہ فی
اہل بیتی اذکرکم اللہ فی
اہل بیتی

جب آپ کو لشکر والوں کی آپ کے ساتھ سرکشی معلوم ہوگئی تو حجۃ الوداع
سے واپسی کے دوران میں آپ نے اہل بیت کے ساتھ حسن سلوک کے
بارے میں ایک خطبہ پڑھا اور آخر خطبہ میں بعض روایات میں مروی
ہے کہ آپ نے حضرت مرتضیٰؓ کے ساتھ تند کلامی پر لوگوں کو جھڑکا
اور ان کے ساتھ دوستی رکھنے کا حکم دیا۔ امام مسلم نے بروایت
اسمٰعیل بن ابراہیم از ابی حیان از یزید بن حیان، انہوں نے بیان
کیا کہ میں اور حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم زیدؓ بن ارقم کے
پاس گئے۔ جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو ان سے حصین نے کہا
کہ اے زیدؓ آپ کو خیر کثیر نصیب ہوئی کہ آپ نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کا کلام سنا اور آپ کے ساتھ
جہاد کیا اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی بیشک اے زید آپ کو خیر کثیر نصیب
ہوئی۔ اے زید آپ ہمیں کوئی ایسی بات بیان کیجئے جو آپ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی۔ زیدؓ نے فرمایا کہ اے بھتیجے
واللہ میری عمر بڑی ہوگئی اور میرا زمانہ پرانا ہوگیا اور میں بعض
وہ باتیں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر یاد
کی تھیں بھول گیا ہوں تو جو کچھ میں نے تم سے بیان کیں
ان کو قبول کرو اور جو نہیں کہیں ان پر مجھے تکلیف نہ دو۔ پھر
کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے خطبہ
دینے کے لئے اس مقام پر کھڑے ہوئے جس کو خم کہا جاتا ہے جو مکہ
اور مدینہ کے درمیان ہے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور
وعظ و نصیحت کی پھر فرمایا اما بعد یاد رکھو اے لوگو! میں ایک بشر
ہوں وہ وقت قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد آجائے اور میں اس
کی دعوت قبول کر لوں اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں
ان میں سے پہلی کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے تو
کتاب اللہ کو پکڑو اور اس کو سنبھالے رہو تو آپ نے کتاب اللہ پر
لوگوں کو ابھارا اور اس کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا اور
دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے
بارے میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے
میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں (کہ اللہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے

قال الحصین ومن اہل بیتہ یا زید الیس
نساؤہ من اہل بیتہ قال نساؤہ من اہل
بیتہ ولکن اہل بیتہ من حرم الصدقۃ بعدہ
قال ومن ہم قال ہم آل علی وآل عقیل
وآل جعفر وآل عباس قال کل ہؤلاء
حرم الصدقۃ قال نعم ۔ ومن طریق محمد
ابن فضیل وجریر عن ابی حیان نحو حدیث
اسمٰعیل ۔ ومن طریق سعید بن مسروق عن
یزید بن حیان نحوہ ۔ این قدر خود صحیح
است مذکور در صحیح مسلم در زیادۃ قصہ
امر ناس بموالاۃ مرتضیٰ اینجا مذکور نیست
واہل حدیث دران زیادۃ مختلف اند
طائفہ صحیح دانند و طائفہ غریب
مطلق ومیل بندہ ضعیف آن است کہ
این زیادۃ نیز صحیح است لیکن نہ
بدرجہ حدیث مسلم ۔ اخرج الحاکم من
طریق سلیمان الاعمش عن حبیب بن
ابی ثابت عن ابی الطفیل عن زید بن
ارقم قال لما رجع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من حجۃ الوداع ونزل غدیر
خم امر بدوحات فقممن قال کانی قد
دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم
الثقلین احدہما اکبر من الآخر کتاب اللہ
تعالٰی وعترتی فانظروا کیف تخلفونی
فیہما فانہما لن یتفرقا حتی یردا
علی الحوض ثم قال ان اللہ عز
وجل مولای وانا ولی کل
مؤمن ثم اخذ بید علی رضی
اللہ عنہ فقال من کنت ولیہ

میرے اہل بیت کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔ تو اُن سے حصین نے
کہا کہ اے زید! اہل بیت نبی کون ہیں۔ کیا آپ کی بیبیاں آپ کی
اہل بیت میں سے نہیں ہیں۔ زید بن ارقم نے کہا کہ آپ کی بیبیاں آپ
کے اہل بیت میں سے ہیں۔ لیکن (در حقیقت) آپ کے اہل بیت وہ
ہیں کہ آپ کے بعد جن پر صدقہ لینا حرام کیا گیا۔ حصین نے کہا کہ
وہ کون ہیں؟ زید نے فرمایا کہ وہ آل علیؓ اور آل عقیل و آل جعفر
اور آل عباس ہیں۔ حصین نے کہا کیا ان سب پر صدقہ لینا حرام
ہے؟ زید نے کہا ہاں! اور بروایت محمد بن فضیل اور جریر
از ابی حیان مثل حدیث اسمٰعیل (مذکورہ بالا)۔ اور بروایت
سعید بن مسروق از یزید بن حیان۔ اسی طرح۔ اتنی بات تو
بلاشبہ صحیح ہے جو صحیح مسلم میں مذکور ہے اور حضرت مرتضیٰ
کی موالاۃ کے قصہ کا اضافہ یہاں مذکور نہیں ہے۔ اور اس اضافہ
کے بارے میں اہل حدیث مختلف الرائے ہیں ایک جماعت نے صحیح
قرار دیا اور ایک جماعت نے غریب مطلق۔ اور بندہ ضعیف کا
رجحان یہ ہے کہ یہ اضافہ بھی صحیح ہے۔ لیکن حدیث مسلم کے
درجہ میں نہیں۔ تخریج کیا حاکم نے بروایت سلیمان الاعمش از
حبیب بن ابی ثابت از ابی الطفیل از زید بن ارقم۔ کہا جب کہ
واپس ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے
اور اترے غدیر خم میں، تو آپ نے حکم دیا [illegible] کے متعلق
تو ان کو صاف کر دیا گیا۔ (جن پر آپ نے مع اصحاب آرام
فرمایا پھر آپ نے ایک خطبہ دیا جس کے دوران میں) آپ نے
فرمایا گویا کہ میں بلا لیا گیا ہوں اور جواب قبول بھی کر چکا ہوں
تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے ایک
دوسرے سے بڑی ہے۔ کتاب اللہ اور میرے اہل بیت۔ اور دیکھو
کہ ان دونوں کے ساتھ میرے بعد تم کیا معاملہ کرتے ہو۔ یہ
دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے
پاس حوض پر وارد ہوں گے۔ پھر آپ نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل
میرا مولا (محبوب) ہے اور میں دوست (قریبی) ہوں ہر مومن کا۔ پھر
آپ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا پھر فرمایا کہ میں جس کا دوست ہوں

فهذا وليه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وذكر الحديث بطوله واخرج الحاكم من طريق سلمة بن كهيل عن ابيه عن ابي الطفيل انه سمع زيد بن ارقم يقول نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم بين مكة والمدينة عند شجرات خمس دوحات عظام فكنس الناس ما تحت الشجرات ثم راح رسول الله صلى الله عليه وسلم عشية فصلى ثم قام خطيبا فحمد الله واثنى عليه وذكر ووعظ فقال ما شاء الله ان يقول ثم قال ايها الناس اني تارك فيكم امرين لن تضلوا ان اتبعتموهما وهما كتاب الله واهل بيتي عترتي ثم قال اتعلمون اني اولى بالمؤمنين من انفسهم ثلاث مرات قالوا نعم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كنت مولاه فعلي مولاه واخرج الحاكم عن بريدة الاسلمي قال غزوت مع علي اليمن فرأيت منه جفوة فقدمت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت عليا فتنقصته فرأيت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم يتغير فقال يا بريدة الست اولى بالمؤمنين من انفسهم قلت بلى يا رسول الله فقال من كنت مولاه فعلي مولاه

اخرج

پس یہ بھی اس کا دوست ہے۔ اے اللہ آپ اس سے محبت کیجئے جو علیؓ سے محبت کرے اور اس کے دشمن کا معاملہ کیجئے جو اس سے دشمنی کرے اور ذکر کیا (زید بن ارقمؓ نے) حدیث کو اس کی تفصیل کے ساتھ۔

اور روایت کیا حاکم نے بروایت سلمہ بن کہیل از کہیل از ابی الطفیل کہ انھوں نے زید بن ارقمؓ سے سنا وہ کہتے تھے کہ اترے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ اور مدینہ کے درمیان نزدیک سمرہ کے درختوں کے پانچ بڑے درجات میں تو لوگوں نے سمرات کے نیچے کی زمین پر جھاڑو دے دی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا عشاء تک پھر نماز پڑھی پھر آپ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور اللہ کا ذکر اور وعظ کہا۔ اور جو اللہ کو منظور تھا کہ آپ کہیں وہ آپ کہنے کے بعد فرمایا اے لوگو میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں اگر تم نے ان دونوں کا اتباع کیا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ دونوں کتاب اللہ ہیں اور میرے اہل بیت اور عترت یعنی خاص اقرباء ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں مومنین کے ساتھ ان کے نفسوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتا ہوں۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا (ہر مرتبہ) لوگوں نے کہا "نعم" یعنی بیشک۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں علیؓ بھی اس کا مولیٰ ہے (یعنی ولی اور محبوب) اخذ کیا حاکم نے۔ بریدہ اسلمی سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں نے یمن کی طرف علیؓ کی معیت میں جہاد کیا۔ وہاں میں نے اُن سے ترشی دیکھی پھر جب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو میں نے علیؓ کا ذکر کیا اور اُن کی برائی بیان کی۔ تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو متغیر ہوتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے بریدہ کیا میں مومنین کے ساتھ ان کے نفسوں سے زیادہ تعلق والا نہیں ہوں۔ میں نے کہا کہ بیشک یا رسول اللہ پھر آپ نے فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں علیؓ بھی اس کا مولیٰ ہے۔ اخذ کیا

ملے سمرہ ایک خاردار درخت ہے کیکر کے مشابہ جس پر [illegible] لگتی ہے جو اونٹ و بکریاں کھاتے ہیں ۱۲ مترجم ملے ظاہر یہی ہے کہ مشہور قول یہی ہے کہ عترت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کو کہتے ہیں [illegible] لیا گیا ہے۔

الحاکم والترمذی نحوه عن عمران بن حصین قال
بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سریۃ
واستعمل علیہم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
فمضی علی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا
ذلک علیہ فتعاقد اربعۃ من اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اذا لقینا النبی صلے اللہ علیہ
وسلم اخبرناه بما صنع علی قال عمران وکان
المسلمون اذا قدموا من سفر بدأوا برسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فنظروا الیہ وسلموا علیہ
ثم ینصرفون الی رحالہم فلما قدمت
السریۃ سلموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر
ان علیا صنع کذا فاعرض عنہ ثم قام الثانی
فقال مثل ذلک فاعرض عنہ ثم قام
الثالث فقال مثل ذلک فاعرض عنہ ثم
قام الرابع فقال یا رسول اللہ الم تر
ان علیا صنع کذا وکذا فاقبل علیہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و
الغضب فی وجہہ فقال ما تریدون من
علی ان علیا منی وانا منہ وہو
ولی کل مؤمن واخرج الحاکم من عمرو
بن شاس الاسلمی وکان من اصحاب الحدیبیۃ
قال خرجنا مع علی رضی اللہ عنہ الی الیمن
فجفانی فی سفرہ ذلک حتی وجدت
فی نفسی فلما قدمت اظہرت شکایتہ
فی المسجد حتی بلغ ذلک
رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم قال فدخلت المسجد

حاکم نے اور ترمذی نے بھی اسی طرح۔ مروی ہے عمران بن حصین
سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا
اور اس پر امیر بنایا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اور علی
سریہ میں بڑھے جا رہے تھے کہ انھوں نے ایک جاریہ پر اپنا قبضہ
کر لیا ان کی یہ بات لوگوں کو ناگوار ہوئی اس کے بعد اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے چار نے باہم طے کر لیا
کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملیں گے تو جو کچھ علی
نے کیا ہے اس کی ہم آپ کو خبر دیں گے۔ عمران کہتے ہیں اور مسلمانوں
کا یہ معمول تھا کہ جب سفر سے آیا کرتے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے شروع کرتے اور آپ کی طرف دیکھتے اور آپ کو سلام
کرتے پھر اپنے کجاووں کی طرف واپس ہوتے تو جب سریہ آیا تو
لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو ان چاروں
میں سے ایک کھڑا ہوا اور بولا یا رسول اللہ کیا آپ کو علم نہیں
ہے کہ علی نے ایسا کیا تو آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا کھڑا
ہوا تو اس نے بھی ایسا ہی کہا تو آپ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا
پھر تیسرا کھڑا ہوا اور اس نے بھی وہی کہا۔ اس سے بھی آپ نے
منہ پھیر لیا۔ پھر چوتھا کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ علی نے
ایسا اور ایسا کیا تو اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
متوجہ ہوئے اور آپ کے چہرے پر غضب کے آثار تھے اور آپ نے
فرمایا کہ تم لوگ علی کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہو۔ بیشک علی
مجھ سے ہے اور میں اس سے (یعنی نہ میں علی کو چھوڑ سکتا ہوں
اور نہ علی مجھے چھوڑ سکتا ہے) اور علی ہر مومن کا قریبی دوست
ہے۔ اور۔ نیز کیا حاکم نے روایت ہے عمرو شاش اسلمی سے
اور وہ اصحاب حدیبیہ میں سے تھے کہا کہ ہم علی رضی اللہ عنہ کے
ساتھ یمن کی طرف چلے تو انھوں نے اس سفر میں مجھے تکلیف
پہنچائی یہاں تک کہ میرے دل میں رنج پیدا ہو گیا۔ جب میں مدینہ
آیا تو میں نے مسجد میں لوگوں کے سامنے ان سے جو شکایت
تھی اس کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ یہ بات رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ عمرو نے کہا کہ میں اگلے دن صبح کو مسجد میں

ذاتَ غداۃٍ ورسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فی ناسٍ من اصحابہٖ فلما رآنی ابدّنی
عینیہ قال یقول حدّد الیّ النظر حتّٰی
اذا جلستُ قال یا عمرو اما واللہ لقد
آذیتنی فقلتُ اعوذ باللہ ان اوذیک
یا رسولَ اللہ قال بلٰی من آذٰی علیًّا
فقد اٰذانی ۔ و اخرج الحاکم عن ابی سعید
الخدری شکی الناس علیَّ بن ابی طالب
الٰی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقام
فینا خطیبًا فسمعتہ یقول ایھا الناس لا
تشکوا علیًّا فواللہ انہ لاخشن فی
ذات اللہ او فی سبیل اللہ ۔ و اخرج
الترمذی عن البراء قال بعث النبی
صلے اللہ علیہ وسلم جیشین وامّر
علٰی احدھما علیَّ بن ابی طالب وعلی
الاٰخر خالدَ بن الولید وقال اذا کان
القتال فعلیٌّ قال فافتتح علیٌّ حصنًا فاخذ
منہ جاریۃً فکتب معی خالدٌ کتابًا
الی النبی یشی بہ قال فقدمتُ علی
النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقرأ الکتاب
فتغیّر لونہ ثم قال ما ترٰی فی رجلٍ
یحبّ اللہ و رسولہٗ ویحبہ اللہ و
رسولہٗ قال قلتُ اعوذ باللہ من
غضب اللہ و غضب رسولہٖ و انما
انا رسولٌ فسکت ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
برائی سے ممانعت ابن دار عشال مبالغہ بکار
بردہ و تہدیدات شدیدہ فرمودہ از آنجملہ
فرمودہ من سبّ علیًّا فقد
سبّنی

داخل ہوا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی
ایک جماعت میں موجود تھے تو جب آپ نے مجھے دیکھا تو اپنی دونوں
آنکھوں کو مجھ پر جما دیا۔ راوی نے کہا کہ ان کا یہ کہنا تھا کہ آپ نے
میری طرف تیز نظر سے دیکھا۔ یہاں تک کہ جب میں بیٹھ گیا تو آپ نے
فرمایا کہ اے عمرو! خبردار بخدا تو نے مجھے اذیت پہنچائی۔ میں نے
کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ آپ کو اذیت
پہنچاؤں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کیوں نہیں جس شخص نے علیؓ کو اذیت
پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔ "اخذ کی حاکم نے" روایت ہے
ابو سعید خدریؓ سے کہ لوگوں نے علیؓ بن ابی طالب کی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ ہمارے سامنے بحیثیت
خطیب کھڑے ہوگئے تو میں نے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ لوگو علیؓ
کی شکایت نہ کرو۔ "واللہ وہ اللہ کی ذات" یا فرمایا کہ اللہ کی
راہ کے بارے میں کچھ تشدد ہے۔ "اخذ کیا ترمذی نے" مروی
ہے براء سے، کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو لشکر بھیجے اور
ان میں سے ایک پر امیر بنایا علیؓ بن ابی طالب کو اور دوسرے پر
خالد بن الولید کو اور فرمایا کہ جب قتال ہو تو علیؓ (دونوں لشکر
کے) امیر ہوں گے (براءؓ نے) کہا کہ پھر علیؓ نے ایک قلعہ فتح کیا
اور (غنیمت میں سے) ایک جاریہ لے لی اس کے بعد خالدؓ نے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خط لکھ کر میری معرفت بھیجا
جس میں علیؓ کی مخبری کی تھی۔ براءؓ نے کہا کہ میں نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں وہ خط لیکر پہنچا جب آپ نے وہ خط پڑھا
تو آپ کا رنگ بدل گیا۔ پھر فرمایا کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا رائے
رکھتا ہے جو محبت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول سے اور اللہ
اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں اللہ
کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب
سے میں تو صرف ایک ایلچی ہوں۔ تو آپ خاموش ہوگئے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لاعلاج بیماری کے معالجہ کے لئے بڑی
کوششیں فرمائی ہیں اور سخت تنبیہات بھی کی ہیں۔ آن میں سے
یہ ہے کہ فرمایا جس نے علیؓ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی

اخرجہ الحاکم من حدیث ابی ذر وازان جملہ آنست
فرمود بحضرت مرتضی من اطاعنی فقد اطاع
اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاعک
فقد اطاعنی ومن عصاک فقد عصانی اخرجہ
الحاکم من حدیث ابی ذر وازان جملہ حب علی
آیۃ الایمان وبغض علی آیۃ النفاق اخرجہ
الحاکم و فرمود یا علی طوبی لمن احبک و
صدق فیک وویل لمن ابغضک وکذب فیک
واین ہمہ الفاظ متقارب المعنے است واوقات
ورود آن نیز متقارب بودہ است چون این
حدیث بسبب ورود آن منقح شد بالاتر
باصل سخن متوجہ شویم تا حق اہل بیت آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است ان
ابر البر صلۃ الرجل اہل ود ابیہ اخرجہ مسلم
من حدیث ابن عمر شک نیست چون صلہ
اہل ود پدر مطلوب شد صلہ اقارب حضرت
پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم بالاولی مطلوب است
ومعقول المعنے است کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم البتہ بآن فرمودہ عباس واولاد
او وازواج طاہرات آنجناب صلے اللہ
علیہ وسلم ہمہ درین امر داخل اند عن عبد المطلب
ابن ربیعۃ ان العباس دخل علی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مغضبا وانا
عندہ فقال ما اغضبک قال
یا رسول اللہ ما لنا ولقریش اذا
تلاقوا بینہم تلاقوا بوجوہ مبشرۃ و
اذا لقونا لقونا بغیر ذلک فغضب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم حتی

اس کو اخذ کیا حاکم نے حدیث ابو ذر سے۔ اور ان میں سے یہ
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کو خطاب
فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور
جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے
تیری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے تیری
نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ اس کو حاکم نے اخذ کیا حدیث
ابو ذر سے۔ اور ان میں سے یہ ہے کہ علیؓ کی محبت ایمان کی
علامت ہے اور علیؓ سے بغض نفاق کی علامت ہے اس کو حاکم
نے اخذ کیا۔ اور فرمایا اے علیؓ مبارک ہے وہ شخص جس نے تجھ
سے محبت کی اور بد انجام ہے وہ شخص جس نے تجھ سے بغض
رکھا اور تجھ پر جھوٹ بولا۔ اور یہ تمام الفاظ قریب قریب معنے
کے ہیں اور ان کے فرمانے کے اوقات بھی قریب قریب ہیں۔ جب یہ
حدیث اور اس کا سبب ورود منقح ہو گیا تو اب ہم اصل بات
کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو حق اہل بیت کے حق کے بارے میں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت بڑی نیکی یہ ہے
نیک برتاؤ کرنا اپنے باپ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ اس کو اخذ
کیا مسلم نے حدیث ابن عمرؓ سے۔ اور اس میں شک نہیں کہ جب
باپ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ نیک برتاؤ مطلوب شرعی
ہے تو حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدرجۂ اولیٰ مطلوب
ہے اور یہ بات قرین عقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمائیں اور حضرت عباسؓ اور آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم
کی اولاد اور ازواج طاہرات سب اس امر میں داخل ہیں۔ عبد المطلب
ابن ربیعہ سے مروی ہے کہ (ایک مرتبہ) عباسؓ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں غصہ سے بھرے ہوئے آئے اور میں
آپ کے پاس موجود تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کو کس بات پر غصہ
آرہا ہے۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے ساتھ قریش کا یہ
کیا معاملہ ہے کہ جب یہ لوگ باہم ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو
کشادہ پیشانی سے ملتے ہیں اور جب ہم سے ملتے ہیں تو ان کا حال بدل
جاتا ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا یہاں تک

احمر وجهه ثم قال والذي نفسي بيده
لا يدخل قلب رجل الايمان حتى يحبكم
لله ولرسوله ثم قال يا ايها الناس من
آذى عمي فقد آذاني فانما عم الرجل
صنو ابيه اخرجه الترمذي وعن عائشة
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان يقول لنسائه ان امركن مما يهمني
من بعدي ولن يصبر عليكن الا
الصابرون الصديقون قالت عائشة
يعني المتصدقين ثم قالت عائشة
لابي سلمة بن عبد الرحمن سقى
الله اباك من سلسبيل الجنة وكان
ابن عوف قد تصدق على امهات
المؤمنين بحديقة بيعت باربعين الفا
اخرجه الترمذي وعن ام سلمة قالت سمعت
رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
لازواجه ان الذي يحنو عليكن بعدي هو
الصادق البار اللهم اسق عبد الرحمن بن عوف
من سلسبيل الجنة رواه احمد و معنی جمع در
کتاب وغیرہ آن است تا دانستہ شود کہ ایمان
بجناب اللہ واجب است ہمچنان اقارب و ازواج
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز واجب است سیاق
این کلام قریب بسیاق این حدیث است من
کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفہ
واین معنی از لفظ مسلم در حدیث زید بن ارقم کہ
صحیح الاسناد است ظاہر است لا تفہم
[illegible] تا غضب برائے مرتضیٰؓ

آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے
ہاتھ میں میری جان ہے کسی شخص کے قلب میں ایمان داخل نہ ہوگا
جب تک کہ وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے محبت کرے۔
پھر آپ نے (یوں) فرمایا کہ اے لوگو! جس نے میرے چچا کو اذیت
پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی کیونکہ کسی شخص کا چچا باپ کی
ایک شاخ (یعنی باپ کے مرتبہ میں) ہے۔ اس کو نقل کیا ترمذی نے
اور مروی ہے حضرت عائشہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(ایک مرتبہ) اپنی بیویوں سے فرماتے تھے کہ تمہارا معاملہ میرے
بعد میرے لئے اہم امور میں سے ہے تمہاری خدمت پر کمربستہ
کوئی نہ ہوگا بجز صابروں کے اور صدیقوں کے عائشہؓ نے کہا کہ
آپ کی مراد (راہ اللہ میں) دینے والوں سے تھی۔ پھر فرمایا عائشہؓ نے
ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن (بن عوف) سے کہ اللہ تیرے باپ کو جنت
کی (نہر) سلسبیل سے سیراب کرے اور ابن عوفؓ نے امہات المومنین
پر ایک باغ صدقہ کیا تھا جو چالیس ہزار میں فروخت ہوا تھا
نقل کیا اس کو ترمذی نے۔ اور ام سلمہؓ سے مروی ہے کہا کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اپنی ازواج سے
فرماتے تھے کہ جو شخص میرے بعد تم سے سخاوت کا معاملہ کریگا
وہ صادق اور نیک کردار ہوگا۔ اے اللہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ
کو سلسبیل جنت سے سیراب کر۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور
کتاب اللہ اور اس کے ساتھ دوسروں کو جمع کرنے کے معنے یہ
ہیں کہ جیسے کہ کتاب اللہ پر ایمان لانا واجب ہے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے اقارب و ازواج کے ساتھ حسن سلوک بھی واجب
ہے۔ اور اس کلام کا سیاق اس حدیث کے سیاق کے قریب ہے
کہ جو شخص تم میں سے اللہ اور یوم قیامت پر ایمان لاتا ہے اس کو
چاہیئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ اور یہ معنے زید بن ارقم کی
حدیث میں مسلم کے الفاظ سے جو اس کے سب سے زیادہ صحیح الفاظ
ہیں ظاہر ہیں۔ اس میں کوئی خفا نہیں ہے۔ تا [illegible] حضرت مرتضیٰؓ

؎ یہ تخریج اس حدیث سے متعلق ہے جو گذر چکی ہے کہ میں تم میں دو بڑی بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کتاب اللہ اور اپنا اہل بیت کو جو زید
بن ارقم نے روایت کی ہے ۱۲ مترجم

باشند و معنی مولی دوست است بقرینه
اللهم وال من والاه و عاد من عاداه
و بقرینه احادیث بسیار که مذکور کردیم
لا یبغضنی ولا یشکوا حب علی آیة
الایمان من سب علیا فقد سبنی الی
غیر ذلک چون این معنی واضح شد
باید دانست که این حدیث باستقلالها
استخلاف صحابه ندارد بلکه تعظیم رسالت
اہل بیت مراد است و امر بدوستی حضرت
مرتضی و نهی از دشمنی او است و
این نوع در حق مرتضی تنها نه فرموده اند
بلکه در حق عباس و اولاد او و در
حق ازواج طاهرات نیز وارد شده
و در حق صدیق اکبر نیز هل انتم
تارکون لی ابابکر الحدیث لعنت شیعه
را تماشا کن چون در این حدیث هم
جوئی تامل ندیدند گفتند مولی بمعنی
اولی است و اولی متصرف در حق تمام
امت میگیریم و اولی بتصرف در حق تمام
امت امام است پس مرتضی امام باشد
گوئیم مولی بمعنی محبوب است از جهت
قرینه سابقه متقدمه و از جهت احادیث که
قریب بمضمون این حدیث و نزدیک
بزمان او وارد شده و از جهت
قرینه اللهم وال من والاه و عاد من
عاداه باز میگوئیم مولی بمعنی معتِق و معتَق
مشهور است و بمعنی ناصر و مالک نیز
آمده لیکن بمعنی ولی امر نیامده و هیچ
افعل بمعنی فعیل نخوانده ایم باز میگوئیم

علم کے تابع رہیں اور مولیٰ کے معنے ہیں دوست۔ اس کا قرینہ ہے
اللهم وال من والاہ الخ اور بہت سی احادیث اس کا قرینہ ہیں
جن کا بیان ہم کر چکے ہیں مثلاً لا یبغضنی ولا یشکوا (یعنی نہ
بغض رکھ نہ شکایت کر) علیؓ کی محبت ایمان کی علامت ہے۔
جس نے علیؓ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔ وغیرہ ذلک جب
یہ معنے واضح ہوگئے تو جاننا چاہیئے کہ اس حدیث کا مستقلاً ایسے
استخلاف سے کوئی دور کا علاقہ بھی نہیں۔ یہاں صرف اہل بیت
کے ساتھ حسن سلوک کی عظمت بیان کرنا مقصود ہے اور حضرت
مرتضیٰؓ کی دوستی کا حکم اور ان سے دشمنی رکھنے کی ممانعت مراد
ہے۔ اور اس قسم کی گفتگو آپ نے تنہا حضرت مرتضیٰؓ ہی کے حق
میں نہیں فرمائی بلکہ عباسؓ اور ان کی اولاد اور ازواج طاہرات
کے حق میں بھی فرمائی ہیں اور صدیق اکبرؓ کے حق میں بھی ہل
انتم تارکون لی ابابکر الخ (کیا تم میری خاطر ابوبکرؓ کو نہ چھوڑو گے)
شیعوں کی دروغ بیانی کا تماشا دیکھو جب یہ کہ اس حدیث
میں بھی تامل رکھنے تک کی جگہ نہ پائی تو کہنے لگے کہ مولیٰ بمعنے
اولیٰ ہے اور اولیٰ کو ہم تمام امت کے حق میں تصرف کرنے
کے معنے میں لیتے ہیں (جیسا کہ آیۃ النبی اولیٰ بالمؤمنین الخ میں)
اور جو تمام امت کے حق میں اولیٰ بتصرف ہے وہ امام ہے پس
مرتضیٰؓ امام ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ مولیٰ کے معنے ہیں محبوب،
ان سب پچھلے قرینوں سے جو بیان ہو چکے اور ان احادیث کے
قرینہ سے جو اس حدیث کے مضمون سے قریب ہیں اور اس
حدیث کے زمانہ کے نزدیک ہی وارد ہوئی ہیں اور ان کلمات
کے قرینہ سے اللهم وال من والاہ الخ۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ مولیٰ
معتِق (آزاد کرنے والے) اور معتَق (آزاد کردہ غلام) کے معنے
میں مشہور ہے اور ناصر و مالک کے معنے میں بھی آیا ہے ذالک بان
اللہ مولی الذین آمنوا وان الکفرین لا مولی لہم اور ولی
امر کے معنے میں نہیں آیا۔ اور کوئی افعل بمعنی فعیل ہم نے
نہیں پڑھا (یعنی یہ لوگ اولیٰ کے جو بروزن افعل ہے اس
زبان کے جو بروزن فعیل ہے ایک معنے بتاتے ہیں) ہم پھر کہتے ہیں

اگر مولےٰ بمعنی اولےٰ باشد یا در لفظ ذکر اولےٰ آمدہ باشد ہنوز دارو گیر باقی است از کجا کہ ولایت در تصرف امور تکوینیہ مراد است ۔

(بالفرض) اگر مولےٰ بمعنی اولےٰ ہو یا کسی حدیث کے الفاظ میں ذکر ولی کا آ بھی گیا ہو تو پھر بھی یہ گرفت کرنے کا موقع موجود ہے کہ ولایت کو امور تکوینیہ میں تصرف کرنے کے معنے میں مراد کہاں سے لے لیا گیا ۔

فصل ششم

در تفضیل شیخینؓ

واین مطلب متبین می شود بادلۂ نقلیہ وادلۂ عقلیہ لہٰذا این فصل را بدو قسم منقسم ساختیم

مقصد اول

در ادلۂ نقلیہ باید دانست کہ تفضیل شیخینؓ بر سائر صحابہ ثابت است بدلالت کتاب و بتصریح و تلویح سنت سنیہ و باجماع امت و بلازمہ ثبوت استخلاف شخص بخلافت خاصہ افضلیت او را بر رعیت خویش و لہٰذا مقصد اول را منقسم ساختیم بر چہار مسلک۔

مسلک اول در دلالت کتاب اللہ بر افضلیت صدیق اکبرؓ بر سائر امت خدای تعالیٰ تمام صحابہ را در یک مرتبہ نہ نہادہ است بلکہ بعض را بر بعض فضل دادہ و از استقراء ادلۂ شرع معلوم می شود کہ این فضیلت بدو وجہ در شریعت معتبر است یکی باعتبار سوابق اسلامیہ دیگر باعتبار صفات نفسانیہ کہ صدیقیت و شہیدیت و حواریت از انجملہ است و ترتیب مراتب سابقین و ابرار بآن سبب است نیز از آیات و احادیث بسیار مستنبط می شود کہ وجاہت مال و کثرت مال و ترتیب نسب اثری در این فضیلت ندارد قال اللہ تعالیٰ وَمَا اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ

فصل ششم

فضیلت شیخینؓ کے اثبات میں

اور اس مطلب کو واضح کیا جائے گا ادلۂ نقلیہ اور ادلۂ عقلیہ[1] سے اور اسی بنا پر اس فصل کو ہم دو قسموں پر منقسم کرتے ہیں۔

مقصد اول

(یہ پہلی قسم کا عنوان ہے) ادلۂ نقلیہ میں۔ جاننا چاہیے کہ شیخینؓ کی فضیلت تمام صحابہؓ پر ثابت ہے بدلالت قرآن و بدلالت سنت سنیہ تصریح کے ساتھ اور اشارات کے ساتھ اور اجماع امت سے اور کسی شخص کے خلافت خاصہ پر استخلاف اور اس کے اپنی رعیت پر افضل ہونے میں لازم و ملزوم کی نسبت ہونا لہٰذا مقصد اول کو ہم نے چار مسالک پر منقسم کیا۔

مسلک اول کتاب اللہ کا دلالت کرنا اس پر کہ صدیق اکبرؓ کو تمام امت پر افضلیت ہے۔ خدا تعالیٰ نے تمام صحابہؓ کو ایک مرتبہ میں نہیں رکھا ہے بلکہ بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ دلائل شرعیہ پر تفصیلی نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فضیلت دو وجہ سے شریعت میں معتبر ہے۔ ایک سوابق اسلامیہ کے اعتبار سے دوسری نفسانی صفات کے اعتبار سے جن میں سے صدیقیت اور شہیدیت اور حواریت ہیں۔ اور سابقین و ابرار کے مراتب کا جدا جدا ہونا اسی سبب سے ہے اور نیز بہت سی آیات اور احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ جان کی خوبی اور مال کی کثرت اور نسب کی قوت اور ان جیسی اور صفات اس فضیلت میں بے اثر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَمَا اَمْوَالُكُمْ وَلَا اَوْلَادُكُمْ (سبا ۳۴: ۳۷)

[1] دوسری قسم ادلۂ عقلیہ کسی مطبوعہ نسخہ میں موجود نہیں ہے اس کو طبع کرنے والے نے آخر جلد میں الحاق کیا ہے جس کو انشاء اللہ ترجمہ [illegible]

ادلۂ عقلیہ در تفضیل مقصد دوم جو بجائے خود [illegible] ایک تصنیف [illegible] اس جلد کے آخر میں [illegible] (ناشر)

بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۔ وقال وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔ وقال اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا ۔ عن سہل ابن سعد قال مر رجل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لرجل عندہ جالس ما رأیک فی ھذا فقال رجل من اشراف الناس ھذا واللہ حری ان خطب ان ینکح وان شفع ان یشفع قال فسکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم مر رجل فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رأیک فی ھذا فقال یا رسول اللہ ھذا رجل من فقراء المسلمین ھذا حری ان خطب ان لا ینکح وان شفع ان لا یشفع وان قال ان لا یسمع لقولہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا خیر من ملء الارض مثل ھذا متفق علیہ اما وجہ مطابق المطلب فمن قولہ تعالیٰ فی [illegible] لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِہِمْ وَاَنْفُسِہِمْ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰہِدِیْنَ بِاَمْوَالِہِمْ

تمہارے اموال اور اولاد ایسی چیزیں نہیں جو درجے میں تم کو ہمارا مقرب بنادے (یعنی موجب قرب کی بھی نہیں) مگر ہاں جو ایمان لاوے اور اچھے کام کرے (یہ دونوں چیزیں البتہ موجب قرب ہیں) اور فرمایا وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا الخ (۲۶:۱۳) اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ اور فرمایا اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ (۱۵:۴۶) مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی (ہزار درجہ) بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی (ہزار درجہ) بہتر ہیں۔ سہل بن سعد سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرا تو آپ نے ایک شخص سے جو آپ کے پاس بیٹھا تھا فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو اس نے کہا کہ یہ شریف لوگوں میں سے ہے۔ یہ واللہ اس قابل ہے کہ اگر پیغام نکاح بھیجے تو اس سے نکاح کردیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔ کہا کہ یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔ پھر ایک اور شخص گزرا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے تو اس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ فقراء مسلمین میں سے ہے یہ اس قابل ہے کہ اگر پیغام نکاح بھیجے تو نہ کیا جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش نہ قبول کی جائے اور اگر کچھ کہے تو اس کی بات کو نہ سنا جائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس جیسے آدمیوں سے زمین بھر جائے تو یہ ان سب سے افضل ہوگا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ آیتوں میں وجہ مطابقت [illegible] خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ الخ (۵:۹۵) برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا کسی عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور جانوں سے جہاد کریں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا درجہ بہت زیادہ بنایا ہے جو اپنے اموال

وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۚ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۚ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔

خدائے تعالیٰ درین آیت افادہ مے فرماید کہ صحابہ یک طبقہ نیستند بلکہ بعض ایشان افضل از بعض اند و افضل جہاد ست فی سبیل اللہ با نفس یعنی مباشرت قتال کفار یا بمال یعنی بذل مال فی سبیل اللہ۔ از این آیت واضح گشت کہ مجاہدان بالنفس خود و باموال خود سر دفتر امت اند و طبقۂ علیائے امت و ایشان افضل اند از غیر خود و از احادیث مشہورہ کہ تکلیف بآن کردہ است و بعد ثبوت آنہا شبہ باقی نمے ماند ثابت شد کہ بسیار این عزیزان در جمیع مشاہد خیر بر رکاب سعادت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر بودند اگر بعضے اوقات بعذرے باز ماندند پس از جمعے مباشرت قتال زیادہ تر بوقوع آمد و از بعض دیگر انفاق بیشتر بظہور انجامید و از جمعے ہر دو بروجہ کمال متحقق گشت۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔ و عن مجاہد فی قولہ لا یستوی منکم۔

اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں بہ نسبت گھر میں بیٹھنے والوں کے اور سب سے اللہ تعالیٰ نے اچھے گھر کا وعدہ کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بمقابلہ گھر میں بیٹھنے والوں کے بڑا اجر عظیم دیا ہے یعنی بہت سے درجے جو خدا کی طرف سے ملیں گے اور مغفرت اور رحمت اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس آیت میں افادہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہؓ ایک طبقہ کے نہیں ہیں بلکہ بعض اُن میں سے بعض سے افضل ہیں اور افضلیت کا مدار جہاد ہے اللہ کے راستہ میں اپنی جانوں کو کفار کے خلاف قتال میں شریک ہوں اور اپنے اموال کے ساتھ یعنی اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے۔ اس آیت سے واضح ہو گیا کہ اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرنے والے اُمت کے سردفتر (یعنی اوّل درجہ پر) ہیں اور اُمت کے طبقۂ علیاء میں سے ہیں۔ اور یہ حضرات اوروں سے افضل ہیں۔ پھر احادیث مشہورہ میں کہ جن سے تکلیف ہونا ثابت ہے اور اُن کے ثابت ہونے کے بعد کوئی شبہ باقی نہیں رہتا ثابت ہو چکا ہے کہ یہ بزرگ حضرات تمام مشاہد خیر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت کے ساتھ حاضر رہے ہیں بجز اس کے کہ بعض اوقات کسی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے ہوں۔ پھر ایک جماعت سے قتال میں بذات خود شرکت زیادہ وقوع میں آئی اور بعض دوسرے لوگوں سے مال کو خرچ زیادہ ظہور میں آیا اور ایک جماعت سے دونوں باتیں کامل صورت میں متحقق ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے (فرمایا) وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا الخ (پ ۲۷ ع ۱۷) اور تمہارے لئے اس کا کیا سبب ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ سب آسمان زمین آخر میں اللہ ہی کا رہ جاوے گا۔ جو لوگ فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے برابر نہیں ہیں، وہ لوگ درجہ میں اُن لوگوں سے بڑھے ہیں جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے اور (یوں) اللہ تعالیٰ نے بھلائی (یعنی ثواب) کا وعدہ سب سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری خبر ہے۔ اور مجاہد سے مروی ہے اس ارشاد کے بارے میں برابر نہیں تم میں سے وہ لوگ

منْ انفق من قبل الفتح يقول من اسلم
وقاتل اولئک اعظم درجة من الذين
انفقوا من بعد يعنى اسلموا يقول اسلموا بعد
ان يكن لم يهاجر وكلا وعد الله الحسنى و
عن قتادة فى قوله لا يستوى منكم من انفق
من قبل الفتح وقاتل قال كان قتالان احدهما افضل
من الآخر وكانت نفقتان احدهما افضل من الاخرى
النفقة والقتال قبل الفتح فتح مكة افضل من
النفقة والقتال بعد ذلک وكلا وعد
الله الحسنى قال الجنة. اين آيه
نص است در آنکه جماعه که قبل
فتح کرده قتال و انفاق فى سبيل الله
نموده اند بهتر اند از آنها
که بعد فتح کرده قتال و انفاق بعمل
آورده اند و اين آيت بطريق مفهوم موافق
دلالت مى کند بآنکه در ميان جماعه انفاق
و قتال قبل الفتح متفق اند نيز تفاوت مراتب
واقع است هر چند اعانت پيغمبر
عليه الصلوة والسلام باعتبار قتال و
انفاق سابق تر فضيلت زياده تر و اين
مفهوم موافق شاهد بسيار وارد
از کتاب و سنت از آن جمله آيت سورة
انفال وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَ
جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ
آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ
وَرِزْقٌ كَرِيمٌ. وَالَّذِينَ آمَنُوا
مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا
مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ

جنھوں نے خرچ کیا فتح سے پہلے فرمایا جو وہ جو اسلام لائے اور قتال
کیا وہ لوگ بڑے ہیں ان لوگوں سے جنھوں نے خرچ کیا بعد میں
یعنی جو اسلام لائے فرمایا ہے کہ جس نے ہجرت کی وہ مثل اس کے
نہیں جس نے ہجرت نہیں کی اور سب سے اللہ نے وعدہ کیا ہے نیک
اجر کا۔ مانند قتادہ سے مروی ہے اس ارشاد کے متعلق برابر نہیں
تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے خرچ کیا فتح سے پہلے اور قتال کیا
کہا کہ دو (طرح کے) قتال تھے ان دونوں میں کا ایک دوسرے سے
افضل تھا اور دو (طرح کے) خرچ تھے کہ ان میں کا دوسرے سے
افضل تھا اور جو خرچ اور قتال قبل فتح یعنی قبل فتح مکہ تھا وہ
افضل تھا اس خرچ اور قتال سے جو اس کے بعد ہوا اور سب
سے اللہ نے وعدہ کیا ہے نیک اجر کا کہا کہ جنت کا۔ یہ آیت نص
ہے اس بارے میں کہ جس جماعت نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ
قتال اور مال کا خرچ کرنا ظہور میں آیا وہ لوگ بہتر ہیں اس جماعت
کے لوگوں سے جو کہ بعد فتح کے قتال اور انفاق عمل میں لائے
اور یہ آیت مفہوم موافق کے طور پر اس بات پر دلالت کرتی
ہے کہ اس جماعت میں بھی جو فتح سے پہلے انفاق اور قتال پر
متفق ہیں اختلاف مراتب موجود ہے۔ جس قدر بھی پیغمبر علیہ الصلوۃ
والسلام کی اعانت باعتبار قتال اور نفاق کے زیادہ پہلے ہوگی
اتنی ہی فضیلت زیادہ تر ہوگی اور اس مفہوم موافق کے ثبوت
کے لیے کتاب اللہ اور حدیث میں بہت سی شہادتیں موجود
ہیں۔ ان میں سے سورۃ انفال کی یہ آیت ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا
وَهَاجَرُوا الخ (۸ / ۳ / ۵-۷۴) اور جو لوگ (اول) مسلمان
ہوئے اور انھوں نے (ہجرت نبویہ کے زمانہ میں) ہجرت کی
اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے رہے اور جن لوگوں نے ان مہاجرین
کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور ان کی مدد کی یہ لوگ ایمان کا پورا حق
ادا کرنے والے ہیں ان کے لئے (آخرت میں) بڑی مغفرت اور
(جنت میں) بڑی معزز روزی ہے۔ اور جو لوگ (ہجرت نبویہ
کے) بعد کے زمانہ میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ
جہاد کیا سو یہ لوگ (گو فضیلت میں برابر نہیں لیکن تاہم) تمہارے

وغیرہ بمقتضی فحوائے این آیت قال
الواحدی لا یستوی منکم من انفق من
قبل الفتح وقاتل یعنی فتح مکۃ قال
مقاتل لا یستوی فی الفضل من انفق ماله
وقاتل العدو من قبل فتح مکۃ مع من
انفق من بعد وقاتل قال الکلبی فی
روایۃ محمد بن الفضیل نزلت فی ابی بکر
فدلت علی ان ابا بکر کان اول من انفق المال
علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فی سبیل اللہ واول من قاتل علی الاسلام
قال ابن مسعود اول من اظہر اسلامہ
بسیفہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابو بکر
وقد شہد لہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم
بالانفاق قبل الفتح فیما اخبرنا عبد اللہ
بن اسحق باسنادہ عن ابن عمر قال بینا النبی
صلے اللہ علیہ وسلم جالس وعندہ ابو بکر الصدیق
علیہ عباءۃ قد خللہا علی صدرہ بخلال
اذ نزل علیہ جبرئیل فاقرأہ من اللہ
السلام فقال یا محمد مالی اری ابا بکر
علیہ عباءۃ قد خللہا علی صدرہ بخلال
قال یا جبرئیل انفق مالہ قبل الفتح علی
قال فاقرأہ من اللہ السلام وقل لہ
یقول لک ربک أراض انت عنی
فی فقرک ہذا ام ساخط فالتفت النبی
صلے اللہ علیہ وسلم الی ابی بکر فقال
یا ابا بکر ہذا جبرئیل یقرئک من اللہ السلام
ویقول لک ربک أراض انت عنی
فی فقرک ہذا ام ساخط قال
فبکی ابو بکر فقال علی ربی

ودیگر اصحاب بسبب تقاضائے مفہوم آیت مذکورہ) و واحدی نے
کہا برابر نہیں ہیں تم میں سے وہ لوگ جنھوں نے خرچ کیا تھا
یعنی فتح مکہ سے پہلے اور قتال کیا مقاتل نے کہا وہ لوگ جنھوں
نے فتح مکہ سے پہلے اپنا مال خرچ کیا اور قتال کیا فضیلت میں ان
لوگوں کے برابر نہیں ہیں جنھوں نے بعد میں انفاق مال اور
قتال کیا۔ کلبی نے کہا محمد بن الفضیل کی روایت میں کہ یہ آیت
نازل ہوئی ابوبکرؓ کے بارے میں اور یہ بات پر دلالت کرتی ہے
کہ وہ ان میں کے پہلے شخص ہے جنھوں نے اللہ کے راستہ میں
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مال خرچ کیا اور سب سے پہلے
شخص ہیں جنھوں نے اسلام کے لئے قتال کیا۔ ابن مسعودؓ نے
کہا سب سے پہلے جس نے اسلام کی پشت پناہی اپنی تلوار سے کی
نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کے حق میں انفاق مال کی جو قبل فتح انھوں نے کیا
شہادت دی اس کا ذکر اس خبر میں ہے جس کو عبد اللہ بن اسحق
نے اپنی اسناد سے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ اس درمیان میں کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور آپ کے پاس صدیق اکبرؓ اس
حالت میں موجود تھے کہ ان کے جسم پر ایک جبہ تھا جس کو انھوں
نے اپنے سینہ پر لوہے یا لکڑی کے کانٹوں سے جوڑ رکھا تھا۔
آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اللہ کی طرف سے
سلام پہنچایا۔ پھر کہا اے محمد کیا بات ہے کہ میں ابوبکرؓ کو اس حالت
میں دیکھتا ہوں کہ ان پر ایک عبا ہے جس کو سینہ پر کانٹوں
سے جوڑ رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا اے جبرئیل انھوں نے فتح سے قبل
اپنا مال مجھ پر خرچ کر دیا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ ان کو اللہ کی طرف
سے سلام پہنچا دیجئے اور ان سے کہیے کہ آپ کا رب آپ سے یہ
کہتا ہے کہ تو اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض ہے، تو
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کی طرف التفات کر کے فرمایا کہ
یہ جبرئیل ہیں تم کو اللہ کی طرف سے سلام کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ
تم سے فرماتا ہے کہ کیا تو اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض
ہے؟ راوی نے کہا کہ اس پر ابوبکرؓ رونے لگے اور کہا اپنے رب پر

أغضب، أنا من ربي راض أنا من ربي راض۔
قوله: أولئك أعظم درجة من الذين أنفقوا من بعد وقاتلوا۔ قال عطاء: درجات الجنة تتفاضل فالذين أنفقوا من قبل الفتح في أفضلها۔ قال الزجاج: لأن المتقدمين نالهم من المشقة أكثر مما نال من بعدهم وكانت بصائرهم أيضاً أنفذ۔ وكلا وعد الله الحسنى أي كلا الفريقين وعد الله الجنة۔ أما قتال أبي بكر الصديق رضي الله عنه قبل الهجرة فبس ثابت من طرق بسيار۔ أخرج البخاري عن عروة قال قلت لعبد الله بن عمرو بن العاص أخبرني بأشد شيء صنعه المشركون برسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي بفناء الكعبة إذ أقبل عقبة بن أبي معيط فأخذ بمنكب رسول الله صلى الله عليه وسلم ولوى ثوبه في عنقه فخنقه خنقاً شديداً فأقبل أبو بكر فأخذ بمنكبه ودفعه عن النبي صلى الله عليه وسلم ثم قال أتقتلون رجلاً أن يقول ربي الله وقد جاءكم بالبينات۔ وعن عمرو بن العاص قال ما تركوا من رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئاً كان أشد من أن طاف بالبيت ضحى فلقوه حين فرغ فأخذوا بمجامع ردائه وقالوا أنت الذي تنهانا عما كان يعبد آباؤنا قال أنا ذاك فقام أبو بكر فالتزمه من ورائه ثم قال أتقتلون

میں غصہ کروں گا! میں اپنے رب سے خوش ہوں۔ میں اپنے رب سے خوش ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ أولئك أعظم درجة الخ عطاء نے کہا جنت کے درجات ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں تو جن لوگوں نے انفاق کیا فتح سے قبل وہ ان کے افضل درجہ میں ہوں گے زجاج نے کہا اس لئے کہ جو (اسلام میں) پیش قدمی کرنے والے ہیں ان کو زیادہ مشقتیں پہنچیں اپنے بعد والوں کی بہ نسبت اور اسلام پر ان کی بصیرتیں بھی زیادہ گہری ہیں۔ اور سب سے اللہ نے نیک اجر کا وعدہ کیا یعنی دونوں فریق سے اللہ نے جنت کا وعدہ کیا۔ رہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قتال ہجرت سے پہلے تو بہت طریقوں سے ثابت ہے۔ اخرج کیا بخاری نے عروہ سے مروی ہے عروہ نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ مجھے بتائیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکین نے سب سے زیادہ کونسا سخت معاملہ کیا تھا؟ انھوں نے کہا کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مونڈھا پکڑا اور ان کا کپڑا ان کی گردن میں ڈال کر سختی کے ساتھ گلا گھونٹنے لگا تو ابوبکر آگئے اور انھوں نے اس کے مونڈھے پکڑ کر اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے دھکیل دیا پھر کہا أتقتلون رجلا أن يقول ربي الله وقد جاءكم بالبينات (کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس واضح دلیلیں لایا ہے)۔ اور عمرو بن العاص سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی چیز سے سخت تکلیف نہیں پہنچائی گئی جو اس سے زیادہ سخت ہو کہ آپ دن چڑھے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے جب آپ فارغ ہو گئے تو مشرکین آپ سے ملے اور آپ کی چادر کے کونوں کو پکڑ کر کہنے لگے کہ تو ہی ہے وہ جو ہم کو ان سے منع کرتا ہے جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں تو ابوبکر اٹھے اور آپ کو پیچھے سے لپٹ گئے پھر کہا أتقتلون

رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یہدی من ہو مسرف کذاب۔ انما سمعت بذلک [illegible]

وعن انس بن مالک قال لقد ضربوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی غشی علیہ فقام ابو بکر فجعل ینادی ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ قالوا من ہذا قالوا ہذا ابن ابی قحافۃ۔

وعن اسماء بنت ابی بکر انہم قالوا لہا ما اشد ما رأیت المشرکین بلغوا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت کان المشرکون قعودا فی المسجد الحرام فتذاکروا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یقول فی آلہتہم فبیناہم کذلک اذ دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسجد فقاموا الیہ وکانوا اذا سألوہ عن شیء صدقہم فقالوا الست تقول فی آلہتنا کذا وکذا قال بلی فتشبثوا بہ باجمعہم فاتی الصریخ الی ابی بکر فقیل لہ ادرک صاحبک فخرج ابو بکر حتی دخل المسجد فوجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس مجتمعون علیہ فقال ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم قال فلہوا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رجلا ان یقول الخ کیا تم ایک شخص کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس واضح دلیلیں لایا ہے تمہارے رب کے پاس سے اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشگوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر ضرور ہی آ پڑے گا اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں پہنچاتا جو اپنی حد سے گزر جانے والا اور جھوٹ بولنے والا ہو۔ یہ اونچی آواز سے کہہ رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے یہاں تک کہ انھوں نے آپ کو چھڑا لیا۔

اور انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی تو ابوبکرؓ کھڑے ہوئے اور یہ پکارنے لگے ویلکم اتقتلون رجلا الخ۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے تو بعضوں نے کہا کہ یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے۔ اور

اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ مشرکین کی طرف سے جو سب سے زیادہ سختی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پہنچائی گئی تم نے کیا دیکھی ہے؟ انھوں نے کہا کہ مشرکین مسجد الحرام میں بیٹھے ہوئے تھے پھر انھوں نے باہم ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اس گفتگو کا جو آپ ان کے معبودوں کے بارے میں کیا کرتے تھے۔ اسی دوران میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو یہ لوگ آپ کے مقابل ہوئے اور جب یہ لوگ آپ سے کسی بات کو پوچھتے تھے (کہ کیا تو یہ کہتا ہے؟) تو آپ اس کی تصدیق کرتے تھے چنانچہ انھوں نے کہا تو ہمارے معبودوں کے بارے میں ایسا اور ایسا نہیں کہتا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ تو یکبارگی سب کے سب آپ کو چمٹ گئے تو ایک چیخنے والا ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اپنے ساتھی کے پاس پہنچو تو ابوبکرؓ نکلے اور مسجد میں پہنچے تو انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں پایا کہ لوگ آپ کو لپٹے ہوئے ہیں تو انھوں نے کہا کہ تم پر افسوس ہے کہ تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلیلیں بھی لے کر آیا تو وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم واقبلوا على ابي بكر يضربونه قالت فرجع الينا فجعل لا تمس شيئا من غدائره الا جاء معه وهو يقول تباركت يا ذا الجلال والاكرام رواه ابو عمر في الاستيعاب وعن علي انه قال ايها الناس اخبروني باشجع الناس قالوا لا نعلم من قال ابوبكر لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم واخذته قريش فهذا يجبؤه وهذا يتلتله وهم يقولون انت الذي جعلت الالهة الها واحدا قال فوالله ما دنا منا احد الا ابوبكر يضرب هذا ويجبؤ هذا ويتلتل هذا وهو يقول ويلكم اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله ثم رفع بردة كانت عليه فبكى حتى اخضلت لحيته ثم قال انشدكم بالله امؤمن آل فرعون خير ام ابوبكر فسكت القوم فقال الا تجيبوني فوالله لساعة من ابي بكر خير من مثل مؤمن آل فرعون وذلك رجل يكتم ايمانه وهذا رجل اعلن ايمانه عن ابن جريج قال حدثت ان ابا قحافة سب النبي صلى الله عليه وسلم فصكه ابوبكر صكة فسقط فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال أفعلت يا ابابكر فقال والله لو كان السيف قريبا مني لضربته فنزلت لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر الخ

وسلم کو چھوڑ کر ان کے سامنے آگئے اور ان کو مارنا شروع کر دیا۔ اسماءؓ نے کہا جب ابوبکرؓ ہمارے پاس واپس آگئے تو وہ اپنے بالوں کی جس لٹ کو بھی چھوتے تھے وہ ہاتھ میں ہی (اکھڑی ہوئی) چلی آتی تھی اور وہ یہ کہتے تھے تبارکت یا ذا الجلال والاکرام۔ اس کو ابوعمر نے روایت کیا استیعاب میں۔ اور علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا اے لوگو مجھے سب سے زیادہ بہادر کی خبر دو لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے آپ جانئے فرمایا کہ ابوبکرؓ۔ واللہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ کو قریش نے پکڑ رکھا ہے کوئی گردن دبا رہا ہے کوئی جھنجھوڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ تو ہی ہے وہ جس نے بہت سے معبودوں کے بجائے ایک ہی معبود بنا دیا۔ علیؓ نے کہا واللہ ہم میں سے کوئی قریب بھی نہ گیا بجز ابوبکرؓ کے کہ کسی کو مارتے تھے کسی کو اوندھا گرا دیتے اور کسی کو جھنجھوڑتے تھے اور کہتے جاتے تھے تمہارا ناس ہو کیا تم اس شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر علیؓ نے جو چادر اوڑھے ہوئے تھے اس کو اٹھایا اور (اس میں منہ چھپا کر) رونے لگے یہاں تک کہ ان کی داڑھی بھیگ گئی پھر بولے میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں بتلاؤ کیا آلِ فرعون کا مومن بہتر تھا یا ابوبکرؓ۔ پھر قوم چپ ہی رہی پھر فرمایا کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے۔ خدا کی قسم ابوبکرؓ کی ایک ساعت بہتر ہے مومنِ آلِ فرعون کی مدت سے کیونکہ وہ شخص تھا جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا اور ابوبکرؓ وہ شخص تھے جو اپنے ایمان کا اعلان کئے ہوئے تھا۔ ابن جریج سے مروی ہے کہ مجھ سے کہا گیا کہ ابوقحافہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو ابوبکرؓ نے اتنے زور سے طمانچہ مارا کہ وہ گر پڑے پھر اس کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ نے پوچھا کیا تم نے ایسا کیا ہے اے ابوبکرؓ؟ تو انھوں نے کہا واللہ اگر تلوار میرے قریب ہوتی تو میں اس کے ضرور مار دیتا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لا تجد قوما الخ (مجادلہ ۲۲) جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو

مغضباً حتى انتهى الى النبي صلى الله عليه وسلم فلما
رآه النبي صلى الله عليه وسلم ورأى الغضب في
وجهه قال: ما أغضبك يا ابا حفص؟ فقال يا رسول الله
أتيت على نفر جلوس على باب المسجد وقد أقيمت
الصلاة فيهم ابو جحش الليثي فقام الرجلان وأبى
محدث ثم قال عمر: والله يا رسول الله ما كانت
معونة عثمان إياه الا أنه صنع له مأدبة فأحب
ان يشكر له فسمعه عثمان فقال يا رسول الله
ألا تسمع ما يقول لنا عمر عندك فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم: ان رضا عمر رحمة والله
لوددت أنك كنت جئتني برأس الخبيث فقام
عمر فلما بعد ناداه النبي صلى الله عليه وسلم
فقال: هلم يا عمر أين أردت ان تذهب
فقال: أردت ان آتيك برأس الخبيث فقال
اجلس حتى أخبرك بغنى الرب عن صلاة ابي
جحش الليثي ان لله في سماء الدنيا
ملائكة خشوعاً لا يرفعون رؤوسهم حتى
تقوم الساعة فاذا قامت الساعة رفعوا
رؤوسهم ثم قالوا: ربنا ما عبدناك حق
عبادتك فقال له عمر بن الخطاب رضي
الله عنه: وما يقولون يا رسول الله؟
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
أما أهل السماء الدنيا فيقولون سبحان
ذي الملك والملكوت وأما أهل
السماء الثانية فيقولون سبحان
الحي الذي لا يموت فقلها يا عمر
في صلاتك فقال يا رسول الله
كيف بالذي علمتني وأمرتني
ان أقوله في صلاتي

غصہ میں بھرے ہوئے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
پہنچے۔ جب اُن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور اُن کے چہرے
سے غصہ محسوس کیا تو آپؐ نے فرمایا اے ابو حفصؓ کیا بات پیش
آئی تو انھوں نے کہا یا رسول اللہؐ میں چند لوگوں کے پاس آیا جو
مسجد کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اور نماز کھڑی ہو چکی تھی
اور ان میں ابو جحش لیثی بھی تھا تو دو آدمی تو کھڑے ہو گئے الغرض
پورا قصہ بیان کر دیا۔ پھر عمرؓ نے کہا واللہ یا رسول اللہ عثمانؓ نے
ابو جحش کی مدد کی وہ صرف اس وجہ سے کی کہ اس نے ایک بار
اُن کی دعوت کی تھی اس لئے انھوں نے چاہا کہ اب اس کو شکریہ کا
موقع دیں۔ عثمانؓ نے یہ سنکر کہا یا رسول اللہؐ آپ اس کا خیال فرما
کر جائے متعلق عمرؓ آپ کے سامنے کیا کہہ رہے ہیں تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک عمرؓ کی رضا رحمت ہے تمہیں
تمہیں ان کو رضامند کر لینا چاہئے واللہ میں خوش ہوتا اگر تم میرے
پاس اس خبیث کا سر لیکر آتے۔ یہ سنتے ہی عمرؓ اٹھ کر چل دیئے جب
کچھ دور پہنچ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو پکارا
اور فرمایا کہ عمرؓ یہاں آؤ۔ تم نے کہاں جانے کا ارادہ کیا تو عمرؓ نے
کہا کہ میں نے ارادہ کیا کہ آپؐ کے پاس اس خبیث کا سر لیکر آؤں۔ آپؐ نے
فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ میں تم کو بتاتا ہوں۔ خدا کو ابو جحش لیثی کی نماز
کی کوئی پرواہ نہیں۔ آسمان دنیا پر اللہ کے بہت فرشتے سر جھکائے
ہوتے ہیں وہ اپنا سر نہیں اٹھائیں گے تاوقتیکہ قیامت قائم ہو جائے گی
جب قیامت قائم ہو جائیگی تو وہ اپنا سر اٹھائیں گے اور کہیں
گے اے ہمارے رب ہم آپ کی وہ عبادت نہ کر سکے جو آپ کی عبادت
کا حق ہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے عرض کیا کہ یا رسول
وہ (اس حالت میں) کیا کہتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جو فرشتے آسمان دنیا والے ہیں وہ کہتے ہیں سُبْحَانَ
ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ اور جو دوسرے آسمان والے ہیں وہ
کہتے ہیں سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ اے عمرؓ یہ تسبیحات تم
بھی اپنی نماز میں کہہ لیا کرو۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ پھر جو آپ نے
مجھے سکھایا تھا اور حکم دیا تھا کہ میں اپنی نماز میں کہا کروں اس کا کیا ہو

قال قل ہذہ مرۃ وہذہ مرۃ وکان الذی
امرہ ان قال اعوذ بعفوک من عقابک
واعوذ برضاک من سخطک واعوذ بک
منک جل وجہک۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال
قاتل عمر المشرکین فی مسجد مکۃ فلم یزل یقاتلہم
منذ غدوۃ حتی صارت الشمس حیال راسہ
قال واعیی فقعد فدخل رجل علیہ برد
احمر وقمیص موشی حسن الوجہ فجاء حتی
افرجہم فقال ما تریدون من ہذا الرجل قالوا
لا واللہ الا انہ صبا قال فنعم رجل اختار
لنفسہ دینا فذروہ وما اختار لنفسہ ترون بنی
عدی ترضی ان یقتل عمر لا واللہ لا ترضی بنو عدی
قال وقال عمر یومئذ یا اعداء اللہ واللہ لو
قد بلغنا ثلٰثمائۃ لقد اخرجناکم منہا فقلت
لابی بعد من ذاک الرجل الذی ردہم
عنک یومئذ قال ذاک العاص بن وائل
ابو عمرو بن العاص وعن عکرمۃ
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لما
اسلم عمر رضی اللہ عنہ قال المشرکون الیوم
انتصف منا و حضرت مرتضیٰ در
ایام صغیر بود در حجر آن حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم و کفالت او و قادر
نبود بر قتال و بالاتفاق بخلاف
شیخین در اسلام او نکایت در
قبیلہ کفر نہ کرد بخلاف شیخین

فرمایا کبھی مرتبہ یہ کہہ لیا اور کبھی مرتبہ وہ کہہ لو۔ اور جس چیز کے پڑھنے کا حکم دیا تھا وہ یہ ہے اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ۔ اور مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عمرؓ نے مشرکین سے مسجد مکہ میں قتال کیا۔ ایک مرتبہ صبح سے برابر اس وقت تک لڑتے رہے جب تک سورج سر کے مقابل نہ آگیا کہ اور تھک گئے اور دم لینے کے لئے بیٹھ گئے تھے کہ ایک شخص آیا جس کے بدن پر سرخ چادر تھی اور منقش کپڑے کی قمیص تھی خوبصورت تھا۔ وہ آیا اور انھیں مشرکین کو ہٹایا اور ان سے کہا کہ اس شخص سے تم کیا چاہتے ہو۔ انھوں نے کہا نہیں واللہ اس لڑائی کی کوئی وجہ نہیں بجز اس کے کہ یہ بے دین ہوگیا۔ انھوں نے کہا کہ ان کے لڑنے کی کیا بات ہے ایک شخص نے اپنی ذات کے لئے ایک دین کرلیا چھوڑو اس کو اور اس کو جو اس نے اپنے نفس کے لئے پسند کیا کیا تم سمجھتے ہو کہ بنی عدی (حضرت عمرؓ کے قبیلے والے) گوارا کرلیں گے اس بات کو کہ عمرؓ قتل کردیا جائے۔ واللہ بنو عدی اس کو برداشت نہیں کریں گے۔ ابن عمرؓ نے کہا اور عمرؓ نے اس دن پکار کر کہہ دیا اے خدا کے دشمنو اگر ہماری تعداد تین سو تک پہنچ گئی تو ہم تم کو اس (مکہ) سے نکال دیں گے۔ میں نے اپنے والد سے بعد میں پوچھا کہ وہ شخص کون تھا جس نے لوگوں کو آپ سے اس دن ہٹایا تھا تو انھوں نے کہا عاص بن وائل تھا عمرو بن العاص کا باپ۔ اور مروی ہے عکرمہ سے جو روایت کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب عمرؓ اسلام لائے تو مشرکین نے کہا کہ آج ہم سے آدھا حصہ نکل گیا۔ اور حضرت مرتضیٰؓ ان دنوں میں کم سن تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں یعنی زیر پرورش و کفالت تھے نہ قتال پر قادر تھے بالاتفاق بخلاف شیخین کے اور ان کے اسلام نے قبیلہ کفر میں کوئی رخنہ نہیں ڈالا تھا بخلاف شیخین کے

لہ شروع زمانہ میں تسبیحات و مناجات رکوع و سجود میں پڑھ لیتے تھے اور ان کے علاوہ اور بھی احادیث میں مذکور ہیں اس کے بعد جب سورۂ واقعہ میں آیت فسبح باسم ربک العظیم نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں رکھو اور جب سبح اسم ربک الاعلیٰ نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس کو سجدے میں رکھو اس حکم کے بعد سے یہ عمل جاری ہوگیا ۱۲ مترجم عہ میں آپ کے عفو کی پناہ چاہتا ہوں آپ کے عذاب سے اور آپ کی رضا کی پناہ چاہتا ہوں آپ کے غصہ سے اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں آپ سے آپ کے جلال سے آپ کی ذات عظیم الشان ہے ۱۲ مترجم

ودر معنی این آیت آیات واحادیث بسیار است
متفق در این مضمون که امت مرحومه منقسم است
به سه قسم اول مقربین وسابقین دوم ابرار ومقتصد
سوم ظالم لنفسه ومقربین وسابقین سر دفتر مسلمین اند
وصدیقان وشهیدان از جمله مقربان وسابقان اند واین
عزیزان از جمله صدیقان وشهیدان اند چنانکه تقریر
آن در مقدمه متحقق شده است باین نوع استدلال ایما
منقول است از حسن بصریؒ وابوالعالیه تأویل قوله
تعالی اهدنا الصراط المستقیم رسول الله وصاحباه
و در سورۃ تحریم قراءۃ ابی بن کعب این بود که
وصالح المؤمنین ابوبکر وعمر وعن ابن عباس قال
کان ابی یقرؤها وصالح المؤمنین ابوبکر وعمر و
سواد اعظم از مفسرین صالح المؤمنین را باین دو
بزرگ تفسیر کرده اند قال ذلک من الصحابة ابن
مسعود وابن عباس وبریدۃ الاسلمی وابو امامةؓ
ومن التابعین سعید بن جبیر وعکرمة ومیمون بن
مهران والحسن البصری ومقاتل بن سلیمان وغیرهم
وغیرهم وحاصل ایشان برین تفسیر آن است
که هرچند کلمه وصالح المؤمنین عام است اما
قصه که سبب نزول آیت شده است دلالت
دارد بالقطع که صدیقؓ وفاروقؓ داخل اند در
آن عام بے شبه ... از ... زمان آنحضرت صلی الله علیه وسلم ابن لتبیه گفته
بود هذا لکم وهذا اهدی الیّ آنحضرت صلی الله علیه
وسلم خطبه فرمود ما بال اقوام نستعملهم علی
ما ولانا الله فیقول احدهم هذا لکم وهذا
اهدی الیّ افلا جلس فی بیت ابیه وامه فینظر
ایهدی الیه ام لا

اور اس آیت کے معنے میں بہت سی آیات اور احادیث ہیں جو اس
مضمون میں متفق ہیں کہ امت مرحومہ تین قسموں پر منقسم ہے
اول مقربین و سابقین دوم ابرار و مقتصد سوم ظالم لنفسہ (یعنی
گناہوں کے ارتکاب سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے)۔ اور مقربین
و سابقین مسلمانوں کے سردفتر ہیں (یعنی سب سے بڑے درجہ والے ہیں)
اور صدیقین اور شہداء مقربین اور سابقین میں سے ہیں۔ اور یہ
بزرگ صدیقوں اور شہیدوں میں سے ہیں جیسا کہ (اس
دلیل سے) جو مقدمہ میں تواتر متحقق ہو چکا ہے اور اسی نوع کے
استدلال کی طرف اشارہ ملتا ہے حسن بصریؒ اور ابوالعالیہ سے
جو منقول ہے کہ اہدنا الصراط المستقیم میں رسول اللہ اور آپ کے
دونوں صحابیوں کا طریقہ مراد ہے۔ پھر سورۂ تحریم میں قراءت ابی
بن کعب کی یہ تھی کہ وصالح المؤمنین ابوبکرؓ و عمرؓ۔ ابن عباسؓ
سے مروی ہے کہ ابی پڑھا کرتے تھے وصالح المؤمنین ابوبکر
و عمر اور مفسرین کے سواد اعظم نے صالح المؤمنین کی تفسیر ان
ہی دونوں بزرگوں سے کی ہے۔ صحابہ میں سے یہی کہا ہے ابن مسعودؓ
نے اور ابن عباسؓ نے اور بریدۃ الاسلمیؓ نے اور ابو امامہؓ نے اور
تابعین میں سے سعید بن جبیرؓ اور عکرمہؓ اور میمون بن مہران اور
حسن بصریؒ اور مقاتل بن سلیمان نے اور بہت سوں نے یہ تفسیر
کی ہے۔ اور ان کی اس تفسیر کا باعث یہ ہے کہ اگرچہ کلمہ وصالح
المؤمنین عام ہے مگر جو قصہ کہ اس آیت کا سبب نزول ہوا
ہے وہ قطعی دلالت رکھتا ہے کہ صدیقؓ و فاروقؓ بے شبہ اس
عام میں داخل ہیں۔ یہ اسی قسم کی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں ابن لتبیہ نے (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف سے عامل تھے) کہا تھا یہ تحفے ملے ہیں اور یہ مجھے
ہدیہ دیا گیا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا کہ کیسی
اقوام کو کیا ہو گیا ہے جن کو ہم منشی بناتے ہیں ایسے عمل پر جس پر ہم
کو اللہ نے متولی بنایا ہے پھر ان میں کا ایک شخص کہتا ہے کہ یہ
تمہارے لیے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے وہ کیوں نہ بیٹھ رہا اپنے ماں
باپ کے گھر میں پھر دیکھتے کہ اس کو ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں

دریں صورت قرائن بسیار دلالت می کنند بر آنکہ این
تنبیہ داخل است دریں معاتبہ بالقطع آنکہ جملہ اللہ
سوق کلام و تقریب سخن تعصہ او نمودہ است با
بیان لفظ کہ وی گفتہ بود حکایت کردند تا داخل
انگار کردند آن آیات در دو خول او توقف نمی توان کرد
کہ پیچاں در قصہ کہ درمیان ازواج طاہرات و
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفتہ است امور
بسیار واقع شد کہ سامعان مضطر شدند بحکم دخول
ایں ہر دو عزیز در صالح المؤمنین عن عائشۃ قالت
انزل اللہ عذری و کادت الامۃ تھلک فی
سببی فلما سری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ذہب الملک قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذہب الی ابنتک فاخبرہا ان اللہ
قد انزل عذرہا من السماء قالت فاتانی ابی
وہو یعدو یکاد ان یعثر فقال ابشری یا بنیۃ
بابی و امی فان اللہ قد انزل عذرک
قلت بحمد اللہ لا بحمدک و لا بحمد صاحبک
الذی ارسلک ثم دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فتناول ذراعی فقلت بیدہ ہکذا فاخذ
ابوبکر النعل لیعلونی بہ فمنعتہ فضحک رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اقسمت
لا تفعل و فی سورۃ التحریم قال عمر قالت
الظن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ظن انی جئت من اجل حفصۃ
واللہ لئن امرنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بضرب عنقہا لاضربن عنقہا و
وجہ نفع مسلمین بسبب ایشان
قال اللہ تعالی کنتم خیر امۃ
اخرجت للناس

اس صورت میں بہت سے قرائن نے اس بات پر دلالت کی کہ اس تنبیہ
قطعی طور پر اس معاتبہ میں داخل ہے ان میں سے ایک قرینہ یہ ہے
کہ سیاق کلام اور طرز گفتگو اسی کا قصد ہو اور پھر اسی لفظ
کی حکایت کی جو اس کا کہا ہوا تھا اور اسی پر گرفت قرآن کی، کوئی
صاحب عقل اس کے داخل ہونے میں توقف نہیں کر سکتا۔ اسی طرح
اس قصہ میں جو ازواج طاہرات اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے مابین پیش آیا تھا بہت سی ایسی باتیں پیش آئیں کہ
سننے والے از خود بے اختیار ان دونوں بزرگوں کے صالح
المؤمنین میں داخل ہونے کی طرف گئے۔ حضرت عائشہؓ سے
مروی ہے کہ اللہ تعالی نے میری بے گناہی کی شہادت نازل
فرمائی اور امت میرے سبب ہلاکت کے قریب پہنچ گئی تھی تو
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت نزول وحی زائل
ہو گئی اور فرشتہ عروج کر چکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
میرے باپ سے کہا کہ اپنی بیٹی کے پاس جا کر خبر کر دو کہ اللہ تعالی نے آسمان
سے اس کی بے گناہی کو نازل فرمایا ہے۔ عائشہؓ نے کہا پھر میرے
پاس میرے باپ دوڑتے ہوئے آئے قریب تھا کہ گر پڑیں اور کہا کہ
میری بیٹی خوش خبری سن میرے ماں باپ تجھ پر قربان اللہ تعالی
نے تیری بے گناہی نازل کر دی ہے۔ میں نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ
تمہارا اور تمہارے ساتھی کا نہیں جنہوں نے تمہیں بھیجا پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو انہوں نے میرے بازو
کو پکڑا۔ میں نے اس طرح آپ کے ہاتھ کو ہٹایا تو ابوبکرؓ نے اپنا
جوتا پکڑا اور مجھ پر اٹھایا۔ میں اس سے بچنے لگی تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے اور آپ نے فرمایا کہ تم کو قسم دیتا ہوں
ایسا نہ کرو۔ اور سورۂ تحریم کے بیان میں عمرؓ نے کہا کہ میں خیال
کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گمان کیا ہے کہ میں
حفصہؓ کی وجہ سے آیا ہوں واللہ اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اس کا حکم دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔ ان دونوں
کے سبب مسلمانوں کے نفع کی صورت حق تعالی نے فرمایا کنتم
خیر امۃ اخرجت للناس (آل عمران ۱۱۰) تم لوگ بہترین جماعت ہو کہ وہ جماعت

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ الآیہ ازیں آیہ مسطورۃ مفہوم می شود کہ اُمت مرحومہ بہتر است از سائر امم از جہت کمال این صفت کہ امر بمعروف و نہی از منکر باشد و مفہوماً دلالت می کند بر آنکہ ہر کہ ازین اُمت بکمال امر معروف و نہی از منکر متصف باشد افضل است از ما دون خود شاہد این مفہوم قول خدائی عز وجل است وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ باز در آیہ دیگر میفرماید در شان مہاجرین اولین اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۔ در خارج تمکین واقع نشد الا شیخین را و ختنین را پس واجب شد کہ وصف مذکور کہ عبارت از خیریت است درین بزرگواران متحقق شدہ باشد این آیات دلالت کردند بر تفضیل این جماعہ بر سائر مسلمین و تفضیل مرکباً متحقق شد آمدیم بر تعیین صدیق اکبر از میان ایشان پس میگوئیم خدائی تعالیٰ در سورۃ واللیل فرمود وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۔ و سورۃ لیل ازان جملہ است کہ در اول بعثت نازل شدہ و وقتے کہ کفار شنعاء مسلمین را ایذا میدادند و صدیق اکبر ذلی خود را

لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔ اس آیت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جہت سے اُمت مرحومہ تمام اُمتوں سے بہتر ہے کہ وہ اس صفت میں کمال رکھتی ہے کہ نیک کام کا حکم کرتی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور اس کا مفہوم اس پر دلالت کرتا ہے کہ جو شخص کہ اس اُمت میں سے امر بمعروف اور نہی از منکر کے کمال سے متصف ہے وہ دوسرے لوگوں سے افضل ہے۔ اس مفہوم کی شہادت حق تعالیٰ کے اس ارشاد سے ملتی ہے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ الخ (۳: ۱۰۴) اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کام کرنے کو کہا کریں اور بُرے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔ پھر دوسری آیت میں مہاجرین اولین کی شان میں فرماتے ہیں اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ الخ (۲۲: ۴۱) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ (خود بھی) نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں۔ اور خارج میں تمکین (یعنی قیام حکومت) واقع نہیں ہوا مگر شیخین اور ختنین یعنی صدیق اکبر و فاروق اعظم و ذی النورین رضی اللہ عنہم کے لئے تو واجب ہوا کہ وصف مذکور جو خیر ہونے کا مدار ہے ان بزرگواروں میں متحقق ہو گیا ہو۔ یہ آیتیں دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ اس جماعت کو تمام مسلمانوں پر فضیلت ہے اور مرکباً تفضیل کی تحقیق ہے۔ اب ہم ان میں سے صدیق اکبرؓ کی تعیین پر کلام کرتے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سورۃ واللیل میں فرماتا ہے وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الخ (۹۲: ۱۷-۱۸) اور دوزخ سے ایسا شخص دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے جو اپنا مال (محض اس غرض سے) دیتا ہے کہ (گناہوں سے) پاک ہو جائے۔ اور سورۃ لیل ان سورتوں میں سے ہے جو بعثت نبوی کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی جب کہ کفار شنعاء مسلمین کو ایذا دیتے تھے اور ان کو کفار کی ایذاؤں سے رہائی کے لئے صدیق اکبر اپنا مال کو

عامر بن فہیرہ و عن ابن عباس فی قولہ وسیجنبہا
الاتقی قال ہو ابوبکر الصدیق و قال عمار
ابن یاسر فی ذلک شعرا ۔ جزی اللہ خیرا عن
بلال و صحبہ عتیقا و اخزی فاکہا و ابا جہل
بالجملہ چون این مقدمہ ثابت گشت تعالیٰ فرمود
جائی دیگر میفرماید ان اکرمکم عند اللہ
اتقاکم پس صدیق اکبرؓ اتقی امت است
و اتقی امت اکرم امت است و ہو المطلوب
باین اسلوب کہ تقریر نمودیم کتاب اللہ بوجوہ
بسیار بر افضلیت صدیق و فاروق دلالت مینماید

مسلک دوم در تصریحات و تلویحات سنت
افضلیت صدیق بر سائر امت ثم فاروق ثم
ذوالنورین رضی اللہ عنہم پیش از آنکہ در روایت احادیث
شروع کنیم باید دانست نکتہ اولیٰ
مسئلہ افضلیت شیخین در ملت اسلامیہ قطعی است
و این قطع حاصل نمی شود بجز دو وجہ یکے تعدد طرق
حدیث تا آنکہ اصل مسئلہ متواتر بالمعنی شود مانند
سخاوت حاتم و شجاعت رستم دیگر حفوف قرائن
زیرا کہ خبر واحد بسبب حفوف قرائن بسر حد یقین
رسد مانند آنکہ بیماری را دیدیم کہ صاحب فراش
شد و اقارب و اطباء می روند و آثار یاس
از عیادت او بہم رسانیدند و اولیای او بغم و الم
گرفتار شدند بعد از ان روزے دیدیم کہ
در خانۂ او نوحہ و گریہ می کنند و جنازہ بر در
نہادہ اند و از ہر جانب مردم غمگین
ماتم زدہ بجانب او می در آیند و درین
حالت اگر شخصے خبر دہد کہ آن
بیمار مردہ است این خبر واحد
بسبب حفوف قرائن

عامر بن فہیرہ ہیں۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وسیجنبہا
الاتقی کے بارے میں انھوں نے کہا کہ وہ ابوبکر صدیقؓ ہیں۔
اور عمارؓ بن یاسر نے اس کے بارے میں یہ شعر کہا ہے (ترجمہ)
اللہ عتیق (یعنی ابوبکرؓ) کو جزائے خیر عطا کرے بلالؓ اور
ان کے ساتھیوں کی طرف سے اور رسوا کرے فاکہ اور ابوجہل کو
غرض جب یہ مقدمات ثابت ہو گئے اور خدا تعالیٰ دوسری جگہ
فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (یعنی تم میں
سب سے زیادہ مرتبہ والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ
متقی ہے) اور صدیق اکبرؓ امت کے سب سے زیادہ متقی ہیں اور
جماعت میں اتقی ہے وہ اکرم امت ہے اور یہی مطلوب ہے۔
جس اسلوب سے ہم نے تقریر کی ہے کتاب شریعت بہت سی وجوہ کے
ساتھ صدیقؓ اور فاروقؓ کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے۔

مسلک دوم احادیث نبویہ کی تصریحات و اشارات
سے صدیق اکبرؓ کی افضلیت کے بیان میں تمام امت پر پھر فاروقؓ
پھر ذی النورینؓ کی۔ اور روایات حدیث شروع کرنے سے
پہلے ہم چند نکتوں پر مطلع کرنا چاہتے ہیں پہلا نکتہ افضلیت
شیخینؓ کا مسئلہ ملت اسلامیہ میں قطعی ہے اور اس جگہ قطعیت
حاصل ہوتی ہے دو وجہ سے ایک روایت حدیث کا تعدد یہاں
تک کہ اصل مسئلہ متواتر المعنے ہو جائے حاتم کی سخاوت اور
رستم کی شجاعت کی طرح سے۔ دوسری صورت ہے قرائن کا
پایا جانا کیونکہ خبر واحد قرائن کے محیط ہو جانے سے یقین کی حد
میں پہنچ جاتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ہم نے ایک بیمار کو
دیکھا کہ صاحب فراش ہو گیا ہے اور اس کے اقارب اطباء کے
پاس جاتے ہیں آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی زندگی سے سب ناامید
ہو گئے اور بہت لوگ رنج و غم میں گرفتار ہو گئے۔ اس کے بعد
ایک دن دیکھا گیا کہ اس کے گھر میں بری طرح رونا پیٹنا ہو رہا ہے
جنازہ دروازے پر رکھا ہے اور ہر جانب سے لوگ غمگین اور ماتم زدہ
اس کے گھر میں جاتے ہیں۔ اس حالت میں اگر کوئی شخص خبر دے
کہ وہ بیمار مر گیا ہے تو وہ خبر واحد قرائن کے پائے جانے کی وجہ

عبارت است انشاء الله دوم اعانت آنحضرت صلے الله علیه وسلم در ترویج اسلام در وقت غربت او و این اتفاق برای علی ابوبکر و انشاء الله بجای خود تفسیر در غربت اسلام که از خصائص عمر است اشارت است بآن سوم اتمام کار های مطلوب از نبوت بدست این هر دو عزیز رفته۔ آنحضرت صلی الله علیه وسلم در قصه متابعت در قصه آب کشیدن از بیر نهاشتی است ازان چهارم علو درجات ایشان در معاد است چه کهول اهل الجنة و اقامت در غرف عالیه و آوردن در محشر و تجلی خاص برای صدیق و مصافحه حق برای عمر بیان است ازان و این خصلت هرگز جدا نمی تواند شد یکی از خصال ثلثه زیرا که اکثریت ثواب یا بسبب صفات نفسانی است یا بسبب اعزاز اسلام و نصرت او یا بسبب اتمام کار انبیاء لیکن ممکن است که شخصی صحبت پیغامبر نیافته باشد بلکه آخر عمر ایمان بیارد و ترویج شهدا نه مشاهد خیر ادراک نتواند معهذا افضل امت باشد باعتبار اتمام کارهای مطلوب از بعثت پیغامبر بدست او و باعتبار صدیقیت و شهیدیت و مناسبت قوت عالمه و عامله او بانفس قدسیه پیغامبر و ممکن است که در اعزاز اسلام و نصرت پیغامبر اقصی الغایة سعی بجا آورد و در آخر ایام آن حضرت صلی الله علیه وسلم متوفی شود و کارهای مطلوب پیغامبر را بدو فضل از انکه مباشرت آن نماید باعتبار قوت عاقله و عامله

تعبیر کہا جاتا ہے۔ دوسری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کرتے رہنا اور ترویج اسلام اس کی غربت کے زمانہ میں۔ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابوبکر ہے اس نے میرا ساتھ دیا اپنے مال سے اور اپنی جان سے اور غربت اسلام جو کہ عمرؓ کی خصائص میں سے ہے اسی خصلت کی طرف اشارہ ہے۔ تیسری جو کام نبوت سے مطلوب تھے ان دونوں بزرگوں کے ہاتھوں سے ان کا پورا ہونا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خواب جس میں ڈالیوں کا ذکر ہے اور خواب جس میں کنویں سے پانی کھینچنے کا قصہ مذکور ہے اسی کی ایک نمائش تھی۔ چوتھی عالم آخرت میں ان کے درجات کا بلند ہونا۔ یہ ارشاد کہ یہ دونوں تمام ادھیڑ عمر والے جنتیوں کے سردار ہوں گے اور جنت کے بالاخانوں میں ان کے قیام کی خبر دینا اور حشر میں ان کی اولیت اور صدیق کے لئے تجلی خاص اور حق تعالیٰ کا مصافحہ کرنا عمرؓ سے اسی کا بیان ہے۔ اور یہ خصلت تینوں خصال میں سے کسی ایک سے کبھی جدا نہیں ہو سکتی کیونکہ ثواب کی اکثریت یا تو صفات نفسانی کے سبب سے ہے یا اسلام کو عزت اور مدد دینے کے سبب سے یا نبوت کے کاموں کو پورا کرنے کے سبب سے لیکن ممکن ہے کہ کسی شخص کو پیغمبر کی صحبت حاصل نہ ہوئی ہو بلکہ وہ سب سے آخر میں ایمان لائے اور غزوات میں سے کسی غزوہ کو بھی وہ نہ پائے اس کے باوجود جو کام بعثت پیغمبر سے مطلوب تھے اس کے ہاتھ سے پورے ہونے کے اعتبار سے وہ افضل امت ہو یا باعتبار صدیقیت اور شہیدیت کے اور اس کی قوت عاقلہ اور عاملہ کو پیغمبر کے نفس قدسیہ سے مناسبت ہونے کے اعتبار سے اور ممکن ہے (ایسے شخص کی افضلیت) کہ اسلام کو عزیز بنانے اور پیغمبر کی مدد دینے میں انتہائی کوششیں کرتا رہا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں اس کی وفات ہو جائے اور وہ یہ بھی نہ جانتا ہو کہ پیغمبر سے کون کون سے کام مطلوب ہیں چہ جائیکہ وہ ان کی انجام دہی میں مشغول ہو۔ یا باعتبار قوت عاقلہ اور عاملہ

با پیغامبر مناسبت متعدد بمادہ و تربیت مرئی ہست
و ممکن است بذ احوال بر او برین است مقتضا
بامکان عقل لیکن سنت اللہ جاری شدہ است بآنکہ
دوامی بزرگ نمی‌ورزند مگر بر نفوس قدسیہ کہ سابقا
زیر تربیت پیغامبر پرورش یافتہ باشند و تشریف
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقاضا نمی‌کند کہ خلیفہ
او نباشد الا اکمل امت باعتبار این خصال پس لائق
چنان باشد در احادیث این باب تأمل وافی
بکار باید برد و مدار افضلیت از ہر حدیثی جدا
استنباط باید نمود چون این ہمہ گفتہ شد بروایت
احادیث مشغول شویم۔

اما اعتبار کارہائی کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم
آن را از جہت پیغامبری کرد و بعد ازو شیخین
را فضیلت ثابت است باحادیث بسیار

اول حدیث ابی ہریرہؓ قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا
انا نائم رأیتنی علی قلیب علیہا دلو فنزعت
منہا ماشاء اللہ ثم اخذہا ابن ابی قحافۃ فنزع
منہا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ
یغفر لہ ضعفہ ثم استحالت غربا
فاخذہا ابن الخطاب فلم ار عبقریا
من الناس ینزع نزع عمر
حتی ضرب الناس
بعطن و حدیث عبد اللہ بن
عمر ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال

پیغمبر کے ساتھ متعدد مناسبت رکھتا ہو کر اس کی ہمت کی
بلندی کی انتہا ایسے کے احوال میں سے کسی حال تک ہو جاتی ہے
یہ بامکان عقل کا مقتضٰی لیکن عادت خداوندی اس امر
پر جاری ہو چکی ہے کہ بڑے بڑے دوامی جیسے کفار کی طاقتور
جماعتوں اور سلطنتوں سے مقابلہ کا افاضہ صرف ان نفوس
قدسیہ ہی پر ہوتا ہے جنہوں نے رسول اللہ پیغمبر کے زیر تربیت
رہ کر پرورش پائی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بلند مرتبہ کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کا خلیفہ کوئی نہ ہو بجز ایسے
شخص کے جو امت میں کامل ترین ہو ان تمام مذکورہ خصائل
کے اعتبار سے۔ تو اصل اس باب کی احادیث میں پورے غور
و فکر کو کام میں لانا چاہیئے اور ہر ایک حدیث سے مدار افضلیت
جداگانہ استنباط کرنا چاہیئے۔ جب یہ سب بیان کر دیا گیا تو اب
ہم روایات احادیث میں مشغول ہوتے ہیں۔

ان کاموں کے اعتبار سے جن کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبری کی
حیثیت سے انجام دیتے تھے شیخین کی فضیلت بہت سی احادیث
سے ثابت ہوئی ہے۔

پہلی حدیث ابو ہریرہؓ کی کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب میں سو رہا تھا تو
میں نے اپنے کو ایک پرانے کنویں پر دیکھا جس پر ایک ڈول موجود
تھا جتنے ڈول اللہ نے چاہے میں نے اس میں سے کھینچے پھر
اس کو ابو بکرؓ ابن ابی قحافہ نے لے لیا تو انہوں نے اس میں سے
چند ڈول یا دو ڈول کھینچے اور ان کے کھینچنے میں اور اللہ ان کو
معاف کرے ضعف تھا پھر وہ ڈول چرس بن گیا تو اس کو عمر بن
الخطاب نے لے لیا تو میں نے لوگوں میں کسی طاقتور شخص کو
اس طرح ڈول کھینچتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح عمرؓ بن الخطاب
کھینچ رہا تھا یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر
ان کے گرد بٹھا دیا (کہ دوبارہ پانی پئیں)۔ اور حدیث عبداللہ
بن عمرؓ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ؔ چرس اس بڑے ڈول کو کہتے ہیں جس سے کاشتکار کھیتوں کی سینچائی کرتے ہیں ۱۲ مترجم

فرجع ثم رُفعت۔

سوم حدیث جابر بن عبد الله انه کان یحدث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اُرِیَ اللیلة رجل صالح ان ابا بکر نیط برسول الله صلی الله علیه وسلم ونیط عمر بابی بکر ونیط عثمان بعمر قال جابر فلما قمنا من عند رسول الله صلی الله علیه وسلم قلنا اما الرجل الصالح فرسول الله صلی الله علیه وسلم واما تنوط بعضهم ببعض فهم ولاة هذا الامر الذی بعث الله به نبیه صلی الله علیه وسلم۔

چهارم حدیث سمرة بن جندب ان رجلا قال یا رسول الله انی رایت اللیلة کان دلوا دلی من السماء فجاء ابو بکر فاخذ بعراقیها فشرب شربا ضعیفا ثم جاء عمر فاخذ بعراقیها فشرب حتی تضلع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیها فشرب حتی تضلع ثم جاء علی فاخذ بعراقیها فانتشطت وانتضح علیه منها شیء۔

پنجم حدیث ابن عباس وابی هریرة کہ نسبت خلفاء اربعہ بتصریح مذکور شدہ وشاہد عدل این احادیث می تواند شد ان ابن عباس کان یحدث ان رجلا اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال انی رایت اللیلة فی المنام ظلة تنطف منها السمن والعسل فاری الناس یتکففون منها فالمستکثر والمستقل واذا سبب واصل من الارض الی السماء فاراک اخذت به فعلوت

تو اس کا پیالہ بھی چھلکا دیا۔ پھر ترازو اٹھا لی گئی۔

تیسری حدیث جابر بن عبد اللہ کی وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج ایک مرد صالح کو خواب میں دکھایا گیا کہ ابو بکرؓ لٹکے ہوئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور عمرؓ لٹکے ہوئے ہیں ابو بکرؓ کے ساتھ اور عثمانؓ لٹکے ہوئے ہیں عمرؓ کے ساتھ۔ تو جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ گئے تو ہم نے کہا کہ مرد صالح تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ بعض کو بعض کے ساتھ لٹکانا تو وہ لوگ اس امر کے والی مراد ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا۔

چوتھی حدیث سمرہؓ بن جندب کی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں نے آج کی رات میں دیکھا کہ گویا ایک ڈول آسمان سے لٹکا اور ابو بکرؓ آئے اور انھوں نے اس کے دونوں طرف سے پکڑے (یعنی ڈول کا منہ کھلا رکھنے کے لئے جو لکڑی بندھی ہوتی ہے اس کی طرفیں پکڑے ہیں) اور کچھ آہستہ آہستہ پیا۔ پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اس کے دونوں طرف سے پکڑے پھر خوب شکم سیر ہو کر پیا۔ پھر عثمانؓ آئے اور انھوں نے اس کے دونوں طرف سے پکڑے اور پیا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے۔ پھر علیؓ آئے اور انھوں نے اس کے طرف سے پکڑے تو وہ طرف جیسی کہ وہ ہی تھی کھل گئی اور اس میں سے کچھ پانی ان کے اوپر بکھر گیا۔

پانچویں حدیث ابن عباسؓ اور ابو ہریرہؓ کی کہ خلفاء کے ناموں کا ذکر وہاں تصریح کے ساتھ مذکور ہوا وہ ان احادیث کی شاہد عدل ہو سکتی ہے۔ یہ کہ ابن عباسؓ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ایک سائبان ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ اس میں سے ہتھیلیوں میں لے رہے ہیں۔ بہت لینے والے بھی ہیں اور کم لینے والے بھی اور دیکھتا ہوں کہ ایک رسی ہے زمین سے آسمان تک تنی ہوئی آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ نے اس کو پکڑا اور بلند ہوگئے

نہم حدیث جبیر بن مطعم قال اتت امرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأمرہا ان ترجع الیہ قالت أرأیت ان جئت ولم اجدک کأنہا تقول الموت قال ان لم تجدینی فأتی ابا بکر

دہم حدیث عرباض بن ساریۃ انہ یقول وعظنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موعظۃ ذرفت منہا العیون ووجلت منہا القلوب فقلنا یا رسول اللہ ان ہذہ لموعظۃ مودع فماذا تعہد الینا قال قد ترکتکم علی البیضاء لیلہا کنہارہا لا یزیغ عنہا بعدی الا ہالک من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بما عرفتم من سنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین عضوا علیہا بالنواجذ وعلیکم بالطاعۃ وان عبدا حبشیا فانما المؤمن کالجمل الانف حیثما قید انقاد بعد از آن تفسیر کردند خلافت را بوجہے کہ منطبق باشد بر خلفاء ثلثہ لا غیر از حدیث ابی ہریرۃ الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام اخرجہ الحاکم آنکہ صدیق بہتر بود از فاروق وفاروق بہتر بود از ذی النورین این معنی مفہوم است از حدیث مستفیض و آن یازدہم است از احادیث این باب عن سفینۃ مولی ام سلمۃ رضی اللہ عنہا قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الصبح ثم اقبل

نویں حدیث جبیر بن مطعم کی کہ ایک عورت آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ آپ کے پاس پھر آئے (رد والی امداد چاہتی تھی اور وہاں آگے ملاحظہ بالفعل موجود نہیں تھا) اس نے کہا کہ یہ بتلائیے کہ اگر میں آپ کے پاس آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ موت کے خیال سے کہہ رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکرؓ کے پاس آ جانا۔

دسویں حدیث عرباض بن ساریہ کی وہ کہتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کی جس سے ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور دل ان کی وجہ سے خوف زدہ ہو گئے ہم نے کہا یا رسول اللہ یہ تو رخصت کرنے والے کی سی نصیحتیں ہیں تو آپ ہمیں کس پر چھوڑیں گے؟ فرمایا کہ میں تم کو ایسے روشن کر دینے والے پر چھوڑوں گا جس کی رات اس کے دن کی طرح ہے۔ اس سے میرے بعد کوئی سرکشی نہ کرے گا مگر وہی جو ہلاک ہونے والا ہوگا جو تم میں زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت اختلاف دیکھے گا تو تم پر لازم ہے کہ میرے طریقہ کی پیروی کرو جس کو تم پہچانتے ہو اور خلفاء راشدینؓ کے طریقہ کی جو ہدایت یافتہ ہیں۔ اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو اور تم پر فرمانبرداری لازم ہے اگرچہ کسی حبشی غلام کی ہو کیونکہ مومن (کہ بستی فساد سے بچنے اور بہت امن رہنے والے مسلمان) کی مثال نکیل پڑے ہوئے اونٹ کی سی ہے جس طرف اس کو ہنکایا جائیگا اُدھر ہی چل پڑے گا۔ اس کے بعد آپ نے خلافت کی ایسے طریقے سے تفسیر کی جو صرف تینوں خلفاءؓ پر ہی منطبق ہوتی ہے اور کسی پر نہیں، حدیث ابوہریرہؓ میں ہے خلافت مدینہ میں ہوگی اور بادشاہی شام میں: اخذ کیا اس کو حاکم نے جب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ صدیقؓ بہتر تھے فاروقؓ سے اور فاروقؓ بہتر تھے ذی النورینؓ سے۔ یہ حقیقت مفہوم ہوتی ہے حدیث مستفیض سے اور وہ اس باب کی احادیث میں سے گیارہویں حدیث ہے مروی ہے سفینہ سے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ تھے۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو اس کے بعد

اصحاب کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب
دیکھا ہے؟ تو ایک شخص نے کہا کہ میں نے یا رسول اللہ گویا ایک ترازو
آسمان سے اتاری گئی اور آپ کو اس کے ایک پلے میں رکھا گیا اور
ابوبکرؓ کو دوسرے پلے میں تو آپ وزنی ہے ابوبکرؓ سے۔ پھر آپ
اٹھا لیے گئے اور ابوبکرؓ آپ کی جگہ آ گئے۔ پھر عمرؓ بن الخطاب
لائے گئے اور ان کو دوسرے پلے میں رکھا گیا تو ابوبکرؓ وزنی نکلے
پھر ابوبکرؓ کو اٹھا لیا گیا اور عثمانؓ کو رکھا گیا تو عمرؓ وزنی رہے
پھر عمرؓ کو اٹھا دیا گیا اور ترازو بھی اٹھائی گئی۔ راوی نے کہا کہ
پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا[۱]
پھر فرمایا کہ خلافت نبوت تیس سال رہے گی پھر بادشاہی ہو جائیگی
اور مروی ہے ابوبکرہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن
فرمایا کون ہے جس نے تم میں سے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک شخص
کہا میں نے دیکھا کہ گویا ایک ترازو آسمان سے نازل ہوئی پھر آپ
تولے گئے ابوبکرؓ کے ساتھ تو آپ ابوبکرؓ سے بھاری ہے۔ پھر
تولا گیا ابوبکرؓ اور عمرؓ کو تو ابوبکرؓ بھاری ہے۔ پھر تولا گیا عمرؓ
و عثمانؓ کو تو عمرؓ بھاری ہے۔ پھر ترازو اٹھائی گئی تو ہم نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ناگواری کا نشان دیکھا
کیا۔ اور عرفجہ سے بھی اسی کی طرح مروی ہے۔ یہاں یہ جاننا چاہئے
کہ حدیث ابن عمرؓ کا مضمون دوسرا ہے اور وہ موازنہ تمام امت
کے ساتھ ہے اور ابوبکرہ اور عرفجہ کی حدیث کا مضمون دوسرا
ہے اور یہ موازنہ خلفاء کا ہے ایک دوسرے کے ساتھ اور روایۃً و
درایۃً دونوں صحیح ہیں۔ اور نیز جاننا چاہئے کہ دارمی روایت
کرتے ہیں ابوذر غفاریؓ سے انھوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا یا
رسول اللہ جب آپ نبی بنائے گئے تھے تو کیونکر سمجھے کہ آپ نبی
ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوذرؓ میرے پاس (خواب میں) دو
فرشتے آئے جب کہ میں بطحاء مکہ کے بعض مقام پر تھا۔ ان دونوں میں

علی اصحابہ فقال ایکم رأی رؤیا فقال رجل انا
یا رسول اللہ کانّ میزانا نزل بہ من السماء فوزنت
فی کفۃ ووضع ابوبکر فی کفۃ اخری فرجحت بابی
فرجحت وترک ابوبکر مکانہ فجیئ بعمر بن الخطاب
فوضع فی الکفۃ الاخری فرجح ابوبکر ثم
وضع ابوبکر ووضع عثمان فرجح عمر ثم رفع
المیزان قال فتغیر وجہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ثم قال خلافۃ النبوۃ ثلثون عاما
ثم یکون ملک وعن ابی بکرۃ ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم من رأی منکم
رؤیا فقال رجل انا رأیت کانّ میزانا نزل
من السماء فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت
بابی بکر ثم وزن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر ثم
وزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فرأینا
الکراہیۃ فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وعن عرفجۃ نحو من ذلک آنچہ باید دانست کہ
حدیث ابن عمر دیگر است و آن موازنہ باسائر
امت است و مضمون حدیث ابی بکرہ و عرفجہ دیگر
و آن موازنہ خلفا است بایک دیگر و ہر دو معنی
صحیح است روایۃً و درایۃً نیز باید دانست کہ
دارمی روایت میکند عن ابی ذر الغفاری
قال قلت یا رسول اللہ کیف علمت انک نبی
حین استنبئت فقال یا اباذر اتانی
ملکان وانا ببعض بطحاء مکۃ
فوقع احدھما

[۱] بصیرت نبوی اس تنزل و نزول کے سلسلہ کو دیکھتی ہوئی مستقبل کی جانب میں دور تک بڑھ گئی اور امت میں جو فتنے رونما ہونے والے تھے ان کے مشاہدے سے آپ کو رنج ہوا۔ ورنہ ابوبکر صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ رضی اللہ عنہما کے مراتب کا تفاوت آپ کے لئے اس وقت کوئی نیا علم نہ تھا اور نہ یہ تفاوت کسی طرح قابل ناگواری و موجب حیرت تھا۔ مترجم

الارض وکان الآخر بین السماء والارض فقال احد
ہما لصاحبہ اہو ہو قال نعم قال زنہ برجل فوزنہ
بہ فوزنتہ ثم قال زنہ بعشرۃ فوزنت بہم
فرجحتہم ثم قال زنہ بمائۃ فوزنت بہم فرجحتہم
ثم قال زنہ بالف فوزنت بہم فرجحتہم کانی انظر
الیہم ینتثرون من خفۃ المیزان قال فقال احدہما
لصاحبہ لو وزنتہ بامتہ لرجحہا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم آنچہ از رؤیا وزن نبوت خود
دانستہ اند زیرا کہ وزن بہ رجحان عند اللہ
دلالت کرد اینجا ازین واقعہ خلافت و افضلیت
خلفائے ثلثہ معلوم فرمودند و اما صاحب
اعانت اسلام در وقتیکہ غربت تمام
بحضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بود حالت ایذاء کفار و شدت حال پس شیخین
را افضلیت ثابت است باحادیث بسیار کہ
ازان کہ دوازدہم است از احادیث
این مسلک حدیث ابی سعید خدری قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما من نبی الا ولہ وزیران
من اہل السماء ووزیران من اہل الارض
فاما وزیرای من اہل السماء فجبرئیل و
میکائیل واما وزیرای من اہل الارض
فابوبکر وعمر وعن سعید بن المسیب مرسلا
قال کان ابوبکر الصدیق من النبی
مکان الوزیر فکان یشاورہ فی جمیع
امورہ وکان ثانیہ فی الاسلام
وکان ثانیہ فی الغار
وکان ثانیہ فی العریش
یوم بدر

ایک تو زمین پر آگیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے بیچ میں ٹھہرگیا
پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا یہ وہی ہے؟ تو اس نے کہا کہ
ہاں! تو اس کو ایک مرد کے ساتھ تول۔ پھر میں اس کے ساتھ تولا
گیا تو میں وزنی نکلا پھر کہا کہ اس کو دس کے ساتھ تول۔ پھر میں
ان کے ساتھ تولا گیا تو میں ان سے بھی جھکا رہا۔ پھر کہا کہ اس کو
سو کے ساتھ تول تو پھر مجھے ان کے ساتھ تولا گیا تو میں ان سے
بھی جھکا رہا۔ پھر کہا کہ اس کو ہزار سے تول۔ پھر ان کے ساتھ مجھ
کو تولا گیا تو میں بھاری جھکا رہا گویا کہ میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں ترازو
کے ہلکے پن سے منتشر ہوتے ہوئے۔ کہا کہ ایک نے اپنے ساتھی سے
کہا کہ اگر تو اس کو اس کی تمام امت کے ساتھ تولے گا تو یہ ان
سے جھکا رہے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ خواب سے
اپنی نبوت کا وزن سمجھا۔ کیونکہ وزن نے اللہ کے نزدیک رجحان
پر دلالت کی (اسی طرح) اس جگہ آپ نے اس واقعہ سے تینوں
خلفاء کی خلافت اور افضلیت معلوم کی۔ رہا اعانت اسلام کا قیام
غربت کے زمانہ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے
لئے کھڑے ہونے کا اعتبار ایذاء کفار اور شدت حال کی حالت
میں تو شیخین کی افضلیت بہت سی احادیث سے ثابت ہے تو
ان میں سے ایک جو اس سلسلہ کی احادیث میں سے بارہویں
حدیث ہے حدیث ابو سعید خدری کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی نبی نہیں مگر اس کے لئے دو وزیر
(یعنی مددگار) ہوتے ہیں آسمان والوں میں سے اور دو وزیر
ہوتے ہیں زمین والوں میں سے۔ تو میرے دو وزیر آسمان والوں
میں سے جبرئیل اور میکائیل ہیں اور جو دو وزیر زمین والوں میں
سے ہیں تو وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں۔ اور سعید بن المسیبؓ سے
مرسلاً مروی ہے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ وزیر کے مرتبہ میں تھے تو آپ ان سے تمام امور میں
مشورہ کیا کرتے تھے اور وہ آپ کے دوسرے تھے اسلام میں اور
دوسرے تھے غار میں اور دوسرے تھے بدر کے دن عریش میں
(بدر کی جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میدان

وكان ثانيه في القبر ولم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يتقدم عليه أحدا.

سیزدہم عن أبي أروى الدوسي قال كنت جالسا عند النبي صلى الله عليه وسلم فاطلع أبو بكر وعمر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحمد لله الذي أيدني بهما وعن حذيفة بن اليمان قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لقد هممت أن أبعث إلى الآفاق رجالا يعلمون الناس السنن والفرائض كما بعث عيسى بن مريم الحواريين قيل له فأين أنت عن أبي بكر وعمر قال إنه لا غنى بي عنهما إنهما من الدين كالسمع والبصر

چہاردہم - اثبات منت صدیق بر وجود آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از حدیث ابی سعید خدری وابی ہریرۃ وحضرت مرتضیٰ عن أبي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن أمن الناس علي في ماله وصحبته أبو بكر وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لأحد عندنا يد إلا وقد كافيناه ما خلا أبا بكر فإن له عندنا يدا يكافئه الله بها يوم القيامة وما نفعني مال أحد قط ما نفعني مال أبي بكر۔ در این اشارت است بافضلیت باعتبار اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ترویج اسلام۔

پانزدہم اولیت اسلام صدیق اکبر از میان احرار بالغین و ظاہر است کہ نکایت در ملت کفر از خبیر بالغ حر ظہور

میں ایک جگہ بنا دی گئی تھی جس میں حضرت ابوبکرؓ اور آپ ٹھہرے تھے (عریش یعنی چھپر سے مراد ہے) اور دوسرے یہ کہ آپ کے ساتھ قبر میں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو ان کا مقدم نہیں کرتے تھے۔

تیرھویں حدیث مروی ہے ابو اروی دوسی سے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ نمودار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ان دونوں سے مجھے تقویت بخشی۔ اور حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میں نے پختہ ارادہ کیا ہے کہ اطراف ملک میں لوگوں کو بھیجوں جو عوام کو سنن اور فرائض سکھائیں جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریین کو بھیجا تھا۔ آپ سے کہا گیا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ان دونوں سے مستغنی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دونوں دین کے لئے سمع و بصر کی مانند ہیں۔

چودھویں فضیلت اپنے اوپر صدیقؓ کے احسان کا اثبات اور یہ مستفیض ہے ابو سعید خدریؓ اور ابو ہریرہؓ اور حضرت مرتضیٰؓ کی حدیثوں سے۔ ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا اپنا مال اور ساتھ دینے میں ابوبکرؓ ہے۔ اور ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کسی کا احسان نہیں جس کی ہم نے مکافات نہ کر دی ہو مگر ابوبکرؓ کے کیونکہ ان کے ہم پر ایسے احسان ہیں کہ ان کی مکافات بروز قیامت ان کے ساتھ اللہ کریگا اور مجھے کسی کے مال نے کبھی اتنا نفع نہیں پہنچایا جس قدر نفع ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا۔ اور یہ اشارہ اس افضلیت کی طرف ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت اور ترویج اسلام کے اعتبار سے ہے۔

پندرھویں فضیلت۔ احرار بالغین میں صدیق اکبرؓ کے اسلام کی اولیت۔ اور ظاہر ہے کہ ملت کفر پر خبیر بالغ اور آزاد کے اسلام کے

و قد سأل عمر عن الفتنۃ التی تموج کموج البحر
لیس علیک منہا بأس یا امیر المومنین ان بینک
و بینہا بابا مغلقا ثم فسّر الباب بعمر یعنی تا زمان
وی فاتحہ مثل الشمس فی رابعۃ النہار ظاہر شد
کہ فتح فارس و روم کہ در بعثت آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم ملفوف بود بدست ایشان بظہور
رسید بے دخل غیری و جمع قرآن کہ در کتاب اللہ
موعود بود باہتمام ایشان عمل آمد بغیر مشارکت
احدے و معلوم شد کہ اصل ثالث است از اصول شرع
بسعی ایشان بروئے کار آمد بدون سعی دیگرے
و ہمچنین تحقیق مقامات تصوف و غیر آنکہ
برطبق اشارۂ این احادیث ما سبق ذکرہ
این مشائخ ظاہر شد و نیز متواتر رسیدہ
صدیق پیشی از ہمہ ایمان آورد و بصحبت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکرم شدہ
سالہای بسیار و نزدیک بشش سال بعد نبوت
فاروق اسلام آورد و عزت اسلام بسبب
او ظاہر گردید و این ہمہ دلیل واضح است
بر افضلیت ایشان و تفسیر این احادیث۔
والعلم عند اللہ۔ و اقرب بفہم آنست کہ صدیق اکبر سابق است از فاروق
درین وصف این معنی مفہوم است از خطاب کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در قصہ منازعہ صدیق
بر فاروق ہل انتم تارکون لی صاحبی و آن
نوزدہم است از احادیث این مسلک
اخرج البخاری عن ابی الدرداء قال کنت
جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ
اقبل ابو بکر آخذا بطرف ثوبہ حتی
ابدی عن رکبتہ فقال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم

حذیفہؓ سے اور آپ سے حضرت عمرؓ نے اس فتنہ کے بارے میں سوال کیا تھا جس کی موجیں دریا کی موجوں کی طرح اٹھیں گی تو حذیفہؓ نے یہ جواب دیا تھا کہ اے امیر المومنین اس فتنہ سے آپ کو کوئی اندیشہ نہیں ہے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے پھر مسروقؒ کے پوچھنے پر انہوں نے بند دروازہ کی تفسیر حضرت عمرؓ کے ذریعہ کی۔ اس کے بعد فاتح ہونا ان کا سورج کی طرح ظاہر ہو گیا کہ فارس اور روم کی فتح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں ملفوف تھی جس کا ظہور ان کے ہاتھ پر ہوا بغیر کسی دوسرے کے دخل کے۔ اور جمع قرآن جس کا کتاب اللہ میں وعدہ کیا گیا تھا ان ہی کے اہتمام سے بغیر کسی کی شرکت کے عمل میں آیا۔ اور معلوم ہوا کہ اصول شریعت میں یہ تیسری اصل ہے ان ہی کی کوشش سے بروئے کار آئی بغیر کسی دوسرے کی سعی کے۔ اور اسی طرح مقامات تصوف وغیرہ کی تحقیق یہاں تک کہ ان احادیث کے اشارے کے مطابق [illegible] ان مشائخ کا اختصاص ظاہر ہو گیا۔ اور نیز یہ خبر تواتر کے ساتھ پہنچی ہے کہ صدیقؓ سب سے پہلے ایمان لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لئے کھڑے ہو گئے تھے بہت سے مواقع میں اور نبوت کے تقریباً چھٹے سال میں فاروقؓ اسلام لائے اور ان کے سبب سے اسلام کی عزت نمایاں ہوئی اور یہ سب ان کی افضلیت پر واضح دلیل ہے اور ان احادیث کی تفسیر ہے۔ والعلم عند اللہ۔ اب ہم اس پر آتے ہیں کہ صدیقؓ افضل ہیں فاروقؓ سے اس وصف سابقیت میں، یہ معنی مفہوم ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قصہ میں خطاب کرنے سے جو صدیقؓ و فاروقؓ کے مابین ایک جھگڑا پیش آیا تھا، ان الفاظ کے ساتھ ہل انتم تارکون لی صاحبی اور اس مسلک کی احادیث میں یہ

انیسویں حدیث ہے۔ تخریج کیا بخاری نے، روایت ہے ابو الدرداءؓ سے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب کہ ابوبکرؓ آئے اپنے کپڑوں کو سمیٹے ہوئے یہاں تک کہ ان کے دونوں زانو بھی ظاہر ہو رہے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اما صاحبکم فقد غامر فسلم وقال انی کان بینی وبین ابن الخطاب شیء فاسرعت الیہ ثم ندمت فسألتہ ان یغفر لی فابیٰ علیّ فاقبلت الیک فقال یغفر اللہ لک یا ابابکر ثلاثا ثم ان عمر ندم فاتی منزل ابی بکر فسأل أثَمَّ ابوبکر فقالوا لا فاتی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسلم فجعل وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتمعر حتی اشفق ابوبکر فجثا علی رکبتیہ فقال یا رسول اللہ واللہ انا کنت اظلم مرتین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدق وواسانی بنفسہ ومالہ فہل انتم تارکوا لی صاحبی مرتین فما اوذی بعدہا۔ اما آنکہ فاروقؓ بہتر است از ذی النورینؓ پس مفہوم است از قصہ مغاضبت ذی النورینؓ با فاروقؓ در نصر ابی جحش کہ رضاء عمرؓ رحمت است از احادیث این مسلک حدیث عبید اللہ بن عمرؓ فی قصۃ طویلۃ فی مغاضبۃ عمر مع ابی جحش فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تمہارے ساتھی سے کوئی جھگڑا ہوگیا۔ (انھوں نے آکر سلام کیا) پھر کہا کہ میرے اور ابن الخطاب کے درمیان کچھ بات ہوگئی تھی تو میں نے ان کی طرف سختی میں جلدی کی پھر نادم ہوا اور ان سے سوال کیا کہ وہ مجھے معاف کر دیں مگر انھوں نے مجھ سے انکار کر دیا تو میں آپ کی خدمت میں آگیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تجھے معاف کرے اے ابوبکرؓ تین مرتبہ (فرمایا)۔ پھر عمرؓ نادم ہو کر ابوبکرؓ کے مکان پر پہنچے اور پوچھا کہ کیا یہاں ابوبکرؓ موجود ہیں گھر والوں نے کہا نہیں۔ پھر وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے اور سلام کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غصہ سے متغیر ہونے لگا یہاں تک کہ ابوبکرؓ ڈر گئے اور اپنے زانوں کے بل کھڑے ہو کر کہنے لگے یا رسول اللہ میں ہی بڑا ظالم تھا (یعنی خطا میری ہی تھی) دو مرتبہ کہا۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا اور تم نے کہا تو کاذب ہے اور ابوبکرؓ نے کہا آپ سچے ہیں اور میرا ساتھ دیا اپنی جان سے اور اپنے مال سے تو کیا تم میری وجہ سے میرے رفیق کو ستانا چھوڑ دو گے دو مرتبہ فرمایا۔ پھر اس کے بعد ابوبکرؓ کو کبھی ایذاء نہیں دی گئی (یعنی کسی کو ایسی گفتگو کسی نے نہیں کی جو خلاف ادب ہو)۔ رہی یہ بات کہ فاروقؓ افضل ہیں ذی النورینؓ سے تو یہ بات مفہوم ہوتی ہے ذی النورینؓ کی اس کشیدگی سے جو فاروقؓ کے ساتھ پیش آئی تھی ابوجحش کو مدد دینے کے بارے میں کہ آپ نے فرمایا کہ عمرؓ کی رضا رحمت ہے اور وہ اس مسلک کی احادیث میں سے بیسویں حدیث ہے عبداللہ بن عمرؓ کی لمبے قصہ کے بارے میں جس میں ابوجحش سے حضرت عمرؓ کی لڑائی کا بیان ہے۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لہ آپ کا یغفر اللہ لک یا ابابکر تین بار [illegible] ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ... مترجم [illegible] ... ابوبکرؓ [illegible] ... معاف [illegible] ... ان کی [illegible] ... مترجم عفا اللہ عنہ

بعنایت عمر رضی اللہ عنہ الاصابۃ کم آنا باست در کمالِ فضائل و بودن از طبقۂ علیائے امت پس ثابت است باحادیث بسیار یکے از آنہا گواہی دادن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق را بصدیقیت و فاروق اعظم و ذی النورین را بشہید و آن حدیث یکم است از احادیث این مسلک و آن حدیث مستفیض است بروایت عثمان و انس و ابوہریرہ و سعید ابن زید و صحابی مبہم در مسند احمد عن ثمامۃ بن حزن القشیری فی قصۃ طویلۃ قال عثمان انشدکم باللہ و الاسلام ہل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی ثبیر مکۃ ومعہ ابوبکر و عمر و انا فتحرک الجبل حتی تساقطت حجارتہ بالحضیض قال فرکضہ برجلہ فقال اسکن ثبیر فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان قالوا اللہم نعم قال اللہ اکبر شہدوا لی و رب الکعبۃ انی شہید۔

حدیث دوم اثبات مرتبۂ کہ تلو خلافت باشد صدیق را و آن نیز حدیث مستفیض است جیدۃ الاسانید از حدیث ابن عباس و ابن الزبیر و ابوسعید خدری و عبداللہ بن مسعود و ابو المعلی عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کنت متخذاً من امتی

عمرؓ کی رضامندی سے ہے۔ اس کو نذر کیا جا کرنے۔ (ابو بختری کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے پکڑ رکھا تھا اور پیچھے کو کر اس کا سر زمین سے رگڑتے تھے حضرت عثمانؓ آگئے تو انھوں نے چھوڑا دیا۔ یہ بات حضرت عمرؓ کو ناگوار ہوئی اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ نے ایک بات ان کی دعوت کی تھی اس لئے انھوں نے اس کی حمایت کی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا تھا۔ چند صفحات قبل یہ حدیث مفصل تحریر کی جاچکی ہے) رہا کمال فضائل کے اعتبار سے اور امت کے طبقۂ علیا میں ہونے کے لحاظ سے افضل ہونا تو یہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ ان میں ایک یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدیقیت کی گواہی دینا صدیق اکبرؓ کے لئے اور شہیدیت کی گواہی دینا فاروق اعظمؓ اور ذی النورینؓ کے لئے اور وہ اس مسلک کی احادیث میں اکیسویں حدیث ہے اور یہ حدیث مستفیض ہے بروایت عثمانؓ و انسؓ و ابوہریرہؓ و سعیدؓ بن زید اور ایک اور صحابی کی روایت سے جن کا نام معلوم نہیں۔ مسند احمد میں ثمامہ بن حزن القشیری سے ایک طویل قصہ میں مروی ہے کہ عثمانؓ نے کہا کہ میں تمھیں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثبیر پر تھے (ثبیر مکہ کی ایک پہاڑی کا نام ہے) اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ تھے اور میں تھا تو پہاڑ نے حرکت کی یہاں تک کہ اس کے پتھر لڑھک کر نشیب میں گرے کہا پھر آپ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا اے ثبیر ساکن ہو کیونکہ تجھ پر ایک نبی ہے اور ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ بیشک۔ عثمانؓ نے کہا اللہ اکبر سب لوگوں نے شہادت دی رب کعبہ کی قسم کہ میں شہید ہوں۔

بائیسویں حدیث صدیقؓ کے لئے ایسے مرتبے کے اثبات میں جو قریب ہے خلافت کے اور وہ بھی حدیث مستفیض ہے جس کی اسناد جید ہیں۔ حدیث ابن عباسؓ و ابن الزبیرؓ و ابوسعید خدریؓ و عبداللہ بن مسعودؓ و ابوالمعلی سے مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو

خلیلا لاتخذت ابابکر ولکن أخی و صاحبی.

حدیث سوم موافقت رأی صدیق با وحی در چندین واقعہ تا آنکہ قدر مشترک متواتر بالمعنی گشتہ. ازانجملہ قصہ فنحاص یہودی عکرمہ و مجاہد و سدی آن را روایت کردہ. روی عن عکرمۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابابکر الی فنحاص الیہودی یستمدہ وکتب الیہ وقال لابی بکر لا تفتات علی بشیء حتی ترجع الیّ فلما قرأ فنحاص الکتاب قال قد احتاج ربکم قال ابوبکر فہممت ان اُمدّہ بالسیف ثم ذکرت قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تفتات علی بشیء فنزلت لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء و قولہ ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم. وقال ابن جریج حدثت ان ابا قحافۃ سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصکہ ابوبکر صکۃ فسقط فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال أفعلت یا ابابکر فقال واللہ لو کان السیف قریبا منی لضربتہ فنزلت لا تجد قوما یؤمنون باللہ و الیوم الآخر الآیۃ وعن ابی ایوب الانصاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی رأیت فی المنام غنما سودا

خلیل بناتا (یعنی ایسا دوست جس سے زیادہ کوئی محبوب نہ ہو) تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن وہ میرا بھائی اور رفیق ہے۔

تیسری حدیث کئی واقعات میں صدیقؓ کی رائے کی موافقت وحی کے ساتھ یہاں تک کہ قدر مشترک متواتر بالمعنی ہو گیا۔ ان میں سے ایک فنحاص یہودی کا قصہ ہے کہ عکرمہ اور مجاہد اور سدی نے اس کو روایت کیا۔ روایت ہے عکرمہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو بھیجا فنحاص یہودی کے پاس اس سے کچھ امداد لینے کے لئے اور اس کے پاس خط لکھ کر بھیجا اور ابوبکرؓ سے یہ فرمایا کہ مجھ سے کوئی بات نہ اٹھا رکھنا (یعنی مجھ سے پوچھے بغیر کوئی کام نہ کرنا) یہاں تک کہ تم میرے پاس واپس آؤ۔ تو جب فنحاص نے خط کو پڑھا تو اس نے کہا کہ تمہارا رب حاجت مند ہو گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا تو میں نے قصد کر لیا کہ اس کو تلوار سے شہید کر دوں پھر مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا یاد آگیا کہ کوئی کام مجھ سے پوچھے بغیر نہ کرنا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لقد سمع اللہ قول الذین الخ (۳: ۱۸۱) بیشک اللہ نے سن لیا ہے ان لوگوں کا قول جنہوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں۔ اور یہ آیت ولتسمعن الخ (۳: ۱۸۶) اور البتہ آگے کو اور سنو گے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں۔ اور ابن جریج نے کہا کہ مجھ سے نقل کیا گیا کہ ابو قحافہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تو ابوبکرؓ نے اس کے ایک زور سے تھپڑ مارا کہ وہ گر گیا۔ اس واقعہ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا تو آپ نے کہا کیا اے ابوبکرؓ تم نے ایسا کیا۔ تو انھوں نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تلوار میرے قریب ہوتی تو اس پر چلا دیتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لا تجد قوما الخ (۵۸: ۲۲) جو لوگ اللہ پر اور یوم قیامت کے دن پر (پورا پورا) ایمان رکھتے ہیں آپ ان کو نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخصوں سے دوستی رکھتے ہیں جو اللہ اور رسول کے برخلاف ہیں الخ۔ ابو ایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا سیاہ بکریاں

دخلت فيها غنم عفر فاولها يا ابابكر اعبرها فقال ابوبكر يا رسول الله هي العرب تتبعك ثم تتبعها العجم فقال النبي صلى الله عليه وسلم كذا عبرها الملك سحر عن ابن عباس قال قال النبي صلى الله عليه وسلم يوم بدر اللهم انشدك عهدك ووعدك اللهم ان شئت لم تعبد فاخذ ابوبكر بيده فقال حسبك فخرج وهو يقول سيهزم الجمع ويولون الدبر وفي الحديبية قال عمر مثل ما قال للنبي صلى الله عليه وسلم فقال يا ايها الرجل انه رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس يعصي ربه وهو ناصره فاستمسك بغرزه فوالله انه على الحق

بیست و چہارم تعبیر پیغمبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از صدیق در واقعہ ہائے بسیار و در این دلالت است بر موافقت قوت عاقلہ او با قوت عاقلہ پیغامبر

قال محمد بن اسحق وقد بلغني ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لابي بكر الصديق رضي الله عنه وهو محاصر ثقيفا يا ابابكر اني رأيت اني اهديت لي قعبة مملوءة زبدا فنقرها ديك فهراق ما فيها فقال ابوبكر ما اظن ان تدرك منهم يومك هذا ما تريد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا لا ارى ذلك قال ابن هشام حدثني بعض اهل العلم عن ابراهيم بن جعفر المحمدي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

جن میں سفید رنگ بکریاں داخل ہو گئیں۔ اے ابوبکرؓ اس کی تعبیر دو۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یہ رسیاہ بکریاں) عرب ہیں جو آپ کا اتباع کریں گے پھر ان کے پیچھے عجم کے لوگ آ جائیں گے یہاں تک کہ ان پر چھا جائیں گے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تعبیر سحر کے وقت فرشتے نے اسی طرح دی تھی۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں کہا اے اللہ میں آپ کو واسطہ دیتا ہوں آپ کے عہد کا اور آپ کے وعدے کا اے اللہ اگر آپ چاہیں آپ کی عبادت کی جائے تو ابوبکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس کافی ہے۔ تو آپ یہ کہتے ہوئے نکلے سیھزم الجمع (یعنی عنقریب اس جماعت کو شکست دی جائیگی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے) اور ابوبکرؓ نے بھی حدیبیہ میں عمرؓ سے وہی کہا جو کچھ ان سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اور (یہ بھی) اے شخص وہ اللہ کے رسول ہیں (صلے اللہ علیہ وسلم) اور وہ ایسے نہیں کہ اپنے رب کی نافرمانی کریں اور وہ ان کا مددگار ہے۔ بس ان کی رکاب مضبوط پکڑے رہو۔ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں اور یہ کہ وہ اتنی مصالحت آپ کر رہے ہیں بالکل درست اور منشاء حق کے مطابق ہے۔

چوبیسویں فضیلت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صدیقؓ سے بہت سے واقعات میں تعبیر پوچھنا یہ دلالت کرتا ہے ان کی قوت عاقلہ کی موافقت پر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت عاقلہ کے ساتھ محمد بن اسحق نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب وہ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ اے ابوبکرؓ میں نے دیکھا کہ میرے پاس ایک کالی مکھن سے بھری ہوئی رکابی ہوئی ہے جو بطور ہدیہ میرے پاس بھیجی گئی اس پر ایک مرغ نے چونچ ماری تو جو کچھ اس میں تھا وہ سب بہہ گیا تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ بس آج ان میں آپ جو ارادہ کئے ہوئے ہیں وہ ان سے حاصل کر لیں گے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور مجھ کو درحقیقت دکھایا جارہا ہے۔ اور ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے روایت کی بعض اہل علم نے ابراہیم بن جعفر المحمدی سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

رأیت انی لقمت لقمة من حیس فالتذذت
طعمها فاعترض فی حلقی منه شیء حین ابتلعته
فادخل علی یده فنزعه فقال ابوبکر الصدیق رضی
الله عنه یا رسول الله هذه سریة من سرایاک
تبعثها فیأتیک منه بعض ما تحب ویکون فی
بعضها اعتراض فتبعث علیا فیسهله.

بیست وپنجم آنکه قبل از صعود صدیق در آن
دلالت میکند بر موافقت قوت عاقلہ او با قوت
عاملہ پیغامبر واین خود صفت است از حدیث
عبدالله بن عمر قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم من جر ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یوم
القیامة فقال ابوبکر الصدیق ان احد شقی ثوبی
یسترخی الا ان اتعاهد ذلک منه فقال
رسول الله صلی الله علیه وسلم انک لست
تصنع ذلک خیلاء.

بیست وششم جمع کردن صدیق انواع
بر را، وآن دال است بر موافقت قوت
عاملہ انبیاء، از حدیث ابی هریرة قال
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
من اصبح منکم الیوم صائما قال
ابوبکر انا قال من تبع الیوم منکم
جنازة قال ابوبکر انا قال
فمن اطعم الیوم مسکینا قال ابوبکر
انا قال فمن عاد منکم الیوم مریضا
قال ابوبکر انا فقال رسول الله صلی
الله علیه وسلم ما اجتمعن فی امرئ

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے کھجور کے مالیدہ میں سے ایک لقمہ
کھایا اور اس کی لذت اچھی ہوئی، پھر جب میں نے اس کو نگلا تو اس
میں سے کچھ میرے حلق میں پھنس گیا تو علی نے اپنا ہاتھ داخل کر کے
اس کو کھینچ لیا۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ
آپ کے سرایا میں سے یہ سریہ ہیں جو آپ بھیجتے ہیں اس سے وہ
چیز جس کو آپ پسند کرتے ہیں کچھ تو آپ کو ملے گی اور اس کے
بعض میں رکاوٹ پیش آئے گی پھر آپ علی کو بھیجیں گے وہ اس کو
آسان کر دیں گے۔

پچیسویں فضیلت خود بینی (گھمنڈ) کو صدیقؓ کے سینہ
سے نکال دینا۔ اور یہ دلالت کرتا ہے ان کی قوت عاقلہ کی موافقت
پر پیغمبر کی قوت عاملہ کے ساتھ اور یہ صفت معصومیت کے ساتھ
ملحق ہے۔ یہ ثابت ہے حدیث عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ فرمایا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے اپنا کپڑا کھینچا غرور اور گھمنڈ سے
اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو (بنظر رحمت) نہ دیکھے گا۔ تو ابوبکر
صدیقؓ نے کہا کہ میرے کپڑے کا ایک سرا لٹک جاتا ہے۔ الا یہ کہ میں
اس کا خیال رکھوں گا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
تم از راہ غرور ایسا نہیں کرتے۔

چھبیسویں فضیلت نیکی کی انواع میں صدیق اکبرؓ کی جامعیت
اور یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کی قوت عاملہ انبیاءؑ
کی قوت عاملہ کے موافق تھی۔ یہ ثابت ہے حدیث ابوہریرہؓ
سے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
آج تم میں سے کون روزے سے ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا، میں۔ پھر
فرمایا کہ آج تم میں کون کسی جنازے کے ساتھ گیا۔ ابوبکرؓ نے
کہا کہ میں۔ پھر فرمایا کہ آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا
ابوبکرؓ نے کہا میں نے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آج کس نے مریض کی
عیادت تم میں سے کی ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے۔ تو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس میں یہ خصلتیں جمع ہو جائیں گی

لہ حیس کے معنے ہیں ملا ہوا۔ اور اس کھانے کو بھی کہتے ہیں جو کھجور اور گھی اور پنیر وغیرہ سے بنایا جاتا ہے (لغات الحدیث) اس لئے اس کا ترجمہ کھجور کا مالیدہ کیا ہے۔ مترجم

یا او داخل الجنۃ۔

بست و ہفتم ندا کردن ملائکہ صدیق را از ابواب ثمانیہ جنت۔ از حدیث ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من انفق زوجین فی سبیل اللہ نودی من ابواب الجنۃ یا عبد اللہ ھذا خیر فمن کان من اھل الصلوۃ دعی من باب الصلوۃ ومن کان من اھل الجہاد دعی من باب الجہاد ومن کان من اھل الصیام دعی من باب الریان ومن کان من اھل الصدقۃ دعی من باب الصدقۃ فقال ابوبکر بابی انت وامی یا رسول اللہ ما علی من دعی من تلک الابواب من ضرورۃ فھل یدعی احد من تلک الابواب کلہا قال نعم وارجو ان تکون منہم اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی ومالک فی الموطا۔

بست و ہشتم وضع اللہ الحق علی لسان عمر و ایں فضیلتے است در فاروق نظیر وحی است در انبیاء و ایں حدیث مستفیض است از حدیث ابن عمر و ابوذر و غیر ایشان عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جعل اللہ الحق علی لسان عمر وقلبہ اخرجہ الترمذی۔

بست و نہم اثبات محدثیت کہ نظیر وحی است فاروق را و ایں مستفیض است از حدیث ابی ہریرۃ و عائشہ و عقبہ بن عامر عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون فان یکن فی امتی منہم

وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ستائیسویں فضیلت حضرت صدیقؓ کو ملائکہ کا جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکارنا۔ یہ ثابت ہے حدیث ابوہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک جوڑا[1] خرچ کیا راہ خدا میں اس کو پکارا جائے گا جنت کے دروازوں سے کہ اے بندۂ خدا یہ خیر ہے (یعنی جنت خیر کا مقام) پس جو اہل صلوٰۃ میں سے ہوگا اس کو باب الصلوٰۃ سے پکارا جائیگا اور جو اہل جہاد میں سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے پکارا جائیگا اور جو اہل صیام (یعنی روزے داروں) میں سے ہوگا اس کو باب الریان سے پکارا جائے گا اور جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ تو ابوبکرؓ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ جو شخص ان دروازوں سے پکارا جائیگا اس پر ہر دروازے پر جانا ضروری تو نہ ہوگا تو کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جس کو ہر دروازے سے پکارا جائے گا۔ فرمایا ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ تو ان ہی میں سے ہوگا۔ تخریج کیا اس کو بخاری اور مسلم اور ترمذی نے اور امام مالک نے موطا میں۔

اٹھائیسویں فضیلت۔ اللہ کا عمرؓ کی زبان پر حق کو رکھنا اور فاروقؓ میں یہ فضیلت ہے جو مماثل وحی ہے جو انبیاء کے حق میں ہوتی ہے۔ یہ حدیث مستفیض ہے ابن عمرؓ اور ابوذرؓ اور ان کے علاوہ دوسروں سے۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور ان کے قلب میں رکھدیا ہے۔ اس کو اخذ کیا ترمذی نے۔

انتیسویں فضیلت محدثیت کا اثبات فاروقؓ کے لئے جو مماثل وحی ہے۔ اور یہ مستفیض ہے حدیث ابوہریرہؓ و عائشہؓ و عقبہ بن عامر سے۔ مروی ہے ابوہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سے پہلے جو امتیں گزر چکی ہیں ان میں محدث لوگ ہوتے تھے تو اگر میری امت میں ان میں سے کوئی

[1] خدری کی روایت میں زوجین کے بعد "من شئی من الاشیاء" بھی مذکور ہے یعنی کسی چیز کا بھی ایک جوڑا مثلاً دو روپے یا دو اشرفی یا دو کپڑے وغیرہ ۱۲ مترجم

اخرجہ مسلم و قریب منہ البخاری۔

سی ام فرار شیطان از ظل عمر و این نیز عصمت است و آن نیز مستفیض است از حدیث سعد ابن ابی وقاص و ابی ہریرہ و بریدہ اسلمی و عائشہ عن سعد بن ابی وقاص قال استاذن عمر علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ نساء من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیۃ اصواتہن فذکر الحدیث الی ان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہا والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان قط سالکا فجا الا سلک فجا غیر فجک اخرجہ البخاری ومسلم۔

سی و یکم رؤیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لبن فاروقؓ را در منام از حدیث عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم شربت یعنی اللبن حتی انظر الی الری یجری فی ظفری او فی اظفاری ثم ناولت عمر قالوا فما اولتہ قال العلم اخرجہ البخاری ومسلم۔

سی و دوم موافقت رائے فاروقؓ با وحی الٰہی و آن نیز وحی است و این حدیث مستفیض است از حدیث عمر رضی اللہ عنہ قال وافقت ربی فی ثلاث فی مقام ابراہیم و فی الحجاب و فی اساری بدر اخرجہ مسلم والبخاری۔

سی و سوم دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیادت دین فاروقؓ عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم رأیت الناس عرضوا علیّ

شخص ہے تو وہ عمرؓ ہے۔ اس کو نقل کیا بخاری نے۔

تیسویں فضیلت شیطان کا بھاگنا عمرؓ کے سایہ سے اور یہ عصمت کے مماثل ہے۔ اور یہ بھی مستفیض ہے سعد بن ابی وقاص اور ابوہریرہؓ اور بریدہ اسلمیؓ اور عائشہؓ کی احادیث سے۔ مروی ہے سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی اور قریش کی عورتیں آپ سے باتیں کر رہی تھیں اور بہت بول رہی تھیں اور ان کی آوازیں اونچی ہو رہی تھیں۔ اس حدیث کا بیان کرتے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ جب شیطان کو کسی گلی میں چلتے ہوئے تمہارے سامنے آ جاتا ہے تو وہ گلی سے ہٹ کر دوسری گلی میں چلنے لگتا ہے۔ اس کو نقل کیا بخاری اور مسلم نے۔

اکتیسویں فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاروقؓ کو خواب میں دودھ عطا کرنا۔ یہ ثابت ہے عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیث سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے سوتے ہوئے (خواب میں) پیا یعنی دودھ یہاں تک کہ میں اس کی تازگی کو دیکھتا تھا کہ میرے ناخن یا ناخنوں میں (فرمایا) جاری ہو رہی تھی۔ پھر وہ میں نے عمرؓ کو دے دیا۔ لوگوں نے کہا کہ پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ فرمایا کہ علم۔ اس کو نقل کیا بخاری اور مسلم نے۔

بتیسویں فضیلت۔ فاروقؓ کی رائے کا وحی الٰہی کے موافق ہونا اور وہ مماثل وحی ہے اور یہ حدیث مستفیض ہے حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تین امور میں میری رائے موافق ہوئی میرے رب کے حکم سے مقام ابراہیم کے بارے میں اور پردے اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔ مسلم اور بخاری نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

تینتیسویں فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فاروقؓ کے دین کی زیادتی کو دیکھنا۔ مروی ہے ابوسعید خدریؓ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے سوتے ہوئے (خواب میں) لوگوں کو دیکھا جو میرے سامنے پیش کئے گئے

علیہم القمص منہا ما یبلغ الثدی ومنہا ما یبلغ دون ذلک وعرض علی عمر وعلیہ قمیص یجرہ قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال الدین اخرجہ البخاری ومسلم۔

(۲۸) فضیلت شیخینؓ باعتبار اکثریت ثواب وعلو درجۂ ایشان در بہشت نیز ثابت است باحادیث بسیار از حدیث سیدا کہول الجنۃ وآن سی وچہارم است از احادیث این مسلک وآن مستفیض است از حدیث انس وعمر تیفی وابی جحیفۃ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر وعمر ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین لا تخبرہما یا علی اخرجہ الترمذی ومن علی بطرق متعددۃ منہا طریق علی بن الحسین بن علی عن علی بن ابی طالب قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ طلع ابوبکر وعمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین یا علی لا تخبرہما۔

سی وپنجم اختصاص ایشان بغرفۃ جنت از حدیث ابی سعید خدریؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اہل الدرجات العلی لیراہم من تحتہم کما ترون النجم الطالع فی افق السماء وان ابابکر

اس حالت میں کہ وہ قمیصیں پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض کی قمیص چھاتی تک تھی اور بعض کی اس سے نیچے پہنچی ہوئی تھی اور میرے سامنے عمرؓ کو پیش کیا گیا اور اس کے اوپر ایسی قمیص تھی جس کو وہ کھینچتا ہوا جا رہا تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ فرمایا کہ دین۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم نے ذکر کیا۔

(۲۸) فضیلت شیخینؓ کی اکثریت ثواب اور جنت میں ان کا اعلیٰ مقام ہونے کے اعتبار سے بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ ایک حدیث ہے سیدا کہول اہل الجنۃ (کہ یہ دونوں ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے سردار ہیں) اور وہ چونتیسویں حدیث ہے اس مسلک کی احادیث میں سے۔ اور وہ مستفیض ہے انسؓ کی اور عمر تیفیؓ کی وابو جحیفہؓ کی احادیث سے۔ ترمذی نے انسؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے سردار ہیں (وہ اہل جنت) اولین میں سے ہوں (جو ان سے پہلے گزر چکے) یا آخرین میں سے ہوں (جو ان کے بعد پیدا ہونے والے ہیں) بجز نبیین و مرسلین کے۔ اے علیؓ ان دونوں کو خبر نہ کرنا۔ اس کو ذکر کیا ترمذی نے۔ اور مختلف اسناد کے ساتھ حضرت علیؓ سے مروی ہے ان میں سے ایک سند ہے علی (زین العابدین) ابن الحسین بن علی از علی بن ابی طالب فرمایا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب کہ سامنے دکھائی دیئے ابوبکرؓ و عمرؓ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں بجز انبیاء و مرسلین کے تمام اہل جنت کے خواہ اولین میں سے ہوں یا آخرین میں سے سب کے سردار ہیں اے علیؓ ان کو خبر نہ کرنا۔

(۳۵) پینتیسویں فضیلت۔ جنت کے بالاخانوں کے ساتھ ان کا اختصاص ثابت ہے ابو سعید خدریؓ کی حدیث سے۔ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درجات عالیہ والے اہل جنت کو اپنے سے نیچے درجات والے اہل جنت اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم اس ستارے کو دیکھتے ہو جو آسمان کے افق پر طلوع ہو رہا ہو۔ اور ابوبکرؓ

وعمر منهم وافضل۔

سی و دوم تقدم شیخین در بعثت و در حشر از حدیث ابن عمر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم خرج ذات یوم فدخل المسجد وابوبکر وعمر احدھما عن یمینہ والآخر عن شمالہ وھو آخذ بایدیھما وقال ھکذا نبعث یوم القیامۃ وفی روایۃ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انا اول من تنشق عنہ الارض ثم ابوبکر ثم عمر۔

سی و سوم اول کسے کہ در بہشت آید صدیق خواہد بود از حدیث ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل علیہ السلام فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی تدخل منہ امتی فقال ابوبکر یا رسول اللہ وددت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی۔

سی و چہارم تجلی کردن خدائے عز وجل خاصۃ برائے صدیق از حدیث جابر فی قصۃ وفد عبد القیس[1] قال فاجابھم ابوبکر رضی اللہ عنہ بجواب وأجاد الجواب فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا ابابکر اعطاک اللہ الرضوان الاکبر فقال لہ بعض القوم وما الرضوان الاکبر

و عمرؓ ان ہی میں سے ہیں بلکہ ان سے زیادہ اچھے۔

چھتیسویں فضیلت۔ قبروں سے زندہ ہو کر اٹھنے میں شیخینؓ کا امت پر مقدم ہونا۔ یہ ثابت ہے ابن عمرؓ کی حدیث سے کہ ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے اور ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں میں سے ایک آپ کے داہنی تھا اور ایک بائیں اور آپ ان دونوں کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے اور فرمایا کہ ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ اور ان ہی ایک روایت یہ ہے کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پہلا شخص جس پر سے زمین پھٹے گی میں ہوں پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ۔

سینتیسویں فضیلت۔ اول جو شخص بہشت میں داخل ہوگا صدیق اکبرؓ ہوں گے۔ یہ ثابت ہے حدیث ابوہریرہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا پھر انھوں نے جنت کا وہ دروازہ مجھے دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔ تو ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ مجھے شوق ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا اور میں بھی اس کو دیکھتا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سمجھ لے ابوبکرؓ میری امت میں سے تو وہ پہلا شخص ہوگا جو جنت میں داخل ہوگا۔

اڑتیسویں فضیلت۔ خدائے عزوجل کا صدیقؓ کے لئے خاص طور پر تجلی کرنا۔ یہ ثابت ہے جابرؓ کی حدیث سے وفد عبد القیس کے قصہ میں کہا کہ ابوبکرؓ نے ان کو جواب دیا اور اچھا جواب دیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ تم کو اللہ تعالیٰ نے رضوان اکبر عطا کیا۔ تو بعض لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ

[1] قبیلہ عبد القیس کا ایک وفد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا جس کے شرکاء کی تعداد با اختلاف روایات چودہ سے چالیس تک تھی ان میں سے بعض ابھی کچھ گفتگو کر رہے تھے ... نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ابوبکرؓ ... جواب دو ... تو ابوبکرؓ نے ... رسول اللہ ... پھر آپ نے فرمایا ... جواب ... یہ حدیث صفحہ ۳۲۹ ... مذکور ہے ۱۲ مترجم

اللہ علیہ وسلم فی حجری فی لیلۃ صاحیۃ
اذ قلت یا رسول اللہ ہل یکون لاحد من
الحسنات عدد نجوم السماء قال نعم عمر
قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات
عمر کحسنۃ واحدۃ من حسنات ابی بکر۔

حجۃ افضلیۃ الشیخین مطلقاً بدون اعتبار
جزئی و آن پیداست بیچ یکے از خصال یا بعض
پس ثابت ست باحادیث بسیار از آنجملہ حدیث
عمرو بن العاص و آن **حجۃ دوم** است از اسئلہ
این مسلک عن عمرو بن العاص ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل فاتیتہ
فقلت ای الناس احب الیک قال عائشۃ
فقلت من الرجال قال ابوہا قلت ثم من قال
عمر بن الخطاب و آن حدیث است از متفق
علیہ۔

حجۃ سوم افضلیۃ فاروق از حدیث جابر
موقوفاً و مرفوعاً از حدیث ابی سعید خدری
عن جابر بن عبد اللہ قال قال عمر
لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر
اما انک ان قلت ذاک فلقد سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر
و عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ذاک
الرجل ارفع امتی درجۃ فی
الجنۃ قال ابو سعید واللہ ما کنا
نری ذلک الرجل الا عمر بن الخطاب
حتی مضی بسبیلہ
(ازالۃ)

اللہ علیہ وسلم کا سر میری گود میں تھا ایسی رات میں جب کہ آسمان
بالکل صاف تھا (تارے چمک رہے تھے) کہ میں نے کہا یا رسول اللہ
کیا کسی کی نیکیاں اتنی ہوں گی جتنی شمار آسمان کے ستاروں کی
ہے۔ فرمایا ہاں! وہ عمرؓ ہے۔ میں نے کہا پھر حسنات ابوبکرؓ کا کیا
مرتبہ ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یقیناً عمرؓ کی تمام حسنات کا مجموعہ ابوبکرؓ
کی ایک حسنہ (یعنی نیکی) کے برابر ہے۔

دلیل ان کی افضلیت مطلقاً بغیر خاص چیز کو اعتبار کئے بغیر۔
اور وہ منحصر ہے کسی خصال و فضائل پر کہ جن میں سے کسی ایک فضیلت
کی طرف نہ جاتی ہو کیونکہ یہ (فضیلت مطلقہ) بہت سی احادیث سے ثابت
ہے۔ ان میں سے عمرو بن العاص کی حدیث ہے اور وہ اس مسلک کی
احادیث میں سے **بیالیسویں** حدیث ہے۔ مروی ہے عمرو بن العاصؓ
سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو غزوہ ذات السلاسل
میں سردار لشکر بنا کر بھیجا۔ میں نے آپ کی خدمت میں جا کر پوچھا کہ
آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ فرمایا عائشہؓ سے۔ پھر میں نے
کہا کہ مردوں میں سے؟ فرمایا کہ ان کے باپ سے۔ میں نے کہا کہ پھر کس سے؟
تو فرمایا عمر بن خطاب سے۔ اور یہ اظہار محبت کنایہ ہے مطلقاً
فضیلت سے۔

تینتالیسویں حدیث۔ افضلیت فاروقؓ کی حدیث جابرؓ
سے موقوفاً و مرفوعاً اور ابو سعید خدریؓ کی حدیث سے۔ مروی
ہے جابر بن عبد اللہ سے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ابوبکرؓ کو اس
طرح مخاطب کیا اے سب لوگوں سے بہتر بعد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے تو ابوبکرؓ نے کہا۔ اب کہ تم نے یہ کہا ہے تو مجھ سے
بھی سن لو! واللہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا
ہے آپ فرماتے تھے کہ کسی ایسے شخص پر جو عمرؓ سے بہتر ہو آفتاب
طلوع نہیں ہوا۔ اور مروی ہے ابو سعید خدریؓ سے کہا کہ فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص میری امت میں سب سے
بلند مرتبہ ہوگا جنت میں۔ ابو سعیدؓ نے کہا کہ واللہ ہم نہیں سمجھتے
تھے "ذلک الرجل" (یعنی یہ شخص کا مصداق) الیہ مگر عمر بن الخطاب
کو یہاں تک کہ وہ اپنی راہ زندگی سے گزر گئے۔

چہل و چہارم امر کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بامامت در مرض وی و نہی از امامت غیر ابی بکر و قد معلوم است کہ امام می باید افضل باشد و آن حدیث مستفیض است من عائشۃ و ابن عمر و ابی موسیٰ و عبد اللہ بن زمعۃ و عمر بن الخطاب و ابن عباس و ابن مسعود و علی بن ابی طالب و الزبیر بن العوام وغیرہم عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت عائشۃ یا رسول اللہ ان ابابکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکاء فمر عمر فلیصل بالناس قالت فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس قالت عائشۃ فقلت لحفصۃ قولی لہ ان ابابکر اذا قام مقامک لم یسمع الناس من البکاء فمر عمر فلیصل بالناس ففعلت حفصۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکن لانتن صواحب یوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس فقالت حفصۃ لعائشۃ ما کنت لاصیب منک خیرا اخرجہ الجماعۃ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ وعن ابن عمر لما اشتد برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعہ قیل لہ فی الصلوۃ فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس قالت عائشۃ ان ابابکر رجل رقیق اذا قرأ غلبہ البکاء قال مروہ فلیصل فعاودتہ فقال مروہ فلیصل انکن صواحب یوسف اخرجہ البخاری۔

چہل و پنجم تنویہ کردن آنحضرت صلی اللہ

چوالیسویں فضیلت۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بحالت بیماری امامت کے لئے حکم دینا اور ابوبکرؓ کے سوا دوسروں کو امامت سے منع کرنا۔ اور یہ معلوم قطعی ہے کہ امام کو افضل ہونا چاہیے اور یہ حدیث مستفیض ہے عائشہؓ اور ابن عمرؓ اور ابو موسیٰؓ اور عبد اللہ بن زمعہ اور عمر بن الخطابؓ اور ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ اور علی بن ابی طالبؓ اور زبیر بن العوامؓ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے۔ مروی ہے عائشہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو قراءت نہ سنا سکیں گے تو آپ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ آپ نے پھر کہا کہ ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ نے کہا کہ میں نے پھر حفصہؓ سے کہا کہ ان سے کہدو کہ ابوبکرؓ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو نہ سنا سکیں گے آپ عمرؓ کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو حفصہؓ نے ایسا کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک تم عورتیں یوسفؑ والی عورتوں کی مانند ہو کہدو ابوبکرؓ کو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو حفصہؓ نے عائشہؓ سے کہا کبھی مجھے تجھ سے بھلائی نہ ملی۔ اس کو ایک جماعت نے ذکر کیا۔ اور عائشہؓ سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی قوم کے لئے زیبا نہیں جن میں ابوبکرؓ موجود ہو کہ ان کے سوا کسی اور کو امام بنائے۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف شدید ہو گئی تو آپ سے نماز کے بارے میں کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہدو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ نرم دل شخص ہیں جب قراءت شروع کریں گے تو ان پر گریہ غالب آجائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ تم یوسفؑ والی عورتیں ہو۔ اس کو امام بخاری نے نقل کیا ہے۔

پینتالیسویں فضیلت۔ شاندار صورت پر ذکر کرنا آنحضرت صلے

علیہ وسلم بمناقب شیخین بجمعے از صحابہ
و آن مستفیض است از حدیث مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ و انس و ابی جحیفہ عن علی
رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم رحم اللہ ابابکر زوجنی ابنتہ
و حملنی الی دار الہجرۃ و اعتق بلالاً من
مالہ رحم اللہ عمر یقول الحق و ان کان
مرا ترکہ الحق و مالہ صدیق رحم اللہ
عثمان تستحیی منہ الملائکۃ رحم اللہ
علیا اللہم ادر الحق معہ حیث دار.

چہل و ششم تشبیہ دادن آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم شیخین را بملکین مقربین و بدو
پیغامبر اولی العزم. اخرج الطبرانی بسند حسن
عن ام سلمۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال ان فی السماء ملکین احدہما یامر بالشدۃ
والآخر یامر باللین وکل مصیب وذکر
جبریل ومیکائیل ونبیان احدہما یامر باللین
والآخر بالشدۃ وکل مصیب وذکر ابراہیم
ونوحا ولی صاحبان احدہما یامر باللین والآخر
بالشدۃ وکل مصیب وذکر ابابکر وعمر. وعن
عبد اللہ بن عمرو قال جاء ناس من الناس الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول اللہ ان ابابکر یزعم
ان الحسنات من اللہ والسیئات من العباد وقال
عمر الحسنات والسیئات من اللہ فتابع ہذا قوم
وتابع ہذا قوم فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لاقضین بینکما
بقضاء اسرافیل بین جبریل
ومیکائیل الخ
میکائیل قال

علیہ وسلم کا مناقب شیخین کو صحابہؓ کی ایک جماعت کے سامنے۔
اور یہ مستفیض ہے حدیث مرتضیٰؓ و انسؓ و ابو جحیفہ رضی اللہ عنہم
سے۔ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ رحم کرے اللہ ابوبکرؓ پر کہ انہوں نے اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ
دی اور مجھے دار الہجرت تک سوار کر کے لایا اور بلالؓ کو اپنے مال
سے خرید کر آزاد کیا۔ رحم کرے اللہ عمرؓ پر حق بات کہتے اگرچہ
کڑوی ہو۔ اس کو حق گوئی نے ایسے حال پر چھوڑا ہے کہ اس کا کوئی
مخلص دوست نہ رہا۔ اللہ رحم کرے عثمانؓ پر ان سے ملائکہ بھی
شرم کرتے ہیں۔ رحم کرے اللہ علیؓ پر۔ اے اللہ جس طرف وہ پھرے
حق کو (بھی) اسی طرف پھیر دے۔

چھیالیسویں فضیلت۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شیخین
کو دو مقرب فرشتوں اور دو اولوالعزم پیغمبروں سے تشبیہ دینا۔
اخرج کیا طبرانی نے بسند حسن ام سلمہؓ سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے آپ نے فرمایا۔ آسمان میں دو فرشتے ہیں ان میں سے ایک
کے حکم میں سختی ہوتی ہے اور دوسرے کے حکم میں نرمی اور ہر ایک کا
حکم درست ہوتا ہے اور آپ نے ذکر کیا جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کا
اور دو نبی ہیں ان میں سے ایک کے حکم میں نرمی ہے اور دوسرے کے
حکم میں سختی اور ہر ایک کا حکم درست ہے اور آپؐ نے ذکر کیا ابراہیمؑ
اور نوحؑ کا۔ اور میرے دو ساتھی ہیں۔ ان میں سے ایک کے حکم
میں نرمی ہوتی ہے اور دوسرے کے حکم میں سختی اور ہر ایک کا حکم
درست ہوتا ہے۔ اور آپ نے ذکر کیا ابوبکرؓ اور عمرؓ کا۔ اور عبد اللہ
ابن عمروؓ سے مروی ہے کہ ایک جماعت کے لوگ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس گئے اور انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ابوبکرؓ یہ
گمان کرتے ہیں کہ بھلائیاں اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں اور برائیاں
بندوں کی طرف سے۔ اور عمرؓ یہ کہتے ہیں کہ بھلائیاں اور برائیاں
سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں تو ایک جماعت اُن کی ہم نوا
ہے اور ایک اِن کی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میں تم دونوں کے درمیان وہ فیصلہ کروں گا جو اسرافیل نے
کیا جبرئیلؑ اور میکائیلؑ کے درمیان۔ میکائیلؑ نے وہ کہا جو

بقول ابی بکر وقال جبرئیل بقول عمر فقال جبرئیل لمیکائیل انا متی تختلف اہل السماء یختلف اہل الارض فلنتحاکم الی اسرافیل فتحاکما الیہ فقضی بینہما بحقیقۃ القدر خیرہ وشرہ وحلوہ ومرہ کلہ من اللہ ثم قال یا ابابکر ان اللہ لو اراد ان لا یعصی لم یخلق ابلیس فقال ابوبکر صدق اللہ ورسولہ تخریج اخرجہ الحاکم من حدیث عبد اللہ بن مسعود فی قصۃ بدر واستشارۃ ابی بکر فی الفداء واستشارۃ عمر وابن رواحۃ فی القتل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تقولون فی ہؤلاء ان مثل ہؤلاء کمثل اخوۃ لہم کانوا من قبلہم قال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا وقال موسی ربنا اطمس علی اموالہم واشدد علی قلوبہم الآیۃ وقال ابراہیم فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم وقال عیسی ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم

چہل وہفتم حدیث ابن عمرؓ قال کنا نخیر بین الناس فی زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنخیر ابابکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان اخرجہ البخاری وفی روایۃ کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا

ابوبکرؓ کہتے ہیں اور جبرئیل نے وہ کہا جو عمرؓ کہتے ہیں۔ پھر جبرئیل نے میکائیل سے (یہ بھی) کہا کہ ہم آسمان والے جب کسی چیز میں اختلاف کرتے ہیں تو زمین والے بھی اختلاف کرنے لگتے ہیں۔ تو اب ہم کو اپنا حکم بنانا چاہیے اسرافیل کو تو دونوں نے ان کو حکم بنایا۔ انھوں نے تقدیر کی حقیقت پر فیصلہ کیا کہ اس کا بھلا اور برا، میٹھا اور کڑوا سب اللہ کی طرف سے ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ! اگر خدا تعالیٰ یہ چاہتا کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے تو وہ ابلیس کو پیدا نہ کرتا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ (تخریج) اس کو حاکم نے عبد اللہ بن مسعودؓ کی حدیث سے قصۂ بدر میں اور ابوبکرؓ کے اشارہ کرنے میں فدیہ کی طرف اور عمرؓ اور ابن رواحہؓ کے اشارہ کرنے میں قتل کی طرف۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو ان لوگوں کے بارے میں، ان لوگوں کی مثال ان کے ان بھائیوں جیسی ہے جو ان سے پہلے ہو چکے ہیں۔ نوح نے کہا رب لا تذر علی الارض (۷۱: ۲۶) اے میرے رب ان کافروں میں سے زمین پر کوئی بسنے والا نہ چھوڑ! اور موسیٰ نے کہا ربنا اطمس علی اموالہم (۱۰: ۸۸) اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست و نابود کر دیجیے اور ان کے دلوں کو زیادہ سخت کر دیجیے الخ! اور ابراہیم نے کہا فمن تبعنی فانہ منی (۱۴: ۳۶) پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص میرا کہنا نہ مانے سو آپ کثیر المغفرت اور کثیر الرحمت ہیں! اور عیسیٰ نے کہا ان تعذبہم فانہم (۵: ۱۱۸) اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

سینتالیسویں فضیلت۔ ابن عمرؓ کی حدیث کہ ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس پر گفتگو کرتے تھے کہ سب سے بہتر کون ہے؟ تو کہا کرتے تھے۔ ابوبکرؓ سب سے بہتر ہیں۔ ان کے بعد عمرؓ اور ان کے بعد عثمانؓ بن عفان۔ اس کو امام بخاری نے روایت کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم کسی کو ان صحابہ میں سے ابوبکرؓ کے برابر نہیں سمجھتے

ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاضل بینہم اخرجہ ابوداؤد و این حدیث خبر واحد است لیکن اصح شی است شیخین و غیر ایشان بصحت آن جازم اند این را در مسالک سنت ہم توان آورد باعتبار آنکہ این صیغہ تقریر است و در مسالک اجماع نیز باعتبار منطوق نمود۔

فصل بست و ہشتم قبول فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشورہ شیخین را در وقائع بسیار

عن عبد الرحمن بن غنم الاشعری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر و عمر لو اجتمعتما فی مشورۃ ما خالفتکما رواہ احمد واخرج مسلم فی قصۃ طویلۃ عن ابی ہریرۃ فقال عمر یا رسول اللہ بابی انت وامی ابعثت ابا ہریرۃ بنعلیک من لقی یشہد ان لا الہ الا اللہ مستیقنا بہا قلبہ بشرہ بالجنۃ قال نعم قال فلا تفعل فانی اخشی ان یتکل الناس علیہا فخلہم یعملون فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخلہم

فصل بست و نہم تشریف صدیق اکبر بلقب صدیق از حدیث مرتضی و عائشہ رضی اللہ عنہما عن النزال بن سبرۃ قال وافقنا علیا رضی اللہ عنہ طیب النفس وہو یمزح فقلنا حدثنا عن اصحابک قال کل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی فقلنا حدثنا عن ابی بکر فقال ذاک امرؤ سماہ اللہ صدیقا علی لسان جبرئیل و محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ

ان کے بعد عمرؓ کے اور پھر عثمانؓ کے برابر (نہیں سمجھتے تھے) پھر ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باہمی تفاضل چھوڑ دیتے تھے۔ اس کو ابوداؤد نے ذکر کیا اور یہ حدیث خبر واحد ہے لیکن ایک بہت صحیح چیز ہے۔ شیخین اور ان کے علاوہ دوسرے اس کی صحت کا یقین رکھتے ہیں۔ اس کو مسالک سنت میں بھی لا سکتے ہیں اس اعتبار سے کہ یہ کلام قرار پانے والے امر کو بیان کرتا ہے اور اس کلام کے اعتبار سے یہ مفہوم اجماع میں شامل ہو گیا ہے۔

اٹھائیسویں فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت سے واقعات میں شیخینؓ کے مشورے کو قبول کرنا۔ مروی ہے عبد الرحمن بن غنم الاشعری سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا کہ جب تم دونوں کسی مشورے میں متفق ہو جاؤ تو میں تمہاری رائے کے خلاف نہیں کرتا۔ روایت کیا اس کو احمد نے اور ذکر کیا مسلم نے ایک طویل قصہ میں جو ابوہریرہؓ سے مروی ہے تو کہا یعنی عمرؓ نے یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا آپ نے اپنے نعلین دے کر ابوہریرہؓ کو بھیجا ہے کہ جو ملے اور اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا دل اس پر یقین رکھتا ہو تو اس کو جنت کی بشارت دیدے فرمایا کہ ہاں۔ عمرؓ نے کہا کہ (یا رسول اللہؐ) یہ (اعلان) نہ کیجئے مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اس کا سہارا لیں گے تو ان کو رہنے دیجئے کہ اعمال کرتے رہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا رہنے دو۔

انتیسویں فضیلت صدیق اکبرؓ کا لقب صدیق سے مشرف ہونا۔ یہ ثابت ہے حدیث مرتضیٰؓ و عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ نزال بن سبرہ سے مروی ہے کہ ہم نے حضرت علیؓ کو پاکیزہ نفس پایا اور وہ مزاح (بھی) کر رہے تھے۔ ہم نے ان سے کہا ہمیں اپنے اصحاب کا حال سنائیے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب میرے اصحاب تھے تو ہم نے کہا کہ ہمیں ابوبکرؓ کا حال سنائیے تو فرمایا کہ وہ ایسے شخص تھے جن کا اللہ نے صدیق کے نام سے موسوم کیا جبرئیلؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر اس کو

الحاکم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت لما اسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی اصبح یتحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن کان آمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر فقالوا ہل لک الی صاحبک یزعم انہ اسری بہ اللیلۃ الی بیت المقدس قال او قال ذلک قالوا نعم قال لئن کان قال ذلک لقد صدق قالوا وتصدقہ انہ ذہب اللیلۃ الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقہ فیما ہو ابعد من ذلک اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ او روحۃ فلذلک سمی ابو بکر الصدیق۔

پنجاہم اختیار کردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر را برائے امارت حج اخرج الحاکم عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر رضی اللہ عنہ وامرہ ان ینادی بہؤلاء الکلمات الخ واخرج البخاری من ابی ہریرۃ ما فی مشتمل معناہ۔

امارت حج یکے از امور عظیمہ است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن را بنا بر نبوت بجا می آوردند مثل امامت صلوٰۃ بلکہ اوضح است بر استخلاف از امامت صلوٰۃ زیرا کہ امامت صلوٰۃ در ہر مسجدے راجع میگردد و امارت حج در تمام عالم بیکے راجع می شود و امامت صلوٰۃ تقدم است بر قوم محصور و امارت حج تقدم بر اقوام غیر محصورین و بحقیقت امارت حج در شریعت

حاکم نے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہا کہ جب رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ کی طرف لیجایا گیا اور صبح کو آپ نے لوگوں سے اس کا تذکرہ کیا تو ان میں سے جو آپ پر ایمان لا چکے اور آپ کی تصدیق کر چکے تھے کچھ لوگ پھر گئے اور سعی کرتے کرتے ابو بکرؓ کے پاس پہنچے اور بولے کہ کیا آپ کو اپنے ساتھی کا حال معلوم ہے وہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ان کو آج رات بیت المقدس لیجایا گیا۔ ابو بکرؓ نے کہا کیا انہوں نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں! ابو بکرؓ نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے تو یقیناً سچ کہا۔ لوگوں نے کہا اور تم ایسی بات میں ان کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ رات میں بیت المقدس جا کر صبح سے پہلے واپس بھی آگیا۔ ابو بکرؓ نے کہا ہاں میں تو اس بات میں ان کی تصدیق کرتا ہوں جو اس سے زیادہ عجیب ہے۔ میں ان کی تصدیق آسمان کی خبروں میں کرتا ہوں (جو) صبح یا شام میں ان کے پاس آجاتی ہیں)۔ اسی وجہ سے ان کا لقب صدیق ہوا۔

پچاسویں فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صدیق اکبرؓ کو امارت حج کے لئے متعین کرنا۔ حاکم نے اخذ کی ابن عباسؓ کی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان کلمات کے ساتھ منادی کریں (یعنی ابتدائی آیات سورۂ توبہ کے ساتھ)۔ اور بخاری نے اخذ کی ابو ہریرہؓ کی روایت جو اسی روایت کے مثل ہے۔

امارت حج ایک امور عظیمہ میں سے ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنا بر نبوت انجام دیتے تھے نماز کی امامت کی طرح بلکہ استخلاف پر نماز کی امامت سے یہ زیادہ قوی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز کی امامت تو ہر مسجد میں ایک شخص کی طرف راجع ہوتی ہے اور امارت حج تمام عالم میں صرف ایک شخص کی طرف عائد ہوتی ہے۔ امامت نماز میں ایک (چھوٹی) جماعت پر تقدم ہوتا ہے جو ایک محدود احاطہ میں ہوتی ہے اور امارت حج میں تقدم غیر محصور جماعتوں پر ہوتا ہے اور استخلاف کی طرف اشارہ ہونے کے بارے میں درحقیقت امارت حج جاری کرنا اسلام میں تو اتنا بڑا درجہ رکھتی ہے

عثمان ثم نترک اصحاب رسول الله صلے الله علیه وسلم لا نفاضل بینهم اخرجه ابوداود و هرچند این حدیث خبر واحد است اصح شیئ است درین باب و محفوف است بقرائن بسیار که نزدیک اجتماع آنها قطع حاصل شود زیراکه در نقل اجماع دلائل و در روایت اقوال جمع غفیر بیان خواهیم کرد که هر وقت که در استخلاف خلیفه سخن رفته است لفظ خیر الامة و افضل الناس و احق بالخلافة و احق بهذا الامر گفته اند و آن مابه یکسر دانسته اند گویا پیش ازین در نظر ایشان محقق بوده است و احتیاج استدلال و تحقیق مقال نداشته اند مرتبه ثانیه نقل اجماع و دلائل و بنای آن بر اصلے است و آن آن است که سکوت قبل از تدوین مذاهب اجماع است و آن را در پنج نوع تقریر کنیم

نوع اول وقت انعقاد خلافت صدیق

جمعے از فضلائے صحابہ صدیق را افضل امت گفتند و بآن استدلال کردند بر استخلاف او و دیگران تسلیم نمودند و موافقت کردند در اول حال یا بعد توقف و سکوت و تسلیم قبل تدوین مذاهب اجماع است کما مر فی محله آن حدیث فاروق قال قلت یا معشر الانصار یا معشر المسلمین ان اولی الناس بامر رسول الله صلے الله علیه وسلم من بعده ثانی اثنین اذ هما فی الغار ابوبکر

عثمانؓ کے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے) پھر ہم اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیتے تھے اور ان میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دیتے تھے۔ اس کو ذکر کیا ابوداؤد نے۔ اگرچہ یہ حدیث خبر واحد ہے مگر اس باب میں بہت صحیح چیز ہے اور بہت سے قرائن اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں جن کے اجتماع سے قطعیت حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ اجماع پر جو دلالت کے اعتبار سے ہم نقل کریں گے اور بہت بڑے گروہ کے اقوال کی روایت جو ہم بیان کریں گے کہ جس وقت خلیفہ کے استخلاف پر گفتگو ہوتی ہے تو لوگوں نے لفظ خیر الامۃ اور افضل الناس اور احق بالخلافۃ (یعنی خلافت کے سب سے زیادہ مستحق) اور احق بہذا الامر (اس امر کے سب سے زیادہ حقدار) کہے اور اس طرح استعمال کئے ہیں کہ گویا ان کی نظر میں پہلے ہی سے یہ بات محقق رہی ہے اور اس مقولہ پر ان کو کبھی تحقیق اور استدلال کی ضرورت نہیں پڑی۔ یہ سب قرائن مذکورہ بالا خبر واحد کو قطعیت کا مرتبہ دینے والے ہیں یا تو (پہلی صورت کا) دوسرا مرتبہ ہے نقل اجماع و دلائل۔ اور اس کی بناء ایک اصل پر ہے اور وہ یہ ہے کہ سکوت قبل از تدوین مذاہب اجماع ہے (یعنی مذاہب کے بننے سے پہلے اس پر کسی کا کلام نہ کرنا بھی مسلّم اور متفق علیہ بات سمجھی جاتی) اور اس کی تقریر ہم پانچ نوع کے ساتھ کریں گے۔

نوع اول خلافت صدیقؓ کے انعقاد کے وقت

صحابہ کی ایک جماعت نے صدیقؓ کو افضل امت کہا اور اس سے ان کی خلافت پر استدلال کیا اور دوسروں نے تسلیم کیا اور موافقت کی اول حال میں یا بعد توقف کے۔ اور سکوت و تسلیم قبل تدوین مذاہب اجماع ہے جیسا کہ اس کے موقع پر بیان کیا جا چکا ہے۔ حضرت فاروقؓ کی حدیث سے۔ فرمایا کہ میں نے کہا اے جماعت انصار اے جماعت مسلمین! تمام لوگوں سے زیادہ اولیت رکھنے والا شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے لئے ان کے بعد ثانی اثنین اذ هما فی الغار (یہ آیت کی طرف تلمیح ہے یعنی دو میں کا دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے) ابوبکرؓ ہے

المسلمين لسبق ثم اخذت بيده الحديث۔
اخرجه ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباس
فی قصۃ سقیفۃ بنی ساعدۃ و نیز از حدیث
فاروقؓ در قصۂ بیعت عامہ عن انس بن
مالک انه سمع خطبة عمر الآخرة حين جلس
على المنبر وذلك الغد من يوم توفي
النبي صلى الله عليه وسلم فتشهد وابوبكر
صامت لا يتكلم قال كنت ارجو ان يعيش
رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى
يدبرنا يريد بذلك ان يكون آخرهم فان
يك محمد قد مات فان الله عز وجل
قد جعل بين اظهركم نورا تهتدون
به هدى الله محمدا وان ابابكر صاحب
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثاني
اثنين وانه اولى المسلمين بأموركم فقوموا
فبايعوه اخرجه البخاری و نیز از حدیث
فاروقؓ بروایت ابن مسعود قال لما قبض
رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت
الانصار منا امير ومنكم امير قال فاتاهم عمر
فقال يا معشر الانصار الستم تعلمون ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم امر ابابكر ان يصلي بالناس
قالوا بلى قال فايكم تطيب نفسه ان يتقدم
ابابكر قالوا نعوذ بالله ان نتقدم
ابابكر و از حدیث ابو عبیدۃ بن الجراح
فقال تأتوني وفيكم ثالث ثلاثة
يعني ابابكر اخرجه

(درین باب) مضمر کما سبقت کرنے والا شخص ہے۔ پھر میں نے ان کا ہاتھ
پکڑ لیا الخ حدیث تک۔ اس کو اخذ کیا ابن ابی شیبہ نے ابن عباس
کی حدیث سے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں۔ اور نیز حضرت فاروقؓ
کی حدیث سے بیعت عامہ کے قصہ میں۔ انس بن مالک سے
مروی ہے کہ انھوں نے عمرؓ کا دوسرا خطبہ سنا جب کہ وہ منبر
پر بیٹھے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اگلے دن
کی بات ہے۔ عمرؓ نے کلمۂ شہادت پڑھا اور ابو بکرؓ خاموش تھے
کچھ نہیں بول رہے تھے۔ عمرؓ نے کہا میں امید (یعنی آرزو) کرتا تھا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے یہاں تک کہ
رہ جائیں پیچھے ہمارے اس سے مراد یہ تھی کہ سب کے بعد ان کی وفات
ہو۔ لیکن ہوا یہ کہ آپ کی وفات پہلے ہوئی۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم گئے)
اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان ایسے نور کو باقی رکھا جس سے
تم ہدایت پاتے رہو اور اسی سے اللہ نے ہدایت کی تھی محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کی اور یہ کہ ابو بکرؓ کو باقی رکھا جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب ہیں ثانی اثنین ہیں اور وہ مسلمانوں
میں سے تمہارے امور کی ولایت کے لئے سب سے بہتر ہیں اس لئے اٹھو
اور ان سے بیعت کرو۔ اس کو ذکر کیا بخاری نے۔ اور نیز حضرت
فاروقؓ سے جس کے راوی ابن مسعودؓ ہیں۔ کہا کہ جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو انصار نے کہا کہ ایک امیر
ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔ کہا کہ عمرؓ ان کے پاس گئے
اور انھوں نے کہا کہ اے گروہ انصار کیا تم جانتے نہیں ہو کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں
کو نماز پڑھائیں انھوں نے کہا بیشک۔ کہا کہ پھر تم میں کون ہے
جس کا نفس اس سے خوش ہو کہ وہ ابو بکرؓ سے آگے بڑھے۔ انصار
نے کہا کہ خدا کی پناہ ہم ابو بکرؓ سے آگے بڑھیں۔ اور ابو عبیدہؓ
ابن الجراح کی حدیث سے۔ تو ابو عبیدہؓ نے کہا کہ تم میرے پاس
آئے ہو اور تم میں ثالث ثلاثہ یعنی ابو بکرؓ موجود ہیں الخ ذکر کیا

[1] حضرت ابو بکرؓ کی ثالث ثلاثہ کا اطلاق کیا گیا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے فرمایا تھا لا تحزن ان اللہ معنا جس کا مفہوم یہ ہے کہ
یہاں ہم دو ہی نہیں بلکہ تیسرا خدا بھی ہے۔ اسی سے حضرت ابو عبیدہؓ نے آپ کو ثالث ثلاثہ یعنی تین میں کا تیسرا کہا۔ مترجم

الترمذی والحاکم والمعنے ان خیرکم فی آخرکم خلافۃ

نوع چہارم عبدالرحمن بن عوف وقت استخلاف ذی النورین در بیعت عظیم شرط کرد کہ بر سیرت شیخین رض عمل کنید وحاضران تسلیم نمودند و مرتضی رضی اللہ عنہ در افضلیت ذی النورین بر خود مناقشہ کرد در ایں شرط پس ایں معنی دلیل قاطع شد بر افضلیت شیخین زیرا کہ حوالہ کردن احد المجتہدین بر مفضول یا مساوی غیر معقول است آز حدیث مسور بن مخرمۃ فارسل یعنی عبدالرحمن الی من کان حاضرا من المہاجرین والانصار وارسل الی امراء الاجناد وکانوا وافوا تلک الحجۃ مع عمر فلما اجتمعوا تشہد عبدالرحمن ثم قال اما بعد یا علی انی قد نظرت فی امر الناس فلم ارہم یعدلون بعثمان فلا تجعلن علی نفسک سبیلا فقال ابایعک علی سنۃ اللہ ورسولہ والخلیفتین من بعدہ فبایعہ عبدالرحمن وبایعہ الناس والمہاجرون والانصار وامراء الاجناد والمسلمون اخرجہ البخاری وآز حدیث ابی الطفیل قال لما احتضر عمر جعلہا شوری بین علی وعثمان وطلحۃ والزبیر وعبدالرحمن وسعد فقال لہم علی انشدکم اللہ ہل فیکم احد آخی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینہ وبینہ اذ آخی بین المسلمین غیری قالوا

ترمذی اور حاکم نے۔ اور معنے یہ ہیں کہ بہ لحاظ زمانہ خلافت میں سب سے بہتر ہوگا۔

نوع چہارم عبدالرحمنؓ بن عوف نے ذی النورینؓ کو خلیفہ بنانے کے وقت بیعت عظیم میں شرط کی کہ سیرت شیخینؓ پر عمل کیجیو اور حاضرین نے اس کو تسلیم کیا اور مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جو حضرت ذی النورینؓ سے کیا وہ اپنی ذات کے مقابلہ پر کیا نہ کہ اس شرط پر۔ تو یہ معنے افضلیت شیخینؓ پر دلیل قاطع ہوئے کیونکہ ہر دو اجتہاد کرنے والوں (یعنی خلافت کے امیدواروں) کو مفضول (یعنی کم مرتبہ) یا برابر مرتبہ والے کا حوالہ دینا کہ تم کو ان کی سیرت پر عمل کرنا ہوگا، عقل میں آنے والی بات نہیں۔ حدیث مسور بن مخرمہ سے، پھر انھوں نے یعنی عبدالرحمن بن عوف نے جو مہاجرین وانصار موجود تھے ان کو بلایا اور امراء جیوش کو بلوایا جو اس سال حضرت عمرؓ کے پاس آئے ہوئے تھے۔ جب کہ سب لوگ جمع ہوگئے تو عبدالرحمنؓ نے خطبہ پڑھا پھر کہا اما بعد اے علیؓ میں نے لوگوں کی رائے معلوم کرنے کی کوشش کی تو میں نے ان کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو عثمانؓ کے برابر سمجھتے ہوں تو آپ اپنی ذات کے لئے اس خیال کو چھوڑ دیجئے۔ تو حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ میں آپ سے بیعت کرتا ہوں اللہ اور رسول اور ان دونوں خلیفہ کے طریقہ پر جو ان کے بعد ہوئے ہیں۔ پھر ان کے بعد ان سے عبدالرحمنؓ بن عوف نے بیعت کی اور عام لوگوں نے بیعت کی اور مہاجرین وانصار اور امرائے جیوش اور سب مسلمانوں نے۔ اس روایت کو بخاری نے اخذ کیا۔ اور حدیث ابی الطفیل سے کہا کہ جب عمرؓ کا وفات کا وقت آیا تو انھوں نے خلافت کو علیؓ اور عثمانؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ اور عبدالرحمنؓ (بن عوف) و سعدؓ (بن ابی وقاص) کے مشورہ پر موقوف کردیا۔ تو علیؓ نے کہا کہ میں تم سے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ اس کے اور اپنے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخات قائم کی ہو جب کہ آپ نے مسلمانوں کے درمیان مواخات قائم کی تھی، سب نے جواب دیا کہ

(۱۱) واخرج ابو عمر ... فی قصة استخلاف عثمان من حديث عمرو بن ميمون فلما فرغ من دفنه اجتمع هؤلاء الرهط فقال عبد الرحمن اجعلوا امركم الى ثلثة منكم قال الزبير قد جعلت امري الى علي وقال طلحة قد جعلت امري الى عثمان وقال سعد قد جعلت امري الى عبد الرحمن فقال عبد الرحمن ايكما تبرأ من هذا الامر فنجعله اليه والله عليه والاسلام لينظرن افضلهم في نفسه فاسكت الشيخان فقال عبد الرحمن افتجعلونه الي والله علي ان لا آلو عن افضلكم قالا نعم فاخذ بيد احدهما فقال لك قرابة من رسول الله صلى الله عليه وسلم والقدم في الاسلام ما قد علمت فالله عليك لئن امرتك لتعدلن ولئن امرت عثمان لتسمعن ولتطيعن ثم خلا بالآخر فقال له مثل ذلك فلما اخذ الميثاق قال ارفع يدك يا عثمان فبايعه وبايع له علي وولج اهل الدار فبايعوه

اختیار منتخب کوئی نہیں۔ اخرجہ ... ابوعمر نے اور بخاری نے ذکر کیا عثمانؓ پر متفق ہونے کے قصہ میں عمرو بن میمون کی حدیث میں کہ جب لوگ حضرت عمرؓ کے دفن سے فارغ ہوئے تو اُن چھ کے حضرات (ممبران شوریٰ) مجتمع ہوئے تو عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ اپنے اختیار کو اپنے میں سے تین کے سپرد کردو۔ اس پر زبیرؓ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار علیؓ کو دیا اور طلحہؓ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار عثمانؓ کو دیا اور سعدؓ نے کہا کہ میں نے اپنا اختیار عبدالرحمٰنؓ کو دیا۔ پھر عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ تم دونوں میں سے کون اس امر سے دست بردار ہوتا ہے تاکہ ہم اس کے سپرد فیصلہ کر دیں اور اس پر اللہ کا اور اسلام کا یہ حق ہوگا کہ وہ خود ان میں کو افضل سمجھے منتخب کرے۔ اس پر دونوں بزرگ (حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ) خاموش رہے[۱]۔ پھر عبدالرحمٰنؓ نے کہا کیا تم دونوں اپنا اختیار میری طرف منتقل کرتے ہو اور خدا کے واسطے یہ میرے ذمہ ہے کہ تم میں جو افضل ہو میں اس کے تعین کرنے میں کوتاہی نہ کروں گا۔ دونوں نے کہا۔ ہاں! پھر انھوں نے دونوں میں سے ایک (یعنی علیؓ) کا ہاتھ پکڑا اور تنہائی میں لے جا کر کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تمہاری قرابت خاص ہے اور تم کو اسلام میں تقدم حاصل ہے جیسا کہ میں سب جانتا ہوں تو اللہ کی قسم دے کر میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر میں نے آپ کو خلیفہ بنایا تو آپ عہد کریں کہ آپ عدل کریں گے اور اگر میں عثمانؓ کو خلیفہ بنایا تو آپ اُس کا حکم سنیں اور اطاعت کریں گے پھر دوسرے کو تنہائی میں لیجا کر ویسی ہی اس سے گفتگو کی۔ جب عہد لے لیا تو کہا کہ اے عثمانؓ اپنا ہاتھ اٹھاؤ تو ان سے عبدالرحمٰنؓ نے بیعت کی اور علیؓ نے اُن سے بیعت کی اور سب اہل مدینہ[۲]

۱؎ دونوں حضرات اس لئے خاموش رہے کہ دونوں ہی اس بار کو اٹھانے کو نہ اہل سمجھتے تھے اور نہ خوشی سے دست بردار ہو کر [illegible] اپنے حق میں فیصلہ لیتے تو مطعون ہوتے اور دوسرے کے حق میں فیصلہ دینا [illegible] کے خلاف یا [illegible] دونوں [illegible] اس لئے دونوں نے اس کو پسند کیا [illegible] ۲؎ [illegible] عبدالرحمٰنؓ نے تین روز کی [illegible] تمام مسلمانوں کو [illegible] اتفاق سے اس وقت [illegible] کے [illegible] مسلمان [illegible] حضرت عبدالرحمٰن بن عوف [illegible] حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ [illegible]
مولانا عبدالشکور مرحوم مترجم جلد اول ازالۃ الخفاء۔

نیا بعیرہ۔

فاروق اعظم و مرتضیٰ در ایام خلافت خود در مجالس
متعدده تفضیل شیخین را بترتیب بیان نموده
جمعے را که دریں مسئله ترقی فاسد داشتند زجر فرمود
واغلب صحابه حاضر بودند و کسی منع و اعتراض
ظاهر نشد وایں آثار بحد تواتر رسیده انچه انشاء الله
ذکر آن کنیم و پیش از آنکه بروایت آثار صحابه و تابعین
مشغول شویم به یک نکته مطلع سازیم صحابه و
تابعین و غیر ایشان از علماء و فقهاء قبل از ظهور
مذاهب و قبل از تعصب هر شخصے برائے مذهب خود
و نیز از جمع احادیث بلدان و تکلم هر یک در تطبیق
وتاویل آن اگر حدیثے روایت کند و بصحت آن جزم
نماید ظاهر آنست که بمنطوق آن قائل است و اگر
باوجود صحت حدیث نزدیک او بمنطوق آن قائل
نباشد ساقط العدالت گردد و قید قبلیت ازیں
جهت نمودیم که بعد ازیں حوادث مذهب گفتن به
حدیث بعلت تمسک عمل بحدیث نمی تواند کرد الا
مجتهد مطلق و دریں زمانه اجتهاد مفقود است
شائع و عادت مستمره گشته هرچند آن همه خطا
است لیکن نزدیک خویش مذهبی درست ساخته
اند و بجهت آراء در تطبیق احادیث و تاویل
آن مختلف شده پس ممکن است بلکه واقع
که عالمے حدیثے روایت کند و بصحت آن جزم نماید
و بر منطوق آن عمل ننماید بسبب این خطائے اجتهادی
باشد و عدالت ایشان ساقط نگردد بخلاف زمانِ پیشین
آن چیزها آنجا نبود و قید منطوق ازیں جهت کردیم
که ممکن است که ناقل حدیثے روایت کند و بصحت
آن جازم باشد و آن حدیث مفهومی یا
مقتضائے دارد

ان سے بیعت کی

فاروق اعظم و مرتضیٰ نے اپنے ایام خلافت میں بہت سی مجالس
میں شیخین کی افضلیت کو ترتیب کے ساتھ بیان کیا اور بعض
جماعت کو جو اس مسئلہ میں غلط فاسد رکھتے تھے ڈانٹا اور اکثر
صحابہؓ موجود ہوتے تھے اور کسی سے کوئی منع یا اعتراض ظاہر
نہ ہوا اور یہ آثار حد تواتر تک پہنچے ہوئے ہیں جیسا کہ ہم عنقریب
بیان کریں گے۔ اور اس سے پہلے کہ صحابہؓ اور تابعین کے آثار
بیان کرنے میں مشغول ہوں ایک نکتہ پر مطلع کرتے ہیں صحابہ
تابعین وغیرہ خاص مذہب بننے سے پہلے اور ہر شخص کو اپنے مذہب
پر تعصب پیدا ہونے سے پہلے اور شہروں سے احادیث کے جمع
ہونے اور ہر ایک کے ان کی تطبیق اور تاویل میں کلام کرنے سے پہلے
اگر کوئی صحابی یا تابعی یا ان کے سوا کوئی اور کسی حدیث کی روایت
کرے اور اس کی صحت پر یقین کرے تو ظاہر ہے کہ وہ جو کچھ اس
کلام مروی کا منطوق اور منشا ہے وہ اس کا قائل ہے یا اس
کا اس کے باوجود کہ اس کے نزدیک حدیث صحیح ہے اگر وہ اس کے
مفہوم کا قائل نہ ہوگا تو وہ عدالت سے ساقط ہو جائے گا۔ اور
ہم نے "پہلے" کی قید اس لئے لگائی ہے کہ ان حوادث کے بعد
میں علت کی بنا پر مذہب چھوڑ کر صرف مجتہد مطلق ہی کر سکتا ہے اور اس
زمانہ میں اجتہاد مفقود ہے حدیث پر عمل کا ترک کرنا شائع اور
عادت مستمرہ ہو چکا ہے، ہر چند کہ یہ سب خطا ہے لیکن اپنے نزدیک
ایک مذہب درست بنا رکھا ہے اور اسی طرح احادیث کی تطبیق اور
تاویل میں لوگوں کی آراء مختلف ہو گئیں تو یہ بات ممکن بلکہ
واقع ہے کہ علماء ایک حدیث کو روایت کریں اور اس کی صحت
کا یقین بھی رکھتے ہوں اور اس کے منطوق پر عمل نہ کریں اور
اس کا سبب یہ خطائے اجتہادی ہوگا اور ان کی عدالت ساقط
نہ ہوگی۔ بخلاف پہلے زمانے کے کہ یہ چیزیں وہاں نہیں تھیں
اور منطوق کی قید ہم نے اس لئے بڑھائی کہ ممکن ہے کہ ایک
راوی ناقل کسی حدیث کی روایت کرے اور وہ اس کی صحت
کا یقین بھی رکھتا ہو اور وہ حدیث ایک ایسا مفہوم یا مقتضی رکھتی

و شیخ الماخذ و آن را اصلاً فی نفسہ مذہبی داند بآن اختلال نجاید نفساً از آنکہ بانی تاویل مذہب و مذہب خود گیرد زیرا کہ نفوس در ادراک مفہومات و مقتضیات مختلف اند و در رد و قبول آن مذاہب پراگندہ شوند و این سخن بجہانی می ماند کہ اصولیان گفتہ اند کہ سکوت قوم از رد قولی اجماع است بر آن قول پیش از تدوین مذاہب نہ بعد از آن پس ہر کہ حدیثی روایت کند کہ بر افضلیت شیخین دلالت کند بعلول روایت کردہ است آن را در عداد اجماع و اتفاق می توان شمرد چون این نکتہ ذکر کردہ شد باصل غرض متوجہ شویم۔

(۱) حکایت اقوال فقہای صحابہ و تابعین در مسئلہ افضلیت شیخین تفصیلاً و استیعاب آن متعذر است بر نمودجی اکتفا کنیم۔ (۱) اقوال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ در افضلیت خود اخرج الترمذی عن ابی سعید الخدری قال قال ابوبکر الست احق الناس بہا الست اول من اسلم الست صاحب کذا الست صاحب کذا و تکلف فی ارسال ہذا الحدیث و وصلہ و عن عمرو ابن الحارث عن ابیہ ان ابابکر الصدیق قال ایکم یقرأ سورۃ التوبۃ قال رجل انا قال اقرأ فلما بلغ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن بکی و قال و اللہ انا صاحبہ

(۲) اقوال صدیق در افضلیت فاروق اخرج الترمذی عن جابر بن عبد اللہ قال قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر اما انک ان قلت ذاک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر

جو وثیق الماخذ ہے اور وہ اس کو ثقہ قرار دیتا ہے اور اس کا ذہن اس کی جانب منتقل ہو جاتا ہے کہ اس کا قائل ہو اور اس کو اپنا مذہب بنائے کیونکہ مفہومات و مقتضیات کے ادراک میں لوگ مختلف ہیں اور اُن کے رد و قبول کی بنا پر الگ الگ مذاہب رکھتے ہیں اور یہ بات اسی طرح کی ہے جیسا اصولی حضرات نے کہا ہے کہ قوم کا سکوت کسی قول کے رد سے اس قول پر اجماع ہوتا ہے (بشرطیکہ وہ) قبل تدوین مذاہب پایا جائے اُن کے بعد کا نہ ہو۔ لہٰذا جس کسی ایسی حدیث کی روایت کی ہے جو کہ افضلیت شیخین پر دلالت کرتی ہے اس کو اجماع و اتفاق کے زمرہ میں شمار کر سکتے ہیں۔ یہ نکتہ ذکر کر دینے کے بعد اب ہم اصل غرض کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

تمام فقہائے صحابہؓ و تابعین کے اقوال کی حکایت افضلیت شیخین کے بارے میں تو ان سب کا اکٹھا کرنا تو دشوار ہے بطور نمونہ (حصہ اول) پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔ اب صدیق اکبرؓ کے اقوال لیجئے اپنی افضلیت میں۔ ترمذی نے روایت کیا ہے ابو سعید خدریؓ سے کہا کہ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا میں اس کا سب لوگوں سے زیادہ حقدار نہیں ہوں۔ کیا میں وہ شخص نہیں ہوں جو سب سے پہلے اسلام لایا۔ کیا میں صاحب فلاں وصف اور صاحب فلاں وصف نہیں ہوں اور اس حدیث کے ارسال اور وصل میں اختلاف کیا گیا ہے۔ اور عمرو بن الحارث سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ تم میں کون سورۂ توبہ پڑھ سکتا ہے ایک شخص نے کہا کہ میں۔ فرمایا کہ پڑھو۔ جب وہ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن پر پہنچا تو رونے لگے اور کہا واللہ وہ صاحب آپ کا میں تھا۔

اور اب لیجئے صدیقؓ کے اقوال فاروقؓ کی افضلیت میں۔

ترمذی نے روایت کیا جابر بن عبد اللہؓ سے کہا کہ ایک مرتبہ عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ اے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر شخص تو ابوبکرؓ نے کہا کہ جب تم نے یہ کہا تو مجھ سے بھی سن لو) واللہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو عمرؓ سے بہتر ہو

و اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن زبید بن الحارث ان ابابکر حین حضرہ الموت ارسل الی عمر یستخلفہ فقال الناس تستخلف علینا فظا غلیظا ولو قد ولینا کان افظ واغلظ فما تقول لربک اذا لقیتہ وقد استخلفت علینا عمر قال ابوبکر ابربی تخوفونی اقول اللہم استخلفت علیہم خیر خلقک الحدیث و اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن عمر عن رجل من بنی زریق فی قصۃ طویلۃ قال ابوبکر لعمر انت اقوی منی فقال عمر انت افضل منی

اما اقوال فاروقؓ در افضلیت صدیقؓ بیرون از حد شمار است تا آنکہ بحد تواتر رسیدہ است در بعض روایات خیر الناس گفتہ و در بعض سباق الی الخیر و در بعض احق بالخلافۃ و معلوم است کہ خلافت مشروط است بشروط کمال و احق بالخلافۃ اکمل مردمان است در آن صفات تخریج حدیث عائشہ اخرج البخاری عن عائشۃ فی قصۃ سقیفۃ بنی ساعدۃ فقال عمر بل نبایعک انت فانت سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اخرج الحاکم عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ عن عمر قال کان ابوبکر سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخریج حدیث ابن عباس اخرج البخاری عن ابن عباس خطبۃ عمر فی قصۃ الالتفاق صفقۃ ابی بکر و جواب من قال انما کانت بیعۃ ابی بکر

اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا زبید بن الحارث سے کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت آیا تو انھوں نے عمرؓ کو بلوایا تاکہ ان کو خلیفہ بنائیں تو لوگوں نے کہا کہ آپ ہم پر ایک تیز کلام اور سخت مزاج شخص کو خلیفہ بناتے ہیں اور جب کہ وہ خود حاکم والی امور ہوجائے گا تو اور بھی زیادہ درشت کلام اور تند خو ہو جائے گا تو آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے جب کہ آپ عمرؓ کو خلیفہ بنا کر اس سے ملیں گے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ کیا تم میرے رب سے مجھے ڈراتے ہو میں کہوں گا کہ اے اللہ میں نے ایسے شخص کو ان پر خلیفہ بنایا جو آپ کی مخلوق میں سب سے اچھا تھا۔ آخر تک۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا عمر سے انھوں نے بنی زریق کے ایک شخص سے ایک طویل قصہ میں کہ ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ تم مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تم مجھ سے افضل ہو

رہے فاروقؓ کے اقوال صدیقؓ کی افضلیت میں۔ تو وہ حد شمار سے باہر ہیں یہاں تک کہ حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں۔ بعض روایات میں آپ نے خیر الناس (سب لوگوں سے بہتر) اور بعض میں سباق الی الخیر (خیر کی طرف سب سے زیادہ بڑھنے والے) اور بعض میں خلافت کے سب سے زیادہ مستحق کہا ہے اور معلوم ہے کہ خلافت شروط کمال کے ساتھ مشروط ہے اور جو احق بالخلافت ہے وہ ان صفات (کمال) میں سب لوگوں سے کامل تر ہے۔ حدیث عائشہؓ کی تخریج بخاری نے عائشہؓ سے روایت کیا سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں کہ عمرؓ نے کہا بلکہ ہم بیعت کریں گے آپ سے، صرف آپ سے، کیونکہ آپ ہمارے سردار اور ہم میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں۔ اور روایت کیا حاکم نے ہشام بن عروہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ (زبیر) سے وہ (اپنی خالہ) عائشہؓ سے وہ عمرؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ ہمارے سردار اور ہم میں سب سے بہتر اور ہم میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے تھے۔ اور حدیث ابن عباسؓ کی تخریج۔ بخاری نے ابن عباسؓ سے عمرؓ کا خطبہ روایت کیا ابوبکرؓ کی بیعت کے متعلق ہو جانے میں اس شخص کے جواب میں جس نے کہا تھا کہ ابوبکرؓ کی بیعت

فلتۃ وفی تلک الخطبۃ قال عمر انہ
بلغنی ان قائلا منکم یقول واللہ لو
مات عمر بایعت فلانا فلا یغترن
امرؤ ان یقول انما کانت بیعۃ
ابی بکر فلتۃ وتمت الا وانہا
قد کانت کذلک ولکن اللہ وقی
شرھا ولیس منکم من تقطع
الاعناق الیہ مثل ابی بکر وفی
ھذا الحدیث ایضا کان واللہ ان اقدم
فتضرب عنقی لا یقربنی ذلک من
اثم احب الی من ان اتامر علی
قوم فیہم ابوبکر ومن حدیث انس
اخرج البخاری عن انس انہ سمع
خطبۃ عمر الآخرۃ وفیہا فان
یک محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد
مات فان اللہ قد جعل بین اظہرکم
نورا تہتدون بہ ہدی اللہ
محمدا صلی اللہ علیہ وسلم
وان ابابکر صاحب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وثانی
اثنین وانہ اولی المسلمین باموکم
فقوموا فبایعوہ ومن حدیث شیبۃ
اخرج البخاری عن ابی وائل قال جلست
مع شیبۃ علی الکرسی فی الکعبۃ فقال لقد
جلس ھذا المجلس عمر فقال ہممت ان
لا ادع فیہا صفراء ولا بیضاء الا
قسمتہا قلت ان صاحبیک
لم یفعلا قال ہما المرآن
اقتدی بہما

اچانک ہو گئی۔ اور اس خطبہ میں عمرؓ نے کہا مجھ کو یہ بات پہنچی کہ
تم میں سے کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ واللہ اگر عمرؓ کا انتقال ہو گیا تو
میں فلاں سے بیعت کروں گا تو کوئی شخص ہرگز اس دھوکے میں نہ
پڑے کہ ابوبکرؓ کی بیعت تو صرف اچانک ہو گئی اور مکمل بھی ہو گئی
(یعنی اچھی طرح سوچ سمجھ کر نہیں کی گئی اور جلد مکمل ہو جانے کی
وجہ سے اس پر کلام کرنے کا موقع نہ مل سکا) یاد رکھو وہ یوں ہی اسی
طرح سے ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بچایا اس کی شر سے (ایک بے
بہترین شخص پر لوگوں کو متفق بنا رہنے سمجھنے کے بعد یہی کرنا
پڑا) اور تم میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کی جانب اس طرح لوگوں
کی گردنیں جھکتی ہوں جس طرح ابوبکرؓ کے سامنے جھکتی تھیں۔ اور
اس حدیث میں یہ بھی ہے: حال یہ تھا واللہ کہ میں آگے بڑھا لیا جاتا
اور میری گردن ماری جاتی اور اس حال پر مجھے کسی گناہ کی
حیثیت نہ پہنچاتے (یعنی بے گناہ قتل ہو جاؤں) یہ مجھے پسند تھا
بجائے اس کے کہ میں امیر بنوں اس قوم پر جس میں ابوبکرؓ موجود ہوں۔ اور
حدیث انسؓ سے۔ روایت کیا بخاری نے انسؓ سے کہ انہوں نے
عمرؓ کا آخری خطبہ سنا اور اس میں تھا اب یہ حادثہ واقع ہو چکا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے
ایسا نور بھیجا جس سے تم ہدایت حاصل کرتے ہو اور اسی سے اللہ تعالیٰ
نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کی تھی اور یہ (نعمت بھی تم کو
میسر ہے) کہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی خاص
موجود ہیں اور ثانی اثنین اور تمہارے امور کے مالک ہیں تمام
مسلمانوں سے اولیٰ ہیں تو اٹھو اور ان سے بیعت کرو۔ اور حدیث
شیبہ سے۔ روایت کیا بخاری نے ابو وائل سے کہا کہ میں شیبہ کے
ساتھ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا تھا۔ شیبہ نے کہا کہ اس مقام پر ایک
مرتبہ (عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے اور یہ فرمایا تھا کہ میں نے ارادہ کیا کہ
کعبہ میں زرد اور سفید (یعنی سونا چاندی) نہ چھوڑوں بلکہ سب
تقسیم کر ڈالوں۔ میں نے کہا کہ آپ کے دونوں صاحبوں (رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ) نے تو ایسا نہیں کیا۔ فرمایا: وہی
دونوں شخص تو ہیں جن کی اقتداء کرتا ہوں (اور ان کو بحال چھوڑ

و من حديث رجل من بني زريق اخرج ابو بكر بن
ابي شيبة في قصة الاتفاق على ابي بكر قال عمر
نبايعك يا ابا بكر فقال ابو بكر لعمر انت اقوى مني
فقال عمر انت افضل مني فقالا ذلك الثانية فلما
كانت الثالثة قال له عمر ان قوتي لك مع
فضلك قال فبايعوا ابا بكر و من حديث جابر بن
عبد الله قال عمر لابي بكر يا خير الناس بعد
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ابو بكر اما
انك ان قلت ذلك فلقد سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول ما طلعت الشمس على
رجل خير من عمر اخرجه الترمذي و من حديث ابن
عمر قال قيل لعمر الا تستخلف قال ان استخلف
فقد استخلف من هو خير مني ابو بكر وان اترك
فقد ترك من هو خير مني رسول الله صلى
الله عليه وسلم اخرجه البخاري و من ضبة بن
محصن قال قلت لعمر بن الخطاب انت
خير من ابي بكر فبكى وقال والله
لليلة من ابي بكر ويوم خير من عمر
وآل عمر هل لك ان احدثك بليلته
ويومه قال قلت نعم يا امير المؤمنين
قال اما ليلته فلما خرج رسول الله
صلى الله عليه وسلم هاربا من اهل
مكة خرج ليلا فتبعه ابو بكر
فجعل يمشي مرة امامه ومرة خلفه
ومرة عن يساره فقال له رسول الله
صلى الله عليه وسلم ما هذا
يا ابا بكر من فعلك قال يا رسول الله
اذكر الرصد فاكون امامك و
اذكر الطلب

ہوتے ہوں۔ اور بنی زریق کے ایک شخص کی حدیث سے۔ ابوبکر بن
ابی شیبہ نے روایت کیا حضرت ابوبکرؓ پر اتفاق کے قصہ میں کہ
عمرؓ نے لوگوں سے کہا کہ ابوبکرؓ سے بیعت کرو۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ تم
مجھ سے زیادہ قوی ہو۔ اس پر عمرؓ نے کہا کہ تم مجھ سے افضل ہو
یہی بات پھر دوبارہ ہوئی۔ پھر جب تیسری مرتبہ کی نوبت آئی تو
ان سے عمرؓ نے کہا کہ میری قوت آپ کے لئے آپ کی فضیلت کے
ساتھ (مل جائیگی) تو لوگوں نے ابوبکرؓ سے بیعت کی۔ اور جابر بن
عبداللہؓ کی حدیث سے۔ عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا اے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر تو ابوبکرؓ نے کہا کہ جب تم نے یہ
کہا (تو مجھ سے بھی سن لو) واللہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوا کسی ایسے
شخص پر جو عمرؓ سے بہتر ہو۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور
ابن عمرؓ کی حدیث سے۔ کہا کہ عمرؓ سے کہا گیا کہ آپ (کسی کو) خلیفہ
نہیں بناتے۔ کہا کہ اگر میں خلیفہ بناؤں تو (کیا حرج ہے کہ) جو شخص
مجھ سے بہتر تھا یعنی ابوبکرؓ انہوں نے خلیفہ بنایا اور اگر چھوڑ دوں تو
(اس کی بھی گنجائش ہے کہ) جس نے اس کام کو چھوڑا جو مجھ سے
بہتر تھا یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ اس کو بخاری نے روایت
کیا۔ اور ضبہ بن محصن سے مروی ہے کہا۔ میں نے عمر بن الخطابؓ سے
کہا کہ آپ ابوبکرؓ سے بہتر ہیں تو رو پڑے اور کہا کہ واللہ ابوبکرؓ کی
ایک رات اور ایک دن عمرؓ کی تمام عمر سے بہتر ہے۔ کیا میں تجھ سے ان کی
رات اور ان کے اس دن کی بات بیان کروں۔ کہتے ہیں کہ میں نے
کہا اے امیر المؤمنین ضرور فرمایئے۔ کہا کہ ان کی رات کی بات تو
یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اہل مکہ سے بھاگ کر
نکلے تو رات کے وقت نکلے اور ابوبکرؓ ان کے ساتھ ہوئے تو چلنا
شروع کیا کبھی ان کے آگے چلنا شروع کر دیتے تھے اور کبھی ان کے
پیچھے اور کبھی ان کے داہنے اور کبھی ان کے بائیں تو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ یہ تم کیا کرتے ہو تو
ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ گھات لگانے والوں کا خیال آ جاتا
ہے تو میں آپ سے آگے ہو جاتا ہوں اور تعاقب کرنیوالوں کا خیال آتا ہے تو

فأكون خلفك ومرة عن يمينك ومرة عن يسارك لا آمن عليك قال فمشى رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلته على أطراف أصابعه حتى حفيت رجلاه فلما رآها أبو بكر رضي الله عنه أنها قد حفيت حمله على كاهله وجعل يشتد به حتى أتى به فم الغار فأنزله ثم قال له والذي بعثك بالحق لا تدخله حتى أدخله فإن كان فيه شيء نزل بي قبلك فدخل فلم ير شيئا فحمله فأدخله وكان في الغار خرق فيه حيات وأفاعي فخشي أبو بكر أن يخرج منهن شيء يؤذي رسول الله صلى الله عليه وسلم فألقمه قدمه فجعلن يضربنه وتلسعنه الحيات والأفاعي وجعلت دموعه تتحدر ورسول الله صلى الله عليه وسلم يقول له يا أبا بكر لا تحزن إن الله معنا فأنزل الله سكينته الطمأنينة لأبي بكر فهذه ليلته وأما يومه فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم ارتدت العرب فقال بعضهم نصلي ولا نزكي وقال بعضهم لا نصلي ولا نزكي

آپ کے پیچھے ہوتا ہوں اور کبھی آپ کے داہنے ہوتا ہوں اور کبھی آپ کے بائیں، مجھے آپ کی نسبت (دشمنوں کے شر سے پہنچنے کا) اطمینان نہیں ہوتا ہے۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ اس رات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کھوج لگانے والوں کے اندیشہ سے) پنجوں پر چل رہے تھے (ننگے پاؤں سے) یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں تھک گئے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس حالت کو دیکھا کہ آپ کے دونوں پاؤں تھک چکے ہیں تو آپ کو اپنے کندھے پر سوار کیا اور آپ کو لے کر تیز چلنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ کو غار کے دہانے تک لے آئے۔ پھر آپ کو اتارا۔ پھر آپ سے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ اس میں داخل نہ ہوں جب تک اس میں میں نہ پہنچ جاؤں کہ اس میں اگر کوئی (موذی) چیز ہو تو وہ آپ سے پہلے مجھ پر آپڑے۔ تو غار میں داخل ہوئے، جب کوئی چیز نہ دیکھی (یعنی خطرہ باقی نہ چھوڑا) تو پھر آپ کو اٹھا کر اندر داخل کیا۔ اور غار میں سوراخ تھے (جو کپڑا ختم ہوجانے کی وجہ سے بند نہ ہوسکے تھے) چھوٹے بڑے اور افعی قسم کے سانپ تھے تو ان کو اندیشہ ہوا کہ ان میں سے کچھ نکل آئیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ستائیں تو ان پر انہوں نے اپنے قدم رکھ دیا اب ان سانپوں اور افاعی نے ڈسنا اور کاٹنا شروع کردیا اور ان کے آنسو بہنے شروع ہوگئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے تھے اے ابوبکرؓ غم نہ کرو بلاشبہ اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سکینت یعنی طمانیت ابوبکرؓ پر نازل کی تو یہ تو آپ کی رات تھی، رہا دن تو اس کا حال یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور عرب مرتد ہوگئے کہ ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ نہ دیں گے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے اور نہ زکوٰۃ دیں گے

لہ احقر عرض کرتا ہے کہ قاری صاحب کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ ذہن نشین ہو جائے کہ حضرت ابوبکرؓ کو اس عظیم الشان ریاضت اور مجاہدہ کا موقع ملا جیسے کہ غار میں داخل ہونے کا یہ اجمال ہے جس کی تفصیل آگئی اور یہ مقامات رفیعہ جن کا ذکر ہے بعد میں ملے تھے ان پر کیونکر فائز ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس طرح اور ایسے خطرات سے گزرنے میں بڑی مصالح مضمر تھیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے یعنی ابوبکرؓ کو ایک عظیم الشان درجہ مرحمت فرمانا مقصود تھا۔
مترجم مولانا اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

کان علی ثبیر مکۃ ہو وابوبکر وعمر وانا فتحرکت
الجبل حتی تساقطت حجارتہ بالحضیض قال فرکضہ
برجلہ فقال اسکن ثبیر فانما علیک نبی وصدیق
وشہیدان قالوا اللّٰہم نعم قال اللّٰہ اکبر شہدوا لی
ورب الکعبۃ انی شہید ثلاثا واز جملۂ است
فضائل خود و بشارات آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم در حق خود و آں بابی است مبسوط از آثار
ذی النورینؓ می باید جست و از آں جملہ قول
او در مسئلۂ جد چوں فاروقؓ قائل تشریک قائل
شد وان نتبع الشیخ فی رایہ فنعم الشیخ کان
یعنی ابوبکر و قول او در حدیث ان نجاۃ ہذا الامر
صدیق ما کنت احق بہذا و قول او در
جواب تعریضات عبدالرحمن بن عوف الطعن
او قول انی لم اترک سنۃ عمر فانی لا اطیقہا
ولا ہو اخرجہ احمد و عبداللہ بن عدی
ابن خیار روایت کردہ است قال عثمانؓ
اما بعد فان اللہ بعث محمدا صلی اللہ علیہ
وسلم بالحق فکنت ممن استجاب للہ و
رسولہ وآمنت بما بعث بہ وہاجرت
الہجرتین کما قلت وصحبت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وبایعتہ
فواللہ ما عصیتہ ولا غششتہ حتی
توفاہ اللہ عزوجل ثم
ابوبکر مثلہ ثم عمر مثلہ ثم
استخلفت الیس لی من الحق
مثل الذی لہم قلت بلی
قال فما ہذہ
الاحادیث الحدیث

ثبیر مکہ پر تھے (ثبیر مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے) اور آپؐ کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور میں، تو پہاڑ ہلنے لگا یہاں تک کہ اس کے پتھر دامن کے نیچے گر گئے۔ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں مار کر فرمایا اے ثبیر ساکن ہو۔ بس تجھ پر ایک نبی ہے اور صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔ لوگوں نے کہا یا اللہ ایسا ہی ہے۔ آپؐ نے کہا اللہ اکبر، لوگوں نے میری گواہی دی، قسم ہے رب کعبہ کی بیشک میں شہید ہونا۔ تین مرتبہ فرمایا۔ اور ان میں سے ہے ذکر اپنے فضائل اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کا اپنے حق میں اور یہ ایک طویل الذیل مضمون ہے۔ ذی النورینؓ کے آثار میں مطالعہ کر لیا جائے۔ اور ان میں سے ہے آپ کا قول دادا کے مسئلہ میں مثل فاروقؓ کے شریک قرار دینے کے قائل رہے کہ اگر ہم ان شیخ کا اتباع کریں جو آپ سے پہلے تھے تو وہ بھی بہترین شیخ تھے اس سے ابوبکرؓ کو مراد لے رہے تھے۔ اور ان میں سے ہے ان کا قول ان نجاۃ ہذا الامر والی حدیث میں صدیق اکبرؓ سے کہ آپ سب سے زیادہ اس کے مستحق تھے اور ان کا قول عبدالرحمنؓ بن عوف کی تعریضات کے جواب میں جس میں کہ طعن تھے یعنی یہ قول کہ میں نے عمرؓ کا طریقہ ترک نہیں کیا ورنہ ترک تو اختیار کرکے چھوڑنے پر صادق آتا ہے لیکن میں نے اختیار ہی نہیں کیا کیونکہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں اور نہ ان میں یعنی عبدالرحمنؓ میں ہے، اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور عبداللہ بن عدی ابن خیار نے روایت کیا ہے، عثمانؓ نے کہا اما بعد اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا حق کے ساتھ تو میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور رسولؐ کی دعوت کو قبول کیا اور جس چیز کے ساتھ آپ مبعوث تھے میں اس پر ایمان لایا اور میں نے دو ہجرتیں کی ہیں جیسا کہ میں اس کو بیان کر چکا ہوں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا تو واللہ میں نے نہ کبھی ان کی نافرمانی کی اور نہ کبھی ان کے ساتھ خیانت کی یہاں تک کہ اللہ عز وجل نے ان کو وفات دی۔ پھر ابوبکرؓ کے ساتھ یہی معاملہ رہا پھر عمرؓ کے ساتھ یہی معاملہ رہا۔ تو کیا میرا ایسا حق نہیں ہے جیسا ان کا تھا، میں نے کہا بیشک۔ پھر یہ باتیں کیسی ہیں جو

تنبیہ ثانی متعلق بحدیث

از اقوال علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

پس باید دانست کہ ہر چند افضلیت شیخین مذہب جمیع اہل حق است اما ہیچ کس آن را مصرح تر و محکم تر چون علی مرتضیٰ بیان نکردہ است مرفوعاً و موقوفاً و ہر صحابی تصریح و توضیح کردہ است بافضلیت شیخین یکے از خصائل دینی کہ سابقاً تقریر کردیم و علی مرتضیٰ ہر چہار تصریح فرمودہ و از وی مستفیض است یا خبر واحد و از وی رضی اللہ عنہ و از فاروق اعظم متواتر است اما مرفوعہ حدیث ابوبکر و عمر سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین لا تخبرہما یا علی اخرجہ الترمذی و ابن ماجہ و این حدیث مصرح است بافضلیت ایشان بر جمیع صحابہ و مستفیض است از مرتضیٰ بروایت شعبی عن الحارث عن علی عند الترمذی و ابن ماجہ و بروایۃ الحسن بن زید بن الحسن عن ابیہ عن جدہ عن علی عند عبداللہ بن احمد فی زوائد المسند و بروایۃ الزہری عن علی بن الحسین عن علی بن ابی طالب عند الترمذی و قد وافق علیا فی ہذا الحدیث غیرہ فقد روی انس مثلہ و حدیثہ عند الترمذی و ابو جحیفۃ مثلہ و حدیثہ عند ابن ماجہ و حدیث اجتباء الرقباء اخرجہ الترمذی عن علی و حدیث ان تؤمروا ابابکر تجدوہ ہادیا امینا اخرجہ الترمذی و حدیث رحم اللہ ابابکر اخرجہ الترمذی

تمہاری طرف سے میرے پاس پہنچ رہی ہیں۔ آخر تک۔ یہ امر نامہ کا ایک حصہ ہے جس میں آپ نے ناصرو کسہ والوں کو اپنے مکان کے اوپر سے خطاب کیا تھا۔

ب۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اقوال۔ تو جاننا چاہیے کہ اگرچہ فضیلت شیخینؓ تمام اہل حق کا مذہب ہے مگر کسی نے اس کو اس قدر مصرح اور اس قدر قوت کے ساتھ بیان نہیں کیا جس قدر حضرت علی مرتضیٰؓ نے بیان کیا ہے مرفوعاً اور موقوفاً ہر دو اسلوب کے ساتھ۔ اور ہر صحابی نے شیخینؓ کی افضلیت پر خصائل ابتق میں سے جن کی ہم تقریر کر چکے ہیں کسی ایک خصلت کے بطور صراحت یا اشارات کے ساتھ کلام کیا ہے اور حضرت علی مرتضیٰؓ نے چاروں خصائل کی تصریح فرمائی ہے۔ اور دوسروں سے جو روایات ہیں وہ مستفیض ہیں یا خبر واحد۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی روایات متواتر ہیں۔ آپ کی مرفوع حدیث یہ ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں سردار ہیں ادھیڑ عمر والے اہل جنت کے اولین کے بھی اور آخرین کے بھی سوائے انبیاءؑ اور مرسلین کے اے علیؓ ان کو خبر نہ کرنا۔ اس کو روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے۔ اور تمام اصحاب پر ان کی افضلیت کے بارے میں یہ حدیث مصرح ہے اور حضرت مرتضیٰؓ سے بطریق مستفیض ثابت ہے بروایت شعبی از حارث از علیؓ ترمذی و ابن ماجہ کے نزدیک اور بروایت حسن بن زید بن الحسن از زید از حسن از علیؓ زوائد المسند میں عبداللہ بن احمد کے نزدیک۔ اور بروایت زہری از علی بن الحسین از علی بن ابی طالبؓ ترمذی کے نزدیک۔ اور اس حدیث میں حضرت علیؓ کی موافقت دوسروں نے بھی کی ہے۔ چنانچہ انسؓ نے ایسی ہی روایت کی ہے ان کی حدیث کو ترمذی نے لیا ہے اور ابو جحیفہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ اور ان کی حدیث کو ابن ماجہ نے لیا ہے۔ اور اجتباء رقباء والی حدیث جس کو ترمذی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا۔ اور یہ حدیث کہ اگر تم ابوبکرؓ کو امیر بناؤ گے تو ان کو ہادی اور امین پاؤ گے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور حدیث رحم اللہ ابابکر والی کو ترمذی نے

من حديث ابي حيان التيمي عن ابيه عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رحم الله ابا بكر زوجني ابنته.

واما موقوفه فمنه خير هذه الامة ابو بكر ثم عمر متواتر رواه نحو ثمانين نفسا عن علي منهم ابنه محمد بن الحنفية عند البخاري ومنهم عبد الله بن سلمة وعلقمة بن قيس وعبد خير صاحب دار علي روى ذلك من ابي الخير بطرق متكثرة ومنهم ابو جحيفة روى عنه جماعات منهم عاصم عن زر عن ابي جحيفة والشعبي عن ابي جحيفة وابو اسحق عن ابي جحيفة وعون بن ابي جحيفة عن ابيه ومنهم نزال بن سبرة عن علي ومن موقوفه سبق رسول الله صلى الله عليه وسلم وصلى ابو بكر وثلث عمر وروى عن ابي جحيفة وجابر نحوه ومن موقوفه حكمه بالتعزير على من فضله على الشيخين اخرج ابو عمر في الاستيعاب عن الحكم بن حجل قال قال علي لا يفضلني احد على ابي بكر وعمر الا جلدته حد المفتري واخرج ابو القاسم الطلحي في كتاب السنة له من طريق سعيد بن ابي عروبة عن منصور عن ابراهيم عن علقمة قال بلغ عليا ان اقواما يفضلونه على ابي بكر وعمر فصعد المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم قال ايها الناس انه بلغني ان قوما يفضلوني على ابي بكر وعمر ولو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه فمن

روایت کیا حدیث ابی حیان تیمی سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے وہ علیؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرے اللہ ابوبکرؓ پر کہ انہوں نے اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دی الخ۔

اب ان کی حدیث موقوف کو لیا جائے ان میں سے یہ ہے اس امت کے سب سے بہتر فرد ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ۔ یہ حدیث متواتر ہے اس کو اسّی لوگوں نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے۔ ان میں سے اُن کے بیٹے محمد بن الحنفیہ ہیں بخاری کے نزدیک اور ان میں سے عبداللہ بن سلمہ اور علقمہ بن قیس اور عبد خیر حضرت علیؓ کے گھر والے ہیں مروی ہے ابوالخیر سے بہت سے طریقوں سے اور ان میں سے ابو جحیفہ ہیں ان سے جماعتوں نے روایت کیا۔ اُن میں سے عاصم از زر از ابی جحیفہ ہیں اور شعبی از ابی جحیفہ اور ابی اسحق از ابی جحیفہ اور عون بن ابی جحیفہ سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور ان میں سے ہے نزال بن سبرہ از علیؓ۔ اور ان کی موقوف حدیثوں میں سے ہے کہ (افضلیت میں) سبقت لے گئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان سے ملے ہوئے ابوبکرؓ (یعنی آپ کے بعد ابوبکرؓ کا مرتبہ ہے) اور تیسرے درجہ پر عمرؓ ہیں اور ابو جحیفہ اور جابرؓ نے بھی اسی طرح روایت کیا۔ اور ان کی موقوف حدیثوں میں سے ایک یہ ہے آپ کا اس شخص پر (افتراء و بہتان کی) حد جاری کرنے کا حکم دینا جو علیؓ کو شیخینؓ پر فضیلت دے۔ نقل کیا ابو عمرؓ نے استیعاب میں بروایت حکم بن حجل کہا کہ فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت نہ دے ورنہ میں اس کے کوڑے لگاؤں گا مفتری کی حد کے۔
اور روایت کیا ابو القاسم الطلحی نے اپنی کتاب السنہ میں از طریق سعید بن ابی عروبہ از منصور از ابراہیم از علقمہ۔ کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع پہنچی کہ کچھ ایسی جماعتیں ہیں جو ان کو ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دیتی ہیں تو آپ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! مجھے معلوم ہوا کہ کچھ ایسی جماعتیں ہیں جو مجھے ابوبکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دیتی ہیں اگر مجھے پہلے سے اس کی اطلاع ہو جاتی تو میں اس پر گرفت کرتا تو میں جس شخص سے

سمعت علیا بعد ہذا الیوم یقول ہذا فہو مفتر علیہ حد المفتری ثم قال ان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر ثم عمر ثم اللہ اعلم بالخیر بعد قال وفی المجلس الحسین بن علی فقال واللہ لو سمی الثالث سمی عثمان واخرج ابوالقاسم الطلحی عن عبد خیر صاحب لواء علی ان علیا قال الا اخبرکم باول من یدخل الجنۃ من ہذہ الامۃ بعد نبیہا فقیل لہ بلی یا امیر المؤمنین قال ابوبکر ثم عمر قیل فیدخلانہا قبلک یا امیر المؤمنین فقال ای والذی فلق الحبۃ و برأ النسمۃ لیدخلانہا وانی لمع معاویۃ موقوف فی الحساب

اس دن کے بعد سنوں گا کہ وہ ایسا کہتا ہے تو وہ مفتری ہے اس پر مفتری کی حد جاری کی جائے گی۔ پھر فرمایا کہ بیشک اس امت کے نبی کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر اللہ سب سے بہتر جانتا ہے کہ کون اچھا ہے۔ راوی نے کہا اور اس مجلس میں حسن بن علی موجود تھے انہوں نے کہا واللہ اگر وہ تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔ اور روایت کیا ابوالقاسم طلحی نے حضرت علی کے علمبردار عبد خیر سے کہ علی نے فرمایا کہ میں تم کو بتا دوں کہ اس امت میں سے سب سے پہلے کون جنت میں داخل ہوگا اس کے نبی کے بعد؟ ان سے کہا گیا کہ ضرور بتلائیے اے امیر المومنین۔ فرمایا کہ ابوبکر پھر عمر۔ آپ سے کہا گیا تو کیا یہ دونوں آپ سے پہلے داخل ہوں گے اے امیر المومنین تو علی نے کہا ہاں قسم ہے اس ذات کی جو بیج پھاڑ کر درخت بناتا ہے اور جان پیدا کرتا ہے وہ دونوں داخل ہو جائیں گے جنت میں اور میں معاویہ کے ساتھ حساب میں کھڑا ہوا ہوں گا۔

اما اقوال سادات اہل بیت در تفضیل شیخین پس بسیار است بر نمونہ اکتفا کنیم اما عباس بن عبد المطلب کہ اسن اہل بیت واکبر ایشان بود پس ابن عباس قال لما نزلت اذا جاء نصر اللہ والفتح جاء العباس الی علی رضی اللہ عنہ فقال انطلق بنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان کان ہذا الامر لنا من بعدہ لم تشاحنا فیہ قریش وان کان لغیرنا سألناہ الوصاۃ بنا قال لا قال العباس فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرا فذکرت ذلک لہ فقال ان اللہ جعل ابابکر خلیفتی علی دین اللہ ووحیہ فہو مستوص فاسمعوا لہ واطیعوا تہتدوا واقتدوا بہ ترشدوا قال ابن عباس

اب لیجئے اقوال سادات اہل بیت کے تفضیل شیخین کے بارے میں تو وہ بہت ہیں ان میں سے چند پر بطور نمونہ ہم اکتفا کرتے ہیں۔ عباس بن عبد المطلب کو لیجئے جو ان سب سے بڑی عمر کے اور رتبہ کے اعتبار سے سب سے بڑے تھے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہا کہ جب نازل ہوئی اذا جاء نصر اللہ والفتح تو عباس گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو تو اگر یہ امر (خلافت) ان کے بعد ہم کو ملنے والا ہو گا تو قریش اس بارے میں ہم سے نہ جھگڑیں گے اور اگر کسی اور کے لئے ہو تو ہم اپنے حق میں ان سے وصیت کر دینے کی درخواست کریں۔ علی نے کہا نہیں۔ عباس نے بیان کیا کہ میں چپکے سے خفیہ طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو کہا کہ صرف ابوبکر ہیں اللہ کے دین پر اور وحی کی وحی سے میرے خلیفہ بنائے گئے اور وہ اس کے لئے وصیت ہوئی ہے تو تم ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو اور ہدایت پاؤ اور ان کی اقتدا کر کے راہ صواب پر چلو۔ کہا ابن عباس نے

فما اتفق احد على بيعته ولا وازره على امره ولا اعانه على شانه اذ خالفه صحابته في ارتداد العرب الا العباس قال لو شيئ استقل رأيهما وحرمهم رأي اهل الارض اجمعين واما علي بن ابي طالب فاقواله وآثاره ذكرناهم.

واما عبد الله بن عباس فيما اقواله ونذكرها واما عبد الله بن جعفر فقد اخرج الحاكم من جعفر بن محمد عن ابيه عن عبد الله بن جعفر قال ولينا ابو بكر فكان خير خليفة الله وارحمه بنا واحناه علينا.

واما حسن مجتبى اخرج ابو يعلى عن ابي مريم رضيع الحسن قال كنت بالكوفة فقام الحسن بن علي خطيبا فقال ايها الناس رأيت البارحة في منامي عجبا رأيت الرب تعالى فوق عرشه فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى قام عند قائمة من قوائم العرش فجاء ابو بكر فوضع يده على منكب رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم جاء عمر فوضع يده على منكب ابي بكر ثم جاء عثمان فكان بيده رأسه فقال رب سل عبادك فيم قتلوني قال فانبعث من السماء ميزابان من دم في الارض قال فقيل لعلي الا ترى ما يحدث به الحسن قال يحدث بما رأى. وذكر المحب الطبري عن ابن السمان انه اخرج في كتابه عن الحسن بن علي قال ما نعلم عليا

تو ارتداد عرب کے موقع پر ابوبکرؓ کی بیعت کی موافقت، وزارت کی پشت پناہی ان کے کام پر اور ان کی اعانت ان کے سلسلہ نظر پر کسی نے بھی نہ کی تھی بجز عباسؓ کے جب ان کے تمام اصحاب ان کی رائے کے مخالف تھے۔ تو وہ تنہا تمام اہل ارض ان دونوں کی رائے کی برابری کرتے اور نہ ان کو ہٹا سکے۔ رہے اہل بیت میں سے علی بن ابی طالب تو ان کے اقوال اور آثار کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔

اب رہے عبداللہ بن عباسؓ تو ان کے اقوال عنقریب ہم ذکر کریں گے۔ اور رہے عبداللہ بن جعفر تو حاکم نے روایت کی جعفر بن محمد سے وہ اپنے باپ سے وہ عبداللہ بن جعفر سے انھوں نے کہا کہ ہم پر والی بنے ابوبکرؓ تو وہ بہترین خلیفۃ اللہ تھے اور اللہ نے ہمارے ساتھ ان کو بڑی مہربانی کرنے والا اور ہم پر بہت شفقت کرنے والا بنایا۔

اب رہے حسن مجتبیٰ تو روایت کی ابو یعلیٰ نے بروایت ابو مریم جو حسنؓ کے دودھ شریک بھائی تھے کہا میں کوفہ میں تھا میں نے دیکھا حسن بن علیؓ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لوگو آج رات میں نے عجیب خواب دیکھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو عرش کے اوپر دیکھا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر ابوبکرؓ آئے اور انھوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شانے پر رکھا۔ پھر عمرؓ آئے اور انھوں نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کے شانے پر رکھا۔ پھر عثمانؓ آئے اور ان کا سر ان کے ہاتھ میں تھا۔ پھر بولے کہ اے رب اپنے بندوں سے پوچھئے انھوں نے مجھے کس گناہ میں قتل کیا کہا پھر آسمان سے خون کے دو پرنالے زمین کی طرف جاری ہو گئے۔ راوی نے کہا کہ پھر علیؓ سے کہا گیا کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حسن کیا بات کہہ رہے ہیں فرمایا جو کچھ دیکھا وہ بیان کر رہے ہیں۔ اور محب طبری نے ذکر کیا کہ مروی ہے ابن سمان سے کہ انھوں نے اپنی کتاب میں حسن بن علیؓ سے ایک روایت درج کی کہ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ علیؓ نے

خالف عمر ولا غیر شیئاً مما صنع حین تولّم الکوفۃ. وذکر ایضاً فی کتاب الموافقۃ عن ابی جعفر قال بینا عمر یمشی فی طریق من طرق المدینۃ اذ لقیہ علیؓ ومعہ الحسن والحسین رضی اللہ عنہم فسلم علیہ واخذ بیدہ فاکتنفاہما الحسن والحسین عن یمینہما وشمالہما قال فعرض لہ البکاء کما کان یعرض لہ فقال لہ علیؓ ما یبکیک یا امیر المؤمنین قال عمر ومن احق منی بالبکاء یا علیؓ وقد ولیت امر ہذہ الامۃ احکم فیہا ولا ادری امسیء انا ام محسن فقال لہ علیؓ واللہ انک لتعدل فی کذا وتعدل فی کذا قال فما منعہ ذلک من البکاء ثم تکلم الحسن بما شاء اللہ فذکر من ولایتہ وعدلہ فلم یمنعہ ذلک فتکلم الحسین بمثل کلام الحسن فقال اتشہدان بذلک یا ابنی اخی فسکتا فنظرا الی ابیہما فقال علیؓ اشہدا وانا معکما شہید.

آثار اولاد حسن مجتبیٰ اخرج عبد اللہ ابن احمد فی زوائد المسند عن الحسن بن زید بن حسن قال حدثنی ابی عن ابیہ عن علیؓ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابوبکر وعمر فقال یا علیؓ ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ وشبابہا بعد النبیین والمرسلین. ذکر المحب الطبری عن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن

کبھی عمرؓ کی مخالفت کی اور نہ انھوں نے عمرؓ کے کئے ہوئے کسی کام میں تغیر کیا جب وہ کوفہ میں آئے۔ اور کتاب موافقہ میں ان سے یہ روایت بھی کبھی ہے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمرؓ مدینہ کے کوچوں میں سے ایک کوچہ میں جا رہے تھے کہ ان کی ملاقات علیؓ سے ہوئی اور ان کے ساتھ حسن اور حسین رضی اللہ عنہم بھی تھے اور عمرؓ نے علیؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور حسنؓ اور حسینؓ دونوں کے دائیں اور بائیں کھڑے ہو گئے۔ یکایک پھر ان کو رونا آگیا جیسا کہ اکثر ان کو عادتی ہوتا رہتا تھا تو ان سے علیؓ نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں؟ عمرؓ نے کہا کہ اے علیؓ اور مجھ سے زیادہ رونے کے قابل کون ہے اس حال میں کہ امت کے کاموں کا ذمہ دار بنا دیا گیا ہوں ان کے بارے میں حکم دیتا ہوں اور نہیں جانتا کہ اللہ کے نزدیک میں برے کام کرنے والا ہوں یا اچھے کام کرنے والا۔ تو علیؓ نے کہا کہ واللہ آپ تو یقیناً عدل کرتے ہیں فلاں کام میں اور فلاں کام میں۔ کہا کہ اس جواب نے ان کو رونے سے نہ روکا۔ پھر حسنؓ نے گفتگو کی جو اللہ نے چاہی ان کی ولایت اور ان کے عدل کا ذکر کیا۔ یہ بات بھی ان کو نہ روک سکی۔ پھر حسینؓ نے مثل کلام حسنؓ کے تقریر کی تو عمرؓ نے کہا اے میرے دونوں بھتیجو کیا تم دونوں اس کی شہادت دیتے ہو تو دونوں نے خاموش ہو کر اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ تو علیؓ نے کہا کہ تم دونوں گواہی دو اور میں بھی تم دونوں کے ساتھ گواہ ہوں۔

آپ یعنی حسن مجتبیٰؓ کی اولاد کے اقوال۔ عبد اللہ بن احمد نے زوائد المسند میں یہ روایت کی ہے کہ مروی ہے حسن بن زید ابن حسن سے انھوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے باپ نے اپنے باپ کی روایت سے وہ حضرت علیؓ سے انھوں نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا۔ پھر سامنے آئے ابوبکرؓ اور عمرؓ تو آپ نے فرمایا کہ اے علیؓ یہ دونوں ادھیڑ عمر والے اور جوان اہل جنت کے سردار ہیں انبیاء اور مرسلین کے بعد۔ اور محب طبری نے ذکر کیا کہ روایت ہے عبد اللہ بن الحسن بن الحسن

بن علی بن ابی طالب وقد سُئل عن ابی بکر و عمر فقال انی اتولاہما و استغفر لہما فقیل لہ لعلک انما تقول ذلک تقیۃ وفی نفسک خلافہ قال لا نالتنی شفاعۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کنت اکن خلاف ما فی نفسی ومنہ ما حکی عنہا فقال صلی اللہ علیہ وسلم ولا ... علی من لم یعفہ۔

قولہ: واولاد الحسین رضی اللہ عنہ آمر فہو فقد اخرج الترمذی عن الزہری عن علی بن الحسین عن علی بن ابی طالب قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ طلع ابوبکر و عمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذان سیدا کہول اہل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین لا تخبرہما و انا سوتوا فقد اخرج احمد فی مسند ذی الیدین عن ابی حازم قال جاء رجل الی علی بن الحسین فقال ما کان منزلۃ ابی بکر و عمر من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال منزلتہما الساعۃ واخرج الحاکم من طریق عبد اللہ بن عمر بن ابان قال حدثنا سفیان بن عیینۃ عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جابر بن عبد اللہ ان علیاً دخل علی عمر وہو مسجی فقال صلی اللہ علیک ثم قال ما من الناس احد احب الی ان القی اللہ بما فی صحیفتہ من ہذا المسجی واخرج محمد بن الحسن عن ابی حنیفۃ قال حدثنا ابو جعفر محمد بن علی قال جاء علی بن ابی طالب الی عمر بن الخطاب

بن علی بن ابی طالب سے اور ان سے پوچھا گیا تھا ابوبکرؓ و عمرؓ کے متعلق تو انھوں نے کہا کہ میں ان دونوں کے لئے دعائے رحمت اور دعائے مغفرت کرتا ہوں۔ پھر ان سے کہا گیا کہ شاید یہ قول بہ تقیہ ہے اور آپ کے نفس میں جو بات ہے وہ اس کے خلاف ہے تو فرمایا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں نے وہ بات کہی ہو جو میرے نفس کے خلاف ہو اور ان سے مروی ہے کہ جب ان سے ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا ان دونوں پر اللہ رحمت نازل کرے اور اس اللہ جو ان پر دعائے رحمت نہ کرے اللہ اس پر رحمت نہ کرے۔

اور اولاد حسین رضی اللہ عنہ کے اقوال میں سے مروی تو یہ ہے جس کو ترمذی نے روایت کیا زہری سے علی بن الحسین سے وہ علی بن ابی طالبؓ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ دکھائی دیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں ادھیڑ عمر کے اہل جنت کے سردار ہیں اولین کے بھی اور آخرین کے بجز انبیاء و مرسلین کے۔ ان دونوں سے یہ بیان نہ کرنا۔ اور مروی تو یہ ہے جس کو احمد نے ذی الیدین کی مسند میں ابو حازم سے روایت کیا ہے کہا کہ ایک شخص آیا علی بن الحسینؓ کے پاس اور اس نے کہا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کا مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں کیا تھا تو فرمایا کہ جو ان کا مرتبہ اس ساعت میں ہے (کہ دونوں آپ کے برابر مدفون ہیں)۔ حاکم نے عبد اللہ بن عمر بن ابان کی سند سے اخذ کیا ہے کہا کہ ہم سے بیان کیا سفیان بن عیینہ نے وہ روایت کرتے ہیں جعفر بن محمد سے وہ اپنے باپ سے وہ جابر بن عبد اللہ سے کہ علیؓ عمرؓ کے پاس پہنچے جب کہ وہ چادر میں لپٹے ہوئے تھے اور کہا کہ اللہ تم پر رحمت نازل کرے پھر فرمایا کہ لوگوں میں سے کوئی ایسا نہیں کہ اس جیسے نامہ اعمال کے ساتھ اللہ سے ملنا مجھے محبوب ہو اس کفن پوش سے زیادہ۔ اور محمد بن الحسنؒ نے ابو حنیفہ سے روایت کیا کہا کہ ہم سے بیان کیا ابو جعفر محمد بن علی نے کہا کہ علی بن ابی طالب عمر بن الخطاب

حین کفن فقال رحمک اللہ ثم قال
ما علی الارض احد کنت القی اللہ
بصحیفتہ احب الی منک. وروی عن
ابن ابی حفصۃ قال سألت محمد
ابن علی وجعفر بن محمد عن ابی بکر و
عمر فقالا یا سالم تولہما وابرأ من
عدوہما ثم التفت الی جعفر بن محمد
فقال یا سالم أیسب الرجل جدہ
ابو بکر الصدیق جدی لا نالتنی شفاعۃ
جدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان
لم اکن اتولاہما وابرأ من عدوہما
وعن ابی جعفر انہ قال من جہل
فضل ابی بکر وعمر جہل السنۃ
قیل لہ ما تری فی ابی بکر وعمر
فقال انی اتولاہما واستغفر لہما
وما رأیت احدا من اہل بیتی الا
وہو یتولاہما وعنہ قال من شک
فیہما کمن شک فی السنۃ وبغض
ابی بکر وعمر نفاق وبغض الانصار
نفاق انہ کان بین بنی ہاشم
وبین بنی عدی وبنی تیم شحناء
فی الجاہلیۃ فلما اسلموا نزع اللہ ذلک
من قلوبہم حتی ان ابا بکر اشتکی
خاصرتہ فکان علی یسخن یدہ
بالنار ویکمد بہا خاصرۃ
ابی بکر ونزلت فیہم ہذہ الآیۃ
ونزعنا ما فی صدورہم من غل
اخوانا علی سرر
متقابلین

کے پاس آئے جب آپ بھی رخصت کیے گئے اور کہا اللہ آپ پر رحم کرے
خدا کی قسم روئے زمین پر کوئی نہیں کہ اس کے جیسے اعمال کے
ساتھ میں اللہ تعالیٰ سے ملوں وہ تم سے زیادہ مجھے محبوب ہو۔ اور
ابن ابی حفصہ سے مروی ہے کہ میں نے سوال کیا محمد بن علی اور
جعفر بن محمد سے ابو بکرؓ اور عمرؓ کے بارے میں تو دونوں نے کہا کہ
اے سالم تو ان دونوں سے محبت کر اور ان کے دشمن
سے اظہار بیزاری کر۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے جعفر بن
محمد اور کہا اے سالم کیا کوئی شخص اپنے دادا کو گالی دیتا ہے ابو بکر
صدیقؓ میرے دادا ہیں۔ مجھے اپنے دادا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں ان دونوں سے محبت نہ کرتا ہوں اور
میں ان ہر دو کے دشمن سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ اور ابو جعفر
سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ جو شخص ابو بکرؓ و عمرؓ کی
فضیلت نہیں جانتا وہ سنت نہیں جانتا۔ اور ان سے کہا گیا کہ
ابو بکرؓ و عمرؓ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تو فرمایا کہ میں
ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت
کرتا ہوں اور میں نے اپنے اہل بیت میں سے کسی کو نہیں دیکھا مگر
وہ ان دونوں سے محبت کرتا تھا۔ اور ان سے مروی ہے کہا کہ جس
نے ان دونوں میں شک کیا وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے سنت میں
شک کیا اور ابو بکرؓ اور عمرؓ سے بغض رکھنا نفاق ہے اور انصار
سے بغض رکھنا نفاق ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں بنی ہاشم اور بنی عدی
اور بنی تیم میں عداوت تھی۔ پھر جب یہ خاندان اسلام لے
آئے تو اللہ تعالیٰ نے اس عداوت کو ان کے دلوں سے نکال دیا
یہاں تک کہ (ایک مرتبہ) ابو بکرؓ کے پہلو میں (جو بنی تیم میں سے
تھے) درد ہوا علیؓ (جو بنی ہاشم میں سے تھے) اپنے ہاتھ کو آگ سے
گرم کرتے تھے اور اس سے ابو بکرؓ کے پہلو کی سینکائی کرتے تھے
اور ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ونزعنا ما فی صدورہم

(۱۵: ۴۷) اور ان کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم نے وہ سب دور
کر دیا کہ سب بھائی بھائی کی طرح تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے
رہا کریں گے

وأما أقوال المهاجرين الأولين فمنهم الزبير
ابن العوام أخرج الحاكم من حديث إبراهيم
ابن عبد الرحمن بن عوف في حديث طويل
فيه خطبة أبي بكر وفي آخر الحديث قال
علي رضي الله عنه والزبير ما غضبنا إلا أنا
قد أخرنا عن المشاورة وإنا نرى أبا بكر أحق
الناس بها بعد رسول الله صلى الله عليه
وسلم إنه لصاحب الغار وثاني اثنين وإنا
لنعلم بشرفه وكبره ولقد أمره رسول الله
صلى الله عليه وسلم بالصلاة بالناس وهو
حي ومنهم طلحة بن عبيد الله ذكر المحب
الطبري عن ابن مسعود رضي الله عنه أن
عمر شاور الناس في الزحف إلى قتال أهل
فارس التي اجتمعت بنهاوند فقام طلحة
ابن عبيد الله وكان من خطباء الصحابة
فتشهد ثم قال أما بعد يا أمير المؤمنين
فقد أحكمتك الأمور وعجمتك البلايا وأحنكتك
التجارب وأنت وشأنك وأنت ورأيك إليك
هذا الأمر فمرنا نطع وادعنا نجب واحملنا
نركب وقدنا ننقد فإنك ولي هذا
الأمر وقد بلوت واختبرت وجربت فلم
ينكشف لك عن شيء من عواقب قضاء
الله عز وجل إلا عن خيار ثم جلس ومنهم
عبد الرحمن بن عوف روى حديث
بشارة العشرة بالجنة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
عشرة في الجنة أبو بكر في الجنة وعمر
في الجنة الحديث وأخرج الحاكم من
إبراهيم بن عبد الرحمن أن عبد الرحمن

اور مہاجرین اولین کے اقوال تو ان میں سے زبیر بن العوام
ہیں حاکم نے ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف کی ایک طویل حدیث
روایت کی ہے جس میں ابو بکرؓ کا خطبہ ہے اور آخر حدیث میں ہے
کہ علی اور زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم ناراض نہیں ہوئے مگر
صرف اس وجہ سے کہ مشاورت میں ہم کو پیچھے کر دیا گیا اور ابو بکرؓ
کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
بعد وہ سب لوگوں سے زیادہ امامت کے مستحق ہیں۔ وہ صاحب
غار ہیں اور ثانی اثنین ہیں اور اُن کے شرف اور بزرگی کو ہم خوب
جانتے ہیں۔ اور ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں
کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا جب کہ وہ زندہ تھے۔ اور ان میں سے
طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔ ذکر کیا محب طبری نے کہ روایت ہے ابن
مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ عمرؓ نے اہل فارس سے جو نہاوند میں جمع
ہو رہے تھے جنگ کے لئے لشکر بھیجنے کے بارے میں مشورہ کیا تو
طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہوئے اور وہ معتبر ترین صحابہؓ میں سے
تھے انھوں نے بعد کلمۂ شہادت و حمد و ثنا کہا کہ اے امیر المومنین
آپ کو (وہ) پیش آنے والے امور نے پختہ کر دیا اور جفاکشی آپ کے خمیر
میں داخل ہو گئی اور تجربات نے آپ کو مضبوط کر دیا۔ آپ جانیں اور
آپ کا کام آپ جانیں اور آپ کی رائے۔ یہ کام آپ ہی کی ذات سے
متعلق ہے۔ ہمیں تو آپ حکم دیجئے ہم اطاعت کریں گے آپ ہمیں
بلائیے ہم حاضر ہو جائیں گے۔ آپ ہمیں بھیجیں ہم فوراً سوار ہو جائیں
آپ ہمیں چلائیے ہم چلیں گے کیونکہ ان تمام امور کا اختیار آپ کو
ہے اور آپ (رزم کی) آزما چکے اور حال معلوم کر چکے اور تجربہ کیجئے
تو قضاء خداوندی عز وجل کے نتائج میں سے بجز بہترین انجام کے
اور کوئی (بری) چیز آپ پر منکشف نہیں ہوئی۔ پھر بیٹھ گئے
اور ان میں سے عبد الرحمن بن عوف ہیں انھوں نے اس حدیث
کو روایت کیا جس میں دس آدمیوں کو جنت کی بشارت دی
گئی ہے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دس آدمی
جنت میں ہوں گے ابو بکرؓ جنت میں عمرؓ جنت میں آخر حدیث
تک۔ اور حاکم نے روایت کیا ابراہیم بن عبد الرحمن سے کہ عبد الرحمن

كان مع عمر بن الخطاب رضي الله عنه
يعني في تفضيل ابي بكر والسعي في
اقامة خلافته واليه رجع امر الشورى
قال اتجعلونه الي والله علي ان
لا آلو عن افضلكم قالا نعم فبايع
عثمان ومنهم سعد بن ابي وقاص
روى حديث والذي نفسي بيده
مالقيك الشيطان قط سالكا فجا
الا سلك فجا غير فجك يعني لعمر
اخرج ابوبكر بن ابي شيبة من
حديث ابن سلمة قال سعد اما والله
ما كان بأقدمنا اسلاما ولا اقدمنا
هجرة ولكن قد عرفت بأي شيء
فضلنا كان ازهدنا في الدنيا يعني
عمر بن الخطاب وقال عند فتنة عثمان
اشهد لسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال انها ستكون فتنة القاعد فيها
خير من القائم والقائم خير من الماشي
والماشي خير من الساعي قال
ارأيت ان دخل علي بيتي و
بسط يده ليقتلني قال كن كابن
آدم ومنهم سعيد بن زيد روى
حديث بشارة العشرة بالجنة ابوبكر
في الجنة وعمر في الجنة وحديث ثبات
الصديقية والشهيدية اثبتا انا مع
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فوق حراء فلما استوينا
رجف بنا فقرعه رسول الله

عمر بن خطاب کے ساتھ رہے ہیں یعنی ابوبکر رضی کی فضیلت کے
اظہار میں اور ان کی خلافت قائم کرنے کی کوشش میں اور ان ہی
کی طرف رجوع ہوا معاملہ شوریٰ کا انھوں نے کہا تھا عثمان
اور علی سے کہ کیا تم اس کو میری طرف رجوع کرتے ہو اور خدا
گواہ ہے کہ میرے ذمہ ہوگا کہ تم میں جو افضل ہے اس کے
ساتھ کوتاہی نہ کروں۔ دونوں نے کہا ہاں۔ پھر بیعت کی عثمان
سے اور ان میں سے سعد بن ابی وقاص ہیں۔ انھوں نے اس
حدیث کی روایت کی جس میں یہ مذکور ہے کہ قسم ہے اس ذات
کی میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے تجھ سے (یعنی عمر سے) شیطان
کبھی نہیں ملتا کسی راستہ پر چلتے ہوئے مگر وہ تیرے راستے کے
سوا دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔ اور روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ
نے ابو سلمہ کی حدیث سے کہ کہا سعد نے یاد رکھو خدا (عمر) ہم
سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے نہیں ہیں اور نہ ہم سے پہلے
ہجرت کرنے والوں میں سے لیکن میں خوب پہچانتا ہوں کہ کونسی
چیز ہے جس سے وہ ہم سے افضل تھے۔ وہ ہم سب سے زیادہ دنیا
سے بے رغبت تھے یعنی عمر بن الخطاب۔ اور انھوں نے حضرت عثمان
کے فتنہ کے وقت کہا گواہی دیتا ہوں کہ میں نے سنا رسول
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک فتنہ آئے گا کہ جس
میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا
چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔
(سعد نے) کہا یا رسول اللہ میں کیا کروں اگر وہ میرے گھر میں
گھس کر پھر پڑے اور مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے کہا
کہ بس ابن آدم (ہابیل) کی طرح بن جانا (یعنی تو بھی ہاتھ نہ اٹھانا)
اور ان میں سے سعید بن زید ہیں انھوں نے روایت کی حدیث
عشرہ یعنی دس آدمیوں کو خصوصیت کے ساتھ جنت کی خبر دینے کی۔
ابوبکر جنت میں ہونگے عمر جنت میں ہونگے الخ۔ اور دوسری حدیث
جس میں صدیقیت اور شہیدیت کا اثبات ہے کہ ہم چھ [illegible]
دسوں ہوکر بیٹھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرا کے
اوپر تو جب ہم اچھی طرح بیٹھ گئے تو پہاڑ ہلنے لگا تو اس پر رسول اللہ

كالرجل المقبل لا يزداد الا قربا فلما قتل
عمر كان كالرجل المدبر لا يزداد الا بعدا
ومنهم ابوذر روى حديث اغضبت
ليستغفر واخرج الحاكم عن ابي ذر قال
مر فتى على عمر فقال عمر نعم الفتى قال
فتبعه ابوذر فقال يا فتى استغفر لي
فقال يا اباذر استغفر لك وانت صاحب
رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال استغفر لي قال لا او تخبرني
فقال انك مررت على عمر فقال نعم
الفتى واني سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول ان الله جعل الحق
على لسان عمر وقلبه ومنهم بريدة
الاسلمي روى حديث اتت جارية فانما
ملك نبي او صديق او شهيد وحديث
رؤيا قصر في الجنة لعمر وحديث ان الشيطان
ليفرق منك يا عمر ومنهم سفينة روى
رؤيا الميزان وقول النبي صلى الله عليه وسلم
خلافة النبوة ثلثون عاما ومنهم عبدالرحمن
ابن غنم الاشعري روى حديث قال
النبي صلى الله عليه وسلم لابي بكر
وعمر لو اجتمعتما في مشورة ما خالفتكما
ومنهم ابو موسى الاشعري روى
حديث البشارة للثلثة بالجنة
ومنهم ابو امامة الباهلي فسر قوله
تعالى وصالح المؤمنين ابوبكر
وعمر ومنهم ابو اروى الدوسي
روى حديث الحمد لله الذي

اسلام اس شخص کی مانند تھا جو (دوڑتے ہوئے) آنے والا ہو کہ اس کا
قرب برابر بڑھتا ہی رہتا ہے، پھر جب عمرؓ قتل ہوگئے تو اسلام اس
شخص کی مانند ہوگیا جو پشت پھیر کر جا رہا ہو کہ اس کا بعد برابر بڑھتا
ہی رہتا ہے۔ اور ان میں سے ابوذرؓ ہیں، یہ راوی ہیں معافی مانگنے
والی حدیث کے۔ اور حاکم نے ابوذرؓ سے یہ روایت لی ہے کہا کہ ایک
مرتبہ ایک جوان عمرؓ کے سامنے سے گزرا تو عمرؓ نے کہا کہ اچھا جوان
ہے (راوی نے) کہا کہ ابوذرؓ اس کے پیچھے ہو لئے اور کہا کہ اے جوان
میرے لئے دعاء مغفرت کر۔ اس نے کہا کہ اے ابوذرؓ میں آپ کے لئے
مغفرت کی دعا کروں؟ حالانکہ آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب میں سے ہیں۔ ابوذرؓ نے کہا کہ تو میرے لئے دعائے مغفرت
کر۔ اس نے کہا کہ نہیں جب تک آپ وجہ نہ بتائیں گے۔ تو ابوذرؓ
نے کہا کہ تو عمرؓ کے سامنے سے گزرا تو انہوں نے کہا اچھا جوان ہے اور
میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ
اللہ تعالیٰ نے حق کو قائم کر دیا ہے عمرؓ کی زبان اور قلب پر۔ اور ان
میں سے بریدہ اسلمی ہیں انہوں نے اس حدیث کی روایت کی جس میں
ہے کہ ایک لونڈی آئی ... تو پر ایک نبی ہے یا صدیق اور ایک
شہید، اور اس حدیث کی جس میں اس خواب کا بیان ہے جس میں جنت
میں عمرؓ کا محل دیکھنے کا ذکر ہے، اور اس حدیث کی جس میں ارشاد
ہوا کہ شیطان تجھ سے الگ رہتا ہے اے عمرؓ۔ اور ان میں سے سفینہ
ہیں انہوں نے ترازو والے خواب کی روایت کی اور نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے اس قول کی کہ خلافت نبوت تیس برس تک ہوگی۔ اور ان میں
سے عبدالرحمن بن غنم الاشعری ہیں انہوں نے وہ حدیث روایت
کی جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا کہ جب
تم دونوں کسی مسئلہ میں متفق ہو جاتے ہو تو میں تمہارا خلاف نہیں
کرتا۔ اور ان میں سے ابوموسیٰ اشعری ہیں انہوں نے تینوں شیخوں
کے لئے جنت کی بشارت والی حدیث کو روایت کیا۔ اور ان میں سے
ابوامامہ باہلی ہیں انہوں نے قول تعالیٰ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کی
تفسیر کی ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اور ان میں سے ابو اروی دوسی ہیں۔ انہوں
نے اس ارشاد والی حدیث کو روایت کیا اللہ کا شکر ہے جس نے ...

مصاحبان مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم وروے
فی مناقب الشیخین شیئا کثیرا ومنہم عبد اللہ
ابن عباس روے حدیث لو کنت متخذا
خلیلا غیر ربی لاتخذت ابا بکر خلیلا وحدیث
لما اسلم عمر نزل جبرئیل فقال یا محمد
استبشر اہل السماء باسلام عمر وہو
القائل لعمر لما طعن لقد صحبت رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاحسنت صحبتہ
ثم فارقتہ وہو عنک راض ثم صحبت ابا بکر
فاحسنت صحبتہ الحدیث وہو القائل
فی حدیث النہی عن الرکعتین بعد العصر
اخبرنی رجال مرضیون وارضاہم عندی
عمر ومنہم عبد اللہ بن عمرو بن العاص
روے حدیث دفع الکفار عن النبی صلے اللہ
علیہ وسلم ومنہم ابوہریرۃ روے
حدیث القلیب وحدیث ما نفعنی مال احد
ما نفعنی مال ابی بکر وحدیث ارجو
ان تکون منہم یعنی یدعی من
جمیع ابواب الجنۃ وحدیث رؤیا القصر
فی الجنۃ لعمر وحدیث اثبت حراء
فانما علیک نبی او صدیق او شہید
ومنہم ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ
عنہا القائلۃ لو استخلف لاستخلف
ابا بکر ثم عمر والقائلۃ کان
ابو بکر احب الناس الی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ثم عمر

مصاحب تھے) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصاحب رہے۔ اور انھوں
نے شیخینؓ کے مناقب میں بہت کچھ روایت کیا ہے۔ اور ان میں سے
عبداللہ بن عباسؓ ہیں۔ انھوں نے اس حدیث کی روایت کی کہ اگر
میں کسی کو دوست دلی بنانے والا ہوتا بجز اپنے رب کے تو ابوبکرؓ
کو دوست جانی بناتا۔ اور اس حدیث کی کہ جب عمرؓ مسلمان ہوئے تو جبرئیل
نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ! اہل آسمان عمرؓ کے اسلام سے بشارت
لے رہے ہیں۔ اور حضرت عمرؓ کے جب خنجر مارا گیا تو انھوں نے ان سے
کہا تھا بیشک آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے
اور حق صحبت خوبی کے ساتھ ادا کیا۔ پھر آپ ان سے جدا ہوئے
اور وہ آپ سے خوش تھے پھر آپ ابوبکرؓ کی صحبت میں رہے اور
حق صحبت خوب ادا کیا۔ الخ۔ اور جس حدیث میں بعد العصر دو رکعت
پڑھنے سے منع کیا گیا ہے اس میں یہ کہنے والے وہی ہیں کہ مجھ کو اس
کی خبر ایسے لوگوں نے دی جو مقبول ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ
مقبول میرے نزدیک ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ اور ان میں سے عبداللہؓ
ابن عمرو بن العاص ہیں انھوں نے اس حدیث کی روایت کی جس
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (ابوبکرؓ کا) کفار کو دفع کرنے
کا بیان ہے۔ اور ان میں سے ابوہریرہؓ ہیں۔ انھوں نے قلیب
والی حدیث کو (یعنی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب
میں کنوئیں سے ڈول کھینچنے کا ذکر ہے پھر ابوبکرؓ و عمرؓ کا) روایت
کیا اور اس حدیث کو کہ کسی کے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں پہنچایا
جتنا ابوبکرؓ کے مال نے نفع پہنچایا۔ اور اس حدیث کو جس میں یہ لکھا
ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ تو ان میں سے ہوگا۔ یعنی ان میں سے جن کو
جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور اس خواب والی حدیث
کو جس میں آپ نے جنت میں عمرؓ کا محل دیکھا تھا۔ اور روایت
کیا کوہ حرا والی حدیث کو اور اس حدیث کو جس میں یہ ہے کہ تجھ پر
نبی ہے یا صدیق یا شہید۔ اور ان میں سے ام المومنین عائشہ رضی اللہ
عنہا ہیں۔ جن کا قول ہے کہ اگر آپ خلیفہ بناتے تو ابوبکرؓ کو پھر
عمرؓ کو بناتے اور جن کا قول ہے کہ ابوبکرؓ سب لوگوں سے زیادہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے پھر عمرؓ انھوں نے

انہ کان یروی فی زمن عمر انہ کان یخیف
المنافقین فی اللہ و منہم عمرو بن العاص
و قد لعن کان ابو بکر و عمر قد ما امرا
و بجر تحمل بہا شیئ عند ربنا و لقصر ابا
و بلاء الشیء ۔ کانو بمنعون و لا نجیب لانا
و من کان مرتبتہ بحرم علیہ دم قدا
اول الذین اسسا بعدہ لقد ہلکنا و
ام لسیرہ الزبیر بنا من قبلنا و منہم ابن
ابی شیبۃ روی احب الناس الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشۃ و من
الرجال ابو بکر ثم عمر و منہم عبد الرحمن
ابن ابی بکر روی حدیث الکتاب کما
کان لا یختلف بعدہ ابدا ثم اقبل
علینا فقال یابی اللہ و المؤمنون الا ابا
بکر و منہم عمران بن حصین الراوی
حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم
و منہم عبد اللہ بن ہشام بن زہرۃ
الراوی حدیث قال عمر یا رسول اللہ
لانت احب الی من کل شیء الا
نفسی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لا و الذی نفسی بیدہ حتی اکون احب الیک
من نفسک فقال لہ عمر فانہ الآن واللہ
لانت احب الی من نفسی فقال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم الآن یا عمر اخرجہ البخاری
و منہم عثمان بن ارقم الراوی حدیث
اللہم اعز الاسلام باحب الرجلین
الیک عمر بن الخطاب و عمرو
ابن ہشام و منہم الاسود
ابن سریع الراوی

جو عمرؓ کے بارے میں روایت کی جاتی تھیں کیونکہ وہ اللہ کے بارے میں منافقوں
کو ڈانٹتے رہتے تھے۔ اور ان میں سے عمرو بن العاص ہیں جو اس
بات کے کہنے والے ہیں واللہ اگر ابو بکرؓ و عمرؓ دونوں نے اس مال
کو چھوڑ دیا تھا حالانکہ وہ ان کے لئے حلال تھا تو یہ جانچو کہ وہ دونوں
کو فریب دیا گیا اور دونوں کی سمجھ ناقص تھی حالانکہ خدا کی قسم
نہ وہ دونوں فریب خوردہ تھے اور نہ ناقص الرائے تھے اور واللہ
اگر وہ دونوں ایسے شخص ہوتے کہ ان پر حرام ہوتا اس مال میں سے
لینا پھر ان کے بعد ہم نے ہاتھ لگا تو ہم یقیناً ہلاک ہو گئے اور خدا
کی قسم کوئی بوجھ بھی ہے وہ ہماری جانب سے ہے۔ اس کو ابن
ابی شیبہ نے اخذ کیا۔ انھوں نے یہ روایت کی کہ رسول اللہ کو سب
سے زیادہ محبوب عائشہؓ تھیں اور مردوں میں سے ابو بکرؓ پھر عمرؓ
اور ان میں سے عبد الرحمن بن ابی بکر ہیں۔ انھوں نے اس حدیث
کی روایت کی کہ میں تمہیں ایسی تحریر لکھ دوں کہ میرے بعد تم
کبھی نہ بھٹک سکو پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ
اور مومنین کو سب انکار ہے بجز ابو بکرؓ کے۔ اور ان میں سے
عمران بن ابی شیبہ ہیں جو راوی ہیں اس حدیث کے کہ تمام زمانوں
سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر وہ لوگ جو اس زمانہ کے لوگوں سے ملتے
ہیں۔ اور ان میں سے عبد اللہ بن ہشام بن زہرہ ہیں جو اس
حدیث کے راوی ہیں کہ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے ہر چیز
سے زیادہ محبوب ہیں بجز میرے نفس کے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا نہیں قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان
ہے جب تک میں تجھ کو تیرے نفس سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ تو
آپ سے عمرؓ نے کہا کہ اب یہ حالت پیدا ہو گئی ہے یا رسول اللہ
بیشک آپ مجھ کو میرے نفس سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ تو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اے عمرؓ تمہارا ایمان کامل ہوا۔
اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے عثمان بن ارقم ہیں
جو اس حدیث کے راوی ہیں کہ اے اللہ اسلام کو عزت عطا فرما
دو آدمیوں میں سے ایک کے سبب جو آپ کو پسند ہو عمر بن الخطاب
یا عمرو بن ہشام۔ اور ان میں سے اسود بن سریع ہیں جو اس حدیث کے

حدیث لیس من اب طلب فی شئ قال ۲ ومنہم ابو جحیفۃ السوائی الراوی حدیث سیدا کہول اہل الجنۃ ۳ ومنہم ابو بکرۃ الثقفی الراوی رؤیا المیزان ۴ ومنہم سمرۃ بن جندب الراوی رؤیا الدلو ۵ ومنہم ابو الطفیل الراوی رؤیا القلیب ۶ ومنہم جبیر بن مطعم الراوی حدیث ان لم تجدینی فأتی ابابکر ولہ تتمۃ فی ذہابہ الی الشام ورؤیتہ تصاویر الانبیاء فیہا تصویر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر آخذ بعقبیہ واخبار اہل الکتاب انہ خلیفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بعدہ ۷ ومنہم عبداللہ بن الزبیر الراوی حدیث لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا والراوی سبب نزول آیۃ الا تنصروہ فقد نصرہ ۸ ومنہم جندب بن عبداللہ الراوی حدیث لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت الخ۔

واما اٰثار التابعین فمنہم سعید بن المسیب قال کان ابوبکر الصدیق من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان الوزیر فکان یشاورہ فی جمیع امورہ وکان ثانیہ فی الاسلام وکان ثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش یوم بدر وکان ثانیہ فی القبر ولم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقدم علیہ احدا اخرجہ الحاکم ۲ ومنہم قاسم بن محمد روی عن رجل من ابناء اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مجلس فیہ القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق واللہ ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بموطن الا وابوبکر معہ فیہ

راوی ہیں کہ باطل کی کوئی چیز اس میں نہیں ہے جس بات کو عمرؓ نے کہا۔ اور ان میں سے ابو جحیفہ سوائی ہیں جو حدیث ہر دو سردار کہول اہل جنت الخ کے راوی ہیں۔ اور ان میں سے ابو بکرہ ثقفی ہیں جو راوی ہیں ترازو والے خواب کے۔ اور ان میں سے سمرہ بن جندب ہیں جو راوی ہیں ڈول والے خواب کے۔ اور ان میں سے ابو الطفیل ہیں جو راوی ہیں قلیب (کنویں) والے خواب کے اور ان میں سے جبیر بن مطعم ہیں جو راوی ہیں اس حدیث کے کہ اگر تو مجھے نہ پاوے تو ابو بکرؓ کے پاس آئیو الخ اور ان کا شام کی طرف جانا ایک خاص قصہ ہے اور ان کا دیکھنا انبیاء کی تصاویر کو جن میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر تھی اور اس میں ابو بکرؓ آپ کے دونوں قدم پکڑے ہوئے تھے اور اہل کتاب کا خبر دینا کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے ان کے بعد۔ اور ان میں سے عبداللہ بن زبیر ہیں جو اس حدیث کے راوی ہیں کہ اگر میں کسی کو دوست جانی بنانے والا ہوتا تو ابو بکرؓ کو دوست جانی بناتا اور راوی ہیں اس آیت کے سبب نزول کے الا تنصروہ فقد نصرہ اور ان میں سے جندب بن عبداللہ ہیں جو راوی ہیں حدیث لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت الخ کے۔

اب لیجئے علمائے تابعین کے اقوال۔ ان میں سے سعید ابن المسیب ہیں فرمایا کہ ابو بکر صدیقؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں وزیر کے مرتبہ میں تھے۔ آپ ان سے اپنے تمام امور میں مشورہ کیا کرتے تھے اور آپ کے دوسرے تھے غار میں اور دوسرے تھے عریش میں (یعنی اس عارضی قیام گاہ میں جو بدر میں آپ کے لئے بنائی گئی تھی) بدر کے دن اور آپ کے دوسرے تھے قبر میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان پر کسی کو مقدم نہیں کیا کرتے تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور ان میں سے قاسم بن محمد ہیں۔ مروی ہے کہ ایک شخص نے جو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے تھا ایک مجلس میں جس میں قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق موجود تھے کہا کہ واللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی مقام نہیں تھا مگر اس میں ابو بکرؓ آپ کے ساتھ ہوتے

فقال القاسم وکیف قال یمرّ ذالک کلہ بالاذکر قال اللہ عز وجل ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب

ومنھم مسروق قال حب ابی بکر وعمر ومعرفۃ فضلھما من السنۃ اخرجہ ابو عمر ومنھم الحسن البصری روی عن یونس قال کان الحسن ربما ذکر عمر فیقول واللہ ما کان باولھم اسلاماً ولا بافضلھم نفقۃ فی سبیل اللہ ولکن غلب الناس بالزھد فی الدنیا والصرامۃ فی امر اللہ ولا یخاف فی اللہ لومۃ لائم اخرجہ ابن ابی شیبۃ ومنھم محمد بن سیرین قال ما اظن رجلا ینتقص ابا بکر وعمر یحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ الترمذی ومنھم عمرو بن میمون وابراھیم النخعی روی عن عمرو بن میمون انہ قال ذھب عمر بثلثی العلم فذکر لابراھیم فقال ذھب عمر بتسعۃ اعشار العلم اخرجہ الدارمی ومنھم ابو العالیۃ فسر الصراط المستقیم بابی بکر وعمر فصدقہ الحسن البصری ومنھم عکرمۃ والکلبی فسرا واولی الامر منکم بابی بکر وعمر ومنھم قتادۃ قال کنا نحدث ان ھذہ الآیۃ فی ابی بکر واصحابہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ ومنھم الضحاک قال فی ھذہ الآیۃ ابو بکر واصحابہ ومنھم الحسن قال فی ھذہ الآیۃ

پس ذکر قاسم نے کہا کیسے یعنی قسم نہ کھانا تو اس جگہ کیا کہاں موقع کرتا ہیں انھوں نے کہا ان دونوں کا حکم اس طرح ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار۔ اس کو ذکر کیا ابو عمر نے استیعاب میں۔ اور ان میں سے مسروق ہیں، ان کا قول ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی محبت اور ان کی فضیلت کو پہچاننا سنت میں سے ہے۔ اس کو ذکر کیا ابو عمر نے۔ اور ان میں سے حسن بصری ہیں، مروی ہے یونس سے کہا کہ حسن بسا اوقات عمرؓ کا ذکر کرتے اور کہتے کہ واللہ وہ اوّل اسلام لانے والوں میں سے نہیں تھے اور نہ فی سبیل اللہ خرچ کرنے میں ان سے بڑھے ہوئے تھے لیکن غالب ہیں لوگوں پر غلبہ پاگئے دنیا سے بے رغبت اور اللہ کے کام میں بہادر ہونے کی وجہ سے اور کسی ملامت کرنے والے کا خوف نہیں کرتے تھے اس کو ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا اور ان میں سے محمد بن سیرین ہیں، ان کا قول ہے کہ میں نہیں خیال کرتا اس شخص کے بارے میں جو ابوبکرؓ اور عمرؓ میں عیب لگاتا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور ان میں سے عمرو بن میمون اور ابراہیم نخعی ہیں۔ روایت کیا گیا ہے عمرو بن میمون سے کہ انھوں نے کہا کہ عمرؓ دو تہائی علم لے گئے۔ اس کا ذکر کیا گیا ابراہیم سے تو انھوں نے کہا کہ دس حصوں میں سے نو حصے لے گئے" اس کو دارمی نے ذکر کیا۔ اور ان میں سے ابو العالیہ ہیں انھوں نے الصراط المستقیم کی تفسیر ابوبکرؓ وعمرؓ کی راہ سے کی اور ان کی تصدیق کی حسن بصری نے۔ اور ان میں سے عکرمہ اور کلبی ہیں۔ ان دونوں نے واولی الامر کی تفسیر کی ابوبکرؓ وعمرؓ سے۔ اور ان میں سے قتادہ ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہم ایک دوسرے کو بتایا کرتے تھے کہ یہ آیت ابوبکرؓ اور ان کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ

تو اللہ تعالیٰ نے بہت جلد ایسی قوم کو لے آئے گا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی۔ اور ان میں سے ضحاک ہیں۔ انھوں نے اس آیت کی تفسیر میں ابوبکرؓ اور ان کے اصحاب کہا۔ اور ان میں سے حسن ہیں انھوں نے اس آیت میں

ابو بكر واصحابه. ومنهم زيد بن اسلم قال في
آية أو من كان ميتا فأحييناه نزلت في
عمر بن الخطاب وابي جهل. ومثله عن الحسن و
الضحاك وابي سنان. ومنهم كعب الاحبار عن
ابن ابي مليكة قال لما طعن عمر جاء كعب فجعل
يبكي بالباب ويقول والله لو ان امير المؤمنين
يقسم على الله ان يؤخره لأخره. فدخل ابن
عباس فقال يا امير المؤمنين هذا كعب يقول
كذا وكذا قال اذًا والله لا اسأله. ثم قال ان
في كتاب الله المنزل من السماء ابوبكر و
عمر وعثمان. ومنهم عروة بن الزبير قال بعث
رسول الله صلى الله عليه وسلم ابابكر اميرا
على الناس سنة تسع وكتب سنن الحج وبعث
معه علي بن ابي طالب. واصل القصة متواتر
عن ابن عمر وجابر وانس وابي هريرة و
ابن عباس. وعن الحسن انه سئل عن يوم الحج
الاكبر فقال ذاك عام حج فيه ابوبكر استخلفه
رسول الله صلى الله عليه وسلم فحج بالناس
ومن الذين ذهبوا الى ان خلافة ابي بكر وعمر
اشارات بعض من النبي صلى الله عليه وسلم
علي وابن عباس وميمون بن مهران و
حبيب بن ابي ثابت والضحاك ومجاهد فانهم
قالوا ان ابي بكر وعمر في كتاب الله اسرّ
النبي صلى الله عليه وسلم بها الى عائشة
ومن الذين ذهبوا الى ان ابابكر وعمر
مرادان من قوله تعالى وصالح
المؤمنين ابي وابن عمر وابن
عباس وابن مسعود وابو امامة
وعكرمة و

ابوبکرؓ اور ان کے اصحاب کہا۔ اور ان میں سے زید بن اسلم ہیں
انھوں نے اس آیت میں اَوَمَنْ كَانَ (الانعام: ۱۲۲) ایسا شخص جو
کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ بنا دیا الخ کہا کہ نازل ہوئی
عمر بن الخطاب اور ابوجہل بن ہشام کے بارے میں اور یہی قول
ہے حسن کا اور ضحاک اور ابو سنان کا۔ اور ان میں سے کعب
الاحبار ہیں۔ مروی ہے کعب احبار سے کہ جب عمرؓ کو زخم پہنچایا گیا
تو کعب آئے اور انھوں نے دروازے پر رونا شروع کر دیا اور یہ کہا
کہ واللہ اگر امیر المومنین اللہ کو قسم دیں کہ وہ ان کی موت کے
وقت کو موخر کر دے تو وہ ضرور موخر کر دے گا۔ اس کے بعد ابن
عباسؓ اندر داخل ہوئے اور انھوں نے کہا اے امیر المومنینؓ یہ
کعب ایسا اور ایسا کہتے ہیں۔ فرمایا ایسا ہے تو واللہ میں یہ سوال
نہ کروں گا۔ اور وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی آسمان سے نازل کی
ہوئی کتابوں میں ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ موجود ہیں۔ اور
ان میں سے عروہ بن الزبیر ہیں کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے ابوبکرؓ کو لوگوں پر امیر الحاج بنا کر سنہ نو ہجری میں اور
حج کے طریقے لکھے اور ان کے ساتھ علی بن ابی طالب کو بھیجا اور
اصل قصہ متواتر ہے ابن عمرؓ اور جابرؓ اور انسؓ اور ابوہریرہؓ اور
ابن عباسؓ اور حسنؓ سے مروی ہے کہ ان سے یوم حج اکبر کے بارے
میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ یہ وہ سال ہے جس میں ابوبکرؓ
نے حج کیا تھا۔ ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ بنایا
تھا تو انھوں نے لوگوں کو حج کرایا۔ اور ان لوگوں میں سے جو اس
طرف گئے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب
سے منصوص تھی وہ علیؓ ہیں اور ابن عباسؓ اور میمون بن
مہران اور حبیب بن ابی ثابت اور ضحاک اور مجاہد یہ سب کے سب
اس بات کے قائل ہیں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت کتاب اللہ میں
موجود ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے راز کے طور پر یہ بات عائشہؓ
کو بتائی تھی۔ اور جو لوگ اس طرف گئے کہ قولہ تعالیٰ وصالح
المومنین سے ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں مراد ہیں وہ اُبَیؓ ہیں اور ابن
عمرؓ اور ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ اور ابو امامہ اور عکرمہ اور

میمون بن مہران و عبداللہ بن بریدۃ و سعید ابن جبیر و الحسن و مقاتل بن سلیمان و من الذین ذہبوا الی ان آیۃ وسیجنبہا الاتقی نزلت فی ابی بکر الصدیق ابن مسعود و ابن عباس و عبداللہ و عروۃ ابنا الزبیر و سعید بن المسیب.

و من علماء تبع التابعین سفیان الثوری روی ابوداؤد عن محمد الفریابی قال سمعت سفیان یقول من زعم ان علیا کان احق بالولایۃ منہما فقد خطأ ابابکر و عمر و المہاجرین و الانصار رضی اللہ عنہم اجمعین و ما اراہ یرتفع لہ مع ہذا عمل الی السماء و منہم مالک بن انس و اشتہر عنہ انہ قال بتفضیل الشیخین و حب الختنین و قد صنف الطحاوی کتابا فی اعتقاد ابی حنیفۃ و صاحبیہ والبیہقی کتابا فی عقیدۃ الشافعی فنصا علی ان مذہبہم تفضیل الشیخین بعد ازان مذہب جماہیر متکلمین با شاعرہ و ماتریدیہ چنانکہ معلوم است کہ بتفضیل شیخین قائل شدند بلکہ اوائل معتزلہ ہم بآن قائل بودند و بعد ازان فقہاء از ہر طبقہ و متصوفین از ہر طبقہ بآن قائل اند این است آنچہ درین مسلک میسر شد و شاید آنچہ ترک کردیم درین باب اکثر است از آنچہ ذکر کردیم واللہ اعلم بالحال و ما یادانا کہ این مسلک را بدو نکتہ ختم نمائیم.

نکتۂ اولیٰ حذاق متفطنین لبیب آن است کہ در اقاویل صحابہ و تابعین تامل کنند کہ کدام خصلت را وجہ افضلیت نہادہ اند درین مسئلہ اگر فکر صائب را بکار فرمودہ شود بہ اتمام

میمون بن مہران اور عبداللہ بن بریدہ اور سعید بن جبیر اور حسن اور مقاتل بن سلیمان ہیں۔ اور ان لوگوں میں سے جو اس طرف گئے کہ آیت وسیجنبہا الاتقی ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں نازل ہوئی ابن مسعودؓ ہیں اور ابن عباسؓ اور عبداللہ بن زبیر و عروہ ابن زبیر اور سعید بن المسیب ہیں۔

اور علمائے تبع تابعین میں سے سفیان ثوری ہیں۔ ابوداؤدؒ نے روایت کیا محمد الفریابی سے کہا کہ میں نے سفیان سے سنا فرماتے تھے کہ جو اس بات کا گمان رکھتا ہے کہ علیؓ خلافت کے زیادہ مستحق تھے ان دونوں سے اس نے خطا کار بنایا ابوبکرؓ کو اور عمرؓ کو اور سب مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم اجمعین کو اور میں نہیں خیال کرتا کہ اس عقیدے کے ہوتے ہوئے اس کا کوئی بھی ایسا عمل ہو جو (مقبول ہو کر) آسمان کی طرف اٹھ جائے۔ اور ان میں سے مالک ابن انسؒ ہیں اور ان سے یہ روایت مشہور ہے کہ وہ تفضیل شیخین اور حب ختنین (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں دامادوں عثمانؓ و علیؓ کی محبت) کے قائل تھے۔ اور طحاویؒ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے عقائد ابو حنیفہؒ و صاحبین (امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ) کے بارے میں اور بیہقیؒ نے ایک کتاب لکھی عقیدہ شافعیؒ پر دونوں نے صاف صاف لکھا ہے کہ ان کا مذہب تفضیل شیخینؓ ہے۔ اس کے بعد جمہور متکلمین کے مذاہب دیکھیے یعنی اشاعرہ و ماتریدیہ کے یہ سب جیسا کہ معلوم ہے تفضیل شیخینؓ کے قائل ہوئے ہیں۔ اس کے بعد ہر طبقے کے فقہاء اور ہر طبقہ کے متصوفین کو لیجئے تو وہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ یہ ہے جو کچھ اس مسلک میں آسانی کے ساتھ فراہم ہو گیا اور شاید جو ہم نے اس باب میں ترک کیا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے اور اللہ ہی زیادہ حال کا جاننے والا ہے۔ اور مناسب ہے کہ اس مسلک کو ہم دو اہم نکتوں پر ختم کریں گے۔

پہلا نکتہ۔ ایک ذہین اور صاحب عقل کا کام یہ ہے کہ صحابہؓ اور تابعینؒ کے اقوال پر خود و فکر کرے کہ کونسی خصلت کو وجہ افضلیت قرار دیا ہے اس مسئلہ میں اگر فکر صائب کو ہم کام میں لائیں تو پھر

که اکثر صحابه و تابعین افضلیت شیخینؓ را مبهم
بیان کرده اند و بعضی از خصال محموده زیاده
آن را بلند ساخته اند بر هر شخص آنچه ذکر کردیم
از وجوه پس در مسلک سنت سنیه و نقباء ایشان
که بعضی تعلق بخصوص اند بوجه افضلیت و بسوی
کلام خود اشاره نموده آمد به یکی از وجوه چهارگانه
چنانکه علی مرتضیٰؓ با حکام خلافت و ترویج دین
اشاره کرده است جائیکه گفته استُخلِف ابوبکر رحمة
الله علیٰ ابی بکر فاقام واستقام ثم استخلف عمر
رحمة الله علیٰ عمر فاقام واستقام حتیٰ ضرب
الدین بجرانه و بارتفاع مکانت در آخرت اشاره
کرده است جائیکه گفته در فضائل فاروقؓ ما من
احد احب الیّ ان القی الله بما فی صحیفته
من هذا المسجّی و سوابق اسلامیه صدیقؓ روز
موت او بصریح ترین عبارتی بیان کرده است
و عائشه صدیقهؓ صدیقؓ و فاروقؓ را بترویج الاسلام
وصف کرده جائیکه گفته ما اختلفوا فی نقطة الا طار
ابی بحظها و غنائها فی الاسلام و ابن مسعودؓ
سوابق اسلامیه فاروقؓ تقریر کرده است جائیکه گفته
ما زلنا اعزة منذ اسلم عمر و حذیفه بن الیمانؓ
حسن قیام بحقوق خلافت بیان کرده است جا
که گفته کان الاسلام فی زمان عمرؓ کالرجل
المقبل لا یزداد الا قربا فلما قتل عمرؓ
کان کالرجل المدبر لا یزداد الا
بعدا و عبد الله بن عمرؓ جهد
در عبادت و زهد بیان نموده
جائی که گفته ما رأیت احدا
بعد رسول الله صلی الله علیه
وسلم اجد و اجود

کہ اکثر صحابہؓ اور تابعین نے شیخینؓ کی افضلیت کو مبہم بیان کیا ہے
اور خصال محمودہ میں کسی خاص خصلت پر انحصار نہیں کر دیتے۔
جن وجوہ پر ہم نے ذکر کیا ہے فن دوم میں حسب سنت سنیہ اور ان کے نقباء
کے مسلک کے تحت بوجوہ زیادات کے ساتھ تخصیص ہیں انہوں نے
اپنے سیاق کلام میں اُن وجوہ چہارگانہ میں سے کسی وجہ کی طرف
اشارہ کیا ہے جیسا کہ علی مرتضیٰؓ نے خلافت کے مضبوط کرنے اور
ترویج دین کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں کہ یہ فرمایا گیا خلیفہ بنائے
گئے ابوبکرؓ اللہ کی رحمت ہو ابوبکرؓ پر انہوں نے خلافت کو قائم
کیا اور سیدھے رہے۔ پھر خلیفہ بنائے گئے عمرؓ انہوں نے اس نظم کو قائم
کیا اور سیدھے رہے یہاں تک کہ دین نے اپنی گردن ٹیک دی یعنی
جڑ پکڑ گیا یعنی واضح ہو گئیں اور کوئی بات مخفی نہ رہی اور
آخرت میں ان کے بلند مقامات کی طرف اشارہ کیا ہے جس جگہ
حضرت فاروقؓ کی تعریف میں یہ فرمایا کہ اب دنیا میں کوئی ایسا نہیں
رہا جو میرا ایسا پسندیدہ ہو کہ ان کے جیسے اعمال نامہ کے ساتھ میں
اللہ سے ملنا چاہوں جیسے اس چادر میں لپٹے ہوئے شخص کے ہیں۔
اور حضرت صدیقؓ کے سوابق اسلامیہ کو ان کی وفات کے دن
بہت واضح عبارت میں بیان کیا ہے۔ اور عائشہ صدیقہؓ نے صدیقؓ
اور فاروقؓ کی تعریف میں ترویج اسلام کا وصف بیان کیا جس
جگہ یہ کہا کہ کوئی نقطہ بھی نہیں دیکھا مگر میرے باپ اس کی طرف
اڑ کر پہنچے اسلام کی طرف ان کا بڑا حصہ اور کامل توجہ ہونے کی
وجہ سے۔ اور ابن مسعودؓ نے فاروقؓ کے سوابق اسلامیہ کی
تقریر کی جہاں یہ کہا جب عمرؓ اسلام لائے ہم ہمیشہ عزت سے
رہے۔ اور حذیفہ بن یمانؓ نے حقوق خلافت بحسن قیام کا ذکر کیا
جس جگہ یہ ذکر کیا کہ اسلام عمرؓ کے زمانہ میں آنے والے شخص کی
مانند تھا کہ اس کا قرب برابر بڑھتا ہی رہتا ہے۔ پھر جب عمرؓ قتل
ہو گئے تو اس شخص کی مانند ہو گیا جو پیٹھ پھیر کر جانے والا ہو کہ
اس کا بعد برابر بڑھتا رہتا ہے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ نے عبادت اور
زہد میں جد و جہد کا بیان کیا جس جگہ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عبادت میں بہت کوشش اور بہت

بر ابن عمر است حتی تو علی پیدا تحریر از کثرۃ فقہاء صحابہ
اشارہ بکثرت تفقہ از ان خصلت آنحضرت یاد فرمودہ است از آن
کردہ است و این معنی بادنیٰ تامل در مقالات شیخ
فہمیدہ میشود۔ باقی ماند آنکہ فقہای صحابہ باوصاف دیگر
نیز بیان افضلیت کردہ اند از آنجملہ علم سنت
اخرج الدارمی عن ابن مسعود ما استطاع عمر طریقا
الا وجدہ سہلا و اخرج الدارمی عن حذیفۃ
قال انما یفتی الناس ثلاثۃ رجل امام او رجل
یعلم ناسخ القرآن من المنسوخ قالوا ومن ذلک
قال عمر بن الخطاب او احمق متکلف
و اخرج الدارمی عن عمرو بن میمون انہ قال
ذہب عمر بثلثی العلم فذکر لابراہیم فقال ذہب
بتسعۃ اعشار العلم و بدین خصلت در حدیث نیز
اشارہ واقع شدہ است قول رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر
و قال لقد کان فیما کان قبلکم من الامم
ناس محدثون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن
فی امتی منہم احد فانہ عمر و قال بینا انا نائم اتیت
بقدح من لبن فشربت منہ حتی انی لاری
الری یخرج من اظفاری ثم اعطیت فضلی عمر
بن الخطاب قالوا فما اولتہ قال العلم لیکن در
حدیث شریف این خصلت را بتحقیق و تاکید
معنی قریب بظن و محدثیت سروادہ اند و مراد
از این علم ہمین است کہ بفیضان ازلی حاصل
شود و مراد قوم علم کتاب و سنت است
و جمیع طرق استنباط از آن گرفتہ اند
و آنجملہ اخلاق قریب است کہ در جبلت
آدمی نہادہ اند و در حقیقت کافر
و مسلم متقی و فاسق ہمہ

عطا کرنے والا عمرؓ سے زیادہ نہیں دیکھا از وفات تک۔ حتیٰ کہ اتفاق
اکثر فقہائے صحابہؓ نے ان فضائل میں سے ایک وجہ تفقہ فی الدین کی
طرف اشارہ کیا ہے اور یہ بات ان کے مقالات میں تھوڑا سا تامل کرنے
سے سمجھ میں آتی ہے۔ باقی رہا یہ کہ فقہائے صحابہؓ نے دوسرے
اوصاف سے بھی ان کی فضیلت بیان کی ہے۔ انہیں میں سے ایک
علم ہے۔ دارمی نے روایت کی ابن مسعودؓ سے فرمایا کہ عمرؓ نے کوئی
طریقہ جاری نہیں کیا مگر یہ کہ اس کو آسان پایا۔ اور دارمی نے
روایت کیا حذیفہؓ سے کہا کہ لوگوں کو صرف تین قسم کے لوگ فتو
دیتے ہیں، کوئی شخص امام ہو یا ایسا شخص جو جانتا ہو قرآن
کے ناسخ کو منسوخ سے۔ لوگوں نے کہا کہ ایسا کون ہے؟
کہا کہ عمرؓ بن الخطاب یا احمق متکلف (یعنی آیت یا حدیث
کے مصداق میں تکلف کرنے والا)۔ اور دارمی نے روایت کیا
عمرو بن میمون سے کہ انہوں نے کہا کہ عمرؓ دو تہائی علم لے گئے۔ پھر جب
ابراہیم نخعی سے ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ دس میں سے نو حصے
لے گئے۔ اور اس خصلت کی طرف حدیث میں بھی اشارہ واقع ہوا
ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حق
کو عمرؓ کی زبان پر جاری کر دیا ہے۔ اور فرمایا کہ تم سے پہلی امتوں
میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے (یعنی اہل کشف یا الہام کے) اگرچہ
انبیاء نہ ہوں۔ اب میری امت میں اگر کوئی ایسا ہے تو عمرؓ ہے۔ اور
فرمایا کہ ایسے وقت جب کہ میں سو رہا تھا مجھے ایک دودھ کا پیالہ دیا
گیا۔ میں نے اس کو پی لیا یہاں تک کہ میں نے محسوس کیا کہ تروتازگی کا اثر نکل
رہا تھا کہ میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا بچا ہوا
عمرؓ بن الخطاب کو دے دیا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس کی کیا تعبیر
لی؟ فرمایا کہ علم۔ لیکن حدیث شریف میں اس خصلت کو قریب بالظن
اور محدثیت کے معنی کی تحقیق و تاکید سے واضح فرمایا گیا ہے اور
اس سے مراد علم وہبی ہے جو کہ فیضان سے حاصل ہوا اور قوم کی مراد
کتاب و سنت کا علم اور استنباط کے طریقوں سے ذکر کیے گئے ہیں یا
حاصل کرنا۔ اور ان میں سے وہ اخلاق قریب ہیں جو انسان کی جبلت
میں رکھے گئے ہیں اور در حقیقت کافر اور مسلم اور متقی و فاسق سب

بآن اخلاق نازیده شوند لیکن در سابقین مقربین نحو کمالات معنوی الشان مجرد معین در انتظام حقوق خلافت میشود و در غیر ایشان نمی‌یابی از کمالات مؤید معین شد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتسئلونی عن الاکرم فمن معادن العرب تسئلونی خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا از عقل مدری یابد کہ مصدر افعال از منبع اخلاق است ہر کرا نفس قوی افعال او محکم و متین ظاہر خواہند شد و تحقیق درین باب آنست کہ در خلافت خاصہ اوصاف چند است از کمالات کسبیہ کہ در شریعت مدار فضائل آن را نہادہ اند و آن اوصاف جملہ اند است کہ از لوازم خلافت خاصہ شمردہ ایم و اوصاف چند است از کمالات جبلیہ کہ مدار خلافت راشدہ آن را دانستہ اند مانند قرشیت و سمع و بصر و شجاعت و کفایت و اوصاف چند است از کمالات جبلیہ کہ حسن سیاست قوم موقوف است بر آن صحابہ و تابعین در وقت مشورہ خلافت و وقت ثنای خلفاء ذکر آن اوصاف کردہ اند صدیق اکبرؓ فاروق اعظمؓ را اقوی میگفت و فاروق اعظمؓ حضرت صدیق را افضل میگفت پس افضل عبارت است از زیادت فضائل شرعیہ مثل صدیقیت و شہیدیت از آن قبیل است و سوابق اسلامیہ نیز از آن جملہ و اقوی عبارت است از زیادت اخلاق جبلیہ کہ معین بر احکام خلافت و متصدی بر سیاست امت تواند بود و روایتے چند درین باب بنویسیم

أخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن ابن عباس قال بینا انا امشی مع عمر یوما اذ تنفس نفسۃ ظننت انہ قد نقضت اضلاعہ فقلت سبحان اللہ

ان اخلاق سے بہرہ مند ہوتے ہیں لیکن سابقین مقربین میں باطنی کمالات کے لئے چند معاون جمع ہیں اور حقوق کی نگہبانی میں ان سے مدد پہنچتی ہے اور دوسرے لوگوں میں کوئی ایسی چیز ہو کہ کمالات میں مدد و معین ہے موجود نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ سے پوچھا گیا کہ تم مجھ سے سوال کرتے ہو عرب کے خاندانوں میں بزرگتر کے بارے میں تو سمجھ لو کہ ان میں سے جو جاہلیت کے زمانہ میں (یعنی قبل از اسلام) اچھے تھے وہی اسلام کے دور میں بھی اچھے ہیں جب کہ وہ دین میں سمجھ سے کام لیتے ہوں۔ عقل اس کو باور کرتی ہے کہ افعال کے صادر ہونے کا تعلق منبع اخلاق سے ہے جس کا خلق قوی تر ہوگا اس سے افعال بھی مضبوط اور مستحکم ظاہر ہوں گے۔ اور اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ خلافت خاصہ میں چند اوصاف تو ہیں کمالات کسبیہ میں سے کہ شریعت میں مدار فضائل ان پر رکھا ہے اور یہ وہی ساتوں اوصاف ہیں جن کو خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہم نے شمار کیا ہے اور چند اوصاف ہیں کمالات جبلیہ میں سے کہ خلافت راشدہ کا مدار ان پر رکھا ہے جیسے قرشیت اور سمع و بصر اور شجاعت و کفایت اور کمالات جبلیہ میں سے چند اوصاف ایسے ہیں کہ عمدگی کے ساتھ قوم پر حکمرانی کرنا ان پر موقوف ہے۔ صحابہؓ و تابعینؒ نے خلافت کے مشورے کے وقت اور خلفاء کی تعریف و توصیف کے وقت ان اوصاف کا ذکر کیا ہے۔ صدیق اکبرؓ فاروق اعظمؓ کو اقوی کہتے تھے اور فاروق اعظمؓ حضرت صدیقؓ کو افضل کہتے تھے۔ تو افضل عبارت ہے فضائل شرعیہ کی زیادتی سے کہ صدیقیت اور شہیدیت اسی قسم میں سے ہیں اور تمام سوابق اسلامیہ اسی میں داخل ہیں اور اقوی عبارت ہے اخلاق جبلیہ کی زیادتی سے جو کہ خلافت کے مستحکم کرنے پر معین اور امت پر عمدگی کے ساتھ سیاست پر مدد ہو سکتے ہیں۔ اس بارے میں چند روایتیں لکھتے ہیں۔ ابو عمر نے استیعاب میں روایت کی ہے ابن عباسؓ سے کہ ایک دن میں عمرؓ کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ انھوں نے ایسی طرح سانس لیا کہ جیسے ان کی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ میں نے کہا سبحان اللہ امیر المومنین

والله ما أقرّ بي نوماً منك يا أمير المؤمنين إلا أمر عظيم قال ويحك يا ابن عباس ما أدري ما أصنع بأمة محمد صلى الله عليه وسلم قلت ولم وأنت بحمد الله قادر أن تضع ذلك مكان الثقة قال إني أراك تقول إن صاحبك أولى الناس بها يعني علياً قلت أجل والله إني لأقول ذلك في سابقته وعلمه وقرابته وصهره قال إنه كما ذكرت ولكنه كثير الدعابة قلت فعثمان قال والله لو فعلت لجعل بني أبي معيط على رقاب الناس يعملون فيهم بمعصية الله والله لو فعلت لفعل ولو فعل لفعلوه فوثب الناس عليه فقتلوه قلت طلحة بن عبيد الله قال الأكيسع هو أزهى من ذلك ما كان الله ليراني أوليه أمر أمة محمد صلى الله عليه وسلم وهو على ما هو عليه من الزهو قلت الزبير بن العوام قال إذاً كان يظل يلاطم الناس

وحضرت آپ کے اندر سے یہ سانس تو کسی بڑے امر نے نکالا ہے۔ فرمایا اے ابن عباس میں سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں اُمتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کروں (یعنی کس کے سپرد کروں) میں نے کہا کہ کیوں (اس سے آپ پریشان ہوتے) جب کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پر قادر ہیں کہ اس امر خلافت کو کسی قابل وثوق شخص کے سپرد کر دیں۔ فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم خیال کر رہے ہو کہ تیرا ساتھی (یعنی علیؓ) سب سے زیادہ قریب ہے اس امر سے۔ میں نے کہا ہاں اللہ میں ان ہی کا خیال کر رہا ہوں ان کے سابق ہونے کی وجہ سے (اسلام لانے میں) اور ان کے علم کی وجہ سے اور ان کی (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) قرابت کی وجہ سے اور آپ کا داماد ہونے کی وجہ سے فرمایا کہ جیسا تو نے بیان کیا وہ ایسا ہی ہے مگر وہ بہت مزاح کرنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر عثمانؓ۔ تو کہا واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کر دے گا جو ان میں اللہ کی معصیت کے کام کریں گے واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور یہی کرے گا اور جب وہ یہ کرے گا تو (ابو معیط کی اولاد) ضرور (ظلم) کاریاں کریں گے پھر (نتیجہ یہ ہوگا کہ) لوگ عثمانؓ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا طلحہؓ بن عبید اللہ کو تجویز کیجئے تو فرمایا کہ اکیسع ہے وہ اس سے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ نہ کرے کہ میری یہ رائے ہو جائے کہ میں اُمتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اس کو والی بنادوں اور وہ اپنی بڑائی جتانے کی صفت پر ہو۔ میں نے کہا کہ زبیر بن العوام کو تجویز کیجئے۔ فرمایا کہ اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ وہ دائم کاموں کو چھوڑ کر؛ صاع اور مد کے بدلے میں لوگوں کو تھپڑ

لے طلحہ بن عبید اللہ حضرت عثمانؓ کے حامیوں میں ابتداءً شامل ہو گئے تھے۔ پھر جدا ہو گئے اور کہا ... [illegible]

[illegible]

في الشام. والله قلت سعد بن أبي وقاص
قال ليس بصاحب ذلك صاحب
مقنب يقاتل فيه قلت عبد الرحمن بن
عوف قال نعم الرجل ذكرت ولكنه
ضعيف عن ذلك والله يا ابن عباس
لا يصلح لهذا الأمر إلا القوي في غير عنف اللين
في غير ضعف الجواد في غير سرف الممسك
في غير بخل قال ابن عباس كان والله عمر
كذلك. وأخرج أبو عمر في الاستيعاب عن ابن
عباس أخبرنا عن أصحاب رسول الله صلى
الله عليه وسلم أخبرنا عن أبي بكر قال كان والله
خيرا كله مع حدة كانت فيه قلنا فعمر
قال والله كان كالطير الحذر الذي قد
نصب له فخ فهو يخاف أن يقع فيه مع
العنف وشدة السباق قلنا فعثمان قال
والله كان صواما قواما من رجل غلبته رقدته قلنا
فعلي قال كان والله قد ملئ علما وحلما من رجل
غرته سابقته وقرابته فقلما أشرف على شيء
من الدنيا إلا ناله. وأخرج أبو عمر في الاستيعاب
قول عثمان بل أستطيع أن أكون مثل لقمان
الحكيم. وأخرج أبو يوسف عن أبي المليح بن أسامة
الهذلي قال خطب عمر بن الخطاب فقال أيها
الناس إن لنا عليكم حق النصيحة بالغيب و
المعونة على الخير أيها الرعاة إنه ليس من حلم
أحب إلى الله ولا أعم نفعا من
حلم إمام ورفقه وليس من جهل
أبغض إلى الله ولا أعم ضرا
من جهل الإمام وخرقه وإنه
من يأخذ

مارا پھرتا ہو گا۔ میں نے کہا کہ سعد بن ابی وقاص کو تجویز کر لیجئے فرمایا
کہ وہ اس کے اہل نہیں وہ تو سواروں کی جنگ پر افسری کے قابل
ہے کہ قتال کرے۔ میں نے کہا تو عبد الرحمن بن عوف کو تجویز کر لیجئے
فرمایا کہ بہت اچھا شخص ہے جس کا تم نے ذکر کیا لیکن وہ اس کام کے لیے
کمزور ہے۔ واللہ اے ابن عباسؓ اس امر کے قابل وہی شخص
ہے جو قوی ہو بغیر اس کے کہ تند خو ہو، نرم ہو بغیر اس کے کہ کمزور
ہو، جواد ہو بغیر فضول خرچی کے، مال کو روکنے والا ہو بغیر بخل
کے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ واللہ عمرؓ ایسے ہی تھے۔ اور ابو عمر نے
استیعاب میں روایت کیا کہ ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ ہمیں اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بتلایئے، ہمیں ابو بکرؓ کے
حالات بتلایئے تو کہا کہ واللہ وہ کل خیر ہی خیر تھے باوجود اس بات
کے کہ ان میں تیزی تھی۔ ہم نے کہا اور عمرؓ کیسے تھے تو انہوں نے
کہا واللہ جیسے ہوشیار محتاط تھے اس پرندے کی طرح جس کے لئے
جال بچھایا گیا ہو اور وہ اس کو دیکھتا ہو اور ڈر رہا ہو کہ اس میں پھنس
جائے باوجود سخت مزاجی کے اور تیزی سے آگے بڑھنے کی عادت کے
ہم نے کہا عثمانؓ کا کیا حال تھا، کہا بہت روزے رکھنے والے بہت نماز
پڑھنے والے ایسے حال میں جیسے کسی شخص پر نیند کا غلبہ ہو رہا ہو
ہم نے کہا کہ علیؓ کا حال بتائیے کہا واللہ وہ علم اور بردباری سے بھرے
ہوئے تھے ان کی شان اس شخص سے بالا و برتر تھی کہ اس میں سوابق
اسلامیہ کی صفت یا اس کی قرابت کا امتیاز غرور پیدا کر دے جب
کبھی ان کو متاع دنیا حاصل کرنے کا موقع ملا اس کو چھوڑ دیا۔ اور ابو عمر
نے استیعاب میں حضرت عثمانؓ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ کیا میں یہ
استطاعت رکھتا ہوں کہ مثل لقمان حکیم کے ہو جاؤں۔ اور روایت
کیا ابو یوسف نے ابو الملیح بن اسامہ ہذلی سے بیان کیا کہ خطبہ دیا
عمرؓ بن الخطاب نے کہا اے لوگو بیشک تمہارے اوپر ہمارا حق ہے پیٹھ
پیچھے خیر خواہ رہنے اور خیر پر مدد کرنے کا۔ اے حاکمو (دور رکھو) حلم
سے زیادہ کوئی صفت اللہ کو پسند نہیں اور امام کے حلم اور اس کی
نرمی سے کوئی چیز عام نفع نہیں رکھتی اور امام کے جہل اور اس کی کج خلقی
سے زیادہ کوئی چیز عام ضرر نہیں رکھتی اور جو شخص ان لوگوں کے حق میں

العافية فيما بين الرعية على العافية بين فرقة. وأخرج أبو يوسف عن مسعر عن رجل عن عمر قال لا يقيم أمر الله إلا رجل لا يصانع ولا يضارع ولا يتبع المطامع ولا يقيم أمر الله إلا رجل لا ينتقص غربه ولا يكظم في الحق على حزبه. وذكر المحب الطبري عن أبي بكر العبسي قال دخلت مع عمر وعثمان وعلي مكان الصدقة فجلس عثمان في الظل يكتب وقام علي على رأسه يملي عليه ما يقول عمر وعمر قائم في الشمس في يوم شديد الحر عليه بردتان سوداوان متزر بواحدة وقد وضع الأخرى على رأسه وهو يتفقد إبل الصدقة يكتب ألوانها وأسنانها فقال علي لعثمان أما سمعت قول ابنة شعيب في كتاب الله عز وجل يا أبت استأجره إن خير من استأجرت القوي الأمين وأشار علي إلى عمر وقال هذا القوي الأمين. وعن عروة بن رويم اللخمي قال كتب ابن الخطاب إلى أبي عبيدة بن الجراح كتاباً يقرأه على الناس بالجابية أما بعد فإنه لا يقيم أمر الله في الناس إلا حصيف العقدة بعيد الغرة ولا يطلع الناس منه على عورة ولا يحنق في الحق على جرة

معاملات و خود غرضی اختیار کرنے والا ہو اس لیے کہ آگے کھوٹے ہو رہے ہیں جس کو دامن کی خطاؤں پر) معاف اُس شخص اور ہے (یعنی اللہ کی طرف سے معاف کی جائیں۔ اور ابو یوسف نے روایت کی مسعر سے انھوں نے ایک اور شخص سے روایت کی کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ کے حکم کو قائم نہیں کر سکتا مگر وہ شخص جو لاگ لپیٹ کرنے والا نہ ہو (یعنی جو لوگوں کے ساتھ دوستانہ طبع باتیں کرنے لگے) اور نہ مصنوعی افعال کرنے والا ہو اور نہ مقامات طمع کے پیچھے پڑے اور نہیں قائم کر سکتا اللہ کے امر کو مگر وہ شخص جس کے دل میں اوچھاپن نہ ہو (یعنی خلق خدا کی نفس رسانی میں کوتاہی کرنے والا نہ ہو) اور اپنی جماعت پر حق کے بارے میں خاموشی نہ اختیار کرے۔ اور محب طبری نے ذکر کیا بروایت ابو بکر عبسی کہا کہ میں داخل ہوا عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کے ساتھ صدقہ کے (جانوروں کے) مقام میں تو عثمانؓ سایہ میں بیٹھ کر لکھنے لگے اور علیؓ ان کے سر پر کھڑے ہوئے ان کو لکھواتے جاتے تھے جو عمرؓ فرماتے جاتے تھے اور عمرؓ دھوپ میں کھڑے ہوتے تھے۔ سخت گرمی کا دن تھا اور ان کے بدن پر سیاہ رنگ کی دو چادریں تھیں ایک کو تہ بند بنا رکھا تھا دوسری کو اوڑھ رکھا تھا (اور سیاہ کپڑا دھوپ کی تیزی سے بہت زیادہ گرم ہو جاتا ہے) اور صدقہ کے اونٹوں کو بغور دیکھتے جاتے اور ان کے رنگ اور دانت لکھواتے جاتے تھے تو علیؓ نے عثمانؓ سے کہا کیا تم نے نہیں سنا شعیب کی بیٹی کا قول کتاب اللہ عزوجل میں يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ الخ (۲۸: ۲۶) اے ابا ان کو نوکر رکھ لیجیے کیونکہ اچھا نوکر وہ ہے جو قوی اور امانت دار ہو۔ اور عمرؓ کی طرف اشارہ کرتے تھے کہا کہ یہ ہے قوی امین۔ اور عروہ بن رویم لخمی سے مروی ہے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو عبیدہ بن الجراح کو یہ خط لکھ کر جابیہ بھیجا کہ اس کو لوگوں کو پڑھ کر سنائیں۔ بعد حمد و صلوٰۃ لوگوں میں اللہ کے امر کو قائم نہیں کر سکتا مگر وہ شخص جو پختہ عقل و تدبیر والا ہو، غفلت سے دور رہنے والا ہو، لوگ اس کے کسی عیب پر مطلع نہ ہوں (یعنی علانیہ قابل گرفت کام نہ کرتا ہو) اور حق کے بارے میں لوگوں سے غضبناک نہ ہو رہتا۔ تنگ دل نا مردی پانے کے

[1] یہ ترجمہ حضرت مصنف کی ہدایت اور تشریح کے مطابق کیا گیا ہے اور ایک روایت میں لا یحنق فی الحق علی جرّۃ ہے یعنی حق کے ساتھ اس دل میں کوئی ناگواری نہ ہو سب سے سخت ہے۔ اب معنی یہ ہوں گے کہ اپنے نفس کے لیے حق کے بارے میں غضبناک نہ ہو۔ مترجم

ولا يخافون في الله لومة لائم والسلام
وفي رواية ولا تكونن ممن يخفي مصلحة
قرابته مكانه ولا يخفي الحق
على غرة قلت والغرة ما يخاف
عليه الاحراز من الجناية لقرابتهم والاشد
من الناس في قدرهم وعن محمد
ابن علي بن الحسين عن مولى
لعثمان بن عفان قال بينا انا
مع عثمان في مال له بالعالية
في يوم صائف اذ رأى رجلا
يسوق بكرين وعلى الارض مثل
الفراش من الحر فقال عثمان
ما على هذا لو اقام بالمدينة حتى يبرد
ثم يروح ثم دنا الرجل فقال انظر
من هذا فنظرت فقلت ارى رجلا
معتما بردائه يسوق بكرين ثم دنا
الرجل فقال انظر فنظرت فاذا هو عمر بن
الخطاب فقلت هذا امير المؤمنين فقام
عثمان فاخرج رأسه من الباب فاذا
لفح السموم فاعاد رأسه حتى اذا حاذاه
قال ما اخرجك هذه الساعة فقال بكران
من ابل الصدقة تخلفا وقد
مضى بابل الصدقة فاردت ان
الحقهما بالحمى وخشيت ان يضيعا
فيسألني الله عنهما فقال عثمان
يا امير المؤمنين هلم الى
الماء والظل ونكفيك

بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کرے، والسلام
اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حق کے بارے میں درگذر نہ کرے قریب
مکان (یعنی پڑوسی) کی بابت اور حق کے بارے میں لوگوں سے
غضبناک ہو یہ ہنا تنگ ناموس۔ میں کہتا ہوں کہ غرّہ اس چیز کو
کہتے ہیں جس کی احراز پابندی اور خیال رکھتے ہیں اپنی قرابت اور
ننگ عار کی وجہ سے ایسے امور سے بچنا ضروری سمجھتے ہیں جو ان کی
قدر و منزلت میں خلل انداز ہوں۔ مروی ہے محمد بن علی بن الحسین سے
وہ روایت کرتے ہیں ایک مولیٰ (آزاد کردہ) عثمانؓ بن عفان سے
بیان کیا کہ میں حضرت عثمانؓ کے ساتھ ان کے ایک مال کے جلسہ میں
ایک سخت گرمی کے دن (مدینہ طیبہ کی جانب شرق کے ایک مقام) عالیہ
میں تھا کہ عثمانؓ نے ایک (دور سے آنے والے) شخص کو دیکھا جو کہ
دو جوان اونٹوں کو ہنکاتا ہوا آرہا ہے اور حال یہ تھا کہ زمین کے اوپر
سخت حرارت کی وجہ سے پروانوں کی مانند چنگاریاں سی اڑتی ہوئی
نظر آرہی تھیں، تو عثمانؓ نے کہا کیا ہوا اس شخص کو (ایسی سخت
فضا میں چلا آرہا ہے) اس کو ٹھنڈا وقت ہوجانے تک شہر میں
ٹھہرنا چاہیے تھا پھر شام کو نکلتا۔ پھر وہ شخص کچھ اور قریب ہوا
تو مجھ سے کہا کہ دیکھو تو سہی یہ کون ہے، میں نے غور سے دیکھا اور
کہا ایک ایسا شخص نظر آرہا ہے جو اپنی چادر کو سر پر عمامہ کے طور پر
باندھے ہوئے ہے اور دو اونٹوں کو ہنکا رہا ہے۔ پھر وہ اور قریب
ہوا تو عثمانؓ نے کہا پھر دیکھو تو میں نے دیکھا کہ وہ تو عمرؓ بن الخطاب
ہیں تو میں نے عثمانؓ سے کہا کہ یہ تو امیر المومنین ہیں۔ تو عثمانؓ کھڑے
ہوگئے اور انھوں نے اپنا سر دروازے سے باہر نکالا ہی تھا کہ لو
کا ایک جھونکا لگا تو پھر سر کو اندر کرلیا یہاں تک کہ جب عمرؓ ان کے
برابر آگئے تو ان سے کہا کہ ایسے وقت میں کس چیز نے آپ کو باہر نکالا
تو فرمایا کہ صدقہ کے اونٹوں میں سے دو اونٹ پیچھے رہ گئے تھے اور
باقی سب آگے بڑھ گئے تو میں نے ارادہ کیا کہ ان کو چراگاہوں میں پہنچادوں
اور مجھے یہ ڈر ہوا کہ اگر یہ دونوں ضائع ہوگئے تو ان کے بارے
میں اللہ تعالیٰ مجھ سے باز پرس کرے گا۔ پھر عثمانؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین
آپ پانی اور سایہ کی طرف آجائیے اور یہ کام ہمارے سپرد کردیجیے

قال قلت ان قلبک و بعضہ فقال عثمان من
احب ان ینظر الی القوی الامین فلینظر الی
ہذا اخرجہ الشافعیؒ فی مسندہ و اوصاف چند
است از رعایت حقوق عباد و تورع دران کہ حضرت
مرتضیٰ بآن اوصاف تفضیل دادہ است شیخین
را بر خود بلکہ جمیع فقہاء صحابہؓ و تابعین تفضیل
شیخینؓ بآن اوصاف زدند الخ قال علی
رضی اللہ عنہ سبق رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم وصلّی ابوبکر و ثلّث عمر ثم خبطتنا
فتنۃ و قیل لعلی أیدخلانہا قبلک ای یدخل
ابوبکر و عمر الجنۃ قبلک فقال علی
ای والذی فلق الحبۃ و برأ النسمۃ
لیدخلانہا وانی لمع معاویۃ موقوف فی
الحساب۔

نکتۂ ثانیہ اگر سوال کنی کہ در کتاب اللہ
دو صفت را سبب تفضیل بعض صحابہ بر بعض ساختہ
اند کہ سوابق اسلامیہ باشد و اوصاف قرب
معنوی کہ صدیقیت و شہیدیت عبارت است ازان
و در سنت سنیہ چہار خصلت را سبب تفضیل بعض
صحابہ بر بعض اختیار کردہ اند دو صفت متقدم
و دو دیگر یکے ارتفاع درجات در جنت و
تقدم است روز حشر و دیگر قیام بموعود
خدائے تعالیٰ برائے پیغمبر خود صلے اللہ
علیہ وسلم و صحابہ اوصاف دیگران زیادہ
کردند یکی ازان علم بکتاب و سنت است و دیگر
حزم و حسن سیاست امت و سوم اجتناب
از شبہات در تالیف مسلمین و در
رعایت بیت المال و مانند آن

جواب دیا کہ تم مدینہ کی طرف واپس جاؤ اور جلد جیئے۔ تو عثمانؓ نے
کہا کہ جو قوی امین کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔ اس کو
شافعیؒ نے اپنی مسند میں ذکر کیا۔ اور چند اوصاف ہیں حقوق عباد
کی رعایت اور ان میں تقوے کو قائم رکھنے سے متعلق کہ ان اوصاف
میں حضرت مرتضیٰؓ نے شیخینؓ کو اپنے اوپر فضیلت دی ہے، بلکہ تمام
فقہاء صحابہؓ و تابعین فضیلت شیخینؓ کے بیان میں ان اوصاف کی
طرف گئے ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سبقت کر گئے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اور نماز پڑھائی ابوبکرؓ نے (یعنی آپ کے خلیفہ
ہوئے) اور تیسرے مرتبہ پر ہیں عمرؓ پھر ہم کو روند ڈالا فتنہ نے
اور پوچھا گیا علیؓ سے کیا یہ دونوں آپ سے پہلے داخل ہوں گے
سائل کی مراد یہ تھی کیا ابوبکرؓ و عمرؓ جنت میں آپ سے پہلے جائیں گے
فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے ہاں قسم ہے اس ذات کی جس نے بیج کو
پھاڑا اور درخت بنایا اور جان کو پیدا کیا وہ دونوں البتہ جنت
میں داخل ہو جائیں گے اور میں معاویہؓ کے ساتھ موقوف حساب میں
کھڑا ہوں گا۔

دوسرا نکتہ اگر تم یہ سوال کرو کہ کتاب اللہ میں دو صفتوں کو
بعض صحابہ کی بعض پر افضلیت کا سبب قرار دیا ہے یعنی سوابق
اسلامیہ اور اوصاف قرب معنوی کو (بالفاظ) صدیقیت اور شہیدیت
اسی طرف اشارہ کرتے ہیں اور سنت سنیہ (یعنی احادیث) میں بعض
صحابہؓ کی بعض پر افضلیت کا سبب چار صفات کو قرار دیا ہے۔ دو
صفات مذکورہ اور دوسری دو میں سے ایک ہے جنت میں درجے
کا بلند ہونا اور روز حشر میں ان کا تقدم اور دوسری ہے ان کا
قیام ان فتوحات کے حصول کے لئے جن کا وعدہ حق تعالیٰ کی طرف سے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تھا اور صحابہؓ نے ان پر اوصاف
بڑھا دیئے۔ ان میں سے ایک ہے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا
علم اور دوسرا وصف ہے کفایت (یعنی خلافت امور دین کا فی بجا لانا)
اور حزم (کہ غافل نہ ہونا اور بہت کے تمام پہلوؤں پر اس کی نظر ہو)
اور امت پر خوبی کے ساتھ سیاست کرنا اور تیسرا وصف ہے تالیف مسلمین
اور بیت المال کی رعایت میں شبہات سے پرہیز کرنا۔ اور ان کے مانند

پس تطبیق در میان ہر سہ چگونہ باشد گوئیم تطبیق
در میان این اختلاف مثل تطبیق فقہا می باید کرد در
اختلاف واقع در مسئلہ قتل در قرآن عظیم قسمت ثنائیہ
ذکر فرمودند کہ قتل یا عمد است یا خطا و در سنت سنیہ قسمت
ثلاثیہ تقریر نمودند کہ قتل یا عمد است یا خطا یا شبہ
یا خطا یا شبہ عمد و فقہائی حنفیہ تقسیم خماسی ثابت
کردند پس این قسمت ثلاثیہ را بقسمت ثنائیہ راجع
ساختند و خماسیہ را بثلاثیہ ہمچنین اینجا میگوئیم کہ دو
صفت زائد در سنت راجع است بآن دو صفت کہ
در کتاب اللہ تفصیل او ست شرح و بیان او
زیرا کہ ارتفاع مکان در جنت بسبب این دو خصلت
است یا کمال نفسانی شخص بآن ہی رساند یا سعی
در اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و قیام
بامور خدای تعالیٰ فرعی از سوابق اسلامیہ است
زیرا کہ اصل در سوابق اسلامیہ اعانت آنحضرت
است صلی اللہ علیہ وسلم در ترویج دین وے صلی
اللہ علیہ وسلم و این گاہی در ابتدا اسلام می باشد
و در آخر یعنی بعد انتقال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
برفیق اعلیٰ و سہ صفت زائد در آثار صحابہ
راجع است باین خصلت آخرہ کہ اتمام
موعود آنحضرت است صلی اللہ
علیہ وسلم زیرا کہ اعانت
باعتبار

ذکر صفات۔ ان تینوں یعنی کتاب و سنت و اقوال صحابہؓ کے
درمیان تطبیق کی کیا صورت ہوگی۔ ہم کہتے ہیں کہ اس اختلاف میں
تطبیق اسی طرح کر لی جائے جس طرح فقہاء اس اختلاف میں کرتے ہیں
جو کہ مسئلہ قتل میں واقع ہوا۔ قرآن عظیم میں اس کو دو قسموں پر
تقسیم فرمایا ہے کہ قتل یا عمد ہے یا خطاء اور سنت سنیہ میں تین قسمیں
مقرر کی گئی ہیں کہ قتل یا عمد ہے یا خطائے خالص یا خطائے شبہ عمد
اور فقہائے حنفیہ پانچ قسموں[1] کے قائل ہوتے ہیں۔ تطبیق اس طرح
کی گئی کہ قسمت ثلاثیہ یعنی تین کی تقسیم کو قسمت ثنائیہ یعنی دو قسموں
والی تقسیم کی طرف راجع کیا اور خماسیہ یعنی پانچ والی تقسیم کو تین
والی تقسیم کی طرف۔ اسی طرح ہم یہاں کہتے ہیں کہ سنت میں جو دو
صفت زائدہ ہیں وہ ان دو صفت کی طرف راجع ہیں جو کتاب اللہ
میں مذکور ہوئیں اور یہ ان کی تفصیل اور ان کی شرح اور بیان
ہے کیونکہ جنت میں جو ارتفاع مکان ہے وہ ان ہی دو خصلتوں کے
سبب سے ہے کہ یا تو کسی شخص کا کمال نفسانی وہاں پہنچا دیتا ہے یا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی اعانت میں سعی نے پہنچایا۔ اور قیام بامور
خدا تعالیٰ (یعنی مذکورہ بالا چوتھی صفت) سوابق اسلامیہ کی ایک
فرع ہے۔ کیونکہ سوابق اسلامیہ میں جو بنیادی بات ہے وہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی آپ کے دین میں اعانت ہے اور یہ کبھی اسلام
کے شروع میں ہوتی ہے کبھی آخر میں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمانے کے بعد۔ اور اقوال صحابہؓ میں
جو تین صفات زائد ہیں وہ اسی آخری خصلت یعنی موعود آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو پورا کرنے کی طرف راجع ہیں۔ کیونکہ اعانت
(مختلف اعتبارات سے ہے) باعتبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی

[1] امام ابو حنیفہ کے نزدیک قتل کی پانچ قسمیں ہیں۔ یعنی قتل عمد جس میں قاتل نے کوئی ہتھیار تلوار، خنجر، بندوق وغیرہ کا استعمال کیا ہو اور ان ہتھیاروں کے قائم مقام ہو جیسے دھار دار لکڑی یا پتھر وغیرہ۔ قتل شبہ عمد جس میں قاتل نے کوئی ایسی چیز استعمال نہ کی ہو جس کو ہتھیار کہا جاتا ہے یا جسم کو کاٹنے والی ہو یا ہتھیار کے قائم مقام ہو۔ قتل خطا یہ ہے کہ کسی نے تیر یا بندوق وغیرہ کا نشانہ شکار کا باندھا اور کسی آدمی کو لگ گیا اصل سے وہ ہلاک ہو گیا یا نشانے کی غلطی سے آدمی کے جا لگی۔ چوتھی قسم ہے قتل جاری مجرائے خطا جیسا کہ کوئی سوتا ہوا شخص کروٹ بدلتا ہوا دوسرے پر گر کر اس کو مار ڈالے۔ پانچویں قسم ہے قتل بالسبب جیسا کسی شخص نے کنواں کھودا کسی دوسرے کی ملکیت زمین میں اور کوئی شخص رات کو اندھیرے میں چلا ہوا اس میں گر کر فوت ہو گیا۔ آخر کی دونوں قسمیں قتل خطا کی طرف راجع ہیں اور شبہ عمد قتل عمد کی طرف۔ شبیر احمد عفا اللہ عنہ

مستقل و فاسق ہر دو بایں صفت متصف می توانند شد لیکن
گاہی وسیلہ فضیلتے از فضائل معتبرہ در شریعت
میگردد و بایں اعتبار می توان از فضائل ذکر ساخت
مثلاً تزویج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جگر پارہ
خود را بعثمان ذوالنورین مناسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بشان اوست و سنۃ اللہ چنین جاری شدہ کہ بہترین
بہترین انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام گردانند مر
شخصے را کہ ولی او در شریعت محمود باشد الطیبات
للطیبین والطیبون للطیبات پس بایں اعتبار
بر بعض فضائل نفسیہ دلالت میکند و ہمچنین
ابن عم بودن سبب نسبت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بہ نسبت او و افتادہ بتعلیم و تثقیف او
و ہمچنین شجاعت و فصاحت گاہی صرف کردہ میشود
در نصرت اسلام و اعلاء کلمۃ اللہ پس بایں اعتبار
با فضائل معتبرہ نسبتی پیدا میکند و بہ جا است
ایں بحث بیت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود

پس استیلاء ایں صفات از جہت اعتبار ایں معنی
است کہ در حد ذات خود فضیلت معتبرہ نیست و
اثبات ایں معانی در ذیل مناقب باں معنی است کہ
در مادہ خاص وسیلہ کسب فضائل معتبرہ شدہ پس
ہم ایں چیزہا را مستکمل شمرد و برو ثبوت فضائل
معتبرہ وارند و بحوں بانی است در
[illegible] ایں دو قسم قد جعل اللہ لکل
شیء قدرا پس اگر ثابت شود وجود
فضائل از قسم اول قسم ثانی
زیادہ رونق او خواہد افزود

متقی اور فاسق دونوں اس سے متصف ہو سکتے ہیں، لیکن یہ کبھی
ان فضائل میں سے جو شریعت میں معتبر ہیں کسی فضیلت کا وسیلہ
بن جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے کبھی کا ذکر ان فضائل کے ساتھ کیا جاتا
ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی جگر پارہ (صاحبزادی)
کو نکاح میں دیدینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مناسبت (حضرت عثمان)
کو ذوالنورین ہے۔ آپ کی شان کے مناسب بھی ہے اور سنت اللہ بھی
یوں ہی جاری ہوتی ہے کہ بہترین انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کا
داماد صرف ایسے ہی شخص کو بناتے ہیں جس کا حال شریعت میں محمود ہو
الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات تو اس اعتبار سے بعض
فضائل نفسانیہ پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ دلالت معتبرہ کو
متضمن ہوتے ہیں۔ اور اسی طرح ابن عم (چچا کا بیٹا) ہونا ان کی
نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا سبب ہے اور ان
کی تعلیم و اصلاح کا۔ اور اسی طرح شجاعت و فصاحت کبھی نصرت
اسلام و اعلاء کلمۃ اللہ میں صرف کی جاتی ہے تو اس اعتبار سے یہ صفت
فضائل معتبرہ کے ساتھ نسبت حاصل کرلیتی ہیں۔ اور اس بحث
میں کس قدر مناسب بیت ہے مولانا رومی قدس سرہ کا، علم
را بر تن زنی الخ (ترجمہ) علم کو اگر تو تن پر مارے گا (یعنی علم سے مقصد
تن پروری قرار دے گا) تو یہ ایک سانپ ہوگا (جو تجھے ہلاک کردے گا)
اور اگر علم کو دل پر مارے گا (یعنی اس کو دل کی اصلاح کا ذریعہ بنائے گا
کہ اس کو نور معرفت حاصل ہو جائے) تو وہ تیرا یار و مددگار ہوگا
(تجھ کو نفس کے فریب اور شیطان کے جال سے خبردار کرے گا)۔ تو
ان صفات کا درجہ اعتبار سے ساقط کرنا اس معنی سے ہے کہ وہ اپنی
ذات میں فضیلت معتبرہ میں سے نہیں ہیں۔ اور ذیل مناقب میں ان کا
اثبات اس معنی سے ہوتا ہے کہ مادہ خاص میں یہ فضائل معتبرہ کے
کسب کا وسیلہ ہوتے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ تم تو ان چیزوں کا شمار بھی
[illegible] رکھتے ہیں وہی فضائل معتبرہ ہیں ان دونوں قسموں کے
مراتب میں کھلا ہوا فرق ہے۔ قد جعل اللہ لکل شیء قدراً (خدا تعالیٰ
نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے) تو اگر قسم اول کے فضائل کا
وجود ثابت ہو جائے تو قسم ثانی اس کی رونق بڑھا دے گی اور

وگواہی بر تحقیق او نخواہد داد و اگر قسیم اول ثابت نشود و در این مرتبہ دیگران ثابت شوند این فضائل در شریعت مورد بالا نخواہد نشاند۔

مسلک رابع در اثبات افضلیت شیخین

از جہت لازمیت خلافت خاصہ افضلیت را و این مسلکے است دقیق المأخذ محققین از صحابہ و غیر ایشان آن را اثبات نمودہ اند و با سالیب متعددہ بیان آن کردہ و اصل درین مسئلہ آنست کہ حقیقت خلافت خاصہ ارادہ حق است تبارک و تعالیٰ اصلاح عالم را بوجہے کہ آن نحو اصلاح مائل است ببعثت انبیاء چون عالم ممتلی شود بکفر و فسوق و تظالم و مد حق جل شانہ شخصے را کہ جوہر نفس او مشبہ باشد بملائکہ مقربین برگزیند و از بطنان عرش ارادہ تعلیم آن شخص و شیوع علم او در میان مردم پیدا شود و جبرئیل ندا کند کہ فلان بندہ مراد حق است قلب او بر عالم و جمع عالم بر انبیاء و علماء او و از شیوع علم او در آفاق و تہذیب نفوس بنی آدم بآن علم حق و در ہم شکستن مخالفان او بعد از آن جبرئیل ندا کند در ملکوت سموات الا ان اللہ احب فلانا فاحبوہ پس ہمہ ملائکہ محبت او و لعنت بر مخالفان او نمایند و استغفار و طلب خیر برائے اتباع او کنند کما قال اللہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ

اس کے حق پر گواہی دے گی۔ اور اگر قسم اول ثابت نہ ہو اور دوسرے کم مرتبہ ثابت ہوں تو یہ فضائل شریعت میں اس کو بلند مرتبہ پر نہیں بٹھائیں گے۔

مسلک چہارم افضلیت شیخینؓ کے اثبات میں اس جہت سے کہ خلافت خاصہ کو افضلیت لازم ہے۔ اور یہ ایک مسلک ہے جس کا ماخذ دقیق ہے۔ صحابہؓ اور غیر صحابہ میں سے جو محققین ہیں انہوں نے اس کو ثابت کیا ہے اور کئی اسلوب سے اس کا اظہار کیا ہے۔ اور اصل اس مسئلہ میں یہ ہے کہ خلافت خاصہ کی حقیقت اصلاح عالم کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارادہ ہے اس صورت کے ساتھ کہ وہ ایسی اصلاح عالم سے مائل ہو جو بعثت انبیاء سے مقصود تھی جب عالم کفر اور فسق اور ایک دوسرے پر ظلم سے بھر جاتا ہے تو حق جل شانہ ایک شخص کو کہ جس کا جوہر نفس ملائکہ مقربین سے مشابہ ہوتا ہے منتخب فرماتا ہے اور بطنان عرش سے اس شخص کو تعلیم دینے اور اس کے علم کو لوگوں میں شائع ہونے کا ارادہ پیدا ہوتا ہے اور جبرئیل ندا کرتے ہیں کہ فلاں بندہ مقبول حق ہے مراد حق ہے اس کا قلب عالم پر اور اس کے علم کی نہ ... جاری ... کو جمع کرنا پھر اس کے علم کا ہر طرف شائع کرنا اور اس علم حق کے ساتھ بنی آدم کے نفوس کو مہذب بنانا پھر اس کے مخالفوں کو درہم برہم کر دینا۔ اس کے بعد جبرئیل ندا کرتے ہیں آسمان کے فرشتوں کو کہ آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں بندے کو اپنا محبوب بنایا ہے تم اس کی محبت کرو۔ تو تمام فرشتے اس کے محب ہو جاتے ہیں اور اس کے مخالفین پر لعنت کرتے ہیں اور اس کی پیروی کرنے والوں کے لئے استغفار اور دعائے خیر کرتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ الخ (ترجمہ) جو فرشتے کہ عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے اس کے گرد اگرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے اس طرح استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت (عامہ) اور علم ہر چیز کو شامل ہے سو ان لوگوں کو بخش دیجئے جنہوں نے (شرک و کفر سے) توبہ کر لی ہے اور آپ کے

اتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ
بعد از آن تجلی او نازل شود در زمین و افواج ملائکہ
سفلیہ با اشاعت دین او و نصر موافقین او قائم شوند
تا آنکہ مراد حق بکمال متحقق گردد این است حقیقت
نبوت و چون نبی در عالم پیدا شود و جماعہ را مہذب
گرداند و مراد حق از بعثت پیغامبر بکمال ظاہر نا شدہ
ایام حیات پیغامبر آخر شود کما قال عزوجل وَاِمَّا
نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ
تدبیر الٰہی متعلق شود بر خلافت و برگزیدہ از یاران او
کہ در اصل فطرت جوہر نفس او نزدیک بجوہر
نفس پیغامبر آفریدہ باشند چنانکہ حال مومن آل
فرعون و مومن انطاکیہ دانستہ باشی بعد از
آن آن عزیز در امانت پیغامبر سعی بلیغ بتقدیم رساند
بالقصد و در ضمن آن امانت رحمت الٰہی کرت ثانی
حال او گشتہ باشد و نفس پیغامبر چندین بار
نفس او را بقوت قدسیہ در گرفتہ باشد چندین
بار آن را از پہلو برساختہ تا آنکہ بواسطہ نفس
قدسیہ پیغامبر نفس او مستعد الہام الٰہی گردد کہ محدثیت
و صدیقیت شعبہ ایست از آن الکمال۔ تدبیر الٰہی در ایام
موعودہ بجائے پیغامبر این شخص را بپا بدہد و نشاند
و فوج عنایت الٰہی در نفس قدسیہ او فرود
ریزند و بمنزلہ چراغ کہ در وسط
خانہ نہادہ باشند و اجسام صقیلہ
خانہ بواسطہ او منور گردند نفوس بنی آدم
اثر پذیر آن خلیفہ باشند و بہمہ
جہان حرکت کہ مبداء آن در
غیب است متحرک شوند گاہے
راہ قتال در سپرند و گاہے انشائے
علم نمایند و گاہے ترانا و حالا

دست پر چلتے ہیں اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے) اس کے
بعد اس کی تجلی زمین پر نازل ہوتی ہے اور نزول ملائکہ سفلیہ
(یعنی آسمان دنیا سے نیچے کے فرشتے) اس کے دین کی اشاعت اور
اس کے ساتھ موافقت کرنے والوں کی مدد کے لئے کھڑے ہو جاتے
ہیں یہاں تک کہ جو ارادہ حق تعالیٰ نے کیا وہ متحقق ہو جائے۔ یہ
ہے حقیقت نبوت کی۔ اور جب نبی عالم میں پیدا ہو جاتے اور وہ ایک
جماعت کو مہذب بنا لے اور بعثت پیغمبر سے جو ارادہ اللہ تعالیٰ نے
کیا تھا وہ پورے طور پر ظاہر ہوئے بغیر اس کے ایام حیات ختم ہو جائیں
جیسا کہ سب سے بڑے صاحب عزت بخشنے والے نے فرمایا ہے وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ
(۱۰:۴۶) اور جس (عذاب) کا ان سے ہم وعدہ کر رہے ہیں اس
میں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپ کو دکھا دیں یا (اس کے
نزول کے قبل ہی) ہم آپ کو وفات دیدیں الخ، تو تدبیر الٰہی اس
کے اصحاب میں سے ایسے شخص کو اس کی خلافت کے لئے مقرر کرتی
ہے جس کے جوہر نفس کو اصل فطرت میں پیغمبر کے جوہر نفس کے
قریب پیدا کیا ہو جیسا کہ مومن آل فرعون اور مومن انطاکیہ کا
حال تم کو معلوم ہوگا۔ اس کے بعد وہ بزرگ (خلیفہ) پیغمبر کی امانت
میں سعی بلیغ کرتا رہا ہو اور ان امانتوں کے ضمن میں رحمت الٰہی
دوبارہ اس کے شامل حال ہوئی ہو اور پیغمبر کا نفس بہت مرتبہ اس
کو اپنی قوت قدسیہ کی گرفت میں لے کر کتنی ہی بار اس کو تربیت دے
چکا ہو یہاں تک کہ نفس قدسیہ پیغمبر کے ذریعہ سے اس کے
نفس میں الہام الٰہی کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے کہ محدثیت اور صدیقیت
اسی کا ایک شعبہ ہے۔ اس وقت جو وعدے پیغمبر سے کئے تھے ان کو
پورا کرنے کے لئے تدبیر الٰہی اس شخص کو پیغمبر کا جانشین بنا دیتی ہے اور
عنایت الٰہی کا فراوانی (زوال) فیضان اس کے نفس قدسیہ پر ہوتا
ہے اور اس چراغ کی مانند جس کو وسط مکان میں رکھ دیا گیا ہو
جس کے ذریعہ سے صیقل شدہ اجسام منور ہو جائیں نفوس بنی آدم
اس خلیفہ سے اثر پذیر ہوتے ہیں اور ہر سبب اس حرکت سے جس کا
مبدا غیب میں ہے متحرک ہو جاتے ہیں کبھی راہ قتال طے کرتے ہیں کبھی علم
(وحقائق) کا افشاء کرتے ہیں اور کبھی ترنا و حالا طالبین کے نفوس کو

افاضۂ برکات بر نفوس طالبان کنند این نفس
کہ در خاتم صفتیست بمراتب مبدأ این فیض خاص
است خلیفہ پیغامبر است بمنزلہ دل بنسبت اعضا
آدمی و از لوازم خلافت خاصہ است نصرت او
بر عالم و اجراء فیض تسخیر و ذالک موعود
بود بحسب او تعالیٰ گردد قال تعالیٰ وَلَقَدْ
سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ
لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ
الْغَالِبُونَ و از لوازم خلافت خاص است
ظہور مواعید الٰہی بر دست او قولہ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ
رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ
كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ و از لوازم خلافت
خاص است تالیف مسلمین بینہم و عدم اختلاف
و رحمت در میان خویش و کسب کافران و روز بروز
شکست کافران بر ایشان تا کہ اشداء علی الکفار
رحماء بینہم متحقق گردد این است خلافت خاصہ پیغامبر کہ
خلافت رحمت کنایت است از آن بعض از محققین فضیلت
شیخین از اصطفاء الٰہی عزوجل ایشان را بعد آنحضرت
پیغامبر فہمیدہ اند اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن
عبداللہ بن مسعود قال ان اللہ تعالیٰ نظر فی قلوب
العباد فوجد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر قلوب
العباد فاصطفاہ و بعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب
العباد فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد
فجعلہم وزراء نبیہ یقاتلون عن دینہ و جمعی
از دلالت خیر کہ عبارت از ایتلاف
مسلمین و ہم شکستن جموع کفار
است دانستہ اند اخرج الحاکم عن
ابی وائل قال قیل لعلی استخلف

افاضۂ برکات کرتے ہیں، یہ نفس جو کہ خاتم میں مراتب کی ابتداء اس
فیض خاص کا مبدأ ہے پیغمبر کا خلیفہ ہے جیسے دل کو نسبت ہوتی ہے
آدمی کے اعضاء کے ساتھ، اور خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہے
عالم پر اس کی مدد کرنا اور وہ فیض تسخیر (جاری ہونے) کا ذریعہ بنے گا
اور وہ وعدہ (جو پیغمبر سے کیا گیا تھا) اس کے ہاتھ پر ظاہر نہیں
ہوگا۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا الخ (پ ۲۳ ع ۹
س ۳۷ آ ۱۷۱) اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لئے ہمارا یہ قول
پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کئے جائیں گے اور
ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے۔ اور خلافت خاصہ کے لوازم میں سے
ہے اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا ظہور میں آنا۔ هُوَ الَّذِي
أَرْسَلَ رَسُولَهُ الخ (پ ۱۰ ع ۹) وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول
کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس (دین) کو تمام (بقیہ)
دینوں پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔ اور خلافت
خاصہ کے لوازم میں سے ہے مسلمانوں میں باہمی الفت پیدا کرنا اور ان
میں عدم اختلاف اور اپنے درمیان رحم کا برتاؤ کرنا اور کافروں کی حکومتوں
اور روز بروز ان کو شکست واقع ہونا تاکہ اشداء علی الکفار
رحماء بینہم متحقق ہو جائے۔ یہ ہے "خلافت خاصہ پیغمبر" کہ
"خلافت رحمت" (کے الفاظ) سے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے
محققین کی ایک جماعت نے اپنے پیغمبر کی خلافت کے لئے ان بزرگوں
کو اللہ عزوجل کے برگزیدہ کرنے کا نتیجہ سمجھا ہے۔ ابو عمر نے استیعاب
میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی ہے، فرمایا کہ اللہ نے بندوں
کے قلوب پر نظر ڈالی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو تمام بندوں
کے قلوب سے اچھا پایا تو ان کو منتخب کیا اور اپنی رسالت کے ساتھ
مبعوث کیا۔ پھر بندوں کے قلوب پر نظر ڈالی تو ان کے اصحاب کے
قلوب کو تمام بندوں کے قلوب سے بہتر پایا تو ان کو اپنے نبی کے
وزیر بنایا جو ان کے دین کی طرف سے قتال کرتے ہیں۔ اور ایک
جماعت خیر کے افاضہ کرنے کا مطلب یہی سمجھی ہے کہ اس سے مراد
ہے اتحاد قائم کرنا مسلمین اور جماعات کفار کو شکست دینا۔ حاکم نے
ابو وائل سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ سے کہا گیا کہ ہم پر کسی کو

علینا قال ما استخلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستخلف ولکن ان یرد اللہ بالناس خیرا فسیجمعہم بعدی علی خیرہم واخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن علی قال خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ابوبکر وعمر ثم بیّن وجہ الخیریۃ فی حدیث آخر قال استخلف ابوبکر رحمۃ اللہ علی ابی بکر فاقام واستقام ثم استخلف عمر رحمۃ اللہ علی عمر فاقام واستقام حتی ضرب الدین بجرانہ و بعض محققین تفضیل شیخین از اجماع صحابہ دانستہ بر استخلاف شیخین قال سفیان الثوری من قال ان علیا افضل من ابی بکر فقد خطّأ المہاجرین والانصار وما اری ان یصعد لہ مع ہذا عمل چون حقیقت خلافت خاص معلوم شد ظاہر است کہ بعضے ازآن اوصاف کہ داخل در حقیقت است یا لازم او است بادنیٰ تامل می‌توان شناخت و تقریر این مسلک وقتی تمام شود کہ بیان سہ مقدمہ نمائیم اول ملازمت خلافت خاص و افضلیت بحیثیت خویش ثانیہ ثبوت خلافت خاص این بزرگواران بحجج کتاب و سنت سنیہ و اجماع امت و معقول بوجہے کہ حقیقت خلافت نیز روشن گردد چون مقدمہ ثانیہ سابقاً بطول و عرض سبقت تحریر یافت لاجرم اینجا سخنے چند گفتہ آید سوم بیان آنکہ خلافت خاص در ایام حضرت مرتضیٰ منتظم نشد ہرچند حضرت مرتضیٰ متصف بصفات کمال بودند کہ در خلافت خاص درکار است لیکن با وجود آن اوصاف

خلیفہ بنا دیجئے (یعنی اپنا ولی عہد قرار دے دیجئے) فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا کہ میں خلیفہ بناؤں لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تو وہ لوگوں کو میرے بعد کسی ان میں کے بہتر شخص پر جمع کر دے گا اور ابو عمر نے استیعاب میں حضرت علیؓ کی روایت نقل کی ہے کہ اس امت کے سب سے بہتر شخص اس کے نبی کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں پھر بہتر ہونے کی وجہ دوسری حدیث میں بیان کی فرمایا کہ خلیفہ بنائے گئے ابوبکر رحمۃ اللہ کی ابوبکرؓ پر انہوں نے (دین کو) قائم (یعنی مضبوط) کیا اور اس پر جمے رہے۔ پھر خلیفہ بنائے گئے عمر رحمۃ اللہ کی عمرؓ پر انہوں نے دین کو قائم کیا یہاں تک کہ دین نے اپنی گردن زمین پر ٹیک دی (یعنی کامل جماؤ حاصل ہو گیا) اور بعض محققین نے شیخینؓ کی افضلیت کو اجماع صحابہؓ سے جانا جو شیخینؓ کے خلیفہ بنانے کے وقت منعقد ہوا تھا۔ سفیان ثوری کا قول ہے کہ جس نے یہ کہا کہ علیؓ افضل ہیں ابوبکرؓ سے اس نے تمام مہاجرین و انصار کو خطاکار کہا، اور میں نہیں سمجھتا کہ اس شخص کا کوئی عمل قبول کیا جائے گا۔ جب خلافت خاص کی اصل حقیقت معلوم ہو گئی تو پھر استنباط کا ربط کسی وصف کے ساتھ جو ان اوصاف میں سے ہے جو حقیقت خلافت میں داخل ہیں یا استخلاف کو لازم ہیں ادنیٰ تامل سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اور اس مسلک کی تقریر اس وقت پوری ہو گی کہ ہم تین مقدمات کو بیان کر دیں۔ اول خلافت خاص اور اپنی حیثیت پر خلیفہ کی افضلیت کا ایک دوسرے کو لازم ہونا۔ دوم ان بزرگواروں کی خلافت خاص کا ثبوت کتاب اور سنت سنیہ کی نص سے اور اجماع امت سے ایسی معقول وجہ کے ساتھ کہ خلافت خاصہ کی حقیقت بھی واضح ہو جائے۔ اور چونکہ مقدمہ ثانیہ (کا مضمون) بسط و تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا ہے اس لئے اس موقع پر ہم مختصر گفتگو پر اکتفا کریں گے۔ سوم اس امر کے بیان میں کہ حضرت مرتضیٰؓ کے ایام میں خلافت خاص منتظم نہیں ہوئی۔ ہرچند کہ حضرت مرتضیٰؓ ان صفات کمال سے موصوف تھے جو کہ خلافت خاص کے لئے درکار ہیں لیکن ان اوصاف کے

وجہ اول را از ملازمت حضرت عمرؓ تقریر کردہ است ان یرد اللہ بالناس خیراً یستعملہم علیہم خیرہم و وجہ ثانی را عبداللہ بن مسعود ذکر نمودہ قال ان اللہ نظر الی قلوب العباد فوجد قلوب اصحاب محمد خیر قلوب العباد فجعلہم وزراء نبیہ یقاتلون عن دینہ و وجہ ثالث را ابوبکر صدیقؓ و عبداللہ بن عباسؓ بیان فرمودہ بحدیث مرفوع و بمقتضائے نص و وجہ رابع را نیز عبداللہ بن مسعودؓ تقریر کردہ است و سفیان ثوریؒ شرح و بیان آن نمودہ ما رآہ المسلمون حسناً فہو عند اللہ حسن و کذلک المسلمون استخلاف ابی بکر ثم قال فی استخلاف عمر افرس الناس ثلثۃ الی ان قال و ابوبکر حین استخلف عمر و قال سفیان الثوری من فضل علیاً علی الشیخین فقد اخطأ المہاجرین و الانصار و گاہی تقریر کردہ می شود بآنکہ در کتاب اللہ امر معروف و نہی منکر را تعلیق کردہ اند بتمکین فی الارض و مجموع تمکین این صفات حقیقت خلافت خاصہ است و جائی دیگر فرمود کنتم خیر امۃ اخرجت للناس پس خیریت لازم امر بمعروف و نہی از منکر ساختہ شد و امر بمعروف و نہی از منکر داخل خلافت خاصہ است پس افضلیت از خواص خلیفہ خاص باشد و گاہی تقریر کردہ می شود بآنکہ تعلیق خلیفہ فی حکم اللہ و شریعت

ملازمت کی پہلی صورت کی حضرت عمرؓ نے تقریر فرمائی ان یرد اللہ بالناس الخ اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ خیر کا ارادہ کیا تو وہ لوگوں کو ان میں سے بہترین شخص پر جمع کر دے گا۔ اور دوسری صورت کو عبداللہ بن مسعودؓ نے ذکر کیا قال ان اللہ نظر الخ یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے نظر ڈالی بندوں کے قلوب پر تو اس نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب کو تمام بندوں کے قلوب سے بہتر پایا تو ان کو اپنے نبی کے وزراء بنایا جو اس کے دین کی طرف سے قتال کرتے ہیں۔ اور تیسری صورت کو ابوبکر صدیقؓ اور عبداللہ بن عباسؓ نے بیان فرمایا حدیث مرفوع اور اس کے مقتضائے نص کے ساتھ۔ اور چوتھی صورت کی بھی عبداللہ بن مسعودؓ نے تقریر کی ہے اور سفیان ثوریؒ نے اس کی تشریح و توضیح کی ہے ما رآہ المسلمون الخ جس کو مسلمان حسن سمجھیں تو وہ اللہ کے نزدیک حسن ہے اور سب مسلمانوں نے اچھا سمجھا ابوبکرؓ کے خلیفہ بنانے کو۔ پھر انھوں نے عمرؓ کے استخلاف کے متعلق کہا اور سب سے بڑے اہل فراست تین ہیں یہاں تک کہ آگے کہا اور ابوبکرؓ جب انھوں نے عمرؓ کو خلیفہ قرار دیا۔ اور سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ جس نے علیؓ کو فضیلت دی شیخینؓ پر اس نے سب مہاجرین و انصار کو خطاوار ٹھہرایا۔ اور کبھی تقریر کی جاتی ہے اس طرح کہ کتاب میں امر بالمعروف اور نہی از منکر (نیک کام کا حکم کرنے اور برے کام سے روکنے) کو متعلق کیا تمکین فی الارض کے ساتھ اور مجموعہ تمکین اور ان صفات کا حقیقت ہے خلافت خاصہ کی اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الخ (تم بہترین امت ہو جو نکالی گئی ہیں تم ان میں سب سے اچھی امت ہو الخ) پھر خیریت یعنی افضلیت کو امر بمعروف اور نہی از منکر کا لازم قرار دیا اور امر بمعروف اور نہی از منکر خلافت خاصہ میں داخل ہیں لہذا افضلیت خلیفہ خاص کے خواص میں سے ہوئی۔ اور کبھی اس طرح تقریر کی جاتی ہے کہ اللہ کے حکم اور شریعت کے اجراء میں خلیفہ کو مستقل کرنا

۱؎ حضرت ابوبکرؓ نے عمرؓ کے استخلاف کے وقت فرمایا تھا کہ میں خدا سے عرض کروں گا کہ میں نے آپ کے سب سے اچھے بندے کو خلیفہ بنایا۔ یہ روایت پہلے گزر چکی ہے اور وجہ اول تقریر وجہ ثالث کے آخر اور ابن عباسؓ کی روایت بھی اسی کے ذیل میں مذکور ہوئی ہے مترجم

نہ مطلق دفع و ارادہ کردہ است کہ شکست قلیل کفرہ
استقامت بلاد شام از دست کافران بسبب مسلمانان
نہ بسبب غیر ایشان و در حدیث شریف آمدہ است
استقاموا لہم ما استقاموا لکم یعنی استقامت
امت ملتزم باشد لازم آید استقامت ائمہ و آن
نمی باشد مگر بتخلیط حق بالخلافۃ و اگر تعمیم کرد
نزدیک ارادۂ تمکین و رحمت چنین می باشد
از آن جہت تعمیم کہ گر ارادہ اضلال قوم باشد
استخلاف جبابرہ و کافر مناسب است چنانکہ در
زمان جاہلیت واقع شد قال اللہ تعالیٰ وَإِذَا
أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا
فَفَسَقُوا فِيهَا ای کثرنا ہم وجعلناہم الولاۃ
قال ابن مسعود و در زمان ارادۂ ہدایت تمکین
وقت اضلال ہر دو وجہ استخلاف مفضول
ہم رواست قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ثم یکون ملکاً عضوضاً

تقریر وجہ ثانی حق تعالیٰ فرمود
اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ
عقل منتظر سبک کرد بجزم آنکہ الہام
علوم حقہ و تنزل دواعی کلیہ نمی باشد الا
بر نفس قدسیہ و ہر چند نفس پاک تر نزول
دواعی الٰہیہ بروے عظیم تر و اگر نزول الہام
نباشد و انبوہ سنگ و چوب تحریک کند از
قبیل انّ اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر
خواہد بود و این معنی از خلافت خاصہ
بمراحل بعید است

تقریر وجہ ثالث اخرج الحاکم
عن عبد اللہ بن عباسؓ

بحث کرتے ہیں) مطلق شکست کا نہیں بلکہ مخصوص قوم کے ہاتھ
سے شکست دینے کا) اور ارادہ کیا ہے کفر کی جڑوں کی سرکوبی کا اور
شام کے شہروں کو کافروں کے قبضہ سے رہائی دلانے کا مسلمین
کی سعی سے غیر مسلمین کی سعی سے نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے
استقاموا لکم ما استقاموا لکم (یعنی امت کا حال اس وقت تک
ٹھیک رہیگا جب تک ائمہ کا حال ٹھیک رہیگا) جب کہ استقامت امت پر
ٹھیری تو ائمہ کی استقامت لازم آگئی۔ اور وہ وجود میں نہیں آتی مگر
اہل حق بالخلافت کے تسلط سے۔ اور یہ جو ہم نے کہا ہے کہ دین کی تمکین
اور رحمت کے ارادے کے وقت ایسا ہوتا ہے یہ ہم نے اس لئے کہا
کہ اگر کسی قوم کو گمراہ کرنے کا ارادہ ہوگا تو جابر اور کافر کا استخلاف
(یعنی حاکم بنانا) مناسب ہوگا جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں واقع ہوا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ (۱۶:۱۷) اور جب
ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے خوش عیش لوگوں
کو امر کرتے ہیں۔ تو وہ اس میں شرارتیں کرتے ہیں (امر کرتے
ہیں) یعنی ان کی کثرت کردیتے ہیں اور ان کو حاکم بنادیتے ہیں۔ یہ قول
ابن مسعودؓ کا ہے اور ایسے زمانہ میں جب کہ بعض وجوہ سے ہدایت کا ارادہ
ہو اور بعض وجوہ سے گمراہ کرنے کا تو مفضول کا استخلاف جائز ہے۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی

تقریر وجہ ثانی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ
رِسَالَتَہٗ (اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ کہاں اپنی رسالت کو بھیجتا ہے)
اور عقل مضطر ہوجاتی ہے اس امر کے یقین پر کہ علوم حقہ کا الہام
اور دواعی کلیہ کا نزول نہیں ہوتا مگر نفس قدسیہ پر اور جس قدر
بھی نفس پاکیزہ تر ہوگا دواعی الٰہیہ کا نزول اس پر اتنا ہی عظیم تر
ہوگا اور اگر نزول الہام نہ ہو اور وہ پتھر اور لکڑی کی مانند تحریک
کرے تو یہ بات اِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ هٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ
کی قسم میں سے ہوگی (یعنی اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تائید ایسے شخص
سے بھی کرالیتا ہے جو بدکار ہو) اور یہ معنی خلافت خاصہ سے کوسوں
دور ہوگی

تقریر وجہ ثالث حاکم نے روایت کیا عبد اللہ بن عباسؓ سے

وبالجملہ ، پس تقدیم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
تلویح باستخلاف فرمود بتقدیم در صلوٰۃ زیرا کہ
صلوٰۃ بہترین عبادات است و تقدم پیشتر عمر
رضی اللہ عنہ کہ امر او یعنی ریاست تبلیغ موہین
است بدین کمال و تکمیل قوم بیشتر است از
رعیت خود کہ مکملین اند بخلاف ملک عضوض
کہ ریاست است فقط اگر این چنین
نباشد فرقی پیدا نشود در خلافت نبوت و
غیر آن و خلافت نبوت بسی سال موقوف
نباشد و بخلفای اربعہ مخصوص نگردد و حکیم
مشفق اسم خلیفہ نمی گرداند در حلقہ خود کہ
افضل جماعت را اشبہ ایشان را نگرداند و
اگر این چنین نبود آن اسم نباشد یا حکیم نہ
باشد پس خلیفہ گردانیدن آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کہ انصح ترین خلق و اعلم
خلق است باللہ کما قال اللہ تعالیٰ اَلنَّبِیُّ
اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وقال
حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ
رَّحِیْمٌ وقال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم انا اعلمکم باللہ و اتقاکم
صدیق اکبر را قوی دلیل است بر آنکہ
آنجناب افضل مسلمین بود و اشبہ ایشان
بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اگر کسی در استحقاق خلافت
مستوی الاقدام بود یأبی اللہ والمسلمون چہ
معنی میداشت و ابای آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم از امامت غیری بایکہ وجہ بود و نہ
بعض احادیث رجحان ہر دو وزن باین ترتیب ظاہر
شدہ آن نہ باعتبار کثرت فتوح است بلکہ
باعتبار کثرت فتوح در باب ابوبکر صدیق رضی

اور بالجملہ یہی کہ اور اسی بنا پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استخلاف
کی طرف اشارہ فرمایا (حضرت صدیق اکبرؓ کو) نماز میں آگے بڑھا کر کیونکہ نماز
بہترین عبادات میں سے ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی وضاحت کی
ہے جیسا کہ گزر چکا اور ریاست کے معنے ہیں موہوبین کو دینی درجات
(کمال) پر پہنچانا اور تکمیل قوم بہتر ہے اپنی رعیت سے جو
مکملین ہیں بخلاف مار کاٹ والی حکومت کے کہ ریاست فقط ہوا
کرتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو خلافت نبوت میں اور اس کے غیر میں کوئی فرق
ہی نہ رہے گا اور خلافت نبوت تیس سال پر موقوف نہ رہے گی اور نہ خلفاء
اربعہ کے ساتھ مخصوص رہیگی۔ اور کوئی دانشمند جو اپنی جماعت پر
مہربان اور ان کا خیرخواہ ہو اپنے حلقہ میں سے بجز ایسے شخص کے کسی کو
خلیفہ نہیں بنا سکتا جو جماعت میں سب سے افضل ہو اور ان میں سے اس
کو اپنے سے مشابہ پاتا ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ شخص یا تو جماعت کا خیرخواہ
نہ ہوگا یا دانشمند نہ ہوگا تو صدیق اکبرؓ کو خلیفہ قرار دینا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا جو کہ خلق کے سب سے زیادہ خیرخواہ تھے اور خلق میں
کے سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلنَّبِیُّ
اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ الخ (احزاب:۶) نبی مومنوں کے ساتھ خود ان کے
نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ اور فرمایا حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ
(توبہ:۱۲۸) جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمانداروں
کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں سب سے زیادہ اللہ کو پہچاننے والا اور
اس سے ڈرنے والا ہوں۔ بڑی مضبوط دلیل ہے اس بات پر کہ آنجناب
افضل المسلمین تھے اور سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے مشابہ تھے۔ اور اگر استحقاق خلافت میں ایک جماعت برابر کے مرتبہ
کی تھی تو یَاْبَی اللّٰہُ وَالْمُسْلِمُوْنَ کا (یعنی اللہ تعالیٰ اور مسلمان
غیر ابوبکرؓ کا انکار کرتے ہیں) کیا مطلب تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا دوسرے کی امامت سے بہت سختی کے ساتھ انکار کر دینا کیوں
ہوا تھا۔ اور بعض احادیث میں وزن کا اسی ترتیب کے ساتھ جھکاؤ
ظاہر ہوا۔ اور وہ (افضلیت) باعتبار کثرت فتوح کے نہیں ہے کیونکہ
کثرت فتوح کے اعتبار سے ترتیب والے رویا کی حدیث میں حضرت ابوبکر

آمده دلیل ترتیب ضعیف است لیکن این ترتیب نباشد مگر از جهت افضلیت نزدیک خدای تعالیٰ۔

تقریر وجہ رابع فقہائے صحابہ مثل عمر فاروق و علی مرتضیٰ و ابن مسعود رضی اللہ عنہم استنباط کردند از استخلاف افضلیت ایشان را کما قالوا احق بہا پس ایشان کہ ائمہ امت اند در وجوہ استنباط و فہم معانی شرائع استنباط نمی کردند تا آنکہ ملازمت قویہ متحقق نمی بود قال عمر ایکم تطیب نفسہ ان یتقدم علی ابی بکر و قد رویناہ من قبل و قال علیؓ والزبیر ما غضبنا الا لانا قد اخرنا عن المشاورۃ و انا نری ابا بکر احق الناس بہا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لصاحب الغار و ثانی اثنین و انا لنعلم بشرفہ و کبرہ و لقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوۃ بالناس و ہو حی رواہ الحاکم و قال ابن مسعود اجعلوا امامکم خیرکم فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل امامنا خیرنا بعدہ رواہ ابو عمر فی الاستیعاب و اگر استقرار کردہ شود در عین عقد استخلاف ذکر افضلیت بمیان آمدہ عمر فاروق احق بہا ابوبکر گفت و صدیق در استخلاف فاروق گفت ابا اللہ تخوفونی اقول استخلفت علیہم خیر خلقک و چون امر شوریٰ بعبد الرحمن بن عوف راجع شد گفت واللہ علیّ ان لا آلو عن افضلہم

صدیق کے زمانے میں آپ نے کہا کہ دلیل ترتیب ضعیف ہے لیکن ان کے خلافت کے کھینچنے میں کمزوری تھی؟ تو یہ ترتیب نہیں ہو سکتی مگر افضلیت عند اللہ کی بنا پر۔

تقریر وجہ رابع فقہائے صحابہ نے مثل عمر فاروق اور علی مرتضیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے استخلاف سے افضلیت کا استنباط کیا چنانچہ جب احق بہا کہتے ہیں تو یہ حضرات چونکہ وجوہ استنباط اور معانی شرائع کے سمجھنے میں ائمہ امت ہیں وہ استخلاف سے (افضلیت کا) استنباط نہ کرتے اگر (استخلاف اور افضلیت میں) باہمی لزوم متحقق نہ ہوتا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم میں کون ایسا شخص ہے جس کا نفس اس سے خوش ہو کہ وہ ابوبکرؓ سے آگے کھڑا ہو۔ اور اس روایت کو اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور علیؓ اور زبیرؓ نے یہ کہا کہ ہم ناراض صرف اس وجہ سے ہیں کہ ہم کو مشورہ کرنے میں موخر کر دیا (یعنی نظر انداز کر دیا گیا) اور ہم جانتے ہیں کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکرؓ سب سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں بیشک وہ صاحب غار ہیں ثانی اثنین ہیں اور ہم یقیناً جانتے ہیں ان کی بزرگی اور بڑائی کو اور بیشک ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھانے کا اس وقت حکم دیا تھا جب کہ آپ زندہ تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور ابن مسعود نے فرمایا کہ تم اپنا امام ایسے شخص کو بناؤ جو تم میں سب سے بہتر ہو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر ایسے شخص کو امام بنایا تھا جو آپ کے بعد ہم میں سب سے بہتر تھا۔ اس کو روایت کیا ابو عمر نے استیعاب میں۔ اور اگر استقرا کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ عین عقد استخلاف کے موقع پر افضلیت کا ذکر درمیان میں آیا۔ عمر فاروقؓ نے حضرت صدیقؓ کو احق بہا (یعنی امر خلافت کا سب سے زیادہ حقدار) کہا۔ اور صدیقؓ نے فاروقؓ کے استخلاف کے موقع پر فرمایا تھا کہ کیا تم مجھے اللہ سے ڈراتے ہو۔ میں کہوں گا کہ میں نے ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو آپ کی مخلوق میں سب سے بہتر ہے اور جب شوریٰ کا معاملہ عبدالرحمن بن عوفؓ کی طرف رجوع ہوا تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھ پر ذمہ داری ہے کہ میں ان میں افضل کو چننے میں کوتاہی نہ کروں

ثم بایع عثمان ہیچگاہ استحقاق از اتصاف بافضلیت جُدا نبودہ است۔

تقریر وجہ خامس قال اللہ تعالیٰ لِلْمُهَاجِرِینَ الْأَوَّلِینَ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ الآیہ پس ثابت شد کہ اگر تمکین شخصے از مہاجرین اولین واقع شود آں حقیقت خلافت عبارت از انتظام تمکین با صفات اربعہ مذکورہ خواہد بود و جائے دیگر می فرماید كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ الآیہ وایں آیت را دو تاویل است یکی آنکہ خطاب بجملۂ امت است و کلمہ امت یعنی تفضیل امت شما بہترین امتی ہستید کہ آمدہ شدہ برائے مردمان وایں تاویل اشہر است بآیت دیگر وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ و القرآن نزل متشابہا مثانی یفسر بعضہ بعضا دوم آنکہ مہاجرین اولین را مخاطب ساخت کہ از مہاجرین اولین اند بہترین افراد جمیع امتیکہ برائے ناس پیدا آوردہ شدند ومعنی بفہوم موافق تفسیر میشود کہ ہر کہ ازیں جماعت متصف بامر معروف و نہی منکر و دعوت الی الخیر متصف باشد افضل است از مادون خود و بر تقدیر لازم دعوت بامر بخیر وامر معروف و نہی منکر آمد و ایں ہا داخل اند در حقیقت خلافت خاصہ جزو او است پس افضلیت لازم خلافت خاصہ آمد۔

تقریر وجہ سادس قال اللہ تعالیٰ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ الآیہ از اینجا معلوم شد کہ

پھر عثمانؓ سے بیعت کرلی کسی زمانہ میں بھی افضلیت کے اتصاف سے استحقاق جدا نہیں ہوا۔

تقریر وجہ خامس اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اولین کے بارے میں فرمایا الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ الخ (۲۲: ۴۱) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں الخ اس سے ثابت ہے کہ اگر مہاجرین اولین میں سے کسی شخص کی تمکین ہو جائے تو لازمی طور پر حقیقت خلافت تام ہوگا جو چہار اوصاف مذکورہ کے ساتھ تمکین کے منتظم ہونے کا۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ الخ (۳: ۱۱۰) تم لوگ اچھی جماعت ہو جو کہ لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو الخ۔ اور اس آیت کی دو تاویلیں ہیں ایک یہ کہ خطاب مجموعہ امت سے ہے تمام امت کا تعین یعنی یہ فضائے امت تم بہترین امتی ہو جو لوگوں کے لئے نکالے گئے ہو۔ اور یہ تاویل اشہر ہے اس دوسری آیت سے وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ الخ (۳: ۱۰۴) اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضروری ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کام کرنے کو کہا کریں اور برے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہوں گے۔ اور قرآن نازل ہوا ہے متشابہ اور مثانی یعنے باہم ملتی جلتی بار بار دہرائی گئی اس کا بعض بعض کے مشابہ ہے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ مخاطب مہاجرین اولین ہیں یعنی یہ امت جو کہ مہاجرین اولین میں سے ہیں بہترین ہیں تمام امتوں سے جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہیں۔ اور اس صورت میں تمام سوائف سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ اس جماعت میں سے جو کہ امر معروف و نہی منکر و دعوت الی الخیر سے متصف ہوگا وہ افضل ہے ما سوا سے۔ بہر صورت خیر کی طرف دعوت اور امر معروف اور نہی منکر لازم ہے اور یہ خلافت خاصہ کی حقیقت میں داخل اور اس کا جزو ہے تو افضلیت خلافت خاصہ کے لئے لازم آگئی۔

تقریر وجہ سادس اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ الخ (۴۸: ۱۶) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں سے لڑنے کو بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے الخ یہاں سے معلوم ہوا کہ

۲۳۶

لا ان قال وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي
ارْتَضَىٰ لَهُمْ مصداق این آیت شایع
شد آمدہ اند پس در غیب الغیب نزدیک او
تعالیٰ تمکین دین مرتضیٰ مراد بود و استخلاف این
بزرگواران حق تعالیٰ فرمودہ است الَّذِينَ
إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ الآیۃ بعد ازان که
در صدر بحث فرمودہ است وَلَوْلَا دَفْعُ
اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ و در سیاق آیت
فرمودہ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ از این آیت معلوم
شد که از استخلاف این جماعت دفع کفار و احیاء
اسلام مراد است و خدای تعالیٰ فرمودہ است
وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ
الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ از این
آیت دانستہ می شود که مراد حق در غیب الغیب پیش
از بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم این بود
که ارض شام بر دست صالحین مفتوح شود و چون
فتح این دیار بر دست شیخین واقع شد آن صالحان
ایشان بودہ اند و خدای تعالیٰ فرمودہ است
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن
دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَ
يُحِبُّونَهُ الآیۃ ازینجا مفہوم شد که پیش از وقوع
فتنہ ارتداد در علم الٰہی مقرر بود که قوم کذا و کذا این فتنہ
را فرو نشانند و خدای تعالیٰ فرمودہ است
سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ از این
آیت مفہوم شد که دعوت بجہاد فارس و روم شخصے
کند که نائب پیغمبر باشد خواہد شد و حکم او در شریعت
واجب الانقیاد
گردد

جہاں تک کہ فرمایا اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے
(یعنی اسلام) اس کو ان کے (نفع آخرت) کے لئے قوت دیگا۔ اور
بمصداق اس آیت کے خلفاء ثلاثہ ظاہر ہوئے۔ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ
کے نزدیک غیب الغیب میں دین پسندیدہ کو قوت دینے کا ارادہ کیا گیا
تھا ان بزرگواروں کو خلیفہ بنا دینے سے۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے
الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ (۲۲: ۴۱) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو
دنیا میں حکومت دیدیں الخ بعد اس کے کہ ابتداء بحث میں یہ فرمایا
وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ (۲۲: ۴۰) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ
(ہمیشہ سے) لوگوں کا ایک کا دوسرے (کے ہاتھ) سے زور نہ گھٹواتا
رہتا اور سیاق آیت میں فرمایا اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے
اختیار میں ہے (۲۲: ۴۱) اس آیت سے سمجھ میں آگیا ہے کہ ان بزرگوں
کے استخلاف سے ارادہ الٰہی دفع کفار اور احیاء اسلام کا ہوا ہے
اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ (۲۱: ۱۰۵) اور
ہم (بسا) کتابوں میں لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد لکھ چکے ہیں کہ
زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے! اس آیت سے معلوم
ہوتا ہے کہ مراد حق غیب الغیب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بعثت سے پہلے یہ تھی کہ سرزمین شام صالحین کے ہاتھوں سے فتح ہو
اور جب ان شہروں کی فتح شیخین کے ہاتھوں پر واقع ہوئی تو لامحالہ
ہو گیا کہ وہ صالحین یہ تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ الخ (۵: ۵۴) اے ایمان والو جو شخص تم میں
سے اپنے دین سے پھر جاویگا (جلد اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئیگا جن
سے وہ محبت کرتا ہے اور وہ لوگ اللہ سے محبت کرتے ہیں) یہاں
سے یہ مفہوم ہو گیا ہے کہ فتنہ ارتداد کے واقع ہونے سے پہلے علم
(الٰہی) میں یہ بات پختہ ہو چکی تھی کہ فلاں فلاں قوم اس فتنہ کو
بجھائیں گی۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ
(۴۸: ۱۶) عنقریب تم (لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے
جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے الخ اس آیت سے مفہوم ہوا
کہ جہاد فارس اور روم کی طرف ایسا شخص دعوت دیگا جو نائب
پیغمبر ہوگا اور اس کا حکم شریعت میں واجب الاطاعت ہوگا۔

وقال تعالیٰ فرمود وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ
مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ
وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا
مضمون این آیت مثل همه ادعیات آنست
که بار خدایا در آر مرا بعالم سلطنت در آوردنی
نیک و بر آر مرا از عالم بر آوردنی نیک و بساز
در دنیا بعد وفات من غلبہ نصرت دہندہ شد چون خلفا
ثلاثہ غالب شدند و از غیب نوع نوع نصرت و تائید
بر دست ایشان و تابعان ایشان فرود آمد ما یقین
دیدیم کہ بجانب ہمان دعا دست بلکہ امر این
دعا بشارت است بخلافت این بزرگواران۔
بالجملہ ازین آیت و امثال این آیات واضح
کہ قومی از فضلائے امت و کبرائے ایشان
کہ صفت ایشان بہترین صفات باشد خلفائی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواہند بود
چون خلافت این عزیزان متحقق شد و آن
موعودات بدست ایشان بحصول پیوست یقین
مستحکم کہ خبر ایشان است بطریق اجمال مذکور
شد لیکن تا وقتیکہ این عزیزان متصدی خلافت
نشده بودند و موعودات سرانجام نیافتہ بود
احتمالات مختلف در دعوی می شد خاطر را پیچ و تاب
آمد و رفت می کرد درین حالت آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بجانب غیب متوجہ گشتند پس خواب
قلیب و رؤیا میزان و رؤیا دلو و غیر آن
حقیقت کار واضح شد و آن معنی حل گشت
بعد ازان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترداد
بعضے از احکام ایشان بر ساختہ قوم بیان فرمود و
وصیت اقتداء ایشان نمود کہ اقتدوا
بالذین من بعدی ابی بکر و عمر

اور خدا تعالیٰ نے فرمایا وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ الآیۃ (بنی اسرائیل: ۸۰) اے نبی آپ
یوں دعا کیجیے کہ اے رب مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو اور خوبی کے
ساتھ نکالیو اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ
نصرت ہو۔ اس آیت کا مضمون متعدد دعاؤں میں سے ایک سوال
یہ ہے کہ اے خدا مجھ کو داخل کر عالم سلطنت میں خوبی کے داخلے کے ساتھ
اور نکال عالم سے خوبی کے ساتھ اور قائم کر دے میری وفات کے
بعد دنیا میں غلبہ جو آپ کی مدد سے ہو۔ جب کہ خلفائے ثلاثہ غالب
آگئے اور غیب سے طرح طرح ان کے اور ان کے تابعین کے لیے نصرت
اور مدد نازل ہوئی تو ہم کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں کہ یہ اسی دعا کی
مقبولیت ہے بلکہ اس دعا کا حکم دینا ان بزرگوں کی خلافت
کی بشارت ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان آیات سے اور ان کی مانند دوسری
آیات سے واضح ہے کہ امت کے فضلاء اور بزرگوں میں سے ایک قوم
کے لوگ کہ جن کی صفت بہترین اور اعلیٰ ہوں گی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے خلفاء ہوں گے اور جب ان عزیزوں کی خلافت متحقق
ہو چکی اور اللہ کے وعدے ان کے ہاتھوں پر پورے ہو گئے تو ہم نے
یقین کے ساتھ جان لیا کہ جو بات بطریق اجمال مذکور ہوئی تھی وہ
ان ہی کی خبر دینی پیشین گوئی تھی۔ لیکن جب تک یہ بزرگ منصب
خلافت کی انجام دہی میں نہیں لگے اور خداوندی وعدوں نے سرانجام
نہ پایا تھا تو مختلف انواع کے احتمالات پیدا ہو سکتے تھے اور دعا و موعوم
آیات میں دعویداروں کی ہر جگہ آمد و رفت ہو رہی تھی۔ اس حالت
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی طرف متوجہ ہوئے تو
کنویں والے خواب (جس میں آپ کا اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ
کا ڈول کھینچنا مذکور ہے) اور ترازو والے خواب (جس میں آپ
کے بعد شیخینؓ کو وزن کرنا مذکور ہے) اور ڈول والے خواب سے
(جس میں آسمان سے ڈول کے لٹکنے اور حضرات خلفاءؓ کے پانی پینے
کا ذکر ہے) اور دوسرے خوابوں سے حقیقت امر واضح ہوئی اور وہ
معنی حل ہو گیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دو
خلفاء ان حضرات کی ترجیحات کو تمام قوم پر ظاہر فرمایا اور ان کے اقتداء
کی وصیت فرمائی کہ میرے بعد ان دونوں یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ کا اقتداء کرنا

احادیث درین باب کثیر است تا آنکہ بحد تواتر
رسید و علم بآن از شریعت یقینی گشت از آنجملہ
حدیث صحیح خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم
الذین یلونہم ثم ینشأ اقوام تسبق ایمانہم شہادتہم و
شہادتہم ایمانہم روی من اسانید […] رواہ
عمر بن الخطاب و عمران بن حصین و سہل بن سعد
وغیرہم و بعد تأمل واضح میشود کہ قرن اول زمان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از تحویل ہجرت تا وفات
وقرن ثانی خلافت حضرت صدیق و فاروق است
وقرن ثالث خلافت حضرت عثمان است رضی اللہ عنہم
سال بود و فتنہا برخاست بعد از آن فشار اقوام
کردست بنا خواندہ پیدا شد و از آنجملہ حدیث عبد اللہ
ابن مسعود تدور رحی الاسلام لخمس و ثلاثین او ست و ثلاثین
او سبع و ثلاثین فان یہلکوا فسبیل من ہلک الخ و حدیث ابی ہریرۃ
الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام و حدیث حذیفۃ
لا تقوم الساعۃ حتی تقتلوا امامکم و تجتلدوا باسیافکم و
یرث دنیاکم شرارکم و حدیث کرز بن علقمۃ قال
اعرابی ہل للاسلام منتہی قال نعم ایما اہل بیت
من العرب والعجم اراد اللہ بہم خیرا ادخل اللہ
علیہم الاسلام قال ثم ماذا یا رسول اللہ قال ثم تقع
الفتن کانہا الظلل قال الاعرابی کلا یا رسول اللہ
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلی والذی نفسی
بیدہ ثم تعودون فیہا اساود صبا و حدیث
عتبۃ بن غزوان و انہا لم تکن نبوۃ قط الا تناسخت
حتی یکون آخر عاقبتہا ملکا و ستجربون الامراء
بعدنا و حدیث ابی عبیدۃ و
معاذ بن جبل قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم

احادیث کی روایات نہایت کثرت سے ہیں یہاں تک کہ حد تواتر کو پہنچ
گئیں اور شریعت کی رو سے ان کا علم یقینی ہو گیا۔ ان میں سے یہ صحیح
حدیث ہے کہ سب سے بہتر لوگ میرے زمانہ کے ہیں پھر وہ لوگ جو ان
سے ملیں گے پھر وہ جو ان سے ملیں گے۔ پھر ایسی قومیں پیدا ہوں گی
جن کی قسمیں سبقت کریں گی ان کی شہادت پر اور ان کی شہادت سبقت
کرے گی ان کی قسموں پر۔ اور اس کی متعدد سندیں ہیں اور سب راوی
ثقہ ہیں۔ اس کو روایت کیا عمر بن الخطاب اور عمران بن حصین اور سہل
ابن سعد نے اور بعد تامل کے واضح ہوتا ہے کہ قرن اول آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے ہجرت سے لے کر وفات تک اور
قرن ثانی حضرت صدیق اور حضرت فاروق کی خلافت ہے اور قرن
ثالث حضرت عثمان کی خلافت مدت بارہ سال تک جب پوری ہو گئی
اور فتنے اٹھے اور اس کے بعد وہ اقوام پیدا ہوئیں جن کا حال تحریر ہوا
ہے۔ اور ان میں سے حدیث عبد اللہ بن مسعود کی ہے کہ اسلام کی چکی گھومے
گی پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سال میں پھر اگر ہلاک ہوں تو پہلے ہلاک شدہ
اقوام کی راہ پر ہوں گے اور حدیث ابو ہریرہ
کی حدیث ہے کہ خلافت مدینہ میں اور بادشاہی شام میں ہے۔ اور حدیث حذیفہ
کی کہ قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ تم اپنے امام کو قتل کرو اور اپنی تلواریں
چلاؤ اور تمہارے بدکار تمہاری دنیا کے وارث ہو جائیں۔ اور حدیث
کرز بن علقمہ کی کہ اعرابی نے کہا کیا اسلام کے لئے کوئی آخری حد ہے۔
فرمایا ہاں جس بھی گھر والے عرب و عجم میں سے ہیں جن کے ساتھ اللہ نے
خیر کا ارادہ کیا اللہ ان پر اسلام کو داخل کر دے گا۔ اس نے کہا پھر کیا ہوگا
یا رسول اللہ۔ فرمایا پھر فتنے بادل کی طرح رہیں گے تو اعرابی نے
کہا ہرگز نہ ہوں یعنی خدا کرے ایسا کبھی نہ ہو یا رسول اللہ۔ تو فرمایا نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے ضرور ہوگا قسم ہے اس ذات کی کہ میری جان
جس کے قبضہ میں ہے تم عنقریب بعد کو پلٹو گے اور سانپوں کی طرح
اس میں جا پڑو گے۔ اور حدیث عتبہ بن غزوان کی کہ کبھی کوئی نبوت
قائم نہیں ہوئی مگر بدل ڈالی گئی حتی کہ اس کا انجام بادشاہی ہو گیا
تو عنقریب تم کو خبر ہو جائے گی اور ہمارے بعد کے امراء کا تم تجربہ کرو گے
اور حدیث ابو عبیدہ اور معاذ بن جبل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حتى استقرت بالشام و حديث عرفجة ثم ترتفع الفتن
بعد عثمان و حديث ابي هريرة هلاك امتي على يدي
غلمة من قريش و حديث ام بحرا الاسدية ذكر رسول
الله صلى الله عليه وسلم فتنة فقربها قلت يا رسول
الله من خير الناس فيها قال رجل في ماشيته
و حديث سعد بن ابي وقاص قال عند فتنة
عثمان اشهد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال انها ستكون فتنة القاعد فيها خير من القائم
الخ و حديث اهبان صيفي جاءه علي بن ابي طالب
فدعاه الى الخروج معه فقال ان خليلي و ابن
عمك عهد الي اذا اختلف الناس ان اتخذ
سيفا من خشب و حديث ابي موسى عن النبي صلى الله
عليه وسلم في الفتنة كسروا فيها قسيكم وقطعوا فيها
اوتاركم و حديث خباب بن الارت ذكر رسول الله
صلى الله عليه وسلم فتنة القاعد فيها خير من القائم
والقائم خير من الماشي و حديث عبد الله بن مسعود
ستكون فتنة المضطجع فيها خير من القاعد والقاعد
خير من القائم الخ و حديث ابي هريرة انها
ستكون فتن كقطع الليل المظلم الخ و حديث ابي
موسى انها ستكون فتن ثم تكون فتنة القاعد فيها
خير من القائم و حديث محمد بن مسلمة قلت
يا رسول الله كيف اصنع اذا اختلف المصلون قال
تخرج بسيفك الى الحرة فتضربها به ثم تدخل بيتك
و حديث حسن بن علي ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم رأى بني امية يخطبون على منبره واحدا
فساءه ذلك فنزلت انا اعطيناك الكوثر
و حديث وائل بن حجر رفع رسول الله
صلى الله عليه وسلم يده
نحو المشرق

اور شام میں جاکر ٹھہر گیا۔ اور حدیث عرفجہ کی کہ پھر عثمانؓ کے بعد فتنہ
اٹھالیا جائے گا۔ اور حدیث ابو ہریرہؓ کی کہ میری امت کی ہلاکت واقع
ہوگی قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں سے۔ اور حدیث ام بحرا اسدیہ
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اور اس کا قریب
ہونا بیان کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اس میں سب لوگوں سے
اچھا کون رہے گا؟ فرمایا کہ وہ شخص جو اپنے مویشیوں کے ساتھ جنگل
میں ہوگا۔ آخر تک۔ اور حدیث سعد بن ابی وقاص کی، انھوں نے
حضرت عثمانؓ کے فتنہ کے وقت کہا تھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا فتنہ اٹھے گا کہ اس
میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے والے سے الخ۔ اور حدیث اہبان
صیفی کی کہ ان کے پاس علی بن ابی طالب آئے اور ان کو دعوت دی ان
کے ساتھ (لڑائی کے لئے) چلنے کی تو انھوں نے کہا کہ میرے محبوب اور
آپ کے چچا کے بیٹے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے
عہد لیا کہ جب لوگوں میں اختلاف واقع ہوجائے تو میں لکڑی کی تلوار
بنا لوں۔ اور حدیث ابو موسیٰ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
فتنہ کے بارے میں کہ اس زمانہ میں تم اپنی کمانیں توڑ دینا اور کمانوں
کے چلّے کاٹ ڈالنا۔ اور حدیث خباب بن الارت کی کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا جس میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا
کھڑا ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا چلنے والے سے۔ اور
حدیث مرفوع عبد اللہ بن مسعودؓ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ایسا فتنہ اٹھے گا جس میں لیٹنے والا بیٹھنے والے سے اور
بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ اور حدیث محمد بن مسلمہ کی
کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں کیا کروں جب نمازیوں میں
اختلاف پڑ جائے؟ فرمایا کہ اپنی تلوار حرّہ (پتھریلے مقام کا نام) کی
طرف لیجا اور اس کو پتھروں پر مار پھر اپنے گھر میں داخل ہوجا الخ۔
اور حدیث حسن بن علیؓ کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب
میں دیکھا بنو امیہ کو کہ آپ کے منبر پر ان میں کا ایک ایک شخص
خطبہ پڑھ رہا ہے یہ آپ کو ناگوار ہوا تو نازل ہوئی انا اعطیناک الکوثر
اور حدیث وائل بن حجر کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مشرق

فقال تجيء الفتن كقطع الليل المظلم فتنة اثرها
وتجيء فتنة فقلت انجي من القوم يا رسول
الله وما المخرج قال يا وائل اذا اختلف سيفان
في الاسلام فاعتزلهما وحديث مرة بن كعب ذكر
يعني رسول الله صلى الله عليه وسلم فتنة فقربها
فمر رجل مقنع في ثوب فقال هذا يومئذ على
الهدى فاذا هو عثمان وحديث علي مرتضى انا بعهد
الى النبي صلى الله عليه وسلم ان الامة ستغدر بي
بعده وحديث ابن عباس قال النبي صلى
الله عليه وسلم لعلي انك ستلقى بعدي جهدا
قال في سلامة من ديني قال في سلامة من
دينك وحديث مرتضى رضي الله عنه كنتم
وان تؤمروا عليا ولا اراكم فاعلين تجدوه
هاديا مهديا ياخذ بكم الطريق المستقيم وحديث
جابر بن سمرة قال صلى الله عليه وسلم لعلي
انك مؤمر مستخلف وان هذه ستخضب من
هذه يعني لحيته من راسه وحديث حذيفة
ذكر فتنتين وهدنة فقال في الفتنة
الاولى جاءنا الله بهذا الخير فهل
بعد هذا الخير من شر قال نعم دعاة
على ابواب جهنم وكلام سعيد بن المسيب
وقعت الفتنة الاولى فلم تبق
من اهل بدر احدا ثم كانت الثانية
فلم تبق من اهل الحديبية احدا
قول البغوي اراد بالفتنة الاولى
مقتل عثمان وبالثانية
الحرة وحديث عبد الله بن
مسعود انكم ستلقون بعدي
اثرة

کی طرف اُٹھایا اور فرمایا کہ تم پر فتنے اندھیری رات کے ٹکڑوں کی
طرح آئیں گے پھر آپ نے اُن کی سختی کا بیان کیا اور اُن کے جلد
آنے اور جدا ہونے کا ذکر کیا تو قوم (حاضرین) میں سے میں نے
کہا کہ یا رسول اللہ کیسے بچیں۔ فرمایا کہ اے وائل جب دو تلواریں
ایک دوسرے پر اسلام میں چلیں تو تو دونوں سے الگ رہ۔ اور
حدیث مُرّہ بن کعب کی ذکر کیا یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے ایک فتنہ کا اور اس کے قریب ہونے کا پھر ایک شخص سر پر
کپڑا لپیٹے ہوئے گزرا تو فرمایا کہ یہ اس دن ہدایت پر ہوگا۔ دیکھا تو
وہ عثمانؓ تھے۔ اور حدیث علی مرتضےٰؓ کی کہ جن امور کی عہد کر
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ امت
آپ کے بعد مجھ سے غدر کرے گی۔ اور حدیث ابن عباسؓ کی کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا کہ تجھ پر میرے بعد پریشانیاں
آئیں گی۔ علیؓ نے کہا کہ کیا میرے دین کی سلامتی کی حالت میں؟
فرمایا کہ تیرے دین کی سلامتی میں (نقصان نہ ہوگا) اور نیز حدیث
مرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے جس کے آخر میں یہ ہے اور اگر تم امیر بناؤ گے
علیؓ کو اور میں انہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرنے والے ہو گے تو تم اس کو ہدایت کرنے
والا ہدایت یافتہ پاؤ گے وہ تم کو سیدھی راہ پر چلائیگا۔ اور حدیث جابر
ابن سمرہ کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فرمایا کہ بیشک
تجھ کو امیر بنایا جائیگا خلیفہ بنایا جائیگا اور بیشک یہ خضاب کیا جائیگی
اس سے یعنی اُن کی ڈاڑھی اُن کے سر (کے خون) سے رنگین ہوگی
اور حدیث حذیفہؓ کی انہوں نے دو فتنوں اور ایک وقفہ صلح
کا ذکر کیا اور کہا کہ پہلے فتنہ کے بعد اللہ تعالیٰ ہمارے پاس خیر کو
لائے گا۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا اس خیر کے بعد پھر کوئی شر آئیگا؟ فرمایا
کہ ہاں جہنم کے دروازوں کی طرف دعوت دینے والے (فتنہ) آئیں گے
اور کلام سعید بن المسیب کا کہ پہلا فتنہ اُٹھے گا تو ان لوگوں میں سے کوئی
باقی نہ رہے گا جو بدر میں حاضر تھے۔ پھر دوسرا فتنہ اُٹھے گا تو حدیبیہ
میں حاضر ہونے والوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ بغوی کا قول ہے
کہ پہلے فتنہ سے مراد ہے قتل عثمانؓ کا فتنہ اور دوسرے سے فتنہ حرّہ
اور حدیث عبد اللہ بن مسعودؓ کی کہ تم عنقریب میرے بعد حق تلفیاں اور

امرها الا صدقکم بہا الا ۔ وحدیث ابی ذر کیف
انت اذا کانت علیک امراء یمیتون
الصلوٰۃ او یؤخرونہا عن وقتہا ۔ وحدیث
ابی ذر ایضًا کیف انت اذا غمر الدم
احجار الزیت الخ ۔ وحدیث ابی سعید
الخدری یوشک ان یکون خیر مال
المسلم الغنم یتبع بہا شعف الجبال ۔ وحدیث
ابی ثعلبۃ الخشنی فی تفسیر قولہ تعالٰی علیکم
انفسکم ۔ حدیث صلی اللہ علیہ وسلم فی
آخرہ فان ورائکم ایام الصبر فمن صبر
فیہن کان کمن قبض علی الجمر ۔ وحدیث
عبداللہ بن عمرو کیف انت اذا بقیت فی حثالۃ
من الناس مرجت عہودہم واماناتہم واختلفوا
فکانوا ہکذا وشبک بین اصابعہ الخ ۔ وحدیث
ذی الزوائد فی خطبۃ حجۃ الوداع الا ہل بلغت
قالوا اللہم نعم ثم قال اذا تجاحفت
قریش علی الملک فیما بینہا وعاد العطاء
رشا فدعوہ ۔ وحدیث ابن مسعود رفعہ
ما من نبی بعثہ اللہ فی امتہ قبلی
الا کان لہ من امتہ حواریون
واصحاب یاخذون بسنتہ ویقتدون بامرہ ثم انہا
تخلف من بعدہم خلوف یقولون ما لا یفعلون
ویفعلون ما لا یؤمرون فمن جاہدہم بیدہ فہو
مؤمن الخ ۔ وحدیث عرباض بن ساریۃ ذکر
خطبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہا
وستجدون من بعدی اختلافا
شدیدا فعلیکم بسنتی وسنۃ
الخلفاء الراشدین المہدیین

ایسے امور دیکھو گے جن کو تم برا سمجھتے ہوگے الخ ۔ اور حدیث ابوذر
کی کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم پر ایسے امراء مسلط ہوں گے جو نماز
کو ترک کرنے والے اور اس کو اس کے وقت سے مؤخر کر دینے والے
ہوں گے ۔ اور ابوذر ہی کی ایک حدیث میں ہے کہ تمہارا کیا حال ہوگا
جب خون بھرے گا احجار الزیت کو الخ (یہ ایک مقام کا نام ہے)۔
اور حدیث ابوسعید خدری کی وہ زمانہ قریب ہے جب مسلمان
کا اچھا مال بکریاں ہوں گی جن کے پیچھے وہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر پھرے
اور حدیث ابو ثعلبہ خشنی کی آیت علیکم انفسکم کی تفسیر میں نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے جس کے آخر میں ہے کہ بیشک تمہارے
پیچھے (یعنی آئندہ) صبر کے ایام آنے والے ہیں ۔ جس نے ان میں صبر
کر لیا ایسا ہوگا کہ جیسے کسی نے انگارے پر قبضہ کر لیا ۔ اور حدیث
عبداللہ بن عمرو کی کہ تیری کیا کیفیت ہوگی جب تو کمینے لوگوں میں
رہ جائے گا جن کے عہد و امانتیں سب فاسد ہوں گی اور آپس میں
مختلف ہو کر ایسے ہو جائیں گے ۔ اور (آپ نے) انگلیوں کے درمیان جال
کر کے دکھایا الخ ۔ اور حدیث ذی الزوائد کی حجۃ الوداع کے خطبہ میں
فرمایا کہ کیا میں نے تم کو پیغام حق پہنچا دیا؟ لوگوں نے کہا اللہم
نعم بیشک ۔ پھر فرمایا کہ جب قریش میں بادشاہی پر آپس میں قتال
ہونے لگے اور عطیات رشوت بن جائیں تو تم ان کو
چھوڑ دینا ۔ اور حدیث مرفوع ابن مسعود کی کہ کوئی نبی جس کو اللہ نے
اس کی امت میں بھیجا مجھ سے پہلے نہیں ہوا مگر اس کی امت میں
اس کے حواری اور اصحاب ہوتے ہیں جو اس کی سنت کو اخذ کرتے
اور اس کے امر کی اقتدا کرتے رہے ہیں ۔ پھر یہ ہوا کہ ان کے بعد
ان کے ایسے جانشین ہوئے کہ وہ جو کچھ کہتے تھے ویسا خود نہیں
کرتے تھے اور ایسے کام کرتے تھے جن کا ان کو حکم نہیں دیا گیا تھا
تو جو ایسے لوگوں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے تو وہ مومن ہے
الخ ۔ اور حدیث عرباض بن ساریہ کی انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے خطبہ کا ذکر کیا جس میں یہ ہے کہ اور تم عنقریب میرے بعد سخت
اختلاف دیکھو گے تو تم پر لازم ہے میرے طریقے پر عمل کرتے رہنا اور
میرے خلفائے راشدین کے طریقے پر عمل کرنا جو ہدایت یافتہ ہوں گے

عشرہ اعطینا بہ لفظ باکملہ ۔ نماز و روزہ و زکوٰۃ
و حج را بیقین میدانیم کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم بعد زمان خود فتنۂ عجیب وصف فرمودہ و
خلافت آن ایام را خلافت و رحمت گفتہ و آن را
زمان عافیت فرمودہ و بعد ازاں از فتنۂ عظیمہ
انذار کردہ و آن را ملک عضوض خواندہ و زمان
بلا شمردہ و در زمان اول مردمان را ترغیب بجہاد
فرمودہ و بقتال تحت رایت امام وقت تاکید نمودہ
و در زمان ثانی بہ تکسیر قسی و قطع اوتار و دخول بیوت
از میان مردمان ارشاد فرمودہ چنانکہ بیقین می
دانیم کہ معراج البتہ بودہ است و عذاب قبر راست
بودنی است و دجال پیدا شدنی است و امام مہدی
خلیفہ خواہد بود و حضرت عیسیٰ نزول خواہد نمود
و ہمچنین و ہمان بیقین می دانیم کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم قتل حضرت عثمانؓ و آنچہ مترتب
است بر وی بیان کردہ و آن را زمان فتنہ اولی
نام نہادہ و این معنی از جہت قرائن بسیار بوضوح
پیوستہ تعیین زمان نمودہ اند کہ تدور رحی الاسلام
بخمس و ثلثین سنۃ و تعیین مکان فرمودہ کہ مشرق
مدینہ خواہد بود چنانکہ گفتہ الا ان الفتنۃ ھہنا
یطلع قرن الشیطان و صورت فتنہ بیان کردہ و فرمودہ
ان تقتلوا امامکم و تجتلدوا باسیافکم و یرث دنیاکم
شرارکم و سہ کس را نام بردہ اند کہ در زمان خیر متولی
خلافت خواہند بود صدیق اکبرؓ و عمر فاروقؓ
و ذی النورینؓ و در زمان فتنہ بحضرت مرتضیٰؓ
بیعت کنند لیکن خلافت او منتظم نشود
و قوم ہمہ برو مجتمع نشوند الی غیر
ذلک تا آنکہ برای العین دانستیم
کہ مراد ہمین حالت است

اُس کو دانتوں سے پکڑ لینا ۔ الحاصل ہم تو نماز، روزہ اور زکوٰۃ اور
حج کو یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم
کو اس کا امر فرمایا۔ اسی مرتبہ میں ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے بعد کی ایک خاص مدت کو
خیریت کے ساتھ موصوف فرمایا اور ان ایام کی خلافت کو خلافت اور
رحمت فرمایا اور اُس کو عافیت کا زمانہ شمار کیا اور اس کے بعد ایک
فتنۂ عظیمہ سے آپ ڈراتے ہیں اور اس کو آپ نے ملک عضوض فرمایا
اور بلا کا زمانہ شمار کیا۔ زمانۂ اول میں آپ نے لوگوں کو جہاد کی ترغیب
دی اور امام وقت کے جھنڈے کے نیچے قتال کی تاکید فرمائی اور زمانہ
ثانی کے بارے میں آپ نے کمانوں کو توڑ دینے اور چلّوں کو کاٹ ڈالنے اور لوگوں
کے درمیان سے دور رہنے کا ارشاد فرمایا۔ جیسا کہ ہم یقین کے ساتھ جانتے
ہیں کہ البتہ معراج ہوئی ہے اور عذاب قبر ضرور ہونے والا ہے اور اس کی
تصدیق کی اور دجال ظاہر ہونے والا ہے اور امام مہدی خلیفہ
ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اسی مرتبہ میں
ہم یقین کے ساتھ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی اور اس پر جو نتائج مترتب ہونے والے
تھے ان کی طرف اشارہ کردیا اور اس کا زمانہ فتنۂ اولیٰ نام رکھا اور
بہت سے قرائن سے یہ معنے واضح ہو چکے ہیں آپ نے تعیین زمانہ بھی
فرمادیا ہے کہ اسلام کی چکی پینتیس سال گھومے گی۔ اور مکان یعنی
جائے فتنہ کا تعیین بھی فرمادیا کہ وہ مدینہ کی مشرقی جانب ہوگا
جیسا کہ فرمایا کہ یاد رکھو کہ فتنہ وہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ
طلوع ہوتا ہے اور فتنہ کی صورت بھی بیان کردی کہ یہاں تک ہوگا
کہ تم اپنے امام کو قتل کر دوگے اور اپنی تلواریں چلاؤ گے اور تمہاری
دنیا کے وارث تمہارے بدکردار لوگ ہو جائیں گے اور تین شخصوں
کے آپ نے نام بھی لئے کہ یہ زمانۂ خیر میں متولیٔ خلافت ہوں گے۔
صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ اور ذی النورینؓ اور فتنہ کے زمانہ
میں لوگ حضرت مرتضیٰؓ سے بیعت کریں گے لیکن ان کی خلافت
منتظم نہ ہوگی اور قوم (کے سب لوگ) اس پر مجتمع نہ ہوں گے وغیرہ
ذلک یہاں تک کہ آنکھ سے دیکھ کر ہم نے جان لیا کہ آپ کی مراد یہی حالت ہے

به تشریف دست سلطان چوگان برد لیکن
بے گوی و روز میدان چوگان چه کار دارد»

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسبب فتح کم متزاید نشد بلکہ نبوت خود و اوصاف باطنیۂ خود که خدا تعالی آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم بآن مخصوص کرده ظاهر بود بلکه هرچند بدان فتوحات ظاهر شده روح پاک آنحضرت «انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک الله» الآیه روشن تر

سوال اگر گوئی این سخن در حرب جمل و صفین مسلم است زیرا که این حرکات چند منفعت تجزیه شد بلکه باعث اختلاف مسلمین و تفرقه جمعیت ایشان بروئے کار آمد لیکن در حرب نهروان جارحه سیف الٰہی بود است زیرا که آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حق آنجماعه فرموده لئن ادرکتهم لاقتلنهم قتل عاد۔

گوئیم اینجا تحقیق است شریف فرق است در آنکه شیوع اسلام و ایتلاف مسلمین و کوبیدن کفار و شکست ایشان روز بروز متزاید شود و در آنکه از میان مسلمین فرقه مارقه بسبب شبهه که از بعض احکام خلیفه ناشی شده است سر بر آرند و با مسلمانان بجنگند و خلیفه سعی در کوبیدن آنجماعه فرماید مثل اول آنست که طفلی را پرورش میدهند تا از مرتبه طفلی بسن تمیز رسد و از آن مرتبه بسن جوانی ترقی نماید و مثل ثانی مثل کسی است که برائے مصلحتے تیشه بر چوب می زد اتفاقا غلط کرده تیشه برپائے خود رسید درین حالت واجب شده بود که ترک شغل نجاری کند و باصلاح پائے خود مشغول گردد و درین بحث غلط نه کنی

سلطان کا ترجمہ: بادشاہ کے دست ذی شرف سے بلا اڑا دیا
لیکن بغیر گیند کے میدان کے دن بلا کیا کام کرے گا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صرف بسبب فتح کے زیادہ بلند تر نہیں ہوئے اپنی نبوت اور اپنے اوصاف باطنی میں جن کے ساتھ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مخصوص کیا تھا بلکہ جس قدر بھی فتوحات کا بدلہ (یعنی واقعہ) بڑھتا گیا «انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ» الآیہ کی روح زیادہ سے زیادہ روشن ہوتی چلی گئی

سوال اگر تم یہ کہو کہ یہ بات جنگ جمل و صفین میں تو مسلم ہے کیونکہ ان سے اصلاح نہ ہو سکی اور یہ ناشائستہ حرکات کچھ نہ ہوتیں بلکہ ساتھ باعث اختلاف مسلمین اور جمعیت کا فقدان ہی ظہور میں آیا۔ لیکن نہروان کی جنگ میں (جو ۳۸ھ میں خوارج سے ہوئی تھی) حضرت علی کا ہاتھ سیف الٰہی بنے تھے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت کے حق میں فرمایا ہے کہ اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاتا تو میں ان کو ضرور قتل کر دیتا مثل قتل قوم عاد کے کہ کسی کو باقی نہ چھوڑا جائے۔

ہم کہتے ہیں اس موقع پر ایک قابل قدر تحقیق ہے فرق ہے اس میں کہ اسلام کا شیوع اور مسلمانوں میں الفت و یگانگت باہمی اور سرکوبی کفار اور ان پر شکست کا وقوع روز بروز بڑھتا جائے اور اس میں کہ ایک فرقہ مارقہ بسبب ایک شبہ کے جو کہ خلیفہ کے بعض احکام سے پیدا ہوا سر اٹھائیں اور مسلمانوں کو لپٹ جائیں اور خلیفہ اس جماعت کی سرکوبی میں سعی کرے۔ پہلے کی مثال یہ ہے کہ ایک لڑکے کی پرورش کی جائے یہاں تک کہ وہ طفلی کے مرتبہ سے نکل کر تمیز کی عمر سے بڑھتا ہوا جوانی کی حد تک ترقی کرے۔ اور دوسری قسم کی مثال یہ ہے کہ ایک معمار یعنی کسی اعلیٰ قسم کی چیز کی تیاری کے لیے لکڑی پر بسولا مار رہا تھا کہ اتفاقاً غلطی کر گیا اور بسولا اس کے اپنے ہی پاؤں پر آ پڑا۔ اس حالت میں اس کے لیے یہ بات ضروری ہو گئی کہ شغل نجاری کو ترک کرے اور اپنے پاؤں کی اصلاح میں مشغول ہو جائے تم اس بحث میں مغالطہ نہ کھانا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

جیسا کہ ناظرین نے گزشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمایا "ازالۃ الخفاء" کے مقصد اول کی فصل ہشتم کا نصف آخر جو اس کے مقصد دوم پر مشتمل تھا اور جس میں "افضلیت شیخین" پر دلائل عقلیہ کا بیان تھا، مولانا احسن نانوتوی رحمہ اللہ کو نہ مل سکا جنہوں نے اس کتاب کا اردو ترجمہ بہت کوشش اور تلاش و جستجو کے بعد ۱۲۸۶ھ میں شائع فرمایا تھا۔ موصوف مرحوم نے خواہش ظاہر کی تھی کہ اگر کسی صاحب کو یہ حصہ مل جائے تو وہ کتاب میں اس کا اضافہ کر دیں۔

الحمد للہ کہ ان کی یہ خواہش اب سوا سو سال بعد پوری ہو رہی ہے۔ اور یہ حصہ اگلے صفحات میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس حصہ کی شمولیت سے یہ کتاب اب مکمل ہو گئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ گمشدہ حصہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ایک دوسری تصنیف "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" میں پورا کا پورا مل گیا۔ یہ کتاب کے مجتبائی ایڈیشن مطبوعہ ۱۳۱۰ھ کے صفحہ ۲۶ کے آخر سے صفحہ ۸۰ تک اور پھر صفحہ ۹۷ سے صفحہ ۱۰۰ تک پھیلا ہوا ہے۔

محققین جانتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ نے پہلے "قرۃ العینین" تصنیف کی اور پھر اسی کو بنیاد بنا کر "ازالۃ الخفاء" تصنیف فرمائی۔ اس طرح انہوں نے "ازالۃ الخفاء" میں "قرۃ العینین" کے تمام مضامین تنقیح اور تہذیب کے بعد شامل فرمالئے اور ان میں مزید اضافے کئے۔ یہی وجہ ہے کہ ازالۃ الخفاء قرۃ العینین سے حجم میں چار یا پانچ گنی ہو گئی ہے۔

غالب یہ ہے کہ "قرۃ العینین" کے ان صفحات کو تنقیح و نظر ثانی کے بعد شاہ ولی اللہ نے "ازالۃ الخفاء" میں شامل کر لیا تھا، مگر وہ صفحات ازالۃ الخفاء کے ان قلمی نسخوں میں سے ضائع ہو گئے جو مولانا احسن نانوتوی کو ملے، لہذا ان کی مطبوعہ "ازالۃ الخفاء" میں فصل ہشتم ناقص رہ گئی۔

۱۲۸۶ھ میں "ازالۃ الخفاء" کی طباعت کے وقت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ کو یہ حصہ اس لئے نہ مل سکا کہ اس وقت تک "قرۃ العینین" شائع نہیں ہوئی تھی، اور غالباً انہیں اس کا کوئی مخطوطہ بھی نہیں ملا۔ یا اگر ملا تو یہ حصہ ان کی نظر سے اوجھل رہ گیا۔

بہرحال اب "ازالۃ الخفاء" اپنی مکمل شکل میں پیش کی جا رہی ہے۔ "قدیمی کتب خانہ" بجا طور پر فخر کر سکتا ہے کہ اس نے شاہ ولی اللہ کی اس اہم تصنیف کا گمشدہ حصہ تلاش کر کے اس کو مکمل کیا اور عام قارئین و محققین کی اس تشنگی کو دور کیا جو ایک عرصے سے محسوس کر رہے تھے۔ ہمارے کرم فرما پروفیسر علی محسن صدیقی صاحب نے اس حصہ کا اردو ترجمہ بڑے خلوص اور دیدہ ریزی کے ساتھ کیا ہے اور مطبوعہ متن کی کتابت کی غلطیوں کو بھی درست کیا ہے۔ نیز آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے حوالے بھی شامل کئے ہیں اور بعض تشریحات بھی کی ہیں جس سے اس کی افادیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔

ہماری کوشش ہے کہ شاہ صاحب کی دیگر تصانیف کو بھی اسی طرح بہتر سے بہتر صورت میں پیش کرتے رہیں۔ وما توفیقی إلا باللہ۔

خادم العلم والعلماء
معراج محمد
قدیمی کتب خانہ۔ کراچی

"ازالۃ الخفا" کا گمشدہ حصہ

تتمہ فصل ہشتم

فصل ہشتم

کا

مقصد دوم

افضلیتِ شیخین رضؓ پر دلائلِ عقلیہ

تالیف: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحؒ

مترجم: پروفیسر علی محسن صدیقی صاحب

امور عقلا درک کنند مانند آنکہ گویند یاقوت افضل است از حجر و ذہب افضل است از نحاس و فرس افضل است از گاو، و در مطمح نظر عقلا در تفضیل یاقوت و ذہب تزیین است بآن و زینت ملوک در آن و غلاء ثمن آن، و اسپ جولان مانند بود تفضیل او بر متعلقہ آن بود که سواری ملوک و جہاد با اعدا و تزیین برکوب آن و ربح در تجارات آن و چون احسن و انفع بحسب رسوم و حاجات و صناعات مختلف است لاجرم فضل کلی را دو عدد پیدا شد فضل کلی بحسب عرف عام و بحسب عرف خاص۔

و فضل کلی بحسب عرف عام در ان اشیا باشد که ہمہ مردم بحسب جبلت در جمیع مردم احسن و انفع شمرند بسبب آنکہ آن صفات اکثر باشد در دل مردمان خصوصا ازکی فضل ایشان در ہر طبقہ باشند گندم بہ نسبت جو و ذہب بہ نسبت نحاس۔

و فضل کلی بحسب عرف خاص مختلف باشد بحسب حاجات و اغراض طبقات مردم مثلا افراد انسان در اصطلاح طبقہ کہ بتدبیر جنگ مشغول اند فضل کلی کسی را باشد کہ جمع رجال و نصب مکائد قتال و جبایت و تفریق اموال سیاست مدن در جمیع احوال احذق و اقدر باشد و در عرف طبقہ کہ باکتساب علم و علوم دینی آنہا مشغول اند فضل کلی کسی را باشد کہ احفظ و اقدر بر نشر علوم و تحریر و تقریر آن و در زمرۂ صناع فضل کلی کسی را باشد کہ آلات حرب و ادوات ارتفاق با حسن وجہ ساختہ و اگر فضیلتی در کسی بامری کہ غرض این طبقات بدان متعلق است ظاہر شود مانند براعت جمال یا شرف نسب، آن را فضل جزئی گویند و گاہی کسی مشغول بجنس

جن کے فائدے کا اکثر امور میں عقلمند لوگ ادراک کرتے ہیں، مثلاً یہ کہا جائے کہ یاقوت (عام) پتھر سے افضل ہے، سونا تانبے سے افضل ہے، گھوڑا بیل سے افضل ہے۔ صاحبان عقل یاقوت اور سونے کو اس لئے افضل کہتے ہیں کہ وہ (یاقوت اور سونا) ذریعۂ زینت، بادشاہوں کی رغبت اور اپنی بیش قیمتی کے سبب افضل ہیں۔ اور ایسے ہی دوسرے مقاصد بھی (اسی طرح) گھوڑے کو فضیلت دینے کے اسباب ہیں اس کا بادشاہوں کی سواری کے قابل ہونا، دشمنوں سے جہاد کرنا، اس پر سواری سے آرائش، تزئین اور تجارت میں اس سے نفع اندوزی ہے۔ اور چونکہ احسن و انفع ہونے کا معیار رسوم و احتیاجات و صنعتوں کے اعتبارات سے مختلف ہوتا ہے اسلئے ضروری ہے کہ فضل کلی کی دو قسمیں (دو قسمیں) پیدا ہو جائیں (اول) فضل کلی عرف عام کے لحاظ سے اور دوم عرف خاص کے اعتبار سے۔

عرف عام کے لحاظ سے فضل کلی ان اشیاء میں ہوگا جنہیں سبھی لوگ اپنی جبلت اور سرشت کے لحاظ سے احسن اور انفع سمجھتے ہیں کیونکہ وہ صفات لوگوں کے ہر طبقہ خصوصاً فاضل حضرات میں مستحسن ہوتی ہیں، مثلاً جو کے مقابلے میں گیہوں اور تانبے کی بہ نسبت سونے کی برتری و فضیلت۔

عرف خاص کے لحاظ سے فضل کلی جماعت و اقوام کی احتیاجات و اغراض کی مناسبت سے مختلف ہوتا ہے، مثال کے طور پر انسان کے افراد کو لیجئے تو اس گروہ کی اصطلاح میں جو جنگ کے انتظام و انصرام میں مشغول ہے فضل کلی اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو فوجوں کو اکٹھا کرنے، جنگ کے حیلوں کو قائم کرنے، محاصل نافذ کرنے، اموال کو تقسیم کرنے اور تمام حالات میں ملکی سیاست میں سب سے زیادہ ماہر اور سب سے زیادہ قدرت والا ہو۔ (اسی طرح) اس طبقہ کے عرف (رسم و رواج) میں جو علوم کی تحصیل اور ان کی تدریس میں مشغول ہے، فضل کلی اس کو حاصل ہوتا ہے جو علوم کے اکتساب اور انہیں تحریر و تقریر میں لانے میں سب سے زیادہ قوی الحافظہ اور صاحب قدرت ہو۔ (ایسے ہی) لوہاروں کے زمرے میں اسے فضل کلی ہوتا ہے جو جنگی اسلحے اور ہر صنعت کے اوزار بہت عمدہ طریقہ سے بنا سکتا ہے، اور اگر کسی شخص میں کوئی فضیلت کسی ایسے امر (وصف) میں ظاہر ہو جس سے ان طبقات کی اغراض وابستہ نہ ہوں مثلاً حسن و جمال یا شرافت نسب تو

بر دو فن در عرف ایشان مستخرج باشد او نیز دو فنی نما مانند خاندانی از سادات کہ نجابت و سیادت ہر دو معتبر باشد و مانند خاندانی از قریش کہ علم و نجابت ہر دو جمع باشد پس درمیان ایشان اگر شخصی علم و سیادت ندارد و نجابت کامل دارد او را فضل کلی بعرف ایشان توان داد و این مقدمہ از تفتیش استعمالات فرق را ہم واضح گردد۔

ایسے شخص کو دو فنی کہتے ہیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کچھ لوگ دو فن یا جزوں کی تحصیل میں مشغول ہوتے ہیں اور ان کا عرف ان دونوں فنوں سے یک گونہ مستخرج (حاصل) ہوتا ہے جیسے سادات کا خاندان کہ انہیں نجابت و سیادت کی دونوں ہی فضیلتیں حاصل ہیں یا مثلاً قریش کا کوئی فرد جسے علم اور نجابت دونوں ہی (اوصاف کی بدولت) فخر و شرف ملا ہو۔ تو اگر لوگوں میں سے کسی میں علم اور بزرگی نہ ہو مگر کامل نجابت (یعنی نسلی شرافت) ہو تو ایسے شخص کو ان کے عرف کے مطابق فضل کلی بخشا جا سکتا ہے اور یہ مقدمہ مصنف کلام اور دونوں کے استعمالات (کے طریقوں) کی تفتیش (و جستجو) سے واضح ہو جاتا ہے۔

مقدمہ ثالثہ: ہر گاہ اہل ملت کہ جامع باشند جہت محمودہ پیغامبری مبعوث من عند اللہ تعالیٰ بعلمی و کتابی جدید معتقد باشند کہ سعادت منحصر است در اتباع این پیغامبر و این پیغامبر از غیر خود افضل است چنانکہ در حدیث شریف آمدہ و احسن الہدی ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم و این پیغامبر افضل بشر است بلکہ افضل از ملائکہ نیز ہم فضل کلی استعمال کنند در علوم ملت خود و نیکو مقدمہ سابقہ مراد ایشان نباشد الا اشبہ بودن بہ پیغامبر در صفاتی کہ پیغامبر از جہت پیغامبری او ثابت است و تحمل عبار ترویج و نشر آن ملت و واسطہ بودن درمیان پیغامبر و امت او در ان علوم و تربیت کردن امت بر منہاج تربیت پیغامبر نظیر آنکہ در مذہب شافعی ابو اسحاق شیرازی و بعد از وی امام محمد غزالی و بعد از وی امام رافعی و بعد از وی امام نووی افضل اصحاب او شمرند ما لا یخفی علی متتبع مذہبہ و در مذہب حنفی امام ابو یوسف و امام محمد و بعد از ایشان طحاوی و کرخی و بعد از ایشان قدوری و برہان الدین مرغینانی و ابو البرکات نسفی افضل اصحاب ابی حنیفہ بودند و در طریق نقشبندیہ شیخ بہاء الدین عطار و بعد از ایشان خواجہ عبید اللہ احرار افضل اصحاب او شمرند الی غیر ذلک من الامثلۃ والنظائر بعلم

تیسرا مقدمہ: ایک مذہب ملت کے ماننے والے جنہوں نے اپنی ہمت کو ایک ایسے پیغمبر پر جمع کرلیا ہے جو اللہ کی جانب سے ایک خاص علم اور ایک جدید کتاب کے ساتھ مبعوث ہوا اور یہ کہ وہ لوگ اس بات کے معتقد ہیں کہ اسی پیغمبر کی پیروی میں سعادت و فلاح کا انحصار ہے اور یہ کہ یہ پیغمبر دوسروں سے فضیلت کی میزان میں اونچا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سب سے اچھی راہ ہدایت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ ہدایت ہے اور یہ کہ یہ پیغمبر تمام انسانوں بلکہ فرشتوں سے بھی افضل ہے۔ جب یہ لوگ اپنی ملت کے علوم (کے بارے) میں فضل کلی (کا لفظ) استعمال کرتے ہیں تو مقدمہ سابقہ کی بنا پر ان کا مقصد صرف اپنے پیغمبر سے ان صفات میں سب سے زیادہ مشابہ ہونا ہے جو پیغمبر ہونے کے سبب ان کے لئے ثابت ہیں اور اس ملت کی ترویج و اشاعت کی ذمہ داری سنبھالنا اور ان علوم میں پیغمبر اور ان کی امت کے درمیان واسطہ بننا ہے اور پیغمبر کے طریقہ پر اس امت کی تربیت کرنا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ امام شافعی کے مذہب میں ابو اسحاق شیرازی، ان کے بعد امام محمد غزالی، ان کے بعد امام رافعی اور ان کے بعد امام نووی کو ان (امام شافعی) کے اصحاب میں افضل سمجھتے ہیں اور یہ بات ان کے مذہب کے پیروؤں پر پوشیدہ نہیں ہے (اسی طرح) مذہب حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد اور ان کے بعد طحاوی، کرخی اور ان کے بعد قدوری و برہان الدین مرغینانی اور ابو البرکات نسفی (امام) ابو حنیفہ کے اصحاب میں سب سے افضل تھے (اسی طرح) طریقہ نقشبندیہ میں شیخ بہاء الدین عطار اور ان کے بعد خواجہ عبید اللہ احرار ان کے اصحاب میں سب سے افضل ہوئے

سوال: اگر گویند کہ خدا تعالیٰ می فرماید إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ پس معلوم میشود کہ افضلیت منوط بہ تقویٰ است کہ معاملہ بین العبد و بین اللہ باشد۔

جواب: گوئیم کہ تقویٰ عبارت از امتثال اوامر و اجتناب مناہی است و اوامر و مناہی در معاملہ بین العبد و اللہ منحصر نیست جہاد و امر بمعروف و نہی منکر از اوامر است و تعلیم علم نیز از اوامر است بسا اوقات کہ ذکر نفل و صلوٰۃ نفل و صدقہ نفل مفضول باشد نسبت بجہاد و مشغول شدن بامر تعلیم و امثال آن ع

ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مقامی دارد

و در حدیث شریف آمدہ عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بمجلسین فی مسجدہ فقال کلاہما علی خیر و احدہما افضل من صاحبہ اما ہؤلاء فیدعون اللہ و یرغبون الیہ فان شاء اعطاہم و ان شاء منعہم و اما ہؤلاء فیتعلمون الفقہ او العلم و یعلمون الجاہل فہم افضل و انما بعثت معلما ثم جلس فیہم رواہ الدارمی و تفضیل عالم بر عابد مشہور است و در آیۃ ان اکرمکم نیز بملاحظہ سیاق و شان نزول قصیدہ ہمی شود کہ بجاہ رفیع و نسب عالی و یا تمدن و ثروت و مثل آنہا کرم حاصل نمی شود حاصل این بحث آنست۔

سوال: اگر آپ یہ کہیں کہ اللہ نے فرمایا ہے إن أکرمکم عند اللہ اتقاکم (بیشک تم میں سب سے زیادہ عزت و مرتبہ والا وہ شخص ہے جو خدا کے نزدیک سب سے زیادہ متقی ہے) اور اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ فضیلت کا تعلق بندے اور اللہ کے مابین ایک خاص معاملہ سے ہے۔

جواب: ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ تقویٰ نام ہے اوامر کی فرمانبرداری اور نواہی سے اجتناب کا۔ اور اوامر و نواہی جس طرح صرف اللہ اور بندے کے مابین ہوتے ہیں محصور و محدود نہیں ہیں بلکہ مثلاً جہاد و امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی امر ہے۔ علم سکھانا بھی امر ہے بسا اوقات ذکر نفل نماز نفل اور صدقہ نفل جہاد اور نشر کے اشتغال اور ان جیسے دوسرے امور کی مشغولیت سے بدرجہا مفضول و فضیلت میں کم ہوتے ہیں۔ ہر سخن وقتی و ہر نکتہ مکانی دارد۔

ترجمہ: ہر بات کا ایک وقت اور ہر نکتہ کا ایک محل ہوتا ہے۔

حدیث شریف میں (حضرت) عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ (جناب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں لوگوں کے دو اجتماعات کے پاس سے گزرے اور یہ فرمایا کہ یہ دونوں ہی بھلائی اور نیکی پر ہیں لیکن ان میں ایک دوسرے سے افضل ہے۔ سو جو لوگ اللہ سے دعا کر رہے ہیں اور اس کی جانب مائل ہیں تو اگر اللہ نے چاہا تو ان کو ان کا مدعا عطا کرے گا اور اگر اس نے نہ چاہا تو نہ کرے گا۔ (دوسرے) لوگ جو فقہ یا علم کی تعلیم دے رہے اور جاہلوں کو سکھا رہے ہیں تو یہ (پچھلے لوگ) ان سے افضل ہیں بیشک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس کے بعد (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں میں بیٹھ گئے (اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا ہے۔) عالم کی عابد پر فضیلت تو ایک طے شدہ بات ہے۔ اور آیت إن اکرمکم عند اللہ اتقاکم کے سیاق و شان نزول کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جاہ بالغ (حسن منزلت) اور نسب عالی (اعلیٰ نسب) اور ایسی ہی دوسری باتوں کا اکرمیت (سب سے زیادہ با عزت و شریف ہونے) میں کوئی دخل نہیں ہے اور جاننا چاہئے کہ یہ مقال کا حاصل یہی ہے۔

مقدمہ رابعہ: تعیین صفاتی کہ بنا بر آنہا جہت نبوت حاصل شدہ۔

چوتھا مقدمہ: ان صفات کے تعین سے متعلق (جو) نبی کو نبوت کی وجہ سے حاصل ہو جاتی ہیں۔

باید دانست کہ کمال نبوت جمیع پیغمبران اولوالعزم

جاننا چاہئے کہ اولوالعزم پیغمبروں کی نبوت کا مقصد سب کی حق

در قوت نفس ناطقہ کہ قوت عاملہ و عاقلہ
است، پس خدا تعالیٰ پیغمبر را بتفضل و نعمت خود
بی سابقہ عمل در قوت عاقلہ او ترقی عطا میفرماید
کہ بسبب آن وحی از جانب غیب باو میرسد و جنت
و نار را مشاہدہ میفرماید و ملائکہ را بصور متناسبہ
و در وقائع در رؤیا صالحہ واقعات آئندہ را
بصور مثالیہ در می یابد و بسوی این جزو اشارت
واقع شدہ است در حدیث الرؤیا جزء من ستۃ
و اربعین جزءً من النبوۃ، و ہمچنین در قوت عاملہ او
مدد میدہد کہ بسبب آن سمت صالح نصیب او
میگردد و در رعایت آداب عبادات و تدبیر منزل
و سیاست مدنیہ بطوری کہ از ان خوبتر متصور نشود اہتمام
میفرماید و خلق شجاعت و سیاست و عدالت و کفایت
و شناختن مصلحت ہر وقتی را اعطا میکند، و بسوی
این جزو اشارت واقع شدہ در حدیث السمت
الصالح جزء من خمسۃ وعشرین جزءً
من اجزاء النبوۃ۔

اگر میخواہی کہ خواص نبی را بفہمی فرض کن کہ چہار
شخص را در یک تن جمع کردہ اند و نام آن مجموع
را نبی گذاشتہ، بادشاہی کہ صاحب حکمت عملی
است و انسان مدنی میگویند یعنی انسانی کہ ظل نفس
ناطقہ او بر دیگران می افتد و بسبب آن ظل الفت
و انتظام در میان افراد بشر واقع میشود و ہر یکے
بر حسب محوّلہ خود ترتیب مناسب عادت میگیرد
و ان انواع اہل قلم و اہل جہاد و مدبران مجلس و سیاست
کنندگان در بلاد و مزارعان و تجار و غیر ایشان
پس اگر اجتماع و ترتیب در میان این فرق متحقق
نباشد بسبب ظل نفس ناطقہ او کہ بر ایشان می افتد

جو کہ قوتِ عاملہ اور قوتِ عاقلہ ہیں، نبی تمام انسانوں سے ممتاز و نمایاں
ہوتا ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و نعمت سے کسی پہلے عمل کے بغیر
پیغمبر کی قوتِ عاقلہ میں اضافہ کر دیا ہے، کہ اسی کے سبب سے غیب
سے وحی اس تک پہنچتی ہے، وہ جنت و دوزخ کا مشاہدہ کرتا
ہے، فرشتوں کو ان کی اپنی صورتوں میں دیکھتا ہے اور واقعات و
رؤیائے صالحہ میں آئندہ پیش آنے والے واقعات کو مثالی صورتوں
میں پا لیتا ہے۔ اسی بات کی جانب اس حدیث میں اشارہ ہوا ہے
کہ رؤیا (خواب) نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزء ہے
اسی طرح (اللہ تعالیٰ نبی کی) قوتِ عاملہ کو مدد دیتا ہے جس کی وجہ
سے اس کو سمتِ صالح[1] نصیب ہوتی ہے اور وہ عبادات، تدبیر منزل
و سیاستِ مدنیہ کے آداب کو ملحوظ رکھنے میں ایسا اہتمام کرتا
ہے کہ اس سے بہتر تصور میں نہیں آسکتا (اسی طرح اللہ) اسے
شجاعت، سیاست، عدالت، کفایت کی صفات اور مصلحت
وقت کو سمجھنے کی صلاحیت عطا کرتا ہے۔ اسی جزو کی جانب اس
حدیث میں اشارہ ہوا ہے "سمتِ صالح نبوت کے پچیس اجزاء
میں سے ایک جزو ہے"۔

اگر تم نبی کی خصوصیات کو سمجھنا چاہتے ہو تو یہ فرض کر لو کہ ایک جسم میں
چار اشخاص کو جمع کر دیا گیا ہے اور اس مجموعہ کا نام نبی رکھ دیا گیا ہے
(ان میں پہلا شخص) ایک بادشاہ ہے جسے حکمتِ عملی (سیاسیات)
کے عالم یعنی انسانِ مدنی کہتے ہیں۔ یعنی ایک ایسا انسان جس کے نفس
ناطقہ کا سایہ (ظل) لوگوں پر پڑتا ہے اور اس سائے (ظل) کی وجہ سے
سب لوگوں بالخصوص اہلِ قلم کاروں، شمشیر زنوں، فوجی سپہ سالاروں، شہروں کا
انتظام کرنے والوں، کاشتکاروں اور تاجروں وغیرہ کے درمیان
ایک طرح کا ربط و نظم پیدا ہو جاتا ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی
صلاحیتوں اور ذوق کے مطابق تربیت حاصل کرتا ہے۔ سو اگر ان لوگوں
میں جمعیت و ترتیب پہلے سے موجود نہیں ہوتی تو اب اس بادشاہ
کے نفس ناطقہ کے سایہ (ظل) کی وجہ سے جو اس کے اقوال و افعال

[1] سمت صالح یعنی نبی کی بہترین ہیئت، صفت اور سیرت۔ منہ

أنتم تتمون سبعين أمة أنتم خيرها وأكرمها على الله. أخرجه الترمذي

تم لوگ ستر امتوں کا تکملہ و تتمہ ہو اور تم اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر اور سب سے مکرم ہو۔ (ترمذی)

وعن ابن عباس في قوله عز وجل كنتم خير أمة أخرجت للناس قال هم الذين هاجروا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم من مكة إلى المدينة. أخرجه الحاكم

حضرت عبداللہ بن عباس رض نے اس آیت قرآنی (کنتم الخ) کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی۔ (مستدرک حاکم)

وقال الله تعالى وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الأرض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم أمنا يعبدونني لا يشركون بي شيئا ومن كفر بعد ذلك فأولئك هم الفاسقون

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان سے اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں اسی طرح زمین میں اپنا نائب و خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے ان سے اگلوں کو خلیفہ و نائب بنایا تھا اور جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو ان کے لئے جما کر رہے گا۔ اور خوف و خطر جو ان کو لاحق ہے اس کے بعد عنقریب ان کو اس کے بدلے میں امن دے گا کہ ہماری عبادت کیا کریں گے اور کسی کو ہمارا شریک نہ گردانیں گے اور جو اس (تمام احسانات) کے بعد بھی ناشکری کرے تو ایسے ہی لوگ بدکار اور فاسق ہیں" (النور ۵۵)

عن أبي بن كعب قال لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه المدينة وآوتهم الأنصار رمتهم العرب عن قوس واحدة وكانوا لا يبيتون إلا بالسلاح ولا يصبحون إلا فيه. فقالوا ترون أنا نعيش حتى نبيت آمنين مطمئنين لا نخاف إلا الله فنزلت وعد الله الذين آمنوا منكم الآية. أخرجه الحاكم

حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مدینہ آئے اور انصار نے انہیں پناہ دی اور تمام عرب نے انہیں ایک کمان سے مارا (سارا عرب ان کا دشمن ہو گیا) تو وہ لوگ رات کو ہتھیار لگا کر سوتے تھے اور جب صبح کو اٹھتے تو ہتھیار بند رہتے تھے۔ سو انہوں نے کہا کیا ہم اس وقت تک جئیں گے کہ رات کو سلامتی و سکون کے ساتھ سو سکیں اور اللہ کے سوا کسی اور کا خوف نہ ہو۔ تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مستدرک حاکم)

وعن أبي عروة قال كنا عند مالك بن أنس فذكروا رجلا ينتقص أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال مالك من أصبح من الناس في قلبه غيظ على أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقد أصابته هذه

ابو عروہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حضرت مالک بن انس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، لوگوں نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی برائی کرتا تھا، اس پر حضرت مالک بن انس رح نے فرمایا: "جس شخص کے دل میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت ہو گی تو اس پر آیت (وعد الله الذين الآية) کی مار پڑے گی۔ (واحدی)

او است، و عدم قبول او بجہت موافقت ملت و مخالفت آن باشد یا اصابت رای و نظافت الفہم بلکہ مشابہ گرداند رای او مرآۃ ارادہ الٰہی افتادہ می‌بیند. می اندیشد از کمن غیب بر حسب اندیشہ او ظاہر می‌شود، چنانکہ حضرت مرتضیٰ فرمود ان عمر کان رشید الامر و فرمود تابوت عمر بہتر از سیف ما است۔

رد کرتا ہے تو اس بنا پر کہ وہ مذہب کے مخالف ہے اور کسی بات کو قبول کرتا ہے تو اس بنا پر کہ وہ مذہب کے موافق ہے۔ یا اس کی رائے کی درستگی اور اس کی عقل و فہم ایسی ہوتی ہے کہ گویا اس کی رائے خواہ و مشیت الٰہی کا آئینہ ہے وہ جو کچھ سوچتا ہے پردۂ غیب سے اس کی سوچ کے مطابق ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علی مرتضیٰ کا قول ہے کہ حضرت عمر صائب الرائے تھے۔ (حضرت علی نے) یہ بھی فرمایا کہ حضرت عمر کا تابوت ہماری تلوار سے بہتر ہے۔

وجہ ثانی آنکہ تربیت کند جمیع اصحاب خود را بتاثیر صحبت و ہر یکی را امر معروف کند بر طبق بقدر آن حالت او و مواعظ و خطب بلیغ او موثر ترین کلمات باشد در نفوس و کرامات عجیبہ و خوارق غریبہ از وی مشاہدہ افتد۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ شخص اپنی تاثیر صحبت سے اپنے تمام اصحاب کی تربیت کرے۔ اور ہر شخص کو اس کے حال کے مطابق عمل کا حکم دے۔ اس کے بلیغ مواعظ اور خطبے کا لوگوں کے نفوس میں سب سے زیادہ اثر ہو اور عجیب و غریب کرامتیں اور حیرت انگیز خوارق اس سے ظہور میں آئیں۔

اما تشیید دعوت بجہاد یا بغیر آن و تحمل اعباء دعوت پس وجہ آن تواند بود کہ مرد جلیل القدر در نظر مردمان محترم باشد و مردمان در حل و عقد خویش حساب میگرفتہ باشند و داعی از ہر جانب جماعتی موتلف باشند باقصی ہمت در اسلام معتقد و راسخ زندہ بمجرد دخول او در اسلام جمعے در اسلام در آیند و بمجرد دخول او عزت اسلام ظاہر شود و در نظر مردمان ظاہر گردد کہ این ملت را ظہوری شدنی است و دست متعصبان از تطاول این ملت بسبب قیام او بستہ گردد و توقع غلبہ از خاطر ایشان بسبب رسوخ قدم او زائل باشد، باز چون جہاد در میان آید ہمو متعین لوای قتال باشد و در حل و عقد و جمع رجال و نصب قتال او مشورت او در پذیرائی تمام باشد پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

دعوت و تبلیغ (اسلامیہ) کی ذمہ داری اٹھانے میں اس شخص کا رکن ہونا تشبہ اس طور سے ہو سکتا ہے کہ ایسا جلیل القدر شخص جو لوگوں کی نظر میں لائق احترام ہو اور لوگ اس سے اپنے امور کے سلجھانے اور مسائل حل کرانے میں اسی طرف رجوع کرتے ہوں اور ہر طرف سے ایک گروہ اس کے ساتھ وابستہ ہو وہ شخص (اپنی انتہائی یا مردی (دولتمندی) سے صدق دل سے اسلام قبول کرے اور اس کے اسلام میں داخل ہوتے ہی بہت سے لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہو جائیں اور اس کے دائرہ اسلام میں آتے کے ساتھ ہی اسلام کو غلبہ ہو اور یہ بات لوگوں کی نظر میں بالکل واضح ہو جائے کہ یہ مذہب غالب ہو کر رہے گا اور اس کے کھڑے ہو جانے کی وجہ سے دشمنوں کے ہاتھ اس ملت پر ظلم کرنے سے رک جائیں۔ اور اس شخص کے اسلام میں ثبات و استقلال کے باعث دشمنوں کے دلوں سے اپنے غلبہ کی امید جاتی رہے۔ پھر جب جہاد درمیان آئے تو ہر معرکہ میں اس کا دخل ہو (امور کے) حل و عقد لوگوں کو اکٹھا کرنے قتال برپا کرنے میں اس کا دخل ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اس کے مشورے کو پوری پذیرائی حاصل ہو۔

واما تشبہ او با پیغمبر در نشر علوم پس آن تواند بود کہ تصرف کند در علوم مرویہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارشاد در طرق روایت و تحمل ناس بہ تعلیم علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، و اگر در مسئلہ اقوال

علوم کی اشاعت میں اس کا پیغمبر کے ساتھ تشبہ یوں ہو سکتا ہے کہ وہ روایت کے طریقوں کی جانب صحیح رہنمائی کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی تعلیم پر لوگوں کو آمادہ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی علوم میں تصرف کرے۔ اور اگر کسی مسئلہ میں دلیل

روایات مختلف شوند خروج نماید از مضیق اختلاف بقضاء و اجماع و زینت دہد طریق اجتہاد را و سد کند طرق تحریف را با جملہ احکام تمامیہ اخذ علم از پیغامبر و الہام باشد در این وزہ دو واسطہ باشد درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و امت او در اخذ علوم۔

کے اقوال مختلف ہوں تو وہ اختلاف کی تنگی سے قضاء (فیصلہ) اور اجماع کے ذریعہ نکل جائے۔ اجتہاد کے راستے کی طرف صحیح رہنمائی کرے اور تحریف کے راستے کو بند کر دے، الغرض تمام احکام میں پیغمبر سے علم حاصل کرے اس راستہ کا امام ہو اور علوم کی تحصیل اخذ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کے درمیان واسطہ و ذریعہ ہو۔

فائدہ:۔ در حدیث متواتر آمدہ است خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم (الحدیث) و سر در تفضیل صحابہ بر ہر کہ بعد از ایشان آمد از امت آنست کہ ایشان واسطہ اند میان پیغامبر و این جماعت متاخرہ و از جہت غلبہ اسلام بواسطہ ایشان و رسیدن علم غیب بایشان بقدر گنجائی امیہ کہ ہر منت مشابہت دارد بدیواری کہ ہر خشت فوقانی متفرع است بر خشت تحتانی و در واسطہ استقامت و دوام است تا آنکہ کار باساس بپیوندد ہمچنیں ہر قرن متاخر مستمد منت پذیر قرن متقدم است در شرائع اسلام و علوم و ہدایت و شرح تا آنکہ امر منتہی گردد بصاحب شرع کہ از جانب خدا تعالی شرع را بلا واسطہ آورد ہمی بینی کہ امروز کافری چون مسلمان شود چہ قدر حرکات عنیفہ می باید کرد کہ از میان اہل کفر و رسم کفر برآمدہ از اہل اسلام یاد گیرد و در آن متحقق گردد خدا تعالی رحمت تامہ نازل کند بر پدر و مادر ما و اجداد و اساتذہ و مشائخ ما کہ در حجر تربیت خود ما را پرورش نمودند و اول کلمہ کہ بما رسانیدند کلمہ اسلام بود و اول رسمی کہ بما نمودند رسم اسلام بود آن محنت دشوار از سر ما بر داشتند رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا در حق دیگر اولی و اتم

فائدہ:۔ حدیث متواتر میں آیا ہے کہ سب سے اچھا قرن (زمانہ) میرا قرن ہے پھر ان لوگوں کا جو میرے بعد آئیں گے الی آخر الحدیث۔ اپنے بعد آنے والے تمام لوگوں سے صحابہ کرام کے افضل ہونے کا راز یہ ہے کہ وہ پیغمبر اور بعد میں آنے والی جماعت کے درمیان ایک واسطہ و ذریعہ ہیں اور یہ کہ انہیں کے ذریعہ اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، اور یہ کہ انہیں کی بدولت علم (بعد میں آنے والوں تک) پہنچا۔ اگر سمجھ سکتے ہو تو سمجھ لو کہ ملت کے امور و معاملات دیوار سے پوری مشابہت رکھتے ہیں جس کی ہر اوپر والی اینٹ نچلی اینٹ پر ٹکی ہوتی ہے اور وہی اس کی پائداری کا سبب ہے اور اس کا سلسلہ بنیاد تک پہنچتا ہے۔ بالکل اسی طرح اسلامی شریعت، علوم، ہدایت میں ہر متاخر قرن (بعد میں آنے والا زمانہ) اپنے متقدم قرن (اگلے زمانہ) عصر سے مدد حاصل کرتا ہے اور اس کا احسان مند ہوتا ہے تا آنکہ یہ بات صاحب شریعت پر جو اللہ تعالی کی جانب سے شریعت کو کسی واسطہ و ذریعہ کے بغیر لاتا ہے آکر ختم ہو جاتی ہے۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ آج اگر کوئی کافر مسلمان ہوتا ہے تو اسے کتنی پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں اور اسے اہل کفر اور کفری رسم سے نکل کر اہل اسلام (کی رسوم و عادات کو) یاد کرنے اور ان کا عادی ہونے میں کس قدر سخت محنت و مشقت، پریشانی پڑتی ہے۔ خدا تعالی ہمارے ماں باپ دادا، اساتذہ و مشائخ پر پوری رحمت نازل کرے کہ انہوں نے ہمیں اپنی آغوش تربیت میں پالا اور ہم تک جو پہلی بات انہوں نے پہنچائی وہ کلمہ اسلام تھی اور پہلی رسم جو انہوں نے ہمیں سکھائی ہے اسلام کی رسم تھی اور انہوں نے اس زحمت و مشقت کو ہمارے سر سے دور دفع کیا اے میرے پالنے والے میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا

(زان نصیب اصول ایشان گردانا و کرا ایشان را مجتمع
در یکجا نمود و ترتیب کرده (اند) این مونت خلاص
گردانید مدد کجین تا آنکہ صلوات نامرد و تحیات
کاملہ تحفہ جناب عالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
گردد و بعدد ہر مسلمانی کہ یابی ملت متقریرہ منند
گردید علماً و عملاً این یقین باید دانست این چنین
منت را برجان خود باید نہاد تا بر آبائی ظاہری
و باطنی کردہ باشیم و از عقوق ایشاں دور شویم
والحمد للہ رب العالمین ؎

مقدمۂ سادسہ بیان تحقق این خصال در شیخین بوجہ کمال.

دا تحقق بودن بعث پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم
بعث ایشاں را ز ملاء از جانب غیب با ایں معنی
لیس بفصل وازاں در مسلک اول تقریر کردہ شد
وازیں باب است قصہ اسقف عن الاقرع
مؤذن عمر بن الخطاب قال بعثنی عمر بن
الخطاب الی اسقف فدعوتہ فقال لہ
عمر هل تجدنی فی الکتاب قال نعم قال
کیف تجدنی قال اجدک قرنا قال فرفع
علیہ الدرۃ فقال قرن مہ قال قرن
حدید امین شدید فقال کیف تجد
الذی یجیئ بعدی قال اجدہ خلیفۃ
صالحا غیر انہ یؤثر قرابتہ قال عمر
یرحم اللہ عثمان ثلثا قال کیف تجد
الذی بعدہ قال اجدہ صدأ حدید
قال فوضع عمر یدہ علی رأسہ فقال
یا دفراہ فقال یا امیر المؤمنین انہ خلیفۃ
صالح ولکنہ یستخلف حین یستخلف
والسیف مسلول والدم مہراق قال

بعد اس سے بھی زیادہ بھرپور اور پوری رحمت ان (والدین) کے اصول
(آباؤ اجداد) پر نازل فرما کہ انہیں ان لوگوں سے بھی اسی طرح اپنی آغوش
میں پالا ہے اور شفقت و مہربانی سے نجات دلائی ہے۔ اور
اسی طرح رحمت فرما تا آنکہ مکمل درود و کامل سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بارگاہ عالی میں ان سب ماؤں کی تعداد کے برابر جو اس مذہب (اسلامیہ)
سے علم و عمل کی شکل میں حضرت کی طرف بطور تحفہ بھیجے۔ علم و عمل کی رو سے ایسا ہی جاننا
چاہئے اور ایسے ہی احسان اپنی جان پر رکھنا چاہئے تاکہ اپنے ظاہری
باطنی آباء کے حق میں دعا کریں اور ان کی نافرمانی سے دور رہیں۔ اور ساری
تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو اہل عالم کا پالنے والا ہے ؎

چھٹا مقدمہ۔ ان فضائل (یا اوصاف) کے شیخین میں بدرجۂ کمال پائے جانے کا بیان۔

(یا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت میں ان (شیخین) کی بعثت کا داخل
شامل ہونا اور اس مفہوم کی غیب سے اطلاع دینا تو اس سے متعلق مسلک اول
میں ایک فصل تحریر کی جا چکی ہے۔ اور اسقف (عیسائی پادری) والے قصہ
بھی اسی باب سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب کے مؤذن اقرع کا
بیان ہے کہ مجھے (حضرت) عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے اسقف
(راہب) کے پاس بھیجا سو میں اسے بلا لایا۔ اس سے حضرت عمر نے پوچھا کہ
تمہاری کتاب میں میرا ذکر ہے؟ اسقف (راہب) نے جواب دیا ہاں ہے۔
حضرت عمر نے فرمایا میرا ذکر کس طور سے ہے؟ اسقف نے کہا آپ کا
ذکر ایک قرن (قلعہ) کے طور پر ہے۔ اس پر حضرت عمر نے ان پر درہ اٹھا
لیا اور فرمایا کیسا قلعہ (قرن)؟ اسقف (راہب) نے جواب دیا کہ لوہے کا
قلعہ ایک سخت امین۔ پھر حضرت عمر نے دریافت فرمایا کہ جو (خلیفہ) میرے
بعد آئے گا اس کا ذکر تمہاری کتاب میں کس طرح ہے؟ اسقف (راہب)
نے کہا وہ ایک صالح خلیفہ ہوں گے مگر وہ اپنے کنبے والوں (قرابت داروں) کو حکومت
کے عہدے دیں گے۔ اس پر حضرت عمر نے تین بار فرمایا کہ اللہ عثمان پر رحم کرے
پھر پوچھا جو خلیفہ ان (عثمان) کے بعد آئے گا وہ کیسا ہوگا؟ اسقف
(راہب) نے کہا وہ ہمیشہ زرہ پوش و مسلح رہے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر
حضرت عمر نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کیسی مصیبت ہے (ہائے افسوس) اس پر
اسقف (راہب) بولا اے امیر المؤمنین وہ ایک صالح خلیفہ ہونگے مگر جب

ابو داؤد والذي فرقه المتن اخرجه ابو داؤد في بعض النسخ.

واز ان باب است رؤيای عوف بن مالك عن عوف بن مالك الاشجعي انه رأى في المنام كان الناس جمعوا واذا فيهم رجل فرعهم فهو فوقهم بثلث اذرع قال فقلت من هذا قال عمر قلت لم قالوا لان فيه ثلث خصال لانه لا يخاف في الله لومة لائم وانه خليفة مستخلف وشهيد مستشهد قال فاتى ابا بكر فقصها عليه فارسل الى عمر فدعاه ليبشره قال فجاء عمر قال فقال لي ابو بكر اقصص رؤياك قال فلما بلغت خليفة مستخلف زبرني عمر فانتهرني وقال اسكت تقول هذا وابو بكر حي قال فلما كان بعد ان ولي عمر مررت بالشام وهو على المنبر قال فدعاني وقال اقصص رؤياك فقصصتها فلما قلت انه لا يخاف في الله لومة لائم قال اني لارجو ان يجعلني الله منهم قال فلما قلت خليفة مستخلف قال قد استخلفني الله فسئله ان يعينني على ما ولاني فلما ان ذكرت شهيد مستشهد قال انى لي بالشهادة وانا بين اظهركم تغزون ولا اغزو ثم قال بلى يأت الله بها ان شاء الله اخرجه ابو عمر في الاستيعاب.

انہیں خلافت ملے گی اس وقت تم لوگ انہیں ہی ہو گے جو بن رہے ہو، ہنگامہ خونریزی اور جنگ کا بازار گرم ہوگا۔ ابو داؤد کا بیان ہے کہ دفرقہ بدلیکو کہتے ہیں۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے اپنے بعض نسخوں میں روایت کیا ہے۔

عوف بن مالک کا خواب بھی اسی سلسلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ عوف بن مالک اشجعی سے مروی ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا گویا لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں انہیں میں ایک شخص ایسا ہے جو بڑا ہے۔ دیکھنے میں ان سب سے تین ہاتھ اونچا ہے عوف نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ جواب ملا کہ یہ عمر ہیں۔ (راوی کا بیان ہے کہ) میں نے پھر دریافت کیا کہ یہ تین ہاتھ اونچے کیوں ہیں؟ لوگوں نے جواب میں کہا یہ اسلئے کہ ان میں تین اوصاف ہیں (اول یہ) کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے (دوم یہ کہ) وہ ایسے خلیفہ ہیں جنہیں خلیفہ سابق نے اپنا جانشین مقرر کیا ہے اور (سوم یہ کہ) وہ شہید مستشہد ہیں۔ عوف کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر کے پاس جا کر یہ خواب انہیں سنایا۔ اس پر (حضرت ابوبکر نے) حضرت عمر کو بشارت دینے کی غرض سے بلوا بھیجا جب حضرت عمر آئے تو حضرت ابوبکر نے راوی سے فرمایا کہ اپنا خواب بیان کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ جب میں "خلیفہ مستخلف" پر پہنچا تو حضرت عمر نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ خاموش رہو تم یہ بات ابوبکر کی زندگی میں کہتے ہو۔ راوی نے مزید کہا کہ جب حضرت عمر منصب خلافت پر فائز ہو گئے تو میں ملک شام سے گزرا وہاں وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بلا کر خواب والی بات بیان کرنے کو کہا میں نے اسے بیان کیا جب میں اس بات پر پہنچا کہ وہ اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے تو حضرت عمر نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ مجھے ایسے ہی لوگوں میں شامل کریگا۔ راوی نے جب "خلیفہ مستخلف" کہا تو فرمایا اللہ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اللہ سے دعا کرو کہ جس منصب پر اس نے مجھے فائز کیا ہے اس میں میری مدد فرمائے۔ راوی نے کہا کہ جب میں نے "شہید مستشہد" کہا تو حضرت عمر نے فرمایا مجھے شہادت کیسے نصیب ہوگی کیونکہ میں تو تم لوگوں کے درمیان ہوں تم لوگ جہاد کرتے ہو اور میں جہاد نہیں کر رہا۔ پھر فرمایا کہ اگر اللہ کی مشیت یہی ہے تو اس (شہادت) کو بھی لے آئے گا۔ استیعاب میں اس روایت کو ابو عمر نے نقل کیا ہے۔

واما تشبیہ شیخین بحضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم در جزو عقل نفس ناطقہ آں دو طریقہ کہ بیان کردیم ہیں شواہد بسیار دارد، از انجملہ حدیث ابی درداء قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدقت وواسانی بنفسہ ومالہ فہل انتم تارکوا لی صاحبی مرتین فما اوذی بعدہا اخرجہ البخاری۔

وحدیث عائشۃ قالت لما اسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی اصبح یحدث الناس بذلک فارتد ناس ممن کان آمنوا بہ وصدقوہ وسعوا بذلک الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فقالوا ہل لک الی صاحبک یزعم انہ اسری بہ اللیلۃ الی بیت المقدس قال او قال ذلک لقد صدق قالوا او تصدقہ انہ ذہب اللیلۃ الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقہ فیما ہو ابعد من ذلک اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ او روحۃ فلذلک سمی ابوبکر الصدیق اخرجہ الحاکم۔

قال ابو عمر سمی الصدیق لبدارہ الی تصدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی کل ما جاء بہ وقیل بل قیل لہ الصدیق لتصدیقہ فی خبر الاسراء وفی حدیث التخییر قال علی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اب رہا شیخین کا جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفس ناطقہ کے جزو عقل میں ان دو طریقوں سے تشبیہ جنہیں ہم نے بیان کیا ہے، تو (تشبیہ) کے شواہد بہت سے ہیں۔ انہیں میں حضرت ابو درداء کی حدیث ہے، انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے تم لوگوں کی طرف مبعوث کیا تو تم نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو جبکہ ابوبکر نے کہا کہ آپ سچے ہیں۔ انہوں نے اپنی ذات اور اپنے مال سے میری غمخواری کی تو کیا تم لوگ میری خاطر میرے ساتھی کو چھوڑ دو گے، یہ بات (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) دو بار کہی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر کو کوئی اذیت نہ دی گئی۔ یہ حدیث بخاری نے بیان کی ہے۔

(اسی سلسلہ کی) حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں مسجد اقصیٰ تک تشریف لے گئے تو آپ نے صبح کے وقت لوگوں سے اس واقعہ کو بیان کیا (اس پر) کچھ لوگ جو آپ پر ایمان لا چکے اور آپ کی تصدیق کر چکے تھے دین سے پھر گئے (مرتد ہو گئے) اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا کیا آپ نے سنا کہ آپ کے ساتھی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کہتے ہیں کہ انہیں رات کے وقت بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا اگر انہوں نے یہ کہا ہے تو سچ کہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ابوبکر یہ کہتے ہیں کہ ہم اس بات پر ان کی تصدیق کیجئے کہ وہ رات کو بیت المقدس گئے اور صبح سے پہلے وہاں سے واپس آ گئے۔ حضرت ابوبکر نے کہا ہاں! میں تو ان باتوں میں بھی ان کی تصدیق کرتا چلا آیا ہوں (واقعہ اسراء) سے کہیں زیادہ بعید از قیاس ہیں۔ صبح و شام آسمان (غیب) کی خبریں دیتے رہے ہیں ان کی تصدیق کرتا چلا آیا (کا بیان ہے کہ) حضرت ابوبکر کو اسی وجہ سے صدیق کا لقب ملا۔ یہ روایت حاکم نے بیان کی۔

ابو عمر کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر کو صدیق اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام باتوں کی جو آپ نے پیش کیں فوراً سب سے پہلے تصدیق کی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہیں اس لئے صدیق کا نام دیا گیا کہ انہوں نے اسراء (معراج) کی خبر کی تصدیق کی تھی۔ حدیث تخییر کے ضمن میں حضرت علی نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخیر تھے اور ابوبکر

هو المخير فكان ابو بكر اعلمنا به. وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعوا لي صاحبي فانكم قلتم لي كذبت وقال لي صدقت وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم في كلام البقرة والذئب آمنت به انا وابو بكر وعمر وما هما ثَمَّ علماً منه بما كان عليه من اليقين والايمان انتهى قول ابي عمر۔

اس کے بارے میں ہم سب سے زیادہ جانتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے ساتھی (دوست) کو میری خاطر چھوڑ دو کیونکہ تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر نے میری تصدیق کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے اور بھیڑیے کی بات کے متعلق فرمایا "اس پر میں اور ابوبکر و عمر ایمان لائے۔ حالانکہ وہ دونوں وہاں موجود نہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمر کے یقین اور ایمان سے واقفیت کی بناء پر ان کی طرف سے تصدیق فرمائی۔ ابوعمر کا قول ختم ہوا۔

وعن ابي سعيد الخدري ان رسول الله صلى الله عليه وسلم جلس على المنبر فقال ان عبداً خيره الله بين ان يؤتيه من زهرة الدنيا ما شاء وبين ما عنده فاختار ما عنده فقال ابو بكر فديناك يا رسول الله بآبائنا وامهاتنا قال فعجبنا فقال الناس انظروا الى هذا الشيخ يخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عبد خيره الله بين ان يؤتيه من زهرة الدنيا ما شاء وبين ما عند الله وهو يقول فديناك بآبائنا وامهاتنا فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم هو المخير وكان ابو بكر هو اعلمنا به فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان من امنّ الناس علي في صحبته وماله ابو بكر ولو كنت متخذاً خليلاً لاتخذت ابا بكر خليلاً ولكن اخوة الاسلام لا يبقين في المسجد خوخة الا خوخة ابي بكر اخرجه الترمذي والشيخين

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ایک بندہ کو اللہ نے اس بات میں اختیار دیا کہ خواہ دنیا کی نعمت جتنی وہ چاہے اللہ اسے دیدے یا جو اللہ کے ہاں ہے (آخرت میں) وہ لے لے۔ سو اس بندے نے وہ پسند کیا جو اللہ کے ہاں ہے" یہ سنکر حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس پر ہمیں تعجب ہوا اور لوگوں نے کہا کہ ذرا اس بڑے میاں کو تو دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے بندے کے بارے میں خبر دے رہے ہیں جسے اللہ نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا کی نعمتیں جتنی چاہے لے لے یا وہ پسند کرلے جو اللہ کے ہاں ہے" اور یہ کہتے ہیں کہ "ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں"۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخیر تھے (انہیں اختیار دیا گیا تھا کہ وہ دنیا اور اللہ میں سے ایک کو پسند کرلیں) اور حضرت ابوبکر کو اس بات کا سب سے زیادہ علم تھا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی دوستی (محبت) اور مال کے متعلق لوگوں میں سب سے زیادہ ابوبکر کا مجھ پر احسان ہے۔ اور اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ضرور ابوبکر کو دوست بناتا لیکن (اخوت تو اسلام کی ہے) مسجد میں کوئی (دروازہ) ابوبکر کے (دروازے) کے سوا باقی نہ رکھا جائے۔ اس حدیث کو ترمذی نے بیان کیا ہے اور شیخین (بخاری و مسلم) نے بھی ایسی ہی حدیث منقول

نحوه من طريق محمد ذكوان.

وعن عائشة ان ابا بكر لم يقل بيت شعر فی الاسلام حتی مات وانه كان قد حرما الخمر فی الجاهلية هو وعثمان رضی الله عنهما اخرجه ابو عمر فی الاستيعاب.

وعن سعيد بن المسيب ان رجلا من اسلم جاء الی ابی بكر الصديق فقال له ان الآخر زنی فقال له ابو بكر هل ذكرت هذا لاحد غيری فقال لا فقال له ابو بكر فتب الی الله واستتر بستر الله فان الله يقبل التوبة عن عباده فلم تقرره نفسه حتی اتی عمر بن الخطاب فقال له مثل ما قال لابی بكر فقال له عمر مثل ما قال له ابو بكر قال فلم تقرره نفسه حتی جاء الی رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال له ان الآخر زنی قال سعيد فاعرض عنه رسول الله صلی الله عليه وسلم ثلث مرات كل ذلك يعرض عنه رسول الله صلی الله عليه وسلم حتی اذا اكثر بعث رسول الله صلی الله عليه وسلم الی اهله فقال ايشتكی او به جنة فقالوا يا رسول الله والله انه لصحيح فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم ابكر ام ثيب قالوا بل ثيب يا رسول الله فامر به رسول الله صلی الله عليه وسلم فرجم، اخرجه مالك۔

وعن المسور بن مخرمة فی قصة الحديبية

سلسلوں سے روایت کی ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی وفات تک کوئی شعر نہ کہا اور یہ کہ انہوں نے اور حضرت عثمانؓ نے زمانہ جاہلیت (ہی) میں شراب کو اپنے اوپر حرام کر دیا تھا۔ اس روایت کو ابو عمرؒ نے استیعاب میں نقل کیا ہے۔

سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک آدمی حضرت صدیقؓ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ مجھ بدبخت سے زنا کی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے اس سے کہا کہ کیا تم نے اس بات کا میرے سوا کسی اور سے بھی ذکر کیا ہے؟ اس آدمی نے کہا نہیں، تب اس سے حضرت ابو بکرؓ نے کہا اللہ سے توبہ کر لو اور اس گناہ کو چھپاؤ، اللہ بھی اسے چھپائے گا۔ کیونکہ اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ مگر اس بات سے اس آدمی کا دل مطمئن نہ ہوا۔ اور وہ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس آیا اور ان سے بھی وہی کہا جو حضرت ابو بکرؓ سے کہا تھا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اسے وہی جواب دیا جو حضرت ابو بکرؓ نے دیا تھا۔ لیکن اب بھی اس کا ضمیر مطمئن نہ ہوا۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھ ذلیل نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ (راوی) سعید (ابن مسیب) کا بیان ہے کہ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیر لیا۔ اس شخص نے یہ بات تین بار دہرائی اور ہر بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ موڑ لیا۔ مگر جب اس نے یہ بات بار بار کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گھر والوں کو بلا بھیجا اور ان سے فرمایا کہ کیا اسے کسی قسم کی بیماری ہے؟ یا یہ دیوانہ ہے؟ ان لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول یہ صحت مند ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا یہ کنوارا ہے یا شادی شدہ؟ اس کے گھر والوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول یہ شخص شادی شدہ ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ یہ روایت مالکؒ کی ہے۔

حدیبیہ اور ابو جندل کے واقعہ سے متعلق مسور بن مخرمہ سے

وحديث أبي جندل فقال عمر بن الخطاب فأتيت نبي الله صلى الله عليه وسلم فقلت ألست نبي الله حقا قال بلى قلت ألسنا على الحق وعدونا على الباطل قال بلى قلت فلم نعطي الدنية في ديننا إذا قال إني رسول الله ولست أعصيه وهو ناصري قلت أوليس كنت تحدثنا أنا سنأتي البيت فنطوف به قال بلى أفأخبرتك أنا نأتيه العام قلت لا قال فإنك آتيه ومطوف به قال فأتيت أبا بكر فقلت يا أبا بكر أليس هذا نبي الله حقا قال بلى قلت ألسنا على الحق وعدونا على الباطل قال بلى قلت فلم نعطي الدنية في ديننا إذا قال أيها الرجل إنه رسول الله وليس يعصي ربه وهو ناصره فاستمسك بغرزه فوالله إنه على الحق قلت أليس كان يحدثنا أنا سنأتي البيت فنطوف به قال بلى أفأخبرك أنك تأتيه العام قلت لا قال فإنك آتيه ومطوف به. أخرجه البخاري.

مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے کہا ”کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟“ رسول اللہ نے فرمایا ”ہاں“ پھر میں نے کہا ”کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟“ تو اس کا جواب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اثبات میں دیا۔ اب میں نے کہا ”تو پھر ہم اپنے دین میں کمزوری کا مظاہرہ کیوں کرتے ہیں؟“ جواب میں رسول کریمؐ نے فرمایا ”میں اللہ کا رسول ہوں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا ناصر و مددگار ہے۔“ میں نے کہا ”کیا آپ ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب خانہ کعبہ میں جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب یہ دیا ”ہاں! مگر کیا میں نے یہ خبر دی تھی کہ ہم اسی سال وہاں جائیں گے؟“ میں نے عرض کیا ”نہیں“ رسول کریمؐ نے فرمایا ”تم خانہ کعبہ آؤ گے اس کی زیارت کرو گے اور اس کا طواف بھی کرو گے“ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا ”اے ابوبکر! کیا یہ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟“ انہوں نے کہا ”ہاں! (وہ سچے نبی ہیں)“ میں نے کہا ”کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟“ انہوں نے اس کا جواب بھی اثبات میں دیا۔ اب میں نے کہا ”تو پھر ہم اپنے دین میں کمزوری کا مظاہرہ کیوں کر رہے ہیں؟“ حضرت ابوبکرؓ نے جواب میں فرمایا ”اے بندۂ خدا! وہ اللہ کے رسول ہیں وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور اللہ ان کا حامی و ناصر ہے سو ان کی رکاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو کیونکہ بخدا وہ حق پر ہیں“ میں نے کہا ”کیا وہ ہم سے یہ بیان نہیں کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟“ حضرت ابوبکرؓ نے کہا ”ہاں! مگر کیا انہوں نے تمہیں یہ بتایا تھا کہ تم اسی سال کعبہ کی زیارت کرو گے؟“ میں نے کہا ”نہیں“ اب حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ”تو تم کعبہ آؤ گے اس کی زیارت کرو گے اور اس کا طواف کرو گے۔“ یہ حدیث بخاری نے بیان کی ہے۔

وعن ابن عباس قال لما أخرج أهل مكة النبي صلى الله عليه وسلم قال أبو بكر الصديق: جزى الله عنه إنا لله وإنا إليه راجعون أخرجوا نبيهم ليهلكوا قال فنزلت أذن للذين يقاتلون بأنهم ظلموا وإن الله على نصرهم لقدير. قال أبو بكر الصديق فعلمت أنها قتال

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہر سے نکال دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ”انا للہ وانا الیہ راجعون۔ انہوں نے اپنے نبی کو نکال دیا اب یہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔“ اس کے بعد اس بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ”ان مسلمانوں سے کافر لڑتے ہیں ان کو ان کافروں سے لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم ہوا ہے اور بے شک اللہ ان کی مدد پر قادر ہے (الحج ۳۹)“ تب حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ مجھے معلوم

أخرجه الحاكم.

ہو گیا کہ یہ جہاد (وقتال) کا حکم ہے۔ اسے حاکم نے بیان کیا ہے۔

وفي قصة رؤيا النبي صلى الله عليه وسلم غنما كثيرة سودا دخلت فيها غنم كثيرة بيض وفي رواية أبي أيوب قول النبي صلى الله عليه وسلم يا أبا بكر اعبرها فقال أبو بكر يا رسول الله هي العرب تتبعك ثم تتبعها العجم حتى تغمرها فقال النبي صلى الله عليه وسلم هكذا عبرها الملك السحر أخرجه الحاكم.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رویا کے قصے میں کہ آپ نے خواب میں دیکھا کہ سیاہ بھیڑوں کی بہت بڑی تعداد میں سفید بھیڑوں کی بہا ری تعداد گھس آئی ہے۔ ابو ایوب کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ سے اپنے اس خواب کی تعبیر بیان کرنے کو فرمایا۔ سو حضرت ابو بکرؓ نے کہا اے اللہ کے رسول۔ (سیاہ بھیڑیں) عرب ہیں جو آپ کی پیروی کریں گے بعد ازاں عجم اس کثرت سے آپ کے متبع ہوں گے کہ عرب کو ڈھانپ لیں گے۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل (علیہ السلام) نے بھی یہی تعبیر کی ہے۔ اس حدیث کی تخریج حاکم نے کی ہے۔

وقال ابن هشام حدثني بعض أهل العلم عن إبراهيم بن جعفر المحمودي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت أني لقمت لقمة من حيس فالتذذت طعمها فاعترض في حلقي منها شيء حين ابتلعتها فأدخل علي يده فنزعه فقال أبو بكر الصديق رضي الله عنه يا رسول الله هذه سرية من سراياك تبعثها فيأتيك منها بعض ما تحب ويكون في بعضها اعتراض فتبعث عليا فيسهله.

ابن ہشام کا قول ہے کہ ان سے بعض اہل علم نے ابراہیم بن جعفر محمودی کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں نے حیس (خرما اور گھی سے تیار کردہ ایک کھانے) کا لقمہ لیا (وہ مجھے بڑا لذیذ معلوم ہوا) مگر جب میں نے اسے نگلا تو اس میں سے تھوڑا سا میرے حلق میں پھنس گیا۔ علی نے اپنا ہاتھ ڈال کر اسے باہر نکال دیا۔ یہ خواب سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول یہ آپ کے سرایا (دستہ فوج) میں سے ایک سریہ ہے جسے آپ دشمنوں کے خلاف بھیجیں گے پس ان سے کچھ ایسی باتیں آپ تک آئیں گی جنہیں آپ پسند فرمائیں گے اور ان کی بعض باتوں سے آپ کو تکدر و تکلف ہوگی آپ علیؓ کو بھیجیں گے اور وہ اس (مشکل) کو آسان کر دیں گے۔

وعن عائشة قالت رأيت ثلاثة أقمار سقطن في حجرتي فقصصت رؤياي على أبي بكر الصديق قالت فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم ودفن في بيتها قال لها أبو بكر هذا أحد أقمارك وهو خيرها، أخرجه مالك في الموطأ.

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے حجرے میں تین چاند ٹوٹ کر گرے ہیں۔ میں نے اس خواب کو حضرت ابو بکرؓ سے بیان کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور آپ حضرت عائشہؓ کے گھر (حجرہ) میں سپرد خاک کیا گیا تو حضرت ابو بکرؓ نے ان سے کہا کہ تمہارے حجرے میں گرنے والے چاندوں میں سے یہ ایک ہے اور یہ ان چاندوں سے بہتر ہے۔ امام مالک نے الموطأ میں اس کی تخریج کی ہے۔

وعن أبي هريرة قال قال رسول الله

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم لقد كان فيما قبلكم من الأمم محدثون فإن يكن في أمتي منهم أحد فإنه عمر. أخرجه البخاري۔

نے فرمایا: تم سے پہلے کی امتوں میں محدث[1] تھے۔ سو اگر ان میں سے میری امت میں کوئی (محدث) ہوا تو وہ عمر ہوں گے۔ اس روایت کی تخریج بخاری نے کی ہے۔

قال أبو عمر من حديث ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه ونزل القرآن بموافقته في أسارى بدر وفي الحجاب وفي تحريم الخمر وفي مقام إبراهيم۔

ابو عمر نے حضرت (عبداللہ) ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ نے عمر کی زبان اور دل پر حق (سچ) کو (دال) کر دیا ہے۔ "اسیران بدر" "حجاب" (عورتوں کا پردہ) "حرمت شراب" اور "مقام ابراہیم" کے بارے میں (حضرت) عمر کی رائے کے مطابق قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں۔

وروي من حديث عقبة بن عامر وأبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال لو كان بعدي نبي لكان عمر۔

عقبہ بن عامر اور ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہما) کی حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتے۔

ومن حديث ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بينا أنا نائم أتيت بقدح لبن فشربت حتى رأيت الري يخرج من أظفاري ثم أعطيت فضلي عمر قالوا فما أولت ذلك يا رسول الله قال العلم. وقال علي ما كنا نبعد أن السكينة تنطق على لسان عمر۔

عبداللہ ابن عمر کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حالت خواب میں تھا کہ میرے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا میں نے اسے پیا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ سیرابی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے (یعنی خوب سیراب ہو گیا) پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر کو دیا! (اس پر صحابہ نے) کہا کہ اے اللہ کے رسول اس کی کیا تاویل ہے! آپ نے فرمایا "علم" اور حضرت علی نے کہا کہ ہم اس بات کو بعید نہیں سمجھتے تھے کہ سکینہ عمر کی زبان پر بولتی ہے (ان کی گفتگو سے لوگوں کو تسکین قلب حاصل ہوتی تھی)۔

عن ابن سيرين قال كعب لعمر يا أمير المؤمنين هل ترى في منامك شيئا فانتهره فقال إنا نجد رجلا يرى أمر الأمة في منامه. أخرجه ابن عساكر۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ کعب (احبار) نے حضرت عمر سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین کیا آپ کو خواب میں کچھ دکھائی دیتا ہے۔ اس پر حضرت عمر نے انہیں ڈانٹا۔ (کعب نے) کہا "مجھے اپنی کتابوں میں ایک شخص ایسا دکھائی دیتا ہے جو امت (مسلمہ) کے معاملات کو اپنے خواب میں صحیح صحیح دیکھتا ہے"۔ یہ روایت ابن عساکر کی ہے۔

ذكر ابن أبي داود في كتاب المصاحف

ابن ابی داؤد نے کتاب المصاحف میں بیان کیا ہے کہ حضرت

[1] محدث وہ شخص ہے جس کے دل میں کوئی بات الہام کی جائے اور وہ اپنی ذات و گمان سے اسکی خبر دے یعنی شخص صادق و راست گمان ملے ایسی گفتگو سے لوگوں کے دلوں کو تسکین دے۔

انه كان ابوبكر يسمع مناجاة جبرئيل للنبي صلى الله عليه وسلم ولا يراه، ذكره في كتاب الخصائص في باب ما كان يظهر عليه في الوحي من الآيات. وقال حذيفة كان علم الناس كلهم قد دس في جحر مع علم عمر.

ابوبکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبرئیل کی سرگوشی کو سنتے تھے مگر انہیں (جبرئیل کو) دیکھتے نہ تھے۔ (یہ روایت کتاب الخصائص کے اس باب میں مذکور ہے جو ان آیات وحی سے متعلق ہیں جو ان پر ظاہر ہوتی تھیں) حضرت حذیفہ کا بیان ہے کہ تمام لوگوں کا علم حضرت عمر کے علم کے ساتھ ایک سوراخ میں چھپا دیا گیا تھا۔" (یعنی حضرت عمر کا تنہا علم سب کے علم پر بھاری تھا۔)

وقال ابن مسعود لو وضع علم احياء العرب في كفة ميزان ووضع علم عمر في كفة لرجح علم عمر ولقد كانوا يرون انه ذهب بتسعة اعشار العلم ولمجلس كنت اجلسه من عمر اوثق في نفسي من عمل سنة انتهى كلام ابي عمر.

اور (عبداللہ) ابن مسعود کا قول ہے کہ اگر تمام قبائل عرب کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں عمر کا علم رکھا جائے تو عمر کے علم کا پلڑا بھاری ہوگا۔ اور (صحابہ) کی یہ رائے تھی کہ علم کے دس حصوں میں سے نو حصے عمر کے حصے میں آئے۔ میں حضرت عمر کی جس مجلس میں بیٹھتا تھا وہ میرے ایک سال کے عمل سے بھی زیادہ قابل وثوق ہے۔ ابوعمر[1] کا کلام ختم ہوا۔

عن عبدالله بن عمر قال ما سمعت عمر لشيء قط يقول اني لاظنه كذا الا كان كما يظن. اخرجه البخاري.

عبداللہ ابن عمر کی روایت ہے کہ میں نے جب بھی حضرت عمر کو یہ کہتے سنا کہ "میرا خیال یا گمان یہ ہے" تو وہ امر واقعہ ان کے گمان و خیال کے مطابق ہی ہوتا تھا۔ یہ روایت بخاری کی ہے۔

وعنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه، وقال ابن عمر ما نزل بالناس امر قط فقالوا فيه وقال فيه عمر الا نزل فيه القرآن على نحو ما قال عمر. اخرجه الترمذي.

انہیں سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ نے حق کو عمر کی زبان و دل پر (جاری) کر دیا ہے" یہ ابن عمر نے کہا جب بھی لوگوں کو کوئی واقعہ پیش آیا اور اس سے متعلق لوگوں نے ایک رائے ظاہر کی اور حضرت عمر نے اپنی الگ رائے ظاہر کی تو قرآن حضرت عمر کی رائے کے مطابق ہی نازل ہوا۔ یہ ترمذی کی روایت ہے۔

وعن عمرو بن شرحبيل عن عمر بن الخطاب انه قال اللهم بين لنا في الخمر بيان شفاء فنزلت التي في البقرة يسألونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير الآية فدعي عمر

عمرو بن شرحبیل سے مروی ہے حضرت عمر بن خطاب کا یہ قول مروی ہے کہ "اے میرے اللہ خمر (شراب) سے متعلق ہمارے (مسلمانوں کے) لئے ایک شافی بیان ظاہر فرما"۔ اس پر وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ البقرہ میں ہے کہ "یسألونک عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر"[2] (لوگ آپ سے خمر اور میسر (جوئے) کے

[1] یعنی علامہ ابن عبدالبر کا کلام۔ [2] سورۃ البقرہ: ۲۱۹

فقرئت علیہ ثم قال اللہم بین لنا فی الخمر بیان شفاء فنزلت التی فی النساء یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ فدعی عمر فقرئت علیہ ثم قال اللہم بین لنا فی الخمر بیان شفاء فنزلت التی فی المائدۃ انما یرید الشیطان الی قولہ فہل انتم منتہون فدعی عمر فقرئت علیہ فقال انتہینا انتہینا۔

اخرجہ الترمذی

مقدمہ سابعہ: در بیان رجحان شیخین بر غیر خویش در خصالی کہ مناط فضل کلی را انہا دانیم و پیش از خوض درین مقصد نکتہ چند تقریر کنیم تا خوض در مقصد بر وجہ بصیرت واقع شود۔

نکتہ اولیٰ: عادت سنت اللہ چنان جاری شدہ کہ بندگان مقرب او تعالیٰ در جمیع صفات کمال برابر نباشند بلکہ تفاوت بسیار در کار باشد۔ رحم ابوبکر در کار است چنانکہ شدت عمر در کار است نمی بینی کہ انبیاء صلوات اللہ علیہم کہ خلاصہ بشر و افضل بنی آدم اند ایشانند و نقص بہیچ وجہ در میان ایشان نیست در صفات کمال مختلف اند داؤد و سلیمان ملوک بودند و عیسیٰ و یونس اہل تجرید و گوشہ نشینی و تا چہ حد سلطنت بدون امراء و سپاہیان

شبہ کیا جو مجھے ہیں تو کہ پھر تنگ کان میں پڑ گیا تھا۔ حضرت عمر کو بلا کر آیت سنائی گئی۔ بعد ازاں حضرت عمر نے دعا کی کہ اے اللہ! شراب کے متعلق شافی بیان فرما۔ اس پر سورۃ النساء کی یہ آیت نازل ہوئی یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی (اے ایمان والو! تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ) پس حضرت عمر کو بلا کر آیت سنائی گئی۔ انہوں نے پھر دعا کی کہ "اے اللہ! ہمارے لئے شراب کے متعلق شافی بیان ظاہر فرما" اس پر سورۃ المائدہ کی آیت نازل ہوئی اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ تا قولہ تعالیٰ فَہَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَہُوْنَ۔ اے ایمان والو! شراب (خمر) اور جوا (میسر) اور بت (انصاب) اور پانسے (ازلام) یہ سب ایک ناپاک شیطانی کام ہے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب (خمر) اور جوئے (میسر) کی وجہ سے تم میں دشمنی اور بغض ڈال دے اور تم کو یاد الٰہی اور نماز سے روک دے تو کیا تم اب بھی باز آؤ گے! حضرت عمر کو بلا کر آیت ان کے سامنے پڑھی گئی تو انہوں نے کہا ہم باز آ گئے باز آ گئے۔ یہ ترمذی کی روایت ہے۔

ساتواں مقدمہ: اس بیان میں کہ ان اوصاف میں جنہیں ہم نے فضل کلی کا اساس قرار دیا ہے شیخین کو دوسروں پر ترجیح حاصل ہے۔ اس مقدمہ پر غور کرنے سے پہلے ہم چند نکات بیان کرتے ہیں تاکہ مقصود میں غور و خوض کلی وجہ بصیرت واقع ہو۔

پہلا نکتہ: جاننا چاہئے کہ اللہ کی عادت یہ جاری ہے کہ اس کے مقرب بندے تمام صفات کمال میں ایک دوسرے کے برابر نہیں ہوتے بلکہ ان میں باہم بڑا تفاوت و فرق ہوتا ہے۔ اللہ کے کارخانہ قدرت میں حضرت ابوبکر کا رحم اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ حضرت عمر کی سختی ضروری ہے۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ انبیاء علیہم السلام جو خلاصہ بشر اور اولاد آدم میں سب سے افضل ہیں اور ان پر کسی طرح کی کمی نہیں ہے وہ بھی صفات کمال میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ حضرت داؤد و سلیمان بادشاہ تھے اور حضرت عیسیٰ و یونس اہل تجرید (دنیا کے جھمیلوں سے علیحدہ) تھے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ امراء و سپاہیوں اور اہل لشکر کے بغیر

لہ ترمذی ۔ ۲ المائدہ: ۹۱

واہل قلم راست نمی نشیند و در امراء صفت ریاست و فوج کشی و حل و عقد مصالح ملکی مطلوب است، و در سپاہیان صفت شجاعت و جنگجوئی مطلوب است، و در اہل قلم کیاست و کاروائی مطلوب است کار ملک بدون اجتماع این ہمہ میسر نمی شود و کارے کہ از یکی می آید از دیگری نمی آید و در ہیئت اجتماعیہ سلطنت ہمہ مطلوب اند ہمچنین در نبوت کبری کہ جامع خلافت و رسالت باشد ہمہ این امور مطلوب اند حسان بن ثابت بشعر و مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبشر بہ بہشت شد و ابی بن کعب بحفظ قرآن و عبداللہ بن مسعود بحفظ قرآن و خالد بشمشیر زنی، و خلفاء اربعہ ہرچند جامع بودند در اکثر صفات کمال اما باعتبار کثرت و قلت مختلف و متفاوت بودند صحبت و اثر باخلوص محبت و فنا در کل او خود را و مرضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گم کردن و ہیچ کردن در ہیچ حال راہ مخالفت اگرچہ امر ادنی چیزی باشد نہ پیمودن و جان فشانی و بذل مال و جاہ در حب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و در انتشار اسلام خصیصہ ایست کہ حضرت صدیق بآن تفوق نمود، و قیام بحل و عقد ملت و تشیید اسلام در اقطار زمین با ملاحظہ جانب تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خصیصہ ایست کہ حضرت فاروق بآن تفوق نمود و امانت بکمال و در بہر وطنی و حسن سلوک با حسنین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صلہ رحم بوجہی کہ خوبتر از آن:

سلطنت کا نظام درست نہیں بیٹھتا۔ امراء میں ریاست، فوج کشی ملکی مصالح کا بندوبست مطلوب و مقصود ہوتا ہے، اور سپاہیوں میں بہادری اور جنگجوئی کی صفت مطلوب ہوتی ہے۔ اور اہل قلم کی ذہانت و معاملہ فہمی اور کارگزاری کی صفت مطلوب ہوتی ہے۔ ملکی امور کا انتظام سب کے اجتماع کے بغیر ممکن نہیں ہو پاتا اور جو کام ایک فرد سے ہو پاتا ہے وہ دوسرے سے نہیں ہو پاتا۔ سلطنت کی ہیئت اجتماعیہ میں سب کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی صورت نبوت کبریٰ کی ہے جو خلافت و رسالت کی جامع ہوتی ہے، یہ ساری باتیں مطلوب ہوتی ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں شعر کہنے سے جنت کی بشارت ملی، حضرت ابی بن کعب کو حفظ قرآن کے سبب سے، حضرت عبداللہ بن مسعود کو حفظ قرآن کی وجہ سے، حضرت خالد کو شمشیر زنی کے باعث (سرفرازی حاصل ہوئی) اور ہرچند کہ خلفائے اربعہ میں اکثر صفات کمال موجود تھیں لیکن ان اوصاف کی کثرت و قلت کے اعتبار سے ان میں باہم فرق تھا۔ خلوص و محبت کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہمیشہ رہنا اپنے کو (ذات رسول میں) بالکل فنا کر دینا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا جوئی میں خود کو اس طور سے محو و گم کر دینا کہ کسی حال میں معمولی سی بات میں بھی مخالفت نہ کرنا، جان نثاری کرنا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں مال و جاہ خرچ کرنا ایسی خصوصیات ہیں جن میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو دوسروں پر فوقیت و برتری حاصل ہے۔

اسی طرح ملت کے حل و عقد کا انصرام روئے زمین کے مختلف علاقوں میں اسلام کی ترویج اور اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھنا ایسی خصوصیات ہیں جن میں حضرت فاروق کو دوسروں پر فوقیت و برتری حاصل ہے۔ ہر موقع پر مالی اعانت کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں صاحبزادیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، اسی طرح صلہ رحمی کرنا جس سے بہتر تصور نہ کیا جا سکے۔ اور شرم و حیا کرنا، شہوت و غضب کے بھڑک اٹھنے کے وقت انکسار نفس کا، فریضہ عبادت و

مغفور نشود، و کمال حیا کہ عبارت از انجمام نفس است در وقت ثوران داعیہ شہوت و غضب با حفظ وقار از حرکات طیش و رعونت، و تلاوت و قیام بعبادات نافلہ زائد بر فرائض، و انفاق خصیصہ ایست کہ حضرت ذی النورین بآن متفوق شدند، و قرابت قریبہ با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ہمیشہ در تربیت آنحضرت بمنزلہ فرزند در تربیت والد خود بودن، و شجاعت کاملہ و شجاعت واقعہ کہ در جنگہا معتبر شود و زہد کامل و ورع عظیم کہ بوجہ بہت مناسب است، و ذکاء ثاقب و سرعت انتقال از مسئلہ بمسئلہ و قضایا و فصاحت کاملہ خصیصہ ایست کہ حضرت مرتضیٰ بآن متفوق شد و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تفوق ہر یکی بآن خصال از سائر مسلمین گوشزد فرمودند۔

اخرج الترمذی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ارحم امتی بامتی ابوبکر و اشدھم فی امر اللہ عمر و اشدھم حیاءً عثمان و اقضاھم علی و اعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل و افرضھم زید بن ثابت و اقرأھم ابی بن کعب ولکل قوم امین و امین ھذہ الامۃ ابوعبیدۃ بن الجراح وما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق لھجۃ من ابی ذر شبیہ عیسیٰ فی ورعہ۔

واخرج الحاکم عن النزال بن سبرۃ قال وافقنا علیا طیب النفس

تلاوت سے حظ وافر پانا، اور نفلی عبادات مثلاً نمازوں کو زیادہ کرنا اور راہ خدا میں خرچ کرنا، یہ ایسی خصوصیات ہیں جن میں حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ (دوسروں سے) برتر و فائق ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریبی قرابت، اور ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں یوں رہنا جیسے بیٹا باپ کی تربیت میں رہتا ہے، شجاعت کاملہ (مکمل جوانمردی و شرافت) ایسی شجاعت واقعہ جو کسی پہلوان میں معتبر ہوا کرتی ہے، زہد کامل و ورع عظیم جو دلیری کے مناسب حال ہو، ذکاء ثاقب (بات کی تہ تک پہونچ جانے والی حاضر دماغی) فیصلوں میں مسئلے کو اخذ کرنے میں ذہن کا نہایت سرعت سے اصل مناسب محل کی طرف منتقل ہونا اور فصاحت کاملہ، ایسی خصوصیتیں ہیں جن میں حضرت مرتضیٰ کو فوقیت و برتری حاصل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (چاروں خلفاء کے) ان خصائل و اوصاف میں تمام مسلمانوں سے برتر ہونے کی گواہی دی ہے۔

ترمذی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہیں، اور ان میں اللہ کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں، اور ان میں سب سے زیادہ باحیا عثمان ہیں اور مقدمات اور فصل خصومات میں سب سے اقضی (اچھا فیصلہ کرنے والے اور نظر رکھنے والے) علی ہیں، حلال و حرام کو ان میں سب سے زیادہ جاننے والے معاذ بن جبل ہیں، علم فرائض سے سب سے زیادہ واقف زید بن ثابت ہیں اور قرأت قرآن کا سب سے زیادہ علم ابی کو ہے، ہر قوم کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں، اور آسمان کے نیچے (روئے زمین پر) ابوذر سے زیادہ راست گفتار کوئی نہیں ہے، وہ اپنی پارسائی میں حضرت عیسیٰ کے مانند ہیں۔

حاکم نے نزال بن سبرۃ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: "ایک مرتبہ حضرت علی بیٹھے خوشگوار مزاج میں تھے اور

وهو يمزح فقلنا حدثنا عن أصحابك فقال كل أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أصحابي فقلنا حدثنا عن أبي بكر فقال ذلك امرؤ سماه الله صديقا على لسان جبرئيل ومحمد صلى الله عليهما۔

وأخرج ابن عبد البر عن طارق قال جاء ناس إلى ابن عباس فقالوا جئناك نسألك فقال سلوا عما شئتم فقالوا أي رجل كان أبو بكر قال كان خيرا كله أو قال كالخير كله على حدة كانت فيه قالوا فأي رجل كان عمر قال كان كالطير الحذر الذي يظن أن له في كل طريق شركا قالوا فأي رجل كان عثمان قال رجل ألهته نومته عن يقظته قالوا فأي رجل كان علي قال كان قد ملئ جوفه حلما وعلما وبأسا ونجدة مع قرابة من رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يظن أن لن يمد يده إلى شيء إلا ناله فما مد يده إلى شيء فناله۔

بالجملہ ہیچکس از نقل نمیتواند گفت کہ غیر حضرت مرتضیٰ در ہاشمیت نسب و مبارزت اقران مانند حضرت مرتضیٰ بود، چنانکہ نمیتواند گفت کہ غیر فاروق در حسن سیاست است و تدبیر امور فتح و تدبیر مانند فاروق بود، چنانکہ نمیتواند گفت کہ در صحبت دائمہ بارضا جوئی وفنا و فدا شدن بسبب آنحضرت

وہ مزاح فرما رہے تھے، ہم نے ان سے کہا آپ اپنے اصحاب کے بارے میں ہمیں بتائیے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے اصحاب میرے اصحاب ہیں، سو ہم نے ان سے کہا کہ آپ ہمیں حضرت ابوبکر کے بارے میں بتائیے، حضرت علی نے کہا وہ ایسے آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہما کی زبان سے صدیق کا لقب دیا۔

ابن عبدالبر نے طارق سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس آئے اور کہا ہم آپ سے کچھ پوچھنے کے لئے آئے ہیں۔ ابن عباس نے کہا جو چاہو پوچھو، ان لوگوں نے کہا حضرت ابوبکر کیسے آدمی تھے؟ ابن عباس نے کہا "وہ سب کا سب خیر تھے" یا یہ کہا کہ "وہ مکمل خیر کی مانند تھے، جو الگ الگ ان میں تھیں؟" پھر ان لوگوں نے کہا کہ حضرت عمر کیسے آدمی تھے؟ ابن عباس نے کہا "وہ اس محتاط پرندے کے مانند تھے جو یہ سمجھتا ہے کہ ہر راستے میں اس کے لئے جال بچھا ہوا ہے۔" پھر ان لوگوں نے کہا کہ حضرت عثمان کیسے تھے؟ ابن عباس نے جواب دیا "وہ ایسے آدمی تھے جنہیں ان کی نیند نے اپنی بیداری سے غافل کر دیا" پھر ان لوگوں نے پوچھا کہ حضرت علی کیسے تھے؟ ابن عباس بولے "ان کا بطن (معرفت) حلم، علم، بہادری اور شجاعت سے پُر تھا۔ ان کے ساتھ ساتھ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت بھی حاصل تھی۔ وہ یہ گمان کرتے تھے کہ وہ جس چیز کی طرف بھی ہاتھ بڑھائیں گے اسے حاصل کر لیں گے؟

مختصر یہ کہ کوئی منقول سے شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مرتضیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہاشمی نسب اور مقابل سے جنگ آزمائی میں ان جیسا تھا۔ اسی طرح یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ امت کی اچھی سیاست، فتوحات کے امور کے انتظام اور دوراندیشی میں کوئی شخص حضرت فاروق کے مانند تھا۔ اسی طرح یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ جیسا جو ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہمیشہ رہتے ہیں اور اول اسلام سے اخیر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم از اول اسلام تا آخر و بذل
اموال در جمیع خیر مثل صدیق نبود، چنانکہ گفتہ اند
گفت کہ غیر ذی النورین در انفاق و اعتاق
وحیا و کظم غیظ و ترک خوض در فتنہ نزدیک
ہیجان بودن آن مانند ذی النورین نبود

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل او اندر دلش انداختند

نکتہ ثانیہ: باید دانست کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ترجمان غیب بود در آنچہ
مناقب ہر یکے از صحابہ بیان فرمود ہر یکے را
بفضیلتے کہ در وی بود وعاقبۃ الامر بآن فضیلت
بہ وی کامیاب اختصاص داد، اُبی بن کعب را
سید القراء گفت و فرمود کہ خدا تعالیٰ مرا فرمودہ
است کہ سورۂ لم یکن را تعلیم تو کنم، ابی گفت اَوَ
سمانی اللہ قال نعم فذرفت عینا اُبی، آیا
میدانی کہ نکتہ در تخصیص ابی چیست آنست کہ
سلسلہ جماعۂ عظیمہ از قراء امت مرحومہ بواسطۂ او
بجناب رسالت رسیدنی مقدر بود، و عبداللہ
بن مسعود را چرا فرمود کہ ما امرکم ابن ام عبد
فخذوہ وما اقرأکم فاقرؤہ، برای آنکہ
سلسلہ فقہ و قراءت جم غفیر از امت بجناب رسالت
بواسطۂ او رسیدنی مقدر بود، و در حق خالد چرا فرمود
سیف من سیوف اللہ، برای آنکہ فتوح
بسیار بدست او شدنی بود، و در حق سعد چرا
فرمود عسی ان تبقی حتی ینتفع بک اقوام
ویضر بک آخرون، برای آنکہ فتح عراق و
حکومت آن بدست او شدنی بود، و در حق
ابوعبیدہ چرا گفت امین ہذہ الامۃ
ابوعبیدۃ، برای آنکہ حل عقدۂ شام بدست

کی نسبت سے ثابت قدمی اور مال و دولت خرچ کرنے میں حضرت
صدیق جیسا کوئی اور نہ تھا۔ اسی طرح یہ کہنا بھی ممکن ہے کہ مال
خرچ کرنے، غلاموں کو آزاد کرنے، حیاء، غصہ کو پینے اور فتنہ
کے پیش آنے کے وقت اس فتنہ میں پڑنے سے رک جانے میں
ذوالنورین جیسا کوئی دوسرا بھی نہ تھا ۔

ہر شخص کو ایک خاص کام کے لئے بنایا گیا۔ اور
اس کام کی محبت اس کے دل میں ڈال دی گئی۔

دوسرا نکتہ: یہ جاننا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہر
صحابی کے متعلق فرمایا ہے وہ غیب کے ترجمان تھے۔ ہر شخص میں ایک فضیلت
تھی آخر کار اسی فضیلت میں خصوصیت حاصل ہوئی۔ آپ نے حضرت اُبی بن
کعب کو سید القراء کہا اور فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تمہیں سورۂ
لم یکن کی تعلیم دوں۔ حضرت اُبی نے عرض کیا کہ کیا اللہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے
ارشاد فرمایا ہاں! اس پر حضرت اُبی آبدیدہ ہو گئے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ
اُبی کو مخصوص کرنے میں کیا باریکی تھی؟ وہ نکتہ یہ تھا کہ امت مرحومہ کے
قاریوں کی ایک جماعت کا سلسلہ انہیں کے واسطے سے جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا مقدر ہو چکا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عبداللہ بن مسعود کے بارے میں یہ کیوں فرمایا کہ ام عبد کے بیٹے
(عبداللہ بن مسعود) تمہیں جو حکم دیں اسے لے لو اور جو قرآن پڑھائیں اسے
پڑھ لو؟ یہ اس لئے فرمایا کہ امت (محمدیہ) کی ایک بڑی جماعت کی فقہ
قرأت کا سلسلہ ان کے واسطے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک
پہنچنا مقدر ہو چکا تھا۔ اور آپ نے حضرت خالد کو اللہ کی تلواروں میں
سے ایک تلوار کیوں کہا؟ یہ اسلئے فرمایا کہ ان کے ذریعہ بہت سی فتوحات
ہونی تھیں۔ اور حضرت سعد (بن ابی وقاص) کے حق میں یہ کیوں فرمایا
کہ ممکن ہے کہ تم باقی رہو تاکہ تم سے کچھ لوگوں کو فائدہ پہنچے اور
کچھ کو نقصان؛ یہ اس لئے ارشاد ہوا کہ انہیں کے ہاتھ پر عراق
کی تسخیر اور حکومت . . . . . . حاصل ہونی تھیں۔ اور
حضرت ابوعبیدہ کے بارے میں یہ کیوں کہا کہ اس امت کے
امین حضرت ابوعبیدہ ہیں! اس وجہ سے یہ فرمایا کہ شام
کی عقدہ کشائی ان کے ہاتھوں ہونے والی تھی۔ حضرت

اورا خاوند مال بود در حق عمرو بن العاص چرا گفت نعم
المال الصالح للرجل الصالح. برائے آن گفت
کہ ایالت مصر اورا بود در حق معاویہ
چرا گفت ان ولیت امر الناس فاحسن
الیہم؛ برائے آن گفت کہ خلافت آخر بوی رسید
در حق ابن عباس چرا دعا کرد اللہم علمہ الکتاب
برائے آن گفت کہ تفسیر قرآن بدست او شرف بود در حق
انس چرا دعا کرد اللہم اکثر مالہ وولدہ برائے آنکہ اورا
این معنی شرف بود در حق ابوذر چرا گفت شبیہ عیسی
فی الزھد برائے آنکہ این صفت وی کامل بود ابوہریرہ
را چرا بشارت علم داد برائے آنکہ کثرت روایت حدیث
مشاہدہ فرمودہ بود در حق شیخین چرا گفت اقتدوا
بالذین من بعدی ابی بکر وعمر برائے
آنکہ خلافت ایشان مقدر بود۔

بالجملہ ترجمانیت غیب وکمال او فراین مظہر
اتم نشناختہ است کسی کہ ہر یکی از مناقب صحابہ
را جدا گانہ نشناختہ ودرجات ہر یکی از دیگرے
علیحدہ ندانستہ است پس ممکن نیست کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شخصی را بخلافت ولوازم آن
مثلا مبشر کند و این معنی بوجہی کار فرما نیاید لیکن کے
اگر بشارت صحیح برائی غیر آنکہ آثار آن امر از وی
ظاہر شوند روایت کند محال گفتہ است؛ واگر
بشارت بچیزی کہ واقع شد روایت کرد اشود
صورت واقعہ پیش از تحقیق سند تصحیح او میکند
تا مخفی نماند بی نسبت کہ زیدیہ گمان میبرند کہ
در شرع امامت را حق فاطمیین ساختہ
فقیر میگوید این گمان ایشان فاسد است زیرا
کہ تکلیف بچیزے کہ ہیچگاہ نبود از مثل این مظہر
اتم بغایت مستبعد است. ونیز اگر این قبیل از جانب

عمرو بن عاص کے متعلق یہ کیوں فرمایا کہ اچھا مال اچھے صالح آدمی کے لئے ہے
ایسا اسلئے فرمایا کہ مصر کے صوبہ کی ولایت (گورنری) انہیں ملی تھی، حضرت معاویہ
کے حق میں یہ کیوں فرمایا کہ اگر تمہیں مسلمانوں کے امور کا والی بنایا جائے تو تم انکے
ساتھ بھلائی سے پیش آنا! یہ اس وجہ سے فرمایا کہ خلافت آخرکار ان کو ملنی
تھی، حضرت (عبداللہ) بن عباس کے حق میں یہ دعا کیوں کی کہ اے اللہ انہیں
کتاب (قرآن) کا علم دے! ایسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلئے کہا کہ انکے
ذریعہ قرآن کی تفسیر ہونی تھی۔ اور حضرت انس کیلئے یہ دعا کیوں کی کہ اے اللہ
انکے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما۔ یہ اس لئے کیا کہ انہیں یہ چیز نصیب ہونی
تھی۔ اور حضرت ابوذر کے بارے میں یہ کیوں فرمایا کہ وہ زہد میں حضرت عیسی کے مشابہ
ہیں، اسلئے ایسا فرمایا کہ یہ صفت (زہد) ان میں بدرجہ کمال موجود تھی۔ اور حضرت
ابوہریرہ کو کیوں علم کی خوشخبری دی کہ وہ صاحب علم ہو گئے؟ یہ اس لئے کہ انکے نصیب
میں روایت حدیث کی کثرت کو آپ نے مشاہدہ فرمایا تھا۔ اور شیخین (حضرت ابوبکر و
عمر) کے متعلق یہ کیوں فرمایا ان لوگوں کی پیروی کرو جو میرے بعد آنے والے ہیں یعنی ابوبکر و عمر کی
پیروی۔ اس لئے کہ ان دونوں کی خلافت مقدر ہو چکی تھی۔

مختصر یہ کہ جس شخص نے ہر ایک صحابی کے مناقب فضائل کو علیحدہ علیحدہ
(جدا گانہ) نہ پہچانا اور ہر ایک صحابی کے مرتبہ کو دوسرے صحابی سے علیحدہ نہ
جانا اس نے ان مظہر اتم (یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی ترجمانی
غیب اور کمال و اتم کمال کو نہ پہچانا۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کسی کو خلافت اور اس کے لوازمات کی بشارت دیں اور یہ بات
وقوع میں نہ آئے۔ اس لئے اگر کوئی راوی اس شخص کے لئے صحیح بشارت کی
روایت کرے جس میں وہ امر ظاہر ہی نہ ہوا ہو تو وہ محال و ناممکن بات
ہوگی۔ اور اگر کسی ایسی بات کی بشارت کی روایت کی جائے جو
واقع ہو گئی تو اسناد کی چھان بین کے بعد صورت واقعہ اس کی تصدیق
کرے گا۔ اس سے بھی زیادہ (عجیب) بات یہ ہے کہ زیدیہ کا یہ خیال
ہے کہ امامت شریعت کی رو سے اولاد فاطمہ کا حق ہے۔ یہ فقیر کہتا
ہے کہ ان (زیدیہ) کا یہ خیال فاسد اور غلط ہے کیونکہ اس مظہر اتم
(حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے لوگوں کو
ایسے امر کا مکلف کرنا جو کبھی ہوا ہی نہیں، نہایت مستبعد و
بعید ہے۔ اور اس لئے بھی کہ اس قبیل کا امر پیغمبر کی مقام ہے

مرد می آید کہ تقدیر عبادت از آنجا است ، واگر
مکلف نبود لطف نباشد بلکہ اقرب باشد بمعصیت
نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد . و چون
می فہمیم کہ شارع مسائل عبادات و معاملات و
مناکحات و جراحات و قضا و حدود بیان کرد و
شروط خلافت مفصل بیان نکرد ، ہمین سبب کرد
کہ امت خلافت بشروط خود بر دلی نیست ،
پس شفقت بر امت ترک تصریح آن است
تا محذورات دین بمعاصی نشوند و اللہ اعلم
بحقیقۃ الحال ۔

نکتہ ثالثہ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
قدر شناس ترین مردمان بودند ، و اوفی ایشان
بذمم و اوصل ایشان ارحام را و احسن ایشان در
مراعات حقوق پس بسیار امت کہ صلہ ارحام را
رعایت فرمایند و برای ایشان غضب کنند و در حق
عباس چہ فرمایند او ما شعرت ان عم الرجل
صنو ابیہ و در حق سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا
چہ فرمایند ہی بضعۃ منی یریبنی ما رابہا و یؤذینی ما آذاہا
ان بنی فلان یستأذنونی ان ینکحوا
بنتہم علی بن ابی طالب فلا آذن لہم
ثم لا آذن لہم و در حق ابوبکر صدیق چہ سرا
فرماید ہل انتم تارکوا لی صاحبی . و در
حق علی چہ فرماید ہو منی و انا منہ
یؤذینی ما آذاہ ، من کنت مولاہ
فعلی مولاہ ، من سب علیا فقد
سبنی ، و برای علی چہ غلظت کند کہ ان علیا
وجد فی بطنہ مغصا ، و در حق انصار
چہ فرماید الانصار شعار و الناس دثار
اللھم ا ... من احب

جہاں سے عبادت و واقعات مقدر ہوتے ہیں ۔ اور اگر ایسا ہی
ہو (یعنی بندوں کو ایسی باتوں کا مکلف کیا جائے جو سرے سے
واقع ہی نہیں ہوتیں) تو یہ لطف و کرم خداوندی نہ ہوگا ، بلکہ
معصیت اور گناہ کے نزدیک ہوگا اور ہم بداعتقادی سے خدا کی پناہ
مانگتے ہیں ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ صاحب شریعت نے عبادات ، معاملات ،
نکاح ، جراحات (قصاص) قضا ، اور حدود کے مسائل بیان فرمائے ، مگر
خلافت مفصل کے شرائط بیان نہ کئے ۔ اس کا یہی سبب ہے کہ خلافت
اپنے شرائط کے ساتھ امت کے اختیار میں نہیں ہوتی ہے ، سو امت کی
شفقت کا تقاضا یہی تھا کہ اس کی تصریح مع وضاحت کو ترک کر دیا جائے
تا کہ لوگ ممنوعات دین (کا ارتکاب کر کے) گنہگار نہ ہوں ۔ اللہ حقیقت حال کو بہتر جانتا ہے ۔

تیسرا نکتہ : ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سب سے
زیادہ قدر شناس ، ان میں عہد و پیمان کو سب سے بڑھ کر پورا کرنے
والے ، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ، اور حقوق کی رعایت میں
سب سے اچھے تھے ، سو اکثر آپ صلہ رحمی کا خیال فرماتے اور قرابت
داروں کی رعایت کرتے ۔ لہٰذا آپ حضرت عباس کے متعلق یہ کیوں نہ
فرماتے کہ "کیا تمہیں نہیں معلوم کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کا بھائی
ہوتا ہے" اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کیوں نہ فرماتے کہ "جس
بات سے فاطمہ کو تشویش ہوتی ہے اس سے مجھے بھی تشویش ہوتی ہے اور جس چیز
سے فاطمہ کو تکلیف پہنچتی ہے اس سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے ۔ فلاں قبیلے
کے لوگ علی بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنے کی اجازت مجھ سے طلب
کرتے ہیں ، مگر میں انہیں اس کی اجازت نہ دوں گا ، ہرگز نہ دوں گا" حضرت ابوبکر
صدیق کے حق میں کیوں نہ ارشاد فرماتے کہ "کیا تم لوگ میرے لئے میرے دوست
کی اذیت رسانی سے باز نہ آؤ گے؟" اور حضرت علی کے متعلق یہ کیوں نہ فرماتے
کہ "وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں ، جس بات سے انہیں تکلیف پہنچتی ہے اس
سے مجھے بھی تکلیف پہنچتی ہے ، جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں جس نے
علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی" اور ... جس وقت حضرت علی
کے لئے جب ان کے پیٹ میں پیچش کا درد ہوا آپ کیوں لوگوں سے پوچھتے
پھرتے ، اور جب اس شخص کا لوگ سبب پوچھتے تو فرماتے کہ علی کو پیچش ہو گئی
تھی ، اس لئے ان سے ملنے پیچھے ٹھہر گیا تھا ۔ اور انصار کے بارے میں کیوں نہ فرماتے کہ

الناس الیّ.

این دو شخص را باید دانست اگر چه مراتب
ارحام و خصوصیات که در قرابت ممیز اند الا بعید
و اقرب متحد است در اخیر ملحق به متعلق اتصاف
بصفت خلافت نبوت اعتبار هر دو شخص را
باشد جدا اعتبار کند مثلاً اگر انا منی و انا منه بیان
کمال خصوصیت قرابت است و ادای حقوق ارحام
است با مسئله فضل کلی مساس ندارد باین دلیل که
آنحضرت صلی الله علیه وسلم چنانکه در حق حضرت مرتضی
و زهرا رضی الله عنهما این کلمه گفته همچنان در حق عباس
نیز این کلمه فرموده باز فرود تر آمده در حق درة بنت
ابی لهب همان کلمه بعینها ادا فرموده کما اخرج احمد
عن درة بنت ابی لهب قالت کنت عند
عائشة فدخل النبی صلی الله علیه وسلم
فقال ایتونی بوضوء فقالت فابتدرت
انا و عائشة الکوز فبدرت و اخذته
فتوضأ فرفع بصره الیّ او طرفه الیّ
قال انت منی و انا منک از ینجا واضح
شد که این کلمه برای صله رحم است نه از باب فضل
و در صدقات بنی تمیم فرموده هذه صدقات
قومنا باز در فضائل اسلم و غفار و جهینه و مزینه
را بر بنی تمیم تفضیل داد پس واضح شد که این اضافت
بمعنی صله ارحام است نه از باب فضل و در مجتبی
من سبه فقد سبنی و من آذاه فقد آذانی
از قبیل وصل ارحام است باین دلیل که مثل این کلمه
در حق عباس و مانند او گفته شده اند.

نکته رابعه. لفظ احب و مانند آن در
حق جمعی وارد شده و آنرا بحسب قرائن و

انصار شعار ہیں اور بقیہ لوگ دثار ہیں اور اے انصار تم مجھے تمام لوگوں سے زیادہ عزیز ہو۔[1]

پس انصاف پسند شخص کے لئے ضروری ہے کہ قرابت داری کے مراتب اور ان سے
جو خصوصیات وابستہ ہیں انہیں علیحدہ سمجھے اور دونوں شخصوں کے اعتبار سے
خلافت نبوت کی صفت کے ساتھ موصوف ہونے سے متعلق دینی معاملات
میں دونوں کے مواقع کو الگ سمجھے۔ مثلاً "انا منہ" بیشک وہ مجھ سے ہے
اور میں اس سے ہوں" قرابت داری کی کامل خصوصیت کا بیان اور صلہ رحم کے
حقوق کی ادائیگی ہے۔ اس کا فضل کل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کی دلیل
یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح حضرت مرتضیٰ اور زہرا کے بارے
میں یہ جملہ کہا ہے ویسے ہی حضرت عباس کے متعلق بھی اسے ادا کیا ہے۔
پھر اس سے بھی نیچے اتر کر آپ نے درۃ بنت ابی لہب کے حق میں بھی
بعینہٖ یہی جملہ ادا فرمایا ہے۔ جیسا کہ امام احمد (بن حنبل) نے درۃ بنت ابی
لہب سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عائشہ کے پاس
بیٹھی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اندر آئے اور وضو کے لئے پانی مانگا
(راوی کا بیان ہے کہ) برتن (کوزہ) لینے کے لئے میں نے اور حضرت عائشہ
نے ایک دوسرے پر سبقت لے جانی چاہی مگر میں نے برتن پہلے اٹھا لیا
سو اس سے آپ نے وضو فرمایا اور میری جانب دیکھ کر فرمایا "تو مجھ سے
ہے اور میں تجھ سے ہوں"۔ اس سے یہ بات جانی گئی کہ یہ جملہ صلہ رحم کے
بطور کہا گیا ہے نہ کہ فضیلت سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے بنو تمیم کے صدقات سے متعلق فرمایا "یہ ہماری قوم کے
صدقات ہیں" پھر فضائل میں قبائل اسلم، غفار، جہینہ اور مزینہ کو آپ
نے بنی تمیم پر فضیلت دی۔ سو یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ اضافت صلہ
رحم کے مفہوم میں استعمال ہوئی ہے نہ کہ فضیلت کے ضمن میں۔ اس
طرح یہ جملے "جس نے اس کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی" اور "جس
نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی" بھی صلہ ارحام کے قبیل
سے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اسی قسم کے جملے حضرت عباس اور ان جیسے
دوسرے لوگوں کے متعلق بھی فرمائے گئے ہیں۔

چوتھا نکتہ: احب "زیادہ محبوب تر" اور اسی جیسے دوسرے
الفاظ کچھ لوگوں کے حق میں وارد ہوئے ہیں اور انہیں قرائن اور حالات

[1] لفظ شعار وہ لباس ہے جو انسانی جسم سے ملا ہوا ہو جیسے بنیان اور قمیص وغیرہ، اور دثار وہ لباس ہے جو شعار کے اوپر اوڑھا جاتا ہے مثلاً چادر، کمبل وغیرہ۔ سو اصل مطلب یہ ہے کہ انصار سے ... اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انصار [illegible]

خصوصیات احوال یعنی مناسبہ باید فرود آورد
مثلاً گوئیم کہ حب بچند وجہ می باشد حب مرد
زن خود را، وحب مرد اولاد خود را، وحب
کامل کامل را بسبب موافقت در کمال، و
حب مرد یتیم را باعتبار آنکہ محل شفقت است
و محبت تلمیذ شیخ خود را، ہر یکے ازیں محبت
بعضاز دیگری فہمیدہ میشود، و زیادت یک نوع
بہ نسبت فردی در زیادت نوع دیگر بہ نسبت فرد
دیگر معقول میگردد، پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یکبار عائشہ صدیقہ را احب الناس گویند و
دیگر جا اسامہ و سوم جا صدیق اکبر را و بعد
چہارم جا علی مرتضی را، تناقض نباشد بلکہ در ہر
حدیث اشارہ باشد بمحبت خاص، فافہم

نکتۂ خامسہ: ما فہمانیدہ ایم کہ حقیقت
فضل وجود یک چیز است در دو شخص، جہان
یکے بیشتر از دیگرے در آن خصلت، الآن بباید دانست
کہ این رجحان گاہی باعتبار انواع این خصلت
باشد، پس در یکے نوعی ظاہر شود و در دیگری
نوع دیگر، و نوع اول انفع باشد در مصالح
کہ مقصود است بآن خصلت، و از نوع ثانی
مثلاً شجاعت دو قسم است شجاعت پہلوانی
و شجاعت ملوک، و شجاعت ملوک انفع
است در خلافت کبری، و مثلاً صفت علم شعبہ
ہای بسیار دارد، سرعت انتقال ذہن با خذ
مسئلہ و تخریج از محل آن [illegible] و در تعارض ادلہ
ترجیح [illegible] در آن فن سخن [illegible] ہر دو مناسب
باشد نظیرہ آنکہ در علم قرائت [illegible] باشد در
حفظ و روایت از کثرت ... بہتر است
از یکے کہ فہم او اشرف ... بر حرمہ حدیث

کی خصوصیت کے مطابق مناسب مفہوم میں لینا چاہئے، مثلاً ہم کہتے
ہیں کہ "حب" (محبت) چند وجوہ سے ہوتی ہے، آدمی کی اپنی بیوی
سے محبت، آدمی کی اپنی اولاد سے محبت، کسی کامل کی دوسرے کامل
شخص سے کمال میں موافقت کے باعث محبت، آدمی کی یتیم سے اس
لئے محبت کہ وہ شفقت کا مستحق ہے، شاگرد کی اپنے استاد سے محبت
ان تمام صورتوں میں سے ہر ایک کو دوسری محبت سے علیحدہ سمجھا
جاتا ہے۔ اور ایک فرد سے ایک نوع کی محبت میں زیادتی اور
دوسرے فرد سے دوسری نوع کی محبت میں زیادتی قابل فہم اور
معقول ہے۔ اس لئے اگر آنحضرتؐ ایک مرتبہ حضرت عائشہ
صدیقہ کو "احب الناس" (لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب)
فرمائیں اور دوسرے موقع پر حضرت اسامہ کو اور تیسری بار حضرت صدیق
اکبر کو اور چوتھے موقع پر حضرت علی کو تو اس میں کوئی تناقض یا تضاد نہیں
بلکہ ہر حدیث میں ایک خاص محبت کی جانب اشارہ ہوگا۔ اس نکتہ کو سمجھ لو۔

پانچواں نکتہ: اس بات کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ فضیلت کی
حقیقت یہ ہے کہ ایک بات دو آدمیوں میں پائی جائے اور اس بات
(خصلت) میں ایک شخص دوسرے سے بڑھا ہوا ہو۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ
یہ تفوق و برتری کبھی تو اس خصلت کی نوعیتوں کے سبب ہوتی ہے۔ مثلاً
ایک شخص میں ایک نوع اس خصلت کی ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے شخص
میں اس (خصلت) کی دوسری نوع ظاہر ہوتی ہے اور پہلی نوع دوسری
نوع سے اس صفت (خصلت) میں جس سے متعلق بات ہو رہی ہے زیادہ
نفع بخش ہوتی ہے۔ مثلاً شجاعت کی دو قسمیں ہیں پہلوانوں کی شجاعت
اور بادشاہوں کی شجاعت اور خلافت کبریٰ میں بادشاہوں کی شجاعت
زیادہ نفع بخش ہے۔ اور مثلاً صفت علم کے بہت سے شعبے ہیں ایک
تو مسئلہ کو اخذ کرنے میں ذہن کا نہایت سرعت کے ساتھ منتقل ہونا
دوسرے اشیاء و دلائل کے باہم متعارض ہونے کے مقام سے اس
طور سے نکل آنا جو کہ اس فن کے مناسب ہو جس کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے
اس کی مثال یہ ہے کہ قرأت کے علم میں کسی شخص کو جس کا حافظہ
زیادہ قابل اعتبار ہوگا، وہ جس کی حدیث محفوظ ہو، اس شخص سے
بہتر سمجھا جائیگا جس کی سمجھ تو اچھی ہے لیکن اس کی حدیث میں وہم و اشتباہ

نکتۂ سابعہ: خدا تعالیٰ خواست کہ دین خود را بواسطۂ پیغمبر خود در آفاق منتشر گرداند و این معنی بدون علماء و قراء کہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علم قرآن و سنت روایت کنند متصور نیست لاجرم بر زبان مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضائل جماعۂ از صحابہ جاری ساخت تا رغبت باستفادۂ علم قرآن از ایشان و آن فضائل نیز اجازت نامہ ہای محدثین است برائے تلامذۂ خود تا کسی کہ رجال را باقوال نمی تواند شناخت باری اقوال را برجال بشناسند و درین فضائل جمیع علماء صحابہ مشترک اند چنانکہ از کتب حدیث ظاہر است "انا مدینة العلم وعلی بابها" ازین باب است "واقرأکم ابی" "واعلمکم بالحلال والحرام معاذ" نیز ازین باب۔

چون این نکتہ ہا مذکور شد باصل بحث رجوع کنیم تفضیل باعتبار سابقیت۔ قال اللہ تعالیٰ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی

قال الواحدی لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل یعنی فتح مکة، قال مقاتل لا یستوی فی الفضل من انفق ماله وقاتل العدو من قبل فتح مکة مع من انفق من بعد وقاتل۔ قال الکلبی فی روایة محمد بن الفضل نزلت فی ابی بکر

ساتواں نکتہ: اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوئی کہ اپنے دین کو اپنے پیغمبر کے ذریعہ دنیا میں پھیلائے اور یہ بات ان عالموں اور قاریوں کے بغیر جنہوں نے آنحضرت سے قرآن وسنت کے علم کو روایت کیا، تصور میں نہیں آسکتی، بنابریں (اللہ نے) آنحضرت کی زبان مبارک سے صحابہ کی ایک جماعت کے فضائل بیان فرمائے تاکہ ان سے قرآن کے علم کو حاصل کرنے پر لوگوں کو آمادہ کیا جائے۔ اور یہ فضائل جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ان صحابہ کے حق میں بیان ہوئے، گویا ان اجازت ناموں کی طرح ہیں جو محدثین اپنے شاگردوں کو دیتے ہیں۔ اور ایسا اس لئے کیا گیا تاکہ وہ لوگ جو رجال (حدیث) کو ان کے اقوال سے نہیں پہچان سکتے اقوال کو رجال کے ذریعہ سے پہچانیں۔ ان فضائل میں تمام علماء صحابہ مشترک ہیں جیسا کہ حدیث کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ" (والی حدیث) اسی قبیل سے ہے اور "تم میں قرآن کا علم سب سے زیادہ ابی کو حاصل ہے" اور "تم لوگ حلال و حرام کا علم معاذ سے سیکھو" (یہ حدیثیں بھی) اسی قسم سے متعلق ہیں۔

جب ان نکات کا ذکر ہو چکا تو ہم اب اصل بات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہ یہ کہ شیخین تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کئے اور دشمنوں سے لڑے وہ دوسرے مسلمانوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ درجہ میں ان مسلمانوں سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے فتح کے بعد مال خرچ کئے اور لڑے، اور اللہ نے ان سبھوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا ہے" (الحدید) اس آیت کی تفسیر میں واحدی کا قول ہے کہ "قبل الفتح" سے مراد "فتح مکہ" سے پہلے ہے۔ مقاتل کا قول ہے (اس آیت کی تفسیر یہ ہے) کہ جن مسلمانوں نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کئے اور دشمنوں سے قتال کیا فضیلت میں ان کے برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کئے اور قتال کیا۔

کلبی نے محمد بن فضل کی روایت کے مطابق یہ کہا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

خواہد رسید و واقع شد اگرچہ بشارت دادند بخلافت مرتضیٰ کہ فتوح اسلام در ایام خلافت وی متحقق نشد و خود چہ امکان دارد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشارت بدہد بچیزی کہ واقع نشود۔

سوال: اگر گوئی ہر چیزی کہ در عالم حادث میشود بارادۂ الٰہیہ است پس خبر دہندہ منامات چیزی است کہ در عالم آئندہ است پس منامات و بشارات موجب فضیلت چرا باشند و تشبہ با انبیاء از جہت منامات چرا حاصل شود۔

جواب: گوئیم آری ولیکن عدلی کہ از ملوک ظاہر میشود ہم بارادۂ الٰہیہ است و عدلی کہ از انبیاء ظاہر میشود ہم بارادۂ الٰہیہ و ہمچنین تعلیم علمی کہ از علماء پیدا شود و تعلیم علمی کہ از انبیاء بوجود می آید ہر دو لا بد میان ہر دو طبقہ بون بائن است پس تأمل باید کرد کہ فرق از کجا تا است ہمہ فرق آنست کہ این را بمنزلہ سنگ و چوب میگرداند و کار را سرانجام میدہند و نفس او را برای آن نصب کردہ اند کہ نفس او برنگ آن ارادہ را در خود جا می دہد و نفس او متلون بلون ارادۂ الٰہیہ میگردد و متوجہ میشود برای خدمت ارادۂ الٰہیہ و مانند تیرے است کہ بجانب کفار اندازند و کافر را بآن کشتہ تقویت دین نمایند تیر را چہ فضیلت و کدام قربت و بخلاف بسبب شوق بملأ اعلیٰ … گرداندیم چہ چیز ارادہ کردہ اند … از ارادۂ الٰہیہ در نفس او فرو می ریزد و از آن رنگ در نفس او شعبہ ہا بسیار ظاہر می گردد بعد از آن قوی عقلیہ و

بشارت دی وہ پوری بھی ہوئی بخلاف حضرت مرتضیٰ کے کہ ان کے عہد خلافت میں فتوحات نہ ہوئیں اور یہ سمجھنے کی بات ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بات کی بشارت دیں جو سرے سے واقع ہی نہ ہو۔

سوال: اگر آپ یہ کہیں کہ دنیا میں جو واقعہ بھی ہو تو وہ پیش آتا ہے وہ اللہ کے ارادہ و حکم سے ہوتا ہے اور منامات (خواب) آنے والی باتوں کو بیان کرتے اور ان کی خبر دیتے ہیں جبکہ ان واقعات کا حقیقت ایزدی سے وقوع پذیر ہونا ہی تھا تو یہ منامات (خواب) اور بشارات فضیلت کا سبب کیسے ہو سکتی ہیں اور ان منامات (خواب) کی بنا پر انبیاء کے ساتھ تشبہ کس طرح حاصل ہو سکتا ہے؟

جواب: اس (سوال کے) جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہاں! مگر جو عدل بادشاہوں سے ظاہر ہوتا ہے وہ بھی اللہ کے ارادہ (مشیت) وحکم سے ہوتا ہے اور جو عدل کہ انبیاء سے ظہور پذیر ہوتا ہے وہ بھی اللہ ہی کے ارادے سے ظہور ہوتا ہے۔ اسی طرح جس علم کی تعلیم علماء دیتے ہیں اور وہ تعلیم جو انبیاء سے وجود میں آتی ہے (وہ بھی ارادۂ الٰہی سے ہی ہوتی ہے) اور یقیناً ان دونوں طبقوں (ملوک و انبیاء اور علماء و انبیاء) کے درمیان واضح فرق ہے (لیکن یوں ایسے بھی ملوک و علماء سے افضل نہیں ٹھہر جاتے) لہٰذا غور کرنا چاہئے کہ فرق کہاں سے پیدا ہوا (سو) اس فرق کا مبدء و آغاز یہ ہے کہ پہلے وہ لوگ بمنزلہ پتھر اور لکڑی کے قرار دیئے گئے ہیں جو کام کو سرانجام دیتے رہیں! اور ان کا نفس اس چیز کو جس کے لئے اسے مقرر کیا گیا ہے یعنی مجموعہ ارادۂ ارادۂ الٰہی کے رنگ میں اپنے کو رنگ بنانا اور اس ارادۂ الٰہی کی خدمت کے لئے اپنے کو مجرد (خالی) نصب کرنا۔ وہ ایسا تیر ہے کہ جس کو کافروں کی جانب چلایا گیا کافروں سے قتل کرکے دین کی تقویت کا سامان بہم پہنچیں تو اس تیر کو کوئی فضیلت اور کیسی قربت حاصل ہوگی؟ (دوسروں کے برعکس) ملاء اعلیٰ سے وابستگی کے باعث سمجھ لیتے ہیں کہ اس سے کس بات کا ارادہ کیا گیا ہے اور یوں اس کے نفس میں ارادۂ الٰہی کا ایک رنگ اترتا ہے اور اس رنگ کے ذریعہ اس (پیغمبر) کے نفس میں بہت سی شعاعیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اس کے بعد اس کے تمام عقلی و قلبی قوی طرف

قلبیہ بہ تصرف الٰہی اعمہ جوارح آن نیز حیثیت متوجہ میشوند بمشتمات من امر تعیین و تولیت بصورت منقطع شد لہٰذا این فضیلت بجز آن صورت نگیرد وکریمان الزید نیز کہ در سینہ پیغامبر ظہور فرمودند در بعض امور کہ صعود پیغامبر بملأ اعلیٰ پیش از اتمام آن منعقد شدہ تقاضا نماید کہ نوعی از نسبت پیغامبر در آن مداخلت کنند و بحسب صورت بر دست دیگری ظہور نماید پس این منامات خبر دہند با آنکہ اتمام این امور بر دست فلان وفلان واقع خواہد شد و این منامات وبشارات بالطاف کمال رضای خود در این باب و در بیت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم ظاہرا وباطنا ایشان را و استخلاف ایشان بنص واشارہ تمہید اصول آن کار و تاسیس قواعد آن مطلب مداخلت پیغامبر است در ان امر پس ہرکس کہ بنیابت پیغامبر در ان امر وبحسب این معنی در نفس ناطقہ او فرو میرود وقوی قلبیہ وعقلیہ او را در جوش می آرد وگویا جزوے از جوارح پیغامبر میگردد و رحمت خاص الٰہی کہ در حق پیغامبر معروف بود در حق او نیز ہمان رحمت کار میکند ازین جہت این بشارات واستخلاف مناط فضیلت شدند و چون این نکتہ بخاطر اکثر علماء نرسیدہ است ازین بشارات چندانی نگرفتہ اند ودر باب فضائل بر ان اعتماد کلی نکردہ اند ولکن الحق ما قلت۔

اما فضیلت شیخین باعتبار تشبہ در جزو علمی پس تقریب آن است کہ علم بر دو نوع است نوعی کہ مخصوص شیخین است اول

اللہ کے ساتھ اپنے کاموں کی طرف متوجہ ومشغول ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دونوں مراتب میں (اولیاء، ملوک وخلفا کے درجات میں) کسی قدر فرق ہے۔ جب نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو اس فضیلت سے مشابہت و تشبہ کی صرف یہی صورت رہ گئی۔ بارہا الہام پیغمبر کے سینہ میں ظاہر ہوا ان بعض امور کی تکمیل سے قبل جو پیغمبر ملا اعلیٰ کی جانب تشریف لے گئے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے اس میں مداخلت کا تقاضا کرے اور حسب صورت (حال) کسی اور کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ یہ منامات (خواب) اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ ان امور کی تکمیل فلاں فلاں کے ذریعے سے ہوگی۔ اور یہ منامات اور اس باب میں اپنی انتہائی رضامندی کے اظہار کی بشارات اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی ظاہراً وباطناً تربیت کرنا اور انہیں نص واشارہ سے اپنا جانشین مقرر کرنا اور ان کاموں کے اصول کی ترتیب وتنظیم اور ان مطالب کے قواعد کی تاسیس (یک گونہ) اس امر میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مداخلت (کے مانند) ہیں۔ پس ہر ایک شخص (جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں اس امر میں (جس کی تکمیل سے قبل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا احساس کرتا ہے اور حقیقت کا رنگ اس کے نفس ناطقہ میں اتر جاتا ہے اور اس کے قلبی وعقلی قوی میں ہیجان پیدا کر دیتا ہے۔ گویا وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے جوارح (اعضاء ظاہری) میں سے ایک جارحہ (عضو) ہو جاتا ہے اور اللہ کی رحمت خاص جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مصروف (عمل) ہوتی ہے اس کے حق میں بھی وہی رحمت کام کرتی ہے۔ اس بنا پر یہ بشارات اور استخلاف (جانشینی) فضیلت وبرتری کا باعث ہو گئیں۔ چونکہ یہ نکتہ بیشتر علماء کے خیال میں نہ آیا تھا اسی لئے انہوں نے ان بشارات کو کوئی اہمیت نہ دی اور فضائل کے ضمن میں ان پر کلی اعتماد نہیں کیا ہے۔ لیکن حق وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔

اب رہی جزو علمی میں تشبہ کے اعتبار سے حضرات شیخین کی فضیلت تو وہ اس بنا پر ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں۔ وہ قسم جو حضرات شیخین کے ساتھ مخصوص ہے، اسے خلافت نبوت

است در خلافت نبوت از آنچہ در خصوص مرتضیٰ ثابت است و تفصیل این اجمال موقوف است بر دو تحقیق۔

تحقیق اول فاروق و مرتضیٰ ہر دو مبشر اند بزیادۃ جزء علمی بصریح احادیث، و صدیق اکبر بدلالت تضمنی در حدیث اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر، زیرا کہ مقتدا نمی باشد الا ممتاز در علم لیکن از تتبع آثار منقولہ از ایشان ظاہر میشود کہ حضرت مرتضیٰ زیادہ تر بود در سرعت انتقال بمآخذ مسئلہ لہذا محاسبات عجیبہ و قیاسات دقیقہ از وے بے شمار روایت کردہ شدہ است، و فاروق در وقت انعقاد اجماع بوی بیشتر اعتنا نمودی، چنانکہ در مسائل بسیار تحریر نمودیم، عن حنش ابن المعتمر ان علیا کان بالیمن فاحتفروا زبیۃ للاسد فجاء حتی وقع فیہا رجل وتعلق باخر وتعلق الاخر باخر وتعلق الاخر باخر حتی صاروا اربعۃ فجرحہم الاسد فیہا، فمنہم من مات فیہا ومنہم من اخرج فمات، قال: فتنازعوا فی ذلک حتی اخذوا السلاح، قال: فاتاہم علی فقال ویلکم تقتلون مائتی انسان فی شان اربعۃ اناسی تعالوا اقض بینکم بقضاء فان رضیتم بہ والا فارتفعوا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: فقضی للاول ربع دیۃ وللثانی ثلث دیۃ وللثالث نصف دیۃ وللرابع الدیۃ الکاملۃ، قال: فرضی بعضہم وکرہ بعضہم وجعل

میں (مشترک) اس قسم سے جو حضرت مرتضیٰ کے ساتھ مخصوص ہے، زیادہ دخل حاصل ہو۔ اس اجمال کی تفصیل دو تحقیقوں پہ موقوف ہے۔

پہلی تحقیق: حضرات فاروق و مرتضیٰ دونوں ہی کو جزء علمی میں اضافہ کی صریح احادیث کی رو سے بشارت دی گئی ہے اور (ایسی ہی بشارت) حضرت صدیق کو دلالت تضمنی کے ذریعہ دی گئی ہے۔ حدیث میں آیا ہے مسلمانو! اتباع کرو ابوبکر و عمر کی جو میرے بعد آئیں گے (اور تمہارے امیر ہوں گے) کیونکہ مقتدا و پیشوا یا امام جس کی اقتدا و اتباع کی جائے، صرف وہی ہو سکتا ہے جو علم میں ممتاز ہو، مگر (حضرات صدیق، فاروق، و مرتضیٰ کے متعلق) جو آثار (روایات) مروی و منقول ہیں ان کے تتبع سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مسئلہ کو اخذ کرنے میں حضرت مرتضیٰ کا ذہن بڑی تیزی کے ساتھ منتقل ہوتا تھا۔ اس لئے بے شمار عجیب عجیب حسابات اور باریک قیاسات ان سے روایت کئے گئے ہیں۔ اور حضرت فاروق انعقاد اجماع کے وقت ان کی جانب بہت زیادہ توجہ فرماتے تھے جیسا کہ ہم نے بہت سے مسائل میں تحریر کیا ہے (مثلاً) حنش ابن المعتمر سے روایت ہے کہ حضرت علی یمن میں تھے وہاں لوگوں نے شیر کو پھنسانے کی غرض سے ایک گڑھا کھودا۔ شیر اس میں گر پڑا۔ بعد ازاں اس گڑھے میں ایک آدمی گر گیا۔ اس نے ایک دوسرے آدمی کو پکڑنا چاہا وہ بھی گڑھے میں گر گیا۔ اس دوسرے شخص نے ایک اور کو پکڑا اور اس نے ایک اور کو پکڑا یہاں تک کہ وہ چاروں گڑھے میں جا گرے۔ اس گڑھے میں ان سبھوں کو شیر نے زخمی کیا، سو ان میں سے کوئی گڑھے ہی میں مر گیا اور کوئی گڑھے سے نکالے جانے کے بعد مر گیا۔ وہاں کے لوگوں نے اس بارے میں جھگڑا کیا یہاں تک کہ تلواریں نکل آئیں۔ یہ سن کر حضرت علیؓ ان لوگوں کے پاس گئے اور کہا تمہیں افسوس کی بات ہے کہ چار آدمیوں کے لئے تم لوگ دو سو آدمیوں کو مارے ڈالتے ہو۔ آؤ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اگر تم اس پر راضی ہو گئے تو خیر ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرافعہ (اپیل کرنا) راوی کا بیان ہے کہ حضرت علی نے پہلے کیلئے ایک چوتھائی دیت، دوسرے کیلئے ایک تہائی دیت، تیسرے کیلئے آدھی دیت اور چوتھے کیلئے پوری دیت کا فیصلہ سنایا۔ اس فیصلہ کو کچھ لوگوں نے

فطرح اليهما ثمانية دراهم وقال
خذا هذا عوضا مما أكلت لكما
ونلته من طعامكما وقال صاحب
الخمس الأرغفة لي خمسة دراهم
ولك ثلثة وقال صاحب الأرغفة
الثلثة لا أرضى إلا أن يكون الدراهم
بيننا نصفين، وارتفعا إلى أمير المؤمنين
علي ابن أبي طالب فقصا عليه قصتهما
فقال لصاحب الثلاثة قد عرض
عليك صاحبك ما عرض وخبزه
أكثر من خبزك فارض بالثلثة
فقال لا والله لا رضيت منه إلا
بمر الحق فقال علي ليس لك في مر
الحق إلا درهم واحد وله سبعة
فقال الرجل سبحان الله يا أمير
المؤمنين هو يعرض علي ثلثة فلم
أرض وأشرت علي بأخذها فلم
أرض وتقول لي الآن أنه لا يجب
لي في مر الحق إلا درهم واحد فقال
له علي عرض عليك صاحبك أن تأخذ
الثلثة صلحا فقلت لا أرضى إلا بمر
الحق ولا يجب لك في مر الحق إلا
واحد فقال له الرجل تعرفني
بالوجه في مر الحق حتى أقبله فقال
علي أليس الثمانية الأرغفة أربعة و
عشرين ثلثا أكلتموها وأنتم ثلثة
أنفس ولا يعلم الأكثر منكم أكلا
ولا الأقل فتحملون في أكلكم على السواء

کھا کر فارغ ہوا تو ان دونوں کے آگے آٹھ درہم ڈال دیئے اور
کہا کہ کھانے کے عوض ان دونوں کو لے لو۔ اب پانچ روٹیوں والے
نے اپنے ساتھی سے کہا کہ پانچ درہم میرے اور تین درہم تیرے ہیں
اور تین روٹیوں والے نے کہا کہ میں صرف اس صورت میں راضی
ہوں گا جب یہ درہم ہم دونوں میں برابر بانٹے جائیں۔ اس پہ یہ
دونوں یہ مقدمہ حضرت علی کی خدمت میں لائے اور انہیں سارا
قصہ سنایا۔ آپ نے تین روٹیوں کے مالک سے کہا کہ تمہارے ساتھی
نے جس کی روٹیاں تم سے زیادہ تھیں جو پیش کش تمہیں کی ہے اس
پر راضی ہو جاؤ۔ اس پر اس نے جواب دیا نہیں خدا کی قسم میں
اس سے صرف بہ رو رعایت انصاف ہی پہ راضی ہوں گا۔
اس پر حضرت علی نے کہا کہ بے شائبہ انصاف تو یہ ہے کہ تجھے
صرف ایک درہم ملنا چاہئے اور تیرے ساتھی کو سات درہم
اس پر اس شخص نے کہا سبحان اللہ امیر المؤمنین وہ مجھے تین درہم
دے رہا ہے اور میں اس پر راضی نہیں ہو رہا ہوں اور آپ نے
مجھے اس کے لے لینے کا مشورہ دیا مگر میں نے اسے قبول نہ کیا
اور اب آپ مجھ سے کہتے ہیں کہ بے رو رعایت انصاف
کی رو سے میرا حق صرف ایک درہم ہے۔ اس پر حضرت علی نے
فرمایا تمہارے ساتھی نے صلح کی غرض سے تمہیں تین درہموں کی
پیش کش کی مگر تم نے کہا کہ میں صرف بے شائبہ انصاف ہی پہ
راضی ہوں گا اور بہ رو رعایت انصاف کے مطابق تمہارا
حق صرف ایک درہم کا بنتا ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ مجھے
بے شائبہ انصاف کی بنیاد کا سبب سمجھا دیجئے میں قبول کر لوں گا
اس پر حضرت علی نے کہا کیا آٹھ روٹیاں چوبیس ثلث[1] نہیں
ہیں؟ جنہیں تم تینوں نے کھایا اور یہ معلوم نہیں کہ تم میں سے
کس نے زیادہ کھایا اور کس نے کم سو تم سب نے گویا انہیں
برابر کھایا ہے۔ اس شخص نے کہا ہاں! حضرت علی نے کہا تو
تم نے آٹھ ثلث کھائیں اور تمہارے پاس نو ثلث تھیں
اور تمہارے ساتھی نے بھی آٹھ ثلث کھائیں اور اس کے

[1] یعنی اگر ہر روٹی کے تین حصے کئے جائیں تو آٹھ روٹیوں کے کل چوبیس حصے ہوں گے ۱۲

قال علیّ قال فاکلت انت ثمانیة اثلاث وانما لک تسعة اثلاث وکل صاحبک ثمانیة اثلاث وله خمسة عشر ثلثا اکل منها ثمانیة وبقی له سبعة واکل لک واحدا من تسعة ولک واحد بواحدک وله سبعة فقال الرجل رضیت الآن۔ اخرجه ابو عمر فی الاستیعاب ودر مسئلہ عول گفت صار ثمنها تسعا۔

پس مجموعہ ثلث تھیں۔ اس نے اپنے حصہ کی روٹیوں میں سے آٹھ (ثلث) کھائے اور اس کے پاس سات (ثلث) بچے یعنی (تیسرے آدمی نے) تمہارے نو ثلث میں سے ایک (ثلث) کھایا اور ایک (ثلث) کے عوض تمہارا حق ایک درہم ہے اور (تیسرے شخص نے تمہارے ساتھی کے سات ثلث لئے) سو اس کا حق سات درہموں کا بنتا ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا اب میں راضی اور مطمئن ہو گیا۔ اس روایت کو ابو عمر نے استیعاب میں روایت کیا ہے۔ اسی طرح حضرت علیؓ نے عول کے مسئلہ میں کہا "اس کا ثمن (آٹھواں) تسع (نواں) ہو گیا"۔

وفاروق زیادہ تردد در مناظرہ ومشاورہ در مسائل شرعیہ تا اقیسہ متعارضہ را بسنجد وجہ معیار را بآنچہ مرجح است قائل گردد و اختلاف از میان مردمان مرتفع شود واصل ثالث کہ اجماع است متحقق گردد لہذا ابن مسعود گفتہ است کان عمر اذا سلک مسلکا وجدناہ سہلا ودر زمان حضرت مرتضی اجماعی منعقد نگشت ومشاورتی با علماء درمیان نیامد وعلمی کہ در بلاد اسلام شائع گردد ظاہر نشد و این معنی بر ہر شخصے کہ ادنی معرفتی بآثار سلف داشتہ باشد واضح غیر محتاج بہ بیان است و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باختصاص ہر یکے بصفتی اشارہ فرمودہ اند کہ در باب فاروق فرمودہ قاولت الدین ودر باب مرتضی فرمودہ اقضاکم علی وانا مدینة العلم وعلی بابها وزیرا کہ قضا موقوف بر سرعت انتقال ذہن است وحکمت نیز ہمچنان ودین عبارت از چیزی است کہ مردمان بروی جمع شوند واز مذاہب مختلفہ

مگر حضرت فاروق مسائل شرعیہ میں غور و فکر کرنے (مناظرہ) اور مشاورت میں بڑھے ہوئے تھے تاکہ ایک دوسرے سے متعارض قیاسات میں موازنہ کر کے علماء کو اس بات کا جو قابل ترجیح ہو قائل کر لیں۔ لوگوں کے درمیان سے اختلاف کا خاتمہ ہو جائے اور (ادلہ شرعیہ کی) تیسری اصل کہ اجماع ہے متحقق ہو جائے اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے "جب حضرت عمر کسی راستہ پر چلتے تو ہم اسے ہموار اور نرم پاتے تھے"۔ (حضرت عمر جو راستہ اختیار کرتے اس پر عمل آسان ہو جاتا) لیکن حضرت مرتضیٰ کے زمانے میں کوئی اجماع منعقد نہ ہوا اور علماء کے مابین کوئی مشاورت نہ ہوئی اور وہ علم جو تمام مسلمانوں میں شائع ہو جاتا ظاہر نہ ہوا۔ یہ بات ہر اس شخص پر جو آثار سلف سے معمولی واقفیت بھی رکھتا ہے واضح ہے اور کسی بیان کی محتاج نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کے ایک خاص صفت کے ساتھ مخصوص ہونے کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔ حضرت فاروق کے متعلق فرمایا کہ "انہیں دین کا علم دیا گیا ہے"۔ اور جناب مرتضیٰ کے متعلق فرمایا کہ "تم سب سے فصل خصومات کی سب سے زیادہ صلاحیت علی میں ہے" اور یہ کہ "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں"۔ کیونکہ قضا (فصل خصومات) ذہن کے سرعت انتقال پر موقوف ہے اور حکمت کا بھی یہی حال ہے۔ دین اس بات کا نام ہے جس پر لوگ مجتمع و متفق ہوں اور مذاہب مختلف سے

منافی اختلاف جیش و اجماع آرا جیش نہایت قوی و خلافت محکم تر باشد۔

(ازیں جا حق تر گوئیم فضیلتی که خلفا را حاصل است آنست که علم سوس و محمد پیغامبر را اگر بود جز شہرت نرسیدہ بشہرت رسانیدند تا جارحہ باشند از جوارح پیغامبر در اتمام امر او و علوم حادثہ اگرچہ بدقت نظر زیادہ باشد بجوی نمی ارزد بجنب جارحہ بودن از جوارح پیغامبر و لہذا اصحاب با وجود تکثر چندان تدقیق سخن نکردہ اند مقبول تر اند عند اللہ و عند رسولہ و عند الصالحین من المؤمنین و معقولیان زمان با ہر چند دقیقہ شناس اند از فیض الہی دور تر افتادہ اند فدای کوری خفاش چشم بینائی که بخیر از رخ آفتاب نیر منتفی است و این سخن بہ نسبت معقولیان زمان اکثر العلوم مستعملہ مشغول شدہ از میراث انبیا محروم ماندہ اند گفتہ ہدانا اللہ تعالی و ایاہم طریق الحق۔

و از حضرت مرتضی مردم چیزہا نقل کردہ اند چون تفتیش آن چیزہا از جہت اسناد کردہ می شود آن ہمہ متلاشی میگردد اما جفر ابیض و مصحف فاطمہ پس باطل است بطریق تواتر از مرتضی نقل کردہ شدہ عن ابی الطفیل قال سئل علی ہل خصکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشیء فقال ما خصنا

زیادہ مستحکم ہوگی۔

ہم اس سے بھی زیادہ دقیق (باریک) و خاص بات کہتے ہیں کہ جو فضیلت خلفاء کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس علم کی بنیاد استوار کی تھی اور جسے انھوں نے مرتب و منقح کیا ہے مگر اسے شہرت کا درجہ نہیں ملا ہے (خلفاء نے) اس کی تشہیر و اشاعت کر دی تاکہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں کے مکمل کرنے میں ان کے اعضا میں سے ایک عضو کے مانند ہو جائیں۔ علوم حادثہ (نئے علوم) اگرچہ دقت نظر سے زیادہ معلوم ہوں مگر وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے جارحہ (عضو) ہونے کے مقابلے میں ایک جو کے برابر بھی نہیں ہیں۔ اسی لئے صحابہ (کرام) نے اگرچہ نئی دقیقہ سنجیاں اور باریک بینیاں نہیں کی ہیں مگر پھر بھی وہ اللہ کے رسول اور صالح مسلمانوں کے نزدیک بہت زیادہ مقبول و پسندیدہ ہیں۔ زمانے کے معقولی اہل علم خواہ کتنے ہی دقیقہ شناس ہوں اللہ کے فیض سے دور ہیں۔ وہ چمگادڑ کی کور چشمی پر قربان کر دیئے جانے کے قابل ہیں جو آفتاب نیر (انتہائی روشن) کے رخ کی دید سے بے بہرہ ہے۔ یہ بات ہمارے زمانے کے اہل علم معقولیوں کے تعلق سے کہی گئی ہے جو ہمہ تن علوم میں مشغول ہو کر انبیاء کی میراث (علوم دینی) سے محروم رہ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور انھیں سیدھی راہ کا راستہ دکھائے۔

حضرت مرتضیٰ سے لوگوں نے بہت سی باتیں نقل کی ہیں مگر جب اسناد کے اعتبار سے ان چیزوں کی تحقیق و تدقیق کی جاتی ہے تو وہ ساری (روایات) پریشان خواب و معدوم ہو جاتی ہیں۔ سو سفید ترکش (جفر ابیض)[1] اور مصحف فاطمہ[2] کی (روایتیں) باطل ہیں (کیونکہ) حضرت مرتضیٰ سے اس کے برخلاف باتیں بطور تواتر نقل کی گئی ہیں۔ ابو الطفیل سے مروی ہے کہ حضرت علی سے پوچھا گیا کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مخصوص چیز عطا کی ہے۔ انھوں نے جواب دیا رسول اللہ صلے اللہ

[1] کہتے ہیں کہ حضرت علی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خصوصیات لکھ کر دی تھیں جنہیں وہ ایک سفید رنگ کے ترکش میں محفوظ رکھتے اور اسی کو جفر ابیض (سفید ترکش) کہا جاتا ہے ۱۲۔

[2] بقول شیعہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جبرئیل حضرت فاطمہ کے پاس آتے اور تسلی دیا کرتے اور ان کو بتاتے کہ آپ کی اولاد کن واقعات سے دوچار ہوگی۔ حضرت علی ان سب باتوں کو لکھ لیا کرتے۔ اسی مجموعہ کا نام مصحف فاطمہ ہے (الجبن المشیعہ ص ۱۸۱)

بامکب وغیرہ ہر دو بات مشغول اند و گوی و چوگان
و رمیزان وامثال آن مگر بطرقی چیزی ازین ابواب
ثابت شود بر تنقیص خلافت نبوت نیست و
باعث بامنای نمیتوانند و آنچہ ازین علوم از
حضرت مرتضی روایت کردہ شدہ وی بآن
منفرد نیست بلکہ از علماء صحابہ است روایات
او بجز وشی روایت عبداللہ بن مسعود مشابہ
مرتضی کرا تردی او در اک کردہ مشہور جامع خصلت
است کہ ذکر آن کردیم۔

(۸) تفضیل شیخین باعتبار تشبہ در جزء عمل
نفس ناطقہ بجہت سیاست مدن و ترتیب
جیوش، پس امری ست ظاہر کالشمس فی
رابعۃ النہار و در وقت شیخین عالم مجتمع بود
بر رای واحد و اختلاف درمیان ایشان نے،
ہمہ باہم متفق مشغول بجہاد کفار بودند اشداء
علی الکفار رحماء بینہم صفت حال ایشان
بود و در ایام حضرت مرتضی اختلاف و افتراق
واقع شد و مردمان احزاب متحزب گشتند
سیوف مسلمین از کفار مغمود گشت و در میان
خود ہا مشغول و ہر تدبیری کہ برای رد این
اختلاف واقع شد خرق آن متسع ساخت و عالم
را امنی و اطمینانی نشد تا آنکہ ہمہ امر از دست
مرتضی برآمد و بجز حوالی کوفہ در تصرف نماند
و آن نیز با ہزاران منازعت و مزاحمت
موافق و مخالف بر اصل این حکایت متفق اند
ہر چند در تصویب و تخطیہ و در معذرت مختلف

فقر و تہذیب نفس کے علوم ہیں۔ اور ان کے علاوہ نقل کیے گئے ان ابواب
(موضوعات) سے متعلق ایک حصہ کے ساتھ شطرنج[ف] کی بازی میں مشغول ہیں
اور گیند اور چوگان و میزان میں رکھتے ہیں (یعنی ان کے مانند بے سود مشغولیات
ہیں) اور وہ ایک حصہ کے متناقض روایات کرتے ہیں اور اگر کوئی بات
ان ابواب (موضوعات) کی حضرت علی سے ثابت بھی ہو تو وہ خلافت
نبوت کی قسم سے نہیں ہے اور ہماری بحث سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے
اور ان علوم سے جو کچھ حضرت مرتضیٰ سے مروی ہے ان میں وہ تنہا منفرد نہیں ہیں
بلکہ دوسرے صحابہ سے بھی ایسی ہی روایات ہیں مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود
کی روایات ساری ہی حضرت مرتضیٰ کی روایت کی طرح معلوم ہوتی ہیں وہ وہی
خصلت (صفت) ہے جس کا ہم نے ذکر کیا۔

(۸) سیاست ملکی و ترتیب افواج کی جہت سے نفس ناطقہ
کے جزو عمل میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ مشابہت کے
اعتبار سے شیخین کی فضیلت تو یہ بات بھی ظاہر و واضح ہے جیسے دوپہر
کے وقت سورج، شیخین کے زمانے میں دنیائے (اسلام) ایک
رائے پر متفق تھی اور اس میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ سب کے سب باہم
متفق اور کافروں سے جہاد کرنے میں مشغول تھے۔ ان کا حال یہ
تھا کہ وہ کافروں کے ساتھ سخت اور آپس میں رحم دل تھے۔ مگر حضرت
مرتضیٰ کے دور میں اختلاف در اختلاف واقع ہوا۔ اور لوگ گروہ
در گروہ ہو گئے۔ مسلمانوں کی تلواریں کافروں کے مقابلے میں نیاموں
میں چلی گئیں اور آپس میں کھنچ گئیں۔ اس بے اتفاقی کو دور کرنے
کی جو تدبیر بھی ہوئی اس نے شگاف کو وسیع کر دیا اور اس سے
کسی طرح کا امن و اطمینان نہ میسر ہوا۔ یہاں تک کہ تمام امور
حضرت مرتضیٰ کے ہاتھ سے نکل گئے۔ اور کوفہ کے اطراف و جوانب
کے سوا کچھ بھی ان کے قبضے میں باقی نہ رہا۔ اور وہ بھی ہزاروں
جھگڑوں اور مزاحمتوں کے ساتھ (ان کے دست تصرف
میں رہا)۔ اس واقعہ کی اصل پر موافق و مخالف دونوں متفق ہیں۔
اختلاف صرف اس میں ہے کہ حضرت علی صحیح تھے یا غلطی پر تھے

ف شطرنج کی وہ بساط جس میں حریف کے تمام مہرے پٹ جائیں صرف بادشاہ باقی ہو اور یہ کم مات ہے اور یہاں شطرنج کی وہ بازی ہے
جس میں صرف بادشاہ ہی قید ہو جائے اور یہ پوری مات ہے (غیاث اللغات)

وعکس آن مختلف باشند.

سوال: اگر گوئی کہ فتح عراق و شام و مصر و کسر کسریٰ و قیصر قیصر و جمع امت را بقول یک تن ساختن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محتمل کہ بسبب امور خارجیہ بود باشد مثلاً تعلق ارادۂ حق و علا بتائید اسلام و غلبہ مسلمین بر کافرین کما قال عز من قائل وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (الصافات۔ ۱۷۱۔ ۳-۱۷۲) و مثلاً مردمان در عصر اول خوی فتنہ و فساد نداشتند و این خصلت آہستہ آہستہ درمیان ایشان پیدا شد و برکت صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رغبت تمام داشتند در جہاد و چون زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعید شد آن برکت مستتر گشت و درین صورت ازین امور ثبوت افضلیت نتوان شد اگر متقدم در زمان متأخر می بود احوال متأخر بر روی کار می آمد و اگر متأخر در زمان متقدم می بود احوال متقدم متحقق می شد.

جواب: گوئیم کہ فیض الٰہی بر جمیع مترتب نیست بر استعداد وی و بر استعداد دیگر بلکہ سنت اللہ چنان جاری شدہ کہ فیض الٰہی جاری نمی شود مگر بر دست کسی کہ مستعد آن باشد پس اگر بر زبان فیض الٰہی بر دست کسی فیض او دیگر ان شناخت و لا نسلم کہ در عصر اول خوی فتنہ نداشتند آیا نمی دانی کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیاری مرتد گشتند و جمعہ قائم نمی شد الا در سہ مسجد مسجد حرام و

اور معذور تھے یا معذور نہیں تھے۔

سوال: اگر آپ یہ کہیں کہ عراق شام اور مصر کی فتوحات اور شہنشاہ ایران کی شکست اور قیصر روم کی سلطنت کو تنگ کر دینا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام امت (مسلمہ) کو جسد واحد کی طرح بنا دینا ممکن ہے کہ خارجی اسباب کے باعث ہو۔ مثلاً یہ کہ اسلام کی تائید حضرت اور کفار پر مسلمانوں کا غلبہ مشیت ایزدی خداوندی کے سبب ہوا جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اور اپنے پیغمبر بندوں کے حق میں پہلے ہی ہمارا ارشاد ہو چکا ہے کہ بیشک انہیں کی مدد ہوتی ہے اور بیشک ہمارا لشکر ضرور غالب ہو گا (الصافات۔ ۱۷۱۔ ۳-۱۷۲) اور مثلاً یہ کہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں لوگوں میں فتنہ و فساد کی عادت نہ تھی۔ اور یہ عادت ان میں آہستہ آہستہ پیدا ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت کی بدولت انہیں جہاد کی بڑی زبردست اور قوی خواہش تھی۔ جب جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ دور ہوتا گیا (جہاد کی) وہ برکت بھی جاتی رہی اور اس بنا پر ان باتوں (فتوحات عراق، شام و مصر وغیرہ) سے کسی طرح کی افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔ اگر وہ جو متقدم تھے (حضرات ابوبکر عمر و عثمان) اس کے زمانے میں ہوتے جو متأخر (حضرت علی) تھے تو وہی حالات رونما ہوتے جو متأخر (حضرت علی) کے زمانے میں ظاہر ہوئے اور اگر متأخر (حضرت علی) متقدم (حضرات ابوبکر، عمر و عثمان) کے زمانے میں ہوتے تو متقدم (حضرات شیخین و عثمان) کے حالات (یعنی فتوحات و کثرت جمع و اتفاق امت) یہاں بھی ظہور پذیر ہوتے۔

جواب: میں کہتا ہوں کہ اگرچہ فیض خداوندی کسی ایک شخص کے بالمقابل کسی دوسرے کی استعداد پر موقوف نہیں ہے لیکن اللہ کی سنت یہی ہے کہ فیض الٰہی اس آدمی کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے جو اس کی صلاحیت رکھتا ہو۔ سو اگر کسی کے ذریعے فیض خداوندی جاری ہوتا ہے تو اس بات کو اس شخص کی فضیلت سمجھنا چاہئے۔ اور ہم یہ بات نہیں مانتے کہ عصر اول میں لوگوں میں فتنہ کی عادت نہ تھی۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت سے لوگ مرتد ہو گئے۔ اور جمعہ صرف تین مساجد یعنی مسجد حرام در مکہ، مسجد مدینہ و مسجد جواثی

لہ یعنی جو شخص کہ خدا کا فیض اس کو پہنچا اس پر تعجب نہ کرے کہ کسی خاص صلاحیت کی وجہ سے ہے بلکہ دوسری صلاحیت سے اس کی ذکر کیا تھا۔

مداخلت می نمودند چنانکہ در فتح شام و عراق فرمودند و آن سعی منتج ثمرات محمودہ بود۔ چون نوبت این فتنہ ہا واقع شد بلکہ ہر تدبیری منعکس گشت دانستیم کہ از آن جنس نیستند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از نزدیک خدا تعالیٰ بآن موعود شدہ باشند و چون پیش از اتمام موعود شدند دیگری بآن قیام نمود و بر دست دیگری صورت گرفت۔ آری این معنی در قتال خوارج متحقق است و بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در آن حادثہ واقع۔ حضرت مرتضیٰ خود این واقعہ را بیان کردہ۔ عن ابی کثیر مولی الانصار قال کنت مع سیدی مع علی بن ابی طالب حیث قتل اهل النهروان فکان الناس وجدوا فی انفسهم من قتلهم فقال علی یا ایها الناس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد حدثنا باقوام یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة ثم لا یرجعون فیها ابدا حتی یرجع السهم علی فوقه وان آیة ذلک ان فیهم رجلا اسود مخدج الید احدی یدیه کثدی المرأة لها حلمة کحلمة ثدی المرأة حوله سبع هلبات فالتمسوه فانی اراه فیهم فالتمسوه فوجدوه فکبر علی فقال الله اکبر صدق الله ورسوله وانه لمتقلد قوسا له عربیة فاخذها بیده فجعل یطعن بها فی مخدجته ویقول صدق الله ورسوله وکبر الناس حین رأوه

مداخلت کرتے جیسا کہ آپ نے شام و عراق کی فتح کے بارے میں فرمایا اور ان کوششوں کے اچھے نتائج برآمد ہوئے۔ لیکن جب حضرت علی کے دور کے فسادات اور فتنہ جنگیوں کا خاتمہ نہ ہوا بلکہ ان کی ہر تدبیر الٹی ہو گئی تو یہ بھی یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ ان لوگوں کی جنس میں سے نہیں تھے جن کا وعدہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا اور ان کی تکمیل سے قبل آپ کی وفات ہو گئی تو کسی دوسرے شخص نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا اور اس کے ذریعہ اس کی تکمیل ہوئی۔ ہاں یہ بات خوارج سے قتال (جنگ) میں ضرور ثابت ہوئی اور اس حادثہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت واقع ہوئی۔ حضرت مرتضیٰ نے خود اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ انصار کے مولیٰ ابوکثیر کہتے ہیں کہ میں اپنے آقا کے ہمراہ حضرت علی کے ساتھ اس جگہ جہاں اہل نہروان (خوارج) قتل ہوئے موجود تھا۔ ان کے قتل سے لوگوں کو صدمہ ہوا۔ اس پر حضرت علی نے کہا اے لوگو! ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے گروہ کے بارے میں فرمایا تھا جو دین سے ایسے نکل جائے گا جیسے کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ لوگ پھر کبھی دین میں واپس نہ آئیں گے تاآنکہ تیر اپنی سوفار کی طرف لوٹ آئے۔ (یعنی اس گروہ کا دین میں دوبارہ واپس آنا ناممکن ہے) اور اس بات کی (کہ یہی اہل نہروان وہ گمراہ گروہ ہیں) علامت یہ ہے کہ ان میں ایک سیاہ فام شخص ہوگا جس کا ہاتھ ناقص الخلقت ہوگا۔ یعنی اس کا ایک ہاتھ عورت کی پستان کے مانند ہوگا۔ اس میں ایسی ہی گھنڈی (سر پستان) ہوگی جیسی کہ عورت کے پستان کی ہوتی ہے اور اس کے گرد چاروں طرف سات اونٹ جیسے بال ہوں گے تو لوگو! اس آدمی کو تلاش کرو کیونکہ میں ان (مقتولین نہروان) میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ لوگوں نے اس کی تلاش کی اور اسے پا لیا۔ اس پر حضرت علی نے کہا اللہ اکبر! اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔ لوگوں نے بھی جب (اس کی لاش) دیکھی تو تکبیر کہی اور ایک دوسرے کو خوش خبری دی اور ان کا صدمہ دور ہو گیا۔

واستبشر وذهب غمه ما كانوا يجدونه اخرجه احمد۔

وعن الحسن عن قيس بن عباد قال كنا مع علي فكان اذا شهد مشهدا او اشرف على اكمة او هبط واديا قال سبحان الله صدق الله ورسوله فقلت لرجل من بني يشكر انطلق بنا الى امير المؤمنين حتى نسأله عن قوله صدق الله ورسوله قال فانطلقنا اليه فقلنا يا امير المؤمنين رأيناك اذا شهدت مشهدا او هبطت واديا او اشرفت على اكمة قلت صدق الله ورسوله فهل عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم اليك شيئا في ذلك قال فاعرض عنا والححنا عليه فلما رأى ذلك قال والله ما عهد الي رسول الله صلى الله عليه وسلم عهدا الا شيئا عهده الى الناس ولكن الناس وقعوا على عثمان فقتلوه فكان غيري فيه اسوأ حالا وفعلا مني ثم اني رأيت اني احقهم بهذا الامر فوثبت عليه فالله اعلم اصبنا ام اخطأنا اخرجه احمد۔

اما خصیصت شیخین باعتبار زیادت و تیز عمل نفس ناطقہ بنسبت تاثیر صحبت در نفوس ہمنشینان و معاملہ کنندگان بواسطہ استماع این جماعہ اقوال ایشان را و مشاہدہ این جماعہ احوال و اقوال ایشان را پس ظاہر است اما تاثیر اقوال پس بیان آن آنست کہ مسلمین در زمان شیخین متفق بودند بر آنکہ سنت ظاہرہ کہ معتبر بنفسہ است و باطنہ کہ معتبر باحسان و طریقت سنت

اس کو احمد نے بیان کیا ہے۔

اور حسن نے قیس بن عباد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت علی کے ساتھ تھے سو وہ جب لوگوں کا کوئی مجمع دیکھتے یا کسی ٹیلے پر چڑھتے یا کسی وادی میں اترتے تو کہتے "سبحان اللہ (اللہ پاک ہے) اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا"۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے قبیلہ بنو یشکر کے ایک آدمی سے (جو ہمارے ساتھ تھا) کہا کہ ہمیں امیر المومنین کے پاس لے چلو تاکہ ہم ان سے ان کے قول "اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا" (صدق اللہ ورسولہ) کے بارے میں پوچھیں۔ سو ہم ان کے پاس گئے اور ہم نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین ہم نے آپ کو دیکھا، جب آپ لوگوں کے مجمع کو دیکھتے یا کسی وادی (نشیبی زمین) میں اترتے یا کسی ٹیلے پر چڑھتے تو فرماتے "اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا"۔ تو کیا اس بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کوئی عہد لیا تھا۔ (کوئی خاص بات فرمائی تھی)؟ یہ سنکر حضرت علیؓ نے ہم سے منہ پھیر لیا مگر ہم نے اصرار کیا۔ انہوں نے جب یہ دیکھا تو کہا "خدا کی قسم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی عہد نہیں لیا اور مجھ سے کوئی ایسی نئی گہری باتیں بیان نہیں فرمائیں جو انہوں نے سب لوگوں سے نہ فرمائی ہوں۔ لیکن لوگ حضرت عثمانؓ کے مخالف ہو گئے اور ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کر دیا۔ اس سلسلے میں میرے علاوہ دوسرے کا حال و فعل مجھ سے بھی برا تھا۔ پھر میں نے یہ خیال کیا کہ میں اس امر (خلافت) کا زیادہ حقدار ہوں، پس میں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ سو خدا ہی جانتا ہے کہ آیا ہم نے صحیح کیا یا ہم سے غلطی ہوئی"۔ اس روایت کو امام احمد نے بیان کیا ہے۔

اب رہا اپنے ہمنشینوں اور اپنے ساتھ معاملہ کرنے والوں کے نفوس میں ان کے اقوال سنکر اور ان کے احوال و اقوال کو مشاہدہ کر کے ان کی صحبت سے متاثر ہونے کے تعلق سے نفس ناطقہ کے جزو عمل میں اضافہ و زیادتی کے اعتبار سے شیخین کی افضلیت تو یہ واضح و نمایاں ہے (اس میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہے) جہاں تک (شیخین کے) اقوال سے ان کے ہمنشینوں کے متاثر ہونے کا تعلق ہے تو اس کا بیان یہ ہے کہ شیخین کے زمانے میں سنت کو اختیار کرنے میں (مسلمان) ظاہر کے اعتبار سے جو کہ فقہ میں معتبر ہے اور خواہ باطن کی رو سے ہو کہ احسان و طریقت میں اس کا اعتبار

خود کردہ باشند۔

و اما تغیر احوال بسیاری از منسوبان سنت کہ مصاحبان شیخین ہمہ متادب بآداب شریعت و راغب در احسان، و از کسی حرکتی مستنکر ظاہر نشد و مصاحبان حضرت مرتضیٰ اکثر ایشان سپاہی منشان بودند اہل طمع و حرص و حقد و حسد با حضرت مرتضیٰ خلوص محبت نداشتند و رسوخ انقیاد چنانکہ جناب مرتضیٰ مرارًا ایشان را بر سر منبر شکوہ ہا میکرد کہ کاشکی دہ کس از شما بیک نفر از اہل شام مانند صرف دراہم بدنانیر دہ کس را دادہ یکی بستانم و بیوفائی ہا از ایشان ظاہر شد چنانکہ تا حال الکوفی لا یوفی مثل سائرہ شدہ و با حسن مجتبیٰ و حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہما آنچہ بیوفائی ہا کردند محتاج بیان نیست و بعضی کہ خلوص محبت و رسوخ انقیاد داشتند در اعتقاد خود غیر مقتصد افتادند بعضی افراط کردند در اعتقاد و تعظیم تا بجا رسانیدند کہ در غیر نبی نباشد و حضرت مرتضیٰ ایشان را ازین افراط بار ہا زجر میداشت و ایشان منزجر نشدند چنانکہ قصہ ہای سبائیہ بشہرت انجامید کہ در صحابہ طعن میکردند منقول است و بعضی تفریط کردند در آنچہ در حق او می بایست و بعضی متوسط الحال بودند ایشان اصحاب عبد اللہ بن مسعود اند و در حمل کلام او بر معنی من سبب نیز مختلف شدند بعضی آنچہ بطریق تعریض کہ بر سر منبر میفرمود بر شیخین حمل میکردند و میگفتند مراد این است میگوید خلاف آنچہ در دل دارد

دونا جو سنے یہ موافق و مخالف دونوں ہی متفق ہیں۔

اب رہی یہ بات کہ (شیخین کے) احوال کی تاثیر سے (ان کے ہم نشین) و اصحاب کی حالت کا تغیر ہوا تو یہ بات اس بات سے جانی جا سکتی ہے کہ شیخین کے ہمنشین تمام شریعت کا ادب کرتے اور احسان سے رغبت رکھتے تھے اور ان میں سے کسی سے بھی کوئی قابل اعتراض حرکت ظاہر نہیں ہوئی اور اس کے برعکس (حضرت مرتضیٰ کے زیادہ تر مصاحبین سپاہی منش، لالچی، حریص، کینہ پرور اور حاسد تھے حضرت مرتضیٰ سے محبت کا خلوص ان میں نہ تھا اور نہ ان کی اطاعت کا جذبہ ان کے دلوں میں راسخ تھا۔ چنانچہ جناب مرتضیٰ اکثر مسجد کوفہ کے منبر پر ان کی شکایتیں کرتے تھے کہ کاش اس طرح جیسے کہ درہم دینار سے بھنائے جاتے ہیں ہم ان کو دس کا اہل شام سے تبادلہ کر لیتے۔ دس کوفیوں کو دے کر ان کے بدلے میں صرف ایک شامی لے لیتا۔ ان کوفیوں سے اس قدر بے وفائیاں ظاہر ہوئیں کہ اب تک یہ کہاوت مشہور ہے کہ کوفی سے وفا نہیں (الکوفی لا یوفی) ان کوفیوں نے حضرت حسن مجتبیٰ و حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہما کے ساتھ جو بے وفائیاں کیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ (ان میں) کچھ لوگ ایسے تھے جن کو حضرت علی سے محبت تھی اور ان میں اطاعت کا جذبہ بھی تھا وہ اپنے اعتقاد میں بے اعتدالی کا شکار ہو گیا۔ ان میں سے ایک جماعت نے حضرت علی سے اعتقاد و تعظیم میں اس حد تک غلو کیا اور اس حد تک ان کو پہنچایا جو غیر نبی کی نہیں (یعنی انہیں اعتقاد و تعظیم میں انبیاء کا ہم پلہ کر دیا) اور حضرت مرتضیٰ نے ان لوگوں کو اس افراط پر سختی سے بار بار منع کیا مگر یہ لوگ باز نہ آئے۔ چنانچہ اسی جماعت کی نسبت جو صحابہ کرام کو مطعون کرتی ہے بہت سے قصے نقل کئے گئے ہیں۔ (اسی طرح) ایک جماعت نے (حضرت علی کے) اعتقاد و محبت کے سلسلے میں (تفریط) کمی سے کام لیا اس سے بھی کم تر جو ان کے حق میں ضروری ہے (یعنی حضرت علی کی تعظیم و محبت ان لوگوں نے کم کر دی) اور ایک جماعت متوسط الحال (افراط و تفریط کے درمیان) رہی اور یہ لوگ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب ہیں۔ (اسی طرح) حضرت علی کے کلام کو صحیح معنی پر محمول کرنے میں بھی (اصحاب علی) باہم دگر مختلف الخیال ہو گئے۔ ایک گروہ ان باتوں کو جو بطریق تعریض حضرت علی (جامع کوفہ) کے منبر پر بیٹھ کر فرماتے تھے دھیان سے سنتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ تعریض (صاحب) شخص کے پیش رو (شیخین) کی بابت ہے اور یہ باتیں ان کے دل میں ہیں جو اس کے برخلاف ہے

فرمود ما نفعنی مال احد ما نفعنی مال ابی بکر و در مشارق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصرت داد و فاروق سبب عزت اسلام و غلبہ مسلمین گردید، مخلافت مرتضی کہ در آن عمر صغیر بود زیرا کہ وقت اسلام ہفت سالہ بود یا دہ سالہ

عن محمد بن عفرة قال سئل محمد بن کعب القرظی عن اول من اسلم اعلی او ابوبکر قال سبحان اللہ علی اولہما اسلاما وانما اشتبہ علی الناس لان علیا اخفی اسلامہ من ابی طالب واسلم ابوبکر فاظہر اسلامہ ولا شک عندنا ان علیا اولہما اسلاما اخرجہ ابوعمر فی الاستیعاب۔

وعن حبة العرنی قال رأیت علیا ضحک علی المنبر لم اره ضحک ضحکا اکثر منہ حتی بدت نواجذه ثم قال ذکرت قول ابی طالب، ظہر علینا ابوطالب وانا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نصلی ببطن نخلة، فقال ماذا تصنعان یا ابن اخی فدعاه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام فقال ما بالذی تصنعان بأس او بالذی تقولان بأس ولکن واللہ لا تعلونی استی ابدا وضحک تعجبا بقول ابیہ ثم قال اللہم لا اعرف ان عبدا لک من ہذه الامة عبدک قبلی غیر نبیک ثلاث مرات لقد صلیت قبل ان یصلی الناس سبعا اخرجہ احمد۔

کے مال سے جتنا نفع پہنچا اتنا نفع کسی اور کے مال سے نہ پہنچا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشکلات میں ان کی نصرت کی اور حضرت فاروق اسلام کی عزت اور مسلمانوں کے غلبہ کا سبب ہوئے، حضرت مرتضے کے مخلافات کہ وہ اس زمانے میں صغیر (السن) تھے کیونکہ اسلام (لانے) کے وقت ان کی عمر سات سال یا دس سال تھی، عفرہ کے مولی عمر سے مروی ہے کہ محمد بن کعب قرظی سے پوچھا گیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا علی یا ابوبکر؟ انہوں نے جواب دیا اللہ پاک ہے (سبحان اللہ) علی ان دونوں میں پہلے اسلام لائے مگر لوگوں پر یہ بات مشتبہ ہو گئی کیونکہ علی نے اپنا اسلام ابوطالب سے چھپایا اور ابوبکر نے اپنا اسلام ظاہر کیا۔ اور اس بات میں ہمارے نزدیک کوئی شک نہیں ہے کہ سب سے پہلے علی ہی اسلام لائے۔" اس روایت کو ابوعمر نے استیعاب میں بیان کیا ہے۔

اور حبہ عرنی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا "میں نے حضرت علی کو (کوفہ کی جامع مسجد میں) منبر پر ہنستے ہوئے دیکھا اور میں نے انہیں منبر پر اس سے زیادہ ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ ہنستے ہنستے ان کے دانت دکھائی دیئے۔ پھر انھوں نے کہا کہ مجھے ابوطالب کی ایک بات یاد آئی (جبکہ) میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نخلہ کے بطن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوطالب نے ہمیں دیکھ لیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ تم دونوں کیا کر رہے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ابوطالب نے جواب دیا کہ تم دونوں جو کر رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یا انہوں نے یہ کہا کہ تم دونوں جو بات کہہ رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن خدا کی قسم مجھ سے میری سرین کبھی بلند نہ ہوگی۔" حضرت علی اپنے باپ کی بات (یاد کر کے) حیرت سے ہنستے تھے۔ بعد ازاں انھوں نے فرمایا! "اے میرے اللہ مجھے نہیں معلوم کہ اس امت (اسلامیہ) میں تیرے کسی بندے نے مجھ سے پہلے تیرے نبی کے سوا تیری عبادت کی ہو۔" یہ بات انہوں نے تین بار کہی۔ (پھر کہا) کیونکہ میں نے لوگوں سے پہلے سات نمازیں پڑھیں۔ یہ روایت امام احمد بن حنبل کی ہے۔

باید دانست کہ شجاعت دو قسم است شجاعت پہلوانان و شجاعت امراء شجاعت پہلوانان غلبہ بر اقران است در مبارزت بقوت بطش و ثبات قلب و شجاعت امراء فتح بلاد و ہزیمت دادن جیوش است بسیاست جیش و حسن استعمال آنہا در مواضع آنہا با ثبات قلب و زیادت عقل و عدالت و دانستن ہر چہ در وقت مطلوب است از صلح و جنگ و تأنی و عجلت و دانستن معرفت ہر یک از افراد جیش و کار مطلوب گرفتن از ایشان و گاہی این دو شجاعت متفرق می شوند چنانکہ عنترہ موصوف بود بشجاعت پہلوانان فقط و امیر تیمور بشجاعت امراء فقط پس تیمور اشجع ملوک بود ہر چند منقول نشد کہ با پہلوانی مبارزت کردہ باشد و او را در پا افگندہ باشد و ہر چند حضرات خلفاء ہمہ متصف بودند بہر دو شجاعت اما حضرت شیخین را فضل بود در شجاعت امراء و حضرت مرتضی را زیادت بود در شجاعت پہلوانان و این معنی بدیہی است بنسبت کسی کہ سیرت کسی ہمسر ایشان و آثار منقولہ از ایشان دانستہ باشد و شجاعت امراء انفع است در تمشیت ملت، و شجاعت پہلوانان نیز در آن دخلی دارد بقدر خود و لہذا نصیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ میزان شرف و فضل است و منتہای آن، از شجاعت امراء اوفر و اتم بود بنسبت شجاعت پہلوانان و ہمچنان از روسای دین و دنیا شدہ آمدہ است۔

اما افضلیت شیخین باعتبار نشر علوم دینی

جاننا چاہئے کہ شجاعت کی دو قسمیں ہیں (ایک) پہلوانوں کی شجاعت اور (دوسری) امراء اور سپہ سالاروں کی شجاعت پہلوانوں کی شجاعت یہ ہے کہ دو بدو لڑائی (مبارزت) میں دل کے ثبات اور گرفت کی قوت سے مدمقابل پر غلبہ پایا جائے۔ اور سرداروں کی شجاعت یہ ہے کہ عدالت و عقل کی زیادتی اور دل کی پامردی (ثبات قلب) کے ساتھ فوج کی سیاست اور اپنی جگہ پر (اس کے مقام پر) اس کے بہتر استعمال سے (دشمنوں کے) لشکروں کو شکست دی جائے اور ملکوں کو فتح کیا جائے۔ (و نیز) یہ علم ہو کہ صلح و جنگ اور سستی و عجلت میں سے کس وقت کیا چیز ضروری ہے اور فوج کے لوگوں کے بارے میں معلومات رکھنا اور ان سے جو کام مطلوب ہو وہ لینا۔ کبھی یہ دونوں قسم کی شجاعتیں (افراد میں) الگ الگ ہوتی ہیں مثلاً عنترہ (بن شداد جو ایک عربی شاعر) صرف پہلوانی شجاعت کے وصف سے متصف تھا اور امیر تیمور صرف سرداروں کی شجاعت (کے وصف سے موصوف تھا) پس تیمور بادشاہوں میں بہت زیادہ بہادر تھا ہر چند کہ اس کے بارے میں یہ واقعہ کہیں بھی مذکور نہیں ہے کہ اس نے کسی پہلوان سے دو بدو لڑائی لڑی ہو اور اسے شکست دے کر پچھاڑا ہو۔ اگرچہ تمام خلفاء ان دونوں ہی قسموں کی شجاعت سے متصف تھے۔ لیکن حضرات شیخین کو شجاعت امراء میں برتری (فضیلت) حاصل تھی اور حضرت مرتضی کو شجاعت پہلوانان میں بڑائی حاصل تھی۔ اس شخص کے لئے جو ان حضرات کی سیرت اور ان سے مروی آثار و اخبار سے واقف ہے یہ بات بدیہی ہے۔ درحقیقت سرداروں کی شجاعت (شجاعت امراء) ملت کو رواں دواں رکھنے میں زیادہ مفید ہے۔ اور پہلوانوں کی شجاعت کو بھی اس میں کسی قدر دخل ہے۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شرف و فضل کا معیار اور اس کی انتہا ہیں، شجاعت پہلوانی کے مقابلہ میں، شجاعت امراء سے وافر تر و کامل تر حصہ عطا ہوا تھا۔ اور ایسا ہی دین و دنیا کے سرداروں کے حق میں) ہوتا چلا آیا ہے۔

اب رہی حضرات شیخین کی فضیلت دین کے علوم کو نشر

بیان آن است کہ افضل علوم قرآن عظیم است و جمع کنندہ قرآن و نصب کنندہ قاریان در آفاق شیخین اند و حضرت مرتضی ہر چند روایت قرآن کردہ است اما روایت آن نکردہ اند الا اصحاب عبد اللہ بن مسعود از اہل کوفہ مثل زر بن حبیش و ابو عبد الرحمن سلمی و ایشان اول بار قرآن را بر عبد اللہ بن مسعود خواندہ بودند و بر مرتضی دوبارہ گذرانیدہ اند و اگر تکلف نمیکردند ہم روایت ایشان صحیح می بود۔

کرنے کے اعتبار سے تو اس کا بیان یہ ہے کہ تمام علوم میں سب سے افضل قرآن عظیم ہے اور قرآن کو جمع کرنے والے اور ممالک و اطراف میں قاریوں کا تقرر کرنے والے شیخین ہیں۔ اگرچہ حضرت مرتضیٰ نے قرآن کی روایت کی ہے مگر ان سے یہ روایتیں حضرت عبد اللہ بن مسعود کے کوفی اصحاب مثلاً زر بن حبیش، ابو عبد الرحمن سلمی ہی نے کی ہے۔ ان (اصحاب ابن مسعود) نے پہلی بار قرآن کو حضرت عبد اللہ بن مسعود سے پڑھا تھا اور حضرت مرتضیٰ سے اس کا اعادہ کیا تھا۔ اگر یہ لوگ اعادہ نہ بھی کرتے تو ان کی روایت صحیح ہوتی۔

عن سعد بن عبیدۃ عن ابی عبد الرحمن السلمی عن عثمان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ قال واقرأ ابو عبد الرحمن فی امرۃ عثمان حتی کان الحجاج قال وذلک الذی اقعدنی مقعدی ھذا اخرجہ البخاری۔

سعد بن عبیدہ نے ابو عبد الرحمن سلمی سے اور انہوں نے حضرت عثمان سے روایت کیا ہے کہ نبی (کریم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں اچھا وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور اسے دوسروں کو سکھایا۔ (سعد بن عبیدہ نے) کہا کہ مجھے ابو عبد الرحمن (سلمی) نے حضرت عثمان کے دور خلافت میں قرآن کی تعلیم دی یہاں تک کہ حجاج (ابن یوسف ثقفی) کا دور آ گیا۔ (سعد بن عبیدہ نے مزید کہا) اور اسی تعلیم قرآن نے مجھے اس (اعلیٰ) مقام پر بٹھایا۔ اس روایت کی تخریج امام بخاری نے کی ہے۔

و بعد از قرآن عظیم حدیث آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم و فاروق محدثین را در آفاق فرستاد و اصل علم حدیث ہمانست، از جملہ ایشان عبد اللہ بن مسعود بود در کوفہ و روایت او در کوفہ ثابت است، و از جملہ ایشان ابو موسی و جمعی دیگر در بصرہ و جماعتی در شام از صحابہ، اما مرتضی در بلاد کسی را نصب نکرد برای درس حدیث، مثل عبد اللہ بن مسعود ہست؛ لیکن اینجا فرقی ہست کہ اہل حدیث آن را دانند و آن آنست کہ اصحاب عبد اللہ بن مسعود ثقات و ضبط اند و رواۃ حضرت مرتضی اکثر آن مستور الحال، و حدیث مرتضی بدرجہ صحت

قرآن عظیم (کے علم) کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا علم ہے۔ حضرت فاروق نے محدثین کو مختلف اطراف بلاد و ممالک میں بھیجا اور علم حدیث کی اصل وہی ہے۔ ان (محدثین) میں سے کوفہ میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود تھے۔ ان کی روایتیں کوفہ میں ثابت ہیں۔ انہیں (محدثین) میں سے بصرہ میں حضرت ابو موسیٰ اشعری اور دوسرے حضرات ہیں۔ اسی طرح شام میں صحابہ (محدثین) کی ایک جماعت (حضرت عمر فاروق کی فرستادہ) تھی۔ اس کے برعکس حضرت مرتضیٰ نے کسی کو بلاد و امصار میں تعلیم حدیث کے لئے مقرر نہ فرمایا۔ وہ حدیث میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کی طرح ہیں لیکن یہاں (حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود میں) ایک فرق ہے جسے علمائے حدیث جانتے ہیں (وہ فرق) یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب (تلامذہ) ثقہ (معتبر) اور ضابط ہیں۔ اور حضرت مرتضیٰ سے روایت کرنے والے مجہول الحال سب ہی ہیں اور حضرت مرتضیٰ سے مروی معروف کی مقدار

نرسیدہ است، الا آنچہ اصحاب عبد اللہ بن مسعود روایت کردہ اند۔ عن ابن ابی ملیکۃ قال کتبت الی ابن عباس اسالہ ان یکتب لی کتابا ویخفی عنی فقال ولد ناصح انا اختار لہ الامور اختیارا واخفی عنہ قال فدعا بقضاء علی فجعل یکتب منہ اشیاء ویمر بہ الشیء فیقول واللہ ما قضی بهذا علی الا ان یکون ضل۔ وعن ابی اسحٰق قال لما احدثوا تلک الاشیاء بعد علی قال رجل من اصحاب علی قاتلہم اللہ ای علم افسدوا۔ وعن ابن عباس قال سمعت المغیرۃ یقول لم یکن یصدق علی علی فی الحدیث عنہ الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعود۔ روی الاحادیث الثلثۃ مسلم فی مقدمۃ صحیحہ۔ واما اہل مدینہ و اہل شام از حضرت مرتضیٰ حدیث ندارند الا قلیل۔

وبعد از قرآن و حدیث مدار اسلام بر فقہ است و امہات فقہ مسائل اجماعیہ عمر فاروق است۔ واگر اکثر اہل اسلام را بنظر امتحان نگاہ کنی حنفیان و مالکیان و شافعیان اند۔ اما مذہب مالک پس بنائے آن موطا است و در موطا از روایت مرتضیٰ بجز چند حدیث مرفوع و چند اثر شمردہ منقول نیست۔ و ہمچنین در مسند ابی حنیفہ و آثار امام محمد کہ مبنائی فقہ حنفیہ است از روایت مرتضیٰ بجز حدیث مرفوع و چند

نہیں پہنچیں جو حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب (و تلامذہ) نے روایت کی ہیں۔ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ ابن عباس کو خط لکھ کر درخواست کی کہ وہ مجھے ایک مکتوب لکھیں اور مجھے خیر خواہی کی نصیحت کریں۔ (مجھ سے ایسی حدیث نہ بیان کریں جس سے تقصیر فہم کے باعث فتنہ و فساد میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو) پس ابن عباس نے کہا کہ نصیحت پذیر بچے کے لئے میں بعض باتیں اختیار کروں گا اور اس سے کچھ باتوں کو اشارۃً کہوں گا (یعنی نصیحت کروں گا) راوی کا بیان ہے کہ (حضرت عبد اللہ بن عباس نے) حضرت علی کے فتاویٰ منگوائے ان میں سے کچھ باتیں تحریر کیں ان کی نگاہ سے (قضائے علی) میں کوئی بات گزرتی تو کہتے: خدا کی قسم بجز اس صورت کے کہ وہ گمراہ ہو گئے ہوں علی ایسا فیصلہ نہیں کر سکتے تھے۔ ابو اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت علی کے بعد لوگ یہ باتیں (جھوٹی روایتیں) ان سے بیان کرنے لگے تو حضرت علی کے اصحاب (شاگردوں) میں سے ایک آدمی نے کہا: اللہ ان لوگوں کو ہلاک کرے کس علم میں انہوں نے دروغ گوئی سے کام لے کر اسے خراب و برباد کر دیا۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ میں نے حضرت مغیرہ کو یہ کہتے سنا کہ وہ حضرت علی سے مروی انہی احادیث کی تصدیق کرتے تھے (صحیح مسلم) جنہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب (و تلامذہ) نے روایت کیا ہے۔ ان تینوں احادیث کو مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔ جہاں تک اہل مدینہ و اہل شام کا تعلق ہے تو انھوں نے حضرت مرتضیٰ سے چند ایک کے سوا کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

قرآن و حدیث (کے علوم) کے بعد اسلام کا مدار و انحصار فقہ پر ہے اور حضرت عمر فاروق کے اجماعی مسائل ہی فقہ کے امہات و اصول و اساس احکام ہیں۔ اور جو آپ امتحان کی غرض سے اہل اسلام کی اکثریت پر نظر ڈالیں تو وہ حنفی، مالکی اور شافعی ہیں۔ جہاں تک امام مالک کے مذہب (فقہی) کا تعلق ہے تو اس کی اساس موطا ہے اور موطا میں حضرت مرتضیٰ کی روایت سے چند حدیث مرفوع اور چند گنے چنے آثار کے سوا کچھ اور منقول نہیں ہے۔ اسی طرح مسند ابی حنیفہ اور آثار امام محمد میں کہ فقہ حنفی کی بنیاد انہیں پر قائم ہے حضرت مرتضیٰ سے چند مرفوع احادیث اور چند گنے چنے آثار کے سوا موطا سے زیادہ کچھ بھی مروی نہیں ہے۔ اسی طرح مسند شافعی میں کہ

لہ صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۱ کے مطابق "ابن عباس" ۱۲ مترجم

از آنحضرت شده و زیاده از آنچه در موطا است
بتقلیل منقول نیست و همچنین در مسند شافعی
مبانی مذهب شافعیه است از روایت مرتضی
بجز چند حدیث مرفوع و چند اثر موقوف که
بنسبت احادیث مرویه از دیگران در نهایت
قلت است منقول نیست و کسی که بر اصول
و امهات این مذاهب اطلاع دارد شک
نمیکند در آنکه اصل این مذاهب همه کل
اجتهاد فاروقی است و آن مانند امر مشترک
است در میان همه آنها بعد از آن اجتهاد
فقهای صحابه از اهل مدینه مانند ابن عمر و عائشه
و فقهای سبعه از کبار تابعین مدینه و زهری و
مانند آن از صغار تابعین مدینه اصل مذهب
مالک است که صورت خاص مذهب او از آن
پیدا شده و همچنین اعتماد بر فتاوی عبداللہ بن
مسعود در غالب حال و بر قضایای مرتضی در
بعض احوال بآن شرط که اصحاب عبداللہ بن
مسعود روایت کرده باشند و اثبات نموده
و بعد از آن بر تحقیقات ابراهیم نخعی و شعبی در
تخریجات ایشان اصل مذهب ابی حنیفه است
که سبب آن صورت خاص مذهب او پیدا
شده و همچنین تفتیش معتمد فقهای مکه و مدینه
و عرض اقوال ایشان بر احادیث مرفوعه و
تنقیح آنها بر قواعد اصول و تطبیق مختلفات
آنها و مانند آن سبب صورت خاص مذهب
شافعی شده است و جمع و تنقیح احادیث مرتضی
و آثار مرتضی نیست، و این معنی را بجز ماهر

شافعیوں کے (فقہی) مذہب کا مدار اسی پر ہے حضرت مرتضیٰ سے چند مرفوع
احادیث اور چند موقوف آثار کے سوا جو دوسرے صحابہ سے مروی حدیثوں
کے مقابلہ میں نہایت قلیل ہیں کچھ منقول نہیں ہے۔ اور جو شخص ان (فقہی)
مذاہب کے اصول و امہات پر نظر رکھتا ہے اسے اس بارے میں کوئی شک
نہیں ہوگا کہ ان مذاہب کی اصل وہی مسائل ہیں جن پر حضرت فاروقؓ
(کے دور میں) اجماع (امت) ہو چکا ہے یہ بات گویا ان تمام مذاہب
(ثلاثہ) میں امر مشترک کے بطور ہے (مسائل اجماعیہ فاروقیہ) کے بعد
مدینہ کے فقہائے صحابہ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر (بن خطاب) حضرت
عائشہ صدیقہ اور مدینہ کے کبار تابعین میں سے فقہائے سبعہ اور زہری
اور ان جیسے مدینہ کے دوسرے صغار تابعین یہ امام مالک کے مذہب
کا اعتماد و مدار ہے کیونکہ ان کے مذہب کی ایک خاص صورت و شکل انہیں
امور سے پیدا ہوئی۔ اسی طرح اکثر حالات میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے
فتاویٰ پر اور بعض حالتوں میں حضرت مرتضیٰ کے قضایا (فیصلوں) پر بشرطیکہ
انہیں حضرت عبداللہ بن مسعود کے اصحاب (تلامذہ) نے روایت کیا ہو
اور ان کا اثبات کیا ہو اور ان کے بعد ابراہیم نخعی و شعبی کی تحقیقات و
ان کی تخریجات پر اعتماد امام ابو حنیفہ کے مذہب کی اصل ہے کہ انہیں کی بنا
پر ان کے مذہب کی ایک خاص صورت و شکل ظاہر ہوئی۔ بالکل اسی طرح
مکہ و مدینہ کے فقہاء کے (معتمد علیہ) مسائل کی تلاش اور ان کے اقوال کو
مرفوع حدیثوں پر پیش کرنا اور اصول (حدیث) کے قواعد پر انہیں پرکھنا
کرنا ان کی تحقیق و تدقیق کرنا) اور اس سے ان کے (اختلاف
روایت) کی تطبیق کرنا اور ان جیسے دوسرے اصول امام شافعی کے
(فقہی) مذہب کی ایک مخصوص شکل پیدا ہونے کا سبب ہیں مگر
حضرت مرتضیٰ کی احادیث کی جمع و تدوین و تنقیح اور ان کے
آثار (ان مذاہب ثلاثہ کے مخصوص شکل اختیار کرنے کا سبب
نہیں ہیں) لیکن اس بات کو اصول (فقہ) و امہات (مسائل)
کے ماہر کے سوا کوئی اور نہیں سمجھ سکتا۔

له فقہائے سبعہ مدینہ یعنی سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد بن ابی بکر، سالم بن عبداللہ بن عمر، خارجہ بن زید،
عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، سلیمان بن یسار۔ (ضحی الاسلام جز ۲ صفحہ [illegible])

عقل او مختلط شد و آنحضرت تمام بیان نتوانست
گفت۔ پس افضلیت مرتضیٰ را ازین معنی
چہ خلل رسید۔

جواب ۵:- گوئیم آری نفس مرتضیٰ را فی
نفسہ ازین معنی خلل نگردد و نہ استحقاق او خلافت
را و ہمین است عقیدہ ما، و لیکن نیابت پیغمبر
را از جہت جارحہ بودن ورا نچہ خدا تعالیٰ
اجمالاً پیغمبر را وارد و تفصیل او بدست یکے از
منتسبان او مطلوب بود خلل نمایان کرد
زیرا کہ خلیفۂ پیغامبر بحقیقت مانند نے است
کہ در دہان نائی باشد ؎

او بجز نائی و ما جز نی نیم
او دمی بی ما و ما بی وی نیم

پس ارادۂ الٰہی متعلق شود بظہور علم و رشد
در افراد انسان و وقوع مصالح انتظام و انقیاد
عالم ازین معنی را آن ارادہ ہرگز متخلف نیست
کما قال عزّ من قائل ﴿ولقد سبقت کلمتنا
لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون﴾[1]
﴿وان جندنا لہم الغالبون﴾ و این مشابہ
آنست کہ در دل نائی غزلی بہم رسید کہ
مقام راست یا عشاق را مثلاً در ضمن فلان
غزل بسراید بعد از آن رنگے ازین ارادہ
در قوای عقلیہ و قلبیہ پیغامبر فرود می آید
و قوی او را بافعال مناسب آن مقصد در
ہیجان می آرد و پیغامبر منقاد این رنگ
شدہ بہر روش ممکن و بہر وسیلہ این مقصود را بہ نہایت
انجام رساند و این مشابہ آنست کہ نائی صوتی از
گلوی خود در نی می آرد کہ اعلان ہمان نقش است

(جیسے ذرا سے محفوظ نہ رکھنے) کی وجہ سے حضرت مرتضیٰ کا علم گڈ مڈ
ہوگیا اور اس سے پورا پورا فائدہ نہ اٹھایا جا سکا۔ سو حضرت مرتضیٰ کی
افضلیت میں اس بات سے کوئی خلل کیسے پڑ سکتا ہے؟

جواب ۵:- ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یقیناً اس بات سے
فی نفسہٖ حضرت مرتضیٰ کی افضلیت میں کوئی خلل نہیں پڑا اور نہ ان کے
استحقاق خلافت پر ہی اس سے کوئی خلل واقع ہوا، یہی ہمارا عقیدہ ہے
لیکن یہ بات ہے کہ ان امور میں جو اللہ نے پیغمبر کو اجمالاً عطا فرمائے اور
جن کی تفصیل کسی ایسے کے ذریعہ مطلوب تھی جو پیغمبر کا جارحہ (دست و
بازو) بننے کے قابل ہے پیغمبر کی نیابت ہونے میں ضرور خلل پڑا!
کیونکہ پیغمبر کا خلیفہ درحقیقت نے (بانسری) کی طرح ہوتا ہے۔ جو
نے نواز کے ہاتھوں میں ہوتی ہے ؎

وہ نے نواز اور ہم "نے" کے سوا کچھ اور نہیں ہیں؛
وہ ایک دم بھی ہمارے بغیر اور ہم اس کے بغیر نہیں جیا؛

پس ارادۂ الٰہی جو ہوتا ہے کہ انسانوں میں علم و رشد ظاہر ہو اور
لوگوں سے مظالم کو دور کرنا اور نظام عالم کا منقاد و مطیع ہو
جانا ارادۂ الٰہی کے ہرگز خلاف نہیں ہے جیسا کہ خود اللہ عزوجل کا
ارشاد ہے "اور اپنے پیغمبر بندوں کے حق میں پہلے ہی ہمارا ارشاد ہو چکا
ہے کہ بیشک انہیں کی مدد کی جاتی ہے اور جو ہمارا لشکر ہے وہی غالب
ہوگا۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ کسی غزل سرا کے دل میں یہ بات
آئے کہ فلاں غزل کے ضمن میں راست یا عشاق کا راگ الاپے۔ اس کے
بعد اس ارادۂ الٰہی کا ایک رنگ پیغمبر کے عقلی و قلبی قویٰ پر اتر جاتا ہے
اور اس کے قویٰ کو اس مقصد کے مناسب افعال کے ساتھ ہیجان میں لاتا
اور پیغمبر اس رنگ کے زیر اثر ہر ممکن طریقے سے اس مقصد کی تکمیل کیا
کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ نے نواز اپنے گلے سے ایک
جیسی آواز (راگ) نکالتا ہے جو اچھی راگوں کی جمالی کیفیت
ہے جو لوگوں کے کان آنے والی ہیں مگر آواز ادا کرنے کی غرض سے
بانسری میں حسن پیدا کرنے کی نیت سے وہ بانسری کو ہاتھ میں لے کر
منہ پر رکھ لیتا اور مدھر سروں سے نکالتا ہے۔ بعد ازاں پھر ارادۂ

لہ الصافات ۱۷۱، ۱۷۲ ۔

است کہ آنرا ریاست جاہ تصور شود بخوف زہد اولیاء۔

دوم آنکہ اعظم انواع زہد آنست کہ بے رغبتی کند در خلافت کہ صورت جاہ است بلکہ اگر بحقیقت رجوع کنیم زہد ترک مقتضائے نفس خود است ہر چہ باشد پس اگر شخصے کہ مقتضائے نفس او مال است نہ جاہ، زہد او ترک مال باشد از خوف خدا یا بجہت تفرغ برائے ذکر او نہ ترک جاہ، و شخصے کہ مقتضائے نفس او جاہ باشد نہ مال، زہد او ترک جاہ باشد نہ ترک مال، پس حضرت مرتضیٰ سعی ہا کرد برائے خلافت و جنگہا بعمل آورد و تدبیرہا نمود، ہر چند ایں ہمہ بسبب اجتہاد وی باشد و بجہت شرع لیکن کسی کہ اصلا ایں حادثہا از وی واقع نشد حال او اصفیٰ است از کسیکہ ایں حادثہا ازو سر زد و اعظم انواع ورع آنست کہ ترک کند مقاتلات ما بین المسلمین زیرا کہ قتال خطر او اعظم است و اثر او شدید پس اگر چہ در شرع وجہ اباحت یافتہ شود باوجود شبہ ترک نماید و ایں مقاتلات در شیخین واقع نشد بخلاف حال مرتضیٰ، و ہمچنیں تواضع اعظم انواع او تواضع با اقران خود است و بر وفق کہ با ایشاں در یک فن ہمعناں باشند، و شیخین با اہل علم با مستحقین خلافت در زمان خود بغایت تواضع داشتند زیادہ از حضرت مرتضیٰ، و ہمچنیں ہر صفتی از صفات چون برسنجی تقسیم انواع آن یابد و اعظم انواع آں در شیخین یابی، و اگر زہد و ورع بمعنی تقلل در معاش بگیری پس فضل

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ زہد کی سب سے عظیم قسم وہ ہے جس میں خلافت جو جاہ و مرتبہ کی ایک صورت ہے سے بے رغبتی پیدا ہو، بلکہ اگر ہم حقیقت کی جانب رجوع کریں (تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ) نفس کی جو بھی خواہش و مقتضا ہو اس کے ترک کر دینے کا نام زہد ہے۔ سو اگر کسی شخص کے نفس کی خواہش جاہ کے بجائے مال ہو تو مال کو ترک کرنا اس کا زہد ہوگا[1]۔ (اسی کے برعکس) جس شخص کے نفس کی خواہش مال کے بجائے جاہ ہو اس کا زہد جاہ و مرتبہ کو ترک کر دینا ہوگا نہ کہ مال کو ترک کرنا۔ پس حضرت مرتضیٰ نے تو اپنی خلافت کے لئے کوششیں کیں، جنگیں لڑیں اور تدبیریں کیں، اگرچہ یہ ساری کی ساری لڑائیاں اور تدبیریں ان کے اجتہاد کے مطابق اور شرعی وجہ سے تھیں، لیکن ظاہر ہے کہ جس شخص[2] سے اس قسم کے حادثات وقوع پذیر نہ ہوئے ہوں اس کا حال اس شخص (حضرت مرتضیٰ) سے زیادہ صاف ستھرا ہوگا جو ان حادثات میں ملوث ہو گیا۔ ورع کی سب سے بڑی قسم یہ ہے کہ آدمی مسلمانوں کے مابین جنگ و قتال کو ترک کر دے، کیونکہ اس قتال (جنگ) میں بہت بڑے خطرات ہیں اور اس کا گناہ نہایت سخت ہے۔ سو ہر چند کہ شریعت میں اس (قتال) کی اباحت و اجازت پائی جاتی ہو مگر معمولی شبہ کی صورت میں بھی اسے چھوڑ دینا چاہئے، اس قسم کے مقاتلات (باہمی جنگیں) شیخین کے زمانوں میں واقع نہ ہوئے، جبکہ حضرت مرتضیٰ کا معاملہ اس کے برخلاف رہا ہے۔ اسی طرح تواضع (کا حال) ہے کہ اس کی سب سے بڑی قسم وہ تواضع ہے جو اپنے ہم عمر (دیگر لوگوں اور ہمسروں) کے ساتھ اس وقت کی جائے جب کہ وہ علم و فن یا خصوصیات و خصوصیت میں مساوی اور برابر ہوں۔ حضرات شیخین اپنے زمانے میں اہل علم اور مستحقین خلافت کے ساتھ حضرت مرتضیٰ کے مقابلہ میں زیادہ تواضع و انکسار سے پیش آتے تھے۔ اسی طرح دیگر صفات کی، ان صفات میں سے ہر صفت پر بھی ہم غور کریں تو اس کی بہت ساری قسمیں ہوں گی اور ان اقسام میں سب سے اعلیٰ و عظیم اقسام حضرات شیخین میں پائیں گے۔ اگر زہد و ورع کو ہم معاش میں تنگی کے معنوں میں لیں تو اس کے اعتبار سے بھی حضرت مرتضیٰ[3] کی

۱ یعنی خوف خدا یا ذکر الٰہی کے لئے فارغ ہونے کی غرض سے مال کو ترک کر دینا ہی اس کا زہد ہوگا ۱۲

۲ یعنی حضرات شیخین ۱۲ ۳ جیسے حضرت علیؓ ۱۲۔

حضرت مرتضیٰ بحسب آن نیز محل تامل است عن محمد بن کعب القرظی ان علیا قال لقد رأیتنی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی لاربط الحجر علی بطنی من الجوع وان صدقتی الیوم لاربعون الفا وفی روایۃ وان صدقۃ مالی لتبلغ اربعین الف دینار اخرجہ احمد واگر زہد و ورع بمعنی احتیاط در تصرف بیت المال اعتبار کنیم پس دران متساوی الاقدام اند تخصیص اختصاص حضرت مرتضیٰ بآن ظاہر نمی شود۔

(شیخین سے) افضلیت محل نظر ہے۔ محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ حضرت علی نے (لوگوں سے) فرمایا کہ ایک زمانہ بھی وہ تھا کہ میں اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (اس حال میں) دیکھتا تھا کہ بھوک سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے رہتا تھا اور آج (یہ حال ہے کہ) میرے صدقہ زکوٰۃ کی رقم چالیس ہزار ہے ایک دوسری روایت میں الفاظ یوں ہیں کہ میرے مال کی زکوٰۃ چالیس ہزار دینار تک پہنچ گئی ہے اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے۔ اگر زہد و ورع کو بیت المال کی رقوم کو خرچ کرنے میں احتیاط کے معنوں میں لیں تو بھی حضرات شیخین (اور حضرت مرتضیٰ) اس میں سب لوگ ہم قدم ہیں۔ واقعات (تاریخی) سے اس (صفت) میں حضرت مرتضیٰ کا اختصاص (کہ بیت المال کے) اموال میں احتیاط صرف انہیں کی خصوصیت ہو، ثابت و ظاہر نہیں ہوتا۔

سوال ہ۔ اگر گوئی کہ معد خلافت و منازعات حضرت مرتضیٰ در بنا ہمہ امور للہ و فی اللہ بود و ہمہ سعی کرد بنا بر بقای تمام و معرفت کامل کرده انیا توکل با اسباب جمع میتواند شد پس این معنی با افضلیت از جہت ورع و زہد و توکل و تواضع و مانند آن منافاتی ندارد۔

سوال ہ۔ اگر آپ یہ کہیں کہ ان تمام امور (طلب خلافت و قتال مخالفین) میں حضرت مرتضیٰ کی مشغولیت اور منازعت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے تھی اور انہوں نے جو کوشش بھی کی وہ بقائے تمام اور معرفت کامل کی بنا پر کی نیز توکل کو اسباب ظاہری کے ساتھ جمع کیا جا سکتا ہے سو یہ بات زہد، توکل و تواضع وغیرہ کے اعتبار سے (حضرت مرتضیٰ کی) افضلیت کے منافی نہیں ہے۔

جواب ہ۔ گویم احسنت بخوب سخن فرمودی و آنچہ تحقیق است دریں باب آوردی اما ہنوز جای سخن باقی است ع

حفظت شیئا وغابت عنک اشیاء

دریں جا شبہ نیست کہ حضرت مرتضیٰ از کمال توکل امثال این حرکات از شان حضرت مرتضیٰ بسی آید مگر للشرور و اما سعی با توکل و زہد منافات ندارد زیرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند روح القدس نفث فی روعی ان نفسا لا تموت

جواب ہ۔ میرا جواب یہ ہے کہ آپ نے اچھی بات کہی وہ بات کی گہرائی تک پہنچ گئے اور اس مسئلہ میں جو تحقیق ہو سکتی ہے وہ آپ نے کی مگر ابھی بات کی گہرائی باقی ہے ع

"آپ نے ایک بات تو یاد رکھی مگر بہت سی باتیں بھول گئے۔"

یہاں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت مرتضیٰ کامل توکل (اسباب) سے تھے اور اس طرح کی باتیں جو ان سے سرزد ہوئیں وہ صرف اللہ کے لئے تھیں۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں توکل و زہد کے منافی نہیں ہیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بیشک روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی نفس اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ وہ اپنی مدت کی پوری مدت پوری نہ کرے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ طلب رزق

دباشد. بعد از فراغ حاصل گردد. بعد دیگر پیدا
آنست که سالک را بعد فنا و بقا بصورت
اصل جبلت او. پس انبیاء و ورثهٔ ایشان در اصل
جبلت بوضعی مخلوق میشوند که قوت ملکیه
ایشان قوی‌تر باشد و قوت بهیمیه ایشان
باوجود قوت خود منصبغ بصبغ ملکیه و متأثر
ازوی بود بمنزلهٔ شعله سراج که بالطبع مائل بعلو
است و بعد از فنا صورتیکه ایشان را میدهند
همان مائل بعلو و انصباغ قوت بهیمیه
بصبغ قوت ملکیه خواهد بود بخلاف غیر ایشان
و همین است وجه جمع در اقوال مختلفهٔ ائمه
سلوک. خواجه نقشبند قدس سره بطریق تمثیل
فرموده اند ؎

موسی اندر درخت آتش دید
سبز تر میشد آن درخت از نار
شهوت و حرص مرد صاحب دل
همچنین دان و این چنین انگار

و بعض اتباع خواجه نقشبند گفته اند که
غضب فانی و باقی اشد است از غضب
عامی. و سید عبد القادر قدس سره میفرمایند
که بعد حصول فنا و بقا جهاد دیگر پیش می آید
و کسر نفس دیگر باره ضروری شود. پس هر یکے از
ایشان بمقامی تعبیر نموده است. و اختلاف
الاقوال لاختلاف الاحوال. و این مسئله یکے
از غوامض علم سلوک است. قدری تحریر شد.
(بالجمله تقریر آنچه درین رساله از دلیل
نقلی و عقلی بر تفضیل شیخین اقامت نموده ایم

فراغت حاصل کر چکے ہوتے ہیں. ان تمام باتوں کا راز یہ ہے کہ سالک کو صرف اسی کی اصل جبلت و فطرت کی شکل میں باقی رکھتے ہیں. پس انبیاء اور ان کے وارثین اپنی اصلی جبلت (فطرت) میں ایسی وضع کے ساتھ تخلیق کئے جاتے ہیں کہ ان کی قوت ملکیہ قوی تر ہوتی ہے اور ان کی قوت بہیمیہ اپنی طاقت اور مضبوطی کے باوجود قوت ملکیہ کے رنگ میں رنگ جاتی ہے اور اس سے متاثر ہوتی ہے. وہ چراغ کے شعلہ کی طرح ہوتی ہے جو بالطبع بلندی کی جانب مائل ہوتا ہے. اور فنا کے بعد ان انبیاء اور ان کے وارثین کو جو صورت دی جاتی ہے وہ بھی بلندی کی جانب مائل ہوتی ہے اور ان کی قوت بہیمیہ قوت ملکیہ کے رنگ میں رنگ جاتی ہے (جبکہ) ان کے سوا دوسروں کی کیفیت اس کے برخلاف (برعکس) ہوتی ہے. ائمہ سلوک طریقت کے مختلف اقوال کے درمیان تطبیق کی یہی ایک صورت ہے. خواجہ نقشبند قدس سرہ نے بطریق تمثیل فرمایا ہے ؎

حضرت موسیٰ نے درخت کے اندر آگ (روشن) دیکھی
وہ درخت آگ سے نہایت سرسبز ہو رہا تھا
صاحب دل شخص کی نفسانی خواہشات اور اس کے حرص کو
بھی ایسا ہی سمجھو اور ایسا ہی خیال کرو۔

اور خواجہ نقشبند کے بعض متبعین نے کہا ہے کہ فانی و باقی کا غیظ و غضب عام آدمی کے غیظ و غضب سے زیادہ شدید و سخت ہوتا ہے. سید عبد القادر قدس سرہ فرماتے ہیں کہ فنا و بقا کے حصول کے بعد ایک دوسرے قسم کا مجاہدہ پیش آتا ہے اور نفس کو توڑنا (کسر نفس) دوسری بار ضروری ہو جاتا ہے. سو ان میں سے ہر ایک نے اپنے مقام کی تعبیر کی ہے. اور ان کے اقوال میں جو اختلاف ہے وہ احوال کے اختلاف کے سبب سے ہے. یہ مسئلہ علم سلوک کے دقیق ترین مسائل میں سے ایک ہے. سو تھوڑا سا تحریر میں لایا جاتا ہے۔

بہر حال ان نقلی و عقلی دلائل کا بیان جو ہم نے شیخین کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے اس رسالہ میں ذکر کئے ہیں ۔

اِزالۃ الخفاء

عن خلافۃ الخلفاء

مترجم

تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ

مترجم

مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندیؒ

جلد سوم

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

فہرست مضامین

ازالۃ الخفاء (مترجم)

جلد سوم

جلد سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقصد دوم

در ذکر جملہ صالحہ از آثر و مناقب خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ بہ نقل مستفیض ثابت شدہ و قدر مشترک در ہر بابے بتواتر رسیدہ و در صدر مقالہ باید دانست کہ مقصود ما مجرد سرد قصص ایشان نیست بلکہ استقراء جزئیات قصص و انتقال ازاں بکلیات فضائلے کہ بآں تشبہ بالانبیاء علیہم السلام من حیث نبوتہم بظہور رسد یا لوازم خلافت خاصہ کہ اقصے سعادتے کہ امتیاں را میسر می شود ہماں تواند بود بآں خصال متحقق گردد ایا ماشئت فقل و تقریب ایں قصص باصل مقصد موقوف است بر تقدیم سہ نکتہ۔

نکتۂ اولیٰ در بیان صفاتے کہ پیغامبر را از جہت پیغامبری حاصل می شود باید دانست کہ اصل نبوت پیغامبران اولی العزم ارادہ حق ست تبارک و تعالیٰ لطف بر بندگان خود و تقریب ایشان بخیر و تبعید ایشاں از شرور رفع ظلمات مظالم از ایشاں

محاسن و مناقب خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق ایسی صاف و دلنشین باتوں کے بیان میں جو کہ نقل مستفیض سے ثابت ہیں اور ہر باب میں جو قدر مشترک ہے وہ تواتر کے مرتبہ کو پہنچا ہوا ہے۔ ابتداء کلام میں ہی یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارا مقصود صرف ان حضرات کے قصے بیان کرنا نہیں ہے بلکہ جزئیات قصص کو زیر غور و فکر لانا اور اُن سے منتقل ہونا ہے اُن کلیات فضائل کی جانب کہ جن سے ان کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان صفات میں تشبہ عیاں ہوجاتے جو اُن کی نبوت کی حیثیت سے تعلق رکھتی ہیں یا (یوں کہہ لیجئے کہ) لوازم خلافت خاصہ کا جن خصال سے تحقق ہوتا ہے جو اس سعادت کا منتہاء ہوسکتی ہیں جو کسی نبیؑ کے امتیوں کو میسر ہوجائیں جو کچھ دل چاہے کہہ لیجئے (بات ایک ہی ہے) اور ان قصص کو اصل مقصد سے قریب لانا اس پر موقوف ہے کہ پہلے تین نکتے بیان کردیئے جائیں۔

پہلا نکتہ اُن صفات کے بیان میں جو پیغمبر کو پیغمبری کی حیثیت سے حاصل ہوتی ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ اولوالعزم پیغمبروں کی نبوت کے لئے جو بنیادی چیز ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف کرنے کا ارادہ ہے کہ ان کو خیر سے قریب اور شر سے بعید کردے اور جو مظالم ان سے

بواسطہ بعث پیغامبرے از میان ایشان و
اعلاء کلمۃ او و اظہار حجج او شائع گردانیدن
علم او کما قال سبحانہ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی
الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ
اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ الآیۃ وکما ورد فی الحدیث[1]
القدسی أن الله نظر الی اهل الارض
فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقایا
من اهل الکتاب وانما بعثتک لابتلیک
وابتلی بک الحدیث واز لوازم نبوت و
بمنزلہ اجزاء او تمیز این شخص ست کہ
پیغامبری او خواستہ اند از سائر افراد
بشر در ہر دو قوت نفس ناطقہ اعنی قوت
عاقلہ و قوت عاملہ والیہ الاشارۃ فی قولہ
تعالیٰ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ
رِسَالَتَہٗ پس خدائے تعالیٰ پیغامبر
را بفضل و نعمت خود بے سابقہ عملی در
قوت عاقلہ زیادتی عطا می فرماید کہ
بسبب آں وحی از جانب غیب برے
نازل مے شود و جنت و نار و ملائکہ
را مشاہدہ مے نماید و واقعات
عجیبہ بصور مثالیہ مے بیند و
بسوئے ایں قوت اشارت واقع شدہ
است۔

[1] شرح ایں حدیث در جلد اول ذیل تفسیر آیت ... گزشت ۱۲

سرزد ہوتے رہیں ان کی تاریکیوں کو رفع کر دے ایک ایسے پیغمبر
کے ذریعہ سے جس کو ان ہی میں سے منتخب کر کے مبعوث کرے
اور اس کی بات کو اونچی کرے اور اس کی حجتوں کو غلبہ عطا
فرمائے اور اس کے علوم کو (عوام میں) شائع کر دے جیساکہ حق
سبحانہ، وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ الخ
(۶۲:۲) وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں اُن
ہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا جو
اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سُناتے ہیں اور ان کو (عقائد
باطلہ و اخلاقِ ذمیمہ سے) پاک کرتے ہیں الخ اور جیساکہ حدیث
قدسی میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف
دیکھا تو سب کو ناپسند کیا ان میں کے عرب کو بھی اور عجم کو بھی
بجز کچھ اہلِ کتاب کے جو اپنے اصل دین پر باقی رہ گئے تھے اور
میں نے تجھ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تاکہ ان سے تیری اور تجھ سے اُن کی
آزمائش کراؤں، آخر حدیث تک: اور نبوّت کے لوازم میں سے اور
بمنزلہ اس کے اجزاء کے ہے اس شخص کا جس کو پیغمبر بنانا
مقدر ہو چکا ہے تمام افرادِ بشر سے ممتاز ہونا نفسِ ناطقہ کی
دونوں قوتوں میں یعنی قوتِ عاقلہ میں بھی اور قوتِ عاملہ میں بھی
اور اسی کی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے ارشاد اَللّٰہُ اَعْلَمُ الخ
(۶: ۱۲۴) میں "یعنی اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں
وہ اپنا پیغام بھیجتا ہے"؛ تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و نعمت سے
پیغمبر کو کسی سابقہ عمل کے بغیر قوتِ عاقلہ میں زیادتی عطا فرماتا
ہے کہ جس کے سبب سے جانبِ غیب سے اس پر وحی نازل
ہوتی ہے اور وہ جنت و دوزخ اور ملائکہ کا مشاہدہ
کرتا ہے اور عجیب واقعات کو مثالی صورتوں میں
دیکھتا ہے اور اسی قوّت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

در حدیث الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزءاً من النبوۃ وہمچنین در قوتِ عاملہ او مددے می دہند کہ بسبب آں سَمْتِ صالح (ہیئۃ الخیر) نصیب او شود واجتناب از معاصی در رعایتِ آداب مراعات* وتدبیر منازل وسیاستِ مدنیہ بوجہے کہ ازاں خوب تر صورت نہ بندد وبر روئے کار آید وخُلق شجاعت و سخاوت وکفایت وعدالت وشناختنِ مصلحت ہر وقتے از استقامت قوتِ عاملہ حاصل مے شود وکمال ایں قوت مُفضی مے گردد بہ عصمت وبسوئے ایں قوت اشارہ واقع شدہ است در حدیث السمتُ الصالح جزءٌ من خمسۃٍ وعشرین جزءً من اجزاء النبوۃ۔ وچوں ہر دو قوۃ علی الوجہ الذی ینبغی مہذّب شوند واز جانب غیب برائے ہر یکے مددے فرود آید در مجاری امور شخص برکات بسیار بظہور می آید کہ احصائے آں متعذر است۔ آما نکتۂ (ف) سہل التناول کہ جامع آں برکات باشد بگوئیم اگر خواہی کہ بشناسی صفاتِ نبی را فرض کن کہ چہار شخص را در یک تن جمع کردہ اند ونام آں مجموع نبی گزاشتہ اند بادشاہی کہ بالطبع والمرتبہ بادشاہِ عالم شدہ باشد نہ بہ رسم یعنی بادشاہے کہ ظِل نفسِ ناطقہ او بر مردمان مے افتد وبسبب آں ظل التیامی وانتظامی درمیان افراد بشر حادث مے شود

اس حدیث میں کہ رؤیا رصالحہ ایک جزو ہے نبوّت کے چھیالیس (۴۶) اجزار میں سے۔ اور اسی طرح اس کی قوتِ عاملہ کو مدد دیتے ہیں کہ جس کے سبب اس کو خیر کی سنجیدہ وضع وقطع نصیب ہو جاتی ہے اور معاصی سے بچے رہنا اور عبادات میں آداب کی کامل مراعات اور تدبیر منازل اور سیاست مدنیہ کا ظہور اُس سے ایسی بہترین صورت کے ساتھ ہوتا ہے جس سے کوئی اُونچا درجہ نہیں ہوتا۔ اور شجاعت و سخاوت اور کفایتِ (امور مہمّہ) وعدالت اور ہر وقت کے مناسب مصلحت کا پہچاننا یہ سب اخلاقِ (عالیہ) قوتِ عاملہ کی استقامت سے حاصل ہوجاتے ہیں اور اس قوت کا کمال پہنچ جاتا ہے عصمت پر اور اسی قوت کی طرف اس حدیث میں اشارہ واقع ہوا ہے کہ سنجیدہ وضع ایک جزو ہے نبوّت کے پچیس (۲۵) اجزار میں سے۔ اور جب دونوں قوتیں ایسی صورت کے ساتھ جو مناسب ہے مہذّب ہو جاتی ہیں اور غیب کی جانب سے ہر ایک قوت کے لئے مدد نازل ہو جاتی ہے تو اس شخصِ (مقدس) کے تمام امور کے اجرار میں اتنی زیادہ برکتیں ظہور میں آتی ہیں کہ ان کا احاطہ دشوار ہے۔ اب ہم ایک نکتہ جو آسانی سے ذہن نشین کر دینے والا اور جو کہ ان برکات کا جامع ہے کہدینا چاہتے ہیں۔ اگر تم نبی کی صفات کو پہچاننا چاہتے ہو تو یہ فرض کر لو کہ چار شخصوں کو ایک تن میں جمع کر دیا اور اس مجموعہ کا نام نبی رکھ چھوڑا ہے۔ ایک (۱) ایسا بادشاہ ہے جو طبیعت اور مرتبہ کے اثر سے عالم کا بادشاہ بن گیا ہو رسمی طور پر نہیں (کہ وہ کسی بادشاہ کا مثلاً بیٹا تھا جس کے مرنے کے بعد تخت نشین بنا دیا گیا) یعنی ایسا بادشاہ ہو کہ اس کے نفسِ ناطقہ کا ظِل لوگوں پر پڑتا ہے اور ظِل کے سبب سے افرادِ بشر کے درمیان

ف نکتہ شناخت نبی صلے اللہ علیہ وسلم۔

* در عبادات

دہر یکے بر جائے خود قرار گرفتہ
درمیانِ ایشان ترتیبے مناسب
پدید مے آید کہ بسبب آن ترتیب
وحدتے بظہور انجامد و بآں وحدت
مدینہ نام ایشان گردد از انواع
اہلِ قلم و سپاہیان و مدبّرانِ جیوش
و سیاست کنندگانِ مُدن و مزارعان
و تجّار وغیرہم پس اگر اجتماع
و ترتیب درمیانِ ایں فرق
متحقق نہ بود بسبب ظل نفسِ ناطقہ
او کہ بر ایشان اُفتادہ در ضمن
افعال و اقوال او از سرِ نو مدینہ
متحقق گردد اگر متحقق بود بکمالِ
خود رسد و ہرنابایستے کہ در وے
ہست زائل گردد قصہ کوتاہ
ہرچہ درین بادشاہ بالمرتبہ مے
باید از بخت و حکمت و عدالت و
شجاعت و کفایت و سخاوت وغیر آن
ہمہ در نبی مشاہدہ کن قال اللہ
تعالیٰ وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ ط
لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا
مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ
و حکیمے کہ در حکمتِ عملی
فائق شدہ

ایک خانہ پُری اور ایک تنظیم پیدا ہو جاتی ہے اور ہر
ایک کے اپنی جگہ پر متمکن ہونے سے ان کے درمیان
ایک مناسب ترتیب ظہور میں آجاتی ہے کہ اس ترتیب کے
سبب سے ایک خاص وحدت انواع (مختلفہ) اہلِ قلم و
سپاہیوں اور افواج کی تنظیم قائم رکھنے والوں اور شہروں
میں ضبط و نظم قائم رکھنے والے حکام اور مزارعین و تاجرین
وغیرہم سے مل کر وجود میں آجاتی ہے اور اس وحدت کے
اعتبار سے اس پر مدینہ (یا شہر) کا اطلاق ہونے لگتا ہے تو اگر
ان (مذکورہ بالا جماعتوں) میں اجتماع و ترتیب پہلے موجود نہیں
تھی تو اب بسبب اُس بادشاہ کے نفسِ ناطقہ کے ظِل کے
جو اُن پر اُس کے افعال و اقوال کے ضمن میں پڑا ہے تو
(اس کے اثر سے بہ ترتیب موجود ہو کر) مدینہ (یا شہر) از
سرِ نَو وجود میں آجائے گا۔ اور اگر (یہ اجتماع و ترتیب بادشاہ
سے پہلے) موجود تھی تو اَب اپنے کمال کو پہنچ جائے گی اور
جو غیر مناسب چیزیں اس میں آچکی تھیں وہ زائل ہو جائیں گی۔
قصہ مختصر (جس طرح اس بادشاہ کی طبیعت کے اثر سے ایک
خاص تنظیم اور حُسنِ انتظام وجود میں آیا اسی طرح) مرتبہ کے لحاظ
سے بخت اور حکمت و عدالت اور شجاعت و کفایت (امور مہمہ)
و سخاوت وغیرہ (اوصاف کا ظہور ہوگا) ان سب اوصاف کو
نبی میں مشاہدہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وَ اَلَّفَ بَیْنَ
قُلُوْبِہِمْ ط الخ (۸ : ۶۳) اور (اللہ) نے ان کے قلوب میں
اتفاق پیدا کر دیا اور اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کر کے
تب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ
ہی نے ان میں باہم اتفاق پیدا کر دیا" (دوسرا شخص) ایک
دانشور (صاحبِ حکمت) ہے جو کہ حکمتِ عملی میں سب سے بلند

علم اخلاق و تدبیر منازل و سیاستِ مُدُن
نیک شناختہ و بر علم آنہا اکتفا نہ نمودہ بلکہ
ہمہ ایں صفات تحققاً و تخلقاً در دے نمایاں
شدہ و آثارِ آں صفات حِیناً فَحِیناً از وے
می تراود و در میانِ مردم شائع می شود کہ
کُلُّ اِنَاءٍ یترشح بما فیہ قال اللہ تعالیٰ
یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ
الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ط و در
قرآنِ عظیم ہرجا ذکر پیغامبرے آمدہ اٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ
مقرونِ اوست۔

(۳) صوفی مرشدے کہ در زمرۂ صوفیاں نشستہ
مصدرِ کراماتِ عجیبہ و خوارقِ غریبہ گشتہ و
بقوتِ ارشادِ خود و تاثیرِ صحبتِ خود بادیہ پیمایانِ
بادیہ ضلال را راہ نجات نمودہ بعد ازاں
کہ سالہا تہذیبِ نفس خود بطاعات و ریاضات
کردہ و از اشباح آنہا پے بارواح آنہا
بردہ و مقاماتِ عُلیہ و احوالِ سنیہ کسب
فرمودہ چنانکہ در مقاماتِ مشائخ ما قدس
اللہ اسرارہم خواندہ باشی قال اللہ تعالیٰ
وَیُزَکِّیْہِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ
وَالْحِکْمَۃَ۔

(۴) جبرئیلے کہ جارحہ از جوارحِ تدبیر الٰہی
شدہ و واسطہ اخذ علوم حقہ از
منبع العلوم گشتہ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ
مَآ اَمَرَہُمْ وَیَفْعَلُوْنَ

مرتبہ ہو کر علم اخلاق اور گھریلو تدابیر اور شہری سیاست کو
خوب پہچان چکا ہے اور صرف ان کے علم پر اکتفا کئے ہوئے
نہیں ہے بلکہ یہ تمام صفات اس سے متحقق اور اس کی جبلت
سے نمایاں ہوتی رہتی ہیں اور ان صفات کے آثار وقتاً فوقتاً
اس سے مترشح ہوتے اور لوگوں کے درمیان شائع ہوتے رہتے ہیں۔ برتن میں جو کچھ ہوتا ہے وہی اس
سے چھلکتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ الخ (۲:
۲۶۹) "وہ جس کو چاہتے ہیں حکمت عطا فرما دیتے ہیں اور
جس کو حکمت عطا کی گئی اس کو در حقیقت بڑی خیر کی چیز مل گئی"
اور قرآن عظیم میں جس جگہ کسی پیغمبر کا ذکر آیا ہے اٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ
(کہ ہم نے اس کو حکمت عطا کی) بھی ساتھ ساتھ موجود ہے۔

(تیسرا شخص) ایک ایسا صوفی اور مرشد ہے جو صوفیوں کی
جماعت میں بیٹھا ہوا ہے اور اس سے عجیب و غریب کرامتوں
اور خوارقِ عادت کا صدور ہو رہا ہے اور اپنی قوتِ ارشاد
اور تاثیرِ صحبت سے گمراہی کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کو
نجات کا راستہ دکھا رہا ہے بعد اس کے کہ وہ برسوں تک
اپنے نفس کی تہذیب عبادات اور ریاضات سے کر کے اور اُن
عبادات کی ظاہری صورت سے ان کی ارواح کا کھوج لگا چکا
ہے اور بلند مقامات اور عمدہ احوال حاصل کر چکا ہے جیسے کہ
تم نے ہمارے مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے مقامات میں پڑھے ہوں گے
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَیُزَکِّیْہِمْ الخ (۲:۶۲) اور ان کے نفوس
کا تزکیہ کرتا اور کتاب اور اصولِ دانشوری سکھاتا ہے۔

(چوتھا شخص) ایک جبرئیل ہے جو کہ تدبیر الٰہی کے جوارح
(آلات) میں سے ایک جارحہ (آلہ) بنا ہوا ہے اور سرچشمہ علوم
(یعنی علمِ الٰہی) سے علوم حقہ کے اخذ کرنے کا واسطہ بن گیا
ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَہُمْ وَیَفْعَلُوْنَ

مَا یُوْمَرُوْنَ نقد حالِ اوست از جذر جبلّتِ او راہے بحظیرۃ القدس کشادہ است وازاں راہ علوم مجردۂ عالیہ برعقل و قلب او فروریختہ وخفایائے عالم ملک و خبایائے عالم ملکوت پیشِ او متشبّح گشتہ۔

باز تامل باید کرد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوں مبعوث شدند در ایام خود بکدام چیز اعتنار تمام فرمودند واز آثار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چہ چیز در عالم باقی ماند دریں باب کارفرمائی قدسس ذہن باید شد واز جزئیات بکلیات واز مقدمات بمقاصد انتقال باید نمود۔

باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در زمانے مبعوث شدند کہ شرک در عبادات و استعانت شیوع تمام پیدا کردہ بود اثباتِ معاد نمی کردند و عبادات را فراموش ساختہ بودند و تحریفہا در دینِ حنیفے کہ منسوب است بحضرت ابراہیم علیہ السلام داخل شدہ بود و مانند سباع بایکدیگر می جنگیدند ومثل بہائم بر یک دیگر می جہیدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امر ابطال شرک فرمودند واثبات مجازات نمودند و تحریفات را برانداختند و شعائے از نفسِ قدسیہ

مَا یُوْمَرُوْنَ (۶:۶۶) اس کا حال بن چکا ہے (یعنی وہ خدا کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جس کا ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کو بجالاتے ہیں) اور اس کی اصل جبلّت (مراد خلقی بصیرت) سے حظیرۃ القدس تک (یعنی ایوانِ مقدس ملائکہ مقربین تک) ایک راہ کشادہ ہو چکی ہے اور اس راہ سے علوم مجردہ عالیہ (یعنی ذات وصفاتِ حق کے علوم) کا فیضان اُس کی عقل اور قلب پر نازل ہو رہا ہے اور عالمِ مُلک کی پوشیدہ باتیں اور عالم ملکوت کے اسرار اس کے سامنے صورت پکڑ کر آرہے ہیں۔

بعد ازیں اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو آپؐ نے اپنے زمانہ میں کس چیز پر پوری توجہ فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار میں سے کیا چیز عالم میں باقی رہی۔ اِس بارے میں کام کرنے والی ذکاوتِ ذہن ہونی چاہیے اور جزئیات سے کلیات کی اور مقدمات سے مقاصد کی طرف منتقل ہونا چاہیے۔

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے کہ عبادت و استعانت میں شرک پورے طور پر شائع ہو چکا تھا اور لوگ عالمِ آخرت کو نہیں مانتے تھے اور عباداتِ (الٰہیہ) کو فراموش کر چکے تھے اور دینِ حنیفی میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے بہت سی تحریفیں داخل ہو چکی تھیں اور لوگ درندوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے اور جانوروں کی طرح اُچھل کر ایک دوسرے پر حملے کرتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلا کام یہ کیا کہ شرک کو باطل کیا اور مجازات کو ثابت کیا (یعنی اعمال کی جزاء آخرت میں ضرور ملیگی) اور تحریفات کو (جو دینِ حنیفی میں داخل کر دی گئی تھیں) نکال پھینکا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براز کیا۔ قوم افتاد
آنجماعۃ دینِ حق را بفہم درست تلقی نمودند و
بہمتِ کارکشا نصرت دادند تا آنکہ راہ رشد
واضح شد و اسلام از کفر ممتاز گشت و مردمان
در دینِ حق آمدن شروع کردند انگاہ عرب
عامۃً و قریش خاصۃً بہ تعصب برخاستند
و درپے ایذاہا افتادند آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم بقوتِ خدا دادِ خود در مقابلہ
مجادلہ ایشان استقامت فرمود و یارانِ
وے خود را سپر وے ساختہ از مشربِ عشق
چہ بادہا کہ نخوردند و چہ مستی ہا کہ نہ کردند
بعد ازاں مامور شدند بہ ہجرت و جہاد بتائیدِ
الٰہی دراں باب مساعی کہ زیادہ ازاں
مقدور بشر نباشد بجا آوردند یارانِ ہمہ
بحرکتِ ایشان متحرک و بعزیمتِ ایشان
عازم تا آنکہ فتحہا واقع شدہ ہزیمت ہا
بر کفار افتاد و جاہلیت از ہم پاشید و
مظالم پامال شد و علمی کہ باں آشنا نبودند
درمیانِ ایشان شائع گشت و حسد و
حقدے کہ درمیانِ خودہا داشتند
نابود شد ہمہ یک دل و یک زبان بر
کلمۂ حق متفق و بر اضدادِ آں منکر
قال اللہ تعالیٰ :-
وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ
كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ

قدسیہ سے جو شعاعیں قوم کے ذی فراست لوگوں پر پڑیں اس
جماعت نے دینِ حق کو صحیح اور درست صورت میں پالیا
اور انھوں نے نتیجہ خیز ہمت کے ساتھ مدد پہنچائی یہاں تک
کہ بھلائی کی راہ واضح ہوگئی اور اسلام کفر سے ممتاز ہوگیا
اور لوگوں نے دینِ حق میں آنا شروع کردیا۔ ایسے وقت میں
عرب عام طور پر اور قریش خاص طور پر تعصب سے مقابلہ پر آگئے
اور ایذاؤں کے درپے ہوگئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اپنی قوتِ خداداد سے ان سب کے مقابلہ اور مجادلہ پر ڈٹ
گئے اور آپؐ کے محبین نے اپنی ذوات کو آپؐ کے لئے ڈھال بناکر
عشق و محبت کا کونسا جام تھا جو نوش نہ کیا اور کونسی ایسی مستی
تھی جس کا ظہور اُن سے نہ ہوا... اس کے بعد ہجرت و جہاد پر
مامور ہوئے تو اللہ کی مدد سے اس باب میں اس قدر مساعی
بجالائے کہ اس سے زیادہ سعی انسان کی طاقت سے باہر
ہے، تمام ساتھی اُن کی حرکت سے متحرک اور اُن کی ہمت
سے مستعد ہوجاتے تھے۔ یہاں تک کہ بہت سی فتح حاصل
ہوئیں اور کفار پر بہت سی شکستیں پڑیں اور جاہلیت
پاش پاش ہوگئی اور جو ظلم کے طور طریقے جاری تھے مسل ڈالے
گئے اور وہ علم کہ جس سے لوگ آشنا نہ تھے ان کے درمیان
خوب پھیل گیا اور وہ حسد اور کینے جو ایک دوسرے کے متعلق
وہ لوگ اپنے باطن میں لئے ہوئے تھے بالکل مٹ گئے۔
سب کے سب ایک دل، ایک زبان ہوکر کلمۂ حق پر متفق،
اور جو باتیں حق کے خلاف ہوتی تھیں ان کے منکر ہوئے
اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ الخ

(۳: ۱۰۳) اور تم پر جو اللہ تعالےٰ کا انعام ہے اس
کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالےٰ نے تمہارے

قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ج روز و شب کارِ ایشان ترویج علم قرآن بود و علم ایمان یعنی ارکانِ خمسہ اسلام و علم احسان یعنی از صور طاعات پے بارواح آں بردن و علم شرائع از اصلاح تدبیر منازل وسیاست مدن و آداب معاش و ہر یکے را باوضاع معینہ مقید ساختن و علم رقائق و علم اخلاقِ صالحہ و علم فضائل اعمال و علم مناقب کبراء امت و علم معاد و علم فتن تا آنکہ باقاصی و ادانی رسید و ذکی و غبی ہمہ فائدہ یاب شدند الا ہر بے نصیبے کہ شقاوتِ ازلیہ اورا از مراتبِ خیر مؤخر ساختہ باشد و تربیتِ افرادِ بشر فرمود و یاران دریں باب کوشش ہا بکار بردند تا آنکہ اہلِ بدو و سکانِ صحرا محسنان و مقربان گشتند جزی اللہ عزّ و جلّ ھٰذا النبیّ الکریم و اعوانہ احسن الجزاء وحشرنا معھم و ادخلنا الجنۃ فی تضاعیفھم ورزقنا رؤیتہ انشاء ہم ۱۲

دلوں میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالے کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہوگئے"۔ رات دن ان کا کام تھا رواج دینا علم قرآن کو اور علم ایمان کو یعنی اسلام کے پانچوں ارکان کو اور علم احسان کو یعنی عبادات کی صورتوں سے عبادات کی ارواح کا کھوج لگالینا اور علم شرائع کو یعنی امور خانہ داری کی اصلاح (حسب رضا حق جلّ شانہ) اور شہری سیاست اور آدابِ معاش اور (ان میں سے) ہر ایک کو اوضاع معینہ کے ساتھ مقید کرنا اور علم رقائق کو (یعنی ان چیزوں کا علم جن سے قلب میں رقت پیدا ہو) اور علم اخلاقِ صالحہ (یعنی جو اسوۂ نبویہؐ کے مطابق ہوں) اور علم فضائل اعمال کو اور علم فضائل بزرگانِ اُمت کو اور علم معاد کو کہ اس حیاتِ دنیویہ کے بعد کن مراحل سے گزرنا ہے) اور علم فتن کو (یعنی جن آنے والے فتنوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمادیا ہے)۔ یہاں تک (ان علوم کی عام ترویج فرمائی) کہ اعلیٰ و ادنیٰ سب کو پہنچ گئے اور ذکی اور غبی سب نے فوائد حاصل کئے۔ بجز ایسے بے نصیب لوگوں کے جن کو ازلی بدبختی نے مراتب خیر سے پیچھے ہٹا دیا ہو۔ اور یہ حضرات افرادِ بشر کی تربیت فرماتے رہے اور ان کے احباب نے اس باب میں نہایت درجہ مساعی جاری رکھیں یہاں تک کہ دیہات کے باشندے اور جنگلوں کے رہنے والے بھی محسنین اور مقربین بن گئے، اللہ تعالیٰ ان نبی کریمؐ اور ان کے مددگاروں کو بہترین جزا عطا فرماتے اور ہمارا حشر اُن ہی کے ساتھ کرے اور ہم کو بھی ان میں شامل کرکے جنت میں داخل کرے اور ان کی جماعت میں شامل کرکے اپنے دیدار سے مشرف فرمائے اپنے فضل و کرم سے داس بارگاہ مقدس میں جسکے بارے

فی زمرتھم بفضلہ وکرمہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔

نکتۂ دوم در بیان آنکہ تشبہ غیر نبی را با نبی چگونہ حاصل شود و اعانت پیغامبر در تحمل اعباء نبوت واتمام انچہ نصیب پیغامبر ست از تقاسیم رحمت الٰہی چہ قسم صورت بندد اما تشبہ غیر نبی بانبی در خصلت اُولیٰ کہ ارادہ بعثت است بآں تواند بود کہ ارادۂ الٰہی متعلق گردد بآنکہ اتمام کارے کہ نصیب پیغامبر ست دمی باید کہ در جریدۂ اعمال پیغامبر ثبت شود بدست شخصے از اُمت او کنند و ایں معنیٰ راپیغامبر ارشاد فرماید و آں مرد دانا بگوش باطن استماع کند نہ بگوش ظاہر گویا ہماں ارادہ دیگر بار در خاطر ایں عزیز گل کردہ است و الیٰ ہٰذا وقعت الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ الخ وقولہ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ[1] قصۂ استخلاف حضرت موسیٰ یوشع را علیہما السلام و اتمام مواعید الٰہی بر دست وے شنیدہ باشی

میں فرمایا گیا ہے) فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (یعنی اہل جنت مجلس حق میں ہوں گے شہنشاہ ذی اقتدار کے حضور میں)۔

دوسرا نکتہ اس امر کے بیان میں کہ غیر نبی کو نبی کے ساتھ تشبہ کیونکر حاصل ہو۔ اور پیغمبر کی اعانت کی کیا صورت ہوگی، نبوت کے بوجھ کے تحمل اور اس امر کے پورا کرنے میں جو پیغمبر کا حصہ ہے یعنی اللہ کی رحمت کی تقسیمات؛ اب سمجھئے کہ غیر نبی کا تشبہ نبی کے ساتھ اس بنیادی امر میں یعنی بعثت نبی کے متعلق ارادۂ خداوندی میں (جس کا بیان پہلے نکتہ کے شروع میں ہو چکا ہے) اس طرح ہو سکتا ہے کہ ارادۂ الٰہی (کسی شخص کے ساتھ) اس بات کے لئے متعلق ہو کہ اس کام کا پورا کرنا جو پیغمبر کا حصہ ہے اور جس کو پیغمبر کے نامۂ اعمال میں درج ہونا چاہیئے اس کی امت میں سے کسی شخص کے ہاتھ سے متعلق کر دیں اور اس حقیقت کو پیغمبر ارشاد فرمائے اور وہ مرد دانا (اس ارشاد کو) باطنی کان سے سُن لے ظاہری کان سے نہیں گویا وہی ارادہ دوسری مرتبہ اس عزیز گل کے دل میں اُتر گیا ہے اور اسی کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے حق تعالےٰ کے اس ارشاد میں وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (۲۴: ۵۵) تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا الخ اور اس ارشاد میں كَزَرْعٍ اَخْرَجَ الخ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اُس نے اُس کو قوی کیا الخ تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت یوشع علیہ السلام کو خلیفہ بنانے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا ان کے ہاتھ پر پورے ہونے کا

[1] الشطأ فراخ النخل او ورقہ وآزرہ اے قوی الزرع بعضہ بعضًا ۱۲

واما تشبہ در زیادت قوتِ علمیہ نفسِ ناطقہ آں
وجہ تواند بود کہ کسی را از اُمت محدَّث و ملہم
فرمایند تا بعض بُروقِ غیب شعاعِ خود را در دلِ
وے اندازد و ایں معنی بدو وجہ صورت پذیرد۔
یکے[1] آنکہ بمجرد استماعِ سخنِ پیغامبر باصل کار
متنبہ شود گویا بے واسطہ می بیند بمثال آنکہ
آئینہ از آفتاب اثر پذیر گردد و نُورِ خالص
برآید و نام ایں مقام صدیقیت است و از
لوازم او تصدیقِ پیغامبر ست بے اکتراث و
بدون طلبِ معجزہ و صحبتِ دائمہ بوصفِ فنا
و فدا و تسلیم و رضا و اختیارِ موافقت و ترکِ
مخالفت اگرچہ در ادنےٰ شئ باشد اعنی
حالتے کہ در عُرف آں را عشقِ مُفرِط گویند و
نیز از لوازمِ او تعبیرِ رؤیاست و موافقتِ رائے
پیغامبر قبل ازانکہ پیغامبر تصریح کردہ
باشد دوم[2] آنکہ فراستِ صادقہ نصیب او
کنند و عقلِ او را از حظیرۃ القدس تائیدے
دہند تا آنکہ غالباً اصابت کند در تحرّے خود
در آنچہ ہنوز حکم آں فرود نیامدہ است
طفیلے پیغامبر ست اما در مخادع[1] قُرب راہی
دارد بمثال آنکہ بادشاہ با وزیر خود مشورہ
مے نماید و خادمِ وزیر از دُور اشارت دست
شاہ می بیند و بر عرض وے اطلاع می یابد
قبل ازانکہ وزیر بیانِ آں نماید و نام ایں

قصہ تو سن ہی لیا ہوگا۔ رہا تشبہ دینی کے ساتھ) نفسِ ناطقہ کی
قوتِ علمیہ کی زیادتی میں تو وہ اس صورت سے ہو سکتا ہے کہ اُمت
میں سے کسی کو محدّث و مُلہَم فرما دیں تاکہ غیب کی کچھ بجلیاں
(یعنی تجلّیات) اپنی شعاع اس کے دل میں ڈال دیں اور یہ
معنی دو[2] صورتوں کے ساتھ ظہور میں آتے ہیں۔ ایک[1] یہ کہ پیغمبر کا
کلام سنتے ہی فوراً اس کی اصل حقیقت پر متنبہ ہو جاتے گویا کہ
وہ خود اس کو (براہ راست) بے واسطہ دیکھ رہا ہے جیسا کہ آئینہ
آفتاب سے اثر قبول کرے اور نور خالص کا ظہور اپنے جسم
میں ہی پائے اور اس مقام کا نام صدیقیت ہے اور اس
کے لوازم میں سے ہے۔ پیغمبر ﷺ کی تصدیق کرنا بلا توقف اور بغیر
طلب معجزہ اور صحبتِ دائمی فنا اور فدائیت و تسلیم و رضا
کے اوصاف کے ساتھ اور موافقت کا اختیار اور مخالفت کا ترک
اگرچہ ادنیٰ شے میں ہو یعنی وہ حالت جس کو عرف میں عشقِ مُفرِط
کہتے ہیں۔ اور نیز اس کے لوازم میں سے ہے تعبیر رؤیا اور
پیغمبر کی رائے سے (اس کی رائے کی) موافقت قبل اس
کے کہ پیغمبر نے تصریح کی ہو۔ دوسری[2] صورت یہ ہے کہ فراستِ
صادقہ اس کو بخشی جائے اور اُس کی عقل کو حظیرۃ القدس سے
مدد عطا فرمائیں یہاں تک کہ وہ زیادہ تر ایسے امور میں جن کے
بارے میں ابھی تک حکم نازل نہیں ہوا اپنی جستجو میں اکثر مُصیب
ہوتا ہے۔ وہ پیغمبر کا طفیلی ہے مگر نہاں خانۂ قُرب میں ایک گونہ
راہ رکھتا ہے جیسا کہ ایک بادشاہ اپنے وزیر کے ساتھ مشورہ
کرتا ہے اور وزیر کا خادم دُور سے بادشاہ کے ہاتھ کے
اشارے دیکھ رہا ہے اور وزیر کی گزارش پر مطلع ہو جاتا
ہے قبل اس کے کہ وزیر اُس کی صراحت کرے اور اس مقام

[1] جمع مخدع بالکسر او الضم بمعنی الخزانۃ والمراد منہا ہنا المنازل ۱۲

مقام محدثیت ست و از لوازم او آنست
کہ وحی بر حسبِ اجتہادِ او چندین مرتبہ
نازل شود و میان ابنای جنسِ خود ممتاز
باشد بآنکہ ہر چیزے را کہ ظن نماید موافق واقع
اُفتد و بعد ازین مرتبہ مراتب دیگر
است فرود تر مثل آنکہ حفظ کند قولِ پیغامبر
را و فہم نماید و باستنباطِ درست احکام را از
آنجا استخراج کند و اورا راسخ فی العلم گویند
اما تشبہ در زیادت قوتِ عملیہ بآں نحو تواند بود
کہ عزیمتِ اعلاءِ کلمۃ اللہ در نفسِ شخص باثر
نفس مبارک پیغامبر چنداں بالیدہ است کہ
بر مقتضائے آں بے اختیار مندفع مے شود
و نامِ این عزیز شہید و حواری ست یا امانت
و صدق و حیا چنداں بر دلِ وے پرتو انگندہ
کہ از ابنائے جنسِ خود تمیزے ظاہر
حاصلش شد و نامِ این عزیز امین است
باز چوں تہذیب قوتِ عاقلہ و عاملہ بایکدیگر
مجتمع شدہ مزاج معتدل پیدا کرد و وحدتے
بہم رسانید بادشاہ بالطبع گردد و حکیم
بالجبلۃ و مرشد مکمل و این مراتب سہ
گانہ غیر نبی را ممتنع نیست الا آنکہ
پیغامبر دریں باب اصیل است و غیر
پیغامبر شاگردِ رشید وے اما
تشبہ در جبرئیلیۃ ہمان ست کہ در صدیقیت
و محدثیت وغیرہ آں گفتہ شد پس

کا نام محدَّثیت ہے اور اس کے لوازم میں سے یہ ہے کہ وحی متعدد
بار اُس کے اجتہاد کے مطابق نازل ہو اور وہ اپنے ساتھیوں
میں اس بات میں ممتاز ہو کہ جس چیز کے بارے میں وہ کوئی گمان
کرے وہ واقعہ کے مطابق نکلے۔ اور اس مرتبہ کے بعد اس کے
نیچے کے درجے میں دوسرے مراتب بھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ قولِ
پیغمبر کو یاد رکھے اور اس کو سمجھے اور صحیح استنباط کے ساتھ اس کے
احکام کا استخراج کرے اور اس کو راسخ فی العلم کہتے ہیں۔ رہا
قوتِ عملیہ میں زیادتی کا تشبّہ تو وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ
کسی شخص کے نفس میں پیغمبر کے نفسِ مبارک کے اثر سے
عزیمت اعلاءِ کلمۃ اللہ کی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ اس کے
مقتضٰے پر (عمل کرنے کے لئے) بے اختیار ڈھل جاتا ہے
اور اس عزیز کا نام شہید اور حواری ہے۔ یا امانت اور
صدق وحیا نے اتنا پرتو اُس کے دل پر ڈالا کہ (ان
اوصاف میں) اپنے ساتھیوں سے اُس کو کھلا ہوا امتیاز
حاصل ہو گیا ہے۔ اس عزیز کا نام امین ہے۔ پھر جب (دونو
قسم کی یعنی) قوتِ عاقلہ و قوتِ عاملہ کی تہذیب ایک
دوسرے کے ساتھ معتدل مزاج پیدا کر کے ایک وحدت
بن جائے گی تو وہ بالطبع بادشاہ بن جائے گا اور جبلّت
یعنی خصلت کے لحاظ سے حکیم اور مرشدِ مکمّل ہو گا۔ اور
یہ تینوں قسم کے مراتب غیر نبی کے لئے ممتنع نہیں
ہیں مگر یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ پیغمبر اس بارے میں
اصل ہوتا ہے اور غیر پیغمبر اس کے شاگردِ رشید۔
رہا تشبّہ جبرئیلیت میں تو وہ وہی ہے جو کہ
صدیقیت اور محدّثیت وغیرہ میں بیان
کیا گیا۔

مردِ کامل صاحب سمتِ صالح است وعدالتِ کاملہ دارد ودر اخلاق وتدبیر منازل وسیاست مُدن استاد خلق اللہ باافراد بنی آدم بوجہے معاملہ می کند کہ ہمہ بسبب او مجتمع برخیر میشوند وبروے مختلف نمی گردند وکارہائے بس بزرگ درمیانِ مسلمین بدون سَلِّ سیف سر انجام میدہد وجہاد طوائفِ اُمم برائے اعلاء کلمۃ اللہ بدستورے کہ بہتر ازاں متصوّر نباشد بجامے آرد ودرہر کوشش زیادہ از سعی او فتح باب میسّر می آید گویا صفت اُغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَاَنْفِقْ فَسَنُنْفِقْ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ. نقدِ حال اوست ہر شخصے را از ہزاران ہزار کہ درامرِ ملّت سعی کنند جُدا جُدا می شناسد واز ہر یکے کارے کہ مناسب اوست میگیرد علماً وعملاً نصرۃ دین واعلاء کلمۃ اللہ باقصائے ہمت مطمح نظر خود ساختہ است گویا برائے ہمیں کار مخلوق شدہ ردّ وقبول خلق را برطاق نہادہ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ نقدِ حالِ اوست با اصابتِ رائے وفطانت المعیۃ[1] تواں گفت کہ رائے او مرآۃ ارادۃ الٰہی است امر بمعروف ونہی از منکر می نماید در ہر حالے بقدرِ آں حالت تفقّد نزدیکانِ مجلس ودرماندگان از صحبت مے فرماید و

تو یہ مردِ کامل ہیئت صالحہ والا ہے اور عدالتِ کاملہ رکھتا ہے اور اخلاق اور گھریلو تدابیر اور سیاست شہری میں خلق اللہ کا اُستاد ہوگا۔ افرادِ بنی آدم کے ساتھ اس صورت سے معاملہ کریگا کہ اس کے سبب سے سب لوگ خیر پر جمع ہوجاتیں اور وہ اُس (امرِ خیر پر) مختلف نہ رہیں گے۔ اور یہ شخص بہت بڑے کام مسلمانوں کے درمیان تلوار کھینچے بغیر انجام دیدیتا ہے اور مختلف اُمتوں پر اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ایسے عمدہ طور پر جہاد کرتا ہے کہ اس سے بہتر کا تصوّر نہیں کیا جاسکتا۔ اور ہر کوشش میں اُس کی سعی سے زیادہ فتوحات میں کامیابی میسّر ہوتی ہے گویا کہ اُغْزُهُمْ نُغْزِكَ الخ کا مصداق اُسی کا حال ہے (یعنی وہ وعدہ) جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تو اُن سے جہاد کر ہم تیری مدد کریں گے اور تو ان پر خرچ کر ہم تجھ کو دیتے رہیں گے اور تو لشکر بھیج ہم اس سے پانچ گنا (ملائکہ کا لشکر) بھیجدیں گے وہ ہر شخص کو لاکھوں ساتھیوں میں سے جو ملّت کے کام میں سعی کرنے والے ہیں الگ الگ پہچانتا ہے اور ہر ایک سے وہ کام لیتا ہے جو کام علم وعمل کے اعتبار سے اس کے مناسب ہوتا ہے۔ اُس نے دین کی مدد اور اعلاء کلمۃ اللہ کو انتہائی ہمت کے ساتھ اپنا مطمح نظر بنا رکھا ہے گویا وہ اسی کام کے لئے پیدا ہوا ہے لوگوں کے ردّ وقبول کو اُس نے طاق (نسیاں) میں ڈال دیا ہے۔ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ (وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے) اس کا حال لازم ہوچکا ہے اصابتِ رائے اور بیدار مغزی کے ساتھ۔ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی رائے ارادۂ الٰہی کا آئینہ ہے، نیک کام کا حکم کرتا اور بُرے کام سے منع کرتا ہے اور قریب رہنے والوں کے اور اس کی صحبت سے دُور رہنے والوں کے سب کے ہر حال کی نگرانی اس کی حالت کے بقدر فرماتا رہتا ہے۔

[1] المعی والمعی بمعنے ذکی متوقد ۱۲

مواعظ وخطبِ او بر دل می زند دانایانِ روزگار
در حق وے می گویند کہ یک ساعت صحبت
با او از عبادتِ یک سال بہتر است اماتشبہ
او با پیغامبر در تحمل اعباء نبوت بداں وجہ
تواند بود کہ مرد جلیل القدرے کہ در مردماں
عزتے وحرمتے دارد و در حلّ وعقدِ
خویش از وے حساب می گیرند باقصے
مرتبہ ہمت اعلاء کلمۃ اللہ نماید بمجرد
دخولِ او در اسلام جماعہ با او مسلمان شوند
و دستِ تعرض متعصّبان از مسلمین بسبب
دخولِ او کوتاہ گردد و توقع غلبہ از
خاطرِ کفّار بجہتِ رسوخ قدم او ازہم
پاشد وچوں کافراں کمر بایذائے
پیغامبر بندند در ہر حادثہ جانِ خودرا
سپر جانِ پیغامبر سازد ہر سنگے کہ بطرف
پیغامبر آید برُوئے خود مے گیرد. در ہر
منشط ومکرہ (خوشی وناخوشی ۱۲) رفیق پیغامبر است و
سہیم او تا آنکہ نوبتِ ہجرت وجہاد
رسید نصیب ایں عزیز در نُصرت زیادہ
از انصباء کافّہ باشد در حل وعقد و
جمع رجال ونصب قتال مشورتِ
اورا پذیرائی تمام شود و از
رُوئے مداخلتِ نمایاں در ہر
باب و ہر واقعہ محسوس گردد
یا در کارزار از ہمہ پیش قدم

اور اس کے وعظ اور خطبے دلوں میں اُترتے چلے جاتے ہیں دنیا
کے دانا لوگوں کا اس کے حق میں یہ قول ہے کہ ایک گھڑی
اس کی صحبت میں گزار دینا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
رہا اُس کا تشبہ پیغمبر کے ساتھ نبوت کے بھاری وزنوں
کے برداشت کرنے میں تو اس کی یہ صورت ہوسکتی ہے
کہ ایک ایسا بلند مرتبہ شخص ہے جو لوگوں میں خاص عزت و
حُرمت رکھتا ہے جو اپنے امور کی گرہ کشائی اور معاملات میں اس
کی طرف رجوع کرتے ہیں ایسا شخص اپنے مرتبہ کے مطابق
پوری ہمت کے ساتھ اعلاء کلمۃ اللہ کرے اور اس کے اسلام میں
داخل ہوتے ہی بہت سے لوگ اس کے ساتھ مسلمان ہوجائیں
اور اُس کے اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے بہت
سے متعصب مخالفین کے ہاتھ مسلمانوں کی طرف بڑھنے
سے رُک جائیں اور کُفّار کے دلوں سے مسلمانوں پر غلبہ کی
توقع اس شخص کے مضبوطی کے ساتھ اسلام پر جماؤ کی
وجہ سے درہم برہم ہوجائے اور جب کفار پیغمبر کو ایذا دینے
کے لئے کمربستہ ہوں تو ہر حادثہ میں یہ شخص اپنی ذات کو پیغمبر
کی ذات کے لئے ڈھال بنادے، جو پتھر بھی پیغمبر کی طرف
آئے وہ اس کو اپنے سر پر روکے اور ہر خوشی وناخوشی کے
موقع پر پیغمبر کا رفیق اور حصہ دار ہو۔ یہاں تک کہ جب
نوبت ہجرت اور جہاد کی پہنچے تو پیغمبر کی نُصرت و مدد کے
سلسلہ میں اس عزیز کا حصہ سب کے حصّوں سے بڑھا ہے
اور امور کو سلجھانے اور لوگوں کو جمع کرنے اور قتال
کے قائم کرنے کے بارے میں اُس کا مشورہ سب کے لئے
قبول کرنے کے قابل ہو اور ہر باب اور ہر واقعہ میں اس
کی نمایاں مداخلت محسوس ہو کہ میدانِ کارزار میں

باشد یا انفاق اموال را وسیلۂ احراز (فراہمی ۱۲)
اعلاء کلمۃ اللہ سازد والعشق فنون و چوں
نوبت نشر علوم آید طریقۂ روایت
آموزد و مردماں را براقراء قرآن و
روایت حدیث حمل نماید و اگر در مسئلہ
اشتباہ واقع شود از جماعہ صحابہؓ
سوال کردہ استخراج نص صاحب
شریعت فرماید و اگر اختلافے
روے دہد از مضیق اختلاف بفضاے
اجماع رساند ارشاد کند طریق اجتہاد
را مسدود کند طرق تحریف را و بہر
سبیل ممکن واسطۂ شود درمیان
پیغامبر و امتِ او بفہم اگر مے
توانی فہمید کہ آیۃ استخلاف و آیۃ
تمکین و آیۃ قتال مرتدین و
آیتِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاءُ
بمنزلۂ آئینہ است اگر نیک
تأمل کنی ایں ہمہ اوصاف کہ
دریں صفحہ نوشتہ مشاہدہ
گردد۔

نکتۂ سوم در بیانِ کیفیت
توسط خلفائے راشدینؓ درمیان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و
امتِ او باید دانست کہ مارا
بالقطع معلوم است کہ آنچہ

دیکھو تو اس کے قدم آگے بڑھے ہوئے ہیں، مال خرچ
کرنے کے موقع پر دیکھو تو وہ اس کو اعلاء کلمۃ اللہ اور
اس کے تحفظ کا مال کو وسیلہ بنارہا ہے غرض "العشق فنون"
(عشق کے بہت سے فن ہیں) اور جب نوبت علوم کے پھیلانے
کی آئی تو طریقۂ روایت سکھاتے اور لوگوں کو قرآن پڑھانے
اور حدیث کی روایت پر آمادہ کرے اور اگر کسی مسئلہ
میں اشتباہ واقع ہو جاتے تو صحابہؓ کی جماعت سے سوال
کرکے صاحبِ شریعت کی طرف سے حکم صریح نکالنے کی
کوشش کرے اور اگر کوئی اختلاف پیدا ہو جاتے تو اختلاف
کی تنگ جگہ سے اس کو فضائے اجماع میں پہنچادے طریق
اجتہاد کی رہنمائی کرے اور طریق تحریف کو مسدود کرے
اور ہر ممکن طریق سے پیغمبرؐ اور اُس کی اُمت کے درمیان
واسطہ بنے۔ سمجھ! اگر تو سمجھ سکتا ہے کہ آیتِ استخلاف (یعنی
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ الخ) (۲۴: ۵۵) اور آیتِ تمکین
(یعنی اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ الخ)
(۲۲: ۴۱) اور آیت قتالِ مرتدین (یعنی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ الخ) (۵: ۵۴) اور آیت
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ الخ (۴۸: ۲۹) بمنزلۂ
آئینہ کے ہے اگر تو اچھی طرح غور کرے گا تو یہ تمام
اوصاف جو اس صفحہ میں لکھے گئے ہیں مشاہدہ
ہو جائیں گے۔

تیسرا نکتہ خلفائے راشدینؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپؐ کی اُمت کے درمیان واسطہ بننے کی کیفیت کے بیان میں۔ جاننا
چاہیے کہ یہ بات ہم کو قطعی طور پر معلوم ہے کہ جو کچھ

ما می کنیم اور وضو و غسل و نماز و روزہ
و زکوٰۃ و حج و تلاوتِ قرآن و درود
و ادعیہ وغیر آں از باب عبادات و ہمچنیں
طریق مناکحات و مبایعات و اقامتِ حدود
و قضا در خصومات ہمہ ماخوذ است
از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس
اوّل سلسلہ و آخر آں معلوم الثبت و این
قدر نیز معلوم است بالقطع کہ ما این
معانی را بے واسطہ ازآں حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم اخذ نہ کردہ ایم و قرآن
وحدیث بے واسطہ از آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نہ شنیدہ پس درمیانِ ما و آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وسایطے متحقق
است سخن دراں می گزرد کہ این وسایط
کدام مردم بودہ اند و نیز این قدر معلوم
است کہ در اوّلِ امر عالم بکفر و جاہلیت
مشحون بود ابتداء ترویج اسلام از آنحضرت
بودہ است جہاداً و تالیفاً للقلوب رفتہ
رفتہ حالتے کہ مشاہدہ مے کنیم از
انتشارِ مسلمین در آفاق و غلبہ بادشاہانِ
اسلام کہ در ہر قطرے بروے کار
آمد اوّل این سلسلہ و آخر او معلوم است سخن دراں
است کہ وسایط حصول این امر فخیم کہ در زمانِ آنحضرت
نبود والحال ہست کدام عزیزاں بودند ساعتے خاطر
را در تفحص این وسائط باید گماشت و اوّل

ہم از قسمِ عبادات کرتے ہیں وضو اور غسل اور نماز
و روزہ اور زکوٰۃ و حج و تلاوتِ قرآن و درود
اور ادعیہ وغیرہ اور اسی طرح طریق نکاح مرد
و عورت اور خرید و فروخت اور حدود کا قائم کرنا
اور آپس کے جھگڑوں کے فیصلوں کے طریقے یہ سب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہیں۔ تو اس کے
شروع اور آخر کا سلسلہ ہم کو معلوم ہے اور اتنی
بات بھی ہم کو قطعی طور پر معلوم ہے کہ ہم نے ان
معانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر واسطہ
اخذ نہیں کیا اور ہم نے قرآن و حدیث بلا واسطہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا تو ہمارے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطے
متحقق ہیں۔ اب بات یہ رہ جاتی ہے کہ وہ واسطے کون
لوگ تھے۔ اور نیز یہ بھی ہم کو معلوم ہے کہ اوّل امر
میں دنیا کفر و جہالت سے بھری ہوتی تھی، دینِ اسلام
کو مروّج کرنے کی ابتداء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے ہوئی بذریعہ جہاد اور تالیف قلوب کے، رفتہ رفتہ
یہ حالت جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں یعنی دنیا میں
چاروں طرف مسلمانوں کا پھیل جانا اور بادشاہانِ اسلام
کا غلبہ جو کہ اطرافِ عالم میں موجود ہے ظہور میں آگئی
اس سلسلہ کا اوّل اور آخر معلوم ہے اب گفتگو اس میں
ہے کہ اس شاندار امر کے حصول میں جو کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا کون بزرگ ہستیاں واسطہ بنیں
ایک ساعت کے لئے ان واسطوں کی جستجو میں اپنی قوتِ مفکرہ
کو لگانا چاہیئے اور سب سے پہلے واسطوں کو اور بہت

وسائط واکثر ایشاں در توسط واعظم ایشان
درمنت باید شناخت امر ملت مشابهت
تمام دارد بدیوارے کہ ہر خشتِ فوقانی
متفرع بر خشتِ تحتانی است و معتمد است بر
وے تا آنکہ تفحص بأساس رسد ہمچناں ہر
قرنِ متأخر مستمد است از قرنِ متقدم و
منت قرنِ متقدم در گردنِ اوست کہ سبب
وصولِ سعادتِ دنیا و آخرت گشتہ در
فکرِ اوّل ہر یکے شیخِ خودرا مے داند و
کتابے میخواند بعد ازاں سرگروہ خودرا مثل
ابوحنیفہؒ بہ نسبتِ حنفیاں و شافعیؒ بہ نسبتِ
شافعیان می نامد و ہمچنین سیدی عبدالقادرؒ
بہ نسبتِ قادریان و خواجہ نقشبندؒ بہ نسبتِ
نقشبندیاں و خواجہ معین الدّینؒ چشتی
بہ نسبتِ چشتیاں باز سلاسلِ این
بزرگان منتہی مے شود جُنید بغدادیؒ
و معاصرانِ وے و ہمچنین قرّاء سبعہ
در قرائت و شیخ ابوالحسن اشعریؒ در
علمِ کلام و ثعلبیؒ و واحدیؒ و امثالِ ایشان
در تفسیر و محمد بن اسحٰقؒ در علمِ سیرت و علیٰ
ہٰذا القیاس آزیں مقام اندکے بیشتر باید رفت
و تأمل دراں باید کرد کہ ایں جماعہ ہر چند بجمع
علم و بہم آوردنِ انچہ پراگندہ بود از جماعہ
کثیر اخذ نمودہ بودند متصف اند اما ہرچہ
آوردہ اند از سلف آوردہ اند انچہ ماخوذ از سلف

سے درمیانی واسطوں کو اور (ملت کو صاحبِ ملت بنانے میں)
سب سے بڑا احسان جن واسطوں کا ہے ان کو پہچاننا چاہیے۔
(سمجھ لو) کہ امرِ ملت اس دیوار کے ساتھ پوری مشابہت رکھتا
ہے جس کی ہر اوپر والی اینٹ متفرع ہے نیچے والی اینٹ
پر اور اسی پر سہارا لینے والی ہے۔ اسی طرح نوبت بنیاد تک
پہنچ جائے گی۔ اسی طرح ہر بعد والے قرن کو اُس سے پہلے
قرن سے مدد پہنچتی رہی ہے اور اس پہلے قرن کا احسان اُس
کی گردن میں پڑا ہوا ہے جو کہ دنیا و آخرت کی سعادت کے
ملنے کا سبب بنا ہے۔ فکر کے پہلے مرحلہ میں ہر ایک اپنے
شیخ (یعنی اُستاد) کو اور اس کتاب کو جو اُس سے پڑھتا
تھا جانتا ہے۔ اس کے بعد اپنے سرگروہ (مقتدا) کا جیسے
ابوحنیفہؒ بہ نسبت حنفیوں کے اور شافعیؒ بہ نسبت شافعیوں
کے، نام لیتا ہے۔ اور اسی طرح سیّدی عبدالقادر (جیلانیؒ)
بہ نسبت قادریوں کے اور خواجہ (بہاؤالدّین) نقشبندؒ بہ نسبت
نقشبندیوں کے اور خواجہ معین الدّین چشتیؒ بہ نسبت
چشتیوں کے۔ پھر ان بزرگوں کے سلسلے منتہی ہوتے
ہیں جُنید بغدادیؒ اور ان کے معاصرین پر۔ اور اسی
طرح قراءت میں قرّاءِ سبعہ اور علمِ کلام میں شیخ ابوالحسن
اشعریؒ اور تفسیر میں ثعلبیؒ اور واحدیؒ اور ان جیسے حضرات
اور علمِ سیرت میں محمد بن اسحٰقؒ اسی پر دیگر علوم کے ائمہ کو
قیاس کر لیا جائے۔ اب اس مقام سے ذرا اور آگے چلنا چاہیے اور
اس میں غور و فکر کرنا چاہیے کہ اس جماعت کے حضرات اگرچہ
علم کے جمع کرنے اور بکھرے ہوئے علم کو جماعتِ کثیر سے حاصل
کر کے اکٹھا کرنے سے متصف ہیں مگر جو کچھ بھی لاتے ہیں سلف
ہی سے لاتے ہیں۔ سلف سے جو کچھ ماخوذ ہے وہ بمنزلہ

است بمنزلہ لوح است و تحقیقاتِ خود
ایشاں از قبیلِ تفسیر مجمل والحاق الشیَ
بالشیَ لامرٍ جامعٍ و جمع آنچہ پراگندہ بود
وبمنزلہ نقش بر لوح است وطبقۂ اُولیٰ
راازوسایط می باید شناخت ومنتِ ایشاں
برگردن تمام اُمت اعتقاد باید کرد۔ باز
توسط بانواع بسیار می باشد بروایت
کردن از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
و بنصب علماء در ہر شہرے تا روایتِ
حدیث کنند و ترغیب قوم براں و
تہیہ اُمورے کہ باں گرفتن علم سہل
گردد مثل بنائے مدارس و تعہد
حالِ طلبہ وتوقیر ایں جماعۃ و مانند آں
ہر حرکتے راازیں حرکات درنشر علم وشیوع
اسلام دراقطار ارض دخلی ہست چوں
ایں کلام مجمل بخاطر نشست اندکی مفصل ترنگارم
تا معرفتِ وسائط علمِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
آسان گردد وآنچہ گفتہ شود دستورے باشد برائے
شناختنِ آنچہ نگفتہ باشم۔

اعظم میراثے کہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بہ اُمتِ مرحومہ رسید قرآنِ عظیم است وآں تا
آخر زماں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجموع در مصاحف
نبود مثل آنکہ امروز منشی منشآتِ خود را
یا شاعرے قصائد ومقطعاتِ خود را در بیاضہا
وسفینہا در دستِ جماعہ متفرقہ گزاشتہ از

تختی کے ہے اور ان کی خود اپنی تحقیقات بطور تفسیر مجمل کے
ہے اور ایسی ہے جیسا کہ ایک امر جامع کے لئے ایک شئ کا دوسری
شئ کے ساتھ الحاق کردیا جاتا ہے اور منتشر چیزوں کو ایک جگہ
کردیا جاتا ہے اور یہ سب اس لوح پر نقوش کے مرتبہ میں
ہیں۔ اور طبقۂ اُولیٰ کو درمیانی طبقات سے پہچان لینا چاہیئے
اور ان کے احسان کا تمام اُمت کی گردن پر ہونے کا
اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ واسطہ بننے
کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کرنے سے اور ہر شہر میں علماء کے تقرر سے تاکہ حدیث کی روایت
کریں اور قوم کو اُس کی جانب رغبت دلائیں اور ایسے امور کی
تیاری کہ جن کے ذریعہ سے علم کا حاصل کرنا آسان ہوجائے
جیسے مدرسوں کا قائم کرنا اور طلبہ کے حال کی خبر گیری کرتے
رہنا اور اس جماعت کی عزت کرنا اور اس کے مانند ان حرکات
میں سے ہر ایک حرکت کا زمین کے تمام اطراف میں علم کے پھیلانے
اور اسلام کی اشاعت میں خاص دخل ہے۔ جب یہ اجمالی کلام
دل میں بیٹھ گیا تو اب ہم چاہتے ہیں کہ اس سے کچھ زیادہ مفصل
لکھ دیں تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے واسطوں کی
معرفت آسان ہوجائے اور جو کچھ کہا جائے وہ ایک معیار بن جائے اُن
چیزوں کی شناخت کے لئے جو ہم نے ذکر نہ کی ہوں۔

سب سے بڑی میراث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمتِ
مرحومہ کو پہنچی ہے قرآنِ عظیم ہے اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے آخر زمانہ تک مصاحف میں یک جائی نہ ہوا
تھا جیسا کہ آج کوئی انشاء پرداز اپنے اعلیٰ مضامین کو یا کوئی
شاعر اپنے قصائد اور قطعات کو بیاضوں میں اور مکتوبات
کو متفرق لوگوں کے ہاتھوں میں چھوڑ کر دنیا سے چلا جائے

عالم رود بمنزلہ عصافیر اگر اندک بادی
بجنبد شذر مذر از ہم متفرق شوند
ہمچنیں ایں منشآت وقصاید برشرف
تلف باشند اگر آں کاغذہا را آب برسد یا
دروے آتش بگیرد یا حامل آں بمیرد مانندِ
اَمسِ ذاہب نابود گردد شاگردے رشید
از میانِ یارانِ آں عزیز کمر ہمت
بر بندد و آں ہمہ را بہ ترتیبے مناسب
جمع کند و نسخہائے بسیار سازد و
تصحیحِ کامل بکار برد و در عالم متفرق گرداند
پس مِنّت ایں شاگردِ رشید بر گردنِ
آنانکہ ازاں منشآت واَشعار مستفید
شوند ثابت است بہمیں دستور از
محمد بن الحسن بر ہر کہ حنفی است منّتے
ثابت است و از بُوَیطی بر ہر کہ شافعی است
منّتے در گردن و آیں جمع در مصاحف
ہماں است کہ اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ بروے
منطبق شد و اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ مُبَشّر
بادست آول حرکت دریں امر از صدیقِ اکبرؓ
بالتماسِ حضرت فاروقؓ بحکم شرح صدرے کہ
وے را بآں مخصوص ساختہ بودند واقع شد
بعد ازاں فاروقِ اعظمؓ سعیہا بکار برد
و در مواضع مشکلہ مباشر کشفِ شبہ
گشت وحمل کرد مردم را بر اخذِ
آں بعد ازاں ذی النّورین

جو کہ اُن چڑیوں کے مانند ہوں گی کہ اگر تھوڑی تیز ہوا چل جائے
تو سب اِدھر اُدھر متفرق ہو جائیں۔ اسی طرح وہ مضامین اور
قصائد بربادی کے کنارے پر ہوں گے کہ اگر اُن کاغذوں پر پانی
پہنچ جائے یا اُن میں آگ لگ جائے یا جس کے قبضہ میں
ہیں وہ مرجائے تو گزشتہ کل کی طرح نابود اور غائب
ہو جائیں۔ اگر ایک شاگرد رشید اس عزیز (ادیب اور شاعر)
کے مصاحبوں میں سے کمر ہمت باندھے اور اُن سب کو ایک
مناسب ترتیب کے ساتھ جمع کرے اور اس کی نقلیں کرا کر بہت
سے نسخے تیار کرکے اور کامل تصحیح کا اہتمام کرے اور ان کو
عالم میں شائع کردے تو اس شاگردِ رشید کا احسان اُن
سب لوگوں کی گردن پر ہوگا جو ان مضامین واشعار سے
استفادہ کریں گے۔ اسی دستور کے مطابق محمد بن حسنؒ کا احسان
ہر اس شخص پر جو حنفی ہے اور بُوَیطی کا احسان ہر اس شخص پر
جو شافعی ہے ثابت ہے اور اُن کی گردنوں پر ہے۔ اور یہ قرآن
کا مصاحف میں جمع کرنا وہی ہے جس پر اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ
(ہم یقیناً اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں) منطبق ہے اور
اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ (اور یقیناً ہمارے ذمہ ہے اس کا
جمع کرنا اور اس کو پڑھوانا) اسی کی بشارت دینے والا ارشاد
ہے۔ اس بارے میں پہلی سعی صدیقِ اکبرؓ سے واقع ہوئی جو حضرت
فاروقؓ کے عرض کرنے سے جس پر اُن کو اسی درجہ کا شرح صدر
(یعنی اطمینانِ قلب) ہوا تھا جو ان کے ساتھ مخصوص تھا
انھوں نے شروع کردی تھی۔ اس کے بعد فاروقِ اعظمؓ بڑی
کوششوں کو کام میں لائے اور جن مقامات میں کچھ اشکال
پیدا ہوتا تھا اُن شبہات کو حل کرنے میں مشغول ہوتے۔
اور اس کی نقول لینے پر لوگوں کو ابھارا۔ اس کے بعد

نسخہا نویسانیدہ در آفاق فرستاد وغیر
آں را محو ساخت بعد ازاں اُبیّ بن
کعبؓ و عبداللہ بن مسعودؓ و علی
مرتضیٰؓ و ابنِ عباسؓ در اقراءِ آں سعی
بلیغ بکار بردند و این قرآن مجموع
درمصاحف متلوّ بر اَلسِنہ کہ الحال
در مشرق و مغرب منتشر ست ثمرہ مساعی
جمیلۂ ایشان است باز قرآن در بعض
مواضع کہ اجمال داشت این بزرگواران
آہستہ آہستہ بتقریباتِ شتیٰ متصدیِ
کشفِ آں اجمال گشتند بعدِ ایشان
ابنِ عباسؓ متوجہ حلِّ لغتِ قرآن
شد و ذکرِ اسباب نزول نمود دیگراں قدم بر
قدم او رفتند تا آنکہ تعددِ نسخہا بہم رسید
ثعلبی وغیر او آں ہمہ را جمع ساختہ تفسیرہا تصنیف
کردند ہیچ میدانی کہ بہترین خدمتِ قرآن کدام
است آنکہ در اوّلِ نزولِ قرآن از آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سوال ما یتعلّق بہ کردہ باشند تا بر
حسبِ آں وحی دیگر فرود آمد چنانکہ صدیقِ اکبرؓ
در آیۃ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ سوالے آورد
علمِ شریفے را سر داد کہ امّا انت والمؤمنون
فتجزون بذالک فی الدنیا حتی تلقوا اللہ و
لیس لکم ذنوب واما الآخرون فیجتمع ذالک
لھم حتی یجزوا بہ یوم القیٰمۃ اخرجہ الترمذی
و فاروقِ اعظمؓ در آیتِ مجملہ تحریم خمر گفت

ذی النورینؓ نے بہت سے نسخے لکھوائے اور اطراف میں بھیجے اور ان کے
خلاف جو لکھے ہوئے تھے اُن کو محو کرا دیا۔ اس کے بعد اُبیّ بن کعبؓ اور
عبداللہ بن مسعودؓ اور علی مرتضیٰؓ اور ابن عباسؓ نے اس کو پڑھانے
میں بڑی بڑی کوششیں فرمائیں اور یہ قرآن جو مصاحف میں جمع ہے
جس کی زبانوں سے تلاوت کی جاتی ہے جو آج مشرق اور مغرب میں
نشر ہو رہا ہے، یہ ان ہی اکابر کی قابلِ قدر مساعی کا ثمرہ ہے۔ پھر
قرآن کے جو بعض مواقع ایسے تھے کہ وہ اجمال رکھتے تھے ان بزرگوں نے
مختلف تقریبات پر اُس اجمال کو کھول دینے کا اہتمام کیا اُن کے بعد ابن
عباسؓ حلِّ لغاتِ قرآن کی طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے اسبابِ
نزول کا ذکر کیا، دوسرے لوگ بھی ان کے قدم بقدم چلے یہاں تک کہ
(تفسیر کے) متعدد نسخے بہم پہنچ گئے، ثعلبیؒ اور دوسرے لوگوں نے ان سب کو
جمع کر کے تفسیریں تصنیف کر دیں، کیا تم جانتے ہو کہ قرآن کی بہترین خدمت
کونسی ہے؟ وہ یہ ہے کہ اوّل نزولِ قرآن کے بارے میں (یعنی نازل شدہ
آیات کے پیشِ نظر) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اُن باتوں
کا سوال کیا جائے جو اُن سے متعلق ہوں تاکہ اس کے
مناسب دوسری وحی نازل ہو جیسا کہ صدیقِ اکبرؓ اس آیت
مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ (جو شخص بُرا کام کرے گا اُس کا
بدلہ اُس کو دیا جائے گا) کے متعلق سوال لیکر آئے (جسکے نتیجہ میں)
ایک علمِ شریف ظاہر ہو گیا (آپؐ نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا)
کہ رہے تم اور سب مؤمنین تو تم کو اس کا بدلہ دنیا میں دیدیا جائیگا
یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں ملوگے کہ تم پر کوئی گناہ
نہیں ہوگا۔ رہے دوسرے لوگ تو ان کے گناہ جمع کئے
جاتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا بدلہ اُن کو قیامت
کے دن دیا جائے گا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے۔ اور
فاروقِ اعظمؓ نے تحریم خمر کی مجمل آیت کے بارے میں دُعا کی

اللهم بَيِّنْ لنا بياناً شفاءً تارفته رفته
اجمال به تفصیل انجامید و پرده برانداخته
شد وبعد قرآنِ عظیم اصل دین وسرمایۂ
یقین علمِ حدیث است و بتوسط کبراء امت
درمیانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
وامتِ او در علمِ حدیث بچند وجہ تواند بود
یکے آنکہ روایت کنند حدیث را و بآفاق فرستند
مضمونِ آن را دیگر آنکہ استخراج نمایند آں را
از حاملِ آں یعنی در مسئلۂ نازلہ خلیفہ وقت جمع
کند صحابہ رض را و بگوید کسے ہست درمیانِ شما کہ
در فلاں مسئلہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
حدیثے یاد داشتہ باشد وتکرار این سوال بحدے
رساند کہ حاضران بگوشِ خود شنوند وغائباں
را خبر رسد تا حاملِ حدیث مشخص شود
واگر متفرد شدہ باشد استبراء کنند از
شبہہ تا حدیث محلِ اعتماد گردد چنانکہ صدیقِ
اکبر رض در میراث جدّہ و فاروقِ اعظم رض درباب
غرّہ (عبد یا امۃ) تحقیق فرمودند سوم آنکہ علماء صحابہ رض
رادر آفاق فرستند وایشاں را امر نمایند
بہ روایتِ حدیث ومردماں را حمل کنند بر اخذِ
ایشاں چنانکہ فاروقِ اعظم رض عبداللہ بن مسعود رض
را باجمعے بکوفہ فرستاد ومعقل بن یسار و
عبداللہ بن مغفل وعمران بن حصین را
بہ بصرہ وعبادۃ بن صامت وابو دردا
را بہ شام وبمعاویۃ بن ابی سفیان کہ

کہ اے اللہ بیان کر دیجئے ہمارے لئے (اس حکم کے بارے میں)
شافی یعنی مفصل بات۔ تا آنکہ رفتہ رفتہ اُس اجمال کی تفصیل
نازل ہوگئی اور پردہ ہٹادیا گیا۔

اور بعد قرآنِ عظیم کے جو دین کی اصل اور ایمان کا بڑا سرمایہ
ہے وہ علمِ حدیث ہے اور بزرگانِ اُمت کا واسطہ بننا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کے درمیان چند
صورت کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ پہلی یہ کہ حدیث کو روایت کریں
اور اس کے مضمون کو چاروں طرف بھیجیں۔ دوسری صورت
یہ ہے کہ جس کے پاس حدیث موجود ہو اُس سے نکلوائیں یعنی
کسی پیش آمدہ مسئلہ کے موقع پر خلیفۂ وقت صحابہ رض کو جمع
کرے اور کہے کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ فلاں مسئلہ کے
بارے میں اُس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث
یاد ہو۔ اور اس سوال کو بار بار کرکے اس تک پہنچاوے
کہ جس قدر لوگ موجود ہوں وہ اپنے کانوں سے سُن لیں
اور جو موجود نہیں ہیں اُن کو خبر پہنچ جائے تاکہ جس کے
پاس ایسی حدیث موجود ہو وہ پہچانا جائے اور اگر وہ متفرد
(یعنی اکیلا) ہو تو شبہ کی صفائی بھی پیش کرے تاکہ حدیث
قابلِ اعتماد ہوجائے جیساکہ صدیقِ اکبر رض نے دادی کی میراث
کے بارے میں اور فاروقِ اعظم رض نے ایک بَردے کے بارے
میں تحقیق کی تھی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ علماءِ صحابہ رض کو چاروں
طرف بھیجیں اور ان کو روایتِ حدیث کا حکم دیں اور لوگوں کو
اُن سے حدیث حاصل کرنے کی ترغیب دیں جیساکہ فاروقِ
اعظم رض نے عبداللہ بن مسعود رض کو ایک جماعت کے ساتھ کوفہ
میں بھیجا اور معقل رض بن یسار اور عبداللہ رض بن مغفل اور عمران رض بن
حصین کو بصرہ میں اور عُبادہ رض بن صامت اور ابو درداء رض کو

امیر شام بود قدغن بلیغ نوشت کہ از حدیثِ
ایشاں تجاوز نکنند چہارم آنکہ طریق
روایت آموزند و احتیاط دراں باب فرمایند
پنجم آنکہ عمل کنند بر حدیثے علانیہ تاآں
حدیث مجمع علیہ گردد و عملِ خلفاء مصحح آں روایت
باشد در بسیارے از احادیث خواندہ باشی
فَعَلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ صلے اللہ علیہ وسلم
و ابوبکر و عمر ششم آنکہ حدیثے کہ زیادہ است
بر کتاب اللہ مثلِ حدیثِ ایمان بالقدر و
حدیثِ معراج و حدیث عذابِ قبر
وغیر آں بر سرِ منابر اشارہ بآں حدیث
فرماید کہ فلاں حدیث و فلاں حدیث
از انجملہ ست کہ ایمان براں واجب است
ہر چند آں را در کتاب اللہ نے یابند این
روایت آں ہمہ احادیث است اجمالاً و
تصحیح و تقویتِ آنست و افادہ آنکہ از
قبیلِ ضروریاتِ دین شدہ است
ہفتم آنکہ مضمون احادیث در خطب
خود ارشاد فرمایند تا اصل حدیث بآں
موقوفِ خلیفہ قوت یابد یارانے کہ بغورِ
سخن نمی رسند در بند آنکہ در متفق علیہ
از حضرت صدیق رض صحیح نہ شد مگر شش حدیث
واز فاروقِ اعظم رض بصحت نہ رسید مگر قریب
ہفتاد حدیث ایں رانمی فہمند و نمی دانند کہ
حضرت فاروق رض تمام علم حدیث را

شام میں۔ اور معاویہ بن ابی سفیان کو جو کہ امیر شام تھے ایک بلیغ
تنبیہ نامہ بھیجا کہ ان حدیثوں سے کبھی تجاوز نہ کریں۔ چوتھی
صورت یہ ہے کہ طریق روایت سکھائیں اور اس بارے میں
احتیاط کی ہدایت فرمائیں۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ کسی حدیث
پر علانیہ عمل نہ کریں تاآنکہ وہ حدیث متفق علیہ ہو جائے اور
اُس روایت کا مصحح خلفاء کا عمل بنے۔ تم نے بہت سی
احادیث میں یہ پڑھا ہوگا فعل ذٰلک رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم و ابوبکر و عمر (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے ایسا کیا اور ابوبکر رض و عمر رض نے) چھٹی صورت یہ ہے کہ ایسی حدیث
جو کتاب اللہ پر اضافہ کرتی ہے جیسے ایمان بالقدر کی حدیث اور
معراج کی حدیث اور عذابِ قبر کی حدیث وغیرہ ایسی حدیثوں
کی طرف منبروں پر بیٹھ کر اشارہ فرمائیں کہ فلاں حدیث
اور فلاں حدیث ان احادیث میں سے ہیں جن پر ایمان لانا واجب
ہے اگرچہ ان کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے ہیں۔ یہ ان سب
احادیث کی اجمالی روایت ہے اور اُن کی تصحیح اور تقویت
اور اس امر کا افادہ کرنے کے لئے کہ (ان احادیث میں جو
باتیں مذکور ہیں) وہ سب ضروریاتِ دین میں سے ہیں۔
ساتویں صورت یہ ہے کہ احادیث کے مضمون کو اپنے خطبوں
میں ارشاد فرمائیں تاکہ اصل حدیث خلیفہ کی اس حدیث موقوف
سے قوت پائے۔ جو دوست کہ بات کی گہرائی تک نہیں پہنچتے وہ
اس قید میں ہیں کہ حدیث کی متفق علیہ کتابوں (بخاری اور
مسلم ہیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے صرف چھ حدیثیں بروایت
صحیح ثابت ہوتی ہیں اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے تقریباً
ستر احادیث سے زیادہ صحت کو نہیں پہنچیں۔ اس کو یہ لوگ نہیں
سمجھتے اور نہ جانتے ہیں کہ حضرت فاروقِ اعظم رض نے تو تمام

اجمالاً تقویت داده و اعلان نموده بقرآن
عظیم و سنتِ اعظمِ علوم و اشدّ آنہا در
احتیاج علم فقہ است و اعظم توسط
کُبرائے اُمّت درمیانِ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلّم و سائر اُمّتِ او در فقہ آنست کہ
طرق اجتہاد را تعلیم فرماید مثلاً بیان کند
ترتیبِ اَدِلّہ اربعہ و ترتیب سنّت بر کتاب
و تخصیص عام کتاب بخاص سُنّت و
حلّ مجمل کتاب بہ مفصّلِ سنّت چنانکہ
صدّیقِ اکبرؓ و عمر فاروقؓ باتم وجہ دربیان
آوردند باز اعظم توسط آنست کہ مسائل
مجتہد فیہ را بسرحد اجماع رساند تا اختلاف
از اُمّت برانداختہ شود و جمیع اُمّت را
بآں مسائل حجّت قائم گردد باز اعظم
توسط آنست کہ در مسائل عبادات و مناکحات
و مبایعات، و قضایا و سِیَر در مسائل نازلہ اجتہاد فرماید
و جوابِ مسئلہ وے در آفاق مشہور شود و اقاصی و
ادانی بآں راہے ادراک نمایند۔

و بعدِ فقہ اعظمِ علوم علمِ احسان است
یعنی آنچہ امروز باسمِ علمِ سلوک مسمّیٰ مے
شود و قوت القلوب و احیاء العلوم دراں
مصنّف شدہ است و اعظمِ توسط کُبرائے
امّت درمیانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم
و سائرِ اُمّتِ او آنست کہ بزبانِ حال و بزبانِ
قال ہر دو آں علوم را و آں مقامات و احوال را

علمِ حدیث کو اجمالاً قوت پہنچائی ہے اور اعلان کیا ہے۔ قرآن
عظیم اور حدیث کے بعد سب علوم سے بڑا اور جس کی طرف لوگوں
کو سخت احتیاج ہے علمِ فقہ ہے اور فقہ میں آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم اور آپؐ کی اُمّت کے درمیان، بزرگانِ اُمّت کے......
واسطہ بننے کی یہ صورت ہے کہ طریقِ اجتہاد کو تعلیم فرمائیں مثلاً
ادلۂ اربعہ کی ترتیب بیان کریں اور کتاب اللہ پر سُنّت کا مرتب
ہونا اور کتاب اللہ کے عام کی تخصیص سُنّتِ خاص سے اور
کتاب اللہ کے مجمل کا حل تفصیل بیان کرنے والی حدیث سے
جیساکہ صدیقِ اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ نے مکمل صورت کے ساتھ
بیان فرمایا ہے۔ پھر واسطہ بننے کی بڑی صورت یہ ہے کہ جو مسائل
اجتہاد سے حل کرنے کے قابل ہیں اُن کو اجماع کی سرحد میں
پہنچادیں تاکہ اُمّت سے اختلاف اُٹھ جائے اور تمام
اُمت کے لئے ان مسائل میں حجّت قائم ہوجائے۔ پھر واسطہ بننے
کی بڑی صورت یہ ہے کہ عبادات اور نکاح و طلاق اور خرید
و فروخت کے اور مقدمات کے فیصلوں اور سیَر کے پیش آمدہ
مسائل میں اجتہاد فرمائیں اور مسئلہ کا جو کچھ وہ جواب دیں وہ
آفاق میں مشہور ہوجائے اور دُور اور نزدیک والے سب لوگ
اس سے راہِ ہدایت حاصل کریں۔

اور فقہ کے بعد سب سے بزرگ تر علم علمِ احسان ہے یعنی وہ
جس کو آج علمِ سلوک کہا جاتا ہے اور قوت القلوب اور احیاء العلوم
جس کے بارے میں تصنیف کی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی تمام اُمّت کے
درمیان ان اکابر کے واسطہ بننے کی یہ صورت ہے کہ زبانِ
حال اور زبانِ قال دونوں سے اُن علوم کی اور ان مقامات
واحوال کی لوگوں کو تعلیم فرمائیں اور ان احباب کو بھی دونوں

بر دمان تعلیم فرماید و ترتیب کند یاران را بہر دو زبان داز دے آں علوم در آفاق شہرت گیرند و اقاصی و ادانی ازاں مستفید شوند چنانکہ دریں کتاب ہاشیٔ کثیر از حضرت شیخین رضؓ معلوم کردہ باشی و بعد ازیں مراتب علم حکمت است و بیان اخلاقِ فاضلہ و اضدادِ آں و تدبیر منازل و سیاستِ مُدن و قواعدِ کلیہ این فنون بمقتضائے تجربہ و عقل چون این تفصیل را شناختی اکنوں فکر را دراں خوض .فرما کہ در زمانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں بلادِ عرب مفتوح شدہ بود نہ بلادِ عجم باز در آخر حیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فتنہ مُسیلمہ کذاب و اَسود عَنسی بر خاست و صفائی اسلام را مکدّر ساخت و بعد انتقالِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ آں کدورت متزاید شدن گرفت قیام بقتال مرتدین کہ کرد و فتح فارس و روم را کہ بنیاد نہاد بعد ازاں توغل در فتح فارس و روم از کہ وجود گرفت و اتمام آں در عہدِ کدام کس واقع شد بحقیقت تمام زمین بمنزلہ مرغے بود کہ سرش عراق و دو جناحش فارس و روم و دو پایش ہند و فرنگ یا ہند و ترکستان چنانکہ ہرمزان پیش حضرتِ

زبان (یعنی زبانِ حال و زبانِ قال) سے تعلیم و افاضہ کے لئے تیار کردیں اور اُن سے وہ علوم دنیا کے سب اطراف میں مشہور ہوں اور سب دُور نزدیک کے لوگ اُن سے فائدہ حاصل کریں جیسا کہ ان کا بڑا حصہ حضرات شیخین رضؓ کے بارے میں جو لکھا جاچکا ہے تم معلوم کرچکے ہوگے۔

اس کے بعد علمِ حکمت (دانشوری) کے مراتب ہیں اور اخلاقِ فاضلہ اور ان کے اضداد (اخلاقِ سیّئہ) کا بیان اور گھریلو معاشرت کی درستی اور شہری سیاست کا بیان ہے اور فنون کے قواعدِ کلیہ بمقتضائے تجربہ و عقل۔ جب تم نے اس تفصیل کو پہچان لیا اب اس میں غور و فکر کیجیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ بلادِ عرب مفتوح ہوئے تھے نہ کہ بلادِ عجم۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آخر حیات میں مُسیلمہ[1] کذاب اور اسود عَنسی (مدعیانِ نبوّت) کا فتنہ اُٹھا اور اس نے اسلام کی صفائی کو مکدّر کردیا (یعنی حق کے مقابلہ پر باطل نے اُبھرنا شروع کردیا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کہ وہ کدورت اور بڑھنا شروع ہوگئی تو مرتدین سے قتال کے لئے کون کھڑا ہوا اور فارس اور روم کی فتح کی بنیاد کس نے رکھی؟ اس کے بعد فارس اور روم کی فتح میں پوری جد و جہد کس سے وجود میں آئی اور اس کا اِتمام کس شخص کے عہد میں ہوا۔ در حقیقت تمام زمین بمنزلہ ایک مُرغ کے تھی جس کا سر عراق اور اُس کے دو بازو فارس اور روم اور دو پاؤں ہند اور فرنگ یا ہند اور ترکستان تھے جیسا کہ ہرمزان نے حضرت

[1] مُسیلمہ کذاب کے ساتھ اس کا بڑا قبیلہ بنو حنیفہ تھا جو مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ لیکن حضرت ابو بکر رضؓ نے اقدام کر کے اس پر حملہ کیا۔ سخت جنگ کے بعد مسیلمہ کذاب ہلاک کردیا گیا اور اس فتنہ کا استیصال ہوا۔ اسود عنسی اسی شب میں مارا گیا جس کی صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ نے اسکے قتل کا حال بحوالہ جبرئیل ؑ اصحاب رضؓ کو بتادیا۔ قاصدوں کے ذریعہ سے مدینہ میں تین دن بعد اطلاع پہنچی ۱۲ مترجم

فاروق رضؓ بیان نمود سر آں مرغ کہ کوفت و دو بازوئے اورا کہ شکست ہمیں دو پاکہ از دستِ تصرّف ایشاں باقی ماندہ بود تا حال کوفتہ نہ شد و اگر بر تو امرے مشتبہ شود و نہ دانی کہ واسطہ اوّل بلوغ او کدام شخص بودہ است از سہ کس میزانے بدستِ تو دہیم و آں میزان آنست کہ نظر کنی بجمعے کہ از یک شخص روایت ندارند و اصلاً ہمت خود براخذ علم از وے نگماشتہ اند اگر آں علم درمیانِ ایشان کما ینبغی بیابی بداں کہ واسطۂ اوّل مردے دیگر است مثل آنکہ اہلِ شام و اہلِ مصر از حضرت مرتضےٰ رضؓ روایت ندارند باز زہدیات و علمِ سلوک درمیانِ ایشان یافتہ می شود بہ وفور پس بتحقیق مبلغ ایں معانی پیش از حضرت مرتضےٰ رضؓ دیگرے بودہ است فتأمل پس چوں ایں سہ نکتہ مبین شد نوبتِ آں رسید کہ در مناقبِ خلفاء رضؓ شروع کنیم گوش بآواز باید بود تا در ضمن سرد قصّہ بکدام خصلت اشارہ نمائیم۔

فاروق رضؓ کے سامنے بیان کیا تھا۔ اُس مرغ کا سر کس نے کوٹا اور اُس کے دونوں بازوؤں کو کس نے توڑا۔ صرف یہ دو پاؤں اُن کے دستِ تصرّف سے باقی رہ گئے تھے یہ آج تک نہیں توڑے جا سکے۔ اگر تم پر حقیقت الامر مشتبہ ہو جاتے اور تم کو پتہ نہ چلے کہ سب سے پہلا واسطہ (علم احسان وغیرہ کے اُمّت تک) پہنچنے کا ان دو تین شخصوں میں سے کون تھا تو ہم ایک میزان تمہارے ہاتھ میں دیتے ہیں (جس سے تم خود معلوم کر سکو گے) اور وہ میزان یہ ہے کہ تم ایک ایسی جماعت پر نظر کرو جس کے پاس ایک شخص کی کوئی روایت نہیں اور اس جماعت کے لوگوں نے کبھی کوئی کوشش اور قصد نہیں کیا اُس شخص سے علم حاصل کرنے کا۔ اگر تم اُس علم کو اُن لوگوں کے درمیان (کامل طور پر) جیسا کہ ہونا چاہیئے پاؤ تو سمجھ لو کہ واسطۂ اوّل (اس شخص کے علاوہ) کوئی دوسرا ہی شخص تھا مثلاً یہ بات کہ اہلِ شام اور اہلِ مصر حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں رکھتے اور پھر زہد کے اوصاف اور علم سلوک کامل طور پر اُن کے درمیان پایا جاتا ہے تو (تم اس سے یہ سمجھ سکتے ہو کہ) درحقیقت ان معانی کا ان تک پہنچانے والا حضرت مرتضےٰ رضؓ سے پہلے کوئی اور ہی تھا۔ اس پر غور کرو۔ اب کہ یہ تین نکتے واضح کر دیئے گئے اب اس بات کی نوبت آ پہنچی کہ ہم حضرات خلفاء رضؓ کے مناقب شروع کر دیں۔ آپ کو گوش بر آواز رہنا چاہیئے کہ کسی قصہ کے بیان کرنے میں ہم کس خصلت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مناقبِ جمیلہ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَمّا مآثر جمیلۂ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پس ازانجملہ براعتِ نسب اوست مصعب
زبیری نسّابہ گفتہ است اِنما سمّی ابوبکر عتیقًا
لانہ لم یکن فی نسبہٖ شیّ یعاب بہٖ کذا فی الاستیعاب (علم نسب)
و آنکہ از اشرافِ قریش بود و اصحاب وجاہت
میانِ ایشاں زبیر بن بکّار گفتہ است
ان ابابکر احدُ عشرۃٍ من قریشٍ اتّصل بہم
شرفُ الجاہلیۃ بشرفِ الاسلام و کان الیہ
امر الدّیاتِ و الغُرم (تاوان) و فی الاستیعاب کان
فی الجاہلیۃ وجیہًا رئیسًا من رؤسا قریش
و الیہ کانت الاِشناق فی الجاہلیۃ و
معنی اِشناق آنست کہ چوں قتلے واقع
می شد و فتنہ درمیان قبیلہ قاتل و
قبیلہ مقتول بر می خاست ابوبکر صدیق رض کفیلِ
دیت می شد و آں فتنہ را فرو می نشاند
اگر دیگرے کفیل می شد اعتداد نمی کردند
و فتنہ تسکین نمی یافت محمد بن اسحٰق
گفتہ و کان ابوبکر رجلاً مآلفًا
لقومہٖ محبّبًا سہلاً و کان انسب
قریش لقریشٍ و اعلمَ
قریش بہا و بما کان

ان میں ایک آپ کے نسب کا بے داغ ہونا ہے۔ مصعب
زبیری نسّابہ (ماہرِ انساب)، کا قول ہے کہ ابوبکر رض کو
"عتیق" کا خطاب اس لئے دیا گیا کہ ان کے نسب میں ایسی کوئی
چیز نہ تھی جس سے ان پر کوئی عیب لگایا جائے۔ ایسا ہی استیعاب
میں ہے۔ اور یہ کہ وہ اشرافِ قریش میں سے اور اُن کے درمیان
صاحبِ وجاہت تھے۔ زبیر بن بکّار کا قول ہے کہ ابوبکر رض قریش
میں کے اُن دس آدمیوں میں سے ایک تھے جن کا شرفِ جاہلیت (یعنی
شرف زمانہ قبل از اسلام) شرفِ اسلام سے متصل ہو گیا (یعنی
جاہلیت سے اسلام تک اُن کو برابر شرف حاصل رہا) اور
(جاہلیت میں) خونبہا اور تاوانوں کا معاملہ ان ہی کی طرف
رجوع ہوا کرتا تھا۔ اور استیعاب میں لکھا ہے کہ جاہلیت میں
ذی اثر تھے اور رؤسائے قریش میں کے ایک رئیس تھے
اور اشناق کا معاملہ دَورِ جاہلیت میں اُن ہی سے متعلق
تھا۔ اور اشناق کے معنے یہ ہیں کہ جب کوئی قتل واقع ہوتا
تھا اور قاتل کے قبیلہ اور مقتول کے قبیلے کے درمیان
کوئی فتنہ اُٹھتا تھا تو ابوبکر صدیق رض خونبہا کے ذمہ دار
ہوا کرتے تھے اور اس فتنہ کو دبا دیا کرتے تھے۔ اور اگر
کوئی دوسرا شخص کفالت کرتا تو لوگ اس کو کسی شمار میں
نہیں سمجھتے تھے اور فتنہ فرو نہیں ہوتا تھا۔ محمد بن اسحٰق رح کا
قول ہے کہ ابوبکر رض ایک ایسے شخص تھے جن کی ذات پر قوم جمع ہو جاتی
تھی قوم کے محبوب تھے باوقار تھے اور قریش کے نزدیک قریش میں کے
عالی نسب اور قریش ہیں.... سب سے زیادہ نسب کے جاننے والے

فیہا من خیر و شر وکان رجلاً تاجراً ذا خلق و
معروف وکان رجال قومه یأتونه و یألفونه
لغیر واحدٍ من الامر لعلمه و تجارته وحسن مجالسته
الحدیث تا آنجا کہ انس گفت در قصہ ہجرت
و ابو بکر شیخ معروف و رسول اللہ صلے
اللہ علیہ و سلم شاب لایعرف اخرج
البخاری. و از انجملہ آنست کہ قوت
عاقلہ و عاملہ او پیش از اسلام
بمقدار متیسر دراں زمان کارہائے
خویش کردہ بودہ اند الحال آنچہ
در دست مردم است از انساب قریش
ماخوذ از زبیر بن بکار است و
وے آں را از مصعب زبیری اخذ
کردہ است و وے بواسطہ از جبیر بن
مطعم و وے از صدیق اکبر رض
و آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم
در قصہ حسان بن ثابت و جواب دے
ہجائے قریش را تقریر این علم برائے
حضرت صدیق رض فرمود قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم لحسان کیف تہجوہم و
انا منہم و کیف تہجوا باسفیان وہو
ابن عمی فقال واللہ لأسلنك منهم كما
تسل الشعرة من العجين فقال له ايت
ابا بكر فانه اعلم بانساب القوم منك
فكان يمضي الى ابي بكر ليقفه على انسابهم

تھے اور نسب کی اچھائی اور برائی سے خوب واقف تھے اور
وہ ایک تاجر تھے صاحب خلق اور صاحب خیر اور ان کی
قوم کے لوگ ان کے پاس آتے تھے اور ان سے الفت کرتے
تھے کسی ایک آدھ خوبی کی وجہ سے نہیں (بلکہ ان کی جامعیت
کی بنا پر یعنی) ان کے (ہر قسم کے) علم کی وجہ سے اور تجارت
کی وجہ سے اور ان کے بہترین مجلسی اخلاق کی وجہ سے. آخر
حدیث تک. یہاں تک کہ انس رض نے قصہ ہجرت میں یہ کہا کہ "اور
ابو بکر رض ایک ایسے شیخ تھے جو عام طور پر جانے پہچانے تھے اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے جوان تھے جن کو (عام طور سے)
نہیں پہچانا جاتا تھا. اس کو بخاری نے روایت کیا. اور ان میں سے
ایک یہ ہے کہ ان کی قوت عاقلہ و قوت عاملہ اسلام سے پہلے
بھی جس قدر آسانی سے کر سکتی تھی اس زمانہ میں اپنے کام کرتی
رہی ہے. اب جو کچھ انساب قریش کا علم لوگوں کے ہاتھ میں ہے
وہ ماخوذ ہے زبیر بن بکار سے اور انھوں نے یہ علم مصعب زبیری
سے لیا اور انھوں نے ایک واسطہ سے جبیر بن مطعم سے اخذ کیا
اور انھوں نے صدیق اکبر رض سے. اور آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے حسان بن ثابت رض کے قصہ میں اور قریش کی ہجو کا جواب
دینے کے لئے ان کے تیار ہونے کے موقع پر حضرت صدیق رض کے
حق میں اس علم (انساب میں) پختگی کا ذکر فرمایا (یعنی) رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حسان رض سے فرمایا کہ تم ان کی ہجو کیسے کروگے
جب کہ میں بھی ان میں سے ہوں اور تم کیسے ہجو کروگے ابو سفیان
کی جب کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے تو حسان رض نے کہا کہ واللہ میں آپ کو
ان میں سے اس طرح صاف نکال لیجاؤں گا جس طرح گندھے ہوئے
آٹے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے. تو آپ نے حسان رض سے فرمایا کہ تم
ابو بکر رض سے مل لینا وہ قوم کے انساب کو تم سے زیادہ جانتے ہیں تو وہ

الحدیث اخرجہ ابو عمر فی الاستیعاب۔
و در شعر ید طُولیٰ داشت لیکن بعد
اسلام ترک آں کرد کذا فی الاستیعاب۔
و در فصاحت پایہ بلند قال ابو ذویب
شاعر ہذیلی فی قصۃ سقیفۃ بنی ساعدۃ
تکلمتِ الانصارُ فاطالوا الخطاب
واکثروا الصّوابَ وتکلّم ابو بکرٍ فلِلّٰہ دَرُّہ
من رجلٍ لایطیل الکلامَ ویَعلم
مواضعَ فصل الخطاب واللّٰہ لقد
تکلّم بکلامٍ لایسمعُہ سامعٌ الّا
انقاد لہ ومال الیہ ثمّ تکلّم عُمر بعدہٗ
بدونِ کلامہ ومدّ یدہ فبایعہٗ و
بایعوہ خمر را در جاہلیت بر خود حرام کردہ
بُود کذا فی الاستیعاب و بُت را
گاہے سجدہ نہ کردہ عن الزّہری
انہٗ قال من فضلِ ابی بکرٍ انہٗ لم
یَشُکّ فی اللّٰہِ ساعۃً قطُّ مذکور فی
الصّواعقِ و ابن الدُّغنہ درمیانِ
اشرافِ قریش گفت انّ ابابکرٍ
لایَخرُجُ مثلُہٗ ولایُخرَجُ
أتُخرِجُونَ رجلاً یَکسِبُ
المعدومَ ویصلُ الرّحمَ
ویَحمِلُ الکلَّ ویقری الضَّیف

ابو بکرؓ کے پاس جانے لگے تاکہ وہ قوم کے انساب سے اُن کو واقف کردیں۔ آخر حدیث تک۔ اس کو ابو عمرؓ نے استیعاب میں روایت کیا۔ اور آپ شاعری میں بڑی قدرت رکھتے تھے لیکن اِسلام کے بعد اس کو ترک کردیا۔ استیعاب میں ایسا ہی لکھا ہے اور فصاحتِ کلام میں بلند مرتبہ تھے۔ ابو ذویب شاعر ہذیلی نے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں بیان کیا کہ انصار نے کلام کیا اور انھوں نے تقریر کو طول دیا اور بہت کچھ (اپنی) بھلائیاں ذکر کردیں اور ابو بکرؓ نے تقریر کی تو سبحان اللہ کیا کہنے اس شخص کے حُسنِ بیان کے کہ وہ کلام کو طول نہیں دے رہے تھے اور کلام کے فیصلہ کُن مواقع پر رُکنے کو خوب جانتے تھے۔ واللہ اُنھوں نے ایسے کلام کے ساتھ تکلّم کیا کہ اس کو جو سُننے والا سُنے اُن کی اطاعت پر تیار اور ان کی طرف راغب ہوجاتے پھر اُن کے بعد عمرؓ نے کلام کیا جو اُن کے کلام سے کمتر تھا اور اُن کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُن سے بیعت کی اور سب لوگوں نے اُن سے بیعت کرلی۔ آپ نے جاہلیت کے دَور میں ہی شراب کو اپنے اُوپر حرام کرلیا تھا (استیعاب) اور آپ نے بُتوں کو کبھی سجدہ نہیں کیا۔ اور زُہریؒ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ کی فضیلتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انھیں اللہ (کی ذات و صفات کمال) کے بارے میں کبھی کسی ساعت میں بھی شک نہیں ہوا۔ یہ مذکور ہے صواعق میں اور ابن الدُّغنہ نے اشرافِ قریش کے درمیان کہا کہ ابو بکرؓ جیسا شخص نہیں نکلے گا اور نہیں نکالا جاسکے گا کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے اور

؎۵ دغنہ انکی ماں کا نام تھا دال کے پیش اور غین کے سکون کے ساتھ یہ اسی نسبت سے مشہور ہوئے۔ ان کا نام ربیعہ بن رفیع ہے انھوں نے حضرت ابو بکرؓ کو اپنے امن میں لیا تھا۔ جب کہ قریش انکو مکّہ سے نکالنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

ویُعین علٰی نوائب الحق" بمثل آنچہ حضرتِ خدیجہؓ در وصفِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیان نمود ہیچکس از قریش دم انکار نتوانست زد و از آنجملہ آنست کہ پیش از اسلام بہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طریق محبت و فدائے ورزید در قصۂ توجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجانب شام ہمراہِ عم خود ابوطالب باز رجوعِ آنحضرتؐ بموجبِ تاکیدِ راہب مذکور است وبعث معہٗ ابوبکرؓ بلالاً وزوّدہ الراھبُ من الکعکِ والزیتِ رواہا الترمذی وحسنہا والحاکم وصححہا بعض یاران کہ بفہم سخن نمی رسند بملاحظہ صغر سنّ صدیقِ اکبرؓ دراں وقت و آنکہ اشترائے بلالؓ جز این نیست کہ بعد اسلام بودہ است در تردد افتادہ اند فقیر میگوید گویا ایشاں قصہ جمع از اذکیاء کہ مصدر حرکاتِ عجیبہ شدہ اند در ایام صغرسن نشنیدہ اند و از کجا کہ دراں وقت بلالؓ مملوکِ حضرتِ صدیقؓ نہ بود جائز است کہ بلالؓ را بطریق اجارہ یا عاریت ہمراہ گرفتہ باشد بلکہ این احتمال قریب است زیرا کہ بلالؓ مملوک بنی جمح بود و ایشان ہمسایگانِ حضرتِ صدیقؓ بودند و با ایشان معاملہا و مواساہا داشت

رشتہ داروں کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے اور تھکے ماندوں کو سواری پر بٹھاتا ہے اور مہمانوں کی مہمانداری کرتا ہے اور حادثوں (یعنی معاملات) میں جو حق پر ہوتا ہے اس کی مدد کرتا ہے؛" جیسا کہ حضرت خدیجہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بیان کیا تھا۔ تو کوئی شخص قریش میں سے انکار کی جرأت نہ کر سکا۔

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قبل از اسلام ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طریقِ محبت و فدائیت اختیار کئے ہوتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ سفرِ شام کی روانگی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بموجب تاکیدِ راہب واپسی کے قصّہ میں مذکور ہے؛" اور ان کے ساتھ ابوبکرؓ نے بلالؓ کو بھیجا اور راہب نے بطور زادِ راہ کلچے اور زیت دیا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے اور حسن کہا اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا۔ بعض دوست جو بات کی حقیقت کو نہیں سمجھتے اُس زمانہ میں حضرت صدیقؓ کی کم عمری کے پیشِ نظر اور اس بات سے کہ بلالؓ کو خریدنے کا واقعہ اسلام کے بعد ہی کا ہے تردد میں پڑ گئے۔ فقیر کہتا ہے کہ گویا اُن لوگوں نے کوئی قصہ بہت سے اذکیاء کی کم سنی کے قصوں میں سے نہیں سنا جن سے عجیب حرکات کا صدور ہوا ہے (تو اگر کم عمری کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ نے آپ کے ساتھ محبت و ہمدردی کا معاملہ کیا تو کیا استبعاد لازم آ گیا) اور اس شبہ کا کیا موقع ہے کہ اس وقت... حضرت بلالؓ حضرت صدیقؓ کے مملوک نہیں تھے۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت بلالؓ کو بطریق اجارے کے یا (ان کے آقا سے) مانگ کر یعنی بطورِ عاریت ساتھ کر دیا ہو۔ بلکہ یہ احتمال قریب ہے کیونکہ حضرت بلالؓ بنی جمح کے مملوک تھے اور وہ حضرت صدیقؓ کے ہمسایہ تھے اور ان کے ساتھ اُن کے اچھے معاملات اور ہمدردانہ

ومواساتِ حضرت صدیق رض با آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پیش از نبوت در چندیں
قصہ مذکور شدہ یکے ازانکہ صحیح ترین قصص
است ذکر کردیم عن میمون بن مہران
قال اختلف ابوبکر فیما بینہ و بین
خدیجۃ حتی انکحھا ایاہ مذکور فی
الصواعق معزوًّا لابی نعیم و ازآں جملہ
آنست کہ دراول بعثت مسلمان شد و
سبقت کرد برہمہ در اسلام و علماء
سیرت دراوّلُ مَنْ اسلم ابوبکر او علیؓ
او خدیجۃ اختلاف دارند از ہر جانب دلائل
قائم کردہ اند و اتفاقِ جمیع حاصل است
برآنکہ از احرارِ بالغین کسے بر حضرت
صدیق رض سبقت نکردہ و پیش از وے کسے
اظہار دینِ خود در قریش نہ نمودہ۔
فقیر اینجا نکتہ دارد و آں این است کہ
اوّلیتِ اسلام بجہت آں از مآثر معدود شدہ
است کہ حامل شد بر اسلام مردماں و جاذب
شد قلوبِ مردم را بسوئے اسلام وبحکم الدالُّ
علے الخیر کفاعلہ اجر جمیع آنانکہ بعداز وے باسلام
درآیند در جریدۂ اعمال وے نوشتہ شود و ایں
معنی بجز حُر بالغ مشہور فی الناس مطاع درمیانِ
ایشاں کہ اظہار دینِ خود کند و بجدِ تمام مردماں را
بر قبولِ آں آرد میسر نیست پس از مآثر خاصہ حضرت
صدیق رض است گو در اولیتِ حقیقیہ اختلاف واقع

تعلقات تھے۔ اور حضرت صدیق اکبر رض کے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ نبوّت سے پہلے زمانہ کے بہت سے ہمدردی
کے واقعات مذکور ہوتے ہیں ان میں سے ایک صحیح ترین قصے
کا تو ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور میمون بن مہران سے مروی ہے کہا ہے
کہ ابوبکر رض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خدیجہ رض کے درمیان
آمدورفت کرتے رہے یہاں تک کہ انؓ کا نکاح آپؐ سے کرادیا۔ یہ
قصہ صواعق میں بحوالہ ابی نُعَیم مذکور ہے۔ اور ان میں سے ایک
یہ ہے کہ بعثت کے شروع میں ہی مسلمان ہوگئے تھے اور اسلام
میں آپ نے سب پر سبقت کی تھی اور علماء سیرت اس میں اختلاف
رکھتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام ابوبکر رض لاتے یا علیؓ یا خدیجہؓ
اور ہر جانب سے دلائل قائم کئے گئے ہیں اور سب کا اتفاق
اِس پر ہوگیا ہے کہ احرار بالغین میں سے کسی نے حضرت صدیق رض
پر سبقت نہیں کی اور اُن سے پہلے کسی نے اپنے دین کا اظہار
قریش پر نہیں کیا۔ فقیر یہاں ایک نکتہ رکھتا ہے اور وہ یہ
ہے کہ اولیتِ اسلام کو اس وجہ سے محاسن میں شمار کیا گیا ہے
کہ وہ لوگوں کو اسلام پر اُبھارنے والی ہوتی اور لوگوں کے
دلوں میں اسلام کی طرف کشش پیدا کرنے والی ہوتی اور بحکم
الدَّالُّ علے الخیر کفاعلہ (خیر کی طرف رہنمائی کرنے والا خیر پر عمل
کرنے والے کی مانند ہے) ان تمام لوگوں کا اجر جو اس کے بعد
اسلام میں داخل ہونے والے ہیں اس کے نامۂ اعمال لکھا
جائے گا اور یہ بات بجز ایسے شخص کے جو آزاد ہو، بالغ ہو،
لوگوں میں مشہور ہو اور ذی اثر ہو کہ لوگ اس کی اطاعت
کرتے ہوں کہ وہ اپنے دین کا اظہار کرے اور پوری کوشش
کے ساتھ لوگوں کو اُس کے قبول کرنے پر آمادہ کرے کسی دوسرے
کو میسّر نہیں ہوسکتی، تو اوّلیت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے

شدہ باشد ۔ و ازاں جملہ آنست کہ سبب اسلام
حضرت صدیق رض تنبیہ غیبی بودہ است چند
دفعہ یکے آنکہ وے رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ
روزے در ایام جاہلیت زیر سایہ درختے
نشستہ بودم ناگاہ دیدم کہ شاخے ازاں
درخت میل بجانب من کرد چنانکہ بسرِ
من رسید من دراں می نگریستم و می گفتم این
چہ خواہد بود آوازے ازاں درخت بگوشِ من
رسید کہ پیغمبرے در فلاں وقت بروں خواہد آمد
می باید کہ تو سعادتمند ترین مردمان باشی بوی
گفتم کہ روشن تر بگوے کہ آں پیغمبر کیست و
نام وے چیست گفت محمد بن عبد اللہ بن
عبد المطلب بن ہاشم گفتم وے صاحب و
الیف و حبیبِ من است ازاں درخت عہد
بستدم کہ ہر گاہ وے مبعوث شود مرا بشارت دہی
چوں وے مبعوث شد ازاں درخت آواز آمد
کہ بجد باش و اہتمام کن ای پسر ابو قحافہ کہ وحی
بروے آمد سوگند برب موسیٰ کہ ہیچکس بر تو در اسلام
سبقت نخواہد گرفت چوں بامداد کردم بسوی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم رفتم چوں مرا دید گفت اے ابوبکر
ترا بخدای تعالیٰ و رسولِ وے میخوانم گفتم اشھد
انک رسول اللہ بعثک بالحق سراجاً منیرا۔
پس بوے ایمان آوردم۔

قصۂ دیگر آنکہ وے رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ
پیش از بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در

مناقبِ خاصّہ میں سے ہے اگرچہ اولیتِ حقیقیہ میں اختلاف واقع
ہوگیا ہو۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رض کے
اسلام کا سبب تنبیہ غیبی ہوتی ہے چند مرتبہ۔ ایک یہ کہ ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایام جاہلیت میں ایک دن میں ایک
درخت کے سایہ میں بیٹھا تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ اُس
درخت کی ایک شاخ میری طرف جھکنے لگی اتنی کہ میرے سر سے
آلگی اور میں دیکھ رہا تھا اور اپنے (دل میں) کہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک آواز اُس
درخت میں سے میرے کان میں پہنچی کہ ایک پیغمبر فلاں وقت
ظاہر ہوگا تجھے چاہیئے کہ تو سب لوگوں سے زیادہ سعادتمند بنے
(اُس کا ساتھی ہوکر) میں نے اس سے کہا کہ زیادہ واضح بتا کہ وہ
پیغمبر کون ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ محمد بن
عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔ میں نے کہا کہ وہ میرا
ساتھی اور دوست اور حبیب ہے۔ میں نے اُس درخت سے
یہ عہد لیا کہ جس وقت وہ مبعوث ہوجائے تو مجھ کو بشارت
دیدینا۔ جب آپ مبعوث ہوگئے تو اُس درخت میں سے آواز
آئی کہ کوشش میں لگ جا اور اہتمام کر لے ابو قحافہ کے
بیٹے کہ اس پر وحی آگئی ہے۔ قسم ہے موسیٰ ع کے رب کی کہ
اسلام میں کوئی تجھ پر سبقت نہ کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو
میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچا۔ جب آپ نے
مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اے ابوبکر رض! میں تم کو خدا تعالیٰ اور اس کے
رسول ع کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ "میں گواہی دیتا ہوں
کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق دے کر اور روشن
چراغ بنا کر بھیجا ہے"۔ تو میں آپ پر ایمان لے آیا۔ دوسرا
قصّہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ

خواب دیدم کہ نورے عظیم از آسمان فرود آمد و
بر بام کعبہ اُفتاد و در مکّہ ہیچ خانہ نماند کہ ازاں نور
چیزے باں در نیامد پس آں انوار ہمہ جمع شدند
و یک نور گشتند ہمچنانکہ اوّل بود بخانہ من در
آمد و من در خانہ خود را بستم بامداد آنخواب را بیکے
از احبار یہود گفتم و تعبیر آں خواستم گفت این از
قبیل اَضْغاثِ اَحْلام (پریشان) است و اعتبارے ندارد
چوں روزگارے گزشت در بعضے تجارات بدیر بحُرا
کہ مسکن بحیرا راہب بود رسیدم و تعبیر آں
خواب خود ازوے پرسیدم گفت تو چہ کسے
گفتم من مردے ام از قریش گفت خدا تعالےٰ
در میان شما پیغمبرے خواہد برانگیخت و در ایام حیاتؔ
وے وزیرِ وے خواہی بود و بعد از وفاتِ وے
خلیفۂ وے پس چوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
مبعوث شد مرا باسلام خواند گفتم ہر پیغمبرے
را دلیلے بودہ است بر نبوّتِ او دلیلِ تو چیست
گفت دلیلِ نبوّتِ من آں خوابے کہ دیدی و آں
حَبَر در جوابِ تو گفت کہ آں را اعتبارے نیست
و بحیرا گفت تعبیر آں چنین است و چنین من گفتم
ترا کے خبر کرد گفت جبرئیلؑ گفتم من از تو ہیچ دلیلے
و برہانے نمی طلبم زیادہ ازین اَشْهَدُ اَنْ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد
اَنَّکَ عبدہٗ و رسولہٗ بعد ازاں رسول فرمود
صلے اللہ علیہ وسلم کہ ہیچکس را باسلام
دعوت نہ کردم کہ در اوّل توقف و

ایک عظیم نور آسمان سے اُتر کر کعبہ کی چھت پر آپڑا اور مکّہ میں کوئی گھر
ایسا نہ باقی رہا کہ اس نور میں سے کچھ اُس میں داخل نہ ہو گیا ہو۔
پھر وہ انوار سب جمع ہو کر اُن کا ایک نور بن گیا جیسا کہ پہلے
تھا اور میرے گھر میں آگیا۔ میں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔
صبح کو مَیں نے یہ خواب ایک یہودی عالم سے بیان کیا اور تعبیر
مانگی۔ اس نے کہا کہ یہ خواب پریشان خیالات کی قِسم میں
سے ہے اور کوئی اعتبار نہیں رکھتا۔ جب ایک زمانہ گزر گیا تو
ایک تجارت کے سلسلہ میں دَیر بحورا میں جو بُحَیرا راہب کا
مسکن تھا، میرا جانا ہوا تو میں نے اس خواب کی تعبیر اُس سے
پوچھی۔ بُحَیرا نے کہا کہ تو کون شخص ہے؟ میں نے کہا کہ میں قریش
میں کا ایک مرد ہوں۔ کہا کہ خدا تعالےٰ تم میں سے ایک پیغمبر مبعوث
کرے گا اور تو اُس کے ایام حیات تک اُس کا وزیر رہے گا
اور اُس کی وفات کے بعد اُس کا خلیفہ ہو گا۔ اس کے بعد جب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپؐ نے مجھے
اسلام کی طرف بُلایا تو میں نے کہا کہ ہر پیغمبر کے پاس اُس کی
نبوت پر کوئی دلیل ہوئی ہے آپؐ کی دلیل کیا ہے؟ آپؐ نے
فرمایا کہ میری نبوّت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا اور
وہ حبرؔ (عالم یہود) جس نے تمھارے جواب میں یہ کہا تھا کہ
اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور بُحَیرا نے کہا کہ تعبیر اُس کی یہ
اور یہ ہے۔ میں نے کہا کہ آپؐ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا کہ جبرئیلؑ
نے، میں نے کہا کہ میں آپؐ سے اس سے زیادہ کوئی دلیل اور
بُرہان نہیں چاہتا۔ اشہدُ ان لا الٰہ الا اللہ الخ یعنی میں گواہی دیتا ہوں
کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک
نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اس کے بندے
اور اس کے رسول ہیں۔" اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و

تردد نہ کرد مگر ابوبکر کہ چوں وے را دعوت
کردم تصدیق نمود وگفت تو رسولِ خدائی
وے صدیقِ اکبر است رضی اللہ عنہ و ایں
قصہا در کتبِ خصائص مذکور شد و ایں ہمہ
دلالت می کند بر تشبہ جزوِ عقلی او با جزوِ
عقلی انبیاء و آزا انجملہ آنست کہ قریب باسلام
صدیق رض جمعے از نجبائے قریش اسلام آوردند
بدلالتِ حضرت صدیق رض و ترغیب او قال ابن
اسحٰق فلما اَسْلَمَ ابوبکر اظھر اسلامَہٗ
ودعا الی اللہ عزّوجلّ والی رسولہ صلی
اللہ علیہ وسلم وکان ابوبکر رجلاً مألفًا
لقومہ مُحبّبًا سھلاً فجعل یدعو الی الاسلام
من وَثِق بہ من قومہ ممّن یغشاہ و
یجلس الیہ فاسلم بدعائہ فیما بلغنی
عثمان بن عفان والزُّبیر بن العوّام وعبدالرحمٰن
ابن عوف وسعد بن ابی وقاص وطلحۃ بن
عبید اللہ فجاء بھم الی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم حین استجابوا
لہٗ واَسْلَمُوا وَصَلَّوا. درینجا
نکتہ باید دانست کہ ایں جماعۃ
نُجباء قریش بودند و ہر یکے اوسطِ
بطنی از بطونِ قریش و در بطنِ
خود تمکن تمام داشت پس
اسلامِ ایشاں بحقیقت کسر
سَورۃِ کفر است و برہم زدنِ

سلم نے فرمایا کہ "میں نے کسی شخص کو اسلام کی دعوت نہیں دی کہ
اس نے اوّل توقّف وتردّد نہ کیا ہو بجز ابوبکر رض کے کہ جب میں نے
اس کو دعوت دی اُس نے تصدیق کی اور کہا آپ اللہ کے رسول
ہیں، وہ صدیقِ اکبر ہے" (رضی اللہ عنہ)۔ اور یہ قصے کتبِ خصائص
(وسیر) میں مذکور ہوتے ہیں اور یہ سب دلالت کرتے ہیں اُن کے
جزوِ عقلی کے تشبہ پر انبیاء کے جزوِ عقلی کے ساتھ۔ اور ان میں
سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رض کے اِسلام کے قریب بہت
سے لوگ شرفاء قریش میں سے حضرت صدیق رض کی رہنمائی اور
ترغیب سے اسلام لائے۔ ابنِ اسحاق رح نے کہا کہ جب ابوبکر رض اسلام
لے آئے اور اُنھوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا اور اللہ عزّ و
جلّ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو
دعوت دی، اور ابوبکر رض ایک ایسے شخص تھے جن پر ان کی قوم
جمع ہوتی تھی، ہردل عزیز، نرم خُو تھے تو اُنھوں نے اپنی قوم
کے ان لوگوں کو دعوت دینا شروع کر دی جو ان سے پُورے
طور پر مرتبط تھے اور ان کے گردوپیش رہنے والے اور
ہم مجلس تھے تو اُن کی دعوت سے جن لوگوں کے بارے میں
مجھے روایت پہنچی اسلام لائے عثمان بن عفان رض اور زبیر
ابن العوّام رض اور عبدالرحمٰن بن عوف رض وسعد بن ابی وقاص رض
اور طلحہ بن عبید اللہ رض۔ پھر جب ان لوگوں نے اُن کی دعوت
قبول کر لی تو ان لوگوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں آئے اور اُنھوں نے اسلام قبول کیا اور
نماز پڑھی۔ یہاں ایک نکتہ جان لینا چاہیے کہ یہ سب لوگ
شُرفاء قریش میں سے تھے اور ان میں سے ہر ایک خاندانِ
قریش کی شاخوں میں سے کسی شاخ میں مرکزیت رکھنے
والا اپنی شاخ میں پورے طور پر با اثر تھا تو ان کا اسلام

حِدّتِ شرک و اوّلِ صورۃ شیوعِ اسلام
اما عثمانؓ اوسط بنی امیہ بود و زبیرؓ
اوسطِ بنی اسد و سعدؓ و عبدالرحمنؓ
اوسطِ بنی زہرہ و طلحہؓ اوسطِ بنی تیم ابن
مُرّہ و محمد بن اسحٰق بر ذکرِ ایں جماعۃ
اکتفا کردہ است والّا دیگران ذکرِ جمعِ کثیر
مے نمایند و از انجملہ آنست کہ در
ابتدائے اسلام و غربتِ او چہل
ہزار درہم برائے تقویتِ اسلام و ترفیہِ
مسلمین و خدمتِ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم صرف کرد عن ہشام بن عُروۃ
عن ابیہ قال اسلم ابو بکر و لہ اربعون
الفًا انفقہا کلّہا علٰے رسولِ اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم و فی سبیل اللہ اخرجہ
ابو عمر و الحاکم و ایں قصّہ را شاہدے است
صحیح کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در آخر
ایّام خود فرمودہ است اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ
عَلَیَّ فِیْ مالہٖ وصحبتہٖ ابابکرٍ اخرجہ البخاری
وقال ما لِاَحدٍ عندنا یدٌ اِلّا قد کافیناہ ما
خلا ابابکرٍ فانّ لہ عندنا یدًا یکافیہ اللّٰہُ بہا
یوم القیٰمۃ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ
مالُ ابی بکرٍ اخرجہ الترمذی و از انجملہ آنست کہ
ہفت کس را از غلامانِ قریش کہ در تصدیق و
توحید قدم راسخ داشتند و موالیِ ایشان ایشان
را تعذیب می نمودند خرید کردہ آزاد ساخت

قبول کر لینا درحقیقت کفر کے جوش کا توڑ اور شرک کی تیزی کا
خاتمہ تھا اور اشاعتِ اسلام کی پہلی صورت تھی. ان میں سے عثمانؓ
بنی اُمیہ کے مرکز تھے اور زُبیرؓ بنی اسد کے اور سعدؓ اور عبدالرحمٰنؓ
بنی زہرہ کے، اور طلحہؓ بنی تیم بن مُرّہ کے سربرآوردہ تھے. اور محمد بن
اسحٰقؒ نے اس جماعت کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے ورنہ دوسرے لوگ ایک
بڑی جماعت کا ذکر کرتے ہیں. اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ابتداء اسلام
میں اُس کی غربت کے زمانہ میں تقویتِ اسلام اور مسلمانوں کی فائدہ
رسانی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر ابو بکرؓ نے چالیس
ہزار درہم خرچ کئے. ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ
انھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ نے اسلام قبول کیا اس وقت اُن کے پاس
چالیس ہزار تھے جو سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور
اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر دیئے اس کو ابو عمرؒ اور حاکم نے روایت
کیا اور ایک (حدیث) صحیح شاہد ہے اس قصہ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے آخر ایّام میں فرمایا کہ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ الخ یعنی
سب لوگوں سے زیادہ احسان مجھ پر مال میں اور صحبت میں ابو بکرؓ
کا ہے." اس کو بخاری نے روایت کیا. اور فرمایا کہ ہم پر کسی کا
کوئی احسان نہیں جس کی ہم نے مکافات نہ کر دی ہو بجز ابو بکرؓ
کے کیونکہ اس کا ہم پر بڑا احسان ہے جس کا بدلہ قیامت کے
دن اس کو اللہ تعالیٰ دے گا اور مجھے کسی کے مال نے کبھی اتنا
نفع نہیں پہنچایا جس قدر ابو بکرؓ کے مال نے پہنچایا. اس کو ترمذی
نے روایت کیا. اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ انھوں نے ایسے
ساتؓ آدمیوں کو خرید کر آزاد کیا جو قریش کے غلاموں میں سے
تھے جو کہ تصدیق (رسالت) و توحید پر مضبوطی سے جمے ہوئے
تھے اور جو لوگ اُن کے آقا تھے وہ ان کو سخت تکلیفیں پہنچا رہے
تھے." استیعاب" میں ہے اور ابو بکرؓ نے ایسے ساتؓ لوگوں کو

فی الاستیعاب و اعتق ابوبکر سبعةً کانوا
یعذبون فی اللہ منہم بلالؓ و عامر بن فہیرہ۔
محمد بن اسحٰق نیز ایں را روایت کرد بازیادت
و آں آنست کہ ابو قحافہ بر آزاد کردن ایں
ضُعفار ملامت نمود فقال ابوبکرؓ یا اَبتِ
اِنّما اُرِیدُ ما اُرِیدُ لِلّٰہ عزّ وجلّ فیتحدّث
النّاسُ ما نزل ھؤلاء الاٰیاتُ الّا فیہ و
فیما قالَ لہ ابوہ فاَمّا مَن اَعطٰی واتّقٰی وَ
صَدّقَ بِالحُسْنٰی الاٰیۃ۔ و محمد بن اسحٰق در
قصۂ عُدوان المشرکین علی المستضعفین ایں را
واضح تر نوشت و اسماء فریق بیان کرد واز انجملہ
آنست کہ چوں نازل شد فاصدع بما تؤمَرُ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خواستند کہ در
جماعۃ قریش اظہارِ توحید و ابطالِ شرک
فرمایند حضرت صدیقؓ التماس نمود کہ
تعصّب قریش بمرتبہ ایست کہ
بمجرد سماع ایں کلمات بایذا
خواہند برخاست ایں خطبہ را
بمن باید گزاشت بعد ازاں بامر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطبۂ
عجیبہ بر خواند و کفّار بایں سبب
چہ ایذاہا کہ ندادند و آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم از دستِ آنہا
خلاصی یافت و ایں قصہ در ریاض نضرہ
بطولِ ہرچہ خوب تر مذکور است

آزاد کیا جن کو اللہ (پر ایمان لانے) کی وجہ سے عذاب دیا جارہا
تھا ان میں سے بلالؓ اور عامرؓ بن فہیرہ تھے۔ محمد بن اسحٰقؒ نے
بھی اس کو روایت کیا ایک اضافہ کے ساتھ اور وہ یہ ہے کہ ابوقحافہ
نے ان کمزوروں کے آزاد کرنے پر ملامت کی (اور کہا کہ اگر
تو قوی اور زور آور غلام خرید کر آزاد کرتا تو اُن سے تجھے یہ
فائدہ پہنچتا کہ وہ کسی دشمن کے مقابلہ پر تیری مؤثر طور پر مدد
کرتے۔ یہ کمزور و ناتوان کیا مدد دے سکتے ہیں) تو ابوبکرؓ
نے کہا کہ اے ابّا! میں جس کام کا ارادہ کرتا ہوں صرف اللہ عزّ و
جلّ (کی رضا) کے لئے کرتا ہوں۔ تو لوگ یہ بات آپس میں کہا کرتے
تھے کہ یہ آیتیں صرف ابوبکرؓ ہی کے بارے میں اور اس گفتگو
کے متعلق نازل ہوتی ہیں جو انھوں نے اپنے باپ سے کی تھی
فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی الخ (۹۲: ۶) سو جس نے (اللہ کی راہ میں
مال) دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات (یعنی ملّتِ اسلام)
کو سچّا سمجھا الخ۔ اور محمد اسحٰقؒ نے کمزور مؤمنین پر مشرکین کے
ظلم اور زیادتی کے قصّہ میں اس کو زیادہ واضح لکھا ہے اور
اس فریق کے نام بیان کئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ
جب آیت فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ الخ (۱۵: ۹۴) غرض آپ کو
جس بات کا حکم دیا گیا ہے اس کو صاف صاف سُنا دیجئے اور
ان مشرکین کی پروا نہ کیجئے۔" نازل ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے چاہا کہ جماعتِ قریش کے سامنے توحید کا اظہار اور شرک کا
ابطال فرمائیں۔ حضرت صدیقؓ نے عرض کیا کہ قریش کا تعصّب
اس درجہ میں ہے کہ جیسے ہی یہ کلمات سُنیں گے ایذا دینے کے لئے
اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس لئے اس خطبہ دینے کو آپ مجھ پر چھوڑ دیں
اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ
نے ایک عجیب خطبہ پڑھا اور کفّار نے اس سبب سے کونسی

واین اوّل خطبہ بود کہ در اسلام خواندہ
شد وخواندن این قصّہ ما جریاتِ عشق
راشرح میدہد وازانجملہ آنست کہ چندین
دفعہ قریش بایذائے آنحضرت ﷺ مبادرت
کردند حضرت صدیق رضؓ ہر دفعہ جانِ خود
را وقایۂ جانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم ساخت ازاں قِصص دو سہ روایت
بنویسم عن عروۃ بن الزبیر قال سألتُ
عبداللہ بن عُمر عن اشدّ ما صنع المشرکون
برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم قال
رأیتُ عقبۃ بن ابی مُعَیط جآء الی النّبیّ
صلے اللہ علیہ وسلم وھو یصلّی فوضع
ردآءہٗ فی عنقہ فخنقہ بہ خنقًا شدیدًا فجآء
ابوبکر حتّٰی دفعہٗ عنہ فقال اَتَقْتُلُوْنَ
رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ
بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ اخرجہ البخاری و
عن انس قال لقد ضربوا رسولَ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم حتّٰی غُشِیَ علیہ
فقام ابوبکر فجعل ینادی ویقول
وَیْلَکُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ
اللّٰہُ قالوا من ھٰذا قالوا ھٰذا ابنُ
ابی قحافۃ المجنون اخرجہ الحاکم
وعن اسماء بنت ابی بکر انّھم قالوا
لھا ما اشدّ ما رایتِ المشرکین
بلغوا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ و

ایذا ہے جو نہ دی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ
سے رہائی پائی اور یہ قصہ "ریاض نضرہ" میں بہت عمدہ تفصیل کے ساتھ
مذکور ہے۔ اور یہ پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا اور اس قصہ کا
پڑھنا عشق کی سرگزشتوں کو مشرّح کردیتا ہے۔ اور ان میں سے
ایک یہ ہے کہ کتنی ہی مرتبہ قریش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا
دینے کے لئے ٹوٹ پڑے اور ہر مرتبہ حضرت صدّیق اکبر رضؓ نے اپنی جان کو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچانے کے لئے ڈھال بنا دیا۔
اُن قصّوں میں سے دو تین روایتیں لکھتا ہوں۔ مروی ہے عروہ
ابن الزبیر سے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضؓ سے شدید ترین ایذا
کے بارے میں جو مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی
سوال کیا۔ فرمایا کہ مَیں نے دیکھا عقبہ بن ابی مُعَیط کو کہ وہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو
اس نے اپنی چادر آپ ﷺ کے گلے میں (پھندا بنا کر) ڈالی اور بہت
سختی کے ساتھ گلا گھونٹنا شروع کردیا تو ابوبکر رضؓ نے آکر اُس کو
آپ کے پاس سے دھکیلا اور فرمایا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا الخ (۴۰: ۲۸)
کیا تم ایسے شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے
کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمھارے رب کی طرف سے تمھارے
پاس (اس دعوے پر) دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے۔" اس کو
بخاری نے روایت کیا۔ اور مروی ہے انس رضؓ سے کہا کہ (مشرکین
نے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپ ﷺ بیہوش
ہوگئے تو ابوبکر رضؓ کھڑے ہوتے اور بلند آواز سے یہ
کہنے لگے وَیْلَکُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا الخ۔ لوگوں نے ایک دوسرے
سے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو کہنے لگے کہ یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے
جو پاگل ہے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اسماء بنت ابی بکر رضؓ
سے مروی ہے کہ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ مشرکین

سلم قالت كان المشركون قعودا
فی المسجد فتذاكروا رسول الله صلى
الله عليه وسلم وما يقول فی
آلهتهم فبينما هم كذلك اذ دخل
رسول الله صلى الله عليه وسلم
المسجد فقاموا اليه وكان اذا
سألوه عن شیء صدقهم فقالوا
ألست تقول فی آلهتنا كذا وكذا
قال بلى فتشبثوا به باجمعهم فاتى
الصريخ الى ابى بكر فقيل له ادرك
صاحبك فخرج ابو بكر حتى
دخل المسجد فوجد رسول
الله صلى الله عليه وسلم و
الناس مجتمعون عليه فقال
ويلكم اتقتلون رجلا ان
يقول ربی الله وقد جاءكم
بالبينات من ربكم قالت
فلهوا عن رسول الله صلى
الله عليه وسلم واقبلوا على
ابی بكر يضربونه قالت فرجع
الينا فجعل لا يمس شيئا من
غدائره الا جاء معه وهو
يقول تباركت يا ذا الجلال
والاكرام رواه ابو عمر فی
الاستيعاب حاصل كلام آنست كه

کی بہت بڑی سختی آپ نے کونسی دیکھی ہے جو انھوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی۔ تو انھوں نے بیان کیا کہ مشرکین
مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے پھر آپس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا اور آپ کی اُن باتوں کا جو آپ اُن کے معبودوں کے حق میں کہتے
تھے تذکرہ کرنے لگے۔ ابھی وہ ان باتوں میں لگے ہوئے تھے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو سب آپ کے
پاس پہنچ گئے۔ اور جب وہ آپؐ سے کسی آپؐ کی بات کے بارے
میں سوال کرتے تھے تو آپؐ اس کی تصدیق کر دیتے تھے یعنی
انھوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے معبودوں کے بارے میں ایسا اور
ایسا نہیں کہہ رہا تھا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! تو آپؐ کو یہ سب
کے سب لپٹ گئے۔ تو ایک چیخنے والے نے آکر ابو بکرؓ سے کہا کہ
اپنے ساتھی کے پاس جلد پہنچو۔ تو ابو بکرؓ نکل کھڑے ہوئے
اور مسجد میں پہنچے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال
میں پایا کہ لوگ آپ کو لپٹ رہے تھے تو انھوں نے کہا "ویلکم الخ"
یعنی تم پر افسوس ہے کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر
قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ
تمہارے رب کی طرف سے (اس دعوی پر) تمہارے پاس دلیلیں
بھی لے کر آیا ہے۔" اسماءؓ نے کہا کہ پھر وہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کو چھوڑ کر ابو بکرؓ کے مقابل ہو گئے اور ان کو مارنے
لگے۔ اسماءؓ نے کہا کہ ابو بکرؓ ہمارے پاس اس حالت میں واپس
ہوئے کہ جب اپنے سر کے بالوں میں سے کسی حصّہ کو بھی چھوتے
تھے تو وہ ہاتھ کے ساتھ ہی چلا آتا تھا اور وہ (اس کو دیکھ کر)
کہتے تھے تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (اے ذوالجلال
والاکرام تو بڑی برکت والا ہے) اس کو ابو عمرؒ نے روایت کیا
استیعاب میں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس حال میں کہ رسول اللہ

عقبہ بن ابی معیط آمد حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز
می گزاردند چادرِ خود را در گردنِ مبارکِ آنحضرتؐ
پیچید وخفا کرد آنحضرتؐ را خفا کردنِ سخت
متعاقبِ ایں حال ابو بکر صدیق رضؓ رسید وآیۃ
أتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ برخواند در
روایتِ دیگر آنکہ زدند آنحضرت را صلے اللہ علیہ
وسلم تا آنکہ بیہوش شد پس ابو بکر رضؓ استاد
وایں آیۃ برخواند وحاصلِ حدیث اسماء رضؓ آں
است کہ مشرکان نشستہ بودند در مسجدِ حرام
پس بایک دیگر مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کردند وذکر آنچہ آنحضرتؐ می فرماید در
حقِ بتانِ ایشاں بمیان آوردند دریں ہنگام
آنحضرتؐ بمسجد در آمدند مشرکان بطرفِ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم برخاستند حالانکہ آنحضرتؐ چوں
کفّار سوال میکردند راست میگفت باایشاں وتقیہ
راکار فرمانمی شد گفتند ایا تمی گوئی درباب آلہۃ ما
چناں وچناں فرمود آرے میگویم پس در آویختند با
آنحضرتؐ ہمہ ایشاں پس آمد فریاد کنندہ بسوئے ابو بکر صدیقؓ
وگفت دریاب صاحب خود را پس برآمد حضرت صدیقؓ
تا آنکہ داخل شد بمسجدِ حرام ویافت آنحضرت
را صلے اللہ علیہ وسلم دراں حال کہ
جمع آمدہ بودند بروے پس گفت ویلکم الخ
پس غافل شدند کفّار از آنحضرتؐ
ومتوجہ گشتند بابو بکر صدیق رضؓ وزدند
او را اسماء رضؓ گفت پس باز گشت حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی مُعیط آیا اور اُس نے
اپنی چادر کو آنحضرتؐ کی گردن مبارک میں لپیٹ کر سختی کے ساتھ آپؐ
کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ اس حال کے پیش آتے ہی صدیقِ اکبرؓ
پہنچ گئے اور انھوں نے آیت اتقتلون رجلاً ان یقول ربی
اللہ پڑھی۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ مشرکین نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپؐ بے ہوش ہو گئے تو
ابو بکرؓ (آکر) کھڑے ہوتے اور اُنھوں نے یہ آیت پڑھی۔
اور حدیث اسماءؓ کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مسجدِ حرام میں بیٹھے
ہوئے تھے اور ایک دوسرے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
تذکرہ کر رہے تھے اور اُن باتوں کا ذکر بھی درمیان میں لے آئے
جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے بتوں کے حق میں فرماتے
تھے۔ اُسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آگئے۔ مشرکین
آپؐ کی طرف جھپٹ پڑے (اور سوالات کرنے لگے) آپؐ کا یہ
حال تھا کہ جب کفّار آپؐ سے سوال کرتے تھے آپؐ صحیح اور
سچّا جواب دیتے تھے۔ آپؐ اُن کے ساتھ تقیہ کا استعمال نہیں
فرما رہے تھے چنانچہ انھوں نے کہا کہ کیا تُو ہمارے معبودوں
کے حق میں ایسا اور ایسا نہیں کہتا؟ آپؐ نے فرمایا کہ
ہاں کہتا ہوں۔ تو یہ جس قدر تھے سب آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کو لپٹ گئے۔ اب ایک فریاد کرنے والا ابو بکر صدیقؓ
کے پاس پہنچا اور کہا کہ اپنے صاحب کے پاس جلد پہنچو تو
حضرت صدیقؓ فوراً روانہ ہوئے یہاں تک کہ مسجدِ حرام
میں داخل ہوئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال
میں پایا کہ مشرکین آپؐ کو گھیرے ہوئے تھے تو آپؓ نے اُن سے
کہا کہ ویلکم الخ تو کفّار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غافل ہو گئے
اور ابو بکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان کو مارنے لگے۔

صدیق رض بایں صفت کہ دست نمے
سایند بچیزے از گیسوہائے خود مگر
کہ مے آمد ہمراہ دستِ او می گفت
تبارکتَ یا ذا الجلال والاکرام
وازانجملہ آنست کہ چندیں دفعہ
اذٰی کفار را از آنحضرت ؐ باز داشت
بتوریہ وکنایہ۔ در قصۂ ہجرت آمدہ
است کہ ہر کہ آنحضرت ؐ را می پرسید
صدیق رض مے گفت ھادٍ یھدینی
السّبیلَ اخرجہ البخاری و در قصۂ
امرأۃ ابی لہب آمدہ است کہ
بعد نزول سورۂ تبّت بقصد
ایذا آمد و گفت اِنّ صاحبکَ ھجانی،
قال ما یقول الشعر اخرجہ
ابو یعلٰی وازانجملہ آنست کہ
چوں قریش بر ایذائے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم جمع شدند
و صحیفہ نوشتند حضرت
صدّیق رض دریں مضیق شریک
آنحضرت ؐ بود لہٰذا دریں
واقعہ ابو طالب گفتہ
است ؎

وھم رجّعوا سھل بن بیضاء راضیاً
فسرّ ابو بکر بھا ومحمّدٌ

اسماء رض نے کہا کہ پھر حضرت صدیق رض اس حال
کے ساتھ واپس ہوتے کہ اپنے گیسوؤں کے کسی حصہ
پر ہاتھ نہیں پہنچاتے تھے مگر وہ اُن کے ہاتھ کے ساتھ
ہی آلیتا تھا اور یہ کہتے تھے تبارکتَ یا ذا الجلال
والاکرام۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ کئی مرتبہ
آپ نے توریہ اور کنایہ سے کام لے کر کفّار کی
ایذاؤں کو آپؐ تک پہنچنے سے روک دیا۔ ہجرت کے
قصّہ میں آیا ہے کہ جو کوئی (مکّہ سے مدینہ کے
سفر پر جاتے وقت) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم
کے بارے میں پوچھتا تھا تو حضرت صدّیق رض کہتے تھے
ھادٍ یھدینی السّبیلَ (یہ رہ نما ہیں جو مجھے راہ
دکھانے والے ہیں) اس کو بخاری نے روایت کیا
اور ابولہب کی بیوی کے قصّہ میں آیا ہے کہ
سورۂ تبّت نازل ہونے کے بعد وہ آپؐ کو ایذاء
دینے کے ارادے سے آئی اور اس نے (حضرت صدیق رض
سے) کہا کہ تیرے ساتھی نے میری ہجو کہی ہے۔ تو آپ ؐ
نے جواب دیا کہ وہ شعر نہیں کہتے۔ اس کو ابو یعلی نے
روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب قریش
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذاء رسانی پر
متفق ہو گئے اور انھوں نے ایک دستاویز لکھی
تو حضرت صدیق رض اس تنگی کے زمانہ میں آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے شریکِ حال رہے ہیں۔ لہٰذا اس واقعہ کے
بارے میں ابو طالب نے یہ شعر کہا ہے ؎

شعر:۔ وَھم رَجَّعُوا۔ الخ

(ترجمہ) اور انھوں نے (اس دستاویز کو

کذا فی سیرۃ ابنِ اسحٰق ۔ وازانجملہ آنست کہ حضرتِ صدیق رضؓ اول کسے است کہ مسجد بنا کرد و اعلام اسلام نمود کُفّار قریش بایذا برخاستند تا آنکہ مضطر شد بہجرت ابن الدُّغُنہ میانجی گشت میانِ وے و میانِ قریش و عہد گرفت برائے او تا آنکہ غلبۂ دیگر بر دلِ او وارد شد و جوار ابن دُغنہ را رد کرد اِنِّیْ اَرُدُّ اِلَیْكَ جِوَارَكَ وَ اَرْضٰی بِجِوَارِ اللّٰهِ آنگاہ باعلان اسلام و جہر قراءۃِ قرآن مشغول شد اخرجہ البخاریؒ فی حدیث طویلٍ عن عائشۃ ۔ وازانجملہ آنست کہ حضرت صدیق رضؓ بجہتِ اعلاءِ کلمۃ اللہ در قصّہ غلبہ فارس بر روم مُراہنہ کرد عن ابن عباس قال کان المسلمون یُحِبُّوْنَ ان تظہر الرُّوْمُ علٰی فارس لانّھم اھلُ الکتاب وکان المشرکون

بلند آواز سے یا بار بار پڑھا سُہَیل بن بیضاء[۵] کے سامنے خوش ہو کر۔ تو اس پر راز کے ساتھ مطلع کر دیئے گئے ابوبکر رضؓ اور محمدؐ۔ سیرت ابنِ اسحٰق میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رضؓ پہلے شخص ہیں جنھوں نے (مکّہ میں) مسجد بنائی اور اپنے اسلام کا کھُل کر اظہار کیا۔ کُفّارِ قریش ایذاء کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ یہ مکّہ چھوڑنے پر مجبور ہونے لگے تو ابنِ دُغنہ ان کے اور مُشرکین کے درمیان میں پڑے (ان کا مقولہ اور ان کا تعارف حاشیہ پر چند صفحات قبل گزر چکا ہے) اور انھوں نے ان کے بارے میں تعرّض نہ کرنے کا مشرکین سے عہد لیا (اور حضرت ابوبکر رضؓ سے یہ کہا کہ آپ قرآن آواز سے نہ پڑھیں) یہاں تک کہ دوسرا غلبہ آپ کے قلب پر وارد ہوا (یعنی اللہ تعؒ پر توکّل کا) اور آپ نے ابنِ دُغنہ کے امن کو ردّ کر دیا۔ فرمایا کہ میں تمھارے امن کو تمھاری طرف واپس کرتا ہوں اور اللہ تعؒ کے اَمن پر راضی ہوں۔ اس وقت سے آپ رضؓ اپنے اسلام کا اعلان بھی کرنے لگے اور قرآن کی قرارت آواز کے ساتھ کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اس کو بخاری نے حضرت عائشہ رضؓ سے ایک

[۵] سہل بن بیضاء آپ پر ایمان لا چکے تھے مگر اس وقت تک اپنا ایمان چھپاتے ہوتے تھے۔ انھوں نے اس بائیکاٹ کی دستاویز لکھے جانے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس خفیہ طور پر بھیجدی۔ اس کے بعد انھوں نے مکہ میں اپنے اسلام کا اظہار کر دیا تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آخر تک چھپاتے رہے حتے کہ مشرکین کے ساتھی بن کر بدر میں بھی پہنچے اور ایک دن گرفتار کر لئے گئے تو عبداللہ ابن مسعود رضؓ نے ان کے اسلام کی گواہی دی کہ میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوتے دیکھا ہے تو چھوڑ دیئے گئے۔ مدینہ میں ہی ان کی وفات ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی ۱۲

یحبون ان تظہر فارس علی الروم لانھم اھل الاوثان فذکر ذٰلک المسلمون لابی بکر رضی اللّٰہ عنہ فذکر ذٰلک ابوبکر للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال لہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اما انھم سیھزمون فذکر ذٰلک ابوبکر لھم فقال اجعل بیننا وبینک اجلاً فان ظھروا کان لنا کذا وکذا وان ظھرنا کان لک کذا وکذا فجعل بینھم اجل خمس سنین فلم یظھروا فذکر ابوبکر للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال الا اجعلتہ دون العشرۃ فظھرت الروم بعد ذٰلک فذلک قولہ الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِھِمْ

حدیثِ طویل میں روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رضؓ نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے فارس کے روم پر غالب آجانے کے قصہ میں مراہنہ کیا۔ ابنِ عباس رضؓ سے مروی ہے کہا کہ مسلمان اس بات کو پسند کرتے تھے کہ روم والے فارس پر غالب آئیں کیونکہ وہ اہلِ کتاب ہیں اور مشرکین اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اہلِ فارس روم پر غالب آئیں کیونکہ وہ بتوں والے ہیں۔ مسلمانوں نے اس کا ذکر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ پھر ابوبکر رضؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان (اہلِ فارس کو) آئندہ شکست دی جائے گی۔ اس کا ذکر ابوبکر رضؓ نے اُن (مشرکین) سے کردیا۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت معین کرو کہ اگر وہ (یعنی اہلِ روم) غالب آگئے تو ہمارے لئے ضروری ہوگا کہ ہم اتنے اور اتنے (اونٹ) دیں اور اگر ہم غالب آگئے تو تمھارے لئے ضروری ہوگا اتنا اور اتنا دینا۔ تو حضرت ابوبکر رضؓ نے ان سے پانچ سال کی مدت معین کردی۔ (اس مدت میں) اہلِ روم غالب نہیں ہوئے تو ابوبکر رضؓ نے اس کا ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ مدت "دون العشرہ" یعنی دس برس سے کم کیوں نہ مقرر کی (ابنِ عباسؓ نے) کہا کہ پھر اس کے بعد روم والے غالب آگئے۔ یہ قصہ ہے ان آیات کا۔ الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ الخ (۳۰: ۱ تا ۵) الٓمّٓ۔ اہلِ روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہوگئے اور وہ اپنے

مراہنہ کے معنے شرط کے بھی آتے ہیں جیسے فرسی رہان (شرط کے دونوں گھوڑے) مراہنہ کے معنے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ شرط لگانا۔ اس قصہ میں جو وجہ فضیلت ہے وہ حضرت صدیق رضؓ کا ارشادِ نبوی پر ایمان و یقین کامل ہے۔ لیکن تعیین مدت میں بے احتیاطی کر گئے تھے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا ۱۲　　اشتیاق احمد عفی عنہ

سَيَغْلِبُوْنَ ۝ قال فغلبت الروم ثم غلبت بعد لِلّٰهِ الامر من قبل و من بعد ويومئذٍ يفرح المؤمنون بنصر الله قال سفيان وسمعت انهم ظهروا يوم بدر اخرجه الحاكم و ازانجملہ آنست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تا در مکہ بود صبح و شام ہر روز بخانہ حضرت صدیق رضہ آمد و رفت می فرمود عن عائشۃ قالت لم اعقل ابوی قط الا وهما يدينان الدين ولم يمر علينا يوم الا ياتينا فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفى النهار بكرة وعشية اخرجه البخارى فى قصة الهجرة و ازانجملہ آنست چوں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا متوفی شد حضرت صدیق رضہ عائشہ رضہ را در عقد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آورد و در آں باب ادبے کہ بہتر ازاں صورت نہ بندد رعایت نمود عن حبيب مولى عروة قال لما ماتت خديجة حزن عليها النبى صلى الله عليه وسلم فاتاه ابوبكر بعائشة فقال يا رسول الله هذه تذهب ببعض حزنك وان فى هذه خلقا من خديجة ثم ردها فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يختلف الى ابى بكر الحديث اخرجه الحاكم وعن عائشة قالت قدمنا المدينة

مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لے کر نو سال تک کے اندر اندر غالب آجائیں گے،" کہا کہ روم مغلوب ہوئے تھے پھر بعد میں غالب آگئے پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی اور اُس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہونگے۔ سفیان رضہ نے کہا اور میں نے سُنا ہے وہ یوم بدر میں غالب آئے۔ اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں رہے حضرت صدیق رضہ کے مکان میں صبح و شام روزانہ آمد و رفت فرماتے رہتے تھے۔ مروی ہے عائشہ رضہ سے فرمایا کہ میں نے اپنے ماں باپ کو کبھی کسی شغل میں نہیں پایا بجز اسکے کہ وہ دونوں دین کے کاموں میں لگے رہتے تھے اور ہم پر کوئی دن نہیں گزرتا تھا مگر ہمارے یہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دن کی دونوں جانبوں یعنی صبح و شام تشریف لایا کرتے تھے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہجرت کے قصہ میں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوگئی اور حضرت صدیق رضہ عائشہ رضہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں لائے تو اس بارے میں اس قدر ادب کی رعایت کی کہ اس سے زیادہ کی کوئی صورت نہیں بنتی۔ مروی ہے حبیب رضہ سے جو عروہ رضہ کے مولیٰ ہیں کہا کہ جب حضرت خدیجہ رضہ کا انتقال ہوا تو اُن پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے تو ان کے پاس حضرت ابوبکر رضہ عائشہ رضہ کو لے کر آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کا کچھ غم یہ دفع کردے گی اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں خدیجہ رضہ کی خصلتیں موجود ہیں۔ پھر اُن کو واپس لے آئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضہ کے پاس آتے جاتے رہے۔ آخر حدیث تک۔ روایت کیا اس کو حاکم نے۔ اور عائشہ رضہ سے روایت ہے کہا کہ ہم مدینہ

الی ان قالت قال ابوبکر یا رسول اللہ
مایمنعك ان تبنی باھلك فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الصداق فاعطاہ ابوبکر
اثنی عشر اوقیۃ و نشا فبعث بھا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الینا وبنی بی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی
ھذا الذی انا فیہ اخرجہ الحاکم وابوعمر
فی الاستیعاب مثلہ ۔ وازانجملہ
آنست کہ چوں معراج متحقق شد اول کسے کہ
باں تصدیق نمود صدیق اکبرؓ بود عن
عائشۃ قالت لما اسری النبی صلی
اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی
اصبح یتحدث الناس بذلک فارتد
ناس ممن کان امنوا بہ وصدقوہ
وسعوا بذلك الی ابی بکر فذکرت
الحدیث الی ان قالت فقال ابوبکر
انی لاصدقہ فیما ھو ابعد من ذلك
اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ اوروحۃ
فلذلك سمی ابوبکر الصدیق اخرجہ
الحاکم وفی الاستیعاب نحو من ذلك
وازانجملہ آنست کہ چوں آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم در موسم حج خود را بر
احیاء عرب عرض کردند تا کدام یک
ازیشاں بسعادت نصرت فائز شود
صدیق اکبرؓ در ہر عرضہ رفیق آنحضرت ومتولی

میں پہنچے (راوی نے) کہا کہ آپ نے قصہ بیان کرتے ہوئے
یہ فرمایا کہ ابوبکرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ! آپؐ کو اپنی اہلیہ سے
خلوت میں کیا بات روک رہی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اداگی) مہر تو آپؐ کو ابوبکرؓ نے دیئے
بارہ ۱۲ اوقیہ اور نصف (ساڑھے بیالیس تولہ) تو اس کو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے یہاں بھیجدیا اور مجھ سے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے تخلیہ کیا میرے اسی گھر میں جس میں کہ اب
میں موجود ہوں، روایت کیا اس کو حاکم نے اور ابوعمر نے استیعاب
میں ایسا ہی روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب معراج
واقع ہوئی تو سب سے پہلے جس نے آپؐ کی تصدیق کی وہ
صدیق اکبرؓ تھے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب رات
میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجدِ اقصےٰ کی طرف لیجایا گیا۔ صبح کو
لوگوں نے اس پر باتیں کرنا شروع کیں تو بہت سے ایسے لوگ جو
آپؐ پر ایمان لاچکے اور آپ کی تصدیق کر چکے تھے مُرتد ہوگئے اور
اس قصہ کو لیکر پہنچے ابوبکرؓ کے پاس، اس حدیث کو بیان کرتے
ہوئے عائشہؓ کہتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں تو ان کی تصدیق
ایسی بات میں کررہا ہوں جو اس سے بھی زیادہ بعید ہے میں انکی
تصدیق کرتا ہوں آسمان کی خبریں جو ایک صبح اور ایک شام میں
اُن کے پاس آجاتی ہیں۔ تو اسی بنا پر ابوبکرؓ کا نام صدیق رکھا
گیا۔ اس کو روایت کیا حاکم نے اور استیعاب میں بھی اسی طرح لکھا
ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے حج کے موسم میں اپنے کو عرب قبائل کے سامنے پیش
کیا تاکہ کوئی ان میں سے نصرتِ اسلام کی سعادت سے
بہرہ اندوز ہو۔ ہر ملاقات کے موقع پر صدیق اکبرؓ آنحضرت
کے رفیق اور جواب وسوال کے متولی رہے ہیں۔ ریاض نضرہ

جواب وسوال بوده است در ریاض نضره
این قصها بروایت حضرت مرتضیٰ رض مذکور
است وازانجمله آنست که چوں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرمود بسوئے
مدینہ حضرت صدیق رض رفیق آنحضرت ؐ
بود و ایں خدمت بنوعے از دست وے
سرانجام یافت کہ خدائے تعالیٰ بآں
تنویہ فرمود ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی
الْغَارِ وآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدیں وجہ
بستود کہ حَمَلَنِی اِلٰی دَارِ الْہِجْرَۃ وثنائی وے
در اَلْسِنَۃ مسلمین شائع گشت وایں قصہ
مطولہا در بخاری مذکور است وازانجملہ آنست
کہ چوں غزوۂ بدر واقع شد وآں اول فتح
اسلام بود و فضیلت او بر جمیع مشاہد فائق
است حضرت صدیق رض را دراں مشہد مآثر
نمایاں حاصل گشت و فضائل او دوبالا
شد بچند جہت یکے آنکہ ثانی آنحضرت ؐ
بود در عریش دیگر آنکہ الہام عظیم
از جانب غیب قبول نمود و آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم تصویب آں فرمودند
عن ابن عباس قال قال النبی صلے اللہ
علیہ وسلم یوم بدر اللّٰھم انی
انشدک عھدک و وعدک اللّٰھم ان
شئت لم تعبد فاخذ ابوبکر
بیدہ فقال حسبک فخرج وھو

میں یہ قصے حضرت مرتضےٰ رض کی روایت سے مذکور ہیں۔ اور ان میں
سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی
طرف ہجرت فرمائی تو حضرت صدیق رض آنحضرت ؐ کے رفیق تھے اور
یہ خدمت ایسی نوع (والہانہ عشق) کے ساتھ آپ کے ہاتھ سے
پوری ہوئی کہ خدا تعالےٰ نے اس پر آپ کی بڑائی کا اظہار کیا۔
فرمایا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ (یعنی دو میں دوسرا
جب کہ وہ دونوں غار میں تھے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے اس وجہ کے پیش نظر آپ کی مدح میں یہ فرمایا کہ (ابوبکر رض)
مجھے سوار کر کے دار الہجرت کی طرف لایا اور ان کی مدح وثنا۔
مسلمانوں کی زبانوں پر شائع ہوگئی۔ اور یہ قصہ اپنی تفصیلات
کے ساتھ بخاری میں مذکور ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ
جب غزوۂ بدر واقع ہوا اور وہ اسلام کی پہلی فتح تھی اور
اس کی فضیلت تمام غزوات سے بڑھی ہوئی ہے حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ کو اس غزوہ میں نمایاں اعزاز حاصل ہوئے
اور ان کے فضائل دوبالا ہوئے چند وجوہ سے۔ پہلی یہ کہ عریش
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی تھے (یعنی اس عارضی
مسقف منڈوے میں جو آپ کے لئے بنایا گیا تھا آپ کے ساتھ
ابوبکر رض مقیم ہوتے تھے) دوسری یہ کہ جانب غیب سے (آپ کے
قلب پر) ایک عظیم الہام کو قبول کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے اس کی تصویب فرمائی۔ مروی ہے ابن عباس رض سے کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں یہ دعا کی کہ اے اللہ!
میں آپ کو واسطہ دیتا ہوں آپ کے عہد اور وعدے کا۔
اے اللہ! اگر آپ چاہیں کہ آپ کی عبادت نہ کی جائے، تو
ابوبکر رض نے آپ ؐ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس کافی ہے تو آپ
یہ کہتے ہوئے نکلے سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ الخ (۴۴ : ۴۵)۔

یقول سیھزم الجمع ویولون الدبر
اخرجہ البخاری۔ و معنے ایں کلام نزدیک فقیر
آنست کہ ابوبکر صدیق رض ملہم شد بآنکہ
دعا۔ باجابت مقرون گشت واین صورت از
جملہ آں واقعہا است کہ الہام صحابہ سبقت
نمود دراں بروحی انگاہ وحی برحسب
الہام ایشاں فرود آمد بلکہ بحقیقت
ہمیں الہام وحی است بسوئے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بآں وجہ کہ چوں ایشاں
ملہم شدند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بفراستِ صادقہ خویش دریافت کہ ایں
خاطر از جانب مدبر السموات والارض است و
ایں فراست وحی باطنی ست چنانکہ در قصہ
اذان رؤیا عبداللہ بن زید و قیاس فاروق رض
را تصویب فرمود و در لیلۃ القدر بررؤیائے جمعے
از صحابہ رض اعتماد نمود الی غیر ذلک من الوقائع
دیگر آنکہ چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از عریش
برآمدہ متوجہ کارزار شد میمنۃ لشکر بصدیق رض دادند
و میکائیل ہمراہ او بود و میسرۃ لشکر بحضرت مرتضے رض
واسرافیل ہمراہ او بود عن علی رضی اللہ عنہ
قال بینما انا امیح من قلیب ببدر اذا جاءت ریح
شدیدۃ لم ار مثلہا قط ثم ذھبت ثم جاءت
ریح شدیدۃ لم ار مثلہا قط الا التی کانت
قبلہا وکانت الریح الاولی جبرئیل نزل فی
الف من الملئکۃ مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ

عنقریب (ان کی) یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے
اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور اس کلام کے معنے فقیر کے
نزدیک یہ ہیں کہ ابوبکر صدیق رض کو الہام ہوگیا کہ آپ کی دعاء
مقرون باجابت ہوچکی ہے اور یہ ان واقعات میں کی ایک
صورت ہے جن میں کہ صحابہ رض کا الہام کسی واقعہ میں وحی پر سبقت
کرگیا اور پھر وحی ان کے الہام کے مطابق نازل ہوئی بلکہ درحقیقت
وہی الہام وحی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف، اس
وجہ سے کہ جب وہ مُلہَم ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنی فراستِ صادقہ سے سمجھ لیا کہ (ان کے قلب پر) یہ اُترنے والا
خیال مدبر السموات والارض (یعنی اللہ جل شانہ) کی جانب
سے ہے اور یہ فراست وحی باطنی ہے جیسا کہ اذان کے قصہ میں
عبداللہ بن زید رض کے خواب اور فاروق رض کے قیاس کی تصویب فرمائی
اور لیلۃ القدر میں صحابہ رض کی ایک جماعت کے خواب پر اعتماد کیا
اور ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ تیسری یہ کہ جب آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم عریش سے نکل کر جنگ کی طرف متوجہ ہوئے تو
آپ نے لشکر کا میمنہ صدیق رض کو دیا اور میکائیل ان کے ساتھ
تھے اور لشکر کا میسرہ حضرت مرتضے رض کو اور اسرافیل ان کے ہمراہ
تھے۔ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہا اس دوران میں کہ میں
بدر کے کنویں سے چلو بھر بھر کر پانی ڈول میں ڈال رہا تھا کہ ایسی تیز
ہوا آئی کہ میں نے کبھی ایسی ہوا نہ دیکھی تھی پھر گزر گئی۔ پھر
ایک تیز ہوا آئی کہ میں نے اتنی تیز ہوا کبھی نہ دیکھی تھی بجز اس
ہوا کے جو اس سے پہلے آئی تھی اور پہلی ہوا جبرئیل تھے جو ایک
ہزار فرشتوں کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے
کے لئے نازل ہوئے تھے۔ اور دوسری ہوا میکائیل تھے جو ہزار
فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم وکانت الریح الثانیۃ میکائیل نزل
فی الف من الملائکۃ عن یمین رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وکان ابوبکر عن
یمینہ وکانت الریح الثالثۃ اسرافیل نزل
فی الف من الملائکۃ عن میسرۃ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم وانا فی المیسرۃ فلما ھزم
اللہ تعالیٰ اعداءہ حملنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی فرسہ فجرت بی فوقعت علی
عقبی فدعوت اللہ عزّوجلّ فامسکنی
فلما استویت علیہا طعنت بیدی ھذہ
فی القوم حتی اختضب ھذا منی دما و
اشار الی ابطہ اخرجہ الحاکم دیگر آنکہ
چوں اسیران بدر آمدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مشاورہ کردند با صحابہؓ و مشورت حضرت صدیقؓ
را اختیار فرمود و اورا با حضرت عیسیٰؑ تشبیہ داد ہرچند
درآخر فضیلت حضرت فاروقؓ غالب تر برآمد عن
عبداللہ بن مسعود قال لما کان یوم بدر قال لھم
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ماتقولون فی ھؤلاء الاسارٰی
فقال عبداللہ بن رواحۃ انت فی وادٍ کثیر الحطب
فاضرم نارا ثم القھم فیہا فقال العباس رضی
اللہ عنہ قطع اللہ رحمک فقال عمر
رضی اللہ عنہ قادتھم ورؤساءھم
قاتلوک وکذبوک فاضرب اعناقھم
فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ عشیرتک و
قومک ثم دخل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ففا

کی دائیں جانب کے لئے اور آپ کی دائیں جانب ابوبکرؓ تھے۔ اور تیسری
ہوا اسرافیلؑ تھے جو ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے تھے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے مَیسَرہ (یعنی بائیں جانب) کیلئے اور میں مَیسَرہ میں
تھا تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کو بھگا دیا مجھے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے اپنے گھوڑے پر سوار کیا وہ مجھے لے کر دوڑ پڑا اور میں
اپنی پُشت پر گرا تو میں نے اللہ عزّوجلّ سے دُعا کی تو اُس نے مجھے روک
لیا۔ پھر جب میں اچھی طرح جم گیا تو میں نے اپنے اس ہاتھ سے قوم پر
تلوار بجانا شروع کر دی یہاں تک کہ خون سے یہ بھی رنگین ہوگئی اور
اپنی بغل کی طرف اشارہ کیا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ چوتھی یہ کہ
جب اسیرانِ بدر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اُن کے بارے
میں) اصحابؓ سے مشورہ کیا اور حضرت صدیقؓ کے مشورے کو اختیار
فرمایا اور اُن کو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تشبیہ دی اگرچہ آخر میں
(اس واقعہ میں) حضرت فاروقؓ کی فضیلت بہت بڑھی ہوئی
نکلی۔ روایت ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ جب یوم بدر تھا تو
اصحابؓ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان
قیدیوں کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ تو عبداللہ بن رواحہؓ نے
کہا آپؐ ایسی وادی میں جہاں بہت سوکھی لکڑیاں موجود ہیں
(اُن کو جمع کر کے) آگ سلگا دیجئے پھر ان سب کو اس میں
ڈال دیجئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا
رحم قطع کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کو اور ان کے سرداروں
کو جو آپؐ سے لڑتے اور آپؐ کو جھٹلاتے رہے قریب قریب کر دیجئے میں
اُن کی گردنیں ماروں گا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے
خاندان کے اور تمہاری قوم کے ہیں۔ پھر داخل ہوئے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اور فرمایا جو کچھ تم ان لوگوں کے بارے میں کہہ رہے ہو
وہ (سب درست ہے) مثال ان لوگوں کی اُن لوگوں کے بھائیوں

ماتقولون فی هؤلاء ان مثل هؤلاء کمثل
اِخوۃٍ لهم کانوا من قبلهم قال نوحٌ
رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ
دَيَّارًا ۔ وقال موسیٰ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ
وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ الاٰیۃ وقال ابراهيم
فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ
غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ وقال عیسٰی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ
فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔ وانتم قوم بکم عَیْلَۃٌ (فاقہ)
فلا ینفلتنّ احدٌ منکم الا بفداءٍ او
بضربۃ عنقٍ اخرجه الحاکم وازانجمله
آنست کہ چوں غزوۂ احد واقع شد نصیب
حضرت صدیق رض دراں مشہد فضائل عظیمہ
گشت بچند جہت یکے آنکہ حضرت صدیقؓ
نہایت سعی در کشف بلاے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بجا آورد قال ابن اسحٰق
فلما عرفوا المسلمون رسول اللہ صلے
اللہ علیه وسلم نهضوا به و نهض
معهم نحو الشعب معه ابوبکر الصدیق
وعمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب
وطلحة بن عبید اللہ والزبیر
ابن العوام والحارث بن الصمة
رضوان اللہ علیهم ورهط
من المسلمین عن عائشة قالت
قال ابوبکر الصدیق لما جال

جیسی ہے جو ان سے پہلے ہو چکے ہیں۔ نوحؑ نے کہا تھا رَبِّ لَا تَذَرْ الخ
(۷۱: ۲۶) اے میرے پروردگار! کافروں میں سے زمین
پر ایک باشندہ بھی نہ چھوڑ۔" اور موسیٰؑ نے کہا تھا رَبَّنَا
اطْمِسْ الخ (۱۰: ۸۸) اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست
و نابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجئے الخ"
اور ابراہیمؑ نے کہا فَمَنْ تَبِعَنِیْ الخ (۱۴: ۳۶) پھر جو شخص
میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص (اس
بات میں) میرا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت کثیر الرحمۃ
ہیں۔" اور عیسیٰؑ نے کہا تھا اِنْ تُعَذِّبْهُمْ الخ (۵: ۱۱۸)
اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو یہ آپ کے بندے ہیں
اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست
ہیں حکمت والے ہیں۔" اور تم ایسی قوم ہو کہ تم پر
افلاس ہے (لہٰذا اُساریٰ کو واضح ہونا چاہیئے کہ) تم میں
سے کوئی رہا نہ ہوگا مگر فدیہ سے یا گردن ماری جانے سے۔
اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ
جب غزوۂ اُحد واقع ہوا تو اس موقع پر حضرت صدیقؓ
کو فضائل عظیمہ حاصل ہوتے چند صورتوں سے۔ ایک یہ کہ
حضرت صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صعوبتوں سے
بچانے کے لئے نہایت سعی کی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مسلمانوں
نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو آپ کو جلد اُٹھا
لے گئے اور آپؐ اُن کے ساتھ گھاٹیوں کی طرف روانہ ہوئے
آپؐ کے ساتھ ابوبکر صدیقؓ تھے اور عمر بن الخطابؓ اور علی
ابن ابی طالبؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ اور زبیر بن العوامؓ اور
حارثؓ بن الصمہ رضوان اللہ علیہم اور مسلمانوں کی ایک
جماعت۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ کہا کہ فرمایا ابوبکر صدیقؓ

الناسُ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یومَ اُحدٍ کنتُ اوّل من فاءَ فبصرتُ بہ من بُعدٍ فاذا انا برجلٍ قد اعتنقنی من خلفی یُرید رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاذا ھو ابو عبیدۃ بن الجراح الحدیث اخرجہ الحاکم۔ ومراد از جولان درینجا فرار نیست بلکہ متفرق شدن از آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم بسبب در آمدن فوج کفّار در فوج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۲ دیگر آنکہ معلوم شد کہ کفّار قریش اگر بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم از کسے حساب می گرفتند از حضرت صدیق رضہ می گرفتند لہذا چون ابوسفیان تفحص مے کرد احوالِ فوج آنحضرت صلعم راہمیں ۳ کس رانام می برد زیراکہ از ہمیں ۳ کس مے ترسید و من حدیث البراء اشرف ابوسفیان فقال اَفی القوم محمدٌ فقال لا تُجیبُوہُ فقال اَفی القوم ابن ابی قحافۃ فقال لا تجیبوہ قال اَفی القوم ابن الخطاب فقال انّ ھٰؤلاء قُتِلوا فلو کانوا احیاءً لَاَجابُوا فلم یملک عمر نفسہ فقال کذبتَ یا عدوّ اللہ لَبقی اللہُ لک مَا یُخزیکَ اخرجہ البُخاریّ۔ دیگر آنکہ چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ تعاقب کفّار بعد اُحد متوجّہ شدند حضرت صدیق رضہ از حاضران

نے کہ جب لوگ یوم اُحد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے متفرق ہو گئے تو میں پہلا شخص تھا جو لوٹا اور میں نے آپؐ کو دور سے دیکھ لیا اچانک ایک شخص نے پیچھے سے میری کولی بھرلی وہ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں تھا۔ دیکھا ہوں کہ وہ ابو عبیدہ بن الجراحؓ ہیں الخ۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور مراد جولان سے (جس سے لفظ جَالَ مشتق ہے) اس جگہ فرار نہیں ہے بلکہ کفّار کی فوج کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فوج کے اندر گھس جانے کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اصحابؓ کا متفرق ہوجانا مُراد ہے۔ دوسری یہ کہ (اس واقعہ سے) یہ بات واضح ہوئی کہ کفّارِ قریش اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو (سب سے) نمایاں محسوب کرتے تھے تو صدیقِ اکبرؓ کو کرتے تھے۔ اسی بناء پر جب ابوسفیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فوج کے احوال کی جانچ کر رہا تھا تو ان ہی تین آدمیوں کا نام لے رہا تھا، کیونکہ وہ ان ہی تین سے ڈرتا تھا، حدیث براءؓ میں مذکور ہے کہ ابوسفیان اُوپر چڑھا اور (زور سے) بولا کہ کیا قوم میں محمدؐ ہے؟ تو (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ اس کو جواب نہ دو۔ پھر اس نے کہا کہ کیا قوم میں ابن ابی قحافہؓ ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ جواب نہ دو۔ پھر اُس نے کہا کہ کیا قوم میں ابن الخطابؓ ہے؟ (جب جواب نہ ملا) تو بولا کہ اگر یہ زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔ اب عمرؓ اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے اور بولے تو جھوٹ بول رہا ہے او دشمنِ خدا! تجھے ذلیل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ تیسری یہ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُحد (کی لڑائی بند ہونے) کے بعد کفّار کے تعاقب کی طرف متوجّہ ہوئے تو حضرت صدیقؓ اس واقعہ کے

آں واقعہ بود عن عائشۃ فی قولہ تعالیٰ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ الآیۃ قالت لعروۃ یا ابن اُختی کان اَبَوَاکَ مِنْھُمْ الزبیر وابوبکر لما اصاب نبیّ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم ما اصاب یوم اُحد فانصرف عنہ المشرکون خاف ان یرجعوا فقال من یَذْھَبُ اِثْرَھُمْ فانتدب منھم سبعون رجلاً کان فیھم ابوبکر و الزبیر اخرجہ البخاری۔ وازانجملہ آنست کہ درغزوۂ خندق جانبے از لشکر بدستِ حضرت صدیق رض دادند و محافظتِ آں جانب بادمفوض گشت والآن مسجدِ صدیق نزدیک خندق موجود است وآں مسجد بحقیقت موضعِ نزول حضرت صدیق رض بود درغزوۂ خندق وازانجملہ آنست کہ درغزوۂ مُریسیع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مُتّہم شد ومنافقان آنچہ نمی بایست گفتند وگرفتار اَسْوَء حالات گشتند وبعض مسلمین کہ از برأتِ صدیقہ رض توقّف کردند مُعاتب شدند حضرتِ صدیق رض دراں واقعہ فضائل نمایاں نصیب شد بچند جہت یکیؔ آنکہ دراں واقعۂ ہوشربا از ایشاں کمال انقیاد و تسلیم وفدا بظہور آمد عن عائشۃ فی قصّۃ الافک فتشھّد رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم ثمّ قال امّا بعد یا عائشۃ انّہ

حاضرین میں سے تھے۔ مروی ہے عائشہ رض سے ارشادِ حق تعالےٰ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا الخ کے بارے میں (۳: ۱۷۲) جن لوگوں نے اللہ و رسول ص کے کہنے کو قبول کر لیا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں ان کے لئے ثوابِ عظیم ہے" کہ انھوں نے عروہ سے فرمایا کہ اے میرے بھلانجے! تیرے ابوین یعنی زبیر رض اور ابوبکر رض ان میں سے تھے۔ جب یوم اُحد میں نبیّ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ افتاد پڑی تھی پڑچکی اور مشرکین آپ کی طرف سے واپس ہوگئے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان کا تعاقب کون کرے گا؟ تو ستّر آدمیوں نے (پورے جوش کے ساتھ) آمادگی ظاہر کی: اُن میں ابوبکر رض اور زبیر رض بھی تھے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں لشکر کا ایک بازو حضرت صدیق رض کے سپرد فرمایا اور اس جانب کی حفاظت آپ کے سپرد ہوئی اور اب بھی خندق کے قریب مسجدِ صدیق موجود ہے اور وہ مسجد درحقیقت غزوۂ خندق میں حضرت صدیق رض کے اُترنے کی جگہ ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ مُریسیع[1] میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی اور منافقین نے ناشائستہ باتیں کہیں اور بدترین حالات میں گرفتار ہوئے۔ اور بعض ایسے مسلمان بھی موردِ عتاب ہوئے جنھوں نے صدیقہ رض کی بے گناہی کے اظہار میں توقّف کیا تھا۔ اس واقعہ میں حضرت صدّیق رض کو نمایاں فضائل نصیب ہوتے چند جہت سے۔ ایکؔ یہ کہ اس واقعۂ ہوشربا میں اُن سے انتہائی فرمانبرداری اور تسلیم و فدائیت ظہور میں آئی۔ حضرت عائشہ رض سے اِفک (تہمت) کے قصہ میں مروی ہے کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ شہادت پڑھا

[1] مُریسیع حجاز میں ایک مشہور چشمہ کا نام ہے۔ اس غزوہ کو غزوۂ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں ۱۲

بلغني عنكِ كذا و كذا فان كنتِ بَرِيئةً فَسَيُبَرِّئُكِ الله و ان كنتِ اَلمَمتِ بذنبٍ فاستغفري الله و توبي اليه فانّ العبدَ اذا اَعترف ثم تاب تاب الله عليه قالت فلما قضىٰ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مقالتَه قَلَصَ دمعي حتى ما اُحِسُّ منه قطرةً فقلتُ لِاَبِي اَجِبْ عَنّي رسولَ الله صلى الله عليه وسلم فقال اني والله ما ادري ما اقول لرسولِ الله صلى الله عليه وسلم اخرجه البخاري دیگر آنکہ چوں براءۃ صدیقہ رضؓ نازل شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصدیق اکبر رضؓ شریک آں براءۃ گشتند اُولٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ زیرا کہ معاذ اللہ اگر ایں اِفک تحققے میداشت آں لوث دامن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و دامن صدیق رضؓ را کدر میکرد کہ در مثل ایں امور صاحب فراش و والد المرأۃ ہدف ملامت و مسبہ می شوند دیگر آنکہ حضرت صدیق رضؓ بر مسطح بن اُثاثہ انفاقے مے کرد چوں از وے شرکتے در افک ظاہر شد از انفاق دست باز داشت دریں باب نازل شد وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُؤْتُوْا اُولِي الْقُرْبٰى آہ عن عائشة قالت قال ابو بكر الصديق وكان ينفق على مسطح بن

پھر اسکے بعد فرمایا امابعد اے عائشہ رضؓ! مجھے تیرے متعلق یہ اور یہ باتیں پہنچی ہیں اب اگر تو بَری (یعنی پاکدامن) ہے تو اللہ تعالےٰ تیری براءت ظاہر کردے گا اور اگر تو گناہ کی مرتکب ہوگئی ہے تو اللہ سے استغفار کر اور اس کے سامنے توبہ کر کیونکہ بندہ جب گناہ کرے پھر توبہ کرے تو اللہ تعالےٰ اُس کی توبہ قبول کرتاہے۔ عائشہ رضؓ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو بالکل خشک ہوگئے یہاں تک کہ میں ایک قطرہ بھی محسوس نہیں کرتی تھی تو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ میری طرف سے آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجئے تو انہوں نے کہا کہ میں تو خدا کی قسم نہیں جانتا کہ کیا کہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ دوسری جہت یہ ہے کہ جب صدیقہ رضؓ کی براءت نازل ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضؓ (بھی) اس براءۃ میں شریک بن گئے۔ اُولٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ (۲۴: ۲۶) یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ (منافق) بکتے پھرتے ہیں" کیونکہ معاذ اللہ اگر یہ بہتان کچھ بھی سچائی رکھتا ہوتا تو وہ گندگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضؓ دونوں کے دامنوں کو آلودہ کرتی کہ اس قسم کے امور میں صاحب فراش یعنی شوہر اور عورت کا باپ دونوں ہی ملامت اور دشنام کا نشانہ بنتے ہیں۔ تیسری یہ کہ حضرت صدیق رضؓ مِسطح بن اُثاثہ پر خرچ کیا کرتے تھے (یعنی ان کی مالی امداد کرتے رہتے تھے) جب اس اِفک میں اُن کا شریک ہونا ظاہر ہوا تو آپ نے ان کو دینے سے ہاتھ روک لیا، اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ الخ (۲۴: ۲۲) اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی

عـہ مسطح حضرت صدیق رضؓ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ اہل بدر اور مساکین میں سے تھے"

أثاثة لقرابته منه وفقره والله لا أنفق على مسطح شيئاً ابداً بعد الذى قال لعائشة ما قال فأنزل الله عزّ وجلّ وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ الى غَفُورٌ رَّحِيمٌ ٥ قالت قال ابوبكر الصديق بلى والله انى لاحب ان يغفر الله لى فرجع الى مسطح النفقة التى كان ينفق عليه قال والله لا انزعها منه ابداً اخرجه البخارى قال ابن عباس قال الله تعالى لابى بكر قد جعلت فيك يا ابابكر الفضل والمعرفة بالله وصلة الرحم وجعلت عندك السعة فتعطف على مسطح فله قرابة ولا هجرة وله مسكنة ذكره الواحدى فى الوسيط

اور دنیوی وسعت والے ہیں وہ اہلِ قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں۔ الخ۔ مروی ہے عائشہ رضؓ سے بیان کیا کہ ابو بکر صدیق رضؓ نے کہا اور وہ خرچ کیا کرتے تھے مسطح بن اُثاثہ پر اُس سے قرابت کی بنا پر اور اُس کے فقر کی وجہ سے کہ واللہ اب میں مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہ کروں گا۔ یہ اُس بات کے بعد فرمایا تھا جو اُس نے عائشہ رضؓ کے متعلق کہی تھی تو اللہ عزّ وجلّ نے نازل فرمایا وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ سے غَفُورٌ رَّحِيمٌ ٥ تک۔ عائشہ رضؓ نے کہا کہ ابو بکر رضؓ تے (آیت سُن کر) کہا کہ بیشک واللہ میں اس بات کو ضرور پسند کرتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت کرے پھر لوٹایا مسطح کی طرف اُس نفقہ کو جو اُن پر خرچ کیا کرتے تھے اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں اِس کو اُس سے کبھی نہ روکوں گا اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ابن عباس رضؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضؓ سے فرمایا کہ اے ابو بکر رضؓ میں نے تجھ میں فضیلت رکھی ہے اور اللہ کی معرفت اور صلۂ رحمی اور میں نے تجھے مالی وسعت دی تو مسطح پر مہربانی کر اس کی قرابت کی وجہ سے اور اس کی ناداری کی وجہ سے۔ اس کو واحدی نے ذکر کیا وسیط میں۔

وازاں جملہ آنست کہ چوں صلح حدیبیہ پیش آمد از صدیقِ اکبر رضؓ آثارِ جمیلہ ظاہر گشت و فضلِ او بآں آثر دو بالا شد یکے[۱] آنکہ صدیقِ اکبر رضؓ در مذاکرۂ عروۃ بن مسعود کافر ملاے جلادت شد و دشنام غلیظ داد تا قوتِ مسلمین در جہاد ظاہر گردد در آخر فائدہ ایں اغلاظ فے القول واضح گشت کہ عروہ پیش قریش تمکین اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در نصرتِ آنحضرت

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب صلح حدیبیہ پیش آئی تو حضرت صدیق رضؓ کے مناقب جمیلہ کا ظہور ہوا اور اُن مناقب سے اُن کی فضیلت دوچند ہو گئی۔ ایک[۱] یہ کہ صدیق اکبر رضؓ سے عروۃ[۱] بن مسعود کے ساتھ مکالمہ کے وقت بڑی بہادری کا ظہور ہوا اور (جوش میں آکر) اُس کو سخت گالی دی تاکہ جہاد میں مسلمانوں کی قوت ظاہر ہو اور آخر میں گفتگو کے اس کھرے پن کا فائدہ بھی واضح ہو گیا کہ عروہ نے جاکر قریش کے سامنے آنحضرت

[۱] یہ اس وقت کافر تھا جو مشرکین مکہ کا نمائندہ بن کر گفتگوئے صلح کیلئے آیا تھا ۱۲

بیان نمود و آں سبب صلح شد فی قصۃ الحدیبیۃ
قال عروۃ عند ذلک ای محمد ارایت ان استاصلت
امر قومک هل سمعت باحد من العرب
اجتاح اصلہ قبلک وان تکن الاخری فانی
واللہ لاری وجوھا وانی لاری اشوابا من
الناس خلیقا ان یفروا ویدعوک فقال لہ
ابوبکر امصص بظر اللات انحن نفر عنہ
وندعہ فقال من ذا قالوا ابوبکر فقال
اما والذی نفسی بیدہ لولا ید کانت لک
عندی لم اجزک بہا لاجبتک۔
دیگر چوں حضرت فاروق رض را عرق
غیرت بحرکت آمد حضرت صدیق رض
در جواب سوال او قدم بر قدم
آں حضرت ص رفت ازیں جا دانستہ
شد کہ حضرت صدیق رض را با پیغامبر
چہ نسبت بود و علوم پیغامبر
در نفس وے رضی اللہ چگونہ منطبع
می شد قال عمر بن الخطاب
فاتیت نبی اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقلت الست نبی
اللہ حقا قال بلی قلت السنا
علی الحق وعدونا علی
الباطل قال بلی قلت

صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض کی پوری استقامت کا آنحضرت ص کا
ساتھ دینے میں ذکر کیا (جس سے قریش مرعوب ہوئے) اور قصۂ حدیبیہ
میں صلح کا وہی سبب بھی بنا۔ عروہ نے اس گفتگو کے وقت کہا تھا کہ
اے محمد ص! کیا تو نے اپنی قوم کے معاملہ پر غور کیا کہ تو نے اس
کی جڑ کاٹنا چاہی، کیا تو نے عرب میں سے کسی کو سُنا ہے کہ
اس نے اپنی اصل (یعنی خاندان) کو ہلاک کیا ہو تجھ سے پہلے۔
اور تُو نے دوبارہ ایسا ہی کیا تو میں واللہ بہت سے چہرے دیکھ رہا ہو
اور مختلف قسم کے ملے جلے خون والے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں
جن کی طبعی صفت یہ ہوگی کہ وہ بھاگ جائیں گے اور تجھے چھوڑ
دیں گے۔ اس پر ابوبکر رض نے اُس کو کہا اُمصص بظر اللات الخ
یعنی تو لات کا بظر[عہ] چوسٹ! کیا ہم اُن کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔
اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اُنھوں نے کہا
کہ ابوبکر رض۔ تو اس نے کہا کیا کہوں قسم اُس ذات کی جس کے
ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے اُوپر تیرا ایک احسان نہ ہوتا
جس کا بدلہ ابتک مَیں نے نہیں دیا تو میں تجھے جواب ضرور دیتا۔
دوسری یہ کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) جب حضرت فاروق رض کی
رگِ غیرت حرکت میں آئی تو حضرت صدیق رض اُن کے سوال کے
جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلے۔ یہاں
سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ حضرت صدیق رض کو پیغمبر ص کے
ساتھ کیا نسبت تھی اور پیغمبر ص کے علوم صدیق رض کے (آئینہ)
نفس میں کیونکر جلوہ گر ہوتے تھے۔ عمر بن الخطاب رض نے بیان کیا
کہ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور
کہا کہ کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک ہوں۔ میں نے

عہ بظر: باکے فتح کے ساتھ گوشت کے اس ٹکڑے کو کہتے ہیں جو فرج کے اُوپر ہوتا ہے جس کو ہندی میں ٹنہ کہتے ہیں۔ لات ایک بت کا نام تھا جو بشکل عورت تھا جس کی قریش پوجا کرتے تھے۔ عرب کے نزدیک یہ سخت گالی ہے ۱۲

فَلِمَ نُعْطِی الدَّنِیَّۃَ فِی دِیْنِنَا إِذًا قَالَ إِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَلَسْتُ أَعْصِیْہِ وَھُوَ نَاصِرِیْ قُلْتُ أَوَلَیْسَ کُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِی الْبَیْتَ فَنَطُوْفُ بِہٖ قَالَ بَلٰی أَفَأَخْبَرْتُکَ أَنَّا نَأْتِیْہِ الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّکَ اٰتِیْہِ وَمُطَّوِّفٌ بِہٖ قَالَ فَأَتَیْتُ أَبَا بَکْرٍ فَقُلْتُ أَلَیْسَ ھٰذَا نَبِیُّ اللّٰہِ حَقًّا قَالَ بَلٰی قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا

کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک۔ میں نے کہا کہ پھر ہم کس وجہ سے اپنے دین میں عیب[1] لگائیں۔ فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں[2] اُس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میری مدد کرنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ہم سے نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ پہنچیں گے پھر اس کا طواف کریں گے۔ فرمایا کہ بیشک۔ کیا پھر میں نے تم کو یہ خبر دی تھی کہ ہم بیت اللہ میں اسی سال پہنچیں گے؟ میں نے کہا "نہیں" فرمایا کہ تو اس میں تم (آئندہ) پہنچنے والے ہو اور اس کا طواف بھی کرنے والے ہو۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر میں ابوبکرؓ کے پاس پہنچا اور میں نے کہا اے ابوبکرؓ! کیا یہ اللہ تعالیٰ کے سچے

[1] دین میں عیب پیدا ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ہم عمرہ کرنے کی نیت سے آئے تھے لیکن مشرکین کی اس ضد اور ہٹ کو کہ ہم اپنی عبادت کی تکمیل کئے بغیر ہی واپس ہو جائیں مان لینا ہمارے دین پر دھبہ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی عبادت کی تکمیل کے لئے جان کی پروا نہ کریں اور عمرہ ادا کر کے جائیں ۱۲

[2] یعنی حق تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی کی بناء پر ہم نے مشرکین کی شرطوں کو قبول کیا تاکہ بیت اللہ کا احترام قائم رکھیں اور ہم نے اُن کی ایسی شرطوں کو بھی مان لیا صرف احترام بیت اللہ کے لئے جو بظاہر ذلیل اور رُسوا کرنے والی معلوم ہوتی ہیں جو نفسوں پر شاق گزریں۔ اور عبادت کی حقیقت اس کے سوا اور کیا ہے کہ اپنے معبود کی رضاجوئی کے لئے اپنے عجز و افتقار کا مظاہرہ کیا جائے اس لئے اگر عبادتِ عمرہ کی تکمیل نہ ہو سکی تو کیا ہوا۔ ہم نے اتنی بڑی عبادت کی جو کہ بہت سے عمروں کے برابر ہے۔ کیونکہ اس کا جو نتیجہ یعنی رضاءِ الٰہی ہم کو ملا ہے کہ احترامِ حق کے پیشِ نظر ہم نے اپنا پہلو جتنا زیادہ سے زیادہ رحمت و حمایتِ باری تعالیٰ اور "نصر عزیز" ہماری طرف متوجہ ہو چکی ہے جسکا اثر تم آئندہ دیکھو گے۔ اس لئے یہ ہماری بہت بڑی فتح ہے اور اسی کی طرف سورۃ انا فتحنا جو واپسی کے دوران میں راستہ ہی نازل ہوئی تھی کہ ہم نے تم کو اس وقت بڑے تحمل کی توفیق دی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہماری حمایت اور نصر عزیز تمہارے ساتھ ہو گئی ہے کہ تم امتحان میں کامیاب ہو گئے ہو کہ جو لغزش تم سے سرزد ہو گئی تھی کہ تم نے مالی ضرورتوں اور اقارب کو بچانے کا خیال کرتے ہوئے فدیہ قبول کر لیا تھا وہ بھی معاف ہے (لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک) اور اگر کوئی لغزش آئندہ اسی طرح کی تم سے سرزد ہوئی تو وہ بھی معاف (وما تأخر) یاد رکھنا چاہیئے کہ "لیغفر لک" اور "ذنبک" میں اگرچہ خطاب خاص ہے مگر اس کا مفہوم عام ہے۔ یہاں ذنوب کا مفہوم عام معاصی نہیں ہے بلکہ ایسی لغزشیں ہیں جو حصولِ مقصد میں سدِّ راہ ہوتی ہیں جن کا وقوع مستقبل میں بھی مسلمانوں سے ہوا مگر اسی وعدۂ خداوندی نے اپنی نصر عزیز کے ذریعہ سے بُرے انجام سے ہمیشہ انکو محفوظ رکھا اور فتوحاتِ کاملہ کیلئے بالآخر سیدھا راستہ اُن کے سامنے کر دیا جس کیطرف (ویہدیک صراطاً مستقیماً) میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور (وینصرک اللہ نصراً عزیزاً) کا وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا رہا۔ ان جملہ الطاف و اکرامات کی بنیاد یہی معاہدہ بنا۔ اسی لئے اس کو فتح مبین فرمایا گیا۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ فتح کا مقدمہ یہی معاہدہ بنا تھا، قریش نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی جسکی بناء پر سورۂ براءت کے ذریعہ سے معاہدے کے فسخ کا اعلان کر دیا گیا اور پھر حملہ کر کے مکہ فتح کر لیا گیا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی اصل تعبیر کا ظہور ہوا کہ ہم بیت اللہ میں پہنچیں گے چنانچہ پہنچے اس طرح کہ ہمیشہ کیلئے کسی کو آنکھ ملانے کی جرأت نہ ہو سکی۔ الغرض آپ کے خواب کی تعبیر یعنی فتح مکہ کا ظہور تدریجاً اسی معاہدے سے شروع ہوا۔ بصیرتِ محمدی اس راز کو بخوبی سمجھ رہی تھی مگر ابتک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہ سمجھے تھے ۱۲ اشتیاق احمد

على الباطل قال بلىٰ قلت فلم نعطى الدنية فى ديننا اذًا قال يا ايها الرجل انه رسول الله صلى الله عليه وسلم وليس يعصى ربه وهو ناصره فاستمسك بغرزه فوالله انه على الحق قلت اليس كان يحدثنا انا سنأتى البيت فنطوف به قال بلىٰ أفأخبرك انك تأتيه العام قلت لا قال فانك اٰتيه ومطوف به قال عمر فعملت لذالك اعمالًا اخرجه البخارى ديگر آنکہ در اختيار صلح و جنگ سخنہا مى رفت و مشورہا بميان مے آمد آخرہا تقرير امر بمشورت حضرت صديق رض واقع شد فى قصة الحديبية انه صلى الله عليه وسلم بعث عينا له من خزاعة وسار النبى صلى الله عليه وسلم حتى كان بغدير الاشطاط اتاه عينه قال ان قريشا جمعوا جموعا وقد جمعوا لك الاحابيش وهو مقاتلوك و صادوك عن البيت ومانعوك فقال اشيروا ايها الناس على أترون ان اميل الى عيالهم و ذرارى هٰؤلاء الذين يريدون ان يصدونا عن

نبی نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا بیشک۔ میں نے کہا کہ ہم کس وجہ سے اپنے دین میں عیب لگائیں۔ فرمایا کہ اے شخص وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کو مدد دینے والا ہے۔ بس تو اُن کے رکاب پکڑے رکھ، واللہ وہ حق پر ہیں۔ مَیں نے کہا کہ کیا رسول اللہ ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ کہا کہ بیشک! تو کیا تم کو یہ خبر دی تھی کہ تم بیت اللہ اسی سال پہنچو گے۔ مَیں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ بیشک تم (آئندہ) پہنچنے والے ہو اور اس کا طواف بھی کرنے والے ہو۔ عمرؓ نے کہا کہ میں نے اس کی وجہ سے (یعنی اپنی اس جرآت گستاخانہ کی وجہ سے) بہت سے عمل خیر (بطور کفارہ) کئے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ تیسری یہ کہ صلح اور جنگ کے اختیار کرنے میں گفتگوئیں جاری تھیں اور مشورے ہوئے۔ آخر کار جو بات قرار پائی وہ حضرت صدیقؓ کے مشورے کے مطابق تھی۔ قصہ حدیبیہ (بخاری) میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک جاسوس (بسر ابن سفیان) جو قبیلہ خزاعہ کا تھا بھیجا (کہ قریش کے حالات معلوم کرکے آئے) اور آپ چل پڑے۔ جب (مقام) غدیر الاشطاط میں پہنچے وہاں آپ کا جاسوس آپ کے پاس آیا۔ اس نے بتایا کہ قریش کے لوگوں نے تو فوجیں اکٹھا کی ہیں اور یہ فوجیں متفرق قبیلوں میں سے لی ہیں۔ اور وہ آپ سے لڑیں گے اور بیت اللہ جانے سے آپ کو روکیں گے اور مانع ہوں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابؓ سے فرمایا کہ اے لوگو! مجھے مشورہ دو

عہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری اور اپنے سوال وجواب کو حضرت ابوبکرؓ پر ظاہر کیا تھا مگر حضرت ابوبکرؓ نے بھی انکو وہی جواب دیئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے تھے الفاظ بھی نہ بدلے۔ اس حدیث کے ایراد سے یہی غرض ہے ۱۲ مترجم

البیتِ فان یأتونا کان اللہ قد قطع عیناً من المشرکین والاّ ترکناھم محرومین (اے مسلوبین منہوبین ۱۲) قال ابوبکر یارسول اللہ خرجت عامداً لھذا البیتِ لا ترید قتلَ احدٍ ولاحربَ احدٍ فتوجّہ لہٗ فمن صدّنا عنہ قاتلناہ قال امضُوا علیٰ اسمِ اللہ اخرجہ البخاری۔

ازانجملہ آنست کہ چوں غزوۂ خیبر واقع شد حضرت صدّیق رضی اللہ عنہ حاضر آں واقعہ بود و بمقتضائے سیرت آنحضرتِ صلی اللہ علیہ وسلّم در خلفاء کہ بمنزلہ منتظر الامارت معاملہ میکردند حضرتِ صدیق رضی اللہ عنہ امیر لشکر شد ہرچند در آخرِ واقعہ فضیلتِ علی مرتضیٰ غالب آمد عن سلمۃ بن الاکوع قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکرؓ الیٰ بعض حصون خیبر فقاتل وجھد ولم یکن فتح اخرجہ الحاکم و ازانجملہ آنست کہ بر سریّہ بنی فزارۃ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ را امیر ساخت عن سلمۃ بن الاکوع قال اَمَّر رسول اللہ

کیا تم یہ رائے پسند کروگے کہ ہم ان کافروں کے متعلقین اور ان کے بال بچوں پر جھک پڑوں (یعنی بڑھ کر ان کو قید کرلوں) جو اس ارادے سے پہنچے ہیں کہ ہم کو بیت اللہ سے روک دیں۔ پھر اگروہ (اپنے بال بچوں کو بچانے کی غرض سے) ہم سے لڑنے آئیں گے تو اللہ مشرکوں کے جاسوسوں کو (یا انکی ایک آنکھ کو) ختم کردے گا (یعنی ہمارے ہاتھ سے ان کو ہلاک کردے گا)۔ ورنہ ہم اُن کو لُٹا پٹا چھوڑ دیں گے۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ ! آپ تو بیت اللہ کے ارادے سے نکلے ہیں۔ کسی کو قتل اور کسی سے جنگ کے ارادہ سے نہیں نکلے۔ بس اپنا رُخ بیت اللہ کی طرف رکھیے جو ہم کو اس سے روکے گا اس سے ہم قتال کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا چلو بسم اللہ۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوۂ خیبر واقع ہوا تو اس میں حضرت صدّیقؓ حاضر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلفاءؓ کے ساتھ سیرت مبارکہ کے مطابق کہ آپ بمنزلۂ ولی عہد کے معاملہ کرتے تھے حضرت صدیقؓ امیر لشکر ہوئے ہرچند کہ آخرِ جنگ میں علی مرتضیٰؓ کی فضیلت غالب تر ظاہر ہوتی۔ مروی ہے سلمہ بن الاکوعؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو خیبر کے بعض قلعوں کی طرف بھیجا تو انھوں نے قتال کیا اور کوشش کی اور فتح نہ ہوئی، روایت کیا اس کو حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ سریّۂ بنی فزارہ پر حضرت صدیقؓ کو امیر بنایا۔ مروی ہے سلمہ بن الاکوعؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو امیر

ع۵ یعنی جب باہر والے لوگ اپنے بال بچوں کو بچانے کے لئے آئیں گے تو قریش کے لوگ تو مکہ میں رہ جائیں گے وہ ان کے ساتھ آنے والے نہیں اس صورت میں کافروں کی جماعت کم ہو جائے گی بہ نسبت اسکے کہ ہم مکہ میں جاکر مقابلہ کریں کیونکہ یہ باہر والے اور قریش سب مجتمع ہیں مل کر ہمارا سخت مقابلہ کرسکتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ یہ مطلب ہے کہ اگر یہ باہر والے اپنے بال بچوں کو بچانے آتے تو مارے جائیں گے اور ان کے مارے جانے سے قریش کے جاسوسوں میں کمی ہوگی کیونکہ یہی باہر والے ہماری خبریں قریش کو پہنچایا کرتے ہیں گویا ان کے جاسوس ہیں۔ بنابریں یہ ترجمہ ہوگا "تو جدا کردیا اللہ تعالیٰ نے جاسوس (جماعت) کو جو مشرکین کی تھی ہم سے ۱۲　اشتیاق احمد عفی عنہ

صلے اللہ علیہ وسلم ابابکر رضی اللہ عنہ فغزونا ناسًا من بنی فزارۃ فلما دنونا من الماء امرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فعرسنا فلما صلینا الصبح امرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فشننا الغارۃ قال فوردنا الماء فقتلنا بہ من قتلنا فانصرف عنق من الناس وفیھم الذراری والنساء قد کادوا یسبقون الی الجبل فطرحنا سھمًا بینھم و بین الجبل فلما رأوا السھم وقفوا فجئت بھم اسوقھم الی ابی بکر رضی اللہ عنہ و فیھم امرأۃ من بنی فزارۃ علیھا قشع من الادم معھا ابنۃ لھا من احسن العرب قال فنفلنی ابوبکر رضی اللہ عنہ ابنتھا قال فقدمت المدینۃ فلقینی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلت واللہ یا رسول اللہ ما کشفت لھا ثوبًا وھی لک یا رسول اللہ فبعث بھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی مکۃ ففادی بھا اساری من المسلمین کانوا فی ایدی المشرکین اخرجہ الحاکم وازانجملہ آنست که چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے ملوک آفاق نامہا نوشتند وجمعے را برائے تبلیغ آں نامہا فرستادند سائلے سوال کرد کہ حضرت صدیق رض و فاروق رض چرا فرستادہ نمی شود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعظیم رتبہ ایں دو بزرگ و نسبت

بنایا تو ہم نے بنی فزارہ کے لوگوں سے جہاد کیا تو جب ہم پانی کے (یعنی قبیلہ کے) قریب پہنچ گئے تو ہم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو ہم نے آرام کیا۔ پھر جب صبح کی نماز پڑھ لی تو ہم کو ابوبکر رض رضی اللہ عنہ نے حکم دیا پھر ہم نے ہر جانب سے ان پر لوٹ ڈالی۔ کہا کہ ہم قبیلہ پر جا پہنچے تو وہاں جن لوگوں کو قتل کرنا تھا قتل کیا۔ پھر ان لوگوں کے بعض ممتاز لوگوں کی جماعت اور ان میں ان کے بال بچے اور عورتیں بھی تھیں لوٹے اور پہاڑ کی طرف پہنچنے کے قریب ہوگئے تو ہم نے ان کے اور پہاڑ کے درمیان تیر پھینکے۔ پھر جب انہوں نے تیروں کو دیکھا تو ٹھہر گئے اور میں ان کے پاس پہنچا اور ان کو ہنکاتا ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور اُن میں بنی فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑے کا ایک پوستین اوڑھے ہوئے تھی اسکے ساتھ اُس کی ایک بیٹی تھی جو عرب کی حسین ترین والی تھی۔ کہا کہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کو غنیمت میں سے مجھے دیدیا۔ کہا کہ پھر میں مدینہ آگیا تو مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملے۔ تو میں نے کہا واللہ یارسول اللہ! میں نے اسکے اوپر سے کپڑا ابھی نہیں ہٹایا اور یارسول اللہ! اب یہ آپ کی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکہ بھیجدیا اُس سے فدیہ (بدلہ) کرلیا مسلمانوں میں کے اُن قیدیوں کا جو مشرکین کے قبضہ میں تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چہار جانب کے بادشاہوں (کے پاس بھیجنے) کے لئے خطوط تحریر فرمائے اور ایک جماعت کو ان خطوط کے پہنچانے کے لئے روانہ کیا تو ایک سائل نے سوال کیا کہ حضرت صدیق رض اور حضرت فاروق رض کو کیوں نہیں بھیجا جاتا؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بزرگوں کے مرتبہ کی عظمت اور اُن کے ساتھ اپنے اتحاد کی نسبت کا اظہار فرمایا

اتحاد ایشاں با خود بیان فرمود و ایں معنی
فضیلت ایشاں را دو بالا ساخت عن حذیفۃ
ابن الیمان رضی اللہ عنہما قال سمعتُ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم یقول لقد
هَمَمْتُ ان اَبعثَ الی الاٰفاق رجالا
يُعَلِّمون النّاس السُّنَنَ والفرائض کما
بعثَ عیسی بن مریم الحواریین قیل لہٗ
فاَینَ انتَ عن ابی بکرٍ وعمرَ قال انہ لاغنیٰ
لی عنہما انّھما من الدّین کالسّمع والبصر
رواہ الحاکم۔ از انجملہ آنست کہ حضرت صدیقؓ
در مصالح مسلمین شبانگاہ با آنحضرتؐ مشاورت
می کردند و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برحسب
مشورہ ایشاں عمل میفرمود قال ابن عباس
فی قولہ تعالیٰ وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ یعنی ابابکر
وعمر وعن عمر رضی اللہ عنہ قال کان رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یَسْمُرُ عند ابی بکر اللیلۃ
فی الامر من امور المسلمین وانا معہ رواہ
احمد وعن عبدالرحمٰن بن غَنْم انّ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر وعمر لو اجتمعتما
فی مشورۃٍ ما خالفتکما اخرجہ احمد۔
واز انجملہ آنست کہ چوں ازواج طاہرات
غیرت کردند و سورۂ تحریم نازل شد حضرت
صدیقؓ و فاروقؓ مشار الیہ بکلمہ وصالح
المؤمنین گشتند عن ابی اُمامۃ قال فی قولہ
تعالیٰ فَاِنَّ اللّٰہَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِیْلُ

اور اس ارشاد نے ان کی فضیلت کو دو چند کر دیا۔ مروی ہے حذیفہؓ
ابن الیمان رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ میں نے عزم کر لیا ہے کہ چاروں طرف
ایسے لوگوں کو بھیجوں جو لوگوں کو امور شرعیہ اور فرائض کی تعلیم
دیں جیسا کہ عیسیٰ بن مریمؑ نے حواریین کو بھیجا تھا۔ تو آپ سے کہا
گیا کہ کیا بات ہے آپ ابو بکرؓ و عمرؓ سے ایسے کام نہیں لیتے۔ فرمایا
کہ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں سے میں مستغنی نہیں ہوتا۔ یہ دونوں
دین کے حق میں ایسے ہیں جیسے سمع اور بصر (انسان کے لئے) اس کو
روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ
مسلمانوں کی مصلحتوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے مشاورت کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے
مشوروں کے مطابق عمل فرمایا کرتے تھے۔ ابن عباسؓ نے
ذکر کیا حق تعالےٰ کے قول وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ کے بارے میں
(کہ ان سے کاموں میں مشورہ کیا کرو) "یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ سے"۔ اور
عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رات
کو گفتگو فرمایا کرتے تھے ابو بکرؓ کے نزدیک (لیٹ کر) امورِ
مسلمین میں سے کسی امر کے متعلق اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا
روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور عبدالرحمٰن بن غنم سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے فرمایا جب تم دونوں
کسی مشورے میں متفق ہو جاتے ہو تو میں تمہارے خلاف نہیں کرتا،
اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب
ازواج طاہراتؓ نے غیرت کی اور سورۂ تحریم نازل ہوئی تو
حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کلمہ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے مشار الیہ
بنے۔ مروی ہے ابو امامہؓ سے انھوں نے کہا اللہ تعالےٰ کے اس قول کے
بارے میں فَاِنَّ اللّٰہَ هُوَ مَوْلٰهُ الخ (۶۶:۴) اور اگر (اسی طرح)

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ابوبکر و عمر اخرجه
الحاکم و شاهده حدیث نعمان بن بشیر
استاذن ابوبکر علی النبی صلی الله
علیه وسلم وسمع صوت عائشة عالیا
فلما دخل تناولها لیلطمها وقال لا اراک
(تاکہ طمانچہ زند) ترفعین صوتک علی رسول الله صلی الله
علیه وسلم اخرجه ابوداؤد و ازانجمله آنست
که حضرت صدیق رض غایت سعی در کتمان اسرار
آنحضرت صلی الله علیه وسلم می فرمود در قصه
عرض حفصه رض بر عثمان رض و حضرت صدیق اکبر رض
مذکور است قال ابوبکر لو یمنعنی ان ارجع
الیک الا انی کنت علمت ان رسول الله صلی
الله علیه وسلم ذکرها ولو اکن لافشی
سر رسول الله صلی الله علیه وسلم
رواه البخاری و ازانجمله آنست که حضرت صدیق
در هر خیر سبقت میکرد در قصه بشارت
عبدالله بن مسعود رض حضرت فاروق رض گفته
است ان فعلت انک لسابق بالخیر
و فی قصص کثیر نحو من ذٰلک
تا آنکه سبّاق الی الخیر لقب او شد درمیان
صحابه رض و ازانجمله آنست که چون روز جمعه
کاروان شام در رسید مردمان از مسجد
متفرق شده در پے کاروان رفتند
حضرت صدیق رض از ثابتان آں جمع
بود عن جابر قال بینما النبی صلی الله

پیغمبر ؐ کے مقابلہ میں تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں) تو دیا در کھو کہ
پیغمبر ؐ کا رفیق اللہ ہے اور جبرئیل ؑ ہے اور نیک مسلمان ہیں الخ. یعنی
ابوبکر رض و عمر رض. اس کو روایت کیا حاکم نے اور اس کی شاہد نعمان رض بن بشیر
کی حدیث ہے کہ ابوبکر رض نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے کی
اجازت چاہی اور انھوں نے عائشہ رض کی آواز کو سن لیا جو اونچی ہو رہی
تھی، جب گھر میں داخل ہوتے تو ان کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ ان کے
طمانچہ ماریں اور فرمایا کہ میں آئندہ نہ دیکھوں کہ تو اپنی آواز کو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کرے. اس کو
روایت کیا ابوداؤد نے. اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت
صدیق رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسرار کے چھپانے میں انتہائی
کوشش فرماتے تھے. حضرت حفصہ رض کے لئے (حضرت عمر رض) کا حضرت
عثمان رض کو اور پھر صدیق اکبر رض کو پیغام دینے کے قصہ میں مذکور ہے
کہ ابوبکر رض نے (حضرت عمر رض سے جواب نہ دینے کی معذرت کرتے ہوئے)
کہا کہ مجھے کسی بات نے آپ کی طرف رجوع ہونے (یعنی آپ کی بات
کا جواب دینے) سے نہیں روکا بجز اس کے کہ میں جانتا تھا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حفصہ رض کا ذکر کیا اور میں رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر کرنے والا نہ تھا. اس کو بخاری
نے روایت کیا. اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رض ہر
خیر میں سبقت کرتے تھے. عبداللہ بن مسعود رض کی بشارت کے قصہ
میں حضرت فاروق رض نے فرمایا اگر تو نے یہ کیا تو بیشک، تو ہی (ہم سب سے
زیادہ) خیر پر سبقت کرنے والا ہے اور بہت سے قصوں میں اس قسم
کی مثالیں ملتی ہیں. یہاں تک کہ صحابہ رض کے درمیان ان کا لقب
سبّاق الی الخیر (نیک کام کی طرف بڑھنے والا) مشہور ہوگیا.
اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب جمعہ کے روز شام سے (تجارتی)
قافلہ آپہنچا تو لوگ مسجد سے نکل کر قافلہ کے پیچھے چلے گئے

علیہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ قائما اذا قدمت عیر المدینۃ فابتدرھا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی لم یبق منھم الا اثنا عشر رجلا فیھم ابوبکر وعمر اخرجہ الترمذی واز اں جملہ آنست کہ چوں غزوۂ فتح مہیا شد حضرت صدیق رض را دراں واقعہ فضائلِ نمایاں حاصل گردید بچند وجہ یکے آنکہ پیش از واقعہ ابوسفیان پیش صدیقِ اکبر رض آمد طلب اعادہ صلح نمود و ایں نبود مگر از جہتِ وجاہت عظمی کہ حضرت صدیق رض را درمیانِ مسلمین حاصل بود وازوے حساب می گرفتند قال محمد بن اسحٰق ثم خرج ابوسفیان حتی اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلمہ فلم یرد علیہ شیئا ثم ذھب الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فکلمہ ان یکلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما انا بفاعل ثم اتی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فکلمہ فقال انا اشفع لکم عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فواللہ لو لم اجد الا الذر لجاھدتکم بہ دیگر آنکہ چوں بمکہ داخل شدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجانب حضرت صدیق رض متوجہ شدہ فرمودند کیف قال حسان عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال لما دخل

حضرت صدیق رض ان لوگوں میں سے تھے جو اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ مروی ہے جابر رض سے کہا اس دَوران میں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہوتے خطبہ فرما رہے تھے کہ مدینہ کا قافلہ آپہنچا تو اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر اس کی طرف جھپٹ گئے یہاں تک کہ کوئی اُن میں سے باقی نہ رہا بجز بارہ آدمیوں کے جن میں ابوبکر رض اور عمر رض بھی تھے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوۂ فتحِ مکّہ کی تیاری ہوئی تو حضرت صدیق رض کو اس واقعہ میں نمایاں فضیلت حاصل ہوتی چند وجوہ سے ایک یہ کہ واقعہ فتح سے پہلے ابوسفیان صدیقِ اکبر رض کے پاس آیا اور آپ سے (سابقہ) صلح کے اعادہ کرنے کی درخواست کی اور آپ سے ایسا کہنا صرف اسی بنا پر تھا کہ حضرت صدیق رض کو مسلمانوں میں بڑی وجاہت حاصل تھی اور آپ کی شخصیت کا اثر قبول کرتے تھے۔ محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ پھر نکلا ابوسفیان یہاں تک کہ (مدینہ پہنچکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے گفتگو کی مگر آپ نے اُسکی کسی بات کا جواب نہ دیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو اُن سے یہ گفتگو کی کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (اس بارے میں) کلام کریں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں۔ پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور اُن سے کلام کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمہاری سفارش میں کروں؛ خدا کی قسم اگر میں (اپنے اندر) طاقت نہ پاؤں مگر ایک چیونٹی کے برابر تو میں تم سے اس کے بھی جہاد کروں گا۔ دوسری یہ کہ جب مکّہ میں داخل ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدّیق رض کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حسّان رض نے کس طرح کہا تھا؛ مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتح کے سال میں (مکّہ میں) داخل ہوتے تو آپ نے

رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عام الفتح رأی النساءَ یَلطِمن وجوہ الخیلِ بِالخُمُرِ فتبسم الی ابی بکر رضی اللہ عنہ وقال یا ابا بکر کیف قال حسّان بن ثابتٍ فَاَنشَدَہٗ ابو بکر رضی اللہ عنہ؎

عَدِمتُ بُنَیَّتِی اِن لَّم تَرَوْھا، تُثِیرُ النقعَ من کَنَفَی کَدَاءِ، یُنازِعنَ الاَعِنّۃَ مُسرِعاتٍ، یُلَطِّمُھُنَّ بِالخُمُرِ النساءُ، فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ادخُلوا من حیث قال حسّان اخرجہ الحاکم۔

و دیگر آنکہ پدر صدیقِ اکبرؓ آں روز بشرفِ اسلام تشریف یافت وفضیلت آنکہ چہار پشت آنحضرتؐ را دیدہ باشد و مسلمان شدہ غیر صدیقؓ را میسر نہ شد قال محمد بن اسحٰق فلما دخل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکّۃَ دخل المسجد فاتی ابو بکر رضی اللہ عنہ بأبیہ یقودُہ فلمّا رأہ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ھلّا ترکتَ الشیخَ فی بیتہٖ حتے اکونَ انا اٰتِیہٖ فیہ قال ابو بکر رضی اللہ عنہ یا رسولَ اللہ ھو احقّ بمشیہ الیک من ان تمشیَ انتَ الیہ فاجلسہ بین یدیہ ثم مسح صدرہ ثم قال اَسلِم فاسلمَ الحدیث وقال علی بن ابی طالب ھٰذہ الاٰیۃ فی ابی بکر یعنے قولہ تعالٰی حتےٰ اِذا بلغَ اَشُدَّہٗ وَ

عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی اوڑھنیاں گھوڑوں کے منہ پر مار رہی ہیں۔ (یعنی مالش کر رہی تھیں) تو آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائے اور فرمایا کہ اے ابو بکرؓ کیسے کہا تھا حسان بن ثابت نے؟ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اُن کے یہ اشعار سُنائے ؎

عَدِمتُ بُنَیَّتِی اِن لَّم تَرَوْھا الخ۔ میں اپنی پیاری بیٹی سے محروم ہو جاؤں اگر تم اُن کو (یعنی گھوڑوں کو) اس حالت میں نہ دیکھ لوں کہ وہ کداءؔ کی دونوں جانب سے غبار اُٹھا رہے ہوں گے۔ جھگڑتی ہوئی ہوں گی عورتیں جلدی کرتی ہوئی چھیننے والی لونڈیوں سے۔ اُن گھوڑوں کے منہ پر اپنی اوڑھنیاں مارتی ہوں گی"۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جدھر سے حسّانؓ نے کہا اُدھر سے ہی داخل ہو جاؤ اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور تیسریؔ یہ کہ صدیق اکبرؓ کے والد اُس روز اسلام سے مشرف ہوئے اور یہ فضیلت کہ چار پُشت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور سب مسلمان بھی ہوں حضرت صدّیقؓ کے سوا کسی کو میسّر نہیں ہوئی۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکّہ میں داخل ہوئے تو مسجد میں پہنچے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے باپ کو رہنمائی کرتے ہوئے لائے جب اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ تم نے ان شیخ کو گھر میں ہی کیوں نہ چھوڑا۔ میں خود ان کے پاس پہنچ جاتا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! بہ نسبت اس کے کہ آپؐ چل کر ان کے پاس پہنچیں ان کے لئے چل کر آپؐ کے پاس آنا زیادہ بہتر تھا۔ تو آپؐ نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر اُن کے سینہ پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا اسلام لاؤ، تو وہ اسلام لے آئے، آخر حدیث تک۔

؎ کَدا کاف کے زبر کے ساتھ ایک بلند چوٹی کا نام ہے جو مقابر معلّے سے متصل ہے اور کُدا ضمہ و کسر کے ساتھ باب عمرہ کی جانب ایک پست چوٹی کا نام ہے۔ کدا کے نیچے سے شہر میں داخل ہونے کا ایک راستہ تھا اشعار کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ وہ وقت آکر رہے گا کہ لشکر اہل اسلام اس طرح مکہ فتح کرے گا کہ اسکے سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے کداء کے دونوں جانب سے داخل ہو رہے ہوں گے اور آزاد عورتیں تمہارے گھوڑے کے چہروں کو اپنی اوڑھنیوں سے صاف کرتی ہوں گی یا ان کی مالش کرتی ہوئی ہوں گی ۱۲

بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً اسلم ابواہ جمیعًا
فلم یجتمع لاحدٍ من الصحابۃ المهاجرین
ابواہ غیرہ اوصاہ اللہ بهما ولزم ذلك
من بعدہ اخرجه الواحدی وعن موسے
ابن عقبۃ لم یُدْرِكْ اربعۃٌ (من النسل) النبی صلے
اللہ علیه وسلم الا هؤلاء ابو قحافۃ و
ابوبکر وابنه عبد الرحمٰن وابو عتیق
ابن عبد الرحمٰن بن ابی بکر اخرجه الواحدی

وازا بجملہ آنست کہ در قصۂ حنین و
قضیۂ ابی قتادہ مشورتِ او بشرفِ
تصویب رسید. عن ابی قتادۃ قال
قال رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم
مَن اقام بینۃً علے قتیلٍ قتله
فله سَلَبُه فقمتُ لِاَلتمس
بَیِّنَۃً علے قتیلی فلم ار احدًا
یشهد لی فجلستُ ثم بدا لی
فذکرتُ امرہ لرسول اللہ
صلے اللہ علیه وسلم فقال
رجلٌ من جُلسائِه سلاحُ
هذا لقتیلِ الذی یذکرہ
عندی فارضه منی فقال
ابوبکر کلا لا تُعطِیه اُصَیْبِغُ
من قریش وتدعُ اسدًا
من اُسدِ اللہ یقاتل عن
اللہ ورسوله قال فقام

اور علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا کہ آیت ابو بکرؓ کے بارے میں ہے.
یعنی ارشادِ باری تعالےٰ حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ الخ (۴۶ : ۱۵)

یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس برس کی عمر تک
پہنچ گیا" الخ ان کے ماں اور باپ دونوں اسلام لائے اور صحابہ
مہاجرین میں سے کسی کے ماں اور باپ بجز اُن کے (اسلام پر)
مجتمع نہیں ہوتے. اللہ تعالےٰ نے ان دونوں (والدین) کے ساتھ
(بہتر سلوک کی) ان کو وصیت کی اور اُن کے بعد والوں پر
بھی اس کو لازم کردیا. اس کو واحدی نے روایت کیا. اور موسےٰ
ابنِ عقبہؓ سے روایت ہے کہ (ایک نسل کے) چار آدمیوں نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا بجز ان لوگوں کے ابو قحافہ اور
ابو بکرؓ اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰنؓ اور ابو عتیق بن عبدالرحمٰن
ابن ابی بکر، روایت کیا اس کو واحدی نے. اور ان میں سے ایک یہ ہے
واقعۂ حنین میں ابو قتادہ کے تصفیہ میں ابو بکرؓ ہی کا مشورہ مشرف
بہ صواب ہوا. مروی ہے ابو قتادہؓ سے کہا کہ فرمایا تھا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کسی مقتول کے بارے میں گواہی
پیش کرے گا کہ اس نے اس کو قتل کیا تو مقتول کا سامان اُس کو
دیا جائے گا. تو میں اُٹھا تاکہ اپنے مقتول پر کوئی گواہ تلاش کروں
مگر کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جو میری گواہی دیتا تو میں بیٹھ گیا. پھر
مجھے خیال آیا اور قتیل کے واقعہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں ذکر کردیا کہ اس کے ساتھ بڑا سخت مقابلہ ہوا تھا تو
آپ کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس
مقتول کے ہتھیار جس کا یہ ذکر کررہا ہے میرے پاس ہیں تو آپ اسکو
رضامند کردیجئے میری جانب سے (کہ وہ میرے حق میں دستبردار
ہوجائے) تو ابو بکرؓ نے کہا ہرگز نہیں (یا رسول اللہ) آپ اس کو
نہ دیجئے. قریش میں کی ایک کمزور چڑیا (لیجاتے) اور آپ اللہ کے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاداہ الیّ فاشتریت منہ خرافاً فکان اول مال تأثلتہ اخرجہ البخاری وازانجملہ آنست کہ در غزوۂ طائف فضائل جلیلہ نصیب حضرت صدیق رضؓ آمد بجہاتِ متعددہ یکے آنکہ پسرِ حضرتِ صدیق رضؓ بزخم تیر مجروح شد و آخر حال بہماں جراحت شہادت یافت فی الاستیعاب عبد اللہ بن ابی بکر شہد الطائف مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمی بسہم فیندمل جرحہ فانتقض علیہ فمات منہ فی خلافۃ ابیہ دیگر آنکہ بازگشتن از محاصرۂ حصنِ طائف بغیر فتح باشارۂ وے وتعبیر وے بود رضی اللہ عنہ قال محمد بن اسحٰق وقد بلغنی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وھو محاصر ثقیفاً یا ابا بکر انی رأیت انی اھدیت الیّ قعبۃ مملوۃ زبداً فنقرھا دیک فھراق ما فیھا فقال ابوبکر ما اظن ان تدرک منھم یومک ھذا ما ترید فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانا لا اریٰ ذٰلک وازانجملہ آنست کہ چوں غزوۂ تبوک واقع شد حضرت صدیق رضؓ را دراں مشہد فضائل بسیار نمایاں گشت۔ یکے آنکہ درانفاق گوئے سعادت ازہمہ در ربود عن اسلم

شیروں میں سے اس شیر کو چھوڑدیں (یعنی محروم کردیں) جو اللہ اور اسکے رسولؐ کی طرف سے قتال کرے۔ ابو قتادہؓ نے کہا تو اُٹھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ آپ نے مجھے دلوائے۔ تو میں نے اس سے ایک باغ خریدا۔ تو یہ پہلا مال تھا کہ جو میں نے جمع کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ طائف میں حضرت صدیقؓ کے حصہ میں بہت سی شاندار فضیلتیں آئیں متعدد جہات سے ایک یہ کہ حضرت صدیق رضؓ کا بیٹا ایک تیر کے لگنے سے مجروح ہوا بالآخر اسی زخم سے اُس نے شہادت پائی۔ استیعاب میں ہے کہ عبد اللہ بن ابی بکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف میں موجود تھے اُن کے ایک تیر مارا گیا تھا۔ اس زخم میں فساد پیدا ہو گیا اس کے بعد پھٹ گیا، اُسی سے انتقال کر گئے۔ اپنے باپ کی خلافت کے زمانہ میں۔ دوسری یہ کہ آپؐ کا طائف کے قلعہ سے محاصرہ اُٹھا بغیر فتح کئے ہوئے واپس ہو جانا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اشارے اور ان کی تعبیر سے ہوا تھا۔ محمد بن اسحٰق رحؒ نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب آپ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ اے ابوبکرؓ! میں نے دیکھا کہ میرے پاس بطور ہدیہ ایک رکابی بھیجی گئی جو مکھن سے بھری ہوئی تھی۔ ایک مرغ نے اُس میں چونچ ماری تو جو اس میں تھا وہ بہہ گیا۔ تو ابوبکرؓ نے یہ کہا کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ جو کچھ آپؐ ارادہ کر رہے ہیں اس جنگ میں اُن سے حاصل کر لیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں بھی درحقیقت یہی سمجھ رہا ہوں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوۂ تبوک واقع ہوا اُس موقع پر حضرت صدیقؓ کے بہت سے فضائل نمایاں ہوئے۔ ایک یہ کہ مال خرچ کرنے میں آپ نے سب سے بڑھ چڑھ کر سعادت حاصل کی۔ اسلم سے مروی ہے

قال سمعتُ عمر بن الخطاب یقول امرنا
رسولُ الله صلے الله علیه وسلم ان نتصدّق
ووافق ذٰلك عندی مالاً فقلتُ الیوم
اَسبِقُ ابابکرٍ اِن سَبَقْتُہٗ یوماً فقال فجئتُ
بنصفِ مالی فقال رسولُ الله صلے الله
علیه وسلم ما اَبقیتَ لاَهلِكَ قلتُ مثلہٗ و
اتی ابوبکرٍ بکل ما عندہٗ فقال یا ابابکرٍ ما ابقیتَ
لاَهلك فقال ابقیتُ لهم الله ورسولہٗ
قلتُ لا اسبقہٗ الی شیٔ ابداً اخرجہ الترمذی
دیگر آنکہ عرضۂ ایں لشکر بصدیقِ اکبر رض
حوالہ شد و امامتِ لشکر بوے رضی الله
عنہ تسلیم یافت. دیگر آنکہ در اثناء راہ
آنحضرت صلے الله علیه وسلم با چند کس تعریس (یعنی آخر شب آرام فرمودن)
فرمود واز لشکر دور افتاد دراں حالت بر زبان
مبارک آنحضرت ص گزشت کہ اگر لشکر فرمانبرداری
صدیق رض و فاروق رض کنند راہ یاب
شوند اخرجہ مسلم وقصہ آں طولے دارد.
وازانجملہ آنست کہ در سالِ نہم آنحضرت
صلے الله علیه وسلم حضرت صدیق رض را
امیر حج فرمود و او اوّل کسے است کہ در
اسلام امیر الحج شد و اینجا غلطی عظیم
افتادہ است جمعی می دانند کہ فرستادنِ
حضرت مرتضےٰ رضی الله عنہ عزلِ ابوبکر
صدیق رض بود تحقیق آنست کہ امیر حج ابوبکر صدیق رض
بود وابلاغ برآۃ تحویل علی مرتضےٰ رض عن

کہا کہ میں نے سُنا عمر بن الخطاب رض سے فرماتے تھے کہ ہم کو حکم دیا رسول
الله صلے الله علیه وسلم نے کہ ہم صدقہ دیں (یعنی چندہ لے کر
آئیں) اور یہ بات میرے لئے (موجودہ احوال کے) موافق پڑی کہ
میرے پاس مال موجود تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر کسی دن میں ابوبکر رض
سے (نیک کام میں) سبقت لیجا سکا تو آج سبقت لیجاؤں گا عمر رض
نے فرمایا کہ پھر میں جو کچھ میرے پاس تھا اس کا نصف لے آیا۔ تو رسول
الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے اہل کے لئے کتنا باقی چھوڑا؟
میں نے عرض کیا کہ اسی کے برابر۔ اور ابوبکر رض لے کر آئے جو کچھ اُن
کے پاس تھا سب کا سب۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے
اہل کے لئے کیا باقی چھوڑا؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ میں نے
ان کے لئے الله کو اور اُس کے رسول کو باقی چھوڑا تو میں نے (اپنے
دل میں) کہا کہ میں ان سے کبھی کسی بات میں آگے نہیں بڑھ سکتا، روایت
کیا اس کو ترمذی نے۔ دوسری یہ کہ اس لشکر کی تنظیم صدیق اکبر رض کے
حوالہ ہوئی اور اس لشکر کی امامت بھی آپ ہی کے سپرد ہوئی رضی الله
تعالیٰ عنہ۔ تیسری یہ کہ اثناء راہ میں آنحضرت صلی الله علیه وسلم نے چند
لوگوں کے ساتھ آخر شب میں اُتر کر آرام فرمایا اور آپ لشکر سے دُور
رہ گئے۔ اُس حالت میں آپ کی زبان مبارک پر یہ بات آئی کہ اگر
لشکر کے لوگ صدیق رض و فاروق رض کی فرمانبرداری کریں تو راہ
پالیں گے، اس کو مسلم نے روایت کیا اور یہ قصہ طول رکھتا ہے۔
اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ نویں سال ہجرت میں آنحضرت
صلے الله علیه وسلم نے حضرت صدیق رض کو امیر حج بنایا اور وہ پہلے
شخص ہیں جو کہ اسلام میں امیر الحج ہوئے۔ اور یہاں ایک بڑا مغالطہ
واقع ہوا ہے۔ ایک جماعت یہ سمجھتی ہے کہ حضرت مرتضےٰ رضی الله عنہ
کو (آپ کے بعد) بھیجنا، ابوبکر صدیق رض کو معزول کرنا تھا۔ تحقیق
یہ ہے کہ امیر حج ابوبکر صدیق رض تھے اور سورۃ براءۃ کو پہنچانا

محمد بن علی انہ لما انزلت براءۃ علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد کان بعث ابا بکر
الصدیق رضی اللہ عنہ لیقیم للناس الحج
قیل لہ یا رسول اللہ لو بعثت بها الی
ابی بکر فقال یؤدی عنی رجل من
اھل بیتی ثم دعا علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ فقال اخرج بھذہ القصۃ
من صدر براءۃ واذن فی الناس یوم
النحر اذا اجتمعوا بمنی انہ لا یدخل الجنۃ
کافر ولا یحج بعد العام مشرک ولا
یطوف بالبیت عریان ومن کان لہ عند
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عھد
فھو لہ الی مدتہ فخرج علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ علی ناقۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حتی ادرک ابا بکر رضی
اللہ عنہ فلما راہ ابو بکر قال امیر او
مأمور قال بل مأمور ثم مضیا فاقام
ابو بکر رضی اللہ عنہ للناس الحج و
العرب اذ ذاک فی تلک الساعۃ علی
منازلھم من الحج التی کانوا علیها فی الجاهلیۃ
حتی اذا کان یوم النحر قام علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ فاذن فی الناس بالذی
امرہ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ایها الناس انہ لا یدخل الجنۃ کافر
ولا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت

(تمام سفر کارِ حج تک) علی مرتضیٰ رضہ کی سپردگی میں تھا۔ مروی ہے محمد بن علی
سے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سورۃ برات نازل ہوئی
اور آپؐ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھیج چکے تھے تاکہ آپ لوگوں کو حج پر
قائم کریں (احکام شریعت کے مطابق) تو آپؐ سے کہا گیا کہ یا رسول
اللہ! اگر آپؐ اس کو ابو بکر رضہ کے پاس بھیجدیں تو مناسب ہوگا۔
تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو میری جانب سے میرے اہل بیت میں
سے کسی شخص کو پہنچانا چاہیئے۔ پھر آپؐ نے علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ اس قصہ کو آغاز سورۃ برات سے
لیکر چلے جاؤ اور یوم النحر میں جب کہ لوگ منیٰ میں جمع ہوں اعلان
کردو کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی
مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے اور
جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عہد ہو تو وہ اس کا حقدار
ہوگا عہد کی مدت تک۔ تو نکلے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ (عضباء) پر یہاں تک کہ ابو بکر رضی
اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ جب ان کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے
دیکھا تو فرمایا کہ امیر بن کر آئے ہو یا ماتحت بن کر۔ حضرت علی رضہ نے
کہا کہ ماتحت بن کر۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ
لوگوں کو حج کرانے پر قائم رہے اور عرب جب یہ حکم بھیجا گیا اس ساعت
میں اپنی اُن ہی منازلِ حج پر تھے جن پر جاہلیت میں عمل پیرا ہوتے
تھے۔ یہاں تک کہ جب یوم النحر آگیا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے لوگوں میں جس چیز کا ان کو رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اعلان کیا۔ یعنی کہا کہ اے لوگو!
بالیقین جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی
مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔
اور جس (قبیلہ) کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی خاص

عُرْيَانٌ ومن كان له عند رسول الله صلى
الله عليه وسلم عهدٌ الى مدةٍ فهو له الى مدته
فلم يحجّ بعد ذلك العام مشركٌ ولم يطف
بالبيت عريان ثم قدما على رسول الله صلى
الله عليه وسلم وكان هذا من براءةٍ فيمن
كان من اهل الشرك ومن اهل العهد
العام واهل المدة الى الاجل المسمّٰى رواه
ابن اسحٰق وعن ابن عباس انّ رسول
الله صلى الله عليه وسلم بعث ابابكر رضى
الله عنه وامره ان ينادي بهؤلاء الكلمات
فاتبعه عليًا فبينا ابوبكر ببعض الطريق
اذ سمع رُغاء ناقة رسول الله صلى الله
عليه وسلم فخرج ابوبكر فزعًا فظنّ انه رسول
الله صلى الله عليه وسلم فاذا علىٌّ فدفع
اليه كتاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
قد امّره على الموسم وامر عليًا ان ينادي
بهؤلاء الكلمات فقام علىٌّ فى ايام التشريق
فنادى انّ الله بريءٌ من المشركين ورسولُه
فسيحوا فى الارض اربعة اشهر
ولا يحجّنّ بعد العام مشركٌ ولا يطوفنّ
بالبيت عريان ولا يدخل الجنّة
الّا مؤمنٌ فكان ينادي علىٌّ بها فاذا صحل
قام ابوبكر فنادى اخرجه الحاكم وصحح
این شبہ بداں وجہ می شود کہ خطب حج را تفحص
باید نمود کہ کرام خواند نسائی بعض خطب

مدت تک کے لئے عہد ہے تو اس مدت تک کیلئے اُن کو اجازت ہے
پھر اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ بیت اللہ کا ننگا
ہو کر طواف کرے۔ پھر دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس آگئے۔ اور یہ سب سورۃ برآت سے اخذ کیا تھا جو ان لوگوں
کے بارے میں تھا جو اہلِ شرک ہیں اور جو ایسے ہیں کہ اُن سے عام
عہد تھا اور ایسے لوگوں کے بارے میں بھی جن سے ایک مدتِ معینہ
تک کے لئے عہد تھا، اس کو ابن اسحٰق نے روایت کیا۔ اور ابنِ
عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی
اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان کلمات کے ساتھ اعلان
کردیں۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے علیؓ کو بھیجا۔ تو ابوبکرؓ ابھی راستہ ہی
میں تھے کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے
بلبلانے کی آواز سنی تو ابوبکرؓ گھبرا کر نکلے اور انھوں نے گمان کیا
کہ وہ (آنے والا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں مگر وہ علیؓ نکلے
اور انھوں نے ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خط دیا جس میں
ان کو امیر قرار دیا تھا موسم کے امور (یعنی حج) پر اور علیؓ کو مامور
فرمایا تھا ان کلمات کے ساتھ اعلان کرنے پر۔ تو علیؓ ایامِ تشریق میں
کھڑے ہوتے اور انھوں نے نداء کی کہ اللہ اور اس کا رسولؐ
دونوں دستبردار ہوتے ہیں ان مشرکین (کو امن دینے) سے
سو تم اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو۔ اس سال کے بعد کوئی
مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت کا طواف کرے۔
اور جنت میں نہ داخل ہوگا مگر صرف مومن۔ تو علیؓ بلند آواز
سے اعلان کرتے رہے۔ جب اُن کی آواز بیٹھ گئی تو ابوبکرؓ کھڑے
ہوتے اور وہ ندا کرتے رہے، اس کو حاکم نے روایت کیا۔
اور اس شبہ کا دفعیہ اس صورت سے بھی ہوجاتا ہے کہ
حج کے خطبوں کی جانچ کی جائے کہ کس نے پڑھے۔ نسائی نے

حضرت صدیق رض را در موسم حج ذکر کردہ است
ازانجملہ آنست کہ در حجۃ الوداع ہمراہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بود و اثقالِ آنحضرت را
بر زاملۃ خود بار نمود عن اسماء بنت ابی بکر
قالت خرجنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم حُجّاجًا وانّ زُمَالۃَ رسولِ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم وزُمالۃَ ابی بکر
واحدۃٌ فنزلنا العرجَ وکانت زُمَالتنا (زادنا)
مع غلام ابی بکر قالت فجلس رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وجلست عائشۃُ
الی جنبہ وجلس ابوبکر الی جنبِ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
من الشق الآخر وجلستُ الی جنب
ابی ننتظر غلامہ وزمالتہ متے یاتینا
فاطّلعَ الغلامُ یمشی الحدیث اخرجہ
الحاکم وغیرہ وازانجملہ آنست کہ چوں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریض شدند در بارۂ
صدیقِ اکبر رض عنایتہا تکہ زیادہ براں متصور نباشد
بعمل آوردند و بامامتِ نماز تشریف دادند
تا آنکہ حاضران بہ یقین فہمیدند کہ وے خلیفۃ
آنحضرت است صلے اللہ علیہ وسلم بعد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم قال ابوعمر فی الاستیعاب
واستخلفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علے
اُمتہ بعدہ بما اَظْہَرہ من الدلائل البیّنۃ
علے محبتہ فی ذٰلک وبالتعریض الذے

حضرت صدیق رض کے بعض ایسے خطبوں کا ذکر کیا ہے جو آپ نے
حج کے موسم میں دیئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حجۃ الوداع
میں آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے سامان کو آپ نے اپنے باربردار پر لدوایا۔
مروی ہے اسماء بنتِ ابی بکر رض سے۔ بیان کیا کہ ہم سب حج کرنے کے
لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کا باربردار اور ابوبکر رض کا باربردار ایک ہی تھا، ہم نے
عرج میں (جو مکہ کے راستہ میں ایک پہاڑ ہے) پڑاؤ کیا اور ہمارا
زادِراہ ابوبکر رض کے غلام کے ساتھ تھا۔ اسماء رض نے کہا پھر بیٹھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عائشہ رض آپ کے برابر بیٹھیں
اور ابوبکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر دوسری کروٹ
کیجانب بیٹھے اور میں اپنے باپ کے برابر بیٹھی۔ ہم انتظار کرتے رہے
ابوبکر رض کے غلام اور زادِراہ کے آنے کا کہ وہ کب ہمارے پاس
پہنچتا ہے تو غلام پیدل آتا ہوا دکھائی دیا۔ آخر حدیث تک اس کو
حاکم وغیرہ نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو صدیقِ اکبر رض کے بارے
میں آپ نے اتنی عنایات فرمائیں کہ اُن سے زیادہ کا تصور
بھی نہیں ہوتا اور امامتِ نماز سے مُشرّف فرمایا یہاں تک
کہ حاضرین یقین کے ساتھ سمجھ گئے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے۔
ابوعمر نے استیعاب میں کہا اور اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اپنی اُمت پر اپنے بعد خلیفہ بنایا اُن دلائلِ صریحہ
کے ساتھ جو آپ نے اس بارے میں ان سے اپنی محبت کے اظہار
کے ساتھ قائم فرمائیں اور ایسی تعریض کے ساتھ بھی
جو تصریح کے قائم مقام ہوجاتے اور بہت بڑی فضیلت

یقوم مقام النصر تحکم و مآثرہ عظیمہ کہ حضرت صدیق رضؓ
رابعد وفات ظاہر شد دفن اوست ہمراہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ قرین ساختن ذکر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم با ذکر خدائے عزّ وجلّ مآثرہ عظیمہ
است ذَکَرَ ذٰلک ابن عباس فی تفسیر قولہ تعالیٰ
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ دفن با آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم مآثرہ الیست کہ صدیق رضؓ و فاروق رضؓ
بآن از میان اصحاب ممتاز گشتند این است
شرح اعانت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ
آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم در تحمل اعباء
نبوّت درینجا دو نکتہ باید فہمید یکے آنکہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بعد بعثت قریب بدو قرن در
دنیا بودہ اند سیزدہ سال در مکہ و دہ سال در مدینہ
سیزدہ سال کہ در مکہ بودند باکفار خصومت میفرمودند
و اعلان اسلام و تحمل ایذاء کفار می نمودند و دہ سال
کہ در مدینہ اقامت فرمود تعلیم علم و اعلاء کلمہ اسلام
بصلح تارۃً و بحرب اُخری مینمود چنانکہ ہر کہ با آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم صحبت داشتہ و بسعادت مجالست
و مخاطبہ او فائز گشتہ افضل است از کسی کہ صحبت
نداشتہ است ہمان دستور کسے کہ در قرن اول اعانت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ است و آں واقعات
رادیدہ و دران واقعات ہمراہ آنحضرتؐ
بودہ و اثر پذیر آں برکات گشتہ افضل
است از ہر کہ آں اعانتہا ازوے صادر نہ گردید
و آں صحبتہا ندید لہٰذا در قرآن و سنّت

حضرت صدیق رضؓ کی جو بعد وفات ظاہر ہوتی وہ اُن کا دفن ہونا ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر جیساکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے ذکر کو ملا ہوا رکھنا خدائے عزّ وجلّ کے ذکر کے ساتھ عظیم
الشان بزرگی ہے (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے) اسکا ذکر کیا
ابن عباس رضؓ نے قول باری تعالیٰ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر
میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر دفن ہونا اس قدر باعظمت
بزرگی ہے جس سے کہ صدیق رضؓ و فاروق رضؓ تمام اصحابؓ میں ممتاز ہیں یہ
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اُس اعانت کی شرح ہے جو تحمّل بار
نبوّت کے سلسلہ میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے رہے
ہیں۔ یہاں دو نکتے سمجھنے چاہئیں۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد دو قرن کے قریب دنیا میں رہے ہیں۔
تیرہ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں۔ مکہ میں جو تیرہ سال
گزرے اُن میں کفار سے آپؐ جھگڑتے رہے اور اسلام کا اعلان اور
کفار کی ایذاؤں کا آپ تحمل کرتے رہے۔ اور دس سال تک جو
آپؐ نے مدینہ میں اقامت فرمائی تعلیم علم میں گزرے اور ان میں سے
آپؐ کلمۃ اسلام کا اعلاء کبھی صلح کے ساتھ اور کبھی جنگ کے ساتھ
کرتے رہے جس طرح وہ شخص کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ صحبت رکھی اور آپؐ کے ساتھ ہم نشینی اور ہم کلامی سے مشرّف
ہوا افضل ہے اُس شخص سے جس کو آپؐ کی صحبت میسّر نہیں ہوتی۔
اسی طرح جس شخص نے کہ قرنِ اوّل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اعانت کی ہے اور اُن واقعات کو دیکھا اور اُن واقعات میں آپؐ
کے ساتھ رہا اور اُن برکات سے اثر قبول کرتا رہا وہ افضل
ہے ہر اُس شخص سے جس سے کہ وہ اعانتیں صادر نہ ہوتی ہوں
اور اس نے وہ صحبتیں نہ دیکھی ہوں۔ اسی وجہ سے قرآن اور حدیث
میں ہر جگہ مہاجرینِ اوّلین کی شان میں تعظیم و تکریم وارد

ہرجا تو یہ بشان مہاجرین اوّلین وارد شدہ است
قال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ
قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً
مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا
الآیۃ و لہٰذا مہاجرین اوّلین مستحق خلافت شدند
دون غیرہم و صدّیق اکبرؓ دریں امر منفرد است
و تفضیلِ او برہمہ ثابت ابو درداءؓ در قصہ مغاضبہ
حضرت صدیقؓ و فاروقؓ روایت می کند قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل انتم تارکون
لی صاحبی انی قلتُ یا ایہا الناس انی رسولُ
اللہ الیکم جمیعاً فقلتم کذبتَ وقال ابوبکر
صدقتَ اخرجہ البخاری نکتہ دیگر آنکہ شاہد عدلِ
ایں امانت ہا و خدمت ہا کلام شریف آنحضرت
است صلی اللہ علیہ وسلم کہ در آخر ہا فرمودہ
بروایتِ مستفیضہ از طریق ابو ہریرۃؓ و ابو
سعیدؓ و ابن عباسؓ و ابن مسعودؓ و جندبؓ
وغیر ایشاں ثابت شدہ ما لِاَحدٍ عندنا یدٌ الّا
قد کافیناہ ما خلا ابابکر فان لہ عندنا یداً
یکافیہ اللہ بہ یوم القیٰمۃ وما نفعنی مالُ احدٍ
قطّ ما نفعنی مالُ ابی بکر ولو کنتُ متخذاً خلیلاً
من الناس لاتخذتُ ابابکر خلیلاً
الا ان صاحبکم خلیلُ اللہ و فی لفظ آخر
انّ من امنّ الناس علیّ فی صحبتہ و مالِہ
ابابکر و جندب گفتہ است من ایں خطبہ را
پیش از وفاتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ہوئی ہے لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ الخ (۵۷: ۱۰) جو لوگ تم میں سے
فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے وہ لوگ مرتبہ
میں برابر نہیں ہیں وہ اُن لوگوں سے درجہ میں بڑے ہیں جنھوں نے
(فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے۔ آخر تک۔ اور یہی وجہ ہے
کہ مہاجرین اوّلین خلافت کے مستحق ہوئے اُن کے علاوہ دوسرے
لوگ نہیں۔ اور صدّیق اکبرؓ اس امر میں منفرد ہیں اور اُن کی فضیلت
سب پر ثابت ہے۔ ابو درداءؓ حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کے مابین
رنجش پیدا ہوجانے کے قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میری وجہ سے میرے ساتھی (کی
ایذا رسانی) کو چھوڑ دو گے؟ اے لوگو! میں نے کہا کہ میں تم سب کی
طرف بھیجا ہوا اللہ کا رسول ہوں تو تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور
ابو بکرؓ نے کہا کہ تم سچے ہو۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ **دوسرا
نکتہ** یہ ہے کہ ان امانتوں اور خدمتوں کا شاہد عدل آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک ہے جو آپؐ نے آخر زمانہ میں فرمایا اور
بروایتِ مستفیضہ ابوہریرہ و ابوسعید (خدری) و ابن عباس و
ابن مسعود و جندب وغیرہم رضی اللہ عنہم کی سندوں سے ثابت
ہے کہ ہم پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہوا جس کا بدلہ ہم نے نہ دیدیا ہو
بجز ابوبکرؓ کے کہ اُن کا ہم پر بہت احسان ہے اللہ تعالیٰ اس کا
بدلہ اُن کو قیامت کے دن دے گا اور کسی کے مال نے مجھے اس قدر
نفع نہیں پہنچایا جس قدر ابو بکرؓ کے مال نے پہنچایا اور اگر میں
لوگوں میں سے کسی کو خلیل (دوست جانی) بناتا تو ابوبکرؓ کو خلیل
بناتا۔ یاد رکھو کہ تمہارا ساتھی (یعنی خود رسولؐ) اللہ کا خلیل ہے۔
اور دوسرے الفاظ میں یوں ہے کہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے
والا ساتھ دینے اور مال خرچ کرنے میں ابو بکرؓ ہے۔ اور جندبؓ نے
کہا ہے کہ میں نے اس خطبہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات

بہ پنج شب شنیدہ ام و ابوسعیدؓ گفتہ است کہ
ایں کلام بعد انذار آنحضرت بود بوفاتِ خود
اِنّ اللہ خیّر عبدًا بین الدّنیا و بین ما عندہٗ
فاختار ذٰلک العبدُ ما عند اللہ و ایں کلماتِ
مبارکات اجمالِ آں واقعات است و تصحیح آں
واقعات است و تصحیحِ آں قصصِ مفصّلہ و تصریح
بقبولِ آں ہمہ اعمال پیشِ خدا تعالیٰ اینجا لطیفہ باید
شناخت کہ مدارِ مدح تنہا نہ وجودِ ایں اعمال است
بلکہ فی الحقیقت مدح دائر است بر آنکہ حضرت
صدیقؓ بایں اعمال با قصے مقاصدِ خود
فائز گشت و آنچہ میخواست یافت ذٰلک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ امّا صحبتِ دائمہ
حضرتِ صدیقؓ با آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم و مصافاتِ او و در خلوت و جلوت
حاضر ماندن و در ہر منشط و مکرہ شریکِ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بودن و اعتنار و توقیر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نسبت بحضرت
صدیقؓ پس زیادہ از آنست کہ دریں اوراق
بگنجد لیکن نکتہ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ
لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ منظورِ نظر است حضرت
علی مرتضےٰؓ در وقتِ دفنِ حضرت فاروقؓ گفتہ
است و ایمُ اللہِ اِن کنتُ لاظنّ
ان یجعلک اللہ مع صاحبیک و ذاک
انّی کنتُ کثیرًا اسمع رسول اللہ صلّے
اللہ علیہ وسلم یقول جئتُ انا و ابوبکر

سے پانچ رات پہلے سنا ہے۔ اور ابوسعید (خدری) نے یہ کہا
ہے کہ یہ کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنی وفات
کی خبر دینے کے بعد کا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا
درمیان دنیا کے اور درمیان اُس (عالمِ آخرت یا
نعمتوں) کے جو اس کے پاس ہیں تو اس بندے نے اس چیز
کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے۔ اور یہ کلماتِ مبارکہ
(یعنی اِنَّ امنّ النّاس الخ) ان واقعات کا اجمال اور ان
مفصّل قصوں کی تصدیق اور ان تمام اعمال کی حق تعالےٰ
کے حضور میں مقبول ہونے کی تصریح ہے۔ یہاں ایک باریک
نکتہ ہے جس کو پہچاننا چاہیئے کہ مدح کا مدار صرف ان اعمال کا
وجود نہیں ہے بلکہ درحقیقت مدح کا مدار اس بات پر ہے کہ
حضرت صدیقؓ ان اعمال سے اپنے بلند ترین مقاصد پر کامیاب
ہوگئے اور جو چاہتے تھے مل گیا۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو
وہ چاہتا ہے دیتا ہے۔

رہی حضرت صدیقؓ کی صحبتِ دائمی اور آپ کا اخلاص
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور تنہائی ہو یا مجمع ہر حال میں
حاضر رہنا اور ہر خوشی اور ناخوشی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ شریک رہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیقؓ
کی دلداری اور ان کی توقیر کا خیال رکھنا تو ایسے واقعات ان
اوراق کی گنجائش سے زیادہ ہیں لیکن نکتہ مشہور مَا لَا یُدْرَکُ
کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ (جس چیز کا کل ادراک نہ کیا جا سکے اُس کا
کل چھوڑ دینا بھی نہ چاہیئے) منظورِ نظر ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم
اللہ وجہہٗ نے حضرت فاروقؓ کے دفن کے موقع پر فرمایا تھا،
وایمُ اللہ الخ یعنی اور خدا کی قسم میں تو یہی گمان کر رہا تھا کہ اللہ
تعالےٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور یہ

وعمر۔ دخلتُ انا وابوبکر وعمر وخرجتُ
انا وابوبکر وعمر فان کنتُ لارجو و
لاظن ان یجعلك الله معهما اخرجه البخاری
ومسلم وابوہریرۃ در قصہ تکلم ذئب وتکلم بقرہ
از آنحضرت صلعم روایت کردہ انی اومن به
انا وابوبکر وعمر وماهما ثم اخرجه
الشیخان وانس رض گفتہ ان رسول الله صلی
الله علیه وسلم کان یخرج علی اصحابه من
المهاجرین والانصار وهم جلوس وفیهم
ابوبکر وعمر فلا یرفع الیه احد منهم
بصره الا ابوبکر وعمر فانهما کانا ینظران
الیه وینظر الیهما ویتبسمان الیه ویتبسم
الیهما وابن عمر رض گفتہ ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم خرج ذات یوم فدخل المسجد
وابوبکر وعمر احدهما عن یمینه والاخر عن
شماله وهو اخذ بایدیهما وقال هکذا
نبعث یوم القیمة اخرجه الترمذی وقیل
لعایشة رض ای اصحاب رسول الله کان
احب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم
قالت ابوبکر وعمر وعمرو بن العاص رض
مثل آں روایت کردہ وسعید بن
المسیب رض گفتہ کان ابوبکر الصدیق
من النبی صلی الله علیه وسلم مکان
الوزیر فکان یشاورہ فی جمیع امورہ
وکان ثانیه فی الاسلام وکان

اس لئے کہ میں بکثرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنتا رہا ہوں کہ آپؐ
فرماتے ہیں جئتُ انا وابوبکر وعمر الخ یعنی میں آیا اور ابوبکرؓ وعمرؓ اور
میں داخل ہوا اور ابوبکرؓ وعمرؓ اور میں نکلا اور ابوبکرؓ وعمرؓ۔ تو میں
اسی کی پوری امید رکھتا تھا اور قوی گمان کرتا تھا کہ (اب بھی) اللہ تعالے
آپ کو ان دونوں کے ساتھ رکھے گا، اس کو بخاری اور مسلم نے روایت
کیا ہے۔ اور ابوہریرہؓ نے بھیڑیئے کے کلام کرنے اور گائے کے بات
کرنے کے قصہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ میں
اس پر ایمان (یقین) رکھتا ہوں میں بھی اور ابوبکرؓ وعمرؓ بھی۔
اور وہ دونوں وہاں موجود بھی نہ تھے۔ شیخین رح نے اس روایت
کو لیا۔ اور انسؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابؓ
مہاجرین اور انصار کے پاس تشریف لے جاتے جب کہ وہ بیٹھے ہوتے
اور ان میں ابوبکرؓ وعمرؓ موجود ہوتے تھے تو کوئی اُن میں سے آنکھ
اُٹھا کر آپ کی طرف نہیں دیکھتا تھا سوائے ابوبکرؓ وعمرؓ کے۔ بس وہ
دونوں آپؐ کی طرف دیکھتے اور آپؐ ان دونوں کی طرف دیکھتے تھے۔
اور یہ دونوں آپکو دیکھتے ہوئے مسکرایا کرتے تھے اور آپؐ انکو دیکھ کر مسکراتے تھے اور ابن عمرؓ
نے ذکر کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح نکل کر
مسجد میں داخل ہوئے کہ ابوبکرؓ وعمرؓ دونوں میں سے ایک آپؐ
کی دائیں طرف تھے اور دوسرے بائیں طرف اور آپؐ اُن دونوں
کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور آپؐ نے فرمایا کہ اسی طرح ہم قیامت
کے دن اُٹھیں گے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ اور
حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ اصحاب رسول اللہؐ میں سے کون
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے تو انھوں نے
کہا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ۔ اور عمرو بن العاصؓ نے بھی اسکے مانند روایت کی
ہے۔ اور سعید بن المسیبؓ کا قول ہے کہ ابوبکرؓ کا تعلق نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وزیر کے مرتبہ کا تھا کہ آپؐ اپنے تمام امور

ثانیہ فی الغار وکان ثانیہ فی العریش (سایہ دار پیز دی سقف)
یوم بدر وکان ثانیہ فی القبر ولم یک رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقدم علیہ احدا
اخرجہ الحاکم و محمد بن سیرین گفتہ لو حلفت حلفت
صادقا بارا غیر شاک ولا مستثن ان
اللہ تعالی ما خلق محمدا صلی اللہ علیہ وسلم
ولا ابابکر ولا عمر الا من طینۃ واحدۃ
ثم ردہم الی تلک الطینۃ، شمنہودی این سخن
ابن سیرین را بر محلے دیگر فرود آورد یعنی مدفن
ہماں جامی باشد کہ ازانجا خاک با نطفہ سرشتہ
باشند و فقیر میگوید کان اللہ تعالی لہ
فی الدنیا والآخرۃ بلکہ محل صحیح ایں کلمہ آنست
کہ طینت مستعار است برائے اصل و معنے ایں
ایں اثر بہماں میماند کہ در حدیث آمدہ الارواح
جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف
یعنی قبل از وجود خارجی ارواح ایشاں دریک
محل بود و بعد از انتقال نیز دریک محل قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعض اصحابہ
وقد رآہ یمشی بین یدی ابی بکر
تمشی بین یدی من ہو خیر منک اخرجہ
ابو عمر فی الاستیعاب ولما تلقی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بریدۃ الاسلمی
فی سبعین راکبا من اھل المدینۃ
من بنی سہم قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من انت قال انا بریدۃ فالتفت

میں ان سے مشورہ کیا کرتے تھے اور وہ آپ کے ثانی (دوسرے)
تھے اسلام میں اور آپ کے ثانی تھے غار میں اور آپ کے ثانی تھے
یوم بدر والے عریش (منڈوے) میں اور آپ کے ثانی ہیں قبر میں۔
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو اُن پر مقدم نہیں کیا کرتے
تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور محمد بن سیرینؒ نے کہا کہ اگر
میں قسم کھاؤں تو میری قسم سچی ہو گی بالکل یقینی جس میں شک
کرنے والے کے لئے کوئی گنجائش نہیں اور نہ استثناء کی ضرورت (یعنی
انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کی) کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں پیدا کیا محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کو اور نہ ابوبکرؓ کو اور نہ عمرؓ کو مگر ایک مٹی سے پھر اُسی مٹی کی
طرف اُن سب کو لوٹا دیا۔ شمنہودی نے ابن سیرینؒ کے اس کلام کو
دوسرے محل پر اُتارا یعنی مدفن اسی جگہ ہوتا ہے جس جگہ کی خاک نطفہ
کے ساتھ گندھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور فقیر کہتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا اور
آخرت میں اُن کا (مربّی) رہے، بلکہ اس کلمہ کا محل صحیح یہ ہے کہ
طینت میں (یعنی اس مٹی میں جس میں دفن کیا گیا) مستعار طور پر اصل
کی (یعنی ارواح کی) صفت پیدا ہو گئی۔ اور اس اثر کے معنے اسی کے
مشابہ ہیں جو کہ حدیث میں آیا ہے کہ (ابتداء خلقت میں) ارواح
فوجوں کی ٹکڑیاں تھیں (یعنی جھنڈ کے جھنڈ) تو جو زوجین آپسمیں
اس وقت باہم جان پہچان رکھتی تھیں وہ (دنیا میں آکر) ایک
دوسرے سے میل ملاپ رکھنے لگیں۔ یعنی وجودِ خارجی سے پہلے انکی
ارواح ایک محل میں تھیں اور بعد انتقال کے بھی ایک ہی محل میں
رہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابیؓ سے فرمایا
جس کو آپؐ نے ابوبکرؓ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تھا کہ تو اس کے
آگے چل رہا ہے جو تجھ سے بہتر ہے اس کو روایت کیا ابو عمر نے
استیعاب میں۔ اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بُریدہ اسلمی ملے
اہلِ مدینہ میں سے بنی سہم کے ستّر سواروں کے ساتھ۔ تو رسول اللہ

الیٰ ابی بکر فقال یا ابا بکر بَرَدَ امرُنا و صلحَ ثم قال مِمَّنْ انتَ قال من اسلم قال لابی بکر سَلِمْنَا قال ثم قال لی من بنی من قلتُ من بنی سھم قال خرج سھمک رواہ فی الاستیعاب قال یوم اُحدٍ اوجبَ طلحۃُ یا ابا بکر

وازیں جنس ازمیانِ قوم بمخاطبہ مخصوص ساختن حضرت صدیق رض را ومباسطہ وملاطفہ فرمودن با او زیادہ ازان است کہ بہ تحریر آید اما تشبہ قوتِ عقلیہ صدیقِ اکبر رض با قوتِ عقلیہ انبیاء صلوات اللہ علیہم پس باید دانست کہ چوں فیضِ الٰہی درنفسِ ناطقہ کسے درمے آید اثرِ آں فیض درچندیں ہیاکل ظاہر می شود واز صدیقِ اکبر رض اکثر آں ہیاکل شناختہ شدہ یکے ازانجملہ خوابہائے صادق است کہ سبب وصول راہے بسوئے سعادت باشد یا سبب حصولِ نفعِ عام بخلق اللہ وہمین است شانِ انبیاء والا انطباع وقائع آتیہ بغیر اقتران یکے ازیں دو وجہ درباب تشبہ بانبیاء نتواں شمرد بلکہ کاہنان نیز دراں مشارک اند مانند خوابہائے حضرتِ صدیق رض کہ حامل شد اورا بر اسلام وخوابے کہ باعث بر فرستادن چہار امیر بر چہار حصہ شام شد وخواب دیگر کہ حامل بر استخلافِ حضرت فاروق رض گشت وبیانِ آں طولے دارد در روضۃ الاحباب مذکور است کہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ میں بُریدہ ہوں۔ تو آپ حضرت ابوبکر رض کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے ابوبکر رض بَرَدَ امرُنا (ہمارا کام ٹھنڈا یعنی آرام وراحت کا ہوگیا) پھر آپ نے فرمایا کہ تم کن میں سے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ اسلم میں سے۔ تو آپ نے ابوبکر رض سے فرمایا سَلِمْنَا (ہم سلامتی میں آگئے) بریدہ رض نے بیان کیا کہ پھر مجھ سے فرمایا کہ کس کی اولاد میں سے ہو؟ میں نے کہا بنی سہم کی تو فرمایا خرج سھمک (تیرا تیر نکل آیا) یہ روایت استیعاب میں ہے۔ آپ نے یوم اُحد میں فرمایا اے ابوبکر! طلحہ رض نے (جنت کو) واجب کرلیا۔ اور اس قسم کے مخاطبات سے قوم میں سے ابوبکر صدیق رض کو مخصوص کرنے اور آپ کے ساتھ خوش طبعی اور ملاطفت کی مثالیں اس سے زیادہ ہیں کہ وہ تحریر میں آئیں۔ اب لیجئے صدیقِ اکبر رض کی قوتِ عقلیہ کا مشابہ ہونا انبیاء صلوات اللہ علیہم کی قوتِ عقلیہ کے ساتھ تو جاننا چاہیئے کہ جب کسی کے نفسِ ناطقہ میں فیضِ الٰہی داخل ہوجاتا ہے تو اس فیض کا اثر کتنی ہی مختلف الانواع کے مناظر میں ظاہر ہوتا ہے اور صدیقِ اکبر رض سے اکثر وہ مناظر پہچانے جاتے ہیں۔ اُن میں سے ایک ایسے سچے خواب ہیں جو سعادت کی کسی راہ پر پہنچنے کا سبب ہوں۔ یا خلق اللہ کو کوئی عام نفع حاصل ہونے کا سبب ہوں۔ اور انبیاء ع کی یہی شان ہوتی ہے ورنہ آنے والے واقعات کے (نفس میں) منعکس ہوجانے کو ان دو وجہوں میں سے ایک وجہ کے ملے بغیر انبیاء ع کے ساتھ تشبہ کے باب میں شمار نہیں کرسکتے بلکہ کاہن لوگ بھی اس میں شرکت رکھتے ہیں۔ جیسے حضرت صدیق رض کے وہ خواب جنھوں نے اُن کو اسلام پر آمادہ کیا اور وہ خواب جو کہ شام کے چار حصوں پر چار امیر (عمرو بن العاص۔ ابوعبیدہ۔ یزید بن ابی سفیان۔ شرجیل بن حسنہ) مقرر کرنے کا باعث ہوا تھا۔ اور دوسرا خواب

نزدیک بایّامِ ہجرت صدیقِ اکبرؓ بخواب دید کہ ماہ از آسمان بر بطحاء مکّہ نازل شد و بشہر مکہ درآمد وصحرا و دشت بہ نورِ آں منوّر گشت باز آں ماہ بطرفِ آسمان میل نمود و بمدینہ فرود آمد و بسیارے از ستارگان بموافقتِ او حرکت کردند باز آں ماہ باستارگان بمکّہ رجوع نمود و زمین مدینہ ہمچناں روشن بود مگر سہ صد و شصت خانہ[1] و بسببِ ورود آں ماہ اطرافِ حرم باز منوّر گشت بعد ازاں آں ماہ بہ سمتِ مدینہ رواں شد و بمنزلِ عائشہؓ درآمد پس ازاں زمین بشگافت و ماہ دراں ناپدید گشت و صورتِ حال موافق ہمیں رؤیا بظہور رسید دیگر[2] تعبیر دادے خوابہاء مردم را ذا اصابتِ عجیبہ درآں تا آں حد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوابہاء خود را بر صدیق اکبرؓ عرض میفرمود و درخواستِ تعبیر می نمود قَالَ ابن اسحٰق فی قصۃ الطائف بلغنی انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکرٍ وھو محاصرٌ ثقیفًا یا ابا بکرٍ انّی رأیتُ انّی اُھدِیَتْ الیّ قعبۃٌ الحدیث وقد ذکرناہ من قبلُ و فی قصّۃ رُؤیا النّبی صلی اللہ علیہ وسلم غنمًا سودًا دخلتْ فیھا غنمٌ کثیرۃٌ بِیضٌ قال یا ابا بکرٍ اعبُرْھا فقال ابو بکرٍ یا رسول اللہ ھی العرب تتبعک ثم تتبعھا العجمُ حتے ینعمرھا فقال النّبیّ

جس نے آپ کو حضرت فاروقؓ کے خلیفہ بنانے پر آمادہ کیا اور اس کا بیان طویل ہے۔ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ ایّامِ ہجرت کے قریب صدّیقِ اکبرؓ نے خواب میں دیکھا کہ چاند آسمان سے بطحاء مکّہ پر نازل ہوا اور شہر مکّہ میں آیا اور جنگل اور میدان اُس کے نور سے منوّر ہو گئے۔ پھر وہ چاند آسمان کی طرف رجوع ہوا اور مدینہ میں آیا اور بہت سے ستاروں نے اُس کی موافقت میں حرکت کی۔ پھر اُس چاند نے ستاروں کے ساتھ مکّہ میں رجوع کیا اور مدینہ کی زمین اُسی طرح روشن رہی بجز تین[1] سو ساٹھ گھروں کے اور اس چاند کے اُتر آنے کے سبب سے حرم کے اطراف پھر منوّر ہو گئے۔ اس کے بعد وہ چاند مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا اور منزلِ عائشہؓ میں اُتر آیا۔ اس کے بعد زمین پھٹی اور وہ چاند اس میں غائب ہو گیا اور صورتِ حال اسی خواب کے مطابق ظہور میں آگئی۔ دوسری[2] نوع ہے اُن کا لوگوں کے خوابوں کی تعبیر دینا اور عجیب طور پر اُس میں مُصیب ہونا اس حد تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے خوابوں کو صدیقِ اکبرؓ سے بیان فرمایا کرتے اور تعبیر پوچھا کرتے تھے۔ ابنِ اسحٰق نے ذکر کیا طائف کے قصّہ میں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ سے فرمایا جب کہ آپ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ اے ابو بکرؓ! میں نے دیکھا کہ میرے پاس ایک پلیٹ بطور ہدیہ بھیجی گئی، آخر حدیث تک، اور ہم اس کو پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خواب میں کالے رنگ کی بکریاں دیکھنے کے قصّہ میں جن میں بہت سی سفید رنگ کی بکریاں داخل ہو گئی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ! اس کی تعبیر دو۔

[1] یہ منافقین کے گھر تھے جن میں تاریکی رہی ۱۲ مترجم

صلی اللہ علیہ وسلم ھٰکذا اعبرھا الملک سحراً رواہ الحاکم وقال ابن ھشام فی زوائد السیرۃ حدثنی بعض اھل العلم عن ابراھیم بن جعفر المحمودی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایتُ انی لقمتُ لقمۃً من حَیسٍ فالتذذتُ طعمھا فاعترض فی حلقی منھا شیٔ حین ابتلعتھا فادخل علیٌّ یدہٗ ونزعہ فقال ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ھٰذہ سریۃ من سرایاک تبعثھا فیاتیک بعضُ ما تُحبُّ ویکون فی بعضھا اعتراض فتبعثُ علیًّا فیسھّله وعن عائشۃ قالت رأیتُ ثلٰثۃ اقمارٍ سقطن فی حجرتی فقصصتُ رؤیای علیٰ ابی بکر الصدیق قالت فلمّا تُوفی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودفن فی بیتھا قال لھا ابو بکر ھٰذا احدُ اقمارِکِ وھو خیرھا اخرجہ مالک فی المؤطا و فی قصۃ اسلام خالد بن سعید انہ رای فی المنام انہ وُقِفَ بہ علی شفیر النار فذکر من سعتھا ما اللہُ اعلم بہ وکانّ اباہ یدفعہ فیھا ورای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذاً بحقویہ لا یقع فیھا فذکر ذٰلک لابی بکر فقال ابو بکر

تو ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ یہ (کالی بکریاں) عرب ہیں جو آپؐ کا اتباع کر رہے ہیں۔ پھر اُن کے پیچھے عجم کے لوگ آجائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ ان پر چھا جائیں گے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی یہی تعبیر فرشتہ نے دی تھی صبح کے وقت۔ اور ابنِ ہشامؒ نے "زوائد السیرۃ" میں کہا ہے کہ مجھ سے روایت کی بعض اہلِ علم نے ابراہیم بن جعفر محمودی سے۔ انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے حَیسؔ کا ایک لقمہ مُنہ میں لیا۔ پھر میں اس کے ذائقہ سے لذّت اندوز ہوا۔ اس کے بعد جب میں نے اس کو نگلا میرے حلق میں اُس میں سے کوئی چیز اٹک گئی۔ علی رضؓ نے اپنا ہاتھ داخل کر کے اس کو نکالا۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہؐ! یہ ایک سریّہ ہے آپؐ کے سریّوں میں سے جس کو آپؐ بھیجیں گے تو اس کے نتیجہ میں بعض ایسی چیزیں آپؐ کے پاس پہنچیں گی جن کو آپؐ پسند کریں گے اور بعض میں کچھ رکاوٹ پیش آئے گی۔ پھر آپؐ علی رضؓ کو بھیجیں گے تو وہ اس کو سہل کر دیں گے۔ اور مروی ہے عائشہ رضؓ سے انھوں نے کہا کہ میں نے خواب میں تین چاند دیکھے جو میرے حجرے میں گرے۔ تو میں نے اپنا یہ خواب ابو بکر صدیق رضؓ سے بیان کیا۔ عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاچکے اور وہ اُن کے حجرے میں دفن ہوئے تو (اُس وقت) اُن سے ابو بکر رضؓ نے کہا تیرے چاندوں میں سے یہ پہلا چاند ہے اور وہ اُن سب سے فضل ہے۔ اس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں ذکر کیا۔ اور خالد بن سعید رضؓ کے اسلام کے قصّہ میں مذکور ہے کہ اُنھوں نے خواب میں دیکھا کہ اُن کو آگ کے کنارے پر کھڑا کیا گیا ہے پھر

ع یہ ایک کھانا ہے جو کھجور اور گھی اور دہی سے مل کر بنایا جاتا ہے ۱۲

اُريد بك خيرًا هٰذا رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتبعه وانك ستتبعه فى الاسلام الذى يحجزك من ان تقع فيها وابوك دافع فيها فلقى رسول الله صلى الله عليه وسلم وحسن اسلامه اخرجه فى الاستيعاب سوم توافق فراست او با فراست آنحضرت صلى الله عليه وسلم و قدم بر قدم او رفتن در بیان حکم مسئلہ عن سعيد ابن المسيب ان رجلاً من اسلم جاء الى ابى بكر الصديق فقال له ان الاٰخر زنى فقال له ابوبكر هل ذكرت هٰذا لاحد غيرى فقال لا فقال له ابوبكر فتب الى الله واستر بستر الله فان الله يقبل التوبة عن عباده فلم تقرره نفسه حتى اتى عمر بن الخطاب فقال له مثل ما قال لابى بكر فقال له عمر مثل ما قال له ابوبكر قال فلم تقرره نفسه حتى جاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اذا اكثر بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اهله فقال أيشتكى ام به جنة فقالوا يا رسول الله

اُس کے پھیلاؤ کا ذکر کیا کہ اتنا بڑا تھا کہ اس کا حال اللہ ہی جانتا ہے اور گویا اُن کا باپ اُن کو اُس آگ میں دھکیل رہا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اُن کی دونوں کوکھیں پکڑے ہوتے ہیں کہ یہ اس میں نہ گریں۔ انھوں نے اس خواب کا ذکر ابوبکرؓ سے کیا۔ تو ابوبکرؓ نے کہا تمھارے لئے خیر کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں بس ان کا اتباع کرو اور تم یقیناً ان کے اتباع کی خواہش کرنے والے ہو اسلام میں جو تم کو اس آگ میں گرنے سے روکے گا جب کہ تمھارا باپ تمھیں اس میں دھکیلنے والا ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اُن کا اسلام بہت اچھا رہا۔ اس کو استیعاب میں بیان کیا گیا ہے۔

تیسری نوع ہے آپ کی فراست کا موافق ہونا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فراست کے ساتھ اور کسی مسئلہ کا حکم بیان کرنے میں آپ کے قدم بقدم چلنا۔ مروی ہے سعید بن المسیبؒ سے کہ ایک شخص قبیلہ اسلم کا (جس کا نام ماعز تھا) ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ ایک اٰخر (یعنی کمینہ) نے زنا کیا (اس سے اُس نے خود اپنی ذات مراد لی) تو اس سے ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا تو نے میرے سوا کسی اور سے بھی اس کا ذکر کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! تو اس سے ابوبکرؓ نے کہا تو اللہ سے توبہ کر اور اس کو چھپا اللہ اس کو چھپالے گا اور اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے مگر اُس کے نفس نے قرار نہ پکڑا یہاں تک کہ عمر بن الخطابؓ کے پاس پہنچا اور اُن سے بھی وہی کہا جو ابوبکرؓ سے کہا تھا تو اس سے عمرؓ نے بھی ویسی ہی بات کہی جیسی اُس سے ابوبکرؓ نے کہی تھی۔ راوی نے کہا پھر بھی اس کے نفس نے قرار نہ پکڑا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا پھر آپ سے کہا کہ اٰخر (یعنی کمینہ) نے زنا کیا۔ سعیدؒ نے بیان کیا تو اُس سے رسول اللہ صلے اللہ

اسماء ۱۲ — امرأتہ ۱۲ — جنون ۱۲

واللہ انہ لصحیح فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم أبکر ام ثیب قالوا بل ثیب یا رسول اللہ فرجم اخرجہ مالک وفی قصۃ الحدیبیۃ وقد ذکرناھا۔ چہارم شناختن او مقصود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و غرض اورا از کلام مرموز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تا غایتے کہ در صحابہؓ مشہور گشت ہو اعلمنا برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چنانکہ ابو سعید خدریؓ در کلام آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان عبدًا خیرہ اللہ الحدیث۔ بیان کرد عن ابن عباس قال لما اخرج اھل مکۃ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اخرجوا نبیھم لیھلکوا قال فنزلت اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ o قال ابوبکر الصدیق فعلمت انھا قتال، اخرجہ الحاکم۔

علیہ وسلم نے تین مرتبہ مُنہ پھیرا ہر مرتبہ (جب وہ کہتا تھا) اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مُنہ پھیر لیتے تھے۔ یہاں تک کہ جب اس نے بہت مرتبہ ایسا کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکے گھر والوں کو بُلوا کر دریافت کیا کہ کیا وہ بیمار ہے یا اس کو جنون ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ یارسول اللہؐ! واللہ یہ یقیناً تندرست ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کنوارا ہے یا بیاہا ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ بیاہا ہے یارسول اللہؐ۔ پھر اس کو سنگسار کر دیا گیا۔ اس کو مالکؒ نے روایت کیا۔ اور قصۂ حدیبیہ میں جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں (ابوبکرؓ کی فراست آپؐ کی فراست کے مطابق رہی) چوتھی نوع ہے اُن کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقصود کو پہچاننا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رمز و اشارات والے کلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض کو سمجھ لینا، اس حد تک کہ صحابہؓ میں یہ قول زیادہ کہا جانے لگا کہ وہ (یعنی ابوبکرؓ) ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے والے ہیں۔ جیسا کہ ابو سعید خدریؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کلام اِنَّ عَبْدًا خیرہ اللہ الحدیث (کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا الخ) کے بارے میں بیان کیا گیا۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب اہلِ مکّہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نکالا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ o ان لوگوں نے اپنے نبیؐ کو نکالا تاکہ ہلاک ہوں۔ کہا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ الخ۔ (۲۲: ۳۹) (اب) لڑنے کی اُن لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر بہت ظلم کیا گیا ہے اور بلا شبہ اللہ تعالےٰ ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔" تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں جان گیا

پنجم مکاشفہ او حوادثِ خفیہ را
چنانکہ در قصہ بدر التماس کرد
حسبك مناشدتك علے ربك
ناشدہ مناشدۃ حلفہ ۱۲
وے رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رض را
زمینے دادہ بود ہنوز حضرت عائشہ رض
قبض آں نہ کردہ بود کہ وقتِ حیات
حضرت صدیق رض بآخر رسید و
دراں حال بحضرتِ صدیقہ رض فرمود کہ اگر
آں زمین را قبض کردی ازآنِ تو
شد والا فانما ھو مال وارثٍ وانما ھو
اخواكِ واُختاكِ صدیقہ رض گفت ھٰذہ لا
اسماء فمن الاُخرٰی قال اُرٰی
ذات بطن بنت خارجۃ اُنثٰی بعد ازاں اُمِّ
کلثوم متولد شد اخرجہ مالك فی المؤطا
اما تشبہ صدیقِ اکبر در قوتِ عملیہ بانبیاء
پس از شواہد آنست حدیث ابو ہریرہ رض

گروہ (ہلاکت جس میں یہ نبی کو نکالنے والے مبتلا ہوں گے)
قتال ہے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ پانچویں نوع آپ کا مکاشفہ
ہے حوادثِ خفیہ کے بارے میں جیسا کہ قصہ بدر میں آپ نے (رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا آپ کا اپنے رب کو
قسمیں دینا آپ کے لئے کافی ہو چکا ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ
عنہ نے حضرت عائشہ رض کو ایک زمین دی تھی۔ ابھی حضرت عائشہ رض
نے اس پر قبضہ نہ کیا تھا کہ حضرت صدیق رض کی زندگی کا آخری وقت
آگیا اور اس حال میں آپ نے حضرت صدیقہ رض سے فرمایا کہ اگر
تو نے اُس زمین پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ تیری ہو گئی ورنہ وہ
سب وارثوں کا مال ہو گی اور وہ تیرے دونوں بھائی ہیں
اور تیری دو نوں بہنیں ہیں۔ صدیقہ رض نے کہا۔ یہ (ایک بہن) اسماء
ہی تو ہیں دوسری کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ
"بنتِ خارجہ" کے بطن میں جو ہے وہ لڑکی ہے۔ اس کے بعد
اُمِّ کلثوم رض پیدا ہوئیں۔ اس کو روایت کیا امام مالک رح نے مؤطا
میں۔ اب لیجئے صدیقِ اکبر رض کا تشبہ قوتِ عملیہ میں انبیاء کے ساتھ۔
تو اس کے شواہد میں سے ہے حدیث ابو ہریرہ رض کی کہا

ف کتب شیعہ میں ہے کہ حضرت ابو بکر رض نے فدک فاطمہ رض کو نہیں دیا حالانکہ پیغمبر علیہ السلام نے ان کو ہبہ کر دیا تھا اور ان کے دعوٰی کو نہ مانا گواہ اور شاہد کا مطالبہ کیا جب وہ حضرت علی رض اور اُمِّ ایمن کو لائیں تو ان کی شہادت کو رد کر دیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کافی نہیں۔ اس کے جواب میں شاہ عبد العزیز صاحب رح تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں کہ اس دعوٰیٔ ہبہ اور ان شہادتوں کا کتبِ اہلسنت میں کہیں سراغ نہیں ملتا۔ یہ اس گروہ کی محض افترا پردازی ہے الخ اس موقع پر اس روایت اور اس کے جواب کی طرف ایک لطیف اشارہ موجود ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ ہبہ کا دعوٰی حضرت فاطمہ رض نے کیا تھا تو موہوب لہٗ کا قبضہ جب تک موہوب شئی پر نہ ہو جاتے اس وقت تک اس کی ملک میں داخل نہ ہو گی اور ظاہر ہے کہ فدک پر حضرت فاطمہ رض کا قبضہ نہیں تھا اگر ہوتا تو دعوٰی ہی کیوں کرتیں تو باوجود ہبہ کے وہ ان کی ملک میں داخل نہیں ہوا تھا۔ پھر شہادتوں کا طلب کرنا ایک بے معنی فعل ہے۔ شہادت کا مفاد یہی تو ہو سکتا تھا کہ ہبہ ثابت ہو جائے اور جب تک قبضہ نہ ہو ملک موہوب لہٗ میں داخل ہی نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت صدیقہ رض سے آپ رض نے فرمایا کہ اگر تو نے اس زمین پر قبضہ نہیں کیا تو اب وہ سب وارثوں کے حصہ میں آئے گی۔ اس روایت سے حضرت مصنف رح نے شیعہ کی اس افترا پردازی کے جواب کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس کہانی کا یہ جزو کہ ابو بکر رض نے ہبہ کا ثبوت طلب کیا اور فلاں فلاں شہادت میں پیش ہوئے اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ یہ کہانی فرضی ہے اور کسی ایسے شخص نے اس کو گھڑا ہے جو اصولِ شرعیہ سے جاہل تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم من اصبح منکم الیوم صائماً قال ابوبکر انا قال فمن تبع منکم الیوم جنازۃً قال ابوبکر انا قال فمن اطعم الیوم مسکیناً قال ابوبکر انا قال فمن عاد منکم الیوم مریضاً قال ابوبکر انا فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم ما اجتمعن فی امرءٍ الا دخل الجنۃ اخرجہ الشیخان وایضاً حدیث ابوھریرۃ ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم قال من انفق زوجین فی سبیل الله نُودِی من ابواب الجنۃ یا عبد الله ھٰذا خیرٌ فمن کان من اھل الصلوٰۃ دعی من باب الصلوٰۃ ومن کان من اھل الجھاد دعی من باب الجھاد ومن کان من اھل الصیام دُعی من باب الریان ومن کان من اھل الصدقۃ دُعی من باب الصدقۃ فقال ابوبکر بابی انت وامی یارسول الله ما علی من دُعی من تلک الابواب من ضرورۃٍ فھل یُدعی احدٌ من تلک الابواب کلھا قال نعم وارجو ان تکون منھم اخرجہ الشیخان والترمذی۔

ویکبار بمقتضاء بشریت در حضور اضیاف (مہمانان) حضرت صدیق رض را با اہل خانہ خود ملالے واقع شد وقسم خورد کہ ایں طعام را نہ خورد واہل خانہ و اضیاف ہمہ متوحش شدند وقسم خوردند کہ ماہم نخواہیم خورد تا وقتیکہ تو نخوری دریں

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) فرمایا آج تم میں کون روزے سے ہے؟ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں۔ پھر فرمایا کہ آج تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا تھا؟ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں گیا تھا، پھر آپؐ نے پوچھا کہ کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کس نے تم میں سے آج مریض کی عیادت کی؟ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ سب باتیں جمع ہو جائیں گی وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا، اس کو روایت کیا شیخینؒ نے۔ اور نیز ابوہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دو جوڑے خرچ کئے اللہ کی راہ میں اس کو جنت کے دروازوں سے پکارا جائیگا کہ اے اللہ کے بندے یہ خیر ہے (یعنی باب خیر) تو جو اہل صلوٰۃ میں سے ہوگا وہ باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا اور جو اہل جہاد میں سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے پکارا جائے گا۔ اور جو اہل صیام میں سے ہوگا اس کو باب الریان سے پکارا جائیگا اور جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان یارسول اللہؐ جو شخص ان ابواب سے پکارا جائے گا اس کے اوپر ضروری تو نہ ہوگا (کہ وہ اس دروازے میں داخل ہو) تو کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ فرمایا کہ ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم ان ہی میں سے ہوگے۔ اس کو شیخین اور ترمذی نے روایت کیا۔

ایک دن بمقتضائے بشریت مہمانوں کی موجودگی میں حضرت صدیقؓ کی اہل خانہ کے ساتھ کچھ رنجش واقع ہوگئی اور انھوں نے قسم کھالی کہ وہ یہ کھانا نہ کھائیں گے اور گھر والے اور مہمان سب پریشان ہوگئے اور انھوں نے بھی قسم کھالی کہ ہم بھی نہ کھائیں گے جب تک آپ

ہنگام عنایتِ الٰہی در رسید و داعیۂ نقضِ قسم
در دلش پدید آمد و بشناخت کہ ایں داعیہ از
کدام منبع جوشیدہ دست در طعام کرد و دو سہ
لقمہ تناول نمود و خدائے عزّ و جلّ بزیادت برکت
در طعام تنبیہ فرمود بر آنکہ شکستن ایں قسم مرضی
الٰہی بود و ریزش ایں داعیہ از منبع فیض و از
عجائب صنع حق است با دوستانِ خود اخرج القصۃ
بطولہا البخاری فی الاستیعاب ان ثابت
ابن قیس بن شمّاس استشہد فراٰہ بعض
الصحابۃ فی النوم فاوصٰی بان تؤخذ درعہ
ممن کانت عندہ و تباع، الٰی اٰخر القصۃ
وفی اٰخرہا اذا قدمت المدینۃ علٰی خلیفۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقل لہ ان
علیّ من الدین کذا وکذا وفلان من رقیقی
عتیق وفلانٌ فاجاز ابوبکر وصیتہٗ ولا نعلم
احدًا اُجیزت وصیتہٗ بعد موتہ غیر
ثابت بن قیس اما اتصاف حضرت صدیق رض
بصفت صفائی قلب آں را در عرفِ زمانِ ما
طریقت گویند در کشف المحجوب مذکور است
کہ شیخ جُنید بغدادی گفتہ است اشرف کلمۃٍ
فی التوحید قول ابی بکر الصدیق
سُبحانَ من لم یجعل لخلقہ سبیلاً
الا بالعجز عن معرفتہ و صاحب
کشف المحجوب در مدح صدیق اکبر رض کلمۃ
دارد ان الصفا صفۃ الصدیق ان اردت

نہ کھائیں گے۔ اس وقت میں عنایتِ الٰہی آپہنچی اور قسم توڑ دینے کا
داعیہ ان کے دل میں ظاہر ہوگیا اور انھوں نے پہچان لیا کہ کس منبع
سے اس داعیہ نے جوش مارا ہے تو آپ نے کھانے پر ہاتھ پہنچا دیا
اور دو تین لقمے تناول فرمائے اور اللہ عزّ وجلّ نے کھانے میں
برکت کی زیادتی فرما کر اس بات پر تنبیہ فرمادی کہ اس قسم کا
توڑنا مرضیٔ الٰہی تھا اور اس داعیہ کا قلب پر واقع ہونا منبعِ فیض
کی جانب سے اور حق تعالیٰ کے عجیب معاملات میں سے تھا
جو وہ اپنے دوستوں کے ساتھ فرماتے ہیں۔ اس قصہ کو تفصیل
کے ساتھ بخاری نے ذکر کیا ہے۔ استیعاب میں ہے کہ ثابت بن قیس
ابن شمّاس (جنگِ یمامہ میں) شہید ہوتے تو ان کو بعض صحابہ رض
نے خواب میں دیکھا کہ انھوں نے وصیت کی کہ اُن کی زِرہ اس
شخص سے لی جائے جس کے پاس ہے اور فروخت کی جائے، آخر
قصہ تک۔ اور اس کے آخر میں ہے کہ جب تم خلیفہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں پہنچو تو اُن سے یہ کہنا
کہ مجھ پر اتنا اور اتنا قرض ہے اور میرے غلاموں میں سے
فلاں آزاد اور فلاں (کے ساتھ ایسا کیا جائے) تو ابوبکر رض نے
اُن کی وصیت کو پورا کیا اور ہم کسی کو نہیں جانتے کہ اُس کی ایسی
وصیت کو پورا کیا گیا ہو موت کے بعد کی گئی بجز ثابت بن
قیس رض کے۔ رہا حضرت صدیق رض کا متصف ہونا صفائی قلب کی
صفت کے ساتھ جس کو ہمارے زمانہ کے عُرف میں طریقت کہتے
ہیں۔ کشف المحجوب میں مذکور ہے کہ شیخ جُنید بغدادی رح نے کہا
ہے کہ توحید میں سب سے زیادہ بلند کلام ابوبکر صدیق رض کا یہ
قول ہے سُبْحٰنَ مَنْ لَمْ یَجْعَلْ الخ یعنی پاک ہے وہ ذات جس
نے اپنی مخلوق کے لئے کوئی راہ (اپنی معرفت کی)، نہیں بنائی مگر
اپنی معرفت سے عاجز ہونے کی۔ (حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)۔

صوفیًا علی التحقیق از انچہ صفا را اصلے ہست وفرعی اصلش انقطاع دل است از اغیار وفرعش خلوّ دل است از دنیاءِ غدّار و این ہردو صفتِ صدّیقِ رضؓ اکبر است پس امام اہلِ این طریقہ اوست انتہٰی کلامہ بعد ازاں برائے صفتِ اوّل شاہدے ذکر کرد وآں خطبہ او الّا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ اِلٰی اٰخرھا وبرائے صفتِ دیگر شاہدے وآں قصہ مَاخَلَّفْتَ لِعِیَالِکَ قَالَ اللّٰہ ورسولہ در احیاء آوردہ قَالَ الصِّدِّیقُ مَنْ ذَاقَ خَالِصَ مَحَبَّۃِ اللّٰہِ یُشْغِلُہٗ ذٰلِکَ مِنْ طَلَبِ الدُّنْیَا وَاَوْحَشَہٗ عَنْ جَمِیْعِ الْبَشَرِ واین غایت تحقیق است در لوازمِ محبتِ خاصّہ وازتوکّل وے رضی اللہ عنہ آنست کہ یاران برائے عیادتِ وے آمدند وگفتند یا خلیفۃ رسول اللہ الا ندعولک طبیبًا ینظر الیک قال

اور صاحبؒ کشف المحجوب نے صدیقِ اکبرؓ کی مدح میں بہت اونچی بات لکھی ہے یعنی اِنَّ الصَّفَا الخ کہ اگر تیرا ارادہ ایسی صوفیت کا ہے جو علی التحقیق ہو (یعنی حقیقی صوفی بننا چاہتا ہے تو صدیقؓ کے نقشِ قدم پر چل) کہ صفا صدیقؓ کی صفت ہے، کیونکہ صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اس کی اصل ہے دل کا منقطع ہوجانا اغیار سے اور اس کی فرع ہے دل کا خالی ہونا دنیاءِ غدّار سے اور دونوں صفتیں صدیقِ اکبرؓ کی ہیں تو جو اس طریقہ والے ہیں ان کے امام وہ ہیں۔" ان کا کلام ختم ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے صفتِ اوّل کے ایک شاہد کا ذکر کیا اور وہ آپ کا خطبہ ہے۔ اَلَا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا الخ یعنی سن لو جو شخص محمدؐ کی عبادت کیا کرتا تھا تو محمدؐ یقینًا مرچکے، آخر تک۔ اور صفتِ دومؓ کی شہادت میں (تمام مال لانے کا) وہ قصہ ذکر کیا۔ جس میں ہے، مَاخَلَّفْتَ لِعِیَالِکَ الخ یعنی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ) گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ تو انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ۔ اور احیاء العلوم میں (امام غزالیؒ) نے لکھا ہے کہ صدیقؓ کا قول ہے کہ جس نے خالص محبت الٰہی کا مزہ چکھ لیا وہ اس کو دنیا کی طلب سے متنفّر کردے گی اور تمام انسانوں سے متوحّش کردے گی اور لوازم محبّت خاصہ کے بارے میں یہ انتہائی تحقیق ہے۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے توکّل کا یہ حال ہے کہ (مرض وفات کے زمانہ میں) دوست اُن کی مزاج پُرسی

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۷۹)

ع یہ ارشاد معرفتِ ذات سے متعلق ہے کہ اس کی معرفت سے عجز ہی عین معرفت ہے۔ یہاں ان لوگوں کا عجز مراد ہے جو اس ذات کو صفات وافعال کے واسطے سے پہچان چکے ہوں اور آگے بڑھ کر ذات بحت کی طلب میں سرگرداں ہوں ان کا منتہائے معرفت یہی قول ہوگا۔ مطلقًا عجز مراد نہیں ورنہ منکرینِ خدا دہریئے اور کمیونسٹ سب سے بڑے عارف قرار پائیں گے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

لہ یعنی حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس اللہ سرّہٗ ۱۲ مترجم ۲ لہ یعنی ہر غیر اللہ سے صوفی کا مقصود آخرت سے بھی جنّت کے حدود و قصور نہیں ہوتے بلکہ مشاہدہ جمالِ یار مقصد ہوتا ہے مازاغ البصر وما طغٰی ۱۲ مترجم

قد نظر إليّ قالوا فماذا قال لك قال قال إني فعّال لما أريد اخرجه ابن ابی شیبۃ واز توکل اوست آنچہ گذشت کہ جمیع مالِ خود را فی سبیل اللہ انفاق کرد وگفت ابقیتُ لعیالی اللہ ورسولہ واز ورع وے رضی اللہ عنہ آنست کہ از دستِ غلام خود شیر خوردہ بود چوں تفحص نمود از وجہ شبہ ظاہر گشت انگشت در دہان انداخت وآں ہمہ را قے کرد۔ کذا فی الاحیاء وغیرہ واز احتیاطِ وے در بیت المال آنکہ چیزے کہ پیش او باقی ماندہ بود از عطایا او رد کرد بہ بیت المال روی ذٰلک عن عائشۃ والحسن بن علی وغیرہما بالفاظٍ متغایرۃ واز احتیاطِ او در عبادات عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر متی توتر قال اوتر من اول اللیل وقال لعمر متی توتر قال آخر اللیل فقال لابی بکر اخذ ھذا بالحذر وقال لعمر اخذ ھذا بالقوۃ اخرجہ ابوداؤد ومالک وھذا لفظ ابی داؤد۔

و از دعاء حضرت صدیق رضؓ

کے لئے آئے اور کہنے لگے اے خلیفۂ رسول اللہ! کیا ہم آپ کے لئے طبیب کو بُلا کر نہ لائیں جو آپ کو دیکھ لے تو آپ نے فرمایا قد نظر إليّ یعنی طبیب تو مجھے دیکھ چکا ہے۔ لوگوں نے کہا پھر اُس نے آپ سے کیا کہا؟ فرمایا کہ یہ کہا إني فعّال لما أريد یعنی میں وہی کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور ان کے توکّل میں سے وہ واقعہ ہے جو گزر چکا کہ اپنا تمام مال اللہ کے راستہ میں خرچ کردیا اور فرمایا کہ میں نے اپنے اہل وعیال کے لئے اللہ اور اُس کے رسول کو باقی چھوڑا۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے تقویٰ کی دلیل یہ واقعہ ہے کہ آپ نے (ایک دن) اپنے غلام کا لایا ہوا دودھ پی لیا تھا۔ جب تحقیق کی اور وہ مالِ مُشتبہ میں سے ظاہر ہوا تو آپ نے اُنگلی مُنہ میں ڈال کر اُس کو قے کرکے نکال دیا، احیاء العلوم وغیرہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور بیت المال میں آپ کی احتیاط کا یہ حال تھا کہ آپ کے حصّہ میں جو چیز آتی ہوتی تھی اور وہ ابھی آپ کے پاس باقی رہی ہوتی تھی اس کو بیت المال میں واپس کرادیا، یہ مروی ہے عائشہ رضؓ سے اور حسنؓ بن علیؓ وغیرہما سے کچھ بدلے ہوئے الفاظ کے ساتھ۔ اور عبادات میں احتیاط کا یہ حال تھا کہ ابو قتادہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے پوچھا کہ تم کس وقت وتر پڑھتے ہو؟ تو اُنھوں نے کہا کہ میں رات کے اوّل حصّہ میں پڑھ لیتا ہوں۔ اور عمرؓ سے پوچھا کہ تم کس وقت وتر پڑھتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ آخر شب میں تو آپؐ نے ابوبکرؓ کے لئے فرمایا کہ انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا احتیاط کی بناء پر اور عمرؓ کے لئے فرمایا کہ انھوں نے یہ اختیار کیا قوّت کی بناء پر، اس کو ابوداؤدؒ اور مالکؒ نے روایت کیا اور یہ لفظ ابوداؤد کے ہیں۔ اور حضرت صدّیقؓ کی

اَللّٰھُمَّ ارنی الحقَّ حقًّا وارزقنی اتباعہ وارِنی الباطل باطلاً وارزقنی اجتنابَہ ولا تجعل مشتبھًا علیَّ فاَتّبِعِ الھوٰی کذا فی الاحیاء۔ واز کف اللسان وے کان ابوبکر یَضَع حصاۃً فی فمہ لیمنع بھا نفسہ من الکلام کذا فی الاحیاء ودخل عمر علٰی ابوبکر وھو یجبذُ لِسانَہ فقال لہٗ مَہ غفر اللہ لک فقال ابوبکر ھٰذا اَوْرَدَنی المَوارِدَ اخرجہ مالک در احیاء اینجا قصۂ عجیبہ ذکر کردہ است رُؤِیَ ابوبکر الصّدیق فی النّوم فقیل لہٗ انّکَ کنتَ تقول فی لسانک ھٰذا الّذی اَورَدَنی الموارِدَ فما فعل اللہ بکَ فقال قلتُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ فاَورَدَنی الجنّۃ و از تواضع وے رضی اللہ عنہ آنست کہ چوں یزید ابن ابی سفیان را امیر چہار یک شام ساخت پیادہ بمشایعتِ او بر آمد یزید بن ابی سفیان گفت امّا ان ترکَبَ وامّا اَن اَنزِلَ فقال ابوبکر ما انت بنازِلٍ وما انا براکبٍ احتسبتُ خُطَایَ ھٰذہ فی سبیل اللہ اخرجہ مالک واز شفقتِ او بر خلق اللہ و تخلّی از حظوظِ نفسِ خود قال ابوبکر لو اَخَذْتُ شارِبًا اُحِبُّ ان یَسْتُرَہ اللہُ ولو اَخَذْتُ سارِقًا احبُّ ان یَسْتُرَہ اللہ

یہ دعا تھی اَللّٰھُمَّ اَرِنِی الحَقَّ الخ اے اللہ! مجھے حق کا حق ہونا دکھا دیجئے اور مجھے اُس کے اتباع کی توفیق بخشدیجئے اور مجھے باطل کا باطل ہونا دکھا دیجئے اور اس سے بچنے کی توفیق بخشدیجئے اور حق کو مجھ پر مشتبہ نہ کیجئے کہ میں خواہش نفسانی کا اتباع کرنے لگوں، احیاء العلوم میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور زبان کو روکے رکھنا اس درجہ تھا کہ ابوبکر رضؓ اپنے مُنہ میں سنگریزہ رکھ لیا کرتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ سے اپنے نفس کو کلام سے روکیں، احیاء العلوم میں ایسا ہی ہے۔ اور عمر رضؓ پہنچے ابوبکر رضؓ کے پاس اور وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ اللہ آپ کو معاف کرے اس سے رُک جاؤ تو ابوبکر رضؓ نے کہا کہ اسی نے تو مجھے ہلاکت کے مقامات میں ڈالا، اس کو مالک رحؒ نے روایت کیا۔ احیاء العلوم میں اس موقع پر ایک عجیب قصّہ بیان کیا ہے: (کسی بزرگ کو) ابوبکر صدیق رضؓ خواب میں دکھائے گئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ اپنی زبان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یہ وہ ہے جس نے مجھے ہلاکت کے مقامات میں ڈالا۔ تو اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو فرمایا کہ میں نے کہا لا الٰہ الا اللہ تو اس نے جنت میں داخل کر دیا۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کی تواضع کا یہ حال ہے کہ جب آپ نے یزید بن ابی سفیان کو چوتھائی حصّہ شام کا امیر بنایا تو ان کی مشایعت یعنی ساتھ ساتھ چلنے کے لئے پیدل (شہر سے) باہر نکل آئے۔ یزید بن ابی سفیان نے کہا یا تو آپ سوار ہو جائیں اور یا میں نیچے اُتروں تو ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ نہ آپ اُتریں اور نہ میں سوار ہوں۔ میں تو بہ نیت عبادت اپنے یہ قدم اللہ کے راستہ میں اُٹھا رہا ہوں، اس کو امام مالک رحؒ نے روایت کیا۔ اور خلق اللہ پر آپ کی شفقت اور لذّاتِ نفس سے خالی ہونے کا حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا اگر میں کسی شراب پینے والے کو پکڑتا ہوں (یعنی اقدام کرتا ہوں) تو چاہتا ہوں کہ خدا اُس کی پردہ پوشی کرے اور اگر کسی سارق

كذا في الاحياء واز رضا او آنکہ روزے پیش آنحضرتؐ آمد و با آنحضرتؐ جبرئیلؑ نشستہ بود فقال جبرئيل يا محمد مالي اري ابابكر عليه عباءة قد خللها في صدره فقال يا جبرئيل انفق ماله علي قبل الفتح قال فان الله تعالى يقرأ عليه السلام و يقول قل له اراض انت عني في فقرك هذا ام ساخط فقال ابو بكر أ أسخط على ربي انا عن ربي راض انا عن ربي راض انا عن ربي راض اخرجه الواحدي والبغوي بسند غريب جدًا

واز نفی ارادہ او والله ما كنت حريصًا على الامارة قط ولا طلبتها من الله سرًّا وعلانية اخرجه جماعة

واز زہد وے رضی اللہ عنہ عن رافع ابن ابي رافع قال رافقت ابابكر وكان له كساء فدكي يخلله عليه اذا ركب ونلبسه انا وهو اذا انزلنا وهو الكساء الذي عيرته به هوازن فقالوا أ ذا الخلال نبايع بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرجه ابن ابي شيبة

(چور) کو پکڑتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ خدا اس کی پردہ پوشی کرے، احیاء العلوم میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور آپ کی رضا (یعنی راضی برضاء الٰہی ہونے) کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دن آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپؐ کے پاس جبرئیلؑ بیٹھے ہوئے تھے تو جبرئیلؑ نے کہا کہ اے محمدؐ! کیا بات ہے میں ابو بکرؓ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایسا چوغہ پہنے ہوئے ہے جس کو اپنے سینہ پر اس نے کانٹوں سے جوڑ رکھا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ! اس نے مجھ پر فتح سے قبل اپنا سب مال خرچ کر دیا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سلام بھیج رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے پوچھو کہ کیا تو اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض ہے تو ابو بکرؓ نے کہا میں اپنے رب سے ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ اس کو واحدی اور بغوی نے روایت کیا بہت غریب سند کے ساتھ۔

اور آپ کے نفی ارادہ[عہ] کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ (آپ نے فرمایا) کہ میں امارت کا حریص کبھی نہیں ہوا اور نہ میں نے اس کو کبھی اللہ سے پوشیدہ یا کھلے طور پر مانگا، اس کی روایت ایک جماعت نے کی۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے زہد کا یہ قصہ ہے۔ رافع بن ابی رافعؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں ابو بکرؓ کا رفیق رہا ہوں اور ان کے پاس ایک فدکی کپڑا تھا جس (کے سروں کو) کانٹوں سے جوڑ کر اوڑھ لیا کرتے تھے جب سوار ہوتے تھے اور میں اور وہ دونوں اس کو پہنتے رہتے تھے جب اترتے تھے۔ اور یہی وہ کپڑا تھا جس سے ہوازن والوں نے ان پر عیب لگایا تھا اور کہا تھا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم ذو الخلال (کانٹوں والے) سے بیعت کریں گے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔

عہ طالب خدا کا ایک بلند حال یہ ہوتا ہے کہ اس کا ارادہ فنا ہو جاتے ارادۂ حق میں۔ یہ حال بھی صدیق اکبرؓ میں موجود تھا۔ مترجم

وقال ابوبکر عند موته خذوا هذا الثوب لثوبٍ
علیه أصابه مشق اوزعفران فاغسلوه ثم
کفنونی مع ثوبین اٰخرین قالت عائشة وما
هذا فقال ابوبکر الحیّ احوج الی الجدید
من المیّت وانما هذا للمهلة اخرجه
مالك واز خوف وے رضی الله عنه عن
الضحاك قال رأی ابوبکر طیرًا واقعًا علی
شجرةٍ فقال طوبیٰ لك یا طیر
والله انّی لوددتُ انّی مثلك تقع
علی الشجر وتأكل من الثمر ثم
تطیر ولیس علیك حسابٌ ولا عذابٌ
والله لوددتُ انّی کنتُ شجرةً الی
جانب الطریق فمرّ علیّ جملٌ فاخذنی
فادخلنی فاه ولاکنی ثم ازدردنی ثم
اخرجنی بعرًا ولم اکن بشرًا اخرجه
ابن ابی شیبة واز عبرت وے رضی الله عنه
عن میمون قال اُتی ابوبکرٍ وافر الجناحین
فقال ما صِیدَ من صیدٍ ولا عُضِدَ من
شجرٍ الا بما ضیّعت من التسبیح اخرجه
ابن ابی شیبة۔ واز تبری او رضی الله عنه از
عُجب چوں آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمود
من جرّ ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیامة
فقال ابوبکر انّ احد شقّی ثوبی یسترخی الا
ان اتعاهد ذلك منه فقال رسول الله صلی الله علیه
وسلم انك لست تصنع ذلك خیلاء اخرجه البخاری

اور ابوبکر رضؓ نے اپنی موت کے قریب فرمایا کہ یہ کپڑا اُتار لو۔ کہ وہ ایسا
کپڑا تھا جس پر گل سُرخ یا زعفران کا اثر تھا۔ اور اس کو دھو لینا۔
پھر اس کے ساتھ دوسرے دو کپڑے شامل کرکے مجھے کفنا دینا۔
عائشہؓ نے کہا کہ اور یہ ہے کیسا؟ (یعنی پرانا کپڑا اس کو کفن میں
کیا استعمال کیا جاتے؟) تو ابوبکرؓ نے کہا کہ زندہ زیادہ حاجتمند ہے
نئے کپڑے کا بہ نسبت میّت کے کہ وہ (میت کے کپڑے) بدن کی رطوبت
کے لئے ہیں، اس کو مالکؒ نے روایت کیا۔ اور حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ کے خوف کا یہ قصہ ہے۔ مروی ہے ضحاکؒ سے بیان
کیا کہ ابوبکرؓ نے ایک پرندے کو دیکھا جو ایک درخت پر آکر گرا تو آپ
کہنے لگے کہ اے پرندے تجھے مبارکباد! واللہ میں پسند کرتا ہوں
کہ میں تجھ جیسا ہوتا۔ تو درخت پر آگرتا ہے اس کے پھل میں
سے کھاتا ہے۔ پھر اڑ جاتا ہے اور تیرے اُوپر کوئی حساب ہے
نہ عذاب۔ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں راہ کی ایک جانب
میں کھڑا ہوا ایک درخت ہوتا پھر مجھ پر کسی اونٹ کا گزر ہوتا اور وہ
مجھے اپنے مُنہ میں داخل کرتا اور چباتا پھر مجھے حلق میں اُتار لیتا
پھر مینگنی بنا کر مجھے خارج کر دیتا اور میں بشر نہ ہوتا۔ اس کو ابن ابی
شیبہ نے روایت کیا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عبرت کا یہ واقعہ
ہے۔ مروی ہے میمون سے کہ ابوبکر رضؓ کے سامنے (ایک پرندہ)
وافر الجناحین لایا گیا۔ تو آپؓ نے کہا کہ جب کوئی شکار (جانور) شکار کیا
جاتا ہے یا کسی درخت کی کوئی شاخ کاٹی جاتی ہے تو اس وجہ سے
کہ وہ اپنی تسبیح کو ضائع کر دیتا ہے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت
کیا۔ اور عجب سے آپؓ کے تبرا ہونے کا شاہد یہ واقعہ ہے کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے کپڑے
کو کھینچا فخر و نمود کے ساتھ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس
کی طرف نہیں دیکھے گا۔ تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وفی لفظ ابی داؤد ان اللہ نزع الخیلاء منک واز بکاء او رضی اللہ عنہ قول عائشۃ وکان ابوبکر رجلاً بکاءً اذا قرء القرآن لا یملک عینیہ اخرجہ البخاری فی قصۃ طویلۃ۔ وقال ابراھیم النخعی کان ابوبکر سمی الاواہ رافۃ ورحمۃ واز نفع او خلق اللہ را مکتوب فی الکتاب الاول مثل ابی بکر مثل القطر اینما وقع نفع کلا ھما مذکور فی الصواعق واز ترک سوال او عن ابن ابی ملیکۃ قال کان ربما سقط الخطام من ید ابی بکر الصدیق قال فیضرب بذراع ناقتہ فینیخھا فیاخذہ قال فقالوا لہ افلا امرتنا نناولکہ فقال ان حبیبی صلی اللہ علیہ وسلم امرنی ان لا اسأل الناس شیئاً رواہ احمد واز صدق نیت او عن ابی قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر مررت بک وانت تقرأ وانت تخفض من صوتک فقال انی اسمعت من ناجیت الحدیث اخرجہ الترمذی۔ اینست آنچہ احوال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حافظہ بندۂ ضعیف درحالتِ راہنہ[موجودہ ۱۲] کفایت نمود

کہا کہ میرے کپڑے کا ایک پلّا لٹک جایا کرتا ہے۔ اب میں اس سے بچنے کا اہتمام رکھوں گا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یقیناً ایسا ازراہ فخر و نمود نہیں کرتے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ اللہ نے تجھ میں سے خُیَلا یعنی فخر و نمود کو نکال دیا ہے۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کا گریہ ثابت ہے قول عائشہ رضؓ سے کہ ابوبکر رضؓ ایک بہت رونے والے شخص تھے جب قرآن کی قراءت کیا کرتے تھے تو اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھتے تھے، اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ایک طویل قصّہ میں اور ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ ابوبکر رضؓ کا لقب اوّاہ پڑگیا ان کی شفقت و رحم دلی کی بنا پر۔ اور خلق خدا کو ان سے نفع کے بارے میں الکتاب الاوّل میں لکھا ہے کہ ابوبکر رضؓ کی مثال بارش کی بوند کی مانند ہے جہاں گرے نفع پہنچائے، دونوں روایتیں "صواعق" میں مذکور ہیں۔ اور آپؓ کا ترکِ سوال اس روایت سے۔ مروی ہے ابن ابی ملیکہ سے کہ بسا اوقات ابوبکر صدیق رضؓ کے ہاتھ سے اُونٹ کی نُہار چھوٹ کر گر جاتی تو اپنی ناقہ کے ذراع پر ہاتھ مار کر اس کو بٹھلاتے اور نُہار کو اُٹھاتے۔ راوی نے ذکر کیا کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپؓ نے ہمیں کیوں نہ حکم دیا ہم اُٹھا کر آپ کو دیدیتے۔ تو فرمایا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں، روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور ان کے صدقِ نیت کا حال یہ ہے۔ مروی ہے قتادہؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضؓ سے فرمایا کہ میرا گزر تمہاری طرف ہوا اور تم قراءت کر رہے تھے اور تم اپنی آواز پست رکھتے ہو۔ تو فرمایا کہ میں اس کی طرف کان لگائے رکھتا ہوں جس سے سرگوشی کرتا ہوں، آخر حدیث تک۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ جو کچھ احوال حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا اس بندۂ ضعیف کا حافظہ اس موجودہ حالت میں

والقلیل نموذج الکثیر والغرفۃ تنبئ
عن البحر الکبیر اما تحمل وے رضی اللہ عنہ اعباء
نشر قرآنِ عظیم راپس بچند وجہ واقع شد یکے آنکہ
در وقتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جملہ کاتبان
وحی بود فی الاستیعاب وممن کتب الوحی
ابوبکر وعمر وعثمان وعلیؓ دیگر آنکہ جمع کردہ
بود قرآن را یعنی حفظ کردہ بود تمام آں را امام
نوویؒ در تہذیب بآں تصریح کردہ وایں معنی را
شاہد یست قوی وآں آنست کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم امر کرد بامامتِ صدیق رضؓ حالانکہ در
شریعت مقرر شد لیؤمکم اقرءکم و
فی لفظ اکثرکم قرآنا وشاہدے دیگر آنکہ
در واقعہ ہوش ربا جانکاہ انتقال سرور عالم علیہ
الصلوٰۃ والسلام کہ اکثر صحابہ رضؓ در محفوظاتِ خود
ذہول ورزیدہ بودند وَمَا مُحَمَّدٌ و اِنَّکَ
مَیِّتٌ تلاوت فرمود ومردم باجمعہم از وے
تلقی آں کردند ایں دلالت دارد بر قوتِ حافظہ
او وکذا علمہ بالانساب وتواریخ العرب
وروایۃ الحدیث دفن الانبیاء فی ذلک
الوقتِ الفظیع وشاہدے دیگر است کہ حضرت
صدیق رضؓ سورتہائے طویلہ در نمازے خواند
مثل سورۃ بقرہ وایں صریح دلالت میکند بر
حفظ جمیع کتاب واگر فرض کنیم کہ وے رضی
اللہ عنہ تمام قرآن یاد نداشتہ باشد

کفایت کر سکتا ہے وہ یہ ہے اور قلیل نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چلو
خبر دیدیتی ہے بڑے دریا کی۔ اب سنیئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
نشر قرآنِ عظیم کے بارے تحمل کا حال تو یہ چند صورتوں سے واقع ہوا۔
ایک[1] یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ بھی وحی کے کاتبوں
میں سے تھے۔ استیعاب میں ہے اور جن لوگوں نے وحی کی کتابت کی
ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ اور عثمانؓ اور علی رضؓ تھے۔ دوسری یہ کہ انہوں نے قرآن
کو جمع کیا تھا یعنی تمام قرآن کو حفظ کیا تھا۔ امام نوویؒ نے تہذیب
میں اس کی تصریح کی ہے اور اس معنی کا ایک قوی شاہد ہے اور
وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامتِ صدیق رضؓ کا حکم
دیا اور اس قاعدہ کو شریعت میں مقرر کیا گیا ہے لیؤمکم اقرأکم
یعنی تمہاری امامت وہ شخص کرے جو سب سے زیادہ قاری ہو
اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم میں بکثرت قرآن پڑھنے والا
ہو۔ اور ایک شاہد اور بھی ہے کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ
وسلم کے واقعۂ ہوش ربا، جانکاہ (انتقال) کے وقت جب کہ اکثر صحابہ رضؓ جو
کچھ ان کے حافظہ میں تھا وہ سب کھوتے ہوئے تھے آپؓ نے
وَمَا مُحَمَّدٌ اور اِنَّکَ مَیِّتٌ کی تلاوت فرمائی اور سب کے سب
لوگوں نے یہ آیات آپ سے لیں[ع]۔ اور یہ واقعہ دلالت رکھتا
ہے آپ کی قوتِ حافظہ پر اور ایسا ہی ان کا علم انساب اور
تواریخ عرب کے متعلق اور روایتِ حدیث دفن انبیاء کے متعلق
ایسے شدید وقت میں۔ اور ایک شاہد اور ہے کہ حضرت
صدیق رضؓ نماز میں طویل سورتیں پڑھا کرتے تھے مثل
سورۃ بقرہ کے اور یہ صریح دلالت کرتا ہے تمام کتاب
اللہ کے حفظ پر۔ اور اگر ہم فرض کرلیں کہ صدیق رضی اللہ عنہ
کو پورا قرآن حفظ نہیں تھا اس سے آپؓ کے اجتہاد

ع یعنی یہ آیات اذہان سے گویا محو ہو چکی تھیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تلاوت کے بعد ہی سب کو یاد آئیں ۱۲ مترجم

در صحتِ اجتہادِ او قدح نمیکند زیراکہ حفظِ
قرآن عن ظہر القلب شرطِ اجتہاد نیست
سوم آنکہ اوّل کسیکہ سعی کرد در جمع قرآن بین
اللوحین صدیقِ اکبر رضہ بود کہ بالتماس فاروقِ
اعظم رضہ اہتمام ایں امرِ عظیم فرمود و ثمرہ سعی او
ظاہر شد کہ بسببِ آں قرآن در مشرق و مغرب
شایع گشت چہارم آنکہ در بعض مواضع مشکلہ حل
اشکال فرمود و ایں وجہ در خُطب حضرت
صدیق رضہ مبیّن خواہد شد اما تحمّل وے رضی اللہ
عنہ نشرِ علم حدیث را بچندیں وجہ بودہ است
یکے آنکہ استمطارِ علم کردہ است از منبع العلم
قال لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علّمنی
دُعاءً اَدعو بہ فی صلوٰتی قال قل اللّٰھم
انّی ظلمتُ نفسی ظُلماً کثیراً ولا یغفر الذنوب
الّا انت فاغفر لی مغفرۃً من عندک و
ارحمنی انک انت الغفور الرحیم اخرجہ
احمد وابو یعلےٰ وغیرھما وعن ابی ھریرۃ
قال قال ابو بکر یا رسول اللہ مُرنی
بشیءٍ اقولہا اذا اصبحتُ واذا
امسیتُ قال قل اللّٰھم عالم الغیب
والشھادۃ فاطر السمٰوات والارض
ربّ کل شیٔ وملیکہ اشھد ان لا الٰہ
الا انت اعوذ بک من شرّ نفسی

کی صحت میں کوئی نقص نہیں واقع ہوتا کیونکہ لوحِ قلب میں
قرآن حفظ کرنا اجتہاد کی شرط نہیں ہے۔ تیسری یہ کہ سب سے
پہلے قرآن کو دو لوح (یعنی دو گتوں) کے درمیان جمع کرنے
کی جس نے کوشش کی وہ صدیقِ اکبر رضہ تھے جنھوں نے فاروقِ
اعظم رضہ کے التماس سے یہ عظیم کام کیا۔ اور آپ کی کوشش
کا نتیجہ ظاہر ہو گیا کہ اس کے سبب سے قرآن مشرق اور مغرب
میں شایع ہو گیا۔ چوتھی یہ کہ بعض مشکل مواقع میں آپ نے اشکال
حل فرمائے اور یہ بات حضرت صدیق رضہ کے خطبات میں خوب واضح
ہو جائے گی۔ اب لیجئے آپ کا اشاعت علمِ حدیث کے بار کا تحمّل تو
وہ چند صورتوں کے ساتھ ہوا ہے۔ ایک یہ کہ آپ نے فیضانِ علم
لینے کی کوشش براہِ راست منبع علم سے کی ہے۔ آپ رضہ نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ایسے کلمات
دُعا سکھا دیجئے جن سے میں اپنی نماز میں دعا کیا کروں۔ فرمایا
کہو اَللّٰھُمَّ اِنّی ظَلَمتُ نَفسِی الخ (ترجمہ: یا اللہ میں نے تو (گناہوں
کا مرتکب ہو کر) اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو آپ عہ
کے سوا کوئی نہیں بخشتا آپ اپنی طرف سے درگزر فرماتے ہوئے
میرے گناہ بخش دیں اور مجھ پر رحم فرمائیں بیشک آپ
ہی بہت مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں)،
اس کو احمد اور ابو یعلےٰ وغیرہما نے روایت کیا۔ مروی ہے ابوہریرہ رضہ
سے کہا کہ ابو بکر رضہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز
بتا دیجئے جس کو میں روزانہ جب صبح اور شام آیا کرے تو پڑھ
لیا کروں۔ فرمایا کہ کہو اَللّٰھُمَّ عالم الغیب والشھادۃ الخ یا اللہ!
ہر غائب اور حاضر کا علم رکھنے والے، آسمانوں اور

عہ کس خوبی کے ساتھ عیسائیت کے اعتقادِ باطل سے بچایا گیا ہے کہ جو گناہ کرو پادری صاحب سے کہدو وہ معافی دیدیں گے تو گناہ سے پاک ہو گئے ۱۲
اشتیاق احمد عفی عنہ

ومن شر الشیطان وشرکہ قال قُلہ اذا اصبحت واذا امسیت و اذا اخذت مضجعک اخرجہ الترمذی و عن ابی بکر الصدیق قال کنتُ عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فانزلت ھٰذہ الاٰیۃ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً ا یُّجْزَ بِہٖ وَلَا یَجِدْ لَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ۝ فقال النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم یا ابا بکر الا اُقرئک اٰیۃً اُنزلت علیّ قلتُ بلٰے یارسول اللہ فاقرانیھا فلا اعلم الا انی وجدت انقصاماً فی ظھری حتے تمطأت لھا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما انت یا ابا بکر واصحابک المؤمنون فیجزون بذالک فی الدنیا حتیٰ تلقوا اللہ ولیست لکم ذنوب واما الاٰخرون فیجمع ذٰلک لھم حتٰی یجزوا یوم القیٰمۃ اخرجہ ابو یعلےٰ عن حذیفۃ عن ابی بکر انما حضر ذٰلک حذیفہ من النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم و انما اخبرہٗ

زمین کے پیدا کرنے والے، ہر چیز کے پروردگار اور پوری ملکیت رکھنے والے! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اُس کے شرک سے (جس کی اس کو اجازت بخشی گئی ہے وَشَارِکْھُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ الخ فرما کر (۱۷: ۶۴) کہ تو اُن کے اموال اور اولاد میں اپنا ساجھا کر لینا) فرمایا کہ یہ پڑھ لیا کرو جب تم پر صبح آئے اور جب شام آئے اور جب تم اپنے آرام کی جگہ (یعنی بستر پر سونے کے لئے) پہنچ جاؤ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور مروی ہے ابو بکر صدیق رضؓ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً الخ (۴: ۱۲۳) جو شخص کوئی بُرا کام کرے گا وہ اُس کے عوض میں سزا دیا جائے گا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا نہ مددگار ملے گا۔" تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر رضؓ! کیا میں تم کو وہ آیت نہ پڑھاؤں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے؟ میں نے کہا بیشک یارسول اللہ ص! تو یہ آیت مجھے پڑھائی۔ تو میں نہیں جانتا بجز اس کے کہ میں نے اپنی کمر میں ہڈی پھوٹنی محسوس کی یہاں تک کہ اُس کی وجہ سے انگڑائی لی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (گھبراؤ نہیں) اے ابو بکر رضؓ! تم اور تمہارے ساتھی مؤمنین کو اس کا بدلہ دنیا میں دیدیا جائے گا (جسمانی تکالیف اور مالی نقصانات وغیرہ پہنچا کر) یہاں تک کہ تم اللہ سے ایسی حالت میں ملوگے کہ تم پر گناہ نہیں ہوں گے۔ رہے دوسرے لوگ تو اُن کے یہ گناہ جمع ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کو قیامت کے دن اُن کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس کو ابو یعلےٰ نے روایت کیا۔ مروی ہے حذیفہ رضؓ سے وہ روایت کرتے ہیں ابو بکر رضؓ سے یا اس موقع پر حذیفہ رضؓ خود ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے

ابوبکر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل قال قلت یا رسول اللہ وھل الشرک الا ما عبد من دون اللہ قال ثکلتک امک یا صدیق الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل الا اخبرک بقول یذھب صغیرہ وکبیرہ قال قلت بلی یا رسول اللہ قال تقول کل یوم ثلث مرات اللھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم والشرک ان تقول اعطانی اللہ وفلان والند ان یقول الانسان لولا فلان لقتلنی فلان اخرجہ ابویعلی بسند غریب

دوم آنکہ نزدیک بصد و پنجاہ حدیث از مرویات او در دست محدثین باقیماندہ است واین معنی نسبت صحبت دائمہ حضرت صدیق رض وکثرت حضور او در مشاہد خیر قلیل است بہ بسیارے لیکن دو سہ سبب از کثرت روایت باز داشت سببے کہ راجع بحال حضرت صدیق رض است وآن آنست کہ وی رضی اللہ عنہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو سال و چند ماہ در قید حیات بود و مشغول ماند بقتال مرتدین و مانعان زکوٰۃ باز بہ تجہیز جیوش برائے جہاد فارس وروم اگر این را شاہدے صریح میخواہی تأمل کن در حال جمعے از فضلاء صحابہ رض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور یا اُن کو ابوبکر رض نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرک تم میں زیادہ پوشیدہ (آتا) ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ اور شرک یہی تو ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کیجائے۔ فرمایا کہ تجھے تیری ماں روئے اے صدیق رض! شرک (اتنی ہی بات میں محدود نہیں وہ) تم میں زیادہ پوشیدہ آتا ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ کیا میں تم کو ایسا کلام نہ بتادوں جو اس کے چھوٹے اور بڑے دونوں کو زائل کردے۔ میں نے کہا ضرور یارسول اللہ۔ فرمایا کہ ہر دن میں تین مرتبہ یہ کہا کرو اللھم انی اعوذ بک الخ یعنی اے اللہ میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں آپ کے ساتھ شرک کروں اور میں (اُس کے شرک ہونے کو) جانتا بھی ہوں اور آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اُس سے جو (میں کرگزرا اور) میں نہیں جانتا تھا۔ اور "شرک" یہ ہے کہ تو یوں کہے کہ (فلاں شے) مجھے اللہ نے اور فلاں شخص نے عطا کی اور "ند" یہ ہے کہ انسان یوں کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو فلاں شخص مجھے قتل کر دیتا، اس کو ابویعلی نے بسند غریب روایت کیا۔ دوسری یہ کہ ڈیڑھ سو احادیث کے قریب انکی مرویات محدثین کے ہاتھوں میں باقی رہ گئی ہیں اور یہ مقدار حضرت صدیق رض کی دائمی صحبت اور خیر کے مواقع پر ان کے بکثرت حاضر ہونے کے لحاظ سے بہت ہی قلیل ہے۔ لیکن دو تین سببے اُن کو کثرتِ روایت سے باز رکھا۔ ایک سبب تو ایسا ہے جو راجع ہے حضرت صدیق رض کے حال کی طرف اور وہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دو سال اور چند مہینے بقیدِ حیات رہے اور مشغول رہے مُرتدین اور مانعین زکوٰۃ کے ساتھ جنگ کرنے میں اور جہاد فارس و رُوم کے لئے لشکروں کی تیاری میں۔ اگر تم اس کا کوئی شاہد صریح چاہتے ہو تو تأمل کرو فضلاء صحابہ رض کی ایک جماعت کے حال میں کہ جن کی تعظیم شان آنحضرت

تنویہ شانِ ایشاں با علمیت فرمودہ چوں مدّت دراز باقی نماندند ازیشاں روایتِ حدیث چندانے در دستِ محدّثین نماند مثل معاذ بن جبلؓ دیگر سببے حاصل در سامعانِ حدیث از وے و آں آنست کہ حاضرانِ مجلسِ حضرت صدیقؓ غالباً صحابہؓ بودند و محتاج نشدند در بسیارے از احادیث بتوسیط وے بلکہ اکثر آں احادیث از زبانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شنیدہ بودند و ہنوز مُخضرمین وارد نشدہ بودند الّا قلیلے مثل قیس بن ابی حازم سوم سببے در تقلیلِ روایت و آں قلت وقائع است و آنچہ بسبب وقائع بیان کردہ است اکثر در خطب امّا مرفوعاً و امّا موقوفاً مع ہٰذا احادیث وے چند طبقہ است بعض صحیح مثل حدیثِ مقادیرِ زکوٰۃ کہ بخاری آں را نقل کرد و او اصحّ احادیثِ زکوٰۃ است و معمول بہ و معتمد علیہ و حدیث ہجرت و آں را حدیث الرّحل گویند و حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث اخرج احمد عن عبد الرزّاق قال اھل مکّۃ یقولون اخذ ابن جریج الصّلوٰۃ من عطاءٍ واخذھا عطاءٌ من ابن الزبیر واخذھا ابن الزبیر من ابی بکر واخذھا ابوبکر من النّبی صلے اللہ علیہ وسلم

صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلمیت کے ساتھ فرمائی (کہ ان کو "بڑا عالم" فرمایا) جب وہ مدّت دراز تک باقی نہ رہے تو اُن سے جو حدیث روایت ہوئیں وہ بھی محدّثین کے ہاتھوں میں اتنی باقی نہ رہیں (کہ معتد بہ کہا جا سکے) جیسے معاذ بن جبلؓ (ان کا انتقال ۱۸ھ میں ہوا) دوسرا سبب ایسا ہے جو اُن سے حدیث سُننے والوں کی جانب سے آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی مجلس کے حاضرین زیادہ تر صحابہؓ ہوتے تھے اور وہ بہت سی احادیث میں آپ کے واسطۂ روایت کے محتاج نہ تھے بلکہ ان میں سے اکثر احادیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے خود سُنے ہوتے تھے اور ابھی تک مُخضرمینؑ وارد نہیں ہوتے تھے مگر بہت کم مثل قیس بن ابی حازم کے۔ تیسرا ایک خاص سبب ہے قلّت روایت کا اور وہ ہے وقائع کی قلّت اور جو کچھ آپ نے وقائع کے سبب سے بیان کیا ہے وہ اکثر خطبات میں مذکور ہے بطریق مرفوع یا بطریق موقوف۔ اس کے باوجود ان کی احادیث کئی طبقہ کی ہیں بعض صحیح ہیں جیسی مقادیر زکوٰۃ کی حدیث کہ بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور وہ احادیث زکوٰۃ میں سب سے زیادہ صحیح ہے اور معمول بہ اور معتمد علیہ اور ہجرت کی حدیث جس کو حدیث الرحل کہتے ہیں اور حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ یعنی ہم انبیاء کے گروہ (کا یہ حکم ہے) کہ ہم کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے۔" احمدؒ نے روایت کی عبد الرزاقؒ سے انھوں نے کہا کہ اہل مکہ کہتے ہیں کہ ابن جُریجؒ نے نماز سیکھی ہے عطاءؒ سے اور عطاءؒ نے اس کو لیا ابن الزبیرؓ سے اور ابن الزبیرؓ نے اس کو لیا ہے ابوبکرؓ سے اور ابوبکرؓ نے اس کو لیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

ؑ محدثین کی اصطلاح میں مخضرمین ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر آپ سے ملاقات نہیں کر سکے۔ ایسے راوی جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتے ہیں تو وہ کسی صحابی کے واسطہ سے ہوتی ہے اور شعراء میں وہ شاعر مخضرمی کہے جاتے ہیں جنھوں نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا اور اسلام کا بھی ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

مارایتُ احدًا احسنَ صلوٰۃً من ابن جریج
آنچہ الحال درکتبِ سُنن درصفتِ صلوٰۃ بطریقِ اہل
مکہ مذکور میشود ماخوذ ازیں جہت است وبعض حسن
مثل حدیث سَلُوا اللہَ العافیۃ وحدیث لا
یدخل الجنۃ سیءُ الملکۃ وحدیث مَا اَصرَّ
من استغفر وحدیث صلوٰۃِ الاستغفار۔
ونوعِ سوم احادیثے کہ مشہور است بین الناس
بروایتِ اصحابِ دیگر وغریب است بروایتِ حضرت
صدیق رضؓ واکثر آں احادیث مردماں را بروایتِ
آں حدیث جری ساختہ است وحاملِ روایتِ آں
گشتہ مثل حدیث اثباتِ قدر بروایتِ عبدالرحمٰن
ابن ابی بکر عن ابیہ وحدیث الذہبُ بالذہب آہ
بروایتِ ابی رافع وحدیث مَنْ کَذَبَ علیّ
مُتعمِّدًا وحدیث اتّقوا النّار ولو بشقِّ تمرۃٍ
وحدیث مابینَ منبری وبیتی روضۃٌ من ریاض
الجنّۃ وحدیث شفاعتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلّم وحدیث خروج بعض اہلِ النّار من النّار
بشفاعۃ الشّہداء وغیرہم وحدیث مغفرۃ مَن
کان یُسامحُ فی البیع وحدیث مَنْ اَوْصٰے
باِحراقِ نفسہٖ خوفًا من اللہ تعالےٰ وحدیث
ان المیّت یُعذّب ببکاءِ الحیّ علیہٖ
وحدیث یدخل الجنّۃ سبعونَ الفًا بلا حساب
وحدیث رجم ماعزِ اسلمی وحدیث السّواکُ
مُطہرۃٌ للفم وحدیث الائمۃ من قریش
وشیٔ کثیر من ھذا الجنس روی ہذہ

میں نے کسی کو ابنِ جُرَیج سے زیادہ اچھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔
اب جو کچھ کُتبِ سُنن میں صفتِ صلوٰۃ بطریقِ اہلِ مکہ ذکر کی جاتی
ہے وہ سب اسی جہت سے ماخوذ ہے۔ اور بعض حَسَن ہیں
جیسے حدیث سَلُوا اللہ العافیۃ (اللہ سے عافیت مانگو) اور حدیث
لا یدخل الخ یعنی بُرے ملکات کا شخص جنّت میں نہ داخل ہوگا۔ اور
حدیث مااصر من استغفر اور صلوٰۃ الاستغفار کی حدیث اور تیسری
قسم وہ احادیث ہیں جو لوگوں میں مشہور ہیں دوسرے اصحابؓ
کی روایت سے اور غریب ہیں صدیقِ اکبر رضؓ کی روایت سے اور ایسے
لوگوں کی اکثر احادیث کو اُن احادیث کی روایت کے ساتھ چالو
کردیا اور وہ اس روایت کے حامل ہوگئے جیسے اثباتِ قدر کی
حدیث بروایت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ جو اپنے باپ ابوبکر رضؓ سے روایت
کرتے ہیں اور حدیث الذہب بالذہب الخ ابورافع رضؓ کی روایت
سے اور حدیث مَن کذب علیّ متعمّدًا اور حدیث اتّقوا
النّار الخ یعنی آگ سے بچاؤ کرو اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے سے ہو۔
اور حدیث مابین منبری الخ یعنی میرے منبر اور میرے گھر کے
درمیان ایک باغیچہ ہے جنّت کے باغیچوں میں سے۔ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی حدیث اور وہ حدیث جس میں
بعض اہلِ نار کا شہداء وغیرہم کی شفاعت سے نکالے جانے کا ذکر
ہے اور اس شخص کی مغفرت والی حدیث جو بیع میں بے احتیاطی کرتا تھا
اور وہ حدیث جس میں ایک شخص کی وصیّت کا ذکر ہے جو اُس نے
اللہ کے خوف سے اپنے جسم کو پھونکدینے کے لئے کی تھی۔ اور یہ
حدیث کہ مُردہ کو عذاب دیا جاتا ہے اُس پر زندہ کے گریہ وبکا سے
اور یہ حدیث کہ جنت میں ستّر ہزار آدمی بغیر حساب کے داخل
ہوں گے اور ماعز اسلمی کو سنگسار کئے جانے کی حدیث اور یہ حدیث
کہ مِسواک مُنہ کو پاکیزہ کرنے والی ہے۔ اور الائمۃ من قریش

الاحادیث کلہا احمد و ابو یعلٰی فی مسندیہما و اخرج الدارمی عن قیس بن ابی حازم عن ابی بکر حدیث کفر باللہ انتفاء من النسب چوں ایں ہمہ مباحث گفتہ شد الحال باید دانست کہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر معضلے کہ پیش آمد صدیق اکبرؓ آں راحل کرد و مسلمین را از حیرت و تردد خلاص ساخت ایں معنے مکرر واقع شد تا آنکہ تقدم وے رضی اللہ عنہ در علم و تربیت او رعیت خود را بر منہاج تربیت انبیاءؑ روشن گشت و شبہ نماند۔ از انجملہ آنست کہ چوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از عالم دنیا برفیق اعلیٰ انتقال فرمود تشویشہائے بیشمار بخاطر مردم راہ یافت ظن بعضے آنکہ ایں موت نیست حالتے است کہ عند الوحی پیش می آید و گمان بعضے آنکہ موت منافی مرتبہ نبوت است و طائفہ کہ نفاق پیشہ بودند عزم برہم زدن دین دریں فترت مصمم ساختند صدیق اکبرؓ اول حال نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفت و چادر از روئے مبارک برداشت و بوسہ بر پیشانی مبارک داد و تحقق موت بیقین دانست و بکلمات جان فرسا واہ نبیاہ واخلیلاہ واصفیاہ متکلم شد انگاہ بمسجد در آمد و خطبہ بلیغہ برخواند عن ابن عمر قال لما قبض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان ابوبکر فی ناحیۃ المدینۃ فجاء فدخل علی رسول اللہ صلی اللہ

والی حدیث۔ اور اس جنس کی بہت سی چیزیں ہیں۔ ان سب احادیث کو احمد اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور دارمی نے روایت کیا ہے قیس بن ابی حازم سے وہ ابو بکرؓ سے یہ حدیث کہ نسب کی نفی کرنا اللہ کے ساتھ کفر کرنا ہے۔ جب یہ مباحث بیان ہو چکے تو اب جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو مشکل بھی پیش آئی صدیقِ اکبرؓ نے اس کو حل کر کے مسلمانوں کو حیرت اور تردد سے رہا کیا۔ ایسی باتیں بار بار واقع ہوئی ہیں یہاں تک کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا علم میں اور اپنی رعیت کی تربیت میں تربیتِ انبیاءؑ کے طریق پر سب سے آگے ہونا روشن ہو گیا اور اس میں کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم دنیا سے رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا تو لوگوں کے لئے بیشمار تشویشیں پیدا ہو گئی تھیں، بعض کا گمان یہ تھا کہ یہ موت نہیں ہے بلکہ یہ اس قسم کی حالت ہے جو وحی کے وقت پیش آتی ہے اور بعض کا گمان یہ تھا کہ موت مرتبۂ نبوت کے منافی ہے اور جو ایک گروہ کے لوگ نفاق پیشہ تھے انھوں نے اس خالی وقت میں دین کو درہم برہم کر دینے کا پکا ارادہ کر لیا۔ صدیقِ اکبرؓ اول حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک گئے اور آپؐ کے چہرۂ مبارک سے انھوں نے چادر اٹھائی اور پیشانیٔ مبارک پر بوسہ دیا اور موت کا واقع ہونا یقین کے ساتھ سمجھ لیا اور کلماتِ جاں فرسا وانبیاہ (ہائے نبیؐ) واخلیلاہ (ہائے محبوب) واصفیاہ (ہائے مخلص حقیقی) سے متکلم ہوئے۔ پھر آپؓ مسجد میں آئے اور ایک بلیغ خطبہ آپ نے پڑھا۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابو بکرؓ مدینہ کے ایک گوشہ میں تھے۔ پھر آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور آپؐ چادر اوڑھے ہوئے تھے تو انھوں نے اپنا منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانیٔ مبارک پر رکھ دیا اور اس کو چومتے اور روتے رہے

علیہ وسلم وھو مُسَجًّی فوضع فاہ علی جبین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یقبّلہ
ویبکی ویقول بابی انت وامّی طِبْتَ حیًّا
وطبت میتًا فلما خرج مر بعمر بن الخطاب
وھو یقول ما مات رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ولا یموت حتی یقتل اللہ
المنافقین وحتی یخزی اللہ المنافقین
قال وکانوا استبشروا بموت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرفعوا رءوسھم
فقال ایھا الرجل ارْبَعْ علی نفسك فان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد مات
الم تسمع اللہ یقول اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ
وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ
مِّتَّ فَھُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۔ قال ثم اتی
المنبر فصعدہ فحمد اللہ واثنی علیہ
ثم قال ایھا الناس ان کان محمد
الھکم الذی تعبدون فان الھکم قد مات
وان کان الھکم الذی فی السماء فان الھکم
لم یمت ثم تلا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ
عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ حتی ختم الآیۃ ثم نزل وقد
استبشر المسلمون بذلك واشتد فرحھم واخذت
المنافقین الکآبۃ قال عبد اللہ بن
عمر فوالذی نفسی بیدہ لکانما کانت
علی وجوھنا اغطیۃ فکشفت اخرجہ

اور کہتے رہے میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ پاکیزہ رہے حیات
کی حالت میں اور پاکیزہ ہیں موت کی حالت میں۔ پھر جب
نکلے تو عمر بن الخطابؓ پر گزرے اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نہیں مرے اور نہ ہی مریں گے یہاں تک اللہ تعالے
منافقین کو قتل کر دے اور یہاں تک کہ اللہ تعالے منافقین کو رسوا
کر دے۔ بیان کیا کہ منافقین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی موت
کی ایک دوسرے کو خوش خبری دے رہے تھے اور انہوں نے اپنا
سر ابھارا تھا۔ تو آپ نے (عمرؓ سے) کہا کہ اے شخص اپنے ساتھ نرمی
کر کیونکہ رسول اللہؐ وفات پا چکے کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ٥ (۳۹: ۳۰) یقیناً آپ کو
بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الخ (۲۱: ۳۴) اور ہم نے
آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ
کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ کو رہیں گے؟"
ابن عمرؓ نے کہا کہ پھر آپ منبر پر پہنچے اس پر چڑھ کر اللہ کی حمد وثنا پڑھی
پھر فرمایا اے لوگو! اگر محمدؐ تمہارے معبود تھے جس کی تم عبادت کرتے ہو
تو یقیناً تمہارا معبود مر چکا ہے اور اگر تمہارا معبود وہ ہے جو آسمان میں
ہے تو تمہارا معبود نہیں مرا۔ پھر (اس آیت کی) تلاوت کی وَمَا مُحَمَّدٌ
اِلَّا رَسُوْلٌ الخ (۳: ۱۴۴) اور محمدؐ صرف رسول ہی تو ہیں آپ سے
پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال
ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے؟"
آیت کے ختم تک۔ پھر اُتر آئے (اب یہ حال ہو گیا) کہ مسلمان اس
تقریر سے خوش ہو گئے اور ان کو بہت فرحت ہوئی اور منافقین
کو رنج وغم نے پکڑ لیا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات
کی کہ میرا نفس جسکے ہاتھ میں ہے۔ یقیناً ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے
چہروں پر پردے پڑے ہوئے تھے جو اُلٹ دیئے گئے۔ اس کو ابن

ابن ابی شیبۃ واخرج جماعۃ نحواً من ذالك
بروایۃ عایشۃ وغیرھا و از انجملہ آنکہ در محل
دفن وکیفیت صلوٰۃ جنازہ اختلاف افتاد
حضرت صدیق رض آں اختلاف را بر انداخت
فی مسند ابی یعلیٰ فلما فرغ من جہاز رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یوم الثلثاء وضع
علیٰ سریرہ وقد کان المسلمون اختلفوا
فی دفنہ فقال قائل ندفنہ فی مسجدہ
وقال قائل بل یدفن مع اصحابہ فقال
ابوبکر انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول ماقبض نبی الا دفن
حیث قبض فرفع فراش رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الذی توفی فیہ فحفر لہ تحتہ
ثم دعا الناس علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یصلون علیہ ارسالاً الرجال حتی
اذا فرغ منھم ادخل النساء حتی اذا فرغ
من النساء ادخل الصبیان ولم یؤم الناس
علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد
فدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اوسط
اللیل لیلۃ الاربعاء بعد ازاں دراں حالت
ہوش ربا اعظم اختلافے کہ پیش آمد اجتماع
انصار بود در سقیفہ بنی ساعدہ بقصد بیعت
سعد بن عبادہ و ایں ہماں اختلاف است کہ اگر
تدبیر حضرت صدیق رض و فاروق رض مباشر دفع

ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور ایک جماعت نے اسی طرح عائشہ رض
وغیرہا سے روایت کی ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ مقام
دفن اور کیفیتِ نماز جنازہ میں اختلاف واقع ہوا۔ حضرت صدیق رض
نے اس اختلاف کو ختم کر ڈالا۔ مسند ابی یعلیٰ میں ہے کہ جب فراغت
ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن پہنانے سے منگل کے دن
تو آپؐ کو تخت پر رکھا گیا اور مسلمانوں میں آپؐ کے دفن کے بارے
میں اختلاف ہوگیا تھا۔ کوئی کہنے والا تو یہ کہہ رہا تھا کہ آپؐ کو
آپؐ کی مسجد میں دفن کرو۔ اور کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا کہ نہیں آپکو
آپؐ کے اصحاب رض کے ساتھ دفن کرو تو ابوبکر رض نے کہا کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے کہ ہر نبی کی روح جس جگہ
قبض کی گئی ہے اُس کو اسی جگہ دفن کیا گیا ہے۔ جہاں روح قبض
کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرش اُٹھایا گیا جس پر آپؐ
کی وفات ہوئی تھی اور اس کے نیچے آپؐ کے لئے قبر کھودی گئی۔ پھر
ابوبکر رض نے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلایا کہ آپؐ
پر نماز پڑھتے رہیں فرقہ فرقہ ہوکر (پہلے) مردوں کو اور جب اُن سے فراغت
ہوگئی تو عورتوں کو داخل کیا اور جب عورتوں سے فراغت
ہوگئی تو لڑکوں کو داخل کیا گیا اور کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر لوگوں کی امامت نہیں کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دفن کئے گئے رات کے درمیانی حصہ میں بدھ کی شب میں۔" اس ع کے
بعد (حضرت صدیق رض کا اہم کارنامہ سُنیئے کہ) اسی حالتِ ہوش رُبا
میں سب سے پہلے جو اختلاف کہ پیش آیا وہ انصار کا اجتماع تھا سقیفہ
بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رض سے بیعت کرنے کے ارادہ سے۔ اور
یہ ایسا اہم اختلاف تھا کہ اگر (بروقت) حضرت صدیق رض و فاروق رض
اس کو مٹانے کی کوشش میں نہ لگ جاتے تو تلوار چلنے کی نوبت

ع "بعد ازاں" کو دفن سے فراغت کے ساتھ مربوط نہ سمجھا جائے کیونکہ استخلاف کا واقعہ تدفین سے پہلے ہی پیش آگیا تھا ۱۲ مترجم

آں نمیشد سَیلِ سیف بیان می آمد و دین از هم می پاشید حضرت صدیق رضؓ و فاروق رضؓ در سقیفہ حاضر شدند و بسیفِ بیان قطعِ آں اختلاف نمودند و رواۃِ علم در نقل ایں بیانِ قاطع مختلف اند ہر یکے چیزے حفظ کرد و چیزے ترک نمود دریں محل روایتے چند برنگاریم تا قصہ منقح گردد اما روایتِ فاروق اعظم رضؓ کہ در جواب اِنَّ بیعۃَ ابی بکرٍ کانت فلتۃً (ناگاہ و بے تأمل ۱۲) فَتَمَّتْ در خطبۂ بلیغہ بیان کردہ است آنست کہ انصار گفتند یا معشر قریش مِنَّا امیرٌ و منکم امیرٌ فقامَ الحُبَابُ بن المنذرِ فقال انا جُذَیْلُھا المُحَکَّکُ وعُذَیْقُھا المُرَجَّبُ اِن شئتم واللہِ رَدَدْنَاھا جَذَعۃً (جوان ۱۲) فقال ابوبکر علی رِسْلِکُمْ (توقف کنید ۱۲) فذھبتُ لاتکلّمَ قال انصُتْ یا عمر فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال یا معشر الانصار انا واللہ ما ننکر فضلکم ولا بَلَاءَکم فی الاسلام (عملکم ۱۲) ولا حقکم الواجبَ علینا ولکنکم قد عرفتم ان ھٰذا الحیَّ من قریش بمنزلۃٍ من العرب لیس بھا غیرھم و ان العرب لن تجتمعَ اِلَّا علیٰ رجلٍ منھم فنحنُ الاُمراءُ وانتم الوزراءُ فاتَّقُوا اللہ ولا تُصَدِّعوا (تفرقوا ۱۲)

آجاتی اور دین کے پرخچے اُڑ جاتے۔ حضرت صدیق رضؓ اور فاروق رضؓ سقیفہ میں (فوراً) پہنچ گئے اور سیفِ بیان سے انھوں نے اس اختلاف کو قطع کر دیا۔ رُواۃِ علم میں اس بیان کو نقل کرنے میں اختلاف ہے۔ ہر ایک نے ایک بات محفوظ کی اور ایک بات ترک کر دی اس لئے اس موقع پر ہم چند روایتیں لکھتے ہیں تاکہ قصہ منقح ہو جائے۔ اَب لیجئے حضرت فاروق رضؓ کی روایت کو جو آپ نے جواب میں اِنَّ بیعۃَ ابی بکرٍ کانت فلتۃً فتمّت کے فرمائی تھی (یعنی ابوبکر رضؓ کی بیعت اچانک شروع ہوئی اور پوری ہو گئی) آپ نے خطبۂ بلیغہ میں یہ بیان کیا کہ انصار نے کہا کہ اے گروہِ قریش ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔ تو کھڑا ہوا حباب ابن المنذر اور اس نے کہا کہ میں اس امر کا وہ لکڑ ہوں جس سے کھجلی دفع کی جاتی ہے (اونٹ جس سے کھجا کر اپنی کھجلی دفع کرتے ہیں) اور کھجور کا وہ درخت ہوں جس کو میوے کے بوجھ سے ٹیک لگائے ہیں تاکہ وہ گرے نہیں (مطلب یہ کہ میں بڑا اصابت الرائے ہوں فائدہ اُٹھاؤ میری رائے سے) اگر تم چاہو واللہ ہم اس (خلافت) کو ایک جوان کی طرف لوٹائیں گے۔ تو ابوبکر رضؓ نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ پھر میں گیا کہ (اس مسئلہ پر) کلام کروں تو کہا کہ اے عمر رضؓ! خاموش رہو۔ پھر ابوبکر رضؓ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد کہا اے گروہ انصار! ہم لوگ خدا کی قسم تمھاری فضیلت کا انکار نہیں کرتے اور نہ اُن تکلیفات کا جو کہ اِسلام میں تم پر پہنچیں اور نہ تمھارے اُس حق کا جو ہم پر واجب ہے، لیکن تم خوب جانتے ہو کہ یہ قبیلہ یعنی قریش تمام عرب میں وہ مقام رکھتا ہے جو دوسروں کو حاصِل نہیں ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ عرب ہرگز جمع نہیں ہوں گے مگر ایسے شخص پر جو قریش میں سے ہو تو ہم اُمراء ہوں گے اور تم وُزراء رہو گے تو اللہ سے ڈرو اور اسلام میں تفرقہ نہ ڈالو

الاسلام ولا تكونوا اول من احدث
فى الاسلام الا و قد رضيت لكم
احد هذين الرجلين لى و
لابى عبيدة بن الجراح فايهما
بايعتم فهو لكم ثقة قال
فوالله ما بقى شئ كنت
احب ان اقوله الا و قد قاله
يومئذ غير هذه الكلمة فو
الله لان اقتل ثم احيى ثم اقتل
ثم احيى فى غير معصية احب الى
من ان اكون اميرا على قوم
فيهم ابوبكر قال ثم قلت يامعشر
الانصار يا معشر المسلمين ان
اولى الناس بامر رسول الله صلى
الله عليه وسلم من بعده ثانى
اثنين اذ هما فى الغار ابوبكر
السباق المبين ثم اخذت بيده
و بادرنى رجل من الانصار فضرب
على يده قبل ان اضرب على يده ثم
ضربت على يده وتبايع الناس وميل
على سعد بن عبادة فقال الناس قتل
سعد فقلت اقتلوه قتله الله
ثم انصرفنا وقد جمع الله امر
المسلمين بابى بكر فكانت لعمر
الله كما قلتم اعطى الله خيرها

یعنی فلتۃ ۱۲

اور تم وہ پہلے شخص نہ بنو جو اسلام میں (تفرقہ) کی ابتداء کرنیوالا ہو
سن لو کہ میں تم پر خلیفہ بنانے کے لئے ان دو آدمیوں میں سے ایک
کو پسند کرتا ہوں۔ میرے متعلق کہا اور ابو عبیدہ بن الجراحؓ
کے متعلق، تو ان دونوں میں سے جس سے تم بیعت کر لو وہ
تمہارے لئے ثقہ ثابت ہوگا۔ عمرؓ کہتے ہیں کہ واللہ کوئی بات
باقی نہ رہی جس کو میں کہنا چاہتا تھا مگر ابوبکرؓ نے اُس دن وہ
سب کہدیں۔ بجز اس بات کے (یعنی میرا نام پیش کرنے کے)
کیونکہ خدا کی قسم اگر میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر
قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ بغیر اس کے کہ میں نے
کوئی گناہ کیا ہو یہ مجھے پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں ایسی
قوم پر امیر بنوں جن میں ابوبکرؓ موجود ہو۔ عمرؓ نے کہا اے گروہ
انصار! اے تمام مسلمانو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جانشینی
کے امر میں ان کے بعد سب سے اَولیٰ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار
ابوبکرؓ ہیں جو سب سے پہلے کھل کر اعلان کے ساتھ اسلام لانیوالے
ہیں۔ پھر میں نے (بیعت کے لئے) اُن کا ہاتھ پکڑا اور مجھ پر سبقت
لے گیا ایک شخص انصار میں سے کہ اُس نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کے ہاتھ
پر مارا قبل اسکے کہ میں اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ماروں۔ پھر میں نے
اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر مارا اور لوگوں نے بیعت کر لی اور لوگوں کا
جھکاؤ سعد بن عبادہؓ کی طرف ہوا (یعنی ان کے بارے میں رائے زنی
کرنے لگے) تو لوگوں نے کہا کہ مارا گیا سعد بن عبادہؓ۔ میں نے کہا
کہ مارو اُس کو خدا اُسے قتل کرے (یعنی چھوڑو اُس کے ذکر کو)
پھر ہم واپس آگئے اور اللہ تعالےٰ نے امر مسلمین کو جمع کر دیا
ابوبکرؓ پر، تو وہ بات اسی طرح واقع ہوئی جیسا تم نے کہا کہ
بیعت ابوبکرؓ اچانک ہوئی) اللہ تعالےٰ نے (بیعت کی) خیر کو
عطا فرمایا اور اُس کے شر سے بچا لیا۔ تو جو اس قسم کی باتوں

ودّی شرّہا فمن دعا الی مثلہا لا بیعۃ
لہ ولا لمن بایعہ اخرجہ البخاری وابن
ابی شیبۃ وہذا لفظ ابن ابی شیبۃ
واما روایۃ عبد اللہ بن مسعود قال لما
قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر قال
فاتاہم عمر فقال یا معشر الانصار
الستم تعلمون ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم امر ابابکر ان یصلی بالناس
قالوا بلی قال فایکم تطیب نفسہ ان
یتقدم ابابکر قالوا نعوذ باللہ ان نتقدم
ابابکر اخرجہ ابن ابی شیبۃ
اما روایۃ عبد اللہ بن عون
عن محمد بن سیرین عن رجل
من بنی زریق قال لما کان ذلک
الیوم خرج ابوبکر وعمر حتی اتیا
الانصار فقال ابوبکر یا معشر الانصار
انا لا ننکر حقکم ولا ینکر حقکم مؤمن
وانا واللہ ما اصبنا خیرا الا ما شارکتمونا
فیہ ولکن لا ترضی العرب ولا تقر الا
علی رجل من قریش لانہم افصح
الناس السنۃ واحسن الناس وجوہا
واوسط العرب دارا واکثر الناس
شجنۃ فی العرب فہلموا الی عمر فبایعوہ
قال فقالوا لا فقال عمر لم فقالوا

کی طرف لوگوں کو بلاتے دکہ یہ بے سوچے سمجھے اتفاقیہ بات تھی)
اُس کی کوئی بیعت نہیں اور نہ اس پر کوئی ذمہ داری جس سے ایسا
شخص بیعت ہو، اس کو روایت کیا بخاری نے اور ابن ابی شیبہ نے
اور یہ الفاظ ابن ابی شیبہ کے ہیں۔ آب لیجئے روایت عبداللہ بن مسعودؓ
کی کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو انصار نے
کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے۔ کہا کہ پھر
ان کے پاس عمرؓ پہنچے اور انھوں نے کہا کہ اے گروہ انصار! کیا
تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو حکم دیا تھا
کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سب نے کہا کہ بیشک۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر تم میں کون
ایسا ہے کہ اُس کا نفس اس سے خوش ہو کہ ابوبکرؓ کے آگے ہو جائے؟
تو لوگوں نے کہا نعوذ باللہ کہ ہم ابوبکرؓ کے آگے ہوں، اس کو
ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ آب لیجئے روایت عبداللہ بن عون
کی وہ روایت کرتے ہیں محمد بن سیرینؒ سے وہ روایت کرتے
ہیں بنی زریق کے ایک شخص سے اس نے کہا کہ جب یہ دن آیا
تو نکلے ابوبکرؓ و عمرؓ یہاں تک کہ انصار کے پاس پہنچے۔ پھر ابوبکرؓ
نے کہا کہ اے گروہ انصار! ہم تمہارے حق کا انکار نہیں کرتے اور کوئی
مومن تمہارے حق کا انکار نہیں کرے گا اور ہم واللہ خیر کو نہیں پہنچے
مگر جب تمہارے ساتھ اسلام میں شریک ہوئے لیکن عرب راضی
نہ ہوگا اور وہ نہیں جمیں گے مگر صرف ایسے شخص پر جو قریش
میں سے ہو کیونکہ وہ زبان کے اعتبار سے سب سے فصیح اور
چہروں کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ وجیہ اور
دار (یعنی محلِ سکونت) کے اعتبار سے عرب کے مرکز ہیں اور
شاخ در شاخ ہونے کے اعتبار سے وہ سب سے اکثریت رکھتے
ہیں۔ تو تم سب لوگ عمرؓ کی طرف بڑھو اور اُن سے بیعت کرو۔
راوی نے کہا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کیوں؟

نخاف الاثرة قال عمر اما ما عشت فلا
قال فبايعوا ابابكر فقال ابوبكر لعمر انت
اقوى منى فقال عمر انت افضل منى فقالها
الثانية فلما كانت الثالثة قال عمر ان قوتى
لك مع فضلك قال فبايعوا ابابكر قال
محمد وأتى الناس عند بيعة ابى بكر ابا
عبيدة بن الجراح فقال تأتونى وفيكم
ثالث ثلثة يعنى ابابكر قال ابن عون
فقلت لمحمد من ثالث ثلثة قال يقول
الله ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اخرجه
ابن ابى شيبة اما روايت ابى سعيد
خدرىؓ قال لما توفى رسول الله
صلى الله عليه وسلم قام خطباء
الانصار فجعل الرجل منهم
يقول يا معشر المهاجرين ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم كان اذا
استعمل رجلاً منكم قرن معه رجلاً
منا فنرى ان يلى هذا الامر رجلان
احدهما منكم والأخر منا قال فتتابعت
خطباء الانصار على ذلك فقام
زيد بن ثابت فقال ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم
كان من المهاجرين فان الامام يكون
من المهاجرين ونحن انصاره كما
كنا انصار رسول الله

تو انھوں نے کہا کہ اس لئے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ دوسروں کو
ہم پر ترجیح دی جائے گی۔ عمرؓ نے کہا یاد رکھو جب تک میں زندہ
ہوں ایسا نہ ہوگا۔ عمرؓ نے (لوگوں سے) کہا کہ ابوبکرؓ سے بیعت کرو۔
ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا تم مجھ سے زیادہ قوی ہو تو عمرؓ نے کہا کہ تم
مجھ سے افضل ہو۔ پھر دوبارہ دونوں نے پچھلی بات کا اعادہ کیا
پھر جب تیسری مرتبہ کی نوبت آئی تو عمرؓ نے کہا کہ میری قوت
آپ کے لئے آپ کے فضل کے ساتھ شامل رہے گی۔ کہا کہ پھر لوگوں
نے ابوبکرؓ سے بیعت کرلی۔ محمد بن سیرینؒ نے کہا کہ لوگ ابوبکرؓ
سے بیعت کے وقت ابو عبیدہؓ بن الجراح کے پاس پہنچے تو
انھوں نے کہا کہ تم میرے پاس آتے ہو دراں حالیکہ تم میں ثالثُ
ثلثہ (تین میں کا تیسرا) یعنی ابوبکرؓ موجود ہے۔ ابن عون نے کہا
کہ میں نے محمد سے پوچھا کہ ثالثُ ثلاثہ کون ہے؟ انھوں نے کہا
کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (اور ان
دونوں کے ساتھ تیسرا اللہ تھا) اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہؒ
نے۔ آب لیجئے روایت ابو سعید خدریؓ کی اُنھوں نے کہا کہ جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار کے
مقررین کھڑے ہوگئے ایک شخص نے ان میں سے کہنا شروع
کیا اے گروہ مہاجرین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو تم
میں سے عامل بناتے تھے تو اس کے ساتھ ہم میں کے ایک شخص
کو ملا دیا کرتے تھے تو ہماری رائے یہ ہے کہ اس امر (خلافت) کے
والی دو شخص ہوں ایک اُن میں کا تم میں سے اور دوسرا ہم میں سے۔
کہا کہ پھر پے درپے انصار کے مقررین اس پر اصرار کرنے لگے۔
پھر زید بن ثابت کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے تو امام بھی مہاجرین میں سے ہونا
چاہئے اور ہم اُس کے انصار (مددگار) رہیں جس طرح کہ ہم رسول

صلے اللہ علیہ وسلم فقام ابوبکر فقال جزاکم
اللہ خیرًا یا معشر الانصار وثبّت قائلکم
ثمّ قال واللہ لو فعلتم غیر ذلک لما
صالحتکم اخرجہ ابن ابی شیبۃ وَاز
روایتِ حُمید بن عبد الرحمٰن فانطلق
ابوبکر وعمر یتقاوَدان حتے اتوھم فتکلّم
ابوبکر ولم یترک شیئًا اُنزِل فی الانصار
ولا ذکرہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
شانھم الّا وذکرہٗ قال الا وقد علمتم انّ رسولَ
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لو سلکَ النّاس
وادیًا وسلکتِ الانصار وادیًا لسلکتُ
وادیَ الانصارِ ولقد علمت یا سعدُ
اَنّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال و
انت قاعدٌ قریشٌ وُلاۃُ ھٰذا الامر فبرّ
الناس تبعٌ لبرّھم وفاجرُھم تبع لفاجرھم
قال فقال لہٗ سعدٌ صدقتَ نحن الوزراءُ
واَنتُم الامراءُ اخرجہ احمد چوں روزِ
دیگر بیعتِ عامّہ منعقد شد سادات اہلِ بیت
تخلّف نمودند و ایں اشکالے دیگر بہم رسید
حضرات شیخین رضہ بحُسنِ تدبیر ایں اشکال را برانداختند
اخرج البخاری عن الزھری قال اخبرنی
انس بن مالک انّہ سمع خطبۃ عمر الاٰخرۃ
حین جلس عمرُ علے المنبر وذٰلک الغدَ من
یومٍ توُفی النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم فتشھّدَ
وابوبکر صامتٌ لا یتکلّم قال

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انصار رہے ہیں۔ پھر ابوبکر رضہ کھڑے ہوئے
اور اُنھوں نے کہا کہ اللہ جزائے خیر دے تم کو اے گروہ انصار اور ثابت
قدم رکھے تمھارے کہنے والے کو واللہ اگر تم اس کے سوا کچھ
کرتے تو میں تم سے مصالحت نہ کرتا۔ اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ
نے اور حُمید بن عبد الرحمٰن کی روایت میں اس طرح ہے پھر چلے ابوبکر رضہ
وعمر رضہ ایک دوسرے کو کھینچتے ہوئے۔ یہاں تک کہ انصار کے پاس
پہنچ گئے اور ابوبکر رضہ نے کلام کیا اور کوئی بات انھوں نے نہ چھوڑی
جو انصار کے بارے میں نازل ہوئی اور نہ ایسی بات جس کا ذکر اُن
کی شان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا، مگر سب بیان
کردیں۔ فرمایا دیکھو اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں گے اور انصار دوسری
وادی میں تو انصار کی وادی میں چلوں گا اور یقیناً تم جانتے ہو
اے سعد رضہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم بھی
بیٹھے ہوئے تھے کہ قریش ہی اس امر کے والی ہوں گے جو نیک لوگ
ہوں گے وہ تابع ہوں گے اُن میں کے نیکوں کے اور جو اُن
میں سے بداطوار ہیں وہ تابع ہوں گے بداطوار والیانِ امر کے۔
کہا کہ پھر اُن سے سعد رضہ نے کہا کہ آپ نے سچ کہا ہم وُزراء
ہوں گے اور تم اُمراء، اس کو احمد نے روایت کیا۔ جب دوسرے
دن بیعتِ عامّہ منعقد ہوتی تو سادات اہلِ بیت نے خلاف کیا
اور یہ دوسری مشکل پیش آگئی۔ حضرات شیخین رضہ نے حُسنِ تدبیر سے
اِس مشکل کو بھی ختم کردیا۔ بخاری رح نے روایت کی زہری رضہ سے انھوں
نے کہا کہ مجھے خبر دی انس بن مالک رضہ نے کہ اُنھوں نے عمر رضہ کا دوسرا
خطبہ سُنا ہے جب انھوں نے منبر پر بیٹھ کر دیا اور یہ نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کے یومِ وفات سے اگلے دن کی بات ہے عمر رضہ نے کلمۂ
شہادت پڑھا اور ابوبکر رضہ خاموش تھے وہ نہیں بول رہے تھے۔

كنتُ ارجو أن يعيش رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يدبُرَنا يريد بذلك ان يكون آخرهم فإن يكُ محمدٌ صلى الله عليه وسلم قد مات فان الله قد جعل بين اظهركم نوراً تهتدون به هدى الله محمداً صلى الله عليه وسلم وانّ ابابكر صاحبُ رسول الله صلى الله عليه وسلم وثاني اثنين وانه أولى المسلمين بامورِكم فقوموا فبايعوه وكان طائفةٌ منهم قد بايعوه قبل ذلك فى سقيفة بنى ساعدة وكانت بيعة العامّة على المنبر قال الزهرى عن انس بن مالك سمعتُ عمر قال لابى بكر يومئذٍ اصعدِ المنبر فلم يزل به حتى أصعده المنبرَ فبايعه الناس عامّةً واخرج الحاكم من حديث ابى سعيد الخدرى فلما قعد ابوبكر على المنبر نظر فى وجوه القوم فلم يرَ علياً فسأل عنه فقام ناسٌ من الانصار فأتوا به فقال ابوبكر يا ابنَ عمِّ رسول الله صلى الله عليه وسلم وختنه اردتَ ان تشقّ عصا المسلمين فقال لا تثريب يا خليفة رسولِ الله فبايعه ثم لم يرَ الزبير بن العوّام فسأل عنه حتى جاءوا به فقال ابنَ عمّة رسول الله صلى الله عليه وسلم

کہا کہ میں امید کرتا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں رہیں گے یہاں تک کہ وہ ہمارے پیچھے (موجود) ہوں گے، اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ وہ اُن سب سے آخر میں ہوں (لیکن اللہ کو یہ منظور نہ ہوا) تو اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے (تو راہِ مستقیم پر چلنے میں رکاوٹ نہیں ہے کیونکہ) اللہ تعالےٰ نے تمہارے سامنے ایک ایسا نور کردیا ہے (یعنی قرآن) جس سے تم اللہ کی وہ ہدایت پاتے رہو جس سے اُس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی تھی۔ اور یقیناً ابوبکر رض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور ثانی اثنین ہیں اور وہ تمام مسلمانوں میں تمہارے امور کے لئے اَولیٰ ہیں اس لئے اُٹھو اور ان سے بیعت کرو۔ اور ان میں ایک جماعت ایسی بھی موجود تھی جو اس سے پہلے اُن سے سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کرچکی تھی اور بیعتِ عامّہ منبر پر ہوئی۔ زہریؒ انس بن مالک رض سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر رض سے سُنا کہ انھوں نے اس دن ابوبکر رض سے کہا کہ منبر پر چڑھئے اور برابر کہتے ہی رہے یہاں تک کہ اُن کو منبر پر چڑھا دیا پھر اُن سے لوگوں نے بیعت کی عامّۃً۔ اور حاکم نے ابوسعید خدری رض کی حدیث سے یہ اخذ کیا کہ جب ابوبکر رض منبر پر بیٹھ گئے تو اُنھوں نے قوم کے چہروں پر نظر ڈالی تو علی رض کو نہ دیکھا تو ان کے بارے میں پوچھا تو انصار میں کے کچھ لوگ اُٹھے اور اُن کو لے کر آئے تو اُن سے ابوبکر رض نے کہا کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور اُن کے داماد! کیا تم نے مسلمانوں کا عصا (یعنی قوّتِ اجتماعیہ) توڑ دینے کا ارادہ کیا؟ تو انھوں نے کہا ملامت نہ کیجئے اے خلیفہ رسول اللہ! پھر اُن سے بیعت کرلی۔ پھر (جب ابوبکر رض نے زبیر رض بن العوام کو نہ دیکھا تو اُن کے بارے میں سوال کیا، یہاں تک کہ لوگ اُن کو لے کر آئے تو اُن سے کہا

وحواريّه اردتّ ان تشق عصا المسلمين
فقال لا تثريب يا خليفة رسول الله صلى
الله عليه وسلم فبايعه۔ اخرج الحاكم من
حديث ابراهيم بن عبد الرحمٰن بن
عوف انّ عبد الرحمٰن بن عوف كان مع
عمر بن الخطاب رضى الله عنه وان محمد
ابن مسلمة كسر سيف الزبير ثم قام
ابوبكر فخطب الناس واعتذر اليهم
وقال والله ما كنت حريصا على الامارة
يوما ولا ليلة قطّ ولا كنت راغبا فيها
ولا سألتها الله عزّ وجلّ فى سرّ وعلانية
ولكنّى اشفقت من الفتنة ومالى فى
الامارة من راحة ولكن كلّفت امرا
عظيما مالى به من طاقة ولا يدان الّا
بتقوية الله عزّ وجلّ ولوددت انّ
اقوى الناس عليها مكانى اليوم فقبل المهاجرون
منه ما قال وما اعتذر به قال علىّ رضى
الله عنه والزبير ما غضبنا الّا انا قد اخّرنا
عن المشاورة وانا نرى ابابكر احقّ الناس
بها بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم
انه لصاحب الغار وثانى اثنين وانّا لنعلم بشرفه
وكبره ولقد امره رسول الله صلى الله عليه
سلم بالصلوٰة بالناس وهو حى۔

چوں امر خلافت بر حضرت صدیقؓ مستقر شد اوّل مسئلہ کہ
تعلیم آں فرمود تفریق بود درمیانِ منصب نبوّت و

کہ اے رسول اللہؐ کے پھوپھی کے بیٹے اور اُن کے حواری! کیا تم نے
مسلمانوں کا عصا (یعنی قوت) توڑ دینے کا ارادہ کیا؟ تو انہوں نے کہا ملامت
نہ کیجئے اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر اُنہوں نے اُن سے
بیعت کرلی۔ حاکم نے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی حدیث سے اخذ
کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ
تھے اور محمد بن مسلمہؓ نے زبیرؓ کی تلوار توڑ دی تھی پھر ابوبکرؓ
نے کھڑے ہوکر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور اُن سے معذرت
کی اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں امارت پر حریص نہیں ہوا کسی
دن میں اور نہ رات میں کبھی اور میں کبھی اس کی طرف راغب نہیں
ہوا اور نہ میں نے اللہ عزّ وجل سے پوشیدہ اور ظاہر اس کا سوال
کیا لیکن میں فتنہ پیدا ہونے سے ڈرا اور حال یہ ہے کہ مجھے امارت
میں کوئی راحت نہیں۔ لیکن مجھے ایک ایسے امر عظیم کا مکلّف کیا گیا
جس کی مجھ میں قوت اور طاقت نہیں ہے مگر اللہ عزّ وجلّ کے قوت
بخشنے سے، اور میں تو اس کو پسند کر رہا تھا کہ میرے آج کے مقام
پر سب لوگوں سے زیادہ قوی شخص ہو (یعنی عمرؓ)۔ تو جو کچھ اُنہوں
نے کہا اور جس عُذر کا اظہار کیا اس کو سُن کر سب مہاجرین نے قبول
کیا، علی اور زُبیر رضی اللہ عنہما نے یہ کہا کہ ہم ناراض نہیں ہوتے
مگر صرف اس بات سے کہ ہم کو مشاورت سے پیچھے ہٹا دیا گیا (یعنی
ہم سے مشورہ نہ کیا گیا) اور ہم جانتے ہیں کہ سب لوگوں سے زیادہ
اس کا حقدار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ ہیں جو آپؐ کے
یار غار اور ثانی اثنین ہیں اور ہم اچھی طرح اُن کے شرف اور بڑائی
کو جانتے ہیں اور اس امر کو کہ ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اپنی حیات میں نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ جب امر خلافت حضرت
صدیقؓ پر مستحکم ہوگیا تو پہلا مسئلہ جس کی آپؐ نے لوگوں کو تعلیم دی وہ
تفریق تھا منصب نبوّت اور منصبِ خلافت کے درمیان، اور امت

منصبِ خلافت وتفاوتِ معاملہ اُمّت بانبی و با
خلیفہ وایں مسئلہ را در مجالس متعددہ باسالیب مختلفہ
مشروح فرمود تا آنکہ اشکال مرتفع شد قیس بن
ابی حازم گوید بعد یکماہ از وفاتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم منادیٔ صدیق رضؓ ندا داد کہ انّ الصّلٰوۃ جامعۃٌ
وایں اوّل نمازے بود کہ در وے بایں کلمہ ندا دردادند
بعد ازاں بر سر منبر بر آمد وایں اوّل خطبہ بود
کہ گفت فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال ایّھا
النّاس لوددتُ انّ ھٰذا کفانیہ غیری ولئن
اخذتمونی بسنّۃِ نبیّکم صلے اللہ علیہ وسلم ما
اطیقُھا اِن کان لمعصومًا من الشیطان وان
کانَ لَینزل علیہ الوحیُ من السّماءِ اخرجہ احمد
وعن ابی برزۃ الاسلمیّ قال اَغلظ رجلٌ
الی ابی بکر الصّدیق فقال ابو برزۃ اَلَا
اَضرِب عنقہ قال فانتھرہ وقال ماھی
لِاحدٍ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اخرجہ احمد و ابو یعلےٰ بطرق مختلفۃٍ والفاظٍ
متغایرۃٍ وعن عبد اللہ بن ابی مُلیکۃ
قیل لابی بکر الصّدیق یا خلیفۃَ اللہِ فقال
بل خلیفۃُ محمّدٍ صلے اللہُ علیہ وسلم وانا
ارضٰی بہ اخرجہ احمد وابو یعلےٰ بطرقٍ مختلفۃٍ
وعن عائشۃ انّھا تمثّلت لھٰذا البیت وابو بکر
رضی اللہ عنہ یُقضٰی (ای یموت) بہ ۔ شعر

وَاَبیضُ یُستسقَی الغمامُ بوجھہ
ثِمالُ الیتٰمٰی عِصمۃٌ لِلارامِلِ

کے معاملہ کا تفاوت تھا نبی کے ساتھ اور خلیفہ کے ساتھ۔ اور اس
مسئلہ کو آپ نے کئی مجلسوں میں مختلف اسلوبوں کے ساتھ مشرح
فرمایا۔ یہاں تک کہ اشکال مرتفع ہوگیا۔ قیس بن ابی حازمؓ
کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک ماہ
کے بعد صدیق رضؓ کے منادی نے ندا کی کہ الصّلٰوۃ جامعۃ (نماز
تیار ہے) اور یہ پہلی نماز تھی کہ جس میں اس کلمہ سے لوگوں کو پکارا
اس کے بعد صدیق رضؓ منبر پر آئے اور یہ پہلا خطبہ تھا جو آپؓ نے
کہا۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! میں یہ پسند
کرتا تھا کہ اس امر کے لئے میرے سوا کوئی اور کافی ہوجاتے اور
البتہ اگر تم نے مجھ پر گرفت کی اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ
کے پیشِ نظر تو میں اس پر (کماحقہٗ چلنے کی) طاقت نہیں رکھتا وہ
تو یقیناً بچائے ہوئے تھے شیطان سے اور ان کے اوپر تو آسمان
سے وحی نازل ہوتی تھی، اس کو روایت کیا احمد نے۔ اور مروی ہے
ابو برزہ اسلمی رضؓ سے کہا کہ ایک شخص نے سخت کلامی کی ابوبکر صدیق رضؓ
کے متعلق تو ابو برزہ رضؓ نے کہا کہ کیا میں اس کی گردن نہ ماردوں؟
کہا کہ اس پر ابوبکر رضؓ نے ان کو جھڑک دیا اور فرمایا کہ یہ بات
کسی کے لئے نہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد، اس کو
روایت کیا احمد اور ابو یعلےٰ نے مختلف سندوں اور مختلف
الفاظ کے ساتھ۔ اور مروی ہے عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے کہ ابوبکر
صدیق رضؓ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے خلیفہ! تو آپؓ نے فرمایا
(نہیں) بلکہ خلیفہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور میں اس سے راضی
ہوجاؤں گا، اس کو احمد اور ابو یعلےٰ نے مختلف سندوں سے روایت
کیا۔ اور مروی ہے عائشہ رضؓ سے کہ انھوں نے آپ کی مثال دی اس
بیت سے جس حال میں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ وفات پا رہے تھے۔ شعر:۔
وابیض یُستسقی الخ یعنی اور وہ ایسا سفید نورانی

فقال ابو بکرؓ ذلك رسول الله صلى الله
عليه وسلم اخرجه احمد وابو يعلى بعد
ازاں اشکال دیگر پدید آمد در تاویل آیہ کریمہ
لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ
واحتمال ترکِ مواخذہ برامر معروف بہم
رسید حضرتِ صدیقؓ بر خواند یا ایها الناس
انكم تقرءون هذه الآية وتضعونها
على غير ما وضعها الله عزّ وجلّ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا
يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ
سمعتُ رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول انّ الناس إذا رأوا المنكرَ
فيهم فلم ينكروه يوشك أن يعمّهم الله
بعقابٍ اخرجه احمد وابو يعلى بطرق
مختلفة بعد ازاں اشکالے دیگر ظاہر
گردید در مقاتلہ منع کنندگانِ زکوٰۃ
حالانکہ بکلمۂ اسلام متکلم بودند حضرت
صدیقؓ افادہ فرمود کہ تاویل در
ضروریاتِ دین مقبول نیست عن ابی
هُريرة عن النبيّ صلى الله عليه
وسلم أُمِرتُ ان اقاتِلَ الناسَ
حتّٰى يقولوا لا اله الا الله

وجود) ہے جس کے چہرے کے وسیلہ سے بادل سے پانی مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کا پشت پناہ اور بیواؤں کا (مصائب سے) بچاؤ"۔ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ وہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ نے۔ اس کے بعد ایک اور اشکال پیش آیا۔ اس آیتِ کریمہ کی تاویل میں لَا يَضُرُّكُمْ الخ (۵: ۱۰۵) جب تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں"۔ کہ اس سے امر بالمعروف کے ترک پر مواخذہ نہ ہونے کا احتمال پیدا ہو گیا۔ حضرت صدیقؓ نے خطبہ پڑھا کہ اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کو اس کے اس اصل محل کے خلافعہ رکھتے ہو جس پر اس کو اللہ عزّ وجلّ نے رکھا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الخ (۵: ۱۰۵) اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو جب تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں"۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ جب لوگ آپس میں بد افعال کو دیکھیں اور اس کو نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تو ان سب پر عذاب کو عامؐ کر دے، اس کو احمد اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا مختلف سندوں کے ساتھ۔ اس کے بعد ایک دوسری مشکل ظاہر ہوئی زکوٰۃ کو رد کرنے والوں سے قتال کے بارے میں جب کہ وہ کلمۂ اسلام پڑھنے والے بھی ہوں۔ حضرت صدیقؓ نے یہ افادہ فرمایا کہ ضروریاتِ دین میں تاویل مقبول نہیں ہے۔ مروی ہے ابو ہریرہؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مامور ہوا ہوں اس پر کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں (یعنی صرف اللہ کو معبود مانیں)

عہ حاصل ارشاد یہ ہے کہ یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ امر بالمعروف ونہی از منکر تم پر ضروری ہے اور جب تم نے ضروری چیز کو ترک کر دیا تو إِذَا اهْتَدَيْتُمْ کے مخاطب صحیح تم کیسے ہو سکتے ہو۔ یہ چیز تو اہتداء کے لوازم میں سے ہے۔ ہاں اگر تم نے جہاں تک تم سے ممکن تھا برائی سے روکنے کی کوشش کر لی مگر کوئی بدبخت پھر بھی باز نہ آیا اور اس فعل کا ارتکاب کرتا ہی رہا تو اس کے اس فعل سے تمہیں ضرر نہ پہنچے گا۔ آیت کا محمل یہ ہے۔ وہ نہیں جو تم نے خیال کر لیا ۱۲ مترجم عفی عنہ

فاذا قالوها عصموا منی دماءھم و اموالھم الا بحقها وحسابھم علی اللہ فلما کانت الردۃ قال عمر لابی بکر تقاتلھم وقد سمعت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کذا وکذا فقال ابوبکر لافرق بین الصلوۃ والزکوۃ ولاقاتلن من فرق بینھما قال فقاتلنا معہ فراینا ذلک رشدا اخرجہ احمد و البخاری وھذا لفظ احمد و فی روایۃ قال عمر فواللہ ماھو الا انی رایت اللہ عزوجل قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعرفت انہ الحق ودریں موضع بسوئے دو دقیقہ اشارت نمود یکے آنکہ الا بحقہا شامل زکوٰۃ است دیگر آنکہ استثناء صلوٰۃ مسلم است وزکوٰۃ مقیس است بروے بقیاس جلی بعد ازاں در امضاء جیش اسامہ مباحثہ واقع شد صدیق بامرے کہ نفع آں ظاہر شد موفق گشت عن ابی ھریرۃ قال واللہ الذی لا الہ الا ھو لولا ان ابابکر استخلف ماعبد اللہ ثم قال الثانیۃ ثم قال الثالثۃ فقیل لہ مہ یا اباھریرۃ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجہ اسامۃ بن زید فی سبع مائۃ

توجب انھوں نے وہ کلمہ کہہ لیا تو بچالیا مجھ سے اپنے خونوں کو اور اپنے اموال کو مگر اس کلمہ کے حق پر (یعنی جب اللہ کو معبود مان لیا تو اس کی عبادت بھی یعنی نماز ضروری ہے جو اس کلمہ کا حق ہے) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ سے متعلق ہے (کہ انھوں نے اذعانِ قلب سے یہ کلمہ کہا یا منافقت سے) الغرض جب ردت پھیل گئی تو عمر رضؓ نے ابوبکر رضؓ سے کہا کہ آپ ان سے قتال کریں گے حالانکہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ ایسا اور ایسا فرماتے تھے تو ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ نماز اور زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں ہے اور میں ضرور قتال کروں گا اس شخص سے جو ان دونوں میں تفریق کرے گا۔ کہا کہ پھر ہم نے اُن کے ساتھ ہو کر قتال کیا تو ہم نے دیکھ لیا کہ یہ نیک کام تھا، اس کو روایت کیا احمد اور بخاری نے اور یہ لفظ احمد کے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضؓ نے کہا کہ بس خدا کی قسم سوائے اس کے کوئی بات نہیں کہ میں نے دیکھا کہ اللہ عزّوجلّ نے ابوبکر رضؓ کے سینہ کو قتال کے لیے کشادہ (یعنی مطمئن) کر دیا تھا تو میں نے پہچان لیا کہ حق وہی ہے اور اس مقام میں ابوبکر رضؓ نے دو دقیقوں کی طرف اشارہ کیا ایک یہ کہ الا بحقہا زکوٰۃ کو شامل ہے۔ دوسرا یہ کہ نماز کا استثناء مسلم ہے اور بروئے قیاس جلی زکوٰۃ کو اس پر قیاس کر لیا گیا ہے، اس کے بعد جیش اسامہ رضؓ کے روانہ کرنے میں مباحثہ واقع ہوا تو صدیق رضؓ ایسی رائے پر (منجانب اللہ) موفق ہوئے کہ جس کا نفع ظاہر ہو گیا۔ مروی ہے ابوہریرہ رضؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ابوبکر رضؓ خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی۔ پھر دوبارہ یہی کہا۔ پھر سہ بارہ یہی کہا۔ اس پر اُن سے کہا گیا کہ بس کرو اے ابوہریرہ رضؓ (یعنی مبالغہ نہ کرو) تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید رضؓ کو سات سو لشکر

الی الشام فلما نزل بذی خشب قبض
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وارتدت العرب
حول المدینۃ فقال والذی لا الٰہ
الا ھو لو جرت الکلاب بارجل
ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ما رددت جیشا وجھہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ولا حللت لواء عقدہ
فوجہ اسامۃ فجعل لایمر بقبیل
یریدون الارتداد الا قالوا لولا
ان لھؤلاء قوۃ ما خرج مثل
ھؤلاء من عندھم ولکن ندعھم
حتی یلقوا الروم فلقوھم فھزموھم
وقتلوھم ورجعوا سالمین
فثبتوا علی الاسلام مذکور
فی الصواعق معزوا الی البیہقی
وابن عساکر بعد ازاں در قتال مرتدین
مباحثہ واقع شد صدیق اکبرؓ بجد
عظیم دریں باب ملہم گشت و آں سر
قول آنحضرتؐ بود دریں فتنہ کہ
العصمۃ بالسیف قال عمر یا خلیفۃ
رسول اللہ تألف الناس وارفق
بھم فقال اجبار فی الجاھلیۃ و
خوار فی الاسلام انہ قد انقطع الوحی
وتم الدین اینقص وانا حی مذکور
فی المشکوۃ معزوا الرزین

دے کر شام کی طرف متوجہ کیا۔ جب انھوں نے ذی خشب میں (یہ ایک
موضع ہے) پڑاؤ کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، اور
مدینہ کے گرد کے عرب مرتد ہوگئے تو ابوبکرؓ نے (ان اصحاب سے جو
اس نوجوانوں کے لشکر کو واپس بلانے کے حق میں تھے اور کہا
تھا کہ ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ضروری ہے) کہا
تھا کہ خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں اگر ازواج النبی صلے اللہ
علیہ وسلم کی ٹانگوں کو کتے کھینچنے لگیں تو میں اُس لشکر کو واپس نہ
بلاؤں گا جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا ہے اور نہ وہ جھنڈا
کھولوں گا جس کو آپؐ نے باندھا ہے پھر آپؓ نے اُسامہؓ کو روانہ
کردیا۔ اب اس لشکر نے ان قبیلوں پر سے گزرنا شروع کیا جو ارتداد
کا ارادہ کررہے تھے تو ہر ایک یہی کہتا رہا کہ اگر ان لوگوں کے
پاس پُوری قوت نہ ہوتی تو ان جیسا (طاقتور لشکر) ان کے
پاس سے نہ نکلتا۔ لیکن ہم (ابھی) ان لوگوں کو چھوڑیں یہاں
تک کہ یہ روم سے لڑیں۔ تو یہ لوگ رومیوں سے لڑے اور اُن کو
شکست دی اور قتل کیا اور سلامتی کے ساتھ واپس آئے،
تو یہ قبائل اسلام پر جمے رہے، یہ واقعہ صواعق میں بحوالہ بیہقی
وابن عساکر مذکور ہے۔ اس کے بعد مُرتدین سے قتال کے بارے
میں مباحثہ واقع ہوا تو صدیقِ اکبرؓ پورے شرح صدر کے ساتھ
اس معاملہ میں مُلہَم ہوگئے اور وہی راز تھا اس فتنہ کے موقع پر
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کہ العصمۃ بالسیف (بچاؤ تلوار
سے ہوتا ہے) عمرؓ نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہؐ! لوگوں کی تالیف قلب
کیجئے اور اُن کے ساتھ نرمی کیجئے۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ کیا جاہلیت میں جبّار
(دلیر) تھے اور اسلام میں بزدل ہوگئے ہو۔ سمجھ لو کہ وحی منقطع ہوگئی
اور دین پورا ہوچکا، کیا دین میں کمی کی جائے اور میں زندہ رہوں۔
یہ مذکور ہے مشکوٰۃ میں بحوالہ رزین۔ اور اُسی جیسا حضرت

وَمِثلہ قول المرتضیٰ لا تَفجعنا بنفسِکَ یا
خلیفۃ رسول اللہ فاجاب بنحوٍ مِمّا
اجاب عمر مذکورٌ فی الصواعق وغیرہا
بعدازاں در تعیّن امیرے برائے قتالِ مُرتدین اشکال
افتاد و حضرت صدّیقؓ حدیثے درباب خالدبن ولید
روایت کرد و آخر کار فتح بردستِ خالدؓ واقع
شد عن وحشی بن حرب ان ابابکرؓ عَقَدَ
لخالدِ بن الولید فی قتالِ اھل الرِّدَّۃ
وقال انّی سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم یقول نعم عبد اللہ واخو العشیرۃ
خالدُ بن الولید سیفٌ من سیوف اللہ
سَلَّہ اللہ عزّوجلّ علے الکفّار والمنافقین
اخرجہ احمد باز جمعے از مسلمین محقّقین را کہ مبشر
بہشت بودند مثل حضرت عثمانؓ وطلحہؓ بعد وفاتِ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شبہ عظیم پیش آمد
اِنّ رجالاً من اصحابِ رسولِ اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم حزنوا علیہ حتے کاد
بعضھم یُوَسْوِسُ وفی بعض الفاظ
الحدیث انھم ابتُلوا بحدیث النفس و
فی روایۃ محمد بن جبیر بن مطعم عن عثمان
قال تمنّیتُ اَن اکون سألتُ رسولَ
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما ذا یُنجینا
مما یُلقی الشیطانُ فی انفسنا
در علاج ایں داہیہ متحیّر شدند وندانستند کہ نجات
ایں امر چیست صدیق اکبرؓ وجہ نجات ازیں داہیہ

مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول تھا کہ آپ اپنی ذات سے ہمیں کرب پہنچا
میں نہ ڈالیں اے خلیفۂ رسول اللہؐ! تو آپ نے اُن کو بھی ایسا ہی (تیز)
جواب دیا جیسا عمرؓ کو دیا تھا، یہ صواعق وغیرہ میں مذکور ہے۔
اس کے بعد مرتدین سے قتال کرنے کے لئے کسی امیر کے تعیّن میں
اشکال پڑا اور حضرت صدّیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کے بارے میں ایک
حدیث بیان کی اور انجام کار فتح خالدؓ کے ہاتھ پر واقع ہوئی۔
وحشی بن حرب سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے خالد بن الولیدؓ کے
لئے جھنڈا باندھا مرتدین سے قتال کے لئے اور فرمایا کہ میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ کا
اچھا بندہ اور ساتھیوں کا بھائی (یعنی غمگسار) خالد بن الولیدؓ ہے جو
اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس کو اللہ عزّوجلّ نے کفّار
اور منافقین پر کھینچا ہے، روایت کیا اس کو احمد نے۔ پھر مسلمین
محققین کی ایک جماعت کو جس کو بہشت کی بشارت دی گئی تھی
جیسے حضرت عثمانؓ و طلحہؓ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے ..... بعد ایک عظیم شبہ پیش آیا (حدیث میں ہے) بہت سے لوگ
اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں ایسے تھے جن پر آپؐ کے فراق
سے رنج غالب آگیا یہاں تک کہ اُن میں سے بعض قریب تھا کہ
وسوسوں میں مبتلا ہو جائیں (یعنی مالیخولیا میں) اور بعض الفاظ
حدیث میں ہیں کہ وہ حدیث النفس میں مبتلا ہو گئے۔ اور محمد بن جبیر
ابن مطعمؓ کی روایت میں حضرت عثمانؓ سے مروی ہے فرمایا کہ "میں
پچھتایا کہ کاش میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتا کہ اس
چیز سے جو شیطان ہمارے نفوس میں القا کرتا ہے نجات دینے والی
کیا چیز ہے؟" اس اُفتادِ عظیم کے علاج میں متحیّر ہو گئے اور نہ
سمجھے کہ اس امر سے نجات کی کیا صورت ہے۔ صدّیق اکبرؓ نے
اس بڑی اُفتاد سے نجات کی صورت ارشاد فرمائی کہ نبی

شدیدہ ارشاد فرمود عن النبیؐ صلی اللہ علیہ
وسلم ینجیکم من ذلکم ان تقولوا ما امرت
عمی ان یقول فلم یقل اخرجہ احمد و
ابویعلیٰ بطرق مختلفۃ والفاظ متغایرۃ
یفسر بعضھا بعضًا و حاصل ایں قصہ آنست
کہ قوم معتاد بودند بدوام صحبت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم و حالت اتصال کہ سرّ و روح
بکارہائے خود مشغول باشند بصحبت آنجنابؐ
کسب می نمودند چوں سعادت صحبت از دست
رفت و آں حالت مفقود شد در تفرقہ افتادند
و حدیث نفس برایشان مستولی گشت
حضرت صدیق رضؓ کہ خلیفۂ مطلق آنحضرتؐ
بود و نائب برحق او صلے اللہ علیہ و
سلم در علم ظاہر و باطن طریقہ ذکر تعلیم نمود
ایں است معنی ایں قصہ کہ بعد جمع طرق حدیث
مفہوم گشت فلا تغترّ باقاویل الناس فی
ذلک و ایں اوّل احیاء طریقہ صوفیہ
است کہ از دست خلیفۂ اوّل رضی اللہ
عنہ و ارضاہ بظہور پیوست بعد ازاں
حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
صلوٰۃ استغفار از صدیق اکبرؓ
اخذ نمود و باں اعتنا تمام فرمود
عن علیؓ قال کنتُ اذا سمعتُ
من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
حدیثاً نفعنی اللہ بہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھیں اس سے نجات دلاتے گی یہ بات
کہ تم وہ (کلمہ) کہو جس کا امر میں نے اپنے چچا کو کیا تھا کہ وہ یہ
کہیں مگر انھوں نے نہ کہا (یعنی لا الٰہ الا اللہ) احمد اور ابویعلیٰ
نے اس کو مختلف اسناد کے ساتھ اور ایک دوسرے سے ایسے
مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا جن میں سے بعض بعض کی
تفسیر کرتے ہیں۔ اور اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ قوم عادی
تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوام صحبت کی اور
یہ صاحبان اتصال کی حالت (خاصّہ یعنی اُس کیفیت) کو کہ
(لطیفۂ) سِرّ و (لطیفۂ) رُوح اپنے اپنے کاموں میں مشغول
رہیں۔ آنحضرتؐ کی صحبت سے کسب کرتے رہتے تھے، وہ سعادت
صحبت ہاتھ سے جاتی رہی اور وہ حالت مفقود ہوگئی تو تفرقۂ
(قلب) میں مُبتلا ہو گئے اور ان پر حدیث نفس غالب
آگئی۔ حضرت صدیق رضؓ نے جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے خلیفۂ مطلق اور نائب برحق تھے علم ظاہر و باطن میں ذکر کا
طریقہ تعلیم فرمایا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس قصہ کی جو طُرق
حدیث کو جمع کرنے سے مفہوم ہوتی ہے تو اس بارے میں لوگوں
کے اقوال مختلفہ سے دھوکہ میں نہ پڑنا۔ اور طریقۂ صوفیہ کا
یہ اول احیاء ہے جو کہ خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ وارضاہ
کے دستِ (مبارک) سے ظہور میں آیا۔ اس کے بعد حضرت مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبرؓ سے صلوٰۃ استغفار اخذ کی اور
اس کی پوری قدر کی۔ مروی ہے علی رضؓ سے کہا کہ میں جب کوئی
بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کرتا تھا تو مجھے اس
سے اللہ تعالیٰ نفع پہنچایا کرتا تھا جتنا اس میں سے چاہتا تھا اور
جب مجھ سے کوئی دوسرا شخص آپؐ سے کوئی بات روایت کرتا
تھا تو میں اس کو قسم دیتا تھا جب وہ قسم کھالیتا تو میں

بما شاء منه واذا حدثنى عنه غيرى استحلفته
حلف سیدادم اوراہ
فاذا حلف لی صدقته وان ابابکر حدثنی و
صدق ابوبکر انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم
قال مامن عبد یذنب ذنبا فیتوضأ فیحسن
الوضوء ثم یصلی رکعتین فیستغفر الله
عزوجل الا غفر له. اخرجه احمد وابو یعلی
بطرق متعددة پس ازاں صعب ترین اشکالات
آں بود کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا و حضرت عباس
رضی اللہ عنہ بظاہر عموم آیت یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی
اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ متمسک
شدہ میراث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
طلب کردند مشکل آنکہ میراث دہند مخالف قاعدہ شرع
باشد و اگر ندہند ملال خاطر اہل بیت لازم آید
حضرت صدیق رض دریں باب حدیثے روایت کرد کہ میراث
بردن از پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم و بودن ایں
قرای مملوک وے صلے اللہ علیہ وسلم ہر دو مقدمہ
را منع نمود و با حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا و سائر
اہل بیت آں قدر ملاطفت فرمود کہ جبر نقصان
آں آزردگیہا شد درہمیں ایام مشکلے دیگر کہ فوق
جمیع مشکلات تواں شمرد پیش آمد و آں ایں بود کہ
زبیر رض و جمعے از بنی ہاشم در خانہ حضرت فاطمہ
رضی اللہ تعالے عنہا جمع شدہ درباب
نقض خلافت مشورتہا بکار مے بردند
حضرت شیخین رض آں را بہ تدبیرے کہ
بایستے برہم زدند و تدارک ملالے کہ

اُس کی تصدیق کرتا۔ اور یہ کہ ابوبکر رض نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ابوبکر رض
سچے ہیں کہ انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے
فرمایا ہر ایک ایسا بندہ جس سے کوئی گناہ ہوجاتے اور وہ
وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے
پھر اللہ عزّ وجلّ سے استغفار کرے تو اللہ تعالےٰ اس کا گناہ
بخش دے گا۔ اس کو روایت کیا احمد نے اور ابو یعلےٰ نے متعدد
روایات سے۔ پھر اس کے بعد سخت ترین اشکال یہ پیش آیا کہ
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ
نے بظاہر اس آیت کے عام حکم سے یُوصِیکُمُ اللّٰہُ الخ (۴:۱۱)
اللہ تعالےٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں لڑکے کا
حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر الخ دلیل پکڑتے ہوئے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث طلب کی۔ مشکل یہ پیش
آئی کہ اگر میراث دیں تو قاعدۂ شرع کے خلاف ہوگا۔ اور اگر
نہ دیں تو اہل بیت کا ملالِ خاطر لازم آتا ہے۔ حضرت صدیق رض
نے اس باب میں ایک حدیث کی روایت کی کہ پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم سے میراث لینا اور (خیبر) کی ان بستیوں کا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا مملوک ہونا دونوں صحیح نہیں ہیں۔
اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور تمام اہل بیت کی آپ رض نے
اتنی دلجوئی کی کہ اس سے اُن آزردگیوں کی تلافی ہوگئی جو
پیدا ہوگئی تھیں۔ ان ہی ایام میں ایک اور مشکل پیش آئی جو سب
مشکلات سے بالاتر سمجھی جاسکتی ہے اور وہ یہ تھی کہ زبیر رض نے
اور بنی ہاشم کی ایک جماعت نے حضرت فاطمہ رض کے گھر میں
جمع ہوکر خلافت کے توڑنے کے لئے مشورے شروع کردیئے۔
حضرات شیخین رض نے اس کو ایسی تدبیر سے جو ہونا چاہیئے
تھی مٹایا اور اس ملال کا تدارک حُسنِ ملاطفت سے فرمایا

برمزاج حضرت مرتضیٰ رض عارض شدہ بود بحسن
ملاطفت فرمودند رواۃ این قصہ ہر یکے
چیزے را حفظ کرد و چیزے ترک نمود دریں جا
چند روایت بنویسیم تا قضیہ منقح گردد عن
زید بن اسلم عن ابیہ انہ حین بُویع لابی بکر
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علیؓ و
الزبیر یدخلان علی فاطمۃ بنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیشاورونہا و
یرتجعون فی امرھم فلمّا بلغ ذٰلک عمر
ابن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمۃ
فقال یا بنت رسول اللہ واللہ ما من
الخلق احدٌ احبّ الینا من ابیکِ و ما من
احدٍ احبّ الینا بعد ابیکِ منکِ وایم
اللہ ما ذاک بمانعی ان اجتمع ھٰؤلاء
النفر عندکِ ان امر بھم ان یحرّق
علیھم البیت قال فلمّا خرج عمر جاءوھا
فقالت تعلمون ان عمر قد جاءنی
وقد حلف باللہ لئن عدتم لیحرّقنّ
علیکم البیت وایم اللہ لیمضینّ لما
حلف علیہ فانصرفوا راشدین فروا رأیکم
ولا ترجعوا الیّ فانصرفوا عنھا فلم یرجعوا
الیھا حتی بایعوا لابی بکر اخرجہ ابن ابی
شیبۃ وعن عائشۃ انّ فاطمۃ رضی اللہ عنہا
بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسلت
الی ابی بکر الصدیق تسألہ میراثہا من رسول

جو حضرت مرتضےٰ رض کے مزاج پر عارض ہو گیا تھا۔ اس قصہ کے
راویوں میں سے ہر ایک نے ایک چیز کا تو ذکر کر دیا اور ایک چیز کو
ترک کر دیا اس لئے اس موقع پر ہم چند روایتیں لکھتے ہیں
تاکہ واقعہ کی تنقیح ہو جائے۔ مروی ہے زید بن اسلم رض سے وہ اپنے
باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے بعد ابو بکر رض سے بیعت ہو گئی تو علی رض اور زبیر رض فاطمہ رض بنت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے لگے یہ ان سے
مشورے کرتے تھے اور اپنی خاص تجویز کے سلسلہ میں بار بار آجا رہے
تھے۔ جب یہ خبر عمر بن الخطاب رض کو پہنچی تو نکلے اور فاطمہ رض کے پاس
پہنچے اور کہا کہ اے رسول اللہ ص کی بیٹی! خدا کی قسم کوئی تمام مخلوق
میں سے ہمیں تمہارے باپ سے زیادہ محبوب نہ تھا اور اب ہمیں تمہارے
باپ کے بعد کوئی تم سے زیادہ محبوب نہیں اور خدا کی قسم یہ محبت
مجھے اس بات سے روکنے والی نہیں کہ اگر یہ لوگ تمہارے پاس جمع
ہوئے تو میں ان کے بارے میں یہ حکم دوں کہ ان کے اوپر اس گھر کو
پھونک دیا جائے۔ بیان کیا کہ جب عمر رض چلے گئے تو یہ لوگ فاطمہ رض کے
پاس آئے تو فاطمہ رض نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ عمر رض میرے پاس آئے
تھے اور وہ اللہ کی قسم کھا چکے ہیں کہ اگر تم لوگ پھر یہاں جمع ہوئے
تو وہ تمہارے اوپر اس گھر کو جلا دیں گے اور بخدا وہ ضرور ایسا کر
گزریں گے جس پر انھوں نے قسم کھائی ہے۔ بس خیریت سے
واپس ہو جاؤ۔ تمہاری اپنی جو رائے ہو کرتے رہو اور میرے
پاس لوٹ کر نہ آؤ، تو یہ لوگ اُن کے پاس سے واپس ہو گئے
اور پھر نہیں آئے۔ یہاں تک کہ انھوں نے ابو بکر رض سے بیعت کر لی،
اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہ رض سے کہ
فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے
ابو بکر صدیق رض کو بلایا اور اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی

الله صلى الله عليه وسلم مما أفاء الله عليه
بالمدينة وفدك وما بقي من خمس خيبر
فقال ابو بكر ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال لا نورث ما تركنا صدقة
انما يأكل آل محمد في هذا المال واني
والله لا أغير شيئا من صدقة رسول الله
صلى الله عليه وسلم عن حالها التي كانت
عليها في عهد رسول الله صلى الله عليه
وسلم ولأعملن فيها بما عمل به رسول
الله صلى الله عليه وسلم فأبى ابو بكر ان
يدفع الى فاطمة منها شيئا فوجدت (غضبت)
فاطمة على ابي بكر في ذلك وقال ابو بكر
والذي نفسي بيده لقرابة رسول الله
صلى الله عليه وسلم احب الي ان اصل
من قرابتي واما الذي شجر بيني وبينكم من
هذه الاموال فاني لم آل فيها عن
الحق ولم اترك امرا رأيت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يصنعه فيها الا صنعته
اخرجه احمد والبخاري وغيرهما وهذا
لفظ احمد وفي رواية له ان فاطمة بنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم سألت ابا بكر
بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان يقسم لها ميراثها مما ترك رسول الله صلى
الله عليه وسلم مما افاء الله عليه فقال
لها ابو بكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

طرف سے اپنے حصۂ وراثت کا سوال کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دلوایا
تھا مدینہ میں اور فدک میں اور خمسِ خیبر میں سے مابقی کا۔ تو ابوبکرؓ
نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا (پیغمبروں کا)
کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ
(یعنی غریبوں کا حق) ہے۔ اس مال سے آلِ محمدؐ صرف کھاتے
رہیں اور بخدا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ
میں کچھ تغیر نہ کروں گا اُس کے اُس حال سے جس پر وہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اور میں اُس میں ضرور وہی عمل
کروں گا (یعنی تقسیم) جو اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرتے
تھے، غرض ابوبکرؓ نے اُس میں سے فاطمہؓ کو کچھ دینے سے انکار کردیا
تو فاطمہؓ اس پر ابوبکرؓ سے ناراض ہوگئیں اور ابوبکرؓ نے کہا قسم
ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قرابت رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ
میں نیک برتاؤ کروں اپنی قرابت سے اور رہا یہ اختلاف جو میرے اور
تمہارے درمیان ان اموال کے بارے میں واقع ہوا تو میں اس
میں حق سے نہیں ہٹا ہوں اور میں نے کسی ایسے امر کو نہیں چھوڑا
جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
جو عمل آپؐ اس میں کرتے تھے وہی میں نے کیا، اس کو احمد اور
بخاری وغیرہما نے روایت کیا اور یہ الفاظ احمد کے ہیں۔ اور
اُن کی ایک روایت میں یہ ہے کہ فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے ابوبکرؓ سے سوال کیا کہ وہ اُن کا حصۂ میراث اس جائداد
میں سے تقسیم کرکے دیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
چھوڑی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو دی تھی تو اُن سے
ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث

قال لا نُورَثُ ما ترکناہ صدقۃٌ فغضبت
فاطمۃُ علیہا السّلام فھجرت ابا بکر
رضی اللہ عنہ فلم تزل مُھَاجِرَتُہٗ حتّٰی
توفّیتْ قال و عاشت بعد وفاتِ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ستّۃ اشہر
قال فکانت فاطمۃُ علیہا السّلام تسأل
ابابکر نصیبہا ممّا ترک رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم من خیبرَ و فدک و صدقتِہ
بالمدینہ فابیٰ ابو بکر ذٰلک علیہا
وقال لستُ تارِکًا شیئًا کانَ رسولُ اللّٰہ
صلے اللہ علیہ وسلم یعمل بہ الّا عملت
بہ انّی اَخشٰی اِن ترکتُ شیئًا مِن امرہٖ
اَن ازیغ فاما صدقتہ بالمدینۃ
فدفعہا عمر (اسیل عن الحق ۱۲) الیٰ علیّ وعبّاس
فغلبہ علیہا علیّ واما خیبر و
فدک فامسکہما عمر رضی اللہ عنہ و
قالَ ہما صدقۃ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ
وسلم کانت لحقوقہ الّتی تعرُوہ (پیش آمد اور ا ۱۲) ونوائبہ
وامرُھما الیٰ من وَلِی الامر قال فہما علےٰ
ذٰلک الیوم اخرجہ احمدُ وعن عقبۃ بن
الحارث قال فخرجتُ مع ابی بکر رضی اللہ
عنہ من صلوٰۃِ العصر بعد وفاتِ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلیالٍ و علیٌّ

نہ ہوگا ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا تو فاطمہ علیہا السّلام
ناراض ہوگئیں تو ابوبکرؓ کو چھوڑ دیا اور انقطاعِ تعلق باقی
رکھا یہاں تک کہ اُن کی وفات ہوگئی کہا کہ وہ بعد وفاتِ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چھ ماہ زندہ رہیں۔ کہا کہ فاطمہ
علیہا السّلام ابوبکرؓ سے سوال کرتی تھیں اپنے حصّہ کا اس میں
سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا یعنی خیبر اور
فدک اور آپ کا صدقہ جو مدینہ میں تھا تو ابوبکرؓ نے اُن سے اسکا
انکار کردیا اور کہا تھا کہ میں کوئی چیز چھوڑنے والا نہیں ہوں جس پر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے مگر مجھے بھی اس پر عمل
کرنا ہے۔ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ میں نے اگر آپؐ کے امر میں سے
کسی چیز کو ترک کردیا تو میں حق سے پھر جاؤں۔ ہاں جو آپؐ کا مدینہ
کا صدقہ تھا اس کو عمرؓ نے علیؓ اور عباسؓ کو دیدیا تھا۔
(بطور تولیت) تو غالب رہے۔ اُس صدقہ میں عباسؓ پر علیؓ۔
رہا خیبر اور فدک تو اُن دونوں کو عمرؓ نے روک لیا تھا اور فرمایا
کہ یہ دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسا صدقہ ہیں جو اُن
حقوق کے پورا کرنے کے لئے تھے جو آپ کو پیش آتے تھے اور
آپ کے نوائب (یعنی حوادث وقتیہ) کے لئے تھے اور ان دونو
کا معاملہ سپردگی میں رہے گا اس کے جو ولیِ امر (یعنی خلیفہ)
ہو۔ کہا کہ یہ دونوں آج تک اُسی حال پر ہیں۔ اور مروی ہے عقبہ رضؓ
ابن الحارث سے کہا کہ میں نکلا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز
عصر کے بعد جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر چند
راتیں گزری تھیں اور علیؓ آپؐ کے پہلو میں چل رہے تھے تو اُن کا
گزر حسن بن علیؓ پر ہوا جو کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے

ع ہ مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ نے تحفۂ اثنا عشریہ میں باغ فدک کے قصہ کی تفصیل اور اس حدیث کی شرح بلیغ انداز کے ساتھ کی ہے جو خواہشمند ہو وہ اس کا مطالعہ کرے ۲

يمشي الى جنبه فمرّ بحسن بن عليّ يلعب مع غلمانٍ فاحتمله على رقبته وقال وأبي شبيهٌ بالنبيّ ليس شبيهًا بعليّ وقال وعليّ رضي الله يضحك اخرجه احمد وعن عايشة انّ فاطمة ارسلت الى ابى بكر تسأله عن ميراثها من النبى صلى الله عليه وسلم مما افاء الله على رسوله من المدينة وفدك ومابقي من خمس خيبر فقال ابوبكر انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لانورث ما تركنا صدقة انما ياكل آل محمد من هذا المال و انى والله لا اغيّر شيئًا من صدقة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن حالها التى كانت عليها فى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ولاعملنّ فيها بما عمل رسول الله صلى الله عليه وسلم فابى ابوبكر ان يدفع الى فاطمة منها شيئًا فوجدت فاطمة على ابى بكر فى ذلك فهجرته فلم تكلمه حتى توفيت وعاشت بعد النبى صلى الله عليه وسلم ستة اشهر فلما توفيت دفنها زوجها عليّ ليلاً ولم يؤذن بها ابابكر وصلى عليها وكان لعليّ من الناس وجه حيوة فاطمة فلما توفيت استنكر عليّ وجوه الناس فالتمس مصالحة ابى بكر و مبايعته ولم يكن يبايع تلك الاشهر فارسل الى ابى بكر ان ائتنا ولا يأتينا معك احدٌ

تو ابوبکر رضؓ نے اُن کو اُٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور کہا کہ میرا باپ اس پر قربان (یہ محاورہ کلام ہے) یہ مشابہ ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علی رضؓ کے مشابہ نہیں ہے۔ کہا اور علی رضؓ ہنس رہے تھے، اس کو روایت کیا احمد نے۔ اور مروی ہے عائشہ رضؓ سے کہ فاطمہ رضؓ نے ابوبکر رضؓ کو بُلا بھیجا اور اُن سے سوال کیا اپنے حصّہ وراثت کا جو اُن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہنچتا تھا اس میں سے جو اللہ نے اپنے رسول ؐ کو دیا تھا مدینہ میں سے اور فدک میں سے اور خیبر کے پانچویں حصّہ کے باقی ماندہ میں سے۔ تو ابوبکر رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم (پیغمبر) جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ اس مال میں سے آلِ محمدؐ صرف کھائیں گے اور میں واللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں جس حال پر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اُس کی کسی چیز میں تغیّر نہ کروں گا اور میں اس میں ضرور وہی عمل کروں گا جو عمل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ تو ابوبکر رضؓ نے اس سے انکار کر دیا کہ فاطمہ رضؓ کو اس میں سے کچھ دیں۔ اس سے فاطمہ رضؓ ابوبکر رضؓ سے ناراض ہوگئیں اور اُن کو چھوڑ دیا اور اُن سے کلام نہیں کیا یہاں تک کہ انتقال ہوگیا اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے شوہر حضرت علی رضؓ نے ان کو رات میں ہی دفن کر دیا اور اس وفات کی اطلاع ابوبکر رضؓ کو نہیں دی۔ اور ان پر نماز انھوں نے ہی پڑھی۔ اور علی رضؓ کی لوگوں میں خاص عزت رہی فاطمہ رضؓ کی زندگی تک۔ پھر جب ان کا انتقال ہوگیا تو علی رضؓ نے لوگوں کے رُخ بدلے ہوئے پاتے تو ابوبکر رضؓ سے مصالحت اور ان سے بیعت کی درخواست کی اور ان مہینوں میں وہ بیعت نہیں کر رہے تھے پھر انھوں نے ابوبکر رضؓ

كراهية ليحضر عمر فقال عمر والله
لا تدخل عليهم وحدك فقال
ابوبكر وما عسيتهم ان يفعلوه بي
والله لآتينهم فدخل عليهم ابوبكر
فتشهد عليٌّ فقال انا قد عرفنا
فضلك وما اعطاك الله ولم ننفس (حسد نبردیم ۱۲)
عليك خيرا ساقه الله اليك ولكنك
استبددت علينا بالامر وكنا نرى
لقرابتنا من رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان لنا نصيبا حتى فاضت عينا
ابي بكر فلما تكلم ابوبكر قال والذي
نفسي بيده لقرابة رسول الله صلى
الله عليه وسلم احب الي من ان اصل
قرابتي واما الذي شجر بيني و
بينكم من هذه الاموال فاني
لم آل فيها عن الخير ولم اترك
امرا رايت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يصنعه فيها الا صنعته فقال
عليٌّ لابي بكر موعدك العشية للبيعة
فلما صلى ابوبكر الظهر رقي المنبر
فتشهد وذكر شأن عليٍّ وتخلفه
عن البيعة وعذره (عذر قبول کرد ۱۲) بالذي اعتذر
اليه ثم استغفر وتشهد عليٌّ (خطبہ ۱۲) فعظم
حق ابي بكر وحدث انه لم يحمله
على الذي صنع نفاسة (حسد ۱۲) على ابي بكر

کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ ہمارے پاس آئیں اور تمہارے ساتھ کوئی
دوسرا نہ آئے اس کراہیت کی وجہ سے کہ عمرؓ ضرور ساتھ
ہوں گے۔ اس پر عمرؓ نے کہا واللہ آپ اُن کے پاس تنہا
نہ جائیں۔ تو ابوبکرؓ نے کہاکہ واللہ مجھے امید نہیں کہ وہ میرے
ساتھ (بُرا معاملہ) کریں گے۔ واللہ میں اُن کے پاس
ضرور جاؤں گا۔ اوراُن کے پاس ابوبکرؓ پہنچ گئے۔ تو
علیؓ نے کلمۂ شہادت پڑھا اور کہاکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم
آپ کی بزرگی کو پہچانتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے آپ کو دیا ہے
اور اُس خیر پر جو اللہ نے آپ کی طرف بھیجدی ہے ہم نے
آپ کے اُوپر حسد نہیں کیا۔ لیکن آپ نے اس امر (یعنی
خلافت) کے سلسلہ میں اکیلے اکیلے ہی سب کچھ کیا اور
ہم خیال کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی
قرابت کی وجہ سے کہ (مشاورت میں) ہمارا حصہ ہوگا۔ یہاں تک
کہ ابوبکرؓ کے آنسو بہنے لگے۔ پھر جب ابوبکرؓ نے گفتگو شروع کی تو فرمایا
کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں اپنی
قرابت کے ساتھ ناطہ جوڑوں۔ رہی وہ بات کہ ان اموال کے سلسلہ میں
میرے اور تمہارے درمیان اختلاف واقع ہوا تو یقیناً میں اُن کے بارے
میں خیر سے نہیں ہٹا اور نہ میں نے کسی ایسے کام کو چھوڑا جو میں نے
اُن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوتے دیکھا، مگر میں نے
وہی کیا۔ اس کے بعد علیؓ نے ابوبکرؓ سے کہا آپ سے بیعت کیلئے شام
کو آنے کا وعدہ ہے۔ پھر جب ابوبکرؓ نے نماز ظہر پڑھ لی تو منبر پر چڑھے
اور کلمۂ شہادت پڑھا اور علیؓ کی شان کا ذکر کیا اور ان کی بیعت سے
تخلف کا اور حضرت علیؓ کے اس عذر کو قبول کرنے کا اظہار کیا جو انھوں نے
ان سے کیا تھا۔ اس کے بعد (علیؓ نے) استغفار کیا اور کلمۂ شہادت

ولا انکار الذی فضّله الله به
ولکنا کنا نری لنا فی ھذا الامر
ای المشورۃ کما یدل علیہ بقیۃ
الروایات نصیبًا فاستبد علینا
فوجدنا فی انفسنا فسرّ بذلک
المسلمون وقالوا اصبتَ و
کانَ المسلمون الی علیٍّ قریبًا
حین راجَعَ الامر المعروف
رواہ البخاری وعن ابی سعید
الخدری قال قال ابوبکر الستُ
احق الناس بہا الستُ اوّل مَن اَسْلَمَ
الستُ صاحب کذا الستُ صاحبَ
کذا رواہ الترمذی بعد ازاں اہم مہمات
نزدیک حضرت صدّیقؓ آں بود
کہ برائے اُمّتِ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم قاعدہ مرتّب فرماید تا در
مسائلِ اجتہادیہ بکدام راہ سلوک نمایند
وترتیب ادلّہ شرعیہ بچہ اسلوب بعمل
آرند اِلٰی یومنا ہذا ہمہ مجتہدین بر
ہمیں قاعدہ عمل می کنند و وے رضی اللہ
عنہ شیخ واُستاد جمیع مجتہدین شد بوضع
ایں قاعدہ عن میمون بن مہران
قال کان ابوبکر اذا ورد علیہ الخصم
نظر فی کتاب اللہ فاذا وجد فیہ

پڑھ کر ابوبکرؓ کے حق کی عظمت کا اظہار کیا اور بیان کیا کہ جو کچھ
اُنھوں نے (توقف) کیا اس پر اُن کو ابوبکرؓ پر حسد نے برانگیختہ
نہیں کیا اور نہ اُن فضائل سے انکار کی بنا پر کیا جن سے اللہ
تعالٰے نے اُن کو فضیلت بخشی، لیکن ہم یہ خیال کر رہے تھے
کہ اس امر میں (یعنی مشورہ میں جیساکہ اس پر بقیہ روایات دلالت
کرتی ہیں[1]) ہمارا بھی حصّہ ہوگا مگر ہم کو الگ (یعنی نظر انداز) کردیا
تو ہم نے اپنے نفوس میں اس کا رنج پایا۔ تو اس سے سب مسلمان
خوش ہوئے اور سب نے کہا کہ آپ نے اچھا (اِقدام) کیا اور
سب مسلمان (اب) علیؓ سے قریب ہو گئے جب اُنھوں نے
اس نیک کام کی طرف رجوع کرلیا۔ اس کو بخاری نے روایت
کیا۔ اور مروی ہے ابوسعید خدریؓ سے کہا کہ ابوبکرؓ نے (سقیفۂ
بنی ساعدہ میں) کہا کہ کیا میں اس (خلافت) کا سب لوگوں سے
زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے اوّل اسلام لانیوالا
شخص نہیں ہوں؟ کیا میں فلاں فضیلت والا نہیں ہوں؟ کیا میں
فلاں بات والا نہیں ہوں؟ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اس کے
بعد اہم مہمات حضرت صدّیقؓ کے نزدیک یہ کام تھا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے ایک قاعدہ مرتّب فرمادیں
کہ مسائل اجتہادیہ میں لوگ کس راہ پر چلیں اور دلائل شرعیہ کی ترتیب
کس اسلوب کے ساتھ عمل میں لائیں۔ ہمارے آج کے دن تک تمام
مجتہدین اسی قاعدہ پر عمل کر رہے ہیں اور صدّیق رضی اللہ عنہ شیخ
اور اُستاد تمام مجتہدین کے ہوئے اس قاعدہ کو وضع فرمانے کی وجہ
سے۔ مروی ہے میمون بن مہران سے کہا کہ ابوبکرؓ کے پاس جب
کوئی مدعی آتا تو وہ نظر کرتے کتاب اللہ میں اگر اس میں
وہ بات پاتے جس سے اُن کے درمیان فیصلہ کردیں

[1] اس عبارت کو قوسین کے درمیان اس لئے کردیا کہ یہ حضرت مصنفؒ کی طرف سے ہے جس میں ھٰذا الامر کا مشارالیہ ذکر کیا گیا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

ما یقضی بینھم قضی بہ وان لم یکن
فی الکتاب وعلم من رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فی ذلک سنۃً قضی
بہ فان اعیاہ خرج فسأل المسلمین و
قال اتانی کذا وکذا فھل علمتم ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی فی
ذلک بقضاء فربما اجتمع الیہ النفر کلھم
یذکر من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فیہ قضاء فیقول ابوبکر الحمد
للہ الذی جعل فینا من یحفظ علی
نبینا فان اعیاہ ان یجد فیہ سنۃً
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع
رءوس الناس واخیارھم فاستشارھم
فاذا اجتمع رأیھم علی امر قضی بہ
رواہ الدارمی بعد ازاں درمیراث جدہ
مسئلہ وارد شد حضرت صدیق رض تفحص
بلیغ فرمود تا آنکہ حدیث ظاہر شد ومسئلہ
منقح گشت عن الزھری قال جاءت
الی ابی بکر جدۃ ام اب او ام ام
فقالت ان ابن ابنی او ابن
ابنتی توفی وبلغنی ان لی نصیبا
فمالی فقال ابوبکر ما سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فیھا شیئا و
سأسأل الناس فلما صلی الظھر فقال ایکم سمع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الجدۃ

تو اُس کے مطابق فیصلہ کر دیتے اور اگر کتاب میں نہ ہوتا اور
اُن کو اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی سُنّت کا
علم ہوتا تو اسکے مطابق فیصلہ کر دیتے۔ پھر اگر اس سے بھی عاجز
ہوتے تو مسلمانوں سے سوال کرتے اور فرماتے کہ میرے
پاس ایسا اور ایسا مسئلہ آیا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں
کوئی فیصلہ کیا ہے؛ تو بسا اوقات ایسا ہوتا کہ سب کی نظر
ایک ہی بات پر جمع ہو جاتی ہر ایک رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے اس بارے میں ایک ہی فیصلہ کا ذکر کرتا تو
ابوبکر رض کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم میں ایسے لوگ رکھے جو
ہمارے نبیؐ کی باتیں محفوظ رکھتے ہیں۔ پھر اگر اس سے عاجز ہو جاتے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت میں سے کوئی بات
پائیں تو لوگوں میں سے ممتاز اور اخیار لوگوں کو جمع کرتے
اور ان سے مشورہ لیتے تو جب اُن کی رائے کسی بات پر متفق
ہو جاتی تو اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے، اس کو روایت
کیا دارمی نے۔ اس کے بعد دادی کی میراث کا مسئلہ آپ
کے سامنے آیا تو حضرت صدیق رض نے بہت جستجو کی یہانتک
کہ ایک حدیث ظاہر ہو گئی اور مسئلہ واضح ہو گیا۔ مروی
ہے زہری رح سے کہا کہ ابوبکر رض کے پاس ایک جدّہ آئی یعنی
باپ کی ماں یا ماں کی ماں اور کہنے لگی کہ میرے بیٹے کے
بیٹے کی یا بیٹی کے بیٹے کی وفات ہو گئی اور مجھے یہ بات پہنچی
ہے کہ میرا بھی کچھ حصّہ ہے تو وہ کیا ہے؟ تو ابوبکر رض نے کہا
کہ میں نے اسکے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا کہ
آپؐ نے اسکے بارے میں کچھ فرمایا اور میں عنقریب لوگوں سے پوچھوں گا۔
تو جب آپ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو فرمایا کہ تم میں سے کسی نے

شيئاً فقال المغيرة بن شعبة انا قال ماذا قال اعطاها رسول الله صلى الله عليه وسلم سدساً قال أيعلم ذالك احد غيرك فقال محمد بن مسلمة صدق فاعطاها ابوبكر السدس فجاءت الى عمر مثلها فقال ما ادري ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم فيها شيئاً وسأسأل الناس فحدثوه بحديث المغيرة بن شعبة و محمد بن مسلمة فقال عمر ايتكما خلت به فلها السدس فان اجتمعتما فهو بينكما رواه مالك والدارمي وهذا لفظ الدارمي

بعد ازاں در میراث جدّ اختلاف افتاد که وے عند عدم الاب بمنزلہ اب است یا حالتِ او متردّد است شبیہے بہ پدر دارد و شبیہے بہ برادر صحابہؓ دریں باب اقوالِ شتّیٰ دارند فاروقِ اعظمؓ قولے دارد و علی مرتضےٰؓ قولے و عبداللہ بن مسعودؓ قولے و زید بن ثابتؓ قولے واز ہمہ نوعے تردّد و رجوع منقول گشت ثابت ترین ہمہ اقوال دریں باب قول صدیقِ اکبرؓ است قال ابن عباس و ابن الزبیر اما الذی قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كنت متخذا احدا خليلا لاتخذته

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ نے جدّہ کے بارے میں کچھ فرمایا ہے تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ مَیں نے۔ فرمایا کہ کیا؟ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھٹا حصّہ دیا ہے۔ فرمایا کہ کیا اس بات کو تیرے سوا کوئی اور بھی جانتا ہے تو محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ مغیرہؓ نے سچ کہا ہے۔ تو ابوبکرؓ نے اس کو چھٹا حصّہ دیدیا۔ پھر عمرؓ کے پاس ایسی ہی ایک عورت آئی۔ تو انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا مَیں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سُنا، اور میں عنقریب اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھوں گا۔ تو لوگوں نے اُن سے مغیرہ بن شعبہؓ اور محمد بن مسلمہؓ کی حدیث بیان کی تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم دونوں (دادی اور نانی) میں سے جو تنہا ہو تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر تم دونوں جمع ہوجاؤ تو وہ (چھٹا حصّہ) تم دونوں کے درمیان (تقسیم) ہوگا، روایت کیا اس کو مالک اور دارمی نے اور یہ لفظ دارمی کے ہیں۔ اس کے بعد جدّ (دادا) کی میراث میں اختلاف واقع ہوا کہ وہ باپ نہ ہونے کے وقت بمنزلہ باپ کے ہے یا اس کی حالت متردّد ہے کچھ مشابہت تو باپ کے ساتھ رکھتا ہے اور کچھ مشابہت بھائی کے ساتھ۔ صحابہؓ اس بارے میں مختلف اقوال رکھتے ہیں۔ ایک قول فاروقِ اعظمؓ کا ہے اور ایک قول علی مرتضےٰؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کا ایک قول اور زید بن ثابتؓ کا ایک قول اور سب کی طرف سے تردّد اور (اپنے قول سے) رجوع منقول ہے۔ اس باب میں تمام اقوال سے پختہ ترین صدیقِ اکبرؓ کا قول ہے۔ ابن عباسؓ اور ابن الزبیرؓ نے کہا کہ اس شخص نے جس کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اگر میں کسی شخص کو اپنا خلیل بنانیوالا ہوتا تو اس کو خلیل بناتا اس کو (یعنی جد کو)

خلیلاً قد جعلہ اباً اخرج قول الاوّل (ابن عباس) الدارمیؒ وقول الثانی (ابن الزبیر) البخاری وقال الحسنؒ ان الجدّ قد مضت سُنّتہٗ وان ابابکر جعل الجدّ اباً ولکن الناس تحیّروا اخرجہ الدارمی بعدازاں در تفسیر کلالہ اختلاف واقع شد و در جواب آں اکثر صحابہؓ را عیّ در گرفت عقبۃ بن عامرؓ جُہنی گفت ما اعضل باصحاب النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم شیئٌ ما اعضلت بہم الکلالۃُ صدیقِ اکبرؓ متصدّیٔ جواب آں شد عن الشعبی قال سُئِلَ ابوبکرؓ عن الکلالۃ فقال انّی ساقول فیہا برأیی فان کان صواباً فمن اللہ وان کان خطأً فمنّی ومن الشیطان اُراہ ماخلا الوالدَ والولدَ فلمّا استخلف عمر قال انّی لَاَ ستحیی ان اَرُدَّ شیئاً قالہ ابوبکرؓ اخرجہ الدارمیؒ بعدازاں در حدِّ شُربِ خمر تحیّرے رُو داد بآں جہت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحضور شریف شارب خمر را بضرب امرمے فرمود چوں مقدارے کہ میخواست بعمل مے آمد منع مے فرمودند و بس مے فرمودند و لہذا قدرِ آں معیّن نشد صدیقِ اکبرؓ بر چہل ضربہ

باپ ؎ قرار دیا، قولِ اوّل (یعنی ابنِ عباسؓ) کو دارمی نے اور دوسرے (یعنی ابن الزبیرؓ) کے قول کو بخاری نے روایت کیا۔ اور حسنؒ نے کہا کہ جد کے بارے میں سنّت جاری ہوگئی اور ابوبکرؓ نے جد کو باپ قرار دیدیا لیکن لوگ حیرت میں مبتلا رہے، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اس کے بعد کلالہ کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا۔ اس کے جواب میں اکثر صحابہؓ کو عجز لاحق ہوگیا۔ عقبہ بن عامر جُہنیؓ کا قول ہے کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے بارے میں اتنی اُلجھن میں نہیں پڑے جس قدر اُلجھن میں کلالہ (کی تفسیر) میں پڑے۔ صدیقِ اکبرؓ اس کے جواب کے لئے تیار ہوتے۔ مروی ہے شعبیؒ سے کہا کہ سوال کیا گیا ابوبکر صدّیقؓ سے کلالہ کے (معنے) کے بارے میں، تو فرمایا کہ میں اس میں جو کچھ کہوں گا اپنی رائے سے کہوں گا۔ اور وہ صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کلالہ وہ ہے جو نہ والد کو (یعنی باپ دادا وغیرہ اُوپر کے مرتبہ کے ورثاء) کو چھوڑے اور نہ اولاد کو (یعنی بیٹے پوتے وغیرہ نیچے کے مرتبہ کے وُرثاء کو) تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے اللہ سے حیا معلوم ہوتی ہے کہ میں اُس بات کو ردّ کردوں جس کو ابوبکرؓ نے فرمایا، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اسکے بعد شراب پینے کی حد میں ایک تحیّر پیدا ہوا اس وجہ سے کہ آنحضرتؐ اپنے حضور شریف (یعنی موجودگی) میں شارب خمر کے لئے مارنے کا حکم دیتے تھے۔ جب وہ مقدار جو آپؐ چاہتے تھے پوری ہو جاتی تھی تو منع کردیا کرتے تھے

؎ یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے، اَنَا النّبی لاکذب، اَنَا ابن عبد المطلب۔ اس میں آپؐ نے اپنے کو اپنے دادا عبد المطلب کا بیٹا فرمایا تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

تعیین آں کرد عن ابن عباس قال ان الشراب
کانوا یضربون علی عھد رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالایدی و
النعال حتی توفی رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم وکانوا فی خلافۃ ابی بکر اکثر
منھم فی عھد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم فقال ابوبکر لو فرضنا لھم
حدًّا فتوخی نحوًا مما کانوا یضربون
علی عھد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فکان ابوبکر یجلدھم اربعین حتی
توفی الحدیث اخرجہ الحاکم والبیھقی
وغیرھما واللفظ للحاکم بعد ازانکہ
خدائے عزوجل ہزیمت بر مرتدین انداخت و
مرتدین جوق جوق نادم شدہ پیش حضرت صدیق
آمدند وے رضی اللہ عنہ درباب آنجماعات
کلماتِ عجیبہ بقدر حال ہر جمعے ارشاد می فرمود
عن طارق بن شھاب عن ابی بکر انہ
قال لوفد بزاخۃ تتبعون اذناب
الابل حتی یری اللہ خلیفۃ نبیہ
والمھاجرین امرًا یعذرونکم بہ اخرجہ
البخاری وفی روایۃ عبید اللہ بن
عبد اللہ لما ارتد من ارتد علی عھد
ابی بکر اراد ابوبکر ان یجاھدھم
فقال لہ عمر أتقاتلھم وقد سمعت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول

اور بس فرمائیتے تھے اس وجہ سے اس کی مقدار متعین نہ ہوئی۔ صدیق
اکبر رضؓ نے چالیسؓ ضربوں پر اس کا تعین کر دیا۔ مروی ہے ابن عباسؓ
سے کہا کہ شراب پینے والے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں پیٹے جاتے تھے ہاتھوں سے اور جوتوں سے یہاں تک کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ایسے لوگ ابوبکرؓ
کی خلافت کے زمانہ میں زیادہ ہو گئے اُن سے جو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ بہتر ہے کہ ایسے
لوگوں کے لئے ہم ایک حد مقرر کر دیں تو انھوں نے جستجو کی
اُس مقدار کی جس سے یہ لوگ پیٹے جاتے تھے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو ابوبکرؓ اُن کے چالیسؓ کوڑے
لگواتے رہے اپنی وفات تک، الحدیث، اس کو حاکم اور
بیہقی وغیرہما نے روایت کیا اور لفظ حاکم کے ہیں۔ بعد
اس کے کہ خدائے عزّ وجلّ نے مرتدین میں بھگدڑ ڈال دی اور
مرتدین جوق در جوق نادم ہو کر حضرت صدیقؓ کے سامنے
آنے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ ان میں سے ہر جماعت کے بارے
میں ان کے حسبِ حال کلماتِ عجیبہ ارشاد فرماتے تھے۔ مروی
ہے طارق بن شہابؓ سے وہ روایت کرتے ہیں ابوبکرؓ سے کہ
اُنھوں نے وفد بزاخہ سے فرمایا کہ تم اُونٹوں کی دُموں کے پیچھے
لگے رہتے ہو یہاں تک کہ اللہ تعالٰے نے دکھا دیا اپنے نبیؐ
کے خلیفہ اور مہاجرین کو ایسا امر جس سے وہ تمہارے عذر کے
سبک ہونے کو سمجھ لیں، روایت کیا اس کو بخاری نے۔ اور عبید اللہؓ
ابن عبد اللہ کی روایت میں ہے کہ جب مرتد ہونے والے مرتد ہوتے
ابوبکرؓ کے زمانہ میں تو ابوبکرؓ نے ارادہ کیا کہ اُن کے ساتھ جہاد
کریں تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ کیا آپ ان کے ساتھ قتال
کریں گے حالانکہ آپ سن چکے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

من شهد ان لا اله الا الله وان
محمدا رسول الله حرم ماله ودمه
الا بحقه وحسابه على الله فقال
ابوبكر انا لاقاتلن من فرق بين
الصلوة والزكوة والله لاقاتلن
من فرق بينهما حتى اجمعهما قال
عمر فقاتلنا معه فكان والله رشدا
فلما ظفر بمن ظفر به منهم قال
اختاروا بين خطتين اما حرب
مجلية واما الخطة المخزية
قالوا هذه الحرب المجلية
قد عرفناها فما الخطة المخزية
قال تشهدون على قتلانا انهم فى
الجنة وعلى قتلاكم انهم فى النار
ففعلوا رواه ابن ابى شيبة. بعد ازاں حضرت
صدیق بنا بر رؤیای والہامیکہ بخاطرش
در دادند مصمم فرمود کہ برائے جہادِ شام فوج
مسلمین را فرستد یزید بن ابی سفیان را امیر
چہاریک شام ساخت ووقتِ وداع او
وصایائے عجیبہ فرمود کہ دستور العمل
اُمراء مسلمین شد در جمیع امصار واعصار
عن یحیی بن سعید ان ابابکر الصدیق
بعث جیوشا الی الشام فخرج یمشی
مع یزید بن ابی سفیان وکان امیر
ربع من تلک الارباع فزعموا ان یزید قال

آپ فرماتے تھے کہ جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کا رسول ہے تو اس کا مال اور خون حرام ہے بجز..... کسی حق کے اور اُس کا حساب اللہ کے حوالہ ہے۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں ضرور ہر ایسے شخص سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے واللہ میں ضرور قتال کروں گا ایسے لوگوں سے جو دونوں (فرضوں) کے درمیان تفریق کریں (کہ صرف نماز کو فرض سمجھیں اور زکوٰۃ کو نہ سمجھیں جس طرح نماز کے انکار کو الا بحقہ فرما کر حُرمت مال ودم سے مستثنٰی کیا گیا ہے زکوٰۃ اور دیگر ضروریاتِ دین بھی اسکے ساتھ شامل ہیں) یہانتک کہ وہ ان دونوں کو جمع کریں۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر ہم نے ان کے ساتھ مل کر قتال کیا تو واللہ (واضح ہو گیا کہ) یہ کار نیک تھا۔ جب ابوبکرؓ فتحمند ہو گئے ان میں سے جن پر فتحمند ہوئے ان سے فرمایا کہ تم دو حال میں سے ایک حال اختیار کرو یا حرب مُجلیہ (یعنی جلا وطنی پر مجبور کر دینے والی جنگ) اور یا خُطّہ مُخزیہ (یعنی رسوائی میں ڈال دینے والی حالت) تو اُنھوں نے یہ کہا کہ حرب مُجلیہ جو آپ نے کہا اس کو تو ہم سمجھ گئے۔ مگر خُطّہ مخزیہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم شہادت دو ہمارے مقتولوں کے بارے میں کہ وہ جنت میں ہیں اور اپنے مقتولوں کے بارے میں کہ وہ دوزخ میں ہیں، تو اُنھوں نے ایسا کیا، روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے۔ اس کے بعد حضرت صدیقؓ نے ایک خواب اور اس الہام کی بنار پر جو آپکے دل میں ڈالا گیا مصمم ارادہ کیا کہ شام سے جہاد کے لئے مسلمانوں کی فوج بھیجیں تو آپنے یزید بن ابی سفیانؓ کو ایک چوتھائی حصّہ شام کا امیر بنایا اور اُن کو رخصت کرنے کے وقت اتنی عجیب وصیتیں فرمائیں جو اُمراء مسلمین کیلئے تمام شہروں اور تمام زمانوں میں دستور العمل بن گئیں۔ مروی ہے یحییٰ بن سعیدؓ سے کہ ابوبکر صدیقؓ نے شام کی طرف لشکر بھیجے پھر پیدل چلتے ہوئے نکلے یزید بن ابی سفیانؓ کیساتھ جو سواری پر بیٹھے ہوتے تھے) اور وہ (شام کے) ان چار حصّوں میں سے ایک حصّہ پر امیر تھے

لابی بکر اما ان ترکب واما ان انزل
فقال ابو بکر ما انت بنازل وما انا
براکب انی احتسبت خطای ھٰذہ فی
سبیل اللہ ثم قال انک ستجد قوما
زعموا انھم حبسوا انفسھم فی سبیل اللہ
فذرھم وما زعموا انھم حبسوا انفسھم
لہ وستجد قوما فحصوا عن اوساط رؤسھم
من الشعر فاضرب ما فحصوا عنہ بالسیف
وانی موصیک بعشر لا تقتلن امرأۃ و
لا صبیا ولا کبیرا ھرما ولا تقطعن شجرا
مثمرا ولا تخربن عامرا ولا تعقرن
شاۃ ولا بعیرا الا لاکلۃ ولا تحرقن نخلا
ولا تغرقنہ ولا تغلل ولا تجبن اخرجہ
مالک فی المؤطا عن یزید بن ابی سفیان
قال قال ابو بکر رضی اللہ عنہ حین بعثنی
الی الشام یا یزید ان لک قرابۃ خشیت
ان تؤثرھم بالامارۃ وذلک اکبر ما
اخاف علیک فان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال من ولی من امر المسلمین
شیئا فامر علیھم احدا محاباۃ فعلیہ لعنۃ
اللہ لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا
عدلا حتی یدخلہ جھنم ومن اعطی
احدا حمی اللہ فقد انتھک فی حمی اللہ
شیئا بغیر حقہ فعلیہ لعنۃ اللہ او قال
تبرأت منہ ذمۃ اللہ عز وجل

(حواشی: خیانت مکن ۱۲ — نافلہ ۱۲ — فریضہ ۱۲ — محارم ۱۲)

تو لوگوں نے یہ اندازہ کیا کہ یزیدؓ نے ابو بکرؓ سے کہا کہ یا تو آپ سوار ہوں
یا میں اُتروں تو ابو بکرؓ نے فرمایا نہ تمہارے اُترنے کی ضرورت نہ
میرے سوار ہونے کی کیونکہ میں نے اپنے قدموں سے اللہ کے
راستہ میں چلنے کی نیت کر رکھی ہے۔ پھر فرمایا تم وہاں پہنچکر
ایسے لوگوں کو پاؤ گے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے اپنے
آپ کو اللہ کے راستہ میں لگا رکھا ہے تو اُن کو اُن کے اس
گمان پر کہ انھوں نے خود کو اللہ کے کام میں لگا رکھا ہے چھوڑ دینا
اور تم ایسی قوم کو بھی پاؤ گے جو اپنی چندیا کے بال نکال دیتے ہیں
(ادھر اُدھر بال رکھتے ہیں) اُس چندیا پر تلوار کی ضرب لگاؤ۔ اور
میں تم کو دس وصیتیں کرتا ہوں، ہرگز قتل نہ کرنا کسی عورت کو اور نہ
لڑکے کو اور نہ بڑی عمر والے بوڑھے کو اور نہ کسی پھل دینے والے درخت
کو کاٹنا اور نہ کسی آبادی کو اُجاڑنا اور نہ کسی بکری یا اونٹ کی کونچیں
کاٹنا بجز اسکے کھانے کی وجہ کے اور نہ کسی درخت خرما کو پھونکنا اور
نہ کھودنا اور نہ خیانت کرنا اور نہ بزدلی کرنا، ان کو امام مالکؒ نے
ذکر کیا مؤطا میں۔ مروی ہے یزید بن ابی سفیانؓ سے کہا کہ جب مجھے
ابو بکرؓ نے شام کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ اے یزید! تجھ سے
قرابت ہے مجھے اندیشہ ہے کہ تو لوگوں پر امارت کی وجہ سے اپنی
برتری نہ جتانے لگے اور یہ سب سے بڑا اندیشہ ہے تجھ سے کیونکہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو متولی ہو جائے
مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا پھر وہ لوگوں پر کسی شخص کو امیر
بنائے باہمی عطیہ وبخشش کے طور پر تو اس پر اللہ کی لعنت، نہ اُسکے
فرض قبول کئے جائیں گے اور نہ نفل یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو
جہنم میں داخل کریگا اور جس نے کسی کو دیدی اللہ کی محفوظ چیز (مثلاً مال
یا صدقات کے جانور جو اسکی حفاظت میں تھے) تو اس نے اللہ کی حرمت میں
تصرف کیا بغیر اس کا حق حاصل ہونے کے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے یا یہ فرمایا

اخرجه احمد وذکر الواقدی فی کتاب
فتوح الشام فی قصة وصیة ابی بکر
لیزید بن ابی سفیان عند الوداع فقال
تقدم یزید بن ابی سفیان وقال یا
خلیفة رسول الله اوصنی فقال اذا
سرت فلا تعنف الی اخر
الوصیة وذکر الواقدی ایضا
فی قصة وصیة ابی بکر لعمرو بن
العاص عند وداعه وتولیته علی
جیش المسلمین فقال ابو الدرداء
کنت مع عمرو بن العاص فی جیشه الخ
بالجملہ ازیں جنس بود رجوع مردم بسوئے
حضرت صدیق رض در مسائل نازلہ وقیام
وے رضی اللہ عنہ بحل اشتباہ دراں
والقلیل نموذج الکثیر و الغرفة تنبئ
عن البحر الکبیر تا آنکہ آخر کار خود فاروق
اعظم رض راخلیفہ ساخت و اینجا فراستے
عظیم بکار برد۔ عن عبد الله بن
مسعود قال افرس الناس
ثلثة ابوبکر حین تفرس فی عمر
فاستخلف والتی قالت استأجره
ان خیر من استأجرت القوی
الامین والعزیز حین قال

حاکم مصر ۱۲

کہ اللہ عزّ وجلّ کا ذمہ اس سے ہٹ گیا، اس کو احمد
نے روایت کیا۔ اور واقدی نے ذکر کیا کتاب
فتوح الشام میں یزید بن ابی سفیانؓ کو رخصت
کرنے کے وقت حضرت ابوبکرؓ کے نصیحت کرنے
کے قصّہ میں کہ یزید بن ابی سفیانؓ نے آکر
کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! مجھے وصیت کیجئے۔
تو آپ نے فرمایا کہ جب تم پہنچو تو بد خلقی نہ کرنا، آخر وصیت
تک۔ اور واقدی ہی نے عمرو بن العاصؓ کو ان کے
رخصت کرنے اور مسلمانوں کے لشکر پر افسر بناتے وقت
ابوبکرؓ کے وصیت کرنے کے قصّہ میں یہ بھی لکھا ہے
کہ پھر کہا ابودرداءؓ نے کہ میں عمرو بن العاصؓ کے ساتھ
تھا ان کے لشکر میں، آخر تک۔ الغرض اس طرح کا رجوع تھا
لوگوں کا حضرت صدیقؓ کی طرف پیش آمدہ مسائل میں اور صدیق
رضی اللہ عنہ اس طرح لوگوں کے اشتباہ حل کرتے تھے۔ اور قلیل
نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چلّو بھر پانی حال بتاتا ہے بحر کبیر
کا۔ یہاں تک کہ آخر کار آپ نے خود فاروق اعظمؓ کو خلیفہ
بنایا اور یہاں آپ ایک عظیم فراستؑ کو کام میں لائے۔
عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ سب سے زیادہ
صاحب فراست تین ہوتے ہیں۔ ابوبکرؓ جب کہ انھوں
نے گہری نظر ڈالی عمرؓ میں اور ان کو خلیفہ بنایا اور جس عورت
(یعنی حضرت شعیبؑ کی بیٹی) نے کہا تھا اِستَأجِرہُ الخ یعنی اے
باپ! اس (موسیٰؑ) کو ملازم رکھ لیجیے سب سے اچھا ملازم جو آپ رکھیں گے
وہ ہے جو قوی ہو اور امین بھی۔" اور عزیز (حاکم مصر) جب کہ اس نے

ع کسی کو دیکھ کر اس کے باطن کا حال معلوم کر لینا فراست ہے۔ ذکاوت، ہوشمندی، تفرّس گہری نظر سے دیکھنا ۱۲ مترجم

لامرأته أكرمي مثواه أخرجه أبوبكر
ابن ابی شیبة والحاكم وعن قيس بن
ابی حازم قال رأيت عمر بن الخطاب
وبيده عسيب نخل. وهو يجلس الناس
ويقول اسمعوا لقول خليفة رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال فجاء مولى
لابی بكر يقال له شديد بصحيفة.
فقرأها على الناس فقال يقول ابوبكر
اسمعوا وأطيعوا لمن فی هذه الصحيفة
فوالله ما ألوتكم قال قيس فرأيت عمر
ابن الخطاب بعد ذلك على المنبر رواه
ابن ابی شيبة وعن زبيد بن
الحارث ان ابابكر حين حضره
الموت ارسل الى عمر يستخلفه فقال
الناس أتستخلف علينا فظا غليظا
ولو قد ولينا كان افظ واغلظ فما
تقول لربك اذا لقيته وقد استخلفت
علينا عمر قال ابوبكر أبربي تخوفوني
اقول اللهم استخلفت عليهم خير خلقك
ثم ارسل الى عمر فقال انی موصيك
بوصية ان انت حفظتها ان لله حقا
بالنهار لا يقبله بالليل وان لله
حقا بالليل لا يقبله بالنهار
وانه لا يقبل نافلة حتى
تؤدى الفريضة وانما

اپنی عورت سے کہا اَکْرِمِیْ مَثْوَاہُ (اس کو باعزت مقام دو) اس کو
ابوبکر بن ابی شیبہ نے اور حاکم نے روایت کیا۔ اور قیس بن ابی حازمؒ
سے مروی ہے کہا کہ میں نے دیکھا عمر بن الخطابؓ کو اور اُن کے ہاتھ
میں ایک کھجور کی چھپٹی تھی اور وہ لوگوں کو بٹھا رہے تھے اور کہہ
رہے تھے کہ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُنو۔
تو ابوبکرؓ کا غلام جس کو شدید کہا جاتا ہے ایک صحیفہ
(لکھا ہوا کاغذ) لے کر آیا پھر اُس نے اُس کو لوگوں کے سامنے
پڑھا۔ پھر کہا کہ ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ سُنو اور اطاعت کرو اس
شخص کی جس کا نام اس صحیفہ میں ہے، اور واللہ میں تمہارے
سامنے کوتاہی نہیں کر رہا ہوں۔ قیسؒ نے کہا پھر میں نے عمر بن
الخطابؓ کو اس کے بعد منبر پر دیکھا، روایت کیا اس کو ابن
ابی شیبہ نے۔ اور مروی ہے زبید بن الحارثؒ سے کہ ابوبکرؓ نے
جب ان کی موت کا وقت آیا تو عمرؓ کو بُلا بھیجا۔ وہ ان کو خلیفہ
بنانا چاہتے تھے، تو لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہم پر ایسے شخص
کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو تُند مزاج اور سخت دل ہے اور
اگر وہ ہم پر والی بن گیا تو اور بھی تُند مزاج اور زیادہ سخت
ہو جائے گا تو آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے جب اس
سے ملیں گے جب کہ آپؓ نے ہم پر عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا ہوگا۔ ابوبکرؓ
نے کہا کہ کیا میرے رب سے تم مجھے ڈراتے ہو؟ میں کہوں گا کہ اے
اللہ! میں نے ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو آپ کی مخلوق میں بہتر ہے۔
پھر عمرؓ کو بُلایا اور فرمایا کہ میں تم کو ایک وصیت کرنیوالا ہوں اگر
تم نے اس کو محفوظ رکھا تو کامیاب ہوگے) در حقیقت اللہ تعالیٰ
کا ایک حق ہے دن میں وہ اس کو رات میں قبول نہیں کرتے اور اللہ
تعالیٰ کا ایک حق ہے رات میں وہ اسکو دن میں قبول نہیں کرتے اور یہ
یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نافلہ کو قبول نہیں کرتے یہاں تک کہ فریضہ ادا کر لو۔

ثقلت موازینُ من ثقلت موازینہٗ یوم القیٰمۃ باتباعھم فی الدنیا الحق وثقلہ علیھم وحقّ لمیزانٍ لا یوضع فیہ الّا الحقّ ان یکون ثقیلاً وانّماخفّت موازین من خفّت موازینہٗ یوم القیٰمۃ باتباعھم الباطلَ وخفّتہ علیھم وحُقّ لمیزانٍ لا یوضع فیہ الّا الباطل اَن یکون خفیفًا وان اللّٰہ ذکرَ اھلَ الجنّۃ وصالحَ مَاعملوا وانّہ تجاوزَ عن سیّأٰتھم فیقول القایلُ لاَ ابلغُ ھٰؤلآء وذکر اھل النّار باسوءِ ماعملُوا وانّہ ردَّ علیھمُ صالحَ مَاعملوا فیقول قائلٌ انا خیرٌ من ھٰؤلآءِ وذکرایۃَ الرّحمۃ وایۃَ العذاب لیکونَ المؤمن راغبًا راھبًا لا یتمنّٰی علی اللّٰہِ غیرَ الحقّ ولا یُلقیْ بیدہٖ الی التّھلُکۃِ فان انتَ حفظتَ وصیّتیْ لم یکن غائبٌ احبَّ الیکَ من الموتِ وان انتَ ضیّعتَ وصیّتی لم یکن غائبٌ ابغضَ الیکَ من الموتِ ولم تُعجِزْہٗ اخرجہ ابن ابی شیبۃ وَ اخرج القاضی ابویوسف فی

اور (یہ یادرکھو) کہ قیامت کے دن بھاری ہوں گے وزن (اعمال کے) جس کے بھاری ہوں گے، دنیا میں اُن کے حق کا اتباع کرنے کی وجہ سے اُن پر اُس کا ثقل ہونے کی وجہ سے اور میزان کو یہ لیاقت (واستعداد) دی گئی ہوگی کہ جب اس میں حق رکھا جائے گا تو وہ بھاری ہوجائے گی اور ہلکے ہوں گے وزن (اعمال) قیامت کے دن جن لوگوں کے ہلکے ہوں گے اُن کے باطل کا اتباع کرنے کی وجہ سے اُس میں خفّت ہونے کی وجہ سے اور میزان کو یہ لیاقت دی گئی ہوگی کہ جب اُس میں باطل پہنچ جائے گا تو وہ ہلکی ہوجائے گی۔ اور (یہ یادرکھو) کہ اللہ تعالےٰ نے اہلِ جنّت کا اور اُن کے اچھے اعمال کا ذکر فرمایا اور اس نے اُن کے بُرے اعمال کو معاف فرمایا ہے (تو صرف اچھے اعمال کا ذکر پڑھ کر) ایک کہنے والا یہ کہنے لگے گا کہ میں کبھی اُن کے مرتبہ کو نہ پہنچوں گا (کہ ان سے بُرے اعمال صادر نہیں ہوتے) اور اللہ تعالےٰ نے ذکر کیا اہلِ نار اور ان کے بُرے اعمال کا اور اُس نے اُن کے نیک اعمال کو ان (کے مُنہ) پر ماردیا ہے (یہ نہ سمجھو کہ انھوں نے اچھے عمل کئے ہی نہ تھے) کہ (یہ سمجھ کر) ایک کہنے والا یہ کہنے لگے گا کہ میں ان لوگوں سے اچھا ہوں اور (یادرکھو) کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ رحمت اور آیتِ عذاب کا ساتھ ساتھ) ذکر کیا ہے تاکہ مؤمن راغب (رحمت کی طرف) اور راہب (یعنی عذاب سے ڈرنے والا بھی) رہے اور اللہ سے غیر حق کی تمنّا کرکے اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔ اب اگر تم نے میری آخری باتوں کو یاد رکھا تو کوئی غائب چیز تمھیں مَوت سے زیادہ عزیز نہ ہوگی اور اگر تم نے میری وصیّت کو ضائع کردیا تو کوئی غائب چیز تمھارے لئے مَوت سے زیادہ بُری نہ ہوگی اور تم اُس کو روک نہیں سکتے، اس کو ابنِ ابی شیبہؒ نے روایت کیا۔ اور قاضی ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں یہ روایت اسی

كتاب الخراج نحوه الا انه قال
عن زبيد بن الحارث عن ابن سابط
وساق الحديث وعن اسماء بنت
عميس انه قال له يا ابن الخطاب اني
انما استخلفتك نظرا لما خلفت ورائي
وقد صحبت رسول الله صلى الله عليه
وسلم فرأيت من أثرته انفسنا
على نفسه واهلنا على اهله حتى
ان كنا لنظل نهدي الى اهله من
فضول ما يأتينا عنه وقد صحبتني فرأيتني
انما اتبعت سبيل من قبلي
والله ما نمت فحلمت ولا
توهمت فسهوت لعلى السبيل ما
زغت وان اول ما احذرك يا عمر
نفسك وان لكل نفس شهوة فاذا
اعطيتها تمادت في غيرها واحذرك
هؤلاء النفر من اصحاب محمد صلى
الله عليه وسلم الذين قد انتفخت
اجوافهم وطمحت ابصارهم واحب
كل امرء منهم لنفسه وان لهم
لحيرة عند زلة واحد منهم
فاياك ان تكون واعلم انهم
لن يزالوا منك خائفين ما خفت
الله لك مستقيمين ما استقامت
طريقتك هذه وصيتي واقرأ

طرح اخذ کی ہے بجز اس کے کہ انھوں نے روایت کی ہے
زبید بن الحارث سے اُنھوں نے ابن سابط سے اور حدیث
کو شروع کر دیا۔ اور اسماء بنت عمیسؓ سے مروی ہے کہ
ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ اے ابن الخطابؓ! میں نے تم کو خلیفہ
بنایا اُس کام پر نظر کرتے ہوتے جو تم نے میرے بعد قائم
مقام ہو کر کیا اور (اس وجہ سے) کہ تم رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہو تم نے آنحضرتؐ کا ہمارے
نفسوں کو اپنے نفس پر اور ہمارے اہل و عیال کو اپنے اہل پر
ترجیح دینا دیکھا ہے یہاں تک کہ ہم ہمیشہ اُن کے اہل کے پاس
جو کچھ ہمارے پاس آپ کے پاس سے آنے کے بعد بچا کھچا ہوتا
تھا وہ پہنچایا کرتے تھے اور تم میری صحبت میں بھی رہے ہو
میں بھی اسی راستہ پر چلا ہوں جو مجھ سے پہلے تھا (یعنی حضور
صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر) واللہ اس اندیشہ سے کہ کہیں
اس راستہ سے میں ہٹ تو نہیں گیا میں نہیں سویا کہ پریشان
خواب دیکھنے لگا اور جب اس وہم میں مبتلا ہوا تو مجھ سے سہو
ہونے لگا اور سب سے پہلے اے عمرؓ! جس چیز سے میں تم کو ڈراتا ہوں
وہ تمہارا نفس ہے اور ہر نفس میں کوئی خواہش پیدا ہوتی ہے
پھر جب تم اس کی خواہش پوری کر دوگے تو وہ بڑھ کر
دوسری کی طرف پہنچے گا اور میں تم کو اصحاب محمد صلے
اللہ علیہ وسلم میں سے اُن لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں
جن کے پیٹ پھول گئے اور ان کی نگاہیں اونچی ہو گئیں
اور ان میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پسند کرنے لگا اور ہر لغزش کو ایک
خیر سمجھنے لگا۔ خبردار کہ تم ایسے ہو جاؤ۔ اور جان کہ ہمیشہ لوگ تم سے
خائف رہیں گے جب تک تم اللہ سے خائف رہوگے اور لوگ تم سے
سیدھے رہیں گے جب تک تمہارا طریقہ سیدھا رہیگا۔ یہ میری وصیت ہے

علیک السلام ۔ اخرجہ ابو یوسف رحؒ
اینجا نکتہ ایست باید دانست کہ صدیق اکبر رضؓ مشارک بود با سائر علماء صحابہ رضؓ در علم کتاب و سنت مدار مزیتے کہ درمیانِ ایشاں داشت خصلتے دیگر است و آں آن است کہ نصیب وے رضی اللہ عنہ از تقاسیم رحمتِ الٰہی آں بود کہ چوں مسئلہ وارد می شد یا مشورتے در پیش مے آمد فراستِ خود را در پئے آں مے دوانید دریں اثنا شعاعے از غیب بر دلِ او مے افتاد و باں شعاع بر حقیقتِ کار ہتدی مے گشت و مطرح ایں شعاع از لطائفِ نفس او لطیفۂ قلبیہ می بود لہذا بصورتِ عزیمت ظاہر می شد نہ بطریقِ مکاشفہ و باتیں واقع درویش مے افتاد نہ در رنگِ خاطر و سخن را بطریق غلبۂ سُکر ادا می فرمود نہ بطورِ صحو و سخن کم مے گفت و چوں می گفت خطائے نکرد و لہذا چوں در قصۂ عریش حسبک مناشدتک مع ربک گفت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شناختند کہ ایں واقع

اب میں تم کو سلام کہتا ہوں، اس کو ابو یوسفؒ نے روایت کیا۔ یہاں ایک نکتہ ہے جاننا چاہیئے کہ صدیقِ اکبر رضؓ تمام علماء صحابہ رضؓ کے ساتھ کتاب و سنت میں مشارک تھے۔ ان کے درمیان جو زیادتی (افضلیت) آپ رکھتے تھے اس کا مدار ایک دوسری خصلت ہے اور وہ یہ ہے کہ رحمتِ خداوندی کی تقسیمات میں سے اُن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں یہ آیا تھا کہ جب کوئی مسئلہ پیدا ہوجاتا تھا یا کوئی مشورہ سامنے آتا تھا تو آپ اپنی فراست کو اس کے پیچھے دوڑاتے تھے اس دوران میں غیب سے ایک شعاع ان کے دل پر پڑتی تھی اور اس شعاع سے وہ حقیقت کار سے مطلع ہوجاتے تھے اور اس شعاع کے واقع ہونے کا مقام اُن کے لطائف نفس میں سے لطیفہ قلبیہ ہوا کرتا تھا لہذا وہ حقیقت بصورتِ عزیمت ظاہر ہوتی تھی نہ بطریقِ مکاشفہ کہ جس میں صورت مثالی محسوس ہو کہ اس میں تاویلات کا احتمال ہوتا ہے) اور (جو حقیقت قلب پر پڑتی تھی) وہ واقع کے طور پر پڑتی تھی خیال کے رنگ میں نہیں۔ اور (اس حالت میں) آپ بات کو بطریق غلبۂ سکر ادا فرمایا کرتے تھے بطور صحو نہیں اور آپ بات کم کہتے تھے اور جب کہتے تھے تو وہ بے خطا ہوتی تھی اور اسی بناء پر ہے کہ جب قصۂ عریش میں آپ نے کہا حسبک مناشدتک مع ربک (بس کافی ہو چکا آپ کا اپنے رب کے سامنے اُس کے وعدوں کا ذکر کرنا) تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ یہ وقوع کی خبر کس طرف سے ہے۔

ع قلب پر ایسے حال کا ظاہر ہونا کہ وہ اُن چیزوں کو پوشیدہ نہ رکھ سکے جن کا پوشیدہ رکھنا اس کے وارد ہونے سے پہلے ضروری تھا اس کو اصطلاح میں سکر کہتے ہیں۔ اس حالت میں شعور کا زائل ہونا ضروری نہیں مگر کمال شعور میں کمی آجاتی ہے۔ اور جب شعور پورے طور پر قائم ہو جیسا اس حال سے پہلے تھا اس حالت کو صحو کہتے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

از کجاست و قس علیہ سائر خطبہ واحکامہ ازینجا واضح شد کہ خلیفہ اوّل را صدّیقِ اکبر چرا گفتند أخرج الحاکم عن النزال بن سبرۃ عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال فی ابی بکر ذاك امرءٌ سمّاہ اللہ تعالٰی صدّیقاً علٰی لسانِ جبرئیل ومحمّدٍ صلی اللہ علیہما وسلّم صاحب کشف المحجوب سخنے از مشائخ صوفیہ نقل کردہ است کہ پیرامون ہمین نکتہ میگردد مشائخ صدّیقِ اکبرؓ را متقدّم ارباب مشاہدہ داشتہ اند مر قلّت حکایت وروایتش را وعمرؓ را متقدّم ارباب مجاہدہ نہند مر صلابۃ ومعاملتش را شاہدِ آں حدیثِ اسرار و جہر ایشانان در نمازِ تہجد انتہٰی چوں ایں مبحث تمام شد الحال پارۂ از مواعظ ورقائق حضرت صدیق رضی اللہ عنہ وحکمت ہائے او برنگاریم عن عبد اللہ بن عُکیم قال خطبنا ابوبکر فقال امّا بعد فانّی اُوصیکم بتقوی اللہ وانْ تُثنُوا علیہ بما ھو لہ اھل وان تخلطوا الرغبۃ بالرھبۃ وتجمعوا الالحاف بالمسألۃ فانّ اللہ اَثنٰی علٰی زکریا وعلٰی اھلِ بیتہٖ فقال اِنّھم کانوا یُسارِعون

اور اسی پر قیاس کر لیجئے اُن کے تمام خطبوں اور احکام کو یہاں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ خلیفۂ اوّلؓ کو صدیقِ اکبر کیوں کہتے ہیں؟ حاکم روایت کرتے ہیں نزال بن سبرہؒ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکرؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایسے شخص تھے جن کا نام اللہ تعالٰی نے صدّیق لیا ہے زبانِ جبرئیل وزبانِ محمّد صلی اللہ علیہما وسلم پر۔ صاحب کشف المحجوب (داتا گنج بخش علیؒ ہجویری لاہوری) نے مشائخ صوفیہ سے ایک بات نقل کی ہے وہ بھی اسی نکتہ سے تعلّق رکھتی ہے کہ صدّیقِ اکبرؓ کی قلّتِ حکایت وروایت کے پیشِ نظر مشائخ نے صدیقِ اکبرؓ کو مقدّم (امام) اربابِ مشاہدہ رکھا ہے (کہ حق تعالٰی کے نورِ وجود کے شہود سے اس حالت میں اپنی ذات کی بھی خبر نہیں رہتی، تکلّم بھی ختم ہوجاتا ہے اور حکایت و روایت سب تکلّم پر ہی متفرع ہیں ع آنراکہ خبر شد خبرش بازنیامد) اور عمرؓ کو مقدّم (امام) ارباب مجاہدہ رکھا ہے اُن کی سختی اور اعمال عبادت کے پیشِ نظر۔ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں نمازِ تہجد میں ان دونوں حضرات کے اسرار و جہر کا ذکر ہے (حضرت ابوبکرؓ تہجد میں قرآن بہت ہلکی آواز سے پڑھتے اور حضرت عمرؓ خوب زور سے) انتہٰی۔ جب یہ مبحث پورا ہوگیا اب تھوڑا سا حصّہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مواعظ اور رقائق (یعنی قلب میں سوز و گداز پیدا کرنے والا کلام) اور ان کی حکمتوں کا بھی لکھ دینا چاہتے ہیں۔ مروی ہے عبداللہ بن عکیمؒ سے اُنھوں نے کہا کہ ہم کو خطبہ دیا ابوبکرؓ نے اور فرمایا، امّا بعد (یعنی بعد حمد و صلوٰۃ) میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اللہ کی ایسی حمد و ثنا کرو جس کا وہ اہل ہے اور ہمیشہ (جنّت و مغفرت کی) رغبت کو (دوزخ و عذاب کے) خوف کے ساتھ ملاتے رکھو اور شامل رکھو (اللہ تعالٰی کے حضور میں) سوال کے ساتھ الحاف (یعنی عاجزانہ طلب اصرار کے ساتھ) کو کیونکہ اللہ تعالٰی نے زکریا نبی اور اُن کے

فی الخیرات ویدعوننا رغبا و
رهبا، وكانوا لنا خشعين ۰
ثم اعلموا عباد الله ان الله قد
ارتهن بحقه انفسكم واخذ على
ذلك مواثيقكم واشترى منكم
القليل الفانی بالكثير الباقی وهذا
كتاب الله فيكم لا تفنى عجائبه
ولا يطفأ نوره فصدقوا بقوله
وانتصحوا كتابه واستبصروا فيه
ليوم الظلمة فانما خلقكم للعبادة
ووكل بكم الكرام الكاتبين يعلمون
ماتفعلون ثم اعلموا عباد الله انكم
تغدون وتروحون فی اجل قد
غيب عنكم علمه فان استطعتم
ان تنقضی الاجال وانتم فی عمل الله
فافعلوا ولن تستطيعوا ذلك الا بالله
فسابقوا فی مهل اجالكم
قبل ان تنقضی اجالكم
فتردكم الى سوء اعمالكم
فان اقواما جعلوا اجالهم
لغيرهم ونسوا انفسهم
فانهاكم ان تكونوا
امثالهم فالوحاء الوحاء
والنجاء النجاء فان وراءكم
طالبا

اہل بیت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا انھم کانوا الخ (۲۱: ۹۰)
یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید و بیم کے ساتھ ہماری
عبادت کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔" پھر اے اللہ
کے بندو! یہ بھی جان لو کہ اللہ نے اپنے حق کے بدلے میں تمہارے
نفوس کو رہن رکھا ہے اور اس پر تم سے پختہ عہد لیا ہے اور اس نے
تم سے تھوڑی اور فنا ہونے والی چیز (حیاتِ دنیا) کو خریدا ہے بہت
اور ہمیشہ رہنے والی چیز (جنّت) کے بدلے میں اور یہ اللہ کی کتاب
تم میں موجود ہے جسکے عجائب ختم نہیں ہوتے اور اُس کا نور نہیں بجھتا
تو اُس کے قول کی تصدیق کرو اور اللہ کی کتاب سے نصیحت حاصل
کرو اور اس میں بصیرت حاصل کرو ظلمت والے دن (یعنی یوم قیامت)
کیلئے کیونکہ اللہ نے تم کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور تم پر
متعیّن کر دیا ہے کراماً کاتبین کو جو وہ سب کچھ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو
پھر اے اللہ کے بندو! یہ بھی جان لو کہ تم صبح و شام برابر موت کیطرف
چل رہے ہو جس کا علم تم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے پھر اگر تم ایسا
کر سکو کہ (موت کے وقت معیّن اور موجودہ وقت کی
درمیانی) ساعتیں اس طرح پوری ہوں کہ تم اللہ کے
کام میں لگے رہو تو ایسا کر لو اور تم اس پر قدرت ہرگز
نہیں پا سکتے مگر اللہ کی توفیق سے تو اے لوگو!
جلدی کرو (نیک اعمال کرنے میں) اپنی ان مہلتوں کے
زمانہ میں قبل اس کے کہ وقت معیّن پورا ہو پھر وہ تم
کو تمہارے اعمال کی بُرائی کی طرف دھکیلے کیونکہ بہت
اقوام ہیں جنھوں نے اپنے اوقات (کی متاعِ گرانمایہ)
کو دوسروں کے لئے (ضائع) کر دیا اور اپنے نفوس کو بھلا دیا
تو میں تم کو روکتا ہوں کہ تم ایسے نہ بن جانا۔ تو جلدی کرو جلدی
کرو نجات (کی طرف دوڑو) نجات (کی طرف) کیونکہ تمہارے

حثیثاً مرزۃ سریعاً اخرجہ ابن ابی شیبۃ والحاکم وعن انس قال کان ابوبکر یخطبنا فیذکر بدء خلق الانسان فیقول خلق من مجری البول مرتین فیذکر حتی یتقذر احدنا نفسہ اخرجہ ابن ابی شیبۃ واین خطبہ ابلغ علاج عجب نفس است وعن عرفجۃ السلمی قال قال ابوبکر ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا اخرجہ ابن ابی شیبۃ وفی الاحیاء عن ابی بکر الصدیق انہ کان یقول فی خطبتہ این الوضاءۃ الحسنۃ وجوھھم المعجبون بشبابھم این الملوک بنوا المداین وحصنوا بالحیطان این الذین کانوا یعطون الغلبۃ فی مواطن الحرب قد تضعضع بھم الدھر فاصبحوا فی ظلمات القبور الوحا الوحا النجا النجا وعن مجاھد قال قام ابوبکر خطیباً فقال ابشروا فانی ارجو ان یتم اللہ ھذا الامر حتی تشبعوا من الزیت والخبز اخرجہ ابن ابی شیبۃ واین خطبہ در وقتے بود کہ مسلمین را بجہاد شام می فرستاد و درینجا بشارت است بفتح شام زیرا کہ

پیچھے تیزی کے ساتھ ڈھونڈنے والا دفعۃً سرعت کے ساتھ پہنچ جانے والا لگا ہوا ہے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ اور حاکم نے۔ اور مروی ہے انس رضؓ سے کہا کہ ابوبکرؓ ہم کو خطبہ دیا کرتے تھے اور انسان کی ابتداء پیدائش کا ذکر کیا کرتے اور فرماتے کہ وہ پیدا کیا گیا پیشاب کے جاری ہونے کی جگہ سے دو مرتبہ (ایک مرتبہ مرد کے مجرائے بول کا ہے اور دوسرا مرتبہ عورت کے مجرائے بول کا)، پھر ہم کو اس ڈھنگ سے نصیحت کیا کرتے تھے کہ ہم میں کا ہر ایک اپنی ذات سے گھن کرنے لگتا تھا، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ اور یہ خطبہ نفس کی خود پسندی کا پورا پورا علاج ہے۔ اور عرفجہ سلمیؓ سے مروی ہے کہا کہ (ایک مرتبہ) ابوبکرؓ نے فرمایا کہ روؤ۔ اگر تم کو رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنا لو، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور احیاء العلوم میں ہے کہ مروی ہے ابوبکر صدیقؓ سے کہ آپ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے کہاں گئے وہ گورے رنگ کے لوگ جن کے چہرے خوبصورت تھے اپنی جوانی سے پھولے نہ سماتے تھے کہاں گئے وہ بادشاہ جنھوں نے شہروں کی بنیادیں رکھیں اور ان کو دیواروں سے قلعہ بند کیا، کہاں گئے وہ لوگ جو جنگ کے مواقع پر فتحمند رہا کرتے تھے، ان کو زمانہ نے ایک جھٹکا دیا تو سب قبر کی اندھیریوں میں پہنچ گئے۔ بس جلدی کرو۔ جلدی! نجات، نجات۔ اور مروی ہے مجاہدؒ سے کہا کہ ابوبکرؓ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ بشارت سنو کہ میں کامل امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس امر (تمکین فی الارض) کو پورا کرے گا یہاں تک کہ تم روغن زیتون اور روٹی پیٹ بھر کر کھاؤ گے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ اور یہ خطبہ اس وقت کا ہے جبکہ مسلمانوں کو آپ شام کے جہاد کے لئے بھیج رہے تھے اور اس جگہ فتح شام کی بشارت ہے کیونکہ زیتون

زینت ہمین در شام یافتہ نمی شود عن اسلم
مولیٰ عمر ان عمر اطلع علی ابی بکر وهو یمد لسانہ
فقال ما تصنع یا خلیفة رسول الله فقال ان هذا
اوردنی الموارد ان رسول الله صلی الله علیه و
سلم قال لیس شیئ من الجسد الا وهو یشکو
ذرب اللسان اخرجه ابو یعلی و فی الاحیاء
قال ابو بکر الصدیق لا یحقرن احدکم احدا من
المسلمین فان صغیر المسلمین عند الله کبیر و
فی الاحیاء ایضا قال ابو بکر وجدنا الکرم فی
التقوی والغنا فی الیقین والشرف فی
التواضع وعن عائشة عن ابی بکر کان رسول
الله صلی الله علیه وسلم اذا حزنه الامر قال
اللهم خرلی واخترلی اخرجه ابو یعلی عن
عروة عن عائشة او عن اسماء ان ابا بکر
قام مقام رسول الله صلی الله علیه وسلم
من العام المقبل من العام الذی توفی
فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال
انی سمعت نبیکم صلی الله علیه وسلم فی
الصیف عام الاول ثم فاضت عیناه
ثم قال انی سمعت نبیکم صلی الله
علیه وسلم فی الصیف عام
الاول ثم فاضت عیناه ثم
قال انی سمعت نبیکم صلی
الله علیه وسلم

شام میں ہی پایا جاتا ہے۔ مروی ہے اسلمؒ مولائے عمرؓ سے کہ عمرؓ
حضرت ابوبکرؓ کے سامنے آگئے (ایسے وقت میں) جب کہ وہ
اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ
آپ کیا کر رہے ہیں؟ تو فرمایا کہ یہی ہے جس نے مجھے مقاماتِ
ہلاکت میں ڈالا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسد میں
جتنی بھی چیزیں ہیں سب ہی زبان کی تیزی کی شکایت کرتی ہیں،
اس کو روایت کیا ابو یعلےٰ نے۔ اور احیاء العلوم میں ہے کہ ابوبکر
صدیقؓ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مسلمانوں میں سے کسی کو ہرگز
حقیر نہ سمجھے کیونکہ مسلمانوں میں سے جو (دنیا میں) کم رتبہ ہے وہ
اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہے۔ اور احیاء میں یہ بھی ہے کہ
ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ہم نے بزرگی تقویٰ میں پائی اور غنا یقین میں
پایا (یعنی خلق سے وہ شخص بے پرواہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے حاجت روا
ہونے کا یقین رکھتا ہو) اور شرف تواضع میں پایا۔ اور عائشہؓ
روایت کرتی ہیں ابوبکرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب
کوئی بات غمگین کرتی تو آپؐ یہ کہتے، یا اللہ! میرے لئے خیر کیجئے
اور (اچھی بات کو) میرے لئے آپ ہی پسند کر لیجئے، اس کو
ابو یعلےٰ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عروہؓ سے وہ روایت
کرتے ہیں عائشہؓ سے یا اسماءؓ سے کہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہوئے جس سال میں کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی اس سے اگلے سال پھر بولے کہ "میں
نے سنا ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے سال گرمی کے
موسم میں۔" اس کے بعد ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔
پھر بولے کہ "میں نے سنا ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
پہلے سال گرمی کے موسم میں۔" پھر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔
پھر فرمایا کہ "میں نے سنا ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے

فی الصیف عام الاوّل یقول سلوا اللّٰہ العفو والعافیۃ (من الامراض) والمعافات (من الناس) فی الدنیا و الاٰخرۃ اخرجہ احمد وابو یعلیٰ وللحدیث طرق مختلفۃ والفاظ متغایرۃ فی بعضہا انہ لم تقسیم شئ بین الناس افضل من المعافات بعد الیقین الا ان الصدق والبر فی الجنۃ وان الکذب والفجور فی النار و فی بعضہا سلوا اللّٰہ العفو والعافیۃ والیقین فی الاولیٰ والاخرٰی و فی بعضہا من الزیادۃ ولاتقاطعوا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وکونوا عباد اللّٰہ اخوانا کما امرکم اللّٰہ و عن انس قال قال ابوبکر بعد وفات رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعمر انطلق بنا الی ام ایمن نزورہا کما کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یزورہا فلما انتہیا الیہا بکت فقالا لہا ما یبکیک ما عند اللّٰہ خیر لرسولہ قال فقالت ما ابکی ان لا اکون اعلم (الراوی) ان ما عند اللّٰہ خیر لرسولہ ولکن ابکی ان الوحی انقطع من السماء فہیجتہما علی البکاء فجعلا یبکیان معہا اخرجہ ابو یعلیٰ و عن انس ان ابابکر دخل علی النبی

پہلے سال گرمی کے موسم میں کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ سے سوال کرو عفو (یعنی گناہوں سے معافی) کا اور عافیت (یعنی امراض سے رہائی یعنی تندرستی) کا اور معافات کا (یعنی اللہ ہم کو دوسروں کا اور دوسروں کو ہمارا محتاج نہ کرے) دنیا اور آخرت میں، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ نے اور اس حدیث کی مختلف سندیں ہیں اور ان میں الفاظ کا تغیرّ بھی ہے۔ بعض روایات میں یوں ہے کہ لوگوں کے درمیان ایمان کے بعد کوئی چیز معافات سے بہتر تقسیم نہیں کی گئی۔ یاد رکھو سچائی اور نیکی کا مقام جنت میں ہے اور جھوٹ اور بدکرداری کا دوزخ میں۔ اور بعض روایات میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو معافی اور تندرستی اور یقین دنیا اور آخرت میں۔ اور بعض روایات میں یہ اضافہ ہے کہ اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور نہ حسد کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو جیساکہ تم کو اللہ نے حکم دیا ہے۔ اور مروی ہے انس رضؓ سے کہا کہ بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر رضؓ نے عمر رضؓ سے کہا کہ ہمارے ساتھ امّ ایمنؓ سے ملنے چلو جیساکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس جایا کرتے تھے۔ تو جب دونوں اُن کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں ان دونوں نے کہا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ جو اللہ کے پاس ہے وہ اُس کے رسول م کے لئے بہتر ہے۔ تو اُنھوں نے کہا کہ میں اس لئے تو نہیں روتی کہ میں اس بات سے ناواقف ہوں کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ اُس کے رسول م کے لئے بہتر ہے لیکن مَیں اس بات سے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا منقطع ہو گیا۔ تو امّ ایمنؓ نے (یہ کہہ کر) ان میں بھی جوشش گریہ پیدا کر دیا اور یہ دونوں بھی اُن کے ساتھ رونے لگے، اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے انس رضؓ سے کہ ابو بکر رضؓ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کئیبًا فقال لہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم مالی اراک
کئیبًا قال یا رسول اللہ کنت عند ابن
عم لی البارحۃ عہ وہو یکید بنفسہ قال
فہلا لقنتہ لا الٰہ الا اللہ قال قد فعلت
یا رسول اللہ قال فقالہا قال نعم قال
وجبت لہ الجنۃ قال ابو بکر کیف
ہی للاحیاء یا رسول اللہ قال ہی
اہدم لذنوبہم ہی اہدم لذنوبہم
اخرجہ ابو یعلی وعن زید بن ارقم
عن ابی بکر ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال لا یدخل الجنۃ جسد
غذی بحرام اخرجہ ابو یعلی وعن
ابی بکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا یدخل الجنۃ خب ولا سیئ الملکۃ
وان اول من یقرع باب الجنۃ
المملوک والمملوکۃ اذا احسنا عبادۃ
ربہما ونصحا لسیدہما اخرجہ احمد و
ابو یعلی بطرق مختلفۃ والفاظ متغایرۃ
فی بعضہا قال رجل یا رسول اللہ
اخبرتنا ان ہذہ الامۃ اکثر
الامم مملوکین و ایامی قال
فاکرموہم کرامۃ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غمگین پہنچے تو اُن سے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے میں تم کو غمگین دیکھتا ہوں۔
عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ گزشتہ رات میں اپنے چچا کے بیٹے
کے پاس تھا اور وہ دم توڑ رہا تھا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اس
کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کیوں نہ کی؟ تو انھوں نے کہا
کہ کی تھی یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو اُس نے اس کو
کہہ لیا؟ ابو بکرؓ نے کہا جی ہاں! تو آپؐ نے فرمایا کہ اُس کے لئے
جنّت واجب ہوگئی۔ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ... یا رسول اللہؐ یہ
کلمہ زندوں کے لئے کیسا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ کلمہ لوگوں کے
گناہوں کو مسمار کردینے والا ہے۔ یہ کلمہ لوگوں کے گناہوں کو
مسمار کردینے والا ہے، اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ اور زید
ابن ارقمؓ ابو بکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جنّت میں کوئی ایسا جسم داخل نہ ہوگا جس کو حرام
غذا دی گئی ہے، اس کو روایت کیا ابو یعلیٰ نے۔ اور ابو بکرؓ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنّت میں کوئی دھوکے باز
اور بد طینت داخل نہ ہوگا اور سب سے پہلے جنّت کا دروازہ مملوک
(غلام) اور مملوکہ (باندی) کھٹکھٹائیں گے جب کہ انھوں نے
اپنے رب کی عبادت عمدگی کے ساتھ کی ہوگی اور اپنے آقا کی خیر خواہی
بھی کرتے رہے ہوں گے، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ نے
مختلف سندوں اور متغایر الفاظ کے ساتھ۔ بعض روایات میں یہ
ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! آپ نے ہمیں خبر دی ہے
کہ اس اُمت میں غلام اور باندیاں تمام اُمتوں سے زیادہ ہونگی۔
آپؐ نے فرمایا تو تم اُن کی ایسی عزت کرو جیسی اپنی اولاد کی عزت

عہ محاورۂ عرب یہ ہے کہ گزشتہ رات کا ذکر جب زوال سے پہلے کرتے ہیں تو اللیلۃ کہتے ہیں اور جب بعد زوال کرتے ہیں تو البارحۃ کہتے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

اولادکم و اطعموھم مما تاکلون و اکسوھم مما تلبسون قال فما ینفعنا من الدنیا یا رسول اللہ قال فرس ترتبطہ فی سبیل اللہ و مملوک یکفیک فاذا صلے فھو اخوک و فی بعضھا زیادۃ ملعون من ضار مسلما او غیرہ و عن ابی بکر سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما شیبک قال شیبتنی ھود والواقعۃ و عم یتساءلون و اذا الشمس کورت اخرجہ ابو یعلی و عن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اہل الجنۃ لا یتبایعون و لو تبایعوا ما تبایعوا الا بالبز اخرجہ ابو یعلی بسند غریب جدا و معنی حدیث آنست کہ افضل مکاسب کسبی است کہ اقرب بنفع خلق اللہ باشد و ابعد از شبہ ربوا و دور تر از نجاسات و نزدیک تر بمروت و عن ابی بکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال علیکم بلا الہ الا اللہ والاستغفار فاکثروا منہما فان ابلیس قال اہلکت الناس بالذنوب فاہلکونی بلا الہ الا اللہ والاستغفار فلما رأیت ذلک اہلکتہم بالاہواء وھم یحسبون انھم مہتدون اخرجہ

کرتے ہو اور ان کو وہ کھانا کھلاؤ جس میں سے تم خود کھاتے ہو۔ اور اُن کو ایسا لباس پہناؤ جس کو تم خود پہنتے ہو۔ اس شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہمیں دنیا کی کیا چیز نفع پہنچائیگی: تو آپ نے فرمایا کہ وہ گھوڑا جو تو اللہ کے راستہ میں (کام لینے کے لئے) باندھے اور ایک مملوک کافی ہے تیرے لئے تو جب وہ نماز پڑھے تو تیرا بھائی ہے۔ اور بعض روایات میں یہ زیادتی ہے کہ ملعون ہے وہ شخص جو کسی مسلمان یا غیر مسلمان کو نقصان پہنچائے۔ اور ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کو کس چیز نے بوڑھا کر دیا؟ فرمایا کہ مجھے بوڑھا کر دیا (سورۃ) ہود نے اور واقعہ اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے، اس کو ابو یعلی نے روایت کیا۔ اور مروی ہے ابوبکرؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اہل جنّت خرید و فروخت نہ کرینگے اور اگر خرید و فروخت کریں تو کس چیز کی کریں بجز کپڑے کے، اس کو ابو یعلی نے بہت غریب سند سے روایت کیا۔ اور معنے حدیث کے یہ ہیں کہ کمائی کے حیلوں میں سے سب سے افضل وہ پیشہ ہے جو خلق اللہ کو نفع پہنچانے سے قریب تر ہو اور بعید ہو شبہ ربوٰ سے اور دور تر ہو نجاسات سے اور نزدیک تر ہو مروّت (یعنی خدمت خلق) سے۔ اور مروی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تمہارے اوپر لازم ہے لا الہ الا اللہ اور استغفار تو ان دونوں کو بکثرت پڑھو۔ ابلیس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو ہلاک کیا گناہوں سے اور انھوں نے مجھے ہلاک کیا لا الہ الا اللہ اور استغفار سے جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان کو ہلاک کیا نفسانی خواہشوں سے دراں حالیکہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں، اس کو

ابو یعلیٰ و فی الاحیاء قال سعید بن المسیب لما احتضر ابو بکر رضی اللہ عنہ اتاہ ناسٌ من اصحابہ فقالوا یا خلیفۃَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم زَوِّدْنا فانّا نرٰی مابک (من شدت المرض) فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ مَن قالَ ہٰؤلاء الکلماتِ ثم ماتَ جعلَ اللہ رُوحَہ فی الاُفق المبین قالوا ما الاُفق المبینُ قال قاعٌ (میدان) بینَ یدی العرشِ فیہا ریاضٌ و انہارٌ و اشجارٌ تغشاہ کلَّ یوم مأۃُ رحمۃٍ فمن قال ہٰذا القولَ جعل اللہ روحَہ فی ذٰلکَ المکان و ہو اَللّٰہُمَّ انک اَبدأْتَ الخلقَ من غیر حاجۃٍ بک الیہم ثمّ جعلتہم فریقَین فریقًا للنعیم و فریقًا للسَّعیر فاجعلنی للنَّعیم و لا تجعلنی للسّعیر اللّٰہم انک خلقتَ الخلقَ فِرَقًا و میّزتہم قبلَ اَن تخلقہم فجعلتَ منہم شقیًّا و سعیدًا و غویًّا و رشیدًا فاَسعِدْنی بطاعتک و لا تُشقنی بمعاصیکَ اللّٰہم انکَ علمتَ ما تکسبُ کلُّ نفسٍ قبل اَن تخلقَہا فلا محیصَ لہا مما عَلِمتَ فاجعلنی ممن شَغَلتَہ بطاعتِکَ

ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ اور احیاء العلوم میں ہے کہ سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو اُن کے پاس اُن کے اصحاب میں سے کچھ لوگ آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! ہمیں کچھ روح کی غذا (یعنی نصیحت کی بات اور دُعاء) عطا کر دیجئے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں جو (شدّتِ مرض) آپ کے اوپر ہے۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو یہ کلمات کہے گا اور پھر مر جائے گا تو اللہ تعالےٰ اُس کی روح کو اُفق مبین میں پہنچا دے گا۔ اُنھوں نے کہا کہ اُفق مبین کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک میدان ہے عرش کے سامنے اُس میں باغ ہیں اور نہریں ہیں اور درخت ہیں اُس کو روزانہ سَو رحمتیں ڈھانپ لیتی ہیں تو جو شخص یہ کلمات کہے گا اللہ تعالےٰ اُس کی روح کو اس مکان میں داخل کر دے گا اور وہ یہ ہیں: اَللّٰہُمَّ اِنَّکَ اَبدَأْتَ الخ (ترجمہ) یا اللہ بیشک آپ نے خلق کو پیدا کیا بغیر اس کے کہ آپ کو اُن کی طرف کوئی حاجت ہو پھر آپ نے اُن کے دو فریق بنائے ایک فریق جنّت کے لئے اور ایک فریق دوزخ کے لئے تو مجھے جنّت کے لئے تجویز کر دیجئے اور دوزخ کے لئے نہ کیجئے۔ اے اللہ! آپ نے خلق کو مختلف فرقوں پر پیدا کیا اور پیدا کرنے سے پہلے ہی ان کو متمیز کر دیا ان میں سے بعض کو آپ نے شقی بنایا اور بعض کو سعید اور بعض کو غوی (گمراہ) اور بعض کو رشید، تو مجھ کو سعید بنا دیجئے اپنی فرمانبرداری سے اور مجھ کو شقی نہ بنائیے اپنی نافرمانیوں سے۔ یا اللہ! بیشک آپ کو سب معلوم ہے جو کسب ہر ایک نفس کرتا ہے قبل اسکے کہ آپ اس کو پیدا کریں تو جس چیز کا آپ کو علم ہے اُس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں تو آپ مجھ کو اُن لوگوں میں داخل کر دیجئے جن کو آپ نے اپنی طاعت میں مشغول کر رکھا ہے

اللهم ان احداً لا یشاء حتی تشاء فاجعل
مشیئتک ان اشاء ما یقرّبنی الیک
اللهم انک قدّرت حرکات العباد
فلا یتحرک شیء الا باذنک فاجعل
حرکاتی فی تقواک اللهم انک خلقت
الخیر و الشرّ و جعلت لکلّ واحد
منهما عاملاً یعمل به فاجعلنی من خیر
القسمین اللهم انک خلقت الجنّة
والنّار فجعلت لکلّ واحدٍ منهما اهلاً
فاجعلنی من سکّان جنتک اللهم
انک اردت الهدی بقوم
و شرحت به صدورهم و اردت بقوم
الضلالة وضیّقت بها صدورهم فاشرح
صدری للاسلام وزیّنه فی قلبی اللهم
انک دبّرت الامور و جعلت مصیرها الیک
فاحینی حیوۃً طیّبۃً بعد الموت وقرّبنی
الیک زلفی اللهم من اصبح و امسے
ثقته و رجاؤه غیرک فانک ثقتی
و رجائی و لا حول و لا قوّۃ الّا باللّٰہ
قال ابوبکر رضی اللہ عنہ وھذا کلّه
فی کتاب اللہ عزّ وجلّ والحال کلمۂ
چند از باب قیام صدیق اکبرؓ بحقوق
خلافت بر نگاریم وے رضی اللہ عنہ
در بیان فخامۃ (بزرگی) خلافت راشدہ
فرمودہ قالت امرأۃ

یا اللہ بیشک کوئی نہیں چاہتا جب تک آپ نہ چاہیں تو آپ اپنی مشیت
کو اس امر سے متعلّق کر دیجئے کہ میں وہ بات چاہوں جو مجھے آپ سے
قریب کر دے۔ یا اللہ آپ نے سب بندوں کی حرکات کا اندازہ مقرر
کر دیا ہے تو کوئی شے حرکت نہیں کرتی بغیر آپ کے ارادے کے
تو آپ میری حرکات اپنے سے تقوای کے لئے بنا دیجئے۔ یا اللہ!
آپ نے ہی خیر اور شر کو پیدا کیا اور دونوں میں سے ہر ایک پر عمل
کرنے والے آپ نے بنائے تو مجھے دونوں قسموں میں سے بہتر
قسم والا بنا دیجئے۔ یا اللہ! آپ نے پیدا کیا جنّت اور دوزخ
کو پھر دونوں میں سے ہر ایک کے لئے آپ نے اہل بنا دیئے تو مجھے
آپ اپنی جنّت کے رہنے والوں میں سے بنا دیجئے۔ یا اللہ! آپ نے
جس قوم کو ہدایت دینے کا ارادہ کیا اور اُن کے سینوں کو اُس کے
لئے کشادہ کر دیا اور آپ نے کسی قوم کو گمراہ رکھنے کا ارادہ کیا اور
اُن کے سینوں کو گمراہی سے تنگ کر دیا (کہ اس میں) ہدایت نہ داخل
ہو سکے تو میرے سینہ کو آپ اسلام کے لئے کھول دیجئے اور
اس کو میرے قلب میں زینت والا بنا دیجئے۔ اے اللہ! آپ ہی
نے جملہ امور کی تدبیر کی اور تمام امور کا مرجع اپنی ہی ذات کو
قائم رکھا تو آپ مجھے بعد موت کے پاکیزہ زندگی عطا فرمایئے
اور مجھے اپنا تقرّب دائمی بخش دیجئے۔ اے اللہ! کسی نے صبح
اور شام اس طرح کی کہ اس کا بھروسہ اور امید آپ کے
غیر پر ہے لیکن میرا بھروسہ اور امید آپ کی ذات پر ہے اور
کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور کسی میں کوئی طاقت نہیں بجز اللہ
کے۔" ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہ سب اللہ عزّ وجلّ
کی کتاب میں موجود ہے۔ اب ہم چند کلمات صدیق اکبرؓ کے
حقوق خلافت کی کامل ادائیگی پر لکھتے ہیں۔ صدیق رضی اللہ
عنہ نے خلافت راشدہ کی عظمت پر ارشاد فرمایا ایک عورت نے

لابی بکر ما بقاؤنا علی ہذا الامر الصالح الذی جاء اللہ بہ بعد الجاہلیۃ فقال بقاؤکم علیہ ما استقامت بکم ائمتکم قالت و ایما الائمۃ قال اما کان لقومک رؤساء و شراف یامرونہم فیطیعونہم قالت بلیٰ قال فہم مثل اولئک علی الناس اخرجہ الدارمی ؎ واز کبراء صحابہؓ و تابعینؒ جماعۃ وصف قیام صدیق اکبرؓ کردند بحقوق خلافت عن عبد خیر قال سمعت علیا یقول قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خیر ما قبض علیہ نبیؐ من الانبیاء واثنی علیہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ثم استخلف ابو بکر فعمل بعمل رسول اللہ و بسنتہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قبض ابو بکر علی خیر ما قبض علیہ احدؐ وکان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ثم استخلف عمر فعمل بعملہما و سنتہما ثم قبض علی خیر ما قبض علیہ احدؐ وکان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا و بعد ابی بکر اخرجہ ابن ابی شیبۃ ؎ وعن عائشۃ انہا کانت تقول توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزل بابی بکر ما لو نزل بالجبال لہاضہا و اشرأب النفاق بالمدینۃ و ارتدت العرب فو اللہ

ابو بکرؓ سے کہا کہ ہماری بقار کی کیا صورت ہے اس امر صالح پر جس کو اللہ دورِ جاہلیت کے بعد لایا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس پر تمہارا بقاء اُس وقت تک رہے گا جب تک تمہارے ائمہ سیدھے رہیں گے۔ اُس نے کہا کہ ائمہ کونسے ؟ آپ نے فرمایا کیا تیری قوم میں کچھ رؤساء اور اشراف نہیں ہیں جو قوم کے لوگوں کو حکم دیتے ہوں اور وہ اُن کی اطاعت کرتے ہوں ؟ اُس نے کہا کہ ضرور ہیں تو آپ نے فرمایا تو وہ لوگوں پر مثل ائمہ کے ہیں، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اور اکابر صحابہؓ اور تابعینؒ کی ایک جماعت نے صدّیق اکبرؓ کے حقوقِ خلافت پر قیام کی تعریف کی ہے۔ مروی ہے عبد خیرؒ سے کہا کہ میں نے علیؓ سے سُنا فرماتے تھے کہ وفات پائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے بہترین حال میں جس پر انبیاءؑ میں سے کسی نبی نے وفات پائی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کی۔ کہا کہ پھر ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپؐ کی سنّت کے مطابق کام کئے۔ پھر ابو بکرؓ نے وفات پائی جیسی بہترین حالت پر کسی کی وفات ہوتی ہے اور وہ اس اُمت کے نبی کے بعد سب سے افضل تھے۔ پھر خلیفہ بنائے گئے عمرؓ تو اُنھوں نے اُن دونوں کے عمل اور اُن کی سُنّت کے مطابق کام کئے پھر اُنھوں نے وفات پائی جیسی بہترین حالت پر کسی کی وفات ہوتی ہے اور وہ اس امت کے نبیؐ اور ابو بکرؓ کے بعد سب سے افضل تھے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو ابو بکرؓ پر جو (بوجھ) آپڑا تھا وہ اتنا سخت تھا کہ اگر پہاڑ پر آپڑتا تو اُس کو بھی توڑ دیتا اور مدینہ میں نفاق بلند ہو گیا اور عرب مُرتد ہو گئے تو واللہ

ما اختلفوا فی نقطۃ الا طار ابی بحظها و
غنائها فی الاسلام و کانت تقول مع
ھذا و من رای عمر بن الخطاب عرف انہ خلق
غناء للاسلام کان واللہ احوذیا نسیج وحدہ
قد اعد للامور اقرانها اخرجہ ابن ابی شیبۃ
و قال عبداللہ بن الاھتم واعظ الشام فی
خطبتہ الطویلۃ ثم قام بعدہ ابوبکر فسلک (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
سنتہ و اخذ سبیلہ و ارتدت
العرب او من فعل ذلک منهم فابی
ان یقبل منهم بعد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الا الذی کان قابلاً
انتزع السیوف من اغمادها (برکشید) (میانہا)
و اوقد النیران فی شعلها ثم رکب
باھل الحق اھل الباطل فلم یبرح
یقطع اوصالهم (مفاصلہم) و یسقی الارض
دماءھم حتی ادخلهم فی الذی (الی الاسلام)
خرجوا منہ و قررھم بالذی نفروا
عنہ و قد کان اصاب من
مال اللہ بکراً یرتوی علیہ و
حبشیۃ ارضعت لہ ولداً لہ
فرای ذلک عند موتہ غصۃ
فی حلقہ فادی ذلک الی
الخلیفۃ من بعدہ و فارق
الدنیا تقیاً نقیاً علی منهاج
صاحبہ اخرجہ الدارمی بان اوّل امرے کہ

اگر (اصحابِ نبی) ایک نقطہ میں بھی آپس میں اختلاف کیا تو میرے باپ
(اس کو حل کرنے کے لئے) اُڑ کر پہنچے کیونکہ اسلام میں اُن کا بڑا
اور کامل حصّہ تھا۔ اور اسی کے ساتھ یہ بھی کہا کرتی تھیں کہ جو
جس نے دیکھا ہے عمر بن الخطاب کو وہ جانتا ہے کہ وہ پیدا کئے
گئے تھے اسلام کے لئے کافی اور وافی بناکر۔ واللہ بڑے صاحب
تدبیر اور خوبیوں والے تھے اور انھوں نے امور کے انتظام پر
اُن کے مناسب لوگوں کو تیار کیا تھا، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت
کیا۔ اور عبداللہ بن الاہتمؒ نے جو شام کے واعظ تھے اپنے ایک
طویل خطبہ میں کہا۔ پھر قائم ہوئے بعد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے ابوبکرؓ تو وہ آپؐ کی سنّت پر چلے اور انھوں نے
آپؐ کے راستہ کو اختیار کیا اور عرب مرتد ہوا یا جس نے اُن میں
سے ایسا کام کیا تو ابوبکرؓ نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے ان کو معاف کرنے سے انکار کردیا بجز ایسے شخص کے جو
(اسلام کو) قبول کرنے والا تھا۔ تلواریں میانوں سے کھینچ لیں
اور جنگ کے شعلے بھڑکا دیئے اور اہل حق کو ساتھ لے کر اہل باطل
کو اوندھے مُنہ گرا دیا تو برابر اُن کے جوڑ بند کاٹتے اور زمین کو
اُن کا خون پلاتے رہے یہاں تک کہ اُن کو اُس چیز میں داخل
کرکے چھوڑا جس سے وہ نکلے تھے (یعنی اسلام میں)، اور وہاں
اُن کو جماکر چھوڑا جہاں سے وہ بھاگے تھے۔ اور بیت المال میں
اُن کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر لاد کر پانی لایا جاتا تھا
اور ایک حبشی کنیز تھی جو آپ کے ایک بچہ کو دودھ پلاتی تھی
تو آپ نے اپنی موت کے قریب ان کو بھی اپنے حلق میں اٹکا ہوا
دیکھا تو اُن کو اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے پاس بھیجدیا اور
دنیا سے بحالتِ تقوٰی پاک و صاف گزر گئے اپنے رفیق کے طریقہ پر،
اس کو دارمی نے روایت کیا۔ پھر سب سے پہلا کام جس کے پورا کرنیکا

صدیقِ اکبر رضؓ متصدی امضائے آن شد
انجازِ وعدہای آنحضرت بود صلے اللہ علیہ
وسلم و قضای دیون و عن ربیعۃ بن
ابی عبد الرحمن انہ قال قدم علے
ابی بکر الصدیق مال من البحرین فقال من
کان لہ عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
دین او عدۃ فلیأتنی فجاءہ جابر بن عبد اللہ
فحفن لہ ثلاث حفنات اخرجہ مالک واخرج
البخاری قصۃ حفنات جابر بطرق مختلفۃ
بعد ازان بالتماس حضرت فاروق رضؓ بجمع
قرآن بین اللوحین باہتمام عظیم مشغول شد
و این قصہ بخوب ترین صورتے در
بخاری مذکور است حضرت مرتضیٰ رضؓ میگفت
رحم اللہ ابابکر جمع القرآن بین اللوحین
بعد ازان نسق حضرت صدیق رضؓ درباب نصب
عمال آں بود کہ عاملان آنحضرت را صلے اللہ علیہ
وسلم مسلّم می گزاشت مگر آنکہ ایشان خود استعفا
کنند فی الاستیعاب کان خالدؓ یعنی ابن سعید
واخوتہ عمالاً لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فرجعوا عن عمالتھم حین مات رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر مالکم رجعتم عن
عمالتکم ما احد احق بالعمل من عمال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارجعوا الی اعمالکم
فقالوا نحن بنو ابی احیحۃ لا نعمل لاحد بعد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابدًا

صدیق اکبر رضؓ نے اہتمام کیا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدوں
کا پورا کرنا اور آپؐ کے قرضوں کا ادا کرنا تھا۔ ربیعہ بن ابی عبد الرحمن رح
سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضؓ کے پاس بحرین سے
مال آیا تو آپ نے کہا (یعنی اعلان کیا) کہ جس کسی کا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرض ہو یا کوئی وعدہ ہو تو اس کو
چاہیئے کہ میرے پاس آئے۔ تو ان کے پاس جابر بن عبد اللہ رضؓ
گئے تو ان کو تین دوہتڑیں بھر کر دیں، اس کو روایت کیا امام
مالکؒ نے۔ اور بخاریؒ نے جابر رضؓ کی دوہتڑوں کے قصہ میں مختلف
اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اس کے بعد حضرت فاروق رضؓ کے التماس
پر قرآن کو دو لوح (یعنی دو گتوں کے درمیان) جمع کرنے کے
اہتمام عظیم میں مشغول ہوئے۔ اور یہ قصہ بہت خوبصورتی کے
ساتھ بخاری میں مذکور ہے۔ حضرت مرتضیٰ رضؓ فرمایا کرتے تھے اللہ
رحمت نازل کرے ابوبکر رضؓ پر کہ انھوں نے قرآن کو دو تختیوں
کے درمیان جمع کر دیا۔ اس کے بعد عاملوں کے نصب کرنے کے
بارے میں حضرت صدیق رضؓ کا طرز عمل یہ تھا کہ جو عامل آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے تھے ان کو بدستور رہنے
دیتے تھے بجز اس کے کہ یہ لوگ خود استعفاء دیں۔ استیعاب میں
ہے کہ خالد یعنی خالد بن سعیدؓ اور ان کے بھائی رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے عمّال تھے تو جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی وفات ہوگئی تو یہ اپنے عہدۂ عمالت سے لوٹ آئے تو ان سے
ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ کیا بات ہے تم کیوں اپنے عہدۂ عمالت سے
لوٹے ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عمّال میں سے کوئی
تم سے زیادہ عمل کا حقدار نہیں ہے؛ اپنے عہدوں پر واپس جاؤ۔
تو انھوں نے کہا کہ ہم ابواحیحہ کی اولاد ہیں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے بعد اب ہم کبھی کسی کے لئے عمل (یعنی ملازمت) نہیں کرینگے

فمضوا الی الشام فقتلوا جمیعًا و فی الاستیعاب
کتب عبد اللہ بن الارقم للنبی صلی اللہ علیہ
وسلم ثم لابی بکر و استکتبہ عمر و استعملہ علی
بیت المال وعثمان بعدہ و فی الاستیعاب عتاب
ابن اُسید استعملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی مکۃ عام الفتح واقرہ علیہا ابو بکر فلم یزل
علیہا الی ان مات بعد ازاں ہر کسے را کہ آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحفظ و رعایت او
امر فرمودہ بود صدیقِ اکبرؓ بنا بر تعظیم
وصیتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در
رعایت وے اہتمام تمام می نمود فی الاستیعاب
سِندرٌ مولی زنباع مُثِّلَ بہ مولاہ فاعتقہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول
اللہ اَوصِ بی فقال اوصی بک کل مسلم
فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی
سِندر الی ابی بکر فقال احفظ فِیَّ وصیۃَ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعالہ
ابو بکر حتی توفی ثم اتی بعدہ الی عمر
فقال لہ عمر اِن شئتَ اَن تُقیم
عندی اَجریتُ علیک و الا فانظر
ایَّ المواضع تُحبُّ فاکتبُ لک
فاختار سِندر مصر فکتب لہ
عُمر الی عمرو بن العاص تحفظ
فیہ وصیۃَ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فلما قدم علی عمرو

پھر یہ سب شام چلے گئے اور سب مقتول ہوئے۔ اور استیعاب میں
ہے کہ عبد اللہ بن الارقمؓ کاتب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پھر کاتب ہوئے ابو بکرؓ کے اور اُن کو کاتب بنایا عمرؓ نے
اور اُن کو بیت المال پر عامل بنایا اور اُن کے بعد عثمانؓ نے بھی۔
اور استیعاب میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح
والے سال عتاب بن اُسیدؓ کو مکہ پر عامل بنایا اور ابو بکرؓ نے اُن کو
برقرار رکھا پھر وہ برابر اپنے انتقال تک مکہ پر عامل رہے۔ اس
کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کی حفاظت
اور رعایت کے لئے حکم فرمایا تھا صدیقِ اکبرؓ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے احترام کے پیشِ نظر اُس کی رعایت
کرنے کا پورا اہتمام رکھتے تھے۔ استیعاب میں ہے کہ سندر زنباعؓ
کا غلام تھا اُس کے آقا نے اُس کے ناک کان کاٹ دیتے تھے
پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا۔ اُس نے
کہا یا رسول اللہ! میرے حق میں کچھ وصیت کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا
کہ میں تیرے حق میں ہر مسلمان کو وصیت کرتا ہوں۔ پھر جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو سندر ابو بکر رضی اللہ
عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی وصیت کا لحاظ رکھیئے تو اس کا ابو بکرؓ نے نفقہ مقرر کر دیا
یہاں تک کہ اُن کی وفات ہوگئی۔ پھر اُن کے بعد یہ عمرؓ کے
پاس آیا تو اُس سے عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تو میرے پاس قیام کرنا چاہے
تو میں تیرا وظیفہ مقرر کر دوں ورنہ غور کرلے کہ تو کس جگہ رہنا
پسند کرتا ہے (وہاں کے حاکم کو) تیرے بارے میں لکھ دوں۔ تو
سندر نے مصر کو پسند کیا تو حضرت عمرؓ نے اس کے بارے میں
عمرو بن العاصؓ کو لکھا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی وصیت کی حفاظت کرو۔ جب یہ عمرو بن العاصؓ کے پاس پہنچا

(تخلیہ ملحوظ کرد ۱۲) ارضاً واسعۃً و داراً و فی
الاستیعاب کان رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم یزور اُمّ ایمن و کان
ابو بکر و عمر یزورانہا بعد ازان حضرت
صدیق رضہ بتوقیر اہلِ بیتِ نبوت و تعظیم
ایشان اقصے الغایت وصیت فرمود
و قال ابو بکر ارقبوا محمداً صلے اللہ علیہ
وسلم فی اہلِ بیتہ رواہ جماعۃ بعد ازاں
در حفظ ناموس آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم در منکوحات او سعی تمام بجاآورد
و در مسئلہ تحریم نکاح غیر مدخولہ آں
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مباحثہ اُفتاد
فی الاستیعاب قُتَیلۃ بنت قیس تزوّجہا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ومات
عنہا قبل ان یدخل بہا فتزوجہا عکرمۃ بن
ابی جہل بحضر موت فبلغ ابابکر فقال
لقد ہممتُ ان اُحرِقَ علیہما بیتہما فقال لہٗ
عمر ماہی من اُمہات المؤمنین لا دَخل بہا ولا
ضَرَبَ علیہا الحجابَ باز حضرت صدیقؓ
اول خلیفہ است کہ برائے او وظیفہ از
بیت المال مقرر شد عن عائشۃ لما استُخلف
ابو بکر الصدیق قال لقد علم قومی انّ حرفتے (ای التجارۃ ۱۲)
لم تکن تعجز عن مؤنۃ (نفقہ) اہلے و شُغلتُ
بامر المسلمین فیأکُلُ آلُ ابے بکر
من ھذا المال (بیت المال ۱۲)

تو انھوں نے اس کو ایک وسیع قطعہ زمین اور ایک مکان جاگیر
دیدیا۔ اور استیعاب میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُمّ
ایمن رضہ سے ملنے جایا کرتے تھے اور ابو بکر رضہ و عمر رضہ بھی اُن سے ملنے کے
لئے جاتے رہے۔ اس کے بعد حضرت صدیق رضہ نے اہلِ بیتِ نبوت
کی توقیر اور اُن کی تعظیم کی زیادہ سے زیادہ رعایت رکھنے کی وصیت
فرمائی (استیعاب میں ہے) اور ابو بکر رضہ نے فرمایا محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کے احترام کا خیال رکھو اُن کے اہلِ بیت کے بارے میں،
اس کو ایک جماعت نے روایت کیا۔ اس کے بعد جن عورتوں سے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا اُن کے ناموس کے تحفظ
میں آپ پوری سعی فرماتے رہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی غیر مدخولہ سے تحریم نکاح کے بارے میں مباحثہ ہوا۔ استیعاب
میں ہے کہ قُتَیلہ بنت قیس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
نکاح کر لیا تھا اور اُن کے پاس جانے سے پہلے آپ کی وفات
ہوگئی تو اُن سے حضر موت میں عکرمہ رضہ بن ابی جہل نے نکاح کر لیا،
یہ خبر ابو بکر رضہ کو پہنچی تو فرمایا کہ یہ دل چاہتا ہے کہ ان دونو
کے اوپر ان کے گھر کو پھونک دوں۔ تو اُن سے عمر رضہ نے کہا کہ
وہ اُمہات المؤمنین میں سے نہیں ہے، نہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم اس کے پاس گئے اور نہ اس پر پردہ ڈالا (یعنی تخلیہ
کیا)۔ پھر حضرت صدیق رضہ سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کے لئے
بیت المال سے وظیفہ مقرر ہوا۔ مروی ہے عائشہ رضہ سے کہا کہ جب
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنا دیئے گئے تو فرمایا
کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ (یعنی تجارت)
میرے اہل وعیال کے (مصارف کو) برداشت کرنے سے عاجز
نہیں تھا اور میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہو گیا تو اب
آلِ ابو بکر رضہ کو اس مال میں سے (یعنی بیت المال سے) کھانا ہوگا

و یحترف للمسلمین فیہ اخرجہ البخاری
باز حضرت صدیق رض را در مسئلہ ہل تجب علی المرتدین اذا تابوا دیۃ من قتلوہ فی ایام الردۃ با حضرت فاروق رض اختلاف افتاد قال البغوی روی عن ابی بکر انہ قال لقوم جاءوہ تائبین تدون قتلانا ولا ندی قتلاکم فقال عمر لا ناخذ لقتلانا دیۃ اصح قولی امام شافعی رح مذہب حضرت صدیق است جمع از علماء گفتند منہم البغوی احتمال دارد کہ مذہب حضرت فاروق رض موافق مذہب صدیق اکبر رض باشد غیر انہ رای الاعراض عن الزام الدیۃ ترغیبا لہم فی الثبات علی الاسلام باز فقہاء مسلمین در تغریب بکر زانی اختلاف دارند حضرت صدیق رض احیاء سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمود در تغریب زناۃ و الی الیوم اکثر فقہاء و جملہ محدثین بر مذہب وے رفتند عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد و غرب وان ابا بکر جلد و غرب و ان عمر جلد و غرب اخرجہ البغوی وغیرہ باز علماء مسلمین متفق اند درانکہ

اور ابوبکر مسلمانوں کی خدمت کرے گا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ پھر اس مسئلہ میں کہ کیا مرتدین پر جب کہ وہ توبہ کرلیں ان لوگوں کی دیت واجب ہے جن کو انھوں نے مرتد ہونے کے دنوں میں قتل کیا تھا حضرت صدیق رض کا حضرت فاروق رض کے ساتھ اختلاف واقع ہوا۔ بغوی نے کہا کہ مروی ہے ابوبکر رض سے کہ انھوں نے قوم کے ان لوگوں سے جو توبہ کرکے آئے کہا کہ تم ہمارے یہاں کے مقتولوں کی دیت دو اور ہم تمہارے یہاں کے مقتولوں کی دیت نہ دیں گے۔ پھر عمر رض نے کہا کہ ہم اپنے مقتولوں کی دیت نہ لیں گے۔ امام شافعی رح کے دو قولوں میں سے زیادہ صحیح قول حضرت صدیق رض کا مذہب ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے جن میں بغوی رح بھی ہیں کہ یہ احتمال ہے کہ حضرت فاروق رض کا مذہب صدیق اکبر رض کے مذہب کے موافق ہو (اور اس ارشاد کی کوئی وجہ نہ ہو) بجز اس کے کہ انھوں نے دیت کے لازم کرنے کی رائے سے اعراض کیا ہو تاکہ ان لوگوں کو ترغیب ہوجائے اسلام پر ثابت قدم رہنے میں۔ پھر فقہاء مسلمین میں اختلاف ہے ایسے زانی کو جلا وطن کرنے کے بارے میں جو کنوارا ہو۔ حضرت صدیق رض نے زانیوں کو شہر بدر کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا احیاء کیا اور آج تک اکثر فقہاء اور تمام محدثین ان ہی کے مذہب پر چل رہے ہیں۔ مروی ہے ابن عمر رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور عمر رض نے کوڑے مارے اور شہر بدر کیا۔ اس کو بغوی رح وغیرہ نے روایت کیا۔ پھر علماء مسلمین اس میں متفق ہیں کہ

ف بعض نے کہا ویحترف للمسلمین سے یہ مراد ہے کہ وہ مسلمانوں کے فائدے کیلئے تجارت بھی کریں گے۔ یعنی بیت المال سے جو روپیہ میں اپنے گھر والوں کے ضروری خرچ کے لئے لوں گا اتنا ہی یا اس سے زیادہ تجارت کرکے پھر اس میں داخل کروں گا۔ (لغات الحدیث) اس معنے میں یہ استبعاد ہے کہ اگر آپ کے پاس تجارت کے لئے وقت ہوتا تو ہرگز نہ لیتے۔ اس لئے مطلب یہ ہے کہ ابوبکر رض اب وہ پیشہ تجارت ترک کرتا ہے اب جو اس کا پیشہ ہوگا وہ امور خلافت کی انجام دہی ہوگا ۱۲ مترجم

ذا سرق اولاً قطعت یدہ الیمنیٰ فان
سرق ثانیاً قطعت رجلہ الیسریٰ باز
مختلف شدند در آنکہ چون ثالثاً سرقہ کند
چہ باید کرد امام مالکؒ و امام شافعیؒ
قطعت یدہ الیسریٰ اختیار کردہ اند ثم
ان سرق قطعت رجلہ الیمنیٰ و امام ابو حنیفہؒ
گفتہ یعزر و یحبس و لا قطع علیہ اذا
سرق بعد قطع الید الیمنیٰ و الرجل الیسریٰ
ماخذ امام مالکؒ و شافعیؒ حدیثے است
کہ ہر دو در کتب خود روایت کردہ اند
و بران اعتماد نمودہ مالکؒ عن عبدالرحمٰن
بن القاسم عن ابیہ ان رجلاً من اہل
الیمن اقطع الید و الرجل قدم فنزل علےٰ
ابی بکر الصدیق فشکے الیہ ان عامل
الیمن ظلمہ و کان یصلے من اللیل فیقولُ
ابو بکر و ابیک ما لیلک بلیل سارقٍ
ثم انہم افتقدوا حلیاً لاسماء بنتِ
عمیس امرأۃ ابی بکر فجعل یطوف
معہم و یقول اللھم علیک بمن بیّت
اہل ہٰذا البیتِ الصالح فوجدوا الحلی عند
صائغ زعم ان الاقطع جاءہ بہ
فاعترف الاقطع او شہد
علیہ فامر بہ ابو بکرٍ فقطعت
یدہ الیسریٰ و قال ابو بکرٍ
واللہ لدعاؤہ علےٰ نفسہ

جب کوئی پہلی مرتبہ چوری کرے تو اس کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے۔
پھر اگر دوسری مرتبہ چوری کرے تو اُس کا بایاں پاؤں کاٹا
جائے۔ پھر اس میں مختلف الرائے ہو گئے کہ جب تیسری مرتبہ
چوری کرے تو کیا کیا جائے؟ امام مالکؒ و امام شافعیؒ نے یہ
اختیار کیا کہ اُس کا بایاں ہاتھ کاٹا جائے پھر اگر چوری کرے تو
اُس کا داہنا پاؤں کاٹا جائے۔ اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ سزا
دی جائے اور قید کیا جائے اور اُس کا کوئی عضو نہیں کاٹا جائے گا
جب کہ اُس نے داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹے جانے کے
بعد چوری کی۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ کا ماخذ ایک حدیث ہے
جس کو دونوں نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے اور اس پر
اعتماد کیا۔ مالکؒ روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن القاسمؒ سے وہ
اپنے باپ سے کہ اہلِ یمن میں کا ایک شخص جس کا ہاتھ اور
پاؤں کٹا ہوا تھا آیا اور ابو بکر صدیقؓ کے پاس اُترا اور
اُن سے شکایت کی کہ یمن کے عامل نے اُس پر ظلم کیا اور وہ
رات کو نماز (یعنی نفلیں) پڑھا کرتا تھا تو ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ تیرے
باپ کی قسم تیری رات چور کی رات جیسی نہیں ہے۔ پھر یہ واقعہ
پیش آیا کہ اسماء بنتِ عمیس ابو بکرؓ کی بی بی صاحبہ کا زیور چوری
ہو گیا جس کو اُنھوں نے تلاش کیا تو یہ شخص اُن کے ساتھ پھرتا
رہا اور یہ بھی کہتا رہا کہ یا اللہ! آپ پکڑیں اس شخص کو جس نے
اس نیک گھر والوں پر چھاپہ مارا۔ اس کے بعد لوگوں نے اس
زیور کو ایک سُنار کے پاس پایا جس نے یہ بیان دیا کہ وہ ہاتھ پاؤں
کٹا ہوا اُس کو دے گیا ہے، پھر اُس ہاتھ پاؤں کٹے نے اقرار
کر لیا یا اس پر شہادت گزر گئی تو اس کے بارے میں ابو بکرؓ نے
حکم دیا پھر اس کا بایاں ہاتھ کاٹا گیا۔ اور ابو بکرؓ نے فرمایا کہ
واللہ اُس کا اپنے نفس پر بددعا کرنا کہ الٰہی پکڑ اس شخص کو الخ

اشدّ عندی علیہ من سرقتہ و سابق تحریر یافت کہ صدیقِ اکبرؓ حد شارب خمررا بچہل ضربہ معین ساخت و علیہ الشافعی قال الاربعون الاخریٰ تعزیرٌ یجوز فعلہٗ ویجوز ترکہ قال البغوی رحمہ اللہ اختلفوا فی التفضیل علی السابقۃ والنسب عند قسمۃ الفیٔ (غنیمت) فذھب ابوبکر الی التسویۃ بین الناس واولی الفضل بالسابقۃ حتی قال لہ عمر اتجعل الذین جاھدوا فی اللہ باموالھم وانفسھم وھاجروا دیارھم کمن دخل فی الاسلام کرھًا فقال ابوبکر انما عملوا للہ وانما اجورھم علی اللہ وانما الدنیا بلاغٌ وکان عمر یفضّل علی السابقۃ والنسب (کفایت بقدر) بندہ ضعیف گوید کہ این اختلاف در حکم شرعی نیست بلکہ درزمانِ حضرت صدیقؓ کثرۃ فیٔ کہ محل تفضیل بسابقہ ونسب باشد حاصل نشد لاچار منظورِ نظر صدیقِ اکبرؓ احیاء این نفوس شد باقل انچہ وجہ کفافِ ایشان تواند بود و درعہدِ فاروقِ اعظمؓ فیٔ بکثرت جمع شدہ واز قدر کفایت بیشتر حاصل گشتہ پس تفضیلِ اہلِ سوابق را گنجایش بہم رسید عن میمون بن مہران قال کان ابوبکر اذا اراد ان یبعث بعثًا (لشکرے ۱۲)

میرے نزدیک اس شخص کے حق میں زیادہ سخت ہے اس کے چوری کرنے سے (اس لئے کہ اگر وہ خدا کو عالم الغیب اور قادر مطلق سمجھتا تو یہ کلمات نہ کہتا) اور پہلے لکھا جاچکا ہے کہ صدیقِ اکبرؓ نے شاربِ خمر کی چالیس ضربیں مقرر کردی تھیں اور اسی پر شافعیؒ کا قول ہے کہ دوسری (مرتبہ کی) چالیس ضرب (حد نہیں بلکہ) تعزیر (یعنی سزا) ہے جس کا فعل بھی جائز ہے اور ترک بھی جائز۔ بغوی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس بارے میں انھوں نے اختلاف کیا کہ اسلام پر سبقت کرنے اور نسب کی بنا پر مالِ غنیمت کی تقسیم میں فضیلت (ترجیح) دی جائے۔ تو ابوبکرؓ عام لوگوں کے (لئے) اسلام پر سبقت کی بنا پر جو صاحبِ فضیلت تھے ان کے درمیان برابری قائم رکھنے کی طرف گئے۔ یہاں تک کہ ان سے عمرؓ نے کہا کہ کیا آپ ان لوگوں کو جنھوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے اموال سے اور اپنی جانوں سے اور اپنے شہروں کو چھوڑا ان کے برابر کر رہے ہو جو اسلام میں کراہت کے ساتھ داخل ہوتے؟ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ انھوں نے جو کچھ عمل کئے اللہ کے لئے کئے اور ان کے اجر اللہ پر ہیں اور دنیا تو گزشتنی (حقیر چیز) ہے۔ اور عمرؓ (اپنے زمانہ میں) احوا سابقہ اور نسب پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ بندہ ضعیف کہتا ہے کہ یہ اختلاف حکم شرعی میں نہیں ہے بلکہ حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں مالِ غنیمت کی کثرت جو خدماتِ سابقہ ونسب کا محل ہے حاصل ہی نہ ہوتی تھی اس مجبوری کی وجہ سے صدیقِ اکبرؓ کی نظر ان نفوس کے (کسی نہ کسی طرح) زندگی قائم رکھنے پر رہی کہ کم سے کم گزارے کی صورت میسر ہوسکے اور فاروقِ اعظمؓ کے عہد میں اموالِ غنیمت بکثرت جمع ہوتے اور قدر کفایت سے زیادہ حاصل ہوا تو اہلِ سوابق کی تفضیل کے لئے گنجائش نکل آتی۔ مروی ہے میمون بن مہران سے کہ ابوبکرؓ جب کہیں لشکر بھیجنے کا ارادہ کرتے

ندبَ الناس فاذا کمل لہٗ من العِدّۃ مّا یرید جہّزہم دعا
بما کان عندہٗ ولم تکن الاعْطِیۃ فُرِضت علی عہد
اخرجہ ابن ابی شیبۃ باز در آخر ایام آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فتنۂ ردّت نمودار گردید وبعد از وفاتِ
وے صلی اللہ علیہ وسلم این فتنہ استحکام یافت از انجملہ
مُسَیلمہ کذّاب دعوای نبوّت کرد و فوجے عظیم از
اہلِ یمامہ واہلِ نجد با خود جمع نمود حضرت صدیق رض
مسلمین را برائے قتال آنجماعہ برخواند و خالد بن ولید
را امیر ساخت چون تلاقی فئتین واقع شد اوّل بر
مسلمانان ہزیمت افتاد ثانیاً بسعی جمعے از نبلاء بزرگان
صحابہ رض مانند ثابت بن قیس و زید بن الخطاب برادر
فاروق اعظم رض و براء بن مالک فتح اسلام میسّر
شد و این عزیزان شربتِ شہادت چشیدند رضوان
اللہ علیہم و مُسَیلمہ بدوزخ پیوست و جماعۂ او
متفرق گشت و آن یکے از فتوح عظیم اسلام بود گویا
فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درباب خالد سیف
من سیوف اللہ تمہید و توطیہ ہمین فتح بودہ است و
از انجملہ بنو عبد القیس و جمعے از ناحیۂ بحرین بشرفِ
اسلام مشرّف شدہ بودند و قدم راسخ پیدا کردہ
درین ایام بنو بکر با منذر بن ساوی در ساختہ
قصدِ آن مسلمانان نمودند ایشان این ماجرا
را بعرض صدیقِ اکبر رض رسانیدند و وے رضی
اللہ عنہ جماعۂ از مسلمین را بر جہاد دعوت
فرمود و بسر کردگی علاء بن الحضرمی ایشان را
بحربِ بنو بکر روان نمود

تو لوگوں کو طلب کرتے تھے تو جب وہ شمار پوری ہو جاتی جس کا وہ
ارادہ رکھتے ہوتے تو ان کے لئے اتنا سامان کر دیتے جو اُن کے پاس
ہوتا اور اُن کے عہد میں وظائف مقرر نہیں کئے گئے تھے، اس کو
روایت کیا ابنِ ابی شیبہ نے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے آخری ایام میں مرتد ہونے کا فتنہ نمودار ہوا اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ فتنہ مستحکم ہو گیا۔ اُن میں
سے ایک فتنہ یہ تھا کہ مُسَیلمہ کذّاب نے نبوت کا دعوٰی کیا اور یمامہ
اور نجد والوں کی ایک عظیم فوج اپنے پاس جمع کر لی۔ حضرت
صدیق رض نے مسلمانوں کو اس جماعت کے ساتھ قتال کے لئے بلایا
اور خالد بن ولید رض کو امیر بنایا۔ جب دونوں جماعتوں میں مڈبھیڑ
ہوئی تو اوّل مسلمانوں پر ہزیمت واقع ہوئی۔ اس کے بعد بزرگان
صحابہ رض کی ایک جماعت کی کوشش سے جیسے ثابت بن قیس رض اور
زید بن الخطاب رض فاروقِ اعظم رض کے بھائی اور براء بن مالک رضی
اللہ عنہم تھے فتح اسلام کی ہوئی اور ان عزیزوں نے شربتِ
شہادت پیا اور مُسَیلمہ جہنم رسید ہوا اور اس کی جماعت
متفرق ہو گئی اور یہ اسلام کی ایک بڑی عظیم الشان فتح ہوئی۔
گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد خالد رض کے بارے میں کہ
وہ ایک تلوار ہے اللہ کی تلواروں میں سے تمہید اور اطلاع اسی
فتح کی ہوئی ہے۔ اور اُن میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ بنو عبد القیس
اور بحرین کے نواحی کی ایک جماعت مشرف باسلام ہوئی تھی اور
ان میں پختگی پیدا ہو گئی تھی، ان ایام میں بنو بکر نے منذر بن ساوی
کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے ان مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا
اُنھوں نے یہ ماجرا صدیقِ اکبر رض کی خدمت میں پہنچایا اور آپ رض
نے مسلمانوں کی جماعت کو جہاد کے لئے دعوت دی اور علاء رض
ابن الحضرمی کی سرکردگی میں ان کو بنو بکر سے جنگ کے لئے روانہ کیا

وعلاء الحضرمی را در راہ کرامتی باہرہ ظاہر شد و آن
استجابتِ دُعا۔ او بود بظہور آبے کہ دفع عطش نماید
آخر ہا شبخون بر کفار زدند و فتحے عظیم نمایان گشت
و از انجا بجزیرۂ دارین (موضعیست بشام) نہضت نمود و درین اثناء
کرامتے دیگر نمودار شد و آن نیز استجابتِ دعائے
او بود در نقصِ آب تا آنکہ اخفافِ ابل تمام
در آب غرق نشد اینجا نیز فتحے عظیم برروئے کار
آمد و از انجا بطرف منذر بن ساوی متوجہ شدہ
غلبۂ نمایان بدست آوردند و فی الاستیعاب
کان یُقال انّ العلاء بن الحضرمی کان مُجاب الدعوۃ
وانہ خاض البحر بکلماتٍ قالہا و دُعا بہا و ذلک
مشہور عنہ و درینجا سرِ تقدیم صدیق اکبرؓ علاءؓ بن
حضرمی را ظاہر و نمایان گردید و از انجملہ آنکہ
اہلِ عُمان و مَہرہ کہ در زمانِ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم مسلمان شدہ بودند درین ہنگام
مرتد گشتند و جیفر و عبد کہ حکومت آن دیار
بامرِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تعلّق بایشان
داشت قصۂ ارتداد آن طائفہ بعرض صدیقِ
اکبرؓ رسانیدند و وی رضی اللہ عنہ مسلمین را
برائے جہاد جمع کرد حُذیفہ بن محصن حِمیَری را
برائے ریاستِ عمان و عرفجہ بارقی را
بریاستِ مہرہ مقرر فرمود و عکرمہ را
کہ از فتحِ یمامہ ہنوز مراجعت نہ
کردہ بود بکمکِ ایشان مامور ساخت
بعد تلاقیِ فئتین

اور علاءؓ بن الحضرمی کی راستہ میں ایک کھلی ہوئی کرامت ظاہر
ہوئی اور وہ اُن کی دعاء کی مقبولیت تھی ایک پانی کے ظہور
کی صورت میں کہ جس سے (تمام لشکر) اپنی پیاس بجھالے۔
اس کا آخر انجام یہ ہوا کہ اُنھوں نے کفار پر شبخون مارا اور ایک
فتح عظیم نمایاں ہوئی اور وہاں سے جزیرۂ دارین کی طرف
(جو شام کا ایک موضع ہے) کوچ کیا۔ اس دَوران میں ان کی دوسری
کرامت نمودار ہوئی اور وہ بھی اُن کی دُعاء کی مقبولیت تھی پانی
کے کم ہوجانے کی صورت میں یہاں تک کہ اُونٹوں کے پورے کھُر
بھی پانی میں نہیں ڈوبے۔ (حالانکہ دریا چڑھاؤ پر تھا) یہاں بھی
ایک عظیم فتح میسّر ہوئی۔ پھر یہاں سے مُنذر بن ساوی کی طرف
متوجہ ہوئے اور نمایاں غلبہ حاصل ہوا۔ اور استیعاب میں ہے
کہ کہا جاتا تھا کہ علاءؓ بن الحضرمی مستجاب الدعوات تھے اور وہ
دریا میں گھُس گئے کچھ کلمات پڑھ کر اور اُن کے ساتھ دُعاء کرکے
اور یہ بات اُن کی نسبت مشہور ہے۔ اس موقع پر یہ راز ظاہر و نمایاں
ہوگیا کہ صدیقِ اکبرؓ نے اس وجہ سے علاءؓ بن الحضرمی کو سردار
لشکر بنایا تھا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اہلِ عمان و مہرہ جو
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام لاتے تھے
اس زمانہ میں مُرتد ہوگئے۔ اور جیفر اور عبد نے کہ اُن شہروں کی
حکومت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان سے متعلق
تھی اس جماعت کے مُرتد ہوجانے کا قصّہ صدیقِ اکبرؓ کی خدمت
میں پہنچایا اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جہاد کے
لئے جمع کیا اور حُذیفہ بن مُحصن حِمیَری کو عمان پر حکومت کے
لئے اور عرفجہ بارقی کو مہرہ پر حکومت کے لئے آپ نے متعین
فرمایا اور عکرمہ کو جو کہ یمامہ کی فتح سے ابھی تک نہیں لَوٹے
تھے ان کی کمک کے لئے مامور کیا۔ دونوں جماعتوں کے مل جانے کے بعد

جنگِ عظیم واقع شد و ہزیمت نمایان بر کفار
افتاد وازانجملہ آنکہ قبیلہ کندہ وناحیۂ
حضرموت ویمن در آخر سنین ہجرت بشرفِ
اسلام مشرّف شدہ بودند وآنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم تعیّن امراء برایشان فرمودہ درین ولاء
ارتداد پیش گرفتند واُمرائے مسلمین بجبالِ
متحصّن شدہ ماجرا بعرض حضرت صدیق رض
رسانیدند وی رضے اللہ عنہ برائی قتالِ آنہا
مسلمین را بر خواند وہمراہ زیاد بطرف
آنجماعہ فرستاد مسلمانان بعد زد و برُد
بسیار بکمکِ عکرمۃ بن ابی جہل بامرادِ خویش
فیروز و مظفر بازگشتند واشعث بن قیس
را کہ از رؤساء مرتدین بود مسلسل ومغلول
بحضورِ حضرتِ صدّیق رض فرستادند صدیقِ اکبر
چون دلاوری وسپہ سالاری وصدق توبہ
اشعث ملاحظہ نمود اورا خلاص فرمود وخواہر
خود اُمّ فروہ را بنکاح او داد وآخرہا
فراست حضرتِ صدیق رض کارِ خود کرد کہ در
مجاہدات عراق تردّدِ نمایان از وے ظاہر گشت فی الاستیعاب روی عن الاشعث
قدم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلثین راکبا من کندۃ فقالوا
لہ یارسول اللہ نحن بنو آکل المرار وانت ابن آکل المرار فتبسّم
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال نحن

جنگِ عظیم واقع ہوئی اور کفار پر نمایاں شکست واقع ہوئی۔ اور
ان میں سے ایک یہ ہے کہ قبیلۂ کندہ اور اطراف حضرموت و
یمن کے رہنے والے ہجرت کے آخری برسوں میں شرفِ اسلام سے
مشرّف ہوتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن پر
اُمراء کا تقرّر بھی فرمادیا تھا اس زمانہ میں یہ لوگ بھی مُرتد ہوگئے
اور اُمراءِ مسلمین نے پہاڑوں میں قلعہ بند ہوکر تمام ماجرا حضرت
صدیقِ اکبر رض کے حضور میں پہنچایا۔ صدّیق رضی اللہ عنہ نے ان
لوگوں سے قتال کے لئے مسلمانوں کو دعوت دی اور ایک لشکر
زیاد رض کی سرکردگی میں اُس جماعت کی طرف بھیجا۔ مسلمان بہت
کُشت وخون کے بعد عکرمہ رض بن ابی جہل کی کمک سے کامران،
فتحمند اور مظفر واپس ہوتے۔ اور اشعث بن قیس کو جو کہ مُرتدین
کے رؤساء میں سے تھا زنجیر میں جکڑ کر اور ہاتھ باندھ کر حضرت
صدّیق رض کے حضور میں بھیجا۔ صدّیقِ اکبر رض نے جب اشعث کی سچائی
اور اس کی دلاوری وسپہ سالاری کا ملاحظہ فرمایا تو اس کو رہا
کردیا اور اپنی بہن اُمّ فروہ کو اُس کے نکاح میں دیدیا۔ انجام کار
حضرت صدّیق رض کی فراست نے اپنا کام کیا کہ عراق کے مجاہدات
میں اس شخص کے نمایاں کارنامے ظاہر ہوتے۔ استیعاب میں
ہے روایت کیا گیا ہے اشعث رض سے کہ وہ آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس قبیلۂ کندہ کے تیس (۳۰) سواروں کے ساتھ پھر ان
لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ ص
ہم آکل المرار عہ کے بیٹے ہیں اور آپ ص بھی آکل المرار کے بیٹے ہیں
تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور کہا کہ ہم

عہ مُرار بضم میم ایک کڑوا درخت ہے جب اس میں سے اونٹ کھاتا ہے تو اُسکے ہونٹ سکڑ جاتے اور دانت کھُل جاتے ہیں۔ اس مناسبت سے ایسے شخص کو جسکے دانت کھلے ہوتے رہیں آکل المرار کہا گیا۔ اس مناسبت سے حُجر کو جو مشہور شاعر امرء القیس کا پردادا تھا آکل المرار کہا جاتا تھا جو کندہ کی اولاد میں سے اور ان لوگوں کے اجداد میں سے تھا۔ ان میں سے کوئی عورت آنحضرت ص کے اجداد میں سے کسی کی بیوی تھیں اسلئے انھوں نے بھی آپ ص کو ابن آکل المرار کہدیا جس کا آپ نے جواب دیا ۱۲ اشتیاق احمد

بنو النضر بن کنانۃ لا نقفو اُمّنا ولا ننتفی من اَبینا
وفیہ ایضاً کان فی الجاہلیۃ رئیساً مطاعاً فی
کندۃ وکان فی الاسلام وجیہاً فی قومہ الاّ
انہ کان ممن ارتدّ عن الاسلام بعد النبی صلے
اللہ علیہ وسلم ثم راجع الاسلام فی خلافۃ
ابی بکر الصدیق و اُتی بہ ابو بکر اسیراً قال اسلم
مولے عمر بن الخطاب کانّی انظر الی الاشعث
ابن قیس وھو فی الحدید وھو یقول فعلتُ
و فعلتُ حتی کان آخر ذلک سمعتُ الاشعث
یقول استبقنی لحربک وزوّجنی اُختک ففعل
ابو بکر قال ابو عمر اخت ابی بکر الصدیق التی
زوّجہا من الاشعث بن قیس ہی اُم فروۃ بنت
ابی قحافۃ وہی اُم محمد بن الاشعث فلما استخلف
عمر خرج الاشعث مع سعد بن ابی وقاص
العراق فشہد القادسیۃ والمدائن وجلولاء ونہاوند
واختط بالکوفۃ داراً فی کندۃ ونزلہا بالجملۃ
بتائید الٰہی آخر سال اول از خلافت صدیق اکبرؓ
اسلام بطور اول رجوع کرد و فتنۂ ارتداد
فرو نشست و سال دوم مثنیٰ بن حارثہ شیبانی
را کہ بمقتضاء کینہائے سابقہ با ملوک عجم بجنگ
آویختہ بود حضرت صدیق استمالت
نمودہ بخلعت و لواء نواختہ بحرب
عجم مامور ساخت اینجا صنعت ملک
داری را کار فرما شد و تیر تدبیر
او بر نشانہ رسید

نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم اپنی ماں کا اتباع نہیں کرتے اور اپنے باپ
سے جدا نہیں ہوتے۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ یہ شخص جاہلیت
میں رئیس تھا کندہ میں اس کی اطاعت کی جاتی تھی اور اسلام
میں بھی اپنی قوم میں وجیہ رہا ہے۔ مگر یہ ان لوگوں میں سے تھا
جو اسلام سے مُرتد ہو گئے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد۔ پھر
مراجعت کی اسلام کی طرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت
(کے زمانہ) میں اور آپ کے پاس قیدی بنا کر لایا گیا۔ اسلم مولیٰ
عمرؓ بن الخطاب کا قول ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اشعث بن
قیس کی طرف جب کہ وہ لوہے (کی زنجیروں) میں بندھا ہوا
تھا اور وہ فعلتُ وفعلتُ کہہ رہا تھا (یعنی میں نے ایسا کام کیا اور
یہ بھی کیا) یہاں تک کہ آخر کلام میں میں نے اشعث سے سُنا کہ وہ
کہہ رہا تھا کہ آپؓ مجھ کو باقی رکھتے اپنی جنگ کے لئے اور اپنی بہن
کا مجھ سے نکاح کر دیجئے تو ابو بکرؓ نے ایسا کیا۔ ابو عمر نے کہا کہ
ابو بکر صدیقؓ کی بہن جن کا نکاح انہوں نے اشعث بن قیس
سے کیا تھا اُمّ فروہ بنتِ ابی قحافہ تھیں اور یہ والدہ ہیں محمد بن
الاشعث کی۔ پھر جب عمرؓ خلیفہ ہوتے تو اشعث سعدؓ بن ابی وقاص
کے ساتھ نکلے اور قادسیہ اور مدائن اور جلولاء اور نہاوند کی جنگوں
میں شریک رہے اور کوفہ میں ایک مکان بنایا اور اس میں رہنے لگے۔
الغرض اللہ تعالےٰ کی مدد سے خلافتِ صدیق اکبرؓ کے پہلے سال
کے آخر میں اسلام پہلی حالت پر واپس آیا اور فتنۂ ارتداد مٹ
گیا۔ اور دوسرے سال میں مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کو جو کہ پچھلے
کینوں کی بنا پر عجم کے بادشاہوں کے ساتھ جنگ میں اُلجھ رہا تھا
حضرت صدیقؓ نے ہمت افزائی کے طور پر خلعت اور جھنڈے سے
سرفرازی بخشتے ہوتے عجم کے ساتھ جنگ پر مامور کیا۔ یہاں پر
ملک داری کی حکمتِ عملی کارفرما ہوئی اور آپ کی تدبیر کا تیر نشانہ پر بیٹھ گیا۔

بازچون عجم درصدد انتقام آمدند وفوجے بیرون ازحساب گرد آوردند خالد بن الولید را بکمکِ مثنیٰؓ فرستاد ومثنیٰؓ را باحترام اقصے الغایت خالد امر فرمود واین دستور العمل خلفاء است درتوقیر قدماء دولت فی الاستیعاب المثنیٰ بن حارثۃ الشیبانی کان اسلامہ وقدومہ فی وفد قومہ علی النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم سنۃ تسع وقد قیل سنۃ عشر و ذکر عمر بن شبّۃ عن شیوخہ من اہلِ الاخبار ان المثنیٰ بن حارثۃ کان یُغیر علے اہلِ فارس بالسواد فبلغ ابابکر والمسلمین خبرہ و قال عمر ہذا الذی یأتینا وقائعہ قبلَ معرفۃ نسبہ فقال لہ قیس بن عاصم اما انہ غیر خاملِ الذکر ولا مجہولُ النسب ولا قلیلُ العدد ولاذلیلُ العمارۃ ذلک مثنیٰؓ بن حارثۃ الشیبانی ثم ان المثنیٰ قدم علے ابی بکر فقال یاخلیفۃ رسول اللہ ابعثنی علے قومی فان فیہم اسلاما اقاتل بہم اہلَ فارس واکفیک اہلَ ناحیتی من العدو ففعلَ ذلک ابوبکر فقدم المثنیٰ العراق فقاتلَ واغارَ علے اہلِ فارس ونواحی السوادِ حولاً مجرّمًا ثم بعث اخاہ مسعود بن حارثۃ الے ابی بکر یسألہ المددَ ویقول انْ امددتنی وسمعت بذلک العربُ

پھر جب کہ عجم (یعنی ملوکِ فارس) انتقام کے پیچھے پڑے اور بیشمار فوج میدان میں لے آئے تو آپؓ نے خالد بن الولید کو مثنیٰؓ کی کمک کے لئے بھیجا اور مثنیٰؓ کو خالدؓ کے انتہائی درجہ احترام کا حکم بھیجا اور یہ یعنی مملکت کے قدیم کارگزاروں کی عزّت افزائی خلفاءؓ کا دستور العمل ہے۔ استیعاب میں ہے کہ مثنیٰؓ بن حارثہ کا اسلام لانا اور ان کا اپنی قوم کے وفد کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا سن نو ہجری میں ہوا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سن دس میں۔ اور عمر بن شبّہ نے اپنے مورخین شیوخ کی روایت سے ذکر کیا کہ مثنیٰؓ بن حارثہ اہلِ فارس کے علاقوں پر حملے کرتے رہتے تھے یہ اطلاعات ابوبکرؓ کو اور عام مسلمانوں تک پہنچیں اور عمرؓ نے کہا کہ یہ ایسا شخص ہے کہ جسکے کارنامے ہمارے پاس اس کے نسب کی دریافت سے پہلے پہنچ رہے ہیں، اس پر اُن سے قیس بن عاصم نے کہا کہ سنئے وہ غیر معروف اور مجہول النّسب نہیں اور نہ قلیل تعداد والا اور نہ گرے ہوئے خاندان کا فرد ہے وہ مثنیٰؓ بن حارثہ شیبانی ہے۔ پھر مثنیٰؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلعم! مجھے میری قوم کے پاس بھیجئے کہ ان میں (جذبہ) اسلام (پورا) ہے تاکہ میں ان کو ساتھ لے کر اہلِ فارس سے لڑوں اور میں اپنے قرب وجوار کے دشمنوں پر اچانک چھاپہ ماردوں۔ تو ابوبکرؓ نے ایسا ہی کیا اس کے بعد مثنیٰؓ عراق آگئے اور اُنھوں نے اہلِ فارس پر قتال اور لوٹ مار کی اور فارس کے دُور کے علاقوں پر بھی پورے ایک سال تک۔ پھر اُنھوں نے اپنے بھائی مسعودؓ بن حارثہ کو ابوبکرؓ کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے مدد کی درخواست کرے اور کہے کہ اگر آپؓ نے ہماری مدد کی اور اس کو عرب نے سُن لیا تو

عہ عمارۃ البطن سے اُوپر ہے۔ پہلے شعب ہے۔ پھر قبیلہ۔ پھر عمارہ۔ پھر بطن۔ پھر فخذ: اس کی جمع عمائر آتی ہے ۱۲ مترجم از لغات الحدیث ۔ ناگاہ گرفتن وناگاہ کشتن ۱۲

اسرعوا الیّ واذلّ اللہ المشرکین مع انی اخبرک
یا خلیفۃ رسول اللہ ان الاعاجم تخافنا وتتقینا
فقال لہ عمر یا خلیفۃ رسول اللہ ابعث خالد
ابن الولید مددًا للمثنی بن حارثۃ یکون قریبًا
من اہل الشام فان استغنی عنہ اہل الشام
الحّ علی اہل العراق حتی یتیم اللہ علمہ فہو
الذی الحّ ابابکر علی ان یبعث خالد بن الولید*
فکن معہ فکان المثنی بسواد الکوفۃ فخرج الی
خالد فتلقاہ بالنباج وقدم معہ البصرۃ وذکر قصۃ
طویلۃ آخرہا فتوح (اسم قریہ) عظیم میسر شد بعد
ازان صدیق اکبرؓ را داعیہ فتح شام وروم
بخاطر افتاد در مجمع صحابہؓ خطبہ بلیغہ برخواند
و مردم را بر جہاد کفار ترغیب فرمود وامر
نمود کہ بجہتِ حرب روم ساختگی نمایند
پس چہار امیرا معین گردانید و ہر یکے
را بامارتِ ناحیہ نامزد ساخت عمرو بن العاص
را از راہِ ایلہ بفلسطین راہی کرد و ابو عبیدہ
را بحمص و یزید بن ابی سفیان را بدمشق
و شرجیل بن حسنہ را باردن و حکم کرد کہ
چون ہمہ یکجا جمع شوند امارتِ تمامی لشکر تعلق
بابو عبیدہ داشتہ باشد واگر متفرق
شوند ہر یکے امیرِ قوم خود باشد و
امیرِ آن ناحیہ کہ برائے او
معین گشتہ است دران ایام
کرامتے باہرہ ظاہر شد

وہ میرے پاس جلد پہنچ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ذلیل
کردیا ہے۔ اس کے ساتھ اے خلیفۃ رسول اللہؐ! میں آپ کو خبر دیتا ہوں
کہ عجمی لوگ ہم سے خوف زدہ ہوگئے ہیں اور ہم سے بچنے لگے
ہیں تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفۃ رسول اللہؐ! خالدؓ بن الولید
کو مثنیٰ بن حارثہ کی مدد کے لئے بھیجئے تاکہ وہ اہل شام سے قریب
رہے، پھر جب اہل شام کو اُن کی ضرورت نہ رہے تو وہ اہل عراق
کی طرف بڑھ جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ وہاں اپنا جھنڈا قائم
کردے۔ تو یہ ہے وہ بات جس نے ابوبکرؓ کو اس پر اُبھارا تھا کہ خالد
ابن الولید کو عراق کی طرف بھیجیں۔ مروی ہے ابو رجاء عطاردی
سے، کہا کہ ابوبکر صدیقؓ نے مثنیٰ بن حارثہ کو لکھا کہ میں نے خالد
ابن الولید کو والی بنا دیا ہے اس لئے تم اُن کے ساتھ رہو اور مثنیٰ
سواد کوفہ میں تھے تو خالد کی طرف چل پڑے اور اُن سے نباج میں
آکر ملے اور ان کے ہمراہ بصرہ آئے اور طویل قصہ ذکر کیا۔ جس کا
آخر یہ ہے کہ عظیم فتوحات میسر ہوئیں۔ اس کے بعد صدیق اکبرؓ کے
دل میں شام وروم کی فتح کا داعیہ پیدا ہوا تو آپؓ نے صحابہؓ کے
مجمع میں ایک بلیغ خطبہ پڑھا اور لوگوں کو کفار کے ساتھ جہاد پر
ترغیب دے کر حکم دیا کہ روم سے جنگ کے لئے تیاری کریں۔ اس
کے بعد آپؓ نے چار امیروں کا تقرر فرمایا اور ہر ایک کو ایک
علاقہ کی امارت پر نامزد کیا۔ عمرو بن العاص کو ایلہ کی راہ سے
فلسطین روانہ کیا اور ابو عُبیدہ کو حمص اور یزید بن ابی سفیان
کو دمشق اور شرجیل بن حسنہ کو اُردن میں، اور حکم دیا کہ جب
سب ایک جگہ جمع ہوجائیں تو پورے لشکر کی امارت کا تعلق
ابو عبیدہؓ سے رہے گا اور اگر متفرق ہوجائیں تو ہر ایک اپنی
قوم کا امیر ہوگا اور اس علاقہ کا امیر رہے گا جس کے لئے اس کا
تقرر کیا گیا ہے۔ اور اُن ایام میں ایک روشن کرامت کا ظہور ہوا کہ

وبسبب گفتن لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ قصر قیصر درجنبش آمد باز چون ہرقل بمحاربۂ مسلمین آمادہ شد و فوج بیشمار فراہم آورد حضرت صدیق رض بجانب خالد رض مکتوبے نوشت کہ مہم عراق بمثنیٰ بن حارثہ رض سپردہ خود بطرف شام متوجہ شود و وے درانجا امیر الامراء باشد با لجملہ فتح دمشق ویرموک بردست وے واقع شد و بر قیصر ہزیمت افتادہ فراست صدیق اکبر رض در تفویض منصب امیر الامرائی بخالد بن الولید تیر برنشانہ زد مورخان بار دیگر فتح دمشق و یرموک در زمان فاروق اعظم رض تقریر میکنند و جہ جمع آنست کہ این فتوح مکرر واقع شدہ واللہ اعلم جمعی کہ بغور سخن نمی رسند اینجا تردد میکنند کہ حضرت صدیق رض ابو عبیدہ رض را چرا معزول فرماید و خالد رض را چرا امیر الامراء سازد و فاروق اعظم رض چرا معاملہ برعکس آن نماید۔

بندۂ ضعیف گوید کہ حضرت صدیق رض بفراست خود دریافت کہ بعض فتوح بردست خالد خواہد بود و حضرت فاروق رض نیز بفراست خود معلوم فرمود کہ فتوح دیگر بردست ابو عبیدہ میسر خواہد آمد ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد: با لجملہ ازینجانب مثنیٰ بن حارثہ برعجم تاختہا می آورد و ازانجانب امراء اربعہ با خالد بن ولید بر قیصر ہزیمت ہامی ریختند روز بروز فتحے تازہ و غنیمتے بے اندازہ نصیب مسلمانان میشد الیٰ ان توفی ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وارضاہ و در حال مرض

بسبب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے قیصر کا محل ہلنے لگا تھا۔ پھر جب ہرقل مسلمانوں سے جنگ کے لئے آمادہ ہو گیا اور اس نے بے شمار فوج جمع کر لی تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد رض کو ایک مکتوب تحریر فرمایا کہ عراق کی مہم مثنیٰ بن حارثہ کو سپرد کر کے خود شام کی طرف روانہ ہو جائیں اور وہ وہاں امیر الامراء ہوں گے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دمشق اور یرموک کی فتح اُن کے ہاتھ پر واقع ہوئی اور قیصر کو شکست ہوئی اور صدیق اکبر رض کی فراست نے خالد رض بن الولید کو منصب امیر الامرائی کے سپرد کرنے میں (اتنا بڑا مناسب کام کیا کہ گویا) تیر نشانہ پر مار دیا۔ مورخین دمشق اور یرموک کی فتح کی دوسری مرتبہ حضرتِ فاروقِ اعظم رض کے زمانہ میں تقریر کر رہے ہیں۔ (دونوں اقوال کو) جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ فتوح مکرر واقع ہوئی ہیں واللہ اعلم۔ ایک جماعت جو بات کی تہ تک نہیں پہنچی اس موقع پر اس میں تردد کرتی ہے کہ حضرت صدیق رض نے ابو عبیدہ رض کو (امیر الامرائی سے) کیوں معزول فرمایا اور خالد رض کو کیوں امیر الامراء بنایا اور فاروقِ اعظم رض نے معاملہ اس کے برعکس کیوں کیا؟

بندۂ ضعیف کہتا ہے کہ حضرت صدیق رض نے اپنی فراست سے معلوم کر لیا کہ بعض فتوح خالد رض کے ہاتھ پر ہوں گی اور حضرت فاروق رض نے بھی اپنی فراست سے معلوم کر لیا کہ دوسری فتوح ابو عبیدہ رض کے ہاتھ سے میسر ہوں گی۔ ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔ الغرض اس طرف سے تو مثنیٰ بن حارثہ عجم پر حملے کر رہے تھے اور اس جانب سے ہر چہار اُمراء خالد رض بن ولید کے ساتھ مل کر قیصر کو شکستیں دے رہے تھے۔ روز بروز ایک نئی فتح اور بے اندازہ غنیمت مسلمانوں کے حصہ میں آ رہی تھی یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وارضاہ کی وفات ہو گئی۔ اور آپ نے اپنی بیماری

حضرتِ فاروق را بابلغ تدبیر خلافت وصیت
نمود ازانجملہ تعیین مثنیٰؓ بن حارثہ برائے
جہادِ عجم زیراکہ ہیبتِ وے دردلِ عجم مستقرشدہ
بود حضرتِ فاروقؓ بآن ہمہ وَصَایا قیام فرمود
آخر حال حضرت عثمانؓ راکہ درزمانِ خلافتِ
صدیقؓ کاتبِ وے بود طلبید و فرمود
بنویس ہٰذا ما عہد ابوبکر بن ابی قحافۃ
الی المسلمین امّا بعد فانّی قد استخلفت
علیکم این سخن بگفت و بیہوش شد پس
عثمانؓ آنچہ ابوبکرؓ گفتہ بود بقلم آورد
و از پیشِ خود نوشت کہ عُمر بن الخطاب
چہ از ابوبکرؓ قبل ازین این معنیٰ را
معلوم کردہ بود بعد ازانکہ ابوبکرؓ از
بیہوشی بافاقت آمد با عثمانؓ گفت چہ نوشتہ
عثمانؓ آنچہ نوشتہ بود بر وے خواند تا بذکر
عمرؓ رسید کہ از پیشِ خود نوشتہ بود ابوبکرؓ
گفت ای عثمانؓ خدا ترا از اسلام جزائے خیر دہاد
انگاہ فرمود بنویس فاسمعوا لہ، و اطیعوا فان
عدل فذلک ظنّی و علمی فیہ و ان جار
فلکلّ امرئٍ ما اکتسب والخیر اردتُّ ولا اعلم
الغیب وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلبٍ
ینقلبون والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد
ازان ابوبکر صدیق دستہائی خود برداشت و
گفت خدایا ویرا خلیفہ ساختم برمسلمانان و
درین لم نخواستم جز صلاحِ حالِ ایشان

کی حالت میں حضرت فاروقؓ کو امورِ خلافت کے انصرام کے بارے میں
بلیغ وصیتیں فرمائیں۔ اُن میں سے ایک ہے مثنیٰؓ بن حارثہ کا تعین
عجم کے جہاد کے لئے کیونکہ اُن کا رُعب عجم کے دل میں بیٹھ چکا تھا۔
حضرتِ فاروقؓ نے ان تمام وصیتوں پر عمل کیا۔ آخر حال میں حضرت
عثمانؓ کو جو خلافتِ صدیقؓ کے زمانہ میں اُن کے کاتب تھے
بُلایا اور فرمایا کہ لکھو ہٰذا ما عہد الخ یعنی وہ ذمہ داری ہے جو ابوبکرؓ
ابن ابی قحافہ مسلمانوں پر عائد کررہا ہے امّا بعد میں نے تم پر
خلیفہ بنایا" اتنی بات کرنے کے بعد بیہوش ہوگئے۔ تو عثمانؓ نے
جو کچھ ابوبکرؓ نے فرمایا تھا لکھ لیا۔ اور اپنی طرف سے لکھا" کہ عمر
ابن الخطابؓ" کیونکہ ابوبکرؓ کی طرف سے ان کو اس ارادے کا علم
ہوگیا تھا۔ پھر اس کے بعد جب کہ ابوبکرؓ بے ہوشی سے افاقہ میں
آئے تو آپؓ نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا کہ تم نے کیا لکھا ہے؟
تو عثمانؓ نے جو کچھ لکھا تھا وہ آپؓ کو سُنایا یہاں تک کہ عمرؓ
کے نام پر پہنچے جو کہ خود ہی لکھ لیا تھا تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اے
عثمانؓ! خدا تم کو اسلام کی طرف سے جزاءِ خیر دے اور اس کے
بعد فرمایا کہ لکھو فاسمعوا لہ' الخ یعنی ان کی بات سنو اور فرمانبرداری
کرو پھر اگر انھوں نے عدل کیا تو میرا گمان اور میرا علم ان کے
بارے میں یہی ہے اور اگر انھوں نے ظلم کیا تو ہر ایک شخص کے لئے
اُس کے عمل کی پاداش ضروری ہے جو اُس سے سرزد ہو۔ اور صرف
خیر ہی کا میں نے ارادہ کیا۔ اور غیب کو میں نہیں جانتا وسیعلم
الذین الخ (اور جنہوں نے ظلم کیا وہ عنقریب جان لیں گے کہ
کیسی جگہ ہے جہاں ان کو لوٹ کر جانا ہوگا) والسلام علیکم و
رحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ اس کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے اپنے ہاتھ اٹھائے
اور کہا کہ یا اللہ میں نے اس کو مسلمانوں پر خلیفہ بنایا اور اس
کام میں بجز مسلمانوں کے حال کی بہتری کے میں نے اور کچھ نہیں چاہا

وعملے بجا آوردم کہ تو اَعلم بودی بآن واجتہاد نمودم
وبہترین ایشان را بر ایشان والی ساختم وکار ہمہ
را بخدا مفوض گردانیدم خدایا تو علام الغیوبی ونخواستم
درین قصہ حمایتِ عمر رضے اللہ عنہ ومن از دنیا
میروم بجانبِ آخرت تو خلیفہ باش بر ایشان
زیرا کہ بندگانِ تو اند ووالیِ ایشان را تو اصلاح
کن برائے ایشان یعنی عمر را رضی اللہ عنہ و
ادرا از خلفائے راشدین گردان کہ متابعت کند
سیرتِ پیغمبر خود را صلے اللہ علیہ وسلم وسیرتِ
صالحانے کہ بعد از پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
بودہ اند وکارِ رعیتِ دے را بصلاح آر
پس فرمود تا عہدنامہ مہر کردند و بأمرائے جیوش
کہ در اطراف وجوانب بودند مثل این عہدنامہ
نوشت ومہر کرد بعد از ان عمرؓ را طلبید وادرا اخبار کرد کہ
ترا بر اصحابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم خلیفہ
ساختم عمر گفت یا خلیفۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم این
زحمت را از من دور دار کہ مرا بخلافت حاجت نیست صدیق
گفت اگر ترا بآن حاجت نیست آن را بتو حاجت ہست
القصہ صدیق فاروق را رضی اللہ عنہما در بابِ
حقوق اللہ وحقوق المسلمین وصیت ہائے
خوب ومواعظ ونصائح مرغوب فرمود وختم
وصیت باین سخن کرد کہ اگر وصیتِ مرا نگاہداری
ہیچ غائبے پیش تو از موت دوست تر نہ
باشد واگر وصیتِ مرا ضائع
سازی ہیچ غائبے پیشِ تو

اور میں ایک ایسا عمل بجالایا ہوں جس کو آپ سب سے زیادہ جاننے
والے تھے اور میں نے پورا غور وخوض کیا اور مسلمانوں میں جو
سب سے بہتر دیکھا اُس کو اُن پر والی بنا دیا۔ اور سب کے کاموں
کو میں نے خدا کے سپرد کیا۔ خدا تو غیب کا بہت جاننے والا ہے
میں نے اس قصہ میں عمر (رضی اللہ عنہ) کی جانب داری نہیں
چاہی اور میں ... دنیا سے آخرت کی طرف جا رہا ہوں آپ اُن کے
محافظ رہیئے کیونکہ وہ آپ کے بندے ہیں اور اُن کے والی (یعنی
عمر رضی اللہ عنہ) کی اُن کی بھلائی کے واسطے آپ اصلاح
(یعنی رہ نمائی) فرماتے رہیئے اور اُن کو خلفائے راشدینؓ میں
سے بنا دیجئے کہ وہ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی پیروی
کریں اور اُن صالحینؓ کی سیرت پر عمل پیرا ہوں جو پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کے بعد ہوں گے اور اُن کی رعیت کے کاموں کو سنوار
دیجئے۔ اس کے بعد آپ کے حکم سے اس دستاویز پر مہر لگائی گئی
اور اُمراء جیوش جو کہ اطراف وجوانب میں تھے اس دستاویز
کا مضمون لکھا اور مہر لگائی گئی۔ اس کے بعد آپؓ نے عمرؓ کو بلایا
اور اُن کو خبر دی کہ میں نے تم کو اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم پر خلیفہ بنا دیا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفۃ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اس زحمت کو مجھ سے دُور رکھئے کہ مجھے خلافت
کی حاجت نہیں ہے۔ صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر تمہیں اُس کی حاجت
نہیں ہے تو اُس کو تو تمہاری حاجت ہے۔ القصہ صدیقؓ نے
فاروقؓ کو حقوق اللہ اور حقوقِ مسلمین کے بارے میں بہت عمدہ
وصیتیں اور مواعظ اور اعلیٰ درجہ کی نصیحتیں فرمائیں۔ اور وصیت
کو اس کلام پر ختم کیا کہ اگر تم میری وصیت کی نگہداشت کرو گے
تو کوئی غائب چیز تمہارے نزدیک موت سے عزیز تر نہ رہے گی۔
اور اگر تم نے میری وصیت کو ضائع کر دیا تو کوئی غائب چیز تمہارے نزدیک

از موت مکروه تر نبود حالانکه موت را عاجز نتوانی
کرد مروی است از مُعَیقِیب دَوسی که گفت من وکیلِ
خرچ ابوبکر صدیق بودم چون مرض برو مستولی گشت
نزدِ وے در آمدم و سلام کردم بامر استخلاف مشغول بود
چون فارغ گشت گفت ای معیقیب تو متصدی خرچ
ما بودی میانِ من و تو معامله بر چه وجه است گفتم
مرا بر تو بست و پنج درہم ہست و آن را بر تو حلال
کردم فرمود خاموش باش و زادِ راه آخرتِ من
از دَین مساز گفتم یا خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ
علیه وسلم گمان نمی برم این مجلس را الا صحبتِ
آخرین میانِ من و تو و در گریه افتادم ابوبکر صدیق رض
گفت یا معیقیب گریه مکن و جزع منمای و طریقِ
شکیبائی مسلوک دار که من امید وارم که بجائے
روم که مرا بهتر و باقی تر بود از این خاکدانِ
دنیا معیقیب گوید آنگاه صدیق رض بریره رض را
طلب کرد و بنزدِ عائشه صدیقه رض فرستاد
تا بست و پنج درہم آورد و بمن داد بثبوت
پیوسته از عائشه صدیقه رضی اللہ عنہا
که گفت ابوبکر صدیق رض در روزِ آخر مرضِ
موت بیہوش شد و من میگریستم و میگفتم
عجب مرضی صعب بر پدرِ من طاری گشته وی چون
بہوش می آمد و این سخن از من می شنید
می گفت ای دخترکِ من چنین نیست که
تو میگوئی و لیکن جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ
بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ

موت سے زیادہ مکروہ نہ ہوگی درانحالیکہ موت کو (آنے سے)
تم عاجز نہیں کر سکتے۔ اور مروی ہے مُعَیقِیب دَوسی سے اُنھوں
نے کہا کہ میں ابوبکر صدیق رض کے خرچ کا وکیل تھا۔ جب ان پر
بیماری کا غلبہ ہوا تو مَیں اُن کے پاس گیا اور اُن کو سلام
کیا۔ وہ خلیفہ بنانے کے کام میں مشغول تھے۔ جب فارغ ہو گئے
تو فرمایا اے مُعَیقِیب! تم ہمارے خرچ کے منتظم رہے ہو، ہمارے اور
تمھارے درمیان اب معاملہ کی کیا صورت ہے؟ میں نے کہا کہ
میرے آپ رض کے ذمہ پچیس ۲۵ درہم ہیں اور مَیں نے آپ کو معاف
کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ خاموش رہو اور میرا زادِ آخرت قرض
سے نہ بناؤ۔ مَیں نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
مَیں گمان نہیں کر رہا ہوں اس مجلس کے بارے میں مگر یہ کہ یہ
صحبتِ آخری ہے میرے اور آپ رض کے درمیان، اور مَیں رو پڑا۔
ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ اے مُعَیقِیب روؤ نہیں، گھبراؤ نہیں،
طریقِ صبر اختیار کرو کہ میں امیدوار ہوں کہ میں ایسی جگہ جا رہا ہوں
جو میرے لئے اِس خاکدانِ دنیا سے بہتر ... اور باقی تر ہے۔
مُعَیقِیب کہتے ہیں کہ اُس وقت صدیقِ اکبر رض نے بَرِیرہ رض کو طلب
کیا اور عائشہ صدیقہ رض کے پاس بھیجا وہ جا کر اُن سے پچیس درہم
لے آئی وہ مجھے دیدیئے اور عائشہ صدیقہ رض سے یہ بات ثابت
ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرضِ موت
کے آخر دن میں بے ہوش ہو گئے اور میں رو رہی تھی اور یہ کہہ
رہی تھی کہ بڑا سخت مرض ہے جو میرے باپ پر آپڑا ہے۔
وہ جب ہوش میں آتے تھے اور یہ بات مجھ سے سُنتے تھے
تو کہتے تھے کہ اے میری بیٹی! بات وہ نہیں ہے جو تو
کہہ رہی ہے لیکن جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ الخ (۵۰: ۱۹) اور موت
کی سختی یقیناً پیش آئے گی۔ یہی ہے جس سے تو بھاگتا پھرتا تھا۔"

در پرسید کہ رسولِ خدا را صلی اللہ علیہ وسلم
در چند جامہ کفن کردند گفتم در سہ جامہ سفید
سُحُولے کہ دران سہ جامہ پیراہن و عمامہ نبود
پس گفت چہ روز از دنیا نقل فرمود گفتم روز
دوشنبہ گفت امروز چہ روز است گفتم دوشنبہ
گفت اُمید دارم بخدای تعالےٰ کہ موتِ من
میانِ امروز و امشب باشد پس در جامہ کہ
در بر داشت و بیماردارے وے در انجامہ کردہ
بودند نظرے فرمود حالانکہ دران جامہ اثرے
از زعفران بود گفت این جامہ مرا بشویند و
بران دو جامہ دیگر زیادہ سازند و مرا دران
کفن کنند گفتم این کہنہ است گفت انّ
الحیّ احقّ بالجدید و المیّتُ انّما یصیرُ الے
البلےٰ والصَّدید پس وصیّت نمود زوجہ خودرا
اَسماء بنت عمیسؓ کہ ویرا غسل دہد و عبدالرحمٰن
وے را امداد و معاونت نماید و گفت نخواہم
کہ ہیچکس جز ایشان جسدِ برہنہ مرا بیند شب ہنگام
از دنیا نقل کرد و بعد از غسل تجہیز و تکفینِ وے بدستور
وصیت کردہ بود بعمل آوردند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بروے
نماز گزارد و در حُجرۂ عائشہ برابر قبر حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قبر وے کندند و پسرش عبدالرحمٰن و
عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان و طلحہ در قبر وے در آمدند و ہم
در شب ویرا دفن کردند جزاہ اللہ عن المسلمین حسن الجزاء۔

اور پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا
تھا۔ میں نے کہا کہ تین کپڑوں میں جو سفید سُحُولی تھے کہ ان تین کپڑوں
میں پیراہن اور عمامہ نہیں تھا۔ پھر پوچھا کہ کس دن دنیا سے انتقال
فرمایا تھا؟ میں نے کہا کہ پیر کے دن۔ پھر پوچھا کہ آج کیا دن ہے؟
میں نے کہا کہ پیر۔ فرمایا کہ میں اللہ تعالےٰ سے امید وار ہوں کہ میری
موت آج کے دن اور آج کی رات کے درمیان ہوگی۔ اس کے
بعد جو کپڑا اوڑھے ہوتے تھے اور بیماری کے زمانہ میں اُسی کپڑے کا
استعمال کیا تھا اُس پر نظر فرمائی اور حال یہ تھا کہ اس پر کچھ اثر
زعفران کا تھا۔ فرمایا کہ میرے اس کپڑے کو دھولیں اور اسی پر
دو کپڑے اور بڑھالیں اور میرا کفن ان میں کردیں۔ میں نے کہا کہ
یہ پُرانا ہے۔ تو فرمایا کہ زندہ زیادہ مستحق ہے نئے کپڑے کا اور
مُردہ جسم گلنے اور پیپ بننے والا ہے۔ اس کے بعد اپنی زوجہ
اسماء بنتِ عمیس کے لئے وصیّت کی کہ وہ اُن کو غسل دیں اور
عبدالرحمٰن اُن کی امداد اور اعانت کرے اور کہا کہ میں نہیں چاہتا
کہ ان کے سوا کوئی شخص میرے برہنہ جسم کو دیکھے۔ رات کے
وقت آپ دنیا سے رخصت ہوتے اور غسل کے بعد اُن کی تجہیز
وتکفین جس طرح آپؓ نے وصیّت کی تھی اسی طرح کی گئی۔ عمر
ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُن پر نماز پڑھائی اور حجرۂ عائشہ رضؓ
میں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے برابر
آپ رضؓ کی قبر کھودی گئی اور آپؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن رضؓ اور عمر رضؓ
ابن الخطاب اور عثمان رضؓ بن عفان اور طلحہ رضؓ قبر میں اُترے اور
رات ہی میں آپؓ کو دفن کردیا گیا۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کی
طرف سے آپؓ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

ع۵ سُحول پیش کے ساتھ یمن کے ایک شہر کا نام ہے جو پارچہ بافی میں مشہور تھا۔ یا ایک دھوبی کا نام ہے جو کپڑے دھونے میں مشہور تھا۔

اما مآثر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

پس ازانجملہ آنست کہ قبل از اسلام در قریش تمکنے و وجاہتی تمام داشت فی الاستیعاب قال الزبیر یعنی صاحب النسب کان عمر بن الخطاب من اشراف قریش والیہ کانت السفارۃ فی الجاہلیۃ و ذلک ان قریشا کانت اذا وقعت بینہم حرب او بینہم و بین غیرہم بعثوہ سفیرا و ان نافرہم منافر او فاخرہم مفاخر بعثوہ منافرا او مفاخرا و رضوا بہ و ازانجملہ آنست کہ تدبیر غیب او را خواہی نخواہی باسلام آورد ع گر نیاید بخوشی موی کشانش آرید مراد بود نہ مرید مخلَص بود نہ مخلِص شتان بین المرتبتین درین راہ نیامد تا آنکہ از در و دیوار ندایش نکردند و بر خوان نعمت نرسید تا آنکہ مکرر بہر زبانش نخواندند و کثرت اسباب مقتضیہ اسلام او ازین جہت بودہ است حملۂ علم ہر یکے درین باب چیزے ذکر کردہ و چیزے فرو گزاشتہ اینجا روایتے چند بر سبیل استشہاد بنویسیم آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجناب عزت دعا نمود فی روایۃ ابن عمر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اللّٰہم ایّد الدین بعمر بن الخطاب

مناقب جمیلہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

اُن میں سے ایک یہ ہے کہ قریش میں آپ ایک خاص مقام اور پوری وجاہت رکھتے تھے۔ استیعاب میں ہے کہ کہا زُبیر (بن بکّار) یعنی صاحب النسب نے کہ عمرؓ بن الخطاب قریش کے اشراف میں سے تھے۔ اور زمانہ جاہلیت میں گفت و شنید صلح (قومی نظم کے مطابق) ان سے متعلق تھی اور ایسا اُس وقت ہوتا تھا کہ جب قریش کے آپس میں لڑائی واقع ہو جاتی یا قریش اور غیر قریش میں جنگ ہو جاتی تو لوگ ان کو سفیر بنا کر بھیجتے اور کسی حَکَم کے سامنے مقدمہ پیش کرنے یا کسی فخر کرنے والے کے مقابلہ پر اپنا فخر بیان کرنے والے ہوتے تو ان کو مقدمہ پیش کرنے والے اور اپنا فخر جتانے والے کی حیثیت سے بھیجا کرتے تھے اور اُن سے خوش تھے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ تدبیر غیب اُن کو کھینچ کر اسلام کی طرف لاتی (بقولِ بعض) ع "اگر خوشی سے نہ آتے تو اس کے بال پکڑ کر کھینچتے ہوئے لاؤ"۔ آپ مُراد تھے مُرید نہ تھے، مخلَص تھے نہ کہ مخلِص۔ دونوں مرتبوں میں بڑا بُعد ہے۔ اُس راہ پر نہ آتے جب تک ان کو در و دیوار سے نہ پکارا گیا اور خوانِ نعمت پر نہ پہنچے جب تک بار بار ہر زبان سے اُن کو نہ بلایا گیا۔ ایسے اسباب کی اُن کے لئے کثرت جو اُن کو اسلام کی جانب تقاضا کرنے والے تھے اسی جانب سے واقع ہوتی۔ حاملینِ علم میں سے ہر ایک نے اس باب میں ایک بات ذکر کی اور ایک بات چھوڑ دی۔ ہم یہاں چند روایات بطور استشہاد لکھتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ ربّ العزت میں دُعا کی۔ ابنِ عمرؓ کی روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ اے اللہ عمرؓ بن الخطاب

وفی روایۃ عائشۃ اللّٰھم اعزّ الاسلام بعمر ابن الخطّاب خاصۃً وفی روایۃ مسروق عن ابن مسعود اللّٰھم اعزّ الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جھل بن ہشام فجعل اللّٰہ دعوۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعمر فبنی علیہ الاسلام وہدم بہ الاوثان اخرج ہٰذہ الرّوایات کلّھا الحاکم حضرت فاروق رضؓ گفتہ است بینما انا نائم عند آلہتہم اذ جاء رجل بعجل فذبحہ فصرخ بہ صارخٌ لم اسمع صارخا قطّ اشدّ صوتا منہ یقول یا جلیح امرٌ نجیحٌ رجلٌ فصیحٌ یقول لا الٰہ الا اللّٰہ فوثب القوم قلتُ لا ابرح حتی اعلم ما وراء ہذا ثم نادی یا جلیح امر نجیح رجلٌ فصیح یقول لا الٰہ الا اللّٰہ فقمتُ فما نشبنا ان قیل ہٰذا نبیٌّ اخرجہ البخاری محمد بن اسحٰق گفتہ است کہ فاطمہ رضؓ خواہر فاروق رضؓ وزوج او سعیدؓ بن زید پیش از فاروق رضؓ مسلمان شدہ بودند چون این خبر بفاروق رسید بتعصب برخاست وختن خود را اہانت ہا نمود وسر خواہر را بکوفت تا آنکہ خون آلودہ شد بعد ازان در دلش رحمے افتاد وسورۃ طٰہٰ کہ پیش ایشان بود قرات نمود وازین راہ داعیۂ اسلام بخاطرش پدید آمد وبخدمت آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم بشتافت ومسلمان شد از انجملہ آنست کہ

کے ذریعہ سے دین کو مدد پہنچاتیے۔ اور عائشہ رضؓ کی روایت میں ہے یا اللہ دین کو عزت عطا فرمائیے بذریعہ عمر رضؓ بن الخطاب خاص طور پر۔ اور مسروق کی روایت ابن مسعود رضؓ سے یہ ہے کہ یا اللہ اسلام کو عزت عطا فرمائیے عمر رضؓ بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام کے ذریعہ سے تو اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا عمر رضؓ کے لئے قبول کر لی۔ اور اس سے اسلام کی بنیاد کو مضبوط کیا اور بتوں کو گرایا، ان تمام روایات کو حاکم نے اخذ کیا۔ حضرت فاروق رضؓ نے بیان کیا کہ میں اُن کے معبودوں کے نزدیک سو رہا تھا کہ اسی دوران میں ایک شخص ایک بچھڑا لئے آیا اور اُس نے اس کو ذبح کیا پھر اُس کے ساتھ ایک چلّانے والا اتنی سخت آواز سے چلّایا کہ میں نے کبھی اُس سے زیادہ سخت چلّانے کی آواز نہیں سُنی وہ کہہ رہا تھا یا جلیح الخ یعنی اے جلیح (یہ کسی کا نام تھا) ایک نجات دینے والی بات سُن۔ ایک فصیح شخص کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو قوم اُس پر لوٹ پڑی۔ میں نے دل میں کہا کہ میں معلوم کر کے رہوں گا کہ اس کا پس منظر کیا ہے۔ پھر اُس نے ندا کی یا جلیح امر نجیح رجلٌ فصیح یقول لا الٰہ الا اللّٰہ تو میں اُٹھ گیا۔ اس کے بعد کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ کہا گیا یہ نبی ہیں، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ فاروق رضؓ کی بہن فاطمہؓ اور ان کے شوہر سعیدؓ بن زید فاروق رضؓ سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ جب اس کی اطلاع فاروق رضؓ کو ہوئی تو تعصب سے اُٹھ کھڑے ہوتے اپنے بہنوئی کی بہت کچھ توہین کی، بہن کے سر کو کوٹ دیا یہاں تک کہ وہ خون آلودہ ہو گئیں۔ اس کے بعد اُن کے دل میں رحم پیدا ہو گیا اور سورۃ طٰہٰ جو اُن کے سامنے تھی اُس کو پڑھا اور اس راہ سے اسلام کا داعیہ اُن کے دل میں پیدا ہو گیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے اور مسلمان ہو گئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ

چون فاروق اعظمؓ تشریف اسلام یافت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم برائے او دعاء فرمودند و آن دعاء بدرجۂ اجابت رسید عن عبد اللہ ابن عمرؓ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ضرب صدر عمر بن الخطاب بیدہ حین اسلم ثلاث مرات و ہو یقول اللھم اخرج ما فے صدرہ من غل و ابدلہ ایمانا یقول ذلک ثلثاً اخرجہ الحاکم وازانجملہ آنست کہ چون مسلمان شد اعلان نمود اسلام خودرا وازین راہ متاعب تشویش بسیار نمود و آن را مانند شہد وشکر گوارا فرمود قال ابن اسحٰق وحدثنی نافعؒ مولے عبد اللہ بن عمر عن ابن عمر قال لما اسلم عمر قال ای قریش انقل للحدیث قیل لہ جمیل بن معمر الجمحی قال فغدا علیہ قال عبد اللہ بن عمر و غدوت اتبع اثرہ و انظر مایفعل و انا غلام اعقل کلما رأیت حتے جاءہ فقال اعلمت یا جمیل انی اسلمت و دخلت فی دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم قال فواللہ ما راجعہ حتے قام یجر رداءہ واتبعہ عمر و اتبعت ابی حتے اذا قام علے باب المسجد

جب فاروق اعظمؓ اسلام سے مشرف ہوتے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دعاء فرمائی اور وہ دعاء مرتبۂ قبولیت کو پہنچ گئی۔ مروی ہے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب عمرؓ اسلام لاتے تو اپنا ہاتھ اُن کے سینہ پر تین مرتبہ مارا اور یہ فرماتے رہے کہ یا اللہ! اس کے سینہ میں جو کھوٹ ہے اُس کو نکال دیجئے اور اس کے بجائے ایمان دیدیجئے یہ آپ تین مرتبہ فرماتے رہے، اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب مسلمان ہوتے تو اپنے اسلام کا اعلان کردیا اور اس وجہ سے بہت تشویش اور ایذاؤں کا ہدف بنے اور ان کو شہد اور شکر کی طرح گوارا فرمایا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا نافع مولے عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ جب عمرؓ اسلام لاتے تو انھوں نے (لوگوں سے) پوچھا کہ قریش میں کسی نئی بات کو سب سے زیادہ لوگوں سے کہتے ہوتے پھرنے والا شخص کون ہے؟ تو اُن سے کہا گیا کہ جمیل بن معمر الجمحی ہے۔ کہا (ابن عمرؓ نے) کہ صبح کو اُس کی طرف روانہ ہوگئے۔ عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی صبح سے ہی اُن کے پیچھے ہولیا اور دیکھتا رہا کہ کیا کرتے ہیں، اور میں اس وقت لڑکا ؏ تھا جو کچھ دیکھتا اُس کو سمجھ لیتا تھا، غرض کہ عمرؓ اُس کے پاس پہنچ گئے اور بولے کہ اے جمیل! کیا تجھے معلوم ہوگیا ہے کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہوگیا ہوں۔ کہا (ابن عمرؓ نے) کہ واللہ اُن کی بات کا جواب دیتے بغیر ہی اپنی چادر کھینچتا ہوا کھڑا ہوگیا (اور چلنے لگا) اور عمرؓ اس کے پیچھے چلنے لگے اور میں اپنے باپ کے پیچھے چل رہا تھا یہاں تک کہ جب وہ مسجدِ حرام کے دروازے پر کھڑا ہوا تو

؏ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت نزولِ وحی سے ایک سال پہلے ہوتی اپنے والد محترم کے ساتھ مکہ میں اسلام قبول کیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبوّت کے چھٹے سال میں اسلام لاتے تو اس قصہ کے وقت جس کا بیان کررہے ہیں ان کی عمر تقریباً سات برس کی تھی ۱۲ مترجم

صَرَخَ بِأَعْلَى صوتِهِ يا معشر قريش
وهم في أنديتهم [مجالسهم] حول الكعبة
ألا أن ابن الخطاب قد صبأ [خرج من الدين]
قالَ يقولُ عمر من خلفه كذب
ولكن قد أسلمتُ وشهدتُ أن
لا إله إلا الله وأن محمدًا عبدهٗ
ورسوله وصاروا اليه فما برح
يُقاتلهم ويُقاتلونه حتى قامت
الشمس على رؤسهم قال وبلح [اعيى]
فقعد وقاموا على رأسه و
هو يقول افعلوا ما بدا لكم فأحلف
بالله لو كنا ثلاث مائة رجل
لقد تركناها [مکہ] لكم او تركتموها
لنا قال فبينا هو على
ذلك إذ أقبل شيخٌ من
قريش عليه حُلّة حبرة [چادر ہائے یمن] وقميصٌ
موشّى [منقش] حتى وقف عليهم فقال ما
شأنكم قالوا صبأ عمر قال فمه [پس کیا]
رجلٌ اختار لنفسه امرًا فماذا تريدون
أترون بني عدي بن كعب يسلمون
لكم صاحبهم هكذا خلّوا عن الرجل قال
فو الله لكأنما كانوا ثوبًا كُشِط [ازیل]
عنه قالَ فقلتُ لأبي
بعدَ [عمر] أن هاجر الى المدينة
يا ابتِ من الرجلُ الذي

بہت اونچی آواز سے چلّایا کہ "اے قریش کی جماعت! اور اُس وقت وہ کعبہ کے گرد اپنی اپنی مجلس جماتے ہوتے تھے "آگاہ ہوجاؤ کہ ابن الخطاب بے دین ہوگیا"۔ کہا کہ عمرؓ اس کے پیچھے یہ کہہ رہے تھے کہ اس نے جھوٹ بولا۔ لیکن میں تو اسلام لے آیا ہوں اور گواہی دے چکا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ پھر وہ سب عمرؓ کی طرف آلئے (اور لڑائی شروع ہوگئی تو برابر عمرؓ) اُن لوگوں سے لڑتے رہے اور وہ لوگ ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سورج اُن سب کے سروں پر آگیا۔ کہا کہ اور عمرؓ تھک کر بیٹھ گئے تھے اور وہ سب لوگ اُن کے سر پر کھڑے ہوتے تھے اور عمرؓ کہہ رہے تھے کہ جو تمہارے جی میں آئے کرلو میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم تین سو آدمی ہوگئے تو مکّہ کو ہم تمہارے لئے چھوڑ دیں گے یا تم کو اُسے ہمارے لئے چھوڑنا پڑے گا۔ کہا کہ اسی دوران میں جبکہ اس جھگڑے میں تھے کہ قریش میں کا ایک شیخ آگیا جس کے بدن پر یمنی چادروں کا جوڑا تھا اور منقّش کرتہ پہنے ہوتے تھا، وہ اُن کے سامنے کھڑا ہوا اور بولا کہ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ عمرؓ بے دین ہوگیا۔ اُس نے کہا پھر ہوا کیا؟ ایک شخص نے اپنی ذات کے لئے ایک امر اختیار کرلیا تو اب تم کیا چاہتے ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بنی عدی بن کعب اپنے میں کے ایک فرد کو اسی طرح تمہارے سپرد کئے رکھیں گے۔ چلے جاؤ اس شخص کے پاس سے۔ کہا واللہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ ایک کپڑے کی طرح تھے (جو اُن پر چھاتے ہوتے تھے)، وہ اُن پر سے ہٹا دیا گیا (یعنی سب لوگ فوراً چلے گئے) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے اُس زمانہ میں دریافت کیا جب مدینہ میں ہجرت کرکے آگئے کہ ابّا جان! وہ کون شخص تھا جس نے قوم کو

زجر القوم فیک بمکۃ یوم اسلمت وہم
یقاتلونک قال ذاک ای بنی العاص
ابن وائل السہمی و عن عبداللہ بن عمر
قال لما اسلم عمر اجتمع الناس عند دارہ
قالوا صبا عمر و انا غلام فوق ظہر بیتی فجاء
رجل علیہ قباء من دیباج فقال صبا
فما ذاک فانا لہ جار فرأیت الناس
تصدعوا عنہ فقلت من ہذا قالوا
العاص بن وائل اخرجہ البخاری دریجا
نکتہ باید فہمید کہ فاروق اعظم سال ششم
از بعثت بعد اسلام چہل مرد و پانزدہ
زن مسلمان شد علیٰ اختلاف یسیر
بین حملۃ العلم فی ذلک بالجملہ اسلام
او اگرچہ بنصف قرن از اول بعثت متاخر
شد وآن سابقہا از وی فوت گشت
الا بتائید الٰہی در قیام بحقوق خلافت باتم
وجہ وتوسط میان پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم
وامت او در نشر دین از ہمہ سبقت نمود
در اول امر مفضول بود بنسبت صدیق اکبرؓ
بر بسیارے از جہت تاخر اسلام ودر آخر
حال ہمعنان او وسہیم وشریک او شد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیان ہر دو وجہ
فرمودہ اند در قضیہ مغاضبہ صدیق اکبرؓ
باوے خطاب عتاب آلود فرمود
ہل انتم تارکون لی صاحبی ہل انتم

آپ کے بارے میں مکہ میں ڈانٹا تھا جس دن آپ اسلام لاتے تھے اور وہ
آپ سے لڑ رہے تھے ؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میرے بیٹے ! وہ شخص
عاص بن وائل السہمی تھا۔ (عمروؓ بن العاص کا باپ) اور مروی ہے
عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ جب عمرؓ اسلام لاتے تو لوگ ان کے
مکان کے پاس جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ عمرؓ بے دین ہوگیا اور
میں (اس وقت) لڑکا تھا اپنے گھر کی چھت پر چڑھا ہوا تھا۔ پھر
ایک شخص آیا جو دیبا کی قبا پہنے ہوئے تھا تو اس نے کہا بے دین
ہوگیا تو پھر ہوا کیا، میں بھی تو اس کا ہمسایہ ہوں تو میں نے لوگوں
کو دیکھا کہ سب تتر بتر ہوگئے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون تھا؟ تو لوگوں
نے بتایا کہ عاص بن وائل تھا، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ یہاں
ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیئے کہ فاروق اعظمؓ بعثت کے چھٹے سال
میں جب کہ چالیس مرد اور پندرہ عورتیں اسلام لا چکی تھیں مسلمان
ہوئے۔ اہل علم کا اس (عدد) میں تھوڑا سا اختلاف بھی ہے۔ الغرض
ان کا اسلام اگرچہ اول بعثت سے نصف قرن کے قریب (بحساب
قیام مکہ) متاخر ہوگیا اور وہ سبقتیں (جو ان سے پہلے والوں کو
حاصل ہوئیں) ان سے فوت ہوگئیں لیکن بتائید الٰہی حقوق
خلافت کو پورے طور پر قائم رکھنے میں اور پیغمبر صلے اللہ علیہ
وسلم اور امت کے درمیان دین کی اشاعت میں واسطہ بننے میں
سب سے سبقت لے گئے۔ اول امر میں بہ نسبت صدیق اکبرؓ کے بوجہ
دیر میں اسلام لانے کے بہت سی باتوں میں کم رتبہ رہنے اور
آخر حال میں ان کے برابر کے ساتھی اور شریک وسہیم رہے۔ آں
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس قضیہ میں جو صدیق اکبرؓ سے
ناراض ہونے کا پیش آیا تھا دونوں حالتوں کا اظہار ان سے
عتاب آمیز خطاب کے ساتھ فرمایا تھا کہ کیا تم میری وجہ سے
میرے رفیق کو (اذیت دینا) چھوڑ دو گے ؟ کیا تم میری وجہ سے

تارِکون لی صاحبی قُلتُ یا ایُّہا النّاسُ انی
رسولُ اللہ الیکم جمیعًا فقُلتم کذبتَ وقالَ
ابوبکرٍ صدقتَ اخرجہ البخاری ودر حدیث
رُؤیا قلیب فرمود ثُمّ اخذ ابوبکر وفی
نزعِہٖ ضعفٌ واللہ یغفِرُ لہ ثم اخذہا عُمر
ابن الخطابِ فاستحالت غرْبًا فلم اَرَ عبقریًا
من الناس یَفری فَریَہ حتے ضربَ
الناسُ بعَطَنٍ اخرجہ الشّیخان وغیرہما
وازا نجملہ آنست کہ بسبب دخولِ او در
اسلام مسلمانان عزیز شدند و إعلان
اسلام نمودند عن ابن مسعود قال
مازِلنا اَعِزّۃً مُنذُ اسلم عُمر اخرجہ
البخاری قال ابن اسحٰق ولمّا قدِمَ عمرو
ابن العاص وعبداللہ بن ابی ربیعۃ
علےٰ قریش ولم یُدرِکوا ما طلبوا
وردّہم النجاشی بما یکرہون واسلم
عُمر بن الخطّاب وکانَ رجلاً ذا
شکیمۃٍ لا یُرامُ ما وراءَ ظہرہ امتنع
بہ اصحابُ رسول اللہ صلّے اللہ علیہ
وسلم وبحمزۃ رضی اللہ عنہ حتے غاظوا
قریشًا فکانَ عبدُ اللہ بن مسعود یقول ما کُنّا
نقدرُ علےٰ ان نصلّے عند الکعبۃ حتے اسلم عمر
ابن الخطاب فلمّا اَسلم قاتلَ قریشًا حتے
صلّے عند الکعبۃ وصلّینا معہ عن
سعد بن ابراہیم قالَ

میرے رفیق کو اذیت دینا، چھوڑو گے ؟ میں نے کہا کہ اے لوگو! میں
تم سب کے پاس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں، تو تم نے کہا کہ تو
جھوٹا ہے ابوبکر رض نے کہا کہ تو سچا ہے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔
اور کنویں والے خواب کی حدیث میں فرمایا پھر ابوبکر رض نے (ڈول)
پکڑا اور اس کے کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ اس کی مغفرت کرے
پھر اس کو عمر رض بن الخطاب نے پکڑ لیا تو وہ ایک موچرس بن گیا تو
میں نے لوگوں میں کوئی جوانمرد نہیں دیکھا جو اُس جیسا کام کرتا ہو
یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر پانی کے گرد بٹھادیا
اس کو شیخین وغیرہما نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ
اُن کے اسلام میں داخل ہونے کے سبب سے مسلمانوں کے حوصلے
بڑھ گئے اور انھوں نے اسلام کا اعلان کردیا۔ ابن مسعود رض سے
مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ جب سے عمر رض اسلام لائے ہم عزّت
کے ساتھ رہے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ
جب عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ قریش کے پاس (واپس)
آئے اور جس مقصد سے گئے تھے اُس کو نہ پا سکے اور اُن کو ایسے
طور پر نجاشی نے نکال دیا جو اُن کو ناگوارا تھا اور عمر رض بن الخطاب
اسلام لے آئے اور وہ بڑے حوصلے والے شخص تھے پروا نہیں
کرتے تھے ان کی پیٹھ پیچھے جو کچھ (خطرہ) ہو تو اُن سے اور حمزہ
رضی اللہ عنہ (کے اسلام لانے) سے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم طاقتور ہوگئے یہاں تک کہ ان لوگوں نے قریش کو
غضبناک کردیا۔ اس پر عبداللہ بن مسعود رض کہا کرتے تھے کہ ہم اس
پر قدرت نہیں رکھتے تھے کہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ لیں یہاں تک
کہ عمر رض اسلام لائے۔ جب وہ مسلمان ہوگئے تو وہ قریش سے
لڑے یہاں تک کہ اُنھوں نے کعبہ کے نزدیک نماز پڑھی اور ہم نے
بھی اُن کے ساتھ پڑھی۔ اور سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہا کہ

قال عبداللہ بن مسعود ان اسلام عمر رضی اللہ عنہ
کان فتحاً و ان ہجرتہ کانت نصراً و ان امارتہ
کانت رحمۃً ولقد کنا ما نصلی عند الکعبۃ حتی
اسلم عمر فلما اسلم قاتل قریشاً حتی صلی
عند الکعبۃ و صلینا معہ اخرجہ ابن ہشام
فی زیادتہ علی السیرۃ و اخرج الحاکم مثلہ
وازانجملہ آنست کہ ہجرۃ نمود بسوی مدینہ
قبل از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تمہید
و لوطیہ ساخت برائی قدوم وے صلے اللہ علیہ
وسلم عن البراء بن عازب اول من قدم
علینا مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم وکانوا
یقرؤن الناس فقدم بلال و سعد و عمار
ابن یاسر ثم قدم عمر بن الخطاب فی عشرین
من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قدم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث اخرجہ
البخاری وازانجملہ آنست کہ در غزوہ بدر
مآثر جمیلہ نصیب فاروق رضی گشت بوجوہ بسیاری
آنکہ خال خود را للہ فی اللہ کشت محبت قرابت مانع
مباشرت قتل او نشد فی الاستیعاب قتل العاص بن
ہشام بن مغیرۃ کافراً یوم بدر قتلہ عمر بن الخطاب وکان
خالاً لہ دیگر آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ عباس
را نکشند ابوحذیفہ آن را قبول نکرد درینجا نوعی از وہن
در امتثال حکم پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم
پدید آمد و نحوی از اختلاف نمودار گردید
آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم

عبداللہ بن مسعود رضی نے فرمایا کہ عمر رضی کا اسلام ایک فتح تھا اور اُن
کی ہجرت ایک مدد تھی اور اُن کی امارت ایک رحمت تھی اور ہم
اس حال میں تھے کہ کعبہ کے قریب نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں
تک کہ عمر رضی اسلام لے آئے۔ جب وہ مسلمان ہوتے تو قریش سے
لڑے یہاں تک کہ اُنھوں نے کعبہ کے پاس نماز پڑھی اور ہم نے اُن
کے ساتھ نماز پڑھی اس کو ابن ہشام نے اپنی "زیادۃ علی السیرۃ"
میں نقل کیا ہے اور حاکم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ اور اُن
میں سے ایک یہ ہے کہ آپ رضی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف
آوری کے لئے وہاں کی فضا کو مناسب اور ہموار کیا۔ براء بن عازب
سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ ہمارے پاس آتے وہ مصعب رضی
ابن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی تھے اور وہ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے
تھے۔ پھر بلال رضی اور سعد رضی اور عمار رضی بن یاسر آتے۔ پھر اصحاب
نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے بیس آدمیوں میں عمر رضی بن الخطاب
آتے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے، آخر حدیث تک،
اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ
بدر میں اچھی فضیلتیں حضرت فاروق رضی کے حصہ میں آئیں بہت
سی وجوہ کے ساتھ ایک یہ کہ آپ نے اللہ کی رضا کے لئے اپنے
ماموں کو قتل کیا۔ قتل کرنے میں قرابت کی محبت آپ کے لئے مانع
نہ ہوتی۔ استیعاب میں ہے کہ قتل کیا گیا عاص بن ہشام بن مغیرہ
بدر کے دن کفر کی حالت میں۔ اس کو عمر رضی بن الخطاب نے قتل کیا
اور یہ اُن کا ماموں تھا۔ دوسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و
وسلم نے فرمایا کہ عباس کو نہ ماریں۔ ابوحذیفہ رضی نے اس کو قبول
نہ کیا۔ اس موقع پر تعمیل حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میں کوتاہی کا
ظہور ہوا۔ اور ایک طرح کا اختلاف نمودار ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

این حادثہ را بدو وجہ تدارک فرمود در حالتِ
راہنہ تخویف و تہدیدِ شخصے کہ از قبولِ امر موجودہ
نافرمانی نمود و جارحۂ آن تہدید و تشدید فاروقِ
اعظم رضؓ را ساخت و گفت یا با حفصٍ أیُضرب وجہُ
عمِّ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالسّیف حضرتِ
فاروق رضؓ ازین کلمہ بجوشید و مقصود بحصول
انجامید و در وقتِ اخذ فِدا ہر چند انصار گفتند
کہ ابنِ اُخت مارا معاف باید داشت قبول
نہ فرمود تا سدِّ ذریعہ اختلاف شود اینجا بر قدرِ
عقولِ مردم تنزل نمود عن ابن عباسٍ انّ
النّبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لأصحابہ یومئذٍ
انّی قد عرفتُ انّ رجالاً من بنی ہاشم وغیرہم
قد اُخرجوا کرہاً لا حاجۃَ لہم بقتالنا فمن لقیَ
أحداً من بنی ہاشم فلایقتلہُ ومَن لقِیَ
اباالبختری ابن ہشام فلایقتلہ ومَن لقِیَ
العباسَ بنَ عبدالمطلب عمَّ رسولِ اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم فلایقتلہ فانما خرجَ مُستکرَہاً قال
فقال ابو حذیفۃ أنقتلُ آباءَنا و ابناءَنا واخوانَنا
وعشیرتَنا ونترک العبّاسَ واللہِ لئن لقیتُہ لأُلحِمنّہ
السّیفَ قال فبلغتْ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم فقالَ لعُمرَ بن الخطاب یا ابا حفصٍ قال عُمر
واللہ انّہ لأوّلُ یوم کنّانی رسولُ اللہ صلے
(جملہ معترضہ) اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بابی حفصٍ أیُضرب
وجہُ عمِّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
بالسّیف فقال عُمر یا رسولَ اللہ

اس حادثہ کا تدارک دو طرح سے فرمایا (ایک یہ کہ) ایسے شخص کو ڈرانا اور
دھمکانا جس نے کہ حکم کے ماننے میں نافرمانی کی اور اُس ڈرانے
دھمکانے کا آلہ آپ نے فاروقِ اعظم رضؓ کو بنایا اور فرمایا کہ اے
ابو حفص! کیا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے چچا کے مُنہ پر
تلوار ماری جاتے گی۔ حضرتِ فاروق رضؓ اس کلمہ سے جوش میں آگئے
اور مقصود حاصل ہو گیا۔ اور (دوسری یہ کہ) فدیہ لینے کے وقت
ہر چند انصار نے کہا کہ ہمارے بھانجے کو معاف رکھنا چاہیے (یعنی
عباس رضؓ سے فدیہ نہ لیا جائے) مگر آپ نے قبول نہ فرمایا تاکہ اختلاف
کا سبب بند ہو جائے۔ یہاں عام لوگوں کے مرتبۂ عقل پر آپ نے
تنزل فرمایا۔ مروی ہے ابن عباس رضؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اُس دن اپنے اصحاب رضؓ سے فرمایا کہ بہت سے لوگ بنی ہاشم
وغیرہم کے زبردستی نکالے گئے ہیں اُن میں ہم سے لڑنے کا داعیہ
نہیں تھا تو جس کا بنی ہاشم میں سے کسی کے ساتھ مقابلہ ہو جائے
وہ اُس کو قتل نہ کرے، جو شخص ابوالبختری بن ہشام کے مقابل
ہو وہ اس کو قتل نہ کرے اور جو عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کا مقابل ہو وہ اُن کو قتل نہ کرے۔
بیان کیا کہ اس پر ابو حذیفہ (ابن عتبہ بن ربیعہ) نے کہا کہ کیا ہم
اپنے باپ اور اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور اپنے رشتہ داروں
کو تو قتل کر دیں اور عباس کو چھوڑ دیں واللہ اگر میرا اُس سے مقابلہ
ہو گیا تو میں اپنی تلوار کو اُس کا گوشت ضرور کھلاؤں گا۔ کہا کہ یہ
بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ تو آپ نے عمر رضؓ
ابن الخطاب سے فرمایا اے ابو حفص! عمر رضؓ فرماتے ہیں کہ واللہ
یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کُنیت
ابو حفص سے خطاب کیا، کیا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے
چچا کے مُنہ پر تلوار ماری جاتے گی؟ تو عمر رضؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ!

دعنی فلأضرب عنقه بالسیف فواللہ لقد
نافق فکان ابو حذیفة رض یقول ما انا بآمن
من تلک الکلمة التی قلت یومئذ ولا ازال
منها خائفاً الا ان تکفرها عنی الشهادة فقتل
یوم الیمامة شهیداً اخرجه ابن اسحٰق سوم
آنکه بعد فتح درباب اسیران اختلاف
افتاد که فدا بگیرند یا قتل کنند رائی حضرت
فاروق رض موافق مراد حق واقع شد عن ابن
عباس قال حدثنی عمر بن الخطاب فذکر
قصة الی ان قال فاستشار رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر و علیاً و عمر
فقال ابو بکر یا نبی اللہ هؤلاء بنو العم
والعشیرة والاخوان فانی اری
ان نأخذ منهم الفدیة فیکون
ما اخذنا منهم قوة لنا علی الکفار و
عسی اللہ ان یهدیهم فیکونون لنا
عضداً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما تری یا ابن الخطاب قال
قلت واللہ ما (نافیه) اری ما رأی ابو بکر
ولکنی اری ان تمکننی من فلان
قریب لعمر فاضرب عنقه وتمکن
علیاً من عقیل فیضرب عنقه و
تمکن حمزة من فلان اخیه فیضرب عنقه
حتی یعلم اللہ انه لیست فی قلوبنا
هوادة للمشرکین هؤلاء صنادیدهم و

نرمی ۱۲ — بہتران ۱۲

مجھے اجازت دیجئے کہ میں تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں۔ خدا کی
قسم اس نے نفاق برتا ہے۔ اس پر ابو حذیفہ رض کہا کرتے تھے کہ جو کلمہ
اس دن میری زبان سے نکل گیا تھا میں اس سے مطمئن نہیں ہوں
اور ہمیشہ اس سے خائف رہتا ہوں (آخرت کے مواخذہ سے بچنے
کی کوئی صورت نہیں) بجز اس کے میری طرف سے اس معصیت
کا کفارہ شہادت بن جاتے۔ تو وہ یوم یمامہ میں قتل کئے گئے اور
شہید ہوگئے۔ اس کو ابن اسحٰق نے روایت کیا۔ تیسری یہ کہ فتح
(بدر) کے بعد قیدیوں کے بارے میں اختلاف واقع ہوا کہ فدیہ
لے لیں یا قتل کریں۔ اس بارے میں حضرت فاروق رض کی رائے
مرادِ حق کے موافق واقع ہوتی۔ مروی ہے ابن عباس رض سے کہا کہ
مجھ سے بیان کیا عمر رض بن الخطاب نے۔ پھر اس قصہ کا ذکر کرتے
ہوئے فرمایا کہ پھر مشورہ لیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ابو بکر رض سے اور علی رض سے اور عمر رض سے۔ تو ابو بکر رض نے کہا یا رسول اللہ
یہ لوگ چچا کے بیٹے اور رشتہ دار بھائی ہیں میری رائے یہ ہے
کہ ہم ان سے فدیہ لے لیں تو جو کچھ ہم ان سے لیں گے وہ ہمارے
لئے کفار پر موجب قوت ہوگا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت
کردے گا تو وہ ہمارے لئے ایک بازو بنیں گے۔ پھر رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب! تمھاری کیا رائے ہے؟
کہا کہ میں نے کہا واللہ میں وہ رائے نہیں رکھتا جو ابو بکر رض رائے
رکھتے ہیں۔ میری رائے تو یہ ہے کہ میرے سپرد آپ کریں فلاں کو،
یہ حضرت عمر رض کے ایک رشتہ دار تھے، تاکہ میں اس کی گردن
ماردوں اور علی رض کے سپرد کیجئے عقیل کو تاکہ وہ اس کی گردن مار
دیں اور حمزہ رض کے سپرد کیجئے ان کے فلاں بھائی (یعنی عباس) کو کہ
وہ ان کی گردن ماردیں۔ تاکہ اللہ پر ظاہر ہوجاتے کہ ہمارے دلوں
میں مشرکین کے لئے نرمی نہیں ہے۔ یہ لوگ مشرکین کے سردار اور

ائمتهم و قادتهم فهوى رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قال ابو بكر ولم يهو ما قلت فأخذ منهم الفداء فلما كان من الغد قال عمر غدوت الى النبى صلى الله عليه وسلم فاذا هو قاعد و ابو بكر واذا هما يبكيان فقلت يا رسول الله اخبرنى ماذا يبكيك انت و صاحبك فان وجدت بكاء بكيت وان لم اجد بكاء تباكيت لبكائكما قال فقال النبى صلى الله عليه وسلم ابكى للذى عرض على اصحابك من الفداء ثم قال لقد عرض على عذابكم ادنى من هذه الشجرة لشجرة قريبة و انزل الله عز و جل مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ الى لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَا اَخَذْتُمْ من الفداء ثم احل لهم الغنائم فلما كان يوم احد من العام المقبل عوقبوا بما صنعوا يوم بدر من اخذهم الفداء فقتل منهم سبعون و فر اصحاب النبى عن النبى صلى الله عليه وسلم و كسرت رباعيته و هشمت البيضة على رأسه

احب ۱۲ — شکست ۱۲ — خود ۱۲

ان کے پیشوا اور ان کے راہ نما ہیں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پسند کیا اس رائے کو جو ابو بکرؓ نے دی تھی اور جو کچھ میں نے کہا تھا اس کو پسند نہ کیا اور ان سے فدیہ لے لیا۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ جب اگلا دن ہوا تو صبح کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ آپؐ بیٹھے ہیں اور ابو بکرؓ بھی اور دونوں رو رہے ہیں تو میں نے کہا یا رسول اللہؐ! مجھے بتایئے کہ آپ کیوں رو رہے ہیں اور آپ کے ساتھی بھی، تو اگر مجھے رونا آئے گا تو میں بھی روؤں گا اور اگر نہیں آئے گا تو آپ کے گریہ کے ساتھ شریک ہونے کے لئے رونے کی کوشش کروں گا۔ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رو رہا ہوں اس وجہ سے جو میرے سامنے تمہارے ساتھیوں نے فدیہ کا معاملہ پیش کیا۔ پھر فرمایا کہ مجھ پر پیش کیا گیا تمہارا عذاب جو قریب آگیا تھا اس درخت کے۔ ایک قریب کے درخت کی طرف اشارہ فرمایا اور اللہ عزّ وجلّ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا کَانَ لِنَبِیٍّ الخ (۸: ۶۷۔ ۶۸) نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیئے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کرلیں تم تو دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالے آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالے بڑے زبردست اور بڑے حکمت والے ہیں۔ اگر خدا تعالے کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے یعنی فدیہ لینا اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔" پھر حلال کر دیا گیا ان کے لئے غنیمتوں کو۔ پھر جب آئندہ سال جنگ احد ہوئی تو اس چیز کا ان کو بدلہ دیا گیا جو انہوں نے یوم بدر میں کیا تھا یعنی ان سے فدیہ لے لینا۔ تو مسلمانوں میں سے ستّر قتل کئے گئے اور اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں ہزیمت واقع ہوئی اور آپؐ کا دانت توڑا گیا اور آپ کے سر پر خود توڑا گیا

وسال الدم علی وجهه وانزل اللہ تعالیٰ
اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ
مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ
مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ o باخذکم الفداء، اخرجه
احمد چہارم آنکہ عمیر بن وہب بعد از
فتح برائے استخلاص برادر خود بحضور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آمد وے
از فاتکان قریش و دلیران ایشان بود و
حضرت فاروق رض در حفظ مراتب احتیاط
از مکر وے شرط محبت بتقدیم رسانید
عن عروة بن الزبير في قصة عمير بن
وهب فبينا عمر بن الخطاب في نفر
من المسلمين يتحدثون عن يوم بدر و
يذكرون ما اكرمهم الله به وما اراهم به
من عدوهم اذ نظر عمر الى عمير بن
وهب حين اناخ على باب المسجد
متوشحا السيف فقال هذا الكلب
عدو الله عمير بن وهب ما جاء الا بشر و
هو الذي حرش بيننا وحزرنا للقوم يوم
بدر ثم دخل عمر رضي الله عنه على رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال يا نبي الله هذا
عدو الله عمير بن وهب قد جاء متوشحا
سيفه قال فادخله علي قال فاقبل
عمر حتى اخذ بحمالة سيفه

اور خون آپ کے چہرۂ مبارک پر بہا۔ اور اللہ تعالیٰ نے نازل کیا
اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ الخ (۳: ۱۶۵) اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس
سے دو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو
کہ یہ کدھر سے ہوئی۔ آپ فرما دیجئے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے
ہوئی بیشک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔" (تمہاری طرف
سے یعنی) تمہارے فدیہ لینے کی وجہ سے، روایت کیا اس کو احمد نے۔
چوتھی یہ کہ عمیر بن وہب فتح (بدر) کے بعد اپنے بھائی کو چھوڑانے
کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور یہ شخص
قریش کے خونریز اور دلیر لوگوں میں سے تھا۔ اور حضرت فاروق رض
نے اس کے مکر سے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) حفاظت
کے سلسلہ میں احتیاط کے تمام مراتب آپ کی محبت کی وجہ سے
پورے ادا کئے۔ عمیر بن وہب کے قصہ میں عروہ بن الزبیر رض سے مروی
ہے کہ اس دوران میں کہ عمر بن الخطاب رض مسلمانوں کی ایک جماعت
میں بیٹھے ہوئے تھے جو آپس میں یوم بدر کی باتیں کر رہے تھے اور
جو اکرام اللہ تعالیٰ نے ان پر کئے تھے اور دشمنوں کی جو حالت
اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھائی تھی اس کو یاد کر رہے تھے کہ عمر رض کی نظر
پڑی عمیر بن وہب پر جب کہ اس نے اپنے اونٹ کو مسجد
کے دروازے پر بٹھایا اور وہ اپنی تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے
تھا۔ آپ نے کہا کہ یہ کتا اللہ کا دشمن عمیر بن وہب ہے یہ بجز شر
کے اور کسی ارادے سے نہیں آیا۔ اور یہ وہی شخص ہے جس نے
بدر کے دن ہمارے خلاف قوم کو خوب بھڑکایا تھا اور قوم کے جذبات
کو تیز کیا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہنچے اور عرض کیا کہ اے نبی اللہ! یہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب
آیا ہے اپنی تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے
پاس لے آؤ۔ تو عمر رض اس کو اس طرح لے کر آئے کہ اس کی تلوار

فی عُنقِہٖ فلَبَّبَہٗ بہا و قال لرجالٍ ممّن کانَ معہٗ من الانصار ادخلوا علےٰ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم فاَجلِسُوا عندہٗ واحذروا علیہ من ھٰذا الخبیثِ فانّہٗ غیرُ مأمونٍ ثمّ دخلَ بہ علےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم و عُمر آخذ بحِمالۃِ سیفِہٖ فی عنقہ قالَ اَرسِلْہُ یا عُمرُ اُدْنُ یا عُمیر فذکر الحدیث بطولِہٖ وفیہ معجزۃ اخرجہ ابن اسحٰق و

از انجملہ آنست کہ در غزوۂ اُحُد فضائل نمایان نصیب حضرت فاروق رضؓ شد بچندین جہت یکی آنکہ در وقت تحصُّن بشعب با جماعہ از مہاجرین بالاء کوہ برآمد و دفع کفار نمود قال ابن اسحٰق فبینا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالشعب معہ اولٰئک النفر من اصحابہ اذ علت عالیۃٌ مِن قریش الجبلَ فقالَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کے تسمہ کو جو اس کی گردن پڑا تھا اُس کے گریبان کے ساتھ پکڑے ہوتے تھے۔ اور جو انصاری کہ آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاؤ اور اُن کے قریب جاکر بیٹھو اور اس خبیث سے چوکنے رہو کیونکہ یہ قابلِ اطمینان شخص نہیں ہے۔ پھر اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آتے اور عمر رضؓ اس کی گردن میں پڑے ہوتے تلوار کے تسمہ کو پکڑے ہوتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اے عمر رضؓ! اور اے عُمیرؓ قریب آ۔ یہ لمبی حدیث ہے اور اس میں ایک معجزہؓ بھی ہے، اس کو ابنِ اسحٰق نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ اُحد میں نمایاں فضائل فاروقِ اعظم رضؓ کو حاصل ہوتے متعدد جہت سے ایک یہ کہ گھاٹی میں پناہ گزین ہونے کے وقت مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ عمر رضؓ نے پہاڑ کے اوپر چڑھ کر کفّار کو دفع کیا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ ایسے وقت میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں تھے، اور آپ کے اصحاب میں سے وہ لوگ موجود تھے کہ ایک اوپر چڑھنے والی قریش کی جماعت پہاڑ کے اوپر پہنچ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا

ع۵ اس کے بعد کا واقعہ یہ ہے کہ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اے عمیر! تُو کیوں آیا ہے؟ تو اُس نے کہا کہ اُس قیدی کی وجہ سے آیا ہوں جو تمہارے قبضہ میں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلوار کیوں لٹکائی؟ اُس نے (ٹالنے کے لئے) جواب دیا کہ ہماری تلوار کا منہ کالا ہو کہ یہ کبھی ہمارے کام نہ آئی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صحیح بات بتاؤ، بغیر سچ بولے چھٹکارا نہ ملے گا۔ اُس نے کہا کہ اس مہم کے سوا میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے صفوان بن اُمیہؓ کے ساتھ بیٹھ کر کشتگانِ بدر کو یاد نہیں کیا اور جب کہ اُس نے تیرے قرض کو اور تیرے اہل و عیال کی کفالت کو اپنے ذمہ لے لیا تو تُو محمدؐ کے قتل کے لئے نہیں آیا؟ تو اس مہم کے لئے آیا ہے، لیکن میرے اور تیرے درمیان خدا حائل ہو گیا۔ (اس سے فاروقِ اعظم رضؓ کی یہ اہم فضیلت نکلی کہ خدا تعالیٰ نے ان کو حفاظتِ نبی کے لئے اپنا جارحہ اور آلہ بنایا) عُمیرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں اور اپنی انتہائی جہالت کی وجہ سے ہم آپؐ کا انکار کر رہے تھے۔ آپؐ کی سچائی مجھ پر ظاہر ہو گئی کیونکہ اس بات کی میرے اور صفوان کے سوا کسی کو بھی خبر نہ تھی۔ اور اس کی آپؐ کو خدا کے سوا کسی نے بھی خبر نہیں دی۔ اسی نے مجھے دولتِ اسلام سے مشرّف کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو اسلام کے احکام سکھاؤ اور قرآن کی تعلیم دو۔ اس کے بعد اس نے مکہ واپس جانے کی اجازت چاہی اور لوگوں کو خدا کی طرف آنے کی دعوت دینا شروع کر دی۔ اور ایک جماعتِ کثیر اُس کے ذریعہ سے دولتِ اسلام سے مشرّف ہوتی ۱۲ شواہد النبوۃ مولانا جامیؒ مترجمہ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

اللّٰھم انہ لاینبغی لھم ان یعلونا فقاتل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ورھط معہ من المھاجرین حتے اھبطوا من الجبل ذکرہ فی السیرۃ دوم آنکہ ابو سفیان نزدیک انصراف از اُحد گفت اُعلُ ھُبَلْ فاروق رضی اللہ عنہ را غیرت اسلام بجوش آمد و آن موجب اعلاء کلمۃ اللہ شد سوم آنکہ درین حادثہ واضح گشت کہ کفار بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وبعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اگر از کسے حسابے میگرفتند از فاروق رضی اللہ عنہ میگرفتند قال ابن اسحٰق انّ ابا سفیان حین اراد الانصراف اشرف علے الجبل ثم صرخ باعلے صوتہ فقال انّ الحرب سجالٌ یومٌ بیوم بدر اُعلُ ھُبَلْ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قم یا عمر فاجبہ فقال اللہ اَعلٰے واَجلُّ لاسواء (جنگ ما و شما برابر نیست) قتلانا فی الجنۃ وقتلاکم فے النار فلما اجاب عمر رضی اللہ عنہ اباسفیان قال لہ ابوسفیان ھلمّ الیّ یا عمر فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعمر ائتہ فانظر ماشانہ فقال ابوسفیان اَنشدک اللہ یا عمر اَقتلنا محمدًا قال اللّٰھم لا وانّہ لیسمع کلامک الآن قال انت اصدق عندی من ابن قمیئۃ وابرّ یقول ابن قمیئۃ لھم انی قتلت محمدًا واز انجملہ آنست کہ در غزوۂ خندق حاضر شد و

یا اللہ! یہ تو ٹھیک نہیں کہ وہ ہم سے بلند ہو جائیں تو عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے ایک جماعت مہاجرین کو ساتھ لے کر اُن سے قتال کیا یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے نیچے اُتار دیے گئے، اس کا ذکر کیا ہے سیرت میں۔ دوسری یہ کہ اُحد سے واپس ہوتے وقت ابوسفیان نے نعرہ لگایا اُعلُ ھُبَلْ (بلند ہو لے ہُبَل! یہ قریش کے بُت کا نام تھا) فاروق رضی اللہ عنہ کی غیرت اسلام جوش میں آئی اور وہ اعلاء کلمۃ اللہ کا موجب ہوئی (کہ انہوں نے نعرہ لگایا اَللہ اَعلٰی وَاَجَلّ) تیسری یہ کہ اس حادثہ میں یہ واضح ہو گیا کہ کفار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد اگر کسی کو سربرآوردہ شمار کرتے تھے تو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو کرتے تھے۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوسفیان نے جب واپس ہونے کا ارادہ کیا تو پہاڑ کے اوپر چڑھا پھر بلند آواز سے چیخا اور کہا کہ "لڑائی برابر سرابر کی ہو گئی یہ یوم بدر کے یوم کا جواب ہے۔ بلند ہو لے ہُبَل" تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُٹھو اے عمر رضی اللہ عنہ! اور اس کا جواب دو۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے نعرہ لگایا اللہ اعلیٰ واجلّ (اللہ سب سے بلند مرتبہ اور سب سے بڑا ہے) لڑائی برابر سرابر نہیں ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو جواب دیا تو ابوسفیان نے کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! میری طرف آ۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جاؤ دیکھو کیا بات ہے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچے۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کیا ہم نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بارخدایا نہیں اور وہ یقیناً تیری گفتگو سن رہے ہیں اب بھی۔ اُس نے کہا کہ تو میرے نزدیک ابن قمیئہ سے زیادہ سچا اور زیادہ نیک ہے۔ ابن قمیئہ لوگوں سے یہ کہہ رہا ہے کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے اور

مساعی جمیلہ دران واقعہ بکار بردہ یکے آنکہ محافظت طرفی از خندق عہدۂ وے بود و الآن مسجدے بنام او رضی اللہ عنہ در انجا بنا کردہ اند دوم آنکہ اہل سیر نوشتہ اند کہ فاروق رضؓ و زبیر رضؓ روزے از روزہای خندق بر جماعۂ کفار حملہ آوردند و آن جماعہ را از ہم متفرق ساختند دران میان ضرار بن الخطاب باز گشت و نیزہ بجانب عمر کشید و بعد ازان آن نیزہ را باز گرفت و گفت این نعمت مشکورہ است کہ بر تو ثابت کردم سوم آنکہ در بعض ایام خندق بسبب اہتمام بشغل دفع کفار نماز عصر از حضرت فاروق رضؓ فوت شد و تاسفے عظیم ازین وجہ بخاطرش راہ یافت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خود را دران وقت ہمراہ او عدّ فرمودند و باین شفقت علاج تاسفش ساختند عن جابر بن عبد اللہ انّ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جاء یوم الخندق بعد ما غربت الشمسُ جعل یسبُّ کفّارِ قریشٍ و قال یارسولَ اللہ ماکدتُ اَن اُصلی حتے کادتِ الشمسُ تغربُ قال النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم واللہ ما صلّیتُہا فنزلنا مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم بطحانَ فتوضّأ للصّلوٰۃ وتوضّأنا لہا فصلّے العصرَ بعد ما غربتِ الشمسُ ثم صلّے بعدہا المغربَ اخرجہ البخاری و از انجملہ آنست کہ در غزوۂ بنی مصطلق حاضر شد و سعیہا مصروف داشت بچند وجہ یکے آنکہ اہلِ سیر ذکر کردہ اند کہ

اس واقعہ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ایک یہ کہ خندق کی ایک جانب کی حفاظت اُن کے ذمہ تھی اور اب بھی وہاں ایک مسجد موجود ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے وہاں بنائی گئی ہے۔ دوسرا یہ کہ اہل سیر نے لکھا ہے کہ خندق کے دنوں میں سے ایک دن فاروق رضؓ اور زبیر رضؓ نے کفار کی جماعت پر حملہ کیا اور اُس کو درہم برہم کر دیا اور اسی دوران میں ضرار بن الخطاب پلٹا اور عمر رضؓ کی طرف نیزہ کھینچا اور پھر اُس کو روک لیا اور کہا کہ یہ میرا قابل شکر احسان ہے جو میں نے تجھ پر قائم کیا ہے۔ تیسرا یہ کہ خندق کے بعض ایام میں دفع کفار کے اہتمام و مشغولیت کے سبب سے حضرت فاروق رضؓ کی نمازِ عصر فوت ہوگئی اور اس وجہ سے بہت بڑا افسوس و رنج آپ کے دل میں پیدا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت اپنے کو اُن کے ہمراہ شمار کیا اور اس شفقت کے ساتھ آپ کے تأسف کا علاج فرمایا۔ مروی ہے جابر بن عبد اللہ رضؓ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یوم خندق میں آفتاب غروب ہونے کے بعد آئے اور کفارِ قریش کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور کہنے لگے کہ یارسول اللہ! مجھے اتنا موقع نہ ملا کہ نماز پڑھ لوں یہاں تک کہ آفتاب غروب ہونے لگا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ نمازِ عصر میں نے بھی نہیں پڑھی تو ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بطحان میں اُترے (بطحان مدینہ کے ایک نالے کا نام ہے) آپؐ نے نماز کے لئے وضو کی اور ہم سب نے وضو کی پھر عصر کی نماز پڑھی غروبِ آفتاب کے بعد پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ عمر رضؓ غزوۂ بنی مصطلق میں حاضر ہوئے اور بڑی کوششوں میں لگے ہوئے تھے (اس میں بھی) چند خاص وجوہ کے ساتھ (فضیلت حاصل ہوئی) ایک یہ کہ اہل سیر نے ذکر کیا ہے کہ

مقدمۃ لشکر او بود و جاسوسی را از طرف کفار
کرد و احوالِ آنہا از وے استفسار نمود بعد ازان
او را بکشت و باین جہت رعبِ عظیم بر دل کفار
افتاد دوم آنکہ در عین قتال فاروق رضہ مامور
شد بآنکہ ندا در دادند کہ ہر کہ کلمۃ اسلام
بگوید از تعرض مامون باشد سوم آنکہ
جہجاہ غفاری اجیر فاروق رضہ با اعرابے
در مناقشہ افتاد اعرابی بعبد اللہ
ابن ابی منافق رجوع آورد و وے
بکلماتِ نفاق آمیز آتشِ نفاق خود
را دو بالا ساخت زید بن ارقم آن
کلمات را بعرضِ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم رسانید و غیرتِ حضرت
فاروق رضہ بجوش آمد و قصدِ ایقاع بآن
منافق نمود و منافقان در صددِ
عذر آمدند خدائے عز وجل در باب تصدیق
قول زید بن ارقم وتحسین رائے فاروق رضہ
درینقدر کہ منافق مستحق اہانت است
در دنیا و مستوجب عقوبت در آخرت اگرچہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افادہ فرمودند کہ
بجہتِ مصلحتِ احتراز از تفرق کلمۃ
مسلمین و توحش داخلان در اسلام
سزائے کردارِ او در کنارِ او نہادند
آیات نازل فرمود
اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ اہ

مقدمۃ الجیش کے افسر وہی تھے اور اُنھوں نے کفار کا ایک جاسوس
گرفتار کیا تھا اور اُن کے احوال اُس سے دریافت کئے تھے
اس کے بعد اُس کو قتل کر دیا اس وجہ سے کفار کے دل پر بڑا
رعب واقع ہوگیا۔ دوسری یہ کہ خاص قتال کے وقت حضرت
فاروق رضہ اس پر مامور ہوئے کہ یہ ندا کر دیں کہ جو کلمۂ اسلام کہے گا
اُس سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ تیسری یہ کہ جہجاہ غفاری کا جو
حضرت فاروق رضہ کے اجیر تھے ایک اعرابی کے ساتھ جھگڑا ہوگیا۔
اعرابی نے عبد اللہ بن اُبی منافق کی طرف رجوع کیا اور اس نے
نفاق آمیز کلمات کے ساتھ اپنی آتشِ نفاق کو بھڑکایا۔ اور
زید بن ارقم نے اُن کلمات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں پہنچا دیا اور حضرت فاروق رضہ کی غیرت جوش میں آئی اور
آپ نے اُس منافق کو مارنے کا ارادہ کیا اور منافق لوگ عذر
و معذرت کرنے لگے (اور اُنھوں نے زید بن ارقم کو جھٹلایا)
تو خدائے عز وجل نے زید بن ارقم کے قول کی تصدیق اور حضرت
فاروق رضہ کی اس بارے میں تحسین کے سلسلہ میں کہ منافق
بیشک دنیا میں اہانت کا مستحق ہے اور آخرت میں عذاب کے
قابل، اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کلمۂ
مسلمین میں تفریق سے بچنے کی مصلحت اور اسلام میں داخل
ہونے والوں کو توحش سے بچانے کے لئے (کہ کسی نو مسلم کو
یہ خوف نہ پیدا ہونے لگے کہ کہیں مجھے منافق قرار دے کر
قتل نہ کر دیا جائے) درگزر کیا جائے اُس شخص کے کردار کی سزا
اُس کو نہیں دی، یہ آیات نازل فرمائیں اِذَا جَآءَكَ
الْمُنٰفِقُوْنَ الخ (۶۳: ۱ تا ۸) (پورا رکوع اسی کے بارے میں
ہے آخر میں ارشاد فرمایا گیا ہے یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو
لوگ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس جمع ہیں اُن پر

والقصة مبسوطة فی معالم التنزیل
وغیرہ چہارم آنکہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم حضرتِ فاروق رضؓ را
درین حادثہ رمزے عجیب کہ در
باب ملک داری بکار آید ارشاد
فرمودند قال ابن اسحٰق فحدثنی
عاصم بن عمران عبداللہ بن
عبداللہ بن اُبیّ اَتٰی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالَ
یارسولَ اللہ انہ قد بلغنی انک ترید
قتلَ عبد اللہ بن اُبیّ فیما
بلغکَ عنہ فان کنتَ لابدَّ
فاعلاً فمُرنی بہ فانا اَحمِلُ
الیکَ رأسہ فو اللہِ لقد
عَلِمَتِ الخزرجُ ما کانَ بہا
مِن رجل اَبرَّ بوالدِہ مِنّی
اِنّی اخشی اَن تامر غیری
فیقتلہ فلاتدَعُنی نفسی اَن
انظرَ الی قاتلِ عبداللہ بن
اُبَیّ یمشی فی النّاس
فاقتُلہ فاقتلُ مؤمنًا
بکافرٍ فاَدخل النّارَ فقالَ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
بل نُترفّقُ بہ و نُحسن صُحبتہ
ما بقی معنا

کچھ خرچ مت کرو یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہو جائیں گے اور (ان کا
یہ کہنا جہل محض ہے کیونکہ) اللہ تو ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں
کے اور زمین کے ولیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ
اگر ہم مدینہ میں لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت
والے کو باہر نکال دے گا حالانکہ عزت تو اللہ ہی کی ہے اور اس کے
رسولؐ کی اور مومنین کی لیکن منافقین جانتے نہیں") اور یہ قصہ
تفصیل کے ساتھ معالم التنزیل وغیرہ میں موجود ہے۔ چوتھی یہ کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حادثہ میں حضرت فاروق رضؓ کو
ایک عجیب رمز سے آگاہ فرمایا جو کہ ملک داری کے اصول میں بہت
کار آمد ہے۔ ابنِ اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عاصم بن عمر نے کہ
عبداللہ بن اُبیّ (منافق) کا بیٹا عبداللہ (جو سچا مسلمان تھا) رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یارسول
اللہ! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اُس اطلاع کی بناء پر جو عبداللہ بن
اُبیّ کے بارے میں آپ کو پہنچی آپؐ اُس کے قتل کا ارادہ رکھتے
ہیں تو اگر آپؐ کو ایسا کرنا ضروری ہے تو آپؐ مجھے اس کا حکم دیں
میں آپؐ کے پاس اُس کا سر لے آؤں گا۔ کیونکہ خدا کی قسم تمام
(قبیلہ) خزرج جانتا ہے کہ اُن کے تمام مردوں میں اپنے باپ کا
خدمت گزار مجھ سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ
کسی دوسرے کو حکم دیں گے اور وہ اُس کو قتل کرے گا تو میرا
نفس مجھے نہ چھوڑے گا کہ میں عبداللہ بن اُبی کے قاتل کو دیکھتا
رہوں کہ وہ لوگوں میں چل پھر رہا ہے پھر میں اُس کو قتل کر دوں
تو میں ایک مومن کو کافر کے بدلے میں قتل کروں گا اور جہنم میں
داخل ہوں گا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں
بلکہ ہم اس کے ساتھ نرمی کریں گے اور جب تک وہ (بظاہر) ہمارے
ساتھ رہے گا ہم اُس کے ساتھ حُسنِ صحبت قائم رکھیں گے۔

وجعل بعد ذلک اذا احدث الحدث کان قومہ الذین یعاتبونہ ویاخذونہ ویعنفونہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حین بلغہ ذلک من شانہم کیف تریٰ یا عمر اما واللہ لو قتلتہ یوم قلت لی اقتلہ لارعدت لہ آنفاً ولو امرتہا الیوم بقتلہ لقتلتہ قال فقال عمر رضی اللہ عنہ قد واللہ علمت لامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعظم برکۃ من امری۔

وازانجملہ آنست کہ درحدیبیہ حاضر بود وآنجا فضائل بے حساب نصیب او شد یکے آنکہ حمیت اسلام برحضرت فاروق رضہ غلبہ کرد وبتربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تسکین یافت قال ابن اسحٰق فلما التام الامر ولم یبق بینہما الا الکتاب وثب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فاتی ابا بکر رضی اللہ عنہ فقال یا ابا بکر الیس برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بلیٰ قال اولسنا بالمسلمین قال بلیٰ قال اولیسوا بالمشرکین قال بلیٰ قال فعلام نعطی الدنیۃ

اب اس کے بعد یہ ہونے لگا کہ جب بھی عبداللہ بن ابی کوئی نیا شوشہ اُٹھاتا تو اُس کی قوم کے لوگ ہی اُس پر عتاب کرنے لگتے اور اس پر گرفتیں کرنے لگتے اور اس کو دھمکانے لگتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جب آپ کو ان لوگوں کے اس حال کی اطلاع پہنچی فرمایا کیا رائے رکھتے ہو اے عمر رضہ کیا واللہ اگر تم اس کو قتل کر دیتے جس دن تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اسے قتل کروں گا تو اب تم پر لرزہ خیز حال پیش آجاتا؟ اور اگر میں اُس دن تمھیں اُس کے قتل کا حکم دیدیتا تو تم اُس کو قتل کر دیتے (راوی نے) کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بیشک واللہ میں سمجھ گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امر عظیم البرکت ہے میرے امر سے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ حُدیبیہ میں حاضر تھے اور اُس جگہ بے حساب فضائل اُن کے حصّہ میں آئے۔ ایک[1] یہ کہ حمیّتِ اسلام نے حضرت فاروق رضہ پر غلبہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے تسلّی پائی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ جب پورا معاملہ طے ہو چکا اور دونوں کے درمیان بجز تحریر کے کوئی بات باقی نہ رہی تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کود پڑے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے ابوبکر رضہ! کیا وہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں ہیں؟ اُنھوں نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ابوبکر رضہ نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کیا وہ مشرکین نہیں ہیں؟ اُنھوں نے کہا کیوں نہیں ہیں۔ کہا کہ پھر کس بناء پر ہم اپنے دین میں

[1] اس روایت میں حضرت فاروق رضہ کا اوّل حضرت صدیق رضہ کے پاس جا کر گفتگو کرنے کا ذکر ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنے کا۔ لیکن صحیح بخاری کی اُس روایت میں جو مناقبِ صدیق رضہ میں گزر چکی ہے یہ ہے کہ اوّل آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تھی اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تھے۔ بہرحال اس اختلاف سے اصل مقصد پر اثر نہیں پڑتا حضرت فاروق رضہ کی یہ منقبت کہ آپ اس موقع پر عزتِ اسلام کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے تھے دونوں سے ثابت ہے ۱۲ مترجم

فی دِینِنَا قال ابو بکر یا عمر الزم غرزہٗ (رکابہٗ)
فانّی اشہد انہٗ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم قالَ عُمر وانا اشہد انّہٗ رسولُ اللہ
ثمّ اتیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فقالَ یارسولَ اللہ اَلستَ برسول اللہ
حقًّا قال بلےٰ قال اولسنا بالمسلمین
قال بلےٰ قال اولیسوا بالمشرکین قال
بلےٰ قال فعلامَ نعطے الدّنیّۃ فی
دِینِنا قال اَنا عبدُ اللہ ورسولہٗ
لَن اُخالفَ امرہٗ ولن یُضیّعنی قالَ
فکان عمرُ رضی اللہ عنہٗ یقولُ
مازلتُ اَصومُ و اتصدّقُ واُصلّی
و اُعتِق من الّذی صَنعتُ یومئذٍ
مخافۃَ کلامی الّذی تکلّمتُ بہٖ
حتّی رجوتُ اَن یکونَ خیرًا و
قال ابن اسحٰق فوثبَ عُمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہٗ مع ابی
جندل یمشی الیٰ جانبہٖ ویقول
اصبر یا ابا جندل فانّما ہم المشرکونَ
وانّما دمُ احدِہم دم کلب قال ویدنی قائمَ
السّیف قال یقول عمر رضی اللہ عنہ رجوتُ ان یاخذ السّیف فیضرب بہٖ
اباہ قال فضنّ الرجل بابیہ ونفذت القضیۃ دیگر
آنکہ (بقیہ) فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی
رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ

عیب لگائیں۔[1] ابو بکر رضؓ نے کہا کہ اے عمر رضؓ بس اُن کی رکاب پکڑے
رکھو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں صلے اللہ علیہ وسلم۔
عمر رضؓ نے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔
پھر عمر رضؓ پہنچے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور کہا
یارسول اللہ ! کیا آپؐ اللہ کے سچے رسول نہیں ہیں ؟ فرمایا کیوں
نہیں۔ پھر کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں ؟ فرمایا کیوں نہیں۔ پھر کہا
کیا وہ مشرک نہیں ہیں ؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عرض کیا کہ پھر ہم کس
بنا پر اپنے دین میں عیب لگائیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا
بندہ اور اس کا رسول ہوں میں ہرگز اُس کے حکم کے خلاف نہ
کروں گا اور وہ ہرگز مجھے ضائع نہ کرے گا۔ (راوی نے) کہا تو
عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں روزے رکھتا رہا اور صدقہ دیتا
رہا اور نوافل پڑھتا رہا اور غلام آزاد کئے اُس بات کی وجہ سے
جو میں اُس دن کر گزرا (یعنی) اپنی اُس گفتگو کے خوف سے جو
میں نے اُس دن کی تھی یہاں تک کہ مجھے امید ہو گئی کہ خیر ہو گی۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جا پہنچے ابو جندل
کے پاس اور اس کے ساتھ اُس کے ایک پہلو کے قریب چلنے لگے اور
کہتے جاتے تھے کہ ابو جندل صبر کر یہ لوگ تو مشرک ہیں اور ان میں
سے ہر ایک کا خون کُتّے کے خون کے برابر ہے (عمر رضؓ نے) کہا
اور میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ تھا (راوی نے) کہا کہ عمر رضی
اللہ عنہ نے کہا کہ میں یہ امید کرتا تھا کہ یہ مجھ سے تلوار لے لیگا اور
پھر اس کو اپنے باپ پر مارے گا مگر اس شخص نے اپنے باپ کے
ساتھ ایسا کرنے سے اجتناب کیا اور جو قضیہ چل رہا تھا وہ ختم ہو گیا۔
دُوسری فضیلت یہ کہ آیت فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ الخ (۴۸:۲۶)
سو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول اور مومنین کو اپنی طرف سے تحمل

[1] یہ حدیث اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ مناقب صدیق رضؓ میں پہلے گزر چکی ہے وہاں اس کی شرح تحریر کر دی گئی ہے دیکھ لی جائے ۱۲

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى درحق او نازل شد سوم آنکہ وقت مراجعت بسوئے مدینہ سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوّل بر فاروق رضؓ خواند و باین تشریف اورا ازمیانِ اصحاب ممتاز ساخت گویا حکمت درین صورت آن بودہ باشد کہ حضرت فاروق رضؓ احکام انواع غلبات را بشناسد

اخرج مالک عن یزید بن اسلم عن ابیہ انَّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان یسیر فی بعض اَسفارِہ وعمر بن الخطاب یسیر معہ لیلاً فسألہ عمر عن شئی فلم یُجبہُ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم سألہ فلم یجبہ ثم سألہ فلم یجبہ فقال عمر ثکلتک اُمک عمر نزرت رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثلاث مرات کلُّ ذلک لایُجیبُک قالَ عُمر فحرّکتُ بعیری حتے اذا کنتُ امامَ النَّاس وخشیتُ اَن ینزلَ فیّ قرآنٌ قال ماتشبثتُ اَن سمعتُ صارخًا یصرخ بی قال فقلتُ لقد خشیتُ ان یکونَ نزل فیَّ قرآنٌ قالَ فجئتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فسلّمتُ علیہ فقالَ لقد اُنزِلَتْ علیَّ فی ھذہ اللیلۃ سورۃٌ لِھِیَ احبُّ الیَّ مما طلعت علیہ الشمس ثم قرأ

عطا کیا اور اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو کلمۂ تقوٰی پر جمائے رکھا" اُن کے حق میں نازل ہوئی۔ تیسری یہ کہ مدینہ کی طرف واپسی کے وقت سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوّل فاروق رضی اللہ عنہ کو سُنائی اور اس عزّت افزائی سے ان کو تمام اصحابؓ میں ممتاز فرمایا۔ گویا اس صورت میں یہ حکمت ملحوظ ہوگی کہ حضرت فاروق رضؓ غلبات کی قسموں کے احکام کو پہچان لیں (غلبات کی تشریح آگے آرہی ہے) مالکؒ نے روایت کیا یزید بن اسلم سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ایک سفر میں (اونٹ پر) تشریف لیجارہے تھے اور عمر رضؓ بن الخطاب رات کے وقت آپؐ کے ساتھ جارہے تھے تو آپؐ سے عمر رضؓ نے کسی بات کو پوچھا تو اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا۔ پھر آپؐ سے وہی سوال کیا تو پھر آپؐ نے اُن کو جواب نہ دیا۔ پھر آپؐ سے وہی سوال کیا تو آپؐ نے اُن کو جواب نہ دیا تو عمر رضؓ نے (اپنے دل میں) کہا کہ اے عمر رضؓ! تجھے تیری ماں روئے تو نے التجا کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ اور کسی مرتبہ میں بھی آپؐ نے تجھے جواب نہ دیا۔ عمر رضؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی (اور آگے بڑھا دیا) یہاں تک کہ سب لوگوں سے آگے پہنچ گیا۔ اور مجھے یہ ڈر لگا کہ میرے بارے میں کوئی آیت نازل ہوجائے۔ فرمایا کہ پھر کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میں نے سُنا کہ ایک چیخنے والا مجھے پکار رہا ہے۔ کہا کہ میں نے (دل میں) کہا کہ میں تو پہلے ہی ڈر رہا تھا میرے بارے میں قرآن نازل ہوا ہوگا۔ کہا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور آپؐ کو سلام کیا تو فرمایا کہ اس رات میں مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے زیادہ پیاری ہے ہر اُس چیز سے جس پر آفتاب طلوع ہوا۔ پھر آپ نے پڑھا

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ اینجا دو نکتہ باید
شناخت یکیؒ آنکہ غلبہ عبارت از انست
کہ چون نورِ ایمان با قلب مخالطت نماید و
درمیان نور ایمان و طبیعتِ قلب داعیہ متولد
شود کہ امساک از موجب آن مقدور نباشد
و بسبب غلبۂ آن داعیہ از بعض آداب شرع
و عقل فرو افتد و غلبہ بر دو نوع میباشد
غلبۂ منبجسہ از انقیادِ قلب نکتہ را کہ از
شرع تلقی کردہ است اگرچہ در صورت
حال مرضی نباشد مانند انقیادِ ابولبابہ داعیہ
شفقت بر خلق اللہ را ہنگامے کہ برائی بنو قریظہ
اشارہ کرد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایشان
را خواہد کشت و شفقت علی خلق اللہ در سائر
مواضع ہر چند محمود است چون اینجا معارض اعلاء
کلمۃ اللہ واقع شد مرضی الٰہی نیفتاد و غلبہ
داعیۂ الٰہیہ کہ از بعض مواطن شاہقہ بمنزلہ شعاع برق
بر دل میریزد و شتان بین المرتبتین و حضرت فاروق
بیان حال ہر دو غلبہ کردہ است برائی غلبۂ کہ در حدیبیہ از
جہتِ حمیتِ اسلام جوشید و بحقیقتِ خلافِ مصلحت
کلیہ بود گفتہ است فمازلتُ اصوم واتصدّق الخ
یعنی حال این غلبہ محتاج کفارت شد و در قضیۂ
موتِ ابن اُبی گفتہ است فتحولتُ حتی
قمتُ فی صدرہ و قلتُ یا رسول اللہ
اَتُصلّی علی ھٰذا و قد قال
یوم کذا کذا و کذا

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ یہاں دو نکتہ پہچان لینے چاہئیں
پہلا یہ کہ غلبہ سے یہ مراد ہے کہ جب نورِ ایمان قلب کے ساتھ
گھل مل جاتے اور نور ایمان اور طبیعتِ قلب کے درمیان
ایک داعیہ پیدا ہو جاتے کہ اس چیز کا روکنا جس کا موجب وہ
داعیہ رہا ہے قدرت سے باہر ہو اور اُس داعیہ کے غالب آجانے
کی وجہ سے شریعت اور عقل کے بعض آداب بھی نیچے گر جائیں
اور غلبہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ غلبہ ہے جو پھوٹ نکلنے
والا ہوتا ہے قلب کے ایسے نکتہ کے زیر حکم آجانے سے جو کہ
اُس نے شرع سے حاصل کیا ہے اگرچہ بصورت موجودہ پسندیدہ
نہ ہو جیساکہ "مخلوقِ خدا پر شفقت" کے داعیہ کے زیر حکم ابولبابہ
کے قلب کا مغلوب ہو جانا جس وقت میں کہ انہوں نے بنو قریظہ
کو اشارہ کر دیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو قتل
کریں گے اور خلق اللہ پر شفقت تمام مواقع میں اگرچہ محمود
ہے مگر چونکہ اس جگہ وہ اعلاء کلمۃ اللہ کے معارض واقع
ہوتی اس لئے پسندیدۂ الٰہی نہ ہوتی۔ دوسرا غلبہ اُس داعیۂ
الٰہیہ کا ہے جو بعض چوٹی کے مقامات سے بجلی کی شعاع کے
مرتبہ میں دل پر گرتا ہے اور دونوں مرتبوں میں بہت بڑا بعد
ہے اور حضرت فاروق رضؓ نے دونوں مرتبوں کے غلبہ کا حال
ظاہر کیا ہے۔ آپ کے اُوپر جس غلبہ نے حمیتِ اسلام کی جہت سے
حدیبیہ میں زور مارا تھا اور وہ درحقیقت مصلحتِ کلیہ کے خلاف
تھا اُس کے بارے میں آپ نے فرمایا فمازلتُ اصوم واتصدّق الخ
یعنی اس غلبہ کی حالت کفارے کی محتاج ہوئی اور ابنِ اُبی منافق
کی موت کے قضیہ میں فرمایا کہ میں گھوم کر بالمقابل جا کھڑا ہوا
اور میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اس پر نماز پڑھیں گے
حالانکہ اس نے فلاں دن ایسا اور ایسا کہا تھا اور فلاں دن یہ کہا تھا

أُعِدّ ایامہ قال فعجبت لی دجرأتی پس
فرق درمیان این دو کلمہ ملاحظہ بباید کرد
بسیار است کہ بر سالک یکی ازین دو قسم
با دیگرے مشتبہ شود و فہم او برائے حلِ این
اشتباہ کفایت نہ نماید و این اشدّ مزلۃ
الاقدام است حضرت فاروق را چندین
دفعہ اشتباہ درمیان غلبات واقع شدہ
بود و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میانِ
آنہا تمیز فرمودند تا آنکہ حضرت فاروق
درین باب حذاقتے پیدا کرد و بعد ازان
اشتباہ رُو نمی داد آنگاہ محدَّث کامل
گشت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اشارۃ خفیہ باین معنے فرمودہ اند جائیکہ
بلفظ تعلیق واقع شدہ لقد کانَ فیما کانَ
قبلکم محدَّثُونَ فانْ یکُنْ من اُمتی فعمرُ واللہ
اعلم و صدیقِ اکبر را در غلبات کم بود کہ اشتباہ
واقع شود و این یکے از وجوہ افضلیت اوست
بر فاروق در ذیلِ این نکتہ باید دانست کہ امر
دواعی مشابہت تمام دارد بامر رؤیا ہر دو امر فیضے
ہست نازل از احیاز شاہقہ لیکن رؤیا نزدیک
تعطیلِ حواس نمودار میگردد و داعیہ باوجود استقلالِ
حواس بر رُو دے کار مے آید و در رؤیا
مطرح شعاع بالاصالۃ عقل میباشد و
در دواعی مطرح آن قلب چنانکہ در رؤیا
اضغاثِ احلام و تشبّحِ اخلاق و اعمال

اُس کے دنوں کو شمار کرنے لگا۔ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے اپنے اوپر اور
اپنی جرأت پر تعجب ہوا۔ تو ان دونوں کلموں کے درمیان جو فرق ہے
اُس کو بخوبی ملحوظ کرلینا چاہیئے۔ ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ سالک پر ان
دونوں قسموں میں سے ایک قسم کا دوسری پر اشتباہ ہوجاتا ہے
اور اُس کی فہم اس اشتباہ کے حل کے لئے کفایت نہیں کرتی اور یہ
اَقدام کی سخت لغزش کا موقع ہے۔ حضرت فاروق رضؓ کو کتنی ہی مرتبہ
غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے ان کو الگ الگ کرکے دکھادیا۔ یہاں تک کہ حضرت
فاروق رضؓ اس باب میں پورے تجربہ کار ہوگئے پھر آپ کو کوئی اشتباہ
نہیں ہوتا تھا اُس وقت آپ محدَّث کامل ہوگئے۔ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے ایک دقیق اشارہ اس حقیقت کی طرف کیا ہے جہاں کہ
کلمہ شرط واقع ہوا (یعنی اس ارشاد میں) لقد کان فی ما کان قبلکم
محدَّثون فانْ یکن من امتی فعمر (یعنی جو اُمتیں تم سے پہلے ہوچکی ہیں
اُن میں محدَّث (صاحب کشف) ہوتے تھے اگر میری امت میں
سے کوئی ہے تو عمر رضؓ ہے) واللہ اعلم۔ اور صدّیقِ اکبر رضؓ کو غلبات میں
کم اشتباہ واقع ہوا اور فاروق رضؓ پر اُن کی افضلیت کی وجوہ میں
سے ایک یہ وجہ بھی ہے۔ اس نکتہ کے ذیل میں یہ جاننا چاہیئے کہ
داعیوں کا معاملہ خواب کے معاملہ سے پوری مشابہت رکھتا ہے۔
دونوں امر ایک فیض ہوتے ہیں جو چوٹی کے مقامات سے آتا ہے
لیکن (دونوں میں یعنی داعیہ اور رؤیا میں یہ فرق ہے کہ) رؤیا
حواس کے معطّل ہونے کے وقت نمودار ہوتا ہے اور داعیہ حواس
کے بجا ہونے کے باوجود پیدا ہوتا ہے اور (دوسرا فرق یہ ہے
کہ) رؤیا میں (فیض کی) شعاع کے گرنے کا محل بالاصالۃ عقل
ہوتی ہے اور دواعی میں اُسکے گرنے کا مقام قلب ہوتا ہے۔
جس طرح کہ رؤیا میں "اضغاث احلام" اور "اخلاق و اعمال کا

بصورِ مثالیہ با فیضِ نازل از ملک رؤیا
مشتبہ می شود و حلّ اشتباہ متعذر مے
گردد ہمچنان در دواعی داعیہ منبجسہ (جاریہ) از
طبیعتِ نفس و از عادات و مالوفات و
داعیۂ متولدہ درمیانِ نورِ ایمان و
طبیعت قلب نزدیک انقیاد آن نکتہ کہ
از شرع تلقی نمودہ با داعیۂ نازلہ از منبع
صدق و حق مشتبہ مے شود و حلّ اشتباہ
متعذر میگردد چون بعون اللہ عزّ و
جلّ اشتباہ منقطع شد و حق از باطل
ممتاز گشت آن داعیہ و آن
رؤیا قابل اعتماد مے باشد ولکن
دون ذٰلک خرط القتاد نکتۂ
دوم آنکہ معلوم بالقطع است کہ
صحابہ از نزدیکِ خود ہدایت را
نیاوردہ اند بلکہ ہمہ بتاثیر نفسِ قدسیۂ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مہتدی گشتند کما قال عزّ
من قائل وَ اِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
وتاثیر نفس مطہرۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم در ایشان گاہے بتقریب امر و نہی فقط
می باشد و گاہی باقترانِ غضب و
تہدید و زمانے بمجرد صحبت پس تنبیہ و تہدید
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
یکے از اسباب وصول بمرتبۂ سعادت است
و آن را یکے از مناقبِ عظیمہ صحابہؓ

مثالی صورتوں کے ساتھ نظر آنا" یا "فرشتے کی طرف سے فیض کا نازل
ہونا" (یہ امور) مشتبہ ہو جاتے ہیں اور اشتباہ کا حل دشوار ہو جاتا
ہے (کہ یہ فیصلہ کیا جاتے کہ یہ رؤیا مذکورہ بالا انواع میں سے کس
نوع سے تعلق رکھتا ہے) یہی اشتباہ دواعی میں پیش آتا ہے،
ایک داعیہ ہے جو جاری ہونے والا ہے طبیعت اور عادات اور
مالوفات (یعنی نفس کے مرغوبات) سے، اور ایک داعیہ ہے جو پیدا
ہوتا ہے نورِ ایمان اور طبیعت قلب کے درمیان سے اس حالت میں
جب کہ وہ کسی نکتہ پر جو شریعت سے اس نے حاصل کیا اور پورے
طور پر اس پر جم چکا ہے (یہ داعیہ مشتبہ ہو جاتا ہے) اس داعیہ
کے ساتھ جو نازل ہونے والا ہے صدق و حق کے منبع سے (جو
چوٹی کا مقام ہے) اور اشتباہ کا حل دشوار ہو جاتا ہے۔ جب اللہ
عزّ و جلّ کی مدد سے اشتباہ منقطع ہو جاتے اور حق باطل سے
ممتاز ہو جائے تو وہ داعیہ اور رؤیا قابلِ اعتماد ہو جاتا ہے اور
بغیر اس کے خاردار شاخ پر ہاتھ ملنا ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے
کہ یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ صحابہؓ ہدایت کو اپنی طرف سے نہیں
لائے (یعنی از خود ہدایت یافتہ نہیں بنے) بلکہ سب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نفسِ قدسیہ کی تاثیر سے ہدایت یافتہ
بنے۔ جیسا کہ اللہ عزّ و جلّ نے فرمایا ہے وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ
مُّسْتَقِیْمٍ (اور بیشک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتے ہیں)
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفسِ مطہرہ کی تاثیر آپ حضرات
میں (مختلف طریقوں سے ہوتی تھی) کبھی صرف امر و نہی کے ارشاد
فرما دینے سے۔ اور کبھی غضب اور دھمکی کی آمیزش سے۔ اور
کبھی صرف صحبت سے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تنبیہ
کرنا اور دھمکانا بھی مرتبۂ سعادت پر پہنچنے کے اسباب میں
سے ایک سبب ہے اور اس کو صحابہؓ کی مناقبِ عظیمہ میں سے ایک

میاید شمرد و لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است اللّٰھم انی بشرٌ ایّما مسلم آذیتہ شتمتہ ضربتہ فاجعلہ لہ رحمۃً او کما قال و اگر نفس بعضے از صحابہ رض بوجہے مخلوق شدہ باشد کہ بغیر تقریب تخویف و تہدید باصل مقصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہتدی شود و بمرضی وے صلی اللہ علیہ وسلم متمثل گردد آن از عنایاتِ حق است کہ بطریقِ ندرت بعضی را بآن برمیگزیند در تہذیب و تربیتِ حضرتِ فاروق رض چندین دفعہ عُنف و تہدید از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر شدہ است چنانکہ در قرآت او نسخۂ توریت را واقع شد و بنسبتِ حضرت صدیق از ین قسم معاملہا بسیار کم بظہور آمد و این نیز وجہے از وجوہ افضلیتِ صدیقِ اکبر است واللہ اعلم

و از انجملہ آنست کہ در غزوۂ خیبر آثرِ جمیلہ نصیبِ فاروق گشت بوجوہ بسیار یکی آنکہ اہلِ سیر ذکر کردہ اند کہ درین غزوہ میمنۂ لشکر مفوّض بحضرتِ فاروق رض شد دیگر آنکہ ہر شبی تعہدِ حراستِ لشکر بیکے از صحابہ رض مقرر می شد شبے کہ نوبت حراستِ فاروقِ اعظم رض بود یہودیے بردستِ وے رضی اللہ عنہ افتاد و پیشِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اورا برد و آنحضرت احوالِ خیبر از وے استفسار فرمود و این معنی سبب فتحِ خیبر شد سوم آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حق شخصے فرمود رحم اللہ فلانا فاروق رض بحدس ذہن معاملۂ الٰہی

منقبت شمار کرنا چاہیئے اور اسی بناء پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللّٰھم انی بشرٌ الخ یعنی یا اللہ میں بشر ہوں جس مسلمان کو میں نے ایذا دی ہو، برا کہا ہو، مارا ہو تو اس کو اس کے لئے رحمت بنا دیجئے او کما قال اور اگر صحابہ رض میں سے کسی کا نفس ایسی صورت میں مخلوق ہوا ہو کہ تخویف و تہدید کے استعمال کے بغیر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل مقصد پر فائز ہو جاتے اور آپؐ کی مرضی کے مطابق متمثل ہو جاتے تو یہ حق تعالےٰ کی عنایاتِ خاصہ میں سے ہے کہ شاذونادر طور پر کسی کو اس سے نواز دیتے ہیں۔ حضرت فاروق رض کی تہذیب و تربیت میں کتنی ہی مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے غصہ اور ناراضی کا ظہور ہوا جیسا کہ اُن کے نسخۂ توریت کے پڑھنے کے وقت ایسا وقوع میں آیا۔ اور بہ نسبت حضرت صدیق رض کے اس قسم کے معاملوں کا ظہور بہت کم ہوا۔ اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے، واللہ اعلم۔

اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت فاروق رض کے حصّہ میں جو مناقب آئے اُن کی بہت سی وجوہ ہیں۔ ایک[۱] یہ کہ اہلِ سیر نے ذکر کیا ہے کہ اس غزوہ میں لشکر کا میمنہ حضرت فاروق رض کے سپرد کیا گیا تھا۔ دوسری[۲] یہ کہ ہر رات میں لشکر کی نگہبانی کی ذمہ داری صحابہ رض میں سے ایک کے لئے مقرر کی جاتی تھی جس رات میں حضرت فاروق رض کی نگہبانی کی باری تھی تو ایک یہودی آپؓ کے قبضہ میں آگیا اور اُس کو آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جا کر پیش کیا۔ آپؐ نے اُس سے خیبر کے حالات دریافت کئے اور اس معنے سے یہ گرفتاری فتحِ خیبر کا سبب ہو گئی۔ تیسری[۳] یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے حق میں فرمایا رحم اللہ فلانا (یعنی اللہ تعالےٰ رحمت کرے فلاں شخص پر) فاروق رض نے اپنی ذہنی قوّت سے اس کے ساتھ اللہ کے

بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در دعاء او شناخت و گفت
وَجَبَتْ یارسولَ اللہ قال ابن اسحٰق فحدّثنی محمد
ابن ابراہیم التیمی عن ابی الہیثم بن نضرۃ الاسلمی ان
اَباہ حدّثہ انّہ سمعَ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یقول فی مسیرہ الیٰ خیبر لعامر بن الاکوع اَنْزِلْ یا
ابنَ الاکوع فحدِّثنا من ہُنَیّاتِک قال فنزل یرتجز
برسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ؎

واللہِ لولا اللہُ ما اہتدینا
ولا تصدّقنا ولا صلّینا
انّا اذا قومٌ بغوا علینا
وإنْ ارادوا فتنۃً اَبینا
فاَنزِلَنْ سکینۃً علینا
وثبّتِ الاقدامَ اِن لاقینا

فقالَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یرحمک ربک
فقال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وَجبتْ و
اللہِ یارسول اللہ لو لا متّعتنا بہ فقتل
یومَ خیبر شہیدًا چہارم آنکہ در بعضِ
ایّامِ خیبر او امیر لشکر بود مجاہدہا فرمود
ہرچند فتح بر دست حضرت مرتضٰے واقع
شد و فضیلتِ وے رضی اللہ عنہ درین واقعہ غالب
برآمد علی مرتضٰے گفت سارَ رسولُ اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم الیٰ خیبر فلمّا اتاہا بعثَ
عُمر وبعثَ النّاسَ الیٰ مدینتہم او قصرہم
فقاتلوہم فلم یلبثوا ان ہزموا
عمرؓ واصحابہ

معاملہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلماتِ دُعا سے پہچان لیا اور
کہا کہ واجب ہوگئی یارسول اللہ (یعنی شہادت اس شخص کے حق
میں) ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن ابراہیم تیمی نے وہ
روایت کرتے ہیں ابوالہیثم بن نضرۃ الاسلمی سے کہ اُس نے بیان کیا
کہ اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ خیبر کی طرف سفر
کے دَوران میں عامر بن الاکوعؓ سے فرما رہے تھے اُتر آ اے ابن
الاکوعؓ! ہم کو کچھ اپنے اشعار سُنا۔ کہا کہ وہ رجز یہ اشعار کہتا ہوا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُترا۔ اُس نے کہا ؎ واللہ لولا
اللہ الخ یعنی خدا کی قسم اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے،
نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے؛ ہم ایسی قوم ہیں کہ جب کسی قوم نے
ہمارے ساتھ سرکشی کی، اور اگر انھوں نے ہمارے ساتھ فتنہ کا
ارادہ کیا تو ہم نے مقابلہ کیا؛ تو (یا اللہ) ہم پر اطمینان و رحمت
نازل کر دیجئے، اور ہم کو ثابت قدم رکھئے جب دشمن کا ہم سامنا
کریں؛ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے: فرمایا کہ تجھ پر تیرا
رب رحمت کرے۔ تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا واجب ہوگئی
(یعنی شہادت) خدا کی قسم یارسول اللہ! ابھی اس سے ہمیں کچھ اور
آپ منتفع ہونے دیتے۔ تو یہ (عامر بن الاکوعؓ) خیبر میں قتل ہو کر
شہید ہوتے۔ چوتھی یہ کہ خیبر کے بعض ایام میں وہ امیر لشکر تھے
آپ نے بڑی جانفشانی کی اگرچہ (آپ فتحمند نہ ہوسکے اور) فتح
حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے ہاتھ پر واقع ہوئی اور اس واقعہ میں علی رضی
اللہ عنہ کی فضیلت غالب رہی۔ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیبر کو روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو عمرؓ کو
بھیجا اور (ان کے ساتھ) لوگوں کو روانہ کیا اُن (یہودیوں) کے
شہر یا قصر (شکِ راوی) کی طرف، تو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ
عمرؓ اور اُن کے اصحابؓ پسپا ہو کر لوٹ آئے ساتھی اُن پر بزدلی کا

فجاؤا یجبنونہ و یجبنہم اخرجہ
الحاکم و این کلمہ بلیغہ است از حضرت
مرتضیٰ چون اینجا مقصود اقتحام در
حرب بود ترک اقتحام را بلفظ جبن تعبیر
رفتہ واز انجملہ آنست کہ در غزوۂ فتح
فضائل فاروق بچندین وجہ ظاہر گشت
اول آنکہ چون حاطب بن ابی بلتعہ
خبر توجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم بجانب قریش نوشت وآن
بر خلاف مصلحت آنحضرت ﷺ بود
غیرت فاروق رض بجوشید وبتدبیر
نبوی ﷺ آن غلبہ فرونشست قال
عمر انہ قد خان اللہ و رسولہ
والمؤمنین فدعنی فلاضرب عنقہ
فقال الیس من اہل بدر لعل
اللہ اطلع علےٰ اہل بدر فقال
اعملوا ماشئتم فقد وجبت لکم الجنۃ
او قد غفرت لکم فدمعت عینا
عمر و قال اللہ و رسولہ اعلم
اخرجہ البخاری دوم آنکہ چون ابوسفیان
احکام صلح درخواست نمود
حضرت فاروق رض بشدت
رد سوال او فرمود و
آن موافق مرضیۂ حق
افتاد

الزام لگا رہے تھے اور وہ ان پر عائد کر رہے تھے، اس کو حاکم نے روایت
کیا۔ اور حضرت مرتضیٰ رض نے یہ ایک بلیغ کلام فرمایا ہے۔ چونکہ یہاں
مقصود جنگ میں (اپنے نقصان کی پرواہ کئے بغیر) گھس جانا تھا تو
اس کے ترک کو لفظ جبن (نامردی) سے تعبیر کی۔ اور ان میں سے
ایک یہ ہے کہ غزوۂ فتح میں (یعنی فتح مکہ کے سلسلہ میں) فاروق
کے فضائل متعدد وجوہ سے ظاہر ہوئے۔ اول یہ کہ جب حاطب رض
ابن ابی بلتعہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ کی طرف متوجہ
ہونے کی خبر قریش کو لکھ دی اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی مصلحت کے خلاف تھی حضرت فاروق رض کی غیرت جوش میں
آگئی اور تدبیر نبوی ﷺ سے اس کا غلبہ فرو ہوا۔ (اس حدیث میں
مذکور ہے کہ) عمر رض نے کہا (جب حاطب بن ابی بلتعہ کا خط پڑھا گیا
جو حضرت علی رض نے مکہ جانے والی ایک عورت کے پاس سے برآمد
کیا تھا اور حاطب نے خط لکھنے کا اقرار کر لیا اور اس کی وجہ عرض
کی جس کو آپ ﷺ نے قبول فرمایا) یقیناً اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اور
اس کے رسول ﷺ کی اور تمام مومنین کی خیانت کی اس لئے مجھے
اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں، تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ اہل بدر میں سے نہیں ہے؟ (جن کی
مغفرت فرمادی گئی ہے اور مغفرت بھی ایسی کہ) گویا اللہ تعالیٰ نے اہل
بدر پر طلوع ہو کر فرمادیا ہے کہ تم اب جو چاہو کرو تمہارے لئے
جنت واجب ہو چکی ہے یا (یہ فرمایا) میں تمہاری مغفرت کر چکا۔ تو
عمر رض کی دونوں آنکھوں میں آنسو آگئے اور انھوں نے کہا اللہ اور
اس کے رسول ﷺ ہی سب سے بہتر جاننے والے ہیں، اس کو بخاری
نے روایت کیا۔ دوم یہ کہ جب ابوسفیان نے (دوبارہ) صلح کو محکم
کرنے کی درخواست کی تو حضرت فاروق رض نے بہت سختی کے
ساتھ اس کی درخواست کو رد کر دیا اور وہ مرضئ حق کے مطابق رہا۔

سوم آنکہ ابوسفیان چون قائدِ لشکرِ کفار
بود و مسلمانان از دستِ وی چندین بار
ایذا کشیدہ بودند فاروق رض را داعیہ قتلِ او
و عدمِ قبول امانِ او مصمم شد و دران باب
قیل و قال بمیان آمد تا آنکہ تربیتِ نبوی ص
آن شورشِ اورا فرونشاند قال ابن اسحٰق
فی حدیث العباس وشفاعتہ لأبی سفیان
مررتُ بنارِ عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ قال مَن ہٰذا و قامَ اِلیّ فلما رآے
ابا سفیان علٰی عجزِ الدابۃ قال ابوسفیان
عدوّ اللہ الحمد للہ الذی اَمکن منکَ بغیر
عقدٍ و لا عہدٍ ثم خرج یشتد نحو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رکضتُ
البغلۃ فسبقتُہ بما تسبق الدابۃ البطیئۃ
الرجلَ البطیٔ قال فاقتحمتُ عن البغلۃ
فدخلتُ علٰی رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و دخل علیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال یارسولَ
اللہ ہٰذا ابوسفیان قد اَمکن اللہ منہ بغیر
عقدٍ و لا عہدٍ فدعنی فاضرب
عنقہ قال قلتُ یارسولَ اللہ
انی قد اجرتُہ ثم جلستُ الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاخذتُ برأسہ فقلتُ و
اللہِ لا یناجیہ اللیلۃ دونی
قال فلما اکثر عمر

سوم یہ کہ ابوسفیان چونکہ لشکرِ کفار کا سردار تھا اور مسلمان کئی
مرتبہ اُس کے ہاتھ سے ایذائیں اُٹھا چکے تھے اس لئے فاروق رض
کے دل میں اُس کے قتل اور اُس کے لئے امن نہ قبول کرنے کا
داعیہ مصمم پیدا ہوا اور اس باب میں قیل و قال واقع ہوئی یہاں
تک کہ تربیتِ نبوی ص نے اس شورش (یعنی جوش) کو دبایا۔
ابن اسحٰق نے بیان کیا حدیث عباس رض میں اور اُن کے ابوسفیان
کی سفارش کرنے کے سلسلہ میں (عباس رض فرماتے ہیں کہ) میں عمر
ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی آگ سے گزرا تو انھوں نے کہا کہ یہ
کون ہے اور اٹھ کر میری طرف آئے تو جب اُنھوں نے ابوسفیان
کو میرے جانور کی پچھاڑی پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہا کہ ابوسفیان
خدا کا دشمن، اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے قابو میں کر دیا بغیر
اس کے کہ تجھ سے کوئی وعدہ ہو یا عہد ہو۔ پھر نکل کر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگنے لگے اور میں نے بھی اپنا
خچر دوڑا دیا تو میں اُن سے اتنا آگے نکل گیا جتنا سُست چلنے
والا جانور سُست چلنے والے آدمی سے آگے ہوتا ہے۔ کہا کہ میں پہنچتے
ہی فوراً خچر سے کود پڑا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہنچ گیا اور (جبھی) عمر رضی اللہ عنہ بھی آ پہنچے اور کہنے
لگے یا رسول اللہ! یہ ابوسفیان ہے، اب اللہ تعالیٰ نے اس کو قابو
میں کر دیا ہے بغیر کسی وعدے اور عہد کے۔ بس آپ مجھے
اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ عباس رض کہتے ہیں
کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے اس کو امن دیدیا ہے۔ پھر
میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر میں نے
اُس کا (یعنی ابوسفیان کا) سر پکڑا اور کہا کہ خدا کی قسم آج کی
رات اس سے تنہائی میں میرے بغیر کوئی بات نہیں کرے گا۔
عباس رض نے کہا کہ جب عمر رض نے اُس کے بارے میں گفتگو

فی شانہٖ قالَ قلتُ مہلاً یا عمر فواللہِ لو
کانَ من رجال بنی عدی بن کعب ما
قلتَ ہٰذا ولکنک قد عرفتَ انہ من رجالِ
بنی عبد منافٍ فقال مہلاً یا عباسُ فواللہِ
لاِسلامک یومَ اَسلمتَ کان احبَّ اِلیَّ
من اسلام الخطّاب لو اَسلمَ وازانجملہ
آنست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فاروق رضؓ را بر صدقاتِ مدینہ عامل ساخت
فمنع العباسُ و خالدٌ و ابنُ جمیلٍ الحدیث
مذکورٌ بطولہٖ فی صحیح البخاری وعن عمرَ
اِنی عَمِلتُ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فاَعطانی عُمَالۃً فقلتُ اَعطِہ افقرَ الیہ
مِنّی الحدیث اخرجہ ابوداؤد وغیرہ وازانٓ
جملہ آنست کہ در غزوۂ حُنین فضائل عظیمہ
حاصل نمود اہلِ سِیَر نوشتہ اند کہ روزِ حُنین
رایتے از راياتِ مہاجرین بفاروق دادند مانند
جماعت داری از جماعتداران الیوم وازانٓ
جملہ آنست کہ در طائف فضیلت نمایان نصیب وے
رضی اللہ عنہ آمد بدو وجہ یکی آنکہ در قصۂ رؤیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کہ قعبِ زبد را خروسی منقار زدہ پراگندہ
ساخت وتعبیر صدیق کہ در حالتِ راہنہ فتح طائف
میسّر نخواہد شد در سیرتِ ابن اسحٰق مذکور است ثم
انّ خولۃ بنت حکیم بن امیۃ وہی امرأۃ عثمٰن بن
مظعونٍ قالتْ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اَعطِنی اِن فتح اللہ علیکَ الطائفَ

زیادہ بڑھادی تو میں نے کہا کہ اے عمرؓ! بس رہنے دو واللہ اگر یہ بنی
عدی بن کعب کے لوگوں میں سے ہوتا تو تم یہ گفتگو نہ کرتے لیکن تم
بخوبی جانتے ہو کہ یہ بنی عبد مناف کے لوگوں میں سے ہے۔ تو عمرؓ نے
کہا ٹھہرو اے عباسؓ (تم نے مجھے غلط سمجھا کہ میں خاندانی تعصب میں
مبتلا ہوں) خدا کی قسم جس دن تم اسلام لائے تھے تمہارا اسلام
قبول کرنا میرے لئے خطاب کے اسلام سے زیادہ خوشی کا باعث
ہوتا اگر وہ اسلام لاتے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فاروقؓ کو مدینہ کے صدقات پر عامل بنایا
تو منع کیا عباسؓ اور خالدؓ ابن جمیل نے، یہ حدیث تفصیل کے ساتھ
صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ اور عمرؓ سے مروی ہے (فرمایا) کہ میں
نے عمل کیا (یعنی عامل کی خدمت انجام دی) رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے لئے۔ پھر آپؐ نے مجھ کو معاوضہ خدمت عطا کرنا چاہا
تو میں نے عرض کیا کہ یہ اس کو دیدیجئے جو مجھ سے زیادہ اس کا
حاجتمند ہو، اس کو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے
ایک یہ ہے کہ غزوۂ حُنین میں فضائلِ عظیمہ حاصل کئے۔ اہلِ سِیَر
نے لکھا ہے کہ یومِ حُنین میں مہاجرین کے جھنڈوں میں سے ایک
جھنڈا فاروقؓ کو دیا گیا جیسا کہ کسی جماعت کے سربراہ کو آج کے
سرداروں کی مانند دیا جاتا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ
طائف میں عمر رضی اللہ عنہ کے حصّہ میں نمایاں فضیلت دو وجہ سے
آئی ایک یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس خواب کے قصّہ
میں کہ مکھن کی رکابی رہی پس ایک مرغ نے چونچ مار کر اس کو پراگندہ کردیا
اور حضرت صدیقؓ نے یہ تعبیر دی کہ موجودہ حالت میں طائف کی
فتح میسّر نہ ہوگی۔ سیرت ابنِ اسحٰق میں مذکور ہے کہ خولہؓ بنتِ حکیم
ابن اُمیّہ نے جو عثمان بن مظعون کی بیوی تھی کہا کہ یا رسول اللہ
(صلے اللہ علیہ وسلم) اگر اللہ آپؐ کو طائف فتح کرادے تو بادیہ بنتِ

حُلی بادیۃ بنت غیلان او حُلی الفارعۃ بنت عقیلٍ وکانت من اَحلیٰ نساء ثقیفٍ وذُکرلیٰ انّ رسولَ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم قال لہا وان کانَ لم یُؤذَنْ فی ثقیف یا خولۃُ فخرجتْ خولۃُ فذکرتْ لعمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ فدخل عمرُ علےٰ رسولِ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم فقالَ یارسولَ اللّٰہ ما حدیثٌ حدّثتہٗ خولۃُ زعمتْ انک قلتہا قال قد قلتہا قال اَوَمَا اُذِنَ فیہم یارسولَ اللّٰہ قال لا قال افلا اُوذِنُ بالرحیل قالَ بلےٰ قال فاَذّنَ عمرُ بالرحیلِ اخرج دوم آنکہ وقت قسمت غنائم در جعرّانہ ذُوالخُویصرۃ حاضر شد و فاروق رضہ را داعیہ قتل او بخاطر آمد عن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص قیل لہٗ ہل حضرتَ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم حینَ کلّمہ التمیمی یومَ حُنین قالَ نعم جاء ہ رجلٌ من تمیم یُقال لہٗ ذُوالخُویصرۃ فوقفَ علیہ وہو یُعطی الناسَ فقال یا محمّد قد رأیتُ ما صنعتَ فی ہٰذا الیوم فقالَ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اَجَلْ فکیفَ رأیتَ قالَ لم اَرَکَ عَدَلتَ قالَ فغضبَ النّبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم فقالَ ویحکَ اذا لم یکن العدلُ عندی فعندَ مَن یکون فقالَ عمرُ بن الخطّاب یارسول اللّٰہ اَلاَ

غیلان کے زیور یا فارعہ بنتِ عقیل کے زیور مجھے عطا کیجئے اور بنو ثقیف کی عورتوں میں یہ بہت زیور والی تھی اور مجھ سے ذکر کیا گیا کہ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے اُس سے یہ فرمایا کہ اے خَولہ اور اگر ایسا ہو کہ ہم کو اجازت نہ دی گئی ثقیف پر (یعنی غلبہ نہ دیا گیا) تو خولہ نے آپؐ کے پاس سے نکل کر عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ سے ذکر کیا تو عمر رضہ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کہا کہ اس بات کی کیا حقیقت ہے جو خولہ نے بیان کی وہ یہ سمجھتی ہے کہ آپؐ نے اُس سے ایسا فرمایا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اُس سے ایسا کہا ہے۔ عمر رضہ نے کہا کہ کیا یارسول اللّٰہ صلعم اُن کے بارے میں اجازت نہیں دی گئی؟ فرمایا کہ نہیں عرض کیا کہ تو پھر میں کوچ کرنے کا اعلان نہ کردوں؟ فرمایا کہ ہاں کردو۔ تو عمر رضہ نے کوچ کا اعلان کر دیا۔ دُوسری یہ کہ جعرّانہ میں غنیمتوں کی تقسیم کے وقت ذوالخُوَیصرہ حاضر ہوا تو فاروق رضہ کے دل میں اُس کے قتل کا داعیہ پیدا ہوا۔ مروی ہے عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص سے کہ اُن سے کہا گیا کہ کیا آپ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت موجود تھے جب آپؐ سے یوم حُنَین میں تمیمی نے گفتگو کی تھی؟ کہا کہ ہاں آپؐ کے پاس تمیم میں کا ایک شخص آیا تھا جس کو ذُوالخُوَیصرہ کہا جاتا تھا۔ وہ آپؐ کے پاس کھڑا ہوا جب آپؐ لوگوں کو دے رہے تھے پھر بولا کہ اے محمدؐ! میں نے دیکھ لیا ہے جو کچھ آپؐ نے آج کے دن کیا ہے۔ تو رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تو پھر تو نے کیا دیکھا؟ بولا کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ عدل کرتے ہوں۔ کہا کہ اس سے غصہ میں آگئے رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ افسوس ہے تجھ پر جب کہ عدل میرے پاس بھی نہ ہوگا تو پھر کس کے پاس ہوگا۔ پھر عمر رضہ بن الخطاب نے کہا یارسول اللّٰہ صلعم کیا ہم اس کو

نقتلہٗ قال لا دعوہ فانہ ستکون لہ شیعۃٌ یتعمّقون فی الدّین حتّٰی یخرجوا منہ کما یخرج السہم من الرمیۃ ینظر فی النّصل فلا یوجد شیئٌ ثمّ فی القدح فلا یوجد شیئٌ ثم فی الفوق فلا یوجد شیئٌ سبق الفرث والدم اخرجہ ابن اسحٰق سوم آنکہ استیذان نمودہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ انی نذرتُ فی الجاھلیۃ ان اعتکف لیلۃً فی المسجد الحرام فقال لہ النّبی صلے اللہ علیہ وسلم اَوْفِ بنذرک اخرجہ البخاری وفی بعض الروایات یا اُخَی اَشْرِکنا فی دعائک او لاتنسنا فی دُعائک واین تشریفے بود در حق حضرت فاروق رضے اللہ عنہ وازانجملہ آنست کہ در غزوۂ تبوک نصفِ مال خود انفاق نمود وازانجملہ آنست کہ در حجۃ الوداع حاضر بود وآن ہمہ مواعظ استماع نمود وجمیع آن مشاہد متبرکہ را ادراک فرمود وازانجملہ آنست کہ بسیارے از فضائل شریک صدیق اکبرؓ بود وسہیم او در مشاورت

قتل نہ کردیں۔ فرمایا نہیں چھوڑ و اس کو۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی پیروی کرنے والی ایک جماعت ہوگی جو دین میں عیب جوئی کرگی یہاں تک کہ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح (زوردار) تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ ایک شخص اُس تیر کی نوک کو دیکھتا ہے تو کوئی چیز (لگی ہوئی) نہ ملے گی پھر اُس کے قدحؔ (سیدھے حصہ) کو دیکھا جائے گا تو کوئی شے نہ ملے گی۔ پھر سوفار (تیر کے اوپر کا حصہ جو چلّہ پر رکھا جاتا ہے) کو دیکھے گا تو وہاں کچھ نہ ملیگا۔ وہ تیزی کے ساتھ گوبر اور خون میں سے نکل گیا، اس کو روایت کیا ابن اسحٰق نے۔ تیسرؔی یہ کہ آپؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ میں نے جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ میں ایک رات مسجدِ حرام میں معتکف رہوں گا۔ تو اُن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ (آپ نے یہ بھی فرمایا کہ) میرے بھائی ہم کو اپنی دعاء میں شریک کرنا یا (یہ فرمایا) کہ ہم کو اپنی دُعاء میں بھلا نہ دینا۔ اور یہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں بڑی عزّت افزائی تھی۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ تبوک میں آپ نے اپنا نصف مال خرچ کردیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع میں حاضر تھے اور آپ نے وہاں کے تمام مواعظ کو خوب سُنا اور متبرک مقامات میں حاضری کو بخوبی سمجھا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے فضائل میں آپ صدیق اکبرؓ کے شریک تھے اور مشاورت میں آپ حصّہ دار رہے (یعنی رسول اللہ

ع نہایہ میں ہے کہ تیر کو کاٹتے ہی قِطع کہتے ہیں۔ پھر تراش کر چھیل کر صاف کریں تو بَرِیٌّ کہتے ہیں پھر سیدھا کریں تو قِدحؔ کہتے ہیں پھر پَر اور پیکان لگائیں تو سَہْمٌ کہتے ہیں ۱۲ لغات الحدیث۔ یہ حدیث شرح وبسط کے ساتھ مقصد اول جلد ثانی میں گزر چکی ہے۔ ع اسی طرح یہ لوگ اسلام میں داخل ہوکر فوراً ہی نکل جائیں گے۔ اس طرح کہ اسلام کا معمولی سا اثر بھی ان لوگوں میں باقی نہ رہے گا۔

ودر تعبیر بلفظِ صالح المؤمنین نزدیکِ نزول آیۃ تحریم و در ثباتِ روز جمعہ وقت انفضاض تفرق قوم و این ہمہ مباحث را در مآثرِ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بیان کردیم و ازانجملہ آنست کہ بعد انتقالِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساعی ترینِ مردم بود برائے خلافتِ صدیق رضی اللہ عنہ و ناصحِ ترین مردم درحق او واین معنی را بالا نوشتیم وازانجملہ آنست کہ در خلافتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نائبِ مطلقِ خلیفہ ووزیر ومشیرِ او در مہمات وقاضی مدینہ او بود عن ابراہیم النخعی قالَ اوّلُ مَن وَلّٰی ابو بکرٍ شیئًا من امُورِ المسلمین عُمر بن الخطاب وَلّاہُ القضاء فکان اوّل قاضٍ فی الاسلام و قال اقْضِ بینَ النّاسِ فانّی فی شُغُلٍ اخرجہ ابو عُمر وازانجملہ آنست کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ در آخر ایّام خود فاروق رضی اللہ عنہ را ولیعہدِ خود ساخت واورا از افضلِ امّت خواند چنانکہ گزشت و مآخذِ قولِ او حدیثِ آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم عَن جابر بن عبداللہ قال قال عُمر لاَبی بکر یاخیرَ النّاس بعدَ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالَ ابو بکر اَمَا انّکَ اِن قلتَ ذاک فلقد سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلے اللہ علیہ وسلم مشوروں میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کو بھی شریک رکھتے تھے) اور سورۃ تحریم کی آیت کے نزول میں لفظ صالح المومنین کی تعبیر میں (بھی آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہیں) اور جمعہ کے دن (خطبہ کے وقت) جب قوم متفرق ہوگئی (جس کا بیان سورۃ جمعہ میں ہے) آپ کا موجود رہنا اور ان تمام مباحث کو ہم حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بیان کرچکے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لئے آپ سب سے زیادہ سرگرم سعی رہے اور اُن کے حق میں تمام لوگوں سے زیادہ خیر خواہ رہے اور اس حقیقت کو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں خلیفہ کے نائب مطلق اور مہمات میں اُن کے وزیر ومشیر اور مدینہ کے قاضی وہی تھے۔ مروی ہے ابراہیم نخعی سے اُنھوں نے کہا کہ سب سے پہلے جس شخص کو مسلمانوں کے کچھ امور پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے متولی بنایا وہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب تھے۔ ان کو عہدۂ قضا سپرد کیا تو وہ اسلام کے سب سے پہلے قاضی ہوتے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان فیصلے آپ کیا کیجئے کیونکہ میں دوسرے شغل میں ہوں، اس کو ابو عمر نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری ایام میں فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا ولی عہد بنایا اور ان کو افضلِ اُمّت فرمایا جیساکہ گزرچکا اور اُن کے قول کا ماخذ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث تھی۔ مروی ہے جابر بن عبداللہ سے اُنھوں نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس طرح خطاب کیا "اے سب لوگوں سے بہتر بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے"۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اب تم نے یہ کہدیا (تو مجھ سے بھی سُن لو کہ) واللہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا

يقولُ ما طلعتِ الشمسُ علےٰ رجلٍ خيرٌ من عمر
اخرجه الترمذی و معنی این کلام آنست کہ
فاروق رض افضل امّت باشد در زمانے از ازمنہ
این قضیہ را مطلقہ عامہ می باید شمرد لہٰذا
فاروق رض صدیق رض را افضل می گفت و صدیق رض
این معنی را از وی مسلم میگذاشت و حضرت
صدیق رض فاروق اعظم رض را اقوی و خیر الناس
می گفت و او نیز این معنی را از وی مسلم
میداشت این است شرح اعانتہا۔ فاروق
بہ نسبت جناب نبوت و نسبتِ خلیفۂ پیغامبر
باز چون نوبت خلافتِ او رسید سیاستے
از وے ظاہر شد کہ ہیچ خلیفہ را میسّر نہ
نیامد نہ پیش از وے نہ بعد از وے فی
الاستیعاب وُلّی الخلافۃ بعد ابی بکر بُویع لہ
بہا یوم مات ابو بکر باستخلافہ سنۃ ثلٰث
عشرۃ فسار باحسن سیرۃ وانزل نفسہ من
مال اللہ بمنزلۃ رجلٍ من الناس و فتح اللہ لہ
الفتوح بالشام والعراق و مصر و دوّن
الدواوین فی العطاء ورتب الناس فیہ
علےٰ سوابقہم وکان لا یخاف فی
اللہ لومۃ لائم و ہو الذی نوّر شہر
الصوم بصلوٰۃ الاشفاع فیہ و
ارّخ التاریخ من الہجرۃ الذے
بایدے الناس الے الیوم و ہو
اوّل من سُمّی بامیر المومنین

آپ فرماتے تھے کہ سورج طلوع نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو عمر رض سے بہتر ہو، اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کلام کے معنے یہ ہیں کہ زمانوں میں سے ایک زمانہ میں فاروق رض افضلِ اُمّت ہوگا۔ اس قضیہ کو مطلقہ عامہ سمجھنا چاہیئے۔ لہٰذا فاروق رض صدّیق رض کو افضلِ اُمّت کہتے تھے اور صدیق رض اس معنے کو ان کے لئے تسلیم شدہ قرار دیتے تھے اور حضرت صدیق رض فاروق اعظم رض کو اقوٰی (بڑا طاقتور) اور خیر الناس (سب سے بہتر) کہتے تھے۔ اور وہ بھی اس معنے کو اُن کے حق میں تسلیم شدہ قرار دیتے تھے۔ یہ ہے اُن اعانتوں کی شرح جو فاروق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلیفۂ پیغمبر کی کرتے رہے پھر جب خود اُن کی خلافت کی نوبت آئی تو اُن سے ایسی سیاست کا ظہور ہوا کہ کسی خلیفہ کو میسّر نہ ہوئی نہ اُن سے پہلے اور نہ اُن کے بعد۔ استیعاب میں ہے کہ ابو بکر رض کے بعد عمر رض خلیفہ بنائے گئے۔ جس دن ابو بکر رض کا انتقال ہوا ۱۳ھ اُن سے اُسی دن خلافت کی بیعت کی گئی تو وہ بہت اعلیٰ سیرت پر چلے اور وہ اپنی ذات کو اللہ کے مال کے سلسلہ میں ایک عام آدمی کے مرتبہ میں اُتارے ہوئے تھے اور اللہ نے ان کو شام اور عراق اور مصر میں بہت فتوحات عطا فرمائیں اور عطیات کے لئے آپ نے رجسٹر بنوائے اور ان میں لوگوں کے ناموں کی ترتیب اُن کی سابقہ اعمال و خدمات کے لحاظ سے قائم کی اور وہ اللہ کے (احکام کے) بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کرتے تھے اور وہی ہیں جنھوں نے ماہِ صیام (یعنی رمضان) کو نماز تراویح سے منوّر بنا دیا اور ہجرت کے حساب سے تاریخ کو قائم کیا جس پر آج تک سب لوگ عمل پیرا ہیں۔ اور وہ پہلے شخص ہیں جن کو امیر المؤمنین کے خطاب سے موسوم کیا گیا۔

وہو اول من اتخذ الدرۃ و کان نقش خاتمہ کفیٰ بالموت واعظًا یا عمر دریں مقام حکایتے چند از قیام او بامر جہاد وظہورِ کثرتِ فتوح و وفورِ غنائم در ایام او ایراد کنیم سال سیزدہم از ہجرت فاروقِ اعظم رضؓ چند روز متصل خطبہ می خواند وتحریض مے فرمود مردمان را بر جہادِ عجم والیشان بملاحظۂ کثرت عُدد و عَدَدِ آن جمع تقاعدی نمودند زیرا کہ پادشاہی آنہا از زمانِ دراز درفارس و رُوم محکم شدہ بود و افواج بسیار وخزائنِ بیشمار ذخیرہ داشتند کہ عرب را ہیچ گاہ مانند آن امکان نبود ازینجہت خدای عزّ وجلّ فرمود سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِی بَاْسٍ شَدِیْدٍ اول کسیکہ داعیہ جہاد در خاطرا و افتاد ابو عُبَیدہ ثقفی بود ازکبار تابعین بعد از انجماعہ بعد جماعہ برائی حرب مُہیا شدن گرفتند از انجملہ سلیط بن قیس کہ از حضار مشہدِ بدر بود و حضرتِ فاروق رضؓ قدر اولیتِ ابو عُبَیدہ در قبول داعیہ الٰہیہ بشناخت و اورا بر جیشِ مسلمین امیر گردانید ہرچند در میانِ ایشان اصحابِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بودند لکن مبالغہ فرمود کہ در قضایا و سوانح امور باصحاب جنابِ رسالتؐ مشاورت کند و ایشان را شریک خود

اور وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے دِرّہ پکڑا۔ اور اُن کی مُہر کا نقش یہ تھا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یَاعُمَرُ (اے عمر بحیثیتِ واعظ موت کافی ہے) اس موقع پر اُن کے امرِ جہاد کے قیام اور کثرتِ فتوحات کے ظہور اور اُن کے زمانہ میں مالِ غنیمت بکثرت آنے کے بارے میں درج کرتے ہیں۔ ہجرت کے تیرھویں سال میں فاروقِ اعظم رضؓ چند روز مسلسل خطبہ دیتے رہے جس میں لوگوں کو جہادِ عجم کے لئے ترغیب دیتے تھے اور لوگ ان کے پاس سامانِ جنگ کی فراوانی اور ان کی عددی کثرت کی وجہ سے مذبذب ہو رہے تھے کیونکہ اُن کی بادشاہی زمانہ دراز سے فارس و روم میں محکم شدہ تھی اور اُن کے پاس بہت سی افواج اور بے شمار خزانوں کے ذخیرے موجود تھے کہ اُن کی سطح پر آنے کا عرب کے لئے امکان نہیں تھا، اسی جہت سے اللہ عزّ وجل نے فرمایا سَتُدْعَوْنَ الخ (۴۸ : ۱۶) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بُلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے الخ سب سے پہلے جس شخص کے دل میں جہاد کا داعیہ پیدا ہوا وہ ابو عُبیدہ رضؓ ثقفی تھے جو کبارِ تابعین میں سے تھے اس کے بعد ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت جنگ کے لئے تیار ہونے لگی۔ ان میں سے سلیط بن قیسؓ تھے جو کہ جنگِ بدر کے حاضرین میں سے تھے اور حضرت فاروق رضؓ نے ابو عبیدہؓ کی داعیہ الٰہیہ (یعنی عجم پر جہاد) کو سب سے پہلے قبول کرنے میں اولیت کی قدر شناسی کی اور اُن کو مسلمانوں کے لشکر پر امیر بنایا۔ اگرچہ اُن کے درمیان آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضؓ موجود تھے۔ لیکن آپ نے (ابو عبیدہؓ کو) مبالغہ (کے ساتھ حکم) فرمایا کہ قضایا کے فیصلوں اور پیش آنے والے امور میں اصحابِ جنابِ رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتے رہیں اور اُن کو اپنا شریک

دانند فرمود ہیچ چیز مرا از تامیر سلیط مانع نشد الا
تعجیل و مسارعت او در حرب و خوف ہلاک مردم
بسبب تہوار او بالجملہ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی
و ابو عبیدہ ثقفی با ہمراہیان خویش متوجہ عراق
گشتند و ازاں طرف رستم فرخ زاد و جابان را
بالشکرے جرار بمقابلہ فرستاد و بعد تلاقی فئتین
جنگے عظیم در پیوست آخر کار کفار ہزیمت یافتند
و غنیمت بے حساب بدست اہلِ اسلام آمد ہنوز
تقسیم غنائم نہ شدہ بود کہ نرسی سپہ سالار
عجم کہ خالہ زادہ کسرٰے بود بالشکرے عظیم
بسوئے ایشان متوجہ شد و رستم سردارے دیگر
جالیوس نام را با فوج کثیرے بکمکِ او تعین نمود
ابو عُبیدہ پیش ازانکہ اجتماع ہر دو فریق شود
بہ نرسی رسید و وی را منہزم گردانید و بر مال
خطیر دست یافت انگاہ بے توقف بجانب
جالیوس متوجہ شد و او را نیز ہزیمت داد و از
وی نیز غنائم فراوان در تصرف آورد و بعد ازاں
ابو عُبیدہ ازاں ہمہ غنائم و سبایا خمس را جدا
کردہ بدار الخلافت فرستاد و باقی را بر غزاۃ قسمت
نمود چون خبر ہزیمت افواج بملکِ فارس
رسید انفعالِ عظیم بخاطرش راہ
یافت و بہمن جادو را برائے
تدارک با سی ہزار مرد و
سی ۳۰ فیل فرستاد و ازان جملہ
فیلِ ابیض کہ از وقتِ پرویز

سمجھیں۔ آپ نے فرمایا سلیط کو امیر بنانے میں مجھے کوئی بات مانع
نہیں ہوئی بجز اس کے کہ زیادہ دلیر ہونے کی وجہ سے وہ جنگ
میں عجلت و سرعت کے خوگر ہیں جس میں لوگوں کے ہلاک ہونیکا
اندیشہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی اور ابو عبیدؓ ثقفی
اپنے ساتھیوں کو لے کر عراق کی جانب متوجہ ہو گئے، اور اُس طرف
سے (شاہ فارس نے) رستم فرخ زاد اور جابان کو ایک جرار
لشکر کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا، ہر دو فریق کے مل جانے
کے بعد ایک جنگِ عظیم شروع ہو گئی، انجام کار کفار کو شکست
ہوتی اور اہلِ اسلام کے ہاتھوں میں بے حساب مالِ غنیمت
آیا۔ ابھی تک اموالِ غنیمت کی تقسیم نہ ہونے پائی تھی کہ عجم کا
سپہ سالار نرسی جو کسریٰ کی خالہ کا بیٹا تھا ایک زبردست
لشکر کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہو گیا، اور رستم نے ایک دوسرے
سردار کو جس کا نام جالیوس تھا ایک کثیر فوج کے ساتھ اُس
کی کمک کے لئے متعین کیا۔ ابو عبیدہؓ قبل اس کے کہ دونوں
(نرسی اور جالیوس) کی افواج مجتمع ہوں، نرسی پر جا پہنچے
اور اُس کو ہزیمت دیدی اور بہت سے مال پر قابض ہو گئے۔
اس کے بعد بے توقف جالیوس کی جانب متوجہ ہو گئے اور
حملہ کر کے اُس کو بھی شکست دیدی اور وہاں سے غنیمت
میں اموالِ فراواں تصرف میں لائے اس کے بعد ابو عبیدؓ نے
ان تمام غنیمتوں اور اسیروں میں سے پانچواں حصہ نکال کر
دار الخلافہ بھیجا اور باقی کو غازیوں پر تقسیم کر دیا۔ جب افواج
کی ہزیمت کی خبر ملک فارس میں پہنچی تو اُن کے دلوں میں
بہت غیرت و شرمندگی پیدا ہوئی اور تدارک کے لئے (شاہ فارس
نے) بہمن جادو کو تیس ہزار جوانوں اور تیس ۳۰ ہاتھیوں کے
ساتھ بھیجا، اُن میں ایک سفید ہاتھی بھی تھا جس کو پرویز کے

اورا مبارک می شمردند و در ہیچ معرکہ نمے بود الا کہ اہل آن معرکہ فیروز می شدند با درفش کاویانی کہ از زمانِ فریدون در خزائنِ عجم ذخیرہ بود و آن را رایتِ فتح و آیتِ نصرت می پنداشتند ہمراہ کرد رستم نیز فوجی عظیم ہمراہ او داد ابوعُبَیدؓ این مرتبہ کار فرمای تہور شدہ از پُلِ فرات گزشتہ بمحاربہ درپیوست اوّلاً تزلزلے در میانِ مسلمین اُفتاد جاہلے از اہلِ اسلام پُل را برہم زد تا راہ گریز نداشتہ باشند ابوعبیدؓ با جمعے سپاہ از اسپان فرود آمدہ شمشیرہا کشیدہ خراطیم فیلان را قطع نمودند و ابوعبیدؓ بر فیلِ ابیض رسید و خرطوم اورا بُرید وقتِ معاودت بلشکرِ خود پایش بلغزید و بیفتاد و درین حالت فیلِ ابیض اورا از زیر پا در آورد و شہید ساخت و بعد از وی ہفت کس از جوانمردان لوائے او برمیگرفتند و بدرجۂ شہادت میرسیدند تا آنکہ آخر کار آن لِوارا مثنیٰؓ بن حارثہ برداشت و بصرفہ و حکمت بجنگ مباشرت نمود انجام کار کفار از حرب متقاعد شدند و مسلمانان فرصتِ غنیمت یافتہ بر سرِ پُل آمدند و کیف ما اتفق پُل شکستہ را درست ساختہ عبور نمودند درین مقتلہ چہار ہزار کس شہید شدند حضرتِ فاروقؓ ازین ماجرا بغایت محزون گشت و بسبب انکسار مسلمین نزدیک بود کہ قاعدۂ جہاد برہم خورد عنایتِ الٰہی ناگہان در رسید و در فوج رستم

زمانہ سے مبارک سمجھا جاتا تھا اور وہ جس معرکہ میں بھی بھیجا گیا تھا اُس میں لوگوں کو فتح ہوتی رہی ہے۔ اور درفش کاویانی کو بھی جو کہ فریدوں کے زمانہ سے عجم کے خزانوں میں محفوظ تھا اور اُس کو ان لوگوں نے فتح کی نشانی اور نُصرتِ (غیبی) کی علامت قرار دے رکھا تھا ساتھ کر دیا۔ رستم نے بھی ایک بہت بڑی فوج اُس کے ہمراہ کر دی۔ اس مرتبہ ابو عبیدہؓ دلیری کے ساتھ فرات کے پُل کو عبور کر کے جنگ میں مشغول ہو گئے۔ اوّلاً مسلمانوں میں ایک تزلزل واقع ہوا۔ اہلِ اسلام میں سے کسی جاہل نے پُل کو توڑ دیا کہ گریز کی راہ باقی نہ رہے۔ ابو عبیدہؓ نے فوج کی ایک ٹکڑی کے ساتھ گھوڑوں سے اُتر کر تلواریں کھینچ لیں اور ہاتھیوں کی سونڈوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔ اور ابو عبیدہؓ سفید ہاتھی کے مقابلہ پر پہنچے اور اُنھوں نے اُس کی سونڈ کو کاٹ دیا، جب اپنے لشکر کی طرف لوٹنے لگے تو ان کا پاؤں پھسلا اور وہ گر پڑے۔ اس حالت میں سفید ہاتھی نے حملہ کر کے اُن کو اپنے پاؤں سے مَسَل کر شہید کر دیا۔ اُن کے بعد جوانمردوں میں سے سات آدمی یکے بعد دیگرے اُن کے جھنڈے کو سنبھالتے اور درجۂ شہادت پر پہنچتے رہے، یہاں تک کہ آخر کار وہ جھنڈا مثنیٰ ابن حارثہؓ نے اُٹھایا اور بڑی ہمت اور حکمت کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو گئے، انجام کار کفار جنگ میں (پیش قدمی سے) ڈھیلے پڑے اور مسلمان یہ موقع غنیمت جان کر پُل پر آ گئے اور کسی نہ طرح اُس ٹوٹے ہوئے پُل کو درست کر کے اُس سے عبور کر گئے۔ اس قتال میں چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت فاروقؓ اس واقعہ سے بہت غمگین ہوئے، اور مسلمانوں کے حوصلے ٹوٹ جانے سے قریب تھا کہ اُس اُٹھنے والے جہاد میں برہمی ہو جاتی کہ اچانک رحمتِ خداوندی آ پہنچی اور رستم کی فوج میں

اختلاف فی افتاد و دو فریق گشتند و حدّتِ (تیزی)
ایشان کلیل گشت چند روز بر حرب جرأت
نیارستند سالِ چہاردہم بقول اکثر اہلِ تاریخ
فتح دمشق دست داد و بقولِ جمعے دیگر این واقعہ
در سال سیزدہم بود نزدیک بوفاتِ حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ بالجملہ ہرقل ماہان نام
سردارے را باگران لشکری بمددِ اہلِ دمشق فرستاد
و کفار در ہر ناحیہ متحصّن بحصون گشتہ باعداد (تیاری)
آلاتِ حرب مشغول شدند و ابوعُبیدہ بن الجراح
صورتِ حال را بعرض حضرتِ فاروق رسانید
حضرت فاروق رض برائے او مکتوبے نوشت
متضمن آنکہ اوّلاً عنانِ عزیمت بجانبِ دمشق
معطوف سازد و در ہر ناحیہ فوجے از مسلمانان
فرستد تا اہلِ آن ناحیہ را مشغول دارند و
توغل در حرب ہیچ کدام نکنند تا آنکہ دمشق
مفتوح شود از ان طرف ماہان بالشکرِ خود
از دمشق برآمدہ باراستگیِ صفوف مشغول
شد ازین طرف ابوعبیدہ رض بمقابلۂ آنہا دادِ قتال
بداد بعد ترددِ عظیم شکست بر لشکرِ کفار افتاد
جمعے جانب ہرقل گریختند و طائفۂ بشہرِ دمشق
متحصن شدند باز ابوعبیدہ رض و خالد رض
بمحاصرۂ دمشق اہتمام کلّی بکار بردند و این
محاصرہ مدّتِ دراز کشید اتفاقاً بطریقے
از بطارقۂ دمشق را در ہمین ایام فرزندے
متولد شد ازین سبب بترتیب جشنے

ایک اختلاف واقع ہوگیا اور وہ دو فریق ہوگئے اور اُن کی
تیزی کُند ہوگئی اس لئے وہ چند روز تک جنگ کی جرأت نہ
کرسکے۔ بقولِ اکثر اہلِ تاریخ کے چودھویں سال میں دمشق
کی فتح حاصل ہوئی اور بقولِ دیگر مورخین کی ایک جماعت
کے یہ واقعہ تیرھویں سال میں پیش آیا تھا حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ کی وفات کے قریب۔ الغرض ہرقل نے ایک
سردار کو جس کا نام ماہان تھا ایک بھاری لشکر کے ساتھ اہلِ
دمشق کی مدد کے لئے بھیجا اور کفار ہر علاقہ میں قلعوں میں
محفوظ ہوکر آلاتِ حرب کی تیاری میں مشغول ہوگئے اور
ابو عبیدہ رض بن الجراح نے اس صورتِ حال کو حضرت فاروق رض
کی خدمت میں پہنچایا۔ حضرت فاروق رض نے اُن کو ایک مکتوب
تحریر فرمایا جو ان احکام پر مشتمل تھا۔ اوّلاً یہ کہ آپ کو دمشق
کی طرف روانہ ہوجانا چاہیئے اور ہر علاقہ میں مسلمانوں کی ایک
فوج بھیج دیں تاکہ وہ ان علاقہ والوں کو (گاہے گاہے حملے
کرکے) مشغول رکھیں اور ان میں سے کسی علاقہ پر لڑائی
میں زیادہ زور نہ ڈالیں یہاں تک کہ دمشق فتح ہوجائے۔
اُس طرف سے ماہان اپنے لشکر کے ساتھ دمشق سے نکل کر صفوں
کی درستی میں مشغول ہوا اور اس طرف سے ابوعُبَیدہ رض نے
اُن کے مقابلہ پر دادِ شجاعت دی گھمسان کی جنگ کے بعد
کفار کے لشکر پر شکست پڑی ان کی ایک جماعت ہرقل کی
طرف بھاگی اور ایک جماعت شہر دمشق میں قلعہ بند ہوگئی،
اس کے بعد ابو عُبَیدہ رض اور خالد رض نے دمشق کے محاصرہ کا پورا
اہتمام کیا اور اس محاصرہ پر مدّتِ دراز گزر گئی۔ اتفاقاً دمشق
کے بطریقوں (یعنی سرداروں) میں سے ایک سردار کے گھر میں
ان ہی دنوں میں ایک لڑکا پیدا ہوگیا اس سبب سے وہ ایک جشن مرتب

مشغول شدند وافراط در لہو ولعب ایشانرا از محافظتِ سور (شہر پناہ) غافل نمود دلیرانِ اسلام فرصت را غنیمت شمردہ سلالیم (نردبانہا) واوہاق (کمندہا) کہ برائے مثل ہمین روز آمادہ ساختہ بودند استادہ نمودہ تکبیر گویان بر بلندی سور برآمدہ بوابان را بزخم سیوف بدوزخ رسانیدہ دروازہ را کشادند وجنگے عظیم بظہور پیوست از جانب خالد رض عنوۃً (بزور و قہر) واز جانب ابوعبیدہ رض صلحاً فتح دمشق متحقق گشت و درہمین سال جریر بن عبداللہ بجلی از جانبِ یمن بملازمتِ فاروق رسید حضرت فاروق چہار ہزار مرد از بجیلہ وکندہ و دیگر قبائل مرتب ساختہ جریر را امیر آن لشکر فرمود و بجانبِ عراق بمددِ مثنیٰ روان نمود جریر و قومِ او از انکہ تحت رایت مثنیٰ درآیند استنکاف (کراہت) ورزیدند حضرت فاروق رض برائے تالیفِ قلوب ایشان ربع خمس ہر غنیمتے کہ باہتمام ایشان حاصل شود وزیادہ بر سہم غنیمت بایشان تنفیل (عطاء غنیمت) فرمود وبرائے مثنیٰ نامہ نوشت کہ شرائط توقیر وتبجیلِ جریر را مرعی دارد زیرا کہ شرفِ صحبتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دریافتہ است سرداران عجم چون این خبر شنیدند فوجِ کثیر فراہم آوردہ مہران ہمدانی را بامارتِ آنہا منصوب ساختہ برائے مقابلۂ مثنیٰ وجریر نامزد گردانیدند ایشان این ماجرا بعرضِ حضرتِ فاروق رض رسانیدند وے رضی اللہ عنہ از ہر قبیلہ جمعے را برائے مددِ مثنیٰ معین فرمودہ حکم کرد کہ مستعجلاً کارسازی (آمادگی) نمودہ

کرنے میں مشغول ہوتے اور لہو ولعب میں منہمک ہوکر دیوارِ شہر پناہ کی حفاظت سے غافل ہوگئے۔ اسلام کے بہادروں نے اس فرصت کو غنیمت سمجھا اور سیڑھیاں اور کمندیں جو اُنھوں نے اسی دن کے لئے تیار کر رکھی تھیں کھڑی کرتے تکبیر کہتے ہوئے دیوار کی فصیل پر چڑھ گئے (اور نیچے اُتر کر) دربانوں کو تلوار کی دھار پر رکھ کر جہنم رسید کیا اور دروازہ شہر کھول دیا اور ایک جنگِ عظیم واقع ہوئی۔ خالد رض کی طرف کا شہر کا حصہ جنگ سے مغلوب ہوا اور ابوعبیدہ رض کی جانب کا حصہ صلح سے، اس طرح سے شہر دمشق فتح ہوگیا۔ اسی سال میں جریر رض بن عبداللہ بجلی یمن کی جانب سے حضرت فاروق رض کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت فاروق رض نے چار ہزار مردوں کا لشکر قبیلۂ بجیلہ وکندہ اور دیگر قبائل کا مرتب کرکے جریر کو اُس لشکر کا امیر بنا کر عراق کی جانب مثنیٰ کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ جریر رض اور اُن کی قوم نے اس بات سے اعراض کیا کہ وہ مثنیٰ کے جھنڈے کے نیچے آئیں۔ حضرت فاروق رض نے ان لوگوں کی تالیف قلوب کے لئے ہر اُس غنیمت میں سے جو اُن کے اہتمام سے حاصل ہو ایک خُمس کا چوتھائی حصہ اُن کے غنیمت کے حصہ پر بڑھا دیا اور مثنیٰ کو ایک خط لکھا کہ شرائط توقیر و تعظیم میں جریر رض کی رعایت رکھے اس لئے کہ جریر رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحبت سے مشرف ہوتے ہیں۔ سردارانِ عجم نے جب یہ خبر سنی تو ایک فوج کثیر فراہم کرکے مہران ہمدانی کو اس کا سردار بنایا اور اس کو مثنیٰ اور جریر کے مقابلہ پر نامزد کردیا۔ اُنھوں نے یہ ماجرا حضرت فاروق رض کی خدمت میں پہنچایا۔ فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر قبیلہ میں سے ایک جماعت کو مثنیٰ کی مدد کے لئے معین فرمایا اور حکم کیا کہ عجلت کے ساتھ تیاری کرکے

خود را بر مصاف حاضر گردانید و مثنیٰ
نیز ازان بلاد کہ در تصرف او بود لشکری
آراست بعد تلاقی فریقین مہران بر اسپے
گلگون بر گستوانے از اطلس بران انداختہ
بمیدانِ مبارزت جولان کنان درآمد غلامے
از اہل ذمہ تیرے بجانب او روان کرد بتائیدِ
الٰہی بر مقتلِ وے رسید واز اسپ بیفتاد و
شکست بر لشکرِ عجم واقع شد و طرفہ معرکہ
و عجیب مقتلہ آن روز بظہور انجامید ازین
جہت آن را یوم الاعشار (جمع عشر بمعنے دہ) گویند زیرا کہ صد
کس از مبارزان بشمار درآمد کہ دران
روز ہر یکے دہ کس از کفار کشتہ بود وچندان
غنائم و سبایا (اسیران) بدست آمد کہ پیش ازین گاہے
میسر نہ شدہ بود بعد ازان مثنیٰ بن حارثہ بشر بن
الخصاصیہ صحابی را بر بلادِ عراق خلیفہ ساختہ
خود با وجودِ عدم اندمال جراحات کہ در واقعہ
الجسر (جنگ پل) بوی رسیدہ بود قصد غارت خنافس
نمود وآن سوقی بود کہ در سال یکبار تجار کفار
آنجا اجتماعِ عظیم میداشتند ناگاہ بر سر آنجماعہ ریخت
و غنائم فراوان بدست آورد باز قصدِ سوقِ بغداد
کرد وآن نیز سوقے عظیم بود کہ ہر سال جمِ غفیرے
آنجا مجتمع می شدند لغتۃً برآنہا حملہ آورد و یارانِ
خود را فرمود کہ سوائی نقدین وجواہر وانفسہ
وامتعہ قیمتی بر ندارند ہزار شتر ازین اجناس
پر کردہ بسلامت مراجعت نمودند

اپنے کو میدانِ جنگ میں حاضر کر دیں۔ مثنیٰ نے بھی ان شہروں میں
سے جو اُنکے زیر تصرف تھے ایک لشکر مہیا کر لیا۔ فریقین کے مِل
جانے کے بعد مہران ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر جس پر
اطلس کا جامہ پڑا ہوا تھا سوار ہو کر میدانِ جنگ میں دوڑتا
ہوا آیا۔ اہلِ ذمہ میں سے ایک غلام نے ایک تیر اُس کی طرف
پھینکا، تائیدِ الٰہی سے وہ اُس کے مقتل پر پہنچ گیا اور وہ گھوڑے
سے گر پڑا اور لشکرِ عجم پر شکست واقع ہو گئی۔ اور یہ ایک
عجیب جنگ اور نادر معرکہ تھا جو اُس دن ظہور میں آیا۔ اسی
بناء پر اس کو یوم الاعشار کہتے ہیں۔ (اعشار عشر کی جمع ہے
جس کے معنے ہیں دس) اس لئے کہ لڑنے والوں میں ایسے
ایک سو آدمی شمار میں آئے کہ اُس دن اُن میں سے ہر
ایک نے کفار کے دس آدمیوں کو قتل کیا تھا اور اتنے
اموالِ غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے کہ اس سے پہلے کبھی میسّر
نہ ہوئے تھے۔ اُس کے بعد مثنیٰ بن حارثہ نے بشر بن الخصاصیہ
صحابی کو بلادِ عراق پر قائم مقام بنا کر خود باوجود اُن زخموں
کے ابھی تک مندمل نہ ہونے کے جو پل کی جنگ میں اُن کو
پہنچے تھے خنافس پر لوٹ ڈالنے کا قصد کیا اور یہ ایک بازار
تھا کہ کفار تاجرین سال میں ایک مرتبہ وہاں بہت بڑا
اجتماع کیا کرتے تھے، اچانک اس جماعت کے سر پر جا پڑے
اور بہت سے اموالِ غنیمت پر قبضہ کیا۔ پھر بازارِ بغداد کا قصد
کیا اور وہ بھی بہت شاندار بازار تھا کہ ہر سال وہاں ایک
زبردست میلہ لگتا تھا، اچانک اُن پر حملہ کر دیا اور اپنے ساتھیوں
کو یہ ہدایت کی کہ سونے چاندی اور جواہر اور ریشمی کپڑوں
اور بیش قیمت چیزوں کے سوا اور کچھ نہ اُٹھائیں۔ اس قسم
کی چیزوں کو ایک ہزار اونٹوں پر لدوا کر سلامتی کے ساتھ مراجعت کی۔

سالِ پانزدہم و سالِ شانزدہم فرقانِ اکبر
درمیانِ اسلام و کفر بسعی و اہتمام او رضی اللہ
عنہ بظہور پیوست و اینجا واضح گشت کہ تسمیہ
خلیفہ ثانی بفاروقِ اعظم بچہ وجہ بودہ
است و اینجا دو نکتہ باید شناخت نکتہ
اُولیٰ آنکہ در شریعت متواتر بالمعنیٰ است
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خبر دادند
بآنکہ فارس و روم فتح خواہد شد و غنائم
بے شمار ازیشان بدستِ مسلمین خواہد آمد
قال اللہ تعالےٰ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ
و قال وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ
اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا الآیۃ بعد ما قال وَعَدَكُمُ
اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ
لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ
اگر منصفے درین آیۃ تأمل کند و سیاق و
سباق را مستحضر سازد مضطر شود بآنکہ
غنائم کثیرہ کہ اوّل مذکور شد غنائم حُنین
است کہ در زمانِ سعادت نشانِ جناب
نبوی صلے اللہ علیہ وسلم صورت
وجود یافت عَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ
فتحِ خیبر است وَ اُخْرٰى
لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا غنائم
فارس و روم است قال ابن عباس
والحسن و مقاتل ہیَ فارس
والرُّوم ما کانتِ العرب

پندرھویں سال اور سولھویں سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کی مساعی سے اسلام اور کفر کے درمیان "فرقانِ اکبر"
(امتیازِ کامل) کا پورا پورا ظہور ہوگیا۔ اور اس موقع پر
واضح ہوگیا کہ خلیفہ ثانی کو "فاروقِ اعظم" کہنے کی وجہ تسمیہ
کیا ہے۔ اور یہاں دو نکتے پہچاننے چاہئیں پہلا نکتہ یہ ہے
کہ شریعت میں یہ بات متواتر بالمعنے ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ فارس اور روم فتح ہوگا اور ان
لوگوں سے بے شمار اموالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھوں میں
آئیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ
كُلِّهٖ (۶۱: ۹) تاکہ اس (دین) کو (بقیہ) سب دینوں پر غالب
کردے) اور فرمایا وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا الخ (۴۸:
۲۱) اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی
خدا تعالےٰ اس کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔" یہ اس ارشاد
کے بعد فرمایا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ الخ (۴۸: ۲۰) اللہ تعالےٰ نے تم
سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم
لوگے سو سردست تم کو یہ دیدی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم
روک دیئے۔" اگر کوئی منصف اس آیت میں غور کرے تو
وہ مجبور ہوجائے گا یہ تسلیم کرنے پر کہ غنائم کثیرہ (بہت سے
اموالِ غنیمت) جو کہ پہلے مذکور ہوتے وہ غزوۂ حُنین کے اموالِ
غنیمت ہیں جو جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانِ سعادت
نشان میں ظہور میں آئے اور عَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ (سو سردست
تم کو یہ دیدی ہے) فتحِ خیبر ہے اور وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا
عَلَيْهَا (اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی)
فارس اور روم کی غنیمتیں ہیں۔ ابن عباسؓ اور حسنؒ اور مقاتلؒ
کا قول ہے کہ یہ فارس اور روم ہیں۔ عرب فارس اور روم کے ساتھ

تقدر علی قتال فارس والروم کانوا خولاً لہم (العرب اتباعاً لفارس والروم) حتی قدروا علیہا بالاسلام و نیز مضطر شود بآنکہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ مراد ازین اولی بأس شدید فارس وروم است قال ابن عباس ومجاہد والحسن ہم فارس والروم ودر حدیث شیخین آمدہ رأیت کانّما وُضع فی یدی مفاتیحُ خزائن الارض ونیز در حدیث شیخین ہلک کسرٰی فلا کسرٰی بعدہ وہلک قیصر فلا قیصر بعدہ ونیز در باب رمی (تیر اندازی) عن عقبۃ بن عامر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ستفتح علیکم الروم ویکفیکم اللہ فلا یعجز احدکم ان یلہو باسہمہ اخرجہ مسلم پس این ہمہ نعم الٰہی است ووجود این امور معجزہ آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم وبعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متضمن است فتح فارس را قال تعالٰی وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ یعنی فارس خدای عزّ وجلّ از فوق سمٰوٰت ارادۂ ابطال سلطنت فارس وروم وبرہم زدن ملت ایشان فرمود وآنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم جارحۂ اتمام مراد

لڑنے پر قادر نہیں تھے یہ لوگ تو اُن کے پیچھ لگو تھے یہاں تک کہ اسلام کی بدولت اس پر قادر ہو گئے۔ اور نیز مجبور ہوگا یہ تسلیم کرنے پر کہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ (۴۸:۱۶) یعنی عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے۔" اس "اولی بأس شدید" سے مراد فارس اور روم ہیں۔ ابن عباسؓ اور مجاہدؒ اور حسنؒ کا قول ہے کہ وہ فارس اور روم ہیں۔ اور حدیث شیخین (بخاری و مسلم) میں آیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں رکھدی گئیں۔ اور نیز حدیث شیخین میں ہے کہ کسریٰ ہلاک ہوا پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور قیصر ہلاک ہوا پھر اُس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ اور نیز باب الرمی میں ہے مروی ہے عقبہ بن عامرؓ سے کہا کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب تم پر روم مفتوح ہوجائیگا پھر تم میں سے کوئی اس سے عاجز نہ ہوگا کہ اپنے تیروں سے کھیلے، اس کو مسلم نے روایت کیا۔ تو یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں اور ان امور کا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت متضمن ہے فارس کی فتح کو (یعنی جس طرح بعثت کا مقصد شرک کو مٹانا اور توحید الٰہی کو قائم کرنا تھا اسی طرح فارس کا فتح کرنا بھی تھا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ الخ (۶۲:۳) اور (علاوہ ان موجودین یعنی عرب کے) دوسروں کے لئے بھی (آپ کو مبعوث کیا) جو ابھی ان کے ساتھ شامل نہیں ہوتے (یعنی فارس) خدائے عزّ وجل نے آسمانوں کے اوپر سے سلطنت فارس وروم کو باطل کرنے اور ان کی ملت کو درہم برہم کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا اور اپنی مراد کو پورا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

خود ساخت و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پیش از ظہورِ این امرِ خطیر برفیقِ اعلےٰ
انتقال نمودند و ہمان داعیۂ بواسطۂ آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم از سینۂ
فاروقِ اعظم رضؓ باز جوشید و ہمگی اورا رضی
اللہ عنہ مطیعِ امرِ خود ساخت و عقل و
قلب اورا منقادِ آن امر فرمود و در
دلِ حاضرین پرتوِ نورِ فاروق رضؓ انداخت
تا غُزاۃِ اسلام اجتماعِ تمام پیدا کردند
و دست بُردی عجیب ظاہر گشت کشایش
زیادہ از کوشش دیدند وَابۡعَثۡ جَیۡشًا
نَبۡعَثۡ خَمۡسَۃً مِّثۡلَہٗ (کما ورد فی الحدیث القدسی ۱۲) بنقدِ حال
ایشان شد نکتۂ دوم آنکہ
اہتمامِ فاروق رضؓ در فتحِ فارس و روم بوجوہ
بسیار بودہ است یکی آنکہ دعاء می نمود
در صلوٰۃِ خود و ہمتی تمام درین کار بکار
می بُرد قَالَ النَّوَوِیُّ فِی الۡاَذۡکَارِ جَاءَ عَنۡ
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ قَنَتَ فِی الصُّبۡحِ
بعد الرکوع فقالَ اللّٰھُمَّ اِنَّا نَسۡتَعِیۡنُکَ
وَنَسۡتَغۡفِرُکَ وَلَا نَکۡفُرُکَ وَنُؤۡمِنُ
بِکَ وَنَخۡلَعُ مَنۡ یَّفۡجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ
نَعۡبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیۡ وَنَسۡجُدُ وَاِلَیۡکَ نَسۡعٰی
وَنَحۡفِدُ نَرۡجُوۡا رَحۡمَتَکَ وَنَخۡشٰی
عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ الۡجِدَّ بِالۡکُفَّارِ مُلۡحِقٌ
اَللّٰھُمَّ عَذِّبِ الۡکَفَرَۃَ الَّذِیۡنَ

آڑے کار بنایا، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس اہم کام کے ظہور
میں آنے سے پہلے رفیقِ اعلیٰ سے جاملے اور اُسی داعیہ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے پھر فاروقِ اعظم رضؓ کے سینہ سے
جوش مارا اور آپ کو (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) پورے طور پر اپنے
قبضہ میں کرلیا اور آپ کی عقل کو اور قلب کو اُس امر کا بخوبی مطیع
کرلیا۔ اور حاضرین کے دلوں میں حضرت فاروق رضؓ کے نور کا پرتو
ڈال دیا، یہاں تک کہ غازیانِ اسلام اس پر مکمّل طور پر مجتمع ہوگئے
اور عجیب وغریب تصرّفات ظاہر ہوتے اور سب نے اپنی کوشش
سے زیادہ کشایش کا مشاہدہ کرلیا اور یہ (حدیث قدسی) گویا اُن
ہی کے حال سے متعلق ہوگئی اَبۡعَثۡ جَیۡشًا الخ یعنی تو اپنا لشکر
بھیج ہم اُس سے پانچ گنا اپنا لشکر بھیج دینگے۔ **دوسرا نکتہ** یہ
کہ فاروق رضی اللہ عنہ کا اہتمام فارس اور روم کی فتح میں
بہت سی وجوہ کے ساتھ جاری رہا۔ اوّل یہ کہ آپ اپنی نمازیں
دُعاء کیا کرتے اور پوری ہمت اس کام میں بسر کرتے رہتے۔ نووی
نے کتاب الاذکار میں ذکر کیا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے
بارے میں منقول ہے کہ وہ صبح کی نماز میں بعد (دوسری رکعت کے)
رکوع کے دُعاء قنوت پڑھا کرتے تھے۔ یہ پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنَّا
نَسۡتَعِیۡنُکَ الخ یعنی اے اللہ! ہم آپ سے مدد مانگتے ہیں اور ہم آپ
سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ کے ساتھ کفر نہیں کرتے اور آپ
پر ایمان لاتے ہیں اور اُن سے ترکِ تعلق کرتے ہیں جو آپ کی
نافرمانی کرنے والے ہیں۔ یا اللہ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے
ہیں اور آپ ہی کے لئے نماز پڑھتے اور سجدے کرتے ہیں اور
آپ ہی کی طرف دَوڑتے اور جھپٹتے ہیں۔ ہم آپ کی رحمت کی
اُمید کرتے اور آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک آپ کا عذاب
حقیقی کُفّار سے ملنے والا ہے۔ یا اللہ عذاب دے ان کفّار کو (دنیا

يُصُدُّونَ عن سبيلك ويُكذِّبون رُسلكَ و يُقاتِلون اولیاءک اللّٰهمّ اغفر للمؤمنين و المؤمنات والمسلمين والمسلمات واَصلح ذاتَ بينهم وألِّفْ بين قلوبهم واجعل في قلوبهم الايمانَ والحكمةَ وثبّتهم على مِلّةِ رسولكَ صلى الله عليه وسلم وأوزِعْهم أن يُوفُوا بعهدِكَ الذي عاهدتَهم عليه وانصرهم على عدوّك وعدوّهم إلٰهَ الحقّ و اجعلنا منهم دوم آنکه خُطب بليغه متضمن تحريص بر جهاد وترغيب مجاهدين مے خواند و احاديث آنحضرت صلے الله عليه وسلم درین باب روایت می نمود سوم آنکه تهيئہ اسباب مجاهدين باهتمام هرچه تمام تر می فرمود أخرج مالك عن يحيى بن سعيد ان عمر بن الخطاب كان يحمل في العام الواحد على اربعين الف بعيرٍ (سوار) يحمل الرجلَ الى الشام على بعيرٍ و يحمل الرّجلين الى العراق على بعير فجاءه رجلٌ فقال احملني وسُحيماً فقال له عمر ابن الخطاب أنشدُكَ اللهَ أسُحيمٌ زِقٌّ (مشک) قال نعم چهارم آنکه ترتیب جیوش و تقدیم

فتنجے

ہی ہیں) جو آپ کے راستہ سے روکنے والے ہیں اور آپ کے رسولوں کی تکذیب کرنے والے ہیں اور آپ کے خاص بندوں سے قتال کرنے والے ہیں۔ اے اللہ! مغفرت کیجئے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کی اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی اور اُن کے تعلقاتِ باہمی کی اصلاح کیجئے اور اُن کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت پیدا کر دیجئے اور اُن کے دلوں میں ایمان اور دانائی رکھ دیجئے اور اُن کو اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ملت پر ثابت قدم رکھئے اور ان کو توفیق بخش دیجئے اس امر کی کہ وہ آپ کے اُس عہد کو پورا کریں جو عہد آپ نے اُن سے لیا ہے اور مدد دیجئے ان کو اُن کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر۔ اے سچے معبود اور ہم کو اُن لوگوں میں شامل رکھئے۔ دوم یہ کہ ایسے بلیغ خطبے آپ دیتے رہتے تھے جو دلوں میں جوش جہاد پیدا کرتے اور مجاہدین کو جہاد کی ترغیب دیتے تھے اور اس باب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روایت کیا کرتے تھے۔ سوم یہ کہ اسباب مجاہدین کی تیاری میں پورا پورا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ مالک رح نے روایت کی یحییٰ بن سعید سے کہ عمر رض بن الخطاب ایک سال میں چالیس ہزار اونٹوں کی سواری کا انتظام کرتے رہے ہیں۔ آپ شام کی طرف ایک آدمی کو ایک اونٹ پر سوار کر کے بھیجتے اور عراق کی طرف ایک اونٹ پر دو آدمیوں کو۔ ایک دن آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ مجھے اور سُحیم عہ کو سواری دیجئے تو اس سے عمر رض بن الخطاب نے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا سُحیم (سے تیری مراد) مشک ہے؟ اُس نے کہا ہاں۔ چہارم یہ کہ افواج کی ترتیب اور کونسا مقام دوسرے

عہ سُحیم تصغیر ہے سحم کی جسکے معنے ہیں سیاہ۔ سائل کی مراد اس لفظ سے مشکیزہ تھا مگر اس نے ایسا انداز بیان اختیار کیا جس سے یہ مفہوم ہو کہ سُحیم کوئی دوسرا آدمی ہے جو اس کے ساتھ عراق جانا چاہتا ہے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذکاوت نے حقیقتِ حال کو عیاں کر دیا۔۱۲

بر فتحے و اختیار صلح و جنگ ہمہ برائے فاروق رضی مفوض بود اما قصۂ برہم شدنِ دولت ساسانیان بدین وجہ بودہ است کہ چون صنادید فارس دیدند کہ مسلمانان را ہر روز فتحے جدید بدست می آید انفعالِ جدید بخاطرِ ایشان راہ یافت فکرِ واقعی نمودہ ملکۂ فارس را معزول ساختند و یزدجرد را کہ اشجعِ اولادِ کسریٰ بود بپادشاہی برافراختند و خزائن اکاسرہ کہ بیرون از شمار بود برآوردہ اَدوات و افواج بے حساب مجتمع نمودند و رستم فرخ زاد را سردار معرکہ معین گردانیدند و یزدجرد در مدائن نشست مستعدِ آنکہ ادوات و ابطال را دفعۃً بعد دفعۃٍ پیشِ رستم فرستد مثنیٰ بن حارثہ این ماجرا را بعرضِ حضرتِ فاروق رضی رسانید و وی رضی اللہ عنہ بہر یک از عمالِ خود کہ در اطرافِ ممالکِ اسلام بودہ اند احکام فرستاد کہ در ہر ناحیہ باہر کہ اسپے و سلاحے باشد و از اہلِ نجدۃ و شجاعت باشد سردارانِ آنجا را می باید کہ زود ساختگی آنہا نمودہ بمدینۂ مطہرہ فرستند چون آن ہمہ مجتمع شدند سعد بن ابی وقاص را بسرداری آنجمع منصوب ساخت و سعد را موعظتِ بلیغہ فرمود بتقوی و صبر بر مکارہ و ثباتِ قدم بر مواطنِ حرب امر فرمود و قوم را بمتابعت وی در جمیع سوانح مامور ساخت و برای مثنیٰ و جریر نامہ نوشت کہ ہمہ در تحتِ رایتِ سعد رضی درآیند و او را امیر الامراءِ عراق تصور نمایند یکے از حکمتہائے الٰہی کہ درین واقعہ

مقام سے پہلے فتح کیا جائے، اور صلح و جنگ کا اختیار سب حضرت فاروق رضی کی رائے پر مفوض تھا۔ **دولتِ ساسانیان کے برباد ہونے کا حال** اس صورت سے واقع ہوا کہ جب سرداران فارس نے دیکھا کہ مسلمانوں کو ہر روز ایک نئی فتح حاصل ہوتی رہی ہے تو اپنے دل میں بہت پیچ و تاب کھانے لگے اور نظم مملکت پر غور کر کے ملکۂ فارس کو معزول کر دیا اور یزدجرد کو جو کسریٰ کی اولاد میں سب سے زیادہ بہادر تھا بادشاہی سے سربلند کیا اور خاندانِ کسروی کے خزانے جو حدِّ شمار سے باہر تھے نکال کر اُن سے آلاتِ حرب اور بے حساب فوجیں جمع کیں اور رستم فرخ زاد کو جنگ کا افسرِ اعلیٰ مقرر کیا اور یزدجرد نے مدائن میں قیام کیا تاکہ سامانِ حرب اور شجاعانِ فارس کو یکے بعد دیگرے رستم کی مدد کے لئے بھیجتا رہے۔ مثنیٰ بن حارثہ نے یہ ماجرا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچایا۔ آپ رضی نے اپنے تمام عاملوں میں سے ہر ایک کو جو مختلف اسلامی ممالک میں تھے احکام بھیجے کہ ہر علاقہ میں جس شخص کے پاس کوئی گھوڑا اور ہتھیار ہو اور وہ دلیر اور بہادر ہو وہاں کے سرداروں کو چاہیئے کہ جلد اُن کو تیار کر کے مدینہ مطہرہ روانہ کر دیں۔ جب یہ سب جمع ہو گئے تو آپ رضی نے سعد بن ابی وقاص رضی کو اُس جمعیت کا افسرِ اعلیٰ بنایا اور سعد رضی کو بہت دُور رس نصیحتیں فرمائیں تقویٰ کے متعلق۔ اور مکروہات پر صابر رہنے اور جنگ کے مواقع پر ثابت قدم رہنے کا امر فرمایا اور قوم کو جملہ امور میں اُن کے تابع رہنے کا حکم دیا۔ مثنیٰ اور جریر کے نام فرمان تحریر کئے کہ سب سعد رضی کے جھنڈے کے نیچے آجائیں اور اُن کو عراق کا امیر الامراء تصور کریں۔ اس واقعہ میں حق تعالیٰ کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ

بر دلِ فاروق ؓ پرتو افگند آن بود کہ سعد را
بامارتِ عراق برگزیند زیراکہ عمر مثنیٰ بن حارثہ
بآخر رسیدہ بود اگر درین وقت سعد آنجا نمی
رسید تزلزلِ عظیم درامرِ جہاد پدید مے آمد
وسعد را بسبب شدتِ سرما توقفے درراہ
واقع شد درین اثنا فاروقِ اعظم ؓ دفعۃ بعد
دفعۃ پہلوانانِ نامدار وجوانانِ کامگار بکمکِ
وے روان مے نمود و اہتمامِ تمام درین باب
مے فرمود تا آنکہ درعرب از اشرفِ قبائل و
اہلِ شجاعت ورائے کم کسی را گزاشتہ باشد
سیؔ و چند ہزار مرد ہمراہِ سعد مجتمع شدند ازانجملہ
یکہزار کس از صحابہ بودند کہ نود و نہ کس از ایشان
اہلِ بدر بودند انگاہ سعد بامیر المؤمنین نامہ
نوشت و توجہِ رستم بعزم قتال و کثرت عَدد
و عُددِ او بتفصیل باز نمود حضرتِ فاروق درجوابش
نوشت کہ ہیچ دغدغہ را بخاطر خود راہ ندہی واز
کثرتِ آلاتِ و ادواتِ دشمن بیجانہ گردی و نظر بر
لطفِ پروردگار خود عزوجل داشتہ متوکل بتائیدِ او
باش وہرگاہ لشکر خود را تعبیہ نمای موضع ہر کسی برای
من بوجہی اعلام کن کہ گویا من بچشم خود معاینہ میکنم سعد
کیفیتِ تعبیۂ جیش پیش حضرت فاروق ؓ نوشتہ
فرستاد و وے رضی اللہ عنہ تحسینِ آن صورت
فرمود و امر نمود کہ نخستِ آن جماعہ
را کہ بکمالِ حسب و نسب و طلاقتِ لسان
وزیادۂ عقل موصوف باشند

حضرت فاروق ؓ کے قلب پر جو پرتو ڈالا وہ یہ تھا کہ امارتِ عراق
کے لئے سعد ؓ کو منتخب کریں کیونکہ مثنیٰ بن حارثہ کی عمر آخری
حد پر پہنچ چکی تھی اگر اس وقت سعد ؓ وہاں نہ پہنچتے تو امرِ جہاد
میں ایک بڑا تزلزل واقع ہو جاتا اور سخت سردی کی وجہ سے
سعد ؓ کو راستہ میں کچھ توقف واقع ہوا اس دوران میں
فاروقِ اعظم ؓ یکے بعد دیگرے نامی پہلوانوں اور بہادر جوانوں
کو اُن کی کمک کے لئے برابر روانہ کرتے رہے اور اس بارے
میں پورا اہتمام فرماتے رہے اس حد تک کہ عرب کے اشرف
قبائل میں سے اور اہلِ شجاعت اور صاحبِ رائے لوگوں میں
سے ایسے کم ہوں گے جن کو آپ ؓ نے چھوڑ دیا ہوگا۔ تیس اور
چند ہزار مرد جو سعد ؓ کی ہمراہی کے لئے جمع ہوئے اُن میں
ایک ہزار حضرات صحابہ ؓ تھے جن میں سے ننانوے اصحابِ اہلِ
بدر تھے۔ اُس زمانہ میں سعد ؓ بن ابی وقاص نے امیر المؤمنین ؓ
کو خط لکھا اور قتال کے لئے رستم کے متوجہ ہونے اور دشمنوں
اور اُن کے سامان کی کثرت کی تفصیلات کا اظہار کیا۔ حضرت
فاروق ؓ نے اُن کو جواب میں لکھا کہ تم اپنے دل میں کوئی خدشہ
نہ آنے دو اور دشمن کے آلات اور سامان کی کثرت سے اندیشہ
نہ کرو۔ بس اپنے پروردگار عزوجل کے لطف پر نظر رکھتے ہوئے
اُس کی مدد پر متوکل رہو اور جب تم اپنے لشکر کو صف بستہ کرو
تو ہر ایک کے مقام کی تفصیل ایسی طرح واضح لکھو کہ گویا میں
اپنی آنکھ سے دیکھ لوں۔ (کہ کس کو میمنہ پر رکھا اور کس کو میسرہ
پر وغیر ذٰلک)۔ سعد ؓ نے لشکر کی صف بندی کا پورا نقشہ آپ ؓ
کی خدمت میں لکھ بھیجا اور فاروق رضی اللہ عنہ نے اُس نقشہ
کی تعریف کی اور حکم دیا کہ سب سے پہلے ایک ایسی جماعت کو
جو کمالِ حسب و نسب اور زبان آوری اور زیادتی عقل سے موصوف ہو

پیش صنادید فرس فرستد و دعوت باسلام کند سعد ہمچنان کرد یکے ازاں جماعہ مغیرۃ بن شعبۃ بود آخرج الحاکم عن ایاس بن معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال لما کان یوم القادسیۃ بُعِثَ بالمغیرۃ بن شعبۃ الٰی صاحب فارس فقالَ ابعثوا معی عشرۃً فبعثوا فشدَّ علیہ ثیابہ ثم اَخَذَ جحفۃً ثم انطلقَ حتیٰ اَتوہ فقال اَلقوا لی تُرسًا فجلس علیہ فقال العلج انکم معشر العرب قد عرفتُ الذی حملکم علی المجئ الینا انتم قومٌ لا تجدون فی بلادکم من الطعام ماتشبعون منہ فخذوا نُعطیکم من الطعام حاجتکم فانا قومٌ مجوسٌ و انا نکرہ قتلکم انکم تنجّسونَ علینا ارضنا فقالَ المغیرۃُ واللہِ ماذاک جآء بنا ولکنّا قومًا نعبد الحجارۃ والاوثانَ فاذا رآینا حجرًا احسنَ من حجرٍ القیناہ و اَخذنا غیرہ ولاَ نعرفُ ربًّا حتیٰ بعثَ اللہُ الینا رسولاً من اَنفسنا فدعانا الی الاسلام فاتبعناہ و

فارس کے سرداروں کے پاس بھیجیں جو اُن کو اسلام کی طرف دعوت دیں۔ سعدؓ نے ایسا ہی کیا۔ اُس جماعت میں سے ایک مُغیرہؓ بن شعبہ تھے۔ حاکم نے روایت کی ایاس بن معاویہ بن قرہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے اُنھوں نے کہا کہ جب جنگِ قادسیہ واقع ہوئی تو مغیرہؓ بن شعبہ شاہِ فارس (یزدجُرد) کے پاس بھیجے گئے، اُنھوں نے کہا کہ میرے ساتھ دس آدمی بھیجدیئے جائیں تو بھیجدیئے گئے۔ اب اُنھوں نے اپنے بدن پر اپنے کپڑے کسے (پٹکے یا رسّی وغیرہ سے) اور ڈھال لے کر روانہ ہوگئے یہاں تک کہ شاہِ فارس کے یہاں جا پہنچے پھر (یہ دیکھ کر کہ یہ کوئی کُرسی وغیرہ پر بطورِ تکریم نہیں بٹھارہا ہے ساتھیوں سے) کہا کہ میرے لئے ڈھال رکھدو تو اُس پر بیٹھ گئے۔ پھر اُس کافر مجوسی (یزدجُرد) نے کہا کہ تم لوگ عرب کے گروہ ہو میں پہچان چکا ہوں کہ ہمارے شہروں کی طرف آنے پر تم کو کس چیز نے اُبھارا تم ایسی قوم ہو کہ تم کو اپنے شہروں میں کھانے کی ایسی چیزیں نہیں ملتیں جن سے تم اپنا پیٹ بھرلو سو ہم تم کو کھانے کی چیزیں دیدیں گے جس سے تم اپنی حاجت پوری کرلو، کیونکہ ہم مجوس قوم ہیں اور ہمیں کراہت معلوم ہوتی ہے تمہارے قتل سے اس وجہ سے کہ تم ہمارے مُلک میں گھس آئے ہو۔ اس کو سُنکر مغیرہؓ نے کہا کہ واللہ یہ چیز نہیں ہے جو ہمیں یہاں لائی لیکن جو اصل بات ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایسی قوم تھے جو پتھروں کو پوجتے تھے اور بُتوں کو۔ تو جب ہم کوئی ایسا پتھر دیکھتے جو پہلے پتھر سے اچھا ہوتا تو اس کو معبود بنا لیتے اور پہلے کو پھینک دیتے اور ہم رب کو نہیں پہچانتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے ہم میں سے اپنا ایک رسولؐ بھیجا جس نے ہم کو اسلام کی طرف دعوت دی تو ہم نے ان کا اتباع کیا اور

انا أمرنا بقتال عدونا ممن ترک الاسلام
ولم نجئ للطعام ولکنا جئنا لنقتل
مقاتلتکم و نسبی ذراریکم و اما
ما ذکرت من الطعام فانا لعمری
ما نجد من الطعام ما نشبع منه و
ربما نجد ریا من الماء احیانا
فجئنا الی ارضکم هذه فوجدنا فیها
طعاما کثیرا و ماء کثیرا فو الله
لا نبرحها حتی تکون لنا او لکم فقال
العلج بالفارسیة صدق قال و
انت تفقأ عینک غدا ففقئت عینه
من الغد اصابته نشابة گویند یزدگرد
جوالے از خاک پر کردہ بقصد اہانت بطریق
جوائز الوفود بایشان پیش آورد و عرب
آن را فال فتح بلاد شمردند بعد
ازان سعد بعوث و سرایا باطراف و
اکناف منتشر ساخت تا در نواحے بلاد
عجم طرح غارت و نہب ریزند القصہ رستم
باشوکت و اُبہت تمام بجانب لشکر اسلام
متوجہ شد و پلی ترتیب دادہ از دریا
این طرف عبور نمود درین حالت یزدگرد
در ہر نعرہ داری شخصے را مقرر داشتہ بود
کہ ہر چہ رستم گوید یا کند در اسرع اوقات
باو رسد و سعد بسبب دمامیل و شبرات
امکان نیافت کہ خود در وسط لشکر باشد

ہم کو حکم دیا گیا ہے اپنے اُن دشمنوں سے قتال کرنے کا جو اسلام
کو ترک کریں اور ہم کھانے کے لئے نہیں آئے لیکن ہم اس
لئے آئے کہ تمھارے جنگی مردوں سے لڑیں اور تمھاری ذریات
کو قید کرلیں۔ رہا کھانے کا ذکر جو تم نے کیا ہے تو اپنی عمر کی
قسم ہم کو اتنا کھانا نہیں ملتا جس سے ہم چھک جائیں اور
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم کو اتنا پانی بھی نہیں ملتا جس سے
ہم سیراب ہو جائیں پھر ہم تمھاری اس سرزمین کی طرف آئے
تو یہاں ہم نے کھانے کی بہت چیزیں پائیں اور بہت پانی پایا، اب
واللہ ہم یہاں سے جانے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ یہ سرزمین
ہمارے لئے رہے یا تمھارے لئے۔ تو اس کافر مجوس نے فارسی
زبان میں کہا کہ اس نے سچ کہا۔ مغیرہ نے کہا اور تیرا یہ حال
ہوگا کہ کل تیری آنکھ پھوٹ جائیگی۔ چنانچہ اگلے دن اُس
کی آنکھ پھوٹ گئی، اُس پر ایک تیر آکر لگا تھا۔ کہتے ہیں کہ
یزدگرد نے توہین کے ارادے سے ایک بوری مٹی سے بھر کر
اس رسم کی ادائگی کے طور پر کہ وفود کو بادشاہوں سے کچھ ہدایا
و انعامات ملا کرتے ہیں ان کو دی، اور عرب نے اس سے یہ
فال لی کہ ہم تمام شہر فتح کرینگے (وہ اس مٹی کو لے آئے)۔
اس کے بعد سعدؓ بن ابی وقاص نے بڑے اور چھوٹے لشکر عجم
کے شہروں کے اطراف واکناف میں منتشر کر دیئے تاکہ ان پر حملے
کریں اور لوٹیں۔ القصہ رستم پوری شوکت ودبدبہ کے ساتھ
لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور ایک پُل بنا کر دریا سے اِس
طرف پار ہو گیا۔ اس حالت میں یزدگرد نے ہر ایک چوکی پر
ایک شخص مقرر کیا تھا کہ رستم کی تمام گفتگو اور کارروائی کی
اطلاع اُس کو جلد از جلد پہنچتی رہے۔ اور سعدؓ دنبلوں اور
آبلوں کے سبب اس سے مجبور ہو گئے کہ خود لشکر کے درمیان رہیں

بر بلندیٔ قصرے قرار گرفت و جمعی از سوار و پیادہ را زیر قصر حاضر داشت تا ہرچہ فرماید بے توقف بسرداران فوج رسانند انگاہ سعد اعیان لشکر را نزد خود خواند و موعظتِ بلیغہ فرمود و مواعیدِ الٰہی در بابِ فتحِ عجم بیادِ ایشان داد و بتفصیل واضح گردانید کہ امروز اگر دستبردی نمائید سعادتِ دنیا و اُخری ازانِ شما باشد و اگر بددلی کنید دولتِ صوری و معنوی از دستِ شما رود و امیرِ ہر قوم را فرمود تا ہمین کلمات اَتباع خود را سرگرم کارزار کند و شعراء را بانشادِ اشعارِ مُہیج شجاعت بر انگیخت و قُرّاء را بتلاوتِ سورۃ انفال ارشاد فرمود قُرّاء چون در تلاوتِ آن شروع نمودند دلہا را اطمینانے رُوی نمود انگاہ فرمود کہ چون ساعتِ ہبوبِ ریاحِ نصر یعنی وقتِ نماز دررسد تکبیرے خواہم گفت شما نیز تکبیر بگوئید و اَدواتِ حرب مہیا سازید باز چون تکبیرِ دوم گفتہ شود جوشن پوشید و اَدواتِ جنگ بر خود راست کنید و چون تکبیرِ سوم بشنوید جوانان بجولانگاہِ مبارزت در آیند و باستماعِ تکبیرِ چہارم کلمۂ لاحولَ ولاقوۃَ الّا باللہ العلیّ العظیم گوئید و ہمہ بہیئتِ اجتماعیہ با دشمن در آویزید القصہ سہ روز و یک شب میانِ ہر دو فریق جنگ قائم ماند چہارم روز نصر نازل شد و فرقانِ اکبر بظہور پیوست و ہر یکی ازین اوقات نامے علیحدہ دارد روزِ اَرمات[1] و روزِ اَغواث[2]

وہ ایک قصرِ بلند کے اُوپر بیٹھ گئے اور سوار اور پیادوں کی ایک جماعت قصر کے نیچے موجود رکھتے تھے تاکہ جو کچھ وہ ہدایت دیں بے توقف یہ لوگ فوج کے سرداروں کو پہنچا دیں۔ اُس وقت سعدؓ نے اعیانِ لشکر کو اپنے پاس بلایا اور اُن کو دور س نصیحتیں فرمائیں اور اللہ کے وعدے فتحِ عجم کے بارے میں اُن کو یاد دلاتے اور بتفصیل واضح کیا کہ اگر تم نے پوری ہمت و شجاعت سے مقابلہ کیا تو دنیا اور آخرت کی سعادت تمہارے لئے ہوگی اور اگر بددلی کر گئے تو ظاہری اور معنوی دولت تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ ہر قوم کے امیر کو فرمایا کہ ان ہی کلمات سے اپنے ماتحتوں کو جنگ میں سرگرم کریں اور شُعراء کو ایسے اشعار کہنے پر برانگیختہ کیا جو شجاعت میں ہیجان پیدا کریں اور قاریوں کو سورۃ انفال کی تلاوت کا ارشاد فرمایا۔ قُرّاء نے جب اس کی تلاوت شروع کی تو دلوں میں اطمینان پیدا ہونے لگا اُس وقت فرمایا کہ جب مددِ الٰہی کی ہوائیں چلنے کی ساعت یعنی وقتِ نماز آ پہنچے گا تو میں تکبیر کہوں گا، تم بھی تکبیر کہنا اور آلاتِ حرب کو تیار کر لینا۔ پھر جب دوسری تکبیر کہی جائے تو زرہ پہن لو اور آلاتِ حرب اپنے بدن پر لگا لو اور جب تیسری تکبیر سنو تو ہمارے جوان میدانِ جنگ میں پہنچ جائیں اور چوتھی تکبیر کے سُننے کے وقت کلمۂ لاحول ولاقوۃَ الّا باللہ العلیّ العظیم کہو اور سب ہیئتِ اجتماعیہ کے ساتھ دشمنوں پر ٹوٹ پڑو۔ القصّہ تین دن اور ایک رات دونوں فریقوں کے مابین جنگ برپا رہی۔ چوتھے روز اللہ کی مدد نازل ہوئی اور فرقانِ اکبر کا نزول ہو گیا۔ اور ان اوقات میں سے ہر ایک کا علیحدہ نام ہے۔ روزِ ارمات، روزِ اغواث (یعنی کمک پہنچ جانے کا دن)

[1] اَرمات، رمث کی جمع ہے یعنی وہ لکڑیاں جو جوڑ کر باندھی جاتی ہیں اور ان پر سوار ہو کر سمندر میں جاتے ہیں۔ یہ دن عجمیوں کے ساز و سامانِ حرب سے آراستہ ہو کر نکلنے کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوا ۱۲ مترجم

[2] کمک

وروز عماس ولیلۃ الہریر آنا روز ارماث ہمہ
صنادید عجم با ہیئۃ عجیبہ تاجہای مکلل بر سر
دکمرہاتے مرصع برمیان براسپانِ عراقی سوار
صف آراستند و تیراندازانِ حکم انداز را بر فیلان
نشاندہ وجمعے گرداگردِ آنہا برائی محافظتِ فیلان
پیادہ گشتہ مقدمۃ الجیش ساختند وطورِ عرب
وسادہ وضعی ایشان معلوم است باآن ہمہ تائید
الٰہی دست بُردہای عجیب کردند اولاً غالب بن
عبداللہ اسدی و عاصم بن عمرو تمیمی بجولانگاہ
مبارزت درآمدند ہرمزان نام شخصے از رؤسای عجم
مقابلِ غالب وشخصے دیگر از سرداران مقابلِ عاصم
برآمد غالب بزخم نیزہ قرنِ خود را بر زمین غلطانید
انگاہ بکمند بستہ پیشِ سعد رسانید و عاصم نیز
بر قرنِ خود حملہ آورد وقرنِ او بیقین دانست
کہ حریف عاصم نمی تواند شد از میان بگریخت
عاصم بتعاقب او تاختہ ہرچند جست اورا نیافت
عوض اور اشتر سوارے را گرفتہ آورد وسعد رض
راکب ومرکوب رانفل او ساخت ثانیاً تیرانداز
کہ تیرِ او خطا نمی شد از طرف عجم بقصدِ عمرو
ابن معدیکرب بمیدان درآمد مسلمانان
عمرو را آگاہ گردانیدند عمرو تیرے بجانب او
انداخت و بآن زخم اورا از اسپ بر زمین
افگند عمرو خود را زود برسر او رسانید
و سرِ اورا برید و کمرِ قیمتے و
سلبِ گران بہاے اورا

روز عماس (سخت لڑائی کا دن) اور لیلۃ الہریر (چکی کے شور
والی رات) اب **روزِ ارماث** کا حال سنیئے۔ تمام سرداران
عجم عجیب عجیب ہیئت کے ساتھ سروں پر زرنگار تاج اوڑھے
ہوئے اور مرصع پٹکے کمر پر باندھے ہوئے، عراقی گھوڑوں پر
سوار صف آرا ہوئے اور ایسے تیراندازوں کو جو قادر انداز
تھے ہاتھیوں پر بٹھایا اور اُن کے گرداگرد ہاتھیوں کی حفاظت
کے لئے پیدل سپاہیوں کو مقدمۃ الجیش بنایا۔ اوز عرب کا
انداز اور ان کی سادہ وضعی معلوم ہی ہے (وہاں یہ طمطراق
کہاں مگر) اس کے باوجود قدرت نے عجیب تصرفات کیے۔
اوّلاً غالب بن عبداللہ اسدی اور عاصم بن عمرو تمیمی میدانِ جنگ
میں آئے۔ رؤسائے عجم میں سے ایک شخص جس کا نام ہرمزان
تھا غالب کے مقابل آیا اور سرداروں میں سے ایک دوسرا
شخص عاصم کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ غالب نے نیزے سے
زخمی کرکے اپنے مقابل (ہرمزان) کو زمین پر لٹا دیا اور پھر
کمند سے باندھ کر سعد رض کے پاس پہنچا دیا۔ عاصم نے بھی
اپنے مقابل پر حملہ کیا۔ اُس کے مقابل نے یقین کے ساتھ سمجھ
لیا کہ وہ عاصم کے مقابلہ کا نہیں ہے تو وہ بھاگ نکلا۔ عاصم
نے اس کا تعاقب کیا ہرچند اُس کو ڈھونڈا مگر نہ پایا تو اس کے
بدلے میں ایک اور شتر سوار کو قابو میں کرکے لے آئے۔ سعد رض
نے سوار اور سواری دونوں عاصم کو بطور حصہ غنیمت دیدیئے۔
ثانیاً ایک تیرانداز جس کا تیر خطا نہیں ہوتا تھا عجم کی طرف سے
عمرو بن معدیکرب سے مقابلہ کے لئے میدان میں آیا۔ مسلمانوں
نے عمرو کو آگاہ کیا۔ عمرو نے اُس پر ایک تیر مارا جس کے زخم
سے وہ گھوڑے سے زمین پر گرا۔ عمرو نے سرعت کے ساتھ پہنچکر
اُس کا سر کاٹ دیا اور اس کا قیمتی پٹکا اور بیش قیمت سامان اپنے

بدست آورد. ثالثاً مہران حاکم آذربیجان بر بادپائے
عجیبے سوار تبختر کنان رُوی بمیدان نہاد و
بتقلید رستم میگفت الیوم ندقّ العرب دقّاً
شخصے از حاضران او گفت انشاء اللہ آن بے
دولت بر زبان راند شاء اللہ او لم یشاء درین
اثناء مُنذر بن حسّان ضبیؓ نیزہ در پہلوی او
خلانید واز اسپش غلطانید خواست کہ
خود پیادہ شدہ سرش بردارد اسپ مُنذر
رمید ساعتے بضبط اسپ مشغول ماند درین
توقّف جریر بن عبداللہ بجلی از میمنہ لشکر
مانندِ باد باو رسید و سر او را برید مُنذر چون
بر سر صریع خویش آمد کشتہ یافت درباب سلب
او قیل وقال بلند شد آخر الامر بحکم سعد کمر بہ مُنذر
دادند و باقی سلب بجریر گویند قیمت کمر سی ہزار
بود و قیمت باقی سلب ہزار سپاہ عجم چون این
دار و گیر را دیدند فیلان را نیز حرکت نمودند جملۂ
حملہ بر لشکر اسلام آوردند کتائب اسلامیہ را
متفرق ساختن گرفتند مقصدِ اصلی ایشان استیصال
قومِ بَجیلہ بود زیرا کہ قتل مہران بردستِ جریر
بَجلی واقع شدہ است نزدیک بود کہ بَجیلہ
بالکلّیّہ مُتاصل شوند سعد بطُلَیحہ اسدی
حکم فرمود کہ با قومِ خود زود بمددِ ایشان رسد چون
دران معرکہ رسیدند عظیمے از عظماء عجم
بمبارزت بر آمد طلیحہ دفعۃً بطعن نیزہ
بدوزخش فرستاد آنگاہ

قبضہ میں لیا۔ ثالثاً مہران آذربیجان کا حاکم ایک تیز رفتار گھوڑے پر
جو بہت اعلیٰ قسم کا تھا سوار ہوکر اکڑتا ہوا میدان میں آیا اور
رستم کی تقلید میں کہنے لگا الیوم ندقّ العرب دقّاً (آج ہم
عربوں کو کوٹ ڈالیں گے) اُس کے پاس والوں میں سے ایک شخص
نے کہا "انشاء اللہ"۔ وہ بدنصیب یہ کلمہ زبان پر لایا ان شاء اللہ
اولم یشاء (یعنی اللہ چاہے یا نہ چاہے) لڑائی کے دوران میں مُنذر
ابن حسّان ضبیؓ نے اُس کے پہلو میں نیزہ مارا اور اس کو گھوڑے
سے گرادیا، چاہا کہ خود پیادہ ہوکر اُس کا سر کاٹے لیکن مُنذر
کا گھوڑا بدک گیا اور وہ ایک ساعت اُس کو قابو میں لانے کے
لئے مشغول رہے اس توقف میں جریر بن عبداللہ بجلی میمنۂ
لشکر سے ہوا کی طرح نکل کر اُس کے پاس پہنچے اور اُس کا سر
کاٹ ڈالا۔ مُنذر نے جب اپنے پچھاڑے ہوئے شخص کو مقتول
پایا تو اُس پر سے اُتارے ہوئے سامان کے بارے میں بات بڑھی
آخر کار سعدؓ کے حکم سے اُس کا پٹکا مُنذر کو دیا گیا اور باقی سامان
جریر کو۔ کہتے ہیں کہ پٹکے کی قیمت تیس ہزار تھی اور باقی سامان
کی دس ہزار۔ عجم کی افواج نے جب یہ پکڑ دھکڑ دیکھی تو
وہ ہاتھیوں کو بھی حرکت میں لے آئے۔ اور لشکرِ اسلام پر سب
نے مل کر حملہ کردیا اور اسلامی لشکروں کی صفوف کو متفرق
کرنا شروع کردیا۔ اُن کا مقصدِ اصلی قومِ بَجیلہ کو برباد کرنا
تھا کیونکہ مہران کا قتل جریر بجلی کے ہاتھ سے واقع ہوا تھا۔
قریب تھا کہ بَجیلہ کلّیۃً برباد ہوجائیں مگر سعدؓ نے طلیحہ اسدی کو
حکم دیا کہ جلد اپنی قوم کو ساتھ لے کر اُن کی مدد کے لئے پہنچ
جائے۔ جب یہ اُس معرکہ میں پہنچے تو عجم کے جنگی مَردوں میں
سے ایک بڑا شخص مقابلہ کے لئے نکلا طلیحہ نے پھرتی کے ساتھ
نیزے کے ایک حملہ سے اُس کو دوزخ میں پہنچادیا۔ اس وقت

باجماعۂ خود یکبارگی بر پیل سواران تیرباران کردند چنانکہ اکثرے منہزم گشتند اشعث بن قیس کندی بانگ بر قوم خود زد کہ بنو اسد کار شیران نمودہ اند شمارا چہ شدہ است اقوام او نیز حملہ آوردند و بقیہ را زدہ زدہ تا بہ قلب گاہِ لشکرِ عجم رسانیدند بعد ازان جالیوس و ذوالحاجب از رُوسائے عجم بالشکرے بے حساب با فیلان ژیان بر فوجِ اسلام حملہ آوردند درین اثناء از طرفِ سعد تکبیر چہارم بلند شد اہلِ اسلام ہمہ باجمعہم کلمۂ طیّبہ لاحولَ و لاقوّۃَ الاّ باللہ العلیِّ العظیم گفتہ بر کفّار ریختند وآسیای حرب بربنی اسد وبُجیلہ وکندہ دائرگشت ازینجماعہ بسیارے بدرجۂ شہادت رسیدند سعد بجانب عاصم بن عمرو تمیمی زد قاصدے دوانید تا حیلہ سازد کہ راکبانِ فیل ازین طغیان پابدامان کشند عاصم تیراندازانِ تمیم و اسد رافرمود کہ تا بر فیلان ہجوم کردند و روئے ایشان را بازگردانیدند انگاہ ندا درداد کہ حبال فیلان را قطع نمایند چون حبال رابریدند راکبانؓ بر زمین غلطیدند و دشمن پُشت داد سعد در فکر تکفین و تجہیز قتلیٰ فتاد و مجروحان را بزنانِ لشکر سپردند تا بمداوائے ایشان قیام کنند روزِ اغواث

اپنی جماعت کے ساتھ اُنھوں نے دفعتاً ہاتھیوں کے سواروں پر تیروں کی بارش کردی جس سے اکثر لوگ بھاگ گئے۔ اشعث ابن قیس کندی نے اپنی قوم کو للکارا کہ بنو اسد (طلیحہ کے قبیلے والے) شیروں کا کام کر رہے ہیں تمھیں کیا ہوگیا تو اُن کی قوم کے لوگوں نے بھی سخت حملہ کردیا اور باقی ماندہ لوگوں کو مارتے مارتے لشکر گاہِ عجم کے قلب تک پہنچا دیا۔ اس کے بعد جالیوس اور ذوالحاجب نے جو عجم کے رئیسوں میں سے تھے بیشمار لشکر کے ساتھ مع غضبناک ہاتھیوں کے اسلامی فوج پر حملہ کیا۔ اس دَوران میں سعدؓ کی طرف سے چوتھی تکبیر بلند ہوئی (جس کو سُنکر) تمام اہلِ اسلام سب کے سب کلمۂ طیّبہ لاحولَ ولاقوّۃَ الاّ باللہ العلیّ العظیم کہتے ہوئے کُفّار پر جا پڑے اور جنگ کی چکّی بنی اَسد اور بُجیلہ اور کِندہ پر گھومنے لگی ان قبائل کے بہت سے لوگ درجۂ شہادت پر پہنچے۔ سعدؓ نے عاصم بن عمرو تمیمی کے پاس قاصد دوڑایا کہ جلد کوئی ایسا حیلہ کردیں کہ ہاتھیوں کے سواروں کے اس طوفان میں پاؤں اُکھڑ جائیں (کہ ان سے زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے) عاصمؓ نے تمیم اور اسد کے تیراندازوں کو حکم دیا جس سے سب کے سب نے ہاتھیوں پر تیراندازی شروع کردی اور اُن کے رُخ موڑ دیئے ایسے وقت اُنھوں نے للکارا کہ ہاتھیوں کے رسّے (جن سے ہودے بندھے ہوتے تھے) کاٹ ڈالو! جب رسے کاٹے گئے تو سب سوار لڑھک کر زمین پر گر پڑے اور دشمن پُشت پھیر کر بھاگے۔ اب سعدؓ نے اپنے مقتولین کو کفنانے دفنانے کا انتظام کیا اور زخمیوں کو لشکر کی عورتوں کے سپرد کیا تاکہ وہ اُن کی مرہم پٹی اور دیکھ بھال کے لئے کمربستہ ہوجائیں۔ حال روزِ اغواث۔

حضرتِ فاروق رضؓ برائے ابوعُبیدہ امیر
الأمراء شام نوشتہ بود کہ فوجے ترتیب
دادہ بسرکردگی ہاشم بن ابی وقاص
بمددِ سعد بفرستد باتفاقِ حسن قعقاع
کہ مقدمۂ لشکر ہاشم بود بایک ہزارو
پانصد سوار درین حالت رسید جماعۂ
خودرا دہ قسم ساخت و فرمود یک
طائفہ مسلّح و مکمّل اوّلاً در عسکرِ اسلام
داخل شوند چون داخل شدند قسمتے
دیگر نمایان گردد الیٰ آخر الاقسام
چون نظر اہلِ لشکر برین جماعہ
افتاد دل قوی شدند بالجملہ
قعقاع در قسمِ اوّل بہ لشکرِ اسلام درآمدہ
بمصاف پیوست و مسلمین را بر حرب کفار
تحریض تمام نمود و مبارز طلبید ازان
طرف ذوالحاجب برآمد قعقاع چون دانست
کہ ذوالحاجب است بانگ برداشت یا
ثاراتِ (انتقام) اصحابِ الجسر انگاہ باندک
فرصتے بدوزخش رسانید و باز مبارز دیگر
خواست بُندان و فیروزان تاختہ بمیدان
آمدند حارث بن ظبیان بمددِ قعقاع
رسید فیروزان بمقابلۂ قعقاع
و بُندان حریف حارث شد ہر دو پہلوانانِ
غنیم خودہا را کشتند و بسببِ قتل آنہا
کسرِ عظیمے در لشکرِ کسرٰے افتاد

حضرت فاروق رضؓ نے شام کے امیر الامراء ابو عبیدہؓ کو لکھا تھا کہ ایک
فوج تیار کر کے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کی سرکردگی میں سعد
ابن ابی وقاص کی مدد کے لئے بھیجیں۔ حُسنِ اتفاق سے قعقاع
جو کہ ہاشم کے لشکر کے کمانڈر تھے ایک ہزار پانچسو سواروں
کے ساتھ اس شدید جنگ کی حالت میں پہنچ گئے۔ اُنھوں نے
(یہاں پہنچنے سے پہلے) اپنی فوج کے دس حصے کر دیئے اور
حکم دیا کہ پہلے ایک حصہ مسلّح اور مکمّل حالت میں (یعنی ڈیڑھ
سو مجاہدین) اولاً لشکرِ اسلام میں داخل ہو جائیں. جب وہ شامل
ہو چکیں تو دوسرا حصہ نمایاں ہو۔ اسی طرح ہر ایک حصہ آخر
تک داخل ہوتا رہے۔ جب اہلِ لشکر کی نظر ان امدادی دستوں
پر پڑی تو ان کے دل قوی ہو گئے۔ چنانچہ قعقاع جو اس لشکر
اسلام کے پہلے دستہ کے کمانڈر تھے آکر جنگ میں شریک ہوئے
اور اُنھوں نے مسلمانوں کو کفار کے ساتھ لڑنے پر جوش دلانا
شروع کر دیا اور کفار سے مبارز طلب کیا (یعنی کوئی میرے مقابلہ
پر آئے) اُس طرف سے ذوالحاجب نکلا۔ قعقاع کو جب معلوم
ہو گیا کہ یہ ذوالحاجب ہے تو اُنھوں نے للکار کر کہا یا ثارات
اصحاب الجسر (پُل کی جنگ میں جو شہید ہوئے تھے اُن کے خون
کا بدلہ لینے کا موقع آگیا۔ وہ نقصان اسی ذوالحاجب نے پہنچایا
تھا۔) بس تھوڑے سے وقفہ کے بعد قعقاع نے اُس کو دوزخ
میں پہنچا دیا اور پھر اور مبارز طلب کیا تو بُندان اور فیروزان
گھوڑے دوڑاتے ہوئے میدان میں آگئے۔ ادھر سے حارث بن
ظبیان قعقاع کی مدد کے لئے پہنچ گئے۔ فیروزان تو قعقاع
کے مقابلہ پر آیا اور بُندان حارث کے مقابلہ پر۔ دونوں بہادر
پہلوانوں نے اپنے اپنے حریفوں کو مار ڈالا۔ ان کے قتل سے
کسریٰ کے لشکر میں ایک عظیم کسر (یعنی شکستگی) واقع ہو گئی۔

گویند قعقاع سی دفعه درین روز بر لشکر
کفار حمله آورد و هر دفعه کارے کرد درین
وقت دانایان لشکر اسلام شتران را جلال
واسع پوشانیده بر شکل مہیب نمودار کردند
آنچه فیول عجم دیروز با خیول عرب کرده
بودند امروز جمال عرب با افراس فرس
بعمل آوردند چون ہنگام نصف النهار در رسید
هر دو فریق ساعتے مشغول استراحت شدند
بعد از نماز پیشین نار حرب مشتعل شد
گویند سعد بن ابی وقاص ابو محجن را بواسطه
شرب خمر محبوس ساخته بود چون ابو محجن
این حالت مشاهده نمود غیرت اسلامش
بجوشید از ام ولد سعد درخواست کرد که
وے را از حبس خلاص کند و اسپ ابلق
سعد و سلاح او عاریت دهد بقرار آنکه
اگر حیات باقی است خود را در محبس رساند
ام ولد سعد همچنان کرد و ابو محجن نعره زنان
بمیدان در آمد و ترددے بکار برد که جمیع
لشکر استحسان او کردند بلکه گمان
جمعے آن شد که او خضر ست که بمدد
لشکر اسلام رسیده طائفه را نظر بر آنکه ملکے
برای نصرت ایشان نازل شد روز دیگر
چون حال ابو محجن بر سعد رض واضح
شد بدلجوئی وے در آمد و
گفت من بعد ترا در حبس

کہتے ہیں کہ قعقاع نے اس دن لشکر کفار پر تیس دفعہ حملہ کیا اور
ہر حملہ میں بڑا کام کیا۔ اس موقع پر لشکر اسلام کے بعض دانشمندوں
نے اونٹوں کو (گودڑ باندھ کر ان کے بدن کو خوب پھلایا اور)
کشادہ جھولیں پہنا کر ہیبتناک شکل پر نمودار کیا تو جو کچھ
عجم کے ہاتھیوں نے عرب کے گھوڑوں کے ساتھ کیا تھا (کہ وہ
ان کو دیکھ کر بدکنے اور قابو سے باہر ہونے لگے تھے) وہی کام
آج عرب کے اونٹوں نے فارس کے گھوڑوں کے ساتھ کیا۔ جب
لڑتے لڑتے دوپہر ہو گیا تو دونوں فریق ایک ساعت کے
لئے کچھ آرام کرنے لگے۔ ظہر کی نماز کے بعد پھر جنگ کی آگ
مشتعل ہوئی۔ کہتے ہیں کہ سعد رض بن ابی وقاص نے شراب پینے
کی بنا پر (اپنے جائے قیام پر) ابو محجن کو محبوس کر رکھا تھا۔
جب ابو محجن نے اس حالت کا مشاہدہ کیا (ان کے محبس کے
دریچہ سے میدان جنگ نظر آتا تھا انھوں نے دیکھا کہ کفار کا
دباؤ بڑھ رہا ہے) تو اُن کی غیرت اسلامی نے جوش مارا
اور اُنھوں نے سعد رض کی اُمّ ولد سے درخواست کی کہ وہ اُس کو
قید سے خلاص کر دے اور سعد رض کا ابلق گھوڑا اور اُن کے ہتھیار
عاریۃً دیدے اس اقرار پر کہ اگر زندگی باقی رہی تو وہ پھر اپنے
کو محبس میں پہنچا دے گا۔ سعد رض کی اُمّ ولد نے ایسا کر دیا،
ابو محجن نعرے مارتے ہوئے میدان میں جا پہنچے اور دشمنوں
پر اتنے سخت حملے کئے کہ تمام لشکر اسلام اُن کی تعریف
کرنے لگا۔ بلکہ ایک جماعت کا گمان یہ ہو گیا کہ یہ خضر ہیں
جو لشکر اسلام کی مدد کے لئے پہنچ گئے ہیں اور ایک جماعت
کا خیال یہ ہو گیا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو اُن کی مدد کے لئے
نازل ہوا ہے۔ دوسرے دن جب ابو محجن کا حال سعد رض پر واضح
ہوا تو وہ اُن کی دلجوئی کرنے لگے اور کہا کہ اب میں تجھے قید میں

نگزارم ابو محجن گفت من نیز از سر صدق واخلاص عزم کردم کہ باز گردِ آن خبیث (شراب) نگردم روزِ عماس قعقاع جماعہ خود را فرمود (داد) کہ بغیر اطلاع لشکرِ اسلام بصفتِ روزِ گزشتہ دہ دہ فرقہ شوند و باشکالِ عجیبہ در آیند تا مسلمانان درین ظن افتند کہ فوج ہاشم رسیدہ است بالجملہ چنان کردند و متعاقبِ ایشان لشکر ہاشم رسید و وے نیز صنیعِ قعقاع در قوم خود مرعے داشت ازین راہ اطمینان اہلِ لشکر دو بالا گشت دران روز اوّلاً مطاردہ (حملہ ۱۲) بود بعد ازان مراماۃ (تیر اندازی ۱۲) بعد ازان مرامحہ (نیزہ بازی ۱۲) بعد ازان مسابقہ بعد ازان مصارعہ (کشتی ۱۲) ہاشم باجوقِ اوّل (بھیجے جیش دستہ فوج ۱۲)

نہیں ڈالوں گا۔ ابو محجن نے کہا کہ میں نے بھی سچائی اور اخلاص سے یہ عزم کر لیا ہے کہ آئندہ اس خبیث (یعنی شراب) کے قریب بھی نہ آؤں گا۔ **روزِ عماس کے واقعات**۔ قعقاع نے اپنی جماعت کے لوگوں کو حکم دیا کہ لشکرِ اسلام کے شرکاء کی نظروں سے بچ کر (دُور نکل جائیں اور پھر) گزشتہ دن کی طرح دس دس جماعتیں بن کر کچھ اوپری وضع بنا کر آئیں تاکہ عام مسلمانوں کو یہ گمان ہو جائے کہ اب ہاشم کی فوج ہماری مدد کے لئے پہنچ گئی ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا اور (یہ اللہ کا فضل ہوا کہ) ان کے پیچھے ہاشم کا لشکر بھی پہنچ گیا اور اُنھوں نے بھی قعقاع کی روِش اپنے ساتھیوں کو لشکرِ اسلام تک پہنچانے میں اختیار کی۔ اس طریقہ پر عمل کرنے سے لشکر والوں کا اطمینان دوگنا ہو گیا۔ اس دن میں تجویز کیا گیا تھا کہ اوّلاً عام حملہ ہو، اس کے بعد تیر اندازی، اس کے بعد نیزہ بازی، اس کے بعد دفعتہً ہلّہ بول کر آگے بڑھنا، پھر کُشتی لڑ کر پچھاڑنا۔ ہاشم نے اپنے پہلے ساتھیوں کے ساتھ

ع۵ واقدی نے اس قصہ کو اسی طرح روایت کیا ہے اور غالباً ان ہی سے دیگر مورخین نے اخذ کر لیا۔ اور تاریخ کامل ابن اثیر میں یہ لکھا ہے کہ وہ اپنے یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ اذا متُّ فادفنّی الی جنب کرمۃٍ ۔ تروّی عظامی بعد موتی عروقہا۔ ولا تدفننی فی الفلاۃ فاننی۔ اخافُ اذا ما متُّ ان لا اذوقہا۔ جب میں مر جاؤں تو مجھے انگور کے برابر دفن کرنا تاکہ میری ہڈیاں میرے مرنے کے بعد اس کی جڑ سے بہرہ اندوز ہوتی رہیں۔ اور مجھے کھلے میدان میں نہ دفن کرنا کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جب میں مر جاؤں تو اس کو چکھنا نصیب نہ ہوگا۔ جس کی اطلاع سعد کو پہنچا دی گئی اور انھوں نے ان کو گرفتار کر کے اپنے جائے قیام پر محبوس کر دیا۔ کامل ابن اثیر میں ان کا بیان نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کے بعد میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ صرف ان اشعار کی بنا پر سعدؓ نے گرفتار کر لیا تھا۔ یہ غلط ہے کہ شراب پیتے ہوئے پکڑے گئے تھے۔ اور یہ بات مستبعد بھی ہے کہ شراب پیتے ہوئے دیکھ کر پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر محبوس کر دیا جاتے۔ اگر شراب پینا ثابت ہو جاتا تو اس کی حد کا جاری کرنا اتنا طویل کام نہیں تھا کہ اس کو آئندہ وقتِ فرصت پر موقوف رکھا جاتے اور ایسے بہادر مجاہد کی خدمت سے اپنے لشکر کو محروم رکھا جاتے اس کا اجراء فوراً کر دیا جاتا چالیس کوڑے لگوا دینا چند منٹوں کی بات تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ کی نظر میں یہ الزام محتاجِ ثبوت تھا جس کی سماعت میں وقت صرف ہوتا۔ اسی لئے گرفتار کر کے محبوس کر لیا تھا کہ بوقتِ فرصت اس کی تحقیق کی جائیگی۔ پھر جب ابو محجن نے سعدؓ کی بی بی سلمیٰ سے حقیقت بیان کر دی ادھر ان کی بے نظیر شجاعت سے بڑا تاثر پیدا ہو چکا تھا تو ان کو خود آ کر کھول دیا اور عزت کے ساتھ رہا کر دیا۔ واقدی کو محدثین نے غیر محتاط قرار دیا ہے۔ کامل ابن اثیر میں جو کچھ لکھا ہے وہ قیاس کے مطابق ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

بر میمنۂ عجم حملہ کرد و صفوفِ ایشان
را متفرق ساخت و تا بمسافتے تاختہ رفت.
باز عمرو بن معدیکرب یارانِ خود را برائے
حرب مہیا نمود و بر قلبِ لشکر کفار تاخت و
بسیارے را کشت فارسانِ فرس بیکبارہ
متوجہ او گشتند و غبارے عظیم برخاست دران
میان عمرو بن معدیکرب ناپدید گشت و اسپ
او کشتہ شد عمرو فی الحال پای اسپ سوارے را
از سوارانِ عجم محکم گرفت تا آنکہ از رفتار باز
ماند سوار چون مجالِ مقاومت باوے ندید
از اسپ پیادہ گردید عمرو رض بران اسپ سوار
شد و بسلامت از قلبِ لشکر کفار بر آمد
دیگر بار سوارے از فوجِ عجمی جولان نمود
و مبارز خواست مردے از اہلِ اسلام قصیر
القامت و صغیر الجثۃ در معرض قتال درآمد
عجمی بیک ضرب آن مرد مسلمان را از اسپ
بینداخت و خود نیز از اسپ فرود آمد و بسینہ او
نشست تا او را بکشد درین حال لطیفہ غیبی در رسید
کہ اسپ عجمی رم خورد و عجمی رسن اسپ در
کمر خود بستہ بود اسپش بہمان رسن از سینہ
مسلمان برداشت آن مسلمان بسلامت برجست
و شمشیر بر فرقِ او زد و بدوزخش فرستاد و مشاہدۂ
این لطیفہ موجبِ اطمینان قلوب مسلمانان شد چون کافران حال را
بدین منوال معاینہ نمودند ابطال (بہادران جمع بطل) و اقیال خود را باز
آراستند و دو جوق ساختند

عجم کے میمنہ پر حملہ کر دیا اور اُن کی صفوں کو درہم برہم کر دیا اور دُور
تک گھستے چلے گئے۔ پھر عمرو بن مَعدِیکرب نے اپنے ساتھیوں کو
لڑنے کے لئے تیار کیا اور لشکرِ کفّار کے قلب پر حملہ کر دیا اور
بہت لوگوں کو مار ڈالا۔ اس پر فارس کے سوار ایک بار اُن پر دَوڑ
پڑے اور بہت بڑا غبار اُٹھ کھڑا ہوا جس میں عمرو بن مَعدِیکرب
چھپ گئے اور (اُن پر یہ حادثہ پیش آیا تھا کہ) اُن کا گھوڑا مارا
گیا تھا تو عمرو نے فوراً ہی ایک گھوڑے کے پاؤں مضبوط پکڑ
لئے جس پر ایک عجمی سوار تھا۔ یہاں تک کہ گھوڑا آگے نہ چل سکا۔
سوار نے جب اپنے میں مقاومت کی طاقت نہ پائی تو وہ گھوڑے
سے اُتر کر پیدل ہوا اور عمرو فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر لشکرِ کفّار
کے قلب سے سلامتی کے ساتھ باہر آ گئے۔ اسی وقت ایک واقعہ
یہ پیش آیا کہ فوجِ عجم میں سے ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا
آیا اور اس نے مبارز طلب کیا (یعنی چیلنج کیا کہ کوئی مقابلہ
پر آئے) اہلِ اسلام میں سے ایک شخص پستہ قد لاغر اندام میدانِ
جنگ میں نکلا۔ عجمی نے ایک ہی ضرب میں اس کو گھوڑے سے نیچے
گرا دیا اور وہ بھی اپنے گھوڑے سے اُتر آیا اور اُس کے سینہ
پر بیٹھا تاکہ اس کو مار ڈالے۔ اسی حال میں ایک لطیفہ غیبی آ پہنچا۔
عجمی کا گھوڑا دفعۃً اُچھلا اور عجمی نے اُس کی رسّی اپنی کمر سے
باندھ رکھی تھی۔ اُس کے گھوڑے نے اُسی رسّی سے اُس کو مسلمان
کے سینہ سے اُٹھا کر گرا دیا۔ مسلمان نے فوراً اُٹھ کر اس کے سر
پر تلوار ماری اور اُس کو دوزخ میں پہنچا دیا۔ اس لطیفہ کا مشاہدہ
مسلمانوں کے دلوں کے لئے اطمینان کا موجب ہوا (کہ اللہ کی
مدد ہمارے ساتھ ہو گئی ہے) اور جب کافروں نے حالات کے اس
طور کا مشاہدہ کیا تو اپنے بہادروں کو اور اپنے ساتھیوں کو پھر
صف بستہ کیا اور ان کے دو حصّے کر دیئے اور لشکرِ اسلام کے

روبروی لشکر اسلام شدند مقدم جوقِ اوّل فیلِ
و آنجماعہ مواجہہ قعقاع و عاصم شدند
و مقدم جوقِ ثانی فیلِ اَجرَب و آن طائفہ
مقابلہ جمال بن مالک اسدی بفرمانِ سعدؓ
قعقاع و عاصم نیزہا برداشتہ یکبار متوجہ
بجانبِ فیلِ ابیض شدند و جمال باقرینِ
دیگر قصدِ فیلِ اجرب نمود و باہریکے جمعے
ہمراہ شد و حارسانِ فیلان را بزخم تیر متفرق
ساختند و این چہار جوانمرد بفیلان رسید
نیزہائے خود را حوالۂ چشم فیلان نمودند
فیلان نعرہ زنان تا بہ لشکرگاہ خود گریزان
برگشتند و اہلِ لشکر را متفرق گردانیدند بعد
ازان مسلمانان آواز تکبیر بلند برداشتہ
مشغولِ حرب و ضرب شدند و تا بشب
ہمین معاملہ ماند لیلۃ الہریر بعد العشائین
از طرفین مشعلہا افروختہ بیشتر متقید قتال
شدند و خدائے عزّ و جلّ صبرِ عظیم در
دلِ مسلمین القاء فرمود یک فوج بفوجِ
دیگر در پیوست تا آنکہ اصواتِ مردم از
سعد و رستم ہردو منقطع گشت و تمام شب
بہمان صفت گزشت در دلِ شب سعد
بجنابِ کبریا التجا نمودہ مشغولِ بدعاء و
زاری شد درین حال نوید فتح بگوش
و ہوش او در دادند علی الصباح بمسلمانان
تسلّی دادہ و بر زیادتِ اجتہاد در حرب

مقابلہ پر آئے۔ پہلے حصہ میں سب سے آگے سفید ہاتھی کو رکھا
اور یہ حصہ قعقاع اور عاصم کے مقابلہ پر آیا۔ اور دوسرے
حصہ میں سب سے آگے فیلِ اَجرَب (یعنی چکنے ہاتھی) کو رکھا،
اور یہ حصہ جمال بن مالک اسدی کے مقابلہ پر آیا۔ سعدؓ کے حکم
سے قعقاع اور عاصم نے نیزے اُٹھائے اور اُس سفید ہاتھی
کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اور جمال نے دوسرے شخص کی معیّت
میں چکنے ہاتھی کا قصد کیا اور ہر ایک کے ہمراہ ایک جماعت ہوگئی
ان لوگوں نے ہاتھیوں کے نگہبانوں کو تیروں کے زخم پہنچا کر
متفرق کر دیا اور ان چاروں بہادروں نے (دونوں) ہاتھیوں
تک پہنچ کر اپنے نیزوں کو ہاتھیوں کی آنکھوں پر مارا۔ ہاتھی
چنگھاڑتے ہوئے لوٹے اور بھاگتے ہوئے اپنی لشکرگاہ میں
جا گھسے اور اہلِ لشکر کو متفرق کر دیا۔ اس کے بعد مسلمانوں
نے تکبیر کے نعرے بلند کئے اور حرب و ضرب میں مشغول ہوگئے
اور رات تک یہی معاملہ رہا۔ لیلۃ الہریر مغرب اور عشاء کے بعد
طرفین کی جانب سے مشعلیں روشن ہوگئیں اور پہلے سے زیادہ
تیزی کے ساتھ قتال میں مصروف ہوگئے اور اللہ عزوجل نے
بہت بڑا صبر مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دیا۔ ہر فوج اپنی
مقابل فوج کے ساتھ گتھم گتھا ہو رہی تھی یہاں تک لوگوں کی
آوازیں بلند ہو رہی تھیں جن سے سعدؓ کی اور رستم کی دونوں
کی آوازیں دب گئیں اور تمام رات اسی طرح (لڑتے ہوئے)
گزر گئی۔ وسطِ شب میں سعدؓ نے جناب کبریا میں دعائیں اور
گریہ وزاری شروع کی۔ اس حالت میں فتح کی خوش خبری
منجانب اللہ ان کو دی گئی (بذریعہ خواب یا ہتفِ ہاتف جس
سے ان کو اطمینان ہوگیا) علی الصباح انھوں نے مسلمانوں کو
(یہ خوشخبری سُنا کر) تسلّی دی اور جنگ میں پہلے سے اور زیادہ

ترغیب فرمود بتائیدِ الٰہی این موعظۂ دلہائے مسلمانان را اطمینان افزود و تاثیر بلیغ نمود تا آنکہ صبحوۂ (چاشت) کبریٰ ریاحِ نصر وزیدن آغاز کرد کہ ہر تیرے کہ از لشکرِ اسلام روان می شد باعداء می رسید و از اعداء ہر حربہ کہ مے آمد منعکس مے اُفتاد درین فرصت غزات مسلمین از مراکب و جنائب (اسپان عربی نسل) چقدر را کہ در حوطۂ تصرّف نیاوردند انجام کار نزدیک رستم رسیدند و ہلال بن علقمہ سر رستم بریدہ بر نیزہ آویختہ ندا درداد اَلَا اِنِّیْ قَتَلْتُ رُسْتَمًا چون این ندا شنیدند و کُشتہ شدنِ رستم بر سپاہِ عجم محقّق شد مقہور و مخذول رُو بگریز نہادند و مسلمانان بتعاقب آنہا تاختہ چہ مقتلہا کہ بظہور نہ رسانیدند و جَسَدِ مُردہ رستم را پیشِ سعد آوردند و وے بدیدنِ این کرامت شکر الٰہی بجا آورد بعد ازان فتح قلعہ قادسیہ کردند و جمعے کثیر بہ سی ہزار گریختگان جمع شدہ بودند سعد لشکرے عظیم فرستاد تا آن جمع را متفرق ساختند من بعد نامۂ فتح برائے فاروقِ اعظم رضؓ نوشت وے رضی اللہ عنہ و جمیع اصحابؓ ازین بشارت مسرور و مبتہج گشتہ محامدِ ایزدی بجا آوردند شمارِ مقتولانِ کفّار در معرکۂ قتال و بعد وزیدنِ نسیم فتح در فتح قلعہ قادسیہ

کوشش اور ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی۔ اللہ تعالےٰ کی مدد سے مسلمانوں کے قلوب میں اطمینان بڑھ گیا اور آپ کی نصیحتوں کا دلوں پر بڑا اثر ہوا (کہ تھکے ہوئے اجسام میں تازہ روح دوڑ گئی) یہاں تک کہ بوقتِ چاشت (اللہ تعالےٰ کی) مدد کی ہوا چلنا شروع ہو گئی کہ جو بھی تیر لشکرِ اسلام کی طرف سے چلایا جاتا تھا وہ دشمنوں پر پہنچ کر اپنا پورا کام کرتا تھا اور دشمنوں کی طرف سے جو حربہ بھی مسلمانوں پر پھینکا جاتا تھا وہ بے کار ہو کر گر جاتا تھا۔ اس موقع پر مسلمان غازیوں نے بے شمار اونٹوں اور اصیل گھوڑوں پر قبضہ کر لیا۔ غازیانِ اِسلام لڑتے لڑتے رستم کے پاس پہنچ گئے اور ہلال بن علقمہ نے رستم کا سر کاٹ کر نیزے پر لٹکا کر بلند آواز سے ندا کر دی اَلا اِنّی قتلتُ رستماً (لوگو! سن لو میں نے رستم کو قتل کر دیا) جب عجمیوں نے یہ آواز سنی اور سپاہِ عجم پر رستم کا مارا جانا ثابت ہو گیا تو وہ مغلوب اور رسوا ہو کر بھاگنے لگے اور مسلمان اُن کے تعاقب میں دوڑتے رہے قتل کا اس قدر وقوع ہوا کہ حساب میں آنا دشوار ہے۔ اور رستم کے مُردہ جسد کو سعدؓ کے سامنے لایا گیا۔ آپ (اللہ کے) اس فضل کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لاتے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے قادسیہ کا قلعہ فتح کیا۔ اور شکست کھا کر بھاگنے والوں کی تیس ہزار کی ایک تعداد مجتمع ہو گئی تھی۔ سعدؓ نے ایک عظیم لشکر بھیجا جس نے پہنچ کر سب کو تتر بتر کر دیا۔ اس کے بعد نامۂ فتح حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا آپؓ اور تمام اصحابؓ اس بشارت سے پُر مسرت اور بہت خوش ہوئے اور سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور شکر کیا۔ اور معرکۂ قتال میں مقتولینِ کفار کے شمار اور نسیم فتح چلنے کے بعد اور قادسیہ کے قلعہ کے فتح کے موقعہ پر جو کفّار قتل ہوئے اور شکست

وتفریق جماعہ کہ از گریختگان جمع شدہ بودند بعد
ہزار رسید و از لشکرِ اسلام قبل لیلۃ الہریر دہ ہزار
و پانصد مرد و در لیلۃ مذکورہ و روزِ مسطور نزدیک
فتح قلعہ شش ہزار کس بدرجۂ علیاء شہادت در رسیدند
بعد ازان سعد بن ابی وقاص خمس غنیمت را ارسالِ
دار الخلافت نمود و باقی بر غزات تقسیم فرمود بعد ازانکہ
غزاتِ اسلام آسایشی کردند و استراحتے نمودند حضرت
فاروقؓ براۓ سعد حکم فرستاد کہ بجانبِ فتحِ مداین
ہمت گمار و سعد باہتمام تمام بترتیبِ جیوش قیام
نمودہ طرف مداین روان شد و در اثناء راہ بعض
بلاد را بطریقِ صلح و بعضے دیگر را بطور عنوۃ مفتوح
ساخت و طائفہ را کہ در بابل سکونت داشتند بعد
محاربہ متفرق گردانید درین دار و گیر شصت ہزار سوار
در رکابِ سعد حاضر بود چون خبر توجہ سعد بہ یزدجرد
رسید امارتِ سپاہ بہر کہ میفرمود از خوفِ سعد قبول
نمی نمود لاچار طرف شرقی دجلہ درمیانِ شہر اقامت گاہ
خود ساخت و غربی آن را از براۓ سعد گذاشت و
پُل را ویران کردند و کشتی ہا باز کشیدند فارسانِ اسلام
متوکلاً علی اللہ دران بحرِ زخار خوض نمودہ بسلامت
عبور فرمودند و یزدگرد آنچہ توانست از اموالِ سبک
بار گران بہا با خود برداشتہ جانبِ حلوان روان شد
سعد قعقاع را بتعاقب وی فرستاد و عمرو بن
مقرن را بضبط و جمع غنائم مامور ساخت
اہلِ تاریخ حساب آنچہ کہ از غنائم
مداین و آنچہ قعقاع

خوردہ لوگوں کے اجتماع کے متفرق کرنے کے موقع پر جو کفار قتل کیے
گئے ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اور لشکرِ اسلام میں سے لیلۃ الہریر
سے پہلے دس ہزار پانچسو اور لیلۃ الہریر اور اُس خاص یوم میں جس کا
حال ابھی ذکر کیا ہے قلعہ کے فتح ہونے کے وقت تک چھ ہزار آدمی
شہادت کے بلند مقام پر پہنچے۔ اس کے بعد سعد بن ابی وقاصؓ نے
غنیمت کا پانچواں حصہ دار الخلافت میں روانہ کیا اور باقی غازیوں پر
تقسیم کیا۔ پھر جب کہ مجاہدینِ اسلام نے آرام کر لیا اور بخوبی راحت
حاصل کر لی تو حضرت فاروقؓ کا سعدؓ کے پاس حکم پہنچا کہ اب مداین
کو فتح کرنے کی ہمت کریں۔ سعدؓ پوری کوشش کے ساتھ فوجوں کی
نظم و ترتیب میں لگ گئے اور مداین کی طرف روانہ ہو گئے، اس دوران
میں بعض شہر بطریقِ صلح کے اور بعض جنگ کے دباؤ کے ساتھ
فتح کر لیے اور ایک گروہ کو جو بابل میں سکونت رکھتا تھا جنگ کے
بعد متفرق کر دیا۔ اس دار و گیر کے وقت حضرت سعدؓ کے ہمرکاب
ساٹھ ہزار سوار تھے۔ جب سعدؓ کے (مداین کی طرف) متوجہ ہونے
کی خبر یزدجرد کو پہنچی تو (اس نے پھر مقابلہ کا ارادہ کیا لیکن)
فوج کی امارت کے لیے جس سردار کو بھی تجویز کرتا تھا وہ سعدؓ کے
خوف سے قبول نہیں کرتا تھا۔ مجبور ہو کر دجلہ کی جانب شرقی میں
شہر کے درمیان اُس نے اپنی جائے قیام بنائی اور اُس کی غربی
جانب کو سعد کے لیے چھوڑ دیا اور پُل کو خراب کر دیا اور کشتیاں
وہاں سے دُور کر دی گئیں۔ اسلامی سوار اللہ کے توکل پر اس
بحرِ زخار میں گھس گئے اور سلامتی کے ساتھ عبور فرما گئے۔ یزدجرد جو کچھ
ہلکے اور قیمتی اموال میں سے اپنے ساتھ لیجا سکا لے کر حلوان کی طرف
روانہ ہو گیا۔ سعدؓ نے قعقاع کو اُس کے تعاقب میں بھیجا اور عمرو
ابن مقرن کو اموالِ غنیمت کے منضبط اور جمع کرنے پر مامور کیا۔ اہلِ تاریخ
نے جو کچھ کہ مداین کی غنیمتوں سے حاصل ہوا اور جو کچھ قعقاع نے

از ہنگام یزدگرد نہب نمودہ نوشتہ اند تفصیل آن
درینجا متعذر است بالجملہ چون تفرقِ کلی بحالِ سپاہ
عجم راہ یافت یزدگرد بحلوان اقامت نمود و لشکر
بسیارے از عجم در شہر حلولا بسرکردگی مہران رازی مجتمع
شدند و باہم عہد بستند برآنکہ نگریزند و استقامت ورزند
و جمعے کثیر از ہزیمت زدگان نیز بالیشان ملحق شدند
سعد حقیقتِ حال بعرضِ حضرت فاروقؓ رسانید و
وے رضی اللہ عنہ حکم فرستاد کہ دوازدہ ہزار کس
بسرکردگی ہاشم بن عتبہ بجانب حلولا روان کند بالجملہ
ایشان را با سپاہ عجم ہشتاد بار مصاف درمیان آمد
و در آخر ہزیمت بر کفار افتاد غنائم بے حساب بدست
مسلمانان آمد یزدگرد چون این خبر شنید از حلوان برخاستہ
بجانب رَی روان گردید و فوجے را در حلوان گذاشت
ہاشم این ماجرا بسعد نوشت سعدؓ فرمود جہدے کن
و اہتمامی نما و حلوان را بہر وجہ در تصرف آر قصہ کوتاہ
حلوان نیز مفتوح شد باز سال بستم حضرت فاروقؓ
سعد بن ابی وقاص را از جہتِ اظہار شکایتِ مردم و بیم
و اختلاف قوم برئے بحضور خود طلبید چون این معنی بگوش
یزدگرد رسید فرصت را غنیمت دید و با نواحِ جبل اہلِ
رَے و خراسان و ہمدان و نہاوند را رفیقِ خود
گردانیدہ لشکرے بیحساب بہم آورد گویند صد و
پنجاہ ہزار مرد جمع شدہ بود بسرکردگی فیروزان
بجانبِ عراق روان نمود چون این ماجرا بعرضِ
امیر المومنین رسید نعمان بن مقرن را فرمود تا
بتدبیرِ حرب زود قیام نماید

یزدجرد کے جاتے قیام سے لوٹا سب کا حساب لکھا ہے۔ یہاں اس کی
تفصیل لکھنا دشوار ہے۔ المختصر جب عجم کی فوج بالکل پارہ پارہ ہوگئی
تو یزدجرد نے حلوان میں قیام کر لیا اور عجمیوں کا بہت سا لشکر شہر
حلولا میں مہرانِ رازی کی سرکردگی میں اکٹھا ہوگیا۔ اور اہلِ لشکر نے
باہم عہد کیا کہ وہ بھاگیں گے نہیں اور جمے رہیں گے اور ہزیمت
زدہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت بھی ان سے آملی۔ سعدؓ نے حقیقتِ
حال کو حضرتِ فاروقؓ کی خدمت میں پہنچایا۔ فاروق رضی اللہ عنہ
نے حکم بھیجا کہ بارہ ہزار آدمی ہاشم بن عتبہ کی سرکردگی میں حلولا
روانہ کر دیں۔ مختصر یہ ہے کہ عجم کی فوجوں کے ساتھ ان کی جنگ
اسّی ۸۰ مرتبہ ہوئی ہے۔ آخر میں کفار کو شکست ہوئی اور بے حساب
اموالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ یزدجرد نے جب یہ حال معلوم
کیا تو حلوان سے اٹھ کر رَے کی طرف روانہ ہوگیا اور ایک فوج
کو حلوان میں چھوڑ دیا۔ ہاشمؓ نے یہ ماجرا سعدؓ کو لکھا۔ سعدؓ نے
حکم بھیجا کہ پوری جد و جہد کرو اور جس طرح بھی ممکن ہو حلوان
پر قبضہ کرو۔ قصہ کوتاہ یہ کہ حلوان بھی فتح ہوگیا۔ پھر بیسویں
سال میں حضرت فاروقؓ نے سعدؓ بن ابی وقاص کو اس وجہ سے
اپنے پاس واپس بلا لیا کہ لوگوں نے اُن کے بارے میں کچھ شکایتیں
کی تھیں آپؓ کو یہ اندیشہ ہوگیا تھا کہ ان کے ساتھ اختلاف پیدا
ہو جائے گا۔ جب اس بات کی اطلاع یزدجرد کے کانوں تک
پہنچی تو اُس نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور طرح طرح کے حیلوں سے
رَے اور خراسان اور ہمدان و نہاوند کے لوگوں کو اپنا ساتھی
بنا کر بے شمار لشکر جمع کر لیا۔ کہتے ہیں کہ لشکر کی تعداد ڈیڑھ لاکھ
تھی۔ اس لشکر کو فیروزان کی سرکردگی میں عراق کی جانب روانہ
کر دیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع امیر المومنین رضؓ کی خدمت میں
پہنچی تو آپؓ نے نعمانؓ بن مقرن کو حکم دیا کہ جلد انتظام جنگ شروع کر دیں

و جیوش کوفہ را با تباع او امر کرد در وقت تولیت
نُعمان بر زبان غیب ترجمان حضرت فاروق رض
جاری شد کہ اگر نُعمان شہادت یافت امارت بحذیفہ
ابن الیمان مقرر باشد بالجملہ چون نُعمان متوجہ شد
درمیان ہر دو جیش وادی پیش آمد پُر از خار
کہ عبور از آن متعسّر بود نخست مغیرۃ بن شعبہ رض
را پیش فیروزان فرستاد تا دعوتِ اسلامش
کند و آن بی دولت ترّہات بسیارے بگفت
چون مغیرہ بازگشت مصلحت الحرب خدعۃٌ را کار
فرما شدند و یک منزل این طرف رجوع نمودند مجوس
را گمان شد کہ از ترّہاتِ فیروزان ہراسان شدہ
گریزان شدند کفار ازان وادی خارناک گذشتہ
بمیدانِ صاف برآمدند و دلیرانِ اسلام دلیرانہ
حملہ بران جماعہ آوردند و نُعمان بجناب کبریا دعاء
نمود کہ درین معرکہ بدرجۂ شہادت فائز گردد
بالجملہ بعد کوشش بسیار فتح اسلام و ہزیمت کفار
بروئے کار آمد و نعمان برفیقِ اعلیٰ انتقال نمود
و فیروزان گریزان شد قعقاع دنبالِ او افتادہ
بدوزخش فرستاد و غنائم بسیار و سبایاء بیشمار
بدستِ لشکر مسلمین آمد و این را فتوح الفتوح
نام نہادند زیرا کہ عجم را من بعد اجتماعے
معتدبہ مقدور نشد و بلادِ ایشان
تمام مُسخرِ اہلِ اسلام گردید و دولتِ
ساسانیان منہزم گشت و الحمد
للہ رب العالمین۔

اور کوفہ کے لشکروں کے پاس حکم بھیجا کہ اُن کی اتباع کریں۔ نعمان رض
کو سپہ سالار بناتے وقت حضرت فاروق رض کی زبانِ غیب ترجمان
پر یہ بھی جاری ہو گیا کہ اگر نعمان رض نے شہادت پائی تو امیر افواج حذیفہ
ابن الیمان رض مقرر ہوں گے۔ الغرض جب نعمان رض (افواج مجاہدین کو
لے کر مقابلہ کے لئے) چلے تو دونوں لشکروں (یعنی اسلامی لشکر
اور فارس کے لشکر) کے درمیان ایک وادی پُرخار پیش آگیا جس سے
عبور کرنا بہت مشکل تھا۔ اوّل اُنھوں نے مغیرہ بن شعبہ رض کو
فیروزان کے پاس بھیجا تاکہ اس کو دعوتِ اسلام دیں۔ (جب
مغیرہ رض نے جاکر اس کو دعوتِ اسلام پہنچائی تو) اس بدنصیب
نے بہت کچھ ڈینگیں ماریں۔ جب مغیرہ رض واپس ہوئے تو الحربُ
خدعۃٌ (جنگ دھوکا ہے) پر عمل کرتے ہوئے مصلحت یہ ہوئی
کہ ایک منزل پیچھے واپس ہوجائیں۔ (اس واپسی سے) مجوسیوں
کو یہ گمان ہو گیا کہ فیروزان کی ڈینگوں سے گھبرا کر اہلِ اسلام
بھاگ پڑے تو یہ کفّار اس وادیِ خارزار سے گزر کر صاف میدان
میں (جس کو چھوڑ کر اہلِ اسلام پیچھے ہٹے تھے) آگئے اب
دلیرانِ اسلام نے بہادری کے ساتھ اس لشکر پر حملہ کردیا۔ نعمان رض
نے بارگاہِ کبریا میں دعاء کی کہ اس معرکہ میں وہ درجۂ شہادت پر کامیاب
ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ بہت کوشش کے بعد اسلام کی فتح
ہوتی اور کفّار کو شکست ہوتی اور نعمان رض رفیقِ اعلیٰ کی طرف
انتقال کر گئے اور فیروزان بھاگا تو قعقاع نے اس کا تعاقب
کرکے اس کو جہنّم میں پہنچادیا اور بہت اموالِ غنیمت اور بیشمار
قیدی لشکرِ اسلام کے ہاتھ آئے اور اس کا نام فتح الفتوح رکھا
گیا۔ کیونکہ عجم کو پھر کبھی یہ قدرت نہ حاصل ہوسکی کہ وہ کوئی
معتدبہ لشکر جمع کرلیں اور ان کے تمام شہر اہلِ اسلام کے زیرِ حکم
آگئے اور دولتِ ساسانیان کا کلّیۃً خاتمہ ہوگیا، والحمد للہ رب العالمین

اینست منتخب آنچہ اصحاب فتوح عراق تقریر نمودہ اند اما برہم شدن دولتِ رومیان از شام باین صورت بود کہ چون دمشق مفتوح شد ابو عُبیدہ اُمراء اسلام را بفتحِ بلادِ شام معیّن گردانید اکثر قُرے قریبۂ دمشق بر دستِ ابی سفیان و معاویہ مفتوح شد و مَیسان بر دستِ شرجیل ابن حسنہ و طبریہ باہتمام ابوالاعور بدستور دمشق صلحاً بدست آمد و بعلبک عنوۃً خالد بن الولید فتح نمود بعد ازان ابو عبیدہ و خالد بحمص متوجہ شدند کہ معسکر ہرقل بود ہرقل بطریقے از بطارقہ خود نودر نام را با لشکرے گران بمقابلۂ ایشان فرستاد و بطریقے دیگر سَنِش نام را بکمکِ وی روان کرد ابو عبیدہ در مواجہہ سَنِش و خالد بمقابلۂ نودر معسکر آراستند اتفاقاً نودر را بخاطر آمد کہ مقابلۂ این جماعہ سنش واگزاشتہ خود بجانبِ دمشق و سائر بلدان کہ در حکمِ اسلام داخل شدہ بودند متوجہ گردد چون بدمشق رسید یزید بن ابی سفیان امیرِ دمشق بمقابلۂ او برآمد و خالدؓ نیز مانند باد در عقب رسید لشکرِ کفّار را درمیان گرفتہ دادِ مقاتلہ دادند و جمعے کہ فرار کردہ بودند مسلمانان در عقبِ ایشان دویدند و ہمہ را افنا نمودند خالدؓ دیگر بار ملحق بہ ابو عبیدہؓ شد و بہیئت اجتماعیہ متوجہ مصافِ سَنِش گشتہ او را ہزیمت نمایان دادند بعد ازان بطرفِ حمص متوجہ گشتند ہرقل برائے محافظتِ حمص

یہ ہے اُن تمام احوال کا منتخب جو اہلِ تاریخ نے عراق کی فتوحات کے بارے میں بیان کئے ہیں۔ **شام سے رومیوں کی حکومت کا خاتمہ** اس صورت سے ہوا کہ جب دمشق فتح ہو گیا تو ابو عبیدہؓ نے اُمراء اسلام کو شام کے شہروں کو فتح کرنے کے لئے معین کیا۔ چنانچہ دمشق کے قریب کے اکثر شہر ابو سفیانؓ اور معاویہؓ کے ہاتھ پر فتح ہوتے اور مَیسان شرجیل بن حسنہؓ کے ہاتھ پر، اور طبریہ ابو الاعورؓ کی سرکردگی میں دمشق کے طور پر صلح کے ساتھ قبضہ میں آیا۔ اور بعلبک کو جنگ کر کے خالدؓ ابن الولید نے فتح کیا۔ اس کے بعد ابو عبیدہؓ اور خالدؓ حمص کی طرف متوجہ ہوتے جو ہرقل کی ایک فوجی چھاؤنی تھا۔ ہرقل نے اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کو جس کا نام نودر تھا ایک بھاری لشکر دے کر اُن کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور ایک دوسرے سردار کو جس کا نام سَنِش تھا اُس کی کمک کے لئے روانہ کیا۔ ابو عبیدہؓ نے سَنِش کے مقابلہ پر اور خالدؓ نے نودر کے مقابلہ پر لشکر کو مرتب کیا۔ اتفاقاً نودر کے دل میں یہ خیال آیا کہ اس جماعت کے مقابلہ پر سَنِش کو چھوڑ کر خود دمشق کی اور اُن شہروں کی طرف متوجہ ہو جاتے جو اسلام کے زیرِ حکم آ گئے ہیں۔ جب وہ دمشق پہنچا تو یزید بن ابی سفیانؓ اُس کے مقابلہ کے لئے نکل آتے اور خالدؓ بھی ہوا کی طرح اُس کے پیچھے پہنچ گئے۔ اب اُنھوں نے لشکرِ کفّار کو گھیر کر قتل کر ڈالا اور ان میں کی ایک جماعت فرار ہو گئی تھی مسلمانوں نے اُس کا تعاقب کر کے سب کو فنا کر دیا۔ خالدؓ پھر ابو عبیدہؓ کے ساتھ آ ملے اور دونوں متفقہ طور پر سَنِش کے ساتھ جنگ پر متوجہ ہو گئے اور اس کو نمایاں شکست دی اس کے بعد حمص کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ ہرقل نے حمص کی حفاظت کیلئے

بطریقے را منصوب ساخت و خود در مقام رہا
معسکر آراست و از اہلِ جزایر مددے بحمص فرستاد
و سعد بحسب حسن اتفاق بعد فتح قادسیہ کہ افواجِ
خود برائے نہب و غارتِ کفار منتشر ساختہ بود درین
حالت جمعی از ایشان بجزایر رسیدند چون این خبر
بمتعینانِ کمک حمص رسید خایب باز گشتند درین
ایام شدّتِ برودت مانع بود مسلمین را از وصول
بحمص بعد انقضائے موسم سرما لشکر اسلام عزیمت
فتح حمص مصمم نمودند گویند در وقت مناہدہ (مقاتلہ) چون
بکلمۂ طیبۂ اللہ اکبر متکلم شدند در حمص زلزلہ
افتاد و بیوت اہلِ حمص منہدم گشت باز تکبیر دوم
گفتند زلزلۂ سخت تر از اوّل واقع شد بالجملہ
رُعبِ عظیم ازین حادثہ بر دلِ ایشان افتاد و صلح
نمودند و بدل الصلح ادا کردند ابو عبیدہ رض خمسِ آن
مصحوب عبداللہ بن مسعود رض بحضرتِ خلافت ارسال
نمود و جماعۂ از قبائل را کہ بشرفِ اسلام تشریف
یافتہ بودند در حمص ساکن گردانید حضرت فاروق رض حکم
فرستاد کہ اہلِ نجدات (دلیری) را از نواحی شام نزدیک
خود جمع بکن و ما نیز ازینجا بعوث (لشکر) و سرایا بجانب
تو فرستیم باید کہ برائے فتح بقیۂ بلاد ہمت
گماری ابوعبیدہ اطاعۃً للامر عبادہ بن الصامت
را بر حکومتِ حمص گزاشتہ خود
متوجہ جہاد و فتح بلاد گشت بلدۃً
بعد بلدۃٍ مفتوح مے ساخت
گویند چون بلاذقیہ

ایک بطریق (سردار) کو قائم کیا اور وہاں سے ہٹ کر مقام
رہا میں چھاؤنی قائم کرلی اور جزائر والوں میں سے ایک لشکر
کی مدد حمص کے لئے بھیجی۔ حُسنِ اتفاق یہ ہوا کہ سعد رض نے قادسیہ
فتح کرنے کے بعد اپنی افواج کو کفّار کے لُوٹنے اور غارت کرنے کے لئے
جو ادھر اُدھر بھیجا تھا اسی حالت میں ان کی ایک جماعت
جزائر میں پہنچی۔ جب یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی جو حمص کی کمک
کے لئے متعین ہوگئے تھے تو یہ لوگ پریشان ہوکر (بطریق کی
مدد سے دست کش ہوکر) واپس لَوٹ گئے۔ اس زمانہ میں مسلمانوں
کو حمص پہنچنے سے سردی کی شدّت مانع ہوگئی۔ پھر موسم سرما
گزر جانے کے بعد لشکرِ اسلام نے حمص کو فتح کرنے کا پختہ ارادہ
کیا۔ کہتے ہیں کہ جنگ کے وقت جب کہ مجاہدین کلمۂ طیبہ
اللہ اکبر کا نعرہ مارنے لگے تو حمص میں زلزلہ واقع ہوگیا اور
اہلِ حمص کے مکانات منہدم ہوگئے۔ پھر دوبارہ تکبیر کہی تو پہلے
سے زیادہ سخت زلزلہ واقع ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس واقعہ
سے بہت بڑا رُعب اہلِ حمص کے دلوں پر چھا گیا اور اُنھوں نے
صلح کرلی اور معاوضۂ صلح ادا کیا۔ ابو عبیدہ رض نے اُس کا پانچواں
حصّہ عبداللہ بن مسعود رض کے ساتھ بارگاہِ خلافت میں ارسال کیا۔
اور قبائل کی ایک جماعت کو جو اسلام کے شرف سے مشرّف ہوگئی
تھی ان کو حمص میں آباد کیا۔ پھر حضرت فاروق رض نے حکم بھیجا کہ
شام کے علاقوں سے دلیر لوگوں کو بُلا کر اپنے پاس جمع کرو اور
ہم بھی یہاں سے بڑے چھوٹے لشکروں کو تمھاری طرف بھیج رہے
ہیں چاہیئے کہ اب بقیہ شہروں کے فتح کرنے کی ہمّت کرو۔ ابوعبیدہ رض
حکم کی اطاعت میں عُبادہ رض بن الصامت کو حمص کی حکومت
پر چھوڑ کر خود جہاد کرنے اور شہروں کے فتح کرنے کی طرف متوجہ
ہوتے اور ایک شہر کے بعد دوسرا شہر فتح کرتے رہے۔ جب لاذقیہ کے

رسید ند دروازۂ آن را دیدند کہ سخت محکم است و شکستِ آن مقدور نبود بحکم الحربُ خدعۃٌ معسکر را دور از شہر قرار دادہ خندقے برگرد لشکر کندند بعد ازان روزی یک جماعتی را مسلح و مکمّل در میانِ خندق مُتواری ساختہ از انجا کوچ نمودند اہلِ لاذقیہ کوچ لشکر معلوم کردہ لشکرگاہ را خالی دید دروازہ را کشادند دلیران اسلام از میانِ خندق برجستہ بَغتۃً ناگاہ بشہر در آمدند عجیب مقتلہ بظہور آمد آخر کار مدار بر صلح اُفتاد بعد ازان خالد بن الولید بجانب قِنَّسْرِین توجّہ نمود وبا عظیمے از عظماءِ روم ییناس نام مُحاربہ در اُفتاد عاقبۃ الامر ییناس بلجمعے کشتہ شد انگاہ قنسرین را محاصرہ کرد و آخر بصلح مفتوح شد بعد ازان ابو عبیدہ در نواحی حلب معسکر ساختہ صلحاً مفتوح نمود بعد ازان اہلِ انطاکیہ ہم بعد جنگے بصلح تن دادند ابو عبیدہ رضؓ جمعے کثیر از اہلِ اسلام در انطاکیہ ساکن گردانید و درین ایّام ہرقل از ملکِ شام مایوس گشت و آن ولایت را وداع نمود و بصوبِ قسطنطینیہ متوجّہ شد و بقدر امکان در ضبط و ربطِ بلاد قریبۂ قسطنطینیہ انواعِ سعی مصروف داشت از انجملہ قیساریہ و اجنادین بود حضرت فاروق رضؓ برائے ابو عبیدہ نوشتہ فرستاد کہ معاویہ را با پنج ہزار بجانب قیساریہ و عمرو بن العاص را بجانب اجنادین روان کند حاکمِ اجنادین ارطبون بود و ارطبون

پر پہنچے تو اس کے دروازے کو دیکھا کہ نہایت مستحکم ہے اور اُس کا توڑنا قدرت سے باہر ہے تو حسب قول الحرب خدعۃٌ (یعنی لڑائی دھوکا ہوتی ہے) اُنھوں نے اپنے لشکر کا پڑاؤ شہر سے دور قرار دیا اور لشکر کے گرد ایک خندق کھودی اس کے بعد ایک دن ایک جماعت کو مسلح اور مکمل کرکے خندق کے درمیان پوشیدہ کرکے وہاں سے کوچ کر دیا۔ لاذقیہ والوں کو جب لشکر کے کوچ کرنے کا حال معلوم ہوا اور انھوں نے لشکرگاہ کو خالی دیکھا تو دروازہ کھول دیا۔ بہادرانِ اسلام خندق میں سے کُود کر نکلے اور ایک دم شہر میں جا گھسے اور سخت کُشت وخون شروع ہوگیا۔ انجام کار صلح پر جنگ کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد خالد رضؓ بن الولید نے قِنَّسْرِین کی طرف توجہ کی اور رومی سرداروں میں سے ایک بڑے سردار کے ساتھ جس کا نام ییناس تھا اُن کی جنگ ہوئی انجام کار میناس ایک جماعت کے ساتھ مارا گیا۔ اس وقت قِنَّسْرِین کا محاصرہ کرلیا اور بالآخر صلح کے ساتھ فتح ہوگیا۔ اس کے بعد ابو عبیدہ رضؓ نے حلب کے اطراف میں فوجیں قائم کردیں اور وہ بھی صلح کے ساتھ فتح ہوگیا۔ اس کے بعد انطاکیہ والوں کو بھی ایک جنگ کے بعد صلح کرنا پڑی۔ ابو عبیدہ رضؓ نے اہلِ اسلام کی ایک بڑی جماعت کو انطاکیہ میں بسادیا اور ان ایّام میں ہرقل ملک شام سے مایوس ہوگیا اور اس ولایت کو رخصت کرکے قسطنطینیہ کی طرف متوجّہ ہوا اور بقدر امکان قسطنطینیہ کے قریب کے شہروں کا دفاع مضبوط کرنے اور ان میں رابطہ کے قائم کرنے میں طرح طرح کی کوششیں عمل میں لایا۔ اُن شہروں میں سے قیساریہ اور اَجنادین تھے حضرت فاروق رضؓ نے ابو عبیدہ رضؓ کے پاس یہ لکھ کر بھیجا کہ معاویہ کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ قیساریہ کی طرف اور عمرو بن العاص کو اجنادین کی طرف روانہ کریں۔ حاکمِ اجنادین ارطبون تھا اور ارطبون

بلغتِ روم فَطِن وذکی را گویند فاروقِ اعظم رض
فرمود کہ رَمَینا ارطبونَ الرّومِ بارطبونِ العرب
بتائیدِ الٰہی معاویہ بقیساریہ رسید و پنجاہ
ہزار کس بلکہ زیادہ را ہزیمت داد و عمرو
ابن العاص نیز ارطبون را منہزم ساخت
آن بے دولت ملتجی بہ بیت المقدس شد
چون ہرقل دید کہ دران مرز بوم ہم اورا
نمے گزارند مضطر شدہ سہ کس از سرداران
نام دار برگزید مبلغے خطیر بایشان عطا
داد و فوجے عظیم بسرکردگی ماہان برائے
مقابلہ مسلمانان مُہیّا کرد چون این خبر
بابو عبیدہ رسید اُمراء را جمع فرمود
ودر مقدّمات حرب با ایشان مشورت
نمود و قاصدے را بحضورِ خلیفۂ اعظم رض
فرستاد درحالتِ راہنہ رُجحانِ رائے ایشان
مُجَوِّز آن شد کہ قبائلِ مسلمین را از حمص
برآوردہ بدمشق رسانند زیراکہ براہل حمص
اطمینان نداشتند حضرتِ فاروق رض درجواب
ایشان دلاسا نوشت وسہ ہزار کس برائے
مددِ ایشان فرستاد آخرج مالک عن زید بن اسلم
قال کتبَ ابو عبیدۃ بن الجراح الی عمر بن الخطاب
یذکرلہ جموعًا من الرّوم وما یتخوّف من امرہم فکتب
الیہ عمر امّا بعد فانہ مہما ینزل بعبدٍ مؤمن من
منزلِ شدّۃٍ یجعل اللّٰہُ بعدہ فرجًا
وانہ لن یغلبَ عسرٌ یُسرین

رومی زبان میں ذہین اور اہل ذکاوت کو کہتے ہیں۔ فاروقِ
اعظم رض نے فرمایا کہ رَمَینا ارطبونَ الرومِ بارطبون العرب۔
(یعنی ہم نے ارطبونِ روم کے مقابلہ پر ارطبونِ عرب کو ڈالا ہے)
اللہ تعالیٰ کی مدد سے معاویہ قیساریہ میں پہنچے اور پچاس ہزار
لوگوں کو بلکہ زیادہ کو شکست دی اور عمرو بن العاص رض نے بھی
ارطبون کو بھگا دیا۔ وہ بدنصیب بیت المقدس میں جاکر پناہ گزین
ہوا۔ جب ہرقل نے دیکھا کہ اس سرزمین میں بھی اس کو نہیں
چھوڑ رہے ہیں تو پریشان ہو کر اُس نے اپنے نامور سرداروں
میں سے تین آدمیوں کا انتخاب کیا اور اُن کو بہت مال عطا کیا
اور ایک بہت بڑی فوج ماہان کی سرکردگی میں مسلمانوں سے
مقابلہ کے لئے تیار کی۔ جب یہ خبر ابو عبیدہ رض کو پہنچی تو اُنھوں
نے اُمراء کو جمع فرمایا اور ان کے ساتھ جنگ کے مقدّمات میں
مشورہ کیا اور ایک قاصد خلیفۂ اعظم رض کے حضور میں روانہ کیا۔
پیش آمدہ حالت میں ان صاحبان کی رائے کا رجحان اس
تجویز کی طرف ہوا کہ مسلمانوں کے قبیلوں کو حمص سے نکال کر
دمشق میں پہنچا دیں، کیونکہ حمص والوں پر وہ اطمینان نہیں
رکھتے تھے۔ حضرت فاروق رض نے اُن کے جواب میں ہمت افزائی
کے کلمات لکھے اور تین ہزار کا لشکر اُن کی مدد کے لئے روانہ
کیا۔ مالک رح نے روایت کی زید رح بن اسلم سے اُنھوں نے کہا کہ ابو عبیدہ
ابن الجراح نے عمر رض بن الخطاب کو لکھا اور (مراسلہ میں) روم
کے لشکروں کا ذکر کیا اور ان کی جانب سے جو اندیشے تھے وہ
بھی لکھے تو اُن کو عمر رض نے جواب لکھا امابعد یاد رکھو کہ جب بھی
بندۂ مؤمن پر کوئی سختی کا موقع آتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے
بعد کشائش بھیجدیا کرتا ہے اور ایک عُسر (تنگی) کبھی دو یُسر
(آسانی) پر ہرگز غالب نہیں ہوتی د فانّ مع العسر یُسرًا الخ

وان اللہ تعالیٰ یقول فی کتابہ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ دبرآوردن قبائل مسلمین از حمص وخالی گذاشتن حمص پسند نہ فرمود و گفت اما چون مسلمین دران واقعہ چنین مصلحت دانستند امید کہ ضرر نہ رسد بالجملہ در ساحل یرموک تلاقی فئتین واقع شد جنگے درمیان آمد کہ زبانِ قلم طاقتِ شرح وبیانِ آن ندارد وخالد ابن الولید بدستِ خود چندان محاربہ فرمود کہ ہفت شمشیر در دستِ او شکستہ شد بعد کوشش بسیار فتح اسلام بظہور آمد ودر افنای جماعہ کہ گریختہ بودند سیوف مسلمین کارے عجیب نمود گویند مجموع قتلے ہفتاد ہزار کس بودند غنائم بسیار وسبایا ر بیشمار بدستِ مسلمانان افتاد خمس بدار الخلافہ ارسال داشتہ باقی بر غزات قسمت کردند چون ارطبون فرار کردہ بہ بیت المقدس پناہ برد عمرو بن العاص درپے او افتاد ومحاصرہ کرد دریں اثنا عمرو بن العاص شخصے را کہ بہ لغتِ روم آشنا بود فرستاد ووصیت نمود کہ بر اطلاعِ خود بہ لغتِ روم کسے را از ایشان مطلع نہ سازد چون بمجلس ایشان در آمد ارطبون با قوم خود می گفت کہ فتح بیت المقدس بر دستِ عمرو بن العاص نہ خواہد بود قوم پرسید تدلیس بر دستِ کدام کس مفتوح خواہد شد گفت شخصے کہ اسمِ او سہ حرف است ووی یکے از اربعہ است

کی طرف اشارہ ہے) اور اللہ تعالےٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ ... الخ (۳: ۲۰۰) اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو" اور مسلمانوں کے قبیلوں کو حمص سے نکالنے اور حمص کو خالی چھوڑ دینے کو آپ نے پسند نہ فرمایا اور کہا کہ جب مسلمانوں نے اس واقعہ میں اسی کو مصلحت سمجھا ہے تو امید ہے کہ نقصان نہ پہنچے گا۔ الغرض ساحل یرموک پر دونوں جماعتوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تو اتنی شدید جنگ واقع ہوئی کہ زبانِ قلم اس کی شرح اور بیان کی طاقت نہیں رکھتی اور خالدؓ بن الولید نے اپنے ہاتھ سے اس قدر محاربہ فرمایا کہ (اس دن) اُن کے ہاتھ سے سات تلواریں ٹوٹی تھیں۔ بہت کوشش کے بعد اہلِ اسلام کی فتح ظہور میں آئی۔ اور اُس جماعت کے فنا کرنے میں جو بھاگی تھی مسلمانوں کی تلواروں نے عجیب کام کیا۔ کہتے ہیں کہ مقتولین کی مجموعی تعداد ستّر ہزار آدمی تھے۔ بہت سے اموالِ غنیمت اور بے شمار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ پانچواں حصّہ دار الخلافہ روانہ کرنے کے بعد باقی غازیوں پر تقسیم کردیا گیا۔ جب ارطبون نے بھاگ کر بیت المقدس میں پناہ لی تو عمروؓ بن العاص نے اُس کا تعاقب کیا اور محاصرہ کرلیا۔ اس دوران میں عمروؓ بن العاص نے ایک ایسے شخص کو (قاصد بنا کر) بھیجا جو رومی زبان جانتا تھا اور اس کو ہدایت دی کہ رومی زبان سے اپنی واقفیت پر کسی کو مطلع نہ کرے۔ جب یہ اُن کی مجلس میں پہنچا تو ارطبون اپنی مجلس میں کہہ رہا تھا کہ بیت المقدس کی فتح عمروؓ بن العاص کے ہاتھ پر نہیں ہوگی۔ قوم نے پوچھا کہ پھر کس کے ہاتھ پر ہوگی؟ تو اس نے کہا کہ وہ ایسا شخص ہے جس کے نام میں تین حروف ہیں اور وہ اُن چار آدمیوں میں سے ایک شخص ہے

بر دستِ او فتح بیت المقدس خواہد بود یعنی
صفاتے کہ ہمہ منطبق بر فاروقِ اعظم رضؓ بود
تقریر نمود عمرو بن العاص این ماجرا بعرض
حضرتِ فاروق رضؓ رسانید و وی رضی اللہ عنہ
بساختگی توجہ خود بجانب بیت المقدس
اہتمام تمام نمود فی تاریخ الیافعی نزلَ
عمر رضی اللہ عنہ علے بیتِ المقدس و
کانَ المسلمون قد حاصروا تلکَ المدینۃ
المقدسۃَ المبارکۃَ و طالَ حِصارُہم فقال
لہم اہلُہا لاتتعبُوا فلَن یفتحَہا الاّ رجلٌ نحن
نعرِفُ لہ علامۃً عندنا فاِن کانَ اِمامُکم بتلک العلامۃ
سلّمناہا لہ من غیر قتالٍ فارسل المسلمون الی عمر
یُخبِرُونَہ بذلک فرکبَ رضی اللہ عنہ راحلتَہ
و توجّہ الی بیتِ المقدسِ و کانَ معہٗ
غلام لہ یعاقبہ فی الرکوب نوبۃً بنوبۃٍ
و قد تزوّد شعیراً او تمراً و زیتاً و علیہ
مُرقّعۃ (جامہ با پیوند ۱۲) لم یزل یَطوی القِفارَ (میدان بے آب ۱۲) اللیلَ
والنہارَ الی ان قربَ من بیت
المقدس فتلقاہ المسلمون و قالوا لہ ما
ینبغی ان یرے المشرکون امیرَ المؤمنین
فی ہذہ الہیئۃ و لم یزالوا بہ
حتےّٰ البسوہ لباساً غیرہا و
ارکبوہ فرساً فلمّا رکبَ وتذّ (اسرع ۱۲) بہ
الفرس داخلہ شیء من
العُجب

جس کے ہاتھ پر بیت المقدس فتح ہوگا۔ یعنی اس نے ان
تمام صفات کی تقریر کی جو فاروقِ اعظم رضؓ پر منطبق تھیں۔
عمرو رضؓ بن العاص نے یہ ماجرا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی
خدمت میں پہنچایا۔ آپ رضؓ نے بیت المقدس کی جانب سفر کا
پورا اہتمام فرمایا۔ تاریخ یافعی میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ بیت
المقدس پر نازل ہوتے اس حالت میں کہ مسلمانوں نے
اس شہر مقدس و مبارک کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور ان کا محاصرہ
طویل ہوگیا تھا تو ان سے اہلِ شہر نے کہا کہ تم تکلیف نہ اٹھاؤ
اس کو ہرگز کوئی شخص فتح نہ کرسکے گا بجز ایک ایسے شخص کے
جس کو ہم پہچانتے ہیں۔ ہمارے پاس اس کی علامت ہے، تو اگر
تمہارے خلیفہ میں وہ علامت موجود ہوگی تو ہم یہ شہر بغیر
قتال کے اس کے سپرد کردیں گے۔ تو مسلمانوں نے حضرت عمر رضؓ
کے پاس قاصد بھیجا اور صورتِ احوال کی ان کو خبر پہنچائی تو
عمر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہوکر بیت المقدس کی
طرف متوجہ ہوتے اور آپ رضؓ کے ساتھ آپ کا غلام تھا جو سوار
ہونے میں باری باری سے ان کا قائم مقام ہوتا تھا۔ اور آپ
نے اپنا زادِ راہ بنایا جو اور کھجوروں اور زیت کو اور آپ کے
بدن پر پیوندوں والا لباس تھا۔ چٹیل میدانوں کو رات اور
دن برابر آپ طے کرتے رہے یہاں تک کہ بیت المقدس کے
قریب پہنچ گئے تو آپ سے مسلمانوں نے ملاقات کی اور ان
سے کہا کہ یہ مناسب نہیں کہ مشرکین اس ہیئت میں امیر المومنین رضؓ
کو دیکھیں اور برابر آپ رضؓ سے اس پر اصرار کرتے رہے یہاں تک
کہ انہوں نے آپ کو دوسرا لباس پہنوا دیا اور آپ رضؓ کو گھوڑے
پر سوار کرایا۔ تو جب آپ رضؓ سوار ہوگئے اور گھوڑا ان کو لے کر
دوڑا تو ان میں کچھ عُجب (خود بینی) کا اثر پیدا ہوا تو

فنزل عن الفرس و نزع اللباس و لبس المرقعۃ و قال اقیلونی ثم سار فی ھٰذہ الھیئۃ الی ان وصل فلما رآہ المشرکون من اہل الکتاب کبّروا و قالوا ہذا ہو وفتحوا لہ الباب بالجملہ فاروق اعظم رض بعمالِ شام احکام فرستاد کہ ہر شخصے عمل خود را کہ بآن مامور است بدیگرے کہ بروے اعتماد داشتہ باشد بسپارد و خود در جابیہ کہ شہریست بر پنج مرحلہ از بیت المقدس حاضر شود اول کسیکہ آنجا رسید ابو عبیدہ و یزید بن ابی سفیان بود بعد ازان تترائے مرۃً بعد اخرٰی امرائے سپہ سالارانِ شام بملازمتِ امیر المؤمنین مستسعد می شدند حضرتِ فاروق رض متوجہ بیت المقدس شد وارطبون ازینجا گریختہ راہ مصر گرفت و حضرت امیر المؤمنین بمبارکی داخل بیت المقدس شد و اعلانِ شعائرِ اسلام فرمود سالِ ہفتدہم ہرقل با اہلِ جزائر متفق شد جمعے را کہ قبولِ اسلام ایشان را بطوع و رغبت نہ بود بخود کشید و فوجے عظیم قریب صد ہزار سوار فراہم آوردہ بطرفِ شام روان شد اوّل قصد حمص نمود کہ مقر حکومتِ او بود ابو عبیدہ این ماجرا را بعرض حضرتِ فاروق رض رسانید رضی اللہ عنہ برائے حکّام جمیع ممالکِ اسلام حکم فرستاد کہ

آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور وہ لباس اتار دیا اور وہی پیوندوں والا لباس پہن لیا اور لوگوں سے کہا کہ مجھے (میرے حال پر) چھوڑ دو۔ پھر اسی ہیئت میں آپ روانہ ہوگئے یہاں تک کہ (شہر تک) پہنچ گئے تو جب اُن کو اہل کتاب کے مشرکوں نے دیکھا تو اُنھوں نے اللہ اکبر کہا اور بولے کہ وہ شخص یہی ہے اور اُن کے لئے دروازہ کھول دیا۔ المختصر فاروقِ اعظم رض نے شام کے عاملوں کو احکام بھیجدیئے تھے کہ (ان میں سے) ہر ایک اپنے کام کو جس پر کہ وہ مامور ہے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دے جس پر کہ وہ اعتماد رکھتا ہو اور خود جابیہ میں پہنچ جائے جو بیت المقدس سے پانچ منزل پر ایک شہر ہے۔ سب سے پہلے جو لوگ وہاں پہنچے وہ ابو عُبَیدہ رض اور یزید رض بن ابی سفیان تھے۔ اس کے بعد متفرقاً ایک دوسرے کے بعد شام کے سپہ سالار امیر المؤمنین رض کی ملاقات سے سعادت اندوز ہوتے رہے اور حضرت فاروق رض بیت المقدس کی جانب متوجہ ہوئے اور ارطبون نے اس جگہ سے بھاگ کر مصر کی راہ اختیار کی اور حضرت امیر المؤمنین رض مبارک قدوم کے ساتھ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور آپ رض نے شعائرِ اسلام کا اعلان فرمادیا۔ سترھویں سال میں ہرقل جزائر والوں سے مل گیا اور اُس نے ایک ایسی جماعت کو جن کا قبولِ اسلام خوشی اور رغبت کے ساتھ نہیں تھا اپنی طرف کھینچ لیا اور ایک بہت بڑی فوج جو ایک لاکھ سواروں کے قریب تھی فراہم کر لی اور شام کی طرف روانہ ہوگیا۔ اوّل اُس نے حمص کا قصد کیا جو اس کا دار الحکومت تھا۔ ابو عبیدہ رض نے اس واقعہ کی اطلاع امیر المؤمنین رض کی خدمت میں پہنچائی۔ آپ رض نے تمام ممالکِ اسلام کے حکّام کے پاس حکم بھیجا کہ

از ہر ناحیہ ساختگی افواج نمودہ خود ہا را با ابو عبیدہ ملحق گردانند و قاصدے بجانب سعد بن ابی وقاص روان کرد کہ قعقاع بن عمرو را با چہار ہزار سوار بمددِ ابو عبیدہ رض فرستند و برای ابو عبیدہ پیغام نمود کہ تا رسیدن کمک در حمص متحصّن باشند و مبادرت بجنگ نکند و خود حضرت فاروق رضی اللہ عنہ تا جابیہ رسید و خالد بن ولید انتظار کمک نہ کشید نزد ابو عبیدہ رفتہ مبالغہ از حد گزرانید تا برآید و استعدادِ مقابلہ نماید بالجملہ پیش از وصول افواجِ کمک در میانِ فریقین مقاتلہ و مقابلہ واقع شدہ و بہ نصرتِ الٰہی لشکر کفار ہزیمت یافت و غنایم وسبایا بیرون از شمار بدستِ مسلمانان آمد و مملکتِ شام برای ابو عبیدہ مُستَصفیٰ گشت لیکن حضرت فاروق این عجلت و مُبادرت در قتال از خالد بن ولید و عدم انتظارِ لشکرِ امداد او را کہ بنا بر ضِنّ[۱۲] بر غنایم وسبایا و متضمّن عُجُب و خود بینی بود پسند نفرمود و ویرا معزول ساخت و چون درین ایام ارطبون در مصر متحصّن شدہ اغوای اہلِ شام می نمود لہٰذا برای عمرو بن العاص نوشت کہ بجانبِ مصر روان شود وارطبون را بسزا رساند عمرو بن العاص بامتثالِ امر متوجہ مصر شد و با ارطبون مصاف نمود و او را با اکثر سردارانِ لشکرش بقتل آورد و آنگاہ عمرو بن العاص بصوبِ اسکندریہ عنانِ عزیمت تافت و آن را بطریقِ صلح مفتوح ساخت ازان باز

ہر علاقہ سے فوجوں کی تیاری کر کے لے کر ابو عبیدہ رض کے پاس پہنچا دیں اور ایک قاصد سعد رض بن ابی وقاص کے پاس روانہ کیا کہ قعقاع بن عمرو کو چار ہزار سواروں کے ساتھ ابو عبیدہ رض کی مدد کے لئے بھیجیں۔ اور ابو عبیدہ رض کو یہ پیغام بھیجا کہ کمک کے پہنچنے تک حمص میں قلعہ بند رہیں اور جنگ پر پیش قدمی نہ کریں۔ اور خود حضرت فاروق رضی اللہ عنہ جابیہ تک پہنچے۔ اور خالد رض بن الولید نے کمک کا انتظار نہ کیا اور ابو عبیدہ رض کے پاس پہنچے اور اس بات پر کہ باہر نکلیں اور مقابلہ کی تیاری کریں مبالغہ حد سے گزار دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ امدادی فوجوں کے پہنچنے سے پہلے ہی دونوں فریق کے درمیان مقاتلہ اور مقابلہ واقع ہو گیا اور اللہ کی مدد سے لشکر کفار نے شکست کھائی اور بے شمار اموالِ غنیمت اور بہت سے قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور شام کی مملکت ابو عبیدہ رض کے لئے صاف اور بے خطر ہو گئی۔ لیکن حضرت فاروق رض نے خالد رض ابن الولید کی طرف سے قتال میں اس جلدی اور پیش قدمی کو اور امدادی لشکر کے پہنچنے کا انتظار نہ کرنے کو جو اموالِ غنیمت اور قیدیوں کے بارے میں بخل کے شبہ پر مبنی تھا (کہ اگر امدادی افواج کے پہنچنے کے بعد فتح ہوئی تو وہ سب اموالِ غنیمت میں حصہ دار بن جائیں گے) اور جو عُجب اور خود بینی پر بھی متضمّن تھا پسند نہ فرمایا اور خالد رض کو معزول کر دیا۔ اور چونکہ ان ایام میں ارطبون مصر میں قلعہ بند ہو کر اہلِ شام کو بھڑکا رہا تھا اس لئے آپ رض نے عمرو رض بن العاص کو لکھا کہ مصر کی طرف روانہ ہو جائیں اور ارطبون کو سزا دیں۔ عمرو رض بن العاص تعمیلِ حکم کے لئے مصر روانہ ہو گئے اور ارطبون کے ساتھ جنگ کر کے اس کو اس کے اکثر سردارانِ لشکر کے ساتھ قتل کر دیا۔ پھر عمرو رض بن العاص نے اسکندریہ پر چڑھائی کی اور اس کو بطریق صلح کے فتح کر لیا۔ اس کے بعد

ہر روز فتح اسلام افزودن گرفت و بلادِ کفار در تحت و تصرف مسلمانان درآمد و دولتِ رومیان از بلادِ شام بمعرضِ انقطاع و انخرام افتاد و الحمد للہ رب العالمین این است منتخب آنچہ اصحاب فتوحِ شام بتحریر آوردہ اند بعد ازان ظہور دیگر فتوح رونق اسلام را افزودن گرفت مانند فتح اہواز بر دستِ ابو موسیٰ و آذربیجان بسعی مغیرۃ ابن شعبۃ و نہاوند بطریقِ صلح و دینور و ہمدان عنوۃً باہتمامِ حذیفہ و طرابلس مغرب بکوششِ عمرو بن العاص و اوایل فتحِ خراسان و اطرافِ قسطنطنیہ در زمانِ حضرت فاروق شروع شدہ بود و بیانِ آنہمہ طولے دارد حظِ فطنِ لبیب۔ ازین مبحث نکتہ ایست و آن آنست کہ حق عز و علا از فوقِ سمٰوات ظہور دینِ محمدی را علیہ الصلوٰۃ والسلام در جمیع ارض ارادہ فرمودہ و این ارادہ در تمام عالم سیلان نمود مانند سیلان آب بر وضعِ طبعی در مجرے خود و حکمِ وضعِ طبیعی سیلانِ این ارادہ در حالتِ راہنہ آن بود کہ اولاً کسرِ دولتِ کسرٰے و قیصر بر روئے کار آید و دینِ مرتضٰے قائم مقام ملتِ ایشان شود و بان شیوعِ دولت در اطرافِ ممالک شائع گردد چون ظہور این فرقانِ اکبر بر دستِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اتفاق افتاد بالقوۃ القریبۃ

فتح اسلام یوماً فیوماً بڑھتی رہی اور کفار کے شہر مسلمانوں کے ماتحت وزیرِ تصرف آتے رہے اور رومیوں کی سلطنت شام کے شہروں سے منقطع و مختتم ہوگئی، والحمد للہ رب العالمین۔ یہ اُن واقعات کا منتخب ہے جو فتوحِ شام کے مورخین نے تحریر کئے ہیں۔ اس کے بعد دیگر فتوحات کے ظہور سے رونقِ اسلام بڑھنا شروع ہوتی جیسے اہواز کی فتح ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اور آذربیجان کی فتح مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ کی کوشش سے اور نہاوند بطور صلح کے اور دینور اور ہمدان جنگ کے ساتھ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اہتمام سے اور طرابلسِ مغرب عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص کی کوشش سے وقوع میں آئیں۔ اور خراسان و اطرافِ قسطنطنیہ کی فتوحات کی ابتدا، حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہو چکی تھی اور ان سب کا بیان بہت طول رکھتا ہے۔

اس مبحث سے ایک دقیقہ شناس ہوشیار کے حصہ میں ایک نکتہ آئے گا اور وہ یہ کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے آسمانوں کے اُوپر سے دینِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کا تمام زمین میں ارادہ فرمایا تھا اور یہ ارادہ تمام عالم میں اس طرح جاری ہوا جس طرح پانی اپنی طبعی وضع پر اپنے مجرائے (یعنی بہاؤ کے راستہ) پر بہتا ہے اور اس ارادے کے سیلان کی (دنیا کی) پیش آمدہ حالت کے لحاظ سے طبعی وضع کا حکم یہ تھا کہ اوّلاً کسرٰے اور قیصر کی حکومتوں کا زوال ظہور پذیر ہو اور جو دین پسندیدہ حق ہے وہ اُن کی مِلّتوں کا قائم مقام بن جائے اور اطرافِ ممالک میں حکومت کے پھیل جانے کے طور پر شائع ہو جائے۔ جب اس فرقانِ اکبر (یعنی حق و باطل میں امتیازِ کامل۔ مراد دینِ محمدی جو حق کو باطل سے جُدا کر دینے والا ہے) کا ظہور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے قوتِ قریبہ سے

من الفعل ظہور دینِ محمدیؐ در جمیع ارض حاصل گشت عن جبیر بن حیۃ قال بعث عمر رضی اللہ عنہ الناس فی افناء الامصار یقاتلون المشرکین فاسلم الہرمزان فقال انی مستشیرک فی مغازیّ ہذہ قال نعم قال مثلہا و مثل من فیہا من الناس من عدو المسلمین مثل طائر لہ رأس و لہ جناحان و لہ رجلان فان کسر احد الجناحین نہضت الرجلان بجناح و الرأس فان کسر الجناح الاخرے نہضت الرجلان و الرأس فان شدخ الرأس ذہبت الرجلان و الجناحان و الرأس فالرأس کسرے و الجناح قیصر و الجناح الاخرے فارس فمر المسلمین فلینفروا اخرجہ البخاری وسعی حضرت فاروق رضہ درین امر و لو بیش نہ بود ظہور ارادہ حق را عز و علا و نعم ما قیل ؎ این ہمہ مستی و بیہوشی نہ حد بادہ بود ؛ باحریفان ہرچہ کرد آن نرگس مستانہ کرد ؛ و این معنی را قراین بسیار است بمجرد ملاحظہ آن قراین حدس قوی بآن وجہ حاصل می شود یکے ازان قراین این است کہ کسریٰ این دو دولت مستقرہ ممتدہ از مدتِ چہار صد سال باآن ہمہ عَدد و عُدد و دلاوری و سپہ سالاری

فعل میں واقع ہوگیا (یعنی اس دین کا ظہور تمام عالم کے لئے پہلے بالقوہ تھا اب فعلیت میں آگیا) تو دینِ محمدی کا ظہور تمام زمین میں حاصل ہوگیا۔ جبیر بن حیۃ سے مروی ہے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو (یعنی لشکروں کو) شہروں کی حدود پر بھیجا جو مشرکین سے قتال کر رہے تھے پھر ہرمزان اسلام لے آیا تو عمر رضہ نے فرمایا کہ میں تم سے مشورہ لینا چاہتا ہوں ان غزوات کے بارے میں۔ اس نے کہا ہاں (اور) کہا اُن ملکوں کی مثال اور جس قدر اُن میں مسلمانوں کے دشمن لوگ رہتے ہیں ایک پرندے کی سی ہے جس کے ایک سر ہے اور دو بازو ہیں اور دو ٹانگیں ہیں تو اگر دو بازوؤں میں سے ایک توڑ دیا جاتے تو وہ دونوں پاؤں اور ایک بازو سے اور سر سے کھڑا رہے گا۔ پھر اگر دوسرا بازو توڑ دیا جاتے گا تو پھر بھی وہ دونوں پاؤں اور سر سے کھڑا رہے گا، لیکن اگر سر ہی کچل ڈالا جاتے گا تو دونوں پاؤں اور دونوں بازو اور سر سب ختم ہو جائیں گے۔ تو سر (دنیائے کفر کا) کسرٰے ہے اور ایک بازو قیصر ہے اور دوسرا بازو فارس تو مسلمانوں کو حکم دیجئے کہ وہ (لڑنے کے لئے) نکلیں، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور حضرت فاروق رضہ کی سعی اس امر میں ارادۂ حق سبحانہ وتعالےٰ کے ظہور کے لئے ایک نقاب سے زیادہ نہیں تھی۔ اور کیا خوب کہا گیا ہے ؎ این ہمہ مستی و بیہوشی الخ یعنی یہ تمام مستی اور بیہوشی شراب کا ذاتی اثر نہیں تھا، یارانِ ہم مشرب کے ساتھ جو کچھ کیا اس (چشم) نرگس مستانہ نے کیا ہے۔" اور اس حقیقت کے لئے بہت سے قرائن ہیں جن کے ملاحظہ سے دقیقہ شناس عقل اس وجہ پر جا پہنچتی ہے۔ اُن قرائن میں سے ایک یہ ہے کہ ان دو مضبوط و پائدار سلطنتوں کا جو چار سو برس سے اس قدر عددِ کثیر اور فوجی سامانِ جنگ کے ساتھ اور دلاوری اور فنونِ سپہ گری کے ساتھ

درین مدتِ قلیلہ از دستِ عرب با این سامانے کہ داشتند ہرگز مثلِ آن ہیچگاہ متحقق نشد و نخواہد شد نہ در زمانِ اسکندر ذو القرنین و نہ در وقتِ ترکانِ چنگیزیہ و نہ در ایامِ تیموریہ بر متتبعانِ فنِ تاریخ پوشیدہ نیست کہ فتحِ بلاد ہرچند مساعدتِ بخت غالب باشد و اسبابِ آن مہیا حدی دارد و غایتے و آنچہ در خلافتِ حضرت فاروق رض از فتوح واقع شد فائتت از حد و غایت است در میانِ کشور کشائی حضرت فاروق رضی اللہ عنہ و کشور کشائی جمعے کہ قبل از وی بودہ اند و بعد از وی آمدند فرقے بین است زیرا کہ در عرب بادشاہی و کشورستانی و فوج کشی نبود و رسوم سپاہیان را نمی دانستند و مقابلۂ کسرای و قیصر بخاطرِ ایشان گزشتن چہ احتمال حضرتِ فاروق رض صنعتِ فروسیت را بمردم آموخت و لشکرہا ساخت و خوفی کہ در دلہای ایشان بود برانداخت و جمعے کہ بعد از حضرتِ عمر رض فوج کشی کردند از فوجِ آمادہ و مستعد کار گرفتند و چیزیکہ رسومِ آن معلوم و قواعدِ آن ممہد بود با تمام رسانیدند شتّان بینہما چنان محسوس می شود کہ در عہد حضرتِ فاروق رض تائیدِ الٰہی و نصرتِ غیبی گویا مانندِ باران از آسمان مے بارید اخرج الحاکم عن حذیفۃ انّہ قال کان الاسلام فی زمان عمر کالرّجل المقبل لا یزداد الاّ قرباً فلمّا قتل عمر کان

درگزرندہ ۱۲

سوار کاری ۱۲

قائم تھیں عرب کے ہاتھوں سے ایسے (حقیر) سامان کے ساتھ جو اُن کے پاس تھا اکھڑ جانا ایسا عظیم واقعہ ہے جس کا مثل کسی زمانہ میں بھی وجود میں نہیں آیا اور نہ آئے گا۔ نہ (عمر رض سے پہلے) اسکندر ذو القرنین کے زمانہ میں متحقق ہوا اور نہ (بعد میں) ترکانِ چنگیزیہ کے وقت میں اور نہ خاندانِ تیموریہ کے ایّام میں۔ فنِ تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے کہ کتنی ہی بخت کی یاوری غالب ہو اور اسبابِ فتح مہیا ہوں پھر بھی اُن کی ایک حد اور نہایت ہوتی ہے۔ اور جو کچھ فتوحات حضرت فاروق رض کی خلافت میں واقع ہوئیں وہ تو حد و نہایت سے گزری ہوئی ہیں آپکی کشور کشائی اور آپ سے اگلوں اور پچھلوں کی کشور کشائی میں نمایاں فرق ہے کیونکہ عرب میں بادشاہی اور کشورستانی کا وجود ہی نہ تھا، وہ رسومِ سپاہیانہ کو جانتے ہی نہ تھے اور کسرائے و قیصر کے مقابلہ کا ان کے دلوں میں خیال ..... گزرنے کا بھی کیا احتمال تھا۔ حضرت فاروق رض نے گھوڑے سواری کا فن لوگوں کو سکھایا اور بہت سے لشکر مرتب کئے اور جو خوف کہ اُن کے دلوں میں بیٹھا ہوا تھا اس کو نکال پھینکا۔ اور جن جماعتوں نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد فوج کشی کی وہ اُس فوج سے کی جو آمادہ اور کام پر مستعد بنائی جا چکی تھی اور اُنھوں نے اس چیز کو اتمام کو پہنچایا جس کے رسوم معلوم اور قواعد مفصّل ہو چکے تھے۔ دونوں میں (یعنی عمر رض کی مساعی اور بعد کے لوگوں کی مساعی میں) بڑا فرق ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فاروق رض کے عہد میں تائیدِ الٰہی اور نصرتِ غیبی گویا بارش کی مانند آسمان سے برستی تھی۔ حاکم نے روایت کیا حذیفہ رض سے کہ اُنھوں نے کہا کہ عمر رض کے زمانہ میں اسلام اُس شخص کی مانند تھا جو (دور سے) چلا آرہا ہو کہ دم بدم اُس کا قرب بڑھتا ہی رہتا ہے پھر جب عمر رض قتل ہو گئے تو اُس شخص کی مانند ہو گیا جو

كالرجلِ المُدبِر لا يزداد الا بُعداً قرینۂ دیگر
آنکہ ہر شہرے کہ در زمانِ حضرت فاروق رضی
مفتوح شد شعائرِ اسلام درانجا باندک فرصتے
شیوع یافت و بشاشتِ اسلام ظاہر و
باطنِ آن قوم را درگرفت تا الیوم سکانِ
آن بلاد ہمہ مسلمان و متصف بہ نورِ ایمان اند
و بلادے کہ بعد از فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
مسلمانان مفتوح ساختند اسلام درانجا گاہے
قوت می گیرد و گاہی ضعف می پذیرد فرقہ کہ
آبائی ایشان در ہندوستان داخل شدند
عمدۂ اہلِ اسلام درین دیار ایشان اند و
غیر ایشان از متوطنانِ ہندوستان اکثرے
مستمر بر کفرِ خود اند طائفہ کہ شرفِ اسلام حاصل
کردہ اند بغایت ضعیف الاسلام و ہمچنین ترکستان
وحبشہ وافریقیہ وغیرہا اسلام آنہا ضعیف است
این معنی بر متتبعان کتبِ تاریخ مستور نیست گویا
عنایتِ الٰہی سعی فاروق رضی را بہانۂ شیوعِ دینِ محمدی
ساختہ بود در مقامیکہ عمدۂ کمالات فاروقِ اعظم رضی ہمان
است یعنی جارحہ فیضِ الٰہی بودن فضیلتے بالاتر ازان
نمی تواند بود کہ ارادۂ الٰہی بغلبۂ تمام محیطِ عالم کرد و سعی
بندہ را روپوش آن احاطہ سازد بوجہے کہ ناظران تعجب
کنند کہ آیا از مثل این اسباب مثل مسبب بظہور می آید باز
شخصے کہ علم سیاست مدن را شناختہ باشد و بر احوال
ملوک در کشورستانی مطلع شدہ میداند کہ ہیچ
دقیقہ از دستِ فاروق رضی درین واقعات

پشت پھیر کر جارہا ہو کہ دمبدم دور ہی ہوتا چلا جائے گا۔ دوسرا قرینہ یہ
ہے کہ ہر اُس شہر میں جو کہ حضرت فاروق رضی کے زمانہ میں فتح ہوا
اُس میں اسلامی شعائر قلیل عرصہ میں ہی شائع ہوگئے اور بشاشت
اسلام نے اُس قوم کے ظاہر و باطن کو گرفت میں لے لیا۔ آج تک
ان شہروں کے رہنے والے سب مسلمان نورِ ایمان سے متصف ہیں
اور جو شہر کہ بعد فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مفتوح ہوتے
ان میں اسلام کبھی قوت پکڑتا ہے اور کبھی ضعف قبول کرتا ہے۔
اور جو فرقہ ایسا ہے کہ اُن کے باپ دادا ہندوستان میں داخل ہوتے
اس دیار کے چیدہ اہلِ اسلام میں سے وہی لوگ ہیں اور ان کے
علاوہ ہندوستان کے رہنے والے دوسرے لوگوں کا اکثر حصہ
اپنے کفر پر بدستور چل رہا ہے اور جس جماعت نے شرفِ اسلام
حاصل کیا ہے وہ نہایت ضعیف الاسلام رہے۔ اسی طرح ترکستان
اور حبشہ اور افریقہ وغیرہ کا حال ہے کہ ان کا اسلام ضعیف ہے۔
یہ حقیقت کُتبِ تاریخ کا پورا مطالعہ کرنے والوں سے پوشیدہ
نہیں ہے۔ گویا عنایتِ الٰہی نے فاروق رضی کی سعی کو دینِ محمدی کی
اشاعت کے لئے بہانہ بنایا تھا دراں حالیکہ فاروقِ اعظم رضی کے
خاص و بہترین کمالات میں سے یہی وصف ہے یعنی فیضِ الٰہی
کے لئے اُن کا جارحہ (یعنی آلہ اور واسطہ) بننا اور کوئی فضیلت
اس سے بالاتر نہیں ہو سکتی کہ ارادۂ الٰہی پورے غلبہ کے
ساتھ عالم کو محیط ہو جاتے اور بندے کی سعی کو اُس احاطہ کا
نقاب بنالے ایسے طریقہ سے کہ دیکھنے والے تعجب کریں کہ کیا ایسے
اسباب سے اس طرح کا مسبَّب (یعنی نتیجہ) ظہور میں آیا بھی
کرتا ہے۔ پھر جو شخص کہ سیاستِ شہریہ کا علم رکھتا ہوگا اور
بادشاہوں کے احوال سے جو کشورستانی میں رہے ہیں باخبر
ہوگا وہ جانتا ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ان واقعا

نامرعی نماند و این کمال نفس اوست کہ بمعیار آن فیضِ الٰہی ظہور فرمود التجلّی لایکونُ ابدًا الاّ بقدر المتجلّٰی لہٗ فقیر اشارتے لطیفہ باین معنےٰ کردہ است درین بیت ؎ کاُنبُوبِ لرحمتہٖ تعالیٰ : وَمَا الاُنبُوبُ اِلاَّ قَیسُ مَاءٍ ؛ و نیز می داند کہ اعدا در صنعتِ فوج کشی و مردانگی ہیچ دقیقہ فرو نگذاشتہ و در مقدماتِ مبارزت تقصیرے نمودہ اند تا فتوح اسلام را کسے بران حمل کند لیکن ارادہ حق جلّ و علاَ مساعی ایشان را برہم زد و تمام ایشان را باطل ساخت اذا جاء نہر اللہِ بطلَ نہرُ عیسیٰ و اگر جاہلے این واقعات را باوضاعِ فلکیہ منسوب سازد گوییم فکذلک کلّ نبیّ و ولیّ ہمیشہ اطوارِ عجیبہ انبیاء و اولیاء بزعم این قائل موافق ہمان اوضاعِ فلکیہ بودہ است باوجود این تحقق فضائلِ ایشان را نقصانے نیست

میں کوئی دقیقہ بھی ایسا نہیں جو رعایت کے بغیر چھوٹ گیا ہو اور یہ اُن کے نفس کا کمال ہے کہ جس کے معیار سے اُس فیضِ الٰہی نے ظہور فرمایا کہ التجلّی لایکون الخ یعنی تجلّی کبھی نہیں ہوتی مگر بقدر (ظرف) متجلّٰی لہٗ کے (یعنی جس پر تجلّی کی جارہی ہے اس کے ظرف کے مناسب) اس بیت میں فقیر نے اس معنے کی طرف ایک لطیف اشارہ کیا ہے ؎ کاُنبُوبِ لرحمتہٖ الخ ترجمہ :- وہ مثل ٹونٹی کے ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت (کے ذخیرے) کے لئے ۔ اور ٹونٹی نہیں ہوتی مگر پانی کے اندازے کے مطابق۔ اور نیز (تاریخ پر نظر رکھنے والا) جانتا ہے کہ دشمنوں نے فوج کشی کے خاص اصولوں میں اور بہادری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور مقدماتِ محاربہ میں کوئی غلطی نہیں کی، کہ کوئی شخص فتوحاتِ اسلام کو اس پر محمول کرے۔ لیکن (بنیادی بات صرف یہ ہے کہ) ارادۂ حق جلّ و علاَ نے اُن کفار کی مساعی کو برہم کردیا اور ان کی تمام کوششوں کو بیکار کردیا جب اللہ کی نہر آگئی تو عیسیٰ کی نہر بیکار ہوئی۔ اور اگر کوئی جاہل ان واقعات کو اوضاعِ فلکیہ (یعنی گردش سیارگان) کی طرف منسوب کرے تو ہم کہتے ہیں کہ پھر ایسا ہر نبی اور ولی کے حق میں کہا جاسکتا ہے۔ انبیاءؑ اور اولیاءؒ کے اطوارِ عجیبہ اس قائل کے زعم کے مطابق وہی اوضاعِ فلکیہ ہوئے ہیں اس کے باوجود اُن کے فضائل کے تحقق میں کوئی نقصان نہیں ہوتا

؎ یہ اس اشکال کا جواب ہے جو کسی کوتاہ فہم کو پیش آسکتا ہے کہ آپ کے بیان کے مطابق عمرؓ فیضِ الٰہی کا ایک آلہ و جارحہ تھے تو اس میں ان کی فضیلت کی کیا صورت ہے جب کہ جو کچھ کام کیا وہ فیض و نصرتِ الٰہی نے کیا۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ عمرؓ کا کمال ان کا وسیع الظرف ہونا ہے کہ جس نے اس عظیم الشان فیض کا تحمل کیا جو اُن کے ذریعہ سے تمام عالم پر پھیلنے والا تھا۔ اگر کوئی ایسا بند (ڈیم) بنایا جائیگا جس میں پانی کا اتنا بڑا ذخیرہ محفوظ رکھا جائے جو سیکڑوں میل کے رقبہ کو سیراب کرسکے تو اس کو کروڑوں روپیہ صرف کرکے اعلیٰ و مستحکم بنایا جاتا ہے جو پانی کے زور ٹوٹ نہ جائے جب وہ حسب منشا بن جائیگا اور عمدہ کام دیگا تو اس کو پسندیدہ اور اعلیٰ مانا جائیگا ۱۲ مترجم

اور ان کا احسان لوگوں کی گردنوں پر ثابت ہے۔ اب ہم حضرت

فاروق رضؓ کی سیاست اور جہانبانی کی چند حکایات

بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب خلیفہ ہوتے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت انتہائی ادب بجالایا کرتے تھے اور اور لوگ اُن سے ڈرتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں ایک عظیم ہیبت واقع ہوگئی تھی، آپ رضؓ نے اس خلل کے تدارک کے لئے ایک خطبہ بلیغہ پڑھا جس میں دلداری اور ملاطفتِ عامہ پر مشتمل کلمات ارشاد فرمائے۔ جامع بن شداد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ (خلیفہ بننے کے بعد) عمر رضؓ نے پہلا کلمہ جو بولا تھا وہ یہ تھا کہ انھوں نے کہا یا اللہ میں ضعیف ہوں مجھے طاقتور بنادے اور میں سخت مزاج ہوں مجھے نرم مزاج بنادے اور میں بخیل ہوں مجھے سخی بنادے، اس کو اخذ کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ریاض میں۔ ابن شہابؒ وغیرہ اہلِ علم لوگوں نے بیان کیا کہ سب سے پہلی چیز جس سے عمر رضؓ نے ابتداء کی جب آپ (خلیفہ بننے کے بعد) منبر پر بیٹھے تو وہ اس جگہ بیٹھے جہاں ابو بکر رضؓ اپنے قدم رکھتے تھے اور وہ (منبر کا) پہلا درجہ تھا اور اپنے دونوں قدموں کو زمین پر رکھا۔ لوگوں نے کہا کہ (اس میں کیا مضائقہ تھا) اگر آپ وہیں بیٹھ جاتے جہاں ابو بکر رضؓ بیٹھا کرتے تھے، فرمایا کہ میرے لئے (یہ شرف) کافی ہے کہ میرے بیٹھنے کی جگہ وہاں ہو جہاں ابو بکر رضؓ کے قدم ہوتے تھے۔ (ابن شہابؒ وغیرہ علماء نے یہ بھی) بیان کیا کہ لوگوں پر عمر رضؓ کی بہت بڑی ہیبت طاری ہوگئی یہاں تک کہ لوگوں نے عام نشستگاہوں میں بیٹھنا چھوڑ دیا کہنے لگے کہ ہم انتظار کرتے ہیں کہ عمر رضؓ کی رائے (یعنی طرزِ عمل) کیا ہوتا ہے اور (علماء نے) ذکر کیا کہ ابو بکر رضؓ کا حال اس حد تک پہنچا ہوا تھا کہ لڑکے جب اُن کو دیکھتے تھے تو اُن کے پاس اے میرے ابا جان کہتے ہوئے دوڑ کر آتے تھے اور ابو بکر رضؓ اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔

ومنّتِ ایشان بر گردنِ مردمان ثابت است الحال حکایتے چند از سیاست و جہانبانی حضرت فاروق رضؓ تقریر کنیم از انجملہ آنست کہ چون خلیفہ شد غایت تادّب بنسبتِ صدّیق رضؓ بجا آورد و مردم از وے می ترسیدند و ہیبتی عظیم در دلِ مردمان افتاد بجہتِ تدارکِ این خلل خطبۂ بلیغہ متضمّن ملاطفہ عامہ برخواند عن جامع بن شدّادٍ عن ابیہ قال اوّلُ کلام تکلّم بہ عمرُ أن قال اللّٰھم انّی ضعیفٌ فقوّنی و انّی شدید فَلَیِّنّی و انّی بخیلٌ فسخّنی اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی الریاض قال ابن شہاب وغیرہ من اہل العلم اوّل ما ابتدأ بہ عمر حین جلس علی المنبر انہ جلس حیثُ کان ابو بکر یضعُ قدمیہ و ہو اوّلُ درجۃ و وضع قدمیہ علی الارض فقالوا لو جلستَ حیثُ کان ابو بکر یجلس قال حسبی أن یکونَ مجلسی حیثُ کانتْ تکون قدما ابی بکرٍ قالوا و ہابَ الناسُ عمرَ ہیبۃً عظیمۃً حتّی ترکَ الناس المجالس بالافنیۃ قالوا ننتظر ما رأیُ عمرَ و قالوا کان بلغ من ابی بکرٍ ان الصّبیان کانوا اذا رأوہ یسعَونَ الیہ و یقولونَ یا أبتِ فیمسح رؤسہم

وبلغ من ہیبۃ عمر أن الرجال تفرقوا
من المجالس ہیبۃ حتی ینظروا ما
یکون من أمرہ قالوا فلما بلغ عمر
ہیبۃ الناس لہ أمر فصیح فی
الناس الصلوٰۃ جامعۃ فحضروا ثم
جلس من المنبر حیث کان ابوبکر
یضع قدمیہ فلما اجتمعوا قام قائما
فحمد اللہ واثنی علیہ بما ہو اہلہ
وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم قال بلغنی ان الناس قد ہابوا
شدتی وخافوا غلظتی وقالوا قد
کان عمر یشتد علینا ورسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بین اظہرنا ثم اشتد
علینا وابوبکر والینا دونہ فکیف اذا صارت
الامور الیہ من قال ذلک فقد صدق
قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فکنت عبدہ وخادمہ وکان من لایبلغ
احد صفتہ من اللین والرحمۃ صلی اللہ علیہ
وسلم وقد سماہ اللہ بذلک ووہب لہ اسمین
من اسمائہ رؤف رحیم فکنت سیفا
مسلولا حتی یغمدنی او یدعنی فامضی
حتی قبض رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وہو عنی
راض والحمد للہ وانا اسعد
بذلک

اور عمرؓ کی ہیبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ بڑے آدمی نشستگاہوں
سے تتر بتر ہو گئے تاکہ یہ دیکھ لیں کہ ان کا طرز عمل کیا ہوگا (اور
وہ اس مجالست پر ناراض تو نہیں ہو جائیں گے)، کہا کہ جب عمرؓ
کو لوگوں کے اُن سے خائف ہونے کی اطلاع پہنچی تو لوگوں میں
ان کے حکم سے الصلوٰۃ جامعۃ (نماز تیار ہے) کی بلند آواز
لگائی گئی۔ اس پر لوگ حاضر ہو گئے تو آپؓ منبر پر اس جگہ
بیٹھے جہاں ابوبکرؓ اپنے پاؤں رکھا کرتے تھے۔ جب پورا اجتماع
ہو گیا تو سیدھے کھڑے ہوتے تو اللہ کی حمد و ثنا ان کلمات
سے کی جو اُس کے مناسب ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر
درود پڑھا۔ پھر فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ لوگوں کو میری
تیز مزاجی سے ہیبت ہو رہی ہے اور وہ میری تند خوئی سے خوفزدہ
ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ عمرؓ ہم پر سخت گیری اس زمانہ میں
بھی کیا کرتا تھا جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے
درمیان میں موجود تھے۔ پھر ہم پر سختی کرتا رہا جب کہ ابوبکرؓ
ہم پر حاکم تھے نہ کہ وہ۔ تو اب کیا حال ہوگا جب کہ امور کا پورا
اختیار اُسی کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ جس نے یہ کہا اُس نے سچ کہا
بیشک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپؐ
کا غلام اور آپؐ کا خادم تھا اور آپؐ ایسے تھے کہ کوئی شخص
آپؐ کی نرمی اور رحمدلی کی صفت تک نہیں پہنچ سکتا صلے
اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالےٰ نے آپؐ کو اس سے موسوم کیا اور
آپؐ کو اپنے اسماء میں سے دو نام رؤف و رحیم عطا کئے۔ اور
میں ایک کھچی ہوئی تلوار تھا کہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اگر چاہیں تو) مجھے نیام میں کرلیں یا مجھے چھوڑ دیں تو میں کاٹ
ڈالوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے
اور وہ مجھ سے خوش تھے اور اللہ کا شکر ہے۔ میں اس بنا پر سعادتمند رہا

ثم ولی امر الناس ابوبکر فکان ممن لا تنکرون رقتہ و کرمہ و لینہ فکنت خادمہ و عونہ اخلط شدتی بلینہ فاکون سیفا مسلولا حتی یغمدنی او یدعنی فامضی فلم ازل معہ کذلک حتی قبضہ اللہ عزوجل و ھو عنی راض والحمد للہ وانا اسعد بذلک ثم قد ولیت امورکم ایھا الناس و اعلموا ان تلک الشدۃ قد اضعفت ولکنھا انما تکون علی اھل الظلم والتعدی علی المسلمین واما اھل السلامۃ و الدین والفضل فانا الین لھم من بعض لبعض ولست ادع احدا یظلم احدا او یتعدی علیہ حتی اضع خدہ الارض واضع قدمی علی الخد الآخر حتی یذعن بالحق ولکم علی ایھا الناس خصال اذکرھا لکم فخذونی بہا لکم علی ان لا اخبأ شیئا من خراجکم ولا مما افاء اللہ علیکم الا من وجہہ ولکم علی اذا وقع عندی ان لا یخرج الا بحقہ و لکم علی ان ازید عطایاکم و

پھر لوگوں کے والیٔ امر یعنی حاکم ابوبکرؓ ہوئے تو وہ ایسے لوگوں میں سے تھے کہ تم میں سے کوئی منکر نہیں ہے اُن کی رقیق القلبی اور کرم اور نرم مزاجی کا اور میں اُن کا خادم اور اُن کا مددگار تھا اپنی سختی کو اُن کی نرمی کے ساتھ مخلوط کرتا تھا اور کبھی ہوئی تلوار بن جاتا تھا (اور اُن کے ہاتھ میں ہوتا تھا) کہ وہ مجھے نیام میں بند کردیں یا (اگر چاہیں تو) مجھے چھوڑ دیں اور میں کاٹ ڈالوں۔ تو میں اُن کے ساتھ اسی طرح رہا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ان کو اس حال میں وفات دی کہ وہ مجھ سے خوش تھے۔ الحمد للہ میں اس بنا پر سعادت مند رہا۔ پھر اے لوگو! میں تمہارے امور کا والی بن گیا ہوں (یعنی امیر) اب سمجھ لو کہ وہ تیزی کمزور کر دی گئی۔ لیکن وہ ظاہر ہوگی مسلمانوں پر ظلم و دراز دستی کرنے والوں پر۔ رہے وہ لوگ جو نیک خُو اور دیندار اور صاحب فضیلت ہیں میں ان کے ساتھ اس سے بھی زیادہ نرم ثابت ہوں گا جو نرمی وہ ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہیں اور میں کسی ایسے شخص کو جو دوسرے پر ظلم و دراز دستی کرتا ہوگا نہیں پاؤں گا مگر میں اُس کے رخسار کو زمین پر ڈال کر اپنا پاؤں اُس کے دوسرے رُخسار پر رکھ دوں گا یہاں تک کہ وہ حق کو اچھی طرح سمجھ لے اور اے لوگو! تمہارے مجھ پر بہت سے حقوق ہیں جو کیں تم سے ذکر کرتا ہوں تم اُن پر میری گرفت کر سکتے ہو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں اس مال میں سے جو تم پر خرچ کرنا ہے کوئی شے تم سے چھپا کر نہ رکھوں اور نہ اُس میں سے جو اللہ تعالیٰ نیمتوں میں سے تمہارے لئے بھیجے بجز اس کے جو اللہ کے کام کے لئے روکوں اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ وہ (روکا ہوا مال) کہیں خرچ نہ ہو مگر اپنے حق کے موقعہ پر اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تمہارے وظائف اور

أرزاقكم إن شاء الله ولكم علي أن لا
ألقيكم المهالك وإذا غبتم في
البعوث فأنا أبو العيال حتى ترجعوا
إليهم أقول قولي هذا وأستغفر الله لي و
لكم قال سعيد بن المسيب وأبو سلمة
ابن عبد الرحمن توفي والله عمر وزاد في
الشدة في مواضعها واللين في مواضعه
وكان أبا العيال حتى إن كان ليمشي
إلى المغيبات فيسلم على أبوابهن ثم
يقول ألكن حاجة إذا كنتن تردن حاجة
أشتري لكن شيئا من السوق فإني
أكره أن تخدعن في البيع والشراء
فيرسلن معه بجواريهن فيدخل السوق
وإن وراءه من جواري الناس وغلمانهم
ما لا يحصى فيشتري لهم حوائجهم ومن
كانت ليس عندها منهن شيء اشترى
لها من عنده وإذا قدم الرسول من
بعض البعوث يتبعهن هو بنفسه بالكتب
أزواجهن ويقول لهن إن أزواجكن
في سبيل الله وأنتم في بلد رسول
الله صلى الله عليه وسلم
إن كان عندكن من يقرأ
وإلا فادنين من الباب
حتى أقرأ لكن ثم يقول
رسولنا يخرج

روزینے انشاء اللہ تم کو دیتا رہوں۔ اور تمہارا مجھ پر یہ حق بھی
ہے کہ میں تم کو ہلاکت کے مقامات میں نہ ڈالوں اور جب تم
لشکر میں شامل ہو کر گھر سے غائب رہو تو میں تمہارے بال بچوں
کا باپ بنا رہوں یہاں تک کہ تم اُن کے پاس واپس آؤ۔ میں اپنی
یہ بات کہہ رہا ہوں اور اللہ سے اپنے اور تمہارے لئے مغفرت چاہتا ہوں
سعید بن المسیبؓ اور ابو سلمہ بن عبد الرحمٰنؒ نے کہا کہ واللہ عمرؓ
نے (جو کچھ کہا اس کو) پورا کردیا۔ سختی کرنے کے مواقع پر سختی
میں اور نرمی کے مواقع پر نرمی میں بڑھ گئے اور وہ لوگوں
کے بال بچوں کے باپ بن گئے تھے یہاں تک کہ ان عورتوں کے
پاس جاتے جن کے شوہر باہر گئے ہوئے ہوتے تھے۔ اُن کے
دروازوں پر پہنچ کر ان کو سلام کرتے پھر کہتے کیا تمہیں کوئی
حاجت ہے جب تم کوئی ضرورت کی چیز منگانا چاہو تو میں وہ
چیز تمہیں بازار سے خرید کرادوں گا۔ مجھے یہ ناگوار ہے کہ خرید و
فروخت میں تمہیں دھوکا دیا جائے تو وہ عورتیں آپؓ کے ساتھ
اپنی لڑکیوں کو بھیجدیتی تھیں تو آپؓ بازار میں اس طرح جاتے
کہ آپؓ کے پیچھے لوگوں کی لڑکیاں اور لڑکے اتنے ہوتے کہ
اُن کا شمار مشکل ہوتا پھر ہر ایک کے لئے اُن کی ضرورت کی چیزیں
خریدتے اور جو عورت ایسی ہوتی کہ اس کے پاس کوئی بال بچہ
نہ ہوتا تو اس کے لئے خود خریدتے اور جب کسی لشکر میں سے
کوئی ایلچی آتا تو اس سے اُن عورتوں کے شوہروں کے خطوط
لے کر خود اُن کو پہنچاتے اور اُن سے فرماتے کہ تمہارے شوہر اللہ
کی راہ میں گئے ہوئے ہیں اور تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے شہر میں ہو اگر تمہارے پاس کوئی ایسا شخص موجود ہے جو یہ
خط پڑھ دے تو فبہا ورنہ دروازے کے قریب کھڑی ہو جاؤ تاکہ
میں پڑھ کر سنادوں۔ پھر فرماتے کہ ہمارا ایلچی یہاں سے فلاں دن

يوم كذا و كذا فاكتبن حتى نبعث
بكتبكن ثم يدور عليهن بالقراطيس و
الدوي (دوات کو ۱۲) فمن كتبت منهن اخذ
كتابها و من لم تكتب قال هذا
قرطاس و دواة ادني من الباب
فاملي علي فيمر على كذا و كذا
بابا فيكتب لاهله ثم يبعث بكتبهن و
اذا كان في سفر نادى الناس في
المنزل عند الرحيل ارحلوا ايها
الناس فيقول القائل ايها الناس
هذا امير المؤمنين قد ناداكم فقوموا
فاسقوا و ارحلوا ثم ينادي الثانية
الرحيل فيقول الناس اركبوا فقد
نادى امير المؤمنين الثانية فاذا استقلوا (اسباب باندھ لیں ۱۲)
قام فرحل بعيره و عليه غرارتان (شلیتہ ۱۲)
احديهما فيها سويق والاخرى فيها تمر بين يديه
قربة فيها ماء و جفنة (کاسہ کلاں ۱۲) كلما نزل جعل في
الجفنة من السويق و صب عليه الماء و
بسط شناره قال و الشنار مثل النطع (دسترخوان چرمی)
الصغير من جاءه يخاصمهم او يستفتيه
او يطلب حاجة قال له كل من هذا السويق و
التمر ثم ترحل فيأتي المكان الذي رحل
الناس منه فان وجد متاعا ساقطا
اخذه و ان وجد احدا به عرجة او
عرض لدابته او بعيره

اور فلاں وقت جائے گا تم خط لکھ دینا تاکہ ہم تمہارے خطوط بھیجدیں
پھر سب عورتوں کے یہاں (خطوط کے لئے) کاغذ اور دواتیں
بھیجتے۔ پھر ان میں سے جو خط لکھدیتی اس کا خط لیتے اور جو نہ
لکھ سکتی تو فرماتے کہ یہ کاغذ ہے اور دوات (بھی) موجود ہے
تم دروازے کے قریب آجاؤ اور مجھے بتاتی رہو اس طرح ہر ایک
دروازے پر جاتے اور اُن کے شوہروں کو اُن کی طرف سے خطوط
لکھتے۔ پھر ان خطوط کو بھیجتے۔ اور جب آپ کسی سفر میں ہوتے
تو منزل (یعنی پڑاؤ کی جگہ) میں کوچ کرنے کے وقت ندا کرتے
"اے لوگو! کوچ کرو" پھر ایک کہنے والا پکارتا اے لوگو! یہ امیر
المؤمنین ہیں انھوں نے تم کو پکار کر کہا ہے پس اُٹھو اور (اونٹوں کو
پر) پانی رکھ لو اور کوچ کرو۔ پھر آپؓ دوبارہ آواز لگاتے "الرحیل"
(یعنی کوچ کرو) تو لوگ (آپس میں) کہتے سوار ہو جاؤ امیر المؤمنین
نے دوبارہ ندا کی ہے۔ پھر جب کہ سب لوگ اپنا سامان باندھ لیتے
تو کھڑے ہو کر اپنا اونٹ ہنکاتے اور اُس کے اوپر دو شلیتے ہوتے
اُن میں سے ایک میں ستّو ہوتا اور دوسرے میں کھجوریں ہوتیں۔
اور سامنے ایک مشکیزہ ہوتا جس میں پانی ہوتا اور ایک بڑا کونڈا۔
جب کہیں پڑاؤ کرتے تو کونڈے میں ستّو ڈال کر اس پر پانی ڈالتے
اور اپنا شنار (دسترخوان) بچھاتے۔ سعیدؒ نے کہا کہ شنار چمڑے
کے چھوٹے دسترخوان کی طرح ہوتا تھا۔ جو شخص آپؓ کے پاس
آتا کوئی جھگڑا لے کر یا کوئی مسئلہ پوچھتا یا اپنی ضرورت کی
چیز مانگتا اُس سے فرماتے اس ستّو اور کھجوروں میں سے
کھاؤ پھر چلے جانا۔ پھر (قافلہ کو چلتا کر کے) آپ اُس جگہ
پہنچتے جہاں سے لوگوں نے کوچ کیا تھا تو اگر کوئی چیز پڑی ہوئی
دیکھتے تو اُس کو اُٹھاتے اور اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ اُس کے
گھٹنے لگ گئے ہیں یا اس کے چوپایہ یا اونٹ میں تھکن کی وجہ سے

تبکاءۃ ازالہ وساق بہ فیتبع آثار الناس کذلک فما سقط من متاع اخذہ ومن اصابتہ عرجۃ تخلف علیہ فاذا اصبح الناس فی المسآء من الغد لم یفقد احد متاعا لہ منہ الا قال حتی یاتی امیر المؤمنین فیطلع عمر وان جملہ مثل الشجب مما علیہ من المتاع فیاتی ھذا فیقول یا امیر المؤمنین اداوتی فیقول فہل یغفل الرجل الحکیم عن اداوتہ التی یشرب فیہا ویتوضا للصلوۃ منہا او کل ساعۃ ابصر مایسقط او کل اللیل اکلاء عینی من النوم ثم یدفع الیہ اداوتہ ویقول اذا قوسی وہذا رشائی او ما وقع منہم فیعنفہم ثم یدفع ذلک الیہم ولما بلغ الشام تلقوہ ببرذون وثیاب بیض فکلموہ ان یرکب البرذون لیراہ العدو ولیکون ذلک اہیب لہ عندہم ویلبس البیاض ویطرح الفروۃ الذی علیہ فابی ثم الحوا علیہ فرکب البرذون بفروہ وثیابہ فہملج بہ البرذون وخطام ناقتہ بعد فی یدہ فنزل

(پٹھوں میں) گرفتگی پیدا ہو گئی ہے تو اس کو (مالش کر کے) زائل کرتے اور اُس کو ہنکاتے۔ پھر قافلہ کے نشانِ راہ کو دیکھتے ہوئے چلتے تو جو چیز کسی کی گر گئی ہوتی اس کو اُٹھاتے اور جس کو لنگ عارض ہو جاتا اُس کے پیچھے لگے رہتے پھر جب لوگوں کو شام سے چلتے ہوئے صبح ہو جاتی تو جس کی کوئی چیز کھوئی گئی ہوتی وہ کہتا کہ امیر المؤمنین کو آنے دو تو جب عمر رضی دکھائی دینے لگتے اور آپ کا اونٹ (گرا پڑا) سامان رکھتے رکھتے مثل گھڑونچی کے بنا ہوا ہوتا تھا (جب آپ رضی قافلہ سے آملتے) تو ایک شخص آتا اور کہتا کہ اے امیر المؤمنین! میرا لوٹا رہ گیا تھا (یا گر گیا تھا) تو آپ رضی کہتے کہ کیا دانشمند آدمی اپنے لوٹے سے غافل ہوا کرتا ہے جس سے وہ پیتا ہے اور نماز کے لئے اُس سے وضو کرتا ہے کیا میں ہر ساعت دیکھتا ہی رہوں کہ کیا چیز گرتی ہے؟ کیا تمام رات میں نیند سے اپنی آنکھ کو بچاتا ہی رہوں؟ پھر اس کا لوٹا اُسے دیتے۔ پھر دوسرا آتا اور کہتا کہ یہ میری کمان ہے اور یہ میری رسّی ہے یا جو چیز ان کی گرتی آپ ہر ایک کو کچھ سرزنش کرتے اور دیتے جاتے تھے۔ اور جب آپ شام میں پہنچے تو لوگ اُن سے گھوڑا اور سفید کپڑوں کا جوڑا لے کر ملے اور اُنھوں نے آپ سے اس میں گفتگو کی کہ آپ گھوڑے پر سوار ہوں تاکہ دشمن آپ کو اس حالت میں دیکھیں اور تاکہ ان کے نزدیک ایسا کرنے سے دشمنوں پر آپ کا رُعب پڑے اور سفید کپڑے پہنیں اور جو پوستین آپ کے بدن پر تھا اُس کو اُتار دیں تو آپ رضی نے انکار کر دیا پھر لوگوں نے اس درخواست پر زیادہ اصرار کیا تو آپ گھوڑے پر اپنے پوستین اور کپڑوں کے ساتھ سوار ہو گئے اور گھوڑا آپ کو لے کر قدم مارتا ہوا دوڑا اور ابھی تک اونٹنی کی مہار آپ کے ہاتھ میں ہی تھی تو آپ رضی اتر گئے

وبرکب راحلتہ وقال لقد غیرتنی ہذا
حتی خفت ان انکر نفسی ذکر ذلک
کلہ ابو حذیفۃ اسحٰق بن بشر فی فتوح الشام
و خرج ابن بشر خطبتہ الی آخرہا و
جلوسہ علی المنبر فقط وازانجملہ
آنست کہ طلاق داد زنے را کہ باوے
محبت داشت فی الاحیاء لما ولی عمر
الخلافۃ کانت لہ زوجۃ یحبہا فطلقہا
خیفۃ ان تشیر علیہ بشفاعۃ فی
باطل فیطیعہا و یطلب رضاہا۔
وازانجملہ آنست کہ خطبہ خواند متضمن
آنکہ وظیفہ عمال او چیست عن معدان بن
ابی طلحۃ من جملۃ خطبۃ عمر اللہم انی
اشہدک علی امراء الامصار فانی بعثتہم
یعلمون الناس دینہم وسنۃ نبیہم ویقسمون
فیئہم و یعدلون علیہم وما اشکل
علیہم یرفعونہ الی اخرجہ
مسلم و احمد و عن ابی فراس
من جملۃ خطبۃ عمر الا و اللہ
انی ما ارسل عمالی الیکم لیضربوا
ابشارکم و لا لیاخذوا اموالکم و
لکن ارسلہم الیکم لیعلموکم
دینکم و سنتکم فمن فعل
بہ سوی ذلک

اور اپنی اسی سواری پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اس نے مجھ کو بدل دیا یہاں
تک کہ مجھے اندیشہ ہوگیا کہ میرا نفس بگڑ جائے گا، ان سب کو
بیان کیا ابو حذیفہ اسحٰق بن بشر نے فتوح شام کے بیان میں۔
اور ابن بشر نے اخذ کیا صرف اُن کے خطبہ کو آخر تک اور ان کے
منبر پر بیٹھنے کو۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے (خلیفہ
بننے کے بعد) اپنی ایک بی بی کو طلاق دیدی کہ جس کے ساتھ
محبت رکھتے تھے۔ احیاء میں ہے کہ جب عمر والیٔ خلافت ہوئے
تو اُن کی ایک ایسی بیوی موجود تھی جس سے محبت کرتے تھے
تو اس خوف کے پیش نظر کہ یہ کسی باطل میں شفاعت پر زور
دے گی تو میں اس کی اطاعت و رضاجوئی میں لگ سکوں گا
اُس کو طلاق دیدی۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ رضؓ نے
خطبہ دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ان کے عاملوں کو کیا کام سپرد
ہیں۔ معدان بن ابی طلحہ سے خطبۂ عمر رضؓ میں کا ایک حصہ اس طرح
مروی ہے کہ اے اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں شہروں کے
اُمراء پر کہ میں نے ان کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو ان
کے دین کی تعلیم دیں اور اُن کے نبیؐ کا طریقہ سکھائیں اور
اُن کا حصّہ تقسیم کریں اور اُن پر عدل کریں اور جس امر کا فیصلہ
ان کو مشکل ہوجائے اس کو میرے پاس بھیجدیا کریں، اس کو
مسلم اور احمد نے روایت کیا۔ اور ابو فراس سے خطبۂ عمر رضؓ
کا ایک یہ حصّہ مروی ہے کہ یاد رکھو خدا کی قسم میں اپنے عاملوں
کو تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجتا کہ وہ تمہاری جلد کو پیٹا
کریں اور نہ اس لئے کہ وہ تمہارے اموال چھین لیں، لیکن
میں اُن کو اس غرض سے تمہارے پاس بھیجتا ہوں کہ وہ تم کو
تمہارے دین کی تعلیم دیں اور تم کو سنتِ نبویؐ سکھائیں تو
جس شخص کے ساتھ اس کے سوا کچھ کیا گیا تو چاہیئے کہ

فلیرفعہ الیّ فو الذی نفسی بیدہ اذاً
لاُقصّنّہ منہ فوثب عمرو بن
العاص فقال یا امیر المؤمنین اورأیت ان
کان رجلاً من المسلمین غدا علی رعیتہ فادّب
بعض رعیتہ ائنک لمقتصّہ قال ای
والذی نفس عمر بیدہ اذاً لاقتصنّہ
منہ انا لا اقتص منہ وقد رأیت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتصّ من
نفسہ الا لا تضربوا المسلمین فتذلوہم
ولا تجمّروہم فتفتنوہم ولا تمنعوہم
حقوقہم فتکفّروہم ولا تنزلوہم
الغیاض فتضیعوہم اخرجہ احمد
قولہ ولا تجمّروہم تجمیر الجیش جمعہم فی
الثغور وحبسہم عن العود الی اھلیہم
قولہ ولا تنزلوہم الغیاض فتضیّعوہم الغیاض
جمع غیضۃ وہی الشجر الملتف یعنی اذا انزلوہا
تفرّقوا فیہا فتمکن منہم العدوّ فقیر
گوید این کنایت است از ارتکاب
امرے کہ وجہ مصلحت دران برقوم
مشتبہ باشد و علاقہ کنایت آنکہ غیضہ
محل تستّر و اختفا است سائر خطب فاروق
اعظم رضہ مصرّح این مدّعا ست واللہ اعلم
وازانجملہ آنکہ در روضۃ الاحباب
مذکور است کہ در زمان خلافت
وے رضی اللہ عنہ

مجھے اس کی اطلاع دیں تو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے اس صورت میں میں اُس سے قصاص لوں گا، تو
کھڑے ہوتے عمرو بن العاصؓ اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ
کیا آپ نے اس پر غور کیا ہے کہ وہ شخص مسلمانوں میں سے ہوگا
جو اپنی رعیّت کی طرف جائے گا اور رعیّت میں سے کسی کی اس نے
تادیب بھی کی تو کیا آپ اس سے ضرور قصاص لیں گے؟ فرمایا
ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے
میں اُس سے ضرور قصاص لوں گا۔ میں اُس سے قصاص نہ لوں؟
حالانکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ
اپنی ذات سے قصاص لیتے تھے۔ یاد رکھو مسلمانوں کو نہ مارو کہ
تم ان کو ذلیل کرو اور نہ اُن کی تجمیر کرنا کہ تم ان کو فتنوں میں
ڈالو اور نہ اُن سے اُن کے حقوق روکو کہ تم اُن کو (اپنے سامنے)
جھکاؤ اور نہ اُن کو غیاض میں اُتارو کہ تم ان کو ضائع کر ڈالو،
اس کو روایت کیا احمد نے (تفسیر) یہ ارشاد ولا تجمّروہم
تجمیر الجیش کے معنے ہیں یعنی ان کو سرحدوں پر جمع رکھنا اور
ان کو اپنی بیوی بچوں کے پاس لوٹنے سے روک رکھنا۔ اور
اس ارشاد ولا تنزلوہم الغیاض میں غیاض جمع ہے غیضۃ کی
اور اس کے معنے گھنے درخت اور جھاڑیاں یعنی جب تم لشکر کو
ایسی جگہ اُتاروگے تو وہ اُس میں متفرّق ہو جائیں گے اور ان
کے ایک حصہ پر دشمن قابو پالے گا۔ فقیر کہتا ہے کہ یہ کنایہ ہے
ایسے امر کے ارتکاب سے کہ جس میں مصلحت کی صورت قوم پر مشتبہ
ہو اور اس کنایہ کی مناسبت یہ ہے کہ غیضہ (یعنی جھاڑیوں والا
بن) چھپ جانے اور مخفی ہوجانے کا مقام ہے۔ فاروق اعظمؓ
کے تمام خطبے اس مدعا کی تصریح کرتے ہیں، واللہ اعلم۔ اور ان
میں سے ایک یہ ہے کہ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ

هزار و سی و شش شهر با توابع و لواحق آن
مفتوح شد و چهار هزار مسجد ساخته گشت و
چهار هزار کنیسه خراب گردید و نه صد منبر بر جنوب
محاریب جوامع بجهت خطبۂ جمعه بنا کردند و
ازآنجمله بنا کردن شهر بصره بر ساحل بحر و آباد ساختن
جماعۂ از غزات در انجا بجهت آنکه چون آن موضع
محل ورود مراکب عجم و هند است نباید که ناگاه
جمعے از فارس و هند در انجا برسند و بر اهل اسلام
مصیبتے ریزند و ازآنجمله بنا کردن شهر کوفه
چون اتفاق اقامت عرب در شهر مدائن واقع
شد هوای آن موضع با مزاج ایشان نه ساخت
اکثرے گرفتار مرض شدند سعد بن ابی وقاص
کیفیت حال برائے حضرت فاروق رض نوشته
فرستاد وی رضی اللہ عنہ فرمود که برای اقامت
عرب هیچ مکانے اصلح ازان نیست که هم برّی
باشد و هم بحری جائی وسیعی بدین صفت
اختیار باید نمود و باید که درمیان من و آن موضع
پُلے و دریائے حائل نباشد سعد رض برای تفحّص
این چنین سرزمینے مردمان را منتشر ساخت و
برین موضع که الحال مسمّٰی بکوفه است اتفاق
آرا واقع شد اوّل حال امر کرد که بناها از قصب
و خشت خام کنند یعنی تا میل ساکنان آن موضع
بعمارات رفیعه پیدا نشود و خود را مهیّا برائے جهاد
داشته مانند مسافران بسر برند بالآخره چون حریق
افتاد رخصت باحکام عمارات فرمود

کے زمانۂ خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر مع اپنے ماتحت اور
ملحقہ دیہات کے فتح ہوئے ہیں اور چار ہزار مسجد بن بنائی گئیں
اور چار ہزار گرجے توڑے گئے اور نو سو منبر جامع مسجدوں کی محرابوں
کے پہلوؤں میں بنائے گئے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ شہر
بصرہ کی بنیاد ڈالنا ساحل دریا پر اور غازیوں کی ایک جماعت
کو وہاں آباد کرنا چونکہ یہ موقع ایسا تھا جو عجم اور ہندوستان
کی کشتیوں کے وارد ہونے کا مقام تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اچانک
کوئی جماعت فارس اور ہندوستان سے یہاں پہنچ جاتے
اور اہل اسلام پر کوئی مصیبت ڈالیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے
شہر کوفہ کی بنیاد ڈالنا۔ جب عرب کو شہر مدائن میں اقامت
گزیں ہونے کا اتفاق پڑا تو اس مقام کی ہوا ان کے مزاجوں
کے موافق نہ آئی اور بہت سے لوگ امراض میں گرفتار ہو گئے
تو سعد بن ابی وقاص رض نے یہ کیفیت حال حضرت فاروق رض کو
لکھ کر بھیجی۔ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عربوں کی اقامت
کے لئے کوئی مقام اس سے زیادہ بہتر نہ ہوگا کہ وہ برّی بھی
ہو اور بحری بھی اس لئے کوئی مقام جس میں یہ وصف ہو انتخاب
کر لیا جائے اور چاہیئے کہ میرے اور اس مقام کے درمیان کوئی
پل اور دریا حائل نہ ہو۔ سعد رض نے ایسی سرزمین کی جستجو میں
لوگوں کو اطراف میں بھیجا اور اس سرزمین پر کہ اب جس کا نام
کوفہ ہے سب کی رائے متفق ہو گئی۔ ابتداء حال میں حکم دیا کہ بانسوں
اور کچی اینٹوں کے مکان بنالیں یعنی جب تک اس مقام پر
رہنے والوں میں بلند عمارات کی رغبت نہ پیدا ہو اور (یہ مصلحت
بھی پیش نظر تھی) کہ اپنے کو جہاد کے لئے تیار رکھتے ہوئے
مسافروں کی مانند بسر اوقات کریں۔ آخر کار جب (ایک مرتبہ)
آگ لگی تو مضبوط اور پختہ عمارتیں بنانے کی اجازت مل گئی۔

بالجملہ چون مسلمانان درانجا اختیارِ اقامت نمودند الوان د قوائے ایشان بحالِ اصلی عود کرد و ازانجملہ وضعِ تاریخ زیراکہ پیش از وضعِ تاریخ تعینِ شہور در سجلات می نمودند نہ تعینِ سنین این معنے مُوجبِ اشتباہ می شد حضرت فاروق رضؓ ابتداء حساب تاریخ از ہجرت مقرر فرمود والے الیوم ہمان دستور جاری است وازانجملہ آنکہ چون خالد بن ولید ابو عبیدہ را طوغا و کرہا بران باعث شد کہ از حصارِ حمص بیرون برآمدہ باکفّار مُقاتلہ کند و انتظارِ وصولِ فوج کمک از ہر جانب نکشد حضرت فاروقؓ آن را ازوی نہ پسندید بجہت آنکہ وجہش یا عُجبِ نفس است بشجاعت و پہلوانی خود یا بُخل است بغنائم یا استہانتِ امر خلیفۂ برحق است وکیف ماکان از خصالِ ذمیمہ اعتبار نمود و غالبًا این چنین جرأت در عادت موجبِ ہزیمت می شد ہر چند اینجا شمولِ فضلِ حق و تائید الٰہی کار خود فرمودہ باشد دیگر آنکہ خالدؓ بن ولید شاعرے را بر مدیحِ خود دہ ہزار درہم صلہ داد چون رسم فاسد بود گوارای طبیعت حضرت فاروق رضؓ نیفتاد خالدؓ را از حکومتِ قنّسرین معزول ساختہ در مدینہ نشاند والے آخر العمر اورا بحکومتے نامزد نہ کرد و براتے ابو عبیدہؓ نوشتہ فرستاد کہ اورا از قنّسرین بنزدِ خود خواند و در محضر

المختصر جب مسلمانوں نے وہاں اقامت اختیار کر لی تو اُن کے رنگ اور اُن کے قُوٰے اصلی حالت پر عود کر آئے۔ اور اُن میں سے ایک ہے تاریخ کا وضع کرنا۔ کیونکہ تاریخ کے وضع کرنے سے پہلے مُہر شدہ مکاتیب میں صرف مہینوں کا تعینؒ کرتے تھے سنوں کا تعینؒ نہیں اور یہ صورت موجب اشتباہ ہوتی تھی حضرت فاروق رضؓ نے تاریخ کے حساب کی ابتدا ہجرت سے مقرر فرما دی اور آج کے دن تک وہی دستور جاری ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب حضرت خالد بن الولیدؓ نے ابو عبیدہؓ کو طوعًا و کرہًا اس پر آمادہ کیا کہ حمص کے حصار سے باہر آکر کفارؒ کے ساتھ جنگ کریں اور ہر جانب سے جو (حضرت عمرؓ کے احکام کے ماتحت) کمک کی فوجیں پہنچ رہی تھیں ان کا انتظار نہ کریں تو حضرتِ فاروق رضؓ کو ان کی یہ بات پسند نہ آئی کیونکہ اس کی وجہ یا نفس کا اپنی بہادری اور پہلوانی پر عجب ہے یا غنیمتوں پر بخل ہے (کہ اموالِ غنیمت میں حصہ دار وہ لشکر بھی ہو جائیں گے جو مختلف مقامات سے آنے والے تھے) یا خلیفۂ برحق کے حکم سے لاپرواہی برتنا اور جو کچھ بھی ہو آپ نے اُس کو خصالِ ذمیمہ میں اعتبار کیا اور بسا اوقات عادۃً اس طرح کی جرأت موجب ہزیمت ہوا کرتی ہے ہر چند کہ اس موقع پر حق تعالیٰ کے فضل اور تائیدِ الٰہی نے شامل ہو کر اپنا کام فرما دیا۔ دوسری بات یہ پیش آئی کہ خالدؓ بن الولید نے ایک شاعر کو اپنی مدح پر دس ہزار درہم انعام دیدیا۔ چونکہ یہ رسم فاسد تھی اس لئے حضرت فاروق رضؓ کی طبیعت کو گوارا نہ ہوئی۔ آپؓ نے خالد رضؓ کو قنّسرین کی حکومت سے معزول کر کے اُن کو مدینہ میں بٹھا دیا اور آخر عمر تک اُن کو کسی حکومت پر نامزد نہ کیا اور ابو عبیدہ رضؓ کو لکھا کہ اُن کو قنّسرین سے اپنے پاس بلائیں اور اعیانِ لشکر کی

اعیانِ لشکر استادہ نماید و بفرماید کہ عمامہ را از
سرش بردارند و بہمان عمامہ مقید سازند بعد ازان
استفسار کنند کہ این دہ ہزار را از چہ مکان صرف
کردہ است اگر از بیت المال یا از دفنِ جاہلیت
برامد خیانت کردہ باشد و اگر از مالِ خود عطا
نمود باسراف کار فرمود بالجملہ ہمچنان بعمل آوردند
کہ مامور شدہ بودند تحفہ تر آنکہ خالدؓ باآن ہمہ
جلادتے (بہادری ۱۲) کہ داشت برین ماجرا بچون و چرا مجالِ
دم زدن ندید و دیگر لشکریان و امراء از دیدِ
این معاملہ نیز بددل نشدند و این خصائصِ
صولتِ حضرت فاروقؓ بودہ است بعد اللتیا
والتی بامراءِ امصار نوشت کہ عزلِ خالدؓ نہ
بجہتِ خیانتے از وے بودہ است بلکہ برائے
آنکہ بخاطرِ او چنان خطور کردہ بود کہ این فتوح
بدستیاری او و قوتِ او ظہور نمود و انّ
الامر کلہ للہ و ہمچنین چون سعدؓ را از عراق
معزول فرمود بجہتِ خوفِ اختلاف قوم بود
ہیچ فتنہ برنخاست و در آخر عمر تصریح نمود
بآنکہ عزل سعدؓ نہ بنابر عجز او بود یا بسبب صدور
خیانتے از وے بل بجہت از مظانّ اختلاف و
وجہ این تصریح آن بود کہ عدالتِ او از
نظر مردم ساقط نشود و از انجملہ آنکہ
سالے بقصدِ عمرہ بمکہ محترمہ توجہ فرمود و
توسیع و تفسیح مسجدِ حرام بتقدیم رسانید و
نزدیک مراجعت امر نمود تا در منازلے

موجودگی میں کھڑا کر کے کسی کو حکم دیں کہ عمامہ اُن کے سر سے
اُتار لے اور اُسی عمامہ سے اُن کو باندھ کر استفسار کریں کہ تم
نے ان دس ہزار روپیہ کو کہاں سے صرف کیا ہے؟ اگر بیت المال
سے یا کسی جاہلیت کے دفینہ سے برآمد کیا تو یہ خیانت ہوگی
اور اگر اپنے مال سے عطا کیا تو اسراف (یعنی فضول خرچی)
پر عمل کیا۔ الغرض جس طرح مامور ہوتے تھے عمل میں لایا گیا۔
عجیب بات یہ ہے کہ خالدؓ نے باوجود اس دلیری کے جو وہ رکھتے
تھے اس ماجرا پر چون و چرا کے ساتھ دم مارنے کی مجال نہ
دیکھی اور دوسرے لشکر والے اور اُمراء بھی اس معاملہ کے
دیکھنے سے بددل نہیں ہوتے اور یہ حضرت فاروقؓ کے دبدبہ
کی خصوصیتوں میں سے ہے۔ آپؓ نے کچھ چناں و چنیں کے
بعد اُمراء بلاد کو لکھا کہ خالدؓ کا عزل اُس سے کسی خیانت کے
صادر ہونے کی بناء پر نہیں ہوا بلکہ اس وجہ سے ہوا ہے
کہ اُس کے دل میں یہ بات پیدا ہوگئی تھی کہ یہ فتوحات اُس
کے زور اور قوت سے ظہور میں آتی ہیں حالانکہ تمام امر اللہ ہی
کی طرف سے ہے۔ اور اسی طرح جب سعدؓ کو عراق سے معزول
فرمایا تھا اس وجہ سے کہ قوم میں ان کی نسبت اختلاف پیدا
ہوگیا تھا تو کوئی فتنہ نہ اُٹھا اور آخر عمر میں اس بات کی تصریح
کردی کہ سعدؓ کا عزل اُن کے عجز کی بناء پر نہیں ہوا تھا،
نہ اُن سے کسی خیانت کے صادر ہونے کی وجہ سے بلکہ مظنہ
اختلاف سے محتاط رہنے کی بناء پر۔ اور اس تصریح کی وجہ یہ
تھی کہ ان کی عدالت لوگوں کی نظر سے ساقط نہ ہوجائے۔
اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک سال بقصد عمرہ آپؓ نے
مکہ مکرمہ کی طرف توجہ کی تو مسجدِ حرام کو وسیع کرنے اور کشادہ
کرنے کا اہتمام فرمایا اور لوٹتے وقت حکم دیا کہ اُن تمام منزلوں میں

کہ مابین حرمین واقع اند سایہا و پناہہا سازند و
ہر چاہے کہ انباشتہ شدہ باشد آن را پاک کنند و
صاف نمایند و در منازلِ کم آب چاہہا کنند تا
بر حجاج باستراحت تمام قطعِ مراحل میسر شود فی
الاستیعاب لما وُلِّی عمر بن الخطاب بعث اربعۃً
من قریشٍ فنصبوا اَعلام الحرم مخرمۃ بن نوفل
وازہر بن عوف وسعید بن یربوع وخویطب
ابن عبد العزّٰی و ازانجملہ آنکہ توسیع مسجد
شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچوب خرما
و جرید آن و خشت خام فرمود مانند صنیع آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در بناء مسجد خود اخرجہ البخاری
بعد ازان فرمود کہ حصیر در مسجد فرش کنند
عن عبد اللہ بن ابراہیم قال اوّل من اَلقی
الحصیرَ فی مسجدِ النّبی صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن الخطاب
کان النّاسُ اذا رفعوا رؤسہم من السجود نفضوا
ایدیہم فاَمَرَ بالحصیر فجیئ بہ من العقیق فبُسِطَ فی مسجد
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ ابن ابی شیبۃ و ازانجملہ
آنکہ سالِ رمادہ چون قحط شدید طاری شد حضرت
فاروق بانواعِ تدبیر حلِّ این مشکل فرمود
اوّلاً ہر چہ در بیت المال بود بر فقراء و مساکین تقسیم
نمود ثانیاً جمعے کہ احتکار پیشہ بودند ایشان را ازان
احتکار بشدّتِ تمام باز داشت ثالثاً با مرائے
امصار احکام فرستاد کہ

جو کہ حرمین کے درمیان واقع ہیں سایہ گاہیں اور پناہ گاہیں بنائیں اور
ہر وہ کنواں جو پاٹ دیا گیا ہو اس کو کھولا جائے اور صاف کیا جائے اور کم
پانی والی منزلوں میں کنویں کھودے جائیں تاکہ عازمین حج پوری
راحت کے ساتھ قطع مراحل کر سکیں۔ استیعاب میں ہے کہ جب
عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب خلیفہ ہوئے تو انھوں نے قریش کے چار آدمیوں
کو بھیجا جنھوں نے حرم کی علامتیں نصب کیں۔ مخرمہ بن نوفل
اور ازہر بن عوف اور سعید بن یربوع اور خویطب بن عبد العزّٰی۔
اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
مسجد شریف کی توسیع آپ رضی اللہ عنہ نے کھجور کی لکڑیوں اور شاخوں اور
کچی اینٹوں سے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق
جو آپ نے اپنی مسجد کی بناء میں استعمال کیا تھا، اس کو بخاری نے
روایت کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ مسجد میں بوریئے بچھائیں مروی
ہے عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن ابراہیم سے فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بوریئے بچھائے عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب
تھے۔ (پہلے) جب لوگ اپنا سر سجدے سے اٹھایا کرتے تھے تو
اپنے ہاتھ جھاڑا کرتے تھے تو انھوں نے بوریئے لانے کا حکم دیا
جو عقیق سے لائے گئے پھر وہ مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں
بچھائے گئے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور ان میں
سے ایک یہ ہے کہ سال رمادہ[1] میں جب شدید قحط پھیل گیا حضرت
فاروق رضی اللہ عنہ نے مختلف قسم کی تدابیر سے اس مشکل کو حل فرمایا۔
اوّلاً جو کچھ بیت المال میں تھا وہ سب فقراء اور مساکین پر تقسیم
کر دیا۔ دوم جو لوگ کہ احتکار[2] پیشہ تھے ان کو اس احتکار سے پوری
سختی کے ساتھ روک دیا۔ سوم شہروں کے اُمراء کو احکام بھیجے کہ

[1] رماد خاکستر کو کہتے ہیں اور اس سالِ قحط کو اس وجہ سے رمادہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا رنگ اس سال میں خاکستری ہو گیا تھا ۱۲ [2] احتکار کے معنے ہیں گرانی کے وقت غلہ خرید کر رکھ لینا اور اس کو بند کر کے رکھ چھوڑنا اس امید پر کہ اور گراں ہو جائے ۱۲

ہر یکے از محل حکومتِ خود طعام بمدینہ منورہ روان
کند. ابو عبیدہ چہار ہزار راحلہ ازشام بمدینہ فرستاد
و عمرو بن العاص صد سفینہ از راہِ دریا روان نمود در
اندک فرصتے نرخ مدینہ بانرخ مصر در دم مساوات
می زد و در ایامِ غلاء و قحط بر خود لازم گرفت کہ تا ہنگام
رفعِ این حادثہ گوشت و روغن را تناول نفرماید
و شیر را نیاشامد و از انجملہ آنکہ در کوفہ و بصرہ و غیرہا
من البلاد حاکمی جُدا معین فرمود و قاضی جُدا و
تحویلدار بیت المال علیحدہ و این امریست کہ تا
زمان حضرت فاروق واقع نشدہ بود و یکے از حکمتہا
آن تفریق آنست کہ اگر بالفرض از یکے خیانتے ظاہر
شود دیگرے بانکار برخیزد و اجتماع جماعہ از مسلمین کہ
مجرب الصدق باشند بر خیانت بعید است و از انجملہ
آنکہ دفتر مسلمین وضع فرمود و در انجا رعایت حکمتِ
دقیقہ نمود و آن جمع است در اعتبار سوابقِ اسلام
و اعتبار مراتبِ قربِ بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و قاعدہ الرجلُ وسابقتہ والرجلُ وبلاءہ والرجلُ و
عیالہ رعایت فرمود اگر با کسے خرد خورد بین باشد
بداند کہ اختراعِ این امر و وفا باین
التزام چیزیست کہ عقولِ حکماء دران
عاجز مے شوند آخرجَ البیہقی
عن الشافعی انہ قال اخبرنی
غیر واحدٍ من اہلِ العلم و
الصدقِ من اہلِ المدینۃ و
مکۃ من قبائلِ قریشٍ و من

ہر ایک اپنے زیر حکومت شہروں سے مدینہ منورہ میں غلہ روانہ کرے۔
ابو عبیدہ رضؓ نے چار ہزار اونٹ شام سے مدینہ بھیجے اور عمروؓ بن
العاص نے ایک سَو کشتیاں دریا کے راستہ سے روانہ کیں۔ تھوڑے
عرصہ میں مدینہ کا نرخ مصر کے نرخ کی برابری میں آگیا اور گرانی
و قحط کے زمانہ میں آپؓ نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ اس حادثہ کے
رفع ہونے تک گوشت اور گھی تناول نہ فرمائیں گے اور نہ دودھ
پئینگے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ کوفہ و بصرے وغیرہ شہروں
میں حاکم جُدا معین کئے اور قاضی جُدا اور بیت المال کا تحویلدار
جُدا اور یہ ایک ایسا نظم ہے جو حضرت فاروقؓ کے زمانہ تک واقع
نہیں ہوا تھا اور اس تفریق کی حکمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اگر
بالفرض کسی ایک سے کوئی خیانت ظاہر ہو تو دوسرا اس سے مقابلہ
کے لئے کھڑا ہو جاتے اور خیانت پر مسلمانوں کی ایسی جماعت کا
اجتماع جن کا صدق تجربہ شدہ ہو بعید ہے۔ اور اُن میں سے ایک
یہ ہے کہ (بسلسلہ عطیات وغیرہ) دفتر مسلمین کو وضع فرمایا جس میں
دقیق حکمتوں کی رعایت رکھی یعنی سوابق اسلامیہ کے اعتبار کرنے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مراتب قُرب کے اعتبار
کرنے کا پورا لحاظ رکھا اور قاعدہ الرجل و سابقتہ الخ یعنی ہر
آدمی کے ساتھ اُس کی سابقہ خدمات اور ہر شخص کے ساتھ اُس کے
شہر کو ملحوظ رکھا جاتے اور ہر ایک کے ساتھ اُس کے عیال کو مدنظر
رکھا جاتے، پوری رعایت فرمائی۔ جس شخص کو چھوٹی چھوٹی
جزئیات پر عبور کرنے والی سمجھ میسّر ہے وہ جان لے گا کہ اس امر کا
اختراع اور اس التزام کو نباہ دینا ایسا کام ہے کہ دانشمندوں کی
عقلیں اُس میں عاجز ہو جاتی ہیں۔ بیہقی رحؒ نے روایت کیا شافعیؒ
سے اُنھوں نے کہا کہ مجھے خبر دی ایک سے زیادہ اہل علم و اہل صدق
نے جو اہلِ مدینہ و مکہ میں سے تھے قبائل قریش میں سے اور دوسرے

غیرہم و کان بعضہم احسنَ اقتصاصاً للحدیث من بعض و قد زادَ بعضہم علے بعضٍ فے الحدیث ان عمر رضی اللہ عنہ لمّا دوَّنَ الدّواوین قال اَبدَأُ ببنی ہاشمٍ ثمّ قال حضرتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یُعطیہم و بنی المطلب فاذا کانتِ السّنّ فی الہاشمی قدّمہ علے المطّلبی واذا کانت السّنّ فے المطّلبی قدّمہ علے الہاشمیّ فوضعَ الدیوان علےٰ ذٰلک اَعطاہم عطاءَ القبیلۃ الواحدۃِ ثم استوت لہ عبد شمس ونوفل فی جِذمِ النسب فقال عبد شمس اِخوۃُ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم لِاَبیہ و اُمّہٖ دونَ نوفل فقدّمہم ثم دَعَا بنی نوفل بتلوہم ثمّ استوتْ لہ عبد العزّیٰ وعبد الدّار فقال فے بنی اسد بن عبد العزّیٰ اَصْہارُ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفیہم انّہم من المطیّبین و قالَ بعضہم ہم من حِلفِ الفضولِ و فیہما کانَ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و قیل

لوگوں میں سے اور ان میں سے بعض بہ نسبت بعض کے حدیث کے قصوں کو عمدگی سے بیان کرنے والے تھے اور بعض نے ان میں سے بعض کی روایت سے کچھ زیادہ باتیں بیان کیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رجسٹر تیار کرائے تو فرمایا کہ میں شروع کرتا ہوں بنی ہاشم سے پھر فرمایا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپؐ اُن کو اور بنی المطّلب کو عطا فرماتے تھے تو جب کوئی بڑی عمر والا ہاشمی جماعت میں ہوتا تھا تو اس کو مطّلبی پر مقدّم کر دیتے تھے اور اگر مطّلبی میں ہوتا تھا تو اس کو ہاشمی پر مقدّم کر دیتے تھے۔ تو آپؓ نے دیوان (رجسٹر اسماء) کی ترتیب قائم کی اسی نہج پر اُن کو عطا کیا قبیلہ واحدہ کی طرح۔ پھر ان کے سامنے عبد شمس اور نوفل اصل نسب میں برابر معلوم ہوئے تو فرمایا کہ عبد شمس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں باپ کی طرف سے اور ماں کی طرف سے نہ کہ نوفل، تو ان کو مقدّم کیا پھر اُن کے متصل آپ نے پکارا بنی نوفل کو پھر اس کے سامنے برابر ہوئے عبد العزّیٰ اور عبد الدّار تو فرمایا کہ بنی اسد بن عبد العزّیٰ میں داماد ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اُن میں یہ خصوصیت بھی ہے کہ وہ مطیّبینؔ میں سے ہیں اور بعضوں نے کہا (یعنی بعض راویوں نے) کہ حِلف الفضول میں سے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے تھے اور کہا گیا ہے

ع۵ جب عبد مناف کی اولاد نے عبد الدار کی اولاد سے بیت اللہ کی دربانی اور رفادہ (رفادہ اُس چندے کو کہتے تھے جو قریش میں حج سے کچھ پہلے کیا جاتا تھا جس میں سے بزمانہ حج آنیوالوں کی آسائش اور تواضعات کا انتظام کیا جاتا تھا) اور سقایت کا مطالبہ کیا اور عبد الدار کی اولاد نے اس سے انکار کیا تو دونوں میں سے ہر فریق نے اپنے اپنے دوست قبائل سے عہد لیا کہ وہ بہرحال ان کے ساتھی رہیں گے۔ اولاد عبد مناف نے ایک بڑے پیالہ میں کچھ خوشبوئیں حل کر کے لائے ان کے مددگاروں نے اس پیالہ میں ہاتھ ڈبو کر عہد امانت کیا تھا اس بنا پر ان کو "مطیّبین" کہا گیا (ان کے ساتھ تین قبیلے شریک ہوتے اسد[1] اور زہرہ[2] اور تیم[3]۔ ابو بکر صدیق رضؓ ان میں سے تھے یعنی بنی تیم میں سے) اور عبد الدار نے دوسرے طور پر عہد لیا ان کو اَحلاف کہا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ مطیّبین میں سے تھے اور حضرت عمر رضؓ اَحلاف میں سے (عبد الدار کے ساتھ یہ پانچ قبائل تھے جمح[1]، مخزوم[2]، عدی[3]، کعب[4] و سہم[5]۔ یہ چھ قبیلے احلاف بولے جاتے تھے) ۱۲

ذُكِرَ سابقةٌ فقدّمهم علیٰ بنی عبد الدار ثمّ دعا بنی عبد الدار تلوهم ثم انفردت له بنو زهرة فدعاها بتلو عبد الدار ثم استوت له تیم و مخزوم فقال فی بنی تیم انهم من حلف الفضول و المطیّبین وفیهما کان رسول الله صلی الله علیه وسلم وقیل ذُکِرَ سابقةٌ وقیل ذُکِرَ صهرًا فقدّمهم علیٰ مخزوم ثم دعا مخزومًا بتلوهم ثم استوت له سهم و جمح و عدیّ بن کعب فقیل ابدأ بعدیّ فقال بل أُقِرُّ نفسی حیث کنتُ فانّ الاسلام دخل و امرنا و امر بنی سهم واحدٌ ولکن انظروا بنی جمح و سهم فقیل قدّم بنی جمح ثمّ دعا بنی سهم وکان دیوان عدیّ وسهم مختلطًا کالدعوة الواحدة فلمّا خلصت الیه دعوته کبّر تکبیرةً عالیةً ثم قال الحمد لله الذی اوصل حظّی من رسوله ثمّ دعا من بنی عامر بن لؤیّ قال الشافعی فقال بعضهم انّ ابا عبیدة ابن عبد الله بن الجرّاح الفهری لما رأی من یتقدّم علیه قال أکُلّ هؤلاء تدعوا امامی فقال یا ابا عبیدة اِصبر کما صبرتُ او کلّم قومک فمن قدّمک منهم علیٰ نفسه لم امنعه فاما انا و بنو عدیّ

ذکر کیا اُن کے اسلام پر سبقت کرنے کا۔ تو اُن کو مقدّم کیا بنی عبد الدار پر پھر بنی عبد الدار کو اُن کے متصل بلایا۔ پھر منفرد ہوتے اُن کے سامنے بنو زہرہ تو اُن کو بلایا عبد الدار کے ساتھ۔ پھر برابر ہوئے اُن کے سامنے تیم اور مخزوم تو بنی تیم کے بارے میں کہا کہ وہ حلف الفضول اور مطیّبین میں سے ہیں اور ان دونوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ آپؓ نے ان کے سوابق اسلام کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ نے تعلق دامادی کا ذکر کیا تو اُن کو مخزوم پر مقدّم کیا۔ پھر مخزوم کو ان کے متّصل بلایا۔ پھر ان کے سامنے سہم اور جمح اور عدی بن کعب برابر آئے تو آپؓ سے کہا گیا کہ عدی سے شروع کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کو وہیں رکھتا ہوں جہاں میں تھا کیونکہ اسلام داخل ہو گیا تھا اور ہمارا اور بنی سہم کا ایک ہی معاملہ تھا، لیکن غور کرو بنی جمح اور بنی سہم میں تو کہا گیا کہ بنی جمح کو مقدّم کیجئے تو آپ نے پکارا بنی سہم کو اور عدی اور سہم کا رجسٹر مختلط تھا مثل دعوتِ واحدہ کے۔ پھر جب اُن کی دعوت یہاں تک پہنچ گئی تو اُنھوں نے ایک بلند تکبیر کہی پھر فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے حصّہ کو اپنے رسول سے ملا دیا۔ پھر آپؓ نے بنی عامر لؤی کو بلایا۔ شافعیؒ نے کہا کہ بعض رواۃ نے یہ ذکر کیا کہ ابو عبیدہؓ بن الجراح فہری نے جب ان لوگوں کو دیکھا جو اُن پر مقدّم ہو رہے تھے تو کہا کہ کیا ان سب لوگوں کو میرے سامنے بلا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو عبیدہؓ صبر کرو جیسا میں نے صبر کیا یا (بروایتِ بعض یہ فرمایا کہ) اپنی قوم سے بات کر لیجئے تو جو اُن میں سے آپ کو اپنی ذات پر مقدّم کرے میں اس کو نہیں روکوں گا۔ رہے میں اور بنو عدی تو

ع یعنی آپؐ سے اتنا نسبی بُعد ہونے کے باوجود ہے اتنا زیادہ تقرب رہا جو نسبی قُرب رکھنے والوں کو میسّر نہیں آیا ۱۲ مترجم

فتقدمک ان احببت علی انفسنا قال الشافعیؒ
عند ذلک الناس عباد اللہ فاولٰہم ان
یکون مقدماً اقربہم بخیرۃ اللہ لرسالاتہ و
مستودع امانتہ خاتم النبیین وخیر خلق
رب العالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قال القاضی ابو یوسف فی کتاب الخراج
حدثنی ابن ابی نجیح قال قدم علی ابی بکر
الصدیق رضی اللہ عنہ مال فقال من
کان لہ عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عدۃ فلیأت فجاء جابر بن عبد اللہ فقال
قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لو جاء مال البحرین اعطیک ہکذا وہکذا
ہکذا یشیر بکفیہ فقال لہ ابو بکر خذ فاخذ
بکفیہ ثم عدہ فوجد خمسمائۃ فقال خذ الیہا
الفا فاخذ الفا ثم اعطی کل انسان
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ
شیئا وبقی بقیۃ من المال فقسمہ بین
الناس بالسویۃ علی الصغیر والکبیر و
الحر والمملوک والانثی فخرج علی تسعۃ
دراہم وثلث لکل انسان فلما کان
العام المقبل جاء مال اکثر من ذلک فقسمہ
بین الناس فاصاب کل انسان عشرین
درہما قال فجاء ناس من المسلمین وقالوا یا خلیفۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک
قسمت ہذا فسویت بین الناس

اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو اپنی ذات سے مقدم کردیں گے۔ اس موقع
پر شافعیؒ نے کہا کہ سب لوگ اللہ کے بندے ہیں بس مقدم ہونے میں
سب سے اولیٰ وہی ہے جو اُن میں سب سے زیادہ قریب ہو اُس ذات سے جس کو
اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات کے لئے برگزیدہ کیا اور جو ودیعت گاہ بنا اُس
کی امانت کا، خاتم النبیین، رب العالمین کی مخلوق میں سب سے بہتر
یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ قاضی ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج
میں کہا ہے کہ مجھ سے بیان کیا ابن ابی نجیح نے۔ کہا کہ ابو بکر صدیق رضی
اللہ عنہ کے پاس مال آیا تو انھوں نے کہا کہ جس سے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو تو چاہیئے کہ وہ آئے تو اُن کے پاس
جابر بن عبد اللہ رضؓ پہنچے اور کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آگیا تو میں تجھے اس طرح
اور اس طرح اور اس طرح دوں گا اپنی دونوں ہتھیلیوں کے ساتھ
(دو ہتڑ بناکر) اشارہ کررہے تھے۔ تو اُن سے ابو بکرؓ نے کہا کہ
لے لے تو انھوں نے ایک دو ہتڑ بھرلی۔ پھر اس کو شمار کیا تو وہ
پانچسو درہم نکلے تو فرمایا کہ اس کے ساتھ ایک ہزار اور لے لے۔
(تاکہ تین دو ہتڑ کی مقدار پوری ہوجائے جو وعدہ تھا) تو انھوں
نے ایک ہزار لے لئے۔ پھر انھوں نے ہر اُس شخص کو دیا جس سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وعدہ فرمایا تھا۔ پھر جو مال
باقی بچا تو اس کو سب لوگوں پر چھوٹے اور بڑے، آزاد اور
مملوک اور عورتوں پر برابر تقسیم کیا تو ہر انسان کے حصہ میں نو
درہم اور ایک تہائی درہم آئے۔ پھر جب آئندہ سال آیا تو اس میں
اس سے زیادہ مال آیا پھر اُس کو سب لوگوں میں تقسیم کیا تو ہر شخص
کے حصہ میں بیس درہم آئے کہا کہ پھر مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں
نے آپ سے مل کر کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ نے اس مال کو تقسیم کیا اور سب لوگوں میں برابری کردی حالانکہ

ومن الناس أناس لهم فضلٌ وسوابقٌ وقدمٌ
فلو فضّلتَ اهلَ السوابق والقدم والفضل بفضلهم
قال فقال اما ما ذكرتم من السوابق والقدم فما
اعرفني بذلك وانما ذلك شيئٌ ثوابُه على الله
(تعجب ای امرفہ اکثر منکم)
هذا معاشٌ فالأسوة فيه خيرٌ من الاثرة فلمّا
(ترجیح)
كان عمر بن الخطاب رضي الله عنه وجاءته
الفتوح فضّل وقال لا اجعل من قاتل
رسولَ الله صلى الله عليه وسلم كمن قاتل
معه ففرض لاهل السوابق والقدم من المهاجرين
والانصار ممن شهد بدرًا خمسة الف خمسة
الف وفرض لمن كان له اسلامٌ كاسلام
اهل بدرٍ دون ذلك انزلهم على قدرِ
منازلهم فقیر گوید سابق بیان کردیم که فهم
بندهٔ ضعیف آنست که این اختلاف در حکم شرعی
نیست بلکه اختلاف حکم بسبب اختلافِ حال است
والله اعلم۔ أخرج القاضي ابو يوسف في كتاب
الخراج عن ابي جعفر انّ عمر لمّا اراد
ان يفرض للناس وكان رأيُه أخيرَ
من رأيهم قالوا ابدأ بنفسك قال
لا فبدأ بالاقرب من رسول الله
صلى الله عليه وسلم ففرض
للعباس ثمّ لعليٍّ حتى والى بين
(تابعہ)
خمس قبايل حتى انتهى الى
بني عديّ بن كعب واخرج
ايضًا عن الشعبي

ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو صاحب فضیلت و صاحب سوابق ہیں اور
قدیم الاسلام ہیں تو اگر آپ اہلِ سوابق اور اہلِ قدامت اور صاحب
فضیلت لوگوں کو فضیلت دیتے ان کے افضل ہونے کی وجہ سے تو
بہتر ہوتا۔ کہا کہ ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا کہ تم نے جو سوابق اور قدم
کا ذکر کیا ہے تو مجھ سے زیادہ اس کو کون جاننے والا ہے اور یہ صرف
ایسی شے ہے جس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور یہ معاش کا معاملہ
ہے اس میں برابری رکھنا ترجیح دینے سے بہتر ہے۔ پھر جب خلیفہ
ہوئے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے پاس فتوحات آئیں
تو انھوں نے فضیلت دی اور فرمایا کہ میں اُس شخص کو جس نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قتال کیا اُس شخص کے برابر نہیں کروں گا
جس نے آپؐ کے ساتھ مل کر ان سے قتال کیا۔ تو آپ رضؓ نے حصہ
قائم کیا مہاجرین وانصار میں سے اہلِ سوابق اور اہلِ قدامت کے
لئے جو لوگ بدر میں حاضر ہوتے پانچ پانچ ہزار۔ اور جن لوگوں
کا اسلام مثل اسلام اہلِ بدر کے تھا ان لوگوں کا حصہ اُن سے
کم رکھا۔ اُن کو اُن کی سوابق کی منزلوں کے بقدر زیریں مرتبہ
میں رکھا۔ فقیر کہتا ہے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بندۂ ضعیف یہ
سمجھتا ہے کہ یہ اختلاف حکمِ شرعی میں نہیں ہے بلکہ اختلاف حکم بسبب
اختلافِ حال کے ہوتا ہے واللہ اعلم۔ آخذ کیا ہے قاضی ابو یوسفؒ
نے کتاب الخراج میں مروی ہے ابوجعفر سے کہ عمر رضؓ نے جب ارادہ کیا کہ
لوگوں کے حصے مقرر کردیں اور اُن کی رائے سب لوگوں کی رائے
سے بہتر تھی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اپنی ذات سے شروع کیجئے۔
فرمایا نہیں۔ پھر آپ رضؓ نے شروع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے سب سے زیادہ قریب رشتہ دار سے تو حصہ مقرر کیا عباس رضؓ کا
پھر علی رضؓ کا یہاں تک کہ ترتیب قائم کی پانچ قبائل کے درمیان
یہاں تک کہ پہنچے بنی عدی بن کعب پر۔ اور نیز روایت کی شعبی سے وہ

۱۶/۱

عن مَن شہد عمر بن الخطاب قال لما فتح اللہ علیہ وفتحَ فارسَ والرّوم جمع ناسًا من اصحاب النّبیّ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ماترونَ فانّی اَریٰ اَن اجعلَ عطاءَ النّاس فی کلّ سنۃٍ واَجمعَ المال فانّہٗ اعظم للبرکۃِ قالوا اِصنعُ مارَاَیت فانک ان شآءَ اللہُ مُوَفَّق فقال ففرض الاَعطیاتِ فدعا الناسَ فقال عبدُ الرحمٰن بن عوف ابدأ بنفسِک فقال لا واللہِ ولکن اَبدَأُ ببنی ہاشم رہطِ النّبی صلے اللہ علیہ وسلم فکتب من شہد بدرًا من بنی ہاشمٍ من مولے او عربیٍ لکلّ رجلٍ منہم خمسۃَ آلاف خمسۃ آلاف وفرض للعباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اثنے عشر الفًا ثم فرضَ لِمن شَہِدَ بدرًا من بنی اُمیّۃَ بن عبد شمس ثم الاقربِ فالاَقربِ الیٰ بنی ہاشمٍ ففرض للبدریّینَ اجمعین عربیّہم ومولاہم خمسۃ آلاف خمسۃ آلافٍ وفرض للانصارِ اربعۃَ آلاف اربعۃَ آلاف وکانَ اوّلُ انصاریٍّ فرض لہٗ محمّد بن مسلمۃَ وفرضَ لاَزواج النّبیّ صلے اللہ علیہ وسلم عشرۃَ آلاف عشرۃَ آلاف وفرض لعایشۃ امّ المؤمنین رضے اللہ عنہا اثنا عشر الفًا وفرض لِمہاجرۃِ (ہجرت کنندگان) الحبشۃِ اربعۃَ آلافٍ اربعۃَ آلافِ لکلِّ رجل منہم وفرض لعُمرِ بن ابی سلمۃ لمکانِ اُمّ سلمۃَ اربعۃَ آلاف

اس شخص سے روایت کرتے ہیں جو عمر رضؓ بن خطاب کے پاس حاضر تھے کہا کہ جب اللہ تعالےٰ نے اُن پر کشائش کر دی اور فتح کر دیا فارس اور روم کو تو آپؓ نے جمع کیا بہت سے لوگوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ میں سے پھر فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے میں خیال کر رہا ہوں کہ لوگوں کے سالانہ وظائف مقرر کر دوں اور مال کو جمع کروں تو یہ بات بڑی ہوگی برکت کے لئے۔ لوگوں نے کہا جو کچھ آپ کی رائے ہے اُس کے مطابق کیجئے۔ آپ کو انشاء اللہ اس کی توفیق دی گئی ہے۔ کہا کہ پھر آپؓ نے وظائف مقرر کئے اور لوگوں کو بلایا تو عبد الرحمٰن رضؓ بن عوف نے کہا کہ اپنی ذات سے (شروع کیجئے) تو فرمایا کہ واللہ نہیں لیکن میں شروع کرتا ہوں بنی ہاشم سے جو خاندان ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تو آپ نے اُن لوگوں کو لکھا جو بنی ہاشم میں سے بدر میں حاضر تھے مولےٰ یا عربی ان میں سے ہر شخص کے لئے پانچ پانچ ہزار اور عباس رضؓ ابن عبد المطّلب رضی اللہ عنہ کے لئے مقرر کئے بارہ ہزار پھر آپؓ نے حصہ مقرر کیا اُن لوگوں کا جو بدر میں حاضر ہوئے بنی امیہ ابن عبد شمس میں سے۔ پھر درجہ بدرجہ بنی ہاشم سے قریب تر لوگوں کے حصّے مقرر کئے۔ پھر آپؓ نے وظائف مقرر کئے (دیگر) تمام بدریّین کے خواہ وہ خالص عربی ہوں یا اُن کے آزاد کردہ ہوں پانچ پانچ ہزار اور انصار کے لئے وظیفہ مقرر کیا چار چار ہزار تو پہلے انصاری جن کا وظیفہ مقرر کیا گیا محمدؓ بن مسلمہ تھے۔ اور آپ نے مقرر کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کے لئے دس دس ہزار اور مقرر کیا اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے بارہ ہزار اور مقرر کیا مہاجرینِ حبشہ کے لئے ان میں سے ہر شخص کے لئے چار چار ہزار۔ اور آپؓ نے مقرر کیا عمرؓ بن ابی سلمہؓ کے لئے بوجہ اُمّ سلمہ رضؓ کے مرتبہ و احترام کے چار ہزار تو

فقال محمد بن عبد اللہ بن جحش لمَ تفضلُ علینا عمر لہجرۃ ابیہ فقد ھاجر آباؤنا وشہدوا فقال عمر اُفضّلہ لمکانہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلیأتِ الذی یستغیثُ بأمٍّ مثلِ امّ سلمۃ اُغیثہ وفرض للحسن والحسین خمسۃ آلاف خمسۃ آلاف لمکانہما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم فرض للناس ثلثمائۃ واربع مائۃ للعربی والمولی وفرض لنساء المہاجرین والانصار ستمائۃ ستمائۃ واربع مائۃ اربع مائۃ وثلث مائۃ ثلثمائۃ ومائتین وفرض لاُناسٍ من المہاجرین والانصار فی الفین الفین واخرج ایضًا عن السائب بن یزید قال سمعتُ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یقولُ واللہِ الذی لا الٰہ الا ہو ما احدٌ الا ولہ فی ھذا المال حقٌّ اُعطِیَہ او مُنِعَہ وما احدٌ احقُّ بہ من احدٍ الا عبدٌ مملوکٌ وما انا فیہ

محمدؓ بن عبد اللہ بن جحش نے کہا کہ آپؓ عمرؓ کو ہم پر کیوں فضیلت دے رہے ہیں اُس کے باپ کی ہجرت کی وجہ سے جب کہ ہمارے آباء نے ہجرت کی اور شہید بھی ہوتے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں اُس کو فضیلت دے رہا ہوں اُس کے اس مرتبہ کی وجہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کو حاصل ہے۔ (اگر کوئی ایسا شخص ہے تو) آئے جو مدعی بنے کسی ایسی ماں کی بنا پر جو امّ سلمہؓ کے مرتبہ کی ہو کہ میں اُس کے اس دعوے کو درست قرار دوں۔ اور آپؓ نے وظیفہ قرار دیا حسنؓ اور حسینؓ کے لئے پانچ پانچ ہزار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ان دونوں کے مقام پر نظر کرتے ہوئے۔ پھر عام لوگوں کے حصے مقرر کئے تین سو اور چار سو عربی کے لئے بھی اور مولیٰ کے لئے بھی۔ اور وظیفے قرار دیئے مہاجرین اور انصار کی عورتوں کے لئے چھ چھ سو اور چار چار سو اور تین تین سو اور دو دو سو۔ اور آپؓ نے مہاجرین وانصار کے عام لوگوں کے وظیفے قرار دیئے دو دو ہزار کے اندر۔ اور نیز سائب بن یزید سے مروی ہے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جس کا اس مال میں حق نہ ہو جو اُس کو عطا کر دیا جائے یا اس سے روک دیا جائے اور کوئی اُس کا دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں بجز عبد مملوک کے اور اس بارے میں میں بھی ایسا ہی ہوں

ع۵ عمر بن ابی سلمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لے پالک تھے ان کی والدہ امّ المومنین امّ سلمہؓ ہیں یہ ۲ھ میں حبشہ میں پیدا ہوتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر نو سال کی تھی حضرت امّ سلمہؓ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳ھ یا ۴ھ میں ہوا تھا۔ یہ گود میں تھے اور یہ معترض محمد بن عبد اللہ بن جحش ام المومنین حضرت زینبؓ کے بھتیجے تھے۔ اُن کے باپ عبد اللہؓ بن جحش ہیں جو حضرت زینبؓ کے بھائی تھے جنہوں نے ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ دونوں کی تھیں اور یہ جنگ اُحد میں شہید ہوتے تھے ان کو اور حضرت حمزہؓ کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ اسی ہجرت وشہادت کی طرف اُن کے بیٹے نے اشارہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا کہ ام سلمہؓ کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو قرب عمر بن سلمہؓ کو حاصل ہے وہ تم سے زیادہ ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

الاّ کاحدکم و لکنّا علی منازلنا من کتاب اللہ تعالیٰ و قسمنا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فالرجل و بلاءہ فی الاسلام والرّجل وعناءہ فی الاسلام والرّجل وحاجتہ فی الاسلام واللہ لئن بقیت لیاتین الراعی بجبل صنعاء حظّہ من المال و ہو مکانہ قبل ان یحمرّ وجہہ یعنی فی طلبہ وکان دیوان حمیر علے حدۃ وکان یفرض لامیر الجیوش والقرٰی فی العطاء مابین تسعۃ آلاف وثمانیۃ آلاف وسبعۃ آلاف علے قدر مایصلحہم من الطعام و مایقومون بہ من الامور قال وکان یفرض للمنفوس اذا طرحتہ امّہ مائۃ فاذا ترعرع بلغ بہ مائتین فاذا بلغ زادہ قال ولما رای المال قد کثر قال لئن عشت الی ھذہ اللیلۃ من قابل لالحقنّ اخری الناس باولہم حتی یکونوا فی العطاء سواء فتوفی قبل ذٰلک رحمۃ اللہ علیہ قال وحدثنی ابو معشر قال حدثنی عمر مولی غفرۃ وغیرہ قال لما جاء عمر بن الخطاب الفتوح وجاءتہ الاموال قال

جیسا تم میں کا کوئی ایک شخص، لیکن ہم اپنی اُن منزلوں (یعنی مرتبوں) پر عمل پیرا ہیں جو کتاب اللہ تعالیٰ میں ہیں اور ہم نے وظیفے قائم کئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (کے تقرّب کے معیار) سے۔ پھر ایک شخص پر نظر کی اور اس کی اس مصیبت پر جو اسلام لانے کی وجہ سے اُس پر پڑی اور ایک شخص پر نظر کی اور اس کے اسلام کی قدامت کو دیکھا اور ایک شخص پر نظر کی اور اس کی اسلام پر پوری مراعات کو دیکھا اور ایک شخص پر نظر کی اور اسلام میں اُس کی حاجت پر نظر کی۔ خدا کی قسم اگر میں زندہ رہ گیا تو اُس چرواہے کے پاس بھی جو جبلِ صنعاء میں رہتا ہوگا ضرور مال میں سے اُس کا حصّہ اس طرح پہنچے گا کہ وہ اپنی جگہ پر ہوگا قبل اس کے کہ اس کا مُنہ سرخ ہونے پائے یعنی اُس کی طلب میں سفر کی صعوبت میں پڑے اور حمیر کا رجسٹر علیحدہ تھا اور آپ لشکروں اور بستیوں کے اُمراء کے لئے عطیات کی تعداد نو ہزار اور آٹھ ہزار اور سات ہزار کے درمیان قائم کیا کرتے تھے جس قدر بھی ان کے کھانے پینے کی ضروریات کے لئے مناسب معلوم ہوتا تھا اور جس سے وہ امور ضروریہ پورے کرسکیں اور کہا کہ آپ بچوں کا وظیفہ ایک سو لگایا کرتے تھے جب کہ اس کی ماں اُس کو (گود سے) اُتار دے۔ پھر جب وہ بڑھ جاتا تو بڑھا دو سو کر دیتے پھر جب اور بڑھتا تو اور اضافہ کر دیتے تھے۔ کہا کہ جب آپ نے مال کو دیکھا کہ بہت ہو گیا ہے تو فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال کی اس رات تک زندہ رہا تو میں بعد کے لوگوں کو اُوپر کے لوگوں کے ساتھ ملحق کردوں گا تاکہ سب کے وظائف برابر ہو جائیں مگر آپؓ اس سے پہلے ہی وفات پاگئے، آپؓ کے اُوپر اللہ کی رحمت نازل ہو۔ کہا اور بیان کیا مجھ سے ابو معشر نے کہا مجھ سے عمر مولیٰ غفرہ وغیرہ نے کہا کہ جب عمرؓ بن الخطاب کو فتوحات ہوئیں اور اُن کے پاس اموال آئے تو فرمایا کہ

ان ابا بکر رضی اللہ عنہ رأی فی ہذا المال رأیا
ولی فیہ رأی آخر لا اجعل من قاتل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمن قاتل معہ ففرض
للمہاجرین والانصار ممن شہد بدرا خمسۃ
آلاف خمسۃ آلاف وفرض لمن کان
اسلامہ کاسلام اہل بدر ولم یشہد بدرا اربعۃ
آلاف اربعۃ آلاف وفرض لازواج النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لثنی عشر الفا اثنی عشر
الفا الا صفیۃ وجویریۃ فانہ فرض لہما
ستۃ آلاف ستۃ آلاف فابتا ان
تقبلا فقال لہما انما فرضت لہن
للہجرۃ فقالتا انما فرضت لہن
لمکانہن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اثنی عشر الفا وفرض للعباس عم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنی عشر الفا و
فرض لاسامۃ بن زید اربعۃ آلاف و
فرض لعبد اللہ بن عمر ابنہ ثلثۃ
آلاف فقال یا ابت لم زدتہ
علی الفا ما کان لابیہ

اُس مال میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک رائے تھی اور میری رائے دوسری
ہے۔ میں نہیں بناؤں گا اُس شخص کو جس نے قتال کیا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے اُس شخص کے برابر جس نے آپؐ کے ساتھ
ہوکر اُن سے قتال کیا تو آپؓ نے وظیفہ مقرر کیا مہاجرین کے لئے
اور انصار کے لئے ان لوگوں میں سے جو بدر میں حاضر تھے پانچ پانچ
ہزار اور حصّہ مقرر کیا اُس شخص کا جس کا اسلام اہل بدر کے
اسلام جیسا تھا اور وہ بدر میں حاضر نہیں تھے چار چار ہزار اور
ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ مقرر کیا بارہ بارہ ہزار
بجز صفیہؓ[۱] اور جویریہؓ[۲] کے کہ آپؓ نے ان دونوں کے لئے چھ
چھ ہزار مقرر کئے تو ان دونوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا
تو آپؓ نے ان سے فرمایا کہ میں نے اُن (ازواج) کا وظیفہ
(بارہ ہزار) ہجرت کی وجہ سے مقرر کیا ہے تو اُنھوں نے کہا کہ
تم نے ان کا وظیفہ بارہ ہزار اُن کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ تعلق کی وجہ سے مقرر کیا ہے (اور آپؐ کا وہی
تعلق ہم سے بھی تھا) اور آپؓ نے وظیفہ مقرر کیا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے لئے بارہ ہزار اور وظیفہ
مقرر کیا اُسامہ بن زیدؓ کا چار ہزار اور وظیفہ مقرر کیا اپنے بیٹے
عبداللہ بن عمرؓ کا تین ہزار تو اُنھوں نے کہا کہ اے ابا جان
آپؓ نے مجھ سے اُسامہؓ کے ایک ہزار کیوں بڑھائے اُسکے باپ میں

[۱] صفیہؓ پہلے کنانہ بن ابی الحقیق کی بیوی تھیں جو جنگِ خیبر میں محرم ۷ھ میں قتل کر دیا گیا اور یہ قید ہوگئیں تو ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے پسند فرما لیا۔ بعض نے یہ روایت کی ہے کہ یہ دحیہ کلبی کے حصّہ میں آئی تھیں اُن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سات غلاموں کے عوض میں خرید لیا اس کے بعد یہ اسلام لے آئیں تو آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا اور نکاح کر لیا اور ان کا مہر ان کے عتق کو قرار دیا ۱۲ مترجم عفی عنہ از اکمال [۲] جویریہؓ حارث کی بیٹی تھیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مریسیع میں قید کیا تھا ۵ھ میں۔ یہ ثابتؓ بن قیس کے حصہ میں آگئی تھیں۔ ثابتؓ بن قیس نے ان کو مکاتب بنا دیا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا کر کے آزاد کرا دیا۔ پھر اپنی زوجیت سے ان کو مشرف کیا ان کا نام برہ تھا آپؐ نے جویریہ رکھ دیا تھا ۱۲ مترجم از اکمال

من الفضل مالم يكن لابي وماكان له مالم يكن
لي فقال ان اباأسامة كان احب الى
رسول الله صلى الله عليه وسلم من ابيك وكان
أسامة احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
منك وفرض للحسن والحسين خمسة آلاف خمسة
آلاف الحقهما بابيهما لمكانهما من رسول الله صلى الله
عليه وسلم وفرض لابناء المهاجرين والانصار
الفين فمر به عمر بن ابي سلمة فقال زيدوه الفا
فقال له محمد بن عبدالله بن جحش ماكان لابيه
ابي سلمة مالم يكن لآبائنا وماكان له مالم يكن
لنا فقال عمر اني قد فرضت له بابيه ابي
سلمة الفين وزدته بأمه ام سلمة الفا
فان كانت لك ام مثل ام سلمة زدتك
الفا وفرض لاهل مكة والناس ثمان مائة
فجاءه طلحة بن عبيدالله ففرض له ثمان
مائة فمر به النضر بن انس فقال عمر
افرضوا له الفين فقال طلحة
جئتك بمثله ففرضت له ثمان
مائة وفرضت لهذا الفين
فقال ان ابا هذا لقيني
يوم احد فقال ما فعل
رسول الله صلى الله عليه
وسلم قد قتل فان
الله حي لا
يموت

کوئی ایسی فضیلت نہیں تھی جو میرے باپ میں نہیں ہے اور نہ اس
میں کوئی ایسی فضیلت ہے جو مجھ میں نہیں۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ اسامہؓ
کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا تیرے باپ
سے اور اسامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا تجھ
سے۔ اور آپ نے حسنؓ اور حسینؓ کے پانچ پانچ ہزار مقرر کئے
ان دونوں کو ان کے باپ (علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ملحق کیا،
ان کے خاص مرتبہ کی وجہ سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت
سے ان کو حاصل تھا اور آپؓ نے مقرر کئے مہاجرین اور انصار کے بیٹوں کے
لئے دو دو ہزار تو ان کے سامنے آئے عمر بن ابی سلمہؓ تو فرمایا کہ
اس کے ایک ہزار بڑھادو تو ان سے کہا محمد بن عبداللہ بن جحش
نے کہ اس کے باپ ابو سلمہ کو کوئی ایسی فضیلت حاصل نہ تھی جو
ہمارے آباء کو نہ تھی اور اس میں کوئی ایسی فضیلت نہیں جو ہم میں
نہیں ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کے باپ ابو سلمہؓ
کی وجہ سے دو ہزار مقرر کئے اور ایک ہزار بڑھاتے ہیں اس
کی ماں ام سلمہؓ کی وجہ سے تو اگر تیری ماں مثل ام سلمہؓ کے
ہوتی تو تیرے وظیفہ میں بھی ایک ہزار بڑھا دیتا۔ اور مقرر کئے
آپ نے اہل مکہ اور سب لوگوں کے لئے آٹھ آٹھ سو۔ پھر ان کے
پاس لے کر آئے طلحہؓ بن عبیداللہ اپنے بھائی عثمان بن عبیداللہ کو تو
آپ نے ان کے آٹھ سو مقرر کئے۔ پھر ان کے سامنے آیا نضر بن انس
تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس کے دو ہزار مقرر کرو تو طلحہؓ نے کہا کہ
میں آپ کے پاس اسی جیسے کو لے کر آیا تو آپ نے اس کے آٹھ سو
مقرر کئے اور اس کے لئے دو ہزار۔ تو فرمایا کہ اس کا باپ مجھ سے
ملا یوم احد میں (جب کہ کفار نے یہ شور مچا دیا تھا کہ محمدؐ کو قتل
کر دیا گیا)، تو اس نے کہا کہ کیا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل
ہو چکے ہیں تو اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہ مرے گا۔ اس کے بعد اس نے

فقاتل حتی قتل وھذا یرعی الشاء فی مکان کذا و کذا فعل عمر بھذا خلافتہ۔ فقیر گوید میتواند بود کہ فاروق اعظم رضی در بعض سنین قدرے تعیین کردہ باشد برائے بعض مردم و در سنین اخرے قدر آخر و این وجہ جمع است در محل اختلاف روایات و اللہ اعلم۔ و از انجملہ آنکہ عثمان بن حنیف و حذیفہ ابن الیمان را بر مساحت سواد عراق فرستاد و بر سواد خراجے مقرر فرمود و تا حال بہمان دستور خراج از انجا گرفتہ می شود قال ابو یوسف حدثنی السری بن اسماعیل عن عامر الشعبی ان عمر بن الخطاب مسح السواد فبلغ ستۃ و ثلثین الف الف جریب وانہ وضع علی جریب الزرع درھما و قفیزا و علی الکرم عشرۃ دراھم و علی الرطبۃ خمسۃ دراھم و علی الرجل اثنی عشر درھما او اربعۃ و عشرین او ثمانیۃ و اربعین درھما زاد ابو یوسف عن بعض مشائخہ ایضا و علی جریب النخل ثمانیۃ و علی جریب القصب ستۃ و ہمچنین ابو یوسف در حال شام و جزیرہ و سائر بلدان ذکر احکام حضرت فاروق نمودہ است و تعداد آن طولے دارد اینجا نکتہ را باید فہم کرد کہ

قتال شروع کر دیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اور یہ اس وقت بکریاں چرا رہا تھا فلاں فلاں جگہ پر۔ پھر عمر رضی اپنی خلافت میں اس پر کاربند رہے فقیر کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ فاروق اعظم رضی نے بعض سالوں میں ایک مقدار متعین کی ہو۔ بعض لوگوں کے لئے اور بعد کے بعض سالوں میں دوسری مقدار مقرر کی ہو۔ محل اختلاف روایات میں جمع کرنے کی یہ ایک صورت ہے، واللہ اعلم۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے عثمان رضی بن حنیف اور حذیفہ رضی بن الیمان کو عراق کے سواد (یعنی شاداب علاقہ) کی پیمائش کے لئے بھیجا۔ اور ہر علاقہ پر ایک خراج مقرر کیا۔ اب تک اسی دستور کے مطابق وہاں سے خراج لیا جاتا ہے۔ ابو یوسف رح نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا سری بن اسماعیل نے وہ روایت کرتے ہیں عامر شعبی سے کہ عمر رضی بن الخطاب نے سواد عراق کی پیمائش کی تو وہ تین کروڑ ساٹھ لاکھ جریب[a] ہوئی اور ہر جریب زراعت پر ایک درہم اور ایک قفیز (بوری تقریباً بیس سیر کی) اور انگور پر دس درہم اور کھجوروں پر پانچ درہم لگان مقرر کیا۔ اور ایک مرد پر بارہ درہم یا چوبیس یا اڑتالیس درہم مقرر کئے۔ اور ابو یوسف رح نے اپنے بعض مشائخ سے زیادہ بھی روایت کیا ہے۔ اور ایک جریب نخل (یعنی کھجور) پر آٹھ درہم اور ایک جریب گنے پر چھ درہم۔ اور اسی طرح ابو یوسف رح نے شام اور جزیرہ اور دوسرے شہروں کے حال میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے احکام کا ذکر کیا ہے اور اس کی تفصیل طول رکھتی ہے۔ یہاں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہئے کہ

[a] جریب ایک محدود قطعہ زمین کو کہتے ہیں جس کی مقدار ۶۰ ہاتھ لمبی اور ساٹھ ہاتھ چوڑی ہے اس کو ہندی میں بیگھہ کہتے ہیں۔ کتاب المساحت میں ہے کہ چھ جو کے عرض کو انگل اور چار انگل کو مٹھی اور چار مٹھی کو ہاتھ اور دس ہاتھ کو قصبہ اور دس قصبہ کو اشل اور ایک اشل کو ایک اشل میں ضرب دیں تو حاصل ضرب جریب ہے۔ اس کا حاصل سو ہاتھ لمبی اور سو ہاتھ چوڑی نکلتا ہے۔ یہ بیگھہ پختہ ہے اور سابق پیمائش بیگھہ خام ۱۲ اشتیاق احمد از لغات الحدیث وغیرہ۔

فاروقِ اعظم رضؓ در ہر شہرے خراجے و جزیہ معین
کردہ موافقِ حالِ آن شہر و از انجملہ آنکہ چون
باکفار مصالحہ می فرمود شروطیکہ می بایست
مقرر می نمود با ہر قومی شرطے ولہذا آثار مختلف
افتادہ اند قال ابو یوسف حدثنی عبد اللہ بن
سعید عن حُذَیفۃَ ان عمر بن الخطاب کان اذا
صالَح قوماً اشترط علیھم اَن یُؤدّوا من الخراج
کذا وکذا و اَن یَقرُوا ثلثۃَ اَیّامٍ وَاَن یُھدوا
الطریقَ ولا یُمالئوا علینا عدوّنا ولا یُؤووا
لنا محدثاً فاذا فعلوا ذلک فھم آمنون علی
دمائھم ونسائھم وابنائھم واموالھم ولھم
بذلک ذمّۃُ اللہ وذمّۃُ رسولہ صلی
اللہ علیہ وسلم ونحنُ برآءٌ من
معرّۃِ الجیش و از انجملہ آنکہ
تہیۂ اسبابِ مجاہدین بابلغ وجوہے
نمود قال ابو یوسف وحدثنی شیخ
لنا قدیم قال حدّثنی اشیاخی قالوا
کان لعمر بن الخطّاب اربعۃَ آلافِ
فرسٍ موسومۃٍ فی سبیلِ
اللہ فاذا کان فی عطاءِ
الرجل خِفّۃٌ او کانَ
محتاجاً اَعطاہ الفرس
وقال ان اَغیَبتۃ او
ضَیّعتہ من عَلَفٍ
وشرب

فاروقِ اعظم رضؓ نے ہر شہر میں اُس شہر کے حال کے موافق خراج اور
جزیہ مقرر کیا تھا۔ (روایات میں اس وجہ سے اختلاف پایا جاتا
ہے)۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب کفار کے ساتھ آپ مصالحت
فرماتے تھے تو جو شرطیں کہ ہونی چاہئیں مقرر کیا کرتے تھے۔
ہر قوم کے ساتھ خاص شرط ہوتی تھی اور اسی وجہ سے آثار میں
اختلاف پایا جاتا ہے۔ کہا ابو یوسف رحؒ نے مجھ سے روایت کیا عبد اللہ
ابن سعید نے بروایت حُذیفہ رضؓ کہ عمر بن الخطاب رضؓ جب کسی قوم
سے صلح کیا کرتے تھے تو اُن پر یہ شرط لگایا کرتے تھے کہ تم کو
اِتنا اور اِتنا خراج ادا کرنا ہوگا اور (جب مسلمان شہر سے گزریں
تو) تین دن تم کو اُن کی مہمانی کرنا ہوگی۔ اور راستہ بتانا
پڑے گا اور ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں سے سازش نہ کروگے
اور ہمارے کسی مجرم کو پناہ نہیں دوگے تو جب وہ اس پر کاربند
رہے تو امن میں ہیں اپنے خون کی طرف سے اور عورتوں کی طرف
سے اور اپنی اولاد اور اموال کی طرف سے اور اُن کے اس پر ذمہ داری
ہے اللہ کی اور ذمہ داری ہے اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم
کی اور لشکر کی طرف سے کچھ ضرر پہنچ جانے کے ہم ذمہ دار نہ ہوں گے۔
(مثلاً لشکر کے عبور اور گزرنے سے کچھ نقصان زراعت میں پیدا
ہو جاتے)۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اسباب مجاہدین کی
تیاری کامل طور پر کرتے تھے۔ کہا ابو یوسف رحؒ نے اور روایت کیا
مجھ سے ہمارے ایک بڑی عمر کے بوڑھے نے کہا کہ مجھ سے روایت
کیا ہمارے بڑوں نے کہ عمر رضؓ بن الخطاب کے پاس چار ہزار نشان
لگے ہوئے گھوڑے موجود تھے اللہ کی راہ میں استعمال کے لئے۔
تو اگر کسی شخص کے وظیفہ میں کمی دیکھتے، یا وہ ضرورتمند ہوتا
تو اُس کو گھوڑا عطا کرتے اور فرماتے کہ اگر تو نے اس کو غائب
کردیا یا اس کو ضائع کردیا گھاس پانی سے بے پرواہی کر کے

فانت منا من فان قاتلت علیہ فاصیبت او اصیبت فلیس علیک شئ و اخرج مالک عن یحیے بن سعید ان عمر بن الخطاب کان یحمل فی العام الواحد علے اربعین الف بعیر الحدیث و ازانجملہ آنکہ خالصۂ بادشاہان جاہلیت را دربیت المال داخل نمود تاہر کرا محتاج یابد ازانجا اقطاع نماید قال ابو یوسف وحدثنی بعض اہل المدینۃ من المشیخۃ القدماء قال وجد فی الدیوان ان عمر اصطفے اموال کسرٰے و آل کسرٰے و کل من فر عن ارضہ وقتل فی المعرکۃ و کل مغیض ماء او اجمۃ فکان یقطع من ھذہ لمن اقطع و ازانجملہ آنکہ بر بحر عاملان را نشاند تا تحصیل خمس نمایند قال ابو یوسف حدثنی الحسن بن عمارۃ عن عمرو بن دینار عن طاؤس عن عبداللہ بن عباس ان عمر بن الخطاب استعمل یعلے بن امیۃ علے البحر فکتب الیہ فی عنبرۃ وجدھا رجل علے الساحل یسألہ عنہا و عما فیہا فکتب الیہ انہ سیب سیبہ اللہ لہ نیہا و فیما اخرج اللہ من البحر الخمس قال ابن عباس و ذلک رأیی فقیر گوید فقہاء درین مسئلہ مختلف اند و اگر بادشاہی محتاج شود بکثرت بیت المال و

تو تو ذمہ دار ہوگا۔ پھر اگر تو نے اِسپر سوار ہو کر قتال کیا اور کوئی حادثہ اس پر پڑا یا تجھ پر پڑا تو پھر تیرے اُوپر کوئی مواخذہ نہیں۔ اور روایت کی مالک رح نے یحییٰ بن سعید سے کہ عمر رض بن الخطاب ایک سال میں چالیس ہزار اُونٹوں پر لوگوں کو سوار کیا کرتے تھے، آخر حدیث تک۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بادشاہان جاہلیت کے ذاتی اموال کو آپ نے بیت المال میں داخل کیا تاکہ جس کو ضرور تمند پائیں اس میں سے بطور جاگیر عطا فرمادیں۔ کہا ابو یوسف رح نے اور مجھ سے روایت کیا بعض بڑے بوڑھے بڑی عمر کے اہلِ مدینہ نے کہ رجسٹر میں یہ پایا گیا کہ عمر رض نے علیحدہ رکھا کسرٰے اور اس کے خاندان کے اموال کو اور ہر اُس شخص کے اموال کو جو اپنی زمین سے بھاگ گیا یا معرکہ میں قتل ہو گیا اور پانی کے تالابوں کو اور بنوں کو تو جس کو کچھ جاگیر کے طور پر دینا چاہتے تھے اس میں سے دیتے تھے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ دریا پر عاملوں کو بٹھایا تاکہ خمس (یعنی پانچواں حصہ) وصول کریں۔ ابو یوسف رح نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا حسن بن عمارہ نے انھوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے طاؤس سے انھوں نے عبداللہ بن عباس رض سے کہ عمر رض بن الخطاب نے عامل بنایا یعلے ابن امیہ کو دریا پر تو انھوں نے اُن کو لکھا عنبر کے بارے میں جس کو ایک شخص نے دریا کے کنارے پر پڑا ہوا پایا۔ اس کے بارے میں سوال کیا کہ کس کی مِلک ہوگا) اور اس میں کیا (محصول ہوگا)؟ تو آپ رض نے جواب میں لکھا کہ یہ ایک عطیہ ہے جو اللہ نے اس کو دیا۔ اس میں اور جو چیز ایسی ہو کہ اللہ تعالےٰ اس کو دریا میں سے نکالے اس میں خمس (۱/۵) ہے۔ ابن عباس رض نے کہا اور میری رائے بھی یہی ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ فقہاء اس مسئلہ میں مختلف ہیں۔ اور اگر کوئی بادشاہ کثرت مال کا بیت المال میں ضرورتمند ہو اور

برین روایت عمل کند درست باشد وذلک
مختار ابی یوسف و ہمچنین در عسل و لوز و
جوز و فستق و زیتون و غیر آن و اگر بروایت
اخذ عشر عمل کند جائز است و آن بہتر است
از وقوع در مظالم و از انجملہ آنکہ عدول
اُمنا را عامل می ساخت و ایشان را بابلغ
وجوہ موعظت میفرمود و تعہد حال ایشان
می نمود اینجا روایتے چند ایراد کنیم قال ابویوسف
حدثنی مجالد بن سعید عن عامر عن
محرر بن ابی ہریرۃ عن ابیہ ان
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ دعا
اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فقال اذا لم تعینونی فمن یعیننی - فقالوا
نحن نعینک فقال یا ابا ہریرۃ ائت
البحرین وہجر ائت العام قال فذہبت
فجئتہ فی آخر السنۃ بغرارتین فیہما
خمسمائۃ الف فقال عمر ما رأیت مالاً مجتمعاً
قط اکثر من ہذا فیہ دعوۃ مظلوم او مال
یتیم او ارملۃ قال قلت لا واللہ بئس
واللہ الرجل انا اذا ان ذہبت انت
بالمہناۃ وانا بالمؤنۃ قال وحدثنی محمد بن
ابی حمید قال حدثنا اشیاخنا ان
ابا عبیدۃ بن الجراح قال لعمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہما دنست اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ

اس روایت پر عمل کرے تو درست ہوگا اور یہی مسلک ابو یوسفؒ
نے اختیار کیا اور یہی حکم ہے شہد اور بادام اور اخروٹ اور پستہ
اور زیتون وغیرہ کے بارے میں اور اگر عشر (یعنی دسواں حصہ)
لینے کی روایت پر عمل کرے تو جائز ہے اور یہ بہتر ہے مظالم میں
مبتلا ہونے سے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو
عامل بناتے تھے جو عدول (یعنی فسق کے دھبہ سے پاک) اور
صاحب امانت ہوں اور اُن کو بہت بلیغ صورتوں کے ساتھ
نصیحت فرمایا کرتے تھے اور ان کے حال کی خبر گیری بھی کرتے
رہتے تھے۔ اس موقع پر ہم چند روایتیں درج کرتے ہیں۔ ابو
یوسفؒ نے کہا کہ مجھ سے روایت کی مجالد بن سعید نے اور انہوں
نے عامر سے اُنھوں نے محرر بن ابی ہریرہؓ سے اُنھوں نے اپنے
باپ ابو ہریرہؓ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بلایا اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پھر کہا کہ جب تم مجھے مدد نہیں
دوگے تو کون ہے جو مجھے مدد دے گا، تو انھوں نے کہا کہ
ہم آپ کی مدد کریں گے تو فرمایا کہ اے ابو ہریرہؓ! بحرین اور ہجر
جاؤ اسی سال میں پہنچو۔ ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں گیا اور
آپ کے پاس آخر سال میں دو شلیتے لے کر آیا۔ ان دونوں میں پانچ
لاکھ درہم تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں نے کبھی جمع شدہ (دیکھا ہی)
مال اس سے زیادہ نہیں دیکھا، کیا اس میں کسی مظلوم کی بددعا
یا یتیم اور بیوہ کا مال ہے؟ میں نے کہا نہیں واللہ، اس صورت
میں تو واللہ میں بدترین شخص ہوں گا اگر آپ تو لے کر جائیں
مبارک اور خوشگوار چیز اور میں لے کر جاؤں بربادی۔ کہا
(ابو یوسفؒ نے) اور مجھ سے روایت کیا محمد بن ابی حمید نے
کہا ہم سے روایت کیا ہمارے بزرگوں نے کہ ابو عبیدہؓ بن الجراح
نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم فقال لہ عمر یا ابا عبیدۃ اذا لم استعین باہل الدین علے دینی فبمن استعین قال اما ان فعلت فاغنھم بالعمالۃ (مزدوری۱۲) عن الخیانۃ یقول اذا استعملتھم فاجزل لھم فی العطاء والرزق لا یحتاجون و حدثنی عبدالملک بن ابی سلیمان عن عطاء قال کتب عمر بن الخطاب الی عمالہ ان یوافوا (بیایند۱۲) بہ بالموسم (زمان حج۱۲) فوافوہ فقام فقال ایھا الناس انی بعثت عمالی ھؤلاء علیکم ولم استعملھم لیصیبوا من ابشارکم (جلود کم۱۲) ولا من دمائکم ولا من اموالکم فمن کانت لہ مظلمۃ عند احد منھم فلیقم قال فما قام من الناس یومئذ غیر رجل واحد فقال یا امیر المؤمنین عاملی ضربنی مائۃ سوط قال فقال عمر اتضربہ مائۃ سوط قم فاستقد (قصاص گیر۱۲) منہ فقام الیہ عمرو بن العاص فقال لہ یا امیر المؤمنین انک ان تفتح ھذا علے عمالک کثر علیھم وکانت سنۃ یاخذ بھا من بعدک فقال عمر لا اقید (استفہام انکاری۱۲) منہ وقد رایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقید (قصاص مے گرفت۱۲) من نفسہ ثم فاستقد فقال عمرو دعنا اذا فلنرضہ

وسلم کو ذمیل ٹھیل میں ڈال دیا۔ تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ اے ابو عبیدہؓ! اگر میں اپنے دین کے کام میں اہلِ دین سے مدد نہ لوں تو کس سے لوں؟ انھوں نے کہا کہ اچھا اگر آپ کو یہی کرنا ہے تو ان کو معاوضۂ عمل دے کر خیانت سے بچائیے یعنی یہ کہتے تھے کہ جب آپ اُن کو عامل بنائیں تو اُن کے وظائف اور روزینوں میں اضافہ کریں کہ وہ ذی احتیاج نہ رہیں۔ اور مجھ سے روایت کیا عبدالملک بن ابی سلیمان نے عطاءؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ بزمانۂ حج مجھ سے آکر ملیں۔ جب سب آپؓ کے پاس جمع ہو گئے تو کھڑے ہوتے اور فرمایا کہ اے لوگو! میں نے اپنے ان عمّال کو تمھارے یہاں بھیجا اور میں نے اُن کو اس لئے عامل نہیں بنایا کہ وہ تمھارے کھال اُدھیڑیں اور تمھیں لہولہان کر دیں اور تمھارے اموال چھین لیں تو جس شخص کا اُن میں سے کسی پر انتقام کا حق ہو تو چاہیئے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ تو اس دن لوگوں میں سے کوئی کھڑا نہ ہوا بجز ایک شخص کے کہ اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ میرے یہاں کے عامل نے میرے سو کوڑے مارے۔ (راوی نے) کہا کہ اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تو اس کے سو کوڑے مارے گا، اُٹھ اور اپنا قصاص اُس سے لے۔ تو عمروؓ بن العاص کھڑے ہوتے اور عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اگر آپ اپنے عمّال پر یہ راستہ کھولیں گے تو لوگ ان پر لوٹ پڑیں گے اور یہ ایک سُنّت بن جائے گی جس پر وہ بھی عمل کرے گا جو آپ کے بعد ہوگا تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں اُس سے قصاص نہ لوں حالانکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اپنی ذات سے قصاص لیتے ہوئے۔ اُٹھ قصاص لے! تو عمروؓ نے کہا کہ اس صورت میں آپ ہم کو چھوڑیں کہ ہم اسکو راضی کرلیں۔

قال فقال دونكم قال فارضوه بان اشتريت منه بمائتي دينار كل سوط بدينارين وحدثني عبداللہ بن الوليد عن عاصم بن ابي النجود عن ابي بجير نمير بن ثابت قال كان عمر اذا استعمل رجلا اشهد عليه رهطا من الانصار وغيرهم واشترط عليه اربعا الا يركب برذونا ولا يلبس ثوبا رقيقا ولا ياكل نقيا ولا يغلق بابا دون حوائج الناس ولا يتخذ حاجبا قال فبينما هو يمشي في بعض طرق المدينة اذ هتف به رجل اترى هذه الشروط ينجيك من الله وعاملك عياض بن غنم على مصر قد لبس الرقيق واتخذ الحاجب فدعا محمد بن مسلمة وكان رسوله الى العمال فبعثه وقال ائتني به على الحال التي تجده عليها قال فاتاه فوجد على بابه حاجبا فدخل وعليه قميص رقيق قال اجب امير المؤمنين فقال اطرح عني ثيابي فقال لا الا على حالك هذه فقدم به عليه فلما رآه عمر قال انزع قميصك ودعا بمدرعة صوف وبربضة من غنم وعصا فقال البس هذه المدرعة وخذ هذا العصا وارع هذه الغنم و

کہا کہ اس پر عمرؓ نے کہا کہ ایسا کرلو۔ کہا کہ انھوں نے اس کو اس پر راضی کرلیا کہ اس سے حق انتقام خرید لیا گیا دو سو دینار میں ہر کوڑے پر دو دینار کے حساب سے۔ اور مجھ سے روایت کیا عبداللہ بن الولید نے اُنھوں نے عاصم بن ابی النجود سے اُنھوں نے ابن ابی بجر نمیر بن ثابت سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ جب کسی شخص کو عامل بنایا کرتے تھے تو انصار وغیرہ کی ایک جماعت کو اس پر گواہ بنایا کرتے تھے اور اس پر چار شرط لازم کیا کرتے تھے کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو اور نہ باریک کپڑے پہنے اور نہ عمدہ کھانا کھاتے اور نہ دروازہ بند رکھے کہ لوگ اپنی حاجتوں کے لئے نہ آسکیں اور نہ کوئی دربان رکھے۔ کہا کہ پھر (ایسا ہوا کہ) مدینہ کے ایک راستہ پر جارہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو پکار کر کہا کہ کیا آپ نے یہ خیال کرلیا ہے کہ بس یہ شرطیں (جو آپؓ عاملوں پر لگایا کرتے ہیں) آپ کو اللہ سے بچالیں گی، حالانکہ مصر پر جو آپ کا عامل عیاض بن غنم ہے اُس نے باریک کپڑے پہنے ہیں اور دربان بھی رکھ لیا ہے۔ تو آپؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور وہ عاملوں پر ان کے ایلچی ہوا کرتے تھے اور اُن کو بھیجا اور فرمایا کہ میرے پاس عیاض بن غنم کو لے کر آؤ اُسی حال سے جس پر تم اُس کو پاؤ۔ راوی نے کہا کہ محمد بن مسلمہ عیاض کے پاس پہنچے تو اُن کے دروازے پر دربان دیکھا۔ جب اندر داخل ہوتے تو اُن کے بدن پر باریک کپڑے کا کرتہ دیکھا تو اُنھوں نے کہا کہ چلو امیر المومنینؓ کے پاس تو عیاض نے کہا کہ ذرا میں اپنے کپڑے بدل لوں تو اُنھوں نے کہا کہ نہیں بس اسی حال سے چلنا ہوگا تو وہ ان کو لے کر عمرؓ کے پاس آئے۔ جب اُن کو عمرؓ نے دیکھا تو کہا کہ اپنا کرتہ اُتار اور ایک بالوں کا بنا ہوا کرتہ منگایا اور ایک بکریوں کا ریوڑ منگایا اور ایک لاٹھی۔ پھر کہا کہ یہ کرتا پہن اور یہ لاٹھی لے اور ان بکریوں کو چرا اور (ان کا دودھ

اشرب واسق من مرّبک واحفظ
الفضل علینا قال اَسمعت قال نعم
والموت خیرٌ من ہذا فجعل یردّدُ علیہ
ویردد الموت خیرٌ من ہذا فقال عُمر
ولِمَ یکرہُ ھذا وانما سُمّی ابوک غانمًا
لانہ کان یرعی الغنم اترٰی یکون عندک خیرٌ
قال نعم یا امیر المؤمنین قال انزع وردّہ
الی عملہ قال فلم یکن لہ عامل یُشبِہُہ
وحدثنی الاعمش عن ابراہیم قال کان
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اذا بلغہ
انّ عاملہ لایعود المریض ولایدخلُ علیہ
الضعیفُ نزعہٗ وحدثنی عبید اللہ
ابن ابی حمید عن ابی الملیح قال کتب عمر
ابن الخطاب الی ابی موسی الاشعری ان
آسِ الناسَ فی مجلسک وجاہک حتی
لاییأسَ ضعیفٌ من عدلک ولایطمعَ
شریفٌ فی حَیفک وحدثنی شیخ
من علماء اہل الشام قد ادرک الناسَ
عن عُروۃ بن رُویم قال کتب عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ الی ابی عُبیدۃ
ابن الجراح وہو بالشام امابعد فانی کتبتُ
الیک بکتاب لم آلُک ونفسی
خیرًا الزم خمس خصالٍ
یَسلَمْ لک دینک وتحظی بافضل
حظّک اذا حضرک

پی اور جو تیرے پاس سے گزرے اُسے بھی پلا اور جو بچ جائے
وہ ہمارے لئے محفوظ رکھ۔ کہا کیا تو نے سُن لیا۔ عیاض نے کہا
ہاں اور موت اس سے بہتر ہے۔ تو اُنھوں نے عیاض پر پھر اپنا
حکم دُہرایا اور عیاض نے اپنے جواب کو کہ موت اس سے بہتر
ہے دُہرایا تو عمر رضؓ نے کہا اور کیوں تو اس کو بُرا سمجھ رہا ہے۔
جب کہ تیرے باپ کا نام رکھا گیا غانم کیونکہ وہ بکریاں چرایا کرتا
تھا۔ کیا تُو چاہتا ہے کہ تجھے خیر حاصل ہو۔ عیاض رضؓ نے کہا ہاں
اے امیرالمومنین رضؓ، فرمایا کہ اُتار اس (قمیص) کو اور ان کو
ان کے عہدے پر واپس کر دیا۔ کہا کہ پھر ان کا کوئی عامل ایسا
نہیں ہوا جو اُن کی وضع کے مشابہ ہو۔ (یعنی لباس فاخرہ سے
سب بچتے رہے) اور مجھ سے روایت کیا اعمش نے اور اُن سے
ابراہیم نے، کہا کہ عمر رضؓ بن الخطاب کو جب یہ خبر پہنچتی کہ ان کا
عامل مریض کی عیادت نہیں کرتا اور کمزور آدمی اُس تک نہیں پہنچپا
تو اس کو الگ کر دیا کرتے تھے۔ اور مجھ سے روایت کیا عبید اللہ رضؓ
ابن ابی حمید نے اور اُن سے ابی الملیح نے، کہا کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے
ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو لکھا کہ اپنی مجلس میں اپنے رُوبرو لوگوں کی
دلداری کرو تاکہ تمھارے عدل سے کمزور آدمی مایوس نہ ہو جائے
اور کوئی شریف تمھارے ظلم پر نظر نہ جمائے۔ اور مجھ سے روایت
کیا ایک شیخ نے اہلِ شام کے علماء میں سے جس نے بہت سے لوگوں
کو پایا۔ اُس نے روایت کیا عُروہ بن رُویم سے اُنھوں نے کہا کہ عمر رضؓ
ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن الجراح رضؓ کو لکھا جب کہ وہ
شام میں تھے۔ بعد حمد و صلوٰۃ مَیں نے آپ کو ایک خط لکھا جس
میں آپ کے اور اپنے نفس کے لئے خیر کی بات نہیں چھوڑی پانچ
خصلتوں کو اپنے اُوپر لازم کرلو تو تمھارا دین سالم رہے گا اور
تم کو اجر کا افضل حصہ دیا جائے گا۔ جب تمھارے سامنے مدعی

الخصمان فعلیک بالبینات العدول والایمان
القاطعة ثم ادن الضعیف حتی ینبسط
لسانه و یجترئ قلبه و تعهد الغریب
فانه اذا طال حبسه ترک حاجته و
انصرف الی اهله وان الذی ابطل حقه
لم یرفع به راسا و احرص علی
الصلح ما لم یستبن لک القضاء و
السلام وحدثنی محمد بن اسحٰق قال
حدثنی من سمع طلحة بن معدان الیعمری
قال خطبنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
فحمد اللہ واثنی علیه ثم صلی علی النبی
صلی اللہ علیه وسلم و ذکر ابابکر الصدیق
فاستغفر له ثم قال ایها الناس انه
لم یبلغ ذو حق فی حقه ان یطاع
فی معصیة اللہ وانی لم اجد فی
ہذا المال مصلحة الا خلالا ثلاثا ان یؤخذ
بالحق و یعطی بالحق و یمنع من
الباطل و انما انا و مالکم کوالی
الیتیم ان استغنیت به استعففت
و ان افتقرت اکلت بالمعروف ولست
ادع احدا یظلم احدا ولا یعتدی علیه
حتی اضع خده الارض و اضع
قدمی علی الخد الآخر حتی
یذعن بالحق و لکم علی ایها
الناس خصال

ومدعیٰ علیہ حاضر ہوں تو تم کو عدول (یعنی معتبر لوگوں کی) گواہیوں
پر اور قطعی قسموں پر دھیان رکھنا ضروری ہے۔ پھر ضعیف کو اپنے قریب
بٹھاؤ یہاں تک کہ اس کی زبان کھل جائے اور اس کے قلب میں جرأت
پیدا ہو جائے۔ اور غریب کا خیال رکھیئے جب وہ دیر تک محبوس رہیگا
تو (جس حاجت کی وجہ سے وہ تمہارے یہاں تمہارے متوجہ ہونے کے
انتظار میں محبوس رہا) وہ اپنی اس حاجت کو چھوڑ کر اپنے اہل و عیال
کی طرف واپس ہو جائے گا۔ اور جس نے باطل کر دیا (نفسانی خواہشو
حُبِ جاہ، حُبِ مال وغیرہ کو) وہ ان کی طرف سے سر اٹھا کر نہیں
دیکھتا اور صلح کی حرص کرو (یعنی متخاصمین میں مصالحت کی کوشش
کرو) جب تک تم پر فیصلہ عیاں نہ ہو جائے، والسلام۔ اور مجھ سے
روایت کیا محمد بن اسحٰق نے، کہا مجھ سے اُس نے روایت کیا جس نے
طلحہ بن معدان الیعمری سے سُنا۔ کہا کہ ہم کو عمرؓ بن الخطاب نے خطبہ
دیا پھر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا
اور ابوبکر صدیق رضؓ کا ذکر کیا اور اُن کے لئے دُعائے مغفرت کی۔
پھر فرمایا اے لوگو! کوئی صاحب حق اپنے حق کو نہیں پہنچے گا اس
بات سے کہ اُس کی اطاعت کیجائے اللہ کی نافرمانی میں اور میں نے
اس مال میں بہترین طریق عمل بجز ان تین خصائل پر کاربند ہونے
کے اور کوئی نہیں پایا یعنی یہ کہ لیا جائے حق کے ساتھ اور دیا جائے
حق کے ساتھ اور باطل سے روکا جائے۔ اور میری اور تمہارے مال کی
مثال ایسی ہے جیسے کوئی یتیم کا والی ہو اگر میں اس سے مستغنی رہا
تو بچا رہوں گا اور اگر حاجتمند رہا تو بقدر حاجت کھا لیا۔ اور میں کسی کو
نہیں چھوڑوں گا کہ وہ کسی پر ظلم کرے اور اس پر دست درازی نہ
کرے حتے کہ میں اُس کے رخسار کو زمین پر ڈال کر اپنا قدم اُس
کے دوسرے رخسار پر رکھدوں گا یہاں تک کہ وہ حق پر عمل پیرا
ہو جائے۔ اور اے لوگو! تمہارے مجھ پر کچھ حقوق ہیں جن کو میں تم سے

اذکرہا لکم فخذونی بہا لکم علیَّ ان لا اختبی شیئًا من خراجکم ولا مما آفاء اللہ علیکم الا من وجہہ ولکم علیَّ اذا وقع فی یدی الا یخرج منی الا فی حقہ ولکم علیَّ ان ازید اعطیاتکم وارزاقکم ان شاء اللہ وحدہ واسدُّ لکم ثغورکم ولکم علیَّ ان لا القیکم فی المہالک ولا اجمّرکم فی ثغورکم وقد اقترب منکم زمان قلیل الامناء کثیر القراء قلیل الفقہاء کثیر الامل یعمل فیہ اقوام للآخرۃ یطلبون بہ دنیا عریضۃ تاکل دین صاحبہا کما تاکل النار الحطب الا فمن ادرک ذلکم منکم فلیتق اللہ ربہ ولیصبر یا ایہا الناس ان اللہ عظم حقہ فوق حق خلقہ فقال فیما عظم حقہ ولا یامرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون ۝ الا و انی لم ابعثکم امراء ولا جبارین ولکن بعثتکم ائمۃ الہدی یہتدی بکم فادرّوا (جاری کرو) علی المسلمین حقوقہم ولا تضربوہم فتذلوہم

ذکر کرتا ہوں تو تم ان پر میری گرفت کرو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تمہارے خراج میں سے (یعنی اس مال میں سے جو تمہارے لئے ہے) کوئی چیز چھپا کر نہ رکھوں اور نہ اس چیز میں سے جو اللہ بغیر جنگ کے تم کو عطا کرے بجز اس کے جو میں اُس کی ذات کے لئے رکھوں (یعنی مصالح و ضروریاتِ جہاد کے لئے) اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ جب وہ مال میرے ہاتھ میں آجائے تو موضع حق کے علاوہ اور کہیں خرچ نہ ہو اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ تمہارے وظائف اور روزینوں میں اضافہ کردوں اگر اللہ واحد نے چاہا اور ملک کی حدود کو تمہارے لئے مضبوط کردوں اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تم کو ہلاکت کے مقام میں نہ ڈالوں اور نہ تم کو سرحدوں پر بند کئے رکھوں اور تم پر عنقریب وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ (حکام) امانتدار کم ہوں گے، قُرّاء بہت ہوں گے، فقہاء (یعنی قرآن کو سمجھنے والے) کم ہوں گے، لمبی آرزوئیں رکھنے والے بہت ہوں گے، اس زمانہ میں لوگ اعمالِ آخرت کو طلبِ دنیا کے لئے کریں گے جو ناپائدار ہے اور اپنے ساتھی کے دین کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو کھا جاتی ہے تو یاد رکھو تم میں سے جو شخص اُس زمانہ کو پائے تو چاہیئے کہ اللہ سے جو اُس کا رب ہے ڈرتا رہے اور چاہیئے کہ صبر کرے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کو زیادہ عظمت اور فوقیت دی ہے اپنی مخلوق کے حق سے۔ اپنے حق کی عظمت کے بارے میں فرمایا ہے وَلَا يَأْمُرَكُمْ الخ (۳: ۸۰) اور (اللہ) نہ یہ بات بتائے گا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو کیا وہ تم کو کفر کی بات بتلائے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو" یاد رکھو کہ میں نے تم کو اُمراء اور لوگوں پر دراز دستی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجا لیکن میں نے تم کو ائمۂ ہدایت بنا کر بھیجا ہے کہ تم سے ہدایت حاصل کی جائے تو مسلمانوں پر اُن کے حقوق کا اجراء کرو اور نہ اُن کو مارو اور نہ ذلیل کرو

ولا تجمّروهم فتفتنوهم و لا تغلقوا الابواب دونهم
فيأكل قويّهم ضعيفهم ولا تستأثروا عليهم
فتظلموهم و لا تجهلوا عليهم و قاتلوا بهم
الكفّار طاقتهم فاذا رايتم بهم كلالة (ماندگی ۱۲)
فكفّوا عن ذلك فان ذلك ابلغ في جهاد عدوكم
ايها الناس انّي اشهدكم على امراء الامصار
انّي لم ابعثهم الّا ليفقّهوا الناس في
دينهم ويقسموا عليهم فيئهم ويحكموا بينهم
فان اشكل شيءٌ رفعوه الىّ قال
وكان عمر بن الخطاب رضي الله
عنه يقول لا يصلح هذا الامر
الّا بشدّة في غير تجبّر و لين
في غير وهن و حدثني عبيد الله
ابن ابي حميد عن ابي المليح بن اسامة
الهذلي قال خطب عمر بن الخطاب رضي
الله عنه فقال ايها الرعاء (ای الحکام ۱۲) انّ لنا
عليكم حق النصيحة بالغيب و
المعونة على الخير ايها الرعاء انّه
ليس من حلم احبّ الى الله و لا
اعمّ نفعا من حلم امام و رفقه
وليس من جهل ابغض الى الله
ولا اعمّ ضررا من جهل امام و
خرقه (حماقت ۱۲) و انّه من يأخذ بالعافية
فيما بين ظهرانيه يعطى العافية
من فوقه في الاستيعاب

اور نہ اُن کو (سرحدات پر یا میدانِ جنگ میں) روکے رکھو کہ تم ان
کو فتنہ میں ڈالو اور نہ اُن پر اپنے دروازے بند کرو کہ اُن میں کا
طاقتور کمزور کو کھا جائے اور نہ اُن (غرباء) پر دوسروں کو مقدم
کرو (ایسا کرکے) تم ان پر ظلم کروگے اور ان کے ساتھ جہالت کی
بات نہ کرو اور بقدر اُن کی طاقت کے ان سے قتالِ کفّار کا کام لو۔
پھر جب تم ان میں تھکاوٹ پاؤ تو اُن سے کام لینے سے رک
جاؤ کہ درحقیقت یہ اصول اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے میں
تم کو دُور رس ثابت ہوگا۔ اے لوگو! میں تم کو اُمراء بلاد کے مقا
پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو نہیں بھیجا مگر صرف اس لئے
کہ وہ لوگوں کو اُن کے دین کی باتیں سمجھائیں اور اُن پر اُن کے
مالی حصّے تقسیم کردیں اور اُن کے درمیان فیصلہ کریں پھر اُن کو
کسی بات میں اشکال پڑے تو اس کو میرے پاس بھیجیں (راوی
نے) کہا اور عمر بن الخطابؓ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ امر درست نہیں
ہوتا بغیر ایسی سختی کے جس میں درازدستی نہ ہو اور بغیر ایسی
نرمی کے جس میں فروگذاشت نہ ہو۔ اور مجھ سے روایت کیا
عبیداللہ بن ابی حمید نے اُنھوں نے سُنا ابوالملیح بن اُسامہ ہذلی
سے اُنھوں نے کہا کہ خطبہ دیا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے
اور فرمایا کہ اے امیرو ہمارا تم پر یہ حق ہے کہ تم پیٹھ پیچھے خیر خواہی
کرو اور نیک کاموں میں اعانت کرو۔ اے امیرو یقیناً کوئی بردباری
اللہ کے نزدیک نہایت پسندیدہ اور عام نفع رکھنے والی امام کی
بُردباری اور نرمی سے نہیں اور کوئی جہل اللہ کے نزدیک ناگوار
اور نہ عام نقصان پہنچانے والا امام کے جہل اور اس کے حمق
سے زیادہ نہیں ہے۔ اور جو شخص اپنے سامنے کھڑے ہوئے
قصورواروں کو معاف کرنے کا طریق اختیار کرے گا اُس کو اُس کے
اوپر سے (یعنی اللہ کی طرف سے) معافی دی جائے گی۔ استیعاب میں

توفي يزيد بن ابي سفيان واستخلف
اخاه معاوية على عمله فكتب اليه
عمر بعهده على ما كان يزيد يلي
من عمل الشام ورزقه الف دينار في
كل شهر قال عمر اذا دخل الشام ورأى
معاوية هذا كسرى العرب وكان قد
تلقاه معاوية في موكب عظيم فلما
دنا منه قال له انت صاحب الموكب
العظيم قال نعم يا امير المؤمنين قال
مع ما يبلغني عنك من وقوف ذوي
الحاجات ببابك قال مع ما يبلغك من
ذلك قال ولم تفعل هذا قال
نحن بارض جواسيس العدو بها
كثير فيجب ان نظهر من عز
السلطان ما نرهبهم به فان امرتني
فعلت وان نهيتني انتهيت فقال
عمر يا معاوية ما اسألك عن شيء
الا تركتني في مثل رواجب
الضرس ان كان حقا ما قلت انه لرأي
اريب (ماقل) وان كان باطلا انها
لخدعة اديب قال فمرني
يا امير المؤمنين قال لا آمرك
ولا انهاك فقال عمرو
يا امير المؤمنين ما احسن
ما اصدر الفتى عما

کہ یزید بن ابی سفیانؓ کا انتقال ہوا تو اُن کے عمل پر اُن کی جگہ مقرر
ہونا چاہا اُن کے بھائی معاویہؓ نے تو اُن کو عمر رضی اللہ عنہ نے
تقرر نامہ لکھ کر بھیجدیا کہ ان ہی شرائط پر منظوری ہے جن شرائط
پر یزیدؓ شام میں عامل کا فرض انجام دیتا تھا اور ان کا الاؤنس
ایک ہزار دینار ماہوار مقرر کیا۔ جب عمرؓ شام میں داخل ہوئے
اور اُنھوں نے معاویہؓ کو دیکھا تو کہا کہ یہ عرب کا کسریٰ ہے اور
معاویہؓ ان سے ملنے کے لئے ایک شاندار سواری پر بیٹھ کر آئے تھے
تو اُن سے فرمایا کہ تو بڑی شاندار سواری والا ہے۔ معاویہؓ نے کہا
ہاں اے امیر المؤمنین! فرمایا کہ اس کے ساتھ تیرے متعلق مجھے
یہ اطلاع بھی پہنچی ہے کہ صاحب حاجات کو تیرے دروازے پر
کھڑا رہنا بھی پڑتا ہے۔ معاویہؓ نے کہا کہ اس اطلاع کے ساتھ
اور کیا چیز (یعنی اس کی کیا وجہ) آپ کے پاس پہنچی۔ آپ نے
فرمایا کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے؛ تو معاویہؓ نے کہا کہ ہم ایسی سرزمین
میں ہیں جہاں دشمنوں کے جاسوس بکثرت ہیں اس لئے ہم اس
کو پسند کرتے ہیں کہ شوکت حکومت کے لئے ہم ایسی چیزوں کا
اظہار کریں جن سے ہم ان کو مرعوب کرسکیں۔ تو اگر آپ مجھے حکم
(یعنی اجازت) دینگے تو ایسا کرتا رہوں گا اور اگر آپ نے منع کیا
تو رُک جاؤں گا تو عمرؓ نے کہا اے معاویہ میں تجھ سے جس
چیز کے بارے میں بھی سوال کرتا ہوں تو مجھے ایسا کر ڈالتا ہے جیسے
کوئی طاقتور پنجہ میں پکڑا گیا ہو۔ اگر تو نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے
تو یہ ایک اریب (یعنی صاحب عقل) کی رائے ہے اور اگر جھوٹ
ہے تو ایک ادیب (باتونی) کا دھوکا ہے۔ معاویہؓ نے کہا اے
امیر المؤمنین میرے لئے حکم دیجئے فرمایا کہ نہ تجھے حکم دوں گا اور نہ
منع کروں گا۔ اس کے بعد عمرو بن العاصؓ نے کہا اے امیر المؤمنین
یہ جوان کس خوبصورتی سے کود گیا اس موقع سے جس میں آپ نے

١٧/١

اوردتہ فیہ قال الحسن مصادرہ ومواردہ
جشمناہ باجشمناہ وفی الاستیعاب یعلی
ابن امیۃ استعملہ ابوبکر علی بلاد حلوان
فی الردۃ ثم عمل لعمر علی بعض الیمن
فحمی لنفسہ حمی فبلغ ذلک عمر
وامرہ ان یمشی علی رجلیہ الی
المدینۃ فمشی خمسۃ ایام او ستۃ
الی سعدۃ وبلغہ موت عمر فرکب
وفی الاستیعاب النعمان بن عدی
العدوی ولاہ عمر میسان ولم یول
عمر رجلا من قومہ عدویا غیرہ
واراد امرأتہ علی الخروج معہ الی
میسان فابت علیہ فانشد النعمان
ابیاتا وکتب بہا الیہا وہی ؎ فمن مبلغ
الحسناء ان حلیلہا ؛ بمیسان یسقی فی
زجاج وحنتم ؛ اذا شئت غنتنی
دہاقین قریۃ ؛ وصناجۃ تجذو
علی کل میسم ؛ اذا کنت ندمانی
فبالاکبر اسقنی ؛ ولا تسقنی بالاصغر
المتثلم ؛ لعل امیر المؤمنین یسوءہ ؛
تنادمنا فی الجوسق المتہدم ؛
فبلغ ذلک عمر فکتب الیہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم ہ حم ہ تنزیل
الکتب من اللہ العزیز
العلیم ہ

اُسے گرایا تھا۔ فرمایا کہ اس کے پھنسنے اور خوبصورتی سے نکل جانے کی
وجہ سے ہی ہم نے اس پر اس ذمہ داری کا بار ڈالا ہے جو ڈالا ہے۔
اور استیعاب میں ہے کہ یعلی بن اُمیہ کو عامل بنایا تھا ابوبکر رضؓ نے حلوان
کے شہروں پر ردّت کے زمانہ میں پھر وہ عمر رضؓ کے عامل رہے یمن کے
ایک علاقہ میں تو اُنھوں نے اپنے لئے ایک شکارگاہ مخصوص کرلی۔
اس کی اطلاع عمر رضؓ کو پہنچی اور اُنھوں نے حکم بھیجا کہ پیدل چل کر
مدینہ تک آئے تو وہ پانچ یا چھ دن پیدل چل کر سعدہ تک پہنچے۔ وہاں
ان کو عمر رضؓ کی وفات کی خبر پہنچی تو سوار ہو گئے۔ اور استیعاب میں
ہے کہ نعمان بن عدی عدوی کو عمر رضی اللہ عنہ نے میسان کا والی
بنایا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم میں سے کسی عدوی (یعنی
بنی عدی کے شخص) کو اس کے سوا والی نہیں بنایا اور اس نے اپنی
بیوی سے بھی یہ چاہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ میسان کی طرف چلے مگر
اس نے انکار کر دیا تھا تو نعمان نے چند ابیات کہے اور ان کو لکھ کر
اُس کے پاس بھیجے اور وہ یہ ہیں ؎ فمن مبلغ الحسناء (ترجمہ)
اُس حسینہ کو یہ خبر پہنچانے والا کوئی ہے کہ اس کا شوہر میسان میں
خوب پی رہا ہے شیشہ کے جام اور حنتم میں (یعنی ایسے کوزۂ شراب
میں جس پر سبز روغن ہوتا ہے) جب میں چاہتا ہوں تو مجھے گاؤں
کی لڑکیاں گانا سُناتی ہیں، اور ایسی چنگ بجانے والی عورتیں
جو گاتی ہیں اپنی پوری خوبصورتی کے اظہار کے ساتھ۔ (اے ساقی)
جب تو میرا ہمنشین ہے تو مجھے سب سے بڑا جام پلا۔ اور مجھے چھوٹا
اور چوتا ٹپکتا جام نہ پلا۔ شاید امیرالمؤمنین کو بُرا لگے ہمارا ایک دوسرے
کا ہمنشین بننا ایسے قصر میں جو شکستہ ہوا جا رہا ہے۔" یہ اشعار
حضرت عمر رضؓ تک پہنچ گئے تو ان کو خط لکھا بسم اللہ الرحمن
الرحیم ہ حم ہ تنزیل الکتب الخ (پ ۲۴، ۱-۲-۳) حم۔ یہ کتاب
اُتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے

غَافِرِ الذَّنبِ وَقَابِلِ التَّوبِ شَدِيدِ
الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ الآية" امابعد فقد بلغني
قولك لعلّ اميرَ المؤمنين يسوءُه تنادُمنا في
الجوسقِ المتهدّمِ وايم الله لقد ساءني ذلك
وعزله فلمّا قدِم عليه سأله فقال والله ماكان
من هذا شيئٌ وماكان الا فضل شعرٍ وجدتُه و
ماشربتُها قطّ فقال عمر اظنّ ذلك لاتعمل لي
عملاً ابداً وازانجملہ آنکہ برشوارع طرق
عاشران را نشاند وزکوٰۃ از مسلمین وعُشور از
حربیان تحصیل نمود قال ابویوسف حدثنا اسمٰعیل
ابن ابراهيم بن المهاجر قال سمعتُ ابي يذكر
قال سمعتُ زياد بن حُدير قال ان اول من
بعث عمرُ بن الخطاب على العشور ههنا انا قال
فأمرني ان لا أُفتّش احدًا وما مرّ عليّ من
شيئٍ اخذتُ من حساب اربعين درهماً درهماً
من المسلمين واخذتُ من اهل الذمة من عشرين
واحدًا ومن لاذمة له العشرَ قال وامرني
ان أُغلظ على نصارى بني تغلب قال انهم
قومٌ من العرب وليسوا من اهل الكتاب
فلعلّهم يُسلمون قال كان عمر قد اشترط
على نصارى بني تغلب ان لاينصّروا ا
اولادهم وحدثنا سري بن اسمٰعيل عن
عامر الشعبي عن زياد بن حدير الأسدي
ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه بعثه على
عشور العراق والشام و

گناہ کا بخشنے والا ہے ، سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے۔"
آخر تک، امابعد مجھ تک تمہارا قول لعلّ امیرالمؤمنین یسوءُہٗ ۔
تنادُمنا فی الجوسق المتهدم ۔ پہنچ گیا۔ اور خدا کی قسم یہ مجھے بہت بُرا
لگا" اور ان کو معزول کردیا۔ پھر جب وہ آکر اُن سے ملے تو اُن سے
پوچھا تو اُنھوں نے کہا خدا کی قسم اس میں کچھ بھی واقعیت نہیں تھی
اور بجز فضول اشعار کے جو میرے خیال میں آگئے اور کچھ بھی نہیں
اور میں نے شراب کبھی نہیں پی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی ایسا ہی
گمان کرتا ہوں۔ لیکن اب تم کبھی میرے عامل نہ بن سکو گے ۔ اور
اُن میں سے ایک یہ ہے کہ سڑکوں کے ناکوں پر عاشروں (یعنی
محصول لینے والوں) کو بٹھایا اور مسلمانوں سے زکوٰۃ اور حربیوں سے
عُشر (دسواں حصّہ) حاصل کیا۔ ابو یوسفؒ نے کہا ہم سے روایت
کیا اسماعیل بن ابراہیم بن المہاجرؒ نے۔ کہا کہ میں نے اپنے باپ سے
سُنا جو بیان کرتے تھے کہ میں نے سُنا زیاد بن حُدیر سے اُنھوں نے
کہا کہ سب سے پہلا شخص جس کو عمرؓ بن الخطاب نے عُشروں کے وصول
کرنے کے لئے یہاں بھیجا میں ہوں تو مجھے حکم دیا کہ میں کسی کی
تلاشی نہ لوں اور جو چیز میرے سامنے سے گزرے میں چالیس درہم
پر ایک درہم کے حساب سے مسلمانوں سے لوں اور اہلِ ذمّہ سے
بیس درہم میں سے ایک درہم اور اُس شخص سے جس کا ذمہ نہیں
ہے دسواں حصّہ۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں بنی تغلب کے نصاریٰ سے
گفتگو میں کھرا پن رکھوں۔ کہا کہ وہ عرب میں کی ایک قوم ہیں
اور وہ اہلِ کتاب میں سے نہیں ہیں تو شاید وہ اسلام لے آئیں۔
کہا کہ عمرؓ نے بنی تغلب کے نصاریٰ پر یہ شرط عائد کر رکھی تھی کہ
وہ اپنی اولاد کو نصاریٰ نہ بنائیں گے۔ اور ہم سے روایت کیا سری
ابن اسمٰعیل نے اُن سے عامر شعبی نے اُن سے زیاد بن حُدیر اسدی نے
کہ عمر بن الخطابؓ نے اُن کو شام اور عراق کے عُشروں پر بھیجا اور

أمرہ أن یأخذ من المسلمین ربع العشر
ومن أھل الذمۃ نصف العشر ومن
أھل الحرب العشر فمر علیہ رجل من بنی
تغلب من نصارى العرب ومعہ فرس
فقوموھا عشرین ألفا فقال أعطنی الفرس
وخذ منی تسعۃ عشر ألفا قال فأعطاہ
ألفا وأمسک الفرس قال ثم مر علیہ
راجعا فی سنتہ فقال لہ أعطنی ألفا
فقال لہ التغلبی کلما مررت بک تأخذ
منی ألفا قال نعم فرجع التغلبی إلى عمر
ابن الخطاب فوافاہ بمکۃ وھو فی بیت
فاستأذن علیہ فقال من أنت قال
رجل من نصارى العرب وقص علیہ قضیتہ
فقال لہ عمر کفیت لم یزدہ على
ذلک قال فرجع الرجل إلى زیاد بن
حدیر وقد وطن نفسہ على أن یعطیہ
ألفا فوجد کتاب عمر قد سبق إلیہ
من مر علیک فأخذت منہ صدقۃ فلا تأخذ
منہ شیئا إلى مثل ذلک الیوم
من قابل إلا أن تجدہ فضلا
قال فقال الرجل قد واللہ کانت
نفسی طیبۃ أن أعطیک ألفا

ان کو حکم دیا کہ مسلمانوں سے عُشر کا چوتھائی (یعنی چالیسواں حصّہ)
لیں اور اہلِ ذمہ سے عُشر کا آدھا (یعنی بیسواں) اور اہلِ حرب سے
دسواں حصّہ۔ تو اُن پر بنی تغلب میں کا جو عرب کے نصاریٰ میں
سے تھے ایک شخص گزرا اور اُس کے ساتھ ایک گھوڑا تھا جس
کی قیمت کا اندازہ اُس نے بیس ہزار لگایا تو اُنھوں نے کہا کہ تو
مجھے گھوڑا دیدے اور مجھ سے اُنیس ہزار لے لے یا گھوڑا اپنے پاس
رکھ اور مجھے ہزار دیدے کہا کہ اُس نے ایک ہزار دیدیئے اور گھوڑا
روک لیا۔ بیان کیا کہ وہ شخص اسی سال لَوٹتے ہوتے پھر زیاد کی
طرف گزرا۔ انھوں نے اس سے کہا کہ ایک ہزار اور دے تو اُن
سے تغلبی نے کہا کہ جب میں تیری طرف گزروں گا تو مجھ سے ایک
ہزار لے گا؟ کہا کہ ہاں! تو وہ لَوٹ کر عمرؓ بن الخطاب کی طرف
پہنچا اور اُن سے مکہ میں جاکر ملا جب کہ وہ گھر میں تھے اور اُن سے
ملنے کی اجازت چاہی تو آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اُس نے
کہا کہ میں عرب کے نصاریٰ میں کا ایک شخص ہوں اور اُس نے
اپنا قضیہ آپ کو سُنایا تو آپ نے فرمایا کُفِیتَ (یعنی تجھے لَوٹا دیا
گیا ہٹا دیا گیا؎) اس پر اور کوئی لفظ نہیں بڑھایا۔ کہا کہ وہ نصرانی
پھر زیاد بن جُدَیر کے پاس لَوٹ کر آیا اور اُس نے اپنے دل میں یہ
ٹھان لیا تھا کہ اُس کو ایک ہزار دیدے تو یہاں آکر اُس نے یہ
دیکھا کہ عمرؓ کا یہ ہدایت نامہ اس سے پہلے پہنچ چکا ہے کہ
جو شخص تم سے گزرے اور تم نے اُس سے محصول لے لیا ہے تو اگلے
سال کے اس دن تک اس سے اور کچھ نہ لو اِلّا یہ کہ تم اس کے
پاس زائد مال دیکھو۔ تو اُس شخص نے کہا حقیقت یہ ہے کہ بخدا کہ
میرا نفس تو اس پر راضی ہو گیا تھا کہ میں تم کو ایک ہزار دیدوں

؎ اس لفظ کے معنے میں کئی احتمالات تھے۔ ایک یہ کہ ہم تیرے لئے کافی ہو گئے اس لئے تجھے واپس ہونا چاہیئے۔ دوسرا یہ کہ تجھے لَوٹا دیا گیا جو کچھ محصّل کہتا ہے اس میں تغیر نہیں کیا جائے گا۔ وہ نصرانی اس کا یہی مطلب سمجھا ۱۲ مترجم

وانی اُشہد اللہ انی بریٔ من النصرانیۃ
و انی علی دین الرجل الذی کتب الیک
ہذا الکتاب و از انجملہ آنکہ تجارِ حربیان را
مُستأمن ساخت و اذن داد کہ در دار
الاسلام درآیند و با مسلمانان بیع و شراء
کنند قال ابو یوسف رح حدثنا عبد الملک
ابن جریج عن عمرو بن شعیب ان اہل
مَنبج (بروزن مجلس نام جائے) قوم من اہل الحرب وراء البحر
کتبوا الی عمر بن الخطاب دعنا
ندخل ارضک تجاراً او تعشرنا قال فشاور
اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
ذلک فاشاروا علیہ بہ وکانوا اول من
عُشر من اہل الحرب و از انجملہ آنکہ باحسان
اہلِ ذمہ تاکید فرمود۔ قال ابو یوسف حدثنی
حُصین بن عمرو بن میمون عن عمر انہ قال
اُوصی الخلیفۃ من بعدی باہل الذمۃ ان
یوفی لہم بعہدہم و ان یقاتل وراءہم
و لا یکلفوا فوق طاقتہم قال وحدثنا
ہشام بن عروۃ عن ابیہ ان عمر بن
الخطاب مر بطریق الشام و ہو
راجع فی مسیرہ من الشام علی قوم قد اقیموا
فی الشمس یصب علی رؤسہم الزیت
فقال ما بال ہؤلاء فقالوا علیہم
الجزیۃ لم یؤدوہا فہؤلاء یعذبون
حتی

اور میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نصرانیت سے بیزار ہو گیا ہوں
اور اب میں اُس شخص کے دین پر آگیا ہوں جس نے تمہارے
پاس یہ تحریر لکھ کر بھیجی ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے
دار الحرب کے تاجروں کو مستأمن بنایا اور اجازت دی کہ وہ دار
الاسلام میں آئیں اور مسلمانوں کے ساتھ خرید و فروخت کریں
ابو یوسف رح نے کہا کہ ہم سے روایت کیا عبدالملک بن جریج نے عمرو
ابن شعیب سے کہ اہل مَنبج (مقام کا نام) نے جو دریا پار اہلِ حرب
کی ایک قوم ہیں عمر رض بن الخطاب کو لکھا کہ ہم کو اجازت دو کہ
ہم تمہاری سرزمین میں تجارت کے لئے داخل ہوں۔ آپ ہم سے
عُشر لے لیں۔ کہا کہ پھر عمر رض نے اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ تو انہوں نے اس کی منظوری کا مشورہ
دیا۔ اہلِ حرب میں سے یہ لوگ اُن سب سے پہلے ہیں جن سے عُشر لیا
گیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے اہلِ ذمہ کے ساتھ
نیک برتاؤ کی تاکید فرمائی۔ ابو یوسف رح نے کہا مجھ سے روایت کیا
حُصین بن عمرو بن میمون نے عمر رض سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے
بعد کے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں اہلِ ذمہ کے بارے میں کہ اُن سے
جو عہد کیا گیا ہے اُس کو پورا کیا جاتے اگرچہ اُن کے سواء (اُن کے
دوسرے لوگوں) سے قتال کر رہے ہوں اور اُن کو اُن کی طاقت
سے زیادہ تکلیف نہ دی جاتے۔ کہا اور ہم سے روایت کیا ہشام
ابن عروہ نے اپنے باپ سے کہ عمر رض بن الخطاب کا گزر شام کے ایک
راستہ سے جب کہ وہ اپنے شام کے سفر سے واپس آرہے تھے ایک
ایسی قوم پر ہوا جن کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا اور اُن کے سر پر
تیل ڈالا گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا یہ حال کیوں
ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ ان لوگوں کے ذمہ جزیہ ہے جس کو ان
لوگوں نے ادا نہیں کیا اس لئے ان کو تکلیف دی جا رہی ہے تا کہ

يودّوا فقال عمر فما يقولون ما يعتذرون به
في الجزية قال يقولون لا نجد قال
فدعوهم لا تكلفوهم ما لا يطيقون فاني
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول لا تعذبوا الناس فان الذين
يعذبون الناس في الدنيا يعذبهم
الله تعالى يوم القيمة فامر بهم فخلي
سبيلهم وحدثني عمر بن نافع عن
ابي بكر قال مرّ عمر بن الخطاب بباب
قوم وعليه سائل يسأل شيخ
كبير ضرير البصر فضرب عضده
من خلفه وقال من اي اهل الكتاب
انت قال يهودي قال فما الجأك
الى ما ارى قال الجزية والحاجة و
السن قال فاخذ عمر بيده الى منزله
فرضخ له بشيء من المنزل ثم ارسل
الى خازن بيت المال فقال انظر
هذا وضرباءه فوالله ما انصفناه
اذ اكلنا شبيبته ثم نخذله
عند الهرم انما الصدقت للفقراء
والمسكين والفقراء هم المسلمون
وهذا من مساكين اهل
الكتاب ووضع عنه الجزية
وعن ضربائه قال ابو بكر انا
شهدت ذلك من عمر ورأيت

یہ اس کو ادا کریں۔ تو عمرؓ نے کہا تو یہ لوگ کیا کہتے ہیں، جزیہ ادا
نہ کرنے کا کیا عذر بیان کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا یہ کہتے ہیں کہ
ہمارے پاس نہیں ہے۔ فرمایا کہ تو ان کو چھوڑ دو اور ان کو ایسی
تکلیف نہ دو جس کی یہ طاقت نہیں رکھتے۔ کیونکہ میں نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ لوگوں کو
عذاب نہ دو کیونکہ جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں ان
کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عذاب دے گا۔ پھر ان کے لئے حکم
دیا تو ان کو رہا کر دیا گیا۔ اور مجھ سے روایت کیا عمرؓ بن نافع نے
ابو بکرؓ سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایک قوم کے دروازے پر
ہوا اور اس پر ایک سائل بیٹھا ہوا سوال کر رہا تھا جو بڑی عمر
کا بوڑھا تھا اور اندھا تھا تو آپ نے اس کے پیچھے سے اس کے
بازو پر ہاتھ مار کر پوچھا کہ تو کونسے اہل کتاب میں سے ہے؟ اس
نے کہا یہودی ہوں۔ فرمایا کہ کس چیز نے تجھے اس حال میں
ڈالا جس میں کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا جزیہ نے اور
ضرورت نے اور بڑھاپے نے۔ تو عمرؓ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس
کے گھر تک لائے اور گھر پر پہنچا کر اسے کچھ دیا۔ پھر بیت المال
کے خزانچی کو بلوایا اور فرمایا کہ اس کی خبر گیری کرو اور اس جیسے
سب لوگوں کی۔ واللہ ہم نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا جب
کہ ہم نے کھا لیا ان کی جوانی کی کمائی کو پھر ان کو رسوا کریں بڑھاپے
کے وقت اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ الخ یعنی صدقات فقراء اور مساکین
کے لئے ہیں۔ اور "فقراء" یہ لوگ مسلمان ہیں۔ اور یہ شخص
اہل کتاب کے مساکین میں سے ہے (اس لئے "والمسکین" کے
عموم میں یہ بھی داخل ہے) اور آپ نے اس شخص سے اور
اس کی مانند سب لوگوں سے جزیہ معاف کر دیا ابو بکرؓ نے کہا کہ
عمرؓ کی اس کارروائی کے وقت میں موجود تھا اور میں نے

الشیخ و از انجملہ آنکہ تفحص مجامع ناس می فرمود تا فتنہ بر نہ خیزد قال ابو یوسف حدثنی اسرائیل عن سماک بن حرب عن ابی سلامۃ قال ضرب عمر بن الخطاب رجالاً و نساءً ازدحموا علی حوض قال فلقیہ علی فسألہ فقال انی اخاف ان اکون قد ہلکت فقال علی ان کنت ضربتہم علی غش و عداوۃ فقد ہلکت و ان کنت ضربتہم علی نصح و اخلاص فلا باس انما انت داع و انما انت مؤدب از انجملہ آنکہ شعراء را نہی شدید فرمود از ہجو فی الاستیعاب ہجی شاعر الزبرقان بقولہ ؎ دع المکارم لا ترحل لبغیتہا ؛ واقعد فانک انت الطاعم الکاسی ؛ فشکاہ الزبرقان الی عمر فسأل عمر حسان بن ثابت عن قولہ ہذا فقضی لہ انہ ہجو لہ و ضعۃ منہ فالقاہ عمر فی المطمورۃ حتی شفع لہ عبدالرحمن بن عوف و الزبیر فاطلقہ بعد ان اخذ علیہ العہد و اوعدہ ان لا یعود لہجاء احد ابداً و از انجملہ آنکہ فاروق اعظم رض در معرفت اخلاق رجال و مبلغ ہمت

اُس بوڑھے کو دیکھا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں کے مجامع کا حال بھی معلوم کرتے تھے تاکہ کوئی فتنہ نہ اُٹھے۔ ابو یوسف نے کہا مجھ سے روایت کیا اسرائیل نے اُن سے سماک بن حرب نے اُن سے ابو سلامہ نے کہا کہ عمر رض بن الخطاب نے کچھ مردوں اور عورتوں کو مارا جنھوں نے ایک حوض پر بھیڑ لگا رکھی تھی۔ کہا کہ پھر ان سے علی رض نے ملاقات کی تو اُن سے آپ نے سوال کیا اور کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میں کچھ ہلاکت کا کام کر گزرا ہوں۔ کہا کہ علی رض نے جواب دیا کہ اگر آپ رض نے اُن کو مارا تھا کسی کینہ اور دشمنی کی بنا پر تو بیشک آپ ہلاک ہوگئے۔ اور اگر آپ نے اُن کو مارا اُن کی خیر خواہی اور اخلاص کی وجہ سے تو کوئی اندیشہ نہیں۔ اور آپ تو داعی ہیں (یعنی لوگوں کو نیکی کی طرف بُلانے والے) اور آپ یقیناً ایک ادب سکھانے والے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے شاعروں کو کسی کی ہجو کرنے کی سخت ممانعت کی۔ استیعاب میں ہے کہ ایک شاعر نے زبرقان کی اس شعر سے ہجو کی ؎ دع المکارم الخ یعنی بزرگیوں (کے حاصل کرنے کے خیال) کو چھوڑ، ان کی طلب کے لئے سفر نہ کر۔ اور بیٹھا رہ کہ تو تو صرف کھانے پینے اور کپڑے پہننے والا ہے۔" تو اس کی شکایت لے گئے زبرقان عمر رض کے پاس۔ تو عمر رض نے اس قول کے بارے میں حسان بن ثابت رض سے سوال کیا تو اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیشک یہ ان کی ہجو اور توہین ہے اُس کی طرف سے۔ تو عمر رض نے اس شاعر کو ایک تہ خانہ میں قید کر دیا یہاں تک کہ آپ سے اُس کی سفارش کی عبدالرحمن رض بن عوف اور زبیر رض نے تو اس کو یہ عہد اور وعدہ لینے کے بعد کہ آئندہ کبھی کسی کی ہجو نہ کرے گا آپ نے رہا کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ فاروق اعظم رض لوگوں کے اخلاق (قومی و طبعی) کی شناخت اور اُن کی ہمت کی آخری

ایشان و دانستنِ مرتبہ ہر یکے کہ اورا دران
می باید داشت حذاقتے عجیب داشتہ و
آن یکے از خوارقِ عادات او رضی اللہ
عنہ میتوان شمرد و در اصل رکنِ اعظمِ
خلافت ہمین خصلت است و درحق ہر
شخصے ہر کلمہ کہ گفتہ است بالآخر مصداقِ
ہمان کلمہ از وے بظہور آمد فی الاستیعاب
کَتَبَ الی النّعمان بن مُقرن اُسْتَشِرْ و
اسْتَعِنْ فی حربک بطلیحۃ و عمرو بن
معدیکرب ولا تُولّھما من الامر شیئًا فان
کلّ صانعٍ اعلم بصناعتہ و فی
الاستیعاب کعب بن سور کان جالسًا
عند عمر فجاءت امرأۃ فقالت ما رأیت قطّ
رجلاً افضل من زوجی انہ لیبیت لیلتہ
قائمًا ویظلّ نہارہ صائمًا فی الیوم الحارّ ما
یُفطِر فاستغفر لہا عمر و اثنی علیہا وقال مثلک
اثنیٰ بالخیر و قالہ فاستحیت المرأۃ وقامت
راجعۃً فقال کعب بن سور یا امیر المؤمنین ہلّا اعدیت
المرأۃ علیٰ زوجہا اذ جاءتک تستعدیک
فقال کذلک ارادت قال نعم قال
رُدّوا علیّ المرأۃ فرُدّت

حد کی پہچان اور ہر شخص کے مرتبہ کی تشخیص کا کہ اس کو جس
درجہ میں رکھنا چاہیئے بڑا ملکہ رکھتے تھے اور اس کو آنجناب رضی
اللہ عنہ کے خوارقِ عادات میں شمار کرسکتے ہیں اور در اصل خلافت
کا رکن اعظم یہی خصلت ہے اور جس شخص کے حق میں آپ نے
کوئی کلمہ فرمادیا ہے بالآخر ظہور میں آگیا ہے کہ وہ اس کلمہ کا مصداق
ہے۔ استیعاب میں ہے کہ آپ نے نعمان بن مقرن کو لکھا کہ اپنی
جنگ کے امور میں مشورہ اور مدد لیتے رہو طلیحہ اور عمرو بن معدیکرب
سے اور ان دونوں کو اس امر میں کسی چیز کا اختیار نہ دینا۔
کیونکہ ہر ایک اپنی ہی کاریگری کو بخوبی جانتا ہے۔ اور استیعاب
میں ہے کہ کعب بن سور عمرؓ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت
آکر کہنے لگی کہ اپنے شوہر سے زیادہ صاحب فضیلت میں نے
کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ وہ تمام رات جاگتا ہے (نماز میں
کھڑا رہ کر) اور گرم دنوں میں بھی کچھ نہیں کھاتا ہمیشہ روزے
رکھتا ہے تو عمرؓ نے اس عورت کو دعا دی اور اُس کی تعریف
کی اور کہا کہ تجھ جیسی ہی کو یہ زیبا ہے کہ بھلائی کے ساتھ تعریف
کرے اور اس کی خیر کا ذکر کرے۔ وہ عورت جھینپ گئی اور اُٹھ کر
چلی گئی۔ تو کعب بن سور نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے
اس عورت کی اُس کے شوہر کے مقابلہ پر مدد نہ فرمائی کیونکہ
وہ آپ سے مدد مانگنے آئی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا اُس کی یہ
مُراد تھی؟ اُنھوں نے کہا کہ ہاں! تو آپ نے فرمایا کہ میرے
پاس اُس عورت کو لوٹادو تو وہ واپس لائی گئی۔ آپ نے

ف۵ یعنی دونوں لڑائی کے فنون سے تو خوب واقف ہیں مگر سیاسی سوجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ یہ وہی طلیحہ اسدی ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدعی نبوت بھی بن چکے تھے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تلوار نے ان سے توبہ کرائی تھی اور عمرو بن معدیکرب بھی ان کے ہمنوا بن کر مرتد ہوگئے تھے اور آخر کار تائب ہوکر دوبارہ اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ دونوں شجاعت میں اونچا درجہ رکھتے تھے۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد پھر بیش بہا مجاہدانہ خدمات کرتے رہے اور اسلام پر قائم رہے ۱۲ مترجم

قال لها لا بأس بالحق ان تقوليه ان هذا
زعم انک جئت تشکین انه یجتنب
فراشک قالت اجل انی امرأة شابة
وانی ابتغی ما یبتغی النساء فارسل
الی زوجها فجاء وقال لکعب اقض
بینهما فقال امیر المؤمنین احق بان
یقضی بینهما فقال عزمت علیک
لتقضین بینهما فانک فهمت من
امرهما مالم افهم قال فانی اری
لها یوما من اربعة ایام کان لزوجها
اربع نسوة فاذا لم یکن غیرها فانی
اقضی له بثلثة ایام ولیالیها
یتعبد فیهن ولها یوم ولیلة فقال
عمر والله ما رأیک الاول باعجب الی
من الآخر اذهب فانت قاض علی
البصرة و فی الاستیعاب النعمان بن مقرن
قدم المدینة من عند سعد بفتح القادسیة
وورد حینئذ علی عمر اجتماع
اهل اصبهان وهمدان والری و
آذربیجان و نهاوند فاقلقه و
شاور اصحاب النبی صلی اللہ علیه
وسلم فقال له علی بن
ابی طالب ابعث الی اهل
الکوفة فیسیر ثلثاهم و
یبقی ثلثهم

اُس سے فرمایا کہ سچی بات میں کوئی ڈر نہیں اگر تو اُس کو کہدے۔
اس شخص نے یہ سمجھا ہے کہ تو یہ شکایت لے کر آئی تھی کہ تیرا
شوہر تیرے بستر سے الگ رہتا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہاں میں ایک جوان
عورت ہوں اور مجھے بھی اس امر کی خواہش ہوتی ہے جس کی سب
عورتوں کو ہوتی ہے۔ تو آپ نے اُس کے شوہر کو بُلوایا۔ وہ آگیا۔
اور کعبؓ سے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ تو انھوں
نے کہا کہ ان کے درمیان فیصلہ کرنے کا بڑا حق امیر المؤمنین کا
ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مَیں نے طے کر لیا ہے کہ اس کا فیصلہ تم
ہی کرو کیونکہ تم ہی سمجھے ہو ان دونوں کے امر کو جسے میں نہیں
سمجھا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ پھر میری رائے تو یہ ہے کہ اس عورت
کے لئے ہر چار دنوں میں سے ایک دن ہونا چاہیئے گویا اس کے
شوہر کے پاس چار بیویاں ہیں تو جب کہ اس کے سوا اور کوئی بیوی
نہیں تو اس کے لئے میں تین دن اور تین راتوں کا حق تجویز
کرتا ہوں کہ وہ ان میں عبادت کرتا رہے اور اس عورت کے لئے
ایک دن اور ایک رات۔ تو عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم تمھاری پہلی
رائے میرے نزدیک اس دوسری رائے سے زیادہ عجیب نہیں (یعنی
یہ اُس سے بھی بڑھ گئی) جاؤ۔ اب تم بصرہ پر قاضی بنا دیئے گئے۔
اور استیعاب میں ہے کہ نعمان بن مقرن سعدؓ کے پاس سے فتح
قادسیہ کی خبر لے کر مدینہ میں آئے اور اسی زمانہ میں حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل اصبہان و ہمدان و اہل رے و
اذربیجان و نہاوند کے اجتماع کی اطلاع پہنچی جس نے آپ کو
بے چین کر دیا اور آپ نے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ
کیا تو آپ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اہل
کوفہ کے پاس حکم بھیجیں (وہاں جس قدر مجاہدین ہیں) اُن کے
دو تہائی مقابلہ کے لئے روانہ ہو جائیں اور ایک تہائی بال بچوں

على ذراريهم و ابعث الى اهل البصرة
قال فمن استعمل عليهم اشر علىّ
فقال انت افضلنا رأيا و اعلمنا
فقال لأستعملن عليهم رجلا يكون له
فخرج الى المسجد فوجد النعمان بن
مقرن يصلى فسرّحه (ارسلہ) وامّره وكتب
الى اهل الكوفة بذلك وقد روى
انه قال ان قتل نعمان فحذيفة
فان قتل حذيفة فجرير ففتح الله
عليه اصبهان فلما اتى نهاوند
كان اول صريع و اخذ الراية حذيفة
ففتح الله عليهم فلمّا جاء نعيه (خبر مرگ)
خرج عمر ينعاه الى الناس على
المنبر و وضع يده على رأسه يبكى
و این روایت از اصح روایات است و
روایت دیگر آنکه نعمان در اعمال کوفه
بود حضرت فاروق رض از ہمان موضع اورا
بر امارت لشکر مامور فرمود و فی
الاستیعاب عبد الله بن الارقم

کی حفاظت کے لئے وہیں باقی رہیں۔ اور اہلِ بصرہ کے پاس حکم
بھیجیں (کہ وہ بھی جنگ کے لئے روانہ ہوجائیں) آپ نے فرمایا کہ یہ
بھی مشورہ دو کہ ان سب پر سپہ سالار کس کو بناؤں عہ؟ تو علی رض
نے کہا کہ آپ رائے اور معلومات میں ہم سے افضل ہیں۔ تو آپ نے
فرمایا کہ میں ایسے شخص کو ان پر سردار بنانا چاہتا ہوں جو اس کام کا
اہل ہو۔ پھر آپ مسجد کی طرف گئے تو آپ نے نعمان بن مقرن
کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو آپ نے اُن کو روانہ کیا اور اُن ہی کو
امیر بنایا اور اہلِ کوفہ کو وہی (دو ثلث فوج کی روانگی کا) حکم
لکھا۔ اور مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر نعمان رض قتل ہوجائیں
تو حذیفہ رض امیر لشکر ہوں پھر اگر حذیفہ بھی قتل ہوجائیں تو
جریر رض پھر اللہ تعالیٰ نے نعمان رض کے ہاتھ پر اصفہان فتح کرادیا۔
جب نہاوند پر حملہ کیا تو پہلے مقتول یہی ہوئے اور جھنڈا
حذیفہ رض نے سنبھالا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا فرمائی اور
جب نعمان رض کی موت کی خبر پہنچی تو عمر رض نکل کر منبر پر آئے
اور اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور روئے ہوئے اُن کی موت کی خبر
لوگوں کو سنائی، اور یہ خبر زیادہ صحیح روایات میں سے ہے
اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ نعمان رض کوفہ کے عامل تھے
حضرت فاروق رض نے اسی جگہ سے اُن کو لشکر کی امارت پر مامور
فرمادیا تھا۔ اور استیعاب میں ہے عبد اللہ بن ارقم (کا حال)

عہ عراق کی جنگ کے ذکر میں یہ بات پہلے بیان کی جاچکی ہے کہ آپ نے سعد بن ابی وقاص رض کو سپہ سالاری سے ہٹاکر مدینہ بُلالیا تھا اس لئے کہ ایک جماعت کو ان سے اختلاف ہوگیا تھا۔ جب یزدجرد کو یہ اطلاع پہنچی تو موقع کو غنیمت سمجھ کر کچھ حیلوں سے اصفہان و رے و خراسان اور ہمدان و نہاوند وغیرہ کے لوگوں سے امداد لے کر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر تیار کرکے فیروزان کی سرکردگی میں عراق کی جانب روانہ کردیا۔" اس اطلاع سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پریشانی ہوتی تو صحابہ رض کو جمع کرکے آپ نے مشورہ کیا۔ یہ بھی لکھا جاچکا ہے کہ مدائن کی آب و ہوا کے عربوں کے مزاج کے ناموافق ہونے کی اطلاع جب حضرت سعد رض نے آپ کو دی تھی تو آپ نے کوفہ کو چھاؤنی قرار دے کر افواج کو وہاں بھیجدیا تھا اور کچھ حصّہ کو بصرہ۔ بھیجدیا تھا اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ مشورہ دیا کہ ان مقامات سے دو ثلث افواج کو مقابلہ کے لئے روانگی کا حکم بھیجدیا جائے۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور بجائے سعد رض کے نعمان بن مقرن کو سپہ سالار بنایا ۱۲ مترجم

قال مالک بلغنی انہ ورد علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کتاب فقال من یجیب
عنی فقال عبداللہ بن الارقم انا
فاجاب عنہ و اتی بہ الیہ فاعجبہ
و انفذہ و کان عمر حاضرا فاعجبہ
ذلک من عبداللہ بن الارقم فلم یزل
لہ ذلک فی نفسہ یقول اصاب ما ارادہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما
ولی عمر استعملہ علی بیت المال و
کان عمر یقول ما رایت احدا اخشی
للہ من عبداللہ بن الارقم و قال
عمر لہ لو کان لک مثل سابقۃ القوم
ما قدمت علیک احدا و فی الاستیعاب
بعث عمر بن الخطاب عبداللہ بن مسعود
الی الکوفۃ مع عمار بن یاسر وکتب الیھم
انی قد بعثت الیکم بعمار بن یاسر امیرا و
عبداللہ بن مسعود معلما و وزیرا و ھما
من النجباء من اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من اھل بدر فاقتدوا
بھما واسمعوا من قولھما و قد آثرتکم
بعبداللہ علی نفسی قال عمر
فی عبداللہ بن مسعود کُنَیفٌ مُلِئَ
علماً و فی الاستیعاب عن ابن عباس
قال بینا انا امشی مع عمر یوما اذ تنفس
نفسا ظننت انہ قد نفضت اضلاعہ

کہا مالکؒ نے مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس ایک خط پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ میری طرف سے اس کا جواب
کون لکھے گا تو عبداللہ بن الارقمؓ نے کہا کہ میں۔ پھر آپؐ کی
طرف سے جواب لکھ کر لاتے تو آپ نے اُس کو بہت پسند کیا۔
اور اسی کو روانہ کر دیا۔ اور عمرؓ حاضر تھے تو اُن کو عبداللہ بن
الارقمؓ کا یہ کام عجیب معلوم ہوا تھا اور وہ اپنے دل میں یہ
خیال کرتے تھے کہ کس خوبی کے ساتھ اُنھوں نے صحیح رائے
قائم کر لی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا جواب دینے
کا ارادہ کیا ہے تو جب عمرؓ خلیفہ ہوتے تو اُنھوں نے ان کو
بیت المال پر عامل بنایا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عبداللہ
ابن الارقمؓ سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا کسی کو نہیں دیکھا
اور عمرؓ نے اُن سے فرمایا کہ اگر تمھاری سبقتِ اسلام دوسرے
لوگوں جیسی ہوتی تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا (عبداللہ ابن
الارقم زہری قریشی فتحِ مکہ کے سال میں اسلام لائے تھے)۔ اور
استیعاب میں ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو عمار
ابن یاسرؓ کے ساتھ کوفہ بھیجا اور کوفہ والوں کو لکھا کہ میں تمھارے
پاس بھیج رہا ہوں عمار بن یاسرؓ کو امیر بنا کر اور عبداللہ بن مسعودؓ
کو معلم اور وزیر بنا کر اور وہ دونوں شرفاءِ اصحاب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم میں سے اور اہلِ بدر میں سے ہیں تو تم ان دونوں
کی اقتدا کرو اور ان دونوں کی بات مانو اور عبداللہؓ کو تو
مَیں تمھارے لئے اپنی ذات پر ترجیح دیتا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ کا
قول ہے عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں کہ وہ علم سے بھرا ہوا
تھیلا ہے۔ اور استیعاب میں ہے مروی ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ
میں ایک دن عمرؓ کے ساتھ ٹہل رہا تھا اس دوران میں اُنھوں نے
اتنا لمبا سانس لیا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ بس ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں

فقلتُ سُبحانَ اللہ واللہِ ما أخرجَ هذا منکَ یا امیرَ المؤمنین اِلاَّ امرٌ عظیم قال ویحکَ یا ابنَ عباس ما أدری ما أصنعُ بأمّۃِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قلتُ ولِمَ وأنت بحمد اللہ قادرٌ أن تضعَ ذٰلک مکانَ الثقۃِ قالَ انّی أراکَ تقولُ ان صاحبکَ اولی الناس بہا یعنی علیًّا قلتُ اجل واللہِ انّی لاقولُ ذٰلک فی سابقتِہ و علمِہ و قرابتِہ وصہرہ قال انّہ کما ذکرتَ ولکنّہ کثیرُ الدُّعابۃ (مزاح و ظرافت ۱۲) فعثمانُ قال واللہِ لو فعلتُ لجعلَ بنی ابی مُعیط علی رِقاب النّاس یعملونَ فیہم بمعصیۃ اللہ واللہِ لو فعلتُ لفعلَ ولو فعلَ لفعلُوا فوَثَبَ النّاسُ الیہ فقتلوہُ قلتُ طلحۃ بن عُبید اللہ قال الأُکَیْسِعُ ہو أزہٰی من ذٰلک ما کانَ اللہُ

تو میں نے کہا سبحان اللہ اے امیر المؤمنین واللہ آپ کے اندر سے ایسا سانس نہیں نکلا ہے مگر کسی امرِ عظیم نے۔ فرمایا کیا کہوں اے ابن عباس رضؓ میں نہیں سمجھ سکا ہوں کہ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا کام کروں۔ میں نے کہا اور یہ کیسے۔ آپ اللہ کا شکر ہے اس پر قادر ہیں کہ ایک ثقہ مقام پر اس ذمہ داری کو رکھدیں۔ کہا کہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تم اپنے صاحب کو اس کے لئے سب سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو آپ حضرت علی رضؓ کو مراد لے رہے تھے، میں نے کہا کہ ہاں واللہ میں ان کے سابقہ اعمال اور اُن کے علم اور اُن کی قرابت اور اُن کے داماد ہونے کی وجہ سے اُن ہی کے لئے یہ کہہ رہا ہوں۔ فرمایا کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے ذکر کیا، لیکن وہ بکثرت ہنسی مذاق کی باتیں کرنے والے ہیں۔ (ایسا شخص بے رُعب ہوتا ہے اور خلافت کے لئے رُعب ضروری ہے) میں نے کہا تو عثمان رضؓ موجود ہیں تو بولے کہ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ابو مُعیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کر دے گا اور وہ لوگوں پر اللہ کی معصیت کے ساتھ حکمرانی کرنے لگیں گے۔ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور وہی کرے گا اور جب وہ یہ کرے گا تو وہ لوگ بھی وہی کرینگے نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ عثمان رضؓ پر لوٹ پڑیں گے اور اس کو قتل کر دیں گے۔ میں نے کہا کہ طلحہ بن عبید اللہ۔ تو فرمایا کہ اُکَیسِع (چھوٹا کُسَعی) یعنی غلط کار بلکہ وہ اس سے بھی بڑھا ہوا خود پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ

ع کُسَعی ایک شخص تھا کُسَیعہ یا بنی الکسیع کا۔ عرب کے لوگ شرمندگی اور ندامت میں اس کی مثال لاتے ہیں۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ اس نے ایک عمدہ کمان تیار کی تھی اور وہ بڑا تیرانداز تھا۔ رات کو تاریکی میں بیٹھ کر اس نے گدھوں کو تیر مارے اور ہر ایک تیر گدھے میں سے پار ہو کر پہاڑ کے پتھر پر لگا اس میں سے آگ نکلتی رہی۔ وہ یہ سمجھا کہ میرے تیروں نے خطا کی اور نشانے پر نہ لگے اور غصہ میں آکر کمان توڑ ڈالی یا اپنی انگلی کاٹ لی۔ جب صبح کی روشنی ہوتی تو دیکھتا ہے کہ تمام گدھے خون آلودہ پڑے ہوتے ہیں اور تیر اُن کے پار نکل کر خون میں لتھڑے ہوتے ہیں اُس وقت اس کو سخت ندامت ہوئی۔ اُس روز سے یہ مثل ہو گئی۔ لطیفہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کے قصہ میں طلحہ رضؓ نے خود بھی اپنے حق میں یہی لفظ استعمال کیا تھا یعنی نَدامۃُ نَدَامَۃَ الکُسَعِی یعنی میں عثمان رضؓ کے مقدمہ میں کُسَعی کی طرح شرمندہ ہوں ۱۲ مترجم از لغاتِ حدیث

ليُريئني أُولّيه أمر أُمّة محمّد صلى الله عليه وسلم وهو على ما فيه من الزهو قلتُ الزبير بن العوّام قال اذًا يلاطم الناس في الصاع والمد قلتُ سعد بن ابي وقاص قال ليس بصاحب ذلك ذاك صاحب مقنب يقاتل فيه قلتُ عبدالرحمٰن بن عوف قال نعم الرجل ذكرت ولكنه ضعيف عن ذلك والله يا ابنَ عباس ما يصلح لهذا الامر الا القويّ في غير عنف واللين في غير ضعف الجواد في غير سرف الممسك في غير بخل قال ابن عباس كان عمر كذلك والله وفي الاستيعاب ذُكِر معاوية عند عمر يومًا فقال دعونا من ذمّ فتى قريش من يضحك في الغضب ولا ينال ما عنده الا على الرضى ولا يؤخذ ما فوق رأسه الا من تحت قدميه وفي الاستيعاب استشار عمر الصحابة في رجل يوجّهه الى العراق فاجمعوا جميعًا على عثمان بن حُنيف وقالوا لن تبعثه الى اهم من ذلك

ایسا نہ کرے گا کہ میری یہ رائے کر دے کہ میں اُمتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی تولیت اُس کے سپرد کر دوں اور وہ اپنی اُسی صفتِ خود پسندی پر ہو۔ مَیں نے کہا کہ زُبیر بن العوّام۔ تو کہا کہ اگر وہ ہوا تو ہمیشہ لوگوں کے (چھوٹی چھوٹی باتوں) صاع اور مُد کے بارے میں طمانچے مارتا پھرے گا (یعنی امورِ مہمہ پر توجہ نہ دے گا) میں نے کہا سعد بن ابی وقاص۔ تو کہا کہ وہ اس کا اہل نہیں وہ جنگی سواروں میں کا شخص ہے۔ میں نے کہا عبدالرحمٰن ابن عوف۔ فرمایا کہ بہت اچھا آدمی ہے جس کا تو نے ذکر کیا لیکن وہ اس ذمہ داری سے ضعیف ہے۔ اے ابن عباس رضؓ اس امر کے لئے کوئی صالح نہیں مگر ایسا طاقتور شخص جس میں سخت مزاجی نہ ہو اور ایسا نرم مزاج جس میں ضعف نہ ہو اور ایسا جوّاد (یعنی سخی) جس میں فضول خرچی نہ ہو اور ایسا مُمسِک (ہاتھ روک کر خرچ کرنے والا) جس میں بُخل نہ ہو۔ ابن عباس رضؓ نے کہا کہ واللہ عمر رضؓ ایسے ہی تھے۔ اور استیعاب میں ہے کہ ایک دن معاویہؓ کی بُرائی کی گئی عمر رضؓ کے سامنے تو فرمایا کہ ہمارے سامنے ایسے قریشی جوان کی مذمت نہ کرو جو غصہ کی حالت میں ہنسا کرتا ہے۔ اور جو چیز بھی اُس کو دی جاتی ہے (یا جو حالت اس پر پہنچائی جاتی ہے) وہ اس پر راضی اور خوش ہوتا ہے۔ اور کوئی ایسی چیز اُس سے نہیں لی جاتی جو اُس کے سر کے اوپر ہو مگر وہ اُس کے قدموں کے نیچے کی ہو گی؎ اور استیعاب میں ہے کہ عمر رضؓ نے صحابہ رضؓ سے ایسے شخص کے بارے میں مشورہ طلب کیا جس کو عراق کی طرف روانہ کیا جائے۔ تو سب نے اتفاق کیا عثمان بن حُنیف پر اور کہا کہ آپ ان کو کبھی نہیں بھیجیں گے کسی ایسے کام پر جو اس سے بھی زیادہ اہم ہو

؎۵ یہ حضرت معاویہ رضؓ کی سیر چشمی اور سخاوت کی تعریف ہے کہ اگر اس سے اُس کی ایسی عزیز چیز مانگی جائے جس کو وہ سر پر رکھے ہوتے ہو تو اس طرح بغیر رکاوٹ بخش دے گا جیسے کوئی پیش افتادہ شے کو اُٹھا کر کسی کو دیدے ۱۲ مترجم

فانّ لہٗ بصرًا و عقلاً و معرفۃً و تجربۃً فاسرعَ عمر الیہ فولّاہ مساحۃَ الارض فضربَ عثمان علٰے کلّ جَرِیْبٍ من الارض ینالہٗ الماءُ عامرٍ اَوْ غامرٍ درہماً و قفیزًا فبلغَتْ جبایۃُ سوادِ العراقِ قبل اَن یموت عمر مقام مائۃِ الفِ الفٍ و نیّفاً (یعنی چندے زائد) و فی الاستیعاب ایضًا کان عتبۃ بن غزوان اوّل مَن نزلَ البصرۃ من المسلمین و ہو الذے اختطّہا (حد بندی کی زمین اور اراضی) و قالَ لہٗ عُمر لما بعثہ الیہا یاعتبۃُ انّی اُرید ان اُوجّہک لتقاتلَ بلدَ الحِیرۃ لعلَّ اللّٰہ یفتحہا علیکم فسِرْ علٰے برکۃ اللّٰہ و یُمنہ اتّقِ اللّٰہ ما استطعتَ و اعلم انکَ تأتی حومۃَ (وسط) العدوِّ و اَرجو اَن یُعینک اللّٰہ علیہم و یکفیکہم و قد کتبتُ الی العلاء الحضرمے اَن یُمدّک بعرفجۃ بن خزیمۃ و ہو ذو مُجاہدۃٍ للعدوِّ و مُکایدۃٍ۔

(مگر آپ کو ثابت ہو جائے گا) کہ بیشک وہ اہل بصیرت اور صاحبِ عقل و معرفت اور تجربہ کار ہے تو عمرؓ نے فوراً ان کو بلایا اور ان کو زمین کی پیمایش کا عہدہ سپرد کر دیا۔ (یعنی مہتمم بندوبست بنایا) تو عثمان نے لگان مقرر کیا ہر جریب (۴۴ گز) پر جس کو پانی پہنچتا ہے خواہ وہ زمین مزروعہ ہو (آباد) یا غیر آباد (مگر قابل زراعت) ہو اس پر مال گزاری ایک درہم اور ایک قفیز (ناپ کا پیمانہ) غلّہ قائم کیا۔ تو سواد (سرسبز علاقہ) عراق کی مالگزاری حضرت عمرؓ کے انتقال سے پہلے دس کروڑ سے اوپر پہنچ گئی تھی۔[۵] اور استیعاب میں یہ بھی ہے کہ عتبہ بن غزوان مسلمانوں میں کے پہلے شخص ہیں جو بصرہ میں اترے اور یہی وہ شخص ہیں جنھوں نے اس کی حد بندی کی اور ان کو عمرؓ نے فرمایا تھا جب ان کو ادھر بھیجا کہ اے عتبہ! میں تم کو بھیجنے کا ارادہ کر رہا ہوں تاکہ تم اہلِ حیرہ سے قتال کرو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمھارے ہاتھ پر فتح کرے گا اب تم اللہ کی برکت و خیر کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اپنے مقدور بھر اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ خوب سمجھ لو کہ تم دشمن کے وسط میں پہنچ رہے ہو اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کے مقابلہ پر تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے لئے کافی ہو جاتے گا اور میں نے علاء الحضرمی کو لکھ دیا ہے کہ وہ تمھاری مدد کرے عرفجہ بن خزیمہ کے ساتھ (یعنی اس کو تمھارے پاس بھیجدے) اور وہ دشمنوں کے ساتھ خوب جہاد کرنے والا اور تن دہی کے ساتھ لڑنے والا شخص ہے تو اس سے

[۵] یہ عجیب بات ہے کہ حضرت عمرؓ نے اگرچہ نہایت نرمی سے خراج مقرر کیا تھا لیکن جسقدر مالگزاری ان کے عہد میں موصول ہوتی زمانہ مابعد میں کبھی وصول نہیں ہوتی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے کہ حجاج پر خدا لعنت کرے کمبخت کو نہ دین کی لیاقت تھی نہ دنیا کی۔ عمرؓ بن الخطاب نے عراق کی مالگزاری دس کروڑ اٹھائیس لاکھ درہم وصول کی۔ زیاد نے دس کروڑ پندرہ لاکھ اور حجاج نے باوجود جبر اور ظلم کے صرف دو کروڑ آٹھ لاکھ درہم وصول کئے۔ مامون رشید کا زمانہ عدل و انصاف کے لئے مشہور ہے لیکن اس عہد میں بھی عراق کے خراج کی تعداد ۵ کروڑ ۴۸ لاکھ درہم سے کبھی نہیں بڑھی ۱۲ مترجم از "الفاروق"

تشاوِرُہ و ادعُ الی اللہ فمن اجابک
فاقبلْ منہ ومن ابٰی فالجزیۃُ عن یدٍ
مذلۃٍ وصغارٍ والا فالسّیف فی غیر
مُوادۃٍ واستنفر من مررتَ بہ من العرب
و حُثّھم علی الجہاد وکابِد العدوّ واتقِ اللہَ
ربّک فافتتح عُتبۃُ بن غزوان الاُبُلّۃ
ثم اختطّ البصرۃَ وفی الاستیعاب من
حدیث الشعبی انّ عدیّ بن حاتم قال
لعمرَ اذ قدِمَ علیہ ما اظنّک تعرفنی قال
و کیف لا اعرفک واوّلُ صدقۃٍ
بیّضت وجہَ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلّم صدقۃُ طیٍّ اعرفک آمنتَ
اذ کفروا واقبلتَ اذ ادبروا و
اوفیتَ اذ غدروا واز انجملہ آنست
کہ نہی می فرمود نہی شدید از استعمال کفار
بر اعمال مسلمین فی ریاض النضرۃ ان
ابا موسی قدم علی عمرؓ ومعہ کاتب
نصرانی فرفع کتابہ فاعجب عمر ولم یعلم
انہ نصرانیٌ فقال لابی موسی این کاتبک
ہذا حتی یقرأ الکتاب علی الناس فقال
ابو موسی یا امیر المؤمنین انہ لا یدخل
المسجد قال لم اَجُنُبٌ ہو قال لا
ولکنہ نصرانیٌ فانتہرہ عمرؓ
قال لا تدنوھم وقد اقصاھم
اللہ ولا تکرموھم وقد اھانھم

مشورہ کرتے رہو اور لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے رہو جو اجابت
کرے تم اس سے قبول کرو اور جو انکار کرے تو وہ ذلیل اور حقیر ہو کر
جزیہ دے ورنہ تلوار ہے بغیر کسی ہمدردی کے۔ اور عرب کے جس قبیلہ
پر بھی تمہارا گزر ہو اس کے لوگوں کو جمع کرو اور اُن کو جہاد کے لئے
اور دشمنوں کو بے حوصلہ کرنے کے لئے آمادہ کرو اور اللہ سے جو
تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو۔ تو عتبہ بن غزوان نے اُبلّہ کو فتح
کر لیا۔ پھر بصرہ کی حدود متعین کیں۔ اور استیعاب میں شعبی کی
حدیث میں سے ہے کہ جب عدی بن حاتم حضرت عمرؓ سے آکر ملے تو
اُنھوں نے کہا کہ میرا گمان نہیں ہے کہ آپ مجھے پہچان رہے ہیں تو
آپ نے فرمایا کہ میں تم کو کیسے نہ پہچانوں گا حالانکہ پہلا صدقہ جس
نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمکا دیا تھا طے کا صدقہ
تھا۔ میں تم کو پہچانتا ہوں کہ تم ایمان لائے جب کہ وہ (قبیلہ طے
والے) کافر تھے اور تم ہماری طرف آئے جب اُنھوں نے (مرتد ہو کر)
پیٹھ پھیر لی تھی اور آپ وفادار رہے جب اُن لوگوں نے غداری
کی تھی۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ شدت کے ساتھ روکا
کرتے تھے کفار سے اعتماد کے کام لینے سے مسلمانوں کے معاملات
میں۔ ریاض النضرۃ میں ہے کہ ابو موسیٰؓ عمرؓ کے پاس آتے اور
اُن کے ساتھ ان کا نصرانی کاتب تھا۔ تو اُس نے اپنا لکھا ہوا
حساب پیش کیا جس کو عمرؓ نے پسند کیا اور یہ نہ سمجھے کہ وہ نصرانی
ہے۔ پھر آپ نے ابو موسیٰؓ سے کہا کہ تمہارا یہ کاتب کہاں ہے؟
کہ لوگوں کو یہ تحریر پڑھ کر سُنائے۔ تو ابو موسیٰؓ نے کہا کہ اے
امیر المؤمنینؓ وہ مسجد میں داخل نہ ہو سکے گا تو آپ نے فرمایا
کیوں؟ کیا وہ جُنبی ہے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا نہیں لیکن وہ نصرانی
ہے تو انکو عمرؓ نے جھڑکا اور فرمایا کہ ان کو اپنے سے قریب نہ کرو
جب کہ اللہ نے دُور کر دیا اور ان کا اکرام نہ کرو جب ان کو اللہ نے

الله و لا تأمنوهم و قد خونّهم الله قد نهيتكم
عن استعمال اهل الكتاب فانهم يستحلون
الرشا (رشوت) و فی روایة ان عمر قال لابی موسیٰ
ائتنی برجل ینظر فی حسابنا فاتاه بنصرانی
فقال لو کنتُ تقدمتُ الیک لفعلتُ (ای العتاب)
و فعلتُ سألتک رجلاً اشرکه فی امانتی
فاتیتنی بمن یخالف دینه دینی۔
و از انجملہ آنکہ بنفس خود عسس (گشت) مے
فرمود و اختیارِ این امر بجہت دو فائدہ بود
اولے اطلاع براحوالِ رعیت تا ہر جا
خللے یافتہ شود تدارکِ آن بعمل آید
و ملوک عدالت پیشہ برائے ظہور این فائدہ
منہیان و سوانح نگاران مقرر کردہ اند و فائدہ
ثانیہ محافظتِ ضعفاء (ازانبار یعنی چروادن) از دستِ بُرد سُرّاق و
بادشاہانِ عادل برائے رعایت این مصلحت
عسس و شُرَط قرار دادہ اند و ہمچنین ہر مصلحتے
کہ ملوک برائے آن شخصے (سرہنگان) را معین ساختہ اند حضرت
فاروق رض بنفسِ نفیس خود تا مدتے التزام مباشر
آن مے فرمود تا بر نقیر و قطمیر آن مصالح
مطلع شود و ضابطہ برائے آن قرار دہد و ازین
قبیل است حکایت تعہد نساء غزاۃ و خلف
قافلہ گشتن او رضی اللہ عنہ و اورا
رضی اللہ عنہ در اوقاتِ عسس اتفاقات
عجیبہ روئے دادہ است در ضمن دو
سہ حکایت تقریر آن عجائب کنیم۔

ذلیل کر دیا اور ان کو امین نہ بناؤ جب کہ اللہ نے ان کو خائن قرار
دیا۔ میں تم کو روک چکا ہوں اہلِ کتاب کو معتمدِ کار بنانے
سے کہ یہ لوگ رشوتوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور ایک روایت
میں یہ ہے کہ عمر رضؓ نے ابو موسیٰ رضؓ سے کہا کہ ہمارے پاس ایسا شخص
لے کر آؤ جو ہمارے حساب کی پڑتال کرے تو وہ اُن کے پاس
ایک نصرانی کو لے گئے تو فرمایا کہ اگر میں تجھ پر پیشقدمی کرتا تو
ایسا کرتا اور ایسا کرتا۔ میں نے تجھ سے ایسے شخص کا سوال کیا
تھا جس کو اپنی امانت میں شریک کر سکوں تو میرے پاس ایسے
شخص کو لے آیا جس کا دین میرے دین کے خلاف ہے۔ اور
اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بذاتِ خود گشت کیا کرتے تھے اور اس
کام کو دو فائدوں کے لئے اختیار کیا تھا۔ پہلا فائدہ رعیّت کے
حالات پر مطلع رہنا تاکہ جہاں بھی کوئی رخنہ واقع ہو تو اس کا
تدارک عمل میں آجائے اور شاہانِ عادل نے اس مفاد کے لئے
مخبرین اور سوانح نگاروں کو مقرر کیا ہے۔ اور دوسرا فائدہ
ہے ضعفاء کی حفاظت چوروں کی دستِ بُرد سے اور بادشاہانِ
عادل نے اس مصلحت کے لئے کوتوال اور سپاہی مقرر کئے
ہیں اور اسی طرح جن مصلحتوں کے لئے بادشاہوں نے ایک شخص
کو معیّن کیا ہے حضرت فاروق رضؓ نے خود بنفسِ نفیس ان کاموں
کے کرنے کا التزام کیا ہے تاکہ ان مصالح کی ہر طرح کی
چھوٹی چھوٹی جزئیات پر بھی مطلع ہو جائیں اور اُن کے پیش نظر
ضابطے مقرر کر دیں اور اسی قسم میں سے ہیں غازیوں کی
بیویوں کی خبر گیری فرمانے کے قصے اور آنحضرت رضی اللہ عنہ
کے قافلہ کے پیچھے چلنے کی حکایتیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کو گشت کے اوقات میں عجیب اتفاقات پیش آئے ہیں۔ دو
تین حکایتوں کے ضمن میں ہم ان عجائبات کا بیان کرتے ہیں۔

عن زید بن اسلم عن ابیہ قال خرجت مع
عمر فی السوق فلحقتہ امرأۃ شابۃ
فقالت یا امیر المؤمنین ہلک زوجی و
ترک صبیۃ صغارا واللہ ماینضجون
کراعا ولا لہم ضرع ولا زرع وخشیت
علیہم الضیعۃ وانا ابنۃ خفاف بن
ایماء الغفاری وقد شہد ابی الحدیبیۃ
مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوقف
معہا ولم یمض وقال مرحبا
بنسب قریب ثم انصرف الی بعیر
ظہیر کان مربوطا فی الدار فحمل
علیہ غرارتین ملأہما طعاما وجعل
بینہما نفقۃ وثیابا ثم ناولہا
خطامہ فقال اقتادیہ فلن یفنی
ہذا حتی یأتیکم اللہ بخیر فقال الرجل یا
امیر المؤمنین اکثرت لہا فقال
ثکلتک امک واللہ انی لأری
ابا ہذہ واخاہا وقد حاصرا حصنا
زمانا فافتتحاہ ثم اصبحنا نستفیٔ
سہمانہما اخرجہ البخاری وفی الریاض
عن ابن عمر قال قدمت رفقۃ من
التجار فنزلوا المصلی (عیدگاہ بیرون شہر) فقال عمر لعبد الرحمن
ہل لک ان نحرسہم اللیلۃ من
السرق فباتا یحرسانہم و
یصلیان ما کتب اللہ

روایت ہے زید بن اسلم سے انھوں نے روایت کیا اپنے باپ سے کہا کہ
میں عمرؓ کے ساتھ بازار گیا تو ان سے آکر ملی ایک جوان عورت اور
اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! میرا شوہر ہلاک ہوگیا اور اس نے
چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چھوڑیں واللہ نہ انھیں گوشت کا ٹکڑا میسّر
ہے اور نہ ان کے پاس دودھ دینے والا کوئی جانور ہے اور نہ کھیتی
ہے اور مجھے ان کے مرجانے کا اندیشہ ہے۔ اور میں خُفافؓ بن
ایماء الغفاری کی بیٹی ہوں اور وہ حدیبیہ میں حاضر تھے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ۔ تو عمرؓ اس کے پاس ٹھہرے اور آگے نہیں
گئے۔ اور فرمایا کہ بہت اچھا نسب ہے قریب کا (یعنی جس کو ہم
جلد پہچان گئے) پھر ایک باربرداری کے اونٹ کی طرف لوٹے جو
گھر میں بندھا ہوا تھا اس کے اوپر دو بورے لادے۔ دونوں کھانے
کی چیزوں سے بھرے ہوئے تھے اور ان کے درمیان نقدی بھی
تھی اور کپڑے بھی تھے پھر اس عورت کو اونٹ کی مہار پکڑا دی
اور فرمایا کہ اس کو ہنکا لیجا۔ یہ ختم نہ ہوگا کہ تیرے پاس اور مال
پہنچ جائے گا۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ
نے اس کو بہت دیدیا۔ آپ نے فرمایا تجھے تیری ماں روئے واللہ
میں دیکھ رہا ہوں اس عورت کے باپ کو اور بھائی کو اور ان
دونوں نے ایک قلعہ کا ایک زمانہ سے محاصرہ کر رکھا تھا پھر انھوں
نے اسے فتح کرلیا پھر ہم صبح کو ان دونوں کے حصے لوٹا رہے
تھے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ریاض میں ہے کہ ابن
عمرؓ سے مروی ہے کہا کہ تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور وہ لوگ
عیدگاہ پر ٹھہرے تو عمرؓ نے عبدالرحمن بن عوفؓ سے کہا کہ کیا
آپ ہمارا ساتھ دینگے اس میں کہ آج رات ہم ان لوگوں کی چوروں
سے حفاظت کریں تو یہ دونوں تمام رات جاگتے اور ان لوگوں کی
حفاظت کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے جو اللہ نے ان دونوں کے لئے

لہا فسمع عمر بکاء صبیٍ فتوجہ نحوہ فقال لامہ اتقی اللہ و احسنی الی صبیک ثم عاد الی مکانہ فسمع بکاءہ فعاد الی امہ فقال لہا مثل ذلک ثم عاد الی مکانہ فلما کان من آخر اللیل سمع بکاءہ فاتی امہ و قال ویحکِ انی لاراکِ امّ سوءٍ مالی اری ابنکِ لایقرّ (قرار نمے گیرد ۱۲) منذ اللیلۃ قالت یاعبداللہ قد ابرمتنی (تنگ کردی ۱۲) منذ اللیلۃ انی اریغہ (خوگر میکنم ۱۲) علی الفطام (ترک شیری ۱۲) فیابٰی قال ولم قالت لان عمر لایفرض الا للمفطم قال فکم لہ قالت کذا وکذا شہرًا قال لاتعجلیہ فصلی الفجر و مایستبین الناس ثم غلبہ البکاء فلما سلم قال یا بوسا لعمر کم قتل من اولادِ المسلمین ثم امر منادیًا ینادی ان لاتعجلوا صبیانکم علی الفطام و انا نفرض لکل مولودٍ فی الاسلام و کتب بذلک الی الآفاق ان یفرض لکل مولودٍ فی الاسلام اخرجہ صاحب الصفوۃ و فیہ عن عروۃ بن رُوَیم قال بینما عمر ابن الخطاب

مقدر کردی تھی۔ تو عمرؓ نے (گشت پر جاتے ہوتے) ایک بچے کے رونے کی آواز سُنی تو اُس کی طرف توجہ کی۔ پھر اس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے بچہ کے ساتھ نیک برتاؤ کر پھر اپنے مقام کی طرف واپس ہوتے تو پھر بچے کے رونے کی آواز سُنی پھر اُس کی ماں کی طرف پہنچے اور پھر اُس سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ پھر (گشت کرتے ہوتے) اپنی جگہ کی طرف لوٹے۔ پھر جب آخر شب کا وقت آیا تو پھر آپ نے اُس بچہ کی رونے کی آواز سُنی تو اس کی ماں کے پاس پہنچے اور فرمایا افسوس ہے تجھ پر میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو بہت بُری ماں ہے۔ کیا ہوا کہ میں تیرے بچے کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آج کی رات اتنا بے قرار ہے۔ اُس نے کہا اے اللہ کے بندے تو نے بھی مجھے آج رات تنگ کر دیا۔ میں اس کو دودھ چھوڑانے کی عادت ڈال رہی ہوں اور یہ مانتا نہیں۔ آپ نے کہا اور کیوں؟ اُس نے کہا اس لئے کہ عمرؓ وظیفہ نہیں دیتا مگر اس بچہ کو جس کا دودھ چھوٹ گیا ہو۔ آپ نے کہا کہ اس کی کیا عمر ہے؟ اس نے کہا اتنے اور اتنے مہینے کی۔ فرمایا کہ اس کے ساتھ جلدی نہ کر۔ پھر آپ نے صبح کی نماز پڑھی (یعنی شروع کی) در انحالیکہ لوگ واضح طور پر نظر نہیں آتے تھے (یعنی اوّل وقت) پھر اُن پر گریہ غالب آگیا تو جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ کس قدر بربادی ہے عمرؓ کی۔ مسلمانوں کے بچوں میں سے اس نے کتنوں کو ہلاک کر دیا۔ پھر منادی کو حکم دیا کہ یہ اعلان کرے کہ اپنے بچوں کا دودھ چھوڑانے میں جلدی نہ کرو (اب) مسلمانوں کے ہر بچہ کا وظیفہ مقرر کر دینگے۔ اور جملہ اطراف ملک میں احکام بھیجدیئے کہ اسلام میں کے ہر بچے کا پیدائش کے ساتھ ہی وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ اس کو صاحب الصفوہ نے روایت کیا۔ اور اسی میں ہے کہ عروہ بن رُوَیم سے مروی ہے کہ ایسے وقت جب کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں کو

يتصفح الناس يسألهم عن أمرآء أجنادهم اذ مر باهل حمص فقال كيف انتم وكيف اميركم قالوا خير امير يا امير المؤمنين الا انه قد بنى علية يكون فيها فكتب كتابا وارسل بريدا وامره اذا جئت باب علية فاجمع حطبا واحرق باب علية فلما قدم جمع حطبا واحرق باب العلية فدخل عليه الناس وذكروا ان ههنا رجلا يحرق باب عليتك فقال دعوه فانه رسول امير المؤمنين ثم دخل عليه فناوله الكتاب من يده فلم يقنع الكتاب من يده حتى ركب فلما رآه عمر قال احبسوه عني في الشمس ثلثة ايام فحبس عنه ثلثا حتى اذا كان بعد ثلث قال يا ابن فرط الحقني الى الحرة وفيها ابل الصدقة وغنمها حتى اذا جاءه الحرة القى عليه نمرة وقال انزع ثيابك واتزر بهذه ثم ناوله الدلو فقال اسق هذه الابل فلم يفرغ حتى تعب فقال يا ابن فرط متى كان عهدك بهذا قال قليلا يا امير المؤمنين قال فلهذا بنيت العلية واشرفت بها على المسلمين والارملة واليتيم ارجع الى عملك ولا تعد وفيه

غور کے ساتھ دیکھ رہے اور ان سے ان کے لشکروں کے امراء کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے کہ ان کا گزر اہل حمص پر ہوا آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے اور تمہارا امیر کیسا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین وہ اچھا امیر ہے مگر اس نے ایک بالاخانہ بنا لیا ہے جس میں وہ رہتا ہے تو آپ نے ایک خط لکھا اور قاصد کو بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ جب تو بالاخانہ کے دروازے پر پہنچے تو لکڑیاں جمع کر کے اس کو پھونک دینا تو جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے لکڑیاں جمع کر کے بالاخانہ کے دروازے کو آگ لگا دی، اس پر امیر کے پاس لوگوں نے جا کر کہا کہ یہاں ایک شخص ہے جو آپ کے بالاخانہ کا دروازہ پھونک رہا ہے۔ امیر نے کہا کہ اسے چھوڑ دو کہ وہ امیر المؤمنین کا قاصد ہے پھر قاصد امیر کے پاس پہنچا تو امیر نے خط اس کے ہاتھ سے لے لیا اور اس کو اپنے ہاتھ سے چھوڑا نہیں کہ سوار ہو گیا۔ جب اس کو عمرؓ نے دیکھا تو کہا کہ میری جانب سے اس کو تین دن دھوپ میں روکے رکھو تو اس کو تین دن دھوپ میں روکا گیا۔ جب تین دن گزر گئے تو کہا اے ابنِ فرط! مجھ سے حرّہ میں آکر مل (حرّہ مدینہ کی آبادی سے باہر ایک پتھریلا مقام ہے) اور اس میں صدقہ کے اونٹ اور بکریاں موجود تھیں۔ تو جب وہ حرّہ پہنچا تو اس کے اوپر ایک چادر پھینک دی اور کہا کہ اپنے کپڑے اتار اور اس کی لنگی بنا کر باندھ پھر اس کو ڈول دیا اور کہا کہ ان اونٹوں کو پانی پلا تو وہ چند ڈول کھینچ کر تھک گیا۔ تو آپ نے کہا کہ اے ابنِ فرط! اس عہدہ پر تجھے کتنا زمانہ گزرا۔ اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین زمانہ دراز سے ہوں۔ فرمایا تو اسی وجہ سے تم نے بالاخانہ بنایا۔ اور اس پر چڑھ کر بیٹھے۔ سب مسلمانوں سے اور مصیبت زدوں سے، یتیموں سے اونچے ہو کر۔ اپنے عہدہ پر واپس جاؤ اور آئندہ ایسا نہ ہو۔ اور اسی میں ہے کہ

عن انس بن مالک بینما امیر المؤمنین عمر یعس ذات لیلۃ اذ مر باعرابی جالس بفناء خیمۃ فجلس الیہ یحدثہ ویسألہ ویقول لہ ما اقدمک ہذہ البلاد فبینا ہو کذلک اذ سمع انینا من الخیمۃ فقال من ہذا الذی اسمع انینہ فقال امر لیس من شانک امرأۃ تمخض (دردزہ دارد) فرجع عمر الی منزلہ وقال یا ام کلثوم شدی علیک ثیابک واتبعینی قال ثم انطلق حتی انتہی الی الرجل فقال لہ ہل لک ان تأذن لہذہ المرأۃ ان تدخل علیہا فتونسہا فاذن لہا فدخلت فلم یلبث ان قالت یا امیر المؤمنین بشر صاحبک بغلام فلما سمع قولہا امیر المؤمنین وثب من جنبہ فجلس بین یدیہ وجعل یعتذر الیہ فقال لا علیک اذا اصبحت فأتنا فلما اصبح اتاہ ففرض لابنہ فی الذریۃ واعطاہ وفیہ عن ابن عمر ان عمر لما رجع من الشام الی المدینۃ انفرد عن الناس لیعرف اخبارہم فمر بعجوز فی خبائہا فقصدہا فقالت

انس بن مالک رضؓ سے مروی ہے کہ ایسے وقت میں کہ امیر المؤمنین رضؓ ایک رات میں گشت کر رہے تھے کہ آپ کا گزر ایک اعرابی پر ہوا جو اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا تو اس کے پاس جا بیٹھے اور اس سے باتیں کرنے لگے اور سوالات کرنے لگے اور اس سے یہ پوچھ رہے تھے کہ ان شہروں میں تیرا آنا کس وجہ سے ہوا، ابھی وہ اسی گفتگو میں تھے کہ خیمہ کے اندر سے آہستہ آہستہ رونے کی آواز سنی۔ تو آپ نے کہا کہ یہ آواز کیسی ہے جو میں سن رہا ہوں تو اس نے کہا کہ یہ ایسی بات ہے جو تم سے متعلق نہیں. ایک عورت ہے جس کے پیدائش کا درد ہو رہا ہے۔ تو عمر رضؓ اپنے مکان پر لوٹ کر آئے اور (زوجہ محترمہ سے) فرمایا کہ اے ام کلثوم رضؓ اپنے کپڑے کس کر بدن پر باندھ لو اور میرے ساتھ چلو۔ کہا کہ روانہ ہوتے اور اسی شخص کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ کیا تم اجازت دو گے اس عورت کو یہ اس کے پاس جا کر اس کی تسکین اور تشفی کرے تو اس نے اجازت دیدی اور یہ اس کے پاس اندر پہنچ گئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ام کلثوم رضؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رضؓ اپنے ساتھی کو لڑکے کی بشارت دیدیجئے۔ جب اس اعرابی نے ان کا قول امیر المؤمنین سنا تو وہ کود کر آپ کے پہلو سے اٹھا اور سامنے آبیٹھا اور آپ سے معذرت کرنے لگا۔ تو آپ رضؓ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں جب صبح ہو جاتے تو ہمارے پاس آجانا تو جب صبح ہوئی تو وہ آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے اس کے بچے کے لئے بچوں کا وظیفہ مقرر کردیا اور اس کو عطا کردیا۔ اور اسی میں ہے کہ ابن عمر رضؓ سے مروی ہے کہ جب عمر رضؓ شام سے مدینہ لوٹ کر آتے تو لوگوں سے الگ ہوگئے تا ان کے احوال معلوم کریں تو آپ کا گزر ایک بڑھیا پر ہوا جو اپنے خیمہ میں تھی تو اس سے پوچھ کچھ کرنے لگے تو اس نے کہا کہ

يا هٰذا ما فعل عمر قال هو ذا قد اقبل من
الشام قالت لا جزاه الله عني خيرا قال
ويحك ولم قالت لانه والله ما نالني من
عطائه منذ ولي الي يومنا هذا دينار و
لا درهم قال ويحك وما يدري عمر حالك
وانت في هذا الموضع فقالت سبحان
الله ما ظننت ان احدا يلي على الناس
ولا يدري ما بين مشرقها ومغربها
فاقبل عمر وهو يبكي ويقول واعمراه
واخصوماه كل احد افقه منك يا عمر
ثم قال لها كم تبيعيني ظلامتك منه
فاني ارحمه من النار قالت
لا تهزأ بنا رحمك الله فقال لها
عمر ليس بهزأ فلم يزل بها حتى اشترى
ظلامتها بخمسة وعشرين دينارا فبينا هو
كذلك اذ اقبل علي بن ابي طالب وابن
مسعود فقالا السلام عليك يا امير
المؤمنين فوضعت المرأة يدها على
رأسها وقالت واسوأتاه شتمت
امير المؤمنين في وجهه فقال
لها عمر لا عليك يرحمك الله
قال ثم طلب عمر قطعة جلد
يكتب فيه فلم يجد فقطع قطعة
من فروة كان البسها وكتب بسم الله
الرحمن الرحيم هذا ما اشترى

اے شخص عمرؓ نے کیا کیا؟ تو آپ نے کہا کہ وہ اِدھر ہی تو ہے
اور شام سے آگیا ہے تو اُس عورت نے کہا کہ خدا اُس کو میری
طرف سے جزاء خیر نہ دے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے
اور تو ایسا کیوں کہتی ہے۔ اُس نے کہا کہ جب سے وہ خلیفہ ہوا
ہے آج تک مجھے اُس کا کوئی عطیہ نہیں مِلا نہ کوئی دینار اور نہ
درہم۔ آپ نے کہا تجھ پر افسوس، اور عمرؓ کو تیرے حال کی خبر
کیا ہے اور جب کہ تو ایسی جگہ بیٹھی ہوتی ہے۔ تو اُس نے کہا
کہ سُبحان اللہ میں گمان نہیں کرتی کہ کوئی لوگوں پر والی بن
جائے اور اس کو یہ خبر نہ ہو کہ اس کے آگے مشرق اور مغرب
میں کیا ہے تو عمرؓ روتے ہوئے اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ کہہ
رہے تھے کہ ہائے عمرؓ، ہائے کتنے دعویدار ہوں گے تجھ پر،
ہر ایک تجھ سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والا ہے اے عمرؓ!
پھر اُس سے فرمایا کہ تو اپنی مظلومیت کے حق کو اس کے ہاتھ
کتنے میں بیچتی ہے کہ میں اس کو جہنم سے بچانا چاہتا ہوں، اُس
نے کہا کہ ہم سے مخول نہ کر۔ خدا تجھ پر رحمت کرے تو اس سے
عمرؓ نے کہا کہ یہ مخول نہیں ہے تو اس سے اصرار کرتے ہی رہے
یہاں تک کہ اس کے حق مظلومیت کو پچیس دینار میں خرید لیا۔
ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ علیؓ بن ابی طالب اور ابن مسعودؓ
آپہنچے اور ان دونوں نے کہا السلام علیک یا امیر المؤمنینؓ
تو عورت اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر کہنے لگی کہ ہائے بُرائی میں
نے امیر المؤمنینؓ کو اُس کے مُنہ پر بُرا بھلا کہدیا۔ تو اُس سے
امیر المؤمنینؓ نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی جرم نہیں خدا تجھ پر رحم
کرے تو عمرؓ نے ایک جلد کا ٹکڑا مانگا جس پر لکھیں مگر نہ ملا
پھر اپنی چادر میں سے جس کو اوڑھ رہے تھے ایک ٹکڑا کاٹا
اور لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ دستاویز ہے اس کی جو عمرؓ نے

عُمرُ بن فلانۃ ظلامتہا مُنذ ولِیَ الیٰ یومِنا ہٰذا بخمسۃ و عشرین دینارًا فما تدّعی عندَ و توفی فی المحشر بین یدی اللّٰہِ عزّ وجلّ فعُمرُ منہ برِیٌ شہد علے ذٰلک علیٌ بن ابیطالب و عبدُ اللّٰہ بنُ مسعود ثم دفع الکتابَ الیٰ علیّ و قال اذا انا تقدّمتُک فاجعلہا فی کفنی وفیہ عن الاوزاعی ان عُمرَ بن الخطاب خرجَ فی سوادِ اللّیل فرآہ طلحۃُ فذہب عُمر فدخلَ بیتًا ثم خرج و دخل بیتًا آخر فلمّا اَصبح طلحۃُ ذہب الیٰ ذٰلک البیتِ فاذا العجوز عمیاء مُقعدۃ فقالَ لہا ما بالُ ہٰذا الرّجل یاتیک قالت انہ مُعاہدی منذ کذا و کذا بما یُصلحنی و یُخرج عنّی الاذی فقالَ طلحۃُ ثکلتک امّک آعثراتِ عمر تتّبع اخرجہ صاحبُ الصفوۃ و الفضائلِ وفیہ روی انہ کانَ یطوف لیلۃً فی المدینۃ فسمعَ امرأۃً تقولُ شعر الا طالَ ہٰذا اللّیلُ و ازورّ جانبہ ؎ ولیس الیٰ جنبی خلیلٌ الاعبہ ؎ فو اللّٰہِ لولا اللّٰہ لاشیَٔ غیرہ ؎ لزعزعَ من ہٰذا السّریر جوانبہ ؎ مخافۃُ ربّی والحیاءُ

فلاں عورت سے اُس کا حقِ مظلومیت خرید اہے جب سے وہ والی بناہے آج کے دن تک پچیس دینار میں تو وہ اب اللہ کے سامنے محشر میں کھڑی ہو کر اگر دعوی کرے تو عمرؓ اس سے بری ہے۔ اس پر گواہ ہیں علی بن ابی طالبؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ۔ پھر وہ تحریر علیؓ کو دیدی اور فرمایا کہ جب میں تم سے پہلے دنیا سے گزرجاؤں تو اس کو میرے کفن میں رکھدینا۔ اور اسی میں ہے کہ اوزاعیؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب رات کے اندھیرے میں نکلے تو اُن کو طلحہؓ نے دیکھا کہ عمرؓ جاتے ہوئے ایک گھر میں داخل ہوئے پھر نکلے اور دوسرے گھر میں داخل ہوئے۔ جب صبح ہوتی تو طلحہؓ اُس گھر میں پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک بوڑھیا ہے اندھی جس کی ٹانگیں ماری ہوئی ہیں تو انھوں نے کہا کہ وہ شخص کیا کرتا ہے جو تیرے پاس آتا ہے۔ اُس نے کہا کہ وہ میری خبر گیری کرنے والا ہے اتنے اور اتنے زمانہ سے جس چیز کی بھی مجھے ضرورت ہوتی ہے اور میرے پاس سے گندگی کو ہٹاتا ہے تو طلحہؓ نے اپنے نفس سے کہا کہ تجھے روئے تیری ماں کیا تو عمرؓ کی لغزشیں معلوم کرنے کے درپے ہوا تھا۔ اس کو اخذ کیا صاحب الصفوہ اور فضائل نے۔ اور اسی میں ہے کہ ایک رات عمر رضی اللہ عنہ مدینہ میں گشت کررہے تھے تو آپ نے سُنا کہ ایک عورت کہہ رہی ہے اشعار الا طالَ ہٰذا اللیل وازورّ جانبہ الخ (ترجمہ) دیکھو یہ رات لمبی ہوگئی اور اس کا گوشہ خوب تاریک ہوگیا۔ اور میرے پہلو میں کوئی دوست نہیں جس کے ساتھ دل لگی کرلوں + تو خدا کی قسم اگر اللہ (روکنے والا) نہ ہوتا جس کے سوا مجھے کوئی شے (روکنے والی) نہیں۔ تو اس چارپائی کی تمام طرفیں (یعنی پٹیاں) ضرور کانپنے لگتیں + اپنے پروردگار کا خوف اور حیا

ترقونے : واکرم بعلی ان تنال مراکبہ :
وفی روایۃ ولکننی اخشی رقیبا موکلا :
بانفسنا لا یفتر الدھر کاتبہ فسال
عمر نساء کم تصبر المرأۃ عن الرجل
فقلن شھرین وفی الثالث یقل
الصبر وفی الرابع ینفد الصبر
فکتب الی امراء الاجناد ان
لا تحبسوا رجلا عن امرأتہ اکثر
من اربعۃ اشھر وفیہ عن الشعبی قال
سمع عمر امرأۃ تقول شعر دعتنی
النفس بعد خروج عمرو : الی
اللذات تطلع اطلاعا : فقلت
لھا عجلت فلا تطاعی : ولو
طالت اقامتہ رباعا : احاذر
ان اطعتک سب نفسی : و
مخزاۃ تجللنی قناعا : فقال
لھا عمر ما الذی یمنعک من
ذلک قالت الحیاء و اکرام
زوجی قال عمر ان فی
الحیاء لھنات ذات الوان من
استحیی استخفی ومن استخفی اتقی
ومن اتقی وقی اخرجہ ابن ابی
الدنیا وفی الاحیاء روی ان عمر کان
یعس فی المدینۃ ذات لیلۃ فرأی
رجلا وامرأۃ علی

مجھے اس کام سے ہٹاتی ہے اور (نیز) میں اپنے شوہر کی عزت کرتی
ہوں کہ اس کے سواری کے مقامات کو دوسرے شخص کو دیدیتے
جائیں۔ اور ایک روایت میں یہ ہے ولکننی اخشی الخ یعنی
لیکن میں ڈرتی ہوں ایک ایسے نگہبان سے جو ہمارے نفسوں پر
مؤکل ہے جو کبھی سستی نہیں کرتا ہمیشہ ہر ایک حال لکھتا ہی
رہتا ہے۔ تو عمرؓ نے عورتوں سے پوچھا کہ کتنے عرصہ تک عورت
مرد سے صبر کر لیتی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ دو مہینے اور تیسرے
مہینے میں صبر کم ہونے لگے گا اور چوتھے مہینے میں ختم ہو جائے گا
تو آپ نے فوجوں کے امراء کو لکھا کہ کسی شخص کو اپنی بیوی
کے پاس جانے سے چار مہینے سے زیادہ نہ روکا جائے۔ اور اسی
میں ہے کہ مروی ہے شعبیؒ سے کہ عمرؓ نے سنا کہ ایک عورت کہہ
رہی ہے اشعار دعتنی النفس بعد خروج عمرو الخ (ترجمہ)
عمرو کے جانے کے بعد مجھے نفس نے لذات کی طرف بلایا (اور ان
کے حاصل کرنے کی) بہت سی صورتیں دیکھ رہا ہے تو میں نے
اس سے کہا کہ تو نے جلدی کی تیری بات نہیں مانی جاتی گی
اگرچہ عمرو کا قیام منازل میں طویل ہو جائے + اگر میں نے
تیری بات مان لی تو میں اپنی ذات پر گالیاں پڑنے سے ڈرتی
ہوں اور ایسی رسوائی سے جو میرے چہرے پر برقع بن کر چھا
جائے گی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اس (برائی) سے تجھے کیا چیز
روکتی ہے؟ تو اس نے کہا کہ حیاء اور اپنے شوہر کا اکرام۔ تو
عمرؓ نے فرمایا کہ بیشک حیاء میں بہت سی خصلتیں مختلف الوان
کی شامل ہو جاتی ہیں۔ جو حیا کرے گا وہ چھپا رہے گا اور جو چھپا
رہے گا وہ متقی ہو گا اور جو متقی ہو گا وہ بچا رہے گا، اس کو ابن
ابی الدنیا نے روایت کیا۔ اور احیاء میں ہے کہ ایک رات عمرؓ
مدینہ میں گشت کر رہے تھے تو آپ نے ایک مرد اور ایک عورت کو

فاحشة فلما اصبح قال للناس ارأيتم
لو ان اماماً رأى رجلاً و امرأة على
فاحشة فاقام عليهما الحد ما كنتم فاعلين
قالوا انما انت امام فقال علي ليس لك
ذلك اذاً يقام الحد عليك ان الله
تعالى لم يأمن على هذا الامر اقل من
اربعة شهداء ثم تركهم ما شاء الله ان
يتركهم ثم سألهم فقال القوم مثل
مقالتهم الاولى و قال علي مثل
مقالته قال الغزالي و هذا مشير
الى ان عمر كان مترددا في
هذه المسألة وفيه عن عبدالرحمن
ابن عوف قال حرست مع عمر ليلة
بالمدينة فبينا نحن نمشي اذ ظهر لنا
سراج فانطلقنا نؤمه فلما دنونا اذا
باب مغلق على قوم لهم اصوات و لغط
فاخذ عمر بيدي و قال أتدري بيت من
هذا قلت لا قال هذا بيت ربيعة بن
امية بن خلف و هم الآن شرب
فما ترى قلت ارى انا قد اتينا
ما نهانا الله تعالى عنه قال الله تعالى
ولا تجسسوا فرجع عمر و تركهم و
فيه روى ان عمر كان
يعس بالمدينة الليل فسمع
صوت

فحش حال میں دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں سے کہا کہ تمھاری
کیا رائے ہے کہ اگر ایک امام نے ایک مرد اور عورت کو فحش
حالت پر دیکھا اور پھر اُن دونوں پر حد کو قائم کر دیا تو تم کیا
کروگے۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپ امام ہیں (آپ کو اختیار ہے)
مگر علی رضہ نے کہا کہ اس کا اختیار نہیں۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو آپ
کے اوپر حد قائم کی جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نہیں
مانتے اس امر میں چار گواہوں سے کم کی شہادت کو۔ پھر عمر رضہ نے
اُن (سے اس پر کلام) کو چھوڑے رکھا جب تک اللہ نے چاہا
کہ چھوڑے رکھیں۔ پھر اُن سے پوچھا تو قوم نے اسی طرح جیسے
پہلے کہا تھا جواب دیا اور علی رضہ نے بھی وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔
غزالی رحمہ نے کہا کہ یہ (تکرارِ سوال) اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ عمر رضہ
اس مسئلہ میں متردد تھے۔ اور اسی میں ہے کہ عبدالرحمن بن
عوف رضہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک رات عمر رضہ کے ساتھ مل کر
مدینہ کا گشت کیا تو ایسے وقت کہ ہم چلے جا رہے تھے ہم کو ایک
چراغ نظر آیا تو ہم اُسی کے قصد سے آگے چلے۔ جب ہم قریب
پہنچ گئے تو دیکھا کہ ایک قوم نے (یعنی چند ہم مشرب لوگوں نے)
دروازہ بند کر رکھا ہے اور اُن کی آوازیں اور ملے جلے الفاظ
بلند ہو رہے ہیں۔ تو عمر رضہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ کیا تم
جانتے ہو کہ یہ کس کا گھر ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا کہ یہ گھر ہے
رَبیعہ بن اُمیّہ بن خلف کا اور وہ اس وقت شراب پیتے ہوئے
ہیں تو تمھاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ میری رائے تو یہ
ہے کہ ہم اب اس حد پر آگئے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں
منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا (اور تجسس
نہ کرو) تو عمر رضہ واپس ہوئے اور اُن کو چھوڑ دیا۔ اور اسی میں
ہے کہ عمر رضہ ایک رات مدینہ میں گشت کر رہے تھے تو ایک شخص کی آواز

رجل فی بیتٍ یتغنّٰی فتسوّر علیہ فوجد
رجلاً عندہ امرأۃٌ و خمرٌ فقال یا
عدوّ اللہ أظننتَ ان اللہ تعالٰی
یسترک وانت علٰی معصیتہ
فقال وانتَ یا امیر المؤمنین فلا
تعجل ان اکُ عصیتُ اللہ فی
واحدۃٍ فانت عصیتہ فی ثلاثٍ قال
اللہ تعالٰی وَلَا تَجَسَّسُوْا وقد تجسّست
وقال تعالٰی وَلَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا
الْبُیُوْتَ مِنْ ظُھُوْرِھَا وقد تسوّرتَ
علیّ وقال تعالٰی لَا تَدْخُلُوْا
بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ وقد دخلتَ
بیتی بغیر اذنٍ ولا سلامٍ فقال عمر ھل
عندکم من خیرٍ ان عفوتُ عنک قال
نعم یا امیر المؤمنین لئن عفوتَ
عنّی لا اعود لمثلھا ابدًا فعفا
عنہ در روضۃ الاحباب مرویست
از اسلم مولائے فاروق رض کہ شبے
از شبہا با امیر المؤمنین در اطرافِ
مدینہ می گشتم ساعتے برائے استراحت
بر جانبِ دیوارے تکیہ فرمود
شنید کہ ضعیفۃ باصبیۃ خود
مے گفت برخیز شیر را باآب بیامیز دخترہ
گفت نمی دانی کہ منادیِ امیر المؤمنین
ندا در دادہ لا یُشابُ اللبنُ
آمیختہ نشود ۱۲

میں سے سنی جو گا رہا تھا تو اس کو دیوار کے اوپر سے جھانک کر دیکھا
تو پایا کہ اس کے سامنے ایک عورت ہے اور شراب رکھی ہے تو انھوں
نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن کیا تو نے یہ گمان کر لیا تھا کہ اللہ
تعالیٰ تجھے چھپاتے رکھے گا اور تو اس کی نافرمانی پر قائم رہیگا۔
تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رض! آپ بھی (نافرمان ہیں)
تو جلدی نہ کیجئے اگر میں نے اللہ کی نافرمانی کی ایک بات میں تو
آپ نے اس کی نافرمانی کی تین باتوں میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وَلَا تَجَسَّسُوْا۔ اور آپ نے تجسس کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وَلَیْسَ الْبِرُّ الخ (۲: ۱۸۹) اور یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ گھروں
میں اُن کی پشت کی طرف سے آیا کرو۔" اور آپ دیوار پھلانگ کر
میرے پاس آئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا
الخ (۲۴: ۱۸۹) تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں
داخل مت ہونا جب تک کہ (ان سے) اجازت حاصل نہ کرلو اور
گھر والوں کو سلام نہ کرلو۔" اور آپ میرے گھر میں داخل ہوئے
بغیر اذن کے اور بغیر سلام کے۔ تو عمر رض نے کہا کہ کیا تم سے خیر
کی امید کیجاتے اگر میں تجھ کو معاف کردوں؟ اس نے کہا کہ ہاں
اے امیر المؤمنین اگر آپ نے مجھ کو معاف کر دیا تو میں کبھی ایسی
شے کی طرف نہ لوٹوں گا تو آپ نے اس کو معاف کر دیا۔ اور
روضۃ الاحباب میں مروی ہے اسلم رض سے جو حضرت فاروق رض کے
آزاد کردہ تھے کہ بعض راتوں میں سے ایک رات میں میں امیر المؤمنین رض
کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں پھر رہا تھا۔ آپ نے ایک گھڑی
کے لئے استراحت کی غرض سے ایک دیوار کی جانب سہارا لیا۔ آپ
نے سنا کہ ایک بڑھیا اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ اٹھ دودھ
میں۔۔ پانی۔۔۔ ملا دے۔ لڑکی نے کہا کہ آپ نہیں جانتیں۔ کہ امیر
المؤمنین رض کے منادی نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ دودھ میں پانی

بالآئیم. مادر گفت نہ درین ساعت امیر المؤمنین رض
حاضر است و نہ منادیٔ او دختر گفت واللہ
سزاوار نیست مارا کہ در ملاء اطاعت کنیم و در
خلوت عصیان ورزیم فاروقِ اعظم رض بغایت
خوش وقت شد و گفت اے اسلم این سرائے را
نشان کنی روزِ دیگر آنجا کس فرستاد و آن دختر
را برائے پسر خویش عاصم خطبہ کرد و عاصم را از وے
دخترے پیدا شد عمرؒ بن عبد العزیز از نسل
آن دختر بود و نیز مرویست از عبد اللہ بن بریدہ
اسلمی کہ فاروقِ اعظم رض شبے در بازارِ مدینہ سیر می
نمود ناگاہ شنید کہ زنے این بیت می خواند بیت
اَلَاسَبِیْلَ اِلٰی خَمْرٍ فَاَشْرَبُھَا ٭ ام لا سبیل الی
نَصْرِ بن حجاج ٭ بامدادان پرسید کہ نصر بن حجاج کیست
گفتند جوانے ست از بنی سلیم رشیق القد صبیح الخد
حسن الشعر اورا خواند و حلاق را فرمود کہ سر او را
بتراشد دید کہ جمالِ او چنانکہ بود ہست از بیت
المال چیزے بداد و از مدینہ او را اخراج نمود آخر ما
از وے خیانتے بظہور رسید و فراستِ عمر رض کار خود کرد و
از عبد الرحمن بن عوف مروی ست کہ فاروق رض
بخانۂ من آمد گفتم چرا مرا نہ طلبیدی فرمود
بمن خبر رسیدہ است کہ درین وقت قافلہ در ظاہر مدینہ
فرود آمدہ است و اہلِ قافلہ از کلالِ سفر بخواب
غریق رفتہ اند بیا تا محافظتِ ایشان نمائیم بر سر تلے
رفتیم و تا صباح بیدار بودیم و از ابو ہریرہ رض
مروی است کہ مے گفت

نہ بلایا جائے۔ ماں نے کہا کہ نہ اس وقت امیر المؤمنین رض موجود ہے
اور نہ اُس کا منادی۔ لڑکی نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بات تو ہمارے
لئے شایان نہیں ہے کہ سامنے تو ہم اُن کی اطاعت کریں اور خلوت
میں نافرمانی کرنے لگیں۔ فاروقِ اعظم رض یہ سُنکر بہت خوش ہوئے
اور فرمایا اے اسلم اس مکان پر نشان لگادے۔ دوسرے دن آپ
نے کسی کو بھیجا اور اس لڑکی کا رشتہ اپنے بیٹے عاصم سے کرلیا۔
اُس سے عاصم کی ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ عمرؒ بن عبد العزیز اسی
لڑکی کی اولاد میں سے تھے۔ اور نیز عبد اللہ بن بُریدہ اسلمی سے
مروی ہے کہ ایک رات فاروقِ اعظم رض مدینہ کے بازار میں پھر رہے
تھے کہ آپ نے سُنا کہ ایک عورت یہ بیت پڑھ رہی ہے بیت
الا سبیل الی خمر الخ (ترجمہ) کیا کوئی راہ شراب حاصل کرنے
کی نہیں کہ مَیں اُس کو پی لوں۔ یا کوئی راہ نہیں نصر بن حجاج سے
ملنے کی۔" صبح کو آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ نصر بن حجاج کون
ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ بنی سلیم میں کا ایک جوان ہے موزوں
قد اور سفید رخسار اور خوب صورت بالوں والا۔ آپ نے اُس کو بلایا
اور نائی کو حکم دیا کہ اس کا سر مونڈ دے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ اس کا
جمال جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہے۔ تو آپ نے اس کو بیت المال
میں سے کچھ دیدیا اور اس کو مدینہ سے نکال دیا۔ انجام کار اس سے
ایک خیانت ظہور میں آئی اور عمر رض کی فراست نے اپنا کام کیا۔
اور عبد الرحمن بن عوف رض سے مروی ہے کہ فاروق رض میرے گھر میں
آئے۔ مَیں نے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہیں بلایا فرمایا کہ
مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس وقت قافلہ مدینہ کے باہر اُترا ہے اور
قافلہ والے سفر کے تھکان سے گہری نیند سو گئے ہیں۔ چلو
تاکہ اُن کی حفاظت کریں۔ تو ہم ایک ٹیلے پر پہنچ گئے اور صبح
تک جاگتے رہے۔ اور ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ

رحمتِ خدا تعالیٰ بر قبرِ فاروق رضؓ نازل باد در عامِ رمادہ دیدم کہ دو انبانِ نان بر پشتِ خود برداشتہ و بیگۂ ازیت بدست گرفتہ میرفت و اسلم رفیقِ او بود در حملِ آن من نیز با او رفتم تا آنکہ رسیدم بچشمہ صِرار دیدم کہ بیست خانہ دار از بنی محارب در انجا فرود آمدند پرسید کہ سبب قدوم شما چیست اظہارِ جوع نمودند فی الحال بارہا بر زمین افگند و از برائے طباخی ایشان در ایستاد تا طعام مہیا کرد و ایشان را اطعام نمود انگاہ اسلم را بمدینہ فرستاد تا برائے ایشان شترے چند از اطعمہ و کسوت آورد و برایشان قسمت فرمود و مرفہ الحال و مقضی الاوطار باوطار خود باز گشتند و از انجملہ آنکہ در محافظتِ بیت المال دقیقہ فرو نمے گذاشت در روضۃ الاحباب مذکور است کہ احنف بن قیس با جمعے از وجوہ عرب از جانب عراق بجنابِ فاروقِ اعظم رضؓ آمدند مے بینند کہ وے عبا خود را بمیان زدہ در طلب شترے گم شدہ از شترانِ صدقہ در حالِ کمالِ حرارت ہوا تردد می کند چون احنف را دید فرمود یا احنف ساعتے با من رفاقت کن در طلب این اشتر چہ حق یتامیٰ و مساکین و اراملِ دران ہست مردے از قوم گفت یا امیر المومنین رضؓ چرا نمے فرمائی کہ بندۂ از بندگانِ صدقہ درین امر قیام نماید

خدا کی رحمت نازل ہو فاروق رضؓ کی قبر پر میں نے عام رمادہ (ایک قحط کے سال کا نام) میں دیکھا کہ وہ گٹھڑیاں روٹیوں کے سامان کو اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے اور روغن کا کپا ہاتھ میں لئے ہوئے جا رہے تھے اور اسلم آپ کا ساتھی تھا اس کے اٹھانے میں میں بھی اُن کے ساتھ گیا، یہاں تک کہ ہم چشمہ صرار عہ پر پہنچے۔ میں نے دیکھا کہ بنو محارب کے بیس گھر والے وہاں اُترے ہیں اُن سے پوچھا کہ تمہارے آنے کا کیا سبب ہے؛ تو انھوں نے بھوک کا اظہار کیا۔ آپ رضؓ نے جبھی اُن بوجھوں کو زمین پر.... ڈال دیا اور روٹیوں کی تیاری کے لئے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ کھانا تیار کر کے اُن کو کھلا دیا۔ پھر اُسی وقت اسلم کو مدینہ بھیجا یہاں تک کہ وہ اُن کے لئے چند اُونٹ کھانے کے سامان اور کپڑے سے لدے ہوئے لایا اور آپ رضؓ نے یہ سب اُن پر تقسیم فرما دیا اور یہ سب لوگ خوش حال اور حاجت روائی کے ساتھ اپنے وطنوں کو واپس ہوئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بیت المال کی محافظت میں آپ رضؓ نے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ احنف بن قیس سردارانِ عرب کی ایک جماعت کے ساتھ عراق کی جانب سے فاروقِ اعظم رضؓ کی خدمت میں آئے۔ دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی عبا کو کمر پر باندھے ہوئے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک گم شدہ اُونٹ کی تلاش میں اس حالت میں کہ سخت گرم ہوا (یعنی لُو) چل رہی تھی پھر رہے تھے۔ جب آپ رضؓ نے احنف کو دیکھا تو فرمایا کہ اے احنف! تھوڑی دیر اس اونٹ کی تلاش میں میرا ساتھ دو کیونکہ اس میں یتیموں کا اور مسکینوں اور بیواؤں کا حق ہے۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین رضؓ! آپ صدقہ کے غلاموں میں سے کسی غلام کو اس کام کے انجام دینے کا حکم کیوں نہیں دیتے؟

عہ زیر کے ساتھ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک قدیم کنواں ہے ۱۲

فرمود ای عبدٍ اُعْبُدُ مِنِّی و من الاحنف
ہر کسے کہ والی امر مسلمانان شد واجب
است بروے آنچہ واجب است بر بندہ
برائے خواجہ۔ وفی الرّیاض عن ابی بکر
العنسی قال دخلتُ مع عُمر و عثمانَ و
علیؓ مکانَ الصدقۃ فجلس عثمان
فی الظلِّ یکتبُ و قام علیؓ علیٰ
رأسہ یُملی علیہ مایقول عمرُ و عمر
قائم فی الشمس فی یومٍ شدید الحرّ
علیہ بُردتانِ سوداوانِ مُؤتزرٌ
بواحدۃٍ و قد وضع الاخرٰی علیٰ
رأسہ و ہو یتفقّدُ ابلَ الصدقۃ
ویکتبُ الوانہا و اسنانہا فقالَ
علیؓ لعثمانَ ماسمعتَ قول ابنۃ
شعیب فی کتاب اللہ عزّ وجلّ یٰٓاَبَتِ
اسْتَاْجِرْہُ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ
الْاَمِیْنُ و اشارَ الیٰ عُمر و قال ہٰذا القویُّ الامینُ
اخرجہ المخلص و ابن السمّان فی الموافقۃ
وفیہ عن محمد بن علی بن حسین عن مولےٰ
لعثمان بن عفان قال بینا انا مع عثمان فی
مالٍ لہ بالعالیۃ فی یومٍ صائفٍ اذ رآے
رجلاً یسوقُ بکرَین وعلی الارض
مثل الفراش من الحرّ فقال عثمان ما علیٰ
ہذا لو اقام بالمدینۃ حتیّٰ یبرُدَ
ثمّ یروحُ ثمّ دنیٰ الرّجلُ

آپ نے فرمایا کہ اور (اللہ کے) غلاموں میں سے مجھ سے اور احنف سے
زیادہ غلام کونسا ہے۔ جو شخص کہ امر مسلمین کا والی ہوگیا اس پر
وہ سب کچھ واجب ہے جو کسی آقا کے غلام پر آقا کے لئے واجب
ہوتا ہے۔ اور ریاض میں ہے کہ مروی ہے ابوبکر عنسی سے کہا کہ میں
عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کے ساتھ صدقے کے مکان میں پہنچا
تو عثمانؓ سایہ میں بیٹھ کر لکھنے لگے اور علیؓ ان کے سرہانے
کھڑے ہو کر جو کچھ عمرؓ بولتے تھے اس کو لکھواتے جاتے تھے
اور عمرؓ دھوپ میں کھڑے ہوئے تھے ایسے دن میں جو سخت گرمی
کا تھا ان کے بدن پر دو سیاہ چادریں تھیں ایک کو لنگی بنا
رکھا تھا اور دوسری کو سر پر اوڑھ رکھا تھا اور وہ صدقے کے
اونٹوں پر غور کرتے جاتے تھے اور ان کے رنگ اور دانت لکھواتے
تھے تو علیؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ کیا تم نے شعیبؑ کی بیٹی کا
قول نہیں سنا کتاب اللہ عزّ وجلّ میں یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْہُ الخ
(۲۸: ۲۶) ابا جان آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ
شخص ہے جو مضبوط ہو اور امانتدار ہو" اور اشارہ کیا عمرؓ
کی طرف اور کہا یہ ہے قوی امین، اس کو اخذ کیا مخلص نے اور
ابن السمان نے الموافقہ میں۔ اور اسی میں ہے کہ روایت ہے
محمد بن علی بن حسین سے وہ روایت کرتے ہیں عثمانؓ بن عفان
کے ایک آزاد کردہ سے اس نے کہا ایسے وقت کہ میں عثمانؓ
کے ساتھ ان کی اس جائداد میں تھا جو عالیہ (یعنی مدینہ کی بلند
جانب) میں تھی سخت گرم دن میں کہ دفعۃً انہوں نے ایک
شخص کو دیکھا کہ وہ دو جوان اونٹوں کو ہنکار رہا ہے اور زمین
پر تپش کی وجہ سے پتنگے اڑتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔ تو
عثمانؓ نے کہا کہ اس شخص کا کیا حرج ہوتا اگر یہ شہر میں ٹھہر جاتا
یہاں تک کہ ٹھنڈ ہو جاتی پھر شام کو آجاتا۔ پھر وہ شخص قریب ہو گیا

فقالَ اُنظر من ہٰذا فنظرتُ فقلتُ اریٰ رجُلاً مُعتمًّا بردائہٖ یسوق بکرین ثم دنے الرجلُ فقالَ انظر فنظرتُ فاذا ہو عمر بن الخطاب فقلتُ ہٰذا امیرُ المؤمنین فقام عثمانُ فاخرجَ رأسہ من الباب فاذا لفحُ السّمُوم (سوزش) فاعادَ رأسہ حتے اذا حاذاہ قالَ ما اَخرجک ہٰذہ الساعۃَ فقال بکرانِ من ابل الصدقۃ تخلّفا وقد مضے بابل الصّدقۃ فاردتُ ان اُلحقہما بالحِمٰی (چراگاہ شتران صدقہ) وخشیتُ اَن یَضیعا فیسألنی اللّٰہ عنہما فقال عثمان یاامیرالمؤمنین ھلمّ الے الماءِ و الظلّ ونکفیک قالَ عُد الے ظِلّک و مَضے فقالَ عثمان مَن اَحبَّ ان ینظر الے القویّ الامینِ فلینظُر الےٰ ہٰذا اخرجہ الشّافعیّ فی مسندہٖ وفے الاحیاء روے ان عمر وَصَلَہ مِسکٌ من البحرَین فقالَ وَدِدتُ لو ان امرأۃً وَزنتہ حتے اقسمہ بینَ المسلمین فقالت امرأتہ عاتِکۃُ اَنا اُجیدُ الوزنَ (نیکو خواہم سنجید) فسکت عنہا ثم اعادَ القولَ فاعادتِ الجوابَ فقالَ لا اَحبَبتُ اَن تضعیہ فے الکفّۃِ ثم تقولین ہٰکذا یعنے تُوثّر فیہا اثرَ الغبارِ فتمسحین بہا عنقکِ فاُصیبُ

تو مجھ سے کہا کہ دیکھ یہ کون شخص ہے تو میں نے نظر ڈالی اور کہا کہ میں ایک ایسے شخص کو دیکھ رہا ہوں جو اپنی چادر سر کو لپیٹے ہوئے ہے اور دو نوجوان اونٹوں کو ہنکا کر لا رہا ہے۔ پھر وہ شخص کچھ اور نزدیک ہوا پھر کہا کہ اب دیکھ (شاید پہچانا جا سکے) میں نے نظر ڈالی تو وہ عمرؓ بن الخطاب نکلے۔ میں نے کہا کہ یہ تو امیر المؤمنینؓ ہیں تو عثمانؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اپنا سر دروازے سے باہر نکالا تو ایک لُو کا جھونکا ان کو لگا تو انھوں نے پھر اپنا سر اندر کو لوٹا لیا۔ اتنے میں وہ ان کے سامنے آ گئے۔ عثمانؓ نے کہا کہ ایسے وقت میں نکلنے کی کیا ضرورت پیش آئی تو انھوں نے کہا کہ صدقہ کے اونٹوں میں کے دو نوجوان اونٹ پیچھے رہ گئے اور تمام اونٹ گزر چکے تو میں نے ارادہ کیا کہ ان کو بھی چراگاہ تک پہنچا دوں اور مجھے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو گیا تو یہ فکر ہوا کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے باز پرس کرے گا ان دونوں کے بارے میں۔ پھر عثمانؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ پانی اور سائے کی طرف آ جائیے اور یہ کام ہم کر لیں گے تو کہا کہ تم اپنے سایہ کی طرف لوٹ جاؤ اور چل دیئے تو عثمانؓ نے کہا کہ جو قوی امین کی طرف دیکھنا چاہے تو اس شخص کو دیکھ لے۔ اس کو شافعیؒ نے اپنی مسند میں لیا ہے۔ اور احیاء میں ہے کہ روایت ہے کہ عمرؓ کے پاس بحرین سے مشک پہنچی تو کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی عورت اس کو تول دیتی تاکہ میں اس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔ تو ان کی بی بی عاتکہ نے کہا کہ میں عمدگی کے ساتھ تول دوں گی تو ان کو جواب نہ دیا۔ پھر وہی بات دوبارہ فرمائی تو انھوں نے بھی وہی جواب لوٹایا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تو اس کو ہتھیلی پر رکھے، پھر تو ایسا کرلے۔ آپؓ یہ مراد لے رہے تھے کہ ہتھیلی پر جو غبار لگا رہ جائے گا وہ تو اپنی گردن پر مل لے تو اس صورت سے

بذلک فضلاً علے المسلمین وفیہ روے
ان عبد اللہ وعبید اللہ ابنے عمر
اشتریا ابلاً فبعثاہا الے الحمے فرعت
فیہ حتے سمنت فقال عمر رعیتما فے
الحمے فقالا نعم فشاطرہما وفیہ کان
عمر یقسم بیت المال فدخلت ابنۃ لہ
فاخذت درہما من المال فنہض عمر
فے طلبہا فسقطت الملحفۃ عن احد
منکبیہ ودخلت الصبیۃ بیت
اہلہا تبکے وجعلت الدرہم فی فیہا
فادخل عمر اصبعہ فاخرجہ من فیہا
وطرحہ علے الخراج وقال ایہا الناس
لیس لعمر ولا لآل عمر الا ما للمسلمین
قریبہم وبعیدہم وفیہ کسح (جاروب داد) ابو موسے
بیت المال فوجد درہما فمر بنی لعمر
فاعطاہ ایاہ فرآہ عمر فے ید الغلام فسألہ
عنہ فقال اعطانیہ ابو موسے فقال
یا ابا موسے ماکان فے اہل المدینۃ بیت
اہون علیک من آل عمر اردت
ان لا یبقے (حقیر تر) احد من امۃ محمد
صلے اللہ علیہ وسلم الا
طلبنا بمظلمۃ ورد الدرہم فے
بیت المال من کتاب تنبیہ الغافلین
عن علے قال رأیت عمر
علے کتفہ قتب (سازو پالان شتر) یعدو بہ

میں اور مسلمانوں سے زیادہ حصّہ پاؤں گا۔ اور اسی میں ہے کہ عمرؓ
کے دونوں بیٹوں عبد اللہؓ اور عبید اللہؓ نے ایک اونٹنی خریدی
اور اس کو چراگاہ بھیجدیا جس میں وہ چرتی رہی یہاں تک کہ موٹی
ہوگئی۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کو چراگاہ میں چرایا ؟
انھوں نے کہا کہ ہاں۔ تو ان سے آدھی قیمت وصول کی۔ اور
اسی میں ہے کہ عمرؓ بیت المال کا مال تقسیم کر رہے تھے تو اُن کی
ایک بیٹی آگئی اور اُس نے مال میں سے ایک درہم اُٹھالیا تو عمرؓ
اُس سے لینے کے لئے اُٹھے (اور وہ بھاگی) تو اُس کے ایک کندھے
پر سے اوڑھنی گرگئی اور وہ لڑکی روتی ہوئی اپنے رشتہ دار کے
گھر میں داخل ہوگئی اور اس نے درہم اپنے مُنہ میں ڈال لیا تھا
تو عمرؓ نے اُس کے مُنہ میں اُنگلی ڈال کر وہ درہم نکالا اور اُس کو
مال میں لاکر ڈالا اور کہا اے لوگو! عمر کا اور اس کی اولاد کا کوئی
حق نہیں مگر اتنا جس قدر عام مسلمانوں کا ہے قریب کے اور دُور
کے۔ اور اُسی میں ہے کہ ابو موسیٰؓ نے بیت المال میں جھاڑو دی
تو انھوں نے ایک درہم پایا۔ پھر عمرؓ کا ایک چھوٹا لڑکا آگیا تو
وہ اُس کو دے دیا۔ اس کے بعد عمرؓ نے وہ درہم اس لڑکے کے
ہاتھ میں دیکھ لیا تو اُس سے اُس کے بارے میں پوچھا تو اس نے
کہا کہ یہ مجھے ابو موسیٰؓ نے دیا ہے تو (یہ معلوم کرلینے کے بعد کہ یہ
درہم بیت المال کا ہے) آپ نے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ اہلِ مدینہ
میں سے آلِ عمر کے گھر سے زیادہ حقیر تیرے نزدیک کوئی گھر نہیں تھا۔
تو نے یہ ارادہ کیا کہ اُمتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی بھی
باقی نہ رہے مگر وہ ہم سے مطالبہ کرے اپنے حق پر درازدستی کا۔ اور
آپ نے وہ درہم بیت المال میں لوٹا دیا۔ کتاب تنبیہ الغافلین میں
ہے کہ علیؓ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ مَیں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ
اونٹ کا سازو پالان کندھے پر رکھے ہوئے البطح کی طرف جھپٹے

بالایلچ فقلتُ یا امیر المؤمنین این تسیر
قالَ بعیر ندَّ من الصدقۃ اطلبہ
فقلتُ لہ لقد اَذْلَلْتَ الخلفاءَ من
بعدِک قال لا تَلُمْنِی یا ابا الحسن
فوالذی بعث محمدًا بالنبوۃ لو ان عناقًا
ذہبتْ بشاطیٔ الفراتِ لَاُخِذَ بہا
عمر یوم القیٰمۃ انہ لا حرمۃ لوالٍ
ضَیَّعَ المسلمین و لا لفاسقٍ رَوَّعَ
المؤمنین وفیہ عن عمر انہ اُتِیَ
بزیتٍ من الشام. وکان الزیتُ
فی الجفان یعنی فی القصاع وعمر
یقسمہ بین الناس بالاقداح وعندہ
ابنٌ لہ شعرانی قاعدٌ فلما فرغ جفنتہ مَسَحَ
بقیتہا برأسہ فنظر الیہ عمر فقال اریٰ
شعرک شدید الرغبۃ علی زیتِ المسلمین
ثم اخذ بیدہ فانطلق بہ الی الحجام
فجزَّ شعرہ فقال ہذا اہونُ علیک
و از انجملہ آنکہ تفحص خانہائے مسلمانان
مے کرد اگر در تدبیر خللے مے دید
اصلاح آن مے فرمود فی الریاض النضرۃ
ان رجلاً من الموالی خطب الی رجلٍ
من قریش اختہ واعطاہا
مالاً جزیلاً فابی القرشی من
تزوجہا فقال عمر ما
منعک ان تزوجہ

جارہے ہیں تو میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کہاں جارہے
ہیں؟ تو کہا کہ صدقہ کا ایک اونٹ جدا ہو گیا اس کو پکڑنے کے لئے
جارہا ہوں تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ نے اپنے بعد ہونے والے
خلفاء کو ذلت میں ڈال دیا تو فرمایا کہ اے ابوالحسن مجھے ملامت
نہ کر قسم ہے اُس ذات کی جس نے محمدؐ کو نبوت کے ساتھ مبعوث
کیا اگر ایک بکری کا بچہ بھی کنارۂ فرات پر ضائع ہو گیا تو قیامت
کے دن اُس پر عمرؓ پکڑا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے والی کی
کوئی حرمت نہیں جو مسلمانوں کو ضائع کردے اور نہ ایسے فاسق
کی جو مسلمانوں کو خوف زدہ کرے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے
کہ عمرؓ کے پاس زیتون کا تیل لایا گیا شام سے اور (آپ کے سامنے)
وہ تیل جفان یعنی کونڈوں میں رکھا ہوا تھا اور عمرؓ اس کو پیالوں
کے ذریعہ لوگوں کو تقسیم کر رہے تھے اور اُن کے پاس اُن کا
ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جس کے سر پر لمبے بال تھے۔ جب تیل
کا کونڈا خالی ہو گیا تو جو تیل اس کو لگا رہ گیا تھا اس نے پونچھ
وہ اپنے سر کو مل لیا تو اُس کو عمرؓ نے دیکھا اور کہا کہ میں تیرے
بالوں کو دیکھتا ہوں کہ ان کو بڑی رغبت ہے مسلمانوں کے تیل کی
طرف پھر اُس کا ہاتھ پکڑا اور حجام کے پاس لے کر گئے اور اُس
کے بال کٹوادیئے۔ پھر فرمایا کہ یہ تیرے لئے آسان ہے (جب
بال ہی نہ ہوں گے تو تیل کی ضرورت نہیں پڑے گی) اور ان
میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کے گھریلو حالات معلوم کرتے اگر
کوئی پہلو رخنہ کا نظر آتا تو اُس کی اصلاح فرماتے۔ ریاض نضرہ
میں ہے کہ موالی میں سے ایک شخص نے ایک قریشی شخص کے
یہاں اُس کی بہن سے اپنا رشتہ بھیجا اور اُس لڑکی کو بہت سا
مال دیا تو قریشی نے اُس سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تو عمرؓ
نے اُس سے کہا کہ اس کے ساتھ شادی کرنے سے تجھ کو کیا بات مانع ہوئی

فانّ لہٗ صلاحًا و قد احسن عطیۃ اختک فقال القرشی یا امیر المؤمنین انّ لنا حسبًا و انہٗ لیس لہا بکفوٍ فقال عمر لقد جاءک بحسب الدنیا و الآخرۃ اما حسبُ الدنیا فالمالُ و امّا حسب الآخرۃ التقوٰی زوّج الرجل ان کانت المرأۃُ راضیۃً فراجعہا اخوہا فرضیتْ فزوّجہا منہ وعن ابن عمر قالَ کتبَ عمر بن الخطاب فیمن غابَ من الرّجالِ من اہلِ المدینۃِ عن نساءہم یردّوہم فلیرجعوا الیہنّ او یطلّقوہنّ او لیبعثوا الیہنّ بالنّفقۃ فمن طلّق بعثَ بنفقۃِ ما ترکَ اخرجہ الابہری و اخرج مالک ان عُمر کان یذہب الی العوالی کلّ یوم سبتٍ فاذا وجدَ عبدًا فی عملٍ لا یُطیقہ وضعَ عملَہ منہ و از انجملہ آنکہ رعایت صلۂ اقارب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بابلغ وجوہ می فرمود فی الریاض عن الزہری قال کانَ عمر اذا اتاہ مالُ العراق او خمُسُ العراق لم یدَعْ رجلاً من بنی ہاشم عزبًا الا زوّجہ ولا رجلاً لیس لہ خادم الّا اخدمہ و فیہ عن محمدّ بن علی قال

وہ تو نیک شخص ہے اور اس نے تیری بہن کو اچھا عطیہ بھی دیا تو قرشی نے کہا کہ اے امیر المومنین ہمارا عمدہ حسب ہے اور وہ شخص اس کا کفو (یعنی برابر کا) نہیں ہے۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ درحقیقت تیرے پاس دنیا کا حسب بھی آگیا اور آخرت کا بھی۔ دنیا کا حسب تو مال ہے، رہا آخرت کا حسب تو وہ تقوٰی ہے۔ اس شخص کے ساتھ نکاح کردے اگر عورت راضی ہو۔ تو اس کے بھائی نے اپنی بہن سے مراجعت کی (یعنی دریافت کیا) تو وہ راضی ہوگئی تو اس کا نکاح اس شخص سے کردیا۔ اور مروی ہے ابن عباس رضؓ سے کہا کہ لکھا عمر رضؓ بن الخطاب نے (امراء کو) اہل مدینہ میں سے ان لوگوں کے بارے میں لکھوا اپنی بیبیوں سے غائب تھے کہ وہ ان کو لوٹائیں اور ان لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیویوں کے پاس آئیں یا ان کو طلاق دیں یا ان کے پاس ان کا خرچ بھیجیں۔ تو جس نے طلاق دی تو اس نے جب سے چھوڑا تھا اس وقت تک کا نفقہ بھیجا، اس روایت کو اخذ کیا ابہری نے۔ اور روایت کیا مالکؒ نے کہ عمر رضؓ ہر سنیچر کے دن عوالی کی طرف جایا کرتے تھے (یعنی نجد سے اوپر تہامہ تک) تو جب کسی غلام کو ایسے کام پر لگا ہوا پاتے جس کی اس میں طاقت نہ ہوتی تو اس کام سے اس کو ہٹا دیتے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقارب کے ساتھ نیک برتاؤ کا بہت اچھی طرح لحاظ رکھتے تھے۔ ریاض میں ہے کہ مروی ہے زہری سے کہا کہ عمر رضؓ کے پاس جب عراق کا مال آتا تھا یا عراق کا خمس آتا تھا تو بنی ہاشم میں سے کسی شخص کو مجرد نہیں رہنے دیتے تھے اس کا نکاح کردیتے تھے اور جو شخص ایسا نہ ہوتا تھا کہ اس کے پاس خادم نہ ہوتا تو اس کو خادم عطا فرماتے۔ اور اسی میں ہے کہ محمد بن علی سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ

قدمت علی عمر حلل من الیمن فقسمها
بین المهاجرین والانصار ولم یکن فیها
شیء یصلح علی الحسن والحسین فکتب
الی صاحب الیمن ان یعمل لهما علی
قدرهما ففعل وبعث بها الی عمر فلبساها
فقال عمر لقد کنت اراها علیهم فما
یهنئنی حتی رأیت علیهما مثلها و
فیه عن الحسین بن علی بن ابی طالب
رضی الله عنهما قال اتیت علی عمر بن
الخطاب وهو علی المنبر فصعدت الیه
فقلت له انزل عن منبر ابی واذهب
الی منبر ابیک فقال عمر لم یکن لابی
منبر واخذنی فاجلسنی معه فجعلت اقلب
حصا بیدی فلما نزل انطلق بی الی منزله
فقال لی من علمک فقلت والله ما
علمنی احد فقال یا بنی لو جعلت تغشانا
قال فاتیته یوما وهو خال بمعاویة
وابن عمر بالباب فرجع ابن عمر فرجعت
معه فلقینی بعد قال لم ارک فقلت
یا امیر المؤمنین انی جئت وانت
خال بمعاویة وابن عمر بالباب
فرجع ابن عمر فرجعت معه قال
انت احق بالاذن من ابن عمر
انما انبت ما فی رؤسنا الله
عز وجل ثم انتم و فیه

عمرؓ کے پاس یمن سے کپڑوں کے جوڑے آئے تو اُن کو مہاجرین
اور انصار میں تقسیم کردیا اور ان میں کوئی چیز ایسی نہ نکلی جو حسنؓ
اور حسینؓ پر موزوں ہو تو صاحبِ یمن کو لکھا کہ ان دونوں کے
لئے اُن کی قدر کے مطابق بنوائیں چنانچہ اُس نے بنواکر عمرؓ کے
پاس بھیجے پھر اُنھوں نے اُن کو پہنا تو عمرؓ نے کہا کہ مجھے ان کو
کپڑے پہنا کر دکھاتے جارہے تھے مگر مجھے پسند نہیں آرہے تھے
یہاں تک کہ میں نے ان پر ایسے کپڑے دیکھ لئے۔ اور اسی میں ہے
کہ مروی ہے حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے کہا کہ
میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچا جب کہ وہ منبر پر تھے تو میں اُس
پر چڑھ گیا اور میں نے اُن سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے
اُترو اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جاؤ تو عمرؓ نے کہا کہ میرے باپ
کے پاس کوئی منبر نہیں تھا اور مجھے پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ میرے
ہاتھ میں کچھ کنکریاں تھیں میں اُن کو اُلٹنے پلٹنے لگا۔ پھر جب
اُتر گئے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر مجھ سے کہا
کہ تجھے یہ کس نے سمجھایا تھا تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے کسی
نے نہیں سمجھایا۔ پھر مجھ سے کہا کہ بیٹا اچھا ہوتا کہ تو ہمارے پاس
آیا کرتا۔ کہا کہ پھر میں اُن کے پاس ایک دن گیا اور وہ خلوت میں
تھے معاویہؓ کے ساتھ اور ابنِ عمرؓ دروازے پر تھے۔ پھر ابنِ
عمرؓ لوٹے تو میں بھی اُن کے ہمراہ لوٹ آیا۔ پھر اس کے بعد
مجھ سے ملے تو کہا کہ میں نے تجھے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا اے
امیر المؤمنینؓ میں آیا تھا جب کہ آپ معاویہؓ کے ساتھ تنہائی
میں تھے اور ابنِ عمرؓ دروازے پر تھے پھر ابنِ عمرؓ واپس ہوئے
تو میں بھی ان کے ساتھ لوٹ آیا تو کہا کہ تو اجازت ملنے کا زیادہ
حقدار ہے ابنِ عمرؓ سے۔ ہمارے سروں میں جو کچھ اُگایا (یعنی
نورِ اسلام) وہ اللہ عزّ وجلّ نے اُگایا پھر تم نے۔ اور مروی ہے

عن عُبید بن حنین قال جاء الحسن او الحسین یستاذن علی عمر وجاء عبداللہ ابن عمر فلم یؤذن لعبداللہ فرجع فقال الحسن او الحسین اذالم یؤذن لعبداللہ لایؤذن لنا فبلغ عمر فارسل الیہ فقال یا ابن اخی مارد ک قال قلت اذا لم یؤذن لعبداللہ بن عمر لایؤذن لی فقال یا ابن اخی ھل انبت الشعر علی الرأس غیرکم وفیہ عن المنذر ابن سعد ان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم استاذن عمر فی الحج فابی ان یاذن لھن حتی اکثرن علیہ فقال تاذن لکن بعد العام ولیس ھذا من رأیی فقالت زینب بنت جحش سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول عام حجۃ الوداع انما ھو ھذہ الحجۃ ثم ظھور الحصر فخرجن غیرھا فارسل معھن عثمان بن عفان و عبدالرحمٰن بن عوف

عُبید بن حنین سے کہا کہ حسن رضؓ آئے یا حُسین رضؓ حضرت عمر رضؓ سے ملنے کی اجازت چاہتے تھے اور عبداللہ بن عمر رضؓ آئے ہوتے تھے تو عبداللہ کو آنے کی اجازت نہ ملی۔ وہ واپس ہوگئے۔ تو حسن رضؓ یا حُسین رضؓ نے خیال کیا کہ جب عبداللہ رضؓ کو اجازت نہیں ملی تو ہم کو بھی نہیں ملیگی (یہ بھی واپس ہو گئے) اس کی اطلاع عمر رضؓ کو ہوتی تو اُن کو بُلوایا اور فرمایا کہ اے بھتیجے تم کیوں واپس چلے گئے؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ جب عبداللہ بن عمر رضؓ کو اجازت نہیں ملی تو مجھے بھی نہ ملے گی تو فرمایا کہ اے بھتیجے! تو کیا (ہمارے) سر پہ بال تمہارے سوا کسی اور نے اُگاتے ہیں (یعنی تمہارے نانا سے ہی ہمیں یہ مرتبہ ملا) اور اسی میں ہے کہ مُنذر بن سعد سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے حج کے لئے عمر رضؓ سے اجازت چاہی تو اُنھوں نے ان کو اجازت دینے سے انکار کردیا یہاں تک کہ اُنھوں نے اُن سے بہت کہا سُنی کی تو کہا کہ میں تم کو اس سال کے بعد اجازت دوں گا (تاکہ پہلے سے کا حقہٗ انتظام کرلیا جاتے) اور یہ میری رائے نہیں (یعنی اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں) تو زینب رضؓ بنت جحش نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ حجۃ الوداع کے سال میں (عورتوں سے) یہ فرمارہے تھے کہ بس حج تو یہی حج ہے پھر ظہور حُصر ہوگا (یعنی بوریوں پر گھروں میں بیٹھے رہنے کا زمانہ آجاتے گا کہ قلوب پر بُرے وساوس کثرت سے آنے لگیں گے) پھر یہ سب (حج کے لئے) نکلیں بجز زینب رضؓ کے تو عمر رضؓ نے ان کے ساتھ عثمان بن عفان رضؓ اور عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف

ف حُصر جمع ہے حصیر کی بمعنے بوریا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد ایسے وقت کا ظہور ہوگا کہ تمہارے لئے بوریوں پر جا رہنا اللہ کی عبادت کے لئے بہتر ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے افضل الجہاد و اجملہ حج مبرور ثم لزوم الحصر عورتوں کے لئے بہتر اور عمدہ جہاد حج مبرور ہے (جس میں کوئی خطا یا لغزش نہ ہو چکے بعد پھر آدمی گناہوں سے باز رہے) اس کے بعد بوریوں پر جمے رہنا (یعنی اپنے گھروں میں پڑے رہنا اللہ کی یاد کرنا) ۱۲ مترجم

وامرہما أن یسیر احدہما بین ایدیہن
والآخر خلفہن ولا یسایرہن احد فاذا
نزلن فانزلوہن شعبا ثم کونا علی
باب الشعب لا یدخلن علیہن احد ثم
امرہما اذا طفن بالبیت لا یطوف معہن
احد الا النساء فلما ہلک عمر ظلعن من
بعدہ وفیہ عن ابن ابی نجیح ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال الذی یحافظ
علی ازواجی من بعدی فہو
الصادق البار فقال عمر من
یحج مع امہات المؤمنین فقال
عبدالرحمن انا فکان یحج بہن و
ینزلہن الشعب الذی لیس لہ
منفذ ویجعل علی ہوادجہن الطیالسۃ
وفیہ عن ابی وائل ان رجلا
کتب الی ام سلمۃ یحرج
علیہا فی حق لہ فامر عمر بن الخطاب
بجلدہ ثلثین جلدۃ اخرجہ سفیان
ابن عیینۃ وفیہ عن اسلم
ان عمر فضل اسامۃ بن زید علی
ابنہ عبد اللہ بن عمر فلم یزل
الناس بعبد اللہ حتی کلم اباہ
فی ذلک فقال تفضل علی
من لیس افضل منی وفرضت
لہ فی الفین وفرضت لی فی

کو روانہ کیا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ اس طرح چلیں
کہ ان میں سے ایک اُن کے آگے رہے اور ایک پیچھے رہے اور
ان کے برابر کوئی نہ چل سکے۔ پھر جب وہ اُتریں تو اُن کو پہاڑ
کی گھاٹی میں اتارو اور تم دونوں گھاٹی کے دروازے پر رہو
کوئی شخص اُن کے پاس نہ جانے پاتے۔ پھر اُن دونوں کو حکم
دیا کہ جب وہ بیت اللہ کا طواف کریں تو ان کے ساتھ کوئی
طواف نہ کرے بجز عورتوں کے۔ پھر جب عمرؓ شہید ہو گئے
تو یہ غالب ہو گئیں اُن (خلفاء) پر جو اُن کے بعد ہوتے۔ اور
اسی میں ہے کہ ابن ابو نجیح سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ میرے بعد جو میری ازواج کی حفاظت کرے گا وہ
صادق اور نیک عمل والا ہوگا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کون حج کرائے گا
اُمّہات المومنینؓ کو؟ عبدالرحمنؓ نے کہا کہ مَیں، تو وہ ان کو
حج کرا رہے تھے اور ان کو ایسی گھاٹی میں ٹھہراتے تھے
جس سے گزرنے کا راستہ نہ ہوتا تھا اور ان کے ہودجوں کے
اوپر چادر ڈال دیا کرتے تھے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے
ابو وائل سے کہ ایک شخص نے اُمّ سلمہؓ کو لکھا جو اپنے کسی حق
کے بارے میں اُن کو تنگ کر رہا تھا تو عمرؓ بن الخطاب نے اُس
کے تیس کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اس کو روایت کیا سفیان
ابن عُیینہ نے۔ اور اسی میں ہے کہ روایت ہے اسلم سے کہ عمرؓ
نے اُسامہؓ کو اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ پر فضیلت دی (کہ
اُسامہؓ کا وظیفہ پانچسو درہم زیادہ تجویز فرمایا) تو لوگ اس
کے بارے میں عبداللہ بن عمرؓ سے کہتے رہے یہاں تک کہ انھوں
نے اس کے بارے میں اپنے باپ سے گفتگو کی اور کہا کہ آپ
مجھ پر ایسے شخص کو فضیلت دے رہے ہیں جو مجھ سے افضل نہیں
آپ نے اُس کو قائم کیا ہے دو ہزار والوں میں اور مجھے رکھا ہے

الف وخمسمائۃ ولم یسبقنی الی شئ فقال عمر
فعلتُ ذٰلک لان زیدًا کان احبّ الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عمر وکان اسامۃُ
احبّ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
عبد اللہ وفیہ عن ابن عباس قال لما فتح
اللہ المدائن علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی ایّام عمر امرہم بالانطاع
فبسطت فی المسجد وامر بالاموال فافرغت علیہا
ثم اجتمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فاوّل من بدأ الیہ الحسن بن علی
فقال یا امیر المؤمنین اعطنی حقّی مما افاء
اللہ علی المسلمین فقال لہ بالرحب و
الکرامۃ وامر لہ بالف درہم ثم انصرف
فبدر (سبقت کردہ ۱۲) الیہ الحسین بن علی فقال یا امیر
المؤمنین اعطنی حقّی مما افاء اللہ علی
المسلمین فقال لہ بالرحب والکرامۃ و
امر لہ بالف درہم فبدر الیہ ابنہ
عبد اللہ بن عمر فقال یا امیر المؤمنین
اعطنی حقّی مما افاء اللہ علی المسلمین
فقال لہ بالرحب والکرامۃ وامر لہ بخمسمائۃ
درہم فقال یا امیر المؤمنین انا رجل
مُشتَدّ (قوی ۱۲) اضرب بالسیف بین یدی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والحسن
والحسین طفلان یدرجان (یمشیان ۱۲) فی سکک
المدینۃ تعطیہم الفًا الفًا

ڈیڑھ ہزار والوں میں اور وہ کسی چیز میں مجھ سے سبقت لئے ہوئے
نہیں ہے تو عمرؓ نے کہا کہ میں نے ایسا کیا اس لئے کہ زیدؓ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا عمرؓ سے اور اُسامہؓ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا عبداللہؓ سے۔ اور اسی
میں ہے کہ مروی ہے ابنِ عباسؓ سے کہا کہ جب عمرؓ کے زمانہ میں
اصحابِ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے مدائن
کو فتح کردیا تو ان کو حکم دیا چرمی فرش بچھانے کا جو مسجد میں
بچھایا گیا اور اموالِ (غنیمت) کے بارے میں حکم دیا جو اُس پر
اُنڈیل دیئے گئے پھر اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمع
ہوتے تو سب سے پہلے جس نے آپ سے لینے کی ابتداء کی وہ حسن
ابنِ علیؓ تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اس مال میں
سے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مرحمت فرمایا میرا حق عطا فرمایئے
تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور حکم دیا
ان کو ایک ہزار درہم دینے کا۔ پھر وہ ہٹ گئے تو آگے بڑھے
ان کی طرف حسین بن علیؓ اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ
مسلمانوں کو اللہ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے میرا حق عنایت
فرمایئے تو آپ نے فرمایا بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور ان کو
ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ پھر ان کی طرف آگے بڑھے عبداللہ
ابنِ عمرؓ اور اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ میرا حق عطا
کیجئے اس مال میں سے جو اللہ نے مسلمانوں کو بخشش فرمایا ہے تو
اُن سے فرمایا بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور ان کے لئے حکم
دیا پانچسو درہم دینے کا۔ اس پر اُنھوں نے کہا اے امیر المؤمنین
میں ایک طاقتور مرد ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے
تلوار چلارہا تھا اور حسنؓ اور حسینؓ لڑکے تھے مدینہ کی گلیوں
میں پھرا کرتے تھے ان دونوں کو آپ ایک ایک ہزار دے رہے ہیں

و تعطینی خمسمائۃ قال نعم اذہب فأتنی
باب کابیہما و ام کأمہما و جد کجدہما
و جدۃ کجدتہما و عم کعمہما و خال کخالہما
و خالۃ کخالتہما فانک لاتأتینی بہ
اما ابوہما فعلی المرتضی و اما امہما ففاطمۃ
الزہراء و جدہما محمد المصطفی صلی
اللہ علیہ وسلم وجدتہما خدیجۃ الکبرای
وعمہما جعفر بن ابی طالب وخالہما
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
خالتہما رقیۃ و ام کلثوم ابنتا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و فی الاستیعاب
خرج عمر من المسجد معہ الجارود فاذا
بامرأۃ برزۃ علی الطریق فسلم علیہا عمر فردت
علیہ السلام فقالت ہیہا یا عمر عہدتک
و انت تسمی عمیراً فی سوق عکاظ فلم یذہب
الایام و اللیالی حتی سمیت عمر ثم لم
یذہب الایام حتی سمیت امیر المؤمنین
فاتق اللہ فی الرعیۃ واعلم انہ
من خاف الوعید قرب علیہ البعید
ومن خاف الموت خشی الفوت فقال
الجارود قد اکثرت ایتہا المرأۃ
علی امیر المؤمنین فقال
عمر دعہا اما تعرفہا ہذہ خولۃ
بنت حکیم التی سمع
اللہ قولہا

اور مجھے پانچسو. فرمایا کہ ہاں! جا میرے پاس ایسا باپ لے کر آ جیسا
ان دونوں کا باپ ہے اور ماں لے کر آ جو اُن دونوں کی ماں کی مانند
ہو اور نانا جو اُن دونوں کے نانے کی مانند ہو اور نانی جو اُن دونوں
کی نانی جیسی ہو اور چچا جو اُن کے چچا جیسا ہو اور ماموں جو اُن کے
ماموں جیسا ہو اور خالہ جو اُن کی خالہ جیسی ہو۔ تو یقیناً میرے پاس
نہیں لا سکے گا۔ رہے ان دونوں کے باپ تو وہ علی مرتضیٰ تھے۔
اور اُن دونوں کی ماں تو وہ فاطمہ زہراء تھیں اور اُن کے نانا
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اُن کی نانی خدیجۃ الکبریٰ
تھیں اور اُن کے چچا جعفر بن ابی طالب تھے اور اُن کے ماموں
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اُن کی خالہ رُقیہ
اور اُمّ کلثوم تھیں دونوں بیٹیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی۔ اور استیعاب میں ہے کہ عمرؓ مسجد سے نکلے اور ان کے ساتھ
جارودؓ تھے تو راستہ میں ایک پردہ نہ کرنے والی بڑی بی سامنے
آ گئی تو عمرؓ نے اُس کو سلام کیا۔ اُس نے اُن کے سلام کا جواب
دیا پھر بولی بات سُن لے عمرؓ! تیرا ایک زمانہ تھا جب کہ تجھے
بازارِ عکاظ میں عُمیر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ پھر کچھ زیادہ دن
اور راتیں نہ گزریں کہ تیرا نام عمرؓ لیا جانے لگا۔ پھر زیادہ دن نہ
گزرے کہ اب تجھے امیر المؤمنینؓ کے خطاب سے پکارا جاتا ہے تو
تجھے رعیت کے امور میں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے اور جان لے
کہ جو اللہ تعالیٰ کے ڈراوے سے ڈرے گا اُس کو دور کی چیز (یعنی موت)
نزدیک معلوم ہوگی اور جو موت سے خائف ہوگا (یعنی اس کو
نہ بھولے گا) وہ (اعمالِ خیر کے) نوت ہونے سے ڈرے گا۔ تو
جارود نے کہا کہ اے عورت! تو امیر المؤمنینؓ سے بہت کچھ
زبان درازی کر چکی۔ تو عمرؓ نے (جارود سے) کہا کہ اس کو چھوڑ دو
کیا تم اس کو پہچانتے نہیں ہو۔ یہ خولہ بنتِ حکیم ہے جس کی بات کو

من فوق سبع سمٰوات فعمر واللّٰہ احق
ان یسمع لہا و فیہ روی ان جاریۃ لصفیۃ
بنت حیی اتت عمر فقالت ان صفیۃ
تحب السبت (روز شنبہ) و تصل الیہود فبعث الیہا
عمر فسألہا فقالت اما السبت فانی لم
احبہ منذ ابدلنی اللّٰہ بہ یوم الجمعۃ و
اما الیہود فان لی فیہا رحما فانا اصلہا
ثم قالت للجاریۃ ما حملک علی ما صنعت قالت
الشیطان قالت اذہبی فانت حرۃ و
فیہ ارسل عمر الی الشفا بنت عبداللّٰہ
العدویۃ ان اغدی علی قالت
فغدوت علیہ فوجدت عاتکۃ بنت اسید
ابن ابی العیص ببابہ فدخلنا فتحدثنا ساعۃ
فدعا بنمط (نوعے از گستردنی) فاعطاہا ایاہ و دعا بنمط دونہ
فاعطانیہ فقلت تربت یداک یا
عمر انا قبلہا اسلاما وانا بنت
عمک دونہا و ارسلت الی
و جاءتک بنفسہا قال ما
کنت رفعت ذلک الا لک
فلما اجتمعتما ذکرت انہا اقرب
الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم منک وازانجملہ
آنست کہ حفظ ملت از
مظان تحریف وتبدیل

اللہ نے سنا سات آسمانوں کے اوپر سے تو واللہ عمرؓ کو زیادہ سزاوار
ہے کہ اس کی بات سنے۔ اور اسی میں ہے کہ صفیہؓ بنت حیی
(ام المؤمنین) کی ایک باندی عمرؓ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ
صفیہ یوم السبت (یعنی سنیچر کے دن) کو پسند کرتی ہے اور
یہودیوں کے ساتھ سلوک کرتی ہے۔ تو ان کو عمرؓ نے بلایا اور
ان امور کے بارے میں اُن سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ سبت
کے بارے میں یہ حقیقت ہے کہ میں اس کو پسند نہیں کرتی جب سے
اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے لئے یوم جمعہ سے بدل دیا ہے۔ رہے
یہود تو میری اُن سے قرابت ہے تو میں اُن کے ساتھ نیک برتاؤ
کرتی ہوں۔ پھر انھوں نے اس لونڈی سے کہا کہ جو حرکت تو نے
کی اس پر تجھے کس نے ابھارا؟ اس نے کہا کہ شیطان نے۔ تو صفیہؓ
نے کہا کہ جا میں تجھے آزاد کرتی ہوں۔ اور اسی میں ہے کہ عمرؓ نے
شفا بنت عبداللہ العدویہ کو بلوایا کہ وہ صبح کے وقت میرے پاس
آئیں۔ شفا نے کہا کہ میں صبح کو اُن کے پاس پہنچی تو میں نے ان کے
دروازے پر عاتکہ بنت اسید بن ابی العیص کو پایا تو ہم دونوں ان کے
پاس پہنچیں۔ تھوڑی دیر ہم نے باتیں کیں تو انھوں نے ایک
سوزنی منگائی وہ عاتکہ کو دی اور دوسری سوزنی منگائی جو
اس سے چھوٹی تھی وہ مجھے دی تو میں نے کہا اے عمرؓ خاک پڑے
تیرے ہاتھوں پر میں اس سے پہلے اسلام لانے والی ہوں
اور میں تیرے چچا کی بیٹی بھی ہوں نہ کہ وہ پھر تو نے مجھے خود
بلایا اور وہ تیرے پاس ازخود آئی (لیکن ان سب کے باوجود
بڑی سوزنی اس کو دی اور چھوٹی مجھے) تو کہا کہ میں نے وہ تو تیرے
ہی لئے اٹھا کر رکھی تھی لیکن جب تم دونوں جمع ہو گئیں تو مجھے
یہ یاد آگیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے
بہ نسبت تیرے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آپ تحریف وتبدیل

بابلغ وجوہ مے نمود آخرج الدارمی عن سلیمان بن یسار ان رجلاً یقال لہ صبیغ قدم المدینۃ فجعل یسأل عن متشابہ القرآن فارسل الیہ عمر وقد اعدّ لہ عراجین النخل فقال من انت فقال انا عبد اللہ صبیغ فاخذ عمر عرجونا من تلک العراجین فضربہ وقال انا عبد اللہ عمر فجعل لہ ضرباً حتی دمّی رأسہ فقال یا امیر المؤمنین حسبک قد ذھب الذی کنت اجد فی رأسی وعن نافع مولی عبد اللہ ان صبیغ العراقی جعل یسأل عن اشیاء من القرآن فی اجناد المسلمین حتی قدم مصر فبعث بہ عمرو بن العاص الی عمر ابن الخطاب فلما اتاہ الرسول بالکتاب فقرأ فقال این الرجل فقال فی الرحل فقال عمر ابصر ان یکون ذھب فتصیبک منی بہ العقوبۃ الموجعۃ فاتاہ بہ فقال عمر تسأل محدثۃ فارسل عمر الی رطائب من جرید فضربہ بھا حتی ترک ظھرہ دبرۃ ثم ترکہ حتی برئ ثم عاد لہ ثم ترکہ حتی برئ فدعا بہ لیعود لہ

کے مختلف مواقع سے ملت کا تحفظ دور رس طریقوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ دارمی نے روایت کیا سلیمان بن یسار سے کہ ایک شخص مدینہ میں آیا جس کو صبیغ کہا جاتا تھا اس نے لوگوں سے قرآن کے متشابہات کے بارے میں سوال کرنے (یعنی اعتراضات کرنے) شروع کیے تو اس کو عمرؓ نے بلا بھیجا اور پہلے سے اس کے لئے کھجور کی چھپٹیاں تیار کر کے رکھ چھوڑی تھیں (جب وہ آیا) تو کہا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ تو عمرؓ نے ان چھپٹیوں میں سے ایک چھپٹی لے کر اس کو مارا اور کہا کہ میں اللہ کا بندہ عمرؓ ہوں تو اس کو مارتے رہے یہاں تک کہ اس کے سر کو خون آلود کر دیا۔ تو کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ بس کافی ہو گیا جو کچھ میں اپنے سر میں پاتا تھا وہ سب نکل گیا۔ اور نافع مولےٰ عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ صبیغ عراقی نے قرآن مجید کی کچھ چیزوں کے بارے میں مسلمانوں کی جماعتوں سے سوالات (یعنی اعتراضات) کرنا شروع کر دیئے حتےٰ کہ یہ مصر پہنچا تو عمروؓ بن العاص نے اس کو (پکڑ کر) عمرؓ بن الخطاب کے پاس بھیجا۔ جب ان کے پاس ایلچی خط لے کر آیا تو انھوں نے اس کو پڑھ کر کہا کہ وہ شخص کہاں ہے؟ تو اس نے کہا کہ کجاوے میں۔ تو عمرؓ نے اس سے کہا کہ دیکھ اگر وہ بھاگ گیا ہوگا تو میری طرف سے تجھے سخت سزا ملے گی (تو اسے تنہا چھوڑ کر یہاں آگیا) پھر وہ اس کو آپ کے پاس لایا تو عمرؓ نے اس سے کہا کہ تو لوگوں سے (قرآن پر) سوالات (اعتراضات) کیا کرتا ہے تو اس نے آپ سے ان کا ذکر کیا۔ تو عمرؓ نے ایک گڈی منگائی کھجور کی چھپٹیوں کی تو اس کو ان سے اتنا مارا کہ اس کی کمر کو زخمی کر دیا۔ پھر اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ اچھا ہو گیا پھر اس کو واپس بلایا (اور اسی طرح مارا پیٹا) اور چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر اس کو بلایا تاکہ اسی کام کا اعادہ کریں۔

قال فقال صُبَیغ اِن کنتَ تُرید قتلی
فا قتُلنی قتلاً جمیلاً واِنْ کنت ترید اَن
تُداوِیَنی فقد واللہ بَرِیتُ فَاَذِنَ لہ
الی ارضہ وکتبَ الیٰ اَبی موسے الاشعری
اَن لایُجالِسَہ احدٌ من المسلمین فاشتدّ
ذٰلک علی الرّجل فکتبَ ابوموسیٰ الی
عمر ان قد حَسُنَتْ ہیئتُہ فکتبَ عُمر ان
یأذنَ للناس بمجالستہ آین است نموذجے
از سیاستِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ و
القلیل نموذج الکثیر والغرفۃ تُنبئ عن
البحر الکبیر اگر منصفے در ہر کلمہ ازین کلمات
وآشباہِ آن نظر کند دریابد کہ حلاوتِ
ایمان و صدق نیّت و احسان بر خلق اللہ
و خشیت از مدبّر السمٰوات و الارض
وعقلِ وافر و کفایتِ کامل از ہر کلمہ چنان مے
چکد کہ از پنبہ مبلول قطراتِ آب می چکد۔
شعر وعلےٰ تفنُّنِ وَاصِفیہ بوصفہ ؛ یفنے
الزمانُ وفیہ مالم یُوصَف ؛ اما توسّع فاروقِ
اعظم رض در علم احکام کہ مسمّےٰ بفقہ
مے شود پس اکثر ازانست کہ بضبطِ
تقریر در آید افقہِ اُمت علے
الاطلاق اوست وآنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم در مسائلِ فقہیہ باو اشارت فرمود
تا از وے اخذ کنند و صحابہ رض
و تابعین رح بآن

(نافع رض نے) کہاکہ صُبَیغ نے کہاکہ اگر آپ نے میرے قتل کا ارادہ
کیا ہے تو مجھے خوبی کے ساتھ قتل کردیجئے اور اگر آپ نے یہ
ارادہ کیا تھا کہ میرا علاج کریں (یعنی اصلاح) تو خدا کی قسم میں
ٹھیک ہوچکا ہوں۔ تو آپ نے اس کو اپنی سرزمین پر جانے کی
اجازت دیدی اور ابوموسیٰ اشعری رض کو لکھاکہ مسلمانوں میں سے
کوئی اس کے ساتھ مجالست نہ کرے یہ بات اُس شخص کے لئے
بہت گراں ہوتی۔ پھر ابوموسے رض نے عمر رض کو لکھاکہ اُس کا حال
بہتر ہوچکا ہے۔ تو عمر رض نے لکھاکہ اُس کے ساتھ مجالست کی
لوگوں کو اجازت دیدیں۔ یہ نمونہ ہے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
کی سیاست کا اور قلیل نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چلّو بھر
پانی حال بتادیتا ہے بحرِ کبیر کا۔ اگر کوئی صاحبِ انصاف ان
کلمات میں سے کسی کلمہ پر یا ان کے اشارات پر نظر کرے تو وہ
محسوس کرے گا کہ حلاوتِ ایمان اور صدقِ نیّت اور خلقِ خدا
کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا اور مدبّر السمٰوات والارض کا خوف اور
عقلِ وافر اور کفایتِ کامل (یعنی اس ذاتِ جامع الصّفات کا
امورِ مہمہ کے لئے خود کافی ہوجانا) ہر کلمہ سے اس طرح ٹپک رہی
ہے جیسے کہ بھیگی ہوتی روئی سے پانی کے قطرات ٹپکتے ہیں۔
شعر وعلے تفنّن واصفیہ الخ (ترجمہ) اور اس کے وصف کی
شرح کرنے والے واصفین کی عمریں ختم ہوجائیں گی پھر بھی
ایسے اوصاف باقی رہ جائیں گے جو بیان نہ ہوتے ہوں گے۔

رہا فاروقِ اعظم رض کا وسیع النظر ہونا علمِ احکام میں جس کو فقہ
کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے تو اس کا ضبط کرنا احاطہ تقریر
سے باہر ہے۔ علی الاطلاق اُمت کے سب سے بڑے فقیہ وہی ہیں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسائلِ فقہیہ میں اُن کی طرف
اشارہ فرمایاکہ اُن سے اخذ کریں اور صحابہ رض وتابعین رح نے اس کی

تصریح نمودند و در خارج ہمچنان واقع شد
نسبتِ فقہِ او بافقہِ سائر فقہاء صحابہؓ مانند
نسبتِ مصحفِ اوست با مصحفِ سائر صحابہؓ
ہرچہ در مصحفِ او یافتہ شود قرارۃِ متواترہ است
و آنچہ مخالفِ مصحف او باشد قرارۃ شاذہ و
ہرچہ در فقہِ او یافتہ شود جادہ قویّہ از دینِ
محمدّی علےٰ صاحبہ الصّلوٰۃ و التسلیمات و
ظاہرِ دین و سوادِ اعظم اوست و ہرچہ مخالف
او باشد شاذ است اگر حدیثِ قوی یا قیاس
جلی شاہد او باشد میتوان اخذ کرد و الّا نہ و
نسبتِ فقہِ او بافقہ سائر مجتہدین اہلِ سنّت
مانند نسبتِ متن است باشروح و این سخنے
است مجمل تا شرح آن بگوشِ اہلِ عصر نہ
رسد یحتمل کہ بگذاف نسبت کنند اما شہادتِ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باعلمیّتِ او و
تفویض نواصی اُمّت باو پس متواتر بالمعنے است
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ
تعالےٰ جعلَ الحقّ علےٰ لِسان عمرَ وقلبِہ
اخرجہ التّرمذی بروایت ابن عمر و ابوداوٗد
بروایتِ ابی ذر وقال لقد کان فیما کان قبلکم
من الاُمم ناسٌ مُحدَّثون من غیر ان یکونُوا
اَنْبیاءَ فانْ یکُن فی اُمّتی اَحدٌ فانّہٗ عمر
اخرجہ الشیخان من حدیث ابی ہریرۃ و
مُسلم و التّرمذے من حدیث
عائشۃ وقال

تصریح کی ہے اور خارج میں واقع بھی اسی طرح ہوا کہ اُن کے
فقہ کی نسبت تمام فقہاء صحابہؓ کے فقہ کے ساتھ ایسی ہے
جیسی نسبت آپ کے مُصحَف (یعنی قرآن) کو تمام دوسرے اصحابؓ
کے مصحف سے ہے کہ جو کچھ آپ کے مصحف میں پایا جاتا ہے وہ
قرارۃِ متواترہ ہے اور جو کچھ آپ کے مصحف کے مخالف ہوگا
وہ قرارت شاذہ ہے۔ اور جو کچھ اُن کے فقہ میں پایا جاتا ہے دینِ
اسلام علےٰ صاحبہ الصّلوات والتسلیمات کی ایک مضبوط پگڈنڈی
اور ظاہر دین ہے اور سوادِ اعظم وہی ہے (کہ اسی راہ پر سب اہلِ
حق گامزن ہوتے رہے ہیں) اور جو کچھ اس کے مخالف ہے وہ
بحکمِ شاذ ہے کہ اگر کوئی حدیث قوی یا قیاس جلی اس کی شاہد ہوگی
تو اس کو اخذ کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اور اُن کے فقہ کی نسبت
تمام مجتہدینِ اہلِ سنت کے فقہ کے ساتھ ایسی ہے جیسی متن
کو نسبت ہوتی ہے شُروح کے ساتھ اور یہ ایک مجمل کلام ہے
جب تک اس کی شرح اہلِ عصر کے کان تک نہ پہنچے گی یہ احتمال
ہوگا کہ اس کو مبالغہ آرائی کی طرف نسبت کریں۔ آب لیجئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اُن کے بڑے عالم ہونے
اور اُمّت کی پیشانیاں اُن کے سپرد کرنے پر۔ تو یہ متواتر بالمعنے
ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ
تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور اس کے قلب پر پیدا کر دیا ہے۔
اس کو ترمذی نے اخذ کیا بروایت ابن عمرؓ اور ابوداؤد نے بروایت
ابوذرؓ۔ اور فرمایا تم سے پہلے جو اُمتیں گزریں اُن میں محدّث
لوگ ہوا کرتے تھے (یعنی جن کے قلوب پر منجانب اللہ القا ہوتا
تھا) بغیر اس کے کہ وہ انبیاء ہوں تو میری اُمت میں اگر کوئی
ایسا ہے تو عمرؓ ہے۔ اس کو شیخین نے ابوہریرہؓ سے اور مسلم اور
ترمذی نے حدیث عائشہؓ سے روایت کیا۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ

بینا انا نائم رأیتُ الناسَ یُعرَضون علیَّ و علیہم قُمُصٌ فمنہا ما یبلغ الثُّدیّ و منہا ما یبلغ دون ذٰلک و عُرِضَ علیَّ عُمر بن الخطاب و علیہ قمیص یجرُّہ قالوا فما اوّلتہ یارسولَ اللّٰہ قال الدّینَ اخرجہ البخاری و مسلم والترمذی والنسائی بروایۃ ابی سعید و قال بینا انا نائم اُتیتُ بقدحٍ من لبنٍ فشربتُ منہ حتّی انّی لاری الرّیَّ یخرجُ من اظفاری ثم اعطیتُ فضلی عُمر ابن الخطاب قالوا فما اوّلتہ قالَ العلم اخرجہ الشیخان والترمذی من حدیث ابن عمر و قال اقتدُوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمرؓ اخرجہ الترمذی و جماعۃٌ من حدیث ابن مسعود و حذیفۃ واما شہادتِ صحابہؓ و تابعین اخرج الدّارمیّ عن حذیفۃ قال انّما یُفتی النّاسَ ثلٰثۃٌ رجلٌ امام و رجل یَعلم ناسخَ القرآن من المنسوخِ قالوا یا حُذیفۃُ و مَن ذٰلک قال عُمر ابن الخطاب او احمق متکلّف واخرج الدّارمیّ عن عمرو بن میمون انہ قالَ ذہبَ عُمر بثلثی العلم فذُکِر لابراہیم فقالَ ذہبَ عُمر بتسعۃِ اَعشارِ العلمِ اما آنکہ نسبتِ عُمر فقہ او با فقہِ سائرِ صحابہؓ

ایسے وقت کہ میں سورہا تھا میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جارہے ہیں اور اُن کے اوپر قمیصیں ہیں تو اُن میں سے بعض کی صرف چھاتی تک ہی پہنچتی ہے اور بعض کی اس سے آگے تک پہنچتی ہے اور میرے سامنے عمرؓ بن الخطاب کو پیش کیا گیا اس حال میں کہ اُس کے بدن پر ایسی (لمبی) قمیص تھی جس کو وہ کھینچ رہا تھا۔ صحابہؓ نے کہا کہ آپؐ نے اس کی کیا تاویل کی یارسول اللہ فرمایا کہ دین، اس کو روایت کیا بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے ابوسعید کی روایت سے۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ جب میں سورہا تھا تو میرے سامنے ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ تو میں نے اس میں سے پیا یہاں تک کہ میں سیرابی کا اثر دیکھ رہا ہوں کہ میرے ناخنوں میں سے نکل رہا ہے۔ پھر میں نے اپنا پس خوردہ عمرؓ بن الخطاب کو دیدیا۔ اصحابؓ نے کہا کہ آپؐ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ فرمایا کہ علم، اس کو روایت کیا بخاری اور مسلم نے اور ترمذی نے حدیث ابن عمرؓ سے۔ اور فرمایا کہ اقتدار کرو ان دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ کی، اس کو ترمذی نے روایت کیا اور ایک جماعت نے حدیث ابن مسعودؓ اور حذیفہؓ سے۔ اب لیجئے شہادت صحابہؓ اور تابعین کی۔ دارمی نے روایت کیا حذیفہؓ سے انہوں نے کہا کہ فتوےٰ تین قسم کے آدمی دیتے ہیں (پہلا) وہ آدمی جو امام ہو اور (دوسرا) وہ جو قرآن کے ناسخ کو منسوخ سے ممتاز کرلے۔ لوگوں نے کہا کہ اے حذیفہ اور وہ کون ہے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب اور (تیسرا) احمق تکلف کرنے والا۔ اور روایت کیا دارمی نے عمرو بن میمون سے کہ انہوں نے کہا کہ عمرؓ دو تہائی علم لے گئے۔ اس کا ذکر ابراہیمؒ کے سامنے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ عمرؓ دس میں سے نو حصّے علم لے گئے۔ رہی یہ بات کہ ان کے فقہ کی نسبت تمام صحابہؓ

بمنزلۂ مصحفِ اوست بامصحفِ سائر
صحابہؓ آخرج الحاکم عن الشعبی انہ قال القضاۃ
فی ستۃ نفر من اصحابِ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ثلثۃ بالمدینۃ وثلثۃ بالکوفۃ
فبالمدینۃ عمر و ابیّ و زید بن ثابت وبالکوفۃ
علیّ و عبداللہ بن مسعود و ابوموسیٰ
وآخرج الحاکم عن الشعبی عن مسروق
قال انتہی علم اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الی ہؤلاء النفر عمر بن الخطاب
و علیّ بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود
و اُبیّ بن کعب و معاذ بن جبل و زید بن ثابت
وابی موسی الاشعری وآخرج الحاکم عن الشعبی
قال یؤخذ العلم عن ستۃ من اصحاب النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فکان عمر و عبداللہ و زید یشبہ
علم بعضہم بعضاً فکان یقتبس بعضہم من بعض
وآخرج محمد بن الحسن فی کتاب الآثار عن ابی حنیفۃ
عن الہیثم عن الشعبی قال کان ستۃ من اصحاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتذاکرون الفقہ بینہم علی
ابن ابی طالب و اُبیّ و ابوموسیٰ علیحدۃ و عمر و زید و
ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین شرح این
اجمال آنکہ علمِ فاروقِ اعظم رضؓ در بلادِ اسلام
منتشر شد و جمیع مسلمین بوے اخذ کردند و علم علی
مرتضی رضؓ جز در کوفہ مشہور نشد و چون حاضران
مجلسِ او رضی اللہ عنہ غالباً لشکریان
بودند علم او منقح نہ گشت

کے فقہ کے مقابلہ پر بمنزلہ اُن کے مصحف کے ہے بمقابلہ تمام
صحابہ رضؓ کے مصحف کے۔ روایت کیا حاکم نے شعبی سے کہ انھوں نے
کہا کہ اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے قضاۃ چھ
آدمیوں میں ہے (یعنی ان کا حصّہ ہے) تین تو مدینہ میں ہیں
اور تین کوفہ میں۔ مدینہ میں تو عمر رضؓ اور اُبیّ رضؓ اور زید بن ثابت رضؓ
ہیں اور کوفہ میں علی رضؓ اور عبداللہ بن مسعود رضؓ اور ابوموسیٰ رضؓ
ہیں۔ اور روایت کیا حاکم نے شعبی سے انھوں نے مسروق رحؒ سے
انھوں نے کہا کہ منتہی ہوتا ہے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کا علم اِن حضرات پر عمر رضؓ بن الخطاب اور علی بن ابی طالب رضؓ
اور عبداللہ بن مسعود رضؓ اور اُبیّ بن کعب رضؓ اور معاذ بن جبل رضؓ
اور زید بن ثابت رضؓ اور ابوموسیٰ اشعری رضؓ۔ اور حاکم نے روایت
کیا شعبی رحؒ سے انھوں نے کہا کہ اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
میں سے چھ سے علم اخذ کیا جاتا ہے۔ تو (اُن میں سے) عمر رضؓ
اور عبداللہ رضؓ اور زید رضؓ ایسے ہیں کہ ان میں سے بعض کا علم دوسرے
کے علم سے مشابہ ہے ان میں سے ایک دوسرے سے علم اخذ کرتا
تھا۔ اور محمد بن الحسن رحؒ نے کتاب الآثار میں ابوحنیفہ رحؒ سے
روایت کیا ہے انھوں نے ہیثم سے انھوں نے شعبی رحؒ سے انھوں
نے کہا کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے چھ اصحاب تھے
جو آپس میں فقہ کے مذاکرات کرتے رہتے تھے، علی رضؓ بن ابی طالب
اور اُبیّ رضؓ اور ابوموسیٰ علیحدہ اور عمر رضؓ اور زید بن ثابت اور
ابن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ
فاروقِ اعظم کا علم اسلامی شہروں میں منتشر ہو گیا اور تمام
مسلمانوں نے آپ سے حاصل کیا اور علی مرتضیٰ رضؓ کا علم بجز کوفہ
کے کہیں مشہور نہ ہوا۔ چونکہ آپؓ کی مجلس کے حاضرین زیادہ تر
لشکری لوگ ہوتے تھے اس لئے ان کا علم منقح نہ ہوا یعنی

آخرج مسلم عن طاؤس اُتِے ابنُ عباس
بکتاب فیہ قضاءُ علیؓ فمحاہ الاّ قدرَ و
اشار سفیان بن عُیینۃ بذراعہ و آخرج
عن ابن ابی ملیکۃ کتبتُ الی ابن عباس
اَسألہُ ان یکتبَ لی کتابا و یُخفی عنّی
فقالَ ولدٌ ناصحٌ انا اختارُ لہ الامورَ اختیارًا
و اُخفی عنہ قالَ فدعا بقضاء علیٍّ فجعل
یکتبُ منہ اشیاءَ و یمرُّ بہ الشیئَ فیقولُ
واللہِ ما قضے بہذا علیٌّ الاّ اَن
یکون ضلَّ و آخرج مسلم عن ابی
اسحاق قال لما احدثوا تلک الاشیاء
بعد علیٍّؓ قال رجلٌ من اصحاب علیٍّ
قاتلہم اللہُ ایَّ علمٍ افسدوا و آخرج
مسلم عن المغیرۃ قال لم یکن یصدق علی
علیٍّ فی الحدیث عنہ الاّ من اصحاب
عبد اللہ بن مسعود و معاذ بن جبلؓ
در آخرِ زمانِ فاروقؓ از عالم رفت و حدیثِ
او چندان باقی نماند و از اُبیّ بن
کعب در غیرِ قراءۃ و تفسیر روایت در
دستِ مردمان نیست و ابو موسےٰ اشعریؓ
باکمالے کہ داشت در بسیارے
از مسائل عاجز شد و در حق عبد اللہ
ابن مسعودؓ لا تسألونی مادام
ھٰذا الحبرُ فیکم و ابن عباسؓ
باکمالِ علم خود

نکھر کر لوگوں تک نہ پہنچا) مسلم نے روایت کیا طاؤس سے کہ ابنِ
عباسؓ کو ایک مکتوب دیا گیا جس میں علی رضی اللہ عنہ کے
فیصلے لکھے ہوئے تھے تو اُنھوں نے اس کو مٹا دیا بجز اتنے
کے اور اشارہ کیا سفیان بن عُیینہ نے اپنے ہاتھ سے۔ اور روایت
کیا مسلم نے ابن ابی مُلیکہ سے کہ میں نے ابنِ عباسؓ کو لکھا اُن
سے یہ درخواست کر رہا تھا کہ وہ میرے لئے ایک مکتوب لکھ
دیں اور مجھے خفیہ طور پر دیدیں تو فرمایا کہ (دین کا) خیر
خواہ بیٹا ہے میں اُس کے لئے ایک انتخاب کر لوں گا اور خفیہ
طور پر اس کو دیدوں گا۔ کہا کہ پھر اُنھوں نے منگائے علیؓ کے
فیصلے۔ تو ان سے کچھ چیزیں لکھتے جاتے تھے اور بعض چیزیں
جب آپ کی نظر سے گزرتیں تو کہتے کہ واللہ علیؓ ایسا فیصلہ
نہیں کر سکتے بجز اس کے کہ گمراہ ہو گئے ہوں۔ اور روایت کیا
مسلمؒ نے ابو اسحٰقؓ سے کہا کہ جب لوگوں نے بعد علیؓ کے نئی باتیں
نکالیں تو اصحاب علیؓ میں سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ ان کو قتل
کرے کیسے علم کو اُنھوں نے فاسد کیا۔ اور مسلم نے روایت کیا
مغیرہؓ سے کہ ایسی حدیث کی جو علیؓ سے روایت کی جاتی تھی تصدیق
نہیں کی جاتی تھی مگر عبد اللہ بن مسعودؓ کے اصحاب کی طرف
سے۔ اور معاذؓ بن جبل حضرت فاروقؓ کے آخر زمانہ میں دنیا سے
گئے اور اُن کی حدیثیں (اتنی مدّت حیات کے باوجود) اتنی باقی
نہیں رہیں (کہ ان کو معتد بہ شمار کیہ سکیں) اور اُبیؓ کی کوئی روایت
قرارت و تفسیر کے علاوہ لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں
ہے۔ اور ابو موسیٰ اشعریؓ نے اس کمال کے باوجود جو اُن کو
حاصل تھا بہت سے مسائل میں عاجز ہو کر عبد اللہ بن مسعودؓ
کے حق میں فرمایا کہ مجھ سے مت پوچھو جب تک تم میں یہ حبر
(یعنی جیّد عالم) موجود ہے۔ اور ابن عباسؓ اپنے کمالِ علم کے باوجود

نزدیک بہ پنجاہ مسئلہ مخالف جمیع مجتہدین شد اخرج الدارمے عن ابراہیم قال خالف ابن عباس اہل القبلۃ فی امرأۃ و ابوین قال للام الثلث من جمیع المال و ہمچنین در مسئلہ عول و مسئلہ متعۃ الحج و متعۃ النسآء و بیع صرف وغیرہا چنانکہ بر متتبعین فن حدیث مخفی نیست و در بسیارے از مسائل شک پیدا کرد مانند غسل قدمین و طلاق ثلث دفعۃً واحدۃً باز اقوال او مشتبہ شد و رجوع از اکثر روایات کردہ اند و عبد اللہ بن مسعود رضہ اکثر موافقت داشت با فاروق اعظم رضہ وے خود باین تصریح کردہ است کان عمر اذا سلک طریقًا وجدناہ سہلًا و نیز گفتہ لو ان الناس سلکوا وادیًا او شعبًا و سلک عمر وادیًا او شعبًا سلکت وادی عمر و شعبہ و زید بن ثابت رضہ نیز در اکثر متتبع او است و عبد اللہ بن عمر رضہ از خوض در اجتہاد در محل اشتباہ تقاعد می نمود و عائشہ صدیقۃ رضہ مسائل او در جمیع ابواب فقہ نیست اما آنکہ نسبت او با مجتہدان امت مانند نسبت مجتہد مستقل است با مجتہدان منتسب پس نزدیک توسع در تتبع آثار صحابہ رضہ ظاہر می شود چنانکہ مجتہد مستقل ترتیب ادلہ و

تقریباً پچاس مسئلوں میں تمام مجتہدین کے خلاف تھے۔ روایت کیا دارمی نے ابراہیم سے کہا کہ مخالفت کی ابن عباسؓ نے اہل قبلہ کی (متوفی کے) بیوی اور ماں باپ (کی میراث کے حصص) کے بارے میں کہ کہا کہ ماں کے لئے تمام مال کا ایک تہائی حصہ ہے اور اسی طرح عولؔ کے مسئلہ میں اور مسئلہ متعۃ الحج اور متعۃ النسآء اور بیع صرفؔ وغیرہ میں جیسا کہ فن حدیث کا تتبع کرنے والوں سے مخفی نہیں ہے اور بہت سے مسائل میں انھوں نے شک کا اظہار کیا جیسے دونوں پاؤں کا دھونا اور ایک ہی دفعہ تین طلاقوں کے بارے میں۔ پھر ان کے اقوال مشتبہ ہو گئے اور اکثر روایات سے انھوں نے رجوع کر لیا۔ اور عبد اللہ بن مسعودؓ نے اکثر موافقت کی ہے فاروق اعظم رضہ کے ساتھ اور انھوں نے خود اس کی تصریح کی ہے کہ عمر رضہ جب کسی طریق پر چلے ہیں تو ہم نے اس کو سہل پایا۔ اور نیز فرمایا کہ اگر سب لوگ راہ چلیں کسی وادی یا گھاٹی میں اور عمر رضہ راستہ چلیں دوسری وادی یا گھاٹی میں تو میں عمر رضہ کی وادی اور ان ہی کی گھاٹی میں چلوں گا۔ اور زید بن ثابت رضہ بھی اکثر مسائل میں ان ہی کی پیروی کرتے ہیں۔ اور عبد اللہ بن عمر رضہ اشتباہ کے موقع پر اجتہاد میں غور و خوض سے پہلو بچایا کرتے تھے۔ اور عائشہ صدیقہ رضہ سے تمام ابواب فقہ میں ان کے مسائل مروی نہیں ہیں رہی یہ بات کہ ان کی نسبت مجتہدین امت کے ساتھ ایسی ہے جیسی مجتہد مستقل کی نسبت ہوتی ہے مجتہدین منتسب کے ساتھ۔ تو یہ بات اگر آثار صحابہ رضہ کے تتبع میں توسع سے کام لیا جائے تو عیاں ہو جاتے گی۔ جیسا کہ مجتہد مستقل دلائل کی ترتیب اور

عہ جلد ثانی میں اس کا مفصل بیان تحریر کیا جا چکا ہے ۱۲ مترجم عہ بیع صرف اس کو کہتے ہیں جس میں دونوں طرف نقد ہوں جیسے روپیوں کے بدلے میں اشرفیاں لیجائیں ۱۲ مترجم

قواعدِ استنباط و جمع بین الدلیلین المتعارضین
مقرر مے فرماید و مجتہدِ منتسب ازوے این
ہمہ مسائل را فرا میگیرد ہمچنان فاروقِ اعظم رضؓ
قاعدۂ چندین درین امور مقرر فرمودہ مجتہدانِ
مذاہب آن ہمہ قواعد را ازوے اخذ نمودہ اندو
بر منوالِ آن قواعد نسج کردہ و چنانکہ مجتہد
مستقل مسائل را در ہر باب بسوط میسازد
و جملہ صالحہ از مسائلِ مبہمہ محرر می نماید بعد
ازان مجتہدانِ منتسب حصہ از تفسیر قرآنِ عظیم
و حصہ از سنّتِ سنیہ و آثارِ سلف و لغتِ
عرب و قواعدِ استنباط یاد گرفتہ در مسائلِ
مفروشہ مجتہدِ مستقل غوض می نمایند اگر در
مسئلہ از مسائل نص کتاب و سنّت بامفہوم
موافق یا مخالف آیتے یا حدیثے موافقِ آن
یافتند فہو المراد و اگر نیافتند و وجہ
مسئلہ ظاہر یافتند بآن اخذ نمودند و اگر
مخالفِ آن دلیلے قوی بہم رسید از
کتاب و سنّت و قیاسِ جلی و
اجماعِ اُمّت ترک اتباع می کنند زیراکہ
حالتِ ذٰلک لازم شد اخذ بدلیلِ
قوی و اگر مخالفے موجود نشد و
وجہ مسئلہ نیز ظاہر نیست توقف
می نمایند یا اعتماد بر قول مجتہدِ مستقل مے
کنند علٰے اختلافٍ فی ذٰلک بناءً علٰے
اختلافہم فی مسئلۃٍ اُخرٰے

استنباطِ احکام کے قواعد اور دو متعارض دلیلوں کے جمع کی صورتیں
مقرر کرتا ہے اور مجتہد منتسب اُس سے ان تمام مسائل کو اچھی طرح
حاصل کرتا ہے ، اسی طرح فاروقِ اعظم رضؓ نے چند قاعدے ان
امور میں مقرر فرماتے اور مجتہدینِ مذاہب نے اُن سب قواعد کو
اُن سے اخذ کیا ہے اور اُسی نہج پر اُنھوں نے (دوسرے) قواعد
کی تدوین کی اور جس طرح مجتہدِ مستقل مسائل کو ہر باب میں
مفصل کر دیتا ہے اور مسائلِ مُبہمہ کے متعلق ایک جملہ صالحہ تحریر
کر دیتا ہے (جس سے اُن مبسوط مسائل کی علّت حکم پر روشنی ڈال
دیتا ہے) اس کے بعد مجتہدینِ منتسب قرآنِ عظیم کی تفسیر کے ایک
حصہ کو اور سنّتِ سنیہ کے ایک حصہ کو اور آثارِ سلف اور لغتِ
عرب اور قواعدِ استنباط کو سامنے رکھتے ہوئے اُن مسائل میں
غور و فکر کرتے ہیں جن کو مجتہدِ مستقل نے مفصّل کر دیا تھا، تو
اگر ان مسائل میں سے کسی مسئلہ میں کتاب و سُنّت میں سے
کوئی نص مفہومِ موافق یا مخالف کے ساتھ کوئی آیت یا حدیث
اُس مسئلہ کے موافق پائیں گے تو فہو المراد اور اگر نہ پائیں گے
اور وجہ مسئلہ کی (جو مجتہد نے جملۂ صالحہ میں ذکر کر دی تھی)
ظاہر پائیں گے تو اسی کو اخذ و قبول کر لیں گے اور اگر کوئی
(نص) نہ پائیں گے اور مسئلہ کی وجہ (مذکورہ) ظاہر دیکھیں گے
تو اس سے ہی اخذ کر لیں گے۔ اور اگر کوئی دلیل قوی کتاب
وسُنّت اور قیاس جلی اور اجماعِ اُمت میں سے اس کے خلاف
ملے گی تو اتباع ترک کر دیں گے کیونکہ اس حالت میں دلیل
قوی کے ساتھ اخذ کرنا لازم ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی مخالف
موجود نہیں مگر وجہ مسئلہ بھی ظاہر نہیں ہے تو توقف کرتے
ہیں یا مجتہدِ مستقل کے قول پر اعتماد کر لیتے ہیں، اس میں کچھ
اختلاف بھی ہے جس کی بنیاد اُن کے دوسرے مسئلہ میں اختلاف پر ہے

وہی ان المجتہدَ ہل یجوزُ لہ تقلیدُ المجتہدِ الآخر اذا کان افضلَ منہ واَعلم قولانِ المشہور لایجوزُ والصوابُ الذی لایجوزُ غیرُہ عند استقراءِ صنیع الائمۃ یجوزُ قال الشافعی قول الائمۃ ابی بکر و عمر و عثمانَ وقال فی القدیم وعلیٍّ اذا صِرنا الی التقلید احبُّ الینا وہر کہ صنیعِ امام مالکؒ در مجتہداتِ خود و صنیعِ امام ابی حنیفہؒ در مجتہداتِ خود تتبع کند درین امر توقف نخواہد کرد باز چون مسائل دیگر وارد شود کہ در کلام مجتہدِ مستقل منصوص نیست جمعے استنباط کنند از ادلۂ شرع بر منہاجِ استدلال مجتہدِ مستقل و نام این جمع مجتہد منتسب مطلق است و طائفۂ تخریج کنند بر قول مجتہدِ مستقل از فحوائے خطاب یا طردِ علت و غیر آن و نام این طائفہ مجتہد منتسب مقید است ہمچنان مجتہدانِ مذاہب بعد احکام ما یتعلق بالفقہ من الکتاب والسنۃ و اتقانِ علم عربیہ و قواعد جمع بین المختلفین در مسائلِ مفروشۂ فاروقِ اعظمؓ خوض نمودہ اند اکثرے را قبول کردہ و پارۂ را منکر شدہ و در پارۂ دیگر مختلف گشتہ باز در مسائل دیگر کہ بر ایشان وارد شدہ در بعض مواضع استنباط را کار فرما شدہ اند

اور وہ یہ ہے کہ کیا کسی مجتہد کے لئے دوسرے مجتہد کی تقلید جائز ہے جب کہ وہ اُس سے افضل اور اَعلَم ہو۔ اس میں دو قول ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ جائز نہیں۔ اور قول صواب ایسا کہ جس کے خلاف جائز نہیں ابتدائی دَور کے مجتہدین کے طریق کار پر تفصیلی نظر کے بعد یہ ہے کہ جائز ہے۔ شافعیؒ نے فرمایا ہے ائمہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ اور اُن کے قدیم قول میں" اور علیؓ" بھی مذکور ہے کے مل جانے کے بعد ہم کو پسند ہے کہ ہم تقلید اختیار کرلیں۔ جو شخص امام مالکؒ کے طرزِ عمل کا ان کے اپنے اجتہادی مسائل میں اور امام ابو حنیفہؒ کے طریقِ کار کا ان کے اپنے اجتہادی مسائل میں تتبع کرے گا وہ اس امر میں توقف نہ کرے گا پھر جب دوسرے ایسے مسائل وارد ہو جائیں جو مجتہد مستقل کے کلام میں صراحت کے ساتھ مذکور نہیں ہوتے تو کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو اثباتِ حکم ادلۂ شرع سے کرتے ہیں مجتہد مستقل کے طریقِ استدلال کے مطابق ایسے لوگوں کا نام ہے "مجتہد منتسب مطلق" اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو استنباط حکم کرتے ہیں مجتہدِ مستقل کے کسی قول سے (کسی مسئلہ میں) اُس کی تقریر کے انداز سے یا (کسی مسئلہ کے حکم کی) علت کا استخراج کر کے وغیر ذٰلک اور ایسے لوگوں کا نام ہے "مجتہد منتسب مُقیّد" اسی طرح مجتہدینِ مذاہب نے اُن فقہی اصولوں کو محکم کرنے کے بعد جو کتاب و سُنت سے متعلق ہیں اور علم عربیت اور دو مختلف چیزوں کے جمع کرنے کے قواعد میں پختگی حاصل کرنے کے بعد اُن مسائل میں غور و فکر کیا جو فاروق اعظمؓ مفصل ذکر کر چکے ہیں تو ان میں کے اکثر مسائل کو قبول کیا اور بعض کا انکار کیا اور بعض سے اختلاف کیا۔ پھر دوسرے مسائل میں جو اُن پر وارد ہوتے بعض مواقع میں تو (کتاب و سنت سے) استنباط کا طریق اختیار کیا

ودر طائفہ عمل بتخریج نمودہ اند لیکن فہم این
معنے بغایت دقیق است جمعی کہ سرمایۂ علم ایشان
شرح وقایہ وہدایہ باشد کجا ادراک این سرّ دقیق
توانند کردے کسی در صحن کاچی قلیۂ جوید؛ اضاعۃ
العمر فی طلب المحال ؛ این نیست کہ فاروق اعظم رض
را در شرع واسطہ نگرفتہ باشند وبغیر توسط او
در ادلۂ شرعیہ خوض کنند لیکن توسطے کہ مجتہدِ
منتسب رامی باشد با مجتہدِ مستقل نہ توسطے کہ
مقلدِ صرف را باشد با مجتہدِ متبوع خویش این
را قرائن بسیار ہست کہ منصف نزدیک ملاحظۂ
آن بتصدیق این معنے مضطر شود یکی ازان
قرائن آنکہ چنانکہ مجتہدانِ شافعیہ مثلاً بایک
دیگر اختلافہا دارند الاّ در حلّ مسائل تابع شیخ
خودند وبہمین اعتبار ہمہ ایشانان را اصحاب
شافعی گفتہ میشود ہمچنین مجتہدین در رؤس مسائل
فقہ تابع مذہبِ فاروقِ اعظم رض اند واین قریب ہزار
مسئلہ باشد تخمیناً وبہمین سبب نام ایشان مجتہد اصحاب
حدیث مقرر شد نہ ظاہریہ ونہ باطنیہ ونہ اصحاب
رائے باز سبب اختلافِ ایشان در مسائلِ جزئیہ
یا آنست کہ آنحضرتِ فاروق رض خبر واحد باشد کہ
بہ یکے رسید وبہ دیگرے نہ رسید یا آنکہ رواۃ
فاروقِ اعظم رض مختلف شدند یکی تصحیح روایتے
کرد و دیگرے تصحیح روایتِ

اور بہت سے مسائل میں (مجتہدِ مستقل کے قول سے) تخریج پر عمل
کیا۔ لیکن اس حقیقت کو سمجھنا بہت دقیق ہے۔ وہ جماعت جن
کا سرمایۂ علم شرح وقایہ اور ہدایہ ہوگا اس سرّ دقیق کا ادراک
کہاں کر سکے گی ے کسے در صحنِ کاچی الخ (ترجمہ) اگر کوئی کاچھی
کے پیالے میں قلیہ تلاش کرے گا۔ تو اپنی عمر محال چیز کی طلب
میں ضائع کرے گا" یہ نہیں ہوسکا ہے کہ فاروق اعظم رض کو
شرع میں واسطہ نہ بنائیں اور بغیر اُن کے توسّط کے ادلۂ شرعیہ
میں غور وخوض کریں لیکن وہ توسط ایسا ہوگا جیساکہ مجتہدِ منتسب
کو مجتہدِ مستقل کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ وہ توسّط جو کہ مقلدِ محض کو
ہوتا ہے اس مجتہد کے ساتھ جس کا وہ اتباع کرتا ہے۔ اس کے
لئے بہت سے قرائن ہیں کہ ایک منصف مزاج ان کے ملاحظہ کے
بعد اس حقیقت کی تصدیق پر مجبور ہوجائے گا۔ ان قرائن میں
سے ایک یہ ہے کہ جیساکہ مثلاً مجتہدین شافعیہ ایک دوسرے کے
ساتھ بہت سے اختلافات رکھتے ہیں مگر حلّ مسائل میں تابع اپنے شیخ
ہی کے ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے اُن سب کو اصحاب شافعی
کہا جاتا ہے، اسی طرح مجتہدین اہم مسائلِ فقہ میں فاروقِ اعظم رض
کے مذہب کے تابع ہیں اور یہ تخمیناً ایک ہزار کے قریب مسائل ہیں
اور اسی سبب سے اُن کا نام مجتہد اصحاب حدیث ہوا، نہ ظاہریہ ہوا
نہ باطنیہ اور نہ اصحاب رائے۔ پھر مسائلِ جزئیہ میں ان کے اختلاف
کا سبب یا تو یہ ہوا ہے کہ حضرت فاروق رض کی اثر خبر واحد
ہوئی کہ ایک کو پہنچی اور دوسرے کو نہ پہنچی اور یا یہ ہوا کہ
فاروقِ اعظم رض سے روایت کرنے والے باہم مختلف ہوتے ایک
نے ایک روایت کی تصحیح کی اور دوسرے نے دوسری روایت کی

ے ہندوستان میں... ہندو سبزی فروشوں یعنی ہندو کنجڑوں کی ایک قوم ہے جس کو کاچھی کہتے ہیں یہ گوشت خور نہیں ہوتے۔ اسی لفظ میں سے
ہائے مخلوط نکال کر کاچی کہا گیا۔ اشتیاق احمد

دیگر یا آنکہ کلام فاروقِ اعظم رضؓ محتمل وجہین
باشد پیش یکی محملے دارد و پیش دیگرے
محملے دیگر یا آنکہ در نظر یک مجتہد قولِ
حضرت فاروق رضؓ معارض شد بحدیثے
صحیح یا بقیاسِ جلی پس ترک آن کرد
و ہمین است صنیعِ مجتہد منتسب و مجتہد
دیگر قادر شد بر دفعِ معارضہ و تطبیق بین
الدلائل پس ترک نہ کرد و این وجوہ در
نصوصِ مجتہدین تصریحًا مذکور ست چنانکہ
بعض ازان مذکور خواہیم کرد یا آنکہ مسئلہ
منصوص حضرت فاروق رضؓ نیست ہر یکے
برأی سلوک نمود یا آنکہ در تخریج از قول
فاروقِ اعظم رضؓ مختلف شدند قرینہ دیگر آنکہ
اگر صنیعِ ایشان ملاحظہ کردہ شود بسیارے از
مسائل ہست کہ حدیثِ مرفوعِ صریح بروایت
جماعہ عن جماعۃ موافق مذاہب حضرتِ فاروق رضؓ در
مدعا یافتہ شود و ہذا اکثر من ان یحصٰی و بسیارے
از مسائل ہست کہ حدیث صریح یافتہ نشود بلکہ ایمائے
از کتاب و سنّت موافق حضرتِ فاروق رضؓ یافتہ
شود یا خبرِ واحد بغیر آنکہ بروایتِ جماعہ
عن جماعہ باشد یافتہ شود ہمہ مجتہدین درین
صورت نیز اتباعِ فاروقِ اعظم رضؓ میکنند و بسیارے
از مسائل ہست کہ احادیث مختلف می شود و
حضرت فاروق رضؓ تطبیقے مقرر کردہ البتہ تابع ہمان
تطبیق مے شوند چنانکہ در مسئلہ فسخ حج

تصحیح کی۔ یا یہ کہ فاروقِ اعظم رضؓ کا کلام ہی دو وجہوں کا محتمل
ہوا۔ ایک کے نزدیک اُس کا محمل ایک ہے اور دوسرے کے
نزدیک اس کا محمل دوسرا ہے۔ یا یہ کہ ایک مجتہد کی نظر میں
حضرت فاروق رضؓ کا قول کسی حدیث صحیح یا قیاس جلی کے
معارض ہوا تو اُس نے اس قول کو ترک کردیا اور مجتہدِ منتسب
کا طریقِ کار یہی ہے۔ اور دوسرا مجتہد تعارض کے اُٹھا دینے اور
دلائل کی تطبیق پر قادر ہوا تو اُس نے آپؓ کے قول کو ترک نہ
کیا اور یہ (بیان کردہ) وجوہ مجتہدین کی نصوص میں تصریحًا مذکور
ہیں چنانچہ ان میں سے بعض کو ہم ذکر کریں گے۔ یا یہ کہ مسئلہ حضرت
فاروق رضؓ کی طرف سے منصوص نہیں ہے تو ہر ایک (اس کا مفہوم
قرار دینے میں) اپنی رائے پر چل پڑا یا یہ کہ فاروقِ اعظم رضؓ کے
قول سے تخریج میں ایک دوسرے سے مختلف ہوگئے۔ دوسرا قرینہ
یہ ہے کہ اگر ان کے طریقِ کار کو ملاحظہ کیا جاتے تو معلوم ہوگا کہ
ہمارے مدّعا کے مطابق مسائل میں سے ایسے بہت ہیں کہ جن کے
بارے میں حدیث مرفوع صریح جن کو ایک جماعت دوسری جماعت
سے روایت کرتی ہے، موافق مذہب حضرتِ فاروق رضؓ پائی جاتی
ہے اور یہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا احصاء مشکل ہے۔ اور بہت
سے ایسے مسائل ہیں کہ (ان کے بارے میں) حدیث صریح نہیں پائی
جاتی بلکہ کتاب وسنّت کے اشارات حضرت فاروق رضؓ کے موافق
پائے جاتے ہیں یا خبر واحد پائی جاتی ہے بغیر اس کے کہ اس کو
ایک جماعت نے جماعت سے روایت کیا ہو، تمام مجتہدین اس صورت
میں بھی فاروق اعظم رضؓ کا اتباع کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے مسائل
ہیں کہ احادیث سے ان کا حکم ایک دوسرے سے مختلف نکلتا ہے
اور حضرت فاروق رضؓ نے ایک تطبیق کی صورت نکال دی اور سب
مجتہدین اسی تطبیق کے تابع ہو جاتے ہیں جیسا کہ عمرہ کے ساتھ فسخ

بمرہ و مسئلہ غسل قدم و مسئلہ متعہ و مسئلہ
صرف و بسیارے از مسائل ہست کہ حدیثے دران
باب یافتہ نشد و مخالفتِ قولِ فاروق رض بانصِ
کتاب و نصِ حدیث و قیاس جلی نیز ظاہر نشد
و طریقِ قیاس و رائے در انجا مسدود نیست در انجا
البتہ تقلیدِ قولِ او میکنند و مجتمع مے شوند بران
چنانکہ شاعر بحدس ادراک مینماید کہ فلان قصیدہ
تتبع فلان قصیدہ است ہر چند صاحب قصیدہ
آن تصریح نکردہ باشد درین صورت حدس قوی
متتبع آثار را بہم می رسد کہ اگر ہمت خود را بر تقلیدِ
فاروقِ اعظم رض جمع نہ کردہ اند این معاملہ چرا مے
کنند قرینہ سوم آنکہ اصل ثالث از اصولِ شریعت
اجماع است باز اجماعے کہ متخیلِ اہلِ زمانِ ما
است بمعنے اتفاقِ جمیع امتِ مرحومہ بحیث
لایشذ منہم فردٌ واحدٌ نصًّا من کلّ واحدٍ منہم خیالِ
محال است ہرگز واقع نشدہ مسئلہ نیست از انچہ
او را اجماعیات می نامند مگر فی الجملہ خلافے دران
نقل کردہ می شود اجماعِ کثیر الوقوع اتفاقِ اہل
حلّ و عقد است از مفتیان امصار این معنے
در مسائلِ مصرحہ فاروقِ اعظم رض یافتہ می شود کہ
اہلِ حلّ و عقد بران اتفاق کردہ اند و تلو آن
فتوے جمعے غفیر و سکوتِ باقین و تلو آن
اختلاف علے قولین کہ در حکم اتفاق بر
نفی قولِ ثالث است و تلو آن
اتفاقِ اہلِ حرمین

حج کے مسئلہ میں اور پاؤں کے دھونے کا مسئلہ اور متعہ کا مسئلہ
اور بیع صرف کا اور بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ اس باب میں
کوئی حدیث نہیں پائی گئی مگر نص کتاب اور نص حدیث اور قیاس
جلی کے ساتھ قولِ فاروق رض کی کوئی مخالفت بھی ظاہر نہیں ہوتی
اور وہاں قیاس و رائے کی راہ مسدود نہیں ہوتی البتہ اُن کے
قول کی تقلید کرتے اور اس پر مجتمع ہو جاتے ہیں جیساکہ ایک شاعر
فراست سے یہ ادراک کرلیتا ہے کہ فلاں قصیدے میں فلاں قصیدے
کا تتبع کیا گیا ہے اگرچہ صاحب قصیدہ نے اس بات کی تصریح نہ
کی ہو اس صورت میں ایک فراستِ قویہ آثار کے تتبع کرنے
والے کو حاصل ہو جاتی ہے کہ اگر ان حضرات مجتہدین نے اپنی
ہمت کو تقلیدِ فاروق رض پر پورے طور پر نہیں لگا دیا ہے تو یہ معاملہ
کیسے کر رہے ہیں۔ تیسرا قرینہ یہ ہے کہ اصولِ شریعت میں کی
تیسری اصل اجماع ہے۔ پھر ایسا اجماع جو کہ ہمارے زمانہ والوں
کے تخیل میں ہے تمام اُمتِ مرحومہ کے ایسے اتفاق کے معنے
میں کہ ایک فرد واحد بھی اُس سے جدا نہ ہو اور اُمت کے ہر ایک
شخص کی طرف سے اُس پر نص ہو جاتے خیال محال ہے ایسا
کبھی واقع نہیں ہوا۔ جن کو اجماعیات کہتے ہیں ان میں کوئی
مسئلہ نہیں مگر اس میں فی الجملہ ایک اختلاف نقل کیا جاتا ہے۔
اجماعِ کثیر الوقوع حضراتِ حل و عقد کا اجماع ہے جو شہروں
کے مفتی ہیں۔ یہ معنے فاروقِ اعظم رض کے تصریح کئے ہوتے ان
مسائل میں پائے جاتے ہیں کہ صاحبانِ حل و عقد نے ان پر
اتفاق کیا ہے۔ اور اس سے ملحق ہے ایک بڑی جماعت کا فتوے
اور باقی لوگوں کا سکوت اور اس سے ملحق ہے دو قولوں پر اختلاف
(کہ فلاں مسئلہ کا یہ حکم ہے یا یہ ہے) جو کہ نفی قولِ ثالث پر
اتفاق کے حکم میں ہے۔ اور اسی سے ملحق ہے اتفاق اہلِ حرمین

و خلفاء کہ بحکم حدیث انّ الدّین لیأرز الی
الحجاز کما تأرز الحیّۃ الی جحرہا و حدیث علیکم
بسنّتی وسنّۃ الخلفاء الراشدین من بعدی
عضّوا علیہا بالنّواجذ متبع است این اجماعیات
کہ واقع شدہ اند بدون اہتمام حضرت فاروق رض
و نصِ فتوے وی صورت نہ بستہ چنانکہ در مسئلہ
غسل باکسال و چہار تکبیر در جنازہ نقل کردہ اند
فقیر را عفی عنہ سالہا بخاطر میگذشت کہ مذہب حضرت
عمر را رضی اللہ عنہ مدوّن سازد و تعجب میکرد
از علماء سلف کہ چرا باین امر عظیم اہتمام نہ
نمودہ اند حالانکہ فوائد عظیمہ در حق خواص مسلمین
و عوام ایشان در تدوینِ مذہب وے رضی
اللہ عنہ مرجوّ است اما خواص مسلمین یا فقہاء
اند یا محدّثین اتفاقِ سلف و توارثِ ایشان
اصلِ عظیم است در فقہ و اصل دران باب
نصوصِ فاروق رض و مناظراتِ اوست مجلدے
ضخیمے مستوعب اکثر ابواب فقہ ازان مے
توان جمع کرد و عمدہ در فنِ حدیث معرفت
طرقِ متعاضدہ حدیث است اگر احادیث
کہ بظاہر موقوفہ فاروقِ اعظم رض است
بمعنے مرفوع است و سننے درستی
ازین باب مے توان پرداخت و از
شواہدِ احادیث و متابعات شتّی کثیر
مے توان ازان بر آورد اما فائدہ آن
در حقِ عوام مسلمین

اور خلفاء رض کا جو بحکم حدیث اِنَّ الدِّیْنَ الخ یعنی دین سمٹ آئے گا
حجاز میں جس طرح کہ سانپ اپنے سوراخ میں سمٹ آتا ہے۔" اور
بحکمِ حدیث کہ تم پر لازم ہے میرا طریقہ اور میرے بعد کے خلفاء راشدین
کا طریقہ اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا" قابلِ اتباع ہے۔ یہ
اجماعیات جو واقع ہوئے ہیں حضرت فاروق رض کے اہتمام اور
نص فتوی کے بغیر نہیں ظہور پذیر ہوتے جیسا کہ اِکسال پر (یعنی
انزال سے پہلے ذکر کو باہر نکال لینے پر) غسل اور جنازے کی
نماز میں چار تکبیر نقل کی ہیں۔ فقیر عفی عنہ کے دل میں برسوں سے
یہ خیال آ رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مذہب کو مدوّن
کرے اور تعجب کرتا رہا ہے علماء سلف پر کہ انھوں نے اس امرِ
عظیم کا اہتمام کیوں نہیں کیا حالانکہ خواص و عوام سب اہلِ
اسلام کے لئے آپ رض کے مذہب کی تدوین میں فوائدِ عظیمہ کی امید
ہے۔ خواص مسلمین پر غور کیجئے تو وہ فقہاء ہیں یا محدّثین۔
سلف کا اتفاق اور اُن کا توارث (یعنی ایک شخص نے کسی
امر کو اپنے اکابر سے سُنا یا دیکھا اور انھوں نے اپنے اکابر
سے) فقہ میں اصل عظیم ہے اور اس باب میں اصل ہیں حضرت
فاروق رض کی نصوص اور اُن کے مناظرات، ان سے ایک ضخیم کتاب
جو اکثر ابواب فقہ پر مشتمل ہو مرتب کی جا سکتی ہے۔ اور (یہ
فائدہ تو فقہاء سے متعلق ہے، محدّثین کو یہ فائدہ حاصل ہوتا کہ)
فنِ حدیث میں خاص چیز ہے ایسے طُرق (یعنی روایاتِ) حدیث کی
معرفت جو ایک دوسرے کی مؤیّد ہوں۔ اگر ایسی احادیث جو
بظاہر فاروقِ اعظم رض کی موقوفہ ہیں اور بمعنے مرفوع ہیں جمع
کی جاتیں تو اس باب میں ایک کامل سُنن مرتب ہو سکتی تھی
اور احادیث اور متابعات کے شواہد سے اُس سے بہت سی چیزیں
نکالی جا سکتی تھیں۔ اب اس فائدہ کو لیجئے جو عوام مسلمین کو پہنچتا

آنست کہ مذاہبِ مجتہدین را شعبِ یک شریعت دانند ہر مذہبی را دینے علیحدہ و ملتے جداگانہ خیال نکنند و اختلافِ امت مشوشِ یقین ایشان باحکام ملت نشود و ظاہرِ دین و سوادِ اعظم را از روایاتِ شاذّہ جدا تصوّر نمایند و حجّتِ شرع بر خود قائم شناسند و بر مرتبۂ فاروقِ اعظم رض در نشرِ دینِ متین و تبلیغِ شریعتِ غرّا چنانکہ ہست مطلع شوند و اعطائے کُلّ ذی حقٍّ حقّہٗ بعمل آرند باز تا این وقت این داعیہ بوجود نیامد چون سخن تا اینجا رسید آن داعیہ باز گُل کرد و حُبسِ خاطر از ان داعیہ وجہے نداشت ہذا مع قلّۃِ الاسباب و تشتّتِ البال واللہ ہو الموفق والمُعین ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علےٰ نبیّہ الذی لا نبیَّ بعدہ اما بعد فیقول العبد الضعیف الراجے رحمۃ اللہ الکریم ولی اللہ بن عبدالرحیم تغمّدہ اللہ تعالےٰ برحمتہ ہذا ما وفقنی اللہ عزّ وجلّ لہٗ من تدوینِ مذہب الخلیفۃ الاوّاب الناطق بالصدق والصواب امیرِ المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ و ارضاہ والمذاہبُ الاربعۃ منہ بمنزلۃِ الشروح من المتونِ والمجتہدونَ من صاحبہ بمنزلۃ المجتہدین المنتسبین من المجتہد المستقل واللہ ہو الموفق والمُعین ؛

وہ یہ ہے کہ وہ یہ بات جان لیتے کہ مجتہدین کے مذاہب ایک ہی شریعت کے شعبے ہیں اور وہ ہر مذہب کو علیحدہ دین اور جداگانہ ملت نہ خیال کرتے اور اختلافِ اُمّت احکام ملّت کے بارے میں ان کے یقین کو تشویش میں نہ ڈالتا۔ وہ ظاہر دین اور سوادِ اعظم کو روایاتِ شاذّہ سے جدا تصور کرتے اور شریعت کی حجت اپنے اوپر قائم سمجھتے رہتے اور شریعتِ غرّا کی اشاعت اور دینِ متین کی تبلیغ کے بارے میں فاروقِ اعظم رض کے اُس مرتبہ و مقام کو سمجھ لیتے جو اُن کا حقیقۃً ہے اور وہ ہر ذی حق کو اُس کا حق دیئے جانے کے اصول کو عمل میں لاتے۔ پھر اس وقت یہ داعیہ وجود میں نہیں آیا۔ جب بات یہاں تک پہنچی تو وہ داعیہ پھر اُبھر آیا اور قلب کے رُک جانے کی اس داعیہ سے کوئی وجہ نہیں ہے۔ اب ہم اس کو شروع کرتے ہیں باوجود قلّتِ اسباب اور پریشان خیالی کے اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

ہر تعریف کا مستحق اللہ ہے اپنی وحدانیت کے ساتھ اور درود وسلام اللہ کے اُس نبی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ امابعد کہتا ہے عبد ضعیف اللہ کریم کی رحمت کا امیدوار ولی اللہ ابنِ عبدالرحیم اللہ تعالےٰ اُن کو غریقِ رحمت کرے، یہ وہ بیان ہے جس کی اللہ عزّ وجلّ نے مجھ کو توفیق عطا فرمائی جو کہ خلیفہ اوّاب ناطق بالصدق والصواب امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ کے مذہب کی تدوین کے بارے میں ہے اور چاروں مذہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اُس کے مقابلہ پر متون کی شروح کے مرتبہ میں ہیں اور جملہ مجتہدین آپ کے سامنے بمنزلہ مجتہدین منتسبین کے ہیں بمقابلہ مجتہدِ مستقل کے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

ادلۃ الشرع اربعۃ آخرج الدارمی
عن شریح ان عمر بن الخطاب کتب
الیہ ان جاءک شیء فی کتاب اللہ
فاقض بہ و لا یلفتک عنہ الرجال فان
جاءک مالیس فی کتاب اللہ فانظر سنۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقض
بہا فان جاءک مالیس فی کتاب اللہ و
لم یکن فیہ سنۃ من رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فانظر ما اجتمع علیہ الناس
فخذ بہ فان جاءک مالیس فی کتاب اللہ
ولم یکن فیہ سنۃ رسول اللہ ولم یتکلم فیہ
احد قبلک فاختر ای الامرین شئت ان
شئت ان تجتہد برایک ثم تقدم فتقدم
وان شئت ان تتاخر فتاخر ولا اری
التاخر الا خیرا لک **تخصیص عام
الکتاب بالسنۃ و تفسیر مجمل الکتاب بالسنۃ**
آخرج الدارمی عن عمر بن الاشجع ان
عمر بن الخطاب قال انہ سیاتی ناس
یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن
فان اصحاب السنن اعلم بکتاب
اللہ **لا یؤخذ الحدیث الا عن
ثقۃ** آخرج مسلم عن ابی
عثمان النہدی قال عمر
ابن الخطاب یحسب المرء
من الکذب

شریعت کی چار دلیلیں ہیں دارمی نے روایت کیا شریح سے کہ
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ اگر تمہارے سامنے
کوئی چیز کتاب اللہ میں سے آجائے تو اس کے ساتھ فیصلہ کردو
اور لوگوں کے کہنے سے اس سے ہرگز روگرداں نہ ہونا اور اگر تمہارے
پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے جس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو سنتِ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نظر کرو اور اس کے مطابق
فیصلہ کردو۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے جس کا
حکم کتاب اللہ میں نہ ہو اور نہ اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی سنت (یعنی آپ کا کوئی قول یا فعل) موجود ہو تو اس
چیز کو دیکھو جس پر لوگوں کا اجتماع ہو گیا ہو تو اس کو اختیار
کرلو۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے کہ نہ اس کا حکم
کتاب اللہ میں ہے اور نہ سنتِ رسول اللہ میں ہے اور نہ تم سے
پہلے اس پر کسی نے کلام کیا ہے (یعنی تمہارے اہلِ مشورہ میں سے)
تو دونوں امر میں سے جو چاہو اختیار کرلو یعنی یہ کہ تم اپنی رائے
سے اجتہاد کرو اور (اس کو بیان کرنے میں) پہل کرو تو پہل کرلو
اور اگر تم چاہو کہ موخر رہو (کہ پہلے دوسرے لوگ اپنا مشورہ
بیان کریں) تو موخر رہو اور میں موخر رہنے ہی کو تمہارے لئے
بہتر خیال کرتا ہوں۔ **کتاب اللہ کے عام کی تخصیص سنت
کے ساتھ اور کتاب اللہ کے مجمل کی تفسیر سنت کے ساتھ۔** دارمی
نے روایت کیا عمر بن الاشجع سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ
عنقریب تمہارے پاس کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو تم سے جھگڑینگے
متشابہاتِ قرآن کے ذریعہ سے تو تم انکی گرفت کرنا سنن کے ساتھ
کیونکہ اصحابِ سنن زیادہ جانتے ہیں کتاب اللہ کو **حدیث
نہ لیجائے مگر ثقہ سے** مسلم نے روایت کیا ابو عثمان نہدی
سے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے

ان يحدث بكل ما سمع واخرج البيهقي
عن ابن عمر قال كان عمر يأمرنا ان لا
نأخذ الا عن ثقة اجازة خبر الواحد
الصدوق وان كان خلاف القياس
ذكر الشافعيؒ عن عمرؓ قصصا منها
ان رأيه كان ان يحكم في الاصابع
بديات مختلفة لاختلافها في المنافع
والجمال فلم يتبع رأيه حين وجد في كتاب
عمرو بن حزم ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال وفي كل اصبع مما
هنالك عشر من الابل ومنها ان رأيه
كان ان الدية للعاقلة ولا ترث المرأة
من دية زوجها شيئا فلم يتبع رأيه
حين اخبره الضحاك بن سفيان ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم كتب اليه ان
يورث امرأة اشيم الضبابي من ديته
ومنها حديث عمر في الجنين وقبوله خبر جميل
ابن مالك بن النابغة وقوله لو لم نسمع
هذا لقضينا بغير هذا واخذ بخبر عبد الرحمن
ابن عوف في الرجوع من ارض الوباء ثم
اورد الشافعي في المسئلة اشكالا وقال لم لم
يكتف عمر بن الخطاب على خبر الواحد في
غير ما هي مسئلة حتى طلب رجلا

یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر ایسی بات جو کسی سے سنے اُس کو نقل
کر دے اور بیہقی نے روایت کیا ابن عمرؓ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ
ہم کو عمرؓ یہ حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اخذ نہ کریں (کوئی حدیث)
مگر ثقہ سے۔ **واحد صدوق کی خبر کو جائز رکھنا اگرچہ خلاف
قیاس ہو۔** شافعیؒ نے عمرؓ کے چند قصّے بیان کیے۔ اُن میں سے
ایک یہ ہے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ انگلیوں کے بارے میں مختلف
دیتوں کا حکم کریں کیونکہ وہ منافع اور جمال میں اختلاف رکھتی
ہیں تو اُنھوں نے اپنی رائے کا اتباع نہ کیا جب عمرو بن حزمؒ
کی تحریر میں اُنھوں نے یہ پایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ ہر ایک اُنگلی میں جو ضائع کی جاتے گی دس اونٹ
ہیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ دیتؑ
مقتول کے دادھیالی رشتہ داروں کے لئے ہے اور بیوی کو
اپنے شوہر کی دیت میں سے کچھ وراثت نہ ملے گی تو اُنھوں
نے اپنی رائے کا اتباع نہیں کیا جب کہ ان کو ضحاکؓ بن سفیان
نے خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا کہ
اشیم الضبابی کی بیوی کو اُس کی دیت میں وارث قرار دیں۔ اور
ان میں سے ہے حدیث عمرؓ کی جنین کے بارے میں اور اُن کا
قبول کرنا جمیل بن مالک بن النابغہ کی خبر کو اور یہ فرمانا کہ
اگر ہم یہ نہ سنتے تو ہم اس کے خلاف فیصلہ کر دیتے۔ اور آپ نے
قبول کر لیا عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی خبر کو ارض وبا سے لوٹنے
کے بارے میں۔ پھر شافعیؒ نے مسئلہ میں اشکال وارد کیا کہ
کیوں نہیں اکتفاء کیا عمرؓ بن الخطاب نے خبر واحد پر اس کے
علاوہ چند مسئلوں میں یہاں تک کہ ایک اور شخص کو طلب کیا

عہ یہ قیاس حضرت عمرؓ کا اس ضابطہ کی بنا پر تھا کہ الدیۃ علی العاقلۃ کہ دیۃ قاتل کے دادھیالی رشتہ داروں کے ذمہ ہے۔ جب ان سے دیت وصول کیجاتی
ہے تو دیت میں وراثت کا حق بھی دادھیالی رشتہ داروں ہی کا ہونا چاہیئے۔

وأجاب بانه في بعض المواضع طلب مخبرًا
آخر لانه لم يأمن غلط الراوي وقلة ضبطه
وفي بعض المواضع طلب استظهارًا
وان كان خبر الواحد موجبًا للحكم فخبر
الاثنين أشفى للخاطر واقمع للشبهة
كما صرح هو بنفسه في قصة ابي موسى
الاجماع اخرج الشافعي عن عمر خطبته
بالجابية وفيها عن النبي صلى الله عليه
وسلم من سره بحبوحة الجنة فليلزم
الجماعة واحتج بهذا على القول بالاجماع
شرط القياس اخرج الدارقطني في جملة
كتب عمر الى ابي موسى الاشعري في
أدب القضاء الفهم الفهم فيما يختلج
في صدرك مما لم يبلغك في الكتاب
والسنة واعرف الامثال والاشباه
ثم قس الامور عند ذلك فاعمد الى
أحبها الى الله عز وجل واشبهها
بالحق فيما ترى قوله مما لم يبلغك
اشارة الى شرط محل القياس قوله
اعرف الامثال والاشباه بيان
المقيس عليه قوله احبها الى الله و
اشبهها بالحق بيان العلة وكونها
مؤثرة بشهادة الشرع **كراهية
السؤال فيما لم ينزل**
اخرج الدارمي

اور انھوں نے پھر اس کا جواب دیا کہ انھوں نے بعض مواضع
میں دوسرا خبر دینے والا اس لئے طلب کیا کہ راوی پر غلطی اور قلتِ
ضبط کی وجہ سے مطمئن نہیں ہوئے اور بعض مواضع میں دوسرے
شخص کو طلب کیا مزید توثیق کے لئے اگرچہ خبر واحد موجب حکم
تھی تو دو کی خبر دل کو زیادہ تشفی دے گی اور شبہ کو اکھاڑ
دے گی جیسا کہ انھوں نے خود اس کی تصریح کی ہے ابو موسیٰ رضؓ
کے قصہ میں۔ **اجماع** روایت کیا شافعیؒ نے عمرؓ سے ان کا
خطبہ جو انھوں نے جابیہ میں دیا تھا اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے یہ روایت کیا کہ جس شخص کو اس بات سے خوشی ہو کہ وہ
وسطِ جنت میں داخل ہو اُس کو چاہیئے کہ جماعت کو لازم کرلے اور
اس سے انھوں نے احتجاج کیا ہے قول بالاجماع پر۔ **شرط قیاس**
اخذ کیا دارقطنی نے ایک جملہ سے کہ لکھا تھا عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ
کو ادبِ قضاء کے بارے میں اَلفہم یعنی فہم سے کام لے اس چیز
کے بارے میں جو تیرے سینہ میں کھٹکے ایسے امر کے بارے میں جسکے
متعلق کتاب وسنت میں سے کوئی بات تیرے پاس نہیں پہنچی اور
جو چیزیں اُس کی مثل اور اس کی شبیہ ہیں اُن کو پہچان پھر
اس پر امور کو قیاس کرلے اور اس صورت کو اختیار کرلے جو تیری
رائے میں اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور حق سے زیادہ مشابہ
ہو۔ اُن کا یہ کہنا کہ مما لم یبلغک (ان چیزوں میں سے جو تیرے
پاس نہیں پہنچیں) اشارہ ہے محلّ قیاس کی شرط کی طرف۔ یہ
قول کہ امثال اور اشباہ کو پہچان بیان ہے مقیس علیہ کا۔
اور یہ قول کہ جو صورت اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور حق
کے ساتھ زیادہ مشابہ ہو بیان ہے علت کا اور اس کے مؤثر ہونے کا
شریعت کی شہادت کے ساتھ۔ **ایسے سوال کی کراہیت جو ایسی بلا کے
بارے میں ہو جو ابھی نازل نہیں ہوئی** دارمی نے روایت کیا

عن ابن عمر انہ سئل عن شئی فقال لاتسأل عما لم یکن فانی سمعت عمر بن الخطاب یلعن من سأل عما لم یکن و اخرج الدارمی عن طاؤس قال قال عمر علی المنبر احرج باللہ علی رجل سأل عما لم یکن فان اللہ قد بین ما ہو کائن قولہ بین ما ہو کائن یعنی تکفل ان یلہم الصواب فی النازلۃ و ہذا مرفوع فی الحقیقۃ اخرج الدارمی عن وہب بن عمرو الجمحی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاتعجلوا بالبلیۃ قبل نزولہا فانکم ان لاتعجلوہا قبل نزولہا لا ینفک المسلمون وفیہم اذا ہی نزلت من اذا قال وفق و سدد و انکم ان تعجلوہا تختلف بکم الاہواء فتاخذوا ہکذا و ہکذا و اشار بین یدیہ و عن یمینہ و عن شمالہ یفہم من الحدیث المرفوع

ابن عمرؓ سے کہ ان سے کوئی بات پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ اُس مصیبت کے بارے میں سوال نہ کرو جو واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا کہ وہ لعنت کر رہے تھے اُس شخص پر جو اُس بَلا کے بارے میں سوال کرے جو ابھی واقع نہیں ہوئی۔ اور روایت کیا دارمی نے طاؤس سے کہ عمرؓ نے منبر پر فرمایا کہ میں اللہ کے واسطے سے اُس شخص کو روکتا ہوں جو ایسی بَلا کے بارے میں سوال کرے جو نہیں واقع ہوتی کیونکہ اللہ نے جو ہونے والی باتیں ہیں اُن کو بیان کر دیا۔ یہ ارشاد کہ جو ہونے والی باتیں ہیں ان کو بیان کر دیا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ متکفل ہوا ہے اس بات کا کہ بھلائی کا الہام کر دے وجود میں آنے والی چیز کے متعلق۔ اور درحقیقت یہ حدیث مرفوع ہے۔ روایت کیا دارمی نے وہب بن عمرو الجمحی سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَلا کی جلدی نہ کرو[عہ] اُس کے نازل ہونے سے پہلے کیونکہ تم اگر (سوالات میں) جلدی نہ کرو گے اس کے نزول سے پہلے (تو یہ بہتر ہے اور تمھیں اس کی ضرورت بھی نہیں) مسلمان ہمیشہ اس حال میں رہیں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص موجود ہوگا کہ جب وہ دُعا کرے گا تو بَلا سے نکلنے کی توفیق دیدی جاتی گی اور سب کام بن جائیں گے[عہ] اور اگر تم نے اس میں عجلت کی (اور تمھیں بتا دیا گیا کہ فلاں تاریخ میں یہ مصیبت واقع ہوگی) تو تم میں اختلافات ہو جائیں گے اور (تم گھبرا کر) مختلف راہیں اختیار کرو گے ایسے اور ایسے اور آپؐ نے اپنے سامنے اور دائیں بائیں اشارہ کیا۔ اس حدیث مرفوع سے

[عہ] یعنی فلاں عام مصیبت جسکے آنے کی آپؐ نے خبر دی ہے کتنے سال کے بعد آئیگی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر بہت سے آنے والے حوادث سے مطلع فرما دیا تھا: اب لوگوں نے آپؐ سے ان کا خاص وقت پوچھنا شروع کر دیا کہ فلاں مصیبت کب آئے گی اور فلاں مصیبت کب" مترجم [عہ] یہ اشارہ ہے ان اولیاء کی طرف جن سے تکوینی کام متعلق ہوتے ہیں قطب و ابدال و اوتاد وغیرہ ۱۲ مترجم

معنے قولہ بیّن مالم یکن کما ذکرنا ویحتمل معنے آخر وہو ان الکتاب والسنۃ اشتملا علے جمیع الاحکام اجمالاً اشار الشافعیؒ الی ہذا فی بعض کلامہ دا اخرج الدارمے عن ابن محیریز بالمنیع بالمسائل انہ لایذہب العلم ما قرئ القرآن کراہیۃ الجدال فی العلم آخرج الدارمے عن مجاہد قال عمر ایاک والمکایلۃ یعنے فی الکلام ویحتمل وجہاً آخر وہو ذم القیاس اذا لم یکن جامعًا لشروطہ کتاب الصلوٰۃ الطہارۃ شرط الصلوٰۃ رد ابو بکر عن المستورد قال عمر لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور ہو مرفوع من طرق شتّے صفۃ الوضوء ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن الاسود بن یزید عن عمر بن الخطاب انہ توضأ فغسل یدیہ مثنٰی واستنشق مثنٰی وغسل وجہہ مثنٰی وغسل ذراعیہ مثنٰی ومسح راسہ مثنٰی مقبلاً ومدبرًا وغسل رجلیہ مثنٰی ابو بکر عن الاسود بن یزید ان عمر بن الخطاب توضأ فادخل اصبعیہ فی باطن اذنیہ

ان کے متعلق قول بیّن مالم یکن کے معنے سمجھ میں آجاتے ہیں جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور ایک دوسرے معنے کا احتمال بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ کتاب اور سنت تمام احکام پر مشتمل ہیں اجمالاً (تو ہر مصیبت کا حل اسی میں سے نکل آئے گا) امام شافعیؒ نے اپنے بعض کلام میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اور دارمی نے روایت کیا ابن محیریز سے کہ ہم کیا سوالات کریں حقیقت یہ ہے کہ علم نہیں جاتے گا جب تک قرآن پڑھا جاتے گا۔ **علم میں لڑائی جھگڑے کی برائی** دارمی نے روایت کیا مجاہد سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ مکایلہ[ع] سے بچو یعنی کلام میں اور ایک اور صورت کا بھی احتمال ہے اور وہ ہے ایسے قیاس کی برائی جس میں قیاس کی شرطیں نہ پائی جائیں۔ **کتاب الصلوٰۃ۔ طہارت نماز کے لئے شرط ہے۔** ابو بکر مستورد سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نماز قبول نہیں کی جاتی بغیر پاکیزگی کے اور یہ کئی طرق سے مرفوع ہے۔ **صفتِ وضو** ابو حنیفہؒ حمادؒ سے وہ ابراہیمؒ سے وہ اسودؒ بن یزید سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے وضو (اس طرح) کیا کہ اپنے ہاتھ دھوتے دو دو مرتبہ اور ناک میں پانی دیا دو مرتبہ اور اپنا منہ دھویا دو مرتبہ اور اپنی بانہیں دھوتیں دو مرتبہ اور اپنے سر کا مسح کیا دو مرتبہ پیچھے سے آگے کو اور آگے سے پیچھے کو اور اپنے دونوں پاؤں کو دھویا دو مرتبہ۔ ابو بکر اسود بن یزیدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے وضو کیا اور داخل کیا اپنی دونوں انگلیوں کو دونوں کانوں کے اندر

ع یعنی برابر کے جواب دینے سے منع کیا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی سخت بات کہے تو ویسا ہی سخت جواب نہ دو یا کسی نے برائی کی تو اس کے ساتھ ویسی ہی برائی نہ کرو اگرچہ گناہ نہ ہوگا مگر افضلیۃ کے خلاف ہے بعضوں نے کہا کہ مکایلہ سے یہ مراد ہے کہ مسائل شرعی میں قیاس اور عقلی ڈھکوسلے پر چلیں اس سے منع کیا گیا ہے اگلے جملے میں اسی کا بیان کرتے ہیں ۱۲ مترجم

وظاہرہما فمسحہما ابوبکر عن قرظۃ سمعت عمر یقول الوضوء ثلث ثلث وثنتان تجزیان ابوبکر عن الحسن عن عمر فی المضمضۃ والاستنشاق وغسل الیدین والرجلین ثنتان تجزیان وثلث افضل ابوبکر عن المصعب بن سعد مر عمر علی قوم یتوضؤن فقال خللوا ابوبکر عن زیاد بن علاقۃ ان عمر ابن الخطاب رأی رجلا غسل ظاہر قدمیہ وترک باطنہما فقال لم ترکتہما للنار ابوبکر عن ابی قلابۃ ان عمر رأی رجلا یصلی قد ترک علی ظہر قدمیہ مثل الظفر فامرہ ان یعید وضوءہ وصلوتہ وعن عبداللہ ابن عمر مثلہ الا انہ قال فامرہ ان یغسل اللمعۃ ویعید الصلوۃ قلت اختلفوا فی الولاء لاجل الروایتین والصحیح ان الاول مبہم والثانی مفسر الشافعی عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاعمال بالنیات الحدیث احتج بہ علی ان النیۃ فرض قال البویطی قال الشافعی یدخل فی حدیث الاعمال بالنیات ثلث العلم مایوجب

اور اُن کے ظاہر پر اور دونوں کا مسح کیا۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں قرظہ سے کہ میں نے سُنا عمرؓ سے کہ فرماتے تھے کہ وضو تین تین مرتبہ ہے اور دو مرتبے بھی کافی ہوجاتے ہیں۔ ابوبکرؒ حسنؒ سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ کُلّی کرنے اور ناک میں پانی دینے اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے دھونے میں دو مرتبے کافی ہوجاتے ہیں اور تین افضل ہیں۔ ابوبکر مصعب بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ گزرے ایسے لوگوں پر جو وضو کررہے تھے تو فرمایا کہ خلال کرو۔ ابوبکر زیاد بن علاقہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے ظاہر قدمین کو دھویا اور باطن قدمین (یعنی تلووں) کو چھوڑ دیا تو فرمایا کہ تو نے ان دونوں کو آگ کے لئے کیوں چھوڑ دیا۔ ابوبکرؒ ابو قلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز پڑھ رہا تھا، اُس نے اپنے قدموں کے اوپر ناخن کے برابر جگہ (دھونے سے) چھوڑ دی تھی تو اُس کو حکم دیا کہ اپنی وضو اور نماز کو لوٹائے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی ایسی ہی روایت ہے مگر یہ کہ اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ نے اس کو حکم دیا کہ اس نشان کو (سوکھی ہوتی جگہ کو جو دھبہ کی طرح ممتاز تھی) دھوئے اور نماز کو لوٹائے۔ میں کہتا ہوں کہ فقہاء میں اختلاف ہوا پے درپے دھونے کے بارے میں ان دونوں روایتوں کی وجہ سے اور صحیح یہ ہے کہ پہلی روایت مبہم ہے اور دوسری مفسّر ہے۔ امام شافعیؒ بروایت عمرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اعمال نیات پر موقوف ہیں، آخر حدیث تک۔ اُنھوں نے اس سے حجّت قائم کی اس پر کہ نیّت فرض ہے، بُوَیطی نے کہا کہ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ حدیث "الاعمال بالنّیات" میں ایک تہائی علم داخل ہے۔ وضو کو واجب

الوضوء مالک والشافعی وغیرہما عن زید
ابن اسلم ان عمر بن الخطاب قال اذا
نام احدکم مضطجعا فلیتوضأ العلۃ
عند الشافعی نوم من لم یتمکن مقعدتہ من
الارض وعند الحنفیۃ نوم مستند او
متکئ علی شیء بحیث لو ازیل لسقط
ابوبکر عن جابر بن عبداللہ قال اکلت
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ومع ابی بکر وعمر وعثمان خبزا ولحما
فصلوا ولم یتوضؤا اخرج الشافعی
من مذہب عمر وابن مسعود لا
یتیمم الجنب انہما یریان القبلۃ و
شبہہا من الملامسۃ الناقضۃ
للوضوء وروی حدیثا ان عمر صلی رکعۃ
ثم زلت یدہ علی ذکرہ فاشار ان
امکثوا ثم خرج فتوضأ فاتم لہم مابقی
من الصلوۃ وفی المسئلتین نظر
طویل مالک والشافعی عن زید بن اسلم
عن ابیہ ان عمر قال انی لاجدہ یتحدر
منی یعنی المذی مثل الخرزۃ
فاذا وجد ذلک احدکم فلینضح
فرجہ ولیتوضأ وضوءہ للصلوۃ
ابوبکر عن طلق بن حبیب رای
عمر بن الخطاب رجلا حک ابطہ
او مسہ فقال لہ قم فاغسل یدیک

کرنے والی چیزیں مالکؒ اور شافعیؒ اور دوسرے حضرات روایت
کرتے ہیں زید بن اسلم سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جب کوئی
تم سے کوئی کروٹ پر لیٹ کر سو جائے تو چاہیئے کہ وضو کرے (وضو
ٹوٹنے کی) علت شافعیؒ کے نزدیک نیند ایسے شخص کی ہے جسکی
مقعد زمین پر قرار پکڑے ہوئے نہیں اور حنفیہ کے نزدیک نیند
ایسے شخص کی ہے جو سہارا لینے والا یا تکیہ لگانے والا ہے کسی شئے
پر اس حیثیت کے ساتھ کہ اگر وہ چیز ہٹادی جائے تو وہ گر جائے۔
ابوبکر جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے روٹی
اور گوشت کھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ
اور عثمانؓ کے ساتھ تو سب نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ شافعیؒ
نے نکالا عمرؓ اور ابن مسعودؓ کے مذہب سے کہ جنبی تیمم نہ کرے
یہ دونوں بوسہ اور اس کے مشابہ یعنی عورت کے چھونے کو ناقض
وضو قرار دیتے ہیں۔ اور انھوں نے اس حدیث کو روایت کیا کہ
عمرؓ نے نماز کی ایک رکعت پڑھی پھر ان کا ہاتھ ان کے ذکر پر
جا پڑا تو انھوں نے (جماعت کو) اشارہ کیا کہ ٹھہرے رہو پھر
نکلے اور وضو کیا اور نماز کا جو حصہ باقی رہ گیا تھا اس کو پورا
کرایا۔ اور دونوں مسئلوں میں طویل بحث ہے۔ مالکؒ اور
شافعیؒ زید بن اسلمؒ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ
عمرؓ نے کہا کہ میں (کبھی) محسوس کرتا ہوں کہ مجھ سے (یعنی مثانہ
سے) ایک چیز اتر رہی ہے مثل ڈلی کے وہ مذی کو مراد لے رہے
تھے۔ جب تم میں سے کوئی ایسا محسوس کرے تو چاہیئے کہ اپنی
شرمگاہ کو صاف کرے اور چاہیئے کہ وضو کرے جس طرح نماز
کے لئے کیا جاتا ہے۔ ابوبکر طلق بن حبیب سے روایت کرتے ہیں
کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی بغل کو
کھجایا یا اس کو چھوا تو اس کو فرمایا کہ کھڑا ہو اور اپنے ہاتھوں کو دھو

او نظہر قال محمد یعنی ابن سیرین لا ادری ماہذا قلت معناہ استحباب التنظیف۔ **آداب الخلاء،** اخرج البغوی وغیرہ وہو من مشاہیر الحدیث عن عمر قال رآنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابول قائماً فقال یا عمر لا تبل قائماً ابوبکر عن یسار بن نمیر کان عمر اذا بال مسح ذکرہ بحائط او حجر ولم یمسہ ماء قلت اجمع علی ذلک علماء اہل السنۃ ولیس فیہا حدیث مرفوع وانما ہو مذہب عمر قیاساً علی الاستنجار من الحائط، اطبق علی تقلیدہ العلماء، **المسح علی الخفین** ابوحنیفۃ عن حماد عن سالم بن عبداللہ ابن عمر قال اختلف عبداللہ بن عمر و سعد بن ابی وقاص فی المسح علی الخفین فقال سعد امسح وقال عبداللہ ما یعجبنی فاتیا عمر بن الخطاب فقصا علیہ القصۃ فقال عمر عمک (اے سعد) افقہ منک مالک و الشافعی وغیرہما نحواً من ذلک وہو من المشاہیر ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن حنظلۃ ان عمر بن الخطاب قال المسح علی الخفین للمقیم یوماً ولیلۃ وللمسافر ثلثۃ ایام بلیالیہن اذا لبستہما و انت طاہر ابوبکر عن زید بن وہب

یا دیہ فرمایا کہ) پاک کر۔ کہا محمد یعنی ابن سیرین ؒ نے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا بات ہے۔ میں کہتا ہوں اس کے معنے ہیں صفائی ستھرائی کا استحباب۔ **پیشاب پاخانہ کے آداب۔** بغوی وغیرہ نے روایت کیا عمر ؓ سے اور یہ مشہور حدیثوں میں سے ہے کہا کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں تو فرمایا کہ اے عمر ؓ کھڑا ہو کر پیشاب نہ کر۔ ابوبکر یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر ؓ جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اس حال میں کہ اس کو پانی نہ لگا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر (یعنی ڈھیلے سے استنجار پر) علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس کے بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اور وہ صرف عمر ؓ کا مذہب ہے۔ دیوار سے استنجار کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اس کی تقلید پر علماء نے (ڈھیلے سے) مطابقت کی ہے۔ **خفین پر مسح کرنا** ابوحنیفہ ؒ نے حماد سے انھوں نے سالم بن عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمر ؓ اور سعد بن ابی وقاص ؓ میں خفین پر مسح کے بارے میں اختلاف ہوا تو سعد ؓ نے کہا کہ میں مسح کرتا ہوں اور عبداللہ ؓ نے کہا کہ مجھے یہ ناپسند ہے پھر دونوں عمر ؓ بن الخطاب کے پاس آئے اور اپنی اپنی بات اُن سے کہی تو عمر ؓ نے (عبداللہ ؓ سے) کہا کہ تیرے چچا (یعنی سعد ؓ) تجھ سے اَفقہ (زیادہ سمجھدار) ہیں مالک ؒ اور شافعی ؒ وغیرہما نے بھی اسی طرح کی روایتیں کی ہیں اور وہ مشہور روایات میں سے ہے۔ ابوحنیفہ ؒ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ حنظلہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر ؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ خفین پر مسح مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اُن کی راتوں سمیت کی میعاد ہے جب کہ تم اُن کو باوضو ہو کر پہنو۔ ابوبکر ؒ زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں

كتب الينا عمر بن الخطاب في المسح على الخفين ثلثة ايام ولياليهن للمسافر و يوما وليلة للمقيم الشافعي في مذهبه القديم عن زيد بن الصلت ان عمر بن الخطاب قال اذا ادخلت رجليك في الخفين و انت طاهر فامسح عليهما مابدالك و اليه ذهب الشافعي في القديم ثم رجع وقال بالتوقيت قال البيهقي أرى ان عمر جاءه الثبت في التوقيت فرجع اليه

صفة الغسل ابو بكر عن عكرمة بن خالد كان عمر اذا اجنب غسل سفليه ثم توضأ وضوءه للصلوٰة ثم افرغ عليه الماء ابو بكر عن عاصم سئل عمر عن غسل الجنابة فقال توضأ وضوءك للصلوٰة ابو بكر عن فضيل بن عمرو قال عمر اذا اغتسلت من الجنابة فتمضمض ثلثا فانه ابلغ مايوجب الغسل مالك والشافعي بطرق متعددة ان عمر وجد في ثوبه احتلاما فاغتسل و اعاد الصلوٰة ابو بكر عن رفاعة بن رافع قال بينا انا عند عمر بن الخطاب اذ دخل عليه رجل فقال يا امير المؤمنين هذا زيد ابن ثابت يفتي الناس في المسجد برأيه في الغسل من الجنابة فقال عمر علي به فجاءه زيد

مسح علی الخفین کے بارے میں ہم کو عمرؓ بن الخطاب نے لکھا کہ تین دن مع اُن کی راتوں کے مسافر کے لئے اور ایک دن اور ایک رات مقیم کے لئے۔ شافعیؒ اپنے مذہب قدیم پر یہ روایت لاتے تھے زید بن الصلت سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جب تو نے اپنے دونوں پاؤں کو خفین میں داخل کر دیا اور تو باوضو تھا تو جب تک بھی تو چاہے اُن پر مسح کرتا رہ اور اسی کی طرف گئے تھے امام شافعیؒ اپنے قدیم قول میں پھر رجوع کیا اور تحدید وقت کے قائل ہوئے۔ بیہقیؒ نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ عمرؓ کے پاس جب توقیت (تحدید وقت) کے بارے میں کوئی مضبوط وجہ آگئی تو انھوں نے اُس کی طرف رجوع کر لیا۔

صفت غسل ابو بکر عکرمہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب جُنبی ہوتے تو اپنے نیچے کے دونوں جسم دھوتے پھر وضو کرتے جیسے نماز کے لئے کی جاتی ہے پھر اپنے اوپر پانی ڈالتے۔ ابو بکر عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ سے سوال کیا گیا غسلِ جنابت کے بارے میں تو فرمایا کہ وضو کر جیسے نماز کے لئے وضو کی جاتی ہے۔ ابو بکر فضیل بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جب تو جنابت کا غسل کرے تو تین مرتبہ کلّی کر یہ زیادہ پاکی تک پہنچانے والی بات ہے۔ جو چیز غسل کو واجب کرتی ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ متعدد روایات سے بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ نے اپنے کپڑے میں احتلام کا نشان پایا تو غسل کیا اور نماز کو لوٹایا۔ ابو بکر رفاعہ بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ میں عمرؓ ابن الخطاب کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے آپ کے پاس آکر کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ یہ زید بن ثابت مسجد میں لوگوں کو اپنی رائے سے فتوے دیتا ہے جنابت سے غسل کے بارے میں تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ تو زیدؓ ان کے پاس آئے۔

فلما رآہ عمر قال ای عدوّ نفسہ قد بلغت ان
تفتی الناس برأیک فقال یا امیر
المؤمنین باللہ ما فعلت لکنی سمعت من
أعمامی حدیثًا فحدثت بہ من ابی ایوب
و من اُبیّ بن کعب و من رفاعۃ بن رافع
فاقبل عمر علی رفاعۃ بن رافع فقال و
قد کنتم تفعلون ذلک اذا اصاب احدکم
من المرأۃ فاکسل لم یغتسل فقال قد
کنا نفعل ذلک (قبل الانزال) علی عہد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فلم یأتنا من اللہ تحریم و
لم یکن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فیہ نہی قال او رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یعلم ذلک قال لا ادری فامر عمر بجمع
المہاجرین و الانصار فجمعوا لہ فشاورہم
فاشار الناس ان لا غسل فی
ذلک الا ما کان من معاذ و علی فانہما
قالا اذا جاوز الختان الختان فقد
وجب الغسل فقال عمر ہذا وانتم
اصحاب بدر و قد اختلفتم فمن بعدکم
اشد اختلافا قال فقال علی
یا امیر المؤمنین انہ لیس احد اعلم
بہذا من شان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من ازواجہ فارسل
الی حفصۃ رض فقالت لا علم لی
بہذا فارسل الی عائشۃ رض

تو جب عمر رض نے دیکھا تو کہا کہ اے اپنے نفس کے دشمن مجھے
یہ بات پہنچی ہے کہ تو لوگوں کو اپنی رائے سے فتوے دے رہا ہے تو
انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین رض واللہ میں نے ایسا نہیں
کیا لیکن میں نے اپنے اعمام (یعنی چچاؤں) سے ایک بات
سُنی۔ مجھے بات پہنچی ابو ایوب رض سے اور اُبیّ بن کعب رض سے
اور رفاعہ بن رافع رض سے۔ تو عمر رض متوجہ ہوئے رفاعہ بن رافع
کی طرف اور کہا کہ کیا تم ایسا کرتے تھے کہ جب تم میں کوئی اپنی
عورت کے پاس جائے اور انزال کے بغیر اپنا عضو باہر نکال
لے تو وہ غسل نہیں کرتا تھا تو انھوں نے کہا کہ ہاں ہم
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا کرتے تھے تو
ہمارے پاس اللہ کی طرف سے اس کے حرام ہونے کا حکم نہیں
آیا اور نہ ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس
میں کوئی ممانعت ہوئی۔ تو عمر رض نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اس کو جانتے بھی تھے۔ تو انھوں نے کہا کہ میں
نہیں جانتا۔ تو عمر رض نے مہاجرین و انصار کو جمع کرنے کا حکم دیا تو
سب ان کے پاس جمع ہو گئے تو ان سے مشورہ کیا تو لوگوں
نے یہ اشارہ کیا کہ اس صورت میں غسل نہیں ہے۔ مگر معاذ رض
اور علی رض کی جانب سے (ایسا) نہیں۔ ان دونوں نے یہ کہا کہ جب
ختنہ کی جگہ ختنہ کی جگہ سے گزر جائے گی تو غسل واجب ہو گیا
تو عمر رض نے کہا کہ یہ اہم بات ہے تم اصحاب بدر ہوتے ہوئے
باہم مختلف ہوتے تو جو تمہارے بعد ہیں ان میں تو سخت اختلاف
ہو گا (راوی نے) کہا کہ پھر علی رض نے کہا کہ اے امیر المومنین رض
کوئی شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کو ان کی
ازواج رض سے زیادہ نہیں جانتا تو انھوں نے حفصہ رض سے پوچھوایا
تو انھوں نے کہا کہ اس کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں۔ پھر عائشہ رض

فقالت اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل فقال لا اسمع برجل فعل ذلک الا اوجعتہ ضربا ابوبکر عن سعید بن المسیب قال عمر لا اوتی برجل فعلہ یعنی جامع ولم ینزل ولم یغتسل الا نہکتہ بالعقوبۃ عقوبۃ ابوبکر عن ابی جعفر قال اجتمع المہاجرون ابوبکر و عمر و عثمان و علی ان ما اوجب الحدین الجلد والرجم یعنی الدخول اوجب الغسل حکم الجنب ابوبکر عن عبیدۃ قال عمر لا یقرا الجنب القرآن ابوبکر عن قتادۃ خرج عمر من الخلاء فقرا آیۃ من کتاب اللہ فقیل لہ اتقرا وقد احدثت قال افیقرا ذلک مسیلمۃ وفی روایۃ مسیلمۃ افتاک ذلک ابوبکر عن سلمان بن ربیعۃ قال لی عمر اذا اتیت اہلک ثم اردت ان تعود کیف تصنع قلت کیف اصنع قال توضأ بینہما وضوء مالک والشافعی وغیرہما ان عمر بن الخطاب ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ تصیبہ الجنابۃ من اللیل فقال رسول اللہ توضأ واغسل ذکرک ثم نم دخول الحمام ابوبکر عن حفص

سے پوچھوایا تو انھوں نے کہا کہ جب ختنہ کی جگہ ختنہ کی جگہ سے گزر جائے گی تو غسل واجب ہو جائے گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں آئندہ کسی شخص کو نہیں سنوں گا کہ اس نے ایسا کیا مگر میں اس کو بہت ماروں گا۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں لایا جائے گا جس نے ایسا کیا ہو یعنی جماع کیا اور انزال نہ کیا اور غسل نہ کیا مگر میں اس کو سخت سزا دوں گا۔ ابوبکر جعفر سے روایت کرتے ہیں کہا کہ سب مہاجرین ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اس پر متفق ہو گئے ہیں کہ جو چیز دونوں حدوں یعنی کوڑے مارنے اور سنگسار کرنے کو واجب کرتی ہے وہ غسل کو واجب کرتی ہے۔ جنبی کا حکم ابوبکر عبیدہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ جنبی قرآن کی قراءت نہ کرے۔ ابوبکر قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بیت الخلاء سے نکلے پھر کتاب اللہ کی ایک آیت پڑھی اس پر ان سے کہا گیا کہ آپ قراءت کر رہے ہیں باوجود محدث ہونے کے تو آپ نے کہا کہ تو کیا اس کی قراءت مسیلمہ کر رہا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ کیا تجھے یہ فتوائے مسیلمہ نے دیا ہے۔ ابوبکر سلمان بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ جب تو اپنی بیوی کے پاس جائے اور پھر ارادہ کرے دوبارہ جانے کا تو کیا کرے گا۔ میں نے کہا (آپ بتائیں) کہ کیا کروں، فرمایا کہ دونوں کے درمیان ایک مرتبہ وضو کرے۔ مالکؒ اور شافعیؒ وغیرہما سے مروی ہے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ انکو رات میں جنابت واقع ہو جاتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کر لے اور اپنے ذکر کو دھو لے اور پھر سو جا۔ حمام میں داخل ہونا ابوبکر نے روایت کی حفص سے

قالَ عُمر لا یرے الرجلُ عورۃَ الرَجل
ابو بکر عن قتادۃ کتبَ عمر لا یدخلُ
احدٌ الحمامَ اِلاّ بمیزرٍ ابو بکر عن
علی بن ابی عائشۃ کان عمر رجلاً
اَہلبَ فکان یحلق الشعَرَ و ذُکِرت لہ
النُورۃُ فقالَ النورۃُ من النعیم۔
المیاہ ابو بکر عن عکرمۃ ان عمر سُئِلَ
عن ماء البحر فقال ایُّ ماءٍ انظفُ منہ
الشافعی عن عمرو بن دینار ان عمر بن
الخطاب وَرَدَ حوضَ مَجَنَّۃ فقیلَ انّا
وَلَغ الکلبُ آنِفًا فقال انما وَلَغ
بلسانہٖ فشرِبَ و توضّأ مالکؒ نحوًا
من ذلک محمول عند الحنفیۃ علی الغدیر
الکبیر و عندَ الشافعی علی القلتین لحدیثٍ
مرفوعٍ فی ذلک ابو بکر عن زید بن اسلم
عن ابیہ ان عمر کان لہ قمقم یُسخن
لہٗ فیہ الماء ابو بکر عن قتادۃ قال
عمر لیس حیضُہا فی فِیہا یعنی سؤر
الحائض الشافعی والبخاری وغیرہما
ان عمر توضّأ من ماءٍ جئتُ بہ من
عند نصرانیۃٍ تطہیر الانجاس
ابو بکر عن ابن سیرین عن عمر
یغسل البولَ مرتین ابو بکر عن
زید بن الصلت ان عمر غسلَ
ما رآے من الجنابۃ و نضحَ

کہ عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی مرد کا پردے کا حصۂ جسم نہ دیکھے
ابو بکر نے روایت کیا قتادہؒ سے کہ عمرؓ نے لکھا کہ کوئی شخص حمام
میں نہ داخل ہو مگر تہہ بند باندھ کر۔ ابو بکر نے علی بن ابی عائشہ
سے روایت کیا کہ عمرؓ بہت گھنے بالوں والے شخص تھے تو
آپ بالوں کو مُنڈوادیا کرتے تھے اور آپ کے سامنے ذکر کیا گیا
نُورے کا تو فرمایا کہ نورہ عیش پسندی میں سے ہے۔ **پانیوں کا
بیان** ابو بکر نے عکرمہ سے روایت کیا کہ عمرؓ سے دریا کے پانی
کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ کونسا پانی اس سے زیادہ
پاکیزہ ہے۔ شافعیؒ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ
ابن الخطاب مَجنّہ عہ کے حوض پر وارد ہوئے تو آپ سے کہا گیا کہ
اس میں سے کُتّے نے ابھی پانی پیا ہے تو فرمایا کہ اس نے اپنی
زبان سے ہی چپڑ چپڑ کر کے پیا ہے تو آپ نے پیا اور وضو بھی
کیا۔ مالکؒ نے بھی اسی قسم کی روایت کی۔ حنفیہ کے نزدیک یہ
محمول ہے بڑے تالاب پر اور شافعیؒ کے نزدیک قلتین پر اس
بارے میں ایک حدیث مرفوع کی وجہ سے۔ ابو بکر زید بن اسلم سے
وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ کے پاس ایک کیتلی تھی
جس میں ان کے لئے پانی گرم کیا جاتا تھا۔ ابو بکر قتادہ سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اُس کا حیض اُس کے مُنہ
میں نہیں ہے آپ نے فرمایا حائضہ عورت کے جھوٹے پانی کے
متعلق۔ شافعیؒ اور بخاریؒ وغیرہما نے روایت کیا کہ عمرؓ نے
ایسے پانی سے وضو کی جو ان کے پاس ایک نصرانی عورت کے
پاس سے لایا گیا تھا۔ **نجاستوں کو پاک کرنا** ابو بکر روایت کرتے
ہیں ابن سیرینؒ سے کہ عمرؓ پیشاب کو دو مرتبہ دھویا کرتے تھے
ابو بکر زید بن الصلت سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جو نشان جنابت
کا دیکھتے اُس کو دھویا کرتے تھے اور جو نظر نہیں آتا تھا

عہ مجنہ میم کے فتح اور کسر کے ساتھ ایک موضع ہے مکہ کے قریب ۱۲

مالم يره مالك والشافعي نحوًا من ذلك.
ابوبكر عن خالد بن ابي عزة. سأل رجل
عمر بن الخطاب فقال اني احتلمت على
طنفسة فقال ان كان رطبًا فاغسله و
ان كان يابسًا فاحككه وان خفي عليك
فارششه (آب بیندازید) بنى مالك مذهبه على الاول
وحمله الشافعي على الندب وابو حنيفة
على غسل رطبه وحك يابسه ابو حنيفة
عن حماد عن ابراهيم ان عمر قال طهور
المسك دباغه مالك اوقظ عمر لصلوٰة
الصبح حين طعن فصلى وجرحه يثعب (سیل)
دمًا ابوبكر عن انس بن مالك ان عمر
ابن الخطاب رآى رجلا يصلي وعليه
قلنسوة بطانتها من جلود الثعالب
قال فالقاها عن رأسه وقال مايدريك
لعله ليس بذكي (مذبوح یعنی طاہر) قلت فيه حجة
للشافعي في ان الشعر لايقبل الدباغ
التيمم ابوبكر عن الاسود قال عمر
لايتيمم الجنب وان لم يجد الماء شهرًا
وروي من وجوه ان عمارًا ذكر عنده
قصة التمعك وقول النبي صلى
الله عليه وسلم انما يكفيك ان تفعل هكذا

اُس پر پانی تروا دیتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے بھی ایسی ہی روایت
کی۔ ابوبکر خالد بن ابی عزہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص
نے عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا اس نے کہا کہ مجھے کملی (حاشیہ
دار) پر احتلام ہوگیا تو فرمایا کہ اگر گیلا ہے تو اس کو دھو دے
اور اگر خشک (گاڑھا) ہے تو اس کو چھیل دے اور اگر تجھ سے
چھپ گیا ہے تو اس پر پانی ڈال۔ مالکؒ نے اپنے مذہب کی
بناء پہلے پر رکھی اور شافعیؒ نے اس کو استحباب پر محمول کیا اور
ابو حنیفہؒ نے رقیق کو دھونے اور گاڑھے کو چھیلنے کا حکم نکالا۔
ابو حنیفہؒ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے روایت کیا کہ عمرؓ
نے فرمایا کہ چمڑے کی پاکی اُس کی دباغت ہے۔ مالکؒ نے روایت
کیا کہ عمرؓ کو ہوشیار کیا گیا صبح کی نماز کے لئے جب آپ کے
خنجر مارا گیا تو آپ نے نماز پڑھی اور اُن کے زخم سے خون
بہہ رہا تھا۔ ابوبکر نے انس بن مالک سے روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب
نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوتے دیکھا اور اُس کے سر پر ایسی
ٹوپی تھی جس کا بطانہ لومڑیوں کی کھال کا تھا۔ کہا کہ عمرؓ نے
اُس کو اُس کے سر سے گرا دیا اور فرمایا کہ کیا خبر ہے شاید یہ مذبوح
یعنی پاک نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں دلیل ہے شافعیؒ
کے لئے کہ بال قابل دباغت نہیں۔ تیمم ابوبکر نے روایت کیا
اسود سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جنبی تیمم نہ کرے گا اگرچہ مہینہ بھر
تک پانی نہ پائے۔ اور روایت کیا گیا ہے چند وجوہ سے کہ عمارؓ
نے عمرؓ کے سامنے خاک میں لوٹنے کا قصہ ذکر کیا اور نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ تیرے لئے کافی تھا کہ ایسا کرلیتا

ع۵ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص پر جنابت کی حالت آئی اور اُس نے پانی نہ پایا تو اس نے وضو پر قیاس کرکے یہ خیال کیا کہ یہ تیمم تمام بدن پر خاک کے پہنچنے سے ہوگا اس لئے وہ مٹی میں لوٹ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تجھے جنابت کے لئے بھی تیمم کافی تھا۔

الحدیث فلم یقتنع بقولہ[۱] قلتُ ترکَ الفقہاءُ الاربعۃُ قول عمر لانہم وجدوہ مخالفاً لما صحّ عن النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم من مُسندِ عمران بن حُصین و ابی ذرّ و عمرو بن العاص وغیرہم اَمرِہ للجُنبِ بالتیمّم اذالم یجد المآءَ وتتبّعتُ انا فوجدتُ ان النبیّ صلے اللہ علیہ وسلّم رآہم اختلفوا فی تاویلِ الآیتین آیۃ المآئدۃ و آیۃ النسآء فصوّبَ کِلا التاویلین وترکَ کلّ مآوِّلٍ علےٰ تاویلہ وعمر بن الخطاب اجلّ من ان یخفٰی علیہ ہٰذا الحدیث و اتقٰی للّٰہ من ان یبلغہ ہٰذا الحدیث ثم لایقول بہ الاّ لمعنیً فہمہ عن النبیّ صلے اللہ علیہ وسلّم اخرج النسآئی عن طارق ان رجلا اَجنبَ فلم یُصلّ فاتے النبی صلے اللہ علیہ وسلّم فذکر ذلک لہٗ فقالَ اصبتَ فاَجنبَ رجلٌ آخر فتیمّم وصلّے فاتاہ فقالَ لہ نحواً ممّا قالَ للآخر یعنی اَصبتَ واَشار الشافعی الٰی ان عمرَ و ابنَ مسعود کانا یحملان الملامسۃَ علے اللمس بالیدِ فکانت الآیتانِ ساکتتانِ عندہما من التیمّم

الحدیث، تو عمار کے قول پر عمرؓ مطمئن نہ ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ چاروں فقہاءؒ نے عمرؓ کے قول کو ترک کر دیا کیونکہ انھوں نے اس کو اس روایت کے خلاف پایا جو مسند عمران بن حصین و ابوذر و عمرو بن العاص وغیرہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جُنبی کو تیمم کا حکم دینا جب کہ وہ پانی نہ پاتے صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور میں نے تتبع کیا تو یہ پایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا کہ وہ دونوں آیتوں آیت سورۂ مائدہ و آیت سورۂ نسآء کی تاویل میں مختلف ہو رہے ہیں تو آپ نے دونوں تاویلوں کی تصویب کی اور ہر ایک تاویل کرنے والے کو اُس کی تاویل پر چھوڑ دیا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی شان اس سے بلند ہے کہ ان پر یہ حدیث مخفی رہی ہو اور اللہ سے آپ کا تقوےٰ اس سے بلند تھا کہ آپ کو یہ حدیث پہنچے اور آپ اُس کے قائل نہ ہوں مگر کوئی ایسے معنے ہیں جن کو انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سمجھا تھا۔ نسائی نے طارق سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص جُنبی ہو گیا تو اس نے نماز نہ پڑھی اور اُس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس کا حال بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تو نے ٹھیک کیا۔ پھر ایک اور شخص جُنبی ہو گیا تو اس نے تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی پھر وہ آپؐ کے پاس آیا تو اُس سے بھی آپؐ نے وہی فرمایا جو دوسرے سے فرمایا تھا یعنی تو نے ٹھیک کیا۔ اور اشارہ کیا شافعیؒ نے عمرؓ اور ابن مسعودؓ کی طرف کہ وہ دونوں محمول کرتے تھے "ملامسۃ" کو (جو سورۂ نساء میں مذکور ہے یعنی لٰمستم النسآء) لمس بالید (یعنی ہاتھ سے چھونے) پر تو دونوں آیتیں اُن دونوں کے نزدیک جنابت سے تیمم کے بارے میں

[۱] یعنی وان کنتم جنباً فاطّہّروا الخ (مآئدہ ۶) اور وان کنتم مرضٰی او علی سفرٍ اوجاء احدٌ منکم من الغآئط او لٰمستم النسآء فلم تجدوا مآءً فتیمّموا صعیداً طیباً الخ (النسآء ۴۳) ۱۲ مترجم

عن الجنابة مواقيت الصلوٰة مالک عن
نافع ان عمر بن الخطاب كتب الى عماله
ان اهم امركم عندى الصلوٰة فمن
حفظها و حافظ عليها حفظ دينه و
من ضيعها فهو لما سواها اضيع ثم كتب
ان صلّوا الظهر اذا كان الفيء ذراعا
الى ان يكون ظل احدكم مثله
و العصر والشمس مرتفعة بيضاء
نقية قدر مايسير الراكب فرسخين او
ثلثة (بدون زردی) قبل غروب الشمس و المغرب
اذا غربت الشمس والعشاء اذا غاب
الشفق الى ثلث الليل فمن نام فلانامت
عينه فمن نام فلا نامت عينه فمن نام
فلا نامت عينه والصبح و النجوم
بادية مشتبكة مالک عن عمه ابى
سهيل بن مالك عن ابيه ان عمر بن
الخطاب كتب الى ابى موسى الاشعرى
ان صلّ الظهر اذا زاغت الشمس و
العصر والشمس بيضاء نقية قبل
ان تدخلها صفرة و المغرب اذا
غربت الشمس و اخّر العشاء مالم
تنم و صلّ الصبح والنجوم بادية مشتبكة
و اقرأ فيها بسورتين طويلتين من
المفصل و فى رواية عن هشام
ابن عروة عن ابيه

ساکت ہیں۔ اوقاتِ نماز مالکؒ نافع سے روایت کرتے ہیں
کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا
سب سے اہم کام نماز ہے جس نے اس کی حفاظت کی اور اس پر ہمیشہ
کاربند رہا (شرائط و آداب کے ساتھ بروقت ادا کرتا رہا) تو
اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اُس کو ضائع کیا تو
اس کے سوا (دیگر ضروریات دین) کو تو بہت ہی ضائع کرنے
والا ہوگا۔ پھر لکھا کہ ظہر کی نماز پڑھو جب کہ سایہ ایک ہاتھ ہو
یہاں تک کہ تم میں سے کسی کا سایہ اُس کے برابر ہو جاتے اور
عصر کی نماز پڑھو ایسے وقت کہ سورج بلند ہو سفید اور صاف
(کہ اس میں زردی پیدا نہ ہوتی ہو) اتنی مقدار تک کہ ایک شتر
سوار دو یا تین کوس غروب آفتاب سے پہلے سفر کر سکے۔ اور
مغرب کی نماز پڑھو جب آفتاب غروب ہو جاتے اور عشاء کی
جب شفق غائب ہو جاتے ایک تہائی رات تک تو جو سو جاتے
تو اُس کی آنکھ کبھی نہ سوتے۔ جو سو جاتے اُس کی آنکھ کبھی نہ
سوتے۔ جو سو جاتے اُس کی آنکھ کبھی نہ سوتے (یہ بددعا فرمائی)
اور صبح کی اُس وقت جب (بعد صبح صادق) تارے نمایاں
اور گھنے ہوتے ہوں (یعنی شب کی تاریکی باقی ہو) مالکؒ
اپنے چچا ابو سہیل بن مالک سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے
ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ ظہر کی
نماز پڑھو جب سورج ڈھل جاتے اور عصر کی جب سورج سفید
اور صاف ہو قبل اس کے کہ اس میں زردی داخل ہو اور مغرب
کی جب سورج غروب ہو جاتے اور مؤخر کر عشاء کو جب تک
تو نہ سوتے اور صبح کی نماز پڑھ ایسے وقت میں کہ تارے صاف
اور گھنے ظاہر ہوں اور اس میں دو لمبی سورتیں پڑھ مفصل
میں سے۔ اور ایک روایت میں ہشام بن عروہ سے اُن کے باپ سے

وصلِّ العشاء بینک و بین ثلث اللیل فان اخرت فالی شطر اللیل مالک عن عمہ ابی سہیل بن مالک عن ابیہ انہ قال کنت اری طنفسۃ لعقیل بن ابی طالب یوم الجمعۃ تطرح الی جدار المسجد الغربی فاذا غشی الطنفسۃ کلہا ظل الجدار خرج عمر بن الخطاب فصلی الجمعۃ قال ثم یرجع بعد صلوٰۃ الجمعۃ فیقیل قائلۃ الضحی مالک والشافعی عن عبداللہ بن عامر صلینا وراء عمر بن الخطاب الصبح فقرأ فیہا سورۃ یوسف و سورۃ الحج قرأ قراءۃ بطیئۃ فقلت واللہ لقد کان اذا یقوم حین یطلع الفجر قال اجل ابوبکر عن ابی البختری کان عمر ینصرف من الہجیر فی الحر ثم ینطلق المنطلق الی قباء فیجدہم یصلون ابوبکر عن عبدالرحمن ابن سابط ان عمر قال لابی محذورۃ انک بارض شدید الحر فابرد بالصلوٰۃ ثم ابرد بہا ابوبکر عن منذر قال عمر ابردوا بالظہر فان شدۃ الحر من فیح جہنم ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن عمر بن الخطاب ابردوا بالظہر عن فیح جہنم الشافعی عن رجل من الصحابۃ قال لقینی عمر بن الخطاب بالزوراء (بازار مدینہ) فسألنی این تذہب فقلت للصلوٰۃ قال

یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ لیجئے اور ثلث رات کے درمیان پھر اگر تو مؤخر کرے تو آدھی رات تک۔ مالکؒ اپنے چچا ابوسہیل بن مالک سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا کہ میں ایک فرش دیکھا کرتا تھا عقیل بن ابی طالب کا جو جمعہ کے دن ڈال دیا جاتا مسجد کی دیوار غربی کے نیچے۔ تو جب دیوار کا سایہ پورے فرش پر چھا جاتا تھا تو عمرؓ بن الخطاب نکلا کرتے اور نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے کہا کہ پھر جمعہ کی نماز کے بعد لوٹ جاتے اور دوپہر کے قیلولے کے طور پر آرام کرتے۔ مالکؒ اور شافعیؒ عبداللہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نماز پڑھی عمرؓ بن الخطاب کے پیچھے صبح کی تو اس میں پڑھی سورۃ یوسف اور سورۃ حج اور قرارت کی لمبی (یعنی تیزی سے نہیں پڑھا) تو میں نے کہا کہ واللہ اس صورت میں تو طلوع فجر کے وقت کھڑے ہوتے ہوں گے۔ کہا کہ ہاں! ابوبکر نے روایت کیا ابوالبختری سے کہ عمرؓ نماز ظہر پڑھ کر گرمی میں ایسے وقت لوٹتے تھے کہ پھر ایک چلنے والا قباء میں چل کر جائے تو وہاں والوں کو نماز پڑھتے ہوئے پاتے۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن سابط سے کہ عمرؓ نے فرمایا ابومحذورہ سے کہ تم شدید الحرارت سرزمین میں ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھو پھر (تاکید ہے کہ) ٹھنڈی کر کے پڑھو۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں منذر سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ ظہر کو ٹھنڈا کرو کیونکہ گرمی شدّتِ جہنّم کے سانس سے ہے۔ ابوحنیفہؒ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی کہ ظہر کو ٹھنڈا کرو جہنّم کے سانس سے۔ شافعیؒ ایک صحابی مرد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ مجھ سے عمرؓ بن الخطاب زوراء میں ملے (جو مدینہ کا ایک بازار ہے) اُنھوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو تو میں نے کہا کہ نماز کے لئے تو فرمایا کہ

غلفت فاسرع فاذهب الى المسجد فصليت ثم رجعت فوجدت جاريتي احتبست من الاستقاء فذهبت الى بيررومة فجئت بهاء والشمس صالحة ابوبكر عن سعيد بن المسيب قال عمر لا تنتظروا بصلاتكم اشتباك النجوم ابوبكر عن سويد بن غفلة قال عمر عجلوا العشاء قبل ان يكسل العامل وينام المريض ابوبكر عن الاسود عن عمر قال اذا كان يوم الغيم فعجلوا العصر واخروا الظهر **الحديث بعد العشاء** ابوحنيفة عن حماد عن ابراهيم عن عمر بن الخطاب انه قال ان اجدب الجدب الحديث بعد العشاء الا في صلوة او قراءة القرآن ابوبكر عن سلمان يعني ابن ربيعة قال لي عمر يا سلمان اني اذم لك الحديث بعد العتمة ابوبكر عن ابي بكر بن ابي موسى ان اباموسى اتى عمر بن الخطاب فقال له عمر ماجاء بك قال جئت اتحدث اليك قال هذه الساعة قال انه لفقه فجلس عمر فتحدثنا ليلاً طويلاً **حضور الجماعة** ابوبكر عن عبد الرحمن قال عمر لان اصليهما في جماعة احب الي من ان احيي ما بينهما

تو نے دیر کر دی جلدی مسجد میں پہنچ۔ تو میں نے نماز پڑھی پھر واپس آیا تو اپنی لونڈی کو پایا کہ اُس نے پانی لانے میں دیر کر دی پھر میں بیر رومہ کی طرف گیا اور اس کو لے کر آیا اور ابھی آفتاب درست تھا (بحالت سابقہ)۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی نماز کے لئے انتظار نہ کرو ستاروں کے خوب روشن ہونے کا۔ ابوبکر سوید بن غفلہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ عشاء میں عجلت کرو قبل اس کے کہ مزدوری کرنے والے کسلمند ہوں اور بیمار سو جائیں۔ ابوبکر اسود سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس دن گھٹا چھائی ہوتی ہو تو عصر میں جلدی کرو اور ظہر میں تاخیر کرو۔ **عشاء کے بعد بات کرنا** ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا کہ تمام قحطوں سے بڑا قحط (یعنی سب نقصانوں سے بڑا نقصان) عشاء کے بعد باتیں کرنا ہے مگر نماز میں یا قراءت قرآن میں۔ ابوبکر نے سلمان یعنی ابن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ اے سلمان! میں بُرا سمجھتا ہوں تمھارے لئے عشاء کے بعد باتیں کرنا۔ ابوبکر ابن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ ابوموسیٰؓ آئے عمرؓ بن الخطاب کے پاس تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ کیسے آئے؟ اُنھوں نے کہا کہ میں آپ سے باتیں کرنے آیا ہوں۔ فرمایا کہ ایسے وقت؟ (یعنی عشاء کے بعد) تو انھوں نے کہا کہ وہ فقہ کی (یعنی دین کی) بات ہے۔ پھر عمرؓ بیٹھ گئے۔ تو ہم نے بہت رات گئے تک باتیں کیں۔ **جماعت میں حاضر ہونا** ابوبکر عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ یہ بات کہ میں ان دونوں کو جماعت کے ساتھ پڑھ لوں مجھے ان دونوں کے درمیان کو زندہ رکھنے (یعنی جاگتے اور عبادت کرتے رہنے) سے زیادہ پسند ہے

يعنى الصبح و العشاء. ابوبكر عن ابراهيم
ان عمر بن الخطاب كان اذا رآے
غلاماً فے الصف اخرجه. ابوبكر عن
ابے مجلز اقيمت الصلوٰة وصُفّت
الصفوف فابتدر رجل لعمر فكلّمه
فاطال القيام والقوم صفوف. ابوبكر
عن سعيد بن المسيب ان عمر رآے
رجلاً يصلے ركعتين والمؤذن يقيم
فانتهره فقال لا صلوٰة والمؤذن
يقيم الا الصلوٰة التى يقام لها
ابوبكر عن ابے عثمان النهدے رايت
الرجل يجئ و عمر بن الخطاب فے
صلوٰة الفجر فيصلے فى جانب
المسجد ثم يدخل مع القوم فى صلاتهم
ابوبكر عن نعيم قال اذا كان بينه و
بين الامام طريق او نهر او حائط
فليس معه. ابوبكر عن ابن عمر كانت
امرأة لعمر تشهد صلوٰة الصبح
والعشاء فے جماعة فے المسجد فقيل
لها لم تخرجين وقد تعلمين ان
عمر يكره ذلك و يغار قالت فما
يمنعه ان ينهانے قالوا
يمنعه قول رسول الله صلے الله
عليه وسلم لا تمنعوا اماء الله مساجد
الله. الشافعى انه تقدم اعجمى

یعنی صبح اور عشاء کی نماز۔ ابوبکر ابراہیم سے روایت کرتے ہیں
کہ عمرؓ بن الخطاب جب کسی لڑکے کو صف میں دیکھتے تو اس
کو نکال دیتے۔ ابوبکر ابو مجلز سے روایت کرتے ہیں کہ نماز تیار ہوگئی
اور صفیں درست ہوگئیں تو ایک شخص جھپٹ کر عمرؓ کے پاس
پہنچا اور اُن سے گفتگو کرنے لگا اور قیام کو طویل کردیا اور قوم
صف بستہ تھی۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں
کہ عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دو رکعت نماز پڑھنے لگا
حالانکہ مؤذن اقامت کہہ رہا ہے تو آپ نے اُس کو جھڑکا
اور فرمایا کہ کوئی نماز نہیں جب مؤذن اقامت کہنے لگے بجز
اس نماز کے جس کے لئے اقامت کہی جارہی ہے۔ ابوبکر عثمان
نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص آتا ہے
اور عمرؓ بن الخطاب نماز فجر میں ہیں پھر وہ مسجد کے ایک گوشہ
میں نماز پڑھتا ہے (یعنی فجر کی سنتیں) پھر وہ قوم کے ساتھ
نماز میں داخل ہوجاتا ہے۔ ابوبکر نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ
انھوں نے کہا کہ جب اس کے (یعنی مقتدی کے) اور امام کے
درمیان راستہ ہو یا نہر ہو یا دیوار ہو تو وہ امام کے ساتھ
نہیں ہے (یعنی اُس کی اقتداء صحیح نہیں ہے)۔ ابوبکر ابن
عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ کی ایک عورت تھیں جو مسجد
میں پہنچ کر صبح اور عشاء کی نماز پڑھا کرتی تھیں تو اُن سے
کہا گیا کہ تم کیوں نکلتی ہو حالانکہ تم جانتی ہو کہ عمرؓ اس کو بُرا
سمجھتے ہیں اور غیرت کرتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ پھر عمرؓ کو
کونسی بات اس سے روکتی ہے کہ وہ اس سے مجھے منع کردیں
انھوں نے کہا کہ اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ
قول روکتا ہے جو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی
مسجدوں سے نہ روکو۔ شافعیؒ سے مروی ہے کہ ایک عجمی شخص بڑھا

فأخرہ مسور بن مخرمۃ فسألہ عمر فقال ان الرجل کان الاعجمی اللسان فخشیت ان یسمع بعض الحاج قراءتہ فیأخذ بعجمتہ فقال ہنالک ذہبت فقال نعم فقال قد احسنت مالک و الشافعی عن عبد اللہ بن عتبۃ دخلت علی عمر بالہاجرۃ فوجدتہ یسبح فقمت وراءہ فقربنی حتی جعلنی حذاءہ علی یمینہ فلما جاء یرفا تأخرت فصففنا وراءہ ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان عمر بن الخطاب جعلہما خلفہ فصلی بین ایدیہما یعنی المأمومین ابو بکر عن یسار بن نمیر ان عمر بن الخطاب کان یقول ابدأوا بطعامکم ثم افرغوا لصلوتکم مالک عن زید بن اسلم قال عمر لا یصلین احدکم و ہو ضام بین ورکیہ یعنی الحاقب

سنۃ الاذان اخرج البخاری وغیرہ عن ابن عمر کان المسلمون حین قدموا المدینۃ یجتمعون فیتحینون الصلوۃ لیس ینادی بہا فقال عمر او لا تبعثون رجلاً ینادی بالصلوۃ وفی حدیث رؤیا عبد اللہ بن زید فیما رواہ الدارمی وغیرہ قال عمر

(یعنی امامت کے لئے) تو اُس کو مسور بن مخرمہ نے پیچھے ہٹا دیا۔ تو ان سے عمرؓ نے پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ وہ شخص عجمی زبان کا تھا تو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اس کی قراءت کو بعض حج میں آنے والے سُنیں گے اور وہ اس کے عجمی لہجہ کو نہ لے لیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تمہارا خیال اُس طرف گیا۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں! تو عمرؓ نے کہا تم نے اچھا کیا۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کیا کہ میں عمرؓ کے پاس ہاجرہ (یعنی بعد زوال) میں پہنچا تو میں نے اُن کو پایا تسبیح پڑھتے ہوئے (یعنی نماز پڑھتے ہوئے) تو میں اُن کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو اُنھوں نے مجھے قریب کیا یہاں تک کہ اپنے برابر کر لیا اپنی دائیں جانب میں۔ پھر جب حضرت (عمرؓ کا غلام) یرفاء آ گیا تو میں پیچھے ہٹ گیا اور ہم دونوں نے اُن کے پیچھے صف بنا لی۔ ابو حنیفہؒ نے حماد سے اُنھوں نے ابراہیم سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے ان دونوں کو اپنے پیچھے کر دیا اور ان کے آگے نماز پڑھی یعنی ان دونوں مقتدیوں کے آگے۔ ابو بکر یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ پہلے کھانا کھا لو اور نماز کے لئے فارغ ہو جاؤ۔ مالک زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ تم میں ہرگز کوئی اس طرح نماز نہ پڑھے کہ وہ بھینچ رہا ہو اپنے کولھوں کے درمیان کو یعنی پاخانہ روکنے والا ہو۔

سُنّتِ اذان بخاری وغیرہ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ جب مسلمان مدینہ میں آئے تو جمع ہو جاتے اور وقتِ نماز کا اندازہ کر لیتے تھے۔ نماز کے لئے اذان نہیں دی جاتی تھی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کیا تم لوگ کسی شخص کو نہیں بھیجتے جو نماز کے لئے اذان دے۔ اور عبد اللہ بن زید کے خواب کے قصہ میں ہے جس کو دارمی وغیرہ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے عرض کیا کہ

والذی بعثک بالحق لقد رأیت مثل
ما رأی ابو بکر عن عبد اللہ بن ہذیل
قال عمر لولا ان یکون سُنّۃً لاذّنتُ
الشافعی ان عمر قال عجّلوا الاذان بالصبح
یدّلجُ المدّلجُ ابوداؤد عن مؤذنٍ لعمرَ
یقالُ لہ مسروح اذّنَ قبلَ الصّبحِ
فامرہ عمر ان یرجع فینادی الا انّ
العبدَ قد نامَ قلتُ فی المسئلۃ قولان
ذہب الشافعی الی الاوّل وابو حنیفۃ
الی الثانی (الاعادۃ) ویمکن الجمع (عدم الاعادۃ) باختلاف الاحوال
فاذا کانَ الامام قد تقدّم الی
الناس اَن فلانا یؤذّن بلیلٍ جاز
قبل الصبح والّا لا لوجود التباس فی
الثانی وعدمہ فی الاوّل مالک
ان عمر علّم مؤذّنہ ان یقول الصّلوٰۃُ
خیرٌ من النوم الصّلوٰۃ خیرٌ من
النوم ابوبکر عن مجاہد ان ابا محذورۃ
قالَ الصلوٰۃ الصّلوٰۃ
فقالَ عمر (بطریق تثویب) ویحکَ اَمجنونٌ
انتَ اما کان فی دُعائک
الذی دعوتَنا (الی الاذان) ما نأتیک حتی
تأتینا.

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے
بھی وہی خواب دیکھا جو اس نے دیکھا ہے۔ ابو بکر عبد اللہ بن ہذیل
سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ
(یعنی اذان دینا خلفاء کے لئے) سنت بن جائے گی تو میں ضرور
اذان دیا کرتا۔ شافعیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ صبح
کی اذان دینے میں جلدی کرو کہ آخر شب میں روانہ ہوتے ہیں
سفر کرنے والے۔ ابوداؤد نے عمرؓ کے ایک مؤذن سے روایت
کیا جس کو مسروح کہا جاتا تھا اور اس نے صبح سے پہلے ہی
اذان دیدی تھی تو اس کو عمرؓ نے حکم دیا کہ لوٹے اور ندا
کرے کہ لوگو سن لو بندہ سو گیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ مسئلہ میں
دو قول ہیں شافعیؒ گئے ہیں اوّل کی طرف (یعنی عدم اعادہ)
اور ابو حنیفہؒ دوسرے (یعنی اعادہ) کی طرف اور دونوں قولوں
میں باختلافِ احوال جمع ممکن ہے اس طرح کہ جب امام نے
پہلے لوگوں کو یہ اطلاع دیدی ہو کہ فلاں شخص رات میں
ہی اذان دیدیتا ہے تو وہ صبح سے قبل جائز ہو گی ورنہ نہیں
کیونکہ دوسری صورت میں التباس موجود ہے اور پہلی صورت
میں التباس نہیں ہے۔ مالکؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے اپنے
مؤذن کو تعلیم کیا کہ وہ یہ کہا کرے الصّلوٰۃ خیرٌ الخ یعنی نماز
سونے سے بہتر ہے، نماز سونے سے بہتر ہے۔ ابو بکر مجاہد سے
روایت کرتے ہیں کہ ابو محذورہ (مؤذن) نے کہا الصّلوٰۃ الصلوٰۃ
تو عمرؓ نے فرمایا کہ ناس گئے تو باولا ہے کیا؟ کیا تیرے
بلاوے میں جس سے تو نے ہم کو بلایا ہے وہ چیز نہیں ہے (جس کو
سُنکر) ہم تیرے پاس آئیں کہ تو (پھر بھی) ہمارے پاس آتا ہے۔

ع۵ مجمع البحار میں ہے کہ جہاں شفقت اور رحم کے ساتھ کسی فعل پر انکار کیا جاتا ہے تو ویحک بولتے ہیں اور جب غصہ اور ناراضی کے ساتھ
انکار ہو تو ویلک کہتے ہیں ۱۲ مترجم

ابو بکر عن ابی الزبیر مؤذن بیت المقدس جاءنا عمر بن الخطاب فقال اذا اذّنت فترسّل و اذا اقمت فاحذر و فی روایۃ البغوی فاحذم ومعناہ الحدر ایضاً ہو قطع التطویل المساجد البغوی عن سالم بن عبد اللہ بن عمر ان عمر بن الخطاب رحبۃ الی جنب المسجد سمّاہا البطیحاء وقال من اراد ان یلغط او ینشد شعراً او یرفع صوتاً فلیخرج الی ہذہ الرحبۃ مالک نحواً من ذلک البغوی عن سعید ابن المسیّب مرّ عمر فی المسجد و حسّان ینشد الشعر فلحظ الیہ شزراً فقال کنت انشد فیہ وفیہ من ہو خیر منک ثم التفت الی ابی ہریرۃ فقال انشدک اللہ اسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اجب عنّی اللہم ایدہ بروح القدس قال نعم ابو بکر عن ابراہیم بن سعد عن ابیہ سمع عمر بن الخطاب رجلاً رافعاً صوتہ فی المسجد فقال اتدری این انت ابو بکر عن ابن عمر ان عمر نہی عن اللغط فی المسجد و قال ان مسجدنا ہذا لا ترفع فیہ الاصوات

ابو بکر روایت کرتے ہیں ابو زبیر سے جو بیت المقدس کے مؤذن تھے کہ ہمارے پاس عمرؓ بن الخطاب آئے اور کہا کہ جب اذان دیا کرو تو (الفاظ کو) کھینچا کرو اور جب تکبیر کہو تو جلد ہی کہدو (یعنی کھینچنے کی ضرورت نہیں) اور بغوی کی روایت میں ہے فاحذم اور اس کے معنے بھی "حدر" ہی کے ہیں یعنی تطویل قطع کرنے کے۔ مساجد بغوی سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے مسجد کے پہلو میں ایک کشادہ صحن احاطہ بنوایا جس کا نام بُطیحاء رکھا اور فرمایا کہ جو باتیں کرنا چاہے یا کوئی شعر سنانا چاہے یا آواز اونچی کرنا چاہے تو چاہیئے کہ اس احاطہ میں چلا جائے مالکؒ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ بغوی سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ مسجد میں گزرے اور حسّانؓ شعر پڑھ رہے تھے تو آپؓ نے ان کی طرف تیز نظر ڈالی تو حسّانؓ نے کہا کہ میں یہاں شعر پڑھتا تھا اور یہاں وہ موجود ہوتے تھے جو تم سے بہتر تھے (یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم) پھر ملتفت ہوئے ابو ہریرہؓ کی طرف اور کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں بتا کہ کیا تو نے سنا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ (مجھ سے) فرمارہے تھے کہ میری طرف سے جواب دے۔ یا اللہ اس کو مدد پہنچا روح القدس سے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا ہاں۔ ابو بکر نے ابراہیم بن سعد سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا کہ ایسے شخص سے جو مسجد میں آواز بلند کر رہا تھا فرماتے تھے کہ کیا تو جانتا ہے کہ تو کہاں ہے۔ ابو بکر نے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ عمرؓ نے مسجد میں شور وشغب سے روکا اور کہا کہ یہ ہماری مسجد وہ جگہ ہے جہاں آوازیں بلند نہ ہونی چاہئیں

ابو بکر عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب کان یجمر المسجد کل جمعۃ ابو بکر عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب ان عمر بن الخطاب اتی مسجد قبا علی فرس لہ فصلی بہ ثم قال یا یرفا ائتنی بجرید قال فاتاہ بجرید فاحتجز عمر بثوبہ ثم کنسہ ابو بکر عن سیار ابن معرور رأی عمر قوما یصلون علی الطرق فقال صلوا فی المسجد۔ ابو بکر عن انس رآنی عمر و انا اصلی فقال القبر امامک ابو بکر عن معرور بن سوید انہ رجع مع عمر فی حجتہ فرأی عمر الناس یبتدرون فقال ماہذا فقالوا مسجد فیہ صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ہکذا ہلک اہل الکتاب اتخذوا آثار انبیائہم بیعا من عرضت لہ منکم فیہ الصلوۃ فلیصل ومن لم تعرض لہ منکم الصلوۃ فلا یصل ابو بکر عن نافع بلغ عمر بن الخطاب ان ناسا یاتون الشجرۃ التی بویع تحتہا فامر بہا فقطعت ابو بکر و مسلم عن معدان بن طلحۃ الیعمری ان عمر ابن الخطاب قال ایہا الناس انکم تاکلون شجرتین لا اراہما الا خبیثتین الثوم و البصل لقد کنت اری الرجل علی عہد

ابو بکر روایت کرتے ہیں ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب ہر جمعہ کو مسجد میں خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے۔ ابو بکر مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد قبا پہنچے وہاں نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا کہ اے یرفا، میرے پاس (کھجور کی) ایک شاخ لے کر آ (آپ کا غلام) یرفأ جا کر لے آیا۔ پھر انھوں نے اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر کمر سے لپیٹا اور مسجد میں جھاڑو دی۔ ابو بکر سیار بن معرور سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک قوم کو راستوں پر نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ مسجد میں نماز پڑھو۔ ابو بکر نے انسؓ سے روایت کیا کہ مجھے عمرؓ نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ قبر ہے تیرے سامنے۔ ابو بکر نے معرور بن سوید سے روایت کیا کہ وہ عمرؓ کے ساتھ حج سے واپس آرہے تھے کہ عمرؓ نے لوگوں کو دیکھا کہ جھپٹے جا رہے ہیں تو فرمایا کہ یہ کیا ہے تو لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک مسجد ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے تو فرمایا کہ اسی طرح ہلاک ہوئے اہل کتاب کہ انھوں نے اپنے انبیاء کے آثار کو عبادت خانے بنایا۔ تم میں سے جس پر ایسے موقع پر نماز کا وقت آجائے تو چاہیئے کہ نماز پڑھ لے اور جس کو تم میں سے نماز کی ضرورت داعی نہ ہو وہ نہ پڑھے۔ ابو بکر نافع سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب کو یہ اطلاع پہنچی کہ لوگ اس درخت کی زیارت کے لئے آتے ہیں جس کے نیچے بیعت کی گئی تھی تو آپ کے حکم سے اس کو کاٹ دیا گیا۔ ابو بکر اور مسلم معدان بن طلحۃ الیعمری سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اے لوگو تم ایسے دو درختوں کو کھاتے ہو جن کو میں کچھ نہیں سمجھتا سوائے اس کے کہ وہ گندے ہیں یعنی لہسن اور پیاز۔ میں دیکھتا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یُوجَدُ منہ ریحہٗ فیوخذ بیدہ حتے یُخرج الے البقیع فمن کانَ اٰکلھا فلیُمتھا طبخاً ابوبکر کُتِبَ الے عمر من نجران لم نجد انْظفَ ولا اَجود من کنیسۃٍ فکتبَ انْضحوھا بماء وسدرٍ وصلّوا فیہا ابوبکر عن مُعاویۃ بن قُرۃَ عن ابیہ راٰے عمرو انا اُصلے بین الاسطوانتین فاخذ بقفاءَ تے فاَدناے الے سُترۃٍ فقال صَلّ الیھا ابوبکر عن رجل من اہل الیمن یقالُ لہٗ ہدابُ قالَ عمر المُصلّون احقُ بالسواری من المحدثین الیھا ابوبکر عن ابن الزبیر سمعتُ عُمر یقول صلوٰۃ فے ہذا المسجدِ افضل من مائۃ صلوٰۃٍ فیما سواہ الّا المسجدَ الحرامَ ابوبکر عن اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن اِن عمر صلے فے مکان فیہ ومَن یعنی مرابضَ الغنمِ مایلبسہ المصلے اخرج البخاری عن ابی ہریرۃ قالَ قامَ رجلٌ الے النبی صلے اللہ علیہ وسلم فسألہ عن الصلوٰۃ فے الثوب الواحد فقال او کلّکم

کے زمانہ میں کہ جس شخص کے بھی منہ سے اُس کی بُو پائی جاتی تھی اُس کا ہاتھ پکڑا جاتا تھا اور اس کو بقیع تک پہنچا کر چھوڑا جاتا تھا تو جو اُن کو کھانا چاہے تو اُس کو چاہیئے کہ اُن کو پکا کر اُن (کی بُو) کو مار دے۔ ابوبکر نے روایت کی کہ عمرؓ کو لکھا گیا نجران سے کہ ہم نے کوئی جگہ صاف اور ستھری کنیسہ (گرجا) سے بہتر نہیں پائی تو آپ نے لکھا کہ اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے دھو ڈالو اور اس میں نماز پڑھو۔ ابوبکر معاویہ بن قُرّہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مجھے دیکھا جب کہ میں دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھ رہا تھا تو میری گدّی پکڑی اور مجھے سُترہ (یعنی آڑ) کے قریب لے گئے اور کہا کہ اس کی طرف نماز پڑھ۔ ابوبکر یمن والوں میں کے ایک شخص سے جس کو ہداب کہا جاتا تھا روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ نماز پڑھنے والے ستونوں کی طرف بیٹھنے کے زیادہ حقدار ہیں بے وضو لوگوں کی بہ نسبت۔ ابوبکر ابن الزبیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اس مسجد کی نماز افضل ہے دوسری جگہ کی سَو نمازوں سے بجز مسجدِ حرام کے۔ ابوبکر اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایسی جگہ نماز پڑھی جہاں مینگنیاں پڑی تھیں یعنی بکریوں کی چراگاہ میں۔ نماز پڑھنے والا کیا پہنے۔ بخاری نے روایت کی ابو ہریرہؓ سے کہا کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے آپؐ سے سوال کیا ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے

ف چونکہ عیسائی شراب پیتے ہیں اور اس کو ناپاک نہیں سمجھتے فرش پر بھی پھینک دیتے ہیں اور نماز کے لئے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے اس لئے آپ نے فرش کو مبالغہ کے ساتھ دھونے کا حکم دیا تاکہ شراب کا اثر باقی نہ رہے۔ ظاہری نظافت اور صفائی کو آپ نے کافی نہیں قرار دیا ۱۲ مترجم

يجد ثوبين ثم سأل رجل عمر فقال
اذا وسّع الله فأوسعوا جمع رجل عليه
ثيابه صلّى رجل في ازار ورداء في
ازار و قميص في ازار و قباء في
سراويل ورداء في سراويل و قميص
في سراويل وقباء في تبان و
قميص قال واحسبه قال في تبان و
رداء ابو بكر عن معوذ صلّى بنا
عمر في ثوب واحد ليس عليه
غيره ابو بكر عن ابن عمر ان عمرؓ
رأى رجلاً يصلّى ملتحفاً فقال
لاتشبّهوا باليهود من لم يجد منكم الا
ثوباً واحداً فليتّزر به ابو بكر عن ابي هريرة
قال عمر تصلّى المرأة في ثلاثة
اثواب قلت معناه تستر جميع
البدن البيهقي عن عمر انه رأى
امة بتخمّرة متجلببة فقال
تتشبّه الإماء بالمحصنات ابو بكر
عن انس رأى عمر امة متقنّعة
فضربها و قال تتشبّهين بالحرائر
ابو بكر عن عبد الله بن عامر
رأيت عمر يصلّى على عبقري
ابو بكر ان عمر اشترى الحصر يفرشها
في المسجد استقبال القبلة
ابو بكر عن ابن عمر

ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں۔ پھر ایک شخص نے سوال کیا
عمرؓ سے تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے وسعت بخش دی
تو تم بھی وسعت پر عمل کرو۔ آدمی اپنے بدن پر اپنے کپڑے پہنے
کوئی شخص نماز پڑھے اپنی لنگی اور چادر میں، لنگی اور قمیص
میں، لنگی اور قبا میں، پاجامہ اور چادر میں، پاجامہ اور قمیص
میں، پاجامہ اور قبا میں، جانگیے اور قمیص میں۔ کہا اور مجھے
گمان ہے کہ جانگیے اور چادر میں بھی فرمایا۔ ابوبکر معوذ سے
روایت کرتے ہیں کہ ہم کو عمرؓ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھائی۔
اس کے سوا ان کے بدن پر اور کپڑا نہیں تھا۔ ابوبکر ابن عمرؓ
سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے
ہوئے دیکھا جو (ایک کپڑے میں) لپٹا ہوا تھا تو فرمایا کہ یہودیوں
کے مشابہ نہ بنو۔ تم میں سے جسکے پاس صرف ایک ہی کپڑا
ہو وہ اُس کی لنگی بنالے۔ ابوبکر نے ابوہریرہؓ سے روایت
کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے۔ میں
کہتا ہوں کہ اس کے معنے ہیں تمام بدن کا چھپانا۔ بیہقی
عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک باندی کو دیکھا
کہ اوڑھنی کو چہرہ کا نقاب بنائے ہوتے ہے تو فرمایا کہ
باندیاں آزاد عورتوں کی مانند بننے لگیں۔ ابوبکر انسؓ سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک باندی کو دیکھا اوڑھنی
مُنہ پر ڈالے ہوتے تو آپ نے اُس کو مارا اور کہا کہ تو آزاد
عورتوں کی مشابہت اختیار کر رہی ہے۔ ابوبکر عبداللہ بن
عامر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو عبقری (ایک
عمدہ فرش چاندنی) پر نماز پڑھتے ہوتے دیکھا۔ ابوبکر نے
روایت کیا کہ عمرؓ نے بوریئے خریدے ان کو مسجد میں بچھانا
شروع کیے۔ استقبال قبلہ ابوبکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ

قال عمر ما بين المشرق و المغرب قبلة زاد في رواية استقبلت البيت مالك نحوا من ذلك ابو بكر عن الاسود رأيت عمر يركز عنزة و صلى اليها و الظعن يمر بين يديه البيهقى عن غضيف سألت عمر ابن الخطاب قلت انا نبدوا فنكون في الابنية فان خرجت قررت وان خرجت قررت فقال عمر اجعل بينك و بينها ثوبا ثم ليصل كل واحد منكما قلت تمسكت به الحنفية في قولهم بفساد صلوة الرجل اذا حاذته امرأة في صلوة مشتركة تحريمة و اداء و اجاب الشافعي فقال ليس بمعروف عن عمر و ليس فيه انها في صلوة واحدة لكن استحب ذلك قطعا لمادة الفتنة صفة الصلوة مالك والشافعي ان عمر كان يأمر رجالا بتسوية الصفوف فاذا جاءوا فاخبروه ان الصفوف قد استوت كبر ابو بكر عن الاسود سمعت عمر افتتح الصلوة وكبر فقال سبحانك اللهم و بحمدك و تبارك اسمك و تعالى جدك و

عمرؓ نے فرمایا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے (یعنی مدینہ کا قبلہ) ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب تو سید ھا رُخ کرے گا بیت کی طرف۔" مالکؒ نے بھی اسی طرح روایت کی۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے نیزے کو گاڑ دیتے تھے اور اُس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور مسافر آپ کے سامنے سے گزرتے تھے۔ بیہقی روایت کرتے ہیں غضیف سے کہا کہ مَیں نے ایک سوال کیا عمرؓ بن الخطاب سے میں نے کہا کہ ہم کھلے میدان میں رہتے ہیں ڈیروں میں۔ اگر میں (ڈیرے سے باہر نماز پڑھنے کے لئے) باہر نکلوں تو میں (سردی سے) ٹھٹھر جاؤں اور اگر وہ نکلے تو وہ ٹھٹھر جاتی ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے اور اس کے درمیان ایک کپڑا (پردے کے لئے) ڈال لو۔ پھر تم دونوں میں سے ہر ایک نماز پڑھ لے۔ مَیں کہتا ہوں کہ حنفیہ نے اس قول میں کہ مرد کی نماز فاسد ہو جاتی ہے جب اُس کے محاذات میں عورت آجاتی ہے ایسی نماز میں جو مشترک ہو تحریمہ اور ادا کے اعتبار سے اسی سے دلیل پکڑی ہے اور شافعیؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ عمرؓ سے یہ روایت معروف نہیں اور اس میں یہ بھی مذکور نہیں کہ وہ صلوٰۃ واحدہ میں شریک تھی۔ لیکن یہ مستحب ہے مادۂ فتنہ کو قطع کرنے کے لئے۔ طریق نماز مالکؒ اور شافعیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کچھ لوگوں کو مامور کیا کرتے تھے صفیں سیدھی کرنے کے لئے۔ پھر جب وہ آکر آپ کو خبر دیتے کہ صفیں سیدھی ہوگئیں تو تکبیر کہتے۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ سے سُنا اُنھوں نے نماز شروع کی اور تکبیر کہی پھر کہا سبحٰنك اللّٰهم وبحمدك الخ (یعنی) آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں یا اللہ اور آپ کی تعریف، اور آپ کا نام بڑی برکت والا ہے اور آپ کی عظمت بہت بلند ہے اور

لا اِلٰہ غیرک ثم یتعوذ۔ ابو حنیفۃ عن حماد
عن ابراہیم ان ناسًا من اہل البصرۃ
اتوا عمر بن الخطاب لم یاتوہ الا لیسألوہ
عن افتتاح الصلوٰۃ فقام عمر
فافتتح الصلوٰۃ وہم خلفہ ثم جہر
فقال سبحانک اللّٰہم وبحمدک و
تبارک اسمک وتعالٰی جدک و
لا الٰہ غیرک قال محمد بن الحسن انما جہر
بذلک عمر لیعلمہم ما سألوا عنہ ابو بکر و
البیہقی عن الاسود ان عمر کان یرفع یدیہ
فی الصلوٰۃ حذو منکبیہ ابو بکر عن عبایۃ
ابن ربعی قال عمر لا تجزئ صلوٰۃ لا یقرأ
فیہا بفاتحۃ الکتاب وآیتین الشافعی
فی القدیم ان عمر بن الخطاب صلی
فلم یقرأ فقال لہم کیف کان الرکوع و
السجود قالوا حسنًا قال فلا باس ابو حنیفۃ
عن حماد عن ابراہیم ان عمر صلی المغرب
فلم یقرأ فاعاد الصلوٰۃ قلت کان
الشافعی یقول فی القدیم ان القراءۃ
سنۃ ثم رجع وقال فریضۃ و
حمل قصۃ ترک الاعادۃ علی انہ ترک السورۃ
مالک والشافعی عن انس کان ابو بکر وعمر و
عثمان یفتتحون القراءۃ بالحمد للّٰہ رب العٰلمین
زاد فی روایۃ وکان لا یقرأ
بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

آپ کے سوا کوئی معبود۔" پھر آپ اعوذ الخ پڑھتے۔ ابو حنیفہؒ
حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ اہلِ بصرہ میں سے چند
لوگ عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے اور ان کے آنے کی کوئی وجہ
نہیں تھی بجز اس کے کہ آپ سے پوچھیں کہ نماز شروع کرنے کا
کیا طریقہ ہے۔ تو عمرؓ کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے نماز کو شروع
کیا اور وہ لوگ اُن کے پیچھے تھے پھر اُنھوں نے آواز کے ساتھ
کہا سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالٰى جدك و
لا اله غيرك۔ محمد بن الحسنؒ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کو
جہر کے ساتھ صرف اس لئے پڑھا تاکہ جس بات کا اُنھوں نے سوال
کیا تھا اس کی اُن کو تعلیم کر دیں۔ ابو بکر اور بیہقی نے اسود سے
روایت کیا کہ عمرؓ اپنے دونوں ہاتھ نماز میں اُٹھایا کرتے تھے
اپنے دونوں مونڈھوں کے برابر۔ ابو بکر نے روایت کیا عبایہ
ابن ربعی سے کہ فرمایا عمرؓ نے کہ نماز پوری نہ ہوگی جس میں فاتحۃ
الکتاب اور دو آیتیں نہ پڑھی جائیں گی۔ شافعیؒ کے قدیم قول
میں ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے نماز پڑھی اور اس میں قرارت
نہ کی پھر ان لوگوں سے کہا کہ رکوع اور سجدے کیسے تھے انھوں
نے کہا کہ اچھے تھے فرمایا پھر کوئی اندیشہ نہیں۔ ابو حنیفہؒ حماد
سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مغرب کی نماز
پڑھی اور اس میں قرارت نہ کی تو نماز کا اعادہ کیا۔ میں کہتا ہوں
کہ شافعیؒ کا قدیم قول یہ ہے کہ قرارت سنّت ہے پھر اس
سے رجوع کر لیا اور کہا کہ فرض ہے اور ترک اعادہ کے قصہ کو
انھوں نے اس پر محمول کیا کہ انھوں نے سورۃ کو ترک کیا
تھا۔ مالکؒ اور شافعیؒ انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ
اور عمرؓ اور عثمانؓ قرارت کا افتتاح کرتے تھے الحمد للّٰہ رب
العالمین سے۔ ایک روایت میں یہ زیادہ کیا کہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ابو بکر و اصحاب السنن عن عبد اللہ بن مغفل عن ابیہ قال صلیت خلف رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم و ابی بکر و عمر و عثمان فلم اسمع احدا منہم یقول ذلک اذا قرأت فقل الحمد للہ رب العالمین "التسمیۃ" ابو بکر عن الاسود صلیت خلف عمر سبعین صلوٰۃ فلم یجہر فیہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ابو بکر عن عبد اللہ بن ابزٰے ان عمر جہر ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم قلتُ روے عنہ اہل المدینۃ و اہل الکوفۃ والبصرۃ ترک الجہر بالبسملۃ وروے عنہ اہل مکۃ الجہر فوقع الفقہاء فے الترجیح فذہب الشافعے الے ترجیح الجہر بہا و علے قیاس قول محمد فے دعاء الافتتاح انہ جہر فے بعض الاوقات لیعلمہم ان البسملۃ سنۃ و الاوجہ عندے ان عمر کان تعلم من النبے صلے اللہ علیہ وسلم فے قصتہ مع ہشام بن حکیم ان القرآن نزل علے سبعۃ احرف کلہا کاف شاف وکان یرٰے ان الابتداء بالبسملۃ علے انہا جزء من الفاتحۃ حرف صحیح و ترکہا علے انہا انما یسن البدایۃ بہا فے کتابۃ القرآن والتلاوۃ خارج الصلوٰۃ

نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ابو بکر اور اصحاب سنن عبد اللہ بن مغفل سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکرؓ کے اور عمرؓ کے اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے میں نے ان میں سے کسی کو یہ (یعنی تسمیہ) کہتے نہیں سنا۔ جب تو قرارت کرے تو کہہ الحمد للہ رب العالمین۔ ابو بکر روایت کرتے ہیں اسود سے کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے ستر نمازیں پڑھی ہیں جن میں سے کسی میں بھی انھوں نے جہر کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہا۔ ابو بکر روایت کرتے ہیں عبد اللہ بن ابزٰی سے کہ انھوں نے جہر کیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ۔ میں کہتا ہوں کہ اہل مدینہ اور اہل کوفہ و بصرہ نے آپ سے بسم اللہ میں جہر کو ترک کرنے کی روایتیں کی ہیں اور اہل مکہ نے جہر کی۔ تو فقہاء میں اختلاف ہوا ترجیح کے بارے میں تو شافعی بسم اللہ میں جہر کی ترجیح کی طرف گئے۔ اور دعاء افتتاح کے بارے میں جو قول محمد بن حسن کا ہے (کہ حضرت عمرؓ نے بعض اوقات اس میں جہر کیا ہے) اس پر قیاس کرتے ہوتے (کہتے ہیں کہ) انھوں نے بعض اوقات میں بسم اللہ کو جہر کے ساتھ پڑھ دیا تاکہ لوگوں کو سکھا دیں کہ بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ اور میرے نزدیک قوی وجہ یہ ہے کہ عمرؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سکھا تھا اس قصہ میں جو ان کا ہشام ابن حکیم کے ساتھ ہو چکا تھا کہ قرآن سات حرفوں (یعنی طریقوں) پر نازل ہوا ہے ہر ایک ان میں سے کافی اور شافی ہے اور آپ یہ رائے رکھتے تھے کہ بسم اللہ سے ابتداء کرنا اس بناء پر کہ وہ فاتحہ کا ایک جزء ہے ایک حرف (طریقہ) صحیح ہے۔ اور اس کا ترک بھی اس بناء پر کہ اس سے ابتداء کرنا کتابت قرآن میں اور خارج صلوٰۃ تلاوت قرآن میں صرف مسنون ہی ہے

حرفٌ صحیح ایضاً و الابتدار بہا علیٰ انہا
لیست من الفاتحۃ حرفٌ صحیح ایضاً
فعمل بہذہ الاحرف فی الاوقات البیہقی
عن یزید بن شریک انہ سأل عمر عن
القراءۃ خلف الامام فقال اقرأ
بفاتحۃ الکتاب فقلت وان کنت
انت قال وان کنت انا قلت و
ان جہرت قال وان جہرت قلت
روی اہل الکوفۃ عن اصحاب عمر
الکوفیین ان الماموم لایقرأ شیئاً و
الجمع ان القبیح فی الاصل ان ینازع
الامام فی القرآن و قراءۃ الماموم
قد یفضی الی ذلک ثم ان اشتغال
الماموم بمناجات ربہ مطلوبٌ فتعارضت
مصلحۃٌ و مفسدۃٌ فمن استطاع
ان یأتی بالمصلحۃ بحیث لاتحدثہا
مفسدۃٌ فلیفعل ومن خاف المفسدۃ
ترک واللہ اعلم ابوبکر عن الاحنف
صلیت خلف عمر الغداۃ فقرأ بیونس و
الہود وعن زید بن وہب انہ قرأ الکہف
وعن عبداللہ بن عامر انہ قرأ یوسف
قراءۃً بطیئۃً ابوبکر عن عبداللہ
ابن شداد سمعت نشیج عمر فی صلوۃ
الصبح وہو یقرأ انما اشکوا بثی
و حزنی الی اللہ

ایک حرف صحیح ہے۔ اور اس سے ابتدا کرنا اس خیال کے ہوتے
ہوئے کہ وہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے یہ بھی ایک حرف صحیح
ہے تو حضرت عمرؓ نے ان احرف پر مختلف اوقات میں عمل
کیا ہے۔ بیہقی نے یزید بن شریک سے روایت کی ہے کہ انھوں
نے عمرؓ سے سوال ... کیا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے
کے بارے میں۔ تو انھوں نے کہا کہ "فاتحۃ الکتاب پڑھو تو میں
نے کہا کہ اگرچہ آپ (امام) ہوں کہا کہ اگرچہ میں (امام) ہوں۔
میں نے کہا کہ اگرچہ آپ جہر کے ساتھ پڑھ رہے ہوں کہا اگرچہ
میں جہر کر رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اہل کوفہ نے اصحاب عمر
کوفیین سے یہ روایت کی ہے کہ مقتدی کچھ نہیں پڑھے گا۔ اور
جمع کی صورت یہ ہے کہ اصل قباحت کی بات یہ ہے کہ امام کی
قرات قرآن اور ماموم (یعنی مقتدی) کی قرارت ٹکرانے لگیں
اور کبھی اس حد تک نوبت آجاتی ہے۔ پھر ماموم کا اپنے رب کے
ساتھ عجز و نیاز میں مشغول ہونا مطلوب ہے (جو قراءتِ فاتحہ
کا حاصل ہے) تو ایک مصلحت اور ایک مفسدے کا تقابل ہوجاتا
ہے تو جو شخص یہ استطاعت رکھتا ہو کہ مصلحت کو اس طرح عمل
میں لے آئے کہ اس کو مفسدہ ضرر نہ پہنچا سکے تو وہ عمل کرے اور
جس کو مفسدہ کا خوف ہو وہ چھوڑدے واللہ اعلم۔ ابوبکر احنف سے
روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تو
انھوں نے سورۃ یونس اور سورۃ ہود پڑھی۔ اور زید بن وہب
سے مروی ہے کہ انھوں نے سورۃ کہف پڑھی۔ اور عبداللہ
ابن عامر سے مروی ہے کہ آپ نے سورۃ یوسف پڑھی قراءۃ
بطیئۃ کے ساتھ (یعنی ٹھہر ٹھہر کر)۔ ابوبکر عبداللہ بن شداد سے
روایت کرتے ہیں کہ میں نے صبح کی نماز میں عمرؓ کی گریہ آمیز
آواز سُنی جب کہ وہ یہ پڑھ رہے تھے انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ۔

مالک والشافعی ان عمر کتب الی ابی موسیٰ
صلِّ الصبحَ والنجومُ بادیۃ مشتبکۃ و
اقرأ فیہا بسورتینِ طویلتینِ من المفصّلِ
وعن علقمۃ بن وقاص مثلہ قلتُ فیہ
دلیل علے ان البکاء اذا کانَ للآخرۃِ لا
یُفسِد الصلوٰۃَ ابوبکر عن ابی المتوکل
ان عمر قرأ فی صلوٰۃِ الظہر بقاف و
الذّاریات ابوبکر عن زرارۃ بن اوفی
اقرأنی ابوموسیٰ کتابَ عمر ان اقرأ بالناس
فی المغرب بآخر المفصّل ابوبکر عن عمرو بن میمون
ان عمر قرأ فی المغرب بالتین والزّیتون و
الم ترکیف فعل ربّک ابوبکر عن زرارۃ بن
اوفی اقرأنی ابوموسیٰ کتابَ عُمر الیہ ان
اقرأ بالناس فی العشاء بوسط المفصّل ابوبکر
عن ابی رافع صلّیتُ مع عمر العشاء فقرأ اذا
السماء انشقّت ابوبکر عن معرور بن سوید خرجنا
مع عمر حُجّاجاً فصلّے فی الفجرِ فقرأ بالم تر
کیف ولایلاف وعن عمرو بن میمون قرأ
فی الفجر فی السفر قل یا ایہا الکافرون و
قل ہو اللہ احد ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراہیم
ان عمر بن الخطاب امّ اصحابہ فی الصبح
فقرأ بہم فی الرکعۃ الاولیٰ بقُل یا ایّہا
الکافرون وفی الثانیۃ لایلاف قریش قال
محمد وبہ نراہ مُجزِیاً ولکن یُستحبُّ للامام اذا صلّے
الصبحَ وہو مُقیم یُطیل فی القراءۃ

مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ
صبح کی نماز پڑھو جب کہ ستارے ظاہر اور جھلملاتے ہوتے
ہوں اور اس میں دو لمبی سورتیں پڑھو مفصل میں سے۔ اور
علقمہ بن وقاص سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ
اس میں دلیل ہے اس امر پر کہ گریہ جب کہ آخرت کے لئے ہو تو
وہ نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ ابوبکر ابوالمتوکل سے روایت کرتے ہیں
کہ عمرؓ نے ظہر کی نماز میں سورۃ قاف اور سورۃ ذاریات پڑھیں
ابوبکر زرارہ بن اوفی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابوموسیٰ نے
سُنایا خط عمر رضی اللہ عنہ کا کہ لوگوں کو نماز مغرب آخرِ مفصل
کے ساتھ پڑھاؤ۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں عمرو بن میمون سے کہ
عمرؓ نے مغرب میں پڑھی والتّین والزّیتون اور الم ترکیف فعل
ربک۔ ابوبکر زرارہ بن اوفی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابوموسیٰ
نے عمرؓ کا خط سُنایا جو اُن کے پاس پہنچا تھا کہ عشاء کی نماز
لوگوں کو وسطِ مفصّل سے پڑھاؤ۔ ابوبکر ابورافع نے روایت کرتے
ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو انھوں نے
اذا السماء انشقت پڑھی۔ ابوبکر معرور بن سُوید سے روایت کرتے
ہیں کہ ہم عمرؓ کے ساتھ حج کے لئے نکلے تو انھوں نے نماز فجر
میں پڑھی الم ترکیف اور لایلاف۔ اور عمرو بن میمون سے مروی
ہے کہ سفر میں انھوں نے فجر میں پڑھی قل یا ایہا الکفرون اور
قل ہو اللہ احد۔ ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے
ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے صبح کی نماز میں اپنے اصحاب کی امامت
کی تو پہلی رکعت ان کو پڑھائی قل یا ایہا الکفرون سے اور
دوسری میں پڑھی لایلاف قریش۔ محمدؒ نے کہا کہ اس قدر کو
ہم بقدر کفایت سمجھتے ہیں لیکن امام کے لئے مستحب یہ ہے کہ
جب صبح کی نماز پڑھے اور وہ مقیم ہو تو قرارت میں طویل کرے

ابو بكر عن يحيى بن عبد الرحمن بن حاطب
ان عمر قرأ بآل عمران في الركعتين الاولين
من العشاء قطعها يعني فيهما الشافعي
عن ابي عثمان النهدي سمعت عمر بن
الخطاب نغمة من قاف في الظهر قلت
احتج به الشافعي على ان الاخفاء
في موضعه والجهر في موضعه ليس
بواجب وللحنفية ان يقولوا اسماع
كلمة او كلمتين لا يخرج من الاخفاء
ابو بكر عن ابي رافع كان عمر يقرأ في
الصبح بمائة من البقرة ويتبعها بسورة
من المثاني او من صدور المفصل
قلت فيه حجة على ان الركعة الاولى
من الصبح اطول من الثانية
ابو بكر والبخاري عن جابر بن سمرة حين
شكوا سعدا فدعاه عمر قال سعد اني
لاصلي بهم صلوة رسول الله
صلى الله عليه وسلم اني لاركد
في الاوليين واخف بهم في
الاخريين قال عمر ذاك الظن بك
يا ابا اسحق ابو بكر عن ابي عثمان
ان عمر كان يصلي عند زوال
الشمس ويطيل اول ركعة قلت
فيه حجة للشافعي في استحباب
اطالة الركعة الاولى

ابو بکر یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن حاطب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے
عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ آل عمران پڑھی۔ سورۃ کے ٹکڑے
کردیئے دونوں رکعتوں میں۔ شافعیؒ ابو عثمان نہدی سے روایت کرتے
ہیں کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے ظہر کی نماز میں سنی ہلکی آواز
سورۃ قاف کی۔ میں کہتا ہوں اس سے شافعیؒ نے اس پر احتجاج
کیا ہے کہ اخفاء موضع اخفاء میں اور جہر موضع جہر میں واجب نہیں
ہے اور حنفیہ کو (جواب میں) یہ کہنے کا حق ہے کہ ایک یا دو کلموں
کا سنا دینا اخفاء سے خارج نہیں کردیتا۔ ابو بکر ابو رافع سے روایت
کرتے ہیں کہ عمرؓ صبح کی نماز میں پڑھتے تھے سو آیتیں سورۃ بقرہ
کی اور اس کے بعد (دوسری رکعت میں) پڑھتے مثانی میں کی
کوئی سورت یا کسی مفصل کے شروع کا حصہ اور پڑھتے ایک سو
آیات سورۃ آل عمران کی اور ان کے بعد (دوسری رکعت میں)
پڑھتے مثانی میں کی کوئی سورۃ یا کسی مفصل کے شروع میں سے
(مثانی سے وہ سورتیں مراد ہیں جو ذات المئین سے کم ہیں) میں
کہتا ہوں کہ اس میں اس بات پر حجت ہے کہ صبح کی پہلی رکعت
زیادہ لمبی ہے دوسری رکعت سے۔ ابو بکر اور بخاری جابر بن سمرہؓ
سے روایت کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے سعد بن ابی وقاصؓ کی
شکایت کی تو ان کو عمرؓ نے بلایا تو سعدؓ نے کہا کہ میں ان کو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھاتا رہا ہوں میں
پہلی دو رکعتوں میں سکون کرتا رہا ہوں (یعنی قراءت طویل
پڑھتا رہا ہوں) اور بعد کی دو ۲ رکعتیں ہلکی پڑھتا رہا ہوں تو
عمرؓ نے کہا اے ابو اسحٰقؓ ہم کو تم سے یہی گمان تھا۔ ابو بکر
ابو عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ زوال شمس کے قریب نماز
پڑھا کرتے تھے اور پہلی رکعت کو لمبی پڑھتے تھے۔ میں کہتا ہوں
کہ اس میں حجت ہے شافعیؒ کے لئے ہر نماز میں پہلی رکعت کے طویل

فی کل صلوٰۃ مالک والشافعی عن عروۃ
ان عمر بن الخطاب قرأ سجدۃ و ہو
علی المنبر فنزل وسجد وسجدوا معہ
ثم قرأ الجمعۃ الاخری فتہیأ الناس
للسجود فقال ایہا الناس علی رسلکم
ان اللہ لم یکتبہا علینا الا ان نشاء
فقرأہا فلم یسجد ومنع الناس ان
یسجدوا ابوبکر عن ابی قلابۃ والحسن
قالا قال عمر لیس فی المفصل سجدۃ
قلت کانہ ینفی تاکد سنیتہا ابوبکر
عن حصین بن سبرۃ صلیت خلف
عمر فقرأ فی الرکعۃ الاولی بسورۃ
یوسف ثم قرأ فی الثانیۃ بالنجم
فسجد ثم قام فقرأ اذا زلزلت
الارض فرکع ابوبکر عن ابی رافع
الصائغ صلی بنا عمر صلوٰۃ
العشاء فقرأ اذا السماء انشقت فسجد
وسجدنا معہ ابوبکر عن ابن عمر عن عمر
انہ سجد فی الحج سجدتین ابوبکر عن ابن
عباس انہ رأی عمر بن الخطاب
یسجد فیہا یعنی فی صاد ابوبکر
عن عروۃ قال عمر انی لاحسب
جزیۃ البحرین و انا فی الصلوٰۃ
ابوبکر عن ابی عثمان النہدی قال
عمر لاجہز جیوشی و انا فی الصلوٰۃ

پڑھنے کے بارے میں۔ مالکؒ اور شافعیؒ عروہ سے روایت کرتے
ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے آیت سجدہ کی قرات کی جب کہ وہ منبر
پر تھے پھر نیچے اُترے اور سجدہ کیا اور سب لوگوں نے آپ کے
ساتھ سجدہ کیا۔ پھر دوسرے جمعہ کو (آیت سجدہ کی) قراءت کی
تو لوگوں نے سجدے کی تیاری کی تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو!
اپنے حال پر توقف کرو اللہ تعالٰی نے اس کو ہم پر (فوراً کرنا)
فرض نہیں کیا مگر ہم جب چاہیں کریں تو آپ نے قراءت کی
اور سجدہ نہ کیا اور لوگوں کو سجدہ کرنے سے منع کر دیا (کہ بعد میں
جب چاہیں کرلیں)۔ ابوبکر ابو قلابہ سے اور حسن سے روایت
کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ مفصل میں کوئی سجدہ نہیں ہے۔ میں
کہتا ہوں کہ گویا وہ نفی کر رہے ہیں اس کے سنت متوکد ہونے
کی۔ ابوبکر حصین بن سبرہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نماز
پڑھی عمرؓ کے پیچھے، انھوں نے پہلی رکعت میں سورۃ یوسف
پڑھی پھر دوسری میں سورۃ نجم پڑھی پھر سجدہ کیا پھر اُٹھے
اور پڑھی اذا زلزلت الارض پھر رکوع کیا۔ ابوبکر ابو رافع الصائغ
سے روایت کرتے ہیں کہ ہم کو عمرؓ نے نماز پڑھائی تو آپ نے
پڑھی اذا السماء انشقت پھر سجدہ کیا اور ہم نے اُن کے ساتھ
سجدہ کیا۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے
سورۃ حج میں دو سجدے کئے۔ ابوبکر ابن عباسؓ سے روایت کرتے
ہیں کہ انھوں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ انھوں نے اس میں
یعنی سورۃ صاد میں سجدہ کیا۔ ابوبکر عروہ سے روایت کرتے ہیں
کہ انھوں نے عمرؓ (بن الخطاب) نے کہا کہ میں جب نماز میں ہوتا ہوں
تو بحرین کے جزیہ کا حساب کیا کرتا ہوں۔ ابوبکر ابو عثمان نہدی
سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ میں لشکروں کے سامان
کی تیاری میں لگا ہوا ہوتا ہوں جب میں نماز میں ہوتا ہوں۔

ابو بکر و الترمذی والشافعی عن علقمۃ والاسود عن عبداللہ کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یکبّر فی کلّ رفعٍ ووضعٍ وقیامٍ وقعودٍ وابو بکرٍ وعمر۔ البغوی والبیہقی ان عمر روی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم رفع الیدین فی الرکوع والقومۃ منہ ابو بکر عن الاسود صلّیتُ مع عمر فلم یرفع یدیہ فی شیئٍ من صلوٰتہ الّا حین افتتح الصلوٰۃ قلت تکلّم الشافعیۃ والحنفیۃ فی ترجیح الروایات کل علے حسب مذہبہ والاوجہ عندی ان عمر رأے رفع الیدین عند الرکوع والقومۃ منہ مستحبًا فکان یفعل تارۃً ویترک اُخرےٰ کما بیّن ہو بنفسہ فی سجود التلاوۃ الشافعی عن ابی عبدالرحمٰن السلمی قال عمر قد سُنّت لکم الرُکَبُ فخذوا بالرکب ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان عمر کان یجعل کفیہ علے رکبتیہ قلتُ واحتجّ بہ ابراہیمُ وابو حنیفۃ من بعدہ علے ترکِ التطبیق ابو بکر عن ابراہیم ابن میسرۃ بلغنی ان عمر کان یقول فی الرکوع والسجود قدر خمس تسبیحاتٍ سبحانَ اللہِ وبحمدہٖ ابو بکر عن الاسود کان عمر اذا رفع رأسہ فی الرکوع قال سمع اللہ لمن حمدہ قبل ان یقیم ظہرہ ابو بکر عن الاسود ان عمر کان یقع علے رکبتیہ

یعنے زور سے اداد ۱۲

ابو بکر اور ترمذی اور شافعیؒ نے علقمہ اور اسود سے وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تکبیر کہا کرتے تھے ہر مرتبہ سر اٹھانے میں اور رکھنے میں اور قیام میں اور قعود میں اور ابو بکرؓ و عمرؓ۔ اور بغوی اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے روایت کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین (یعنی دونوں ہاتھ اٹھانے) کی رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھنے پر۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو انھوں نے نماز میں کسی چیز میں بھی ہاتھ نہیں اٹھاتے بجز اس وقت کے جب نماز شروع کی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ شافعیہ اور حنفیہ نے کلام کیا ہے ترجیحِ روایات کے بارے میں ہر ایک نے اپنے مذہب کے مطابق اور میرے نزدیک اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ عمرؓ رکوع میں جانے اور اس سے اٹھنے کے وقت رفع یدین کو مستحب سمجھتے تھے تو کبھی کرتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے جیساکہ سجدہ تلاوت کے بارے میں آپ نے خود بیان کیا ہے۔ شافعیؒ عبدالرحمٰن سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ مسنون کیا گیا ہے تمہارے لئے گھٹنے پکڑنا تو (رکوع میں) گھٹنے پکڑا کرو۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں ابو حنیفہؒ اور ابراہیمؒ نے اس سے حجت پکڑی ہے بعد اسکے تطبیق کے ترک پر۔ ابو بکر ابراہیم بن میسرہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ عمرؓ رکوع و سجدے میں بقدر پانچ تسبیحات کے کہا کرتے تھے سبحان اللہ وبحمدہ۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب رکوع سے سر اٹھایا کرتے تھے تو اپنی کمر کھڑی کرنے سے پہلے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نیچے گرتے تھے اپنے دونوں گھٹنوں پر

ابو بکر عن الحسن عن عمر وُجّہ ابنُ آدم للسجود علےٰ سبعۃ اعضاء الجبہۃ والراحتین والرکبتین و القدمین ابو بکر عن ابے ہند الشامی قال عمر اذا سجد احدکم فلیباشر بکفیہ الارض ابو بکر عن زید بن وہب عن عمر اذا لم یستطع احدکم ان یسجد علے الارض من الحرّ والبرد فلیسجد علےٰ ثوبہ الشافعی عن الحسن کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمرؓ یقنتون فی الصبح بعد الرکعۃ ابوبکر عن ابے مالک الاشجعی قلتُ لابی یا ابتِ صلّیتَ خلفَ النبی صلے اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر وعمر وعثمانَ فرأیتَ احدًا منہم یقنتُ فقال یا بُنیَّ محدثۃ ابوبکر عن الاسود وعمرو بن میمون ان عمر بن الخطاب لم یقنت فی الفجرِ ابوبکر عن زید بن وہب ربما قنتَ عمر فی صلوٰۃ الفجر ابوبکر عن الشعبی قال عبداللہ لوان الناس سلکوا وادِیًا او شعبًا و سلک عمر وادِیًا او شعبًا سلکتُ وادیَ عمر وشعبہ ولو قنتَ عمر قنتَ عبداللہ ابوبکر عن ابے عثمان کان عمر یقنتَ بنا بعد الرکوع ویرفع یدیہ حتےٰ یبدوَ ضبعاہ و یُسمع صوتہٗ من وراءِ المسجد (بردو بازو ۱۲) ابوبکر

(یعنی سجدے میں جاتے ہوئے) ابوبکر حسن سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابنِ آدم کو سجدے میں سر رکھنے کا حکم دیا گیا سات اعضاء پر پیشانی اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں قدم۔ ابوبکر ابو ہند شامی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب سجدہ کرے تو چاہیئے کہ دونوں ہتھیلیوں کو زمین سے ملادے۔ ابوبکر زید بن وہب سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب گرمی اور سردی کی (شدّت کی) وجہ سے تم میں سے کسی کو زمین پر سجدہ کرنے کی استطاعت نہ ہو تو چاہیئے کہ اپنے کپڑے پر سجدہ کرے۔ شافعیؒ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ قنوت پڑھا کرتے تھے نماز فجر میں بعد رکوع کے۔ ابوبکر ابو مالک الاشجعی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابّا جان آپ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے کیا آپ نے ان میں سے کسی کو قنوت پڑھتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ بیٹا! یہ نئی بات ہے۔ ابوبکر اسود اور عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے فجر میں قنوت نہیں پڑھی۔ ابوبکر زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ کبھی کبھی عمرؓ نے نماز فجر میں قنوت پڑھی ہے۔ ابوبکر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر سب لوگ ایک وادی یا گھاٹی پر چلیں اور عمرؓ دوسری وادی یا گھاٹی پر چلے تو میں عمرؓ کی وادی اور اس کی گھاٹی پر چلوں گا اور اگر عمرؓ قنوت پڑھا کرتے تو عبداللہؓ بھی قنوت پڑھتا۔ ابوبکر عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ ہم کو قنوت کرایا کرتے تھے بعد رکوع کے اور اپنے دونوں ہاتھ اتنے اوپر اٹھایا کرتے تھے کہ ان کے دونوں بازو ظاہر ہو جایا کرتے تھے اور مسجد کے باہر سے ان کی آواز سنی جاتی تھی۔ ابوبکر

عن زید بن وہب ان عمر بن الخطاب قنت
فی صلوٰۃ الصبح قبل الرکوع۔ ابو بکر
عن ابی عثمان النہدی و عبید بن عمیر
مثلہ قلت وتحیر القوم فی الترجیح
بضبط الرواۃ وکثرتہم فاختلفوا ومذاہبہم فی
القنوت وترکہ وانہ قبل الرکوع او
بعدہ مشہورۃ والاوجہ عندی ان
یحمل اختلاف الحکایات علی اختلاف
الاحوال فکان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم واصحابہ اذ احزنہم امر قنتوا
والا ترکوا فمن قنت تارۃ ولم
یقنت اخری فقد اصاب ومن قنت دائما
ورأی ان الامور دائمۃ تتری فقد اصاب
ومن لم یقنت ابدا فقد اصاب لانہ لیس
بسنۃ راتبۃ وانما ہو للامور العظام قال سفیان
الثوری ان قنت فی الصبح فحسن واختار
ہو ترک القنوت وقال احمد واسحٰق لا
یقنت فی صلوٰۃ الفجر الا عند نازلۃ
بالمسلمین فیدعو الامام لجیوش المسلمین
ابو بکر ومحمد بن الحسن عن حمید بن عبد الرحمٰن
قال عمر لا صلوٰۃ الا بتشہد ولفظ
محمد بن الحسن سمعت عمر بن الخطاب
لا یجوز الصلوٰۃ الا بتشہد مالک
والشافعی عن عبد الرحمٰن
ابن عبد القاری

زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے قنوت
پڑھی ہے صبح کی نماز میں رکوع سے پہلے۔ ابو بکر ابو عثمان نہدی
اور عُبَید بن عمیر سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں
کہ ضبط رُواۃ (یعنی راویوں کی پختگی) اور اُن کی کثرت کے اعتبار
سے قوم ترجیح میں جا پڑی اور مختلف الرائے ہوگئی۔ اور ان کے
مذاہب قنوت کے پڑھنے اور نہ پڑھنے اور اس بات میں کہ وہ رکوع
سے پہلے ہے یا بعد میں ہے مشہور ہیں اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے
کہ اختلافِ حکایات کو اختلافِ احوال پر محمول کیا جائے۔ جب کہ
نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو کوئی بات اندوہناک
کرتی تھی تو قنوت پڑھا کرتے تھے ورنہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ تو
جس نے کبھی قنوت پڑھا اور کبھی چھوڑا تو اس نے ٹھیک
کیا۔ اور جس نے ہمیشہ قنوت پڑھا اور اس بات پر نظر کی کہ تشویشناک
امور تو ہمیشہ ہی پیش آتے رہتے ہیں اُس نے بھی ٹھیک کیا اور
جس نے کبھی نہ پڑھا اُس نے بھی ٹھیک کیا کیونکہ وہ کوئی سنتِ
راتبہ نہیں ہے (یعنی ایسی سنت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہمیشہ پڑھی ہو فرضوں کے ساتھ) اور وہ صرف بڑے اہم امور
کے لئے ہے۔ کہا سفیان ثوریؒ نے کہ اگر صبح میں قنوت پڑھے تو
اچھا ہے اور اُنھوں نے اختیار کیا ہے ترکِ قنوت کو۔ اور احمدؒ
اور اسحٰقؒ کا قول یہ ہے کہ نماز فجر میں قنوت نہ پڑھیں مگر کسی
مصیبت کے موقع پر جو مسلمانوں پر آپڑے جس میں خلیفہ مسلمانوں
کے لشکروں کیلئے دعا کرے۔ ابو بکر اور محمد بن الحسن حمید بن عبد الرحمٰن
سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نماز نہیں ہوتی مگر تشہد
کے ساتھ اور محمد بن الحسن کے لفظ یہ ہیں کہ میں نے سنا عمرؓ
ابن الخطاب سے کہ کہتے تھے کہ نماز جائز نہیں ہوتی مگر تشہد کے
ساتھ۔ مالکؒ اور شافعیؒ عبد الرحمٰن بن عبد القاری سے روایت کرتے ہیں

انه سمع عمرؓ بن الخطاب وهو على المنبر يعلم الناس
التشهد قولوا التحيات لله الزاكيات لله الطيبات
الصلوات لله السلام عليك ايها النبي ورحمة
الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصلحين
اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً
عبده ورسوله ولفظ البغوي الطيبات لله
والصلوات لله قال الشافعي هذا الذي علمنا
من سبقنا بالعلم من فقهائنا صغاراً ثم
سمعناه باسناده وسمعنا ما خالفه فلم نسمع
اسناداً اثبت عندنا منه وهذا مذهبه في
القديم ثم قال في الجديد انتهى الينا من حديث
اصحابنا حديث نثبته عن النبي صلى الله عليه
وسلم فصرنا اليه الترمذي والبغوي قال عمرؓ
الدعاء موقوف بين السماء والارض لا يصعد
منها شيء حتى تصلي على نبيك ابو بكر عن عمرو
بن ميمون عن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم
كان يتعوذ بالله من الجبن والبخل و
عذاب القبر وفتنة الصدر قلت جاء
في بعض الاحاديث انه كان يتعوذ بهؤلاء
الكلمات قبل التسليم ابو بكر عن الحسن ان
النبي صلى الله عليه وسلم وابا بكر وعمر
كانوا يسلمون بتسليمة واحدة الشافعي
عن ابن مسعود رأيت رسول الله
صلى الله عليه وسلم سلم
عن يمينه

انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا جب وہ منبر پر تھے اور لوگوں
کو تشہد سکھا رہے تھے کہ کہو التحیات للہ الزاکیات للہ الطیبات
الصلوات للہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، السلام
علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ و
اشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ اور بغوی کے لفظ ہیں الطیبات
للہ والصلوات للہ۔ شافعیؒ نے کہا کہ یہ (تشہد) جو میرے
پاس ہے مجھے بچپن کے زمانہ میں اُس نے سکھایا جو علم میں ہمارے
فقہاء سے سبقت لئے ہوتے تھا۔ پھر ہم نے اس کو اس کی سند
کے ساتھ سُنا اور جو اس کے خلاف ہے اس کو بھی سُنا تو ہم نے
ایسی اسناد نہیں سُنیں جو ہمارے نزدیک اُس کی اسناد سے زیادہ
مضبوط ہوں اور یہ اُن کا مذہب ہے جو پہلے تھا۔ پھر بعد کے دَور
میں اُنھوں نے یہ کہا کہ ہمارے اصحاب کی حدیث میں سے ہم تک
ایسی حدیث پہنچی جس کو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت سمجھتے
ہیں تو ہم نے اُس کی طرف رجوع کر لیا۔ ترمذی اور بغوی نے روایت
کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ دُعاء ٹھہری رہتی ہے آسمان وزمین کے
درمیان اُس میں کا کوئی حصّہ بھی آسمان پر نہیں چڑھتا جب تک
تُو اپنے نبیؐ پر درود نہ پڑھے۔ ابو بکرؒ بن میمون سے وہ عمرؓ
سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ
سے پناہ مانگا کرتے تھے نامردی سے اور بخل سے اور عذابِ قبر
سے اور فتنۂ صدر سے (سینہ سے اُبھرنے والے فتنہ سے)۔ میں کہتا ہوں
کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ آپؐ ان کلمات سے تعوّذ کیا کرتے
تھے سلام پھیرنے سے پہلے۔ ابو بکر حسن سے روایت کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ وعمرؓ سلام پھیرا کرتے تھے ایک
ہی سلام کے ساتھ۔ شافعیؒ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے دائیں طرف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وعن یسارہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ورأیتُ ابابکر وعمر یفعلان ذٰلک قلتُ اختلفوا فی ذٰلک والاوجہ عندی ان الخروجَ من الصلوٰۃ بتسلیمۃٍ واحدۃٍ جائزۃ من غیر کراہیۃ والتسلیمتانِ احبّ واکملُ وکان عمر یفعل ہٰذا مرۃً وذاک اخریٰ کفعلہ فی سجدۃِ التلاوۃ البیہقی عن ابن عباس ان عمر سألہم فقالَ عبدالرحمٰن بن عوفٍ سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا شکّ فی الاثنتینِ والثلٰثِ فلیجعلْہا اثنتینِ واذا شکّ فی الثلٰثِ والاربعِ فلیجعلْہا ثلٰثاً حتّٰی یکونَ الوہمُ فی الزیادۃ فاخذ بہ عمر الشافعی ومسلم عن یعلی بن امیۃ قلتُ لعمر بن الخطاب انما قال اللہ تعالیٰ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الاٰیۃ فقد اَمِنَ الناسُ فقالَ عجبتُ مما عجبتَ منہ فسألتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالَ صدقۃٌ تصدّق اللہ بہا علیکم فاقبلُوا صدقتہ مالک والشافعی ان ابن المسیّب قالَ مَن اَجمعَ اقامۃَ اربعَ لیالٍ وہو مسافرٌ اَتمَّ الصلوٰۃَ

سلام پھیرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر اور بائیں طرف سلام پھیرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر اور میں نے ابوبکرؓ وعمرؓ کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں فقہاء مختلف ہوتے ہیں اور میرے نزدیک راجح یہ بات ہے کہ نماز سے باہر آنا ایک سلام کے ساتھ جائز ہے بغیر کراہیت کے اور دو سلام پسندیدہ اور اکمل ہیں اور عمرؓ کبھی ایسا کرتے تھے اور کبھی دوسری طرح مثل اپنے فعل کے سجدہ تلاوت کے بارے میں۔ بیہقی ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے صحابہؓ سے سوال کیا تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جب (نماز پڑھنے والا) شک کرے دو اور تین (رکعات) میں تو چاہیئے کہ ان کو قرار دے دو رکعتیں اور جب شک کرے تین اور چار میں تو چاہیے کہ ان کو قرار دے تین رکعتیں یہاں تک کہ وہم رہ جائے زیادتی کی جانب میں تو عمرؓ نے اس کو اختیار کر لیا۔ شافعیؒ اور مسلمؒ یعلی بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا عمرؓ بن الخطاب سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ الخ (۴: ۱۰۱) اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کر دو اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کریں گے الخ۔ اور اب لوگ مامون ہو گئے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تعجب مجھے بھی ہوا تھا جس سے تم کو ہو رہا ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ انعام ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا تو تم اس کے انعام کو قبول کرو۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت کیا کہ ابن المسیبؒ کہتے ہیں کہ جس نے نیت کر لی یا فیصلہ کر لیا چار راتوں کے مقیم رہنے کا جب کہ وہ سفر کر رہا ہے تو نماز پوری پڑھے (کیونکہ اب وہ

ع۵ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر تین دن سے زیادہ قیام کی نیت ہو جائے تو سفر کا حکم ختم ہو جاتا ہے ابن المسیبؒ کا یہ قول ان کی دلیل ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اکثر مدت سفر پندرہ دن ہیں ۱۲ مترجم

ثم خرّج الشافعی وجہ المسألۃ من حدیث
عمر انہ لم یرخص للمجوس والیہود والنصارٰی
ان یقیموا بالمدینۃ اکثر من ثلث لیالٍ
البیہقی عن سالم ان عمر بن الخطاب
کان اذا قدم مکۃ صلی رکعتین ثم یقول
یا اہل مکۃ اتموا صلٰوتکم فانا قوم سَفْر (جمع سافر)
مالک نحو من ذلک ابو بکر عن الاسود
ان عمر صلّی بمکۃ رکعتین ثم قال انا
قوم سفر فاتموا الصلٰوۃ ابو بکر
عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلٰی عن
عمر صلٰوۃ السفر رکعتان والجمعۃ
رکعتان والعیدان رکعتان تمامٌ غیر
قصر علی لسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ابو بکر عن اللجلاج کنا نسافر مع
عمر بن الخطاب فیسیر ثلٰثۃ امیال فیتجوّز
فی الصلٰوۃ قلت معناہ اذا خرج من (یقصر)
المصر یرید مسافۃ بعیدۃ فمشی ثلٰثۃ
امیال یقصر الشافعی یذکر عن عمر انہ
کتب ان الجمع بین صلواتین من
الکبائر قلت احتج بہ الحنفیۃ علی ان
لا جمع بین صلوتین فی السفر واجاب الشافعی
بانہ مرسل ولو صح فالسفر والمطر عذر کیف
لا وقد صح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
جمع فی تبوک وعمر اعلم باللہ ورسولہ من
ان یمنع ذلک ابو بکر عن عمرو بن الحارث

مسافر نہیں رہا) پھر شافعیؒ نے حدیث عمرؓ سے صورتِ مسئلہ کا استخراج
کیا کہ عمرؓ نے مجوس کو اور یہود و نصارٰی کو تین راتوں سے زیادہ
مدینہ میں قیام کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ (کیونکہ تین دن سے
زیادہ قیام پر وہ مقیم کے حکم میں آجاتے اور ان کی مدینہ میں آپ
اقامت پسند نہیں کرتے تھے)۔ بیہقی سالم سے روایت کرتے ہیں کہ
عمرؓ بن الخطاب جب مکہ معظمہ میں آیا کرتے تھے تو دو رکعت پڑھا
کرتے تھے پھر (سلام پھیر کر) کہدیا کرتے تھے کہ اے اہلِ مکہ تم اپنی
نماز پوری کرو ہم لوگ مسافر ہیں۔ مالکؒ نے بھی ایسی ہی روایت
کی۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مکہ معظمہ میں دو
رکعت پڑھیں پھر کہا کہ ہم لوگ مسافر ہیں تم اپنی نماز پوری کر لو۔
ابو بکر عبد الرحمٰن بن ابی لیلٰی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا
کہ صلٰوۃ سفر دو رکعتیں ہیں اور جمعہ کی دو رکعتیں ہیں اور عیدین
کی دو رکعتیں ہیں پوری بغیر قصر کے حسب ارشاد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم۔ ابو بکر نے لجلاج سے روایت کیا کہ ہم عمرؓ بن الخطاب
کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے آپ تین میل چلنے کے بعد نماز میں قصر کیا
کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ جب مسافتِ بعیدہ کے ارادے سے
شہر سے نکل گئے اور تین میل چلے تو قصر کرینگے۔ شافعیؒ نے
کہا کہ ذکر کیا جاتا ہے عمرؓ سے کہ انھوں نے لکھا کہ دو نمازوں کو جمع
کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے دلیل قائم
کی حنفیہ نے اس بات پر کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنے کی اجازت
نہیں ہے۔ اور شافعیؒ نے جواب دیا کہ یہ مرسل ہے اور اگر صحیح ثابت
ہو جائے تو سفر اور بارش عذر ہیں۔ یہ بات کیسے نہیں مانی جائیگی
جب کہ صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک
میں دو نمازوں کو جمع کیا ہے اور عمرؓ اللہ اور رسولؐ کے احکام کو
بہت جانتے تھے کیسے اس سے منع کر سکتے تھے۔ ابو بکر عمرو بن الحارث

عن عمر بن الخطاب فی الرجل اذا رعف فی
الصلوٰۃ قال ینفتل فیتوضأ ثم یرجع فیصلی
ویعتد بما مضی قلت عند الحنفیۃ محمول علی
ان الرعاف ناقض للوضوء ومن سبقہ
الحدث توضأ وبنی وعند الشافعی فی
القدیم علی ان الرعاف لیس بناقض و
الوضوء ہو غسل الدم ومن اصابہ من
غیر اختیارہ نجس فی بدنہ او ثوبہ دفع
عنہ النجس وبنی ثم شک فی ذلک فی
مذہبہ الجدید ابوبکر عن ابراہیم صلی عمر
صلوٰۃ عند البیت فقرأ لایلاف قریش فجعل
یومی الی البیت ویقول فلیعبدوا رب ہذا
البیت قلت فیہ حجۃ علی جواز الاشارۃ
المفہمۃ فی الصلوٰۃ: **النوافل** ابوبکر عن عبد
الرحمن بن رافع ان عمر بن الخطاب کان یکبر
فی العیدین ثنتی عشرۃ سبعا فی الاولی
وخمسا فی الآخرۃ الشافعی عن جعفر بن محمد ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کبروا
فی العیدین والاستسقاء سبعا وخمسا و
صلوا قبل الخطبۃ وجہروا بالصلوٰۃ قلت
ذہب اہل الکوفۃ الی ان تکبیرات العیدین
اربع کتکبیرات الجنائز روی ذلک
عن ابی موسیٰ وغیرہ والاوجہ
عندی ان مراد الشرع اکثار
التکبیر

وہ عمرؓ بن الخطاب سے نقل کرتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس
کی نکسیر جاری ہوجائے نماز میں آپ نے فرمایا کہ وہ لوٹ جائے اور
وضو کرکے واپس آئے اور نماز پڑھے اُس کا پچھلا پڑھا ہوا حصہ
شمار کیا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ کے نزدیک یہ اعادۂ وضو
اس پر محمول ہے کہ نکسیر وضوء کو توڑنے والی ہے اور جس کو حدث
پیش آجائے وہ وضوء کرکے شریک ہوتا ہے اور شافعیؒ کے نزدیک
اُن کے قدیم قول میں اس پر محمول ہے کہ نکسیر ناقض وضوء نہیں
یہاں وضوء سے مراد خون کا دھونا ہے اور جس شخص کے بدن
پر یا کپڑے پر اس کے اختیار کے بغیر لگ گیا ہے وہ نجس ہے اُس
نجاست کا دفع کرنا بھی ضروری ہے (وضوء سے مراد جسم اور کپڑے
کا دھونا ہے) پھر (حسب سابق) نماز میں شامل ہوجائے۔ پھر شافعیؒ
نے اپنے جدید مسلک میں اس میں شک کیا ہے۔ ابوبکر ابراہیم سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے بیت اللہ کے قریب اپنی نماز پڑھی جس
میں سورۃ لایلاف کی قراءت کی اور یہ کہتے ہوئے کہ فَلْیَعْبُدُوْا
رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ بیت کی طرف اشارہ کرنے لگے۔ میں کہتا ہوں کہ
اس میں بحالتِ نماز کسی ایسے اشارے کے جواز کی دلیل ہے جو سمجھانے والا ہو۔
نوافل ابوبکر نے عبدالرحمٰن بن رافع سے روایت کیا کہ عمرؓ بن
الخطاب عیدین میں بارہ تکبیر کہا کرتے تھے، سات پہلی رکعت میں
اور پانچ دوسری میں۔ شافعیؒ جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے عیدین اور استسقاء
میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور انھوں نے خطبہ سے پہلے
نماز پڑھی اور جہر کیا نماز میں۔ میں کہتا ہوں کہ اہل کوفہ اس
طرف گئے کہ عیدین کی تکبیرات چار ہیں مثل تکبیرات نماز جنازہ
کے، یہ مروی ہے ابوموسیٰ وغیرہ سے اور میرے نزدیک قوی بات
یہ ہے کہ ان دونوں قولوں میں جو مطلوب شرع ہے وہ تکبیر کا بکثرت

فی ہذین الیومین بقولہ تعالیٰ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلیٰ مَا ہَدٰىکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۝ ولقولہ فی سورۃ الحج لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلیٰ مَا ہَدٰىکُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ فمن اتی فی کل رکعۃ بثلاث تکبیرات فقد اصاب لان الثلاث اقل حد الاکثار ومن کبّر سبعًا وخمسًا فقد اصاب وذکر اللّٰہ اکثر آبوبکر عن عبد الملک بن عمیر حدثت عن عمر انہ کان یقرأ فی العید سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی وَہَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃِ قلت ہو مرفوع رواہ ابن عباس مالک والشافعی انّ عمر سأل اباواقد اللیثی ماکان یقرأ بہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی الفطر والاضحٰی قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقرأ بقاف واقتربت الساعۃ الشافعی عن ابن عمر ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کانوا یصلون فی العید قبل الخطبۃ الشافعی عن عبد اللّٰہ بن عامر صلّی عمر بن الخطاب فی المسجد فی یوم مطیر الشافعی عن ابن المسیب استسقی عمر بن الخطاب فکان اکثر دعائہ الاستغفار الشافعی زلزلت الارض فی عہد عمر فلما علمناہ صلّی وقد قام خطیبًا

کہتا ہے حسب ارشاد حق تعالیٰ شانہ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ الخ (۲: ۱۸۵)

اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (وثنا) بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم شکر کیا کرو۔" اور جیسا کہ سورۃ حج میں ارشاد فرمایا ہے لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ الخ (۲۲: ۳۷) اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو اس پر کہ تم کو ہدایت کی اور آپ اخلاص والوں کو خوش خبری سنا دیجئے۔" تو جو مقرر کرتا ہے ہر رکعت میں تین تکبیرات وہ مُصیب ہے کیونکہ (عدد) تین حدِ کثرت کا اقل عدد ہے اور جس نے سات اور پانچ مرتبہ تکبیر کہی وہ بھی راستی پر ہے کہ اس نے اللہ کا ذکر کثیر کیا۔ آبوبکر عبد الملک بن عُمیر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا عمر رضؓ کے متعلق کہ وہ عید میں پڑھا کرتے تھے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور ہَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَۃ میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث مرفوع ہے جس کو ابن عباس رضؓ نے روایت کیا۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت کیا کہ عمر رضؓ نے سوال کیا ابو واقد اللیثی سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عید الفطر و عید الاضحیٰ (کی نماز) میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سورۃ قاف اور اقتربت الساعۃ (یعنی سورۃ قمر) پڑھا کرتے تھے۔ شافعیؒ ابن عمر رضؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ شافعیؒ عبد اللہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے (عید کی) نماز بارش کے دن مسجد میں پڑھی۔ شافعیؒ ابن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے نماز استسقاء پڑھی تو ان کی دعاء کا بڑا حصہ استغفار تھا۔ شافعیؒ فرماتے ہیں کہ زمین میں زلزلہ آیا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (راوی کا بیان ہے کہ) جب ہم نے انکو بتایا تو انھوں نے نماز پڑھی اور خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے

فحض علی الصدقۃ وامر بالتوبۃ ابو بکر عن الشعبی ان عمر بن الخطاب خرج لیستسقی فصعد المنبر فقال استغفروا ربکم الآیۃ ثم نزل فقالوا یا امیر المؤمنین لو استسقیت قال قد طلبتہ بمجادیح السماء التی یتنزل بہا القطر قلت قال ابو حنیفۃ لا یسن الصلوٰۃ فی الاستسقاء وقال الشافعی ثبت من حدیث عبد اللہ بن زید و ابن عباس انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی و روی ذلک من حدیث جعفر بن محمد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر والاوجہ عندی ان من دعا ولم یصل فقد اصاب اصل الاستسقاء وقد فعل ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعمر ومن صلی ودعا فقد اصاب الاکمل الافضل فان الدعاء ارجی فی حرمۃ الصلوٰۃ و قد ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و عمر مالک عن عبد الرحمٰن بن عبد القاری خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ و یصلی الرجل فیصلی

جس میں آپ نے لوگوں کو صدقہ کی طرف رغبت دلائی اور توبہ کرنے کا حکم دیا۔ ابو بکر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب طلب باران کے لئے نکلے پھر منبر پر چڑھے اور یہ آیت پڑھی استغفروا ربکم آخر تک (سورۃ نوح) پھر اتر آئے تو لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ اگر آپ استسقاء پڑھ لیتے تو اچھا ہوتا تو فرمایا کہ میں نے (اللہ تعالیٰ سے) مانگ لیا ہے بارش کو آسمان کی ان منازل[۵] .... سے جن سے قطراتِ باران نازل ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ابو حنیفہؒ نے کہا کہ استسقاء میں نماز مسنون نہیں ہے اور شافعیؒ نے کہا کہ عبد اللہ بن زید اور ابن عباسؓ کی حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھی ہے اور یہ روایت کی گئی ہے جعفر بن محمد کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابو بکرؓ اور عمرؓ سے اور میرے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ جس نے دعاء کی اور نماز نہیں پڑھی وہ استسقاء کی اصل پر پہنچ گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عمرؓ نے ایسا کیا ہے اور جس نے نماز (بھی) پڑھی اور دعاء (بھی) کی تو وہ یقیناً اکمل اور افضل طریق پر پہنچا کیونکہ نماز کی برکت سے دعاء کی مقبولیت کی امید زیادہ ہے اور یہ (بھی) ثابت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر رضی اللہ عنہ سے۔ مالکؒ روایت کرتے ہیں عبد الرحمٰن بن عبد القاری سے کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ رمضان کی ایک رات میں مسجد کی طرف پہنچا دیکھا کہ لوگ جدا جدا قسموں پر بٹے ہوتے ہیں کوئی شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی نماز پڑھ رہا ہے اور اس کی نماز کے ساتھ ایک جماعت نماز

[۵] "مجادیح" مجدح بکسر میم کی جمع ہے اور یہ ایک ستارے کا نام ہے کہ عرب کے نزدیک بارش پر دلالت کرنے والی علامات میں سے ہے۔ فاروقؓ نے استغفار کو اس سے تشبیہ دے کر فرماتے ہیں کہ میں نے طلب باران اس چیز سے کیا ہے جو بقولِ منجمین عرب مجدح کی طرح بارش کی علامت ہے ۱۲ آپ نے یہ ستارہ استغفار کو قرار دیا اس آیت سے اخذ فرماتے ہوئے فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا الخ (سورۃ نوح) ۱۲ مترجم

بصلوٰتہ الرہط فقال انی ارانی
لو جمعت ہٰؤلاء علیٰ قاری واحد کان
امثل ثم عزم فجمعہم علیٰ ابی
ابن کعب قال خرجت معہ لیلۃ
اخریٰ والناس یصلون بصلوٰۃ
قارئہم فقال عمر نعمت البدعۃ ہذہ
والتی ینامون عنہا افضل من
التی یقومون یرید آخر اللیل وکان
الناس یقومون اوّلہ قلت معناہ انہ
بدعۃ مستحبۃ من جہۃ اجتماع الناس
علیہا و ان کانت سنۃ فی الاصل
مالک والشافعی عن السائب امر عمر
ابن الخطاب ابی بن کعب و تمیم
الداری ان یقوما للناس باحدی
عشرۃ رکعۃ مالک عن یزید بن رومان
کان الناس یقومون فی زمان عمر بثلث
وعشرین رکعۃ ابوبکر عن ابن عباس
قال عمر لقد علمتم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال فی لیلۃ القدر اطلبوہا فی العشر الاواخر
وترا ابوبکر عن حبیب قال عمر ما بقی من
اللیل خیر من ما ذہب ومثلہ عن السائب
وعن ابن عباس کلیہما عن عمر ابوبکر عن ابی
عثمان ان دعا عمر القراء فی رمضان
فامر اسرعہم قراءۃ ان یقرا بثلاثین آیۃ و
الوسط خمسۃ وعشرین آیۃ والبطیٔ عشرین آیۃ

پڑھ رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ اگر میں ان سب
کو ایک قاری پر جمع کردوں تو یہ بہت اچھا ہوگا پھر آپ نے اس کا
پختہ ارادہ کرلیا اور سب لوگوں کو جمع کیا اُبی بن کعب پر۔ کہا کہ
پھر میں دوسری رات آپ کی ہمراہ (مسجد میں) پہنچا اور سب لوگ
اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو عمرؓ نے کہا کہ یہ نئی بات
بہت اچھی ہے اور جن ساعات کو لوگ سو کر گزار دیتے ہیں افضل
وہی ہیں ان ساعات سے جن میں کھڑے ہوتے ہیں۔ عمرؓ آخر شب
کو مراد لے رہے تھے اور لوگ کھڑے ہوتے تھے اوّل شب میں۔
میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ بدعت مستحبہ ہے اس
لوگوں کے مجتمع ہونے کی حیثیت سے اگرچہ باعتبار اصل کے سنت
ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ سائب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب
نے اُبیؓ بن کعب اور تمیم الداری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ ۱۱
رکعتیں پڑھائیں۔ مالکؒ نے یزید بن رومان سے روایت کیا کہ
لوگ عمرؓ کے زمانہ میں تیئس ۲۳ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر نے
ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ عمرؓ نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں
فرمایا تھا کہ اس کو تلاش کرو آخری دس دنوں کی طاق
تاریخوں میں۔ ابوبکر حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے
فرمایا کہ رات میں سے جو حصہ باقی رہ گیا ہے وہ افضل ہے اُس
حصہ سے جو جا چکا ہے اور ایسی ہی روایت ہے سائب اور ابن
عباسؓ سے، دونوں نے روایت کی عمرؓ سے۔ ابوبکر نے ابو عثمان
سے روایت کی کہ عمرؓ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا۔ پھر حکم
دیا ان کو جو جلدی جلدی پڑھنے والے تھے کہ وہ پڑھا کریں
تیس ۳۰ آیتیں (ایک رکعت میں) اور درمیانی درجہ والوں کو
پچیس ۲۵ آیتوں کا حکم دیا اور سست رفتار والوں کو بیس ۲۰ آیتوں کا۔

ابوبکر قیل لابن عمر تصلی الضحیٰ قال لا قیل صلاہا عمر قال لا قیل صلاہا ابوبکر قال لا قیل صلاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا اخالُ
البغوی کان ابن عمر اذا سُئل عن سبحۃ الضحیٰ فقال لا آمر بھا و لا انھٰی عنہا و لقد اُصیب عثمانَ و ما اَدری احدٌ یصلیہا وانہا لمن احبّ ما احدث الناس الیّ
ابوبکر عن جابر بن عبد اللہ قالَ قالَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر متیٰ تُوتِرُ قال من اوّل اللیل بعد العتمۃ قبلَ ان انام وقالَ لعمر متیٰ تُوتِر قال من آخر اللیل قال لابی بکر اخذتَ بالحزم وقالَ لعمر اخذتَ بالقوۃ (الاحتیاط) ابوبکر عن الحسن قالَ عمر لَاَنْ اُوتر بلیلٍ احبّ الیّ من ان اُحیی لیلتی ثم اُوتر بعد ما اصبح ابوبکر عن مکحول اَنّ عمر بن الخطاب اوتر بثلث رکعاتٍ لم یَفصِل بینہن بسلامٍ ابوبکر عن انس ابن سیرین عن عمر کانَ یقرأُ بالمعوذتین فے الوتر ابوبکر عن القاسم زعموا ان عمر رضہ کانَ یُوتِر فے الارض (ای البساط)

ابوبکر سے مروی ہے کہ ابن عمر رضہ سے کہا گیا کہ آپ نماز چاشت پڑھتے ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں۔ کہا گیا کہ کیا اس کو عمر رضہ نے پڑھا ہے؟ کہا کہ نہیں۔ کہا گیا کہ کیا اس کو ابوبکر رضہ نے پڑھا ہے؟ کہا نہیں کہا گیا کہ کیا اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہے؟ کہا کہ مجھے خیال نہیں۔ بغوی رح سے مروی ہے کہ جب ابن عمر رضہ سے سوال کیا گیا چاشت کے نفلوں کے بارے میں تو انھوں نے کہا کہ نہ میں ان کا حکم دیتا ہوں اور نہ ان سے منع کرتا ہوں اور عثمان رضہ بھی شہید ہو چکے ہیں اور میں (اکابر میں سے) کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے اس کو پڑھا ہو اور یہ ضرور ہے کہ یہ ان چیزوں میں سے جو لوگوں نے از خود نکالی ہیں مجھے پسند ہے۔ ابوبکر جابر بن عبد اللہ رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضہ سے پوچھا کہ تم وتر کس وقت پڑھتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ اوّل شب میں بعد نماز عشاء کے قبل اس کے کہ سوؤں۔ اور پوچھا عمر رضہ سے کہ تم کب وتر پڑھتے ہو تو انھوں نے کہا کہ آخر رات میں۔ تو آپ نے ابوبکر رضہ سے فرمایا کہ تم نے احتیاط پر عمل کیا اور عمر رضہ سے فرمایا کہ تم نے قوت پر عمل کیا۔ ابوبکر حسن رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضہ نے فرمایا کہ درحقیقت مجھے رات میں وتر پڑھ لینا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں اپنی تمام رات کو (عبادت سے) زندہ رکھوں پھر وتر پڑھوں صبح ہو جانے کے بعد۔ ابوبکر مکحول سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضہ بن الخطاب نے وتر پڑھا تین رکعات کے ساتھ ان کے درمیان سلام کے ساتھ فصل نہیں کیا۔ ابوبکر انس بن سیرین سے روایت کرتے ہیں عمر رضہ کے بارے میں کہ وہ وتر میں معوذتین پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر قاسم سے روایت کرتے ہیں لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ عمر رضہ زمین (یعنی اپنے فرش) پر وتر پڑھا کرتے ہیں

ابوبکر عن الاسود ان عمر قنت فی الوتر قبل الرکوع ابوبکر عن عطاء عمر اول من قنت قلت النصف الآخر اجمع قال نعم قلت اختلفوا فی ذلک (رمضان) والاوجہ ان القنوت فی الوتر دعاء فمن قنت دائماً فقد اصاب ومن قنت النصف الآخر من رمضان فقد اخذ بالمہم فان الدعاء فی تلک الایام ارجی للاجابۃ ابوبکر عن عمر بن محمد ابن حاجب ان عمر لقیہ عظیم من عظماء العجم فاراد ان یسجد لہ فقال لہ عمر ارفع رأسک السجدۃ للواحد القہار ابوبکر عن ابن عمر عن عمر ادبار النجوم رکعتان قبل الفجر وادبار السجود رکعتان بعد المغرب ابوبکر عن سعید بن جبیر قال عمر فی الرکعتین قبل الفجر ہما احب الی من حمر النعم ابوبکر عن ابن المسیب رأی عمر رجلاً اضطجع بعد الرکعتین فقال احصبوہ قلت یعنی ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ علی وجہ العبادۃ بل علی وجہ العادۃ ودفع الکلال ابوبکر عن عبداللہ بن عتبۃ رأیت عمر یصلی اربعاً قبل الظہر ابوبکر عن رجل

(یعنی مسجد میں آکر نہیں پڑھتے) ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے وتر میں رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھی۔ ابوبکر نے عطاء سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ عمرؓ پہلے شخص ہیں جس نے قنوت پڑھا میں نے کہا (یعنی رمضان کے) پورے نصف آخر میں؟ کہا کہ ہاں! میں کہتا ہوں اس میں فقہاء کا اختلاف ہے اور اصل بات یہ ہے کہ وتر میں قنوت ایک دعاء ہے تو جس نے ہمیشہ قنوت پڑھی اس نے ٹھیک کیا اور جس نے رمضان کے نصف آخر میں نماز پڑھی اس نے اہمیت والی صورت کو اختیار کیا کیونکہ ان ایام میں دعاء کے مقبول ہونے کی زیادہ امید ہے۔ ابوبکر نے عمر بن حاجب سے روایت کی کہ عمرؓ سے ملاقات کی ایک سردار نے سرداران عجم میں سے اور اس نے ارادہ کیا کہ آپ کو سجدہ کرے تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ اپنا سر اوپر اٹھا۔ سجدہ اس ذات کے لئے ہے جو واحد قہار ہے۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ادبار النجوم (سے مراد) قبل فجر کی دو رکعت ہیں اور ادبار السجود (سے مراد) بعد مغرب کی دو رکعتیں ہیں۔ ابوبکر سعید ابن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے قبل فجر کی دو رکعتوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں مجھے سرخ رنگ کے اونٹوں سے زیادہ عزیز ہیں۔ ابوبکر ابن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا وہ دو رکعت پڑھنے کے بعد لیٹ گیا تو فرمایا کہ اسکے کنکریاں مارو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا عبادت کی حیثیت سے نہیں کرتے تھے بلکہ بناء بر عادت اور تھکان رفع کرنے کے لئے آپ نے ایسا کیا۔ ابوبکر عبداللہ بن عتبہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ابوبکر نے ایک شخص سے روایت کی

ع۵ یعنی وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ (۵۲: ۴۹) اور وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ (۵۰: ۴۰) کی تفسیر میں حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا ۱۲ مترجم

ان عمر قرأ فی الاربع قبل الظہر بقاف
ابوبکر عن عون بن عبد اللہ صلیت
مع عمر اربعاً قبل الظہر قلت یحتمل
انہا صلوٰۃ صلوٰۃ الزوال وہو الاغلب
علی الظن و یحتمل انہا راتبۃ الظہر
ابوبکر عن ابی تمیمۃ عن ابن عمر
صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
و مع ابی بکر و عمر و عثمان فلا صلوٰۃ
بعد الغداۃ حتی یطلع الشمس ابوبکر
عن ابن عباس رأیت عمر یضرب علی
الرکعتین بعد العصر مالک عن السائب
انہ رأی عمر بن الخطاب یضرب المنکدر
علی الصلوٰۃ بعد العصر ابوحنیفۃ عن حماد
عن ابراہیم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
و ابابکر و عمر لم یصلوہا یعنی الصلوٰۃ
قبل المغرب ابوبکر عن زید بن وہب
ان عمر بن الخطاب رأی رجلاً صلی
رکعتین بعد غروب الشمس قبل الصلوٰۃ
فجعل یلتفت فضربہ بالدرۃ حین قضی
الصلوٰۃ وقال لا تلتفت ولم یعب
الرکعتین ابوبکر عن ابن عمر صلیت مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر وعثمان
فلا صلوٰۃ قبلہا ولا بعدہا فی السفر
ولو تطوعت لاتممت۔ ابوبکر عن سالم
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کہ عمرؓ نے ظہر سے پہلے چار رکعتوں میں سورۃ قاف پڑھی۔ ابوبکر
عون بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ
ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھی۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات کا احتمال
ہے کہ یہ نماز صلوٰۃ الزوال ہو اور غالب گمان یہی ہوتا ہے
اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ظہر کی سنتیں ہوں۔ ابوبکر ابو تمیمہ
سے وہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ
نمازیں پڑھی ہیں تو نماز فجر کے بعد آفتاب کے طلوع ہونے
تک کوئی نماز نہیں۔ ابوبکر ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں
کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ مار رہے تھے بعد عصر دو رکعت
پڑھنے پر۔ مالکؒ سائب سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عمرؓ
ابن الخطاب کو دیکھا کہ وہ منکدر کو مار رہے تھے عصر کے بعد نماز
پڑھنے پر۔ ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے یہ نماز نہیں پڑھی
یعنی مغرب سے پہلے کوئی نماز۔ ابوبکر زید بن وہب سے روایت
کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے
دو رکعت نماز پڑھی غروب آفتاب کے بعد نماز (مغرب) سے
پہلے اور اس نے (بحالت نماز) اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کر دیا تو
آپ نے اس کے درّہ مارا جب وہ نماز پوری کر چکا اور فرمایا کہ
(نماز میں) اِدھر اُدھر مت دیکھنا اور آپ نے دو رکعتیں پڑھنے
پر اعتراض نہیں کیا۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکرؓ و
عمرؓ و عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو کوئی نماز نہیں ہے نہ اس
سے پہلے اور نہ اس کے بعد سفر میں اور اگر میں نفل پڑھتا تو پوری
پڑھتا۔ ابوبکر سالم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

عہ یعنی اگر میں سفر میں نفل ادا کرتا تو پوری نماز پڑھتا۔ مراد یہ ہے کہ قصر کے ساتھ نوافل نہیں ہیں ۱۲

وعمر کانا یتطوعان فی السفر قلت وجہ الجمع ان الاول فی الرواتب والثانی فی التہجد البیہقی ان عمر اتاہ فتح او ابصر رجلاً بہ زمانۃ فسجد ابوبکر عن منصور بلغنی ان ابابکر و عمر سجد سجدۃ الشکر ابوبکر عن عباد بن منصور ان عمر صلی محتبیاً الشافعی ان عمر بن الخطاب دخل المسجد فصلی رکعۃ فقیل لہ رکعۃ قال انما ہو تطوع فمن شاء زاد ومن شاء نقص قلت احتج بہ الشافعی علی ان الامر فی التطوع واسع ابوبکر عن حمید بن عبدالرحمن قال عمر من فاتہ شیء من قراءتہ باللیل فصلی ما بینہ و بین الظہر فکانما صلی باللیل ابوبکر عن ابراہیم کان عمر یکرہ ان یصلی خلف صلوۃ مثلہا مالک عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن الخطاب کان یصلی من اللیل ما شاء اللہ حتی اذا کان من آخر اللیل ایقظ اہلہ للصلوۃ و یقول لہم الصلوۃ الصلوۃ ثم یتلو ہذہ الآیۃ

اور عمرؓ سفر میں نوافل پڑھا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ دونوں روایتوں کے رفع تعارض (یعنی) جمع کی یہ صورت ہے کہ پہلی روایت فرائض سے پہلے اور بعد میں پڑھی جانے والی سنتوں سے متعلق ہے اور دوسری تہجد کے بارے میں ہے۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ کے پاس فتح کی خبر آئی یا آپ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ جس کی ٹانگیں ماری ہوئی تھیں تو سجدہ کیا۔ ابوبکر منصور سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں نے سجدۂ شکر کیا ہے۔ ابوبکر عباد بن منصور سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے احتباء کی حالت میں نماز پڑھی ہے۔ شافعیؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب مسجد میں داخل ہوتے اور انھوں نے ایک رکعت پڑھی اس پر ان سے کہا گیا کہ آپ نے ایک رکعت پڑھی فرمایا کہ یہ صرف نفل تھی (نفل میں) جو شخص چاہے زیادتی کردے اور جو چاہے کمی کردے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے احتجاج کیا ہے شافعیؒ نے کہ نوافل کے حکم میں وسعت ہے۔ ابوبکر حمید بن عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جس کی قرارت (معمولہ) کا کچھ حصہ رات میں فوت ہوگیا تو پھر اس کو اس نے رات اور ظہر کے درمیان میں پڑھ لیا تو گویا اس نے رات میں ہی پڑھا ہے۔ ابوبکر نے ابراہیم سے روایت کی کہ عمرؓ اس سے کراہت کرتے تھے کہ کسی نماز کے پیچھے اسی کی مثل نماز پڑھیں۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب جتنی اللہ چاہتا رات میں نماز پڑھتے یہاں تک کہ جب آخر شب آجاتا تو اپنی بی بی بچوں کو نماز کے لئے جگاتے اور ان سے فرماتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ پھر اس آیت کی تلاوت کرتے

ع ۵ احتباء اس طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور دونوں پاؤں کے تلوے زمین سے لگے ہوتے ہوں اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے ہوتے ہوں ۱۲

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ مالک انه بلغه ان عمر بن الخطاب كان يقول صلٰوةُ الليلِ والنهارِ مثنٰى مثنٰى يُسلِّم من كلّ ركعتين ابوبكر ان نفرًا من اهلِ العراقِ قدِمُوا عمر فسألوه عن صلٰوةِ الرّجل في بيتهِ فقالَ عمرُ ما سألني عنها احدٌ منذُ سألتُ رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فقالَ صلٰوة الرجل في بيته نورٌ فنوّرُوا بيوتكم الجمعة البيهقي انّ ابا هريرة كتبَ الى عمرَ يسألُ عن الجمعةِ وهو بالبحرينِ فكتبَ اليهم ان اجمَعُوا حيثُ ما كنتم قالَ الشافعي معناه في ايّ قريةٍ كنتم لا يُريد البَدوَ ابوبكر عن يحيى بن ابي كثير حُدِّثتُ انّ عمر بن الخطاب قالَ انّما جُعلت الخطبةُ مكانَ الركعتين فإن لم يُدرِكِ الخطبةَ فليصلّ اربعًا قلتُ اظنّ هٰذا الحرفَ الآخيرَ من كلام يحيى بن ابي كثير خرّجه من قول عُمر وليس عليه العملُ ولكن

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ الخ (۱۳۲:۲۰) اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اس کے پابند رہیے ہم آپ سے معاش (کموانا) نہیں چاہتے معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔" مالکؒ کہتے ہیں کہ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ رات کی نماز (نفلیں) اور دن کی دو دو رکعتیں ہیں آپ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا کرتے تھے۔ ابوبکر راوی ہیں کہ چند لوگ عراق والوں میں سے عمرؓ کے پاس آئے اور آپ سے سوال کیا کسی شخص کے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کے متعلق تو عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے اب تک کسی نے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا جب سے میں نے سوال کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس پر آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا نور ہے تو اپنے گھروں کو منور کرو۔ جمعہ بیہقی نے روایت کیا کہ ابوہریرہؓ نے عمرؓ کو خط بھیجا جس میں اُن سے دریافت کیا جمعہ کے بارے میں جب کہ وہ بحرین میں تھے تو عمرؓ نے ان کو لکھا کہ جمعہ پڑھو جہاں تم ٹھہرے ہوئے ہو۔ شافعیؒ نے کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ جس قریہ میں ٹھہرو عمرؓ کی مراد میدان نہیں ہے۔ ابوبکر نے یحییٰ بن کثیر سے روایت کیا کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ خطبہ کو دو رکعتوں کے بجائے رکھا گیا ہے تو اگر کوئی خطبہ نہ پائے تو چاہیئے کہ وہ چار رکعت پڑھے۔ میں کہتا ہوں کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ آخر جملہ یحییٰ بن کثیر کے کلام میں سے ہے جس کا استنباط انھوں نے عمرؓ کے قول سے کیا ہے اور اس پر عمل نہیں ہے۔[عہ] لیکن ان کے

عہ یحییٰ بن کثیر کے استنباط کا یہ مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ جس کا خطبہ فوت ہو جائے وہ دو رکعتیں نفل پڑھ کر اسکی مکافات کرے تاکہ اس کا ثواب خطبہ سننے والوں کے برابر ہو جائے۔

معنی کلامہ ان الخطبۃ شرط الجمعۃ لا تصح
بدونہا مالک و ابوبکر فی قولہ تعالیٰ
فاسعوا الی ذکر اللہ قرأہا عمر فامضوا
الی ذکر اللہ قلت معناہ فسّرہا کذلک
الشافعی عن ابی ہریرۃ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر و عمر
کانوا یخطبون علی المنبر قیاماً یفصلون
بینہما بجلوس مالک والشافعی عن
السائب کان الاذان الاول حین
یخرج الامام فیجلس علی المنبر فی
عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر
و عمر مالک والشافعی انہم کانوا فی
زمن عمر بن الخطاب یوم الجمعۃ یصلون
حتی یخرج عمر بن الخطاب فاذا خرج عمر و
جلس علی المنبر و اذّن المؤذنون جلسوا
یتحدثون حتی اذا سکت المؤذنون و قام
عمر سکتوا فلم یتکلم احد الشافعی ان عمر
رأی رجلاً علیہ ہیئۃ السفر یقول لولا
ان الیوم یوم الجمعۃ لخرجت فقال
عمر اخرج فان الجمعۃ لاتحبس عن
سفر مالک عن ابن شہاب عن سالم
ابن عبد اللہ انہ قال دخل رجل من اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسجد (وہو عثمان بن عفان رض ۱۲) یوم الجمعۃ و عمر بن
الخطاب یخطب فقال عمر ایۃ ساعۃ ہذہ فقال

کلام کے معنی یہ ہیں کہ خطبہ شرط ہے جمعہ کی بغیر اس کے جمعہ
صحیح نہ ہوگا۔ مالکؒ و ابوبکرؒ دربارہ آیت (سورۃ جمعہ) فاسعوا
الی ذکر اللہ اس کو عمرؓ نے پڑھا فامضوا الی ذکر اللہ۔
میں کہتا ہوں کہ یہ فاسعوا کا مفہوم ہے اس طرح آپ نے
اس کی تفسیر کی ہے۔ شافعیؒ، ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ منبر پر کھڑے
ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے اور یہ سب درمیان میں بیٹھ کر فصل
دیا کرتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ سائب سے، پہلی اذان اس
وقت ہوا کرتی تھی جب امام نکلتا تھا اور منبر پر بیٹھتا تھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ
میں۔ مالکؒ اور شافعیؒ، عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں جمعہ کے
دن (مسجد میں) لوگ نمازیں پڑھتے رہتے تھے عمرؓ بن
الخطاب کے نکلنے تک پھر جب عمرؓ نکل آتے اور منبر پر بیٹھ
جاتے اور مؤذن لوگ اذان دیتے تو لوگ بیٹھے ہوئے باتیں
کرتے رہتے یہاں تک کہ جب مؤذن خاموش ہو جاتے اور
عمرؓ کھڑے ہوتے تو سب خاموش ہو جاتے پھر کوئی بات
نہ کرتا۔ شافعیؒ، عمرؓ نے ایک شخص کو سفر کی ہیئت پر دیکھا
جو یہ کہہ رہا تھا کہ اگر آج کا دن جمعہ نہ ہوتا تو میں روانہ
ہو جاتا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ روانہ ہو جا کیونکہ جمعہ تو سفر سے
نہیں روکتا۔ مالکؒ ابنِ شہاب سے وہ سالم بن عبد اللہ سے،
انھوں نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں سے ایک شخص (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) جمعہ کے دن
مسجد میں داخل ہوتے جب کہ عمرؓ بن الخطاب خطبہ پڑھ رہے
تھے تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کونسا وقت ہے (آنے کا) تو انھوں نے کہا کہ

۵۰ حضرت عمرؓ نے اس غرض کا اظہار کیا کہ سعی سے مراد مسجد کی طرف بلا تاخیر روانہ ہو جانا ہے بھاگنا دوڑنا مراد نہیں ہے ۱۲

يا امير المؤمنين انقلبتُ من السوق فسمعتُ النداء فما زدتُ على ان توضّأتُ فقال عمر الوضوء ايضاً قد علمت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأمر بالغسل الجنائز۔ ابو بكر عن الحسن قال عمر احضروا موتاكم وذكّروهم لا اله الا الله فانهم يرون ويقال لهم ابو بكر عن عطاء او غيره قال عمر لقّنوا موتاكم لا اله الا الله واغمضوا اعينهم اذا ماتوا البيهقي عن ابن عمر قال صدر المسلمون فمرّوا بامرأة بالبيداء ميتة وانعوا بها رجل يقال له كليب فقام عمر على المنبر فقال لو اعلم ان احداً مرّ بها ولم يخفها لفعلت به وفعلت وسأل ابن عمر فقال لم ارها وقال لعل الله ان يرحم كليباً فطعن معه غداة طعن ابو بكر عن تميمة الهجيمي ان عمر بن الخطاب كتب الى ابى موسى الاشعرى ان اغسل موتاك بالسدر وماء الريحان ابو بكر عن مسروق ماتت امرأة لعمر فقال انا كنت اولى بها اذا كانت حية فاما الآن فانتم اولى بها

اے امیر المومنین میں بازار سے لوٹا پھر میں نے اذان کی آواز سنی تو میں نے وضو کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اچھا اور پھر یہ کہ صرف وضو ہی کیا جب کہ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم دیا کرتے تھے جنائز۔ ابو بکر حسن سے، کہا عمرؓ نے کہ اپنے مرنے والوں کے پاس موجود رہو اور ان کو یاد دلاؤ لا اله الا الله کیونکہ وہ دیکھتے ہیں جب کہ ان سے کہا جاتا ہے۔ ابو بکر از عطاء وغیرہ، فرمایا عمرؓ نے کہ اپنے مرنے والوں کو تلقین کرو لا اله الا الله اور ان کی آنکھیں بند کر دو جب وہ مر جائیں۔ بیہقی ابن عمرؓ سے، کہا کہ مسلمان لوٹے تو ان کا گزر ہوا بیابان میں ایک عورت مردہ پر جب کہ اس کو ایک شخص نے جس کو کلیب کہا جاتا تھا دفن کر دیا۔ تو عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا کہ اگر میں یہ جان لوں کہ کوئی شخص اس پر سے گزرا اور اس نے اس کو دفن نہیں کیا تو میں اس کے ساتھ ایسا اور ایسا کروں اور ابن عمرؓ سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اس (عورت مردہ) کو نہیں دیکھا۔ اور (عمرؓ نے) فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ کلیب پر رحمت فرمائے گا۔ تو عمرؓ کے ساتھ کلیب کو بھی مجروح کیا گیا جس صبح کو انہیں مجروح کیا گیا تھا۔ ابو بکر تمیمۃ الہجیمی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ اپنے مردوں کو غسل دو بیری (کے پتوں) اور آب ریحان کے ساتھ۔ ابو بکر مسروق سے، عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی کا انتقال ہوا تو انھوں نے کہا کہ میں اس سے قریب تر تھا جب کہ وہ زندہ تھی، رہا اب، سو تم اس سے قریب تر ہو۔

ع۵ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عمرؓ غسل جمعہ کو واجب سمجھتے تھے بلکہ اس پر تنبیہ کا منشاء یہ ہے کہ آپ یعنی عثمانؓ جیسے شخص کے لئے یہ زیبا نہیں کہ مستحب فعل کو نظر انداز کر دے ۱۲ مترجم

ابو حنیفۃ اخبرنی رجلٌ عن الحسن عن عمر بن الخطاب انہ قال الأبُ احقُّ بالصلوٰۃِ علی المیّتِ من الزّوجِ قلتُ احتجّ بہ ابو حنیفۃ وخالفَ ابراہیم والشعبی فی قولہما الزّوج اَحقّ من الاَب ابوبکر عن نافع عن ابن عمر کُفِّن عمر وحُنِّط وغُسِل زاد فی روایۃ اِلّا انّہ کانَ من اَفضلِ الشّھدآء قلتُ عند الحنفیۃ علّۃُ الغسل الارتثاث وعند الشافعی انّہ لم یُقتَلْ فی المعرکۃ ابوبکر عن ابن مغفّل قالَ عمر لاتُحنّطونی بمسکٍ قیل انّما کرہ المسکَ لانّہ من المیتۃ ولیس علیہ العملُ عندَ الجمھور لانّ الشّرعَ استثنی المسکَ من جملۃ المیتاتِ فاستحسنہ قلتُ والاَوجہ عندی انّ المسکَ طیّبٌ طاہرٌ اِلّا انّ عمر لم یَستحسن ان یکونَ حَنُوطُہ منہ تورّعًا لانہ قد اجتمع فیہ دلیلا الاباحۃِ والتحریم انکان دلیلُ الاباحۃ اَقوٰی والطّیبُ سِواہ کثیرٌ ابوبکر عن راشد ابن سعد قالَ عمر یکفّنُ الرجلُ فی ثلٰثۃ اَثوابٍ لاتعتدُوا اِنّ اللّٰہ

ابو حنیفہؒ، مجھے ایک شخص نے خبر دی حسنؓ سے اُنھوں نے روایت کی عمرؓ بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے کہا کہ باپ میّت کی نماز پڑھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے بہ نسبت شوہر کے۔ میں کہتا ہوں کہ اس قول سے ابو حنیفہؒ نے حجّت پکڑی ہے اور خلاف کیا ہے ابراہیم اور شعبی کے اس قول کا کہ شوہر زیادہ حقدار ہے باپ سے ابوبکر نافع سے ابن عمرؓ سے، عمرؓ کو کفن پہنایا گیا اور خوشبو لگائی گئی اور غسل دیا گیا۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے "مگر یہ کہ وہ افضل شہداء میں سے تھے"۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ کے نزدیک (حضرت عمرؓ کو) غسل دینے کی علّت ارتثاث[5] (خون سے لت پت ہونا) تھا اور شافعیؒ کے نزدیک یہ تھی کہ وہ معرکہ میں قتل نہیں کیے گئے۔ ابوبکر ابن مغفل سے، عمرؓ نے وصیّت کی کہ مجھے مُشک نہ ملنا۔ کہا گیا کہ مشک سے آپ نے اس لئے کراہت کی کہ وہ میتہ سے نکالی جاتی ہے اور جمہور کے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے کیونکہ شریعت نے مَرے ہوتے اجسام میں سے مشک کو مستثنیٰ کیا ہے اور اس کو اچھی چیز قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بڑی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ مُشک نفیس اور پاک ہے مگر عمرؓ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا تقویٰ کی بناء پر کہ خوشبو کے لئے اس کا استعمال کیا جاتے کیونکہ اس میں دو دلیلیں اباحت اور تحریم کی جمع ہو رہی ہیں اگرچہ اباحت کی دلیل زیادہ قوی ہے جب کہ خوشبوئیں مشک کے سوا اور بھی بہت سی ہوتی ہیں۔ ابوبکر راشد بن سعد سے، عمرؓ نے فرمایا کہ مرد کو تین کپڑوں میں کفنایا جائے۔ اس میں زیادتی نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ زیادتی کرنیوالوں کو

[5] "ارتثاث" کسی کو خستہ اور مجروح اُٹھانا کہ ابھی زندہ ہو اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کے یہ معنے ہیں کہ مجروح زخمی ہونے کے بعد کچھ خورد و نوش اور علاج وغیرہ بھی کرے یا مجروح ہونے کے بعد سے موت کے وقت تک اس پر ایک نماز کا وقت اس صورت سے گزرے کہ اُس کا ہوش قائم ہو اور نماز ادا کرنے پر قادر ہو یا معرکۂ جہاد سے اس کو زندہ ہوش و حواس کے ساتھ اُٹھایا گیا ہو ۱۲

لا یُحِبُّ المعتدین آبو بکر عن راشد بن سعد عن عمر قال تُکفّن المرأۃ فی خمسۃ اثواب الدرع والخمار والرداء والازار والخرقۃ ابو بکر عن ابن مغفل قال عمر لا تتبعنی بمجمر ابو بکر عن ابن عمر رأیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر یمشون امام الجنازۃ ابو بکر عن یحیے بن راشد قال عمر حین حضرتہ الوفاۃ لابنہ اذا خرجتم بی فاسرعوا بی المشی ابو بکر عن ابن مغفل قال عمر لا تتبعنی امرأۃ ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم ان الناس کانوا یصلون علی الجنائز خمسًا وستًا واربعًا حتے قبض النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم کبروا بعد ذلک فی ولایۃ ابی بکر حتے قبض ابو بکر ثم ولی عمر بن الخطاب ففعلوا ذلک فی ولایتہ فلما رأی ذلک عمر بن الخطاب قال انکم معشر اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم متی ما تختلفون یختلف من بعدکم والناس حدیث عہد بالجاھلیۃ فاجمعوا علی شیٔ یجتمع علیہ من بعدکم

پسند نہیں کرتا۔ آبو بکر از راشد بن سعدؒ سے، عمرؓ نے فرمایا کہ عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنایا جاتے درعؔ اور خمارؔ اور رداءؔ اور ازارؔ اور خرقہؔ۔ آبو بکر از ابن مغفل، عمرؓ نے فرمایا کہ میرے پیچھے انگیٹھی (خوشبودار دھونی کے لئے) لے کر نہ چلنا۔ آبو بکر از ابن عمرؓ، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ابو بکرؓ و عمرؓ کو دیکھا کہ جنازے کے آگے چلتے تھے۔ آبو بکر از یحیے بن راشد، حضرت عمرؓ نے جب اُن کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب تم مجھے لے کر چلو تو تیز رفتار کے ساتھ چلنا۔ آبو بکر ابن مغفل سے، عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی عورت میرے پیچھے نہ چلے۔ آبو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے، کہ لوگ جنازوں کی نمازوں پر پڑھا کرتے تھے پانچ اور چھ اور چار (یعنی تکبیرات۔ کوئی پانچ کہتا، کوئی چھ، کوئی چار) یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ پھر اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں بھی یونہی تکبیرات ہوتی رہیں یہاں تک کہ ابو بکرؓ کی وفات ہوگئی۔ پھر خلیفہ ہوتے عمرؓ بن الخطاب تو لوگوں نے اُن کی خلافت کے زمانہ میں بھی اُسی طرح کیا۔ جب یہ (اختلاف) عمرؓ بن الخطاب نے دیکھا تو اُنھوں نے (اصحاب کو جمع کر کے فرمایا) کہ تم لوگ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا گروہ ہو جب تم ہی مختلف رہو گے تو جو تمھارے بعد والے ہیں وہ بھی مختلف رہیں گے اور لوگوں کو زمانہ جاہلیت سے لوٹے ہوتے زیادہ زمانہ نہیں گزرا تو تم کو ایک چیز پر متفق ہوجانا چاہیے جس پر تمھارے بعد کے لوگ متفق رہیں،

ع۵ درعؔ یعنی کرتہ۔ جو گلے سے لے کر پاؤں تک ہوتا ہے، لیکن نہ اس میں کلیاں ہوں اور نہ آستین۔ خمارؔ یہ تین ہاتھ لمبا کپڑا ہوتا ہے جو بالوں کو چھپالے اس کو سربند کہتے ہیں رداءؔ یعنی چادر۔ ازارؔ سر سے پاؤں تک ایک کپڑا ہوتا ہے۔ رداء اس سے ایک ہاتھ لمبی ہوتی ہے۔ خرقہؔ سینہ بند کو کہتے ہیں جو چھاتیوں سے لیکر رانوں تک اتنا لمبا چوڑا ہوتا ہے کہ بندھ جاتے اگر کوئی تین کپڑوں ازار اور چادر اور سربند پر اکتفا کرے تو یہ بھی درست ہے" مترجم

فاجمع رأی اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان ینظروا آخر جنازۃٍ کبر علیہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم حتے قبض فیاخذون بہ ویرفضون ماسوے ذلک فوجدوا آخر جنازۃٍ کبر علیہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اربعا البیہقی عن سعید بن المسیب عن عمر انہ قال کل ذلک قد کان اربعا و خمسا فاجتمعنا علے اربع ابوبکر عن ابی وائل جمع عمر الناس فاستشارہم فی التکبیر علے الجنازۃ فقال بعضہم کبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خمسا و قال بعضہم کبر سبعا وقال بعضہم کبر اربعا فجمعہم علے اربع تکبیراتٍ کاطول صلوۃٍ ابوبکر عن ابراہیم اختلف اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی التکبیر علے الجنازۃ ثم اتفقوا بعد علے اربع تکبیراتٍ ابوبکر عن سعید بن المسیب کان عمر یقول فی الصلوۃ علے المیت ان کان مساءً قال اللہم امسے عبدک وان کان صباحاً قال اللہم اصبح عبدک قد تخلے من الدنیا و ترکہا لاہلہا و استغنیت منہ وافتقر الیک کان یشہد ان لا الہ الا انت و ان محمداً عبدک و

بالآخر اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے اس پر متفق ہو گئی کہ وہ اُس آخری جنازہ پر نظر کریں جس پر اپنی وفات سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی تھی پھر سب لوگ اسی کو اختیار کرلیں اور اس کے سوا دوسرے طریقہ سے ہٹ جائیں تو اُنھوں نے اس آخری جنازے پر جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی چار تکبیریں پائیں۔ بیہقی از سعید بن المسیب از عمرؓ، اُنھوں نے کہا کہ وہ سب (روایات) چار اور پانچ (تکبیرات) کی تھیں پھر ہم نے اجماع کرلیا چار پر۔ ابوبکر ابو وائل سے، عمرؓ نے لوگوں کو جمع کیا پھر اُن سے مشورہ کیا جنازے پر تکبیر پڑھنے کے بارے میں تو بعض لوگوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ تکبیریں پڑھی ہیں اور ان میں سے بعض نے کہا کہ سات تکبیریں پڑھیں اور بعض نے کہا کہ چار تکبیرات پڑھیں پھر سب کا اجماع ہو گیا چار تکبیرات پر مانند سب سے لمبی نماز کے (کہ اس میں چار رکعات ہوتی ہیں)۔ ابوبکر ابراہیم سے، مختلف ہوتے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنازے پر تکبیر کے بارے میں پھر بعد میں متفق ہو گئے چار تکبیرات پر۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے، عمرؓ کہا کرتے تھے... میت کی نماز میں اگر شام کا وقت ہوا تو یوں کہتے اللّٰھم امسیٰ عبدك (یعنی یا اللہ آپ کے بندے پر شام کا وقت اس طرح آیا کہ) اور اگر صبح کا وقت ہوا تو کہتے اللّٰھم اصبح عبدك (یعنی یا اللہ آپ کے بندے پر صبح کا وقت اس طرح آیا کہ) قد تخلّے من الدنیا وترکہا الخ (ترجمہ) وہ دنیا سے یکسو ہوا اور اس کو اہل دنیا کے لئے چھوڑ گیا اس حال میں کہ آپ اُس سے مستغنی ہیں اور وہ آپ کا محتاج ہے اور وہ اس بات کی شہادت دیا کرتا تھا کہ کوئی معبود نہیں بجز آپ کے اور یہ کہ محمدؐ آپ کے بندے اور

رسولک فاغفرلہ ذنبہ آبو بکر عن جابر بن عبداللہ قال ما اباح لنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولا ابو بکر ولا عمر فی الصلوٰۃ علے المیت بشیٔ تملت یعنی لم یوقتوا الشیٔ من الدعاء آبو بکر عن عروۃ ما صلّی علے ابی بکر الا فی المسجد مالک ان عمر بن الخطاب صُلّی علیہ فے المسجد آبو بکر عن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ ماتت زینب بنت جحش فکبّر علیہا عمر اربعًا ثم سال ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم من یدخل قبرہا فقلن من کان یدخل علیہا فی حیاتہا آبو بکر ان عمر انتظر ابن ام عبد فی الصلوٰۃ علے عتبۃ بن مسعود (عبداللہ بن مسعود) آبو بکر عن ابن عمر لحد لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولابی بکر ولعمر آبو بکر عن الحسن اوصٰی عمر ان یجعل عمق قبرہ قامۃ وبسطۃ ابو بکر عن ابی مالک الاشجعی عن عمر انہ کان یقول اذا ادخل المیت قبرہ اللّٰہم اسلمہ الیک الاہل والمال والعشیرۃ والذنب عظیم فاغفرلہ آبو بکر عن اسمٰعیل بن محمد بن السباق ان عمر دفن ابابکر لیلاً ثم دخل المسجد فاوتر بثلاث آبو بکر عن ابی وائل ماتت امی وہی نصرانیۃ فاتیت عمر فذکرت ذلک لہ فقال ارکب دابۃ وسر امامہا آبو بکر عن عمرو ہو ابن دینار

آپ کے رسول ہیں تو آپ اس کے گناہ بخش دیجئے۔" آبو بکر جابر بن عبداللہ سے، کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ابو بکرؓ نے اور عمرؓ نے میت پر نماز کے بارے میں کسی دعاء کی صراحت نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ انھوں نے کسی چیز کی از قبیل دعا۔ پابندی عائد نہیں کی۔ آبو بکر عروہ سے، نہیں نماز پڑھی گئی ابو بکرؓ پر مگر مسجد میں۔ مالکؒ، عمرؓ بن الخطاب پر مسجد میں نماز پڑھی گئی۔ آبو بکر عبدالرحمٰن بن ابزیٰ سے، زینبؓ بنت جحش کا انتقال ہوا تو ان پر عمرؓ نے چار تکبیریں پڑھیں۔ پھر ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ان کی قبر میں کون اتریگا تو انھوں نے کہا کہ جو ان کی زندگی میں ان کے پاس آتے تھے۔ آبو بکر، عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن مسعودؓ پر نماز پڑھنے میں ابن ام عبد (یعنی عبداللہ بن مسعودؓ) کا انتظار کیا۔ آبو بکر ابن عمرؓ سے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی قبروں کے لئے لحد بنائی گئی۔ آبو بکر حسنؒ سے، عمرؓ نے وصیت کی کہ ان کی قبر کی گہرائی قد کے برابر اور کشادہ رکھی جائے۔ آبو بکر ابو مالک الاشجعی سے وہ عمرؓ سے کہ جب کسی میت کو اس کی قبر میں داخل کیا جاتا تھا تو وہ یہ کہا کرتے تھے، یا اللہ اس کے اہل اور مال اور رشتہ دار سب اس کو آپ کے سپرد کر رہے ہیں (اس کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں) اور گناہ بہت بڑے ہیں تو آپ اس کی مغفرت کر دیجئے۔ آبو بکر اسمٰعیل بن محمد بن السباق سے کہ عمرؓ نے ابو بکرؓ کو رات میں دفن کیا پھر داخل ہوئے مسجد میں اور تین وتر پڑھے۔ آبو بکر ابو وائل سے، میری ماں کا انتقال ہو گیا اور وہ نصرانیہ تھی تو میں عمرؓ کے پاس آیا اور میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو کہا کہ کسی چوپایہ پر سوار ہو کر اس کے جنازے کے آگے چلنا۔ آبو بکر عمروؒ سے اور وہ ابن دینار ہیں،

ماتت امرأة بالشام وفي بطنها ولد من
مسلم وهي نصرانية فأمر عمران يدفن
مع المسلمين من اجل ولدها ابوبكر عن
عامر يعني الشعبي ان عمر صلّى على عظام
بالشام ابوحنيفة عن حماد عن ابراهيم
اخبرني من رأى قبر النبي صلى
الله عليه وسلم وقبر ابي بكر وقبر عمر
مسنّمة ناشزة من الارض عليها فلق (کوہان دار بلند ۱۲) (قطعات ۱۲)
من مدر ابيض (کلوخ ۱۲) ابوبكر عن هلال بن
يساف خطب عمر بمنى على جمل فقال
لاتسبوا الاموات فان مايسب به الميت
يؤذى به الحي ابوبكر والبخاري وغيرهما عن
ابي الاسود الديلي قدمت المدينة و
قد وقع بها مرض فجلست الى عمر بن
الخطاب فمرت بهم جنازة فاثني عليها
خير فقال عمر وجبت ثم مر باخرى
فاثني عليها شر فقال عمر وجبت فقلت
ما وجبت يا امير المومنين قال قلت
كما قال رسول الله صلى الله عليه و
سلم ايما مسلم شهد له اربعة
بخير ادخله الله الجنة فقلنا وثلثة
قال وثلثة فقلنا واثنان قال
واثنان ثم لم نسأله عن الواحد
ابوبكر عن عمرو بن ميمون عن عمر ان
النبي صلى الله عليه وسلم

ایک عورت کا شام میں انتقال ہوا جس کے پیٹ میں ایک مسلمان
کا بچہ تھا اور یہ عورت نصرانیہ تھی تو عمرؓ نے بوجہ اس کے بچہ
کے حکم دیا کہ اس کو مسلمانوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ ابو بکر
عامر شعبی سے کہ عمرؓ نے شام میں ہڈیوں پر نماز پڑھی۔ ابو حنیفہؒ
حماد سے اور وہ ابراہیم سے، خبر دی مجھ کو اُس نے جس نے دیکھا
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر اور ابو بکرؓ کی قبر اور عمرؓ کی
قبر سب درمیان سے کوہان کی طرح زمین سے اُٹھی ہوتی ہیں اور
لمبی ہیں۔ ان پر سفید مٹی کے باریک ڈھیلے تھے۔ ابو بکر ہلال
ابن یساف سے، عمرؓ نے اونٹ پر بیٹھے ہوتے منیٰ میں خطبہ دیا
فرمایا کہ مُردوں کو گالیاں مت دو کیونکہ ان گالیوں کے الفاظ سے
زندوں کو اذیت پہنچتی ہے۔ ابو بکر اور بخاری وغیرہما ابو الاسود دیلی
سے، میں مدینہ میں آیا جب کہ وہاں بیماری پھیل رہی تھی تو
میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس بیٹھ گیا تو ان پر ایک جنازے کا
گزر ہوا اور اس کے حق میں کلماتِ خیر کہے گئے تو عمرؓ نے کہا
کہ واجب ہوگئی۔ پھر اُن پر ایک اور جنازہ گزرا تو اُس کا ذکر
بُرائی سے کیا گیا پھر عمرؓ نے کہا کہ واجب ہوگئی۔ تو میں نے کہا
کیا واجب ہوگئی اے امیر المومنینؓ۔ فرمایا کہ میں نے اسی طرح
کہا جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس
مسلمان پر چار آدمی نے خیر کی گواہی دیدی اللہ تعالےٰ اس کو
جنت میں داخل کر دے گا۔ ہم نے کہا اور تین تو فرمایا کہ تین
بھی۔ پھر ہم نے کہا اور دو تو فرمایا کہ اور دو بھی۔ پھر ہم نے
ایک کے بارے میں سوال نہیں کیا۔ (اور نہ اس کی ضرورت تھی
کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا منشا۔ واضح ہوگیا کہ چار
سے مراد عددِ خاص نہیں بلکہ مطلقاً زبانِ خلق ہے ۱۲ مترجم)
ابو بکر از عمرو بن میمون از عمرؓ، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے

كان يتعوذ بالله من الجبن والبخل وعذاب القبر وفتنة الصدر[1] ابوبكر عن ابن عمر عن عمر عن النبى صلے الله عليه وسلم قال الميت يعذب فى قبره بالنياحة البيهقى عن ابن عباس عن عمر نحوًا من ذلك ابوبكر عن نافع ان حفصة بكت على عمر فقال لها مهلاً يا بنية الم تعلم ان النبى صلے الله عليه وسلم قال ان الميت يعذب ببكاء اهله عليه ابوبكر عن ابى عثمان اتيت عمر بنعى النعمان بن مقرن (خبر مرگ) فوضع يده على راسه وجعل يبكى ابوبكر عن شقيق اجتمع نسوة يبكين على خالد بن الوليد فقال عمر ما عليهن ان يهرقن من دموعهن على ابى سليمان مالم يكن نقع[2] او لقلقة[2] كتاب الزكوٰة مالك انه قرا كتاب عمر بن الخطاب فى الصدقة قال فوجدت فيه بسم الله الرحمٰن الرحيم هذا كتاب الصدقة فى اربع وعشرين من الابل فدونها الغنم فى كل خمس شاة وفيما فوق ذلك الى خمس وثلثين بنت مخاض[3] فان لم يكن بنت مخاض فابن لبون ذكر وفيما فوق ذلك الى خمس واربعين ابنة لبون وفيما فوق ذلك الى ستين حقة

پناہ مانگا کرتے تھے بزدلی سے اور بخل سے اور عذاب قبر سے اور سینے کے فتنہ سے۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے وہ عمرؓ سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میت کو اس کی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے نوحہ کرنے سے۔ بیہقی از ابن عباسؓ از عمر رضی اللہ عنہ مثل روایت مذکور۔ ابوبکر از نافع کہ حفصہؓ روئیں حضرت عمرؓ پر تو آپ نے فرمایا کہ میری بیٹی تحمل کر کیا تو نہیں جانتی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو عذاب دیا جاتا ہے اُس پر اُس کے متعلقین کے رونے سے۔ ابوبکر ابو عثمان سے کہا کہ میں عمرؓ کے پاس آیا نعمان بن مُقرن کی موت کی خبر لیکر تو انھوں نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور رونا شروع کر دیا۔ ابوبکر شقیق سے، جمع ہو گئیں عورتیں جو بکا، کر رہی تھیں خالدؓ بن الولید پر تو عمرؓ نے فرمایا کہ ان پر کوئی گناہ نہیں اس سے کہ وہ ابو سلیمانؓ پر آنسو بہائیں جب تک سروں پر خاک ڈالنا اور چیخنا چلاّنا نہ ہو۔ کتاب الزکوٰۃ۔ مالکؒ، اُنھوں نے پڑھا مکتوب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا صدقہ کے بارے میں۔ کہا کہ میں نے اس میں یہ دیکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ مکتوب ہے صدقہ کے بیان میں۔ چوبیس (۲۴) اونٹوں میں اور اس سے کم میں بکریاں ہیں۔ ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری۔ اور اس سے زیادہ پینتیس تک بنت مخاض ہے۔ اگر بنتِ مخاض نہ ہو تو ابن لبون نر اور اس سے اوپر پینتالیس تک بنتِ لبون ہے۔ اور اس سے اوپر ساٹھ تک حِقّہ ہے (یعنی تین برس کی اونٹنی جو چوتھے میں

[1] فتنۃ الصدر یعنی سینہ کے فتنہ سے اخلاقِ مذمومہ اور عقائدِ باطلہ مراد ہیں جو سینہ سے متعلق ہیں ۱۲ [2] نقع کے معنے ہیں بلند ہونا آواز کا اور غبار کا اور فریاد۔ لقلقۃ اضطراب وشدّت ملی ہوئی آواز کو کہتے ہیں ۱۲ [3] بنتِ مخاض بچہ ناقہ جو دوسرے سال میں ہو اور ابن لبون وہ بچہ جو تیسرے سال میں ہو اور بنتِ لبون بچہ مادہ جو تیسرے سال میں ہو اور حِقّہ وہ ناقہ جو چوتھے سال میں ہو۔ طروقۃ الفحل کے معنے ہیں کہ وہ نر کی جفتی کے قابل ہو جائے اور جذعہ وہ ہے جو پانچویں سال میں ہو ۱۲

طَرُوقَۃُ الْفَحْلِ وفیما فوق ذلک الی خمس وَّ سبعین جَذَعَۃٌ وفیما فوق ذلک الی تسعین بنتا لبونٍ وفیما فوق ذلک الی عشرینَ و مائۃٍ حِقَّتانِ طَروقتا الفحلِ فمازاد علےٰ ذلک من الابل ففے کلّ اربعینَ بنتُ لبون وفے کل خمسینَ حِقّۃٌ [عہ] وفی سائِمۃِ [چرندہ] الغنم اذا بلغت اربعینَ الےٰ عشرین ومائۃٍ شاۃٌ وفیما فوق ذلک الی مائتین شاتانِ وفیما فوق ذلک الےٰ ثلٰث مائۃ ثلٰث شیاہٍ فمازادَ علےٰ ذلک ففے کلّ مائۃٍ شاۃٌ ولا یُخرج فے الصدقۃِ تیسٌ ولاھرمۃٌ [کلاں سال] ولاذاتُ عَوارٍ [عیب] الا ماشاءَ المُصدّق ولایجمعُ بین مفترق ولایُفرّقُ بینَ مجتمعٍ خشیۃَ الصدقۃِ وماکانَ من الخلیطین فانّہما یتراجعانِ بینہما بالسویّۃ وفی الرِقَۃِ [سیم] اذا بلغت خمسُ اَواقٍ [یعنی دو صد درہم] رُبعُ العُشرِ الشافعی عن انس بن عیاض عن موسے بن عُقبۃ عن نافعٍ عن ابن عمر ہٰذا کتاب الصدقۃ وفی اربعٍ وعشرین من الابل مثلَ ماقال مالکٌ قلتُ قد شرحنا ہٰذا الکتابَ فی المُسوّیٰ شرح الموطا علے المذہبینِ مذہبِ ابی حنیفۃ و مذہبِ الشافعی آبو بکر عن الحسن کتب عمرُ الےٰ ابے موسےٰ

لگی ہو) کہ اس قابل ہو کہ نر اُس سے جفت ہو سکے۔ اور اس سے اوپر پچھتر تک ایک جَذَعہ ہے اور اس سے اوپر نوّے تک دو بنتِ لبون ہیں اور اس سے اوپر ایک سو بیس تک دو حِقّہ ہیں جو اس قابل ہوں کہ نر اُن سے جفت ہو سکے۔ اور جب اونٹ اس سے زیادہ ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنتِ لبون اور ہر پچاس میں ایک حِقّہ۔ اور جنگل [عہ] میں چرنے والی بکریوں میں جب وہ چالیس [ع] ہو جائیں ایک سو بیس تک ایک بکری ہے اور اس سے اوپر تین سو تک تین بکریاں اور جو اس سے زیادہ ہوں تو ہر سَو میں ایک بکری۔ اور صدقہ میں تیس نہ نکالا جاتے (یعنی وہ بکرا جو جفتی کے لئے ہو) اور نہ بوڑھی بکری اور نہ عیب دار بجز اس کے جو صدقہ دینے والا چاہے۔ اور جمع [عہ] نہ کیا جاتے جُدا جُدا کو اور جُدا جُدا نہ کیا جاتے مجتمع کو صدقہ کے اندیشہ سے۔ اور جو (ریوڑ) دو ساجھیوں کا ہو گا تو وہ دونوں آپس میں برابر برابر کا حساب کرلیں۔ اور چاندی میں جب پانچ اوقیے (یعنی دو سو درہم) تک پہنچ جاتے دسویں حصہ کا چوتھائی (یعنی چالیسواں حصہ) ہے۔ شافعیؒ انس بن عیاض سے وہ موسےٰ ابن عُقبہ سے وہ نافع سے وہ ابن عمرؓ سے یہ کتاب (مکتوب) صدقہ ہے اور اونٹوں میں سے چوبیس میں، حسب روایت امام مالکؒ۔ میں کہتا ہوں کہ ہم نے المسوّیٰ شرح موطا میں اس مکتوب کی شرح کر دی ہے مذہب ابوحنیفہؒ اور مذہب شافعیؒ دونوں کے اعتبار سے۔ آبو بکر حسنؒ سے، عمرؓ نے ابوموسیٰؓ کو لکھا۔

[عہ] گھر میں پلی ہوتی بکریوں پر جن کو مول لے کر چارہ کھلایا جاتا ہے زکوٰۃ نہیں ہے ۱۲ مترجم [عہ] اس میں صدقہ دینے والے مالک اور لینے والے دونوں کے حق میں نہی کا احتمال ہے۔ مالک کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس چالیس بکریاں ہیں اس نے زکوٰۃ کے خوف سے اُن کو جدا جدا کر دیا یا دوسرے شخص کے اسی قدر مال کے ساتھ اپنے مال کو مخلوط کر دیا تاکہ اس کے ذمہ آدھی بکری واجب ہو۔ اور لینے والے کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک سو بیس بکریاں ہیں۔ محصّل زکوٰۃ ان کو چالیس چالیس کے تین حصوں میں تقسیم کر دے تاکہ تین بکریاں واجب ہو جائیں۔ یا یہ صورت تھی کہ چالیس متفرق بکریاں دو آدمیوں کی تھیں وہ اُن کو جمع کرلے تاکہ نصاب کامل ہو جاتے ۱۲

فما زاد علی المائتین ففی کلّ اربعین درہمًا درہمٌ قلتُ معناہ عند ابی حنیفۃ لا یؤخذ فی اقلّ من الاربعین اذا زاد علی مائتین و عند الشافعی ہذا بیانُ الکسر ببیانِ مخرجہ

مالکٌ و الشافعی عن سفیان بن عبداللہ الثقفی ان عمر بن الخطاب بعثہ مصدّقًا فکان یعدّ علی الناس بالسخل فقالوا أتعدّ علینا بالسخل و لا تاخذ منہ شیئًا فلما قدم علی عمر بن الخطاب ذکر ذلک لہ فقال عمر نعم نعدّ علیہم بالسخلۃ یحملہا الراعی و لا ناخذہا و لا ناخذ الاکولۃ و لا الرُبّٰی و لا الماخض و لا فحل الغنم و ناخذ الجذعۃ و الثنیۃ و ذلک عدلٌ بین غذاء الغنم و خیارہ و السخلۃ الصغیرۃ حین تُنتج و الربّٰی التی قد وضعت فہی تربّی ولدہا و الماخض ہی الحامل و الاکولۃ ہی شاۃ اللحم التی تسمن لتؤکل ابوبکرۃ قال عمر اذا وقف الرجل علیکم غنمہ

تو جو کچھ دو سو (درہم) سے زیادہ ہو اُس میں ہر چالیس درہم پر ایک درہم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہ ہیں کہ جب دو سو درہم سے بڑھے تو چالیس سے کم میں نہ لیا جاتے اور شافعیؒ کے نزدیک بیانِ مخرج کے ساتھ یہ کسر کا بیان ہے۔

مالکؒ اور شافعیؒ سفیان بن عبداللہ ثقفی سے کہ ان کو عمرؓ بن الخطاب نے مصدِّق (وصول کنندہ صدقات) بنا کر بھیجا، تو وہ لوگوں کے پاس جو بکری کے بچے تھے ان کو (نصاب میں) شمار کرتے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ تم ہمارے بکری کے بچوں کو (نصاب میں) شمار تو کر لیتے ہو اور ان میں سے کچھ لیتے نہیں ہو۔ تو جب سفیان عمرؓ بن الخطاب کے پاس آتے تو اُن سے اس کا ذکر کیا تو عمرؓ نے کہا ہاں ہم ایسے بکری کے بچوں کو بھی شمار کرتے ہیں جن کو چرواہا اپنے اوپر اُٹھاتا ہے اور ہم اس کو نہیں لیتے اور اس کو بھی نہیں لیتے جو اکولہ ہوتی اور نہ رُبّٰی کو لیتے ہیں اور نہ ماخض کو لیتے ہیں اور نہ بکریوں کو گابھن کرنے والے نر کو لیتے ہیں (یہ کیا تھوڑی سی رعایت ہے؟) ہم جذعہ (یعنی چھ ماہ سے زیادہ کی بھیڑ) اور ثنیہ (یعنی ایک سال سے زیادہ کی بکری) کو لیتے ہیں اور یہ درمیانی درجہ ہے بکری کے چھوٹے بچوں اور اُن کے بہترین درجہ کی بکریوں کے مابین۔ سخلۃ چھوٹا سا بچہ جو حال میں پیدا ہوا ہو رُبّٰی جس نے بچے دیتے ہوں اور وہ اپنے بچوں کو پال رہی ہو ماخض جو گابھن ہو۔ اکولہ گوشت والی بکری جس کو کھانے کے لئے موٹا کیا گیا ہو

ابوبکرہ، عمرؓ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص تمہارے سامنے بکریاں

ع۵ غذاء جمع ہے غذی بر وزن غنی کی جس کے معنے ہیں بکری کا بچہ۔ لوگوں نے یہ شکایت کی تھی کہ نصاب زکوٰۃ میں جب کہ بکری کے چھوٹے سے بچہ کو بھی تم گنتی میں لے لیتے ہو تو بچوں کو زکوٰۃ میں لینا بھی چاہیئے۔ اس پر فرمایا کہ ہم بچہ کو شمار میں لیتے ہیں اور زکوٰۃ میں نہیں لیتے تو جو تمہارا بہترین مال یعنی عمدہ بکریاں ہوتی ہیں وہ بھی تو نہیں لیتے تو ہم نے زکوٰۃ میں اوسط درجہ کو اختیار کر لیا جو گھٹیا اور عمدہ کا درمیانی مرتبہ ہے۔ یہ بمقتضائے عدل کیا گیا ہے ۱۲

فَاَصْدَعُوْہَا صِدْعَیْنِ ثُمَّ اخْتَارُوْا مِنَ النِّصْفِ الْاٰخَرِ ابوبکر عن مجاہد عن عمر لیس فی الخضراوات زکوٰۃ الشافعی عن عمرو بن دینار انّ عمر بن الخطاب قال ابتغوا فی اموال الیتامٰی لا تستھلکھا الزکوٰۃ ابوبکر عن الزہری و مکحول عن عمر نحوًا من ذٰلک البیہقی سُئل عمر بن الخطاب أ علی المملوک زکوٰۃ؟ قال لا قیل علٰی من ہی فقال علٰی مالکہ الشافعی عن ابن شہاب ان ابابکر و عمر لم یکونا یاخذان الصدقۃ نَسِیئۃً ولکن یبعثان علیہا فی الجدب و الخصب والسمن و العجف لان اخذہا فی کل عام من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُنّۃ الشافعی رُوِی عن عمر انہ اخّر الصدقۃ عام الرّمادۃ ثم بعث مصدقًا فاخذ عقالین عقالین ولیس بالثابت الشافعی قد کانت النواضح علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائہ فلم اعلم احدًا روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ منہا صدقۃ ولا احدًا من خلفائہ ولا شک ان شاء اللہ ان کان یکون للرجل الخمس و اکثر مالک والشافعی عن سلیمان بن یسار ان اہل الشام قالوا لابی عبیدۃ بن الجراح خذ من خیلنا صدقۃ فابٰی

لے کر کھڑا ہو تو ان کو دو ٹکڑیوں میں کر دو نصف آخر میں سے تم زکوٰۃ کے لئے منتخب کر لو۔ ابوبکر از مجاہد از عمرؓ فرمایا کہ سبزیوں یعنی ترکاریوں، میووں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ شافعیؒ عمرو بن دینار سے، کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ یتامٰی کے اموال کو تجارت میں لگاتے رہو، ایسا نہ ہو کہ ان کو زکوٰۃ ختم کر دے۔ ابوبکر زہری و مکحول سے، عمرؓ سے حسب روایت مذکورہ۔ بیہقی عمرؓ ابن الخطاب سے پوچھا گیا کیا مملوک پر زکوٰۃ ہے؟ کہا کہ نہیں! کہا گیا کہ کس پر ہے؟ تو فرمایا کہ اُس کے مالک پر۔ شافعیؒ ابن شہاب سے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ صدقہ میں اُدھار قبول نہیں کیا کرتے تھے یہ دونوں حضرات (وصول صدقات کے لئے) بھیجا کرتے تھے قحط میں اور ارزانی میں اور فربہی کے زمانہ میں اور لاغری کے زمانہ میں کیونکہ اس کا وصول کرنا ہر سال میں سنّت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ شافعیؒ نے روایت کیا عمرؓ سے کہ انھوں نے (ایک قحط کے سال) عام الرمادہ میں صدقہ کو موخر کر دیا تھا پھر بھیجا صدقات لینے والوں کو اور (دو سال کی زکوٰۃ) دو دو مہار شتر وصول کی۔ اور یہ ثابت نہیں۔ شافعیؒ کہتے ہیں پانی لانے والے اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاءؓ کے عہد میں موجود تھے مگر میں نہیں جانتا کہ کسی نے یہ روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا آپؐ کے خلفاءؓ میں سے کسی نے اُن میں سے صدقہ وصول کیا ہو اور کوئی شک نہیں اگر اللہ چاہتا تو ایسا ہوتا۔ بیشک ایک (پانی ڈھونے والے) آدمی کے پاس پانچ اور اس سے زیادہ اونٹ ہوتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ سلیمان ابن یسار سے، کہ اہل شام نے ابو عبیدہؓ بن الجراح سے کہا کہ ہمارے گھوڑوں میں سے صدقہ لیجئے تو انھوں نے انکار کر دیا

ثم كتب الى عمر بن الخطاب فأبىٰ عمر
ثم كلموه ايضًا فكتب اليه عمر ان احبّوا
فخذها منهم وارددها عليهم وارزق رقيقهم
قال مالكؒ واردد ها عليهم بقول على
فقرائهم ابو بكر عن شبل عن عمر نحوا من
ذلك الشافعي عن السائب بن يزيد ان
عمر امر ان يؤخذ من الفرس شاتين
او عشرة او عشرين درهما ابو بكر ان عمر
كان يؤتى بصدقة الخيل قلت وجه
الجمع انهم بذلوا صدقة خيلهم ورقيقهم
طوعا من غير ان تكون واجبا عليهم
فقبل عمر ذلك كذلك جمع الشافعي
وغيره وقال الشافعي سمعت بعض من
لايقول بنصاب خمسة اوساق يقول
قد قام بالامر بعد النبي صلى الله عليه و
سلم ابو بكر و عمر و عثمان و عليؓ و اخذوا
الصدقات في البلدان اخذا عاما
زمانا طويلا فما روي عنهم انهم قالوا
ليس فيما دون خمسة اوسق صدقةٌ ما رواه
عن النبي صلى الله عليه وسلم الا ابو سعيد
الخدري ثم اجاب الشافعي بما حاصله
ان الحديث صحيح من رواية ابي سعيد
و جابر موجودٌ في كتاب عمرو

پھر ابو عبیدہ رضؓ نے عمر رضؓ بن الخطاب کو لکھا تو عمر رضؓ نے بھی انکار
کر دیا۔ پھر لوگوں نے اُن سے وہی گفت گو کی تو عمر رضؓ نے لکھا کہ
اگر یہ لوگ اس کی خواہش رکھتے ہیں تو اس کو ان لوگوں سے لے لو
اور اس کو ان پر لوٹا دو اور اُن کے لونڈی غلاموں کو دے دو
(کہ وہ اُن سے منتفع ہوں) مالکؒ کے قول کہ "اس کو ان پر
لوٹا دو" کا یہ مطلب ہے کہ اُن کے فقراء پر لوٹا دو۔ ابو بکر شبل سے
وہ عمر رضؓ سے ایسی ہی روایت کرتے ہیں۔ شافعیؒ سائب بن
یزید سے، کہ عمر رضؓ نے حکم دیا کہ گھوڑے سے (صدقہ میں) دو
بکریاں لے لیجائیں یا دس یا بیس درہم لے لئے جائیں۔ ابو بکر نے
کہا کہ عمر رضؓ کے پاس گھوڑوں کا صدقہ لایا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں
کہ جمع روایات کی یہ صورت ہے کہ انھوں نے اپنے گھوڑوں
اور لونڈی غلاموں کا صدقہ اپنی خوشی سے نکالا بغیر اس کے
کہ ان کے اوپر واجب ہو اور عمر رضؓ نے اس کو قبول کر لیا۔
اسی طرح جمع کیا شافعیؒ وغیرہ نے۔ اور کہا شافعیؒ نے کہ
میں نے بعض ایسے لوگوں سے جو پانچ اوساقؑ کے نصاب کے
قائل نہیں ہیں سنا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے خلیفہ ہوتے ابو بکر رضؓ اور عمر رضؓ اور عثمان رضؓ اور علی رضؓ اور انھوں
نے عام طور پر اور زمانۂ طویل تک شہروں میں صدقات وصول
کئے اور ان میں سے کسی سے یہ روایت نہیں کیا گیا کہ انھوں
نے یہ کہا ہو کہ پانچ وستق سے کم میں صدقہ نہیں ہے۔ اس کو
نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بجز ابو سعید خدری رضؓ کے کسی نے بھی
روایت نہ کیا۔ پھر شافعیؒ نے جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے
کہ حدیث صحیح ہے ابو سعید رضؓ اور جابر رضؓ کی روایت سے جو عمرو

؏ ایک وستق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے یعنی تین سو بیس رطل کا ملک حجاز میں۔ اور ملکِ عراق میں چار سو اسّی رطل کا ۱۲ مترجم

ابن حزم فوجب العمل بہ ولم یذکرہ عن
الائمۃ ان الحدیث ظہر فی زمانہم فتکلموا
فیہ قلت بل ذکر مالک سنۃ اہل
المدینۃ علی ما رُوینا عن ابی سعید
البیہقی عن مطر الانصاری ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یخرص
العرایا ولا ابوبکر ولا عمر قلت الاوجہ
عندی ان المراد بالعرایا ما دون خمسۃ
اوسق وسیأتیک من حدیث مالک والشافعی
فی البیوع ما یشہد لذلک الشافعی فی
القدیم عن بشیر بن یسار ان عمر بن
الخطاب کان یبعث ابا خیثمۃ خارصًا
یخرص النخل فیأمرہ اذا وجد القوم فی
حائطہم ان یدع لہم قدر ما یأکلون البیہقی
عن عثمان بن عطاء الخراسانی ان عمر بن
الخطاب قال فیہ العشر یعنی الزیتون اذا
بلغ خمسۃ اوسق من عصیرہ اخذ عشر
زیتہ البیہقی عن عمرو بن شعیب عن
ابیہ عن جدہ ان رجلاً جاء الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعشور نحل لہ
وسألہ ان یحمی وادیا یقال لہ سلبۃ
فحماہ لہ فلما ولی عمر کتب سفیان بن وہب
الی عمر بن الخطاب یسألہ عن ذلک
فکتب عمر ان ادّی الیک ما کان یؤدی

ابن حزم کی کتاب میں موجود ہے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے اور ائمہ
میں سے کسی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ یہ حدیث ان کے زمانہ میں
ظاہر ہوئی ہو پھر انھوں نے اس میں کلام کیا ہو۔ میں کہتا ہوں بلکہ
مالکؒ نے بربنار روایت ابو سعید اس کو اہلِ مدینہ کی سنت ذکر کیا
ہے۔ بیہقی مطر الانصاری سے، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم عرایا[ع۵] پر
کن (اندازہ) نہیں کرایا کرتے تھے اور نہ ابوبکرؓ اور نہ عمرؓ۔
میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ عرایا سے
مراد ہے وہ کہ جو پانچ وسق سے کم ہو۔ اور تمہارے سامنے مالکؒ
اور شافعیؒ کی حدیث عنقریب بیوع کے باب میں آئے گی جو
اس کی شہادت دیگی۔ شافعیؒ مسلک قدیم میں، بشیر بن یسار
سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب ابو خیثمہ کو اندازہ کرنے والا بناکر
بھیجا کرتے تھے جو کھجوروں کا اندازہ کرتے تھے اور ان کو یہ حکم
دیتے تھے کہ اگر وہ کچھ لوگوں کو ان کے باغ میں پائیں تو اتنی
مقدار چھوڑ دیں جو اُن کے کھانے کے لئے کافی ہو۔ بیہقی عثمان
ابن عطاء خراسانی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ اس میں
دسواں حصہ ہے یعنی زیتون میں جب اس کا شیرہ (یعنی تیل)
پانچ وسق تک پہنچ جاتے تو اس کے تیل کا دسواں حصہ لے
لیا جائے۔ بیہقی عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اُن کے
دادا سے کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
اپنے شہد کا عشر لایا اور آپ سے درخواست کی کہ اس وادی کو
جس کو سلبہ کہا جاتا تھا اس کے ٹھیکہ میں دیدیں تو آپؐ نے
اس کو ٹھیکہ میں دیدیا۔ پھر جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو سفیان بن
وہب نے عمرؓ بن خطاب کو خط لکھا جس میں اس کے بارے
میں دریافت کیا تو عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ اگر وہ تم کو شہد کا

ع۵ عرایا جمع ہے عریہ کی جسکے معنے اس درخت خرما کے ہیں جو عاریۃً کسی محتاج کو دیا جائے کہ وہ اس کا پھل اپنے اوپر صرف کرے ۱۲

الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من
عشور نحلہ فاحم لہ سلبۃ والا فانما
ہو ذباب غیث یاکلہ من شاء قلت
ذا مفسر لیس بعدہ اشتباہ فی العسل
الشافعی عن ابی عمرو بن حماس ان اباہ
قال مررت بعمر بن الخطاب وعلی عنقی
ادمۃ احملہا فقال عمر الا تؤدی
زکوتک یا حماس فقلت یا امیر المؤمنین
مالی غیر ہذا الذی علی ظہری واہبۃ فی
القرظ قال ذاک مال فضع فوضعتہا
بین یدیہ فحسبہا فوجدہا قد وجبت فیہا
الزکوۃ فاخذ منہا الزکوۃ مالک والشافعی
عن عائشۃ زوج النبی صلے اللہ علیہ
وسلم انہا قالت مر علی عمر بن
الخطاب بغنم من الصدقۃ فرأی
فیہا شاۃ حافلا ذات ضرع
عظیم فقال عمر بن الخطاب ماہذہ الشاۃ
فقالوا شاۃ من الصدقۃ فقال عمر
ما اعطی ہذہ اہلہا وہم طائعون لاتفتنوا
الناس لا تاخذوا حزرات المسلمین
نکبوا عن الطعام مالک عن زید بن
اسلم عن ابیہ قال سمعت عمر بن
الخطاب یقول حملت علی
فرس عتیق فی سبیل اللہ و
کان الرجل ہو الذی عندہ

دسواں حصہ ادا کرتا رہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
ادا کرتا رہا ہے تو سلبہ کو اس کے ٹھیکہ میں رہنے دو ورنہ
وہ بارش کی مکھیاں ہیں جو شخص ان میں سے کھانا چاہے کھائے.
میں کہتا ہوں کہ یہ تفسیر شدہ ہے اس کے بعد شہد میں کوئی اشتباہ
نہیں ہے. شافعیؒ ابی عمرو بن حماس سے. کہ ان کے باپ نے کہا کہ
میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس سے گزرا اور میری گردن پر چند
کھالیں تھیں جن کو میں اٹھائے ہوئے تھا. تو عمرؓ نے فرمایا
کہ اے حماس تو اپنی زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تو میں نے کہا کہ اے
امیر المؤمنینؓ! میرے پاس بجز اس کے جو میری پیٹھ پر ہے اور
ان چند کھالوں کے جو قرظ (پتوں) میں رکھی ہوتی ہیں اور
کچھ نہیں. فرمایا کہ یہ بھی مال ہے. نیچے رکھ. تو میں نے ان کو
آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے ان کو ٹٹولا اور اس قابل
پایا کہ ان میں زکوٰۃ واجب ہے تو ان میں سے زکوٰۃ وصول
کی. مالکؒ اور شافعیؒ نے عائشہؓ زوجۃ النبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے کہ انھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب کا صدقہ
کی بکریوں پر گزر ہوا ان میں انھوں نے ایک دودھیل بکری
دیکھی جس کے بڑے بڑے تھن تھے تو عمرؓ بن الخطاب نے
کہا کہ یہ بکری کیسی ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ صدقہ کی بکری ہے
تو عمرؓ نے کہا کہ جن لوگوں نے یہ بکری دی وہ خوشی سے
نہیں دی ہوگی. تم لوگوں کو تکلیف میں نہ ڈالنا اور
مسلمانوں کا بہترین مال نہ لے لینا. کھانے پینے کی چیزیں لینے
سے اعراض کرو. مالکؒ زید بن اسلمؒ سے وہ اپنے باپ سے،
کہا کہ میں نے سنا عمرؓ بن الخطاب سے کہ کہتے تھے کہ میں نے
(ایک شخص کو) فی سبیل اللہ ایک اعلیٰ نسل کا گھوڑا دیا اور
وہ شخص بھی ان کے پاس موجود تھا اور اس نے (اس گھوڑے

قد أضاعه فاردت أن أشتريه منه
وظننت انه بايعه برخص (ارزانی) قال
فسألت عن ذلک رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقال لا تشترہ و
إن أعطاکہ بدرھم واحد فان
العائد فی صدقتہ کالکلب یعود
فی قیئہ آبوبکر عن عبد الرحمن البیلمانی
قال ابو بکر الصدیق رض مما یوصی
بہ عمر من ادی الزکوٰۃ الی غیر
ولاتھا لم یقبل منہ صدقۃ ولو
تصدق بالدنیا جمیعًا آبو بکر عن محمد
یعنی ابن سیرین کانت الصدقۃ
تدفع الی النبی صلی اللہ علیہ و
سلم ومن أمر بہ والی أبی بکر و
من أمر بہ والی عمر ومن أمر بہ و
الی عثمان ومن أمر بہ فلما قتل عثمان
اختلفوا فمنھم من رأی أن
یدفعھا الیھم ومن رأی یقسمھا
ھو الحدیث آبوبکر عن عبد الملک بن
ابی بکر ان عمر قال أحسب دینک
و ما عندک فاجمع ذلک جمیعًا
ثم زکہ آبوبکر عن عمر فی
قولہ تعالی إنما الصدقات
للفقراء فقال ھم زمناء (برجا ماندگان)
أھل الکتاب

کی خدمت نہ کرکے) اُس کو خراب کر دیا تھا۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ
میں اُس سے اُس گھوڑے کو خرید لوں اور میں نے گمان کیا تھا کہ
وہ اُس کو سستا بیچنے والا ہے۔ عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کے
بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ تو آپؐ
نے فرمایا کہ اس کو نہ خریدنا اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم کو دینے لگے۔
کیونکہ اپنے صدقہ کو لوٹانے والا مثل اُس کتے کے ہے جو اپنی قے
کو چاٹنے لگتا ہے۔ آبو بکر عبدالرحمٰن بیلمانی سے، کہا کہ ابوبکر صدیقؓ
نے اُن وصیتوں میں سے جو عمرؓ کو کی تھیں یہ بھی فرمایا کہ
جو زکوٰۃ کو والیِ زکوٰۃ کو چھوڑ کر (جو منجانب خلیفہ مقرر ہوتا
ہے) دوسرے کو دے گا اُس کا کوئی صدقہ قبول (یعنی تسلیم)
نہ کیا جائے گا چاہے ساری دنیا صدقہ میں دیدے۔ آبو بکر محمد
یعنی ابن سیرین سے، صدقہ دیا جاتا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کو یا جس کو آپ نے اس پر مامور کیا اور ابو بکرؓ کو دیا جاتا تھا
اور جس کو انھوں نے اس پر مامور کیا اور عمرؓ کو اور جس کو
انھوں نے اس پر مامور کیا اور عثمانؓ کو اور جس کو انھوں نے
اس پر مامور کیا۔ پھر جب عثمانؓ قتل کر دیئے گئے تو لوگ
مختلف الرائے ہو گئے۔ بعض کی رائے یہ ہوئی کہ ان ہی کو (یعنی
خلفاءؓ اور ان کے مامورین ہی کو) دیا جائے۔ اور بعض کی
یہ رائے ہوئی کہ وہ خود اس کو تقسیم کر دے، الحدیث۔ آبو بکر
عبدالملک بن ابی بکر سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اپنے قرض کا حساب
کر اور جو تیرے پاس ہے ان سب کو جمع کر (یعنی ملحوظ کرلے کہ
تیرے پاس کیا بچے گا) پھر اس کی زکوٰۃ دے۔ آبو بکر عمرؓ سے
بابت ارشاد الٰہی إنما الصدقات للفقراء (یعنی صدقات
فقراء کے لئے ہیں الخ) آپ نے فرمایا وہ فقراء اہلِ کتاب میں
کے زمناء ہیں (یعنی وہ معذورین جن کے ہاتھ پاؤں مارے گئے)

ابو بکر عن عطاء ان عمر کان یاخذ العرض فی الصدقۃ من الورق وغیرہا زاد فی روایۃ ویعطیہا فی صنف واحد مما سمّی اللہ ابو بکر عن عبد الرحمٰن بن عبد القاری وکان علی بیت المال فی زمن عمر فکان اذا خرج العطاء جمع عمر اموال التجار فیحسب عاجلہا وآجلہا ثم یاخذ الزکوٰۃ من الشاہد والغائب ابو بکر عن طارق ان عمر بن الخطاب کان یعطیہم العطاء ولا یزکیہ قلت اما قولہ لا یزکیہ فمعناہ لا یاخذ من العطاء زکوٰتہ لانہ لم یحل علیہ الحول من حین قبضہ واما قولہ ثم یاخذ الزکوٰۃ فمعناہ یاخذ زکوٰۃ اموال التجارۃ التی حال علیہا الحول فی ایدیہم من مال العطاء قولہ فیحسب عاجلہا وآجلہا یعنی ماکان لہ دینا موجّلا او معجّلا علی احد او موجودا فی یدہ ابو بکر عن الحسن قال عمر اذا تحولت الصدقۃ الی غیر الذی تصدق علیہ فلا باس ان یشتریہا ابو بکر عن زیاد بن حدیر بعثنی عمر علی العشور وامرنی ان لا افتش احدا ابو بکر عن زیاد ابن حدیر بعثنی عمر علی السواد ونہانی ان اعشر

ابو بکر عطاء سے، کہ عمرؓ زکوٰۃ میں سامان اور پونجی ورق نقرہ وغیرہ لیتے تھے۔ اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے اور اس کو اُن ہی کو دیا کرتے تھے جو اس ایک صنف میں داخل ہیں جن کو اللہ نے متعین کر دیا ہے۔ ابو بکر عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے اور یہ عمرؓ کے زمانہ میں بیت المال پر متعین تھے۔ معمول یہ تھا کہ جب عطاء کا حساب ہوتا تو عمرؓ تجار کے اموال کو جمع کرتے پھر حساب کرتے اُن کے جلد حاصل ہونے والے (قرض) کا اور دیر میں حاصل ہونے والے کا، پھر زکوٰۃ لیتے حاضر اور غائب (مال) سے۔ ابو بکر طارق سے، کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں کو وظائف دیتے تھے اور اس سے زکوٰۃ نہیں لیتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ عطاء (یعنی وظیفہ) میں سے زکوٰۃ نہیں لیتے تھے کیونکہ اس پر سال نہیں گزرا ہوا ہوتا تھا جب سے وہ اُس پر قابض ہوتے۔ اور (پچھلی حدیث عبدالرحمٰن بن عبدالقاری میں) اس قول کا کہ ثم یاخذ الزکوٰۃ (یعنی پھر زکوٰۃ لیتے) یہ مطلب ہے کہ ان اموال تجارت کی زکوٰۃ لیتے جو مالِ عطاء میں سے ان کے قبضہ میں ہوتا اور اس پر سال گزر چکا ہوتا اور قول فیحسب عاجلہا و آجلہا کا یہ مطلب ہے کہ جو اُن کا قرض کسی پر ہوتا دیر میں وصول ہونے والا یا جلد وصول ہونے والا اس کا اور جو اُن کے قبضہ میں ہوتا ان سب کا حساب کرتے۔ ابو بکر حسن سے، عمرؓ نے فرمایا کہ جب صدقہ جس کو دیا گیا تھا اس سے نکل کر دوسرے شخص کی ملک میں چلا جاتے تو اُس کے خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابو بکر زیاد بن حُدَیر سے، مجھے لوگوں سے عشر کے وصول کرنے پر عمرؓ نے بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں کسی کی تلاشی نہ لوں۔ ابو بکر زیاد بن حُدَیر سے، مجھے عمرؓ نے سواد (عراق کے زرعی علاقہ) پر بھیجا اور مجھے اس سے منع کیا کہ میں کسی مسلمان سے

مُسلماً قلتُ العشور علی اہلِ الحرب و
نِصف العُشر علی اہلِ الذمّۃ و
رُبع العُشر زکوٰۃُ المسلمین آبوبکر عن
جماعۃٍ ان عمر بن الخطاب صالح
نصاریٰ بنی تغلب علی اَن یُضعّف
علیہم الزکوٰۃُ مرّتین آبوبکر عن الحسن
صاعُ عمر ثمانیۃُ ارطالٍ البیہقی
وغیرہ ان صاعَ النبی صلی اللّٰہ
علیہ و آلہٖ وسلّم و خلفآئہ خمسۃُ
ارطالٍ و ثُلث رطل قلتُ اہل
البلد اَعرف بصاعہم آبوبکر عن
الشعبی ان غلاماً من العرب وجد
ستُّوقۃً فیہا عشرۃُ آلافٍ
فاتی بہا عمر فاخذ منہا خُمسہا
الفین و اَعطاہ ثمانیۃَ الآفٍ

کتابُ الصّیام البیہقی عن ابن
ابی لیلیٰ کان الرجل اذا اَفطر
فنامَتْ امرأتہ لم یاتہا و اِذا
نامَ لَمْ یَطعَمْ لم یَطعَم الیٰ مثلہا
من القابلۃ حتی جآء عمر بن
الخطاب یُرید امرأتہ قالت
انّی قد نِمتُ قال انّما
تَعتلّین فوقع بہا و جآء
رجلٌ من الانصار فاراد ان یطعم فقالوا
حتی نُسخّن لک شیئاً فنام فنزلت اُحِلّ لکم

عشر وصول کروں۔ میں کہتا ہوں کہ عُشر ہوتے ہیں (یعنی دسواں
حصہ) اہلِ حرب پر اور نصف عُشر (بیسواں حصہ) اہلِ ذمّہ پر
اور رُبع العُشر (چالیسواں حصہ) مسلمانوں کی زکوٰۃ ہے۔ آبوبکر
ایک جماعت سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے نصاریٰ بنی تغلب سے
اس امر پر مصالحت کی کہ ان پر زکوٰۃ لگائی جاتے دو مرتبہ کی
تضعیف سے (یعنی زکوٰۃ کا دوگنا لگایا جاتے جو بیسواں حصہ
ہوگا) آبوبکر حسن سے، عمرؓ کا صاع آٹھ رطل کا تھا۔ بیہقی
وغیرہ کا قول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کے خلفاءؓ
کا صاع پانچ اور ایک تہائی رطل کا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اہلِ
شہر اپنے صاع کو سب سے زیادہ پہچانتے ہیں۔ آبوبکر شعبی سے
کہ عرب میں کے ایک غلام نے ایک تھیلا پایا جس میں دس ہزار
تھے وہ اس کو عمرؓ کے پاس لایا تو اس میں سے اُنھوں نے
اس کا پانچواں حصہ دو ہزار لئے اور آٹھ ہزار اُس کو دیدیئے۔

کتاب الصّیام بیہقی ابو لیلےٰ سے۔ (ابتدا میں معمول یہ تھا
کہ) جب کوئی شخص افطار کرلیتا پھر اس کی بیوی سوجاتی تو پھر
وہ اُس کے پاس نہیں جاتا تھا (یعنی جماع نہیں کرتا تھا۔)
اور جب کوئی سوگیا اور اس نے کھانا نہ کھایا تو وہ آئندہ رات
کے اسی کے مثل (یعنی سونے کے وقت) تک کھانا نہ کھاتے گا
یہاں تک کہ (یہ واقعہ پیش آیا کہ) عمرؓ بن الخطاب نے اپنی
بی بی کے پاس آنے کا ارادہ کیا اُس نے کہا کہ میں تو سوگئی تھی
تو عمرؓ نے کہا کہ تو محض بہانہ کر رہی ہے اور اس سے ہم بستر
ہوگئے۔ اور ایک شخص انصار میں کا آیا اور اس نے کھانے کا
ارادہ کیا۔ گھر والوں نے کہا کہ (ذرا ٹھہر جاؤ) ہم کچھ گرم
کردیں۔ وہ شخص سوگیا تو یہ آیت نازل ہوئی اُحِلّ لَکُمْ
لَیْلَۃَ الصِّیَامِ تا اِلَی الَّیْلِ (۲: ۱۸۷) تم لوگوں کے واسطے

لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ اِلٰى
قوله اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ (انجام ۱۲) قال
ابو بكر هشيم عن مجالد عن الشعبى
عن علىؓ انه كان يخطب اذا حضر
رمضانُ فيقول الا لا تقدموا الشهر
اذا رأيتم الهلال فصوموا واذا رأيتم
الهلال فافطروا فان اُغمى عليكم
فاتموا العدة قال ابو بكر هشيم
عن مجالد عن الشعبى عن مسروق
عن عمر مثل ذلك الا لا تقدموا
الشهر البيهقى روى مجالد عن
الشعبى ان عمر وعليًا كانا ينهيان
عن صوم الذى يشك فيه من
رمضان ابو بكر عن سويد بن غفلة
سمعتُ عمر يقول شهرٌ
ثلثون وشهرٌ تسع وعشرون
ابو بكر والبيهقى عن ابى وائل اتانا
كتابُ عمر ان الاهلة بعضها
اكبرُ من بعضٍ فاذا رأيتمُ
الهلالَ نهارًا فلا تفطروا
حتى يشهد رجلان مسلمانِ
انهما اَهلّاه امس ابو بكر عن
ابى ليلى ان عمر بن
الخطاب اجاز شهادة
رجلٍ

لعله ابن ابى ليلى - ذات علة ۱۲

روزے کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا کیونکہ
وہ تمہارے (بجائے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہیں اور تم ان کے
(بجائے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہو۔ خدا تعالیٰ کو اس کی خبر تھی
کہ تم خیانت (کر) کے گناہ میں اپنے کو بتلا کر رہے تھے (مگر) خیر
اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا سو
اب ان سے ملو ملاؤ اور جو (قانون اجازت) تمہارے لئے تجویز
کر دیا ہے (بلا تکلف) اُس کا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو (بھی)
اس وقت تک کہ تم کو سفید خط (کہ عبارت ہے نور سے) صبح
(صادق) کا متمیز ہو جاوے سیاہ خط سے۔ پھر (صبح صادق سے)
رات تک روزہ کو پورا کر لیا کرو۔ ابو بکر نے کہا ہشیم از مجالد از
شعبی از علیؓ کہ وہ خطبہ دیا کرتے تھے جب رمضان آتا تھا اور
فرماتے کہ خبردار مہینے کو مقدم نہ کرو جب تم ہلال کو دیکھو تو
روزہ رکھو اور جب تم ہلال کو دیکھو تو افطار کرو۔ پھر اگر چاند
تم سے چھپ جائے (گرد و غبار یا ابر کی وجہ سے نظر نہ آئے) تو
شمار پوری کرو۔ ابو بکر ہشیم از مجالد از شعبی از مسروق از عمرؓ
مثل حدیث مذکور یعنی خبردار مہینے کو مقدم نہ کرو۔ بیہقی، مجالد
نے روایت کیا شعبی سے کہ عمرؓ اور علیؓ دونوں منع کیا کرتے
تھے اُس دن کے روزے سے جس میں شک کیا جائے کہ یہ رمضان
کا ہے۔ ابو بکر سُوید بن غفلہ سے کہ میں نے عمرؓ سے سنا کہ کہتے تھے
کہ کوئی مہینہ تیس (دن) کا اور کوئی مہینہ اُنتیس دن کا ہوتا
ہے۔ ابو بکر اور بیہقی ابو وائل سے کہ ہمارے پاس عمرؓ کا مکتوب
آیا کہ بعض ہلال بعض سے بڑے ہوتے ہیں تو جب تم ہلال کو
دن میں دیکھ لو تو (رمضان کو ختم سمجھ کر) افطار نہ کرو جب
تک دو مسلمان مرد یہ شہادت نہ دیں کہ اُن دونوں نے کل شام
چاند دیکھا تھا۔ ابو بکر ابو لیلیٰ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جائز رکھا

في الهلال الشافعي عن عاصم بن عمر
عن عمر بن الخطاب قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذا أدبر النهار
واقبل الليل وغربت الشمس فقد
أفطر الصائم أبو بكر والبخاري ومسلم
نحواً من ذلك مالك والشافعي عن
زيد بن اسلم عن اخيه خالد بن اسلم
ان عمر بن الخطاب افطر من رمضان
في يوم ذي غيم ورأى ان قد أمسى
وغابت الشمس فجاءه رجل فقال
يا امير المؤمنين قد طلعت الشمس
فقال عمر بن الخطاب يسير وقد
اجتهدنا قال مالك والشافعي قضاء
يوم مكانه أبو بكر عن حنظلة شهدت عمر
ابن الخطاب في رمضان وقرب اليه
شراب فشرب بعض القوم وهم يرون
ان الشمس قد غربت ثم ارتقى المؤذن
فقال يا امير المؤمنين والله للشمس
طالعة لم تغرب فقال عمر منعنا الله من
شرك مرتين او ثلثا يا هؤلاء من كان افطر فليصم
يوماً مكان يوم ومن لم يكن افطر فليتم حتى
تغرب الشمس واخرج البيهقي ذلك من طرق
ثم قال من قال في هذا الحديث لا يقضى لا يصح قوله
لان العدد اولى بالحفظ من الواحد ابو بكر عن الحسن
قال عمر اذا شك الرجلان فليأكلا

ایک مرد کی شہادت کو ہلال کے بارے ہیں۔ شافعیؒ عاصم بن عمر
سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ جب دن جانے لگے اور رات آنے لگے اور آفتاب
غروب ہوجاتے تو روزے دار افطار کرے۔ ابوبکر اور بخاری اور
مسلم نے بھی ایسی ہی روایت کی۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید بن اسلم
سے وہ اپنے بھائی خالد بن اسلم سے کہ ایک ابر آلود دن میں
عمرؓ بن الخطاب نے روزہ افطار کیا اور سمجھے کہ شام ہوگئی اور سورج
غروب ہوگیا۔ پھر اُن کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا
کہ اے امیر المؤمنین سورج ظاہر ہوگیا ہے۔ تو عمرؓ بن الخطاب
نے کہا کہ (اس کا تدارک) آسان ہے اور ہم تو کوشش کر چکے
ہیں۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے کہا کہ (آسان کے معنے ہیں) اس
کے بجائے ایک دن کی قضاء۔ ابوبکر نے حنظلہ سے کہ میں عمرؓ
ابن الخطاب کے پاس موجود تھا رمضان میں اور ان کے پاس
پینے کے لئے پانی رکھدیا گیا تھا تو بعض لوگوں نے پی لیا اور
وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ پھر مؤذن اوپر
چڑھا اور اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ واللہ سورج تو
نکل رہا ہے غروب نہیں ہوا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اللہ نے دو
یا تین مرتبہ تو ہمیں تیرے شر سے بچایا ہے۔ اے لوگو جس نے
افطار کر لیا تھا اُس کو چاہیئے کہ اس دن کے بدلے میں ایک
دن کا روزہ رکھے اور جس نے نہیں افطار کیا تھا وہ پورا
کرے آفتاب کے غروب ہونے تک۔ اور بیہقی نے اس کو
چند طریقوں سے روایت کیا پھر کہا کہ جس نے اس حدیث میں
یہ کہا کہ قضا نہیں کیا جاتے گا اُس کا قول صحیح نہیں ہے کیونکہ
متعدد لوگوں کے حفظ کا زیادہ اعتبار ہے بہ نسبت ایک کے۔
ابوبکر حسنؒ سے کہ عمرؓ نے کہا کہ جب دو آدمی شک کریں تو کھالیں

حتى يتبينا قلت وذلك لقوله تعالى
حتى يتبين لكم الخيط الابيض من
الخيط الاسود من الفجر ابوبكر عن جابر
ابن عبد الله عن عمر بن الخطاب قال
هششت يوما الى المرأة فقبلتها وانا
صائم فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ارأيت لو تمضمضت بماء وانت
صائم قلت لا بأس قال ففيم الشافعي
عن جابر بن عبد الله نحوا من ذلك ابوبكر
عن سعيد بن المسيب ان عمر نهى عن
القبلة للصائم قلت فالاول يدل على
جواز الصوم مع القبلة والثاني على
الكراهية التنزيهية ابوبكر عن عطاء
قال عمر لا تزال هذه الامة بخير ما عجلوا
الفطر الشافعي عن حميد بن عبد الرحمن
ان عمر وعثمان كانا يصليان المغرب
حين ينظران الى الليل البهيم ثم يفطران
بعد الصلوٰة وذلك في رمضان
ابوبكر عن حميد نحوا من ذلك الا
انه قال ويفطران قبل ان يصليا
ابوبكر عن سعيد بن المسيب كان عمر
يكتب الى امرائه لا تكونوا من المسوفين
لفطركم ولا تنتظروا بصلوٰتكم

یہاں تک کہ دونوں کو یقین ہو جائے۔ میں کہتا ہوں اور یہ
متعلق ہے حق تعالیٰ کے اس ارشاد سے حتیٰ یتبین لکم
الخیط الابیض الخ۔ ابو بکر جابر بن عبد اللہ سے کہ عمرؓ بن
الخطاب سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں ایک دن بیوی
کی طرف سرخوشی کے ساتھ متوجہ ہوا اور اس کا بوسہ لے
لیا حالانکہ میں روزے سے تھا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے تشویش کا اظہار کیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ یہ تو بتاؤ کہ اگر تم نے پانی سے کلّی کی حالانکہ تم
روزہ دار ہو؟ میں نے کہا کہ کوئی اندیشہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر
اس بات میں تردّد کیوں ہے۔ شافعیؒ نے جابر بن عبد اللہؓ
سے ایسی ہی روایت کی ہے۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے کہ
عمرؓ نے روزہ دار کو بوسہ لینے سے روکا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ
پہلی روایت دلالت کرتی ہے اس پر کہ بوسہ کے باوجود روزہ
جائز ہوگا اور دوسری کراہت تنزیہی پر دلالت کرتی ہے۔
ابو بکر عطاء سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اس امت کے ساتھ خیر
ہمیشہ رہے گی جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ شافعیؒ
حُمَید بن عبد الرحمٰن سے عمرؓ اور عثمانؓ دونوں مغرب کی نماز
اس وقت پڑھا کرتے تھے جب دیکھ لیتے تھے تاریک رات کی
طرف۔ پھر افطار کیا کرتے تھے بعد نماز کے اور یہ رمضان
میں ہوتا تھا۔ ابو بکر حُمَید سے ایسی ہی روایت کرتے ہیں مگر اس
میں یہ کہا کہ دونوں افطار کرتے تھے نماز پڑھنے سے پہلے۔
ابو بکر سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ اپنے امراء کو لکھا کرتے تھے کہ
افطار میں تاخیر کرنے والے نہ بنو اور نہ اپنی نماز کے لئے ستاروں کی

ف۵ وجہ توفیق یہ ہے کہ غروب شمس ہوتے ہی پانی سے یا کھجور وغیرہ سے افطار کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے بعد فراغت کھانا کھاتے ۱۲ مترجم

اشتباکَ النجوم آبو بکر عن الشعبی قالَ عمر لیسَ الصیامُ[12 طہور] من الطعام والشراب وحدہ ولکن من الکذبِ والباطِلِ واللغوِ والحَلِفِ آبو بکر عن عبدالرحمٰن بن القاسم کانَ عمر لایصومہ یعنی یومَ عاشوراء آبو بکر عن ابی بکر بن عبدالرحمٰن انّ عمر ارسلَ الیٰ عبدالرحمٰن بن الحارِث لیلۃ عاشوراء اَن تسحّرَ و اَصبِح صائماً آبو بکر عن ابن عباس عن عمر لقد علمتم انّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ فی لیلۃِ القدر اُطلبوہا فی العَشرِ الاَواخر آبو بکر عن زِرٍّ کانَ عمر وحُذیفۃ و اُبیّ لایَشکّون فیہا لیلۃ سبعٍ وعشرین آبو بکر عن قیس عن ابیہ عن عمر لابأسَ بقضاءِ رمضانَ فی العشرِ یعنی عشر ذی الحجۃ آبو بکر عن ابی عمرو الشیبانی بلغ عمر اَنّ رجلاً یصوم الدَہر فعلاہُ بالدِّرّۃ آبو بکر عن ابن عمر ان عمر سَرَدَ الصومَ قبلَ موتہ بسَنتین آبو بکر عن نافع[12 تابع] قالَ عمر لو اَدرکنی النِّداء و انا بینَ رِجلیہا لصُمتُ او قالَ ما اَفطرتُ

جگمگاہٹ کا انتظار کرو۔ آبو بکر شعبی سے، عمر رضؓ نے فرمایا کہ روزہ تنہا کھانے پینے کا ہی نہیں ہوتا بلکہ جھوٹ ... اور بیکار باتوں اور یاوہ گوئی اور (بات بات پر) قسمیں کھانے کا بھی ہوتا ہے۔ آبو بکر عبدالرحمٰن بن القاسم سے کہ عمر رضؓ اس کا روزہ نہیں رکھتے تھے یعنی یوم عاشوراء کا۔ آبو بکر ابو بکر بن عبدالرحمٰن سے کہ عمر رضؓ نے عبدالرحمن بن الحارث کے پاس عاشوراء (یعنی دسں محرم) کی رات میں یہ پیغام بھیجا کہ سحری کھاؤ اور صبح کو روزہ رکھو۔ آبو بکر ابن عباس رضؓ سے وہ کہتے ہیں کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ اس کو آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔ آبو بکر زرؓ (بن حُبَیش) سے کہ عمر رضؓ اور حذیفہ رضؓ اور اُبیؓ رضؓ اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔ آبو بکر قیس سے وہ اپنے باپ سے وہ عمر رضؓ سے، کہ کوئی حرج نہیں عشر میں یعنی ذی الحجہؓ کے دس دنوں میں اگر قضاء رمضان کی جائے۔ آبو بکر ابو عمرو الشیبانی سے کہ عمر رضؓ کو یہ اطلاع پہنچی کہ ایک شخص ہمیشہ (مسلسل) روزے رکھتا ہے تو انھوں نے (مبلاکر) اُس کے دُرّہ[عـہ] مارا۔ آبو بکر ابن عمر رضؓ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی موت سے دو سال پہلے لگاتار روزے رکھے۔ آبو بکر نافع رحؒ سے کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ اگر نداء[عـہ] اپنے پاؤں چلتی ہوتی میرے پاس پہنچ جائے تو میں روزہ رکھ لوں گا یا یہ کہا کہ پھر میں کھانا نہ کھاؤں گا۔

عـہ دِرّہ مارنے کا ظاہر تو تنبیہ ہے ترکِ سُنّت پر اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے نفس میں صائم الدّہر ہونے کا عُجب موجود ہو جس کا آپ نے اس طرح علاج کیا ہو۔ اہلِ نظر ہی اس راز کو سمجھتے ہیں کہ یہ اس کے باطن پر ایک تصرّف تھا جس سے اس کو وہ فوائد پہنچے ہوں گے جو مدّۃ العمر کے روزوں سے نصیب نہیں ہو سکتے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

عـہ یعنے مؤذن کی آواز سُنتے ہی کھانا بند کر دیتا اور روزہ رکھ لیتا ہوں جب کوئی خبر براہ راست اعلان کرنیوالے کی آواز سُنکر معلوم ہو تو کہا جاتا ہے کہ خبر اپنے پاؤں چل کر ہم تک پہنچی۔ اگر دوسرے کے توسط سے پہنچی تو گویا وہ دوسرے کے پاؤں سے چلتی ہوتی آئی۔ وانا بین رجلیہا یعنی میں بلند آواز کی راہ میں ہوں جو مجھ سے گزرتی ہوتی آگے بڑھی ۱۲ مترجم

آبوبکر عن قطبة بن مالک ان عمر رأی قوماً اعتکفوا فی المسجد وقد ستروا فانکرہ و قال ماہذا قالوا انما نستر علی طعامنا قال فاستروا فاذا طعمتم فاکشفوہ (دور کنید پردہ را) آبوبکر عن زید بن وہب کتب الینا عمر ان المراۃ لا تصوم تطوعاً الا باذن زوجہا آبوبکر عن عوف بن مالک الاشجعی قال عمر صیام یوم من غیر رمضان واطعام مسکین یعدل صیام یوم من رمضان قلت ہذا فی الذی افطر رمضان بعذر و اخر قضاءہ بغیر عذر حتی مضی رمضان آخر وعلیہ الشافعی آبوبکر عن خرشۃ بن الحر رأیت عمر یضرب اکف الناس فی رجب حتی یضعوہا فی الجفان ویقول کلوا فانما ہو شہر کان یعظمہ اہل الجاہلیۃ آبوبکر عن ابی عبید مولی بن ازہر شہدت العید مع عمر بن الخطاب فبدأ بالصلوٰۃ قبل الخطبۃ وقال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن صوم ہذین الیومین اما یوم الفطر فیوم فطرکم من صیامکم و اما یوم الاضحی فکلوا فیہ من نسککم (قربانیہا) آبوبکر عن زیاد بن حدیر ما رأیت ادوم سواکاً ہو صائم

آبوبکر قطبہ بن مالک سے کہ عمرؓ نے چند لوگوں کو دیکھا جنھوں نے مسجد میں اعتکاف کیا اور پردہ ڈال رکھا تھا تو اُس کو بُرا سمجھا اور فرمایا کہ یہ کیا ہے ؟ اُنھوں نے کہا کہ ہم تو صرف اپنے کھانے پر پردہ ڈالتے ہیں۔ فرمایا تو پردہ ڈال لو اور جب کھا چکو تو اس کو ہٹا دو۔ آبوبکر زید بن وہب سے کہ ہم کو عمرؓ نے لکھ کر بھیجا کہ عورت روزۂ نفل نہ رکھے مگر اپنے شوہر کی اجازت سے۔ آبوبکر عوف بن مالک الاشجعی سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں روزہ رکھنا اور (اس کے ساتھ) مسکین کو کھانا کھلانا رمضان کے کسی دن کے روزے کے برابر ہو جاتے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اُس شخص کے حق میں ہے جس نے رمضان کا روزہ نہ رکھا کسی عذر کی وجہ سے اور اُس کی قضاء کو مؤخر کر دیا بغیر کسی عذر کے یہاں تک کہ دوسرا رمضان بھی گزر گیا۔ اور یہی مطلب امام شافعیؒ نے لیا۔ آبوبکر خرشہ بن الحر سے، کہا کہ میں نے عمرؓ کو رجب کے مہینہ میں لوگوں کے ہاتھوں پر (ہاتھ) مارتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ انھوں نے اپنے ہاتھوں کو (کھانے کے) کونڈوں میں رکھ دیا اور فرما رہے تھے کہ کھاؤ یہ وہی مہینہ ہے جس کی تعظیم زمانۂ جاہلیت والے کیا کرتے تھے۔ آبوبکر ابو عبید مولیٰ بن ازہر سے، کہا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ عید میں موجود تھا۔ اُنھوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو دنوں کے روزے سے منع کیا ہے۔ رہا یوم الفطر تو وہ تمھارا روزوں سے فارغ ہونے کے بعد کھانے کا دن ہے۔ رہا یوم الاضحیٰ تو اس دن میں اپنی قربانیوں میں سے کھاؤ۔ آبوبکر زیاد بن حدیر سے، میں نے روزہ دار ہونے کی حالت میں پیہم مسواک کرنے والا عمرؓ سے

من عمر بن الخطّاب **کتاب الحج** ابو بکر عن شیخ قال عمر بن الخطاب مَن حجّ ہذا البیتَ لایُریدُ غیرَہ خرج من ذنوبہ کیومِ ولدتہ اُمُّہ، ابو بکر عن مجاہد بینما عمر جالسٌ عند البیتِ اذ قدِمَ رجالٌ من العراق حُجّاجًا فطافوا بالبیتِ وسَعَوا بین الصفا والمروۃ فدعاہم عمر فقال اَنْہزَکُمُ الیہ غیرہ فقالوا لا فقالَ اَنْقبتُم قالوا نعم فقال اَدْبَرَتم قالوا نعم قالَ اِمَّا لَا فاستاْنِفُوا العملَ ابو بکر عن موسے بن سَعید قال عمر تَلَقَّوا الحُجّاجَ والعُمّارَ والغُزاۃَ فلیدعوا لکم قبلَ ان یتدنّسُوا بالذنوب ابو بکر عن مجاہد قال عمر یُغفر للحاجّ ولمن استغفر لہ الحاجُّ بقیۃَ ذی الحجّۃ والمحرّم وصَفَر وعشر من شہر ربیع الاوّل مالک عن سعید بن المُسیّب ان عمر ابن ابی سلمۃَ استاذن عمر بن الخطّاب ان یعتمرَ فی شوّالَ فاذِنَ لہٗ فاعتمرَ ثم قَفَلَ الیٰ اہلہ ولم یَحُجّ البیہقی ان عمر بن الخطّاب قال ان السبیلَ الزّادُ والراحِلۃُ ابو بکر عن نُفیۃ بنت المحرر سمعت عمر بن الخطّاب یقول اَحِجّوا ہٰذہ الذّریۃَ ولا تاکلوا ارزاقہا و

زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ **کتاب الحج** ابو بکر ایک شیخ سے، کہا عمرؓ بن الخطّاب نے کہ جس نے اس بیت کا حج کیا وہ اپنے گناہوں سے نکل کر ایسا ہو گیا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ ابو بکر مجاہد سے، اس دوران میں کہ عمرؓ بیت اللہ کے نزدیک بیٹھے ہوتے تھے کہ کچھ لوگ عراق سے حج کرنے کے لئے آپہنچے تو انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تو ان کو عمرؓ نے بلایا اور فرمایا کہ کیا تم کو حج کی طرف اس کے علاوہ اور کسی کام نے آمادہ کیا ہے انھوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ تمھارے اونٹوں کے پاؤں گھس گئے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں پھر کہا کہ ان کی پشت بھی ماؤف ہو گئی؟ انھوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ اگر (آنے کی) اور کوئی وجہ نہیں تو اب نئے سرے سے عمل شروع کرو[۵]۔ ابو بکر موسیٰ بن سعید سے، کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ تم حاجیوں، عمرہ کرنے والوں اور غازیوں سے ان کے گناہ میں ملوث ہونے سے پہلے جا ملو تاکہ وہ تمھارے لئے دعا کریں۔ ابو بکر مجاہد سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ حاجی کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کی بھی جس کے لئے حاجی نے دعاء مغفرت کی بقیہ ایام ذی الحجہ اور محرم اور صفر اور دس تاریخ ماہ ربیع الاوّل تک۔ مالک سعید بن المسیب سے کہ عمر ابن ابی سلمہ نے عمرؓ بن الخطّاب سے شوّال میں عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے ان کو اجازت دیدی تو انھوں نے عمرہ کیا۔ پھر اپنے اہل کے پاس واپس ہوتے اور حج نہیں کیا۔ بیہقی، کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ (آیۃ من استطاع الیہ سبیلا میں) سبیلاً سے مراد زاد اور راحلہ ہے۔ ابو بکر نُفیۃ بنت محرر سے کہ حضرت عمرؓ بن الخطّاب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس ذریۃ کو حج کراؤ اور ان کے اموال نہ کھا جاؤ اس حال میں

[۵] یعنے تمھارے پچھلے برے اعمال سب بخش دیئے گئے، اب نئے سرے سے عمل شروع کرو ۱۲

تدعوا ازرباتها فی اعناقها. قیل الذریۃ ههنا النساء ۔ البغوی روی ان عمر اذن ازواج النبی صلے اللہ علیہ و سلم فی آخر حجۃ حجها فبعث معهن عثمان بن عفان و عبدالرحمٰن قلت اختلفوا فی المرأۃ اتخرج من غیر محرم فاحتج الشافعی بهذا علی انه یجوز خروجها من غیر محرم اذا کان معها نسوۃ ثقات و للنفاۃ ان یقولوا فی الاثر انه جعل معهن عثمان و عبدالرحمٰن بمعنی محافظتهن وتوقیرهن و ان کان معهن محارمهن واللہ اعلم

البخاری عن ابن عمر لما فتح هذان المصران اتوا عمر فقالوا یا امیر المؤمنین ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حد لاهل نجد قرنا وهو جور عن طریقنا وانا ان اردنا قرنا شق علینا قال فانظروا حذوها من طریقکم فحد لهم ذات عرق ابوبکر عن الحسن ان عمران بن حصین احرم من البصرة فقدم علی عمر فاغلظ له فقال یتحدث الناس ان رجلا من اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم احرم من الامصار

(یس) ان کے اموال کی رسیاں ہی ان کی گردنوں میں ڈالنے کے لئے باقی چھوڑو۔ کہا گیا کہ یہاں ذریۃ سے مراد عورتیں ہیں۔

بغوی نے روایت کیا کہ عمرؓ نے ازواجِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس آخری حج میں جو اُنھوں نے کیا تھا حج کی اجازت دی اور اُن کے ساتھ عثمانؓ بن عفان اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو بھیجا۔ میں کہتا ہوں کہ عورت کے بارے میں اختلاف واقع ہوا کہ کیا وہ بغیر محرم کے سفر کرلے تو اس اثر سے امام شافعیؒ نے اس امر پر حجت پکڑی ہے کہ عورت کا سفر کرنا بغیر محرم کے جائز ہے جب کہ اس کے ہمراہ بہت سی ثقہ عورتیں ہوں۔ اور اس امر کی نفی کرنے والوں کے لئے اس اثر کے بارے میں یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ عمرؓ نے ازواجِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عثمانؓ اور عبدالرحمٰنؓ کو اُن کی حفاظت اور اُن کی توقیر کے لئے بھیجا تھا اگرچہ اُن کے ساتھ اُن کے محارم بھی موجود تھے، واللہ اعلم۔

بخاری ابن عمرؓ سے، جب یہ دونوں شہر[1] فتح کرلئے گئے تو لوگ عمرؓ کے پاس آئے اور اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل نجد کے لئے "قرن" کو حد قرار دیا ہے اور وہ ہمارے راستہ سے دور ہٹا ہوا ہے اور اگر ہم لوگ قرن پہنچنے کا ارادہ کریں (اپنے سیدھے راستہ کو چھوڑ کر) تو ہم پر مشقت آپڑتی ہے (کہ سفر طویل کرنا پڑے گا) فرمایا کہ اپنے راستہ میں قرن کا محاذی مقام دیکھ لو۔ تو آپ نے اُن کے لئے "ذاتِ عرق" کو حد قرار دیدیا۔ ابوبکر حسن سے کہ عمرانؓ بن حصین نے بصرہ سے احرام باندھا۔ جب عمرؓ سے ملے تو اُنھوں نے ان پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ لوگ باہم یہ گفتگو کریں گے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے شہروں سے احرام باندھا ہے (اور سمجھینگے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں بلکہ

[1] یعنی بصرہ اور کوفہ۔

ابو بکر عن مسلم بن سلمان انّ رجلاً
احرم من الکوفۃ فرآہ عمر سیّئ الہیئۃ
فاخذ بہ و جعل یدور بہ فی الحلق و
یقول انظروا الی ما صنع ہذا بنفسہ
و قد وسّع اللہ علیہ قلت معناہ
الکراہیۃ للمقتدی و لمن یخیف
علیہ ان یفوت حقوق الاحرام
ابو بکر عن زید بن اسلم عن ابیہ
انّ عمر وجد ریح طیب و
ہو بذی الحلیفۃ فقال ممّن ہذا
فقال معاویۃ منّی فقال
منک لعمری قال یا امیر
المؤمنین لا تعجل علیّ فانّ
امّ حبیبۃ طیّبتنی و اقسمت
علیّ قال و انا اقسم علیک
لترجعنّ الیہا و لتغسلنّہ
عنک کما طیّبتک قال فرجع
الیہا حتّی لحقہم ببعض الطریق
ابو بکر عن ابن عمر وجد عمر بن
الخطاب ریحًا عند الاحرام
فتوعّد صاحبہا فرجع معاویۃ
فالقی ملحفۃ کانت علیہ
یعنی مطیّبۃ

افضل ہے) ابو بکر مسلم بن سلمان سے کہ ایک شخص نے کوفہ سے
احرام باندھ لیا تھا۔ تو عمرؓ نے اس کو بری ہیئت میں دیکھ لیا
تو اُس کو پکڑا اور بہت سے حلقوں میں اس کو گھماتے پھرے
اور یہ کہتے جاتے تھے کہ دیکھو اس شخص نے اپنے نفس کے
ساتھ کیا سلوک کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر توسّع فرمایا
تھا (کہ میقات سے احرام باندھتا تو اس کی ایسی بری ہیئت نہ
بنتی)۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ مقتداء کے لئے
کراہیت ہے (اس وجہ سے عمرانؓ بن حصین کو تنبیہ کی) اور
ایسے شخص کے لئے (کراہیت ہے) جس سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ
احرام کے حقوق کو پورا نہ کرے گا۔ ابو بکر زید بن اسلم سے
وہ اپنے باپ اسلم سے کہ عمرؓ نے جب کہ وہ ذو الحلیفہ میں تھے
عطر کی خوشبو محسوس کی تو فرمایا کہ کس شخص سے یہ خوشبو
آرہی ہے؟ تو معاویہؓ نے کہا کہ مجھ سے۔ تو آپ نے فرمایا کہ
ہاں واللہ تجھ سے؟ تو معاویہؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ
مجھ پر رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ
امّ حبیبہؓ نے (جو ازواج مطہراتؓ میں سے تھیں اور معاویہؓ
کی بہن تھیں) میرے عطر مل دیا اور مجھے قسم دی (کہ ملواؤں
تو میں مجبور ہو گیا) تو آپ نے فرمایا کہ اب میں تجھے قسم
دیدیتا ہوں کہ اب تو امّ حبیبہؓ کے پاس واپس جا تاکہ وہی
خود اس عطر کو تجھ پر سے دھوتے جس طرح اُس نے تجھ پر
ملا تھا۔ (اسلمؓ نے) کہا کہ پھر معاویہؓ امّ حبیبہؓ کے پاس واپس ہوئے
پھر لوگوں سے راستہ کے ایک حصّہ پر آکر ملے۔ ابو بکر ابن عمرؓ
سے، عمرؓ بن الخطاب نے احرام کے وقت خوشبو محسوس کی
تو خوشبو والے کو دھمکایا۔ تو معاویہؓ واپس ہوئے اور جس
کپڑے میں وہ لپٹے ہوتے تھے اُس کو اتار ڈالا یعنی وہ خوشبو لگا ہوا تھا

قلتُ لم یأخذ بہذا اہل الفقہ لِمَا صحّ
عندہم من حدیث عائشۃ کأنی
انظر الیٰ وبیص الطیب فی مفرقِ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعدَ
ثلٰث من احرامہ اخرجہ الشیخان قلتُ
والاوجہ ان یقال استدامۃُ الطیب
علی البدن یجوزُ لانّ الدرن یکدّرہٗ
وعلی الثوب لایجوزُ لانّ الطیبَ یبقٰی
فی الثوب کما کان اوّلَ حالہٖ۔ ابوبکر
عن المسور بن مخرمۃ کانت تلبیۃُ عمر
لبّیکَ اللّٰہمّ لبیک لاشریک لکَ
لبیک انّ الحمدَ والنعمۃَ لکَ و
الملکَ لاشریکَ لکَ لبّیکَ مرغوبًا و
مرہوبًا الیکَ لبیکَ ذا الغمار (الکرم الواسع ۱۲) والفضل
الحسن۔ ابوبکر عن القاسم قالَ عمر یا
اہلَ مکّۃ مالِیَ اراکم مدہّنین والحاجّ
شُعثًا غُبرًا (بالنکرہ مو غبار آلود ہو) اذا رأیتم ہلالَ ذی
الحجۃ فأہلّوا (احرام بندھو ۱۲)۔ ابوبکر عن عطاءٍ قدم
عُمر بمکّۃ فطافَ سبعًا ثم سعٰی
ثم حلَّ فمکث اربعًا او خمسًا ثمّ
اہلَّ بالحجّ فی العشر ثمّ
جاءَ مرّۃً اُخریٰ فاقامَ
حلالًا حتّٰی اذا کانَ یوم
الترویۃ اہلَّ بالحجّ حین
انبعثَ بہٖ بعیرُہٗ

میں کہتا ہوں کہ اس کو اہلِ فقہ نے نہیں لیا۔ کیونکہ عائشہؓ کی
یہ حدیث ان کے نزدیک زیادہ صحیح ہے کہ "گویا میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں آپؐ کے احرام سے تین دن
گزرنے کے بعد خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں"۔ اس کو شیخینؒ
نے روایت کیا۔ میں کہتا ہوں کہ مناسب توجیہ یہ ہے کہ یوں کہا جائے
کہ بدن پر خوشبو کا لگا ہوا چھوڑ دینا جائز ہے کیونکہ میل
کچیل اس کو خراب کر دیتا ہے اور کپڑے پر جائز نہیں کیونکہ
خوشبو کپڑے پر اپنی حالتِ اوّل پر جیسی ہوتی ہے باقی رہتی
ہے۔ ابوبکر مسور بن مخرمہ سے، کہ عمرؓ کا تلبیہ یہ تھا لبیک
اللّٰہمّ لبیک الخ (ترجمہ) میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں یا
اللہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک
نہیں میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، بیشک تمام نعمتیں
آپ کے پاس ہیں اور مالکِ حقیقی آپ ہی ہیں۔ کوئی آپ کا
شریک نہیں، میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، آپ کی
(رحمت کی) طرف مرغوب اور (آپ کے غضب سے) خوفزدہ
ہو کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اے وسیع کرم اور عمدہ فضل
والے۔ ابوبکر قاسم سے، عمرؓ نے فرمایا کہ اے اہلِ مکہ کیا بات
ہے کہ میں تم کو چکنے چپڑے دیکھتا ہوں حالانکہ حاجیوں کو بکھرے
بال غبار آلود ہونا چاہیے۔ جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو
تو تمہیں احرام باندھ لینا چاہیے۔ ابوبکر عطاء سے، عمرؓ مکہ
میں آئے تو انہوں نے سات مرتبہ طواف کیا پھر سعی کی پھر حلال
ہو گئے۔ پھر ٹھہرے چار یا پانچ دن۔ پھر دسویں کو حج کا
احرام باندھا۔ پھر ایک اور دفعہ مکہ میں آئے تو حلال رہ کر مقیم
رہے یہاں تک کہ جب یوم الترویۃ آگیا (یعنی آٹھویں ذی الحجہ)
تو حج کا احرام باندھا جب کہ ان کا اونٹ ان کو لے کر اٹھ رہا

منطلقًا الی مِنٰی قلتُ وجہ الجمع ان الاوّل استحبابٌ لحاضری مکّۃَ خاصۃً ابو بکر عن محمد بن سیرین اَفْرد اصحابُ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم الحج بعدہ و ہُم کانُوا للسنّۃ اشدّ اتباعًا ابو بکر و عمر و عثمان ابو بکر عن الاسود انّ ابابکر و عمرؓ جرّدا ابو بکر عن ابی وائل خرجنا حجّاجًا و معنا الصبی بن معبد فاحرم للحج [والعمرۃ] فقدمنا الی عمر فذکر ذلک لہ فقالَ ہُدیتَ لسُنّۃ نبیّکَ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم ابو بکر عن طاؤس عن ابن عبّاسٍ تمتّع رسولُ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم وابو بکر و عُمر و عثمانَ و اوّلُ مَن نہیٰ عنہا معاویۃُ ابو بکر عن ابن عباس سمعتُ عمر یقولُ لواعتمرتَ ثم اعتمرتَ ثم اعتمرتَ ثمّ حججتَ لتمتّعتَ ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن عمر بن الخطاب انّہ انّما نہیٰ عن الافراد فامّا القِرانُ فلاَ قال محمد یَعْنِی بقولہ نہیٰ عن الافرادِ اِفراد العمرۃ احمد بن حنبل عن ابی سعید خطبَ عمرُ النّاسَ فقالَ ان اللّٰہ عزّ و جلّ رخّص لنبیّہ ماشآءَ و ان نبیّ اللّٰہ قد مضٰی لسبیلہ فاَتمّوا الحجّ و العُمرۃَ للّٰہ کما اَمَرکُم اللّٰہ عزّ و جلّ

اور منٰی کی طرف چل رہا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ جمع کی صورت یہ ہے کہ پہلا حکم (کہ جب ذی الحجّہ کا چاند دیکھ لو تو احرام باندھ لو) استحباب ہے جو حاضرینِ مکّہ کے ساتھ خاص ہے۔ ابو بکر ابن سیرین سے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے اصحاب ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ نے حج کا اِفراد کیا ہے اور یہ سب سُنّت کا سختی کے ساتھ اتباع کرنے والے تھے۔ ابو بکر اسود سے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ نے حج کو عمرے سے الگ ادا کیا۔ ابو بکر ابی وائل سے، ہم حج کرنے کے لئے نکلے اور صبی بن معبد ہمارے ساتھ تھے تو انھوں نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا پھر ہم عمرؓ کی طرف آئے تو اُن سے اس کا ذکر کیا گیا تو اُنھوں نے (ابن معبد سے) کہا کہ تم کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی طرف ہدایت کی گئی ہے۔ ابو بکر طاؤس سے وہ ابنِ عباسؓ سے کہ تمتّع[عـہ] کیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ابو بکرؓ نے اور عمرؓ اور عثمانؓ نے اور سب سے پہلے جس شخص نے اُس سے روکا وہ معاویہؓ ہیں۔ ابو بکر ابنِ عباسؓ سے، میں نے عمرؓ سے سُنا کہ یہ فرمارہے تھے کہ اگر تو نے عمرہ کیا، پھر عمرہ کیا، پھر عمرہ کیا، پھر حج کیا تو تو نے یقینًا تمتّع کیا۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے، عمر بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے اِفراد سے روکا ہے۔ رہا قران تو اس سے منع نہیں کیا۔ محمدؒ نے کہا کہ عمرؓ کے اِفراد سے منع کرنے کے یہ معنے ہیں کہ اِفرادِ عُمرہ سے منع کیا۔ احمد بن حنبلؒ ابو سعیدؓ سے کہ عمرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں کہا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے نبیؐ کو جس امر کی اُس نے چاہا رخصت دی اور اللہ تعالےٰ کے نبیؐ اپنی راہ سے گزر گئے۔ اب تم حج اور عُمرہ کو اللہ کے لئے اسی طرح پورا کرو جس طرح اللہ عزّ وجلّ نے تم کو حکم دیا ہے۔

عـہ اس روایت میں تمتّع سے یہ مراد ہے کہ اوّل آپ نے حج مفرد کا احرام باندھا۔ پھر عُمرے کو بھی اُس میں شامل کر لیا ۱۲ مترجم

احمد بن حنبلؒ عن جابر بن عبد اللہ تمتعنا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مع
ابی بکر فلما ولی عمر بن الخطاب خطب
الناس فقال ان القرآن ھو القرآن و
ان رسول اللہ ھو الرسول کانتا متعتان علی
عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احدھما
متعۃ الحج و الاخری متعۃ النساء
معناہ لیستا بعدہ مالک و ابو بکر عن ابن
عمر قال عمر افصلوا بین حجکم و عمرتکم
فان ذلک اتم لحج احدکم واتم لعمرتہ
ان یعتمر فی غیر اشھر الحج قلت و
ھذا اشد المواضع التی اختلف فیہا علی
عمر و الاوجہ عندی ان کل کلام لہ
محمل و کان عمر یختار الافراد و یرخص
فی التمتع و القران اما قول ابن عباس
تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و ابو بکر و عمر فمعناہ تقدیم طواف القدوم
قبل طواف الافاضۃ و جعل
السعی عقیب طواف القدوم و اما
قولہ رخص لنبیہ ما شاء فہو فسخ
الحج بالعمرۃ فذلک خاص بزمان
النبوۃ اراد بذلک النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ھدم مذھب الجاھلیۃ
من قولھم العمرۃ فی اشھر الحج

احمد بن حنبلؒ جابر بن عبد اللہؓ سے کہا کہ ہم نے تمتع کیا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکرؓ کے ساتھ پھر
جب خلیفہ ہوئے عمرؓ بن الخطاب تو انھوں نے لوگوں کو
خطبہ دیا اور فرمایا کہ بیشک قرآن (ہمیشہ کے لئے) وہی قرآن
ہے اور اللہ کے رسولؐ وہی رسول ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں دو متعے تھے ایک متعۂ حج اور دوسرا
عورتوں سے متعہ کرنا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ دونوں آپ کے
بعد باقی نہیں رہے۔ مالکؒ اور ابو بکر ابن عمرؓ سے، کہا عمرؓ نے
کہ فصل کرو اپنے حج اور عمرے کے درمیان کیونکہ یہ بات (یعنی
فصل کرنا) تم میں کے ہر شخص کے حج کو پورا کرنے والی ہے اور
اس کے عمرے کو پورا کرنے والی یہ بات ہے کہ حج کے مہینوں کے
علاوہ دوسرے مہینوں میں عمرہ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اُن
سخت موقعوں میں سے ہے جن میں عمر رضی اللہ عنہ سے اختلاف
کیا گیا ہے اور بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ ہر کلام کا
ایک محمل ہوتا ہے اور (اس کلام کا محمل یہ ہے کہ) عمرؓ افراد
(صرف حج کرنا) کو پسند کرتے تھے اور تمتع اور قران میں
رخصت دیتے تھے۔ رہا قول ابن عباسؓ کا کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ نے تمتع کیا ہے تو اس کے
معنے ہیں طوافِ افاضہؑ سے پہلے طوافِ قدوم کرنا اور طوافِ
قدوم کے بعد سعی کرنا۔ رہا اُن کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ
کو جس امر کی چاہا رخصت دی تو اس سے مراد ہے عُمرہ سے
حج کو فسخ کر دینا، تو یہ خاص ہے زمانۂ نبوّت سے۔ ایسا کرنے
سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مذہبِ جاہلیت کی بیخ کنی کا
ارادہ فرمایا تھا یعنی اُن کے اس قول کا کہ حج کے مہینوں میں

عہ طوافِ افاضہ وہ طواف ہے جو منیٰ سے آکر کیا جاتا ہے اور بعد طواف پھر منے کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ طوافِ قدوم وہ طواف ہے جو حاضری بیت اللہ کے متصل کیا جاتا ہے ۱۲ مترجم۔

من أفجر الفجور و اما الإفراد الذي نهيٰ
عنه فهو ترك طواف القدوم. ابو بكر
عن ابراهيم امر عمر بن الخطاب صبيّ بن
معبد حيث قرن أن يذبح كبشاً۔ ابو بكر عن
ابن عمر قال عمر اذا اعتمر في اشهر الحج
ثم اقام فهو متمتع فان رجع فليس بمتمتع
ابو بكر عن يحيى بن الجزار سئل عمر عن
العمرة وهو بمكة من اي موضع اعتمر فقال
ايت عليّ بن ابي طالب فسئله فقال
عليٌّ حيث ابدأت يعني من ميقات ارضه
قال فاتى عمر فاخبره فقال ما اجد
لك الا ما قال عليٌّ بن ابي طالب
ابو بكر سئل عمر عن العمرة بعد
الحج فقال هي خير من لاشيء
قلتُ معناه ان العمرة من
الميقات افضل بكثير من العمرة من
التنعيم ونحوه والعمرة في غير اشهر الحج
افضل بكثير من العمرة في اشهر الحج
ابو بكر عن وهب بن الاجدع سمع
عمر يقول اذا قدم الرجل حاجًا فليطف
بالبيت سبعاً ثم يصلي عند المقام ركعتين
الشافعي عن حنظلة بن طاوس سمعت
عمر يقول اقلّوا الكلام في
الطواف فانما انتم في صلوٰة الشافعي
عن عبد الله ابي يزيد

عمرہ کرنا سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور رہا وہ افراد جس سے
منع کیا ہے تو وہ طواف قدوم کا چھوڑنا ہے۔ آبو بکر ابراہیم سے،
عمرؓ بن الخطاب نے صبی بن معبد کو جب انھوں نے قران کیا
تو یہ حکم دیا کہ وہ مینڈھا ذبح کریں۔ آبو بکر ابن عمرؓ سے، عمرؓ نے
کہا کہ جب کوئی حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے مقیم رہا تو وہ متمتع
ہے اور اگر لوٹ گیا تو وہ متمتع نہیں۔ آبو بکر یحییٰ بن الجزار
سے، کہ عمرؓ سے جب کہ وہ مکہ میں تھے عمرے کے بارے میں
سوال کیا گیا کہ کس موقع سے عمرہ کروں؟ تو انھوں نے کہا
کہ علیؓ بن ابی طالب کے پاس جا کر ان سے پوچھو تو علیؓ نے
کہا کہ جہاں سے تو نے اس کو شروع کیا ہے۔ آپ یہ مراد لے
رہے تھے کہ اپنی سرزمین کے میقات سے۔ کہا کہ پھر وہ شخص عمرؓ
کے پاس آیا اور آپ کو اس جواب کی خبر دی تو انھوں نے کہا کہ
بجز اس جواب کے جو علی بن ابی طالبؓ نے دیا میرے نزدیک
بھی اور کوئی جواب نہیں ہے۔ آبو بکر، عمرؓ سے اس عمرے کے
بارے میں پوچھا گیا جو بعد حج کے کیا جاتے تو انھوں نے کہا کہ
نہ کرنے سے بہتر ہے۔ ... میں کہتا ہوں کہ اس کے
معنے یہ ہیں کہ عمرہ کرنا میقات سے ان بہت سے عمروں سے افضل
ہے جو تنعیم وغیرہ سے کئے جائیں اور عمرہ حج کے مہینوں کے سوا
دیگر ایام میں ان بہت سے عمروں سے افضل ہے جو ایام حج میں
کئے جائیں۔ آبو بکر وہب بن الاجدع سے کہ انھوں نے عمرؓ
سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی حج کے ارادہ سے آتے تو
اس کو چاہئے کہ بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کرے پھر مقام
(ابراہیم) کے قریب دو رکعت نماز پڑھے۔ شافعیؒ حنظلہ بن
طاؤس سے، میں نے عمرؓ سے سنا کہ فرما رہے تھے کہ طواف میں
کلام کم کرو کہ درحقیقت تم نماز میں ہو۔ شافعیؒ عبداللہ ابی یزید سے

عن أبيه سال عمر شيخاً من بني زهرة فقال أخبرني عن بناء البيت فقال ان قريشاً كانت تقول بناء البيت فعجزوا فتركوا بعضها في الحجر فقال له عمر صدق. أبو بكر عن عبد الله بن عامر بن ربيعة ان عمر بن الخطاب رَمَلَ ما بين الحجر الى الحجر. احمد بن حنبل عن زيد بن اسلم عن أبيه قال قال عمر فيما الرملان والكشف عن المناكب و قد أطأ الله الاسلام و نفى الكفر و اهله و مع ذلك لا ندع شيئاً كنا نفعل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم. أبو بكر عن سويد بن غفلة ان عمر التزم الحجر و قبله. أبو بكر عن عابس بن ربيعة استلم عمر الحجر وقبله وقال لولا اني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم قبلك ما قبلتك. أبو بكر عن يعلى بن أمية قال لي عمر أما رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يستلم منها الا الحجر قلت بلى قال فما لك به أسوة حسنة قلت بلى. أبو بكر عن وهب بن الاجدع انه سمع عمر يقول

ان کے باپ سے کہ عمرؓ نے بنی زہرہ کے ایک بوڑھے سے سوال کیا اُس سے کہا کہ مجھے بیت اللہ کی (موجودہ) عمارت کا حال بتاؤ تو اُس نے کہا کہ قریش بیت کی تعمیر کر رہے تھے۔ پھر عاجز ہو گئے اور اس کے ایک حصہ کو جو حجر (یعنی حطیم) میں ہے چھوڑ دیا تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ سچ کہا۔ ابو بکر عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے رمل کیا حجر سے حجر تک (یعنی صفا اور مروہ کے درمیان)۔ احمد بن حنبلؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ دونوں رمل اور مونڈھوں کا کھولنا کس لئے ہے جب کہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کو مستحکم کر دیا اور کفر اور اہل کفر کو دھکیل دیا (تو اب سینہ تان کر قوت کا مظاہرہ کرنے کا موقع باقی نہیں رہا) اس کے باوجود ہم کسی ایسی چیز کو نہیں چھوڑتے جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کیا کرتے تھے۔ ابو بکر سوید بن غفلہ سے کہ عمرؓ حجر کو لپٹے اور اس کو بوسہ دیا۔ ابو بکر عابس بن ربیعہ سے کہ عمرؓ نے استلام حجر کیا اور اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگر میں رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ ابو بکر یعلے بن اُمیہ سے عمرؓ نے کہا کہ کیا تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپؐ نے بجز حجر کے اس میں سے کسی کا استلام نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ بیشک! کہا کہ کیا پھر تیرے لئے یہ اچھی پیروی کرنے کے قابل بات نہیں؟ میں نے کہا کہ بیشک۔ ابو بکر وہب بن الاجدع سے کہ انھوں نے سُنا عمرؓ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ

ع۹ یعنی اس کو سلام کیا چوم کر یا ہاتھ لگا کر۔ یمن والے حجر کو مُحَیَّا کہا کرتے کیونکہ لوگ اس کو تحیۃ یعنی سلام کرتے بعضوں نے استلام کو کہا کہ وہ سِلام بکسر سین سے نکلا ہے جو جمع ہے سَلِمَۃ کی یعنی پتھر۔ عرب کہتے ہیں استلم الحجر پتھر کو چھوا اور اس کو ہاتھ لگایا کان ابن الزبیر یستلم کلھن عبد اللہ بن زبیرؓ کعبے کے چاروں کونوں کو ہاتھ لگاتے (چومتے) کیونکہ انھوں نے کعبہ کو گرا کر حضرت ابراہیمؑ کے پایوں پر اُٹھا دیا تھا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا تھا ۱۲ لغات الحدیث

يبدأ بالصفا ويستقبل البيت ثم يكبر سبع تكبيرات بين كل تكبيرتين حمد الله وصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم ومسئلة لنفسه وعلى المروة مثل ذٰلك۔ ابوبكر عن بكر سعيت مع عمر في بطن المسيل۔ ابوبكر عن ابن سابط ان عمر كان يجعل الذي كانه مبرك البعير (اے الموضع ۱۲) على فخذه الايمن يعني في المروة۔ ابوبكر عن هشام بن عروة عن ابيه ان عمر كان يلبي على الصفا والمروة يشتد صوته ويعرف صوته بالليل ولا يرى وجهه۔ ابوبكر عن عروة ان ابابكر وعمر كانا يقدمان وهما مهلان بالحج فلا يحل منهما حرام الى يوم النحر۔ ابوبكر عن علقمة والاسود عن عمر انه جمع بين الظهر والعصر بعرفات ثم وقف (صلاتها فی آخر)۔ ابوبكر عن الاسود عن عمر انه صلاهما بجمع (مزدلفہ ۱۲)۔ ابوبكر عن ابي عثمان النهدي انه صلى مع عمر المغرب دون جمع (مع العشاء)۔ قلت فالاول (بالجمع ۱۲) هو الافضل المختار والثاني بيان ان لو ترك رجل (يوم الجمعہ ۱۲) الجمع وصلى كل صلوٰة في وقتها المعهود جاز۔ ابوبكر عن ابن ابي نجيح عن ابيه سئل ابن عمر عن صوم يوم عرفة فقال حججت مع

شروع کی جاتے (سعی) صفا سے اور بیت اللہ کی طرف منہ کیا جاتے پھر سات مرتبہ تکبیرات کہی جاتیں۔ ہر دو تکبیر کے درمیان اللہ کی حمد اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جاتے اور اپنی ذات کے لئے دُعا کی جاتے اور مروہ پر بھی ایسا ہی کیا جاتے۔ ابوبکر بکر سے، مَیں نے عمرؓ کے ساتھ بطنِ مسیل میں سعی کی۔ ابوبکر ابنِ سابط سے کہ عمرؓ اس جگہ کو جو اُونٹ کے سینہ کی مانند ہے اپنی داتیں ران پر رکھتے تھے یعنی مروہ میں۔ ابوبکر ہشام ابن عروہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ تلبیہ کیا کرتے (یعنی لبّیک کہا کرتے) تھے صفا اور مروہ پر اور اُن کی آواز سخت ہوتی تھی اور رات میں اُن کی آواز پہچانی جاتی تھی اور صورت نظر نہیں آتی تھی۔ ابوبکر عروہ سے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں قدوم کیا کرتے اس حال میں کہ حج کا احرام باندھے ہوتے تھے۔ تو ان دونوں سے کوئی حرام (یعنی وہ کام جو مُحرم کے لئے ممنوع ہے) حلال نہیں ہوتا تھا یوم نحر تک۔ ابوبکر علقمہ اور اسود سے، کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ظہر و عصر کو جمع کیا عرفات میں پھر وقوف کیا (یعنی ٹھہرے)۔ ابوبکر اسود سے کہ عمرؓ نے دونوں نمازوں کو مُزدلفہ میں پڑھا جمع کے ساتھ۔ ابوبکر عثمان نہدی سے کہ اُنھوں نے عمرؓ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی بغیر جمع کے (یعنی عشاء کے ساتھ جمع نہیں کیا) مَیں کہتا ہوں کہ پہلی صورت (یعنی جمع) وہ افضل اور پسندیدہ ہے اور دوسری (یعنی جمع نہ کرنا) اس بات کا بیان ہے کہ اگر کسی شخص نے جمع کو ترک کر دیا اور ہر نماز کو اپنے وقتِ معہود میں پڑھ لیا تو جائز ہے۔ ابوبکر ابنِ ابی نجیح سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ ابنِ عمرؓ سے سوال کیا گیا یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

النبی صلے اللہ علیہ وسلم فلم یصمہ وحججت
مع ابی بکر فلم یصمہ وحججت مع عمر فلم
یصمہ وحججت مع عثمان فلم یصمہ و
انا لا اصومہ ولا آمر بہ ولا انہی عنہ
احمد بن حنبل عن عمرو بن میمون صلے
بنا عمر بن الخطاب بجمع الصبح ثم
وقف وقال ان المشرکین کانوا لا
یفیضون حتے تطلع الشمس و ان
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خالفہم
ثم افاض قبل ان تطلع الشمس
مالک عن عبداللہ بن دینار عن ابن
عمر ان عمر خطب الناس بعرفۃ و
علمہم امر الحج فقال لہم فیما قال اذا
جئتم منًے فمن رمی الجمرۃ فقد حل
لہ ما حرم علے الحاج الا النساء و
الطیب لا یمس احد نساء ولا طیبا حتے
یطوف بالبیت مالک فی روایۃ اخرٰے
مثلہ الا انہ قال من رمے
الجمرۃ و حلق او قصر و نحر ہدیا
ان کان معہ فقد حل الحدیث
قلت ترک الفقہاء قولہ والطیب
لما صح عندہم من حدیث عائشۃ
وغیرہا ان النبی صلے اللہ علیہ
وسلم تطیب قبل طواف الافاضۃ
ابوبکر عن ابن اسحٰق سئل عکرمۃ

حج کیا تو آپ نے یہ روزہ نہیں رکھا اور میں نے ابوبکرؓ کے ساتھ
حج کیا تو اُنھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں نے عمرؓ
کے ساتھ حج کیا تو اُنھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں
نے عثمانؓ کے ساتھ حج کیا اُنھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا
اور میں خود روزہ نہیں رکھتا اور نہ اُس کا حکم دیتا ہوں اور
نہ اُس سے منع کرتا ہوں۔ احمد بن حنبلؒ عمرو بن میمون سے کہ
عمرؓ بن الخطاب نے ہم کو جماعت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھائی
پھر وقفہ کیا اور فرمایا کہ مشرکین نہیں روانہ ہوا کرتے تھے جب
تک آفتاب طلوع نہ ہو جاتے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے ان کے خلاف کیا ہے۔ پھر (عمرؓ) آفتاب کے طلوع ہونے
سے پہلے ہی روانہ ہو گئے۔ مالکؒ عبداللہ بن دینار سے وہ ابن عمرؓ
سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عرفہ میں لوگوں کو خطبہ دیا اور
ان کو حج کے امور کی تعلیم دی تو منجملہ اور ارشادات کے اُنھوں
نے یہ بھی کہا کہ جب تم منٰی میں آجاؤ تو جس نے رمی جمرہ کر لی تو
اُس کے لئے وہ کام حلال ہو گئے جو حُجاج پر حرام ہوتے ہیں بجز
عورتوں کے اور خوشبو کے۔ کوئی شخص نہ عورتوں کو چھوتے
اور نہ خوشبو کو یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کر لے۔ مالکؒ
ایک دوسری روایت میں اسی کے مثل روایت کرتے ہیں بجز اس
کے کہ اُنھوں نے کہا کہ جو رمی جمرہ کر لے اور حلق یا قصر کر لے (یعنی
سر مُنڈ والے یا بال کٹوا لے) اور ہدی کی قربانی کر لے اگر اس
کے ساتھ ہو تو وہ حلال ہو گیا، آخر حدیث تک۔ میں کہتا ہوں
کہ فقہاء نے قول والطیب (یعنی خوشبو کو نہ چھوتے) پر عمل
ترک کر دیا کیونکہ اُن کے نزدیک حدیث عائشہؓ وغیرہا سے یہ بات
صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف
افاضہ سے پہلے خوشبو لگائی ہے۔ ابو بکر ابن اسحٰق سے کہ عکرمہ سے

عن الاهلال[التلبية] متى ينقطع فقال اهلّ رسول
الله صلى الله عليه وسلم حتى رمى الجمرة
وابوبكر وعمر آبوبكر عن ابراهيم كان عمر
يحج فلا يذبح شيئًا حتى يرجع آبوبكر عن
عمرو بن ميمون حججت مع عمر سنتين احدهما
في السنة التي اُصيب[زخم رسیدہ بود] فيها كل ذلك
يرمي جمرة العقبة من بطن الوادي
آبوبكر عن الاسود رأيت عمر بن الخطاب
يرمي جمرة العقبة من فوقها قيل
معناه يرمي اعلى شيئ فيها. والاوجه
عندي ان الاول للاستحباب والثاني
للجواز. مالك عن نافع عن ابن عمر ان
عمر قال من ضفر فليحلق ولا تشبهوا
بالتلبيد مالك عن سعيد بن المسيب
قال عمر من عقص[تاب زدہ بود] رأسه او ضفر او لبّد
فقد وجب عليه الحلاق مالك عن نافع
عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قال لا يبيتنّ
احدٌ من الحاج ليالي من وراء العقبة مالك
عن نافع زعموا ان عمر بن الخطاب كان
يبعث رجالا يدخلون الناس من وراء العقبة
آبوبكر عن جعفر عن ابيه ان النبي صلى الله
عليه وسلم وابابكر وعمر كانوا يمشون[پیادہ می رفتند] الى الجمار
آبوبكر عن السائب رأيت

سوال کیا گیا اہلال (یعنی تلبیہ) کے بارے میں کہ کب منقطع کیا
جاتے۔ تو اُنھوں نے کہا کہ تلبیہ کہتے رہے ہیں رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم رمی جمرہ تک اور ابوبکرؓ و عمرؓ۔ آبوبکر ابراہیم
سے کہ عمرؓ حج کیا کرتے تھے اور واپس آنے تک کچھ ذبح نہیں
کیا کرتے تھے۔ آبوبکر عمرو بن میمون سے کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ
دو سال حج کیا ان میں سے ایک سال وہ تھا جس میں اُن پر زخم
لگایا گیا تھا۔ ہر سال میں اُنھوں نے جمرۂ عقبہ کی رمی کی بطنِ وادی
سے۔ آبوبکر اسود سے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو جمرۂ عقبہ
کی رمی کرتے ہوتے دیکھا اُس کے اُوپر سے۔ کہا گیا کہ اس کے
معنے یہ ہیں کہ وہ رمی کر رہے تھے اُسکی بلند جگہ پر (سے)۔
اور میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ پہلا عمل استحباب
کے لئے ہے اور دوسرا جواز کے لئے۔ مالکؒ نافع سے وہ ابن عمرؓ
سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص بالوں کو گوندھے ہوتے ہو اس
کو چاہیئے کہ منڈ والے اور تم اہلِ[عہ] تلبید کی مشابہت نہ کرو۔
مالکؒ سعید بن المسیب سے، عمرؓ نے فرمایا کہ جس نے سر کا جوڑا
باندھا یا گوندھا یا گوند سے بالوں کو جمایا ہو تو اُس کو منڈوانا
واجب ہے۔ مالکؒ نافعؒ سے وہ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے
فرمایا کہ حاجیوں میں سے کوئی شخص منیٰ کی راتوں میں سے
رات نہ گزارے عقبہ سے پرے۔ مالکؒ نافع سے کہ اُنھوں نے
گمان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب کچھ مردوں کو بھیجا کرتے تھے جو
لوگوں کو عقبہ کے پیچھے داخل کیا کرتے تھے۔ آبوبکر جعفر سے وہ
اپنے باپ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ جمار
کی طرف پیدل جایا کرتے تھے۔ آبوبکر سائب سے، میں نے دیکھا

عہ ضفر کے معنے ہیں بالوں کو گوندھنا اور ان کو لپیٹ کر جوڑا بنانا یعنی جو شخص بال گوندھے ہوتے ہو اس کو چاہیئے کہ منڈوانے کے وقت منڈوا دے اور قصر نہ کرے اور
ولا تشبهوا بالتلبيد کا مطلب یہ ہے کہ مشابہت نہ کرو بالوں کے باقی رکھنے میں اہلِ تلبید کی اور تلبید یہ ہے کہ اپنے سر پر گوند وغیرہ کوئی شئی مل لیجائے تاکہ بال مجتمع ہو جائیں بکھرے[۲]

۲ بکھرے نہ رہیں ۱۲

عمر بن الخطاب رأى رجلاً يقود بامرأته على
بعير فی الجمرۃ فعلاہا بالدرۃ انکاراً لرکوبہا
مالک انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب کان
یقف عند الجمرتین وقوفاً طویلاً حتی یمل
القائم ابوبکر عن سلیمان بن ربیعۃ نظرنا عمر
فاتی الجمرۃ الثالثۃ فرماہا ولم یقف
عندہا مالک عن یحیی بن سعید بلغہ ان عمر
ابن الخطاب خرج الغد من یوم النحر حین ارتفع
النہار شیئاً فکبر فکبر الناس بتکبیرہ ثم خرج
الثانیۃ من یومہ ذلک حین ارتفع النہار
فکبر فکبر الناس بتکبیرہ ثم خرج حین زالت
الشمس فکبر فکبر الناس بتکبیرہ حتی یتصل
التکبیر ویبلغ البیت فیعرف الناس ان قد
یرمی ابوبکر عن عطاء ان عمر رخص للرعاء
ان یبیتوا اعلی منی ابوبکر عن عبد اللہ
ابن مسعود صلیت مع النبی صلی
اللہ علیہ وسلم رکعتین یعنی بمنی
و مع ابی بکر و مع عمر رکعتین ابوبکر
عن عمران بن حصین وعن ابن عمر وعن
انس نحواً من ذلک ابوبکر عن عمرو بن
شعیب ان عمر جمع بمنی ابوبکر عن الزہری
ان عمر صلی بالحصبۃ للجمعۃ ولم یجمع یعنی
صلاہا ظہراً ابوبکر عن عمرو بن
دینار ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم و ابابکر و عمر کانوا

عمرؓ بن الخطاب کو کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنی بیوی
کو اونٹ پر جمرہ کی طرف لئے جارہا تھا تو اس عورت کو دُرّہ سے مارا
کیونکہ آپ نے اس عورت کے سوار ہونے کو ناپسند کیا۔ مالکؒ ان کو یہ بات پہنچی کہ
عمرؓ بن الخطاب جمرتین کے نزدیک اتنا طویل وقوف کرتے تھے
کہ ایک کھڑا ہونے والا تھک جاتا تھا۔ ابوبکر سلیمان بن ربیعہ سے
کہ ہم نے دیکھا عمرؓ کو وہ جمرہ ثالثہ کے پاس آئے اور اس پر
رمی کی اور اس کے پاس نہیں ٹھہرے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے
ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب یوم نحر سے اگلے دن (رمی
کے لئے) نکلے جب سورج کچھ اونچا ہوگیا تھا تو آپ نے
تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی پھر دوسری
مرتبہ اسی دن نکلے جب سورج بلند ہوگیا تھا پھر انھوں نے
تکبیر کہی اور سب لوگوں نے ان کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی۔ پھر
نکلے جب سورج ڈھل گیا تو تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کی
تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی یہاں تک کہ تکبیر کا سلسلہ متصل ہوکر
بیت اللہ تک پہنچ جاتا پھر لوگ پہچان لیتے کہ عمرؓ رمی کے
لئے نکلے ہیں۔ ابوبکر عطاء سے کہ عمرؓ نے رخصت دی چرواہوں
کو کہ وہ رات گزاریں منیٰ کے بالائی حصہ میں۔ ابوبکر عبد اللہ
ابن مسعودؓ سے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
دو رکعت نماز پڑھی یعنی منیٰ میں اور ابوبکرؓ کے ساتھ اور عمرؓ
کے ساتھ دو رکعتیں۔ ابوبکر عمران بن حصین سے اور ابن عمرؓ سے
اور انسؓ سے اسی روایت کے مطابق۔ ابوبکر عمرو بن شعیب سے
کہ عمرؓ نے نماز جمعہ پڑھی منیٰ میں۔ ابوبکر زہری سے کہ عمرؓ نے
حصبہ میں جمعہ کے لئے نماز پڑھی اور جمعہ نہیں پڑھا یعنی
اس کے بجائے ظہر کی نماز پڑھی۔ ابوبکر عمرو بن دینار سے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ محصب میں ایک

يحصبون مالك عن ابن عمر ان عمر بن
الخطاب قال لا يصدرن (اى لا يرجع الى اهله) احد من
الحاج حتى يطوف بالبيت فان آخر
النسك الطواف بالبيت مالك عن
يحيى بن سعيد ان عمر بن الخطاب
ردّ رجلاً من مرّ الظهران لم يكن ودّع
البيت حتى ودّع ابوبكر عن عطاء
طاف عمر بن الخطاب بعد الفجر ثم
ركب حتى اذا اتى ذات طوى نزل
فلما طلعت الشمس وارتفعت صلى
ركعتين ثم قال ركعتان مكان ركعتين
ابوبكر و ابوداود عن الحارث بن عبدالله
ابن اوس الثقفى سألت عمر بن الخطاب
عن المرأة تطوف بالبيت ثم تحيض فقال
ليكن آخر عهدها بالبيت فقال الحارث
كذلك افتانى رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال عمر اربت (اى شك كردى) بديك سألتنى
عن شيء سألت عنه رسول الله صلى الله
عليه وسلم كيما اخالفه ابوبكر عن القاسم بن
محمد فى امرأة زارت البيت يوم النحر ثم حاضت
قبل النفر (اى رجع) قال يرحم الله عمر كان اصحاب
محمد صلى الله عليه وسلم يقولون
قد فرغت الا عمر فانه كان
يقول يكون آخر عهدها بالبيت
قلت ترك اهل العلم قول عمر ههنا

ساعت آنکھ لگا یا کرتے تھے۔ مالکؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب
نے فرمایا کہ کوئی شخص حاجیوں میں سے اپنے اہل کی طرف نہ لوٹے
یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ کیونکہ آخر نسک بیت اللہ
کا طواف ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے
ایک شخص کو لوٹایا مرّ الظہران سے جس نے بیت کو وداع نہ کیا
تھا (یعنی طواف وداع نہ کیا تھا) یہاں تک کہ اس نے
طواف وداع کیا۔ ابوبکر عطاء سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے بعد نماز
فجر کے طواف کیا پھر سوار ہوگئے۔ جب ذات طویٰ پر آئے
تو اُترے۔ جب آفتاب طلوع ہوا اور اونچا ہوا تو دو رکعتیں
پڑھیں پھر فرمایا کہ یہ دو رکعتیں دو رکعتوں کی جگہ ہیں (جو
طواف کے بعد نہیں پڑھی تھیں)۔ ابوبکر اور ابوداود حارث
ابن عبداللہ بن اوس ثقفی سے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے
سوال کیا ایسی عورت کے بارے میں جو بیت اللہ کا طواف کرتی
ہے پھر حائضہ ہوگئی تو فرمایا کہ اس کا آخری کام طواف بیت
ہی ہونا چاہیئے تو حارث نے کہا کہ اسی طرح مجھے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فتوٰی دیا تھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تو
نے اپنے دین میں شک کیا کہ تو نے مجھ سے وہ بات پوچھی جو
تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ چکا تھا کہ دیکھے کہ
میں کیا اس کے خلاف کہتا ہوں۔ ابوبکر قاسم بن محمد سے، ایسی
عورت کے بارے میں جس نے بیت کی زیارت کی یوم النحر میں
پھر کوچ کرنے سے پہلے حائضہ ہوگئی۔ انہوں نے کہا کہ رحم
کرے اللہ تعالےٰ عمرؓ پر اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہتے
تھے کہ وہ (رج سے) فارغ ہوگئی سوائے عمرؓ کے کہ وہ یہ
کہتے تھے کہ اس کا آخری کام بیت کا طواف ہونا چاہیئے۔
میں کہتا ہوں کہ اہل علم نے یہاں عمرؓ کے قول کو ترک کر دیا

لما ثبت عندہم من قصۃ صفیۃ وغیرہا
والاوجہ عندی انہا تسن لہا ان تقیم
بمکۃ حتی تودع البیت الا عند حاجۃ
لا تجد منہا بدا ابوبکر عن ابن عمران
عمر نہی ان یحرم المحرم فی الثوب
المصبوغ بالورس والزعفران مالک
عن ابی الغطفان المری ان اباہ
طریقا تزوج امرأۃ وہو محرم فرد
عمر نکاحہ ابوبکر عن ابن عمر کنا نکون
بالخلیج من البحر بالجحفۃ فنتغامس فیہ (غوطہ لگاتے)
وعمر ینظر الینا فما یعیب ذلک علینا
ونحن محرمون مالک عن عطاء
ابن ابی رباح ان عمر بن الخطاب
قال لیعلی بن امیۃ وہو
یصب علی عمر بن الخطاب ماء
وہو یغتسل اصبب (بریز) علی راسی
اصبب فلن یزیدہ الماء الا شعثا
ابوبکر عن الحسن ان عمر بن الخطاب
کان لا یری باسا بلحم الطیر
اذا صیدہ لغیرہ یعنی فی
الاحرام ابوحنیفۃ عن ابی
سلمۃ عن رجل عن ابی ہریرۃ
مررت فی البحرین فسألونی
عن لحم الصید یصیدہ الحلال
ہل یصلح للمحرم ان یاکلہ

اس بنا پر جو اُن کو صفیہؓ وغیرہا کے قصہ سے ثابت ہوا۔
اور میرے نزدیک زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ اس کے لئے
مسنون یہ ہے کہ وہ مکہ میں قیام کرے تا آنکہ طواف وداع
کرے۔ مگر ایسی حاجت کے وقت کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو
(رخصت ہے)۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے منع کیا اس سے
کہ احرام باندھنے والا ایسے کپڑے کا احرام باندھے جو ورس
اور زعفران سے رنگا ہوا ہو (ورس ایک گھاس ہے جس کے
پانی سے کپڑے رنگتے تھے)۔ مالکؒ ابو غطفان مُرّی سے کہ ان
کے باپ نے راہ چلتے ہوتے جب کہ وہ محرم تھے ایک عورت
سے نکاح کر لیا تو عمرؓ نے اُن کے نکاح کو رد کر دیا۔ ابوبکر ابن
عمرؓ سے کہ ہم دریا کی خلیج میں ہوتے تھے جحفہ میں اور
ہم اس میں غوطے لگاتے تھے اور عمرؓ ہماری طرف دیکھتے
رہتے تھے اور اس کو ہمارے لئے معیوب نہیں قرار دیتے تھے
حالانکہ ہم محرم ہوتے تھے۔ مالکؒ عطاء بن ابی رباح سے کہ
عمرؓ بن الخطاب نے یعلی بن اُمیہ سے فرمایا جب کہ وہ عمرؓ
ابن الخطاب پر پانی ڈال رہے تھے اور وہ غسل کر رہے تھے
کہ میرے سر پر (پانی) ڈال، گرا، پانی ڈالنے سے تو بال
زیادہ پراگندہ ہوتے ہیں (یعنی احرام میں نہانا کوئی زینت
نہیں کہ منع ہو)۔ ابوبکر حسنؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب ایسے
پرندے کے گوشت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جس کو
کسی دوسرے (غیر محرم) کیلئے شکار کیا گیا ہو یعنی حالتِ احرام میں (محرم
کھا سکتا ہے)۔ ابوحنیفہؒ ابوسلمہ سے وہ ایک شخص سے وہ
ابوہریرہؓ سے کہ میرا گزر بحرین میں ہوا۔ وہاں کے لوگوں
نے مجھ سے سوال کیا اس شکار کے گوشت کے بارے میں جس کو
غیر محرم شکار کرے کیا وہ محرم کے لئے جائز ہے کہ اس کو کھائے

فَافتیتہم باکلہ و فی نفسی منہ شئی
ثم قدمتُ علیٰ عمر بن الخطاب فذکرتُ
لہٗ ما قلتُ لہم فقالَ لو قلتَ غیر
ذٰلک لم تقل بینَ اثنینِ ما بقیتَ
مالک عن ربیعۃ بن عبداللہ بن
الہدیر انہ رأی عمر بن الخطاب
یقرّد بعیراً لہ فی الطین بالسقیاء
و ہو محرم مالک عن ابی الزبیر
المکی عن جابر بن عبد اللہ ان
عمر بن الخطاب قضیٰ فی الضبع
بکبش و فی الغزال بعنز و فی
الارنب بعناق و فی الیربوع
بجفرۃ مالک عن عبدالملک بن قریر
عن محمد بن سیرین ان رجلاً جاء الیٰ
عمر بن الخطاب فقالَ انی اجریتُ
انا وصاحبٌ لی فرسین نستبق الیٰ ثغرۃ
ثنیۃ فاصبنا ظبیاً نحن محرمان
فماذا ترٰی فقالَ عمر لرجل الیٰ
جنبہ تعالَ حتیٰ احکم انا وانت
قال فحکما علیہ بعنزٍ فولّی
الرجلُ و ہو یقول ہٰذا امیرُ
المؤمنین لم یستطع ان یحکم فی
ظبی حتیٰ دعا رجلاً یحکم معہ فسمعَ
عمر قولَ الرجل

تو میں نے اُن کو فتوےٰ اُس کے کھا لینے کا دیا اور میرے دل
میں اس سے کچھ خدشہ تھا پھر میں عمرؓ کے پاس پہنچا تو اُن سے
اس کا ذکر کیا۔ تو کہا کہ اگر تو اس کے خلاف جواب دیتا تو اپنی
مدتِ حیات تک دو آدمیوں کے مابین بھی کچھ نہ بول سکتا
(یعنی میں فتوےٰ دینے سے روک دیتا)۔ مالک ربیعہ بن عبداللہ
ابن الہدیر سے کہ اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ
اپنے اونٹ کی چیچڑیاں توڑ کر مٹی میں ڈال رہے تھے سقیا
میں جب کہ وہ محرم تھے۔ مالک ابوزبیر مکّی سے وہ جابر بن عبداللہ
سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فیصلہ کیا بجّو (کفتار) کے مارنے
کے بارے میں مینڈھے کا اور ہرن کے بارے میں بکری کا اور
خرگوش کے بارے میں بکری کے بچہ کا جو ایک سال سے کم ہو
اور جنگلی چوہا مارنے میں چار مہینے کا بکری کا بچہ دیا جاتے۔
مالک عبدالملک بن قریر سے وہ محمد بن سیرین سے کہ ایک شخص
عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میں نے اور
میرے ایک ساتھی نے گھوڑے دوڑاتے ہوئے ایک گھاٹی کے مُنہ کی طرف
نیزہ بازی کی تو ہم نے ایک ہرن کا شکار کر لیا اور ہم دونوں
مُحرم تھے تو آپ اس میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ تو عمرؓ نے ایک
صاحب سے کہا جو اُن کے پہلو کی طرف تھے کہ آؤ میں اور تم
دونوں اس کا فیصلہ کریں تو دونوں نے فیصلہ کیا ایک
بکری دینے کا تو وہ شخص پُشت پھیر کر یہ کہتا ہوا جانے لگا کہ
یہ امیرالمؤمنین ہیں جو اس پر بھی قادر نہ ہوئے کہ ہرن کے
بارے میں خود فیصلہ کردیں یہاں تک کہ دوسرے شخص کو بُلایا
کہ وہ ان کے ساتھ مل کر فیصلہ کرے۔ اس شخص کی بات
حضرت عمرؓ نے سُن لی تو آپ نے اس (کو بُلا کر اُس) سے فرمایا کہ

ع۵ یہ قصہ بکر بن عبداللہ المزنی کی روایت سے جلد ثانی صفحہ ۶۱ پر گزرا اس میں شاۃ مذکور ہے ۱۲ اشتیاق احمد

فسألہٗ ہل تقرءُ سورۃَ المآئدۃِ قالَ
لا قال فہل تعرف ہذا الرّجلَ الّذی
حکم معی فقال لا فقال عُمر لو
اخبرتنی انک تقرءُ المآئدۃَ لاوجعتک
ضربًا ثمّ قالَ ان اللّٰہ تبارک
و تعالٰی یقول فی کتابہ یحکُمُ بہٖ
ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ ہَدْیًا بَالِغَ الْکَعْبَۃِ
و ہٰذا عبدُ الرحمٰن بن عوف۔
مالک عن زید بن اسلم انّ
رجُلًا جآء الٰی عُمر بن الخطاب
فقالَ یا امیرَ المؤمنین
انّی اَصَبْتُ جَرَاداتٍ بسوطی
و انا مُحرم فقالَ لہٗ عُمر
اَطْعِمْ قَبْضَۃً من طعامٍ مالک
عن یحیے بن سعید. اَنّ رجلًا
جآء الٰی عمر بن الخطاب فسألہٗ
عن جرادۃ قتلہا و ہُو
محرم فقالَ عُمر لکعب
تعال حتّٰی نحکم. فقالَ کعبٌ
درہمٌ فقال عمر لکعب انک لتجدُ
الدّراہمَ لتمرۃٌ خیرٌ من
جَرادۃٍ ابو بکر عن الحکم عن
شیخ من اہلِ مکّۃ انّ حمامًا
کانَ علی البیتِ فوقعت
علٰی ید عُمر

کیا تو سورۃ مائدہ پڑھ سکتا ہے؟ (یعنی تجھے یاد ہے) اُس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تو اس شخص کو پہچانتا ہے جس نے میرے ساتھ مل کر فیصلہ کیا تو اس نے کہا نہیں۔ اس کے بعد عمرؓ نے کہا کہ اگر تو مجھے یہ خبر دیتا کہ تجھے سورۃ مائدہ یاد ہے تو میں تجھے مار کر تڑپا دیتا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں یَحْکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ ھَدْیًا بٰلِغَ الْکَعْبَۃِ ۵:۹۵۔ (اے ایمان والو وحشی شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالتِ احرام میں ہو اور جو شخص تم میں اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اُس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں بصورت قربانی جو .... نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جاتے") اور یہ عبد الرحمٰن بن عوفؓ ہیں۔ مالکؒ زید بن اسلم سے کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین، میں نے اپنے کوڑے سے چند ٹڈیاں مار دیں حالانکہ میں محرم ہوں (اس کی پاداش کیا ہے؟) تو اُس سے انہوں نے کہا کہ ایک مٹھی کھانا (کسی مسکین کو) کھلا دے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اُس نے اُن سے ایک ٹڈی کی پاداش کے بارے میں سوال کیا جس کو اس نے محرم ہونے کی حالت میں مار دیا تھا تو عمرؓ نے کعبؓ سے کہا کہ آؤ اسکا فیصلہ کریں تو کعبؓ نے کہا کہ ایک درہم تو عمرؓ نے کعبؓ سے کہا کہ (معلوم ہوتا ہے) تمہارے پاس بہت درہم ہیں! یقیناً ایک کھجور جرادہ (ٹڈی) سے بہتر ہے۔ ابوبکر حکم سے وہ اہلِ مکّہ میں کے ایک بوڑھے سے کہ ایک مکان کے اُوپر ایک کبوتر تھا وہ عمرؓ کے ہاتھ پر آگرا تو انھوں نے

فاشارَ بیدہٖ فطارَ فوقع علےٰ بعض
بیوتِ اہل مکۃ فجاءت حیّۃٌ فاکلتہٗ
فحکم عمر علےٰ نفسہٖ شاۃً ابوبکر
عن سعید بن المسیّب انّ رجلاً
اتے عمر متمتعاً قد فاتہ الصوم فی
العشر فقال لہٗ اذبح شاۃً قال
لیس عندی قال سَل قومک
قال لیس ہٰہنا احدٌ من قومی
قال فاعطہ یا معیقیبُ عن
شاۃٍ ابوبکر عن مجاہد قال عمر من
اہدٰی ہدیًا تطوّعاً فعطب ینحرہٗ
المحرمُ ولا یاکل منہ شیئًا وان اکل
فعلیہ البدلُ ابوبکر عن ابی ملیکۃ
قال عمر لا تقیموا بعد النفر الّا ثلاثًا۔
مالک عن یحیی بن سعید انہٗ قال اخبرنی
سلیمان بن یسار انّ ابا ایوب الانصاری
خرج حاجًّا حتّٰی اذا کان بالنازیۃ من
طریق مکۃ اضلّ رواحلہ وانّہ قدم علی
عمر بن الخطاب یوم النحر فذکر لہٗ ذٰلک
فقال عمر بن الخطاب اصنع ما یصنع
المعتمر ثمّ قد حللت فاذا ادرک
الحج قابلاً فاحجج واہد ما استیسر
من الہدی مالک عن نافع عن
سلیمان بن یسار انّ ہبار بن الاسود
جاء یوم النحر وعمر بن الخطاب ینحر

اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ اُڑ کر مکہ والوں کے ایک گھر پر
جاگرا پھر ایک سانپ نے آکر اس کبوتر کو کھالیا تو عمرؓ نے
فیصلہ کیا اپنی ذات پر ایک بکری دینے کا۔ ابوبکر سعید بن المسیب
سے کہ ایک شخص عمرؓ کے پاس آیا جو متمتع تھا اور اس کا دسویں
کا روزہ فوت ہوگیا تھا تو انھوں نے اُس سے فرمایا کہ ایک
بکری ذبح کر۔ اُس نے کہا کہ میرے پاس نہیں ہے تو فرمایا کہ
اپنی قوم سے مانگ لے تو اُس نے کہا کہ یہاں میری قوم کا کوئی
شخص موجود نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے معیقیب
اس کو ایک بکری دیدے۔ (معیقیب صحابی تھے۔ حضرت عمرؓ
نے ان کو بیت المال کا افسرِ اعلیٰ بنایا تھا)۔ ابوبکر مجاہد سے
کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی ہدی لے جارہا ہو بطور
تطوّع کے (یعنی اللہ کے نام پر قربانی دینے کے لئے) اور وہ
چوپایہ چلنے سے عاجز ہوگیا تو محرم اُس کو ذبح کردے اور
اُس میں سے کچھ کھاتے نہیں۔ اگر کچھ کھالے تو اُس پر اُسکا
بدل لازم ہوگا۔ ابوبکر ابی ملیکہ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ کوچ
ہوجانے کے بعد قیام نہ کرو مگر تین دن۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید
سے انھوں نے کہا کہ مجھے خبر دی سلیمان بن یسار نے کہ ابو
ایوب انصاریؓ حج کے لئے نکلے۔ جب (حیثیمہ) نازیہ پر
پہنچے جو مکہ کے راستہ میں ہے تو ان کی سواریاں گم ہوگئیں، اور
اس طرح وہ یوم النحر میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچے
اور ان سے سرگزشت بیان کی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ وہ کیجئے جو عمرہ
کرنیوالا کرتا ہے پھر آپ حلال ہوجائیں گے۔ پھر جب سالِ آئندہ
حج کا زمانہ آئے تو حج کیجئے اور جو ہدی میسر آجاتے وہ
بھیجئے۔ مالکؒ نافع سے وہ سلیمان بن یسار سے کہ ہبار بن الاسود
یوم النحر میں اُس وقت آئے جب کہ عمرؓ بن الخطاب اپنی ہدی کو

هَدْیَہ فقال یا امیر المؤمنین اخطأنا العدۃ کنا
نری ان ہذا الیوم یوم عرفۃ فقال عمر اذہب
الی مکۃ فطف انت ومن معک وانحروا ہدیا
ان کان معکم ثم احلقوا واقصروا وارجعوا فاذا
کان عام قابل فحجوا واہدوا فمن لم یجد
فصیام ثلثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجع۔
ابو بکر عن عطاء بن السائب کان عمر یامر
رجلا فیحدو (حدی پڑھتا) ابو بکر عن اسلم سمع عمر بن الخطاب
رجلا بفلاۃ من الارض وہو یحدو بغناء
الرکبان فقال عمر ان ہذا من زاد الراکب
ابو بکر عن عبداللہ بن عامر خرجت مع
عمر بن الخطاب فما رأیتہ مضطربا (زمین پر خیمہ ڈالتا) فسطاطا
حتی رجع قیل لہ بای شیء کان یستظل
قال کان یطرح النطع علی الشجرۃ
فیستظل بہ۔ کتاب البیوع مالک
ان عمر بن الخطاب قال لا یبیع فی
سوقنا الا من تفقہ فی الدین قلت
معناہ وجوب علم احکام البیوع علی
من یباشر التجارۃ الشافعی عن ابن
عباس بلغ عمر بن الخطاب ان رجلا
باع خمرا فقال قاتل اللہ
فلانا باع الخمر اما علم ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال قاتل اللہ الیہود حرمت
علیہم الشحوم

ذبح کر رہے تھے اور کہا کہ اے امیر المومنین ہم سے تاریخ کے حساب
میں چوک ہو گئی۔ ہم خیال کر رہے تھے کہ آج کا دن یوم عرفہ ہے۔
تو عمر رضؓ نے فرمایا کہ تم مکہ کی طرف جاؤ اور طواف کرو تم اور جو
تمہارے ساتھ ہیں اور کوئی ہدی اگر تمہارے ساتھ ہے اس کی
قربانی کرو۔ پھر حلق کرو اور قصر کرو اور لوٹ جاؤ۔ پھر جب آئندہ
سال آئے تو حج کرو اور ہدی لے کر آؤ جس کو تم میں ہدی نہ
میسر ہو وہ تین دن روزے رکھے زمانہ حج میں اور سات روزے
جب لوٹے۔ ابو بکر عطاء بن السائب سے کہ عمر رضؓ کسی شخص کو
حکم دیتے اور وہ حدی (اونٹوں کا گانا) پڑھتا۔ ابو بکر اسلم
سے کہ انھوں نے سنا عمر رضؓ بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے
میں جو وسیع بیابان میں سفر کرتے ہوتے شتر سواروں کا گانا
گایا کرتا تھا تو عمر رضؓ نے فرمایا کہ یہ شتر سوار کا توشہ ہے۔ ابو بکر
عبداللہ بن عامر سے کہ میں نے سفر کیا ہے عمر رضؓ بن الخطاب کے ساتھ
میں نے ان کو خیمہ لگاتے ہوتے نہیں دیکھا واپسی تک۔ ان سے
کہا گیا کہ پھر کس چیز سے سایہ کا انتظام کرتے تھے؟ انھوں نے
کہا کہ چمڑے کا دستر خوان درخت پر ڈال دیتے اور اس سے سایہ
لیتے تھے۔ کتاب البیوع۔ مالکؒ کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے
فرمایا کہ ہمارے بازار میں کوئی تجارت نہ کرے بجز ایسے شخص
کے جو دین میں سمجھ رکھتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے ہیں
خرید و فروخت کے احکام کے علم کا واجب ہونا اس شخص پر جو
تجارت کرتا ہو۔ شافعیؒ ابن عباس رضؓ سے کہ عمر رضؓ کو اطلاع پہنچی
کہ ایک شخص نے شراب کو فروخت کیا تو آپ نے فرمایا کہ خدا
ہلاک کرے فلاں کو اس نے شراب کو بیچا۔ کیا اس کو معلوم
نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ہلاک
کرے یہود کو۔ ان کے اوپر چربیاں حرام کی گئیں تو انھوں نے

فجملوہ فباعوہ الشافعی عن روایۃ
الزعفرانی عنہ ان عمر قال البیعان
بالخیار مالم یتفرقا الشافعی ان عمر
قال البیع صفقۃ اوخیار ثم ضعفہ
الشافعی جدًا قال وتاویلہ ان یجیٔ
البیع صفقۃ بعد ما تفرق اوخیار
قلت ویحتمل ان یکون معناہ
البیع اما صفقۃ (عقد) نافذۃ اوخیار
قاطع للبیع البیہقی عن الشعبی اخذ
عمر بن الخطاب فرسًا من رجل علی
سوم (بارادہ خریداری) فحمل علیہ رجلاً فعطب عندہ
فخاصمہ الرجل فقال اجعل بینی و
بینک رجلاً فقال الرجل انی
ارضی بشریح العراقی فاتوا شریحا
فقال شریح لعمر اخذتہ صحیحا
سالمًا وانت لہ ضامن حتی تردہ
صحیحا سالمًا فاعجب القاضی عمر بن
الخطاب فبعثہ قاضیًا قلت احتج
الشافعی بھذہ القصۃ علی ان الماخوذ
بسوم الشراء مضمون مالک
عن زید بن اسلم عن عطاء
ابن یسار ان معاویۃ بن ابی سفیان
باع سقایۃ (ظرف آب) من ذھب او ورق
باکثر من وزنھا فقال لہ
ابو الدرداء

اُس کو پگھلا کر روغن بنایا اور پھر اس کو فروخت کیا۔ شافعیؒ اُن
سے زعفرانی کی روایت ہے، کہ عمرؓ نے فرمایا کہ بیچنے اور خرید
والا دونوں صاحب اختیار ہوتے ہیں (یعنی بیع کو فسخ کرنے
کا اختیار رکھتے ہیں) جب تک جُدا جُدا نہ ہوجائیں۔ شافعیؒ
کہ عمرؓ نے فرمایا کہ بیع ایک معاملہ (سودا) ہے یا اختیار ہے۔
پھر شافعیؒ نے اس کو ضعیف کہا زوردار طور پر۔ اور اگر یہ صحیح ہو
تو اس کی تاویل یہ ہے کہ بیع سودا کرنے کی صورت میں،
اس کے بعد تفرّق ہے یا خیار۔ میں کہتا ہوں کہ اور یہ احتمال
بھی ہے کہ اس کے معنے یہ ہوں کہ بیع یا ایک عقد ہے نافذ ہونے
والا یا خیار ہے بیع کو ختم کردینے والا۔ بیہقی شعبی سے کہ عمرؓ
ابن الخطاب نے ایک شخص سے ایک گھوڑا لیا قیمت چکانے
کے لئے پھر اُس پر ایک شخص کو سوار کیا، پھر وہ اس شخص
کے پاس ہلاک ہوگیا۔ اس پر اس شخص نے عمرؓ سے جھگڑا
کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ تو میرے اور اپنے درمیان ایک شخص کو
(حَکم) تجویز کرلے تو اُس نے کہا کہ میں شریح عراقی پر راضی
ہوں تو دونوں شریح کے پاس گئے۔ شریح نے عمرؓ سے کہا کہ
آپ نے اس سے صحیح سالم لیا تھا اور آپ اُس کے ضامن (ذمہ
دار) ہیں کہ اس کو صحیح و سالم واپس کریں تو تعجب میں
ڈال دیا قاضی نے عمرؓ بن الخطاب کو تو اُنھوں نے شریح کو
قاضی بنا کر بھیجا۔ میں کہتا ہوں کہ اس قصہ سے حجت پکڑی
ہے امام شافعیؒ نے اس بات پر کہ خرید کے واسطے قیمت کا
اندازہ لگانے کے لئے جو چیز مشتری لے گا وہ اس کی ضمانت
میں ہوگی۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ عطاء بن یسار سے کہ معاویہ
ابن ابی سفیان نے ایک پانی کا برتن جو سونے یا چاندی کا تھا
اُس کے وزن سے زیادہ پر بیچا تو اُن سے ابوالدرداءؓ نے کہا کہ

سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ینہیٰ عن مثل ہذا الاّ مثلاً بمثلٍ فقال
لہٗ معاویۃُ ما أریٰ بمثلِ ہذا
بأساً فقال ابو الدرداء من یعذرنی
من معاویۃَ انا اُخبرہ عن
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ویُخبرنی
عن رأیہ لا اُساکنک بأرضٍ انت
بہا ثم قدم ابو الدرداء علٰی عمر بن
الخطاب فذکر لہٗ ذلک فکتب عمر
ابن الخطاب الیٰ معاویۃ بن ابی سفیان
ان لاتبیعَ مثل ذلک الّا مثلاً
بمثلٍ وزناً بوزنٍ مالک عن
نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب
قال لاتبیعوا الذہب بالذہب الاّ
مثلاً بمثل ولاتُشِفُّوا[1] بعضہا علٰی بعضٍ
ولاتبیعوا الورق بالورق الاّ مثلاً بمثل
ولاتُشِفّوا بعضہا علٰی بعض ولا تبیعوا
الورق بالذہب احدہما غائبٌ والآخر
ناجزٌ وان استنظرک ان یلج بیتہ
فلا تُنظرہ انی اخاف علیکم الرّماء
والرّماء ہو الربٰو مالک عن عبداللہ بن دینار عن
ابن عمر نحواً من ذلک مالک عن ابن شہاب عن
مالک بن اوس انہ التمس صرفاً بمائۃ دینار قال فدعانی

میں نے سُنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ اس
طرح کی بیع سے منع کرتے تھے بجز مثل بمثل کے۔ تو ان
سے معاویہؓ نے کہا کہ میں اس طرح کی بیع میں کوئی حرج نہیں
دیکھتا۔ تو ابوالدرداءؓ نے کہا کہ کون میرا طرفدار ہوگا معاویہ
کے مقابلہ پر میں اس کو خبر دیتا ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی روایت سے اور وہ مجھے خبر دیتا ہے اپنی رائے کی،
تیرے ساتھ میں اس سرزمین میں بھی نہیں رہوں گا جہاں
تو رہتا ہے۔ پھر ابوالدرداءؓ عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچے
اور اُن سے اس کا ذکر کیا تو عمرؓ بن الخطاب نے معاویہؓ بن
ابی سفیان کو لکھا کہ وہ اس قسم کی بیع نہ کرے مگر مثل بمثل
اور وزن بوزن۔ مالکؒ نافعؒ سے وہ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن
الخطاب نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر مثل
بمثل اور اس کو ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ نہ گھٹاؤ اور نہ
بیچو چاندی کو چاندی کے بدلے میں مگر مثل بمثل اور اس کو
ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ نہ گھٹاؤ۔ اور نہ بیچو چاندی کو سونے
کے بدلے میں کہ ان میں سے ایک غائب ہو اور دوسری حاضر
اور اگر کوئی اتنی بھی مہلت طلب کرے کہ وہ اپنے گھر میں
داخل ہوجائے (اور وہاں سے لے آئے) تو اس کو مہلت نہ
دو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تم زیادتی میں نہ مبتلا ہوجاؤ اور
زیادتی ہی ربوٰا (سود) ہوتی ہے۔ مالکؒ عبداللہ بن دینار
سے وہ ابن عمرؓ سے پچھلی روایت کی طرح۔ مالکؒ ابن شہاب سے
وہ مالک بن اوس سے کہ انھوں نے تلاش کیا چاندی کے
سکوں کو ایک سو دینار کے بدلے میں کہا کہ پھر مجھے پکارا

[1] لاتشفوا اے لاتزیدوا۔ یہ شف بالکسر سے بنا ہے جس کے معنے کمی زیادتی کرنے کے ہیں ۱۲

طلحة بن عبيد الله فتراوضنا حتى اصطرف
مني واخذ الذهب يقلبها في يده ثم
قال حتى يأتي خازني من الغابة
وعمر بن الخطاب يسمع فقال والله لا
تفارقه حتى تأخذ منه ثم قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم الذهب
بالورق ربوا الا هاء وهاء والبر بالبر
ربوا الا هاء وهاء والتمر بالتمر
ربوا الا هاء وهاء والشعير بالشعير
ربوا الا هاء وهاء. ابن ماجة
ان عمر قال ان النبي صلى الله
عليه وسلم توفي ولم يبين الربوا
فدعوا الربوا والريبة هذا او
نحوه ابو بكر عن سعيد بن المسيب
قال عمر لا تسلموا في فراخ حتى
يبلغ قلت معناه عند مالك وغيره
النهي عن بيع الزرع حتى يشتد الحب
ومثله بيع التمر حتى يبدو صلاحه
والاسلام هنا الاشتراء قبل
وجود المبيع ومعناه عند
ابي حنيفة

طلحہ بن عبید اللہ نے تو ہم نے آپس میں[عه] نرخ طے کر لیا یہاں تک
کہ اُنھوں نے مجھ سے مال لے لیا اور اُنھوں نے اس سونے
(کے دیناروں) کو اپنے ہاتھوں میں اُلٹنا پلٹنا شروع کر دیا۔ پھر
فرمایا کہ (سکوں کی ادائگی میں کچھ وقت لگے گا) یہاں تک کہ
میرا خزانچی جنگل سے آجائے اور عمرؓ بن الخطاب سُن رہے تھے
کہنے لگے واللہ اس سے جُدا نہ ہونا یہاں تک کہ تو اس سے وصول
کرے۔ پھر کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ
سونا چاندی کے بدلے میں ربوا ہے مگر دست بدست (یعنی
بلا توقف) اور گیہوں گیہوں کے بدلے میں ربوا ہے مگر دست
بدست اور کھجور کھجور کے بدلے میں ربوا ہے مگر دست بدست
اور جَو بعوض جَو ربوا ہے مگر دست بدست[عه]۔ ابن ماجہ کہ عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے
اور آپ نے ربوا کو کھول کر بیان نہیں فرمایا تو تم سود کو چھوڑ دو
اور جس چیز میں سود کا شبہ ہو اُس کو بھی، یہ یا اسی کی مانند۔
ابو بکر سعید بن المسیب سے کہا عمرؓ نے کہ سلم[سه] کا معاملہ نہ کرو کم سن
زراعت میں جب تک پوری بالیدگی تک نہ پہنچ جاتے۔ میں
کہتا ہوں کہ اس کے معنے مالکؒ وغیرہ کے نزدیک کھیتی کی
بیع سے روکنا ہے یہاں تک کہ اس کا بیج سخت ہو جاتے اور
اسی کی مانند ہے بیع کھجور کی یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر
ہو جاتے اور اسلام کے معنے یہاں پر خریدنا ہے بیع کے وجود
سے پہلے (اس کو بیع سلم کہتے ہیں) اور اس کے معنے امام ابو حنیفہ

عه تراوض کے معنے ہیں نرمی کرنا اور ایک دوسرے کو کسی کام پر آمادہ کرنا جیسا کہ بائع اور مشتری میں اکثر اتفاق ہوتا ہے۔ اصطرف منی کے معنے ہیں کہ میرے ساتھ بیع صرف کر لی ۱۲ عه هاء وهاء کے مد اور قصر میں۔ پھر اسکی ترکیب میں، نیز اسکے معنے میں اختلاف ہے اور مشہور مد کے ساتھ ہے اور یہ حال واقع ہوا ہے اور اسکے معنے ہیں هاک وهات یعنی لے اور دے۔ یعنی بیع جائز نہیں ہے مگر اس حال میں کہ جانبین سے تقابض ہو جاتے مجلس سے متفرق ہونے سے پہلے ۱۲

سه سلم باعتبار لغت تسلیم سے بنا ہوا اسم ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں یہ معنے ہیں کہ کسی شے کی بیع کرنا اس معاہدے کے ساتھ کہ دی ہوئی رقم قرض ہوگی بائع کے ذمہ اُن شرائط کے ساتھ جو شریعت میں معتبر ہیں۔ ہندی زبان میں اس کو بدھنی کہتے ہیں اور کبھی "سلف" بھی اسی معنی میں

النہی عن السلم قبل وجود المسلم فیہ مالک عن نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قال من باع عبدًا و لہ مال فمالہ للبائع الا ان یشترط المبتاع روی مثل ذلک عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحح البخاری کلتا الروایتین قالہ البیہقی مالک عن نافع ان حکیم ابن حزام ابتاع طعاما امر بہ عمر بن الخطاب للناس فباع حکیم الطعام قبل ان یستوفیہ فبلغ ذلک عمر بن الخطاب فردہ علیہ قال ولا تبع طعاما ابتعتہ حتے تستوفیہ مالک عن ابن شہاب عن عبداللہ بن عبداللہ بن عتبۃ بن مسعود ان عبداللہ بن مسعود ابتاع جاریۃ من امرأۃ الثقفیۃ واشترطت علیہ انک ان بعتہا فہی لی بالثمن الذی تبیعہا بہ فسال عبداللہ بن مسعود عن ذلک عمر بن الخطاب فقال عمر بن الخطاب لاتقربہا و فیہا شرط لاحد البغوی عن ابن ابی اوفی کنا نسلف فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فی الحنطۃ والشعیر والتمر والزبیب الی قوم ما ہو عندہم مالک عن یونس بن یوسف عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب مر بحاطب ابن ابی بلتعۃ و ہو یبیع زبیبا لہ فی السوق

کے نزدیک سلم سے روکنا ہے اس شے کے وجود میں آنے سے پہلے جس کے بارے میں سلم کیا جاتے۔ مالکؒ نافعؒ سے ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی غلام کو فروخت کیا اور اس غلام کے پاس مال ہے تو وہ بیچنے والے کا ہے بجز اس کے کہ خریدنے والا شرط کرلے۔ اسی کے مثل روایت کیا گیا ہے ابن عمرؓ سے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بخاری نے دونوں روایتوں کو صحیح کہا ہے یہ بیہقی کا قول ہے۔ مالکؒ نافعؒ سے کہ حکیم بن حزام نے غلّہ خریدا جس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں کے لئے (تقسیم کرنے کا) حکم دیا تھا پھر حکیم نے وہ غلّہ فروخت کردیا قبل اس کے کہ اس کو وصول کریں۔ یہ بات عمرؓ بن الخطاب تک پہنچی تو ان کو اس بیع سے روکدیا۔ فرمایا کہ جو غلّہ تم خریدو اُس کو نہ بیچو یہاں تک کہ تم اس کو وصول کرلو (یعنی قبضہ کرلو)۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک جاریہ خریدی اپنی ایک ثقیفہ عورت سے اور اُس نے ان پر یہ شرط لگائی کہ اگر تم اس کو بیچو تو وہ میرے ہاتھ بیچو اس قیمت پر جس پر تم اس کو بیچو گے۔ پھر عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا تو عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اس سے قربت نہ کرنا اور اس میں شرط ہے کسی کے لئے (اس لئے بیع تام نہیں ہوتی)۔ البغوی ابن ابی اوفیؓ سے ہم پیشگی دیا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے عہد میں گیہوں اور جو اور کھجور اور زبیت کے بارے میں ایسی قوم کو کہ ان کے پاس (سردست) وہ چیز موجود نہ ہوتی تھی۔ مالکؒ یونس بن یوسف سے وہ سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب گزرے حاطب بن ابی بلتعہ پر اور وہ اپنی کشمش بازار میں فروخت کررہے تھے

فقالَ لہ عمر بن الخطاب اما ان تزیدَ فی السعر واما ان ترفع من سوقنا الشافعی[۱] عن القاسم بن محمد عن عمر انہ مرّ بحاطب بسوق المصلّٰی وبین یدیہ غرارتان فیہما زبیبٌ فسألہ عن سعرہ فسعرَ لہ مدّین بکل درہم فقالَ لہ عمر قد حُدِّثتُ بعیرٍ مقبلۃٍ[۲] من الطائف تحملُ زبیبًا وہم یعتبرون بسعرک فاما ان ترفع فی السعر واما ان تدخلَ زبیبک البیتَ فتبیعہ کیف شئتَ فلمّا رجع عمر حاسبَ نفسہ ثمّ اتٰی حاطبًا فی دارہ فقالَ لہ انّ الذی قلتُ لیس بعزمۃٍ منّی ولاقضاءٍ انّما ہو شیءٌ اردتُ بہ الخیرَ لاہل البلدِ فحیثُ شئتَ فبِعْ وکیف شئتَ فبِعْ مالک انّہ بلغہ ان عمر بن الخطاب قال لاحکرۃ[۳] فی سوقنا لا یعمدُ رجالٌ بایدیہم فضولٌ[۴] من اذہاب الٰی رزقٍ من ارزاقِ اللّٰہ نزلَ بساحتنا فیحتکرونہ علینا ولکن ایّما جالب جلبَ علٰی عمودِ کبدہ فی الشتاءِ والصیفِ فذلکَ ضیفُ عمر فلیبِعْ کیف شاء ولیمسکْ کیفَ شاء مالک والبغوی ان عمر بن الخطاب خطبَ فقالَ ان الاُسَیفع اُسیفع[۵] جہینۃَ رضی من دینہ وامانتہ

تو اُن سے عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ یا تو تم نرخ میں اضافہ کرو اور یا ہمارے بازار سے اُٹھ جاؤ۔ شافعیؒ قاسم بن محمد سے وہ عمرؓ سے کہ ان کا گزر... حاطب پر ہوا سوق المصلّٰی[۱] میں اور ان کے سامنے دو گونیں تھیں جن میں کشمش (سوکھے ہوئے انگور) بھری ہوئی تھی تو اُن سے ان کا بھاؤ پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ایک درہم میں دو مُد تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے ایک قافلہ کا ذکر کیا گیا ہے جو طائف سے کشمش لے کر آرہا ہے اور وہ لوگ اعتبار کرتے ہیں تمہارے بھاؤ کا تو یا تو تم اپنے بھاؤ میں اضافہ کرو اور یا اس کشمش کو اپنے گھر میں لے جا رکھو پھر جس طرح چاہو بیچو۔ پھر جب عمرؓ واپس ہوئے تو انھوں نے اپنے نفس سے محاسبہ کیا۔ پھر حاطب کے پاس اُن کے گھر پہنچے اور اُن سے کہا کہ جو کچھ مَیں نے کہا تھا وہ میری طرف سے پختہ بات نہیں اور نہ کوئی فیصلہ ہے۔ وہ صرف ایک ایسی چیز ہے جس سے میں نے اہلِ شہر کی بھلائی کا ارادہ کیا تھا۔ سو تم جہاں چاہو اور جس طرح چاہو بیچو۔ مالکؒ کو یہ بات پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ ہمارے بازار میں احتکار نہ ہوگا (احتکار یہ ہے کہ غلّہ کو بیع سے روک رکھا جائے گرانی کے انتظار میں) اور جن لوگوں کے ہاتھوں میں زیادہ مال و زر ہے وہ اللّٰہ کے اُن رزقوں کو جو ہماری بستی پر نازل ہوئے خرید ڈالنے کا قصد کر کے ہم پر تنگی نہ ڈالیں ہاں مگر جو باہر سے مال لانے والا تکلیف کے ساتھ لاد کر لایا سردی اور گرمی میں وہ عمرؓ کا مہمان ہے وہ جس طرح چاہے بیچے اور جتنا چاہے روک رکھے۔ مالکؒ اور بغوی، کہ عمرؓ بن الخطاب نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اُسَیفع (بدلے ہوئے رنگ والا) جُہَینہ (قبیلہ) کا اُسَیفع ہے یہ اپنے دین اور امانت سے اس پر راضی ہوگیا کہ

بأن يقال سبق الحاج وانه ادّان
معرضا فاصبح قد دين به فمن كان
له دين فليأتنا بالغداة نقسم
ماله بين غرمائه و اياكم و الدين
فان اوله هم و آخره حرب مالك
انه بلغه ان عمر بن الخطاب قال
في رجل اسلف طعاما على ان يعطيه
اياه في بلد آخر فكره ذلك عمر
ابن الخطاب وقال اين الحمل مالك
عن زيد بن اسلم عن ابيه في قصة
خروج عبدالله وعبيد الله الى
العراق واسلاف ابي موسى اياهما
واشترائهما بذلك المال متاعا وربحهما
في ذلك المال قال عمر أكل الجيش
اسلفه مثل ما اسلفكما قالا لا
فقال عمر بن الخطاب ابنا امير
المؤمنين فاسلفكما اديا المال
وربحه فاما عبد الله فسكت
واما عبيد الله فقال ما ينبغي
لك يا امير المؤمنين هذا
لو نقص المال او هلك ضمناه
فقال اديا فقال رجل من
جلسائه يا امير المؤمنين لو جعلته
قراضا فقال عمر قد جعلته قراضا
فاخذ عمر رأس المال ونصف ربحه

یوں کہا جائے کہ سب حاجیوں پر سبقت لے گیا اور اس نے لاپرواہی
کے ساتھ بہت قرض لے ڈالا نتیجہ یہ ہوا کہ قرض نے اس کو دیوالیہ
کر دیا تو اس کے ذمہ جس جس کا قرض ہے وہ ہمارے پاس صبح کو
آجائیں ہم اُس کے مال کو اُس کے قرض خواہوں پر تقسیم کریں گے۔
خبردار تم سب لوگ قرض سے بچنا اُس کا پہلا سرا فکر اور تشویش
ہے اور آخر کا لڑائی۔ مالکؒ نے فرمایا کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن
الخطاب نے ایک شخص کے بارے میں جس نے دوسرے کو غلہ
اس شرط پر قرض دیا تھا کہ وہ اس کو دوسرے شہر میں ادا کرے،
یہ بات عمرؓ بن الخطاب کو ناگوار ہوئی تھی فرمایا کہ ڈھونے
کا حق کہاں ہے؟ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے
بیان کرتے ہیں کہ (حضرت فاروقؓ کے صاحبزادوں) عبداللہ
و عبیداللہ کی جہادِ عراق کے لئے روانگی اور ابو موسیٰ کا ان دونوں
کو قرض دیدینا اور ان کا اس مال سے سامان خرید کر لیتے جانا
اور پھر اس مال سے نفع ہونا، اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تمام
لشکر کو اس نے اسی طرح قرض دیا جس طرح تمہیں دیا انہوں
نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ (اُس کے پیش نظر
یہ تھا کہ یہ) امیر المؤمنین کے بیٹے ہیں تو تم دونوں کو قرض
دیدیا۔ تم دونوں مال کو ادا کرو اور اُس کے نفع کو بھی۔ اب
عبداللہ تو خاموش رہے۔ رہے عبیداللہ تو اُنھوں نے کہا کہ
اے امیر المؤمنین یہ فیصلہ تو آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔
اگر مال گھٹ جاتا یا ہلاک ہو جاتا تو اُس کے ضامن ہم ہی ہوتے
آپ نے فرمایا نہیں اس کو ادا کرو۔ اس پر آپ کے جلیسوں میں سے
ایک نے کہا کہ اے امیر المؤمنین بہتر ہوتا اگر اس کو مضاربۃ
قرار دیدیا جاتا۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا میں اس کو مضاربۃ
قرار دیتا ہوں۔ تو عمرؓ نے رأس المال اور اس کا آدھا نفع لے لیا

وانذا نصف ربح المال قال المزنے وجہ جعل عمر نصف ربح ابنیہ للمسلمین عندے انہما اجابا قول عمر عن طیب انفسہما البخارے والبغوے ان عمر عامل الناس علے انہ ان جاء عمر بالبذر من عندہ فلہ الشطر وان جاءوا بالبذر فلہم کذا البغوے ان الصعب ابن جثامۃ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا حمے الا للہ و رسولہ قال الزہری و قد کان لعمر بن الخطاب حمے بلغنی انہ کان یحمیہ لابل الصدقۃ مالک والشافعے عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن الخطاب استعمل مولے یقال لہ ہنی مالک عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن الخطاب استعمل مولے لہ یدعے ہنیا علے الحمے فقال یا ہنی اضمم جناحک عن الناس و اتق دعوۃ المظلوم فان دعوۃ المظلوم مجابۃ وادخل رب الصریمۃ والغنیمۃ و ایاک ونعم ابن عفان و ابن عوف فانہما ان تہلک ماشیتہما یرجعا الے المدینۃ الے زرع و نخل و ان رب الصریمۃ و الغنیمۃ ان تہلک ماشیتہ

اور اس مال کا آدھا نفع ان دونوں نے لیا۔ مزنی نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا اپنے بیٹوں کے نفع کا نصف حصہ مسلمانوں کے لئے قرار دیدینے کی وجہ ان دونوں کا اپنی خوشی سے حضرت عمرؓ کے ارشاد کو قبول کر لینا ہے۔ بخاری اور بغوی، عمرؓ نے لوگوں سے یہ معاملہ کیا تھا کہ اگر عمرؓ نے اپنے پاس سے بیج دیا تو پیداوار کا نصف حصہ انکا ہوگا اور اگر بیج وہ خود لائے تو اُس نصف کے وہ خود حقدار ہوں گے۔ بغوی، صعبؓ بن جثامہ نے کہا کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی چراگاہ نہیں ہے مگر اللہ کے لئے اور اس کے رسولؐ کے لئے۔ زہریؒ نے کہا اور عمرؓ بن الخطاب کی ایک چراگاہ تھی مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ اس میں صدقہ کے اونٹوں کو چراتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عامل بنایا (چراگاہ پر) اپنے ایک آزاد کردہ کو جس کو ہنی کہا جاتا تھا۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے چراگاہ پر عامل بنایا اپنے ایک آزاد کردہ کو جس کو ہُنَی سے پکارا جاتا تھا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ اے ہُنَی! عام لوگوں سے اپنا ہاتھ کوتاہ رکھنا (یعنی درگزر کرنا اور ایذا نہ پہنچانا) اور مظلوم کی بددُعا سے بچتے رہنا کیونکہ مظلوم کی دُعا مقبول ہوتی ہے۔ اور اونٹوں اور بکریوں کے چھوٹے گلوں والے کو داخل ہونے دینا اور خبردار ابن عفان اور ابن عوف کے چوپاؤں کو نہ آنے دینا کیونکہ وہ دونوں (اس حیثیت کے ہیں کہ) اگر ان کا چوپایہ ہلاک ہوجاتے تو وہ اپنے کھیتوں کی طرف رجوع کریں گے اور اونٹ اور بکریوں کے چھوٹے گلے والے کا یہ حال ہوگا کہ اگر اس کا چوپایہ ہلاک ہوگا تو

ع۵ صرمہ کسر کے ساتھ اونٹوں کا گلہ جن کی تعداد بیس سے تیس تک ہو۔ صُریمہ اس کی تصغیر ہے ۱۲

يَأْتِينِي بِبَنِيهِ فَيَقُولُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
افتتارکهم انا لا آبالک فالماء و
الکلاء ایسر علیّ من الذهب و
الورق و ایم الله انهم لیرون ان قد
ظلمتهم انها لبلادهم ومیاههم
قاتلوا علیها فی الجاهلیة و اسلموا
علیها فی الاسلام والذی نفسی
بیده لولا المال الذی احمل علیه
فی سبیل الله ما حمیت علیهم من
بلادهم شبرا البغوی روی
ان عمر حمی السرف والزبدة قلت
وجه التطبیق عند الشافعی و
الجمهور ان الحمی لمصلحة نفسه
حرام و لنعم بیت المال و لمصلحة
ضعفة المسلمین جائز و هو معنی
قوله صلی الله علیه وسلم لا
حمی الا لله و رسوله البغوی
روی عن عمر انه اقطع و
اشترط العمارة ثلث سنین
ابو بکر عن الحکم قال عمر من ملک
ذا رحم محرم فهو حر ابو بکر عن
الزهری قضی ابو بکر و عمر ان لم یحز
فلا شیء له یعنی الهبة ابو بکر عن
عکرمة بن خالد المخزومی ان رجلا
کاتب عبده علی

وہ میرے پاس اپنی اولاد کو لے کر آجائے گا اور کہے گا کہ اے امیر
المؤمنین کیا میں ان کو چھوڑنے والا ہوں (یعنی ان کی پرورش
کو) میں تیری (یعنی تیرے حکم کی) پرواہ نہ کروں گا. تو پانی اور
گھاس میرے لئے آسان ہے ان کو سونا چاندی دینے سے (جو
مجھے ان کو دینا پڑے گا) اور خدا کی قسم یہ لوگ ضرور خیال کرتے
ہیں کہ (چراگاہ پر قبضہ کرکے میں نے ان پر ظلم کیا) درحقیقت یہ
ان کے شہر ہیں اور ان ہی کے پانی ہیں ان پر تو جاہلیت میں انھوں
نے قتال کیا ہے اور اسلام میں آکر انھوں نے ان کے بارے میں
اطاعت قبول کرلی اور قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں
میری جان ہے اگر یہ مال نہ ہوتا جس پر میں لوگوں کو سوار کرکے
اللہ کے راستہ میں بھیجتا ہوں تو میں ان کے شہروں میں سے ایک
بالشت زمین کو بھی اپنی چراگاہ نہ بناتا. بغوی، روایت کیا گیا کہ
عمرؓ نے چراگاہ بنایا سرف اور زبدہ کو. میں کہتا ہوں کہ شافعیؒ
اور جمہور کے نزدیک وجہ تطبیق یہ ہے کہ (کسی قطعہ زمین کو)
چراگاہ بنالینا اپنی ذاتی مصلحت کے لئے حرام ہے اور بیت المال
کے جانوروں کے لئے اور ضعفاء مسلمین کی مصلحت کے لئے جائز
ہے اور یہی معنے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
ارشاد کے کہ کوئی چراگاہ نہیں مگر اللہ کے لئے اور اس کے رسولؐ
کے لئے. بغوی، روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ انھوں نے زمین
جاگیر دی اور شرط کیا کہ تین سال میں اس کو سرسبز کردیا جائے
ابوبکر حکم سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جو کسی ذی رحم محرم کا مالک
ہوگا تو وہ آزاد ہے. ابوبکر زہری سے کہ فیصلہ کیا ابوبکرؓ
و عمرؓ نے کہ اگر قبضہ نہ کیا تو اُس کے (یعنی موہوب لہٗ کے)
لئے کچھ نہیں. مراد لیتے ہیں ہبہ سے. ابوبکر عکرمہ بن خالد المخزومی
سے کہ ایک شخص نے مکاتب کیا اپنے ایک غلام کو اس پر کہ

غلامین یصنعان مثل صناعتہ
فارتفعا الی عمر بن الخطاب فقال
ان لم یجئک بغلامین یصنعان مثل
صناعتہ فردّہ الی الرق ابوبکر
عن انس اتانا کتاب عمر و نحن
بارض فارس ان لا تبیعوا السیوف فیھا
حلقۃ فضۃ بالدراھم ابوبکر عن
حزام بن ھشام الجراحی عن
ابیہ شھدت عمر بن الخطاب
باع ابلاً من ابل الصدقۃ فیمن
یزید ابوبکر عن مجاھد بن ابی عیاض
قال عمر اذا مررت ببستان فکل
ولا تتخذہ خبنۃ (جمع کردن در پارچہ ۱۲) ابوبکر عن عبیداللہ
قال عمر من احتکر طعاماً ثم
تصدق براس مالہ و الربح لم یکفر
عنہ الشافعی ان انس بن مالک
کاتب غلاماً لہ علی نجوم الی
اجل فاراد المکاتب تعجیلہا لیعتق فامتنع
انس من قبولہا و قال
لا اخذہا الا عند محلہا (میعادہا ۱۲) فاتی
المکاتب عمر بن الخطاب فذکر
ذلک لہ فقال عمر ان
انساً یرید المیراث فامرہ

وہ ایسے دو غلام لاتے کہ وہ دونوں بھی اسی کی مانند کام کرتے
ہوں۔ (جو غلام وہ لایا وہ اس جیسا کام نہ کرتے تھے اس پر)
ان دونوں نے اپنا معاملہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش
کیا تو فرمایا کہ اگر یہ ایسے دو غلام تیرے پاس نہیں لایا جو اس
کے کام کی مثل کام کرتے ہوں تو اس کو پھر غلامی کی طرف لوٹا لے۔
ابوبکر انس سے، ہمارے پاس عمرؓ کا خط پہنچا اور ہم سرزمین
فارس میں تھے (جس میں لکھا تھا) کہ ایسی تلواروں کو نہ
فروخت کرو درہموں کے بدلے میں جن میں چاندی کا حلقہ
ہو۔ ابوبکر حزام بن ہشام الجراحی سے وہ اپنے باپ سے کہا کہ
میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس موجود تھا جب انھوں نے
اونٹ فروخت کیا صدقہ کے اونٹوں میں سے "من یزید"
(کون زیادہ دیتا ہے) کے طور پر (یعنی نیلام کیا)۔ ابوبکر
مجاہد بن ابی عیاض سے، کہا عمرؓ نے جب تو کسی باغ سے
گزرے تو پھل کھالے اور گٹھڑی باندھ کر نہ لا۔ ابوبکر عبیداللہ
سے کہ عمرؓ نے کہا کہ جس نے مہنگا بیچنے کے لئے غلہ روکا پھر
اس نے اصل مال اور نفع سب صدقہ کر دیا (اس پر بھی) اس
(فعل بد) کی مکافات نہ ہوگی۔ شافعیؒ، کہ انسؓ بن مالک نے
اپنے ایک غلام کو مکاتب کیا ستاروں کے حساب سے ایک مدت
معینہ کی شرط پر (کہ بالاقساط ادائگی رقم معینہ کرتا رہے) پھر
ارادہ کیا مکاتب نے اس کو جلد ادا کرنے کا تاکہ وہ آزاد ہو جائے
اور انسؓ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں
نہیں لوں گا مگر اس موقع پر۔ تو مکاتب نے عمرؓ بن الخطاب
کے پاس پہنچ کر ان سے واقعہ بیان کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ
انسؓ ارادہ کر رہا ہے میراث کا۔ تو اس کو حکم دیا کہ وہ مقررہ

عہ یعنی اس لئے وہ پوری رقم ایک مرتبہ نہیں لیتا کہ وہ جانتا ہے کہ طول عرصہ لگائے کہ تو مر جائے تو وہ وارث بنکر تمام اندوختہ وصول کر سکے ۱۲ مترجم

فأخذها منه وأعتقه. ذكره البيهقي في باب
إذا أتاه بحقه قبل محله ولا ضرر عليه في
أخذه. البيهقي عن أبي العوام البصري
كتب عمر إلى أبي موسى الأشعري والصلح
جائز بين المسلمين إلا صلحا أحل حراما
أو حرم حلالا. الشافعي أن عمر بن الخطاب
أعطى مال يتيم مضاربة. البيهقي عن ابن
عمر أن عمر بن الخطاب قال أيما رجل
أكرى كراء فجاوز صاحبه ذا الحليفة
فقد وجب كراؤه ولا ضمان عليه. قال
البيهقي يريد تقبض ما اكترى
فيكون عليه الكراء حالا ولا ضمان
عليه فيما اكترى إذا لم يتعد. مالك
والشافعي عن ابن عمر أن عمر بن
الخطاب قال من أحيى أرضا ميتة
فهي له. مالك والشافعي أن الضحاك
ابن خليفة ساق خليجا له من العريض
فأراد أن يمر به في أرض محمد بن
مسلمة فأبى. فكلم فيه الضحاك
عمر بن الخطاب فدعا عمر ابن مسلمة
فأمره أن يخلي سبيله فقال محمد
ابن مسلمة لا فقال لم تمنع أخاك
ما ينفعه وهو لك نافع تشرب
منه أولا وآخرا ولا يضرك
فقال محمد

مال لے آئے) وہ مال اُس سے لے کر اُس کو آزاد کر دیا، اس کو ذکر
کیا بیہقی نے باب اذا اتاہ بحقہ الخ میں (یعنی جب مکاتب اُس کا پورا
حق ادا کر دے اُس کا مقرر کردہ موقع آنے سے پہلے اور اُس کے
لینے میں اُس کا نقصان نہ ہو")۔ بیہقی ابی العوام بصری سے کہ عمرؓ
نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا اور صلح کرانا جائز ہے مسلمانوں کے
درمیان بجز ایسی صلح کے جو حرام کو حلال کر دے یا حلال کو حرام
بنائے۔ شافعیؒ، کہ عمرؓ بن الخطاب نے یتیم کا مال مضاربت پر
دیا (یعنی ساجھے کی تجارت میں)۔ بیہقی، مروی ہے ابن عمرؓ سے
کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص نے کوئی سواری کا جانور
کرایہ پر دیا اور اُس کا صاحب (یعنی کرایہ دار) ذوالحلیفہ سے
گزر گیا تو اُس کا کرایہ واجب ہو گیا اور اُس پر کوئی ضمان نہیں۔
بیہقی نے کہا کہ جس چیز کو کرایہ پر لیا اس پر قبضہ کرنا مراد ہے
تو اس پر کرایہ فوراً ہی واجب ہو جاتے گا اور اُس (مالک) پر
کوئی ذمہ داری نہیں ہے اُس رقم کے متعلق جو کرایہ کی مقرر
ہوئی ہے جب کہ وہ (پورا فاصلہ) طے نہ کرے۔ مالک اور شافعیؒ
ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ جس نے زندہ کیا مُردہ
زمین کو تو وہ اُسی کی ہو گئی۔ مالکؒ اور شافعیؒ، کہ ضحاک بن
خلیفہ نے عُریض سے پانی کا ایک نالا نکالا اور ارادہ کیا کہ محمد
ابن مسلمہ کی زمین سے گزار کر لے جائے محمدؒ نے انکار کر دیا تو
اس کے بارے میں ضحاک نے عمرؓ بن الخطاب سے گفتگو کی
تو عمرؓ نے ابن مسلمہ کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ اس کا راستہ
چھوڑ دے تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ نہیں تو عمرؓ نے کہا کہ تو
کیوں اپنے بھائی کو اُس کام سے روکتا ہے جو اس کو نفع پہنچائیگا
حالانکہ وہ تیرے لئے بھی نافع ہے تو اس سے پانی پیتے گا اول
بھی اور آخر بھی اور وہ تجھے نقصان نہیں پہنچاتا۔ پھر محمد نے

لا فقال عمر واللہ لیمرّنّ بہ ولو علےٰ بطنک الشافعی عن ابن عمر انّ عمر قال یا رسول اللہ انّی اصبت من خیبر مالاً لم اصب مالاً قطّ اعجب الیّ او اعظم عندی منہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان شئت حبّست اصلہ وسبّلت ثمرہ فتصدّق بہ عمر انّہ لایباع اصلہا ولا یوہب ولا یورث وتصدّق بہا فی الفقراء وفی القربیٰ فی سبیل اللہ وابن السبیل والضّیف لاجناح علےٰ من ولیہا ان یاکل منہا بالمعروف او یطعم صدیقہ غیر متموّل فیہ وفی روایۃ غیر متاثّل مالاً مالک والشافعی عن مروان بن الحکم ان عمر ابن الخطاب قال من وہب ہبۃ لصلۃ رحم او علےٰ وجہ صدقۃ فانّہ لا یرجع فیہا ومن وہب ہبۃ یریٰ انّہ انّما اراد الثواب فہو علےٰ ہبتہ یرجع عنہا ان لم یرض فیہا مالک والشافعی عن معٰویۃ بن عبد اللہ بن بدر الجہنی ان اباہ اخبرہ انّہ نزل منزل قوم بطریق الشام فوجد صرّۃ فیہا ثمانون دینارًا فذکر ذالک لعمر بن الخطاب فقال عرّفہا علےٰ ابواب المساجد واذکرہا لمن یقدم من الشام

کہا کہ نہیں تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ وہ ضرور اس کو گزارے گا چاہے تیرے پیٹ کے اُوپر سے گزارے۔ شافعیؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ مجھے خیبر سے ایسا مال حاصل ہوا کہ اتنا پسندیدہ یا جو میرے نزدیک ایسا اعلیٰ ہو کبھی نہیں ملا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اُس کی اصل کو اپنی ملک میں رکھو اور اُس کے پھل کو فی سبیل اللہ کر دو تو اس کو عمرؓ نے صدقہ کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ وہ درخت نہ فروخت کیے جائیں اور نہ ہبہ کیے جائیں اور نہ وراثت میں محسوب ہوں اور فقراء میں اور قریبی رشتہ داروں میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں میں اور مہمانوں میں (اس کا پھل) تقسیم ہوتا رہے اور جو اس کا متولی بنے اُس پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اس میں سے مناسب طور پر کھائے یا اپنے دوست کو کھلائے بغیر اس کے کہ اس سے دولتمند بنے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بغیر اس کے کہ مال جمع کرنے والا بنے۔ مالکؒ اور شافعیؒ مروان بن الحکم سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس نے کچھ ہبہ کیا صلہ رحمی (حق قرابت) کی وجہ سے یا بطور صدقہ تو اُس سے رجوع کا حق نہیں رکھتا اور جس نے کوئی چیز ہبہ کی یہ دیکھتے ہوئے کہ اُس نے صرف ثواب کا ارادہ کیا تو وہ اپنے ہبہ پر (مختار) رہے گا، اگر وہ اس سے خوش نہ ہو تو رجوع کر سکتا ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ معاویہ بن عبد اللہ بن بدر الجُہنی سے کہ اس کے باپ نے اُس کو خبر دی کہ وہ ایسے مقام پر اُترے جہاں (سفر میں) شام کے راستہ میں لوگ اُترتے ہیں وہاں اُس نے ایک تھیلی پائی جس میں اسّی دینار تھے تو اس کا ذکر عمرؓ بن الخطاب سے کیا تو فرمایا کہ مساجد کے دروازوں پر اس کی تعریف کرو (یعنی کیفیت بیان کرو) اور جو لوگ شام سے آئیں ان سے اُس کا ذکر کرو

سَنَةً فاذا مضت السنة فشانك
بها زاد فی روایة فان عرفت فذلک
والا فهی لک وان رسول الله صلی
الله علیه وسلم امرنا بذلک مالک عن
ابن شهاب کانت ضوال الابل فی
زمان عمر بن الخطاب ابلاً مؤبلة تناتج
لا یمسها احد حتی اذا کان زمان عثمان
ابن عفان امر بمعرفتها وتعریفها فاذا
جاء صاحبها اعطی ثمنها مالک والشافعی
عن ابن شهاب عن سنین ابی
جمیلة رجل من بنی سلیم انه وجد منبوذاً
فی زمان عمر بن الخطاب فجاء به عمر بن
الخطاب فقال ما حملک علی اخذ هذه النسمة
قال وجدتها ضائعة فاخذتها فقال له
عریفه یا امیر المؤمنین انه رجل صالح
قال کذلک قال نعم قال عمر
اذهب فهو حر ولک ولاءه وعلینا
نفقته یعنی لک ولاءه ای نصرته
والقیام بحفظه

کتاب النکاح

ابو بکر عن طاؤس قال
عمر لرجل ما یمنعک من النکاح
الا عجز او فجور ابو بکر عن
ابراهیم بن محمد بن المنتشر
قال عمر ابتغوا الغنی فی
الباءة الشافعی بلغنا

ایک سال تک۔ پھر جب سال گزر جائے تو اس پر تمہیں اختیار
ہے اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اگر وہ پہچان لی جائے تو
فبہا ورنہ پھر وہ تمہاری ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے ہمیں ایسا ہی حکم دیا ہے۔ مالکؒ ابنِ شہاب سے کہ عمرؓ بن
الخطاب کے زمانہ میں بھٹکتے ہوئے پھرنے والے اونٹ دودھ
اور نسل کے لئے رُکے رہتے تھے ان سے بچے لئے جاتے تھے اور
ان کو (کام لینے کے لئے) کوئی نہیں چھوتا تھا۔ یہاں تک کہ
جب عثمانؓ بن عفان کا زمانہ آیا انھوں نے ان کی معرفت
اور تعریف کا حکم دیا (کہ ان کے حلیہ رنگ وغیرہ کا اعلان کیا
جائے) تو جب اُن کا مالک آجاتا تو اُس کو دیدیئے جاتے
مالکؒ اور شافعیؒ ابنِ شہاب سے وہ روایت کرتے ہیں سُنین
ابی جمیلہ سے جو بنی سلیم میں کا ایک شخص تھا کہ اُس نے ایک پڑا
ہوا بچہ پایا عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں تو وہ اس کو عمرؓ
ابن الخطاب کے پاس لے کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ تمھیں کس
بات نے آمادہ کیا اس جان کے لے لینے پر اُس نے کہا کہ میں نے
اس کو اس حالت میں پایا کہ یہ ضائع ہونے والا تھا اس لئے
اس کو اُٹھا لایا۔ اُس کے میرِ محلہ نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ
مرد صالح ہے۔ فرمایا کیا واقعی ایسا ہی ہے اُس نے کہا ہاں تو
عمرؓ نے کہا جاؤ یہ آزاد ہے اور تجھ کو اس کی ولایت حاصل
رہے گی اور ہمارے ذمہ اس کا خرچ ہے۔ تیرے لئے اس کی
ولایت سے یہ مراد ہے کہ اس کی مدد اور اس کی حفاظت کرتے
رہنا۔ کتاب النکاح ابو بکر طاؤس سے کہ عمرؓ نے ایک شخص
سے کہا کہ نکاح سے کوئی چیز تجھے نہیں روکتی بجز عجز (نامردی)
یا بدکاری کے۔ ابو بکر ابراہیم بن محمد بن المنتشر سے کہ عمرؓ نے
کہا کہ دولتمندی کو تلاش کرو نکاح میں۔ شافعیؒ ہم کو یہ بات پہنچی

ان عمر بن الخطاب قال ما رأیت مثل
من ترک النکاح بعد ہذہ الآیۃ
اِن یکونوا فقرآء یغنہم اللّٰہ من
فضلہ ۔ ابوبکر عن ہشام عن ابیہ
قال عمر لا تکرہوا فتیاتکم علے
الدمیم من الرجال فانہن یحببن
من ذلک ما تحبون ۔ ابوبکر عن
عاصم قال عمر بن الخطاب علیکم
بالابکار من النسآء فانہن اعذب
افواہا و افتح ارحاما و ارضے
بالیسیر ۔ ابوبکر عن محمد بن سیرین
قال عمر بن الخطاب ما بقی
من اخلاق الجاہلیۃ شئی الا
انی لست ابالی ای النسآء نکحت
و ایہم انکحت ۔ ابوبکر عن ابراہیم
ابن محمد بن طلحۃ قال عمر لامنعن فروج
ذوات الاحساب من النسآء الا من
الاکفاء ۔ قلت وجہ التطبیق ان الکفاءۃ
حق الزوجۃ و ولیہا لئلا یلزمہما
العار فان اسقطا حقہما لرعایۃ
مصلحۃ دینیۃ فذلک محبوب مندوب
الیہ ۔ ابوبکر عن عبدالرحمن بن
معبد ان عمر رد نکاح امراۃ
نکحت بغیر اذن ولیہا ۔ ابوبکر عن
طاؤس عن عمر قال لا نکاح الا

عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ میں نے ایسے شخص کی مثل نہیں دیکھا
جس نے اس آیت کے بعد نکاح کو ترک کیا اِن یکونوا فقرآء الخ
(۲۴: ۳۲) اگر یہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل
سے ان کو مالدار کر دے گا۔" ابوبکر ہشام سے وہ اپنے باپ سے
کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی نوجوان لڑکیوں کو حقیر مَردوں سے نکاح
پر مجبور نہ کرو کیونکہ وہ بھی محبوب رکھتی ہیں اس بارے میں
اُس چیز کو جسے تم محبوب رکھتے ہو۔ ابوبکر عاصم سے کہا عمرؓ
ابن الخطاب نے کہ کنواری عورتوں سے نکاح کو ترجیح دو کہ ان کے
مُنہ شیریں ہوتے ہیں (یعنی اچھی خوشبو والے) اور رحم کُھلے
ہوئے ہوتے ہیں (حمل قبول کرنے کے لئے) اور تھوڑے سے
پر بہت راضی ہونے والی ہوتی ہیں۔ ابوبکر محمد بن سیرین سے
کہ کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جاہلیت کے اخلاق میں سے (مجھ
میں) کوئی بات باقی نہیں رہی بجز اس کے کہ میں پروا نہیں
کرتا کہ کس قسم کی عورت سے میں نے نکاح کیا اور کس قسم کے
مرد کا نکاح کرایا۔ ابوبکر ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کہا عمرؓ نے
کہ میں ضرور حسب والی (خاندانی) عورتوں کی شرمگاہوں کو
روکوں گا مگر اکفاء (برابر کے خاندان والے لوگوں) سے۔
میں کہتا ہوں کہ (اس میں اور پچھلی حدیث میں) وجہ تطبیق
یہ ہے کہ کفاءۃ (یعنی برابر کے خاندان کا ہونا) زوجہ کا اور
اس کے ولی کا حق ہے تاکہ ان دونوں کو عار نہ لاحق ہو۔ پھر
اگر ان دونوں نے کسی مصلحتِ دینیہ کی رعایت سے اپنے
حق کو ساقط کر دیا تو یہ محبوب اور پسندیدہ بات ہو گی۔ ابوبکر
عبدالرحمن بن معبد سے کہ عمرؓ نے ایک ایسی عورت کا نکاح رد
کر دیا جس نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر کیا تھا۔ ابوبکر
طاؤس سے وہ عمرؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ نکاح نہیں ہوتا مگر

بولیٍّ آبو بکر عن عمرو بن ابی سفیان قالَ
عمر لا تُنکحُ المرأۃ اِلّا باذنِ ولیّہا و
ان نکحت عشرۃً اوباذنِ سُلطانٍ آبو بکر
عن طاؤس اُتِیَ عمر بامرأۃٍ قد حملت
فقالت تزوّجنی فلانٌ فقالَ انّی تزوّجتہا
بشہادۃِ من اُمّی واُختی ففرّق بینہما و
درأ عنہما الحدَّ وقال لانکاحَ الّا بولیٍّ
آبو بکر عن عکرمۃ بن خالد جمعتِ الطریقُ
رَکبًا فجعلتْ امرأۃٌ منہم ثیّبٌ امرَہا
الیٰ رجلٍ من القوم غیر ولیّہا
فانکحہا رجلاً فجلدَ عمر النّاکحَ و
المُنکِحَ ففرّق بینہما آبو بکر عن
بکر تزوّجتْ امرأۃٌ بغیر ولیّ و
لا بیّنۃٍ فکُتِب الیٰ عمر فکَتَبَ اَن
تُجلَد مائۃً وکتَبَ الی الامصارِ ایّ امرأۃٍ
تزوّجتْ بغیر ولیٍّ فہی بمنزلۃِ الزّانیۃ
آبو بکر عن ابراہیم قال عمر تُستأمرُ
الیتیمۃُ فی نفسہا فرضاہا اَن تسکت
مالک والشافعی عن المسیّب
قالَ عمر بن الخطاب لا یُنکحُ
المرأۃ الّا باذنِ ولیّہا او ذی
الرّائے من اہلہا او السّلطانِ
مالک والشافعی عن ابی الزبیر ان
عمر اُتی بنکاحٍ لم یشہدْ علیہ
الّا رجلٌ و امرأۃٌ

ولی کی رضا سے۔ آبو بکر عمرو بن ابی سفیان سے کہ عمرؓ نے کہا کہ
عورت کا نکاح نہ کیا جائے مگر اس کے ولی کی اجازت سے اگرچہ
وہ دس نکاح کر چکی ہو یا سلطان کی اجازت سے۔ آبو بکر
طاؤس سے کہ عمرؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو حاملہ تھی
اُس نے کہا مجھ سے نکاح کیا فلاں نے پھر مرد نے کہا کہ میں نے
اس عورت سے نکاح کیا اپنی ماں اور بہن کی شہادت پر تو آپ
نے ان دونوں کے درمیان تفریق کردی اور اُن پر حدِّ زنا جاری
نہیں کی اور فرمایا کہ نکاح بغیر ولی نہیں ہوتا۔ آبو بکر عکرمہ بن
خالد سے کہ شتر سواروں سے راستہ بھر گیا تھا اُن میں سے
ایک بیوہ عورت نے اپنا معاملہ (نکاح) قوم میں کے ایک شخص
کے ساتھ متعلق کردیا جو اس کا ولی نہیں تھا (یعنی اس کو اختیار
دیدیا) اُس نے اُس کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کردیا۔ تو عمرؓ
نے نکاح کرنے والے اور نکاح کرانے والے کے کوڑے مارے
اور دونوں کے درمیان تفریق کردی۔ آبو بکر راوی ہیں بکر سے
کہ ایک عورت نے نکاح کرلیا بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے۔
یہ واقعہ عمرؓ کو لکھ کر بھیجا گیا تو اُنھوں نے لکھا کہ اُس کے
سَو کوڑے مارے جائیں اور شہروں میں لکھ کر بھیجا کہ جو عورت
بغیر ولی کے نکاح کرے تو وہ بمنزلہ زانیہ کے ہے۔ آبو بکر ابراہیم
سے کہ عمرؓ نے کہا کہ یتیم لڑکی سے اُس کی ذات کے بارے میں
اجازت طلب کیجائے تو اُس کی رضامندی یہ ہے کہ وہ سکوت
کرے۔ مالکؒ اور شافعیؒ مسیّب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے
فرمایا کہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے مگر اُس کے ولی یا اُس کے
اہل میں سے کسی صاحب رائے یا بادشاہ کی اجازت سے۔ مالکؒ
اور شافعیؒ ابوالزبیر سے کہ عمرؓ کے سامنے ایک نکاح کا واقعہ
ذکر کیا گیا جس پر کوئی گواہ نہ تھا بجز ایک مرد اور ایک عورت کے

فقال ہذا نکاح السر و لا أجیزہ و لو
تقدمت فیہ لرجمت الشافعی عن الحسن و
سعید بن المسیب ان عمر قال لا نکاح الا
بولی و شاہدی عدل قال الشافعی و
الذی رواہ حجاج بن ارطاۃ عن عطاء
عن عمر انہ اجاز شہادۃ النساء مع الرجل
فی النکاح منقطع والحجاج لا یحتج بہ
الشافعی و احمد بن حنبل فی خطبۃ عمر
بالجابیۃ قولہ ولا یخلون الرجل بامرأۃ
فان الشیطان ثالثہما ابو بکر عن حمید
ابن عبد الرحمن قال عمر الا لا یلج رجل
علی امرأۃ الا و ہی ذات محرم منہ
قیل حموہا قال حموہا الموت البیہقی
روینا عن عمر بن الخطاب کتب الی
ابی عبیدۃ بن الجراح اما بعد فانہ بلغنی
ان النساء المسلمات یدخلن الحمامات
و معہن نساء اہل الکتاب فامنع
ذلک و حل دونہ و فی روایۃ فانہ
لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ و الیوم الآخر
ان تنظر الی عورتہا الا اہل ملتہا ابو بکر
عن سعید بن المسیب قال عمر ایما عبد
نکح حرۃ فقد اعتق نصفہ و ایما
حر نکح امۃ فقد ارق نصفہ
ابو بکر عن عمر انہ نہی ان یتزوج
العربی الامۃ ابو بکر

تو فرمایا کہ یہ پوشیدہ نکاح ہے اور میں اس کو جائز نہیں قرار دیتا ہوں
اور اگر یہ میرے سامنے پیش آتا تو میں ضرور رجم کر دیتا۔ شافعیؒ
حسن سے اور سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نکاح نہیں ہوتا بغیر
ولی اور دو شاہد عدل کے۔ کہا شافعیؒ نے اور وہ روایت جو عطاء
سے کی ہے حجاج بن ارطاۃ نے کہ عمرؓ نے نکاح کے بارے میں
عورتوں کی شہادت کو مرد کے ساتھ جائز رکھا ہے منقطع ہے
اور حجاج ایسا شخص ہے جس کی روایت حجت نہیں ہے۔ شافعی
اور احمد بن حنبلؒ نے عمرؓ کے خطبہ میں جو جابیہ میں دیا تھا ان کا
یہ قول روایت کیا ہے اور کوئی شخص ہرگز خلوت نہ کرے کسی
غیر عورت کے ساتھ کہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔
ابو بکر حمید بن عبد الرحمن سے کہا عمرؓ نے کہ خبردار کوئی مرد کسی
عورت کے پاس نہ داخل ہو مگر اس صورت میں کہ وہ اس کی
محرم ہو۔ کہا گیا کہ دیور (اور جیٹھ) بھی، کہا کہ دیور موت ہے۔
بیہقی، ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب کے بارے میں کہ
انھوں نے ابو عبیدہؓ بن الجراح کو لکھا اما بعد مجھے یہ اطلاع
پہنچی کہ مسلمان عورتیں حماموں میں داخل ہوتی ہیں اور ان کے
ساتھ اہل کتاب کی عورتیں ہوتی ہیں تو اس کو منع کر دو اور
تم اس میں روک بن جاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ کسی
ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی
ہو یہ حلال نہیں کہ اس کے ستر کو کوئی عورت دیکھے بجز اس
عورت کے جو اس کی ہم مذہب ہو۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے
کہ عمرؓ نے کہا کہ جس غلام نے آزاد عورت سے نکاح کر لیا اس کا
نصف آزاد ہو گیا اور جس آزاد نے باندی سے نکاح کر لیا اسکا
نصف غلام ہو گیا۔ ابو بکر عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں
نے منع کیا اس سے کہ کوئی عرب باشندہ باندی سے نکاح کرے۔ ابو بکر

عن شقیق تزوج حذیفۃ یہودیۃ فکتب
الیہ عمر ان خل سبیلہا فکتب
الیہ ان کانت حراماً خلیت
سبیلہا فکتب الیہ انی لا
ازعم انہا حرام ولکنی اخاف
ان یتعاطوا المؤمنات منہن
ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم
عن حذیفۃ بن الیمان انہ تزوج
یہودیۃ بالمدائن فکتب الیہ عمر بن الخطاب
ان خل سبیلہا فکتب الیہ احرام
ہی یا امیر المؤمنین فکتب الیہ اعزم
علیک ان لا تضع کتابی حتی
تخلی سبیلہا فانی اخاف ان یقتدی
بک المسلمون فیختاروا نساء اہل
الذمۃ لجمالہن وکفی بذلک فتنۃ
لنساء المسلمین ابو بکر عن عبید اللہ
ابن عبد اللہ عن ابیہ سئل عمر عن جمع
الام وابنتہا من ملک الیمین فقال
لا احب ان اجیزہما جمیعاً۔
ابو بکر عن ابی نضرۃ جاء
رجل الی عمر فقال
ان لی ولیدۃ وابنتہا
وانہما قد اعجبتانی
افاطأہما قال آیۃ احلتہما
وآیۃ حرمتہما

شقیق سے، حذیفہ رضؓ نے نکاح کیا ایک یہودی عورت سے تو
ان کو عمر رضؓ نے لکھا کہ اس کو چھوڑ دو۔ تو حذیفہ رضؓ نے اُن کو لکھا
کہ اگر حرام ہو تو میں اس کو چھوڑ دوں گا۔ پھر عمر رضؓ نے ان کو
لکھا کہ میں یہ نہیں سمجھتا کہ وہ حرام ہے لیکن مجھے اس بات کا
اندیشہ ہے کہ وہ (ازواج) مؤمنات کو اپنے (جمال کی وجہ)
سے غصہ دلائیں گی (جس سے وہ تکلیف میں مبتلا ہوں گی)۔
ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ حذیفہ بن الیمان سے کہ
انھوں نے مدائن میں ایک یہودیہ سے نکاح کر لیا۔ تو ان کو
عمر رضؓ بن الخطاب نے لکھا کہ اس کو چھوڑ دو تو انھوں نے
لکھا کہ کیا وہ حرام ہے اے امیر المؤمنین تو عمر رضؓ نے پھر ان کو
لکھا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ یہ میرا خط نیچے رکھنے سے
پہلے اس کو چھوڑ دو...... کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ
مسلمان تمہاری اقتدار کریں گے اور وہ اہل ذمہ کی عورتوں کو
ان کے جمال کی وجہ سے اختیار کرنے لگیں گے اور یہ بات مسلمان
عورتوں کے مبتلاء فتنہ ہونے کے لئے کافی ہے۔ ابو بکر عبید اللہ
ابن عبد اللہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمر رضؓ سے سوال کیا گیا ماں
اور اس کی بیٹی کو جو ملک یمین میں ہوں (یعنی دونوں
کسی کی باندیاں ہوں) جمع کرنے کے بارے میں (یعنی دونوں
سے مجامعت کر سکتا ہے یا نہیں) تو فرمایا کہ مجھے پسند نہیں کہ
دونوں کو جمع کرنے کی اجازت دوں۔ ابو بکر ابو نضرہ سے
کہ ایک شخص عمر رضؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میری ملک
میں ایک جاریہ ہے اور اس کی بیٹی ہے اور وہ دونوں مجھے
بہت پسند ہیں تو کیا میں دونوں سے جماع کر سکتا ہوں؟
تو فرمایا کہ ایک آیت (یعنی او ما ملکت ایمانکم) تو حلال
کرتی ہے، اور ایک آیت (ان تجمعوا الخ) حرام کرتی ہے۔

اما انا فلم اکن اقرب ہذا قلت نازع البغوی فی ذلک فقال قولہ وان تجمعوا اخص فی ہذا الحکم من قولہ او ما ملکت ایمانکم لان الآیۃ الاولیٰ فی بیان ما حرم علینا و قولہ او ما ملکت ایمانکم فی الامر بحسن الاستمتاع ومثل ذلک لا یعم والاوجہ عندی ان قولہ تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین فی سیاق المنکوحات انما ارید بہ الجمع بالنکاح لانہ معلوم ان الجمع فی البیت والجمع فی الملک من غیر وطی لیس بمحرم فلا بد للجمع المنہی عنہ من محل وما ہو الا النکاح فی سیاق الآیۃ و قولہ تعالیٰ والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فی بیان ما احل اللہ فکان عمر بن الخطاب اراد ان آیۃ وان تجمعوا حرمت من طریق القیاس الجلی الاماء علی المنکوحات و قولہ والذین ہم لفروجہم حافظون احلت من جہۃ العموم واللہ اعلم ابو بکر عن عبد الرحمٰن بن غنم عن عمر قال لہا شرطہا قال رجل اذا تطلقنا فقال عمر ان مقاطع الحقوق عند الشروط البیہقی

میرا اپنا حال یہ ہے کہ میں ایسے کام کے قریب بھی جانے والا نہ ہوں گا (جس میں مظنہ حرام موجود ہو)۔ میں کہتا ہوں کہ بغوی نے اس میں نزاع کیا ہے۔ کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَاَنْ تَجْمَعُوْا اس حکم میں اخص ہے ارشاد او ما ملکت ایمانکم سے کیونکہ پہلی آیت اس کے بیان میں ہے جس کو اللہ نے ہم پر حرام کیا ہے اور ارشاد او ما ملکت ایمانکم خوبی کے ساتھ حکم قبول کرنے کے بارے میں ہے اور اس جیسی بات میں عموم نہیں ہوا کرتا۔ اور میرے نزدیک یہ بات ہے کہ ارشاد حق تعالیٰ وَاَنْ تجمعوا بین الاختین منکوحات کے سیاق میں ہے اور اس سے مراد لیا گیا ہے نکاح سے جمع کرنا اس لئے کہ یہ بات واضح ہے کہ گھر میں جمع کرنا یا ملک میں جمع کرنا بغیر مجامعت حرام نہیں ہے تو ضروری ہے کہ جمع سے مراد وہ جمع ہو جو منہی عنہ ہو ایک خاص موقع سے اور وہ نکاح کے سوا سیاق آیت میں اور کوئی موقع نہیں۔ اور ارشاد حق جل شانہ وَالَّذِیْنَ ھم لفروجھم حٰفظون الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم ان کے بیان میں ہے جن کو اللہ نے حلال کیا ہے۔ تو عمرؓ بن الخطاب کی مراد یہ تھی کہ آیت وَاَنْ تَجْمَعُوْا نے منکوحات پر قیاس جلی کے ساتھ باندیوں کو بھی حرام کر دیا اور ارشاد وَالَّذِیْن ھو لفروجھم حٰفظون نے عموم کی جہت سے حلال کیا ہے، واللہ اعلم۔ ابو بکر عبد الرحمٰن بن غنم سے وہ عمرؓ سے کہ فرمایا کہ اس (عورت) کے لئے اس کی شرط (کا حق) ہے۔ مرد نے کہا کہ جب ہم دونوں بخندہ پیشانی ملتے ہوں تو عمرؓ نے کہا کہ شروط کے سامنے حقوق قطع ہو جاتے ہیں۔ بیہقی، ہم نے

ع۵ یہ آیت مومنین کے اس وصف کے بیان میں نازل ہوئی ہے کہ وہ نکاح کے بارے میں اللہ کے حکم سے کہ کن سے نکاح کرنا چاہیئے اور کن سے نہ کرنا چاہیئے تجاوز نہیں کرتے اور یہ دو بہنوں کے جمع کرنے کے جواز پر دلالت نہیں کرتی (چہ جائیکہ ماں اور بیٹی کے جمع کرنے کے جواز پر دلالت کرے) ۱۲ واضح ہے کہ

مو یہاں دو آیتوں میں خلط ملط ہو گیا ہے۔ ایک آیت سورۃ نساء کی ہے جسکے الفاظ ہیں او ما ملکت ایمانکم۔ اور ایک اور آیت ہے سورۃ المومنون کی، اسکے الفاظ ہیں او ما ملکت ایمانھم دونوں کا

رُوِّینا عن عمر بن الخطاب فی رجلٍ تزوّج امرأۃً وشرط لہا أن لا یخرجہا قال فوضع عنہ الشرط وقال المرأۃ مع زوجہا ابوبکر عن زید بن وہب کتب الینا عمر أن الاعرابی لاینکح المہاجرۃ حتے یخرجہا من دار الہجرۃ قلتُ ذہب الاوزاعی واحمد واسحٰق الی الاوّل فاذا اراد ان یخرجہا امر بالطلاق وابوحنیفۃ والشافعی الی الثانی والاوّل اوثق من حدیث عمر الشافعی عن عبداللہ ابن عتبۃ عن عمر بن الخطاب انہ قال ینکح العبد امرأتین ویطلّق تطلیقتین وتعتدّ الامۃ حیضتین فان لم تکن تحیض فشہرین او شہرًا ونصفًا ابوبکر عن الحکم اجمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ان المملوک لایجمع من النسآء فوق اثنتین مالک والشافعی عن سعید بن المسیّب وعن سلیمان بن یسار أن طلیحۃ الاسدیۃ کانت تحت رشید الثقفی فطلّقہا فنکحت فی عدّتہا فضربہا عمر بن الخطّاب وضرب زوجہا بالمخفقۃ ضربات وفرّق بینہما ثم قال عمر بن الخطاب ایّما امرأۃٍ نکحت فی عدّتہا فان کان زوجہا الّذی تزوّجہا لم یدخل بہا فرّق بینہما ثم اعتدّت بقیّۃ عدّتہا من زوجہا الاوّل ثم کان الآخر

روایت کیا گیا ہے عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے میں کہ جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے یہ شرط منظور کر لی کہ اس کو (شہر سے) باہر نہیں لے جائے گا۔ کہا کہ عمرؓ نے اُس سے یہ شرط ہٹا دی اور فرمایا کہ عورت شوہر کے ساتھ رہتی ہے۔ ابوبکر زید بن وہب سے کہ ہم کو عمرؓ نے لکھا کہ اعرابی (یعنی دیہات کا مرد) کسی مہاجر عورت سے نکاح نہ کرے کہ اس کو دار الہجرت سے نکال لیجائے۔ میں کہتا ہوں کہ اوزاعیؒ اور احمدؒ اور اسحٰقؒ پہلے قول کی طرف گئے ہیں تو جب ارادہ کرے گا اُس کو نکال لے جانے کا تو طلاق کا حکم دیا جائے گا، اور ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ دوسرے قول کی طرف۔ اور حدیث عمرؓ میں سے پہلا قول زیادہ قابلِ وثوق ہے۔ شافعیؒ عبداللہ بن عتبہ سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ غلام دو عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور دو طلاق دے سکتا ہے اور باندی عدّت گزارے گی دو حیض۔ پھر اگر اس کو حیض نہیں آتا تو دو مہینے یا ڈیڑھ مہینہ۔ ابوبکر حکم سے، اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اجماع کیا ہے کہ مملوک (غلام) دو سے زیادہ عورتوں کو جمع نہیں کر سکتا۔ مالکؒ اور شافعیؒ سعید بن المسیّب سے اور سلیمان بن یسار سے کہ طلیحہ اسدیہ رشید ثقفی کے نکاح میں تھی۔ اس نے اُس کو طلاق دیدی تو اُس نے اپنی عدّت میں نکاح کر لیا تو اُس کے اور اُس کے شوہر کے عمرؓ ابن الخطاب نے کئی دُرّے مارے اور دونوں میں تفریق کر دی۔ پھر کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جو عورت اپنی عدّت میں نکاح کر لے تو اگر اس کا شوہر جس سے اُس نے نکاح کیا ہے اُس کے پاس نہیں گیا تو دونوں میں تفریق کر دی جائے پھر وہ اپنی بقیہ عدّت کو پورا کرے جو پہلے شوہر سے تھی۔ پھر دوسرا شوہر اپنا

خاطباً من الخطاب وان كان دخل بها فرّق بينهما ثم اعتدت بقية عدتها من زوجها الاوّل ثم اعتدت من الآخر ثم لايجتمعان ابداً او قال سعيد بن المسيب لها مهرها بما استحل منها قال البيهقي قال الشافعي في القديم لايجتمعان ابداً ثم رجع و ذكر الثوري في جامعه انّ عمر رجع عن ذلك مالك عن ابي الزبير المكي انّ رجلاً خطب الى رجل اختہ فذكر انها قد كانت احدثت (اذنبت) فبلغ ذلك عمر ابن الخطاب فضربہ او كاد يضربه ثم قال مالك وللخبر ابوبكر عن طارق بن شهاب انّ رجلاً زوّج ابنتہ فقالت اخشى ان افضحك انى قد بغيت (زنيت) فاتے عمر فقال اليس قد تابت قال نعم قال فتزوّجها قلت تمسك به من قال بجواز نكاح الزانية وفيه نظر لانه يحتمل ان لايكون زناها معلوماً بالبيّنة ولا رآها الزوج على تلك الحالة فهذه حالة عمياء والاصل هو استصحاب البراءة

رشتہ بھیجنے والا ہو گا رشتہ بھیجنے والوں میں سے۔ اور اگر وہ اُس کے پاس جا چکا ہے تو دونوں میں تفریق کر دی جائے پھر عورت اُس بقیہ عدت کو پورا کرے جو پہلے شوہر سے تھی پھر دوسرے کی عدت گزارے آئندہ یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور کہا سعید بن المسیب نے کہ عورت کو اپنے مہر کا حق ہے اُس کام کی وجہ سے جس کو مرد نے اُس عورت کے ساتھ اپنے لئے حلال کر لیا تھا۔ بیہقی نے کہا کہ شافعیؒ کا قدیم قول یہ ہے کہ یہ کبھی جمع نہیں ہوں گے پھر اُنھوں نے رجوع کر لیا۔ اور ثوریؒ نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے کہ عمرؓ نے اس سے رجوع کر لیا۔ مالکؒ ابوزبیر مکیؒ سے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے پاس اُس کی بہن سے پیغام بھیجا۔ تو اُس نے بتایا کہ وہ عورت گناہ کر چکی ہے۔ یہ بات عمرؓ بن الخطاب تک پہنچ گئی تو اُس کو آپ نے مارا یا مارنے والے تھے۔ پھر فرمایا تجھے یہ خبر پہنچانے سے کیا غرض؟ ابوبکر طارق بن شہاب سے کہ ایک شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا۔ تو اُس نے کہا کہ میں اس سے ڈرتی ہوں کہ تم کو رسوا کروں کیونکہ میں درحقیقت بُرائی (یعنی زنا) میں مبتلا ہو چکی ہوں تو وہ عمرؓ کے پاس آیا اور اُن سے اس بات کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا کہ کیا اُس نے توبہ نہیں کی؟ اُس نے کہا کہ ہاں (کر چکی ہے) تو فرمایا کہ اُس کا نکاح کر دے۔ میں کہتا ہوں کہ جو نکاحِ زانیہ کے جواز کے قائل ہیں انھوں نے اسی سے حجت پکڑی ہے۔ اور اس میں کلام ہے کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ اُس کا زنا شہادات سے معلوم نہ ہوا اور نہ اُس کو (ہونے والے) شوہر نے اُس حالت میں دیکھا ہو یہ ایک (غیر واضح) اندھی حالت ہے اور اصل (ہر نفس کیلئے) پاکدامنی کے ساتھ متصف ہونا ہے۔ (جبتک

فلقول عمر بن الخطاب مصدرٌ غير هذا
الذي زعموه والحديث الثاني
تاويله ان المنهيّ عنه هو نكاح الزانية
غير التائبة فاذا تابت فالتائب
من الذنب كمن لا ذنب له، ابوبكر عن
الحسن ان رجلاً تزوج امرأة فاسرّ
ذلك فكان يختلف اليها في
منزلها فرآه جارٌ لها فقذفه بها
فخاصمه الى عمر بن الخطاب فقال
يا امير المؤمنين هذا كان يدخل على
جارتي ولا اعلمه تزوجها فقال له
ما تقول فقال تزوجت امرأة على
شيء دون فاخفيت ذلك قال فمن
شهدكم قال اشهدت بعض اهلها
قال فدرأ الحد عن قاذفه وقال
اعلنوا هذا النكاح وحصّنوا هذه
الفروج ابوبكر عن محمد بن سيرين
نُبّئتُ ان عمر كان اذا سمع صوتا
انكره وسأل عنه فان قيل عُرس
او ختانٌ اقرّه البغوي روى ان
عمر وعثمان دُعيا الى طعام فاجابا
فلما خرجا قال عمر لعثمان لقد شهدت
طعاما وددت اني لم اشهده
قال وما ذاك قال خشيت
ان يكون جُعل

اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ ہو دوسرا حکم نہیں لگایا جائے گا) تو
عمرؓ بن الخطاب کے قول کے لئے اس کے سوا جس کا انھوں نے
گمان کیا ہے کوئی دوسرا مصدر بھی ہو سکتا ہے۔ اور دوسری حدیث
کی تاویل یہ ہے کہ جس سے روکا گیا ہے وہ اُس زانیہ کا نکاح ہے
جس نے توبہ نہ کی ہو پھر جب اُس نے توبہ کر لی تو گناہ سے توبہ
کرنے والا اُس شخص کی مانند ہے جس پر کوئی گناہ نہیں۔ ابوبکر حسن
سے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو پوشیدہ
رکھا۔ پھر یہ اُس عورت کے گھر میں آیا جایا کرتا تھا تو اُس کو اس
عورت کے ایک ہمسایہ نے دیکھا اور اس کے خلاف عمرؓ بن الخطاب
سے شکایت کی کہ اے امیر المؤمنین یہ میری ایک ہمسایہ کے پاس
آتا رہا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس نے اُس سے نکاح کیا۔ تو
آپ نے اُس (مدعا علیہ) سے کہا کہ تو کیا کہتا ہے اُس نے کہا کہ
میں نے عورت سے ایک قلیل مہر پر نکاح کیا اور اس کو مخفی
رکھا۔ آپ نے کہا کہ نکاح پر تمہارا گواہ کون تھا تو اس نے کہا
کہ میں نے عورت کے بعض رشتہ دار کو گواہ بنایا تھا۔ کہا کہ آپ
نے تہمت لگانے والے پر حد قذف جاری نہیں کی۔ فرمایا کہ اس
نکاح کا اعلان کر دو اور ان شرمگاہوں کو (بدکاری سے) بچاؤ۔
ابوبکر محمد بن سیرین سے، مجھے خبر دی گئی کہ عمرؓ جب (اونچی)
آواز سنتے تو ان کو ناگواری ہوتی اور اس کے بارے میں لوگوں
سے پوچھتے پھر اگر کہا جاتا کہ شادی ہے یا ختنہ ہے تو کوئی باز پرس
نہ کرتے۔ بغوی، روایت کیا گیا ہے کہ عمرؓ اور عثمانؓ کو کھانے
کی دعوت دی گئی۔ دونوں نے قبول کر لی۔ جب دونوں نکلے
تو عمرؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ میں بیشک کھانے پر حاضر ہو گیا مگر
مجھے اچھا یہ معلوم ہوا کہ نہ حاضر ہوتا۔ عثمانؓ نے کہا اور اس کی
وجہ کیا ہے۔ فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ ہو گیا کہ کھانا ازراہ فخر ونمائش

مباہاۃً آبوبکر و البغوی عن ابی العجفاء
السلمی عن عمر قال لا تغالوا فی
مہور النساء فانہا لو کانت مکرمۃ (مبالغہ و زیادتی نہ کیجئے)
فی الدنیا او تقوی عند اللہ لکان
احقکم بہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ما زوج بنتا من بناتہ و لا تزوج شیئا
من نسائہ الا علی اثنی عشر اوقیۃ
ابوبکر عن ابن سیرین ان عمر رخص ان
تصدق المرأۃ الفین الشافعی عن محمد (مہر کردہ شود)
ابن سیرین ان الاشعث بن قیس صحب
رجلا فرأی امرأتہ فاعجبتہ فتوفی
فی الطریق فخطبہا الاشعث
ابن قیس فابت ان تتزوجہ
الا علی حکمہا فتزوجہا علی
حکمہا ثم طلقہا قبل ان
تحکم فقال احکمی فقالت احکم
فلانا و فلانا رقیقا کانوا
لابیہ من تلادہ (مال) فقال
غیر ہولاء فابت فاتی عمر
فقال یا امیر المؤمنین عجزت
ثلث مرات قال ما ہن
قال عشقت امرأۃ قال
ہذا ما لا تملک قال
ثم تزوجتہا

نہ بنایا گیا ہو۔ آبوبکر اور بغوی ابو العجفاء سلمی سے وہ عمرؓ سے فرمایا
کہ عورتوں کے مہروں کی گراں مقدار نہ کرو کیونکہ یہ اگر بڑائی
کی بات ہوتی دُنیا میں یا تقوے کی بات ہوتی اللہ کے نزدیک تو
اس کے سب سے زیادہ حقدار محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوتے۔ آپ
نے اپنی بیٹیوں میں سے کسی بیٹی کا نکاح نہیں کیا اور نہ اپنی ازواج
میں سے کسی سے نکاح کا کچھ معاملہ کیا مگر بارہ اوقیہ (چاندی) پر
(ایک اوقیہ چالیس درہم کا تھا اس لئے بارہ اوقیہ کے چارسو
اسی درہم ہوئے۔ بعض روایات میں ساڑھے بارہ اوقیہ ہے یعنی
پانچسو درہم)۔ آبوبکر ابن سیرین سے کہ عمرؓ نے اس بات کی اجازت
دی کہ مہر دو ہزار درہم مقرر کیا جاتے۔ شافعی محمد بن سیرین سے
کہ اشعث بن قیس (سفر میں) ایک شخص کے ساتھی بنے۔ انھوں
نے اُس کی بیوی کو دیکھا تو ان کو اچھی معلوم ہوتی اُس شخص
کا راستہ میں انتقال ہو گیا تو اشعث بن قیس نے اُس کو نکاح
کا پیغام دیا تو اُس نے نکاح سے انکار کر دیا بجز اس شرط کے
کہ مہر اس کے حکم کے مطابق ہو گا۔ (کہ وہ جو کچھ مانگے اس کو
دینا ہو گا) ... اُس نے اس پر نکاح کر لیا کہ مہر اس کے حکم کے
مطابق ہو گا... پھر اس کو طلاق دیدی قبل اس کے کہ وہ
حکم کرے۔ اس کے بعد کہا کہ حکم کر (یعنی بتا کہ مہر کیا دیا جاتے)
اُس نے کہا کہ میں یہ حکم کرتی ہوں کہ فلاں فلاں غلام دو۔ یہ
غلام اُس کے باپ کے مال میں سے اُس کو ملے تھے تو اُس نے
کہا کہ ان کے بجائے اور کچھ لے لے تو اس نے انکار کر دیا تو
وہ عمرؓ کے پاس آتے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین میں تین مرتبہ
عاجز ہوا ہوں۔ فرمایا وہ کیا ہیں تو اُنھوں نے کہا کہ (ایک واقعہ
یہ ہوا کہ) میں ایک عورت پر عاشق ہو گیا۔ فرمایا کہ یہ ایسی بات
ہے جس پر تمھیں اختیار نہیں ہے۔ کہا کہ پھر میں نے اس سے نکاح کر لیا

على حكمها ثم طلقتها قبل ان تحكم
فقال عمر امرأة من المسلمين
قال الشافعي يعني لها مهر امرأة من
المسلمين ابو بكر عن النخعي عن عمر
نحو ذلك الا انه قال ارضها
ارضها ابو بكر عن ابن سيرين نحو
ذلك الا انه قال لها مهر نسائها
مالك و الشافعي عن سعيد بن المسيب
ان عمر بن الخطاب قضى بالمرأة
تزوجها الرجل انها اذا ارخيت الستور
فقد وجب الصداق كان
الشافعي في القديم يقول بقول
عمر و يقول عمر اعلم بكتاب الله
و قد يجوز ان يكون انما اراد
الله بالتي طلقت قبل ان
تمس التي لم تخل بينه و بين
نفسها ثم رجع في الجديد الى ان
المهر انما يجب كاملا بالمسيس و اعتمد على
ظاهر الكتاب قلت يمكن الجمع بين
قول عمر و بين ظاهر
الكتاب فنقول اذا
تصادقا على انه لم يمسها
فالقول بظاهر الكتاب
و ان قالت مسني و قال
لم امسها فان

اُس کے حکم (اختیارِ مہر) پر۔ پھر میں نے اُس کو طلاق دیدی
پہلے اس سے کہ وہ حکم (یعنی تعیین مہر) کرے۔ تو عمرؓ نے فرمایا
کہ وہ ایک عورت ہے مسلمانوں میں سے۔ شافعیؒ نے کہا کہ عمرؓ
کی مراد یہ تھی کہ اُس کا مہر عام مسلمان عورت کے برابر ہے۔
ابو بکر نخعی سے اور وہ روایت کرتے ہیں عمرؓ سے اسی کے مطابق
بجز اس کے کہ انھوں نے کہا کہ اُس عورت کو راضی کرو اُس کو
راضی کرو۔ ابو بکر ابن سیرین سے اسی طرح روایت کرتے ہیں
مگر یہ کہ اُنھوں نے کہا کہ اُس کا مہر اُس (کے خاندان کی)
عورتوں کے برابر ہوگا۔ (عمرؓ کی مراد میں یہ اختلاف واقع
ہوا) مالکؒ اور شافعیؒ سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے
عورت کے لئے جب کہ کوئی شخص اس سے نکاح کرلے یہ فیصلہ
کیا کہ جب پردے لٹکا دیئے گئے تو مہر واجب ہو گیا۔ شافعیؒ اپنے
شروع کے زمانہ میں عمرؓ کے قول پر چلتے اور کہا کرتے تھے کہ عمرؓ
کتاب اللہ کے بہت بڑے عالم تھے اور یہ بات جائز ہے کہ (آیت
لاجناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن میں) اللہ
تعالیٰ نے "اُن کو چھُونے سے پہلے طلاق دیئے جانے" سے
ایسی عورت مُراد لی ہو جس کی ابھی تک شوہر کے ساتھ خلوت
نہ ہوئی ہو۔ پھر جدید یعنی بعد کے قول میں شافعیؒ نے اس قول
کی طرف رجوع کر لیا کہ مہر کامل چھُونے سے واجب ہوتا ہے
اور اُنھوں نے آیت کے ظاہر پر عمل کیا۔ میں کہتا ہوں کہ قولِ
عمرؓ اور آیت کے ظاہر معنے میں جمع ممکن ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ
جب دونوں (مرد و عورت) اس بات کی تصدیق کریں کہ مرد
نے عورت کو نہیں چھُوا تو ظاہر کتاب پر عمل ہوگا۔ اور اگر (اختلاف
واقع ہو گیا) عورت نے کہا کہ مجھے چھُوا ہے اور مرد نے کہا کہ
میں نے اس کو نہیں چھُوا تو (اب فیصلہ یوں ہوگا کہ) اگر

أُرخیتِ الستورُ صُدِّقَت بیمینہا وإن لم تُرخَ الستورُ صُدِّق بیمینہ لانّ الظاہر مع ہٰذہ فی المسئلۃ الاُولیٰ ومع ھٰذا فی الثانیۃ فاظنّ ہٰذا معنی قول عمر الشافعی عن طاؤس ان ابا الصّھباء قال لابن عباس انّما کانت الثلاثُ علی عہد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تُجعَلُ واحدۃً وابی بکر وثلاث سنین من امارۃ عمر فقالَ ابنِ عباس نعم مسلم عن طاؤس عن ابن عباس کانَ علی عہد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلٰثِ واحدۃً فقالَ عمر بن الخطّاب انّ الناس استعجلوا فی امرٍ کانت لہم فیہ اَنَاۃٌ فلو امضیناہ علیہم قلتُ فی ہٰذا الحدیث اشکالٌ قویّ لانّ النسخَ لایتصوّرُ بعدَ وفاۃِ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وانقطاعِ الوحی فحکی البغویُّ للعلماء ثلاث تاویلاتٍ احدہا معناہ قول الرّجل انتِ طالقٌ انتِ طالقٌ انتِ طالقٌ اِن قصدَ الایقاعَ بکلّ لفظۃٍ تقع الثلاثُ وان قصدَ التوکیدَ فواحدۃٌ کانوا فی الزّمن الاوّل یصدّقونَ فی انّہم ارادوا واحدۃً فلما رآے

ان پر پردے لٹکائے گئے تھے تو عورت کی قسم کی تصدیق کیجائیگی اور اگر پردے نہیں لٹکائے گئے تو مرد کی قسم کی تصدیق کیجائیگی کیونکہ (معنے آیت کا) ظاہر پہلی صورت میں (یعنی جب پردے لٹکائے گئے تھے) عورت کے ساتھ ہے اور دوسری صورت میں (یعنی جب پردے نہیں لٹکائے گئے) مرد کے ساتھ ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ عمرؓ کے ارشاد کا یہ مطلب ہے۔ شافعیؒ طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الصہباء نے ابن عباسؓ سے کہا کہ تین (طلاقیں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اور ابو بکرؓ کے عہد میں بھی، اور عمرؓ کے ابتدائے امارت کے تین سال تک (اسی پر عمل ہوتا رہا) تو ابن عباسؓ نے کہا ہاں۔ مسلم طاؤس سے وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے زمانہ میں اور عمرؓ کی خلافت کے دو سال تک تین طلاق کو ایک طلاق قرار دیا جاتا تھا۔ پھر عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کر دیا اس امر میں جس میں ان کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم ان پر اس کو جاری کر دیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار دیں)۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں قوی اشکال ہے کیونکہ کسی حکم کے منسوخ ہونے کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے اور وحی کے منقطع ہونے کے بعد تصور نہیں کیا جاسکتا اس پر بغویؒ نے علماء سے تین تاویلات نقل کی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ایک شخص نے اس کے کہنے سے کہ "تجھ پر طلاق تجھ پر طلاق تجھ پر طلاق" اگر ارادہ کیا ہر لفظ سے طلاق واقع کرنے کا تو تین طلاق واقع ہوں گی اور اگر تاکید کا ارادہ کیا تو ایک پڑے گی اور لوگوں کی ابتدائی زمانہ میں اس امر کی تصدیق کر لی جاتی تھی کہ انھوں نے ایک کا ارادہ کیا تھا۔ پھر جب عمرؓ

عمر فی زمانہٖ اُمورًا اَنکرہا الزمہم الثلٰث ثانیہا معناہ طلاقُ الرجل لغیر المدخول بہا اَنتِ طالق ثلاثًا لفظًا واحدًا ذہب اصحابُ عبد اللّٰہ بن عباسؓ انہا واحدۃٌ و قولُ عمرؓ و علیہ جمہور اہل العلم انہا ثلاثٌ ثالثہا معناہ انتِ بَتَّۃٌ کانَ عمر رآہا واحدۃً فلما تتابَعَ الناسُ الزمہم الثلاثَ والاوجہ عندی ان معناہ ان قولہٗ تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ یحتملُ وجہین احدہما ان یُعَدَّ انتِ طالق ثلٰثًا مرۃً واحدۃً لانہ ارسلَ الکلمۃ دفعۃً واحدۃً و الثانی ان ینظرَ الی المعنٰی کانّہ اراد ان یقولَ انتِ طالق ثم یقولُ انتِ طالقٌ ثم یقول انتِ طالقٌ فاختصرَ کلامہ و قال انتِ طالقٌ ثلٰثًا فہو دفعۃٌ واحدۃٌ فی الظاہر ثلاثُ دفعاتٍ فی المعنٰی وکانَ الناسُ فی زمان النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم ینکشف لہم الامرُ و لا سَألوا النبیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن ذٰلک فکانوا کثیرًا ما یذہبُونَ الی الاحتمالِ الاوّلِ و کذٰلکَ فی زمانِ الصّدیق

نے اپنے زمانہ میں ایسے امور کو دیکھا جو اُن کو منکر معلوم ہوئے تو اُنھوں نے اُن پر لازم کر دیا۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کسی شخص کا ایسی عورت کو طلاق دینا جس کے پاس نہیں گیا یہ کہہ کر کہ انتِ طالقٌ ثلاثًا (تجھ پر تین طلاق یعنی) ایک ہی لفظ کے ساتھ تو عبد اللہ بن عباسؓ کے اصحاب اس طرف گئے کہ وہ ایک طلاق ہے اور عمرؓ کا قول اور اسی کی طرف سب اہلِ علم گئے یہ ہے کہ وہ تین ہیں۔ تیسری تاویل یہ ہے کہ اس (اُمر) کے معنے ہیں انتِ بَتَّۃٌ (تو مجھ سے کٹی ہوئی ہے) عمرؓ اس کو ایک طلاق قرار دیا کرتے تھے جب لوگ پئے درپئے ایسا کہنے لگے تو اُنھوں نے ان پر تین طلاق لازم کر دیں۔ اور میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ دو صورتوں کا احتمال رکھتا ہے۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ قول انتِ طالقٌ ثلاثًا (یعنی تجھ پر تین طلاق) کو مرتبۂ واحدہ شمار کیا جائے کیونکہ ایک ہی مرتبہ میں یہ کلمہ چلتا کیا ہے۔ دوسری صورت محتملہ یہ ہے کہ معنے پر نظر کیجائے گویا اُس نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ انتِ طالقٌ (تجھ پر طلاق) پھر کہتا انتِ طالقٌ، پھر کہتا انتِ طالقٌ اب اُس نے کلام کو مختصر کیا اور یوں کہدیا کہ انتِ طالقٌ ثلاثًا تو وہ دفعۃً واحدہ ہے ظاہر میں اور تین دفعات ہوئیں معنے کے اعتبار سے تو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس حال میں تھے کہ ان پر اس امر کا (یعنی دو مذکورہ وجہوں کا) انکشاف نہ ہوا تھا اور نہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا (کہ ایک احتمال کی تعیین ہو جاتی) تو لوگ زیادہ تر احتمال اوّل کیطرف جاتے رہے اور ایسا ہی حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں

فلما كان عمر و رُفعت اليه المسئلة افتاهم
بالمعنى الثانى وصرّح بذلك ولم
يدع محلاً لخلاف وربما قلنا نظائر
كثيرة فسّرها اهل العلم كنحو ما
فسّرنا منها حديث بيع امّهات الاولاد
فى زمان النبى صلى الله
عليه وسلّم و ابى بكر ثم نهى
عمر عنه الشافعى عن المطّلب
ابن حنطب انه طلّق امرأته
البتّة ثم اتى عمر بن الخطاب
فذكر ذلك له فقال له عمر ما
حملك على ذلك فقال
قلته فتلا عمر ولو انهم فعلوا
ما يوعظون به لكان خيراً لهم و
اشد تثبيتا ه قال ما حملك على
ذلك قال قلته قال عمر امسك
عليك امرأتك فان الواحدة
لا تبين الشافعى عن سليمان
ابن يسار (بائن نہیں سازد) ان رجلاً من بنى
زريق طلّق امرأته البتّة
فقال عمر ما اردت بذلك قال
اتراني اقيم على حرام و
النساء كثير واحلفه فحلف
قال الشافعى اراه فردّها عليه قال الشافعى معنى قوله

ہوتا رہا پھر جب عمرؓ کا دور آیا اور یہ مسئلہ (خصوصیت سے)
اُن کے سامنے پیش ہوا تو اُنھوں نے معنے ثانی کے ساتھ ان کو
فتوے دیا اور اس کے ساتھ تصریح کر دی اور خلاف کے لئے کوئی
موقع باقی نہ چھوڑا۔ اور جو بات ہم نے کہی ہے اُس کی بہت سی
نظیریں موجود ہیں جن کی اہلِ علم نے اسی نہج پر تفسیر کی ہے
جس نہج پر ہم نے کی ہے۔ اُن میں سے ایک وہ حدیث ہے جس
میں اُمّ ولد باندیوں کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے
زمانہ میں بیع ہوتے رہنے کا بیان ہے پھر عمرؓ نے اس سے
منع کر دیا۔ شافعیؒ مطّلب ابن حنطب سے روایت کرتے ہیں
کہ اُنھوں نے اپنی عورت کو انتِ بتّۃٌ والی طلاق دی پھر وہ
عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچے اور ان سے اس کا ذکر کیا تو عمرؓ
نے اُن سے پوچھا کہ تجھے یہ کلمہ کہنے پر کس خیال نے اُبھارا تو
انھوں نے کہا کہ میں نے بس یہ کلمہ کہدیا تو عمرؓ نے یہ آیت تلاوت
کی وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ الخ (۴: ۶۶ = اور اگر یہ لوگ
جو کچھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے تو ان کے
لئے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ پختہ کرنے والا ہوتا") (پھر)
کہا کہ ایسا کہنے پر تجھے کس خیال نے اُبھارا۔ اُنھوں نے کہا کہ بس
میں نے یہ کہدیا تو عمرؓ نے کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے اوپر روکے
رکھ کیونکہ ایک طلاق بائن نہیں بناتی۔ شافعیؒ سلیمان بن
یسار سے کہ بنی زریق میں کے ایک شخص نے اپنی بیوی کو انتِ
بتّۃٌ والی طلاق دی تو عمرؓ نے کہا کہ تو نے اس سے کیا
ارادہ کیا تھا تو اُس نے کہا کہ کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ میں حرام
پر قائم رہوں گا حالانکہ عورتیں بہت ہیں تو آپ نے اُس سے
حلف لیا تو اس نے حلف کیا۔ شافعیؒ نے کہا کہ میرا خیال یہ
ہے کہ عمرؓ نے عورت کو اُس پر لَوٹا دیا۔ شافعیؒ نے کہا کہ اسکے قول

قلتہ خرج منی بلا نیۃ و تلاوۃ عمر الآیۃ انہ لو طلق ولم یذکر النیۃ کان خیرا فانہا کلمۃ محدثۃ فلما اخبرہ انہ لم یرد بہ زیادۃ علی الطلاق الزمہ واحدۃ مالک عن یحیی بن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب قال ایما امرأۃ فقدت زوجہا فلم تدر این ہو فانہا تنتظر اربع سنین ثم تعتد اربعۃ اشہر وعشرا ثم تحل قال مالک وادرکت بعض الناس ینکرون الذی قال بعض الناس علی عمر بن الخطاب انہ قال یخیر زوجہا الاول اذا جاء فی صداقہا او فی امرأتہ قال مالک و بلغنی ان عمر بن الخطاب قال فی المرأۃ یطلقہا زوجہا و ہو غائب عنہا ثم یراجعہا فلا یبلغہا رجعتہ و قد بلغہا طلاقہ ایاہا فتزوجت انہ ان دخل بہا زوجہا الآخر او لم یدخل بہا فلا سبیل لزوجہا الاول الذی کان طلقہا۔ الیہا ابو بکر عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان قالا فی امرأۃ المفقود تربص اربع سنین و تعتد اربعۃ اشہر و

قلتہ (کہ میں نے یہ کہدیا) کے معنے یہ ہیں کہ یہ کلمہ میری زبان سے بغیر کسی نیت کے نکلا ہے اور عمرؓ کے آیت کو تلاوت کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اگر طلاق دیتا اور نیت کا ذکر نہ کرتا تو بہتر ہوتا کیونکہ وہ (بتۃ) ایک بنایا ہوا کلمہ ہے تو جب اس نے خبر دی کہ اس نے اس کلمہ سے طلاق پر زیادتی کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس پر ایک طلاق لازم کی۔ مالکؒ یحیی بن سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر گم ہو جائے اور وہ نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہے تو وہ چار سال انتظار کرے پھر چار مہینے دس دن کی عدت گزارے اس کے بعد حلال ہو جائے گی۔ مالکؒ نے کہا اور میں نے بعض ایسے لوگوں کو پایا ہے جو اس بات کا انکار کرتے ہیں جس کو بعض لوگوں نے عمرؓ ابن الخطاب کی طرف منسوب کیا ہے کہ انھوں نے پہلے شوہر کو اختیار دیا ہے جب وہ آجاتے اس عورت کے مہر یا اپنی عورت میں (کہ وہ چاہے اپنے دیتے ہوئے مہر لے لے یا عورت کو لیجاتے)، اور مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک ایسی عورت کے بارے میں جس کو اس کا شوہر اس حال میں طلاق دیتا ہے کہ وہ اس سے غائب ہے (یعنی کسی دوسرے شہر میں ہے) پھر اس سے مراجعت کر لیتا ہے مگر اس مراجعت کی اطلاع اس عورت کو نہ پہنچی اور طلاق کی پہنچ چکی تھی، پھر اس عورت نے نکاح کر لیا تو عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اب تو دوسرا شوہر اس کے پاس گیا ہو یا نہ گیا ہو پہلے شوہر کے پاس جس نے اس کو طلاق دیدی تھی اس عورت کے جانے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان دونوں نے گم شدہ شوہر کی بیوی کے بارے میں حکم دیا کہ چار سال انتظار کرے اور پھر چار مہینے دس دن عدت

عشراً آبو بکر عن سعید بن المسیّب ان عمر و عثمان قالا ان جاء زوجھا خیّر بین امرأتہ و بین الصّداق الاوّل آبو بکر عن الشعبی سُئل عمر عن رجل غاب عن امرأتہ فبلغھا انہ مات فتزوجت ثم جاء الزّوج الاوّل فقال عُمر یخیّر الزوج الاوّل بین الصّداق و امرأتہ فان اختار الصّداق ترکھا مع الزّوج الآخر و ان شاء اختار امرأتہ و قال علیٌّ لھا الصّداق بما استحلّ الآخر من فرجھا و یفرّق بینہ و بینھا ثم تعتدّ ثلث حیض ثم تردّ الی الاوّل قلتُ لم یأخذ بہ الشافعیّ فی الجدید و قال کیف یؤخذ بعض الحدیث و یُترک بعضہ یُعرّض بمالک و الاوجہ عندی ان المفقود لہ وجھان یدخل بھما حالہ فی عمومات الشرع آحدھما انہ فوّت الامساک بالمعروف فوجب علیہ التسریح بالاحسان

گزارے۔ آبو بکر سعید بن المسیّب سے کہ عمرؓ اور عثمانؓ دونوں نے کہا کہ اگر اس کا شوہر آجائے تو اختیار دیا جائے گا مہر اور عورت کے درمیان اُس پہلے شوہر کو۔ آبو بکر شعبی سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا گیا ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی سے غائب ہوگیا اور اس عورت کو یہ خبر ملی کہ وہ مرگیا تو اُس نے کسی سے نکاح کرلیا۔ اس کے بعد اس کا پہلا شوہر آگیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ زوج اوّل کو مہر اور اس کی عورت کے درمیان اختیار دیا جائے گا تو اگر اُس نے مہر لے لینے کو اختیار کرلیا تو اُس عورت کو دوسرے شوہر کے پاس چھوڑ دیا جائے گا اور اگر وہ چاہے تو اپنی بیوی کو اختیار کرلے۔ اور علیؓ نے کہا کہ (اس صورت میں) عورت کو مہر لینے کا حق ہوگا کیونکہ اس دوسرے شوہر نے اُس کی فرج کو اپنے لئے حلال کیا ہے اور اُس (دوسرے شوہر) کے اور عورت کے درمیان تفریق کیجاتے گی پھر وہ تین حیض عدّت گزارے گی اس کے بعد پہلے شوہر کے پاس لوٹا دی جائے گی۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو شافعیؒ نے اپنے جدید (یعنی بعد کے) دورِ اجتہاد میں قبول نہیں کیا اور کہا کہ کیسے یہ بات درست ہوگی کہ بعض حدیث کو لے لیا جائے اور بعض حدیث کو ترک کر دیا جائے۔ یہ تعریض کرتے ہیں امام مالکؒ پر (جو تخییر کے خلاف ہیں)۔ اور بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ مفقود کی دو حیثیتیں ہیں دونوں کے اعتبار سے اسکا حال عام قواعد شرع میں داخل ہوجاتا ہے۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ اُس نے فوت کردیا امساک بالمعروف کو (یعنی نیک .... سلوک کے ساتھ عورت کو اپنی ذات پر روکنا جس پر فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ (۲: ۲۲۹) دلالت کرتا ہے) تو واجب ہوگیا اس پر تسریح بالاحسان (یعنی خوبی کے ساتھ اس کو آزاد

فلا ان تقصر فی التسریح ناب الشرع عنه کما ینوب القاضی فی بیع مال الماطل و ثانیهما انه میت فی ظاهر الحال و نحن نحکم بالظاهر و علی الاول قول مالک اصوب لانه محکوم علیه بالتفریق بینه و بین زوجته فکان کالمطلق لها فلا یرجع الیه الا ان عدتها کعدۃ المتوفی زوجها عنها لان الزوج غائب بمنزلة المیت و له نظائر کامرأۃ المجنون و امرأۃ المعسر و علی الثانی حکمه بمنزلة من بلغها نعی زوجها فاعتدت ثم تزوجت ثم حضر الزوج فکان بناء فرقتها علی خبر کاذب فرد علیها ما زعمت و انا اظن عمر قد وجه الحکم الی الامرین بمنزلة القولین للمجتهد فان ذهب القاضی الی الاول فالامر علی قضاء مالک و ان ذهب الی الثانی فالامر

کر دینا جس پر اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ (۲: ۲۲۹) دلالت کرتا ہے) تو جب کہ اس نے تسریح میں تقصیر کی تو شریعت (عورت کو اس کے تقید سے آزاد کرنے میں) اُس کی قائم مقام بن گئی جس طرح قاضی قائم مقام بن جاتا ہے ماطل کے مال کے بیچنے میں (ماطل اس کو کہتے ہیں جو قرض کی ادائگی میں ٹال مٹول کرتا ہو)۔ دوسری حیثیت یہ ہے کہ وہ ظاہر حال میں میت ہے اور ہم حکم لگاتے ہیں ظاہر پر (یہ قاعدہ شرعیہ ہے نحن نحکم بالظواہر واللہ اعلم بالسرائر)۔ اور بر بناء اوّل مالکؒ کا قول زیادہ قرین صواب ہے کیونکہ اس میں حکم دیا گیا ہے اُس شخص کے اور اس کی زوجہ کے درمیان تفریق کا۔ تو یہ شخص اس عورت کے حق میں مثل طلاق دینے والے کے بن گیا کہ اب یہ اُس کی جانب رجوع نہیں کرے گا۔ الّا یہ کہ اُس کی عدت اُس عورت کی عدت کی مانند ہو گی جس کا شوہر مرجائے۔ کیونکہ شوہر غائب ہے وہ میت کے مرتبہ میں ہے اور اس کی نظیریں موجود ہیں مثلاً مجنون کی بیوی اور نادار محض کی بیوی۔ اور بر بناء ثانی اُس کا حکم اُس شخص کے مرتبہ میں ہے جس کی موت کی خبر اُس کی بیوی کو ملی تو اُس نے عدت گزاری پھر نکاح کر لیا اس کے بعد شوہر آگیا۔ تو اُس کی فرقت کی بناء جھوٹی خبر پر تھی تو جو گمان اس عورت نے کر لیا تھا اب اُس کو اُس پر رد کر دیا گیا اور عمرؓ پر میں یہ گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے حکم کو دونوں امر کی طرف متوجہ کیا۔ یہ اس درجہ کی بات ہے جیسے ایک مجتہد کے (کسی مسئلہ میں) دو قول ہوتے ہیں۔ تو اگر قاضی پہلی صورت کی طرف جائے گا تو حکم امام مالکؒ کے فیصلہ کے مطابق دے گا اور اگر دوسری صورت کی طرف جائے گا تو اسکے مطابق حکم دیگا

علی ما رُوی اکثرُ ہم عن عمر واللّٰہ
اعلم بحقیقۃ الحال مالک عن القاسم بن
محمد انّ رجلاً جعلَ امرأتہٗ علیہ کظہر اُمّہ
انْ ہو تزوّجہا فأمرہ عُمر بن الخطاب
ان ہو تزوّجہا ان لایقربہا حتّی یکفر
کفارۃَ المُظاہر قلتُ تعلّق بہ الحنفیۃُ
فی مسئلۃِ اضافۃِ الطّلاق بالملکِ قبل
اَن یتزوّجَ ولعلّ عمر بن الخطاب
اَجازَہا مجازَ الیمین فالبونُ بین الطلاق
والظہار باینٌ مالک عن یحیی بن
سعید عن سعید بن المسیّب ان
عمر بن الخطاب قالَ ایّما امرأۃٍ
طُلّقت فحاضت حیضۃً او حیضتین
ثم رفعتہا حیضتُہا فانہا تنتظر تسعۃَ
اشہرٍ فان بانَ بہا حملٌ فذاک
والّا اعتدّتْ بعدَ التسعۃِ الاشہرُ
ثلثۃ اشہر ثم حلّتْ مالک عن ابی
ہُریرۃ سمعتُ عمر بن الخطّاب یقولُ
ایّما امرأۃٍ طلّقہا زوجہا تطلیقۃً
واحدۃً او تطلیقتین ثم ترکہا حتّی
تحِلَّ وتنکح زوجاً غیرہ فیموتُ
عنہا او یُطلّقہا ثمّ ینکحہا

جو اکثر رُواۃ نے عمرؓ سے روایت کیا ہے، واللّٰہ اعلم بحقیقۃ الحال.
مالکؒ قاسم بن محمد سے کہ ایک شخص نے بنا دیا (یعنی کہدیا) اپنی
عورت کو ماں کی پُشت کے برابر اگر اُس نے اس عورت سے
نکاح کیا تو اس کو عمرؓ بن الخطّاب نے حکم دیا کہ اگر اس نے اس عورت
سے نکاح کیا تو اس سے مقاربت نہ کرے جب تک ظہار کرنے والے کا
کفارہ نہ ادا کرے۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ اس حدیث سے لٹکتے ہیں
(یعنی اس سے احتجاج کرتے ہیں) اس مسئلہ میں کہ نکاح سے پہلے
ہی کوئی شخص طلاق کو چسپاں کر ڈالے کسی فعل پر جو عورت کے
اختیار میں ہے اور غالباً عمرؓ بن الخطاب نے اس کو یمین کے مقام
پر رکھ کر حکم (کفارۂ ظہار کا) دیا ہے تو طلاق اور ظہار کے درمیان
میں جو بُعد ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ (اگر وہ شخص انتِ علیّ کظہر
اُمّی کے ساتھ ان تزوّجتکِ نہ کہتا تو ایک لغو بات سمجھی جاتی اور
کفارۂ مظاہر کا اس کو حکم نہ دیا جاتا) مالکؒ یحیی بن سعید سے
اور وہ سعید بن المسیّبؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس عورت
کو طلاق دی جائے پھر وہ حائضہ ہو جائے ایک حیض یا دو حیض
تک پھر اس کا حیض آنا بند ہو جائے تو وہ اندازہ کرے نو
مہینے تک پھر اگر ظاہر ہو گیا کہ اس کو حمل ہے تو فبہا ورنہ بعد
اُن نو مہینوں کے تین مہینے عدّت گزارے پھر حلال ہو جائیگی
مالکؒ ابو ہریرہؓ سے کہ میں نے سُنا عمرؓ بن الخطاب سے کہتے
تھے کہ جس عورت کو اُس کے شوہر نے ایک یا دو طلاق دیں
پھر اُس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ حلال ہو جاتی ہے اور اُس
کے سوا کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیتی ہے پھر دوسرا شوہر
مرجاتا ہے یا اس کو طلاق دیدیتا ہے اور پھر اُس سے پہلا شوہر

۵ کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ "تو میری ماں کے برابر ہے" یا "میرے لئے ماں کی برابر ہے" وغیرہ اور اس سے اس کی مُراد عورت کو چھوڑنا نہ ہو بلکہ اس سے صرف صحبت کرنا اپنے اوپر حرام کرنے کے ارادے سے کہا تو اس کو ظہار کہتے ہیں ۱۲ مترجم

زوجہا الاوّل فانّہا یکونُ عندہٗ علےٰ مابقی من طلاقہا مالکؒ عن ابنِ عمر انّ عمر بن الخطاب قال ایّما ولیدۃٍ ولدت من سیّدہا فانّہ لایبیعہا و لا یہبہا و لا یورثہا و ہو یستمتع بہا فاذا مات فہی حرّۃٌ مالکؒ انہ بلغہ ان عمر ابن الخطاب اتتہٗ ولیدۃٌ قد ضربہا سیّدہا بنارٍ او اصابہا فاعتقہا قلتُ و یشہد لہٗ حدیثُ النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فی قضیّۃ سندر مولے زنباعٍ و یشہدُ لہ المعقولُ لانّ العبد ذوجہتین مالٌ فی بعض الحقوق و نفسٌ فی بعضہا و لذٰلک جازتْ مکاتبتہٗ فلما ظلم السیّدُ عبدہ و تجاوز حکم اللہ فیہ ظہرت جہۃُ کونہ نفسًا و کمنت جہۃُ کونہ مالاً فوجبت الدّیۃ ثم عوّض عنہا العتقُ لان العتق یقع عوضًا عن المال تو لّٰی الشرعُ ذٰلک کما تولّٰی فی وضع الدیۃ حیثُ امتنع القصاصُ ابو حنیفۃ عن حمّاد عن ابراہیم عن عمر بن الخطّاب فی الرجل یُنعٰی لامرأتہ فتتزوّج ثم یقدم الاوّلُ قال یخیّر الاوّلُ

نکاح کر لیتا ہے تو وہ عورت اُس کے پاس رہے گی باقی رہی ہوئی طلاق کے حساب پر۔ مالکؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس کنیز کے اُس کے آقا سے کوئی بچہ پیدا ہو گیا تو اب وہ اُس کو نہ بیع کرے گا اور نہ اُس کو ہبہ کرے گا اور نہ اُس کو ترکہ بنائے گا وہ اُس سے (اپنی زندگی میں) فائدہ حاصل کرتا رہے پھر جب مرے گا تو وہ آزاد ہو جائے گی۔ مالکؒ کہ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک باندی آئی جس کو اُس کے آقا نے آگ سے مارا تھا یا اُس کو آگ میں ڈالا تھا تو انہوں نے اُس کو آزاد کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی شاہد ہے حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سُندُر کے قضیہ میں جو زنباعؓ کا غلام تھا دز نباعؓ نے اس کی ناک کاٹ دی تھی جب یہ اس حال میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے آزاد کر دیا تھا) اور دلیل عقلی بھی اس کی مؤیّد ہے کیونکہ غلام کی دو جہت ہیں وہ بعض حقوق کے اعتبار سے ایک مال ہے اور بعض کے اعتبار سے ایک نفس ہے اور اسی اعتبار سے اُس کی مکاتبت جائز ہوتی تو جب آقا نے اپنے غلام پر ظلم کیا اور وہ اُس کے بارے میں اللہ کے حکم سے تجاوز کر گیا تو اُس کے نفس ہونے کی جہت ظاہر پر آگئی اور اُس کے مال ہونے کی جہت چھپ گئی تو دیت واجب ہو گئی پھر اس دیت کا معاوضہ بنایا گیا عتق (آزادی) کیونکہ مال کے بدلے میں عتق واقع ہوتا ہے۔ اور شرعؔ اس کی متولّی ہوتی جس طرح متولّی ہوتی ہے دیت کے قائم کرنے میں جب قصاص ممتنع ہو جائے۔ ابو حنیفہؒ حمّاد سے وہ ابراہیم سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے میں جس کی موت کی خبر پہنچائی گئی اُس کی بیوی کو۔ پھر وہ نکاح کر لیتی ہے پھر پہلا آجاتا ہے تو عمرؓ نے فرمایا کہ پہلے کو اختیار دیا جائے

فإن شاء امرأته وإن شاء الصداق
محمد بن الحسن بلغنا عن عمر و علي
و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن
أبي وقاص و حذيفة انهم لم يجعلوا
بيعها طلاقها أبو حنيفة عن حماد عن
ابراهيم ان عمر بن الخطاب أتته
امرأة فقالت طلقني زوجي فحضت
حيضتين و دخلت في الثالثة حتى
اذا انقطع دمي و دخلت مغتسلي
و وضعت ثوبي أتاني فقال
قد راجعتك قبل ان أنيض على
الماء فقال عمر لعبد الله بن مسعود
قل فيها فقال يا امير المؤمنين أراه
أملك برجعتها لانها حائض بعد ما لم
تحل لها الصلوة قال عمر وانا أرى
ذلك فردها على زوجها وقال
كنيف مملوء علما (ظرف ۱۲) أبو حنيفة عن
حماد عن ابراهيم ان ابا كنف طلق
امرأته تطليقة ثم غاب فاشهد
على رجعتها ولم يبلغها ذلك حتى تزوجت
فجاء و قد هيئت لتزف الى
زوجها (الثانی ۱۲) فأتى عمر بن الخطاب
فذكر ذلك له فكتب الى عامله
ان ادركتها و لم يدخل

وہ اگر چاہے اپنی بیوی لے لے اور اگر چاہے تو مہر لے لے۔ محمدؒ
ابن الحسن، ہم کو روایت پہنچی عمرؓ سے اور علیؓ و عبد الرحمٰنؓ
ابن عوف و سعد بن ابی وقاصؓ اور حذیفہؓ سے کہ انھوں نے
جاریہ کی بیع کو اس کی طلاق قرار نہیں دیا۔ ابو حنیفہؒ حماد سے
وہ ابراہیم سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک عورت نے آکر
کہا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دی تو میں نے دو حیض پورے
کر دیئے اور تیسرے میں داخل ہو گئی یہاں تک کہ جب میرا خون
منقطع ہو گیا اور میں غسل کی جگہ پہنچ گئی اور میں نے اپنے کپڑے
بھی اتار دیئے تو وہ میرے پاس آیا اور اس نے کہا پہلے اس
سے کہ میں اپنے اوپر پانی بہاؤں کہ میں نے تجھ سے مراجعت
کر لی تو عمرؓ نے کہا عبد اللہؓ بن مسعود سے کہ اس بارے میں
بولو۔ تو انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میری اس کے
بارے میں یہ رائے ہے کہ اس سے رجعت کا اس کو حقدار قرار
دیا جائے کیونکہ یہ عورت حائضہ ہے جب تک اس پر نماز حلال
نہ ہو جائے تو عمرؓ نے کہا اور میری بھی یہی رائے ہے تو اس کو
شوہر پر واپس کر دیا۔ اور (ابن مسعودؓ کے حق میں) فرمایا کہ
ایک برتن علم سے بھرا ہوا ہے۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے
کہ ابو کنف نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی پھر غائب ہو گیا پھر
اس نے اس سے رجعت پر گواہ بنائے اور اس عورت کو یہ اطلاع
نہیں پہنچائی یہاں تک کہ اس نے نکاح کر لیا۔ پھر وہ ایسے وقت
پر آیا جب کہ وہ اس کے لئے تیار کر دی گئی تھی کہ اپنے شوہر
کے ساتھ شب باش ہو تو وہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا
اور ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انھوں نے اپنے عامل کو لکھا
کہ اگر تم اس عورت کو اس حال میں پاؤ کہ اس کا شوہر اس کے پاس

۵ہ یعنی آقا کا جاریہ کو بیع کرنا اس کے حق میں طلاق نہ ہوگا بلکہ اس کا نکاح جیسا پہلے تھا اسی طرح باقی رہے گا ۱۲

بها فهو احق بها وان وجد تها قد دخل بها فهي امرأة الثاني قال فوجدها ليلة البناء فوقع عليها وغدا الى عامل عمر فاخبر فعلم انه جاء بامر بين وبهذا الاسناد عن علي بن ابي طالب انه كان يقول اذا طلق الرجل امرأته ثم اشهد على رجعتها قبل ان يمضي عدتها ولم يعلمها ذلك حتى انقضت عدتها وتزوجت فانه يفرق بينها وبين زوجها الآخر ولها الصداق بما استحل من فرجها وهي امرأة الاول ترد اليه ولا يقربها حتى تنقضي عدتها من الآخر ابو حنيفة عن اسماعيل بن مسلم المكي عن الحسن عن عمر بن الخطاب ان امرأة اتته فاخبرته ان زوجها لا يصل اليها فاجله حولا فلما انقضى الحول ولم يصل اليها خيرها فاختارت نفسها ففرق بينهما عمر وجعلها تطليقة بائنا ابو بكر عن ابي قلابة عن عمر اذا اعتقت الامة فلها الخيار

نہ گیا ہو تو اُس کا پہلا شوہر زیادہ حقدار ہے اور اگر اس حال میں پاؤ کہ وہ اس کے پاس جا چکا ہے تو پھر وہ اُسی کی بیوی ہے۔ کہا (راوی نے) کہ پھر شوہر نے اس کو شب باشی کی رات میں پالیا اور اس سے مقاربت کرلی اور صبح کو عمرؓ کے عامل کے پاس جاکر اس کی خبر دیدی اور عامل کو یہ علم ہوگیا کہ وہ ایک واضح بات لیکر آیا ہے (جس پر ثبوت طلب کرنے کی حاجت نہیں) اور اسی اسناد سے مروی ہے علی رضؓ بن ابی طالب سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے پھر اُس سے رجعت پر اُس کی عدّت گزرنے سے پہلے گواہ بنالے اور اُس نے عورت کو اطلاع نہ کی ہو یہاں تک کہ اس کی عدّت بھی پوری ہوگئی اور اُس نے (کسی سے) نکاح کرلیا تو اس صورت میں اُس عورت اور دوسرے شوہر کے درمیان تفریق کرائی جائے گی اور اُس کو (اس دوسرے شوہر سے) مہر کا حق ہے اس وجہ سے کہ اس کی فرج کو اپنے اُوپر حلال کیا اور یہ بیوی ہوگی پہلے شوہر کی اُسی کی طرف لوٹائی جائے گی اور وہ اُس سے جب تک دوسرے سے الگ ہونے کی عدّت پوری نہ کرلے گی مقاربت نہ کرے۔ ابو حنیفہؒ اسمٰعیل بن مسلم المکی سے وہ حسنؒ سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ ایک عورت نے اُن کے پاس آکر یہ بیان کیا کہ اُس کا شوہر اُس سے نہیں ملتا (یعنی جماع نہیں کرتا) تو اُنھوں نے شوہر کو ایک سال کی مہلت دی تو جب سال گزر گیا اور وہ اس سے نہ ملا تو عمرؓ نے عورت کو اختیار دیدیا تو اس نے اُس سے جُدا ہونا پسند کیا تو آپ نے دونوں میں تفریق کردی اور اس کو طلاق بائن قرار دیا۔ ابو بکر ابو قلابہ سے، وہ عمرؓ سے کہ فرمایا کہ جب لونڈی آزاد کردی جائے تو اس کو اختیار ہے جبتک

مالم یطأہا آبو بکر عن سعید بن المسیّب ان ابا بکر و عمر کانا یکرہان العزل و یامران الناس بالغسل منہ آبو بکر عن مکحول قلت للزہری اما علمت عمرؓ حتے انقضے اجلہ و ابن مسعود بالعراق حتے انقضے اجلہ و عثمان ابن عفان کانوا یستبرؤن الامۃ بحیضۃ حتے کان معاویۃ فکان یقول حیضتان فقال الزہری و انا ازیدک عبادۃ بن الصامت آبو بکر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر باع عبد الرحمن بن عوف جاریۃ لہ کان یقع علیہا قبل ان یستبرءہا فظہر بہا حمل عند الذی اشتراہا فخاصم الی عمر فقال عمر کنت تقع علیہا قال نعم قال فبعتہا قبل ان تستبرءہا قال نعم قال ماکنت لذلک بخلیق فدعا القافۃ فنظروا لہ فالحقوہ بہ آبو بکر عن ابراہیم عن عمر قال المتلاعنان یفرق

اس سے وطی نہ کیجائے۔ آبو بکر سعید بن المسیّب سے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ دونوں عزل[عــہ] کو برا سمجھتے تھے اور لوگوں کو اس سے غسل کا حکم دیتے تھے۔ آبو بکر مکحول سے کہ میں نے زہری سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ عمرؓ اپنی موت کے وقت تک اور ابن مسعودؓ عراق میں اپنی موت کے وقت تک اور عثمانؓ بن عفان سب باندی سے ایک حیض کے ساتھ استبراء[سہ] کرتے تھے یہاں تک کہ معاویہؓ کا دور آیا تو وہ دو حیض کہا کرتے تھے تو زہری نے کہا کہ اور میں تمہارے بیان پر عبادہؓ بن الصامت کا اضافہ کرتا ہوں۔ آبو بکر عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ فروخت کیا عبد الرحمنؓ بن عوف نے اپنی ایک ایسی باندی کو جس سے مقاربت کیا کرتے تھے قبل اس کے کہ اس کا استبراء کریں تو خریدار کے پاس جانے کے بعد اُس کا حمل ظاہر ہو گیا تو وہ عمرؓ کے پاس دعویدار ہوا۔ عمرؓ نے (عبد الرحمنؓ بن عوف سے) پوچھا کہ کیا تم اس سے جماع کیا کرتے تھے؟ اُنھوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ پھر تم نے اُس کو بیچ دیا قبل اس کے کہ اس کا استبراء کرو۔ انھوں نے کہا کہ ہاں تو ایسا کرنا زیبا نہ تھا۔ پھر قیافہ شناسوں کو بلایا تو اُنھوں نے اس پر غور کیا پھر اُس کو عبد الرحمنؓ ہی کا قرار دیا۔ آبو بکر ابراہیم سے وہ عمرؓ سے فرمایا کہ لعان[للعــہ] کرنے والے مرد و عورت

عــہ اس ارشاد کا محل یہ ہے کہ اگر اپنی باندی کا کسی غلام سے نکاح کر دیا تھا تو آزاد ہونے کے بعد اس کو فسخ نکاح کا اختیار اس صورت میں ہے کہ اس نے اس سے جماع نہ کیا ہو ۱۲ مترجم عــہ عزل یہ ہے کہ انزال سے پہلے ہی عورت سے جدا ہو جاتے ۱۲ مترجم سہ یہ اندازہ کرنا کہ اس کو حمل تو نہیں ہے استبراء ہے جس کی تصدیق ایک باندی کے لئے مذکورہ اکابر ایک حیض سے کرتے تھے اور معاویہؓ دو حیض سے ۱۲ مترجم للعــہ جب کوئی اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے یا جو لڑکا پیدا ہو اس کو کہے کہ یہ میرا نہیں ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی اور شرعی حاکم کے سامنے استغاثہ کرے۔ تو حاکم دونو سے قسم لے۔ پہلے شوہر سے قسم لیجائیگی اس طرح کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اس پر لگائی میں اس میں سچا ہوں چار دفعہ اسی طرح کہکر پانچویں دفعہ کہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت۔ پھر عورت چار دفعہ یہ کہے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھ پر لگائی ہے یہ اس میں جھوٹا ہے۔ پانچویں بار یہ کہے کہ اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب پڑے۔ اس قسما قسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں۔ ۲

۲ حاکم دونوں میں جدائی کر دے گا اور طلاق بائن پڑ جائیگی۔ لڑکا ماں کے حوالے کر دیا جائے گا باپ کا نہ کہا جائے گا ۱۲ مترجم

بینهما و لا یجتمعان ابدًا ابو بکر عن الحسن
لما فتحت تستر اصاب ابو موسیٰ سبایا
فکتب الیه عمر لا یقع احدٌ علی امرأةٍ
حتی تضع و لا تشرکوا المشرکین فی
اولادهم فان الماء تمام الولد ابو بکر
عن قبیصة بن ذؤیب قال
عمر حصنوهن او لا تحصنوهن لا تلد
امرأةٌ علی فراش احدکم الا
الحقته به یعنی السرارے ابو بکر
عن الشعبی عن عمر اذا اقر بولد مرةً
واحدةً فلیس له ان ینفیه، ابو بکر
عن سلیمان بن یسار ان عمر بن
الخطاب رفع الیه خصیٌّ تزوج امرأةً
ولم یعلمها ففرق بینهما ابو بکر عن
هشام بن عروة ان امرأةً سألت
ابنها ان یزوجها فکره ذلک و
ذهب الی عمر فقال له عمر
زوجها فو الذی نفس عمر بیده
لو ان حنتمة بنت هشامٍ یعنی عمر
امه نفسه سألتنی ان ازوجها
لزوجتها فزوج الرجل امه
ابو بکر عن حارثة بن مضرب قال
عمر استعینوا علی النساء بالعرای
ان احداهن اذا کثرت ثیابها و
حسنت زینتها

کے درمیان تفریق کردی جاتے وہ دونوں کبھی جمع نہ ہوں گے۔ ابو بکر
حسن سے، کہ جب تستر فتح ہو گیا تو بہت سے قیدی ابو موسیٰؓ کے
ہاتھ آئے تو اُن کو عمرؓ نے لکھا کہ کوئی شخص کسی قیدی عورت سے ہمبستر نہ ہو
جبتک کہ اس کا وضع حمل نہ ہو جائے اور تم مشرکین کے ساتھ اُن کی
اولاد میں شرکت نہ کرنا کہ آب منی بچے میں نشو و نما اور
بڑھوتری کا سبب ہوتا ہے۔ ابو بکر قبیصہ بن ذؤیب سے کہ عمرؓ
نے فرمایا کہ تم اُن کی پاکدامنی کا بچاؤ کرو یا نہ کرو کوئی بھی عورت
تم میں سے کسی کے فرش پر بچہ نہ جنے گی مگر میں اس کو اُسی
شخص کا قرار دوں گا (عورت سے) عمرؓ کی مراد اُن باندیوں سے
تھی جو جماع کے لئے مخصوص کرلی جاتی ہیں۔ ابو بکر شعبی سے
وہ عمرؓ سے کہ جب کوئی ایک مرتبہ کسی لڑکے کے بارے میں اقرار
کرلے تو اس کو یہ اختیار نہیں کہ اُس کی نفی کرے۔ ابو بکر سلیمان
ابن یسار سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے ایک خصی پیش
کیا گیا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو اپنا حال نہ
بتایا تھا تو آپ نے دونوں میں تفریق کرادی۔ ابو بکر ہشام
ابن عروہ سے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے سے سوال کیا کہ وہ
اُس کا نکاح کرائے تو اس کو یہ بات ناگوار گزری اور وہ عمرؓ
کی طرف گیا تو اُس سے عمرؓ نے کہا کہ اُس کا نکاح کرا!
قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اگر حنتمہ
بنتِ ہشام، یہ عمرؓ نے اپنی والدہ کا نام لیا، مجھ سے سوال
کرتی کہ میں اُس کا نکاح کراؤں تو ضرور کرادیتا۔ تو اُس شخص نے
اپنی ماں کا نکاح کرادیا۔ ابو بکر حارثہ بن مضرب سے کہ عمرؓ نے
فرمایا کہ عورتوں کی ستر پوشی (یعنی بقدر ضرورت لباس) پر
ان کی اعانت کرو (مگر اس میں زیادتی نہ کرو) جب اُن میں
سے کسی کے پاس بہت کپڑے ہو جاتے ہیں اور سامان زینت وافر

اعجبها الخروج آبو بکر عن انس کان عمر
اذا اتی رجل قد طلق امرأتہ ثلثاً فی
مجلس اوجعہ ضرباً و فرق بینہما آبو بکر
عن زید بن وہب ان رجلاً بطالاً کان
بالمدینۃ طلق امرأتہ الفا فرجع الی
عمر فقال کنت العب فعلا عمر
رأسہ بالدرۃ و فرق بینہما آبو بکر عن
عمرو بن شعیب وجدنا فی کتاب
عبد اللہ بن عمرو عن عمر اذا عبث المجنون
بامرأتہ طلق علیہ ولیہ آبو بکر عن
عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
کتبت الی عمر فی رجل مجنون یخاف
ان یقتل امرأتہ فکتب الی ان
اجلہ سنۃ یتداوی آبو بکر عن ابی لبید
ان عمر اجاز طلاق السکران بشہادۃ
نسوۃ آبو بکر عن عطاء اتی ابن مسعود
... رجل قال لامرأتہ حبلک علی
غاربک فکتب ابن مسعود الی عمر فکتب
عمر مرہ فلیوافنی بالموسم فوافاہ
بالموسم فارسل الی علی
فقال لہ علی انشدک باللہ
ما نویت قال امرأتی ففرق
بینہما آبو بکر عن الاوزاعی ان عمر
ابن الخطاب لم یرہ شیئاً یعنی
طلاق المکرہ آبو بکر عن عمرو

ہو جاتا ہے تو باہر نکلنا اسے اچھا لگتا ہے۔ ... آبو بکر انس رض سے،
جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق
دیتا اور حضرت عمر رض کے پاس آتا تو وہ اس کو خوب پیٹتے اور
دونوں کے درمیان تفریق کر دیتے تھے۔ آبو بکر زید بن وہب
سے کہ مدینہ میں ایک مسخرہ شخص تھا اس نے اپنی بیوی کو ایک
ہزار طلاقیں دیں پھر وہ عمر رض کی طرف آیا اور کہا کہ میں تو مذاق
کر رہا تھا تو عمر رض نے اس کے درہ مارا اور دونوں میں تفریق
کر دی۔ آبو بکر عمرو بن شعیب سے، ہم نے عبد اللہ بن عمرو کے
ایک مکتوب میں دیکھا کہ عمر رض سے مروی ہے کہ جب مجنون اپنی بیوی
کے ساتھ ناشائستہ حرکات کرنے لگے تو اس کا ولی اس کو طلاق
دیدے۔ آبو بکر عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ ان کے
دادا سے کہ میں نے عمر رض کو ایک مجنون کے بارے میں لکھا جس سے
یہ اندیشہ تھا کہ وہ اپنی بیوی کو قتل کر دے گا تو مجھے لکھا کہ اس
کو ایک سال کی مہلت دو کہ وہ علاج کرالے۔ آبو بکر ابی لبید سے
کہ عمر رض نے مدہوش آدمی کی طلاق کو عورتوں کی شہادت پر نافذ
کیا۔ آبو بکر عطاء سے کہ ابن مسعود رض کے سامنے ایک شخص کا
معاملہ پیش ہوا جس نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ حبلک علی
غاربک (تیری رسی تیرے کندھے پر ہے) تو ابن مسعود رض نے
عمر رض کو لکھا۔ عمر رض نے لکھا کہ اس کو حکم دو کہ موسم پر (یعنی زمانہ
حج میں) مجھ سے ملے تو وہ موسم (حج) پر آپ سے ملا۔ آپ نے
اس کو علی رض کے پاس بھیجدیا تو اس سے علی رض نے کہا کہ میں تجھے خدا
کی قسم دیتا ہوں کہ تو نے کیا نیت کی تھی؟ تو اس نے کہا کہ
اپنی بیوی کی۔ تو علی رض نے دونوں میں تفریق کر دی۔ آبو بکر اوزاعی
سے کہ عمر رض بن الخطاب نے اس کو کوئی چیز نہیں خیال کیا یعنی
طلاق مکرہ کو (یعنی جس کو طلاق پر مجبور کیا گیا) آبو بکر عمرو

ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رجلاً
تزوج امرأۃً علیٰ خالتہا فضربہ
عمر و فرق بینہما آبوبکر ان غلاماً
فجر بجاریۃ فظہر بالجاریۃ حملٌ فرفع
الیٰ عمر بن الخطاب فاعترفا
فجلدہما و حرص ان یجمع بینہما
فابی الغلام آبوبکر عن عاصم بن
عمر و خرج ناسٌ من اہل
العراق فلما قدموا علیٰ عمر
قال من انتم قالوا من
اہل العراق قال فباذنٍ جئتم
قالوا نعم فسألوا عما یحل للرجل
من امرأتہ وہی حائضٌ فقال
سألتمونی عن خصالٍ ما سألنی عنہن
احدٌ بعد ان سألت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقال اما للرجل من امرأتہ
وہی حائض فلہ ما فوق الازار آبوبکر
عن الحسن قال عمر لا رضاع بعد
الفصال آبوبکر عن ابن عمر
قال عمر لو تقدمت فیہا لرجمت
یعنی المتعۃ آبوبکر عن سعید بن المسیب
انہ قال رحم اللہ عمر لولا انہ نہی عن
المتعۃ صار الزنا جہاراً آبوبکر عن
قبیصۃ بن جابر عن عمر
قال لا اُوتی

ابن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اُن کے دادا سے کہ ایک
شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اُس کی خالہ پر (یعنی بیوی کی
بھانجی سے) تو اُس کو عمرؓ نے مارا اور دونوں میں تفریق کردی.
آبوبکر کہ ایک غلام نے بدکاری کی ایک لونڈی سے تو لونڈی کا
حمل ظاہر ہوگیا پھر یہ معاملہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش
ہوا تو دونوں نے اقرار کرلیا پھر آپ نے دونوں کے کوڑے
لگوائے اور رغبت دلوائی کہ دونوں کو جمع کردیں (یعنی دونوں کا
نکاح کردیں) تو غلام نے انکار کردیا۔ آبوبکر عاصم بن عمرؓ
سے... کچھ لوگوں نے عراق والوں میں سے سفر کیا جب وہ
عمرؓ سے ملے تو اُنھوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ اُنھوں نے کہا کہ
اہل عراق میں سے ہیں. فرمایا کیا تم اجازت کے ساتھ آتے ہو (یعنی
ہم سے ملنے کی اجازت لے چکے ہو؟) اُنھوں نے کہا ہاں! پھر
اُنھوں نے اس بارے میں سوال کیا کہ ایک مرد کے لئے اپنی عورت
سے جب کہ وہ حائضہ ہو کس حد تک متمتع ہونا حلال ہے تو فرمایا
کہ تم نے مجھ سے ایسی باتوں میں سے ایک کا سوال کیا کہ ان کے
بارے میں جب سے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا
تھا اب تک کسی نے مجھ سے سوال نہیں کیا۔ پھر فرمایا ایک مرد کے
لئے اپنی عورت سے جب کہ وہ حائضہ ہو ازار (لنگی، پاجامہ وغیرہ)
سے اُوپر حلال ہے۔ آبوبکر حسن سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ دودھ چھڑانے
کے بعد رضاعت (معتبر) نہیں (یعنی اس سے رشتہ حرام نہیں ہوتا)۔ آبوبکر
ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میرے سامنے یہ معاملہ آیا تو
میں سنگسار کردوں گا۔ آپ کی مُراد مُتعہ تھا۔ آبوبکر سعید بن
المسیب سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ عمرؓ پر اللہ رحمت نازل کرے
اگر وہ مُتعہ سے نہ روکتے تو کھلم کھلا زنا ہونے لگتا۔ آبوبکر قبیصہ
ابن جابرؓ سے وہ عمرؓ سے فرمایا کہ میرے پاس نہیں لایا جائیگا

بمحلِّلٍ او محلَّلٍ لہٗ الّا رجمتہما ابو بکر عن سعید بن المسیّب انّ عمر استشارَ علیّ بن ابی طالب و زیدَ بن ثابت قالَ زید قد حلّت و قالَ علیّ اربعۃ اشہرٍ و عشرًا قالَ زید ارایتَ ان کانت نَسِیئًا قالَ علیٌّ فآخر الاجلین قالَ عمر لو وَضَعَتْ ذا بطنہا و زوجہا علیٰ نعشہٖ لم یُدْخَلْ حفرتہٗ لکانت قد حلّت ابو بکر عن سالم سمعتُ رجلاً من الانصار یحدّثُ ابن عمر یقول سمعتُ اباکَ یقولُ لو وَضعتِ المتوفّٰی عنہا زوجُہا ذا بطنہا وہو علی السّریر فقد حلّت ابو بکر عن معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال عمر ما استفادَ رجلٌ او قال عبد بعد ایمانٍ باللّٰہ خیرًا من امرأۃٍ حسنۃِ الخُلقِ وَدُوْدٍ وَلُوْدٍ و ما استفادَ رجلٌ بعد الکفر باللّٰہ شرًّا من امرأۃ سیّئۃِ الخُلق حدیدۃِ اللّسان ثم قالَ انّ منہنّ غُنْمًا لا یُحذٰی منہ و انّ منہنّ غُلاًّ لا یُفْدٰی منہ ابو بکر انّ رجلاً من بنی تیم اللّٰہ کانَ جمعَ بین اُختین فی الجاہلیۃ فلمّا یُفرِّقْ بین واحدۃٍ منہما حتّٰی کان فی خلافۃ عمر

کوئی حلالہ کرنے والا یا جس کے لئے حلالہ کیا گیا مگر میں دونوں کو سنگسار کردوں گا۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے، کہ عمرؓ نے مشورہ کیا علیؓ بن ابی طالب اور زید بن ثابتؓ سے، زیدؓ نے کہا کہ حلال ہو گئی مگر علیؓ نے کہا کہ چار مہینے اور دس دن۔ زیدؓ نے کہا کہ اگر عورت پر دن چڑھ رہے ہوں تو[1]، علیؓ نے کہا کہ پھر دونوں (محتمل) مدتوں میں سے آخری مدت۔ عمرؓ نے کہا کہ اگر اس عورت کا وضع حمل ہو جائے اور اس کے شوہر کی لاش ابھی رکھی ہو اور قبر میں داخل بھی نہ کی گئی ہو تو وہ یقیناً حلال ہو چکی ہے۔ ابو بکر سالم سے کہ میں نے انصار میں کے ایک شخص سے سُنا جو ابن عمرؓ سے بات کرتا ہوا کہہ رہا تھا کہ میں نے تمہارے باپ سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ اگر بعد وفات چھوڑ جانے والے کی بیوی کا وضع حمل ہو جائے اور وہ ابھی تخت پر ہے (یعنی دفن نہیں ہوا) تو وہ حلال ہو گئی۔ ابو بکر معاویہ بن قرہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں کمایا کسی شخص نے یا کہا کہ کسی بندہ نے ایمان باللہ (کی سب سے بڑی خیر) کے بعد کسی چیز کو جو بہتر ہو ایسی عورت سے جو اچھی عادت والی محبت کرنے والی بچے جننے والی ہو اور نہیں کمایا کسی شخص نے کفر باللہ کے بعد (جو سب سے بڑا شر ہے) کسی شے کو جو بدتر ہو ایسی عورت سے جو بدخلق ہو، تیز زبان ہو۔ پھر فرمایا کہ بیشک ان میں سے بعض تو بڑی غنیمت ہوتی ہیں کہ کوئی عطا ان کا معاوضہ نہیں ہو سکتی اور بعض اُن میں سے گلے کا طوق ہیں کہ کسی فدیہ سے اُن سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ ابو بکر کہ بنی تیم اللہ کا ایک شخص تھا جس نے جاہلیت کے زمانے میں دو بہنوں کو جمع کر لیا تھا تو جب اس نے ان میں سے کسی کو جدا نہ کیا یہاں تک کہ وہ خلافت عمرؓ میں بھی (اسی حال پر) رہا

[1] یعنی ایسی عورت کی عدت کے بارے میں جسکے [illegible] میں تاخیر ہو اور وہ حاملہ ہو اور چار ماہ دس دن گزرنے کے بعد ولادت ہو۔

وانہ رُفِع شانہُ الی عمر فارسل الیہ عُمر
فقالَ اختَرْ احدٰیہما واللہ لئن قربتَ
الاُخریٰ لاضربنّ راسَکَ ابوبکر عن
مسروق جاء رجل الی عمر فقالَ انّی
جَعلتُ اَمرَ امرأتی بیدہا فطلّقتْ
نفسہا ثلثاً فقال عُمر لعبدِ اللہ ما
تقول فقالَ عبداللہ واحدۃٌ وھو احقّ
بہا فقال عمرو انا ایضًا اریٰ ذٰلک
ابوبکر عن علقمۃ عن عبداللہ ان رجلاً
جعلَ امر امرأتہ بیدہا فطلّقتْ نفسہا
ثلثاً قالَ ہیَ واحدۃٌ ثم لقِیَ عُمرَ
فقالَ نعَمْ ما رأیتَ ابوبکر عن زاذان
کنّا جلوسًا عند علیؓ فسُئِلَ عن الخیار
فقال سألنی عنہا امیرالمؤمنین عمر فقلتُ
اِن اختارت نفسَہا فواحدۃٌ بائنۃ و
اِن اختارت زوجہا فواحدۃٌ و
ھو احقّ بہا فقالَ لیسَ کما
قلتَ اِن اختارتْ زوجہا

اور اس کے حال کو عمرؓ سے بیان کیا گیا تو عمرؓ نے اس کو یہ پیغام
بھیجا کہ ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کر واللہ اگر دوسری
تیرے پاس آئی تو میں تیرا سر پیٹ دوں گا۔ ابوبکر مسروق سے
کہ ایک شخص نے عمرؓ سے آکر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کا معاملہ
اس کے اختیار میں دیدیا تھا تو اس نے اپنی ذات کو تین طلاقیں
دیدیں تو عمرؓ نے عبداللہؓ (ابن عباسؓ) سے کہا کہ تم کیا
کہتے ہو؟ تو عبداللہؓ نے کہا کہ ایک (پڑی) اور اسی کا اس نے
اس کو اختیار دیا تھا تو عمرؓ نے کہا اور میں بھی یہی رائے رکھتا ہوں۔
ابوبکر علقمہ سے وہ عبداللہؓ سے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کا
معاملہ اسی کے اختیار میں دیدیا تو اس نے اپنی ذات کو تین طلاق
دیدی تو اس نے کہا کہ یہ ایک ہی ہے پھر وہ عمرؓ سے ملا تو انھوں
نے فرمایا کہ تو نے جو رائے قائم کی وہ ٹھیک ہے۔ ابوبکر زاذان
سے کہ ہم علیؓ کے پاس بیٹھے تھے تو ان سے سوال کیا گیا اختیار[5]
کے بارے میں تو انھوں نے کہا کہ مجھ سے یہ سوال کیا تھا
امیرالمؤمنین عمرؓ نے تو میں نے کہا کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار
کیا تو ایک طلاق بائنہ اور اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو
ایک (طلاق رجعی) اور وہ اس سے رجعت کا حقدار ہے تو عمرؓ نے
کہا جواب وہ نہیں جو تم نے کہا۔ اگر اس نے اختیار کیا اپنے شوہر کو

ع۵ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں خیار کی ایک خاص صورت پر کلام ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ انت طالق البتۃ ان شئت اس صورت میں علی رضی اللہ عنہ نے جب کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی شوہر سے جدا ہونے کا فیصلہ کیا تو لفظ کنایہ "البتۃ" کے اعتبار سے جب کہ اس سے معنی طلاق مراد ہونے پر لفظ طالق دلالت کر رہا ہے طلاق بائنہ کا فیصلہ تجویز کیا اور شوہر ...... کو اختیار کرنے کی صورت میں طلاق رجعی کا اس لئے کہ ان کی نظر میں خیار کا تعلق صرف البتۃ سے ہے اور طلاق کی صراحت کلام میں موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں خیار کا تعلق صرف ایک جز البتۃ سے نہیں ہے۔ ان کے نزدیک طلاق کے نفاذ میں انت طالق اصل ہے۔ البتۃ صرف اس کی توثیق کے لئے ہے اس لفظ سے بولنے والے کی نیت دوسری تیسری طلاق کی نہیں تھی اس لئے خیار کا تعلق صرف انت طالق سے ہے تو اگر عورت الگ ہونے کو اختیار کرے گی تو اس پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اگر شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کرے گی تو کوئی طلاق نہ پڑے گی نہ بائنہ اور نہ رجعی۔ اور زید بن ثابت نے جدائی کی صورت میں لفظ البتۃ سے بائن ہونے کا اور لفظ طالق سے اس پر ایک طلاق بڑھا کر تین طلاق کی رائے دی اور شوہر کے ساتھ رہنے کی صورت میں خیار کا تعلق صرف انت طالق سے رکھا اس لئے البتۃ کے پیش نظر ایک طلاق بائن کا حکم لگایا واللہ اعلم ۱۲ اشتیاق احمد عفی اللہ عنہ

فلاشیٔ و ان اختارت نفسہا فواحدۃٌ
و ہو احق بہا فلم اجد بدًا من
متابعۃ امیر المؤمنین فلما ولیتُ
و اتیتُ فی الفروج رجعتُ الیٰ
ما کنتُ اعرفُ فقیل لہ، رأیکما فی
الجماعۃ احبُّ الینا من رأیک فی
الفرقۃ فضحک علیٌّ و قال اما انہ
ارسلَ الی زیدِ بن ثابتٍ فسألہ
فقالَ ان اختارتْ نفسہا فثلاثٌ
و ان اختارتْ زوجہا فواحدۃٌ
بائنۃٌ ابو حنیفۃ عن حماد عن
ابراہیم ان عُروۃ بن المغیرۃ
ابتُلی بہا و ہو امیرُ الکوفۃ فارسلَ
الیٰ شُریح و قالَ قُلْ فی
رجلٍ قالَ لامرأتہ انتِ طالق
البتۃ فقالَ قال فیہا عمر واحدۃٌ و ہو
املک بہا و قالَ علیٌّ بن ابی
طالب ہیَ ثلاثٌ قال قُل فیہا
انتَ قالَ قد قالا فیہا قال اَعزِمُ
علیکَ الّا قلتَ فیہا قال شُریح اُریٰ
قولہ انتِ طالقٌ طلاقًا قد خرج و
اُریٰ قولہ البتۃ بدعۃً اتقفُ
عند بدعتہ فان نویٰ ثلثًا
فثلاثٌ و ان نویٰ واحدۃً
فواحدۃٌ بائنٌ و ہو خاطب

تو کوئی شے نہیں۔ اگر اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق واقع ہوگی
اور وہ اس سے رجوع کا حقدار ہے۔ اسکے بعد میرے لئے امیر المؤمنین
کی متابعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ پھر جب مَیں خود صاحب
اختیار ہوگیا اور مدّت کے بعد فروج کے قضایا پر غور کیا تو مَیں نے
پھر اپنی اُسی رائے کی طرف رجوع کیا جو مَیں رکھتا تھا۔ اس پر اُن
سے کہا گیا کہ ہم کو تم دونوں کی وہ رائے پسند ہے جس کا انجام
جمع ہو جانا ہے بہ نسبت آپ کی اس رائے کے جو تفریق کا سبب ہے
تو علیؓ ہنسے اور فرمایا کہ سُن لو اُنھوں نے (یعنی عمرؓ نے) زید بن
ثابتؓ کو بھی بُلایا اور اُن سے پوچھا تھا تو اُنھوں نے یہ کہا تھا
کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو تین طلاق اور اگر اپنے
شوہر کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم
سے کہ عُروہ بن المغیرہ اس میں مُبتلا ہو گئے جب کہ وہ کوفہ کے
امیر تھے تو اُنھوں نے قاضی شریح کو بُلایا اور کہا کہ ایسے
شخص کے بارے میں بتائیے جس نے اپنی بیوی کو کہدیا انتِ
طالق البتۃ تو اُنھوں نے کہا کہ اس کے بارے میں عمرؓ نے کہا کہ
ایک طلاق پڑے گی اور وہ اس سے رجعت کا مالک ہے اور
علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ یہ تین طلاق ہیں۔ عُروہ نے کہا
کہ اس کے بارے میں آپ کہئے۔ تو اُنھوں نے کہا وہ دونوں اس
میں کہہ چکے ہیں۔ عُروہ نے کہا کہ میرا منشاء تو آپ سے یہ ہے کہ
آپ خود اپنی رائے بیان کریں۔ تو شریح نے کہا میری رائے تو
یہ ہے کہ اس کا قول انتِ طالقٌ نکل چکا اور اس کے قول البتۃ
کو میں سمجھتا ہوں کہ ایک اضافہ ہے۔ اس اضافہ پر ہم توقف
کریں گے اگر اس نے نیّت کی ہے تین کی تو تین کا حکم دیا جائے
اور اگر اس نے ایک کی نیت کی تو ایک بائن طلاق ہوگی اور
وہ (رجوع کرنے کا مالک نہ ہوگا) خاطب (یعنی رشتہ بھیجنے والا) ہوگا

ابو بكر عن عمر و عبد الله انهما قالا امرك
بيدك و اختارى سواء ابو بكر عن عمرو
ابن شعيب عن ابيه عن جده ان عمر
ابن الخطاب وعثمان بن عفان قالا ايما
رجل ملك امرأته امرها و خيرها فافترق
من ذلك المجلس فلم تحدث فيه
شيئا فامرها الى زوجها ابو بكر عن المطلب
ابن حنطب عن عمر انه جعل البتة
تطليقة و زوجها املك بها ابو بكر عن
حميد بن هلال وغيره عن عمر نحوا
من ذلك ابو بكر عن ابراهيم عن
عمر و عبد الله قالا في الخلية تطليقة
و هو املك برجعتها ابو بكر عن ابراهيم عن
عمر و عبد الله في البرية قالا تطليقة
و هو املك بها ابو بكر عن ابراهيم عن
عمر و عبد الله في البائن تطليقة و هو
املك برجعتها ابو بكر عن المنهال عن
عمر في رجل طلق امرأته تطليقتين ثم
قال انت علي حرام فقال عمر ما هي
بأهون هين ابو بكر عن الضحاك ان ابا بكر و
عمر و ابن مسعود قالوا من قال لامرأته هي علي
حرام فليست عليه بحرام و عليه كفارة
يمين ابو بكر عن الحسن قالت امرأة
لزوجها اراحني الله منك او
نحوا من هذا

(عورت منظور کرے یا رد کرے)۔ ابو بکر عمر رضؓ سے اور عبداللہ رضؓ سے کہ
ان دونوں نے کہا کہ امرک بیدک (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے)
اور اختاری (تو صاحب اختیار ہو جا) برابر ہیں۔ ابو بکر عمرو
ابن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے کہ عمر رضؓ بن
الخطاب اور عثمان رضؓ بن عفان نے کہا کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو
اُس کے امر (طلاق) کا مالک بنا دیا اور اُس کو اختیار دیدیا پھر وہ
اس مجلس سے جدا ہو گیا اور عورت نے اس کے بارے میں کوئی
بات نہ کی تو اُس عورت کا امر اُسکے شوہر کی طرف چلا جائے گا۔
ابو بکر مطلب بن حنطب سے وہ عمر رضؓ سے کہ انھوں نے البتۃ کو ایک
طلاق قرار دیا اور شوہر کو اس سے رجعت کا حقدار بنایا۔ ابو بکر
حمید بن ہلال وغیرہ سے وہ عمر رضؓ سے مثل اسی روایت کے۔
ابو بکر ابراہیم سے وہ عمر رضؓ اور عبداللہ رضؓ سے کہ دونوں نے کہا کہ
خلیۃ میں ایک طلاق واقع ہو گی اور شوہر کو اس سے رجعت
کا اختیار ہے۔ ابو بکر ابراہیم سے وہ عمر رضؓ اور عبداللہ رضؓ سے بریۃ
کے بارے میں دونوں نے کہا کہ ایک طلاق واقع ہو گی اور اس کو
اس سے رجعت کا اختیار ہے۔ ابو بکر ابراہیم سے وہ عمر رضؓ اور عبداللہ
سے کہ بائن میں ایک طلاق ہے اور وہ اسکے رجعت کا مالک ہے۔
ابو بکر منہال سے وہ عمر رضؓ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں جس نے
اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں پھر کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ تو عمر رضؓ
نے کہا کہ یہ کلمہ اُن سے کچھ ہلکا نہیں ہے۔ ابو بکر ضحاک سے کہ
ابو بکر رضؓ اور عمر رضؓ اور ابن مسعود رضؓ سب نے کہا کہ جس نے اپنی بیوی سے
کہا کہ یہ مجھ پر حرام ہے تو یہ اُس پر حرام نہیں ہے اور اس پر
کفارہ قسم کا لازم ہے (بشرطیکہ اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو)
ابو بکر حسن رح سے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا اراحنی اللہ
منک (اللہ تعالیٰ تجھ سے مجھے راحت دے) یا کوئی دوسرا جملہ اسطرح کا

فقال نَعَم فَنَعَم فَأَتَى عُمَرَ بن الخطّاب فذكر ذٰلك له فقال عمر تُرِيد اَن اَتحمّلها عنك هيَ بِك هيَ بِك۔ ابوبکر عن سالم والقاسم و عبيد الله بن عبدالله ابن عمر قالوا قال عمر انّما الطّلاق بيدِ مَن يحلّ له الفرجُ يعني انّ العبدَ اذا اَذِنَ له مولاه في النكاحِ فالطّلاقُ بيدِ العبد لا بيدِ المولىٰ۔ ابوبکر عن يزيد بن علقمة انّ رجلاً من بني تغلب يُقال له عبادة بن النّعمان كان تحتَه امرأةٌ من بني تميم فاسلَمَتْ فدعاه عمر فقال اِمّا ان تُسلِمَ و امّا ان اَنتزِعَها منكَ فابى اَن يُسلِم فنزعها منه عمر۔ ابوبکر عن الحسن عن عمر في الرّجل له امرأة فسُئِلَ اَلَكَ امرأة فيقولُ لا انه قال كذبة۔ ابوبکر عن عمرو ابن شعيب كانَ عمرُ و ابو الدرداء و معاذ يقولون ترجع اليه (المرأة الى الزوج) بما بقي يعني الرّجل يُطلّق امرأتَه تطليقةً او تطليقتين فتزوّج ثم ترجع اليه على كم تكون (طلاقا) عنده۔ ابوبکر عن ابي هريرة عن عمر على ما بقي من الطّلاق

توشوہر نے کہا ہاں ! ہاں !! ضرور !!! پھر وہ پہنچا عمرؓ بن الخطاب کے پاس اور اُن سے اس واقعہ کا ذکر کیا (اور اس تشویش کا کہ طلاق تو واقع نہیں ہو گئی) ، تو عمرؓ نے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ (تیرے ہاں! ہاں!! کہنے کی تفسیر کا) تیری طرف سے میں بوجھ برداشت کروں (تو سُن اس ہاں ہاں کا مفہوم کہ وہ یہ ہے کہ) وہ عورت ہے تیرے ساتھ وہ عورت ہے تیرے ساتھ۔ ابوبکر سالم سے اور قاسم اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے سب نے بیان کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ طلاق اسی شخص کے ہاتھ میں ہے جس کے لئے فرج حلال ہے۔ یعنی یہ کہ غلام کو جب اُس کے آقا نے نکاح کی اجازت دیدی تو طلاق غلام کے اختیار میں ہے آقا کے اختیار میں نہیں۔ ابوبکر یزید بن علقمہ سے کہ بنی تغلب میں کا ایک شخص تھا جس کو عبادہ ابن النّعمان کہا جاتا تھا، اس کے تحت میں بنی تمیم کی ایک عورت تھی۔ پھر وہ اسلام لے آئی تو اُس شخص کو عمرؓ نے بلایا اور فرمایا (اب دو صورتیں ہیں) یا تو تُو اسلام قبول کرے اور یا یہ کہ میں اُس کو تجھ سے کھینچ کر الگ کردوں تو اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا تو عمرؓ نے عورت کو اُس سے الگ کرلیا۔ ابوبکر حسنؒ سے وہ عمرؓ سے اُس شخص کے بارے میں جس کے بیوی موجود تھی اور اس سے پوچھا گیا کہ کیا تیرے پاس بیوی ہے اور وہ جواب دیتا ہے کہ نہیں۔ فرمایا کہ یہ تو ایک جھوٹ ہے (اس سے طلاق نہیں پڑے گی)۔ ابوبکر عمرو بن شعیب سے کہ عمرؓ اور ابو درداؓ اور معاذؓ اس کے قائل ہیں کہ وہ اُس کی طرف لوٹائی جائے گی باقی ماندہ پر یعنی کوئی شخص جو اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دیدیتا ہے پھر وہ نکاح کرلیتی ہے پھر لوٹتی ہے اُس کی طرف تو اُس شخص کے پاس کتنی طلاق کا حق ہوگا۔ ابوبکر ابوہریرہؓ سے وہ عمرؓ سے باقیماندہ طلاق پر (حسب

آبو بکر عن سعید بن المسیب عن عمر قال اربع جائزۃ علے کل حال العتق والطلاق والنکاح والنذر یعنے سواء کان جادًّا او ہازلًا آبو بکر عن کثیر مولے ابن سمرۃ ان عمر اُتے بامرأۃ ناشزۃ فقال لزوجہا اخلعہا آبو بکر عن عبد اللہ بن شہاب الخولانی شہدت عمر بن الخطاب اُتی فی خلع کان بین رجل و امرأتہ فاجازہ یعنے یجوز الخلع دون السلطان آبو بکر عن عبد اللہ بن رباح ان عمر قال اخلعہا بادون عقاصہا آبو بکر عن ابراہیم قال عمر بن الخطاب لاندع کتاب ربنا و سنۃ نبینا بقول المرأۃ المطلقۃ ثلثاً لہا السکنٰی والنفقۃ آبو بکر عن الشعبی فی الرجل یطلق امرأتہ فجاء آخر فتزوجہا فی العدۃ قال عمر یفرق بینہما وتکمل عدتہا الاول وتستانف من ہذا عدۃ جدیدۃ ویجعل الصداق فی بیت المال ولا یتزوجہا الثانی ابدًا ویصیر الاول خاطبًا من الخطاب آبو بکر عن ابراہیم ابن میسرۃ عن عمر قال لا یقربہا حتے ینظر آبہا حمل اذ لا یعنے الامۃ اذا زوجہا مولاہا فمات الزوج

توضیح مذکور)۔ آبو بکر سعید بن المسیب سے وہ عمر رضؓ سے، فرمایا کہ چار چیزیں ہر حال میں نافذ ہوتی ہیں: عتق (آزادی) اور طلاق اور نکاح اور نذر یعنی برابر ہے کہ وہ شخص سنجیدگی سے کہنے والا ہے یا مسخرے پن سے۔ آبو بکر کثیر مولے ابن سمرہ سے کہ عمر رضؓ کے پاس ایک لڑاکا عورت لائی گئی تو آپ نے اُس کے شوہر سے فرمایا کہ اس سے خلع کرلے۔ آبو بکر عبد اللہ بن شہاب الخولانی سے کہ میں حاضر تھا عمر رضؓ بن الخطاب کے پاس جب ایک خلع کا معاملہ ایک مرد اور اس کی عورت کا اُن کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اُس کو جائز رکھا۔ یعنی خلع جائز ہے بغیر سلطان (کے حکم) کے۔ آبو بکر عبد اللہ بن رباح سے کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ اُس (عورت) سے خلع کرلے اس کی چوٹی کے ماسوا سے۔ آبو بکر ابراہیم سے کہ عمر رضؓ ابن الخطاب نے فرمایا کہ ہم ایک عورت کے کہنے سے اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت نہیں چھوڑیں گے جس کو تین طلاق دی گئی ہیں اُس کے لئے رہنے کا گھر بھی ہے اور نفقہ بھی۔ آبو بکر شعبی سے، ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر دوسرا شخص آکر اس عورت سے عدت کے زمانہ میں نکاح کرلیتا ہے تو عمر رضؓ نے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان تفریق کیجائے۔ اور عورت اپنی پہلی عدت پوری کرے اور پھر از سر نو دوسری عدت پوری کرے اور مہر کو بیت المال میں داخل کیا جائے اور وہ دوسرا شوہر کبھی اس سے نکاح نہ کرے اور پہلا شوہر دوسرے رشتہ بھیجنے والوں میں سے ایک رشتہ بھیجنے والا ہوگا۔ آبو بکر ابراہیم بن میسرہ سے وہ عمر رضؓ سے فرمایا کہ وہ اُس سے قریب نہ ہو یہاں تک کہ پہلے یہ دیکھ لے کہ کیا اُس کو حمل ہے یعنی باندی سے جب کہ اُس کے آقا نے اُس کا نکاح کردیا ہو اور اُس کا شوہر مرگیا ہو۔

ع۵ مطلب یہ ہے کہ خلع کرلے اور عورت سے اُس کا تمام مال لے لے کہ بجز سر کی چوٹی کے اُس کے پاس کچھ باقی نہ رہے ۱۲

ابو بکر عن سعید والحسن قالا أجل عمر بن
الخطاب العنین سنۃً فان استطاعہا
والا فرق بینہما و علیہ العدۃ ابوبکر عن
سعید بن المسیب ردّ عمر نسوۃً المتوفے عنہن
ازواجہن من البیداء فمنعہن الحج ابوبکر عن
الحکم کان عمر و عبد اللّٰہ یقولان لا تنتقل
یعنے المتوفے عنہا زوجہا الشافعی عن مالک
انہ بلغہ انہ کتب الی عمر بن الخطاب من
العراق ان رجلاً قال لامرأتہ حبلک علی
غاربک فکتب عمر الی عاملہ ان مرہ ان
یوافینے فی الموسم فبینا عمر بن الخطاب
یطوف بالبیت اذ لقیہ الرجل فسلم علیہ
فقال من انت فقال انا الذے امرت
ان یجلب علیک قال انشدک برب
ہذا البیت ہل اردت بقولک حبلک علی
غاربک الطلاق فقال الرجل لو استحلفتنی (سوگند میدادی)
فی غیر ہذا المکان ما صدقتک اردت الفراق
فقال عمر ہو ما اردت البیہقی عن
الثوری عن حماد عن ابراہیم عن عمر
ابن الخطاب انہ کان یقول فی
الخلیۃ و البریۃ و البتۃ والبائنۃ
واحدۃ و ہو احق بہا البیہقی
عن الثوری عن حماد عن
ابراہیم ان عمر و ابن مسعود
کانا یقولان

ابو بکر سعید اور حسن سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عِنین (نامرد) کو
ایک سال کی مہلت دی پھر اگر وہ قادر ہوگیا تو فبہا ورنہ دونوں
میں تفریق کردی جاتے اور اس پر عدت لازم ہوگی۔ ابو بکر سعید
ابن المسیب سے کہ عمرؓ نے ایسی عورتوں کو جن کے شوہروں کا
انتقال ہوگیا تھا بیداء سے واپس کردیا اور اُن کو حج سے روک
دیا۔ ابو بکر حکم سے کہ عمرؓ اور عبد اللہؓ کہا کرتے تھے کہ منتقل
نہ ہو (کسی دوسری جگہ) یعنی جس کا شوہر مرگیا ہو۔ شافعیؒ
مالکؒ سے کہ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب کو عراق
سے لکھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا حبلک علی
غاربک (تیری رسی تیرے کندھے پر) تو عمرؓ نے اپنے عامل
کو لکھا کہ اُس کو حکم دو کہ وہ موسمِ حج میں مجھ سے آکر ملے تو
اس دَوران میں کہ عمرؓ بیت اللہ کا طواف کررہے تھے جب کہ
وہ شخص اُن سے ملا اور اُن کو سلام کیا۔ تو اُنھوں نے پوچھا
کہ تُو کون ہے؟ تو اُس نے کہا کہ میں وہی ہوں جس کے بارے
میں آپ نے حکم دیا تھا .... کہ آپ کے پاس
بھیجا جاتے تو آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اس بیت کے رب کی قسم
دیتا ہوں کہ کیا تو نے اپنے اس قول سے یعنی حبلک علی غاربک
سے طلاق کی نیت کی تھی؟ تو اس شخص نے کہا کہ اگر آپ مجھے
اس مکان کے علاوہ کسی دوسرے مکان میں حلف دیتے تو میں
آپ سے سچ نہ کہتا، میں نے علیحدہ کرنے کی نیت ہی سے کہا تھا،
تو عمرؓ نے فرمایا کہ تیری نیت ہی فیصلہ ہے۔ بیہقی ثوریؒ سے
وہ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عمرؓ اور ابنِ مسعودؓ کہا کرتے تھے
خلیۃ میں اور بریۃ میں اور بتۃ میں اور بائنۃ میں ایک طلاق
ہے اور وہ اُس پر (رجوع کا) حق رکھتا ہے۔ بیہقی ثوری سے
وہ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عمرؓ اور ابنِ مسعودؓ کہا کرتے تھے

اذا خیّرہا فاختارت نفسہا فہی واحدۃ و ہو احق بہا و ان اختارت زوجہا فلاشیٔ الشافعی تعلیقاً و البیہقی مسنداً روی عن عمر ابن الخطاب انّ رجلاً تدلّٰی (بغارے فرود آمد ۱۲) یأخذ عسلاً فجاءتہ امرأتہ فوقفت علی الحبل فحلفت لتقطعنّہ او لتطلّقنّی ثلثاً فذکر اللہ و الاسلام فابت الّا ذلک فطلقہا ثلثا فلمّا ظہر (بالا برآمد ۱۲) اتی عمر بن الخطّاب فذکر ما کان منہا الیہ ومنہ الیہا فقال ارجع الٰی امرأتک فلیس ہو بطلاق البیہقی روی عن عمر لیس الرجل بأمیر علٰی نفسہ اذا جوّعت او اوثقت (بستہ شد ۱۲) او ضربت الشافعی عن ابن المسیّب کان عمر یقول ان تربّص اربعۃ اشہر فہی تطلیقۃ و ہو املک بردّہا ما دامت فی عدّتہا الشافعی عن عبداللہ ابن ابی یزید عن ابیہ ارسل عمر الی شیخ من بنی زہرۃ فسألہ عن ولاد الجاہلیّۃ فقال امّا النّطفۃ فمن فلان و اما الولد فہو علٰی فراش فلان فقال صدقت و لکن قضٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب شوہر نے بیوی کو اختیار دیدیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا (آزاد ہونے پر) تو ایک طلاق ہو گی اور وہ اس پر رجوع کا) حق رکھتا ہے۔ اور اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کرلیا تو کچھ نہیں ہے۔ شافعیؒ نے تعلیقاً روایت کیا اور بیہقی نے مسنداً کہ روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب سے کہ ایک شخص (کسی غار میں) لٹک کر شہد حاصل کرنے لگا تو اس کے پاس اس کی بیوی آئی اور رسّی پر (جس کے ذریعہ سے وہ غار میں لٹک رہا تھا) کھڑی ہو گئی اور قسم کھاکر کہنے لگی کہ تو مجھے تین طلاق دے ورنہ میں اس رسّی کو ضرور کاٹ دوں گی تو اس نے اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دیا مگر وہ نہ مانی بجز اس صورت کے تو اس نے اس کو تین طلاق دیدیں۔ پھر جب وہ باہر آگیا تو وہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچا اور جو کچھ معاملہ عورت کی طرف سے اس کے ساتھ اور اس کی طرف سے عورت کے ساتھ ہوا تھا بیان کیا تو انھوں نے فرمایا کہ اپنی بیوی کے پاس لوٹ جا، یہ کوئی طلاق نہیں ہے۔ بیہقی روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ فرمایا کہ کوئی شخص اپنی ذات پر امیر (باختیار خود) نہ ہوگا جب کہ بھوکا رکھا جائے یا باندھا جائے یا پیٹا جائے۔ شافعیؒ ابن المسیب سے کہ عمرؓ فرمایا کرتے تھے (ایلاء کے بارے میں) کہ چار ماہ (بیوی کے ساتھ ہم بستری سے) رک جانا ایک طلاق ہے اور وہ اس کے رجوع کا اختیار رکھتا ہے جب تک عورت عدّت میں رہے۔ شافعیؒ عبداللہ بن ابی یزید سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے بنی زہرہ کے ایک بوڑھے کو بلاکر اس سے ناجائز اولاد کے تعیّنِ نسب کی بابت جاہلیت کا دستور پوچھا تو اس نے کہا کہ نطفہ تو فلاں کی طرف سے، رہا بچہ تو وہ فلاں کے فرش پر (دکھا جاتا تھا) تو عمرؓ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بالولد للفراش مالک والشافعی عن ابن عمر جاء رجل الی عمر بن الخطاب فقال کانت لی ولیدۃ اطأھا فعمدت امرأتی الیھا فارضعتھا فدخلت علیھا فقالت دونک فقد واللہ ارضعتھا فقال عمر اوجعھا و ائت جاریتک فانما الرضاعۃ رضاعۃ الصغیر مالک انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب وھب لابنہ جاریۃ فقال لا تمسھا فانی قد کشفتھا قال ابو حنیفۃ النظر الی الفرج یحرم و قال الشافعی لا قال البیھقی ویشبہ ان یکون الجماع ھو المراد بالکشف فان اھل المروات یکنون عن الجماع بمثل ھذا البیھقی من طریق سفیان الثوری کتب عامل لعمر الی عمر ان ناسا ممن قبلنا یدعون السامرۃ یسبتون السبت و یقرون التوراۃ و لا یومنون بیوم البعث فما یری امیر المؤمنین فی ذبائحھم قال فکتب ھم طائفۃ من اھل الکتاب ذبائحھم ذبائح اھل الکتاب الشافعی عن عمر انہ قال ما نصاری العرب باھل الکتاب و لا یحل لنا ذبائحھم و ما انا بتارکھم حتی یسلموا او اضرب اعناقھم مالک و الشافعی عن عروۃ رض

نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ بچہ (صاحب) فراش کے لئے (یعنی شوہر کا) ہوگا۔ مالکؒ اور شافعیؒ ابن عمر رضؓ سے کہ ایک شخص نے عمر رضؓ ابن الخطاب سے آکر کہا کہ میری ایک باندی ہے جس سے میں مجامعت کرتا رہا اُس کے ساتھ میری بیوی نے یہ اقدام کیا کہ اُس کو اپنا دودھ پلا دیا۔ پھر میں اُس پر داخل ہوا تو بیوی نے کہا کہ اس سے الگ رہنا واللہ میں نے اس کو اپنا دودھ پلایا ہے تو عمر رضؓ نے کہا کہ اُس کو پیٹ اور اپنی لونڈی کے پاس جا کیونکہ رضاعت (قابلِ اعتبار) صرف بچے ہی کی رضاعت ہے۔ مالکؒ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے اپنے بیٹے کو ایک جاریہ عطا کی اور فرمایا کہ اس کو چھونا مت کہ میں اس کو برہنہ کر چکا ہوں ابو حنیفہؒ نے کہا کہ فرج کو دیکھنا حرام کر دیتا ہے اور شافعیؒ نے کہا کہ نہیں۔ بیہقیؒ نے کہا اور قرینِ قیاس یہ ہے کہ برہنہ کرنے سے مراد جماع کرنا ہی ہے کہ شائستہ مزاج لوگ جماع کے لئے اسی طرح کے کنایات بولتے ہیں۔ بیہقیؒ سفیان ثوریؒ کی روایت سے کہ عمر رضؓ کے ایک عامل نے اُن کو لکھا کہ جو ہم سے پہلے تھے ان میں سے کچھ لوگوں کو سامرہ کہا جاتا تھا وہ سنیچر کے دن عبادت کیا کرتے اور توریت پڑھا کرتے تھے اور یوم قیامت پر ایمان نہیں لاتے تھے تو امیر المؤمنین ان لوگوں کے ذبیحوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ کہا کہ اس پر عمر رضؓ نے لکھا کہ وہ لوگ اہلِ کتاب ہی میں کا ایک گروہ ہے اُن کے ذبیحے اہلِ کتاب کے ذبیحے ہیں۔ شافعیؒ عمر رضؓ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ عرب کے نصارٰے (یعنی بنی تغلب) اہلِ کتاب نہیں ہیں اور ہمارے لئے ان کے ذبیحے حلال نہیں ہیں اور میں ان کو چھوڑنے والا نہیں یہاں تک کہ یہ لوگ یا تو اسلام قبول کریں یا میں ان کی گردنیں مار دوں۔ مالکؒ اور شافعیؒ عروہ سے

عن خولۃ بنتِ حکیم دخلتْ علٰی عمر بن الخطاب فقالت ان ربیعۃ بن اُمیۃ استمتع بامرأۃٍ مولّدۃٍ فحملتْ منہ فخرج عمر رض یجرّ ردآءہ فزعًا فقال ھذہ المتعۃ ولو کنت تقدّمتُ فیہ لرجمتُ الشافعی عن ابن سیرین انّ امرأۃ طلّقھا زوجھا ثلثاً وکان مسکینٌ اعرابیٌ یقعد بباب المسجد فجآءتہ امرأۃٌ فقالتْ ھل لکَ فی امرأۃٍ تنکحھا فتبیتَ معھا اللیلۃَ وتصبحَ تفارقھا فقالَ نعم فکانَ ذٰلک فقالتْ لہ امرأتہ انک اذا اصبحتَ فانھم سیقولون لکَ فارقھا فلا تفعلْ ذٰلک فانّی مقیمۃٌ لک ماتریٰ واذھبْ الٰی عمر فلمّا اصبحت اتوہ واتوھا فقالت کلّموہ فانتم جئتم بہ فکلّموہ فأبیٰ فانطلق الٰی عمر فقالَ الزم امرأتکَ فان رابوکَ بریبٍ فأتنی فارسلَ الی المرأۃ التی مشتْ لذٰلک فنکّلَ بھا ثم کان یغدو علٰی عمر ویروحُ فی حُلّۃٍ فیقول الحمد للّٰہِ الذی کساکَ یا ذا الرقعتین

وہ خولہ بنتِ حکیم سے کہ وہ عمر رض بن الخطاب کے پاس پہنچی اور کہا کہ ربیعہ بن اُمیہ نے تمتّع کیا تھا ایک مولّدہ[ع۵] سے پھر وہ اس سے حاملہ ہو گئی تو عمر رض اس طرح نکلے کہ اپنی چادر کھینچ رہے تھے بیچینی سے پھر کہا کہ یہ متعہ ہے اور اگر مجھے پہلے اس کی اطلاع ہو جاتی تو میں ضرور رجم کرتا۔ شافعیؒ ابن سیرینؒ سے کہ ایک عورت کو اُس کے شوہر نے تین طلاق دیں اور ایک نادار دیہاتی مسجد کے دروازے پر بیٹھا کرتا تھا تو اس کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ کیا تجھے ایسی عورت میں دلچسپی ہے جو تجھ سے نکاح کرے اور تو آج رات اُس کے ساتھ سوئے اور صبح کو اُس سے مفارقت کر لے؛ اس نے کہا کہ ہاں! تو ایسا ہو گیا (رات میں) اُس کی بیوی نے اُس سے کہا کہ جب صبح ہو جاتے گی تو یہ لوگ تجھ سے کہیں گے کہ اس سے جُدا ہو (یعنے طلاق دے) مگر تو ایسا نہ کرنا کیونکہ میں تیری کفالت کروں گی جیسا کہ . . . تو دیکھ رہا ہے اور تو عمر رض کے پاس پہنچ جانا۔ جب صبح ہوتی تو لوگ اس شخص کے پاس آتے اور عورت کے پاس پہنچے۔ تو عورت نے کہا کہ تم اُس سے بات کرو تم ہی اُس کو لے کر آئے تھے تو اُنھوں نے اُس سے گفتگو کی۔ اس نے انکار کر دیا۔ پھر وہ عمر رض کے پاس پہنچ گیا۔ تو عمر رض نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے تعلّق پر جما رہ۔ اگر وہ لوگ تجھے پریشانی میں ڈالیں تو میرے پاس آجانا۔ پھر اس عورت کو بُلوایا جو اس کام کے لئے چلی پھری تھی تو آپ نے اس کو سزا دی۔ اس کے بعد وہ شخص صبح و شام حضرت عمر رض کے پاس اچھے لباس میں آتا رہتا تھا اور وہ فرمایا کرتے اللہ کا شکر ہے جس نے اے ذوالرقعتین (یعنے اے پیوند لگے ہوتے دو کپڑوں والے)

ع۵ مولّدہ بروزن معظمہ وہ ہے جو عرب میں پیدا ہوتی اور اُن کی اولاد کے ساتھ اس نے تربیت پائی ۱۲

حُلّةً تغدو فیها و تروح الشافعی
عن مجاهد عن عمر نحوًا من ذٰلک
الشافعی عن جعفر بن محمد عن
ابیه انّ علیًّا و عمر قالا لا ینکح المحرم
و لا یُنکح فان نکح فنکاحه باطل مالک
و الشافعی عن ابن المسیّب قال
عمر بن الخطّاب ایّما رجل تزوّج
امرأةً و بها جنونٌ او برصٌ فمسّها
فلها صداقها کاملاً و ذٰلک لزوجها
غُرم (تاوان) علٰی ولیّها البیهقی عن ابراہیم
ابن سعد عن ابیه انّ عمر بن الخطّاب
کتب الی بعض عمّاله ان اعطِ
الناس علی تعلیم القرآن
فکتب الیه انک کتبت
الیّ ان اعطِ الناس علی
تعلیم القرآن فیعلّمه من
لیس له فیه رغبةٌ الّا
رغبة فی الجُعل فکتب الیه
ان اعطهم علی المروّة و
الصحابة ابو حنیفة عن یزید
ابن عبد الرحمٰن عن الاسود انّه
اعتق مملوکًا له بینه و بین اخوة
له صغارٍ فذکر ذٰلک لعمر بن
الخطاب فامره ان یقوّمه و یُرجئه
حتّی یُدرک الصبیة فان

تجھے اچھا جوڑا پہنایا جس میں تو صبح و شام آتا جاتا ہے۔ شافعیؒ
مجاہد سے وہ عمرؓ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ شافعیؒ جعفر
ابن محمد سے وہ اپنے باپ سے کہ علیؓ و عمرؓ دونوں نے کہا کہ
مُحرم (جو احرام باندھنے والا ہو) نہ نکاح کرے اور نہ نکاح کرائے
اگر اُس نے نکاح کر لیا تو اس کا نکاح باطل ہوگا۔ مالکؒ اور
شافعیؒ ابن المسیبؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص
نے نکاح کیا کسی ایسی عورت سے جس کو جنون یا برص
ہے پھر اس کو چھوا تو اس عورت کو پورے مہر کا حق ہوگا۔
اور اس عورت کے شوہر کو حق ہوگا مہر کے برابر تاوان لینے کا اُس
عورت کے وَلی سے۔ بیہقیؒ ابراہیم بن سعدؒ سے وہ اپنے باپ
سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے بعض عاملوں کو لکھا کہ تعلیم قرآن
پر لوگوں (یعنے معلّموں) کو عطیات (وظائف) دو۔ تو عامل
نے اُن کو لکھا کہ آپ نے مجھے لکھا ہے کہ تعلیم قرآن پر لوگوں
کو عطیات دو تو (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) قرآن کی تعلیم وہ
لوگ دیں گے جن کو اس خدمت سے رغبت نہ ہوگی ان کو رغبت
صرف اپنے معاوضہ سے ہوگی (حالانکہ تعلیم قرآن اللہ کے واسطے
ہونی چاہیئے تو اس معاوضہ کو ادا کرنے کی وجہ جواز کیا ہوگی)
تو ان کو عمرؓ نے لکھا کہ ان کو بربناء مروّت (کہ وہ ایک خدمت
اسلامی کرتے ہیں ہم کو ان کی خدمت کرنی چاہیئے) و بربناء
صحابت (کہ وہ خدمتِ اسلام میں تمہارے ساتھی ہیں) دو۔
ابو حنیفہؒ یزید بن عبد الرحمٰن سے وہ اسود سے کہ اُنھوں نے آزاد
کیا ایک مملوک کو جو کہ ان کا اور ان کے کم عمر بھائیوں کا
مُشترک تھا۔ پھر اُنھوں نے عمرؓ بن الخطّاب سے اس کا
ذکر کیا تو اُنھوں نے ان کو حکم دیا کہ اس کی قیمت کا اندازہ
کرو اور اس کو لڑکوں کے بالغ ہونے تک روکؔ لو پھر اگر وہ

ع یہ لفظ اِرجاء سے بنا ہے اس کے معنے ہیں تاخیر کرنا اور روک لینا۔ یعنی غلام کو روک لیا جاتے جب تک کم عمر بھائی بالغ ہوں ۱۲

شاءُوا اَعتَقُوا وان شاءُوا ضمّنوا مالک انّہ بلغَہٗ انّ عمر بن الخطاب وعثمان بن عفّان قضٰی احدُہما فی امرأۃٍ غرّت رجلاً بنفسِہا وذکرت انّہا حرّۃٌ فولدت لہٗ اولادًا فقضٰی ان یُفدِی وُلدَہ بمثلِہم مالک عن سلیمان بن یسار عن عبد اللّٰہ بن اُمیّۃَ ان امرأۃً ہلک عنہا زوجُہا فاعتدّت اربعۃَ اَشہر وعشرًا ثمّ تزوّجت حین حلّت فمکثت عند زوجہا اربعۃَ اشہرٍ ونصف شہرٍ ثم ولدت ولدًا تامًّا فجآءَ زوجُہا الٰی عمر بن الخطاب فذکر ذلک لہٗ فدعا عمر نِسوۃً من نِساءِ الجاہلیّۃ قُدمآء فسألہنّ عن ذلک فقالت امرأۃٌ منہُنّ اَنا اُخبرک عن ہٰذہ المرأۃِ ہلک عنہا زوجُہا حین حملت فاہریقت علیہ الدّمآء فحشّ ولدُہا فی بطنہا فلمّا اَصابہا زوجُہا الّذی نکحہا واَصابَ الولدَ المآءُ تحرّک الولدُ فی بطنِہا فصدّقہا عُمر بن الخطّاب وفرّق بینَہما وقال عمر لم یبلغنی عنکما اِلّا خیرٌ والحقَ الولدَ بالاوّل مالک عن یحیے بن سعید عن سُلیمان ابن یسارٍ انّ عمر بن الخطّاب کانَ یَلِیطُ اولادَ الجاہلیّۃ بمن

چاہیں تو اس کو آزاد کریں اور اگر چاہیں ضمان لیں۔ مالکؒ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفّان دونوں میں سے ایک نے ایک عورت کے متعلّق جس نے اپنے بارے میں ایک شخص کو دھوکا دیا اور یہ ذکر کیا تھا کہ وہ آزاد ہے پھر اس کے بچّے بھی اس نے جنے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنی اولاد کا فدیہ جاریہ کے مالک کو اُن ہی کے مانند دے۔ مالکؒ سلیمان بن یسار سے وہ عبداللہ بن اُمیّہؓ سے کہ ایک عورت کا شوہر مرگیا تو اس نے چار مہینے دس دن کا زمانہ عدّت پورا کر کے جب حلال ہوگئی تو نکاح کرلیا۔ اب وہ اپنے شوہر کے پاس ساڑھے چار مہینے رہی تھی کہ اس کے ایک پورا بچّہ پیدا ہوگیا۔ تو اُس کا شوہر عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ تو عمرؓ نے زمانہ جاہلیت کی پُرانی عمر کی عورتوں میں سے کئی عورتوں کو بُلایا اور اُن سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اس عورت کا حال آپ کو میں بتاتی ہوں اس کا شوہر اس کو چھوڑ کر مر گیا جب کہ یہ حاملہ ہوئی۔ تو اس (حمل) پر خون حیض بہتے رہے (بجائے اس کے کہ وہ بند ہو کر بچّہ کا جزو بنیں) تو اس کے پیٹ میں اس کا بچّہ سوکھ گیا۔ پھر جب اُس کا شوہر جس نے اُس سے نکاح کیا اُس سے ہم بستر ہوا اور بچہ پر پانی (یعنے آبِ منی) پہنچا تو اس کے پیٹ میں بچّہ نے حرکت کی اور وہ بڑھا تو عمرؓ بن الخطاب نے اُس کی تصدیق کی اور ان دونوں کے درمیان تفریق کردی اور عمرؓ نے فرمایا کہ تم دونوں کے متعلّق میرے پاس بجز خیر کے اور کوئی بات نہیں پہنچی۔ اور بچّے کو آپ نے پہلے شوہر کا قرار دیا۔ مالکؒ یحیٰے بن سعید سے وہ سلیمان بن یسار سے کہ عمرؓ بن الخطاب زمانہ جاہلیّت کی اولاد کو اُسی کے ساتھ متعلّق کر دیتے تھے

ادعاهم فی الاسلام فأتی رجلان
کلاهما یدعی ولد امرأة فدعا
عمر قائفا فنظر الیهما فقال
القائف لقد اشترکا فیه فضربه
عمر بن الخطاب بالدرة ثم دعا
المرأة فقال لها اخبرینی خبرک
فقالت کان هذا لأحد الرجلین
یأتینی وهی فی ابل لاهلها
فلا یفارقها حتی یظن
او تظن انه قد استمر بها
حبل ثم انصرف عنها فاهریقت
علیه دماء ثم خلف علیها
هذا تعنی الآخر فلا ادری من
ایهما هو قال فکبر القائف
فقال عمر للغلام وال ایهما
شئت مالک عن ابن عمر ان عمر
ابن الخطاب قال ما بال رجال
یطؤن ولائدهم ثم یعزلونهن لا
تأتینی ولیدة یعترف سیدها
ان قد الم بها الا الحقت به
ولدها فاعزلوا بعد ذلک او
اترکوا

کتاب احکام الخلافة و القضاء

جو اسلام میں داخل ہونے کے بعد اُن کا مدّعی ہوتا تھا۔ تو اُن کے پاس دو آدمی آئے جو ایک عورت کے لڑکے پر اپنا بیٹا ہونے کا دعوےٰ کر رہے تھے تو عمرؓ نے ایک قیافہ داں کو بلایا اُس نے (لڑکے کو دیکھ کر) اُن دونوں آدمیوں کو دیکھا پھر کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں دونوں مُشترک ہیں تو عمرؓ نے اُس کے دُرّہ مارا پھر اُس عورت کو بلایا اور اُس سے کہا کہ تو مجھ سے پورا حال بیان کر۔ تو اُس نے کہا کہ یہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا ہے جو میرے پاس آیا کرتا تھا اس حال میں کہ وہ بندی (یعنی میں) اُونٹوں میں رہتی تھی جو اس کے (یعنی میرے) رشتہ دار کے تھے۔ وہ شخص اُس سے (یعنی مجھ سے) جُدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ اس شخص نے گمان کر لیا یا عورت نے گمان کر لیا کہ اب اس پر حاملہ ہونے کا دَور گزرنے لگا۔ پھر پھر وہ اُس سے (یعنی مجھ سے) پھر گیا اسکے بعد اس پر خون بہے (یعنی حیض کے خون آتے رہے) پھر اُس شخص کا قائم مقام اس عورت پر (یعنی مجھ پر) یہ شخص بنا۔ اُس کی مُراد دوسرے دعویدار سے تھی تو اب میں نہیں جانتی کہ یہ لڑکا دونوں میں سے کس کا ہے۔ کہا کہ تو اُس قیافہ داں نے تکبیر کہی (اس خوشی سے کہ اُس کی بات بن گئی) تو عمرؓ نے اُس لڑکے سے کہا کہ تو ان دونوں میں سے جس کو چاہے پسند کرلے۔ مالکؒ ابنِ عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطابؓ نے فرمایا کہ کیا ہو گیا لوگوں کو کہ اپنی باندیوں کے ساتھ وطی (جماع) کرتے ہیں پھر اُن سے عزل کرتے ہیں (یاد رکھو) کوئی باندی جو میرے پاس آکر یہ اقرار کریگی کہ اُسکے آقا نے اُس سے مباشرت کی ہے مَیں اسکے بچے کو اُس شخص کے ساتھ ضرور ملحق کروں گا اس کے بعد تم عزل کردیا چھوڑدو۔

باب احکامِ خلافت و قضاء

ع۵ کسی عورت سے اس طرح جماع کرنے کو عزل کہتے ہیں کہ انزال کے وقت ذکر کو باہر نکال لے اور منی باہر گرا دے تاکہ عورت کو حمل نہ رہے ۱۲ مترجم

الدار قطنی ان عمر بن الخطاب کتب
الی ابی موسی الاشعری اما
بعد فان القضاء فریضۃ محکمۃ
وسنۃ متبعۃ فافہم اذا ادلی
الیک بحجۃ وانفذ الحق اذا
وضح فانہ لاینفع تکلم بحق
لا نفاذ لہ وآس بین الناس فی
وجہک ومجلسک وعدلک حتی
لاییأس الضعیف من عدلک ولا
یطمع الشریف فی حیفک البینۃ
علی من ادعی والیمین علی
من انکر والصلح جائز بین المسلمین
الا صلحا احل حراما او حرم
حلالا لایمنعک قضاء قضیتہ بالامس
فراجعت فیہ نفسک وہدیت فیہ
لرشدک ان تراجع الحق فان الحق
قدیم ومراجعۃ الحق خیر من التمادی
فی الباطل الفہم الفہم فیما
یختلج فی صدرک مما لم یبلغک
فی الکتاب او السنۃ واعرف الامثال
والاشباہ ثم قس الامور عند
ذلک فاعمد الی احبہا عند
اللہ عز وجل واشبہہا
بالحق فیما تری واجعل
لمن ادعی بینۃ

دارقطنی نے روایت کیا کہ عمر بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو
لکھا اما بعد در حقیقت قضاء ایک فریضہ قطعی اور سنتِ جاریہ
ہے۔ جب تمہارے سامنے (کوئی فریق مدعی یا مدعیٰ علیہ) کوئی
حجت پیش کرے تو اس کو سمجھو اور جب تم پر حق واضح ہو جائے
تو اس کا نفاذ کرو کیونکہ صرف زبان سے کسی بات کو حق کہدینا جب
کہ اس کا نفاذ نہ ہو بے فائدہ ہے۔ لوگوں کے درمیان متوجہ ہونے
میں اور اپنے پاس بیٹھنے کے مقام میں اور انصاف کرنے میں
برابری کو قائم رکھو کہ کوئی کمزور تمہارے عدل سے ناامید نہ ہو جائے
اور کوئی صاحب شرافت تم سے کمزور پر ظلم کی طمع نہ کرے۔ گواہ
پیش کرنا اس شخص کے ذمہ ہے جس نے دعویٰ کیا ہو اور قسم
اس پر ہے جس نے انکار کیا ہو۔ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز
ہے۔ بجز ایسی صلح کے جو حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کرے
اور تم کو ایسی قضاء جس کو تم نے آج شام میں فیصل کیا ہے پھر تم
نے اس پر اپنے دل میں غور کیا اور تم پر اس کے بارے میں بھلائی
کی راہ کشادہ کردی گئی اس بات سے مانع نہ ہونی چاہیئے کہ تم
حق کی طرف رجوع کرلو کیونکہ حق پائدار ہے اور حق کی طرف رجوع
کرلینا بہتر ہے باطل پر مدت گزارنے سے۔ سمجھ سے کام لو سمجھ سے
کام لو ایسے امر کے بارے میں جس سے تمہارے سینہ میں خلش
پیدا ہو جو ایسا ہو کہ اس کے بارے میں کتاب اور سنت میں
سے کچھ (واضح طور پر) تمہارے پاس نہیں پہنچا اور ایسی صورت
میں پیش آمدہ مسئلہ کے) مشابہ اور اس کے مماثل امور کو پہچانو
پھر (پیش آمدہ) امور کو ایسی صورت میں ان پر قیاس کرلو۔
پھر (اگر تعدد پیدا ہو جاتے تو) جو صورت تمہاری رائے میں
اللہ عز وجل کے نزدیک پسندیدہ محسوس ہو اور حق سے زیادہ
مشابہ ہو اس کو اختیار کرلو۔ اور مدعی کے لئے گواہ پیش کرنے کی

أَمَدًا يَنْتَهِي إِلَيْهِ فَإِنْ أَحْضَرَ
بَيِّنَةً أَخَذْتَ لَهُ بِحَقِّهِ وَإِلَّا
وَجَّهْتَ الْقَضَاءَ عَلَيْهِ فَإِنَّ ذٰلِكَ
أَجْلَىٰ لِلْعَمَىٰ (گمراہی) وَأَبْلَغُ فِي الْعُذْرِ
وَالْمُسْلِمُونَ عُدُولٌ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ
بَعْضٍ إِلَّا مَجْلُودًا فِي حَدٍّ أَوْ مُجَرَّبًا
فِي شَهَادَةِ زُورٍ أَوْ ظَنِينًا (متہم) فِي
وَلَاءٍ أَوْ وِرَاثَةٍ إِنَّ اللهَ تَوَلَّىٰ
مِنْكُمُ السَّرَائِرَ وَدَرَأَ عَنْكُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ وَإِيَّاكَ وَالْقَلَقَ
وَالضَّجَرَ وَالتَّأَذِّيَ
بِالنَّاسِ وَالتَّنَكُّرَ لِلْخُصُومِ
فِي مَوَاطِنِ الْحَقِّ الَّتِي
يُوجِبُ اللهُ تَعَالَىٰ بِهَا
الْأَجْرَ وَيُحْسِنُ بِهَا الذُّخْرَ
فَإِنَّهُ مَنْ يُصْلِحْ لَهُ نِيَّتَهُ
فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ تَعَالَىٰ
وَلَوْ عَلَىٰ نَفْسِهِ يَكْفِيهِ
اللهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ
وَمَنْ تَزَيَّنَ لِلنَّاسِ بِمَا
يَعْلَمُ اللهُ تَعَالَىٰ مِنْهُ
غَيْرَ ذٰلِكَ يَشِنْهُ اللهُ فَمَا
ظَنُّكَ بِثَوَابِ اللهِ عَزَّ وَ
جَلَّ وَعَاجِلِ رِزْقِهِ وَ
خَزَائِنِ رَحْمَتِهِ

آخری مدت مقرر کردو پھر اگر اُس نے گواہ حاضر کر دیئے تو اُس کے
حق میں فیصلہ کردو ورنہ فیصلہ اس کے خلاف کردو کہ یہ اصُول
گمراہی کو واضح کرنے والا اور (اس کے خلاف فیصلہ کرنے میں
خواہ وہ حق پر ہو) تم کو پورے طور پر معذور رکھنے والا ہے۔
اور تمام مسلمانوں میں سے بعض بعض کے مقابلہ پر عدول ہیں۔
(یعنی ہر مسلمان کی صفتِ اصلیہ عدالت ہے اس کے لئے ثبوت
کی حاجت نہیں) بجز اس شخص کے جس کے کسی حد کی بنار پر
کوڑے مارے گئے ہوں یا اُس کا کسی جھوٹی شہادت میں تجربہ
ہو چکا ہو یا وہ کسی حق میں یا وراثت میں مُتّہم ہو۔ بیشک جو
تم سے چھپی ہوتی باتیں ہیں وہ بحوالۂ خدا ہیں اور تم پر سے
اُس نے مؤاخذہ ہٹا دیا شہادات سے اور تم کو بچنا چاہیئے لوگوں
کو بے قراری اور تنگ دلی اور تکلیف میں ڈالنے سے اور جھگڑنے
والوں کے مقابلہ پر حق کے مواقع میں جن کی بنار پر اللہ تعالیٰ
اجر کو واجب کر دیتا اور ان کو بہتر ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے:
(لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے اپنا خُلق) بدل دینے سے بچو کیونکہ
یہ حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اچھی
نیت رکھے گا اگرچہ (حق کی پیروی کی بنار پر) اس کو اپنی ذات
کے خلاف فیصلہ دینا پڑے، تو اللہ تعالیٰ اُس کے اور لوگوں
کے مابین (حاکمیت و محکومیت کے) علاقہ کے لئے خود کافی
ہو جائے گا۔ اور جو شخص اپنے ظاہر کو لوگوں کے لئے آراستہ
کرے گا اُس (باطنی) حال کے مقابلہ پر جو اُس کے خلاف ہے
اور اس کو اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل
کردے گا، تو تمہارا (اس صورت میں) کیا گمان ہے اللہ عزّ وجلّ
کے ثواب اور اُس کے جلد ملنے والے رزق اور اس کی رحمت
کے بارے میں کہ وہ قابلِ ترجیح ہیں یا دنیاوی جاہ و منزلت؟)

والسلام علیک شرح یقال ادلی دلوہ ارسلھا و دلاھا اخرجھا و الظنین بالظاء المتھم و بالضاد البخیل و الاول المقصود والقلق ضیق الصدر و رجل قلق سیٔ الخلق واغلق الامر اذا لم ینفسح و غلق الرھن اذا لم یجد مخلصا والشین العیب البغوی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری ان لا یقضی الا امیر فانہ اھیب للظالم و لشاھد الزور البغوی قال عمر لابن مسعود امابلغنی انک تقضی ولست بامیر قال بلی قال فول حارھا من تولی قارھا البغوی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری ایاک و الضجر والغضب و القلق والتاذی بالناس عند الخصومۃ و اذا جلس عندک الخصمان فرأیت احدھما یتعمد الظلم فاوجع رأسہ البغوی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری لایمنعک قضاء قضیتہ ثم راجعت فیہ نفسک فھدیت لرشدہ ان تنقضہ فان

والسلام علیک۔ شرح کہا جاتا ہے ادلی دلوہٗ بمعنے ڈول کو چلتا کیا اور اس کو لٹکایا اور اس کو نکالا۔ اور ظنین ظاء کے ساتھ بمعنے متہم آتا ہے اور ضاد کے ساتھ بخیل کے معنے میں ہے اور یہاں مقصود پہلی صورت ہے۔ اور قلق کے معنے ہیں سینہ کا تنگ ہونا اور بولا جاتا ہے رجل قلق یعنی بد خلق آدمی اور اغلق الامر جب کہ معاملہ غیر واضح ہو اور غلق الرھن جب کہ چھٹکارا نہ پائے، اور شین کے معنے ہیں عیب۔ بغوی، عمرؓ نے ابو موسے اشعریؓ کو لکھا کہ سوائے امیر کے کوئی فیصلہ نہ کرے کیونکہ وہ (صاحب اختیار ہونے کی وجہ سے) ظالم کو زیادہ مرعوب کرنیوالا ہوگا اور اس شخص کو جو جھوٹی شہادت دیتا ہے۔ بغوی، عمرؓ نے ابن مسعودؓ سے کہا کہ دیکھو مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ تم قضایا کے فیصلے کرتے ہو دراں حالیکہ تم امیر نہیں ہو۔ انھوں نے کہا کہ بیشک۔ فرمایا تو مالک بنا اس کے ضرر کا اسی شخص کو جو کہ مالک ہے اس کے منافع کا (یعنی قضایا امیر کے حوالے کر دیا کرو)۔ بغوی، عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ تنگدلی سے اور بے قرار کرنے اور غصہ اور بدخوئی اور لوگوں کو مقدمات کی سماعت کے وقت اذیت دینے سے بچو۔ اور جب تمہارے پاس مدعی و مدعا علیہ بیٹھے ہوں اور تم ان میں سے ایک کو دیکھو کہ وہ ظلم کا قصد کر رہا ہے تو اس کا سر پیٹ دو۔ بغوی، عمرؓ نے ابو موسے اشعریؓ کو لکھا کہ اس فیصلہ پر جو تم دے چکے ہو پھر تم نے اس کے بارے میں اپنے نفس کی طرف مراجعت کی پھر تم کو اس امر میں اچھی بات کی طرف ہدایت ہو گئی اس فیصلہ کو توڑ دینے سے کوئی بات مانع نہ ہونی چاہیئے کیونکہ

۵ع یہ لفظ تمام موجودہ نسخوں میں غین معجمہ کے ساتھ لکھا ہے اور پچھلی عبارت میں کہیں یہ مذکور نہیں ہوا۔ اگر بجائے غین کے قاف مانا جائے تو کتبِ لغت میں اس کے معنے وہ نہیں بنتے جو مذکور ہوتے تو میرے نزدیک یہ عبارت زوائد میں سے ہے ۱۲ محشی کتاب۔

الحق قديم لا ينقضه شيء والرجوع الى الحق خير من التمادي في الباطل قال البغوي هذا اذا تبين له الخطاء بنص كتاب او سنة او اجماع فاما اذا قضى باجتهاد ثم تغير اجتهاده الى غيره فلا ينقضه ولا يقضي بعده فيها بما تغير اليه اجتهاده. البغوي عن الزهري انه قال كان مجلس عمر مغتصًّا (مملوا) في القراء شبابًا كانوا او كهولًا فربما استشارهم فيقول لا يمنعن احدكم ان يشير برأيه فان العلم ليس على قدم السن ولا حداثته ولكن الله يضعه حيث يشاء. البغوي قال عمر بن الخطاب ان اناسًا كانوا يؤخذون بالوحي على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وان الوحي قد انقطع وانما ناخذ الآن بما ظهر لنا من اعمالكم فمن اظهر لنا خيرًا امناه وقربناه وليس الينا من سريرته شيء الله يحاسبه في سريرته ومن اظهر لنا سوء لم نأمنه ولم نصدقه وان قال ان سريرته حسنة. البغوي روى عن سعيد بن المسيب ان عمر بن الخطاب لما جلد الثلاثة الذين شهدوا على المغيرة بن شعبة استتابهم فرجع اثنان فقبل شهادتهما

حق پائدار ہے اور حق کی طرف رجوع کر لینا بہتر ہے باطل پر مدت گزارنے سے۔ بغوی نے کہا کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ قاضی پر نص کتاب یا سنت یا اجماع سے اپنے فیصلہ کا صحیح نہ ہونا واضح ہو جائے۔ لیکن اس صورت میں جب کہ اس نے فیصلہ اپنے اجتہاد سے کیا پھر اس کا اجتہاد بدل گیا دوسری رائے کی طرف تو پہلے فیصلہ کو نہ توڑے گا اور اس کے بعد اس بدلی ہوئی اجتہادی رائے کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا۔ بغوی زہری سے انھوں نے کہا کہ عمرؓ کی مجلس قراء سے بھری رہتی تھی جوان بھی ہوتے تھے اور بوڑھے بھی اور بسا اوقات ان سے مشورہ لیتے تو فرماتے کہ تم میں سے کسی کو مشورے میں اپنی رائے کے بیان کرنے سے رکنا نہ چاہیے کیونکہ علم پرانی عمر یا نئی عمر پر موقوف نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ علم کو جہاں چاہتا ہے رکھ دیتا ہے۔

بغوی، عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں پر وحی کے ذریعہ سے گرفت ہوتی تھی اور اب وحی منقطع ہو چکی ہے، اب ہم تمہارے ان اعمال کو لیتے ہیں جو ہم پر ظاہر ہوتے تو جس نے ہمارے سامنے خیر کو ظاہر کیا تو ہم اس پر مطمئن ہو جاتے اور اس کو اپنا مقرب بناتے ہیں اور اس کے باطن کی ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں اس کے باطن کا محاسبہ اللہ کرے گا اور جس نے ہمارے سامنے برائی کا اظہار کیا اس پر ہم مطمئن نہیں ہوتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اگرچہ وہ یہ کہے کہ اس کا باطن اچھا ہے۔ بغوی، روایت ہے سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جب ان تین آدمیوں کے کوڑے لگوائے جنھوں نے مغیرہ بن شعبہ پر گواہی دی تھی اور ان سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا تو ان میں سے دو نے توبہ کر لیا تو ان کو (آئندہ کے لئے) مقبول الشہادت قرار دیا

وأبى ابوبكرة ان يرجع فردّ شهادته، ويقال انّ عمر قال لابي بكرة تب نقبل شهادتك اوان تتب قبلت شهادتك مالك عن يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيّب انّ عمر بن الخطاب اختصم اليه مسلم ويهودي فرآى عمر بن الخطاب ان الحقّ لليهودي فقضى له، عمر فقال له اليهودي والله لقد قضيت بالحق فضربه عمر بالدرّة ثم قال وما يدريك فقال اليهودي انا نجد انه ليس قاضٍ يقضي بالحقّ الّا كان عن يمينه ملك وعن شماله ملك يسدّدانه ويوفقانه للحق ما دام مع الحقّ فاذا ترك الحقّ عرجا وتركاه مالك عن ربيعة بن ابي عبد الرحمن انه قال قدم على عمر بن الخطّاب رجل من اهل العراق فقال لقد جئتك لامر ماله رأس ولا ذنب قال عمر ما هو قال شهادات الزور ظهرت بارضنا فقال عمر او قد كان ذلك قال نعم قال عمر والله لا يؤسر رجل في الاسلام بغير العدل مالك انه بلغه انّ عمر بن الخطّاب قال لا يجوز شهادة خصم ولا ظنين۔ مالك عن عمر بن يحيى المازني عن ابيه انه قال

اور ابوبکرہ نے انکار کیا کہ وہ اس سے رجوع کرے تو ان کو مردود الشّہادۃ قرار دیا اور کہا جاتا ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرہ سے فرمایا کہ تو توبہ کر تو ہم تیری شہادت قبول کرلیا کرینگے یا یوں فرمایا تھا کہ اگر تُو توبہ کرلے گا تو ہم تیری شہادت قبول کرلیں گے۔ مالکؒ یحییٰ ابن سعید سے وہ سعید بن المسیّب سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک مسلمان اور ایک یہودی اپنا جھگڑا لے گئے تو عمرؓ بن الخطاب نے دیکھا کہ حق یہودی کے لئے ثابت ہے تو آپ نے اُس کے حق میں فیصلہ کردیا تو اُن سے یہودی نے کہا کہ خدا کی قسم آپ نے (منشائے) حق کے مطابق فیصلہ کیا۔ تو عمرؓ نے اس کے دِرّہ مارا۔ اور کہا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا۔ تو یہودی نے کہا کہ ہم (اپنی کتابوں میں) پاتے ہیں کہ کوئی ایسا قاضی نہیں جو حق کے مطابق فیصلہ کرے مگر اسکے دائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے اور بائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے یہ دونوں اس کو حق پر جماتے اور اس کی توفیق دلاتے رہتے ہیں جب تک وہ حق کے ساتھ رہتا ہے پھر جب وہ حق کو ترک کردیتا ہے تو وہ اُڑ جاتے اور اس کو چھوڑ جاتے ہیں۔ مالکؒ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے اُنھوں نے کہا کہ اہلِ عراق میں سے ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں آپ کے پاس ایک ایسے امر کی وجہ سے آیا ہوں جس کے نہ سَر ہے اور نہ دُم۔ عمرؓ نے کہا کہ وہ کیا ہے تو اُس نے کہا جھوٹی شہادت ہماری سرزمین پر غالب آگئی۔ تو عمرؓ نے کہا کیا واقعی ایسا ہوگیا ہے تو اس نے کہا کہ ہاں تو عمرؓ نے کہا کہ اسلام میں کوئی شخص غیر عدُول کی شہادت پر ماخوذ نہیں ہوتا۔ مالکؒ نے کہا کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ مدعی ... کی شہادت جائز نہیں اور نہ مُتّہم کی۔ مالکؒ روایت ہے عمر بن یحییٰ مازنی سے وہ اپنے باپ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ ان کے

كان فى حائط (بستان) جده ربيع لعبد الرحمٰن بن عوف فاراد عبد الرحمٰن بن عوف ان يحوّله (نہر کوہ) الى ناحية من الحائط هى اقرب الى ارضه فمنعه صاحب الحائط فكلم عبد الرحمٰن بن عوف عمر بن الخطاب فى ذٰلك فقضىٰ عمر لعبد الرحمٰن ابن عوف بتحويله قلتُ كان عمر يريد ان المنع فيما لايتعلق به ضرر مشاحة ومكابرة لا يتبع وانما الخصومات التى يقضى فيها مافيه نفع وضرر معتدٌّ به عند العقلاء مالك عن هشام بن عروة عن ابيه عن يحيٰى ابن عبد الرحمان بن حاطب ان رقيقًا لحاطب سرقوا ناقة لرجل من مزينة فانتحروها فرفع ذٰلك الى عمر بن الخطاب فأمر عمر كثير بن الصلت ان يقطع ايديهم ثم قال له عمر اراك تجيعهم ثم قال عمر والله لاغرمنك غرمًا يشق عليك ثم قال للمزنى كم ثمن ناقتك فقال المزنى كنت والله امنعها من اربعمائة درهم فقال اعطه ثمان مائة درهم قال مالك وليس على هذا العمل عندنا فى تضعيف القيمة قلتُ اصل ذٰلك ان عمر كان يعزّر بالمال وفى ذٰلك احاديث كثيرة مرفوعة وموقوفة مالك عن ابن شهاب عن عروة بن الزبير عن عبد الرحمٰن ابن عبد القارى

دادا کے باغ میں ایک پانی کی گول تھی عبدالرحمٰن بن عوف کی تو عبدالرحمٰن بن عوف نے ارادہ کیا کہ اس کو باغ کے ایک گوشہ کی طرف بدل دیں جو اُن کی زمین سے قریب ہے تو باغ والے نے اُن کو اس سے روک دیا تو اس بارے میں عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف نے عمر رضؓ سے گفتگو کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف کے لئے اُس کو بدل دینے کا فیصلہ کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ عمر رضؓ کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ روک لگانا ایسی چیز پر جس سے کوئی ضرر متعلق نہ ہو بنا۔ بر لالچ وہٹ دھرمی قابلِ لحاظ امر نہیں ہے اور ایسے ہی جھگڑوں کو عقلاء کے نزدیک قابلِ شمار سمجھا جاتا ہے جن کا فیصلہ اس نظریے کیا جاتا ہے کہ ان میں کسی کا نفع یا نقصان ہو۔ مالک رحؒ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے باپ سے وہ یحییٰ بن عبدالرحمٰن ابن حاطب سے کہ مُزَینہ کے ایک شخص کی ناقہ کو حاطب کے غلاموں نے چُرا کر ذبح کر لیا۔ پھر یہ قضیہ عمر رضؓ بن الخطاب کے سامنے پیش ہوا تو عمر رضؓ نے حکم دیا کثیر بن الصلت کو ان کے ہاتھ کاٹ دے۔ پھر کثیر سے عمر رضؓ نے فرمایا (سابق حکم کے بجائے) میری رائے یہ ہے کہ ان کو سخت سزا دے پھر عمر رضؓ نے فرمایا کہ (اے حاطب!) میں تجھ پر اتنا تاوان ڈالوں گا جو تجھ پر شاق گزرے اس کے بعد مُزَنی سے پوچھا کہ تیری اُونٹنی کی کیا قیمت تھی تو مُزَنی نے کہا کہ میں واللہ اس کو چار سو درہم میں نہیں دے رہا تھا۔ تو اُنھوں نے (حاطب سے) فرمایا کہ اس کو آٹھ سو درہم دے۔ مالک رحؒ نے کہا اور ہمارے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے کہ قیمت کا دُگنا دلوایا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اصل اس کی یہ ہے کہ عمر رضؓ کبھی مالی سزا دیا کرتے تھے (یعنی جرمانہ) اور اس کے ثبوت میں بہت سی احادیث مرفوعہ اور موقوفہ ہیں۔ مالک رحؒ ابنِ شہاب سے وہ عروہ بن الزبیر سے وہ عبدالرحمٰن بن عبد القاریؒ سے کہ

انّ عمر بن الخطاب قالَ ما بالُ رجال ینحلون ابناءهم نحلاً ثمّ یمسکونها فان مات ابنُ احدهم قالَ مالی بیدی لم اعطه احدًا وان مات هو قالَ هو لابنی قد کنتُ اعطیتُه ایّاه مَن نَحَلَ نِحلةً فلم یَحُز ها الّذی نحلها حتّی یکون ان مات لورثته فهی باطلٌ مالک عن داؤد ابن الحصین عن ابی غطفان المرّی انّ عمر بن الخطّاب قال مَن وهبَ هبةً لصلة رحم او علٰی وجه صدقة فانه لا یرجع فیها و مَن وهبَ هبةً یرٰی انها اراد به الثّوابَ فهو علٰی هبته یرجع فیها اذا لم یرضَ منها مالک عن عبد اللّٰہ بن ابی بکر بن محمد ابن عمرو بن حزم عن ابیه ان عمرو ابن سلیم الزرقی اخبره انه قیل لعمر بن الخطاب ان ههنا غلامًا یفاعًا لم یحتلم من غسّان و وارثه بالشام و هو ذو مال ولیس له ههنا الّا بنتُ عمّ فقالَ له عمر فلیوص لها قالَ فاوصٰی لها بمالٍ یُقالُ له بیر جَمّ قالَ عمرو بن سلیم فبیعَ ذٰلک المال بثلٰثین الف درهم و بنت عمّه التی اوصٰی لها هی امّ عمرو بن سلیم الزرقی

عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنے بیٹوں کو عطیہ دیتے ہیں پھر اس کو روک لیتے ہیں تو اگر ان لوگوں میں سے کسی کا بیٹا مر گیا تو کہدیتے ہیں کہ میرے قبضہ میں (اس کی) کوئی چیز نہیں (تاکہ اس کے وارثوں کو وہ شے نہ ملے) میں نے اُس کو کوئی چیز نہیں دی ہے اور اگر وہ خود مرنے لگیں تو کہتے ہیں کہ یہ چیز میرے بیٹے کی ہے میں نے اس کو دیدی تھی۔ جو شخص کسی کو عطیہ دے اور اس کو اُس دی ہوئی شے پر ایسا قبضہ نہ دے کہ اگر وہ مرجائے تو وہ چیز اُس کے وارثوں کو ملے تو یہ (ہبہ) باطل ہے۔ مالکؒ داؤد بن الحصین سے وہ ابو غطفان مری سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جو شخص صلہ رحم یا صدقہ کے طور پر کچھ ہبہ کرے تو وہ اس صورت میں رجوع نہ کرے گا اور جو شخص کچھ ہبہ کرے اور اس کی دیدیہ ہو کہ اس نے اس سے ثواب آخرت کا ارادہ کیا ہے تو وہ اپنے ہبہ پر (صاحب اختیار) رہے گا۔ جب وہ اس پر راضی نہ رہے تو اُس کو واپس لے لیگا۔

مالکؒ عبد اللّٰہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرو بن سلیم الزرقی نے ان کو خبر دی کہ عمرؓ بن الخطاب سے کہا گیا کہ یہاں ایک لڑکا ہے غسّان میں کا جس کا قد دراز ہے اور وہ بالغ نہیں ہوا اور اس کا وارث شام میں ہے اور وہ لڑکا صاحب مال ہے اور یہاں اُس کی صرف ایک چچا کی بیٹی ہے تو اس بارے میں عمرؓ نے کہا کہ اس لڑکے کو چاہیئے کہ وہ اس کے حق میں وصیت کردے۔ کہا کہ پھر اُس نے اُس بنت عم کے حق میں ایک مال (یعنی جائداد) کی وصیت کر دی جس کو بیر جَمّ کہا جاتا تھا۔ عمرو بن سلیم نے کہا کہ پھر یہ جائداد تیس ہزار درہم میں فروخت کی گئی اور اُس کی وہ چچا کی بیٹی جسکے حق میں اُس نے وصیت کی تھی وہ اُمّ عمرو بن سلیم الزرقی ہے۔

مالک عن عمر بن عبد الرحمن بن دلاف
المزنی ان رجلاً من جہینۃ کان
یسبق الحاج فیشتری الرواحل
فیغلی بہا ثم یسرع السیر فیسبق
الحاج فافلس فرفع امرہ الی عمر
ابن الخطاب فقال اما بعد ایہا الناس
فان الاسیفع اسیفع جہینۃ رضی
من دینہ وامانتہ بان یقال سبق
الحاج الا وانہ ادان معرضاً
فاصبح قد دین بہ فمن کان لہ علیہ
دین فلیأتنا بالغداۃ نقسم مالہ بینہم
وایاکم والدین فان اولہ ہم وآخرہ
حرب **الحدود** مالک عن عبد الرحمن
ابن محمد بن عبد القاری عن ابیہ
انہ قال قدم علی عمر بن الخطاب رجل
من قبل ابی موسی الاشعری فسألہ
عن الناس فاخبرہ ثم قال لہ عمر
ہل فیکم من مغربۃ خبر فقال نعم
رجل کفر بعد اسلامہ فما فعلتم بہ قال
قربناہ فضربنا عنقہ فقال
عمر افلا حبستموہ ثلثاً
واطعمتموہ کل یوم رغیفاً و
استتبتموہ لعلہ یتوب ویراجع
امر اللہ تعالی ثم قال عمر
اللہم انی لم احضر

مالک عمر بن عبد الرحمن بن دلاف المزنی سے کہ جہینہ میں کا ایک
شخص تھا جو کہ حاجیوں سے پہلے پہنچ کر کجاوے خرید لیا کرتا تھا
اور اُن کو گراں قیمت پر فروخت کرتا پھر سُرعت کے ساتھ روانہ
ہوتا اور حجاج سے آگے بڑھ جاتا۔ پھر وہ مفلس ہوگیا اور اس کا
معاملہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے (لوگوں
کے اجتماع سے) کہا اما بعد اے لوگو! بیشک اُسیفع (جس کا
رنگ فرطِ مشقت سے سیاہی مائل ہو جاتے) جہینہ کا اُسیفع ہے
وہ اپنے دین اور امانت میں سے اتنی بات پر راضی ہوگیا کہ یہ
کہا جاتے کہ وہ حجاج پر سبقت لے گیا۔ سُن لو اُس نے (داد انگی
کی یا قول ناصح کی) پرواہ نہ کرتے ہوتے قرض لیتے۔ اب قرضوں
نے اُس کو گھیر لیا ہے تو جس کا اُس کے ذمہ قرض ہو وہ ہمارے
پاس صبح کو آجاتے ہم اس کے مال کو اُن پر تقسیم کرینگے۔ اور
خبردار تم لوگ قرض سے بچو کیونکہ اس کا شروع بھی رنج وغم
ہے اور اس کا آخر لڑائی ہوتا ہے۔ **حدود۔** مالک عبد الرحمن
ابن محمد بن عبد القاری سے وہ اپنے باپ سے اُنھوں نے کہا کہ
عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک شخص آیا ابو موسیٰ اشعریؓ کی
طرف سے تو عمرؓ نے اُس سے لوگوں کا حال دریافت کیا اور
اُس نے اُن کو خبر دی۔ پھر اُس سے عمرؓ نے کہا کہ کیا تم میں کوئی
نئی (خاص) خبر بھی ہے تو اُس نے کہا ہاں! ایک شخص اسلام
کے بعد کافر ہوگیا۔ فرمایا کہ پھر تم نے اُس کے ساتھ کیا معاملہ
کیا؟ اُس نے کہا کہ ہم نے اس کو اپنے پاس بلوا کر اُس کی گردن
ماردی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کیا تم نے اس کو تین دن قید میں نہیں
رکھا اور ہر دن میں ایک روٹی بھی اُس کو دیتے اور اس سے توبہ
کا مطالبہ بھی کرتے شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی
طرف مراجعت بھی کر لیتا۔ پھر عمرؓ نے کہا یا اللہ نہ میں وہاں موجود تھا

ولم آمرہ ولم ارض اذ بلغنی مالک عن
ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن
ابن عباس سمعت عمر یقول الرجم فی
کتاب اللہ حق علی من زنیٰ من الرجال
والنساء اذا احصن اذا قامت البینۃ او
کان الحبل او الاعتراف مالک عن یحیی
ابن سعید عن سعید بن المسیب فی قصۃ
وفاۃ عمر انہ قال ایاکم ان تہلکوا عن
آیۃ الرجم ان یقول قائل انا لا نجد حدین
فی کتاب اللہ فقد رجم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا والذی نفسی
بیدہ لولا ان یقول الناس زاد عمر بن
الخطاب فی کتاب اللہ لکتبتہا الشیخ
والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما البتۃ
فانا قد قرأناہا مالک عن یحیی بن سعید عن
سلیمان بن یسار عن ابی واقد اللیثی ان
عمر بن الخطاب اتاہ رجل وہو بالشام فذکر
لہ ان وجد مع امرأتہ رجلا فبعث عمر بن
الخطاب ابا واقد اللیثی الی امرأتہ یسألہا
عن ذلک فاتاہا وعندہا نسوۃ
حولہا فذکر لہا الذی قال زوجہا
لعمر بن الخطاب واخبرہا انہا لا تؤاخذ
بقولہ وجعل یلقنہا اشباہ ذلک
لتنزع فابت ان تنزع وتمت
علی الاعتراف

اور نہ میں نے حکم دیا اور نہ میں جب مجھے اطلاع پہنچی راضی ہوا۔ مالکؒ
ابن شہاب سے وہ عُبید اللہ بن عبد اللہ سے وہ ابن عباسؓ سے کہا کہ
میں نے عمرؓ سے سُنا جو کہہ رہے تھے کہ رجم (سنگسار کرنا) کتاب اللہ
میں واجب ہے اُس شخص پر جو زنا کرے مَردوں میں سے اور عورتوں
میں سے جب کنوارے نہ ہوں، جب شہادت قائم ہو چکی ہو یا حمل
رہ گیا ہو یا زنا کا اقرار کر لیا ہو۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سعید بن
المسیبؒ سے عمرؓ کی وفات کے قصہ میں (فرمایا) کہ تم کو آیتِ رجم
کے بارے میں ہلاک ہونے سے بچا رہنا چاہیئے کہ کوئی کہنے والا
یہ کہے کہ ہم دو حدوں کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے۔ واقعہ یہ ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے رجم کیا ہے
قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے اگر یہ اندیشہ
نہ ہوتا کہ لوگ یہ خیال کرینگے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا تو
میں یہ ضرور لکھ دیتا الشیخ والشیخۃ الخ (بوڑھا اور بڑھیا جب
زنا کریں تو دونوں کو سنگسار کر دو) کیونکہ ہم نے اس کی قرارت کی
ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سلیمان بن یسار سے وہ ابو واقد
اللیثی سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس جب کہ وہ شام میں تھے ایک
شخص آیا اور اُس نے اُن سے یہ ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس
ایک آدمی کو پایا تو عمرؓ بن الخطاب نے ابو واقد اللیثی کو اُس کی عورت
کے پاس بھیجا کہ وہ اس عورت سے اس کے بارے میں سوال کریں
تو وہ اس کے پاس آئے اور اس عورت کے پاس اور عورتیں اس
کے گرد موجود تھیں تو ابو واقد نے اس عورت سے وہ بات بیان کی
جو اس کے شوہر نے کہی تھی عمرؓ بن الخطاب سے اور اس کو یہ بھی
بتا دیا کہ اس سے شوہر کے قول کی بنا پر گرفت نہ کی جائے گی اور
اُس کو اسی قسم کی باتیں تلقین کرتے رہے تا کہ وہ عورت اقرار سے
نکل جائے تو اُس نے منحرف ہونے سے انکار کر دیا اور اقرار پر جم گئی

فامر بها عمر فرجمت. مالک عن نافع ان
عبداً کان یقوم علی رقیق الخمس و انه
استکره جاریة من ذلک الرقیق فوقع
بها فجلده عمر بن الخطاب ونفاه ولم یجلد
الولیدة لانه استکرهها. مالک عن یحیی بن
سعید ان سلیمان بن یسار اخبره ان عبدالله
ابن عیاش بن ابی ربیعة المخزومی قال امرنی
عمر بن الخطاب فی فتیة من قریش فجلدنا
ولائد من ولائد الامارة خمسین خمسین فی
الزنا. مالک عن ابی الزناد عن عبدالله بن
عامر بن ربیعة ادرکت عمر بن الخطاب وعثمان
ابن عفان والخلفاء هلم جرا فما رأیت احدا
جلد عبداً فی فریة اکثر من اربعین. مالک
عن ابی الرجال عن امه عمرة ان رجلین استبا
فی زمان عمر بن الخطاب فقال احدهما للآخر
ما ابی بزان ولا امی بزانیة فاستشار
فی ذلک عمر بن الخطاب فقال قائل مدح
اباه وامه وقال آخرون قد کان لابیه
وامه مدح غیر هذا نری ان تجلده
الحد فجلده عمر بن الخطاب الحد
ثمانین. مالک عن ربیعة بن ابی عبدالرحمن
ان عمر بن الخطاب قال لرجل خرج
بجاریة لامرأته معه فی سفر فاصابها
فغارت امرأته فذکرت
ذلک

تو عمرؓ نے اسکے بارے میں حکم دیا پھر وہ سنگسار کی گئی۔ مالکؒ نافع
سے کہ ایک غلام پہرہ دیا کرتا تھا خمس کے مملوکوں پر اور اس نے
ان میں سے ایک لونڈی پر زبردستی کرکے اس سے زنا کیا تو عمرؓ
ابن الخطاب نے اس کے کوڑے لگوائے اور اس کو شہر بدر کردیا
اور اس لڑکی کے کوڑے نہیں لگوائے کیونکہ...... اس پر زبردستی
کی گئی تھی۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ سلیمان بن یسار نے ان کو خبر
دی کہ عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے کہا کہ مجھ کو مع
چند جوانان قریش کے عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا تو ہم نے پچاس
پچاس کوڑے مارے زنا کے بارے میں بہت سی لونڈیوں کے
امارت (یعنی خمس) کی لونڈیوں میں سے۔ مالکؒ ابوالزناد
سے وہ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہ میں نے پایا عمرؓ بن الخطاب
کو اور عثمانؓ بن عفان کو اور دیگر خلفاء کو نام بنام آگے تک سمجھ لو
تو میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے کسی غلام کے افتراء
کی بناء پر چالیس کوڑوں سے زیادہ مارے ہوں۔ مالکؒ ابو
الرجال سے وہ اپنی ماں عمرہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں
دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو گالی دی تو ان میں سے ایک
نے دوسرے سے کہا کہ نہ میرا باپ زانی تھا اور نہ میری ماں زانیہ
تھی۔ تو اس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب نے مشورہ کیا۔ تو
ایک کہنے والے نے کہا کہ اس نے اپنے باپ اور ماں کی مدح کی
ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس کے باپ اور ماں کے لئے مدح
کی بات اور بھی تھی۔ ہماری رائے یہ ہے کہ اس کو حد کے کوڑے
مارے جائیں۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے حد کے اسّی کوڑے لگوائے۔
مالکؒ ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے کہ ایک شخص اپنی بیوی کی
باندی کو اپنے ساتھ لے کر ایک سفر میں نکلا اور اس سے ہم بستر
ہو گیا۔ اس سے اس کی بیوی کو غیرت آئی اور اس نے اس کا ذکر

لعمر بن الخطاب فسأله عن ذٰلك فقال وهبتها لي فقال عمر لتأتيني بالبينة او لأرمينك بأحجارك قال فاعترفت امرأته انها وهبتها له۔ مالك عن ابن شهاب عن سائب بن يزيد ان عبدالله ابن عمرو الحضرمي جاء بغلام له الى عمر ابن الخطاب فقال اقطع يد غلامي هذا فانه سرق فقال له عمر ماذا سرق قال سرق مرآة لامرأتي ثمنها ستون درهما فقال عمر ارسله فليس عليه قطع خادمكم سرق متاعكم[من غير حرز ۱۲] مالك عن ابن شهاب عن سائب بن يزيد انه اخبره ان عمر بن الخطاب خرج عليهم فقال اني وجدت من فلان ريح شراب فزعم انه شرب الطلاء و انا سائل عما شرب فان كان يسكر جلدته الحد فجلده عمر بن الخطاب الحد تاما مالك عن يزيد الديلي ان عمر بن الخطاب استشار في الخمر يشربها الرجل فقال له علي ابن ابي طالب نرى ان تجلده ثمانين فانه اذا شرب سكر و اذا سكر هذى

عمرؓ بن الخطاب سے کر دیا تو اس شخص سے انھوں نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ اُس نے باندی کو مجھے ہبہ کردیا تھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ تجھ کو میرے سامنے گواہ لانا ہوں گے ورنہ میں تجھے پتھروں سے سنگسار کردوں گا۔ کہا کہ پھر اُس کی بیوی نے اقرار کرلیا کہ اُس نے اُس باندی کو اُس شخص کے لئے ہبہ کردیا تھا۔ مالکؒ ابنِ شہاب سے وہ سائب بن یزید سے کہ عبداللہ بن عمرو الحضرمی اپنے ایک غلام کو عمرؓ بن الخطاب کے پاس لے کر آئے اور کہا کہ میرے اس غلام کا ہاتھ کاٹئے کیونکہ اس نے چوری کی ہے، تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ اس نے کیا چوری کی ہے تو اُنھوں نے کہا کہ اس نے میری بیوی کا آئینہ چُرایا جس کی قیمت ساٹھ درہم ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اس کے اُوپر قطع نہیں ہے تمھارا خادم ہے تمھاری ہی چیز کو اس نے چُرایا۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ سائب بن یزید سے اُنھوں نے ان کو خبر دی کہ عمرؓ بن الخطاب ان پر نکلے اور فرمایا کہ میں فلاں سے شراب کی بُو محسوس کر رہا ہوں اور وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اُس نے طلاءؔ پیا ہے۔ اور مَیں تحقیق کر رہا ہوں کہ اس نے کیا پیا ہے تو اگر اس کو نشہ ہو گیا تو میں اس پر حد کے کوڑے لگواؤں گا۔ چنانچہ عمرؓ بن الخطاب نے اُس کے پورے کوڑے حد کے لگوائے۔ مالکؒ یزید الدیلی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے شراب کے بارے میں جو کوئی شخص پیئے مشورہ طلب کیا تو ان سے علی بن ابی طالب نے کہا کہ اس کے اسّی کوڑے لگوائے جائیں کیونکہ وہ شخص جب پیئے گا تو مدہوش ہو گا اور جب مدہوش ہو گا تو ہذیان کی باتیں بکے گا

؎ طلاء اصل میں اس روغن کو کہتے ہیں جو اونٹوں پر مَلا جاتا ہے یعنی تارکول یا ڈامر۔ چونکہ انگور کا وہ شیرہ جو اتنا پکایا جاتے کہ اُس کا دو ثُلث جل جائے اور ایک ثُلث باقی رہ جاتے وہ اتنا گاڑھا ہو جاتا ہے جیسا تارکول ہوتا ہے تو اس کو بھی طلاء کہنے لگے۔ یہ مُسکر نہیں ہوتا۔ اس لئے حلال ہے۔ لیکن لوگ دھوکہ دینے لگے کہ گاڑھی شراب کو طلاء کے نام سے پینے لگے ایسے لوگوں پر حد جاری کی گئی ۱۲

واذا ہذے افترے او کما قال فجلدہ عمر فی الخمر ثمانین البغوی فی قصۃ جلد الولید بن عقبۃ فی الخمر قول علیؓ جلد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین و جلد ابوبکر اربعین و عمر ثمانین و کل سنۃ و ہذا احب الیّ یعنی الاربعین مالکؒ عن ابن شہاب ان عمر ابن الخطاب و عثمان بن عفان و عبداللہ ابن عمر قد جلدوا عبیدہم نصف حد الحر فی الخمر مالکؒ عن داود بن الحصین عن واقد بن عمر بن سعد بن معاذ انہ اخبرہ عن محمود بن لبید الانصاری ان عمر الخطاب حین قدم الشام شکا الیہ اہل الشام وباء الارض وثقلہا وقالوا لایصلحنا الا ہذا الشراب فقال عمر اشربوا العسل فقالوا لایصلحنا العسل فقال رجل من اہل الارض ہل لک ان نجعل لک من ہذا الشراب شیئاً لایسکر قال نعم فطبخوہ حتی ذہب منہ الثلثان وبقے الثلث فاتوا بہ عمر فادخل فیہ عمر اصبعہ ثم رفع یدہ فتبعہا یتمطط فقال ہذا الطلاء ہذا مثل طلاء الابل فامرہم عمر ان یشربوہ فقال لہ عبادۃ بن الصامت احللتہا واللہ فقال عمر کلا واللہ

اور جب ہذیان ہوگا تو افترا کرے گا (یعنی گالیاں بکے گا) یا جیسا کہ آپ نے فرمایا تو عمرؓ نے شراب کی بنا پر اس کے اسّی کوڑے لگوائے۔ بغوی ولید بن عقبہ کے شراب کی علت پر کوڑے لگوانے کے قصہ میں علیؓ کا قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے لگوائے اور ابوبکرؓ نے چالیس کوڑے لگوائے اور عمرؓ نے اسّی اور ہر ایک سُنّت یعنی صحیح طریقہ ہے اور یہ مجھے پسند ہے یعنی چالیس۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ ابن عفان اور عبداللہ بن عمرؓ نے شراب کی حد کے بارے میں اپنے غلاموں کے بہ نسبت آزاد لوگوں کے آدھی تعداد کوڑے لگوائے۔ مالکؒ داود بن الحصین سے وہ واقد بن عمرؓ بن سعد ابن معاذ سے کہ ان کو خبر پہنچی محمود بن لبید الانصاری سے کہ عمرؓ بن الخطاب جب شام پہنچے تو اہلِ شام نے اُن سے شکایت کی ملک میں وبار پھیلنے اور اس سے سستی پیدا ہونے کی اور انھوں نے کہا ہمیں کوئی چیز مفید نہیں پڑتی بجز اس مشروب کے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ شہد پیو تو انھوں نے کہا کہ ہمیں شہد نہیں پڑتا۔ تو اس سرزمین کے ایک شخص نے کہا کہ کیا ہم آپ کو اس شراب ہی سے ایسی چیز بنا کر دیں . . . . جو نشہ نہ کرے تو عمرؓ نے کہا کہ ہاں۔ تو لوگوں نے اس کو پکایا یہاں تک کہ اس میں سے دو تہائی جاتا رہا اور ایک تہائی باقی رہ گیا پھر اس کو عمرؓ کے پاس لے کر آئے تو عمرؓ نے اس میں اپنی اُنگلی ڈبوئی۔ پھر اپنے ہاتھ کو اُٹھایا تو اُس کے ساتھ تار کھنچتا ہوا آیا تو فرمایا کہ یہ تو طلاء ہے یہ تو مثل اُونٹ کے (مرہم) طلاء کے ہے تو عمرؓ نے ان کو حکم دیدیا کہ اس کو پی لیں۔ تو اُن سے عبادہ بن الصامت نے کہا کہ واللہ کیا آپ نے اس کو حلال کردیا تو عمرؓ نے کہا کہ ہرگز نہیں واللہ

ﻋﮧ عبادہ بن صامتؓ کو اس پر شراب کا [illegible] نہیں دی ۱۲ مترجم

اللّٰھم انی لا احل لھم شیئا حرمتہ علیھم ولا احرم شیئا احللتہ لھم البغوی روی ان رجلین تشاتما عند ابی بکر فلم یقل لھما شیئا وتشاتما عند عمر فادبھما فی الحراج مالک بلغہ ان عمر بن الخطاب قوم الدیۃ علی اہل القری فجعلھا علی اہل الذھب الف دینار وعلی اہل الورق اثنی عشر الف درہما مالک عن ابن شہاب عن عراق بن مالک وسلیمان ابن یسار ان رجلا من بنی سعد بن لیث اجری فرسا فوطیٔ علی اصبع رجل من جھینۃ فنزی فیھا فمات فقال عمر ابن الخطاب للذین ادعی علیھم اتحلفون باللّٰہ خمسین یمینا مامات منھا فابوا وتحرجوا فقال للآخرین اتحلفون انتم فابوا فقضی عمر بشطر الدیۃ علی السعدیین قال مالک ولیس العمل علی ھذا وقال الشافعی نحوا من ذلک قلت ان البدایۃ انما بالمدعی علیھم فاظن ان عمر بن الخطاب کان عندہ انہ یجوز ان یبدأ بھولاء وھولاء فالبدایۃ بالمدعی علیھم ھو القیاس والبدایۃ بالمدعین محول عن القیاس احتیاطا لامر القتل

اے اللہ! میں اُن کے لئے کوئی ایسی چیز حلال نہیں کرتا جس کو تو نے اُن پر حرام کیا اور کوئی ایسی چیز اُن پر حرام نہیں کرتا جس کو تو نے ان پر حلال کیا ہے۔ بغوی ؒ روایت کیا گیا کہ ابو بکر رضؓ کے پاس دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو بُرا کہا تو انھوں نے اُن کو کچھ نہ کہا اور (دو آدمیوں نے) ایک دوسرے کو بُرا کہا عمر رضؓ کے پاس تو انھوں نے (دونوں کو) ایک دوسرے کو گالی دینے پر تادیب کی (مار کر یا ڈانٹ کر)۔ مالک ؒ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے دیت قرار دی بستی والوں پر تو اس کو سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم دیت مقرر کی۔ مالک ؒ ابن شہاب سے وہ عراک بن مالک اور سلیمان بن یسار سے کہ بنی سعد بن لیث میں کے ایک شخص نے گھوڑا دوڑایا تو اُس نے جُہَینہ کے ایک شخص کی انگلی کو پامال کر دیا تو اس سے اُس کے تمام بدن کا خون نکل گیا اور وہ مر گیا تو عمر رضؓ بن الخطاب نے ان لوگوں سے کہا جن پر دعویٰ کیا گیا تھا کہ کیا تم اللہ کی پچاس قسمیں کھاؤ گے اس پر کہ وہ اس (صدمہ) سے نہیں مرا تو انھوں نے انکار کیا اور وہ رک گئے۔ پھر آپ نے دوسرے لوگوں سے کہا کہ کیا تم قسم کھاؤ گے؟ تو انھوں نے انکار کر دیا تو عمر رضؓ نے بنی سعد والوں کے اوپر نصف دیت کا فیصلہ کیا۔ مالک ؒ نے کہا کہ اس پر عمل نہیں ہے (یعنی اس پر کہ اوّل مدعا علیہ سے بیان لیا جائے)۔ شافعی ؒ نے بھی ایسا ہی کہا۔ میں کہتا ہوں کہ (مقدمہ کی) ابتداء کرنا مدعیٰ علیھم سے تو میرا ظن یہ ہے کہ عمر رضؓ بن الخطاب کا مسلک یہ تھا کہ وہ جائز رکھتے تھے کہ ابتداء کی جائے اِن سے یا اُن سے۔ ہاں امر قتل میں احتیاط کے طور پر مدعا علیھم سے ابتداء کرنا قیاس کے مطابق ہے اور مدعیوں سے ابتداء کرنا قیاس کے خلاف ہے۔

وأما قضاؤه بنصف الدية على السعديين
فيجري فيه ما قال البغوي في حديث جرير
ابن عبد الله بعث رسول الله صلى الله عليه
وسلم سرية إلى خثعم فاعتصم ناس منهم بالسجود
فأسرع فيهم القتل فبلغ ذلك النبي
صلى الله عليه وسلم فأمر بنصف العقل
الحديث فقال البغوي أمر بنصف الدية استطابة
لأنفس أهليهم أو زجراً للمسلمين في ترك
التثبت عند وقوع الشبهة والأوجه عندي
أنه على طريق الصلح يشهد له كتاب عمر إلى
أبي عبيدة واحرص على الصلح إذا لم يستبين
لك القضاء مالك عن زيد بن أسلم عن مسلم
ابن جندب عن أسلم مولى عمر أن عمر بن الخطاب
قضى في الضرس بجمل وفي الترقوة بجمل
وفي الضلع بجمل مالك عن ابن شهاب أن
عمر بن الخطاب نشد الناس بمنى من كان
عنده علم من الدية أن يخبرني فقام الضحاك
ابن سفيان الكلابي فقال كتب إلي
رسول الله صلى الله عليه وسلم أن ورث
امرأة أشيم الضبابي من دية زوجها فقال له
عمر بن الخطاب ادخل الخباء حتى آتيك فلما
نزل عمر بن الخطاب أخبره الضحاك فقضى
بذلك عمر بن الخطاب قال ابن شهاب وكان
قتل أشيم خطأ مالك عن
يحيى بن سعيد

رہا بنی سعد والوں پر آپ کا نصف دیت کا فیصلہ کرنا تو اس میں وہ
بات جاری ہوتی ہے جس کو بغویؒ نے ذکر کیا ہے جریر بن عبد اللہؓ
کی حدیث میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ خثعم پر
ایک سریّہ بھیجا تو اُن میں سے کچھ لوگوں نے اپنا بچاؤ سجدہ کرکے کیا
تو جلد بازی سے کام لیکر انھیں فوراً قتل کردیا گیا پھر جب اس واقعہ کی
اطلاع نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے نصف دیت دینے
کا حکم دیا، آخر حدیث تک۔ تو اس پر بغویؒ نے کہا کہ نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نے اہلِ خثعم کے دل رکھنے کے لئے اور مسلمانوں کو تنبیہ
کرنے کے لئے کہ شبہ کے موقع پر ثابت قدمی کو اُنھوں نے ترک کردیا
تھا نصف دیت کا حکم دیا۔ اور بہتر وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ
(عمرؓ کا فیصلہ) صلح کے طریق پر تھا۔ اس پر شاہد ہے عمرؓ کا
مکتوب ابو عبیدہؓ کے نام کہ جب تم پر فیصلہ پورے طور پر واضح
نہ ہو تو باہمی صلح کرانے پر حریص بن جاؤ۔ مالکؒ زید بن اسلم
سے وہ مسلم بن جندب سے وہ اسلم مولیٰ عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب
نے داڑھ (توڑنے) پر فیصلہ کیا ایک اونٹ دینے کا اور ہنسلی اور
ایک اونٹ کا۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے منیٰ
میں لوگوں کو قسم دی کہ جس شخص کے پاس دیت کے بارے میں
کوئی علم ہو وہ مجھے خبر دے۔ تو ضحاک بن سفیان الکلابی کھڑے
ہوئے اور اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
مجھے لکھا تھا کہ اَشیم الضبابی کی بیوی کو اُس کے شوہر کی دیت
میں وارث قرار دو۔ تو اُن سے عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ تم خیمہ
میں داخل ہو جاؤ (اور ٹھہرو) یہاں تک کہ میں تمھارے پاس
آؤں۔ تو جب عمرؓ بن الخطاب آتے تو اُن کو پھر ضحاک نے
خبر دی تو عمرؓ بن الخطاب نے اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔ ابنِ
شہاب نے کہا کہ اَشیم کا قتل خطاءً ہوا تھا۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے

عن عمرو بن شعیب انّ رجلاً من بنی مُدلج یُقال لہٗ قتادۃ حذف ابنہ بسیفٍ فاصاب ساقہ فنزی فی جرحہ فمات فقدم سراقۃ بن جعشم علی عمر بن الخطاب فذکر ذٰلک لہٗ فقال لہٗ عمر اَعدد علی ماء قُدَیدٍ عشرین ومائۃ بعیر حتی اَقدم علیک فلما قدم عمر اخذ من تلک الابل ثلثین حِقّۃً وثلثین جذعۃً واربعین خلفۃً ثم قال این اخ المقتول قال ہا انا ذا فقال خُذہا فانّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس للقاتل شیءٌ۔ مالک عن یحیی بن سعید عن سعید بن المسیّب ان عمر بن الخطاب قتل نفراً خمسۃً او سبعۃً برجلٍ واحدٍ قتلوہ قتل غیلۃٍ وقال عمر لو تمالأ علیہ اہل صنعاء لقتلتہم جمیعاً البیہقی رُوینا عن عمر بن الخطاب انہ قتل ثلثۃ نفرٍ بامرأۃٍ اَقادہم بہا الشافعی اخبرنا محمد بن الحسن اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان رجلاً من بکر بن وائل قتل رجلاً من اہل الحیرۃ فکتب فیہ عمر بن الخطاب ان یدفع الی اولیاء المقتول فان شاؤا قتلوا وان شاؤا عفوا فدفع الرجل الی رجل یقال لہ حنین من اہل الحیرۃ

وہ عمرو بن شعیب سے کہ بنی مُدلج کے ایک شخص نے جس کو قتادہ کہا جاتا تھا اپنے بیٹے کو تلوار ماری جو اُس کی پنڈلی پر لگی تو اس کے زخم سے تمام بدن کا خون نکل گیا پھر وہ مرگیا تو سراقہ بن جعشم عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اُن سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ تو اس سے عمرؓ نے فرمایا کہ آب (یعنی مقام) قدید پر ایک سو بیس اُونٹ تیار رکھ یہاں تک کہ میں تیرے پاس پہنچوں تو جب عمرؓ پہنچے تو اُنھوں نے ان اُونٹوں میں سے تیس حِقّہ لئے اور تیس جذعہ اور چالیس خلفہ (یعنی حاملہ)۔ پھر فرمایا مقتول کا بھائی کہاں ہے۔ اُس نے کہا کہ مَیں موجود ہوں تو کہا کہ یہ سب لے لے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قاتل کے لئے کچھ نہیں۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سعید بن المسیّبؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے (صنعاء کے) پانچ یا سات آدمیوں کو قتل کیا ایک شخص کی وجہ سے جس کو اُنھوں نے دھوکہ سے قتل کیا تھا اور عمرؓ نے فرمایا کہ اگر اس قتل پر سب اہلِ صنعاء جمع ہوجاتے تو میں ان سب کو قتل کر دیتا۔ بیہقیؒ ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب کے بارے میں کہ اُنھوں نے تین آدمیوں کو قتل کیا ایک عورت کے بارے میں اُن سے اُس کے قتل کا قصاص لیا۔ شافعیؒ، ہم کو خبر دی محمد ابن الحسن نے اُنھوں نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابو حنیفہؒ نے حماد سے اُنھوں نے سُنا ابراہیم سے کہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے اہلِ حیرہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا تو اس کے بارے میں عمرؓ ابن الخطاب نے لکھا کہ اس شخص کو مقتول کے اولیاء کو دیدیا جائے وہ اگر چاہیں تو اُس کو قتل کردیں اور اگر چاہیں تو معاف کردیں۔ تو اس شخص کو اہلِ حیرہ کے ایک شخص کو جس کو حنین کہا جاتا تھا

ع۵ حِقّہ وہ اونٹ ہے جو تین سال کا ہو کر چوتھے سال میں داخل ہوجائے اور جذعہ وہ اونٹ ہے جو چار سال کا ہو کر پانچویں میں داخل ہوجائے ۱۲ مترجم

فقتلہ فکتب عمر بعد ذلک ان کان الرجل لم یقتل فلا تقتلوہ فرأوا ان عمر بن الخطاب اراد ان یرضیہم من الدیۃ و ناظر الشافعی فی ذلک بکلام مبسوط وکان فیما قال قلنا افرأیت لو کتب ان اقتلوہ و قتل ولم یرجع عنہ أکان یکون فی احد مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ قال لا قلنا ارأیت لو لم یکن فیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیئ یقیم الحجۃ علیک و لم یکن فیہ الا ما قال عمر ما کان عمر یحکم بحکم ثم یرجع عنہ الا عن علم بلغہ ہو اولی من قولہ نعولہ حین رجع اولی ان تصیر الیہ قال فلعلہ اراد ان یرضیہ بالدیۃ قلنا فلعلہ اراد ان یخیفہ بالقتل ولا یقتلہ قال لیس ہذا فی الحدیث قلنا ولیس ما قلت فی الحدیث البیہقی روینا عن مکحول فی قتل عبادۃ بن الصامت نبطیا و قول عمر اجلس للقصاص فقال زید بن ثابت أتقید عبدک من اخیک

دیدیا گیا تو اس نے اُس کو قتل کردیا۔ پھر اس کے بعد عمرؓ نے لکھا کہ اگر وہ شخص قتل نہ کیا گیا ہو تو اُس کو قتل نہ کرو۔ تو اُن کی رائے یہ ہوئی کہ عمرؓ بن الخطاب نے یہ ارادہ کیا کہ اُن کو دیت پر راضی کرلیں اور شافعیؒ نے اس بارے میں مناظرہ[۱] کیا بسوط کلام کے ساتھ اور جو کچھ کہا اس میں یہ بھی تھا کہ ہم[۲] نے کہا کہ کیا آپ نے اس پر غور کیا کہ اگر عمرؓ نے لکھدیا ہوتا کہ اس کو قتل کردو اور اس سے اُنھوں نے رجوع نہ کیا ہوتا تو کیا یہ بات کسی کے بارے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل کے پیش نظر حجت بن جاتی؟ کہا کہ نہیں۔ ہم نے کہا کہ اگر اس بارے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات ثابت نہ ہوتی جس کو تم اپنے اُوپر حجت قرار دیتے اور اس بارے میں سوائے اس کے جو عمرؓ نے کہا اور کوئی بات مروی نہ ہوتی۔ تو عمرؓ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ ایک خاص حکم دیتے پھر اس سے رجوع کرتے بجز اس صورت میں کہ ان کو کوئی ایسا علم پہنچے جو اُن کے قولِ اوّل سے اَولیٰ ہو۔ تو اُن کا قول جس کی جانب اُنھوں نے رجوع کیا اَولیٰ ہے کہ اس کو قابلِ حجت بنایا جائے۔ کہا کہ یہ ہوسکتا ہے کہ اُنھوں نے ارادہ کیا ہو کہ وَلی مقتول کو راضی کرلیں گے دیت پر۔ ہم نے کہا کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُنھوں نے اس کو قتل کا ڈراوا دیا ہو اور قتل کرنا نہ چاہتے ہوں۔ کہا کہ یہ بات حدیث میں نہیں ہے۔ ہم نے کہا جو کچھ آپ نے کہا (کہ دیت پر راضی کرنے کا ارادہ کیا ہوگا) وہ بھی حدیث میں نہیں ہے۔ بیہقی، ہم سے مکحول سے روایت کی گئی ایک نبطی (غلام) کو عبادہ بن الصامت نے قتل کردیا تو حضرت عمرؓ نے اُن سے کہا۔ . . . کہ قصاص کے لئے بیٹھ تو زیدؓ بن ثابت نے کہا کہ کیا آپ اپنے ایک غلام کے خون کا بدلہ اپنے ایک بھائی سے لیتے ہیں

[۱] کس سے مناظرہ کیا اس کی کوئی صراحت کسی نسخہ میں موجود نہیں شاید محمد بن الحسن سے مناظرہ کیا ہو ۱۲ [۲] یعنی شافعیؒ نے کہا ۱۲

فترک عمر القود و قضٰی علیہ بالدیۃ قالَ و رُوِّینا فی مثل ہٰذہ القصۃ فقال ابو عبیدۃ بن الجراح ارأیت لو قتل عبدًا اکنت قاتلہ فصمت عمر بن الخطاب الشافعی منقطعًا و البیہقی موصولاً عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان ابابکر و عمر کانا لا یقتلان الحرّ بقتل العبد البیہقی عن الاحنف بن قیس عن عُمر و علیّ فی الحرّ یقتل العبدَ قالا ثمنہٗ بالغًا ما بلغ البیہقی فی قصۃ المدلجی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قالَ عُمر لولا انّی سمعتُ رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یقول لا یُقاد الابُ من ابنہ لقتلتہٗ ہلم دیتہ فاٰتاہ بہا فدفعہا الی ورثتہ و ترک اباہ البیہقی عن عرفجۃ عن عمر مرفوعًا لیس علی الوالد قودٌ من ولدہ البیہقی قالَ البخاری فی الترجمۃ و ذکرہ ابن المنذر یُذکر عن عُمر بن الخطاب انہ قالَ یُقاد المرأۃ من الرجل فی کلّ عمدٍ یبلغ نفسہ فما دونہا البیہقی رُوِّینا عن عمر بن الخطاب فیما کتب عمر بن عبد العزیز یُقاد المملوک من المملوک فی کلّ عمدٍ یبلغ نفسہ فما دون ذلک البیہقی و رُوِّینا عن عمر بن الخطاب

تو عمرؓ نے قصاص کا ارادہ ترک کر دیا اور اُن پر دیت کو قائم کیا۔ کہا اور ہم سے اسی قصہ کے مانند واقعہ میں یہ روایت کیا گیا کہ پھر ابو عبیدہؓ ابن الجراحؓ نے کہا کہ کیا آپ نے اس پر غور کیا کہ اگر وہ اپنے غلام کو قتل کر دیتا تو کیا آپ اس کو قتل کر دیتے؟ تو عمرؓ بن الخطاب خاموش ہو گئے۔ شافعیؒ نے منقطع اور بیہقی نے موصول روایت کی ہے عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ آزاد کو غلام کے قتل کے بدلے میں قتل نہیں کیا کرتے تھے۔ بیہقی احنف بن قیس سے وہ عمرؓ اور علیؓ سے ایسے آزاد شخص کے بارے میں جو غلام کو قتل کر دے تو دونوں نے اُس کی قیمت ادا کرنے کا حکم دیا جو کسی حد تک بھی پہنچے۔ بیہقی مدلجی کے قصہ میں (جو گزر چکا ہے) عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سُنا ہوتا کہ باپ کا خُون نہیں بہایا جاتے گا بیٹے کے قتل پر تو مَیں اس کو قتل کر دیتا۔ اس کی دیت لے کر آ۔ تو وہ دیت لیکر آیا تو اُس کو اُس کے وارثوں کو دیدی اور اُس کے باپ کو چھوڑ دیا۔ بیہقی عرفجہ سے وہ عمرؓ سے مرفوعًا، بیٹے کے قتل پر باپ کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ بیہقی، بخاری نے ترجمہ میں کہا اور اس کو ذکر کیا ابن المنذر نے جو بیان کرتے ہیں عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے کہا کہ بیوی کے خُون کا بدلہ لیا جائے گا شوہر سے ہر (قتل یا ضرب) عمد پر جس پر بھی اس کا نفس جا پہنچے جان لینے پر یا اُس سے کم درجہ پر۔ بیہقی ہم کو روایت پہنچی عمرؓ بن الخطاب سے اُس مکتوب میں جو عمرؒ بن عبد العزیز نے لکھا تھا کہ مملوک کے خون پر مملوک کا خُون بہایا جائے گا ہر (قتل یا ضرب) عمد پر جو اس کی جان لینے تک پہنچ جاتے یا اس سے کم درجہ پر۔ بیہقی اور ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب سے

مادلّ علٰی وجوب القصاص بالضرب بالعصا وغیرہ اذا کان مثلہ یقتل البیہقی رُوینا عن ابن شہاب انّ ابا بکر الصدّیق و عمر بن الخطّاب و عثمان بن عفّان اَعطوا القودَ من انفسہم فلم یُستقدْ منہم و ہُم سلاطینُ الشافعی عن ابن شہاب وعن مکحول وعن عطآء قالوا ادرکنا الناس علٰی انّ دیۃ المسلم الحرّ علٰی عہد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مائۃٌ من الابل فقوّمَ عمر ابن الخطاب تلک الدیۃ علی اہل القریٰ الف دینارٍ او اثنا عشر الف درہم و دیۃ الحرّۃ المسلمۃ اذا کانت من اہل القریٰ خمسمائۃ دینار او ستۃ آلاف درہم فاذا کان الذی اصابہا من الاعراب فدیتہا خمسون من الابل لا یکلّف الاعرابیّ الذہبَ و الورقَ محمد بن الحسن انا ابو حنیفۃ عن الہیثم عن عامر الشعبی عن عبیدۃ السلمانی عن عمر بن الخطاب قال علٰی اہل الورق من الدیۃ عشرۃ آلاف درہم وعلٰی اہل الذہب الفُ دینار وعلٰی اہل البقرۃ مائتا بقرۃ وعلٰی اہل الابل مائۃ من الابل و علٰی اہل الغنم الفا شاۃٍ وعلٰی اہل الحُلل مائتا حُلّۃٍ قال محمد وبہذا کلّہ نأخذ وکان ابو حنیفۃ یأخذ من ذٰلک بالابل والدراہم والدنانیر الشافعی قال محمد بن الحسن بلغنا عن عمر بن الخطاب انّہ فرضَ علٰی اہل الذہب الف دینار وعلٰی اہل الورق عشرۃ آلافِ درہم حدّثنا بذٰلک ابو حنیفۃ عن الہیثم عن الشعبی عن عمر بن الخطاب و زادَ

جس کا مضمون دلالت کرتا ہے قصاص کے واجب ہونے پر لاٹھی وغیرہ سے مارنے پر جب کہ اُس جیسا (آلۂ ضرب) مار ڈالتا ہو۔ بیہقی روایت کیا گیا ہم سے ابن شہاب سے کہ ابو بکر صدیقؓ اور عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان سب نے اس حال میں کہ وہ سلاطین تھے قصاص کا حق عطا کیا اپنے نفسوں سے تو اُن سے قصاص نہیں طلب کیا گیا۔ شافعیؒ ابن شہاب اور مکحول اور عطاء سے سب نے کہا کہ ہم نے لوگوں کو (اس عمل) پر پایا کہ آزاد مسلمان مرد کی دیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سَو اُونٹ تھے تو قیمت مقرر کی ابن الخطاب نے اس دیت کی شہر والوں پر ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم اور آزاد مسلمان عورت کی دیت جب کہ وہ شہر والوں میں سے ہو پانچ سَو دینار یا چھ ہزار درہم۔ پھر اگر وہ شخص جس پر اُفتاد واقع ہوئی اعراب میں سے ہے تو اُس کی دیت پچاس اُونٹ ہے۔ اعرابی کو سونے چاندی کا مکلف نہیں کیا گیا۔ محمدؒ بن الحسن ہم کو خبر دی ابو حنیفہؒ نے بروایتِ ہیثم از عامر شعبی از عبیدۃ السلمانی از عمرؓ بن الخطاب کہ اُنھوں نے کہا کہ چاندی والوں پر دیت دس ہزار درہم ہیں اور سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور گائے والوں پر دو سَو گائیں اور اونٹ والوں پر سَو اونٹ اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں اور کپڑے والوں پر دو سَو جوڑے۔ محمدؒ نے کہا اس کُل کو ہم اختیار کرتے ہیں اور ابو حنیفہؒ ان میں سے اونٹوں اور درہموں اور دیناروں کو لیتے ہیں۔ شافعیؒ، کہا محمدؒ ابن الحسن نے ہم کو پہنچا عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے قرار دیا سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر دس ہزار درہم ہم سے یہ حدیث بیان کی ابو حنیفہؒ نے ہیثم سے اُنھوں نے شعبی سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے اور یہ اضافہ کیا کہ

علے اَہل البقر مائتے بقرۃٍ و علےٰ اَہل الابل مائۃ من الابلِ و علےٰ اَہلِ الغنم الفَے شاۃٍ قال محمد بن الحسن و قال اَہل المدینۃ ان عمر فرض الدیۃَ علےٰ اَہل الورق اثنے عشر الف درہم و ساق الکلام الیٰ ان قال و نحن فیما نظن اَعلمُ بفریضۃِ عمر بن الخطاب من اَہل المدینۃ لان الدراہم علےٰ اَہل العراق قال محمد و صدق اہلُ المدینۃ ان عمر بن الخطاب فرض من الدیۃ اثنے عشر الفًا و لکنہ فرضہا اثنے عشر الف درہم وزنَ ستۃٍ اخبرنے الثوری عن مغیرۃ الضبی عن ابراہیم قالت کانت الدیۃُ الابلَ فجعلت الابلُ الصغیر و الکبیر کل بعیر مائۃ و عشرونَ درہمًا وزن ستۃٍ فذلک اثنی عشرۃ آلاف درہم قال الشافعی فقلتُ لمحمد ابن الحسن أ تقولُ ان الدیۃَ اثنا عشر الف درہم وزن ستۃٍ فقالَ لا فقلت من این زعمتَ ان کنتَ اعلم بالدیۃ من اَہل الحجاز لانّ عمر قضےٰ فیہا بشئی لا تقضے بہ قالَ لم یکونوا یحسنون قلتُ اَفتَروِیُ شیئًا تجعلہ اصلاً فے الحکم وانتَ تزعم ان من روےٰ عنہ لا یُعرف ما قضےٰ بہ الشافعی اخبرنا محمد اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم انّ عمر بن الخطاب اُتےَ برجلٍ قد قتل عمدًا فامر بقتلِہ

گائے والوں پر دو سو گائیں اور اونٹ والوں پر سو اونٹ اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں ۔ کہا محمد بن الحسن نے اور اہلِ مدینہ نے کہا کہ عمرؓ نے دیت قرار دی چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم اور اور کلام کو آگے بڑھایا یہاں تک کہ کہا کہ اور ہم (اہلِ عراق) جس چیز کا گمان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ عمرؓ کے فریضہ کو بہ نسبت اہلِ مدینہ کے ہم زیادہ جانتے ہیں کیونکہ دراہم اہلِ عراق پر مقرر کئے گئے ہیں کہا محمدؒ نے کہ بیشک اہلِ مدینہ نے سچ کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیت مقرر کی ہے بارہ ہزار، لیکن اُنھوں نے دیت کو بارہ ہزار درہم چھ (دوانگ والے) وزن کے مقرر کئے۔ مجھے خبر دی ثوری نے مغیرہ ضبی سے اُنھوں نے ابراہیم سے کہ دیت اُونٹ کی ہوتی تھی تو چھوٹے بڑے اُونٹوں کی (اوسط) قیمت قرار دی گئی ایک سو بیس درہم چھ کے وزن سے تو اس حساب سے اونٹوں کی قیمت بارہ ہزار درہم ہوئی۔ شافعیؒ نے کہا کہ پھر میں نے محمد بن الحسن سے کہا کہ کیا آپ بوزن چھ (دوانگ) دیت بارہ ہزار درہم کہتے ہیں؛ تو انھوں نے کہا کہ نہیں! تو میں نے کہا کہ پھر آپ یہ کیسے گمان کرتے ہیں کہ آپ اہلِ حجاز سے زیادہ دیت کا علم رکھتے ہیں کیونکہ عمرؓ نے اس کے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے آپ اس پر فیصلہ نہیں کرتے تو اُنھوں نے کہا کہ وہ (اہلِ حجاز) اچھا فیصلہ نہیں کرتے۔ میں نے کہا کہ کیا پھر آپ کوئی ایسی روایت بیان کرینگے جس کو آپ حکم میں اصل قرار دیتے ہوں کیونکہ آپ گمان کرتے ہیں کہ جس شخص سے روایت کی جا رہی ہے وہ خود نہیں پہچانتا اُس بات کو جس کا اُس نے فیصلہ کیا۔ شافعیؒ ہم کو خبر دی محمدؒ نے کہا ہم کو خبر دی ابو حنیفہؒ نے حمادؒ سے اُنھوں نے ابراہیم سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے قتل عمد کیا تھا تو اُنھوں نے اُس کے قتل کا حکم دیا۔ اس کے بعد بعض

نفعٰے بعض الاولیآء۔ فامر بقتلہٖ فقال ابن مسعودٍ کانت النفس لھم جمیعًا فلما عفٰے ہٰذا احیا النفس فلا یستطیع ان یاخذ حقہ حتّٰی یاخذ حق غیرہ قال فما ترٰے قال ارٰے ان تجعل الدیۃ علیہ فی مالہ وترفع حصۃ الذے عفٰے فقال عمر وانا ارٰے ذٰلک البیہقے عن الاعمش عن زید بن وہب قال وجد رجل عند امرأتہ رجلاً فقتلھا فرفع ذٰلک الٰے عمر بن الخطاب فوجد علیھا بعض اخوتھا فتصدق علیہ بنصیبہ فامر عمر لھم بالدیۃ البیہقے روے عن عمر انّ رجلاً قتل رجلاً فقالت اخت المقتول وہی امرأۃ القاتل عفوت عن حقتے من زوجے فقال عمر عتق الرجل من القتل البیہقے روے عن عمر انہ قال عمد الصبے وخطاءہ سواء یعنے للعمد حکم الخطاء۔ البیہقے عن ابن فراس خطبنا عمر فقال انے لم ابعث عمالے یضربون ابشارکم ولا یاخذوا اموالکم فمن فعل بہ غیر ذٰلک

اولیاء نے معاف کردیا پھر عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ یہ نفس اُن (سب اولیاء مقتول) کے لئے تھا۔ تو جب اس نے معاف کردیا تو نفس کو زندگی کا حق دیدیا تو اب وہ استطاعت نہیں رکھتا کہ اپنے حق کو حاصل کرے جب تک کہ غیر کے حق کو بھی نہ حاصل کرلے۔[ف] عمرؓ نے کہا کہ پھر تم کیا رائے رکھتے ہو۔ ابن مسعودؓ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ اس پر دیت قائم کریں اس کے مال میں سے اور کم کردیں حصہ اس شخص کا جس نے معاف کردیا تو عمرؓ نے کہا اور میری رائے بھی یہی ہے۔ بیہقی اعمش سے وہ زید بن وہب سے اُنھوں نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک شخص کو پایا تو اُس کو (یعنی بیوی کو) قتل کردیا تو یہ مقدمہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش ہوا تو اس عورت پر اس کے بعض بھائیوں کو غصہ آیا اور اُنھوں نے اپنا حصہ اُس شخص پر صدقہ کردیا تو عمرؓ نے حکم دیا بقیہ اولیاء مقتولہ کو دیت دیئے جانے کا۔ بیہقی، مروی ہے عمرؓ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک شخص کو قتل کردیا۔ تو مقتول کی بہن نے کہا اور وہ قاتل کی بیوی تھی کہ مَیں نے اپنا حصہ اپنے شوہر سے معاف کردیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ شخص قتل سے بچالیا گیا۔ بیہقی روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ لڑکے کا عمد اور خطاء برابر ہے یعنی عمد خطاء کے حکم میں ہے۔ بیہقی ابن فراس سے کہ ہم کو خطبہ دیا عمرؓ نے اور فرمایا کہ مَیں نے اپنے عُمّال کو اس لئے نہیں بھیجا کہ تمھاری کھالوں کو پیٹیں اور نہ اس لئے کہ وہ تمھارے اموال کو چھینیں تو جس شخص کے ساتھ اُس (کام) کے سوا جو اُن کے سپرد کیا گیا) دوسرا معاملہ کیا گیا ہو

ف یعنی معاف کرنے والا دوسروں کا حق لئے بغیر اپنا حق حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ قتل کی صورت میں اُس کا حق ختم ہورہا ہے اور معاف کرنے کی صورت میں دوسروں کا حق ضائع ہوتا ہے ۱۲

فليرفعه الىّ اُقصّه (قصاص میں خواہم گرفت ۱۲) منه فقال عمرو ابن العاص لو انّ رجلاً ادّب بعض رعيّته أتقصّه منه قال اِى والذى نفسى بيده لاُقِصّنّه منه و قد رأيتُ النبىّ صلى الله عليه وسلّم اُقتصّ من نفسه البيهقى عن عطاء عن عمرُ لا اُقِيدُ من العظام يعنى غيرَ السّنّ البيهقى رُوينا عن عُمرو علىّ انّهما قالا مَن قتله حدٌّ فلا عَقْلَ له و قالا الّذى يموتُ فى القصاص لا دِيَة له، البيهقى عن مجاهد انّ عُمر بن الخطّاب قضى فيمن قُتِلَ فى الحَرم او فى شهر الحرَام او هو مُحْرِم بالدّية وثُلُث الدية الشافعى قرأنا على مالك لم نعلم احدًا من الائمّة فى القديم و الحديث قضى فيما دونَ الموضِحة بشئٍ زاد بعضُ اصحابه عنه و هم و اللهُ يغفر لنا و لهُ يَرْوِى عن امامَين عظيمَين من المسلمين عُمرُ و عُثمان انّهما قضيا فيما دُون الموضحة بشئٍ موقّتٍ ثمّ قيل يحتمِل انّهما

اس کو چاہیئے کہ اس کو میرے سامنے پیش کرے میں اُس عامل سے اُس کا بدلہ لوں گا تو عمرو رضؓ بن العاص نے کہا کہ اگر کسی شخص نے اپنی رعیّت میں سے کسی کی تادیب کی تو کیا آپ اُس سے اُس کا بدلہ لیں گے۔ فرمایا کہ ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اُس سے ضرور بدلہ لوں گا اور مَیں نے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے نفس سے قصاص لیا۔ بیہقی عطاء سے وہ عمر رضؓ سے کہ مَیں ہڈیوں[ع۵] کا ... قصاص نہیں لیتا یعنی دانتوں کے علاوہ۔ بیہقی رحؒ، ہم سے روایت کیا گیا عمر رضؓ سے اور علی رضؓ سے کہ دونوں نے کہا کہ جس کو قتل کردیا "حد" نے اُس کا کوئی قصاص نہیں اور دونوں نے فرمایا جو شخص قصاص میں مرجائے (اور "حد کے قتل کرنے" سے بھی یہی مراد ہے) اُس کی کوئی دیت نہیں۔ بیہقی مجاہدؒ سے کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے ایسے شخص کے بارے میں جو حرم میں قتل کیا گیا یا شہرِ حرام میں (یعنی ان مہینوں میں جو اشہر حرم میں داخل ہیں) یا وہ مُحرِم ہو فیصلہ دیا ایک اور ایک تہائی دیت کا۔ شافعیؒ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو مالکؒ کے سامنے پڑھا اور ہم کسی کو ائمہ قدیم اور جدید میں سے نہیں جانتے کہ اُنھوں نے فیصلہ دیا ہو موضحہ سے کم کسی زخم کی دیت کا (موضحہ کے معنے وہ زخم جو سر یا چہرہ میں لگا ہو اور اُس سے ہڈی نظر آنے لگی ہو)۔ .... بعض اصحابِ شافعیؒ نے ان کی روایت پر یہ اضافہ کیا اور وہ "اللہ تعالے ہماری اور ان کی مغفرت کرے" روایت کرتے ہیں مسلمانوں کے دو بڑے اماموں عمر رضؓ و عثمان رضؓ سے کہ ان دونوں نے مُوضحہ سے کم ایک زخم کی بابت کچھ شئے موقّت کا فیصلہ دیا۔ پھر کہا گیا کہ احتمال ہے ان دونوں نے

ع۵ یعنی ایسی جنایت کا قصاص نہیں لیتا جو ہڈیوں پر واقع ہو ۱۲

قضيا بطريق الحكومة والله اعلم البيهقي روي
عن عمر انه قال والاسنان سواء الضرس
والثنية كانه رجع اليه البيهقي عن سعيد
ابن المسيب كان عمر يفاوت بين الاصابع
حتى وجد كتاب آل عمرو بن حزم يذكرون
انه من رسول الله صلى الله عليه وسلم وفيما
هنالك من الاصابع عشر عشر قال الشافعي
ولم يقبلوا كتاب آل عمرو بن حزم حتى ثبت
عندهم انه كتاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم قلت والاصل في تقدير الديات كتاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي روي
عن عمرو بن حزم وقد اثبته عمر بن الخطاب و
اخذ به الشافعي عن محمد عن محمد بن ابان عن
عمر بن الخطاب وعلي بن ابي طالب انهما قالا
عقل المرأة على النصف من دية الرجل الشافعي
اخبرنا فضيل بن عياض عن منصور بن المعتمر عن
ثابت الحداد عن ابن المسيب ان عمر بن الخطاب
قضى في دية اليهودي والنصراني باربعة
آلاف وفي دية المجوسي بثمان مائة درهم
الشافعي يروى عن عمر بن الخطاب وعلي
في العبد يقتل قيمته بالغة ما بلغت البيهقي
من طريق الثوري عن حماد عن ابراهيم ان
الزبير وعليا اختصما في موالي لصفية الى
عمر بن الخطاب فقضى بالميراث للزبير و
العقل على علي البيهقي عن الشعبي

بطریق حکومت (یعنی بطور سیاست) فیصلہ دیا ہو واللہ اعلم. بیہقی روایت
کیا گیا عمرؓ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ سب دانت برابر ہیں ڈاڑھیں
ہوں یا سامنے کے دانت گویا انھوں نے اس کی طرف رجوع کر لیا.
بیہقی، سعید بن المسیبؒ سے کہ عمرؓ انگلیوں کی درمیان (دیت میں) تفاوت کیا کرتے تھے
یہاں تک کہ جب آلِ عمرو بن حزم کا مکتوب اُن کے سامنے آیا جس
کے بارے میں وہ یہ ذکر کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس سے آیا تھا اور اس میں انگلیوں کے لئے دس دس تحریر
ہے. شافعیؒ نے کہا اور انھوں نے قبول نہ کیا آل عمرو بن حزم
کے مکتوب کو یہاں تک کہ اُن کے نزدیک ثابت ہو گیا کہ یہ مکتوب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے. میں کہتا ہوں کہ دیات کے
اندازہ کرنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مکتوب جو عمرو
ابن حزم سے روایت کیا گیا بنیادی چیز ہے اور عمرؓ بن الخطاب نے
اس کو ثابت قرار دیا اور اس کو معمول بنایا. شافعیؒ محمدؒ سے
وہ محمد بن ابان سے وہ ابراہیم سے وہ عمرؓ بن الخطاب اور علیؓ
ابن ابی طالب سے کہ دونوں نے کہا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت
کے آدھے کے برابر ہو گی. شافعیؒ خبر دی ہم کو فضیل بن عیاض
نے منصور بن المعتمر سے وہ ثابت الحداد سے وہ ابن المسیب سے کہ
عمرؓ بن الخطاب نے فیصلہ کیا یہودی اور نصرانی کی دیت کے
بارے میں چار چار ہزار درہم اور مجوسی کی دیت کے بارے میں
آٹھ سو درہم. شافعیؒ، روایت کیا جاتا ہے عمرؓ بن الخطاب سے
اور علیؓ سے غلام کے بارے میں جو قتل کیا جائے اُس کی دیت اُس
کی قیمت کے برابر ہو گی جس حد تک بھی پہنچے. بیہقی بسند ثوری
حماد سے وہ ابراہیم سے کہ زبیرؓ اور علیؓ صفیہؓ کے موالی کے بارے
میں اپنا جھگڑا عمرؓ بن الخطاب کے پاس لے گئے تو انھوں نے میراث
کا فیصلہ کیا زبیر کے لئے اور دیت قائم کی علیؓ پر. بیہقی شعبی سے

انہ قال جعل عمر بن الخطاب الدیۃ فی ثلٰث
سنین ثلثی الدیۃ فی سنتین وثلث الدیۃ
فی سنۃ الشافعی عن سفیان عن عمرو
عن طاؤس ان عمر بن الخطاب قال
أذکر اللہ امرأ سمع من النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فی الجنین شیئًا فقام
حمل بن مالک بن النابغۃ فقال کنت
بین جاریتین لی فضربت احدٰیھما الاخریٰ
بمسطح فالقت جنینًا میتًا فقضی فیہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغرّۃ
فقال عمر کدنا ان نقضی فی مثل
ھذا برأینا البیہقی عن شہر بن حوشب ان
عمر صاح بامرأۃ فاسقطت فاعتق
عمر غرّۃ البیہقی عن زید بن اسلم
انّ عمر قوّم الغرّۃ خمسین دینارًا الشافعی
عن سفیان عن منصور عن الشعبی انّ عمر
ابن الخطاب کتب فی قتیلٍ وُجد فی
خیران ووداعۃ ان یقاس مابین قریتین
فالی ایّھما کان اقرب اخرج الیہ منھم
خمسین رجلاً حتّی یوافوہ بمکۃ فادخلھم الحجر
فاحلفھم ثمّ قضی علیھم بالدیۃ فقالوا
ما وقت اموالنا ایماننا ولا ایماننا اموالنا
فقال عمر کذلک الامر قال الشافعی وقال
غیر السفیان عن عاصم الاحول عن الشعبی
قال عمر بن الخطاب حقنت ایمانکم دمائکم

انھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیت کی ادائگی کو تین سال میں
کردیا دو تہائی دیت دو سال میں اور ایک تہائی دیت ایک سال
میں. شافعیؒ سفیان سے وہ عمرو سے وہ طاؤس سے کہ عمرؓ بن الخطاب
نے کہا کہ میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں اُس شخص کو جس نے کچھ سنا ہو نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سے جنین کے بارے میں تو کھڑے ہوتے
حمل بن مالک بن النابغہ اور انھوں نے کہا کہ میرے پاس دو جاریہ
تھیں. اُن میں سے ایک نے دوسری کے خیمہ کی چوب کھینچ
ماری تو اُس کے پیٹ کا بچہ مرکر گر گیا تو اُس کے بارے میں رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ایک بردے کا، تو عمرؓ نے
کہا کہ ہم یہی فیصلہ اپنی رائے سے کرنے والے تھے. بیہقی شہر
ابن حوشب سے کہ عمرؓ نے ایک عورت کو ڈانٹا تو اُس کا (خوف
سے) اسقاط ہوگیا تو عمرؓ نے ایک بردہ آزاد کیا. بیہقی زید بن
اسلم سے کہ عمرؓ نے ایک غرّہ (یعنی بردے) کی قیمت پچاس
دینار قرار دی. شافعیؒ سفیان سے وہ منصور سے وہ شعبی سے کہ عمرؓ
ابن الخطاب نے ایک مقتول کے بارے میں لکھا جو کہ خیران اور
وداعہ کے درمیان پایا گیا تھا کہ دونوں قریوں کے درمیان
فصل کا اندازہ کیا جائے. ان دونوں میں سے وہ مقتول جسکے
قریب ہو ان میں سے پچاس آدمیوں کو نکال کر اُن کے پاس
مکہ میں بھیجیں تو (جب وہ پہنچے تو) ان کو حجر (یعنی حطیم) میں
داخل کیا. پھر اُن کو حلف دیا. پھر اُن پر دیت کا فیصلہ کیا تو
انھوں نے کہا نہ پورا کیا (یعنی نہ بچایا) ہمارے اموال نے
ہماری قسموں کو اور نہ ہماری قسموں نے ہمارے اموال کو تو عمرؓ
نے فرمایا کہ ایسا ہی حکم ہے. کہا شافعیؒ نے اور سفیان کے سوا
دوسرے راوی نے بروایت عاصم الاحول شعبیؒ سے نقل کیا کہ
عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ تمہاری قسموں نے تمہارے خونوں کو بچالیا

ولا یبطل دمُ امرءٍ مسلم ثمّ ضعّف الشافعی
الحدیث جدًّا وقال انّما ہو عن الشعبی عن
الحارث الاعور والحارث الاعور کذّاب ثمّ
قال الشّافعی سافرتُ الٰی خیران و وداعۃ
اربعۃ عشر سفرًا اسألہم عن حکم عمر بن
الخطاب فی القتیل واُحکی لہم مارُوی عنہ فقالوا
انّ ہذا شیئٌ ماکان ببلدنا قطّ قال الشافعی
والعرب احفظ شیٔ لامرکان الشافعی عن
سعید بن المسیّب انّ عمر بن الخطاب کان
یقول الدیۃ للعاقلۃ ولاترث المرأۃ من دیۃ
زوجہا شیئًا حتی اخبرہ الضحّاک بن سفیان
انّ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم کتب الیہ ان
یُوَرِّثَ امرأۃ اشیم الضبابی من دیۃ زوجہا
فرجع الیہ عمر الشافعی عن سفیان عن عمرو
ابن دینار انّہ سمع بجالۃ یقول کتب عمر
ان اقتلوا کلَّ ساحرٍ و ساحرۃٍ قالَ
فقتلنا ثلاثَ سواحرٍ **قِسمتُہ الغنیمۃِ و
الفیٔ والصّدقات** الشافعی عن طارق
ابن شہاب قال آمدَّ اہلُ الکوفۃ اہلَ
البصرۃ و علیہم عمّارُ بن یاسر فجاؤا
وقد غنموا فکتب عمر ان الغنیمۃ لمن
شہدَ الوقعۃ (غنیمت یافتہ بودند) قال وروی عن عمرُ
انّہ کتب الٰی سعدٍ فی جیشٍ لحق بعدَ
ماغنم ان یُقسم لہ انْ جاءوا قبل انْ
یُدفنَ القتلٰی ثمّ ضعّفہ الشافعی

اور ایک مسلمان کا خون رائگاں نہ گیا۔ پھر شافعیؒ نے اس حدیث کو
بہت ضعیف کہا کہ وہ مروی ہے شعبی سے بروایت حارث الاعور
اور حارث اعور کذّاب ہے۔ پھر شافعیؒ نے کہا کہ میں نے خیران
اور وداعہ کے چودہ[۱۴] سفر کئے اور لوگوں سے اُس مقتول کے بارے
میں عمرؓ بن الخطاب کے حکم کے متعلق سوال کرتا رہا اور اُن سے
جو روایت کی گئی اُس کو بھی اُن کو سُناتا رہا تو لوگوں نے یہ
جواب دیا کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ کبھی ہمارے شہر میں نہیں ہوئی۔
اور شافعیؒ نے کہا کہ عرب ایسے واقعہ کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے
ہوتے ہیں۔ شافعیؒ سعید بن المسیّب سے کہ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ
دیت دادیہالی رشتہ والوں کے لئے ہے اور بیوی اپنے شوہر کی
دیت میں سے کسی حصّہ کی وارث نہ ہوگی یہاں تک کہ ان کو خبر دی
ضحاک بن سفیان نے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا
تھا کہ اشیم الضبابی کی بیوی کو اُس کے شوہر کی دیت میں وارث
بناؤ، تو عمرؓ نے اس کی طرف رجوع کر لیا۔ شافعیؒ سفیان سے وہ
عمرو بن دینار سے کہ اُنھوں نے سُنا بجالہ سے وہ کہتے تھے کہ عمرؓ
نے لکھا کہ ہر ایک جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو۔ کہا کہ پھر ہم
نے تین جادوگرنیوں کو قتل کیا۔ **عمرؓ کا غنیمت و صدقات
اور فئے کو تقسیم کرنا۔** شافعیؒ طارق بن شہاب سے کہا کہ امداد کی
اہلِ کوفہ نے اہلِ بصرہ کی اور ان پر عمار بن یاسر امیر تھے تو وہ
آئے اور اُنھوں نے مالِ غنیمت حاصل کیا تو عمرؓ نے لکھا کہ غنیمت
اس کے لئے ہے جو جنگ میں شریک ہوا۔ کہا کہ عمرؓ سے ایک روایت
یہ کی گئی ہے کہ اُنھوں نے سعدؓ کو اُس لشکر کے بارے میں لکھا
جو اُن سے ملا بعد اس کے کہ وہ غنیمت جمع کر چکے تھے کہ اس کو
غنیمت کی تقسیم میں شریک کریں اگر وہ مقتولین کے دفن سے پہلے
پہنچ گئے ہوں۔ پھر شافعیؒ نے اس روایت کو ضعیف کہا۔ شافعیؒ

والبخاری وغیرہما عن الزہری عن مالک ابن اوس سمعتُ عمر بن الخطّاب یقولُ و العباسُ و علیٌّ بن ابی طالب یختصمان الیہ فی اموالِ النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقالَ عمر کانت اموالُ بنی النضیر ممّا افاءَ اللّٰہُ (غنیمت داد ۱۲) علٰی رسولہ مما لم یُوجِف (نہ راندند ۱۲) علیہم المسلمون بخیلٍ ولا رکابٍ وکانت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالصۃً دونَ المسلمین و کانَ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ینفق منہا علٰی اہلہ نفقۃَ سَنۃٍ فما فضُل جعلَہ فی الکُراعِ والسّلاحِ عُدّۃً (سامان ۱۲) فی سبیل اللہ الحدیث بطولہ قالَ الشّافعی فی مسئلۃ السَّلَبُ للقاتل عارَضَنا معارضٌ فذکر ان عمر بن الخطاب قال انا کُنّا لانُخمِّسُ السَّلبَ وان سَلَبَ البراء قد بلغ شیئًا کثیرًا ولا اُرانی الّا خامسہ ثم اجابَ بانّ ہٰذہ الروایۃَ لیست من روایتنا وان سَلّمنا فاذا ثبتَ عن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم بأبی ہو واُمّی شیٌ لم یجُز ترکُہ ولم یستثنِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلیلَ السَّلَبِ ولاکثیرَہ ثم قد قضٰی سعدٌ فی زمانہ بالسّلبَ الکثیر للقاتل قلتُ و بعد ہٰذا کلّہ فانّما مَفادُ تلک الروایۃ انّ السلب لایُخمّس وہو للقاتلِ الّا اذا کان شیئًا کثیرًا جدًّا خلاف العادۃ المعہودۃ

اور بخاری رحؒ وغیرہما زہری سے وہ مالک بن اوس سے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا جب کہ عباسؓ اور علیؓ بن ابی طالب اموالِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنا جھگڑا لے کر ان کے پاس آتے تو عمرؓ نے کہا کہ بنی نضیر کے اموال ایسے اموال میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو غنیمت میں عطا فرماتے تھے جن پر مسلمانوں نے نہ اونٹ دوڑاتے اور نہ گھوڑے تو وہ خالص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے ان میں مسلمان حصّہ دار نہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں سے اپنے اہل پر خرچ کیا کرتے تھے ایک سال کے مصارف. پھر جو کچھ مال بچ رہتا اُس کو گھوڑوں اور ہتھیاروں کی خریداری پر صرف کرتے اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری کے لئے۔ آخر حدیث تک مع اُس کی طوالت کے. شافعی رحؒ نے کہا اس مسئلہ میں کہ مقتول سے لیا ہوا مال قاتل کے لئے ہے ایک مُعارِض نے ہم سے معارضہ کیا اور ذکر کیا کہ عمرؓ بن الخطّاب نے فرمایا کہ مقتول سے لئے ہوئے مال میں سے خمس نہیں لیتے اور براء کا سلَب (یعنی چھینا ہوا مال) ایک بڑی مقدار تک پہنچ گیا ہے اور میری رائے تو یہ ہے کہ میں اُس سے خُمس وصول کروں پھر شافعی رحؒ نے جواب دیا کہ یہ روایت ہماری روایت میں سے نہیں ہے اور اگر ہم تسلیم کرلیں تو جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں" ایک بات ثابت ہوگئی تو اس کو چھوڑنا جائز نہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی استثناء نہیں فرمایا قلیل سلب کا اور نہ کثیر سلب کا. پھر سعدؓ نے اپنے زمانہ میں قاتل کے لئے سلب کثیر کا فیصلہ کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس تمام کلام کے بعد کہ مفاد اس تمام روایت کا یہ ہے کہ سلَب (یعنی مقتول سے چھینے ہوئے سامان) میں سے خُمس نہ لیا جائے گا اور وہ قاتل کا ہوگا مگر جب کہ وہ عادتِ معہودہ کے خلاف بہت ہی زیادہ ہو

ففیہ اثبات ان السّلب للقاتل لایخمس بقی
البحثُ فی الاستثناء فقط ولعلّ عمر خصّ بالمعتاد
لانّہ بمنزلۃِ الحقیقۃ العُرفیۃ واللہ اعلم محمد
ابن الحسن عن ابی حنیفۃ عن عبد اللہ بن داؤد
عن المنذر بن ابی حمصۃ قال بعثہ عمر الٰی
جیشٍ فی مصر فاصابوا غنائم فقسّم للفارس
سہمین وللراجل سہماً فرضیَ بذٰلک عمر قال
محمد وہذا قول ابی حنیفۃ ولسنا ناخذ بہٰذا
ولکنّا نریٰ للفارس ثلٰثۃ اسہم سہماً لہٗ
وسہمین لفرسہ وروی ابو یوسف عن ابی حنیفۃ
نحواً من ذٰلک ثم قال کان ابو حنیفۃ یاخذ بہٰذا
الحدیث ویجعل للفرس سہما وللرجل سہماً وما
جاء من الآثار فی الاحادیث انّ للفرس
سہمین وللرجل سہما اکثر من ذٰلک واوثقُ
والعامّۃ علیہ قال ابو یوسف الکلبی محمد بن
السائب حدثنی عن ابی صالح عن ابن عباس
انّ الخُمس کان فی عہد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم علی خمسۃِ اسہم للہ والرسول
سہمٌ ولذی القربیٰ سہمٌ والیتامیٰ والمساکین
وابن السبیل ثلٰثۃ اسہم ثم قسمہ ابو بکر
الصدیقُ وعمر الفاروقُ وعثمانُ ذوا
النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم علیٰ ثلٰثۃ اسہم
وسقط سہمُ الرسولِ وسہمُ ذوی
القربیٰ وقُسّم علی الثلٰثۃِ الباقین
ثم قسّمہ علیّ بن ابی طالب

تو اس میں اس امر کا اثبات موجود ہے کہ سلب قاتل کا ہوتا ہے اس
میں سے خمس نہیں نکلتا۔ فقط استثناء میں بحث باقی رہ جاتی ہے
اور شاید عمر رض نے اس کو خاص کیا ہو اُس مقدار کے ساتھ جو عادۃً حاصل
ہوتی ہے کیونکہ وہ حقیقتِ عرفیہ کے مرتبہ میں ہے، واللہ اعلم۔ محمد
ابن الحسن ابو حنیفہ رح سے وہ عبداللہ بن داؤد سے وہ منذر بن ابی
حمصہ سے کہا کہ ان کو عمر رض نے ایک لشکر کی طرف مصر میں بھیجا۔ ان
کو غنیمتیں دستیاب ہوئیں تو اُنھوں نے سوار کو دو حصے اور
پیدل کو ایک حصہ تقسیم کیا۔ اور اس تقسیم پر عمر رض راضی ہوئے۔
کہا محمد رح نے یہ قول ہے ابو حنیفہ رح کا اور ہم نے اس کو نہیں لیا
اور ہم یہ رائے رکھتے تھے کہ سوار کے لئے تین حصے ہیں ایک حصہ
سوار کا اور دو حصے اُس کے گھوڑے کے۔ اور روایت کیا ابو یوسف
نے ابو حنیفہ رح سے اسی طور پر۔ پھر کہا کہ ابو حنیفہ رح اس حدیث کو
لیا کرتے تھے اور گھوڑے کے لئے ایک حصہ اور سوار کے لئے ایک
حصہ لگایا کرتے تھے اور جو آثار میں سے احادیث میں آیا ہے کہ
گھوڑے کے لئے دو حصے اور آدمی کے لئے ایک حصہ وہ اس سے
زیادہ ہے اور زیادہ مضبوط ہے اور عمل عامہ اسی پر ہے۔ کہا
ابو یوسف رح نے کہ محمد بن السائب کلبی نے مجھ سے حدیث بیان
کی ابو صالح کی روایت سے وہ ابن عباس رض سے کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خمس کے پانچ سہام کئے جاتے تھے
اللہ اور رسول صلعم کا ایک حصہ اور ذوی القربیٰ کا ایک حصہ اور
یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے تین حصے۔ پھر خمس
کو ابو بکر صدیق رض اور عمر الفاروق رض اور عثمان رض ذی النورین
رضی اللہ عنہم نے تین سہام پر تقسیم کیا اور حصہ رسول صلعم کا اور
حصہ ذوی القربیٰ کا ساقط کر دیا گیا اور اس کو باقی تینوں پر
تقسیم کیا گیا پھر اس کو علی رض بن ابی طالب نے اُسی طرح تقسیم کیا

علی ما قسمہ علیہ ابو بکر و عمر و عثمان و قد روی لنا عن عبد اللہ بن العباس انہ قال عرض علینا عمر بن الخطاب ان یزوج من الخمس ایمنا و یقضی منہ عن مغرمنا فابینا الا ان یسلمہ لنا وابی ذلک علینا ابو یوسف اخبرنی محمد بن اسحاق عن ابی جعفر قلت لہ ما کان رأی علی فی الخمس قال کان رأیہ فیہ رأی اہل بیتہ ولکنہ کرہ ان یخالف ابا بکر و عمر ابو یوسف حدثنی محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن ابیہ قال سمعت علیا یقول قلت یا رسول اللہ ان رأیت ان تولینی حقنا من الخمس فاقسمہ حیاتک کی لا ینازعنا احد بعدک فافعل ففعل قال فولانیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقسمتہ حیوتہ ثم ولانیہ عمر فقسمتہ حتی اذا کانت آخر سنۃ عمر بن الخطاب فاتاہ مال کثیر فعزل حقنا ثم ارسل الی فقال خذہ فاقسمہ فقلت یا امیر المومنین بنا عنہ العام غنی و بالمسلمین الیہ حاجۃ فردہ علیہم تلک السنۃ ولم یدعنا الیہ احد بعدہ

جس طرح ابو بکر رضؓ اور عمر رضؓ اور عثمان رضؓ نے کیا تھا۔ اور ہم سے روایت کیا گیا عبد اللہ بن عباس رضؓ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ ہمارے سامنے عمر رضؓ بن الخطاب نے یہ تجویز رکھی کہ وہ خمس میں سے ہماری بے شوہر کی عورتوں کے نکاح کرائیں اور اس سے ہمارے قرضوں کو ادا کریں تو ہم نے اس سے انکار کیا بجز اس صورت کے کہ وہ اس کام کو ہمارے سپرد کریں اور اس کا اُنھوں نے ہم سے انکار کر دیا۔ ابو یوسف رحؒ مجھ کو خبر دی محمد بن اسحٰق رحؒ نے وہ روایت کرتے ہیں ابو جعفر رحؒ سے کہ میں نے اُن سے کہا کہ خمس کے بارے میں علی رضؓ کی رائے کیا تھی؟ انھوں نے کہا کہ اس بارے میں اُن کی رائے وہی تھی جو اُن کے اہل بیت کی تھی لیکن انھوں نے اس بات کو مکروہ سمجھا کہ ابو بکر رضؓ و عمر رضؓ کی مخالفت کریں۔ ابو یوسف رحؒ مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نے اپنے باپ سے کہا کہ میں نے سُنا علی رضؓ سے کہ کہتے تھے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلعم! اگر آپ کی رائے ہو کہ آپ ہمارے خمس کے حق پر مجھے متولی بنا دیں کہ میں آپؐ کی حیات میں اس کو تقسیم کرتا رہوں تاکہ آپؐ کے بعد کوئی ہم سے جھگڑا نہ کرے، تو بنا دیجئے تو آپؐ نے ایسا کیا۔ کہا کہ پھر مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر متولی بنایا اور میں آپؐ کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا۔ پھر مجھ ہی کو متولی بنایا عمر رضؓ نے تو میں اُس کو اُن کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب عمر رضؓ بن الخطاب کا آخری سال آیا تو اُن کے پاس بہت مال آیا تو انھوں نے ہمارا حق نکالا پھر بلوایا اور کہا کہ اس کو لے لو اور تقسیم کرو تو میں نے کہا کہ اے امیر المومنین رضؓ ہم کو اس سال اس کی ضرورت نہیں اور مسلمانوں کو اس کی حاجت ہے۔ تو انھوں نے اس کو عام مسلمانوں پر اس سال تقسیم کر دیا۔ اور عمر رضؓ بن الخطاب کے بعد کسی نے

عمر بن الخطاب حتى قمت مقامي
هذا فلقيني العباس بن عبد المطلب
بعد خروجي من عند عمر بن الخطاب
فقال يا علي لقد حرمتنا الغداة
شيئا لا يرد علينا ابدا الى يوم القيمة
ابو يوسف حدثني محمد بن اسحق عن الزهري
ان نجدة كتب الى ابن عباس يسأله عن
سهم ذوي القربى لمن هو فكتب اليه
ابن عباس كتبت الي تسألني عن سهم
ذوي القربى لمن هو وهو لنا وان عمر
ابن الخطاب دعانا الى ان ينكح منه
ايمنا ويقضي منه عن غريمنا ويخدم منه
عائلنا فابينا الا ان يسلمه لنا فابى
ذلك علينا ابو يوسف حدثني عطاء بن
السائب ان عمر بن عبد العزيز بعث
بسهم الرسول وسهم ذوي القربى الى
بني هاشم قال ابو يوسف كان ابو حنيفة و
اكثر فقهائنا يرون ان يقسمه الخليفة
على ما قسمه ابو بكر و عمر و عثمان و
علي رضي الله تعالى عنهم الشافعي
قال بعض الناس ليس لذوي القربى
من الخمس شئ قال ابن عيينة روي ان
محمد بن اسحق قال سألت اباجعفر محمد بن علي
ما صنع علي في الخمس فقال سلك به طريق
ابي بكر و عمر وكان يكره ان يؤخذ

ہم کو اس کام کے لئے نہیں بلایا یہاں تک کہ میں جب کہ عمرؓ بن الخطاب
کے پاس سے نکل کر آیا اور اسی مقام پر کھڑا تھا کہ مجھ سے عباسؓ
ابن عبدالمطلب ملے اور کہا کہ اے علیؓ! تو نے ہمیں ایسی چیز سے
محروم کر دیا ہے جو اب کبھی قیامت تک ہمارے پاس لوٹ کر نہ
آئے گی۔ ابو یوسفؒ، مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن اسحق نے
زہریؒ سے کہ نجدہ نے خط لکھا ابن عباسؓ کو جس میں ذوی
القربیٰ کے حصہ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کس کا ہے تو ان کو
ابن عباسؓ نے لکھا کہ تم نے مجھے لکھا آپ مجھ سے ذوی القربیٰ
کے حصہ کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کس کا ہے۔ اور وہ ہمارا
ہے حال یہ ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ہم کو اس طرف دعوت
دی تھی کہ وہ اس سے ہماری بے شوہر عورتوں کے نکاح کریں
اور ہمارے قرضداروں کا قرض ادا کریں اور جو ہم میں عیالدار
ہیں اس سے ان کو خادم عطا کریں تو ہم نے انکار کر دیا بجز اس
صورت کے کہ وہ اس مال کو ہمارے سپرد کر دیں تو اس سے
انھوں نے انکار کر دیا۔ ابو یوسفؒ مجھ سے حدیث بیان کی عطاء
ابن السائب نے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کا حصہ اور ذوی القربیٰ کا حصہ بنی ہاشم کو بھیجا۔ کہا
ابو یوسفؒ نے کہ ابو حنیفہؒ اور ہمارے اکثر فقہاءؒ یہ رائے رکھتے تھے
کہ اس کو خلیفہ اسی طور پر تقسیم کرے جس طرح اس کو ابو بکر اور
عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تقسیم کیا تھا۔
شافعیؒ، بعض لوگوں نے کہا کہ ذوی القربیٰ کا خمس میں کوئی
حق نہیں۔ ابن عیینہؒ نے کہا روایت کیا گیا کہ محمد بن اسحق نے
کہا کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ علیؓ نے خمس میں
کیا کیا تھا تو انھوں نے کہا کہ وہ خمس میں ابو بکرؓ و عمرؓ کے طریقہ
پر چلے تھے اور وہ اس سے کراہت کرتے تھے کہ ان پر ان دونوں کے

علیہ خلافہما قلتُ یرید القائل انہ کالاجماع
علی سقوط سہمہم ثمّ ردّ الشافعی
علیہ بکلامٍ بسوطٍ وکان ممّا قالَ
فقیلَ لہٗ ہل علمتَ انّ ابابکرٍ قسّم
علی الحرّ والعبدِ و سوّی بین
الناس و قسم عمر فلم یجعل للعبدِ شیئًا
وفضّل بعضَ الناس علی بعض و
قسم علیٌّ فلم یجعل للعبدِ شیئًا و
سوّی بین الناس قال نعم قلتُ
افتعلم خالفہما قال نعم قلتُ
او تعلم ان عمر قال لاتُباع اُمّہات
الاولادِ و خالفہ علیٌّ قالَ
نعم قلتُ اوتعلم علیًّا خالفَ ابابکر
فی الجدّ قالَ نعم ثم قالَ
الشافعی اخبرنا عن جعفر بن محمّد
عن ابیہ ان حسنًا و حسینًا و
ابنَ عباس و عبدَ اللہ بن جعفر
سألوا علیًّا نصیبہم من الخمس
فقالَ ہو لکم حقٌّ ولکنی محاربٌ
معاویۃ فان شئتم ترکتم حقکم
فیہ قالَ فی الجدید فاخبرتُ
بہذا الحدیث عبدَ العزیز بن
محمّد فقالَ صدق ہکذا
کان جعفر یحدثہ افما حدثکہ
عن ابیہ عن جدّہ

خلاف عمل کرنے پر گرفت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قائل کی مراد یہ ہے کہ
ان کے حصّوں کا سقوط گویا اجماع کے مرتبہ میں آگیا۔ پھر شافعیؒ
نے اس پر بسوط کلام کرتے ہوئے رد کیا ہے اور اس میں سے انھوں
نے ایک بات یہ فرمائی کہ پھر اس (قائل) سے کہا گیا کہ کیا تم کو معلوم
ہے کہ ابوبکرؓ نے آزادوں اور غلاموں پر سب پر تقسیم کیا اور سب
لوگوں کو برابر برابر دیا تھا اور عمرؓ نے اس طرح تقسیم کیا کہ غلام
کا کوئی حصّہ نہیں رکھا اور بعض لوگوں کو بعض سے زیادہ دیا اور
علیؓ نے تقسیم کیا تو انھوں نے غلام کا کوئی حصّہ نہیں لگایا اور
سب لوگوں کو برابر برابر دیا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ
پھر تم جانتے ہو کہ انھوں نے دونوں کے خلاف کیا تھا۔ اس نے
کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ عمرؓ نے کہا تھا کہ
جو اُمّ ولد ہیں وہ نہ فروخت کی جائیں اور علیؓ نے اس کے خلاف
کیا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ کیا تم جانتے علیؓ کو کہ
انھوں نے ابوبکرؓ کے خلاف کیا جدّ کے بارے میں تو کہا کہ ہاں
(تو یہ بات کیسے قرین قیاس مانی جائے کہ علیؓ نے خمس کی تقسیم
ابوبکر و عمر کے طریقہ پر کراہت کی تھی جبکہ بہت سی باتوں میں ان کا عمل شیخینؓ
کے خلاف ثابت ہے) پھر کہا شافعیؒ نے کہ ہم کو خبر دی جعفر بن محمدؒ
سے ان کو اپنے باپ سے کہ حسنؓ اور حسینؓ اور ابن عباسؓ اور
عبداللہ بن جعفرؓ نے خمس میں سے اپنے حصّوں کا سوال علیؓ سے
کیا تو انھوں نے کہا کہ وہ تمہارا حق ہے لیکن میں معاویہؓ سے
لڑ رہا ہوں تو اگر تم چاہو تو اس (ضرورت کے موقع) میں اپنے
حق کو ترک کر دو۔ کہا (شافعیؒ نے) جدید میں کہ پھر میں نے اس
حدیث کی خبر دی عبدالعزیز بن محمدؒ کو تو انھوں نے کہا کہ سچ
کہا جعفرؒ اسی طرح اس کو بیان کیا کرتے تھے تو کیا آپ سے انھوں
نے یہ حدیث اپنے باپ اور دادا کی روایت سے بیان نہیں کی۔

قلتُ لا قال ما أخبرہ الا عن جدہ قال الشافعی أ جعفرٌ اعرف و اوثق بحدیث ابیہ او ابن اسحٰق قالَ بل جعفر ثم قال الشافعی انا ابراہیم ابن محمد عن مطر الوراق و رجل لم یُسمّہ کلاھما عن الحکم بن عتیبۃ عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال لقیتُ علیًّا عند أحجار الزیت فقلتُ بأبی أنت و أُمّی ما فعل ابوبکر فی حقکم اھل البیت من الخُمس فقالَ علیٌّ اما ابوبکر رحمہ اللّٰہ فلم یکن فی زمانہ اخماسٌ و ماکان فقد اوفاناہ و اما عمر فلم یزل یُعطینا حتیٰ جاءہ مال السوس و الأھواز و قال الأھواز او مال الفارس انا اشکُّ فقال فی حدیث مطر او فی حدیث الآخر فقالَ فی المسلمین خلّۃٌ حاجۃ فان احببتم ترکتم حقکم فجعلناہ فی خَلّۃِ المسلمین حتیٰ یأتینا مالٌ فاوفیکم حقکم منہ فقال العباسُ لا تطمعہ فی حقنا فقلتُ لہٗ یا ابا الفضل ألسنا احقَّ من اجابَ امیرالمؤمنین و رفع خلّۃَ المسلمین فتوفی عمر قبلَ ان یأتیہ مالٌ فیقضینا۔ وقال الحکم فی حدیث مطر او الآخر

مَیں نے کہا نہیں۔ تو انھوں نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر ان کے دادا سے۔ کہا شافعیؒ نے کہ جعفر اپنے باپ کی حدیث کے زیادہ پہچاننے والے اور زیادہ پختہ کار ہیں یا ابن اسحٰق، انھوں نے کہا کہ جعفر۔ پھر شافعیؒ نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابراہیم بن محمدؒ نے مطر الوراق اور ایک اور شخص سے جس کا نام نہیں لیا۔ دونوں نے روایت کیا حکم بن عتیبہ سے انھوں نے عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے کہا کہ میں نے ملاقات کی علیؓ سے احجار الزیت کے نزدیک تو مَیں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ سے اہل بیت کے حق میں جو خمس میں ہے ابوبکرؓ نے کیا معاملہ کیا تھا۔ تو علیؓ نے کہا، ابوبکر رحمہ اللہ کے بارے میں تو یہ بات ہے کہ ان کے زمانہ میں اخماس تھے ہی نہیں اور جو کچھ تھا (یعنی جو اُن کے زمانہ میں مال آیا تھا) اُنھوں نے اُس کو پورا ادا کیا۔ رہے عمرؓ تو وہ ہمیشہ ہم کو دیتے رہے یہاں تک کہ اُن کے پاس سوس اور اہواز کا مال آیا، یا کہا اہواز کا یا فارس کا مال آیا مجھے شک ہے، پھر کہا حدیث مطر میں ہے یا دوسری حدیث میں، بہرحال عمرؓ نے کہا بہت سے مسلمان حاجتمند ہیں اگر تم بخوشی اپنے حق کو چھوڑ دو تو ہم اس کو مسلمانو کی حاجت میں صرف کر دیں یہاں تک کہ ہمارے پاس اور مال آجاتے اور میں اس میں سے تمھارے حق کو پورا کر دوں۔ اس پر عباسؓ نے (مجھ سے) کہا تم اُن کو ہمارے حق میں طمع نہ دلاؤ۔ میں نے اُن سے کہا اے ابوالفضل (یہ عباسؓ کی کنیت ہے) کیا امیر المؤمنینؓ کی بات کو ماننے اور مسلمانوں کی حاجت روائی کرنے کا سب سے زیادہ حق ہم پر نہیں ہے۔ اس کے بعد قبل اس کے کہ عمرؓ کے پاس مال آتے اور وہ ہم کو وہ حق پورا ادا کریں اُنکی وفات ہو گئی۔ اور حکم نے مطر کی حدیث میں کہا یا دوسرے شخص نے

ان عمر قال لکم حق و لا یبلغ علمی اذ اکثر
ان یکون لکم کلہ فان شئتم اعطیتکم منہ
بقدر ما اریٰ لکم فابیناہ علیہ الا کلہ فابیٰ
ان یعطینا کلہ البیہقی عن ابن عباس
ان نجدۃ الحروری کتب الیہ فی سہم ذوی
القربیٰ نحوا مما ذکر ابو یوسف ثم قال
الشافعی قال یعنی ذٰلک القائل فکیف
یقسم سہم ذوی القربیٰ ولیست الروایۃ
فیہ عن ابی بکر و عمر متوالیۃ قلت
ہٰذا قول من لا علم لہ ثبت فی ہٰذا
الحدیث عن ابی بکر انہ اعطاہموہ وعمر
حتے کثر المال ثم اختلف عنہ فی الکثرۃ
ارأیت مذہب اہل العلم فی القدیم
والحدیث اذا کان الشیئ منصوصا فی
کتاب اللہ مبینا علی لسان رسول صلی
اللہ علیہ وسلم او بفعلہ الیس یستغنی
عن ان یسأل عما بعدہ الیس تعلم
ان فرض اللہ علی اہل العلم اتباعہ
قال بلی قلت فتجد سہم ذوی القربیٰ
مفروضا فی آیتین من کتاب اللہ
مبینا علی لسان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبفعلہ
باثبت ما یکون من اخبار الناس من
وجہین احدہما ثقۃ المخبرین عنہ
واتصال خبرہم

کہ عمرؓ نے کہا کہ تمہارا حق ہے اور میرا علم اس حد پر نہیں پہنچتا کہ اگر
مال کثیر ہو جائے تو وہ سب تمہارے لئے ہو جائے تو اگر تم چاہو تو
میں اس میں سے جتنا تمہارے لئے مناسب سمجھوں تم کو دیدوں
تو ہم نے ان سے کل مال سے کم لینے سے انکار کر دیا تو انھوں نے کل
مال دینے.... سے انکار کر دیا۔ بیہقیؒ ابن عباسؓ سے کہ نجدۃ الحروری
نے ان کو لکھا ذوی القربیٰ کے حصوں کے بارے میں۔ اسی طور
پر جس کا ذکر ابو یوسفؒ نے کیا ہے۔ پھر کہا شافعیؒ نے کہ کہا
یعنی اس کہنے والے نے تو کیونکر ذوی القربیٰ کا حصہ تقسیم کیا
جائے گا حالانکہ اس میں کوئی روایت ابو بکرؓ و عمرؓ سے ایسی نہیں
جو باہم موافقت رکھتی ہو، میں نے کہا کہ یہ قول اس کا ہے
جس کو علم نہیں۔ اس حدیث میں ابو بکرؓ سے ثابت ہے کہ انہوں
نے ان کو خمس عطا کیا اور عمرؓ نے بھی یہاں تک کہ مال کی
کثرت ہوئی پھر کثرتِ مال کے بعد اُن سے اختلاف کیا گیا۔ کیا
تم جانتے ہو اہلِ علم کے مذہب کو قدیم زمانہ کے اور بعد کے زمانہ
کے کہ جب کوئی شے منصوص ہوتی ہے کتاب اللہ میں اور ر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان یا آپؐ کے فعل سے صاف
واضح شدہ بھی ہو کیا وہ اس سے مستغنی نہیں کہ اس کے بعد اس
کے بارے میں کوئی سوال کیا جائے۔ کیا تم اس بات کو نہیں جانتے
کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم پر اُن کا اتباع فرض کیا ہے؟ اس نے کہا
کیوں نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر تم کتاب اللہ کی دو آیتوں میں
پاتے ہو کہ ذوی القربیٰ کے حصے فرض کئے گئے ہیں اور خوب
واضح شدہ ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان اور آپؐ
کے فعل سے جس کے بارے میں لوگوں کی ایسی خبریں موجود ہیں
جن کے ثبوت کی پختگی کی دو وجہیں موجود ہیں۔ ایک اُن میں سے
آپؐ سے خبر دینے والوں کا ثقہ ہونا اور ان کی خبروں کا متصل ہونا

وانہم کلہم اہل قرابۃ لرسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم الزہرے من اخوالہ وابن
المسیّب من اخوال ابیہ وجبیر بن مطعم
ابن عمہ وکلہم قریب منہ فی جذم النسب
وہم یخبرونک مع قرابتہم وشرفہم انہم
مخرجون منہ وان غیرہم مخصوص بہ و
یخبرک انہ طلبہ ہو وعثمان فمتے تجد سنۃ
اثبت لفرض الکتاب وصحۃ المخبرین
من ہذہ السنۃ التی لم یعارضہا من
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معارض
بخلافہا قلت ہذا کلام الفریقین فتأمل
فیہ جداً والاوجہ عندی ان عمر
ابن الخطاب کان یرے سہم ذوی
القربیٰ ثابتاً ماضیاً بعد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ولم یکن یرا
ان لہم خمس الخمس کاملاً بل کان یرے
ذلک الی الامام یعطیہم باجتہادہ
کما روے ابو یوسف والبیہقی وغیرہما
عن ابن عباس ولیس للشافعی
حدیث صریح یدل علی ان النبی
صلے اللہ علیہ وسلم و
خلفاءہ کانوا یعطون ذوی القربیٰ
خمس الخمس لاینقصون منہ
ولا لابی یوسف نص صریح
صحیح ان ابا بکر وعمر

اور (دوسری وجہ) یہ ہے کہ وہ سب کے سب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے اہلِ قرابت ہیں۔ زہری آپ کے اخوال میں
سے (یعنی ماموں کی اولاد) اور ابن المسیب آپ کے باپ کے
اخوال میں سے اور جبیر بن مطعم آپ کے ابنِ عم اور سب کے سب
آپ سے قریب ہیں اصلِ نسب میں اور وہ تم کو خبر دیے رہے
ہیں اپنی قرابت اور شرافت کے ساتھ کہ ان کو اس (دیئے
جانے والوں کے زمرے) سے نکال دیا گیا اور دوسرے
لوگوں کو اس سے مخصوص کر دیا گیا اور وہ تم کو یہ بھی خبر
دیتے ہیں کہ انہوں نے بھی اُن کو بلایا اور عثمان رض نے بھی۔
پھر تم کب ایسی سنت پاؤ گے جو کتاب سے فرضیت کے ثبوت
میں اور صحتِ مخبرین کے اعتبار سے اس سُنّت سے زیادہ پختگی
رکھنے والی ہو، جس کے خلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی طرف سے کوئی معارض (قول یا فعل) ثابت نہیں ہے۔ میں کہتا
ہوں کہ یہ ہے فریقین کا کلام اس میں بخوبی غور کر لینا چاہیئے۔ اور
میرے نزدیک مناسب توجیہ یہ ہے کہ عمر رض بن الخطاب یہ رائے
رکھتے تھے کہ ذوی القربیٰ کا حصّہ ثابت ہے جاری رہنے والا
ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اور یہ رائے نہیں رکھتے
تھے کہ ان کا حصّہ خمس کا پورا پانچواں حصّہ ہے، بلکہ اس کو
امام کی رائے پر موقوف سمجھتے تھے جو اُن کو اپنے اجتہاد سے
عطا کرے۔ جیساکہ ابو یوسف رح اور بیہقی رح وغیرہما نے ابنِ عباس رض
سے روایت کیا۔ اور شافعی رح کے پاس کوئی ایسی حدیث صریح
نہیں ہے جو اس پر دلالت کرتی ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
اور خلفاء ذوی القربیٰ کو خمس کا پورا پانچواں حصہ دیا کرتے
تھے، اس میں کچھ کمی نہ کرتے تھے۔ اور نہ ابو یوسف رح
کے پاس کوئی نص صریح موجود ہے کہ ابو بکر رض اور عمر رض نے

أسقطا سہم ذوی القربیٰ بالکلیۃ و الکلبیّ ضعیفٌ عند اہل الحدیث لا شکّ فی ذلک و وجہ التطبیق بین الروایتَین المختلفتین فی العلّۃ التی عرَضَہا عمر علی علیّ فی ترک سہمہم انّ الأمرین صحیحٌ حطّ نصیبہم مما کانوا یزعمون انہ حقّہم وحثّہم علی بذلِ مالہم من الحقّ عندہ الی الفقراء فی أیّام الحاجۃ ابو یوسف رحمہ اللہ حدّثنی بعض مشیختنا عن یزید بن ابی حبیب ان عمر رضی اللہ عنہ کتب الی سعد حین افتتح العراق امّا بعد فقد بلغنی کتابک تذکر انّ الناس سألوک ان تقسم بینہم مغانمہم و ممّا أفاءَ اللہ علیہم فاذا أتاک کتابی ہذا فانظر ما أجلب الناس بہ علیک الی العسکر من کراع او مال فاقسمہ بین من حضر من المسلمین و اترک الأرضین و الأنہار لعمّالہا لیکون ذلک من أعطیاتِ المسلمین فانک ان قسمتہا بین من حضر لم یکن لمن بعدہم شیئ و قد کنتُ امرتک ان تدعو من لقیت الی الاسلام فمن اسلم و استجاب لک قبل القتال فہو رجلٌ من المسلمین لہٗ

ذوی القربیٰ کے حصہ کو بالکلیہ ساقط کر دیا تھا اور کلبی اہلِ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ اور دونوں مختلف روایتوں کے درمیان وجہ تطبیق اس علت میں نظر کرنے سے واضح ہوتی ہے جس کو عمرؓ نے علیؓ کے سامنے پیش کی اُن کے حصّہ کے ترک کے بارے میں کہ دونوں امر صحیح ہیں اُن کے حصہ میں سے کمی کرنا بھی جس کے بارے میں ان کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ ان کا حق ہے اور اُن کا اپنے مال کو فقراء پر ایام حاجت میں خرچ کرنے پر برانگیختہ کرنا بھی جو اُن کے نزدیک حق میں سے تھا (جس کا اعتراف حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ سے کیا تھا)۔ ابو یوسف رحمہ اللہ، مجھ سے حدیث بیان کی میرے ایک شیخ نے یزید بن ابی حبیب سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعدؓ کو خط لکھا جب اُنھوں نے عراق کو فتح کیا امّا بعد میرے پاس تمہارا خط پہنچا جس میں تم ذکر کرتے ہو کہ لوگوں نے تم سے درخواست کی کہ تم ان پر ان کے اموالِ غنیمت کو تقسیم کر دو اور جو کچھ اُن کو اللہ نے بغیر جنگ کے دیا ہے۔ تو جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو ان چیزوں پر نظر کرو جو لوگ تمہارے پاس لشکر کی طرف گھوڑے یا اور مال لے کر آتے ہیں تو اُس کو مسلمانوں کے سامنے جو تمہارے پاس حاضر ہوں تقسیم کرو اور زمینوں اور نہروں کو اُن کے عمّال کے پاس چھوڑ دو تاکہ یہ چیزیں مسلمانوں کو عطیات کے لئے باقی رہیں کیونکہ تم نے اگر اُن کو بھی حاضرین پر تقسیم کر دیا تو بعد والوں کے لئے کوئی شے باقی نہ رہے گی اور میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ تم جس کا سامنا کرو اس کو اسلام کی دعوت دو تو جو شخص مسلمان ہو جائے اور تمہاری دعوت قبول کر لے قتال سے پہلے تو وہ مسلمانوں میں کا ایک شخص ہے اُس کا حق وہی ہے جو دوسرے

ماہم و علیہ ما علیہم و لہٗ سہمٌ فی الاسلام
و من اجابَ بعدَ القتال و بعدَ الہزیمۃ
فہو رجلٌ من المسلمین و مالہٗ لاہل الاسلام
لانّہم قد احرزوہ قبلَ اسلامہٖ
فہذا امری و عہدی الیک ابو یوسف
حدثنی غیر واحد من علماء اہلِ المدینۃ
قالوا لمّا قدم علی عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ جیشُ العراق من قِبَلِ
سعد بن ابی وقاص شاورَ اصحابَ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی تدوین
الدواوین و قد کان اتّبعَ رأیَ
ابی بکر رضی اللہ عنہ فی التسویۃ
بینَ الناس فلمّا جاء فتحُ العراقِ
شاوَرَ الناس فی التفضیل
ورأی انّہ الرأیُ فاشار علیہ
بذلک من رآہ و شاورَہم فی قسمۃِ
الارضینَ التی افاءَ اللہُ علی
المسلمین من ارض العراقِ والشام
فتکلّم قومٌ فیہا و ارادوا ان یُقسم لہم
حقوقُہم و ما فتحوا فقالَ عمرُ
رضیَ اللہ عنہ فکیف بمن
یأتی من المسلمین فیجدونَ
الارضَ بعلوجہا قد قسمت
و وُرِّثت عن الآباء و حِیزت
ما ہذا

مسلمانوں کا ہے اور اس کے اوپر وہی حق ہے جو عام مسلمانوں پر
ہے اور اسلام میں اس کا حصہ بھی لگے گا اور جو شخص بعد قتال
اور بعد ہزیمت کے دعوت قبول کرلے تو وہ (بھی اب) مسلمانو
میں کا ایک شخص ہے اور اس کا مال اہلِ اسلام کا ہے (اُس کی
واپسی نہ ہوگی) کیونکہ مسلمانوں نے اُس پر قبضہ کیا اُس کے اسلام
لانے سے پہلے۔ تو یہ میرا حکم ہے اور میری طرف سے تم پر ذمہ داری
ہے۔ ابو یوسفؒ ایک سے زیادہ علماء اہلِ مدینہ نے مجھ سے روایت
کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس سے
عراق کا لشکر عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا تو انھوں نے اصحابِ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے رجسٹروں کے مرتب کرنے کے بارے
میں مشورہ کیا اور (پہلے آپ) سب لوگوں کو مساوی رکھنے
میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کا اتباع کرچکے تھے۔ پھر جب
عراق سے فتوحات آئیں تو لوگوں سے بعض کو فضیلت دینے
کے بارے میں مشورہ کیا اور آپ نے دیکھا کہ عام رائے یہی ہے جس
سے آپ نے رائے لی اُس نے اسی طرف اشارہ کیا اور آپ نے
سرزمین عراق و شام کی زمینوں کی تقسیم کے بارے میں اُن سے
مشورہ کیا جن زمینوں کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمادیا
تھا تو ایک قوم نے اس کے بارے میں گفتگو کی اور انھوں
نے یہ تجویز کیا کہ ان (مجاہدین) کے حقوق اور اُن کے فتح کرنے کا
لحاظ کرتے ہوئے اُن کو بھی ان پر تقسیم کردیا جاتے تو عمر رضی
اللہ عنہ نے کہا اس صورت میں ہم اُن مسلمانوں کے ساتھ کیا
کریں گے جو (آئندہ) آئیں گے اور تمام سرزمین کو اس حال میں
پائیں گے کہ وہ اُن گبروں سمیت (جو اس زمین میں ممتاز مقام
رکھتے تھے) تقسیم ہوچکی اور آبائی ترکہ کی طرح وہ اُن کے وارث
قرار دیئے جاچکے اور وہ ان پر ذی اختیار بنائے جاچکے۔ میری یہ رائے

برأيه فقال له عبد الرحمن بن عوف فما الرأي ما الارض والعلوج الا مما افاء الله عليهم فقال عمر ما هو الا كما تقول و لست أرى ذلك والله لا يفتح بعدي بلد فيكون فيه كبير نيل بل عسى أن يكون كلا على المسلمين فاذا قسمت ارض العراق بعلوجها وارض الشام بعلوجها فما يسد به الثغور و ما يكون للذرية و الارامل بهذا البلد و بغيره وان اهل الشام و العراق اكثروا على عمر و قالوا لا تقف ما افاء الله علينا بأسيافنا على قوم لم يحضروا ولم يشهدوا و لابناء قوم و لابنائهم لم يحضروا فكان عمر رضي الله عنه لا يزيد على ان يقول هذا رأيي قالوا فاستشر فاستشار المهاجرين الاولين فاختلفوا فاما عبد الرحمن ابن عوف رضي الله عنه فكان رأيه ان يقسم لهم حقوقهم و رأي عثمان و علي و طلحة رأي عمر رضي الله عنهم اجمعين فارسل الى عشرة من الانصار خمسة من الاوس و خمسة من الخزرج

نہیں ہے۔ تو اُن سے عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے کہا پھر کیا رائے ہے زمین اور وہاں کے سُکّان تو "ما افاء الله عليهم" (یعنی جو کچھ اللہ نے اُن کو غنیمت میں دیا) میں داخل ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو اور میں یہ رائے (کہ زمینوں کو زمینداروں سمیت تقسیم کردیا جاتے اس لئے) مناسب نہیں سمجھتا کہ واللہ میرے بعد کوئی ایسا ملک فتح نہ ہوگا جس میں کوئی بڑی آمدنی ہو بلکہ قیاس یہ ہے کہ وہ ایک بوجھ ہوگا مسلمانوں پر تو جب عراق تقسیم کردیا گیا مع اُس کے زمینداروں کے اور سرزمین شام بھی تقسیم کردی گئی زمینداروں سمیت تو تم کس (خزانہ) سے سرحدوں کو مضبوط کروگے اور کہاں سے امداد دے سکوگے اس شہر اور دوسرے مقام کے بچوں اور بیکس عورتوں کو۔ اور حال یہ پیش آیا کہ اہل شام و عراق نے (یعنی ان مجاہدین نے جو وہاں سے آئے تھے) عمرؓ کے ساتھ بہت کہاسُنی شروع کردی اور کہنے لگے کہ جو اللہ تعالیٰ نے ہماری ہی تلواروں کے ذریعہ سے ہم کو غنیمت میں دیا ہے اُس کو آپ اُن لوگوں پر وقف نہ کیجئے جو موجود نہیں ہیں اور نہ وہ میدان میں نکلے اور اس قوم کی اولاد پر وقف نہ کیجئے اور نہ اُن کی اولاد پر وقف کریں جو موجود بھی نہیں ہیں مگر عمر رضی اللہ عنہ اسی قول پر جمے رہے کہ میری رائے تو وہی ہے۔ اُن لوگوں نے کہا تو (مسلمانوں سے) مشورہ کرلیجئے۔ اس پر آپ نے مہاجرین اولین سے مشورہ کیا تو وہ مختلف الرائے ہوگئے۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی رائے یہ تھی کہ یہ ان کے حصے اُن پر تقسیم کردیئے جائیں اور عثمانؓ اور علیؓ اور طلحہؓ کی رائے وہی تھی جو عمرؓ کی رائے تھی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس کے بعد عمرؓ نے انصار میں سے دس آدمیوں کو بُلایا، پانچ قبیلۂ اَوس کے اور پانچ قبیلۂ خزرج کے

من كبرائهم و أشرافهم فلما اجتمعوا
حمد الله و اثنى عليه بما هو اهله
و مستحقه ثم قال انى لم ازعجكم
الا لان تشركوا فى امانتى فيما
حملت من اموركم فانى واحد
كاحدكم و انتم اليوم تقرون بالحق
خالفنى من خالفنى و وافقنى من
وافقنى ولست اريد ان تتبعوا الذى
هو هواى معكم من الله كتاب
ينطق بالحق فوالله لئن كنت نطقت
بامر اريده ما اردت به الا الحق
قالوا قد نسمع يا امير المؤمنين
و قال قد سمعتم كلام هؤلاء
القوم الذين زعموا انى اظلمهم
حقوقهم و انى اعوذ بالله ان اركب
ظلما لئن كنت ظلمتهم شيئا هو
لهم و اعطيته غيرهم لقد شقيت
و لكن رأيت انه لم يبق شئ
يفتح بعد ارض كسرى و قد
غنمنا الله اموالهم و ارضهم و
علوجهم فقسمت ما غنموا من مال
اورثته بين اهله و اخرجت
الخمس فوجهته على وجهه
و انا فى توجيهه و
رأيت

جو انصار کے بڑے اور اشراف میں سے تھے جب یہ سب لوگ
جمع ہو گئے تو آپ نے اللہ کی حمد کی اور اس کی ثنا پڑھی جس کا وہ
اہل و مستحق ہے۔ پھر کہا کہ میں نے آپ صاحبان کو صرف اس لئے
تکلیف دی ہے کہ مجھ پر آپ کے امور کے بارے میں جو ایک امانت کا
بوجھ ہے اُس کے تحمل میں آپ میرے ساتھ شریک ہوں اور یہ حقیقت
ہے کہ میں تم ہی جیسا ایک شخص ہوں اور آج تم کو حق پر جمنا
ہوگا جس کو مجھ سے اختلاف ہوا اُس نے اختلاف کیا اور جس نے
موافقت کی اُس نے موافقت کا اظہار کیا اور میں یہ نہیں چاہتا
کہ تم لوگ اس بات کا اتباع کرو جو میری خواہش ہو۔ تمہارے
پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جو حق بات بتاتی ہے۔ خدا کی قسم
جو کچھ میں زبان پر لاتا رہا ہوں اس امر کے بارے میں جس کا میں
ارادہ کر رہا ہوں میں نے اُس سے کسی شئے کا ارادہ نہیں کیا بجز
حق کے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم سُن رہے ہیں اے امیر المومنین۔
اور آپ نے کہا کہ تم سُن چکے ہو اس قوم کا کلام جو یہ سمجھ
رہے ہیں کہ میں ان کے حقوق کے ساتھ ظلم کر رہا ہوں اور میں
اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ظلم کا مرتکب بنوں بخدا اگر میں
نے ان پر ظلم کیا کسی ایسی شئے کے بارے میں جو اُن کی ہے
اور میں نے اُس کو دوسرے لوگوں کو دیدیا تو میں درحقیقت
بدکردار ہوں گا۔ لیکن میں نے یہ دیکھا کہ اب کوئی چیز باقی
نہیں رہی سرزمین کسریٰ کے بعد جس کو فتح کیا جائے گا
اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے اموال اور اُن کی زمینیں اور اُن کے
زمینداروں کو ہمیں غنیمت میں دیا تو جو کچھ مال غنیمت میں
آیا میں نے اُس کو تقسیم کر دیا اور حقداروں کو اس کا وارث بنا دیا
اور میں نے خمس نکالا تو اُس کو بھی اُس کے مصارف میں پہنچا دیا
اور میں اس کام میں ابھی تک لگ رہا ہوں اور میں نے یہ رائے قائم کی

فَاَدَّتْ جبایۃُ سوادِ الکوفۃ قبلَ اَن یموتَ عمر بعامٍ مائۃ الف الفٍ و الدرہمُ یومئذ درہمٌ و دَانِقان و نصف کانت الدراہمُ یومئذ وزن الدرہم مثل وزنِ المثقال و حدثنی اللیث بن سعد عن حبیب بن ابی ثابت ان اصحابَ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و جماعۃ المسلمین ارادوا عمر بن الخطاب ان یُقسم الشامَ کما قسم رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیبر و انہ کان اشدَّ الناس علیہ فی ذٰلک الزبیر بن العوام و بلالُ بن رباح فقالَ عمر اِذَنْ اَترُکَ مَن بعدَکم من المسلمین لاشیَٔ لہم ثم قالَ اللّٰہمّ اکفنی بلالاً و اصحابَہ قال و رآے المسلمونَ انَّ الطاعونَ الذی اصابہم بعمواس کانَ عن دعوۃ عُمر قالَ و ترکہم عمر ذمۃً یؤدُّونَ الخراج الی المسلمین و حدثنی محمد بن اسحٰق عن الزہری ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ استشار الناسَ فی السواد حین افتتح فرآی عامتہم ان یَقسمہ و کانَ بلالُ بن رباح من اشدّہم فی ذٰلک و کانَ رأیُ عمر اَن یترکہ و لا یقسمہ فقالَ اللّٰہمّ اکفنی بلالاً

بنا دیا تو اراضی کوفہ کی مالگذاری عمرؓ کے انتقال سے ایک سال قبل تک دس کروڑ درہم تک پہنچ گئی اور اُس زمانہ کا درہم (بعد کے دور کے) ایک درہم اور اڑھائی دانگ کے برابر تھا۔ درہم اُس زمانہ میں ایسے ہوتے تھے کہ درہم کا وزن مثقال کے وزن جیسا ہوتا تھا۔ اور مجھ سے روایت کیا لیث بن سعد نے حبیب بن ابی ثابت سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ عمرؓ بن الخطاب سے شام کو تقسیم کرائیں جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں عمرؓ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ سختی کرنے والے زُبیر بن العوام اور بلال بن رباح تھے تو عمرؓ نے کہا کہ پھر تو میں تمھارے بعد آنے والے مسلمانوں کو اس حالت میں چھوڑوں گا کہ اُن کے لئے کچھ بھی نہ ہوگا۔ پھر عمرؓ نے دُعاء کی کہ یا اللہ بلالؓ اور اُس کے ساتھیوں کے مقابلہ پر تو میرے لئے کافی ہوجا۔۔ کہا (حبیب بن ابی ثابت نے) کہ مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ عمواس میں جو طاعون ان پر پڑا وہ عمرؓ کی دُعاء کے نتیجہ میں پڑا تھا۔ اور کہا کہ عمرؓ نے اُن (شہروں کے قدیم باشندوں) کو ذمّی بنا کر چھوڑ دیا کہ وہ مسلمانوں کو خراج ادا کرتے رہیں۔ اور مجھ سے روایت کیا محمد ابن اسحٰق نے زُہری سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں سے اراضی مزروعہ کے بارے میں مشورہ کیا جب (عراق و شام کی) فتح ہوگئی تو عام لوگوں کی رائے یہ ہوگئی کہ وہ ان کو (لڑنے والوں پر) تقسیم کردیں۔ اور بلال بن رباح اُن (تقسیم اراضی کا مطالبہ کرنے والوں) میں اس بارے میں سب سے زیادہ سخت تھے اور عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ وہ اس کو چھوڑ دیں اور تقسیم نہ کریں تو عمرؓ نے دُعاء کی کہ یا اللہ بلالؓ کے مقابلہ پر تو میرے لئے کافی ہوجا

وَمَكَثُوْا فِى ذٰلِكَ يَوْمَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا اَوْ دُوْنَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ اِنِّىْ قَدْ وَجَدْتُ حُجَّةً قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِىْ كِتَابِهٖ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ حتى فرغ من شان بنى النضير فهذه عامة فى القرى كلها ثم قال مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَىْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ثم قال لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ ثم لم يرض حتى خلط بهم غيرهم فقال وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ

اور یہ لوگ اس (جھگڑے) میں دو دن یا تین دن یا اس سے کچھ کم لگے رہے۔ پھر عمرؓ نے فرمایا کہ میں حجت پا چکا ہوں۔ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں فرمایا وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ تا قَدِیْرٌ ۝ (۵۹ : ۶)
اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسولؐ کو اُن سے دلوایا سو تم نے نہ اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ (کی عادت ہے کہ) اپنے رسولوں کو جس پر چاہے (خاص طور پر) مسلّط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت حاصل ہے۔" یہاں تک کہ اللہ فارغ ہو گیا بنو نضیر کے تصفیہ سے تو اب یہ عام ہے تمام بستیوں کے بارے میں، پھر فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ تا شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝
(۵۹ : ۷) جو کچھ اللہ تعالیٰ (اس طور پر) اپنے رسولؐ کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوا دے (جیسے فدک اور ایک حصہ خیبر کا) سو وہ (بھی) اللہ کا حق ہے اور رسولؐ کا اور (آپؐ کے) قرابتداروں کا اور یتیموں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ (مال فے) تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجائے اور رسولؐ تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں (اور بعموم الفاظ یہی حکم ہے افعال اور احکام میں بھی) تم رُک جایا کرو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے۔" پھر فرمایا لِلْفُقَرَآءِ الْمُہٰجِرِیْنَ تا الصّٰدِقُوْنَ ۝ (۵۹ : ۸) اُن حاجتمند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبراً و ظلماً) جدا کر دیئے گئے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل (یعنی جنت) اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسولؐ (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔" پھر حق تعالیٰ نے اس پر بس نہیں کر دیا بلکہ ان کے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کیا چنانچہ فرمایا وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ تا ہُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۗ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ فهذا فيما بلغنا والله اعلم في الانصار خاصة ثم لم يرض حتى خلط بهم غيرهم فقال وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فكانت هذه عامة لمن جاء بعدهم فقد صار هذا الفئ بين هؤلاء جميعا فكيف نقسمه لهؤلاء وندع من تخلف بغير قسم فاجمع على ترك التقسيم وجمع خراجه. ابو يوسف الذي رأى عمر رضي الله عنه من الامتناع من قسمة الارضين بين من افتتحها عند ما عرفه الله ما كان في كتابه من بيان ذلك توفيق من الله تعالى كان له فيما صنع فيه

(۹:۵۹) اور (نیز) ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام (یعنی مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کرکے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔" تو یہ اس علم کے مطابق جو ہم کو پہنچا اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے خاص طور پر انصار کے حق میں ہے، پھر اس پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ اُن کے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کیا اور فرمایا وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ تا رَحِيْمٌ ۝ (۱۰:۵۹) "اور ان لوگوں کا (بھی اس مال فے میں حق ہے) جو ان کے بعد آئے جو (ان مذکورین کے حق میں) دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں۔" تو یہ آیت عام ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اُن کے بعد آئے تو یہ فے اُن سب کے لئے ہے تو ہم اس کو اِن ہی لوگوں پر کیسے تقسیم کردیں اور بعد والوں کو بغیر حصّہ کے چھوڑ دیں تو تقسیم کے ترک پر صحابہ کا اجماع ہوگیا اور اس کے خراج کے جمع کرنے پر۔ ابو یوسفؒ، جو رائے قائم فرمائی عمر رضی اللہ عنہ نے کہ زمینوں کو اُن لوگوں پر تقسیم ہونے سے روکا جائے جنھوں نے ان کو فتح کیا اس حجت کو پیش نظر رکھ کر جس کا بیان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے یہ توفیق تھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو اُن کو دی گئی، اس میں جو کچھ انھوں نے کیا

كانت الخيرة لجميع المسلمين وفيما
رأى من جمع خراج ذلك وقسمته
بين المسلمين عموم النفع لجماعتهم
لأن هذا لو لم يكن موقوفا على الناس
في الأعطيات والأرزاق ولم
تشحن الثغور ولم تقوى الجيوش
على المسير في الجهاد ولما
أمن برجوع أهل الكفر إلى مدنهم
إذا خلت من المقاتلة والمرتزقة
والله أعلم بالخير حيث كان
قال الشافعي الدور والأرضون
مما تصالحوا عليه وقف للمسلمين
يستغل غلتها في كل عام قال
وأحسب ما ترك من بلاد أهل الشرك
هكذا أو شيئ استطاب أنفس
من ظهر عليه بخيل وركاب فتركوه
كما استطاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم أنفس أهل سبي
هوازن فتركوا حقوقهم قال و
في حديث جرير بن عبد الله
عن عمر الله عوضه من
حقه وتشبه قول جرير عن
عمر لولا أني قاسم
مسئول
لتركتم

تمام مسلمانوں کی بھلائی تھی اور جو رائے اُنھوں نے قائم کی
کہ اس کا خراج جمع کیا جائے اور اس کو مسلمانوں پر تقسیم
کیا جاتا رہے جماعتِ مسلمین کے لئے اس کا عام نفع تھا کیونکہ
اس کو اگر عام مسلمانوں پر عطایا اور وظائف کے وقف شدہ
نہ قرار دی جاتی تو سرحدوں کی حفاظت کے لئے لشکر متعین نہ
ہو سکتا اور جہاد پر روانگی کے لئے لشکروں کو طاقت نہ پہنچائی
جا سکتی اور کبھی اہلِ کفر کے اپنے شہروں کی طرف واپسی سے بے
فکری نہ حاصل ہو سکتی جب کہ وہ شہر خالی ہوتے جنگی مردوں
اور وظائف پانے والے لوگوں سے اور اللہ تعالےٰ خیر کو سب
سے زیادہ جاننے والا ہے وہ جہاں بھی ہو۔ شافعیؒ نے کہا کہ
مکانات اور زمینیں جن پر باہمی صلح ہوئی ہو مسلمانوں کے لئے
وقف ہے اُن کی آمدنی ہر سال جمع کی جائے گی اور کہا کہ میں
سمجھتا ہوں کہ اہلِ شرک کے چھوڑے ہوئے شہر اسی طرح
کے تھے اور کچھ ایسی زمین تھی جس میں عمرؓ نے ان لوگوں کے
نفسوں کی رضامندی چاہی جو کہ گھوڑے اور اُونٹ دوڑا کر
(یعنی جنگ سے) اس پر غالب ہوئے تو اُنھوں نے اُس شے
(سے اپنے حقوق) کو چھوڑ دیا جیسا کہ رضامندی حاصل کی تھی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے جن کے پاس
ہوازن کے قیدی تھے تو اُنھوں نے اپنے حقوق کو ترک کر دیا تھا
(اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر رضامند
ہو کر ان کو آزاد کر دیا تھا) کہا (امام شافعیؒ نے) اور جریر بن
عبد اللہ رضؓ کی حدیث میں عمرؓ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے
ان کو ان کے حق کا بدلہ دیدیا تھا اور مشابہ ہے قول جریرؓ کے
جو عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ایسا
تقسیم کرنے والا ہوں جس سے باز پرس بھی ہوگی تو میں تم کو چھوڑ دیتا

على ما قسّم لكم أن يكون قسم لهم بلاد صلح مع بلاد ايجاف فردّ قسم الصلح وعوّض من بلاد الايجاف بالخيل و الركاب تلكَ والاوجه عندي ان الفارس و الرّوم كانوا متسلّطين على ملّاك الارض يأخذون منهم الخراج ولم يكونوا ملّاك الارض ذرّاعها ولا ورثوها عن آبائهم و اجدادهم فقاتل المسلمون اولئك المتغلّبين حتى دفعوهم عن سواد الشّام والعراق واما ملّاك الارض و علوجها الّذين كانوا يزرعونها ويسكنونها و ورثوها عن آبائهم فاكثرهم صالحوا المسلمين و التزموا الخراج وبعضهم ظاهروا الروم والفارس و قاتلوا معهم فاشتبه الامر على الناس فظنّ عوامهم انّ الاراضي مغنومة لوجود المقاتلة في الجملة وفطن الخواص بانّ المقاتلة انما كانت مع المتسلّطين المتغلّبين و اما اهل الارض الّذين هم ملّاكها وسكّانها فانّ اكثرهم صالحوا المسلمين و افتتحها المسلمون صلحاً من غير ايجاف خيل و لا ركاب و انّما ادخلوا

اس پر جو تمہارے لئے کیا جا چکا ہے کہ بلادِ صلح مع بلادِ ایجاف ان (عام مسلمانوں) کے حصّہ میں آتے۔ پھر عمرؓ نے صلح سے قبضہ کئے ہوتے علاقہ کو تو الگ کر لیا اور بلادِ ایجاف کا جن پر گھوڑوں اور اونٹوں سے لڑائی ہوتی بدلہ دے دیا۔ میں کہتا ہوں اور معقول وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ فارس اور روم متسلّط تھے زمین کے مالکوں پر اور ان سے خراج لیا کرتے تھے اور فارس و روم والے خود زمین کے مالک نہ تھے اور نہ اُس کو زراعت کرنے والے تھے اور نہ اُن کو ان کے باپ اور دادا سے وراثت میں ملی تھی تو مسلمانوں نے ان غلبہ پانے والوں فارس اور روم سے قتال کیا یہاں تک کہ ان کو دھکیل دیا شام اور عراق کے سرسبز علاقہ سے۔ رہے زمینوں کے مالک اور اُن کے باشندے جو اُن زمینوں کی زراعت کرتے اور اُن پر رہتے تھے اور اپنے باپ دادا سے اُن کے وارث بنتے آتے تھے تو ان میں کے اکثر لوگوں نے مسلمانوں سے مصالحت کر لی اور خراج کا دیتے رہنا منظور کر لیا اور ان میں کے بعض لوگوں نے روم اور فارس کو مدد دی اور اُن کے ساتھ مل کر (مسلمانوں سے) قتال کیا تو لوگوں پر یہ امر مشتبہ ہو گیا اور عام لوگوں کو یہ گمان ہو گیا کہ تمام زمینیں غنیمت میں آئی ہوئی ہیں کہ فی الجملہ سب ہی کے لئے قتال وجود میں آیا۔ لیکن خواص نے یہ سمجھ لیا کہ مقاتلہ تو متسلّطین اور متغلّبین (یعنی فارس اور روم والوں) سے ہوا تھا، رہے زمین والے جو کہ ان کے مالک، اور اُن کے باشندے تھے تو ان میں کے اکثر لوگوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی تھی اور اُس کو مسلمانوں نے بغیر اس کے کہ اس میں گھوڑے اور اونٹ دوڑائیں صلح سے فتح کیا تھا اور ایجاف (یعنی جنگ) تو اُن دوسرے

عــہ یہ قول بورہا ہے۔ علی ما قسّم لکم پر عمرؓ کا قول ختم ہو گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح خیبر میں ہوا تھا کہ جو حصّہ فتح ہوا تھا ایجاف خیل و رکاب سے وہ مجاہدین پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔ میں اسی تقسیم کو تم پر چھوڑ دیتا ۱۲ مترجم

على غيرهم ممن تغلّب عليهم فلذلك تلا
عمر آية الفئ في هذه المسئلة واما القليل
منهم الذين قاتلوا المسلمين على اراضيهم
مع جنود فارس والروم فاراضيهم مغنومة
استطاب نفوسهم عنها عمر بن الخطاب
حين اراد ايقاف السواد فمن لم يطب نفسا
عوّضه وان كان الامر على ما ذهب
اليه ابو يوسف فسواد العراق والشام
محوّل عن سنن الاموال المغنومة مخصوص
من عموم قوله تعالى واعلموا انما
غنمتم من شئ باجماع الصحابة و
بما فهموا من حديث النبي صلى الله
عليه وسلم مقتضى كلامه في فتح
فارس والروم واما غيرها من البلاد
فعلى ما قال الشافعي على نوعين احدها
ما افاء الله تعالى من غير ايجاف خيل
ولا ركاب ويجعل خزانة للغزاة كما
صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم
بنصف خيبر الذي اصابه من غير
ايجاف وكما صنع بالنضير وفدك (نام دیہے از خیبر)
والثاني ما افاء الله تعالى بايجاف
الخيل والركاب فيقسم عليهم كما
صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم
بنصف خيبر الذي اصابه عنوة وهذا
الذي ذهبنا اليه

لوگوں سے ہوا تھا جنھوں نے ان (باشندوں اور کاشتکاروں)
پر غلبہ حاصل کیا تھا اسی لئے عمرؓ نے آیتِ فئ کی تلاوت کی
اس مسئلہ میں۔ رہے ان میں کے وہ تھوڑے سے لوگ جنھوں
نے اپنی زمینوں پر فارس اور روم کے لشکروں کے ساتھ مل کر
مسلمانوں سے قتال کیا تھا تو ان کی زمینیں مالِ غنیمت تھیں
اُن کی ذوات سے عمر رضی اللہ عنہ نے جب پورے علاقہ کو وقف
قرار دیدینے کا ارادہ کیا تو رضامندی حاصل کی تو جو بخوشی آمادہ
نہ ہوا اُس کو معاوضہ دیدیا۔ اور اگر بات وہ ہو جس کی طرف
ابو یوسفؒ گئے ہیں تو عراق اور شام کا علاقہ اموالِ غنیمت
کے طریقوں سے (دوسرے اصول کی طرف) ہٹایا گیا اور خاص
کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے عموم سے واعلموا انما
غنمتم من شئ الخ (۸: ۴۱) اور اس بات کو جان لو کہ جو شئے
(کفار سے) بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اُس کا حکم یہ ہے کہ الخ"
بذریعہ اجماع صحابہؓ کے اور حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
فارس اور روم کی فتح کے بارے میں جو آپ کے مقتضائے کلام کو
اصحاب نے سمجھا تھا۔ رہے ان کے سوا دوسرے شہر تو جیسا کہ امام
شافعیؒ نے کہا وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک ایسے کہ جو اللہ تعالیٰ نے
عطا کئے بغیر ایجاف خیل و رکاب کے (یعنی بغیر مقاتلہ) اور یہ بنائے
جائیں گے خزانہ غازیوں کے لئے جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے نصف خیبر کے ساتھ کیا جو بغیر لڑے ہاتھ لگا تھا
اور جیسا کہ آپؐ نے نضیر اور فدک (خیبر کے ایک گاؤں کا نام ہے) کے ساتھ کیا۔ دوسرے ایسے جن کو
اللہ تعالیٰ نے ایجافِ خیل و رکاب سے دیئے (یعنی مجاہدین کو لڑائی
کرنا پڑی) تو یہ مجاہدین پر تقسیم کئے جائیں گے جیسا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے اس نصف حصہ کے ساتھ عمل کیا جو
آپؐ کے قبضہ میں لڑائی سے آیا تھا۔ اور یہ تحقیق جس کی طرف ہم گئے ہیں

مدلولُ ظاهر مارواه مالكٌ والشافعي
عن زيد بن اسلم عن ابيه قالَ
عمر لولا آخر المسلمين ما فُتِحَتْ مدينةٌ
الاَّ قسمتُها كما قسم رسولُ الله صلى الله
عليه وسلم خيبرَ الشافعي تعليقًا عن جرير
ابن عبدالله عن عمر لولا انّي قاسم مسئول
لتركتكم على ما قسم لكم فهذه الرّواية
يتعيّن حملها على المفتوح عنوةً فان
رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قسم
عليهمُ الاّ المفتوح عنوةً ولكن ظهر
لعمرَ وجمهور الصحابة مصلحة اقتضت
ترك قسمة المفتوح عنوةً وجعلَهٗ
خزانةً للغزاة عُدّةً للسلاح و
الكراع الشافعي عن الزهري عن
مالك بن اوس ان عمر قالَ
ما احدٌ الاّ لهٗ في هذا المال حقٌّ
اُعطيه او مُنِعه الاّ ما ملكت ايمانكم
الشافعي عن ابن المنكدر عن مالك
ابن اوس قالَ عمر لئن عِشتُ
ليأتينّ الراعيَ بسَرْوِ حِمْيَرَ حقُّهٗ
ثمّ اوّلَ الشافعيُّ كلامَ عُمر
فقالَ معناه ما احدٌ من اهل
الفئ الذين يَغزُون الاّ ولهٗ
حقٌّ في مال الفئ او الصدقة
قالَ

مدلول ہے اُس ظاہر روایت کا جس کو مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت
کیا زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اگر بعد
کے مسلمان (جن کے حق کی صراحت والذین جاؤا من بعدہم میں
فرمادی گئی) نہ ہوتے (یعنی ان کا حق پیش نظر نہ ہوتا) تو کوئی
شہر فتح نہ ہوتا مگر میں اس کو اسی طرح تقسیم کرتا جس
طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔
شافعیؒ تعلیقًا جریر بن عبداللہؓ سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے
ہیں فرمایا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ایسا تقسیم کرنے والا ہوں
کہ مسئول بھی ہوں تو میں تم کو اس تقسیم پر چھوڑ دیتا جو تمہارے
لئے کی گئی تھی۔ تو اس روایت سے اُس کا ایسی اراضی پر محمول
ہونا متعین ہو جاتا ہے جو جنگ سے فتح ہوتی ہوں کیونکہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف وہی زمینیں اُن کو تقسیم
کی تھیں جو جنگ سے فتح ہوتی تھیں۔ لیکن عمرؓ اور جمہور صحابہؓ پر
ایسی مصلحت کا ظہور ہوا جو لڑائی سے فتح کی ہوئی زمینوں کی
تقسیم کے ترک کی مقتضی ہوتی اور اُس کو غازیوں کے لئے خزانہ
اور سامانِ جہاد یعنی ہتھیاروں اور سواریوں وغیرہ کی فراہمی
کے لئے روکنے کی مقتضی ہوتی۔ شافعیؒ زہری سے وہ مالکؒ
ابن اوس سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی شخص نہیں مگر اس کا اس
مال میں حق ہے اس کو دیا جائے یا روکا جائے بجز اُن لوگوں کے
جو تمہاری ملک میں ہیں (یعنی غلام اور لونڈی)۔ شافعیؒ ابن
المنکدر سے وہ مالک بن اوس سے کہ عمرؓ نے کہا کہ اگر میں زندہ
رہا تو سرو حمیر کے ایک چرواہے کے پاس اُس کا حق ضرور پہنچ
جائے گا۔ پھر شافعیؒ نے عمرؓ کے کلام کی تاویل کی اور کہا کہ
اس کے معنے یہ ہیں کہ اہلِ فَے میں سے جو جہاد کرتے ہیں کوئی
شخص نہیں مگر مالِ فے یا صدقہ میں اُس کا حق ہے۔ کہا اور جو

والذی احفظ عن اہل العلم ان الاعراب لا یعطون من الفیٔ قلت الاوجہ عندی ان الاختلاف بین عمل النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وبین عمل عمر فی قسم الفیٔ منشاۂ اختلاف قلۃ الفیٔ وکثرتہ وقد اشار عمر الی ان آیۃ الفیٔ شملت جمیع المسلمین لم تترک منہم شیئاً ولکن المرعی فی التقسیم تقدیم الاحوج فالاحوج البیہقی عن حارثۃ بن مضرب العبدی قال عمر انی انزلت نفسی من مال اللہ بمنزلۃ والی الیتیم ان استغنیت استعففت وان افتقرت اکلت بالمعروف الشافعی عن الاحنف بن قیس ان عمر قیل لہ فی امۃ مرت فقال انہا لا تحل لی انہا من مال اللہ و قال اخبرکم بما استحل من مال اللہ او قال بما یحل لی استحل منہ حلتین حلۃ الشتاء وحلۃ القیظ وما احج علیہ واعتمر وقوتی وقوت عیالی کقوت رجل من قریش لا من اغنیائہم ولا من فقرائہم ثم انا بعد رجل من المسلمین یصیبنی ما اصابہم الشافعی اخبرنا غیر واحد من اہل العلم انہ لما قدم علی عمر بن الخطاب بما اصیب بالعراق قال لہ صاحب بیت المال انا ادخلہ

بات اہل علم کی مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ اعراب کو فیٔ میں سے نہیں دیا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک بڑی وجہ یہ ہے کہ جو اختلاف نبی صلے اللہ علیہ وسلم وابوبکرؓ کے عمل اور عمرؓ کے عمل کے درمیان فیٔ کی تقسیم میں ہے اُس کا منشاء فیٔ کی قلت وکثرت ہے اور عمرؓ اشارہ کر چکے ہیں اس طرف کہ آیتِ فیٔ جملہ مُسلمین کو شامل ہے اُن سے کوئی شے ترک نہیں کی گئی لیکن تقسیم میں جس بات کی رعایت رکھی گئی وہ زیادہ حاجتمند کو پھر اُس سے کم حاجتمند کو مقدّم کردینا ہے۔ بیہقی حارثہ بن مضرب العبدی سے عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنی ذات کو اللہ کے مال میں والیٔ یتیم کے مرتبہ میں رکھا ہے اگر میں مستغنی ہوا تو نہ لیا اور اگر ضرورتمند ہوا تو کھالیا عام طریقہ کے مطابق۔ شافعیؒ احنف ابن قیس سے کہ عمرؓ سے ایک کنیز کے بارے میں کہا گیا جو گزری (کہ آپ اس کو اپنے زیرِ تصرف رکھیں) تو فرمایا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مال میں سے ہے اور کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کے مال میں سے میں کیا حلال قرار دیتا ہوں یا یہ فرمایا کہ میرے لئے کیا حلال ہے۔ میں اس میں سے حلال رکھتا ہوں دو جوڑے ایک جوڑا سردی کا اور ایک جوڑا گرمی کا اور ایسا (سواری کا) جانور جس پر سوار ہو کر میں حج کرلوں اور عمرہ کرلوں اور میرا کھانا قریش کے ایک عام آدمی کے مانند ہے نہ اُن میں کے مالداروں کے مانند اور نہ فقراء کے۔ پھر اس کے بعد میں مسلمانوں میں کا ایک شخص ہوں جو مُصیبت ان پر آئے گی (قحط وغیرہ کی) وہ مجھ پر بھی آئے گی۔ شافعیؒ ہم کو ایک سے زیادہ اہلِ علم نے خبر دی کہ جب وہ اموال جو عراق میں ہاتھ لگے تھے عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے تو اُن سے بیت المال کے منتظم نے کہا کہ میں اس کو بیت المال میں

بیتَ المال قالَ لَا وربِّ الکعبۃ لایُؤْویٰ تحتَ سقفِ بیتٍ حتّٰی اُقسِمَہٗ فامر بہ فوُضِعَ فی المسجد و وُضِعت علیہ الأنطاعُ و حرسہ رجالٌ من المہاجرین و الانصار فلمّا اَصْبَحَ غدا معہٗ العبّاسُ بن عبد المطّلب و عبدالرحمٰن بن عوف آخذا بید احدِہما او احدُہما آخذٌ بیدہ فلمّا رأوہ کشفُوا الأنطاعَ عن الأموال فرآے منظرًا لم یَرَ مثلَہٗ، رأے الذہبَ فیہ و الیاقوتَ و الزبرجدَ و اللؤلؤَ یتلألؤُ فبکیٰ فقالَ لہٗ احدُہما انہ واللّٰہ ماہو بیوم بکآءٍ ولٰکنّہ یوم شکرٍ وسرورٍ فقالَ اِنّی واللّٰہِ ماذہبتُ حیث ذہبتَ ولٰکنّہ واللّٰہِ ماکثُر ہٰذا قطّ فی قومٍ الّا وقعَ بأسہم بینہم ثمّ اقبل علی القبلۃ و رفع یدیہِ الی السمآءِ و قالَ اللّٰہمّ انّی اعوذُ بکَ ان اکونَ مُسْتَدْرَجًا فانّی اسمعُکَ تقولَ سَنَسْتَدْرِجُہُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ ثمّ قالَ این سُراقۃ بن جعشم فاُتِیَ بہٖ اَشْعَرَ الذِّراعین دقیقَہما فاعطاہ سِوارَے کسرٰے بن ہرمز و قالَ اِلبسہما

داخل کردوں؟ فرمایا کہ نہیں قسم ہے ربّ کعبہ کی کہ اس کو (سنگوا کر رکھنا تو درکنار) بیت کی چھت کے نیچے بھی نہ جگہ دی جائے گی مجھے یہ تقسیم کر دینا ہے۔ تو آپ کے حکم کے مطابق وہ مسجد میں رکھدیا گیا اور اس کے اوپر چرمی فرش ڈال دیئے گئے اور مہاجرین و انصار میں کے مردوں نے اُس پر پہرہ دیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو ان کے ساتھ عباس بن عبدالمطلب اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے یا ان دونوں میں سے ایک حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے۔ جب اُنھوں نے اُس انبار کو دیکھا اور چرمی فرش اموال کے اُوپر سے اُٹھاتے تو ایسا منظر دیکھا جو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اُس میں سونا تھا اور یاقوت اور زمرد اور موتی چمک رہے تھے تو عمرؓ رونے لگے تو اُن سے ان دونوں میں سے ایک نے کہا کہ واللہ یہ رونے کا دن نہیں ہے بلکہ یہ یوم شکر و مسرّت ہے، تو عمرؓ نے فرمایا کہ واللہ میں وہاں نہیں گیا جہاں تم گئے ہو لیکن حقیقت یہ ہے (جس پر میری نظر پہنچی) کہ واللہ اس کی کثرت کسی قوم میں نہیں ہوتی مگر ان کے مابین خانہ جنگی اور لڑائی واقع ہوگئی۔۔۔۔ پھر قبلہ کی طرف رُخ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھاتے اور کہا کہ اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں مُستدرَج بننے سے (یعنی کہ مجھے ڈھیل دی گئی ہو) کیونکہ میں نے آپ کا یہ ارشاد سُنا ہے سَنَسْتَدْرِجُھُمْ الخ (۶۸:۴۴)

ہم ان کو بتدریج (جہنّم کی طرف) لیجارہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں۔" پھر فرمایا کہاں ہے سُراقہ بن جُعشم (یعنی سُراقہ بن مالک بن جُعشم) تو اس کو لایا گیا اس حال میں کہ اُس کے دونوں پتلے پتلے بازوؤں پر بہت بال تھے تو اُس کو کسرٰے بن ہرمز کے کنگن دیئے اور کہا کہ ان دونوں کو پہن تو

فنفعل سراقۃ بن مالک فقال قل اللہ اکبر قال اللہ اکبر قال قل الحمد للہ الذی سلبہما کسریٰ بن ہرمز و البسہما سراقۃ بن مالک بن جعشم اعرابیا من بنی مدلج و جعل یقلب بعض ذلک بعضا فقال ان الذی ادی ہذا لامین فقال لہ رجل انا اخبرک انت امین اللہ وہم یؤدون الیک ما ادیت الی اللہ فاذا رتعت رتعوا (اگر تو عیش کرے گا ایشاں ہم عیش کنند ۱۲) قال صدقت ثم فرقہ قال الشافعی و انما البسہما سراقۃ بن مالک لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لسراقۃ و قد نظر الی ذراعہ کانی بک قد لبست سواری کسریٰ قال ولم یجعل لہ الا سوارین قال الشافعی اخبرنا الثقۃ من اہل المدینۃ قال انفق عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ علی اہل الرمادۃ حتی وقع مطر فترحلوا فخرج علیہم عمر راکبا فرسا ینظر الیہم وہم یترحلون بظعائنہم فدمعت عیناہ فقال رجل من بنی محارب بن خصفۃ اشہد انہا انحسرت عنک (مانند وسم کردہ از تو الا) ولست بابن

سراقہ بن مالک نے تعمیل کی تو فرمایا کہ کہہ اللہ اکبر۔ سراقہ نے کہا اللہ اکبر۔ فرمایا کہ کہہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کو کسریٰ بن ہرمز سے چھینا اور ان کو سراقہ بن مالک بن جعشم کو پہنایا جو کہ بنی مدلج میں کا ایک دیہاتی ہے۔ پھر ان میں کی بعض چیزوں کو اُلٹنا پلٹنا شروع کیا اور فرمایا بیشک جس شخص نے اس کو ادا کیا (یعنی لاکر دیا) وہ ضرور امانت دار ہے تو اُن سے ایک شخص نے کہا کہ میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے امین ہیں اور وہ لوگ آپ کو ادا کرتے رہیں گے جب تک آپ اللہ تعالیٰ کو ادا کرتے رہیں گے۔ پھر جب تم کھانا شروع کرو گے تو وہ بھی کھانے لگیں گے۔ فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ پھر اس کو تقسیم کر دیا۔ کہا شافعیؒ نے کہ اُن (کنگنوں) کو سُراقہ بن مالک کو اس بنا پر پہنایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سُراقہ سے فرمایا تھا اُس کے بازوؤں پر نظر کرتے ہوئے کہ گویا میں تیرے ساتھ ہوں اور تو نے کسریٰ کے کنگن پہن رکھے ہیں۔ کہا کہ اُس کے حصہ میں اور کچھ نہیں لگایا بجز ان کنگنوں کے۔ کہا شافعیؒ نے کہ ہم کو خبر دی مدینہ والوں میں کے ایک ثقہ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے (قحط زدگان) اہلِ رمادہؑ پر خرچ کیا یہاں تک کہ بارش ہوگئی تو ان لوگوں نے کوچ کیا تو ان کی طرف عمرؓ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے، ان کو دیکھ رہے تھے اور وہ اپنی (ہودوں میں بیٹھنے والی) عورتوں کے ساتھ کوچ کر رہے تھے تو اُن کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں تو ایک شخص جو بنی محارب بن حفصہ کا تھا بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس جماعت نے آپ کی طرف سے رنج نہیں اُٹھایا (کیونکہ آپ ان پر بہت خرچ کرتے رہے ہیں) اور آپ کسی باندی کے

ع ۵ یہ ایک قحط کا نام ہے جو حضرت فاروقؓ کے عہد میں پڑا تھا اور چونکہ اس زمانہ میں لوگوں کا رنگ خاکستری ہوگیا تھا اس لیے رمادہ کہا گیا ۱۲

أمةٍ فقالَ لہٗ عمر ويلكَ ذٰلك لو كنتُ انفقتُ
مِن مالی او مالِ الخطّابِ انّما انفقتُ عليهم
من مالِ اللہ عزّ وجلّ الشافعی عن ابی جعفر
ابن محمد بن علی انّ عمر رضی اللہ عنہ لمّا دوّن
الدواوينَ قالَ لهم بِمَنْ ترَوْنَ انْ اَبْدَأ
فقِيلَ لہٗ ابدأْ بالأقربِ فالأقربِ بك قالَ
ذكرتموني بل اَبْدَأُ بالاقرب فالاقرب
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ
الشافعی اخبرنی غیر واحد من اهلِ العلم من
قبائل قريش ان عمر بن الخطاب لمّا كثُر
المالُ في زمانه اَجمع على اَن يُدوِّن الدواوين
فاستشارَ فقالَ بمَن ترونَ اَن ابدأَ
فقالَ لہٗ رجل ابدأُ بالأقرب فالاقرب
بِك فقالَ ذكرتموني بل ابدأُ بالأقربِ
فالأقرب مِن رسولِ اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فبدأَ ببني هاشم قالَ
الشافعی واخبرني غير واحد من اهل
العِلم والصّدقِ من اهلِ المدينةِ
ومكّة من قبائل قريش وغيرهم و
كان بعضُهم احسَنَ اقتصاصًا للحديث
مِن بعضٍ وقد زادَ بعضُهم على
بعضٍ في الحديث ان عُمرَ رضی
اللہ عنہ لمّا دوّنَ الدواوينَ قالَ
اَبدأُ ببني هاشمٍ ثم
قالَ

بیٹے نہیں ہیں (کہ تنگ ظرف ہوتے) تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے یہ کہنے کا موقع اس وقت تھا کہ میں ان پر اپنے مال میں سے یا اپنے باپ خطّاب کے مال میں سے خرچ کرتا، میں نے تو ان پر اللہ عزّ وجلّ کے مال میں سے خرچ کیا ہے۔ شافعیؒ ابو جعفر ابن محمد بن علی سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رجسٹروں کی تدوین کی تو (صحابہؓ سے) کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے میں کس نام سے اس کو شروع کروں تو آپ سے کہا گیا کہ اس سے شروع کیجئے جو آپ سے قریب تر ہو پھر اس کے بعد جو قریب تر ہو۔ فرمایا کہ تم نے میرا ذکر کر دیا۔ نہیں بلکہ شروع کرتا ہوں اس سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب ہو پھر اس کے بعد جو آپ سے قریب تر ہو۔ کہا شافعیؒ نے کہ مجھے قبائلِ قریش کے ایک سے زیادہ اہلِ علم نے خبر دی کہ عمرؓ بن الخطّاب نے جب اُن کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوگئی اس بات پر اجماع کیا کہ (دفتر قائم کریں اور) رجسٹروں کو تیار کریں پھر لوگوں سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا کہ کس شخص کے بارے میں تمھاری رائے ہے کہ اس سے ابتداء کروں تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ جو آپ سے قریب تر ہو پھر جو قریب تر ہو اس سے شروع کیجئے تو فرمایا کہ تم نے میرا ذکر کیا؟ بلکہ میں شروع کرتا ہوں اس سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہو پھر جو نسبۃً قریب تر ہو تو شروع کیا بنی ہاشم سے۔ کہا شافعیؒ اور مجھے خبر دی اہلِ مدینہ میں کے متعدد اہلِ علم وصدق نے اور مکّہ کے قریش وغیرہ قبائل کے لوگوں نے اور ان میں بعض بعض کی بہ نسبت حدیث کو خوبی کے ساتھ بیان کرنے والے تھے اور ان میں سے بعض نے بعض کی حدیث سے کچھ زیادہ بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رجسٹر مرتّب کئے تو کہا کہ میں شروع کرتا ہوں بنی ہاشم سے پھر کہا کہ

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعطیھم وبنی المطلب فاذا کانت السن فی الہاشمی قدمہ علی المطلبی واذا کانت فی المطلبی قدمہ علی الہاشمی فوضع الدیوان علی ذلک واعطاھم عطاء القبیلۃ الواحدۃ ثم استوت لہ عبد شمس ونوفل فی جذم النسب فقال عبد شمس اخوۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم لابیہ وامہ دون نوفل فقدمھم ثم دعا بنی نوفل یتلوھم ثم استوت لہ عبد العزی وعبد الدار فقال فی بنی اسد بن عبد العزی اصہار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفیھم من المطیبین وقال بعضھم ھم من حلف الفضول وفیھما کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقد قیل ذکر سابقۃ فقدمھم علی بنی عبد الدار ثم دعا بنی عبد الدار یتلوھم ثم انفردت لہ زھرۃ فدعاھا یتلو عبد الدار ثم استوت لہ تیم ومخزوم فقال

یں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ بنی ہاشم کو دے رہے تھے اور بنی المطلب کو تو جب کوئی بڑی عمر کا ہاشمی میں سے ہوتا تو اس کو مقدم کرتے مطلبی پر اور جب مطلبی میں ہوتا تو اُس کو مقدم کرتے ہاشمی پر تو عمرؓ نے دفتر کی بنیاد اسی طریق پر رکھی اور ان (بنو ہاشم و بنو المطلب) کو عطا کیا قبیلہ واحدہ کی عطا۔ پھر اُن کے سامنے عبد شمس اور نوفل اصل نسب میں برابر کے درجہ میں آئے تو کہا کہ عبد شمس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہوتے ہیں باپ اور ماں دونوں کی جانب سے نہ کہ نوفل تو ان کو مقدم کر دیا۔ پھر ان کے پیچھے متصل نوفل کو بُلایا پھر ان کے برابر معلوم ہوتے عبد العزیٰ اور عبد الدار تو فرمایا کہ بنی اسد بن عبد العزیٰ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصہار (داماد و خسرو غیرہ) ہیں اور ان میں آمیزش بعض مطیبین عہ کی ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ حلف فضول عہ میں سے ہیں اور ان دونوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور کہا گیا کہ آپ نے ذکر کیا سابقہ کا (یعنی اسلام کیطرف سبقت اور سابقہ خدمات اسلام کا) تو ان کو عبد الدار سے مقدم کیا۔ پھر بُلایا ان کے بعد متصلاً بنی عبد الدار کو پھر اکیلے رہ گئے ان کے سامنے بنی زُہرہ تو اُن کو بُلایا عبد الدار کے بعد۔ پھر ان کے سامنے آئے تیم اور مخزوم تو بنی تیم کے بارے

عہ عبد مناف کے بیٹوں نے عبد الدار کے لوگوں سے بعض کام لینے چاہے جیسے کعبہ کی دربانی، حاجیوں کو پانی پلانا وغیرہ عبد الدار کے لوگوں نے انکار کیا۔ اب ہر فریق نے اپنے اپنے دوست قبیلوں سے معاہدہ کیا۔ عبد الدار کے طرفدار جو قبائل تھے ان کو "احلاف" کہتے تھے جو یہ چھ قبیلے تھے عبد الدار، جمح، مخزوم، عدی، کعب، سہم۔ عبد مناف کے لوگوں نے یہ کیا کہ ایک پیالہ خوشبو سے بھرا ہوا لاتے اور اپنے دوست قبیلوں سے کہا کہ اس میں ہاتھ ڈبو کر عہد کرو، تین قبیلے ان کے شریک ہوتے اسد، زہرہ، اور تیم انھوں نے ہاتھ ڈبوتے اور مسجد میں عہد موکد کیا ان کو "مطیبین" کہنے لگے یعنی خوشبو لگاتے گئے ۱۲

عہ جرہم قبیلہ کے لوگوں نے ایک عہد کیا تھا کہ ہم ہر حال میں انصاف پر قائم رہیں گے، کمزور کا حق زور آور سے دلوائیں گے اور غریب الوطن پردیسی کا شہر کے باشندے اور رئیس سے۔ چونکہ ان حلف کرنے والوں میں سے ہر ایک کا نام فضل تھا، کوئی فضل بن حارث کوئی فضل بن وداعہ کوئی فضل بن فضالہ اس لئے اس کو حلف فضول کہنے لگے ۱۲

فی بنی تیم انہم من حلف الفضول و المطیبین
و فیہما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم و
قیل ذکر سابقۃ و قیل ذکر صہرا فقدمہم
علی مخزوم ثم دعا مخزوما بتلوہم ثم استوت
لہ سہم و جمح و عدی بن کعب فقیل ابدأ
بعدی فقال بل اقر نفسی حیث کنت
فان الاسلام دخل و امرنا و امر بنی سہم
واحد و لکن انظروا بنی جمح و سہم فقیل
قدم بنی جمح ثم دعا بنی سہم و کان دیوان
عدی و سہم مختلطا کالدعوۃ الواحدۃ فلما
خلصت الیہ دعوتہ کبر تکبیرۃ عالیۃ ثم قال
الحمد للہ الذی اوصل الی حظی من رسولہ
ثم دعا بنی عامر بن لوی قال الشافعی فقال
بعضہم ان ابا عبیدۃ بن عبد اللہ بن
الجراح الفہری لما رأی من یتقدم علیہ
فقال اکل ہؤلاء تدعوا امامی فقال یا ابا
عبیدۃ اصبر کما صبرت او کلم قومک
فمن قدمک منہم علی نفسہ لم امنعہ فاما
انا و بنو عدی فنقدمک ان احببت
علی انفسنا قال فقدم معاویۃ
بعد بنی الحارث بن فہر ففصل
بہم بین بنی عبد مناف و اسد بن
عبد العزی و شجر بین بنی سہم و
عدی شئ فی زمان المہدی فافترقوا
فامر المہدی ببنی عدی

میں کہا کہ یہ حلف الفضول میں سے ہیں اور مطیبین میں سے بھی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے تھے اور
کہا گیا کہ ان کے سابقہ کا بھی ذکر کیا اور کہا گیا کہ آپ نے صہر کا
ذکر کیا تو ان کو مقدم کیا مخزوم پر۔ پھر ان کے بعد مخزوم کو بلایا
تو ان کے برابر آگئے سہم اور جمح اور عدی بن کعب تو کہا
گیا کہ عدی سے ابتدا کی جائے (عمرؓ اسی خاندان سے تھے)
تو فرمایا کہ میں تو اپنی ذات کو جہاں تھا وہیں رکھوں گا۔ کیونکہ
جب اسلام داخل ہوا تو ہمارا معاملہ اور بنی سہم کا ایک
مرتبہ میں تھا۔ لیکن بنی جمح و بنی سہم میں غور کرو تو کہا
گیا کہ بنی جمح کو مقدم کیجئے۔ پھر آپؓ نے بلایا بنی سہم کو اور
رجسٹر عدی اور سہم کا مثل دعوت واحدہ کے مخلوط تھا تو جب
کہ دعوت کا نمبر اُن کی ذات پر پہنچا تو بلند آواز سے تکبیر کہی اور
پھر کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے پہنچا دیا میرے حصہ کو میری
طرف اپنے رسولؐ کی جانب سے پھر بلایا بنی عامر بن لوی کو
شافعیؒ نے فرمایا تو اُن میں سے بعض نے کہا کہ ابو عُبَیدہ بن عبد اللہ بن الجراح
فہری نے جب اُس شخص کو دیکھا جو اُن پر مقدم ہو رہا تھا
تو کہا کہ کیا آپ ان سب کو میرے آگے بلائیں گے تو آپ
نے فرمایا کہ اے ابو عُبَیدہ صبر کرو جیسا کہ میں نے صبر کیا یا اپنی
قوم سے بات کر لو تو جو اُن میں سے تم کو اپنی ذات پر مُقدّم
کرے میں اس کو منع نہ کروں گا۔ رہے میں اور بنو عدی تو اگر
تم پسند کرو تو ہم تم کو اپنی ذوات پر مقدم کر دیں گے۔ کہا
پھر مقدم کیا بعد میں معاویہ نے بنی الحارث بن فہر کو اور ان کو
درمیان میں کر دیا بنی عبد مناف اور اسد بن عبد العزّیٰ کے
اور مہدی کے زمانہ میں کچھ اختلاف ہوا بنی سہم اور عدی کے
درمیان اور یہ متفرق ہو گئے تو حکم دیا مہدی نے بنی عدی کے بارے میں

فقدم موالی علیٰ سہم و مجح للسابقۃ فیہم قال الشافعی فاذا فرغ من قریش قدم الانصار علیٰ قبائل العرب کلہا لمکانہا من الاسلام قال الشافعی الناس عباد اللہ فاولٰہم بان یکون مقدما اقربہم بخیرۃ اللہ لرسالتہ و مستودع امانتہ خاتم النبیین و خیر خلق رب العالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم الشافعی روی لیث بن ابی سلیم عن عطاء عن عمر ابن الخطاب فی ہٰذہ الآیۃ یعنی آیۃ الصدقات ایما صنف من ہٰذہ اعطیتہ اجزاک ثم ضعفہ فقال منقطع بین عطاء و عمر و لیث غیر قوی و فی الحدیث المرفوع ان اللہ لم یرض بحکم نبی و لا غیرہ فی الصدقات حتی حکم ہو فیہا فجزاہا ثمانیۃ اجزاء قلت معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم جزأہا ثمانیۃ اجزاء شرعہا لثمانیۃ اصناف ولیس فیہ تسویۃ الاقسام و لا انہ یجب تقسیم کل صدقۃ الی ثمانیۃ اجزاء واللہ اعلم الشافعی عن یحیی بن عبد اللہ ابن مالک عن ابیہ انہ سالہ ارایت الابل التی کان یحمل علیہا عمر الغزاۃ و عثمان بعدہ قال اخبرنی ابی انہا ابل الجزیۃ

تو وہ مقدم کیے گئے سہم اور مجح پر عدی کے سابقہ کردار کی بناء پر۔ کہا شافعیؒ نے کہ پھر جب عمرؓ فارغ ہوئے قریش سے تو تمام قبائلِ عرب پر انصار کو ان کے اسلام میں خاص مقام ہونے کی وجہ سے مقدم کیا۔ کہا شافعیؒ نے کہ سب لوگ اللہ کے بندے ہیں تو سب پر مقدم بننے کا حق اسی کو ہوگا جو سب سے زیادہ قریب ہو اُن کے ساتھ جو اللہ کے برگزیدہ ہیں اُس کے پیغاموں کے لیے جن کے سپرد اللہ نے اپنی امانت کی ہے یعنی خاتم النبیین، رب العالمین کی مخلوق میں سب سے بہتر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ شافعیؒ، روایت کیا لیث بن ابی سُلیم نے عطاء سے اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے اس آیت میں یعنی آیت صدقات میں کہ تو نے ان میں سے جس صنف کو بھی صدقہ دیدیا تیرے لیے کافی ہے۔ پھر اس حدیث کو ضعیف کہا اور فرمایا کہ یہ منقطع ہے عطاء اور عمرؓ کے درمیان اور لیث قوی نہیں ہے اور حدیث مرفوع میں ہے کہ اللہ تعالےٰ صدقات کے بارے میں کسی نبی یا غیر نبی کے حکم پر راضی نہیں ہوا یہاں تک کہ اس کے بارے میں اُس نے خود حکم فرمایا اور اس کو آٹھ اجزاء پر کاٹ دیا۔ میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد جزأہا ثمانیۃ اجزاء کا مفہوم آٹھ اصناف (صدقات) کی مشروعیت کا بیان فرمانا ہے اس میں اقسام کی برابری مقصود نہیں اور نہ یہ بات ہے کہ آپ ہر صدقہ کی تقسیم آٹھ اجزاء پر واجب کر رہے ہیں واللہ اعلم۔ شافعیؒ یحیی بن عبد اللہ بن مالک سے وہ اپنے باپ سے کہ اُنھوں نے اپنے باپ سے سوال کیا کہ کیا آپ نے ان اونٹوں کو دیکھا ہے جن کے اوپر عمرؓ غازیوں کو سوار کیا کرتے تھے اور عمرؓ کے بعد عثمانؓ؟ کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ وہ جزیہ کے اونٹ تھے

التی بعث بہا معاویۃ وعمرو بن العاص احتج
بہ الشافعی علی انہ لیس لاہل الفیء فی
الصدقۃ حق وفیہ نظر لما روی الشافعی ان
عدی بن حاتم جاء ابابکر احسبہ قال بثلث
مائۃ من الابل من صدقات قومہ فاعطاہ
ابوبکر منہا ثلثین بعیرا وامرہ ان یلحق بخالد
ابن الولید بمن اطاعہ من قومہ فجاءہ بزہاء
الف رجل وابلی بلاء حسنا قلت اوّلہ
الشافعی بانہ سہم المؤلفۃ قلوبہم الذین
یعطون من الصدقات لمعنی الاعانۃ علی
اخذ الصدقات والاوجہ عندی انہ اعطاہم
علی انہم من الغزاۃ لقولہ تعالی فی آیۃ
الصدقات وفی سبیل اللہ قال الشافعی
اخبرنا الثقۃ من اصحابنا عن عبد اللہ
ابن ابی عبد اللہ بن ابی یحیی عن سعید بن ابی
ہند قال بعث عبد الملک بن مروان بعد
المجاعۃ بعطاء اہل المدینۃ وکتب
الی والی الیمامۃ ان یحمل من الیمامۃ
الی المدینۃ الف الف درہم یتم
بہا عطاءہم فلما قدم المال الی
المدینۃ ابوا ان یاخذوہ وقالوا
أتطعمنا اوساخ الناس وما لا
یصلح لنا لا ناخذہ ابدا فبلغ ذلک
عبد الملک فردہ وقال لا
یزال فی القوم

جن کو معاویہؓ نے اور عمروؓ بن العاص نے بھیجا تھا۔ اس سے شافعیؒ
نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ اہلِ فَے کا صدقہ میں حق نہیں ہے
اور اس میں کلام ہے اس حدیث کی رُو سے جس کو شافعیؒ نے
روایت کیا ہے کہ عدیؓ بن حاتم ابوبکرؓ کے پاس آئے میں خیال کرتا ہوں
کہ کہا تین سو اونٹ اپنی قوم میں سے صدقات میں کے لائے تو
ان کو ابوبکرؓ نے اُن میں سے تیس اونٹ دیئے اور اُن کو حکم دیا
کہ وہ اُن لوگوں کو ساتھ لے کر جو اُن کی قوم میں سے اُن کی اطاعت
کریں خالدؓ بن الولید سے جا ملیں تو عدیؓ خالدؓ کے پاس ایک ہزار
آدمیوں کے قریب لے کر پہنچے اور اُنھوں نے عمدہ جانفشانی سے
کام کیا۔ میں کہتا ہوں کہ شافعیؒ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ
وہ اُن لوگوں کا حصّہ تھا جن کی تالیفِ قلوب کی جاتی تھی،
اُن کو صدقات میں سے دیا جاتا تھا جس سے مُراد تھی صدقات
لینے پر ان کی اعانت، اور میرے نزدیک اچھی وجہ یہ ہے کہ
ابوبکرؓ نے ان کو دیئے اس بنا پر کہ وہ غازیوں میں سے تھے
بنا بر ارشاد حق تعالیٰ آیتِ صدقات میں "وَفِی سَبِیلِ اللّٰہِ"
کہا شافعیؒ نے ہمارے اصحاب میں سے ایک ثقہ نے ہم کو خبر دی
عبد اللہ بن ابی عبد اللہ بن ابی یحییٰ سے وہ سعید بن ابی ہند سے
کہ عبد الملک بن مروان نے تنگ حالی (بھوک اور فاقوں کے
پھیل جانے کے بعد اہلِ مدینہ کے وظائف بھیجے اور والیٔ یمامہ
کو لکھا کہ یمامہ سے مدینہ کو ایک لاکھ درہم بھیجے کہ جس سے
اُن کے وظائف پورے ہو جائیں تو جب مال مدینہ پہنچا تو انھوں
نے اُس کو لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ کیا تم ہمیں لوگوں کے
مَیل کُچیل (صدقات) کھلاتے ہو اور جو چیز ہمارے لئے صالح
نہ ہو ہم اس کو کبھی نہ لیں گے۔ تو اس کی اطلاع عبد الملک کو
پہنچی تو اُس نے وہ مال واپس منگا لیا اور کہا کہ قوم میں جو کچھ

بقیۃً ما فعلوا ہکذا قال قلتُ لسعید بن ہند و مَن کان یومئذٍ تکلّم قال اوّلہم سعید بن المسیب و ابو بکر بن عبد الرحمٰن و خارجۃ بن زید و عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ فی رجالٍ کثیرٍ قال الشافعی قولہم لا یصلح لنا ای لا یحل لنا ان ناخذ الصدقۃ و نحن اہلُ الفئِ و لیس لاہل الفئِ فی الصدقۃ حقٌّ و لا ینقل عن قومٍ الیٰ غیرہم قلتُ و الاوجہ عندی انہم ردّوا ما کان باسم الحاجۃ و الفقر دون اسم الغزو و ذلک انہم ما کانوا یریدون الخروج للجہاد یومئذٍ مالک عن ابن شہاب قال بلغنی انّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ الجزیۃ من مجوس البحرین وانّ عمر بن الخطاب اخذہا من مجوس فارس و ان عثمانؓ اخذہا من البربر مالک عن جعفر بن محمد بن علی عن ابیہ ان عمر بن الخطاب ذکر المجوس فقال ما ادری کیف اصنعُ فی امرہم فقال عبد الرحمٰن بن عوف اشہد لسمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول سُنّوا بہم سُنّۃَ اہلِ الکتاب مالک عن نافعٍ عن اسلم مولیٰ عمر بن الخطاب انّ عمر بن الخطاب ضرب الجزیۃَ علیٰ اہل الذہب اربعۃ دنانیر و علیٰ اہلِ الورق اربعین درہمًا مع ذٰلک ارزاقُ المسلمین و ضیافۃُ ثلٰثۃِ ایام مالک عن زید ابن اسلم عن ابیہٖ

اُنھوں نے کیا اس کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی. ایسا ہی کچھ کہا تھا۔ (راوی نے) کہا کہ میں نے سعید بن ابی ہند سے کہا کہ اُس دن کس نے گفتگو کی تھی؟ کہا کہ ان میں کے پہلے شخص سعید بن المسیب اور ابو بکر بن عبد الرحمٰن اور خارجہ بن زید اور عُبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ تھے بہت سے لوگوں میں۔ شافعیؒ نے کہا کہ ان کا قول لا یصلح لنا (جو ہمارے لئے صالح نہ ہو) یعنی ہمارے لئے حلال نہیں ہے کہ ہم صدقہ لیں اس حال میں کہ ہم اہلِ فَے ہیں اور اہلِ فَے کا صدقہ میں حق نہیں ہے اور وہ ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف منتقل نہیں کیا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک اس کی معقول وجہ یہ تھی کہ انھوں نے اس چیز کو لوٹایا جو حاجت اور فقر کے نام پر بھیجا گیا تھا جہاد کے نام کو چھوڑ کر، اور یہ اس لئے کہ وہ اُس دن جہاد کے لئے خروج کا ارادہ نہیں کر رہے تھے۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیہ لیا بحرین کے مجوس سے اور یہ کہ عمرؓ بن الخطاب نے جزیہ لیا مجوس فارس سے اور عثمانؓ نے جزیہ لیا بربر (قوم) سے۔ مالکؒ جعفر بن محمد بن علی سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے مجوس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ ان کے ساتھ کس طرح کا معاملہ کروں۔ تو عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرما رہے تھے کہ ان کے ساتھ وہ طریقہ اختیار کرو جو اہلِ کتاب کے ساتھ کرتے ہو۔ مالکؒ نافع سے وہ اسلم مولیٰ عمرؓ بن الخطاب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جزیہ قائم کیا سونے والوں پر چار دینار اور چاندی والوں پر چالیس درہم، اس کے ساتھ مسلمانوں کے ارزاق اور تین دن کی مہمانی۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ

انہ قال لعمر بن الخطاب ان فی الظہر ناقۃ عمیاء
فقال عمر ادفعہا الی اہل بیت ینتفعون بہا
قال فقلت وہی عمیاء قال یقطرونہا بالابل
قال فقلت کیف تاکل من الارض قال فقال
عمر امن نعم الجزیۃ ہی ام من نعم الصدقۃ
فقلت بل من نعم الجزیۃ فقال عمر اردتم
واللہ اکلہا فقلت ان علیہا وسم
الجزیۃ فامر بہا عمر فنحرت وکانت عندہ
صحاف تسع فلا تکون فاکہۃ ولا طریفۃ الا
جعل منہا فی تلک الصحاف فیبعث
بہا الی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ویکون الذی یبعث بہ الی حفصۃ ابنتہ
من آخر ذلک فان کان فیہ نقصان
کان فی حظ حفصۃ قال فجعل فی
تلک الصحاف من لحم تلک الجزور فبعث
بہا الی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم
امر بما بقی من لحم تلک الجزور فصنع فدعا
المہاجرین والانصار قلت احتج بہ
الشافعی علی ان عمر کان یسم وسمین
وسم جزیۃ ووسم صدقۃ مالک عن
ابن شہاب عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ
ان عمر بن الخطاب کان یاخذ من
النبط من الحنطۃ والزیت نصف
العشر یرید بذلک ان یکثر الحمل الی
المدینۃ ویاخذ من القطنیۃ العشر

اُنھوں نے کہا عمرؓ بن الخطاب سے کہ سواری کے اونٹوں میں ایک
اونٹنی اندھی ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو کسی کنبہ کو دیدو کہ وہ
اس سے نفع اٹھائیں۔ کہا کہ پھر میں نے کہا کہ وہ اندھی ہے
تو فرمایا کہ وہ اس کو اونٹوں کی قطاریں باندھ لیں گے۔
پھر میں نے کہا کہ وہ زمین سے کیسے کھاتے گی۔ کہا کہ پھر عمرؓ
نے کہا کہ وہ جزیہ کے جانوروں میں سے ہے یا صدقہ کے جانوروں
میں سے تو میں نے کہا کہ جزیہ کے جانوروں میں سے تو عمرؓ نے
کہا کہ واللہ تم نے اُس کے کھانے کا ارادہ کرلیا ہے تو میں نے
کہا کہ اس کے اوپر تو جزیہ کا نشان لگا ہوا ہے۔ پھر عمرؓ نے اس کے
بارے میں اجازت دیدی اور وہ ذبح کرلی گئی۔ اور اُن کے پاس
نو طباق تھے تو جب بھی کچھ پھل ہوتے تھے یا اچھی چیز تو وہ
ان طباقوں میں ان کو بھر کر ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس بھیجا کرتے تھے اور جس طباق میں اپنی بیٹی حفصہؓ کو بھیجا
کرتے تھے وہ ان میں سے آخر کا ہوتا تھا۔ تو اگر اس میں (یعنی
تقسیم کرنے میں) کمی ہو جاتی تھی تو وہ حفصہؓ کے حصہ میں ہوتی
تھی، کہا کہ پھر ان طباقوں میں اس مذبوحہ اونٹنی کے گوشت کو
رکھ کر ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ پھر اونٹنی
کے بقیہ گوشت کے بارے میں حکم دیا جو تیار کیا گیا پھر مہاجرین و
انصار کی دعوت کی۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے شافعیؒ نے اس
بات پر دلیل پکڑی ہے کہ عمرؓ (اونٹوں پر) دو قسم کے نشان
لگایا کرتے تھے ایک نشان صدقہ کا اور ایک نشان جزیہ کا۔
مالکؒ ابن شہاب سے وہ سالم بن عبداللہ سے وہ اپنے باپ سے کہ
عمرؓ بن الخطاب نبطی (قوم) سے گیہوں اور روغن زیتون میں
سے بیسواں حصہ لیا کرتے تھے اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ کثرت
کے ساتھ اشیاء مدینہ میں پہنچتی رہیں اور قطنیہ میں سے دسواں

مالکؒ عن ابن شہاب عن السائب بن یزید انہ قال کنتُ عاملاً مع عبداللہ بن عتبۃ بن مسعود علی سوق المدینۃ فی زمان عمر بن الخطاب فکنّا ناخذ من النبط العشر مالک انہ سأل ابن شہاب علی ای وجہ کان یاخذ عمر بن الخطاب من النبط العشرَ فقال ابن شہاب کان ذلک یؤخذ منہم فی الجاہلیۃ فالزمہم ذلک عمر رضی اللہ عنہ مالک والشافعی عن زید بن اسلم قال شرب عمر بن الخطاب لبناً فاعجبہ فسأل الذی سقاہ من این ہذا اللبنُ فاخبرہ انہ ورد علی ماءٍ قد سمّاہ فاذا نعمٌ من الصدقۃ وہم یسقون فحلبوا لی من البانہا فجعلتہ فی سقائی فہو ہذا فادخل عمر بن الخطاب یدہ فی فمہ فاستقاءہ احتج بہ الشافعی علی ان الوالی لیس لہ فی الصدقۃ نصیبٌ الفرائض الدارمی عن مورّق العجلی قال عمر بن الخطاب تعلّموا الفرائض واللحنَ والسنن کما تعلمون القرآن الدارمی عن ابراہیم قال عمر تعلّموا الفرائض فانہا من دینکم البیہقی رُوینا عن عمر بن الخطاب انہ خطب الناس بالجابیۃ فقال من اراد ان یسأل عن الفرائض فلیأتِ زید بن ثابت قلتُ فیہ کرامۃٌ لعمرؓ لانّ الفرائض علی ہذا التفصیل والبیان لم یُروَ الّا عن زید بن ثابتٍ

حصہ لیتے تھے (یعنی مسور، چنا اور لوبیا وغیرہ کی دالوں میں سے)، مالکؒ، ابن شہاب سے وہ سائب بن یزید سے اُنھوں نے کہا کہ میں عمرؓ ابن الخطاب کے زمانہ میں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے ساتھ مدینہ کے بازار پر عامل تھا تو ہم نبطی لوگوں سے دسواں حصہ لیا کرتے تھے۔ مالکؒ اُنھوں نے سوال کیا ابن شہاب سے کہ کس وجہ سے عمرؓ بن الخطاب نبطیوں سے عُشر لیا کرتے تھے تو ابن شہاب نے کہا کہ یہ وہ ہے جو اُن سے زمانۂ جاہلیت میں لیا جاتا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر لازم رکھا۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید ابن اسلم سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے دودھ پیا اور اس کو پسند کیا پھر جس نے ان کو پلایا تھا اُس سے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا؟ تو اس نے بتایا کہ اس کا جانا ہوا ایک قبیلہ میں جس کا اس نے نام لیا تو وہاں صدقہ کے اونٹ تھے اور وہ پانی پی رہے تھے تو ان لوگوں نے ان میں سے میرے لئے دودھ دوہا تو میں نے اُس کو اپنے برتن میں بھر لیا تھا تو وہ دودھ یہی تھا تو عمرؓ بن الخطاب نے اپنا ہاتھ (منھ میں) ڈالا اور قے کر دی۔ اس سے شافعیؒ نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ والی کا صدقہ میں حصہ نہیں ہے۔ **فرائض** دارمی نے روایت کیا مورّق عجلی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا سیکھو فرائض کو اور لُغت کو اور احادیث کو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عمرؓ نے کہ فرائض کو سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین میں سے ہے۔ بیہقی ہم کو روایت پہنچی عمرؓ بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے جابیہ میں لوگوں کو خطبہ دیا اس میں کہا کہ جو شخص فرائض کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہے تو اس کو چاہیئے کہ زید بن ثابتؓ کے پاس پہنچے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں عمرؓ کی ایک کرامت ہے کیونکہ فرائض کا اس تفصیل اور بیان کے ساتھ بجز زید بن ثابتؓ کے اور کسی سے روایت نہیں کی

واسنادُ اهل المدينة اليه عن ابى الزناد و
عن خارجة بن زيد عن ابيه علّق مالك روايتهٗ
ونسبهٗ الى اهل المدينة الدارمى عن
ابراهيم قال عبدُ الله (ابن مسعود) كانَ عُمر اذا سلك
طريقًا وجدناه سهلاً وانه قال فى زوج و
ابوين للزوج النصفُ ولِلامِ ثلثُ ما
بَقِىَ الدارمى عن ابراهيم قال عبد الله كان
عمر اذا سلك طريقًا اتبعناه فيه وجدناه
سهلاً وانه قضى فى امرأةٍ وابوين
من اربعةٍ فاعطى المرأة الربعَ و
الامّ ثلثَ ما بقى والابَ سهمين الدارمى
عن ابراهيم فى زوج وامّ واخوةٍ لابٍ و
امّ واخوة لامّ قال كانَ عمر وعبد الله
وزيد يُشركون وقالَ عمر لم يَزِدْهم الاب
الا قربًا الدارمى عن ابى سعيد والبخارى
عن ابن عباسٍ وعبد الله بن الزبير
انّ ابا بكر الصديق جعلَ الجدّ ابًا۔
الدارمى عن الشعبى كان عمر يقاسم
الجدّ مع الاخِ والاخوين فاذا زادوا
اعطاه الثلثَ وكان يعطيه مع
الولد السدس الدارمى عن يحيى بن
سعيد ان عمر كانَ كتبَ ميراثَ الجدّ
حتّى اذا طُعِنَ دعا به فمحاه ثم قالَ
ستَرَونَ رأيكم فيه الدارمى عن
مروان بن الحكم انّ عمر بن الخطّاب

گئی ہیں۔ اور اُن کی طرف اہلِ مدینہ کی روایت ہے ابوزناد سے
وہ روایت کرتے ہیں خارجہ بن زید سے وہ اپنے باپ سے۔ ان کی روایت
کو مالکؒ نے تعلیقاً لیا ہے اور اس کو اہلِ مدینہ کی طرف نسبت کیا ہے۔
دارمی ابراہیم سے، کہا عبداللہؓ (ابنِ مسعود) نے کہ عمرؓ کی یہ شان
تھی کہ جب وہ کسی راہ پر چلے تو ہم نے اُس کو نرم ہموار پایا اور
انھوں نے فرمایا شوہر اور ماں، باپ کے بارے میں کہ شوہر کے لئے
(ترکہ کا) نصف اور ماں کے لئے باقی ماندہ کا ایک تہائی۔ دارمی
ابراہیم سے، کہا عبداللہؓ نے کہ عمرؓ جب کسی راہ پر چلے اس میں
ہم نے اُن کا اتباع کیا تو ہم نے اس کو نرم و ہموار پایا اور انھوں
نے فیصلہ کیا بیوی اور ماں باپ کے بارے میں چار (سہاموں)
سے۔ بیوی کو دیا ایک چوتھائی اور ماں کو باقی ماندہ کا ایک تہائی
(یعنی ایک حصہ) اور باپ کو دو حصے۔ دارمی ابراہیم سے شوہر
اور ماں اور باپ و ماں شریک بھائیوں اور ماں شریک بھائیوں
میں، کہا کہ عمرؓ اور عبداللہؓ اور زیدؓ سب کو (میراث میں)
شریک رکھتے تھے اور عمرؓ نے کہا کہ باپ نے ان میں بجز بیضہ
چیرنے کے کوئی زیادتی نہیں کی۔ دارمی نے روایت کی ابوسعیدؓ
سے اور بخاری نے ابن عباسؓ اور عبداللہؓ بن زبیر سے کہ
ابوبکر صدیقؓ نے دادا کو باپ قرار دیا۔ دارمی شعبی سے کہ عمرؓ تقسیم
میں شامل رکھتے تھے دادا کو مع ایک بھائی اور دو بھائیوں
کے۔ پھر جب (دو سے) زیادہ ہوتے تو دادا کو ایک تہائی
دیتے تھے اور اس کو بیٹے کے ہوتے ہوتے چھٹا حصہ دیتے تھے۔
دارمی یحیٰی بن سعید سے کہ عمرؓ نے لکھ چھوڑا تھا دادا کی میراث
کو یہاں تک کہ جب مجروح کئے گئے تو اُس تحریر کو منگا کر مٹا دیا
پھر کہا تم عنقریب اس کے بارے میں اپنی رائے (خود) دیکھ لوگے
(یعنی متعین کرلوگے)۔ دارمی مروان بن حکم سے کہ عمرؓ بن الخطاب

لما طعن استشارهم في الجد فقال اني كنت
رأيت في الجد رأيا فان رأيتم ان تتبعوه
فاتبعوه فقال له عثمان ان نتبع رأيك
فانه رشد وان نتبع رأى الشيخ (يعني ابابكر) فلنعم
ذو الرأي كان الدارمي عن الزهري
قال جاءت جدة ام اب او ام ام
الى ابي بكر فقالت ان ابن ابني او
ابن ابنتي توفي وبلغني ان لي نصيبا
فمالي فقال ابو بكر ما سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال فيها
شيئا وسأسأل الناس فلما صلى
الظهر قال ايكم سمع رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال في
الجدة شيئا فقال المغيرة بن شعبة
انا قال ماذا قال قال اعطاها
رسول الله صلى الله عليه وسلم
سدسا قال ايعلم ذلك
احد غيرك فقال محمد بن مسلمة
صدق فاعطاها ابو بكر السدس فجاءت
الى عمر مثلها فقال ما ادري
ما سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم قال فيها شيئا وسأسأل
الناس فحدثوه بحديث المغيرة بن
شعبة ومحمد بن مسلمة فقال عمر
ايتكما خلت به فلها السدس فان

جب مجروح کیا گیا تو انھوں نے دادا کے بارے میں اصحاب سے مشورہ
طلب کیا پھر فرمایا کہ میں دادا کے بارے میں ایک رائے قائم کرچکا
تھا۔ پھر اگر تمھاری رائے ہو کہ تم اس کا اتباع کرو تو اس کا اتباع
کرلینا تو ان سے عثمانؓ نے کہا کہ اگر ہم آپ کی رائے کا اتباع
کریں تو وہ بھلائی ہے اور اگر ہم اتباع کریں شیخ (ابوبکرؓ) کی
رائے کا تو وہ بھی بہترین صاحب رائے تھے۔ دارمی بروایت زہری
کہا ابوبکرؓ کے پاس ایک جدہ آئی جو باپ کی ماں (یعنی دادی)
تھی یا ماں کی ماں (یعنی نانی) تھی تو اس نے کہا کہ میرا بیٹے کا
بیٹا (یعنی پوتا)، یا بیٹی کا بیٹا (یعنی نواسہ) وفات پاگیا اور
مجھے یہ اطلاع ہوتی کہ (میراث میں) میرا حصہ ہے تو وہ کیا ہے؟
تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
نہیں سنا کہ آپؐ نے اس کے بارے میں کچھ فرمایا ہو اور میں عنقریب
لوگوں سے معلوم کروں گا تو جب ظہر کی نماز پڑھ لی تو لوگوں
سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے سنا ہے کہ آپؐ نے جدہ کے حق میں کچھ فرمایا۔ تو مغیرہ بن شعبہؓ
نے کہا کہ میں نے۔ فرمایا کہ کیا فرمایا تھا؟ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے اس کو چھٹا حصہ دیا تھا فرمایا کہ کیا اس واقعہ کو تمہارے
سوا کوئی اور بھی جانتا ہے؟ تو محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ انھوں
نے سچ کہا۔ تو ابوبکرؓ نے اس کو چھٹا حصہ دیا۔ پھر عمرؓ کے
پاس اسی کے مانند (ایک جدہ) آئی۔ تو انھوں نے کہا کہ میں
نہیں جانتا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ
اس کے بارے میں آپؐ نے کچھ فرمایا ہو اور میں عنقریب لوگوں
سے پوچھوں گا، تو لوگوں نے ان سے مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن
مسلمہ کی حدیث کو بیان کیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم دونوں (دادی
اور نانی) میں جو تنہا ہو تو اس کے لئے چھٹا حصہ ہے اور اگر تم

اجتمعتما فہو بینکما الدارمی عن الشعبی قال سُئل ابوبکر عن الکلالۃ فقال انی ساقول فیہا برأیی فان کان صوابا فمن اللہ وان کان خطأً فمنی ومن الشیطان أراہ ماخلا الوالد والولد فلما استخلف عمر قال انی لاستحیی اللہ ان ارد شیئا قالہ ابوبکر الدارمی عن عاصم بن عمر بن قتادۃ ان عمر بن الخطاب التمس من یرث ابن الدحداحۃ فلم یجد وارثا فدفع مال ابن الدحداحۃ الی اخوال ابن الدحداحۃ الدارمی عن الشعبی عن زیاد اتی عمر فی عم لام وخال فاعطی العم للام الثلثین واعطی الخال الثلث الدارمی عن الحسن ان عمر بن الخطاب اعطی الخالۃ الثلث والعمۃ الثلثین الدارمی عن الضحاک بن قیس ان عمر قضی فی اہل طاعون عمواس اوّل طاعون فی الاسلام انہم اذا کانوا من قبیل الاب سواء فبنو الام احق واذا کان بعضہم اقرب من بعض بأب فہم احق بالمال الدارمی عن سلیمان بن یسار عن محمد بن الاشعث ان عمۃ لہ توفیت یہودیۃ بالیمن فذکر ذلک لعمر بن الخطاب فقال یرثہا اقرب الناس الیہا من اہل دینہا الدارمی عن ابن شہاب مثلہ الدارمی عن ابراہیم قال عمر بن الخطاب اہل الشرک لا نرثہم

دونوں جمع ہو جاؤ تو وہ تم دونوں میں تقسیم ہوگا۔ دارمی شعبی سے کہا کہ ابوبکرؓ سے سوال کیا گیا کلالہ کے متعلق۔ فرمایا کہ میں اس کے بارے میں عنقریب اپنی رائے سے کہوں گا تو اگر وہ صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ کلالہ وہ ہے جو نہ باپ چھوڑے اور نہ بیٹا۔ تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو اُنھوں نے کہا کہ مجھے اللہ کے سامنے شرم آتی ہے کہ مَیں کسی ایسی بات کو رد کروں جس کو ابوبکرؓ نے کہا ہو۔ دارمی عاصم بن عمر بن قتادہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جستجو کی کہ ابن الدحداحہ کا کون وارث ہوگا تو کوئی وارث نہ پایا تو ابن الدحداحہ کا مال ابن الدحداحہ کے ماموؤں کو دے دیا۔ دارمی شعبی سے، مروی ہے زیاد سے کہ عمرؓ کے پاس لایا گیا مسئلہ باپ کے ماں شریک (اخیانی)۔ بھائی اور ماموں کا تو ماں شریک چچا کو دو ثلث عطا کئے اور ماموں کو ایک ثلث۔ دارمی حسن سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیا خالہ کو ایک تہائی اور پھوپھی کو دو تہائی۔ دارمی ضحاک بن قیس سے کہ عمرؓ نے فیصلہ کیا طاعونِ عمواس والوں میں جو کہ اسلام میں پہلا طاعون تھا کہ وہ (پس ماندگان) جب کہ باپ کی جانب سے برابر ہوں تو ماں کی اولاد حقدار ہوگی اور جب ان میں کے بعض زیادہ قریب ہوں بعض سے باپ کی طرف سے تو مال کے وہ زیادہ حقدار ہیں۔ دارمی سلیمان بن یسار سے وہ محمد بن الاشعث سے کہ اُن کی پھوپھی کا یمن میں بحالتِ یہودیت انتقال ہوگیا تو انھوں نے اس کا ذکر عمرؓ بن الخطاب سے کیا تو فرمایا کہ اُس کے وارث اُس کے دین والوں میں سے وہ ہوگا جو سب لوگوں سے زیادہ اُس کا قریب ہوگا۔ دارمی ابن شہاب سے ایسی ہی روایت کی گئی ہے۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ اہلِ شرک کے نہ ہم وارث

ولا یرثونا الدارمی عن الشعبی ان ابابکر و عمر قالا لایتوارث اہل ملتین الدارمی عن انس بن سیرین قال عمر ابن الخطاب لایتوارث ملتان شتیٰ و لایحجب من لایرث الدارمی عن الشعبی عن عمر و علی و زید قال و احسبہ قد ذکر عبداللہ ایضاً قالوا الولاء للکُبر یعنون بالکبر ماکان اقرب باب و ام الدارمی عن الشعبی عن عمر و علی و زید قالوا الدیۃ تورث کما یورث المال خطاءہ و عمدہ الدارمی عن الشعبی قال عمر لا یرث قاتل خطاء و لاعمد الدارمی عن الشعبی کتب عمر بن الخطاب الی شریح ان لایورث الحمیل الا ببینۃ و ان جاءت فی خرقتھا الدارمی عن ابی عثمان قال عمر الصدقۃ والسائبۃ

ہوں گے اور نہ وہ ہمارے وارث ہوں گے۔ دارمی شعبی سے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ دونوں نے فرمایا کہ دو ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔ دارمی انس بن سیرین سے، کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ دو مختلف ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے اور وہ شخص حاجب نہ ہوگا جو وارث نہ ہوگا (یعنی ممنوع الارث دوسرے کا حاجب نہ ہوگا)۔ دارمی شعبی سے، مروی ہے عمرؓ سے اور علیؓ سے اور زیدؓ سے اور میرا گمان ہے کہ عبداللہ کا بھی ذکر کیا ان سب نے کہا کہ ولاء[ع] آزاد کرنے والے کے بڑے یعنی قریب تر وارث کا حق ہوگی (یعنی اعلیٰ وارث کی مثلاً بیٹے کے ہوتے ہوتے جو اعلیٰ ہے پوتے کو نہ ملے گی) وہ کُبر سے یہ مراد لیتے کہ جو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے کسی کا قریب تر ہو۔ دارمی شعبی سے وہ عمرؓ سے اور علیؓ اور زیدؓ سے سب نے کہا کہ دیت میں وراثت جاری کی جاتی گی جیسا کہ مال میں وراثت جاری کی جاتی ہے، خطاء کی دیت اور عمد کی دیت دونوں میں۔ دارمی شعبی سے، عمرؓ نے فرمایا کہ وارث نہ ہوگا قاتلِ خطاء اور نہ قاتلِ عمد۔ دارمی شعبی سے، عمرؓ بن الخطاب نے شریح کو لکھا کہ اُٹھا کر لائے[ع] ہوتے کا کوئی وارث نہ قرار دیا جائے بغیر گواہی کے چاہے کوئی عورت اُس کے نہالچے میں لاتی ہو۔ دارمی ابوعثمان سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ صدقہ اور سائبہ[س] دونوں

ع ولاء ایک حق ہے جو آزاد کرنے والے کو اپنے آزاد کئے ہوئے غلام یا لونڈی پر حاصل ہوتا ہے یعنی اگر وہ مرجائے تو آزاد کرنے والا بھی اس کا ایک وارث ہوتا ہے کُبر بضم کاف و سکون با موحدہ کسی مرد کی اولاد میں جو سب سے بڑا ہو ۱۲ مترجم ع حمیل اُٹھا کر لایا ہوا بچہ۔ یعنی جو طفلک معصوم دارالاسلام میں لایا جائے (اس کے ماں باپ اور عزیز و اقارب کا حال معلوم نہ ہو، یا مجہول النسب ہو) پھر کوئی بربناء قرابت اس کے ترکہ کا دعوےٰ کرے تو بغیر گواہوں کے اس کی تصدیق نہ کی جائیگی اس کا ترکہ اس کے موالی ہی کا حق ہوگا ۱۲ مترجم س سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو مطلق العنان کر دی گئی ہو۔ اسلام سے پہلے عرب میں رواج تھا کہ جب کوئی سفر سے بعافیت واپس آتا یا بیماری سے تندرست ہوتا تو کہتا ناقتی سائبۃ یعنی میری اونٹنی سائبہ ہے اب نہ اس کا کوئی دودھ دوہیگا اور نہ سوار ہوگا جیسے ہندو قوم میں سانڈ چھوڑ دیئے جاتے ہیں یہ بتوں اور اوتاروں کی منّت کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح غلام کو بھی سائبہ یا صدقہ کہدیا جاتا تھا تو وہ آزاد ہو جاتا تھا پھر نہ وہ اس کا وارث ہوتا اور نہ اُس کی دیت دیتا۔ اس کا یہ مطلب (بقیہ صفحہ ۵۰۳ پر)

يُوجبها قلتُ يعنى اذا اُعتق بهاتين اللفظتين فهما مُعتقانِ فى الحالِ ليسا من المُدبَّرين الدارمى عن يحيى بن سعيد ان عمر قالَ ايُّما حُرٍّ تزوَّج امةً فقد ارَقَّ نصفَه و ايُّما عبدٍ تزوَّج حُرَّةً فقد اَعتقَ نصفَه قالَ الدارمى يعنى الولدَ الدارمى عن ابراهيم عن عمرَ و علىٍّ و زيدٍ قالوا الولاءُ للكُبْرِ ولا يرثُ النساءُ من الولاءِ الّا ما اعتقْنَ او ماكاتبْنَ۔ الدارمى عن الشعبى عن عمر و علىٍّ و زيد قالوا الوالدُ يجرُّ ولاءَ ولدِه الدارمى عن ابراهيم قالَ عمر اذا كانتِ الحُرّة تحتَ المملوكِ فولدتْ لهٗ غلامًا فانّه يَعتقُ بعتقِ اُمّه و ولاءه لموالى اُمّه فاذا اُعتقَ العبدُ جرَّ الولاءَ الى موالى ابيه الدارمى عن العلاء بن زياد انّ رجلاً سالَ عمرَ ابن الخطّاب فقال انّ وارثى كلالةٌ فاُوصى بالنّصف قال لا قالَ فالثّلث قالَ لا قالَ فالرّبع قالَ لا قال فالخُمسُ قالَ لا حتّىٰ صارَ الى العُشر فقالَ اَوصِ بالعُشرِ

اُسی دن (جس دن میں ان کا تکلم کیا)۔ میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ جب کسی نے آزاد کیا ان دونوں لفظوں سے (یعنی کسی نے انتِ صدقۃ کہکر آزاد کیا اور کسی نے انتِ سائبۃ کہکر آزاد کیا) تو وہ دونوں فوراً آزاد ہوجائیں گے مُدبّر نہیں ہوں گے۔ دارمی یحییٰ ابن سعید سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جس آزاد نے باندی سے نکاح کیا تو اُس نے اپنے نصف کو غلام کیا اور جس غلام نے نکاح کیا کسی آزاد عورت سے تو اُس کا نصف آزاد ہوگیا۔ دارمی نے کہا کہ مُراد لیا ہے (نصف سے) لڑکے کو۔ دارمی ابراہیم سے وہ عمرؓ سے اور علیؓ سے اور زیدؓ سے، سب نے کہا کہ ولاء سب سے بڑے کے لئے ہے اور عورتیں وارث نہیں ہوتیں ولاء سے مگر اُس کی جس کو وہ خود آزاد کریں یا مکاتب بنائیں۔ دارمی، شعبی سے مروی ہے عمرؓ سے اور علیؓ سے اور زیدؓ سے، سب نے کہا کہ والد کھینچ لیتا ہے ولاء اپنے بیٹے کی۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عمرؓ نے کہ جب آزاد شدہ عورت مملوک کے تحت میں ہوگی اور وہ اُس کا بچہ جنے تو ماں کے آزاد ہونے کی وجہ سے وہ بچہ آزاد ہوجائے گا اور اُس کی ولاء اُس کی ماں کے موالی کے لئے ہوگی۔ پھر جب وہ مملوک آزاد کردیا جائے تو ولاء کو کھینچ لیگا اُس کے باپ کے موالی کی طرف۔ دارمی علاء بن زیاد سے کہ ایک شخص نے سوال کیا عمرؓ بن الخطّاب سے اور کہا کہ میرے وارث کلالہ ہیں تو کیا میں نصف مال کے لئے وصیّت کردوں؟ کہا نہیں۔ کہا تو ثلث کے لئے؟ کہا نہیں۔ کہا کہ رُبع کے لئے؟ کہا نہیں۔ کہا تو خمس کے لئے؟ کہا نہیں۔ یہاں تک کہ (یوں ہی گھٹاتے گھٹاتے) عُشر تک پہنچ گیا، تو کہا کہ عُشر کی وصیّت کردے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰۲) بھی ہے کہ جو شخص خیرات کرے یا بردے کو سائبہ کرے تو پھر ان کو آخرت ہی کے دن کے لئے رکھے کہ دونوں سے منفعت کا دن وہی ہے۔ اب دنیا میں ان سے منفعت نہ اُٹھائے ۱۲ مترجم از لغات الحدیث

قلتُ معناہ ماروی عن الشعبی انما کانوا یوصون
بالخمس والربع وکان الثلث منتہی الجاری رواہ
الدارمی عن عبد اللہ بن ابی ربیعۃ ان عمر بن
الخطاب قال یحدث الرجل فی وصیتہ ماشاء
و ملاک الوصیۃ آخرہا

من ابواب شتی

مالک عن ابن شہاب ان رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم قال لا یجتمع دینان فی جزیرۃ
العرب قال مالک قال ابن شہاب ففحص
عن ذلک عمر بن الخطاب حتی اتاہ الثلج و
الیقین ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
قال لا یجتمع دینان فی جزیرۃ العرب
فاجلا یہود خیبر قال مالک وقد اجلا عمر رض
(از وطن بیرون کرد ۱۲)
ابن الخطاب یہود نجران و فدک فاما یہود
خیبر فخرجوا منہا لیس لہم من الثمر ولا من
الارض شئ واما یہود فدک فکان لہم
نصف الثمر ونصف الارض لان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کان صالحہم علی نصف الثمر
ونصف الارض فاقام لہم عمر بن الخطاب قیمۃ من
ذہب وورق وابل وحبال واقتاب ثم اعطاہم
القیمۃ واجلاہم منہا مالک عن یحیی بن سعید
عن عبد الرحمن بن القاسم ان اسلم مولی عمر
ابن الخطاب اخبرہ انہ زار عبد اللہ بن عیاش المخزومی
فرأی عندہ نبیذا وھو بطریق مکۃ فقال لہ اسلم
ان ہذا الشراب یحبہ عمر بن الخطاب فحمل
عبد اللہ بن عیاش المخزومی قدحا عظیما

میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں جو روایت کیا گیا ہے شعبی سے
کہ لوگ وصیت خمس اور ربع ہی کی کیا کرتے تھے اور ثلث منتہی
ہوتا تھا (وصیت کی طرف) جھک جانے والے کا۔ دارمی عبد اللہ ابن
ربیعہ سے کہ عمر رض بن الخطاب نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی وصیت
میں جو باتیں چاہے کرے مگر وصیت کی معتبر بات آخری ہی ہوگی۔

متفرق ابواب سے۔ مالک رح ابن شہاب سے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جزیرۃ العرب میں دو دین
جمع نہ ہوں گے۔ مالک رح نے کہا کہ ابن شہاب نے فرمایا کہ عمر رض بن
الخطاب نے اس کا کھوج لگایا یہاں تک کہ ان کو اطمینان قلب اور
یقین ہوگیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو دین
جزیرۃ العرب میں جمع نہ ہوں گے تو انھوں نے یہود خیبر کو جلا
وطن کر دیا۔ مالک رح نے کہا اور عمر رض بن الخطاب نے نجران اور
فدک کے یہود کو بھی جلا وطن کیا تھا۔ رہے یہود خیبر تو وہ
اس طرح وہاں سے نکلے کہ نہ ان کا وہاں کوئی پھل تھا اور نہ
زمین کا کوئی حصہ۔ رہے یہود فدک تو ان کا آدھا پھل تھا اور
آدھی زمین، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے مصالحت
کرلی تھی آدھے پھل اور آدھی زمین پر تو ان پر عمر رض بن الخطاب
نے سونے اور چاندی اور اونٹوں اور رسیوں اور کاٹھیوں
کی صورت میں قیمت مقرر کردی تھی۔ پھر ان کو قیمت دیدی
اور وہاں سے نکال دیا۔ مالک رح یحیٰے بن سعید سے وہ عبد الرحمن
ابن القاسم سے کہ اسلم مولے عمر رض بن الخطاب نے ان کو خبر دی کہ
اسلم نے ملاقات کی عبد اللہ بن عیاش مخزومی سے تو ان کے
پاس نبیذ دیکھی جب کہ وہ مکہ کے راستہ میں تھے تو ان سے اسلم
نے کہا کہ اس شربت کو عمر رض بن الخطاب پسند کرتے ہیں تو عبد اللہ
ابن عیاش مخزومی نے ایک بڑا بادیہ (بھر کر) اٹھایا اور اس کو

فجاء بہ الی عمر بن الخطاب فوضعہ فی یدہ فقربہ عمر الی فیہ ثم رفع رأسہ فقال ان ہذا الشراب طیب فشرب منہ ثم ناولہ رجلاً عن یمینہ فلما ادبر عبد اللہ ناداہ عمر بن الخطاب فقال انت القائل لمکۃ خیر من المدینۃ فقال عبد اللہ فقلت ہی حرم اللہ وامنہ وفیہا بیتہ فقال عمر لا اقول فی بیت اللہ ولا فی حرمہ شیئاً ثم قال عمر انت القائل لمکۃ خیر من المدینۃ قال فقلت ہی حرم اللہ وامنہ وفیہا بیتہ فقال عمر لا اقول فی حرم اللہ ولا فی بیتہ شیئاً ثم انصرف مالک عن ابن شہاب عن عبد الحمید بن عبد الرحمن ابن زید بن الخطاب عن عبد اللہ بن الحارث ابن نوفل عن عبد اللہ بن عباس ان عمر بن الخطاب خرج الی الشام حتی اذا کان بسرغ لقیہ امراء الاجناد ابو عبیدۃ بن الجراح واصحابہ فاخبروہ ان الوباء قد وقع بالشام قال ابن عباس قال عمر ابن الخطاب ادع لی المہاجرین الاولین فدعاہم فاستشارہم واخبرہم ان الوباء قد وقع بالشام فاختلفوا فقال بعضہم قد خرجت لامر ولا نری ان ترجع عنہ وقال بعضہم

عمرؓ بن الخطاب کے پاس لے کر پہنچے اور اس کو اُن کے ہاتھ پر رکھدیا تو عمرؓ نے اس کو اپنے منہ کے قریب کیا پھر اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا کہ بیشک یہ شربت عمدہ ہے پھر اس میں سے پیا پھر اس کو ایک شخص کو دے دیا جو اُن کے داتیں طرف تھا۔ پھر جب عبد اللہ پیٹھ پھیر کر چلے تو ان کو عمرؓ بن الخطاب نے پکارا اور کہا کہ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے، تو عبد اللہؓ نے کہا کہ میں نے کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے اور اس کا امن ہے اور اس میں اُس کا گھر ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں بیت اللہ کے بارے میں اور اُس کے حرم کے بارے میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں: پھر عمرؓ نے (اعادۂ سوال کرتے ہوئے) کہا کہ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے۔ کہا کہ پھر میں نے کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے اور اس کا امن ہے اور اس میں اُس کا گھر ہے تو پھر عمرؓ نے کہا کہ میں اللہ کے حرم اور اس کے گھر کے بارے میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں، پھر وہ چلدیے۔ مالک ابن شہاب سے وہ عبد الحمید بن عبد الرحمن ابن زید بن الخطاب سے وہ عبد اللہ بن الحارث بن نوفل سے وہ عبد اللہ بن عباسؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب شام کی طرف نکلے یہاں تک کہ جب سرغ پہنچے (سرغ شام کے قریب مغیثہ اور تبوک کے درمیان ایک مقام ہے) تو اُن سے لشکروں کے اُمراء نے ملاقات کی یعنی ابو عُبیدہ بن الجراح اور ان کے اصحاب نے اور اُنھوں نے اُن کو خبر دی کہ شام میں وبا واقع ہو گئی ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میرے پاس مہاجرینِ اوّلین کو لاؤ، تو اُن کو بُلایا پھر عمرؓ نے اُن سے مشورہ لیا اور ان کو خبر دی کہ شام میں وبا واقع ہو گئی ہے تو ان میں اختلاف ہو گیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آپ ایک کام کے لئے نکلے ہیں اور ہماری یہ رائے نہیں کہ آپ اس سے لوٹ جائیں اور بعضوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ

معک بقیۃ الناس و اصحاب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ولا نرٰی ان
تقدمہم علی ہذا الوباء فقال ارتفعوا عنی
ثم قال ادع لی الانصار فدعوتہم
فاستشارہم فسلکوا سبیل المہاجرین
و اختلفوا کاختلافہم فقال ارتفعوا عنی
ثم قال ادع لی من کان ہہنا
من مشیخۃ قریش من مہاجرۃ الفتح
فدعوتہم فلم یختلف علیہ منہم رجلان
فقالوا نرٰی ان ترجع بالناس و
لا تقدمہم علی ہذا الوباء فنادی
عمر بن الخطاب انی مصبح علی
ظہر فاصبحوا علیہ فقال ابوعبیدۃ
افرارا من قدر اللہ فقال
عمر لو غیرک قالہا یا ابا عبیدۃ نعم
نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ
ارأیت لو کانت لک ابل فہبطت
وادیا لہ عدوتان احداہما مخصبۃ
و الاخرٰی جدبۃ الیس ان رعیت
الخصبۃ رعیتہا بقدر اللہ و
ان رعیت الجدبۃ رعیتہا بقدر اللہ
قال فجاء عبدالرحمٰن بن عوف و
کان غائبا فی بعض حاجتہ فقال ان
عندی من ہذا علماً سمعت رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

بقیہ لوگ اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہماری
رائے نہیں ہے کہ آپ ان کو لئے ہوتے اس وبا پر پہنچ جائیں۔
یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اب میرے پاس سے آپ سب اُٹھ جائیں۔
پھر فرمایا کہ میرے پاس انصار کو لاؤ، تو ان کو بلا کر اُن سے مشورہ
لیا تو وہ لوگ بھی مہاجرین کی راہ پر چلے اور یہ بھی مختلف الرائے
ہو گئے جیسے وہ ہوتے تھے۔ پھر آپ نے اُن سے فرمایا کہ اب آپ
سب اُٹھ جائیں۔ پھر کہا کہ میرے پاس اُن مشائخ قریش کو
لاؤ جو فتح (مکہ سے قبل) کے مہاجرین میں سے یہاں موجود
ہیں تو میں اُن کو بُلا کر لایا تو اُن میں دو آدمی بھی مختلف الرائے
نہیں ہوتے اور ان لوگوں نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ
لوگوں کو ساتھ لے کر واپس ہو جائیں اور ان کو اس وبا پر نہ لے
جائیں، تو عمرؓ بن الخطاب نے اعلان کرا دیا کہ ہم صبح کو اُونٹوں
کی پشت پر سوار ہو جائیں گے (یعنی واپس ہونے کے لئے) تو سب
لوگ صبح کو آپ کے پاس پہنچ گئے۔ تو ابو عبیدہؓ نے کہا کہ کیا اللہ
کی تقدیر سے فرار ہو رہا ہے؟ تو عمرؓ نے کہا کہ کاش یہ بات
تمہارے سوا اے ابو عبیدہؓ کوئی دوسرا شخص کہتا۔ (جواب
یہ ہے کہ) ہاں ہم اللہ کی قدر سے اللہ ہی کی قدر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔
کیا تم نہیں دیکھتے اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایسی وادی
میں اُترو جس کی دو جانب ہوں اُن میں سے ایک تو سر سبز ہو
اور دوسری خشک قحط زدہ تو کیا یہ بات نہیں کہ اگر تم نے ارادہ
کیا سر سبز کا تو تم نے اس کا ارادہ اللہ کی تقدیر سے کیا اور
اگر ارادہ کیا خشک جانب کا تو وہ ارادہ بھی اللہ کی تقدیر سے
کیا، کہا کہ پھر آگئے عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور وہ اپنی کسی حاجت
کی وجہ سے غائب تھے تو انھوں نے کہا کہ میرے پاس اس باب
میں علم موجود ہے۔ میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

يقول اذا سمعتم به (الوباء) بارض فلا تقدموا عليه
واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا
فرارًا منه قال فحمد الله عمر ثم انصرف
مالك عن ابن شهاب عن عبد الله بن عامر
ابن ربيعة ان عمر بن الخطاب خرج الى
الشام فلما جاء سرغ بلغه ان الوباء قد
وقع بالشام فاخبره عبد الرحمن بن عوف
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
اذا سمعتم به بارض فلا تقدموا
عليه واذا وقع وانتم بها فلا
تخرجوا فرارًا منه فرجع عمر بن
الخطاب من سرغ مالك عن ابن شهاب
عن سالم بن عبد الله ان عمر بن الخطاب
انما رجع بالناس عن حديث عبد الرحمن
ابن عوف مالك انه قال بلغني ان عمر بن الخطاب
قال لبيت بركبة (موضع بالحجاز) احب الي من عشرة
ابيات بالشام قال مالك يريد لطول
الاعمار والبقاء ولشدة الوباء بالشام مالك
عن زيد بن ابي انيسة عن عبد الحميد بن عبد الرحمن
ابن زيد بن الخطاب انه اخبره عن مسلم بن يسار
الجهني ان عمر بن الخطاب سئل عن هذه
الآية وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ
مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

آپ فرماتے تھے کہ جب تم اس (وبا) کو کسی زمین پر سنو تو اس پر
پیش قدمی نہ کرو اور اگر وبا واقع ہوجائے زمین میں جب کہ وہاں
موجود ہو تو اس سے بھاگ کر نہ نکلو۔ کہا کہ پھر عمرؓ نے اللہ کا شکر ادا
کیا اور واپس ہوگئے۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عبد اللہ بن عامر
ابن ربیعہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب شام کی طرف نکلے جب سرغ میں
پہنچے تو ان کو یہ اطلاع پہنچی کہ شام میں وبا واقع ہوگئی ہے تو
ان کو عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین میں وبا کو سنو تو اس پر نہ
جاؤ اور جب واقع ہوجائے (وبا) اس حال میں کہ تم وہاں موجود ہو
اس سے بھاگ کر نہ نکلو۔ تو عمرؓ بن الخطاب سرغ سے واپس ہوگئے۔
مالکؒ ابن شہاب سے وہ سالم بن عبد اللہؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب
لوگوں کو صرف عبد الرحمٰنؓ بن عوف کی حدیث کی وجہ سے لوٹا کر
لائے۔ مالکؒ، انھوں نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب
نے فرمایا کہ رکبہ کا (جو حجاز میں ایک موضع ہے) ایک گھر مجھے
شام کے دس گھروں سے زیادہ عزیز ہے۔ کہا مالکؒ نے کہ مراد
یہ لے رہے تھے کہ (رکبہ کا ایک گھر) بوجہ عمروں کی درازی و
بقار کے (عزیز ہے) اور شام میں شدتِ وباء کی وجہ سے (دس
گھر عزیز نہیں ہیں)۔ مالکؒ زید بن ابی انیسہ سے وہ عبد الحمید
ابن عبد الرحمٰن بن زید بن الخطاب سے کہ انھوں نے ان کو خبر دی
مسلم بن یسار الجہنی کی روایت سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے
پوچھا گیا اس آیت کے بارے میں وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ
اٰدَمَ تا غٰفِلِيْنَ ۝ (۷: ۱۷۲) اور جب آپ کے رب نے
اولادِ آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے انہی

۵ اس لئے کہ وبا کبھی عذاب ہوتی ہے اس قوم پر تو ایسی جگہ جانا عذابِ الٰہی پر جرأت ہوگی اور اس کو حقیر جاننا۔ رہا وباء پھیلنے کی صورت میں عدم خروج کا حکم تو وہ اس جہت سے ہے کہ مریضوں کے دل نہ ٹوٹیں اور ان کے علاج کا سلسلہ ختم نہ ہوجائے ۱۲

وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ فقال عمر بن الخطاب سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم يُسْئَلُ عنها فقالَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انّ اللہ تبارکَ وتعالےٰ خلقَ آدمَ ثم مسح ظهره بيمينه فاستخرج منه ذريةً فقالَ خلقتُ هٰؤلاء للجنّة وبعمل اهل الجنّة يعملون ثم مسح ظهره فاستخرج منه ذرّيّةً فقالَ هٰؤلاء للنّار وبعمل اهل النار يعملون فقالَ رجلٌ يارسول اللہ ففيم العملُ فقال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انّ اللہ تبارک وتعالےٰ اذا خلقَ العبد للجنّة استعمله بعمل اهل الجنّة حتےٰ يموتَ على عملٍ من اَعمال اهل الجنّة فيدخله به الجنّةَ واذا خلقَ العبدَ للنار استعمله بعمل اَهل النار حتےٰ يموتَ علےٰ عمل من اَعمال اهل النارِ فيدخله به النّار محمد قالَ اخبرنا ابوحنيفة عن عبد الاعلےٰ التيمي عن ابيه عن عُمر ابن الخطّاب رضی اللہ عنہ قال بينا هو يخطب الناسَ بالجابيّة اذ قالَ فے خطبته انّ اللہ يُضِلُّ مَن يشاء ويهدے مَن يشاء فقالَ قسٌّ من تلكَ القسوسِ ما يقولُ امير المؤمنين قالُوا يقولُ

کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کیوں نہیں ہم (سب اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے۔" تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپؐ سے اس کے بارے میں پوچھا جارہا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا پھر اپنا دایاں ہاتھ اُس کی پُشت پر پھیرا اور اُس سے ذُرّیت کو نکالا پھر کہا کہ مَیں نے اُن کو پیدا کیا جنّت کے لئے اور یہ عمل اہل جنّت پر کاربند ہوں گے پھر اُس کی پُشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے ذُرّیت کو نکالا اور کہا کہ میں نے ان کو پیدا کیا نار کے لئے اور یہ عملِ اہلِ نار پر کاربند ہوں گے تو ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہؐ پھر عمل کس مرتبہ میں رہا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے جب بندے کو جنّت کے لئے پیدا کیا تو اس کو عملِ اہلِ جنّت پر کاربند کیا یہاں تک کہ وہ اہلِ جنّت کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرے پھر وہ اس کو اس عمل کے سبب سے جنّت میں داخل کرے گا اور جب بندے کو نار کے لئے پیدا کیا تو اس کو عملِ اہلِ نار پر کاربند کیا یہاں تک کہ وہ اہلِ نار کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرے پھر وہ اُس کو اس عمل کے سبب سے نار میں داخل کرے گا۔ محمدؒ نے کہا خبر دی ہم کو ابوحنیفہؒ نے عبدالاعلیٰ تیمی سے وہ اپنے باپ سے اُنھوں نے عُمرؓ ابن الخطّاب رضی اللہ عنہ سے اس دَوران میں کہ وہ جابیہ میں لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اُنھوں نے اپنے خطبہ میں کہا کہ اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو وہاں کے پادریوں میں سے ایک پادری نے (لوگوں سے پوچھا) کہ امیر المؤمنینؓ کیا کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ

ان اللہ یُضِلُّ مَن یشآء ویھدی من یشآء فقالَ برکشت اللہُ اَعدَل من اَن یُضِلَّ اَحدًا فبلغتْ (پیشوائے ترسایان) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال بل اللہ اَضلّک واللہِ لولا عھدک لضربتُ عنقک اخرج الامام ابوالقاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل الطلحی فی کتاب الحجۃ فی بیان المحجۃ عن عبداللہ بن الحارث بن نوفل قالَ لما قدِمَ عمرُ بن الخطاب رضی اللہ عنہ الجابیۃَ قام یخطبُ الناسَ و عندَہ الجاثلیقُ یُترجِمُ لہٗ مایقولُ عمر فلمّا قالَ عمر مَن یُضْلِل اللہُ فلا ھادیَ لہٗ وفی روایۃ فلمّا قالَ عمر یُضِلُّ اللہ من یشآء ویھدی من یشآء نَفَضَ (انشاندن) الجاثلیقُ ثوبَہ کھیئۃِ المنکرِ لذالک فقالَ عمرُ مایقولُ فکرِھُوا اَن یذکرُوا لہ الذی عَنیٰ بذلک ثم عادَ عمر فقال ذٰلک ففعلَ الجاثلیق مثلَھا فقالَ عمر ما یقولُ فقیلَ یا امیرَ المؤمنین یزعم انّ اللہَ لا یُضِلُّ احدًا فقالَ عمر کذبتَ یا عدوَّ اللہِ بل اللہ خلقک وھو اَضلّک وھو یُدخِلک النّارَ ان شآءَ اَمَا واللہِ لولا عقدٌ لک لضربتُ عنقک انّ اللہ عزّ وجلّ حین خلق الخلقَ

اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو اُس نے کہا کہ معاذ اللہ خدا اَعدَل (یعنی بہت انصاف کرنے والا ہے اور بالاتر ہے اس سے کہ وہ کسی کو گمراہ کرے۔ پھر یہ بات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا بلکہ اللہ ہی نے تجھے گمراہ کیا ہے۔ واللہ اگر تم سے عہد نہ ہوتا تو میں تیری گردن ماردیتا۔ اخذ کیا امام ابوالقاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل الطلحی نے کتاب الحجۃ فی بیان المحجہ میں، مروی ہے عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے کہا کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جابیہ میں تشریف لائے تو کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور ان کے پاس جاثلیق[ع] تھا جو کہ ترجمہ کرتا جاتا تھا اس تقریر کا جو عمرؓ کہتے تھے تو جب عمرؓ نے کہا کہ جس کو اللہ گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جب عمرؓ نے کہا "گمراہ کرتا ہے اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے" تو جاثلیق نے اپنا کپڑا جھٹکا اس بات کے منکر کی ہیئت کی طرح تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کیا کہتا ہے، تو لوگوں نے اس بات سے کراہت کی کہ آپ سے ذکر کریں کہ اس حرکت سے اُس کی مُراد کیا تھی پھر عمرؓ نے اعادۂ کلام کیا تو پھر جاثلیق نے وہی حرکت کی پھر عمرؓ نے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے تو کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین یہ شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اے خدا کے دُشمن! تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تجھے اللہ ہی نے پیدا کیا اور اسی نے تجھے گمراہ کیا اور وہی ان شاء اللہ تعالےٰ تجھے نار میں داخل کرے گا۔ واللہ اگر تیرے ساتھ عہد نہ ہو چکا ہوتا تو میں تیری گردن ماردیتا۔ بیشک اللہ عزّ وجل نے جب مخلوق کو پیدا کیا

[ع] جاثلیق: ثاء کے فتح کے ساتھ بمعنی رئیس نصاریٰ جو انطاکیہ کے بطریق کا ماتحت ہوتا تھا۔ جاثلیق کے ماتحت کو مطران کہتے تھے۔ پھر مطران کے ماتحت ہر شہر میں اسقف ہوتے تھے اور اسقف کے ماتحت قسیس ہوتے تھے اور قسیس کے ماتحت شماس ہوتے تھے ۱۲

خلق اہل الجنۃ و ما ہم عاملون و خلق اہل
النار و ما یعملون ثم قال ہٰؤلاء لھٰذہ و
ہٰؤلاء لھٰذہ فقال عبداللہ بن الحارث
فتفرق الناس وہم لا یختلفون فی القدر
و اخرج ایضاً عن سعید بن المسیب قال
قام عمر بن الخطاب فی الناس فقال
ایہا الناس الا ان اصحاب الرأی
اعداء السنۃ اعیتہم الاحادیث ان یحفظوہا
و تفلتت منہم ان یعوہا واستحیوا
اذا سألہم الناس ان یقولوا لا ندری
فعاندوا السنن برأیہم فضلوا و
اضلوا کثیراً والذی نفس عمر
بیدہ ما قبض اللہ نبیہ ولا رفع
الوحی عنہم حتی اغناہم عن الرأی و
لو کان الدین یؤخذ بالرأی لکان اسفل
الخف احق بالمسح من ظہرہ فایاک
و ایاہم واخرج عن عامر بن سعد
عن ابیہ قال وقف عمر بن
الخطاب بالجابیۃ فقال قام رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فینا
فقال من اراد بحبوحۃ الجنۃ
فعلیہ بالجماعۃ فان الشیطان مع
الفذ قال اہل اللغۃ بحبوحۃ الجنۃ
وسطہا والفذ الفرد وقال ابو
القاسم تعلیقاً

تو اہلِ جنت کو پیدا کیا اور ان اعمال کو جو وہ کرتے ہیں اور پیدا
کیا اہلِ نار کو اور اُن اعمال کو جو وہ کرتے ہیں. پھر فرمایا کہ یہ سب اِن
کے لئے اور یہ سب اس کے لئے. پھر کہا عبداللہ بن الحارث نے کہ
اس کے بعد لوگ متفرق ہو گئے اور وہ قدر میں اختلاف نہیں کرتے
تھے۔ اور نیز روایت کیا سعید بن المسیب سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب
لوگوں میں کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے لوگو یاد رکھو کہ اصحابِ
رائے (یعنی آفتابِ نبوت کی روشنی کو چھوڑ کر اپنی عقل کے
چراغ سے دیکھنے والے) سُنّت کے دشمن ہیں عاجز کر دیا اُن کو
احادیث نے کہ وہ ان کو حفظ کرتے اور چھوٹ گئیں اُن سے کہ وہ
ان کو اپنی یاد میں قائم رکھتے اور جب اُن سے لوگ (کوئی مسئلہ)
پوچھتے ہیں تو وہ یہ کہنے سے شرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے تو یہ لوگ
اپنی رائے سے (مسئلوں کے جواب دے کر) سنت کے ساتھ دشمنی
کرنے لگے تو گمراہ ہوئے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور
قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے کہ
اللہ نے اپنے نبی کو وفات نہیں دی اور نہ اُن سے وحی کو مرتفع
کیا جب تک کہ ان کو رائے سے مستغنی نہ کر دیا اور اگر دین رائے
سے اخذ کیا جاتا تو موزے کا تلا مسح کے لئے زیادہ مناسب ہوتا
بہ نسبت اُوپر کے حصّہ کے تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ ایسے
لوگوں سے بچو۔ اور روایت کیا عامر بن سعد سے اُنھوں نے اپنے
باپ سے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے جابیہ میں (خطبہ کے لئے) کھڑے
ہو کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوئے اور
فرمایا کہ جو شخص وسطِ جنّت میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہو
اُس کے اُوپر جماعت کے ساتھ رہنا لازم ہے کیونکہ اکیلے کے ساتھ
شیطان ہوتا ہے۔ کہا اہلِ لُغت نے کہ بحبوحۃ الجنۃ کے معنے ہیں
وسطِ جنّت اور فذّ، اکیلا۔ اور کہا ابو القاسم نے تعلیقاً کہ عمرؓ بن

قال عمر بن الخطاب علی المنبر انّ ھٰذا القرآنَ کلام اللّٰہ و آخرج عن الحسن قال جآء اعرابیٌ الی عمر فقال یا امیرالمؤمنین عَلِّمنِی الدِّینَ قالَ تشھد اَن لا الٰہ اِلاّ اللّٰہ و انّ محمّداً رسول اللّٰہ و تقیم الصّلوٰۃَ و تؤتی الزکوٰۃَ و تحجّ البیتَ و تصومُ رمضانَ و علیک بالعلانیۃ و ایاک و السِّرَّ و کلّ ما تستحیی منہ فان کان لقیتَ اللّٰہَ فقل اَمرنی بھٰذا عمر و آخرج عن عمرو بن میمون عن عمر بن الخطّاب انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کانَ یتعوّذُ من عذاب القبر و آخرج عن ابی شھم عن عمر ابن الخطّاب قال قالَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کیف انتَ اذا کنتَ فی اَربعۃ اذرعٍ فی ذراعین ورآیتَ منکرًا ونکیرًا قالَ قلتُ یارسولَ اللّٰہ و ما منکرٌ و نکیر قالَ فتّانا القبرِ یبحثانِ الارضَ بانیابھما ویطآن فی اشعارھما اَصواتھما کالرعد القاصِف و ابصارھما کالبرق الخاطِف معھما مِرزبۃٌ لو اجتمع علیھا اہلِ منیٰ لم یطیقوا رفعھا ھی اَیسَرُ علیھما من عصای ھٰذہ قالَ قلتُ یارسولَ اللّٰہ و انا علی حالی ھٰذہ قال نعم قلتُ اذًا اَکفیکھما و آخرج عن طارق ابن شھاب عن عمر بن الخطّاب قال قالَ

الخطاب نے منبر پر فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور روایت اخذ کی حسنؒ سے کہا کہ ایک اعرابی آیا عمرؓ کے پاس اور بولا کہ اے امیر المومنینؓ مجھے دین سکھاؤ۔ فرمایا کہ (دین یہ ہے کہ) تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان میں روزے رکھے اور تجھ پر لازم ہے (دین کی بات) علانیہ کرنا اور چھپ کر کرنے سے بچ اور ہر ایسی (دین کی بات چھپ کر کرنے سے) جس (کے اظہار) سے تجھے شرم آتی ہو۔ پھر اگر اس حال میں تو اللہ تعالیٰ سے ملے تو کہدیجئے کہ مجھے یہ حکم عمرؓ نے دیا تھا۔ اور روایت کی عمرو بن میمون سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور روایت کی ابی شہم سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو چار ہاتھ (لمبی) اور دو ہاتھ (گہری) زمین میں دفن ہوگا اور تو منکیر اور نکیر کو دیکھے گا۔ مَیں نے کہا یارسول اللہؐ اور منکر و نکیر کیا ہیں؟ تو فرمایا کہ قبر کے دو امتحان لینے والے ہیں زمین کو اپنے دانتوں سے کھود ڈالتے ہیں اور اپنے (دراز) بالوں میں چلتے ہیں اُن دونوں کی آوازیں گرجنے والے رعد کی مانند ہیں اور ان کی نگاہیں چمکنے والی بجلی جیسی، اُن دونوں کے پاس (اتنا بھاری) ہتھوڑا (یا گرز) ہوگا کہ اگر تمام اہلِ منیٰ اکٹھے ہو کر اُٹھائیں تو اُس کو نہ اُٹھا سکیں۔ اور اس کا اُٹھانا ان پر اس میرے عصا سے بھی زیادہ آسان ہے۔ کہا کہ مَیں نے کہا کہ یارسول اللہؐ اور مَیں اپنے اسی حال پر ہونگا فرمایا کہ ہاں۔ مَیں نے کہا کہ پھر تو آپؐ کی طرف سے میں اُن سے نبٹ لوں گا۔ اور روایت کیا طارق بن شہاب سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ فرمایا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بُعِثتُ داعیًا
و مُبلّغًا لیس الیّ من الھدی شیءٌ
و خُلِق ابلیس مُزیّنًا ولیس الیہ من الضلالۃ
شیءٌ و اخرج عن ابی ہریرۃ عن عمر بن
الخطاب قال قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم لاتجالسوا اصحاب القدر و
لاتفاتحوھم (ابتدا بکلام مکنید) احمد بن حنبل قال حدثنا
ھُشیم اخبرنا علی بن زید عن یوسف
ابن مھران عن ابن عباس قال خطب
عمر بن الخطاب و قال ھُشیم مرّۃً
خطبنا فحمد اللہ و اثنیٰ علیہ فذکر
الرجم فقال لاتُخدعُنّ عنہ فانہٗ حدٌّ
من حدود اللہ الا اِنّ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم قد رجم و رجمنا بعدہ ولولا
ان یقول قائلون زاد عمر فی کتاب اللہ
مالیس منہ لکتبتُ فی ناحیۃ من
المصحف شَھِدَ عمر بن الخطاب قال
ھُشیم مرّۃً و عبدالرحمٰن بن عوف و
فلان و فلان انّ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم قد رجم. و رجمنا من بعدہ و انّہ
سیکون من بعدکم قومٌ یکذّبون بالرجم
و بالدجال و بالشفاعۃ و بعذاب القبر
و بقومٍ یخرجون من النار بعدما
امتحشوا (احترقوا) مالک انہ بلغہ انّ عمر
ابن الخطاب قال انّی لاُحِبّ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں بھیجا گیا ہوں داعی اور
مُبلّغ بناکر میرے قبضہ میں ہدایت پر لانا کچھ نہیں اور ابلیس
پیدا کیا گیا مزین بناکر (کہ دنیا کی زینت دکھاکر اس پر فریفتہ کرنے
کی کوشش کرے) اور اس کے قبضہ میں گمراہی کا کچھ اختیار نہیں
(ہدایت وضلالت دونوں پر اللہ ہی کا اختیار رہے)۔ اور روایت
کیا ابوہریرہؓ سے اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے کہ فرمایا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اصحاب قدر کے ساتھ ہمنشینی نہ اختیار
کرو (یعنی قدریہ گروہ کے لوگوں سے) اور نہ اُن کے ساتھ آغاز کلام
کرو۔ احمد بن حنبلؒ کہا ہم سے حدیث بیان کی ہُشیم نے، کہا کہ ہم
کو خبر دی علی بن زید نے یوسف بن مہران سے اُنھوں نے ابن
عباسؓ سے کہا کہ خطبہ دیا عمرؓ بن الخطاب نے اور ہشیم نے
ایک مرتبہ یوں کہا کہ خطبہ دیا ہم کو پھر اللہ کی حمد اور اس کی ثنا کی
پھر رجم کا ذکر کیا اور کہا کہ تم اس کے بارے میں دھوکے میں نہ پڑنا
کیونکہ وہ اللہ کی حدود میں سے ایک حد ہے۔ یاد رکھو کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی آپؐ کے بعد رجم
کیا ہے اور اگر (یہ اندیشہ نہ ہوتا) کہ کہنے والے یہ کہیں گے کہ عمرؓ نے
کتاب اللہ میں ایسی بات بڑھادی جو اس میں نہیں تھی تو میں
مصحف کے کسی جانب میں یہ لکھ دیتا کہ اس بات کا گواہ عمرؓ بن
الخطاب ہے۔ اور ہُشیم نے ایک مرتبہ کہا اور عبدالرحمٰن بن عوف اور
فلاں و فلاں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہم
نے بھی اُن کے بعد رجم کیا اور تمہارے بعد عنقریب ایسی قوم
ہوگی جو جھٹلائیں گے رجم کو اور دجّال (کے ظہور) کو اور شفاعت
کو اور عذاب قبر کو اور اُس قوم کے وجود کو جو جہنم سے نکلیں گے
بعد اس کے کہ وہ جل چکے ہوں گے۔ مالکؒ، یہ کہ ان کو یہ خبر
پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ

أَن أَنظر إلى القارئ ابيض الثياب مالک عن ایوب بن أبي تميمة السختياني عن ابن سیرین قال قال عمر بن الخطاب اذا أوسع الله عليكم فاوسعوا على انفسكم جمع رجلٌ علیه ثیابہ مالک عن اسحٰق بن ابی طلحۃ انہ قال قال انس بن مالک رأیتُ عمر بن الخطاب وهو يومئذ امير المؤمنين وقد رقّع بين كتفيه برقعٍ ثلٰث لبّد بعضها فوق بعض مالک عن نافع عن عبد الله بن عمر ان عمر بن الخطاب رأى حُلّةً سيراء عند باب المسجد فقال یا رسول الله لو اشتریت هٰذه الحلّة فلبستها یوم الجمعة وللوفد اذا قدموا علیک فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انما يلبس هٰذه من لاخلاق له في الآخرة ثم جاء رسول الله صلی الله علیه وسلم منها حُلَلٌ فأعطى عمر بن الخطاب منها حُلّةً فقال عمر يا رسول الله کسوتنیها وقد قلت في حُلّة عطارد ما قلت فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لم اکسکها لتلبسها فکساها عمر اخاً له مشركاً بمكة مالک انہ بلغه أنّ عمر بن الخطاب وعلي بن ابي طالب وعثمان بن عفان كانوا يشربون قياماً مالک عن یحیی بن سعید ان عمر ابن الخطاب كان يأكل خبزاً بسمن فدعا رجلاً من اهل البادية فجعل يأكل يتتبع باللقمة

کہ قاری کو سفید کپڑے پہنے ہوئے دیکھوں۔ مالکؒ ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی سے وہ ابن سیرین سے، کہا کہ فرمایا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تم پر وسعت کر دی ہے تو تم بھی اپنے نفسوں پر وسعت کرو چاہیئے کہ آدمی اپنے اوپر (ضروری) کپڑے جمع کرے (یعنی پہنے)۔ مالکؒ اسحٰق بن ابی طلحہ سے اُنھوں نے کہا کہ انسؓ ابن مالکؓ نے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا اور وہ اس زمانہ میں امیر المؤمنین تھے اس حال میں کہ انھوں نے اپنے مونڈھوں کے درمیان اُوپر تلے تین پیوند لگا رکھے تھے۔ مالکؒ نافع سے وہ عبداللہ بن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے دروازۂ مسجد کے قریب ایک جوڑا سیراء دیکھا تو کہا کہ یا رسول اللہؐ اس کو آپ خرید لیجئے اور جمعہ کے دن پہن لیا کرتے اور ایسے موقع پر جب کہ باہر کے وفود آپؐ کے پاس آتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایسا شخص ہی پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہ ہوگا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن میں سے چند جوڑے آگئے تو ان میں سے ایک جوڑا آپؐ نے عمرؓ بن الخطّاب کو دیا تو عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ یہ آپؐ مجھے عطا فرما رہے ہیں حالانکہ عطارد کے جوڑے کے بارے میں فرمایا تھا جو کچھ فرمایا تھا، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو اس لئے نہیں دیا کہ تم خود اس کو پہنو تو عمرؓ نے وہ اپنے ایک بھائی کو دیدیا جو مُشرک تھا مکہ میں۔ مالکؒ کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطّاب اور علیؓ بن ابی طالب اور عثمانؓ ابن عفان سب کھڑے ہو کر پیتے تھے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطّاب گھی کے ساتھ روٹی کھا رہے تھے تو آپ نے ایک شخص کو جو اہلِ بادیہ میں سے تھا بُلا لیا اُس نے پے در پے لقمہ

ع۵ سین کے زیر اور یاء تحتانی کے زبر کے ساتھ، ایک قسم کی یمنی چادر کہ جس میں زرد خطوط ریشمی دھاگے کے ملے ہوتے یا خالص زرد ہوتی تھی ۱۲ مترجم

وضعہ الصحفۃ فقال لہ عمر کانک مُقفِرٌ
فقال واللہ ما اکلتُ سمنا ولا رأیتُ
اُکلاً لہ منذ کذا وکذا فقال عمر لا آکل السمن
حتی یَحیَی الناسُ من اوّل مایُحیَون
مالک عن اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ
عن انس بن مالک قال رأیت عمر بن
الخطاب وھو یومئذ یطرح لہ صاع من
تمر فیأکلہ حتی یأکل حشفہا مالک عن
عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ بن
عمر انہ قال سُئل عمر بن الخطاب
عن الجراد فقال وددتُ ان عندی
قفعۃ نأکل منہ مالک عن یحییٰ
ابن سعید ان عمر بن الخطاب قال
ایاکم واللحم فان لہ ضراوۃ کضراوۃ الخمر
مالک عن یحییٰ بن سعید ان عمر بن الخطاب
ادرک جابر بن عبد اللہ ومعہ حمالُ اللحم
فقال ماہذا فقال یا امیر المؤمنین قرمنا
الی اللحم فاشتریتُ بدرہم لحما فقال
ما یرید احدکم ان یطوی بطنہ عن جارہ
او ابن عمہ این تذہب عنک ہذہ الآیۃ
اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا
واستمتعتم بہا مالک عن اسحٰق بن

کھانے شروع کر دیئے اور پیالہ کو پلٹ گیا تو اس سے عمرؓ نے کہا
گویا کہ تو بھوکا ہے تو اس نے کہا کہ واللہ میں نے اتنے اور اتنے
زمانہ سے گھی نہیں کھایا اور نہ اس کے لقمے دیکھے تو عمرؓ نے کہا کہ
میں گھی نہیں کھاؤں گا جبتک کہ لوگوں پر پہلے خوب بارش نہ ہولے
(جس سے ان میں جان آجائے)۔ مالکؒ اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی
طلحہ سے وہ انسؓ بن مالک سے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا
اس حال میں کہ اس دن کہ ان کے سامنے ایک صاع کھجور
ڈال دی جاتی تھی تو وہ اس کو کھاتے تھے یہاں تک کہ ان میں
کے خراب دانوں کو بھی۔ مالکؒ عبد اللہ بن دینار سے وہ عبد اللہ
ابن عمرؓ سے انھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب سے ٹڈیوں کے
بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ میرے پاس ایک
تھیلا ہو جس میں سے ان کو کھاتا رہوں۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے
کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ بچو گوشت پر (مداومت) سے
کہ اس کا بھی ایک چسکا (یعنی لت) ہے جیسا شراب کا چسکا ہوتا
ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جابرؓ بن عبد اللہ
کو پایا اس حال میں کہ ان کے ساتھ ایک بوجھ (یعنی بندھا
ہوا پوٹلا) گوشت کا تھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے
کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ ہمارا گوشت کو دل چاہا تو میں نے ایک
درہم کا گوشت خرید لیا تو فرمایا کہ تم میں کوئی یہ ارادہ نہیں
کرتا کہ اپنے پیٹ کو تہ کر رکھے اپنے پڑوسی اور ابن عم کی خاطر داری
کیلئے۔ کہاں جاتی رہی تمہارے پاس سے یہ آیت اذھبتم
طیباتکم الخ (۲۶: ۲۰) "تم اپنی من بھاتی چیزیں اپنی دنیوی
زندگی میں لے چکے اور ان کو خوب برت چکے"۔ مالکؒ اسحٰق بن

عـہ بعض روایات میں سمن کے بجائے سمین ہے یعنی لا آکل السمین حتی یحیا الناس من اول مایحیون کہ میں فربہ (چربی دار) گوشت اس وقت تک نہیں
جب تک لوگوں میں زندگی نہیں آلیتی یعنی اچھی طرح بارش نہیں ہوتی ایسی پہلی بارش ہونے کے بعد کھاؤں گا۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

عبداللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک انّہ
سمع عمر بن الخطاب وسلّم علیہ رجلٌ فردّ
علیہ السلام ثم سأل عمر الرجل کیف انت
فقال احمد الیک اللّٰہ فقال عمر جزاک اللّٰہ
ذٰلک الذی اردتُ منک مالکٌ عن ربیعۃ
ابن ابی عبدالرحمٰن عن غیر واحد من علمائھم ان
ابا موسی الاشعری جاء یستأذن علی عمر
ابن الخطاب فاستأذن ثلٰثًا ثم رجع
فارسل عمر بن الخطاب فی اثرہ فقال
مالک لم تدخل فقال ابو موسی الاشعری
سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
یقول الاستیذان ثلٰثٌ فان اُذن لک
فادخل والا فارجع فقال عمر بن الخطاب
ومن یعلم ھذا لئن لم تأتنی بمن یعلم
ذٰلک لافعلنّ بک کذا وکذا فخرج
ابو موسی حتی جاء مجلسًا فی المسجد یقال
مجلس الانصار فقال انی اخبرت عمر
ابن الخطاب انی سمعت رسول اللّٰہ صلی
اللّٰہ علیہ وسلم یقول الاستیذان ثلٰث
فان اُذن لک فادخل والا فارجع
فقال لئن لم تأتنی بمن یعلم ھذا
لافعلن بک کذا وکذا فان کان سمع
ذٰلک احدٌ منکم فلیقم معی فقالوا
لابی سعید الخدری قم معہ و
کان ابو سعید اصغرھم

عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس رضؓ بن مالک سے کہ انھوں نے سُنا
عمر رضؓ بن الخطاب سے اور ان کو ایک شخص نے سلام کیا تھا پھر
اُنھوں نے سلام کا جواب دے کر اُس سے سوال کیا تھا کہ تم کیسے ہو
تو اُس نے کہا کہ میں آپ کے سامنے اللہ کا شکر کرتا ہوں تو انھوں
نے کہا جزاک اللہ یہی وہ بات ہے جو میں تم سے سُننا چاہتا تھا۔
مالکؒ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے اور انھوں نے اپنے میں کے
ایک سے زیادہ علماء سے سُنا کہ ابوموسیٰ اشعریؓ آئے اور عمر رضؓ بن
الخطاب سے ملاقات کی اجازت طلب کی (جواب نہ ملا) تو تین
مرتبہ اجازت طلب کر کے واپس ہوئے تو عمر رضؓ بن الخطاب نے
ان کے پیچھے آدمی بھیج کر بلایا اور کہا کہ کیا ہوا کہ تم اندر نہیں آئے
تو ابوموسیٰ اشعری رضؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سُنا آپؐ فرماتے تھے کہ استیذان تین ہونے چاہئیں
(یعنی تین مرتبہ اجازت مانگی جائے) پھر اگر تم کو اجازت دیدی
جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ تو عمر رضؓ بن الخطاب نے
فرمایا کہ اس کو اور کون جانتا ہے۔ اگر تم کوئی ایسا شخص میرے
پاس نہ لائے جو اس بات کو جانتا ہو تو میں تمھارے ساتھ ضرور
ایسا اور ایسا کروں گا۔ تو ابوموسیٰ رضؓ نکلے یہاں تک کہ انصار
کی ایک مجلس میں پہنچے جو مسجد میں ہوتی تھی جس کو مجلس الانصار
کہا جاتا تھا اور کہا کہ میں نے عمر رضؓ بن الخطاب کو خبر دی کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ
استیذان تین ہونے چاہئیں پھر اگر تم کو اجازت دیدی جائے تو
داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ تو اُنھوں نے کہا کہ اگر تو میرے پاس
کوئی ایسا شخص نہ لائے گا جو یہ بات جانتا ہو تو میں تیرے ساتھ
ضرور ایسا اور ایسا کروں گا تو اگر تم میں سے بھی کسی نے یہ ارشاد
سُنا ہو تو وہ اُٹھ کر میرے ساتھ چلے۔ ان سبھوں نے ابوسعید خدریؓ سے فرمایا
کہ ان کے ساتھ جاؤ اور ابوسعیدؓ ان سب میں چھوٹے تھے

فقام معه فاخبر ذلك عمر بن الخطاب فقال
عمر لابی موسیٰ اما انی لم اتہمک ولکنی
خشیت ان یتقول الناس علی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مالک عن زید بن اسلم
عن عطاء بن یسار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ارسل الی عمر بن الخطاب بعطاء فردہ
عمر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم
رددتہ فقال یا رسول اللہ الیس قد اخبرتنا
ان خیرا لاحدنا ان لا یاخذ من احد شیئا
فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انما ذلک عن المسئلۃ فاما ما کان من غیر مسئلۃ
فانہ رزق یرزقکہ اللہ فقال عمر بن
الخطاب اما والذی نفسی بیدہ لا اسأل احدا
شیئا ولا یاتینی شیئ من غیر مسئلۃ الا
اخذتہ مالک عن عبد اللہ بن ابی ملیکۃ
ان عمر بن الخطاب مر بامرأۃ مجذومۃ
وھی تطوف بالبیت فقال لہا یا
امۃ اللہ لا توذی الناس لو جلست
فی بیتک فجلست فی بیتہا فمر بہا رجل
بعد ذلک فقال لہا ان الذی
کان نہاک قد مات فاخرجی فقالت
ما کنت لاطیعہ حیا واعصیہ
میتا مالک عن یحیی بن سعید ان
عمر بن الخطاب قال لرجل
ما اسمک فقال جمرۃ

وہ اُٹھ کر اُن کے ساتھ ہوتے اور عمرؓ بن الخطاب کو اس کی خبر
دی۔ تو عمرؓ نے ابو موسیٰؓ سے کہا سمجھ لو کہ میں نے تم کو متہم
نہیں سمجھا تھا لیکن مجھے یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ (اس طرح) لوگ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی باتیں منسوب نہ کرنے
لگیں۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ عطاء بن یسار سے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کے پاس کچھ مال
بھیجا تو عمرؓ نے اس کو واپس کر دیا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اُس کو کیوں واپس کیا تو اُنھوں نے
کہا کہ یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ نے ہم کو خبر نہیں دی تھی کہ ہم میں
سے ہر ایک کیلئے یہ بہتر ہے کہ وہ کسی سے کچھ نہ لے تو اُن سے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بات سوال کرنے سے متعلق
تھی، رہی وہ چیز جو بغیر سوال کے آتے وہ ایک رزق ہے جو
اللہ تعالیٰ تم کو عطا فرماتا ہے تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا اب
قسم ہے اُس ذات کی میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے میں کسی سے
کسی شے کا سوال نہ کروں گا اور میرے پاس بغیر مانگے کوئی چیز
نہیں آئے گی مگر میں اُس کو لے لونگا۔ مالکؒ عبد اللہ بن ابی
ملیکہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایک کوڑھی عورت پر ہوا اس
حال میں کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی تو اس سے عمرؓ نے
کہا کہ اے اللہ کی بندی لوگوں کو تکلیف نہ دے اچھا تھا کہ تو اپنے گھر میں بیٹھ رہتی ، تو
وہ اپنے گھر میں بیٹھ رہی تو اس کے بعد اُس پر ایک شخص کا
گزر ہوا اُس نے اس عورت سے کہا کہ جس نے تجھے منع کیا تھا
وہ مر چکا ہے اب نکلنے لگ۔ تو اُس نے کہا کہ میں ایسی نہیں
ہوں کہ وہ زندہ ہوں تو اُن کی اطاعت کروں اور مر جائیں تو نافرمانی کروں۔
مالکؒ یحییٰ بن سعیدؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص سے
پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے ؟ تو اُس نے کہا جمرہ (جمرہ کے لغوی معنے

قَالَ ابْنُ مَنْ قَالَ ابن شہاب قَالَ مِمَّنْ قَالَ من الحُرَقَۃِ (قبیلہ از قضاعہ) قَالَ اَیْنَ مسکنک قَالَ بِحَرَّۃِ النَّارِ قَالَ بِاَیِّہَا قَالَ بذات لظی فقال عمر اَدْرِکْ اہلک فقد احترقوا قال فکان کما قال عمر بن الخطّاب مالکٌ انہ بلغہ ان عمر بن الخطّاب اراد الخروج الی العراق فقال لہ کعب الاحبار لا تخرج الیہا یا امیر المؤمنین فانّ بہا تسعۃ اَعْشَارِ السحر و بہا فَسَقَۃُ الجنّ و بہا دَاءُ العُضَالِ مالک انّہ بلغہ ان اَمَۃً کانت لعبد اللہ بن عمر بن الخطّاب رآہا عمر بن الخطّاب و قد تہیّأت بِہَیْئَۃِ الحرائر فدخل علٰی ابنتہ حفصۃ فقال الم اَرَ جاریۃ اَخیکِ تجوسُ النّاس و قد تہیّأت بہیئۃِ الحرائر وانکر ذٰلک عمر مالکٌ عن اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک قال سمعتُ عمر بن الخطّاب و خرجتُ معہ حتّٰی دخل حائطًا فسمعتہُ وہو یقول وبینی وبینہ جدارٌ و ہو فی جوف الحائط عمر بن الخطّاب امیر المؤمنین بَخٍ بَخٍ یا ابنَ الخطّاب لَتَتَّقِیَنَّ اللّٰہَ او لیُعذّبنّک۔ البغوی توضّأ عمر من ماء فی جرّۃ نصرانیۃ (جر سبو ۱۲)

ہیں چنگاری) پوچھا کس کا بیٹا ہے تو اُس نے کہا کہ شہاب کا بیٹا ہوں (شہاب کے معنے ہیں انگارا) پوچھا کس قبیلہ سے کہا حُرَقَہ سے (قضاعہ کا ایک قبیلہ۔ اس کے لغوی معنے بھی جلے ہوئے کے ہیں) پوچھا کہ تیرا مسکن کہاں ہے۔ اُس نے کہا حرۃ النار میں (اس کے معنے ہیں آگ کی گرمی) پوچھا اس کا خاص مقام کونسا ہے تو اُس نے کہا ذات لظیٰ (لظی کے معنے ہیں آگ کا شعلہ) تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ کہ وہ جل گئے ہیں۔ راوی نے کہا کہ وہی ہوا جو عمرؓ بن الخطّاب نے کہا تھا۔ مالکؒ، کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ جب عمرؓ بن الخطّاب نے عراق کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا تو اُن سے کعب الاحبار نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ اُس طرف نہ جایئے کیونکہ دس میں سے نو حصہ سحر وہاں ہے اور فاسقین جنّات ہیں اور وہاں عسیر العلاج بیماری بھی ہے۔ مالکؒ، کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عبد اللہ بن عمر بن الخطّاب کی ایک باندی تھی اس کو عمرؓ بن الخطّاب نے دیکھا اور اُس نے آزاد عورتوں کی وضع قطع اختیار کر رکھی تھی۔ پھر وہ اپنی بیٹی حفصہؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ کیا میں تیرے بھائی کی کنیز کو نہیں دیکھتا کہ وہ لوگوں کو گھورتی ہے اور اُس نے آزاد عورتوں کی وضع بنا رکھی ہے اور عمرؓ نے اس کو بُرا محسوس کیا۔ مالکؒ اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس بن مالک سے کہا میں نے سُنا عمرؓ بن الخطّاب کو اس حال میں کہ میں اُن کے ساتھ نکلا تھا یہاں تک کہ وہ ایک باغ میں داخل ہوئے تو میں نے اُن کو یہ کہتے ہوئے سُنا اور میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل تھی اور وہ باغ کے بیچ میں تھے کہ عمر خطاب کا بیٹا مومنین کا امیر! واہ وا، واہ وا!! اے خطاب کے بیٹے تجھے اللہ سے ڈرتے رہنا ہوگا ورنہ وہ تجھے ضرور عذاب دے گا۔ بغوی، عمرؓ نے ایسے پانی سے وضو کیا جو ایک نصرانی عورت کے گھڑے میں کا تھا۔

البغوی قال عمر بن الخطاب کلوا الجبن مما یصنع اہل الکتاب البغوی قال عمرو ابن عباس الذکوۃ فی الحلق واللبۃ وزاد عمر ولا تعجلوا الانفس ان تزہق معناہ لا تسلخہا بعد ذبحہا مالم یفارقہا الروح البغوی قال عمر بن الخطاب لا تنخلوا الدقیق فانہ کلہ طعام۔ البغوی قال عمر عام الرمادۃ لقد ہممت ان انزل علی اہل کل بیت مثل عددہم فان الرجل لایہلک علی نصف بطنہ البخاری وغیرہ عن ابن عمر خطب عمر ابن الخطاب علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ قد نزل تحریم الخمر وہی من خمسۃ اشیاء العنب والتمر والحنطۃ والشعیر والعسل والخمر ماخامر العقل وثلاث وددت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یفارقنا حتی یعہد الینا عہدا الجد والکلالۃ وابواب من ابواب الربوا البغوی قال السائب بن یزید ان عمر قال انی وجدت من فلان ریح شراب فزعم انہ شرب الطلاء وانا سائل عما شرب فان کان یسکر جلدتہ الحد فجلدہ الحد تاما البغوی روی ان عمر بن الخطاب قال لشاب یمس ازارہ الارض ابن اخی

بغوی، عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اہل کتاب جو پنیر بناتے ہیں وہ ...... کھاؤ۔ بغوی، کہا عمرؓ اور ابن عباسؓ نے کہ ذبح حلق اور دگدگی میں ہوتا ہے اور عمرؓ نے یہ زیادہ کیا کہ جانوں کے ساتھ جلدی نہ کرو کہ وہ نکل جائیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ ذبح کے بعد جب تک اس سے روح مفارقت نہ کر جائے اس کی کھال نہ اُتارو۔ بغوی، کہا عمرؓ بن الخطاب نے آٹے کو مت چھانو کیونکہ اس کا سب کا سب طعام (یعنی کھانے کی چیز ہے)۔ بغوی، عمرؓ نے کہا عام الرمادہ میں (ایک قحط کے سال کا نام) میں نے یہ عزم کیا ہے کہ اُتار دوں (یعنی مہمان بنادوں) ہر گھر والوں پر (قحط زدہ لوگوں کو) ان کے شمار کے برابر (کہ وہ اپنی آدھی خوراک ان کو کھلائیں) کیونکہ آدھا پیٹ بھرنے سے انسان ہلاک نہیں ہوتا۔ بخاری وغیرہ ابن عمرؓ سے، عمرؓ بن الخطاب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیا اس میں فرمایا کہ خمر کی حُرمت نازل ہو چکی ہے اور یہ پانچ چیزوں سے بنتی ہے انگور سے اور کھجور سے اور گیہوں سے اور جَو سے اور شہد سے اور خمر وہ ہے جو عقل کو چھپا دے اور تین چیزیں ہیں کہ میری دِلی رغبت تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم سے جُدا نہ ہوتے یہاں تک کہ اُن کے مفصّل حکم ہم کو دیدیتے جدّ اور کلالہ اور چند ابواب سُود کے ابواب میں سے۔ بغوی، سائب ابن یزید نے کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ میں فلاں سے شراب کی بُو محسوس کرتا ہوں اُس کا دعویٰ یہ ہے کہ اُس نے طلاء پیا ہے اور میں تحقیق کر رہا ہوں کہ اُس نے کیا پیا ہے تو اگر اس کو نشہ ہو گیا تو میں حد میں اس کے کوڑے لگواؤں گا۔ چنانچہ اس کے پُورے کوڑے لگوائے۔ بغوی، روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک نوجوان سے جس کی لُنگی زمین سے چھو رہی تھی فرمایا کہ اے بھتیجے

ارفع ثوبک فانہ انقیٰ لثوبک و اتقیٰ لربک۔
البغوی ان عمر رآی علی رجل ثوبا معصفرا
فقال دعوا ہذہ البراقات للنساء۔ البخاری
وغیرہ عن ابن الزبیر قال سمعت عمر بن
الخطاب یقول قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لاتلبسوا الحریر فانہ من لبسہ فی
الدنیا لم یلبسہ فی الآخرۃ۔ البغوی عن
ابی عثمان النہدی یقول اتانا کتاب عمر
ابن الخطاب ونحن باذربیجان مع عتبۃ
ابن فرقد اما بعد فان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نہی عن الحریر الا ہکذا واشار
باصبعہ السبابۃ والوسطی البغوی عن سوید
ابن غفلۃ ان عمر بن الخطاب خطب بالجابیۃ
فقال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
لبس الحریر الا موضع اصبع او اصبعین او ثلاث
او اربع وقال قتادۃ رخص عمر فی موضع اصبع
و اصبعین وثلاث واربع من اعلام الحریر البغوی
عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای
علی عمر قمیصا ابیض فقال اجدید قمیصک
ہذا ام غسیل فقال جدید فقال البس جدیدا و
عش حمیدا ومت شہیدا البغوی عن الحسن
قال خطب عمر وہو خلیفۃ وعلیہ ازار فیہ اثنا عشر
رقعۃ البغوی عن ابی عثمان النہدی یقول اتانا
کتاب عمر ونحن باذربیجان مع عتبۃ بن فرقد
اما بعد فاتزروا و ارتدوا و انتعلوا

اپنا کپڑا اونچا کر کہ ایسا کرنا کپڑے کی پاکیزگی کا سبب ہوگا اور اللہ
سے تقوے کا موجب بھی۔ بغوی کہ عمرؓ نے ایک شخص کے بدن پر
کسم میں رنگا ہوا کپڑا دیکھا تو فرمایا کہ اس سنگار کو عورتوں کے
لئے چھوڑو۔ بخاری وغیرہ ابن الزبیر سے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب
کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حریر
(باریک ریشمی کپڑا) نہ پہنو جو شخص اس کو دنیا میں پہن لے گا
وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔ بغوی، ابو عثمان نہدی سے
کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عتبہ بن فرقد کی معرفت عمرؓ بن الخطاب
کا خط آذربائیجان میں پہنچا (لکھا تھا)۔ اما بعد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے حریر سے منع کیا ہے۔ بجز اس طرح کے اور اپنی کلمہ
کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا۔ (یعنی اتنی دھاریوں
کی اجازت ہے)۔ بغوی سوید بن غفلہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے
جابیہ میں خطبہ دیا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حریر کے پہننے سے منع فرمایا ہے مگر بقدر ایک یا دو انگل یا تین
یا چار انگل کے (یعنی اتنی دھاری کی اجازت ہے)۔ اور کہا قتادہؓ
نے کہ عمرؓ نے ریشمی دھاریوں کی ایک انگل یا دو یا تین یا چار انگل
رکھنے کی جگہ کے بقدر رخصت دی ہے۔ بغوی ابن عمرؓ سے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کے بدن پر سفید قمیص دیکھی تو پوچھا
کہ یہ تمہاری قمیص نئی ہے یا دھلی ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ نئی
ہے تو فرمایا کہ نیا پہنو اور قابل تعریف زندگی بسر کرو اور شہادت
کی موت مرو۔ بغوی حسنؒ سے، انھوں نے کہا کہ خطبہ دیا عمرؓ
نے اور وہ خلیفہ تھے اور ان کے بدن پر جو لنگی تھی اس میں
بارہ پیوند تھے۔ بغوی ابو عثمان نہدی سے، کہتے ہیں کہ ہمارے
پاس عمرؓ کا یہ مکتوب پہنچا معرفت عتبہ بن فرقد کے جب کہ ہم آذربائیجان
میں تھے۔ اما بعد لنگی باندھا کرو اور چادر اوڑھا کرو اور جوتے پہنو

واتقوا الخفاف واتقوا السراويلات وعليكم
بلباس ابيكم اسمٰعيل واياكم والتنعم وزي
العجم وعليكم بالشمس فانها حمام العرب و
تمعددوا واخشوشنوا واخشوشبوا و
اخلولقوا واعطوا الركب اسنتها وانزوا
نزوا وارموا الاغراض وفي رواية وانزوا
على ظهور الخيل نزوا واستقبلوا بوجوهكم
الشمس فانها حمامات العرب قوله تمعددوا
قيل هو من التمعدد بمعنى الغلظ يقال
تمعدد اذا شب وغلظ وقيل معناه تشبهوا
بعيش معد (بن عدنان) وكانوا اهل غلظ وتقشف
يقول كونوا مثلهم ودعوا التنعم وزي
العجم واخشوشنوا اراد الخشونة في
الملبس والمطعم قوله واخشوشبوا بالباء
فهو من الصلابة يقال اخشوشب
الرجل اذا كان صلبا ويروى بالجيم
من الجشب وهي الخشونة في المطعم
البغوي عن ابن سيرين ان عمر بن
الخطاب راى على رجل خاتما من
ذهب فامره ان يلقيه فقال
زياد يا امير المؤمنين ان خاتمي من
حديد قال ذاك انتن و انتن
البغوي عن ابن عمر قال اتخذ
رسول الله صلى الله
عليه وسلم

اور موزوں کو صاف رکھو اور پاجاموں کو صاف رکھو اور تمہارے
لئے ضروری ہے اپنے باپ اسمٰعیلؑ کا لباس اور بچو عجم کی عیاشی
اور لباس کی ہیئت سے اور تم پر ضروری ہے دھوپ کھانا کہ
دھوپ عرب کا حمام ہے اور جفاکش رہو، موٹا جھوٹا (کپڑا اور
کھانا) استعمال کرو اور سخت بنو اور سواری کو لازم رکھو۔ سواری
کے جانوروں کو ان کا راتب دیتے رہو اور (ورزش جسمانی کے
لئے) کودا کرو اور تیر اندازی (کی مشق) کیا کرو نشانوں کے اوپر
اور ایک روایت میں ہے کہ گھوڑوں کی پیٹھ پر اچھل کر سوار
ہوا کرو اور اپنے چہروں کو دھوپ کے سامنے رکھا کرو کہ وہ عرب
کا حمام ہے۔ ان کا قول تمعددوا کہا گیا ہے کہ وہ مشتق ہے
تمعدد سے جس کے معنے غلظ یعنی موٹا ہونا ہے۔ کہا جاتا ہے
تمعدد جب کہ جوان (آدمی) فربہ ہو جائے۔ اور کہا گیا کہ اس کے
معنے یہ ہیں کہ معد (بن عدنان) کی (جفاکش) زندگی کے ساتھ
مشابہت رکھو اور یہ لوگ بہت مضبوطی اور قناعت والے
تھے۔ کہتے ہیں کہ اُن کے جیسے بنو اور عیش پسندی اور عجم کے
بھیس کو چھوڑو اور اخشوشنوا میں خشونت سے لباس اور
کھانے کی خشونت مُراد ہے اور ان کا قول اخشوشبوا با ء
کے ساتھ تو یہ صلابت (سختی) کے معنے میں ہے کہا جاتا ہے
اخشوشب الرجل جب کہ سخت ہو اور ایک روایت جیم
سے ہے (یعنی اجشوشبوا) جو جشب سے مشتق ہو گا جس کے
معنے کھانے میں خشونت کے ہیں۔ بغوی ابن سیرین سے کہ عمرؓ
ابن الخطاب نے ایک شخص کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے
دیکھا تو اس کو حکم دیا کہ اس کو ڈال دے۔ تو زیاد نے کہا کہ اے
امیر المؤمنین میری انگوٹھی لوہے کی ہے فرمایا کہ یہ بدبودار ہے اور
سڑ جاتی ہے۔ بغوی ابن عمرؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

خاتماً من ورق. وکان فی یدہ ثم کان بعدہ فی ید ابی بکر ثم کان بعدہ فی ید عمر ثم کان بعد فی ید عثمان حتی وقع بعدہ فی بیر اریس نقشہ محمد رسول اللہ البغوی ان عمر بن الخطاب کان یتطیب بالمسک وروی انہ اوصی فی غسلہ ان لا یقربوہ مسکاً وکان الحسن یکرہ المسک للمیت ولا یکرھہ للحی البغوی سئل انس بن مالک ہل خضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لم یشنہ الشیب ولکن خضب ابوبکر بالحناء والکتم وخضب عمر بالحناء البغوی عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یتنور فاذا اکثر شعرہ حلقہ وروی عن سعید عن قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یتنور ولا ابوبکر ولا عمر ولا عثمان البغوی عن جبیر بن نفیر قال قرئ علینا کتاب عمر بن الخطاب بالشام ولا یدخل الرجل الحمام الا بمیزر ولا تدخلہ المرأۃ الا من سقم واجعلوا اللھو فی ثلثۃ اشیاء الخیل والنساء والنضال البغوی قال عمر بن الخطاب لرجل من النصاری صنع لہ طعاماً بالشام ودعاہ

ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی وہ آپؐ کے ہاتھ میں رہا کرتی تھی پھر آپؐ کے بعد ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہتی تھی پھر اُن کے بعد عمرؓ کے ہاتھ میں۔ پھر بعد میں عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی۔ یہاں تک کہ پھر بعد کچھ زمانہ کے بیرِ اریس میں گر گئی۔ اُس کا نقش تھا محمد رسول اللہ۔ بغویؒ، یہ کہ عمرؓ بن الخطاب مشک کی خوشبو لگایا کرتے تھے۔ اور مروی ہے کہ اُنھوں نے اپنے غسل کے بارے میں وصیت کی تھی کہ مُشک اُن کے قریب بھی نہ لائی جائے۔ اور حسنؒ مُشک کو میت کے لئے مکروہ سمجھتے تھے اور زندہ کے لئے مکروہ نہ سمجھتے تھے۔ بغویؒ، انسؓ بن مالک سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا تو اُنھوں نے کہا کہ ان میں (سفیدی کا) عیب پیدا نہیں کیا تھا بڑھاپے نے۔ لیکن ابوبکرؓ نے مہندی اور وسمہ سے کیا اور عمرؓ نے خضاب کیا مہندی سے۔ بغویؒ انسؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نورے (یعنی چونے وہرتال) کا استعمال (بال اُتارنے کے لئے) نہیں کرتے تھے۔ جب بال زیادہ ہوجاتے تو آپؐ اُن کو مونڈ دیا کرتے تھے۔ اور روایت کیا گیا سعید سے وہ قتادہؓ سے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے نورے کا استعمال نہیں کیا اور نہ ابوبکرؓ نے اور نہ عمرؓ نے اور نہ عثمانؓ نے۔ بغوی جُبیر بن نُفیر سے، کہا کہ ہم کو شام میں عمرؓ بن الخطاب کا خط سُنایا گیا (جس میں یہ ہدایات تھیں) اور کوئی شخص (مرد) حمام میں بغیر تہبند باندھے داخل نہ ہو اور بغیر کسی بیماری (سے علاج کی وجہ) کے کوئی عورت (عام) حمام میں نہ داخل ہو۔ کھیل (دل لگی) تین چیزوں میں (محدود) رکھو، گھوڑوں میں، عورتوں میں، تیراندازی میں۔ بغویؒ، عمرؓ بن الخطاب نے شام میں ایک عیسائی سے جس نے اُن کے لئے کھانا بنا کر ان کی دعوت کی تھی فرمایا کہ

إنّا لا ندخل كنائسكم من اجل الصور
التي فيها البغوي عن ايوب عن
نافع قال بلغ عمر ان صفية امرأة عبدالله
ابن عمر سترت بيوتها بقرام او غيره
اهداه لها عبدالله بن عمر فذهب عمر و
هو يريد ان يهتكه فبلغهم فنزعوه البغوي
ان صفوان بن امية تزوج فدعا عمر
ابن الخطاب الى بيته واذا بيته قد
ستر بهذه الادم المنقوشة فقال
عمر لو كنتم جعلتم مكان هذا مسوحا كان
احمل للغبار من هذا البغوي ان عمر
ابن الخطاب شكى اليه رجل ما تلقى
امرأته له من اهراقة الدم فقال رجل
لو كان يحل لي منها ما يحل لك
لقطعته فقال عمر بأي شيء فقال
هو ذا عرق فلو كوي ذهب فبرأت فقال
عمر ولا يذهبه غيرها قال لا قال عمر
البسوها ثوبا وشقوا الموضع الذي
يريد وعالجها البغوي روى عن
عمر انه قال تعلموا من النجوم
ما تعرفون به القبلة والطريق ثم
امسكوا البغوي كتب عمر الى
ابي موسى الاشعري اما بعد فاني
آمركم بما امركم به القرآن
وانهاكم

ہم تمہارے گرجاؤں میں بوجہ اُن تصویروں کے داخل نہیں ہوتے
جو اُن میں بنی ہوتی ہوتی ہیں۔ بغویؒ ایوب سے وہ نافعؓ سے
کہا کہ عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرؓ کی بیوی صفیہؓ نے اپنے
گھر میں منقش پردہ یا کوئی اور ایسی ہی چیز لٹکائی ہے جو ہدیۃً
ان کو عبداللہ بن عمرؓ نے دی ہے تو عمرؓ پہنچے اور ان کا یہ
ارادہ تھا کہ اس کو اُتار دیں تو اُن کو اس کی خبر مل گئی اور انھوں
نے (عمرؓ کے پہنچنے سے پہلے ہی) اس کو کھینچ لیا۔ بغویؒ روایت
کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہؓ نے نکاح کیا اور عمرؓ کو اپنے گھر
میں بلایا اور ان کے گھر میں اسی منقش چمڑے کا پردہ لٹکا ہوا
تھا تو عمرؓ نے کہا کہ اگر تم اس کی جگہ ایک کمبل لٹکا دیتے تو وہ
اس سے زیادہ غبار کو روکنے والا ہوتا۔ بغویؒ عمرؓ بن الخطاب
سے ایک شخص نے اپنی بیوی کے مرض کا حال بیان کیا جو اس کو
خون کے جاری ہونے کا لاحق ہو رہا تھا تو اس سے ایک شخص
نے کہا کہ اگر میرے لئے اس عورت کے ساتھ وہ بات حلال ہوتی
جو تیرے لئے ہے تو میں اس خون کو قطع کر دیتا تو عمرؓ نے کہا
کہ کس چیز سے؟ تو اس نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ ایک رگ ہے اس کو
اگر داغ دیدیا جائے تو یہ مرض جاتا رہے گا پھر وہ تندرست
ہو جائے گی تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو بند کرنے کی اور کوئی تدبیر
نہیں ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اس کو کپڑا اُڑھا دو
اور اس مقام پر سے اس کو پھاڑ دو جس کا یہ ارادہ کرتا ہے۔ اور
اس نے اس عورت کا علاج کیا۔ بغویؒ، روایت کیا گیا ہے عمرؓ
سے کہ انھوں نے فرمایا کہ علم نجوم میں سے اتنا حصہ سیکھ لو جس کے
ذریعہ سے قبلہ کو اور راستہ کو پہچان لو پھر رک جاؤ (ختم کردو)۔
بغویؒ، عمرؓ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا اما بعد میں تم کو
اُن باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا تم کو قرآن نے حکم دیا اور ان باتوں

عما نھٰکم عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آمرکم باتباع الفقہ والسنۃ والتفھم فی العربیۃ واذا رأی احدکم رؤیا فقصھا علی اخیہ فلیقل خیرًا لنا و شرًا لاعدائنا البغوی عن قتادۃ قال جاء رجل الی عمر بن الخطاب فقال انی رأیت کانی اعشبت ثم اجدبت فقال عمر انت رجل تؤمن ثم تکفر ثم تموت کافرًا فقال الرجل لم ار شیئًا فقال عمر قد قضی لک ما قضی لصاحب یوسف البغوی قال ایوب عن نافع اوغیرہ قال کان عمال عمر اذا کتبوا الیہ بدؤا بانفسھم قال وجدت کتابًا من النعمان بن مقرن الی عبد اللہ امیر المؤمنین قال زیاد ماکان ھؤلاء الا الاعراب البغوی عن تمیم بن سلمۃ قال لما قدم عمر الشام استقبلہ ابوعبیدۃ بن الجراح فاخذ بیدہ فقبلھا قال تمیم کانوا یرون انھا سُنّۃ

سے منع کرتا ہوں جن سے تم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے اور میں تم کو فقہ اور سُنّت کے اتباع کا اور عربیت میں سمجھ پیدا کرنے کا حکم دیتا ہوں اور جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے پھر اس کو اپنے بھائی سے بیان کرے تو چاہیئے کہ وہ یہ کہے کہ یہ ہمارے لئے اچھا ہے اور ہمارے دشمنوں کے لئے بُرا ہے۔ بغوی رح قتادہ رض سے کہا کہ ایک شخص آیا عمر رض بن الخطاب کے پاس اور کہا کہ مَیں نے دیکھا کہ گویا میں صاحبِ گیاہ ہو گیا (یعنی میرے بدن پر خوب گھاس اُگ آئی یا گھاس سے بھری ہوئی زمین میں پہنچ گیا) پھر مجھ پر خشک سالی آپڑی۔ تو عمر رض نے کہا تو ایسا شخص ہے جو ایمان رکھتا ہے پھر تو کافر ہو جائے گا پھر مرے گا کافر ہونے کی حالت میں۔ تو اُس شخص نے کہا کہ مَیں نے تو کچھ نہیں دیکھا تو عمر رض نے کہا کہ تیرے لئے فیصلہ ہو چکا جو فیصلہ ہوا تھا یوسف کے (قید خانہ کے) ساتھی کے لئے۔ بغوی رح، کہا ایوب نے روایت ہے نافع رح وغیرہ سے کہا کہ عمر رض کے عاملوں کی عادت تھی کہ جب اُن کی طرف بھیجنے کے لئے کوئی خط لکھتے تو اپنے نفوس سے خط کی ابتداء کرتے کہا کہ میں نے ایک خط اس طرح کا پایا من النعمان بن مقران الخ (یہ خط نعمان بن مقرن کی طرف سے ہے، اللہ کے بندے امیر المؤمنین کے نام) زیاد نے کہا کہ ایسے لوگ اعراب ہی ہوتے تھے (اس طرف اشارہ کیا کہ ادب کے خلاف کرتے تھے)۔ بغوی رح تمیم بن سلمہ سے کہا کہ جب عمر رض شام تشریف لے گئے تو ابو عبیدہ رض بن الجراح نے ان کا استقبال کیا تو ان کا ہاتھ پکڑا پھر اس کو بوسہ دیا۔ تمیم نے کہا کہ اصحاب کی رائے یہ تھی کہ یہ سنت ہے

ع ۵ جو تخیلات نفس ناطقہ بیداری میں مشاہدہ کرتا رہتا ہے وہ اس رؤیا کے مرتبہ میں ہیں جو سونے کی حالت میں انسان دیکھتا ہے۔ وہ بیداری کے خواب ہوتے ہیں جو سونے کے زمانہ کے خوابوں کی طرح قابلِ تاویل ہیں، قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام سے جب شاہی ساقی اور باورچی نے اپنے اپنے رؤیا بیان کیے تو تعبیر سُننے کے بعد باورچی نے بھی اس کو اپنا خواب ہونے سے انکار کیا تو یوسف نے فرمایا کہ اب انکار لاحاصل ہے قُضِیَ الامر الذی فیہ تستفتیٰن "قضی لصاحب یوسف" سے اس جانب اشارہ مقصود ہے ۱۲

ف ۵ اعراب کے معنے دیہاتی اور گنوار کے بھی ہیں، اور فصحاء و بلغاء کے بھی ۱۲

البغوی قال حمید بن زنجویہ یکرہ التسمی باسماء الملائکۃ مثل جبرئیل و میکائیل لان عمر بن الخطاب قد کرہ ذلک ولم یاتنا عن احد من الصحابۃ ولا التابعین انہ سمی ولدا باسم احد منھم البغوی عن الشعبی عن مسروق قال سألنی عمر رضی اللہ عنہ مسروق ابن من قلت مسروق بن الاجدع قال الاجدع اسم شیطان انت مسروق بن عبدالرحمٰن البغوی ان رجلا خطب فاکثر فقال عمر ان کثیرا من الخطب من شقاشق الشیطان شبہ الذی یتفیہق
(شقشقہ بالکسر ریہ شتر کہ بوقت مستی از دہان بیرون آرد ۱۲)
فی کلامہ ولا یبالی بما قال من صدق او کذب بالشیطان البغوی کان عمر لا ینکر النصب والحداء ونحوھا واذا آخر ما یسر
(نصب نوعی از حدی عرب ازان رقیق باشد و حداء سرودے کہ بدان شتر رانند ۱۲)
اللہ تعالیٰ لنا من تدوین مذہب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی ھذہ الحالۃ والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ؛

بغوی ؒ، کہا حمید بن زنجویہ نے کہ فرشتوں کے نام پر نام رکھنا مکروہ ہے مثل جبریل و میکائیل کے کیونکہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کو مکروہ قرار دیا اور صحابہؓ وتابعینؒ میں کسی کی نسبت ہمارے پاس کوئی ایسی روایت نہیں پہنچی کہ انھوں نے اپنی کسی اولاد کا نام ان میں سے کسی کے نام پر رکھا ہو۔ بغوی ؒ شعبی ؒ سے وہ مسروق ؒ سے، کہا مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ مسروق کس کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا کہ مسروق اجدع کا بیٹا تو انھوں نے کہا کہ اجدع شیطان کا نام ہے تو مسروق ابن عبدالرحمٰن ہے۔ بغوی، ایک شخص نے خطبہ دیا اور بہت بولا تو عمرؓ نے فرمایا کہ بہت سے خطبے شیطانی بَبڑ[عہ] میں سے ہوتے ہیں۔ آپ نے اس شخص کو جو اپنے کلام میں سخن سازی کے درپئے ہوتا ہے اپنے قول میں سچ اور جھوٹ کی پرواہ نہیں کرتا اس کو شیطان سے تشبیہ دی۔ بغوی عمر رضی اللہ عنہ نصب اور حُدی اور اسی طرح کی باتوں کا انکار نہیں کرتے تھے (یہ اونٹ کو مست کرنے والے گانوں کے نام ہیں)۔ یہ اس مضمون کا آخر ہے جس کو اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر آسان کردیا امیر المؤمنین عمر بن الخطّاب رضی اللہ عنہ کا مسلک مدوّن کرنے کے سلسلہ میں۔ اور قابلِ تعریف صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اوّل بھی ہے اور آخر بھی اور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمدؐ و آلہ و اصحابہ اجمعین ؛

ہر چند آنچہ نوشتیم بغایت مختصر است بہ نسبتِ مذہب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اگر تتبع کتب

جو کچھ ہم نے لکھا ہے بہ نسبت مذہب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اگرچہ وہ نہایت مختصر ہے اور کتابوں میں کماحقّہ تلاش و جستجو

عہ شقاشق، جمع ہے شقشقہ کی۔ اونٹ کے بڑبڑانے اور آواز کرنے کو شقشقہ کہتے ہیں اور اس لوتھڑے کو بھی شقشقہ کہتے ہیں جو کہ اونٹ اپنے منہ سے مستی اور جماع کی خواہش کے وقت نکالتا ہے کہتے ہیں کہ یہ خاصہ عربی اونٹ کا ہے ۱۲ لغات الحدیث

بکار بریم دو ثلث بران مزید شود و اگر تصحیح و
تسقیم روایات و ترجیح بعض بر بعض و بیان
آنچہ سلف دران باب تکلم کردہ اند علیٰ ما
ینبغی بتقدیم رسانیم مجلدی ضخیم بہم رسد و اینہمہ
درحالت راہنہ میسر نیست لیکن برائی اثبات
آنچہ در صدر مقالہ تقریر نمودیم کہ نسبت مجتہدین
با فاروق اعظم رضہ مانند نسبت مجتہد منتسب
مطلق است با مجتہد مستقل و مذہب فاروق
اعظم رضہ بمنزلہ متن است و مذاہب اربعہ
بمنزلہ شروح الیٰ غیر ذلک مما بسطنا فی
صدر المقالۃ کافی است دل خالی از تعصب و
گوشِ شنوا می باید و بس چون آن این مبحث
بحمد اللہ و حسن توفیقہ باتمام رسید مصلحت
آن نماید کہ دو نکتہ دیگر کہ باستقراء تمام
واز تتبع گوشہائے سخن و فحاوی آثار
شناختہ ایم بآن ملحق کنیم۔

نکتہ اُولیٰ در زمان آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم مردمان در ہمہ انواع علوم چشم بر جمال
آنحضرت و گوش بآواز وے صلے اللہ علیہ وسلم
بودہ اند ہرچہ پیش می آمد از مصالح جہاد
و ہدنہ و عقد جزیہ و احکام فقہیہ و
علوم زہدیہ ہمہ ازان حضرت استفسار
می نمودند گویا الیوم از شکم مادر بظہور آمدہ اند چہ
علوم رسمیۃ و تجربیۃ کہ پیش از
بعثت سید الرسل علیہ افضل الصلوات

کی جائے تو اس پر دو ثلث کا اضافہ ہو جائے اور اگر روایات کی
صحت وسقم پر کلام کیا جائے اور بعض روایت کو بعض پر ترجیح دینے
اور ان امور کے بیان کرنے پر بقدر مناسب اقدام کیا جائے جن پر
سلف نے اس باب میں کلام کیا ہے تو ایک ضخیم جلد تیار ہو سکتی
ہے اور یہ سب کام کرنا اس حالت میں جس میں کہ ہم گرفتار ہیں
دشوار ہے لیکن اس بات کے ثابت کرنے کے لئے جس کی تقریر
ہم اس مقالہ کی ابتداء میں کر چکے ہیں کہ ائمہ مجتہدین کی نسبت
فاروق اعظم رضہ کے ساتھ وہ ہے جو مجتہد منتسب مطلق کی نسبت
ہوتی ہے مجتہد مستقل کے ساتھ اور فاروق اعظم رضہ کا مذہب بمنزلہ
متن کے ہے اور مذاہب اربعہ اس کی شروح کے مرتبہ میں ہیں
اور دیگر امور جن کو ہم نے ابتداء مقالہ میں مفصل ذکر کیا ہے،
(جو کچھ ہم نے جمع کر دیا ہے) کافی ہے البتہ ایسا دل ہونا چاہیئے جو
تعصب سے خالی ہو اور ایسے کان ہونے چاہئیں جو سننے
والے ہوں اور بس۔ جب یہ مبحث بحمد اللہ اس کی حسن توفیق
سے اتمام کو پہنچ گیا تو اب مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہم
اس کے ساتھ دو نکتے اور ملحق کر دیں جن کو ہم نے تمام احادیث
کے مجموعہ کو پیش نظر لا کر اور بات کے گوشوں پر اور آثار کے انداز
کلام کو سامنے رکھ کر پہچانا ہے۔

نکتہ اُولیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں علوم کی
تمام انواع میں لوگوں کی آنکھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے جمال پر اور اُن کے کان آپ کی آواز پر لگے رہتے تھے
جو کچھ بھی پیش آتا تھا از قسم مصالح جہاد و مصالحت و عقد
جزیہ و احکام فقہیہ و علوم تزکیۂ نفس سب آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے ہی پوچھتے تھے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے
ہیں کیا علوم رسمیہ و تجربیہ جو کہ حضرت سید الرسل علیہ افضل الصلوات

والتسلیمات معلوم ایشان بود ہمہ در سطوتِ
فیوضِ نازلہ از جانبِ مدبّر السموات والارض
جلّت قدرتہٗ متلاشی گشتہ در ہر باب غیر انتظار
حکم حضرت مخبرِ صادق وظیفہ ایشان نبود چون
نوبتِ خلافتِ خاصہ رسید شیخین رضہ در مجالس
متعددہ تمیز و تفریق در منصبِ نبوت و منصبِ
خلافت بیان نمودند و فے الجملہ طریقِ مشاورت
در مسائلِ اجتہادیہ و تتبع احادیث از مظانِ
آن کشادہ شد معہٰذا بعد عزمِ خلیفہ بر چیزے
مجالِ مخالفت نبود و در جمیع این امور شذر و
مذر نمیرفتند بدونِ استطلاعِ رائی خلیفہ کارے
را مصمم نہ ساختند لہٰذا درین عصر اختلافِ
مذاہب و تشتتِ آرا واقع نشد ہمہ بر یک مذہب
متفق و بر یک راہ مجتمع و آن مذہب خلیفہ و رائے
او بود و روایتِ احادیث و فتوے وقضا و
مواعظ مقصور بود در خلیفہ یا کسے کہ نائبِ خلیفہ
باشد بامراد وے قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم لا یقص الا امیر او
مامور او مختال (متکبر) و قال عمر رضہ فے
الفتاوے والقضاء ولّ حارّہا من
تولّی قارّہا چون نوبت خلافت حضرت
مرتضٰے رسید بحکم تقدیر الٰہی تفرق
امت پدید آمد و اکثر بلدان از
طاعتِ خلیفہ بر آمدند آنگاہ حیرت
گونہ بعلماء و فقہاء

والتسلیمات کی بعثت کے پہلے سے اُن لوگوں کو معلوم تھے وہ سب
مدبّر السموات والارض جلّت قدرتہٗ کی جانب سے نازل ہونے والے
فیوض کے غلبہ و قہر میں نابود ہو گئے تھے۔ ان صاحبان کا ہر باب
میں بجز اس کے کہ مخبر صادق کی بارگاہ سے صادر ہونیوالے حکم کا
انتظار کریں کوئی اور معمول نہ تھا۔ جب خلافتِ خاصہ کی نوبت
پہنچی تو شیخین رضہ نے متعدد مجالس میں منصبِ نبوت اور منصبِ
خلافت میں تمیز اور تفریق بیان فرمائی اور مسائل اجتہادیہ میں
مشاورۃ اور احادیث کے تتبع کی جہاں مظنۃ اجتہاد موجود ہو
راہ فی الجملہ کشادہ ہو گئی۔ اس کے بعد کسی چیز پر خلیفہ کے عزم
کر لینے کے بعد کسی کو مخالفت کی مجال نہ تھی۔ ان تمام امور میں
اِدھر اُدھر نہیں بھٹکتے تھے۔ خلیفہ کی رائے سے مطلع ہوئے
بغیر کسی کام کو مصمم نہیں کرتے تھے اس لئے اس زمانے میں اختلاف
مذاہب اور آراء میں اختلاف واقع نہیں ہوا۔ سب لوگ ایک
مذہب پر متفق اور ایک راہ پر مجتمع تھے اور وہ بھی خلیفہ کا مذہب
اور اس کی رائے۔ احادیث کی روایت اور فتوے کا دینا مواعظ کا
بیان کرنا محدود تھا خلیفہ میں یا جو اس کے حکم سے خلیفہ کا
نائب ہو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعظ و قصص کوئی
شخص نہ کہے گا بجز تین کے، امیر ہو یا جس کو حکم دیا گیا ہو یا متکبر
(اپنے کو عالم سمجھنے والا) اور عمر رضہ نے فتاوٰی اور قضاء کے
بارے میں فرمایا وَلِّ حارّہا مَن تولّٰی قارّہا (یہ ارشاد حضرت
ابن مسعود رضہ سے اُن کو فتاوٰی سے روکنے کے لئے فرمایا تھا کہ تکلیف دہ
کام ان ہی کے لئے چھوڑو جو اس سے راحت پانے والے ہیں)

جب حضرت مرتضٰے کرم اللہ وجہہ کی خلافت کی نوبت پہنچی تو تقدیر
الٰہی کے حکم سے اُمت میں تفرقہ پیدا ہو گیا اور اکثر شہر خلیفہ کی اطاعت
سے باہر ہو گئے۔ اس موقع پر علماء و فقہاء ایک گونہ مبتلائے حیرت

رُوئے داو ہنوز انتظار داشتند کہ امروز و فردا خلافت منتظم گردد چون ایام خلافتِ خاصہ بالکلیہ منقرض شد و خلافتِ عامہ ظہور نمود و صورتِ اجتماع ہم آمد و علماء در ہر بلدے مشغول بافادہ شدند ابن عباس رض در مکہ فتوٰی میدہد و حدیث روایت میکند و تفسیر قرآن می نماید و عائشہ صدیقہ رض و عبداللہ ابن عمر رض در مدینہ حدیث را روایت می نمایند و یارانِ خاص و اولاد و اقارب ایشان از ایشان اخذِ فقہ می کنند و ابوہریرہ رض اوقاتِ خود را بر اکثارِ روایتِ حدیث مصروف می سازد و فقہائے مدینہ ازوے یاد میگیرند و ابوسعید خدری و جابر رض و غیر ایشان نیز علٰی قدر الحال روایت می کنند و انس رض و عمران بن حصین در بصرہ و براء ابن عازب بحدیث و اصحاب عبداللہ بن مسعود رض بفقہ در کوفہ مشغول می شوند و عبداللہ بن عمرو ابن العاص و ابودرداء و ابوامامہ باہلی و غیرہم در شام روایت می نمایند بالجملہ در ہر ناحیہ صحابی یا تابعی بمقامِ افادہ درآمد و جماعہ بحکم اَصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم ازوے اخذ نمودند زیرا کہ تقدیم خلیفہ منصوب در فقہ بر سائر فقہاء امت و در مقاماتِ صوفیہ بر سائر صالحینِ امت مسلّم نبود و اشتغالِ خلیفہ بافادات نہ چون اشتغالِ خلفاء پیشین بود بالجملہ درین ایام اختلاف در فتاوٰی پیدا شد یکے را بر دیگرے اطلاع نہ و اگر اطلاع شدہ مذاکرہ

ہوگئے مگر پھر بھی وہ انتظار کرتے رہے کہ آج کل میں خلافت منتظم ہو جاتے۔ جب "خلافتِ خاصہ" کے ایام بالکلیہ ختم ہوگئے تو "خلافتِ عامہ" نے ظہور کیا اور اجتماع کی صورت بنی اور علماء ہر شہر میں فائدہ رسانی میں مشغول ہوگئے۔ ابن عباس رض مکہ میں فتوٰے بھی دیتے تھے اور حدیث کی روایت اور تفسیر قرآن بھی کرتے تھے اور عائشہ صدیقہ رض و عبداللہ بن عمر رض مدینہ میں حدیث کی روایت کرتے تھے اور اُن کے یارانِ خاص اور اولاد و اقارب اُن سے فقہ اخذ کرتے تھے۔ اور ابوہریرہ رض بکثرت روایت حدیث پر اپنے اوقات کو مصروف رکھتے اور فقہاء مدینہ اُن سے یاد کرتے رہتے تھے۔ ابوسعید خدری رض اور جابر رض اور دیگر حضرات بھی اپنے حال کے بقدر روایت کرتے تھے۔ اور انس رض و عمران بن حصین رض بصرہ میں اور براء بن عازب رض حدیث میں اور عبداللہ رض ابن مسعود کے اصحاب کوفہ میں فقہ کے ساتھ مشغول ہوگئے اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رض اور ابودرداء رض اور ابوامامہ باہلی رض وغیرہم شام میں روایت کرتے رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر علاقہ میں کوئی صحابی رض یا تابعی رح مقامِ افادہ پر آتے اور ایک جماعت نے بحکم "اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم" (میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کی تم اقتداء کرلوگے ہدایت یافتہ بن جاؤگے) اُن سے اخذ کیا۔ کیونکہ خلیفہ منصوب کا (جس کو منصبِ خلافت پر متمکن کردیا گیا ہو) فقہ میں تمام اُمت سے پیش قدم ہونا اور مقاماتِ صوفیہ میں تمام صالحین اُمت پر اس کا مقدّم ہونا مسلّم نہیں رہا اور خلیفہ کا افادات میں مشغول رہنا مثل پہلے خلفاء کے مشغول رہنے کے نہیں واقع ہوا۔ الغرض ان ایام میں فتاوے میں اختلاف پیدا ہوا، ایک کو دوسرے کی رائے کی اطلاع نہیں ہوتی اور اگر اطلاع ہوتی تو باہمی گفتگو کی

واقع نہ واگر مذاکرہ بمیان آمد ازاحۃ شبہ وخروج از مضیقِ اختلاف بقضائے اتفاق میسّر نہ بسیارے از احادیث خبرِ واحد روایت فرد عن فرد بہم رسید واگر تتبع کنی روایتِ علمآء صحابہ رضی اللہ عنہم کہ پیش از انقراضِ خلافتِ خاصّہ از عالم گزشتہ اند بغایت کم یابی وجمعے کہ بعد ایامِ خلافت ماندہ اند ہرچہ روایت کردہ اند بعد ایامِ خلافتِ خاصّہ روایت کردہ اند حدیث بسیارے ازین جماعہ مُرسل است واسطۂ صحابی دیگر ہست مگر از جہتِ اختصار راہِ ارسال سپردہ اند لیکن مرسلِ صحابی حکم متصل دارد اخرج مسلم عن معاویۃ بن ابی سفیان انہ قال علیکم من الاحادیث بما کان فی زمان عمر رضی اللہ عنہ بن الخطّاب فانہ کان یُخیفُ الناسَ فی اللہِ عزّ وجلّ اوکما قال وروے عن ابن مسعود انہ قال مَن کان مُستنًّا فلیستنَّ بمَن قد ماتَ فان الحیَّ لایُؤمَن علیہ الفِتنۃُ اولٰئک اصحابُ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کانوا افضلَ ہٰذہ الاُمّۃ اَبرَّہا قلوبًا واَعمقَہا علمًا واقلَّہا تکلّفًا اختارہم اللہ لصُحبۃِ نبیّہٖ ولاقامۃِ دینہٖ فاعرِفوا لہم فضلَہم واتّبعوہم علٰی اثرِہم وتمسّکوا بما استطعتُم من اَخلاقِہم وسِیَرِہم فانہم کانوا علی الہُدی المستقیم و معلوم است کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ در آخر خلافتِ ذی النّورین رضی اللہ عنہ از عالم رفتہ و قالَ الشافعیؒ

نوبت نہ آئی۔ اور اگر مذاکرہ کی نوبت آئی بھی تو شبہ کا دفعیہ اور تنگنائے اختلاف سے فضائے اتفاق میں نکلنا میسّر نہ ہوا (ہر ایک اپنی اپنی رائے پر قائم رہا)۔ خبرِ واحد کی قسم کی بہت سی احادیث جن میں ایک فرد کی روایت ایک فرد سے ہے جمع ہوگئیں، اور اگر تم جستجو کروگے تو ایسے علماء صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایتیں جو کہ خلافتِ خاصّہ کے منقطع ہونے سے پہلے دنیا سے رخصت ہوگئے بہت کم پاؤگے اور اُن لوگوں نے جو کہ بعد ایامِ خلافت باقی رہے جو کچھ روایت کیا ہے ایامِ خلافت خاصہ کے بعد روایت کیا ہے۔ اس جماعت کی بہت سی حدیثیں مُرسل ہیں، دوسرے صحابی کا واسطہ بھی ہے مگر بنابر اختصار ارسال کی راہ اختیار کرلی لیکن صحابی کی مُرسل حدیث متّصل کا حکم رکھتی ہے۔ مسلم نے روایت کیا معاویہ بن ابی سفیان سے کہ اُنھوں نے کہا کہ تمھیں اُن احادیث کو لینا چاہئے جو عمر رضی اللہ عنہ بن الخطّاب کی زمانہ کی ہیں کہ وہ لوگوں کو اللہ کا خوف دلاتے رہتے تھے یا اور کسی طرح کہا۔ اور مروی ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ "جو شخص سُنّت کو اخذ کرنا چاہے تو چاہیئے کہ سنت کو اخذ کرے اُس سے جو مرچکا ہے کیونکہ زندہ فتنہ میں مبتلا ہونے سے محفوظ نہیں، وہ اصحابِ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو اس امّت کے سب سے افضل حضرات تھے۔ نیکی میں اُن کے قلوب بہت بڑھے ہوئے تھے ان کا علم سب سے گہرا تھا ان میں تکلّف سب سے کم تھا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے چُن لیا تھا تو اُن کی فضیلت کو پہچانو اور ان کے پیچھے پیچھے چلتے رہو اور جہاں تک ہوسکے اُن کے اخلاق اور اُن کی سیرتوں کو دلیل بناتے رہو کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جو سیدھی راہ پر تھے"۔ اور یہ معلوم ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ذی النّورین رضی اللہ عنہ کی آخرِ خلافت میں دُنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ اور امام شافعیؒ

اذا اصرنا فی التقلید فقول الائمۃ ابی بکر و عمر و عثمان قال فی القدیم و علی احب الینا من قول غیرہم ہر چند جمیع صحابہ عدول اند و روایت ایشان مقبول و عمل بموجب آنچہ بروایت صدوق از ایشان ثابت شود لازم اما در میان آنچہ از حدیث و فقہ در زمن فاروق اعظم رض بود و آنچہ بعد وی حادث شدہ فرق مابین السموات والارض است بیت آسمان نسبت بعرش آمد فرود ؛ ورنہ بس عالیست پیش خاک تود نکتۂ ثانیہ باستقراء تام معلوم شد کہ فاروق اعظم رض نظر دقیق در تفریق میان احادیث کہ بہ تبلیغ شرائع و تکمیل افراد بشر تعلق دارد از غیر آن مصروف می ساخت لہٰذا احادیث شمائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و احادیث سنن زوائد در لباس و عادات کمتر روایت میکرد بدو وجہ یکی آنکہ اینہا از علوم تکلیفیۃ تشریعیہ نیست بحتمل کہ چون اہتمام تام بروایت آن بکار برند بعض اشیاء از سنن زوائد بسنن ہدی مشتبہ گردد و یحتمل کہ شغل قوم باین احادیث از شغل بشرائع مانع آید دیگر آنکہ جمعے کہ بشرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ بودند در زمان فاروق اعظم رض بسیار بودند احتیاج بتعلیم این اشیاء واقع نشد و اخرج الدارمی عن الشعبی عن قرظۃ قال بعث عمر بن الخطاب رہطا من الانصار الی الکوفۃ فبعثنی معہم

نے کہا کہ جب ہم تقلید کو اختیار کریں گے تو ائمہ ابو بکر رض و عمر رض و عثمان رض اور پہلے دور میں علی رض کا نام بھی کہتے تھے، کے اقوال ہم کو زیادہ محبوب ہیں دوسروں کے قول سے۔ ہر چند کہ تمام صحابہ رض عدول ہیں اور ان کی روایتیں مقبول اور جو کچھ بروایت صدوق ان سے ثابت ہوا اس پر عمل بھی لازم ہے مگر حدیث و فقہ کے بارے میں جو کچھ فاروق اعظم رض کے زمانہ میں ہو چکا ہے اُس میں اور جو کچھ اُن کے بعد حادث ہوا اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بیت آسمان نسبت بعرش الخ (ترجمہ) آسمان بہ نسبت عرش کے نیچا ہے۔ ورنہ اس تودۂ خاک (یعنی زمین) سے تو بہت بلند ہے۔
نکتۂ ثانیہ۔ پورے غور و خوض سے معلوم ہوا کہ فاروق اعظم رض اُن احادیث کو جو تبلیغ احکام شرع اور افراد بشر کی تکمیل سے تعلق رکھتی ہیں دوسری قسم کی احادیث سے جدا کرنے میں نظر دقیق سے کام لیتے تھے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شمائل کی احادیث اور سنن زوائد کی احادیث جو لباس و عادات سے متعلق ہیں کمتر روایت کرتے تھے دو وجہ سے ایک یہ کہ یہ علوم تکلیفیہ شرعیہ میں سے نہیں ہیں، احتمال ہوتا ہے کہ جب ایسی روایتوں میں پورا اہتمام عمل میں لایا گیا تو بعض اشیاء جو سنن زوائد میں سے ہیں سنن ہدیٰ سے مشتبہ ہو جائیں گی۔ اور یہ احتمال بھی ہوتا ہے کہ ان احادیث میں قوم کی مشغولیت شرائع کی مشغولیت سے مانع ہو جاتے گی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت سے مشرف ہوئے تھے وہ فاروق اعظم رض کے زمانہ میں بہت تھے ان اشیاء کی تعلیم کی حاجت ہی واقع نہیں ہوتی۔ دارمی نے روایت کیا شعبی سے انہوں نے قرظہ سے، کہا کہ عمر رض بن الخطاب نے انصار کا ایک قافلہ کوفہ کی طرف روانہ کیا اور مجھے بھی اُن کے ساتھ بھیجا تھا تو عمر رض نے

فجعل یمشی معنا حتی اتی ضرار و ضرار
ماء فی طریق مکۃ فجعل ینفض الغبار
عن رجلیہ ثم قال انکم تاتون الکوفۃ
فتاتون قوما لھم ازیز بالقرآن فیاتونکم
فیقولون قدم اصحاب محمد فیاتونکم
فیسالونکم عن الحدیث فاقلوا الروایۃ
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا
شریککم قال ابو محمد ھو الدارمی معناہ
عندی الحدیث عن ایام رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیس السنن و
الفرائض قلت والاوجہ عندی ان معناہ
الحدیث عن الشمائل والعادات مما
لم یتعلق بہ حکم شرعی او معناہ
الحدیث علی سبیل الظن فیما لم
یتثبت فیہ ولم یجتھد فی حفظہ عند
التحمل او الاداء و ہمچنین از فاروق اعظم رض
اہتمام بصیغ ادعیہ موقتہ باوقات خاصہ
یا متسببہ باسباب معینہ کمتر بظہور انجامید
گویا میدانست کہ مدار فضائل مخ این
ادعیہ است یعنی التجا بجناب قدس
و توجہ باو و منشاء آن توکل است
و شکر و سپاس بر مقامات اخرج
ابوداود عن سہل بن معاذ بن انس
عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال

ہمارے ساتھ چلنا شروع کیا یہاں تک کہ ضرار آگئے اور ضرار ایک پانی
ہے مکہ کے راستہ میں تو آپ نے اپنے دونوں پاؤں سے غبار جھاڑنا
شروع کیا۔ پھر کہا کہ تم لوگ کوفہ پہنچو گے اور ایسے لوگوں سے ملو گے
جو (خشیتِ الٰہی سے) قرآن کو بھرّاتی ہوئی آواز سے پڑھنے والے
ہوں گے۔ وہ تمہارے پاس آئیں گے اور آپس میں کہیں گے کہ اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں تو وہ تمہارے پاس آکر تم
سے حدیث کے بارے میں سوال کریں گے تو تم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایتیں نقل کرنے میں کمی کرنا اور میں تمہارا شریک
ہوں۔ ابو محمد یعنی دارمی نے کہا کہ میرے نزدیک اس کے (یعنی
حدیث کے بارے میں سوال کرنے کے) یہ معنی ہیں کہ ایسی حدیث مراد
ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کے احوال سے تعلق
رکھتی ہو نہ کہ سنن اور فرائض سے تعلق رکھنے والی۔ میں کہتا ہوں
کہ بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ایسی حدیث
جو شمائل (خصائل طبعی) اور عادات کے بارے میں ہو، جس سے
کوئی شرعی حکم متعلق نہ ہو یا اس کے معنے ایسی حدیث کے ہیں
جس میں پختگی حاصل نہ ہو اور پوری کوشش نہ کی گئی ہو اس کے
حفظ میں اس کے حاصل ہونے کے وقت اور انداز بیان کے سمجھنے
میں۔ اور اسی طرح فاروق اعظم رض سے ایسی دعاؤں کے مخصوص
الفاظ کے اہتمام میں جو اوقات خاصہ کے ساتھ مخصوص ہیں
یا اسباب معینہ میں سے کسی سبب کے ساتھ متسبب ہیں کمتر
کوشش ظہور میں آتی ہے۔ گویا وہ یہ جانتے تھے کہ فضائل کا مدار
ان دعاؤں کے مغز پر ہے، یعنی بارگاہ اقدس میں التجا اور اس
کی طرف توجہ اور اس کا منشاء توکل ہے اور شکر اور اللہ کی حمد
کرنا مناسب مواقع پر۔ ابوداود نے روایت کیا سہل بن معاذ
ابن انس رض سے، وہ اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَن أَكَلَ طَعاماً ثُمّ قالَ الحمدُ للهِ الّذِي أَطعَمَنِي هٰذا الطعامَ ورَزَقَنِيهِ مِن غَيرِ حَولٍ مِنِّي ولا قُوّةٍ غُفِرَ لَهُ ما تَقَدَّمَ مِن ذَنبِهِ ومَن لَبِسَ ثَوباً فقالَ الحمدُ للهِ الّذِي كَسانِي هٰذا ورَزَقَنِيهِ مِن غَيرِ حَولٍ مِنِّي ولا قُوّةٍ غُفِرَ لَهُ ما تَقَدَّمَ مِن ذَنبِهِ وما تأَخَّرَ پس گویا فاروقِ اعظم رضہ در مثلِ این حدیث مدارِ افضلیت نظر دوختن بمسبّب اسباب دانستہ و انداختنِ اسباب از نظرِ اعتبار انگاشتہ نہ خصوصِ این کلماتِ مبارکات و گویا تشریعِ خصوصیۃ این کلمات بنسبتِ ابرار است و تشریعِ محض و اصول و منشاء آن برائے سابقین۔

کہ جس نے کھانا کھایا پھر کہا الحمد للہ الذی الخ یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے کھانا کھلایا اور مجھے عطا کیا بغیر اس کے کہ مجھ میں (اس کے پیدا کرنے کی) کچھ طاقت اور قوت ہو" تو جتنے گناہ اس سے سرزد ہوتے وہ سب معاف کر دیتے جائیں گے۔ اور جس نے کپڑا پہنا پھر کہا الحمد للہ الذی الخ یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ پہنایا اور یہ مجھے عطا کیا بغیر اس کے کہ مجھ میں (اسکے پیدا کرنے کی) کچھ طاقت اور قوت ہو" تو جتنے گناہ اس کے اگلے یا پچھلے ہوں گے وہ معاف کر دیتے جائیں گے۔ تو گویا فاروقِ اعظم رضہ نے اس جیسی حدیث میں افضلیت کا مدار مُسبّبِ اسباب پر نظر کا جمانا سمجھا اور اسباب کا نظرِ اعتبار سے ساقط کرنا خیال کیا، نہ کہ ان کلماتِ مبارکات کی خصوصیت۔ اور گویا ان کلمات کی خصوصیت کی تشریع..... ابرار (یعنی عام صالحین) کے لئے ہے اور ان کلمات کے مغز اور اصول اور منشاء کی تشریع سابقین (مقربین) کے لئے ہے۔

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ آج بیوم چہارشنبہ مورخہ ۷ رمضان ۱۳۸۳ھ کو جلد ثالثُ ازالۃ الخفاء کے ترجمہ سے بمقام دیوبند فراغت ہوئی اور اسکے بعد جلد رابع شروع کر دی گئی۔ ربنا تقبل منّا انک انت السمیع العلیم وصلے اللہ علےٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلے آلہ وصحبہ اجمعین۔ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

إزالة الخفاء

عن خلافة الخلفاء

مترجم

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مقام خلافت خلفاء راشدینؓ کے فضائل و مناقب تفضیل حضرات شیخینؓ صحابہ کرامؓ کے مراتب خلفاء راشدینؓ کے کارنامے نیز امور خلافت سے متعلق تمام اہم اور معرکۃ الآرا مسائل پر مدلل بحث

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

ازالۃ الخفاء
عن خلافۃ الخلفاء
تالیف
حضرت شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی
رح

إزالة الخفاء
عن خلافة الخلفاء
مترجم
تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
مترجمہ
حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب
جلد چہارم
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین ازالۃ الخفا مترجم اردو

جلد چہارم

مضمون	صفحہ

تمت بالخیر

قارئینِ "ازالۃ الخفاء" کے لئے خوشخبری

"ازالۃ الخفاء" کا اصل فارسی متن سب سے پہلے ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خان صاحب مدار المہام ریاست بھوپال نے شائع فرمایا تھا، اور اس کی تصحیح حضرت مولانا محمد احسن صدیقی نانوتویؒ نے تین قلمی نسخوں کی مدد سے فرمائی تھی لیکن یہ تینوں نسخے ایک حد تک ناقص تھے یعنی حصہ اول کی تمہید میں کا مقصد دوم غائب تھا جس میں شاہ ولی اللہؒ نے تفضیل شیخینؓ پر دو نقلی عقلیہ تجویز فرمائے تھے۔ چنانچہ حصہ دوم کے آخر میں مولانا نانوتوی تحریر فرماتے ہیں:

"خاتمۃ الطبع ..... احقر محمد احسن عرض کرتا ہے کہ بوقت طباعت جو کتابیں (مخطوطے) موجود تھیں ان میں سے صرف ایک کتاب میں مقصد اول کی عبارت یہاں تک دستیاب ہوئی، اور باقی کتابوں (قلمی نسخوں) میں اس سے کچھ زیادہ کم تھی، سیاق عبارت اور مصنفؒ کی عادت سے کہ مانند رسائل کے موقع بموقع لکھتے ہیں "چہارم" "پنجم" وغیرہ، معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقصد کچھ ناتمام رہ گیا ہے۔ فقیر کو بہت کوشش کے باوجود یہ تتمہ دستیاب نہ ہو۔ ناظرین سے امید ہے کہ اگر کہیں اس کا نشان مل جائے تو اس میں اضافہ فرمادیں اور فقیر کو بھی اطلاع کردیں ....."

گویا تقریباً سو سال سے "ازالۃ الخفا" فارسی کے تمام مطبوعہ نسخوں اور اس کے تراجم میں یہ حصہ ناتمام چلا آرہا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ اس کتاب کے ناشر کو عرصہ دراز سے شاہ ولی اللہؒ کی تصانیف سے گہرا شغف رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مطالعہ کے دوران راقم کو یہ گمشدہ حصہ شاہ صاحبؒ کی بعض تصانیف میں پورا کا پورا مل گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ اس حصہ پر نظرثانی کرکے یا اس کا اختصار کرکے "ازالۃ الخفا" میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن اس کا موقع نہ مل سکا۔

اب ہم اس گمشدہ حصہ کا فارسی متن مع اردو ترجمہ "ازالۃ الخفا" جلد دوم کے آخر میں شامل کررہے ہیں۔ اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ "ازالۃ الخفا" کا وہ حصہ جو تقریباً سو سال سے ناتمام چلا آرہا تھا اب مکمل ہوجائے گا اور قارئین و محققین کی تشنگی دور ہوگی۔

اس مقصد کے لئے "ازالۃ الخفا" جلد دوم کا دوسرا ایڈیشن ملاحظہ فرمایئے جس کو "قدیمی کتب خانہ" بعد نظرثانی واضافہ شائع کررہا ہے۔

معراج محمد

مہتمم: قدیمی کتب خانہ ــ کراچی

ازالۃ الخفاء

عن

خلافۃ الخلفاء
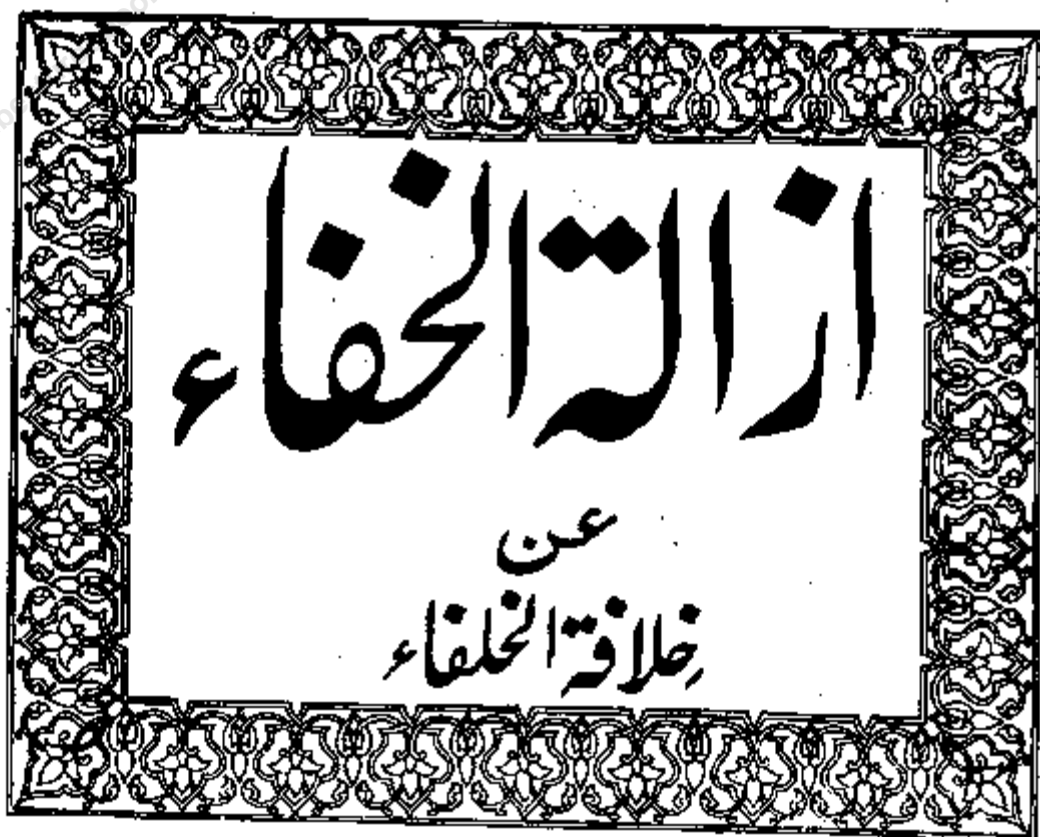
رسالہ تصوف فاروق اعظمؓ

اما توسع فاروق اعظمؓ در علوم احسان و یقین که الیوم باسم علم تصوف و علم سلوک مشہور شدہ پس بیش از آنست که استیعاب آن متوقع باشد و ما را مناسب مینماید که بعض مباحث این فن بنویسیم و رسالۂ علیحدہ سازیم تا موجب ترتب دو فائدہ باشد معرفت قدر فاروق اعظمؓ و معرفت آنکہ این علوم از خلفا ثابت شدہ نہ بدعتی است که من بعد پدید آمدہ کما ظن من لیس له نصیب فی علوم الحدیث ؛

اب رہا احسان و یقین میں جو آج علم تصوف و علم سلوک کے نام سے مشہور ہوگیا ہے حضرت فاروق اعظمؓ کا توسع تو اس کے جتنے حصہ کے استیعاب کی ہم سے اُمید کی جا سکتی ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے، ہم کو یہ مناسب معلوم ہو رہا ہے کہ اس فن کے بعض مباحث لکھیں اور اس کو علیحدہ (ایک مستقل) رسالہ کی حیثیت سے مرتب کریں، اس سے دو بڑے فائدے مرتب ہونگے ایک تو فاروق اعظمؓ کی قدرشناسی اور دوسری اس بات کی معرفت کہ یہ علوم خلفاء سے ثابت شدہ ہیں اور کوئی بدعت نہیں ہیں جس کا ظہور بعد کے زمانہ میں ہوا جیسا کہ ایسے شخص نے گمان کیا جس کا علوم حدیث میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ مخرج العلوم من معادنہا ومفیض الفہوم من اماکنہا ومحیی النفوس بہا حیوۃ طیبۃ ومرقیہا بذلک الی ما قدر لہا من مرتبۃ واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم اما بعد میگوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ اینست از نشر مقامات و اشاعت کرامات و بیان حِکَم و افادات خلیفۂ اَوّاب الناطق بالحق والصواب امیر المؤمنین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو کہ علوم کو اُن کی معدنوں سے نکالنے والا ہے اور فہموں کا ان کے ٹھکانوں سے افاضہ کرنیوالا ہے اور ان کے ذریعہ سے نفوس کو زندگی بخشنے والا ہے پاکیزہ زندگی اور ان کو اس واسطے سے ترقی دینے والا ہے جس مرتبہ تک ان کے لئے مقدر کردی گئی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور اس بات کی کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم اما بعد فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ بیان ہے خلیفۂ اوّاب، ناطق بالحق والصواب، امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ اینچہ
بندۂ ضعیف بتدوین آن موفق شد واللہ
المستعان وعلیہ التکلان ۔ وپیش از خوض در
مقصود دو مقدمہ را تمہید کنیم یکے آنکہ حقیقت
تصوف کہ بعرف شرع نام آن احسان است
سہ اصل دارد اصل **اوّل** پیدا کردن یقین از
تلبس باعمال خیر مانند صلوٰۃ وصوم وذکر وتلاوت
ومراد از یقین اینجا یقین خاص است کہ
بطریق موہبت صالحین امت را نصیب شود
وبعرف صوفیہ نام آن یادداشت است
نہ یقینے کہ از جہت استدلال یا تقلید حاصل
میگردد و اینقدر بدیہی است کہ ہمہ مسلمین بقدر
استعداد خود باعمال خیر میکنند و بمرتبۂ
یقین نمیرسند الا طائفہ از ایشان نہ ہمہ
تحصیل یقین از تلبس باعمال خیر مشروط است
بامور دیگر سخن ما در تحقیق وتعیین آن امور میرود
باستقراء معلوم میشود کہ آن امور در سہ
کلیہ مندرج است یکے جنس شرط قبول
اعمال وآن اخلاص فی العمل است ودیگر
اکثار اعمال خیر کمیت مانند تہجد وضحی واذکار
صبح وشام سوم کیفیت خاصہ کہ عبارت از
خشوع وحضور وترک حدیث نفس وہیأت
مذکرہ خشوع واذکار مقویہ آن در قرآن عظیم

کے ارشادات پر جو بسط و تفصیل مقامات پر مشتمل ہیں اور اشاعت کرامات
پر اور آپ کے افادات اور حکمتوں کا بیان ہے جسقدر بھی اس بندۂ ضعیف
کو اس کی تدوین کی توفیق دی گئی اور اللہ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے اور
اسی پر بھروسہ ہے۔ اور مقصود کے لحاظ سے قبل ہم بطور تمہید دو مقدمے
بیان کرنا چاہتے ہیں **مقدمہ اوّل** یہ کہ تصوف کی یہ حقیقت جو شرع
کی اصطلاح میں احسان کے نام سے موسوم ہے تین اصل رکھتی ہے ۔
اصل اوّل ہے اعمال خیر مثل نماز روزہ اور ذکر و تلاوت میں
مشغول رہنے سے یقین کا حاصل کرنا۔ اور یہاں یقین سے مراد ایک
خاص یقین ہے کہ بطریق بخشش و عطیہ کے صالحین امت کو حاصل
ہوتا ہے اور صوفیہ کی اصطلاح میں اس کا نام **یادداشت** ہے نہ وہ
یقین جو استدلال یا تقلید کی حیثیت سے حاصل ہوجاتا ہے۔ یہ بات
بدیہی ہے کہ تمام مسلمان بقدر اپنی اپنی استعدادوں کے اعمال خیر کرتے
ہیں اور (سب کے سب مرتبہ یقین پر نہیں پہنچ جاتے) مرتبہ یقین پر ان میں
سے ایک طائفہ سے زیادہ لوگ نہیں پہنچتے تو ضروری ہوا کہ تحصیل یقین
کے لئے اعمال خیر پر کاربند رہنا کچھ دوسرے امور کے ساتھ مشروط
ہو۔ ہماری گفتگو ان امور کی تحقیق و تعیین میں شروع ہوتی ہے غور و فکر
سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امور تین کلیوں میں مندرج ہیں۔ ایک قبول اعمال
کی شرط کے مرتبہ میں ہے اور وہ اخلاص فی العمل ہے۔ دوسرا ہے کمیت
کے اعتبار سے اکثار اعمال خیر جیسے نماز تہجد و نماز چاشت اور صبح و شام
کے اذکار۔ تیسرا کیفیت خاصہ کہ مراد ہے خشوع و حضور (قلب) اور حدیث
نفس کے ترک سے اور ایسی ہیأت خاصہ سے جو خشوع کو یاد دلانے والی
ہو اور ایسے اذکار سے جو اس کو قوت پہنچانے والے ہوں قرآن عظیم
اور سنت سنیہ (یعنی ارشادات نبویہ) میں احسان کی تفسیر ان ہی

وسنت سنیہ اصافرا تفسیر کردہ اند باین سہ کلمہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات وقال اللہ تعالٰے إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِينَ ۝ كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ الآیۃ وقال صلے اللہ علیہ وسلم أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔ **اصل دوم** تولید مقامات از میان یقین و طبیعت نفس و قلب

وعمدہ این مقامات بحسب تحریر شیخ ابو طالب مکی کہ شیخ این فن است دہ چیز است توبہ و زہد و صبر و شکر و رجا و خوف و توکل و رضا و فقر و محبت دل آدمی و نفس او بر حبی مخلوق شدہ کہ پیوستہ مطیۂ این احوال متضادہ باشد لیکن در اول امر متعلق این احوال امور دنیویہ بود خوف از دشمن یا تلف مال و ولد داشت و رجا بکثرت اموال و ولد و جاہ و اعتماد بر اسباب داشت چون یقین بر جبلت او مستولی شد واز ہمہ جہت دل او را فرا گرفت لاجرم رجا و خوف ہمہ باللہ و بامر او و مواعید او متعلق گشت و اعتماد او بر مسبب اسباب افتاد نہ بر اسباب الی غیر ذلک۔ مدانی کہ مقامات درین دہ چیز محصور است بلکہ اینہا عمدہ مقامات اند

تین کلمیوں سے کی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انما الاعمال بالنیات (اعمال کا مدار نیتوں پر ہے) اور اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ الخ (۵۱: ۱۶ تا ۱۹) وہ لوگ اس کے قبل نیکو کار تھے۔ وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور اخیر شب میں استغفار کیا کرتے تھے اور ان کے مال میں سوالی اور غیر سوالی کا حق تھا۔ اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا ہے تو وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔ **اصل دوم** یقین اور طبیعت نفس و قلب کے درمیان سے مقامات کا پیدا ہوتا ہے۔ اور ان میں کے معتمد علیہ مقامات شیخ ابو طالب مکی کی تحریر کے مطابق جو کہ اس فن کے شیخ ہیں۔ دس چیزیں ہیں توبہ و زہد و صبر و شکر و رجا و خوف و توکل و رضا و فقر اور محبت۔ آدمی کا دل اور اس کا نفس ایسی صورت سے مخلوق ہوا ہے کہ وہ ان احوال متضادہ کی سواری بنا رہتا ہے لیکن اول امر میں ان احوال کا تعلق امور دینیہ و دنیویہ سے تھا۔ خوف کا تعلق دشمن سے یا مال اور اولاد کے ضائع ہونے سے رکھتا تھا اور رجا (امید) تعلق کثرت اموال و اولاد اور جاہ اور اسباب پر بھروسہ کرنے سے تھا۔ جب اس کی جبلت پر یقین کا غلبہ ہوا اور اس نے ہر جہت سے اس کے دل کو اپنی گرفت میں لے لیا تو لازمی طور پر رجا اور خوف تمامتر اللہ تعالی اور اس کے حکم اور اس کے وعدوں سے متعلق ہو گیا اور اب اس کا اعتماد اسباب کے پیدا کرنے والے سے متعلق ہو گیا نہ کہ اسباب سے۔ اسی طرح دیگر مقامات (کی تولید کو) سمجھ لو۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ مقامات ان ہی دس چیزوں میں محصور ہیں بلکہ یہ سب عمدہ مقامات

والااشیاء بسیار ازین قبیل است مثل صدق حال وشدت لامر اللہ وتواضع و مانند آن ودر قرآن عظیم وسنت سنیہ بسیاری از مقامات مبین شدہ کہ شرح آن طولے دارد وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعی از صحابہ را بہ بشارت بعض مقامات سرافراز فرمودہ اند مثل صدیقیۃ ومحدثیۃ وشہیدیۃ وحواریۃ وگاہی صورت صبر مثلاً باسختی دل مشتبہ گردد وتوکل باتہور مختلط شود وعلیٰ ھذا القیاس محققین صوفیہ علامات وخواص برائے امتیاز یکے از دیگرے بیان کنند وفقیر یک اصل عظیم تقریر میکند کہ از ہمہ تقریرات طویلہ مغنی تواند بود وآن آنست کہ مقام آنرا گویند کہ متولد باشد ازمیان یقین وجبلت قلب ونفس پس اگر استیلای یقین در یکے یافتہ نشود صفات وی ہمہ طبعی اند نہ مقامات سلوک واگر استیلای یقین دیدہ شود باز تامل باید کرد کہ پیش از یقین اینہا ہمیں صفت وہمیں وضع در شخص بود یا نہ اگر بود از مقامات نیست واگر نبود آن از مقامات سلوک است منصف لبیب را ہمیں نکتہ ان شاء اللہ کافی است **اصل سوم** چون یقین بر شخصی مستولی شد ونفس او را در گرفت آنچہ

ہیں ورنہ اسی قبیل کی اور بہت اشیاء ہیں جیسے صدق دل اور اللہ کے امر کی وجہ سے شدت اور تواضع اور ان ہی کے مانند۔ اور قرآن عظیم وسنت سنیہ میں بہت سے مقامات کا بیان فرمایا گیا ہے جن کی شرح طویل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی ایک جماعت کو بعض مقامات کی بشارت سے سرفراز فرمایا ہے جیسے صدیقیت اور محدثیت اور شہیدیت اور حواریت۔ اور کبھی صبر کی صورت مثلاً سختی دل کے ساتھ مشتبہ ہو جاتی ہے اور توکل تہور[عہ] کے ساتھ مختلط ہو جاتا ہے۔ اسی پر دوسری صفات کے مشتبہ ہونے کو قیاس کر لیا جائے۔ محققین صوفیہ ایک کو دوسرے سے ممتاز کرنے کے لئے علامات و خواص بیان کرتے ہیں اور فقیر ایک پختہ بنیادی بات کی تقریر کئے دیتا ہے جو کہ لمبی تقریروں سے (جو اس موقع پر کی جاتی ہیں) مستغنی کر سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مقام اسے کہتے ہیں جو کہ یقین (بمعنے مذکورہ بالا) اور قلب ونفس کی جبلت (یعنی پیدائشی حالت) کے درمیان سے پیدا ہوتا ہے۔ تو اگر یقین کا استیلاء کسی میں نہیں پایا جاتا تو اسکی تمام صفات طبعی ہیں مقامات سلوک نہیں ہیں۔ اور اگر یقین کا استیلاء دیکھا جائے تو پھر غور کیا جائے کہ یہ یقین حاصل ہو جانے سے پہلے یہ صفات اسی کیفیت اور اسی وضع کے ساتھ اس شخص میں موجود تھیں یا نہیں۔ اگر موجود تھیں تو مقامات میں سے نہیں ہیں اور اگر نہیں تھیں تو مقامات سلوک میں سے ہیں۔ ایک صاحب انصاف سمجھدار کیلئے یہی نکتہ ان شاء اللہ کافی ہے۔

اصل سوم جب یقین کسی شخص پر مستولی ہو جائے گا اور اس کے

[عہ] تہور کے معنی ہیں بے خوفی کے ساتھ ہلاکت کے مقام میں گھس جانا یعنی ایسی شجاعت جس میں اپنی ذات کا تحفظ مغلوب ہو جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ کسی کسی شخص کی یہ طبعی صفت ہے کہ وہ ہلاکت کی پرواہ نہیں کرتا اسکی اس حالت کو دیکھ کر یہ اندازہ کرنا دشوار ہے کہ اس بے خوفی کا منشاء اسکی طبعی صفت ہے یعنی تہور ہے یا اس کا منشاء توکل علی اللہ کی ذات پر۔ ۱۲ مترجم

بگوید از یقین مے گوید و آنچہ میکند از
یقین میکند و مقاماتِ سنیہ در سینہ وی
متولد شد و درین مشرب استقلالی بہم رسانید
طافحہ از حال او بیرون افتد و درمیان افرادِ
بشر شائع گردد و این دو نوع است کراماتِ
خارقہ و تربیتِ مریدان. حضرت فاروق اعظم
این ہمہ مباحث را قولاً و فعلاً بیان فرمودہ
و بذروۂ اعلیٰ این فن ترقی نمود و اَعلم صوفیہ
است بعلوم تصوف در امت مرحومہ و بعد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امتِ مرحومہ
آنحضرت را تربیت فرمودہ چہ اصحابِ آنحضرت
و چہ تابعین و افادۂ حکم و مواعظ نمود خطاباً
للحاضرین و کتاباً للغائبین ہرچند استیعاب
این مبحث خصوصاً درین رسالہ گنجائش
نیست نکتۂ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ منظور نظر
است. مقدمۂ دوم بون بائن است درمیان
کرامات و مقامات مشائخ صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ
اسرارہم و مقامات و کراماتِ فاروق اعظمؓ
مقاماتِ مشائخ صوفیہ شناختہ نمی شود اِلّا از
جہت حفوفِ قرائن مثلاً در مظانِ جزع و قلق
چندین بار دیدیم شخصی را کہ آثار جزع از وی
ظاہر نمیشود پس حکم کردیم بثبوتِ مقام صبر او
یا اخبار خود کشش از وجود این مقامات بطریق

نفس کو اپنی گرفت میں لے لے گا کہ جو کچھ کہتا ہے یقین سے کہتا ہے
اور جو کچھ کرتا ہے یقین سے کرتا ہے اور اعلیٰ مقامات (مذکورہ بالا)
اس کے سینہ میں پیدا ہوگئے ہیں اور اس مشرب میں اس کو ایک
استقلال حاصل ہوگیا ہے تو ایک جوش اس کے حال سے باہر
نکلے گا اور افرادِ بشر کے درمیان شائع ہوجاتے گا اور اسکی
دو قسمیں ہیں کراماتِ خارقہ (یعنی خلافِ عادت امور کا صادر ہونا)
اور تربیتِ مریدان. حضرت فاروق اعظمؓ نے ان تمام مباحث
کو قولاً اور فعلاً واضح فرمایا اور آپنے اس فن کے بلند ترین مرتبہ
پر ترقی کی ہے اور آپ علم تصوف کے اُمتِ مرحومہ میں تمام
صوفیہ میں سب سے بڑے عالم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بعد آنحضرت کی اُمتِ مرحومہ کی آپ نے سب ہی کی تربیت
فرمائی، کیا آپ حضرتؐ کے اصحاب اور کیا تابعین. اور حکمتوں اور
مواعظ کا افادہ آپنے حاضرین کو زبانی ارشاد سے اور غائبین کو
تحریرات کے ذریعہ سے فرمایا. ہرچند کہ اس مبحث کے ایسے بیان
کی جو تمام جزئیات پر حاوی ہو خصوصاً اس رسالہ میں گنجائش نہیں ہے
پھر بھی نکتۂ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ (جس شے کے کل کا ادراک نہ
کیا جاسکے اُس کے کل کو چھوڑا بھی نہ جائے) پیش نظر ہے.
مقدمہ دوم بہت بڑا فرق ہے کرامات اور مقاماتِ صوفیہ قدس
اللہ اسرارہم اور کرامات و مقاماتِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے
درمیان. مشائخ صوفیہ کے مقامات نہیں پہچانے جاتے مگر اس صورت
سے کہ قرائن ان کا احاطہ کرلیں مثلاً ایسے مواقع میں جہاں کہ گھبراہٹ اور
پریشانی واقع ہونے کا غالب گمان ہو. ہم نے چند بار کسی شخص کو
دیکھا کہ اس سے گھبراہٹ کے آثار ظاہر نہیں ہوتے تو ہم نے اسکے

وجدان و در ہر یکی از این دو وجہ خدشہا
است مزال الاقدام درین فن بسیار است
مقامات فاضلہ با صفاتِ طبعیہ مشتبہ میشود
و یکی برنگ دیگری بر می آید لاجرم شناختِ
مقامات وکراماتِ اشخاص خاصہ فنی است
ظنی بنا بر حسن ظن بشخص و بنا قلین از وی
قبول کردہ می شود اما مقامات فاروقِ اعظم
اصول آن بنقلِ مخبرِ صادق علیہ اکمل الصلوات
و ایمن التحیات ثابت شدہ و آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اورا بآنہا بشارت دادہ و آن
مباحث بنقل مستفیض ثبوت پیوستہ تا آنکہ
ایمان بقدر مجمل واجب شدہ وحجت بآن
قائم گشتہ آنچہ می نویسیم ہمہ شرح این
اجمال است و فروع این اصول نخست
بعض نصوص مستفیضہ یاد کنیم انگاہ در تفصیل
خوض نمائیم نفسِ ناطقہ را دو قوت دادہ اند
قوتِ عاملہ و قوتِ عاقلہ چون تہذیب قوت
عاملہ بکمال خود رسد آن عصمت است
و تہذیب قوتِ عاقلہ چون بکمال خود رسد
آن وحی است و دستِ امتیان از وصول
بکمال مطلق درین دو قوت کوتاہ است اما
ہر یکے را نمونہ ایست و نائبے چون این ہر دو
نائب بہم آیند ثمراتِ کثیرہ از میان اینہا

لئے مقام صبر کے ثبوت کا حکم لگا دیا۔ یا بطریق وجدان معلوم کر کے ان
مقامات کے وجود کے بارے میں خود اس کا خبر دیدیا، اور ان دونوں
میں سے ہر ایک وجہ میں بہت سے خدشے ہیں۔ اس فن میں اقدام کی
لغزش کے مواقع بہت ہیں، مقاماتِ فاضلہ مشتبہ ہو جاتے ہیں
صفاتِ طبعیہ کے ساتھ، ایک ان میں سے دوسرے کے رنگ میں ظاہر
ہو جاتا ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ مخصوص اشخاص کے مقامات اور
کرامتوں کی شناخت ایک ظنی فن ہے جسکی بنا ہے کسی شخص کے ساتھ
حسن ظن پر اور اس کے بارے میں نقل کرنے والوں کی بات مان لی جاتی ہے
فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مقامات تو وہ اس مرتبہ کے ہیں کہ ان کے اصول
مخبر صادق علیہ اکمل الصلوات وایمن التحیات کی نص سے ثابت ہوتے ہیں
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان مقامات کی بشارت دی ہے اور وہ
مباحث نقل مستفیض سے ثابت ہو کر اس حد پہ پہنچے ہوئے ہیں کہ ان پر
ایمان مجمل واجب ہو گیا اور ان سے حجت قائم ہو گئی۔ جو کچھ ہم لکھنا چاہتے
ہیں وہ سب اسی اجمال کی شرح اور اسی اصول کی فرع ہے۔ پہلے ہم بعض
نصوص مستفیضہ کا ذکر کریں گے پھر اس کے ساتھ تفصیل میں غور کریں گے
نفسِ ناطقہ کو دو قوتیں عطا ہوتی ہیں قوتِ عاملہ اور قوتِ عاقلہ، جب
قوتِ عاملہ کی تہذیب اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے تو وہ عصمت ہے
اور قوتِ عاقلہ کی تہذیب جب اپنے کمال پر پہنچ جائے تو وہ وحی
ہے۔ ان دونوں قوتوں میں کمال مطلق پر پہنچنے سے تو امتیوں
کا ہاتھ کوتاہ ہے لیکن (ان دونوں قوتوں میں سے) ہر ایک کا
ایک نمونہ اور نائب ہے۔ جب یہ دونوں نائب جمع ہو جائیں گے
تو ان کے درمیان سے ثمراتِ کثیرہ پیدا ہونگے، اس وقت وہ شخص
مرشد خلائق ہوگا اور پیغمبر کا خلیفہ برحق اور رحمتِ الٰہی کا مظہر

متولد شود آنگاہ شخص مرشد ملاقی گردد و
خلیفہ برحق پیغامبر و مظہر رحمت الٰہی ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؀ پس نائب وحی محدثیت
است و موافقت رای با وحی و کشف صادق
وفراست المعیہ و نائب عصمت فرار شیطان
است از ظل این کامل واز ثمرات اجتماع این
دو خصلت شہیدیت است و استحقاق
نیابت پیغامبر در افاضت علوم در دار دنیا
و علو منزلت در آخرت قال صلے اللہ علیہ
وسلم لقد کان فیما کان قبلکم من الامم
محدثون فان یکن فی امتی احد فہو عمر بن
الخطاب رواہ ابو ہریرۃ و عائشۃ بطرق صحیحۃ
مستفیضۃ وفی بعض طرق حدیث ابی ہریرۃ
لقد کان فیما کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال
یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن
من امتی منہم احد فعمر و عقبۃ بن عامر این
مضمون را بلفظے دیگر آورد قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان نبی بعدی
لکان عمر بن الخطاب اخرجہ احمد والترمذی و
قال علی رضی اللہ عنہ انکان عمر لیقول القول
فینزل القرآن بتصدیقہ وقال ابن عمر ما اختلف
اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی شیٔ فقالوا

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ الخ ۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس
کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے
فضل والا ہے۔ آپ سمجھو کہ وحی کی نائب ہے محدثیت
اور وحی کے ساتھ رائے کا موافق ہونا اور سچا کشف
اور فراست نورانیہ، اور عصمت کا نائب ہے شیطان کا
بھاگنا اس کامل کے سایہ سے، اور ان دو خصلتوں کے اجتماع
کے ثمرات میں سے شہیدیت ہے اور دار دنیا میں
افاضۂ علوم کے سلسلہ میں نیابت پیغمبر کا استحقاق اور
آخرت میں بلند مرتبہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم سے پہلے جو امتیں گزر چکی ہیں ان میں محدث (جس
پر منجانب اللہ انکشافات ہوں) ہوتے تھے تو (اب) میری
امت میں سے اگر کوئی (ایسا محدث) ہے تو وہ عمر بن الخطاب
ہے، اس کو ابو ہریرہ اور عائشہ نے روایت کیا صحیح مستفیضہ
اسناد کے ساتھ۔ اور ابو ہریرہ کے بعض طرق حدیث میں
یہ ہے کہ تم میں سے پہلے بنی اسرائیل میں سے ایسے لوگ
گزرے ہیں جن سے (ورا حجاب) کلام کیا گیا ہے بغیر اس کے
کہ وہ انبیاء ہوں اور اگر میری امت میں سے کوئی ایسا ہے جس
پر الہام کیا جاتا ہے تو وہ عمر ہے اور عقبہ بن عامر اس مضمون کو دوسرے
الفاظ میں لائے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میرے
بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور عمر بن الخطاب ہوتا۔ اس کو احمد اور ترمذی نے
روایت کیا۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر ایسے تھے کہ جب وہ کوئی
بات کہتے تھے تو قرآن اس کی تصدیق کے ساتھ نازل ہوجاتا تھا۔ اور
ابن عمر نے فرمایا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جب بھی کسی چیز میں

وقال عمر الا نزل القرآن بما قال عمر وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبہ اخرجہ الحفاظ من حدیث ابی ہریرۃ وابن عمر وفی موقوف علی رضی اللہ عنہ کنا نری ونحن متوافرون ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر وقال صلے اللہ علیہ وسلم یا عمر ما لقیک الشیطان سالکا فجا الا سلک فجا غیر فجک اوکما قال رواہ الحفاظ من حدیث سعد بن ابی وقاص وعائشۃ وبریدۃ الاسلمی وفی موقوف علی رضی اللہ عنہ کنا نری ان شیطان عمر یہابہ ان یامرہ بالخطیئۃ وعن ابن مسعود وسعد وغیرہما موافقاتہ للقرآن ودر حدیث مشہور بروایۃ جماعۃ من الصحابۃ وہلم جرا ثابت شدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاروق اعظم را بشہید مسمی نمودہ سفے حدیث العشرۃ والثلثۃ وغیر ذلک وقال صلے اللہ علیہ وسلم ارأف امتی بامتی ابوبکر و اقوہما فی امر اللہ عمر رواہ ابو عمر فے الاستیعاب من حدیث انس وابی سعید ومحجن اوابی محجن وقال صلی اللہ علیہ وسلم منزلتہما من اہل الجنۃ منزلۃ الکوکب الدری من اہل الارض اوکما

اختلاف ہوا اور انھوں نے دیکھ کہا اور عمرؓ نے بھی دیکھ کر کہا تو قرآن عمر ہی کے قول کے مطابق نازل ہوا۔ اور مروی ہے ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور اس کے قلب پر قائم کر دیا ہے۔ حفاظِ حدیث نے اس کو ابو ہریرہؓ اور ابن عمرؓ کی حدیث سے اخذ کیا ہے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف حدیث میں ہے کہ ہم دیکھتے تھے جب کہ ہم بہت لوگ ہوتے تھے کہ سکینہ[1] عمرؓ کی زبان پر بولتا تھا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عمر تجھ سے شیطان کبھی نہیں ملا کسی کوچہ میں سے گذرتا ہوا مگر تیری گذرگاہ سے ہٹ کر دوسرے کوچہ سے گذرنے لگا یا کچھ ایسا ہی فرمایا۔ اس کو حفاظِ حدیث نے روایت کیا سعد بن ابی وقاص اور عائشہ اور بریدہ اسلمی کی حدیث سے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف حدیث میں ہے کہ ہم دیکھا کرتے تھے کہ عمر کا شیطان اس بات سے ڈرتا ہے کہ ان کو خطا کا حکم کرے۔ اور ابن مسعود اور سعد وغیرہما سے قرآن کے ساتھ ان کی موافقات مروی ہیں اور حدیث مشہور میں صحابہ کی ایک جماعت کی روایت سے اور اسی طرح کھینچتے[2] چلے جاتے۔ ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق اعظمؓ کو شہید کے نام سے موسوم فرمایا ہے حدیث عشرہ و ثلاثہ وغیر ذلک میں۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت پر میری امت میں سب سے زیادہ مہربانی کرنے والا ابوبکر ہے اور اللہ کے امر میں امت کا سب سے زیادہ قوی عمر ہے۔ اس کو استیعاب میں ابو عمر نے حدیث انس وابی سعید ومحجن یا ابو محجن سے روایت کیا۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مقام اہل جنت کے مقابلہ پر ان دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کا مقام

[1] یعنی ایسا کلام عمر کی زبان سے جاری ہوتا تھا جس سے نفوس اور قلوب مطمئن ہو جائیں اور وہ ایک غیبی حکم ہوتا تھا جس کا القاء اسکی زبان پر ہوتا تھا۔ یا سکینہ سے مراد وہ فرشتہ ہے جو قول کا الہام کرتا ہے ۱۲ منہ
[2] یعنی پھر تابعین کی ایک جماعت پھر تبع تابعین کی ایک جماعت ۱۲ مترجم

قال رواہ ابوداؤد وغیرہ من حدیث ابی سعید ودر حدیث تکلم ذئب فرمودہ آؤمن بہ انا وابوبکر وعمر وما ہما ثم ودر جنت خانہ او را دیدند ودر منام بصورت لبن وقمیص زیادۃ فضل او بر سائر مسلمین متمثل شد انگاہ فرمود اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر رواہ الترمذی وغیرہ من حدیث ابن مسعود وحذیفۃ وقال لا یصیبنکم فتنۃ ما دام ہذا فیکم رواہ الحفاظ من حدیث ابی ذر وحذیفۃ وعبداللہ بن سلام ومن طرق حدیث حذیفۃ ما وجد فی الصحیحین ان بینک وبین الفتنۃ بابا مغلقا الی غیر ذلک من فضائل لا تحصی وہی من متواترات الدین بالتواتر المعنوی

الفصل الاول العلم

الغزالی قال عمر ایہا الناس علیکم بالعلم فان للہ سبحانہ رداء فمن طلب بابا من العلم ردّاہ اللہ تعالیٰ بردائہ فان اذنب ذنبا استعتبہ فان اذنب ذنبا استعتبہ فان اذنب ذنبا استعتبہ لئلا یسلبہ رداءہ. الغزالی قال عمر موت الف عابد قائم اللیل صائم النہار اہون من موت عالم بصیر بحلال اللہ وحرامہ الغزالی قال عمر من حدث بحدیث فعمل بہ فلہ اجر ذلک العمل ابو اللیث عن عمر انہ قال ان الرجل لیخرج من منزلہ وعلیہ من الذنوب

بمنزلہ کوکب دری (چمکتے ہوئے ستارے) کے ہے اہل زمین کے مقابلہ پر یا جیسا کچھ آپ نے فرمایا۔ اس کو روایت کیا ابوداؤد وغیرہ نے ابوسعید کی حدیث سے اور بھیڑیئے کے کلام والی حدیث میں فرمایا کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر اور عمر اور وہ دونوں اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔ اور جنت میں ان کے گھر کو دیکھا اور خواب میں بصورت دودھ اور قمیص کے ان کی فضیلت تمام مسلمانوں پر متمثل ہوئی اس وقت آپ نے فرمایا کہ اقتدا کرو ان دونوں یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ کی جو میرے بعد (خلیفہ) ہونگے اس کو ترمذی نے روایت کیا ابن مسعود اور حذیفہ کی حدیث سے اور حدیث کہ ہرگز تم پر کوئی فتنہ نہ پڑے گا جب تک کہ یہ تم میں رہے گا۔ اس کو حفاظ حدیث نے روایت کیا ہے ابوذر اور حذیفہ اور عبداللہ بن سلام کی حدیث سے اور حدیث حذیفہ کی ایک روایت کے الفاظ جو صحیحین یعنی (بخاری ومسلم) میں ملتے ہیں یہ ہیں کہ بیشک تیرے اور فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ ان کے علاوہ اتنے فضائل ہیں جن کا احصا دشوار ہے اور یہ سب دین کے متواترات میں سے ہیں تواتر معنوی کے ساتھ (یعنی باعتبار معنے متواتر ہیں)۔

فصل اوّل ”علم“

غزالی۔ عمرؓ نے فرمایا اے لوگو تم کو علم حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پاس چادر ہے جو علم (یعنی معرفت) کے کسی باب کو طلب کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی چادر اڑھا دے گا۔ (کنایہ ہے نور توفیق سے)[1] پھر اگر وہ کوئی گناہ کریگا تو اللہ سے راضی ہونے کی درخواست کریگا۔ پھر اگر وہ کوئی گناہ کرے گا تو اللہ سے راضی ہونے کی درخواست کرے گا پھر اگر کوئی گناہ کریگا تو اللہ سے راضی ہونے کی درخواست کریگا تاکہ وہ اس سے وہ اپنی چادر نہ چھین لے واگر جاہل ہوگا تو اس کو اس خطرہ کا اندیشہ نہ ہوگا اور نعمت سلب ہو جائیگی غزالی عمرؓ نے فرمایا کہ ایسے ہزار عابدوں کی موت جو قائم اللیل اور صائم النہار ہوں ہلکی ہے ایسے عالم کی موت سے جو اللہ کے حلال اور اس کے حرام میں بصیرت رکھنے والا ہو غزالی عمرؓ نے فرمایا کہ

[1] یہ حدیثیں جلد ثالث میں اور اس سے پہلے بھی لکھی جا چکی ہیں ۱۲ مترجم عفی عنہ یہ کنایہ اکابر اولیاء کے ملفوظات میں بکثرت مستعمل ہے جب حق تعالیٰ فضل فرماتا ہے تو سالک کی ذات پر انوار نازل ہوتے ہیں جو اس کو پورے طور پر مشتمل ہو کر چادر کی طرح اپنے احاطہ میں لے لیتے ہیں اور نفس ان سے منصبغ ہو کر ان کے حکم میں آجاتا ہے ۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

مثل جبال تہامۃ فاذا سمع العلم خاف واسترجع علی ذنوبہ فانصرف الی منزلہ ولیس علیہ ذنب فلا تفارقوا مجالس العلماء فان اللہ تعالیٰ لم یخلق علی وجہ الارض بقعۃ اکرم من مجالس العلماء۔ الغزالی قال عمر ان اخوف ما اخاف علی ھذہ الامۃ المنافق العلیم قالوا کیف یکون منافقا علیما قال علیم اللسان جاہل القلب۔ الغزالی قال عمر اذا رأیتم العالم محبا للدنیا فاتہموہ علی دینکم فان کل محب یخوض فیما احب۔ الغزالی قال عمر لا تتعلم العلم لثلث ولا تترکہ لثلث لا تتعلم العلم لتماری بہ ولا تباہی بہ ولا ترائی بہ ولا تترکہ حیاءً من طلبہ ولا زہادۃً فیہ ولا رضیً بالجہل منہ۔ الغزالی قال عمر تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والوقار والحلم۔ الغزالی قال عمر لا تکونوا من جبابرۃ العلماء فلا یفی علمکم بجہلکم۔ الغزالی عن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکتسب الرجل مثل فضل عقل یہدی صاحبہ الی ھدی ویردہ عن ردی وما تم ایمان عبد واستقام

جس نے کسی حدیث کو بیان کیا اور اس پر عمل کیا (یعنی حدیث سننے والے نے) تو اس (حدیث بیان کرنیوالے کو) اس عمل کا اجر ملے گا۔ ابو اللیث مروی ہے عمرؓ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک شخص اپنے گھر سے اس حال میں نکلتا ہے کہ اس پر تہامہ کے پہاڑوں کی مانند گناہوں کا بار ہے پھر جب وہ علم سنتا ہے تو ڈرتا ہے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے، پھر وہ اپنے گھر کی طرف اس حال میں لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اسلئے تم علماء کی مجلس کو نہ چھوڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر کوئی مقام علماء دین کی مجالس سے بزرگ تر نہیں پیدا کیا۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ اس امت کے متعلق سب سے زیادہ اس شخص سے ڈرتا ہوں جو منافق ذی علم ہو۔ لوگوں نے کہا کہ منافق ذی علم کیسا ہوتا ہے تو کہا کہ علیم اللسان (زبان پر علم ہو) جاہل القلب (دل علم کے اثر سے خالی) غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ جب تم عالم کو دنیا سے محبت کرنیوالا دیکھو تو اس کو تم اپنے دین پر ہونے میں متہم قرار دو کیونکہ ہر ایک محبت کرنیوالا اپنی محبوب چیز میں ہی غور وفکر کرتا ہے (اسلئے محب دنیا محب خدا نہ ہوگا)۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ علم کو حاصل کرو تین (باتوں) کی وجہ سے اس کو نہ چھوڑو تین (باتوں) کی وجہ سے علم کو نہ حاصل کرو اس غرض سے کہ تم اسکے ذریعہ سے جھگڑے کرو اور نہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ سے اپنی فوقیت جتاؤ اور نہ اسلئے کہ اسکے ذریعہ سے دکھاوا کرو اور اسکو نہ چھوڑو اسکی طلب سے شرماتے ہوتے اور نہ اس میں بے رغبتی (یعنی حقارت) کی بنا پر اور نہ اس سے جہل پر راضی ہوتے ہوئے۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ علم کو سیکھو اور علم کیلئے سکینت اور وقار اور حلم کو سیکھو۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ تعدی کرنے والے علماء میں سے نہ ہو کیونکہ تمہارا علم تمہارے جہل کی مکافات نہ کرے گا۔ غزالی، عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص نے (کسی فضیلت کا) اکتساب نہیں کیا جو ایسی فضیلت عقل کی مانند ہو جو صاحب عقل کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرے اور اور اس کو ہلاکت سے لوٹا دے اور کسی بندے کا ایمان پورا نہ ہوگا اور نہ دین میں استقامت ہوگی جب تک اس کی

دينه حتى يكمل عقله. الغزالي
عن عمر انه قال لتميم الداري ما السؤدد
فيكم قال العقل قال صدقت سالت رسول
الله صلى الله عليه وسلم كما سألتك
فقال لي كما قلت ثم قال سألت جبرئيل
ما السودد فقال العقل. البخاري في ترجمة
باب قال عمر تفقهوا قبل ان تسودوا معناه
ينبغي للانسان ان يبادر بطلب العلم
الثروة والسودد فان النفس امارة
بالسوء والدنيا شاغلة للاوقات.
البغوي والغزالي قال عمر تعلموا
من النجوم ما تهتدوا به في البر والبحر ثم
امسكوا. السهروردي عن عمر انه قرأ قوله
تعالى فانبتنا فيها حبا الى قوله
وابا ثم قال ما الاب ثم قال هذا لعمرك
هو التكلف فخذوا ايها الناس ما بين
لكم فما عرفتم فاعملوا وما لم تعرفوا فكلوا
علمه الى الله. ابو طالب قال ابن مسعود
لما مات عمر بن الخطاب انى لاحسب
انه ذهب بتسعة اعشار العلم فقيل
تقول هذا وفينا اجلة الصحابة فقال
لست اعني العلم الذي تريدون انما
اعني العلم بالله. ابو طالب عن عمر كم من

عقل کامل نہ ہو گی۔ غزالی، عمرؓ سے ہے کہ انھوں نے فرمایا تمیم داری
سے کہ تم میں سرداری (کا معیار) کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ
عقل۔ عمرؓ نے کہا تم نے سچ کہا۔ میں نے جیسا تم سے سوال کیا دنیا
ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تو آپ نے
مجھے وہی جواب دیا تھا جو تم نے دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں نے
جبرئیل عؑ سے سوال کیا تھا کہ سرداری کیا ہے تو انھوں نے کہا
تھا کہ عقل۔ بخاریؒ اس باب کے ترجمہ میں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ علم
حاصل کرو پہلے اس سے کہ تم سردار بنو۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ مرد العالی اور
سرداری پر پہنچنے سے پہلے طلب علم میں سبقت کی جائے کیونکہ نفس برائی
کا حکم دینے والا ہے اور دنیا اوقات کو (امور دنیاوی میں) مشغول کرنے
والی ہے۔ بغوی اور غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ علم نجوم میں سے اتنا سیکھ لو
جس سے تم جنگل اور دریا میں راستہ حاصل کر لو پھر رک جاؤ (یعنی
احکام نجوم نہ سیکھو)۔ سہروردی، روایت ہے عمرؓ سے کہ انھوں نے یہ
ارشاد حق تعالیٰ پڑھا فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا سے وَاَبًّا تک پھر کہا کہ
اَب کیا ہے؟ پھر کہا کہ میں بقسم کہتا ہوں کہ یہ (معنے جو تم کہتے ہو) تکلف
(یعنی اپنی طرف سے تعیین مراد حق) ہے اس لئے (اے لوگو) جو تم سے
بیان کر دیا گیا پھر تم نے اس کو بخوبی سمجھ لیا تو اس پر عمل کرو اور جس
کو تم نہ پہچانو تو اس کے علم کو اللہ کے سپرد کرو۔ ابو طالب، جب عمرؓ
ابن الخطاب کا انتقال ہوا تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں
کہ علم کے دس حصوں میں سے نو حصے جاتے رہے تو (ان سے) کہا
گیا کہ تم یہ کہتے ہو حالانکہ ہم میں بڑے بڑے صحابہ موجود ہیں تو ابن
مسعودؓ نے کہا کہ میری مراد وہ علم نہیں ہے جو تم مراد لے رہے ہو
میں علم باللہ (معرفت الٰہی کا علم) مراد لے رہا ہوں۔ ابو طالب،

عالم فاجر و عابد جاہل فاتقوا الفاجر من العلماء والجاہل من المتعبدین۔ ابو طالب عن عمر قال اتقوا کل منافق علیم اللسان یقول ما تعرفون ویعمل ما تنکرون التعبد۔ مالک کتب عمر الی عمالہ ان اہم امرکم عندی الصلوٰۃ فمن حفظہا وحافظ علیہا حفظ دینہ ومن ضیعہا فہو لما سواہا اضیع۔ مالک دخل رجل علی عمر من اللیلۃ التی طعن فیہا فایقظ عمر لصلوٰۃ الصبح فقال عمر نعم ولا حظ فی الاسلام لمن ترک الصلوٰۃ فصلی عمر وجرحہ یثعب دما۔ مالک قال عمر لان اشہد صلوٰۃ الصبح فی الجماعۃ احب الی من ان اقوم لیلۃ۔ ابو طالب والسہروردی، وقال عمر علی المنبر ان الرجل لیشیب عارضاہ فی الاسلام وما اکمل للہ صلوٰۃ قیل وکیف ذلک قال لا یتم خشوعہا وتواضعہا واقبالہ علی اللہ فیہا۔ مسلم وغیرہ عن عقبۃ بن عامر عن عمر رفعہ من توضأ فاسبغ الوضوء ثم قال اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ فتحت لہ ابواب الجنۃ الثمانیۃ الحدیث۔ قال عمر تفقدوا

مروی ہے عمرؓ سے کہ کہتے ہیں بدکار عالم اور عبادت گذار جاہل ہیں تو تمہیں بدکار عالموں اور جاہل عبادت گذاروں سے بچنا چاہیئے۔ ابو طالب، مروی ہے عمرؓ سے کہ فرمایا کہ بچو ہر ایسے منافق سے جس کی زبان خوب علم والی ہو کر وہ ایسی باتیں کہے جن کو تم پہچانتے ہو (یعنی پسند کروگے) اور عمل ایسے کرے جس کا برا ہونا تم سمجھتے ہو۔ عبادات، مالکؒ، عمرؓ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے تو جس نے اسکی حفاظت کی اور اسکی ہمیشہ نگہداشت رکھی تو اس نے اپنے دین کو محفوظ رکھا اور جس نے اس کو ضائع کیا تو وہ اس کے سوا (دیگر ضروریات دین) کو زیادہ ضائع کرنیوالا ہوگا۔ مالکؒ، ایک شخص عمرؓ کے پاس اُس رات میں پہنچا جس میں ان کو زخمی کیا گیا تھا پھر عمرؓ کو صبح کی نماز کے لیے جگایا تو عمرؓ نے کہا کہ ہاں اور اسلام میں کوئی حصہ نہیں اس شخص کا جو نماز کو ترک کرے پھر عمرؓ نے نماز پڑھی اور اُن کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ مالکؒ، عمرؓ نے فرمایا کہ بیشک یہ بات کہ میں صبح کی نماز کے لئے جماعت میں حاضر ہوؤں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ رات بھر (نوافل) میں کھڑا رہوں۔ ابو طالب اور سہروردی، عمرؓ نے فرمایا منبر پر کہ ایک شخص اسلام کی حالت میں اپنے دونوں رخسار بوڑھے کر لیتا ہے اس حال میں کہ اس نے اللہ کے لئے ایک نماز بھی کامل نہیں کی۔ کہا گیا کہ یہ کیسے فرمایا کہ وہ نماز کے خشوع اور تواضع کو پورا نہیں کرتا حالانکہ نماز میں اس کا رخ اللہ کی طرف ہوتا ہے۔ مسلم وغیرہ، روایت ہے عقبہ بن عامر سے وہ مرفوعاً عمرؓ سے کہ جس نے وضو کیا اور عمدہ طور پر وضو کیا پھر کہا اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ الخ (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں) اُس کے لئے آٹھوں دروازے جنت

اخوانكم في الصلوة فان كانوا مرضى فعودوهم
وان كانوا اصحاء فعاتبوهم. الغزالي
كان عمر يقول لابي موسى ذكّرنا ربنا فيقرأ
عنده حتى يكاد وقت الصلوة ان يتوسط
فيقال الصلوة الصلوة فيقول أوَ لسنا في
الصلوة. الغزالي كان عمر يقول اللّٰهم
اني استغفرك لظلمي وكفري فقيل له
هذا الظلم فما بال الكفر فتلا اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ. المحب الطبري عن سعيد
ابن المسيب كان عمر يحب الصلوة في كبد الليل
يعني وسط الليل. مالك عن زيد بن اسلم عن
ابيه ان عمر بن الخطاب كان يصلي من الليل
ما شاء الله حتى اذا كان من آخر الليل ايقظ
اهله للصلوة يقول لهم الصلوة الصلوة ثم يتلو
هذه الآية وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ
وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا ۚ نَحْنُ
نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۔ المحب الطبري
عن عبد الله بن ربيعة صليت خلف عمر
الفجر فقرأ بسورة الحج وبسورة يوسف قراءة
بطيئة. المحب الطبري عن ابن عمر ما مات
عمر حتى سرد الصوم. المحب الطبري عن جعفر
الصادق كان اكثر كلام عمر الله اكبر. الغزالي
قال عمر ان الاعمال تباهت فقالت الصدقة

کے کھول دیئے جائیں گے۔ غزالی۔ عمرؓ نے فرمایا نماز میں اپنے بھائیوں کے
حال کا پتہ لگاؤ پھر اگر وہ بیمار ہوں تو انکی عیادت کرو اور اگر وہ تندرست
ہوں تو ان پر اظہار عتاب کرو۔ غزالی۔ عمرؓ ابو موسیٰؓ اشعری سے فرمایا
کرتے کہ ہمارے رب کا ذکر کرو تو وہ ان کے سامنے قرات کرتے یہاں تک
کہ نماز کا وقت درمیان کے قریب پہنچ جاتا تو کہا جاتا "الصلوٰۃ الصلوٰۃ"
تو فرماتے کہ کیا ہم نماز میں نہیں ہیں؟ غزالی۔ عمرؓ کہا کرتے کہ اے اللہ میں
آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اپنے ظلم کی اور کفر کی تو ان سے کہا گیا کہ یہ ظلم
کی بات تو سمجھ میں آتی ہے مگر کفر کی کیا بات ہے تو آپ نے یہ آیت
تلاوت کی اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (۱۴: ۳۴) مطلب یہ ہے کہ
کہ آدمی بڑا بے انصاف بڑا ہی ناشکرا ہے۔ محب طبری۔ روایت ہے سعید
ابن المسیب سے کہ عمرؓ پسند کرتے تھے رات کے جگر میں نماز پڑھنا یعنی
درمیان شب میں۔ مالکؒ۔ روایت ہے زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے
کہ عمر بن الخطاب جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا نماز پڑھتے رہتے یہاں تک کہ
جب رات کا آخر آجاتا تو اپنے گھر والوں کو نماز کے لئے جگاتے، ان سے کہتے
الصلوٰۃ الصلوٰۃ پھر اس آیت کی تلاوت کرتے وَأْمُرْ اَهْلَكَ الخ
(۲۰: ۱۳۲) اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہیئے اور خود بھی اس
کے پابند رہیئے۔ ہم آپ سے معاش (کموانا) نہیں چاہتے۔ معاش تو آپ کو ہم دیں گے
اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔ محب طبری۔ روایت ہے عبداللہ بن ربیعہ
کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو انھوں نے قرات کی سورۃ حج
اور سورۃ یوسف کی سنبھال سنبھال کر۔ محب طبری۔ ابن عمرؓ سے کہ نہیں
انتقال کیا عمرؓ نے یہاں تک کہ پے در پے روزے رکھے (دو سال)۔ محب طبری
جعفر صادق رضؓ سے کہ اکثر کلام عمرؓ کا اللہ اکبر ہوتا۔ غزالی۔ عمرؓ نے فرمایا کہ
اعمال (خیر) نے ایک دوسرے پر فضیلت جتائی تو صدقہ نے کہا کہ میں تم سب سے

انا افضلکن. ابوطالب کان عمر بن الخطاب
یُعطی اہل البیت القطیعۃ من الغنم
العشرۃ فما فوقہا یعنی اغناء المحتاج افضل.
الغزالی قال عمر الحاج مغفور لہ ولمن استغفر
لہ فی شہر ذی الحجۃ والمحرم وصفر وعشر من
ربیع الاول. ابواللیث قال عمر من آتی ہذا
البیت لا یرید الا ایاہ فطاف بہ طوافاً
خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ. ابوطالب
روی عن عمر انہ قال لان اذنب سبعین
ذنباً برکبۃ احب الی من ان اذنب ذنباً
واحداً بمکۃ. ابوطالب والغزالی کان عمر
یقول للحاج اذا حجوا یا اہل الیمن یمنکم
ویا اہل الشام شامکم ویا اہل العراق عراقکم.
ابوطالب ان عمر اہدی نجیبۃ فطلبت
بثلثمائۃ دینار فسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان یبیعہا ویشتری بثمنہا بدناً
کثیرۃ فنہاہ عن ذلک وقال بل اہدہا.
ابواللیث قال عمر المساجد بیوت اللہ عزوجل
فی الارض وحق علی المزور ان یکرم زائرہ.
ابواللیث کان عمر یقول اذا دخل شہر رمضان
مرحبا بمطہر مرحبا بمطہر خیر کلہ صیام نہارہ
وقیام لیلہ النفقۃ فیہ کالنفقۃ فی سبیل
اللہ. ابوبکر عن ابی عثمان قال عمر الشتاء

افضل ہوں. ابوطالب، عمر بن الخطاب اہل بیت کو بکری کے دس دس
اور کبھی اس سے زیادہ گوشت کے پارچے دیا کرتے تھے. اس سے مراد یہ ہے
کہ محتاج کو غنی کر دینا افضل ہے. غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ حاجی کی مغفرت
کر دی جاتی ہے اور اسکی بھی جس کے لئے وہ دعائے مغفرت کرے ماہ ذی الحجہ
اور محرم اور صفر اور دس ربیع الاول تک. ابواللیث، فرمایا عمرؓ نے جو
اس بیت (خانۂ کعبہ) میں آیا اور اس کا ارادہ صرف اسی کا تھا پھر اس نے
اس کا طواف کیا تو وہ اپنے گناہوں سے نکل کر مثل اس دن کے ہو جائے
گا جس دن اسکی ماں نے اس کو جنا تھا. ابوطالب، روایت کیا گیا ہے
عمرؓ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر میں ستر گناہ کروں رکبہ میں (یہ حجاز میں ایک
مقام کا نام ہے) یہ میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ میں ایک گناہ کروں
مکہ میں. ابوطالب اور غزالی، عمرؓ حاجیوں سے فرمایا کرتے تھے
جب وہ حج کر لیا کرتے تھے اے اہل یمن اپنے یمن کو اور اے اہل شام
اپنے شام کو اور اے اہل عراق اپنے عراق کو (دعا میں یاد رکھو). ابوطالب
یہ کہ عمرؓ نے ہدی تجویز کر لی ایک بختی اونٹنی کی تو اس کے تین سو دینار
لگا دیئے گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال
کیا کہ وہ اس کو فروخت کر دیں اور اسکی قیمت سے بہت سے
بدنے (قربانی کے اونٹ) خرید لیں تو ان کو اس سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع کر دیا اور فرمایا نہیں بلکہ اسی کو لے جاؤ. ابواللیث
عمرؓ نے فرمایا کہ مسجدیں زمین پر اللہ عزوجل کے گھر ہیں اور زیارت
کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ زیارت کرنے والے کی عزت کرے.
ابواللیث، جب رمضان کا مہینہ آجاتا ہے تو عمرؓ کہا کرتے تھے کہ
پاکیزہ کرنیوالے (ماہ) کیلئے مرحبا، پاکیزہ کرنیوالے (ماہ) کیلئے مرحبا، وہ سب
کا سب خیر ہے. اس کے دن میں روزے ہیں اور رات میں قیام (یعنی نوافل)

غنیمۃ العابد۔ ابو بکر عن رجل یقال لہ میکائیل من اہل خراسان قال کان عمر اذا قام من اللیل قال قد تریٰ مقامی وتعلم حاجتی فارجعنی من عندک یا اللہ بحاجتی مفلحاً منجحاً مستجیباً مستجاباً لی قد غفرت لی ورحمتنی فاذا قضی صلوٰتہ قال اللّٰھم لا اریٰ شیئاً من الدنیا یدوم ولا اریٰ حالاً فیہا یستقیم اللّٰھم اجعلنی انطق فیہا بعلم واصمت فیہا بحلم اللّٰھم لا تکثر لی من الدنیا فاطغیٰ ولا تقل لی منہا فانسیٰ فانہ ما قل وکفیٰ خیر مما کثر والھیٰ۔ ابو بکر عن عمر انہ کان یقول اللّٰھم انی اعوذ بک ان تاخذنی علی غرۃ او تذرنی فی غفلۃ او تجعلنی من الغافلین۔ ابو اللیث قال عمر بلغنی ان الدعاء بین السماء والارض معلق لا یصعد منہ شیٔ حتی یصلی علی نبیکم۔ محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ قال حدثنا ابو جعفر محمد بن علی قال جاء علی بن ابی طالب الی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما حین طعن فقال رحمک اللہ فو اللہ ما فی الارض احد کنت القی اللہ بصحیفتہ احب الیّ منک۔ **آفات اللسان**۔ الغزالی قال عمر ان شقاشق الکلام من شقاشق الشیطان۔ الغزالی قال عمر انا فی المعاریض ایکفی

اس میں اہل وعیال پر خرچ کرنا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مانند ہے۔ ابو بکر عثمان سے کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ سردی کا موسم عابد کی لوٹ (کا زمانہ) ہے۔ ابو بکر مروی ہے ایک شخص سے جس کو میکائیل کہا جاتا تھا جو خراسان والوں میں سے تھا اس نے بیان کیا کہ عمر رضؓ جب رات کو کھڑے ہوتے تو کہتے بیشک آپ میرے مقام کو دیکھتے ہیں اور میری حاجت کو جانتے ہیں تو آپ مجھے اپنے پاس سے ایسا لوٹا دیجئے کہ میں اپنی حاجت میں فلاح پانے والا ہوں کامیاب ہوں آپ دعا قبول کرنیوالے ہوں میں مستجاب ہوں کہ آپ نے میری مغفرت کر دی اور مجھ پر رحمت فرمائی پھر جب نماز پوری کر لیتے تو کہتے کہ اے اللہ میں دنیا کی کسی چیز کو ہمیشہ رہنے والی نہیں دیکھتا اور میں کسی ایسے حال کو نہیں دیکھتا جو پائیدار رہتا ہو۔ اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ دنیا میں علم سے بولوں اور حلم سے خاموش رہوں۔ اے اللہ مجھے دنیا کے مال و دولت میں سے اتنا زیادہ نہ دیجئے کہ میں گمراہ ہو جاؤں اور اتنا کم دیجئے کہ میں آپ کو بھول جاؤں (اور کھانے کی فکر میں لگوں) کیونکہ جو کم ہو اور کافی ہو وہ بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو اور غفلت میں ڈال دے۔ ابو بکر، عمرؓ سے کہ وہ کہا کرتے تھے اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس حالت سے کہ آپ مجھکو غفلت میں پکڑ لیں یا مجھے غفلت میں چھوڑ دیں یا مجھے غافلین میں سے بنا دیں۔ ابو اللیث، عمر رضؓ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اس کا کوئی حصہ بھی اوپر نہیں چڑھتا جب تک تمہارے نبی پر درود نہ پڑھا جائے۔ محمد، کہا کہ خبر دی ہم کو ابو حنیفہ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو جعفر محمد بن علی نے کہا کہ علی رضؓ بن ابی طالب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جب کہ وہ مجروح کئے گئے تھے اور کہا کہ اللہ تم پر رحمت کرے، خدا کی قسم زمین پر کوئی ایسا نہیں جو مجھے تم سے زیادہ محبوب ہو کہ میں اس کے جیسا اعمالنامہ لیکر اللہ سے ملوں۔ **زبان کی آفتیں**، غزالی، کہا عمر رضؓ نے کہ جوش و خروش سخن شیطان کے جوش میں سے ہے۔ غزالی، کہا عمر رضؓ نے کہ یاد رکھو کہ بات میں سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو آدمی کو جھوٹ سے بچا لیتے ہیں۔ غزالی، معاذ عمر رضؓ

الرجل من الكذب. الغزالي كان معاذ عاملاً لعمر فلما رجع من عمله قالت امرأته ما جئت به من الهدية قال كان معي ضاغط قالت كنت أمينا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وعند أبي بكر فبعث عمر معك ضاغطاً وشكت عمر فلما سمع عمر سأل معاذ عن ذلك فقال لم أجد ما أعتذر به إليها إلا ذلك فضحك عمر وأعطاه شيئاً وقال أرضها به. الغزالي كان ابن أبي عزرة يخلع من النساء كثيراً حتى طارت له أحدوثة فأدخل عبد الله بن أرقم بيته وقال لامرأته أنشدك بالله هل تبغضيني قالت لا تنشدني قال فإني أنشدك بالله قالت نعم فدعا بعمر فقال أنت التي تحدثين لزوجك أن تبغضيه قالت إنه ناشدني فتحرجت أن أكذب أفأكذب يا أمير المؤمنين قال نعم فاكذبي إن كانت إحداكن لا تحب أحدنا فلا تحدثه بذلك فإن أقل البيوت الذي يبنى على الحب ولكن الناس يتعاشرون بالإسلام والإحسان. الغزالي قال عمر المدح هو الذبح. الغزالي أثنى رجل على عمر فقال أتهلكني وتهلك نفسك. أبو الليث روى مالك بن دينار عن الأحنف بن قيس قال لي عمر يا أحنف من كثر ضحكه قلت هيبته ومن فرح استخف به الناس ومن

کے عامل تھے، جب اپنے کام سے لوٹ کر آئے تو ان کی بیوی نے کہا کہ کیا ہدیہ لیکر آئے۔ کہا کہ میرے ساتھ ایک سخت نگرانی کرنے والا تھا (یعنی اللہ، اس وجہ سے تیرے لئے کچھ فراہم کرنے کا موقع نہ مل سکا، بیوی نے یہ مطلب سمجھ کر کہ عمرؓ نے ان پر کوئی نگران مقرر کر دیا تھا) کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک امین تھے اور ابوبکرؓ کے نزدیک امین تھے لیکن عمرؓ نے تمہارے ساتھ ایک نگران روانہ کر دیا۔ پھر عمرؓ کے پاس جا کر اس نے یہ شکایت کی جب عمرؓ نے سنا تو معاذؓ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا کہ اس سے اظہارِ معذرت کیلئے اس کے سوا اور کوئی بات میری سمجھ میں نہ آئی تو عمرؓ ہنسے اور ان کو کچھ دیا اور کہا کہ یہ دیکر اسکو راضی کر لو۔ غزالی، ابوعزرہ عورتوں سے اکثر خلع کرتا رہتا تھا (یعنی معاوضہ لیکر طلاق دیتا تھا) یہاں تک کہ اس کی بدنامی کے ساتھ شہرت ہو گئی تو اس نے (یہ دھبہ مٹانے کیلئے) عبداللہ بن ارقم کو اپنے گھر میں داخل کیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تو مجھ سے ناراض ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے قسم نہ دے۔ ابوعزرہ نے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں (کہ سچ سچ بتا) اس نے کہا کہ ہاں ناراض ہوں، تو اس کو عمرؓ نے بلایا اور فرمایا کہ وہ تو ہی ہے جو اپنے شوہر سے یہ گفتگو کرتی ہے کہ تو اس سے ناراض ہے تو اس نے کہا کہ اس نے مجھے قسم دی تو میں نے اس کو گناہ سمجھا کہ جھوٹ بولوں، تو کیا اے امیر المومنین میں جھوٹ بول دوں فرمایا کہ ہاں جھوٹ بول دے، اگر تم میں سے کوئی عورت ایسی ہو کہ ہم میں سے کسی سے محبت نہ کرتی ہو تو اس کو بیان نہ کرے کیونکہ ایسے گھر بہت کم ہیں جن میں معاشرت کی بنا محبت پر ہو لیکن لوگ اسلام (کے ضوابط) اور احسان کی بنا پر باہم میل جول رکھتے ہیں۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ مدح (یعنی کسی کے منہ پر اسکی تعریف کرنا) ذبح کرنا ہے۔ غزالی، ایک شخص نے عمرؓ کی مدح کی تو فرمایا کہ کیا تو مجھے ہلاک کرتا ہے اور اپنے نفس کو ہلاک کرتا ہے۔ ابو اللیث، روایت کی مالک بن دینار نے احنف بن قیس سے کہا کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ اے احنف

اکثر من شيء عرف به ومن كثر كلامه كثر سقطه ومن كثر سقطه قل حياؤه ومن قل حياؤه قل ورعه ومن قل ورعه مات قلبه. ابو الليث قال عمر كفى بالمؤمن من الغي ثلث يعيب على الناس بما يأتي به ويبصر من عيوب الناس ما لا يبصر من عيوب نفسه ويؤذي جليسه فيما لا يعنيه.

آفات القلب

الغزالي كان عمر اذا خطب قال في خطبته افلح منكم من حفظ من الهوى والطمع والغضب. الغزالي غضب عمر على رجل وامر بضربه فقال مالك بن اوس يا امير المؤمنين خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين فتأمل الآية وكان وقافا عند كتاب الله مهما تلي عليه وخلى الرجل. الغزالي روي ان عمر غضب يوما فدعا بماء فاستنشق فقال ان الغضب من الشيطان وهذا يذهب الغضب. ابوبكر والغزالي قال عمر ان العبد اذا تواضع لله رفع الملك حكمته وقال انتعش رفعك الله واذا تكبر وعدا طوره رهصه الملك الى الارض وقال اخسأ اخسأك الله فهو في نفسه كبير وفي اعين الناس حقير حتى لهو احقر عندهم من الخنزير. الغزالي استأذن رجل عمر بن

جس کا ضحک (یعنی ہنسی مذاق) بڑھ گیا اسکی ہیبت (یعنی وقار) گھٹ گیا اور جو مزاح کرتا ہے گا وہ لوگوں میں ہلکا ہو جائے گا اور جو بکثرت کوئی کام کرتا ہے گا وہ اسی کے ساتھ مشہور ہو جائے گا اور جس کا کلام بڑھے گا (یعنی یاوہ گوئی) اسکی گراوٹ بڑھے گی اور جب گراوٹ بڑھتی ہے تو حیا رکم ہو جاتی ہے اور جسکی حیا کم ہو جاتی ہے تو اسکا تقویٰ گھٹ جاتا ہے اور جس کا تقویٰ گھٹ گیا اس کا دل مر گیا۔ ابو اللیث، عمرؓ نے فرمایا کہ مومن کی گمراہی کیلئے تین باتیں کافی ہیں لوگوں پر ایسے عیب لگائے جن میں خود مبتلا ہو اور لوگوں کے اتنے زیادہ عیوب دیکھے جتنے اپنے نفس کے عیوب نہ دیکھے اور بیہودہ باتوں سے اپنے ہمنشین کو دکھ پہنچائے۔

قلب کی آفتیں

غزالی، عمرؓ جب خطبہ دیا کرتے تو کہا کرتے تم میں فلاح کو پہنچا جس نے اپنی حفاظت کی خواہش نفس سے اور لالچ سے اور غضب سے۔ غزالی، عمرؓ ایک شخص پر غضبناک ہوئے اور اس کو مارنے کا حکم دیا تو مالک بن اوس نے کہا اے امیر المومنین خُذِ الْعَفْوَ الخ (۷: ۱۹۹) "عادت کرو درگذر کی اور حکم کرو نیک کام کرنے کا اور کنارہ کرو جاہلوں سے" تو انھوں نے اس آیت پر غور کیا اور کتاب اللہ جب بھی آپ کے سامنے پڑھی جاتی تھی آپ اس پر بہت غور کرتے تھے، چنانچہ اس شخص کو چھوڑ دیا۔ غزالی، مروی ہے عمرؓ کو ایک دن غصہ آگیا تو انھوں نے پانی منگایا اور اسکو ناک میں دیا پھر فرمایا کہ غضب ؏ شیطان کی طرف سے ہے اور یہ کام غضب کو دور کر دیتا ہے۔ ابوبکر اور غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ بندہ جب اللہ کے لئے تواضع کرتا (یعنی جھکتا) ہے تو فرشتہ اسکی حکمت (یعنی مرتبہ) کو بلند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بلند ہو اللہ نے تجھے بلند کیا اور جب تکبر کرتا اور اپنے طریق سے تجاوز کرتا ہے تو فرشتہ اس کو زمین کی طرف گرا دیتا ہے اور کہتا ہے دور ہو خدا تجھے ذلیل کرے تو وہ اپنے نفس میں بڑا ہوتا ہے (یہ سمجھتا ہے کہ میں بڑا معزز ہوں) اور لوگوں کی نگاہوں میں اتنا حقیر کہ وہ یقیناً ان کے نزدیک سور سے بدتر ہو جاتا ہے۔ غزالی، ایک شخص نے عمر بن الخطاب سے جب کہ وہ صبح کی نماز سے فارغ

؏ یعنی غضب کے جو دواعی اور اسباب کہ کسی شخص سے ایسی حرکت سرزد کرادیں جس سے عمر غضب ناک ہوتے۔ یہ مطلب نہیں کہ شیطان نے آپ کی ذات پر تصرف کیا تھا۔ کیونکہ آپ سے زدکر اس کا بھاگنا ثابت ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

الخطاب أن يعظ الناس إذا هو
فرغ من صلاة الصبح فمنعه فقال أتمنعني
من نصح المسلمين فقال أخشى أن تنتفخ
حتى تبلغ الثريا. أبو طالب قال عمر لرجل
من سيد قومك قال أنا قال لو كنت
كذلك لم تقل. الغزالي قال أصبغ
ابن نباتة كأني أنظر إلى عمر معلقاً
لحماً في يده اليسرى وفي يده اليمنى
الدرة يدور في الأسواق حين دخل
رحله. الغزالي حمل عمر قربة على عنقه
فقال أصحابه يا أمير المؤمنين ما حملك
على هذا فقال إن نفسي أعجبتني
فأردت أن أذلها. الغزالي قال زيد
ابن وهب رأيت عمر خرج إلى السوق
وبيده الدرة وعليه إزار فيها أربعة
عشر رقعة بعضها من أدم. الغزالي
قال عمر في خطبته اعلموا أنه لا حلم
أحب إلى الله تعالى ولا أعظم نفعاً
من حلم إمام ورفقه وليس جهل أبغض
إلى الله ولا أعظم ضرراً من جهل إمام
وخرقه واعلموا أنه من يأخذ بالعافية
فيمن بين ظهرانيه يرزق العافية فيمن
هو دونه. الغزالي قال عمر لرجل عليك

ہوتے اس بات کی اجازت مانگی کہ وہ لوگوں کو وعظ کرے تو انہوں نے اس کو
منع کر دیا تو اس نے کہا کہ کیا آپ مجھے مسلمانوں کو نصیحت کرنے سے روکتے ہیں
تو فرمایا کہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تو پھول جائے یہاں تک کہ تو ثریا تک
پہنچ جائے۔ ابو طالب عمرؓ نے ایک شخص سے کہا کہ تیری قوم کا سردار کون
ہے؟ اس نے کہا کہ میں! تو انہوں نے کہا کہ اگر تو ایسا ہوتا تو یہ جواب نہ دیتا۔
غزالی، کہا اصبغ بن نباتہ نے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں عمرؓ کی طرف جو بائیں
ہاتھ میں گوشت لٹکائے ہوئے تھے اور ان کے داہنے ہاتھ میں درہ تھا
بازاروں میں گھوم رہے تھے جس وقت داخل ہوئی انکی سواری۔ غزالی
عمرؓ نے اپنی گردن میں ایک مشکیزہ لٹکایا تو ان کے اصحاب نے کہا
کہ اے امیر المومنین کس بات نے آپ کو اس پر ابھارا تو فرمایا کہ
میرے نفس نے مجھے خود بینی میں ڈالا تو میں نے چاہا کہ اس کو ذلیل کروں
غزالی، زید بن وہب نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ بازار
کی طرف نکلے اور ان کے ہاتھ میں درہ تھا اور ان کے بدن پر
ایک لنگی تھی جس میں چودہ پیوند تھے جن میں سے بعض چمڑے
کے تھے۔ غزالی، عمرؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ جان
لو کہ کوئی حلم اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند اور لوگوں کو زیادہ نفع
پہنچانے والا نہیں امام کے حلم اور اسکی نرمی سے اور کوئی جہل
اللہ تعالیٰ کو زیادہ ناپسند اور لوگوں کو زیادہ نقصان پہنچانے والا
نہیں امام کے جہل اور اسکی حماقت سے اور جان لو لوگو! کہ
جو اپنے سامنے کے لوگوں کے لئے عافیت کی راہ اختیار کرتا
ہے اس کو عافیت دی جاتی ہے ان لوگوں میں جو اس سے دور ہوتے
ہیں۔ غزالی، عمرؓ نے ایک شخص سے کہا کہ تم کو لازم ہے علانیہ
کا عمل۔ اس نے کہا کہ اے امیر المومنین وہ علانیہ کا عمل کیا ہے

بعمل العلانیۃ قال یا امیر المومنین و ما عمل العلانیۃ قال اذا اطلع علیک غیرک لم تستحی منہ۔ ابو اللیث روی عن عمر انہ قال راس التواضع ان تبدأ بالسلام علی من لقیت من المسلمین و ان ترضی بالدون من المجلس و ان تکرہ ان تذکر بالبر و التقوی۔ ابو اللیث عن قیس بن ابی حازم قال لما قدم عمر الشام تلقاہ عظماؤھا و کبراؤھا فقیل لہ ارکب ھذا البرذون یراک الناس فقال انکم ترون ھذا الامر من ھھنا و انما الامر من ھھنا و اشار بیدہ الی السماء خلوا سبیلی۔ ابو اللیث روی ان عمر جعل بینہ و بین غلامہ مناوبۃ فکان عمر یرکب الناقۃ و یأخذ الغلام بزمامھا فیسیر مقدار فرسخ ثم ینزل و یرکب الغلام و یأخذ عمر بزمام الناقۃ ثم یسیر مقدار فرسخ فلما قرب من الشام کانت نوبۃ رکوب الغلام فرکب الغلام و اخذ عمر بزمام الناقۃ فاستقبلہ الماء فی الطریق فجعل عمر یخوض الماء و ھو آخذ بزمام الناقۃ فخرج ابو عبیدۃ بن الجراح و کان امیرا علی الشام فقال یا امیر المؤمنین ان عظماء الشام یخرجون الیک فلا یحسن

فرمایا کہ جب تمہارے حال پر دوسرا شخص مطلع ہوجاتے تو تم اس سے نہ شرماؤ گے (جس سے وہ عمل خیر بند کرنے کی نوبت نہ آئے گی)۔ ابو اللیث، روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ تواضع کا سرا (یعنی پہلا کام) یہ ہے کہ تم مسلمانوں میں سے جس سے ملو اس سے خود سلام کی ابتداء کرو اور تم مجلس میں کم رتبہ شخص سے بھی خوشنودی ظاہر کرو اور یہ کہ تم اس بات کو برا سمجھو کہ تمہارا ذکر نیکی اور تقوای کے ساتھ کیا جائے۔ ابو اللیث، قیس بن ابی حازم سے کہا کہ جب عمرؓ شام میں تشریف لائے تو ان سے وہاں کے بڑے مرتبہ کے لوگ اور معززین نے ملاقات کی اور کہا کہ اس (سواری) کے بجائے ترکی گھوڑے پر سوار ہو جائیے لوگ آپ کو دیکھیں گے تو فرمایا کہ تم اس امر کو دیکھتے ہو یہاں کے اعتبار سے اور حقیقت یہ ہے کہ معاملہ کا تعلق وہاں سے ہے اور اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، تم میرا راستہ چھوڑ دو (مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو)۔ ابو اللیث روایت کیا گیا ہے کہ عمرؓ نے (شام کے سفر میں) اپنے اور اپنے غلام کے درمیان نوبت وار سوار ہونا مقرر کیا تھا کہ عمرؓ سوار ہوتے ناقہ پر اور غلام اس کی نکیل پکڑتا اس طرح ایک کوس کی مقدار چلتے پھر اتر جاتے اور غلام سوار ہوتا اور عمرؓ ناقہ کی نکیل پکڑتے پھر ایک کوس کی مقدار چلتے، پھر جب شام قریب آگیا تو غلام کے سوار ہونے کی نوبت تھی اس بناء پر غلام سوار ہو گیا اور عمرؓ نے ناقہ کی نکیل پکڑی پھر ان کے سامنے راستہ میں پانی آگیا تو عمرؓ ناقہ کی نکیل پکڑے ہوئے پانی میں گھس گئے۔ پھر نکلے ابو عبیدہ بن الجراح اور وہ امیر تھے شام پر اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین شام کے سردار آپ کے استقبال کے لئے آپ کے پاس آئیں گے اور یہ اچھا نہ ہوگا کہ وہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں تو عمرؓ نے کہا کہ اللہ نے ہم کو صرف اسلام

ان یزدک علی ھذہ الحالۃ فقال عمر انما
اعزنا اللہ بالاسلام فلا نبالی من مقالۃ
الناس۔ ابو اللیث قال عمر ان من صلاح
دینک ان تعرف ذنبک وان من صلاح
عملک ان ترفض عجبک وان من صلاح
شکرک ان تعرف تقصیرک۔ الغزالی قال
عمر ان الطمع فقر والیأس غنی وانہ من
یئس مما فی ایدی الناس وقنع استغنی
عنھم۔ الغزالی قال عمرو بن الاسود العنسی
لا البس مشھورا ابدا ولا انام بلیل علی
دثار ابدا ولا ارکب مأثورا ابدا ولا املأ
جوفی من طعام ابدا فقال عمر من سرہ
ان ینظر الی ھدی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فلینظر الی عمرو بن الاسود۔ ابو طالب
عن عمر لو ان رجلا صام النھار لا یفطر
وقام اللیل وتصدق وجاھد ولم یحب فی
اللہ عزوجل ولم یبغض فیہ ما نفعہ ذلک
شیئا۔ ابو طالب کان عمر بن الخطاب یقول
رحم اللہ امرأ اھدی الی اخیہ عیوبہ۔ ابو بکر
عن ابن شھاب قال عمر لا تعترض لما
لا یعنیک واعتزل عدوک واحذر صدیقک
الا الامین من الاقوام ولا امین الا من خشی
اللہ لا تصحب الفاجر فتعلم من فجورہ

کی وجہ سے عزت دی ہے تو ہم کوئی پرواہ نہ کریں گے لوگوں کی
باتوں کی۔ ابو اللیث، عمرؓ نے فرمایا کہ تیرے دین کی عمدگی کی یہ بات
ہے کہ تو اپنے گناہ کو پہچانے اور تیرے عمل کی عمدگی کی یہ بات ہے
کہ تو عجب سے (یعنی اپنے آپ کو اچھا سمجھنے سے) بچا ہے اور تیرے شکر کی
عمدگی کی یہ بات ہے کہ تو اپنے قصورِ عمل کو پہچانے۔ غزالی، عمرؓ نے
فرمایا کہ طمع فقر ہے اور (مخلوق سے) ناامیدی غنا ہے اور درحقیقت
جو شخص ناامید بن گیا اس چیز سے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اور
اس نے قناعت کر لی وہ ان سے مستغنی ہو گیا۔ غزالی، عمرو بن الاسود
العنسی نے کہا کہ میں مشہور (عمدہ لباس) کبھی نہیں پہنتا ہوں اور نہ
کبھی رات کو گدّوں پر سوتا ہوں اور نہ دُم کاٹے ہوئے (گھوڑے) پر
کبھی سوار ہوتا ہوں اور نہ کبھی میں اپنا پیٹ کھانے سے بھرتا ہوں
تو یہ سنکر، عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی وضع کو دیکھے اس کو چاہیئے کہ عمرو بن الاسود کو دیکھ لے۔
ابو طالب، مروی ہے عمرؓ سے کہ اگر کوئی شخص دن کو روزہ رکھے اور
افطار نہ کرے اور رات بھر (نماز کیلئے) کھڑا رہے اور صدقہ دے اور
جہاد کرے اور وہ اللہ عزوجل کے لئے محبت نہ کرے اور نہ اللہ کے
واسطے (کسی سے) بغض کرے وہ اعمال اس کو کچھ نفع نہ پہنچائیں
گے۔ ابو طالب، عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس
شخص پر رحم کرے گا جو اپنے بھائی پر اس کے عیوب ظاہر کرے۔
ابو بکر، ابن شہاب سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ ایسے کام کے پیچھے
نہ پڑو جس کی تم کو ضرورت نہ ہو اور اپنے دشمن سے الگ رہو اور
اپنے دوست سے بھی محتاط رہو بجز اس کے جو اقوام میں امین ہو
اور امین صرف وہی ہے جو اللہ سے ڈرے اور فاجر (بدکردار)

ولا تطلعوا علی سرکم واستشر فی امرک الذین یخشون اللہ۔ **التوبۃ**۔ الغزالی عن عمر الطابع متعلق بقائمۃ العرش فاذا انتہکت الحرمات واستحلت المحارم ارسل اللہ تعالی الطابع فطبع علی القلوب بما فیہا۔ ابوبکر والوطالب والسہروردی وجماعۃ قال عمر بن الخطاب حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا وزنوا قبل ان توزنوا وتزینوا للعرض الاکبر علی اللہ عزوجل یومئذ تعرضون لا تخفی منکم خافیۃ۔ زاد ابوطالب وانما خف الحساب فی الاخرۃ علی قوم حاسبوا انفسہم فی الدنیا وثقلت موازین قوم فی الاخرۃ وزنوا انفسہم فی الدنیا وحق لمیزان لا یوضع فیہ الا الحق ان یکون ثقیلا۔ ابوطالب روینا ان عمر بن الخطاب اخر صلوۃ المغرب لیلۃ حتی طلع نجم فاعتق رقبۃ۔ ابوبکر عن عون بن عبد اللہ بن عتبۃ قال عمر جالسوا التوابین فانہم ارق شیء افئدۃ۔ ابوبکر عن النعمان بن بشیر سئل عمر عن التوبۃ النصوح فقال التوبۃ النصوح ان یتوب العبد من العمل

کے ہم صحبت نہ ہو کہ تم بھی بدکرداری کے طریقے سیکھو اور اس کو اپنے راز پر آگاہ نہ کرو اور اپنے امور میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ سے ڈرتے ہوں۔ **توبہ**۔ غزالی روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ مُہر لگانے والا فرشتہ لٹکا ہوا ہے عرش کے پایہ سے تو جب اللہ کے حرام کے احکام ٹوٹنے لگیں اور حرام چیزوں کو حلال کیا جانے لگے تو اللہ تعالیٰ اس مُہر لگانے والے کو بھیجتا ہے اور وہ قلوب پر ان برائیوں کے ساتھ جو ان میں ہیں مُہر لگا دیتا ہے (اب وہ دلوں سے باہر نہیں نکل سکتیں اس لئے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی)۔ ابوبکر اور ابوطالب اور سہروردی اور ایک جماعت، عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے فرمایا کہ تم اپنے نفسوں سے خود محاسبہ کرو پہلے اس سے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے اور (اپنے اعمال کا خود) وزن کرو پہلے اس سے کہ (تمہارے اعمال کا) وزن کیا جائے اور اللہ عزوجل کے حضور میں سب سے بڑی پیشی کے لئے تیار ہو جاؤ یومئذ تعرضون الخ (۱۸-۲۹) جس روز خدا کے حضور (حساب کے واسطے تم پیش کیے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی"۔ ابوطالب نے اس پر یہ زیادہ کیا "اور آخرت میں حساب ہلکا ہو جائے گا ان لوگوں پر جنہوں نے دنیا میں اپنے نفس سے محاسبہ کیا ہوگا اور آخرت میں اس قوم کے وزن بھاری ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اپنے نفسوں کو تولا ہوگا اور میزان کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب اس میں حق رکھا جائے گا وہ بھاری ہو جائے گی"۔ ابوطالب ہم سے روایت کیا گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے ایک مرتبہ نماز مغرب کو رات تک مؤخر کر دیا یہاں تک کہ تارہ نکل آیا تو انہوں نے ایک غلام آزاد کیا۔ ابوبکر، مروی ہے عون بن عبد اللہ ابن عتبہ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ توابین کی صحبت اختیار کرو کہ یہ دلوں میں سب سے زیادہ رقت رکھنے والے ہیں۔ ابوبکر، نعمان بن بشیر سے کہ عمر رضی اللہ عنہ بن

عـه میزان عمل کی یہ صورت نہ ہوگی کہ ایک پلڑے میں نیک اور دوسرے میں بد اعمال ہوں بلکہ یہ صورت ہوگی کہ ایک پلڑے میں وہ وزن ہوگا جو معیار نجات ہوگا اور دوسرے میں اعمال جب اس پلڑے میں عمل خیر اپنی مثالی صورت میں داخل ہوگا تو میزان میں ثقل پیدا ہوگا اور جب باطل یعنی شر داخل ہوگا تو وہ ہلکی ہو جائے گی پھر ان موازین یعنی باٹوں کے اعتبار سے یہ بھی نتیجہ نکلے۔ پھر میزان میں یہ خاصیت بھی ہے کہ وہ بحسب اعمال پھیلتا اور سکڑتا رہے گا۔ جلد ثانی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس سے یہ مضمون اخذ کیا گیا ۱۲ مترجم

الستیح ثم لا یعود الیہ۔ ابو اللیث قال عمر لاحنف بن قیس من اجھل الناس قال احنف من باع آخرتہ بدنیا و قال عمر الا انبئک باجھل من ھذا من باع آخرتہ بدنیا غیرہ۔ ابو اللیث روی عن عمر انہ دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدہ یبکی فقال یا رسول اللہ ما یبکیک فقال اخبرنی جبرئیل ان اللہ تعالیٰ لیستحیی من عبد یشیب فی الاسلام ان یعذبہ افلا یستحیی الشیخ من اللہ ان یذنب بعد ما شاب فی الاسلام ابو بکر عن النعمان بن بشیر قال سئل عمر عن قول اللہ واذا النفوس زوجت قال یقرن بین الرجل الصالح مع الرجل الصالح فی الجنۃ ویقرن بین الرجل السوء مع الرجل السوء فی النار۔

ذم الدنیا واستحباب التقلل والتخشن

ابو بکر عن شقیق قال کتب عمر ان الدنیا خضرۃ حلوۃ فمن اخذھا بحقھا کان قمنا ان یبارک لہ فیہ ومن اخذھا بغیر ذلک کان کالآکل الذی لا یشبع۔ ابو بکر عن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف قال لما اتی عمر بکنوز آل کسری فاذا من الصفراء و

الخطاب سے توبۂ نصوح کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ توبۂ نصوح یہ ہے کہ بندہ کسی بُرے کام سے توبہ کرے اور پھر اس کی طرف نہ لوٹے۔ ابو اللیث، عمرؓ نے احنف بن قیس سے پوچھا کہ سب سے زیادہ جاہل کون ہے احنف نے کہا کہ جس نے اپنی آخرت کو بیچ دیا اپنی دنیا کے بدلے میں، عمرؓ نے فرمایا کہ کیا میں اس سے بھی بڑے جاہل کا حال نہ بتادوں یعنی جو شخص اپنی آخرت کو بیچ ڈالے دوسرے کی دنیا کے بدلہ میں۔

ابو اللیث، عمرؓ سے روایت کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آپ کو روتے ہوئے پایا تو عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو کس چیز نے رلایا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو جو اسلام میں بوڑھا ہو جائے عذاب دینے سے حیا فرماتا ہے تو کیا وہ بوڑھا اسلام میں بوڑھا ہو جانے کے بعد گناہ کرنے میں اللہ تعالیٰ سے نہ شرمائے۔ ابوبکر، نعمان بن بشیر سے کہا کہ عمرؓ سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کے بارے میں فرمایا کہ نیک مرد کو نیک مرد کا ساتھی بنادیا جائے گا جنت میں اور بُرے شخص کو بُرے شخص کا ساتھی بنادیا جائے گا دوزخ میں۔

دنیا کی مذمت اور کمی اختیار کرنے اور موٹا جھوٹا پہننے کی تعریف

ابوبکر، شقیق سے، کہا کہ عمرؓ نے لکھا کہ دنیا سبز (دیدہ زیب) میٹھی ہے جس نے اس کو پکڑا اس کے حق کے ساتھ (یعنی اللہ کے مقرر کئے ہوئے احکام کی پابندی کے ساتھ) تو سزاوار ہے کہ اللہ اس کے لئے اس میں برکت کرے اور جس نے اس کو بغیر اس کے لیا تو وہ اس کھانے والے کی مانند ہے جس کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا۔ ابوبکر، ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابن عوف سے کہا کہ جب آل کسریٰ کے خزانے لائے گئے تو اس میں اتنی زردی اور سفیدی تھی (یعنی سونا چاندی) ایسی کہ قریب تھا

البیضاء و ما یکاد ان یحار منہ البصر قال فبکی عمر عند ذلک فقال عبد الرحمٰن ما یبکیک یا امیر المؤمنین ان ھٰذا الیوم یوم شکر و سرور و فرح فقال عمر ما کثر ھٰذا عند قوم الا القی اللہ بینھم العداوۃ والبغضاء۔ ابو بکر عن سعید بن ابی بردۃ

قال کتب عمر الیٰ ابی موسیٰ اما بعد فان اسعد الرعاۃ من سعدت بہ رعیتہ وان اشقی الرعاۃ عند اللہ من شقیت بہ رعیتہ وایاک ان ترتع عمالک فیکون مثلک عند اللہ مثل البھیمۃ نظرت الی خضرۃ من الارض فرتعت فیھا تبتغی بذلک السمن وانما حتفھا فی سمنھا والسلام علیک۔ ابو بکر عن یسار بن نمیر قال واللہ مانخلت لعمر الدقیق قط الا وانا لہ عاص۔ ابو بکر عن الحسن قال ما ادھن عمر حتی قتل الا بسمن او اھالۃ او زیت مقتتۃ۔ ابو بکر عن یونس قال کان الحسن ربما ذکر عمر فیقول واللہ ما کان باولھم اسلاما ولا بافضلھم نفقۃ فی سبیل اللہ ولکنہ غلب الناس بالزھد فی الدنیا والصرامۃ فی امر اللہ ولا یخاف فی اللہ لومۃ لائم۔ ابو بکر عن عطاء الخراسانی قال احتبس

کہ نگاہ خیرہ ہو جائے۔ کہا کہ ایسے وقت عمر رونے لگے۔ تو عبد الرحمٰن نے کہا کہ کیا بات رُلا رہی ہے آپ کو اے امیر المؤمنین؟ حقیقت تو یہ ہے کہ آج کا دن یوم شکر ہے اور یوم سرور و فرحت تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ چیز کسی قوم کے پاس زیادہ نہیں ہوئی مگر اللہ نے ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا۔ ابو بکرؒ سعید بن ابی بردہ سے کہا کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ کو یہ لکھا اَمَّا بَعْدُ

امراء میں سے سب سے زیادہ سعادت مند وہ ہے جسکی وجہ سے اسکی رعایا بھی اہل سعادت بن جائے اور امراء میں سے سب سے زیادہ بدبخت وہ ہے اللہ کے نزدیک جس کی وجہ سے اسکی رعایا بدبخت ہو جائے۔ ایسا نہ ہو کہ تم چرنے میں (یعنی لذات نفسانی میں) لگ جاؤ تو تمہارے کارندے بھی چرنے میں لگ جائیں گے پھر تمہاری مثال اللہ کے نزدیک اس چوپایہ کی مانند ہو جائے گی جس نے زمین کی سبزی کی طرف دیکھا تو اس میں خوب چرنے لگا وہ اس طرح موٹا ہونا چاہتا ہے حالانکہ اس کے موٹے ہونے میں ہی اسکی ہلاکت ہے والسلام علیک۔ ابو بکرؒ یسار بن نمیر سے کہا کہ خدا کی قسم میں نے عمرؓ کے لئے کبھی آٹے کو نہیں چھانا مگر اس حال میں کہ میں ان کا مجرم بنا۔ ابو بکرؒ حسنؒ سے کہا کہ عمرؓ نے شہید کئے جانے تک کبھی (اچھے) تیل کا استعمال نہیں کیا بجز گھی یا جمی ہوئی چربی اور ایسے زیت کے جس میں کچھ خوشبو ملا لی گئی ہو۔ ابو بکرؒ یونس سے کہا کہ بسا اوقات حسن عمرؓ کا ذکر کیا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ واللہ عمرؓ صحابہ میں سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے نہیں تھے اور نہ ان سے افضل تھے فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی وجہ سے لیکن وہ لوگوں پر غالب آئے دنیا سے کنارہ کشی اور اللہ کے معاملہ میں تیزی کی وجہ سے اور وہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ ابو بکرؒ عطاء خراسانی سے کہا

عمر بن الخطاب على جلسائه فخرج اليهم من العشي فقالوا ما حبسك فقال غسلت ثيابي فلما جفت خرجت اليكم. ابوبكر عن سفيان قال كتب عمر الى ابي موسى انك لن تنال الآخرة بشيء افضل من الزهد في الدنيا. ابوبكر عن عبد الرحمن بن ابي ليلى قال قدم على عمر ناس من العراق فرأى كانهم يأكلون تعذيرا فقال ما هذا يا اهل العراق لو شئت ان يدهمق لي كما يدهمق لكم لفعلت ولكنا نستبقي من دنيانا ما نجده في آخرتنا اما سمعتم الله قال اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِىْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا. ابوبكر عن عروة قال لما قدم عمر الشام وكان قميصه قد تجوب عن مقعده قميص سنبلاني غليظ فارسل به الى صاحب اذرعات او ايلة[عـــه] قال فغسله ورقعه وخيط له قميص قطري فجاء وبهما جميعا فالقى اليه القطري فاخذه عمر فمسه فقال هذا الين فرمى به اليه وقال الق الي قميصي فانه انشفهما للعرق. ابوبكر عن ابن عمر قال كان عمر بن الخطاب يؤتى بخبزه وملحه وزيته وبقله ولبنه وبقله وخله فيأكل ثم يمص

کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے اہل مجلس کے پاس آنے سے (دیر تک) رُکے رہے پھر ان کے پاس شام کو آئے تو انھوں نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے روک لیا تھا تو فرمایا کہ میں نے اپنے کپڑے دھوئے تھے جب وہ سوکھ گئے تو نکل کر تمھارے پاس آیا۔ ابوبکر، سفیان سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ کو لکھا کہ تم ہرگز آخرت میں کامیاب نہیں ہو سکتے کسی چیز کے ذریعہ سے جو افضل ہو دنیا میں زہد کرنے سے ابوبکر، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ عراق سے آئے تو آپ نے دیکھا کہ وہ لوگ کراہت کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے اہل عراق یہ کیا بات ہے اگر میں چاہتا کہ اپنے لئے نرم خوشگوار کھانے تیار کراؤں جیسے تمھارے لئے بنائے جاتے ہیں تو کر سکتا تھا لیکن ہم اپنی دنیا میں سے باقی رکھنا چاہتے ہیں ان چیزوں کو جنہیں ہم آخرت میں پائیں گے کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے نہیں سنا جو اس نے فرمایا: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ الخ (ترجمہ) تم اپنی پسندیدہ چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے ہو اور ان سے متمتع ہو چکے ہو۔ ابوبکر عروہ سے کہا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ شام میں آئے اور ان کا کرتہ بیٹھنے کی جگہ سے پھٹ گیا تھا جو لمبا اور گاڑھے کپڑے کا تھا تو انھوں نے اس کو اذرعات[عـــه] یا ایلہ کے عامل کے پاس بھیجا (درستی کے لئے) کہا کہ اس نے اس کو دھویا اور اس پر پیوند لگایا اور ان کے لئے ایک قطری کرتہ (جو اچھا نرم ہوتا تھا) سیا گیا اس کے بعد وہ دونوں کو ایک ساتھ لیکر آیا اور قطری کرتہ آپ کے سامنے ڈال دیا تو اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے لیکر ملا اور فرمایا کہ یہ بہت ملائم ہے اور اسی کی طرف ڈال دیا اور فرمایا کہ میرا کرتہ میرے حوالے کرو وہ پسینہ کو خوب جذب کرنے والا ہے۔ ابوبکر ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے پاس ان کی روٹی لائی جاتی اور اس کے ساتھ گوشت اور تیل اور دودھ اور سبزی اور سرکہ (ان میں سے جو چیز بھی ہوتی) تو کھاتے پھر اپنی انگلیوں کو چوستے اور ایسے کرتے اپنے دونوں ہاتھوں کو

[عـــه] اذرعات اور ایلہ شام کی بستیوں کے نام ہیں ۱۲ مترجم

اصابعہ ویقول ہکذا فیمسح یدہ بیدہ ویقول ہذا منادیل آل عمر۔ ابوبکر عن حبیب قال قدم ناس من العراق علی عمر وفیہم جریر بن عبداللہ قال فاتاہم بجفنۃ قد صنعت بخبز و زیت قال فقال لہم قد اریٰ ما تقدمون الیہ فای شیء تریدون حلوا وحامضا وحارا وباردا وقذفا فی البطون۔ ابوبکر عن حبیب من بعض اصحابہ عن عمر انہ دعی الی طعام فکانوا اذا جاءوا بلون خلط بصاحبہ۔ ابوبکر عن انس قال غلا السعر او غلا الطعام بالمدینۃ علی عہد عمر فجعل یاکل الشعیر فاستنکرہ بطنہ فاہوی بیدہ الی بطنہ فقال واللہ ما ہو الا ما تری حتی یوسع اللہ علی المسلمین۔ ابوبکر عن یحیی بن سعید عن عبداللہ بن عامر قال خرجت مع عمر فما رایتہ مضطربا فسطاطا حتی رجع قلت بای شیء کان یستظل قال یطرح النطع علی الشجرۃ یستظل بہ۔ ابوبکر عن بشیر ابن عمرو قال لما اتی عمر بن الخطاب الشام اتی ببرذون فرکب علیہ فلما ہزہ نزل عنہ وضرب وجہہ وقال قبحک اللہ وقبح من علمک ہذا ابو طالب کتب عمر الی امراء الاجناد اخلولقوا واخشوشنوا ابو طالب قال

باہم ملتے اور کہتے کہ یہ رومال ہیں آل عمر کے۔ ابوبکر، حبیب سے کہ عمرؓ کے پاس کچھ لوگ عراق سے آئے اور ان میں جریر بن عبداللہ بھی تھے تو ان کے پاس ایک بڑا کونڈا لاتے (جس میں ایسا کھانا تھا جو) بنایا گیا تھا روٹی اور زیت سے۔ کہا کہ پھر ان سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کھانے کی طرف تمھارا اقدام کیسا ہے۔ تم کس چیز کو میٹھے کو اور کھٹے کو اور گرم یا ٹھنڈے کو پیٹ میں ڈالنا چاہتے ہو۔ ابوبکر، حبیب سے اور وہ اپنے بعض اصحاب سے وہ عمرؓ سے کہ وہ ایک دعوت میں بلائے گئے جب لوگ کوئی خاص قسم کا کھانا لاتے وہ اس کو اس کے ساتھ کے کھانے کے ساتھ مخلوط کر دیتے۔ ابوبکر، انس سے کہا کہ عمرؓ کے زمانہ میں بھاؤ گراں ہو گیا یا (یہ کہا کہ) کھانا گراں ہو گیا مدینہ میں تو عمرؓ نے جو کھانے شروع کر دیئے تو اس سے ان کے پیٹ میں سے بےچینی ہوئی تو اپنا ہاتھ پیٹ پر پھیر کر کہنے لگے کہ واللہ اب تو یہی ملے گا جو تو دیکھ رہا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں پر وسعت کر دے۔ ابوبکر، یحییٰ بن سعید سے وہ عبداللہ بن عامر سے، کہا کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ سفر کیا ہے۔ میں نے ان کو واپسی تک نہیں دیکھا کہ انھوں نے خیمہ نصب کیا ہو۔ میں نے ان سے کہا کہ پھر کس چیز سے سایہ لیتے تھے۔ کہا کہ دسترخوان چرمی درخت پر ڈال دیتے اور اسی سے سایہ لے لیتے۔ ابوبکر، بشیر بن عمرو سے، کہا کہ جب عمرؓ بن الخطاب شام میں آئے تو ان کے پاس ایک ٹٹو دیا گیا تو اس پر سوار ہو گئے تو جب اسکو اینڈ لگائی تو اس سے اتر گئے اور بولے کہ اللہ تیرا برا کرے اور اس کا برا کرے جس نے تجھے یہ سکھایا (کہ گردن اٹھا کر شان کے ساتھ چلے)۔ ابو طالب، عمرؓ نے لشکروں کے امراء کو لکھا کہ پرانا کپڑا پہنو (یعنی اگر نیا ہو تو دھو کر پہنو) اور کھردرا استعمال کرو۔ ابو طالب، کہا عمر بن الخطابؓ نے کہ ہم رسول

عمر بن الخطاب ما کنا نعرف الأشنان علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانما کانت منادیلنا بواطن ارجلنا کنا اذا اکلنا الغمر مسحنا بہا الغزالی قال عمر ایاکم والبطنۃ فانہا ثقل فی الحیوۃ ونتن فی الممات الغزالی بلغ عمر ان یزید بن ابی سفیان یاکل الوان الطعام فقال عمر لمولاہ اذا علمت انہ حضر عشاؤہ فاعلمنی فاعلمہ فدخل علیہ فقرب عشاؤہ فجاءہ ثرید لحم فاکل معہ عمر ثم قرب الشواء وبسط یزید یدہ وکف عمر یدہ وقال اللہ اللہ یا یزید بن ابی سفیان اطعام بعد طعام والذی نفس عمر بیدہ لئن خالفتم عن سنتہم لیخالفن اللہ بکم عن طریقہم الغزالی قال عمر لسلمان وقد قدم علیہ ما الذی بلغک عنی مما تکرہ فاستعفی فالح علیہ فقال بلغنی انک تلبس حلتین تلبس احدہما باللیل والاخری بالنہار وبلغنی انک جمعت بین ادامین علی مائدۃ واحدۃ فقال عمر اما ہذان فقد کفیتہما فہل بلغک غیرہما فقال لا. ابو اللیث عن حفصۃ انہا قالت لعمر ان اللہ تعالی قد اکثر لک من الخیر ووسع فی الرزق فلو اکلت طعاما اطیب من طعامک ولبست ثوبا الین من ثوبک قال ساخاصمک الی نفسک فلم یزل یذکرہا ما کان فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت فیہ معہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اشنان عہ کو نہیں پہچانتے تھے اس زمانہ میں ہمارے رومال ہمارے پاؤں کے تلوے ہوتے تھے جب ہم چکنی چیز کھاتے تھے تو ان سے ہاتھ مل لیا کرتے تھے۔ غزالی عمرؓ نے فرمایا کہ پیٹ کو خوب بھر لینے سے بچو کہ وہ زندگی میں ایک بوجھ ہے اور موت کے بعد بدبو۔ غزالی، عمرؓ کو یہ اطلاع پہنچی کہ یزید ابن ابی سفیان مختلف قسم کے کھانے کھاتے ہیں تو عمرؓ نے اپنے غلام سے کہا کہ جب تجھے معلوم ہو جائے کہ اس کے پاس رات کا کھانا پہنچ گیا ہے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ تو اس نے ان کو اطلاع دی اور وہ ان کے پاس پہنچ گئے تو یزید نے ان کو کھانے میں شریک کیا ان کے پاس گوشت میں پکا ہوا ثرید آیا تھا تو ان کے ساتھ مل کر عمرؓ نے کھایا، پھر ان کے سامنے بھنا ہوا گوشت لایا گیا تو یزید نے اپنا ہاتھ بڑھایا مگر عمرؓ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا اللہ اللہ اے یزید بن ابی سفیان کیا طعام کے بعد طعام؟ یاد رکھو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اگر تم نے انکی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی) سنت کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ ضرور تم کو ان کی راہ سے ہٹا دیگا۔ غزالی، کہا عمرؓ نے سلمان سے اور وہ ان کے پاس آتے تھے وہ کون سی باتیں ہیں جو میرے متعلق تمہارے پاس پہنچیں جو کہ تم کو ناگوار ہوئیں تو انھوں نے معافی چاہی اور اور بہت خوشامد کی پھر کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی تھی کہ آپ دو جوڑے پہنتے ہیں ایک رات میں اور دوسرا دن میں اور مجھے یہ خبر پہنچی تھی کہ آپ نے ایک دسترخوان پر دو سالن جمع کئے تو عمرؓ نے کہا کہ ان دونوں کی طرف سے تو تجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے، کیا تمہارے پاس ان دونوں کے سوا اور بھی کوئی بات پہنچی ہے تو سلمان نے کہا کہ نہیں۔ ابو اللیث حفصہؓ سے کہ انھوں نے عمرؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالی فراوانی عطا فرمائی اور رزق میں وسعت کر دی ہے تو اگر آپ ایسا کھانا تناول کریں جو آپ کے اس کھانے سے عمدہ ہو اور ایسے کپڑے پہن لیں جو آپ کے ان کپڑوں سے نرم ہوں تو کیا مضائقہ ہے گو فرمایا کہ میں ابھی خود تجھ سے ہی اس کا فیصلہ کرا دوں گا اس کے بعد حفصہؓ کو یاد دلاتے رہے اس حال کو جس میں رسول اللہ

عہ ایک گھاس ہے جس کو مل کر دھونے سے ہاتھ صاف ہو جاتے ہیں۔

حتى أدركا ثم قال إنه كان لي صاحبان سلكا طريقا فإن سلكت طريقا غير طريقهما سُلك بي طريقا غير طريقهما وإني والله سأصبر على عيشهما الشديد لعلي أدرك معهما عيشهما الرخي. مالك عن يحيى بن سعيد أن عمر ابن الخطاب قال إياكم واللحم فإن له ضراوة كضراوة الخمر. مالك عن يحيى بن سعيد أن عمر بن الخطاب أدرك جابر بن عبد الله ومعه حمال لحم فقال ما هذا فقال يا أمير المؤمنين قرمنا إلى اللحم فاشتريت بدرهم لحما فقال عمر ما يريد أحدكم أن يطوي بطنه عن جاره أو ابن عمه أين تذهب عنكم هذه الآية ﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا﴾. مالك عن إسحق بن عبد الله بن أبي طلحة عن أنس بن مالك قال رأيت عمر بن الخطاب يطرح له صاع من تمر فيأكله حتى يأكل حشفها. مالك عن إسحق بن عبد الله بن أبي طلحة عن أنس قال رأيت عمر بن الخطاب وهو يومئذ أمير المؤمنين قد رقع بين كتفيه برقع ثلاث لبّد بعضها فوق بعض.

صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے اور وہ اس میں ان کے ساتھ تھیں یہاں تک کہ ان کو رُلا دیا۔ پھر فرمایا کہ میرے دو رفیق تھے جو ایک راہ پر چلے تو اگر میں ایسے طریق پر چلوں گا جو ان کے طریق کے مغایر ہوگا تو میرے ساتھ بھی ایسا برتاؤ اختیار کیا جائے گا جو اس برتاؤ کے مغایر ہوگا (یعنی جو اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ رہا ہے) اور میں اللہ ان کے سخت طریق معیشت پر جاری رہوں گا شاید میں بھی ان دونوں کی عمدہ معیشت کو آخرت میں پالوں۔

مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ گوشت سے بچو کہ اس کی لت شراب کی لت جیسی ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمر بن الخطاب کو جابر بن عبداللہ ملے جبکہ انکے پاس گوشت کی ایک گٹھڑی تھی تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہمارا گوشت کو دل چاہا تو میں نے ایک درہم میں یہ گوشت خرید لیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تم میں سے کوئی یہ ارادہ نہیں کرتا کہ اپنے پیٹ کو تہہ کر رکھے اپنے پڑوسی کی یا اپنے ابن عم کی خاطر کہاں چھوڑ دی تم نے یہ آیت أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ الخ (ترجمہ لکھا جا چکا ہے) مالکؒ اسحق ابن عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس بن مالک سے انہوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ ان کے لئے ایک صاع کھجوریں ڈالی جاتی تھیں جن کو وہ کھاتے تھے یہاں تک کہ ان میں سے خراب بھی کھا لیتے تھے۔ مالکؒ اسحق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس سے انھوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا جب کہ وہ امیر المومنین تھے انہوں نے اپنے مونڈھوں کے درمیان تین پیوند لگا رکھے تھے جن میں سے بعض کو بعض پر چڑھا رکھا تھا۔

الفصل الثانی

فی جنس من مقامات الیقین المشیر الیہ
فی قولہ تعالیٰ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ
رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم
من احب للہ وابغض للہ فقد استکمل
ایمانہ وقول عمر لو ان رجلا صام النہار
لا یفطر وقام اللیل وتصدق وجاھد
لم یحب فی اللہ عزوجل ویبغض فیہ
ما نفعہ ذلک شیئا۔ وحقیقۃ ہذا الجنس
ان یستولی نور الیقین علی القوۃ العاملۃ
فیاتی علی البہیمیۃ والسبعیۃ فیسخرھا
ویاخذ بتلابیبھا۔ فمن ذلک الشدۃ
لامر اللہ ومن ذلک الشفقۃ علی خلق اللہ
ومن ذلک الوقوف عند کتاب اللہ و
الورع فی الشبہات والزہد فی اللذات
وغیر ذلک۔ وقد اخبر النبی صلی اللہ علیہ
وسلم بثبوت ھذا الجنس لہ حیث قال
رحم اللہ عمر یقول الحق وان کان مرا
ترکہ الحق ومالہ من صدیق یعنی صدیقا
من اصدقاء الدنیا والا فطالبو الحق احبوہ
حبا شدیدا وقد تواترت الاخبار بثبوت
ذلک لعمر فمن ذلک قولہ فی حدیث ایلاء

فصل ثانی

مقاماتِ یقین میں کی ایک جنس جسکی طرف اللہ تعالیٰ کے اس قول میں
اشارہ کیا گیا ہے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ
بَیْنَھُمْ (کفار پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان) اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ جس نے محبت کی اللہ کے لئے اور
بغض رکھا اللہ کے لئے اس نے اپنا ایمان کامل کرنا چاہا اور عمرؓ
کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص دن میں روزہ رکھے اور افطار بھی نہ کرے
اور رات بھر نفل پڑھتا ہے اور صدقہ دے اور جہاد کرے
اور اللہ عزوجل کے لئے اس نے کسی سے نہ محبت کی اور نہ بغض
رکھا تو وہ اعمال اسکو کچھ نفع نہ دیں گے۔ اور حقیقت اس جنس
کی یہ ہے کہ نور یقین قوتِ عاملہ پر غالب آجاتا ہے تو بہیمیہ اور
سبعیہ پر پہنچتا ہے اور دونوں کو مسخر کر لیتا ہے اور ان کو مع انکی
فروع کے اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے۔
تو اسی کے آثار میں سے ہے اللہ کے کام کی بناء پر شدت
اور اسی کے آثار میں سے ہے اللہ کی مخلوق پر شفقت اور اسی بناء پر ہے کتاب
کے سامنے ٹھہر جانا (یعنی گردن جھکا دینا) اور احتیاط کو اختیار کرنا شبہات
کے موقع میں اور زہد اختیار کرنا (یعنی ترک) لذات وغیر ذلک میں اور ہم
کو عمرؓ میں اس جنس کے ثبوت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے جہاں
ارشاد فرمایا کہ رحم کرے اللہ تعالیٰ عمر پر کہ حق کہتا ہے اگرچہ وہ تلخ ہو اس کو
حق نے ایسا کر چھوڑا کہ اس کا کوئی دوست نہیں رہا یعنی دنیا کے دوستوں
میں سے کوئی دوست نہیں رہا ورنہ جو حق کے طالبین تھے وہ ان کے ساتھ
شدید محبت رکھتے تھے اور اس کے ثبوت میں اخبار متواترہ موجود ہیں۔ اور
اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی بیبیوں

النبی صلی اللہ علیہ وسلم من نسائہ
یا رباح انی اظن ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یظن انی جئت من اجل حفصۃ
واللہ ان امرنی ان اضرب عنقہا لاضربن
عنقہا قال فرفعت صوتی الحدیث من
روایۃ مسلم وغیرہ ومن ذلک قولہ
فی قصۃ اسلام ابی سفیان ومراجعۃ
العباس فی امرہ وقول العباس مہلاً
یا عمر واللہ لوکان من رجال بنی عدی بن کعب
ما فعلت ہذا ولکنک قد عرفت انہ من رجال
بنی عبد مناف فقال مہلاً یا عباس فواللہ
لاسلامک یوم اسلمت کان احب الی
من اسلام الخطاب لو اسلم وما بی
الا انی قد عرفت ان اسلامک کان احب
الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
اسلام الخطاب الحدیث من روایۃ محمد بن
اسحق ومن ذلک قولہ فی قصۃ
کسعۃ رجل من المہاجرین رجلاً من
الانصار ومقالۃ المنافق فی ذلک قولاً
شدیداً یا رسول اللہ دعنی اضرب
عنق ہذا المنافق فقال صلی اللہ علیہ
وسلم دعہ لا یتحدث الناس ان محمداً
یقتل اصحابہ الحدیث من روایۃ مسلم ومن ذلک
قولہ فی حدیث ابن صیاد ذرنی یا رسول اللہ اقتلہ

سے الگ ہو جانے کی حدیث میں ہے کہ اے رباح میرا گمان یہ ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خیال فرماتے ہیں کہ میں حفصہؓ کی وجہ سے آیا ہوں خدا
کی قسم اگر وہ مجھے حکم دیں کہ میں اس کی گردن مار دوں تو میں ضرور اسکی گردن
ماردوں گا کہا کہ پھر میں نے اپنی آواز کو اونچا کیا، آخر حدیث تک بروایت
مسلم وغیرہ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول اسلام ابوسفیان
کے قصہ میں اور عباس کا جواب کے لئے انکی طرف رجوع ہونا اور
عباس کا یہ کہنا کہ رہنے دے اے عمر اگر یہ (ابوسفیان) بنی عدی بن کعب
کے لوگوں میں سے ہوتا تو ایسا نہ کہتا لیکن تو جانتا ہے کہ یہ بنی عبد مناف
کے لوگوں میں سے ہے تو عمرؓ نے کہا رہنے دو اے عباس خدا کی قسم تمھارا
اسلام جس دن تم اسلام لائے تھے میرے لئے زیادہ پسندیدہ تھا
خطاب کے اسلام سے اگر وہ اسلام لاتا اور میرے لئے اس کا کوئی سبب
نہ تھا بجز اس کے کہ میں نے پہچان لیا تھا کہ تمھارا اسلام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو زیادہ پسندیدہ ہے خطاب کے اسلام سے، آخر حدیث تک بروایت
محمد بن اسحٰق اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول اس قصہ کے موقع پر
جب مہاجرین میں کے ایک شخص نے انصار میں کے ایک شخص کے
گھونسہ مار دیا تھا اور عبداللہ بن ابی منافق نے ایک سخت بات
کہی تھی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اجازت
دیجئے کہ میں اس شخص کی گردن ماردوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تھا چھوڑ دو اس کو، لوگ آپس میں یہ باتیں نہ کریں
کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے، آخر حدیث تک
بروایت مسلم۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ابن صیاد کی حدیث
میں ان کا یہ قول کہ مجھے اجازت دیجئے یا رسول اللہ کہ میں اس
کو قتل کردوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر
یہ وہی ہے جو تم سمجھ رہے ہو تو تم اس کے قتل پر ہرگز قدرت

امتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکن الذی
تری فلن تستطیع قتلہ الحدیث من روایۃ الشیخین ومن ذلک
قولہ فی قصۃ حاطب بن ابی بلتعۃ وکتابتہ
الی قریش بخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یارسول اللہ امکنی من حاطب فانہ قد کفر
فاضرب عنقہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یا ابن الخطاب ما یدریک لعل
اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم
فقد غفرت لکم فذرفت عینا عمر الحدیث
من روایۃ الشیخین عن علی وغیرہ ومن ذلک
قولہ فی حدیث ذی الخویصرۃ وقولہ یارسول
اللہ اعدل قال عمر یا رسول اللہ ائذن لی
فیہ اضرب عنقہ فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم
صلوتہ مع صلوتہم الحدیث من روایۃ الشیخین۔
ومن ذلک قولہ فی غزوۃ بدر حین قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی قد عرفت
رجالا من بنی ہاشم وغیرہم قد اخرجوا
کرہا لا حاجۃ لہم بقتالنا فمن لقی منکم احدا
من بنی ہاشم فلا یقتلہ ومن لقی العباس
ابن عبدالمطلب فلا یقتلہ فقال ابو حذیفۃ
انقتل آباءنا وابناءنا واخواننا وعشیرتنا و
نترک العباس واللہ لئن لقیتہ لالحمنہ

نہ پاسکوگے، آخر حدیث تک بروایت شیخین۔ اور
اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول حاطب کے قصہ میں یعنی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارادے کی خبر لکھ کر
قریش کے پاس بھیجنے میں کہ یارسول اللہ کہ مجھے حاطب کا اختیار
دے دیجئے کہ یہ کافر ہوگیا میں اسکی گردن ماردوں اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے ابن الخطاب تمہیں کیا خبر امید
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جلوہ فرما ہوکر یہ کہدیا کہ تم جو چاہو کرو
میں نے تمہاری مغفرت کردی تو عمرؓ کی دونوں آنکھیں ڈبڈبا
گئیں، آخر حدیث تک بروایت شیخین علیؓ وغیرہ سے
اور اسی کے آثار میں سے ہے اُن کا قول ذی الخویصرہ والی
حدیث میں جب کہ اس نے کہا تھا یا رسول اللہ انصاف کرو
تو عمرؓ نے کہا تھا کہ مجھے اس کے بارے میں اجازت دیجئے
کہ میں اسکی گردن ماردوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا کہ چھوڑو اس کو کہ اس کے ایسے ساتھی ہیں کہ ان
کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو حقیر سمجھوگے، آخر حدیث
تک بروایت شیخین۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول
غزوۂ بدر میں جس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
کہ میں بنی ہاشم وغیرہ کے ایسے لوگوں کو پہچانتا ہوں جو زبردستی
نکالے گئے ہیں وہ ہم سے لڑنے کا داعیہ نہیں رکھتے تو تم میں
سے جس کا مقابلہ بنی ہاشم میں کے کسی شخص سے ہو تو وہ
اس کو قتل نہ کرے اور جو شخص عباس بن عبدالمطلب کا مقابل
ہو وہ ان کو قتل نہ کرے تو ابو حذیفہ نے کہا تھا کہ کیا ہم اپنے باپوں
اور بیٹوں اور بھائیوں اور کنبہ والوں کو تو قتل کردیں اور عباس کو چھوڑ

بالسیف فبلغت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال لعمر یا ابا حفص (قال عمر واللہ
انہ لاول یوم کنانی فیہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بابی حفص) ایضرب وجہ عم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالسیف قال عمر
یارسول اللہ دعنی فاضرب عنقہ بالسیف
فواللہ لقد نافق الحدیث من روایۃ ابن اسحاق
ومن ذالک اقامۃ الحد علی ابنہ ابی شحمۃ
واسمہ عبد الرحمن لم یاخذہ عند ذلک رأفۃ
فی دین اللہ وھذا من اعجب الوقائع
واختلفت الروایات فی صورتہا ونحن نذکر
ھہنا روایتین کما ذکر المحب الطبری عن
مجاھد قال تذاکرنا الناس فی مجلس ابن
عباس فاخذوا فی فضل ابی بکر ثم فی
فضل عمر فلما سمع ابن عباس ذکر عمر بکی
بکاء شدیدا حتی اغمی علیہ فقال رحم
اللہ رجلا قرأ القرآن وعمل بما فیہ و
اقام حدود اللہ کما امر لاتاخذہ فی اللہ
لومۃ لائم لقد رأیت عمر وقد اقام الحد
علی ولدہ فقتلہ فیہ فقیل لہ یا ابن عم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا
کیف اقام عمر الحد علی ولدہ فقال کنت
ذات یوم فی المسجد وعمر جالس والناس

دین، خدا کی قسم اگر میرا اس سے مقابلہ ہو گیا تو میں اس کا گوشت اپنی
تلوار کو ضرور کھلاؤں گا۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک
پہنچی تو آپ نے عمرؓ سے فرمایا کہ اے ابو حفص (عمرؓ نے کہا کہ واللہ
یہ پہلا دن تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو حفص
کی کنیت دی) کیا رسول اللہ کے چچا کے منہ پر تلوار ماری جائیگی، عمرؓ
نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے چھوڑ دیجئے میں ضرور تلوار سے اسکی
گردن ماردونگا واللہ وہ تو منافق ہو گیا ہے، آخر حدیث تک ابن
اسحاق کی روایت سے۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے اپنے بیٹے
ابو شحمہ پر حد کا قائم کرنا اور اس کا نام عبد الرحمن تھا۔ اور اللہ کے
قانون کے اجراء میں اس وقت ان کو جوش محبت نہ روک سکا
اور یہ عجیب ترین واقعات میں سے ہے اور اسکی کیا صورت ہوئی تھی
اس میں مختلف روایات ہیں اور ہم یہاں دو روایتوں کا ذکر
کرتے ہیں جیسا کہ ذکر کیا محب طبری نے کہ مجاہد نے روایت کیا کہا
کہ ہم ابن عباس کی مجلس میں لوگوں کا ذکر کرنے لگے تو لوگوں نے
ابو بکرؓ کی فضیلت شروع کر دی پھر عمرؓ کی فضیلت کا ذکر کرنے لگے۔
جب ابن عباسؓ نے عمرؓ کا ذکر سنا تو بہت شدت کے ساتھ روئے
یہاں تک کہ ان پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر کہا خدا رحمت کرے اس شخص پر
جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا اور اللہ کی
حدود کو جیسا حکم دیا گیا تھا قائم کیں اس شخص کو کسی ملامت کرنیوالے
کی ملامت اللہ کے بارے میں نہ روک سکی واللہ میں نے عمر کو دیکھا کہ
کہ انھوں نے اپنے بیٹے پر حد قائم کی اور اس کو اس میں قتل کر دیا گیا تو ان سے کہا گیا
کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہم سے بیان کیجئے کہ
عمرؓ نے اپنے بیٹے پر کیسے حد قائم کی تھی تو انہوں نے کہا کہ میں ایک دن

حول اذا اقبلت جاریۃ فقالت السلام علیک
یا امیر المؤمنین فقال عمر وعلیک السلام
ورحمۃ اللہ الک حاجۃ قالت نعم خذ ولدک ہذا
منی فقال عمر انی لا اعرفک فبکت الجاریۃ وقالت
یا امیر المؤمنین ان لم یکن ولدک من ظہرک فہو
ولد ولدک فقال ای اولادی قالت ابو شحمۃ
فقال أبحلال ام بحرام فقالت من قبلی بحلال
ومن جہتہ بحرام قال عمر وکیف ذلک اتقی اللہ
ولا تقولی الا حقا قالت یا امیر المؤمنین کنت
مارۃ فی بعض الایام اذ مررت بحائط لبنی
النجار اذ اتی ولدک ابو شحمۃ یتمایل سکرا
وکان شرب عند نسیکۃ الیہودی قالت ثم راودنی
عن نفسی وجرنی الی الحائط ونال منی
ما ینال الرجل من المرأۃ وقد اغمی علی فکتمت
امری عن عمی وجیرانی حتی احسست بالولادۃ
فخرجت الی موضع کذا وکذا ووضعت ہذا
الغلام وہممت بقتلہ ثم ندمت علی ذلک
فاحکم بحکم اللہ بینی وبینہ فامر عمر منادیا فنادی
فاقبل الناس یہرعون الی المسجد ثم قام عمر
فقال لا تفرقوا حتی اتیکم ثم خرج فقال
یا ابن عباس اسرع معی فلم یزل حتی اتی
منزلہ فقرع الباب وقال ہہنا ولدی ابو شحمۃ
قیل لہ انہ علی الطعام فدخل علیہ وقال کل یا بنی

مسجد میں تھا اور عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ان کے گرد تھے کہ ایک لڑکی
آئی اور اس نے کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین عمر نے کہا وعلیک السلام
ورحمۃ اللہ کیا تجھے کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا ہاں! مجھ سے یہ اپنا
بیٹا لے لیجئے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں تجھے پہچانتا بھی نہیں تو وہ لڑکی رونے لگی
اور بولی کہ اے امیر المؤمنین اگر آپ کا بیٹا آپ کی پشت سے نہیں تو آپ
کے بیٹے کا بیٹا تو ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرے بیٹوں میں سے کس کا؟ اس نے کہا
ابو شحمہ کا۔ تو آپ نے کہا کہ حلال سے یا حرام سے؟ تو اس نے کہا کہ میری طرف
سے تو حلال سے ہے اور اس کی طرف سے حرام ہے عمرؓ نے کہا یہ اسکی کیا صورت
ہے اللہ سے ڈر اور صرف سچی بات بیان کر۔ تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین
ایک دن میں چلی جا رہی تھی کہ میرا گذر بنی النجار کے ایک پختہ باغ پر ہوا
اتنے میں آپ کا بیٹا ابو شحمہ آ پہنچا جو نشے سے جھوم رہا تھا اور اس نے نسیکہ
یہودی کے پاس شراب پی تھی پھر اس نے طلبگاری کی میری ذات سے
اور مجھے کھینچ کر باغ کے اندر لے گیا اور مجھ سے وہ کام کیا جو مرد عورتوں
سے کرتے ہیں اور مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی تھی۔ تو میں نے اپنی سرگزشت
کو اپنے چچا اور پڑوسیوں سے چھپایا یہاں تک کہ مجھے ولادت کا احساس
ہوا تو میں فلاں فلاں مقامات کی طرف نکل گئی اور میں نے یہ لڑکا جنا اور میں
نے اس کے قتل کا قصد کیا پھر اس پر نادم ہوئی (اور باز رہی) تو آپ میرے
اور اس کے درمیان اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کر دیجئے۔ تو عمرؓ نے
منادی کو حکم دیا جس نے لوگوں کو پکارا تو لوگ مسجد کی طرف دوڑتے ہوئے
آ گئے پھر عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے واپس آنے تک آپ متفرق
نہ ہوں۔ پھر نکلے اور فرمایا کہ اے ابن عباس جلد میرے ساتھ چل۔ تو چلتے
چلتے اپنے مکان پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ کیا میرا بیٹا ابو شحمہ
یہاں موجود ہے؟ کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے۔ پھر اس کے پاس پہنچے اور

فیوشک ان یکون آخر زادک من الدنیا
قال ابن عباس فلقد رأیت الغلام
وقد تغیر لونہ وارتعد وسقطت اللقمۃ
من یدہ فقال عمر یا بنی من انا فقال انت
ابی و امیر المؤمنین قال اقلی حق طاعۃ ام لا
قال لک طاعتان مفروضتان لانک والدی
وامیر المؤمنین قال عمر بحق نبیک وبحق ابیک
ہل کنت ضیفا لنبیکۃ الیہودی فشربت الخمر
عندہ فسکرت قال قد کان ذالک وقد تبت
قال راس المال المؤمنین التوبۃ قال یا بنی
انشدک اللہ ہل دخلت حائط بنی النجار
فرأیت امرأۃ فواقعتہا فسکت وبکی
قال عمر لا باس یا بنی اصدق فان اللہ
یحب الصادقین قال قد کان ذلک و انا
تائب نادم فلما سمع ذلک عمر منہ قبض
علی یدہ ولببہ وجرہ الی المسجد وقال
یا ابت لا تفضحنی وخذ السیف و قطعنی
اربا اربا قال ما سمعت قولہ تعالی :
وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ
الْمُؤْمِنِينَ ثم جرہ و اخرجہ الی بین یدی
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد
وقال صدقت المرأۃ و اقر ابوشحمۃ بما قالت
وکان لہ مملوک یقال لہ افلح فقال یا افلح خذ

فرمایا کہ بیٹا کھالے ممکن ہے کہ دنیا میں یہ تیرا آخری کھانا ہو۔ ابن عباسؓ نے
کہا اس کے بعد میں نے لڑکے کو دیکھا کہ اس کا رنگ متغیر ہوگیا اور کانپ
گیا اور اس کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ بیٹا میں کون ہوں؟
اس نے کہا کہ آپ میرے باپ ہیں اور امیر المؤمنین ہیں۔ عمرؓ نے کہا تو اپنے
نبی کے اور اپنے باپ کے حق کے پیش نظر سچ بتا کہ کیا تو نبیکہ یہودی کا
مہمان بنا اور تو نے اس کے ساتھ شراب پی پھر تجھ پر نشہ طاری ہوا؟ اس
نے کہا کہ ہاں ایسا ہوا اور میں توبہ کر چکا ہوں تو آپ نے کہا کہ مؤمنین
کا راس المال توبہ ہے۔ پھر فرمایا کہ بیٹا میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا
ہوں کہ کیا تو بنی نجار کے باغ میں داخل ہوا اور تو نے ایک عورت
کو دیکھا اور تو اس پر جا پڑا تو وہ چپ ہوگیا اور رونے لگا۔ عمرؓ
نے کہا کہ کوئی ڈر نہیں میرے بیٹے سچ بول کیونکہ اللہ سچوں کو
پسند کرتا ہے تو اس نے کہا کہ ایسا ہوا ہے اور میں تائب اور
نادم ہوں۔ جب عمرؓ نے اس سے یہ سن لیا تو اس کا ہاتھ پکڑا
اور اس کے سینہ پر کے کپڑے مٹھی میں لئے اور اسکو مسجد
کی طرف کھینچ کر لے چلے اور اس نے کہا کہ اے ابا مجھے رسوا نہ کرو اور
تلوار لے کر میرے ٹکڑے ٹکڑے کردو۔ فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کے
کا یہ ارشاد نہیں سنا وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا الخ یعنی اور چاہیے
کہ ان کو سزا دینے کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر
ہو پھر اسکو کھینچا اور اس کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے سامنے مسجد میں لیکر آئے اور کہا کہ عورت نے سچ کہا
تھا اور جو کچھ اس نے کہا تھا ابوشحمہ نے اس کا اقرار کرلیا ہے
اور عمرؓ کا ایک مملوک (غلام) تھا جس کو افلح کہا جاتا تھا اس سے
کہا کہ اے افلح اس میرے بیٹے کو کھینچ کر لے جا اور اس کے ایک سو

ابنی ہذا الیک و اضربہ مأۃ سوط ولا تقصر فی ضربہ فقال لا افعل وبکی فقال یا غلام ان طاعتی طاعۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فافعل ما آمرک بہ قال فنزع ثیابہ وضج الناس بالبکاء والنحیب وجعل الغلام یشیر الیہ ابیہ یا ابت ارحمنی فقال لہ عمر وہو یبکی ربک یرحمک وانما افعل ہذا کے یرحمک ویرحمنی ثم قال یا افلح اضرب فضربہ وہو یستغیث وعمر یقول اضربہ حتی بلغ سبعین فقال یا ابت اسقنی شربۃ من ماء فقال یا بنی ان کان ربک یطہرک فیسقیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم شربۃ لا تظما بعدہا ابدًا یا غلام اضربہ فضربہ حتی بلغ ثمانین فقال یا ابت السلام علیک فقال وعلیک السلام ان رأیت محمدًا فاقرأہ منی السلام وقل لہ خلفت عمر یقرأ القرآن ویقیم الحدود یا غلام اضربہ فلما بلغ تسعین انقطع کلامہ وضعف فرأیت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا یا عمر انظر کم بقی فاخرہ الی وقت آخر فقال کما لم تؤخر المعصیۃ لا تؤخر العقوبۃ وجاء الصریخ الی امہ فجاءت باکیۃ صارخۃ وقالت یا عمر احج بکل سوط حجۃ ماشیۃ واتصدق بکذا وکذا درہما فقال ان الحج والصدقۃ لا تنوب عن الحد یا غلام تمم الحد فضربہ فلما کان آخر

کوڑے مار اور اس کو مارنے میں کمی نہ کرنا (یعنی پورے زور سے مارنا) تو اس نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرونگا اور رونے لگا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے غلام میری فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری ہے جو کچھ میں نے تجھے حکم دیا ہے اسکی تعمیل کر۔ کہا کہ پھر اس نے اس کے کپڑے اتارے اور لوگوں نے شور مچادیا گریہ و بکاء سے اور لڑکے نے اپنے باپ کو اشارے کرنے شروع کر دیئے کہ اے باپ مجھ پر رحم کرو تو عمرؓ نے اس سے کہا اور وہ رو رہے تھے کہ تیرا رب تجھ پر رحم کرے اور میں ایسا اسی لئے کر رہا ہوں تاکہ وہ مجھ پر رحم کرے اور مجھ پر رحم کرے۔ پھر کہا اے افلح مار تو اس نے مارا اور وہ فریاد کر رہا تھا اور عمرؓ کہہ رہے تھے کہ مار۔ یہاں تک کہ ستر تک نوبت پہنچی تو اس نے کہا کہ اے ابا مجھے پانی کا ایک گھونٹ پلا دیجئے تو فرمایا کہ میرے بیٹے اگر تیرا رب تجھے پاک کردیگا تو عنقریب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھے ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد تو کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اے غلام مار اس کے بعد پھر اس نے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ شمار اسّی تک پہنچ گئی تو اس نے کہا اے میرے ابا السلام علیک تو عمرؓ نے کہا وعلیک السلام اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو میری طرف سے سلام عرض کردینا اور ان سے کہنا کہ میں نے عمرؓ کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ قرآن پڑھتا ہے اور حد قائم کرتا ہے۔ اے غلام مار اس کو۔ جب شمار نوّے ہوگئی تو اس کا کلام منقطع ہوگیا اور وہ نڈھال ہوگیا تو میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انھوں نے کہا کہ اے عمر دیکھو کتنے باقی رہے اس تعداد کو دوسرے وقت پر مؤخر کردو تو فرمایا کہ جس طرح معصیت مؤخر نہیں ہوئی سزا بھی مؤخر نہ ہوگی اور ایک شخص نے جاکر اسکی ماں کو بھی اطلاع کردی، وہ روتی پیٹتی ہوئی آئی اور اس نے کہا کہ اے عمر ہر کوڑے کے بدلے میں ایک حج پیدل چل کر کرونگی اور اتنے اتنے درہم صدقہ کردوں گی تو فرمایا کہ حج اور صدقہ حد کے قائم

سوطا سقط الغلام ميتا فصاح وقال يا بني فحص الله عنك الخطايا ثم جعل رأسه في حجره وجعل يبكي ويقول بابي من قتله الحق بابي من مات عند انقضاء الحد بابي من لم يرحمه ابوه واقاربه فنظر الناس اليه فاذا هو قد فارق الدنيا فلم ير يوم اعظم منه وضج الناس بالبكاء والنحيب فلما كان اربعين يوما اقبل علينا حذيفة ابن اليمان صبيحة يوم الجمعة فقال اني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام واذا الفتى معه وعليه حلتان خضراوان فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقرأ عمر عني السلام وقل له هكذا امرك الله ان تقرأ القرآن وتقيم الحدود وقال الغلام يا حذيفة اقرأ ابي مني السلام وقل له طهرك الله كما طهرتني اخرجه ابن ابي شيرويه الديلمي في كتابه المنتقى وخرجه غيره مختصرا بتغير اللفظ وقال فيه كان لعمر ابن يقال له ابو شحمة فاتاه يوما فقال اني زنيت فاقم علي الحد قال زنيت قال نعم حتى كرر عليه ذالك اربعا قال وما عرفت التحريم قال بلى قال معاشر المسلمين خذوه فقال ابو شحمة معاشر المسلمين من فعل فعلي في جاهلية اذا اسلام فلا يحدني فقام

مقام نہیں ہوتے لے غلام حد پوری کر. پھر اس نے مارنا شروع کیا جب آخری کوڑا لگا تو لڑکا مر کر گر گیا. پھر آپ بیٹھے اور کہا کہ بیٹا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے خطائیں زائل کر دیں پھر اس کا سر اپنی گود میں رکھا اور رونے لگے اور کہہ رہے تھے کہ میرا آپ[1] اس کے قربان یہ وہ ہے جس کو راست گوئی نے قتل کیا میرا باپ اس پہ قربان یہ وہ ہے جو حد کے ادا ہونے کے وقت مرا میرا باپ اس پہ قربان یہ وہ ہے جس پر اس کے باپ اور اقارب نے رحم نہ کیا. پھر لوگوں نے اس پر نظر کی تو واضح ہو گیا کہ وہ دنیا سے مفارقت کر چکا ہے تو اس سے بڑا (ہنگامہ خیز) کوئی دن دیکھنے میں نہیں آیا لوگوں نے گریہ و بکا سے شور مچا رکھا تھا. اس حادثہ پر چالیس دن گذرے تھے کہ ہمارے پاس یوم جمعہ کی صبح کو حذیفہ بن الیمان آئے اور انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور وہ نوجوان (ابو شحمہ) آپ کے ساتھ تھا اور اس کے بدن پر دو سبز جوڑے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرؓ کو میرا اسلام پہنچاؤ اور اس سے یہ کہنا کہ اسی طرح تجھے اللہ نے حکم دیا تھا کہ تو قرآن کو پڑھے اور حدود کو قائم کرے اور لڑکے نے کہا کہ اے ابو حذیفہ میرے باپ کو میرا سلام پہنچاؤ اور ان سے یہ کہہ دو کہ اللہ تم کو پاکیزہ کرے جیسا کہ تم نے مجھے پاکیزہ کر دیا. اس کو روایت کیا ابن ابی شیرویہ دیلمی نے اپنی کتاب المنتقیٰ میں. اور دوسرے حضرات نے اس کی تخریج مختصراً کی ہے الفاظ کے تغیر کے ساتھ اور اس میں یہ کہا ہے کہ عمرؓ کے ایک بیٹا تھا جس کو ابو شحمہ کہا جاتا تھا وہ ایک دن ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے مجھ پر حد قائم کر دیجئے. آپ نے کہا کہ کیا تو نے زنا کیا ہے اس نے کہا کہ ہاں اس سوال کا آپ نے چار مرتبہ تکرار کیا. فرمایا کہ اور کیا کہ تو نے اس کے حرام ہونے کو نہ پہچانا. اس نے کہا کہ کیوں نہیں. تو آپ نے فرمایا کہ اے جماعت مسلمان اس پر حد جاری کرو. تو ابو شحمہ نے کہا کہ اسے

[1] بابی عربی محاورہ کا کلمہ ہے جس کا ترجمہ ہے میرا باپ قربان کبھی بابی و امی بھی کہتے ہیں یعنی میرے ماں باپ قربان یہ معنی مقصود نہیں ہوتے اس عنوان سے تفریح اور اظہار محبت مقصود ہوتا ہے مترجم

علیؓ بن ابی طالب وقال لولده الحسن فاخذ
بیمینہ وقال لولدہ الحسین فاخذ بیسارہ ثم
ضرب ستۃ عشر سوطا فاغمی علیہ ثم قال
اذا وافیت ربک فقل ضربنی الحد من لیس
لک فی جنبیہ حد ثم قام عمر لیتم الحد فتم
علیہ تمام المائۃ سوطا فمات من ذلک فقال
انا اوثر عذاب الدنیا علی عذاب الآخرۃ
فقیل یا امیر المؤمنین تدفنہ من غیر غسل و
لا کفن قتیل فی سبیل اللہ قال بل نغسلہ
ونکفنہ وندفنہ فی مقابر المسلمین فانہ
لم یمت قتلا فی سبیل اللہ وانما مات حدا

جماعت مسلمانان جس نے میرے جیسا کام کیا ہو زمانہ جاہلیت میں یا اسلام
میں وہ مجھ پر حد نہ لگائے۔ تو کھڑے ہوتے علی بن ابی طالب اور انہوں نے
اپنے بیٹے حسن سے کہا تو انہوں نے اس کا دایاں ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے
حسین سے کہا تو انہوں نے اس کا بایاں ہاتھ پکڑا پھر اس کے سولہ کوڑے مارے
تو وہ بیہوش ہو گیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ جب تو اپنے رب سے ملے تو کہنا کہ اس شخص نے
میرے حد ماری ہے جس کے پہلوؤں پر آپ کا حد کا حق نہیں ہے پھر عمرؓ حد
مارنے کے لئے کھڑے ہوتے یہاں تک کہ انہوں نے سو کوڑے حد کی شمار پوری کر دی
تو اس سے وہ مر گیا۔ پھر فرمایا کہ میں عذاب دنیا کو عذاب آخرت پر ترجیح دیتا ہوں
اس کے بعد کہا گیا کہ اے امیر المومنین اس کو بغیر غسل اور بغیر کفن کے دفن کیجئے
کہ یہ اللہ کے راستہ میں قتل کیا گیا ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ ہم اس کو غسل دیں گے اور کفن
دیں گے اور مقابر مسلمین میں اسکو دفن کر دینگے کیونکہ یہ اللہ کی راہ میں قتل ہو کر نہیں مرا
یہ تو صرف حد کے صدمہ سے مرا ہے۔ اور مروی ہے عمرو بن العاص سے کہ اس

وعن عمرو بن العاص قال بینا انا بمنزلی بمصر
اذ قیل هذا عبدالرحمن بن عمر وابو سروعۃ
یستاذنان علیک فقلت یدخلان فدخلا وهما
منکسران فقالا اقم علینا حد اللہ فانا
اصبنا البارحۃ شرابا وسکرنا قال فزبرتهما وطردتهما
فقال عبدالرحمن ان لم تفعل اخبرت والدی
اذا قدمت علیہ قال فعلمت انی ان لم اقم
علیهما الحد غضب علی عمر وعزلنی قال
فاخرجتهما الی صحن الدار فضربتهما الحد و
دخل عبدالرحمن بن عمر الی ناحیۃ بیت فی
الدار فحلق راسہ وکانوا یحلقون مع الحدود
واللہ ما کتبت لعمر بحرف مما کان حتی اذا کتابہ

دوران میں کہ میں مصر میں اپنے مکان میں موجود تھا کہ مجھ سے کہا گیا کہ یہ عبدالرحمن
ابن عمر اور ابو سروعہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اندر آ جائیں تو وہ دونوں
آ گئے اور دونوں شکستہ حال تھے اور دونوں نے کہا کہ ہمارے اوپر اللہ کی حد
جاری کر دیجئے کہ ہم گذشتہ رات شراب میں مبتلا ہوتے اور مدہوش ہوتے
کہا کہ میں نے دونوں کو جھڑکا اور (اس کہنے سے) روکا۔ تو عبدالرحمن نے کہا
کہ اگر تم حد جاری نہ کرو گے تو میں اپنے والد کو جب ان سے ملوں گا اسکی
اطلاع دونگا تو میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے ان دونوں پر حد قائم نہ کی تو عمرؓ
مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور معزول کر دیں گے۔ کہا کہ پھر میں نے دونوں کو
مکان کے صحن میں لایا اور دونوں پر حد کے کوڑے لگوائے اور عبدالرحمن
ابن عمر مکان کے کمرے کے ایک گوشہ میں گیا پھر اپنا سر منڈوایا اور زجراً حدود
کے ساتھ لوگ سر منڈایا کرتے تھے۔ واللہ عمرؓ کو میں نے ایک حرف بھی نہیں لکھا

جاءه فيه بسم الله الرحمٰن الرحيم من عبد الله عمر الى عمرو بن العاص عجبت لك يا ابن العاص وجرأتك علي وخلاف عهدي فما أراني الا عازلك تضرب عبد الرحمٰن في بيتك وتحلق رأسه في البيت وقد عرفت ان هذا يخالفني انما عبد الرحمٰن رجل من رعيتك تصنع به ما تصنع بغيره من المسلمين ولكن قلت هو ولد امير المؤمنين وعرفت انه لا هوادة لاحد من الناس عندي في حق فاذا جاءك كتابي هذا فابعث به في عباءة على قتب حتى يعرف سوء ما صنع فبعث به كما قال ابوه وكتب الى عمر يعتذر اليه اني ضربته في صحن داري وبالله الذي لا يحلف باعظم منه اني لاقيم الحدود في صحن داري على المسلم والذمي وبعث بالكتاب مع عبد الله بن عمر فقدم بعبد الرحمٰن على ابيه فدخل وعليه عباءة لا يستطيع المشي من سوء مركبه فقال يا عبد الرحمٰن فعلت وفعلت فكلم عبد الرحمٰن بن عوف وقال يا امير المؤمنين قد اقيم عليه الحد فلم يلتفت اليه فجعل عبد الرحمٰن يصيح ويقول اني مريض وانت قاتلي وقال فضربه الحد ثانيۃ وحبسه فمرض ثم مات. قلت قال ابو عمر في الاستيعاب

تھا اس واقعہ کے بارے میں جو پیش آیا تھا۔ یہاں تک کہ میرے پاس ان کا مکتوب آیا جس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کے بندے عمر کی طرف سے عمرو بن العاص کے نام مجھے تم پر تعجب ہے اے ابن العاص اور اس جرأت پر جو مجھ پر تم نے کی اور مجھ سے عہد کے خلاف پر۔ تو اب میری رائے یہی ہے کہ میں تم کو معزول کر دوں۔ تم عبد الرحمٰن کو اپنے گھر میں مارتے ہو اور اس کا سر گھر میں منڈواتے ہو حالانکہ تم بخوبی جانتے ہو کہ یہ (ترجیح) میرے طریقہ کے خلاف ہے۔ عبد الرحمٰن صرف ایک شخص تھا تمہاری رعیت میں کا تم کو اس کے ساتھ وہی معاملہ کرنا تھا جو مسلمانوں میں سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ کرتے ہو لیکن تم نے خیال کیا کہ وہ امیر المؤمنین کا بیٹا ہے حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ حق کے بارے میں لوگوں میں سے کسی کے لئے میرے یہاں کوئی نرمی نہیں ہے۔ تو جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہونچے تو اس کو میرے پاس صرف ایک عبا میں بھیجو کاٹھی پر بٹھا کر تاکہ وہ اپنے فعل کی برائی کو پہچان لے تو عمرو ابن العاص نے اسکو اسی طرح جیسا اس کے باپ نے لکھا تھا اور عمر کو معذرت کرتے ہوئے یہ لکھا کہ میں نے اس کو اپنے مکان کے صحن میں مارا اور اس خدا کی قسم جس سے بڑا کوئی حلف نہیں کیا جاتا کہ میں ہر مسلمان پر اور ذمی پر اپنے مکان کے صحن میں ہی حد قائم کیا کرتا ہوں اور اس خط کو عبد اللہ بن عمر کے ساتھ بھیجا۔ پھر عبد الرحمٰن اپنے باپ کے پاس پہنچا اور اس طرح پہنچا کہ اس کے بدن پر صرف ایک عبا تھی اور سواری کی خرابی کی وجہ سے (کہ کاٹھی پر سفر کیا تھا) چلنے پر قادر نہیں تھا۔ تو فرمایا کہ اے عبد الرحمٰن تو نے ایسا اور ایسا کیا (اور مارنا شروع کر دیا) تو ان سے کلام کیا عبد الرحمٰن بن عوف نے اور کہا اے امیر المؤمنین حد تو قائم ہو چکی ہے تو ان کی طرف التفات نہ کیا پھر عبد الرحمٰن نے چیخنا اور یہ کہنا شروع کیا کہ میں بیمار ہوں اور تم مجھے قتل کر دیتے ہو کہا کہ پھر دوبارہ اس پر حد لگائی اور اس کو بند کر دیا پھر وہ بیمار ہو گیا اور مر گیا۔ میں کہتا ہوں کہ ابو عمر

عبد الرحمن بن عمر الاوسط ہو ابو شحمۃ و ہو الذی ضربہ عمرو بن العاص بمصر فی الخمر ثم حملہ الی المدینۃ فضربہ ابوہ ادب الوالد ثم مرض ومات بعد شہر ہکذا یرویہ معمر عن الزہری عن سالم عن ابیہ واما اہل العراق فیقولون انہ مات تحت سیاط عمر وذلک غلط وقال الزبیر اقام علیہ عمر حد الشراب فمرض ومات۔ **ومن ذلک** اقامۃ الحد علی قدامۃ بن مظعون خال ابن عمر وحفصۃ لم یأخذہ عند ذلک رأفۃ فی دین اللہ ولم یخف لومۃ لائم نذکرہ کما ذکرہ المحب الطبری وابو عمر عن عبد اللہ ابن ربیعۃ وکان من اکبر بنی عدی وکان ابوہ شہد بدرا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال استعمل عمر قدامۃ بن مظعون علی البحرین وکان شہد بدرا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو خال ابن عمر وحفصۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فقدم الجارود من البحرین فقال یا امیر المؤمنین ان قدامۃ بن مظعون قد شرب مسکرا وانی اذا رأیت حدا من حدود اللہ حق علی ان ارفعہ الیک فقال لہ عمر من یشہد معک بالقول فقال ابو ہریرۃ فدعا عمر ابا

نے استیعاب میں کہا عبد الرحمن بن عمر الاوسط وہ ابو شحمہ ہے اور یہ وہی ہے جس کو ابن العاص نے مصر میں شراب (کی حد) میں مارا تھا پھر اس کو مدینہ روانہ کیا پھر اس کو اس کے باپ نے مارا بغرض تادیب باپ کی حیثیت سے پھر بیمار ہوا اور ایک مہینہ کے بعد انتقال کر گیا۔ اس واقعہ کی اسی طرح روایت کرتے ہیں معمر زہری سے وہ سالم سے وہ اپنے باپ سے۔ اور جو اہل عراق وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا انتقال عمر کے کوڑوں کے نیچے ہوا مگر یہ غلط ہے۔ اور زبیر نے کہا کہ عمر رض نے اس پر شراب کی حد قائم کی تھی پھر وہ بیمار ہوا اور مر گیا۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے حد کا قائم کرنا قدامہ بن مظعون پر جو ابن عمر رض اور حفصہ رض کے ماموں تھے۔ اس موقع پر اللہ کے بارے میں جذبۂ محبت ان کو مانع نہ ہوا اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خائف نہ ہوتے۔ ہم اس کو ذکر کرتے ہیں جس طرح محب طبری نے ذکر کیا اور ابو عمر نے عبد اللہ بن ربیعہ کی روایت سے اور یہ بنی عدی میں کے بڑے شخص تھے اور ان کے باپ بدر میں حاضر تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہا کہ عمر رض نے قدامہ بن مظعون کو بحرین پر عامل بنایا تھا اور یہ بدر میں حاضر ہوتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور وہ ماموں تھے ابن عمر اور حفصہ زوج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا کہ بحرین سے جارود آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین بیشک قدامہ بن مظعون نے شراب پی نشہ لانے والی اور میں نے جب دیکھا اللہ کی حدود میں سے ایک حد کو تو مجھ پر ضروری ہو گیا کہ میں اس واقعہ کو آپ کے سامنے پیش کر دوں تو اس سے عمر رض نے کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو اس پر تمہارا گواہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ابو ہریرہ۔ تو عمر رض نے ابو ہریرہ کو بلایا تو ابو ہریرہ رض نے کہا کہ میں نے ان کو شراب پینے کے وقت نہیں دیکھا البتہ نشے کی حالت میں سے

هريرة فقال لم اره حين شرب وقد رأيته
سكران يقئ فقال عمر لقد تنطعت يا ابا هريرة
في الشهادة ثم كتب عمر الى قدامة وهو
بالبحرين يامره بالقدوم عليه فلما قدم قدامة
والجارود بالمدينة كلم الجارود عمر فقال
اقم على هذا كتاب الله فقال عمر اشهيد
انت ام خصيم فقال الجارود انا شهيد فقال
قد كنت اديت شهادتك فسكت الجارود
ثم قال لتعلمن اني انشدك الله تعالى
فقال عمر اما والله لتملكن لسانك او لاسوئنك
فقال الجارود اما والله ما ذاك بالحق ان يشرب
ابن عمك وتسوءني فاوعده عمر فقال ابوهريرة
وهو جالس يا امير المؤمنين ان كنت تشك
في شهادتنا فسل بنت الوليد امرأة ابن
مظعون فارسل عمر الى هند ينشدها بالله
فاقامت هند على زوجها قدامة الشهادة
فقال عمر يا قدامة اني جالدك فقال قدامة والله
لو شربت كما يقولون ما كان لك ان تجلدني
يا عمر فقال ولما يا قدامة قال ان الله عزوجل
قال لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ
أَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ فقال عمر

کرتے ہوئے دیکھا ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اے ابوہریرہ تو شہادت
میں بدل گیا ہے۔ پھر عمرؓ نے قدامہ کو لکھا اور وہ بحرین میں تھے خط
میں ان کو اپنے پاس پہنچنے کا حکم دیا تھا۔ تو جب قدامہ آئے اور
جارود مدینہ میں موجود تھے تو جارود نے عمر سے گفتگو کی اور کہا کہ اس
پر اللہ کے حکم کو جاری کرو تو عمرؓ نے کہا کہ تو گواہ ہے یا مدعی؟
تو جارود نے کہا کہ میں گواہ ہوں۔ عمرؓ نے کہا کہ تو اپنی شہادت
دے چکا تو جارود خاموش ہوگئے پھر بولے کہ تم ضرور جانتے ہو
میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ خبردار! تو اپنی زبان
قابو میں رکھ ورنہ میں تیرے ساتھ سختی کروں گا تو جارود نے کہا
خبردار خدا کی قسم یہ حق بات نہیں ہے کہ شراب تو پیئے تمہارا چچا
کا بیٹا اور سختی کرو میرے ساتھ تو عمرؓ نے ان کو دھمکایا تو
ابوہریرہؓ نے کہا اور وہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اے امیر المومنین اگر
تم کو ہماری شہادت میں شک ہے تو ابن مظعون کی بیوی بنت الولید
سے پوچھئے تو عمرؓ نے ہند کو بلوایا اس کو خدا کی قسم دے کر پوچھا
تو ہند نے اپنے شوہر قدامہ کے خلاف شہادت دی۔ تو عمرؓ نے
کہا کہ اے قدامہ میں تیرے ضرور کوڑے ماروں گا۔ اس پر قدامہ نے
کہا کہ واللہ اگر میں پی بھی لیتا جیسا کہ یہ لوگ کہہ رہے ہیں تو اے عمر
عمر پھر بھی تم کو یہ حق نہیں ہے کہ مجھ کو کوڑے مارو۔ تو عمرؓ نے
کہا کہ اے قدامہ یہ کیسے؟ کہا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا لَيْسَ عَلَى
الَّذِينَ آمَنُوا الخ (۵، ۹۳) ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں اور
نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے ہوں
جب کہ وہ صاحب تقوی ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں
پھر صاحب تقوی ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر صاحب تقوی ہوں اور خوب

انک اخطأت التأویل یا قدامۃ اذا اتقیت

اجتنبت ما حرم اللہ ثم اقبل عمر علی القوم

فقال ما ترون فی جلد قدامۃ قالوا لا نرے

ان تجلدہ وھو مریض فسکت عمر عن جلدہ

ایاما ثم اصبح عمر یوما وقد عزم علی جلدہ

فقال لاصحابہ ما ترون فی جلد قدامۃ

فقالوا لا نرے ان تجلدہ مادام وجعا فقال

عمر واللہ لان یلقی اللہ تحت السیاط

احب الی ان القی اللہ وھو فی عنقی انی

واللہ لاجلدنہ ائتونی بسوط فجاءہ

مولاہ اسلم بسوط دقیق صغیر فاخذہ

عمر فمسحہ بیدہ ثم قال لاسلم قد اخذتک

دقرارۃ اھلک ائتونی بسوط غیر ھذا

فجاءہ اسلم بسوط تام فامر عمر بقدامۃ

فجلد فغاضب قدامۃ عمر وھجرہ فحج وقدامۃ

مہاجر لعمر حتی قفلوا من حجھم ونزل عمر

بالسقیا ونام بہا فلما استیقظ قال عجلوا

بقدامۃ انطلقوا فائتونی بہ واللہ انی لاری

فی النوم انہ جاءنی آت فقال لی سالم قدامۃ

فانہ اخوک فلما جاءوا قدامۃ ابی ان یاتیہ

فامر عمر بقدامۃ ان یجر الیہ جرا حتی کلمہ

عمر واستغفر لہ فکان اول صلحھما خرج البخاری

منہ الی قولہ وھو خال ابن عمر وحفصۃ وتمامہ

نیک عمل کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ لیے نیکو کاروں سے محبت رکھتے ہیں۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ تو نے اے قدامہ تاویل میں خطا کی جب تو متقی ہوگا تو جس چیز کو اللہ نے حرام کیا اس سے مجتنب بھی ہوگا۔ پھر عمر رضؓ قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ قدامہ کے کوڑے لگانے کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہماری رائے نہیں ہے کہ کوڑے لگائے جائیں اس حال میں کہ وہ بیمار ہے تو عمر رضؓ کوڑے لگانے سے چند دن کے لئے رک گئے پھر ایک دن صبح کے وقت عمر رضؓ نے ان کے کوڑے لگانے کا ارادہ کیا پھر اپنے اصحاب سے کہا کہ قدامہ پر کوڑے لگائے جانے کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جب تک وہ بیمار ہے ہماری رائے نہیں کہ کوڑے لگائے جائیں۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ واللہ اگر وہ کوڑوں کے نیچے اللہ سے جا ملے (یعنی مرجائے) یہ میرے نزدیک پسند ہے اس سے کہ میں اللہ سے جا ملوں اور وہ (حق) میری گردن میں لٹکا ہوا ہو میں تو واللہ اس کے ضرور کوڑے ماروں گا۔ میرے پاس کوڑا لاؤ تو ان کا غلام اسلم ایک باریک اور چھوٹا کوڑا لیکر آیا۔ تو اس کو عمر رضؓ نے لیا اور اس پر اپنا ہاتھ پھیرا پھر اسلم سے فرمایا کہ تجھے تیرے اہل کی بری عادت نے پکڑ لیا۔ میرے پاس دوسرا کوڑا لیکر آؤ جو اس جیسا نہ ہو تو اسلم پورا کوڑا لیکر آیا پھر عمر رضؓ نے قدامہ کو لانے کا حکم دیا اور کوڑے مارے گئے۔ اس پر قدامہ عمر رضؓ سے ناراض ہوا اور ان سے ملنا چھوڑ دیا اس کے بعد دونوں نے حج کیا اور قدامہ عمر رضؓ کو چھوڑے ہوئے تھا یہاں تک کہ سب حج سے واپس ہوئے اور عمر رضؓ سقیا[ع] میں اتر کر سوئے جب بیدار ہوئے تو فرمایا کہ قدامہ کے پاس جلد جاؤ اور اس کو میرے پاس لیکر آؤ۔ ابھی واللہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا کہ قدامہ سے صلح کرو کیونکہ وہ تمہارا بھائی ہے تو جب لوگ قدامہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ پھر عمر رضؓ نے قدامہ کو لانے کیلئے کہا تو ان کو کھینچ کر لایا گیا تو عمر رضؓ نے ان

[ع] سقیا ایک گاؤں ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان ۱۲ مترجم

ثُمَّ ھُوَ الحُمَیْدِیُّ قُلْتُ الدَّقَارِیْرُ العَادَاتُ السُّوْءُ جَمعُ دَقْرَارَۃٍ کَذَا ضُبِطَ فِی الدُّرِّ النَّشِیْرِ

وَمِنْ ذٰلِکَ اِیْثَارُہٗ فِی العَطَآءِ اَقَارِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَہْلِ السَّوَابِقِ مِنَ المُہَاجِرِیْنَ وَالاَنْصَارِ عَلٰی اَقَارِبِہٖ اَخْرَجَ اَبُوْعُمَرَ فِی الاِسْتِیْعَابِ اَرْسَلَ عُمَرُ اِلَی الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰہِ العَدَوِیَّۃِ اَنْ اَغْدِیْ اِلَیَّ قَالَتْ فَغَدَوْتُ عَلَیْہِ فَوَجَدْتُ عَاتِکَۃَ بِنْتَ اُسَیْدِ ابْنِ اَبِی العِیْصِ بِبَابِہٖ فَدَخَلْنَا فَتَحَدَّثْنَا سَاعَۃً فَدَعَا بِنَمَطٍ فَاَعْطَاھَا اِیَّاہُ وَدَعَا بِنَمَطٍ دُوْنَہٗ فَاَعْطَانِیْہِ فَقُلْتُ تَرِبَتْ یَدَاکَ یَا عُمَرُ اَنَا قَبْلَہَا اِسْلَامًا وَاَنَا بِنْتُ عَمِّکَ دُوْنَہَا وَاَرْسَلْتَ اِلَیَّ وَجَاءَتْکَ بِنَفْسِہَا قَالَ مَا کُنْتُ رَفَعْتُ ذٰلِکَ اِلَّا لَکِ فَلَمَّا اجْتَمَعْتُمَا ذَکَرْتُ اَنَّہَا اَقْرَبُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْکِ

وَمِنْ ذٰلِکَ رَحْمَتُہٗ وَشَفَقَتُہٗ عَلَی المُؤْمِنِیْنَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ الاَقْمَرِ قَالَ کَانَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُطْعِمُ النَّاسَ بِالمَدِیْنَۃِ وَہُوَ یَطُوْفُ عَلَیْہِمْ بِیَدِہٖ عَصًا فَمَرَّ بِرَجُلٍ یَاْکُلُ بِشِمَالِہٖ فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ کُلْ بِیَمِیْنِکَ قَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اِنَّہَا مَشْغُوْلَۃٌ قَالَ فَمَضٰی ثُمَّ مَرَّ بِہٖ وَہُوَ یَاْکُلُ بِشِمَالِہٖ فَقَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ کُلْ بِیَمِیْنِکَ قَالَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اِنَّہَا مَشْغُوْلَۃٌ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ وَمَا شَغَلَہَا

سے گفتگو کی اور ان کیلئے دعائے مغفرت کی۔ تو یہ ان دونوں کی صلح کا پہلا موقعہ تھا۔ بخاری نے اس کی تخریج کی ہے "وہو خال ابن عمر وحفصۃ" تک اور پوری حدیث کی تخریج حمیدی نے کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دقاریر کے معنے ہیں بُری عادتیں یہ جمع دقرارۃ کی ہے الدر النشیر میں اسی طرح لکھا ہوا ہے اور اسی کے آثار میں سے ہے عطیات میں ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقارب کو اور مہاجرین وانصار میں سے جو اہل سوابق[عه] تھے ان کو اپنے اقارب پر مقدم رکھنا۔ ابو عمر نے استیعاب میں روایت کیا کہ عمر نے شفا بنت عبد اللہ عدویہ کو یہ کہہ کر بھیجا کہ صبح کو میرے پاس آئے وہ کہتی ہیں کہ میں ان کے پاس آئی تو میں نے ان کے دروازے پر عاتکہ بنت اُسید بن ابی العیص کو پایا تو ہم دونوں اندر پہنچیں ہم نے ایک ساعت باتیں کیں پھر انہوں نے ایک سوزنی منگائی اور وہ عاتکہ کو دی اور ایک دوسری سوزنی منگائی جو اس سے گھٹیا تھی تو وہ مجھے دی تو میں نے کہا خاک پڑے تیرے ہاتھوں پر اے عمر! میں اس سے پہلے اسلام لائی اور میں اس کے علاوہ تیرے چچا کی بیٹی ہوں اور تو نے مجھے بلایا اور وہ خود آئی تو کہا کہ میں نے تو وہ صرف تیرے ہی لئے اٹھا کر رکھی تھی پھر جب تم دونوں آگئیں تو مجھے یاد آیا کہ وہ بہ نسبت تیرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کی رحمت اور شفقت مسلمانوں پر۔ ابو حنیفہ علی بن الاقمر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مدینہ میں لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے اور ہاتھ میں عصا لئے ہوئے ان میں گھوم رہے تھے تو ایک شخص سے گذرے جو بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ اس سے آپ نے کہا کہ اے اللہ کے بندے اپنے داہنے ہاتھ سے کھا اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے وہ کام میں (آ چکا) ہے تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے کہا آخر وہ کس کام میں لگا تو اس نے کہا کہ جنگ مؤتہ میں اس پر حملہ ہوا۔ کہا کہ پھر عمر رضی

[عه] سوابق سے مراد سابقین ہیں یعنی جو حضرات اسلام کے ابتدائی دور میں جو تکلیفات سے پُر تھا انجام دیتے رہے ۱۲ مترجم

قال أصيبت يوم مؤتة قال فجلس عنده عمر رضي الله عنه يبكي فجعل يقول له من يوضئك من يغسل رأسك وثيابك من يصنع كذا وكذا فدعا له بخادم وأمر له براحلة وطعام بالغلوة وما ينبغي له حتى رفع أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم أصواتهم يدعون الله لعمر رضي الله عنه مما رأوا من رأفته بالرجل واهتمامه بأمر المسلمين۔

البخاري عن زيد بن أسلم عن أبيه قال خرجت مع عمر في السوق فلحقته امرأة شابة فقالت يا أمير المؤمنين هلك زوجي وترك صبية صغارا والله ما ينضجون كراعا ولا لهم ضرع ولا زرع وخشيت عليهم الضيعة وأنا ابنة خفاف بن إيماء الغفاري وقد شهد أبي الحديبية مع النبي صلى الله عليه وسلم فوقف معها ولم يمض وقال مرحبا بنسب قريب ثم انصرف إلى بعير ظهير كان مربوطا في الدار فحمل عليه غرارتين ملأهما طعاما وجعل بينهما نفقة وثيابا ثم ناولها بخطامه فقال اقتاديه فلن يفنى هذا حتى يأتيكم الله بخير فقال رجل يا أمير المؤمنين أكثرت لها فقال ثكلتك أمك والله إني لأرى أبا هذه وأخاها قد حاصرا حصنا زمانا فافتتحاه

اس کے پاس بیٹھ کر رونے لگے اور اس سے پوچھنا شروع کیا کہ کون تجھے وضو کراتا ہے کون تیرا سر اور تیرے کپڑے دھوتا ہے۔ کون ایسا اور ایسا کرتا ہے پھر اس کے لئے ایک خادم کو بلایا اور اسکے لئے ایک سواری کا حکم دیا اور کھانے کا جو اس کے لئے بہتر اور مناسب تھا یہاں تک کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آوازیں بلند ہوگئیں جو اس شخص کے ساتھ اُن کی محبت اور مسلمانوں کے امور میں ان کا اہتمام دیکھ کر ان کے لئے دعا کر رہے تھے۔ بخاری زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہا کہ میں عمرؓ کے ساتھ بازار میں نکلا تو ان سے ایک جوان عورت ملی اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین میرے شوہر کا انتقال ہوگیا اور اس نے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں واللہ ان کے پاس بکری کا ایک پایہ بھی پکانے کو نہیں، نہ دودھ والے جانور ہیں اور نہ کھیتی اور مجھے اُن کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اور میں خفاف بن ایماء الغفاری کی بیٹی ہوں اور میرا باپ حدیبیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا تو عمرؓ اس کے پاس کھڑے رہے اور آگے نہیں بڑھے اور کہا کہ مرحبا قریب کے نسب کو پھر (اس کو ساتھ لیکر) ایک بارکش کے اونٹ کی طرف آئے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اور اس پر دو بوریاں لاددیں جن کو کھانے کی چیزوں سے بھر دیا اور ان کے درمیان نقدی اور کپڑے رکھے، پھر اسکی نکیل عورت کو دی اور فرمایا کہ اسے کھینچ لیجا اور فرمایا کہ ضرور اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ تیرے پاس اور مال بھیجدے گا۔ یہ دیکھ کر ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ نے اسکو بہت دیدیا تو فرمایا کہ تیری ماں تجھے روئے واللہ میں گویا دیکھ رہا ہوں اس کے باپ اور بھائی کو کہ انھوں نے ایک زمانہ

ثم اصبحنا نتبیّن بہما تہما المحب الطبری
عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن الخطاب
طاف لیلۃً فاذا بامرأۃ فی جوف دار لہا
حولہا صبیان یبکون و اذا قدرٌ علی النار
قد ملأتہا ماءً فدنے عمر من الباب فقال
یا امۃ اللہ ایش بکاء ہؤلاء الصبیان
فقالت بکاؤہم من الجوع قال فما ہٰذہ
القدر التی علی النار فقالت قد جعلت
فیہا ماءً اعللہم بہا حتی ینامون واوہمہم
ان فیہا شیئا فجلس عمر یبکی قال ثم جاء
الی دار الصدقۃ واخذ غرارۃً وجعل فیہا
شیئا من دقیق وسمن وشحم وتمر وثیاب و
دراہم حتی ملأ الغرارۃ ثم قال یا اسلم
احمل علیّ قلت یا امیر المؤمنین انا احملہ
عنک قال لا ام لک یا اسلم انا احملہ لانی
المسؤل عنہ فی الآخرۃ قال فحملہ علی
عاتقہ حتی اتی بہ منزل المرأۃ و اخذ
القدر وجعل فیہا دقیقا وشیئا من شحم
وتمر وجعل یحرکہ بیدہ و ینفخ تحت القدر
وکانت لحیتہ عظیمۃ فرأیت الدخان
یخرج من خلل لحیتہ حتی طبخ لہم ثم جعل
یغرف لہم بیدہ و یطعمہم حتی شبعوا ثم
خرج المحب الطبری ان عمر کان یصوم الدہر

تک ایک قلعہ کا محاصرہ کیا پھر اس کو فتح کیا اور پھر صبح کو ہم ان دونوں کے حصے لوٹا رہے تھے۔ محب طبری۔ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے ایک رات گشت کیا۔ دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنے گھر میں ہے اور اس کے گرد بچے رو رہے ہیں اور ایک ہنڈیا ہے آگ پر جس میں اس نے پانی بھر رکھا ہے تو عمرؓ بن الخطاب نے دروازے کے قریب پہنچ کر کہا کہ اے اللہ کی بندی یہ بچے کیوں رو رہے ہیں تو اس نے کہا کہ ان کا رونا بھوک کی وجہ سے ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ یہ ہنڈیا کیسی ہے جو آگ پر رکھی ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اس میں پانی ڈال رکھا ہے جس سے ان کو بہلا رہی ہوں تاکہ یہ سو جائیں اور میں ان کو اس وہم میں ڈال رہی ہوں کہ اس میں کوئی چیز (پک رہی) ہے تو عمرؓ بیٹھ کر رونے لگے۔ کہا کہ پھر دار الصدقہ کی طرف آئے اور ایک بڑا تھیلا لیا اور اس میں کچھ آٹا اور گھی اور چربی اور کھجوریں اور کپڑے اور درہم رکھے یہاں تک کہ اس تھیلے کو بھر دیا۔ پھر کہا اے اسلم اس تھیلے کو میرے اوپر رکھ دے۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین اس کو آپ کی طرف سے میں اٹھا کر لے جاؤں گا۔ تو مجھ سے کہا کہ تیری ماں نہ ہو اے اسلم میں ہی اس کو اٹھا کر چلوں گا۔ کیونکہ آخرت میں جس سے اس کی بازپرس ہوگی وہ میں ہوں۔ کہا کہ پھر عمرؓ نے اس کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور اس کو لئے ہوئے اس عورت کے گھر پہنچے اور ہنڈیا لے کر اس میں آٹا اور کچھ چربی ڈالی اور کھجوریں اور چولہے پر چڑھا کر اپنے ہاتھ سے حرکت دیتے رہے اور ہنڈیا کے نیچے پھونکیں مارتے رہے اور عمرؓ کی ڈاڑھی بہت بڑی تھی تو میں نے ان کی ڈاڑھی کے درمیان سے دھواں نکلتے ہوئے دیکھا۔ یہاں تک کہ ان کے لئے کھانا پکا دیا پھر اپنے ہاتھ سے ان کے لئے چمچہ سے باہر نکالا اور ان کو کھلاتے رہے یہاں تک کہ ان کا پیٹ بھر گیا

وکان زمان الرمادۃ اذا امسی اُتی بخبز قد ثُرِد بالزیت الی ان نحروا یوما من الایام جزورا فاطعمہا الناس وغرفوا طیبہا فاُتی بہ فاذا فِدَرٌ من سنام ومن کبد فقال اَنّٰی ھٰذا فقالوا یا امیر المؤمنین من الجزور التی نحرنا الیوم فقال بخ بخ بئس الوالی انا ان اکلتُ طیبہا واطعمتُ الناس کرادیسہا ارفع ھٰذہ الجفنۃ ہات لنا غیر ہذا الطعام فاُتی بخبز وزیت فجعل یکسر بیدہ ویثرد ذلک الخبز ثم قال ویحک یا یرفا احمل ہذہ الجفنۃ حتی تاتی بہا اہل بیت بثمغ فانی لم آتہم منذ ثلثۃ ایام واحسبہم مقفرین فضعہا بین ایدیہم شرح الرمادۃ الہلاک یشیر واللہ اعلم الٰی زمن القحط والفدر القطع جمع فدرۃ وہی القطعۃ من اللحم اذا کانت مجتمعۃ وثمغ اسم مال معروف لعمر وروی انہ عام الرمادۃ لما اشتد الجوع بالناس وکان عمر لا یوافقہ الشعیر والزیت ولا التمر وانما یوافقہ السمن فحلف لا یأتدم بالسمن حتی یفتح علی المسلمین عامہ ھٰذا فصار اذا اکل

پھر نکلے۔ محب طبری: عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزے رکھتے تھے اور قحط رمادہ کے زمانہ میں جب شام ہوتی تو ان کے پاس ایک روٹی لائی جاتی جس کو زیت کے ساتھ چور کر دیا جاتا تھا، یہاں تک کہ ان ہی دنوں میں سے ایک دن چند اونٹ ذبح کئے گئے پھر انہیں لوگوں کو کھلایا اور کام کرنے والے ان کے لئے اس میں سے اچھی قسم کا ایک روٹی ثرید دستی بھر گوشت لے کر آئے اور وہ کوہان اور کلیجی کے پارچے تھے۔ آپ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ ان اونٹوں میں کا ہے جن کو ہم نے آج ذبح کیا ہے۔ فرمایا واہ واہ! میں بہت برا والی ہوں گا اگر اس کا عمدہ حصہ خود کھا جاؤں اور سری پائے ہڈیاں عوام الناس کو کھلاؤں۔ اٹھاؤ اس کونڈے کو اور ہمارے پاس دوسرا کھانا لاؤ تو روٹی اور زیت لایا گیا آپ اپنے ہاتھ سے اس کے ٹکڑے کر کے اس روٹی کو ثرید بنانے لگے پھر فرمایا تیرا برا ہو اے یرفا اٹھا اس کونڈے کو اور اہل بیت کے پاس ثمغ[عـہ] میں لے جا۔ کیونکہ میں تین دن سے ان کی طرف نہیں گیا اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ بھوکے ہیں۔ اس کو ان کے آگے رکھ دینا۔ شرح: الرمادہ کے معنے ہیں ہلاک اور اللہ بہتر جانتا ہے اس سے اشارہ کرتے ہیں زمانہ قحط کی طرف اور فدر کے معنے ہیں ٹکڑے یہ جمع ہے فدرۃ کی اور یہ گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب کہ مجتمع ہو اور ثمغ ایک مشہور جائداد کا نام ہے جو عمر رضی کی تھی۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ رمادہ کے سال میں جب لوگوں پر بھوک کی شدت ہو گئی اور عمر رضہ کا عام حال یہ تھا کہ ان کو جو اور زیت اور کھجوریں موافق مزاج نہیں پڑتی تھیں اور ان کو صرف گھی موافق آتا تھا تو یہ حلف کر لیا کہ وہ گھی کو سالن کے طور پر استعمال نہ کریں گے جب تک اس قحط کے بعد مسلمانوں پر کشایش نہ پیدا ہو جاتے تو ان کا یہ حال ہو گیا کہ وہ جب جو کی روٹی اور کھجور بغیر سالن کے کھاتے تو مجلس میں بیٹھے

عـہ قحط رمادہ کے زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ　عربیت سے! ہر چند ورنگ کا گشت کرتے تھے اور آٹے کے بورے ہمراہ رکھتے تھے ۱۲ مترجم

عـہ ثمغ مدینہ میں حضرت عمر رضہ کی ایک زمین تھی جس میں کھجور کے باغ تھے، وہ آپ نے وقف کر دی تھی ۱۲

خبز الشعیر والتمر بغیر أدم یقرقر بطنہ
فی المجلس فیضع یدہ علیہ و یقول ان شئت
قرقر وان شئت لا تقرقر مالک عندی
أدم حتے یفتح اللہ علے المسلمین و روی
ان زوجتہ اشترت لہ سمنًا فقال ما ہذا
قالت من مالی لیس من نفقتک قال ما أنا
بذائقہ حتے یحیی الناس المحب الطبری
عن ابی ہریرۃ قال خرج عمر عام الرمادۃ
فرأی سوادًا من عشرین بیتًا من محارب
فقال عمر ما أقدمکم قالوا الجہد قال
واخرجوا لنا جلد میتۃ مشویًا کانوا یأکلونہ
ورمۃ العظام یسحقونہا و یسفونہا
قال فرأیت طرح ردائہ ثم نزل یطبخ
لہم و یطعم حتے شبعوا ثم ارسل اسلم
الی المدینۃ فجاء بأبعرۃ فحملہم
علیہا ثم کساہم ثم لم یزل یختلف الیہم
والی غیرہم حتے رفع اللہ ذالک المحب
الطبری عن ابن عمر قال قدمت رفقۃ
من التجار فنزلوا المصلے فقال عمر
لعبد الرحمن بن عوف ہل لک ان تحرسہم
اللیلۃ من السرق فباتا یحرسانہم و
یصلیان ما کتب اللہ لہا فسمع عمر
بکاء صبی فتوجہ نحوہ فقال لامہ اتقی

ہوتے ان کے پیٹ میں قراقر ہوتا تو پیٹ پر اپنا ہاتھ رکھتے اور کہتے
کہ چاہے تو قراقر کرلے چاہے نہ قراقر کرلے میرے پاس تیرے لئے
سالن نہیں ہے جب تک اللہ تعالےٰ مسلمانوں پر کشائش نہ
کردے۔ اور روایت کیا گیا کہ ان کی زوجہ نے ان کے لئے گھی
خریدا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ میرے
مال میں سے ہے آپ کے خرچ میں سے نہیں تو فرمایا کہ میں تو اسے
چکھنے والا نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ لوگوں پر بارش نازل فرمائے
محب طبری، ابو ہریرہؓ سے کہ انہوں نے کہا کہ عمرؓ رمادہ کے سال میں
اونٹ پر آ کر رکھ کر جنگل کی طرف نکلے تو انہوں نے بنی محارب کے تقریبًا
بیس گھروں کو دیکھا تو عمرؓ نے کہا کہ تم کو یہاں آنے کا کیا باعث پیش
آیا۔ انہوں نے کہا کہ جہد (یعنی تنگ کشی حیات) ابو ہریرہؓ نے کہا کہ انہوں
نے ہمارے سامنے نکالی مردار کی کھال بھونی ہوئی جس کو وہ لوگ کھاتے
تھے اور بوسیدہ ہڈیاں جن کو پیس کر آٹا بناتے تھے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا
کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی چادر اتار ڈالی پھر اترے اور
ان کے لئے کھانا پکانے لگے اور ان کو کھلانے لگے یہاں تک کہ وہ
لوگ شکم سیر ہوگئے پھر مدینہ کی طرف اسلم کو بھیجا وہ ان کے پاس بہت
سے اونٹ لیکر آیا تو ان کو ان پر سوار کیا پھر ان کو کپڑے پہنائے پھر برابر
ان کے اور دوسرے لوگوں کے پاس آتے جاتے رہتے تھے یہاں تک
کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی کو اٹھا لیا۔ محب طبری ابن عمرؓ سے کہا کہ تاجروں
کا ایک قافلہ آیا اور یہ لوگ (شہر سے باہر) عیدگاہ پر اترے تو عمرؓ نے
عبد الرحمٰن بن عوف سے کہا کہ کیا آپ یہ ہمت کریں گے کہ آج رات
چوروں سے انکی حفاظت کریں تو دونوں تمام رات جاگ کر ان کا پہرہ
دیتے رہے اور دونوں نماز پڑھتے رہے جو اللہ نے ان کے مقدر میں

اللہ واحسنی الی صبیک ثم عاد الی مکانہ فسمع عمر بکاءہ فعاد الی امہ وقال لہا مثل ذلک ثم عاد الی مکانہ فلما کان من آخر اللیل سمع بکاءہ فاتی امہ وقال ویحک انی لاراک ام سوء ما لی اری ابنک لا یقر منذ اللیلۃ قالت یا عبد اللہ قد ابرمتنی منذ اللیلۃ انی اربغہ علی الفطام فیابی قال ولم قالت لان عمر لا یفرض الا للفطیم قال وکم لہ قالت کذا وکذا شہرا قال لا تعجلیہ فصلی الفجر وما یستبین الناس ثم غلبہ البکاء فلما سلم قال یا بؤسا لعمر کم قتل من اولاد المسلمین ثم امر منادیا ینادی ان لا تعجلوا صبیانکم علی الفطام وانا نفرض لکل مولود فی الاسلام وکتب بذلک الی الآفاق ان یفرض لکل مولود فی الاسلام۔ شرح۔ ابرمتنی اضجرتنی اربغہ اجبرہ وامرنہ البؤسا خلاف النعمی۔ المحب الطبری عن انس بن مالک بینا امیر المؤمنین عمر یعس ذات لیلۃ اذ مر باعرابی جالس بفناء خیمۃ فجلس الیہ یحدثہ ویسائلہ ویقول لہ انشدک

لگی تھی۔ پھر (اس گھومنے پھرنے کے دوران میں) عمرؓ نے ایک بچہ کے رونے کی آواز سنی تو اس طرف گئے۔ اور اس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے بچہ کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ پھر اپنی جگہ واپس آ گئے۔ لیکن پھر اس بچہ کے رونے کی آواز سنی تو پھر اس کی ماں کی طرف لوٹے اور اس سے پہلے کی طرح فرمایا اور پھر اپنی جگہ واپس چلے گئے۔ پھر جب آخر رات کا وقت ہوا تو اس کے رونے کی آواز کو سنا تو پھر اس کی ماں کے پاس پہنچے اور کہا کہ تیرا برا ہو میں دیکھ رہا ہوں کہ درحقیقت تو بہت بری ماں ہے میں تیرے لڑکے کو دیکھ رہا ہوں آج تمام رات وہ بے قرار رہا ہے اس نے کہا اے اللہ کے بندے تو نے آج رات سے مجھے تنگ کر دیا ہے۔ میں اس کو دودھ چھوڑنے کا عادی بنا رہی ہوں تو یہ مانتا نہیں آپ نے کہا یہ کیوں کر رہی ہے؟ اس نے کہا اس لئے کہ عمر وظیفہ نہیں مقرر کرتا مگر دودھ چھوڑ دینے والے بچے کا۔ آپ نے کہا کہ اس کی کیا عمر ہے؟ اس نے کہا اتنے اور اتنے مہینے کی۔ آپ نے کہا اس کے ساتھ جلدی نہ کر۔ پھر آپ نے فجر کی نماز پڑھی ایسے وقت کہ لوگ صاف نظر نہ آتے تھے پھر ان پر گریہ طاری ہو گیا تو جب سلام پھیرا تو فرمایا ہائے عمر کی بربادی، مسلمانوں کے بچوں میں سے کتنوں کو اس نے مار ڈالا۔ پھر منادی کو حکم دیا کہ اعلان کر دے کہ اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو اور ہم پیدا ہوتے ہی ہر ایک مسلمان بچے کا وظیفہ مقرر کریں گے اور سب طرف یہ حکم لکھ کر بھیجدیا کہ اسلام میں پیدا ہونے والے ہر ایک بچہ کا وظیفہ مقرر کیا جاتے۔

شرح ابرمتنی یعنی اضجرتنی کہ تو نے مجھے تنگ کر دیا۔ اربغہ یعنی اجبرہ امرنہ کہ میں اس کو روک رہی ہوں اور مشق کرا رہی ہوں۔ البؤسا یہ خلاف ہے نعمی کا، یعنی خرابی، برائی۔ محب طبری نے روایت کی ہے انس بن مالک سے کہ ایک رات امیر المؤمنین عمر کا گشت کرتے ہوئے ایک اعرابی پر گذر ہوا جو کہ اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا تھا تو آپ اس کے پاس جا بیٹھے اور اس سے باتیں کرنے لگے اس سے سوالات کرتے

بهذه البلاد فبينا هو كذلك اذ سمع انينا من الخيمة فقال من هذا الذي اسمع انينه فقال امرأة ليس من شأنك امرأة تمخض فرجع عمر الى منزله وقال يا ام كلثوم شدي عليك ثيابك واتبعيني قال ثم انطلق حتى انتهى الى الرجل فقال له هل لك ان تأذن لهذه المرأة ان تدخل عليها فتؤنسها فأذن لها فدخلت فلم تلبث ان قالت يا امير المؤمنين بشر صاحبك بغلام فلما سمع قولها امير المؤمنين وثب من بين يديه وجعل يعتذر اليه فقال لا عليك اذا اصبحت فأتنا فلما اصبح اتاه ففرض لابنه في الذرية واعطاه. ومن ذلك خشيته من الله تعالى ووقوفه وقافا عند كتاب الله تعالى ومعنى وقوف الانسان عند كتاب الله انه اذا يحس في نفسه داعية غضب او شهوة ثم زجر بكتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم انزجر وطاشت الداعية واضمحلت من ساعته كان لم يكن ويتكرر ذلك حتى يكون ملكة راسخة۔ البخاري عن ابن عباس قال

سکتے کہ ان شہروں کی طرف کس وجہ سے آنا ہوا۔ ابھی ایسی ہی باتیں ہو رہی تھیں کہ خیمہ کے اندر سے کراہنے کی آواز سنی تو آپ نے کہا یہ کون ہے؟ جس کی کراہ میں سن رہا ہوں تو اس شخص نے کہا کہ یہ بات آپ کے متوجہ ہونے کے قابل نہیں، پیدائش کا درد ہو رہا ہے تو عمرؓ اپنے مکان پر آئے اور اپنی زوجہ سے) کہا کہ اے ام کلثوم اپنے کپڑے بدن پر لپیٹ کر میرے پیچھے پیچھے چلو۔ یہاں تک کہ عمرؓ پھر اس شخص کے پاس پہنچ گئے۔ اس کے بعد اس سے کہا کہ کیا تم اس عورت کو اجازت دیتے ہو کہ یہ اس کے پاس جا کر اس کو اطمینان دلائے۔ تو اس نے اجازت دے دی اور وہ خیمہ میں داخل ہو گئیں اس کے بعد زیادہ دیر نہیں ٹھہریں کہ انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین اپنے ساتھی کو لڑکے کی بشارت دے دیجئے تو جب اس شخص نے ان کا قول "امیر المؤمنین" سنا تو وہ آپ کے پہلو سے کود کر آپ کے سامنے بیٹھا اور آپ سے معذرت شروع کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ جب صبح ہو جائے تو ہمارے پاس آ جانا۔ تو جب صبح ہوئی تو وہ آپ کے پاس گیا تو آپ نے اس کے لڑکے کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا بچوں کے سلسلہ میں اور اس کو دیدیا۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا ڈرنا اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کے سامنے ان کا بہت ٹھہر جانے والا ہونا اور کتاب اللہ کے سامنے انسان کے بہت ٹھہرنے کے یہ معنے ہیں کہ جب اس کے نفس سے کوئی داعیہ غضب یا شہوت کا ابھرے پھر وہ جھڑکا جائے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو وہ جھک جائے اور وہ داعیہ نابود ہو جائے اور اسی وقت مضمحل ہو جائے گویا تھا ہی نہیں اور یہ حال بار بار پیش آئے یہاں تک کہ ملکہ[عہ] راسخہ بن جائے۔ بخاری: ابن عباس سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے حر بن قیس بن حصن نے اپنے چچا

عہ چونکہ اس قسم کا داعیہ عوام میں بھی ہو سکتا ہے جو بتکلف ہوگا تو وہ مقامات سلوک الی اللہ میں شمار نہ ہوگا لیکن جب یہ اس یقین سے منصبغ ہو جائیگا جس کی شرح ابتداء میں فرما چکے ہیں تو مقامات میں داخل ہوگا اور اب یہ ملکہ راسخہ بن جائے گا۔ اس لفظ سے اسی مضمون کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

استأذن الحر بن قیس بن حصن لعمہ عیینۃ بن حصن علی عمر فاذن لہ فلما دخل قال یا ابن الخطاب واللہ ما تعطینا الجزل ولا تحکم بیننا بالعدل فغضب عمر حتی ہم ان یوقع بہ فقال لہ الحر یا امیر المؤمنین ان اللہ عزوجل قال لنبیہ خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین وان ھذا من الجاہلین فواللہ ما جاوزہا عمر حین قرأہا علیہ وکان وقافا عند کتاب اللہ۔ الشیخان عن عمر قال سمعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا اقول وابی قال ان اللہ ینہاکم ان تحلفوا بآبائکم قال عمر فما حلفت بہا ذاکرا ولا آثرا۔ المحب الطبری عن عبید اللہ بن عباس قال کان للعباس میزاب علی طریق عمر فلبس عمر ثیابہ یوم الجمعۃ وقد کان ذبح للعباس فرخان فلما وافا المیزاب صب ماء بدم الفرخین فاصاب عمر فامر عمر بقلعہ ثم رجع عمر فطرح ثیابہ ولبس ثیابا غیر ثیابہ ثم جاء فصلی بالناس فاتاہ العباس ثم قال واللہ انہ للموضع الذی وضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر للعباس انا اعزم علیک لما صعدت علی ظہری حتے

عیینہ بن حصن کے لئے ملاقات کی اجازت طلب کی تو انہوں نے اسکو اجازت دیدی۔ تو جب وہ داخل ہوا تو بولا کہ اے ابن الخطاب واللہ نہ تو ہم کو زیادہ مال دیتا ہے اور نہ ہم میں عدل کے ساتھ حکومت کرتا ہے تو عمر رضہ غصہ میں بھر گئے یہاں تک کہ یہ ارادہ کر لیا کہ اس سے بھڑ جائیں تو ان سے حر نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اللہ عزوجل نے فرمایا ہے اپنے نبی سے خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ (عادت کرو درگذر کی اور حکم کر نیک کام کرنے کا اور کنارہ کر جاہلوں سے (۷: ۱۱۹) اور یہ جاہلین میں سے ہے تو خدا کی قسم جب عمر کے سامنے یہ آیت پڑھی تو اس سے ذرا تجاوز نہ کیا اور وہ کتاب اللہ کے سامنے بہت ٹھہرنے والے تھے۔ شیخین (بخاری ومسلم) عمر رضہ سے کہا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وَأَبِي کہتے ہوئے سنا تو فرمایا کہ اللہ تعالی تم کو منع کرتا ہے اس بات سے کہ تم اپنے آباء کی قسمیں کھاؤ کہا عمر نے کہ پھر میں نے کبھی اس کے ساتھ قسم نہیں کھائی نہ خود اور نہ کسی دوسرے سے بطور حکایت نقل کرتے ہوئے۔ محب طبری، عبید اللہ بن عباس سے کہا کہ عباس کا عمر رضہ کے راستہ میں ایک پرنالہ گرتا تھا۔ ایک مرتبہ عمر رضہ نے جمعہ کے دن اپنے کپڑے بدلے اس دن عباس کے لئے دو چوزے ذبح کئے گئے تھے تو جب وہ دونوں (تڑپتے ہوئے) پرنالے پر آئے تو دونوں چوزوں کے خون پر پانی بہایا گیا وہ عمر رضہ پر گرا تو عمر نے حکم دیا اس کو اکھاڑ دینے کا پھر لوٹے اور اپنے کپڑوں کو اتارا اور دوسرے کپڑے پہنے پھر آئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد ان کے پاس عباس آئے اور کہا کہ واللہ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رکھا تھا تو عمر رضہ نے عباس سے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ آپ کسی سواری پر سوار نہ ہوں یہاں تک کہ اس کو اسی جگہ پر رکھ

تقسمہ فی الموضع الذی وضعہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففعل ذلک
العباس. الشیخان عن ابی وائل شقیق بن
سلمۃ قال جلست مع شیبۃ علی الکرسی
فی الکعبۃ فقال لقد جلس ہذا المجلس
عمر فقال لقد ہممت ان لا ادع فیہا صفراء
ولا بیضاء الا قسمتہ بین المسلمین قلت
ما انت بفاعل قال لم قلت لم یفعلہ
صاحباک قال ہما المرءان یقتدی بہما
وفی روایۃ قال عمر لا اخرج حتی اقسم
مال الکعبۃ بین فقراء المسلمین قلت
ما انت بفاعل قال ولم قلت لان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای مکانہ و
ابوبکر وہما احوج الی المال فلم یحرکاہ
فقام کما ہو فخرج. المحب الطبری تروی ان
عمر خرج لیلۃ ومعہ عبد اللہ بن مسعود فاذا
ہو بضوء نار فاتبع الضوء حتی دخل دارا فاذا
شیخ جالس وبین یدیہ شراب وقینۃ
تغنیہ فلم یشعر حتی ہجم عمر علیہ فقال
ما رأیت کاللیلۃ اقبح من شیخ ینتظر
اجلہ فرفع الشیخ راسہ وقال بل
ما صنعت یا امیر المؤمنین اقبح انک تجسست
وقد نہی اللہ تعالی عن التجسس وانک

دیں جہاں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا تو عباس
نے ایسا کر دیا. شیخین (بخاری ومسلم) ابی وائل شقیق بن سلمہ سے، کہا
کہ میں شیبہ کے ساتھ کرسی پر کعبہ میں بیٹھا تھا تو انہوں نے ذکر کیا
کہ اس مجلس میں عمرؓ بیٹھے اور فرمایا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اس
میں نہ زرد چھوڑوں نہ سفید (یعنی سونا اور چاندی) مگر اس کو
مسلمانوں میں تقسیم کر دوں، تو میں نے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں گے
فرمایا کیوں. میں نے کہا اس لئے کہ آپ کے دونوں رفیقوں نے ایسا
نہیں کیا. فرمایا (بیشک) وہ دونوں ایسے شخص ہیں جن کی اقتداء کی جاتی
ہے. اور ایک روایت میں یہ ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ میں نہیں نکلوں گا
یہاں تک کہ کعبہ کے مال کو فقراء مسلمین پر تقسیم کر دوں میں نے کہا
کہ یہ آپ نہیں کریں گے. کہا کیوں. میں نے کہا اس لئے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی جگہ کو دیکھا اور ابو بکر نے بھی اور وہ
دونوں مال کے زیادہ حاجت مند تھے اور دونوں نے اس کو
نہیں نکالا. یہ قائم رہا اپنے حال پر. محب طبری نے روایت کیا
کہ عمرؓ ایک رات نکلے اور ان کے ساتھ عبداللہ بن مسعود تھے تو
اچانک آگ کی روشنی نظر آئی تو روشنی کا تعاقب کرتے ہوئے ایک گھر میں گھس گئے. دیکھتے کیا ہیں
کہ ایک بوڑھا بیٹھا ہے اور اس کے سامنے شراب رکھی ہے اور ایک
لونڈی اسکو گانا سنا رہی ہے تو اسکو پتہ بھی نہ چلا کہ عمرؓ اس پر
جا پہنچے اور فرمایا کہ میں نے آج رات تیرے جیسا کوئی بدترین بڈھا
نہیں دیکھا جو موت کا انتظار کر رہا ہو تو بوڑھے نے اپنا سر اٹھایا اور کہا
بلکہ جو تو نے کیا اے امیر المؤمنین وہ زیادہ بدتر ہے، بےشک تو نے
تجسس کیا حالانکہ اللہ تعالی نے تجسس سے منع کیا ہے اور تو بغیر
اجازت گھر میں داخل ہو گیا حالانکہ اللہ تعالی نے اس سے منع کیا ہے

وخلعت بغير إذن وقد نهى الله تعالى
عن ذلك فقال عمر صدقت ثم خرج عاضًا
على ثوبه ويقول ثكلت عمر أمه إن لم يغفر له
قال وهجر الشيخ مجلس عمر حينا ثم إنه
جاءه شبه الشيء فقال له ادن
مني فدنا منه فقال له والذي بعث محمدًا
بالحق ما أخبرت أحدًا من الناس بالذي
رأيت منك ولا ابن مسعود وكان معي
فقال الشيخ وأنا والذي بعث محمدًا
بالحق ما عدت إليه إلى أن جلست هذا
المجلس. المحب الطبري عن عبد الله بن
عامر قال رأيت عمر أخذ تبنة من الأرض
فقال ليتني كنت هذه التبنة ليتني
لم أخلق ليت أمي لم تلدني ليتني لم أكن
شيئًا ليتني كنت نسيًا منسيًا. المحب
الطبري عن مجاهد كان عمر يقول لو مات
جدي بطف الفرات لخشيت أن يطالب الله
به عمر. شرح الطف اسم موضع بناحية الكوفة
فلعله المراد وأضيفت إلى الفرات لكونه
قريبا منه. المحب الطبري عن عبد الله بن عيسى
قال كان في وجه عمر خطان أسودان من
البكاء. المحب الطبري عن الحسن قال كان
عمر يبكي في ورده حتى يخر على وجهه و

تو عمرؓ نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور اپنے کپڑے کو دانتوں میں دباتے
ہوئے نکل گئے اور یہ کہہ رہے تھے کہ عمر کو اس کی ماں روئے اگر اس
کے رب نے اسکی مغفرت نہ کی۔ اس بوڑھے نے عمرؓ کی مجالس کو ایک
زمانہ تک چھوڑے رکھا پھر ان کے پاس شرمندہ لوگوں کی صورت
میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس آؤ۔ تو وہ ان کے قریب آگیا
تو آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ
بھیجا میں نے جو کچھ تیرا حال دیکھا تھا لوگوں میں سے کسی کو بھی اسکی
خبر نہیں کی اور نہ ابن مسعود کو حالانکہ وہ میرے ساتھ تھا تو بوڑھے
نے کہا اور میں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا
پھر اس حال کی طرف نہیں لوٹا یہاں تک کہ اس مجلس میں آکر بیٹھا
محب طبری، عبداللہ بن عامر سے، کہا کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں
نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا پھر کہا کہ کاش میں یہ تنکا ہوتا، کاش
میں پیدا نہ کیا جاتا، کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی، کاش کہ میں کوئی
شے نہ ہوتا کاش کہ میں ایک بھولا بسرا شخص ہوتا۔ محب طبری سے
مجاہد سے کہ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی بکری کا بچہ طف الفرات
میں مرجائے تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا مطالبہ
عمر سے کرے۔ شرح طف ایک موضع کا نام ہے جو کہ کوفہ کے نواح
میں سے ہے تو شاید وہی مراد ہو اور اس کی نسبت فرات کی
طرف اس کے قریب ہونے کی وجہ سے کی گئی۔ محب طبری، عبداللہ
ابن عیسیٰ سے کہا کہ عمر کے چہرے پر کثرت گریہ وبکا سے
دو سیاہ خط ہو گئے تھے۔ محب طبری، حسن سے کہا کہ عمرؓ اپنے ورد
کے وقت کبھی روتے ہوتے اوندھے منہ گر جایا کرتے تھے اور چند
دنوں تک گھر میں ہی رہتے تھے ان کی عیادت کی جاتی تھی۔ محب طبری

ہیبة فی جبتہ ایاہا یُحاد ۔ المحب الطبری
عن ابی جعفر قال بینما عمر یمشی فی طریق
من طرق المدینة اذ لقیہ علیؓ ومعہ
الحسنؓ والحسین رضی اللہ عنہم فسلّم
علیہ علیؓ واخذ بیدہ فاکتنفاہا الحسنؓ
والحسینؓ وعن یمینہا وشمالہا قال
فعرض لہ من البکاء ما کان یعرض لہ
فقال لہ علیؓ ما یبکیک یا امیرالمؤمنین قال
عمر ومن احقُّ منی بالبکاء یا علیؓ و
قد ولیتُ امر ہذہ الامۃ احکم فیہا و
لا ادری امسیئٌ انا ام محسنٌ فقال
لہ علیؓ واللہ انک لتعدل فی کذا و
تعدل فی کذا قال فما منعہ ذلک من
البکاء ثم تکلم الحسنؓ بما شاء اللہ فذکر
من ولایتہ وعدلہ فلم یمنعہ ذلک فتکلّم
الحسینؓ بمثل کلام الحسن فانقطع بکاءہ
عند انقطاع کلام الحسین فقال اتشہدان
بذالک یا ابنیّ اخی فسکتا فنظرا الیٰ
ابیہما فقال علیؓ اشہدا وانا معکما شہید۔
المحب الطبری عن عبید بن عمیر قال بینما
عمر بن الخطاب یمرّ فی الطریق فاذا ہو
برجل یکلّم امرأۃ فعلاہ بالدرۃ فقال
یا امیرالمؤمنین انہا ہی امرأتی فقام عمر

ابوجعفر سے نقل ہے کہ اس دوران میں کہ عمر مدینہ کے کوچوں میں سے ایک
کوچہ میں پیدل جا رہے تھے کہ ان سے علی مل گئے اور ان کے ساتھ
حسن اور حسین تھے رضی اللہ عنہم تو ان کو علی رضؓ نے سلام کیا
اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے پہلو میں دائیں اور بائیں حسن اور
حسین کھڑے ہوگئے۔ کہا کہ پھر ان پر گریہ طاری ہوگیا جو پیش آیا کرتا
تھا تو ان سے علی رضؓ نے کہا کہ اے امیرالمومنین کیا بات آپ کو رُلا
رہی ہے تو عمر رضؓ نے کہا کہ رونا مجھ سے زیادہ سزاوار کس کو ہے
اے علی جب کہ حال یہ ہے کہ میں امور امت پر والی بنادیا گیا ہوں
میں ان میں حکم کرتا ہوں اور نہیں جانتا کہ میں (عنداللہ) بدکردار
ہوں یا نیک کردار تو ان سے علی رضؓ نے کہا کہ واللہ آپ عدل
کر رہے ہیں فلاں امر میں اور عدل کر رہے ہیں فلاں امر میں۔ کہا
کہ یہ گفتگو ان کے گریہ کو نہ روک سکی۔ پھر حسنؓ نے کلام کیا جو کچھ
اللہ نے چاہا انہوں نے بھی ان کی ولایت اور ان کے عدل کا
ذکر کیا تو ان کا کلام بھی اُن کے رونے کو نہ روک سکا۔ پھر حسینؓ
نے اسی طرح کا کلام کیا جیسا حسنؓ نے کیا تھا تو ان کا گریہ بند ہوگیا
حسین رضؓ کا کلام منقطع ہونے کے بعد۔ پھر فرمایا کہ کیا تم دونوں اے
میرے بھتیجو اس بات کی شہادت دیتے ہو تو ان دونوں نے
چپ ہوکر اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ تو علی رضؓ نے کہا کو شہادت
دو اور میں بھی تمہارے ساتھ شہادت دینے والا ہوں۔
محب طبری، عُبید بن عمیرؓ سے، کہا کہ اس دوران میں کہ عمر بن الخطابؓ
راستہ میں چلے جارہے تھے کہ ان کی نظر ایک مرد پر پڑی جو ایک
عورت سے بات کر رہا تھا تو انہوں نے اس کے درّہ مارا۔ اس نے
کہا کہ اے امیرالمؤمنین یہ تو میری بیوی ہے۔ تو عمر رضؓ رک گئے پھر

انطلق فلقی عبد الرحمٰن بن عوف فذكر ذلك له فقال له يا امير المؤمنين انما انت مؤدِّبٌ وليس عليك شیٔ وان شئت حدثتك بحديث سمعتُه من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا كان يوم القيمة نادى منادٍ الا لا يرفعنّ احدٌ من هذه الامة كتابه قبل ابی بكر وعمر وفی رواية فقال له لم تقف مع زوجتك فی الطريق تعرضان المسلمين الى غيبتكما فقال يا امير المؤمنين الآن قد دخلنا المدينة ونحن نتشاور اين ننزل فدفع اليه الدرة وقال له اقتص منی يا عبد الله فقال هی لك يا امير المؤمنين فقال خذ واقتص منی فقال بعد ثلث هی لله قال الله لك. فيه المحب الطبری عن عمر وقد كلّم عبد الرحمٰن باشارة عثمان وطلحة والزبير وسعد فی هيبته وشدته فان ذلك ربما يمنع طالب الحاجة من حاجته فقال والله لقد لنت للناس حتى خشيت الله فی اللين واشتددت حتى خشيت الله فی الشدة فاين المخرج وقام يبكی ردائه وهو يبكی وروی عنه انه قرأ اذا الشمس كورت حتى بلغ واذا الصحف نشرت فخر مغشيا عليه وبقی ايامًا يعاد اذا عمر

چلے تو ملاقات ہوگئی عبد الرحمٰن بن عوف سے۔ تو ان سے اس قصہ کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین آپ تو مؤدب ہیں (یعنی معلم ادب) اور آپ کے اوپر کوئی مواخذہ نہیں۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ایک حدیث سُنا دوں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی اعلان کرے گا کہ آگاہ رہو کہ کوئی اس امت میں سے اپنے نامۂ اعمال کو اونچا نہ کرے ابوبکرؓ اور عمرؓ سے پہلے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ پھر عمرؓ نے اس مرد سے کہا کہ پھر تو راستہ میں اپنی بیوی کے ساتھ کیوں کھڑا ہوتا ہے کہ تم دونوں مسلمانوں کو اپنی غیبت کا موقع دے رہے ہو۔ تو اس نے کہا اے امیر المومنین ہم دونوں شہر میں ابھی داخل ہوئے ہیں اور ہم یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ کہاں اتریں۔ تو عمرؓ نے اس کو اپنا درہ دیا اور اس سے کہا کہ مجھ سے قصاص لے لے اللہ کے بندے تو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ آپ کا (حق) ہے۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ یہ درہ پکڑ اور مجھ سے قصاص لے۔ پھر اس نے تین مرتبہ کے بعد کہا کہ یہ اللہ کے لئے (معاف) ہے تو کہا کہ اللہ تجھے اس میں اجر دے۔ محب طبریؒ عمرؓ سے راوی ہیں کہ اُن سے عثمانؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ و سعدؓ کے اشارے سے عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے لوگوں پر اُن کا خوف طاری ہونے اور اُن کی سختی کے متعلق گفتگو کی تھی کہ یہ بات بسا اوقات ایک حاجت مند کو اپنی حاجت کے اظہار سے روک دیتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ واللہ میں نے لوگوں کے ساتھ نرمی شروع کر دی تھی یہاں تک کہ میں اس نرمی کی وجہ سے خدا سے ڈرنے لگا اور میں نے سختی کی یہاں تک کہ اس سختی کے بارے میں اللہ سے ڈرتا ہوں تو اب بچنے کی کونسی راہ ہے اور یہ چادر کھینچتے ہوئے کھڑے ہوئے اور رو رہے تھے۔ اور ان سے مروی ہے کہ انہوں نے

رُوِینا عن عمر انہ قال حین احتُضِرَ ورأسہ فی حجر ابنہ عبد اللہ ﴿ظَلُومٌ لِنَفْسِی غَیرَ انّی مُسْلِمٌ اُصَلّی الصلوۃَ کُلَّہا واصُوم﴾ الغزالی مَرَّ عمرُ یوماً بدارِ انسانٍ وہو یصلّی ویقرأ سورۃَ الطور فوقف یستمع فلما بلغ قولہ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ نزل عن حمارہ واستند الی حائطٍ فمکث زماناً ورجع الی منزلہ ومرض شہراً یعودونہ الناس ولا یدرون ما مرضہ۔ ومن ذٰلک محاسبتہ مع نفسہ واستصغارہ من نفسہ وتواضعہ للمؤمنین وقبول النصح منہم والاعتراف علی نفسہ مما یدلّ قطعاً علی ان سَوْرَۃَ نفسہ منکسرۃٌ بنور الیقین۔ مالک عن اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک قال سمعتُ عمر بن الخطاب وخرجتُ معہ حتّی دخل حائطاً فسمعتہ وبینی وبینہ جدار وہو فی جوف الحائط عمر بن الخطاب امیر المؤمنین بخ بخ واللہ لتتقین اللہ یا ابن الخطاب او لیعذبنک۔ المحب الطبری روی ان عمر کان یقول ما صنعتُ الیوم صنعتُ کذا وصنعتُ کذا ثم یضرب ظہرہ بالدرۃ۔ المحب الطبری روی ان عمر کان اذا قیل لہ اتّق اللہ فرح وشکر قائلہ وکان یقول

اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ پڑھی یہاں تک کہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ پر پہنچے تو بیہوش ہو کر گر پڑے اور بہت روز تک اس حال میں رہے کہ انکی عبادت کی جاتی رہی۔ ابو عمرؒ ہم کو عمرؓ کے بارے میں یہ روایت پہنچی کہ جب موت کا وقت آیا اور ان کا سر ان کے بیٹے عبد اللہ کی گود میں تھا تو انہوں نے کہا ﴿ظَلُومٌ لِنَفْسِی﴾ الخ یعنی میں اپنے نفس پر بہت ظلم کرنیوالا ہوں (اور مجھ میں کوئی خوبی نہیں) بجز اس کے کہ میں مسلم ہوں سب نمازیں پڑھتا اور روزے رکھتا ہوں۔ غزالیؒ ایک دن عمرؓ کا ایک شخص کے مکان سے گذر ہوا وہ نماز پڑھ رہا تھا اور سورۂ طور کی قرأت کر رہا تھا تو کھڑے ہو گئے اور غور سے سننے لگے پھر جب وہ اس قول پر پہنچا اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ تو اپنے گدھے سے اتر گئے اور دیوار کے سہارے سے دیر تک کھڑے رہے پھر اپنے مکان پر واپس ہوئے اور ایک مہینہ بیمار رہے۔ لوگ انکی مزاج پرسی کے لئے آتے تھے مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کو کیا بیماری ہے۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا محاسبہ اپنے نفس سے، اور مومنین کے لئے ان کا متواضع ہونا اور ان سے نصیحت کا قبول کرنا اور ان کا اپنے نفس پر (لغزش کا) اعتراف کرنا۔ یہ سب وہ باتیں ہیں جو قطعی طور سے اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کے نفس کا جوش نور یقین سے ٹوٹ چکا تھا۔ مالکؒ، اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے، وہ انس بن مالک سے، کہا کہ میں نے عمر بن الخطابؓ سے سنا اور میں ان کے ساتھ باہر نکلا تھا یہاں تک کہ وہ ایک بغیچے باغ میں داخل ہوئے تو میں نے اس حال میں سنا کہ میرے اور ان کے بیچ میں دیوار تھی اور وہ باغ کے اندر تھے (کہہ رہے تھے) عمر بن الخطابؓ امیر المومنین بن گیا واہ واہ، واللہ اے خطاب کے بیٹے تجھے اللہ سے ڈرتے رہنا ہوگا ورنہ وہ تجھے ضرور عذاب دے گا۔ محب طبریؒ مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ کہا کرتے تھے (یعنی اپنے سے) کہ میں نے آج کیا کیا، میں نے ایسا کیا اور میں نے ایسا کیا پھر اپنی کمر میں درہ مارتے۔ محب طبریؒ مروی ہے کہ عمر بن الخطابؓ سے جب کہا جاتا کہ اللہ سے ڈرو تو خوش ہوا کرتے

رحم الله امرأ اهدى الينا عيوبنا. وعن طارق ابن شهاب قال قدم عمر بن الخطاب الشام فلقيته الجنود وعليه ازار و خفان وعمامة وهو آخذ برأس راحلته يخوض الماء قد خلع خفيه وجعلهما تحت ابطه قالوا له يا امير المؤمنين الآن يلقاك الجنود وبطارقة الشام وانت على هذه الحال قال عمر انا قوم اعزنا الله بالاسلام فلا نلتمس العز من غيره وعن عبد الله بن عمر ان عمر حمل قربة على عاتقه فقال له اصحابه يا امير المؤمنين ما حملك على هذا قال ان نفسي اعجبتني فاردت ان اذلها. وعن زيد بن ثابت قال رأيت على عمر مرقعة فيها سبعة عشر رقعة فانصرفت الى بيتي باكيا ثم غدوت في طريقي فاذا عمر وعلى عاتقه قربة آخذ وهو يتخلل الناس فقلت يا امير المؤمنين فقال لي لا تتكلم واقول لك فسرت معه حتى صبها في بيت عجوز وعدنا الى منزله فقلت له في ذلك فقال انه حضر لي بعد مجيئك رسول الروم ورسول الفارس فقالوا لله درك يا عمر قد اجتمع الناس على علمك وفضلك وعدلك فلما خرجوا من عندي تداخلني ما يتداخل البشر

اور ایسا کہنے والے کے شکر گزار ہوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت کرے جو ہمارے پاس ہمارے عیوب پہنچائے۔ اور مروی ہے طارق بن شہاب سے' کہا کہ عمرؓ بن الخطاب شام میں پہنچے تو وہاں سے لشکروں کے امرانے ملاقات کی اور وہ اس حال میں تھے کہ ان کے بدن پر ایک لنگی تھی اور دو موزے اور ایک عمامہ تھا اور وہ اپنی سواری کی نکیل لئے ہوئے پانی میں گھسے ہوئے تھے اور دونوں موزے نکال کر بغل میں دبا رکھے تھے انہوں نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین ابھی آپ سے لشکر اور شام کے سردار ملنے والے ہیں اور آپ اس حال میں ہیں تو عمرؓ نے کہا کہ ہم ایسی قوم ہیں کہ اللہ نے ہم کو اسلام سے عزت دی ہے تو ہم دوسری چیزوں سے عزت کی تلاش نہیں کریں گے۔ اور مروی ہے عبد اللہ بن عمر سے کہ عمرؓ نے ایک مشکیزہ اپنے کندھے پر رکھا تو ان کے اصحاب نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین کس بات نے ایسا کرنے پر آپ کو ابھارا؟ فرمایا کہ میرے نفس نے مجھے عُجب میں ڈالا میں نے ارادہ کیا کہ اس کو ذلیل کروں اور مروی ہے زید بن ثابت سے کہ میں نے عمرؓ کے بدن پر ایک مرقعہ (پیوندوں والی عبا) دیکھا جس پر سترہ پیوند تھے تو میں اپنے گھر روتا ہوا واپس ہوا، پھر لوٹ کر میں اپنے راستہ پر آیا تو دیکھتا ہوں کہ عمرؓ بن الخطاب ہیں اور ان کے کندھے پر مشکیزہ ہے اور وہ لوگوں کے درمیان میں ہیں، تو میں نے کہا اے امیر المومنین تو مجھ سے کہا کہ بولو مت میں تمہیں بتادوں گا تو میں ان کے ساتھ چلا یہاں تک کہ وہ مشک انہوں نے ایک بڑھیا کے گھر میں ڈالی اور ہم دونوں ان کے مکان پر واپس آگئے پھر میں نے اس کے بارے میں گفتگو کی تو فرمایا کہ تمہارے جانے کے بعد میرے پاس روم کے ایلچی اور فارس کے ایلچی آئے تھے تو لوگوں نے کہا اے عمر اللہ نے تجھے ایسا عزیز کر دیا کہ تیرے علم وفضل اور عدل پر لوگ متفق ہو گئے۔ تو جب لوگ میرے پاس سے نکلے تو میرے دل میں وہ بات گھسنے لگی جو انسان کے دل

فقمت ففعلت بنفسي ما فعلت. وعن محمد بن
عمر المخزومي عن ابيه قال نادى عمر بالصلوٰة
جامعة فلما اجتمع الناس وكثروا صعد
المنبر فحمد الله واثنى عليه بما هو اهله و
صلّٰى على محمد صلى الله عليه وسلم ثم
قال ايها الناس لقد رايتني ارعى
على خالات لي من بني مخزوم فيقبضن لي
القبضة من التمر والزبيب فاظل يومي و
اي يوم ثم نزل قال عبد الرحمٰن بن عوف
يا امير المؤمنين ما زدت على ان قمئت
نفسك يعني عبت قال ويحك يا ابن
عوف اني خلوت بنفسي فحدثتني قالت
انت امير المؤمنين فمن ذا افضل منك
فاردت ان اعرفها نفسها. وروى عنه
انه قال في انصرافه من حجته التي لم يحج
بعدها الحمد لله ولا اله الا الله يعطي من
يشاء ما يشاء لقد كنت بهذا الوادي يعني
ضجنان ارعى ابلا للخطاب وكان فظا
غليظا يتعبني اذا عملت ويضربني اذا
قصرت وقد اصبحت وامسيت وليس
دون الله احد اخشاه. وروى انه قال
يوما على المنبر يا معاشر المسلمين ماذا تقولون
لو ملت براسي الى الدنيا كذا وميّل راسه

میں آگھستی ہے (یعنی عجب) تو میں اُٹھا اور میں نے اپنے نفس کے ساتھ
جو کرنا تھا وہ کیا۔ اور مروی ہے محمد بن عمر مخزومی سے، وہ اپنے باپ سے، کہا
کہ عمر رضہ نے ندا کی کہ نماز تیار ہے۔ جب لوگ جمع ہوئے اور بہت ہو گئے تو منبر
پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی ان صفات کے ساتھ جن کا وہ اہل ہے اور
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر کہا اے لوگو میں نے اپنے کو
دیکھا ہے (یعنی مجھ پر یہ حال گذرا ہے) کہ میں اپنی خالاؤں کی جو بنی مخزوم میں
سے تھیں بکریاں چرایا کرتا تھا تو وہ ایک مٹھی کھجور اور کشمش مجھے دے
دیتی تھیں تو میں اسی میں اپنا دن بسر کرتا تھا اور وہ کیا زمانہ تھا۔ پھر
منبر سے اُترے تو عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ
نے اس سے کچھ زیادہ نہ کیا کہ اپنے نفس کی تذلیل کی یعنی اس پر عیب لگایا
فرمایا کہ تم پر تعجب ہے اے ابن عوف، میں نے اپنے نفس سے خلوت کی
تو اس نے مجھ سے گفتگو کی۔ کہا کہ تو امیر المومنین ہے تو کون ہے جو تجھ سے
افضل ہے تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کو شناخت کرادوں اسکی اپنی ذات
کی۔ اور ان سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے اس حج سے لوٹتے
وقت کہا جس کے بعد کوئی حج نہیں کیا کہ ہر تعریف اللہ کے لئے ہے
اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس کو چاہتا ہے جو کچھ چاہتا ہے دیتا
ہے واللہ میں اس وادی یعنی ضجنان میں خطاب کے اونٹ چرایا
کرتا تھا اور وہ سخت مزاج تند خو تھے جب میں ان کا کام کرتا تو
مجھے تکلیف پہنچاتے تھے اور جب کام میں کمی کرتا تو مجھے مارتے
تھے اور اب ایسی صبح و شام گزر رہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا
نہیں جس سے میں ڈرتا ہوں۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن
منبر پر کہا اے مسلمانوں کے گروہ تم کیا کروگے اگر میں اپنا سر دنیا
کی طرف جھکاؤں اس طرح اور اپنے سر کو جھکایا۔ تو ان کے سامنے

فقام الیہ رجل فاستل سیفہ وقال اجل
کنا نقول بالسیف کذا واشار الٰی
قطعہ فقال ایای تعنی بقولک قال نعم ایاک
اعنی بقولی فنہرہ عمر ثلٰثا وہو ینہرہ عمر فقال عمر
رحمک اللہ الحمد للہ الذی جعل فی رعیتی
من اذا تعوجت قومنی۔ وعن محمد بن
الزبیر عن الشیخ التمت ترقوتاہ من
الکبر نخبرہ عن عمر استفتی فی مسئلۃ
فقال اتبعونی حتی انتہی الٰی علی
ابن ابی طالب فقال مرحبًا یا امیر المؤمنین
فذکر المسئلۃ فقال الا ارسلت
الیّ فقال انا احق باتیانک۔ وروی
ان عمر جاءہ برد من الیمن وکان من جید
ما حمل الیہ فلم یدر لمن یعطیہ من
الصحابۃ ان اعطاہ احدا غضب الاٰخر
ورأی ان قد فضلہ علیہ فقال عمر
اذلک دلونی علی فتی من قریش
نشأ نشاۃ حسنۃ فسموا لہ المسور
ابن مخرمۃ فدفع الرداء الیہ فنظر الیہ سعد
فقال ما ہذہ الرداء فقال کسانیہ امیر المؤمنین
فجاءہ سعد الی عمر فقال تکسونی ہذا
الرداء وتکسو ابن اخی مسورا افضل منہ
فقال لہ یا ابا اسحاق انی کرہت ان اعطیہ
رجلا کبیرا فیغضب اصحابہ فاعطیتہ من نشأ

ایک شخص کھڑا ہوا اور اپنی تلوار کھینچ کر بولا کہ ہاں پھر ہم اپنی تلوار
سے اس طرح کریں گے۔ اور اشارہ کیا گردن کاٹنے کا۔ تو انہوں نے
فرمایا کہ کیا تو اپنے قول سے مجھے ہی مراد لے رہا ہے؟ اس نے کہا
کہ ہاں میں اپنے قول سے آپ ہی کو مراد لے رہا ہوں تو اس کو عمرؓ نے تین مرتبہ جھڑکا اور
وہ بھی عمرؓ کو جھڑکتا رہا۔ پھر عمرؓ نے (اس کا امتحان لینے کے بعد) فرمایا اللہ تجھ پر
رحمت کرے، اللہ کا شکر ہے کہ جس نے میری رعیت میں ایسے شخص کو رکھا کہ اگر میں
ٹیڑھا ہو جاؤں تو وہ مجھے سیدھا کر دے۔ اور محمد بن الزبیر سے مروی ہے اور وہ
ایک ایسے بوڑھے سے روایت کرتے تھے جس کی ہنسلیاں بڑھاپے سے نیچے جھکی ہوئی
تھیں وہ خبر دے رہا تھا کہ عمرؓ سے ایک مسئلہ میں لوگوں نے فتویٰ پوچھا تو عمرؓ نے
کہا کہ میرے پیچھے چلو یہاں تک کہ پہنچے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے پاس تو انہوں نے
کہا مرحبا اے امیر المومنین، پھر مسئلہ کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ نے
مجھے کیوں نہ بلا لیا تو فرمایا کہ آپ کے پاس آنے کا حق میرا ہی ہے، اور مروی ہے
کہ عمرؓ کے پاس یمن سے ایک چادر آئی اور وہ اس سب مال سے عمدہ تھی
جو اُن کے پاس بھیجا گیا تھا تو یہ نہ سمجھے کہ صحابہ میں سے یہ کس کو دوں اگر ایک کو دیں
تو دوسرے کو رنج ہوگا اور وہ یہ خیال کرے گا کہ انھوں نے اُس کو مجھ پر فضیلت
دی تو آپ نے اس موقع پر کہا کہ اے لوگو! مجھے قریش کے کسی ایسے جوان کو بتاؤ
جس کا اٹھان بہت اچھا ہو تو لوگوں نے اُن کے سامنے مسور بن مخرمہ کا نام لیا
تو وہ چادر اس کو دے دی، پھر اسکی طرف سعد نے دیکھا اور کہا کہ یہ چادر کیسے
آئی اس نے کہا کہ مجھے امیر المومنین نے اڑھائی ہے تو اس کے ساتھ عمرؓ
کے پاس آئے اور کہا کہ تو مجھے یہ چادر اڑھاتا ہے اور میرے بھتیجے مسور
کو اس سے عمدہ اڑھاتا ہے تو آپ نے سعد سے کہا کہ اے ابو اسحاق میں
نے اسکو مکروہ خیال کیا کہ میں یہ کسی بڑے آدمی کو دوں پھر اس کے ہمسر ناراض
ہوں تو میں نے یہ ایک جوان کو دے دی جس کا اٹھان بہت اچھا ہے۔ یہ
وہم نہ کیا جائے کہ میں اسکو تم پر فضیلت دے رہا ہوں تو سعد نے کہا کہ تو میں

تأتيه حشمة لا يتوهّم أني أفضل عليكم قال سعد فإني قد
لأضربنّ بالدرّة الذي اشتطت رأسك فخضع
له عمر رأسه فقال له يا أبا اسحاق وليرفق
الشيخ بالشيخ وعن أُسير بن جابر قال
كان عمر بن الخطاب اذا أتى عليه امداد أهل اليمن
يسألهم أفيكم أويس بن عامر حتى أتى على
أويس بن عامر فقال أنت أويس بن عامر
قال نعم قال من مراد ثم من قرن قال نعم
قال فكان بك برص فبرأت منه الا موضع
درهم قال نعم قال لك والدة قال نعم قال
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
يأتي عليك أويس بن عامر مع امداد أهل اليمن
من مراد ثم من قرن كان به برص فبرأ منه
الا موضع درهم له والدة هو بها برّ لو أقسم على الله
لأبرّه فان استطعت ان يستغفر لك فافعل
فاستغفر لي فاستغفر له فقال له عمر اين تريد
قال الكوفة قال الا اكتب لك الى عاملها
قال اكون في غبراء الناس احب الي قال
فلما كان من العام المقبل حج رجل من اشرافهم
فوافق عمر فسأله عن أويس فقال تركته رثّ
البيت قليل المتاع قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم وذكر الحديث ثم
قال فان استطعت أن يستغفر لك فافعل فأتى
أويسا فقال استغفر لي فقال أنت أحدث

نے حلف کر لیا ہے کہ میں اس چادر کو جو تو نے مجھے دی ہے ضرور تیرے سر پر
ماروں گا تو عمرؓ نے سعد کے سامنے سر جھکا دیا اور ان سے کہا کہ اے ابو اسحٰق
بوڑھے کو بوڑھے سے نرمی کرنا چاہیئے۔ اور اُسیر بن جابر سے مروی ہے کہا
کہ جب عمر بن الخطاب کے پاس یمن والوں کی کمک کی فوج آتی تو وہ ان سے پوچھتے
کہ کیا تم میں اُویس بن عامر ہے؟ یہاں تک کہ اُویس بن عامر ان سے ملے۔ تو انہوں
نے کہا کہ کیا اُویس بن عامر تم ہی ہو؟ کہا کہ ہاں! پوچھا کہ قبیلہ مراد پھر قرن میں
سے؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ کیا تم کو برص ہو گیا تھا پھر تم اس سے صحتیاب ہو گئے مگر بقدر
درہم جگہ باقی رہ گئی؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں؟ کہا کہ ہاں!
فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے
کہ تیرے پاس اُویس بن عامر آئے گا اہل یمن کی کمک کی فوج کے ساتھ جو قبیلہ
مراد پھر قرن میں کا ہوگا، اس کو برص ہو گیا ہوگا پھر وہ اچھا ہو گیا ہوگا بجز درہم
کی برابر جگہ کے، اس کی والدہ زندہ ہوگی اور وہ اس کا خدمت گذار ہوگا۔ وہ اگر
اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اسکی قسم پوری کر دے۔ تو اگر تو اس سے اپنے لئے
دعائے مغفرت کرا سکے تو کرا لینا۔ تو تم میرے لئے دعائے مغفرت کرو۔ تو اُویس
نے ان کے لئے دعاء مغفرت کی۔ پھر ان سے عمرؓ نے کہا کہ اب کہاں کا ارادہ ہے
کہا کوفہ کا۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا میں تمہارے بارے میں وہاں کے عامل کو لکھ دوں۔ کہا
کہ میں لوگوں کے عقب میں دیکھو (رہوں) یہ مجھے زیادہ پسند ہے (راوی نے) کہا
کہ جب اگلا سال آیا تو ان کے اشراف میں سے ایک شخص حج کے لئے آیا پھر وہ
عمرؓ سے ملا تو انہوں نے اس سے اُویس کے بارے میں دریافت کیا۔ تو اس
نے کہا کہ میں نے اُس کو خستہ ہیئت میں چھوڑا اس کے پاس سامان بہت کم
تھا۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا اور پوری حدیث
بیان کی پھر فرمایا کہ اگر تم اس سے دعاء مغفرت کرا سکو تو کرا لینا۔ پھر وہ شخص
اُویس کے پاس پہنچا اور کہا کہ میرے لئے دعاء مغفرت کیجئے تو کہا کہ تو دعا کی
صلاحیت والے سفر سے نیا آیا ہوا ہے زیادہ تیرے لئے کیا دعا کروں؟ اس نے

عهد بسفر صالح قال استغفر لي قال انت احدث عهد بسفر صالح قال فاستغفر لي قال لقيت عمر قال نعم فاستغفر له ففطن له الناس فانطلق على وجهه ابو عمر خرج عمر من المسجد معه الجارود فاذا بامرأة برزة على الطريق فسلم عليها عمر فردت عليه السلام فقالت هيها يا عمر عهدتك وانت تسمى عميرا في سوق عكاظ فلم يذهب الايام والليالي حتى سميت عمر ثم لم تذهب الايام حتى سميت امير المؤمنين فاتق الله في الرعية واعلم انه من خاف الوعيد قرب عليه البعيد ومن خاف الموت خشي الفوت فقال الجارود قد اكثرت ايتها المرأة على امير المؤمنين فقال عمر دعها اما تعرفها هذه خولة بنت حكيم التي سمع الله قولها من فوق سبع سموات فعمر والله تعالى احق ان يسمع لها.

المحب الطبري عن زيد الايامي قال كتب ابو عبيدة ابن الجراح ومعاذ بن جبل الى عمر بن الخطاب

اَمَّا بعد فانا عهدناك وشان نفسك لك مهم فاصبحت اليوم وقد وليت امر هذه الامة احمرها واسودها يجلس بين يديك الشريف والوضيع والصديق والعدو ولكل حصته من العدل فانظر كيف انت عند ذالك يا عمر وانا نحذرك ما حذرت الامم قبلك نحذرك يوما تعنو فيه الوجوه وتوجل فيه القلوب وتنقطع

کہا کہ آپ میرے لئے دعاء مغفرت کر دیجئے تو (پھر وہی) کہا کہ تو صالح سفر سے قریب ترمانہ کا آیا ہوا ہے اس نے کہا آپ مغفرت کی دعا کریں کہا کہ کیا تو عمرؓ سے ملا ہے اس نے کہا کہ ہاں تو اس کے لئے دعاء مغفرت کر دی اس کے بعد لوگ ان کو سمجھ گئے تو وہ روپوش ہو گئے۔ ابو عمر ۔ عمرؓ مسجد سے نکلے اور ان کے ساتھ جارود تھے تو ایک بڑی عمر کی پردہ نہ کرنے والی عورت راستہ میں اچانک سامنے آگئی عمرؓ نے اس کو سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا۔ پھر بولی ہوں اے عمر مجھے تیرا وہ زمانہ یاد ہے جب بازار عکاظ میں تجھے عمیر کہا جاتا تھا۔ پھر زیادہ دن اور رات نہ گذرے کہ تیرا نام عمر لیا جانے لگا پھر زیادہ ایام نہیں گذرے کہ تجھے امیر المومنین کہا جانے لگا تو رعیت کے بارے میں اللہ سے ڈرتا رہنا اور جان لے کہ جس نے (خدا کی) وعید سے خوف کھایا اس پر بعید قریب ہو جائے گا (یعنی برسوں کا کام دنوں میں ہو جائے گا) اور جو موت سے ڈرے گا وہ (کام کے) فوت ہونے سے ڈرے گا تو جارود نے کہا کہ اے عورت تو امیر المومنین سے (خطاب میں) بہت آگے بڑھ گئی تو عمرؓ نے کہا کہ اسے چھوڑ دو تم اس کو نہیں پہچانتے ہو یہ خولہ بنت حکیم ہے جس کے قول کو اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے سُنا تو عمرؓ واللہ اس کا زیادہ سزاوار ہے کہ اسکی بات کو بغور سُنے۔ محب طبری زید الایامی سے کہا کہ ابو عبیدہ بن الجراح اور معاذ بن جبل نے عمرؓ بن الخطاب کو یہ خط لکھا :۔

اَمَّا بعد حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آپ سے عہد کیا ہے اور آپ کے نفس کی شان آپ کے لئے بڑی اہمیت رکھنے والی ہے آج آپ والی بنائے گئے ہیں اس امت کے سرخ رنگ والے اور سیاہ رنگ والے سب کے امور پر آپ کے سامنے سب ہی بیٹھیں گے شریف بھی اور کم رتبہ بھی، دوست بھی اور دشمن بھی اور عدل میں ہر ایک کا حصہ ہے تو اے عمر اس پر نظر رکھو کہ اس وقت تمہاری کیا کیفیت رہتی ہے اور ہم تم کو اس چیز سے ڈراتے ہیں جس سے آپ سے پہلے بہت امتیں ڈرائی گئیں اور ہم تم کو اس دن سے ڈراتے ہیں جس دن چہرے جھک جائیں گے اور جس دن قلوب خوفزدہ ہونگے اور جس دن حجتیں منقطع ہو

فیہ یخرج بحجۃ کلب قاہرہم لہم ناخرون
یتقربون قضاء ویخشون عقوبۃ وانہ کان
یذکر لنا انہ سیأتی علی الناس زمان یکونون
اخوان العلانیۃ فیہ اعداء السریرۃ وانا
نعوذ باللہ عز وجل ان ینزل کتابنا من
سوی المنزل الذی نزل من قلوبنا وانما
کتبنا بالذی کتبنا بہ الیک نصیحۃ لک
والسلام فکتب الیہما عمر اما بعد فانہ
قد اتانی کتابکما تذکران انکما عہدتمانی و
شان نفسی لی مہم وما یدریکما وکتبتما الی
انی ولیت امر ہذہ الامۃ احمرہا واسودہا
یجلس بین یدی الشریف والوضیع و
العدو والصدیق ولکل حصۃ من العدل وانہ
لاحول ولا قوۃ عند عمر الا باللہ عز وجل
وکتبتما تحذرانی ما حذرت الامم من
قبلی وانما ہو اختلاف اللیل والنہار وآجال
الناس یبلیان کل جدید ویقربان کل
بعید ویأتیان بکل موعود حتی یصیر الناس
الی منازلہم من الجنۃ والنار فیجزی
اللہ کل نفس ما کسبت ان اللہ سریع الحساب
وکتبتما انہ کان یذکر لکما انہ سیأتی
علی الناس زمان یکونون فیہ اخوان العلانیۃ
اعداء السریرۃ ولستم اولئک ولیس ہذا زمان

جائیں گی ایسے بادشاہ کے غلبہ کی وجہ سے جو اُن سب پر قہر و غضب ظاہر کرنے
والا ہوگا وہ سب اُس کے سامنے ذلیل ہوں گے اس کے فیصلہ کا انتظار کرتے
ہونگے اور اس کے عذاب سے خائف ہونگے اور ہم سے ذکر کیا جاتا تھا کہ عنقریب
لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں ظاہر کے بھائی باطن کے دشمن ہونگے ہم اللہ
عزوجل سے پناہ چاہتے ہیں کہ ہمارا خط آپ کی جانب سے اس (جذبۂ محبت و
خیر خواہی) کے سوا جو ہمارے دلوں پر نازل ہوئی کسی دوسرے محمل پر نازل ہو جائے
ہم نے یہ جو کچھ آپ کو لکھ کر بھیجا یہ سب آپ کی خیر خواہی کی بنا پر ہے۔ تو ان کو عمرؓ
نے یہ لکھ کر بھیجا: **اما بعد** حال یہ ہے کہ تم دونوں کا مکتوب میرے پاس پہنچا
تم نے مجھے لکھا کہ تم دونوں نے مجھ سے عہد کیا اور میرے نفس کی شان میرے
لئے اہمیت والی ہے تو اسکی تمہیں کیا خبر ہے۔ اور تم نے مجھے لکھا کہ میں والی
بنایا گیا ہوں اس امت کے امر کا، میں ہوں کہ سرخ رنگ والوں کا بھی اور سیاہ
رنگ والوں کا بھی اور میرے سامنے شریف بھی بیٹھیں گے اور کم رتبہ بھی اور
دشمن بھی اور دوست بھی اور ہر ایک کا عدل میں حصہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ
عمرؓ کے نزدیک کوئی بازگشت نہیں اور نہ قوت بجز اللہ عزوجل کے اور تم نے
لکھا اور مجھے خوف دلایا اس چیز سے جس سے ان امتوں کو خوف دلایا گیا جو مجھ سے
پہلے گذریں اور یہ امر (مانند) رات اور دن کے آنے جانے کے اور لوگوں کی اجل
مقررہ کے ہے جو ہر نئے کو پرانا اور ہر بعید کو قریب کر دیتے ہیں اور ہر موعود
کو (یعنی جس کا وعدہ دیا گیا) لے آتے ہیں یہاں تک کہ لوگ اپنی منزل کو پہنچ جائیں
جنت اور دوزخ میں تو اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کے کئے ہوئے کا بدلہ دے گا
بے شبہ اللہ تعالیٰ سرعت سے حساب لینے والا ہے اور تم نے لکھا کہ تم سے
ذکر کیا جاتا تھا کہ عنقریب لوگوں پر وہ زمانہ آئے گا جس میں ظاہر کے بھائی باطن کے
دشمن ہونگے اور وہ تم نہیں ہو اور نہ یہ وہ زمانہ ہے۔ وہ زمانہ وہ ہے جس میں
رغبت اور ڈر کا ظہور ہوگا یعنی بعض لوگوں کی رغبت بعض دنیاوی مصالح کے

ذلك انما ذلك اذا ظهرت الرغبة والرهبة
فكان رغبة الناس بعضهم الى بعض في اصلاح
دنياهم وكان رهبة الناس بعضهم من بعضهم في
اصلاح دنياهم وكتبتما اني اعيذك بالله
ان ينزل كتابكما مني بهذا المنزل الذي نزل
من قلوبكما وانما كتبتما اليّ نصيحة وانه
قد صدقتكما واني منكما بكتاب فانه لا غنى
عنكما ابو بكر عن يحيى بن عيسى عن الاعمش عن
ابراهيم عن همام عن حذيفة قال دخلت على عمر
وهو قاعد على جذع في داره وهو يحدث نفسه
فدنوت منه فقلت ما الذي اهمك يا امير المؤمنين
فقال هكذا بيده واشار بها قال قلت
ما الذي يهمك والله تعالى لو راينا منك امرا
ننكره لقومناك قال آللّٰه الذي لا اله الا هو
لو رايتم مني امرا تنكرونه لقومتموني قلت
والله الذي لا اله الا هو لو راينا منك امرا
ننكره لقومناك قال ففرح بذلك فرحا
شديدا وقال الحمد لله الذي جعل فيكم
اصحاب محمد من الذي اذا راى مني امرا
ينكره قومني. ابو القاسم القشيري قسم عمر بن
الخطاب رضي الله عنه الحلل بين الصحابة من
غنيمة فبعث الى معاذ حلة ثمينة فباعها
واشترى ستة اعبد واعتقهم فبلغ عمر ذلك و

لئے ہوگی اور بعض کو بعض کا خوف دنیاوی مصالح کی بناء پر ہوگا اور تم نے مجھے
لکھا کہ تم مجھے اللہ کی پناہ میں دے رہے ہو اس بات سے کہ میں تمہارے خطوط
کو کسی ایسے محل پر اتاروں (یعنی سمجھوں) جو اس محل کے خلاف ہو جو تمہارے دلوں
سے نازل ہوا اور جو تم نے مجھے لکھا ہے وہ از راہ خیر خواہی لکھا ہے اور میں نے تمہاری
تصدیق کی ہے اور تم اپنی جانب سے تحریر کے ذریعہ سے میری نگہداشت کرتے ہو
بلاشبہ میں تم سے مستغنی نہیں ہوں۔ ابوبکر یحییٰ بن عیسیٰ سے وہ اعمش سے
وہ ابراہیم سے وہ ہمام سے وہ حذیفہ سے، کہا کہ میں عمر کے پاس پہنچا اور وہ اپنے
مکان میں کھجور کے تنے پر بیٹھے ہوئے اپنے نفس سے باتیں کر رہے تھے تو میں ان
سے قریب ہوا پھر میں نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے متفکر کیا ہے اے امیر المومنین
تو اپنے ہاتھ سے ہکذا کیا اور اس سے اشارہ کیا۔ کہا کہ میں نے پھر کہا کہ آپ کو
کیا فکر ہو رہا ہے واللہ اگر ہم نے آپ سے کوئی ایسا امر دیکھا جس کو ہم منکر سمجھیں گے
تو آپ کو سیدھا کریں گے تو آپ نے کہا کہ اللہ (کی قسم) جس کے سوا کوئی معبود
نہیں اگر تم نے میری طرف سے کوئی ایسا امر دیکھا جس کو تم برا سمجھتے ہو گے تو کیا مجھے
ضرور سیدھا کر دوگے؟ تو میں نے کہا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں
اگر ہم آپ سے کوئی ایسی بات دیکھیں گے جس کو ہم برا سمجھتے ہوں گے تو ہم
آپ کو ضرور سیدھا کریں گے۔ کہا کہ پھر عمر اس سے نہایت خوش ہوئے
اور کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے تم اصحاب محمد میں ایسے شخص کو قائم رکھا کہ
جب وہ مجھ سے کوئی ایسا امر دیکھے جس کو وہ برا سمجھے تو وہ مجھے سیدھا
کر دے۔ ابوالقاسم القشیری، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جوڑے
تقسیم کئے صحابہؓ کے درمیان جو غنیمت میں آتے تھے تو معاذ کے پاس ایک
بیش قیمت جوڑا بھیجا تھا۔ معاذ نے اس کو بیچ کر چھ غلام خرید لئے اور ان کو آزاد
کر دیا تھا تو یہ خبر عمرؓ کو پہنچ گئی تھی اور وہ اس کے بعد جوڑے تقسیم کرنے لگے
تو انہوں نے ان کے پاس گھٹیا جوڑا بھیجا تو معاذ ان پر بگڑ گئے تو عمرؓ نے کہا

كلی يقسم المال بعده فبعث اليه عمر فلامہ ودوبہا
فعاتبہ معاذ فقال عمر لانک بعثت الاول فقال
معاذ وما عليک راد فع الیٰ نصيبي وقد حلفت
لاضرب بہا رأسک فقال عمر ہا رأسي
بين يديک وقد يرفق الشيخ بالشيخ ۔ و
من تواضعہ احالتہ القرآن والعلم علی
جماعۃ وقولہ لولا فلان لہلک عمر بجماعۃ
الحاكم عن موسى بن علی بن رباح اللخمي
عن ابيہ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ خطب الناس فقال من اراد ان يسأل
عن القرآن فلياتِ ابی بن كعب ومن
اراد ان يسأل عن الحلال والحرام
فلياتِ معاذ بن جبل ومن اراد ان يسأل
عن المال فلياتني فان اللہ تعالیٰ جعلنی
خازنا وزاد فی روايۃ من اراد ان يسأل
عن الفرائض فلياتِ زيد بن ثابت ۔ روی
ان عمر امر برجم حامل فقال معاذ ان يكن
لک عليہا سبيل فلا سبيل لک علی ما
فی بطنہا فرجع عن حكمہ وقال لولا معاذ
لہلک عمر ۔ وروی ان عمر امر برجم امرأۃ
فقال علی اما سمعت النبی صلی اللہ
عليہ وسلم يقول ان القلم رفع عن ثلثۃ
عن المجنون حتی يفيق وعن الصبی حتی يحتلم

اس لئے (کھیا چوڑا بھیجا) کہ تم نے پہلا بھیج دیا تھا تو معاذ نے کہا کہ تجھے اس پر اعتراض کا کیا حق ہے تو میرا حصّہ مجھے دے (میں جو چاہوں کروں) اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس کو تیرے سر پر ماروں گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یہ میرا سر تیرے سامنے ہے اور بوڑھا تو بوڑھے کے ساتھ نرمی کیا کرتا ہے اور ان کی **تواضع** میں سے ہے قرآن اور علم کا حوالہ دینا ایک جماعت پر اور ان کا قول کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا بہت سوں کے حق میں۔ حاکم موسیٰ ابن علی بن رباح اللخمی سے وہ اپنے باپ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا کہ جو قرآن کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہے تو اُبی ابن کعب کے پاس جائے اور جو شخص حلال اور حرام کے بارے میں سوال کرنا چاہے اس کو معاذ بن جبل کے پاس جانا چاہئے اور جو مال کا سوال کرنا چاہے اس کو میرے پاس آنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خازن بنایا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جو فرائض کے بارے میں سوال کرنا چاہے اس کو زید بن ثابت کے پاس جانا چاہئے۔ مروی ہے کہ عمرؓ نے ایک حاملہ کو رجم کرنے کا حکم دیا تو معاذ نے کہا کہ اگر تم کو اس عورت پر اختیار ہے تو جو اس کے پیٹ میں ہے اس پر تو آپ کو اختیار نہیں پہنچتا تو عمرؓ نے اپنے حکم سے رجوع کر لیا اور فرمایا اگر معاذ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ نے ایک عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو علیؓ نے کہا کہ کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قلم (یعنی اجرائے حکم) تین سے اٹھا دیا گیا ہے، مجنون سے یہاں تک کہ ہوش میں آ جائے اور لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو جائے اور سونے والے سے یہاں تک کہ جاگ جائے تو عمرؓ نے کہا بیشک پھر کیا بات ہے؟ علیؓ نے کہا کہ یہ عورت بنی فلاں کی مجنونہ ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اگر علی نہ ہوتا تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا۔ اور روایت کیا گیا کہ عمرؓ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے عمداً قتل کیا تھا تو

وعن ادنا کم سے یستیقظ قال بلی فما ذلک
قال انبا عجوزۃ بنی فلان فقال لولا علی لہلک
عمر وروی ان عمر اتی برجل قد قتل عمدا
فامر بقتلہ فعفا بعض اولیاء المقتول فامر
بقتلہ فقال عبداللہ بن مسعود کانت النفس
لہم جمیعا فلما عفا ھذا احیی النفس
قال عمر فما تری قال اری ان تجعل الدیۃ
علیہ فی مالہ وترفع عنہ حصۃ الذی عفیٰ
قال عمر وانا اری ذلک وقال لابن مسعود
فی بعض القضایا کنیف ملئ علما ورجع
الی قول معاذ لیس بین الاب و ابنہ
قصاص والی قول زید بن ثابت فی قصۃ
قتل عبادۃ بن الصامت نبطیا اتقتل اخاک
فی عوض عبدک فرجع الی غیر ذلک
من صور لا تحصیٰ حتی قال یوما الا لا تغالوا
فی مہور النساء فقالت امراۃ انأخذ
بقولک ام بقول اللہ تعالیٰ وتبارک
وآتیتم احداہن قنطارا فلا تأخذوا
منہ شیئا فنزل عمر من المنبر وقال کل
الناس اعلم من عمر حتی العجائز ومن ذلک
ترک لذۃ العیش مع قدرتہ وعرض الناس
علیہ ذلک مما یدل قطعا علی ان نفسہ
لا تنقاد للشہوات والزہد زہدان زہد

عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا، پھر مقتول کے بعض اولیاء نے اس کو معاف کر دیا۔ پھر عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو عبداللہؓ بن مسعود نے کہا کہ یہ نفس ان سب اولیائے مقتول کا تھا۔ جب اس نے معاف کیا تو اس نفس کو زندگی دیدی۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ دیت اس (معاف کرنے والے) پر ڈالیں کردہ اپنے مال میں سے دے اور اس کا وہ حصہ جس نے معاف کیا اس میں سے کم کر دیں۔ عمرؓ نے کہا کہ میں بھی یہی رائے رکھتا ہوں اور بعض فیصلوں کے پیش نظر عمرؓ نے ابن مسعودؓ کے حق میں کہا کہ علم سے بھرا ہوا ایک تھیلا ہے۔ اور عمرؓ نے معاذؓ کے قول کی طرف رجوع کیا کہ باپ اور بیٹے کے درمیان قصاص نہیں ہے۔ اور زیدؓ بن ثابت کے قول کی طرف رجوع کیا عبادہؓ بن الصامت کے ایک نبطی غلام کو قتل کرنے کے قصہ میں کہ انہوں نے کہا تھا کہ کیا تم اپنے بھائی کو قتل کرتے ہو اپنے ایک غلام کے بدلے میں تو انہوں نے رجوع کر لیا۔ اور بہت سی ایسی صورتیں پیش آئی ہیں جن کا جمع کرنا دشوار ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک دن کہا عورتوں کے مہروں کے بارے میں کہ تم مہر اتنے بڑھا چڑھا کر نہ لیا کرو تو ایک عورت نے کہا کہ کیا ہم تیرے قول کو اختیار کریں یا اللہ تبارک وتعالیٰ کے قول کو وَ آتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ الخ کو یعنی ان عورتوں میں سے کسی کو اگر تم مال کا ایک ڈھیر دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔ تو عمرؓ منبر سے اتر آئے اور کہا کہ سب لوگ عمرؓ سے زیادہ عالم ہیں یہاں تک کہ بوڑھی عورتیں بھی۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا عیش کی لذت کو ترک کر دینا اس پر قدرت کے باوجود اور لوگوں کا اس کو آپ کے سامنے رکھنا جو اس بات پر قطعی دلالت کرتا ہے کہ ان کا نفس شہوات کا مطیع نہیں تھا۔ اور سمجھ لیا جائے کہ زہد دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک زہد وہ ہوتا ہے جو نور یقین پر مقدم ہوتا ہے

يتقدم على نور اليقين ليكون تمهيدا له ومعينا على حصوله وزهد يتبعه نور اليقين بمنزلة العاشق لا يجد طعم الطعام و المتفكر جدا لا يجد في كثير من الملابس طعم والملابس لذتها ولهذه النكتة بسطنا حكايات الزهد في الفصلين جميعا. المحب الطبري عن عطية بن فرقد انه دخل على عمر وهو يكدم كعكا شاميا ويتفوق لبنا حازرا فقلت يا امير المؤمنين لو امرت ان يصنع لك طعام الين من هذا فقال يا ابن فرقد اترى احدا من العرب اقدر على ذالك مني فقلت ما احد اقدر على ذلك منك يا امير المؤمنين فقال عمر سمعت الله عير اقواما فقال اذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا واستمتعتم بها شرح الكدم العض والتفوق الشرب شيئا فشيئا من فوقت الفصيل اذا سقيته فواقا فواقا والفواق قدر ما بين حلبتين والحازر بالحاء المهملة اللبن الحامض و عن عمر انه كان يقول لو شئت لدعوت بصلاء وصناب وصلائق وكراكر واسنمة وافلاذ كبيرة من لطائف اللذات ثم قال ولكني لا ادعو بها ولا اقصد قصدا كوني

تاکہ اس کے لئے تمہید بن جائے اور اس (نور یقین) کے حصول میں معین ہو۔ اور دوسرا زہد وہ ہے جو نتیجہ ہو نور یقین کا۔ بمنزلہ عاشق کے جو کھانے کا مزا محسوس نہیں کرتا اور بمنزلہ اس سخت متفکر کے جو جو کپڑوں اور ملبوسات کے لطف کا احساس نہیں کرتا۔ اور ہم نے دونوں فصلوں میں جسقدر زہد کی حکایات لکھی ہیں وہ اسی نکتہ پر مبنی ہیں۔

محب طبری، عطیہ بن فرقد سے کہ وہ عمرؓ کے پاس پہنچے اور وہ کاک شامی چبا رہے تھے اور اس پر کھٹے دودھ کا ایک گھونٹ پی رہے تھے تو میں نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ حکم دے دیتے کہ آپ کے لئے اس سے نرم کھانا تیار کر لیا جاتے (تو بہتر ہوتا) تو فرمایا کہ اے ابن فرقد کیا تو عرب میں سے کسی کو اس پر مجھ سے زیادہ صاحب قدرت دیکھتا ہے؟ میں نے کہا اے امیر المومنین میں تو اس پر آپ سے زیادہ کسی کو قادر نہیں پاتا، تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سُنا کہ اس نے اقوام پر عیب لگایا ہے فرمایا اذہبتم طیبٰتکم الخ یعنی تم اپنی پسندیدہ چیزیں اپنی دنیاوی زندگی میں لے چکے اور اس سے فائدہ اٹھا چکے ہو۔ **تشریح:** الکدم بمعنی العض ہے یعنی چبانا۔ اور التفوق کے معنی ہیں تھوڑا تھوڑا پینا ماخوذ ہے فوقت الفصیل سے (فصیل اونٹ کے اس بچہ کو کہتے ہیں جو اپنی ماں سے جدا کر دیا جاتے) جب کہ تم نے اس کو فواقاً فواقاً پلایا ہو فواق کے معنی ہیں دو دفعہ دودھ دوہنے کا درمیانی فرق۔ اور الحازر حاء مہملہ کے ساتھ کھٹے دودھ کو کہتے ہیں۔ اور مروی ہے عمرؓ سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہتا تو بھنا ہوا گوشت اور رائی اور چپاتیاں اور سینہ کا گوشت اور کوہان کا گوشت اور بہت پارچے عمدہ لذیذ قسم کے طلب کر لیتا لیکن میں ان کو نہیں منگاتا اور انکی طرف التفات بھی نہیں کرتا تاکہ میں

عہ کعک ایک قسم کی خشک روٹی۔

من المتنعمين. شرح: الصلاء بالكسر والمد الشواء والصناب الخردل المعمول بالزيت ويوبّح يؤتدم به والصلائق الرقائق واحدتها صليقة وقيل هي الحملان المشوية من صلقت الشاة اذا شويتها ويروي بالسين المهملة وهو كل ما سلق من البقول وغيرها والكراكر جمع كركرة وهي الثفنة التي في زور البعير وهي احدى الثفنات الخمس والافلاذ جمع فلذة وهي القطعة وكانه اراد قطعًا من انواع شتى وعنه انه كان يقول والله ما يمنعنا ان نأمر بصغار المعز فتسمط لنا و نأمر بلباب الحنطة فيخبز لنا و نأمر بالزبيب فينبذ لنا فنأكل هذا ونشرب هذا الا انا نستبقي طيباتنا لانا سمعنا الله تعالى يقول يذكر اقوامًا اذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا واستمتعتم بها وعنه انه اشتهى سمكًا طريًا فاخذ يرفا راحلته فسار ليلتين مقبلا وليلتين مدبرا واشترى مكتلا فجاء به وقام يرفا الى الراحلة يغسلها من العرق فنظرها عمر فقال اعذبت بهيمة من البهائم في شهوة عمر والله لا يذوق عمر ذلك وروي انه كان يداوم على اكل التمر ولا يداوم على اكل اللحم

میں نعمتوں کا استعمال کرنے والوں میں نہ داخل ہو جاؤں۔ تشریح: الصلاء صاد کے زیر اور مد کے ساتھ بمعنے الشواء (یعنی گوشت بریان) اور الصناب اس رائی کو کہتے ہیں جس کو زیت کے ساتھ ملا کر بنا لیا جاتا ہے اور وہ ایک اچار ہے جس کو سالن بنایا جاتا ہے، اور الصلائق بمعنے الرقائق (چپاتیاں) اس کا واحد صلیقہ ہے اور کہا گیا کہ بکری کے بچہ کا بھنا ہوا گوشت یہ ماخوذ ہے صلقت الشاۃ سے جب کہ تم نے اس کو بھون لیا ہو اور ایک روایت میں ہے سین مہملہ کے ساتھ (السلائق) اور وہ سبزیوں کی بھنی ہوئی چیزوں کو کہتے ہیں، اور کراکر جمع ہے کرکرہ کی جو اس ثفنہ[عہ] (گول ابھار) کو کہتے ہیں جو اونٹ کے وسط سینہ میں ہوتا ہے جو کہ پانچ ثفنات میں سے ایک ہے اور افلاذ جمع ہے فلذہ کی بمعنی قطعہ یعنی پارچہ۔ گویا انہوں نے مراد لیا مختلف قسموں کے پارچوں کو۔ اور آن سے مروی ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ ہم کو کوئی مانع نہیں اس سے کہ ہم حکم دیں بھیڑ کے بچوں کے بارے میں کہ ان کو ہمارے لئے بھونا جائے (کھال سمیت اس طرح کہ گرم پانی سے بال اکھیڑ دیئے جائیں) اور گیہوں کی گری (بہترین مغز) کے بارے میں ہم حکم دیں کہ ہمارے لئے اس کی روٹی پکائی جائے اور زبیب (منقّٰی) کے بارے میں حکم دیں کہ اس کو بھگو کر ہمارے لئے شربت بنایا جائے۔ پھر ہم وہ کھائیں اور یہ پئیں مگر ہم اپنی مرغوبات کو باقی رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا ہے جو وہ فرماتا ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ الخ (ترجمہ لکھا جا چکا ہے) اور اُن سے روایت ہے کہ ان کو تازہ مچھلی کی خواہش ہوئی تو ان کے غلام یرفا نے اپنی سواری کا اونٹ پکڑا اور دو رات سفر میں بسر کر دیں جاتے ہوئے اور دو رات واپس آتے ہوئے اور ایک تھیلا (مچھلیوں کا) خرید کر لایا۔ پھر یرفا اٹھ کر سواری کے پاس پہنچا اور اس کو پسینہ زیادہ بہنے کی وجہ سے دھونے لگا۔ اس کو عمرؓ نے دیکھ لیا تو کہا کہ کیا تو نے چوپایوں میں سے ایک چوپایہ کو عمر کی خواہش پوری کرنے کے لئے عذاب دیا واللہ عمر اس کو چکھنے کا بھی

عہ ثفنہ ثاء کے پیش اور فاء کے زیر کے ساتھ وہ گرا دہ گوشت ہے جو اونٹ کے سینہ پر ہوتا ہے جس کو بیٹھتے وقت وہ زمین پر ٹکاتا ہے اور نیز زانو اور پاؤں کا ہر وہ نشان اونٹ اور بکری کا جو زمین سے لگتا ہے اس کو ثفنہ کہتے ہیں ۱۲۔

ويقول ايّاكم واللحم فانّ له ضراوة كضراوة
الخمر اى انّ له عادةً نزّاعةً اليه كعادة
الخمر تقول فيه ضَرِيَ بالكسر به ضراً وضراوةً
وضراءً اذا اعتاده. وعن حفصة قالت دخل
علىّ عمر فقدّمتُ اليه مرقةً باردةً وصببتُ
عليها زيتًا فقال ادامان في اناء واحد
لااذوقه ابدًا حتى القى الله. وعن ابن عمر
قال دخل امير المؤمنين عمر ونحن على مائدة
فاوسعتُ له من صدر المجلس فقال بسم الله الرحمن
الرحيم ثم ضرب بيده في لقمة فلقمها ثم ثنّى
بأخرى ثم قال انّى لأجد طعم دسم
غير دسم اللحم فقال عبد الله يا امير المؤمنين
انّى خرجتُ الى السوق اطلب السمين
لأشتريه فوجدته غاليا فاشتريتُ بدرهم
من المهزول وجعلتُ عليه بدرهم سمنا
فقال عمر ما اجتمعا عند رسول الله صلى الله
عليه وسلم الّا اكل احدهما وتصدّق
بالآخر فقال عبد الله يا امير المؤمنين فلن يجتمعا
عندي ابدا الّا فعلتُ ذلك. وعن قتادة
قال كان عمر بن الخطاب يلبس وهو امير المؤمنين
جبّةً من صوف مرقّعة بعضها من ادم
ويطوف في الاسواق على عاتقه الدرّة
يؤدّب الناس بها ويمرّ بالنكث والنوى

نہیں۔ اور مروی ہے کہ وہ کھجور کھانے پر مداومت کرتے تھے اور گوشت کھانے
پر مداومت نہیں کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ گوشت کھانے سے بچا کرو اسکی
بھی ایسی لت پڑجاتی ہے جیسی شراب کی۔ یعنی ایسی عادت جو طبیعت کو اسکی طرف کھینچتی
رہتی ہے مثل شراب کی عادت کے تم کہتے ہو کہ فیہ ضَرِيَ زیر کے ساتھ اور بہ ضرًا
وضراوۃ وضراءً جب کہ کوئی خوگر ہوجاتے۔ اور مروی ہے حفصہ سے کہا کہ میرے پاس
عمر آتے پس ان کے سامنے ٹھنڈا شوربہ پیش کیا اور اس کے اوپر زیت ڈالدیا تو فرمایا کہ دو
سالن ایک برتن میں ہیں اسکو کبھی چکھونگا بھی نہیں یہاں تک کہ اللہ سے جاملوں۔ اور
مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ امیر المومنین عمرؓ تشریف لائے اور ہم دسترخوان پر تھے تو میں نے
صدر مجلس میں ان کے لئے جگہ نکالی۔ تو کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر اپنا ہاتھ ایک
لقمہ پر مارا پھر اس کو نگلا پھر دوسرے لقمہ کو کھاکر فرمایا کہ میں ایسی چکنائی کی خوشبو محسوس
کررہا ہوں جو گوشت کی چکنائی سے مختلف ہے، تو عبداللہ نے کہا کہ اے امیر المومنین
میں بازار کی طرف گیا اور میں نے فربہ گوشت تلاش کیا تاکہ اس کو خریدوں تو میں نے
اس کو مہنگا پایا تو میں نے ایک درہم کا دبلا (روکھا) گوشت خرید لیا اور اس
میں ایک درہم کا گھی خرید کر شامل کردیا۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ دونوں کبھی جمع
نہیں ہوتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مگر آپ نے
ان میں سے ایک کو کھایا ہے اور دوسرے کو صدقہ کردیا تو عبداللہ نے کہا
کہ اے امیر المومنین میرے پاس بھی وہ دونوں ہرگز جمع نہیں ہونگے
مگر یہ کہ میں بھی انکے ساتھ یہی کروں گا۔ اور مروی ہے قتادہ سے کہ عمر بن الخطاب
جب کہ امیر المومنین تھے تو صوف کا جبہ پہنا کرتے تھے جس میں پیوند لگے ہوتے
تھے جن میں سے بعض چمڑے کے تھے اور بازاروں میں گھومتے اور ان کے
کندھے پر درہ ہوتا جس سے لوگوں کی تادیب کرتے اور گذرتے ہوئے گرے
پڑے دھاگے (سوتی یا اونی) اور کھجور کی گٹھلیاں چنتے جاتے اور ان کو
لوگوں کے گھروں میں ڈال دیتے کہ وہ اس سے نفع اٹھائیں

فیلبسہ ویلقیہ فی منازل الناس لیستقی ولا
ہ شرح الحکۃ الغزل المنقوض من الاکسیۃ
والاکسیۃ یغزل ثانیۃ وعن انس
قال لقد رأیت بین کتفی عمر اربع رقاع
فی قمیص لہ وعن الحسن قال خطب عمر
الناس وہو خلیفۃ وعلیہ ازار فیہ
اثنا عشرۃ رقعۃ وعن عامر بن ربیعۃ
قال خرج عمر حاجا من المدینۃ الی
مکۃ الی ان رجع فما ضرب فسطاطا و
لا خباء کان یلقی الکساء والنطع علی
الشجر ویستظل تحتہ وعن عمر انہ کان
یقول واللہ ما نعبأ بلذات العیش ولکنا
نستبقی طیباتنا لآخرتنا وکان رضی اللہ
عنہ یاکل خبز الشعیر ویأتدم بالزیت و
یلبس المرقوع ویخدم نفسہ وعن الاحنف
ابن قیس قال اخرجنا عمر فی سریۃ الی
العراق ففتح اللہ علینا العراق وبلد فارس
واصبنا فیہا من بیاض فارس وخراسان
فحملناہ معنا واکتسینا منہا فلما قدمنا
علی عمر اعرض عنا بوجہہ وجعل لا یکلمنا
فاشتد ذلک علینا فشکونا الی عبداللہ
ابن عمر فقال ان عمر زاہد فی الدنیا
وقد رأی علیکم لباسا لم یلبسہ رسول اللہ

شرح الحکۃ کتا ہوا سوت جو کمبلوں سے اور چادروں سے جھاڑ دیا گیا
ہو تاکہ دوبارہ کات لیا جائے اور مروی ہے انسؓ سے کہا کہ میں نے عمرؓ
کے کرتہ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان چار پیوند دیکھے ۔ اور مروی ہے
حسن سے کہا کہ عمرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا جب کہ وہ امیر تھے اور
ان کے بدن پر جو لنگی تھی اس میں بارہ پیوند تھے ۔ اور مروی ہے
عامر بن ربیعہ سے، کہا کہ عمر سفر حج کے لئے مدینہ سے مکہ کی
طرف نکلے اور پھر واپس آئے (اس آمد و رفت میں) انھوں
نے کوئی خیمہ کھڑا کیا اور نہ ڈیرہ، بس چادر اور چمڑے کا دسترخوان
درخت پر ڈال دیتے تھے اور اسی کے نیچے سایہ لے لیتے
تھے ۔ اور مروی ہے عمر سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ ہم
لذات عیش کی پرواہ نہیں کرتے بس ہم تو اپنی مرغوبات کو
اپنی آخرت کے لئے باقی رکھنا چاہتے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ
جو کی روٹی کھاتے اور زیت کو سالن بنا لیتے اور پیوند لگے ہوئے
کپڑے پہنتے اور اپنی خدمت خود کرتے تھے ۔ اور مروی ہے
احنف بن قیس سے، کہا کہ ہم کو عمرؓ نے ایک سریہ کے ساتھ
عراق کی طرف روانہ کیا تو اللہ نے ہم کو عراق اور فارس کے شہر
فتح کرا دیئے اور ہم کو فارس اور خراسان کی دولت ہاتھ لگی
تو ہم اسکو بار کر کے اپنے ساتھ لائے اور اس میں سے ہم
نے لباس پہنے تو جب ہم عمرؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ہم سے اپنا منہ
پھیر لیا اور ہم سے بات نہیں کرتے تھے تو یہ بات ہم کو شاق
گذری ۔ ہم نے اسکی شکایت عبداللہ بن عمرؓ سے کی تو انھوں نے
کہا کہ عمرؓ دنیا سے کنارہ کش ہیں اور انھوں نے تم پر ایسا لباس
دیکھا جس کو نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہنا

صلی اللہ علیہ وسلم ولا الخلیفة من بعده
فأتینا منازلنا فنزعنا ما کان علینا وأتیناه
فی البزّة التی یعهدنا بها فقام فسلم علینا
علی رجل رجل واعتنق رجلاً رجلاً حتی کأنہ
لم یرنا قط منا الیہ الغنائم فقسمہا بیننا
بالسویة فعرض بالغنائم شیء من انواع الخبیص
من اصفر واحمر فذاقہ عمر فوجده طیب
الطعم طیب الریح فاقبل علینا بوجهه و
قال یا معشر المهاجرین والانصار لیقتلن
منکم الابن اباه والاخ اخاه علی هذا الطعام
ثم امر بہ فحمل الی اولاد من قتل من المسلمین
بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
المهاجرین والانصار ثم ان عمر قام وانصرف
ولم یاخذ لنفسہ شیئاً وروی ان اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتمعوا فی المسجد
زهاء خمسین رجلاً من المهاجرین فقالوا اما
ترون الی زهد هذا الرجل والی جبتہ
وقد فتح اللہ علی یدیہ دیار کسری وقیصر
وطرفی الشرق والغرب ووفود العرب و
العجم یاتونہ فیرون علیہ هذه الجبة
قد رقعها اثنا عشرة رقعة فلو سألتموه معاشر اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان یغیر هذه الجبة
بثوب لین یهاب منظره ویغدی علیہ

اور نہ ان کے بعد ان کے خلیفہ نے تو ہم اپنے مکانوں پر آگئے
اور ہم نے جو لباس ہمارے بدن پر تھا اس کو اتارا اور ان کے
پاس اسی پوشش میں آئے جس میں وہ ہمیشہ ہم سے ملتے رہے
تھے۔ اب وہ کھڑے ہوئے اور ہم کو سلام کیا ہر ہر شخص کو اور
گلے ملے ہر ہر شخص سے یہاں تک کہ گویا انہوں نے پہلے ہمیں دیکھا
ہی نہ تھا پھر ہم ان کے پاس مال غنیمت لیکر آئے تو اس کو ہم پر برابر
برابر تقسیم کر دیا۔ پھر غنیمت کے اموال میں سے ایک چیز ان کے سامنے
پیش کی گئی جو حلوے (مٹھائی) کی اقسام میں سے تھی بعض زرد رنگ
کی اور بعض سرخ۔ تو عمرؓ نے اسکو چکھا تو بہت خوش ذائقہ اور خوشبودار
پایا تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے مہاجرین و انصار کی جماعت
والو ضرور ایسا ہوگا کہ تم میں سے بیٹا باپ کو اور بھائی بھائی کو اس کھانے پر قتل کرے
گا۔ پھر اس مٹھائی کے بارے میں حکم دیا گیا تو وہ اٹھا کر بھیجدی گئی مسلمانوں
کے بچوں کے پاس جو ان مہاجرین و انصار کی اولاد تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے سامنے قتل ہو چکے تھے۔ پھر عمرؓ اٹھ کر چلے گئے اور اپنے لئے کوئی
چیز نہیں لی۔ اور مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین
میں سے پچاس کے قریب مسجد میں جمع ہوئے اور انھوں نے (آپس میں) کہا کہ
کیا تم اس شخص کے زہد کی طرف دیکھتے ہو اور اس کے جبہ کی طرف حالانکہ اللہ
تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں پر کسریٰ اور قیصر کے شہر اور مشرق و مغرب (کے ملک)
فتح کرا دیئے اور عرب و عجم کے وفود اس کے پاس آتے ہیں اور اس کے بدن پر
یہ جبہ دیکھتے ہیں جس میں بارہ پیوند لگا رکھے ہیں تو اگر اے اصحاب محمد صلے
اللہ علیہ وسلم تم ان سے درخواست کرو کہ وہ اس جبہ کو ایسے کپڑے
سے بدل دیں جو نرم (یعنی بہتر من) ہو تو ان کا منظر پُر شوکت ہو جائے
اور صبح کو ان کے سامنے کھانے کے بڑے طشت رکھے جائیں

بجفنة من الطعام وثراح بجفنة يأكلها من حضره من المهاجرين والانصار فقال القوم بأجمعهم ليس لهذا القول الا علي بن ابي طالب فانه صهره فكلموه فقال لست بفاعل ذالك ولكن عليكم بازواج النبي صلى الله عليه وسلم فانهن امهات المؤمنين يجترئن عليه قال الاحنف بن قيس فسألوا عائشة وحفصة وكانتا مجتمعتين فقالت عائشة اسأله عن ذلك وقالت حفصة ما اراه يفعل وسيتبين لك فدخلتا عليه فقربهما وادناهما فقالت عائشة أتأذن لي ان اكلمك قال كلمي يا ام المؤمنين فقالت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد مضى الى جنة ربه ورضوانه لم يرد الدنيا ولم ترده وكذلك مضى ابوبكر على اثره وقد فتح الله عليك كنوز كسرى وقيصر وديارهما وحمل اليك اموالهما وذلل لك طرف المشرق والمغرب ونرجوا من الله تعالى المزيد ورسل العجم يأتونك ووفود العرب يردون اليك وعليك هذه الجبة قد رقعتها اثنتي عشرة رقعة فلو غيرتها بثوب الين يهاب فيه منظرك وتغدى عليك بجفنة من طعام وثراح عليك باخرى تاكل انت ومن حضرك من المهاجرين والانصار فبكى عمر عند ذلك بكاء شديدا ثم قال انشد

اور شام کو بھی بڑے طشت رکھے جائیں جن میں سے مہاجرین و انصار میں سے جو لوگ ان کے پاس حاضر ہوں کھائیں۔ پھر سب کے سب اس پر متفق ہوئے کہ ان سے یہ گفتگو کرنے کے لئے علی بن ابی طالب کے سوا اور کوئی موزوں نہیں کہ وہ ان کے خسر ہیں تو لوگوں نے ان سے گفتگو کی تو انہوں نے کہا کہ میں یہ کام کرنے والا نہیں ہوں مگر تمہیں ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے لئے تجویز کرنا چاہیئے کہ وہ امہات المؤمنین ہیں وہ ان پر جرأت کر جائیں گی احنف بن قیس نے بیان کیا کہ پھر ان لوگوں نے عائشہ رض اور حفصہ رض سے سوال کیا اور وہ دونوں جمع تھیں تو عائشہ رض نے کہا کہ میں ان سے اس کا سوال کروں گی اور حفصہ رض نے (عائشہ سے) کہا کہ میں نہیں سمجھتی کہ وہ یہ بات مانیں گے اور تجھ پر عنقریب واضح ہو جائے گا۔ پھر یہ دونوں ان کے پاس پہنچیں تو انکی تعظیم کی اور ان کو اپنے قریب بٹھایا تو عائشہ رض نے کہا کہ کیا آپ مجھ کو اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ سے گفتگو کروں تو فرمایا کہ کہئے اے ام المؤمنین تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی جنت اور رضوان کی طرف چلے گئے اور انہوں نے دنیا کا ارادہ نہیں کیا اور نہ دنیا نے ان کا۔ اور اسی طرح ابوبکر ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوپر کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو اور ان کے شہروں کو مفتوح کر دیا ہے اور دونوں کے اموال آپ کے پاس بھیجے اور مشرق و مغرب کے ملکوں کو آپ کے آگے جھکا دیا اور اللہ تعالیٰ سے ہم کو اس میں اضافہ کی امید ہے اب حال یہ ہے کہ آپ کے پاس عجم کے سفراء اور عرب کے وفود آتے ہیں اور آپ کے بدن پر یہ جبہ ہے جس میں آپ نے بارہ پیوند لگا رکھے ہیں تو اگر آپ اس کو بدل دیں ایسے کپڑے کے ساتھ جو زیادہ نرم (بڑھیا) ہو جس سے آپ کا منظر بارعب بن جاتے اور صبح کو آپ کے سامنے کھانے کے طشت رکھے جائیں اور پھر شام کے کھانے کے لئے اور

اما انشدک باللّٰہ ہل تعلمین ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم ستشبع من خبز بر عشرۃ ایام او
خمسۃ او ثلثۃ او جمع بین عشاء و غداء حتی
لحق باللّٰہ قالت لا قال انشدک باللّٰہ ہل تعلمین
ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ما قرب الیہ
طعام علی مائدۃ فی ارتفاع شبر من الارض
الا کان یامر بالطعام فیوضع علی الارض و یامر
بالمائدۃ فترفع قالت نعم اللّٰہم ثم قال لہما
انتما زوجتا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و
امہات المومنین ولکما علی المومنین حق و علی
خاصۃ انتما انی ولکن ترغبانی فی الدنیا وانی
لاعلم ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لبس
جبۃ من الصوف فربما حک جلدہ من خشونتہا
اتعلمان ذلک قالتا نعم قال فہل تعلمان ان
رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یرقد علی
عباءۃ علی طاق واحد وکان لہ مسح فی بیتک
یا عائشۃ یکون بالنہار بساطا و باللیل فراشا ینام
علیہ ویری اثر الحصیر فی جنبہ الا یا حفصۃ انت
حدثتنی انک ثنیت المسح لہ لیلۃ فوجد
لینہا فرقد علیہ فلم یستیقظ الا باذان
بلال فقال لک یا حفصۃ ماذا صنعت ثنیت
المہاد حتی ذہب بی النوم الی الصباح مالی
وللدنیا و مالی شغلتمونی بلین الفراش اما تعلمین

رکھے جائیں، آپ بھی کھاتے ہوں، اور مہاجرین و انصار میں سے جو آپ کے پاس حاضر ہوں وہ بھی۔ تو یہ بات سن کر عمرؓ شدت کے ساتھ روئے۔ پھر فرمایا کہ میں تم سے اللہ کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کیا تو جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیہوں کی روٹی شکم سیر ہو کر کھائی ہے دس دن یا پانچ دن یا تین دن، یا شام کے کھانے اور صبح کے کھانے کے درمیان جمع کیا ہےعہ یہاں تک کہ اللہ سے مل گئے عائشہؓ نے کہا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب کھانا دسترخوان پر اس طرح رکھا گیا کہ زمین سے ایک بالشت اونچا ہو گیا تو آپ کھانے کے بارے میں حکم دیا کرتے تھے تو وہ زمین پر رکھا جاتا تھا اور اس دسترخوان کے بارے میں حکم دیا کرتے تھے تو وہ اٹھا دیا جاتا تھا۔ کہا ہاں واللہ پھر دونوں سے کہا کہ تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ہو اور مومنین کی مائیں ہو اور تمہارا تمام مومنین پر حق ہے اور مجھ پر خصوصیت کے ساتھ ہے تم دونوں میرے پاس آئی ہو لیکن مجھے رغبت دلا رہی ہو دنیا کے بارے میں اور میں بخوبی جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھردری) اُون کا جُبہ پہنا جس کی کھردراہٹ سے بسا اوقات آپ کی جلد چھل گئی۔ کیا تم دونوں یہ بات جانتی ہو؟ دونوں نے کہا کہ ہاں پھر کہا کہ کیا تم دونوں جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک اکہری عبا میں سویا کرتے تھے اور ان کے پاس ایک کملی تھی تیرے گھر میں اے عائشہ جو دن میں بچھنے کا فرش ہوتا تھا وہی رات میں بستر ہوتا تھا کہ اسی پر سو جاتے تھے اور بوریے کے نشانات آپ کے پہلو پر دیکھے جاتے تھے۔ دیکھ اے حفصہ تو نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ تو نے رات ان کے لئے کمبل کو دوہرا کر دیا تھا تو اس کی نرمی سے آرام محسوس کیا پھر اس پر سو گئے اور نہیں جاگے مگر بلال کی اذان پر تو تجھ سے فرمایا تھا کہ اے حفصہ یہ تو نے کیا کیا بچھونے کو دوہرا کر دیا یہاں تک کہ مجھ پر صبح تک نیند غالب آ گئی۔ مجھے دنیاوی عیش سے کیا غرض اور مجھے کیا ہو گیا کہ مجھے تم نے غافل کر دیا فرش کی نرمی کے ساتھ۔ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی

عہ یعنی اگر آپ نے شام کو کھایا تو صبح کو بھی کھایا ہو یا صبح کو کھایا تھا تو پھر شام کو بھی کھایا ہو۔ مجمع کے یہی معنے ہیں ۱۲ مترجم عفی عنہ جمع بین العشاء والغداء کی نفی ہے یعنی کبھی جمع نہیں کیا اس کا تعلق ہل تعلمین سے نہیں ہے ۱۲ مترجم

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان مغفوراً له ما تقدم من ذنبه وما تأخر ولم يزل جائعاً متهجداً راكعاً ساجداً باكياً متضرعاً آناء الليل والنهار إلى أن قبضه الله تعالى إلى رحمته ورضوانه لا يأكل تمراً ولا يلبس ليناً فله أسوة بصاحبيه ولا جمع بين أدمين إلا اللحم والزيت ولا أكل لحماً إلا في كل شهر فخرجنا من عنده فأخبرنا أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يزل كذلك حتى لحق بالله عز وجل

الفصل الثالث

في جنس آخر من مقامات اليقين وهو المشار إليه بقول النبي صلى الله عليه وسلم لقد كان فيما كان قبلكم من الأمم محدثون فإن كان من أمتي أحد فعمر وقوله صلى الله عليه وسلم إن الله جعل الحق على لسان عمر وقول علي كنا نرى ونحن متوافرون أن السكينة تنطق على لسان عمر وحقيقة هذا الجنس تغيّب القوة العاقلة لنور اليقين واضمحلالها تحت صولة اليقين وتشبهها بالملأ الأعلى وقد تواترت الأخبار بثبوته لعمر تواتراً معنوياً فمن أجل هذه المقامات موافقته آية الوحي بما قد فهم باجتهاده شيئاً فنزل القرآن وجاء الحديث موافقاً لما فهم وقد اشتهر ذلك عنه وأثبت ذلك هو لنفسه وكان يعتقد ذلك من نفسه ويشكر الله تعالى على ذلك ويعجب

اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہو چکے تھے اس کے باوجود آپ ہمیشہ بھوکے شب بیدار ہیں اور رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے، رونے والے اللہ کے سامنے عاجزی کرنے والے شب رات اور دن کے اوقات میں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وفات دے کر اپنی رحمت اور رضوان میں داخل کر دیا۔ عمر نرم کھانے نہیں کھائے گا اور نرم لباس نہیں پہنے گا۔ اس کے سامنے اس کے دونوں پیشوؤں کا اسوۂ حسنہ موجود ہے اور نہ دو سالن (ایک دسترخوان پر) جمع کرے گا بجز پانی اور زیت کے اور نہ گوشت کھائے گا مگر ہر مہینہ میں (ایک مرتبہ) تو ہم ان کے پاس سے چلے آئے اور ہم نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع کر دی تو وہ ہمیشہ ایسے ہی رہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جا ملے

فصل ثالث

مقامات یقین میں سے دوسری جنس کے بیان میں۔ اور یہ وہ ہے جس کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ کیا گیا ہے کہ جو امتیں تم سے پہلے ہوئی ہیں ان میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے تو اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر قائم کر دیا اور علی رضی اللہ عنہ کے قول میں کہ ہم دیکھتے تھے حالانکہ ہم بہت تھے کہ سکینہ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے، اس کی شرح پہلے گذر چکی ہے، اور اس جنس کی حقیقت ہے قوت عاقلہ کا نور یقین کے زیر علم آ جانا اور یقین کے غلبہ کے ماتحت اس (قوت عاقلہ) کا مضمحل ہو جانا اور اس کا ملأ اعلیٰ کے مشابہ ہو جانا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کے لئے اس کے ثبوت میں اخبار متواترہ تواتر معنوی موجود ہیں۔ تو ان مقامات میں سے بہت بڑا مقام ہے ان کی رائے کا وحی کے موافق پڑنا، ان امور میں سے اپنے اجتہاد سے انہوں نے ایک چیز کو سمجھا پھر قرآن نازل ہوا اور حدیث آئی جو کچھ انہوں نے سمجھا تھا اس کے موافق اور ان کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی اور انہوں نے خود بھی اپنے لئے اس کو ثابت کیا اور اپنے نفس کے بارے میں وہ اس کا اعتقاد رکھتے تھے اور اس پر اللہ تعالیٰ

التنبيه على نكتة أنه لا يلزم في الموافقة أن ينزل القرآن ويرد الحديث على وفق رأيه لفظاً بلفظ وحرفاً بحرف ولكن اللازم أن يفهم عمر باجتهاده شيئاً ويثبت القرآن والسنة أصل ذلك فإن أفادا فائدة زائدة لم يكن أدركها عمر لم يقدح ذلك في موافقته بيان ذلك أن عمر كان يطلب من النبي صلى الله عليه وسلم أن يحجب نساءه فلا يأذن لهن أن يخرجن إلى البراز ونحوه فنزل الحجاب ولم يمنعهن من الخروج إلى البراز وأعلم النبي صلى الله عليه وسلم لفظاً أو دلالة أن الأصل المرضي حجبهن على ما قال ولكن دفع الحرج أصل في الشرع وفي منعهن حرج فهذا الأصل الذي أفاده النبي صلى الله عليه وسلم لم يفهمه عمر ولا يقدح ذلك في كون مسئلة الحجاب من الموافقات. البخاري عن عائشة رضي الله عنها أن أزواج النبي صلى الله عليه وسلم كن يخرجن بالليل إذا تبرزن إلى المناصع وهو صعيد أفيح فكان عمر يقول للنبي صلى الله عليه وسلم احجب نساءك فلم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم يفعل فخرجت سودة بنت زمعة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ليلة من ليالي عشاء وكانت

کا شکر کرتے تھے۔ اور یہاں ایک نکتہ پر متنبہ کر دینا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ موافقت کے بارے میں یہ لازم نہیں کہ قرآن نازل ہو اور حدیث وارد ہو ان کی رائے کے موافق لفظ بلفظ اور حرف بحرف لیکن جو بات لازم ہے وہ یہ ہے کہ عمرؓ اپنے اجتہاد سے ایسی چیز کو سمجھ لیں جس کی اصل کو قرآن وسنت ثابت کرے تو اگر قرآن وسنت کسی ایسے فائدہ زائدہ کا افادہ کریں جس کا ادراک عمرؓ نے نہ کیا تو یہ بات ان کی موافقت کو مجروح کرنے والی نہ ہو گی۔ توضیح اسکی یہ ہے کہ عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کرتے رہتے تھے کہ وہ اپنی بیبیوں کو پردہ کرائیں اور آپ ان کو یہ اجازت نہ دیں کہ وہ قضائے حاجت کے لئے باہر نکلیں تو پردے کا حکم نازل ہو گیا اور ان کو قضائے حاجت کے لئے نکلنے سے آپ نے منع نہیں کیا اور بتا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کے ساتھ یا دلالت سے کہ اصل پسندیدہ ان کا پردہ کرنا ہے اس کے مطابق جو انہوں نے کہا، لیکن دفع حرج بھی شریعت میں اصل ہے اور ان کو مطلقاً روک دینے میں حرج واقع ہوتا (جو اس اصل کے خلاف ہے) تو یہ اصل جس کا افادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو عمرؓ نہیں سمجھے، اور یہ بات مسئلہ حجاب کو ان کی موافقات میں سے ہونے میں خارج نہیں ہے۔ بخاری: عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے رات میں مناصع کی طرف نکلا کرتی تھیں، اور وہ ایک کشادہ زمین تھی اور عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ اپنی عورتوں کو پردہ کرائیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کر رہے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی سودہ بنت زمعہ راتوں میں سے ایک رات میں عشاء کے وقت نکلیں اور وہ ایک دراز قد عورت تھیں تو ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ ہم نے تجھے پہچان لیا اے سودہ۔ اس بات کی حرص کرتے ہوئے کہ پردہ کا حکم نازل ہو جائے

امرأۃ طویلۃ فناداھا عمر انا قد عرفناک یا سودۃ
حرصا علی ان ینزل الحجاب فانزل
اللہ الحجاب وفی روایۃ لھما عن عائشۃ رضی اللہ
عنھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قد اُذِنَ
اَنْ تَخْرُجنَ فی حاجتکن یعنی البراز مسلم عن
ابن عمر قال عمر وافقت ربی فی ثلث مقام ابراھیم
وفی الحجاب وفی اساری بدر البخاری ومسلم
عن انس بن ملک قال عمر وافقت ربی فی
ثلث او وافقنی فی ثلث قلت یا رسول اللہ
لو اتخذت من مقام ابراھیم مصلی فانزل اللہ
واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی قلت یدخل
علیک البر والفاجر فلو حجبت امھات المؤمنین
فانزلت آیۃ الحجاب وبلغنی شیء من معاتبۃ
امھات المؤمنین فقلت لتکففن عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم او لیبدلنہ اللہ ازواجا
خیرا منکن حتی اتیت الی بعض امھات المؤمنین
فقالت یا عمر اما فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما یعظ نساءہ حتی تعظھن انت فکففت فانزل
اللہ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا
منکن مسلم عن ابن عباس ان عمر حدثہ
قال لما اعتزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نساءہ وکان قد وجد علیھن فی مشربۃ من خزانتہ
قال عمر فدخلت المسجد فاذا الناس ینکتون بالحصا

تو اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم نازل کر دیا بخاری کی ایک روایت میں ہے ، عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ تم حاجت کے لئے نکلو یعنی پاخانے کے لئے مسلم ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے فرمایا میری رائے موافق نکلی میرے رب کے منشا سے تین امور میں مقام ابراہیم کو مصلیٰ بنانے کے بارے میں اور پردے کے بارے میں اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔ بخاری اور مسلم انس بن مالک سے کہ کہا عمرؓ نے کہ میں موافق رہا اپنے رب کے تین باتوں میں یا موافقت کی مجھ سے (میرے رب نے) تین باتوں میں میں نے کہا یا رسول اللہ کیا اچھا ہوتا کہ آپ مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دیتے تو اللہ تعالیٰ نے نازل کی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى۔ میں نے کہا کہ آپ کے پاس اچھے بھی آتے ہیں اور برے بھی کیا اچھا ہو کہ آپ اپنی بیبیوں کو پردہ کرائیں تو آیت حجاب نازل کی گئی اور امہات المومنین کی خفگی کی کچھ خبر پہنچی تو میں نے کہا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے ساتھ ایسی حرکات) سے باز آجانا چاہئے ورنہ اللہ تعالیٰ ضرور ان کو ایسی ازواج بدلے میں دیدے گا جو تم سے اچھی ہوں گی یہاں تک کہ میں بعض امہات المومنین کے پاس پہنچا (اور ان سے مذکورہ بالا کلمات کہے) تو اس نے کہا کہ اے عمر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ قوت نہیں ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو نصیحت کریں یہاں تک کہ نصیحت کرنے آتے ہیں آپ۔ تو میں رک گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی عَسٰى رَبُّهٗٓ الخ (۶۶ : ۵) اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دیدیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے ان کو تم سے اچھی بیبیاں دیدیگا۔ مسلم ابن عباس سے کہ عمرؓ نے ان سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی

ویقولون طلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نساءہ فقلت لاعلمن ہذا الیوم وذلک قبل
ان یؤمر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم بالحجاب فدخلت
علی عائشۃ بنت ابی بکر یا ابنۃ ابی بکر ابلغ من امرک ان تؤذی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت مالی ومالک
یا ابن الخطاب علیک بعیبتک فاتیت حفصۃ بنت
عمر فقلت یا حفصۃ واللہ لقد علمت ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یحبک ولولا انا لطلقک
قال فبکت اشد بکاء قال فقلت لہا این
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت ہو فی
خزانتہ قال فذہبت فاذا انا برباح غلام رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعدا علی اسکفۃ الغرفۃ
مدلیا رجلیہ علی نقیر یعنی جذعا منقورا
فقلت یا رباح استاذن لی علی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فنظر رباح الی الغرفۃ ثم نظر
الی فسکت قال فرفعت صوتی فقلت
استاذن یا رباح علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فانی اظن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یظن انی انما جئت من اجل حفصۃ
واللہ لئن امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان اضرب عنقہا لضربت عنقہ قال فنظر
رباح الی الغرفۃ ونظر الی ثم قال ہکذا
یعنی اشار بیدہ ان ادخل فدخلت فاذا ہو

اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور ان سے آپ
ناراض ہو گئے تھے تو ایک بالاخانہ میں جو آپ کے خزانہ میں سے (یعنی کوٹھا) تھا ان سے
علیحدہ بیٹھنے لگے عمرؓ نے کہا کہ پھر ایک دن میں مسجد میں داخل ہوا دیکھتا کیا ہوں کہ لوگ کنکریاں
کرید رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو طلاق دے
دی تو میں نے کہا کہ میں آج ہی ان کا حال معلوم کرونگا اور یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو پردے کا حکم دیئے جانے سے پہلے کا ہے تو میں عائشہ بنت ابی بکر کے پاس پہنچا اور
میں نے کہا اے ابو بکر کی بیٹی اب تو اس حد تک پہنچ گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ایذا دینے لگی۔ عائشہ نے کہا کہ اے ابن الخطاب تیرا مجھ سے کیا واسطہ تو اپنی گٹھڑی
(یعنی بیٹی) سے کہہ تو میں حفصہ بنت عمر کے پاس پہنچا تو میں نے کہا اے حفصہ تو یقیناً جانتی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت نہیں کرتے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ تجھے
طلاق دیدیتے۔ کہا کہ وہ (یہ سنکر) شدت کے ساتھ رو پڑی۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ حفصہ نے کہا کہ وہ اپنے خزانہ میں ہیں۔ کہا کہ پھر میں گیا
تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح کو دیکھا کہ وہ بالاخانہ کی چوکھٹ پر اپنے
پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا ایک لکڑی کی سیڑھی پر یعنی ایک گٹھے عہ پر جو کھدا ہوا تھا۔ میں نے
کہا کہ اے رباح میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی اجازت لے تو
اس نے بالاخانہ کی طرف دیکھا اور خاموش رہا۔ کہا کہ پھر میں نے اپنی آواز بلند کی
اور کہا کہ اے رباح میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی اجازت
لے۔ میں یہ گمان کر رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خیال کر رہے ہیں کہ میں
حفصہ کی وجہ سے آیا ہوں واللہ اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں کہ میں
اسکی گردن ماردوں تو میں ضرور اس کی گردن ماردونگا۔ کہا کہ پھر رباح
نے بالاخانہ کی طرف دیکھا اور میری طرف دیکھا۔ پھر ایسے کیا یعنی اپنے ہاتھ
سے اشارہ کیا کہ داخل ہو جاؤ تو داخل ہوا۔ دیکھتا ہوں کہ آپ بوریے
پر چت لیٹے ہیں اور آپ کے بدن پر حرف لگی ہے۔ پھر آپ بیٹھے

عہ یعنی ایک موٹی لکڑی کو کھود کر اس میں سیڑھیوں کی طرح کے قطعات ابھرے ہوئے بنے ہوئے تھے جس سے سیڑھی کا کام لیا جاتا تھا ۱۲

مضطجع علی حصیر وعلیہ ازارہ لیس علیہ غیرہ واذا الحصیر قد اثر فی جنبہ وقلبت عینی فی الخزانۃ فاذا لیس فیہ شیء من الدنیا غیر قبضتین من شعیر وقبضۃ من قرظ نحو الصاعین واذا افیق معلق او افیقان فابتدرت عیناي فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یبکیک یا ابن الخطاب فقلت یا رسول اللہ مالی لا ابکی وانت صفوۃ اللہ ورسولہ وخیرتہ من خلقہ وہذہ الاعاجم کسری وقیصر فی الثمار والانہار وانت ہکذا فقال یا ابن الخطاب اما ترضی ان تکون لنا الآخرۃ ولہم الدنیا قلت بلی یا رسول اللہ فاحمد اللہ قل ما تکلمت فی شیء الا انزل اللہ تصدیق قولی من السماء قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کنت طلقت نساءک فان اللہ عزوجل معک وجبریل وانا ابوبکر وصالح المومنین فانزل اللہ عزوجل وان تظاہرا علیہ فان اللہ ہو مولاہ وجبریل وصالح المومنین الآیۃ قال فما اخبرت ذلک نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وانا اعرف الغضب فی وجہہ حتی رأیت وجہہ تہلل وکشر فرأیت ثغرہ وکان من احسن الناس ثغرا فقال انی لم اطلقہن قلت یا نبی اللہ قد اشاعوا انک قد طلقت نساءک فاخبرہم انک لم تطلقہن قال ان شئت فعلت

اور میری نظر پڑی تو دیکھا کہ آپ کے پہلو پر بوریے کے نشان پڑے ہوئے ہیں اور میں نے اپنی آنکھ خزانہ کی طرف گھمائی تو دیکھا کہ اس میں دنیا کی کوئی چیز نہیں ہے بجز دو مٹھی جو کے اور ایک گڈی قرظ[1] کی تھی دو صاع کے قریب اور دیکھتا ہوں کہ بغیر دباغت دی ہوئی ایک کھال لٹکی ہوئی ہے یا دو کھالیں تو میرے آنسو بہنے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب کیا بات تم کو رُلا رہی ہے تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں کیسے نہ روؤں حالانکہ آپ اللہ کے خاص بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے پسندیدہ اسکی تمام مخلوق میں سے اور یہ عجمی کسریٰ اور قیصر پھلوں اور نہروں میں اور آپ اس طرح پر تو فرمایا کہ اے ابن الخطاب کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور ان کے لئے دنیا۔ میں نے کہا بیشک یا رسول اللہ، تو میں اللہ کا شکر کرتا ہوں ایسا کم ہوا ہے کہ میں نے کسی چیز میں کلام کیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے قول کی تصدیق آسمان سے نازل نہ کر دی ہو۔ کہا کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دیدی ہے تو اللہ عزوجل آپ کے ساتھ ہے اور جبریل اور میں اور ابوبکر اور مومنین کے نیک لوگ۔ تو اللہ عزوجل نے نازل کی وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ (۶۶:۴) اور اگر تم پیغمبر کے مقابلہ میں کارروائیاں کرو گی تو (یاد رکھو) پیغمبر کا رفیق اللہ ہے اور جبریل ہے اور نیک مسلمان ہیں الخ۔ کہا کہ میں نے اس بات کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی مگر حال یہ تھا کہ (پہلے) میں آپ کے چہرے میں غصہ کو پہچان رہا تھا یہاں تک کہ (اس کلام کے بعد) میں نے آپ کے چہرے کو دیکھا (خوش ہوتے ہوئے) کہ چمک رہا ہے اور آپ تبسم کر رہے ہیں پھر میں نے دیکھا آپ کے سامنے کے دانتوں کو اور آپ کے سامنے کے دانت سب لوگوں سے زیادہ حسین

[1] قرظ ایک درخت ہے جس کے پتوں سے چمڑے کی دباغت کرتے ہیں ۱۲ مترجم

فقمت علی باب المسجد فقلت الا ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم لم یطلق نساءہ فانزل الله فی الذی کان من شانی وشانہ واذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم قال عمر فانا الذی استنبطتہ منھم احمد بن حنبل عن ابن مسعود قد فضل الناس عمر باربع بذکرہ الاساری یوم بدر امر بقتلھم فانزل الله تعالی لولا کتاب من الله سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم وبذکرہ الحجاب امر نساء رسول الله صلی الله علیہ وسلم ان یحتجبن فقالت لہ زینب وانک لتغار علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا فانزل الله تعالی واذا سألتموھن متاعا فاسألوھن من وراء حجاب وبدعوۃ النبی صلی الله علیہ وسلم اللھم اید الاسلام بعمر وبرایہ فی ابی بکر کان اول ناس بایعہ. المحب الطبری عن طلحۃ بن مصرف قال قال عمر یا رسول الله الیس ھذا مقام ابراھیم ابینا قال بلی قال عمر فلو اتخذتہ مصلی فانزل الله تعالی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی مسلم واحمد بن حنبل عن ابن عباس عن عمر قال لما کان یوم بدر قال رسول

تھے پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے انکو طلاق نہیں دی۔ میں نے کہا اے نبی اللہ لوگوں نے یہ مشہور کر دیا کہ آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی تو میں ان کو خبر دیئے دیتا ہوں کہ آپ نے ان کو طلاق نہیں دی فرمایا اگر تم چاہو تو ایسا کر لو پھر میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ اے لوگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی تو اللہ تعالیٰ نے میرے وصحت اور ان کے وصف میں جو واقعہ ہوا تھا یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا جَآءَھُمْ اَمْرٌ الخ (۴: ۸۳) اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے حوالہ پر رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے۔ جو ان میں سے اسکی تحقیق کر لیا کرتے ہیں کہا عمرؓ نے تو جس نے ان میں سے اسکی تحقیق کی تھی وہ میں ہوں احمد بن حنبل ابن مسعود سے اللہ تعالیٰ نے عمر کو سب لوگوں پر فضیلت دی چار مواقع میں ان کے ذکر سے جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں کہ انہوں نے رائے دی تھی ان کو قتل کرنے کی تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لَوْلَا كِتٰبٌ الخ (۸: ۶۸) اگر خدا کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی اور ان کے ذکر کرنے سے پردے کے بارے میں کہ انہوں نے تجویز کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے کہ وہ پردہ کریں تو ان سے زینب نے کہا تھا اور تو اے ابن الخطاب ہم پر غیرت کرتا ہے حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ الخ (۳۳: ۵۳) اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے کہ اسلام کو مدد پہنچایئے عمر کے ذریعہ سے اور انکی رائے سے ابوبکر کے بارے میں کہ انکی خلافت کے محرک عمرؓ ہوئے تھے اور وہ پہلے شخص تھے جس نے ان سے بیعت کی تھی۔ محب طبری طلحہ بن مصرف سے کہا کہ عمر نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ مقام ہمارے باپ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہے فرمایا کیوں نہیں عمر نے

الله صلى الله عليه وسلم ما ترون في هؤلاء الأسارى
فقال ابو بكر يا رسول الله بنو العم وبنو العشيرة
والاخوان غير انا نأخذ منهم الفداء فيكون
لنا قوة على المشركين وعسى الله ان يهديهم
الى الاسلام ويكونون لنا عضدا قال
فما ترى يا ابن الخطاب قلت يا رسول الله
ما ارى الذي رأى ابو بكر ولكن هؤلاء ائمة
الكفر وصناديدهم فقربهم فيضرب اعناقهم
فان هوي رسول الله صلى الله عليه وسلم
ما قال ابو بكر ولم يهو ما قلت واخذ منهم الفداء
فلما اصبحت غدوت على رسول الله صلى
الله عليه وسلم فاذا هو وابو بكر قاعدان
يبكيان قلت يا نبي الله اخبرني من اي شيء
تبكي انت وصاحبك فان وجدت بكاء
بكيت والا تباكيت لبكائكما فقال
قد عرض علي عذابكم ادنى من هذه الشجرة
لشجرة قريبة حينئذ فانزل الله تعالى
ما كان لنبي ان يكون له اسرى حتى يثخن
في الارض تريدون عرض الدنيا والله يريد
الآخرة احمد بن حنبل عن انس بن
مالك قال استشار النبي صلى الله
عليه وسلم الناس في الاسارى يوم بدر
فقال ان الله قد امكنكم منهم فقام عمر بن

کہا کہ اس کو تو آپ نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیتے، تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا وَاتَّخِذُوا
(۲: ۱۲۵) اور مقام ابراہیم کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیا کرو۔ مسلم اور احمد بن حنبل،
ابن عباس سے وہ عمرؓ سے، کہا کہ جب غزوہ بدر ہوا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہؓ) سے
سے فرمایا کہ ان اسیروں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ
چچا کے بیٹے اور رشتہ دار اور بھائی ہیں (میری رائے کچھ نہیں) بجز اس کے کہ ہم ان سے فدیہ
لے لیں وہ ہمارے لئے مشرکین کے مقابلہ میں قوت کا باعث ہوگا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ
ان کو اسلام کی طرف ہدایت فرمادیگا اور یہ لوگ ہمارے بازو بنیں گے آپ نے فرمایا کہ اے ابن
خطاب تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ میری وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکر
کی ہے، یہ لوگ ائمۃ کفر اور مشرکین کے سرغنہ ہیں آپ ان کے حق میں یہ تجویز کریں کہ ان کی
گردنیں ماردی جائیں کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مائل ہوگئے اس رائے کی طرف
جو کہ ابوبکر نے عرض کی تھی اور جو کچھ میں نے عرض کیا اس کو پسند نہیں فرمایا اور ان سے فدیہ
لے لیا۔ جب صبح ہوگئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ دیکھا یوں
کہ آپ اور ابوبکر دونوں بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے بتایئے
کہ کیوں رو رہے ہیں آپ اور آپ کے رفیق تاکہ اگر مجھے رونا آئے تو میں بھی روؤں ورنہ
آپ دونوں کے رونے کے ساتھ رونے کی کوشش کروں تو فرمایا کہ مجھ پر تمہارا عذاب
پیش کیا گیا اس درخت سے بھی زیادہ قریب سے اس وقت ایک قریب کے درخت
کی طرف اشارہ کیا تھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا مَا كَانَ لِنَبِيٍّ (الانفال ۶۷)
نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیئے جائیں)
جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار) کی خونریزی نہ کرلیں تم دنیا کا مال اسباب
چاہتے ہو۔ احمد بن حنبل، انس بن مالک سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے لوگوں سے مشورہ کیا بدر کے قیدیوں کے بارے میں، فرمایا کہ اللہ
تعالےٰ نے تم کو ان پر قابو دے دیا ہے تو عمر بن الخطاب کھڑے
ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ان کی گردنیں مار دیجئے تو ان سے نبی صلی اللہ

الخطاب فقال یا رسول اللہ اضرب اعناقہم فاعرض عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم عاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا الناس ان اللہ قد امکنکم منہم و انما ہم اخوانکم بالامس فقام عمر فقال یا رسول اللہ اضرب اعناقہم فاعرض عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم عاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال للناس مثل ذلک فقام ابوبکر الصدیق فقال یا رسول اللہ نری ان تعفو عنہم وان تقبل الفداء منہم قال فذہب عن وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان من الغم فعفا عنہم وقبل منہم الفداء فانزل اللہ تعالیٰ لولا کتاب من اللہ سبق الآیۃ البخاری ومسلم عن ابن عمر قال لما مات عبد اللہ بن ابی بن سلول[عہ] جاء ابنہ عبد اللہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ ان یعطیہ قمیصہ یکفنہ فیہ وسألہ ان یصلی علیہ فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیصلی علیہ فقام عمر فاخذ ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال تصلی علیہ وقد نہاک اللہ ان تصلی علیہ فقال انما خیرنی فقال استغفر لہم او لا تستغفر لہم ان تستغفر لہم

علیہ وسلم نے اعراض کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال لوٹایا اور فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم کو ان پر قابو دے دیا ہے اور یہ وہی ہیں جو کل تمہارے بھائی تھے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ان کی گردنیں مار دیجئے پھر ان سے اعراض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال لوٹایا اور لوگوں سے اسی طرح فرمایا تو ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ ان کو معاف کر دیں اور ان سے فدیہ قبول کر لیں کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر جو رنج کے آثار تھے وہ جاتے رہے تو آپ نے ان کو معاف کر دیا اور ان سے فدیہ قبول کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ الخ (۸: ۶۸) اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا۔ بخاری اور مسلم، ابن عمر سے، کہا کہ جب عبد اللہ بن ابی بن سلول[عہ] مرا تو اس کا بیٹا عبد اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ سے سوال کیا کہ آپ اس کو اپنا کرتہ عطا فرما دیں جس میں وہ اس کو کفنا دیں اور سوال کیا کہ آپ اس پر نماز پڑھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو عمر اٹھے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑا اور کہا کہ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ الخ (۹: ۸۰) آپ خواہ ان (منافقین) کے لئے استغفار کریں اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہ بخشے گا" اور میں استغفار کو ستر سے بڑھا دوں گا۔

[عہ] سلول عبد اللہ کی ماں کا نام ہے دادا کا نہیں ہے۔

سبعين مرة فلن يغفر الله لهم وسأزيده على السبعين قال انه منافق فصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فانزل الله عزوجل ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره البخاري عن ابن عباس عن عمر انه قال لما مات عبدالله بن ابي بن سلول دعي له رسول الله صلى الله عليه وسلم ليصلي عليه فلما قام رسول الله صلى الله عليه وسلم وثبت عليه فقلت يا رسول الله اتصلي على ابن ابي وقد قال يوم كذا كذا وكذا اعدد عليه قوله فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال اخر عني يا عمر فلما اكثرت عليه قال اني خيرت فاخترت لو اعلم اني ان زدت على السبعين يغفر له لزدت عليها قال فصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم انصرف فلم يمكث الا يسيرا حتى نزلت الآيتان من براءة من قوله ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره الى وهم فاسقون قال فعجبت بعد من جرأتي على رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ المحب الطبري عن انس بن مالك قال عمر وافقت ربي في اربع قلت يا رسول الله لو اتخذت على نسائك حجابا فانه يدخل عليك البر والفاجر

عمرؓ نے کہا کہ یہ تو منافق ہے۔ پھر اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تو اللہ عزوجل نے نازل کیا وَلَا تُصَلِّ عَلٰى الخ (یعنی اور ان میں کوئی مر جائے تو اس (کے جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ (دفن کے لئے) اس کی قبر پر کھڑے ہو جیئے"۔ بخاری ابن عباس سے وہ عمر سے کہ انہوں نے کہا کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرا تو اسکی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلائے گئے تاکہ اس پر نماز پڑھیں۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو میں آپ کے سامنے کود پڑا اور میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن یہ کہا تھا اور یہ کہا تھا اور یہ کہا تھا۔ میں آپ کے سامنے شمار کر رہا تھا اسکی باتوں کو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ اے عمر میرا پیچھا چھوڑ پھر جب میں آپ کے سامنے بہت کچھ کہہ چکا تو آپ نے فرمایا آگاہ ہو کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے تو میں مختار ہوں اگر میں یہ سمجھوں کہ اگر میں نے ستر مرتبہ سے زیادہ (استغفار) کر دیا تو اسکی مغفرت ہو جائیگی تو میں زیادہ کر دوں گا کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور واپس ہوئے اس کے بعد کچھ ہی دیر ہوئی تھی یہاں تک کہ سورۃ براءۃ کی دو آیتیں نازل ہوئیں اس قول سے وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ سے وَهُمْ فَاسِقُوْنَ تک (یعنی اور ان میں کوئی مر جائے تو اس (کے جنازے) پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ (دفن) کے لئے اسکی قبر پر کھڑے ہو جیئے (کیونکہ) انہوں نے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ حالت کفر ہی میں مرے ہیں"۔ کہا کہ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی اس جرأت سے جو اس دن واقع ہوئی تھی تعجب ہوا۔[عه] محب طبری انس بن مالک سے کہ کہا عمرؓ نے کہ چار باتوں میں اپنے رب کے ساتھ میں نے موافقت کی۔ میں نے

عه نور یقین کے تسلط نے عمرؓ کو مغلوب کر کے وہ جرأت پیدا کر دی تھی جس پر آپ نے اظہار تعجب کیا ۱۲ مترجم

فانزل اللہ تعالیٰ واذا سالتموھن متاعا فاسالوھن
من وراء حجاب وقلت لازواج النبی صلی
اللہ علیہ وسلم لتنتھین او لیبدلنہ اللہ
ازواجا خیرا منکن ونزل ولقد خلقنا الانسان
من سلالۃ من طین الی قولہ ثم انشاناہ خلقا
آخر فقلت فتبارک اللہ احسن الخالقین فی روایۃ
فقال صلی اللہ علیہ وسلم تزید فی القرآن
یا عمر فنزل جبرئیل بھا وقال انھا تمام الآیۃ
المحب الطبری عن رجل من الانصار ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم استشار عمر فی امر عائشۃ حین
قال لھا اھل الافک ما قالوا فقال یا رسول اللہ
من زوجکھا فقال اللہ تعالیٰ قال افتظن ان
ربک دلس علیک فیھا سبحانک ھذا بھتان عظیم
فانزل اللہ ذلک وفیہ ما قال عمر المحب الطبری
عن علی انطلق عمر الی الیھود فقال انی انشدکم
باللہ الذی انزل التوراۃ علی موسیٰ ھل تجدون
وصف محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی کتابکم قالوا
نعم قال فما یمنعکم من اتباعہ قالوا ان اللہ
لم یبعث رسولا الا کان لہ من الملائکۃ کفیل
وان جبرئیل ھو الذی یکفل محمدا صلی اللہ علیہ
وسلم وھو الذی یاتیہ وھو عدونا من الملائکۃ
ومیکائیل سلمنا فلو کان ھو الذی یاتیہ
اتبعناہ قال فانی اشھد انہ ما کان میکائیل

کہا یا رسول اللہ آپ تو مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دیدیں[1]۔ اور میں نے کہا یا رسول اللہ آپ تو اپنی بیبیوں کا پردہ کرائیں کیونکہ آپ کے پاس اچھے برے سب ہی آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ (الخ ۲۲: ۵۳) اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو" اور میں نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم کو باز آجانا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ ایسی بیبیاں بدل دے گا جو تم سے اچھی ہوں گی[2] اور یہ آیت نازل ہوئی وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ سے خَلْقًا اٰخَرَ تک (۲۳: ۱۲) اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (یعنی غذا) سے بنایا پھر ہم نے اس کو نطفہ سے بنایا جو کہ (ایک مدت معینہ تک) ایک محفوظ مقام (یعنی رحم) میں رہا پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو (گوشت کی) بوٹی بنا دیا پھر ہم نے اس بوٹی (کے بعض اجزاء) کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا پھر ہم نے (اس میں روح ڈال کر) اس کو ایک دوسری ہی طرح کی مخلوق بنا دیا" تو میں نے کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ تو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے" اور ایک روایت میں ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر تو قرآن میں اضافہ کرتا ہے پھر جبرئیل اس کو لیکر نازل ہوئے اور کہا کہ آیت کا آخر حصہ یہ ہے۔ محب طبری انصار میں کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کے بارے میں عمرؓ سے مشورہ طلب کیا جب کہ ان کے حق میں تہمت لگانے والوں نے جو اس کی تھی جو کچھ تھی تو عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ اس کو آپ کی زوجہ کس نے بنایا؟ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا تو پھر کیا آپ یہ گمان کر سکتے ہیں کہ آپ کے رب نے اس کے بارے میں دھوکے کی بات کی، یا اللہ تو ہر عیب سے پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ایسا کلام جو قول عمر کے موافق تھا۔ محب طبری، علی رضؓ سے کہ عمرؓ یہود کے پاس پہنچے اور کہا کہ میں تم کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر توریت کو نازل کیا کہ کیا تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اپنی کتاب میں پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! عمرؓ نے کہا کہ پھر ان کے اتباع سے کیا چیز تم کو روک رہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو مبعوث نہیں کیا مگر فرشتوں میں سے کسی کو اس کا کفیل (مددگار) بنایا ہے اور جبرئیل وہ فرشتہ ہے جو کفیل بنا ہے محمد صلی اللہ علیہ

[1] تو یہ آیت نازل ہوئی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی ۱۲ [2] تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی عسیٰ ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن ۱۲

ليعادي وسلم جبرئيل وما كان جبرئيل ليسالم
عدو ميكائيل قال فمر نبي الله صلى الله
عليه وسلم فقالوا هذا صاحبك يا ابن الخطاب
فقام اليه وقد انزل عليه قل من كان عدوا لجبريل
الى قوله عدو للكافرين المحب الطبري وهو
في جامع الترمذي وغيره ان عمر كان حريصا
على تحريم الخمر فكان يقول اللهم بين لنا في
الخمر وانها تذهب المال والعقل فنزل قوله
تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر الآية فدعا
رسول الله صلى الله عليه وسلم عمر فتلاها
عليه فلم ير فيها بيانا فقال اللهم بين لنا في
الخمر بيانا شافيا فنزل يا ايها الذين امنوا
لا تقربوا الصلوة وانتم سكارى الآية فدعا
رسول الله صلى الله عليه وسلم عمر فتلاها
عليه فلم ير فيها بيانا ثم قال اللهم بين لنا في
الخمر بيانا شافيا فنزل يا ايها الذين امنوا
انما الخمر والميسر الآية فدعا رسول الله
صلى الله عليه وسلم عمر فتلاها عليه
فقال عمر عند ذلك انتهينا يا رب انتهينا
المحب الطبري عن ابن عباس ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم ارسل غلاما
من الانصار الى عمر بن الخطاب وقت
الظهر ليدعوه فدخل فرأى عمر على حالة

وسلم کا اور یہی ہے وہ جو کہ ان کے پاس آیا کرتا ہے اور وہ فرشتوں میں سے ہمارا دشمن ہے
اور میکائیل ہمارا خیرخواہ ہے تو اگر وہ ان کے پاس آنے والا ہوتا تو ہم ان کا اتباع کر لیتے۔ عمرؓ
نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میکائیل ایسا نہیں ہے کہ دشمنی کرے جبرئیل کے پسندیدہ
لوگوں سے اور جبرئیل ایسا نہیں کہ سلامتی چاہے میکائیل کے دشمنوں کی کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ادھر سے گذرے تو انہوں نے کہا کہ یہ ہیں تمہارے صاحب اے ابن الخطاب تو عمرؓ آپ کے پاس
پہنچے اور آپ کے اوپر یہ آیت نازل ہو چکی تھی قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ سے عَدُوٌّ
لِّلْكٰفِرِيْنَ تک (۲: ۹۷، ۹۸) محب طبری اور یہ جامع ترمذی وغیرہ میں بھی ہے کہ عمرؓ
بہت خواہشمند تھے شراب کے حرام کئے جانے کے تو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ شراب
کے بارے میں ہم پر واضح حکم کر دیجئے اور یہ مال کو بھی برباد کرتی ہے اور عقل کو بھی تو
نازل ہوا اللہ تعالیٰ کا ارشاد يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ الآیۃ (۲: ۲۱۹) لوگ
آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں کے استعمال
میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کو (بعضے) فائدے بھی ہیں اور گناہ کی
باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں الخ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو
بلایا اور ان کے سامنے اسکی تلاوت کی تو انہوں نے اس میں صراحت نہ دیکھی تو کہا کہ یا اللہ خمر
کے متعلق ہمارے لئے شافی صریح حکم بیان کر دیجئے پھر یہ آیت نازل ہوئی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ (۴: ۴۳) اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ
کہ تم نشے میں ہو الخ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بلایا اور ان کے سامنے آیت
کی تلاوت کی تو انہوں نے اس میں صریح حکم نہ دیکھ کر پھر دعا کی کہ یا اللہ ہمارے لئے خمر
کے متعلق شافی صریح حکم بیان کر دیجئے پھر نازل ہوا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا
الْخَمْرُ الخ (۵: ۹۰) اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ
کے تیر یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو۔
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بلایا اور ان کے سامنے اسکی تلاوت کی تو عمرؓ
نے اس موقع پر کہا کہ ہم (شراب سے) باز آ گئے اے پروردگار ہم باز آ گئے۔

کرہ عمر رؤيته عليها فقال يا رسول الله وددت لو ان الله امرنا ونهانا في حال الاستيذان فنزلت يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الآية المحب الطبري لما نزل قوله تعالى ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ بكى عمر وقال يا رسول الله وقليل من الآخرين آمنا برسول الله صلى الله عليه وسلم وصدقناه ومن ينجو منا قليل فانزل الله تعالى ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ فدعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عمر فقال لقد انزل الله فيما قلت فجعل ثلة من الاولين وثلة من الآخرين المحب الطبري عن طارق بن شهاب قال جاء رجل يهودي الى عمر بن الخطاب فقال ارايت قوله تعالى سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ فاين النار فقال لاصحاب محمد صلى الله عليه وسلم اجيبوه فلم يكن عندهم منها شيء فقال عمر ارايت النهار اذا جاء اليس يملأ السموات والارض قال بلى

محب طبری ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک غلام کو ظہر کے وقت بھیجا عمر بن الخطاب کے پاس تاکہ ان کو بلا لائے تو وہ اندر پہنچ گیا اور اس نے عمر کو ایسی حالت میں دیکھا کہ عمر کو اُس کا اس حالت میں دیکھنا ناگوار ہوا تو آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو آنے کی اجازت طلب کرنے کے کچھ امر اور نہی فرمائے تو نازل ہوئی یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْکُمْ (النور ۲۴: ۵۸) اے ایمان والو! تمہارے پاس آنے کے لئے تمہارے لونڈی غلاموں کو اور تم میں جو حد بلوغ کو نہیں پہنچے انکو تین وقتوں میں اجازت لینا چاہیئے الخ۔ المحب طبری جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ (۵۶: ۱۳-۱۴) ان کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہونگے تو عمر رو دیئے اور کہا یا رسول اللہ اور آخرین میں سے تھوڑے ہے ہم اللہ کے رسول پر ایمان لائے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور انکی ہم نے تصدیق کی اور جو ہم میں سے نجات پائیگا وہ قلیل ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ (۵۶: ۳۹-۴۰) اصحاب الیمین کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں کا ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں کا ہوگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو بلایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس بات کے بارے میں جو تم نے کہی تھی نازل فرما دیا ہے تو اس نے ایک بڑا گروہ اولین میں سے اور ایک بڑا گروہ آخرین میں سے مقرر کر دیا۔ محب طبری طارق بن شہاب سے کہا کہ ایک یہودی شخص عمر بن الخطاب کے پاس آیا اور بولا کیا آپ نے دیکھا اللہ تعالیٰ کا قول وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ الخ (۳: ۱۳۳) اور دوڑ دوڑ طرف مغفرت کے جو تمہارے پروردگار کی جانب سے ہو اور طرف جنت کے جسکی وسعت ایسی ہے جیسے سب آسمان و زمین [1] تو نار کہاں ہے (جب کہ تمام آسمان و زمین جنت کے عرض میں آ گئے) تو عمر نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس کو جواب دو تو ان کے پاس اس کے بارے میں کچھ نہ تھا۔[عه] تو عمر نے کہا کہ کیا تو نے دن کو دیکھا ہے کہ جب وہ آجاتا ہے تو کیا آسمانوں اور زمین

عه یعنی کوئی روایت موجود نہ تھی اور صحابہ کی عادت نہ تھی کہ اپنے قیاسات عقلیہ بیان کرنے سے ایسے امور میں بچتے تھے اور صحابہؓ کو مخاطب کرنے سے حضرت عمرؓ کا منشا یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی روایت ہو تو بیان کرے ۱۲ مترجم

قال فاين الليل قال حيث شاء الله عز وجل
قال عمر فالنار حيث شاء الله عز وجل قال
قال اليهودي والذي نفسك بيده يا امير المؤمنين
انها لفي كتاب الله المنزل كما قلت روي
ان كعب الاحبار قال يوما عند عمر ويل لملك
الارض من ملك السماء فقال عمر الا من حاسب
نفسه فقال كعب والذي نفسي بيده انها
لتابعتها في كتاب الله عز وجل التورية فخر
عمر ساجدا لله تعالى المحب الطبري عن
ابن عمر انه قال ما اختلف اصحاب رسول الله
صلى الله عليه وسلم في شيء فقالوا وقال
عمر الا نزل القرآن بما قال عمر وعن علي ان
عمر ليقول القول فينزل القرآن بتصديقه وعنه
كنا نرى ان في القرآن كلاما من كلامه ورأيا
من رأيه ومن ذلك قوله في الاذان اولا
تبعثون رجلا ينادي بالاذان فاستقر الامر
على ذلك بعد رؤيا عبد الله بن زيد واصل
القصة في الصحيحين وغيرهما واخرج محمد بن اسحق
واحمد وابوداود والترمذي والدارمي في
حديث عبد الله بن زيد فسمع عمر ذلك يعني

کو نہیں پھیرتا اس نے کہا کہ بیشک۔ کہا کہ پھر رات کہاں ہوتی ہے۔ اس نے کہا جہاں اللہ
عزوجل چاہتا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر نار بھی وہیں ہے جہاں اللہ عزوجل نے چاہا[عـــه]۔ کہا کہ
اس پر یہودی نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں آپ کا نفس ہے
کہ یہ بات اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب (توریت) میں اسی طرح ہے جیسے آپ نے
کہا۔ مروی ہے کہ ایک دن کعب احبار نے عمرؓ کے سامنے کہا کہ زمین کے بادشاہ
کے لیے خرابی ہوگی آسمان کے بادشاہ کی طرف سے۔ تو عمرؓ نے کہا بجز اس کے جو
اپنے نفس سے محاسبہ کرے۔ تو کعب نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ
میں میری جان ہے کہ اسکی تائید کرنیوالی آیات اللہ عزوجل کی کتاب توریت میں موجود
ہیں تو عمر اللہ کے لئے سجدے میں گر گئے۔ محب طبری ابن عمرؓ سے کہ انہوں
نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں مختلف الرائے
نہیں ہوئے کہ انہوں نے ایک بات کہی اور عمرؓ نے کچھ اور کہا مگر قرآن نازل
ہوا اس بات کے موافق جو عمرؓ نے کہی۔ اور مروی ہے علیؓ سے کہ عمرؓ جو بات
کہتے قرآن اسکی تصدیق میں نازل ہو جاتا۔ اور ان ہی سے مروی ہے کہ ہم دیکھا
کرتے تھے کہ قرآن میں موجود ہے ان کے کلام کے مطابق کلام اور ان کی رائے
کے مطابق رائے۔ اور اسی قسم میں سے ہے ان کا قول اذان کے بارے میں
کہ کیوں نہیں بھیج دیتے کسی شخص کو جو اذان کو بلند آواز سے کہہ دے تو اسی
پر بات قرار پکڑ گئی عبد اللہ بن زید کے خواب کے بعد اور اصل قصہ
صحیحین اور دیگر کتب میں موجود ہے اور اخذ کیا محمد بن اسحق اور ابو داؤد
اور ترمذی اور دارمی نے عبد اللہ بن زید کی حدیث میں کہ پھر عمرؓ نے
اس کو یعنی اذان کو سنا اور وہ اپنے گھر میں تھے تو اپنی چادر کھینچتے

عـــه خلاصہ جواب یہ ہے کہ یہ محاورہ ہے کہ کہہ دیا جاتا ہے کہ دن کو دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ سب آسمان و زمین روشنی سے بھر گئے حالانکہ جب کرۂ ارض کے
ایک حصہ میں دن ہوتا ہے تو دوسرے میں رات ہوتی ہے اسی طرح جنت کے عرض کو سماوات و ارض کے عرض سے تشبیہ ایک محاورے کا کلام ہے
مقدار اور پیمائش مقصود نہیں ہے۔ یہودی نے بھی تصدیق کردی کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب یعنی توریت میں بھی اسی تشبیہ کو استعمال کیا گیا ہے۔ ۱۲ مترجم

الأذان وهو في بيته فخرج يجر رداءه وهو يقول والذي بعثك بالحق لقد رأيت مثل الذي رأى قال صلى الله عليه وسلم فلله الحمد لمحب الطبري عن عبد الرحمن بن ابي عمرة الانصاري قال حدثني أبي قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة غزاها فاصاب الناس مخمصة فاستأذن الناس رسول الله صلى الله عليه وسلم في نحر بعض ظهورهم فهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يأذن لهم فقال عمر بن الخطاب ارأيت يارسول الله صلى الله عليه وسلم ان نحرنا ظهرنا ثم لقينا عدونا غدا ونحن جياع رجال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فما ترى يا عمر قال أرى ان تدعو الناس ببقايا أزوادهم ثم تدعو فيها بالبركة فان الله عزوجل سيبلغنا بدعوتك ان شاء الله تعالى قال فكانما كان على رسول الله صلى الله عليه وسلم غطاء فكشف قال فدعا بثوب فامر به فبسط ثم دعى بالناس ببقايا ازوادهم قال فجاءوا بما كان عندهم قال فمن الناس من جاء بالجفنة من الطعام او الحثية ومنهم من جاء بمثل البيضة قال فامر به رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضع

ہوئے نکلے اور وہ یہ کہہ رہے تھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے اسی کی مانند خواب دیکھا جو اس نے (یعنی عبداللہ بن زید نے) دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا فللہ الحمد (اللہ کا شکر ہے) محب طبری، عبدالرحمٰن بن ابی عمرۃ الانصاری سے کہا کہ مجھ سے بیان کیا میرے باپ نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے جس میں آپ تشریف لے گئے تھے تو لوگ بھوک میں مبتلا ہو گئے اس پر لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی اپنے بعض اونٹوں کے ذبح کرنے کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا کہ ان کو اجازت دے دیں تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے اس کا بھی خیال فرمایا کہ اگر ہم نے اپنی سواریوں کو ذبح کر لیا پھر ہم اپنے دشمنوں سے کل اس حال میں مقابلہ کریں گے کہ ہم بھوکے اور پیدل ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ـــــــ پھر تمہاری کیا رائے ہے اے عمر، کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کو ان کے بچے ہوئے زادِ راہ سمیت طلب کیجئے پھر اس میں آپ دعائے برکت کیجئے تو یقیناً اللہ عزوجل آپ کی دعا سے ہم کو طعام عطا کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ کہا کہ ایسا ہو گیا کہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک پردہ پڑا ہوا تھا جو اُٹھا دیا گیا۔ کہا کہ پھر آپ نے ایک کپڑا منگایا جو آپ کے حکم سے بچھا دیا گیا۔ پھر لوگوں کو ان کے بچے ہوئے زادِ راہ کے ساتھ بلوایا کہا کہ پھر جو کچھ لوگوں کے پاس موجود تھا لے کر آ گئے۔ کہا کہ لوگوں میں بعض ایسے تھے جو کھانے کا بڑا پیالہ لے کر آئے یا ایک دو مٹھی لائے اور ان میں سے بعض انڈے کے برابر لے کر آئے۔ کہا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو وہ اس کپڑے پر رکھ دیئے گئے۔ پھر آپ نے

على ذلك الثوب ثم دعا فيه بالبركة ثم تكلم بما
شاء الله عزوجل ثم نادى في الجيش ثم امرهم
فأكلوا وأطعموا وملأوا آنيتهم ومزاودهم ثم
دعا بركوة فوضعت بين يديه ثم دعا بشيء
من ماء فصبّ فيها ثم مجّ فيها وتكلم بما
شاء الله ان يتكلم به وادخل كفيه فيها
فاقسم بالله لقد رأيت اصابع رسول
الله صلى الله عليه وسلم يتفجر منها
ينابيع الماء ثم امر الناس فشربوا وملأوا
قربهم واداواتهم قال ثم ضحك رسول
الله صلى الله عليه وسلم حتى بدت نواجذه
ثم قال اشهد ان لا اله الا الله وحده
لاشريك له واشهد ان محمدا عبده
ورسوله لا يلقى الله بهما احد الا دخل الجنة
المحب الطبري عن ابي موسى قال اتيت
النبي صلى الله عليه وسلم ومعي نفر من
قومي فقال ابشروا وبشروا من وراءكم
انه من شهد ان لا اله الا الله صادقا بها
دخل الجنة فخرجنا من عند النبي صلى الله
عليه وسلم نبشر الناس فاستقبلنا عمر بن
الخطاب فرجع الى النبي صلى الله عليه
وسلم فقال عمر يا رسول الله اذا يتكل الناس
فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم

اس میں برکت کی دعا کی اور تکلم فرمایا اس کلام سے جو اللہ عزوجل نے چاہا پھر
لشکر میں اعلان کر دیا (سب لوگ جمع ہو گئے) تو انہوں نے کھایا اور کھلایا اور
اپنے برتنوں کو اور اپنے توشہ دانوں کو بھر لیا پھر آپ نے ایک رکوہ
(چمڑے کا چھوٹا ڈول) منگایا جو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا پھر آپ نے تھوڑا
سا پانی منگایا۔ وہ اس میں ڈال دیا گیا پھر آپ نے اس میں کلی کی اور
جن کلمات کے ساتھ اللہ نے چاہا آپ نے تکلم کیا اور اپنی دونوں ہتھیلیاں
کو اس میں داخل کر دیا تو میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کو دیکھا کہ ان سے پانی کے چشمے بہہ رہے تھے پھر آپ
نے لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے پیا اور اپنی مشکیں اور برتن بھر لئے پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت کھل گئے پھر کہا
أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الخ (میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں
سوائے اللہ کے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا
ہوں کہ محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ نہیں ملے گا ان دونوں
شہادتوں) کو لے کر اللہ تعالیٰ سے کوئی شخص مگر وہ جنت میں داخل ہو گا۔
محب طبری ابوموسیٰ سے (راوی ہیں) کہا کہ میں آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں اور میرے ساتھ کچھ لوگ میری قوم کے بھی تھے تو فرمایا کہ تم کو بشارت
ہو اور ان کو بشارت دے دو جو تمہارے پیچھے ہیں کہ جس نے یہ شہادت
دی کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اس حال میں کہ اس میں صادق ہو
(یعنی صدق دل سے شہادت دینے والا ہو) تو وہ جنت میں داخل ہو گا
تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے لوگوں کو یہ بشارت دے رہے
تھے تو ہمارے آڑے آ گئے عمر بن الخطاب پھر لوٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف تو عمر نے کہا یا رسول اللہ اس صورت میں لوگ اتنے ہی پر اعتماد
کر بیٹھیں گے (اور اعمال خیر چھوڑ دیں گے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش

مسلم عن ابی ہریرۃ قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حائط فاعطانی نعلیہ فقال اذہب بنعلیّ ہاتین فمن لقیتہ من وراء الحائط یشہد ان لا الہ الا اللہ مستیقناً بہا قلبہ فبشرہ بالجنۃ فکان اول من لقیت عمر بن الخطاب فقال ما ہاتان النعلان یا ابا ہریرۃ فقلت ہاتان نعلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثنی بہما من لقیتہ یشہد ان لا الہ الا اللہ مستیقناً بہا قلبہ بشرتہ بالجنۃ فضرب بین ثدییّ فخررت لاستی فقال ارجع یا ابا ہریرۃ فرجعت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاجہشت بالبکاء ورکبنی عمر واذا ہو علی اثری فقلت لقیت عمر فاخبرتہ بالذی بعثتنی بہ فضرب بین ثدییّ ضربۃ خررت لاستی وقال ارجع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عمر ما حملک علی ما صنعت فقال یا رسول اللہ ابعثت ابا ہریرۃ بنعلیک من لقی یشہد ان لا الہ الا اللہ مستیقناً بہا قلبہ بشرہ بالجنۃ قال نعم قال فلا تفعل فانی اخاف ان یتکل الناس علیہا فخلہم یعملون فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخلہم ابوداؤد عن ابی رمثۃ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد کان معہ

ہو گئے۔ مسلم نے ابوہریرہ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچے باغ میں پہنچا تو مجھے آپ نے اپنی دونوں جوتیاں دیں اور فرمایا کہ میری یہ دونوں جوتیاں لے جا اور باغ سے باہر جس سے تو ملے جو کہ یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس حال میں کہ اس شہادت پر اس کا قلب یقین رکھنے والا ہو اس کو جنت کی بشارت دیدے۔ تو پہلا شخص جو مجھ سے ملا وہ عمر بن الخطاب تھے تو انہوں نے کہا کہ یہ جوتیاں کیوں لیے رکھی ہیں اے ابوہریرہ! میں نے کہا کہ یہ دونوں جوتیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں یہ مجھے دے کر آپ نے بھیجا ہے کہ جو شخص مجھ سے ایسا ملے جو یہ شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا قلب اس پر یقین رکھتا ہو تو میں اس کو جنت کی بشارت دیدوں گا تو انہوں نے میری چھاتی کے درمیان مارا کہ میں پیچھے جا پڑا اور کہا کہ واپس ہو جاؤ اے ابوہریرہ۔ تو میں لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور میں نے رونے کا قصد کیا اور عمر مجھ پر سوار ہوئے (یعنی تعاقب کیا) دیکھتا ہوں کہ میرے پیچھے آ رہے ہیں تو میں نے کہا کہ میں عمر سے ملا اور جس پیغام کے لئے آپ نے مجھے بھیجا تھا میں نے اس کو خبر کر دی تو اس نے میری چھاتی پر مارا کہ میں پیچھے جا پڑا اور کہا کہ لوٹ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر کس بات نے تم کو اس حرکت پر ابھارا جو تم نے کی؟ تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہی ابوہریرہ کو اپنی نعلین دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص ملے اور یہ شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس پر اس کا قلب یقین رکھتا ہو تو اس کو جنت کی بشارت دے دے فرمایا کہ ہاں تو عمر نے کہا کہ ایسا نہ کیجئے کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ لوگ اسی پر تکیہ کر بیٹھیں گے تو ان کو چھوڑ دیجئے کہ عمل کرتے رہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا اسی حال پر رہنے دو۔ ابوداؤد ابو رمثہ سے، کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز

عہ گویا یہ فعل بنا بر غلبۂ حال تھا جو مذکورہ بالا نور یقین کے استیلا سے پیدا ہوا تھا یہی سبب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ پر عتاب نہ فرمایا ممکن ہے کہ ابوہریرہ سے معانقہ کی ہو جس کا ذکر راوی نے نہیں کیا ۱۲ مترجم

رجل قد شهد التكبيرة الاولى من الصلوة فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم سلم فقام الرجل الذي ادرك معه التكبيرة الاولى يشفع فوثب عمر اليه فاخذ بمنكبيه فهزه ثم قال اجلس فانه لم يهلك اهل الكتاب الا انه لم يكن بين صلوتهم فصل فرفع النبي صلى الله عليه وسلم بصره وقال اصاب الله بك يا ابن الخطاب

الفصل الرابع

في مكاشفات امير المؤمنين عمر بن الخطاب وفراسته وما رأى المسلمون فيه من الرؤيا الصالحة ومعظم هذا الفصل داخل في جنس انقياد القوة العاقلة لنور اليقين لكنا افردناه بعظم خطره وما الحقنا به غيره. المحب الطبري عن عمرو بن الحارث قال بينا عمر يخطب يوم الجمعة اذا ترك الخطبة ونادى يا سارية الجبل مرتين او ثلثا ثم اقبل على خطبته فقال ناس من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم انه لمجنون ترك خطبته ونادى يا سارية الجبل فدخل عليه عبد الرحمن بن عوف وكان ينبسط عليه فقال يا امير المؤمنين تجعل للناس عليك مقالا بينا انت في خطبتك اذ ناديت

پڑھی اور آپ کے ساتھ ایک شخص تھا جو نماز کی تکبیر اولی میں موجود تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر سلام پھیرا۔ پھر وہ شخص کھڑا ہوا جس نے آپ کے ساتھ تکبیر اولی کو پایا تھا اور دوگانہ شروع کر دیا تو عمرؓ کود کر اس پر جا پہنچے اور اس کے کندھے پکڑ کر اس کو ہلایا اور کہا کہ بیٹھ۔ درحقیقت اہل کتاب نہیں ہلاک ہوتے مگر اس وجہ سے کہ ان کی نمازوں کے بیچ میں فصل[1] نہیں تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھائی اور فرمایا: اللہ نے تم کو حق پر پہنچا دیا ہے اے ابن خطاب

فصل رابع

امیر المومنین عمر بن الخطاب کے مکاشفات اور ان کی ایمانی بصیرتوں کے بیان میں اور ان اچھے خوابوں کے بیان میں جو مسلمانوں نے ان کے بارے میں دیکھے اور اس فصل کا بڑا حصہ قوت عاقلہ کے نور یقین کی مطیع ہونے کی جنس میں داخل ہے لیکن ہم نے ان کو مستقلاً الگ رکھا ہے اس کے مہتم بالشان ہونے کی وجہ سے۔ اور اس کے ساتھ دوسری نوع کے حالات کو نہیں ملایا۔ محب طبری۔ عمرو بن الحارث سے، کہا اس درمیان میں کہ عمرؓ یوم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک انہوں نے خطبہ کو ترک کر دیا اور پکارا "یا ساریۃ الجبل" (اے ساریہ پہاڑ) دو مرتبہ یا تین مرتبہ۔ پھر اپنے خطبہ کی طرف متوجہ ہو گئے تو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ وہ مجنون ہیں کہ اپنا خطبہ چھوڑ دیا اور پکارنے لگے یا ساریۃ الجبل پھر عبد الرحمن بن عوف ان کے پاس پہنچے اور وہ ان سے بے تکلفی کی باتیں کرتے تھے انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپ لوگوں کے لئے اپنے اوپر نکتہ چینیوں کا موقع نکالتے ہیں۔ اپنے خطبہ میں جو آپ نے ندا کی

[1] فصل ذکر نہ کرنے کی وجہ ریاکاری تھی، اور عبادات ریا موجب ہلاکت ہے اسی مادۂ ریا کو قطع کرنے کے لئے عمرؓ نے اس کو بٹھا دیا ۱۲

اشتیاق احمد

یا ساریۃ الجبل ای شیء ھــذا قال واللہ
ما ملکت ذلک حین رأیت ساریۃ واصحابہ
یقاتلون عند جبل ویؤتون من بین
ایدیھم ومن خلفھم فلم املک ان قلت
یا ساریۃ الجبل لیلحقوا بالجبل فلم تمض
الا ایام حتی جاء رسول ساریۃ بکتابہ ان القوم
لقونا یوم الجمعۃ فقاتلناھم من حین صلینا
الصبح الی ان حضرت الجمعۃ وذر حاجب
الشمس فسمعنا صوت منادٍ ینادی الجبل مرتین
فلحقنا بالجبل فلم نزل قاھرین لعدونا
حتی ھزمھم اللہ تعالٰی ویروی ان مصر
لما فتحت اتی اھلھا عمرو بن العاص وقالوا
له ان ھــذا النیل یحتاج فی کل سنۃ
الی جاریۃ بکر من احسن الجواری فتلقی فیہ
والا فلا یجری وتخرب البلاد وتقحط فبعث
عمرو الی امیر المؤمنین عمر یخبرہ بالخبر فبعث
الیہ عمر الاسلام یجب ما قبلہ ثم بعث الیہ
ببطاقۃ فیھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الی
نیل مصر من عبد اللہ عمر بن الخطاب اما بعد
فان کنت تجری من قبلک فلا حاجۃ بنا الیک
وان کنت تجری باللہ فاجر علی اسم اللہ وامرہ

یا ساریۃ الجبل یہ کیا چیز تھی؟ عمرؓ نے کہا کہ واللہ میں قابو سے باہر ہوگیا
جب میں نے دیکھا ساریہ اور اس کے ساتھیوں کو کہ وہ قتال کر رہے ہیں
پہاڑ کے قریب اور وہ گھیر لئے جاتے ہیں اس دشمن کی طرف سے آگے
سے بھی اور پیچھے سے بھی تو میں بے قابو ہوگیا اس بات کے کہنے پر کہ
یا ساریۃ الجبل تاکہ وہ پہاڑ سے ملحق ہو جائیں (تاکہ دشمن چاروں طرف سے
نہ گھیر سکے) تو کچھ دن نہ گذرے تھے کہ ساریہ کا بھیجا ہوا قاصد ان کا خط
لے کر آیا کہ قوم نے ہم پر جمعہ کے دن حملہ کیا تو ہم نے ان سے صبح کے
وقت سے قتال شروع کیا یہاں تک کہ جمعہ کا وقت آگیا اور سورج ڈھلنے
لگا تو ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جس نے دو مرتبہ الجبل[عہ] پکارا
تو ہم پہاڑ سے ملحق ہوگئے پھر ہم برابر اپنے دشمن پر غالب ہوتے چلے گئے
یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے ان کو بھگا دیا۔ اور مروی ہے کہ جب مصر
فتح ہوگیا تو اہل مصر عمرو بن العاص کے پاس آئے ان سے کہا کہ یہ دریائے
نیل ہر سال ایک ایسی کنواری لڑکی کا طلبگار ہوتا ہے جو سب سے
خوبصورت ہو پھر وہ اس میں ڈال دی جاتی ہے ورنہ وہ جاری نہیں ہوتا[شہ]
اور ملک برباد ہو جاتا ہے اور قحط پڑ جاتا ہے تو عمرو نے امیر المومنین
عمرؓ کو قاصد بھیجا جو ان کو اس واقعہ سے مطلع کرے۔ تو عمرؓ نے
ان کو یہ جواب بھیجا کہ اسلام پہلے سے پہلی رسوم کو قطع کرتا ہے اور ان
کے پاس ایک پرچہ بھیجا جس میں یہ لکھا تھا " بسم اللہ الرحمن الرحیم نیل مصر کی
طرف اللہ کے بندے عمر بن الخطاب کی جانب سے اَمَّا بَعْدُ
اگر تو جاری ہوتا تھا اپنے اختیار سے تو ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں اور
اگر تو جاری ہوتا ہے اللہ کی قدرت سے تو جاری ہو اللہ کے نام سے "

عہ اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تین کرامتیں ہیں ایک تو قتال کا مشاہدہ، دوسری مدینہ سے بآواز بلند آواز کو پہنچا دینا، تیسری ایسی مناسب تدبیر کی رہنمائی
کرنا جس سے یہ مجاہدین ظفریاب ہوگئے ۱۲ مترجم۔ شہ یعنی اس میں طغیانی نہیں آتی جس پر یہاں کی زراعت کا دار و مدار ہے۔

ان يلقيها في النيل فجرى في تلك السنة ستة عشر ذراعا فزاد على كل سنة ستة اذرع و في رواية فلما القي كتابه في النيل جرى و لم يعد يقف وعن خوات بن جبير قال اصاب الناس قحط شديد على عهد عمر فامرهم بالخروج الى الاستسقاء فصلى بهم ركعتين وخالف بين طرفي ردائه فجعل اليمين على اليسار واليسار على اليمين ثم بسط يديه وقال اللهم انا نستغفرك ونستسقيك فما برح حتى مطروا فبيناهم كذلك اذ قدم الاعراب فاتوا عمر فقالوا يا امير المؤمنين بينا نحن في بوادينا في يوم كذا في ساعة كذا اذ ظللتنا غمامة فسمعنا فيها صوتا وهو يقول اتاك الغوث اباحفص اتاك الغوث اباحفص ويروى انه عس ليلة من الليالي فاتى على امرأة وهي تقول لابنتها قومي وامذقي اللبن بالماء فقالت لا تفعلي فان امير المؤمنين نهى عن ذلك قالت ومن اين يدري قالت فان لم يعلم هو فان رب امير المؤمنين يدري ذلك فلما اصبح عمر قال لابنه اذهب الى مكان كذا وكذا فان هناك صبية فان لم تكن مشغولة فتزوج بها لعل الله يرزقك منها نسمة مباركة فتزوج عاصم بتلك البنت فولدت له ام عاصم

اور عمرو کو حکم دیا کہ اس کو نیل میں ڈال دو (چنانچہ بتعمیل حکم ڈالا گیا) تو اُس سال وہ سولہ گز اوپر چڑھ گیا پھر ہر سال میں بڑھتے بڑھتے چھ گز اور بڑھ گیا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب وہ مکتوب نیل میں ڈالا گیا تو نیل جاری ہو گیا اور پھر اعادہ نہیں کیا (سابق حال کی طرف) کہ ٹھہر جائے۔ اور مروی ہے خوات بن جُبیر سے کہ لوگ عمرؓ کے زمانہ میں شدید قحط میں مبتلا ہوئے تو آپ نے ان کو حکم دیا استسقاء کے لئے نکلنے کا پھر انہوں نے اُن کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اپنی چادر کی دونوں جانبوں کو مختلف کیا یعنی داہنی کو بائیں طرف اور بائیں کو داہنی طرف کیا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور دعا کی کہ یا اللہ ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ سے مدد مانگتے ہیں تو دیر نہیں لگی کہ لوگوں پر مینھ برسنے لگا۔ ابھی لوگ اسی میں تھے یعنی بارش ہو رہی تھی کہ دیہاتی لوگ آکر عمرؓ سے ملے اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین جب کہ فلاں دن اور فلاں ساعت میں ہم اپنے جنگل میں تھے کہ ہم پر ایک بدلی چھا گئی پھر اس میں سے ہم کو ایک آواز مسموع ہوئی کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ آگیا ہے تیرے پاس فریادرس (یعنی برسنے والا بادل) اے ابوحفص آگیا ہے تیرے پاس فریادرس اے ابوحفص۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ایک رات میں گشت کیا تو ایک عورت پر ان کا گذر ہوا جو کہ اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اٹھ اور دودھ میں پانی ملائے تو لڑکی نے کہا کہ ایسا نہ کر کیونکہ امیر المومنین نے اس بات سے منع کیا ہے تو اس نے کہا کہ یہاں کون ہے جو اس کو بتائیگا۔ لڑکی نے کہا کہ اگر وہ نہیں جانتا تو امیر المومنین کا رب تو اس کو جانے گا۔ پھر جب صبح ہوگئی تو عمرؓ نے اپنے بیٹے عاصم سے فرمایا کہ فلاں مکان پر جا اب اور ایسا ہے جا۔ وہاں ایک لڑکی ہے (اس کا حال معلوم کر) اگر وہ منکوحہ نہ ہو تو تو اُس سے نکاح کرلے اُمید ہے کہ اُس سے تجھ کو اللہ تعالیٰ مبارک اولاد عطا فرما دے تو عاصم نے اس لڑکی سے نکاح کرلیا تو اُس سے اُمّ عاصم بنت عاصم بن عمر پیدا ہوئی، پھر اس سے نکاح

بنت عاصم بن عمر فتزوجها عبد العزیز
ابن مروان فولدت له عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ
علیہ ولما دخل ابو مسلم الخولانی المدینۃ من
الیمن وکان الاسود بن قیس الذی ادعی
النبوۃ بالیمن عرض علیہ ان یشہد انہ
رسول اللہ فأبیٰ فقال اتشہد ان محمدا
رسول اللہ قال نعم فامر بنار عظیمۃ
فألقی فیہا ابو مسلم فلم تضرہ فامر بنفیہ
من بلادہ فقدم المدینۃ فلما دخل من
باب المسجد قال عمر ہذا صاحبکم الذی زعم
الاسود الکذاب انہ یحرقہ فنجاہ اللہ منہا
ولم یکن القوم ولا عمر سمعوا قصتہ و
لا رأوہ ثم قام الیہ واعتنقہ وقال
الست عبد اللہ بن ثوب قال بلی فبکی عمر
ثم قال الحمد للہ الذی لم یمتنی حتی
أرانی فی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شبیہا بابراہیم الخلیل علیہ السلام و
روی عن عمر انہ ابصر اعرابیا نازلا من جبل
فقال ہذا رجل مصاب بولدہ وقد نظم
فیہ شعرا لو شاء لأسمعکم ثم قال
یا اعرابی من این اقبلت فقال من
اعلی ہذا الجبل قال وما صنعت فیہ
قال اودعتہ ودیعۃ قال وما ودیعتک

کیا عبد العزیز بن مروان نے جن سے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔ اور جب ابو مسلم خولانی یمن سے مدینہ میں داخل ہوئے اور (ان کو یہ واقعہ پیش آیا تھا) کہ اسود بن قیس نے جس نے کہ یمن میں نبوت کا دعوے کیا تھا ان کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ وہ اللہ کا رسول ہے تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر اس نے کہا کہ کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اتو اس نے بہت بڑی آگ دہکانے کا حکم دیا پھر ابو مسلم کو اس میں ڈال دیا گیا تو آگ نے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا۔ پھر اس نے ان کو اپنے شہروں سے نکال دینے کا حکم دیا۔ پھر (چند سال کے بعد) یہ مدینہ آئے جب مسجد کے دروازے میں آئے تو عمر رضؓ نے (اصحاب سے) کہا کہ یہ ہیں وہ تمہارے صاحب جن کے بارے میں اسود کذاب نے یہ گمان کیا تھا کہ وہ ان کو پھونک دے گا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے نجات دی اور قوم نے اور عمر نے کسی سے نہ ان کی سرگذشت کو سنا تھا اور نہ ان کو دیکھا تھا۔ پھر اٹھ کر ان کے پاس پہنچے اور ان سے معانقہ کیا اور ان سے کہا کہ کیا تو عبد اللہ بن ثوب نہیں ہے ابو مسلم نے کہا بیشک۔ پھر عمر رضؓ روئے اور کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے موت نہیں دی یہاں تک کہ مجھے دکھا دیا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا شخص جو مشابہ ہے ابراہیم خلیل علیہ السلام کے۔ اور مروی ہے عمر رضؓ کے بارے میں کہ انہوں نے نظر ڈالی ایک اعرابی پر جو پہاڑ سے اتر رہا تھا تو (ساتھ والوں سے) فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے جو مصیبت میں پڑا ہے اپنے بچے کی وجہ سے اور اس کے بارے میں کچھ اشعار بھی منظوم کئے ہیں اگر اس نے چاہا تو میں تم کو سنواؤں گا۔ پھر (جب وہ قریب آگیا) تو آپ نے فرمایا کہ اے اعرابی کہاں سے آ رہے ہو تو اس نے کہا اس پہاڑی کی چوٹی سے۔ آپ نے کہا کہ وہاں تم نے کیا کیا؟ اس نے کہا کہ ایک امانت اس کو سپرد کی ہے۔ فرمایا کہ آخر وہ تمہاری

قال بنيّ لي هلك فدفنته فيه. قال فاسمعني مرثيتك فيه. قال وما يدريك يا امير المؤمنين فوالله ما تفوهت بذلك وانما حدثت به نفسي ثم انشد يقول نظم

يا غائبا ما يؤوب من سفره
عاجله موته على صغره

يا قرة العين كنت لي انسا
في طول ليلي نعم وفي قصره

ما تقع العين حيثما وقعت
في الحي مني الا على اثره

شربت كأسا ابوك شاربها
لا بد منه له على كبره

يشربها والانام كلهم
من كان في بدوه وفي حضره

والحمد لله لا شريك له
في حكمه كان ذاك في قدره

قدر موتا على العباد فما
يقدر خلق يزيد في عمره

قال فبكى عمر حتى بل لحيته ثم قال صدقت يا اعرابي. وعن ابن عباس قال تنفس عمر ذات يوم تنفسا ظننت ان نفسه خرجت فقلت والله ما اخرج هذا منك الا هم قال هم والله هم

امانت کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میرا ایک بچہ تھا جو ہلاک ہو گیا تو میں نے اس کو اس میں دفن کیا۔ فرمایا کہ اس کے بارے میں اپنا مرثیہ ہم کو سناؤ اس نے کہا کہ آپ کو کیسے خبر ہو گئی اے امیر المومنین، واللہ ابھی تک میں اسکو زبان پر بھی نہیں لایا اور صرف دل ہی سے باتیں کی ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے: نظم

اے ایسے غائب ہونے والے جو اپنے سفر سے واپس نہیں لوٹنے گا، اس کی موت جلدی کر گئی اس کے بچپن ہی میں۔

اے میری آنکھ کی ٹھنڈک تو میری دل لگی تھا، میری لمبی رات میں ہاں اور چھوٹی رات میں بھی۔

نہیں نگاہ پڑتی کسی چیز پر اپنے قبیلہ میں جس جگہ بھی پڑتی ہے بجز تیری نشانیوں کے۔

تو نے ایسا پیالہ پیا ہے جس کو تیرا باپ بھی پینے والا ہے اس کے بغیر اس کے لئے کوئی چارہ کار نہیں بڑھاپے کی حالت میں۔

وہ اس کو پئیں گا اور سب ہی لوگ پئیں گے خواہ کوئی اپنے میدان میں ہو یا اپنے شہر میں۔

اور شکر ہے اللہ کا جس کے حکم میں کوئی شریک نہیں اس کی قدر میں یہی تھا۔

اسی نے موت کو بندوں پر مقدر کیا تو مخلوق میں سے کوئی اس پر قادر نہیں کہ اپنی عمر میں اضافہ کرے۔

کہا کہ پھر عمرؓ زور سے رونے لگے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔ فرمایا کہ تو نے سچ کہا اے اعرابی۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دن عمرؓ نے اتنے زور سے سانس لیا کہ میں نے گمان کیا کہ ان کی جان نکل گئی تو میں نے کہا واللہ آپ کے اندر سے یہ سانس کسی بڑے غم نے نکالا ہے فرمایا کہ غم؟ واللہ شدید غم! حقیقت یہ ہے کہ اس امر کے لئے کوئی رکھنے کی

شہدوا ان ھذا الامر لم اجد لہ موضعا یعنی الخلافۃ فذکرت لہ علیا وطلحۃ والزبیر و عثمان وسعدا وعبدالرحمن بن عوف فذکر فی کل واحد منہم معارضا وکان مما ذکر فی عثمان انہ کلف باقاربہ قال لو استعملتہ استعمل بنی امیۃ اجمعین وحمل بنی ابی معیط علی رقاب الناس واللہ لو فعلت لفعل فانہ لو فعل ذلک لسارت الیہ العرب حتی تقتلہ واللہ لو فعلت لفعل واللہ لو فعل لفعلوا وروی ان عمر رضی اللہ عنہ کتب الی سعد بن ابی وقاص وھو بالقادسیۃ یقول لہ وجہ نضلۃ ابن معاویۃ الانصاری الی حلوان العراق لیغیروا علی ضواحیہا فبعث سعد نضلۃ فی ثلثمائۃ فارس فخرجوا حتی اتوا حلوان العراق فاغاروا علی ضواحیہا واصابوا غنیمۃ وسبیا فاقبلوا یسوقون حتی ارھقہم العصر وکادت الشمس تغرب فالجأ نضلۃ السبی والغنیمۃ الی سفح جبل ثم قام فاذن فقال اللہ اکبر اللہ اکبر فاذا مجیب من الجبل یجیبہ کبرت کبیرا یا نضلۃ ثم قال اشہد ان لا الہ الا اللہ قال کلمۃ الاخلاص یا نضلۃ ثم قال

جگہ میں نہیں پاتا۔ (وہ اس امر سے خلافت مراد لے رہے تھے) تو میں نے ان سے علی اور طلحہ اور زبیر اور عثمان اور سعد اور عبدالرحمن بن عوف کا ذکر کیا۔ پھر انہوں نے مجھ سے ہر ایک کے بارے میں خلافت کے معارض باتوں کا ذکر کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں جن باتوں کا مجھ سے ذکر کیا تھا ان میں سے ایک یہ تھی کہ وہ اپنے اقارب سے بہت محبت رکھنے والا ہے۔ کہا کہ اگر میں نے اس کو خلیفہ بنایا تو وہ تمام بنو امیہ کو عہدیدار بنا دے گا اور ابو معیط کے بیٹوں کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کردے گا۔ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور ایسا کرے گا پھر بخدا جب وہ ایسا کرے گا تو عرب کے لوگ اس کی طرف چل پڑیں گے یہاں تک کہ اس کو قتل کردیں گے۔ خدا کی قسم اگر میں نے ایسا کیا تو وہ یہ ضرور کرے گا اور خدا کی قسم جب وہ یہ کرے گا تو اہل عرب ضرور یہی کریں گے۔ اور روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کو جب کہ وہ قادسیہ میں تھے لکھا کہ نضلہ بن معاویہ انصاری کو حلوان عراق کی طرف روانہ کردو تاکہ وہ اس کے نواحی یعنی اطراف کے شہروں پر چھاپے مارے تو سعد نے نضلہ کو تین سو سواروں کے ساتھ روانہ کردیا۔ یہ لوگ نکل کر حلوان عراق میں پہنچ گئے اور انہوں نے نواحی علاقوں پر چھاپے مارے اور اموال غنیمت اور بہت سے قیدی قبضہ میں آئے پھر ان کو ہنکاتے ہوتے یہ لوگ آرہے تھے یہاں تک کہ عصر کا وقت تنگ ہوگیا اور سورج غروب ہونے کے قریب ہوگیا تو نضلہ نے قیدیوں کو اور اموال غنیمت کو پہاڑ کے ایک کنارے پر محفوظ کیا۔ پھر کھڑے ہوکر اذان دی اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو اچانک ایک جواب دینے والا پہاڑ میں سے ان کو جواب دینے لگا۔ تو نے بہت بڑے کی بڑائی بیان کی اے نضلہ۔ پھر انہوں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ تو کہا کہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے اے نضلہ

اشہد ان محمداً رسول اللہ قال ہو الذی
بشرنا بہ عیسی بن مریم علی رأس امتہ
تقوم الساعۃ فقال حی علی الصلوۃ فقال
طوبی لمن مشی الیہا وواظب علیہا قال
حی علی الفلاح قال افلح من اجاب قال
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ قال اخلصت
کلمۃ الاخلاص کلہ یا نضلۃ حرم اللہ بہا
جسدک علی النار فلما فرغ من اذانہ قاموا
فقالوا من انت یرحمک اللہ املک انت
ام من الجن او طائف من عباد اللہ قد
اسمعتنا صوتک فأرنا صورتک فان
الوفد وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ووفد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال
فانفلق الجبل عن ہامۃ کالرحا ابیض الرأس
واللحیۃ علیہ طمران من صوف قال السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقالوا وعلیک
السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ من انت
یرحمک اللہ قال زریب بن برثملا وصی
العبد الصالح عیسی بن مریم اسکننی
ہذا الجبل ودعا لی بطول البقاء الی حین
نزولہ من السماء فاقرؤا عمر منی السلام
وقولوا یا عمر سدد وقارب فقد دنا الامر

پھر انہوں نے کہا اشہد ان محمداً رسول اللہ تو کہا کہ یہ وہی ہے جس کی
بشارت مجھے عیسیٰ بن مریم نے دی تھی، اسی کی امتؑ کے سر پر قیامت
قائم ہوگی۔ پھر انہوں نے کہا حی علی الصلوۃ تو کہا کہ خوشخبری ہے اس کے
لئے جو اس کی طرف چلا اور اس پر مداومت کی۔ پھر نضلہ نے کہا حی علی
الفلاح تو کہا کہ جس نے قبول کیا وہ فلاح یاب ہوا۔ پھر انہوں نے کہا
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ تو کہا کہ تو نے پورے اخلاص کے کلمے کو خالص
کر دیا اے نضلہ اس کی برکت سے اللہ نے تیرے جسم کو آگ پر حرام کر
دیا۔ پھر جب اذان سے فراغت ہوگئی تو لوگوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ تو
کون ہے اللہ تجھ پر رحم کرے کیا تو فرشتہ ہے یا کوئی جن ہے یا اللہ کے
گھومنے پھرنے والے بندوں میں سے ہے تو نے ہمیں اپنی آواز سنا دی تو
ہمیں اپنی صورت بھی دکھا دے کہ یہ جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت
ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے کہا کہ پھر پہاڑ پھٹا اور
اس میں سے ایک کھوپڑی نمودار ہوئی جو چکی کی مانند تھی سر اور داڑھی کے
بال سفید تھے اس کے بدن پر صوف کی دو پرانی چادریں تھیں انہوں نے کہا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، لوگوں نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں کہا زریب بن برثملا عبد
صالح عیسیٰ بن مریم کا وصی، انہوں نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرایا اور
میرے لئے ان کے آسمان سے نازل ہونے تک درازیٔ عمر کی دعا کی تو عمرؓ
کو میرا سلام پہنچا دو اور ان سے کہو کہ اے عمر میانہ روی اختیار
کر اور اللہ کا قرب طلب کرتا رہ کیونکہ امر قیامت قریب ہے
اور ان کو خبر دے دو ان نشانیوں کی جن کی میں تم کو خبر دیتا ہوں
اے عمر جب یہ خصلتیں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عہ یعنی امت دعوت، امت اجابت مراد نہیں کیونکہ جب قیامت آئے گی تو دنیا میں کوئی مسلمان زندہ نہ ہوگا ۱۲ مترجم

واخبروه بهذه الخصال التي اخبركم بها يا عمر
اذا ظهرت هذه الخصال في امة محمد صلى
الله عليه وسلم فالهرب الهرب اذا استغنى
الرجال بالرجال والنساء بالنساء وانتسبوا
الى غير مناسبهم وانتموا الى غير مواليهم و
لم يرحم كبيرهم صغيرهم ولم يوقر صغيرهم كبيرهم
وترك المعروف فلم يؤمر به وترك المنكر
فلم ينه عنه وتعلم عالمهم العلم ليجلب به
الدنانير والدراهم وكان المطر قيظا والولد
غيظا وطولوا المنارات وفضضوا المصاحف
وزخرفوا المساجد واظهروا الرشا وشيدوا
البنا واتبعوا الهوى وباعوا الدين بالدنيا
وقطعت الارحام وبيع الحكم واكلوا الربوا
فصار الغنى عزا وخرج الرجل من بيته
فقام اليه من هو خير منه فسلم عليه وركبت
النساء السروج ثم غاب عنهم فلم يروه
فكتب نضلة بذلك الى سعد وكتب سعد
بذلك الى عمر فكتب اليه عمر سر انت ومن
معك من المهاجرين والانصار حتى تنزلوا
بهذا الجبل فان لقيته فاقرأه مني السلام
فخرج سعد في اربعة آلاف من المهاجرين
والانصار حتى نزلوا ذلك الجبل ومكث
اربعين يوما ينادي بالصلوة فلا يجدون جوابا

میں ظاہر ہو جائیں تو بھاگو اور دور ہو جاؤ (یعنی زوال شروع ہو جاتے گا اصلاح
کی امید نہ کرو) جب مستغنی ہو جائیں مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے
اور اپنے نسب کو منسوب کریں ان اسلاف کی طرف جو ان سے غیر ہوں اور
(غلام) اپنے مالکوں کے سوا دوسروں کو اپنا مالک بتائیں اور ان میں کا بڑا چھوٹوں
پر مہربانی نہ کرے اور ان کے چھوٹے اپنے بڑوں کی عزت نہ کریں اور نیک
کام چھوڑ دیتے جائیں یعنی ان کا حکم نہ کیا جائے اور بُرے کام کو چھوڑ دیا
جائے یعنی اس سے منع نہ کیا جائے، اور امت کے عالم علم کو اس لئے
سیکھیں کہ ان کے ذریعہ سے درہم اور دینار کمائیں۔ اور بارش شدید
حرارت (کی طرح) بن جائے (یعنی پیداوار میں بجائے منفعت کے نقصان ہونے
لگے) اور بیٹا (باپ کے لئے راحت کے بجائے) غم و غصہ (کا سبب) بن جائے اور
اور مناروں کو لمبے (نمائشی) بنانے لگیں اور مصاحف پر چاندی کے کام کرنے لگیں
اور مساجد پر سونے سے گلکاریاں کرنے لگیں اور کھلم کھلا رشوتیں لینے لگیں اور مکانوں
کو مضبوط بنانے لگیں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کرنے لگیں اور دین کو دنیا کے
بدلے میں بیچنے لگیں اور تعلقات قرابت توڑے جانے لگیں اور فیصلے بیچے جانے
لگیں اور سود کھانے لگیں۔ اور دولت مندی عزت (کا معیار) بن جائے اور ایک
شخص اپنے گھر سے نکلے پھر جو اس سے قوی ہو وہ اس پر قبضہ کرنے اور لوگ (یعنی
با اختیار حکام بھی) اسی کے سپرد کریں اور عورتیں (گھوڑوں کے) زین پر سوار ہونے لگیں
پھر وہ غائب ہو گئے اور لوگوں کو نظر نہ آتے تو نضلہ نے سعد کو یہ قصہ لکھا اور سعدؓ
نے عمرؓ کو لکھا۔ تو عمرؓ نے سعد کو لکھا کہ تم اور جو تمہارے ساتھ مہاجرین و انصار ہیں
تم سب اس کے پہاڑ کے پاس پہنچ کر پڑاؤ کرو۔ پھر اگر تم ان سے ملو تو ان کو میرا سلام
پہنچا دینا۔ تو سعد چار ہزار مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے یہاں تک
کہ اس پہاڑ کے پاس پڑاؤ ڈال دیا اور چالیس دن ٹھہرے، نماز کے وقت اذان
دیا کرتے تھے مگر ان صاحبوں نے جواب پایا اور نہ خطاب سنا۔ اور

ولا یصیبون خطایا وروی ان عمر بعث جُندًا
الی مدائن کسریٰ وامّر علیہم سعد بن ابی
وقاص وجعل قائد الجیش خالد بن الولید
فلما بلغوا شطّ الدجلۃ ولم یجدوا سفینۃ
تقدّم سعدٌ وخالدٌ فقالا یا بحر انک تجری
بامر اللہ فبحرمۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
وبعدلِ عمر خلیفۃ اللہ الّا خلّیتنا والعبور
فعبر الجیش بخیلہ وجمالہ ورجالہ الی
المدائن ولم تبتل حوافرہا وروی انہ
قال یوما وقد انتبہ من نومہ وہو
یمسح عینیہ من ترٰی الّذی یکون من
وُلْد عمر یسیر بسیرۃ عمر یُرَدّدُہا مرارًا
واشار بذٰلک الی عمر بن عبد العزیز
وہو ابن ابنۃ عاصم وروی انہ قال
لرجل من العرب ما اسمک قال جمرۃ
قال ابن من قال ابن شہاب قال وممّن
قال من الحُرقۃ قال این مسکنک قال
الحرّۃ قال فبایّہا قال لظی قال عمر
اَدرِک اہلک فقد احترقوا فسارع
الرجل فوجدہم کما قال عمر وعن علی رضی
اللہ عنہ انہ رأی فی منامہ کانہ صلّی الصبح
خلف النبی صلے اللہ علیہ وسلم واستند
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم الی المحراب

مروی ہے عمرؓ نے ایک لشکر بھیجا مدائن کسریٰ کی طرف اور ان پر امیر بنایا
سعدؓ بن ابی وقاص کو اور لشکر کا جرنیل بنایا خالد بن ولید کو جب یہ لوگ دجلہ
کے کنارے پر پہنچے اور کوئی کشتی ان کو دستیاب نہ ہوئی تو سعد اور خالد
آگے بڑھے اور انہوں نے کہا اے دریا تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا ہے
تو محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور خلیفۃ اللہ عمر کے عدل کے
طفیل سے تو ہمارے اور عبور کے درمیان رکاوٹ نہ بننا تو تمام لشکر اپنے
گھوڑوں اور اونٹوں اور پورے سامان سمیت مدائن کی طرف عبور کر گیا
اور سواریوں کے کھر بھی تر نہ ہوئے۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ایک
دن فرمایا جب کہ وہ بیدار ہو کر اپنی آنکھیں مل رہے تھے کیا تو اسکو
دیکھ رہا ہے جو عمر کی اولاد میں سے ہوگا جو عمرؓ کی سیرت پر چلے گا (یہ
خطاب خود اپنے نفس سے تھا) اس کلام کو بار بار دہرا رہے تھے۔ اور اس
سے آپ نے اشارہ کیا عمر بن عبد العزیز کی طرف اور وہ عاصم
کی بیٹی کے بیٹے تھے (یعنی آپ کے بیٹے کے نواسے) اور مروی ہے
کہ انہوں نے عرب کے ایک شخص سے کہا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اس
نے کہا جمرۃ۔ (جس کے معنی ہیں چنگاری) آپ نے کہا کس کا بیٹا؟ تو
اس نے کہا کہ شہاب کا بیٹا (شہاب کے معنی ہیں انگارہ) پوچھا کہ
اور کس خاندان سے ہے؟ اس نے کہا کہ حُرقہ سے (اس کے معنی ہیں گرمی)
فرمایا کہ تیرا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا حَرّہ میں (یہ مدینہ کی ایک بیرونی
بستی کا نام تھا۔ مادۂ حرارت یہاں بھی موجود تھا) پھر فرمایا حَرّہ کے
کس مقام میں؟ اس نے کہا لظٰی (اس کے معنی ہیں شعلہ والی آگ) تو عمرؓ
نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ جا کہ وہ جل چکے ہیں۔ یہ سنکر وہ شخص
دوڑا اور ان کو اسی حال میں پایا جیسا کہ عمرؓ نے کہا۔ (اور مروی ہے علی رضی اللہ
عنہ سے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا انہوں نے صبح کی نماز نبی صلی اللہ

فجاءت جارية بطبق من رطب فوضع بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخذ منها رطبة وقال يا علي تأكل هذه الرطبة فقلت نعم يا رسول الله فمد يده فجعلها في فمي ثم أخذ أخرى وقال لي مثل ذلك فقلت نعم فجعلها في فمي فانتبهت وفي قلبي شوق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وحلاوة الرطب في فمي فتوضأت وذهبت الى المسجد فصليت خلف عمر واستند الى المحراب فأردت ان اتكلم بالرؤيا فمن قبل ان اتكلم جاءت امرأة ووقفت على باب المسجد ومعها طبق رطب فوضع بين يدي عمر فأخذ رطبة وقال تأكل هذه يا علي قلت نعم فجعلها في فمي ثم أخذ أخرى وقال لي مثل ذلك فقلت نعم ثم فرق على اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يمنة ويسرة وكنت اشتهي منه زيادة فقال يا أخي لو زادك رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلتك لزدناك فعجبت وقلت قد اطلعه الله على ما رأيت البارحة فنظر الي وقال يا علي المؤمن ينظر بنور الدين فقلت صدقت يا امير المؤمنين هكذا رأيته وكذا وجدت طعمه ولذته من يدك كما

علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محراب سے کمر لگا کر بیٹھ گئے، پھر ایک لڑکی کھجوروں کا ایک طباق لے کر آئی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا گیا تو آپ نے اس میں سے ایک کھجور اٹھائی اور فرمایا کہ اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ تو آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کو میرے منھ میں رکھ دیا۔ پھر دوسری کھجور لی اور اسی طرح پوچھا تو میں نے ہاں کہا تو آپ نے اس کو بھی میرے منہ میں رکھ دیا اس کے بعد میں جاگ گیا اور میرے دل میں اشتیاق تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور میرے منھ میں کھجور کی مٹھاس تھی تو میں نے وضو کیا اور مسجد کی طرف گیا اور عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور عمرؓ محراب سے کمر لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے ارادہ کیا کہ ان سے وہ خواب بیان کروں تو پہلے اس سے کہ میں کچھ کلام کروں ایک عورت آئی اور مسجد کے دروازے پر ٹھہر گئی۔ اس کے پاس کھجوروں کا ایک طباق تھا جو کہ عمرؓ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ تو انہوں نے ایک کھجور اٹھائی اور کہا کہ اے علی یہ کھاؤ گے؟ میں نے کہا ہاں! تو اس کو میرے منھ میں ڈال دیا۔ پھر دوسری کھجور ہاتھ میں لے کر پہلے کی طرح مجھ سے پوچھا میں نے ہاں کہا (وہ بھی کھلا دی) پھر ان کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو دائیں اور بائیں موجود تھے تقسیم کر دیا لیکن میں ان سے یہ خواہش رکھتا تھا کہ وہ اور دیں تو فرمایا کہ میرے بھائی اگر آپ کی اس رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو (اس سے) زیادہ دیا ہوتا تو ہم بھی زیادہ دیدیتے تو میں نے تعجب کیا اور خیال کیا کہ جو کچھ میں نے گذشتہ رات دیکھا تھا اللہ نے اُن کو اس پر مطلع کر دیا تو میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے علی مومن دین کے نور سے دیکھتا ہے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین آپ نے سچ کہا میں نے ایسا ہی دیکھا تھا اور ایسا ہی طعام اور اس کی لذت میں نے آپ کے ہاتھ سے پائی جیسی کہ میں نے رسول اللہ

وجدت علمہ ولذتہ من ید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعن علی قال کنا نقول ان ملکا ینطق علی لسان عمر وعن ابن عمر انہ کان اذا ذکر عمر قال للہ بلاء عمر نعلم ما رأینہ یحرک شفتیہ لشیء قط الا کان وعنہ قال ما سمعت عمر یقول لشیء قط انی لاظنہ کذا الا کان کما یظن بینما عمر جالس اذ مر بہ رجل جمیل فقال لقد اخطأ ظنی او ان ہذا علے دینہ فی الجاہلیۃ او لقد کان کاہنہم علی بالرجل فدعی لہ فقال عمر لقد اخطأ ظنی او انک علے دینک فی الجاہلیۃ او لقد کنت کاہنہم فقال ما رأیت کالیوم استقبل بہ رجل مسلم فقال اعزم علیک الا ما اخبرتنی قال کنت کاہنہم فی الجاہلیۃ قال فما اعجب ما جاءتک بہ جنیتک قال بینما انا یوما فی السوق اذ جاءتنی اعرف فیہا الفزع فقالت عہ الم تر الجن وابلاسہا ویأسہا من بعد انکاسہا ولحوقہا بالقلاص واحلاسہا ؕ قال عمر صدق بینا انا نائم عند آلہتہم

صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پائی تھی) اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ایک فرشتہ عمرؓ کی زبان پر بولا کرتا ہے۔ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب وہ عمرؓ کا ذکر کرتے تو کہا کرتے کہ اللہ کی طرف سے تھی تربیت عمرؓ کی میں نے جب کبھی کسی بات کے بارے میں اُن کو لب ہلاتے دیکھا تو اسی طرح واقع ہوئی۔ اور ابن عمرؓ سے ایک روایت یوں ہے کہ میں نے جب کبھی عمرؓ کو یہ کہتے سُنا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس طرح ہوگا تو ہمیشہ وہی ہوا جو انہوں نے گمان کیا۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے سامنے ایک صاحب جمال شخص کا گذر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میرا ظن (یعنی وجدان) یقیناً ناقابل اعتماد ہے اگر دو باتوں میں سے ایک بات ثابت نہ ہو) یا تو یہ اپنے اسی دین پر ہے جس پر زمانہ جاہلیت تھا۔ یا یہ ان کا کاہن تھا۔ میرے پاس اس شخص کو لایا جائے تو اس کو بلایا گیا اس سے عمرؓ نے فرمایا کہ میرا ظن (یعنی وجدان) یقیناً غلط (یعنی ناقابل اعتماد) ہوگا اگر یہ بات نہ ہو کہ یا تو اپنے جاہلیت والے مذہب پر قائم ہے اور یا بزمانۂ جاہلیت ان کا کاہن تھا تو اس شخص نے کہا کہ میں نے (آج تک) نہیں دیکھا کہ کسی مسلمان شخص کا ایسے (دل آزار) کلام سے استقبال کیا جائے تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں تجھے حکم دیتا ہوں تجھے مجھ پر حال ظاہر کرنا ہی ہوگا تو اس نے کہا کہ میں جاہلیت کے زمانہ میں ان کا کاہن تھا۔ عمرؓ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ عجیب بات کیا تھی جو تیرا (مسخر) جن تیرے پاس لایا ہو اس نے کہا کہ میں ایک دن بازار میں تھا کہ وہ میرے پاس آیا میں اس میں گھبراہٹ محسوس کر رہا تھا اور اس نے کہا عہ الم تر الجن الخ (ترجمہ) کیا تجھے جن کی اور اس کے ناامید ہونے کی خبر نہیں اور اس کے گھبرانے

عہ چیخ سے مراد ابلیس ہے جسکو ناامیدی ہو گئی عالم ... کو شرک و گمراہی میں مبتلا رکھنے سے اور اس میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی جنات کو آسمان سے روک دیئے جانے اور شہاب ثاقب کے حملوں سے اور وحی الٰہی کے اللہ کے رسول پر نازل ہونے کو دیکھ لینے کے بعد۔ اونٹوں پر پالان باندھنا کنایہ ہے بھاگنے کے لئے آمادہ ہونے سے۔ یہ مراد نہیں کہ جنات اونٹوں پر سوار ہو کر بھاگنا چاہتے ہیں ۱۲ مترجم

اذ اتىٰ رجل بعجل فذبحه فصرخ به صارخٌ لم اسمع صارخًا قطّ اشدّ صوتًا منه يقول يا جليح امرٌ نجيح رجلٌ فصيح يقول لا اله الّا الله فوثب القوم قلتُ لا ابرحُ حتى اعلمَ ما وراءَ هذا ثم نادى يا جليح امرٌ نجيح رجلٌ فصيح يقول لا اله الا الله فقمتُ فما نشبنا ان قيل هذا نبيٌّ و عن عبدالله بن مسلمة قال دخلنا على عمر معشرَ وفدِ مذحج وكنتُ من اقربهم منه مجلسًا فجلس عمر ينظر الى الاشتر ويُصوّبُ فيه نظره ثم قال لي امنكم هذا فقلتُ نعم قال ما له قاتله الله وكفى الله امّة محمد صلّى الله عليه وسلم شرّه والله انى لاحسبُ منه للمسلمين يومًا عصيبًا قال فكان ذلك منه بعد عشرين سنةً وفي رواية عنه غيره ان عمر كان في المسجد ومعه ناسٌ اذ مرّ رجل فقيل له اتعرفُ هذا فقال قد بلغني انّ رجلًا آتاه الله عزوجل بظهر الغيبَ بظهور النبي صلى الله عليه وسلم اسمه سواد بن قارب وانى لم اَرهُ وان كان حيًّا فهو هذا وله في قومه شرفٌ وموضعٌ فدعا الرجلَ فقال له عمر انت سواد

اس کے دیکھنے کے بعد۔ اور سواری کے اونٹوں پر ان کے پالان کسنے کی (خبر نہیں) عمرؓ نے فرمایا ٹھیک ہے (مجھے بھی یہ پیش آیا تھا) اس دوران جبکہ میں ان کے بتوں کے قریب سو رہا تھا کہ ایک شخص (چڑھاوے کا) ایک بچھڑا لے کر آیا اور اس نے اس کو ذبح کیا تو ایک چیخنے والا لگتے زور سے چیخا کہ میں نے اتنی سخت آواز کے ساتھ کسی چیخنے والے کو نہیں سنا وہ یہ کہہ رہا تھا اے جلیح ایک نجات دلانے والی بات ہے (اس کو سن) ایک صاف صاف بیان کرنے والا شخص یہ کہہ رہا ہے لا الٰه الا اللّٰه (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) تو لوگ اچھل پڑے۔ میں نے سوچا کہ میں اس کا پس منظر معلوم کئے بغیر نہ رہوں گا۔ پھر اس نے آواز لگائی اے جلیح ایک نجات دلانے والی بات ہے ایک صاف صاف بیان کرنے والا شخص یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو میں اٹھ کھڑا ہوا اس کے بعد زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا کہ کہا گیا کہ یہ نبی ہے اور عبداللہ بن مسلمہ سے مروی ہے کہا کہ قبیلہ مذحج کے وفد کی جماعت میں ہم عمرؓ کے پاس پہنچے اور میں دوسرے لوگوں کی بہ نسبت ان سے قریب تر تھا تو عمرؓ بیٹھے بہت تکتے رہے اَشتَر کی طرف اور اپنی نظر کو اس پر جمائے رہے پھر مجھ سے کہا کہ کیا یہ شخص تم میں سے ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں؟ فرمایا کہ خدا اس کو ہلاک کرے اور خدا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر سے بچائے۔ خدا کی قسم کہ میں سمجھ رہا ہوں اس مصیبت ناک دن کو جو اس کی طرف سے مسلمانوں پر آئے گا۔ کہا (عبداللہ نے) کہ اسکی طرف سے یہ دن مسلمانوں پر بیس سال بعد آیا (عثمانؓ کو قتل کرنے کے سلسلہ میں) اور ایک روایت میں جو ابن عمر کے سوا دوسروں سے مروی ہے اس طرح ہے کہ عمر مسجد میں تھے اور ان کے ساتھ کچھ لوگ موجود تھے کہ ایک شخص آنکلا تو ان سے کہا گیا کیا آپ اس کو پہچانتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص ایسا ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی اللہ عزوجل نے غیب سے خبر پہنچائی اس کا نام سواد بن قارب ہے اور میں نے اس کو نہیں دیکھا، اگر وہ زندہ ہے

ابن قارب الذی اتاک اللہ تظہر الغیب بظہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانک فی قومک شریف ومنزلۃ فقال نعم یا امیر المومنین فقال فانت علی ما کنت علیہ من کہانتک فغضب الرجل غضبا شدیدا وقال یا امیر المومنین واللہ ما استقبلنی بہذا احد منذ اسلمت قال عمر سبحان اللہ ما کنا علیہ من الشرک اعظم مما کنت علیہ من کہانتک اخبرنی عما کان یاتیک بہ رئیک بظہور النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال نعم یا امیر المومنین بینا انا ذات لیلۃ بین النائم والیقظان اذ اتانی رئیی فضربنی برجلہ وقال قم یا سواد بن قارب وافہم ان کنت تفہم واعقل ان کنت تعقل قد بعث رسول من لؤی بن غالب یدعو الی اللہ والی عبادتہ ثم انشا یقول

عجبت للجن وتجساسہا ۔ وشدہا العیس باحلاسہا
تہوی الی مکۃ تبغی الہدی ۔ ما خیر الجن کانجاسہا
فارحل الی الصفوۃ من ہاشم ۔ واسم بعینیک الی راسہا

ثم اتانی فی لیلۃ ثانیۃ وثالثۃ یقول لی مثل قولہ الاول ووقع فی نفسی حب الاسلام

تو وہ یہی ہے اور وہ اپنی قوم میں بزرگ مرتبہ اور مقام پر ہے۔ پھر کسی نے اس کو بلایا تو اس سے عمر نے کہا کہ کیا سواد بن قارب تو ہی ہے تجھ ہی کو اللہ تعالیٰ نے یہ بات عطا فرمائی تھی کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے متعلق غیب کی خبر کو ظاہر کر رہا تھا اور اپنی قوم میں تو بزرگ مرتبہ اور خاص مقام رکھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں اے امیر المومنین۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تو جس کہانت پر پہلے تھا اب بھی ہے؟ تو وہ شخص سخت غصہ میں بھر گیا اور بولا کہ اے امیر المومنین واللہ میرے مقابل اگر جب سے اسلام لایا ہوں کسی نے ایسی بات نہیں کی۔ عمر نے فرمایا سبحان اللہ جس حالت یعنی شرک پر ہم تھے وہ تو اس سے کہیں زیادہ بڑی تھی جس پر کہ تو تھا یعنی کہانت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بارے میں تیرا مشتری جن جو خبر لاتا تھا اس کو مجھ سے بیان کر۔ تو اس نے کہا بہت اچھا اے امیر المومنین۔ ایک رات جب کہ میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا اچانک میرے پاس میرا جنی آیا اور اس نے میرے ایک ٹھوکر ماری اور کہا اے سواد بن قارب اٹھ اور سمجھ اگر تو سمجھ رکھتا ہے اور عقل سے غور کر اگر تو عقل رکھتا ہے۔ لؤی بن غالب کی اولاد میں رسول مبعوث ہو چکا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے ؎ عجبت للجن الخ (ترجمہ) مجھے تعجب ہوا جن پر اور اس کے کھوج لگانے پر۔ اور اونٹوں پر اس کے پالان باندھ لینے یعنی بھاگنے کی تیاری کرنے پر۔ (قوم جن) مکہ کی طرف ہدایت کی جستجو کرتی ہوئی جھک پڑی ہے۔ جنوں کے اچھے افراد ان کے گندے افراد کی طرح نہیں ہیں۔ تو بھی بنی ہاشم میں سے اس برگزیدہ شخص کی طرف کوچ کر اور اپنی دونوں آنکھوں کو اس کے سر کی طرف اٹھا (یعنی اس کی زیارت کا شرف حاصل کر) پھر وہ میرے پاس دوسری اور تیسری رات میں آیا اور پہلے کی طرح ان راتوں میں کلام

وغبت فیہ فلما اصبحت شددت علی راحلتی فرکبتہا و انطلقت متوجہا الی مکۃ فاخبرت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد ہاجر الی المدینۃ فقدمت المدینۃ فسالت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقیل لی فی المسجد فاتیت المسجد فعقلت ناقتی فقال لی ادن فلم یزل یدنینی حتی قمت بین یدیہ فقال ہات فقصصت علیہ القصۃ فاسلمت ففرح النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمقالتی و اصحابہ حتی رئی الفرح فی وجوہہم قال فوثب الیہ عمر و التزمہ قال لقد کنت احب ان اسمع ہذا الحدیث منک فاخبرنی عن رئیک ہل یاتیک الیوم قال اما منذ قرأت القرآن فلم یاتنی و نعم العوض کتاب اللہ ابو عمر قیس جابس ابن سعد الطائی رؤیاہ علی عمر فرای کان الشمس والقمر یقتتلان و مع کل واحد منہما کواکب فقال عمر مع ایہما کنت قال مع القمر قال لا تلی لی عملا ابدا اذ کنت مع الآیۃ الممحوۃ فقتل وہو مع معاویۃ بصفین ابو عمر عن سعید بن المسیب ان زید بن خارجۃ توفی زمن عثمان بن عفان فسجی بثوب ثم انہم سمعوا جلجلۃ

کرتا اور اشعار سنتا رہا تو میرے نفس میں اسلام کی محبت پیدا ہوگی اور میں اسکی طرف راغب ہوگیا۔ پھر جب صبح ہوگئی تو میں نے اپنی سواری پر سامان سفر باندھا اور سوار ہوگیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ پھر مجھے خبر دی گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کرچکے ہیں تو میں مدینہ پہنچ گیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ مسجد میں ہیں تو میں مسجد پہنچا۔ اور اپنی اونٹنی کو باندھا (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگیا) تو مجھ سے آپنے فرمایا کہ قریب آجاؤ۔ اور برابر آپ مجھے اپنے قریب بلاتے رہے یہاں تک کہ میں آپ کے سامنے قریب آ کھڑا ہوا۔ پھر فرمایا کہ اب کہو تو میں نے اپنا پورا قصہ آپ کو سنایا۔ پھر اسلام لے آیا تو میرے کلام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور آپ کے اصحاب بھی یہاں تک کہ فرحت ان کے چہروں پر دیکھی گئی (راوی نے) کہا کہ پھر عمرؓ دوڑ کر اس کو لپٹ گئے فرمایا کہ میں درحقیقت یہ چاہتا تھا کہ اس قصہ کو تیری زبان سے سنوں اچھا اب اپنے اس جن کا حال بتاؤ کیا وہ تمہارے پاس آج بھی آتا ہے کہا کہ جب سے میں نے قرآن کو پڑھنا شروع کیا وہ میرے پاس نہیں آتا اور سب سے بہتر بدلا اللہ کی کتاب ہے۔ ابو عمر۔ جابس بن سعد الطائی نے عمرؓ سے اپنے خواب کا قصہ بیان کیا اس نے دیکھا تھا کہ گویا سورج اور چاند آپس میں قتال کر رہے ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ بہت سے ستارے ہیں تو عمر نے کہا کہ تو ان دونوں میں سے کس کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا کہ چاند کے ساتھ تو عمرؓ نے کہا اب تو کبھی میری طرف سے عامل نہ بنے گا کیونکہ تو مٹائی ہوئی نشانی کے ساتھ تھا^{عہ} چنانچہ یہ شخص جنگ صفین میں معاویہ کا ساتھ دیتے ہوئے قتل ہوا۔ ابو عمر سعید بن المسیب سے کہ زید بن خارجہ (انصاری) کا عثمان بن عفانؓ کے زمانہ میں انتقال ہوا اور ان کو

عہ صفحہ ہذا کا حاشیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

في صدره ثم تكلم فقال احمد احمد في الكتاب الاول صدق صدق ابو بكر الصديق الضعيف في نفسه القوي في امر الله في الكتاب الاول صدق صدق عمر بن الخطاب القوي الامين في الكتاب الاول صدق صدق عثمان بن عفان على منهاجهم مضت اربع وبقيت سنتان اتت الفتنة واكل الشديد الضعيف وقامت الساعة و سياتيكم خبر بير اريس ثم هلك رجل من بني خطمة فسجي بثوب فسمعوا جلجلة في صدره ثم تكلم فقال ان اخا بني الحارث بن الخزرج صدق صدق ابو عمر ذكر بعمر امراة توفيت بالبيداء فجعل الناس يمرون عليها ولا يدفنونها حتى مر عليها كليب فدفنها فقال عمر اني لارجو لكليب بهذا خيرا زاد البيهقي فاصيب

کفن پہنایا گیا اس کے بعد لوگوں نے اس کے سینہ سے اول ایک جھنجھناہٹ سنی پھر وہ بولنے لگے تو انہوں نے کہا کہ احمد، احمد ہے پہلی کتاب (یعنی انجیل) میں سچا ہے، سچا ہے ابو بکر صدیق جو اپنے نفس میں ضعیف ہے اور قوی ہے اللہ کے کام میں (اسکی یہ صفت مذکور ہے) پہلی کتاب (یعنی انجیل) میں۔ سچا ہے سچا ہے عمر بن الخطاب جو کہ قوی امین ہے (اسکی یہ صفت مذکور ہے) پہلی کتاب (انجیل) میں۔ سچا ہے سچا ہے عثمان بن عفان جو اُن ہی کے طریقہ پر ہے چار سال گذر گئے اور دو باقی رہ گئے کہ فتنہ آئے گا اور طاقتور کمزور کو کھا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی اور عنقریب تمہارے پاس بیر اریس (اریس کے کنویں) کی خبر پہنچے گی اور بیر اریس کیا ہے پھر بنی خطمہ میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا اور کفن پہنا دیا گیا تو لوگوں نے اس کے سینہ سے جھنجھناہٹ محسوس کی پھر اس نے کلام کیا اور کہا کہ بنی الحارث بن الخزرج کا بھائی سچا ہے سچا ہے ابو عمر، عمر رضہ سے ایک عورت کا ذکر کیا گیا جو بیداء میں (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام مراد ہے) مرگئی تھی لوگ اس پر سے گذر رہے تھے اور دفن نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اس پر کلیب کا گذر ہوا اور انہوں نے اس کو دفن کیا (یہ قصہ سن کر) عمر رضہ نے فرمایا کہ اس (نیک عمل) کی وجہ سے بیشک میں کلیب کے لئے خیر کی اُمید کرتا ہوں بیہقی نے اس پر یہ اضافہ کیا کہ پھر

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) عہ تو آیت محوّہ (مٹائی ہوئی نشانی) اس بنا پر فرمایا کہ سورۂ اسراء میں یہ ارشاد ہے وجعلنا الیل والنہار آیتین فمحونا آیۃ الیل وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ الخ (۱۷: ۱۲) اور ہم نے رات کو اور دن کو دو نشانیاں بنایا سو رات کی نشانی کو (مٹا دیا یعنی) دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنایا الخ۔ چاند چونکہ آیت الیل یعنی رات کی نشانی میں سے ہے جو مٹائی جاتی ہے اس لئے اس کو آیت محوّہ فرمایا۔ اور اسکو معزول اس لئے کر دیا کہ خواب حقیقت آئینہ دار ہوتا ہے خواب دیکھنے والے کی جبلی صفات کا، ایک صاحب بصیرت معبر خواب کو سُنکر خواب دیکھنے والے کا مزاج اور اس کی افتادِ طبع کا اندازہ کر سکتا ہے۔ عمر رضہ نے خواب سُنکر حابس کی افتادِ طبع کا اندازہ کر لیا کہ یہ شخص عقل کی روشنی نہیں رکھتا، حق کا ساتھ دینے والا نہیں اور حق پرست اور فہیم لوگوں کو ہی منصب عدالت پر رکھتے تھے اس لئے اس کو معزول کر دیا ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ عہ اس کنویں میں حضرت عثمان رضہ کی انگلی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی نکل کر گر گئی تھی جو نہ مل سکی اس کے بعد سے زوال شروع ہو گیا تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ۔

حین اُصیب عمر- ابو عمر النعمان بن مقرن قدم المدینۃ من عند سعد[عه] بفتح القادسیۃ و ورد علی عمر اجتماع اہل اصبہان وہمدان والری وآذربیجان ونہاوند فاقلقہ و شاور اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ علی بن ابی طالب ابعث الی اہل الکوفۃ فیسیر ثلثاہم ویبقی ثلثہم علی ذراریہم وابعث الی اہل البصرۃ قال فمن استعمل علیہم اشر علی فقال انت افضلنا رأیا واعلمنا فقال لاستعملن علیہم رجلا یکون لہا فخرج الی المسجد فوجد النعمان بن مقرن یصلی فسرحہ وامرہ وکتب الی اہل الکوفۃ بذلک وقد روی انہ قال ان قتل نعمان فحذیفۃ وان قتل حذیفۃ فجریر ففتح اللہ علیہ اصبہان فلما اتی نہاوند کان اول صریع واخذ الرایۃ حذیفۃ ففتح اللہ علیہم فلما جاء نعیہ خرج عمر ینعاہ الی الناس علی المنبر ووضع یدہ علی راسہ یبکی- ابو عمر کان ربیعۃ بن خلف قد رأی رؤیا فقصہا علی عمر فقال رأیت کانی فی واد معشب

کلیب کو بھی اسی وقت مجروح کیا گیا جب عمرؓ مجروح کئے گئے تھے- ابو عمرؒ سعد کے پاس سے فتح قادسیہ کی خبر لے کر نعمان بن مقرن مدینہ پہنچے اور اسی وقت عمرؓ کے پاس اہل اصفہان اور ہمدان اور رے اور آذربائیجان اور نہاوند کے اجتماع کی اطلاع پہنچی جس نے آپ کو پریشان کر دیا آپ نے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو علی ابن ابی طالب نے کہا کہ اہل کوفہ کے پاس حکم بھیجئے کہ ان میں کے دو تہائی روانہ ہو جائیں اور ایک تہائی بچوں کی حفاظت کے لئے ٹھہریں- اور ایسا ہی حکم اہل بصرہ کے پاس بھیجئے- عمرؓ نے کہا کہ مجھے یہ مشورہ بھی دو کہ ان پر کس کو امیر بناؤں؟ تو علی رضؓ نے کہا کہ رائے کے اعتبار سے آپ ہم سے بڑھے ہوئے اور سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جو اس امارت کا اہل ہو امیر بنانے کی پوری کوشش کروں گا تو آپ نکل کر مسجد کی طرف گئے اور نعمان بن مقرن کو نماز پڑھتے ہوئے پایا پھر آپ نے ان ہی کو روانہ کیا اور امیر بنایا اور اہل کوفہ کو وہی حکم (جس کی رائے علی نے دی تھی) بھیجا اور مروی ہے کہ انہوں نے یہ فرما دیا تھا کہ اگر نعمان بن مقرن قتل ہو جائیں تو حذیفہ امیر ہیں اور اگر حذیفہ قتل ہو جائیں تو جریر امیر ہیں- پھر اللہ تعالیٰ نے نعمان کے ہاتھ پر اصفہان فتح کرا دیا- جب وہ نہاوند پہنچے (اور جنگ شروع ہوئی) تو سب سے پہلے وہی مارے گئے اور جھنڈا حذیفہ نے سنبھال لیا اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی پھر جب نعمان بن مقرن کی موت کی خبر پہنچی تو عمر نکل کر مسجد پہنچے اور منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو اسکی موت کی خبر اس طرح دے رہے تھے کہ اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر روتے جاتے تھے- ابو عمرؒ ربیعہ بن اُمیہ بن خلف نے ایک خواب دیکھا اور

عه اس زمانہ میں سعدؓ ابن ابی وقاص کو عساکر کی امامت سے معزول کرکے آپ مدینہ بلا چکے تھے اسی کو سن کر یزدجرد نے اصفہان و ہمدان ورے وغیرہ کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر تیار کرکے اہل اسلام پر حملہ کی تیاری کر لی تھی- اس لئے اب بجائے سعد کے نعمان بن مقرن کو امیر لشکر بنایا ۱۲ اشتیاق احمد

ثم خرجت منه الى واد مجدب ثم انتبهت
وانا في الوادي المجدب فقال عمر تؤمن ثم تكفر
ثم تموت وانت كافر فقال ما رأيت شيئا
فقال عمر قُضي لك كما قُضي لصاحبي يوسف
قالا ما رأينا شيئا فقال يوسف قُضِيَ الْاَمْرُ
الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِيَانِ ثم انه شرب خمرا فضربه
عمر الحد ونفاه الى خيبر فلحق بارض الروم
فتنصر. ابو عمر عن عوف بن مالك الاشجعي
انه رأى في المنام كأن الناس جمعوا فاذا
فيهم رجل فرعهم فهو فوقهم بثلث اذرع
قال فقلت من هذا قالوا عمر قلت لم قالوا
لان فيه ثلث خصال لانه لا يخاف في الله
لومة لائم وانه خليفة مستخلف وشهيد
مستشهد قال فاتى ابا بكر فقصها عليه
فارسل الى عمر فدعاه ليبشره قال فجاء
عمر فقال لي ابو بكر اقصص رؤياك قال فلما
بلغت خليفة مستخلف زبرني عمر وكهرني
وقال اسكت تقول هذا وابو بكر حي فلما
كان بعد وولي عمر مررت بالشام وهو على
المنبر قال فدعاني وقال اقصص رؤياك
فقصصتها فلما قلت انه لا يخاف في الله
لومة لائم قال اني لارجو ان يجعلني الله

اور اس کو عمرؓ سے بیان کیا، کہا کہ میں ایک ایسی وادی میں ہوں، جو سرسبز
ہے۔ پھر میں اس سے نکل کر ایسی وادی میں پہنچ گیا جو قحط زدہ (خشک) ہے
پھر میں بیدار ہوگیا اس حال میں کہ اس خشک وادی میں تھا۔ تو عمرؓ نے کہا
کہ تو ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائے گا اور تیری موت کفر کی حالت میں ہی
آئے گی تو اس نے کہا کہ میں نے تو (فرضی خیال کا ذکر کیا تھا) کچھ بھی خواب نہ
دیکھا تھا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تیرے لئے مقدر ہوچکا جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے دو ساتھی
قیدیوں کے بارے میں مقدر ہوچکا تھا۔ انہوں نے یہی کہا تھا کہ ہم نے کچھ نہیں
دیکھا تھا تو یوسف نے فرمایا تھا قُضِيَ الْاَمْرُ الخ (۱۲: ۴۱) جس بارے میں
تم پوچھتے تھے اور اسی طرح مقدر ہوچکا" پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ) اس نے شراب
پی تو اس پر عمرؓ نے حد لگائی اور اس کو خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا۔ یہ سرزمین روم
میں پہنچ کر عیسائی ہوگیا۔ ابو عمر عوف بن مالک الاشجعی سے اس نے خواب میں دیکھا
کہ گویا لوگ جمع ہوتے اچانک ان میں ایک شخص ان سب سے اونچا ہوا تو وہ ان سے تین
ہاتھ بلند ہوگیا کہا کہ اس کے بعد میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ عمر بن
الخطاب ہے۔ میں نے کہا کہ کیا سبب ہے (کہ تین ہاتھ اونچا ہوگیا) لوگوں نے کہا کہ
اس لئے کہ اس میں تین خوبیاں ہیں کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنیوالے کی
ملامت سے نہیں ڈرتا اور یہ کہ وہ خلیفہ ہے خلیفہ بنایا جانیوالا ہے اور شہید ہے شہادت طلب
کرنیوالا ہے کہا کہ پھر انہوں نے ابوبکرؓ کے پاس جاکر ان سے یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے
عمر کو بلایا اور عوف بن مالک کو بلایا تاکہ وہ ان کو یہ بشارت سنائیں۔ کہا کہ پھر عمرؓ آگئے
اور مجھ سے ابوبکرؓ نے کہا کہ اپنا خواب بیان کر۔ کہا کہ جب میں اس بات پر پہنچا کہ وہ خلیفہ ہے
خلیفہ بنایا جانیوالا ہے تو عمرؓ نے مجھے جھڑکا اور روکا اور کہا کہ چپ ہو تو یہ کہتا ہے حالانکہ
ابوبکرؓ زندہ ہیں پھر جب بعد کا زمانہ آیا اور عمرؓ خلیفہ بن چکے اور میرا گذر شام میں ہوا
اور عمرؓ منبر پر تھے تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ اپنا وہ خواب بیان کر تو میں نے سنایا

۱؎ اس سے واضح ہو رہا ہے کہ قلب کے بہت سے واردات بھی بیداری کے خواب ہوتے ہیں اور ان کی تعبیر بھی رؤیائے خواب کی طرح دی جاسکتی ہے ۱۲
اشتیاق احمد عفی عنہ

منهم فلما قلت خليفة مستخلف قال
فقد استخلفني الله فسل الله ان يعينني على ما
ولاني فلما ان ذكرت شهيد مستشهد
قال انّى لي بالشهادة وانا بين اظهركم
تغزون ولا اغزو ثم قال بلى يأتي الله بها
ان شاء يأتي الله بها ان شاء ابو عمر
عن عرفجة الاشجعي قال صلى الله عليه وسلم
الفجر ثم جلس فقال وُزن اصحابي الليلة وُزن
ابوبكر فوزن ثم وُزن عمر فوزن ثم وُزن
عثمان فخفّ وهو رجل صالح مالك عن
يحيى بن سعيد بن المسيب انه سمعه يقول
لما صدر عمر بن الخطاب من منى اناخ
بالابطح ثم كوّم كومة ثم طرح عليها رداءه
واستلقى ثم مد يديه الى السماء فقال
اللهم كبرت سني وضعفت قوتي وانتشرت
رعيتي فاقبضني اليك غير مضيع ولا مفرط
ثم قدم المدينة في عقب ذي الحجة
فخطب الناس ثم قال ايها الناس قد
سننت لكم السنن وفرضت لكم الفرائض
وتركتم على الواضحة الا ان تضلوا بالناس
يمينا وشمالا وضرب باحدى يديه على
الاخرى ثم قال اياكم ان تهلكوا عن آية

شروع کیا جب میں نے کہا کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنیوالے سے نہیں ڈرتا تو کہا کہ بیشک میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ان لوگوں میں سے بنا دیگا پھر جب میں نے کہا کہ وہ خلیفہ ہے خلیفہ بنایا جانے والا ہے۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خلیفہ بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ اس کام میں میری مدد کرے جس کو میری ذمہ داری میں دیا ہے پھر جب میں نے شہید اور شہادت کرنیوالا بیان کیا تو فرمایا کہ میرے لئے شہادت کا موقع کہاں ہے میں تمہارے پیچھے رہتا ہوں تم لوگ جہاد کرتے ہو اور میں جہاد نہیں کرتا۔ پھر فرمایا کہ اللہ چاہے تو شہادت کا موقع لے آئے۔ اللہ چاہے تو شہادت کا موقع لے آئے۔ ابو عمر۔ عرفجہ اشجعی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی پھر بیٹھے اور فرمایا کہ آج رات میرے اصحاب کو تولا گیا۔ ابوبکر کو تولا گیا تو وہ بھاری نکلے پھر عمر کو تولا گیا تو وہ بھاری نکلے۔ پھر عثمان کو تولا گیا تو وہ ہلکے نکلے اور وہ نیک مرد ہے۔ مالک یحییٰ بن سعید المسیب سے کہ انہوں نے ان سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ جب عمر بن خطاب منیٰ سے واپس ہوتے تو انہوں نے اپنے اونٹ کو ابطح میں بٹھایا پھر ریگ کا ایک تودہ جمع کیا اور اس کے اوپر اپنی چادر بچھائی اور لیٹ گئے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ ان کو آسمان کی طرف پھیلا کر دعا کی یا اللہ میری عمر زیادہ ہوگئی اور میری قوت ضعیف ہوگئی اور میری رعیت پھیل گئی تو آپ مجھے اس حال میں موت دیجئے کہ میں ضائع شدہ ہوں اور نہ نقصان زدہ[عہ] پھر ذی الحجہ کے آخر میں مدینہ میں تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو تم پر سنتیں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے) واضح کئے جا چکے اور تم پر فرائض مقرر کئے جا چکے ہیں اور تم صاف سیدھے راستہ پر چھوڑ دیا گیا ہے الا یہ کہ تم خود لوگوں کو بھٹکانے لگو (سیدھی راہ چھوڑ کر) داہنی اور بائیں طرف اور آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا۔ پھر فرمایا کہ خبردار تم ہلاک نہ ہو جانا آیت رجم (کے انکار) سے کوئی کہنے والا یہ کہنے

عہ یعنی میں ضعف قوت سے اس حد تک نہ پہنچ سکوں کہ فرائض خلافت کو ضائع کر بیٹھوں یا ان میں کوتاہی کرنے لگوں۔ اس حال کے آنے سے پہلے ہی مجھے دنیا سے اٹھا لیجئے۔ ۱۲

الرجم ان يقول قائل انا لا نجد حدين في كتاب الله فقد رجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجمنا والذي نفسي بيده لولا ان يقول الناس زاد عمر بن الخطاب في كتاب الله لكتبتها الشيخ والشيخة اذا زنيا فارجموهما البتة فانا قد قرأناها قال يحيى بن سعيد فقال سعيد بن المسيب فلما انسلخ ذو الحجة حتى قتل عمر بن الخطاب رحمه الله تعالى مسلم عن معدان بن ابی طلحة ان عمر بن الخطاب خطب يوم الجمعة فذكر نبی الله صلى الله عليه وسلم وذكر ابا بكر قال انی رأيت كان ديكا نقرنی ثلاث نقرات وانی لا أراه الا حضور اجلی وان اقواما يأمرونني ان استخلف وان الله عز وجل لم يكن ليضيع دينه ولا خلافته ولا الذی بعث به نبيه صلى الله عليه وسلم فان عجل بی امر فالخلافة شورى بين هؤلاء الستة الذين توفی رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو عنهم راض وانی قد علمت ان اقواما

لگے کہ ہم کتاب اللہ میں دو حد[1] نہیں پاتے۔ تو سمجھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی کیا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ یہ کہیں گے کہ عمر نے کتاب میں اضافہ کر دیا تو میں ضرور لکھ دیتا اس آیت کو اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا (بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جب زنا کریں تو ان دونوں کو سنگسار کر دو) کیونکہ ہم نے اس کی قراءت کی ہے یحیٰی بن سعید نے کہا کہ پھر سعید بن المسیب نے کہا کہ ذی الحجہ ختم نہ ہونے پایا کہ عمر بن الخطاب قتل کر دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے۔ مسلم۔ معدان بن ابی طلحہ سے کہ عمر بن الخطاب نے یوم جمعہ کا خطبہ دیا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور ابو بکرؓ کا ذکر کیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا ایک مرغ نے میرے تین ٹھونگیں ماریں اور میں اس کی تعبیر اپنی موت کے قریب ہونے کے سوا اور کچھ نہیں سمجھا اور بہت قوموں کے لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں کسی کو خلیفہ متعین کر دوں اور اللہ عزوجل ایسا نہیں ہے کہ اپنے دین کو اور اپنی خلافت کو ضائع کر دے اور نہ اس چیز کو (ضائع ہونے دے گا) جس کے ساتھ اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا ہے تو اگر مجھ پر حکم الٰہی جلدی نافذ کر دیا جائے (یعنی موت جلد آجائے) تو خلافت ان چھ حضرات کے مشورے سے طے کی جائے جو ایسے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے وفات کے وقت تک خوش رہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس امر (نصب خلافت) میں فتنہ انگیزی کرنے لگیں گے (یعنی منافقین) میں نے اسلام پر اُن کو اپنے اس ہاتھ سے پٹیا ہے (میں

[1] یعنی جلد تو موجود ہے آیت الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما الخ (۲:۲۴) میں اور رجم کہیں منہیں ہے ۱۲ [2] عام لوگوں کی بجائے صرف چھ اصحاب کو متعین کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ لوگوں کی طبائع کا میلان فساد کی طرف زیادہ ہے ۱۲

يطعنون في هذا الامر انا ضربتهم بيدي
هذه على الاسلام فان فعلوا ذلك فاولئك
اعداء الله الكفرة الضلال الحديث ابو عمر
اصاب الناس قحط في زمن عمر فجاء رجل
الى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فقال
يا رسول الله استسق لامتك فانهم
قد هلكوا قال فاتاه رسول الله صلى الله
عليه وسلم في المنام فقال ائت عمر فمره
ان يستسقي للناس فانهم سيسقون
وقل له عليك بالكيس الكيس فاتى الرجل
عمر فاخبره فبكى عمر وقال يا رب ما آلو الا
ما عجزت عنه ابو عمر مسعود بن اسود البلوي
استأذن عمر في الغزو الى افريقية
فقال عمر افريقية غادرة مغدور بها
ابو عمر في قصة ضرب عمر قدامة بن مظعون
حد الشرب فغاضب عمر قدامة وهجره فحج
عمر وقدامة معه مغاضبا له فلما قفلا من
حجهما ونزل عمر بالسقيا نام فلما استيقظ
من نومه قال عجلوا علي بقدامة فوالله
لقد اتاني آت في منامي فقال سالم
قدامة فانه اخوك فعجلوا علي به فلما اتوه
ابى ان يأتي فامر به عمر ان ابى ان يجروه

ان کو بچاتا ہوں، پھر بھی اگر انہوں نے وہی (فتنہ انگیزی) کی تو (تم ہوشیار رہنا) یہ لوگ اللہ کے دشمن اور کافر وگمراہ ہیں (اگرچہ ظاہر مسلمان بنے ہوتے ہیں) آخر حدیث تک۔ ابو عمر، عمر بن الخطاب کے زمانہ میں لوگوں پر قحط آپڑا تو ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ اپنی امت کے لئے بارش کی دعاء کیجئے کہ لوگ ہلاک ہوگئے۔ کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خواب میں آکر یہ فرمایا کہ عمر رضؓ کے پاس جاؤ اور ان کو یہ امر کرو کہ وہ لوگوں کے لئے بارش کی دعا کرے تو ان پر بارش نازل کی جائے گی اور اس سے یہ بھی کہہ دینا کہ تجھ کو لازم ہے عاقل (کو منتخب کرنا)، پھر وہ شخص عمر رضؓ کے پاس پہنچا اور ان کو اطلاع دی تو عمر رضؓ رونے لگے اور بولے کہ اے پروردگار میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا مگر جس بات سے عاجز ہو جاؤں۔ ابو عمر، مسعود بن اسود البلوی سے کہ افریقی ملکوں کی طرف جہاد کرنے کے لئے عمر رضؓ سے اجازت طلب کی تو عمر رضؓ نے فرمایا کہ (یہ یاد رکھو کہ) افریقی ملک دھوکہ دینے والے اور دھوکہ کھانے والے ہیں، ابو عمر، شراب پینے کی حد کے سلسلہ میں قدامہ بن مظعون کو عمر کے مارنے اور ان کا عمر رضؓ سے قطع تعلق کرنے کا قصہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ پھر عمر رضؓ نے حج کیا اور قدامہ بھی ان کے ہمراہ ہی تھے ان سے ناراضگی کے ساتھ جب کہ دونوں حج کرکے واپس ہوئے اور عمر رضؓ سقیا[1] میں اترے تو سوگئے پھر جب نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا کہ قدامہ کو جلد لاؤ کیونکہ بخدا میرے پاس خواب میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ قدامہ سے صلح کرو وہ تمہارا بھائی ہے تو جلد اس کو میرے پاس لاؤ تو جب لوگ قدامہ کے پاس پہنچے تو انہوں

[1] سقیا ایک مقام کا نام ہے۔

الیہ فلقہ عمر واستغفر لہ فکان ذلک اول
صلحہا ابو عمرو سماک بن مخرمۃ وسماک بن
عبد العبسی وسماک بن خرشۃ الانصاری
قدم ہؤلاء الثلثۃ علی عمر فی وفود اہل
الکوفۃ بالاخماس فاستنسبہم فانتسبوا لہ
سماک وسماک وسماک فقال بارک اللہ فیکم
اللہم اسمک بہم الاسلام وایّد بہم
فہؤلاء الثلثۃ اول من ولی مسالح من
ارض ہمدان وارض الدیلم ابو عمرو سہیل
بن عمرو یوم بدر کافرا وکان خطیب قریش
فقال عمر یارسول اللہ انتزع ثنیتیہ فلا
یقوم علیک خطیبا ابدا فقال دعہ فعسی
ان یقوم مقاما تحمدہ فلما ماج الناس
بمکۃ عند وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وارتد من ارتد من العرب قام
سہیل بن عمرو خطیبا فقال واللہ انی
اعلم ان ہذا الدین سیمتد امتداد الشمس
فی طلوعہا الی غروبہا فلا یغرنکم
ہذا من انفسکم یعنی ابا سفیان فانہ
لیعلم من ہذا الامر ما اعلم ولکنہ
قد جثم علی صدرہ حسد بنی ہاشم واتی
فی خطبتہ بمثل ما جاء بہ ابو بکر الصدیق

نے آنے سے انکار کر دیا۔ پھر ان کے بارے میں عمرؓ نے حکم دیا کہ اگر
اس نے انکار کر دیا ہے تو کھینچ کر لاؤ جب وہ آگئے تو عمرؓ نے ان سے
گفتگو کی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ یہ پہلا موقع تھا دونوں کی
صلح کا ابو عمرو، سماک بن مخرمہ اور سماک بن عبد العبسی اور سماک بن خرشہ
انصاری یہ تینوں اہل کوفہ کی چوتھائی کے وفود میں شامل ہو کر عمرؓ کے پاس
آئے تو انہوں نے ان کا نسب دریافت کیا تو لوگوں نے آپ کو ان کا نسب
بتایا کہ یہ سماک بن فلاں ہے اور یہ سماک بن فلاں ہے اور یہ سماک بن فلاں ہے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
تم میں برکت کرے۔ اے اللہ ان کے ذریعہ سے اسلام کو اونچا کر اور ان کی مدد
کرنا۔ تو یہ تینوں سماک وہ پہلے شخص ہیں جو سرزمین ہمدان و سرزمین دیلم میں
سرحدی مورچوں[عہ] کے نگہبان مقرر کئے گئے تھے۔ ابو عمرو سہیل بن عمرو یوم بدر
میں کافر ہونے کی حالت میں قید ہوا اور یہ شخص قریش کا خطیب تھا۔ تو
عمرؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ اس کے سامنے کے دانت کھینچ لیجئے تاکہ یہ آپ
کے مقابلہ پر خطیب بن کر کبھی نہ کھڑا ہو سکے۔ تو فرمایا کہ اس کو چھوڑ امید
ہے کہ یہ ایسے مقام پر کھڑا ہو گا کہ تو اس کی تعریف کرے گا پھر جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مکہ میں لوگ مضطرب ہوتے اور
عرب میں سے جن لوگوں کو مرتد ہونا تھا وہ مرتد ہو گئے تو سہیل بن عمرو
خطیب کی حیثیت سے کھڑا ہوا اور اس نے بیان کیا کہ خدا کی قسم میں جانتا
ہوں کہ یہ دین عنقریب پھیلے گا سورج کی روشنی کی طرح طلوع سے
غروب تک تو تم کو دھوکہ میں نہ ڈالے یہ شخص جو تمہارے آپس میں سے
ہے وہ ابو سفیان کو مراد لے رہا تھا۔ اور اس امر کے بارے میں یہ علم وہ بھی
رکھتا ہے جو میں رکھتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ اس کے سینہ پر بنی ہاشم کا
حسد جم گیا ہے اور وہ اپنے خطبہ میں وہ مضامین لایا جو ابو بکر صدیق

عہ مسالح جمع ہے مسلحہ کی یعنی وہ لوگ جو مورچہ یا ناکے پر رہ کر دشمن کی خبر رکھتے ہیں اور دشمن کے آتے ہی اپنے لوگوں کو مطلع کرتے ہیں تاکہ وہ (ذرا مسلح ہو کر) مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں ۱۲ لغات الحدیث۔

بالمدینۃ فکان ذلک معنی قولہ صلی اللہ علیہ
وسلم لعمر ابو عمر جاء الحارث بن ہشام و
سہیل بن عمرو الی عمر فجلسا وہو بینہما فجعل
المہاجرون الاولون یأتون عمر فیقول ہہنا
یا سہیل ہہنا یا حارث ینحیہما فجعل الانصار
یاتون فینحیہما عنہ کذلک حتی صارا فی
آخر الناس فلما خرجا من عند عمر قال الحارث
لسہیل الم تر ما صنع بنا فقال لہ سہیل انہ
الرجل لا لوم علیہ ینبغی ان نرجع باللوم
علی انفسنا دعی القوم فاسرعوا و دعینا
فابطأنا فلما قام الناس من عند عمر اتیاہ
فقالا لہ یا امیر المومنین قد رأینا ما فعلت
بنا الیوم و علمنا انا اتینا من قبل انفسنا
فہل من شیء نستدرک بہ ما فاتنا من
الفضل فقال لا اعلمہ الا ہذا الوجہ واشار
لہما الی ثغر الروم فخرجا الی الشام
فماتا بہا فلم یبق من ولد سہیل الا ابنۃ
لہ ترکہا بالمدینۃ فاختۃ بنت عتبۃ
بن سہیل فقدم بہا علی عمر فزوجہا من
عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام وقال
زوجوا الشرید الشریدۃ ففعلوا فنشر اللہ

مدینہ میں لاتے تھے، تو یہ معنی تھے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے معنی
ابو عمر، حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو حضرت عمرؓ کے پاس آکر بیٹھے
اور وہ ان دونوں کے درمیان تھے پھر مہاجرین اول نے عمرؓ کے پاس
آنا شروع کیا تو عمرؓ کہتے رہے کہ یہاں بیٹھ لے سہیل اور یہاں بیٹھ
لے حارث، ان دونوں کو ہٹاتے رہے، پھر انصار نے آنا شروع کیا تو
پھر ان دونوں کو اپنے سے دور ہٹایا اسی طرح سے۔ یہاں تک کہ یہ دونوں
لوگوں کے آخر میں پہنچ گئے۔ پھر جب یہ دونوں عمرؓ کے پاس سے نکلے
تو حارث نے سہیل سے کہا کیا تو نے دیکھا کہ عمرؓ نے ہمارے ساتھ کیا کیا تو
اس سے سہیل نے کہا کہ وہ ایسا شخص ہے کہ اس کو ملامت نہیں کی جاسکتی
مناسب یہ ہے کہ ہم خود اپنے نفسوں کو ملامت کریں، قوم کو دعوت دی گئی
تو انہوں نے (قبول کرنے میں) سرعت کی اور ہم کو دعوت دی گئی تو ہم نے
دیر کردی۔ پھر جب کہ سب لوگ عمرؓ کے پاس سے اٹھ گئے تو یہ دونوں
ان کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ اے امیر المومنین جو کچھ آپ نے آج
ہمارے ساتھ کیا ہم نے اس پر غور کیا اور سمجھ لیا کہ یہ (ذلت) ہم خود ہی اپنے
اوپر لاتے ہیں تو کیا کوئی ایسی چیز (یعنی تدبیر) ہے کہ جس سے ہم پھر اپنی
فضیلت میں سے وہ حصہ پاسکیں جس کو ہم کھو چکے ہیں تو فرمایا کہ میں اس
کو نہیں جانتا بجز اس صورت کے اور ان کے سامنے روم کی سرحد
کی طرف اشارہ کیا تو وہ دونوں شام کی طرف نکل گئے اور وہیں ان کا
انتقال ہوا۔ تو سہیل کی اولاد میں سے کوئی باقی نہ رہا بجز اس کی ایک
لڑکی فاختہ بنت عتبہ بن سہیل کے، اس کو عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا
تو آپ نے عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام سے اسکا نکاح کرادیا اور فرمایا کہ شریدہ عـہ کو شرید کے ساتھ

عـہ شرید اس کھانے کو کہتے ہیں جو روٹی کو شوربے میں چور کر بنایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ما احب الی من الثرید وبارک اللہ لامتی فی الثرید والثریدۃ" یعنی ثرید سے زیادہ پسند مجھے کوئی کھانا نہیں ہے اللہ میری امت کو اس میں برکت دے حضرت عمرؓ کا ان کو شرید اور شریدہ کہنا برکت کے لیے تھا، چنانچہ اس کا ظہور ہوگیا۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

منہا عددا کثیرا۔ فی الصواعق اخرج ابن
عساکر عن طارق بن شہاب قال ان کان
الرجل لیحدث عمر بالحدیث فیکذبہ الکذبۃ
فیقول احبس ہذہ ثم یحدث بالحدیث
فیقول لہ احبس ہذہ فیقول لہ کلما حدثتک
حق الا ما امرتنی ان احبسہ واخرج
ایضا عن الحسن قال ان کان احد یعرف
الکذب اذا حدث بہ انہ کذب فہو عمر
ابن الخطاب واخرج البیہقی فی الدلائل
عن ابی عذبۃ الحمصی قال اخبر عمر ان اہل
العراق قد حصبوا امیرہم فخرج غضبان
فصلی فسہا فی صلوتہ فلما سلم قال
اللہم قد لبسوا علی فالبس علیہم
وعجل علیہم بالغلام الثقفی یحکم فیہم
بحکم الجاہلیۃ لا یقبل من محسنہم و
لا یتجاوز عن مسیئہم قال ابن لہیعۃ
وما ولد الحجاج یومئذ وانکشف فخذہ
فرأی بہ اہل نجران علامۃ سوداء فقالوا
ہذا الذی نجد فی کتابنا انہ یخرجنا من
ارضنا وقال لہ کعب الاحبار انا لنجدک
فی کتاب اللہ علی باب من ابواب جہنم
تمنع الناس ان یقعوا فیہا فاذا مت
لم یزالوا یقتحمون فیہا الی یوم القیامۃ

بیاہ دو۔ ان کا نکاح ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے بہت اولاد پھیلائی
صواعق میں ہے کہ ابن عساکر نے طارق بن شہاب سے روایت کیا ہے کہ
ایک شخص عمرؓ سے کوئی حدیث بیان کرتا اور اس میں کوئی جھوٹ شامل
کر دیتا تو آپ فرماتے کہ اس کو بند کر (یعنی یہ نہ کہہ) پھر وہ کوئی حدیث
بیان کرتا اور کوئی غلط بات بڑھا دیتا تو آپ اس سے فرماتے کہ اس کو
بند کر۔ پھر وہ شخص آپ سے کہتا کہ جو کچھ میں نے آپ سے حدیث بیان
کی تھی وہ سب صحیح تھی سوائے اس حصہ کے جس پر آپ نے مجھے حکم
دیا کہ اس کو بند کر اور ایسی روایت حسن سے اخذ کی ہے کہ انہوں نے
کہا کہ اگر کوئی ایسا تھا کہ جھوٹ کو پہچان جاتے جب بھی اس کے سامنے
بیان کیا جاتے تو وہ عمر بن الخطاب تھے۔ اور بیہقی نے دلائل میں روایت
کیا ابو عذبہ حمصی سے کہا کہ عمرؓ کو خبر پہنچی کہ اہل عراق نے ان کے امیر
پر ڈھیلے پھینکے ہیں تو آپ غصہ میں نکلے پھر نماز پڑھی مگر نماز میں آپ
سے سہو ہو گیا پھر آپ نے سلام پھیرا تو دعا کی کہ یا اللہ ان لوگوں
(اہل عراق) نے مجھے شبہ میں ڈالا آپ ان کو پریشان کیجئے اور جلد
ان پر ثقفی غلام کو مسلط کیجئے جو ان پر جاہلیت کی حکومت کی طرح حکومت
کرے اچھا کام کرنے والوں کا کام قبول نہ کرے اور برا کام کرنیوالے
کو معاف نہ کرے۔ ابن لہیعہ نے کہا کہ اس دن تک حجاج پیدا نہیں
ہوا تھا۔ اور ایک مرتبہ آپ کی ران کھل گئی تو اس پر نجران والوں نے ایک
سیاہ نشان دیکھا تو کہا کہ یہ وہ علامت ہے جس کو ہم اپنی کتاب میں پاتے
ہیں کہ وہ ہم کو ہماری سرزمین سے نکالے گا۔ اور آپ سے کعب احبار نے کہا
کہ ہم آپ (کے ذکر) کو کتاب اللہ (توریت) میں پاتے ہیں کہ جہنم کے دروازوں
میں سے آپ ایک دروازے پر لوگوں کو روک رہے ہونگے اس میں گرنے
سے۔ پھر جب وہ مر جائیں گے (یعنی آپ) تو قیامت کے دن تک لوگ

فی کتاب طبقات الشافعیۃ للشیخ عبدالوہاب
السبکی نقلاً عن امام الحرمین فی کتاب الشامل
ان الارض زلزلت فی زمن عمر رضی اللہ عنہ
فحمد اللہ و اثنیٰ علیہ والارض ترتجّ ثم
ضربہا بالدرۃ وقال اقرّی الم اعدل
علیک فاستقرت من وقتہا وفیہ ایضاً
ان نارا کانت تخرج من کہف فی جبل
فتحرق ما اصابت فخرجت فی زمن عمر فامر
ابا موسیٰ او تمیما الداری ان یدخلہا الکہف
فجعل یدفعہا بردائہ حتی ادخلہا فی الکہف
فلم تخرج بعد وفیہ ایضاً انہ عرض جیشا یبعثہ
الی الشام فعرضت طائفۃ فاعرض عنہم
ثم عرضت فاعرض عنہم ثم عرضت ثالثاً
فاعرض عنہم فتبیّن بالآخرۃ انہ کان فیہم
قاتل عثمان او قاتل علیؓ در کشف المحجوب
مذکور است کہ عجمی بمدینہ آمد و قصد عمر
کرد گفتند امیر المومنین در خرابہا خفتہ باشد
رفت و اورا یافت بر خاک خفتہ و درّہ زیر
سر نہادہ با خود گفت اینہمہ فتنہ اندر جہان
ازیں است کشتن این بنزدیک من سخت
آسان است شمشیر بکشید دو شیر پدید
آمدند و قصد وی کردند وی فریاد برآورد
عمر بیدار شد قصہ با وی گفت و اسلام

اس میں گھستے رہیں گے۔ کتاب طبقات الشافعیہ مصنفہ شیخ عبدالوہاب
سبکی میں امام الحرمین کی کتاب الشامل سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے
کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بار زمین میں زلزلہ آیا تو آپ نے اللہ کی
حمد و ثنا کی اور زمین ہل رہی تھی پھر اس پر درّہ مارا اور فرمایا کہ قرار پکڑ!
کیا میں تجھ پر عدل نہیں کر رہا ہوں تو وہ اسی وقت ٹھہر گئی۔ اور اسی
میں یہ بھی ہے کہ پہاڑ کے ایک غار سے ایک آگ نکلتی تھی جو کہ جس شے
پر پڑتی تھی اس کو پھونک دیتی تھی۔ یہ آگ نکلی عمرؓ کے زمانہ میں تو انہوں
نے حکم دیا ابو موسیٰ یا تمیم داری کو کہ وہ اس کو اس غار میں داخل کریں
تو انہوں نے اپنی چادر سے اس کو ہٹانا شروع کیا یہاں تک کہ اس کو غار میں
داخل کر دیا پھر اس کے بعد وہ کبھی نہیں نکلی۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ ان
کے سامنے ایک لشکر پیش کیا گیا جس کو شام بھیج رہے تھے۔ اس میں سے
ایک جماعت آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر
لیا۔ پھر پیش کی گئی تو پھر منہ پھیر لیا۔ پھر تیسری مرتبہ پیش کیا گیا تو پھر منہ
پھیر لیا۔ آخر میں یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ان میں عثمان یا علی کا قاتل تھا۔ کشف المحجوب
میں مذکور ہے کہ ایک عجمی مدینہ میں آیا اور اس نے حضرت عمرؓ کا قصد کیا لوگوں
نے کہا کہ امیر المومنین کسی ویرانہ میں سو رہے ہوں گے۔ وہ گیا اور اس نے آپ
کو اس حال میں پایا کہ آپ درّہ سر کے نیچے رکھے ہوئے خاک پر سو رہے
ہیں۔ اس نے اپنے دل میں کہا کہ دنیا میں یہ تمام فتنہ اسی شخص سے ہے
اس کو مار ڈالنا میرے نزدیک بہت آسان ہے۔ اس نے تلوار کھینچی، فوراً
دو شیر ظاہر ہو گئے اور اس کی طرف بڑھے۔ اس نے شور مچانا شروع کیا، عمرؓ
جاگ گئے۔ تو اس نے ان سے قصہ بیان کیا اور اسلام لے آیا۔ اور
شواہد النبوت میں مذکور ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے بہت دور کے شہروں
میں سے ایک شہر پر لشکر بھیجا۔ ایک دن مدینہ میں بلند آواز سے

آوردہ اند در شواہد النبوۃ مذکور است کہ عمر
ابن الخطاب جیشی یکی از بلاد بعیدہ
فرستادہ بود روزی در مدینہ آواز برداشت
کہ یا لبیکاہ و ہیچکس ندانست کہ آن
چیست تا آنوقت کہ آن جیش بمدینہ
مراجعت نمود و صاحب جیش فتوحیکہ
خدا تعالی توفیق آنش دادہ بود تعداد
میکرد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ
گفت اینہا را بگذار حال آن مرد کہ وی را
بزجر در آب فرستادی چہ شد گفت واللہ
یا امیر المومنین کہ من بوی شری نخواستم
بآبی رسیدیم کہ غور آن را ندانستیم تا از
آنجا بگذریم وی را برہنہ ساختیم و در آب
فرستادیم ہوا خنک بود ازوی سرایت
کرد فریاد برداشت کہ واعمراہ واعمراہ و بعد
از آن از شدت سرما ہلاک شد چون مردمان
آنرا شنیدند دانستند کہ لبیک وی در
جواب ندای آن مظلوم بودہ است بعد
از آن صاحب جیش را گفت کہ اگر نہ آن بودی
کہ بعد از من دستورے بماند ہر آئینہ
گردن ترا بزدمی برو دیت وی را باہل
وی برسان و چنان مکن کہ دیگر ترا بہ بینم پس
گفت کشتن مسلمانے پیش من بزرگ است

یا لبیکاہ یا لبیکاہ کہنے لگے۔ اور کوئی نہ سمجھا کہ یہ کیا بات ہے۔ یہاں تک
کہ وہ لشکر لوٹ کر مدینہ میں آیا اور امیر لشکر جس قدر فتوحات کی اللہ
تعالیٰ نے توفیق دی شمار کر رہا تھا۔ امیر المومنین عمر رض نے فرمایا ان
باتوں کو چھوڑ۔ یہ بتا اس شخص کا حال کیا ہوا جس کو تو نے جھڑک کر پانی
میں بھیجا تھا۔ اس نے کہا خدا کی قسم اے امیر المومنین میں نے اس شخص
کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ ہم ایسے پانی میں پہنچے جس کی
گہرائی نہیں جانتے تھے کہ اس پر سے عبور کریں۔ ہم نے اس کو برہنہ
کر کے پانی میں بھیجا۔ ہوا ٹھنڈی تھی جس نے اس میں اثر کیا تو اس نے فریاد
بلند کی کہ "واعمراہ واعمراہ" اور اس کے بعد سردی کی شدت
سے ہلاک ہو گیا جب لوگوں نے یہ قصہ سنا تو سمجھے کہ وہ آپ کی
لبیک اسی مظلوم کی ندا کے جواب میں تھی۔ اس کے بعد آپ
نے اس امیر لشکر سے فرمایا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میرے بعد
یہ ایک ضابطہ بن جائے گا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ اب تو اس
کی دیت (یعنی خونبہا) اس کے وارثوں کو پہنچا اور آئندہ ایسی حرکت
نہ کرنا کہ پھر میں ایسی چیز نہ دیکھوں۔ پھر فرمایا کہ ایک مسلمان کا مار ڈالنا
میرے نزدیک بہت بڑا ہے بہت سے (دشمنوں) کی ہلاکت
سے اور شواہد النبوت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ان پر مصیبت کے دن
لوگوں نے یہ ابیات سنے اور کہنے والے کو نہیں دیکھا۔ لِیَبْكِ
عَلَی الْإِسْلَامِ (ترجمہ) جو شخص رونے والا ہو اس کو چاہئے کہ اسلام
پر روئے کیونکہ درحقیقت اہل اسلام ہلاکت میں جا گرے حالانکہ
ابھی زمانہ پرانا بھی نہ ہوا تھا۔ اور دنیا نے پشت پھیر لی اور اس کی خیر
نے پشت پھیر لی اور اس سے رنج اور تکلیف اٹھائی اس شخص نے
جو اللہ کے وعدوں پر ایمان لانے والا تھا۔

از جملہ آں بسیاری و نیز در شواہد النبوۃ مذکور است کہ در روز مصیبت وی این ابیات شنیدند و گویندہ را ندیدند
شعر: لیبک علی الاسلام من کان باکیا ✦ فقد اوشکوا ہلکی
وما قدم العہد ✦ وادبرت الدنیا وادبر خیرہا ✦ وقد ملہا
من کان یوقن بالوعد ✦

الفصل الخامس

فیما انطلق اللہ بہ امیر المؤمنین عمر من دقائق مقامات السلوک وشرح الصوفیۃ کلامہ ذلک فی تفہیم الاخلاص فی العمل الحفاظ من حدیث یحیی بن سعید عن محمد بن ابراہیم التیمی عن علقمۃ بن وقاص اللیثی قال سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ علی المنبر یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ہجرتہ لدنیا یصیبہا او امرأۃ یتزوجہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ قال بعض العلماء ہذا الحدیث ربع العلم مالک عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب کان یقول کرم المؤمن تقواہ ودینہ حسبہ ومروءتہ خلقہ والجرأۃ والجبن غرائز یضعہا اللہ حیث شاء فالجبان یفر عن ابیہ وامہ والجریء یقاتل عمن لا یؤوب بہ الی رحلہ والجرأۃ

پانچویں فصل

مقامات سلوک کے دقائق (باریکیاں) جن کو اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین عمرؓ کی زبان پر بیان کرایا اور صوفیہ کا آپؓ کے اس کلام کی شرح اپنی کتابوں میں کرنا۔

اخلاص عمل میں۔ حفاظ حدیث میں سے یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں محمد بن ابراہیم التیمی سے وہ علقمہ بن وقاص لیثی سے کہا کہ میں نے سُنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جو منبر پر فرماتے تھے کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ اعمال نیتوں ہی سے ہیں اور ہر شخص کے لئے وہی اجر ہوگا جس کی اس نے نیت کی تو وہ شخص جس کی (نیت) ہجرت ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف تو اس کی ہجرت اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت روزی دنیا کی طرف کہ وہ اس کو مل جائے یا کسی عورت کی طرف کہ اس سے نکاح کرلے تو اسکی ہجرت اُسی چیز کی طرف ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔ بعض علماء کا قول ہے کہ یہ حدیث دین کا چوتھائی حصہ ہے۔ مالک روایت یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ مومن کا کرم (بزرگی) اس کا تقویٰ ہے اور اس کا دین اس کا حسب ہے اور اس کی مروّت اس کا خلق ہے۔ اور جرأت ونامردی طبعی وجبلی صفات ہیں جن کو اللہ جہاں چاہتا ہے رکھ دیتا ہے تو نامرد اپنے باپ اور ماں کو چھوڑ بھاگتا ہے اور جری شخص ایسے شخص کی طرف سے قتال کرتا ہے جو اس کے ساتھ اس کے گھر بھی واپس نہیں آتا اور یہ اس سے رخصت ہوجاتا ہے اور قتل عہ

عہ یعنی جس طرح دنیا میں موت کے لئے کوئی سبب بیماری وغیرہ پیش آتا ہے ایسا ہی ایک سبب قتل بھی ہے تو اس سے بھاگنا عبث ہے ۱۲

والقتل حتف من الحتوف والشهيد من
احتسب نفسه على الله. احمد بن حنبل عن
ابی العجفاء سمعت عمر يقول الا لا تغالوا
صداق النساء فذكر الحديث بطوله الى
ان قال واخرى تقولونها لمن قتل في
مغازيكم او مات قتل فلان شهيدا او لعله
ان يكون قد اوقر عجز دابته او دف راحلته
ذهبا او ورقا يلتمس التجارة لا تقولوا ذاكم
ولكن قولوا كما قال النبي صلى الله عليه
وسلم من قتل او مات في سبيل الله
فهو في الجنة. احمد بن حنبل عن ابی فراس
قال خطب عمر بن الخطاب فقال يا ايها
الناس الا انا انما كنا نعرفكم اذ بين
ظهرانينا النبي صلى الله عليه وسلم
واذ ينزل الوحي واذ ينبئنا الله من اخباركم
الا وان النبي صلى الله عليه وسلم قد انطلق
وقد انقطع الوحي وانما نعرفكم بما نقول لكم
من اظهر منكم خيرا ظننا به خيرا واحببناه عليه
ومن اظهر لنا شرا ظننا به شرا وابغضناه
عليه سرائركم بينكم وبين ربكم الا انه قد اتى
علي حين وانا احسب ان من قرأ القرآن
يريد الله وما عنده فقد خيل الي بأخرة
ان رجالا قد قرأوه يريدون به ما عند الناس

موت ہے موتوں میں سے اور شہید وہ ہے جس نے اپنے نفس کو اللہ کے کام پر
ثواب کی طلب کے لئے لگایا ہو۔ احمد بن حنبل، ابو العجفاء سے خبردار عورتوں
کے مہر بیش قیمت نہ بناؤ اس حدیث کو اس کی تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے
ہوئے فرمایا اور دوسری بات جس کو تم کہتے ہو ہر اس شخص کے حق
میں جو تمہارے جہادوں میں قتل ہوا یا مرا کہ فلاں قتل ہوا شہید ہو کر
حالانکہ احتمال ہے کہ اس نے اپنے سواری کے جانور کی پیٹھ یا اس کی ایک
جانب کو سونے یا چاندی سے لادا ہو کر مال تجارت تلاش کرے تو تم
یہ نہ کہو کہ فلاں شہید ہوا، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے
مطابق کہو جو آپ نے فرمایا کہ جو شخص قتل ہو جاتے یا مر جاتے اللہ کی
راہ میں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ احمد بن حنبل ابو فراس سے، کہا
کہ عمر بن الخطاب نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو سن لو حقیقت
یہ ہے کہ ہم تم کو اسی وقت پہچانتے تھے جب کہ ہمارے درمیان نبی
صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور جب کہ وحی نازل ہو رہی تھی اور
جب کہ اللہ تعالی ہم کو تمہارے احوال سے خبردار کر رہا تھا، سمجھ
لو اب حال یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے
اور وحی منقطع ہو گئی اب تو ہم تم کو صرف اسی ذریعہ سے
پہچانتے ہیں جو ہم تم سے کہتے ہیں کہ جس نے تم میں سے خیر کو ظاہر
کیا ہم نے اس کے اچھا ہونے کا گمان کر لیا اور اس بناء پر اس
سے محبت کرنے لگے اور جس نے ہمارے لئے شر کا اظہار کیا
ہم نے اس کے برا ہونے کا گمان کر لیا اور اس کو برا سمجھنے لگے دلوں
میں چھپی ہوئی باتیں تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہیں۔
سمجھ لو کہ مجھ پر ایسا وقت آیا ہے کہ میں یہ گمان رکھتا تھا کہ جو قرآن پڑھتا ہے
وہ صرف اللہ (ہی کی عبادت) کا ارادہ رکھتا ہے اور ان نعمتوں کا جو اس کے

فأريدوا الله بقراءتكم وأريدوه بأعمالكم - أبو طالب قال عمر بن الخطاب أفضل الأعمال أداء ما افترض الله عز وجل والورع عما نهى الله تعالى عنه وصدق النية فيما عند الله عز وجل - أبو طالب عن سعد بن أبي بردة عن كتاب عمر بن الخطاب إلى أبي موسى الأشعري أنه من خلصت نيته كفاه الله تعالى ما بينه وبين الناس ومن تزين للناس بما يعلم الله تعالى فيه غير ذلك شانه الله عز وجل فما ظنك - أبو طالب عن عمر أنه قال لقد خشينا أن يدخلنا خوف الرياء في تسعة أعشار الرياء فسره أبو طالب قال يعني بذلك أنه ترك كثيرا من الأعمال خشية دخول الرياء وذلك دخول في الرياء بترك الأعمال من أجل الرياء - **المراقبة** مسلم في حديث جبريل عن عمر أن السائل قال ما الإحسان فقال النبي صلى الله عليه وسلم الإحسان أن تعبد الله كأنك تراه فإن لم تكن تراه فإنه يراك - **الاستقامة** أبو طالب كان عمر إذا تلا قوله تعالى إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا يقول قد قالها ناس ثم رجعوا فمن استقام على أمر الله في السر والعلانية والعسر واليسر ولم يخف في الله

پاس ہیں۔ اب مجھے آخر میں یہ متخیل (یعنی مکشوف) ہوا ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں لیکن وہ اس سے ارادہ رکھتے ہیں اس (متاع دنیا) کا جو لوگوں کے پاس ہے۔ سو تم لوگ اپنی قراءتِ قرآن سے اللہ (کی رضا) کا ارادہ (یعنی نیت) کرو اور یہی نیت اپنے اعمال میں رکھو۔ ابو طالبؒ فرمایا عمر بن الخطاب نے کہ سب اعمال سے افضل ہے اس عمل کا ادا کرنا جس کو اللہ نے فرض کیا ہے اور پرہیز رکھنا ہر اس چیز سے جس سے اللہ نے منع کیا ہے اور صدقِ نیت اس چیز کے بارے میں جو اللہ عز وجل کے پاس ہے۔ ابو طالبؒ، سعد بن ابی بردہ سے اور عمر بن الخطاب کے ایک خط سے جو انہوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا تھا کہ درحقیقت جس نے اپنی نیت خالص کر لی تو اللہ ہر اس امر کے لئے جو اس کے اور لوگوں کے درمیان ہوگا کافی ہو جائے گا اور جس نے اپنے کو مزین کیا لوگوں کے لئے ایسے عمل کے ساتھ کہ اللہ جانتا ہے اس میں اس (اخلاص) کے خلاف کو تو اللہ عز وجل اس کو شکل بگاڑ دے گا اب تیرا گمان کیا ہے۔ ابو طالبؒ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم ڈرتے ہیں اس سے کہ ریا کا خوف ہم کو ریا کے دس حصوں میں سے نو میں نہ داخل کر دے ابو طالبؒ نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ بندے نے ترک کیا بہت سے اعمال کو ریا میں داخل ہونے کے خوف سے اور یہ بھی ریا میں داخل ہونا ہے (اس راہ سے کہ لوگ دیکھ لیں کہ اس شخص نے) ریا کی وجہ سے اعمال کا ترک کیا۔ **مراقبہ** مسلم، جبریل والی حدیث میں عمرؓ سے کہ سائل نے کہا کہ احسان کیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اس کو دیکھتا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔ **استقامت** ابو طالبؒ، عمرؓ جب اس آیت کی تلاوت کیا کرتے إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا (۴۱: ۳۰) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر مستقیم رہے الخ تو فرماتے کہ "بیشک لوگوں نے کہا پھر پلٹ گئے"، تو جو شخص اللہ کے حکم پر جما رہا پوشیدہ اور علانیہ اور تنگی میں اور

لومة لائم وقال مرة استقمنا والله لربهم ولم يروغوا روغان الثعالب. الصبر الغزالي وجد في رسالة عمر رضي الله عنه الى ابي موسى الاشعري عليك بالصبر واعلم ان الصبر صبران احدهما افضل من الآخر الصبر في المصائب حسن وافضل منه الصبر عما حرم الله تعالى واعلم ان الصبر ملاك الايمان وذلك فان التقوى افضل البر والتقوى بالصبر. الغزالي كان عمر رضي الله عنه يقول نعم العدلان ونعمت العلاوة للصابرين يعني بالعدلين الصلاة والرحمة وبالعلاوة الهدى اشار الى قوله تعالى أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ. الشكر ابو عمر روى عن عمر انه قال في النفرة من حجته التي لم يحج بعدها الحمد لله ولا اله الا الله يعطي من يشاء ما يشاء لقد كنت بهذا الوادي يعني ضجنان ارعى ابلا للخطاب وكان فظا غليظا يتعبني اذا عملت ويضربني اذا قصرت وقد اصبحت وامسيت وليس بيني وبين الله احد اخشاه ثم تمثل [۱]

خوشحالی میں اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرا۔ اور ایک مرتبہ فرمایا "مجھے سب سے واللہ اپنے رب کے ساتھ اور انہوں نے لومڑیوں جیسی حیلہ بازی نہ کی"۔ صبر۔ غزالی۔ عمرؓ کے ایک مراسلہ میں جو ابوموسیٰ اشعری کے نام تھا یہ پایا گیا: اور جان لو کہ دو قسم کے صبر ہوتے ہیں ان میں کا ایک دوسرے سے افضل ہے۔ صبر مصائب میں عمدہ ہے اور اس سے افضل وہ صبر ہے جو اس چیز پر ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اور سمجھو کہ صبر ایمان کا بڑا جزء ہے اور یہ اس لئے کہ تقویٰ سب سے بڑھ کر بھلائی ہے اور تقویٰ حاصل ہوتا ہے صبر سے۔ غزالی۔ عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ صابرین کے لئے دونوں گٹھڑیاں (جو سواری کے دونوں طرف ہوتی ہیں) اور بیچ والی گٹھڑی بہت اچھی ہیں۔ آپ "عدلین"[ع] سے صلوٰۃ اور رحمت کو مراد لیتے تھے اور "علاوہ" سے ہدیٰ کو جیسے وصول مقصود۔ اشارہ فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ الخ (۲: ۱۵۷) ایسے ہی لوگوں پر خاص خاص عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر۔ شکر۔ ابوعمر راوی ہے عمرؓ سے کہ انہوں نے اپنے اس حج سے لوٹتے ہوئے جس کے بعد کوئی حج نہیں کیا فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ جس کو چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔ میں اس وادی یعنی ضجنان میں خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا اور خطاب بہت تند خو سخت مزاج شخص تھے مجھے تھکا ڈالتے تھے جب میں کام کرتا تھا اور جب میں کمی کرتا تھا تو مار کرتے تھے اور اب صبح و شام ایسی گذر رہی ہے کہ میرے اور اللہ کے درمیان کوئی ایسا نہیں جس سے میں ڈرتا ہوں۔ پھر یہ اشعار تمثیلاً پڑھے [۱] لا شیء مما تری تبقی الخ

ع جانور کے دونوں طرف جو گٹھڑیاں لٹکی ہوئی ہوتی ہیں ان کو عدلین کہتے ہیں باس مناسبت کہ وہ ہم وزن ہوتی ہیں اور جو گٹھڑی بیچ میں رکھ دی جاتی ہے اس کو علاوہ کہا جاتا ہے۔ ہماری زبان میں جو لفظ علاوہ مستعمل ہے وہ یہیں سے آیا ہے۔ کہتے ہیں علاوہ بریں وہ بات ہے ۱۲ مشتاق احمد عفی عنہ

۸/۲

لا شیٔ مما تری تبقی بشاشتہ　　۱
یبقی الالہ ویودی المال والولد

لم تغن عن ہرمز یوما خزائنہ　　۲
والخلد قد حاولت عاد فما خلدوا

ولا سلیمان اذ تجری الریاح لہ　　۳
والانس والجن فیما بینہا برد

این الملوک التی کانت بعزتہا　　۴
من کل اوب الیہا وافد یفد

حوض ہنالک مورود بلا کذب　　۵
لابد من وردہ یوما کما وردوا

الغزالی قال عمر ما ابتلیت ببلاء الا کان للہ علی فیہا اربع نعم اذ لم یکن فی دینی واذ لم یکن اعظم منہا واذ لم احرم الرضی فیہا واذ ارجو الثواب علیہا **الخوف من عذاب الآخرۃ** ابو عمر روینا عن عمر انہ قال حین احتضر ورأسہ فی حجر ابنہ عبد اللہ **شعر** ظلوم لنفسی غیر انی مسلم ÷ اصلی الصلوۃ کلہا واصوم ÷ البخاری عن المسور ابن مخرمۃ رضی اللہ عنہما قال لما طعن عمر رضی اللہ عنہ جعل یألم فقال لہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وکانہ یجزعہ یا امیر المؤمنین ولا کل ذلک لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحسنت صحبتہ ثم فارقتہ و

(ترجمہ) جتنی چیزیں تو دیکھتا ہے اُن میں کوئی ایسی نہیں جس کی کھنڈوٹ باقی رہنے والی ہو۔ وہی معبود باقی رہتا ہے اور مال و اولاد سب ہلاک ہونے والے ہیں موت کے دن ہرمز کے خزانے اس کے کام نہ آسکے۔ اور خلد کا عاد نے قصد کیا تھا تو یہ لوگ نہ رہ سکے۔

اور نہ سلیمان باقی ہے جب کہ ان کے زیر فرمان ہوائیں چلتی تھیں اور تمام انسان اور جنات اس ہوا کے درمیان حاضر ہوتے تھے۔

کہاں ہیں وہ بادشاہ جن کی عزت کی وجہ سے ہر جانب سے ان کے پاس آنے والے آتے رہتے تھے۔

(موت) کا ایک حوض ہے وہاں ہر ایک بلا تکلف اتارا گیا کسی دن اُس پر ہر ایک کو اُترنا پڑے گا جس طرح وہ لوگ اُترے۔"

غزالی۔ عمرؓ نے فرمایا کہ میں کسی بلا میں مبتلا نہیں کیا گیا مگر یہ کہ اس میں مجھے اللہ کی چار نعمتیں ملیں، یہ کہ وہ بلا میرے دین میں واقع نہیں ہوئی اور جب کہ اس سے بڑی کوئی بلا نہیں آئی اور جب کہ میں اس میں رضا سے محروم نہیں کیا گیا۔ اور جب کہ اس پر ثواب کی اُمید کرتا ہوں **خوف عذاب آخرت کا۔** ابو عمر۔ عمرؓ کے متعلق ہم سے روایت کیا گیا کہ جب قبض روح ہو رہا تھا اور ان کا سر ان کے بیٹے عبد اللہ کی گود میں تھا تو فرمایا **شعر** ظلوم لنفسی الخ اپنے نفس پر بہت ظلم کرنے والا ہوں بجز اس کے کہ مسلمان ہوں سب نمازیں پڑھتا ہوں اور روزے رکھتا رہا۔ بخاری۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے، کہا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو مجروح کیا گیا تو انہوں نے رنج کرنا شروع کیا تو اُن سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اور وہ گویا ان کو تسلی دے رہے تھے کہ اے امیر المؤمنین یہ سب (حسب واقعہ) نہیں بیشک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ نے ان کا حق صحبت خوب ادا کیا۔ پھر آپ اُن

وهو عنك راض ثم صحبت أبا بكر رضي الله عنه
فأحسنت صحبته ثم فارقته وهو عنك راض
ثم صحبت صحبتهم فأحسنت صحبتهم ولئن
فارقتهم لتفارقنهم وهم عنك راضون فقال
أما ما ذكرت من صحبة رسول الله صلى
الله عليه وسلم ورضاه فإن ذلك من
منّ الله منّ به علي وأما ما ذكرت من صحبة
أبي بكر ورضاه فإنما ذلك من منّ الله منّ
به علي وأما ما ترى من جزعي فهو من أجلك
ومن أجل أصحابك والله لو أن لي طلاع
الأرض ذهبا لافتديت به من عذاب الله
عز وجل قبل أن أراه. الغزالي لما قرأ
عمر إذا الشمس كورت فانتهى إلى قوله
وإذا الصحف نشرت خر مغشيا عليه. الغزالي
مرّ عمر يوما بدار إنسان وهو يصلي ويقرأ
سورة الطور فوقف يستمع فلما بلغ قوله
إن عذاب ربك لواقع نزل عن حماره
واستند إلى حائط فمكث زمانا ورجع
إلى منزله فمرض شهرا يعوده الناس
ولا يدرون ما مرضه. **الخوف من العقوبة
في الدنيا** أحمد بن حنبل عن فروخ
مولى عثمان أن عمر وهو يومئذ أمير المؤمنين
خرج إلى المسجد فرأى طعاما منثورا

سے جدا ہوئے اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش تھے پھر آپ صحبت میں
رہے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور آپ نے ان کی صحبت کا حق خوب ادا کیا
پھر آپ ان سے جدا ہوئے اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش تھے پھر آپ ہم
صحبت رہے دیگر اصحاب کے اور آپ نے حق صحبت خوب ادا کیا اور اگر آپ
اُن سے جدا ہوئے تو یقیناً ایسی حالت میں جدا ہونگے کہ سب آپ سے خوش
ہونگے تو آپ نے فرمایا کہ وہ بات جو تم نے ذکر کی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
صحبت اور آپ کی خوشنودی کی تو یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے جو اُس
نے مجھ پر کئے ہیں اور رہی ابوبکر کی صحبت اور ان کی رضا کی بات تو وہ بھی اللہ
تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے جو اُس نے مجھ پر کئے ہیں۔ اور رہی وہ گھبراہٹ
جو تم دیکھ رہے ہو وہ تمھاری اور تمھارے اصحاب کی وجہ سے ہے۔ واللہ اگر میرے
پاس اتنا سونا ہوتا جس سے زمین بھر جاتی تو میں اللہ عز و جل کے عذاب سے
بچنے کے لئے پہلے اس سے کہ وہ مجھے دکھایا جائے فدیہ دے دیتا۔ غزالی
جب عمرؓ نے اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ کی قرأت شروع کی اور إِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ
پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر گئے۔ غزالی، ایک مرتبہ عمرؓ کا گذر ایک شخص کے
مکان پر ہوا جو نماز پڑھ رہا تھا اور اس میں سورۃ طور کی قرأت کر رہا تھا تو
آپ ٹھہر کر کان لگا کر سننے لگے۔ جب وہ شخص اس آیت پر پہنچا اِنَّ
عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ تو آپ اپنے گدھے سے نیچے اُتر آئے اور دیوار
کے سہارے بہت دیر تک کھڑے رہے اور مکان پر اس حالت
میں واپس آئے کہ بیمار ہو گئے۔ ایک ماہ تک لوگ عیادت کے لئے آتے
رہے اور یہ نہ سمجھے کہ آپ کو کیا مرض ہے۔ **خوف دنیا میں سزا
دی جانے سے**، احمد بن حنبل، فروخ مولے عثمان سے مروی ہے کہ عمرؓ
مسجد کی طرف نکلے اور وہ اس زمانہ میں امیر المومنین تھے تو انہوں نے
بکھرا ہوا غلہ دیکھا، پوچھا کہ یہ غلہ کیسا ہے تو لوگوں نے کہا کہ یہ غلہ ہمارے پاس

فقال ما ھذا الطعام قالوا طعام جلیب الینا قال بارک اللہ فیہ وفی من جلبہ قیل یا امیر المومنین فانہ قد احتکر قال و من احتکرہ قالوا فروخ مولی عثمان و فلان مولی عمر فارسل الیھما فدعا بھما فقال ما حملکما علی احتکار طعام المسلمین قال یا امیر المومنین نشتری باموالنا و نبیع فقال عمر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احتکر علی المسلمین طعامھم ضربہ اللہ عزوجل بالافلاس او بجذام فقال فروخ عند ذلک یا امیر المومنین اعاھد اللہ واعاھدک ان لا اعود فی الطعام ابدا واما مولی عمر فقال انما نشتری باموالنا و نبیع قال ابو یحیی فلقد رأیت مولی عمر مجذوما

الخوف من الطبع الغزالی قال عمر رضی اللہ عنہ الطابع متعلق بقائمۃ العرش فاذا انتھکت الحرمات واستحلت المحارم ارسل اللہ الطابع فطبع علی القلوب بما فیہا

الھیبۃ من اللہ عزوجل الغزالی اخذ عمر یوما تبنۃ من الارض قال یا لیتنی کنت ھذہ التبنۃ یا لیتنی لم تلدنی امی

الجمع بین الرجاء والخوف الغزالی قال عمر لو نودی لیدخل النار کل الناس

لایا گیا ہے، فرمایا اللہ تعالے اس میں برکت دے اور اس کو بھی جو اسے لے جاتے۔ کہا گیا اے امیر المومنین یہ غلہ روکا گیا ہے، فرمایا اس کو کس نے محبوس کیا لوگوں نے کہا کہ فروخ مولیٰ عثمان اور فلاں مولیٰ عمرو نے۔ تو ان دونوں کے پاس کسی کو بھیج کر بلوایا۔ پھر ان سے فرمایا کس چیز نے تمہیں مسلمانوں کے اناج کو محبوس کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ دونوں نے کہا اے امیر المومنین ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو مسلمانوں پر ان کا اناج کو روکے گا اللہ عزوجل اس پر افلاس ڈال دے گا یا جذام (یعنی مرض کوڑھ) یہ سنکر فروخ نے کہا کہ اے امیر المومنین میں اللہ سے عہد کرتا ہوں اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اناج کے بارے میں کبھی میں احتکار نہ کروں گا۔ رہا مولیٰ عمرو تو اس نے کہا کہ ہم تو اپنے ہی اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔ ابو یحییٰ نے کہا کہ واللہ میں نے مولےٰ عمرو کو کوڑھی دیکھا ہے۔

خوف مُہر لگنے سے۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ مُہر لگانے والا فرشتہ عرش کے پایہ سے لپٹا ہوا ہے تو جب اللہ کی حرام کی ہوئی باتوں کا ارتکاب کیا جائے گا اور حرام کو حلال قرار دیا جائے گا تو اللہ تعالے مہر لگانے والے فرشتے کو بھیج دے گا جو قلوب پر اس (گمراہی) سمیت جو اس میں ہے مہر لگا دے گا۔ (کہ وہ کبھی نہ نکل سکے)۔

اللہ عزوجل سے ہیبت۔ غزالی، عمرؓ نے ایک دن زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں یہ تنکا ہوتا کہ میری ماں مجھے نہ جنتی۔

امید اور خوف کو جمع کرنا۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ اگر ندا کی جاتے کہ سب لوگ نار میں داخل کئے جائیں گے بجز ایک آدمی کے تو میں یہ امید کروں گا کہ وہ ایک شخص میں ہوں گا اور اگر ندا کی جائے کہ سب لوگ جنت میں داخل کئے جائیں گے بجز ایک شخص

الا رجلا واحدا لرجوت ان اکون انا ذلک
الرجل ولو دی لیدخل الجنۃ کل الناس الا
رجلا واحدا لخشیت ان اکون انا ذلک الرجل۔

علامۃ الخوف من اللہ عزوجل الغزالی
قال عمرؓ من خاف اللہ لم یشف غیظہ ومن
اتقی اللہ لم یصنع ما یرید ولولا یوم القیامۃ
لکان غیر ما ترون۔ **العبودۃ من غیر
خوف ولا رجاء** ابو طالب قال عمر رحم اللہ
صہیبا لو لم یخف اللہ لم یعصہ قال ابو طالب
یعنی ترک المعاصی للمحبۃ لا للخوف والرجاء
فوائد الزھد الغزالی قال عمر الزھادۃ
فی الدنیا راحۃ القلب والجسد۔ **الآفات
المتولدۃ من جمع المال** ابو طالب مر عمر
ببیت عال فقال ابت الدراہم الا ان تخرج
رؤسہا۔ **المحاسبۃ** الغزالی قال عمر
حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا وزنوھا
قبل ان توزنوا وتہیئوا للعرض الاکبر
الغزالی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری
حاسب نفسک فی الرخاء قبل حساب الشدۃ
الغزالی قال عمر لکعب الاحبار کیف تجدنا
فی کتاب اللہ تعالی قال ویل لدیان الارض
من دیان السماء فعلاہ بالدرۃ وقال الا
من حاسب نفسہ فقال کعب واللہ

کے تو مجھے اندیشہ ہوگا کہ وہ ایک شخص میں ہوں گا۔

اللہ عزوجل سے خوف کی پہچان۔ غزالیؒ، عمرؓ نے فرمایا کہ جو اللہ
سے ڈریگا وہ اس کے غصہ (دلانیوالی بات) کے قریب بھی نہ آئے گا اور
جو اللہ سے تقوٰی اختیار کرے گا وہ ایسا نہ ہوگا کہ جو چاہے کر ڈالے اور
اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو جو کچھ تم دیکھتے ہو اس سے بدلا ہوا حال ہوتا۔
فرمانبرداری بغیر خوف اور امید کے: ابو طالبؒ، عمرؓ نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ صہیب پر رحمت کرے اگر وہ اللہ سے نہ ڈرتا تو (پھر بھی)
اسکی نافرمانی نہ کرتا۔ کہا ابو طالبؒ نے کہ مراد یہ ہے کہ اس نے معاصی کو محبت کی وجہ
سے چھوڑا نہ خوف کی وجہ سے اور نہ امید کی وجہ سے۔ **زہد کے فوائد**۔ غزالیؒ
عمرؓ نے فرمایا کہ دنیا میں کمی کرنا قلب اور جسم کی راحت ہے۔ **مال کے جمع
کرنے سے پیدا ہونے والی آفتیں**۔ عمرؓ کا گذر ایک ایسے گھر پر ہوا
جو اونچا تھا تو فرمایا کہ درہم باز نہیں آتے مگر وہ اپنے روٗس (یعنی اغنیاء)
کو (ریاست سے) نکال کے ہی رہتے ہیں۔ **محاسبہ**۔ غزالیؒ، کہا عمرؓ نے اپنے
نفسوں سے خود محاسبہ (جانچ پڑتال) کرو قبل اس کے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے
اور ان کو خود وزن کرو قبل اس کے کہ تمہارا وزن کیا جاتے۔ اور سب سے
بڑی پیشی کے لئے تیاری کر لو۔ غزالیؒ، عمرؓ نے لکھا ابو موسیٰ اشعریؓ کو کہ
اپنے نفس کا محاسبہ کرو آسانی کے وقت میں سختی کے حساب پر پہنچنے سے
پہلے۔ غزالیؒ، عمرؓ نے کعب احبار سے کہا کہ تم ہمارا حال اللہ کی کتاب توریت
میں کیسے پاتے ہو؟ تو کعب نے کہا کہ سختی پہنچے گی زمین کے حاکم کو آسمان
کے حاکم کی طرف سے تو انہوں نے کعب پر درہ اٹھایا اور فرمایا بجز اس کے جو
اپنے نفس سے محاسبہ کرے۔ تو کعب نے کہا واللہ اے امیر المومنین وہ بات

يا امير المؤمنين انها لفي جنبها في التوراة
وما بينهما حرف الا من حاسب نفسه رؤية
التقصير في العمل. البخاري عن ابي بردة
عن عامر ابن ابي موسى قال قال لي عبد الله
بن عمر هل تدري ما قال ابي لابيك
قال قلت لا قال فان ابي قال لابيك
ابي موسى هل يسرك ان اسلامنا
مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وهجرتنا
معه وجهادنا معه وعملنا كله معه برد
علينا وان كل عمل عملناه بعده نجونا منه
كفافا رأسا برأس فقال ابوك لابي لا والله
جاهدنا بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم
وصلينا وصمنا وعملنا خيرا كثيرا واسلم على
ايدينا بشر كثير وانا لنرجوا ذلك قال ابي
ولكني والذي نفس عمر بيده لوددت ان
ذلك برد لنا وان كل شيء عملناه بعده
نجونا منه كفافا رأسا برأس فقلت ان اباك
والله كان خيرا من ابي. التوكل. احمد بن
حنبل عن ابي تميم الجيشاني سمع عمر يقول
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول لو انكم توكلون على الله حق توكله
لرزقكم كما يرزق الطير تغدو خماصا
وتروح بطانا. التسبب بالاسباب مع

توریت کی ایک جانب میں ہے اور ان دونوں کے درمیان یہی لکھا ہے مگر
جو اپنے نفس سے محاسبہ کرے۔ **عمل میں کوتاہی پر نظر رکھنا۔** بخاری
ابو بردہ سے وہ عامر بن ابی موسیٰ سے، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر نے
کہا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ میرے باپ نے تمہارے باپ سے کیا کہا تھا۔
میں نے کہا کہ نہیں۔ کہا کہ میرے باپ نے (یعنی عمر رضنے) تمہارے باپ
ابو موسیٰ سے کہا کہ کیا تم اس سے خوش ہو کہ ہمارا اسلام لانا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہماری ہجرت آپ کے ساتھ اور ہمارا
(مشاہد میں) حاضر رہنا آپ کے ساتھ اور ہمارے پورے عمل جو آپ کے
ساتھ کئے وہ ہم پر ثابت و قائم رہیں (جن پر حق تعالیٰ آخرت میں اپنے
فضل سے ہم کو اجر دے) اور جس قدر بھی اعمال ہم نے آپ کے بعد کئے
(ان کے اچھے اور برے اعمال کا توازن ایسا ہو جائے کہ ہم اس سے
نجات پا جائیں (ہمارے اچھے اعمال) بقدر ضرورت (برے اعمال کے مقابلہ
پر) برابر سرابر ہو جائیں۔ تو تیرے باپ نے میرے باپ سے کہا کہ نہیں
واللہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر بڑے جہاد کئے اور نمازیں
پڑھیں اور روزے رکھے اور ہم نے بہت سے نیک عمل کئے اور بہت سے
انسان ہمارے ہاتھوں پر ایمان لاتے اور ہم اس پر یقیناً اللہ کے اجر کے
امیدوار ہیں۔ تو میرے باپ نے کہا، لیکن میں تو قسم ہے اس ذات کی جس
کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ وہ (اعمال) جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے تھے ہمارے لئے ثابت و
قائم رہیں اور جو کچھ عمل ہم نے بعد میں کئے ہم اس میں برابر سرابر چھوٹ
جائیں میں نے کہا خدا کی قسم تمہارا باپ میرے باپ سے بہتر تھا۔ **توکل** احمد
بن حنبل ابو تمیم جیشانی سے کہ انہوں نے عمرؓ سے سنا کہتے ہیں کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ اگر تم اللہ پر توکل کرو جو اس پر

اثبات التوكل مالك في قصة سرغ حين استقر رأي عمر على الرجوع من الشام من اجل الوباء قال ابو عبيدة أفرارا من قدر الله فقال عمر لو غيرك قالها يا ابا عبيدة نعم نفر من قدر الله الى قدر الله أرأيت لو كانت لك إبل فهبطت واديا له عدوتان احداهما خصبة والأخرى جدبة أليس ان رعيت الخصبة رعيتها بقدر الله وان رعيت الجدبة رعيتها بقدر الله **لا ردّ ولا كدّ** احمد بن حنبل عن ابن عمر قال سمعت عمرؓ يقول كان النبي صلى الله عليه وسلم يعطيني العطاء فاقول أعطه أفقر اليه مني حتى أعطاني مرة مالا فقلت أعطه أفقر اليه مني فقال النبي صلى الله عليه وسلم خذه فتموله وتصدق به فما جاءك من هذا المال وانت غير مشرف ولا سائل فخذه وما لا فلا تتبعه نفسك **نفي الارادة** ابو طالب روينا عن عمر بن الخطاب انه قال لا ابالي على اي حال اصبحت من شدة او رخاء **فضل الاخوة في الله** عز وجل. ابو طالب عن عمر وابن عمر دخل لفظ احدهما في الآخر لو ان عبدا صف بين قدميه عند الركن والمقام يعبد الله عز وجل عمره يصوم نهاره ويقوم ليله ثم لقي الله عز وجل وليس في قلبه موالاة لوليه

توکل کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق عطا کرے جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے ہوئے آتے ہیں۔ **اسباب کی جستجو توکل کے باوجود**۔ مالک، سرغ عه کے قصہ میں جب کہ عمرؓ کی رائے بوجہ وباء کے ٹھہر گئی کہ شام سے واپس ہو جانا چاہئے تو ابو عبیدہؓ نے کہا کہ کیا اللہ کی تقدیر سے فرار کر کے واپس ہوتے ہو۔ تو عمرؓ نے کہا اے ابو عبیدہ، کاش یہ بات تمہارے سوا کوئی اور کہتا۔ ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایسی وادی میں اترے ہو جو درہ کوہ سے دو حصوں میں منقسم ہے ان میں سے ایک سرسبز ہے اور دوسرا بے آب و گیاہ۔ تو کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر تم نے اپنے اونٹوں کو سرسبز وادی میں چرایا تو اللہ کی تقدیر کے مطابق چرایا اور اگر بے آب و گیاہ وادی میں چرایا تو بھی اللہ کی تقدیر کے مطابق چرایا۔ **بغیر ردّ و کد** (نہ لوٹانا اور نہ پیچھے پڑنا)۔ احمد بن حنبل، ابن عمرؓ سے۔ کہا کہ میں نے عمرؓ سے سُنا کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وظیفہ عطا فرماتے تھے، میں کہتا تھا کہ جو شخص اس کا حاجتمند مجھ سے زیادہ ہو اس کو دیدیجئے، یہاں تک کہ (ایک مرتبہ) آپ نے مجھے مال دیا تو میں نے حسب عادت کہا کہ جو مجھ سے زیادہ حاجتمند ہو اس کو دیدیجئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لے لو اور اپنا مال بنا کر اس کو صدقہ کر دو۔ (یہ ہونا چاہئے) کہ جو ایسا مال تمہارے پاس آئے جس کے نہ تم منتظر تھے اور نہ سائل تو اس کو لے لو اور جو نہ ملے اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ۔ **ارادے کی نفی**۔ ابو طالب، ہم کو روایت پہنچی عمر بن الخطاب سے کہ انھوں نے کہا کہ میں پرواہ نہیں کرتا کہ کس حال میں مجھ پر صبح آئی تکلیف میں یا راحت میں۔ **فضیلت اللہ عزوجل کے لئے بھائی بننے کی**۔ ابو طالب، عمرؓ اور ابن عمرؓ سے دونوں میں سے ہر ایک کے لفظ ملے جلے ہیں کہ اگر کسی بندے نے رکن اور مقام کے درمیان قدم جما دیئے اور تمام عمر اللہ عزوجل کی عبادت کرتا رہا دن میں روزے رکھتا رہا اور رات میں اللہ کی عبادت کرتا رہا اور اس کے قلب میں اللہ

عه سرغ وادی تبوک میں ایک گاؤں کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تیرہ منزل ہے لغوی معنے خوشۂ انگور ۱۲

اللہ عزوجل ولا معاداۃ لاعدائہ لما نفعہ ذلک
شیئاً۔ ابوطالب عن عمر انہ قال اذا شاب احدکم فی
الاسلام ولم یوال فی اللہ ولیاً ولم یعاد فیہ عدواً
فذلک نقص کبیر۔ ابوطالب قال عمر بن الخطاب
ما اعطی عبد بعد الاسلام خیراً من اخ صالح
ابوطالب قال عمر اذا رای احدکم ود اخیہ
فلیتمسک بہ فقل ما یصیب بذلک **ترک التفوق
علی الاخوان** ابوطالب اتت برود من الیمن
الی عمر بن الخطاب ففرقہا بین اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برداً برداً ثم صعد المنبر
یوم جمعۃ فخطب الناس فی حلۃ منہا والحلۃ
عند العرب ثوبان من جنس واحد وکان ذلک
من احسن زیہم فقال الا اسمعوا ثم وعظ
الناس فقام سلمان فقال واللہ لا نسمع
واللہ لا نسمع قال ولم ذلک قال انک
اعطیتنا ثوباً ثوباً ورحت فی حلۃ فقد
تفضلت علینا بالدنیا فتبسم ثم قال عجلت
یا ابا عبد اللہ رحمک اللہ انی کنت غسلت
ثوبی الخلق فاستعرت برد عبد اللہ بن عمر
فلبسۃ مع بردی فقال سلمان الآن نسمع
استکشاف عیوبہ من اخوانہ
ابوطالب روی ان عمر خطب الناس فقال انشد
اللہ عبداً علم فی عیباً الا اخبرنی بہ فقام

عزوجل کے اولیاء سے محبت نہیں اور نہ اللہ کے دشمنوں سے عداوت تو وہ عبادت اس
کو کچھ نفع نہ دے گی۔ ابوطالب، عمرؓ سے کہ ان میں ایک شخص اسلام میں بوڑھا ہو جائے اور
اللہ کی محبت کی بناء پر کسی کو اپنا دوست نہ بنائے اور نہ (اللہ کے) دشمنوں سے دشمنی
کا سامنا کرے تو یہ بڑا نقص ہوگا۔ ابوطالب، کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ کسی بندے
کو اسلام کے بعد صالح بھائی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں دی گئی۔ ابوطالب، عمرؓ
نے کہا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی محبت کو دیکھے (یعنی اظہار محبت کو) تو
چاہئے کہ اس کو سنبھالے رکھے کبھی وہ اس (سنبھالے رکھنے سے) مصیب ہو جائے
گا (کہ یہ تیر نشانہ پر بیٹھ کر واقعی محبت پیدا کر دے گا) **بھائیوں پر بڑائی
جتانے کا ترک**۔ ابوطالب، یمن سے عمرؓ بن الخطاب کے پاس چادریں آئیں
تو انھوں نے اس کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقسیم کر دیا ایک ایک
چادر، پھر آپ جمعہ کے دن منبر پر چڑھے ان میں کا ایک جوڑا پہن کر لوگوں کو خطبہ دیا
جوڑا عرب کے نزدیک ایک جنس کے دو کپڑوں کو کہتے ہیں اور یہ ان کے بہت
اچھے لباس میں سے تھا۔ تو آپ نے (خطبہ شروع کرتے ہوئے) فرمایا، خبردار! سنو،
پھر لوگوں کو وعظ کہنے کے لئے تیار ہوئے تو سلمانؓ اٹھے اور بولے واللہ نہیں سنیں
گے، واللہ نہیں سنیں گے۔ عمرؓ نے فرمایا آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ کہا کہ تم نے ہم کو
ایک ایک کپڑا دیا اور خود ایک جوڑا پہنے ہوئے ہو تو دنیا میں تم ہم سے بڑھے
ہوئے ہو (دنیاداری میں جو خود بڑھا ہوا ہو اس کو دوسروں کو نصیحت کرنے کا
کیا حق ہے) تو عمرؓ مسکرائے اور فرمایا کہ تم جلدی کر گئے ہو اے ابو عبد اللہ! اللہ
تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔ میں نے اپنے پرانے کپڑے دھوئے تھے تو عبد اللہ بن
عمرؓ سے اس کی چادر مانگ کر اپنی چادر کے ساتھ شامل کر لی۔ تو سلمان نے کہا کہ اب
سنیں گے۔ **اپنے بھائیوں سے اپنے عیب کھلوانا**۔ ابوطالب،
مروی ہے کہ عمرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں اس اللہ کے بندے
کو جو مجھ میں کسی عیب کو جانتا ہو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ اس سے باخبر کر دے

شابٌ فقال فيك عيبان اثنان فقال وما هما رحمك الله قال تنزل بين بردين وتجمع بين الاداميين قال فما ذلك بين بردين وما جمع بين اداميين حتى لقي الله عز وجل

قبول قول الناصح وان شدد

ابو عمر قسم عمر المال الذي بعث اليه ابو موسى وكان الف الف درهم وفضلت منه فضيلة فاختلفوا عليه حيث يضعها فقام خطيبا فحمد الله واثنى عليه فقال يا ايها الناس قد بقيت لكم فضلة بعد حقوق الناس فما تقولون فيها فقام صعصعة بن صوحان وهو غلام شابٌ فقال يا امير المومنين انما يشاور الناس فيما لم ينزل الله فيه قرانا واما ما انزل الله به القرآن ووضعه مواضعه فضعه في مواضعه التي وضع الله فيها فقال صدقت انت مني وانا منك۔ السہروردی قال عمر في مجلس فيه المهاجرون والانصار ارأيتم لو ترخصت في بعض الامور ماذا كنتم فاعلين فسكتوا فقال ذلك مرتين اوثلثا لو ترخصت لكم في بعض الامور ماذا كنتم فاعلين قال بشر بن سعد لو فعلت ذلك لقومناك تقويم القدح فقال عمر انتم اذا انتم۔

الملاطفة مع الاخوان

الغزالي لقي ابو عبيدة عمر بن الخطاب فصافحه

تو ایک جوان کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ آپ میں دو عیب ہیں، آپ نے کہا اللہ تجھ پر رحمت کرے وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ آپ دونوں چادروں (یعنی لنگی اور چادر) کے پلّوں کو سامنے کی جانب لٹکاتے ہیں اور دو سالن (ایک دسترخوان پر ایک ساتھ) جمع کرتے ہیں۔ (راوی نے) کہا کہ پھر آپ نے کبھی چادروں کے پلّے نہیں لٹکائے اور نہ دو سالن جمع کئے یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جاملے۔

ناصح کا قول مان لینا اگرچہ سختی کرے

ابو عمرؒ ابو موسیٰ نے جو مال بھیجا تھا اس کو عمرؓ نے تقسیم کیا اور وہ دس لاکھ درہم تھے اور اس میں سے تھوڑا سا بچ گیا تھا۔ اس کے بارے میں آپ کے سامنے (اہل مشورہ) مختلف الرائے ہوئے کہ اس کو کس مد میں خرچ کیا جائے تو عمرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر شروع کی اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اے لوگو کچھ مال لوگوں کے حقوق ادا کرنے کے بعد بچ گیا ہے اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو صعصعہ بن صوحان اٹھا اور وہ اس وقت ایک نوجوان لڑکا تھا اس نے کہا کہ اے امیر المومنین لوگوں سے مشورہ اسی بات میں کیا جاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت نازل نہ فرمائی ہو لیکن وہ چیز جس پہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل کر دیا اور اس کے مواضع متعین کر دیئے تو بس آپ اس کو ان مواضع میں رکھ دیجئے جن پر اللہ تعالیٰ نے اس کو رکھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا تو مجھ سے (قریب تر) ہے اور میں تجھ سے۔ سہروردیؒ عمرؓ نے ایک مجلس میں کہا جس میں مہاجرین و انصار موجود تھے بتاؤ اگر میں بعض امور دین میں ڈھیلا ہو جاؤں تو تم کیا کرو گے تو سب خاموش رہے۔ پھر آپ نے ایسا ہی دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ اگر میں بعض امور میں ڈھیلا ہو جاؤں تو تم کیا کرو گے تو بشر بن سعد نے کہا کہ ہم آپ کو سیدھا کر دیں گے جس طرح تیر کو سیدھا کرتے ہیں۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم اس وقت تم ہو گے (یعنی لا یخافون فی اللہ الخ کی شان کے مطابق)

بھائیوں کے ساتھ مہربانی

غزالیؒ ابو عبیدہ نے عمرؓ بن الخطاب

وقبّل يده وانتحبا يبكيان. السهروردي ان عمر سابق زبيرا فسبقه الزبير فقال سبقتك ورب الكعبة ثم سابقه مرة اخرى فسبقه عمر فقال سبقتك ورب الكعبة. **ترك المجاورة عند خوف الفتنة** الغزالي كتب عمر الى عماله مروا الاقارب ان يتزاوروا ولا يتجاوروا **حفظ انفاس المشايخ** ابو طالب والغزالي كتب عمر الى امراء الاجناد احفظوا ما تسمعون من المطيعين فانهم تجلى لهم امور صادقة. **حب النبي صلى الله عليه وسلم** المحب الطبري عن عبد الله بن هشام قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم وهو آخذ بيد عمر بن الخطاب فقال له عمر يا رسول الله انت احب الي من كل شيء الا نفسي فقال النبي صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيده لا تكون مؤمنا حتى اكون احب اليك من نفسك فقال له عمر فانه الآن والله لانت احب الي من نفسي فقال النبي صلى الله عليه وسلم الآن يا عمر. **حفظ الله المؤمن اذا صدقت نيته** ابو بكر عن عاصم بن عمر قال كان عمر يقول يحفظ الله المؤمن كان عاصم بن ثابت بن الافلح نذر ان لا يمس مشركا ولا يمسه

سے ملاقات کی تو اُن سے عمرؓ نے مصافحہ کیا اور ان کا ہاتھ چوما اور دونوں آواز کے ساتھ رونے لگے۔ سہروردی، مروی ہے کہ عمرؓ نے دوڑ لگائی زبیرؓ کے ساتھ تو زبیر ان سے آگے نکل گئے۔ انہوں نے کہا ربِ کعبہ کی قسم میں تم سے جیت گیا۔ پھر دوسری مرتبہ دوڑ لگائی تو عمرؓ ان سے آگے نکل گئے تو اب انھوں نے کہا ربِ کعبہ کی قسم میں تم سے جیت گیا۔ **ترک ہمسائگی فتنہ سے خوف کے وقت**، غزالی، عمرؓ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ اقارب کو حکم دو کہ ایک دوسرے سے ملتے رہیں اور ایک دوسرے کے پڑوسی نہ بنیں۔ **حرمتِ مشائخ کا تحفظ**۔ ابو طالب اور غزالی، عمرؓ نے لشکروں کے امراء کو لکھا کہ اللہ کے فرماں بردار بندوں سے جو کچھ سُنتے ہو اس کو محفوظ رکھو کہ یہ لوگ ہیں جن پر سچے امور منکشف ہوتے ہیں۔

محبتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم المحب طبری، عبد اللہ بن ہشام سے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ عمر بن الخطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے تو عمرؓ نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں بجز میری جان کے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے تو مؤمن نہیں ہوگا یہاں تک کہ میں تیرے نزدیک تیری جان سے زیادہ محبوب ہو جاؤں۔ تو اُن سے عمرؓ نے کہا اب حال یہ ہوگیا ہے کہ خدا کی قسم البتہ آپ مجھ کو میری جان سے زیادہ محبوب ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اے عمر (تیرا ایمان کامل ہوگیا)۔

اللہ کا مؤمن کو محفوظ رکھنا جب کہ اس کی نیت صادق ہو۔ ابو بکر عاصم بن عمرؓ سے کہ عمر فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن کی حفاظت کرتا ہے۔ عاصم ابن ثابت بن الافلح نے نذر کی تھی کہ وہ کسی مشرک کو نہ چھوئیں گے اور نہ اُن کو کوئی مشرک چھوئے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات کے بعد بھی اُن کی حفاظت کی جس طرح وہ اپنی زندگی میں اس سے رُکے رہتے۔[عہ]

عہ صفحہ ہذا کا حاشیہ آئندہ صفحہ پہ ملاحظہ ہو

مشرک فنعم اللہ بعد وفاتہ کما امتنع منہم فی حیاتہ۔

الصدق فی الاحوال و الکذب فیہا

ابوبکر عن جبیر بن ربیعۃ قال قال عمر ان الفجور ہکذا وغطی راسہ الی حاجبیہ الا ان البر ہکذا وکشف راسہ معناہ ان الحال الصادقۃ لایزال کل حین یتزاید آثارہا والحال الکاذبۃ کل حین یتناقص آثارہا

تفاوت مراتب الاعمال بحسب تفاوت الاحوال

احمد بن حنبل عن فضالۃ بن عبید یقول سمعت عمر بن الخطاب انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الشہداء ثلثۃ رجل مؤمن جید الایمان لقی العدو فصدق اللہ عز وجل حتی قتل فذلک الذی یرفع الیہ الناس اعناقہم یوم القیامۃ و رفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راسہ حتی وقعت قلنسوتہ او قلنسوۃ عمر ورجل مؤمن

احوال میں صدق اور کذب کا بیان

۔ابوبکر، جبیر بن ربیعہ سے، انہوں نے کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ فجور (یعنی بدکرداری) ایسی ہوتی ہے اور آپ نے اپنے سر کو دونوں بھوؤں تک ڈھک دیا،[1] یاد رکھو کہ بر (یعنی نیکی) ایسی ہوتی ہے اور آپ نے اپنا سر کھول دیا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ حال صادقہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کے آثار ہر وقت بڑھنے کی طرف مائل ہوتے ہیں اور جو حال کاذب ہوتا ہے اُس کے آثار ہر وقت کمی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

مراتب اعمال کا تفاوت

، تفاوتِ احوال کے مطابق ہوتا ہے۔ احمد بن حنبل، فضالہ بن عبید سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا، انہوں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرماتے تھے کہ شہداء تین ہیں۔ ایک[1] مرد مومن مضبوط ایمان والا جب جو دشمن کے مقابل ہو اور اُس نے اللہ عز وجل کی تصدیق کی یہاں تک کہ قتل ہوگیا تو یہ ایسا شخص ہوگا کہ قیامت کے دن لوگ اپنی گردنیں اُوپر اٹھاکر اس کو دیکھیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اتنا اُوپر اُٹھایا کہ آپ کی ٹوپی گر گئی یا عمرؓ کی ٹوپی گر گئی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اٹھانے کی کیفیت دکھانے کے وقت) اور ایک[2]

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) عہ یہ عاصم بن ثابت انصاری نانا ہیں عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم کے۔ بدریین میں سے تھے۔ مشرکین غزوۂ رجیع میں ان کا سر کاٹ کر لے جانا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کی حفاظت کے لیے شہد کی مکھیوں کو متعین فرمادیا تھا جنہوں نے ان کو قریب بھی نہ آنے دیا۔ عہ بظاہر اس سے اشارہ ہے کہ بدی کا کام حسب ارشاد "ماحاک فی صدرک" سینہ میں خلش پیدا کرتا ہے اس لئے انسان اس کو چھپ چھپا کر کرتا ہے۔ سر کھولنے سے اشارہ اس طرف ہے کہ نیک کام میں ضمیر آزاد ہوتا ہے اس کو چھپانے کی طرف میلان نہیں ہوتا۔ صدق حال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس حال کا منشا صاحب حال کے نفس میں ایک ملکہ راسخہ ہے جس سے بغیر نفس کو مجبور کرنے کے اس حال کا ظہور ہوتا ہے۔ جو معنے ابوبکر کے قول میں مذکور ہیں وہ اسی پر متفرع ہیں۔ واللہ اعلم ۱۲

اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

جيدةُ الإيمانِ لقيَ العدوَّ فكأنما يضربُ ظهرَه
بشوكِ الطَّلحِ أتاهُ سهمٌ غربٌ فقتله هو في
الدرجةِ الثانيةِ ورجلٌ مؤمنٌ خلطَ عملاً صالحًا
وآخرَ سيِّئًا لقيَ العدوَّ فصدَّقَ اللهَ عزَّ وجلَّ
حتى قُتلَ فذلك في الدرجةِ الثالثةِ **لبسُ المرقَّعِ**
مالكٌ عن إسحاقَ بنِ عبدِ اللهِ بنِ أبي طلحةَ
عن أنسٍ رأيتُ عمرَ وهو يومئذٍ أميرُ المؤمنين
وقد رقَّعَ بين كتفيه برُقعٍ ثلاثٍ لبَّدَ بعضَها
فوقَ بعضٍ در کشف المحجوب مذکور است از عمر
می آید که گفت بہترین جامہا آن بود که مؤنۃ
او سبک تر باشد۔ **الشفقة على خلق الله**
ابو الليث روى الشعبي عن عمر انه قال ان الله
تعالى لا يرحم من لا يرحم ولا يغفر لمن
لا يغفر ولا يتوب على من لا يتوب۔ **الوجد**
تقدم ان عمر مرَّ بدار انسان وهو يصلي و
يقرأ سورة الطور فوقف يستمع الحديث
الغلبة وهي قسمان غلبة وجدان معنى و
غلبة داعية الٰهية - ابو عمر قال عمر لاخيه زيد
يوم أحد خذ درعي قال اني اريد من الشهادة
ما تريده فتركاها جميعاً الكلاباذي غلب على عمر
رضي الله عنه حمية الاسلام حين اعترض على
رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ان اراد
ان يصالح المشركين عام الحديبية فوثب

وہ مردِ مومن ہے جس کا ایمان بھی مضبوط ہے وہ دشمن کے مقابل اس
حال میں ہوا کہ گویا ببری کے کانٹوں پر کمر رگڑ رہا ہے (یعنی بجرأت
مقابلہ پر آیا) اچانک ایک تیر کسی کا پھینکا ہوا اس کے آ لگا۔ یہ
دوسرے درجہ میں ہے۔ اور ایک مومن شخص ایسا ہے کہ جس نے
نیک اعمال کے ساتھ کچھ برے اعمال بھی مخلوط کر رکھے ہیں وہ دشمن
کے مقابل ہوا اور اس نے اللہ عزوجل کی تصدیق کی (یعنی اللہ اکبر یا لا الٰہ
الا اللہ کہتا رہا) یہاں تک کہ قتل ہو گیا تو یہ تیسرے درجہ میں ہے۔ **مرقع**
(پیوند دار لگا کپڑا) **پہننا**۔ مالک، اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے
روایت کرتے ہیں، وہ انس سے، کہ میں نے عمرؓ کو جب کہ وہ امیر المؤمنین
تھے اس حال میں دیکھا کہ انہوں نے اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان تین
پیوند لگا رکھے تھے ان میں سے بعض کو بعض پر چڑھا رکھا تھا۔ کشف المحجوب
میں مذکور ہے کہ عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا بہترین کپڑا وہ ہے جس کا
بار سب سے زیادہ ہلکا ہو (یعنی کم سے کم قیمت کا) **خلق اللہ پر
شفقت**۔ ابو اللیث۔ شعبی نے عمرؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا
اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو (دوسروں پر) رحم نہیں کرتا اور
ایسے شخص کو نہیں بخشتا جو دوسروں کو نہیں بخشتا اور اس شخص کی توبہ نہیں
قبول کرتا جو دوسروں کی توبہ نہیں قبول کرتا۔ **وجد**۔ گذر چکا ہے کہ
عمرؓ کا ایک شخص کے مکان پر گذر ہوا اور وہ نماز پڑھ رہا تھا اور سورۂ طور کی
قرأت کر رہا تھا تو آپ ٹھہر گئے اور اس کی قرأت سننے لگے **غلبہ** اور یہ دو قسم
کا ہوتا ہے ایک وجدان معنے کا غلبہ اور دوسرا داعیۂ الٰہیہ کا غلبہ۔ ابو عمر،
جنگ احد کے وقت عمرؓ نے اپنے بھائی زیدؓ سے کہا کہ یہ میری زرہ پہن لو زیدؓ
نے کہا کہ میں بھی شہادت کا ارادہ رکھتا ہوں جیسے تم ارادہ رکھتے ہو تو اس
کو دونوں ہی نے چھوڑ دیا۔ کلاباذی۔ عمر رضی اللہ عنہ پر حمیت اسلام

حتى اتى ابا بكر رضی اللہ عنہ قال الیس برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بلٰے قال أَلَسْنَا بالمسلمین قال بلٰے قال الیسوا بالمشرکینَ قال بلٰے قال فعلیٰ ما نُعْطِی الدنیّۃَ فی دیننا فقال ابوبکر اَلْزَمْ غَرْزَہ فانّی اشہدُ انّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر انا اشہد انہ رسول اللہ ثم غلب علیہ ما یجدُ حتے اتٰی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال لہ مثل ما قال لابی بکر و اجابہ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم کما اجابہ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ حتے قال انا عبد اللہ ورسولہ لن اُخالِفَ امرَہ ولن یُّضَیِّعَنِیْ قال وکان عمر یقول فمازِلتُ اصوم واتصدق واُعْتِقُ و اُصلّی من الذی صنعتُ یومئذٍ مخافۃ کلامی الذی تکلّمتُ بہ حتی رجوتُ ان یکون خیرا و کاعترا منہ علیہ صلے اللہ علیہ وسلم حین صلّی علی عبد اللہ بن اُبَی قال عمر فتحوّلتُ حتی قمتُ فی صدرہٖ وقلتُ یا رسولَ اللہِ اتُصلّی علٰے ہٰذا وقد قال یوم کذا کذا وکذا یُعَدِّدُ ایامَہ حتے قال تاخّرْ عنّی یا عمرانی خُیِّرتُ فاخترتُ وصلّٰے علیہ فعجبتُ لی وجرأتی علٰے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السماع ابو عمر عن خوات بن جبیر خرجنا حُجّاجًا مع عمر بن الخطاب فسرنا فی رکب فیہم ابو عبیدۃ بن الجراح وعبد الرحمٰن

غالب آگئی تھی جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کیا تھا جب کہ آنحضرتؐ نے حدیبیہ کے سال میں مشرکین کے ساتھ مصالحت کا ارادہ کیا تھا تو یہ دوڑ پڑے تھے یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ کیا وہ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا ہم مسلمان نہیں ابوبکر رضؓ نے کہا کہ کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا وہ مشرکین نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ کہا کہ پھر ہم اپنے دین پر کیوں دھبہ آنے دیں تو ابوبکر رضؓ نے کہا کہ اے عمرؓ اُن کی رکاب پکڑے رکھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو عمر رضؓ نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اُن پر وجدان کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا پہنچے اور آپ سے بھی وہی گفتگو کی جو ابوبکرؓ سے کی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ویسے ہی جواب دیئے جیسے ابوبکرؓ نے دیئے تھے ان پر اللہ کی رحمت، یہاں تک آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اس کے حکم کے خلاف ہرگز نہ کروں گا اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ کہا اور عمرؓ فرمایا کرتے کہ میں پھر برابر روزے رکھتا رہا اور صدقہ دیتا رہا اور غلام آزاد کرتا اور نوافل پڑھتا رہا اس حرکت کی وجہ سے جو میں اس دن کر گزرا تھا اور اس گفتگو کے خوف سے جو میں نے آپ سے کی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے اللہ سے خیر کی اُمید بندھ گئی۔ اور جیسا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تھا جب کہ آپ نے عبد اللہ بن اُبی کے جنازے کی نماز پڑھی تھی۔ عمرؓ کہا کہ میں گھوم کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کے سامنے جاکھڑا ہوا اور میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن ایسا کہا تھا اور ایسا کہا تھا۔ آپ کو اس کے ایام گنوا رہا تھا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ اے عمر میرے سامنے سے ہٹ جا مجھے اختیار دیا گیا تو میں نے اختیار کیا اور آپؐ نے اس پر نماز

بن عوف فقال القوم غنّنا من شعر ضرار فقال
عمر دعوا اباعبداللہ فليتغنّ من بنيّات فؤاده
يعني من شعره قال فما زلت اغنّيهم حتى كان
السحر فقال عمر ارفع لسانك فقد اسحرنا۔ در
روضۃ الاحباب مذکورست کہ از جابر بن عبداللہ
کہ امیرالمؤمنین عمر شبی گذر کرد بخیمہ از انجا
صدائے حزین می آمد ؎ علی محمد صلوٰۃ الابرار ٭
صلّی علیہ المصطفون الاخیار ٭ قد کنت قوّامًا
بکّاء بالاسحار ٭ یالیت شعری والمنایا اطوار ٭
ہل یجمعنی و حبیبی الدار۔ گریہ بر امیرالمؤمنین غلبہ
کرد باٰواز بلند بگریست و مکرر از گوینده آنرا
طلب کرد و مکرر رقت نمود باز گفت عمر را
دراین ابیات درج نما گفت ”وعمر فاغفر لہ
یا غفار“ ٭ **الفصل السادس** فی تثقیف
امیرالمؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رعیتہ
علی منوال تربیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم امتہ
قال اللہ تبارک وتعالیٰ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب
والحکمۃ وہذا التثقیف یکون تارۃ امرًا
بالواجب اوالمندوب ونہیًا عن الحرام او
المکروہ وتارۃ ارشادًا الی تہذیب الباطن
من الرذائل وتحلیتہ بالفضائل وتارۃ بتاثیر
مجرد الصحبۃ ویکون تارۃ خطابًا للحاضرین و
تارۃ کتابًا للغائبین وقد اقتفی النبی صلی اللہ

پڑھی۔ مجھے اپنے اُوپر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنی جرأت پر
تعجب ہے **سماع**۔ ابو عمر، خوات بن جبیر سے۔ کہا کہ ہم لوگ حج کے لئے عمر بن
الخطاب کے ساتھ نکلے ایک قافلہ میں ہم نے سفر کیا جس میں ابوعبیدہ بن الجراح
اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ تو قوم نے مجھ سے کہا کہ کچھ اشعار ضرار کے گا کر سُنا۔
تو عمرؓ نے کہا کہ ابوعبداللہ کو (آزاد) چھوڑ دو تاکہ وہ جو کچھ چاہیں اپنے دل کی بیں اُن
کو گائے یعنی اپنے ہی اشعار سُنائے۔ کہا کہ پھر میں برابر اُن کے سامنے گاتا رہا۔
یہاں تک کہ سحر ہو گئی تو عمرؓ نے کہا کہ اپنی زبان کو روک لے۔ اب ہم پر صبح
آگئی، روضۃ الاحباب میں جابر بن عبداللہ کی روایت سے مذکور ہے کہ ایک
رات امیرالمؤمنین عمر کا گذر ایک خیمہ پر ہوا۔ اس میں سے ایک غمگین آواز
آرہی تھی ؎ علی محمد (الخ ترجمہ، محمد پر نیک لوگوں کی طرف سے رحمتیں نازل
ہوں۔ سب برگزیدہ صالحین نے ان پر درود بھیجا۔ میں (نوافل کے لئے) صبح سویرے
کے اوقات میں بہت کھڑا ہونے والا رہا ہوں۔ کاش میں جان لیتا (کہ وہ عبادت
مقبول ہوئی) حالانکہ موتیں مختلف طریقوں کی ہوتی ہیں۔ کیا دار (آخرت) میں مجھے
اپنے محبوب سے ملنا نصیب ہوگا؟ یہ سُن کر امیرالمؤمنین پر گریہ غالب آگیا آپ
بلند آواز سے رونے لگے اور کہنے والے سے دوبارہ کہنے کی خواہش کی اور پھر روئے
پھر فرمایا کہ عمر کا نام بھی ان ابیات میں شامل کر۔ تو اس نے کہا وعمر الخ یعنی اور
عمر کو بھی، تو اس کی مغفرت کر دیجئے اے غفار۔ **چھٹی فصل**۔ امیرالمؤمنین
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اپنی رعیت کو اسی طریقہ کے ساتھ صحیح راہ پر چلانے
کی تربیت دینے کے بیان میں جس طریقہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
اُمّت کی تربیت فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویزکیہم الخ ترجمہ اور
وہ رسول ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور یہ
تثقیف (یعنی ٹھیک راہ پر چلانا) کبھی ہوتا ہے واجب یا مستحب کا حکم کرنے اور
حرام اور مکروہ سے منع کرنے کے ذریعہ سے اور کبھی ہوتا ہے باطن کو بُری صفات

علیہ وسلم بتہذیب عمر بن الخطاب کثیرا

فمن ذلک قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین راجع العباس بن عبد المطلب فی اخذ الصدقات مراجعۃ شدیدۃ اما شعرت یا ابن الخطاب ان عم الرجل صنو ابیہ **ومن ذلک** ما روی الدارمی عن جابر ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخۃ من التوراۃ فقال یا رسول اللہ ہذہ نسخۃ من التوراۃ فسکت فجعل یقرأ ووجہ رسول اللہ یتغیر فقال ابو بکر ثکلتک الثواکل ما تری ما بوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسٰی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان موسٰی حیا وادرک نبوتی لاتبعنی البخاری عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل ابو بکر رضی اللہ عنہ آخذا بطرف ثوبہ حتی ابدی عن رکبتیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما صاحبکم فقد غامر فسلم وقال انی کان بینی وبین ابن الخطاب شیئ فاسرعت الیہ ثم ندمت فسألتہ ان یغفر لی فابٰی علی فاقبلت الیک

سے بچانے اور فضائل سے مرصع کرنے کی طرف رہنمائی کرنے سے اور کبھی صرف صحبت کی تاثیر سے اور کبھی حاضرین کے خطاب کے ذریعہ سے اور کبھی غائبین کو لکھنے کے ذریعہ سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب کی تہذیب نفس کے لئے زیادہ توجہ فرمائی ہے۔ **تو اسی بنا پر ہے** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد (عمر رضی اللہ عنہ سے) جب کہ صدقات لینے کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب سے سخت کلامی کے ساتھ کہا سنی کی تھی کہ اے ابن الخطاب کیا تم کو اس بات کا احساس نہیں کہ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی شاخ (یعنی مرتبہ میں باپ) ہوتا ہے **اور اسی بنا پر ہے** وہ قصہ جس کو دارمی نے روایت کیا ہے جابر سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس توریت کا ایک نسخہ لائے اور کہا یا رسول اللہ یہ توریت کا ایک نسخہ ہے تو آپ خاموش ہو گئے۔ پھر انہوں نے پڑھنا شروع کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونا شروع ہوا۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تجھے رونے والی عورتیں روئیں تو نہیں دیکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر کیا کیفیت ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اللہ کے رسول کے غضب سے۔ ہم اللہ سے راضی ہیں اپنا پروردگار قرار دے کر اور اسلام سے اپنا دین قرار دے کر اور محمد سے اپنا نبی قرار دے کر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ اگر تم پر موسٰی ظاہر ہو جائیں پھر تم ان کا اتباع کرنے لگو اور مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھے راستے سے ہٹ جاؤ گے اور اگر موسٰی زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو وہ میرا اتباع کرتے۔ بخاری، ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے۔ کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کے پلے پکڑے ہوئے آئے یہاں تک کہ ان

فقال يغفر الله لك يا ابا بكر ثلاثا ثم ان عمر
ندم فاتى منزل ابى بكر فسأل اثم ابو بكر
قالوا لا فاتى النبى صلى الله عليه وسلم فسلم فجعل
وجه النبى صلى الله عليه وسلم يتمعر حتى اشفق
ابو بكر فجثى على ركبتيه فقال يا رسول الله
والله انا كنت اظلم مرتين فقال النبى صلى
الله عليه وسلم ان الله بعثنى اليكم فقلتم كذبت
وقال ابو بكر صدقت وواسانى بنفسه وماله
فهل انتم تاركون لى صاحبى مرتين فما اوذى
بعدها البخارى عن ابن ابى مليكة قال كاد
الخيران ان يهلكا ابو بكر وعمر رفعا اصواتهما
عند النبى صلى الله عليه وسلم حين قدم عليه
ركب بنى تميم فاشار احدهما بالاقرع بن
حابس اخى بنى مجاشع واشار الآخر برجل
آخر قال نافع لا احفظ اسمه فقال ابو بكر
لعمر ما اردت الا خلافى قال ما اردت
خلافك فارتفعت اصواتهما فى ذلك
فانزل الله يا ايها الذين آمنوا لا ترفعوا
اصواتكم الآية قال ابن الزبير فما كان عمر
يسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد
هذه الآية حتى يستفهمه ولم يذكر ذلك عن
ابيه يعنى ابا بكر - الشهير دردى باسناده عن
ابى هريرة ان النبى صلى الله عليه وسلم

کے دونوں گھٹنوں کا کچھ حصہ ظاہر ہو رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معلوم
ہوتا ہے کہ تمہارے رفیق کا کسی سے جھگڑا ہو گیا۔ پھر ابو بکرؓ نے آکر سلام کیا اور کہا
کہ میرے اور ابن الخطاب کے درمیان کچھ بات ہو گئی تھی، تو میں جلدی اس کی طرف پہنچا
پھر ندامت کا اظہار کیا اور اس سے سوال کیا کہ وہ مجھے معاف کر دے تو اس نے
مجھ سے انکار کر دیا۔ پھر میں آپ کی طرف آگیا ہوں۔ تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا
اللہ تجھے معاف کرے اے ابو بکر۔ پھر یہ ہوا کہ عمرؓ نادم ہو کر ابو بکرؓ کے مکان
پر پہنچے اور پوچھا کہ کیا ابو بکر موجود ہیں تو گھر والوں نے کہا کہ نہیں پھر وہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور سلام کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ
تمتمانے لگا، یہاں تک کہ ابو بکر گھبرا گئے اور انہوں نے اپنے دونوں
گھٹنوں کو ٹیکتے ہوئے (آگے بڑھ کر) کہا دو مرتبہ کہ یا اللہ زیادتی کرنے والا تو
میں ہی تھا، تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمہاری
طرف مبعوث کیا تو تم سب نے کہا کہ تو جھوٹا ہے لیکن ابو بکر نے کہا کہ تو سچا ہے اور اپنی
جان سے اور مال سے میرا ساتھ دیا تو کیا تم میرے لئے میرے ساتھی کو ستانا نہ چھوڑو
گے دو مرتبہ فرمایا۔ پھر اس کے بعد وہ کبھی نہیں ستائے گئے۔ بخاری، ابن ابی ملیکہ
نے کہا کہ قریب ہو گیا تھا کہ دونوں مجسم خیر ہلاک ہو جائیں یعنی ابو بکر و عمر کہ دونوں
نے اپنی آوازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اونچی کر لی تھیں جس
وقت کہ آپ کے پاس بنی تمیم کا ایک قافلہ پہنچا۔ تو ان دونوں میں سے ایک نے (ان
کے ساتھ امیر بنا کر بھیجنے کے لئے) اشارہ کیا بنی مجاشع کے بھائی اقرع بن حابس کی
طرف اور دوسرے نے اشارہ کیا ایک اور شخص کی طرف۔ نافع نے کہا کہ مجھے اس کا نام
یاد نہیں رہا۔ تو ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ تم نے صرف میری مخالفت کرنے کا ارادہ کیا ہے
عمرؓ نے کہا کہ میں نے تمہارے خلاف کا ارادہ نہیں کیا۔ اس بارے میں دونوں کی آوازیں
بلند ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الحجرات ۴۹: ۲) اے
ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کیا کرو الخ کہا ابن زبیر نے کہ پھر عمر

أُتِيَ بطعام وهو بمر الظهران فقال لأبي بكر وعمر كلا فقالا إنا صائمان فقال ارحلوا لصاحبيكم اعملوا لصاحبيكم أدنوا فكلا يعني ذلك ضعفتما بالصوم عن الخدمة فاحتجتما إلى من يخدمكما فكلوا وأخدما أنفسكما **ومن ذلك** تمييز النبي صلى الله عليه وسلم له بين الغلبتين وتعريفه إياه الفرق بينهما حتى حذق في التمييز وصار محدثا كاملا وقد تقدم بعض ذلك وتفقيهه رضي الله عنه رعيته متواتر المعنى مسلم عن أبي هريرة قال بينا عمر بن الخطاب يخطب الناس يوم جمعة إذ دخل عثمان بن عفان فعرض به عمر فقال ما بال رجال يتأخرون بعد النداء فقال عثمان يا أمير المؤمنين ما زدت حين سمعت النداء أن توضأت ثم أقبلت فقال عمر والوضوء أيضا ألم تسمعوا رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إذا جاء أحدكم إلى الجمعة فليغتسل أبو بكر عن عمرو بن ميمون الأودي أن عمر بن الخطاب لما حضر قال ادعوا لي عليا وطلحة والزبير وعثمان وعبد الرحمن بن عوف وسعدا قال فلم يكلم أحدا منهم إلا عليا وعثمان فقال يا علي لعل هؤلاء القوم يعرفون

بعد اس آیت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی ہلکی آواز سے بات کرتے تھے کہ ان سے آپ کو پھر پوچھنے کی نوبت آجاتی تھی۔ اور انہوں نے اس بات کا ذکر اپنے باپ (یعنی نانا) ابوبکر کے بارے میں نہیں کیا۔ مسند ... اپنی اسناد کے ساتھ ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کہ آپ مر الظہران میں تھے کھانا لایا گیا تو آپ نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا کہ کھاؤ۔ تو دونوں نے کہا کہ ہم روزے سے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے اپنے ساتھی کے خاطر کے لئے سفر کرو اور اپنے اپنے ساتھی (کی تقویت) کے لئے کام کرو۔ قریب آؤ اور کھاؤ۔ آپ یہ مراد لے رہے تھے کہ تم دونوں روزے کی وجہ سے خدمت سے ضعیف ہو گئے ہو اور تم دونوں ایسے آدمی کے حاجت مند ہو گئے ہو جو تمہاری خدمت کرے تو تم دونوں کھاؤ اور اپنے اپنے نفس کی خدمت کرو (تاکہ اس میں چستی پیدا ہو جائے) **اور اسی بنا پر ہے** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں غلبۂ حال[ع] کے وقت ان کو (منشأ الٰہی کا) متمیز کرانا اور ان کو دونوں حال میں آپ کا فرق کی شناخت کرا دینا۔ یہاں تک کہ آپ تمیز میں حاذق (تجربہ کار) ہو گئے اور محدث کامل بن گئے۔ اور ایسے بعض واقعات پہلے آ چکے ہیں۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی تفقیہ (یعنی سمجھدار کرنا) اپنی رعیت کو متواتر المعنی ہے۔ مسلم، ابوہریرہؓ سے کہا اس دوران میں کہ عمرؓ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ عثمانؓ بن عفان داخل ہوئے تو عمرؓ نے ان کی جانب تعریض کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا ہو گیا لوگوں کو کہ اذان کے بعد آنے میں دیر کرتے ہیں تو عثمانؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین میں نے تو اذان سننے کے بعد کوئی کام نہیں کیا بس وضو کیا اور آ گیا۔ تو عمرؓ نے کہا اور صرف وضو ہی؟ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا جو فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کی طرف آئے تو چاہئے کہ غسل کرے۔ ابوبکر، عمرو بن میمون اودی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے

ع دونوں غلبہ حال سے مراد ایک وہ غلبہ حال ہے جو صلح حدیبیہ کے وقت آپ پر طاری ہوا تھا۔ دوسرا وہ جو عبد اللہ بن ابی منافق کے جنازے کی نماز کے وقت پیش آیا تھا جن پر عمرؓ نے خود بھی اپنی جرأت پر حیرت کی ہے۔ یہ واقعات مذکور ہو چکے ہیں۔ اشتیاق احمد عفی عنہ

لک قرابتک و ما آتاک اللہ من العلم و الفقہ فاتق اللہ وان ولیت ہذا الامر فلا ترفعن بنی فلان علی رقاب الناس وقال عثمان یا عثمان ان ہؤلاء القوم لعلہم یعرفون لک صہرک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسنک و شرفک فان انت ولیت ہذا الامر فاتق اللہ ولا ترفعن بنی فلان علی رقاب الناس فقال ادعوا لی صہیبا فقال صل بالناس ثلثا ولیجتمع ہؤلاء الرہط فلیخلوا فان اجمعوا علی رجل فاضربوا رأس من خالفہم۔ احمد بن حنبل عن الزہری عن ربیعۃ بن دراج ان علی بن ابی طالب سبح بعد العصر رکعتین فی طریق مکۃ فرآہ عمر فتغیظ علیہ ثم قال اما واللہ لقد علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عنہا۔ ابوبکر عن اسلم باسناد صحیح علی شرط الشیخین انہ حین بویع لابی بکر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان علی و الزبیر یدخلان علی فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیشاورونہا ویرتجعون فی امرہم فلما بلغ ذلک عمر بن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمۃ فقال یا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ ما من الخلق احب الینا من ابیک وما من احد احب الینا بعد ابیک

بوقت وفات فرمایا کہ میرے پاس بلاکر لاؤ علی کو اور طلحہ اور زبیر کو اور عثمان کو اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد کو۔ کہا کہ پھر ان میں سے کسی نے گفتگو نہ کی بجز علی اور عثمان کے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے علی غالباً یہ سب لوگ پہچانتے ہیں آپ کی قرابت کو اور اس علم اور دین کی سمجھ کو جو اللہ نے آپ کو دی ہے تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور اگر تم اس امر (خلافت) کے ذمہ دار بنا دیئے جاؤ تو بنی فلاں کو لوگوں کی گردنوں پہ سوار نہ کر دینا۔ اور عثمانؓ سے فرمایا کہ اے عثمان امید ہے کہ یہ لوگ تم کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری دامادی کے تعلق کو اور تمہاری عمر کو اور تمہارے شرف کو پہچانیں گے تو اگر تم اس امر کے (یعنی خلافت کے) ذمہ دار بنا دیئے گئے تو اللہ سے ڈرنا اور بنی فلاں کو لوگوں کی گردنوں پہ سوار نہ کر دینا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس صہیب کو بلاکر لاؤ (جب وہ آگئے) تو فرمایا کہ تین دن تم لوگوں کو نماز پڑھانا اور چاہئے کہ یہ جماعت اکٹھی ہوکر تخلیہ میں فیصلہ پر غور کریں پھر اگر کسی ایک شخص پہ متفق ہو جائیں تو جو ان کی مخالفت کرے اس کی گردن اڑا دینا۔ احمد بن حنبل، زہری سے وہ ربیعہ بن دراج سے کہ علیؓ بن ابی طالب نے بعد عصر دو رکعت نوافل مکہ کے راستہ میں پڑھیں۔ اس کو عمرؓ نے دیکھا تو وہ علیؓ پہ ناراض ہوئے پھر فرمایا خبردار واللہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع کیا ہے۔ ابوبکرؓ اسلم سے روایت کرتے ہیں باسناد صحیح شیخین کی شرط پہ کہ یہ واقعہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر سے بیعت کرلی گئی اور علی اور زبیر فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جاکر ان سے مشورہ کیا کرتے تھے اور اپنے امر (بیعت) کے بارے میں تبادلۂ آراء کرتے۔ جب اس اجتماع کی اطلاع عمر بن الخطاب کو پہنچی تو وہ نکل کر فاطمہؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی خدا کی قسم مخلوق میں سے کوئی ہم کو تمہارے باپ سے زیادہ پیارا نہیں تھا اور تمہارے باپ کے بعد اب ہمیں

منک وایم اللہ ما ذاک بمانعی ان اجتمع
ہؤلاء النفر عندک ان آمر بہم ان یحرق علیہم
البیت قال فلما خرج عمر جاؤہا فقالت تعلمون
ان عمر قد جاءنی وقد حلف باللہ لئن عدتم
لیحرقن علیکم البیت وایم اللہ لیمضین لما
حلف علیہ فانصرفوا راشدین فروا رأیکم و
لا ترجعوا الیّ فانصرفوا عنہا فلم یرجعوا الیہا حتی
بایعوا لابی بکر۔ مالک عن اسلم مولی عمر انّ
عمر بن الخطاب رأی علی طلحۃ بن عبید اللہ
ثوبا مصبوغا وہو محرم فقال عمر ما ہذا الثوب
المصبوغ یا طلحۃ فقال طلحۃ یا امیر المؤمنین انما ہو
مدر فقال عمر انکم ایہا الرہط ائمۃ یقتدی بکم
الناس فلو ان رجلا جاہلا رأی ہذا الثوب لقال
ان طلحۃ بن عبید اللہ قد کان یلبس الثیاب
المصبغۃ فی الاحرام فلا تلبسوا ایہا الرہط
شیئا من ہذہ الثیاب المصبغۃ۔ احمد بن حنبل
عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت عمر بن الخطاب
یقول لطلحۃ بن عبید اللہ ما لی اراک قد شعثت
واغبرت منذ توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لعلک ساءک یا طلحۃ امارۃ ابن عمک
قال معاذ اللہ انی لاجدرکم ان لا افعل ذلک
انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول انی لاعلم کلمۃ لا یقولہا رجل عند حضرۃ

تم سے زیادہ پیارا کوئی نہیں اور خدا کی قسم اگر یہ جماعت (بنو ہاشم) اگر
تمہارے پاس جمع ہوئی تو یہ بات (یعنی آپ کا پیارا ہونا) مجھے اس بات
سے نہ روک سکے گی کہ میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کر لوں کہ ان کے اوپر اس
گھر کو جلا دیا جائے کہا کہ جب عمرؓ نکلے تو یہ لوگ فاطمہؓ کے پاس پہنچے تو انہوں
نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ عمر میرے پاس آیا اور اس نے خدا کی قسم کھائی ہے کہ
اگر تم پھر جمع ہوئے تو وہ ضرور تمہارے اوپر اس گھر کو جلا دے گا اور خدا کی
قسم جس چیز پر وہ قسم کھا گیا ہے اس کو وہ ضرور کر گذرے گا تو عافیت کے
ساتھ لوٹ جاؤ اور جو رائے مشورہ کرتے ہو کئے جاؤ مگر میرے پاس لوٹ کر نہ
آؤ تو یہ سب ان کے پاس سے واپس ہو گئے اور پھر لوٹ کر ان کے پاس نہیں
آئے یہاں تک کہ انہوں نے ابوبکر سے بیعت کر لی۔ مالک اسلم مولیٰ عمرؓ
سے کہ عمر بن الخطاب نے طلحہ بن عبید اللہ کے بدن پر رنگا ہوا کپڑا دیکھا
جب کہ وہ محرم تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے طلحہ بحالت احرام یہ رنگا ہوا کپڑا
کیسا؟ تو طلحہ نے کہا اے امیر المؤمنین یہ تو مٹی سے رنگا ہوا ہے (اس میں کیا
حرج ہے) تو عمرؓ نے کہا اے جماعت صحابہ تم ایسے ائمہ ہو کہ لوگ تمہاری
اقتداء کرتے ہیں تو اگر کسی جاہل نے اس کپڑے کو دیکھا تو وہ ضرور یہ کہے گا کہ
طلحہ بن عبید اللہ احرام کی حالت میں (زعفران) سے رنگے ہوئے کپڑے
پہنتے تھے۔ تو اے جماعت صحابہ ان رنگے کپڑوں کو نہ پہنو۔ احمد بن حنبل جابر بن
عبد اللہ سے کہ میں نے عمر بن الخطاب سے سنا جو طلحہ بن عبید اللہ سے کہہ رہے تھے کہ کیا بات ہے کہ
میں تم کو اس حال میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے بال بکھرے رہتے ہیں اور چہرہ غبار آلود رہتا ہے جب
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، شاید تمہارے چچا کے
بیٹے کی امارت تم کو ناگوار ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ معاذ اللہ میں تم سب سے
زیادہ شایاں ہوں کہ ایسا نہ کروں (یعنی حسد) (پریشانی میں فکر اس بات
کا ہے کہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے

الموت الا وجد روحہ بہا روحا حین یخرج من جسدہ وکانت لہ نورا یوم القیامۃ فلم اسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہا ولم یخبرنی بہا فذلک الذی دخلنی قال عمر فانا اعلمہا قال طلحۃ الحمد للہ فما ہی قال ہی الکلمۃ التی قالہا لعمہ لا الہ الا اللہ قال طلحۃ صدقت۔ مالک عن عبد اللہ بن عباس فی قصۃ سرغ فنادی عمر بن الخطاب انی مصبح علی ظہر فاصبحوا علیہ فقال ابو عبیدۃ افرارا من قدر اللہ فقال لو غیرک قالہا یا ابا عبیدۃ نعم نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ ارایت لو کانت لک ابل فہبطت وادیا لہ عدوتان احدہما مخصبۃ والاخری جدبۃ الیس ان رعیت الخصبۃ رعیتہا بقدر اللہ وان رعیت بالجدبۃ رعیتہا بقدر اللہ۔ مالک کتب ابو عبیدۃ بن الجراح الی عمر یذکر لہ جموعا من الروم وما یتخوف من امرہم فکتب الیہ عمر اما بعد فانہ مہما ینزل من عبد مومن من منزل شدۃ یجعل اللہ بعدہ فرجا وانہ لن یغلب عسر یسرین ان اللہ تعالیٰ یقول فی کتابہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا

کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جس کو کوئی شخص بھی اگر موت کے آجانے کے وقت کہہ لے گا تو اس کی وجہ سے اُس کی روح راحت پائے گی جب اس کے جسم سے نکلے گی اور وہ اس کے لئے ایک نور ہوگا قیامت کے دن چونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا اور آپ نے بھی خود مجھے اس کی خبر نہیں دی۔ تو یہ وہ غم ہے جو مجھ میں داخل ہوگیا۔ عمرؓ نے کہا تو (آپ غم نہ کریں) میں اس کو جانتا ہوں۔ طلحہ نے کہا اللہ کا شکر ہے تو بتائیے وہ کیا ہے؟ عمرؓ نے کہا وہ وہی کلمہ ہے جس کو آپ اپنے چچا (ابوطالب) سے کہہ رہے تھے یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ طلحہ نے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔ مالکؒ نے عبد اللہ بن عباس سے سرغ[عہ] کے قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ پھر اعلان کر دیا عمر بن الخطاب نے کہ میں صبح کو (مدینہ واپس ہونے کے لئے) سوار ہو جاؤں گا تم سب اپنی سواری پر صبح ہی سوار ہو جانا۔ تو ابوعبیدہ نے کہا کہ اللہ کی تقدیر سے فرار کو آپ نے اختیار کر لیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ اے کاش کہ یہ بات کوئی دوسرا کہتا اے ابوعبیدہ ہاں ہم بھاگ رہے ہیں اللہ کی تقدیر سے اللہ ہی کی تقدیر کی طرف کیا تم نے غور کیا کہ اگر تمھارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایسی وادی میں اترو جس کی دو جانبیں ہیں اُن میں سے ایک تو سرسبز ہو اور دوسری خشک کم آب و گیاہ تو کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر آپ نے اُن کو سرسبز زمین میں چرایا تو ان کو اللہ کی تقدیر کے ساتھ چرایا اور اگر خشک زمین میں چرایا تو (پھر بھی) اللہ کی تقدیر کے ساتھ چرایا۔ مالکؒ ابوعبیدہ بن الجراح نے عمرؓ کو خط لکھا جس میں رومی افواج کی یلغار کا ذکر کیا اور ان کے بارے میں جو خطرات سامنے تھے تو عمرؓ نے ان کو لکھا اما بعد یہ یقینی بات ہے کہ جب بھی بندہ کسی سخت منزل میں پھنس جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بعد کشادگی کی راہ پیدا فرما دیتا

عہ سرغ ایک مقام کا نام ہے۔ یہاں آپ کو اطلاع ملی تھی کہ شام میں طاعون پھیل رہا ہے تو آپ نے وہاں جانے کا ارادہ فسخ کر دیا اس پر حضرت ابوعبیدہ سے گفتگو ہوئی ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

وتتقوّوا انّه نعمتكم تفتوّن والمحب الطبري
عن عروة بن رويم اللخمي قال كتب عمر بن
الخطاب الى ابي عبيدة بن الجراح
كتابا يقرؤه على الناس بالجابية اما بعد
فانه لا يقيم امر الله في الناس الا حصيف
العقدة بعيد الغرة ولا يطلع الناس منه
على عورة ولا يحنق في الحق على جرّته و
لا يخاف في الله لومة لائم والسلام وفي
رواية ولا يحابي في الحق على قرابته مكان
ولا يحنق في الحق على جرته شرح حصيف
العقدة اي مستحكمها واستحصف الشيئ
استحكم والحصيف الرجل المستحكم العقل
وكنى بذلك عمر عن الاشتداد في دين الله
وقوة الايمان والغرة الاغترار والمحب الطبري
كتب عمر بن الخطاب الى ابي عبيدة بن
الجراح اما بعد فاني كتبت اليك كتابا
لم آلك ونفسي فيه خيرا الزم خمس خصال
يسلم لك دينك وتحظ بافضل حظك
اذا حضرك الخصمان فعليك بالبينات
العدول والايمان القاطعة ثم ادن الضعيف
حتى ينبسط لسانه ويجترئ قلبه وتعاهد الغريب
فانه اذا طال حبسه ترك حاجته وانصرف
الى اهله وان الذي ابطل حقه من لم يرفع

ہے اور یہ یقینی ہے کہ ہرگز ایک عُسر (تنگی) دو یُسر (آسانی) پر غالب نہیں آسکتی۔
(فان مع العسر یسرا الخ کی طرف اشارہ ہے) اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔
یاایہا الذین آمنوا اصبروا وصابروا الخ (اے ایمان والو تم صبر کرو اور مقابلہ
میں صبر کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب
ہو" محب طبری۔ عروہ بن رویم لخمی سے ہے کہ عمر بن الخطاب نے ابوعبیدہ
کو خط لکھا کہ اس کو جابیہ میں لوگوں کو پڑھ کر سنا دیں اما بعد اللہ کے امر کو لوگوں
میں قائم کرنے والا صرف ایسا ہی شخص ہوگا جو کہ پختہ عقل اور پختہ تدبیر والا ہو جو
دھوکے سے دور رہنے والا ہو (یعنی غافل نہ ہو) اور لوگ اس کے کسی عیب پر مطلع
نہ ہوں اور جو رعیت پر غصہ کرکے اظہار حق پر اور اللہ کے بارے میں کسی
ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے والسلام اور ایک روایت میں
ولا یحنق فی الحق علی جرتہ کے بجائے ولا یحابی فی الحق علی قرابتہ
ہے (یعنی بنا بر قرابت حق کے فیصلہ یا اظہار میں کوتاہی نہ کرے)
شرح۔ حصیف العقدہ یعنی مستحکم گرہ۔ استحصف الشیئ یعنی استحکم
اور حصیف ایسے شخص کو کہتے ہیں جو پختہ عقل والا ہو۔ اور عمرؓ نے اس سے
اللہ کے دین میں سخت ہونا اور ایمان کی قوت کی طرف کنایہ کیا ہے اور
غرہ کے معنے ہیں اعتماد۔ محب طبری۔ عمر بن الخطاب نے ابوعبیدہ
بن الجراح کو لکھا اما بعد میں نے تمہارے پاس بھیجنے کے لئے ایک خط
لکھا ہے جس میں تمہارے اور اپنے نفس کے لئے خیر میں میں نے کوتاہی
نہیں کی پانچ خصلتیں اختیار کرو تو تمہارا دین سلامت رہے گا اور تمہارے
حصہ میں افضل اجر قائم کیا جائے گا جب تمہارے سامنے مدعی اور مدعا علیہ
حاضر ہوں تو تمہارے لئے ضروری ہے گواہیاں منصف عادل لوگوں کی اور قطعی
(یعنی کھلے ہوئے حلف والی) قسمیں۔ پھر کمزور کو اپنے قریب کر یہاں تک کہ اس کی زبان
پھیل جائے اور اس کے قلب میں جرأت پیدا ہو جائے اور غریب کی خبر

برأساً واجبرهما على الصلح ما لم يتبين لك
القضاء والسلام عليك. ابوبكر عن عبيد الله بن عبد الله
بن عمر باع عبد الرحمن بن عوف جارية له كان يقع
عليها قبل ان يستبرئها فظهر بها حمل عند
الذي اشتراها فخاصمه الى عمر فقال عمر كنت
تقع عليها قال نعم قال فبعتها قبل ان تستبرئها
قال نعم قال ما كنت لذلك بخليق فدعا القافة
فنظروا اليه فالحقوه به. احمد بن حنبل عن عباية
بن رفاعة قال بلغ عمر ان سعداً لما بنى القصر
قال انقطع الصويت فبعث اليه محمد بن مسلمة
فلما قدم اخرج زنده واورى ناره وابتاع
حطبا بدرهم وقيل لسعد ان رجلاً فعل كذا وكذا
فقال ذاك محمد بن مسلمة فخرج اليه فحلف
بالله ما قاله فقال نؤدي عنك الذي تقول
ونفعل ما امرنا به فاحرق الباب ثم اقبل
يعرض عليه ان يزوده فابى فخرج فقدم
على عمر فهجر اليه فسار ذهابه ورجوعه تسع عشرة
فقال لولا حسن الظن بك لرأينا انك لم تؤد
عنا قال بلى ارسل يقرأ السلام ويعتذر
ويحلف بالله ما قاله قال فهل زودك شيئاً
قال لا قال فما منعك ان تزودني انت
قال اني كرهت ان آمر لك فيكون لك
البارد ويكون لي الحار وحولي اهل المدينة

حاجت روائی) کا خیال رکھو (دیر تک گھر انتظار رکھو) کہ جب اس کا حبس طویل
ہو جائے گا تو وہ اپنی حاجت کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کے پاس چلا جائے گا۔
اور (اس صورت میں) یقیناً اس کے حق کو باطل کرنے والا صرف وہی شخص
(یعنی حاکم) قرار دیا جائے گا جس نے اس کی طرف سر اوپر نہ کیا۔ اور جب
تک تمہارے اوپر فیصلہ بالکل عیاں نہ ہو جائے (فریقین میں) صلح تک فریقین کو مجبور
پس السلام علیک۔ ابوبکر، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے کہ عبد الرحمن بن عوف
نے ایک کنیز کو جس سے جماع کرتے رہے تھے فروخت کر دیا قبل اس کے کہ اس
کا استبراء کریں (یعنی یہ معلوم کریں کہ حمل تو نہیں ہے) پھر خریدار کے پاس
پہنچ کر اس کا حمل ظاہر ہو گیا تو انہوں نے عمرؓ کے سامنے دعویٰ پیش کیا۔ تو
عمرؓ نے (عبد الرحمن بن عوف) سے کہا کہ کیا تم اس سے جماع کرتے تھے؟ تو
انہوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ تم نے اس کو استبراء سے پہلے ہی فروخت کر دیا؟
کہا کہ ہاں! عمرؓ نے کہا کہ تم ایسے خلق کے لئے سزاوار نہیں تھے۔ پھر پہچاننے
والے لوگوں کو بلایا تو انہوں نے اس بچے کو عبد الرحمن کو دلوایا۔ احمد بن حنبلؒ
عبایہ بن رفاعہ سے کہا کہ عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ سعد نے جب محل بنوایا تو یہ کہا کہ اب
حقیر آوازیں بند ہو گئیں تو عمرؓ نے ان کی طرف محمد بن مسلمہ کو بھیجا۔ جب وہ پہنچے
تو انہوں نے چقماق نکالا اور اس سے آگ کو جھاڑا اور ایک درہم کا ایندھن
خریدا اور اس کو روشن کر کے اس سے محل کا دروازہ پھونکنے لگے) اور سعد سے
کہا گیا کہ ایک شخص نے ایسا اور ایسا کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ محمد بن مسلمہ
ہے اور نکل کر ان کے پاس آئے (بات چیت کے بعد) انہوں نے حلف کیا کہ
یہ بات میں نے نہیں کہی تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ تمہاری یہ بات جو تم کہتے ہو ہم
پہنچا دیں گے اور جس کام کا ہمیں حکم دیا گیا اس کو ہم انجام دیں گے تو انہوں
نے دروازہ پھونک دیا۔ پھر محمد بن مسلمہ سعد کے پاس اس لئے آئے کہ وہ
ان کو زادِ راہ دیں تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر وہ نکلے اور عمرؓ کے پاس

قد قتلهم الجوع وقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يشبع الرجل دون جاره
المحب الطبري عن سفيان بن عيينة ان سعد بن ابي وقاص كتب الى عمر وهو على الكوفة
يستاذنه في بناء منزل يسكنه فكتب اليه ابن ما يسترك من الشمس ويكنك من الغيث
الدارمي عن سليمان بن حنظلة قال اتينا ابي بن كعب لنتحدث اليه فلما قام قمنا ونحن نمشي خلفه فرهقنا عمر فتبعه فضربه عمر بالدرة قال فاتقاه بذراعيه فقال يا امير المؤمنين ما تصنع قال او ما ترى فتنة للمتبوع مذلة للتابع
الدارمي عن محمد بن سيرين قال قال عمر لابن مسعود الم انبأ او انبئت انك تفتي ولست باميرول حارها من تولى قارها
الدارمي عن تميم الداري قال تطاول الناس في البناء في زمن عمر فقال عمر يا معشر العرب الارض الارض انه لا اسلام الا بجماعة ولا جماعة الا بامارة ولا امارة الا بطاعة فمن سوده قومه على الفقه كان حيوة له ولهم ومن سوده قومه على غير فقه كان هلاكا له ولهم
الحاكم عن عبد الله بن مسعود قال لما قبض النبي صلى الله عليه وسلم واستخلفوا ابا بكر رضي الله عنهما وكان رسول الله صلى

آئے اور ان سے جلد جاملے تو انہیں دن لگے ان کے مدینہ سے کوفہ کو جانے اور واپس آنے میں، تو عمر نے فرمایا اگر تیرے ساتھ حسن ظن نہ ہوتا تو ہم یہ رائے قائم کرتے کہ تو نے ہمارا پیغام نہیں دیا، انہوں نے کہا کہ بیشک سعد نے آپ کو سلام کہا اور وہ عذر کرتے اور اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے وہ بات نہیں کہی ہے پھر عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ کیا سعد نے تم کو زاد راہ بھی دیا، انہوں نے کہا کہ نہیں محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مجھے زاد راہ دینے سے خود آپ کے لئے کیا بات مانع ہوئی۔ عمرؓ نے کہا مجھے یہ ناپسند ہوا کہ میں تمہارے لئے کچھ دینے کا حکم دوں جو تمہارے لئے موجب راحت بنے اور میرے لئے موجب تکلیف جب کہ میرے گرد تمام اہل مدینہ ہیں جن کو بھوک نے مار ڈالا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ کوئی اپنے پڑوسی کو بھوکا چھوڑ کر خود پیٹ بھر کر نہ کھائے۔ محب طبری، سفیان بن عیینہ سے کہ سعد بن ابی وقاص نے عمرؓ کی طرف خط بھیجا جس میں اُن سے اجازت طلب کر رہے تھے ایک مکان بنانے کی جس میں سکونت کریں تو ان کو جواب میں لکھا کہ ایسا بنالو جو تمہیں دھوپ سے بچالے اور بارش سے محفوظ رکھے۔ دارمی، سلیمان بن حنظلہ سے کہا کہ ہم اُبی بن کعب کے پاس آئے تاکہ ان سے باتیں کریں تو جب وہ اٹھے تو ہم بھی اٹھ گئے اور ہم ان کے پیچھے چل رہے تھے۔ پھر ہم نے پایا عمر کو تو اُبی بن کعب ان کے پیچھے چلنے لگے تو عمرؓ نے ان کے درہ مارا انھوں نے اس کو اپنے بازوؤں پر روکا اور کہا کہ اے امیر المومنین کیا کر رہے ہو؟ تو کہا کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ یہ (پیچھے پیچھے چلنا) فتنہ ہے متبوع (آگے چلنے والے) کے لئے اور ذلت میں ڈالنے والا ہے پیچھے چلنے والے کے لئے۔ دارمی، محمد بن سیرین سے کہا کہ عمرؓ نے فرمایا ابن مسعود سے کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی یا (یوں فرمایا کہ) مجھے خبر دی گئی کہ تو فتویٰ دیتا ہے حالانکہ تو امیر نہیں ہے۔ اس کی گرمی (یعنی تکلیف) کو اسی پر چھوڑ جو اس کی ٹھنڈک سے متمتع ہے۔ دارمی، تمیم داری سے کہا کہ لوگ عمرؓ کے زمانہ میں اونچے مکانات

اللہ علیہ وسلم بعث معاذا الی الیمن فاستعمل
ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما علی الموسم فلقی
معاذا بمکۃ ومعہ رقیق فقال عمر ما ہؤلاء فقال
ہؤلاء اہدوا لی وہؤلاء لابی بکر فقال لہ عمر
انی اری لک ان تاتی بہم ابا بکر فقال فلقیہ
من الغد فقال یا ابن الخطاب لقد رأیتنی البارحۃ
وانا انزو الی النار وانت آخذ بحجزتی وما
اراک الا مطیعک قال فاتی بہم ابا بکر فقال
ہؤلاء اہدوا لی وہؤلاء لک قال فانا قد سلمنا
لک ہدیتک فخرج معاذ الی الصلوۃ فاذا
ہم یصلون خلفہ فقال معاذ لمن تصلون قالوا
للہ عزوجل قال فانتم لہ فاعتقہم۔ ابوحنیفۃ عن
حذیفۃ بن الیمان انہ تزوج یہودیۃ بالمدائن
فکتب الیہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ان خل
سبیلہا فکتب الیہ احرام ہی یا امیر المؤمنین
فکتب الیہ اعزم علیک ان لا تضع کتابی حتی
تخلی سبیلہا فانی اخاف ان یقتدی بک
المسلمون فیختاروا نساء اہل الذمۃ لجمالہن
وکفی بذلک فتنۃ لنساء المسلمین ابوبکر عن
سعید بن ابی بردۃ قال کتب عمر الی ابی موسی
اما بعد فان اسعد الرعاۃ من سعدت بہ
رعیتہ وان اشقی الرعاۃ عند اللہ من شقیت
بہ رعیتہ وایاک ان ترتع فیرتع عمالک

بنانے لگے تو عمرؓ نے فرمایا کہ اے گروہ عرب زمین کو (یاد رکھو) زمین کو (جس
میں ضرور دفن ہونا ہے) یقینی بات ہے کہ اسلام نہیں ہے مگر جماعت کے ساتھ اور
جماعت نہیں ہے مگر امارت کے ساتھ اور امارت نہیں ہے مگر طاعت کے ساتھ تو جس
شخص کو اس کی قوم نے خوب سمجھ کر سردار بنایا تو یہ فعل اُس کے لئے بھی زندگی ہوگا
اور قوم کے افراد کے لئے بھی اور جس کو اس کی قوم نے بغیر سمجھے بوجھے سردار بنالیا تو
یہ فعل اس کے لئے بھی ہلاکت ہوگا اور اُن کے لئے بھی۔ (الغرض سرداری کی شرائط یہ
ہیں یہ اونچے مکانات سے سرداری نہیں ملتی) حاکم۔ عبداللہ بن مسعود سے۔ کہا کہ
جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنالیا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تھا۔ پھر ابوبکرؓ نے عمر رضی اللہ
عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا تو مکہ میں ان کی ملاقات معاذ سے ہوئی اور ان کے ساتھ چند
غلام تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کون ہیں تو معاذ نے کہا کہ یہ وہ ہیں جو مجھے ہدیۃً دیئے گئے
ہیں اور یہ ابوبکر کے لئے ہیں۔ تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ میں تمہارے لئے یہ مناسب
سمجھتا ہوں کہ تم ان سب کو ابوبکر کے پاس لے جاؤ۔ کہا کہ پھر ان سے معاذ اگلے دن
ملے اور انہوں نے کہا کہ اے ابن الخطاب میں نے رات خواب میں اپنے کو دیکھا
کہ میں آگ میں کودنا چاہتا ہوں اور تم میرا تہبند پکڑے ہوئے ہو اور میں اپنے کو تمہارا
مطیع دیکھ رہا ہوں۔ کہا کہ پھر معاذ نے سب غلاموں کو ابوبکرؓ کے پاس لا کر کہا کہ یہ
تو وہ ہیں جو ہدیۃً مجھے دیئے گئے اور یہ آپ کے لئے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ تمہارے
ہدیہ کو ہم تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ پھر معاذ نکلے نماز کے لئے اچانک دیکھا کہ وہ
(غلام) بھی ان کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تو معاذ نے کہا کہ کس کے لئے نماز پڑھ رہے
ہو۔ انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل کے لئے۔ معاذ نے کہا تو تم اسی کے لئے ہو اور ان
کو آزاد کر دیا۔ ابوحنیفہ۔ حذیفہ بن الیمان سے کہ انہوں نے مدائن میں ایک یہودی
عورت سے نکاح کر لیا تو ان کو عمرؓ بن الخطاب نے لکھا کہ اس کو آزاد کر دو۔ اس پر
حذیفہ نے ان کو لکھا کہ اے امیر المومنین کیا وہ حرام ہے تو انہوں نے ان کو لکھا

فیکون کشفک عند اللہ مثل البھیمۃ نظرت الی
خضرۃ من الارض فرتعت فیھا تبتغی بذلک
السمن وانما حتفھا فی سمنھا والسلام علیک
ابو بکر عن سفیان قال کتب عمر الی ابی موسیٰ
انک لن تنال الآخرۃ بشیء افضل من الزھد
فی الدنیا الدارقطنی ان عمر بن الخطاب کتب
الی ابی موسیٰ الاشعری اما بعد فان القضاء
فریضۃ محکمۃ وسنۃ متبعۃ فافھم اذا ادلی
الیک بحجۃ وانفذ الحق اذا وضح فانہ لا ینفع
تکلم بحق لا نفاذ لہ آس بین الناس فی وجھک
ومجلسک وعدلک حتی لا ییأس الضعیف من
عدلک ولا یطمع الشریف فی حیفک البینۃ
علی من ادعی والیمین علی من انکر والصلح
جائز بین المسلمین الا صلحا احل حراما او حرم
حلالا لا یمنعک قضاء قضیتہ بالامس
راجعت فیہ نفسک وھدیت فیہ لرشدک
ان تراجع الحق فان الحق قدیم ومراجعۃ
الحق خیر من التمادی فی الباطل الفھم الفھم
فیما یختلج فی صدرک مما لم یبلغک فی الکتاب
والسنۃ واعرف الامثال والاشباہ ثم
قس الامور عند ذلک فاعمد الی احبھا
الی اللہ عز وجل واشبھھا بالحق فیما تری
واجعل لمن ادعی بینۃ امدا ینتھی الیہ

کریں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم میرا خط ہاتھ سے نہ رکھو یہاں تک کہ اس کو آزاد کر دو۔
کیونکہ مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ مسلمان تمھاری پیروی کریں گے اور ذمیوں کی عورتوں
کو ان کے جمال کی وجہ سے پسند کریں گے اور مسلمان عورتوں کے مبتلائے فتنہ ہونے
کے لئے یہ کافی ہے۔ ابو بکر، سعید بن ابی بردہ سے۔ کہا کہ عمرؓ نے ابو موسیٰؓ کو خط لکھا
(اما بعد تمام راعیوں (امراء، والیان ملک) سے زیادہ صاحب سعادت راعی
وہ ہے جس کی وجہ سے اس کی رعیت صاحب سعادت بن جائے اور سب سے شقی (بدبخت)
راعی (حاکم) وہ ہے جس کی وجہ سے اس کی رعایا شقی (بدبخت) ہو جائے۔ اور خبردار بچو
بہائم کی طرح چرتے رہنے سے کہ پھر تمھارے متعلقین بھی چرنے لگیں، پھر تمھاری مثل
اللہ کے نزدیک اس چوپایہ کی مثل ہو جائے گی جس نے کسی زمین کی سبزی کو دیکھا
تو اس میں چرنے لگا، وہ اس کے ذریعہ سے فربہ ہونا چاہتا ہے حالانکہ اس کی موت
اس کی فربہی میں ہی ہے۔ والسلام علیک۔ ابو بکر، سفیان سے۔ کہا کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ
کو لکھا کہ تم آخرت کو کسی ایسی شے کے ذریعہ سے کبھی حاصل نہیں کر سکتے جو افضل ہو دنیا میں زہد
کرنے سے۔ دارقطنی، یہ کہ عمر بن الخطابؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا اما بعد پس بیشک قضا ایک محکم
کا فریضہ ہے اور ایسی سنت ہے جس کا اتباع کیا جاتا ہے تو خوب سمجھ سے کام لو جب
تمھارے سامنے کوئی دلیل پیش کی جائے۔ اور حق کو نافذ کرو جب وہ واضح
ہو جائے کیونکہ ایسی حق بات کو زبان سے بول دینا نافع نہیں ہوتا جس کا نفاذ
نہ ہو۔ لوگوں کے درمیان اپنے سامنے اور اپنی مجلس میں اور اپنے انصاف میں
برابری قائم رکھو یہاں تک کہ کمزور شخص تمھارے عدل سے مایوس نہ ہو اور کوئی
معزز شخص تم سے رعایت کی طمع نہ کرے۔ گواہ لانا مدعی پر لازم ہے اور قسم
اس کے اوپر ہے جو منکر ہو۔ اور مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے بجز ایسی
صلح کے جو حرام کو حلال کر دے یا حلال کو حرام کر دے۔ تم کو ایسا فیصلہ حق کی
طرف مراجعت سے مانع نہ ہونا چاہئے جو تم نے آج شام کو کیا۔ پھر تم نے اپنے
دل میں غور کیا اور اس کے بارے میں اب تم پر حق عیاں کر دیا گیا کیوں کہ

فان احضر بینتہ اخذت لہ بحقہ والا وجہت
القضاء علیہ فان ذلک اجلی للعمی وابلغ فی
العذر والمسلمون عدول بعضہم علی بعض الا
مجلودا فی حد او مجربا فی شہادۃ زور
او ظنینا فی ولاء او وراثۃ ان اللہ تولی
منکم السرائر ودرأ عنکم بالبینات وایاک
والقلق والضجر والتاذی بالناس والتنکر
للخصوم فی مواطن الحق التی یوجب اللہ
تعالی بہا الاجر ویحسن بہا الذخر فانہ
من تخلص نیتہ فیما بینہ وبین اللہ تعالی
ولو علی نفسہ یکفیہ اللہ ما بینہ وبین الناس
ومن تزین للناس بما یعلم اللہ تعالی منہ
غیر ذلک یشنہ اللہ فما ظنک بثواب اللہ
عزوجل فی عاجل رزقہ وخزائن رحمتہ و
السلام علیک وروی انہ کتب الی ابی موسی
الاشعری اما بعد فان للناس نفرۃ عن
سلطانہم فاعوذ باللہ ان تدرکنی وایاک
عمیاء مجہولۃ وضغائن محمولۃ واہواء
متبعۃ ودنیا مؤثرۃ اقم الحدود واجلس
للمظالم ولو ساعۃ من نہار واذا عرض لک
امران احدہما للہ والآخر للدنیا فابدأ
بعمل الآخرۃ فان الدنیا تفنی والآخرۃ
تبقی وکن من مال اللہ عزوجل علی حذر

(بہرحال) حق مقدم ہے اور حق کی طرف مراجعت بہتر ہے باطل میں زمانہ گزارنے
سے۔ سمجھ سے کام لو سمجھ سے کام لو ایسی بات کے بارے میں جو تمہارے سینہ میں
خلش پیدا کرتی ہو جس کے بارے میں کتاب سنت کی کوئی رہنمائی تمہارے پاس
نہیں پہنچی اور (ایسی صورت میں) اس بات کے مماثل اور مشابہ مسائل کو پہچانو
اور ایسے امور کو ان پر قیاس کر لو۔ ان میں سے جو اللہ تعالیٰ کی زیادہ پسندیدہ بات
معلوم ہو اس کو اختیار کر لو اور جو تمہاری رائے میں حق سے زیادہ قریب ہو۔ اور
جو شخص شہادت لانے کا دعویٰ کرے اس کے لئے ایک انتہائی مدت متعین کر
دو، پھر اگر وہ شہادت پیش کر دے تو وہ اپنا حق (جس کا دعویدار ہے) لے گا
ورنہ فیصلہ اس کے خلاف جائے گا۔ یہ اصول اندھیرے کو روشن کرنے والا
اور مواخذے سے (تم کو) بہت بچانے والا ہوگا۔ اور تمام مسلمان ایک دوسرے
کے مقابلہ میں مقبول الشہادت ہیں بجز ایسے شخص کے جس کے حد میں کوڑے
مارے گئے ہیں یا جھوٹی شہادت میں سزا یافتہ ہو یا ولایت یا وراثت کے
بارے میں محل تہمت میں ہو۔ تم میں سے کسی کے باطن میں جو چھپی ہوئی باتیں
ہیں وہ اللہ کے حوالے۔ (عقوبات دنیوی) بینات کے پیش کرنے پر اللہ نے
تم سے ہٹا دی ہیں۔ اور خبردار لوگوں کو پریشانی اور دل تنگی اور اذیت دینے
سے بچو اور حق کے مواقع میں جن پر حق تعالیٰ اجر واجب کر دیتا ہے اور اس
کے ذریعہ سے ذخیرۂ آخرت بہتر کرتا ہے جھگڑنے والوں (یعنی مدعی و
مدعا علیہ) کو مرعوب کرنے سے بچو (کہ اپنے کو شاندار بنا کر بیٹھیں) حقیقت
یہ ہے کہ جس کی نیت اس کے اور اللہ کے درمیان درست ہوتی ہے چاہے
اپنے نفس پر ذلت ڈالنی پڑے اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان کے
معاملہ میں خود کافی ہو جاتا ہے اور جس نے لوگوں کے (دکھاوے) کے لئے اپنے
کو سجایا ایسے امر کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کے خلاف (اصلی)
حالت کو تو اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کر دے گا تو اللہ تعالیٰ کے اجر آخرت اور

واخفت الفساق واجعلهم يدا يدا ورجلا رجلا
وإذا كانت بين القبائل ثائرة يا لفلان
يا لفلان فإنما تلك نجوى الشيطان
فاضربهم بالسيف حتى يفيئوا إلى أمر الله
ويكون دعوتهم إلى الله وإلى الإسلام
وقد بلغني أن ضبة تدعو يا لضبة
وإني والله أعلم أن ضبة ما ساق الله
بها خيرا قط ولا منع بها من سوء قط فإذا
جاءك كتابي هذا فانهكهم ضربا وعقوبة
حتى تفرقوا إن لم يفقهوا والصق بغيلان
ابن خرشة من بينهم وعد مرضى
المسلمين واشهد جنائزهم وافتح
لهم بابك وباشر أمورهم بنفسك فإنما
أنت رجل منهم غير أن الله قد جعلك
أثقلهم حملا وقد بلغني أنه نشأ لك و
لأهل بيتك هيئة في لباسك و
مطعمك ومركبك ليس للمسلمين مثلها
وإياك يا عبد الله بن قيس أن تكون
بمنزلة البهيمة التي مرت بواد خصيب
فلم يكن لها همة إلا السمن وإنما حتفها
من السمن لغيرها واعلم أن للعامل
مردا إلى الله فإذا زاغ العامل زاغت
رعيته وإن أشقى الناس من شقيت

اور اس کی طرف سے جلد ملنے والے اور اس کے خزائن رحمت کے بارے میں تمھارا
کیا ظن ہے، والسلام علیک۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا اما بعد
لوگوں کو مسلط ہو جانے والے سے نفرت ہوتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں اس
کہ تم مجھے اور اپنے کو ایسی حالت میں پاؤ جس سے نکلنے کی کوئی راہ سمجھ میں نہ آئے اور کینے
اُبھرے ہوئے ہوں، اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کیا جا رہا ہو اور دین کو پیچھے ہٹا دیا گیا ہو
حدود قائم کرتے رہو اور فریادیں سننے کے لئے بیٹھا کرو اگرچہ دن کی ایک گھڑی ہی کے لئے
بیٹھنا ہو اور جب تمھارے سامنے دو امر پیش کئے جائیں جن میں سے ایک اللہ کے
لئے ہو اور دوسرا دنیا کے لئے تو آخرت کے عمل سے کام شروع کرو کیونکہ دنیا فنا ہونے
والی اور آخرت باقی رہنے والی ہے اور اللہ عزوجل کے مال میں ہمیشہ محتاط رہو
اور فاسقوں کو خائف رکھو اور ان کو ہاتھ ہاتھ اور پاؤں پاؤں بنا دو (یعنی ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈالو) اور جب قبائل کے درمیان کسی فتنہ انگیز کو یا لفلان یا لفلان کہتے ہوئے
پاؤ (یعنی فلاں کی مدد کے لئے پہنچو) تو ایسے لوگوں پر تلوار چلاؤ یہاں تک کہ وہ اللہ کے
حکم کے مطیع ہیں اور ان کی دعوت اللہ کی اور اسلام کی طرف ہونے لگے اور مجھے یہ
خبر پہنچی ہے کہ ضبہ (قبیلہ) ضبہ کو دعوت دے رہا ہے اور میں واللہ یہ بات جانتا
ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ضبہ کے ذریعہ کبھی خیر کی طرف نہیں چلایا اور نہ کبھی اس کے ذریعہ برائی سے روکا
تو جب تمھارے پاس میرا یہ خط پہنچ جائے تو اگر یہ لوگ نہ سمجھیں تو ان کو خوب مارنے اور
سزا دینے میں منہمک ہو جانا یہاں تک کہ یہ لوگ متفرق ہو جائیں اور غیلان بن خرشہ
کو ان ہی کے ساتھ شامل کرو اور مسلمانوں کے بیماروں کی مزاج پرسی کرو اور ان کے جنازوں
پر حاضر ہوا کرو اور ان کے لئے اپنے دروازے کو کھلا رکھو اور ان کے امور میں بذات خود
شرکت کیا کرو کیونکہ تم بھی ان ہی میں کے ایک شخص ہو، تم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں
بجز اس کے کہ تم کو اللہ نے زیادہ بوجھ اٹھانے والا بنایا، اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تمھارے اور
تمھارے گھر والوں کی لباس اور کھانے میں اور سواری میں ایک خاص ہیئت کھلے طور
قائم ہو گئی ہے جیسی کہ عام مسلمانوں میں کسی کی نہیں، اے عبداللہ بن قیس اس سے

بہ نفسہ و رعیتہ والسلام ابو بکر عن الضحاک قال کتب عمر بن الخطاب الی ابی موسیٰ الاشعری اما بعد فان القوۃ فی العمل ان لا تؤخروا عمل الیوم لغد فانکم اذا فعلتم ذلک تدارکت علیکم الاعمال فلم تدروا ایہا تاخذون فاضعتم فاذا خیرتم بین امرین احدہما للدنیا والآخر للآخرۃ فاختاروا امر الآخرۃ علی امر الدنیا فان الدنیا تفنی وان الآخرۃ تبقی کونوا من اللہ علی وجل و تعلموا کتاب اللہ فانہ ینابیع العلم و ربیع القلوب استکتب ابو موسیٰ الاشعری نصرانیا فکتب الیہ عمر اعزلہ واستعمل حنیفا فکتب الیہ ابو موسیٰ ان من غنائہ و خیرہ کیت و کیت فکتب الیہ عمر لیس لنا ان ناتمنہم وقد خونہم اللہ ولا ان نرفعہم وقد وضعہم اللہ ولا ان نستنصحہم فی الدین وقد وترہم الاسلام ولا ان نعزہم وقد امرنا بان یعطوا الجزیۃ عن ید وہم صاغرون فکتب ابو موسیٰ ان البلد لا تصلح الا بہ فکتب الیہ عمر مات النصرانی والسلام و کتب الی معاویۃ ایاک والاحتجاب دون الناس

پہنچ کر تو اس چوپائے کے مانند بن جائے جو کسی سرسبز وادی میں گذرے اور اس کا فربہی کے سوا کوئی مقصد نہ ہو اور اس فربہی سے جو اس نے حاصل کی دوسرے مستفید ہوں اور سمجھ لو کہ عامل کو اللہ کی طرف واپس جانا ہے۔ تو جب عامل میں کجی پیدا ہو جائے گی تو اس کی رعیت میں بھی کجی آ جائے گی اور سب سے زیادہ بدبخت وہ ہے کہ جس کی وجہ سے اس کا نفس اور اس کی رعیت سب بدبخت ہو جائیں والسلام۔ ابو بکر ضحاک سے۔ کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا اما بعد عمل میں قوت اس سے آتی ہے کہ تم آج کا کام کل پر مؤخر نہ کرو کیوں کہ تم نے اگر ایسا کیا تو تمہارے اوپر کاموں کا انبار لگ جائے گا پھر تم نہیں سمجھو گے کہ ان میں سے کس کو ہاتھ میں پکڑو آخر کار چھوڑ دو گے۔ پھر دیا در لکھو کہ جب تم کو اختیار دیا جائے ایسے دو کاموں میں جن میں کا ایک دنیا کے لئے ہو اور دوسرا آخرت کے لئے تو امر آخرت کو امر دنیا پہ ترجیح دو کیونکہ دنیا فنا ہونے والی اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ اللہ سے خائف رہو اور کتاب اللہ سے علم حاصل کرو کہ وہ علم کے سرچشمے ہیں اور دلوں کی بہار ہے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نے ایک نصرانی کو اپنا کاتب بنایا تو ان کو عمرؓ نے لکھا کہ اس کو معزول کرو اور حنیف سے یہ کام لو تو ان کو ابو موسیٰ نے لکھا کہ اس کی کارگذاری اور خوبی ایسی اور ایسی ہے تو ان کو عمرؓ نے لکھا کہ ہمیں یہ حق نہیں کہ ہم ان کو امین بنائیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خائن کہا ہے اور نہ یہ کہ ان کو بلند مرتبہ بنائیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پست کیا ہے اور نہ یہ کہ ان کو دین میں اپنا مصاحب بنائیں حالانکہ اسلام نے ان کو جدا کر دیا ہے اور نہ یہ کہ ان کو معزز بنائیں جب کہ ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر جزیہ دیں۔ پھر ابو موسیٰ نے لکھا کہ شہری امور کی بہتری بغیر اس کے نہ ہوگی تو ان کو عمرؓ نے لکھا کہ نصرانی مر گیا۔ والسلام۔ اور معاویہ کو لکھا کہ اس سے بچو کر لوگوں کے آگے پردہ چھوڑو اور ضعیف کے قریب رہو اور اس کو اپنے قریب کرو۔

عہ فالباً ہ لو مات النصرانی ۱ھ　میں سے لفظ "لو" متروک ہو گیا ہے یعنی اگر نصرانی مر گیا تو کیا شہری امور کا انتظام نہیں پائیں گے ؟ ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

وادنٰی الضعیف و اذنہ حتی یبسط لسانہ و
یجتری قلبہ و تعھد الغریب فانہ اذا
طال حبسہ و ضاق اذنہ وضعف قلبہ و
ترک حقہ و کتب الی سعد بن ابی وقاص
یا سعد سعد بنی اھیب ان اللہ اذا احب
عبدا حببہ الی خلقہ فاعتبر منزلتک
من اللہ منزلتک من الناس واعلم ان
مالک عند اللہ مثل ما للہ عندک و سأل
رجلاً من شیئ فقال اللہ اعلم فقال
قد شقینا ان کنا لا نعلم ان اللہ اعلم
اذا سئل احدکم عما لا یعلم فلیقل
لا ادری و دخل عمر علی ابنہ عبد اللہ
فوجد عندہ لحما معلقا فقال ما ھذا
اللحم قال اشتھیتہ فاشتریتہ فقال
او کلما اشتھیت شیئا اکلتہ کفی
بالمرء شرا ان یاکل کل ما اشتھاہ
مر عمر رضی اللہ عنہ علی مزبلۃ فتاذی
بریحھا اصحابہ فقال ھذہ دنیاکم التی
تحرصون علیھا و من کلامہ للاحنف یا احنف
من کثر ضحکہ قلت ھیبتہ و من مزح
استخف بہ و من اکثر من شیئ عرف
بہ و من کثر کلامہ کثر سقطہ و من کثر
سقطہ قل حیاؤہ و من قل حیاؤہ قل

یہاں تک کہ اس کی زبان کھل جائے اور اس کے دل میں جرأت پیدا ہو جائے اور غریب کا خیال رکھو کہ جب اس کو بہت دیر تک پڑے گا تو اس کی سماعت تنگ اور قلب ضعیف ہو جائے گا اور وہ اپنے حق کو بھی چھوڑ جائے گا اور آپ نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا اے سعد اپنی اہیب کے سعد (نیک بخت) بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو اپنی خلق کا محبوب بنا دیتا ہے تو لوگوں میں اپنی منزلت سے اللہ کے نزدیک اپنی منزلت کا اندازہ کر لو اور سمجھ لو کہ جو کچھ تمہارے لئے اللہ کے پاس ہے وہ مثل اسی کے ہے جو تمہارے پاس اللہ کے واسطے ہے۔ اور ایک شخص سے آپ نے کوئی بات پوچھی، اس نے کہا اللہ اعلم تو آپ نے فرمایا کہ بڑے بد بخت ہوں گے اگر ہم یہ بات نہ جانتے ہوں کہ اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے۔ جب تم میں سے کسی سے ایسی بات پوچھی جائے جس کو وہ نہ جانتا ہو تو اس کو یہ کہنا چاہئے کہ میں نہیں جانتا۔ اور عمرؓ اپنے بیٹے عبد اللہ کے گھر میں پہنچے تو ان کے پاس تازہ گوشت لٹکا ہوا پایا تو فرمایا کہ یہ گوشت کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے خواہش ہوئی تو خرید لایا تو فرمایا کہ کیا جب بھی کسی شے کی خواہش ہوگی اس کو کھانے لگو گے؟ آدمی کے حریص بننے کے لئے یہ کافی ہے کہ ہر اس چیز کو کھانے لگے جس کی اس کو خواہش ہو جائے۔ عمرؓ کا گذر ایک کوڑے پر ہوا تو آپ کے ساتھیوں کو اس کی بدبو سے تکلیف ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہے تمہاری دنیا جس پر تم حرص کیا کرتے ہو۔ اور آپ کے کلام میں سے ایک یہ ہے جو احنف سے فرمایا کہ اے احنف جس کی ہنسی بڑھ جائے گی اس کی ہیبت گھٹ جائے گی اور جو مزاح کرتا رہے گا وہ اس کی وجہ سے بے وقعت ہو جائے گا اور جو کسی شے میں زیادتی کرے گا اسی (کام) کے ساتھ مشہور ہو جائے

ورعہ ومن قلّ ورعہ مات قلبہ وقال
لابنہ عبد اللہ یا بنیّ اتق اللہ یقک
واقرض اللہ یجزک واشکرہ یزدک
واعلم انہ لا مال لمن لا رفق لہ ولا جدید
لمن لا خلق لہ ولا عمل لمن لا نیۃ
لہ وکتب عمر رضی اللہ عنہ الی عمرو بن
العاص وہو عامل علی مصر اما بعد
فقد بلغنی انہ قد ظہر لک مال من ابل
وغنم وخدم وغلمان ولم یکن لک
قبلہ مال ولا ذلک من رزقک
فانی لک ہذا ولقد کان لی من
السابقین الاولین من ہو خیر منک
ولکنی استعملتک لغنائک فاذا
کان عملک لک وعلینا لم نوثرک
علی انفسنا فاکتب الیّ من این مالک
وعجّل والسلام فکتب الیہ عمرو بن
العاص قرأت کتاب امیر المومنین
ولقد صدق فاما ما ذکرہ من مالی
فانی قدمت بلدۃ الاسعار فیہا
رخیصۃ الغزو فیہا کثیرۃ فجعلت
فضول ما حصل لی من ذلک فیما ذکرہ
امیر المومنین واللہ یا امیر المومنین
لو کانت خیانتک لنا حلالاً ما خناک

گا اور جس کا کلام کثیر ہوگا اس کی گراوٹ بھی کثیر ہوگی اور جس کی گراوٹ کثیر ہوگی اس کی حیا کم ہو جائے گی
اور جس کی حیا کم ہو جائے گی اس کی احتیاط کم ہو جائے گی اور جس کی احتیاط کم ہو
جائے گی اس کا قلب مرجائے گا۔ اور آپ نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے کہا کہ اے
بیٹے اللہ (کی ناراضگی) سے بچاؤ کرو وہ تجھے بچاتا رہے گا اور اللہ کو قرض دے
وہ تیرے لئے کافی ہوگا اور اس کا شکر کرو وہ تجھے بہت دے گا اور جان لے کہ
اس کے پاس کوئی مال نہیں جس کے پاس نرمی نہیں اور نیا نہیں ہوگا اس
کے لئے جس کے پاس پرانا نہ ہوگا اور اس کا کوئی عمل نہیں جس کے پاس نیت
نہیں۔ اور عمرؓ نے لکھا عمرو بن العاص کو جب کہ وہ مصر میں اُن کے عامل تھے
اما بعد مجھے یہ خبر پہنچی کہ تمہارے پاس مال بہت سے اُونٹ اور بکریاں
اور خدام اور غلام عیاں تا موجود ہیں اور اس سے پہلے تمہارے پاس کچھ مال نہیں
تھا اور نہ یہ تمہارے وظیفہ سے ہو سکتا ہے۔ پھر یہ تمہارے پاس کہاں سے
آیا اور میرے پاس سابقین اولین میں سے ایسے لوگ موجود تھے جو تم سے
افضل تھے لیکن میں نے تم کو عامل بنایا تھا تمہارے (مال کی طرف سے)
بے پرواہ ہونے کی وجہ سے۔ تو جب تمہارا عمل اپنے ذاتی نفع کے لئے اور ہم
کو نقصان دینے کے لئے ہو تو ہم کیوں تم کو اپنے نفوس (یعنی سابقین
اولین) پر مقدم رکھیں تو مجھے اس کا جواب لکھو کہ مال کہاں سے آیا اور جلد
جواب دو والسلام۔ تو ان کو عمرو بن العاص نے لکھا کہ میں نے امیر المومنین
کا خط پڑھا اور در حقیقت اس میں صحیح لکھا ہے۔ میرے مال کا جو ذکر
امیر المومنین نے کیا ہے وہ اس طرح جمع ہوا کہ میں ایسے شہر میں آیا ہوں
جہاں بھاؤ سستے ہیں اور اس میں غزوات بہت ہوئے اور اس ذریعہ
سے حاصل ہو کر مصارف کے بعد جو بچتا رہا وہ میں اس میں لگاتا رہا جس
کا ذکر امیر المومنین نے کیا ہے۔ واللہ اے امیر المومنین اگر تمہارے
ساتھ خیانت کرنا ہمارے لئے حلال بھی ہوتا تو پھر بھی ہم تمہارے

حيث ائتمنتنا فاقصر عنا عملك فان لنا احسابا اذا رجعنا اليها اغنتنا عن العمل لك و اما من كان عندك لك من السابقين الاولين فبلا استعملتهم فوالله ما وقفت لك بابا فكتب عمر اما بعد فاني لست من تسطيرك و تشقيقك الكلام في شيء انكم معشر الامراء اكلتم الاموال و اخلدتم الى الاعذار و انما تاكلون النار و تورثون العار و قد وجهت اليك محمد بن مسلمة ليشاطرك على ما في يديك والسلام فلما قدم عليه محمد اتخذ له طعاما و قدمه اليه فابى ان ياكل فقال مالك لا تاكل طعامنا قال انك عملت لي طعاما هو تقدمة للشر ولو كنت عملت لي طعام الضيف لاكلته فابعد عني طعامك و احضر مالك فلما كان الغد احضره مالا فجعل محمد ياخذ شطرا و يعطي عمروا شطرا فلما رأى عمرو ما حاز محمد من المال قال يا محمد بن اقول قال قل ما تشاء قال لعن الله يوما كنت فيه واليا لابن الخطاب والله لقد رأيته

ساتھ خیانت نہ کرتے جب کہ آپ نے ہم کو امین بنایا۔ تو آپ ہم پر اپنی بے اعتمادی کو دور کیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے لیے حسب (آبائی فضائل) ہیں کہ جب ہم ان کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہ ہمیں آپ کے عمل سے بے پروا کر دیتے ہیں (یعنی عزت و وجاہت کے لئے ہمارے خاندانی فضائل کافی ہیں آپ کا عامل بننے سے ہم معزز نہیں ہوئے) رہی یہ بات کہ آپ کے پاس سابقین اولین میں سے موجود تھے۔ تو آپ نے اُن کو کیوں نہ عامل بنایا، واللہ میں تو آپ کا دروازہ پکڑ کر نہیں کھڑا ہوا تھا۔ تو اُن کو عمرؓ نے لکھا اما بعد میں کلام میں تمہاری سطر بندی اور شقیق نکالنے سے مطمئن نہیں ہوا۔ اے امراء کی جماعت تم لوگوں کے اموال کھاتے ہو اور میری طرف عذر پیش کرنے پر جھک جاتے ہو اور در حقیقت تم آگ کھا رہے ہو اور اپنے پیچھے عار چھوڑ رہے ہو اور میں تمہارے پاس محمد بن مسلمہ کو بھیجتا ہوں تاکہ وہ جو کچھ تمہارے قبضہ میں ہے اُس کا آدھا تم سے لے لے۔ تو جب اُن کے پاس محمد بن مسلمہ پہنچے تو انہوں نے ان کے لئے کھانا تیار کرایا اور ان کے سامنے پیش کیا تو محمد بن مسلمہ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ عمرو بن العاص نے کہا کیا ہوا تم کو کہ تم ہمارا کھانا نہیں کھاتے؟ محمد نے کہا کہ تم نے میرے لئے (خاص) کھانا تیار کرایا جو مقدمہ ہے شر کا اور اگر تم میرے لئے (معمولی) مہمان کا کھانا تیار کر لیتے تو میں اس کو کھا لیتا تو اپنا یہ کھانا میرے سامنے سے ہٹاؤ اور میرے سامنے اپنا مال حاضر کرو تو جب اگلا دن آیا تو عمرو نے ان کے سامنے اپنا مال حاضر کر دیا تو محمد بن مسلمہ نے آدھا اپنے قبضہ میں لینا اور آدھا عمرو کو دینا شروع کیا۔ تو جب عمرو نے اس مال کو دیکھا جو محمد بن مسلمہ نے چن لیا تھا تو کہا کہ اے محمد میں کچھ کہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کہئے جو کچھ آپ چاہیں۔ تو عمرو نے کہا کہ لعنت کرے اللہ اس دن پر جس دن میں ابن الخطاب کا والی بنا تھا واللہ میں نے اس کو دیکھا اور اس کے

ورأیتُ آباہ وانّ علی وکلّ واحد منہما
عبآءۃٌ قطرانیۃٌ مؤتزرٌ بہا
ماتبلغ مابعض رکبتیہ وعلی عنق
کلّ واحدٍ منہما حزمۃ من حطبٍ و
وان العاص بن وائل لفی مزرّرات
الدیباج فقال محمدٌ زیہاً یا عمرو
فعمر واللّٰہ خیرٌ منک وانّا ابوک و
وابوہ فی النار واللّٰہ لولا ما دخلتَ
فیہ من الاسلام لالفیتَ معتقلاً
شاۃً یسرّک عزرہا ویسوءک بکؤہا
قال صدقتَ فاکتمْ علیّ قال افعلُ
احمد بن حنبل عن ابن عباس ذکر
لعمر بن الخطاب ان سمرۃ باع خمراً
قال قاتل اللّٰہ سمرۃَ انّ رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لعن اللّٰہُ
الیہودَ حرّمت علیہم الشحومُ فجملوہا
فباعوہا احمد بن حنبل عن عیاض
الاشعری قال شہدتُ الیرموکَ
وعلینا خمسۃ امراء ابو عبیدۃ بن
الجراح ویزید بن ابی سفیان وابن
حسنۃ وخالد بن الولید وعیاض ولیس
عیاض ہذا بالذی حدّث سماکٌ قال و
قال عمر اذا کان قتالٌ فعلیکم ابو عبیدۃ

باپ کو دیکھا اس حال میں کہ دونوں میں سے ہر ایک قطرانی چوغہ پہنے ہوئے تھا اسی کو تہبند بنائے ہوئے تھے جو صرف گھٹنوں تک پہنچا تھا اور دونوں میں سے ہر ایک کی گردن پر لکڑیوں کا ایک گٹھا رکھا ہوا تھا اور عاص بن وائل ریشمی سنہری گھنڈیوں کے لباس میں تھا۔ تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ بس کر اے عمرو۔ واللہ عمر تجھ سے افضل ہے۔ رہا تمہارا باپ اور ان کا باپ سو دونوں جہنم میں ہیں۔ واللہ اگر یہ بات نہ ہوتی جس میں تو داخل ہو گیا ہے یعنی اسلام میں تو تیرے قبضہ میں ایک بکری باندھنے کی جگہ بھی نہ ہوتی کہ اس کے خوب دودھ دینے سے تو خوش ہو اور کم دینے سے ناخوش عمرو نے کہا کہ سچ کہہ رہے ہو۔ اچھا یہ بات پوشیدہ رکھنا۔ محمد نے کہا کہ یہ کر لوں گا۔ احمد بن حنبل، ابن عباسؓ سے۔ عمرؓ بن الخطاب سے ذکر کیا گیا کہ سمرۃ نے شراب کو فروخت کیا تو فرمایا کہ خدا ہلاک کرے سمرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے لعنت کی یہود پر ان کے اوپر چربی کو حرام کیا گیا تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کو فروخت کیا۔ احمد بن حنبل عیاض اشعری سے۔ کہا کہ میں معرکۂ یرموک میں حاضر تھا اور ہمارے اوپر پانچ امیر تھے۔ ابو عبیدہ بن الجراح اور یزیدؓ بن ابی سفیان اور ابن حسنہؓ اور خالدؓ بن الولید اور عیاضؓ اور یہ عیاض وہ نہیں جس نے سماک سے یہ حدیث بیان کی۔ کہا کہ عمر نے یہ فرمایا کہ جب قتال ہونے لگے تو تمہارا سب کا امیر ابو عبیدہ ہوگا۔ کہا کہ ہم نے عمرؓ کو یہ لکھ کر بھیجا کہ درحقیقت ہم پر موت منڈلا رہی ہے اور ہم نے ان سے کمک طلب کی تو انہوں نے ہم کو لکھا کہ میرے پاس تمہارا خط پہنچا تم مجھ سے مدد مانگ رہے ہو اور میں تمہاری رہنمائی کرتا ہوں اس کی طرف جو بڑا غالب ہے نصرت کے اعتبار سے اور بڑی

قال فكتبنا اليه انه قد جاش الينا الروم
واستمدونا ه فكتب الينا انه قد جاءنی
كتابكم تستمدونی وانی ادلكم علی من
هو اعز نصرا واحضر جندا الله عزوجل
فاستنصروه فان محمدا صلی الله عليه
وسلم قد نصر يوم بدر فی اقل من عدتكم
فاذا اتاكم كتابی هذا فقاتلوهم ولا تراجعونی
قال فقاتلناهم فهزمناهم وقتلناهم اربع
فراسخ الغزالی بلغ عمر ان يزيد بن
ابی سفيان ياكل الوان الطعام فقال عمر
لمولاه اذا علمت انه حضر عشاؤه فاعلمنی
فاعلمه فدخل فقرب عشاؤه فجاءوه بثريد
لحم فاكل معه عمر ثم قرب الشواء و
بسط يزيد يده وكف عمر يده وقال
الله الله يا يزيد بن ابی سفيان الطعام
بعد طعام اما والذی نفس عمر بيده ان
خالفتم عن سنتهم ليخالفن الله بكم
عن طريقهم ابو عمر قال عمر اذا دخل الشام
ورای معاوية هذا كسری العرب وكان
قد تلقاه معاوية فی موكب عظيم فلما
دنی منه قال له انت صاحب الموكب
العظيم قال نعم يا امير المؤمنين قال مع
ما بلغنی عنك من وقوف ذوی الحاجات

مدد دینے والا ہے لشکروں کو وہ اللہ عزوجل ہے تو اس سے مدد
طلب کرو چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی گئی یوم بدر
میں جب کہ وہ شمار میں تم سے کم تھے۔ تو جب میرا یہ خط تمہارے
پاس پہنچے تو ان سے قتال شروع کر دو اور مجھ سے اب مخاطب
نہ ہونا۔ کہا کہ پھر ہم نے ان سے قتال کیا اور ان کو بھگا دیا۔ اور چار
کوس تک قتل کرتے چلے گئے۔ غزالی: عمرؓ کو اطلاع پہنچی کہ
یزید بن ابی سفیان مختلف قسم کے کھانے کھاتے ہیں تو عمرؓ نے
اُن کے غلام سے کہا کہ جب تجھے یہ معلوم ہو کہ رات کا کھانا ان
کے سامنے آ رہا ہے تو مجھے خبر کر دینا۔ چنانچہ اس نے اُن کو
خبر دی اور وہ پہنچ گئے۔ اب رات کا کھانا سامنے لایا گیا پہلے ان
کے سامنے ثرید (حلیم) آیا گوشت کے ساتھ تو ان کے ساتھ عمرؓ نے
کھایا۔ پھر اُن کے سامنے بھنا ہوا گوشت رکھا گیا۔ یزید نے اپنا
ہاتھ بڑھایا مگر عمرؓ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور فرمایا اللہ اللہ
اے یزید بن ابی سفیان کیا طعام کے بعد طعام۔ یاد رکھو قسم ہے
اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اگر تم اُن کی (یعنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کی) سنت
کے خلاف کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے ضرور خلاف کرے گا اُس
معاملہ کے جو اُن سے تھا۔ ابو عمر: عمرؓ نے جب شام میں داخل
ہوئے اور معاویہ کو دیکھا تو کہا کہ یہ عرب کا کسریٰ ہے۔ اور وہ
عمرؓ سے شاندار جلوس کے ساتھ آ کر ملے تھے تو جب معاویہ
اُن سے قریب ہوئے تو فرمایا کہ تم بڑے شاندار جلوس کو ساتھ
رکھتے ہو۔ معاویہ نے کہا کہ ہاں اے امیر المومنین۔ فرمایا کہ اس
کے ساتھ ساتھ تمہارے بارے میں حاجت مندوں کے تمہارے

بما یبلغک قال مع ما یبلغک بقی ذلک قال
ولم تفعل ہذا قال نحن بارض جواسیس
العدو بہا کثیر فیجب ان یظہر من
عز السلطان ما نرہبہم بہ فان امرتنی
فعلت وان نہیتنی انتہیت فقال عمر
یا معاویۃ ما سألتک عن شیء الا ترکتنی
فی مثل رواجب الضرس ان کان حقا
ما قلت انہ لرأی اریب وان کان
باطلا انہا لخدعۃ ادیب فقال فمرنی
یا امیر المؤمنین قال لا آمرک ولا انہاک
فقال عمرو یا امیر المؤمنین ما احسن
ما اصدر الفتی عما اوردتہ فیہ قال
لحسن مصادرہ وموارده جشمناه
ما جشمناه المحب الطبری عن ابی عوانۃ
قال کتب عمر بن الخطاب الی عبداللہ
بن عمر اما بعد فانہ من اتقی اللہ وقاہ
ومن توکل علیہ کفاہ ومن اقرضہ
جزاہ ومن شکرہ زادہ ولتکن التقوی
عماد عینک وجلاء قلبک فانہ لا عمل
لمن لا نیۃ لہ ولا مال لمن لا رفق لہ
ولا جدید لمن لا خلق لہ وروی انہ قال
فی خطبتہ یا معشر المہاجرین لا تکثروا
الدخول علی اہل الدنیا وارباب الامرۃ

دروازے پر کھڑے رہنے کی خبریں بھی مجھے ملتی ہیں۔ تو کہا کہ اس
کے ساتھ جو اطلاع آپ کو میرے متعلق ملی وہ بھی درست ہے۔
عمرؓ نے کہا آخر تم ایسا کیوں کر رہے ہو تو معاویہ نے کہا کہ ہم ایسی سرزمین
میں ہیں جہاں دشمن کے بہت جاسوس ہیں اس لئے ہم یہ بات پسند کرتے
ہیں کہ سلطنت کی شوکت کا اس طرح اظہار کیا جائے جس سے ہم دشمنوں
کو مرعوب رکھ سکیں۔ تو اگر آپ مجھے ایسا کرنے کی اجازت دیں تو کرتا
ہوں اور اگر روکتے ہیں تو ترک کر جاؤں گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے معاویہ میں
تجھ سے جس چیز کے بارے میں سوال کرتا ہوں تو مجھے ایسی حالت میں ڈال
دیتا ہے جیسے داڑھوں کی گھاٹیوں میں الجھا ہوا ریشہ۔ جو کچھ تو نے کہا اگر
سچ ہے تو ایک ذی عقل کی رائے ہے اور اگر جھوٹ ہے تو فصیح الکلام
شخص کا دھوکہ ہے۔ پھر معاویہ نے کہا تو مجھے حکم دیجئے اے امیر المؤمنین۔
عمرؓ نے کہا کہ نہ میں حکم دوں گا اور نہ منع کروں گا۔ پھر عمرو بن العاص نے
کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ جوان کس خوبی سے بچ نکلا اس اعتراض سے
جس میں آپ نے اس کو زیر کر لیا تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ اس کے اسی حسن سلیقہ
اور برمحل جواب دینے کی وجہ سے ہم نے اسکو جس ذمہ داری کا مکلف بنانا تھا
بنا دیا۔ محب طبری۔ ابو عوانہ سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے عبداللہ بن عمر
کو لکھا اما بعد جو اللہ سے ڈر کر اس کی فرماں برداری کرتا ہے اللہ اس
کو آفات سے بچاتا ہے اور جس نے اس پر توکل کیا اللہ اس کے لئے کافی
ہو گیا اور جس نے اس کو قرض دیا وہ ضرور اس کو جزا دے گا اور جس نے
اس کا شکر کیا اس نے نعمت بڑھا دی اور چاہئے کہ تقویٰ تمہارے عمل کا
ستون بنے اور تمہارے قلب کی جلاء بنا رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس
کے پاس نیت نہیں اس کا کوئی عمل (خیر) نہیں اور جس کے پاس نرمی نہیں
اس کے پاس مال نہیں (کہ نرمی خود بڑی دولت اور مال ہے) اور جس کے

والولایة فانہ مسخطة للرب و ایاکم و
البطنة فانہا مکسلة من الصلوٰة
مفسدة للجسد مورثة للسقم ان اللہ یبغض
الحبر السمین ولکن علیکم بالقصد فی
قوتکم فانہ ادنیٰ من الاصلاح و
ابعد من السرف و اقوی علی عبادة
اللہ ولن یہلک عبد حتی یؤثر شہوتہ
علی دینہ وقال تعلموا ان الطمع فقر
وان الیاس غنی ومن یئس من شئ
استغنی عنہ والتؤدة فی کل شئ خیر
الا ما کان من امر الآخرة وقال من اتقی
اللہ لم یشف غیظہ ومن خاف اللہ
لم یفعل ما یرید ولولا یوم القیمة لکان
غیر ما ترون۔ وروی ان عمر خطب فقال
اما بعد فانی اوصیکم بتقوی اللہ الذی
یبقی ویفنی ما سواہ والذی بطاعتہ
ینفع اولیاءہ وبمعصیتہ یضر
اعداءہ انہ لیس لہالک ہلک عذر
فی تعمد ضلالة حسبہا ہدی و
لا ترک حق حسبہ ضلالة قد ثبتت
الحجة و وضحت الطریقة و انقطع
العذر و لا حجة علی اللہ عزوجل الا
ان احق ما تعاہد بہ الراعی رعیتہ

پاس پُھٹکنا نہ ہوگا نیا بھی نہ ہوگا۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ نے اپنے خطبہ میں فرمایا اے مہاجرین کی جماعت اہل دنیا واصحاب حکومت وولایت کے پاس زیادہ نہ جایا کرو کہ یہ بات اللہ کو ناراض کرنے والی ہے اور خبردار پیٹ بھرنے سے بچو یہ حرکت نماز سے سستی پیدا کرنے والی ہے اور جسم کو فاسد کرنے والی ہے امراض پیدا کرنے والی ہے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے کھا کھا کر موٹا ہو جانے والے عالم کو لیکن تمھیں اپنی خوراک میں میانہ روی اختیار کرنی چاہئے کہ یہ بات اصلاح سے قریب تر ہے اور فضول خرچی سے دور رکھنے والی ہے اور اللہ کی عبادت پر قوی رکھنے والی ہے اور کوئی بندہ ہرگز ہلاک نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنی خواہش کو دین پر مقدم کردے۔ اور فرمایا کہ جان لو کہ طمع محتاجی ہے اور (غیر اللہ سے) ناامید ہو جانا غنا ہے اور جو کسی سے ناامید ہو جاتا ہے اُس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور تاخیر ہر شے میں بہتر ہے بجز ایسے کام کے جو آخرت کا ہو۔ اور فرمایا جو اللہ سے تقویٰ اختیار کرے گا وہ اس کے غصہ سے بے فکر نہ ہوگا اور جو اللہ سے خائف ہوگا وہ اپنے ہر ارادے کو عمل میں نہ لائے گا۔ اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو جو کچھ تم دیکھتے ہو اس سے بدلا ہوا حال ہوتا۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا امّا بعد میں تم کو اللہ کے ساتھ تقوے کی وصیت کرتا ہوں جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کے سوا سب فنا ہونے والے ہیں اور جو کہ اپنی فرمانبرداری سے اپنے اولیاء کو نفع پہنچاتا ہے اور اپنی نافرمانی سے اپنے دشمنوں کو نقصان پہنچاتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ کسی ہلاک ہونے والے کے لئے جو ہلاک ہوا ایسی گمراہی کے عمداً مرتکب ہونے میں جس کو ہدایت گمان کر رہا ہو کوئی عذر قبول نہ ہوگا اور نہ کسی واجب کے ترک کرنے میں جس کو اس نے گمراہی خیال کر لیا ہو۔ حجت ثابت ہو چکی ہے اور طریقہ (راہ عمل)

ان یتعاہدہم بالذی یشد تعالیٰ علیہم فی وظائف دینہم الذی ہداہم بہ وانما علینا ان نامرکم بالذی امرکم اللہ بہ من طاعتہ وننہاکم عما نہاکم اللہ عنہ من معصیتہ وان نقیم امر اللہ فی قریب الناس وبعیدہم ولا نبالی علی من مال الحق لیتعلم الجاہل ویتعظ المفرط ولیقتدی المقتدی وقد علمت ان اقوامًا یتمنون فی انفسہم ویقولون نحن نصلی مع المصلین ونجاہد مع المجاہدین الا ان الایمان لیس بالتمنی ولکنہ بالحقائق من قام علی الفرائض وسدد نیتہ واتقی اللہ فذلکم الناجی ومن زاد اجتہادًا وجد عند اللہ مزیدًا وانما المجاہدون الذین جاہدوا اہواءہم والجہاد اجتناب المحارم الا ان الامر جد وقد یقاتل اقوام لا یریدون الا الاجر وان اللہ یرضی منکم بالیسیر واثابکم علی الیسیر الکثیر الوظائف الوظائف اداوہا تؤدکم الی الجنۃ السنۃ السنۃ الزموہا تنجکم من البدعۃ تعلموا و

واضح ہو چکا ہے اور عذر منقطع ہو چکا ہے اور اللہ عزوجل پر کوئی حجت (باقی) نہیں (رہی) یاد رکھو ہر ایک راعی کو اپنی رعیت کے بارے میں سب سے زیادہ جس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان کے اُن وظائف دین کی ادائیگی پر نظر رکھے جو اُن پر اللہ کا حق ہے جس کی جانب اللہ نے اُن کو ہدایت کی اور ہمارے اُوپر یہ بات ضروری ہے کہ ہم تم کو اس بات کا حکم دیں جس کا حکم اپنی طاعت کے بارے میں تم کو اللہ نے دیا ہے اور ان کاموں سے تم کو منع کریں جس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو روکا ہے یعنی اس کی نافرمانی سے اور یہ کہ ہم اللہ کے حکم کو قائم کریں قریب کے لوگوں میں بھی اور دور رہنے والوں میں بھی اور کوئی رعایت نہ کریں ایسے شخص کی جو حق سے ہٹنے لگے تاکہ جو نہیں جانتا وہ جان جائے اور کوتاہیاں کرنے والا نصیحت پکڑے اور اتباع کرنے والا اتباع کرے اور میں جانتا ہوں سب سے زیادہ قوت کے ساتھ جو بات لوگوں کے دلوں میں جگہ پکڑے ہوئے ہے اور جس کو وہ تمنا بھی کرتے ہیں کہ ہم نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور مجاہدین کے ساتھ مل کر جہاد کرتے ہیں (نجات کے لئے یہ کافی ہے) یاد رکھو کہ ایمان تمنا قائم کر لینے سے (میسر) نہیں بنتا اُس کا مدار تو حقائق پر ہے۔ جو شخص فرائض پر قائم ہوا اور اس نے اپنی نیت کو بھی ٹھیک کر لیا اور اللہ سے تقوی اختیار کیا تو تم میں وہ نجات پانے والا ہے۔ اور جو کوشش میں بڑھے گا وہ اللہ کے پاس زیادہ (نعمتیں) پائے گا اور درحقیقت مجاہدین تو صرف وہی ہیں جنھوں نے اپنی خواہشوں سے جہاد (یعنی ان سے مقابلہ) کیا۔ اور جہاد ہے حرام چیزوں سے پرہیز کرنا یاد رکھو یہ بڑا کام ہے (جس کا اہتمام رکھنا چاہیئے) اور ایسی قومیں بھی جہاد کرنے والی ہیں جو اجر کے سوا کسی اور چیز کی نیت نہیں رکھتے۔ اور اللہ تعالیٰ تم سے تھوڑے

ولا تجردوا فانہ من تجرد تکلف و
ان شرار الامور محدثاتہا و ان
الاقتصاد فی السنۃ خیر من الاجتہاد
فی الضلالۃ فافہموا ما توعظون بہ
فان الحریب من حرب دینہ و
ان السعید من وعظ بغیرہ وعلیکم
بالسمع والطاعۃ فان اللہ قضی لہما
بالعزۃ وایاکم والتفرق والمعصیۃ
فان اللہ قضی لہما بالذلۃ اقول قولی
ہذا واستغفر اللہ العظیم لی و
لکم - المحب الطبری عن سالم بن عبد اللہ
ابن عمر قال کان عمر اذا نہی الناس
عن امر دعا اہلہ فقال انی نہیت
الناس عن کذا وکذا وانما ینظر
الناس الیکم نظر الطیر اللحم فان
وقعتم وقع الناس وان ہبتم ہاب
الناس وانہ واللہ لا یقع احد منکم
فی شیء نہیت الناس عنہ الا
اضعفت لہ العقوبۃ لمکانہ منی۔
والمحب الطبری عن المسور بن مخرمۃ
قال کنا نلزم عمر نتعلم منہ الورع
الخبر الی سال عمر ان ابن کان آخاہ
فخرج الی الشام فسال عنہ بعض

کام پر راضی ہو جاتے ہیں اور تھوڑے سے کام پر بڑا اجر عطا فرما دیتے ہیں۔ وظائف
(یعنی عبادات کو اس کے اوقات معینہ پر ادا کرنے) کی پابندی رکھو۔ وظائف کی
پابندی رکھو۔ ان کو ادا کرتے رہو وہ تم کو جنت میں پہنچائیں گے۔ سُنّت کی پابندی
کرو سُنّت کی پابندی کرو اس کو لازم کرلو یہ تم کو بدعت سے بچائے گی۔ کتاب اللہ کو
سیکھو اور عاجز نہ بنو کیونکہ جو (سیکھنے سے) عاجز رہے گا وہ (تفسیر میں یا استخراج
مسائل میں تکلف کرے گا (یعنی اپنی رائے سے تفسیر یا استخراج مسائل کریگا) اور
بدترین کام وہ ہیں جو (دین میں اپنی طرف سے) پیدا کرلئے گئے ہوں سُنّت
پر میانہ روی بہتر ہے گمراہی میں جد وجہد کرنے سے۔ جو نصیحت تم کو کی جارہی
ہے اُس کو سمجھو کیونکہ برکھنے والا وہ ہے جس نے اپنے دین کو پرکھا اور سعید وہ ہے
جو دوسرے سے نصیحت پکڑے اور تم پر لازم ہے سُننا اور ماننا کیونکہ اللہ تعالیٰ
نے ان دونوں (صفات) کے لئے عزت کا فیصلہ کر دیا (وقالوا سمعنا و
اطعنا الخ کی طرف اشارہ ہے) اور خبردار متفرق اور نافرمان ہونے سے بچنا کہ
ان دونوں (صفات) کے لئے اللہ تعالیٰ نے ذلت کا فیصلہ کر دیا (ولا تنازعوا
فتفشلوا وتذھب ریحکم کی طرف اشارہ ہے) میں یہ بات کہہ رہا ہوں
اور اللہ سے جو بڑی عظمت والا ہے اپنے اور تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں
محب طبری، سالم بن عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو کسی
کام سے منع کیا کرتے تھے تو اپنے گھر والوں کو بلا کر فرماتے کہ میں نے لوگوں کو
ایسی اور ایسی باتوں سے منع کیا ہے اور لوگ تمہاری طرف اس طرح دیکھتے ہیں
جیسے پرندے گوشت کو دیکھتے ہیں تو اگر تم (برائی میں) گرے تو لوگ بھی گریں
گے اور اگر تم ڈرے (برائی میں گرنے سے) تو لوگ بھی ڈریں گے۔ اور یقینی بات
یہ ہے کہ میں نے جس چیز سے لوگوں کو روکا اور تم میں سے کوئی اس میں جا گرا تو
اس کے خاص مقام کی بنا پر واللہ میں اُس کو دگنی سزا دوں گا۔ محب طبری
مسور بن مخرمہ سے۔ کہا کہ ہم عمر سے لگے رہتے تھے تا کہ اُن سے پرہیزگاری

من قدم علیه فعل ما فعل اخی فقال
ذلک اخ الشیطان قال انه قال انه
قارف الکبائر حتی وقع فی الخمر فقال
اذا اردت الخروج فآذنی فکتب الیه
عند خروجه بسم الله الرحمن الرحیم
تنزیل الکتاب من الله العزیز العلیم
غافر الذنب وقابل التوب الآیة ثم عاتبه
تحت ذلک وعذله فلما قرأ الکتاب بکی
وقال صدق الله ونصح عمر فتاب
ورجع

الفصل السابع فی بقاء

سلسلة الصحبة الصوفیة المبتدأة من النبی
صلی الله علیه وسلم الی یومنا هذا بواسطة
امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی الله
تعالی عنه ولنذکر ههنا سلسلة
اهل العراق فانهم اکثر المسلمین اعتناءً
بسلسلة الصحبة الصوفیة ولنقدم ههنا
نکتة لابد من استحضارها وهی ان
الناس فی زمن الصحابة والتابعین
واتباعهم لم یکن ارتباط التلامذة
بشیوخهم بالبیعة ولا بالخرقة انما
کان ذلک بالصحبة وما کانوا یقتصرون علی
شیخ واحد ولا سلسلة واحدة بل کان کل واحد
منهم یصحب مشائخ کثیرة ویرتبط

سیکھیں۔ عزالی عمرؓ نے اپنے ایک بھائی کا حال دریافت کیا جس کو بھائی بنا رکھا
تھا اور وہ شام کی طرف چلا گیا تھا۔ تو بعض لوگوں سے جو اُن کے پاس آتے تھے اس
کا حال پوچھا کہ میرے بھائی نے کیا (شغل اختیار) کیا تو اس نے کہا کہ وہ آپ کا بھائی
نہیں بلکہ شیطان کا بھائی ہے۔ فرمایا کیا بات ہے اس نے کہا کہ وہ تو کبائر کا مرتکب
ہوگیا یہاں تک کہ شراب میں بھی مبتلا ہے آپ نے فرمایا جب تمہارا یہاں سے
جانے کا ارادہ ہو تو مجھے مطلع کر دینا تو جب وہ روانہ ہونے لگا تو اس کے نام یہ
تحریر لکھی، بسم اللہ الرحمن الرحیم تنزیل الکتب الخ (۴۰: ۱، ۲، ۳) یہ کتاب
اتاری گئی اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ کا
بخشنے والا ہے توبہ کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت
والا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اسی کے پاس سب کو جانا ہے۔
پھر اس کے تحت اس پر عتاب کیا اور ملامت کی۔ تو جب اس نے وہ خط پڑھا
تو رویا اور بولا کہ اللہ نے سچ فرمایا اور عمرؓ نے خیر خواہی کی۔ پھر توبہ کی اور
(سابق حال کی طرف) لوٹ گیا۔

ساتویں فصل

اصحاب صوفیہ کے سلسلہ
کے باقی رہنے کے بیان میں جو شروع ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے
آج کے دن تک بواسطہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
ہم اس سلسلہ میں اہل عراق کے سلسلہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں کہ اصحاب صوفیہ
کے سلسلہ میں ان کی طرف مسلمان بکثرت رجوع کر رہے ہیں۔ اور اس موقع
پر پہلے ہم ایک نکتہ بیان کرتے ہیں جس کا دھیان بھی رکھنا ضروری ہے اور
وہ یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں شاگردوں کا ارتباط
اپنے مشائخ کے ساتھ بیعت کے ساتھ نہیں ہوتا تھا اور نہ خرقہ کے ساتھ یہ
ارتباط صحبت سے ہوتا تھا اور اس زمانہ میں لوگ صرف ایک ہی شیخ اور
ایک ہی سلسلہ پر بس نہیں کرتے تھے بلکہ ہر ایک ان میں سے بہت سے
مشائخ کی صحبت میں بیٹھتا تھا اور بہت سے سلسلوں کے ساتھ مرتبط

بسلاسل متعددة فلا تكاد سلاسلهم
ترتقي الى واحد بعينه من الصحابة
او ان يختص سلسلة بالاعتناء من جهة
اعترافهم باثر صحبة واحد منهم في نفوسهم
او شهرتهم بانهم اصحاب فلان بحيث
يصير ذلك كالسمة لهم او طول صحبتهم
مع واحد منهم اخبرني شيخنا ابو طاهر
عن الشيخ حسن العجمي المكي قال سألت
شيخي شيخ عيسى المغربي فقلت لم يكون
للطالب شيخ يأخذ منه فهل له ان يدخل
على شيخ آخر قال الاب واحد والاعمام
شتى واذا تمهدت هذه النكتة فاعلم
ان عبد الله بن مسعود من كبار الصحابة و
من بشره النبي صلى الله عليه وسلم
بشارات عظيمة واستخلفه من امته بعده
في قراءة القرآن والفقه والموعظة
وكان من اكرم الصحابة بصحبة النبي صلى
الله عليه وسلم وخدمته وكان يعرف في
الصحابة بصاحب السواد وصاحب السواك
والمطهرة وشهد له رسول الله صلى الله
عليه وسلم بالجنة فيما رواه ابن عبد البر من
طريق سفيان الثوري في حديث العشرة
المبشرة وقال خذوا القرآن من اربعة

ہوتا تھا۔ پھر یہ ان کے سلسلے اُوپر چڑھتے ہوئے صحابہ میں سے کسی معین
صحابی تک پہنچ جاتے تھے الا یہ کہ ان میں سے کسی ایک صحابی کے ساتھ زیادہ
رغبت پیدا ہو جائے لوگوں کے نفوس پر اس کے اثر صحبت کے اعتراف
کی بناء پر یا اس شہرت کی بناء پر کہ یہ فلاں (بلند مرتبہ صحابی) کے اصحاب
میں سے ہیں اور یہ بات ان کی صفت ممیزہ کی مانند ہو جائے، یا ان میں سے
کسی ایک کے ساتھ ان کی دراز صحبت کی بناء پر۔ مجھ کو ہمارے شیخ ابو طاہر
نے خبر دی شیخ حسن عجمی مکی سے انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ شیخ
عیسیٰ مغربی سے سوال کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ طالب کے لئے ایک
شیخ ہوتا ہے جس سے وہ (طریقۂ وصول الی اللہ) اخذ کرتا ہے، تو کیا
اس کو یہ اجازت ہے کہ وہ کسی دوسرے شیخ کی صحبت میں بھی جائے
تو انہوں نے فرمایا کہ باپ ایک ہوتا ہے اور چچا بہت سے ہو سکتے ہیں
اور جب یہ نکتہ واضح کیا جا چکا تو جان لو کہ عبد اللہ بن مسعود بزرگان صحابہ
میں سے ہیں اور وہ ہیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی بڑی بشارات
دی ہیں اور اپنے بعد ان کو اپنی اُمت پر اپنا قائم مقام بنایا ہے قراءت
قرآن اور فقہ اور وعظ کہنے میں اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
اور خدمت کی بناء پر بزرگترین صحابہ میں سے تھے اور صحابہ کے درمیان
صاحب السواد (دیکھنے والے) اور صاحب السواک والمطہرہ (مسواک اور لوٹے
والے) کے خطاب سے مشہور رہتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کے لئے جنت کی شہادت دی اس روایت میں جس کو ابن عبد البر نے
سفیان ثوری کے واسطہ سے عشرہ مبشرہ کی حدیث میں ذکر کیا ہے۔ اور
آپ نے فرمایا کہ قرآن کو چار سے حاصل کرو ابن اُم عبد (یعنی ابن مسعود)
سے ان کے نام سے آپ نے ابتداء کی پھر دوسرے حضرات کا ذکر کیا اور
آپ نے فرمایا کہ حجت قرار دو ابن ام عبد کے عہد کو (یعنی جو شریعت

من ابن أم عبد فبدأ به ثم ذكر
آخرين وقال تمسكوا بعهد ابن
أم عبد وقال رضيت لكم ما رضيه ابن
أم عبد وسخطت لكم ما سخط ابن أم
عبد وقال له أنت من أهل هذه الآية
لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا رواه الترمذي
وشهد له حذيفة فيما روى أبو عمر
عن عبد الرحمن بن يزيد قال قلنا
لحذيفة أخبرنا برجل قريب السمت
والهدي والدل من رسول الله
صلى الله عليه وسلم حتى نلزمه فقال
ما أعلم أحدا أقرب سمتا ولا هديا و
لا دلا من رسول الله صلى الله عليه
وسلم حتى يواريه جدار بيته من ابن
أم عبد وشهد له عمر في كتابه إلى
أهل الكوفة حيث كتب إليهم إني
بعثت إليكم بعمار أميرا وعبد الله
بن مسعود معلما ووزيرا وهما من النجباء
من أصحاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم من أهل بدر فاقتدوا بهما و
اسمعوا من قولهما وقد آثرتكم بعبد الله
على نفسي وقال عمر فيه كنيف ملئ علما

کی باتیں وہ بتائیں) اور آپ نے فرمایا کہ تمھارے لئے جو بات ابن امّ عبد
پسند کرے میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں اور جس بات کو تمھارے لئے
ابن امّ عبد ناپسند کرے میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور ان
سے آپ نے فرمایا کہ تم اس آیت کے اہل ہو لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
الخ (۵:۹۳) ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے
ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو کھاتے پیتے ہوں جب کہ وہ لوگ
پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز
کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب
نیک عمل کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں
اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ان کے حق میں حذیفہ نے شہادت دی
اُس حدیث میں جس کو ابوعمر نے روایت کیا عبدالرحمن بن یزید سے۔ کہا کہ
ہم نے حذیفہ سے سوال کیا کہ ہم کو کسی ایسے شخص کی خبر دیجئے جو وضع قطع
اور چال ڈھال وشکل وشمائل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب
ہو تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کسی ایسے شخص کو جو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے وضع قطع وچال ڈھال اور شکل وشمائل میں آپ کے گھر
کی دیواروں کے اپنے اندر آپ کو چھپا لینے تک ابن امّ عبد سے قریب
ہو۔ اور اُن کے حق میں عمرؓ نے اپنے اُس خط میں شہادت دی جو انہوں
نے اہل کوفہ کے نام لکھا تھا کہ میں نے تمھارے پاس عمار کو امیر بنا کر اور عبداللہ
بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے اور وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بزرگان اصحاب بدر میں سے ہیں تو تم اُن دونوں کی اقتداء کرو
اور ان دونوں کی باتیں سنو اور میں نے اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہے
عبداللہ بن مسعود کو بھیج کر۔ اور عمرؓ نے ان کے بارے میں کہا کہ وہ علم
سے بھرا ہوا تھیلا ہے۔ ان کے علاوہ ان کے اتنے مناقب ہیں

الی غیر ذلک من مناقب لا تحصی
وہو مع ذلک صحب امیر المومنین
عمر بن الخطاب وشہد بتاثیر
صحبتہ فی نفسہ ابو عمر قال ابن مسعود
لو جمع علم احیاء العرب فی کفۃ
میزان و وضع علم عمر فی کفۃ لرجح
علم عمر ولقد کانوا یرون انہ
ذہب بتسعۃ اعشار العلم ولمجلس
کنت اجلسہ من عمر اوثق فی نفسی
من عمل سنۃ وہو القائل لو سلک
الناس وادیا و سلک عمر شعبا
لسلکت شعب عمر ابو عمر لما مات
عتبۃ بن مسعود بکی علیہ اخوہ عبد اللہ
فقیل لہ اتبکی فقال نعم اخی فی النسب
وصاحبی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم واحب الناس الی الا ماکان
من عمر بن الخطاب ولعبد اللہ
ابن مسعود اصحاب یعرفون باصحاب
عبد اللہ بن مسعود لیس لہم سمۃ
الا ہذہ صحبوہ طویلا واخذوا جمیلا
واثنوا علیہ جزیلا منہم علقمۃ بن قیس
والاسود بن یزید النخعی وعمرو بن
میمون الاودی وربیع بن خیثم

کہ ان کا احصاء نہیں کیا جا سکتا۔ اور عبد اللہ بن مسعود ان مناقب
کے باوجود امیر المومنین عمر بن الخطاب کی صحبت میں رہے اور اپنے نفس
میں ان کی صحبت کی تاثیر کی شہادت دیتے رہے ابو عمر نے کہا ابن مسعودؓ
نے کہا اگر عرب کے تمام قبیلوں کا علم ترازو کے ایک پلے میں رکھا جائے
اور عمرؓ کا علم دوسرے پلے میں رکھا جائے تو عمرؓ کا علم بھاری نکلے گا۔ اور
اصحابؓ یہ مانتے رکھتے تھے کہ عمرؓ دس میں سے نو حصہ علم ساتھ لے گئے اور
(ابن مسعود کا قول ہے کہ) عمر کی ایک مجلس تھی جس میں کہ میں بیٹھا رہا جو میرے
نفس میں ایک سال کے عمل سے زیادہ وثوق (استقامت) پیدا کرنے والی
تھی اور وہی اس قول کے قائل ہیں کہ اگر سب لوگ کسی وادی میں چلیں
اور عمر کسی اور گھاٹی میں چلے جائیں تو میں عمر کی گھاٹی سے چلوں گا۔ ابو عمر جب
عتبہ بن مسعود کا انتقال ہوا تو ان پر ان کے بھائی عبد اللہ بن مسعود روئے
تو ان سے کہا گیا کہ کیا تم روتے ہو تو انہوں نے کہا کہ ہاں وہ نسب میں
میرا بھائی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں میرا
ساتھی تھا اور لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا بجز اس محبت
کے جو عمر بن الخطاب سے تھی۔ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کے کچھ
اصحاب ہیں جو عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب کے نام سے
مشہور ہیں ان کے لئے بجز اس کے اور کوئی ممیز خطاب نہیں وہ
زمانہ دراز تک ان کے ہم صحبت رہے اور خوبی کے ساتھ ان
کی بڑائی کا اظہار کرتے اور ان کی عظمت شان کی تعریف
کرتے رہے۔ ان میں سے علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید
النخعی اور عمرو بن میمون اودی اور ربیع بن خیثم تھے۔ اور ان
حضرات کے بھی اصحاب تھے جو مشہور و معروف تھے ان کا
بھی بجز اصحاب عبد اللہ کے کوئی ممیز خطاب نہ تھا۔ ان

وليؤلاء اصحاب يعرفون ليس لهم سمة
الا اصحاب عبداللہ منهم ابراهيم النخعي
وابو اسحٰق الشيبي والاعمش ومنصورؓ
صحبهم سفيانؒ الثوري طويلا واخذ
عنهم جزيلا وكذلك فضيل بن عياض
وصحب سفيانَ الثوري جماعةٌ منهم
داؤد بن نصر الطائي وابراهيم بن
ادهم البلخي صحب داؤد الطائي
معروفٌ صحبه السري السقطي صحبه
جنيد البغدادي وسلسلته اشهر
من ان يحتاج الى بيان ولنذكر
بعض ما تيسر لنا من زهديات عبداللہ
واصحابه وسيرته وسيرهم وكراماتهم
اخرج ابوبكر بن ابي شيبة حِكَم
عبداللہ ومواعظه منها هذه التي
نذكرها بحسب المرء من العلم
ان يخاف اللہ وبحسبه من الجهل
ان يعجب بعمله وقال من اراد الآخرة
اضرّ بالدنيا ومن اراد الدنيا اضرّ
بالآخرة يا قوم فاضرّوا بالفاني
للباقي وقال من استطاع منكم
ان يجعل كنزه في السماء حيث
لا ياكله السوس ولا يناله السرق

میں سے ابراہیم نخعی اور ابو اسحٰق شیبی اور اعمش اور منصور تھے جن کی صحبت میں سفیان ثوری طویل عرصہ تک رہے اور اُن سے بڑا حصہ حاصل کیا اور یہی حال فضیل بن عیاض کا تھا۔ اور سفیان ثوری کی صحبت میں ایک جماعت رہی اُن میں سے داؤد بن نصر طائی تھے اور ابراہیم بن ادہم البلخی، داؤد طائی کی صحبت میں معروف کرخی اور ان کی صحبت میں رہے سری سقطی اور ان کی صحبت میں رہے جنید بغدادی اور اُن کا سلسلہ اتنا مشہور ہے کہ بیان کی حاجت نہیں۔ اور اب ہم بیان کرنا چاہتے ہیں عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے اصحاب کی بعض زہد کی باتیں اور ان کی سیرت اور حالات وکرامات جو ہم کو دستیاب ہوئیں۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبداللہ بن مسعود کے حِکَم و مواعظ کی روایات نقل کی ہیں اُن میں سے بعض کو ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

زہدیات عبداللہ بن مسعودؓ

انسان کو اتنا علم کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے

اور اتنا جہل (جاہل کہلانے کے لئے) کافی ہے کہ وہ اپنے عمل پر اترانے لگے اور فرمایا کہ جو آخرت کا ارادہ کرے گا وہ دنیا کو نقصان پہنچائے گا اور جو دنیا کا ارادہ کرے گا وہ آخرت کو نقصان پہنچائے گا اے قوم تم ہمیشہ رہنے والی چیز کے لئے فنا ہونے والی چیز کو نقصان پہنچا دو۔ اور فرمایا کہ جو شخص تم میں یہ استطاعت رکھتا ہو کہ اپنا خزانہ آسمان میں محفوظ کر دے جہاں نہ اُس کو کیڑا کھا سکے اور نہ وہاں چوری پہنچ سکے تو چاہئے کہ وہ ایسا کرے کیونکہ آدمی کا دل اپنے خزانہ میں لگا رہتا ہے۔ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا میں تجھ کو اللہ سے تقوے کی

عـــہ یعنی دنیا سے متنفر کرنے والے ارشادات جو اہل اللہ

فليفعل فان قلب الرجل مع كنزه
اوصى ابنه عبد الرحمن فقال اوصيك
بتقوى الله وليسعك بيتك واملك
عليك لسانك وابك على خطيئتك و
قال لوددت انى اعلم ان الله غفر لى
ذنبا من ذنوبى وانى لا ابالى اى
ولد آدم ولدنى وقال ان الجنة
حفت بالمكاره وان النار حفت بالشهوات
فمن اطلع واقع ما وراءه وقال مثل
المحقرات من الاعمال مثل قوم
نزلوا منزلا ليس به حطب ومعهم
لحم فلم يزالوا يلتقطون حتى جمعوا ما انضجوا
به لحمهم وقال لا تعجلوا بحمد الناس
ولا بذمهم فان الرجل يعجبك اليوم
ويسوءك غدا ويسوءك اليوم ويعجبك
غدا وان العباد يغيرون والله يغفر
الذنوب يوم القيامة والله ارحم
بعباده يوم يأتيه من ام واحد فرشت
له فى ارض قى ثم قامت تلتمس
فراشه بيدها فان كانت لدغة
كانت بها وان كانت شوكة كانت
بها وقال وددت انى من الدنيا فرد
كالغادى الرائح وقال كفى

وصیت کرتا ہوں اور چاہیے کہ اپنے گھر کے اندر ہی رہو (یعنی اہل دنیا سے مجالست کے لئے کہیں نہ جاؤ) اور اپنی زبان پر قابو رکھو اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔ اور فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں یہ جان لوں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے گناہوں میں سے ایک گناہ کو بخش دیا اور میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ میں آدم کے کس بیٹے کی اولاد ہوں عـه اور فرمایا کہ جنت پر پردے ڈال دیئے گئے نفس پر بھاری گذرنے والی چیزوں کے اور دوزخ پر پردے ڈال دیئے گئے ہیں نفسانی خواہشوں کے تو جو شخص جس پردہ میں جھانکے گا اس کے پیچھے کی چیز میں جا پڑے گا۔ اور فرمایا کہ اعمال میں سے چھوٹے چھوٹے عملوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک قوم (سفر میں) کسی منزل پر اتری جہاں ایندھن نہیں اور ان کے پاس گوشت موجود ہے تو چھوٹے تنکے ہی جمع کرنا شروع کر دیں گے کہ ان سے اپنا گوشت پکا لیں۔ اور فرمایا کہ لوگوں کے مدح کرنے سے اثر نہ قبول کرو اور نہ برائیاں کرنے سے، کیونکہ ایک شخص آج تمہیں پسند کرتا ہے دراں حالیکہ وہی کل تمہیں برا سمجھنے لگتا ہے اور آج تمہیں برا سمجھتا ہے اور کل وہی تمہیں پسند کرنے لگتا ہے اور بندے (اپنی رائے) بدلتے رہتے ہیں۔ اور اللہ قیامت کے دن گناہوں کو معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر جب وہ اس کی طرف رجوع ہوتے ہیں کسی شخص کی ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے جو اس کے لئے سایہ دار زمین پر بچھونا بچھاتی ہے پھر کھڑی ہو کر اس پر ہاتھ پھیر کر دیکھتی ہے کہ اگر کوئی کاٹنے والا جانور ہو تو اس کے کاٹے اور اگر کوئی کانٹا ہو تو اس کے چبھے۔ اور فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ دنیا سے صرف ایسا تعلق رکھوں جیسا صبح کے سفر کرنے والے سوار کا یا شام کو سفر کرنے والے کا عارضی

عـه جندہ عشق شہری ترک نسب کن [illegible]

بخشیۃ اللہ علماً وکفی بالاغترار بہ جہلاً وقال والذی لا الٰہ غیرہ ما اصبح عند آل عبد اللہ شیء یرجون ان یعطیہم اللہ بہ خیراً او یدفع عنہم سوءاً الا ان اللہ قد علم ان عبد اللہ لا یشرک بہ شیئاً وقال والذی لا الٰہ غیرہ ما یضر عبداً یصبح علی الاسلام ویمسی علیہ ما ذا اصابہ فی الدنیا فرعی اصحاب ابن مسعود البرود فجعل الرجل یستحی ان یکون فی الثوب الدون او الکساء الدون فاصبح ابو عبد الرحمن فی عباءۃ ثم اصبح فیہا ثم اصبح فی الیوم الثالث فیہا وقال انی لا اخاف علیکم فی الخطاء ولکنی اخاف علیکم فی العمد انی لا اخاف علیکم ان تستقلوا اعمالکم ولکنی اخاف علیکم ان تستکثروہا وقال ذروا المحکاکات فانہا الاثم وقال المؤمن یری ذنبہ کانہ صخرۃ یخاف ان تقع علیہ والمنافق یری ذنبہ کذباب وقع علی انفہ فطار فذہب وقال قولوا خیراً تعرفوا بہ واعملوا بہ تکونوا من اہلہ ولا تکونوا عجلاً مذاییع بذراً وقال لو وقفت بین الجنۃ والنار فقیل لی نخیرک من ایہما تکون احب الیک

جانے (قیام سے) ہوتا ہے اور فرمایا کہ اللہ کے خوف رکھا پایا جانا ثبوت) علم کے لئے کافی ہے اور اس سے دھوکے میں رہنا جہل کے لئے، فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کسی صبح کو عبداللہ کی اولاد کے پاس کوئی ایسی چیز (یعنی درہم، دینار وغیرہ) نہیں ہوئی جس سے وہ یہ امید کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے ان کو کوئی خیر (یعنی رزق وغیرہ) عطا کرے گا یا کسی تکلیف کو دور کرے گا (یعنی ہمیشہ اللہ ہی کی ذات پر توکل رہا ہے) بجز اس کے کہ اللہ جانتا ہے کہ عبداللہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا (یعنی درہم و دینار کو حاجت روا نہیں سمجھتا)، اور فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ایسے بندے کو جس کی صبح و شام اسلام پر ہو کوئی دنیاوی مصیبت مضرت نہ پہنچائے گی۔ ابن مسعود کے اصحاب نے چادر اوڑھنا ضروری بنا لیا تھا تو ہر شخص اس سے شرمانے لگا کہ صرف نیچے کے کپڑے میں آئے یا (راوی نے یہ کہا کہ) نیچے کے جوڑے میں آئے تو ابو عبدالرحمن (یعنی عبداللہ بن مسعودؓ) صبح کو صرف عباء پہن کر آئے، پھر دوسری صبح کو صرف عباء میں آئے پھر تیسرے دن بھی اسی میں آئے، اور فرمایا کہ مجھے تم پر اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ تم خطاء میں مبتلا ہو جاؤ لیکن تمہارے حق میں قصداً مرتکب ہونے سے ڈرتا ہوں مجھے تم پر اس بات کا خوف نہیں کہ تم اپنے اعمال میں کمی کی طرف رغبت کرنے لگو لیکن مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم اسکو بہت نہ سمجھنے لگو۔ فرمایا خلش پیدا کرنے والوں (یعنی وساوس) کو چھوڑو کہ وہ گناہ ہیں (ان بعض الظن اثم)، اور فرمایا کہ مومن اپنے گناہ کو ایسا دیکھتا ہے کہ گویا وہ پتھر کی چٹان ہے جس کے سر پر آپڑنے کا ڈر لگ رہا ہو اور منافق اپنے گناہ کو مثل مکھی کے سمجھتا ہے جو اس کی ناک پر آ بیٹھے پھر اڑ گئے اور چل دے، اور فرمایا کہ تم خیر کہو، خیر سے پہچانے جاؤ گے اور خیر پر عمل کرو اہل خیر میں سے ہو گے اور جلد باز برائی کی اشاعت کرنے والے بھانڈا پھوڑ نہ ہو۔ اور فرمایا کہ اگر

او یکون رماداً لاخترت ان اکون رماداً وقال لا تفرقوا فتشکوا وقال وددت انی موکلت علی تسع سیئات وحسنۃ وقال المؤمن مألف ولا خیر فیمن لا یألف ولا یؤلف وقال ان اللہ یعطی الدنیا من یحب ومن لا یحب ولا یعطی الایمان الا من یحب فاذا احب اللہ عبداً اعطاہ الایمان وقال یعرض الناس یوم القیامۃ علی ثلثۃ دواوین دیوان فیہ الحسنات ودیوان فیہ النعیم ودیوان فیہ السیئات فیقابل بدیوان الحسنات دیوان النعیم فیستفرغ النعیم الحسنات وتبقی السیئات مشیئتہا الی اللہ تعالے ان شاء اللہ عذب وان شاء غفر وقال تعلموا تعلموا فاذا علمتم تعملوا وقال لا یشبہ الزی الزی حتی تشبہ القلوب القلوب وقال ان من راس التواضع ان ترضی بالدون من شرف المجلس وان تبدأ بالسلام من لقیت وقال انتم اکثر صیاماً واکثر صلوٰۃ واکثر جہاداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہم کانوا خیراً منکم قالوا لم یا ابا عبد الرحمن قال کانوا ازہد فی

مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے پھر مجھ سے کہا جائے کہ ہم تجھے اختیار دیتے ہیں کہ ان دونوں میں سے جو تجھے پسند ہو اس میں بھیجا جائے یا راکھ بنا دیا جائے تو میں اس کو اختیار کروں گا کہ راکھ ہو جاؤں اور فرماتے کہ عبادت میں کوشش سے الگ مت رہو کہ ہلاک ہو جاؤ گے اور فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ مجھ سے مصالحت کر لی جائے نو برائیوں اور ایک حسنہ پر اور فرمایا کہ مومن الفت کا ظرف ہے اس میں کوئی خیر نہیں جو الفت نہ کرے اور نہ کوئی اس سے الفت کرے۔ اور فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ دنیا اس کو بھی دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور اس کو بھی جس سے محبت نہیں کرتا اور ایمان نہیں دیتا مگر اس شخص کو جس سے محبت کرتا ہے تو جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے اس کو ایمان عطا کر دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگ تین دفاتر اعمال پر پیش کئے جائیں گے۔ ایک دفتر ہوگا جس میں نیکیاں ہوں گی اور ایک دفتر دنیوی آسائش کا ہوگا اور ایک دفتر ہوگا جس میں بدیاں ہوں گی۔ پھر نیکیوں کے دفتر کا مقابلہ دنیوی آسائشوں کے دفتر سے کیا جائے گا تو دنیوی آسائشیں نیکیوں کا دفتر خالی کر دیں گی اور بدیاں باقی رہ جائیں گی ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی طرف راجع ہوگا اگر اللہ تعالیٰ چاہے عذاب دے چاہے مغفرت کر دے اور فرمایا کہ علم حاصل کرو جب علم حاصل ہوگا تو عمل کرو گے اور فرمایا کہ ایک ہیئت دوسری ہیئت کے مشابہ نہیں ہوتی تو قلوب قلوب کے مشابہ کیسے ہوں۔ اور فرمایا کہ تواضع کا اول سرا یہ ہے کہ مجلس کے صدر مقام سے نیچے کی جگہ پر راضی ہو اور جس سے ملے اسلام کی ابتداء خود کرے اور فرمایا کہ تم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہ نسبت زیادہ روزے رکھنے والے اور زیادہ نماز پڑھنے والے اور زیادہ جہاد کرنے والے ہو لیکن وہ تم سے افضل تھے۔ لوگوں نے کہا اے ابو عبد الرحمن اس کی کیا وجہ تو فرمایا کہ وہ دنیا سے بہت کنارہ کش اور آخرت کی طرف بہت راغب تھے۔ اور

الدنیا و ارغب فی الآخرۃ وقال
انما ہذہ القلوب اوعیۃ فاشغلوہا
بالقرآن ولا تشغلوہا بغیرہ وکان
یقول فی خطبتہ ان اصدق الحدیث
کلام اللہ و اوثق العری کلمۃ التقوی
وخیر الملل ملۃ ابراہیم واحسن القصص
ہذا القرآن واحسن السنن سنۃ
محمد واشرف الحدیث ذکر اللہ
وخیر الامور عزائمہا وشر الامور محدثاتہا
واحسن الہدی ہدی الانبیاء و
اشرف الموت قتل الشہداء واعمی
الضلالۃ الضلالۃ بعد الہدی وخیر العلم
ما نفع وخیر الہدی ما اتبع وشر العمی
عمی القلب والید العلیا خیر من
الید السفلی وما قل وکفی خیر مما
کثر والہی ونفس تنجیہا خیر من امارۃ
لا تحصیہا وشر العذرۃ عند حضرۃ الموت
وشر الندامۃ ندامۃ یوم القیامۃ ومن
الناس من لا یاتی الصلوۃ الا
دبرا ومن الناس من لا یذکر اللہ
الا مہاجرا واعظم الخطایا اللسان
الکذوب وخیر الغنی غنی النفس وخیر
الزاد التقوی وراس الحکمۃ مخافۃ اللہ

فرمایا کہ یہ قلوب ظروف ہیں ان کو صرف قرآن سے بھرو دوسری چیزوں میں
مشغول نہ کرو۔ اور اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ سچی
بات اللہ کا کلام ہے اور سب سے زیادہ مضبوط گنڈا کلمۂ تقویٰ ہے اور
تمام ملتوں سے افضل ملت ابراہیم ہے اور تمام قصوں سے زیادہ حسین
یہ قرآن ہے اور تمام سنتوں سے حسین تر سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہے۔ اور سب باتوں سے اشرف اللہ کا ذکر ہے اور بہترین کام عزائم
کے کام ہیں (رخصتوں کے نہیں) اور بدترین کام (دین میں اپنی طرف
سے) بنائے ہوئے کام ہیں۔ اور بہترین وضع انبیاء کی وضع ہے اور سب
سے زیادہ اشرف موت شہداء کا قتل ہونا ہے اور سب سے بدترین
گمراہی وہ گمراہی ہے جو ہدایت کے بعد ہو اور بہترین علم وہ ہے جو نفع
دے اور اچھی وضع وہ ہے جس کا اتباع کیا جائے اور بدترا ندھا
پن دل کا اندھا ہونا ہے اور اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (سائل
کے) ہاتھ سے بہتر ہے اور جو (مال) تھوڑا ہو اور کافی ہو بہتر ہے اس
سے جو بہت ہو اور اپنے ساتھ لگائے اور ایک نفس جس کو تو (ہلاکت
سے) نجات دلائے اُس امارت سے بہتر ہے جس پر تو قابو نہ پاسکے
اور بُری تنہائی موت کی موجودگی کے وقت کی ہے اور بدترین
شرمندگی یوم قیامت کی شرمندگی ہے اور لوگوں میں بعض ایسا
شخص بھی ہوتا ہے جو نماز کے لئے نہیں آتا مگر دیر کرکے اور
لوگوں میں سے بعض ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی یاد نہیں کرتا مگر
(دل کو دوسرے شغل میں) چھوڑتے ہوئے۔ تمام خطاؤں سے بڑی
خطا بہت جھوٹ بولنے والی زبان ہے۔ اور بہترین غنی نفس کا غنی
ہے۔ اور بہترین توشہ تقویٰ ہے اور سب سے بڑی دانشوری
اللہ سے ڈرنا ہے اور دل میں سب سے بہتر جو چیز ڈالی گئی وہ یقین ہے

وخير ما ألقي في القلب اليقين والارتياب من الكفر والنوح من عمل الجاهلية والغلول من حر جهنم والكنز كي من النار والشعر مزامير إبليس والخمر جماع الإثم والنساء حبائل الشيطان والشباب شعبة من الجنون وشر المكاسب كسب الربا وشر المآكل أكل مال اليتيم والسعيد من وعظ بغيره والشقي من شقي في بطن أمه وإنما يكفي أحدكم ما قنعت به نفسه وإنما يصير إلى موضع أربع أذرع والأمر بآخره وملاك العمل خواتمه وشر الرؤيا رؤيا الكذب وكل ما هو آت قريب وسباب المؤمن فسوق وقتاله كفر وأكل لحمه من معاصي الله وحرمة ماله كحرمة دمه ومن يتأل على الله يكذبه ومن يستغفر يغفر الله له ومن يعف يعف الله عنه ومن يكظم الغيظ يأجره الله ومن يصبر على الرزايا يعقبه الله ومن يعرف البلاء يصبر عليه ومن لا يعرفه ينكره ومن يستكبر يقصمه الله ومن يتبع السمعة يسمع الله به ومن ينو الدنيا تعجزه ومن يطع

اور بے یقینی کفر کے متعلقات میں سے ہے اور نوحہ کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے۔ اور خیانت جہنم کی آگ میں سے ہے اور کنز (دفینہ) آگ کا داغ ہے اور شعر شیطان کے باجے گاجوں میں سے ہے اور شراب گناہوں کو جمع کرنے والی چیز ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور شباب جنون کا ایک شعبہ ہے اور بدترین کمائی سود کی کمائی ہے اور بدترین کھانا مال یتیم کا کھانا ہے اور اہل سعادت وہ ہے جو دوسرے کو دیکھ کر خود نصیحت پکڑے اور اہل شقاوت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہی بدبخت ہوگیا اور تم میں سے ہر ایک کے لئے اتنا ہی کافی ہے جس پر اس کا نفس قناعت کرلے۔ اور لازمی ہے کہ تم کو چار ہاتھ کی جگہ (یعنی قبر) میں پہنچنا ہے اور اصل معاملہ آخرت سے متعلق ہے۔ اور مدار عمل کے اچھے برے انجام کا خاتمہ پر ہے اور بدترین خواب جھوٹا خواب ہے اور جو چیز آنے والی ہے وہ قریب ہے۔ اور مومن کو گالی دینا گناہ کی بات ہے اور اس سے قتال کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا (یعنی غیبت کرنا) اللہ کی نافرمانیوں میں سے ہے اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی مانند ہے اور جو اللہ پر جھوٹ کہے گا اللہ اس کی تکذیب کرے گا۔ اور جو بخشش چاہے گا (خدا سے اور رسول سے) اللہ اس کو بخش دے گا۔ اور جو غصہ کو پی جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اجر دے گا۔ اور جو مصائب پر صبر کرے گا اس کا بدل اللہ اس کو دے گا۔ اور جو بلاء (یعنی آزمائش) کو پہچان لے گا اس پر صبر کرے گا اور جو اس کو نہیں پہچانے گا اس کو گوارا نہ کرے گا۔ اور جو تکبر کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔ اور جو دوسروں کے عیوب لوگوں کو سنانے کے پیچھے پڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب دوسروں کو

الشیطان یعصی اللہ ومن یعصی اللہ یعذبہ
وقال اتقوا اللہ حق تقاتہ وحق تقاتہ
ان یطاع فلا یعصی وان یذکر فلا ینسی
وان یشکر فلا یکفر وایتاء المال علی حبہ
ان تؤتیہ وانت صحیح شحیح تأمل العیش
وتخاف الفقر وفضل صلوۃ اللیل علی
صلوۃ النہار کفضل صدقۃ السر علی
صدقۃ العلانیۃ وقال لا تنفع الصلوۃ
الا من اطاعہا ثم قرأ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ
اَکْبَرُ فقال عبد اللہ ذکر اللہ العبد
اکبر من ذکر العبد لربہ وقال کفی
بالمرء من الشقاء والخیبۃ ان یبیت و
قد بال الشیطان فی اذنہ فیصبح
ولم یذکر اللہ وقال لا یصبح الیوم احد
من الناس الا وہو ضیف و مالہ
عاریۃ فالضیف مرتحل والعاریۃ مؤداۃ
وقال موسع علیہ فی الدنیا موسع علیہ
فی الآخرۃ مقتور علیہ فی الدنیا مقتور
علیہ فی الآخرۃ مستریح ومستراح منہ
وقال التوبۃ النصوح ان یتوب ثم لا یعود
وقال انی لامقت الرجل ان اراہ
فارغا لیس فیہ شیء من عمل الدنیا

سلوائے گا۔ اور جو دنیا کی نیت کرے گا دنیا اس کو عاجز کرے
گی اور جو شیطان کی اطاعت کرے گا اللہ کی نافرمانی کرے گا اور جو اللہ کی
نافرمانی کرے گا اللہ اس کو عذاب دے گا اور فرمایا کہ اللہ سے ڈرو جتنا کہ اس
سے ڈرنے کا حق ہے اور اس سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے
اور نافرمانی نہ کی جائے اور اس کو یاد کیا جائے کبھی نہ بھلایا جائے اور اس کا شکر
کیا جائے اور کبھی ناشکری نہ کی جائے اور ایتوا المال علی حبہ الخ یعنی باسکی محبت کے باوجود
مال دینا) یہ ہے کہ تو اس حال میں دے کہ صحت مند ہے مال کا لالچ بھی رکھتا
ہے خوش گزران کی امید رکھتا ہے اور محتاجی سے خائف بھی ہے اور رات کی نماز
کی فضیلت دن کی نماز پر ایسی ہے جیسی چھپا کر صدقہ دینے کی فضیلت اعلانیہ صدقہ
دینے پر ہے اور فرمایا کہ نماز نہیں نفع دیتی مگر اس کو جو نماز کی اطاعت کرے پھر
پڑھا اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی الخ (۲۹: ۴۵) "بیشک نماز اپنی وضع کے اعتبار سے
بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روک ٹوک کرتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے"
پھر عبد اللہ نے کہا کہ ذکر نا اللہ کا بندے کو بہت بڑا ہے بندے کے اپنے رب کو
یاد کرنے سے۔ اور فرمایا کہ ایک شخص کے بدبخت اور محروم بننے کے لئے یہ کافی
ہے کہ وہ رات کو سوتا رہے اس حال میں کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب
کر دیا ہو پھر وہ صبح کو اٹھے اور اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اور فرمایا کہ لوگوں میں سے
ہر شخص کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس پر جب صبح آتی ہے تو وہ مہمان ہوتا ہے اور
اس کا مال مانگی ہوئی چیز ہوتی ہے۔ پھر مہمان کوچ کرنے والا ہوگا اور مانگی
ہوئی چیز مالک کو واپس دی ہوئی ہو جائے گی۔ اور فرمایا کہ جو شخص دنیا میں
لوگوں کو وسعت دینے والا ہوگا اس پر آخرت میں توسع کیا جائے گا اور جو
شخص دنیا میں لوگوں پر تنگی کرنے والا ہوگا اس پر آخرت میں تنگی کی جائے
گی۔ (دنیا میں) دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ مومن ہے جو دنیا سے گذر کر (رنج
وتعب سے) راحت حاصل کرنے والا ہے اور (دوسرا وہ فاجر شخص ہے جس

ولا عمل للآخرة. ابوبکر عن مسروق قال أُتِيَ عبد اللّٰہ بشراب فقال أعطہ علقمۃ قال انی صائم ثم قال أعطہ الاسود فقال انی صائم حتی مرّ بکلہم ثم اخذہ فشربہ ثم تلا ھذہ الآیۃ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ۔ ابوبکر عن ابی یعلیٰ قال کان الربیع بن خثیم اذا مرّ بالمجلس یقول قولوا خیرا وافعلوا خیرا ودوموا علی صالحۃ ولا تقس قلوبکم ولا یتطاول علیکم الامد ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وہم لا یسمعون۔ ابوبکر عن ابی یعلیٰ قال کان الربیع اذا قیل لہ کیف اصبحت یقول اصبحنا ضُعَفَاءَ مُذْنِبِیْنَ نَاْکُلُ اَرْزَاقَنَا وَنَنْتَظِرُ آجَالَنَا۔ ابوبکر عن ابی یعلیٰ عن ربیع قال اُحِبُّ مناشدۃ العبد ربّہ یقول رب تضیّت علی نفسک الرحمۃ تضیّت علی نفسک کذا وما رأیت احدا یقول رب قد ادّیت ما علیّ وادّ ما علیک۔ ابوبکر عن بکر بن ماعز قال الربیع بن خثیم یا بکر اخزن علیک لسانک الا من مالک ولا علیک فانی اتّہمت الناس علی دینی اطع اللّٰہ فیما علمت وما استوثر بہ علیک فکلہ الی

کی موت سے) دوسرے اس سے راحت پائیں، اور فرمایا کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ توبہ کرے پھر کبھی اس کام کی طرف نہ لوٹے اور فرمایا کہ میں اس شخص کو برا سمجھتا ہوں جس کو فارغ دیکھتا، دیکھتا ہوں کہ نہ وہ دنیا کے کام میں ہو نہ دین کے کام میں۔ ابوبکر مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود کے سامنے شربت پیش کیا گیا تو فرمایا کہ یہ علقمہ کو دو۔ علقمہ نے کہا کہ میں روزے سے ہوں، پھر کہا کہ اسود کو دو تو انہوں نے بھی کہا کہ میں روزے سے ہوں یہاں تک کہ وہ تمام اصحاب کے پاس پہنچا، پھر آپ نے اس کو لے لیا اور پیا پھر یہ آیت پڑھی یَخَافُوْنَ یَوْمًا (النور ۲۴: ۳۷) "وہ ایسے دن (کی دار و گیر) سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی"۔

ربیع بن خثیم

ابوبکر، ابو یعلیٰ سے، کہا کہ ربیع بن خثیم کا جب کسی مجلس پر گذر ہوتا تو کہتے کہ نیک کلمہ بولو اور نیک کام کرو اور اعمال صالحہ پر مداومت رکھو اور ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں، اور تم پر زمانہ دراز بھی نہ گذرنے پائے اور ان لوگوں کی طرح نہ بن جانا جنہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے۔ ابوبکر، ابو یعلیٰ سے، کہا کہ جب ربیع سے کہا جاتا کہ کیونکر صبح گذاری تو کہتے کہ ہم نے اس حال میں صبح کی کہ ہم ضعفاء ہیں گنہگار ہیں اپنا رزق (مقدر) کھا رہے ہیں اور اپنی اپنی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ ابوبکر، ابو یعلیٰ سے وہ ربیع سے کہا کہ میں بندے کی اس دعاء کو اپنے رب سے پسند کرتا ہوں جو کہتا ہے کہ اے پروردگار آپ نے اپنی ذات پر رحمت کو لازم کر لیا آپ نے اپنی ذات پر فلاں بات کو لازم کر لیا اور میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں دیکھا کہ اے پروردگار جو حق مجھ پر تھا وہ میں نے ادا کر دیا اور جو (حق میرا) آپ پر ہے وہ آپ ادا کریں۔ ابوبکر، بکر بن ماعز سے کہا کہ ربیع بن خثیم نے فرمایا کہ اے بکر اپنی زبان کو محفوظ رکھو مگر اس بات سے جو تیرے لئے نافع اور تجھ پر اس سے کوئی مواخذہ نہ ہو۔ میں تو لوگوں کو اپنے دین کے حق میں متہم قرار دے چکا ہوں۔ تو اپنے علم

عالم فکلوہ الیہ و انا علیکم فی العمد اخوف منی علیکم فی الخطاء ما خیرکم الیوم بخیرہ ولکنہ خیر من آخر شر منہ ما تتبعون الخیر کل اتباعہ ولا تفرون من الشر حق فرارہ ما کل ما انزل اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادرکتم ولا کل ما تقرؤن تدرون ابوبکر عن ابن سیرین عن الربیع بن خثیم قال اقلوا الکلام الا بتسع تسبیح وتہلیل وتکبیر وتحمید وسؤالک الخیر وتعوذک من الشر وامرک بالمعروف ونہیک عن المنکر وقراءۃ القرآن ابوبکر عن الشعبی قال ما جلس الربیع بن خثیم فی مجلس منذ تأزر بازارہ قال اخاف علیکم ان یظلم رجل فلا انصرہ او یفتری رجل علی رجل فاکلف علیہ الشہادۃ ولا اغض البصر ولا اہدی السبیل او یقع الحامل فلا احمل علیہ ابوبکر عن سعید بن جبیر عن مسروق قال ما من الدنیا شئ آسی علیہ الا السجود للہ ابوبکر عن الاعمش عن مسروق قال ان المرء لحقیق ان تکون لہ مجالس یخلو فیہا یذکر فیہا ذنوبہ فیستغفر منہا

کی حد تک اللہ کی فرماں برداری کرو۔ اور جس چیز پر تجھ سے طلب ایثار کیا جائے (یعنی پوچھا جائے) تو اس کو اس کے عالم کے سپرد کر دے درحقیقت میں تمہارے بارے میں عمداً خطا میں مبتلا ہونے سے زیادہ خائف رہتا ہوں جو تمہارا حال ایسا ہے کہ اس سے ہم تمہیں خبردار کرتے ہیں (کہ یہ نامناسب ہے) مگر یہی بعد میں آنے والے شر سے زیادہ بہتر ہے۔ تم خیر کا کامل طور پر اتباع نہیں کرتے اور جس طرح شر سے فرار ہونے کا حق ہے اس کے مطابق نہیں بھاگتے ہو جو کچھ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اس کے کل کا تم نے ادراک نہیں کیا اور نہ جس کو تم پڑھ چکے ہو اس کا مکمل ادراک کر چکے ہو۔ ابوبکر، ابن سیرین سے وہ ربیع بن خثیم سے فرمایا کہ کلام میں کمی کرو بجز نو کلاموں کے یعنی تسبیح (سبحان اللہ کہنا) و تہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا) و تکبیر (اللہ اکبر کہنا) و تحمید (الحمد للہ کہنا) اور تمہارا (اللہ تعالیٰ سے) خیر کا سوال کرنا اور شر سے پناہ مانگنا اور تمہارا نیک کام کا امر کرنا اور برے کام سے منع کرنا، اور قرآن کی تلاوت کرنا۔ ابوبکر، شعبی سے کہا کہ جب سے ربیع بن خثیم نے ازار (تہبند) باندھا (یعنی اصلاح و تبلیغ حق پر مستعد ہوئے) جب کسی مجلس میں بیٹھے تو یہ فرمایا کہ مجھے تم سے یہ اندیشہ رہتا ہے کہ کوئی شخص ظلم کرے پھر میں اس کی مدد نہ کر سکوں یا ایک شخص دوسرے پر بہتان لگائے تو مجھے اس پر گواہی دینے کے لئے مجبور کیا جائے اور میں نگاہ نیچی نہ کروں اور میں (بھٹکے ہوئے کو) راہ نہ بتاؤں یا کوئی بوجھ اٹھانے والا گر پڑے تو میں اس کو سہارا نہ دوں۔

مسروق

ابوبکر، سعید بن جبیر سے وہ مسروق سے فرمایا کہ دنیا میں کوئی ایسی شے نہیں جس (کے ضائع ہونے) پر مجھے رنج ہو بجز اللہ کے لئے سجدے کے۔ ابوبکر، اعمش سے وہ مسروق سے، کہا کہ سب سے زیادہ حسن ظن میں، میں اس وقت ہوتا ہوں (یعنی یہ گمان کر لیتا ہوں کہ اللہ کی خاص رحمت مجھ پر متوجہ ہے) جس وقت خادم یہ کہتا ہے کہ گھر میں گیہوں

ابو بکر عن الاعمش عن مسروق قال ان الحسن ما اکون ظناً حین یقول الخادم لیس فی البیت قفیز من قمح و لا درہم۔ ابو بکر عن ابی الضحاک عن مسروق قال اقرب ما یکون العبد الی اللّٰہ وہو ساجد۔ ابو بکر عن بلال بن یساف قال قال مسروق من سرہ ان یعلم علم الاولین والآخرین و علم الدنیا والآخرۃ فلیقرأ سورۃ الواقعۃ۔ ابو بکر عن عامر ان رجلا کان یجلس الی مسروق یعرف وجہہ ولا یسمی اسمہ قال فشیعہ قال فکان فی آخر من ودعہ فقال انک قریع القراء وسیدہم وان زینک لہم زین وشینک لہم شین فلا تحدثن نفسک بفقر ولا طول عمر۔ ابو بکر عن مسلم عن مسروق قال بحسب المرء من الجہل ان یعجب بعلمہ وبحسبہ من العلم ان یخشی اللّٰہ۔ ابو بکر عن مسلم عن مسروق قال کان الرجل بالبادیۃ لہ کلب وحمار ودیک قال فالدیک یوقظہم للصلوٰۃ والحمار ینقلون علیہ الماء وینتفعون بہ ویحمل لہم خباءہم

کا کوئی قفیز گیہوں اور درہم موجود ہے۔ ابو بکر، ابو الضحاک سے وہ مسروق سے۔ فرمایا کہ بندہ اپنے اللہ سے نزدیک تر اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے۔ ابو بکر، ہلال بن یساف سے۔ کہا کہ مسروق نے فرمایا کہ جس کو اس بات کی رغبت ہو کہ وہ علم اولین و آخرین کو جان لے اور علم دنیا و آخرت کو تو اس کو چاہئے کہ سورۂ واقعہ پڑھے۔ ابو بکر، عامر سے کہ ایک شخص مسروق کی مجلس میں آیا کرتا تھا (راوی یعنی عامر) اس کی صورت کو تو پہچانتے تھے مگر نام نہیں بتا سکتے تھے۔ یہ شخص مسروق کا اتباع کرتے تھے۔ جب وہ آخر میں ان سے رخصت ہونے لگے تو فرمایا کہ تم قراء کے رئیس اور ان کے سردار ہو اور درحقیقت تمہارا باوقار رہنا ان کے لئے وقار ہے اور تمہاری بے عزتی میں سب قراء کی بے عزتی ہے تو تم اپنے نفس کو کبھی فقر اور طول عمر کے اندیشہ میں نہ ڈالنا (کہ امراء و اہل زر کی خوشامد میں مبتلا ہونے لگو)۔ ابو بکر، مسلم سے، وہ مسروق سے کہا کہ ایک شخص پر جہل کے اطلاق کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے علم کی وجہ سے عُجب میں مبتلا ہو اور اس پر علم کے اطلاق کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو (اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا)۔ ابو بکر، مسلم سے وہ مسروق سے، فرمایا کہ ایک شخص کے پاس جو بیابان میں رہتا تھا ایک کتا تھا اور ایک گدھا اور ایک مرغ فرمایا کہ مرغ تو ان لوگوں کو نماز کے لئے جگایا کرتا تھا اور گدھے پر پانی لایا کرتے اور اس سے منتفع ہوتے اور وہ ان کا خیمہ پشت پر اٹھاتا اور کتا ان کی چوکسی کرتا تو ایک لومڑی آئی اور مرغ کو پکڑ لے گئی تو سب گھر والے مرغ کے ضائع ہونے سے رنجیدہ

ع۱ قفیز ایک پیمانہ کا نام ہے جو [illegible] مراد ایک مقدار قلیل ہے مطلقاً ۱۲ مترجم

والكلب يحرسهم فجاء ثعلب فاخذ
الديك فحزنوا لذهاب الديك وكان الرجل
صالحاً فقال عسى ان يكون خيراً قال
فمكثوا ما شاء الله ثم جاء ذئب فشق
بطن الحمار فقتله فحزنوا لذهاب الحمار
فقال الرجل الصالح عسى ان يكون خيراً
ثم مكثوا بعد ذلك ما شاء الله ثم
اصيب الكلب فقال الرجل الصالح عسى
ان يكون خيراً فلما اصبحوا نظروا فاذا
قد سبي من حولهم وبقوا هم قال
فانما اخذوا اولئك بما كان عندهم
من الصوت والجلبة ولم يكن عند
اولئك شيء يجلب قد ذهب كلبهم
وحمارهم وديكهم - ابوبكر عن حصين قال
اتينا مرة نسأل عنه فقالوا مرة
الطيب فاذا هو في علية له قد تعبد
فيها ثنتي عشرة سنة - ابوبكر عن الاعمش
عن عمارة بالاسود قال ما كان الا راهبا
من الرهبان - ابوبكر عن الشعبي قال
سئل عن الاسود فقال كان صواماً
حجاجاً قواماً - ابوبكر عن ابي السفر عن
مرة قال كان علقمة من الربانيين -
ابوبكر عن ابي معمر قال دخلنا على عمرو بن

ہونے اور وہ شخص صالح تھا اس نے کہا کہ امید ہے کہ اس میں کوئی خیر ہوگی اس تقدیر کے بعد جتنا زمانہ اللہ نے چاہا ان لوگوں نے گذارا پھر ایک بھیڑیا آیا اور اس نے گدھے کا پیٹ پھاڑ کر اس کو مار ڈالا تو سب لوگ گدھے کے ضائع ہونے سے غمگین ہوئے ۔ پھر اس مرد صالح نے کہا کہ امید ہے کہ اس میں کوئی خیر ہوگی ۔ پھر اس کے بعد جتنا زمانہ اللہ نے چاہا ان لوگوں نے گذارا ۔ پھر کتے پر کوئی افتاد آپڑی تو اس مرد صالح نے پھر یہی کہا کہ امید ہے کہ اس میں کوئی خیر ہوگی ۔ پھر صبح ہو گئی تو دیکھتے کیا ہیں کہ جتنے دوسرے لوگ ان کے گرد رہتے تھے وہ سب پکڑ لئے گئے اور صرف یہی لوگ بچے رہے ۔ کہا کہ وہ لوگ صرف اس بناء پر پکڑے گئے کہ ان میں آوازیں موجود تھیں اور کشش کے اسباب اور ان لوگوں کے پاس کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی تھی جو ان کو کھینچتی ان کا کتا اور گدھا اور مرغ (جن کی آوازیں سن کر حملہ آور ان پر تسلط کرتے) وہ پہلے ہی جا چکے تھے ۔

مُرّہ ابوبکر حصین سے کہا کہ ہم مرہ کے پاس پہنچے ۔ ہم نے لوگوں سے ان کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے مُرّۃ الطیب کہا ۔ دیکھا تو وہ اپنے بالا خانہ میں تھے جس میں بارہ برس عبادت کرتے رہے ۔

اسوَد ابوبکر اعمش سے وہ عمارہ سے اسود کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ وہ (اسود) ایک راہب تھے راہبوں میں سے ۔ ابوبکر شعبی سے ۔ کہا کہ شعبی سے اسود کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ بہت روزے رکھنے والے اور بہت حج کرنے والے اور بہت نماز پڑھنے والے تھے ۔

علقمہ ابوبکر ابو السفر سے وہ مُرّہ سے کہا کہ علقمہ ربانیین (اللہ والوں) میں سے تھے ۔ ابوبکر ابو معمر سے کہا کہ ہم عمرو بن شرحبیل کے یہاں

شرحبیل فقال انطلقوا بنا الی اشبہ الناس سمتا وہدیا بعبد اللہ فدخلنا علی علقمۃ۔ ابوبکر عن ابی اسحٰق عن عمرو بن میمون قال کان یقال بادروا بالعمل اربعا بالحیوۃ قبل الممات وبالصحۃ قبل السقم وبالفراغ قبل الشغل ولم احفظ الرابعۃ* ابوبکر عن ابی اسحٰق قال حج عمرو بن میمون ستین من بین حجۃ وعمرۃ ابوبکر عن ابی الفلیح قال کان عمرو اذا لقی الرجل من اخوانہ قال رزق اللہ البارحۃ من الصلوٰۃ کذا ورزق اللہ البارحۃ من الخیر کذا وکذا الذہبی قال الاعمش کنت عند ابراہیم وہو یقرأ فی المصحف فاستأذن رجل فغطی المصحف وقال لا یظن انی اقرأ فیہ کل ساعۃ الذہبی عن ہنیدۃ امرأۃ ابراہیم النخعی ان ابراہیم کان یصوم یوما ویفطر یوما وجاء من غیر وجہ عن ابراہیم انہ کان لا یتکلم الا ان یسأل الذہبی عن الاعمش کان ابراہیم یتوقی الشہرۃ ولا یجلس الی اسطوانۃ الذہبی عن عیسیٰ بن یونس لم نر نحن ولا القرن الذین کانوا قبلنا مثل الاعمش

پہنچے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں اس شخص کے پاس لے چلو جو وضع قطع میں سب لوگوں سے زیادہ مشابہت رکھنے والا ہے عبد اللہ سے (تو ہم علقمہ کے پاس پہنچے

عمرو بن میمونؒ

ابوبکر۔ ابو اسحٰق سے وہ عمرو بن میمون سے کہا کہ یہ کہا جاتا تھا کہ چار حالتوں میں عمل کرنے میں جلدی کرو زندگی میں موت سے پہلے اور تندرستی میں بیمار ہونے سے پہلے اور چوتھی* بات مجھے یاد نہیں رہی ابوبکر۔ ابو اسحٰق سے کہا کہ عمرو بن میمون کے حج وعمروں کی تعداد ساٹھ کے لگ بھگ ہے۔ ابوبکر۔ ابو الفلیح سے کہا کہ جب عمرو بن میمون اپنے بھائیوں میں سے کسی شخص سے مل کر بات کرتے تو یوں کہتے کہ آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی اور ایسی نمازیں عطا فرمائیں اور آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی اور ایسی خیر عطا فرمائی۔

ابراہیم نخعیؒ

ذہبی، کہا اعمش نے کہ میں ابراہیم کے پاس تھا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اور ایک شخص نے آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے قرآن مجید کو چھپا دیا اور کہا کہ وہ یہ گمان نہ کرنے لگے کہ میں ہر وقت تلاوت کرتا رہتا ہوں۔ ذہبی ابراہیم نخعی کی زوجہ ہنیدہ سے کہ ابراہیم ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اور ایک سے زیادہ لوگوں سے مروی ہے کہ ابراہیم کلام نہیں کرتے تھے بجز اس صورت کے کہ ان سے پوچھا جائے۔ ذہبی، اعمش سے، کہا کہ ابراہیم شہرت سے بچا کرتے تھے اور کسی ستون سے لگ کر نہیں بیٹھتے تھے۔

اعمشؒ

ذہبی، عیسیٰ بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے اور اس دور کے لوگوں نے جو ہم سے پہلے ہو چکے ہیں اعمش کا مثل نہیں دیکھا اور میں نے دولت مندوں اور بادشاہوں کو کسی کے سامنے

* اور (راوی) چوتھی بات محفوظ نہ رکھ سکا

وما رأيت الاغنياء والسلاطين عند احد
احقر منهم عنده مع فقره وحاجته وقال
يحيى القطان كان من النساك وكان علامة
الاسلام وقال وكيع كان الاعمش قريبا
من سبعين سنة لم تفته التكبيرة
الاولى اختلفت اليه قريبا من سنتين
ما رأيته يقضي ركعة وقال الخريبي مات
الاعمش يوم مات وما خلف احدا اعبد
منه وكان صاحب سنة الذهبي قال
عبد الرحمن بن مهدي ربما كنا نكون عند
سفيان فكانه واقف للحساب فلا يجترئ
احد ان يسأله فيعرض بذكر الحديث
فاذا جاء الحديث ذهب ذلك الخشوع
فانما هو حدثنا حدثنا وما عاشرت رجلا
ارق منه كنت ارمقه في الليل ينهض
مرعوبا ينادي النار النار شغلني ذكر النار
عن النوم والشهوات وقال الوليد بن
مسلم اخبرني عطاء الخفاف قال ما لقيت
سفيان الا باكيا فقلت ما شأنك قال
اخاف ان اكون في ام الكتاب شقيا
وقال علي بن فضيل العياض رأيت
الثوري ساجدا حول البيت فطفت
سبعة اسابيع قبل ان يرفع رأسه

اتنا حقیر نہیں دیکھا جتنا ان کے سامنے دیکھا باوجود اُن کے فقر اور حاجت
کے۔ اور کہا یحییٰ القطان نے کہ **اعمش بڑے عبادت گذار** اور اسلام
کے بڑے عالموں میں سے تھے۔ اور وکیع نے بیان کیا کہ ستر برس تک
اعمش کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ میں اُن کے پاس قریب دو برس
تک آتا جاتا رہا ہوں میں نے اُن کو کبھی نہیں دیکھا کہ وہ (مسبوق ہو کر)
کسی رکعت کی قضا پڑھ رہے ہوں خریبی کا قول ہے کہ جس دن اعمش
کا انتقال ہوا تو ایسا ہوا کہ انہوں نے دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا
جو ان سے زیادہ عبادت گذار ہو اور وہ صاحب سنت تھے۔

سفیان ثوریؒ

عبد الرحمن بن مہدی نے کہا کہ بسا اوقات ہم سفیان ثوریؒ کے ساتھ ہوتے تھے تو یوں
معلوم ہوتا تھا کہ وہ حساب کے لئے کھڑے ہیں تو کوئی ان سے پوچھنے کی
کی ہمت نہیں کرتا تھا پھر حدیث کا ذکر پیش کر دیا جاتا تھا تو جب حدیث
آجاتی تو وہ خشوع چلا جاتا بس پھر وہی حدثنا ہوتی جس کی ہم روایت کرتے
اور میں کسی شخص کے ساتھ نہیں رہا جو اُن سے زیادہ رقیق القلب ہو۔
میں ان کو رات میں دیکھا کرتا تھا کہ خوف زدہ اُٹھا کرتے اور پکارا کرتے
النار النار۔ مجھے نار کی یاد نے نیند اور شہوات سے بھلا دیئے۔ اور کہا
ولید بن مسلم نے کہ مجھے خبر دی عطاء خفاف نے کہا کہ میں جب بھی سفیان
سے ملا اُن کو روتا ہوا پایا تو میں نے کہا کہ آپ کا کیا حال ہے فرمایا کہ میں
اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اُم الکتاب میں شقی لکھا ہوا ہوں۔ اور علی بن
فضیل عیاض نے بیان کیا کہ میں نے بیت اللہ کے آگے ثوری کو
سجدے میں پڑے ہوئے دیکھا تو طواف کے سات پھیرے اُن کے
سجدے سے اٹھنے سے پہلے پورے کر لئے۔

فضیل بن عیاضؒ

ابن الاثیر۔ فضیل بن عیاض اُوپر کے طبقے

ابن الاثیر فضیل بن عیاض من ذوی الطبقات
العالیۃ واولی القیم الغالیۃ روی عن منصور
عطاء بن السائب والاعمش شیخ الاسلام
گفت قدس سرہ کہ فضیل بن عیاض گفت
من اللہ را بدوستی پرستم کہ نشکیبم کہ
نہ پرستم الذہبی سئل داؤد الطائی عن
مسئلۃ فقال الیس المحارب اذا اراد
ان یلقی الحرب یجمع لہ آلتہ فاذا افنی
عمرہ فی جمع الآلۃ فمتی یحارب ان العلم
آلۃ العمل فاذا افنی عمرہ فیہ فمتی یعمل
شیخ الاسلام گفت معروف از اجلۂ
مشائخ قدیم است بورع و زہد و فتوت
معروف با داؤد طائی صحبت کردہ بود
ابوالقاسم قشیری ابوالحسن السری السقطی
خال الجنید و استاذہ وکان تلمیذ معروف الکرخی
کان اوحد زمانہ فی الورع والاحوال السنیۃ
وعلوم التوحید ابوالقاسم القشیری ان
السری السقطی کان یتجر فی السوق و
ہو من اصحاب معروف الکرخی فجاءہ
معروف یوما ومعہ صبی یتیم فقال اکسُ

اور بلند ہمت بزرگوں میں سے تھے۔ منصور اور عطاء بن السائب اور اعمش سے آپ نے روایت کی۔ شیخ الاسلام[عـه] قدس سرہ نے فرمایا کہ فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ میں نے حق تعالیٰ کی پرستش بربناء محبت اس طرح کی کہ بغیر پرستش میسر نہ آیا۔

داؤد طائی رح ذہبی۔ داؤد طائی سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ ایک لڑنے والا شخص جب جنگ کا ارادہ کرے گا تو اس کے لئے ہتھیار جمع کرے گا، اگر جب وہ شخص آلاتِ جنگ کے جمع کرنے میں ہی اپنی عمر ختم کردے گا تو وہ کب لڑے گا۔ بیشک علم آلہ ہے عمل کا تو جب ایک شخص نے اپنی عمر کو اسی میں فنا کر دیا تو کس وقت عمل کرے گا۔

معروف کرخی رح شیخ الاسلام رح نے کہا کہ معروف مشائخ قدیم میں کے جلیل الشان بزرگ تھے، پرہیزگاری اور زہد و جوانمردی میں معروف تھے۔ داؤد طائی رح کی صحبت میں رہے تھے۔

ابوالحسن سری سقطی رح ابوالقاسم القشیری۔ ابوالحسن سری سقطی رح جُنید کے ماموں اور استاد تھے اور معروف کرخی کے شاگرد تھے پرہیزگاری اور بلند احوال اور علوم توحید میں یگانۂ روزگار تھے۔ ابوالقاسم قشیری، سری سقطی رح کا ابتدائی حال یہ تھا کہ وہ تاجر تھے (بازار میں رہتے تھے اور وہ معروف کرخی کے اصحاب میں سے تھے، ایک دن اُن کے پاس معروف پہنچے اور ان کے ساتھ ایک یتیم تھا۔ سری نے فرمایا کہ اس کو کپڑے

[عـه] شیخ الاسلام سے مراد ہیں شیخ ابو اسمٰعیل عبد اللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان اقوال کا ماخذ مولانا جامی رح کی کتاب "نفحات الانس" ہے اور اس میں یہاں مطلقاً "شیخ الاسلام" لکھا ہے انہیں سے اُن ہی کو مراد لیا ہے۔ مولانا جامی رح نے ابتداءِ کتاب میں خود ہی اس اصطلاح کا ذکر کر دیا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

ہذا الیتیم قال السریؒ فکسوتہ ففرح بہ
معروف وقال بغض اللہ الیک الدنیا
واراحک مما انت فیہ فقمت من
الحانوت ولیس شئ ابغض الیّ
من الدنیا وکل ما انا فیہ من برکات دعاء
معروف شیخ الاسلام گفت کہ ابراہیم
بن ادہم از اہل بلخ است از ابناء ملوک
امیرزادہ بود بنوجوانی توبہ کرد وقتی
بصید بیرون رفتہ بود ہاتفی وے را آواز
داد گفت ابراہیم نہ این کار را ترا آفریدہ اند
وی را از غفلت تیقظ پدید آمد ودست در
طریقت نیکو زد در زہد وورع وتوکل و
سیاحت بمکہ رفت آنجا با سفیان ثوری
وفضیل بن عیاض وابو یوسف غسولی
صحبت کرد وقال الفقیر عفی عنہ ثم و
لما انقرض کبار اصحاب عبد اللہ بن مسعود
قام الحسن البصریؒ بہذا الشان وکان
لہ اصحاب یقال لہم اصحاب حسن البصری
الذہبی کانت ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
تبعث ام الحسن فی حاجۃ فیبکی
فتسلیہ بثدیہا واخرجتہ الی عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فدعاہ فقال اللہم فقہہ فی
الدین وحببہ الی الناس وقال بلال

پہنا۔ سریؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو کپڑے پہنا دیئے۔ اس سے معروف خوش ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دنیا سے متنفر کر دے اور اس شغل سے تجھے جدا کر دے جس میں تو لگا ہوا ہے۔ بس فوراً میں دکان سے اٹھ گیا اور دنیا سے زیادہ مبغوض میرے نزدیک کوئی چیز نہیں تھی۔ اب جو کچھ بھی میرا شغل ہے جس میں لگا رہتا ہوں یہ سب معروف کی دعاء کی برکتوں میں سے ہے۔

ابراہیم بن ادہمؒ

شیخ الاسلام رحؒ نے کہا کہ ابراہیم بن ادہم اہل بلخ میں سے ہیں شاہ زادوں میں سے امیر زادے تھے، نوجوانی میں توبہ کی۔ ایک مرتبہ شکار کے لئے باہر نکلے تھے۔ ایک ہاتف نے ان کو آواز دی کہ اے ابراہیم تجھے اس کام کے لئے نہیں پیدا کیا گیا ہے، اس سے ان کی غفلت دور ہو کر بیداری پیدا ہو گئی۔ آپ نے طریقت میں زہد وورع وتوکل کو خوبی کے ساتھ مضبوط پکڑ لیا، سفر کرتے ہوئے مکہ پہنچے وہاں سفیان ثوری اور فضیل بن عیاض اور ابو یوسف غسولی کی صحبت میں رہے۔

حسن بصریؒ

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ جب عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب کبار کا دور ختم ہوا تو اسی شان کے ساتھ حسن بصریؒ کھڑے ہوئے اور ان کے بھی اصحاب تھے جن کو اصحاب حسن بصری کہا جاتا تھا۔ ذہبی، ام المؤمنین، ام سلمہ رضی اللہ عنہا حسن کی والدہ کو کسی کام کے لئے بھیجتیں تو یہ روتے تو اپنی پستان ان کے منہ میں دے دیا کرتی تھیں اور ایک دن انہوں نے ان کو عمرؓ کے پاس بھیجا تو انہوں نے دعاء کی کہ یا اللہ اس کو دین میں فقیہ کر دے اور اس کو لوگوں کا محبوب بنا دے۔ اور بلال بن ابی بردہ نے کہا کہ خدا کی قسم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ میں نے اس شیخ یعنی حسن سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا، اور حمید بن بلال نے کہا کہ ہم سے ابو قتادہ نے کہا کہ اس شیخ کا اکرام کرو کہ میں نے اس سے

بن ابی بردہ واللہ ما رأیت احداً اشبہ
باصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
من ہذا الشیخ یعنی الحسن وقال حمید بن
ہلال قال لنا ابو قتادۃ اکرموا ہذا الشیخ
فما رأیت احداً اشبہ رأیا بعمر منہ یعنی
الحسن۔ الذہبی قال مطر کان ابو الشعثاء
رجلاً من اہل البصرۃ فلما ظہر الحسن جاء
رجلٌ کانما کان فی الآخرۃ فہو یخبر
عما رأی وعاین وقال اصبغ بن زید سمعت
العوام بن حوشب قال ما اشبہ الحسن الا
نبی اقام فی قومہ ستین عاماً یدعوہم الی اللہ
وقال مجالد عن الشعبی قال ما رأیت الذی
کان اسود من الحسن الذہبی قال حوشب
سمعت الحسن یقول واللہ یا ابن آدم
لئن قرأت القرآن ثم آمنت بہ لیطولن
فی الدنیا حزنک ولیشتدن فی الدنیا
خوفک ولیکثرن فی الدنیا بکاؤک وقال
جعفر بن سلیمان حدثنا ابراہیم بن عیسی
الیشکری قال ما رأیت احداً اطول حزناً
من الحسن ما رأیتہ قط الا حسبتہ حدیث
عہد بمصیبۃ الذہبی قال حفص بن غیاث
سمعت الاعمش یقول ما زال الحسن
یعی الحکمۃ حتی نطق بہا وکان
اذا ذکر عند ابی جعفر محمد بن علی
قال ذاک یشبہ کلامہ کلام الانبیاء و

زیادہ عمرؓ کی رائے سے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا یعنی حسن سے زیادہ۔ ذہبیؒ مطر نے
کہا کہ ابوالشعثاء اہل بصرہ میں کا ایک شخص تھا پھر جب حسن ظاہر ہوئے
تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا عالم آخرت سے ایک شخص آیا اور اُن
چیزوں کی خبر دے رہا ہے جن کو خود دیکھ چکا اور معائنہ کر چکا
ہے۔ اور کہا اصبغ بن زید نے کہ میں نے عوام بن حوشب سے
سُنا۔ کہا کہ حسن کا حال نبی کے حال سے مشابہ تھا اپنی قوم میں
مقیم رہ کر ساٹھ برس تک لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے
رہے۔ اور مجالد نے شعبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے ایسا
شخص نہیں دیکھا جو حسنؒ سے بڑھا ہوا اہل سیادت ہو۔ ذہبیؒ
حوشب نے کہا کہ میں نے حسن سے سُنا فرماتے تھے کہ خدا کی قسم
اے ابن آدم اگر تو نے قرآن کو پڑھا پھر اس پر ایمان لایا تو ضرور
دنیا میں تیرا غم طویل ہو جائے گا اور یقیناً دنیا میں تیرا خوف
سخت ہو جائے گا اور ضرور دنیا میں تو بکثرت رویا کرے گا
اور جعفر بن سلیمان نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن
عیسیٰ الیشکری نے کہا کہ میں نے کسی کو حسنؒ سے زیادہ طویل
حزن والا نہیں دیکھا۔ میں نے ان کو جب بھی دیکھا تو یہی
سمجھا کہ ان پر کوئی مصیبت حال میں ہی آپڑی ہے۔ ذہبیؒ حفص
بن غیاث نے کہا کہ میں نے اعمش سے سُنا کہتے تھے کہ حسن
ہمیشہ حکمت کو ذہن میں محفوظ کر لیتے تھے یہاں تک کہ اُس
کو بیان کر دیں اور ایسے تھے کہ جب ابوجعفر محمد بن علی (یعنی
امام محمد باقر) کے سامنے اُن کا ذکر کیا جاتا تو وہ یہ کہتے
کہ یہ شخص ایسا ہے کہ اس کا کلام انبیاء کے کلام کے مشابہ ہے
اور کہا جعفر بن سلیمان نے کہ ہم سے بیان کیا ہشام نے کہ میں
نے سنا حسن سے کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہہ رہے تھے کہ کسی
نے درہم کو عزیز نہیں رکھا مگر اللہ نے اس کو رسوا کیا ہے

قال جعفر بن سلیمان حدثنا ہشام سمعت الحسن
یحلف باللہ ما اعز احد الدرہم الا اذلہ
اللہ الذہبی ومسلم عن قتادۃ واللہ ما حدثنا
الحسن عن بدری مشافہۃ الذہبی کان الحسن
یدلس فیقول عن فلان ولم یسمع عنہ
ابوعمر فی ترجمۃ عبداللہ بن مغفل کان
من اصحاب الشجرۃ ثم تحول عنہا الی البصرۃ
اروی الناس عنہ الحسن وقال الحسن کان
عبداللہ بن مغفل احد العشرۃ الذین بعثہم
عمر الینا یفقہون الناس وکان من نقباء
اصحابہ الذہبی عن الحسن عن عبداللہ بن
مغفل قال انی لمن من یرفع اغصان
الشجرۃ عن وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وہو یخطب الذہبی قال الحسن
ونظر الی ایوب ہذا سید الفتیان و
قال مرۃ ایوب سید شباب اہل البصرۃ
وقال شعبۃ حدثنا ایوب وکان سید الفقہاء
ما رأیت مثلہ ومثل یونس وابن عون
وقال سعید بن عامر عن سلام کان ایوب
السختیانی یقوم اللیل ویخفی ذلک فاذا
کان عند الصبح رفع صوتہ کانہ قام تلک الساعۃ
وقال ابن عون لما مات ابن سیرین قلنا
من لنا فقال ایوب وعن عبدالواحد بن
زید قال کنت مع ایوب السختیانی علی
حراء فعطشت عطشا کثیرا حتی رأی ذلک

ذہبی ومسلم، قتادہ سے۔ واللہ ہم سے حسن نے کسی بدری سے
کوئی روایت مشافہہ کی بیان نہیں کی۔ ذہبی۔ حسن (روایتیں)
تدلیس کر دیتے تھے یعنی کہتے تھے کہ عن فلان حالانکہ اس سے
نہ سنا ہوتا۔ ابوعمر، عبداللہ بن مغفل کے ترجمہ میں کہ یہ اصحاب
شجرہ میں سے تھے پھر وہاں سے بصرہ چلے گئے۔ سب سے زیادہ
ان سے روایت کرنے والے حسن ہیں۔ اور کہا حسن نے کہ عبداللہ
بن مغفل اُن دس میں کے ایک ہیں جن کو عمرؓ نے ہمارے پاس
بھیجا تھا جو لوگوں کو دین سکھاتے تھے اور عبداللہ بن مغفل اپنے
ساتھیوں میں سب سے اشرف تھے۔ ذہبی، حسن سے، وہ عبداللہ
بن مغفل سے اُنہوں نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو
درخت کی شاخیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے
سامنے سے اُٹھا رہے تھے جب کہ آپ خطبہ دے رہے تھے۔

ایوب سختیانیؒ

ذہبی کہا حسن نے ایوب کی طرف دیکھتے ہوئے کہ یہ جوانوں کا سردار ہے۔ اور ایک
مرتبہ یہ فرمایا کہ ایوب جوانان اہل بصرہ کا سردار ہے اور شعبہ
نے کہا کہ ہم سے روایت کیا ایوب نے اور وہ فقہاء کے سردار
تھے۔ میں نے اُن کا مثل اور یونس اور ابن عون کا مثل نہیں دیکھا۔
اور کہا سعید بن عامر نے مروی ہے سلام سے کہ ایوب سختیانی
رات میں نوافل پڑھتے رہتے تھے اور اس کو چھپاتے تھے تو
جب صبح کا وقت قریب ہوتا تھا تو اپنی آواز اُونچی کر لیتے تھے
گویا کہ وہ اسی وقت اُٹھے ہیں۔ اور کہا ابن عون نے کہ جب ابن
سیرین کا انتقال ہوا تو ہم نے کہا کہ اب ہمارے لئے (راہ نما)
کون ہوگا۔ تو لوگوں نے کہا کہ ایوب۔ اور مروی ہے عبدالواحد
بن زید سے کہ میں حراء پر ایوب سختیانی کے ساتھ تھا کہ مجھے
سخت پیاس لگنے لگی یہاں تک کہ انہوں نے اس کا اثر میرے

فی وجہی فقال ما بک قلت العطش قد خفت علی نفسی قال تستر علی قلت نعم فاستحلفنی فحلفت حتی لا اخبر عنہ ما دام حیا فغمز برجلہ علی حراء فنبع الماء وشربت حتی رویت وحملت معی من الماء۔ الذہبی عن ایوب السختیانی وہو من شیوخ سفیان قال ما لقیت کوفیا افضلہ علی سفیان۔ الذہبی حبیب بن محمد بن العجمی کان رجلا تاجرا یعیر الدراہم فمر ذات یوم بصبیان یلعبون فقال بعضہم قد جاء آکل الربا فنکس راسہ و قال یا رب قد افشیت سری الی الصبیان فرجع فلبس مدرعۃ من شعر وغل یدہ و وضع مالہ بین یدیہ وجعل یقول یا رب انی اشتری نفسی منک بہذا المال فاعتقنی فلما اصبح تصدق بالمال کلہ واخذ فی العبادۃ فلم یر الا صائما او قائما او ذاکرا فمر ذات یوم باولئک الصبیان فقال بعضہم لبعض اسکتوا فقد جاء حبیب العابد فبکی وقال کل من عندک فبلغ من فضلہ انہ کان یقال مستجاب الدعاء واتاہ الحسن ہاربا من الحجاج فقال یا ابا محمد احفظنی الشرط علی اثری فقال استحییت لک یا ابا سعید لیس بینک وبین ربک من الثقۃ ما تدعو فیسترک ادخل البیت فدخل ودخل الشرط علی اثرہ فلم یروہ فذکروا

چہرے پر دیکھا تو فرمایا کہ کیا حال پیش آگیا۔ میں نے کہا کہ میرے نفس پر پیاس مسلط ہوگئی۔ کہا کہ میرا حال مخفی رکھو گے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ پھر مجھ سے قسم کھلوائی، میں نے قسم کھائی کہ جب تک آپ زندہ رہیں گے میں کسی سے نہ کہوں گا۔ تو پہاڑ کی طرف اپنے پاؤں سے اشارہ کیا تو اس سے پانی بہنے لگا اور میں نے سیر ہو کر پیا اور کچھ پانی اپنے ساتھ لے لیا۔ ذہبی، ایوب سختیانی سے اور وہ سفیان کے شیوخ میں سے ہیں فرمایا کہ مجھے کوئی ایسا کوفی نہیں ملا جس کو سفیان پر فضیلت دوں۔

حبیب بن محمد بن العجمی

یہ ایک تاجر شخص تھے جو دراہم کا تبادلہ کیا کرتے تھے۔ ایک دن ان کا گذر بچوں پر ہوا جو کھیل رہے تھے تو ان میں سے بعض نے کہا کہ سود خوار آگیا تو انہوں نے اپنا سر جھکایا اور کہا کہ یا اللہ آپ نے میرا کام بچوں پر بھی فاش کر دیا پھر لوٹے اور ایک کمبل کا کرتہ پہنا اور اپنے ہاتھ کو زنجیر سے باندھا اور اپنے مال کو سامنے رکھا اور یہ کہنا شروع کیا کہ اے پروردگار میں اپنے نفس کو اس مال کے بدلے میں آپ سے خریدنا چاہتا ہوں تو آپ مجھے آزاد کر دیجئے (جہنم سے) جب صبح ہوئی تو تمام مال صدقہ کر دیا اور عبادت کو اختیار کر لیا تو جب بھی دیکھے جاتے تو روزے سے دیکھے جاتے یا نماز میں کھڑے ہوئے یا ذکر کرتے ہوئے۔ پھر ایک دن انھیں بچوں کی طرف آپ کا گذر ہوا تو ان میں سے بعض نے دوسرے بچوں سے کہا کہ چپ ہو جاؤ حبیب عابد آرہے ہیں تو آپ رو پڑے اور کہا کہ (یا اللہ) یہ سب آپ ہی کی طرف سے ہے۔ پھر ان کی فضیلت یہاں تک بڑھی کہ آپ کو مستجاب الدعاء کہا جاتا تھا اور حسن ان کے پاس پہنچے حجاج بن یوسف سے بھاگ کر اور کہا کہ اے ابو محمد میری حفاظت کیجئے سپاہی میرے پیچھے آرہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اے ابو سعید آپ کے حال سے مجھے شرم آتی ہے۔ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان ایسا مضبوط تعلق نہیں ہے کہ تم اس کو پکارو تو وہ تم کو چھپا لے۔ جاؤ گھر میں داخل ہو جاؤ تو وہ داخل ہوگئے اور سپاہی بھی ان کے پیچھے پیچھے داخل ہوئے مگر

ذلك للحجاج فقال بلى قد كان في بيته و
لكن الله طمس على اعينكم وقال المعتمر
عن ابيه قال ما رأيت احدا قط اعبد
من الحسن وما رأيت اصدق يقينا من
حبيب ابي محمد وقال ضمرة بن اليسر
بن يحيى كان حبيب يرى بالبصرة يوم التروية
وبعرفة عشية عرفة ويروى ان حبيبا
دعا على رجل فسقط ميتا قال الفقير عفي عنه
كان الناس بعد الحسن واصحابه يصحبون
اصحاب عبدالله ويصحبون اصحاب الحسن
يأخذون عن الفريقين كليهما الى ان قام الجنيد
واقرانه فاحكموا السلسلة الصوفية بالصحبة
والخرقة وكان فيهم المرقعات والسماع
والكلام على الانفاس والاشارات والاشراقات
ومذاهبهم مبسوطة في قوت القلوب وغيره
وكانت من امير المؤمنين عمر بن الخطاب
سلاسل اخرى انقرضت بعد زمان منها
ان عبدالله بن عمر صحب النبي صلى الله
عليه وسلم وصحب بعده اباه وانتفع به
وتفقه ابوه كما احب صحبه سالم ابنه
ونافع مولاه صحب سالما الزهري وحنظلة
وصحب نافعا مالك وعبيدالله وجماعة
ومنها اسلم مولى عمر صحب عمر بن الخطاب
طويلا صحبه ابنه زيد بن اسلم وهذه اقوال
ابن عمر نقلناها من مصنف ابي بكر ابو بكر

انہوں نے ان کو نہ دیکھا۔ تو انہوں نے اس کا ذکر حجاج سے کیا تو اس نے
کہا کہ وہ یقیناً اپنے گھر میں تھا لیکن اللہ نے تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا
اور معتمر نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کبھی حسن سے
زیادہ عبادت کرنے والا اور ابو محمد حبیب سے زیادہ صادق یقین
والا کسی کو نہیں دیکھا۔ اور ضمرہ بن لیسر بن یحیی نے کہا کہ حبیب یوم الترویہ
(یعنی آٹھ ذی الحجہ) میں بصرہ میں دیکھے جاتے تھے اور عرفہ کی شام کو کوہ
عرفات پر۔ اور مروی ہے کہ حبیب نے ایک شخص کو بد دعا دی تو وہ اسی
وقت مر کر گر پڑا۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حسن اور ان کے اصحاب کے بعد
لوگوں نے اصحاب عبداللہ کی صحبت اختیار کی اور اصحاب حسن کے ہم صحبت
بھی رہے دونوں فریقوں سے طریقت کو اخذ کرتے رہے یہاں تک کہ
جنید اور ان کے ہم عصر آئے اور انہوں نے سلسلۂ صوفیہ کو استوار
کیا صحبت اور خرقہ کے ساتھ اور ان میں مرقعات (یعنی پیوندوں سے
سلے ہوئے جبے) مروج ہوئے اور سماع اور لوگوں (کے مقامات) پر
کلام اور اشارات واشراقات (انوار باطن کے حصول کے طریقے) کا
رواج ہوا۔ اور ان کے مذاہب قوت القلوب وغیرہ میں مفصل مذکور
ہیں۔ اور امیر المؤمنین عمر بن الخطاب سے دوسرے سلسلے بھی چلے
تھے جو کچھ زمانہ کے بعد منقطع ہو گئے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ عبداللہ
بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ کے بعد
اپنے باپ کی صحبت میں رہے اور ان سے منتفع ہوئے اور ان
کے باپ نے اپنی پسند کے مطابق ان کی تربیت ظاہر و باطن کی۔ ان
کے ہم صحبت رہے ان کے بیٹے سالم اور ان کے آزاد کردہ نافع۔ اور
سالم کے ہم صحبت رہے زہری اور حنظلہ۔ اور نافع کی صحبت میں رہے
مالک اور عبیداللہ اور ایک جماعت اور ان (سلسلوں) میں سے ایک یہ ہے
(کہ) اسلم مولئے عمر حضرت عمر بن الخطاب کی صحبت میں عرصۂ دراز تک
رہے اور ان کی صحبت میں رہے ان کے بیٹے زید بن اسلم۔

عن ابن عمر قال لایصیب احدٌ من الدنیا الاّ نقص من درجاتہ عند اللہ وان کان علیہ کریما وقال لا یکون رجلٌ من اہل العلم حتی لا یحسد من فوقہ ولا یحقر من دونہ ولا یبتغی بعلمہ ثمنا وقال لا یبلغ عبدٌ حقیقۃ الایمان حتی یعدّ الناس حمقا فی دینہ وقال یستقبل المؤمن عند خروجہ من قبرہ احسن صورۃ رأہا قط فیقول لہا من انت فتقول لہ انا التی کنت معک فی الدنیا لا آثارکک حتی أدخلک الجنۃ وقال ما وضعت لبنۃ علی لبنۃ ولا غرست نخلۃ منذ قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال لحمران لا تلقین اللہ بذمۃ لا وفاء بہا فانہ لیس یوم القیامۃ دینارٌ ولا درہمٌ انما یجازی الناس باعمالہم وکان یقول انی الفیت اصحابی علی امر وانی ان خالفتہم خشیت ان لا الحق بہم

اقوال ابن عمر رضؓ

اور یہ ابن عمر کے اقوال ہیں جن کو ہم نے مصنف ابی بکر سے نقل کیا۔ ابوبکر ؒ ابن عمر سے۔ فرمایا کہ کوئی دنیا کی کوئی شے حاصل نہیں کرتا مگر کمی پیدا ہو جاتی ہے اس کے درجات میں جو اللہ کے نزدیک ہوتے ہیں اگرچہ وہ شخص اللہ کے یہاں بزرگتر ہو۔ اور فرمایا کہ کوئی شخص اہل علم میں سے نہیں ہوگا جب تک کہ وہ ایسا نہ ہوگا کہ اپنے سے بلند مرتبے والوں پر حسد نہ کرے اور اپنے سے کم مرتبہ والوں کو حقیر نہ سمجھے اور اپنے علم کی قیمت لینے کی جستجو نہ کرے۔ اور فرمایا کہ کوئی ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچے گا جب تک کہ وہ لوگوں کو اپنے دین (کو عالی مرتبہ سمجھنے) کے بارے میں بے وقوف نہ سمجھ لے۔ اور فرمایا کہ مؤمن کے قبر سے نکلنے کے وقت اُن تمام صورتوں سے جو اس نے کبھی نہ دیکھیں زیادہ حسین صورت اس کا استقبال کرے گی تو وہ اس سے کہے گا کہ تو کون ہے؟ وہ اس سے کہے گی کہ میں وہ ہوں جو تیرے ساتھ دنیا میں رہا کرتی اب میں تجھ سے جدا نہ ہونگی یہاں تک کہ تجھے جنت میں داخل کردوں۔ اور فرمایا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے نہ اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ کوئی درخت بویا (یعنی نہ مکان بنایا نہ باغ لگایا) اور حمران سے فرمایا کہ اللہ سے ایسی ذمہ داری کو لیکر ہرگز نہ ملنا جس کو پورا نہ کیا ہو کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے دن نہ دینار ہونگے اور نہ درہم اپنے اعمال سے لوگ دوسروں کے حقوق کا بھگتان کریں گے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے اصحاب کو ایک امر پر (یعنی حال پر) پایا اور میں نے اگر ان کے خلاف کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ ان سے نہ مل سکوں۔

سیر ابن عمر نقلناہا من مصنف ابی بکر۔ ابوبکر عن جابر قال ما منا احدٌ ادرک الدنیا الاّ مال بہا ومالت بہ غیر عبد اللہ ابن عمر کان ابن عمر اذ رأہ احدٌ ظن ان بہ شیئا من تتبعہ آثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان ابن عمر یکرہ ان یصلی اسفل الامیال التی بناہا مروانٌ من حجارۃ عن نافع قال کان ابن عمر یصلی فی ناحیۃ نفسہ بالمشی

سیر ابن عمر رضؓ

اور یہ ابن عمر رضؓ کے خصائل ہیں جن کو ہم نے مصنف ابی بکر سے نقل کیا ہے۔ ابوبکر ؒ جابر سے۔ کہا کہ ہم میں کوئی ایسا نہیں جس نے دنیا کو پایا مگر وہ اس کی طرف جھک گیا اور دنیا اس کی طرف جھک گئی بجز عبداللہ بن عمر کے۔ ابن عمر رضؓ کا یہ حال تھا کہ جب اُن کو کوئی دیکھتا تو سمجھ لیتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی جستجو کرنے کی ایک دُھن ہے۔ ابن عمر رضؓ ان پتھر کے نشانہائے راہ کی جانب نماز پڑھنے سے کراہت کرتے تھے جن کو مروان نے بنایا تھا مروی ہے

لا يفعل به في الناس وكان في طريق مكة يقول برأس راحلته يثنيها ويقول لعلّ خفًّا يقع على خفٍّ يعني خف راحلة النبي صلے الله عليه وسلم
ودخل ابن عمر في أناس من أصحابه على عبد الله بن عامر بن كُرَيز وهو مريض فقالوا له أبشر فإنك قد حفرت الحياض بعرفات يشرع فيها حاجّ بيت الله وحفرت الآبار بالفلوات قال وذكروا خصالاً من خصال الخير قال فقالوا إنا لنرجو لك خيرا إن شاء الله تعالى وابن عمر جالس لا يتكلم فلما أبطأ عليه بالكلام قال يا أبا عبد الرحمن ما تقول فقال إذا طابت المكسبة زكت النفقة وستَرِدُ فتعلم ومرّ ابن عمر في خربة ومعه رجل فقال اهتف فهتف فلم يجبه ابن عمر ثم قال له اهتف فأجابه ابن عمر ذهبوا وبقيت أعمالهم الذهبي قال ابن المسيب كان عبد الله أشبه ولد عمر به وكان سالم بن عبد الله أشبه ولد عبد الله به الذهبي عن ميمون بن مهران قال دخلت على ابن عمر فقوّمت كل شيء في بيته فما وجدته يسوى مائة درهم ودخلت بعده على سالم فوجدته على مثل حاله الذهبي دخل سالم على سليمان بن عبد الملك عليه ثياب غليظة رثّة فأقعده معه على سريره فقال رجل لعمر بن عبد العزيز ما استطاع خالك أن يلبس

نافع سے کہا کہ ابن عمر اپنے نفس کے ساتھ جو خاص معاملہ کرتے تھے وہ عام لوگوں کے ساتھ نہیں کرتے تھے اور مکہ کے راستہ میں اپنی سواری کے اونٹ کے سر کی طرف اشارہ کرتے اور اس کی تعریف کرتے ہوئے کہتے کہ غالباً قدم قدم کے اوپر واقع ہو رہا ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے اُونٹ کے قدم کے اوپر۔ ابن عمرؓ اپنے اصحاب کے ساتھ عبداللہ بن عامر بن کُرَیز کے پاس پہنچے جب کہ وہ بیمار تھے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کو مطمئن رہنا چاہئے آپ نے عرفات میں کئی حوض کھودے ہیں جن پر پانی کے لئے بیت اللہ کا حج کرنے والے آتے ہیں اور آپ نے بیابانوں میں کنوئیں کھودے ہیں کہا اور اسی طرح کی چند نیک صفتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم تمہارے حق میں انشاء اللہ تعالیٰ خیر (یعنی مغفرت) کی اُمید کرتے ہیں۔ ابن عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے وہ گفتگو نہیں کر رہے تھے جب اُن کے بارے میں بات دیر تک ہو چکی تو عبداللہ بن عامر نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن تم کیا کہتے ہو تو فرمایا کہ جب مواقع کسب عمدہ ہوتے ہیں تو نفقہ بڑھ جاتا ہے اور تم عنقریب پہنچنے والے ہو تو جان لو گے۔ اور ابن عمر کا گذر ایک ویرانہ میں ہوا اور اُن کے ساتھ ایک شخص تھا تو اُس سے فرمایا کہ پکار (ان اہل قبور کو) تو اس نے پکارا (اُس پکار پر) ابن عمر نے اُس کو جواب نہ دیا پھر اس سے کہا کہ پکار (اس نے پکارا) پھر اس کو ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ سب چلے گئے مگر اُن کے اعمال باقی رہ گئے۔

سالم بن عبداللہ بن عمرؓ

ذہبی۔ ابن المسیب نے کہا کہ عبداللہ عمرؓ کی اولاد میں سب سے زیادہ اُن سے مشابہ تھے اور سالم بن عبداللہ تمام اولاد سے زیادہ عبداللہ سے مشابہ تھے۔

ذہبی، میمون بن مہران سے۔ کہا کہ میں عبداللہ بن عمر کے گھر پہنچا اور جس قدر چیزیں اُن کے گھر میں موجود تھیں اُن کی قیمت کا میں نے اندازہ کیا تو یہ اتنا نہ پایا جو ایک سو درہم کے برابر ہو جاتا اور اُن کے بعد میں سالم کے گھر پہنچا تو میں نے اُن کو عبداللہ کے حال پر پایا۔ ذہبی، سالم پہنچے سلیمان ابن عبدالملک کے پاس اور ان کے بدن پر موٹے پرانے کپڑے تھے تو سلیمان نے اُن کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ پھر ایک شخص نے عمر بن

ثیابا فاخرۃ یدخل فیہا علی امیر المؤمنین
قال وعلی المتکلم ثیاب لہا قیمۃ فقال لہ عمر
ما رأیت ثیابہ وضعتہ وما رأیت ثیابک ہذہ
رفعتک الی مکانہ قال احمد واسحق اصح
الاسانید الزہری عن سالم عن ابیہ الذہبی
قال ابو حازم لعبد الرحمن بن زید بن اسلم
لقد رأینا فی مجلس ابیک اربعین حبرا
فقیہا ادنی خصلۃ من التواسی بما فی ایدینا
وکان ابو حازم یقول اللہم انی انظر الی زید
فاذکر بالنظر الیہ القوۃ علی عبادتک کان
زید یقول ابن آدم اتق اللہ یحبک الناس
والا کرہوا قال ابو حازم انظر کل عمل کرہت
الموت من اجلہ فاترکہ ثم لا یضرک متی مت
وقال یسیر الدنیا یشغلک عن کثیر الآخرۃ
وقال شیئان اذا عملت بہما اصبت
خیر الدنیا والآخرۃ تحمل ما تکرہ اذا احبہ
اللہ وتترک ما تحب اذا کرہہ اللہ وہذا
آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذا الفصل وبتمامہ تمت
مقامات امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً
وباطناً۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ
رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد
وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد فہذہ کلمات
امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ فی سیاسۃ الملک وتدبیر المنازل ومعرفۃ

عبد العزیز سے کہا کہ تمہارے ماموں سے یہ نہ ہو سکا کہ وہ لباس فاخرہ پہن کر
امیر المومنین سے ملنے آتے اور اس کہنے والے کے بدن پر قیمتی کپڑے تھے تو اس سے
عمرؓ نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ ان کے کپڑوں نے ان کو (ان کے مقام سے) گرایا
ہو اور میں نے تیرے کپڑوں کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے تجھے ان کے مقام پر پہنچایا
ہو۔ کہا احمد اور اسحق نے کہ تمام سندوں سے زیادہ صحیح سند ہے "الزہری عن
سالم عن ابیہ"

زید بن اسلم ذہبی نے کہا ابو حازم نے عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے کہ ہم
نے تمہارے باپ کی مجلس میں چالیس بڑے علماء فقہاء کو دیکھا۔ ہماری ادنیٰ خصلت
یہ تھی کہ ہمارے ہاتھوں میں جو مال آجاتا ہر ایک دوسرے کی اس سے خبر گیری کرتا
تھا۔ اور ابو حازم کہا کرتے تھے کہ یا اللہ جب میں زید کی طرف دیکھتا ہوں تو اُن
کی طرف نظر کرنے سے تیری عبادت پر قوت کو یاد کرتا ہوں یعنی اپنے نفس
میں عبادت کی ہمت پاتا ہوں، اور زید فرمایا کرتے کہ اے ابن آدم اللہ سے ڈرتا
رہ تو تجھ سے لوگ محبت کریں گے ورنہ نفرت کریں گے۔

ابو حازم ابو حازم کا قول ہے کہ غور کرو وہ کونسا عمل ہے کہ جس کی وجہ سے تو موت
سے ڈرتا ہے پھر اس کو ترک کر دے اس کے بعد تجھے وہ نقصان نہ پہنچائے گا کسی
وقت بھی تو مر جائے (مطلب یہ ہے کہ سچی توبہ کے بعد بداعمال سابقہ کی مضرت ختم ہو جاتی
ہے) اور فرمایا کہ دنیا کا تھوڑا سا حصہ تم کو آخرت کے بڑے حصہ سے غافل کر دیتا ہے۔
اور فرمایا کہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ جب تو ان پر عمل پیرا ہو جائے گا تو دنیا و آخرت کی بھلائی
پر پہنچ جائے گا، تو بات کو برداشت کرے جو تجھ پر گراں گذرے جب کہ اللہ تعالیٰ اس کو
پسند کرتا ہے اور تو اس بات کو چھوڑ دے جو تجھ کو پسند ہو جب کہ اللہ تعالیٰ اس کو ناپسند
کرتا ہے۔ اور یہ اس مضمون کا آخر حصہ ہے جس کو ہم نے اس فصل میں لانے کا ارادہ کیا تھا
اور اس کے پورا ہونے پر امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقامات
پورے ہو گئے۔ اور پہلے اور پیچھے اور ظاہر اور باطن سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور رحمت خاصہ نازل فرمائے

الأخلاق أحببنا أن لا يخلو كتابنا عنها وإن كانت يسيرة بالنسبة إلى ما نقل عنه في هذه الأبواب البخاري وأبو بكر واللفظ لأبي بكر قال عمر حين طعن أوصي الخليفة من بعدي بتقوى الله والمهاجرين الأولين أن يعرف لهم حقهم ويعرف لهم حرمتهم وأوصيه بأهل الأمصار خيرا فإنهم ردء الإسلام وغيظ العدو وجباة الأموال أن لا يؤخذ منهم فيئهم إلا عن رضا منهم وأوصيه بالأنصار خيرا الذين تبوؤا الدار والإيمان أن يقبل من محسنهم ويتجاوز عن مسيئهم وأوصيه بالأعراب خيرا فإنهم أصل العرب ومادة الإسلام أن يؤخذ من حواشي أموالهم فترد على فقرائهم وأوصيه بذمة الله وذمة رسوله أن يوفي لهم بعهدهم وأن لا يكلفوا إلا طاقتهم أبو بكر عن جارية بن قدامة السعدي قال حججت العام الذي أصيب فيه عمر قال إني رأيت أن ديكا نقرني نقرتين أو ثلاثا ثم لم تكن إلا جمعة أو نحوها حتى أصيب قال فأذن لأصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم أذن لأهل الشام ثم أذن لأهل العراق فكنا آخر من دخل عليه وبطنه معصوب ببرد أسود والدم يسيل كلما دخل قوم بكوا وأثنوا عليه فقلنا له أوصنا وما سأله الوصية أحد غيرنا فقال عليكم بكتاب الله

اللہ تعالیٰ اپنی سب سے بہتر مخلوق پر حضرت محمدؐ اور اُن کی اولاد اور ان کے تمام اصحاب پر۔

اما بعد: ملک کے نظم حکومت اور گھریلو زندگی کی اصلاح اور معرفت اخلاق کے بارے میں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے یہ ملفوظات ہیں ہم نے یہ بہتر خیال کیا کہ ہماری کتاب ان سے خالی نہ رہے اگرچہ بہ نسبت اُس کے جو اس باب میں اُن سے منقول ہیں کم ہوں۔ **بخاری و ابوبکر** اور روایت کے الفاظ ابوبکر کے ہیں کہ جب عمر زخمی کر دیئے گئے تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے بعد میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں اللہ کے بارے میں کہ اس سے ڈرتا رہے اور مہاجرین اوّلین کے بارے میں کہ جو اُن کا حق ہے اس کو پہچانے اور اُن کی حرمت کا لحاظ رکھے اور میں ان کو وصیت کرتا ہوں کہ دوسرے شہر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے کیونکہ وہ لوگ اسلام کے مددگار اور دشمنوں کو غصہ دلانے (یعنی اُن کی مرعوبیت کا سبب کیونکہ ان کی شرکت سے مسلمانوں کی تعداد زیادہ معلوم ہوتی ہے) اور آمدنی کا ذریعہ ہیں (اچھا برتاؤ) یہ کہ اُن سے جو محاصل لئے جائیں وہ اُن کی رضامندی کے بغیر نہ لئے جائیں۔ اور میں اس کو وصیت کرتا ہوں انصار کے ساتھ نیک برتاؤ کی جو اس دارالاسلام (یعنی مدینہ) میں ایمان کے ساتھ (مہاجرین کے آنے سے قبل سے) رہتے بستے ہیں (نیک برتاؤ یہ) کہ اُن کے اچھے کردار والوں کی عزت افزائی کی جائے اور بُرے کردار والوں سے چشم پوشی کی جائے۔ اور میں اس کو وصیت کرتا ہوں دیہات والوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی کیونکہ وہ لوگ عرب کی جڑ ہیں اور اسلام کا مادّہ ہیں کہ اُن کے (ضروریات معیشت سے) زائد اموال میں سے اُن سے لیا جائے پھر اُن ہی میں سے حاجت مندوں پر لوٹا دیا جائے۔ اور میں اس کو وصیت کرتا ہوں اللہ کی ذمہ داری اور اُس کے رسول کی ذمہ داری کو (ذمی لوگوں کے حق میں) پورا کرنے کے لئے کہ جو عہد اُن سے کیا گیا اس کو پورا کریں اور اُن کو اُن کی برداشت سے زیادہ کا مکلف نہ بنایا جائے۔ **ابوبکر** جاریہ بن قدامۃ السعدی سے: بیان کیا کہ میں نے اس سال حج کیا تھا جس میں عمر پر زخم پڑا تھا۔ بیان کیا کہ پھر عمر نے تقریر کی کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک مرغ نے میرے دو یا تین ٹھونگیں ماریں۔ پھر ایک جمعہ یا اس کے قریب نہیں گذرا تھا کہ مجھ پر یہ چوٹ پڑی۔ بیان کیا کہ پھر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے کی اجازت دی۔ پھر اہل مدینہ کو اجازت دی

بما تكم لن تضلوا ما اتبعتموه و أوصيكم بالمهاجرين فإن الناس لا يكثرون ويقلون و أوصيكم بالأنصار فإنهم شعب الإيمان الذي لجأ إليه و أوصيكم بالأعراب فإنها أصلكم و مادتكم و أوصيكم بذمتكم فإنها ذمة نبيكم و رزق عيالكم قوموا عني فما زادنا على هؤلاء الكلمات. أبوبكر عن المسور بن مخرمة قال سمعت عمر وإن إحدى أصابعه في جرحه هذه أو هذه وهو يقول يا معشر القريش إني لا أخاف الناس عليكم إنما أخافكم على الناس إني قد تركت فيكم ثنتين لن تبرحوا بخير ما لزمتموها العدل في الحكم والعدل في القسم وإني قد تركتكم على مثل مخرفة النعم إلا أن يتعوج قوم فيعوج بهم. أبوبكر عن حسن بن محمد قال عمر لعثمان اتق الله وإن وليت شيئا من أمور الناس فلا تحمل بني أبي معيط على رقاب الناس وقال لعلي اتق الله وإن وليت شيئا من أمور الناس فلا تحمل بني هاشم على رقاب الناس وقد روي في وصية الخليفة من بعده روايات شتى أشبعها فيما أرى ما وجدت في

پھر اہل عراق کو اجازت دی، تو ہم ان لوگوں میں جو آپ کے پاس آئے سب سے بعد کے تھے اور آپ کا پیٹ سیاہ چادر سے بندھا ہوا تھا اور خون جاری تھا جب قوم کے لوگ آتے تو روتے اور ان کی مدح کرتے۔ پھر ہم نے ان سے عرض کیا کہ ہم کو وصیت کیجئے، اور کسی نے ہمارے سوا اُن سے وصیت کا سوال نہیں کیا تھا۔ تو فرمایا کہ تم پر کتاب اللہ کو پکڑنا ضروری ہے جب تک تم اس کا اتباع کرتے رہوگے ہرگز نہیں بھٹکوگے اور میں تم کو مہاجرین کے ساتھ حسن معاملہ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ لوگ زیادتی اور کمی کرتے رہتے ہیں۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں انصار کے ساتھ نیک برتاؤ کی کیونکہ وہ ایمان کی پناہ گاہ تھے جس نے اس کی پناہ لی تھی اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں دیہات والوں کے ساتھ نیک برتاؤ کی کیونکہ وہ تمہاری اصل اور تمہارا مادہ ہیں اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں ذمیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی کہ وہ تمہارے نبی کی ذمہ داری میں ہیں اور تمہارے کنبہ کا رزق ہیں (کہ اُن سے حاصل شدہ جزیہ تم پر تقسیم ہوتا ہے) میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ پس ان کلمات سے زیادہ نہ فرمایا۔ ابوبکر مسور بن مخرمہ سے، کہا کہ میں نے عمرؓ سے اس حال میں سنا کہ وہ اپنی انگلیوں میں سے ایک کو اپنے زخم پر رکھے ہوئے تھے (یہ یا یہ انگلی۔ راوی نے اشارہ کیا) اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ اے گروہ قریش مجھے لوگوں سے تمہارے بارے میں خوف نہیں (کہ وہ تمہیں ستائیں) مجھے تو تم سے خوف ہے لوگ کے بارے میں (کہ تم عوام کو ستانے لگو) میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں تم خیر سے ہرگز نہیں ہٹوگے جب تک ان دونوں پر جمے رہوگے، عدل حکم میں اور عدل تقسیم (اموال) میں۔ اور میں نے تم کو ایسی راہ پر چھوڑا ہے جو مثل اس کھونٹے کے ہے جو اونٹوں کے قدموں کے نشان سے بن جاتی ہے مگر یہ کہ قوم وہ راہ چھوڑ کر چلے تو اُن کو بھٹکنے دیا جائے گا۔ ابوبکر حسن بن محمد سے، عمرؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اگر تم لوگوں کے امور میں سے کسی شے کے والی بنا دیئے جاؤ تو ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا اور علیؓ سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اگر تم لوگوں کے امور میں سے کسی شے کے والی بنا دیئے جاؤ تو بنی ہاشم کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا۔ اور اپنے بعد کے خلیفہ کے لئے آپؓ کی وصیتوں کے بارے میں مختلف روایات

بعض کتب التاریخ اوصی عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ حین طعنہ ابو لؤلؤۃ
من استخلفہ علی المسلمین بعدہ من
اہل الشوریٰ فقال اوصیک بتقوی اللہ
لا شریک لہ و اوصیک بالمہاجرین
الاولین خیرا ان تعرف لہم سابقتہم
و اوصیک بالانصار خیرا اقبل من
محسنہم و تجاوز عن مسیئہم و
اوصیک باہل الامصار خیرا فانہم
ردء العدو و جباۃ الفیئ لا تحمل
فیئہم الی غیرہم الا عن فضل منہم
و اوصیک باہل البادیۃ خیرا فانہم
اصل العرب و مادۃ الاسلام
ان تؤخذ من حواشی اموالہم
فترد علی فقرائہم و اوصیک
باہل الذمۃ خیرا ان تقاتل من
وراءہم و لا تکلفہم فوق طاقتہم
اذا ادوا ما علیہم للمسلمین طوعا
او عن ید وہم صاغرون و اوصیک
بتقوی اللہ و شدۃ الحذر منہ
و مخافۃ مقتہ ان یطلع منک علی
ریبۃ و اوصیک ان تخشی اللہ
فی الناس و لا تخشی الناس فی اللہ
و اوصیک بالعدل فی الرعیۃ و
التفرغ لحوائجہم و لا تغشہ

ہیں، میرے خیال میں سب سے زیادہ سیری پیدا کرنے والی ان میں سے وہ روایات
ہیں جو میں نے بعض کتب تاریخ میں پائی ہیں، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل شوریٰ
میں سے اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو یہ وصیت کی جب کہ ابو لؤلؤ نے ان کو
زخم پہنچایا۔ فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے جس کا کوئی شریک
نہیں ڈرتے رہو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین اولین کے ساتھ
اچھا برتاؤ کرو اور ان کی خدمات سابقہ کا حق پہچانو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا
ہوں انصار کے ساتھ نیک برتاؤ کی۔ ان میں کے اچھے کام کرنے والوں کی خدمت
کی قدر کرو اور ان میں کے برے کردار والوں سے چشم پوشی کرو۔ اور
میں تم کو وصیت کرتا ہوں دوسرے شہر والوں کے ساتھ نیک برتاؤ کی
کہ وہ دشمنوں کو غصہ دلانے والے اور آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ ان سے جو
آمدنی ہو وہ ان کے غیر پر صرف نہ کی جائے مگر جب کہ ان سے بچی ہوئی
ہو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں دیہات والوں کے ساتھ اچھے برتاؤ
کی کہ وہ لوگ عرب کی جڑ ہیں اور اسلام کا مادہ ہیں، ان کے زائد اموال
میں سے لیا جائے اور ان کے حاجت مندوں پر لوٹا دیا جائے۔ اور
میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے کہ تم
ان کے پیچھے (یعنی ان کی حفاظت کے لئے) قتال کرو اور ان کی طاقت سے
زیادہ ان کو تکلیف نہ دو جب کہ وہ مسلمانوں کے اس حق کو اپنے ہاتھ سے
ادا کر رہے ہوں جو ان پر مقرر ہے اطاعت کے ساتھ فرمانبردار ہو کر
اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ سے تقویٰ کرنے اور اس کی ناراضی سے شدت
کے ساتھ پرہیز رکھنے اور اس کی برہمی سے خائف رہنے کی، ایسا نہ ہو کہ
تمہاری طرف سے برائی پر مطلع ہو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم
لوگوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ کے بارے میں لوگوں سے نہ ڈرو
اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ رعیت میں عدل قائم کرو اور ان کی حاجات
پوری کرنے کے لئے وقت نکالو اور ان کی حدود میں دھوکہ نہ کرو اور فقیر
کے مقابلہ پر غنی کی اعانت نہ کرو۔ بیشک اس عمل میں اللہ کے حکم سے

تحوزہم ولا تعین قویہم علی ضعیفہم
فان فی ذلک باذن اللہ سلامۃ
لقلبک وحطاً لذنوبک وخیرا فی
عاقبۃ امرک واوصیک ان تشتد فی
امر اللہ وفی حدودہ والزجر عن معاصیہ
علی قریب الناس وبعیدہم ولا تاخذک
الرافۃ والرحمۃ فی احد منہم حتی
تنتہک منہ مثل جرمہ واجعل الناس
عندک سواء لا تبالی علی من وجب
الحق ولا تاخذک فی اللہ لومۃ
لائم وایاک والاثرۃ والمحاباۃ فیما
ولاک اللہ مما افاء اللہ علی المسلمین
فتجور فتظلم وتحرم نفسک من ذلک
ما قد وسعہ اللہ علیک فانک فی منزل
من منازل الدنیا وانت الی الآخرۃ
جد قریب فان صدقت فی دنیاک
عفۃ وعدلا فیما بسط لک اقترفت
رضوانا وایمانا وان غلبک الہوی
اقترفت فیہ سخط اللہ ومقتہ
واوصیک ان لا ترخص لنفسک و
لا لغیرک فی ظلم اہل الذمۃ واعلم انی
قد اوصیتک وخصصتک ونصحتک
لک ابتغی بذلک وجہ اللہ والدار
الآخرۃ ودللتک الی ما کنت دالا
علیہ نفسی فان عملت بالذی وعظتک

تمہارے قلب کے لئے سلامتی اور تمہارے گناہوں کے لئے ازالہ اور تمہارے انجام کے لئے خیر ہے۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کے امر اور اس کی حدود میں سختی کرو اور اس کی نافرمانی پر قریب کے لوگوں اور بعید کے لوگوں کو سب کو ڈانٹ ڈپٹ کرو اور ان میں سے کسی پر لطف و مرحمت تم کو اس بات سے باز نہ رکھے یہاں تک کہ تم اس شخص کو اس کے جرم کے مناسب سزا دو۔ اور اپنے روبرو سب لوگوں کو ایک درجہ میں رکھو اور اس کی پرواہ مت کرو کہ جس پر حق واجب ہے وہ کون (یعنی کس مرتبہ کا) ہے۔ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تم کو روک نہ سکے۔ اور تم کو لازم ہے کہ غیر مستحق لوگوں کو ترجیح دینے اور حقوق میں کمی کرنے سے بچو مسلمانوں کے ان اموالِ غنیمت میں جن کا ذمہ دار اللہ نے تم کو بنا دیا ہے کہ کہیں تم حد سے گذر جاؤ اور ظلم کرنے لگو اور اس کی وجہ سے تم اپنے نفس پر حرام کرلو اُس (نعمت آخرت) کو جس کو اللہ نے تم پر وسیع کیا تھا کیونکہ تم دنیا کے مقامات میں سے ایک مقام میں ہو اور تم آخرت کی طرف بہت قریب ہو تو (جو دولت) تمہارے سامنے پھیلادی گئی ہے اگر تم اپنی دنیا میں عفت اور عدل کے ساتھ صادق رہوگے تو اللہ کی رضا اور ایمان کے ثمرات حاصل کرلوگے اور اگر تم پر نفسانی خواہش غالب آگئی تو تم اللہ کے غصہ اور اس کی ناراضی کو حاصل کروگے۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم اہل ذمہ پر ظلم کے لئے نہ اپنے نفس کو اجازت دینا اور نہ کسی دوسرے کو۔ اور سمجھ لو کہ میں نے تم کو وصیت کی اور تم کو مخصوص کیا اور تمہاری خیر خواہی کی میری غرض اس سے اللہ کی رضا اور دار آخرت ہے۔ میں نے تم کو وہ رہنمائی کی جو اپنے نفس کو کرتا رہا ہوں تو جو نصیحتیں میں نے تم کو کی ہیں اگر تم نے اُن پر عمل کیا اور ان سب باتوں پر ٹھہر گئے جن کا میں نے تم کو امر کیا ہے تو تم نے بڑا حصہ اور بھرپور کامیابی حاصل کرلی اور اگر تم نے اس کو قبول نہ کیا اور نہ عمل کیا اور نہ چھوڑا ایسی بڑی

واتقيت الى الذي امرتك به اخذت منه نصيبا وافرا وحظا وافيا وان لم تقبل ذلك ولم تحفل ولم تنزل معاظم الامور عند الذي يرضي الله به ثوابه عنك يكن ذلك بك انتقاصا ويكن رأيك فيه مدخولا فان الاهواء مشتركة ورأس الخطيئة ابليس الداعي الى كل هلكة قد اضل القرون السابقة قبلك واوردهم النار ولبئس الثمن ان يكون حظ امرء من دنياه موالاة عدو الله الداعي الى معاصيه اركب الحق وخض اليه الغمرات وكن واعظا لنفسك وانشدك لما ترحمت على جماعة المسلمين واجللت كبيرهم ورحمت صغيرهم ووقرت عالمهم ولا تضربهم فيذلوا ولا تستأثر عليهم بالفيء فتغضبهم ولا تحرمهم عطاياهم عند محلها فتفقرهم ولا تجمرهم في البعوث فتقطع نسلهم ولا تجعل الاموال دولة بين الاغنياء منهم ولا تغلق بابك دونهم فيأكل قويهم ضعيفهم هذه وصيتي اياك واشهد الله عليك واقرأ عليك السلام والله على كل شيء شهيد. المحب الطبري
كتب عمر الى ابي عبيدة بن الجراح اما بعد فانه لا يقيم امر الله في الناس

برائیوں کو جس کی وجہ سے اللہ سبحانہ تم سے راضی ہوتا تو یہ امر تمہارے لئے مرتبہ میں کمی کا سبب ہوگا اور تمہاری رائے اس میں عیب دار ہوگی (شیطان کے دخل سے) نفسانی خواہشیں (سب کی یعنی تمہاری اور گذشتہ زمانے کے گمراہ لوگوں کی) یکساں ہیں حال یہ ہے کہ گناہوں کا اصل منبع ابلیس عہ ہے جو ہر مقام ہلاکت کی طرف دعوت دیتا رہتا ہے وہ تم سے پہلے گذرے ہوئے لوگوں کو گمراہ کر چکا ہے اور ان کو جہنم میں داخل کر چکا ہے۔ اور یقیناً یہ بہت برا اجر ہوگا کہ دنیا میں سے جو حصہ میں آئے وہ موالات (یعنی محبت و اطاعت) ہو اللہ کے دشمن کی جو اس کی نافرمانیوں کی طرف دعوت دیتا رہتا ہے۔ حق پر قائم رہو اور سختیوں کے مواقع میں اسی کی جستجو کرو اور اپنے نفس کو نصیحت کرتے رہو اور میں تم کو تاکید کرتا ہوں جب تم جماعت مسلمین پر شفقت کرو اور ان کے بڑوں کا احترام کرو اور چھوٹوں پر مہربانی کرو اور ان میں کے عالم کو مقرب بناؤ تو ان سب کو تقرب میں برابر نہ کر دینا اور تقسیم اموال میں ان کی حق تلفی نہ کرنا جس سے ان کو ناراض کر دو اور تقسیم کے موقع پر ان کو ان کے وظائف سے محروم نہ کرنا جس سے ان کو نادار بنا دو۔ اور لوگوں کو لشکروں میں بند کر کے نہ رکھ چھوڑنا جس سے تم ان کی نسل منقطع کر ڈالو۔ اور اموال کو اغنیاء میں دائر سائر نہ کر چھوڑنا اور لوگوں پر دروازہ بند کر کے نہ بیٹھ جانا کہ طاقتور کمزور کو کھا جائے (اور وہ اپنی فریاد نہ پیش کر سکے) یہ تمہارے لئے میری وصیت ہے اور میں تم پر اللہ کو گواہ قرار دیتا ہوں اور تم کو سلام کہتا ہوں اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔ **محب طبری**۔ عمرؓ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو لکھا **اما بعد** اللہ کے امر کو لوگوں میں وہی شخص قائم کرے گا جو پختہ عقل پختہ تدبیر والا ہو غافل نہ ہو۔ اور لوگوں کو اس کے کسی مخفی عیب کی اطلاع نہ ہو اور حق (بات) میں لوگوں پر بدگمان نہ ہو اور اللہ

عہ مقصود یہ ہے کہ جو ابلیس پچھلے لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈالتا تھا وہی ابلیس تمہارے دلوں میں ڈالے گا اس لئے نگہبانی ہونی چاہئے ۱۲

ولا خصیت العقدة بحبسه اجترأ لا یطلع
الناس منه علی عورة ولا یخنق فی
الحق علی جرة ولا یخاف فی الله
لومة لائم. المحب الطبری کتب عمر
الی ابی عبیدة اما بعد فانی کتبت
الیک کتابا لم آلک ونفسی فیه خیرا
الزم خمس خصال یسلم لک دینک و
تحظ بافضل حظک اذا حضرک الخصمان
فعلیک بالبینات العدول والایمان
القاطعة ثم ادن الضعیف حتی ینبسط
لسانه ویجترئ قلبه وتعاهد الغریب فانه
اذا طال حبسه ترک حاجته وانصرف الی
اهله وانه الذی ابطل حقه من لم یرفع
به رأسا واحرص علی الصلح ما لم یتبین
لک القضاء والسلام علیک وروی ان
عمر کتب الی ابی موسی الاشعری اما بعد
فان للناس نفرة عن سلطانهم فاعوذ
بالله ان تدرکنی وایاک عمیاء مجهولة و
ضغائن محمولة واهواء متبعة ودنیا مؤثرة
اقم الحدود واجلس للمظالم ولو ساعة
من نهار واذا عرض لک امران احدهما
لله والآخر للدنیا فابدأ بعمل الآخرة
فان الدنیا تفنی والآخرة تبقی وکن
من مال الله عز وجل علی حذر واخف
الفساق واجعلهم یدا یدا ورجلا رجلا

کے حکم کی تعمیل میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے۔
محب طبری عمرؓ نے ابوعبیدہ کو لکھا اما بعد میں نے تم کو خط لکھا
ہے جس میں خیر کے اعتبار سے نہ تمہارے لئے کوتاہی کی نہ اپنے لئے۔
پانچ خصلتوں کو لازم کر لو تمہارا دین تمہارے پاس محفوظ رہے گا اور تم
کو افضل اجر عطا کیا جائے گا۔ جب تمہارے سامنے مدعی مدعا علیہ حاضر
ہو جائیں تو تم کو لازم ہے کہ ایسے گواہ طلب کرو جو عدول ہوں۔ وایسی
قسمیں جو قطعی ہوں۔ پھر ضعیف کو اپنے نزدیک کر دو تاکہ اس کی زبان کھل
جائے اور اس کے دل میں جرأت پیدا ہو جائے اور پردیسی کی مراعات
کرو کیونکہ (تمہارے التفات کے انتظار میں) جب اس کا پھنسا رہنا طویل
ہو جائے گا تو وہ اپنی حاجت کو ترک کرکے اپنے گھر چلا جائے گا اور جس
شخص نے اس کا حق تلف کیا وہ وہ ہوگا جس نے اس کی طرف سر نہ اٹھایا
اور جب صحیح فیصلہ تم پر عیاں نہ ہو تو فریقین میں صلح کرا دینے پر
حریص رہو۔ والسلام علیک۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ
اشعریؓ کو لکھا اما بعد یہ یقینی بات ہے کہ لوگوں کو اپنے اوپر مسلط
ہو جانے والوں سے نفرت ہوتی ہے تو میں اس بات سے اللہ کی پناہ
چاہتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں ایسی حالت پکڑ لے کہ اندھا دھند فیصلے
کرنے لگیں اس حال میں کہ کینے اٹھے ہوئے ہوں اور نفسانی خواہشوں
کا اتباع کیا جا رہا ہو اور دین کو مؤخر کیا جا رہا ہو۔ حدود کو قائم کرو اور
روزانہ مظالم (کے فیصلے کے لئے) بیٹھو گرچہ دن کی ایک گھڑی کے لئے
بیٹھتا ہو۔ اور جب تمہارے سامنے ایسے دو امر پیش ہوں جن میں
سے ایک اللہ کے لئے ہو اور دوسرا دنیا کے لئے تو آخرت کے عمل
سے کام شروع کرو کیونکہ دنیا فنا ہونے والی اور آخرت باقی رہنے والی
ہے۔ اور اللہ عز وجل کے مال میں محتاط رہو۔ اور فاسقوں سے ڈرتے
رہو۔ اور ان کو مجتمع نہ ہونے دو (ہاتھ ہاتھ اور پاؤں پاؤں جدا
جدا کر دو۔ اور جب کہ وہ قبائل کے درمیان فتنے اٹھاتے پھریں

واذا کانت بین القبائل ثائرۃ یا لفلان یا لفلان فانما تلک نجوی الشیطان فاضربہم بالسیف حتی یفیئوا الی امر اللہ ویکون دعوٰہم الی اللہ والی الاسلام قولہ واجعلہم بددًا و رجلًا رجلًا ای فرقہم ولا تترکہم بحیث یتعاونون علیک وکتب الی معاویۃ ایاک والاحتجاب دون الناس وادن الضعیف وادنہ حتی یبسط لسانہ و یجتری قلبہ وتعہد الغریب فانہ اذا طال حبسہ ضاق صدرہ وضعف قلبہ و ترک حقہ ابوبکر عن معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال قال عمر ما استفاد رجل او قال عبد بعد ایمان باللہ خیرًا من امرأۃ حسنۃ الخلق ودود ولود وما استفاد رجل بعد الکفر باللہ شرًا من امرأۃ سیئۃ الخلق حدیدۃ اللسان ثم قال ان منہن غنمًا لا یحذی منہ وان منہن غلًا لا یفدی منہ ابوبکر عن سمرۃ بن جندب قال سمعت عمر بن الخطاب یقول النساء ثلٰثۃ امرأۃ ہینۃ لینۃ عفیفۃ مسلمۃ ودود ولود تعین اہلہا علی الدہر ولا تعین الدہر علی اہلہا وقل ما تجدہا ثانیۃ

کہ اے فلاں اور اے فلاں (ایسا اور ایسا کرو) تو یہ شیطان کی سرگوشیاں ہوں گی تو ان پر تلوار چلاؤ یہاں تک کہ وہ اللہ کے امر کے ماتحت آئیں اور ان کا رجوع اللہ کی طرف ہو جائے اور اسلام کی طرف۔ (شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی تفسیر) اس قول کا کہ ان کو ہاتھ ہاتھ اور پاؤں پاؤں کر دو، یہ مطلب ہے کہ ان کو متفرق کر دو اور چھوڑے مت رکھو کہ وہ تمہارے مقابلہ کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کرنے لگیں۔ اور آپؓ نے معاویۃؓ کو لکھا کہ خبردار اپنے اور عام لوگوں کے درمیان پردے ڈال کر نہ بیٹھو۔ اور ضعیف کے قریب بیٹھو اور اس کو اپنے قریب بٹھاؤ تاکہ اس کی زبان کھل جائے اور قلب جری ہو جائے۔ اور پردیسی کا خیال رکھو کیونکہ جب اس کا پھنساؤ طویل ہو جائے گا تو اس کا سینہ تنگ اور قلب ضعیف ہو جائے گا اور وہ اپنا حق چھوڑ دیگا۔ ابوبکر معاویہ بن قرہ سے اور وہ اپنے باپ سے۔ کہا کہ فرمایا عمرؓ نے کہ کسی شخص نے (یا یوں فرمایا کہ) کسی بندے نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد ایسی عورت سے زیادہ خیر نہیں کمائی جس کی اچھی عادت ہو، محبت کرنے والی ہو، بچے جننے والی ہو۔ اور کسی شخص نے اللہ سے کفر کے بعد ایسی عورت سے زیادہ شر نہیں کمایا جو بدخلق اور تیز زبان ہو۔ پھر فرمایا کہ عورتوں میں سے بعض ایسی غنیمت ہوتی ہیں کہ ان سے کسی نعمت کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور ان میں سے بعض گردن کا طوق ہوتی ہیں جن سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ ابوبکر سمرہ بن جندب سے، کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا فرماتے تھے کہ عورتیں تین قسم کی ہیں ہلکی پھلکی (یعنی شوہر پر اخراجات کا بوجھ نہ ڈالنے والی) نرم خو پاکدامن مسلمہ محبت شعار بچے جننے والی، ہر وقت اپنے شوہر کی مددگار نہ کہ شوہر کے حق میں برے وقت کی مددگار رہے۔ اور ایسی عورتیں کم پاؤ گے۔ دوسری وہ عورت ہے جو پاکدامن مسلمہ ہو اور ظرف اولاد ہو (خوب جننی رہے) اس

امرأةٌ عفيفةٌ مسلمةٌ وثانيةٌ وعاءٌ
للولد ليس عنده غيرُ ذلك ثالثةٌ
غلٌّ قمِلٌ يجعلها الله في عنق من يشاء
لا ينزعها غيره. الرجال ثلاثةٌ
رجلٌ عفيفٌ مسلم عاقل يأتمر في
الامور اذا اقبلت فاذا وقعت
خرج منها برأيه ورجلٌ عفيف مسلم
لا رأيَ له فاذا وقع الامرُ اتى ذا الرأي
والمشورة فشاوره واستأمره ثم
نزل عند امره ورجلٌ جائرٌ بائرٌ
لا يأتمر رشدا ولا يطيع مرشدا
ابو الليث عن مكحول ان عمر كتب
الى اهل الشام ان علّموا اولادكم
السباحة والرماية والفروسية و
مروهم بالاحتفاء بين الاغراض ابو الليث
عن عمر قال جاءت امرأةٌ الى رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقالت
يا رسول الله ما حقُّ الزوج على المرأة
فقال لا تمنعه نفسها وان كانت على
ظهر قتب ولا تصوم يوما الا باذنه
الا رمضان فان فعلت كان الاجر
له والوزر عليها ولا تخرج الا باذنه
فان خرجت لعنتها ملائكة الرحمة
وملائكة العذاب حتى ترجع ابو الليث
ذكر في الخبر انّ رجلا جاء الى عمر

سے زیادہ اور کچھ نہ ہو۔ تیسری عورت گلے کی رسّی جوؤں سے بھری
ہوئی، اس کو اللہ تعالیٰ جس کی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اور نہ
اس کے سوا اس کو کوئی نہیں نکال سکتا۔ مرد تین قسم کے ہیں ایک مرد وہ
ہے جو عفیف (حرام کاری سے بچنے والا) ہو، مسلم صاحب عقل ہو، جب
امور مہمہ پیش آنے والے ہوں تو اپنی رائے سے مناسب حل تجویز کرلے
اور جب وہ آپڑیں تو ان سے عہدہ برآ ہو جائے۔ اور دوسرا ایک مرد وہ ہے
جو صاحب عفت ہو، مسلم ہو، کچھ رائے بھی رکھتا ہو تو جب کوئی امر
واقع ہو جائے تو وہ صاحب رائے و مشورہ کے پاس آئے اور مشورہ
کرے اور اس سے امر حاصل کرلے پھر اس پر کاربند ہو جائے۔ اور تیسرا
ایک مرد وہ ہے جو حد (اعتدال) سے گذرنے والا اور ظالم ہوتا ہے۔
وہ کسی سے بھلائی کے لئے مشورہ کرتا ہے اور نہ صحیح راہ نمائی کرنے
والے کی بات مانتا ہے۔ ابو اللیث مکحول سے، کہ عمرؓ نے اہل شام
کو لکھا کہ اپنے لڑکوں کو تیرنا سکھاؤ اور تیر اندازی اور گھوڑے
کی سواری اور حکم دو ان کو اطراف و جوانب کے درمیان چھپنے کا
(اس کی بھی مشق کراؤ) ابو اللیث، کہا کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ یا رسول اللہ بیوی پر شوہر کا کیا حق ہے؟ آپ
نے فرمایا کہ بیوی اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اگرچہ وہ اونٹ کی کاٹھی پر بیٹھی
ہوئی ہو اور کسی دن روزہ نہ رکھے بغیر اس کی اجازت کے بجز رمضان کے
پھر اگر عورت نے ایسا کیا تو اجر شوہر کے لئے ہوگا اور گناہ عورت پر ہوگا اور
گھر سے بغیر اس کی اجازت کے نہ نکلے۔ اور اگر (بغیر اجازت) نکلے گی تو
اس پر ملائکۂ رحمت اور ملائکۂ عذاب لعنت کرتے رہیں گے جب تک
وہ واپس آئے۔ ابو اللیث خبر میں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص عمرؓ کی طرف
پہنچا جو اپنی بیوی کی شکایت ان سے کرنا چاہتا تھا۔ جب وہ عمرؓ کے
دروازے پر پہنچا تو اس نے ان کی بیوی ام کلثوم کی آواز سنی جو کہ ان پر
برس رہی تھیں تو اس نے سوچا کہ میں ان سے شکایت کرنا چاہتا تھا حالانکہ

يشكو من زوجته فلما بلغ بابه سمع
امرأته أم كلثوم تطاولت عليه فقال
الرجل إني أردت أن أشكو إليه
ما بي من البلوى مثل ما بي فرجع فدعاه
عمر فسأله فقال إني أردت أن أشكو إليك
زوجتي فلما سمعت من زوجتك ما سمعت
رجعت فقال إني أتجاوز عنها لحقوق
لها علي أولها أنها ستر بيني و
بين النار فيسكن بها قلبي عن الحرام
والثاني أنها خازنة لي إذا خرجت
من منزلي تكون حافظة لمالي و
الثالث أنها قصارة لثيابي والرابع
أنها ظئر لولدي والخامس أنها خبازة
وطباخة لي فقال الرجل إن لي
مثل ذلك فأتجاوز عنها. الغزالي
شهد عند عمر شاهد فقال ائتني
بمن يعرفك فأتاه برجل فأثنى عليه
خيرا فقال عمر أنت جاره الأدنى
الذي تعرف مدخله ومخرجه فقال لا
فقال كنت رفيقه في السفر الذي
يستدل به على مكارم الأخلاق قال
لا قال فعاملته بالدينار والدرهم الذي
يستبين به ورع الرجل قال لا قال
أظنك رأيته قائما في المسجد
يهمهم بالقرآن يخفض رأسه طورا

خود اُن پر بھی ایسا ہی ابتلاء ہے جیسا کہ مجھ پر ہے، پھر وہ لوٹ گیا۔
تو عمرؓ نے اُس کو بلایا اور اس سے پوچھا (کہ کیسے آئے تھے؟) تو اس نے
کہا کہ میں نے آپ سے اپنی بیوی کی شکایت کرنے کا ارادہ کیا تھا، پھر
جب میں نے آپ کی بیوی کی باتیں سُنیں تو میں لوٹ گیا۔ تو عمرؓ نے
کہا کہ میں اُس سے اُس کے چند حقوق کی وجہ سے جو مجھ پر ہیں درگذر کرتا
ہوں، پہلا حق یہ ہے کہ وہ میرے اور نارِ جہنم کے درمیان ایک پردہ
ہے اُس کی وجہ سے میرا قلب حرام سے بچا رہتا ہے (یعنی حرام کے خطرے
سے محفوظ رہتا ہے)، دوسرا یہ کہ وہ میری خزانچی ہے، جب میں اپنے گھر
سے نکلتا ہوں تو وہ میرے مال کی محافظ ہوتی ہے۔ تیسرا یہ کہ وہ میرے
کپڑوں کی دھوبن ہے۔ چوتھا یہ کہ وہ میرے بچوں کی سہارا ہے۔ پانچواں
یہ کہ وہ میری نانبائی اور باورچن ہے۔ یہ سُن کر اُس نے کہا کہ تو مجھ پر بھی
یہ سب حقوق ہیں اس لئے میں بھی اُس سے درگذر کرتا ہوں۔ غزالیؒ
عمرؓ کے پاس ایک گواہ حاضر ہوا۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ میرے پاس
کوئی ایسا شخص لاؤ کہ تجھے پہچانتا ہو، تو وہ ایک شخص کو لے آیا۔ اُس
نے اُس گواہ کی تعریف کی۔ عمرؓ نے اس سے پوچھا کیا تو اس کا قریب
کا پڑوسی ہے کہ اس کی آمد و رفت کے احوال سے باخبر ہو؟ اس نے کہا کہ
نہیں! پھر فرمایا کہ کیا تو اس کے ساتھ رفیقِ سفر رہا ہے جس سے تو اس کے
مکارمِ اخلاق پر مطلع ہوا؟ اس نے کہا کہ نہیں! فرمایا کہ پھر کیا اس کے ساتھ
کبھی تو نے دینار اور درہم لینے دینے کا معاملہ کیا ہے جس سے کسی شخص کے
تقوے کا ظہور ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں! فرمایا کہ میرا گمان یہ ہے کہ تو
نے اس کو مسجد میں کھڑا ہوا قرآن کو گنگناتے دیکھا ہے کہ کبھی یہ
اپنا سر جھکاتا اور کبھی اُٹھاتا ہو؟ اُس نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ جا تو اس
کو نہیں پہچانتا۔ پھر اُس شخص (شاہد) سے فرمایا کہ میرے پاس کوئی ایسے
شخص کو لا جو تجھے پہچانتا ہو، اور آپ فرمایا کرتے کہ کاش مجھے
معلوم ہوتا کہ میرا عقدہ کب فرو ہوتا ہے۔ اُس وقت جب میں

ويدفعه فوراً قال نعم قال فاذهب فلست تعرفه قال للرجل فأتني بمن يعرفك وكان يقول ليت شعري متى اشفي غيظي حين اقدر فيقال لي لو عفوت ام حين اعجز فيقال لو صبرت ورأى اعرابيا يصلي صلوة خفيفة فلما قضاها قال اللهم زوجني الحور العين فقال له لقد اسأت النقد واعظمت الخطبة وقيل له كان الناس في الجاهلية يدعون على من ظلمهم فيستجاب لهم ولسنا نرى ذلك الآن قال لان ذلك كان الحاجز بينهم وبين الظلم واما الآن فالساعة موعدهم والساعة ادهى وامر ومن كلامه من عرض نفسه للتهم فلا يلومن من اساء به الظن ومن كتم سره كانت الخيرة بيده ضع امر اخيك على احسنه حتى يأتيك منه ما يغلبك ولا تظن بكلمة خرجت من اخيك المسلم شرا وانت تجد لها في الخير محملا وعليك باخوان الصدق واكثر اكتسابهم فانهم زينة في الرخاء وعدة عند البلاء ولا تتهاونن بالحلف فيهينك الله ولا تعترض بما لا يعنيك واعتزل عدوك وتحفظ من خليلك الا الامين فان الامين

(دشمن پر) قادر ہو جاؤں پھر مجھ سے کہا جائے کہ اگر آپ معاف کردیں (تو بہتر ہوتا) یا اس وقت جب میں اس پر جلدی کرنا چاہتا ہوں اور مجھ سے کہا جائے کہ اگر آپ صبر کریں (تو بہتر ہوتا) اور آپ نے ایک دیہاتی کو دیکھا کہ اس نے ہلکی سی نماز پڑھی اور جب اس سے فارغ ہوا تو یہ دعا کی کہ اے اللہ حور عین سے میرا نکاح کر دیجئے۔ تو آپ نے اس سے فرمایا تو نے بڑا نقد پیش کیا اور بہت بڑا رشتہ بھیجا۔ اور آپ سے کہا گیا کہ زمانۂ جاہلیت میں جب لوگ اس پر بددعا کرتے تھے جس نے ان پر ظلم کیا ہو تو ان کی دعاء فوراً قبول ہوتی تھی اور اب ہم یہ بات نہیں دیکھتے تو فرمایا اس لئے کہ یہی بات ان کے اور ظلم کے درمیان روک بنی ہوئی تھی۔ رہا اب، (یعنی نظام سیاست کے ظہور کے بعد اس معاملہ کو ختم کر دیا گیا) تو اب سزا کا وقت ساعت قیامت پر موقوف کر دیا گیا اور وہ ساعت بڑی سخت اور ناگوار ہوگی۔ اور آپ کے ارشاد میں سے ہے کہ جس شخص نے اپنی ذات کو تہمتوں کے موقع پر پہنچا دیا تو وہ ہرگز اپنے پر بدگمانی کرنے والے کو ملامت نہ کرے اور جس نے اپنے راز کو پوشیدہ رکھا تو راز اس کے ہاتھ میں رہے گا۔ اور اپنے بھائی کی ہر چیز کو نیک گمان پر محمول کرو یہاں تک کہ تمہارے پاس کوئی ایسی اطلاع پہنچے جو تمہیں مجبور کر دے۔ اور کسی کلمہ کو جو تمہارے مسلمان بھائی سے صادر ہو شر کے اوپر محمول نہ کرو جب کہ تم اس کو خیر پر محمول کرنے کی گنجائش پاؤ۔ سچے مخلص احباب کی مراعات ضروری سمجھو اور ان کی جماعت بڑھاتے رہو کہ وہ تمہاری مجلس کی زینت ہوں گے فارغ البالی کے وقت اور بچاؤ ہوں گے مصیبت کے زمانہ میں اور خلق کو ہرگز حقیر نہ سمجھو اگر ایسا کرو گے تو خدا تم کو حقیر کر دے گا۔ اور عہ ایسے کام میں دخل نہ دو جس میں تمہیں کوئی فائدہ نہ ہو۔ اور اپنے دشمن سے کنارہ کش رہو اور دوست سے

عہ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دو آدمیوں کی باتوں میں خواہ مخواہ اپنا پاؤں نہ پھنساؤ جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے ۱۲۔

من الناس ولا يعادل شيء ولو تحبب الفاجر فيعلمك من فجوره ولا تفش اليه سرك واستشر في امرك اهل التقوى وكفى بك عيبا ان يبدو لك من اخيك ما يخفى عليك من نفسك وان تؤذي جليسك بما تأتي مثله وقال ثلاث يصفين لك الود في قلب اخيك ان تبدأه بالسلام اذا لقيته وان تدعوه باحب اسمائه اليه وان توسع له في المجلس وقال أحب ان يكون الرجل في اهله كالصبي واذا أصبح له كان رجلا بينا عمر رضي الله عنه ذات يوم اذ رأى شابا يخطر بيديه ويقول انا ابن بطحاء مكة كديها وكداها فناداه عمر فجاءه فقال ان يكن لك دين فلك كرم وان يكن لك عقل فلك مروءة وان يكن لك مال فلك شرف والا فانت والحمار سواء وقال يا معشر المهاجرين لا تكثروا الدخول على اهل الدنيا وارباب الامرة والولاية فانه مسخطة للرب واياكم والبطنة فانها مكسلة عن الصلوٰة مفسدة للجسد مورثة للسقم وان الله يبغض الحبر السمين ولكن عليكم بالقصد في قوتكم فانه ادنى من الاصلاح وابعد من السرف واقوى على عبادة الله ولن يهلك

بھی بچا اور کھو مگر صاحب امانت (دوست) سے حقیقت یہ ہے کہ لوگوں میں جو صاحب امانت ہو اس کے برابر کوئی شے نہیں ہوتی۔ بدکردار کے ہم صحبت نہ ہو کہ وہ تم کو بدکرداری سکھائے گا اور اس پر اپنا راز ظاہر نہ کرو۔ اپنے امر میں اہل تقویٰ سے مشورہ کرو۔ اور تیرے عیب کے لئے یہی بس ہے کہ تیرے بھائی کی کوئی ایسی بات تجھ پر ...... ظاہر ہو جائے جس کو وہ تجھ سے مخفی رکھنا چاہتا ہو اور یہ کہ تو اپنے ہم نشین کو ایسے امر (یعنی طعن وتشنیع) سے اذیت پہنچائے کہ اس جیسے کام تو خود بھی کرتا ہو۔ اور فرمایا کہ تین باتیں تمہارے بھائی کے دل میں تمہاری خالص محبت پیدا کر دیں گی۔ جب تم اس سے ملو تو سلام کی ابتداء تمہاری طرف سے ہونا۔ اور اس کے ناموں میں سے جو نام اس کو زیادہ پسند ہو اُسی سے اُس کو پکارنا اور مجلس میں اس کے لئے جگہ نکالنا۔ اور فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ ایک مرد اپنے اہل میں مثل بچے کے ہو اور جب اس کو (باہر سے) پکارا جائے تو مرد بن جائے (یعنی بیوی پر مردانہ رعب جلال کا اظہار نہ کرے) ایک دن عمرؓ نے ایک جوان کو دیکھا کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ ہلاتے ہوئے فخر سے کہہ رہا تھا کہ میں بطحاء مکہ کا بیٹا ہوں اس کی کُدا[1] اور کَداء کا (یہ مکہ کی پہاڑیوں کے نام ہیں) اس کو عمرؓ نے پکارا جب وہ آیا تو اس سے فرمایا کہ اگر تیرے پاس دین ہوگا تو بزرگی بھی ہوگی اور اگر تجھ میں عقل ہوگی تو فراخ حوصلگی بھی ہوگی اور اگر تیرے پاس مال ہوگا تو شرافت بھی ہوگی ورنہ تو اور گدھا دونوں برابر ہیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین اہل دنیا اور صاحبانِ حکومت وولایت کے پاس زیادہ آنا جانا نہ رکھو کہ یہ بات پروردگار کو ناپسند ہے۔ اور خبردار زیادہ کھا جانے سے بچنا کیونکہ اس سے نماز میں کسل پیدا ہوتا ہے اور اس سے جسم میں فساد پیدا ہوتا ہے اور بیماری پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ موٹے فربہ عالم کو پسند نہیں کرتا۔ مگر تمہارے لئے لازم ہے کہ اپنی غذا میں اعتدال کی رعایت رکھو کہ یہ بات صحت جسم سے قریب اور فضول خرچی سے بعید اور اللہ کی عبادت پر قوی بنانے والی ہے اور کوئی بندہ ہرگز ہلاک نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ دین پر نفس کی خواہشوں کو مقدم کرنے لگے۔ اور آپ

[1] کُدا پیش اور الف مقصورہ کے ساتھ باب عمر کی جانب کی ثنیہ سفلےٰ (نیچی پہاڑی گھاٹی) کا نام ہے اور کَدا فتحہ کاف والف ممدودہ کے ساتھ اُس ثنیہ علیا کا نام ہے جو مقابر سے لے

عبدٌ حتى يكون شهوته على دينه وقال
تعلموا انّ الطمع فقر وانّ الياس
غنى ومن ييأس من شئ استغنى
عنه والتؤدة في كل شئ خير
الا ما كان من امر الآخرة وقال
من اتقى الله لم يشف غيظه ومن
خاف الله لم يفعل ما يريد ولولا يوم
القيامة لكان غير ما ترون وقال الا
لاعلمكم اجود الناس واحلم الناس
اجودهم من اعطى من حرمه واحلمهم
من عفا عمن ظلمه وكتب الى سكان
الامصار اما بعد فعلّموا اولادكم
العوم والفروسية ورووهم ما سار
من المثل وحسن من الشعر وقال
لاتزال العرب اعزة ما نزعت
في القوس ونزت في ظهور الخيل و
قال وهو يذكر النساء اكثروا لهنّ
من قول لا فانّ نعم مفسدة تغريهن
على المسألة وقال ما بال احدكم
يثني الوسادة عند امرأة مغزية انّ
المرأة لحم على وضم الا ما ذبّ عنه
وقال مرة قد اعياني اهل الكوفة
ان استعملت عليهم لينا استضعفوه

نے فرمایا کہ جان لو کہ طمع (لالچ) محتاجگی ہے اور درحقیقت ناامیدی
تونگری ہے اور جو شخص کسی شے سے مایوس ہو جاتا ہے وہ اس سے
بے پرواہ ہو جاتا ہے[1]۔ اور ڈھیل دینا ہر شے میں بہتر ہے بجز اس امر کے
جو آخرت سے متعلق ہو۔ اور فرمایا جو اللہ سے تقویٰ رکھنے والا ہو گا اس
کا غصہ (اللہ کی نافرمانیوں پر) کبھی فرو نہ ہو گا اور جو اللہ سے ڈرے
گا وہ ہر دل پسند کام کو نہیں کر گذرے گا۔ اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا
تو تم اس کے خلاف دیکھتے جو دیکھ رہے ہو۔ اور فرمایا کہ میں تجھ کو بتاتا
ہوں کہ سب سے بڑا سخی کون اور سب سے بڑا بردبار کون ہے۔
سب سے بڑا سخی وہ ہے جو اس کو دے جس نے اس کو محروم رکھا
ہو اور سب سے بڑا بردبار وہ ہے جس نے معاف کر دیا ہو اس
کو جس نے اس پر ظلم کیا ہو۔ اور شہروں کے باشندوں کو یہ
ہدایات لکھیں۔ اما بعد تم اپنے بیٹوں کو تیرنا اور گھوڑے
پر سوار ہونا سکھاؤ اور ان کو مشہور کہاوتیں اور اچھے اشعار سناؤ۔
اور فرمایا کہ عرب باعزت رہے گا جب تک کمان کھینچتا رہے گا
اور گھوڑوں کی پشت پر کودتا رہے گا۔ اور عورتوں کا ذکر کرتے
ہوئے فرمایا کہ ان سے زیادہ تر "نہیں" کہتے رہو "کیوں کہ" ہاں"
موجب فساد ہے جو ان میں فرمائشوں کی جرأت بڑھا دے گا۔ اور
فرمایا کہ بعض لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی عورت کے قریب تکیہ
جھکا دیتا ہے جو اوپری ہوتی ہے بیشک عورت کندے پر رکھا
ہوا گوشت ہے مگر جس کو اس سے ہٹا دیا جائے۔ اور ایک مرتبہ
فرمایا کہ مجھے اہل کوفہ نے پریشان کر دیا اگر میں ان پر کسی
نرم مزاج شخص کو عامل بنا کر بھیجتا ہوں تو اس کو کمزور قرار دیتے
ہیں اور اگر کسی سخت مزاج شخص کو عامل بناتا ہوں تو اس کی

[1] یہ قناعت اور توکل کی تعلیم ہے۔ درحقیقت کسی سے اُمید باندھنے کے بعد ہی بھیک کے لئے ہاتھ پھیلتا ہے اور جب اللہ کے سوا سب سے اُمید منقطع کر لی جائے تو قلب مستغنی ہو جائے گا اور ذلت سوال میں مبتلا نہ ہونا پڑے گا۔

وان استعملت علیهم شدیدا شکوه
ولوددت انی وجدت رجلا قویا
امینا استعمله علیهم فقال له رجل انا
ادلك علی الرجل القوی الامین قال
من هو قال عبداللہ بن عمر قال قاتلك
الله والله ما اردت الله بها لا والله
لا استعمله علیها ولا علی غیرها
وانت فقم فاخرج فمذ الآن لا اسمیك
الا المنافق فقام الرجل فخرج وکتب
الی سعد بن ابی وقاص ان شاور طلیحة
بن خویلد وعمرو بن معدیکرب فان
کل صانع اعلم بصنعته ولا تولهما من
امر المسلمین شیئا وغضب عمر رضی
الله تعالی عنه علی بعض عماله فکلم
امرأة من نساء عمر فی ان تسترضیه
له فکلمته فیه فغضب وقال وفیم انت
من هذا یا عدوة الله انما انت لعبة
تلعب بك وتترکین ومن کلامه
اشکو الی الله جلد الخائن وعجز
الثقة قال عمرو بن میمون رأیت عمر
بن الخطاب قبل ان یصاب بایام
واقفا علی حذیفة بن الیمان وعثمان
بن حنیف وهو یقول لهما اتخافان ان تکونا
حملتما الارض ما لا تطیقه فقالا لا
انما حملناها امرا هی له مطیقة فعاد

شکایتیں کرنے آتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ مجھ کو کوئی ایسا شخص مل جائے
جو قوی اور امین ہو تو اس کو ان پر عامل بنا دوں، اس پر ایک شخص
نے آپ سے کہا کہ ایک قوی و امین شخص کی طرف میں آپ کو متوجہ
کرتا ہوں۔ فرمایا وہ کون ہے؟ اُس نے کہا کہ عبداللہ بن عمر۔ فرمایا کہ
خدا تجھے ہلاک کرے تیری نیت اس مشورے میں اللہ کے واسطے
نہیں، نہیں واللہ میں اس کو ہرگز عامل نہ بناؤں گا کوفہ پر اور نہ کسی
دوسری جگہ۔ اُٹھ اور جا اپنی راہ لے میں تجھے محض ایک منافق سمجھتا
ہوں، تو وہ شخص اُٹھ کر چلا گیا۔ اور عمرؓ نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا
کہ طلیحہ بن خویلد اور عمرو بن معدیکرب سے مشورہ کر لیا کرو۔ ہر
ایک صناع اپنی ہی صنعت سے بخوبی واقف ہوتا ہے اور مسلمانوں
کے کسی امر پر اُن کو صاحب اختیار نہ بنانا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ
اپنے بعض عمال پر ناراض ہو گئے، اُس نے عمر کی ایک بیوی سے
بات کی کہ وہ اُن کو اُس سے راضی کرے، تو بیوی نے اُن سے گفتگو
کی تو اُس سے ناراض ہو گئے اور کہا کہ اے خدا کی دشمن تجھے اس
بات سے کیا واسطہ، تو محض ایک کھلونا ہے ہم تجھ سے کھیل لیتے
ہیں اور تم سے دھوکا بھی کھاتے ہیں۔ اور آپ کے ارشادات میں
سے ہے میں اللہ سے شکایت کرتا ہوں خائن کی قوت اور ثقہ
کے عجز کی۔ فرمایا عمرو بن میمون نے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو
اُنکا وہ واقع ہونے سے چند دن پہلے دیکھا کہ وہ حذیفہ بن الیمان اور
عثمان بن حنیف کے سامنے کھڑے ہوئے ان سے یہ فرما رہے تھے
کہ کیا تم کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم نے زمین پر اتنا بوجھ ڈال
دیا جس کو وہ برداشت نہیں کر رہی (یعنی محاصل سرکاری اتنے
بڑھا کر لگائے ہوں جو کاشت کار پر بھاری گذرتے ہوں) تو
اُن دونوں نے کہا نہیں! ہم نے زمین پر اتنے ہی امر (مالیہ) کا
بوجھ ڈالا ہے جس کی وہ طاقت رکھتی ہے۔ پھر آپ نے دونوں

عليها القول الثقل ان تكونا حملتما الارض ما لا تطيقه فقالا لا فقال عمر ان عشت لادعن ارامل العراق لا تحتجن بعدي ابدا الى رجل فما اتت عليه رابعة حتى اصيب وكان عمر اذا استعمل عاملا كتب عليه كتابا واشهد عليه رهطا من المسلمين ان لا يركب برذونا ولا ياكل نقيا ولا يلبس رقيقا ولا يغلق بابه دون حاجات المسلمين ثم يقول اللهم اشهد وقال عمر ايما عامل من عمالي ظلم احدا ثم بلغتني مظلمته فلم اغيرها فانا الذي ظلمته وقال لاحنف بن قيس وقد قدم عليه فاحتبسه عنده حولا يا احنف اني قد خبرتك وبلوتك فرايت علانيتك حسنة واني ارجو ان تكون سريرتك مثل علانيتك وان كنا لنحدث انما يهلك هذه الامة كل منافق عليم كان عمر رضي الله تعالى عنه جالسا في المسجد فمر به رجل فقال ويل لك يا عمر من النار فقال قربوه الي فدنا منه فقال لم قلت ما قلت قال تستعمل عمالك وتشترط عليهم ثم لا تنظر هل وفوا لك بالشروط ام لا قال وما ذلك قال عاملك على مصر اشترطت عليه فترك ما امرته به وارتكب ما نهيته

سے کلام کا اعادہ کیا کہ تم دونوں غور کر لو کہ کہیں تم نے زمین پر اتنا بوجھ ڈال دیا ہو جس کی وہ طاقت نہ رکھتی ہو تو دونوں نے پھر کہا کہ نہیں۔ پھر عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو میں عراق کے غریب محتاجوں کو ایسا بنا دوں گا کہ میرے بعد وہ کبھی کسی کے پاس حاجت لے کر نہ جائیں اس کے بعد ان پر چوتھا سال نہیں آیا کہ مبتلائے حادثہ ہو گئے عمرؓ جب کسی کو عامل بناتے تھے تو اس پر ایک تحریر لکھتے تھے اور اس پر مسلمانوں کی ایک جماعت کو گواہ بناتے تھے کہ وہ گھوڑے پر سوار نہ ہو اور چھنا ہوا آٹا نہ کھائے اور نہ باریک کپڑا پہنے اور نہ مسلمانوں کی حاجات کو چھوڑ کر اپنے گھر کا دروازہ بند کرے۔ پھر کہتے یا اللہ آپ گواہ رہیئے اور عمرؓ نے فرمایا کہ میرے عاملوں میں سے کسی نے اگر کسی پر ظلم کیا پھر میرے پاس اس کی اطلاع پہنچی اور میں نے اس ظلم کو نہ بٹایا تو میں ہی وہ شخص ہوں جس نے اس پر ظلم کیا۔ اور احنف بن قیس سے فرمایا اور یہ ان سے ملنے آئے تھے اور ان کو ایک سال تک اپنے پاس روکے رکھا تھا کہ اے احنف میں نے تیری نگرانی کی اور تجھ کو آزمایا تو میں نے تیرے ظاہر کو عمدہ پایا اور میں امید کرتا ہوں کہ تیرا باطن بھی مثل تیرے ظاہر کے ہوگا اگرچہ ہم سے یہ کہا جاتا تھا کہ اس امت کو ہر وہ منافق ہلاک کرے گا جو صاحب علم ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص کا گذر ہوا اور اس نے کہا کہ خرابی ہوگی آگ کی طرف سے تیرے لئے اے عمر! آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ وہ آپ کے قریب آگیا۔ تو آپ نے فرمایا جو کچھ تو نے کہا وہ کیوں کہا؟ اس نے کہا کہ تم اپنے عاملوں کا تقرر کرتے ہو اور ان پر شرطیں بھی عائد کرتے ہو پھر تم نہیں دیکھتے کہ انہوں نے تمہاری شرطوں کو پورا بھی کیا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا بات ہوئی۔ اس نے کہا کہ مصر پر جو تمہارا عامل ہے اس پر تم نے شروط عائد کی تھیں مگر اس نے ان سب باتوں کو چھوڑ دیا جن کا تم نے اس کو امر کیا تھا اور ان سب کاموں کو کر رہا ہے جن

عنه ثم شرع له كثيرا من امره فارسل
عمر رجلين من الانصار فقال اذهبا اليه
فاسألا فان كان كذب عليه فاعلماني
وان رأيتما ما يسوءكما فلا تملكاه من
امره شيئا حتى تأتياه به فذهبا فسألا عنه
فوجداه قد صدق عليه فجاءا الى بابه
فاستأذنا عليه فقال حاجبه انه ليس
عليه اليوم اذن قالا ليخرجن الينا او
لنحرقن عليه بابه وجاء احدهما بشعلة
من نار فدخل الآذن فاخبره فخرج اليهما
قالا انا رسولا عمر اليك لتأتيه قال ان
لنا حاجة تمهلاني لأتزود وقالا انه
عزم علينا ان لا نمهلك فاحتملاه فأتيا به
عمر فلما اتاه سلم عليه فلم يعرفه وقال
من انت وكان رجلا اسمر فلما
اصاب من ريف مصر ابيض وسمن
فقال انا عاملك على مصر انا فلان قال ويحك
ركبت ما نهيت عنه وتركت ما امرت به
والله لاعاقبنك عقوبة ابلغ اليك فيها
ايتوني بكساء من صوف وعصا وثلاثمائة
شاة من غنم الصدقة فقال البس هذه
الدراعة فقد رأيت اباك وهذه خير
من دراعتك وخذ هذه العصا فهي خير من
عصا ابيك واذهب بهذه الشاء فارعها
في مكان كذا وذلك في يوم صائف و

سے تم نے اُس کو منع کیا تھا۔ پھر اس نے اُس کی بہت سی باتوں کو مفصل بیان کیا۔ تو عمرؓ نے انصار میں سے دو آدمیوں کو روانہ کیا اور کہا کہ تم دونوں جاؤ اور تحقیق کرو تو اگر اس شخص نے اس پر جھوٹ باندھا تو مجھے مطلع کرو۔ اور اگر تم ایسی بات دیکھو جو تمھیں بری معلوم ہو تو تم اس کو کوئی کام کرنے کا موقع نہ دو یہاں تک کہ اس کو میرے پاس لے آؤ۔ اس کے بعد یہ دونوں گئے اور اس کے حال کی تحقیق کی تو انہوں نے اس کو ایسا پایا کہ اس شخص کی تصدیق ہو گئی جس نے اس کا حال بیان کیا تھا۔ تو یہ دونوں اُس عامل کے دروازے پر پہنچے اور اس سے ملنے کی اجازت طلب کی۔ تو اس کے دربان نے کہا کہ آج کسی کو ملنے کی اجازت نہیں ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ اس کو ہمارے پاس آنا پڑے گا ورنہ ہم اُس کے اس دروازے کو پھونک دیں گے اور ان میں سے ایک شخص آگ کا شعلہ بھی لے آیا۔ پھر اجازت لینے والا اندر گیا اور اس کو خبر دی۔ وہ نکل کر اُن کے پاس آیا۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم تمھارے پاس عمرؓ کے بھیجے ہوئے آئے ہیں تم کو اُن کے پاس چلنا ہوگا۔ اُس نے کہا کہ ہم کو کچھ حاجت ہے۔ مجھ کو مہلت دو تاکہ زادِ راہ تیار کر لوں۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم تم کو مہلت نہ دیں۔ اُس کے بعد انہوں نے اس کو سوار کیا اور عمرؓ کے پاس لے آئے۔ جب اُن کے پاس آیا تو اُن کو سلام کیا تو انہوں نے اُس کو نہ پہچانا اور فرمایا کہ تو کون ہے (دراصل) یہ شخص گندمی رنگ کا تھا پھر جب مصر کے سبزہ زار میں پہنچا تو سفید رنگ کا موٹا تازہ ہو گیا۔ تو اس نے کہا کہ میں آپ کا عامل ہوں مصر پر میرا نام فلاں ہے تو فرمایا کہ تعجب ہے تجھ پر کہ تو ان چیزوں کا مرتکب ہوا جن سے میں نے تجھ کو منع کیا تھا اور ان چیزوں کو چھوڑ دیا جن کا میں نے تجھ کو حکم دیا تھا۔ واللہ میں تجھے ایسی سزا دوں گا جو کیفر کردار کو پہنچانے والی ہو میرے پاس ایک اُون کا کپڑا اور ایک لاٹھی اور صدقہ کی بکریوں میں سے تین سو بکریاں لاؤ (جب یہ سب چیزیں حاضر کر دی گئیں تو عامل سے (جو عیاض بن غنم تھے) فرمایا کہ یہ کرتہ پہن۔ میں نے واللہ تیرے باپ کو دیکھا ہے کہ یہ کرتہ اس کے کرتہ سے اچھا ہے اور یہ عصا لے۔ اور یہ عصا تیرے باپ کے

لا تمنع السائمۃ من ألبانہا شیئا إلا آل عمر فإنی لا أعلم احدا من آل عمر أصاب من ألبان غنم الصدقۃ ولحومہا شیئا فلما ذہب ردّہا وقال أتہمت ما قلت فضرب بنفسہ الأرض وقال یا امیر المؤمنین لا أستطیع ہذا فإن شئت فاضرب عنقی قال فإن رددتک فأیّ رجل تکون قال واللہ لا یلقاک بعدہا إلا ما تحب فردّہ فکان نعم الرجل وقال عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ واللہ لأنزعن فلانا من القضاء حتی استعمل عوضہ رجلا إذا راٰہ الفاجر فَرِقَہ. خطب عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فی اللیلۃ التی دُفن فیہا ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال إن اللہ تعالٰی نہج سبیلہ وکفانا بہ ولم یبق إلا الدعاء والاقتداء الحمد للہ الذی ابتلانی بکم وابتلاکم بی وأبقانی بعد صاحبیَّ واعوذ باللہ أن أزلّ وأضلّ فأعادی لہ ولیا وأوالی لہ عدوا ألا وإنی وصاحبیَّ کنفر ثلثۃ قفلوا من طیبۃ فأخذ أحدہم مہلۃ إلی دارہ وقرارہ فسلک أرضا مضیئۃ متشابہۃ الأعلام فلم یزل عن الطریق ولم یحرم السبیل حتی أسلمہ إلی أہلہ ثم تلاہ الآخر فسلک سبیلہ واتبع أثرہ فأفضی إلیہ سالما

معلوم ہے اچھا ہے اور ان بکریوں کو فلاں جگہ لے جا کر چھوڑا۔ اور یہ خوب گرمی کے دن کا قصہ ہے۔ اور ان کے دودھ کو کسی مانگنے والے سے مت روکنا سوائے آلِ عمر کے کیونکہ میں آلِ عمر میں سے کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے صدقہ کی بکریوں کا گوشت یا دودھ استعمال کیا ہو۔ پھر جب کہ وہ چل دیا تو اس کو پھر واپس بلایا اور فرمایا کہ جو کچھ میں نے کہا تو نے اس کو سمجھ لیا؟ یہ سن کر اس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا اور کہا کہ اے امیر المومنین مجھ میں اس کام کی طاقت نہیں تو اگر آپ چاہیں تو میری گردن ماردیں۔ فرمایا کہ اگر میں نے تجھے واپس کیا تو کیسا آدمی ہو کر رہے گا؟ اس نے کہا کہ واللہ اس کے بعد آپ کے پاس کوئی اطلاع نہ پہنچے گی بجز ایسی چیز کے جس کو آپ پسند کریں گے۔ تو اس کو پھر واپس کر دیا۔ اب وہ بہت اچھا شخص بن گیا۔ اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں عہدۂ قضا سے فلاں کو ضرور الگ کروں گا پھر اس کی بجائے ایسے شخص کو یہ کام سپرد کر دوں گا کہ جب کوئی سرکش اس کو دیکھے تو گھبرا جائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس رات میں خطبہ دیا جس رات ابوبکر رضی اللہ عنہٗ دفن کئے گئے۔

فرمایا کہ بیشک اللہ تعالٰی نے اپنے راستہ کو کشادہ کیا اور اس کو ہمارے لئے کافی بنا دیا۔ اب بجز دعا اور پیروی کے کچھ باقی نہیں رہا۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے میری آزمائش تمہارے ذریعہ سے اور تمہاری آزمائش میرے ذریعہ سے کی اور میرے دونوں رفیقوں کے بعد مجھے باقی رکھا اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ لغزش کھاؤں اور گمراہ ہو جاؤں پھر اس کے دوست کے ساتھ دشمنی کروں اور اس کے دشمن کا دوست بن جاؤں۔ سن لو میں اور میرے دونوں ساتھی تین رفقائے سفر کی طرح تھے جو طیبہ (مدینہ) سے لوٹے ان میں سے ایک نے اپنے مکان اور قیام کے لئے کچھ مہلت لے لی اس نے ایسی زمین پر راہ اختیار کی جو روشن تھی اور اس کے راہ کی نشانیاں ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں تو اس نے صحیح راستہ سے لغزش نہیں کھائی اور راہ گم نہ کی یہاں تک کہ اس کو اس کے اہل کے سپرد کر دیا۔ پھر اس کے پیچھے تیسرا رفیق آیا۔ تو اگر اُن دونوں کی راہ پر چلا اور ان کے قدموں کے

ورفيقي صاحبيه ثم تلاهما الثالث فان سلك
سبيلهما واتبع أثرهما أفضى اليهما
ولاقاهما وان زاغ يميناً وشمالاً
لم يجامعهما أبداً ألا وإن العرب
جمل أنف وقد أعطيت خطامه
ألا وإني حامله على المحجة ومستعين
بالله عليه ألا وإني داع فأمّنوا
اللهم إني شحيح فسخّني اللهم إني
غليظ فليّني اللهم إني ضعيف فقوّني
اللهم أوجب لي بموالاتك وأوليائك
بولايتك ومعونتك وأبرئني من الآفات
بمعاداة أعدائك وتوفني مع الأبرار
ولا تحشرني في زمرة الأشقياء اللهم
لا تكثر لي من الدنيا فأطغى ولا تقلل لي
فأنسى فإن ما قلّ وكفى خير مما
كثر وألهى. وفد على عمر رضي الله تعالى
عنه قوم من أهل العراق منهم جرير بن
عبد الله فأتاهم بجفنة قد صنعت بخل
وزيت قال خذوا فأخذوا أخذاً ضعيفاً
فقال ما بالكم تقرمون قرم الشاة
الكسيرة أظنكم تريدون حلواً وحامضاً
وحاراً وبارداً ثم قذفاً في البطون لو شئت
أن أدهمق لكم لفعلت ولكنا نستبقي
من دنيانا ما نجده في آخرتنا ولو شئنا
أن نأمر بصغار المعزى فتسمط ولباب الخبز

نشانوں کا اتباع کرتا رہا تو ان دونوں کے پاس پہنچ جائے گا اور ان سے
ملاقات کرے گا اور اگر دائیں یا بائیں کو چل جائے گا تو ان سے کبھی نہ مل
سکے گا۔ کچھ لوگ عرب نازک ناک والے اونٹ کی مانند ہے جس کی نکیل مجھے دیدی
گئی ہے اب میں اس کو ٹھیک راہ پر لے چلوں گا اور اس پر اللہ سے مدد کا
خواستگار ہوں۔ اے لوگو اب میں دعا کرتا ہوں تم سب آمین کہو۔ یا اللہ
میں بخیل ہوں مجھے سخی بنا دیجئے۔ یا اللہ میں سخت مزاج ہوں مجھے نرم مزاج
بنا دیجئے۔ یا اللہ میں کمزور ہوں مجھے طاقتور بنا دیجئے۔ یا اللہ میرے ساتھ
لازم کر دیجئے اپنی محبت اور اپنے دوستوں کی محبت جو آپ کی محبت
اور آپ کی معونت کی وجہ سے ہو اور مجھ کو آپ کے دشمنوں کی عداوت
کی وجہ سے آنے والی آفتوں سے بچا لیجئے۔ مجھے نیک لوگوں کے ساتھ
وفات دیجئے اور میرا حشر اشقیاء کے گروہ میں نہ کیجئے۔ الٰہی مجھے اتنی
زیادہ دنیا نہ دیجئے کہ میں سرکش ہو جاؤں اور نہ اتنی کم کر دیجئے کہ
(فکر معاش سے) نسیان میں مبتلا ہو جاؤں۔ کیونکہ جو کم ہو اور کافی
ہو جائے بہتر ہے اس سے کہ زیادہ ہو اور لہو و لعب میں مبتلا کر دے۔
عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل عراق میں کی ایک قوم کا وفد آیا، اُن میں جریر
بن عبد اللہ بھی تھے عمر اُن کے پاس ایک کونڈے میں کھانا لے کر آئے
جس میں سرکہ اور روغن زیت پڑا ہوا تھا۔ فرمایا کہ یہ لو۔ تو انہوں نے کچھ
بے دلی کے ساتھ لیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا تم شوقین
ہو گئے بکری کے گوشت کے پارچوں کے میرا خیال ہے کہ تم ارادہ کرتے
ہو کہ میٹھا اور کھٹا، اور ٹھنڈا اور گرم آئے تو اس کو پیٹوں میں ڈالو میں اگر
چاہتا کہ خوشگوار نرم کھانا تمہارے لئے تیار کیا جائے تو ایسا کر لیتا۔ لیکن
ہم باقی رکھ چھوڑنا چاہتے ہیں اپنی دنیا میں سے ایسی چیزوں کو جن کو ہم
آخرت میں پائیں اور اگر ہم چاہتے کہ چھوٹی بھیڑوں کا گوشت بھون لیا
جائے اور میدے کی چپاتیاں پکائی جائیں اور ہم حکم دیتے کہ منقے کا
شربت بنا کر اس کو مشکیزوں میں بھر کر رکھ دیا جائے یہاں تک کہ

يتحرز ونأمر بالزبيب فينبذ لنا في الأسقان حتى اذا صار مثل عين اليعقوب اكلنا هذا وشربنا هذا لفعلت والله اني لاعجز عن كراكر واسنمة وسلائق وصناب لكن الله تعالى قال لقوم عيرهم امرًا فعلوه اذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا واني نظرت في هذا الامر فجعلت ان اردت الدنيا اضررت بالآخرة وان اردت الآخرة اضررت بالدنيا واذا كان الامر هكذا فاضروا بالفانية. ومن كلامه الرجال ثلثة الكامل ودون الكامل ولا شيء فالكامل ذو الرأي يستشير الناس فيأخذ آراء الرجال الى رأيه ودون الكامل ذو الرأي يستبد به ولا يستشير ولا شيء من لا رأي له ولا يستشير والنساء ثلثة امرأة تعين اهلها على الدهر ولا تعين الدهر على اهلها وقل ما تجدها وامرأة وعاء للولد ليس فيه غيره والثالثة غل قمل يجعلها الله في رقبة من يشاء ويفكه اذا يشاء. لما اخرج عمر رضي الله تعالى عنه الحطيئة من حبسه قال له اياك والشعر قال لا اقدر على تركه يا امير المؤمنين مأكلة عيالي ونملة تدب على لساني قال فشبب باهلك واياك وكل مدحة مجحفة

جب وہ چکور کی آنکھ کی مانند ہو جاتے تو ہم اس کھانے کو کھاتے اور اس شراب کو پیتے تو میں یہ سب کر لیتا. واللہ میں کرکرے اور کوہان کے گوشت سے اور سیری اور اچار سے عاجز نہیں ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک قوم سے فرمایا جن کو ایسے امر سے جس کے وہ مرتکب رہے عار دلاتے ہوئے کہ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا (یعنی اپنی دنیوی زندگی میں اپنی پسند کی چیزیں تم نے لے لی ہیں) اور میں نے اس امر پر غور کیا تو یہ نتیجہ نکلا کہ اگر میں نے دنیا کا ارادہ کیا تو آخرت کو نقصان پہنچاؤں گا اور اگر آخرت کا ارادہ کیا تو دنیا کو نقصان پہنچاؤں گا اور جب صورت حال یہ ہے تو فنا ہونے والی چیز کو نقصان پہنچا دو۔ اور آپ کے اقوال میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی تین قسم کے ہیں، کامل اور کامل سے کم مرتبہ اور لاشے (بے کار)، کامل وہ ہے جو صاحب رائے ہو لوگوں سے مشورہ کرے پھر لوگوں کی رائے لے کر اپنی رائے قائم کرے اور کامل سے کم مرتبہ وہ ہے جو صاحب رائے ہو اور اپنی رائے پر جم کر کسی سے مشورہ نہ کرے. اور لاشے وہ ہے کہ نہ خود صاحب رائے ہو اور نہ لوگوں سے مشورہ کرے. اور عورتیں تین قسم کی ہوتی ہیں، ایک وہ ہوتی ہیں جو حوادث زمانہ میں اپنے شوہر کی مددگار ہوتی ہیں، شوہر کے خلاف حوادث کی مددگار نہیں ہوتی اور ایسی کم ہی ہوتی ہیں، اور ایک عورت ایسی ہوتی ہے جو صرف بچوں کا ظرف ہے (یعنی بچے جنتی رہے) اور اس میں اور کوئی وصف نہ ہو۔ اور تیسری وہ ہے جو گردن کا طوق ہو جوؤں بھری، اللہ تعالیٰ اس کو جس کی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اور وہ جب چاہتا ہے اس سے نجات بخشتا ہے. اور جب عمر رضی اللہ عنہ نے حطیئہ کو (یہ ایک شاعر کا لقب تھا) قید سے رہا کیا تو اس سے کہا کہ خبردار شعر مت کہنا. اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میں اس کو چھوڑنے پر قدرت نہیں رکھتا میرے کنبہ کے رزق کا ذریعہ یہی ہے اور شعر چیونٹی کی طرح میری زبان پر چلنے لگتا ہے. فرمایا کہ اچھا تو تشبیب (یعنی محبوبہ کے حسن اور اپنے عشق کی طرف کنایات) اپنی بیوی کے لئے کیا کر. اور خبردار کوئی مدح مجحفہ (کمال

قال وما المجهدة قال يقول ان بني فلان خير من بني فلان امدح ولا تفضل احدا قال انت والله يا امير المؤمنين اشعر منه قال ابن عباس قلت لعمر يا امير المؤمنين اني في خطبة فاشر علي قال ومن خطبت قلت فلانة ابنة فلان قال النسب كما تحب وكما قد علمت ولكن في اخلاق اهلها دقة لا تعدمك ان تجدها في ولدك قلت فلا حاجة لي اذا فيها قال ابن عباس كنت عند عمر رضي الله تعالى فتنفس نفسا ظننت ان اضلاعه قد انفرجت فقلت ما اخرج هذا النفس منك يا امير المؤمنين الا هم شديد قال اي والله يا ابن عباس اني فكرت فلم ادر فيمن اجعل هذا الامر بعدي ثم قال لعلك ترى صاحبك لها اهلا قلت وما يمنعه من ذلك مع جهاده وسابقته وقرابته وعلمه قال صدقت ولكنه امرؤ فيه دعابة قلت فاين انت من طلحة قال ذو البأو باصبعه المقطوعة قلت فعبد الرحمن قال رجل ضعيف لو صار الامر اليه لوضع خاتمه في يد امرأته قلت فالزبير قال شكس لقس يلاطم في البقيع في صاع من بر قلت

چھپنے والی (مذکرہ)۔ اُس نے کہا کہ یہ مجہدہ کیا ہے۔ فرمایا کہ شاعر یہ کہتا ہے کہ بنی فلاں بہتر ہے بنی فلاں سے۔ مدح کر مگر کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دے۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المومنین واللہ آپ مجھ سے بڑے شاعر ہیں۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المومنین میں ایک رشتہ کے خیال میں ہوں آپ مجھے مشورہ دیجئے۔ فرمایا کہ کس سے تجویز کیا؟ میں نے کہا کہ فلاں لڑکی سے جو فلاں کی بیٹی ہے۔ فرمایا کہ نسب تو ایسا ہی ہے جیسا تم پسند کرتے ہو اور جیسا کہ تم کو علم ہوا ہے مگر اس کے گھر والوں کے اخلاق میں کمزوری ہے تم اس سے بچ نہ سکو گے کہ اس کا اثر اپنی اولاد میں بھی پاؤ گے میں نے کہا کہ پھر تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ ابن عباس نے بیان کیا کہ میں عمرؓ کے ساتھ تھا کہ انہوں نے ایسی طرح ایک سانس لی کہ میں نے یہ گمان کیا کہ ان کی پسلیاں زخمی ہو گئی ہیں۔ تو میں نے اُن سے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کے اندر سے ایسے سانس کو کوئی چیز نہیں نکال سکتی بجز بڑے اہم فکر کے۔ فرمایا کہ ہاں واللہ اے ابن عباس میں نے بہت سوچا کہ اس امر (خلافت) کو اپنے بعد کس کے سپرد کروں مگر نہیں جان سکا۔ پھر کہا کہ شاید تو اپنے صاحب (یعنی علی رضی اللہ عنہ) کو اس کا اہل خیال کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ ان کے حق میں کونسی بات مانع ہے جبکہ وہ جہاد بھی کرتے رہے اور سابق بالاسلام بھی ہیں اور صاحب قرابت بھی اور صاحب علم بھی۔ فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ لیکن وہ ایسا شخص ہے جس میں ظرافت ہے (اس سے لوگ مرعوب نہ ہوں گے) میں نے کہا کہ پھر طلحہ کے بارے میں کیا خیال ہے تو کہا کہ وہ کچھ غرور والا شخص ہے اپنی کٹی ہوئی انگلی کے ساتھ[عـلـہ]۔ میں نے کہا کہ عبد الرحمن تو کہا کہ وہ کمزور شخص ہے اگر یہ امر اس کے پاس پہنچ گیا تو وہ تو خاتم (یعنی مہر خلافت) اپنی بیوی کے ہاتھ میں ڈال دے گا۔ میں نے کہا کہ پھر زبیر؟ فرمایا کہ وہ سخت گیر اور بخیل ہے۔ گیہوں کے ایک صاع کے پیچھے بقیع میں لوگوں کے تھپڑ مارتا پھرتا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر سعد بن ابی وقاص۔ کہا کہ وہ تو بس مسلح اور سواری کا مرد ہے۔ میں نے کہا کہ پھر عثمان۔ تو تین مرتبہ آواہ

عـلـہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

فسعد بن ابی وقاص قال صاحب سلاح و مقنب قلت فعثمان قال اوہ ثلاثا واللہ لئن ولیہا لیحملن بنی ابی معیط علی رقاب الناس ثم لتنہض الیہ العرب فتقتلہ ثم قال یا ابن عباس انہ لا یصلح لہذا الامر الا حصیف العقدۃ قلیل الغرۃ لا تاخذہ فی اللہ لومۃ لائم یکون شدیدا من غیر عنف لینا من غیر ضعف سخیا من غیر سرف ممسکا من غیر وکف قال ابن عباس فکانت واللہ ہی صفات عمر قال ثم اقبل علی بعد ان سکت ہنیئۃ وقال ان اللہ تعالی ولیہا ان یحملہم علی کتاب ربہم و سنۃ نبیہم لصاحبک اما انہم ان ولوہ امرہم حملہم علی المحجۃ البیضاء و الصراط

کی اور کہا واللہ اگر اس کو خلیفہ بنایا گیا تو وہ ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کر دے گا۔ پھر یقیناً عرب اس پر حملہ کر کے قتل کر دیں گے۔ پھر کہا اے ابن عباس (اس امر کے لئے کوئی صالح (مناسب لائق) نہیں مگر پختہ عقل و تدبیر والا، کم اعتماد کرنے والا، کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اللہ کے بارے میں اس کو باز نہ رکھ سکے، شدت کرنے والا بغیر بدخو ہونے کے، نرمی کرنے والا ہو بغیر کمزوری کے، سخی ہو، فضول خرچ نہ ہو، مال روکنے والا ہو بغیر عیب (یعنی بخل) کے۔ ابن عباس نے کہا کہ واللہ یہ سب عمر کی صفات تھیں، (ابن عباس نے کہا) پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ ولی (اس خلافت) کا ہے اگر وہ لوگوں کو کتاب اللہ اور ان کے نبی کی سنت پر عمل کرنے پر ابھارے۔ اگر لوگوں نے تیرے صاحب (یعنی علی رضؓ) کو خلیفہ بنایا تو وہ لوگوں کو روشن راہ اور صراط مستقیم پر چلنے کے لئے ابھارے گا۔

عتبہ بن حصین اور اقرع بن حابس ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور دونوں نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ ہمارے نزدیک

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) عـلـہ اس میں اشارہ ہے ایک خاص عیب کی طرف جس کا ذکر اس روایت میں جو مقصد اول ج ۲ میں گذر چکی ہے وہاں حضرت طلحہ کے متعلق لفظ الکسیع بولا گیا ہے یعنی جلد بازی کے ساتھ غلط کام کرنے والا اور پھر پچھتانے والا۔ یہ لفظ ماخوذ ہے کسعی سے جو بنی الکسیع کا ایک شخص تھا جو اس صنعت میں ضرب المثل بن گیا تھا اس نے ایک کمان بنائی تھی جس کا امتحان رات میں گدھوں پر تیر چلا کر کیا۔ تیر گدھوں کے بدن سے گذرتے ہوئے پہاڑی پر پہنچ کر ٹکراتے تھے اور ان سے آگ جھڑتی تھی۔ آگ کو دیکھ کر یہ شخص یہ خیال کرتا رہا کہ نشانہ غلط رہا۔ تو اس نے جھنجھلا کر کمان توڑ دی اور اپنی انگلی بھی کاٹ دی جس سے کمان بنانے میں کام لیا تھا۔ کٹی ہوئی انگلی سے اشارہ اسی ضرب المثل کی طرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ طلحہ میں کچھ نخوت اور خود پسندی کے ساتھ یہ عیب بھی ہے کہ وہ جذباتی شخص ہے، غلط کام کر کے پھر پچھتانے والا اس لفظ کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی انگلی حقیقت میں کٹی ہوئی تھی۔ واضح رہے کہ یہ تنقیدات اگر روایۃً صحیح بھی ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ہیں انہوں نے اپنے بلند موقف سے ان اکابر کو دیکھا اور ان میں پستی کا مشاہدہ کیا ہمیں اپنے موقف سے دیکھنا چاہئے۔ اور ایسی باتوں سے ان جلیل القدر صحابہ کے بارے میں بدگمانی سے دور رہنا چاہئے۔ طلحہ اور زبیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حواری قرار دیا ہے اور ان کی مدح کی ہے ان کے بارے میں حسن ظن میں ایسی روایات کے پیش نظر کمی نہ آنے دیں

۱۲ مترجم

المستثنیٰ جاء عیینۃ بن حصین والاقرع بن حابس الی ابی بکر فقالا یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان عندنا ارضاً سبخۃً لیس فیہا کلاء ولا منفعۃ فان رأیت ان تقطعناہا لعلنا نحرثہا ونزرعہا ولعل اللہ ان ینفع بہا بعد الیوم فقال ابوبکر لمن حولہ من الناس ما ترون قالوا لا باس فکتب لہما بہا کتاباً واشہد فیہ شہوداً وعمر ما کان حاضراً فانطلقا الیہ یستشہدانہ فی الکتاب فوجداہ قائماً یہنأ بعیراً فقالا ان خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب لنا ہذا الکتاب وجئناک لتشہد علی ما فیہ افتقرؤہ ام نقرؤہ علیک قال اعلی الحال التی تریان ان شئتما فاقرآہ وان شئتما فانتظرا حتی افرغ قالا بل نقرؤہ علیک فلما سمع ما فیہ اخذہ منہما ثم تفل فیہ فمحاہ فتذمرا وقالا لہ مقالۃ سیئۃ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتألفکما والاسلام یومئذ ذلیل وان اللہ تعالیٰ اعز الاسلام فاذہبا فاجہدا جہدکما لا ارعی اللہ علیکما ان ارعیتما فجاءا الی ابی بکر وہما یتذمران فقالا لہ واللہ ما ندری انت امیر ام عمر فقال بل ہو لو کان شاء وجاء عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہو

ایک شور زمین ہے نہ اس میں گھاس ہے اور نہ کوئی اور منفعت اگر آپ کی رائے ہو تو ہم کو دے دیجئے شاید ہم اس میں کھیتی کریں اور بوئیں ممکن ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے نفع پہنچا دے۔ تو ابوبکر رضؓ نے اُن لوگوں سے جو آپ کے گرد موجود تھے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں تو ان کو ایک وثیقہ لکھ دیا اور جو لوگ موجود تھے ان کی گواہی کرادی وہاں عمر رضؓ موجود نہیں تھے تو یہ دونوں اُن کے پاس پہنچے تاکہ وثیقہ پر ان کی گواہی بھی کرالیں۔ انہوں نے عمر رضؓ کو اس حال میں پایا کہ وہ کھڑے ہوئے اونٹ پر قطران (تیل جو خارشتی والے اونٹ پر ملا جاتا ہے) مل رہے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ وثیقہ لکھ کر دیا ہے اور ہم اس لئے آئے ہیں کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر آپ گواہی کر دیں کیا آپ خود پڑھیں گے یا ہم آپ کو پڑھ کر سنادیں۔ عمر رضؓ نے کہا کہ کیا اس حال میں جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اگر تم چاہو تو تم پڑھ دو یا میں پڑھ لوں گا۔ اگر یہ چاہتے ہو تو میرے فارغ ہونے تک کا انتظار کرو۔ انہوں نے کہا کہ ہم ہی پڑھ کر سنا دیتے ہیں۔ جب عمر رضؓ نے جو کچھ اس میں تھا سُن لیا تو ان سے لے لیا۔ اور اس پر تھوک کر اس کو مٹا دیا۔ تو وہ دونوں برافروختہ ہوگئے اور عمر رضؓ کو بُرے کلمات کہے۔ عمر رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ساتھ مؤلفۃ القلوب کا معاملہ کرتے تھے اور اسلام اس زمانہ میں کمزور تھا اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت (قوت) عطا کردی، جاؤ اب تم جو چاہو کوشش کرلو۔ خدا تم پر مہربانی نہ کرے اگر تم مہربانی چاہو۔ پھر یہ دونوں ابوبکر رضؓ کے پاس آئے اور بہت برہم ہو رہے تھے اور اُن سے کہا کہ واللہ ہم نہیں سمجھے کہ تم امیر ہو یا عمر تو انہوں نے کہا کہ اگر وہ چاہتے تو وہی ہوتے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ آئے اور وہ غصہ میں بھرے ہوئے تھے یہاں تک کہ ابوبکر رضؓ کے پاس

مغضبٌ حتی وقف علی ابی بکر فقال اخبرنی عن ہذہ الارض التی اقطعتہا ہذین اہی لک خاصۃ ام بین المسلمین عامۃ فقال بل بین المسلمین عامۃ قال فما حملک علی ان تخص بہا ہذین دون جماعۃ المسلمین قال استشرت الذین حولی فاشاروا بذلک فقال اَفکل المسلمین اوسعتہم مشورۃً ورضیً فقال ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ قد کنت قلت لک انک اقوی علی ہذا الامر منی ولکنک غلبتنی وقال عمر رضی اللہ عنہ فی خلافتہ لئن عشت ان شاء اللہ لاسیرن فی الرعیۃ حولاً فانی اعلم ان للناس حوائج تقطع دونی اما عمالہم فلا یرفعونہا الی واما ہم فلا یصلون الی اسیر الی الشام فاقیم بہا شہرین ثم اسیر الی الجزیرۃ فاقیم بہا شہرین ثم اسیر الی الکوفۃ فاقیم بہا شہرین ثم اسیر الی البصرۃ فاقیم بہا شہرین واللہ لنعم الحول ہذا وقال اسلم بعثنی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ بابل من ابل الصدقۃ الی الحمٰی فوضعت جہازی علی ناقۃ منہا کریمۃ فلما ان اردت ان اصدرہا قال اعرضہا علیّ فعرضتہا علیہ فرأی متاعی علی ناقۃ حسناء فقال

کھڑے ہوئے اور کہا کہ مجھے بتائیے کہ یہ زمین جو آپ نے ان دونوں کے حق میں لکھ دی ہے کیا یہ آپ کی خاص ہے یا عام مسلمانوں کی چیز ہے ابو بکر رضؓ نے کہا کہ عام مسلمانوں کی ہے۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ کس بات نے آپ کو اس پر مجبور کیا کہ آپ جماعۃ المسلمین کو محروم کرکے اس کو ان دونوں کے لئے خاص کر دیں۔ ابو بکر رضؓ نے کہا کہ جو لوگ میرے گرد تھے اُن سے میں نے اس بارے میں مشورہ کر لیا تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا پھر اس مشورہ اور رضامندی کو تمام مسلمانوں پر آپ نے پھیلا دیا۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تم سے کہہ دیا تھا کہ اس امر میں تم مجھ سے زیادہ قوت رکھتے ہو لیکن تم مجھ پر غالب آگئے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ تعالٰی ضرور پوری رعیت میں ایک سال دورہ کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ لوگوں کی ضرورتیں میرے بغیر رُکی ہوئی ہیں۔ رہے میرے عُمّال تو وہ ان کو میرے پاس نہیں پہنچاتے اور وہ صاحب حاجت خود میرے پاس نہیں پہنچتے میں شام پہنچوں گا تو وہاں دو مہینہ رکوں گا۔ پھر جزیرہ کی طرف جاؤں گا اور وہاں دو مہینہ ٹھہروں گا، پھر کوفہ جاؤں گا اور وہاں دو مہینہ ٹھہروں گا۔ پھر بصرہ کی طرف روانہ ہونگا اور وہاں دو مہینہ ٹھہروں گا۔ واللہ بہترین سال یہ ہوگا۔ اسلمؓ نے بیان کیا کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صدقہ کے اونٹ (پر سوار ہوکر سفر پر جانے کے لئے) چراگاہ بھیجا تو میں نے اپنا سامان ایک اچھی نسل کی اونٹنی پر رکھ دیا۔ تو جب میں نے اُس پر سوار ہوکر روانگی کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ اس ناقہ کو میرے سامنے پیش کر میں نے پیش کر دیا۔ جب انہوں نے میرا سامان خوبصورت اونٹنی پر رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ تیری ماں مرے تو نے ایسی ناقہ پر ہاتھ مارا جو مسلمانوں کے ایک گھرانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ ابن لبون (وہ اونٹ جو دو سال کا ہوکر تیسرے سال میں پہنچا ہو) کیوں نہ لیا جو بہت پیشاب کرنے والا ہو۔

لو ان لک عدت الی ناقۃ تخسّی اہل بیت من المسلمین فبلغ ابن لبون بوازۃ او نا قۃ بجشوشا وقیل لعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہٰہنا رجلا من الانبار نصرانیا لہ بصر بالدیوان لو اتخذتہ کاتبا فقال لقد اتخذت اذا بطانۃ من دون المؤمنین ۔ وقال وقد خطب الناس والذی بعث محمدا بالحق لو ان جملا ہلک ضیاعا بشط الفرات خشیت ان یسأل اللہ عنہ آل الخطاب قال عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم یعنی بآل الخطاب نفسہ مایعنی غیرہ وکتب الی ابی موسیٰ انہ لم یزل للناس وجوہ یرفعون حوائجہم من الامیر فاکرم من قبلک من وجوہ الناس وبحسب المسلم الضعیف من بین القوم ان ینصف فی الحکم وفی القسم اتی اعرابی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ان ناقتی لہا نقبا ودبرا فاحملنی فقال لہ واللہ مابعیرک من نقب ولا دبر فقال ؎ اقسم باللہ ابوحفص عمرؓ مامسّہا من نقب ولا دبر ۔ فاغفر لہ اللّٰہم ان کان فجر ۔ فقال عمر اللّٰہم اغفر لی ثم دعاہ فحملہ ۔ جاء رجل الی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکانت بینہما قرابۃ یسألہ فزبرہ

دیتی جس سے غرباء کو دودھ کا فائدہ اس ناقہ کی طرح نہ پہنچے کیونکہ اس کے پاس گوشت کے سوا اور کچھ نہیں، یا کوئی ایسی اونٹنی لے لیتا جو کم دودھ دینے والی ہوتی۔ اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ یہاں انبار کا رہنے والا ایک نصرانی شخص ہے جس کو دفتر کے کاموں میں بہت بصیرت ہے۔ اس کو تو آپ اپنا کاتب بنا لیجئے۔ فرمایا اگر میں ایسا کرتا تو مومنین کے سوا دوسروں کو بطانہ[1] (اندرونی دوست) بنانے والا ہوتا۔ اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد کو حق کے ساتھ بھیجا اگر کوئی اونٹ صدقہ کا فرات کے کنارے پر بھی ضائع ہو کر ہلاک ہو جائے گا تو مجھے خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں آل خطاب سے بازپرس کرے۔ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے کہا کہ "آل خطاب" سے عمر اپنی ذات کو مراد لے رہے ہیں اپنے سوا کسی اور کو مراد نہیں لے رہے۔ اور آپ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ ہر زمانہ میں کچھ آدمی عام لوگوں میں نمایاں رہے جن کے پاس لوگ اپنی حاجتیں لے کر جاتے رہے ہیں، تو تم سے پہلے جو لوگ ایسے ممتاز رہے ہیں ان کی عزت کرو۔ اور ایک ضعیف مسلمان میں قوم کے درمیان اتنی بات تو ہونی چاہیے کہ حکم میں اور تقسیم اموال میں انصاف کرے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور بولا کہ میری اونٹنی کے پاؤں میں زخم ہے اور کمر میں زخم ہے اس لئے مجھے کوئی اونٹ دے دیجئے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ واللہ نہ تیرے اونٹ میں زخم ہے نہ کمر میں۔ تو اس نے کہا ؎ اقسم باللہ الخ (ترجمہ) ابوحفص عمر نے اللہ کی قسم کھائی کہ اس (میری) اونٹنی کے نہ پاؤں میں زخم ہے نہ کمر میں تو یا اللہ اس کو معاف کر دیجئے اگر اس نے جھوٹی قسم کھائی ہو۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے۔ پھر اس کو بلا کر اونٹ پر سوار کر دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا شخص سوال لے کر آیا جو آپ کا رشتہ دار تھا تو آپ نے اس کو جھڑکا اور نکال دیا۔ تو اس کے بارے میں ان سے گفتگو کی گئی اور کہا گیا کہ اے امیر المومنین وہ آپ سے سوال کرتا ہے تو آپ

[1] یہ تلمیح ہے اس آیت کی طرف یایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا الخ ترجمہ اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت [illegible]

واخرجہ فکلم فیہ وقیل یا امیرالمؤمنین
یسألک فزبرتہ واخرجتہ قال
انہ سألنی من مال اللہ فما معذرتی
اذا لقیتہ ملکا خائنا فلولا سألنی من
مالی ثم بعث الف درہم من مالہ
وکان یقول فی عمالہ اللھم انی ابعثہم
یأخذوا اموال المسلمین ولا یضربوا
ابشارہم من ظلمہ امیرہ فلا امرۃ
علیہ دونی۔ بینا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ذات لیلۃ یعس سمع صوت امرأۃ
من سطح وہی تنشد ؎ تطاول ہذا
اللیل وازور جانبہ ✤ ولیس الی
جنبی خلیل الاعبہ ✤ فواللہ لولا
اللہ لاشیٔ غیرہ ✤ لزعزع من
ہذا السریر جوانبہ ✤ مخافۃ ربی و
الحیاء یصدنی ✤ واکرم بعلی
ان تنال مراکبہ ✤ فقال عمر لا حول و
لا قوۃ الا باللہ ماذا صنعت یا عمر
بنساء المدینۃ ثم جاء فضرب الباب
علی حفصۃ ابنتہ فقالت ما جاء بک فی
ہذہ الساعۃ قال اخبرینی کم تصبر المرأۃ
المغیبۃ عن اہلہا قالت اقصاہ اربعۃ
اشہر فلما اصبح کتب الی امرائہ
فی جمیع النواحی ان لا تجمر البعوث
وان لا یغیب رجل عن اہلہ اکثر

اس کو جھڑکتے اور نکال دیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے اللہ کے مال میں سے مانگا تھا تو میرا کیا عذر ہوتا جب میں اللہ سے بادشاہ خائن کی حالت میں ملتا۔ اس نے میرے مال میں سے کیوں نہ مانگا۔ پھر اپنے مال میں سے اُس کو ایک ہزار درہم بھیج دیئے۔ اور آپ اپنے عاملوں کے متعلق کہا کرتے تھے کہ یا اللہ میں اُن کو اس لئے بھیجتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کے اموال کو وصول کریں، نہ اس لئے کہ لوگوں کے جسموں کو پیٹیں۔ جس پر اس کے امیر نے ظلم کیا تو اس پر اس امیر کی امارت نہیں رہے گی سوائے میرے (یعنی اب اس کو براہ راست مجھ سے کہنا چاہیئے) عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رات گشت لگانے کے دوران میں چھت کے اوپر سے ایک عورت کی آواز سنی اور وہ یہ اشعار پڑھ رہی تھی ؎ تطاول الخ (ترجمہ) یہ رات لمبی ہو گئی اور اندھیرا چھا گیا۔ اور میرے پہلو میں ایسا دوست نہیں ہے جس سے دل لگی کروں ✤ تو خدا کی قسم اگر خدا (موجود) نہ ہوتا اور کوئی شے اس کے سوا (جو کہ ملاعبت سے مانع ہو موجود) نہیں ہے تو اس تخت کے تمام گوشے یقیناً لرزتے ہوئے ہوتے۔ اپنے رب کا خوف اور حیا مجھے روک رہی ہیں۔ اور یہ بات بھی روکنے والی ہے کہ اپنے میاں کا احترام کرتی ہوں، اس بات سے کہ اس کی سواری کے مقامات کسی اور کو دے دیئے جائیں ✤ تو عمر رضہ نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اے عمر تو نے مدینہ کی عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ پھر جا کر اپنی بیٹی حفصہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا بات ایسے بے وقت آپ کو یہاں لائی۔ فرمایا کہ مجھے یہ بتا دے کہ کتنے زمانہ تک ایسی عورت جس کا شوہر غائب ہو اپنے شوہر سے جدائی پر صبر کر سکتی ہے۔ حفصہ نے کہا کہ اس کی انتہا چار مہینے ہیں۔ پھر جب صبح ہو گئی تو عمر رضہ نے تمام علاقوں کے امراء کے نام یہ حکم لکھ کر روانہ کیا کہ لشکروں کو محبوس نہ کیا جائے اور کوئی شخص اپنی بیوی سے چار مہینے سے زیادہ غائب نہ رہے۔ اور اسلم نے بیان کیا کہ عمر جب کہ ایک رات مدینہ میں گشت کر رہے تھے میں ان کے ساتھ تھا کہ اچانک انہوں نے سنا کہ ایک

من اربعة اشـهر - و تدى اسلم
قال كنت مع عمر يعس بالمدينة
اذا سمع امرأة تقول لبنتها قومى
يا بنية الى ذلك اللبن فامذقيه
فقالت او ما علمت ما كان من
عزمة امير المؤمنين بالامس قالت
وما هو قالت انه امر مناديا فنادى
ان لا يشاب اللبن بالماء قالت
فانه بموضع لا يراك امير المؤمنين
ولا منادى امير المؤمنين قالت ما كنت
لاطيعه فى الملاء واعصيه فى الخلاء
وعمر يسمع ذالك فقال يا اسلم
اعرف الباب ثم مضى فى عسسه
فلما اصبح قال يا اسلم امض الى
الموضع فانظر من القائلة و من
المقول لها هل لها من بعل
قال اسلم فاتيت الموضع فنظرت
فاذا الجارية ايّم واذا بنت لها
وليس لها رجل فاخبرته فجمع عمر
ولده فقال هل تريدون ان تزوجوا
امرأة فازوجه امرأة صالحة
فتاة ولو كان فى ابيكم حركة الى
النساء لم يسبقه احد اليها فقال
عاصم ابنه انا فبعث الى الجارية
فزوجها ابنه عاصما فولدت له

عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ بیٹی اٹھو اور جاکر دودھ میں پانی ملا دے تو
اس نے کہا کہ کیا تم کو معلوم نہیں ہوا کہ امیر المومنین نے کل کس حکم کی منادی
کرائی تھی۔ اس نے کہا کہ کیا حکم تھا۔ اس نے کہا کہ ان کے حکم سے منادی نے
یہ آواز لگائی تھی کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے۔ ماں نے کہا کہ تو ایسی جگہ ہے
کہ تجھے نہ امیر المومنین دیکھ رہا ہے اور نہ امیر المومنین کا منادی۔ لڑکی
نے کہا کہ میں تو ایسا نہ کروں گی کہ سامنے تو ان کی اطاعت کروں اور تنہائی
میں ان کے حکم کے خلاف کروں۔ اور عمرؓ یہ گفتگو سن رہے تھے۔ تو فرمایا
کہ اے اسلم دروازے کو اچھی طرح پہچان لے۔ پھر گشت میں آگے نکل
گئے۔ پھر جب صبح ہوئی تو فرمایا اے اسلم اس جگہ پہنچو اور پتہ لگاؤ
کہ وہ کہنے والی کون تھی اور جس سے کہہ رہی تھی وہ کون ہے اور کیا اس
کے شوہر موجود ہے۔ اسلم کہتے ہیں کہ میں اس جگہ پہنچا اور تحقیق کی تو معلوم
ہوا کہ وہ لڑکی بیوہ ہے اور اس کی ایک بیٹی ہے اور دونوں کا کوئی مرد
نہیں ہے۔ تو میں نے اس کی اطلاع عمرؓ کو دے دی۔ اس کے
بعد عمر نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ کیا تم کسی عورت سے نکاح
کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ تو میں اس کا نکاح ایسی نوجوان عورت سے
کرا دوں جو صالحہ ہے اور اگر تمہارے باپ میں عورتوں کی جانب
میلان ہوتا تو اس پر اس کی جانب کوئی اس سے پیش قدمی نہ کرسکتا۔
تو ان کے بیٹے عاصم نے کہا کہ میں۔ تو آپ نے اس لڑکی کے پاس
پیغام بھیجدیا اور اس کا اپنے بیٹے عاصم سے نکاح کر دیا۔ تو
اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی کنیت ام عاصم ہے اور
یہی ماں ہے عمر بن عبد العزیز بن مروان کی۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ
نے حج کیا۔ جب وادی ضجنان میں آئے تو فرمایا کوئی معبود نہیں
سوائے اللہ کے جو بہت عظمت والا ہے، جو کچھ چاہتا ہے اور جس
کو چاہتا ہے عطا فرما دینے والا ہے۔ مجھے یاد آرہا ہے جب کہ
میں خطاب کے اونٹ اس وادی میں چرایا کرتا تھا۔ ایک اونی

بنتا هي المكناة ام عاصم وهي ام عمر بن
عبد العزيز بن مروان اخي عمر رضي
الله تعالى عنه فلما كان بعسفان قال
لا اله الا الله العظيم المعطي ما يشاء لمن
يشاء اذكرونا ارعى ابل الخطاب
بهذا الوادي في مدرعة صوف وكان فظا
يتعبني اذا عملت ويضربني اذا قصرت
وقد امسيت اليوم وليس بيني وبين
الله احد ثم تمثل ؎ لا شيء مما نرى
تبقى بشاشته ۞ يبقى الاله ويودي المال
والولد ۞ لم تغن عن هرمز يوما خزائنه ۞
والخلد قد حاولت عاد فما خلدوا ۞ و
لا سليمان اذ تجري الرياح له ۞ والانس
والجن فيما بينها برد ۞ اين الملوك التي
كانت منازلها ۞ من كل اوب اليها راكب
يفد ۞ حوض هنالك مورود بلا كذب ۞
لا بد من ورده يوما كما وردوا ۞ وسمع
عمر منشدا ينشد قول طرفة ؎ فلولا ثلاث
هن من عيشة الفتى ۞ وجدك لم احفل
متى قام عودي ۞ فمنهن سبقي العاذلات
بشربة ۞ كميت متى ما تعل بالماء تزبد ۞
وكري اذا نادى المضاف محنبا ۞ كسيد
الغضا في نبهته المتورد ۞ وتقصير يوم
الدجن والدجن معجب ۞ ببهكنة تحت
الطراف المعمد ۞ فقال وانا لولا ثلاث

کرتے ہیں۔ اور وہ ایک سخت مزاج آدمی تھے مجھے اذیت میں ڈالے
رکھتے تھے جب میں کام کرتا تھا اور مجھے مارا کرتے تھے جب میں کام
میں کمی کرتا تھا اور آج میں اس حال میں ہوں کہ میرے اور اللہ کے
مابین کوئی (حاکم) نہیں۔ پھر تمثیلاً یہ اشعار فرمائے ؎ لا شئی مما
یُرای الخ (ترجمہ) کوئی دیکھی جانے والی شے ایسی نہیں کہ اُس کی خوشی اور
تازگی باقی رہنے والی ہو۔ اللہ ہی ہمیشہ رہتا ہے اور مال و اولاد سب
فنا ہو جاتے ہیں (موت کے) دن ہرمز (شاہ فارس) کے خزانے
اس کو نہ بچا سکے۔ اور خلد (عاد کی جنت) نے اُس سے منہ موڑ لیا، یہ لوگ
باقی نہ رہے۞ اور نہ سلیمان باقی رہے جن کے حکم سے ہوائیں چلتی تھیں،
اور انسان اور جن ان ہواؤں کے درمیان اترتے تھے۞ وہ بادشاہ
کہاں گئے جن کے محلات ایسے تھے کہ ہر طرف سے ان کے پاس
سواروں کے وفد آتے رہتے تھے۞ وہاں (فنا کا) ایک حوض ہے
جس پر بلا تخلف ہر ایک کو وارد ہونا ہے جس طرح گذرے ہوئے
لوگ اس پر وارد ہو کر موت کے گھونٹ پیتے رہے۞ اور عمر رضی اللہ
عنہ نے سنا کہ ایک شخص طرفہ کے یہ اشعار پڑھ رہا تھا ؎ فلو
لا ثلاث الخ (ترجمہ) اگر تین خصلتیں نہ ہوتیں جو کہ جوان کی (یعنی میری)
زندگی سے لازم ہیں، قسم ہے تیرے نصیب کی میں ایسے وقت بھی
نہیں چوکتا جب کہ (میں بیمار ہوتا ہوں اور) میری عیادت کرنے والے
کھڑے ہوتے ہیں۞ ان میں سے ایک خصلت میرا ملامت کرنے
والوں پر سبقت کر جانا ہے ایسی شراب کے ایک گھونٹ کے لئے
جس میں سیاہی آمیز سرخی ہو کہ جب اس میں پانی ملایا جائے تو
اُبل کر (صراحی سے) نکلنے لگے۞ اور (دوسری خصلت) میرا پلٹ کر
حملہ کر دینا ہے جب ایسا میدان جنگ ندا کرے جو (بہادروں کو)
نامرد بنا دینے والا ہو۔ غضا کے بھیڑیے کی طرح کمال ہوشیاری
اور سبک رفتاری کے ساتھ۞ اور (تیسری خصلت) یوم ابر کو

بهن من عبثة الفتق ﴿ وجدک لم اجعل مسی قائم عودی ﴿ اجاہد فی سبیل اللہ و انا اضع وجہی فی التراب للہ و انا اجالس قوما یلتقطون طیب القول کما یلتقط طیب الثمر - وروی عبداللہ بن بریدۃ قال کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربما یأخذ بید الصبی فیقول ادع لی فانک لم تذنب بعد - وکان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثیر المشاورۃ کان لیشاور فی امور المسلمین حتے المرأۃ - قال عمر رضی اللہ تعالیٰ یوما والناس حولہ واللہ ما ادری اخلیفۃ انا ام ملک فان کنت ملکا فلقد ورطت فی امر عظیم فقال لہ قائل یا امیر المؤمنین ان بینہما فرقا وانک ان شاء اللہ لعلی خیر قال کیف قلت قال ان الخلیفۃ لا یأخذ الا حقا ولا یضعہ الا فی حق وانت بحمد اللہ کذلک والملک یعسف الناس و یأخذ مال ہذا فیعطیہ ہذا فسکت عمر و قال ارجو ان اکونہ - وروی الحسن قال کان رجل لا یزال یأخذ من لحیۃ عمر شیئا فاخذ یوما من لحیتہ فقبض علی یدہ فاذا فیہا شیٔ فقال ان الملق من الکذب - انقطع شسع نعل عمر فاسترجع وقال کل ما ساءک فہو

گوتا و شمار کرنا ہے جیسے کہ (جنگ کا غبار بلند ہونے سے) تاریکی بہت اچھی معلوم ہو رہی ہو نلشۂ جنگ سے لیے کھینچے ہوئے خیمہ کے نیچے۔ تو عمر رضؓ نے فرمایا کہ اور میں (کہتا ہوں) اگر تین خصلتیں نہ ہوتیں جو کہ جوان کی زندگی سے لازم ہیں، تو مجھے تیرے نصیب کی میں ان سے ایسے وقت بھی نہیں چوکتا جب میری عیادت کرنے والے کھڑے ہوں (ایک خصلت یہ کہ) میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوں اور (دوسری یہ کہ) میں اللہ کے لئے اپنا چہرہ مٹی پہ رکھ دوں اور (تیسری یہ کہ) میں ایسے لوگوں کا ہم مجلس رہوں جو پاکیزہ اقوال اس رغبت کے ساتھ چنتے ہیں جس رغبت کے ساتھ عمدہ پھل چنتے ہیں۔ اور عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ لیا اوقات کسی بچہ کا ہاتھ پکڑ لیتے اور کہتے کہ میرے لئے دعا کر کیونکہ تو نے ابھی تک گناہ نہیں کیا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ بکثرت مشورے کرنے والے تھے مسلمانوں کے امور میں مشورے کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ عورتوں سے بھی۔ ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کہ لوگ ان کے گرد موجود تھے کہ خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ ہوں۔ اگر میں بادشاہ ہوں تو میں بڑے خطرناک امر میں ڈال دیا گیا۔ تو ان سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اے امیر المومنین دونوں میں فرق ہے اور آپ انشاء اللہ خیر پر ہیں۔ فرمایا کہ یہ تم نے کیسے کہا؟ اس نے کہا کہ خلیفہ جو کچھ رعایا سے لیتا ہے حق کے ساتھ لیتا ہے اور اس کو حق ہی کے موقع میں خرچ کرتا ہے اور آپ خدا کا شکر ہے اس کے مطابق ہیں۔ اور بادشاہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔ اس کا مال چھینتا ہے پھر اس کو خلاف حق اس کو دے دیتا ہے! تو عمر رضؓ خاموش ہو گئے اور فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ایسا بن جاؤں۔ اور حسن نے روایت کیا کہ ایک شخص تھا جو ہمیشہ عمر کی داڑھی میں سے کچھ لیا کرتا تھا (یعنی صاف کرتا تھا) تو اس نے ایک دن ان کی داڑھی میں سے کچھ (تنکا یا ٹوٹا ہوا بال) لیا تو انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، دیکھا تو اس میں کچھ تھا تو فرمایا کہ چاپلوسی کذب (کی جنس) میں سے ہے۔ عمر رضؓ

مصيبة. وقف اعرابي على عمر رضي الله تعالى عنه فقال له ؎ يا ابن الخطاب جزيت الجنة ۞ اكس بنياتي وأمهنه ۞ اقسم بالله لتفعلنه ۞ فقال ان لم افعل يكون ماذا قال ؎ اذاً ابا حفص لأمضينه. قال اذا مضيت يكون ماذا قال ؎ تكون عن حالي لتسئلنه ۞ يوم تكون الاعطيات جنة ۞ والواقف المسئول بينهنه ۞ اما الى نار واما جنة ۞ فبكى عمر ثم قال لغلامه اعطه قميصي هذا لذلك اليوم لا لشعره والله ما املك ثوبا غيره. سمع عمر رضي الله تعالى عنه صوت بكاء في بيت فدخل وبيده الدرة فمال عليهم ضربا حتى بلغ النائحة فضربها حتى سقط خمارها ثم قال لغلامه اضرب النائحة ويلك اضربها فانها نائحة لا حرمة لها انها لا تبكي بشجوكم انها تهريق دموعها على اخذ دراهمكم انها تؤذي امواتكم في قبورهم واحياءكم في دورهم انها تنهى عن الصبر وقد امر الله به وتأمر بالجزع وقد نهى الله عنه. ومن كلامه من اتجر في شيء ثلاث مرات فلم يصب فيه فليتحول عنه الى غيره. قال عمر ان الحرفة في المعيشة اخوف عندي عليكم من العيال انه

کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ الخ کہا اور فرمایا کہ جو بات بھی تم کو بری لگے وہ مصیبت ہے۔ ایک اعرابی نے عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہو کر کہا ؎ یا ابن الخطاب الخ (ترجمہ) اے ابن خطاب تجھے جزا میں جنت دی جائے گی۔ میری بیٹیوں اور ان کی ماں کو کپڑے پہنا دے۔ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ایسا ضرور کر۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو کیا ہوگا۔ تو اس نے کہا ؎ اِذاً الخ یعنی اس صورت میں اے ابو حفص میں چلا جاؤں گا۔" تو آپ نے کہا کہ اس صورت میں کہ تو چلا جائے گا تو کیا ہوگا۔ تو اس نے کہا ؎ تجھ سے میرے حال کے بارے میں ضرور باز پرس ہوگی، جس دن عطیات (صدقات عذاب سے بچاؤ کے لیے) ڈھال بنیں گے۔ وہ کھڑا ہوا مسئول (جس سے باز پرس ہوگی) ضرور پریشان ہوگا۔ یا دوزخ کی طرف بھیجا جائے گا یا جنت کی طرف۔" یہ شعر سن کر عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ یہ میری قمیص اس کو دے دو اُس دن کی باز پرس سے بچنے کی وجہ سے، اُس کے شعر کی وجہ سے نہیں۔ واللہ میں اس کے سوا اور کسی کپڑے کا مالک نہیں ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گھر سے رونے کی آواز سنی تو اُس میں داخل ہو گئے۔ اور اُن کے ہاتھ میں دُرّہ تھا اور گھر والوں پر دُرّے مارتے ہوئے نوحہ کرنے والی عورت تک پہنچ گئے اور اُس کو پیٹنا شروع کر دیا یہاں تک کہ اُس کی اوڑھنی بھی گر گئی۔ پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ نوحہ کرنے والیوں کو مار، تیرا بُرا ہو، مار ان کو یہ تو نوحہ کرنے والی عورتیں ہیں، ان کی کوئی حرمت نہیں یہ تمہارے غم کی وجہ سے نہیں رو رہیں، ان عورتوں کے آنسو تو صرف تم سے درہم وصول کرنے کے لیے بہتے ہیں۔ یہ عورتیں تمہارے مُردوں کو اُن کی قبروں میں اذیت پہنچا رہی ہیں اور تمہارے زندوں کو اُن کے گھروں میں۔ یہ صبر سے روک رہی ہیں جس کا اللہ نے حکم دیا اور گریہ و بُکا کا امر کر رہی ہیں حالانکہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ اور آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ جو شخص کسی چیز کی تجارت تین مرتبہ کرے اور اس میں اُس کو نفع نہ ہو تو اب

لا یبقی مع الفساد شیئ و لا یقل مع
الاصلاح شیئ وکان عمر یقول اتزروا و اخیلوا
و انتعلوا و اقعدوا فی الشمس و
لا یجاورنکم الخنازیر ولا تقعدوا
علی مائدۃ یشرب علیہا الخمر و یرفع
علیہا الصلیب و ایاکم و اخلاق العجم
ولا یحل لمؤمن ان یدخل الحمام
الا مؤتزرا ولا لامراۃ ان یدخل الحمام
الا من سقم و اذا وضعت المرأۃ خمارہا
فی غیر بیت زوجہا فقد ہتکت الستر
بینہا و بین اللہ تعالی ۔ وکان یکرہ
ان یتزیا الرجال بزی النساء و
ان لا یزال الرجل مکتحلا مدہنا و
ان یحف لحیتہ وشاربہ کما یحف
المرأۃ ۔ سمع عمر سائلا یقول من یعشی
السائل فقال عشوا سائلکم ثم جاء
الی دار الصدقۃ یعشیہا فسمع
صوتہ مرۃ اخری فقال من ہذا السائل
الم آمرکم ان تعشوہ قالوا قد عشیناہ
فارسل الیہ عمر واذا معہ جراب مملوء
خبزا قال فانک لست سائلا انما انت
تاجر تشتری لاہلک فاخذ بطرف الجراب
فنبذہ بین یدی الابل ۔ و نظر الی شاب
قد نکس راسہ خشوعا فقال یا ہذا
ارفع راسک فان الخشوع لا یزید

اس سے دوسری شے کی طرف رجوع کرے۔ عمرؓ کا قول ہے کہ روزی کے
ذرائع کا تباہ ہو جانا میرے نزدیک تمہارے حق میں غربت و فقر
سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ فساد کے ہوتے ہوئے کوئی شے باقی نہیں رہتی اور
اصلاح کے ساتھ کوئی شے کم نہیں ہوتی۔ اور عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ گھوڑوں کو
سدھاؤ اور تیر اندازی کی مشق کرو اور دھوپ میں بیٹھو اور تمہارے پڑوس میں
سور ہرگز نہ ہونے چاہئیں۔ اور ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھو جس پر شراب پی جارہی اور
صلیب بلند کی جارہی ہو۔ اور خبردار عجم کی عادتوں سے بچو اور کسی مومن کے لئے
حلال نہیں کہ حمام میں داخل ہو مگر تہبند باندھ کر اور نہ کسی عورت کے لئے حلال ہے
کہ حمام میں داخل ہو مگر بیماری کی وجہ سے۔ اور جب کسی عورت نے اپنی اوڑھنی
(سربند) کو اتار کر رکھ دیا غیر شوہر کے گھر میں تو اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان
کے حجاب کو (جو اس کو اللہ کے غضب سے بچانے والا تھا) توڑ دیا۔ اور آپؓ اس کو
مکروہ رکھتے تھے کہ مرد عورتوں کی طرح بناؤ سنگار کریں اور یہ کہ مرد (زینت کے لئے)
سرمہ لگاتے اور تیل چپڑتے رہیں اور یہ کہ اپنی ڈاڑھی اور مونچھوں کو چڑھائیں
(مانگ نکالیں) جس طرح عورتیں مانگ نکالتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک
سائل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کون رات کا کھانا سائل کو کھلائے گا۔ تو آپ نے فرمایا
کہ سائل کو کھانا کھلا دو۔ پھر آپ صدقہ کے اونٹوں کے باڑہ کی
طرف گئے تاکہ انہیں چارہ کھلائیں۔ تو وہاں
آپ نے اسی سائل کی آواز پھر سنی۔ تو لوگوں سے فرمایا کہ یہ سائل کون ہے،
کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ اس کو کھانا کھلا دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم
نے اس کو کھلا دیا تھا۔ تو اس کے پاس عمرؓ نے ایک شخص کو بھیجا، دیکھتے ہیں
کہ اس کے پاس ایک تھیلا ہے روٹیوں سے بھرا ہوا۔ عمرؓ نے اس سے فرمایا
کہ تو سائل نہیں ہے تو محض ایک تاجر ہے اپنے اونٹوں کے لئے روٹی
خریدتا پھرتا ہے پھر تھیلے کا ایک گوشہ پکڑ کر اونٹوں کے آگے الٹ دیا۔
آپ نے ایک جوان کو دیکھا اس نے عاجزی کے طور پر اپنا سر جھکا رکھا
تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے شخص اپنا سر اٹھا۔ کیونکہ یہ (اظہار) خشوع

علی ما فی القلب فمن اظہر للخلق خشوعا فوق ما فی قلبہ فانما اظہر نفاقا۔ ومن کلامہ احسنکم ایمانا احسنکم اخلاقا۔ و کان یقول لا تنظروا

مالم نرکم احسنکم اسما فاذا رأیناکم فاحسنکم الینا احسنکم اخلاقا فاذا بلوناکم فاحسنکم الینا اعظمکم امانۃ واصدقکم حدیثا۔ وکان یقول لا تنظروا الی صلوۃ امرءٍ ولا صیامہ ولکن انظروا الی عقلہ وصدقہ۔ ومن کلامہ ان العبد اذا تواضع للّٰہ رفع اللّٰہ حکمتہ وقال انتعش نعشک اللّٰہ فہو فی نفسہ صغیر وفی اعین الناس عظیم و اذا تکبر وعتا وہصہ اللّٰہ الی الارض وقال اخسأ اخساک اللّٰہ فہو فی نفسہ عظیم وفی اعین الناس حقیر حتی یکون عندہم احقر من الخنزیر۔ وقال ان الانسان لا یتعلم العلم لثلاث ولا یترکہ لثلاث لا یتعلمہ لیماری بہ ولا لیباہی بہ ولا لیرائی بہ ولا یترکہ حیاءً من طلبہ ولا زہادۃً فیہ ولا رضیً بالجہل بدلا منہ۔ وقال تعلموا انسابکم تصلوا ارحامکم۔ وقال انی لا اخاف علیکم احد الرجلین مؤمنا تبین ایمانہ وکافرا قد تبین کفرہ ولکن اخاف علیکم منافقا یتعوذ بالایمان ویعمل بغیرہ۔ ومن کلامہ ان الرجف من

جو کچھ قلب میں ہے اس پر کچھ اضافہ نہیں کرتا، جس شخص نے لوگوں کے سامنے اتنا خشوع ظاہر کیا جو اس کے قلب کے خشوع سے زیادہ ہے تو اس نے نفاق ہی کا اظہار کیا۔ اور آپ کا قول ہے تم میں سے جس کو ہم نے نہیں دیکھا ہمارے نزدیک زیادہ اچھا وہ ہوتا ہے جس کا نام اچھا ہوتا ہے پھر جب ہم نے تم کو دیکھ لیا تو ہم کو زیادہ اچھا وہ معلوم ہوتا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ پھر جب ہم تم کو آزما بھی لیتے ہیں تو ہمارے نزدیک تم میں سب سے اچھا وہ ہوتا ہے جو تم میں امانت اور سچی بات کہنے میں سب سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی شخص کی نماز اور روزوں پر نظر نہ کرو بلکہ نظر کرو اس کی عقل اور اس کے صدق پر۔ اور آپ کا ارشاد ہے کہ بندہ جب اللہ کے لئے سر جھکاتا ہے تو اللہ بلند کر دیتا ہے اس کی حکمت کو اور اس سے فرماتا ہے اٹھ تجھے اللہ نے بلند کر دیا ہے تو وہ اپنے نفس میں چھوٹا ہوتا ہے (یعنی وہ اپنی ذات کو حقیر سمجھتا ہے) اور لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہوتا ہے۔ اور جب تکبر اور سرکشی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو زمین پر دے مارتا ہے اور فرماتا ہے دور ہو تجھے خدا نے ذلیل کر دیا ہے تو وہ اپنے نفس میں عظمت والا ہوتا ہے (یعنی اپنے آپ کو بہت بڑا آدمی سمجھتا ہے) اور لوگوں کی نگاہوں میں حقیر ہو جاتا ہے حتی کہ لوگوں کے نزدیک سُور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ انسان علم کو نہ سیکھے تین باتوں کے لئے اور اس کو ترک نہ کرے تین باتوں کے سبب، نہ سیکھے اس غرض سے کہ اس سے لوگوں سے بحث اور جھگڑے کرے اور نہ اس غرض سے کہ لوگوں پر بڑائی جتائے اور نہ لوگوں کو دکھانے کے لئے۔ اور نہ ترک کرے اس کی طلب سے شرما کر اور نہ اس سے بے رغبتی کی بنا پر اور نہ اس کے بدلہ میں جہل پر راضی ہو کر۔ اور آپ نے فرمایا کہ اپنے نسبوں کا علم حاصل کرو اور صلہ رحمی کرو (یعنی رشتہ داری کا حق ادا کرو)۔ اور فرمایا کہ مجھے تم پر دو قسم کے آدمیوں سے کوئی اندیشہ نہیں، ایسے مومن سے جس کا ایمان عیاں ہو اور ایسے کافر سے جس کا کفر عیاں ہو۔ لیکن مجھے اندیشہ

كثرة الزنا. ان قحوط المطر من قضاة السوء وائمة الجور. وقال في النساء استعينوا عليهن بالعري فان احداهن اذا كثرت ثيابها وحسنت زينتها اعجبها الخروج. ومن كلامه ان الجبت السحر وان الطاغوت الشيطان وان الجبن والشجاعة غرائز تكون في الرجال يقاتل الشجاع عمن لا يعرف ويفر الجبان عن امه و ان كرم الرجل دينه وحسب الرجل خلقه وان كان فارسيا او نبطيا. وقال تعلموا العربية فانها تزيد في العقل وتزيد في المروءة. وقال ما يمنعكم اذا رأيتم السفيه يخرق اعراض الناس ان تعربوا عليه قالوا نخاف لسانه قال ذلك ادنى ان لا تكونوا شهداء. ورأى رجلا عظيم البطن فقال ما هذا فقال بركة من الله قال بل عذاب من الله. وقال اذا رزقت مودة من اخيك فتشبث بها ما استطعت وقال لقوم يحصدون الزرع ان الله جعل ما اخطأت ايديكم رحمة لفقرائكم فلا تعودوا فيه. وقال ما ظهرت قط نعمة على احد الا وجدت له حاسدا ولو ان امرأ كان اقوم من قدح لوجدت له غامزا. وقال اياكم والمدح فانه الذبح. وقال لقبيصة بن ذويب

ایسے منافق سے ہے جو آڑ سے لیتا ہے ایمان کی اور عمل ایمان کے خلاف کرتا ہے اور آپ کا قول ہے کہ زلزلہ زنا کی کثرت سے اور بارش میں رکاوٹ بُرے قاضیوں اور ظالم حکام کی وجہ سے ہوتی ہے، اور عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کی اتنی مدد کرو کہ برہنگی سے بچی رہیں کیونکہ اُن میں ایسی بھی ہیں کہ جب ان کے پاس زیادہ کپڑے ہو جائیں اور اُن کا سنگار اچھا ہو جائے تو اب اُن کو گھر سے نکلنا اچھا معلوم ہوتا ہے، اور آپ کا قول ہے کہ جبت سے مراد ہے سحر اور طاغوت سے مراد شیطان ہے۔ اور جُبن یعنی بزدلی اور شجاعت خلقی اور طبعی صفات ہیں جو لوگوں میں ہوتی ہیں: بہادر مرد ایسے شخص کی طرف سے لڑ جائے گا جس کو وہ پہچانتا بھی نہ ہوگا اور بزدل اپنی ماں کو بھی چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ اور آدمی کی بزرگی اس کا دین ہے اور اُس کا "حسب" اس کا خُلق اگرچہ وہ فارسی ہو یا نبطی[عہ] اور فرمایا کہ عربیت کو سیکھو اس سے عقل بڑھے گی اور مروّت زیادہ ہوگی۔ اور آپ نے لوگوں سے کہا کہ کونسی چیز تم کو روکتی ہے جب کہ تم کسی بیوقوف کو دیکھو کہ وہ لوگوں کی آبروریزی کر رہا ہے کہ تم اس سے اُس کو روک دو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم اُس کی زبان سے ڈرتے ہیں۔ فرمایا کہ ادنیٰ نتیجہ اس کا یہ ہے کہ تم گواہ نہ ہو[عہ]۔ عمرؓ نے ایک بڑے پیٹ والے آدمی کو دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ برکت ہے اللہ کی طرف سے۔ فرمایا نہیں بلکہ عذاب ہے اللہ کی طرف سے۔ اور آپ نے فرمایا کہ جب تجھے اپنے بھائی کی جانب سے دوستی عطا کر دی جائے تو جہاں تک تجھ سے ہو سکے اس کو نباہتا رہ۔ اور آپ نے کچھ لوگوں سے جو کھیتی کاٹ رہے تھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس (بال) کو جس سے تمھارے ہاتھ خطا کر جاتے ہیں تمھارے فقراء کے لئے رحمت بنایا ہے (کہ وہ اُن کو جمع کر کے روزی کماتے ہیں) تو اُس کو نہ اٹھاؤ (پڑی رہنے دو) اور فرمایا کہ جب بھی کسی پر کسی نعمت کا ظہور ہوا تو اس پر کوئی حاسد ضرور پاؤ گے اور اگر کوئی شخص تیر سے بھی زیادہ سیدھا ہوگا تو تم اس کا بھی کوئی عیب جو ضرور پاؤ گے۔ اور فرمایا کہ مدح سے بچو کہ یہ ذبح

عہ نبط۔ نون اور باء کے زبر کے ساتھ عرب کی ایک قوم ہے جو فارس اور روم میں داخل ہو گئی۔ ان کی زبان خراب ہو گئی اور نسب مخلوط ہو گیا۔ ۱۲ عہ آئندہ صفحہ پر

انت رجلٌ حدیث السّن فصیحٌ و انہ یکون فی الرجل تسعۃ اخلاقٍ حسنۃ وخلق واحد سیّئٌ فتغلب الواحدۃ التسعۃ فتوق عثرات السیئات۔ و قال بحسب امرءٍ من الغیّ ان یوذی جلیسہ او یتکلف مالا یعنیہ او یعیب الناس بما یأتی مثلہ ویظہر لہ منہم مایخفیٰ علیہ من نفسہ۔ وقال احترسوا من الناس بسوء الظن۔ وقال فی خطبۃ لہ لایعجبکم من الرّجل طنطنتہ و لکن من ادّی الامانۃ وکفّ عن اعراض الناس فہو الرجل۔ وقال الراحۃ فی مہاجرۃ خلطاء السوء۔ وقال انّ لوماً بالرجل ان یرفع یدیہ من الطعام قبل اصحابہ۔ و اثنیٰ رجلٌ علیٰ آخر عند عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لہ أعاملتہٗ قال لا قال أصحبتہ فی السفر قال لا قال فانتَ اذاً لقائل مالا تعلمُ۔ وقال لأن اموتَ بین شعبتی رحلی اسعیٰ فی الارض ابتغی من فضل اللہ کفافاً وہی احبّ الیّ من ان اموتَ غازیاً۔ وکان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاعدًا والدرّۃ معہ والناس حولہ اذا اقبل الجارود العامری فقال رجل ہذا سیّد ربیعۃ فسمعہا

دکے برابر ہے۔ اور آپ نے قبیصہ بن ذؤیب سے فرمایا کہ تو ایک نوعمر شخص ہے، فصیح ہے، یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی شخص میں نو اخلاق حسنہ ہوتے ہیں اور ایک بُرا اخلاق ہوتا ہے، اور وہ ایک نو پر غالب آجاتا ہے اس لئے بدکرداری کی لغزشوں سے بچتے رہنا۔ اور فرمایا کہ کسی شخص کے بد ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے ہمنشین کو تکلیف پہنچائے یا بے فائدہ تکلفات میں مبتلا ہو یا لوگوں میں ایسے عیب نکالے کہ اس قسم کی باتوں کا خود بھی مرتکب ہو اور لوگوں کی ایسی برائیوں کو ظاہر کرے کہ جب وہ خود اس سے مبتلا ہوں تو چھپائے۔ اور فرمایا کہ لوگوں پر بدگمانی کرنے سے اپنے نفس کی نگہداشت رکھو۔ اور آپ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ تم کو کسی آدمی کی بڑی شہرت پر فریفتہ نہ ہو جانا چاہئے، لیکن جو شخص امانت کو ادا کردے اور لوگوں کی آبروریزی سے بچے، بس آدمی وہی ہے۔ اور فرمایا کہ راحت اسی میں ہے کہ بُرے ساتھیوں سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ اور فرمایا کہ کسی شخص کے حق میں یہ بات قابل ملامت ہے کہ اپنے ہاتھ کھانے سے کھینچ لے اپنے ساتھیوں سے پہلے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو نے اس سے کوئی معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا تو کیا سفر میں اس کے ساتھ رہا؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر تو تو ایسی بات کا قائل ہے جس کا تجھے علم نہیں عــه۔ اور فرمایا کہ اگر میں اللہ کے فضل کی جستجو کے دوران میں اپنی ذات کے معاشی کے لئے زمین میں سفر کرتا ہوا اپنی سواری کے دونوں کجاووں کے بیچ میں مر جاؤں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ جہاد کرتا ہوا مروں۔ اور عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پاس درہ بھی تھا اور لوگ آپ کے گرد و پیش جمع تھے کہ جارود عامری آگئے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ یہ ربیعہ کا سردار ہے۔ اس بات کو عمر نے سُنا اور اُن لوگوں نے بھی جو آپ کے گرد موجود تھے اور اس کلام کو جارود نے بھی سُنا تو جب جارود ان کے قریب آئے تو آپ نے ان کے درّہ مارا۔ تو جارود نے کہا کہ

عــه یعنی تمہاری شہادت ناقابل اعتبار ہے [illegible] اندیشہ ہے۔ ۱۲

عمر ومن حولہ وسمعہا الجارود فلما ولی
منہ خفقہ بالدرۃ فقال مالی ولک
یا امیر المؤمنین قال ویلک لقد سمعتہا
قال وسمعتہا فمہ قال خشیت ان تخالط
القوم و یقال فی قلبک من ہذا امر فاحببت
ان اطامنہ منک. وقال من احب
ان یصل ابیہ فلیصل اخوان
ابیہ من بعدہ. وقال ان اخوف
ما اخاف ان یقول المرء برأیہ فمن
قال انی عالم فہو جاہل ومن قال انی
فی الجنۃ فہو فی النار. وخرج فی حج
فسمع غناء راکب فقیل یا امیر المؤمنین
الا تنہی عن الغناء وہو محرم فقال
دعوہ فان الغناء زاد الراکب. وقال
یثغر الغلام لسبع ویحتلم لاربع
عشرۃ وینتہی طولہ لاحدی و
عشرین ویکمل عقلہ لثمان وعشرین
ویصیر رجلا کاملا لاربعین. وکتب
الی ابی موسی وہو بالبصرۃ بلغنی
انک تاذن للناس الجم الغفیر
فاذا جاءک کتابی ہذا فاذن لاہل الشرف
واہل القرآن والتقوی والدین
فاذا اخذوا مجالسہم فاذن للعامۃ
ولا تؤخر عمل الیوم لغد فتدارک
علیک الاعمال فتضیع وایاک واتباع

اے امیر المومنین مجھ سے آپ کی کیا خطا سرزد ہوئی؟ فرمایا تجھ پر افسوس
ہے کیا تو نے اس بات کو سنا؟ انہوں نے کہا ہاں سنا تھا تو پھر کیا ہوا
فرمایا کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ تو قوم میں مل کر بیٹھے اس حال میں
کہ تیرے قلب میں اس امر (یعنی کبر) کا کچھ اثر ہو تو میں نے پسند کیا کہ اس
کو تیرے دل سے نکال دوں۔ اور فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے مقاصد
میں کامیاب ہو تو اس کو چاہیئے کہ اپنے باپ کے بعد اس کے بھائیوں
کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ سب سے زیادہ اندیشہ ناک
بات جس سے میں ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ کوئی خود بینی میں مبتلا ہو، تو جو
شخص یہ کہے کہ میں عالم ہوں تو وہ جاہل ہے اور جس نے یہ کہا کہ وہ جنتی ہے
تو وہ دوزخی ہے۔ اور آپ سفر حج میں تھے تو ایک سوار کے گانے کی
آواز سنی تو آپ سے کہا گیا کہ اے امیر المومنین آپ اس کو گانے سے
نہیں روکتے؟ حالانکہ وہ محرم ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ چھوڑ دو اس کو
کیونکہ گانا سوار کا زاد راہ ہوتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ لڑکا سات سال
کا ہو کر نئے دانت نکالتا ہے اور چودہ سال کی عمر میں بالغ ہوجاتا ہے۔ اور
اکیس سال کی عمر میں اس کا قد پورا ہوجاتا ہے۔ اور اس کی عقل اٹھائیس
سال کی عمر میں پوری ہوتی ہے اور مرد کامل چالیس سال میں ہوتا ہے۔
اور آپ نے ابو موسیٰ کو لکھا جب کہ وہ بصرہ میں عامل تھے کہ مجھے یہ
خبر پہنچی کہ آپ ایک بڑی جماعت کو (جس میں ہر قسم کے لوگ ملے جلے
ہوتے ہیں) ایک مرتبہ ہی آنے کی اجازت دیدیتے ہیں۔ تو جب میرا یہ
خط تم کو ملے اس وقت سے یہ معمول بناؤ کہ اول اجازت دو ان لوگوں کو
جو صاحب شرافت اور اہل قرآن اور صاحب تقویٰ اور دیندار ہوں،
جب اپنی اپنی مناسب جگہ بیٹھ جائیں تو پھر عام لوگوں کو آنے کی اجازت
دو اور آج کے کام کو کل پر مؤخر نہ کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے ذمہ بہت سے
کام جمع ہوجائیں پھر تم ان کو ضائع کرو، اور خبردار لوگوں کی خواہشوں کا
اتباع نہ کرنا۔ کیونکہ لوگ اپنی اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوتے ہیں اور دنیا

الهوى فان للناس ابواء تبعة
و دنيا مؤثرة و ضغائن محمولة و حاسب
نفسك في الرخاء قبل حساب الشدة
فانه من حاسب نفسه في الرخاء
قبل حساب الشدة كان مرجعه
الى الرضاء و الغبطة و من الهته حياته
و شغلته اهواؤه عاد امره الى الندامة
والحسرة . انه لا يقيم امر الله في الناس
الا حصيف العقدة بعيد الغرة
لا يحنق على حرة و لا يطلع الناس
منه على عورة و لا يخاف في الحق
لومة لائم . الزم اربع خصال يسلم
لك دينك و تحظ بافضل حظك
اذا حضر الخصمان فعليك بالبينات
العدول و الايمان القاطعة ثم ادن
الضعيف حتى ينبسط لسانه و يجترئ
قلبه و تعهد الغريب فانه اذا طال
حبسه ترك حاجته و انصرف الى اهله و
احرص على الصلح ما لم يتبين لك القضاء
والسلام عليك . و كان رجل من الانصار
لا يزال يهدي لعمر فخذ جزور الى
ان جاء ذات يوم مع خصم له فجعل
في اثناء الكلام يقول يا امير المؤمنين
افصل القضاء بيني و بينه كما
يفصل فخذ الجزور قال عمر فما زال

کو مقدم رکھے ہوئے اور کینے ابھرے ہوئے ہیں اور اپنے نفس کا محاسبہ
کرتے رہو اس ڈھیل کے زمانہ میں شدت کے زمانہ کے حساب سے پہلے کیونکہ
جس نے اس ڈھیل کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کر لیا شدت کے حساب
سے پہلے اس کے لوٹنے کی جگہ رضاء اور رشک کا مقام ہوگا اور جس کو اس
کی زندگی نے لہو ولعب میں مبتلا کر دیا اور اس کی خواہشوں نے مشغول
کر لیا اس کا معاملہ ندامت اور حسرت کی طرف عائد ہوگا۔ اللہ کے احکام
کو لوگوں میں ایسا ہی شخص قائم کر سکتا ہے جو پختہ کار غافل نہ ہونے والا
ہو اور رعایت قرابت وغیرہ پر کینہ نہ رکھنے والا ہو اور لوگ اس کے چھپے
ہوئے عیب پر مطلع نہ ہوں اور حق کے بارے میں ملامت کرنے والے کی
ملامت سے نہ ڈرنے والا ہو۔ چار عادات کو اپنے اوپر لازم کر لو، تمھارا
دین سلامت رہے گا اور تم کو بہترین اجر ملے گا۔ جب کہ مدعی مدعا علیہ
حاضر ہوں تو تم پر ضروری ہے صاحب عدل لوگوں کی شہادت ماننا اور
قطعی قسموں کا لینا پھر ضعیف کو اپنے قریب کر لو تاکہ اس کی زبان کھل
جائے اور اس کا قلب جری ہو جائے اور پردیسی حاجتمند کا خیال رکھو
کیونکہ جب (توجہ کے انتظار میں) وہ دیر تک محبوس رہے گا تو اپنی حاجت
کو ترک کر دے گا اور اپنے اہل کی طرف چلا جائے گا اور جب تک تم
پر فیصلہ عیاں نہ ہو طرفین میں مصالحت پر حریص رہو۔ والسلام علیک
انصار میں کا ایک شخص تھا جو برابر عمرؓ کے پاس بکری کی ایک ران
ہدیۃً بھیجا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک دن وہ (عمرؓ کے پاس) اپنے ایک
مخالف کے ساتھ آیا (ایک مقدمہ کے فیصلے کے لئے) اور دوران گفتگو میں
اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ اے امیر المؤمنین میرے اور اس کے درمیان
اس قضیہ کا فیصلہ اس طرح کر دیجئے جس طرح بکری کی ران جدا کی جاتی ہے۔
عمرؓ فرماتے ہیں کہ وہ اس جملہ کو بار بار کہتا رہا یہاں تک کہ مجھے اپنے نفس
پر (اپنے قابو ہونے کا) اندیشہ ہوگیا۔ پھر میں نے اس کے خلاف فیصلہ کیا پھر
اس کے بعد میں نے اس کا ہدیہ قبول نہ کیا اور نہ اور کسی کا۔ اور آپ نے اپنے

يُرتدّوا حتى خشيت على نفسه فخشيت عليه ثم لم أقبل له هدية فيما بعد ولا لغيره وكتب الى عمال البعد اياكم و الهدايا فانها من الرشا - كان عمر يقول اكتبوا عن الزاهدين في الدنيا ما يقولون فان الله عزوجل وكّل بهم ملائكة واضعة ايديهم على افواههم فلا يتكلمون الا بما هيأه الله لهم. و روى ابوجعفر الطبري في تاريخه كان عمر يقول جرّدوا القرآن ولا تفسّروه واقلّوا الرواية عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا شريككم - قلت معناه لا تكتبوا في المصحف غير القرآن من تفسيره وشرح غريبه ولا تردّوا من الحديث الّا ما اعتمدتم على صحته وقت التحمل ووقت الاداء ولا يوجد مثل ذلك الا قليل فلا يبالي الراوي بقلة روايته وليحذر رواية ما لا يعتمد على صحته - قال ابوجعفر وكان اذا اراد عمر ان ينهى الناس عن شيء جمع اهله فقال اني نهيت ان انهى الناس عن كذا وان الناس ينظرون اليكم نظر الطير الى اللحم فاقسم بالله لا اجد احدا منكم يفعل الا اضعفت عليه العقوبة - قال ابوجعفر وكان عمر

عاملوں کو لکھا اما بعد خبردار ہدیہ لینے سے بچو کیونکہ یہ ایک طرح کی رشوت ہیں، عمرؓ فرمایا کرتے کہ دنیا کو ترک کرنے والے زاہدوں سے جو کچھ سنو لکھ لیا کرو، کیونکہ اللہ عزوجل نے ان پر فرشتے مقرر کر دیئے ہیں جو ان کے منہ پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے ہوتے ہیں تو وہ کلام نہیں کرتے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ ان سے کہلواتا ہے۔ اور ابوجعفر طبری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے کہ عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کو مجرّد رکھو اور اس کی تفسیر نہ کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم روایت کرو اور میں (اس امر میں) تمہارا شریک ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ قرآن کے سوا اوراق پر اور کچھ اس کی تفسیر اور اس کی کسی ایسی چیز کی جو عام فہم نہ ہو شرح نہ لکھو۔ اور حدیث میں سے صرف اسی کی روایت کرو جس کی صحت پر تم کو بھروسہ ہو اس کے حفظ کرنے کے وقت اور ادا کرنے کے وقت اور اس طرح کے لوگ کم ہی ہوتے ہیں تو راوی اپنی قلت روایت کی پرواہ نہ کرے اور چاہیئے کہ جس روایت کی صحت پر اعتماد نہ ہو اس سے پرہیز کرے۔ ابوجعفر نے بیان کیا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو کسی بات سے روکنے کا ارادہ کرتے تو اپنے گھر والوں کو جمع کر کے فرماتے کہ میں عنقریب لوگوں کو اس بات سے منع کرنے والا ہوں اور لوگ تم کو ایسی گہری نظر سے دیکھتے ہیں جیسے پرندے گوشت کی طرف دیکھتے ہیں، تو خدا کی قسم اگر میں تم میں سے کسی کو ایسا کرتے ہوئے پاؤں گا تو دگنی سزا دوں گا۔ کہا ابوجعفر نے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکوک و شبہات نکالنے والوں پر سخت ناراض ہوتے تھے اور حق اللہ کے بارے میں سختی کرنے والے تھے اس کے نکلوا لینے تک اور نرمی اور سہولت پسند تھے اس حق کے بارے میں جو اس پر لازم ہوتا تھا یہاں تک کہ وہ اس کو ادا کر دے اور ضعیف پر بہت رحم کرنے والے تھے۔ اور زید بن اسلم نے اپنے باپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدیدا علی اہل الریب وفی حق اللہ صلیبا حتی یستخرجہ ولینا سہلا فیما یلزمہ حتی لو ترکہ والضعیف رحیما۔ وروی زید بن اسلم عن ابیہ ان نفرا من المسلمین کلموا عبد الرحمٰن بن عوف فقالوا کلم لنا عمر بن الخطاب فقد واللہ اخشانا حتی لانستطیع ان ندیم الیہ ابصارنا فذکر عبد الرحمٰن لہ ذلک فقال اوقد قالوا ذلک واللہ لقد لنت لہم حتی تخوفت اللہ فی امرہم ولقد تشددت علیہم حتی خشیت اللہ فی امرہم ولا انا واللہ اشد فرقا منہم لی۔ وروی راشد بن سعد ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتی بمال فجعل یقسم بین الناس فازدحموا علیہ فاقبل سعد بن ابی وقاص یزاحم الناس حتی خلص الیہ فعلاہ بالدرۃ وقال انک اقبلت لاتہاب سلطان اللہ فی الارض فاحببت ان اعلمک ان سلطان اللہ لایہابک وقالت الشفا ابنۃ عبد اللہ ورأت فتیانا من النساک یقصدون فی المشی ویتکلمون رویدا ما ہؤلاء فقیل نساک فقالت کان عمر بن الخطاب

سے روایت کیا کہ مسلمانوں میں سے چند لوگوں نے عبد الرحمٰن بن عوف سے کہا کہ آپ عمر بن الخطاب سے ہمارے بارے میں گفتگو کیجئے حقیقت یہ ہے کہ بخدا انہوں نے ہم کو اتنا خائف کر دیا ہے کہ ہم اُن کی طرف دیر تک دیکھ بھی نہیں سکتے۔ تو عبد الرحمٰن نے اُن سے اس بات کا ذکر کیا، تو فرمایا کہ کیا واقعی انہوں نے ایسا کہا، واللہ میں ان کے ساتھ نرمی کرتا رہا یہاں تک کہ میں اُن سے اس معاملہ میں اللہ سے ڈرنے لگا، اور میں نے اُن پر سختی کی یہاں تک کہ میں اس معاملہ میں اللہ سے ڈرنے لگا اور خدا کی قسم وہ مجھ سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور راشد بن سعد نے روایت کیا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مال لایا گیا انہوں نے لوگوں کو تقسیم کرنا شروع کیا تو اُن پہ ہجوم ہو گیا۔ سعد بن ابی وقاص نے آکر لوگوں کو دھکیلا یہاں تک کہ عمرؓ کے پاس پہنچ گئے۔ تو عمر نے اُن کے درّہ مارا اور فرمایا کہ تو اس طرح آیا کہ تو زمین پہ اللہ کے سلطان سے نہیں ڈرا تو میں نے چاہا کہ تجھے بتا دوں کہ اللہ کا سلطان تجھ سے نہیں ڈرتا۔ اور عبد اللہ کی بیٹی شفا نے جب کہ اس نے زاہدوں میں کے بعض جوانوں کو دیکھا کہ آہستہ آہستہ چل رہے ہیں اور آہستہ آہستہ بات کرتے ہیں کہا کہ یہ کون ہیں تو کہا گیا کہ زاہد لوگ ہیں تو شفا نے کہا کہ سچے زاہد تو بس عمر بن الخطاب تھے اور جب وہ بولتے تھے تو سنواتے تھے (یعنی بلند آواز سے بولتے تھے) اور جب چلتے تو تیز چلتے اور جب مارتے تو دردناک بناتے تھے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کی کسی چیز کے اٹھانے میں مدد کی۔ تو اس شخص نے اُن کو دُعا دی اور کہا کہ اے امیر المومنین تمہارے بیٹے تمہاری مدد کریں تو فرمایا کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ اور اُن کا ارشاد ہے کہ عمل کی قوت یہ ہے کہ تو آج کے کام کو کل پہ مؤخر نہ کرے، اور امانت یہ ہے کہ تیرا باطن تیرے ظاہر کے خلاف نہ ہو۔ اور تقویٰ نگہداشت

برانا سك حقاً وكان اذا تكلم اسمع
واذا مشى اسرع واذا ضرب اوجع
أعان عمر رضي الله تعالى عنه رجلاً
على حمل شيء فدعا له الرجل وقال
أعانك بنوك يا امير المؤمنين قال
بل اغناني الله عنهم . ومن كلامه القوة
في العمل ان لا تؤخر عمل اليوم لغد و
الامانة ان لا يخالف سريرتك علانيتك
والتقوى بالتوقي ومن يتق الله يقه
وقال عمر رضي الله تعالى عنه كنا نعد
القرض بخلاً انما كانت المواساة أتى
رهط الى عمر رضي الله تعالى عنه فقالوا
يا امير المؤمنين كثرت العيال واشتدت
المؤنة فزدنا في أعطياتنا فقال
فعلتموها جمعتم بين الضرائر واتخذتم
الخدم من مال الله اما لوددت
اني واياكم في سفينتين في لجة البحر
تذهب بنا شرقاً وغرباً فلن يعجز
الناس ان يؤمروا رجلاً منهم فان
استقام اتبعوه وان جنف قتلوه
فقال طلحة وما عليك لو قلت فان
اعوج عزلوه فقال القتل ارهب
لمن بعده احذروا فتى قريش
وابن كريمها الذي لا ينام الا على الرضاء
ويضحك عند الغضب ويتناول ما فوقه

سے ہے (یعنی یہ کہ صدود و مقادیر معینۂ شرع کی نفس مخالفت نہ کر سکے)
اور جو اللہ (کے خلاف) سے ڈرتا ہے اللہ اُس کو بچا لیتا ہے - اور
عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم قرض دینے کو بخل میں
شمار کیا کرتے تھے۔ وہ غمخواری کا زمانہ تھا - ایک جماعت آئی
عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین
کنبہ بڑھ گیا اور خرچ کا بوجھ بڑھ گیا اس لئے ہمارے وظائف میں اضافہ
کر دیجئے۔ تو فرمایا کہ تم نے خود ہی ایسا کیا تم نے تن آسانی کے سامان
جمع کئے، اور خدمت گار بنا لئے اللہ کے مال میں سے۔ سمجھ لو میں اس
کو پسند کرتا ہوں کہ (یہ معمول ہو) گویا میں اور تم دو کشتیوں میں بھرے
دریا میں سفر کر رہے ہیں جو ہم کو مشرق اور مغرب کی طرف لے جا رہا
ہے تو ہم لوگوں کو ہرگز اس بات سے نہ روکیں گے کہ وہ اپنے میں
سے کسی کو (امیر البحر بننے کے لئے) تجویز کر لیں پھر اگر وہ سیدھا رہے
تو سب اس کا اتباع کریں اور اگر ظلم کرے تو اُس کو قتل کر دیں۔
تو طلحہ نے کہا کہ کیا حرج تھا اگر آپ یہ کہتے کہ اگر وہ ٹیڑھا ہو جائے
تو اس کو معزول کر دیں۔ تو فرمایا کہ قتل بعد میں ہونے والے امیر کو زیادہ
محتاط رکھنے والا ہے - اور محتاط رہو قریش کے جوان سے کیونکہ قریش
میں کا بزرگ مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ نہیں سوتا مگر خوش ہو کر (یعنی
خلاف طبع امر پیش آ جائے تو اُس کی نیند جاتی رہے گی) اور غصہ کے وقت
بھی ہنستا ہے اور ایسا اقبال مند ہے کہ اُس شے کو جو کہ اس کے اختیار
سے اُوپر ہو گی اپنے نیچے سے حاصل کر لیتا ہے۔ (یعنی اللہ کی طرف سے اس
کو مل جاتی ہے)۔ اور احنف نے روایت کیا کہ عبد اللہ بن عمیر عمر رضی اللہ
عنہ کے پاس آئے اور وہ لوگوں کو قرض دیا کرتے تھے تو عمر رض نے کہا
جش (ارے) اور اُن کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو انہوں
نے کہا کہ عبد اللہ بن عمیر اور اُن کے باپ جنگ حنین میں شہید
ہو گئے تھے تو عمر رض نے فرمایا اے یرفا اس کو چھ سو دینار دیدے۔ تو ان کو

من تحتہ ورویٰ الاحنف قال اتی عبداللہ بن عمیر الی عمر وہو یقسم حُلّ الناس فقال عمر حَسّن واقبل علیہ فقال من انتَ فقال عبداللہ بن عمیر وکان ابوہ استشہد یوم حُنین فقال یا یرفا اعطہ ستمائۃ دینار فاعطاہ ستمائۃ فلم یقبلہا ورجع الی عمر فاخبرہ فقال یا یرفا اعطہ ستمائۃ وحُلّۃً فاعطاہ فلبس الحلۃ التی کساہ عمر ورمیٰ ماکان علیہ فقال خذ ثیابک ہٰذہ فلتکن فے مہنۃ اہلک وہٰذہ لزینتک۔ وروی ایاس بن سلمۃ عن ابیہ قال مر عمر فی السوق ومعہ الدرۃ فخفقنی خفقۃ فاصاب طرف ثوبے فقال امط عن الطریق فلما کان فے العام المقبل لقینی فقال یا سلمۃ اتُرید الحج قلت نعم فاخذ بیدی فانطلق بے الی منزلہ فاعطانی ستمائۃ درہم وقال استعن بہا علے حجک واعلم انہا بالخفقۃ التی خفقتک قلت یا امیر المؤمنین ما ذکرتہا قال وانا ما نسیتہا۔ وخطب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ایہا الرعیۃ ان لنا علیکم حق النصیحۃ بالغیب والمعاونۃ علے الخیر انہ لیس من حلم

اس نے چھ سو دینار دیئے مگر انہوں نے قبول نہ کیا۔ یرفا نے آکر حضرت عمر کو اس کی خبر دی تو فرمایا کہ اے یرفا اس کو چھ سو اور ایک جوڑا دے تو اس نے دے دیا اور انہوں نے اس جوڑے کو پہن لیا جو عمرؓ نے ان کو عطا کیا تھا اور جو بدن پر تھا اس کو اتار کر پھینک دیا۔ تو عمرؓ نے ان سے کہا کہ اپنے کپڑے لے لے، چاہیئے کہ یہ تیرے گھر کے خادموں کے کام آئیں اور یہ (جو پہنے ہوئے ہو) تمھاری زینت رہیں۔ اور ایاس بن سلمہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے، کہا کہ عمرؓ بازار سے گذرے اور ان کے ساتھ درّہ بھی تھا تو جھکے سے میرے ایک درّہ مارا جو کہ میرے کپڑے کی ایک جانب پر لگا اور فرمایا کہ راستہ سے ہٹ، پھر جب کہ آئندہ سال آیا تو مجھ سے ملے اور فرمایا کہ اے سلمہ کیا تو حج کا ارادہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ تو میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے مکان پر لے گئے پھر چھ سو درہم دیئے اور فرمایا کہ ان کو حج کے سلسلہ میں کام میں لا۔ اور جان لے کہ یہ اُس درّہ مارنے کا بدلا ہے جو میں نے تیرے مارا تھا۔ میں نے کہا کہ اے امیرالمومنین مجھے تو وہ یاد بھی نہیں۔ فرمایا کہ میں تو اس کو نہیں بھولا۔ اور عمرؓ نے خطبہ میں فرمایا کہ اے رعایا کے لوگو ہمارا تم پر یہ حق ہے کہ تم پیٹھ پیچھے خیرخواہ رہو اور نیک کام میں تعاون کرو۔ اور یہ واقعی بات ہے کہ اللہ کے نزدیک کوئی بُردباری امام کی بُردباری اور اس کی نرمی سے زیادہ اچھی اور عام نفع والی نہیں ہے۔ اور کوئی جہل اللہ کے نزدیک امام کے جہل اور حمق سے زیادہ مبغوض اور عام طور سے نقصان دینے والا نہیں ہے۔ اے رعیت کے لوگو یقیناً جو شخص اپنے آگے والوں کو عافیت دیتا ہے اللہ تعالیٰ

احب الی اللہ ولا اعم نفعاً من حلم امام ورفقہ ولیس من جہل ابغض الی اللہ ولا اعم ضرراً من جہل امام وخرقہ انہا الرعیۃ انہ من یأخذ بالعافیۃ بین ظہرانیہ یرزقہ اللہ العافیۃ من فوقہ - وروی المغیرۃ بن سوید قال خرجنا مع عمر فی حجۃ حجہا فقرأ بنا فی الفجر الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل ولایلاف قریش فلما فرغ رأی الناس یبادرون الی مسجد ھناک فقال ما بالہم قالوا مسجد صلی فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فالناس یبادرون الیہ فناداہم فقال ھکذا ہلک اہل الکتاب قبلکم اتخذوا آثار انبیاءھم بیعاً من عرضت لہ صلوۃ فی المسجد فلیصل ومن لم یعرض لہ صلوۃ فلیمض - واتی رجل من المسلمین الی عمر فقال انا لما فتحنا المدائن اصبنا کتاباً فیہ علم من علوم الفرس وکلام معجب فدعا بالدرۃ فجعل یضربہ بہا ثم قرأ نحن نقص علیک احسن القصص ویقول ویلک اقصص احسن من کتاب اللہ انما ہلک من کان قبلکم لانہم اقبلوا علی کتب علمائہم و اساقفتہم وترکوا التورٰۃ والانجیل

اُوپر سے اُس کو عافیت عطا فرماتا ہے۔ اور مغیرہ بن سوید نے روایت کیا کہ ہم عمرؓ کے ایک حج میں جو انہوں نے کیا تھا نکلے، تو انہوں نے ہم کو فجر کی نماز الم ترکیف الخ اور لایلاف سے پڑھائی۔ پھر جب فارغ ہوئے اور لوگوں کو دیکھا کہ وہاں کی ایک مسجد کی طرف جھپٹ رہے ہیں تو فرمایا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ اُس مسجد کی طرف جھپٹ رہے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے، تو آپ نے آواز دلوا کر لوگوں کو بلایا اور فرمایا کہ تم سے پہلے اہل کتاب اسی طرح ہلاک ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے آثار کو عبادت گاہ بنا لیا تھا، پس مسجد میں جس پر نماز کا وقت آجائے وہ وہاں نماز پڑھے اور جس پر کسی نماز کا وقت نہ آئے اُس کو گذر جانا چاہیئے۔ اور مسلمانوں میں سے ایک شخص عمرؓ کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ جب ہم نے مدائن فتح کیا تو ایک کتاب ہمارے ہاتھ آئی جس میں بعض فارس کے علوم اور عجیب کلام تھا تو آپ نے درّہ منگایا اور اس کو مارنا شروع کیا پھر پڑھا نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ (یعنی ہم تجھ کو سب سے زیادہ حسین قصّہ سناتے ہیں (سورۂ یوسف) اور کہہ رہے تھے کہ تجھ پر افسوس ہے کیا ایسے قصص بھی ہیں جو کتاب اللہ سے زیادہ خوبی والے ہوں اور تم سے پہلے جو لوگ ہوئے ہیں وہ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنے علماء اور پادریوں کی کتابوں پر متوجہ ہوئے اور توریت وانجیل کو چھوڑ بیٹھے یہاں تک کہ وہ کہنہ ہوگئیں اور ان دونوں میں جو علم تھا وہ دیمک کی خوراک ہوکر جاتا رہا۔ ایک شخص نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آکر کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم صَبیغ تمیمی سے ملے تو اس نے ہم سے بعض حروفِ قرآن کی تفسیر کے بارے میں پوچھا

حتی تروضا و ذہب ما فیہا من العلم
وجاء رجل الی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فقال ان صبیغا التمیمی لقینا یا امیر
المؤمنین فجعل یسألنا عن تفسیر حروف
من القرآن فقال اللہم امکنی منہ فبینا
عمر یوما جالس یغدی الناس اذ
جاءہ الصبیغ وعلیہ ثیاب وعمامۃ
فتقدم واکل حتی اذا فرغ قال
یا امیر المؤمنین ما معنی قولہ تعالیٰ
والذریت ذروا فالحملت وقرا
قال ویحک انت ہو فقام الیہ فحسر
عن ذراعیہ فلم یزل یجلدہ حتی
سقطت عمامتہ فاذا لہ ضفیرتان فقال
والذی نفس عمر بیدہ لو وجدتک محلوقا
لضربت راسک ثم امر بہ فجعل فی
بیت ثم کان یخرجہ کل یوم فیضربہ
مائۃ فاذا برأ اخرجہ فضربہ مائۃ
اخری ثم حملہ علی قتب وسیرہ الی
البصرۃ وکتب الی ابی موسی یأمرہ
ان یحرم علی الناس مجالستہ و
ان یقوم فی الناس خطیبا ثم یقول
ان صبیغا التمیمی ابتغی العلم فاخطاہ
فلم یزل وضیعا فی قومہ وعند
الناس حتی قد ہلک وقد کان من قبل
سید قومہ وقال عمر علی المنبر الا ان

شروع کر دیا تو آپ نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے اس پر قابو عطا فرما دیجئے۔
پھر ایسا ہوا کہ ایک دن عمرؓ بیٹھے ہوئے لوگوں کو کھانا کھلا رہے
تھے کہ آپ کے پاس صبیغ آ گیا اور اس پر کپڑوں کے ساتھ
عمامہ بھی تھا تو اس نے آگے بڑھ کر کھانا کھایا۔ پھر جب وہ فارغ
ہو گیا تو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد
کے کیا معنے ہیں وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا۔
فرمایا تجھ پر خرابی ہو تو وہی ہے۔ پھر اس کی طرف بڑھے اور آستینیں
چڑھائیں اور برابر اس کے کوڑے مارتے رہے یہاں تک کہ اس
کا عمامہ گر گیا تو اس کے بالوں کی دو لٹیں ظاہر ہو گئیں تو فرمایا کہ
قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اگر میں تجھے
سر منڈایا پاتا تو تیرا سر اڑا دیتا۔ اس کے بعد اس کو قید خانہ میں
بند کرا دیا۔ پھر اس کو روزانہ نکالتے رہے اور اس کے ایک سو
کوڑے مارتے رہے۔ جب وہ اچھا ہو جاتا تو پھر اس کو نکالتے
اور ایک سو کوڑے اور مارتے پھر اس کو اونٹ کی کاٹھی پر سوار
کر کے بصرہ کی طرف روانہ کیا اور ابو موسیٰ کو یہ حکم لکھا کہ
لوگوں کو اس کے پاس نشست و برخاست سے ممانعت
کریں اور اس سے کہ وہ لوگوں میں تقریر کرنے کے لئے کھڑا
ہو۔ پھر فرمایا کرتے کہ صبیغ تمیمی نے علم کو تلاش کیا مگر وہ
اس کے ہاتھ نہ آیا۔ اس کے بعد صبیغ اپنی قوم میں اور عام لوگوں
میں اسی طرح ذلیل رہا یہاں تک کہ ہلاک ہو گیا اور یہ اس سے
پہلے اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور عمرؓ نے منبر پر فرمایا
کہ اپنی رائے سے فتوے دینے والے سنتوں کے دشمن ہیں
وہ احادیث کو یاد کرنے سے عاجز ہو گئے تو انہوں نے
اپنی رائے سے فتوے دیئے تو گمراہ ہو گئے اور دوسروں
کو بھی گمراہ کیا۔ یاد رکھو ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم اقتدا

اصحاب الرأی اعداء السنن اعیتھم
الاحادیث ان یحفظوھا فافتوا بآرائھم
فضلوا واضلوا الا انا لنا ان نقتدی
ولا نبتدی ونتبع ولا نبتدع انہ ما ضل
من تمسک بالاثر۔ وروی اللیث بن سعد
ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بینما
امرؤ قد وجد قتیلا ملقی علی وجہ
الطریق فسأل عن امرہ واجتھد فلم یقف
لہ علی خبر فشق علیہ فکان یدعو و
یقول اللھم اظفرنی بقاتلہ حتی اذا کان
راس الحول او قریبا من ذلک وجد
طفل مولود ملقی فی موضع ذلک القتیل
فاتی بہ عمر فقال ظفرت بدم القتیل
ان شاء اللہ فدفع الطفل الی امرأۃ
وقال لھا قومی بشأنہ وخذی منا نفقتہ
وانظری من یأخذہ منک فاذا وجدت
امرأۃ تقبلہ وتضمہ الی صدرھا فاعلمینی
مکانھا فلما شب الصبی جاءت جاریۃ
فقالت للمرأۃ ان سیدتی بعثتنی
الیک لتبعثی الیھا بھذا الصبی فتراہ
وتردہ الیک قالت نعم اذھبی بہ الیھا
وانا معک فذھبت بالصبی حتی دخلت
علی امرأۃ شابۃ فجعلت تقبلہ و
تضمہ وتفتدیہ الیھا فاذا ھی بنت
شیخ من الانصار من اصحاب رسول

کریں اور ابتداء نہ کریں اور اتباع کریں - ابتداع (یعنی نئی
بات اپنی طرف سے پیدا کرنا) نہ کریں۔ آثار سے دلیل پکڑنے والا
گمراہ نہیں ہوتا۔ لیث بن سعد نے روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک بے ریش جوان کی لاش لائی گئی جو
ایک راستہ کے سرے پر مقتول پڑا ہوا ملا۔ عمرؓ نے اس
کے بارے میں تحقیق اور پوری تفتیش کی مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ تو آپ پر بہت
شاق گزرا، تو دعاء کرتے رہے کہ یا اللہ مجھے اس کے قاتل پر غالب
کردے، یہاں تک کہ جب ایک سال یا اس کے قریب گزرنے
کو آیا تو ایک نومولود بچہ اسی مقتول کی جگہ پڑا ہوا ملا تو وہ عمرؓ کے
پاس لایا گیا تو فرمایا کہ اب میں مقتول کے خون (کی تفتیش) میں
کامیاب ہو گیا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر آپ نے وہ بچہ ایک عورت
کے سپرد کیا اور اس سے فرمایا کہ تو اس کا پورا خیال رکھ اور اس
کا خرچ ہم سے لیتی رہ اور اس کا دھیان رکھ کہ اس کو کون مجھ
سے لیتا ہے۔ جب تو کسی ایسی عورت کو پائے جو اس کو پیار
کرے اور اپنے سینہ سے چمٹائے تو مجھے اس کا مکان بتا دینا۔
پھر جب وہ لڑکا بڑا ہو گیا تو ایک باندی اس عورت کے پاس آئی
اور اس سے کہا کہ میری مالکہ نے مجھے تیرے پاس اس لئے بھیجا
ہے کہ تو اس کے پاس اس بچے کو بھیج دے۔ وہ اس کو دیکھ کر تیرے
پاس اس کو واپس بھیج دے گی۔ اس نے کہا کہ ہاں اس کو اس
کے پاس لے جا اور میں بھی تیرے ساتھ چلوں گی۔ تو وہ بچہ
کو لے گئی اور ایک جوان عورت کے پاس پہنچ گئی، اس نے
اس بچہ کو پیار کرنا اور صدقے واری ہونا شروع کر دیا اور اس
کو اپنے سے چمٹانے لگی۔ معلوم ہوا کہ وہ انصار میں کے ایک شیخ
کی بیٹی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں
سے ہیں۔ عورت نے جا کر عمرؓ کو اس قصہ کی اطلاع کر دی۔

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاءت المرأۃ
فاخبرت عمر فاشتمل علی سیفہ و
اقبل الی منزلہا فوجد اباہا متکئاً علی
الباب فقال ذا الذی تعلم من حال
ابنتک قال اعرف الناس بحق اللہ
وحق ابیہا مع حسن صلوتہا و صیامہا
والقیام بدینہا فقال عمر انی احببت
ان ادخل الیہا فازیدہا رغبۃ فی
الخیر فدخل الشیخ ثم خرج فقال ادخل
یا امیر المومنین فدخل و امر ان یخرج
کل من فی الدار الا ایاہا ثم سألہا
عن الصبی فلجلجت فقال لتصدقنی ثم
انتضی السیف فقالت علی رسلک یا
امیر المومنین فواللہ لاصدقنک ان
عجوزاً کانت تدخل علی فاتخذتہا اماً
وکانت تقوم فی امری بما تقوم بہ الوالدۃ
وانا لہا بمنزلۃ البنت فمکثت کذلک
حینا ثم قالت انہ قد عرض لی سفر ولی
بنت اتخوف علیہا بعدی الضیعۃ
وانا احب ان اضمہا الیک حتی
ارجع من سفری ثم عمدت الی ابن
لہا امرد فہیأتہ و زینتہ کما تزین
المرأۃ و اتتنی بہ ولا اشک انہ
جاریۃ فکان یری منی ما تری المرأۃ
فاغتفلنی یوماً وانا نائمۃ فما شعرت

تو انہوں نے تلوار کمر سے باندھی اور اس جوان عورت کے مکان
کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر اُس کے باپ کو ڈیوڑھی پر تکیہ
لگائے ہوئے پایا۔ اُس سے مل کر فرمایا کہ تم اپنی بیٹی کے حال میں
سے کیا جانتے ہو؟ اُس نے کہا کہ وہ اللہ کے حق اور اپنے باپ کے
حق کو سب سے زیادہ پہچاننے والی ہے۔ اچھی طرح نماز پڑھنا اور
روزے رکھنا اور دین کی پوری پابندی کرنا مزید برآں۔ تو عمرؓ
نے فرمایا کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ نیکی کی طرف اسکی رغبت
میں اضافہ کردوں۔ تو شیخ گھر میں داخل ہوئے اور باہر آکر بولے
کہ اے امیر المومنین اندر تشریف لے جایئے۔ تو عمرؓ گھر میں گئے اور
آپ نے حکم دیا کہ گھر کے سب لوگ اس لڑکی کے سوا باہر چلے جائیں
پھر آپ نے اس سے اُس بچے کے بارے میں سوال کیا تو وہ گھبرا گئی۔
فرمایا کہ تجھے سچ سچ بتانا پڑے گا اور آپ نے تلوار کھینچ لی اس
نے کہا کہ اے امیر المومنین ٹھہریئے خدا کی قسم میں پورا حال سچ سچ
آپ کو بتاتی ہوں۔ ایک بڑھیا تھی جو میرے پاس آیا کرتی تھی تو
میں نے اس کو اپنی ماں بنالیا اور وہ بھی میری خدمت میں اسی
طرح لگی رہتی جس طرح ماں لگی رہتی ہے اور میں اُس کے لئے بیٹی
کے مرتبہ میں تھی۔ ایک وقت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر ایک
دن بڑھیا نے کہا کہ مجھے ایک سفر درپیش ہے اور میرے ایک
بیٹی ہے مجھے اپنے بعد اُس کے ضائع ہونے کا خوف ہے۔ میں
یہ چاہتی ہوں کہ اپنے سفر سے واپس آنے تک اس کو تیرے
پاس چھوڑ دوں۔ پھر اُس نے اپنے بیٹے کی جو امرد تھا (یعنی بغیر
ڈاڑھی کا) تیاری کی اور اس کا بناؤ سنگار کیا جیسا کہ عورتیں
سنگار کرتی ہیں اور اس کو میرے پاس لے آئی اور میں اس
کے لڑکی ہونے میں کوئی شک نہیں کر رہی تھی۔ وہ میرے جسم
کے ان اعضاء کو دیکھتا رہا جن کو عورتیں دیکھتی ہیں۔ ایک دن

به حتی علانی وخالطنی فحدثت بیدی
الی شفرة کانت عندی فقتلته
ثم امرت به فالقی حیث رأیت
فاشتملت منه علی هذا الصبی
فلما وضعته القیته فی موضع ابیه
هذا واللّٰه خبره علی ما اعلمتك فقال
عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه صدقت
بارك اللّٰه فیك ثم اوعظها و
وعظها وخرج. وروی اسماعیل
بن خالد قال قیل لعثمان الا تکون
مثل عمر قال لا استطیع ان اکون مثل
لقمان الحکیم. ذکرت عائشة عمر فقالت
کان احوذیا نسیج وحده قد اعد للامور
اقرانها. جاء عبد اللّٰه بن سلام
بعد ان صلی الناس علی عمر
فقال ان کنتم سبقتمونی بالصلوة علیه
فلا تسبقونی بالثناء علیه ثم قال
نعم اخو الاسلام کنت یا عمر جوادا
بالحق بخیلا بالباطل ترضی حین الرضا و
تسخط حین السخط لم تکن مداحا و
لا معیابا طیب الطرف عفیف الطرف
وذکر ابو جعفر الطبری فی تاریخه
بعض خطب عمر فمنها خطبة خطب بها
حین ولی الخلافة وهی بعد حمد اللّٰه
والثناء علیه والصلوة علی رسوله ایها الناس

اس نے مجھے غافل پایا جب کہ میں سو رہی تھی تو میں اس وقت بیدار
ہوئی جب کہ وہ میرے اوپر آ چکا تھا اور اُس نے مجھ سے جماع کیا۔
پھر میں نے چھرا سنبھالا جو میرے قریب تھا اور اس کو قتل کر دیا۔
میں نے اُس کو جہاں آپ نے دیکھا پھنکوا دیا۔ اب مجھے اس بچے کا
حمل رہ چکا تھا۔ جب میں نے اس کو جنا تو میں نے اُس کو بھی اُس
کے باپ کی جگہ ڈال دیا اور اس واقعہ پر جو میں نے آپ کو بتایا
اللہ خبردار (گواہ) ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے سچ
کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو برکت دے۔ پھر اس کو کچھ نصیحت اور
وعظ کہہ کر باہر نکل گئے۔ اور اسماعیل بن خالد نے روایت کیا،
کہا کہ عثمان رض سے کہا گیا کہ تم عمرؓ کی مانند کیوں نہیں بنتے۔ تو انہوں
نے فرمایا مجھ میں لقمان حکیم جیسا بننے کی طاقت نہیں ہے۔ عائشہ
رضی اللہ عنہا نے عمرؓ کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ بڑے ذہین اور بے نظیر
تھے۔ اور انہوں نے ہر کام پر ایسوں کو متعین کیا جو اُن کے مناسب
تھے۔ عبداللہ بن سلام ایسے وقت پہنچے جب کہ لوگ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھ چکے تھے تو فرمایا کہ اگر تم ان پر نماز پڑھنے
میں مجھ پر سبقت کر گئے ہو تو ان کی تعریف کرنے میں مجھ سے
سبقت نہ کرو۔ پھر کہا اے عمر تم بہترین اسلام والے تھے، حق
کے ساتھ بہت بخشش کرنے والے اور باطل کے ساتھ بخیل
کرنے والے، رضا کے موقع پر راضی ہوتے تھے اور غصہ کے
موقع پر غصہ کرتے تھے۔ نہ آپ کسی کی بہت مدح کرتے تھے
نہ برائیاں کرنے کے خوگر تھے۔ پاکیزہ ظرف والے اور پاک دامن
تھے۔ اور ابو جعفر طبری نے اپنی تاریخ میں عمر رض کے بعض خطبوں
کا ذکر کیا ہے۔ اُن میں سے ایک وہ خطبہ ہے جو انہوں نے اُس
وقت دیا تھا جب وہ خلیفہ بنائے گئے تھے اور وہ یہ ہے:۔
اللہ کی حمد اور اس کی تعریف اور اس کے رسول پر درود کے بعد

انی قد ولیت علیکم ولولا رجائی ان اکون خیرکم و اقواکم علیکم و اشدکم استضلاعا بما ینوب من مہم امورکم ما تولیت ذلک منکم و لکفی عمر غیب مجری العطاء موافقۃ الحساب باخذ حقوقکم کیف آخذہا و وضعہا این اضعہا و بالسیر فیکم کیف اسیر فربی المستعان فان عمر لم یصبح یثق بقوۃ ولا حیلۃ ان لم یتدارکہ اللہ برحمتہ وعونہ ایہا الناس ان اللہ قد ولانی امرکم وقد علمتم انفع مالکم و اسأل اللہ ان یعیننی علیہ وان یحرسنی عندہ کما حرسنی عند غیرہ وان یلہمنی العدل فی قسمکم کالذی امر بہ فانی امرؤ مسلم وعبد ضعیف الا ما اعان اللہ ولن یغیر الذی ولیت من خلافتکم من خلقی شیئا ان شاء اللہ انما العظمۃ للہ ولیس للعباد منہا شیء فلا یقولن احد منکم ان عمر تغیر منذ ولی وانی اعقل الحق من نفسی و اتقدم و ابین لکم امری فایما رجل کانت لہ حاجۃ او مظلمۃ او عتب علینا فی خلق فلیؤذنی فانما انا رجل منکم فعلیکم بتقوی اللہ فی سرکم و علانیتکم و حرماتکم

اے لوگو میں تم پر والی (خلیفہ) بنادیا گیا ہوں، اور اگر مجھے یہ امید نہ ہوتی کہ میں تم میں سب سے بہتر اور تم میں سب سے قوی اور تمہارے مہمات امور میں دشوار چیزوں کا بوجھ اٹھانے میں سب سے زیادہ قوت برداشت رکھتا ہوں تو میں تمہاری جانب سے جو ذمہ داری مجھ پر پڑی ہے اس کو قبول نہ کرتا اور عمر کے لئے عطاؤ کے جاری کرنے کے سلسلہ میں تمہارے حقوق کے لینے کا مناسب حساب رکھنا کافی ہے، یعنی ان کو کیونکر وصول کروں اور اس کے خرچ کا حساب کہ کن مواقع میں اس کو خرچ کروں اور تم میں گشت کیسے کیا جائے، تو میرا رب ہی وہ ہے جس سے مدد مانگی جائے کیونکہ عمر یہ صحیح نہیں سمجھتا کہ کسی قوت پر اور کسی حیلہ پر وثوق کرے اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور مدد سے اس کی دستگیری نہ کرے، اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تمہارے امر پر مجھے والی بنا دیا ہے اور تم اپنے سب سے زیادہ نفع دینے والے مال کو جانتے ہو اور میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس پر میری مدد فرمائے اور یہ کہ میری نگہداشت کرے اپنے حضور میں جس طرح اپنے غیر کے سامنے میری نگہداشت فرما رہا ہے اور یہ کہ مجھ پر عدل کا الہام کرے تمہاری تقسیم اموال میں جو اس کے دیئے ہوئے احکام کے مطابق ہو کیونکہ میں ایک معمولی مسلمان شخص ہوں اور بندۂ ضعیف ہوں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری اعانت فرمائے۔ اور یہ بات کہ میں تم پر خلیفہ بنا دیا گیا ہوں میرے اخلاق میں کوئی تغیر نہیں پیدا کر سکتی اگر اللہ چاہے گا۔ بڑائی صرف اللہ ہی کے لئے ہے بندے کا اس میں کوئی حصہ نہیں تو تم میں سے کوئی کبھی یہ خیال نہ کرے کہ عمر جب سے خلیفہ بنایا گیا بدل گیا ہے۔ اور میں خوب سمجھتا ہوں اس حق کو جو میری ذات سے متعلق ہے اور میں تمہارے سامنے ہوں اور اپنے معاملہ کو صاف صاف تم پر ظاہر کر رہا ہوں، اس لئے اعلان کرتا ہوں کہ جس شخص کی کوئی حاجت یا ظلم کا بدلہ یا ناحق عتاب اخلاقی ہماری گردن پر ہو وہ آگے

وأعراضكم وأعطوا الحق من أنفسكم و
ولا يحمل بعضكم بعضاً على أن تحاكموا إليّ
فإنه ليس بيني وبين أحد هوادة
وأنا حبيب إليّ صلاحكم عزيز عليّ
عنتكم وأنتم أناس عامتكم محقرة في
بلاد الله وأهل بلد لا زرع فيه ولا ضرع
إلا ما جاء الله به إليه إن الله عز وجل
قد وعدكم كرامة كبيرة وأنا مسئول
عن أمانتي وما أنا فيه ومطلع
على ما يحضرني بنفسي إن شاء الله
لا أكله إلى أحد ولا أستطيع ما بعد
منه إلا بالأمناء وأهل النصح منكم للعامة
ولست أحمل أمانتي إلى أحد سواهم
إن شاء الله وخطب عمر رضي الله
تعالى عنه مرة أخرى فقال بعد
حمد الله والصلاة على رسوله أيها
الناس إن الطمع فقر وإن بعض
اليأس غنى وإنكم تجمعون ما لا تأكلون وتأملون ما
لا تدركون وأنتم مؤجلون في دار غرور وقد كنتم على عهد
رسول الله صلى الله عليه وسلم تؤخذون بالوحي و
من أسر شيئاً أخذ بسريرته ومن أعلن شيئاً أخذ
بعلانيته فأظهروا لنا أحسن أخلاقكم والله أعلم بالسرائر
فإنه من أظهر لنا قبيحاً وزعم أن سريرته حسنة لم نصدقه
ومن أظهر لنا علانية حسنة ظننا واعلموا أن بعض الشح
شعبة من النفاق فأنفقوا خيراً لأنفسكم ومن يوق شح

پڑے اور اس کے بدلے میں) ضرور مجھے تکلیف پہنچائے کیونکہ میں تم ہی میں
کا ایک شخص ہوں (فرشتہ نہیں ہوں) تم کو اللہ سے ڈرتے رہنا لازم ہے
پوشیدہ حالت میں بھی اور علانیہ بھی اور ممنوعات میں بھی اور اپنی آبروؤں
کے بارے میں اور اپنی جانوں پر سے دوسروں کے حقوق ادا کرو اور تم میں
سے کوئی ایک دوسرے کو اس پر نہ ابھارے کہ وہ (اپنے تنازعات میں)
مجھے حکم نہ بنائیں، سمجھ لو کہ میرے اور کسی کے درمیان دوستی کا عہد نہیں بیجا
تو تمہارا بھلا محبوب ہے اور تمہارا تکلیف میں مبتلا ہونا مجھ پر گراں ہے۔
اور تم ایسے لوگ ہو کہ تمہارے عوام اللہ کے شہروں میں گھٹیا زندگی
گذارتے ہیں اور ایسے شہروں کے رہنے والے ہو جس میں نہ زراعت ہے نہ
(دودھ کے لئے) تھن بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ (دوسری جگہ سے) یہاں لے آئے
بیشک اللہ عز وجل نے بڑی بخشش کا تم سے وعدہ کیا ہے، اور میں اپنی امانت
اور اس ذمہ داری کے بارے میں جو میرے سپرد ہے جواب دہ ہوں اور جو
امور میرے سامنے کے ہیں انشاء اللہ ان کی میں بذات خود نگرانی کرنے
والا ہوں اُن کو میں دوسرے کے حوالے نہیں کرتا اور جو دور کے شہروں
کے امور ہیں وہ میری استطاعت میں نہیں آتے مگر ان (عاملوں) کے
واسطے سے جو صاحب امانت اور رفاہ عام کے اہل ہیں اور اپنی امانت کو ان کے سوا انشاء
اللہ میں اور کسی کو نہ سپرد کروں گا۔ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری مرتبہ ایک خطبہ
دیا فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے رسول پر درود کے بعد۔ اے لوگو!
یاد رکھو، طمع محتاجگی ہے اور بعض ناامیدی غنا ہوتی ہے (کیونکہ ملنے کی امید ہی
انسان کو سوال کی ذلت میں مبتلا کرتی ہے) اور تم لوگ جمع کرتے ہو جس شے
کو نہیں کھاتے (یعنی فالتو روپیہ) اور امیدیں باندھتے ہو نہ حاصل ہونے
والی چیزوں کی اور اس دار غرور (دنیا) میں تم کو کچھ مہلت دی گئی ہے۔ اور تم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس حال میں تھے کہ تم پر گرفت بذریعہ وحی
ہوتی تھی اور جس نے کوئی چیز چھپائی وہ اپنی چھپائی ہوئی شے پر ہی ماخوذ ہو گیا
اور جس نے ظاہر طور پر کچھ کیا تو وہ ظاہر پر پکڑا گیا تو اب تم ہمارے اپنے اچھے

نفسہ فاولئک ہم المفلحون ایہا الناس
اطیعوا مثواکم واصلحوا امورکم واتقوا اللہ
ربکم ولا تلبسوا نساءکم القباطی فانہ
ان لم یشف فانہ یصف ایہا الناس
انی واللہ لوددت ان انجو کفافا
لا لی ولا علیّ وانی لارجو عمّرت فیکم
یسیرا او کثیرا ان اعمل فیکم بالحق ان
شاء اللہ وان لا یبقی احد من المسلمین
وان کان فی بیتہ الا اتاہ حقہ
ونصیبہ من مال اللہ وان لم یعمل
الیہ نفسہ ولم ینصب الیہ بدنہ فاصلحوا
اموالکم التی رزقکم اللہ ولقلیل فی
رفق خیر من کثیر فی عنف واعلموا
ان القتل حتف من الحتوف یصیب
البر والفاجر والشہید من احتسب
نفسہ واذا اراد احدکم بعیرا فلیعمد
الی الطویل العظیم فلیضربہ بعصاہ فان
وجدہ حدید الفؤاد فلیشترہ۔ وخطب
عمر مرۃ اخری فقال ان اللہ سبحانہ
وبحمدہ قد استوجب علیکم الشکر
واتخذ علیکم الحجج فیما آتاکم من
کرامۃ الدنیا والآخرۃ من غیر مسألۃ
منکم ولا رغبۃ منکم فیہ الیہ
فخلقکم تبارک وتعالیٰ ولم تکونوا شیئا
لنفسہ وعبادتہ وکان قادرا ان یجعلکم

اخلاق ظاہر کرو اور چھپی ہوئی باتوں کو اللہ بہتر جاننے والا ہے کیونکہ جس نے ہمارے سامنے قبیح
فعل کا اظہار کیا اور دعویٰ کیا کہ اس کا باطن اچھا ہے تو ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے اور جس نے اپنے عمل
کو ہمارے سامنے اچھا پیش کیا ہم اس کو اچھا گمان کریں گے۔ اور جان لو کہ بعض
خسیس بخل نفاق کا شعبہ ہوتا ہے تو خرچ کیا کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور جو
شخص نفس کی حرص سے محفوظ رہا ایسے لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اے لوگو
اپنے ٹھکانے کو صاف ستھرا رکھا کرو اور اپنے سب کاموں کی اصلاح کرو، اور اللہ
کا جو تمہارا پروردگار ہے خوف دل میں قائم کرو۔ اور اپنی عورتوں کو قباطی (مصری
ململ) نہ پہناؤ کیونکہ وہ اگرچہ چھپتی نہیں ہوتی مگر (نرم ہونے کی وجہ سے بدن کو چپٹ
کر) بدن کی ہیئت کو عیاں کر دیتی ہے۔ اے لوگو خدا کی قسم میں یہ چاہتا ہوں کہ
میں برابر سرابر نجات پا جاؤں نہ مجھے اجر ملے اور نہ مجھ پر کوئی مواخذہ ہو (یہی کافی
ہے) اور میں تم میں کم زندہ رہوں یا دیر تک یہ ضرور امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ
تم میں حق پر عمل کرتا رہوں گا۔ اور یہ کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص باقی نہیں
رہے گا مگر اس کا حق اور اس کا حصہ اللہ کے (عطا کئے ہوئے) مال میں سے اس کے پاس
پہنچے گا چاہے وہ اپنے گھر میں ہو اور اگرچہ اس کے نفس نے اس پر اقدام نہ کیا ہو اور
اس کے بدن کو (اس کے حصول کے لئے) کھڑا ہونا نہ پڑا ہو۔ پھر جو اموال تم کو
اللہ نے دیئے میانہ روی سے صرف کرو، تھوڑا جو نرمی اور خوش خلقی کے ساتھ
ہو اس زیادہ سے بہتر ہے جس میں سختی اور کج خلقی ہو۔ اور جان لو کہ موت کے اسباب
میں سے ایک سبب قتل بھی ہے موت اچھے کو بھی آتی ہے اور برے کو بھی اور شہید وہ
ہے جو اپنے نفس کا احتساب کرتا ہے۔ اور جب تم میں سے کوئی اونٹ خریدنے کا ارادہ
کرے تو چاہئے کہ لمبے اور بڑے کا قصد کرے چاہئے کہ اس کے لاٹھی مار کر دیکھے
تو اگر وہ مضبوط دل کا ثابت ہو تو اس کو خرید لے۔ اور عمرؓ نے ایک اور مرتبہ یہ
خطبہ دیا، فرمایا کہ بیشک اللہ سبحانہٗ و بحمدہ نے تم پر شکر کرنا واجب جانا ہے اور
تمہارے اوپر حجتیں تجویز کر دی ہیں ان چیزوں میں جو تم کو دنیا اور آخرت کی بزرگی
سے عطا کر دی بغیر اس کے کہ تمہاری طرف سے کوئی سوال ہوا یا اس طرف اظہار رغبت
تو اللہ تبارک تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا اور تم کچھ نہ تھے اپنی ذات اور اپنی عبادت کیلئے

لأهون خلقه عليه لو جعل لكم عامة خلقه
ولم يجعلكم لشيء غيره وسخر لكم ما
في السموات وما في الارض واسبغ
عليكم نعمه ظاهرة وباطنة وحملكم في
البر والبحر ورزقكم من الطيبات لعلكم
تشكرون ثم جعل لكم سمعا وبصرا و
من نعم الله عليكم نعم عم بها بني آدم
ومنها نعم اختص بها اهل دينكم
ثم صارت تلك النعم خواصها في
دولتكم وزمانكم وطبقتكم وليس
من تلك النعم نعمة وصلت الى امرء
خاصة الا لو قسم ما وصل اليه
منها بين الناس كلهم اتعبهم شكرها
وفدحهم حقها الا بعون الله مع الايمان
بالله ورسوله فانتم مستخلفون في
الارض قاهرون لاهلها قد نصر الله دينكم
فلم تصبح امة مخالفة لدينكم الا امتان
امة مستعبدة للاسلام واهله يجزون
لكم يستصفون معايشهم وكدائحهم و
رشح جباههم عليهم المؤنة ولكم المنفعة
وامة تنتظرون وقائع الله وسطواته
في كل يوم وليلة قد ملأ الله قلوبهم
رعبا فليس لهم معقل يلجأون اليه
ولا مهرب يتقون به قد دهمتهم جنود الله
ونزلت بساحتهم مع رفاعة العيش و

اور وہ اس بات پر قادر تھا کہ وہ تم کو (اپنی خدمت کی بجائے) اپنی
اور کسی مخلوق کے کام کے لئے بنا دیتا جو اس کے سامنے کمتر درجہ کی ہوتی پھر
تم کو اپنی عام مخلوق کے مرتبہ میں رکھ دیتا مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے سوا اور کسی
چیز کے لئے نہیں بنایا اور تمہارے کام کے لئے لگا دیا اُن سب چیزوں کو جو
آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں کو پورا
کر دیا اور تم کو میدانوں اور دریاؤں میں سوار کیا اور تم کو پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں
تاکہ تم شکر کرو، پھر اس نے تم کو سننے اور دیکھنے کی قوتیں عطا فرمائیں، اور تم پر اللہ
کی بعض نعمتیں تو ایسی ہیں جو تمام اولاد آدم کو عام ہیں اور بعض نعمتیں ایسی ہیں
جن سے تمہارے دین والوں کو خاص کیا گیا پھر یہ خاص قسم کی نعمتیں تمہاری
حکومت اور تمہارے زمانہ اور تمہارے طبقہ میں ہوئیں، اور ان نعمتوں
میں سے وہ نعمت نہیں ہے جو خاص طور پر ایک شخص کو پہنچی یاد رکھو اگر
اس نعمت میں سے جو اس کے پاس پہنچی ہے اگر تم اس کو سب لوگوں پر
تقسیم کر دو تو وہ اس کے شکر سے عاجز ہو جائیں (وہ نعمت خلافت ہے)
اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا مگر اللہ کی مدد سے اللہ اور اس کے رسول پر
ایمان کے ساتھ، تو تم زمین پر خلیفہ قرار دیئے گئے ہو اس کے باشندوں پر
حکومت کرنے والے ہو، اللہ نے تمہارے دین کی مدد کی، اب تمہارے دین
کی مخالف کوئی اُمت نہیں رہی بجز دو امتوں کے، ایک وہ اُمت ہے جو
اسلام کی حکم بردار ہے اور اس اُمت والے تجارت کرتے ہیں تمہارے لئے،
حقیر درجہ کے وسائل معاش اور محنت مزدوری کرتے ہیں اور مشقت ان کی
پیشانیوں سے پسینہ ٹپکاتی رہتی ہے اور اس کا نفع تم کو ہوتا ہے، اور ایک
اُمت وہ ہے جو خدا کی طرف سے ہونے والے واقعات اور غلبات و فتوحات کا رات دن
انتظار کرتی ہے کہ کب ان پر غلبہ پا لیا جائے، اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو رعب
سے بھر دیا، تو ان کے لئے کوئی ٹھکانا نہیں جس کی طرف پناہ لے لیں اور نہ
کوئی بھاگنے کی جگہ ہے جس سے اپنا بچاؤ کر لیں، اللہ کے لشکر اچانک اُن پر
اللہ کے حکم سے جا پہنچے اور ان کے چوک پر اتر گئے ادنیٰ درجہ کی معیشت

استفاضۃ المال وتتابع البعوث وسد الثغور باذن اللہ فی العافیۃ الجلیلۃ العاملۃ التی لم تکن الامۃ علی احسن منہا منذ کان الاسلام واللہ المحمود ومع الفتوح العظام فی کل بلد فما عسی ان یبلغ شکر الشاکرین وذکر الذاکرین واجتہاد المجتہدین مع ہذہ النعم التی لا یحصی عددہا ولا یقدر قدرہا ولا یستطاع اداء حقہا الا بعون اللہ ورحمتہ ولطفہ فنسأل اللہ الذی ابلانا ہذا ان یرزقنا العمل لطاعتہ والمسارعۃ الی مرضاتہ واذکروا عباد اللہ بلاء اللہ عندکم واستتموا نعم اللہ علیکم وفی مجالسکم مثنی وفرادی فان اللہ عز وجل قال لموسی علیہ السلام اخرج قومک من الظلمات الی النور وذکرہم بایام اللہ وقال لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض فلو کنتم اذ کنتم مستضعفین محرومین خیر الدنیا علی شعبۃ من الحق تؤمنون بہا وتستریحون الیہا مع المعرفۃ باللہ وبدینہ وترجون الخیر فما بعد الموت ذلک ولکنکم کنتم اشد الناس عیشۃ واعظم الناس باللہ

اور کثرتِ مال اور لشکروں کے پے در پے آنے اور سرحدوں کے استحکام کے ساتھ بڑے امن واطمینانِ عامہ کے ساتھ کہ اسلام کے ظہور تک اس سے بہتر کسی امت کو حاصل نہیں ہوا۔ اور اللہ ہی کی ذات مستوجب شکر ہے۔ اور ہر ملک میں بڑی بڑی فتوحات کے ساتھ (ہمیشہ) شکر کرنے والوں کا شکر اور ذکر کرنے والوں کا ذکر اور مجتہدین کا اجتہاد ان نعمتوں سے متعلق رہے گا جو بے شمار ہیں اور بے اندازہ۔ اور اس کا حق ادا کرنے کی قوت حاصل نہیں کی جا سکتی مگر اللہ کی مدد اور اسکی رحمت اور اس کے لطف سے۔ تو ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی طاعت پر عمل اور اسکی رضا کے کاموں کی طرف دوڑ کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ کے بندو جو اللہ کے احسانات تم پر ہوئے ان کا مجالس میں ایک ایک دو دو مل کر ذکر کیا کرو اور اس سے نعمتوں میں زیادتی کی دعا کیا کرو۔ اللہ عز وجل نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اخرج قومک الخ (۱۴:۵) اپنی قوم کو (کفر کی) تاریکیوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف لاؤ اور ان کو اللہ تعالیٰ کے معاملات (نعمت اور نقمت کے) یاد دلاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا وَاذْکُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ (۸:۲۶) اور (اس حالت کو) یاد کرو جب کہ تم قلیل تھے اللہ کی زمین میں کمزور شمار کئے جاتے تھے"۔ تو کیسا اچھا ہوتا جب تم کمزور تھے تم دنیاوی اموال سے محروم رہتے ہوئے طریق حق پر رواں ہوتے، اللہ پر ایمان لا کر اور اللہ کی اور اس کے دین کی معرفت کے ساتھ اسی پر اکتفا کرتے اور خیر کی امید موت کے بعد کے لئے کرتے۔ یہ بہتر تھا۔ لیکن تم لوگ عیش پسندی میں سب سے زیادہ سخت تھے، اور اللہ کے ساتھ جہالت میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اللہ کے ساتھ تمہاری یہ فریاد ایسی ہوتی کہ اس کے ساتھ دنیا میں تمہارا کوئی حصہ نہ ہوتا بجز اس کے کہ وہ تمہارا سہارا ہوتا تمہاری آخرت میں جس کی طرف تم کو عود کرنا اور لوٹ کر جانا ہے اور تم اپنی بسر اوقات کی کوشش میں جس حال پر تم (پہلے) تھے تجری رہتے۔ اور اگر تم اللہ

جبالہٗ فلو کان ھٰذا الذی استبطأتکم
بہ لم یکن معہ حظٌ فی دنیاکم غیر انہ ثقۃٌ
لکم فی آخرتکم التی الیہا المعادُ
والمنقلبُ وانتم من جہد المعیشۃ علی
ما کنتم علیہ احرِیاءُ ان تشکّوا علی
اللّٰہ لیعبکم منہ عزیلۃٌ ما اذ قد جمع
لکم فضیلۃ الدنیا وکرامۃ الآخرۃ ولمن شاءَ
ان یجمع لہ ذٰلک منکم فاذکّرکم اللّٰہ
الحائلَ بینکم وبین قلوبکم الا ما عرفتم
حقّ اللّٰہ فعملتم لہ وقسرتم انفسکم
علی طاعتہ وجمعتم مع السرورِ بالنعم
خوفاً لزوالہا وانتقالہا ووجلاً
من تحویلہا فانہ لا شیءَ اسلبُ لنعمۃ
من کفرانہا وان الشکر امنٌ للغیر ونماءٌ
للنعمۃ واستجلابٌ للزیادۃ وھٰذا
علیہ فی امرکم ونہیکم واجبٌ ان شاءَ
اللّٰہ۔ وروی ابو عبیدۃ معمر بن المثنّٰی
فی کتاب مقاتل الفرسان قال
کتب عمر الی سلیمان بن ربیعۃ
الباھلی او الی النعمان بن مقرن
ان فی جندک رجلین من العرب عمرو بن
معدیکرب وطلیحۃ بن خویلد فاحضرہما
الناس وادنہما وشاورہما فی
الحرب وابعثہما فی الطلائع و
لا تولّہما عملاً من اعمال المسلمین

پر طمع کرو گے (کہ تم کو مقامات عالیہ ملیں) تو اس کی طرف سے تم
پر کوئی ابتلاء بھی واقع ہوگا۔ بیشک اس نے تمہارے
لئے جمع کر رکھا ہے دنیا کی فضیلت اور آخرت کی بزرگی کو، تم
میں سے اس شخص کے لئے جو چاہے کہ اس کے لئے یہ جمع کی جائیں۔
تو میں تم کو یاد دلاتا ہوں اللہ کو جو تمہارے اور تمہارے قلوب
کے درمیان حائل ہونے والا ہے مگر جب کہ تم پہچان لو اللہ کے
حق کو پھر تم اس کے لئے عمل کرو اور اپنے نفسوں کو اس کی
طاعت کا خوگر بنالو اور حال یہ ہے کہ تم نے سرور کے ساتھ
نعمتوں کو جمع کیا اور ان کے زوال و انتقال کے اندیشہ سے اور
اس کی روگردانی کے خوف سے، تو جان لو کہ حقیقت یہ ہے کہ
کفرانِ نعمت سے زیادہ کوئی شے نعمت کو زیادہ سلب کرنے
والی نہیں، اور شکر عزت کو محفوظ رکھتا ہے اور نعمت کی
بڑھوتری اور اس پر زیادتی کو کھینچ لانے والا ہوتا ہے اور شکر
کی یہ صفت تمہارے امر و نہی کے معاملہ میں اگر اللہ تعالےٰ
چاہے تو واجب (یعنی واقع ہو کر رہتی) ہے۔ اور ابو عبیدہ معمر بن
المثنیٰ نے اپنی کتاب مقاتل الفرسان میں روایت کیا ہے کہ
عمرؓ نے سلیمان بن ربیعۃ الباہلی کو یا نعمان بن مقرن کو لکھا
کہ تمہارے لشکر میں عرب کے دو آدمی ہیں عمرو بن معدیکرب
اور طلیحہ بن خویلد، ان دونوں کو لوگوں کے سامنے بلالیا کرو
اور ان کو اپنے قریب تر رکھو اور لڑائی کے امور میں ان سے
مشورہ بھی کرتے رہو اور لشکر کے طلایوں میں بھی ان کو
بھیجتے رہو مگر مسلمانوں کے کاموں میں سے کوئی کام (سرداری)
ان کے سپرد نہ کرنا۔ جب جنگ موقوف ہو چکے تو ان لوگوں کو
ان کے حال پر چھوڑ دو جو مشاغل چاہیں کرتے رہیں۔ راوی
نے بیان کیا کہ عمرو بن معدیکرب مرتد ہو گیا تھا اور طلیحہ

فاذا وضعت الحرب اوزارہا فضعہا حیث وضعہا انفسہا قال وکان عمرو ارتد وطلیحۃ تنبّأ - وروی ابوعبیدۃ ایضا فی ہذا الکتاب قال قدم عمرو بن معدیکرب والاجلح ابن وقاص الفہمی علی عمر فاتیاہ وبین یدیہ مال یوزن فقال متی قدمتما قالا یوم الخمیس قال فما حبسکما حتی قالا شغلنا المنزل یوم قدمنا ثم کانت الجمعۃ ثم غدونا علیک الیوم فلما فرغ من وزن المال نحّاہ واقبل علیہما فقال ہیہ فقال عمرو بن معدیکرب یا امیرالمؤمنین ہذا الاجلح بن وقاص الشدید المرۃ البعید الغرۃ الوشیک الکرۃ واللہ ما رأیت مثلہ من الرجال صارع ومصروع واللہ لکانہ لایموت فقال عمر للاجلح وعرف الغضب فی غضبۃ وجہہ ہیہ یا اجلح فقال الاجلح یا امیرالمؤمنین ترکت الناس خلفی صالحین کثیرا نسلہم دارۃ ارزاقہم خضبا بلادہم اجریاء علی عدوہم مأکلا عدوہم عنہم فیمتع اللہ بک فما رأینا مثلک الا من سبقک فقال ما منعک ان تقول فی صاحبک مثل ما قال فیک قال ما رأیت فی وجہک

نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا (پھر تائب ہو کر اسلام میں داخل ہوئے تھے) ابو عبیدہ ہی نے اس کتاب میں یہ روایت بھی کی ہے کہ عمرو بن معدیکرب اور اجلح بن وقاص الفہمی عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو ان کے سامنے کچھ مال تھا جو تولا جا رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں کب آئے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ جمعرات کے دن۔ فرمایا کہ میرے پاس آنے سے کس چیز نے تمہیں روکا؟ تو انہوں نے کہا کہ جس دن آئے تو گھر (کے کاموں) نے روکا پھر جمعہ آگیا، اس کے بعد ہم آج آپ کے پاس آئے۔ پھر جب عمر رضی اللہ عنہ مال کے وزن سے فارغ ہو گئے اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا کہاں کہئے۔ تو عمرو بن معدیکرب نے کہا کہ اے امیرالمؤمنین یہ اجلح بن وقاص ہے جو بڑے پتہ کا شخص ہے ناتجربہ کاری سے بعید (یعنی بڑا تجربہ کار) بڑا تیز حملہ کرنے والا۔ واللہ میں نے اس جیسا شخص نہیں دیکھا جب کہ مرد پچھاڑ رہے ہوں اور پچھڑے پڑے ہوں (اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) واللہ گویا کہ یہ شخص مرے گا ہی نہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اجلح سے کہا کہ ہاں اے اجلح (تم کہو) اور اجلح نے عمر رضی اللہ عنہ کے چہرہ کی شکنوں سے غصہ کو پہچان لیا تھا تو اجلح نے کہا کہ اے امیرالمؤمنین میں نے اپنے پیچھے لوگوں کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ سب صالحین ہیں ان کی نسل بڑھ رہی ہے اُن پر اُن کے رزق برس رہے ہیں ان کے شہر سرسبز ہیں، اپنے دشمنوں پر جری ہیں، ان کے دشمن اُن سے مرعوب و عاجز ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے بہت نفع پہنچا رہا ہے۔ تو ہم نے آپ جیسا (بابرکت) نہیں دیکھا بجز اس کے جو آپ سے پہلے ہو چکا ہے (یعنی ابوبکر) تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تجھے کس چیز نے اپنے ساتھی کے بارے میں ایسی باتیں کرنے سے روکا جیسی اس نے تیرے بارے میں

قال لقد اصبتَ أما إنك لو قلت
فيه مثلَ الذي قال فيك لأوجعتكما
ضربا وعقوبة فاذا تركتَكَ لنفسك فساتركه
لك والله لوددتُ لو سَلِمتُ لكم حالكم
ودامت عليكم امورُكم أما انه سيأتي
عليك يومٌ تعضّه ويعضّك وتنهره
وينهرك ولستَ له يومئذ وليس
لك قال لا يكن بعيدكم فما أقربه
منكم. لما أُسِر الهرمزان صاحب الاهواز
وتُستر وحُمل الى عمر ومعه رجالٌ
من المسلمين فيهم الاحنفُ بن قيس
وانسُ بن مالك فادخلوه المدينةَ في
هيئته وعليه تاجهُ المُذَهَّب وكسوته
فوجدوا عمر نائماً في جانب المسجد
فجلسوا عنده ينتظرون انتباهه فقال
الهرمزان واين عمر قالوا ها هو ذا قال
فاين حرسه وحجابه قالوا ليس له حارس
ولا حاجب قال فينبغي ان يكون نبيا
قالوا انه يعمل عملَ الانبياء واستيقظ
عمر فقال الهرمزان قالوا نعم قال لا اكلّمه
حتى لا يبقى من حليته شيءٌ فرموا
بالحلية والبسوه ثوبا صفيقا فقال
عمر يا هرمزانُ كيف وبالُ الغدر
وقد كان صلح المسلمين مرّةً ثم نكثتَ
فقال يا عمر انا وايّاكم في الجاهلية

کہیں۔ اجلح نے کہا کہ اس چیز نے جس کو میں نے آپ کے چہرے
میں مشاہدہ کیا (یعنی غصہ) آپ نے فرمایا کہ تو ٹھیک سمجھا۔ سمجھ
لے کہ اگر تو بھی اس کے بارے میں ایسی ہی باتیں کہتا جیسی یہ تیرے
بارے میں کہہ رہا تھا تو میں تم دونوں کو مارتا اور سزا دیتا۔ اب جب
کہ میں نے تجھے تیرے نفس (کی ہوشمندی) کی وجہ سے چھوڑ دیا
تو اب اُس کو تیری وجہ سے چھوڑتا ہوں۔ واللہ میں چاہتا ہوں
کہ تمہارا حال بہتر ہو اور تمہارے امور ہمیشہ بہتر رہیں۔ یاد رکھو تم پر
وہ دن بھی آنے والا ہے جس کو تم (دانتوں سے) کاٹو گے اور وہ تم کو
کاٹے گا، اور تم اس پہ بھونکو گے وہ تم پہ بھونکے گا اور تو اُس دن اُس
کے کام نہ آسکے گا اور وہ تیرے کام نہ آسکے گا۔ یہ بات اگر تمہارے
اس عہد میں نہیں ہے تو قریب ترین عہد میں آنے والی ہے۔ جب
ہرمزان والیٔ اہواز و تستر گرفتار کر کے عمرؓ کے پاس لایا گیا اور اس
کے ساتھ بہت سے مسلمان تھے جن میں احنف ابن قیس اور انس
ابن مالک بھی تھے۔ انہوں نے اس کو مدینہ میں اس کی ہیئتِ
اصلی میں داخل کیا تھا۔ اس کے سر پہ تاج اور اس کے لباس پر سونے
کا کام تھا۔ تو ان لوگوں نے عمرؓ کو مسجد کے ایک گوشہ میں
سویا ہوا پایا۔ تو یہ سب ان کے قریب بیٹھ کر ان کے جاگنے کا انتظار
کرنے لگے۔ ہرمزان نے لوگوں سے پوچھا کہ عمر کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا
کہ وہ یہی ہیں۔ اُس نے کہا کہ تو اُن کے محافظ (باڈی گارڈ) کہاں ہیں؟
لوگوں نے کہا کہ ان کا نہ کوئی محافظ ہے اور نہ دربان۔ بولا کہ پھر تو ان کو نبی ہونا
چاہئے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کام انبیاء کے کاموں جیسے ہی کرتے ہیں۔ اور عمرؓ
جاگ گئے تو فرمایا کہ یہ ہرمزان ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ میں اس
سے بات نہ کروں گا یہاں تک کہ اُس کے اسبابِ زینت میں سے کوئی
چیز باقی نہ چھوڑی جائے۔ تو لوگوں نے اس کا لباس اتار دیا اور اس کو معمولی
کپڑے پہنا دیئے۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ اے ہرمزان بدعہدی کا وبال کیا

كُنَّا نَغْلِبُكُمْ اذ لم يكن الله معكم ولا معنا
فلما كان الله معكم غلبتمونا قال
فما عذرك في انتقاضك مرة بعد اخرى
قال اخاف ان قلت ان تقتلني وقال
لا بأس عليك فأخبرني فاستسقى ماء
فأتي به وجعلت يده ترعد قال مالك
قال اخاف ان تقتلني وانا اشرب قال
لا بأس عليك حتى تشربه فالقاه من
يده فقال يا هذا مالك اعيدوا
عليه الماء ولا تجمعوا عليه بين القتل
والعطش قال كيف تقتلني وقد امنتني
قال كذبت قال لم اكذب فقال انس
صدق يا امير المؤمنين قال ويحك يا انس
انا اؤمن قاتل مجزأة بن ثور والبراء
بن مالك والله لتأتيني بالمخرج
او لاعاقبنك قال انك قلت
لا بأس عليك حتى تخبرني ولا بأس
عليك حتى تشرب فقال له ناس
من المسلمين مثل قول انس فاقبل
على الهرمزان وقال خدعتني والله
لا تخدعني الا ان تسلم فاسلم
ففرض له في الفين وانزله المدينة
فبعث عمر عمير بن سعد الانصاري
عاملا على حمص فمكث حولا لا يأتيه
خبره ثم كتب اليه بعد الحول اذا اتاك

ہونا چاہیئے اور اس نے مسلمانوں سے ایک مرتبہ صلح کر لی تھی پھر عہد سے
پھر گیا تھا تو اس نے کہا کہ اے عمرؓ ہم اور تم جاہلیت میں ایسا ہی کرتے تھے
ہم تم پر غالب آجاتے تھے جب خدا نہ تمہارے ساتھ ہوتا تھا اور نہ ہمارے
ساتھ۔ پھر جب کہ اللہ تمہارے ساتھ ہو گیا تو تم ہم پر غالب آ گئے۔ عمرؓ نے
کہا کہ تیرے پاس یکے بعد دیگرے عہد توڑنے کا کیا عذر ہے؟ اس نے
کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں نے کہا (بتایا) تو تم مجھ کو قتل کر ڈالو عمرؓ
نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں تو مجھے بتا۔ پھر اس نے پینے
کے لئے پانی مانگا (جو اس کے پاس لایا گیا) تو اس نے اس کو لے لیا اور اس
کا ہاتھ کانپنے لگا۔ عمرؓ نے کہا کہ تجھے کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے
کہ کہیں آپ مجھے قتل نہ کر ڈالیں جب کہ میں پانی پیتا ہوا ہوں۔ عمرؓ نے
کہا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں یہاں تک کہ تو اس کو پی لے، یہ سن کر اس نے
پانی کو اپنے ہاتھ سے گرا دیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ارے تجھے کیا ہوا۔ اس کو اور
پانی دیدو اور اس پر قتل اور پیاس کو جمع نہ کرو۔ اس نے کہا کہ آپ مجھے کیسے
قتل کر سکتے ہیں جب کہ مجھے امن دے چکے ہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ تو جھوٹ
کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ تو انسؓ نے کہا کہ
امیر المومنین اس نے سچ کہا ہے۔ عمرؓ نے کہا تیرا برا ہو اے انس
کیا میں مجزاۃ بن ثور اور براء بن مالک کے قاتل کو امن دے سکتا ہوں؟
واللہ تجھے اپنے کلام کا مخرج میرے سامنے پیش کرنا ہوگا (یعنی میری
کس بات سے تو نے یہ نتیجہ نکالا) ورنہ میں تجھے سزا دوں گا۔ انسؓ نے کہا آپ نے کہا تھا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ
نہیں یہاں تک کہ تو مجھے بتا اور دوسرے تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں یہاں تک کہ تو اس کو پی
لے۔ اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے بھی وہی کہا جو کہ انس نے کہا تھا
پھر ہرمزان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تو نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ واللہ
تیرا دھوکا نہیں چل سکتا بجز اس کے کہ تو اسلام لائے تو وہ اسلام لے
آیا پھر اس کا وظیفہ دو ہزار درہم مقرر کر دیا اور اس کو مدینہ میں مقیم کیا۔
عمرؓ نے عمیر بن سعد انصاری کو حمص پر عامل بنا کر بھیجا۔ تو ایک سال گذر گیا

كتابي هذا فاقبل واقبل بما جبيت من
مال المسلمين فاخذ عمير جرابه وجعل
فيه زاده وقصعته وعلق اداوته واخذ
عنزته واقبل ماشيا من الحمص
حتى دخل المدينة وقد شحب لونه و
اغبر وجهه وطال شعره فدخل على عمر
فسلم فقال عمر ما شانك يا عمير قال
ما ترى من شاني الست تراني صحيح
البدن طاهر البدن معي الدنيا اجرها
بقرنيها قال وما معك فظن عمر انه قد جاء
بمال قال معي جرابي اجعل فيه زادي
وقصعتي آكل فيها واغسل منها
راسي وثيابي واداوتي احمل فيها
وضوئي وشرابي وعنزتي اتوكأ
عليها واجاهد بها عدوا ان عرض لي
قال عمر افجئت ماشيا قال نعم
لم يكن لي دابة قال افما كان في رعيتك
احد يتبرع اليك بدابة تركبها
قال ما فعلوا ولا سألتهم ذلك قال
عمر بئس المسلمون خرجت من عندهم
قال عمير اتق الله ولا تقل الا خيرا
قد نهاك الله عن الغيبة وقد رأيتهم
يصلون قال عمر فما ذا صنعت في امارتك
قال وما سؤالك قال عمر سبحان الله
قال اما اني لولا اخشى ان اعمل ما

نگران کے پاس سے کوئی خبر نہ پہنچی، پھر آپ نے اُن کو سال گذرنے کے بعد
لکھا جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو میرے پاس آؤ اور مسلمانوں کے مال میں
سے جو تم نے وصول کیا ہے اپنے ساتھ لاؤ، تو عمیر نے اپنا تھیلا لیا اور اس
میں اپنا زادِ راہ رکھا اور ایک پیالہ لیا اور ایک پانی کے برتن کو لٹکایا اور نیزہ
اٹھایا اور حمص سے پیدل روانہ ہو گئے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے
اس حال میں کہ (شدتِ سفر سے) ان کا رنگ بدل گیا تھا اور چہرہ غبار
آلود تھا اور بال بڑھ گئے تھے، اسی حال میں عمرؓ کے پاس پہنچے اور سلام
کیا۔ عمرؓ نے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے اے عمیر، کہا کہ جو کچھ میرا حال تم دیکھ
رہے ہو۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ صحیح البدن ہوں طاہر البدن ہوں
دنیا میرے ساتھ ہے جس کو دونوں سینگوں سے (پکڑ کر) کھینچ رہا ہوں، عمرؓ نے
فرمایا اور تمہارے ساتھ کیا ہے۔ عمرؓ نے گمان کیا تھا کہ وہ مال لائے
ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ میرا تھیلا ہے جس میں توشۂ سفر رکھتا
ہوں اور ایک پیالہ ہے جس میں کھاتا ہوں اور اسی سے اپنا سر اور اپنے
کپڑے دھوتا ہوں اور ایک برتن ہے جس میں وضو کا اور پینے کا پانی
رکھتا ہوں اور ایک نیزہ ہے جس سے کبھی سہارا لیتا ہوں اور اگر
ضرورت پیش آ جائے تو اس سے دشمن پر جہاد بھی کر لیتا ہوں۔ عمر نے
کہا کہ کیا تم پیدل آئے ہو؟ کہا ہاں میرے پاس کوئی چوپایہ نہیں تھا۔ عمر
نے کہا کہ کیا تمہاری رعیت میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو تبرع کے طور
پر تمہیں ایک جانور دیدیتا جس پر تم سوار ہو جاتے۔ کہا انہوں نے خود
ایسا نہیں کیا، اور میں نے اُن سے اس کا سوال نہیں کیا۔ عمرؓ نے کہا
کہ برے مسلمان ہیں جن کے پاس سے تم آئے ہو۔ عمیرؓ نے کہا کہ اللہ سے
ڈرو اور خیر کے سوا کچھ نہ کہو۔ اللہ نے تم کو غیبت سے منع کیا ہے اور تم
نے اُن کو دیکھا ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ اپنی امارت میں
تم کیا کرتے رہے ہو؟ کہا کہ یہ آپ کا کیا سوال ہے؟ عمرؓ نے کہا
سبحان اللہ۔ کہا کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میں (پھر) عامل بنا دیا جاؤں

اخبرتک اتیت البلد فجمعت صلحاء
اھلہ فولیتھم جبایتہ ووضعتہ فی
مواضعہ ولو اصابک منہ شیٔ لاتیتک
قال فما جئت بشیٔ قال لا فقال
جددوا لعمیر عھدا قال ان ذلک
لشیٔ لا اعملہ لک ولا لاحد
بعدک واللہ ما کدت اسلم بل لم اسلم
قلت لنصرانی معاھد اخزاک اللہ فھذا
ما عرضتنی لہ یا عمر ان اشقی ایامی یوم
صحبتک ثم استأذنہ فی الانصراف فاذن
لہ ومنزلہ بقباء بعیدا عن المدینۃ
فامھلہ عمر ایاما ثم بعث رجلا یقال لہ
الحارث فقال انطلق الی عمیر بن سعد
بھذہ المائۃ دینار فان وجدت علیہ اثرا
فاقبل بھا وان رأیت حالا شدیدۃ
فادفع الیہ ھذہ المائۃ فانطلق الحارث
فوجد عمیرا جالسا یفلی قمیصا لہ الی
جانب حائط فسلم علیہ فقال عمیر
انزل رحمک اللہ فنزل فقال من این
جئت قال من المدینۃ قال کیف
ترکت امیر المؤمنین قال صالحا قال
کیف ترکت المسلمین قال صالحین
قال الیس عمر یقیم الحدود قال بلی
ضرب ابنا لہ علی فاحشۃ فمات من
ضربہ فقال عمیر اللھم اعن عمر فانی

گا تو میں تمہیں نہ بتاتا۔ میں شہر (حمص) میں پہنچا تو میں نے اہل شہر کے صلحاء کو جمع کیا اور ان کو مال کے جمع کرنے اور ان کو مناسب مواقع میں صرف کرنے کا ذمہ دار بنا دیا، اور اگر اس میں سے کچھ بچتا تو آپ کے پاس آجاتا۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا تم کچھ نہیں لائے ہو؟ کہا کہ نہیں، پھر عمرؓ نے (خادموں سے) کہا کہ عمیر کے لئے فرمان دوبارہ بنا دو (تاکہ یہ آرام کرلے) عمیر نے کہا کہ بیشک یہ ایسی بات ہے (نفس کو ڈھلنے والی) کہ میں اس کے بعد آپ کا عامل نہ بنوں گا اور نہ آپ کے بعد اور کسی کا۔ واللہ (ایسے احوال پیش آنے کی) قریب ہو گیا کہ نہ بچ سکوں (امر ممنوع سے) بلکہ نہ بچ سکا کیونکہ میں نے (ایک مرتبہ) ایک نصرانی کو جو ذمی تھا أخزاك الله (خدا تجھے رسوا کرے) کہہ دیا تھا، تو یہ نتیجہ ہے اس (عہدہ کا) جو آپ نے مجھے پیش کیا تھا۔ اے عمر میرے ایام میں وہ میرا بدبختی کا دن تھا جب میں آپ کی صحبت میں آیا تھا، پھر عمر سے رخصت ہونے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دے دی اور ان کا مکان مدینہ سے دور قبا میں تھا۔ پھر عمر چند روز ٹھہرے بعد ازاں ایک شخص کو بلایا جس کو حارث کہا جاتا تھا اور اس سے کہا کہ عمیر بن سعد کے پاس جاؤ، یہ ایک سو دینار لیتے جاؤ۔ اگر اس پر خستگی میں کمی دیکھو تو ان کو واپس لے آنا اور اگر سخت حال دیکھو تو یہ سو دینار اس کو دے دینا۔ حارث وہاں پہنچے تو عمیر کو اس حال میں پایا کہ وہ باغ کی ایک جانب میں بیٹھے ہوئے اپنے کرتہ سے جوئیں نکال رہے تھے۔ حارث نے ان کو سلام کیا۔ عمیر نے کہا کہ یہاں اتر جائیے اللہ آپ پر رحمت کرے۔ تو حارث اتر گئے پھر پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ حارث نے کہا کہ مدینہ سے۔ کہا کہ امیر المؤمنین کو کیسا چھوڑا؟ حارث نے کہا کہ بحالت صالح۔ کہا کہ مسلمانوں کو کیسا چھوڑا؟ حارث نے کہا کہ سب صالحین ہیں۔ کہا کہ کیا عمرؓ حدود کو قائم نہیں کرتے؟ حارث نے کہا کیوں نہیں انہوں نے اپنے ایک بیٹے کو جو بدکاری کا مرتکب ہوا تھا مارا کہ وہ ان کے مارنے سے مر گیا۔ تو عمیر نے کہا کہ "یا اللہ عمر کی مدد کر کیونکہ میں اس کو سخت آدمی سمجھتا ہوں، میں تیرے لئے اس سے محبت کرتا ہوں"۔ کہا کہ حارث کو تین دن اپنا مہمان رکھا اور (ان دونوں میں)

لا أعلم إلا شديدا أجنبت لك
قال فنزل به ثلاثة أيام وليس لهم إلا
قرص من شعير كانوا يخصونه كل يوم به
ويطوون حتى أتاهم الجهد فقال لعمير
إنك قد أجعتنا إن رأيت أن تحول
عنا فافعل فأخرج الحارث الدنانير
فدفعها إليه وقال بعث بها أمير المؤمنين
فاستعن بها فصاح وقال ردها لا حاجة
لي فيها فقالت المرأة خذها ثم ضعها
في مواضعها فقال مالي شيء أجعلها فيه
فشقت أسفل درعها فأعطته خرقة
فشدها فيها ثم خرج فقسمها بين
أبناء الشهداء والفقراء فجاء الحارث
إلى عمر فأخبره فقال رحم الله عميرا
ثم لم يلبث أن هلك فعظم مهلكه على عمر
وخرج مع رهط من أصحابه ماشين
إلى بقيع الغرقد فقال لأصحابه ليتمن
كل واحد منا أمنية فكل واحد تمنى شيئا
وانتهت الأمنية إلى عمر فقال وددت
أن رجلا مثل عمير بن سعد أستعين به
على أمور المسلمين. ومن كلام عمر رضي الله
تعالى عنه إياكم وهذه المجازر فإن لها ضراوة
كضراوة الخمر. وقال إياكم والراحة فإنها
غفلة. وقال السمن غفلة. وقال لا تسكنوا
نساءكم الغرف ولا تعلموهن الكتابة و

ان کے پاس جَو کی صرف ایک روٹی ہوتی تھی جس کو وہ روزانہ حارث کے
لئے خاص کرتے رہے (یعنی تمام گھر والے روزانہ ایک روٹی بانٹ کر کھایا
کرتے تھے، اب وہ مہمان کو دینے لگے) اور خود بھوکے رہتے رہے یہاں
تک کہ ان پر ضعف ظاہر ہونے لگا۔ پھر ان سے عمیر نے کہا کہ تمہاری
مہمانی کی وجہ سے ہم بھوکے رہنے لگے ہیں تو اگر تم ہمارے پاس سے جانا
چاہو تو چلے جاؤ۔ پھر حارث نے وہ دینار نکال کر ان کو دیئے اور کہا کہ یہ
آپ کے پاس امیر المومنین نے بھیجے ہیں ان کو اپنے کام میں لائیے۔ یہ
سن کر انہوں نے چلا کر کہا کہ ان کو واپس کر دو مجھے ان کی حاجت نہیں۔ مگر
ان کی بی بی نے کہا کہ لے لو اور ان کو ان کے مناسب مواقع میں تقسیم کر دو۔ تو
انہوں نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس میں ان کو رکھوں تو اس
نے اپنے دوپٹے کے نیچے کا حصہ پھاڑ کر دے دیا تو انہوں نے وہ دینار
اس میں باندھ لئے۔ پھر وہاں سے باہر آئے اور ان سب کو شہداء کے
بیٹوں اور فقراء میں تقسیم کر دیا۔ حارث نے آ کر تمام حالات حضرت عمر
رضی اللہ عنہ سے بیان کئے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمیر پر رحمت کرے۔ پھر
زیادہ وقت نہیں گذرا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ تو عمر رضؓ پر اس خبر کا بڑا اثر
ہوا اور وہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ نکل کر پیدل بقیع الغرقد
کی طرف روانہ ہوئے۔ پھر انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا کہ ہم میں سے
ہر ایک کے دل میں جو تمنا ہو چاہئے کہ اس کو بیان کرے۔ پس ہر ایک
نے اپنی اپنی تمنا کو بیان کیا۔ آخر میں عمر رضؓ نے اپنی تمنا کا اظہار کرتے
ہوئے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی شخص عمیر بن سعد جیسا مل جائے
جس سے میں مسلمانوں کے امور میں مدد حاصل کروں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے ارشادات میں سے ہے کہ ان مذبحوں سے بچو (یعنی گوشت کم کھاؤ)
کیونکہ اس کی بھی ایک لت ہے جیسی شراب کی لت ہوتی ہے اور فرمایا
کہ راحت (طلبی) سے بچو کہ یہ غفلت ہے اور فرمایا کہ موٹاپا اکثر غفلت
سے ہوتا ہے اور فرمایا کہ اپنی عورتوں کی رہائش بالائی منزلوں پر نہ رکھو

استعینوا علیہنّ بالعُری وعوّدوہنّ
قول لا فإن نعم یجرّئہنّ علی المسئلۃ
وقال أتبیّن عقل الناس فی کل شیء
حتی فی علّتہ فإذا رأیت یتوقی علی
نفسہ الصبر علی شہوتہ ویحتمی من
مطعمہ ومشربہ عرفت ذلک فی عقلہ
وما سألنی رجل شیئا قط إلا تبیّن
لی عقلہ فی ذلک. وقال إن للناس
حدودا ومنازل فأنزلوا کل رجل
منزلتہ وضعوا کل انسان فی حدّہ واحملوا
کل امرء یفعلہ علی قدرہ. وقال اعتبروا
عزیمۃ الرجل بہمّتہ وعقلہ بمتاع بیتہ.
قال ابو عثمان الجاحظ لأنہ لیس من
العقل أن یکون فرشہ لبدا و
مرفقتہ طبریۃ. وقال من یئس
من شیء استغنی عنہ وعزّ
المؤمن استغناؤہ عن الناس. و
قال لا یقوم بأمر اللہ إلا من لا یصانع
ولا یضارع ولا یتّبع المطامع. وقال
لا تضعفوا ہممکم فإنی لم أر شیئا أقعد
رجلا عن مکرمۃ من ضعف ہمتہ. و
وعظ رجلا فقال لا یلہک الناس عن
نفسک فإن الأمر إلیک یصل دونہم
ولا تقطع النہار سادرا فإنہ محفوظ
علیک وإذا أسأت فأحسن فإنی

اور نہ ان کو لکھنا سکھاؤ. اور ان کی تن پوشی اتنی کرتے رہو کہ ننگی نہ رہیں، اور
ان کو لفظ "نہیں" سننے کا عادی بناؤ کیونکہ "ہاں" کا استعمال فرمائشوں پر
جری بنا دیتا ہے۔" اور فرمایا کہ میں لوگوں کی عقل کو ہر چیز سے معلوم کر لیتا ہوں
یہاں تک کہ کسی کی بیماری سے بھی تو جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے نفس کو
پورے طور پر خواہش سے روک لیتا ہے اور کھانے پینے میں پرہیز رکھتا
ہے تو میں اس کی عقل کا اندازہ کر لیتا ہوں. اور جب بھی مجھ سے کسی شخص نے
کسی چیز کا سوال کیا تو مجھے اس سے اس کی عقل کا اندازہ ہو گیا۔ اور فرمایا کہ سب
لوگوں کے لئے حدیں اور مقامات ہیں تو ہر شخص کو اس کے مقام میں اور ہر انسان
کو اس کی حد میں رکھو (یعنی جس مرتبہ کا کوئی شخص ہو اس کے مناسب اس سے برتاؤ
کرو) اور ہر شخص کو اس کی قدرت کے مطابق کام سپرد کرو. اور فرمایا کہ کسی شخص کی
عالی ہمتی کا اعتبار اس کی حیثیت سے اور عقل کا اس کے گھر کے سامان سے کر لو.
ابو عثمان جاحظ نے کہا اس لئے کہ یہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ اس کا فرش تو بدتر
اور تکیہ طبریہ ہو (ایک خاص قسم کا طبرستان کا بنا ہوا) اور فرمایا کہ جو شخص کسی
چیز سے ناامید ہو جائے گا تو اس سے مستغنی ہو جائے گا اور مؤمن کی عزت لوگوں
سے استغناء سے ہوتی ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ کے کام میں کمربستہ کوئی نہ ہوگا بجز ایسے
شخص کے جو نہ مصانعت کرے (یعنی کسی کے لئے کام اس ارادے سے نہ کرے
کہ یہ میرے لئے ایسا ہی کرے گا) نہ کرے اور نہ مضارعت کرے (یعنی ایسا کام
نہ کرے جو سود کے مشابہ ہو) اور طمع کے مقامات کا پیچھا نہ کرے۔ اور فرمایا کہ اپنی
ہمت کو کمزور نہ کرو کیونکہ میں نے کوئی چیز کسی مرد کو بزرگی سے روکنے والی ضعف
ہمت سے زیادہ نہیں دیکھی. اور ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ
تجھے اپنے نفس سے غافل نہ کر دیں کیونکہ معاملہ (بعد موت کا) صرف تیری ذات پہ
پہنچے گا ان سے بحث کر۔ اور دن کو بیکار باتوں میں نہ گذار کہ وہ (یعنی وقت
وعمر) تیری (متاع) محفوظ ہے. اور جب تو (کسی کے ساتھ) برا کرے تو
نیک سلوک بھی کر کیونکہ میں نے کوئی شے تیزی کے ساتھ پکڑنے والی اور
سرعت کے ساتھ ادراک کرنے والی گذشتہ برائی کو حال کے حسنہ (یعنی

لم ار شيئا اشد طلبا ولا اسرع
دراكا من حسنة حديثة لذنب قديم
وقال احذر من فلتات الشباب وكلما
اورثك النبز واعلقك اللقب فانه
ان يعظم بعده شانك يشتد على ذلك
ندمك وقال كل عمل كرهت من اجله
الموت فاتركه ثم لا يضرك متى مت
وقال وقلل من الدنيا تعش حرا واقلل
من الذنوب يهن عليك الموت وانظر
في اي نصاب تضع ولدك فان العرق
دساس - وقال ترك الخطيئة اسهل
من معالجة التوبة وقال احذروا النعمة
حذركم المعصية وهي اخوفها عليكم عندي
وقال احذروا عاقبة الفراغ فانه اجمع
لابواب المكروه من السكر - وقال
اجود الناس من جاد على من لا يرجو
ثوابه واحلمهم من عفا بعد القدرة
وابخلهم من بخل بالسلام واعجزهم
من عجز في دعائه وقال رب نظرة زرعت
شهوة ورب شهوة اورثت
حزنا واثما - وقال ثلاث خصال من
لم يكن فيه لم ينفعه الايمان حلم يرد به
جهل الجاهل وورع يحجزه عن المحارم
وخلق يداري به الناس - وذكر ابو عبيدة
معمر بن المثنى في كتاب مقاتل الفرسان

نیک سلوک) سے زیادہ نہیں دیکھی اور فرمایا کہ جوانی کی لغزشوں سے بچو
اور جب تمھیں کوئی اچھا خطاب (مثلاً شیخ، مولانا، حضرت وغیرہ) حاصل
ہوجائے گا اور قلب تمھارا اگلا دبائے گا اگر کوئی ایسی بات منہ سے
نکل جائے جس سے اس خطاب کی شان کو بٹہ لگے) تو اگر اس کے بعد
تمھاری شان بڑی ہوگئی تو یہ پچھلی لغزش تم کو سخت ندامت میں مبتلا
رکھے گی۔ اور فرمایا کہ ہر وہ کام جس کی وجہ سے تو موت کو برا سمجھنے لگے اس کو
چھوڑ پھر تیرے لئے مضر نہیں کہ کسی وقت بھی مرے۔ اور فرمایا کہ دنیا
میں کمی کر آزاد زندگی بسر کرے گا۔ گناہوں میں کمی کر تجھ پر موت آسان
ہوجائے گی۔ اور خیال رکھ کہ کس مرتبہ میں تو اپنی اولاد کو رکھ رہا ہے
(یعنی کس طبقہ کی عورت سے جماع کر رہا ہے) کیونکہ رگ کا اثر بہت چھپنے والا
ہوتا ہے (یعنی اس کے خاندانی خصائل تیری اولاد میں آئیں گے) اور فرمایا کہ
خطاکاری کا ترک آسان ہے توبہ کے ساتھ اس کا علاج کرنے سے۔ اور
فرمایا کہ نعمت (لذات وغیرہ) سے بھی اس طرح پرہیز کرو جس طرح معصیت
سے پرہیز کرتے ہو اور میرے نزدیک تمھارے لئے یہ زیادہ خطرناک ہے
اور فرمایا کہ پرہیز کرو بے شغلی کے انجام سے کیونکہ یہ ان سب ابواب مکروہ
کی جامع ہے جو سُکر (نشہ) سے کھلتے ہیں۔ اور فرمایا کہ سب سے زیادہ
سخی وہ ہے جو ایسے شخص پر سخاوت کرے جس سے نفع کی امید نہ کرے
اور سب سے زیادہ بردبار وہ ہے جو قدرت پالینے کے بعد معاف کردے
اور سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرتا ہے۔ اور سب سے عاجز وہ ہے
جو دعا میں بھی عاجز رہے۔ اور فرمایا کہ بسا اوقات ایک نظر شہوت کی تخم ریزی
کر دیتی ہے اور بسا اوقات شہوت دائمی رنج و غم دے جاتی ہے۔ اور فرمایا کہ
تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ نہیں ہیں اس کو ایمان نفع نہ دے گا۔
بردباری جس کے ذریعہ سے جاہل کے جہل کو لوٹا دیا جائے۔ اور پرہیزگاری جو اس
کو مواقع حرام سے روکتی رہے۔ اور اچھا خلق جس سے لوگوں کی دلجوئی کرتا رہے
اور ابو عبیدہ معمر بن المثنی نے اپنی کتاب مقاتل الفرسان میں ذکر کیا کہ سعد

ان سعد بن ابی وقاص اوفد عمرو بن معدیکرب بعد فتح القادسیۃ الی عمر فسألہ عمر عن سعد کیف ترکتہ وکیف رضی الناس عنہ فقال یا امیر المومنین ہو لہم کالاب یجمع لہم جمع الذرۃ اعرابیٌ فی نمرتہ اسدٌ فی تامورتہ نبطیٌ فی جبایتہ یقسم بالسویۃ ویعدل فی القضیۃ وینفر فی السریۃ وکان سعد کتب یثنی علی عمرو فقال عمر لکانما تقارضتما الثناء کتب یثنی علیک وقدمت یثنی علیہ فقال انا لم اثن الا بما رأیت قال دع عنک سعدا واخبرنی عن مذحج قومک قال فی کل فضلٌ وخیرٌ قال ما قولک فی علۃ بن خالد قال اولئک فوارس اعراضنا اخشنا طلبا واقلنا ہربا قال فسعد العشیرۃ قال اعظمنا خمیسا واکبرنا رئیسا واشدنا شریسا قال فالحارث بن کعب قال حسکۃ لا ترام قال فمراد قال الاتقیاء البررۃ والمساعیر الفجرۃ الزمنا قرارا وابعدنا آثارا قال فاخبرنی عن الحرب قال مُرّۃ المذاق اذا قلصت عن ساق من صبر فیہا عرف ومن ضعف عنہا تلف وانہا لکما قال الشاعر

؎ الحرب اول ما تکون فتیۃ ؎ تسعی

بن ابی وقاص نے فتح قادسیہ کے بعد عمرو بن معدیکرب کو عمر رضی اللہ کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے اُس سے سعد کا حال دریافت کیا کہ تو نے اس کو کیسا چھوڑا اور لوگ اُس سے کس قدر خوش ہیں۔ تو عمرو نے کہا کہ اے امیر المومنین وہ لوگوں کے لئے باپ کی مانند ہے، وہ لوگوں کے لئے چیونٹیوں کی طرح (اموال) جمع کرتا ہے۔ اعرابی ہے اپنی چادر میں، شیر ہے اپنی کچھار میں، نبطی ہے اموال کے جمع کرنے میں، سب میں برابر تقسیم کرتا ہے، اور جھگڑے کا فیصلہ عدل سے کرتا ہے۔ اور بذات خود لشکر میں پہنچتا ہے۔" اور سعد نے جو خط لکھا تھا اُس میں عمرو کی تعریف کی تھی۔ تو عمر رض نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں نے ایک دوسرے کی مدح کا تبادلہ کیا ہے۔ سعد نے تیری تعریف لکھی ہے اور تو نے آکر اس کی تعریف شروع کر دی تو عمرو نے کہا کہ میں نے صرف وہی تعریف کی جس کو میں نے مشاہدہ کیا ہے فرمایا کہ سعد کی بات چھوڑ اور مجھ سے اپنی قوم کے ہتھیار بند لوگوں کا حال بیان کر۔ عمرو نے کہا کہ ہر ایک میں فضیلت اور خیر ہے۔ فرمایا کہ علۃ بن خالد کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے عمرو نے کہا کہ وہ ہمارے نواحی کے شہسوار ہیں بڑی سرعت کے ساتھ (دشمن کو) ڈھونڈھ نکالنے والے سب سے کم بھاگنے والے۔ فرمایا سعد العشیرہ کا کیا حال ہے۔ عمرو نے کہا کہ وہ ہمارا سب سے بڑا لشکر ہیں۔ اور سب سے بڑے رئیس اور تیز مزاج ہیں۔ فرمایا کہ حارث بن کعب کے بارے میں کیا خیال ہے۔ کہا کہ وہ ایسا جتھہ ہے جس کا قصد نہیں کیا جاتا۔ فرمایا اور بنی مراد؟ کہا کہ بڑے متقی، نیک کام کرنے والے اور جنگ کی آگ بھڑکانیوالے بڑے سرکش سب سے زیادہ قرار ہونے والے اور ایسے کہ ان کا کھوج بھی نہ مل سکے۔ فرمایا کہ جنگ کے بارے میں کیا خیال ہے۔ عمرو نے کہا کہ اس کا مزا کڑوا ہے جب خوب ظاہر ہو جاتی ہے تو جس نے صبر کیا نامور ہوا اور جس نے کمزوری دکھائی ضائع ہوا اور وہ یقیناً ایسی ہے جیسا کسی شاعر نے کہا ہے ؎ الحرب اول الخ ترجمہ جنگ

زینتہا لکل جہول ؛ حتی اذا استعرت و
شب ضرامہا ؛ عادت عجوزاً غیر ذات
خلیل ؛ شمطاء جزت رأسہا و تنکرت ؛
مکروہۃ للشم والتقبیل ؛ قال فاخبرنی عن
السلاح قال سل عما شئت منہ قال
الرمح قال اخوک و ربما خانک قال
النبل قال منایا تخطئ و تصیب قال
الترس قال ذاک المجن و علیہ تدور
الدوائر قال الدرع قال مشغلۃ للراکب
متعبۃ للراجل و انہا لحصن حصین
قال السیف قال ہناک قارعتک لامک
الہبل قال بل امک قال بل امی و
الحمی اضرعتنی لک ۔ عرض سلیمان بن
ربیعۃ الباہلی جندہ بارمینیۃ فکان لا یقبل
من الخیل الا عتاقاً فمر عمرو بن معدیکرب
بفرس غلیظ فردہ وقال ہذہ ہجین
قال عمرو انہ لیس بہجین ولکنہ غلیظ
فقال بل ہو ہجین فقال عمرو ان الہجین
یعرف الہجین فکتب الی عمر فکتب الیہ
اما بعد یا ابن معدیکرب فانک القائل
لامیرک ما قلت و انہ بلغنی ان عندک
سیفاً تسمیہ الصمصامۃ و ان عندی سیفاً
اسمیہ مصمماً و اقسم باللہ لئن وضعتہ
بین اذنیک لا یقلع حتی یبلغ قحفک و
وکتب الی سلیمان بن ربیعۃ یلومہ فی

سب سے پہلے ایک جوان عورت ہوتی ہے۔ ہر جاہل کو اپنے سنگار کے
پیچھے دوڑاتی ہے ؛ یہاں تک کہ جب حد سے بڑھ جاتی ہے اور اس کا
اشتعال شباب پر آجاتا ہے، تو ایسی بڑھیا بن جاتی ہے جس کا کوئی شوق
نہ ہو ؛ سفید بالوں والی، بال کٹے ہوئے اور بدہیئت ایسی بدشکل جس
کو سونگھنے اور بوسہ لینے سے گھن آئے ؛ فرمایا کہ ہتھیاروں کے بارے
میں کچھ کہو تو کہا کہ ان میں سے جس ہتھیار کے بارے میں چاہو سوال کر دیجئے
فرمایا کہ نیزہ ؟ تو کہا کہ وہ آپ کا بھائی ہے (یعنی بالکل سیدھا) اور بسا اوقات
آپ سے خیانت بھی کر جاتا ہے (جب ٹیڑھا ہو جاتا ہے) فرمایا کہ تیر ؟ تو
کہا یہ ایک موت ہے کبھی خطا کر جاتی ہے کبھی آ پکڑتی ہے۔ فرمایا ڈھال ؟
کہا کہ یہ بچاؤ کا آلہ ہے اور اس پر مصائب پڑتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ زرہ ؟
کہا کہ یہ بوجھل کر دینے والی ہے سوار کو اور تھکا دینے والی پیدل کو اور وہ بیشک
ایک مضبوط قلعہ ہے۔ فرمایا تلوار ؟ کہا کہ یہاں تو اپنی ماں کے دل میں
(بیٹے کی موت کا) جو درد پیدا ہوگا اس کا دھیان کر لے۔ عمرؓ نے کہا بلکہ
تیری ماں کے۔ عمرو نے کہا (ٹھیک ہے) بلکہ میری ماں کے، اور بخار نے
مجھے کمزور بھی کر دیا ہے تمہارے مقابلہ پر۔ (اب اسے تنبہ ہوا کہ روانی
کلام میں کیا کہہ گیا ہوں) سلیمان بن ربیعہ باہلی نے اپنے لشکر کا جو
آرمینیہ میں تھا جائزہ لیا وہ گھوڑوں میں سے صرف اصیل گھوڑوں ہی کو
قبول کر رہے تھے، تو عمرو بن معدیکرب ایسے گھوڑے کو لے کر آیا جو لدھڑ
تھا۔ انہوں نے اس کو رد کر دیا اور کہا کہ یہ ہجین[عہ] یعنی دوغلا ہے۔ عمرو نے
کہا کہ یہ ہجین نہیں لیکن موٹا ہے۔ سلیمان نے کہا نہیں یہ ہجین ہے اس
پر عمرو نے کہا کہ ہجین، ہجین کو ضرور پہچانتا ہے۔ انہوں نے اس کی اس بدزبانی
کی اطلاع حضرت عمرؓ کو دی تو انہوں نے عمرو کو لکھا اما بعد اے ابن معدیکرب
تو وہ شخص ہے جو اپنے امیر سے ایسی گفتگو کرتا ہے جو تو نے کی۔ اور مجھے یہ اطلاع
پہنچی کہ تیرے پاس ایک تلوار ہے جس کا نام تو نے صمصامہ رکھا ہے۔ اور میرے
پاس ایک تلوار ہے جس کا نام میں نے مصمم رکھا ہے اور میں خدا کی قسم کھاتا

عہ ہجین یعنی دو رنگ والا یعنی باپ اصیل ہو اور ماں اصیل نہ ہو ۱۲

حِلمہ عنہ و قال ابو جعفر محمد بن
جریر الطبری فی تاریخہ روی عبدالرحمٰن
بن ابی زید عمران بن سوادۃ اللیثی قال
صلیتُ الصُّبحَ مَعَ عُمَرَ فقرأ سبحانَ و
سورۃً معہا ثم انصرفَ فقمتُ معہ فقال
أحاجۃٌ قلتُ حاجۃٌ قال فالحَق فلحقتُ
فلما دخل أذِنَ فاذا ہو علی رمال سریر
لیس فوقہ شیءٌ فقلتُ نصیحۃٌ فقال مرحباً
بالناصح غدواً وعشیاً قلتُ عابَت
امتک او قال رعیتک اربعاً
قال فوضع الدرۃ ثم ذقنَ علیہا ہکذا
روی ابن قتیبۃ وقال ابو جعفر فوضع
رأس درتہ فی ذقنہ ووضعَ اسفلہا
علی فخذہ وقال ہات قال ذکروا انک
حرّمتَ المتعۃَ فی اشہر الحج وزادَ
ابو جعفر وہی حلالٌ ولم یُحرّمہا رسولُ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ولا ابوبکر فقال أجَلْ
انکم اذا اعتمرتم فی اشہر حجکم رأیتموہا
مُجزیۃً من حجکم فقرغ حجکم وکانت قائبۃ
قوبٍ عامہا والحج بہاءٌ من بہاء اللہ و
قد اصبتُ قال وذکروا انک حرّمتَ
متعۃَ النساء وقد کانت رخصۃً من اللہ
نستمتع بقبضۃٍ ونفارق عن ثلاث قال
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أحلّہا
فی زمانِ ضرورۃٍ ورجع الناس الی

ہوں کہ اگر میں نے اس کو تیرے دونوں کانوں کے درمیان رکھ دیا تو وہ تیری کھوپڑی کے اندر اتر ے بغیر نہ رکے گی"۔ اور ایک خط سلیمان بن ربیعہ کو لکھا جس میں ان کو اس کی گستاخی کو برداشت کرنے پر ملامت کی۔ اور ابوجعفر محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی زید نے عمران بن سوادۃ اللیثی سے روایت کیا کہ میں نے صبح کی نماز عمرؓ کے ساتھ پڑھی۔ انہوں نے سبحان کی قراءت کی اور اس کے ساتھ ایک اور سورت۔ پھر جانے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہوگیا۔ فرمایا کیا کوئی کام ہے۔ میں نے کہا ہاں کام ہے۔ فرمایا تو ساتھ چلو میں ہولیا۔ پھر جب مکان میں داخل ہوئے تو (اندر آنے کی) اجازت دی۔ دیکھتا ہوں کہ وہ بانس سے بنی ہوئی چارپائی پر بیٹھے ہیں جس پر اور کوئی چیز بچھی ہوئی نہیں تھی۔ میں نے کہا کہ ایک نصیحت (خیر خواہی کی بات) ہے۔ فرمایا کہ صبح و شام ہر وقت ناصح کو مرحبا۔ میں نے کہا کہ آپ کے لوگ معترض ہیں (اور ایک روایت یوں ہے کہ) آپ کی رعیت معترض ہے چار باتوں میں تو آپ نے درّہ (کا ایک سرا) رکھا اور اس پر ٹھوڑی کو رکھا اس طرح پر۔ ابن قتیبہ نے اس ہیئت کو ظاہر کیا۔ اور ابوجعفر نے کہا کہ آپ نے اپنی ٹھوڑی میں درّہ کا سر لگا کر سہارا لیا اور اس کے نیچے کے حصہ کو اپنی ران پر رکھا اور کہا بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپؓ نے حج کے مہینوں میں متعہ (یعنی تمتع) کو حرام کردیا۔ اور ابوجعفر نے یہ جملہ اور بڑھایا کہ حالانکہ وہ حلال ہے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام نہیں کیا اور نہ ابوبکرؓ نے۔ تو فرمایا کہ ہاں تم لوگ اگر حج کے مہینوں میں عمرہ کرو گے تو تم اپنے حج کی طرف سے اس کو کافی سمجھ لوگے تو تمہارا حج ختم ہو لیگا تو مکہ بقیہ پورے سال کے لئے اس طرح خالی رہے گا جیسے انڈے کا خول (سفیدی اور زردی سے خالی پڑا ہوا ہو) اور حج ایک رونق ہے اللہ کی قائم کردہ رونقوں میں سے اور میں نے یہ ٹھیک کیا ہے۔ کہا کہ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ آپ نے عورتوں کے متعہ کو بھی حرام کردیا۔ حالانکہ اللہ کی طرف سے یہ ایک رخصت تھی کہ ہم ایک مٹھی بھر سے کام چلا لیتے اور تین (طلاق) سے جدا ہوجاتے تھے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

السنۃ ثم لم اعلم احداً من المسلمین عاد
الیہا ولا عمل بہا فالآن من شاء نکح
بہا بقبضۃ وفارق عن ثلث بطلاق
وقد اصبت قال وذکروا انک اعتقت
الامۃ ان وضعت ذا بطنہا بغیر عتاقۃ
سیدہا قال الحقت حرمۃ بحرمۃ ما اردت
الا الخیر واستغفر اللہ قال وشکوا
منک عنف السیاق وشدۃ النہر
للرعیۃ قال فنزع الدرۃ ثم مسحہا
حتی اتی علی سیورہا قال وانا زمیل محمد
صلی اللہ علیہ وسلم فی غزاۃ قرقرۃ الکدر
ولم فواللہ انی لارتع فاشبع واسقی
فاروی وانی لاضرب العروض وازجر
العجول واودب قدری واسوق خطوتی و
اردّ اللفوت واضم العنود واکثر الزجر
واقل الضرب واشہر بالعصا وادفع
بالید ولولا ذلک لاعذرت قال ابوجعفر
فکان معاویۃ اذا حدث بہذا الحدیث
یقول کان واللہ عالما برعیتہ قال لہ
حذیفۃ انک تستعین بالرجل الذی
ذی قوۃ وبعضہم یرویہ بالرجل الفاجر
فقال استعملہ لاستعین بقوتہ ثم اکون
علی قفائہ قال فسرقوا من المنیۃ واجعلوا
الرأس رأسین ولا تلثوا بدار معجزۃ
واصلحوا مثاویکم واخیفوا الہوام قبل

وسلم نے اس کو زمانۂ ضرورت میں حلال کر دیا تھا اور اب لوگ وسعت
کی طرف لوٹ گئے (یعنی مالدار ہوگئے) پھر میں مسلمانوں میں سے کسی
کو نہیں جانتا کہ اس کی طرف لوٹا اور اس پر عمل کیا ہو. تو اب بھی جو شخص
چاہے کسی عورت سے ایک مٹھی بھر سے نکاح کرے اور تین طلاق سے جُدا
ہو جائے اور میں نے ٹھیک کیا ہے. کہا اور لوگوں نے ذکر کیا کہ آپ نے
لونڈی کو آزاد کر دیا اگر اس سے بچہ پیدا ہو بغیر اس کے آقا کے آزاد
کئے. فرمایا کہ میں نے حرمت کو حرمت سے ملا دیا اور میں نے اس سے کوئی ارادہ
نہیں کیا بجز خیر کے اور میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں. کہا اور لوگوں کو آپ
سے شکایت ہے غصہ سے کام لینے اور لوگوں کو سختی سے جھڑکتے رہنے
کی. کہا کہ اس پر انہوں نے دُرّہ کھینچ لیا اور اس پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے تسمہ
تک لائے. کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی تھا غزوۂ قرقرۃ الکدر میں
اور ایسا کیوں نہ ہو (میری مثال اونٹوں کے چرانے والے کی سی ہے) میں ان
کو سبزی میں چراتا ہوں، ان کا پیٹ بھرتا ہوں اور ان کو پانی پلا کر چھکا دیتا
ہوں اور میں بیشک مارتا ہوں ٹیڑھی رفتار کے لوگوں کو (جو اس اونٹ
کی طرح ہوتے ہیں جو دائیں بائیں کو مڑتا ہے) اور جھڑکتا ہوں جلد بازوں
کو اور اپنے اندازے پر ان کے پیچھے چلتا ہوں اور اپنے نشانوں پر ان کو
ہنکاتا ہوں، اور لوگوں سے شریر کے شر کو روکتا ہوں (جو اس اونٹنی کی
طرح ہوتے ہیں جو دودھ دوہنے والے کے کاٹنا چاہتی ہے) اور الگ
چلنے والے کو جماعت سے ملاتا ہوں (جو قطار سے الگ ہو جانے والے
اونٹ کی طرح ہوتے ہیں) اور زیادہ جھڑکتا ہوں اور کم مارتا ہوں اور لاٹھی
سے دھمکاتا ہوں اور ہاتھ سے ہٹاتا ہوں. اور اگر یہ نہ ہو تو میں معذور
ہو جاؤں. ابو جعفر نے کہا کہ معاویہ جب ان باتوں کا تذکرہ کرتے تھے
تو کہا کرتے تھے کہ عمر رض واللہ اپنی رعیت کو خوب جاننے والے تھے. اُن
سے حذیفہ نے کہا کہ آپ ایسے شخص کو کام میں لگاتے (یعنی ترجیح دیتے)
ہیں جو صاحب قوت ہو. اور بعضوں نے روایت کیا کہ مرد فاجر کو

ان تحبیکم واخشوشنوا وتمعددوا۔ وکتب الی خالد بن الولید انہ بلغنی انک دخلت حماما بالشام وان من بہا من الاعاجم اعدوا لک دلوکا عجن بخمر وانی اظنکم آل المغیرۃ ذرء النار۔ الدلوک ما تدلک بہ کالسحور والفطور ونحوہا وذرء النار خلق النار۔ قال عام الرمادۃ لقد ہممت ان اجعل مع کل اہل بیت من المسلمین مثلہم فان الانسان لا یہلک علی نصف شبعہ فقال لہ رجل لو فعلت یا امیر المومنین ماکنت فیہا ابن ثاداء۔ قلت یرید ان الانسان اذا اقتصر علی نصف شبعہ لم یہلک جوعا ورای جاریۃ متکلثۃ فسال عنہا فقالوا امۃ آل فلان فضربہا بالدرۃ ضربات وقال یا لکعاء اتشبہین بالحرائر وسمع رجلا یتعوذ من الفتن فقال عمر قل اللہم انی اعوذ بک من الضفاطۃ اتسال ربک ان لا یرزقک مالا وولدا۔ قال اراد قول اللہ تعالی انما اموالکم واولادکم فتنۃ۔ وقال مابال رجال لایزال احدہم کاسرا وسادۃ عند امراۃ مغزیۃ یتحدث الیہا وتتحدث الیہ علیکم بالجنبۃ فانہا عفاف انما النساء لحم علی وضم الا ما ذب عنہ۔ قال ابن قتیبہ۔

تو فرمایا کہ میں اس کو کام میں لگاتا ہوں تاکہ اس کی قوت سے مدد لوں، پھر ان کے پیچھے میں خود بھی لگا رہتا ہوں۔ فرمایا کہ دشوار گذار مقامات کو حاصل کرنے کی طرف توجہ نہ کرو اور اپنے ٹھکانوں کی درستگی کرو اور گزندوں کو خائف کردو پہلے اس سے کہ وہ تمہیں خائف کردیں اور سخت (جفاکش) بنو اور چست رہو۔ اور خالد بن الولید کو لکھا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ شام میں تم ایک حمام میں داخل ہوئے اور یہ کہ عجم کے جو لوگ اس میں تھے انہوں نے تمہارے لئے ایک خوشبودار بٹنا بنایا جو شراب سے گوندھا گیا۔ اور اے مغیرہ کے فرزندو میں گمان کرتا ہوں کہ تم آگ کی ذریت ہو دلوک وہ شے ہے جس کی بدن پر مالش کی جائے، جیسے سحور (بمعنے مایسحر بہ) اور فطور (بمعنے مایفطر بہ) اور اسی طرح دیگر الفاظ۔ اور ذرء النار یعنی خلق النار (یعنی ناری مخلوق) آپ نے عام الرمادہ میں فرمایا (ایک مشہور قحط کے سال کا نام) واللہ میرا رجحان یہ ہے کہ میں مسلمانوں کے گھر والوں کے ساتھ اتنے ہی (دیتوں محتا) لوگوں کو شامل کردوں کیونکہ انسان آدھی خوراک کھانے سے ہلاک نہیں ہوتا۔ یہ سن کر ایک شخص نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ ایسا حکم دیتے تو آپ کسی کنیز کے بیٹے ثابت نہ ہوتے (یعنی سب لوگ بخوشی تعمیل حکم کرتے) میں کہتا ہوں کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ انسان اگر آدھی خوراک پر اکتفا کرے تو بھوک سے نہ مرے گا۔ اور آپ نے ایک باندی کو منہ پر نقاب ڈالے ہوئے دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ آل فلاں کی ایک جاریہ ہے۔ تو آپ نے اس کے کئی دُرّے مارے اور فرمایا کہ اے بدذات تو آزاد عورتوں جیسی بنتی ہے اور آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگ رہا تھا، تو عمرؓ نے فرمایا کہ یوں کہہ اللہم انی اعوذ بک الخ یعنی یا اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں تنگی سے " کیا تو اپنے رب سے یہ سوال کررہا ہے کہ وہ تجھ کو نہ مال دے اور نہ اولاد۔ (راوی نے) کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد انما اموالکم و اولادکم فتنۃ کی طرف اشارہ کیا۔ اور آپ نے فرمایا کیا حال ہوگیا لوگوں کا کہ ان میں کا ایک شخص تکیہ لگائے ہوئے ایسی عورت کے پاس بیٹھا رہتا ہے جس کا شوہر جہاد میں گیا ہوا ہو۔

خطب عمر فقال إن أخوف ما أخاف
عليكم أن يؤخذ الرجل المسلم البريء عند
الله فيدسر كما يدسر الجزور ويشاط
لحمه كما يشاط لحم الجزور ويقال عاص
وليس بعاص فقال علي كرم الله وجهه
وكيف ذاك ولما تشتد البلية وتظهر
الحمية وتسبى الذرية وتدقهم الفتن دق
الرحاء ثفالها. وفي حديثه لا تنظروا
إلى صلوة الرجل وصيامه ولكن
من إذا حدث صدق وإذا ائتمن أدى
وإذا أشفى ورع. وخطب الناس فقال
أيها الناس لينكح الرجل منكم لمته
من النساء ولتنكح المرأة لمتها من الرجال
وفي حديثه أنه استعمل رجلا على
اليمن فوفد عليه وعليه حلة مشهرة
وهو مرجل دهين فقال أهكذا بعثتك
ثم أمر بالحلة فنزعت عنه وألبس
جبة صوف ثم سأل عن ولايته فلم
يذكر إلا خيرا فرده على عمله ثم
وفد إليه بعد ذلك فإذا هو
أشعث مغبر عليه أطلاس فقال و
لا كل هذا إن عاملنا ليس بالشعث
ولا العافي كلوا واشربوا وادهنوا إنكم
تعلمون الذي أكره من أمركم. وقال
تعلموا السنة والفرائض واللحن

وہ عورت سے باتیں کرے اور عورت اس سے، تم کو پردے کا خیال رکھنا
چاہئے کہ یہ پاک دامنی ہے، عورتیں (ضعف کی وجہ سے) مثل اس پلّو گوشت
کے ہیں جو تختہ پر رکھا ہو (کہ جو خریدار چاہے اس کو لے لے) مگر وہ جو
تختہ سے ہٹایا جا چکا ہو اب وہ تختے پر رکھے ہوئے گوشت کے مانند نہیں
رہا۔ ابن قتیبہ نے بیان کیا کہ عمرؓ نے ایک خطبہ دیا، فرمایا کہ تمہاری نسبت جس بات
کا مجھے سب سے زیادہ اندیشہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک مسلمان آدمی جو اللہ کے نزدیک بے گناہ
ہو وہ اس طرح (قتل کے لئے) دھکیلا جائے جس طرح قربانی کا جانور ذبح یا نحر
کے لئے دھکیلا جاتا ہے، اس کے گوشت کے ٹکڑے کئے جائیں جس طرح قربانی
کے جانور کے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے ہیں اور کہا جائے کہ یہ عاصی (بدکردار)
ہے حالانکہ وہ عاصی نہیں ہے تو علی کرم اللہ وجہہ نے کہا اور یہ کیونکر ہوگا؟
(اس کا وقوع اس وقت ہوگا) جب کہ مصیبت سخت ہو جائے گی اور حمیت
جاہلیت ظاہر ہوگی اور بچے بھی قید کئے جائیں گے اور ان کو فتنے اس طرح پیس
ڈالیں گے جس طرح چکی اپنے تلے کو پیس دیتی ہے۔ اور ان کی ایک حدیث میں
ہے کہ کسی شخص کی نماز اور روزوں کو نہ دیکھو لیکن اس کو (اچھا سمجھو) کہ جب بات کرے
تو سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کر دے اور جب
(گناہ کے) کنارے پر آ جائے تو بچ نکلے۔ اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے
فرمایا کہ اے لوگو! تم میں مردوں کو عورت سے نکاح کرنا چاہئے جس سے انس
ہو اور عورتوں کو ایسے مرد سے نکاح کرنا چاہئے جس سے انس ہو۔ اور ان کی حدیث
میں ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو یمن پر عامل بنایا۔ پھر وہ آپ کے پاس آیا
تو اس کے بدن پر ایک بڑھیا جوڑا تھا اور کنگھی کئے ہوئے، بالوں کو تیل لگائے
ہوئے تھا تو عمرؓ نے دیکھ کر کہا کہ کیا ہم نے تجھے ایسا ہی بھیجا تھا۔ پھر جوڑے کے
بارے میں حکم دیا گیا تو وہ اس سے اتارا گیا اور صوف کا جبہ اس کو پہنایا گیا۔ پھر
اس کی ولایت کے متعلق سوال کیا تو جو کچھ (آپ نے) ذکر کیا وہ خوب تھا تو اس کو
اس کے عہدے پر واپس کر دیا اس کے بعد پھر وہ آپ کے پاس آیا تو اس شخص
کے بال بکھرے ہوئے غبار آلود، بدن پر پرانے میلے کپڑے، تو آپ نے فرمایا

كما تتعلمون القرآن ومرّ على راعٍ فقال يا راعي عليك الظلف فانّ رمض فانك راعٍ وكل راعٍ مسئول۔ وفي حديثه انّ من الناس من يقاتل رياءً وسمعةً ومنهم من يقاتل وهو ينوي الدنيا ومنهم من الجمه القتال فلم يجد بدًّا ومنهم من يقاتل صابرًا محتسبًا اولٰئك هم الشهداء۔ وفي حديثه انه ارسل الى ابي عبيدة رسولًا فقال له حين رجع كيف رأيت ابا عبيدة قال رأيت بلالًا من عيش يقصر من ذوقه ثم ارسل اليه وقال للرسول حين قدم كيف رأيته قال حشوفا قال رحم الله ابا عبيدة بسطنا له فبسط قبضنا له فقبض۔ وفي حديثه انه رئي في المنام فسئل عن حاله فقال كاد ثل عرشي لولا اني صادفت ربي رحيمًا۔ وفي حديثه انه قال لابي مريم الحنفي لانا اشد بغضًا لك من الارض للدم قالوا كان عمر عليه حفيظًا لانه كان قاتل زيد بن الخطاب اخيه فقال اينقصني ذلك من حقي شيئًا قال لا قال فلا ضير۔ وفي حديثه انّ اللبن يشبه عليه قال معناه انّ الطفل ربما نزع به الشبه الى الظئر من

اور نہ یہ سب ٹھیک ہے ، ہمارا عامل نہ پراگندہ بال ہو اور نہ پراگندہ گوشت۔ کھاؤ اللہ تعالیٰ اور نیل ملو، تم یقیناً اس بات کو جانتے ہو جسے میں تمہارے لئے ناپسند کرتا ہوں۔ اور فرمایا کہ سنت کو سیکھو (یعنی علم حدیث کو) اور فرائض کو اور لغت کو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ اور آپ کا گذر ایک چرواہے پر ہوا تو فرمایا کہ اے چرواہے تجھے سخت زمین کو اختیار کرنا چاہیئے ریگستانی زمین میں نہ چراؤ (کہ ریت کی گرمی سے پاؤں جلنے لگیں) تو ایک راعی ہے اور ہر راعی سے بازپرس ہوگی۔ اور آن کی ایک حدیث میں ہے کہ لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو دکھاوے اور لوگوں کو سنانے کے لئے قتال کرتے ہیں اور اُن میں سے بعض ایسے ہیں جو قتال کرتے ہیں اور وہ دنیا کی نیت رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ قتال اُن کے گلے پڑ گیا کہ وہ اس پر مجبور ہوگئے اور بعض وہ ہیں جو قتال کرتے ہیں اس حال میں کہ صابر ہوتے ہیں طالب ثواب ہوتے ہیں۔ یہی لوگ شہداء ہیں۔ اور آن کی ایک حدیث میں ہے کہ عمرؓ نے ابوعبیدہ کے پاس ایک قاصد بھیجا۔ جب وہ واپس ہوا تو اس سے پوچھا کہ ابوعبیدہ کو کیسا دیکھا۔ اُس نے کہا کہ میں نے خوب تری اور تازگی دیکھی جو بارش کے آخر تک رہتی ہے۔ پھر اُن کے پاس قاصد کو بھیجا اور جب وہ واپس آیا تو قاصد سے سوال کیا کہ کیسا دیکھا ابوعبیدہ کو۔ قاصد نے کہا کہ بہت تنگ دست۔ فرمایا کہ اللہ ابوعبیدہ پر رحم کرے جب ہم اس پر فراخی کرتے ہیں فراخ دست ہو جاتا ہے اور جب ہم ہاتھ روکتے ہیں تنگدست ہو جاتا ہے۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ اُن کو خواب میں دیکھا گیا اور حال پوچھا گیا تو فرمایا کہ میرا تخت منہدم ہونے کے قریب تھا اگر میں اپنے رب کو رحیم نہ پاتا۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے بنوحنیفہ کے ابومریم سے کہا کہ میں تجھ سے اس سے بھی زیادہ بغض رکھتا ہوں جسقدر زمین خون سے رکھتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ عمرؓ اس سے سخت کینہ اس لئے رکھتے تھے کہ وہ اُن کے بھائی زید بن الخطاب کا قاتل تھا۔ تو اُس نے کہا کہ کیا یہ بغض میرے حق میں کچھ نقصان کرے گا؟ تو فرمایا کہ نہیں۔ اُس نے کہا کہ پھر کچھ حرج نہیں۔ اور اُن کی ایک حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ دودھ مشتبہ علیہ ہوتا ہے۔ کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ لڑکا

أهل لبنها فلا تسترضعوا إلا من ترضون
أخلاقها وفي حديثه اغزوا والغزو
حلو خضر قبل أن يكون ثماما ثم يكون
رماما ثم يكون حطاما. وفي حديثه
عجبت لتاجر هجر وراكب البحر
وفي حديثه إن نائلا مولى عثمان قال
سافرت مع مولاي وعمر في حج
أو عمرة فكان عمر وعثمان وابن عمر
لفا وكنت أنا وابن الزبير في شببة
معنا لفا وكنا نتمازح ونترامى بالحنظل
فما يزيدنا عمر على أن يقول لنا كذلك
لا تذعروا علينا فقلنا لرباح بن المغترف
ونصبت لنا نصب العرب فقال
مع عمر فقلنا افعل فإن نهاك فانته
فلم يقل له عمر شيئا حتى إذا كان
في وجه السحر ناداه يا رباح اكفف
فإنها ساعة ذكر. وفي حديثه أنه كتب
في الصدقة إلى بعض عماله كتابا فيه
ولا تحبس الناس أولهم على آخرهم
فإن الرجن للماشية عليها شديد
ولها مهلك وإذا وقف الرجل عليك
غنمه فلا تعتم من غنمه ولا تأخذ
من أدناها وخذ الصدقة من أوسطها
وإذا وجب على الرجل سن لم تجدها
في إبله لا تأخذ إلا تلك السن من

بسا اوقات دودھ پلانے والی کی مشابہت کو اس کے دودھ کے ذریعے
سے کھینچ لیتا ہے اس لئے مرضعہ نہ بناؤ مگر ایسی عورت کو جس کے اخلاق سے
تم مطمئن ہو چکو۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے "جنگ کرو، جنگ خوشگوار
سرسبز ہوتی ہے قبل اس کے کہ اس کا بیج ایک نرم و نازک گھاس کی طرح سر اُبھار
پھر وہ پودا سخت ہو جاتا ہے اور پھر (آخر میں) سوکھ کر شکستہ ہو جاتا ہے"۔ اُن کی ایک
حدیث میں ہے فرمایا کہ مجھے تعجب ہوتا ہے تاجر ہجر[1] اور راکب بحر پر۔ ان کی ایک حدیث میں
ہے کہ عثمان رضی کے آزاد کردہ نائل نے بیان کیا کہ میں نے اپنے آقا (عثمان) اور
عمر کے ساتھ حج کے سلسلہ میں سفر کیا۔ تو عمر اور عثمان اور ابن عمر تو ایک فریق بن گئے
اور میں اور ابن زبیر اور چند نوجوان ساتھی دوسرا فریق بن گئے۔ پھر ہم ایک دوسرے
سے ہنسی مذاق کرتے تھے اور حنظل پھینک پھینک کر مارتے تھے۔ تو عمر نے
اس سے زیادہ نہیں کیا کہ ہم سے کہنے لگے کہ بس بس ہمارے اونٹ بدک جائیں
گے۔ پھر ہم نے رباح بن المغترف سے کہا کہ اچھا ہوتا اگر تو ہمارے لئے عرب
کی حُدی شروع کر دیتا تو اس نے کہا کہ عمر کی موجودگی میں؟ تو ہم نے کہا کہ تو شروع
کر دے، اگر انہوں نے تجھے منع کیا تو رک جانا۔ تو وہ (گاتا رہا) اور عمر نے اس
کو کچھ نہ کہا، یہاں تک کہ جب صبح ہونے کو آئی تو اس وقت اس کو پکار کر کہا
او رباح! بس اب بند کر کیونکہ یہ وقت یادِ الٰہی کا ہے۔ اور اُن کی ایک حدیث میں
ہے کہ عمر رضی نے اپنے بعض عاملوں کو وصول صدقہ کے بارے میں خط لکھا جس میں
تھا کہ لوگوں کو روکے نہ رکھنا کہ جو پہلے سے آیا ہوا ہے وہ اس کے ہمراہ ہے
جو آخر میں آیا تھا اس وجہ سے کہ روک رکھنا جانوروں کا اُن پر سخت اور
مہلک ہوتا ہے (چرنے پھرنے میں وہ خوش رہتے ہیں) اور جب کوئی
شخص تمہارے سامنے اپنی بکریاں کھڑی کرے تو عمدہ بکریوں میں سے
نہ لو اور نہ ادنیٰ میں سے، صدقہ درمیانی مرتبہ میں سے لو اور جب کسی شخص
پر ایسا اونٹ واجب ہو جو تم اس کے اونٹوں میں نہیں پاتے تو ان
میں جو اس کے قریب تر ہو وہ لے لو یا اس کی مناسب قیمت لے لو
اور خیال رکھو کہ دودھ دینے والے جانور اور گابھن اونٹنی دیکھو تو اس
سے منہ پھیر لو کہ وہ اس کے کنبہ کی پشت پناہ ہیں۔ اور ایک حدیث میں

[1] ہجر بحرین کی طرف ایک علاقہ ہے جہاں [illegible] ہوتا ہے۔ حضرت عمر اس سے گھبراتے تھے۔

شر ذی ابل او قیمتہ عدل وانظر
ذوات الدر والماخض فتنکب عنہا
فانہا ثمال حاضرتہم۔ وفی حدیثہ
یلتقط النوی من الطریق والنکث
فاذا مر بدار قوم القاہا فیہا وقال یاکل
ہذا داجنکم وانتفعوا بما فیہ۔ وفی
حدیثہ ثلاث من الفواقر جار مقامۃ
ان رأی حسنۃ دفنہا وان رأی سیئۃ اذاعہا
وامرأۃ ان دخلت علیہا لسنتک و
ان غبت عنہا لم تأمنہا وامام ان احسنت
لم یرض عنک وان اسأت قتلک۔ و
فی حدیثہ من عقل المرء نفاق ایمہ
وموضع خفہ۔ وفی حدیثہ ان العباس
ابن عبد المطلب سألہ عن الشعراء فقال
امرؤ القیس سابقہم خسف لہم عین الشعر
فافتقر عن معان عور اصح بصر۔ البغوی عن
ابی عثمان النہدی یقول اتانا کتاب عمر
بن الخطاب ونحن باذربیجان مع عتبۃ
بن فرقد اما بعد فاتزروا وارتدوا
وانتعلوا والقوا الخفاف والقوا السراویلات
وعلیکم بلباس ابیکم اسماعیل وایاکم و
التنعم وزی العجم وعلیکم بالشمس فانہا
حمام العرب وتمعددوا واخشوشنوا
واخشوشبوا واخلولقوا واعطوا الرکب
اسنتہا وانزوا نزوا وارموا

ہے کہ عمرؓ کھجور کی گٹھلیوں اور بالوں سے بٹے ہوئے رسی کے ٹکڑوں کو
راستہ سے اٹھاتے رہتے، پھر جب کسی غریب قوم کے گھر سے گزرتے
تو اس میں ڈال دیتے کہ یہ تمہارے گھر سے ہوئے جانور کھالیں گے اور بچے
ہوئے (رسی کے) ٹکڑوں کو بھی کام میں لے آؤ گے۔ اور ان کی ایک
حدیث میں ہے کہ تین چیزیں بڑی مصیبت ہیں ایسا پڑوسی کہ اگر
اچھی بات دیکھے تو اس کو چھپائے اور بری بات دیکھے تو اس کو لوگوں
میں مشہور کرے۔ اور ایسی عورت کہ اگر تم اس کے پاس جاؤ تو بدزبانی
سے وہ تمہیں عاجز کردے اور اگر تم اس سے الگ رہو تو تم
اس پر مطمئن نہ رہو، اور ایسا حاکم کہ اگر تم عمدہ کام کرو
تو تم سے خوش نہ ہو اور اگر برا کام کرو تو تمہیں قتل کرڈالے۔
اور ان کی ایک حدیث میں ہے کہ آدمی کی ایک خوش نصیبی یہ
بھی ہے کہ اس کی عزیز بے شوہر عورتوں کو لوگ بکثرت پیغام نکاح
دیں اور اس کے قدم رکھنے کی جگہ (یعنی اچھی بیوی کا ہو) اور ان کی
ایک حدیث میں ہے کہ عباس بن عبد المطلب نے عمرؓ سے شعراء
کے بارے میں سوال کیا تو کہا کہ امرؤ القیس ان سب سے آگے نکل گیا،
اسی نے شاعروں کے لئے شعر کا چشمہ کھودا اسی نے باریک دقیق
مضامین ومعانی کو کھولا۔ بغوی ابو عثمان نہدی سے روایت کرتے
ہیں کہ ہمارے پاس عمر بن الخطاب کا خط پہنچا جب کہ ہم آذربیجان
میں عتبہ بن فرقد کے ساتھ تھے اما بعد لنگی باندھو اور چادر
اوڑھو اور جوتے پہنو اور موزوں کو صاف رکھو اور پاجاموں کو صاف
رکھو اور اپنے باپ اسماعیلؑ کے لباس کی پابندی رکھو اور عیش پرستی
اور عجم کے حلیہ سے بچو۔ اور تم پر لازم ہے دھوپ کیونکہ وہ عرب کا
حمام ہے اور جفاکش رہو، اور موٹے کپڑے پہنو اور سخت بنو اور
مجتمع رہو اور سواری کے جانوروں کو خوب گھاس دانہ دو، اور
اچھل کر سوار ہوا کرو اور نشانوں پر تیر اندازی کیا کرو۔ اور ایک

الاعراض وفي رواية واتزروا على ظهور الخيل نزوا واستقبلوا بوجوهكم الشمس فانها حمامات العرب قوله تمعددوا قيل هو من الغلظ يقال للغلام اذا شب وغلظ وقيل معناه تشبهوا بعيش معد وكانوا اهل غلظ وتقشف يقول كونوا مثلهم ودعوا التنعم وزي العجم واخشوشنوا اراد الخشونة في الملبس والمطعم وقوله واخشوشبوا بالباء فهو من الصلابة يقال اخشوشب الرجل اذا كان صلبا ويروى بالجيم من الجشب وهي الخشونة في المطعم - ابو عمر في قوله تعالى كنتم خير امة اخرجت للناس من سره ان يكون من تلك الامة فليؤد شرط الله فيها - ابو عمر انما ننتسب الى معد وما بعد معد لا ندري ما هو - ابو عمر حمل عمر بن الخطاب اسيد بن حضير من بني عبد الاشهل حتى وضعه بالبقيع وصلى عليه واوصى الى عمر فنظر عمر في وصيته فوجد عليه اربعة آلاف دينا فباع نخله اربع سنين باربعة آلاف وقضى دينه - ابو عمر كان لامية بن الاسكر الجندعي ابنان ففرا منه فبكاهما باشعاره وكان شاعرا شريفا في قومه فردهما عمر بن الخطا

روایت میں یہ ہے کہ گھوڑوں کی پشت پر اُچھل کر بیٹھا کرو۔ اور اپنے چہرے سورج کی طرف رکھا کرو کیونکہ دھوپ عرب کا حمام ہوتی ہے اس قول میں تَمَعْدَدُوْا ہے، کہا گیا ہے کہ اس سے مراد طاقتور ہونا ہے۔ لڑکے کے حق میں جب وہ جوان اور قوی ہو جائے تو تمعدد بولتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ معد بن عدنان کی طرح زندگی گذارو۔ اور یہ لوگ طاقت اور قناعت والے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ان جیسے بن جاؤ اور عیش پرستی اور عجم کا لباس چھوڑ دو۔ اور اخشوشنوا سے لباس اور کھانے میں خشونت (موٹا کھردرا ہونا) مراد ہے۔ اور اخشوشبوا (باء کے ساتھ) مراد صلابت ہے۔ کہا جاتا ہے اِخْشَوْشَبَ الرَّجُل جب کہ صلب (سخت) ہو جائے۔ اور جیم کے ساتھ بھی روایت کیا جاتا ہے جشب سے جس کے معنے کھانے میں خشونت کے ہیں۔ ابو عمر، ارشاد حق تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کے بارے میں (عمر کا قول ہے کہ) جس کو پسند ہو کہ وہ اس امت میں سے ہو اُس کو چاہئے کہ اس میں جو اللہ کی شرط ہے (یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر) اس کو پورا کرے۔ ابو عمر، عمرؓ نے فرمایا کہ ہم معد کی طرف منسوب ہیں اور معد کے بعد کو ہم بُعد زمانہ کی وجہ سے نہیں جانتے۔ ابو عمر، عمرؓ نے اُسید بن حضیر (کے جنازے) کو بنی عبد الاشہل میں سے اٹھایا اور بقیع میں لا کر رکھا اور اُن پر نماز پڑھی۔ انہوں نے عمرؓ کو ایک وصیت لکھی تھی۔ پھر انہوں نے ان کی وصیت کو دیکھا تو اس میں ان پر چار ہزار قرض ثابت ہوا۔ تو انہوں نے ان کے باغ کی کھجوروں کو چار سال فروخت کیا چار ہزار میں اور ان کا قرض ادا کر دیا۔ ابو عمر، اُمیہ بن الاسکر الجندعی کے دو بیٹے تھے دونوں اُس کے پاس سے بھاگ گئے۔ تو اُس نے اپنے اشعار میں ان پر گریہ وزاری کی۔ وہ شاعر تھا اور اپنی قوم میں سردار تھا، تو عمر بن الخطاب نے دونوں کو اُس کے پاس لوٹایا اور

وَحَلَفْتُ عَلَیْہَا اَنْ لَا یُفَارِقَہَا اَبَدًا حَتّٰی
یَمُوْتَ۔ ابو عمر قال الشاعر فی جریر بن
عبد اللّٰہ البجلی ؎ لَوْلَا جَرِیْرٌ ہَلَکَتْ بَجِیْلَۃٌ
نِعْمَ الْفَتٰی وَ بِئْسَتِ الْقَبِیْلَۃُ ؂ فقال عمر
مَا مُدِحَ مَنْ ہُجِیَ قَوْمُہٗ۔ وکان عمر یقول جریر
ابن عبد اللّٰہ یوسف ہذہ الامۃ۔ ابو عمر
قدم جریر علی عمر من عند سعد بن
ابی وقاص فقال کیف ترکت سعدًا فی
ولایتہ فقال ترکتہ اکرم الناس
مقدرۃً واحسنہم معذرۃً ہُوَ لَہُمْ کَالْاُمِّ
البرۃ یجمع لہم کما یجمع الذرۃ مع انہ
میمون الاثر مرزوق الظفر اشد الناس
عند البأس و احب قریش الی الناس
قال فاخبرنی عن حال الناس قال
ہم کسہام الجعبۃ منہم القائم الرائش
ومنہم العصل الطائش وابن ابی
وقاص یغمزہا یغمز عصلہا و یقیم میلہا
واللّٰہ اعلم بالسرائر یا عمر قال فاخبرنی
عن اسلامہم قال یقیمون الصلوٰۃ
لوقتہا ویؤتون الطاعۃ ولاتہا
فقال عمر الحمد للّٰہ اذا کانت الصلوٰۃ
اُوتیت الزکوٰۃ واذا کانت الطاعۃ
کانت الجماعۃ۔ ابو عمر مر عمر بحسان و ہو
ینشد الشعر فی مسجد رسول اللّٰہ صلی
اللّٰہ علیہ وسلم فقال اتنشد الشعر

ان سے اس بات پر حلف لیا کہ جب تک وہ زندہ ہے کبھی اس
سے جدا نہ ہوں گے۔ ابو عمرؒ ایک شاعر نے جریر بن عبد اللّٰہ بجلی
کی مدح میں یہ شعر کہا ؎ لولا جریرٌ الخ ترجمہ اگر جریر نہ ہوتا
تو بجیلہ ہلاک ہو جاتے۔ بہت اچھا جوان ہے اور بہت برا قبیلہ ؂
تو عمرؓ نے کہا جس نے اس کی قوم کی ہجو کی اس کی مدح نہیں کی
اور عمر فرمایا کرتے تھے کہ جریر بن عبد اللّٰہ اس امت کا یوسف
ہے۔ ابو عمرؒ جریر حضرت عمرؓ کے پاس سعد بن ابی وقاص کے پاس
سے آئے تو آپ نے ان سے پوچھا تم نے سعد بن ابی وقاص کو اس کی
ولایت میں کیسا چھوڑا۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس کو اس
حال میں چھوڑا کہ سب سے زیادہ کریم ہوتا ہے قدرت پا لینے پر اور سب
سے زیادہ اچھا ہے معذرت قبول کرنے میں۔ وہ مسلمانوں کے
حق میں تربیت کرنے والی ماں کی طرح ہے، اس کے ساتھ مبارک قدم ہے
اس کو فتح بخشی گئی ہے، جنگ کے وقت سب سے زیادہ سخت ہے
اور قریش میں سب سے زیادہ ہر دل عزیز ہے۔ عمرؓ نے فرمایا کہ
اب عام لوگوں کا حال بتائیے۔ جریر نے کہا کہ وہ سب ایک ترکش
کے تیروں کی مانند ہیں۔ ان میں بعض بالکل سیدھے، صحیح نشانہ پر پہنچنے
والے پر دار ہیں، اور بعض خمیدہ، نشانے سے چوکنے والے ہیں اور ابن
ابی وقاص ان سب کو جمع کرتے ہیں اور ان کی کجی کو دور کرتے اور
بالکل سیدھا کر دیتے ہیں۔ اور اے عمر چھپے ہوئے احوال اللّٰہ ہی بہتر
جاننے والا ہے فرمایا کہ اچھا اب لوگوں کے اسلام کا حال بیان کیجئے جریر
نے کہا کہ سب لوگ نمازیں ان کے اوقات میں پڑھتے ہیں اپنے حکام
کی اطاعت کرتے ہیں، تو عمرؓ نے کہا الحمد للّٰہ، جب نماز ادا ہوتی
رہے گی، زکوٰۃ دی جاتی رہے گی اور جب اطاعت بھی موجود رہو گی
تو جماعت قائم رہے گی۔ ابو عمرؒ عمرؓ کا گذر حسان بن ثابت پر ہوا
جب کہ وہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی مسجد میں اشعار پڑھ

في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال له حسان قد كنت أنشد فيه
وفيه من هو خير منك - ابو عمر
حاطب بن ابي بلتعة نحر رقيقه ناقة
رجل من مزينة فقال عمر أراك
تجيعهم وأضعف عليه القيمة على جهة
الادب والردع - ابو عمر قص حابس
بن سعد الطائي رؤياه على عمر فرأى
كان الشمس والقمر يقتتلان ومع
كل واحد منهما كواكب فقال عمر
مع أيهما كنت قال مع القمر قال
لا تلي لي عملا ابدا اذ كنت مع الآية
الممحوة فقتل وهو مع معاوية بصفين.
ابو عمر الحر بن قيس قدم عليه عمه
فقال للحر الا تدخلني على هذا الرجل
يعني عمر فقال اني اخاف ان تتكلم
بكلام لا ينبغي فقال لا افعل فأدخله
على عمر فقال يا ابن الخطاب والله
لا تقسم بالعدل ولا تعطي الجزل
فغضب عمر غضبا شديدا حتى هم
ان يوقع به فقال الحر يا امير المؤمنين
ان الله تعالى يقول في كتابه خذ العفو
وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين
وان هذا من الجاهلين قال فخلى
سبيله عمر وكان وقافا عند كتاب الله

رہے تھے تو فرمایا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں
اشعار پڑھ رہے ہو۔ تو ان سے حسان نے کہا کہ میں اس میں شعر پڑھ
چکا ہوں جب کہ یہاں وہ موجود تھا جو تم سے افضل تھا (یعنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم) ابو عمر، حاطب بن ابی بلتعہ کے غلام نے مزینہ کے
ایک شخص کا اونٹ ذبح کر لیا۔ تو عمر رض نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ
تو ان کو دکھ پہنچا رہا ہے اور انہوں نے حاطب پر دگنی قیمت قائم
کی بناء برتادیب و تنبیہ۔ ابو عمر، حابس بن سعد الطائی نے اپنا
خواب حضرت عمر رض سے بیان کیا۔ اس نے یہ دیکھا تھا کہ گویا سورج اور
چاند آپس میں لڑ رہے ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ستارے
ہیں۔ تو عمر رض نے سوال کیا کہ تو دونوں میں سے کس کے ساتھ تھا۔ کہا کہ چاند
کے ساتھ۔ فرمایا کہ اب تو میرا عامل کبھی نہیں بنے گا، کیونکہ تو مٹائی ہوئی عـہ
نشانی کے ساتھ تھا۔ یہ شخص جنگ صفین میں قتل ہوا معاویہ کے ساتھیوں
میں سے تھا۔ ابو عمر، حر بن قیس کے پاس اس کا چچا آیا۔ اس نے حر
سے کہا کہ تو مجھے اس شخص یعنی عمر سے نہیں ملائے گا۔ تو حر نے کہا کہ
مجھے اندیشہ ہے کہ تو ان کے سامنے نامناسب کلام کرے گا۔ تو اس
نے کہا کہ میں ایسا نہ کروں گا۔ تو وہ اس کو حضرت عمر کے پاس لے گیا۔
وہاں پہنچ کر اس نے کہا کہ اے ابن الخطاب واللہ تو عدل کے ساتھ
تقسیم نہیں کرتا اور نہ مال کثیر دیتا ہے تو عمر رض کو اسقدر سخت غصہ آیا
کہ انہوں نے ارادہ کر لیا کہ اس پر حملہ کر دیں۔ تو حر نے کہا کہ اے
امیر المومنین اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے خُذِ الْعَفْوَ (الاعراف ۱۹۹)
"عفو اختیار کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں
سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئے" اور یہ جاہلوں میں سے ہے، کہا راوی نے
کہ آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور عمر کتاب اللہ کے سامنے بہت
جھکنے والے تھے۔ ابو عمر، عمرو بن العاص نے حضرت عمر رض کو خط لکھا
جس میں انہوں نے تین ہزار سواروں کی امداد مانگی تھی، تو عمر رض نے

عـہ چاند کو آیت ممحوہ یعنی مٹی ہوئی نشانی اس لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وجعلنا الیل والنہار آیتین فمحونا آیۃ الیل وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ الخ اور قمر آیۃ لیل

عزوجل۔ ابوعمر کتب عمرو بن العاص الی عمر یستمدہ بثلاثۃ آلاف فارس فامدہ بخارجۃ بن حذافۃ والزبیر بن العوام والمقداد بن الاسود۔ ابوعمر سأل عمر خبابا عما لقی من المشرکین فقال یا امیر المؤمنین انظر الی ظہری فنظر فقال ما رأیت کالیوم فقال خباب لقد اوقدت لی نار وسحبت فیہا فما اطفاہا الا ودک ظہری۔ ابوعمر قال خوات بن جبیر خرجنا مع عمر بن الخطاب فسرنا فی رکب فیہم ابوعبیدۃ بن الجراح وعبد الرحمن بن عوف فقال القوم غننا من شعر ضرار فقال عمر دعوا ابا عبداللہ فلیغن من بنیات فوادہ یعنی من شعرہ قال فما زلت اغنیہم حتی کان السحر فقال عمر ارفع عنا لسانک فقد اسحرنا۔ ابوعمر استشہد زید بن الخطاب یوم الیمامۃ فحزن علیہ عمر حزنا شدیدا قال عمر ما ہبت الصبا الا وانا اجد منہا ریح زید وقال متمم بن نویرۃ لعمر لوان اخی ذہب علی ما ذہب علیہ اخوک ما حزنت علیہ فقال عمر ما عزانی احد باحسن مما عزیتنی بہ وقال عمر لما نعی علیہ اخوہ زید رحم اللہ اخی سبقنی الی الحسنیین اسلم

خارجہ بن حذافہ اور زبیر بن العوام اور مقداد بن الاسود کو بھیج دیا[عـــہ]۔ ابوعمر، عمر رضی اللہ عنہ نے خباب سے اُن مصائب کا حال پوچھا جو مشرکین کی طرف سے اُن کو پہنچے تھے تو انہوں نے کہا کہ اے امیرالمومنین میری کمر دیکھ لیجئے۔ تو آپ نے دیکھی اور فرمایا کہ میں نے آج سے پہلے ایسا نہیں دیکھا۔ تو خباب نے کہا کہ میرے لئے آگ جلائی گئی اور مجھے اُس پر لٹایا گیا اور آگ کو میری پیٹھ کی چربی کے سوا کسی چیز نے نہیں بجھایا۔ ابوعمر، خوات بن جُبیر نے بیان کیا کہ ہم عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ سفر کے لئے نکلے اور ایسے قافلہ میں روانہ ہوئے جن میں ابوعبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ہمیں ضرار کے اشعار گا کر سُنا تو عمرؓ نے کہا کہ ابوعبداللہ کو چھوڑ دو (یعنی ضرار کے اشعار کی پابندی سے) اس کو چاہئے کہ اپنے دل کے خیالات یعنی اپنے اشعار گائے۔ کہا کہ پھر میں برابر لوگوں کے سامنے گاتا رہا یہاں تک کہ سحر ہو گئی تو عمرؓ نے کہا کہ بس اب اپنی زبان بند کر صبح ہو گئی ہے۔ ابوعمر جنگ یمامہ میں زید بن الخطاب شہید ہو گئے اور اس پر عمرؓ کو شدید غم ہوا۔ آپ نے کہا جب صبا چلتی ہے تو میں زید کی خوشبو سونگھتا ہوں اس پر متمم بن نویرہ نے عمرؓ سے کہا اگر میرے بھائی پر یہ حادثہ گذرتا جو تمہارے بھائی پر گذرا ہے تو میں اس پر غمگین نہ ہوتا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کسی نے مجھ سے اس سے اچھی تعزیت نہیں کی جیسی تم نے کی ہے۔ اور عمرؓ نے جب کہ ان کے بھائی زید کی موت کی خبر پہنچی کہا کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی پر رحمت کرے وہ مجھ سے سبقت لے گیا دو نیکیوں کے ذریعہ سے، مجھ سے پہلے اسلام لایا اور مجھ سے پہلے شہید ہو گیا۔ ابوعمر، ایک شاعر نے زبرقان کی ہجو اس شعر سے کی ہے دع المکارم الخ (ترجمہ) بڑائیوں کے حصول کا خیال چھوڑ

عـــہ مطلب یہ ہے کہ ان میں سے ہر فرد ایک [illegible] ہزار [illegible] کے برابر تھے ۱۲ اشتیاق احمد

قبلی واستشهد قبلی. ابو عمر هجا شاعر
الزبرقان بقوله: دع المكارم لا ترحل
لبغيتها ۞ واقعد فانك انت الطاعم
الكاسي ۞ فشكاه الزبرقان الى عمر
فسأل عمر حسان بن ثابت عن قوله هذا
فقضى انه هجو وضعة منه فالقاه عمر
في المطمورة حتى تشفع له عبد الرحمن
بن عوف والزبير فاطلقه بعد ان اخذ
عليه العهد واوعده ان لا يعود لهجاء
احد ابدا. ابو عمر قال عمر يوما للبيد
ابن ربيعة يا ابا عقيل انشدني شيئا
من شعرك فقال ما كنت لاقول شعرا
بعد ان علمني الله البقرة وآل
عمران فزاده عمر في عطائه خمس مائة
وكان الفين. ابو عمر قال مالك بلغني انه
ورد على رسول الله صلى الله عليه وسلم
كتاب فقال من يجيب عني فقال عبد الله
ابن الارقم انا فاجاب عنه واتى به اليه
فاعجبه وانفذه وكان عمر حاضرا فاعجبه
ذلك من عبد الله بن الارقم فلم يزل له
ذلك في نفسه يقول اصاب ما اراده
رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما ولي
عمر استعمله على بيت المال وكان عمر
يقول ما رأيت احدا اخشى لله من
عبد الله بن الارقم. وقال عمر له لو كان

اُن کی جستجو میں سفر نہ کر، اور بیٹھا رہ کیونکہ درحقیقت تو تو صرف
کھانے والا اور پہننے والا ہے تو اس کی شکایت زبرقان نے عمرؓ
سے کی، تو عمرؓ نے حسان بن ثابت سے اس قول کے بارے
میں پوچھا، تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ درحقیقت یہ اُس کی ہجو اور
آبروریزی ہے۔ تو عمرؓ نے اُس کو تہ خانہ میں بند کر دیا یہاں
تک کہ اس کی سفارش عبد الرحمن بن عوف اور زبیرؓ نے کی
تو آپ نے اُس کو دھمکانے اور یہ عہد لینے کے بعد کہ وہ
آئندہ کبھی کسی کی ہجو نہ کہے گا، رہا کر دیا۔ ابوعمرؒ، عمرؓ نے ایک
دن لبید بن ربیعہ سے کہا کہ اے ابوعقیل اپنے اشعار میں
سے کوئی خاص چیز ہمیں سناؤ۔ تو لبید نے کہا کہ جب سے اللہ
تعالیٰ نے مجھے سورۂ بقرہ اور آل عمران سکھا دی ہیں میں شعر
کہنے کے حال میں نہیں رہا۔ تو عمرؓ نے لبید کے وظیفہ میں پانچسو
کا اضافہ کر دیا، پہلے وہ دو ہزار تھا۔ ابوعمرؒ، مالکؒ نے کہا کہ مجھے
یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خط
آیا آپ نے فرمایا کہ میری طرف سے اس کا جواب کون دے
گا؟ تو عبداللہ بن الارقم نے کہا کہ میں پھر انہوں نے آپ
کی طرف سے جواب لکھا اور آپ کے پاس لے کر آئے تو
آپ نے اس کو پسند کیا اور اس کو روانہ کر دیا۔ اس وقت
عمرؓ موجود تھے تو اُن کو عبداللہ بن ارقم کی یہ بات بہت پسند
آئی تھی، تو یہ بات برابر اُن کے دل میں موجود رہی اور یہ خیال
کرتے رہے کہ جو ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا
تھا عبداللہ بن ارقم اس پر پہنچ گئے۔ پھر جب عمرؓ خلیفہ
ہوئے تو انہوں نے اُن کو بیت المال پر عامل بنایا، اور عمرؓ کہا
کرتے تھے کہ میں نے کسی کو زید بن ارقم سے زیادہ اللہ سے
ڈرنے والا نہیں دیکھا۔ اور عمرؓ نے اُن سے کہا کہ اگر تم کو قوم

لك مثل سابقة القوم ما تقدمت عليك
احدا۔ سار عمرؓ في بعض حجاته فلما اتى
وادي محسر ضرب فيه راحلته حتى
قطعه وهو يرتجز به اليك تعدو قلقا وضينها
مخالفا دين النصارى دينها ۰ معترضا
في بطنها جنينها ۰ قد ذهب الشحم الذي
يزينها ۰ بعث عمر بن الخطاب عبد الله
ابن مسعود الى الكوفة مع عمار بن ياسر
وكتب اليهم اني قد بعثت اليكم بعمار
ابن ياسر اميرا وعبد الله بن مسعود
معلما ووزيرا وهما من النجباء من
اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
من اهل بدر فاقتدوا بهما واسمعوا
من قولهما وقد آثرتكم بعبد الله على
نفسي۔ قال عمرؓ في عبد الله بن مسعود
كنيف ملئ علما۔ ابو عمر كان عمر يحب ابن
عباس ويقربه ويدنيه ويشاوره
مع جلة الصحابة وكان عمر يقول ابن عباس
فتى الكهول له لسان سئول وقلب
عقول۔ وكان عمر يدعوه للمعضلات
مع اجتهاد عمر ونظره للمسلمين۔ ابو عمر
كان معاوية خالف عبادة بن صامت
في شيء انكره عليه عبادة من الصرف
فاغلظ له معاوية في القول فقال له
عبادة لا اساكنك بارض واحدة

کی سابقہ صفات میسر ہو جائیں تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا۔ ایک
مرتبہ عمرؓ اپنے کسی حج کے لئے روانہ ہوئے۔ جب وادیٔ محسر میں
پہنچے تو اس میں اپنی سواری کو (دوڑانے کے لئے) مارا یہاں تک کہ
اس کو طے کر لیا اور وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے۔ اِلَیْکَ تَعْدُوا
الخ (ترجمہ) اونٹنی تیری ہی طرف دوڑتی ہے اس حال میں کہ اس کا بندھن
(صعوبت سفر سے لاغر ہونے کی وجہ سے ڈھیلا ہو کر) ہل رہا ہے اور
اس حال میں کہ اس کا دین نصاریٰ کے دین سے مخالف ہے۔ اور اس حال
میں کہ دوڑنے میں پیٹ کا بچہ اس کے لئے رکاوٹ بن رہا ہے۔ (صعوبت سفر
سے) اس کی چربی زائل ہو چکی ہے جس سے اس کی زینت ہوتی ہے۔ عمرؓ بن
الخطاب نے عبداللہؓ ابن مسعود کو مع عمارؓ بن یاسر کے کوفہ بھیجا اور اہل کوفہ
کو لکھا کہ میں نے تمہارے پاس عمار بن یاسر کو امیر بنا کر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم
اور وزیر بنا کر بھیجا ہے اور وہ دونوں شرفاء میں سے ہیں اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اور اہل بدر میں سے ہیں۔ تو تم ان دونوں کی پیروی
کرو اور ان کا قول سنو۔ اور میں نے تمہارے ساتھ اپنے نفس کے مقابلہ پر
عبداللہ کو بھیج کر ایثار کیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود کے بارے میں عمرؓ کا یہ
قول ہے کہ علم سے بھرا ہوا ایک بڑا تھیلا ہے۔ ابو عمر، عمرؓ ابن عباس
سے محبت کرتے تھے اور ان کو اپنے قریب کرتے اور پاس بٹھاتے اور بڑے
بڑے صحابہ کے ساتھ ان سے بھی مشورہ کرتے۔ اور عمرؓ فرمایا کرتے کہ ابن عباسؓ
تو (نوجوان ہونے کے باوجود) بوڑھوں میں داخل ہے اس کی زبان ذمہ دارانہ
اور قلب عقل والا ہے۔ اور عمرؓ باوجود اپنے اجتہاد اور مسلمانوں پر نظر
رکھنے کے مشکلات کے حل کے لئے ان کو بھی بلاتے تھے۔ ابو عمر، معاویہ
نے عبادہ کی مخالفت ایک ایسے امر میں کی جو بیع صرف سے متعلق تھا جس
پر انہوں نے معاویہ پر اعتراض کیا تھا اور معاویہ نے اس پر ان سے سخت
کلامی کی تو ان سے عبادہ نے کہا کہ میں ایک سرزمین میں تیرے ساتھ
کبھی نہ رہوں گا اور مدینہ کی طرف کوچ کر گئے۔ ان سے عمرؓ نے کہا کہ

زیدًا و دخل اہل المدینۃ فقال لہ عمر ما اقدمک فاخبرہ فقال لہ ارجع الی مکانک فتح اللّٰہ ارضًا لست فیہا ولا مثلک وکتب الی معاویۃ لا امرۃ لک علی عبادۃ۔ ابو عمر کان عروۃ بن مسعود الثقفی قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیہ مثلہ فی قومہ مثل صاحب یٰس فی قومہ فقال فیہ عمر شعرًا یرثیہ ابو عمر کان عتبۃ بن غزوان اول من نزل البصرۃ من المسلمین وھو الذی اختطہا وقال لہ عمر لما بعثہ الیہ یا عتبۃ انی ارید ان اوجہک لتقاتل بلد الحیرۃ لعل اللّٰہ یفتحہا علیکم فسر علی برکۃ اللّٰہ ویمنہ واتق اللّٰہ ما استطعت واعلم انک تاتی حومۃ العدو وارجوا ان یعینک اللّٰہ علیہم ویکفیکہم وقد کتبت الی العلاء بن الحضرمی ان یمدک بعرفجۃ بن ہرثمۃ وہو ذو مجاہدۃ للعدو ومکایدۃ فشاورہ وادع الی اللّٰہ فمن اجابک فاقبل منہ ومن ابی فالجزیۃ عن ید مذلۃ وصغار والا فالسیف فی غیر ہوادۃ واستنفر من مررت بہ من العرب وحثہم علی الجہاد وکابد العدو واتق اللّٰہ ربک فافتتح

آپ وہاں سے کیوں آ گئے تو انہوں نے حال بیان کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے مقام پر واپس جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو فتح کیا۔ تم اور تم جیسے لوگ اس میں نہ رہیں ؟ (یہ نہیں ہوگا) اور معاویہ کو لکھا کہ تجھ کو عبادہ پر کوئی اختیار نہیں۔ ابو عمرؒ عروہ بن مسعود ثقفی کے بارے میں (جب یہ اطلاع پہنچی کہ ان کی قوم نے ان کو ہلاک کر دیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اُس کا حال اُس کی قوم میں مشابہ ہے صاحب یٰسٓ کے حال کے جو اس کو اس کی قوم میں پیش آیا تھا۔ اس بارے میں عمرؓ نے مرثیے کے شعر کہے تھے۔ ابو عمرؒ عتبہ بن غزوان مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں جو بصرہ میں اترے اور یہی ہیں جنہوں نے اُس کی پیمائش کی تھی اور جب اُن کو بصرہ کی طرف بھیجا تھا تو اُن سے عمرؓ نے یہ فرمایا تھا کہ اے عتبہ میں چاہتا ہوں کہ شہر حیرہ پر تم کو بھیجوں تاکہ تم قتال کرو شاید اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ہاتھ پر فتح کرا دے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور اپنی پوری استطاعت کے ساتھ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور اس کو سمجھ لو کہ تم دشمن کی چوٹی کے مقام پر جا رہے ہو اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کے مقابلہ پر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے کافی ہو جائے گا۔ اور میں نے علاء بن الحضرمی کو لکھ دیا ہے کہ وہ عرفجہ بن ہرثمہ کو تمہارے پاس مدد کے لئے بھیج دیں اور وہ دشمنوں پر جہاد کرنے والا اور مشقتیں برداشت کرنے والا شخص ہے تو اس سے مشورہ کرو اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دو تو جو شخص منظور کر لے تم بھی اسکو قبول کر لو۔ اور جو انکار کرے تو اس کو اپنے ہاتھ سے جزیہ دینا ہوگا ماتحتی اور کمتری کے ساتھ ورنہ پھر تلوار بغیر صلح کے۔ اور عرب کے جس قبیلہ سے گذرو اُن کو ساتھ لینے کی کوشش کرو اور ان کو جہاد کے لئے اُبھارو اور دشمن کا شدت سے مقابلہ کرو اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو، تو عتبہ بن

عتبۃ بن غزوان الأبلۃ ثم اختط البصرۃ - ابو عمر قال الشعبي كان ابو بكر شاعرًا وكان عمر شاعرًا وكان عليٌّ اشعر الثلاثۃ - ابو عمر في حديث الشعبي انّ عدي بن حاتم قال لعمر اذ قدم عليه ما اظنك تعرفني قال وكيف لا اعرفك واوّل صدقۃ بيّضت وجه رسول الله صلّى الله عليه وسلّم صدقۃ طيّ اعرفك آمنت اذ كفروا واقبلت اذ ادبروا ووفيت اذ غدروا - ابو عمر ولّى عمر سعيد بن عامر الجمحي بعض اجناد الشام فبلغ عمر انه يصيبه لمم فامره بالقدوم عليه وكان زاهدًا فلم يرَ معه الا مزودًا وعكازًا وقدحًا فقال عمر ليس معك الا ما ارى فقال له سعيد وما اكثر من هذا عكازۃ ومزود احمل بها زادي وقدح آكل فيه فقال عمر أبك لمم قال لا قال فما غشيۃ بلغني انها تصيبك قال حضرت خبيبًا حين صُلب فدعا على قريش وانا فيهم فربما ذكرت ذلك فاجد فترۃ حتى يغشى عليّ فقال له عمر ارجع الى عملك فابى وناشده الاعفاء فقيل انه اعفاه وقيل ولّاه حمص فلم يزل عليها الى ان مات - ابو عمر جاء الحارث بن هشام

عزوان نے اُبلہ کو فتح کر لیا، پھر بصرہ کی پیمائش کی۔ ابو عمر، شعبی کا قول ہے کہ ابو بکرؓ شاعر تھے اور عمرؓ شاعر تھے اور علیؓ تینوں میں سب سے بڑے شاعر تھے۔ ابو عمر، شعبی کی حدیث میں ہے کہ عدی بن حاتم نے عمرؓ سے کہا جب کہ عدی ان کے پاس آئے کہ میں نہیں گمان کرتا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ میں تم کو کیسے نہ پہچانوں گا، حالانکہ پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ روشن کر دیا تھا قبیلۂ طے کا صدقہ تھا۔ میں تم کو پہچانتا ہوں کہ تم ایمان لائے جب کہ (طے کے لوگ) کافر تھے اور تم (بوقتِ ارتدادِ قبائل) ہماری جانب آئے جب کہ وہ پیٹھ پھیر چکے تھے اور تم وفادار رہے جب کہ انہوں نے غداری کی تھی۔ ابو عمر، عمرؓ نے سعید بن عامر جمحی کو امیر بنایا شام کے بعض لشکروں پر پھر عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ ان کو کچھ جنون لاحق ہوتا ہے تو ان کو اپنے پاس آنے کا حکم بھیجا۔ اور یہ ایک زاہد تھے تو عمرؓ نے ان کے ساتھ کچھ نہ دیکھا بجز توشہ دان اور ایک ڈنڈے کے جس پہ چھاگل لگی ہوئی تھی اور ایک پیالہ کے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تمہارے ساتھ سوائے اس کے جو میں دیکھ رہا ہوں اور کچھ نہیں ہے۔ تو ان سے سعید نے کہا کہ اور اس سے زیادہ کیا ہوگا، یہ ڈنڈا ہے اور توشہ دان جس میں اپنا طعامِ سفر رکھتا ہوں اور پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ کیا تم پر کچھ جنون کا اثر ہے؟ کہا کہ نہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ وہ بے ہوشی کیسی ہے جس کا حال مجھ تک پہنچا کہ وہ تم پر طاری ہوتی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ جب خبیب کو پھانسی دی گئی تو میں حاضر تھا انہوں نے قریش پر بددعا کی اور میں بھی اُن ہی میں سے ہوں تو کبھی کبھی مجھے وہ یاد آجاتا ہے تو میں ایک ضعف محسوس کرتا ہوں یہاں تک کہ مجھے غشی طاری ہو جاتی ہے۔ پھر عمرؓ نے اُن سے کہا کہ اپنے عہدے پر واپس ہو جاؤ تو انکار کیا اور ان کو اس پر قسم دی کہ معاف کر دیں تو ایک قول

وسہیل بن عمرو الی عمر فجلسا وہو بینہما فجعل المہاجرون الاولون یأتون عمر فیقول ہہنا یا سہیل ہہنا یا حارث فینحیہما فجعل الانصار یأتون فینحیہما عنہ کذلک حتی صارا فی آخر الناس فلما خرجا من عند عمر قال الحارث لسہیل الم تر ما صنع بنا فقال لہ سہیل انہ الرجل ولوم علیہ ینبغی ان نرجع باللوم علی انفسنا دعی القوم فاسرعوا ودعینا فابطأنا فلما قام الناس من عند عمر اتیاہ فقالا لہ یا امیر المؤمنین قد رأینا ما فعلت بنا الیوم وعلمنا انہ اُتینا من قبل انفسنا فہل من شیء نتدرک بہ ما فاتنا من الفضل فقال لا اعلمہ الا ہذا الوجہ واشار لہما الی ثغر الروم فخرجا الی الشام فماتا بہا فلم یبق من ولد سہیل الا ابنۃ لہ ترکہا بالمدینۃ فاختۃ بنت عتبۃ بن سہیل فقدم بہا علی عمر فزوجہا من عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام وقال زوجوا الشرید الشریدۃ ففعلوا فنشر اللہ منہما عددا کثیرا - ابو عمر کسا عمر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحلل ففضلت حلۃ فقال دلونی علی فتی ہاجر ہو وابوہ فقالوا عبد اللہ بن عمر فقال لا ولکن سلیط بن سلیط فکساہ ایاہ - وہذا

یہ ہے کہ عمرؓ نے ان کو معاف کر دیا اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو حمص کا والی بنا دیا اور وہ اس پر اپنی وفات تک قائم رہے۔ ابو عمر۔ حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر بیٹھ گئے، اور وہ ان دونوں کے درمیان میں تھے۔ پھر مہاجرین اوّلین نے عمرؓ کے پاس آنا شروع کر دیا تو آپ کہتے رہے اے سہیل تم یہاں اور اے حارث تم یہاں بیٹھو ان دونوں کو ہٹاتے رہے۔ پھر انصار نے آنا شروع کیا تو پھر ان دونوں کو پیچھے ہٹاتے رہے اپنے سے یہاں تک کہ یہ دونوں لوگوں کے آخر میں پہنچ گئے۔ پھر جب کہ یہ دونوں عمر کے پاس سے باہر نکلے تو حارث نے سہیل سے کہا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہمارے ساتھ عمرؓ نے کیا برتاؤ کیا۔ تو اس سے سہیل نے کہا کہ وہ ایسا شخص ہے جس پر کوئی ملامت نہیں، مناسب یہ ہے کہ ہم اپنے ہی نفس کو ملامت کریں۔ پوری قوم کو دعوت اسلام دی گئی وہ لوگ قبول کرنے میں جلدی کر گئے اور ہم کو دعوت دی گئی تو ہم نے دیر کی۔ پھر جب کہ سب لوگ عمر کے پاس سے اُٹھ گئے تو یہ دونوں پھر عمرؓ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم نے اس معاملہ پر غور کیا جو آج آپ نے ہمارے ساتھ کیا اور ہم سمجھ گئے کہ یہ ہم پر ہمارے ہی نفوس کی طرف سے واقع ہوا ہے تو کیا کوئی ایسا کام ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہم اس فضیلت کو حاصل کر لیں جو ہم سے فوت ہو گئی۔ تو فرمایا کہ میں اس کو نہیں جانتا بجز ایک صورت کے اور دونوں کو روم کی حدود کی طرف اشارہ کیا تو یہ دونوں شام کی طرف نکل گئے اور وہیں دونوں کا انتقال ہوا۔ تو سہیل کی اولاد میں سے بجز ایک ان کی بیٹی کے اور کوئی باقی نہ رہا جس کو انہوں نے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا وہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل تھی جس کو عمر کے پاس لایا گیا تو انہوں نے اس کا نکاح عبد الرحمٰن سے کر دیا جو حارث بن ہشام کا بیٹا تھا اور فرمایا کہ شرید کا شریدہ کے ساتھ جوڑا کر دو تو لوگوں نے ایسا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے بہت (اولاد کا) پھیلاؤ کیا۔ ابو عمر۔ عمرؓ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوڑے دیئے۔ بعد میں ایک جوڑا بچ گیا۔ تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ ایسا جوان کون ہے جس نے ہجرت کی ہو اور اس کے باپ نے بھی۔ تو لوگوں

آخر ما اَرَدْنَا اِیْرَادَهٗ مِنْ حِکَمِ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و الحمد للہ اولاً و آخراً وظاہراً و باطناً۔

اما توسط فاروق اعظم درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و امت او در تبلیغ قرآن عظیم و نشر آن پس بوجہی واقع شد کہ زیادہ ازان متصور در بشر نباشد امروز ہر کہ قرآن مے خواند از طوائف مسلمین منت فاروق اعظم در گردن اوست اگر این را دانست بشکر اللہ تعالیٰ و تبارک قیام نمود و اگر ندانست یا دانست و بمقتضاء عصبیت آنرا کتمان نمود بموجب حدیث من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کفران نعمت ورزید چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از دار فنا برفیق اعلیٰ انتقال فرمود قرآن عظیم مجموع در مصحف نبود سور و آیات در اوراق نوشتہ درمیان اصحاب متفرق یافتہ میشد اگر آن را مثلے خواہی فرض کن کہ منشی منشآت خود را یا شاعری قصائد و مقطعات خود را در بیاضہا و بر پشت کتابہا متفرق گذارد و آن بمنزلہ عصافیر بر شرف ضیاع باشند شاگردی رشید از میان شاگردان آن منشی یا آن شاعر ہمہ آن را بترتیب مناسب جمع کند

نے کہا کہ عبداللہ بن عمر، تو فرمایا کہ نہیں، لیکن سلیط بن سلیط، تو وہ جوڑا اُس کو دے دیا اور یہ اس مضمون کا آخر ہے جس کو ہم نے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکمتوں کے بیان میں لانا چاہا تھا اور ہر تعریف اور شکر اللہ کے لئے سزاوار ہے اوّل بھی اور آخر بھی، ظاہر بھی اور باطن بھی۔ رہا فاروق اعظم کا قرآن عظیم کی تبلیغ اور اس کی اشاعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے درمیان واسطہ بننا تو یہ کام ایسی صورت سے واقع ہوا کہ اس سے زیادہ انسان کی قدرت نہیں ہے آج مسلمانوں کی جماعت میں سے جو شخص بھی قرآن پڑھتا ہے فاروق اعظم کا احسان اس کی گردن پر ہے، اگر اس نے اس کو جان لیا تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے شکر کے لئے مستعد ہوگا اور اگر نہ جانا یا جانا مگر بمقتضائے تعصب اس کو چھپایا تو اس نے بموجب حدیث مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ الخ (یعنی جو لوگوں کا شکر گزار نہ ہوگا وہ اللہ کا شکر گزار بھی نہ ہوگا) کفرانِ نعمت کا راستہ اختیار کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فنا سے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا تو قرآن عظیم ایک مصحف میں جمع نہیں تھا سورتیں اور آیتیں اوراق میں لکھی ہوئی اصحاب کے درمیان متفرق پائی جاتی تھیں۔ اگر تم اس کی کوئی مثال چاہو تو فرض کر لو کہ ایک انشاء پرداز اپنے مضامین کو یا ایک شاعر اپنے قصائد اور قطعات کو بیاضوں میں اور کچھ کتابوں کے اوراق پر متفرق چھوڑ گیا ——— اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ چڑیوں کی طرح اُڑ کر غائب ہوا چاہتے اور بربادی کے کنارے پر لگے ہوئے ہیں، اُس انشاء پرداز یا شاعر کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد رشید اُن سب کو مناسب ترتیب کے ساتھ جمع کرے اور جمع کرنے اور ان کی تصحیح میں پورا کام کرے تو کہا جائے گا کہ گویا ان آثار کو دوبارہ زندگی اس کے ہاتھ سے ملی ہے۔ پہلا شخص جس کے دل میں داعیۂ الٰہیہ کا فیضان آیا اور اُس نے اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے جس کو بمنزلہ اپنے آل کے بنا لیا، وہ مقصد اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کا مضمون اور

واہتمام بلیغ در جمع و تصحیح آن بکار برد
گویا احیاء آن آثار بدست او واقع شود
اول کسے کہ داعیۂ الٰہیہ در خاطر او
ریزش نمود و او را بمنزلۂ جارحہ خود ساخت
در اہتمام مرادِ خویش کہ مضمون وَاِنَّا لَهٗ
لَحٰفِظُوْنَ ۝ باشد و فحوای اِنَّ عَلَيْنَا
جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فاروق اعظم بود۔
عن زید بن ثابت قال اَرْسَلَ اِلَیَّ
ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ مقتل اہل الیمامۃ
فاذا عمر بن الخطاب عندہ قال ابوبکر
ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر
یوم الیمامۃ بقراء القرآن
وانی اخشٰی ان استحر القتل بالقراء
بالمواطن فیذھب کثیر من القرآن
وانی اری ان تأمر بجمع القرآن قلت
لعمر کیف تفعل شیئا لم یفعلہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمر ھذا
واللہ خیر فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح
اللہ صدری لذلک ورأیت فی ذلک
الذی رأی عمر قال زید قال ابوبکر انک
رجل شاب عاقل لا نتھمک وقد کنت
تکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فتتبع القرآن فاجمعہ فواللہ
لو کلفونی نقل جبل من الجبال ما کان
اثقل علی مما امرنی بہ من جمع القرآن

فحوائے اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ہے وہ شخص فاروق اعظم
تھے۔ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ
نے مجھے اہل یمامہ سے جنگ کے زمانہ میں بلایا۔ میں نے دیکھا کہ عمر بن
الخطاب بھی ان کے پاس موجود ہیں۔ مجھ سے ابوبکرؓ نے کہا کہ عمر
میرے پاس آئے اور کہا یوم یمامہ میں قرآن کے قاریوں کا
شدت کے ساتھ قتل واقع ہوا کہ سات سو حفاظ شہید ہوگئے
اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ دوسرے مواقع میں اگر اسی طرح قرّاء
کے قتل میں شدت ہوگئی تو قرآن کا بڑا حصہ جاتا رہے گا۔ اور
میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے
عمر سے کہا کہ تم وہ کیسے کرو گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے نہیں کیا۔ عمر نے کہا واللہ یہ نیک کام ہے۔ تو عمر
مجھ سے بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے اس
کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور اس کے بارے میں میری
رائے وہی ہوگئی جو عمر کی رائے تھی۔ زید کہتے ہیں کہ ابوبکر
نے کہا کہ تم ایک جوان اور صاحب عقل ہو اور ہمارے نزدیک
متہم نہیں ہو اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
وحی لکھا کرتے تھے تو قرآن کی جستجو میں لگ جاؤ اور اس
کو جمع کرو۔ زید کہتے ہیں ؛ خدا کی قسم اگر یہ ایک پہاڑ کو ایک
جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا مجھے مکلف بناتے تو
وہ مجھ پر اس کام سے زیادہ بھاری نہ ہوتا جس کا انہوں
نے مجھے حکم دیا یعنی جمع قرآن کا کام۔ میں نے کہا کہ تم ایسا کام
کیسے کرو گے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں
کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ واللہ یہ نیک کام ہے۔ پھر ابوبکر
برابر مجھ سے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ بھی
اس کام کے لئے کھول دیا جس کے لئے ابوبکر و عمر کا سینہ

قلت کیف تفعلون شیئًا لم یفعلہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ہو واللہ
خیرٌ فلم یزل ابوبکر یُراجعنی حتی شرح اللہُ
صدری للذی شرح لہ صدرَ ابی بکر
وعمر فتتبّعتُ القرآن اجمعہ من العُسُب
واللِّخاف وصدور الرجال اخرجہ
البخاری۔ عن انس بن مالک ان حذیفۃ
بن الیمان قدم علی عثمان وکان یُغازی
اہل الشام فی فتح آرمینیۃ وآذربیجان
مع اہل العراق فافزع حذیفۃ اختلافہم
فی القراءۃ فقال حذیفۃ لعثمان یاامیرالمؤمنین
ادرک ہذہ الامۃ قبل ان یختلفوا فی
الکتاب اختلاف الیہود والنصاری فارسل
عثمان الی حفصۃ ان ارسلی الینا بالصحف
ننسخہا فی المصاحف ثم نردّہا الیک
فارسلت بہا حفصۃ الی عثمان فامر
زید بن ثابت وعبداللہ بن الزبیر وسعید
بن العاص وعبدالرحمن بن الحارث
بن ہشام فنسخوہا فی المصاحف وقال
عثمان لرہط القرشیین الثلاثۃ اذا
اختلفتم انتم وزید بن ثابت فی شیءٍ من
القرآن فاکتبوہ بلسان قریش فانما
نزل بلسانہم ففعلوا حتی اذا نسخوا الصحف
فی المصاحف ردّ عثمان الصحف الی حفصۃ
وارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا و

کھول دیا تھا۔ اب میں نے قرآن کی جستجو کی اور اُس کو جمع کرتا
رہا کھجور کی شاخوں اور سفید پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں
سے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ انس بن مالکؓ سے مروی
ہے کہ حذیفہؓ بن الیمان عثمان رضؓ کے پاس آئے اور وہ اہل شام
سے فتح آرمینیہ اور آذربیجان کے لئے اہل عراق کے ساتھ جنگ کر
رہے تھے۔ وہاں لوگوں کے اختلافِ قراءت نے حذیفہؓ کو
پریشان کر دیا تھا۔ تو حذیفہؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ اے امیرالمومنین
اس امت کو سنبھالئے پہلے اس سے کہ یہود ونصاریٰ کے
اختلاف کی طرح یہ بھی کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگیں۔ تو
عثمانؓ نے حفصہؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ صحیفوں کو ہمارے
پاس بھیج دو، ہم اس کو چند مصاحف میں لکھیں گے۔ پھر اُس
کو تمہارے پاس واپس کر دیں گے تو اس کو حفصہؓ نے
عثمان رضؓ کے پاس بھیج دیا۔ تو انہوں نے حکم دیا زید بن ثابتؓ
اور عبداللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبدالرحمن
بن الحارث بن ہشام کو تو انہوں نے اس کو مصاحف میں
تحریر کیا۔ اور عثمان رضؓ نے قریشی جماعت کے تینوں اصحاب
سے فرمایا کہ جب تم میں اور زید بن ثابت میں قرآن کی کسی
چیز میں اختلاف ہو تو تم اس کو قریش کی زبان کے مطابق
لکھو کیونکہ قرآن مجید اُن ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے
تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب کہ (حفصہؓ کے بھیجے ہوئے)
اوراق کو مصاحف میں لکھ چکے تو عثمانؓ نے ان اوراق کو
حفصہ رضؓ کے پاس واپس بھیج دیا اور اطرافِ ملک میں
ایک ایک قرآن جو ان صاحبان نے لکھے تھے روانہ کر دیا
کہ ان کے سوا جو قرآن کے اوراق یا مجموعۂ اوراق موجود ہوں
وہ جلا دیا جائے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور بغوی

وامر بما سواه فی کل صحیفة او مصحف
ان یحرق اخرجه البخاری ۔ وقال
البغوی فی شرح السنة فی شرح قوله
صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذا القرآن
نزل علی سبعة احرف وکان الامر علی
ھذا حیوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وبعدہ کانوا یقرؤون بالقراءة التی اقرأھم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولقنھم باذن
اللہ عزوجل الی ان وقع الاختلاف بین القراء
فی زمان عثمان بن عفان واشتد الامر فیہ
حتی اظھر بعضھم اکفار بعض والبراءة منہ و
خافوا الفرقة فاستشار عثمان رضی اللہ تعالی
عنہ الصحابة فی ذلک فجمع اللہ تعالی الامة
بحسن اختیار الصحابة علی مصحف واحد ھو
آخر العرضات من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالی
عنہ امر بکتبہ جمعا بعد ما کان مفرقا فی
الرقاع بمشورة الصحابة حین استحر القتل
بقراء القرآن یوم الیمامة فخافوا ذھاب
کثیر من القرآن بذھاب حملتہ فامر بجمعہ
فی مصحف واحد لیکون اصلا للمسلمین
یرجعون الیہ ویعتمدون علیہ فامر عثمان بنسخہ
فی المصاحف وجمع القوم علیہ وامر
بتحریق ما سواہ قطعا لمادة الخلاف
وکان ما یخالف الخط المتفق علیہ فی حکم

نے کتاب شرح السنہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس ارشاد کی شرح میں کہ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل
ہوا ہے کہا ہے کہ ” اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی
میں اور آپ کے بعد یہ کام اس طرح چلتا رہا کہ لوگ اس قراءت
کے ساتھ پڑھتے تھے جس قراءت کے ساتھ ان کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا اور اللہ عزوجل کے حکم سے
ان کو تلقین کیا تھا۔ یہاں تک کہ عثمان بن عفان کے زمانہ میں
قراء کے درمیان اختلاف واقع ہوا اور اس امر میں شدت
پیدا ہوگئی اور کھلم کھلا بعض نے بعض کو کافر کہا اور بیزاری
کا اظہار شروع کر دیا۔ اور مسلمانوں میں تفریق کلمہ کا اندیشہ
کرنے لگے، تو عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے صحابہ سے اس
بارے میں مشورہ طلب کیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے امت کو جمع کردیا
ایک مصحف پر صحابہ کے عمدہ اختیار کے ذریعہ سے۔ ایسے مصحف
پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ملاحظہ
میں آیا ہوا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس کو ایک جگہ
لکھنے کا حکم دیا تھا جب کہ وہ کاغذ کے ٹکڑوں میں متفرق تھا، صحابہ
کے مشورہ کے ساتھ اس زمانہ میں جب کہ یمامہ کی جنگ میں قتل
کا پورا زور قراء قرآن پر پڑ گیا تھا اور ان کو قرآن کے کثیر حصہ
کے جاتے رہنے کا اندیشہ ہوگیا بوجہ اس کے حاملین کے
شہید ہوجانے کے۔ تو ابوبکر رضؓ نے اس کو مصحف واحد میں
(انہی متفرق ٹکڑوں سے نقل کرکے) جمع کرنے کا حکم دیا تھا تاکہ یہ
مسلمانوں کے لئے اصل قرار پائے جس کی طرف وہ رجوع کریں
اور اس پر اعتماد کریں۔ تو عثمان رضؓ نے مصاحف میں اس کے
لکھنے کا حکم دیا اور قوم کا اس پر اجماع ہوگیا۔ اور حکم دیا کہ
جو اس سے مختلف ہیں ان کو جلا دیا جائے تاکہ مادۂ خلاف

المنسوخ والمرفوع کسائر ما نُسِخَ و رُفِعَ منہ باتفاق الصحابۃ علیہ والمکتوب بین اللوحین ہو المحفوظ من اللہ عز وجل للعباد وہو الامام للامۃ ولیس لاحد ان یتعدّٰی فی اللفظ الیٰ ما ہو خارج من رسم الکتابۃ والسواد فاما القراءۃ باللغات المختلفۃ مما یوافق الخط والکتاب فالفسحۃ فیہا باقیۃ والتوسعۃ قائمۃ بعد ثبوتہا وصحتہا بنقل العدول عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم علی ما قرأ بہ القراء المعروفون بالنقل الصحیح عن الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یُروٰی عن خارجۃ بن زید بن ثابت قال القراءۃ سُنَّۃٌ و اراد بہ واللہ اعلم ان اتباع من قبلنا فی الحروف وفی القراءۃ سنۃ متبعۃ لا یجوز فیہ مخالفۃ المصحف الذی ہو امام ولا مخالفۃ القراءۃ التی ہی مشہورۃ وان کان غیر ذلک سائغاً فی اللغۃ اجمعت الصحابۃ والتابعون فمن بعدہم علی ہذا ان القراءۃ سنۃ لیس لاحد ان یقرأ حرفاً الا باثر صحیح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توافق لخط المصحف اخذہ لفظاً وتلقیناً۔ بعد ازان کہ قرآن عظیم در مصحف مجموع شد فاروق اعظم سالہا در فکر تصحیح او صرف

کو قطع کر دیا جائے اور جو اس متفق علیہ خط کے مخالف تھا وہ منسوخ اور مرفوع کے حکم میں آ گیا مثل اُن سب چیزوں کے جو منسوخ کی گئیں اور اُن کا حکم اُٹھا دیا گیا۔ اس پر تمام صحابہ کا اتفاق ہو گیا۔ اور جو کچھ دو لوح (یعنی دو گتّوں) کے درمیان لکھا ہوا موجود ہے وہی ہے جس کی حفاظت کا وعدہ اللہ کی طرف سے بندوں کے لئے کیا گیا وہی امت کا امام ہے۔ اور کسی کو یہ حق نہیں کہ کسی لفظ قرآن کے بارے میں اس کی رسم کتابت اور اسلوب کے خلاف کی طرف تجاوز کرے" رہا قراءت لغات مختلفہ کے ساتھ کا معاملہ جو موافق ہو خط اور کتابت کے تو اس میں گنجائش باقی ہے اور توسع قائم ہے اُس کے ثبوت اور ایسی صحت کے بعد جو صاحب عدل لوگوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہو جن کی بناء پر ہمارے قراء معروف قراءتوں کے ساتھ قرأت کرتے ہیں جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل صحیح کے ساتھ منقول ہیں۔ مروی ہے خارجہ بن زید بن ثابت سے کہ کہا کہ قراءۃ سنت ہے اور ان کی مراد اس سے یہ ہے "اور اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے" کہ حروف میں اور قراءت میں اُن کا اتباع جو ہم سے پہلے ہو چکے ہیں ایسا طریقہ ہے جس کا اتباع ہوتا چلا آ رہا ہے اس میں اُس مصحف کی مخالفت جائز نہیں جو امام (یعنی اصل) ہے۔ اور نہ اُس قراءت کی مخالفت جائز ہے جو مشہور ہو چکی ہے اگرچہ لغت کے اعتبار سے دوسری صورت بھی جائز ہو۔ اس امر پر صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والوں کا اجماع ہو چکا ہے کہ قراءۃ سنت ہے، کسی کو یہ حق نہیں کہ کسی حرف کی قراءت کرے مگر اس اثر کے مطابق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ ثابت ہو، وہ اثر مطابق ہو مصحف کے خط کے جس کو لفظاً اور تلقین کے ساتھ اخذ کیا ہو۔ قرآن عظیم کے مصحف میں جمع ہو جانے کے بعد بھی فاروق اعظم نے اُس کی تصحیح کے فکر میں بہت برس گذار دیئے۔ صحابہ کے ساتھ مناظرے کرتے رہے۔ جب حق بات کھلے ہوئے کے مطابق ظاہر

نمود مناظرہا با صحابہ میکرد گاہی حق بر وفق مکتوب ظاہر میشد پس آنرا باقی میگذاشت و مردمان را از خلاف آن باز میداشت۔ و گاہی حق برخلاف مکتوب ظاہر میشد درین صورت مکتوب را حک میفرمود و بجای وی انچہ محقق میشد می نوشت مثال این دو شق می نگاریم عن عمر بن الخطاب انہ مر برجل وہو یقول اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ الی آخر الآیۃ فوقف علیہ عمر فقال انصرف فلما انصرف قال لہ من اقرأک ہذہ الآیۃ قال اقرأنیہا ابی ابن کعب فقال انطلقوا بنا الیہ فانطلقوا الیہ فاذا ہو متکئ علی وسادۃ یرجل رأسہ فسلم علیہ فرد السلام فقال یا ابا المنذر قال لبیک قال اخبرنی ہذا انک اقرأتہ ہذہ الآیۃ قال صدق تلقیتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمر انت تلقیتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم انا تلقیتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث مرات کل ذلک یقول قال فی الثالثۃ وہو غضبان نعم واللہ لقد انزلہا اللہ علی جبریل وانزلہا جبریل علی محمد فلم یستأمر فیہا الخطاب ولا ابنہ فخرج عمر وہو رافع

ہوتی تھی تو اس کو باقی رکھتے تھے اور لوگوں کو اس کے خلاف سے روکتے تھے، اور کبھی لکھے ہوئے کے برخلاف حق ظاہر ہوتا تھا اس صورت میں لکھے ہوئے کو مٹا کر اس کے بجائے جو کچھ حق ثابت ہوتا تھا اس کو لکھ دیتے تھے۔ ہم ان دو شق کی مثال تحریر کرتے ہیں:۔ عمر بن الخطاب رضی سے مروی ہے کہ ان کا ایک شخص پر گذر ہوا جو پڑھ رہا تھا اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ آخر آیت تک تو عمر رضہ اس کے پاس ٹھہر گئے اور فرمایا کہ پھر پڑھ تو پھر وہی پڑھا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ آیت تجھ کو کس نے پڑھائی ہے اس نے کہا کہ ابی بن کعب نے۔ تو فرمایا کہ میرے ساتھ ان کے پاس چلو۔ تو ان کے پاس پہنچے۔ ابی اس وقت اپنے تکیہ پر سہارا لگائے ہوئے اپنے سر میں کنگھا کر رہے تھے۔ عمر نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ عمر رضہ نے کہا اے ابو المنذر۔ ابی نے کہا لبیک۔ عمر رضہ نے کہا کہ اس نے مجھے خبر دی کہ آپ نے اس کو یہ آیت پڑھائی ہے۔ ابی نے کہا کہ اس نے سچ کہا۔ میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔ عمر رضہ نے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اسی طرح) پڑھا ہے؟ ابی نے کہا ہاں میں نے اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (اسی طرح) پڑھا ہے۔ تین مرتبہ سوال وجواب کا اعادہ ہوا ہر مرتبہ ابی رضہ وہی کہتے رہے تیسری مرتبہ جب کہ ابی غضبناک ہو گئے تو انہوں نے یہ کہا ہاں واللہ اس آیت کو اللہ نے جبریل پر نازل کیا اور جبریل نے اس کو محمد پر نازل کیا اور اس میں نہ خطاب سے اجازت لی اور نہ اس کے بیٹے سے۔ تو عمر رضہ نکلے اور وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہے تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ فاروق اعظم وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ کا واؤ

بدیہ وہو یقول اللہ اکبر اللہ اکبر اخرجہ
الحاکم و معنی این حدیث آنست که
فاروق اعظم واو در والذین اتبعوھم
می خواند و بعد مناظرہ ابی بن کعب ظاہر
شد کہ صحیح وجود او ست پس در مصحف
ہمان صحیح را اثبات نمود۔ وعن ابی ادریس
عن ابی بن کعب انہ کان یقرأ اذ جعل
الذین کفروا فی قلوبہم الحمیۃ
حمیۃ الجاہلیۃ ولو حمیتم کما
حموا لفسد المسجد الحرام فانزل
اللہ سکینتہ علی رسولہ فبلغ ذلک
عمر فاشتد علیہ فبعث الیہ وہو یہنأ ناقۃ
لہ فدخل علیہ فدعا ناسا من اصحابہ فیہم
زید بن ثابت فقال من یقرأ منکم سورۃ
الفتح فقرأ زید علی قراءتنا الیوم فغلظ لہ
عمر فقال لہ أبی أأتکلم فقال تکلم فقال
لقد علمت انی ادخل علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم وہو یقرئنی وانتم بالباب فان
احببت ان أقرئ الناس علی ما أقرأنی
أقرأت والا لم اقرئ حرفا ما حییت قال
بل أقرئ الناس اخرجہ الحاکم۔ و معنی
این حدیث آن است لو حمیتم کما حموا
متواتر نیست بلکہ قراءت شاذہ است
پس آنرا در قرآن داخل نکردند۔ بعد ازان
قراء صحابہ را امر فرمود بدرس قرآن و

نہیں پڑھتے تھے۔ اور ابی بن کعب سے مناظرہ کے بعد ظاہر ہوا کہ یہاں
واؤ کا ہونا صحیح ہے۔ اس کے بعد آپ نے مصحف میں اس جگہ واؤ کو
درج کر دیا۔ اور ابو ادریس سے مروی ہے وہ ابی بن کعب سے روایت
کرتے ہیں کہ وہ پڑھا کرتے تھے إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ
الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَوْ حَمِيتُمْ كَمَا حَمَوْا لَفَسَدَ
الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ یہ بات
عمر کو پہنچی تو ان پر شاق گذری تو ان کے پاس آدمی کو بھیجا اور وہ اپنی
اونٹنی پر قطران مل رہے تھے۔ تو ابی عمرؓ کے پاس آئے۔ پھر آپ نے
اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو بلایا ان میں زید بن ثابت بھی
تھے۔ پھر فرمایا کہ تم میں کون سورۂ فتح کی قراءت کرے گا تو زید بن
ثابت نے ہماری آج کی قراءت کے مطابق پڑھی۔ اس کے بعد عمر ابی
بن کعب پر ناراض ہوئے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں
عمر نے کہا کہ کہئے۔ تو انہوں نے کہا کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں آتا تھا اور وہ مجھے پڑھایا کرتے تھے اور تم
دروازے پر ہوتے تھے اور اگر آپ یہ بات پسند کریں کہ جس قراءت
پر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا ہے، میں لوگوں کو پڑھاؤں
تو پڑھاتا رہوں گا ورنہ میں جب تک زندہ ہوں ایک حرف بھی نہ
پڑھاؤں گا۔ عمرؓ نے کہا نہیں لوگوں کو پڑھاتے رہئے۔ اس کو حاکم نے
روایت کیا۔ اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ ولو حمیتم کما حموا
متواتر نہیں ہے بلکہ قراءت شاذہ ہے۔ تو آپ نے اس کو قرآن
میں داخل نہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے قراء صحابہ کو قرآن پڑھانے
کا حکم دیا اور عوام کو ان سے قرآن حاصل کرنے کی طرف رغبت
دلائی اور اس بارے میں آپ نے سعی بلیغ کی اور قراءت کے
درس کا وہی سلسلہ آج تک باقی ہے۔ مروی ہے عمر بن الخطاب
سے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ جو شخص قرآن کے

عوام را تحریص نمود بر اخذ از ایشان
ودرین باب مبالغہ تمام بکار برد وسلسلۂ
ہمان مردم در قراءت الی الیوم باقی ست
عن عمر بن الخطاب انہ خطب الناس
فقال من اراد ان یسأل عن القرآن
فلیأت أُبیّ بن کعب الحدیث اخرجہ
الحاکم وعن عبد الرحمن بن عبد القاری
فی قصۃ التراویح فجمعتہم علی أُبی بن کعب
الحدیث اخرجہ الشیخان وعن عمر انہ
قال علیٌّ أقضانا وأُبیٌّ أقرؤنا وإنا
لندع بعض ما یقول أُبیّ وانہ یقول
اخذتہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولا أدعہ وقد قال اللہ تعالی مَا نَنْسَخْ مِنْ
آیَةٍ أَوْ نُنْسِهَا اخرجہ الحاکم وعن
الحارثۃ بن مضرب قال قرأت کتاب عمر
الی اہل الکوفۃ اما بعد فانی بعثت الیکم عمارا
امیرا وعبد اللہ بن مسعود معلما ووزیرا
وہما من النجباء من اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فاسمعوا لہما واقتدوا
بہما فانی قد آثرتکم بعبد اللہ علی
نفسی اثرۃ اخرجہ ابو عمر وعن قیس
بن مروان فی قصۃ طویلۃ ان عمر رضی اللہ
تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یقرأ القرآن
رطبا کما أُنزل فلیقرأہ علی قراءۃ ابن

بارے میں کچھ پوچھنا چاہے تو اس کو اُبیّ بن کعب کے پاس جانا
چاہئے۔ آخر حدیث تک۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور عبد الرحمٰن
بن عبد القاری سے تراویح کے قصہ میں اسی طرح مروی ہے
(عمر فرماتے ہیں) پھر میں نے لوگوں کو جمع کیا اُبیّ بن کعب پر۔ اس
کو شیخین نے روایت کیا۔ اور عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا
کہ ہم میں علی سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والا ہے اور اُبیّ سب
سے زیادہ قاری ہے۔ اور ہم اُبیّ کی سنائی ہوئی بعض چیزوں کو
چھوڑتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے اُن کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے لیا ہے اور میں ان کو نہ چھوڑوں گا حالانکہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ آیَةٍ أَوْ نُنْسِهَا۔ اس کو حاکم
نے روایت کیا۔ اور حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ میں نے
اہل کوفہ کے نام عمرؓ کا خط پڑھا ہے امّا بعد میں تمہارے
پاس عمار کو امیر بنا کر اور عبد اللہ بن مسعود کو معلم بنا کر اور
وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے اصحاب میں سے اشراف میں سے ہیں۔ ان دونوں کی بات
سنو اور ان کی پیروی کرو۔ میں نے عبد اللہ کو بھیج کر ایثار کیا ہے
کہ اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہے۔ اس کو روایت کیا ابو عمر نے۔
اور مروی ہے قیس بن مروان سے ایک طویل قصہ میں کہ عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جس کو یہ پسند ہو کہ وہ قرآن کی قرأت کرے تازہ بتازہ
جس طرح کہ وہ نازل کیا گیا ہے تو چاہئے کہ اس کو پڑھے ابن
اُمّ عبد کی قراءت کے مطابق۔ اس کو احمد نے شرح السنہ میں روایت کیا۔ اور مشہور
ومعروف قراء اپنی قراءت کی سند صحابہ تک لے گئے ہیں۔ چنانچہ عبد اللہ بن
کثیر اور نافع سند لے گئے اُبیّ بن کعب تک۔ اور عبد اللہ بن عامر سند لے گئے
عثمان بن عفان تک۔ اور عاصم سند لے گئے علی اور عبد اللہ بن مسعود اور
زید تک۔ اور حمزہ سند لے گئے عثمان اور علی تک اور ان سب نے پڑھا

اُمّ عتبہ - اخرجہ احمد فی شرح السنۃ
والقراء المعروفون اسندوا قراءتہم الیٰ
الصحابۃ فعبد اللہ بن کثیر ونافع اسندوا الیٰ
اُبَیّ بن کعب وعبد اللہ بن عامر اسند
الی عثمان بن عفان، واسند عاصمؒ الی
عَلِیٍّ وعبد اللہ بن مسعود وزید، واسند حمزۃ
الی عثمان وعلیؓ وہٰؤلاء قرءوا علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وعن احمد بن القاسم
بن ابی بردۃ قال سمعت عکرمۃ بن سلیمان
یقول قرأتُ علی اسمٰعیل بن عبد اللہ
بن قسطنطین فلما بلغتُ والضحیٰ کَبَّرَ
حتی ختم واخبرہ انہ قرأ علی عبد اللہ
بن کثیر فامرہ بذلک واخبرہ عبد اللہ
بن کثیر انہ قرأ علی مجاہد فامرہ بذلک
واخبرہ مجاہدؒ ان ابن عباس امرہ بذلک
واخبرہ ابن عباس ان اُبَیّ بن کعب
امرہ بذلک واخبرہ اُبَیّ بن کعب
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہ بذلک
اخرجہ الحاکم۔ وعن الشافعی انہ قال حدثنا
اسماعیلُ بن عبد اللہ بن قسطنطین
قال قرأت علی شبل واخبر شبل انہ
قرأ علی عبد اللہ بن کثیر واخبر عبد اللہ
انہ قرأ علی مجاہد واخبر مجاہد انہ قرأ علی
ابن عباس واخبر ابن عباس انہ
قرأ علی اُبَیّ بن کعب وقال ابن عباس

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ اور احمد بن قاسم بن ابی بردہ
سے مروی ہے کہا کہ میں نے عکرمہ بن سلیمان سے سنا
وہ کہتے تھے کہ میں نے پڑھا اسماعیل بن عبد اللہ
بن قسطنطین کے سامنے تو جب میں والضحیٰ پر پہنچا تو
اللہ اکبر کہا یہاں تک کہ ختم کیا - اور خبر دی کہ انہوں نے
پڑھا عبد اللہ بن کثیر سے تو انہوں نے ان کو اس
کا حکم دیا اور ان کو خبر دی عبد اللہ بن کثیر نے کہ انہوں
نے پڑھا مجاہد کے سامنے تو انہوں نے اُن کو اس کا
حکم دیا۔ اور اُن کو خبر دی مجاہد نے کہ ابن عباس
نے اُن کو اس کا حکم دیا اور ان کو خبر دی ابن عباس
نے کہ اُبَیّ بن کعب نے اُن کو اس کا حکم دیا اور اُن کو خبر دی
اُبَیّ بن کعب نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اُس کا حکم
دیا - اس کو روایت کیا حاکم نے ۔ اور مروی ہے شافعی سے
کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے روایت کیا اسمٰعیل بن عبد اللہ
بن قسطنطین نے، کہا کہ میں نے پڑھا شبل سے اور خبر
دی شبل نے کہ انہوں نے پڑھا عبد اللہ بن کثیر سے اور
خبر دی عبد اللہ نے کہ انہوں نے پڑھا مجاہد سے
اور خبر دی مجاہد نے کہ انہوں نے پڑھا ابن عباس سے
اور خبر دی ابن عباس نے کہ انہوں نے پڑھا اُبَیّ بن
کعب سے اور کہا ابن عباس نے کہ اُبَیّ نے پڑھا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کہا شافعی نے اور میں نے
پڑھا اسماعیل بن عبد اللہ بن قسطنطین سے۔
اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور مروی ہے اعمش سے کہا
کہ میں نے قرآن پڑھا ہے یحییٰ بن وثاب کے آگے
تیس مرتبہ اور یحییٰ نے پڑھا ہے علقمہ سے اور علقمہ

قرأ اُبیٌّ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الشافعیؒ وقرأتُ علی اسمٰعیل بن عبد اللہ بن قسطنطین اخرجہ الحاکم۔

وعن الاعمش قال قرأتُ القرآن علی یحیٰی بن وثاب ثلثین مرۃ وقرأ یحیٰی علی علقمۃ وقرأ علقمۃ علی عبد اللہ وقرأ عبد اللہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَالرِّجْزَ فَاهْجُرْ بکسر الراء اخرجہ الحاکم۔ بعد ازاں عوام را بتاکید تمام امر کرد کہ قرآن را اخذ نکنند الا از شخصے کہ اسنادِ صحیح بآنجناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم داشتہ باشد۔ بعد ازاں در نماز فجر وغیر آں قرأت طویلہ اختیار میکرد چنانکہ داستانے دریں باب گذشت گویا ایں معنی بجہت آں بود کہ مسلماناں قرأت او را بشنوند و دریں باب حذاقتے پیدا کنند۔ بعد ازاں تحریض فرمود مسلمین را بر تعلیم لحن یعنے نحو و لغت تا روزمرۂ عرب دانند۔ عن مورق العجلی قال عمر بن الخطاب تعلّموا الفرائضَ واللحنَ والسننَ کما تعلمون القرآنَ اخرجہ الدارمی۔ فی الکشاف فی تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ حکی اِنَّ اعرابیًا سمع رجلاً یقرأہا فقال اِن کان اللہ بریئا من رسولہ فانا منہ بریئ فلبّبہ

نے پڑھا عبد اللہ سے اور عبد اللہ نے پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وَالرِّجْزَ فَاهْجُرْ را کے زیر کے ساتھ[عہ]۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اس کے بعد آپ نے عوام کو بتاکید تمام حکم دیا کہ قرآن کو صرف ایسے ہی شخص سے حاصل کریں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اسنادِ صحیح رکھتا ہو۔ اس کے بعد آپ نماز فجر وغیرہ میں لمبی قراءت اختیار کرتے رہے جیسا کہ ایک داستان اس باب میں گذر چکی ہے۔ گویا یہ معمول اس مصلحت سے اختیار کیا تھا کہ مسلمان ان کی قراءت کو سنیں اور اس باب میں صحیح ذوق حاصل کرلیں۔ اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو لحن یعنی نحو اور لغت کے سیکھنے کی طرف رغبت دلائی تاکہ محاوراتِ عرب کو سمجھیں۔ مورق عجلی سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ فرائض کو اور لحن یعنی نحو و لغت اور سنن (یعنی حدیث) کو سیکھو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ اس کو روایت کیا دارمی نے۔ کشاف میں اس آیت اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک دیہاتی نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو بولا کہ اگر اللہ اپنے رسول سے بیزار ہے تو میں بھی اس سے بیزار ہوں۔ پھر وہ شخص اس کا گریبان پکڑ کر عمرؓ کے پاس لایا تو اعرابی نے اس کی قراءت کو عمرؓ کے سامنے دوہرایا۔ تو اس وقت عمرؓ نے عربیت کی تعلیم کا حکم دیا تھا۔ فاروق اعظم کی یہ کوشش قرآن عظیم کے حفظ کے بارے میں تھی۔ رہی تفسیرِ قرآن تو اس کا بھی چوٹی کا کام حضرت فاروق اعظم

عہ الرجز رائے زیر کے ساتھ اثم اور ذنب یعنی گناہ کے معنی میں ہے [illegible] رائے کے پیش کے ساتھ مشہور ہے۔

الرجلُ الیٰ عُمرَ فحکَی الاعرابیُّ قراءتہ
فیتعدبا امر عمر بتعلیم العربیۃ - این بود
سعی فاروق اعظم در حفظ نظم قرآن عظیم
اما تفسیر قرآن پس زروۂ سنام آن بر
دست حضرت فاروق اعظم بظہور آمد
ازآن جملہ است نزول بسیاری از آیات
قرآن موافق رای او رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و فصلے درین باب سابق بیان کردیم و
ازآن جملہ است واسطہ شدن حضرت
فاروق درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم وامت او در سؤال مسئلہ کہ
مہیج نزول آیات گشت - عن ابن عباس
قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وَالَّذِیْنَ
یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ
کبر ذٰلک علی المسلمین فقال عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ انا اُفَرِّجُ عنکم
فانطلقوا فقال یا نبی اللہ انہ کبر
علی اصحابک ہذہ الآیۃ فقال ان اللہ
لم یفرض الزکوٰۃ الا لیطیب ما بقی
من اموالکم وانما فرض المواریث و
ذکر کلمۃ لتکون لمن بعدکم قال
فکبر عمر ثم قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الا اخبرک بخیر ما یکنز المرء
المرأۃ الصالحۃ اذا نظر الیہا سرتہ
واذا امرہا اطاعتہ واذا غاب عنہا

کے ہاتھ پر ظاہر ہوا۔ اُن میں سے ایک ہے قرآن شریف
کی بہت سی آیات کا نزول حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
کی رائے کے مطابق۔ اور اس کے بارے میں اس کتاب
کی ایک فصل میں مفصل لکھ چکے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک
ہے حضرت فاروق کا واسطہ بننا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اور اُمت کے درمیان ایک مسئلہ کے سوال
میں جو بعض آیات کے نزول سے لوگوں میں ہیجان کا
سبب بن گیا تھا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہا کہ جب
یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ
وَالْفِضَّۃَ تو یہ مضمون مسلمانوں پر بھاری گذرا، تو
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس فکر کو
زائل کروں گا تم میرے ساتھ چلو۔ تو (لوگوں کو ساتھ
لے جاکر) عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کے اصحاب پر
یہ آیت بھاری گذر رہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لئے تو فرض کی ہے تاکہ جو
کچھ تمہارے اموال باقی رہیں اُن کو پاک کرے اور
اللہ تعالیٰ نے وارثوں کے حصے مقرر کردیئے۔ اور
اس کلمہ کا ذکر اس لئے کیا تاکہ تمہارے پس ماندوں کے
پاس مال (متروکہ) رہے۔ کہا کہ پھر عمرؓ نے اللہ اکبر کہا۔
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم
کو خبر نہ دوں ایک مرد کے لئے بہترین خزانہ کی؟ وہ
نیک بی بی ہے کہ جب مرد اس کی طرف دیکھے تو وہ
اُس کو خوش کردے اور جب مرد اس کو کوئی حکم
دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جب وہ غائب
ہو تو اس کے مال کی حفاظت کرے۔ اس کو حاکم نے روایت

عـــہ یعنی اُس شخص نے امام کے زیر کے ساتھ [illegible] سے بیزار ہے اور اپنے رسول سے بھی (باقی بر صفحۂ آئندہ)

حقیقت ما اخرجه الحاکم۔ و از آن جمله تفسیر
بسیاری از مشکلات قرآن عن مسلم
بن یسار الجهنی ان عمر بن الخطاب
سئل عن هذه الآیة وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ
مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ
وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ
بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰي شَهِدْنَا
اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا
عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ فقال عمر
بن الخطاب سمعت رسول الله صلی
الله علیه وسلم سئل عنها فقال رسول
الله صلی الله علیه وسلم ان الله خلق
آدم ثم مسح ظهره بیمینه فاستخرج منه
ذریة فقال خلقت هؤلاء للجنة وبعمل
اهل الجنة یعملون ثم مسح ظهره فاستخرج
منه ذریة فقال خلقت هؤلاء للنار و
بعمل اهل النار یعملون فقال الرجل ففیم
العمل یا رسول الله قال فقال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ان الله اذا خلق
العبد للجنة استعمله بعمل اهل الجنة
حتی یموت علی عمل من اعمال اهل الجنة
فیدخله الله الجنة واذا خلق العبد للنار
استعمله بعمل اهل النار حتی یموت علی
عمل من اعمال اهل النار فیدخله الله
النار اخرجه الترمذی۔ وعن یعلی

کیا۔ اور اُن میں سے ہے قرآن کی بہت سی مشکلات کی
تفسیر۔ مسلم بن یسار جہنی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب
سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا وَاِذْ
اَخَذَ رَبُّكَ الآیۃ (۱۷۲:۷) اور جب آپ کے رب
نے اولادِ آدم کی پشت سے اُن کی اولاد کو نکالا اور اُن
سے اُن ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمھارا رب نہیں
ہوں سب نے جواب دیا کیوں نہیں۔ ہم (سب اس واقعہ
کے) گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو
کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے" تو عمر بن الخطاب
نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا،
آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو
پیدا کیا، پھر اس کی پشت پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اس
میں سے ایک ذریت کو نکالا پھر فرمایا کہ میں نے ان کو
جنت کے لئے پیدا کیا اور یہ لوگ اہل جنت کے اعمال کریں
گے۔ پھر آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے ایک ذریت کو
نکالا اور فرمایا کہ میں نے ان کو نار کے لئے پیدا فرمایا اور یہ لوگ
اہل نار کے اعمال کریں گے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ پھر عمل کس
چیز میں ہوگا۔ کہا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ نے جب بندے کو جنت کے لئے پیدا کیا تو اس
کو عامل بنائے گا اہل جنت کے عمل کا یہاں تک کہ اس کی
موت کسی ایسے عمل پر آئے گی جو اہل جنت کے اعمال میں سے
ہو پھر اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور جب اللہ نے
بندے کو نار کے لئے پیدا کیا تو اس کو عامل بنائے گا اہل نار
کے عمل کا یہاں تک کہ اس کی موت اہل نار کے اعمال میں

(صفحہ ۲۶۲ کا بقیہ حاشیہ [illegible] نے کہا کہ جب اللہ رسول سے [illegible])

بن امیۃ قال قلت لعمر انما قال اللہ
تعالیٰ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ
اِنْ خِفْتُمْ وَقد امن الناس
فقال عمر عجبت مما عجبت منہ فذکرت
ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال صَدَقَۃٌ تَصَدَّقَ اللہ بہا علیکم
فاقبلوا صدقتہ اخرجہ الترمذی
وعن عبید بن عمیر ان عمر سأل
اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
فیم ترون انزلت اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ
اَنْ تَکُوْنَ لَہٗ جَنَّۃٌ فقالوا اللہ
اعلم فغضب فقال قولوا نعلم او لا نعلم
قال ابن عباس فی نفسی منہا
شیء یا امیر المؤمنین فقال عمر قل یا ابن
اخی ولا تحقر نفسک قال ابن عباس
ضربت مثلا بعمل فقال عمر ای عمل
فقال بعمل فقال عمر رجل غنی یعمل
الحسنات ثم بعث اللہ لہ الشیاطین
فعمل بالمعاصی حتی اغرق اعمالہ کلہا
اخرجہ الحاکم۔ وعن عکرمۃ عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما قال اِنَّ الشُّرَّابَ کانوا
یُضْرَبُوْنَ علی عہد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بالایدی والنعال و
والعصا حتی توفی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وکانوا فی خلافۃ ابی بکر

سے کسی عمل پر آ سے گی پھر اللہ تعالیٰ اُس کو نار میں داخل کرے
گا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے۔ اور مروی ہے یعلےٰ بن امیہ
سے، کہا کہ میں نے عمرؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَنْ
تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ (اور جب تم زمین
میں سفر کرو تو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا (بلکہ ضروری
ہے) کہ تم نماز کو کم کر دو، اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر پریشان کریں
گے (۴: ۱۰۱) اور اب لوگ مامون ہو چکے ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں
بھی اس چیز سے حیران ہوا ہوں جس چیز سے تم حیران ہوئے۔ پھر میں
نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو فرمایا کہ یہ ایک صدقہ
(یعنی عطیہ) ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو مرحمت فرمایا تو اس کے صدقہ کو
قبول کرو۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے۔ اور عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ
عمرؓ نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کا اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ
الخ (۲: ۲۶۶) (بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا کوئی باغ ہو
الخ) نزول تم کس چیز کے بارے میں سمجھتے ہو؟ تو انہوں نے کہا اللہ
اعلم اس پر عمرؓ غصہ ہو گئے اور فرمایا کہ یہ کہو کہ ہم جانتے ہیں یا یہ کہو
کہ نہیں جانتے۔ ابن عباس نے کہا کہ اے امیر المومنین میرے
دل میں ایک بات ہے تو عمرؓ نے کہا کہہ لے بھتیجے اپنی ذات کو حقیر
نہ سمجھو۔ تو ابن عباس نے کہا کہ عمل کے لئے یہ ایک مثال بیان فرمائی
گئی ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کونسے عمل کے لئے تو ابن عباس نے کہا بس
عمل کے لئے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ایک مالدار شخص نیک کام کر رہا ہے پھر
اللہ تعالیٰ نے اُس کے اُوپر شیطانوں کو بھیج دیا تو اس نے گناہ کے کام کئے
یہاں تک کہ (معاصی کے دریا میں) اپنے تمام اعمال کو غرق کر دیا۔ اس
کو حاکم نے روایت کیا۔ اور عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں!
کہا کہ شراب خواروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
ہاتھوں سے اور جوتوں سے اور لاٹھی سے مارا جاتا تھا، یہاں تک

رضی اللہ عنہ اکثر منہم فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر لو فرضنا لہم حدًا فتوخی نحوًا مما کانوا یضربون فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ تجلدہم اربعین حتی توفی ثم قام من بعدہ عمر فجلدہم کذلک اربعین حتی اُتی برجل من المہاجرین الاولین وقد کان شرب فامر بہ ان یجلد فقال لم تجلدنی بینی و بینک کتاب اللہ عزوجل فقال عمر رضی اللہ عنہ فی ای کتاب اللہ تجد انی لا اجلدک فقال ان اللہ تعالٰی یقول فی کتابہ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا الآیۃ فانا من الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا واٰمنوا ثم اتقوا واحسنوا شہدت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدرًا والحدیبیۃ والخندق والمشاھد فقال عمر رضی اللہ عنہ الا تردون علیہ ما یقول فقال ابن عباس ان ہؤلاء الاٰیات اُنزلت عذرًا للماضین و حجۃ علی الباقین لان اللہ عزوجل یقول یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ایسے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے زیادہ تھے تو ابوبکر نے کہا کہ ہم اگر ان کے لئے ایک حد مقرر کردیں تو مناسب ہو۔ تو انہوں نے غور کیا ان طریقوں پر جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کو مارا جاتا تھا۔ تو ابوبکر رضؓ نے کہا کہ ہم ان کے چالیس کوڑے ماریں گے (اس عمل پر جتا رہا) یہاں تک کہ ابوبکر کی وفات ہوگئی۔ پھر ان کے بعد خلافت پر عمر قائم ہوئے تو وہ بھی ان کے اسی طرح چالیس کوڑے لگواتے رہے، یہاں تک کہ مہاجرین اولین میں کے ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی تو اس کے بھی کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ تو اس نے کہا کہ تم میرے کوڑے کیوں مارتے ہو۔ میرے اور تمہارے درمیان اللہ عزوجل کی کتاب موجود ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کونسی کتاب اللہ میں یہ حکم پاتا ہے کہ میں تیرے کوڑے نہ لگواؤں۔ تو اس نے کہا کہ اللہ تعالٰی اپنی کتاب میں فرماتا ہے لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (۵: ۹۳) ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو انہوں نے کھایا پیا۔ آخر تک۔ تو میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، پھر پرہیزگار بنے اور ایمان لائے پھر پرہیزگار بنے اور خوب نیک عمل کئے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں حاضر ہوا اور حدیبیہ میں اور خندق میں اور تمام غزوات میں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے (حاضرین سے) کہا کہ تم اس کا رد نہیں کرتے جو یہ کہہ رہا ہے تو ابن عباس نے کہا کہ یہ آیات نازل ہوئی ہیں گذرے ہوئے لوگوں کے لئے عذر بنا کر اور باقی لوگوں پر حجت بنا کر کیونکہ اللہ عزوجل (اس آیت سے پہلے) فرماتا ہے یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ الخ (۵: ۹۱) اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو۔ ابن عباس نے اس پوری

فابحث بنوه ثم قرأ هذه الآية الاخرى ليس على الذين آمنوا وعملوا الصالحات جناح فيما طعموا اذا ما اتقوا و آمنوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا و احسنوا فان الله عز وجل قد نهى ان يشرب الخمر فقال عمر رضي الله عنه صدقت فماذا ترون فقال علي رضي الله عنه نرى انه اذا شرب سكر واذا سكر هذى واذا هذى افترى وعلى المفتري ثمانون جلدة فامر عمر رضي الله عنه فجلد ثمانين اخرجه الحاكم. وعن جعفر بن سليمان قال سمعت ابا عمران الجوني يقول مر عمر بن الخطاب بدير راهب قال فناداه يا راهب قال فاشرف عليه فجعل ينظر اليه ويبكي قال فقيل له يا امير المؤمنين من هذا قال ذكرت قول الله تعالى عز وجل في كتابه عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ فذلك الذي ابكاني اخرجه الحاكم. ودر آخر این مبحث نکته می باید دانست که مرضی شارع در آیات صفات مثل وجه وید عدم خوض بود در تفسیر آن و در آیات مجمله احکام عدم تعیین مراد علی وجه الجزم تا تضییق

آیت کی قراءت کے بعد دوسری آیت پڑھی لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوا وَّأَحْسَنُوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے کہ شراب پی جائے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے صحیح کہا اب تمہاری کیا رائے ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب شراب پی تو نشہ ہوا اور جب نشہ ہوا تو ہذیان ہوا اور ہذیان ہوا تو افتراء کرنے لگا اور مفتری پر حد کے اسی کوڑے ہیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اسی کوڑے لگائے گئے اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور جعفر بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے ابوعمران جونی سے سنا وہ کہتے تھے کہ عمر بن الخطاب کا ایک راہب کے صومعہ پر گذر ہوا۔ کہا کہ انہوں نے اس کو پکارا کہ اے راہب! کہا کہ پھر وہ اوپر سے جھانکا تو عمرؓ نے اس کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا کہا کہ پھر ان سے کہا گیا کہ اے امیر المومنین یہ کون ہے (کہ) اس کو دیکھ کر آپ رو دئیے؟ کہا کہ مجھے حق تعالیٰ کا قول جو اس کی کتاب میں ہے یاد آ گیا عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً الخ (۸۸: ۳، ۴، ۵) بہت سے چہرے مصیبت جھیلنے والے خستہ ہوں گے اور آتش سوزاں میں داخل ہوں گے (اور کھولتے ہوئے چشمہ سے ان کو پانی پلایا جائے گا) یہ ہے وہ بات جس نے مجھے رُلا دیا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ نکتہ: اس بحث کے آخر میں ایک نکتہ جان لینا چاہئے کہ شارع کی مرضی آیات صفات مثل وجہ (چہرہ) اور ید (ہاتھ) کی تفسیر کے بارے میں یہ ہے کہ اس کی کاوش میں نہ پڑیں اور ایسی آیات کے بارے میں جو احکام کے اعتبار سے مجمل ہیں ان میں تعیین مراد کسی خاص احتمال پر جزم ویقین نہ کیا جائے تاکہ امت کے لئے تنگی نہ واقع ہو۔ بلکہ اس قسم کے مبحث میں سوال کو بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ مشکوٰۃ میں سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجرم کے اعتبار سے مسلمانوں میں سب سے بڑا وہ شخص ہے

است لازم نباید بلکہ سوال را در مثل
این مبحث نمی پسندید۔ فی المشکوٰۃ
عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ اعظم المسلمین
جُرمًا مَن سَأل عن شیءٍ لم یُحرَّم علی
الناس فحُرِّم من اجل مسألتہ متفق علیہ
وچون قرآن را استوار است بر زبان
قریش نازل شدہ در قرنِ اول کہ
ہنوز زبان ایشان مختلط نشدہ بود
و اہل عراق و یمن وشام بایشان نہ
پیوستہ بودند چندان محتاج بشرح غریب
نبودند از اسباب نزول انچہ واجب
البحث است در تفسیر اکثر مردم میدانستند
وانچہ محتاج الیہ نبود از جہت آنکہ اشارات
قرآن بران تکیہ ندارد والعبرۃ لعموم
اللفظ لا بسبب النزول بدان نمی پرداختند
واکثار از تفاصیل قصص اسرائیلیہ
نیز مرضی نبود بالجملہ ہمیں امور سبب
آن شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
این مبحث را اقتناء تمام نفرمودند حالانکہ
بیان قرآن در منصب نبوت داخل بود
قال اللہ تبارک وتعالیٰ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وہمین امور بعینہا
باعث آن شد کہ فاروق اعظم اکثار در
تکلم این مباحث نماید واللہ اعلم

جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جو لوگوں پر حرام نہیں کی گئی تھی
مگر اس کے سوال کی وجہ سے حرام کر دی گئی۔ یہ حدیث
متفق علیہ ہے۔ اور چوں کہ قرآن بالکل ٹھیک ٹھیک قریش
کی زبان پر قرنِ اوّل میں نازل ہوا ہے کہ اس وقت تک
اُن کی زبان میں آمیزش نہیں ہوئی تھی اور عراق و یمن اور
شام کے لوگ ان سے مختلط نہیں ہوئے تھے اس لئے کسی اوپرے
لفظ کی شرح کی چنداں حاجت نہیں تھی۔ تفسیر کے بارے
میں اسبابِ نزول پر جو باتیں (بعد میں) واجب البحث ہیں اُن
کو (اُس وقت) اکثر لوگ جانتے تھے۔ اور جو بات محتاج الیہ
نہیں تھی اس لحاظ سے کہ قرآن کے اشارات صرف اسی
لئے مربوط ہوں (اور) اعتبار کلام کے عموم کا ہوتا ہے سببِ
نزول کا نہیں ہا اس میں مشغول نہیں ہوا کرتے تھے۔ اور اسرائیلی
قصص کی تفصیلات کثرت سے بیان کرنا بھی ناپسند تھا۔
الغرض یہی امور اس بات کا سبب ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اس مبحث پر پوری توجہ نہ فرمائی،
حالانکہ قرآن کی وضاحت منصب نبوت میں داخل تھی، اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ (تاکہ
تو لوگوں سے جو اُن کی طرف نازل ہوا ہے کھول کر بیان کرے)
اور بالکل یہی امور اس بات کا باعث ہوئے کہ فاروق اعظم
نے ان مباحث میں کلام نہیں فرمایا، اور حقائق امور کو اللہ ہی
سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ رہا حدیث کی تبلیغ میں فاروق
اعظم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے
درمیان واسطہ بننا تو وہ ایسی بہتر صورت کے ساتھ واقع ہوا
کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں ہوتا۔ اور اس مقام میں
ضروری ہے کہ دو نکتوں کو مفصل بیان کیا جائے۔

بحقائق الامور۔ اما توسط فاروق اعظم درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وامت او در تبلیغ حدیث پس بوجہی واقع شد کہ زیادہ ازان متصور نباشد۔ و درین مقام لابدست از تمہید دو نکتہ **نکتہ** نخستین صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم باعتبار کثرت و قلتِ روایت حدیث بر چہار طبقہ اند مکثرین کہ مرویاتِ ایشان ہزار حدیث باشد فصاعداً و متوسطین کہ مرویات ایشان قریب پانصد حدیث فصاعداً تا صد و چہار صد در حدیث شریف آمدہ من حفظ علےٰ امتی اربعین حدیثاً حُشِر مع العلماء او کما قال و مقلین کہ مرویات ایشان تا چہل نرسد جمہور اہل حدیث گفتہ اند کہ مکثرین از صحابہ ہشت کس اند ابوہریرہ و عائشہ صدیقہ و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمرو بن العاص و انس و جابر و ابوسعید خدری و از متوسطین عمر بن الخطاب و علی بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود و ابوموسیٰ اشعری و براء بن عازب و امثال ایشان را شمردہ اند کہ از ہر یکے زیادہ از پانصد و کمتر از ہزار در دست مردم موجود است و این فقیر درین مقدمہ بحثی دارد

پہلا نکتہ۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے باعتبار کثرت و قلتِ روایت کے چار طبقے ہیں۔ مکثرین کہ جن کی مرویات ایک ہزار حدیث یا اس سے زیادہ ہوں۔ متوسطین کہ جن کی مرویات تقریباً پانچ سو حدیث یا اس سے زیادہ ہوں جیسے ابوموسےٰ اور براء بن عازب اور وہ جماعت کہ جن کی مرویات چالیس حدیث یا اس سے زیادہ ہوں تین سو اور چار سو تک۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے میری امت پر چالیس حدیثیں حفظ کیں اس کا حشر علماء کے ساتھ ہوگا یا جیسا کہ فرمایا اور مقلین کہ جن کی مرویات چالیس تک نہیں پہنچتیں۔ جمہور اہل حدیث نے کہا ہے کہ صحابہ میں سے مکثرین آٹھ آدمی ہیں۔ ابوہریرہ اور عائشہ صدیقہ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمرو بن العاص اور انس اور جابر اور ابوسعید خدری۔ متوسطین میں سے عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری اور براء بن عازب اور ان کے مثل حضرات کو شمار کیا ہے کہ ہر ایک کی حدیثیں پانچسو سے زیادہ اور ایک ہزار سے کم لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔ اور یہ فقیر اس مقدمہ میں بحث رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حدیث میں فاروق اعظم اور علی مرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود بہت پائے جاتے ہیں اور وہ جو کہ باعتبارِ ظاہر موقوف اور باعتبارِ حقیقت مرفوع ہیں ان عزیزوں سے بہت منقول ہیں جو کہ باب فقہ میں اور باب احسان میں اور باب حکمت میں پائی جاتی ہیں جو کہ بہت سی وجوہ سے مرفوع ہیں، پھر اُن کے الفاظ میں ایک اشارہ خفیہ اُن کے مرفوع ہونے پر دلالت کرنے والا پایا جاتا

آن آن است کہ در حدیث فاروق اعظم
و علی مرتضی و عبداللہ بن مسعود
بسیار یافتہ میشود آنچہ موقوفست
ظاہرا و مرفوع است حقیقۃً ازین
عزیزان نقل بسیاری درباب فقہ و در
باب احسان و در باب حکمت یافتہ
میشود کہ بوجہ بسیاری مرفوع است
باز در لفظ الشان اشارتے خفیہ ادراک
نمودہ می آید دال بر رفع آن پس
بمقتضای قاعدۂ اصول حدیث کہ
پیش مَہَرَۂ این فن منقح شدہ اکثری
از احادیث موقوفہ بحقیقت مرفوع است
پس این عزیزان از مُکْثِرِین باشند
و شواہد این مقدمہ بسیار است
لکن بسط مقال دران باب فرصتے
می طلبد و متفطن لبیب را گنجائش
است کہ آنچہ در فقہ و احسان و
حکمت ذکر کردہ ایم بر احادیث مرفوعہ
مثبتہ در اصول عرض کند و قواعد
کلیہ کہ شیخ ابن حجر در شرح نخبہ
مذکور ساختہ بر دست گیرد و
بشناسد کہ کدام حدیث مرفوع
است **نکتۂ دوم** بعض صحابہ مثل
ابن عباس و ابوہریرہ حدیث را از
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نقل میکرد

ہے تو بموجب قاعدۂ اصول حدیث کے جو کہ اس فن
کے ماہرین کے نزدیک منقح ہو چکا ہے احادیث موقوفہ
کا اکثر حصہ درحقیقت مرفوع ہے جس کا نتیجہ یہ
برآمد ہوتا ہے کہ یہ اکابر مُکْثِرِین میں سے ہوں گے،
اور اس مقدمہ کے شواہد بہت ہیں لیکن
اس باب میں مفصل کلام بہت فرصت چاہتا ہے،
اور ذہین و صاحب عقل کے لئے گنجائش ہے کہ جو کچھ
فقہ اور احسان اور حکمت کے ابواب میں ہم ذکر کر
آئے ہیں اُن کو اُن احادیث مرفوعہ پر جو اصول حدیث
سے ثابت ہیں پیش کر کے دیکھ لے اور وہ قواعد کلیہ
جن کو شیخ ابن حجر نے شرح نخبہ میں ذکر کیا ہے اُن پر
عبور حاصل کر کے پہچان لے کہ کون کون سی حدیث
مرفوع ہے۔

دوسرا نکتہ۔ بعض صحابہ مثل ابن عباس و
ابوہریرہ حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے ان صیغوں سے نقل کرتے ہیں قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اور اَمَرَ النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اور نہی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اور اُمِرْنَا بکذا (ہم
کو ایسا حکم دیا گیا) اور نُہِیْنَا عن کذا (ہم
کو فلاں بات سے روکا گیا) اور من السُّنَّۃِ کذا
(یہ بات سنت میں سے ہے) اور درحقیقت وہ حدیث
خود اُن کی سنی ہوئی نہیں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے، بلکہ وہ صحابہ کبار کے واسطہ سے

بصیغہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعن النبی صلے اللہ علیہ وسلم وامر النبی صلے اللہ علیہ وسلم و نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واُمِرنا بکذا ونُہینا عن کذا ومن السّنّۃ کذا وبحقیقت آن حدیث مسموع خود ایشان نبودہ است از جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ بواسطۂ صحابۂ کبار روایت میکردند گاہی ذکر آن واسطہ می نمودند وگاہ راہِ اختصار می پیمودند در بسیاری از حدیث اختلاف رُواۃ بر ابن عباس دیدہ باشی یکے میگوید عن ابن عباس عن میمونۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویکی عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم روایت میکند ودیگری عن ابن عباس عن الفضل بن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویکے عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم نقل میکند اینہمہ نیرنگ تجویز ارسال و اسناد است - قصہ کوتاہ حدیث بسیار از مرویات امیر المؤمنین عمر بن الخطاب و علی ابن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود درمیان دفاتر ہست کرپی بانتساب انہا باین عزیزان غیر

روایت کرتے تھے کبھی اس واسطہ کا ذکر کر دیتے تھے اور کبھی اختصار کی راہ اختیار کر لیتے تھے۔ بہت سی حدیثوں میں تم نے ابن عباس پر راویوں کا اختلاف دیکھا ہوگا۔ ایک کہتا ہے: مروی ہے ابن عباس سے وہ روایت کرتے ہیں میمونہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور ایک یوں روایت کرتا ہے کہ مروی ہے ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور دوسرا یوں روایت کرتا ہے: مروی ہے ابن عباس سے وہ روایت کرتے ہیں فضل بن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور ایک اس طرح نقل کرتا ہے: روایت ہے ابن عباس سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سب نیرنگیاں ارسال اور اسناد دونوں کے جائز ہونے کی بناء پر ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود کی مرویات بکثرت دفاترِ حدیث میں موجود ہیں مگر ان عزیزوں کی طرف نسبت کا کھوج صرف وہی لگا سکتا ہے جو ذہین اور دانش مند ہو۔
الحاصل فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فن حدیث کی بہت سی اصولی حدیثوں کی روایت کی ہے اور وہ لوگوں کے ہاتھوں میں اب تک موجود ہیں۔ اس کے بعد فاروق اعظم نے علماء صحابہ کو دار الاسلام کے بڑے بڑے شہروں میں روانہ کیا اور وہاں قیام کا اور ان میں روایت حدیث کا حکم دیا۔ حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہا کہ میں

مشغلی بسبب کمی تواند برد- باکہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسیاری از امہاتِ فن حدیث روایت کردہ است و در وسعت مردم ہنوز باقی است بعد ازان فاروق اعظم علماء صحابہ را باقالیم دار الاسلام روان ساخت وامر کرد باقامت در شہرہا و بروایت حدیث در آنجا- عن حارثۃ بن مضرب قال قرأت کتاب عمر الٰی اہل الکوفۃ- اما بعد فانی بعثتُ الیکم عمّاراً امیراً و عبدَ اللّٰہ بن مسعود معلماً و وزیراً الحدیث- فی الاستیعاب قال الاوزاعی اَوّلُ من وُلّیَ قضاء فلسطین عُبادۃُ بن الصامت و کان معاویۃ قد خالفہ فی شیءٍ انکرہ علیہ عُبادۃُ من الصرف فاغلظ لہ معاویۃُ فی القول فقال لہ عبادۃُ لا اُساکنک بارضٍ واحدۃٍ ابداً و رحل الی المدینۃ فقال لہ عمر ما اقدمک فاخبرہ فقال ارجع الٰی مکانک فقبح اللّٰہ ارضاً لستَ فیہا و امثالک وکتبَ الی معاویۃ لا اِمرۃَ لک علی عُبادۃ- وعن الحسن قال کان عبد اللّٰہ بن المغفل احد العشرۃ الذین بعثہم عمر الینا یُفقّہون الناس ذکرہ فی الاستیعاب- وعن الحسن عن ابی موسٰی انہ قال حین قدم البصرۃ بعثنی الیکم عمر بن الخطاب اُعلّمکم کتاب ربکم

نے اہل کوفہ کے نام عمر کا بھیجا ہوا خط پڑھا ہے جو یہ ہے **اَمَّا بعد** میں نے تمہارے پاس عمار کو امیر بنا کر اور عبد اللہ بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے۔ آخر حدیث تک۔ استیعاب میں ہے کہ اوزاعی نے بیان کیا کہ سب سے پہلے فلسطین کا قاضی عبادہ بن الصامت کو بنایا گیا تھا اور معاویہ ان کے مخالف ہو گئے تھے ایک ایسے بیع صرف کے معاملہ میں جس پر عبادہ نے اُس پر اعتراض کیا تھا اور معاویہ نے ان سے سخت گفتگو کی تھی تو اُن سے عبادہ نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ایک زمین پر کبھی نہ رہوں گا اور مدینہ کی طرف کوچ کر گئے۔ تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ آنے کا کیا سبب ہے تو اُن کو خبر دی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اپنی جگہ واپس جاؤ۔ اللہ نے سرزمین کو قبیح کیا، تم اور تم جیسے اُس میں نہ رہیں؟ (ایسا نہ ہوگا) اور معاویہ کو لکھا کہ تمہیں عبادہ پر کوئی اختیار نہیں۔ اور حسن سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مغفل اُن دس میں سے ایک تھے جن کو عمرؓ نے ہماری طرف بھیجا تھا جو کہ لوگوں کو دین کی باتیں سکھاتے تھے۔ استیعاب میں اس کا ذکر کیا گیا۔ اور مروی ہے حسن سے وہ ابو موسٰی سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ بصرہ میں آئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے تمہارے پاس عمر نے بھیجا ہے کہ میں تم کو تمہارے رب کی کتاب اور حدیث کی تعلیم دوں اور تمہارے طریقوں کو پاکیزہ کر دوں۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔ اس کے بعد آپ نے خبرگیری کی حدیث کے

وشتتکم ولألقفت ظہرکم اخرجہ الدارمی
بعد ازاں تعاہد نمود رواۃ حدیث
را تا در ان امر خطیر تساہل نکنند۔ عن
مالک عن ربیعۃ بن عبد الرحمن عن غیر
واحد عن علمائہم ان ابا موسیٰ الاشعری
جاء یستأذن علی عمر بن الخطاب فاستأذن
ثلثا ثم رجع فارسل عمر بن الخطاب
فی اثرہ فقال مالک لم تدخل فقال ابو موسیٰ
الاشعری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول الاستیذان ثلث فان
اذن لک فادخل والا فارجع فقال عمر
ابن الخطاب ومن یعلم ہذا لئن لم تأتنی
بمن یعلم ذلک لافعلن بک کذا وکذا
فخرج ابو موسیٰ حتی جاء مجلسا فی
المسجد یقال لہ مجلس الانصار فقال انی
اخبرت عمر بن الخطاب انی سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الاستیذان
ثلاث فان اذن لک فادخل والا فارجع
فقال لئن لم تأتنی بمن یعلم ہذا لافعلن
بک کذا وکذا فان کان سمع ذلک احد
منکم فلیقم معی فقالوا لابی سعید الخدری
قم معہ وکان ابو سعید اصغرہم فقام معہ
فاخبر ذلک عمر بن الخطاب فقال لابی
موسیٰ اما انی لم اتہمک ولکنی خشیت
ان یتقول الناس علی رسول اللہ صلی اللہ

راویوں کی تاکہ وہ اس اہم کام میں تساہل نہ کریں۔ مروی ہے
مالک بن ربیعہ بن عبدالرحمن سے وہ اپنے یہاں کے ایک
سے زیادہ علماء سے کہ ابو موسیٰ اشعری نے آکر عمر بن
الخطاب سے آنے کی اجازت طلب کی۔ تین مرتبہ اجازت
طلب کی پھر لوٹ گئے۔ تو ان کے پیچھے پیچھے عمر بن الخطاب
نے اُن کو بلا بھیجا۔ پھر فرمایا کہ کیا بات ہے تم کیوں اندر نہیں
آئے تو ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اجازت
مانگنا تین مرتبہ ہونا چاہئے۔ پھر اگر تم کو اجازت مل جائے تو داخل
ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ۔ تو عمر بن الخطاب نے فرمایا اس کو
اور کون جانتا ہے۔ اگر ایسے شخص کو تو میرے پاس نہ لایا جو
اس بات کو جانتا ہو تو میں ضرور تیرے ساتھ ایسا اور ایسا
کروں گا۔ تو ابو موسیٰ نکل کر مسجد میں ایک مجلس میں پہنچے جس
کو مجلس الانصار کہا جاتا تھا اور کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب
کو خبر دی تھی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا
ہے کہ اجازت مانگنا تین مرتبہ ہونا چاہئے پھر اگر تم کو اجازت مل جائے
تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ، تو عمر نے کہا کہ اگر تو میرے
پاس ایسے شخص کو نہیں لائے گا جو اس بات کو جانتا ہو تو
میں ضرور تیرے ساتھ ایسا اور ایسا کروں گا۔ تو اگر تم میں کوئی
ایسا شخص موجود ہے جس نے یہ سُنا ہو تو وہ اُٹھ کر میرے ساتھ
چلے۔ تو لوگوں نے ابو سعید خدری سے کہا کہ تو اس کے ساتھ
ہو جا اور وہ ان سب میں چھوٹے تھے تو وہ ان کے ساتھ ہو لئے
پھر انہوں نے عمر بن الخطاب کو اس کی خبر دی۔ اُس کے
بعد عمر بن الخطاب نے ابو موسیٰ سے کہا کہ سمجھ لو کہ میں نے تم کو
متہم نہیں سمجھا تھا لیکن مجھے یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ لوگ بات بنا

عليه وسلم رواه في الموطا واخرج احمد
عن معاوية بن ابي سفيان انه قال عليكم
من الاحاديث بما كان في زمن عمر بن
الخطاب فانه كان يخيف الناس في الله
عزوجل او كما قال- بعد ازان تفتیش نمود
در بسیاری از احادیث تا از حامل آن برارد
عن المغيرة بن شعبة قال نشد عمر الناس
أسمع من النبي صلى الله عليه وسلم احد
منكم في الجنين فقام المغيرة فقال قضى فيه
عبدًا او امة فنشد الناس ايضا فقام
المقضي له فقال قضى النبي صلى الله عليه وسلم
لي به عبدًا او امة فنشد الناس ايضا
فقام المقضي عليه فقال قضى النبي صلى الله عليه
وسلم على غرة عبد او امة فقلت
أتقضي علي في فيما لا اكل ولا شرب و
لا استهل ولا نطق ان تبطله فهو احق
ما يطل فهم النبي صلى الله عليه وسلم بشيء
معه فقال أشعر فقال عمر لولا ما بلغني من
قضاء النبي صلى الله عليه وسلم لجعلت
دية بين ديتين اخرجه الدارمي- بعد ازان
بسیاری از احادیث تصحیح و تاکید نمود
باشارۂ اجمالیہ بدان- اخرج احمد عن
ابن عباس قال خطب عمر بن الخطاب و
كان من خطبته وانه سيكون من بعدكم
قوم يكذبون بالرجم وبالدجال وبالشفاعة

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنے لگیں۔ اس کو مؤطا میں روایت کیا۔ اور امام احمد نے معاویہ بن ابی سفیان سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ ان احادیث کو مضبوط پکڑو جو عمر بن الخطاب کے زمانہ میں تھیں کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے بارے میں لوگوں کو ڈراتے رہتے تھے۔ یا کچھ ایسا ہی کہا۔ اس کے بعد آپ نے بہت سی احادیث کے بارے میں تفتیش کی تاکہ جو اس کا حامل ہو اس سے برآمد کرلیں مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے لوگوں کو قسم دی کہ تم میں سے جس نے جنین (کی دیت) کے بارے میں کچھ سنا ہو وہ بتائے۔ تو مغیرہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ نے اس میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا۔ پھر عمرؓ نے دوبارہ لوگوں کو قسم دی تو وہ شخص کھڑا ہوا جس کے لئے آپ نے فیصلہ کیا تھا اس نے کہا کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں غلام یا لونڈی کا فیصلہ کیا تھا۔ پھر دوبارہ آپ نے لوگوں کو قسم دی تو وہ شخص کھڑا ہوا جس کے خلاف آپ نے وہ فیصلہ نافذ کیا تھا اور اس نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے اوپر فیصلہ کیا ایک غلام یا لونڈی دینے کا تو میں نے کہا کہ کیا آپ مجھ پر ایسے کے بارے میں یہ فیصلہ کر رہے ہیں جس نے نہ کھایا نہ پیا اور نہ وہ چلایا اور نہ بولا اگر آپ اس کے خون کو باطل و رائیگاں کردیں تو رائیگاں کی جانے والی اشیاء میں سب سے زیادہ رائیگاں ہونے کے لئے یہ سزاوار ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا کسی شے سے جو آپ کے پاس تھی (مارنے کا) اور فرمایا کیا شعر (کہتا) ہے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ نہ پہنچتا تو میں (بھی) یقیناً دو دیتوں میں سے ایک دیت اس بارے میں تجویز کرتا۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔ اس کے بعد بہت سی احادیث کی ان پر اجمالی اشارہ کرتے ہوئے تصحیح اور تاکید کی۔ روایت کیا احمد نے ابن عباس سے کہا کہ عمر بن الخطاب نے ایک خطبہ کے دوران میں فرمایا کہ عنقریب تمہارے بعد ایک قوم ہوگی

وَبِعَذَابِ الْقَبْرِ وَبِقَوْمٍ يَخْرُجُونَ مِنَ النَّارِ
بعد ما امتحشوا انتہی۔ از آن بسیاری را از
سنن رواج داد بعمل بر آن۔ و در بسیاری
از احادیث خوانده باشی فَعَلَ ذٰلِکَ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر
و عمرؓ۔ بالجملہ فاروق اعظم درین باب سعی
بلیغ فرموده است و آن را تا اقصی
الغایت رسانیده تا آنکہ خود در خطبۂ
اخیره از آن خبر داد تَرَکْتُکُمْ
عَلٰی طَرِیْقَۃٍ وَاضِحَۃٍ لَیْلُہَا نَہَارُہَا اِلَّا
اَنْ تَضِلُّوْا ہٰکَذَا وَہٰکَذَا۔ و عظماء صحابہ و
تابعین بر آن شہادت داده اند۔ عن
ابن مسعود انہ قال فی مسائل کان عمر
اذا سلک طریقا وجدناه سہلا
اخرجہ ابوبکر والدارمی۔ وعن عمرو بن
میمون ذَہَبَ عُمَرُ بِثُلُثَیِ الْعِلْمِ فذکر
لابراہیم فقال ذہب عمر بتسعۃ اعشار
العلم اخرجہ الدارمی۔ ہر چند مباحث
مآثر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بنسبت اندازۂ کتاب بتطویل انجامید
لیکن چون فوائد جمہ دران مندرج است
از باب تطویل نتوان شمرد حالا فذلکۂ
مآثر ایشان در ضمن دو نکتہ تقریر کنیم
نکتۂ نخستین قطع نظر از اوصافیکہ
اصحاب علم لدنی آنرا در فاروق اعظم

چور جم کا اور دجال کا اور شفاعت کا اور عذاب قبر کا اور اس قوم کا جو
دوزخ سے جلنے کے بعد نکالے جائیں گے انکار کریں گے۔ اُس کے بعد آپ نے
احکام نبوی کو اُن پر عمل کے ذریعہ سے رواج دیا۔ تم نے بہت سی احادیث
میں پڑھا ہوگا کہ فَعَلَ ذٰلِکَ الخ یعنی ایسا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اور ابوبکر اور عمرؓ نے۔ خلاصہ یہ کہ فاروق اعظم نے اس باب میں سعی بلیغ
فرمائی ہے اور اس کو آخری حد تک پہنچا دیا یہاں تک کہ آپ نے اپنے آخری
خطبہ میں اس کا یوں بیان فرمایا کہ ”میں نے تم کو ایسے راستہ پر چھوڑا
ہے جو سیدھا اور صاف ہے جس کی رات بھی دن کی طرح ہے مگر یہ کہ
تم خود اس سے بھٹک جاؤ اِدھر اُدھر ہو کر“۔ اور بڑے بڑے صحابہ
اور تابعین نے اس کی شہادت دی ہے۔ ابن مسعودؓ سے
مروی ہے کہ انہوں نے مسائل کے بارے میں فرمایا کہ عمرؓ
جب کسی راہ پر چلے تو ہم نے اس کو نرم (وصاف ستھرا) پایا۔
اس کو ابوبکر اور دارمی نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عمرو بن
میمون سے کہ (انہوں نے کہا کہ) عمرؓ دو تہائی علم لے گئے۔ یہ
قول ابراہیم نخعی سے ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ عمرؓ دس میں
سے نو حصہ علم لے گئے۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔ اگرچہ
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوالِ کرامت کے
اشتمال میں اندازۂ کتاب کی نسبت سے تطویل ہوگئی
لیکن اس کے ضمن میں چونکہ بہت سے اہم فائدے
مندرج ہوگئے تو اس کو تطویل (بیکار طوالت) کے باب
میں شمار نہ کرنا چاہئے۔ اب ہم ان کے مآثر کے نچوڑ کی
دو نکتوں کے ضمن میں تقریر کرتے ہیں پہلا نکتہ
ان اوصاف سے قطع نظر جن کو اصحاب علم لدنی نے
فاروق اعظم میں پہچانا ہے مانند اس محدثیت کے جو
آپ کے نفس نفیس میں حق اور باطل کو جدا جدا کرنے

شناختہ اند مانند خاصیتی کہ در
نفس نفیس او نہادہ اند از تفریق
میان حق و باطل بسبب ہمت او در
ہر باب و مانند کمال تخلّق باخلاقِ
اللہ عزوجل وغیر ذلک مما یطول
ذکرہ آنچہ عقول عامہ قطعاً ادراک آن
کنند ومضطر در اثبات آن برای
فاروق اعظم آنست کہ اوصاف خیر کہ
مناط مدح بحسب شریعت تواند بود
ہمہ در فاروق اعظم خدای تعالےٰ
نہادہ است ؎ لیس علیٰ اللہ
بمستنکر ÷ ان یجمعَ العالَمَ فی الواحد
اندکے خاطر را باستقرای اشخاصی
کہ مقتدای مسلمین وسلسلۂ استناد
ایشان بآن اشخاص میرسد وطوائف
مسلمین بذکر خیر ایشان رطب اللسان
اند ودر دفاتر تاریخ احوال ایشان
ثبت مینمایند مشغول باید ساخت تا
ظاہر شود کہ ایشان از چند جنس بیرون نیستند پادشاہانِ
عادل کہ در اعلاء کلمۃ اللہ بجہادِ اَعداء اللہ واخذ
جزیہ وخراج ید طولے پیدا کردہ اند وفتح بلدان وترویج
ایمان بردست ایشان واقع شدہ یا مسلمانان از سایۂ ایشان
در کیفیت امان آسودہ اند واقامت حدود واحیاء علوم دین
از ایشان ظاہر شدہ۔ ومحققین فقہاء کہ حلِ معضلات فتوی
واحکام نمودہ اند وعالمے از ایشان مستفید
گشتہ تقلید ایشان پیش گرفتہ اند
مانند فقہاء اربعہ و

کے بارے میں رکھی گئی تھی جس کا سبب ہر باب میں
ان کا کمالِ ہمت تھا۔ اور جیساکہ اللہ عزوجل کے اخلاق
سے متصف ہونا اور ان کے سوا باتیں جن کا بیان طویل
ہے وہ باتیں جن کا عام عقلیں اچھی طرح ادراک کرلیں اور
فاروق اعظم کے حق میں اُن کو ثابت سمجھنے پر مجبور ہوجائیں
یہ ہیں کہ ایسے تمام اوصافِ خیر کو جن پر بحسب شریعت مدح
کا مدار ہے اللہ تعالےٰ نے فاروق اعظم میں رکھدیئے ہیں
؎ لیس علیٰ اللہِ الخ اللہ پر یہ بات کچھ مشکل نہیں کہ
عالَم کو ایک وجود میں جمع کردے۔ اب ذرا اپنے خیالات
کو ایسے اشخاص کی جستجو میں لگایئے جو کہ مسلمانوں
کے مقتدا تھے اور ان کا ابتدائی سلسلہ ان اشخاص
تک پہنچتا ہے اور مسلمانوں کی جماعتیں اُن کے ذکرِ خیر
میں رطب اللسان ہیں اور تاریخ کے دفتروں میں اُن کے
حالات درج ہیں۔ تاکہ اس جستجو کے نتیجہ میں ظاہر
ہوجائے کہ ایسے اشخاص ان چند اصناف سے باہر
نہیں ہیں۔ بادشاہانِ عادل کہ اللہ کے دشمنوں کے ساتھ
جہاد برائے اعلاء کلمۃ اللہ میں اور کفار سے جزیہ
اور خراج کے لینے میں انھوں نے بڑی دسترس
حاصل کی اور شہروں کی فتح اور ایمان کی اشاعت
ان کے ہاتھ پر واقع ہوئی۔ یا مسلمان ان کے زیرسایہ
امن کی زندگی بسر کررہے ہیں اور حدود کا قیام
اور علوم دین کا احیاء ان سے ظاہر ہوا۔ اور
محققین فقہاء جنھوں نے فتویٰ اور احکام کی مشکلات
کو حل کیا اور ایک عالَم نے اُن سے مستفید ہوکر اُن
کی تقلید کو اختیار کرلیا۔ مانند فقہاء اربعہ

ثقات محدثین کہ حفظ حدیث حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ اند و صحیح را از سقیم ممتاز ساختہ اند مثل بخاری و مسلم و امثالہما و کبار مفسرین کہ تفسیر قرآن عظیم و شرح غریب و بیان توجیہ و ذکر اسباب نزول نمودہ اند و درین باب گوئی مسابقت از اقران خود ربودہ مانند واحدی و بغوی و بیضاوی و غیرہم و عظماء قراء کہ نظم قرآن را یاد گرفتہ اند و در مشق ادای آن عمری بسر بردہ و عمر دمان تعلیم آن فرمودہ اند مانند نافع و عاصم و غیرہما و مشائخ صوفیہ کہ بتائید صحبت باویہ بیمان ضلالت را براہ نجات آوردہ مصدر کرامات عجیبہ گشتہ اند و مکاشفات صادقہ بر دل این عزیزان ظاہر گردیدہ مثل سیدی عبد القادر و خواجہ نقشبند و غیرہما و اذکیای حکما کہ حکمت عملی را بتعبیرات رائقہ آمیختہ در گوش سامعان انداختہ اند مانند مولانا جلال الدین رومی و مصلح الدین شیرازی و غیر اینہم انچہ مورد مدح میشود امری است عرفی کہ خوش طبعان شعراء بآن ناطق میشوند نہ حملۂ شریعت۔ سینۂ فاروق اعظم را بمنزلۂ خانہ تصور کن کہ درہای مختلف

(امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالک و امام احمد رحمہم اللہ) اور اور ثقات محدثین جنہوں نے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو محفوظ کیا اور صحیح کو سقیم سے ممتاز کر دیا ہے جیسے بخاری اور مسلم اور ان کے جیسے حضرات۔ اور کبار مفسرین جنہوں نے قرآن عظیم کی تفسیر اور اس کے لطائف و اسرار کی شرح اور توجیہ کا بیان اور اسباب نزول کا ذکر کیا ہے اور اس باب میں اپنے ہمعصروں سے سبقت لے گئے جیسے واحدی اور بغوی و بیضاوی وغیرہم اور اکابر قراء جنہوں نے نظم قرآن کو یاد کیا اور اس کی صحیح ادائیگی کی مشق میں ایک عمر بسر کی اور لوگوں کو اس کی تعلیم فرماتے رہے مانند نافع اور عاصم وغیرہما کے۔ اور مشائخ صوفیہ کہ اپنی صحبت کے اثر سے گمراہی کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کو نجات کی راہ پر لائے اور کرامات عجیبہ ان سے صادر ہوئیں اور ان بزرگوں کے قلوب پر مکاشفات صادقہ کا ظہور ہوا جیسے سیدی عبد القادر اور خواجہ نقشبند وغیرہما۔ اور ذہین دانش ور جنہوں نے حکمت عملی کو دل نشین تعبیرات کے ساتھ سننے والوں کے کانوں میں ڈالا ہے جیسے جلال الدین رومی اور مصلح الدین سعدی شیرازی، ان کے علاوہ اور قابل تعریف باتیں وہ ہیں جو مشہور ہیں کہ رنگین طبع شعراء ان کو اپنے کلام میں لاتے ہیں نہ کہ حاملین شریعت (مثل شجاعت، سخاوت وغیرہ) اب تم فاروق اعظم کے سینہ کو ایک ایسے بڑے مکان کے مرتبہ میں تصور کرو جس کے مختلف دروازے ہوں، ہر دروازے پر ایک صاحب کمال بیٹھا ہوا ہے۔ ایک دروازے پر مثلاً سکندر ذوالقرنین اپنے پورے

وارد در ہر دری صاحب کمالے نشستہ
در دیگر مثلاً سکندر ذوالقرنین بآن
ہمہ سلیقہ ملک گیری و جہان ستانی و جمع
جیوش و برہم زدن جنود اعداء و در در
دیگر نوشیروانی باآن ہمہ رفق ولین
و رعیت پروری و داد گستری اگرچہ ذکر
نوشیروان در مبحث فضائل حضرت
فاروق سوء ادبیست. و در دیگر امام ابوحنیفہ
یا امام مالکی بآن ہمہ قیام بعلم فتاوی
واحکام و در در دیگر مرشدی سیدی
عبدالقادر یا خواجہ بہاء الدین قدس سرہما
و در در دیگر محدثی بروزن ابوہریرۃ و
ابن عمر و در در دیگر قاریٔ ہم سنگ نافع
یا عاصم و در در دیگر حکیمے مانند مولانا جلال
الدین رومی یا شیخ فرید الدین عطار
و مردمان گرداگرد این خانہ ایستادہ اند
و ہر محتاجی حاجت خود را از صاحب فن
خود درخواست می نماید و کامیاب میگردد
چون از انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم
گذشتی کدام فضیلتی خواہد بود کہ ازین
فضیلت بالاتر باشد. نکتۂ دوم معلوم
بالقطع است کہ پیش از ظہور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اسلام نبود و عالم ہمہ
بکفر مملو و بانواع مفاسد مشحون بود
قرآن وشرائع اسلام را نمیدانستند

ملک گیری اور دنیا کا فاتح بننے اور لشکروں کو جمع
کرنے اور دشمنوں کے لشکروں کو برباد کر دینے کے
سلیقہ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ اور دوسرے دروازے میں
ایک نوشیرواں اپنی ہمدردی اور نرم خوئی اور رعیت
پروری اور داد گستری کے ساتھ موجود ہے۔ اگرچہ
نوشیرواں کا ذکر حضرت فاروق رضہ کے فضائل کے مبحث میں لانا
بے ادبی ہے۔ اور تیسرے دروازے میں کوئی امام ابوحنیفہ یا کوئی امام
مالک اپنے تمام فتاوی و احکام کے ساتھ قائم ہے۔ اور چوتھے
دروازے میں کوئی مرشد مثل سیدی عبدالقادر یا خواجہ بہاؤ الدین
قدس سرہما کے ارشاد وہدایت میں مشغول ہیں۔ اور پانچویں دروازے
میں کوئی محدث جو ابوہریرہ اور ابن عمر کا ہم پلہ ہو موجود ہے۔
اور چھٹے دروازے میں کوئی قاری نافع یا عاصم کے مرتبہ کا۔
اور ساتویں دروازے میں ایک دانائے حکمت مثل مولانا
جلال الدین رومی یا شیخ فرید الدین عطار کے موجود ہے،
اور بہت سے لوگ اس گھر کے گرداگرد کھڑے ہوئے ہیں اور
ہر صاحب حاجت اپنی حاجت کی اپنے ماہر فن سے درخواست
کر رہا ہے اور کامیاب ہو رہا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ انبیاء صلوات
اللہ وسلامہ علیہم کے بلند مقام کو چھوڑ کر اور کونسی فضیلت
ہے جو اس فضیلت سے بالاتر ہوگی۔ دوسری بات
قطعی طور پر معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور
سے پہلے اسلام نہیں تھا اور عالم سب کا سب کفر سے لبریز اور
قسم قسم کے مفاسد سے بھرا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ قرآن اور احکام کو
لوگ نہیں جانتے تھے۔ اب کہ ہر جانب میں اسلام کے احکام
پھیل چکے ہیں اور اکثر معتدل فضا کی ولایتیں اسلام کا
گھر بن چکیں، اس کوشش کے سلسلہ کا اول حقیقی تو آنحضرت

الحال کہ در ہر قطر انتشار شرائع اسلام شدہ
واکثر اقالیم معتمدہ دار الاسلام گشتہ
اول حقیقت این سلسلہ کوشش آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و واسطۂ اول سلسلۂ کوشش
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ بامر جہاد
با مرتدین قیام نمود و مضمون سَوْفَ يَأْتِي
اللّٰهُ بِقَوْمٍ بروی صادق آمد باز عرب را
بر جہاد روم و فارس تحریض فرمود و جنود
مجندہ آراست و آیۂ سَتُدْعَوْنَ إِلٰى
قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ بروی راست
آمد و در جمع قرآن شروع نمود و آن اول
ظہور وعدۂ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ
بود بعد از صدیق اکبر فاروق اعظم رضی اللہ
عنہما آن نقش صدیق را درست ساخت
وہمہ مساعی او را تکمیل نمود آنچہ در زمان
حضرت صدیق مجمل بود در عہد حضرت
فاروق مفصل گشت. الحال ہر ہمہ طوائف
مسلمین بہرچہ مشغول اند از علم فقہ
وتصوف وحکمت عملی ہمہ بسعی حضرت
فاروق اعظم ترتیب یافتہ وشوکت
کسریٰ وقیصر در ایام او برہم خورد و
قانون ملک داری بتدبیر او رونق
یافت در مرتبۂ اولے منت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بر رقاب مسلمین
ثابت است و در مرتبۂ ثانیہ در جمیع

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کوشش کے سلسلہ کا واسطۂ اول
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ مرتدین کے ساتھ آپ نے
جہاد کیا اور سوف یاتی اللہ بقوم کا مضمون آپ کے
اوپر صادق آگیا۔ اور آپ نے ہی جمع قرآن کو شروع کیا اور
وہ وعدۂ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ کا پہلا
ظہور تھا۔ صدیق اکبرؓ کے بعد فاروق اعظم نے "رضی اللہ عنہما"
صدیق کے بنائے ہوئے اس خاکے (لائحہ عمل) کو درست کیا اور
اُن کی جملہ مساعی کی تکمیل کر دی۔ جو کچھ حضرت صدیق کے زمانہ میں
مجمل تھا حضرت فاروق کے عہد میں مفصل ہو گیا۔ اب جس قدر
بھی مسلمانوں کی جماعتیں جس جس کام میں مشغول ہیں مثلاً علم فقہ،
تصوف اور حکمت عملی یہ سب حضرت فاروق اعظمؓ کی کوشش
سے مرتب ہوئے۔ اور کسریٰ اور قیصر کی شوکت آپ ہی کے
زمانہ میں درہم برہم ہوئی اور ملک داری کے قانون نے
آپ ہی کی تدبیر سے رونق پائی۔ سب سے پہلے مرتبہ میں
تو مسلمانوں کی گردنوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا احسان ثابت ہے اور دوسرے مرتبہ میں ان تمام
امور میں شیخین کا احسان اُن پر لازم ہے۔ لیکن اس
سبب سے کہ یہ تمام امور مسلمانوں میں متوارث اور اُن
کی عادات میں داخل ہو چکے ہیں تو وہ اس احسان کی
کھوج نہیں لگاتے اور اس نعمت کی قدر نہیں پہچانتے
یہ ایسی ہی بات ہے کہ دیہات کے لوگ زراعت کے کام
میں جو محنت مشقت اٹھاتے ہیں یا تجارت کرنے والے
اموال تجارت اور قیمتی اشیاء کے ایک جگہ سے دوسری
جگہ لے جانے میں جو جانفشانی کرتے ہیں (شہر کے رہنے
والے توارث کی بناء پر کہ ایسے ہی دیکھتے آرہے ہیں)

این امور منت ششیخین برایشان لازم
اما بسبب آنکہ اینہمہ امور متوارث مسلمانان
شد و عادی الشان گشت پے باین منت
نمی برند و قدر این نعمت نمی شناسند
مانند آنکہ اہل بدو در کار زراعت ہر
محنتی کہ میکشند یا اہل تجارت در نقل
سلع و امتعہ سعیہا کہ مصروف میدارند
اہل حضر بجہت توارث و عادت مستمرہ
آنرا اصلا در نمی یابند اینجا مناسب افتاد
مضمون بیتے چندکہ مولانای روم قدس سرہ
افادہ فرمود ؎ سرز شکرِ دین ازان
برتافتی ٭ کز پدر میراث ارزان یافتی ٭
مرد میراثی چہ داند قدر مال ٭ رستمی جان
کند و مجان یافت زال ٭ گر نبودی کوشش
احمد تو ہم ٭ می پرستیدی چو اجدادت
صنم ٭ بعد اللتیا والتی قصۂ وفات حضرت
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اتفاق
مسلمین بر خلافت ذی النورین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تحریر نمائیم. اخرج ابوبکر بن ابی
شیبۃ قال حدثنا محمد بن بشر حدثنا
محمد بن عمر حدثنا ابو سلمۃ و
یحیی بن عبد الرحمن بن حاطب و
اشیاخ قالوا رأی عمر بن الخطاب
فی المنام فقال رأیت دیکا احمر
نقرنی ثلاث نقرات بین الثنیۃ

اور عادت مستمرہ (دائمی) کی وجہ سے اس کو بالکل
نہیں پہچانتے۔ مولانا روم قدس سرہ کے چند بیت کا
مضمون اس موقع کے مناسب ہے فرماتے ہیں ؎
تو نے دین کا شکر ادا کرنے سے اس لئے منہ پھیر
لیا ہے کہ باپ کی میراث میں سے تو نے آسانی سے مال
پالیا۔ میراث سے حاصل کرنے والا شخص مال کی قدر
کیا جانے۔ ایک رستم نے اپنی جان کھپائی اور زال کو
سب کچھ مفت مل گیا۔ اگر احمد رضی اللہ علیہ وسلم
کی کوشش نہ ہوتی تو تو بھی اپنے باپ دادا کی طرح بتوں
کی پوجا کرتا ہوا ہوتا۔ اب کچھ چھوٹی بڑی باتوں کے بعد
ہم حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات اور خلافت
ذی النورین پر مسلمانوں کے متفق ہونے کا قصہ تحریر
کرتے ہیں۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا کہا کہ
ہم سے روایت کیا محمد بن بشیر نے ان سے محمد بن
عمر نے، ان سے ابو سلمہ اور یحییٰ بن عبد الرحمن بن
حاطب اور دوسرے بزرگوں نے، انہوں نے کہا کہ عمر
بن الخطاب نے خواب میں دیکھا، بیان کیا کہ میں نے
ایک سرخ رنگ کے مرغ کو دیکھا جس نے میرے تین
ٹھونگیں پیڑو اور ناف کے درمیان ماریں (یہ سنکر)
اسماء بنت عمیس عبد اللہ بن جعفر کی ماں نے کہا
کہ عمر سے کہو کہ وہ وصیت کر دیں اور یہ خوابوں کی
تعبیر دیا کرتی تھیں۔ اب میں نہیں جانتا کہ یہ بات
عمر تک پہنچی یا نہیں۔ پھر آپ کے پاس مغیرہ بن شعبہ کا
غلام ابو لؤلؤہ آیا جو کافر مجوسی تھا اور اس نے کہا کہ
مغیرہ نے مجھ پر خراج کے طور پر زیادہ مال مقرر کر دیا ہے

دالشرۃ قالت اسماء بنت عمیس
ام عبد اللہ بن جعفر تولوا لہ فلیتوض و
کانت تعبر الرؤیا فلا ادری اکثر
ذاک ام لا فجاءہ ابو لؤلؤۃ الکافر
المجوسی عبد المغیرۃ بن شعبۃ فقال
ان المغیرۃ قد جعل علیّ من الخراج
مالاً قال کم جعل علیک قال کذا وکذا
قال وما عملک قال اجوب الارحاء
قال وما ذاک علیک بکثیر لیس بارضنا
احد یعملہا غیرک الا تصنع لی رحی
قال بلی واللہ لاجعلن لک رحی یسمع
بہا اہل الآفاق۔ فخرج عمر الی الحج فلما
صدر اضطجع بالمحصب وجعل رداءہ
تحت رأسہ فنظر الی القمر فاعجبہ
استواءہ وحسنہ فقال بدا ضعیفاً
ثم لم یزل اللہ یزیدہ وینمیہ حتی استوی
فکان احسن ما کان ثم ہو ینقص حتی یرجع
کما کان وکذلک الخلق کلہ ثم رفع یدیہ
فقال اللہم ان رعیتی قد کثرت وانتشرت
فاقبضنی الیک غیر عاجز ولا مضیع فصدر
الی المدینۃ فذکر لہ ان امرأۃ من المسلمین
ماتت بالبیداء مطروحۃ علی الارض
یمر بہا الناس لا یکفنہا احد و
لا یواریہا احد حتی مر بہا کلیب بن
البکیر اللیثی فاقام علیہا حتی کفنہا و

تو آپ نے پوچھا کہ تجھ پر کیا مقرر کیا ہے تو اس نے کہا
کہ اتنا اور اتنا۔ آپ نے پوچھا کہ تو کیا کام کرتا ہے تو
اس نے کہا کہ میں چکیاں بناتا ہوں۔ تو آپ نے کہا کہ یہ
تو تجھ پر کچھ زیادہ نہیں۔ ہماری زمین پر کوئی شخص یہ کام
تیرے سوا نہیں کرتا کیا تو میرے لئے ایک چکی نہیں
بنائے گا۔ اس نے کہا کیوں نہیں۔ واللہ میں تمہارے
لئے ایسی چکی بناؤں گا جس کو ساری دنیا کے لوگ
سنیں گے۔ اس کے بعد عمر حج کے لئے نکلے۔ جب لوٹے
تو محصب میں چت لیٹ گئے اور اپنی چادر کو سر کے
نیچے رکھا۔ پھر چاند کی طرف نظر پڑی تو اس کا ہموار
(پورا) ہونا اور اس کا حسن بھلا معلوم ہوا تو
فرمایا کہ اس کی ابتداء ضعف سے ہوئی پھر برابر اس
کو اللہ تعالیٰ زیادہ کرتا رہا اور بڑھاتا رہا یہاں تک کہ
پورا ہو گیا تو اس کا حسن کامل ہو گیا۔ پھر یہ کم ہوتا
رہتا ہے یہاں تک کہ لوٹ کر جیسا پہلے تھا ویسا ہی
ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح تمام مخلوق کا حال ہے۔ پھر
آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعاء کی کہ الٰہی میری
رعیت زیادہ ہو گئی اور پھیل گئی مجھے ایسی حالت میں اپنے
پاس بلا لیجئے کہ میں نہ عاجز ہوا ہوں اور نہ تباہ شدہ۔ پھر آپ
مدینہ واپس آگئے تو آپ سے ذکر کیا گیا کہ ایک مسلمان عورت
جنگل میں مرگئی وہ زمین پر مری پڑی رہی اور لوگ اس کے
پاس سے گذر گئے کسی نے نہ اس کو کفن پہنایا اور نہ کسی نے
اس کو دفن کیا۔ یہاں تک کہ اس پر کلیب بن بکیر لیثی کا
گذر ہوا تو وہ اس کے پاس ٹھہر گیا یہاں تک کہ اس
کو کفن پہنایا اور دفن کیا۔ یہ پورا حال آپ سے بیان

وارا ها فذكر ذلك عمر فقال من مر
عليها من المسلمين فقالوا لقد مر
عليها عبد الله بن عمر فيمن مر عليها
من الناس فدعاه وقال ويحك
مررت على امرأة من المسلمين مطروحة
على ظهر الطريق فلم تواراها ولم تكفنها
قال ما شعرت بها ولا ذكرها لي احد
فقال لقد خشيت ان لا يكون فيك
خير فقال من واراها وكفنها قال كليب
بن ابكير الليثي قال والله لحري ان يصيب
كليب خيرا فخرج عمر يوقظ الناس
بدرته لصلوة الصبح فلقيه الكافر ابو لؤلؤة
فطعنه ثلاث طعنات بين الثندوة والسرة
وطعن كليب بن البكير فاجهز عليه وتصايح
الناس فرمى رجل على راسه ببرنس
ثم اضطبعه اليه وحمل عمر الى الدار فصلى
عبد الرحمن بن عوف بالناس وقيل
لعمر الصلوة فصلى وجرحه يثعب
وقال لا حظ في الاسلام لمن لا صلوة
له فصلى ودمه يثعب ثم انصرف الناس
عليه فقالوا يا امير المؤمنين انه ليس بك
باس وانا لنرجوا ان ينسئ الله في اثرك
ويؤخرك الى حين او الى خير فدخل
عليه ابن عباس وكان يعجبه فقال
اخرج فانظر من صاحبي ثم خرج فجاء

کیا گیا تو آپ نے پوچھا کہ مسلمانوں میں سے کون لوگ
اس کے پاس سے گذرے تھے۔ تو لوگوں نے کہا کہ عبداللہ
بن عمر بھی ان لوگوں میں تھے جو اس کے پاس سے گذرے
تھے تو آپ نے عبداللہ کو بلایا اور فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو
ایک مسلمان عورت کے پاس سے جو کھلے راستہ پر پڑی ہوئی تھی گذر گیا
اور تو نے نہ اس کو دفن کیا اور نہ اس کو کفن پہنایا۔ انہوں نے
کہا کہ نہ مجھے خود معلوم ہوا اور نہ مجھ سے کسی نے اس کا ذکر کیا۔
تو فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہو گیا تھا کہ تجھ میں خیر نہ رہی ہو۔ پھر پوچھا کہ
اس کو کس نے دفن کیا اور کفنایا تو لوگوں نے بتایا کہ کلیب بن
بکیر لیثی نے۔ تو فرمایا کہ واللہ یہ مناسب ہے کہ کلیب کو
کوئی بڑی خیر مل جائے۔ اس کے بعد عمرؓ نکلے اور اپنا درہ لئے
ہوئے صبح کی نماز کے لئے لوگوں کو جگانے لگے تو ان سے کافر ابو
لؤلؤہ ملا اور اس نے آپ کے اوپر تین وار کئے پیڑو اور ناف کے درمیان
اور کلیب بن بکیر پر وار کر کے ان کا کام تمام کر دیا۔ اور لوگ چیخ پکار
مچانے لگے، تو ایک شخص نے ابو لؤلؤہ کے سر پر برساتی ڈالی اور
اس کی بغل کے نیچے سے نکال کر کھینچ لی۔ اور عمرؓ کو اٹھا کر ان کے
مکان پر لایا گیا اور لوگوں کو نماز عبدالرحمٰن بن عوف نے پڑھائی اور
عمرؓ سے نماز کے لئے کہا گیا تو انہوں نے اس حالت میں نماز پڑھی
کہ ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا اور فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑھی
اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں تو اسی حالت میں نماز پڑھی کہ ان کا خون
بہہ رہا تھا۔ پھر لوگ (نماز سے فارغ ہو کر) ان کی طرف لوٹ کر آئے اور
انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپ کو کوئی خطرہ نہیں اور ہم امید کرتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر بڑی کرے گا اور آپ سے زیادہ عرصہ تک موت
کو دور رکھے گا (یا آپ کو خیر کی طرف زیادہ عرصہ تک رکھے گا) پھر آپ کے
پاس ابن عباس آ گئے اور عمرؓ ابن عباس کو پسند کرتے تھے تو ان سے

فقال البشرى يا امير المؤمنين صاحبك ابو لؤلؤة
المجوسي عبد المغيرة بن شعبة فكبر حتى خرج
صوته من الباب ثم قال الحمد لله الذي
لم يجعله رجلا من المسلمين يحاجني يوم
القيامة وسجد سجدة لله ثم اقبل على القوم
فقال أكان هذا عن ملأ منكم
فقالوا معاذ الله والله لوددنا انا فديناك
بآبائنا وزدنا في عمرك من اعمارنا انه
ليس بك بأس قال يا يرفا ويحك
اسقني فجاءه بقدح فيه نبيذ حلو فشربه
فالصق رداءه ببطنه قال فلما وقع الشراب
في بطنه خرج من الطعنات قالوا الحمد لله
هذا دم استكن في جوفك فاخرجه
الله من جوفك قال اي يرفا ويحك
اسقني لبنا فجاءه بلبن فشربه فلما
وقع في جوفه خرج من الطعنات فلما
رأوا ذلك علموا انه هالك قالوا جزاك
الله خيرا قد كنت تعمل فينا بكتاب الله
وتتبع سنة صاحبك لا تعدل عنها
الى غيرها جزاك الله احسن الجزاء
قال بالامارة تغبطونني فوالله لوددت
اني انجو منها كفافا لا علي ولا لي قوموا
فتشاوروا في امركم أمّروا عليكم رجلا
منكم فمن خالفه فاضربوا رأسه قال
فقاموا وعبد الله بن عمر مسنده الى

کہا کہ جاکر دیکھو میرے ساتھ یہ حرکت کرنے والا کون ہے؟ وہ
جاکر واپس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین آپ خوش
ہوں کہ آپ کے ساتھ یہ حرکت کرنے والا ابو لؤلؤہ مجوسی ہے جو مغیرہ
بن شعبہ کا غلام ہے. تو آپ نے اللہ اکبر اتنے زور سے کہا کہ ان کی
آواز دروازے سے باہر نکلی پھر کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں کے
کسی شخص کو اس نے اس کا مرتکب نہیں بنایا کہ قیامت کے دن میرے
اس کے مابین جھگڑا ہوتا اور اللہ کے لئے ایک سجدۂ شکر ادا کیا. پھر قوم
کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا یہ امر تم میں سے کسی کے مشورے
سے ہوا. تو انہوں نے کہا کہ خدا کی پناہ، خدا کی قسم ہم تو یہ پسند کرتے ہیں
کہ ہم اپنے ماں باپ کو قربان کردیں اور ہم اپنی عمروں میں سے آپ
کی عمر میں اضافہ کردیں. درحقیقت آپ خطرے سے باہر ہیں. فرمایا
کہ اے یرفا مجھے شربت پلا تو وہ ایک پیالہ لایا جس میں میٹھی نبیذ تھی. تو
آپ نے اس کو پیا اور اپنی چادر کو پیٹ سے لگالیا. پھر جب شربت
پیٹ میں پہنچا تو زخموں سے نکلا تو لوگوں نے کہا کہ الحمد للہ یہ وہ
خون ہے جو آپ کے پیٹ میں رک گیا تھا تو اللہ نے اس کو پیٹ
سے نکال دیا. آپ نے فرمایا اے یرفا مجھے دودھ پلا. تو یرفا دودھ لے
کر آیا اور آپ نے اس کو پیا. تو جب وہ آپ کے پیٹ میں پہنچا تو
زخموں سے نکلنے لگا. تو جب لوگوں نے یہ دیکھا تو جان لیا کہ یہ ہلاک
ہونے والے ہیں، انہوں نے کہا کہ اللہ آپ کو جزاء خیر دے، آپ
ہم میں کتاب اللہ کے مطابق عمل کرتے تھے اور اپنے رفیق کی سنت
کا اتباع کرتے رہے ذرا بھی اس سے نہیں ہٹے. اللہ تعالیٰ آپ کو
بہترین جزا دے، تو فرمایا کہ تم امارت کے ذکر کے ساتھ مجھے اچھی امیدیں
دلا رہے ہو. خدا کی قسم میں یہ پسند کرتا ہوں کہ مجھے اس سے نجات مل
جائے برابر سرابر کہ نہ مجھ پر کوئی مؤاخذہ رہے اور نہ میرے لئے کوئی
اجر ہو. اٹھو اب اپنے امر (خلافت) کے بارے میں مشورہ کرو. اپنے

صدرہ فقال عبد اللہ أیؤمرون و
امیر المؤمنین حیٌ فقال عمر لا ولیصل
صہیبٌ ثلثاً وانتظروا طلحۃ و تشاوروا
فی امرکم فأمروا علیکم رجلاً منکم فان خالفکم
احد فاضربوا راسہٗ قال اذہب الی
عائشۃ فاقرأ علیہا منی السلام وقل
ان عمر یقول ان کان ذٰلک لا یضربک
ولا یضیق علیک فانی أحب ان أدفن
مع صاحبیّ وان کان یضربک ویضیق
علیک فلعمری لقد دفن فی ہذا البقیع
من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وامہات المؤمنین من ہو خیرٌ من عمر
فجاء الرسول فقالت ان ذٰلک لا یضرنی
ولا یضیق علیّ قال فادفنونی معہما
قال عبد اللہ بن عمر فجعل الموت یغشاہ
وانا أمسکہٗ الی صدری قال ویحک
ضع رأسی بالارض فاخذتہ غشیۃٌ
فوجدت من ذٰلک فافاق فقال ویحک
ضع رأسی بالارض فوضعت رأسہ بالارض
فعفرہٗ بالتراب فقال ویلٌ عمر وویل أمہٖ
ان لم یغفر اللہ لہٗ قال محمد بن عمرو
واہل الشوریٰ علیٌ وعثمان وطلحۃ
والزبیر وسعدٌ وعبد الرحمٰن بن عوف
واخرج البخاری حدثنا موسی بن
اسماعیل حدثنا ابو عوانۃ عن حصین

اور اپنے میں سے کسی شخص کو امیر بنالو پھر جو اس کی مخالفت کرے اُس کا
سر کاٹ دو۔ راوی نے بیان کیا کہ لوگ اُٹھ گئے اور عبد اللہ بن عمر اُن کو اپنے
سینہ سے سہارا دیئے ہوئے تھے۔ تو عبد اللہ نے کہا کہ کیا لوگ امیر بنائیں
حالانکہ امیر المؤمنین زندہ ہوں۔ عمرؓ نے کہا نہیں۔ اور چاہیئے کہ صہیب نماز پڑھائے
تین مرتبہ فرمایا۔ اور طلحہ کو دیکھو اور ان سے بھی اپنے امر میں مشورہ کرو اور اپنے میں سے
ایک شخص کو امیر بنالو پھر جو شخص تمہاری مخالفت کرے اس کا سر کاٹ دو
فرمایا کہ عائشہؓ کے پاس جاؤ اور ان کو میری طرف سے سلام کہو اور یہ کہو کہ عمر
کہتا ہے کہ اگر یہ بات آپ کو تکلیف نہ پہنچائے اور آپ پر بار نہ گذرے
تو میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا
جائے اور اگر آپ کو تکلیف پہنچے اور کچھ بار محسوس کریں تو میں قسم کھاتا ہوں
کہ اس بقیع میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المؤمنین
میں سے ایسے دفن کئے گئے ہیں جو عمرؓ سے بہتر تھے۔ تو پیغام لانے والا
عائشہؓ کے پاس پہنچا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات مجھے تکلیف نہیں دے گی
اور مجھے بار نہیں گذرے گا (یہ جواب سن کر) فرمایا کہ مجھے ان دونوں کے برابر
دفن کرنا۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ موت نے اُن پر غشی طاری کرنا شروع
کردی اور میں اُن کو اپنے سینہ سے روکے ہوئے تھا۔ فرمایا کہ میرا سر زمین
پر رکھ دے۔ پھر اُن پر غشی طاری ہوگئی میں اس حال سے غمگین ہوگیا
پھر ہوش میں آئے تو فرمایا افسوس ہے تجھ پر میرا سر زمین پر رکھ دے
تو میں نے اُن کا سر زمین پر رکھ دیا تو اس کو مٹی سے رگڑا اور کہا خرابی
ہے عمر کی اور خرابی اس کی ماں کی اگر اللہ نے اس کی مغفرت نہ کی۔ کہا محمد
بن عمرو نے اور اہل شوریٰ علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور
عبد الرحمٰن بن عوف تھے۔ اور بخاری نے یہ روایت کیا کہ ہم سے
بیان کیا موسیٰ بن اسمٰعیل نے اُن سے ابو عوانہ نے انہوں نے
روایت کیا حصین سے انہوں نے عمرو بن میمون سے۔ انہوں نے
کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں دیکھا زخمی

عن عمرو بن میمون قال رأیت عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ قبل ان یصاب
بالمدینۃ وقف علی حذیفۃ بن الیمان
وعثمان بن حنیف قال کیف فعلتما
أتخافا ان تکونا قد حملتما الارض
ما لا تطیق قال حملناہا امرا ہی لہ
مطیقۃ ما فیہا کثیر فضل قال انظرا
ان تکونا حملتما الارض ما لا تطیق قالا لا
فقال عمر ان سلمنی اللہ لادعن
ارامل اہل العراق لا یحتجن الی رجل بعدی
ابدا قال فما اتت علیہ الا اربعۃ حتی اصیب
قال انی لقائم ما بینی وبینہ الا عبد اللہ
بن عباس غداۃ اصیب وکان اذا مر
بین الصفین قام بینہما فاذا رأی خللا
قال استووا حتی اذا لم یر فیہن خللا
تقدم فکبر وربما قرأ سورۃ یوسف او
النحل او نحو ذلک فی الرکعۃ الاولی
حتی یجتمع الناس فما ہو الا ان کبر
فسمعتہ یقول قتلنی او اکلنی الکلب
حین طعنہ فطار العلج بسکین ذات طرفین
لا یمر علی احد یمینا وشمالا الا طعنہ
حتی طعن ثلثۃ عشر رجلا مات منہم سبعۃ
فلما رأی ذلک رجل من المسلمین
طرح علیہ برنسا فلما ظن العلج انہ ماخوذ
نحر نفسہ وتناول عمر ید عبد الرحمن

کئے جانے سے پہلے حذیفہ بن الیمان اور عثمان بن حنیف کے
پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم دونوں نے کیسا کام کیا؟
کیا تمھیں یہ خدشہ ہے کہ تم نے زمین (عراق) پر اتنا بوجھ (محصول
کا) ڈال دیا جس کو وہ برداشت نہ کر سکے۔ دونوں نے کہا کہ ہم
نے اس پر اتنا ہی بوجھ ڈالا ہے جو اس کے مطابق ہے۔ اس
میں کوئی زیادہ اضافہ نہیں ہے۔ فرمایا کہ غور سے دیکھو کہیں اتنا
بار نہ ڈال دیا جو اس کی طاقت سے زیادہ ہو۔ دونوں نے کہا کہ
نہیں تو عمرؓ نے کہا کہ اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا تو میں عراق کی غریب
بیواؤں کو بھی ایسا بنا کر چھوڑوں گا کہ میرے بعد کبھی ان کو کسی شخص
کی محتاجی نہ رہے۔ کہا کہ بس پھر ان پر چار ہی (دن) گذرنے
پائے کہ مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ عمرو بن میمون نے کہا کہ جس صبح
کو آپ پر یہ افتاد پڑی میں کھڑا ہوا تھا اور میرے اور ان کے درمیان
سوائے عبداللہ بن عباس کے اور کوئی نہ تھا۔ اور آپ جب دو صفوں کے
درمیان سے گذرتے تو ان کے درمیان کھڑے ہوتے اور جب کوئی خالی جگہ
دیکھتے تو کہتے کہ ٹھیک کرو۔ یہاں تک کہ جب ان میں کوئی خالی جگہ نہ دیکھتے
تو آگے بڑھتے اور تکبیر کہتے اور بسا اوقات سورۂ یوسف یا سورۂ
نحل یا ایسی ہی کوئی سورۃ پہلی رکعت میں پڑھتے تاکہ لوگ اچھی طرح
جمع ہو جائیں۔ اب یہ ہوا کہ آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے ان کو یہ
کہتے سنا کہ قتلنی (مجھے قتل کر دیا) یا اکلنی (مجھے کھا لیا) الکلب
(کتے نے) جب کہ ان پر خنجر مارا۔ اس کے بعد یہ پارسی کافر دودھارا خنجر
لئے ہوئے بھاگا جس کسی پر دائیں اور بائیں وہ گذرتا تھا اس کے خنجر
مارتا تھا یہاں تک کہ اس نے تیرہ آدمیوں کو خنجر مارا جن میں سے سات
آدمی مر گئے۔ ایک مسلمان شخص نے جب یہ دیکھا تو اس کے اوپر ایک
برساتی ڈال دی (اور اس میں وہ لپٹ گیا) جب اس کافر نے یہ گمان
کیا کہ میں پکڑا گیا تو اس نے اپنے آپ کو بھی ذبح کر دیا۔ اور عمرؓ نے

بن عوف فقدمه فمن كان يلي عمر فقد رأى الذي أرى وأما نواحي المسجد فإنهم لا يدرون غير أنهم قد فقدوا صوت عمر وهم يقولون سبحان الله سبحان الله فصلى بهم عبد الرحمن بن عوف صلوٰة خفيفة فلما انصرفوا قال يا ابن عباس انظر من قتلني فجال ساعة ثم جاء فقال غلام المغيرة قال الصنع قال نعم قال قاتله الله لقد أمرت به معروفا الحمد لله الذي لم يجعل منيتي بيد رجل يدعي الإسلام قد كنت أنت وأبوك تحبان أن تكثر العلوج بالمدينة وكان العباس أكثرهم رقيقا فقال إن شئت فعلت أي إن شئت قتلنا فقال كذبت بعد ما تكلموا بلسانكم وصلوا إلى قبلتكم وحجوا حجكم فاحتمل إلى بيته فانطلقنا معه وكأن الناس لم تصبهم مصيبة قبل يومئذ فقائل يقول لا بأس وقائل يقول أخاف عليه فأتي بنبيذ فشربه فخرج من جوفه ثم أتي بلبن فشربه فخرج من جوفه فعرفوا أنه ميت فدخلنا عليه وجاء الناس فجعلوا يثنون عليه وجاء رجل شاب فقال أبشر يا أمير المؤمنين ببشرى الله لك من صحبة رسول الله

عبدالرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر انھیں آگے (امامت کے لئے) بڑھایا تو جو شخص کہ عمرؓ کے قریب تھا اُس نے تو اُس چیز کو دیکھا جو میں دیکھ رہا تھا رہے مسجد کے اطراف والے تو وہ نہیں سمجھ رہے تھے بجز اس کے کہ اب ان (کے کانوں) سے عمرؓ کی آواز گم ہو گئی تھی اور وہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ رہے تھے۔ تو اُن کو عبدالرحمٰن بن عوف نے ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ (مسجد سے) واپس آ گئے تو آپ نے کہا کہ اے عبداللہ بن عباس دیکھو مجھے کس نے قتل کیا ہے؟ تو وہ ایک ساعت گھوم کر واپس آئے اور کہا (مغیرہ کے غلام نے) فرمایا کہ وہ جو کاریگر ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! فرمایا خدا اُسے قتل کرے میں نے اُس کے بارے میں مناسب حکم دیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں ہوئی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ تو اور تیرا باپ دونوں پسند کرتے تھے کہ مدینہ میں فارس کے کافر غلام زیادہ ہوں اور عباس کے پاس ایسے غلام سب سے زیادہ تھے تو عبداللہ نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں کر دوں یعنی اگر آپ چاہیں تو ہم قتل کر دیں تو فرمایا کہ تو نے غلطی کی (یعنی قتل کا خیال کر کے) بعد اس کے کہ وہ گفتگو تمہاری زبان میں کرنے لگے اور تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے لگے اور تمہارے حج کی طرح حج کرنے لگے (تو اُن کو کیسے قتل کیا جا سکتا ہے)، پھر اُن کو اُٹھا کر ان کے مکان پر لایا گیا تو ہم بھی ان کے ساتھ چلے اور لوگوں کا حال یہ تھا کہ اس دن سے پہلے اُن پر کوئی مصیبت نہیں پڑی تھی تو کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ ان کو کوئی خطرہ نہیں اور کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ مجھے اُن پر اندیشہ ہے۔ تو نبیذ لائی گئی جس کو آپ نے پیا، تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل گئی پھر دودھ لایا گیا، اُس کو پیا تو وہ بھی آپ کے پیٹ سے باہر نکل گیا۔ تو لوگوں نے سمجھا کہ وہ مرنے والے ہیں۔ پھر ہم آپ کے پاس گھر میں داخل ہوئے اور بہت لوگ آ گئے اور آپ کی مدح کرنے لگے اور ایک جوان شخص آیا اور اُس نے کہا کہ اے امیرالمؤمنین آپ خوش ہوں

صلی اللہ علیہ وسلم وقدم فی الاسلام
ما قد علمت ثم وُلِّیتَ فعدلتَ ثم
شہادۃ قال وددت ان ذلک
کفافٌ لا علیّ ولا لی فلما ادبر اذا ازارہ
یمس الارض قال ردوا علیّ الغلام
قال یا ابن اخی ارفع ثوبک فانہ
انقی لثوبک واتقی لربک۔ یا عبداللہ
بن عمر انظر ما علیّ من الدین فحسبوہ
فوجدوہ ستۃ وثمانین الفا او نحوہ
قال ان وفی لہ مال آل عمر فادِّہ
من اموالہم والا فسل فی بنی عدی
بن کعب فان لم تف اموالہم فسل
فی قریش ولا تعدہم الی غیرہم
فادِّ عنی ہذا المال وانطلق الی عائشۃ
ام المؤمنین فقل یقرأ علیک عمر السلام
ولا تقل امیر المؤمنین فانی لست الیوم
للمؤمنین امیرا وقل یستاذن عمر بن
الخطاب ان یدفن مع صاحبیہ
فسلّم واستاذن ثم دخل علیہا فوجدہا
قاعدۃ تبکی فقال یقرأ علیک عمر بن
الخطاب السلام ویستاذن ان یدفن
مع صاحبیہ فقالت کنت اریدہ لنفسی
ولاوثرنّہ الیوم علی نفسی فلما اقبل
قیل ہذا عبد اللہ بن عمر قد جاء قال
ارفعونی فاسندہ رجل الیہ فقال

اللہ کی نعمت ہے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی اور اسلام میں ایک خاص مرتبہ حاصل ہوا جو آپ خوب جانتے ہیں پھر آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے عدل کیا، پھر شہادت حاصل ہوئی فرمایا کہ میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ یہ سب مل کر حساب (بدی اور نیکی کا) برابر سرابر ہو جائے، نہ مجھ پر عذاب ہو اور نہ اجر کا مستحق قرار دیا جاؤں جب اس جوان نے پیٹھ پھیری تو اچانک آپ نے دیکھا کہ اس کی لنگی زمین سے لگتی ہے تو فرمایا کہ اس لڑکے کو میرے پاس واپس لاؤ۔ اُس سے فرمایا کہ اے بھتیجے اپنا کپڑا اوپر اٹھا کہ یہ بات تیرے کپڑے کی پاکیزگی کا سبب ہوگی اور تیرے رب سے تقویٰ کا سبب بھی۔ اے عبداللہ مجھ پر جو قرض ہے اس کو دیکھو تو جب اس کا حساب کیا تو وہ چھیاسی ہزار نکلا یا اس کے قریب۔ فرمایا کہ اگر آل عمر کا مال اس کو پورا کردے تو اُس کو ان کے اموال میں سے ادا کر دینا ورنہ عدی بن کعب کی اولاد سے سوال کر لینا، پھر اگر ان کے اموال بھی پورا نہ کر سکیں تو قریش میں سوال کر لینا لیکن ان سے دوسروں کی طرف آگے نہ بڑھنا۔ تم میری طرف سے یہ مال ادا کر دینا۔ اور ام المومنین عائشہؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمر آپ کو سلام کہتا ہے اور امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ میں آج مومنین کا امیر نہیں ہوں اور کہو کہ عمر بن الخطاب آپ سے اجازت مانگتا ہے کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کیا جائے۔ تو عبداللہ بن عمر نے سلام پہنچایا اور اجازت مانگی یعنی اندر آنے کی پھر داخل ہوئے تو اُن کو اس حال میں پایا کہ بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب آپ کو سلام کہتے ہیں اور اس بات کی اجازت مانگتے ہیں کہ اُن کو اُن کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے تو عائشہ نے کہا کہ میں اپنی ذات کے لئے یہ ارادہ رکھتی تھی اور میں آج اپنی ذات پر اُن کو مقدم کرتی ہوں جب وہ آگئے تو آپ سے کہا گیا کہ یہ عبداللہ بن عمر ہیں، فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ تو ایک شخص اُن کو اپنے سہارے سے لے کر بیٹھا۔ پھر فرمایا کہ کیا جواب

بالذی یکت قال الذی تحبّ یا امیر المؤمنین
اَذِنَتْ قال الحمد للہ ما کان شیئٌ
اَھَمَّ اِلَیَّ من ذلک فاذا انا قُبضتُ
فاحملونی ثم سَلِّمْ فقل یستأذن
عمر بن الخطاب فان اَذِنَتْ لی فادخلونی
وان رَدَّتْنِی فردّونی الی مقابر
المسلمین وجاءت امّ المؤمنین
حفصۃُ والنساءُ تسترنہا فلما رأیناہا
قمنا فولجت علیہ فمکثت عندہ ساعۃً
واستأذن الرجالُ فولجت داخلاً
لہم فسمعنا بکاءَہا من الداخل فقالوا
اَوْصِ یا امیر المؤمنین استخلف قال
ما اجد احداً احق بہذا الامر من
ہؤلاء النفر او الرہط الذین توفی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہو عنہم راضٍ فسمّی علیًّا وعثمانَ
والزبیرَ وطلحۃَ وسعداً وعبدالرحمٰن
وقال یشہدکم عبد اللہ بن عمر
لیس لہ من الامر شیئٌ کہیئۃ التعزیۃ
لہ فان اصابت الامرۃ سعداً فہو
ذاک والا فلیستعن بہ ایکم ما اُمِّر
فانی لم اعزلہ من عجزٍ او خیانۃٍ وقال
اُوصی الخلیفۃَ من بعدی بالمہاجرین
الاوّلین ان یعرف لہم حقہم ویحفظ
لہم حرمتہم واوصیہ بالانصار خیراً

لائے ہو۔ انہوں نے کہا کہ وہی اے امیرالمومنین جو آپ چاہتے
ہیں عائشہ نے اجازت دے دی۔ کہا کہ الحمد للہ کوئی چیز میرے لئے
اس سے زیادہ اہم نہیں تھی۔ پھر جب کہ میرا انتقال ہو جائے اور مجھے
اٹھا کر لے جاؤ تو پھر سلام پہنچاؤ اور کہو کہ عمر بن الخطاب اجازت
مانگتا ہے۔ پھر اگر عائشہ نے اجازت دی تو مجھے اندر لے جانا اور اگر مجھے
لوٹا دیا تو مسلمانوں کے قبرستان کی طرف لے جانا۔ اور امّ المومنین
حفصہؓ آئیں اور عورتیں ان کا پردہ کر رہی تھیں۔ تو جب ہم نے اُن
کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے پھر وہ ان کے پاس داخل ہوئیں اور اُن کے
پاس ایک گھڑی ٹھہریں اور مردوں نے اجازت مانگی تو وہ
گھر کے اندر چلی گئیں تو ہم نے اندر سے اُن کے رونے کی
آواز سنی۔ پھر لوگوں نے کہا کہ وصیت کر دیجئے اے امیرالمومنین
کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ فرمایا کہ میں اس امر کے لئے ان لوگوں سے یا اس
جماعت سے زیادہ مستحق کسی کو نہیں پاتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وفات کے وقت تک خوش رہے۔ پھر نام لیا علی اور عثمان
اور زبیر و طلحۃ اور سعد و عبد الرحمٰن کا اور فرمایا کہ عبداللہ
بن عمر تمہارے ساتھ موجود رہے گا لیکن امر خلافت میں اس
کا کوئی حصہ نہ ہو گا (یہ ارشاد) ان کی دلداری کے انداز کی اتھ
تھا۔ پھر اگر امارت سعد تک پہنچے تو وہ اُس کو انجام دیں گے
ورنہ تم میں جو شخص بھی امیر بنایا جائے اُس کو چاہئے کہ وہ سعد
سے اعانت حاصل کرے۔ میں نے اس کو کام سے عاجز ہونے یا
کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ اور فرمایا کہ میں اپنے
بعد خلیفہ بننے والے کو مہاجرین اوّلین کے بارے میں یہ وصیت
کرتا ہوں کہ وہ ان کے حق کو پہچانے اور ان کے احترام کی
کی حفاظت کرے اور میں انصار کے بارے میں حسن
سلوک کے لئے وصیت کرتا ہوں جو کہ جو دار اسلام و ایمان

الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ان يقبل من محسنهم
وان يعفى من مسيئهم واوصيه باهل
الامصار خيرا فانهم ردء الاسلام وجباة
المال وغيظ العدو وان لا يؤخذ
من حواشي اموالهم الا فضلهم عن
رضاهم واوصيه بالاعراب خيرا فانهم
اصل العرب ومادة الاسلام ان يؤخذ
من حواشي اموالهم ويرد على فقرائهم
واوصيه بذمة الله وذمة رسوله ان يوفى
لهم بعهدهم وان يقاتل من
ورائهم ولا يكلفوا الا طاقتهم. فلما قبض
خرجنا به فانطلقنا نمشي فسلم عبد الله
بن عمر وقال يستأذن عمر بن الخطاب
قالت ادخلوه فادخل فوضع
هنالك مع صاحبيه. فلما فرغ من
دفنه اجتمع هؤلاء الرهط فقال
عبد الرحمن اجعلوا امركم الى ثلثة
منكم قال الزبير قد جعلت امري الى
علي وقال طلحة قد جعلت امري الى
عثمان وقال سعد قد جعلت امري الى
عبد الرحمن فقال عبد الرحمن ايكما تبرأ من هذا الامر
فنجعله اليه والله عليه والاسلام
لينظرن افضلهم في نفسه فاسكت
الشيخان فقال عبد الرحمن افتجعلونه

(یعنی مدینہ) میں ان مہاجرین سے پہلے سے قرار پکڑے ہوئے
ہیں" کہ ان کے نیک کام کرنے والے کو قبول کیا جائے (یعنی
اس کی عزت کی جائے) اور بُرا کام کرنے والوں سے درگذر کیا جائے
اور دوسرے شہر والوں کے حق میں اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں
وہ اسلام کی پشت پناہ ہیں اور مال کے جمع کرنے والے ہیں اور دشمن
کو مرعوب رکھنے کا سبب ہیں کہ ان کے زائد اموال میں سے اتنا
ہی لیا جائے جو اُن کی حاجات سے بچا ہوا ہو، اُن کی رضامندی سے اور
اعراب کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں وہ عرب کی اصل
اور اسلام کے مددگار ہیں کہ اُن کے زائد اموال میں سے لیا جائے اور
اُن کے فقراء پر تقسیم کیا جائے اور میں وصیت کرتا ہوں اُن کے حق میں
جو اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں ہیں (یعنی ذمی لوگ) کہ جو معاہدہ
اُن سے ہو اُس کو پورا کیا جائے اور اُن کی حفاظت کے لئے قتال کیا
جائے اور اُن کو تکلیف نہ دی جائے مگر اُن کی طاقت کے مطابق۔ پھر جب آپ کی
وفات ہوگئی تو ہم اُن کو باہر لائے اور لے کر چلے تو عبد اللہ بن عمر نے
(عائشہ رضی اللہ عنہا کو) سلام پہنچایا اور کہا کہ عمر بن الخطاب اجازت چاہتے ہیں۔
عائشہ نے کہا کہ اُن کو اندر لے جاؤ تو وہ لے جائے گئے اور وہیں اپنے
دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کئے گئے۔ پھر جب اُن کے دفن سے
فارغ ہو چکے تو اُس جماعت کے اصحاب اکٹھے ہوئے۔ تو عبد الرحمن
نے کہا کہ اپنے امر کو اپنے میں سے تین کی طرف منتقل کر دو۔ زبیر نے کہا
کہ میں اپنا امر علی کی طرف منتقل کرتا ہوں اور طلحہ نے کہا کہ میں اپنا امر
عثمان کی طرف منتقل کرتا ہوں اور سعد نے کہا کہ میں نے اپنا امر عبد الرحمن
کے حق میں کر دیا۔ پھر عبد الرحمن نے کہا کہ تم دونوں میں سے کون اس
امر سے الگ ہوتا ہے تاکہ پھر ہم اس امر کا فیصلہ اسکے سپرد کر دیں اور اللہ اور اسلام
کا اس پر حق ہے کہ وہ اپنے دل میں سب سے افضل پر نظر کرے۔
تو دونوں شیخ یعنی عثمان و علی خاموش رہے۔ پھر عبد الرحمن

إليَّ واللّٰہ عليّ ان لا آلو عن افضلكم قالا نعم فاخذ بيد احدهما فقال لك قرابة من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والقدم في الاسلام ما قد علمت فاللّٰہ عليك لئن امّرتك لتعدلنّ ولئن امّرت عثمان لتسمعنّ ولتطيعنّ ثم خلا بالآخر فقال له مثل ذلك فلما اخذ الميثاق قال ارفع يدك يا عثمان فبايعه وبايع له عليّ وولج اهل الدار فبايعوه - اما مآثر

امير المومنين عثمان بن عفان رضي اللّٰہ تعالیٰ عنہ

پس از انجملہ است آنکہ درمیان قریش نسبی عالی داشت چہ از جہت آباء چہ از طرف امہات فی الاستیعاب وغیرہ ہو عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی وامہ اروی بنت کریز بن ربیعۃ بن حبیب بن عبد شمس وامّ اروی ہی البیضاء ام حکیم بنت عبد المطلب عمّۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وازانجملہ آنکہ قبل از اسلام درمیان قریش ثروتے داشت وجاہی و متصف بسخا وحیا بودہ است قیل فی وجہ التسمیۃ بذی النورین کان لہ

نے کہا کہ کیا تم دونوں اس امر کے فیصلہ کو میرے سپرد کر دو گے۔ واللہ میرے ذمہ ہوگا کہ میں تم میں سے افضل کے ساتھ کوتاہی نہ کروں۔ دونوں نے کہا کہ ہاں تو انہوں نے ان میں سے ایک (یعنی علیؓ) کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ کی قرابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اسلام میں خاص مقام ہے جس کو تم خود جانتے ہو تو اللہ کو گواہ جانتے ہوئے یہ وعدہ کرو کہ اگر میں نے تم کو امیر بنایا تو تم ضرور عدل کرو گے اور اگر میں نے عثمان کو امیر بنایا تو تم ان کی سنو گے اور اطاعت کرو گے پھر دوسرے کو تنہائی میں لے جا کر ان سے اسی طرح کی گفتگو کی۔ تو جب وعدے لے چکے تو کہا کہ عثمان اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ پھر ان سے بیعت کی اور پھر ان سے علیؓ نے بیعت کی اور اہل مدینہ آئے اور سب نے ان سے بیعت کی۔

اب سنئے

امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب

تو ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قریش میں نسب عالی رکھتے تھے باپ دادا کی طرف سے بھی اور ننھیال کی طرف سے بھی۔ استیعاب وغیرہ میں ہے کہ ان کا نسب یہ ہے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔ اور ان کی والدہ ہیں اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس۔ اور اروی کی ماں ہے بیضاء ام حکیم بنت عبد المطلب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ اور ان میں سے یہ ہے کہ وہ اسلام سے پہلے قریش میں صاحب دولت اور صاحب جاہ تھے اور سخاوت وحیا کے ساتھ موصوف رہے ہیں۔ آپ کے خطاب ذی النورین کی وجہ تسمیہ میں کہا گیا ہے کہ ان کے لئے دو سخاوت ثابت ہیں ایک سخاوت قبل از اسلام اور ایک سخاوت بعد از اسلام۔ یہ ریاض میں مذکور ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی فطرت سلیمہ نے اسلام سے پہلے بہت سے امور جاہلیت سے ان کو روکے رکھا ہے اور یہ دلیل ہے اصل

سنحاءان سنحاء قبل الاسلام و
سخاء بعدہ کذا فی الریاض، واز انجملہ
آنکہ فطرت سلیمہ او پیش از
اسلام از بسیاری از امور جاہلیت اورا
باز داشتہ بودہ است و این دلیل
است بر تشبہ او با انبیاء علیہم الصلوٰۃ در
اصل فطرت۔ فی الاستیعاب فی
ترجمۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ کان
قد حرم الخمر فی الجاہلیۃ ہو و
عثمان و فی الریاض عنہ رضی اللہ عنہ
انہ قال ما زنیت فی جاہلیۃ ولا اسلام
ولا سرقت۔ واز انجملہ است آنکہ
چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مبعوث شد وی از مشتاق بود
در اسلام پیش از ابو عبیدۃ بن
الجراح و عبد الرحمٰن بن عوف بیک روز
اسلام آوردہ بدلالت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہما۔ و وی از انجماعۃ
است کہ بانضمام حضرت فاروق عدد
ایشان بچہل رسید کذا فی الریاض
وغیرہ۔ واز انجملہ است آنکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جگر پارۂ
خود رقیہ را بعد دخول او در اسلام
با او عقد بست و بدامادی برگزید و
از حسن سلوک باو مبتہج و مسرور می بود

فطرت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اُن کے
مشابہ ہونے کی۔ استیعاب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ترجمہ
میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے شراب کو جاہلیت کے زمانہ
میں ہی حرام کر لیا تھا اور عثمان نے بھی اور ریاض میں خود
عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا
کہ میں نے کبھی زنا نہیں کیا نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں
اور نہ چوری کی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہوں نے ابوبکرؓ کی
رہنمائی سے اسلام کی طرف ابو عبیدہ بن الجراح اور
عبد الرحمٰن بن عوف سے ایک دن پہلے سبقت کی۔ اور وہ
اُس جماعت میں سے ہیں کہ جس کی تعداد حضرت فاروقؓ
کے مل جانے کے بعد چالیس تک پہنچی تھی۔ ریاض وغیرہ
میں ایسا لکھا ہے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اسلام میں داخل ہونے
کے بعد اپنی جگر پارہ رقیہؓ کا اُن کے ساتھ نکاح کر دیا
اور اُن کو اپنی دامادی کے لئے قبول کیا اور اُن کے رقیہ
کے ساتھ عمدہ برتاؤ کی وجہ سے ان سے خوش اور
مسرور رہتے تھے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ جب مسلمانوں
کی عداوت پر کفار کھڑے ہو گئے تو انہوں نے حبشہ کی
طرف ہجرت کی اور وہ پہلے شخص ہیں کہ جس نے بعد حضرت
ابراہیم اور لوط علیہ السلام کے اپنی اہلیہ کے ساتھ
ہجرت کی اور چونکہ اس زمانہ میں ان کی سلامتی اور
صحت کی خبر دیر سے پہنچی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے قلب مبارک میں بہت انتظار رہتا تھا۔ ریاض
میں انس سے مروی ہے کہا کہ سب سے پہلے سرزمین

از آنجملہ آنکہ چون کفار قریش
بعداوت مسلمین برخاستند ہجرت
نمود بجانب حبشہ ودی اول کسی است
کہ با اہلیۂ خود ہجرت فرمود بعد حضرت
ابراہیم وحضرت لوط علیہما السلام
ودران ایام چون خبر صحت وسلامت
ایشان دیر تر رسید خاطر مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغایت
منتظر میماند۔ فی الریاض عن انس قال
اوّل من ہاجر الی ارض الحبشۃ
عثمان وخرج معہ بابنۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فابطأ علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبرہما فجعل
یتوکف الخبر فقدمت امرأۃ من
قریش من ارض الحبشۃ فسألہا
فقالت رأیتہا فقال علی ای حال
رأیتہا قالت رأیتہا وقد حملہا
علی حمار من ہذہ الدواب و
ہو یسوقہا فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم صحبہما اللہ ان کان عثمان
لاول من ہاجر الی اللہ عز وجل بعد
لوط۔ اخرج الحاکم عن عبد الرحمن
ابن اسحق عن ابیہ عن سعد فی
ہذہ القصۃ قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یا ابابکر انہما لاول

حبشہ کی طرف جس نے ہجرت کی عثمان ؓ تھے اور اپنے
ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو
لے گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں
کی خبر پہنچنے میں دیر ہوگئی تو آپ حال معلوم ہونے
کا انتظار کرتے رہے۔ پھر قریش میں کی ایک عورت
ملک حبشہ سے آئی تو آپ نے اس سے پوچھا تو اس
نے کہا کہ میں نے اُن دونوں کو دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا
کہ اُن کو کس حال میں دیکھا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں نے
اُن کو اس حال میں دیکھا ہے کہ بی بی کو تو اُس نے
سواری کے چوپاؤں میں سے ایک گدھے پر سوار کر رکھا
تھا اور وہ خود اس کو ہانک رہا تھا۔ تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ان دونوں کے ساتھ رہے۔
درحقیقت عثمان بعد لوط علیہ السلام کے اُن میں کا پہلا
شخص ہے جنہوں نے اللہ عز وجل کی طرف ہجرت کی۔
حاکم نے عبد الرحمن بن اسحق سے انہوں نے اپنے
باپ سے انہوں نے سعد سے اس قصہ میں روایت کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر
لوط اور ابراہیم کے بعد یہ دونوں سب سے پہلے
شخص ہیں جنہوں نے ہجرت کی۔ اور اُن میں سے یہ ہے
کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ہجرت
فرمائی تو اس کے قریب وقت ہی میں حضرت عثمان مدینہ
میں پہنچ گئے بخلاف جعفر اور اصحاب سفینہ کے کہ اُن
کا پہنچنا بعد واقعۂ خیبر کے ہوا ہے اس لئے کہ صحت
کے ساتھ ثابت ہے کہ واقعۂ بدر میں رقیہ بنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی دیکھ بھال میں

من ہاجر سنۃ بعد لوط و ابراہیم و
از آنجملہ آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بجانب مدینہ ہجرت فرمود
در ہمان نزدیکی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
بمدینہ رو آورد بخلاف جعفر و اصحاب
سفینہ کہ قدوم ایشان بعد واقعۂ خیبر
بودہ است زیرا کہ صحیح شدہ است
کہ در واقعۂ بدر بہ بیمارداری رقیہ
بنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مشغول بود ازین جہت تخلف نمود
اخرج البخاری فی حدیث عبد اللہ بن
عدی بن الخیار قال عثمان اما بعد
فان اللہ تعالیٰ بعث محمداً بالحق و
کنت ممن استجاب للہ و لرسولہ
و آمنت بما بعث بہ ثم ہاجرت
الہجرتین و صحبت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و رأیت ہدیہ و فی روایۃ
ونلت صہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم و بایعتہ فواللہ ما عصیتہ و
لا غششتہ حتی توفاہ اللہ تعالیٰ
ثم ابوبکر ثم عمر مثلہ الحدیث. و از آنجملہ
آنکہ چون جہاد مشروع شد و مشاہد
خیر بوجود آمد در جمیع غزوات
ہمپای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بودہ است الا بدر. و از آنجملہ آنکہ

مشغول تھے اور اس وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔
بخاری نے روایت کیا ہے عبد اللہ بن عدی بن الخیار
کی حدیث میں کہ عثمان رضؓ نے فرمایا اما بعد اللہ
تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ
بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ
اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا اور جو کچھ
دے کر آپ کو بھیجا گیا تھا میں اس پر ایمان لایا۔ پھر میں
نے دو ہجرتیں کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحبت میں رہا اور آپ کے طریقہ کو دیکھا۔ اور ایک
روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی دامادی پر پہنچا اور آپ سے بیعت کی۔ سو خدا
کی قسم میں نے کبھی اُن کی نافرمانی نہیں کی اور نہ اُن
کو دھوکا دیا یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو وفات
دی۔ پھر ابوبکر پھر عمر اُن کی مثل رہے (یعنی اُن سے
بھی یہی معاملہ رہا) آخر حدیث تک۔ اور اُن میں ایک
یہ ہے کہ جب جہاد کا حکم ہو گیا اور خیر کے مواقع
وجود میں آئے تو تمام غزوات میں بجز بدر کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور اُن میں سے
یہ کہ جب غزوۂ بدر پیش آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اُن کو حضرت رقیہ کی تیمارداری کے لئے
مدینہ میں چھوڑ دیا تھا اور آپ کو بدر کے اجر اور
غنیمت میں حصہ عطا فرمایا تھا اس حیثیت سے ان کو بدر
میں شمار کیا گیا ہے۔ مروی ہے ابن عمر سے (انہوں
نے ایک تقریر میں فرمایا تھا) رہا اُن کا بدر سے غائب
ہونا تو وہ اس وجہ سے تھا کہ اُن کے عقد میں رسول

چون غزوۂ بدر پیش آمد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم او را بجہت تیمار
رقیہ در مدینہ گذاشتند و اجر و غنیمت
بدر دادند ازین جہت در بدریین معدود
است - عن ابن عمر اما تغیبہ عن
بدر فانہ کان تحتہ بنت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وکانت مریضۃ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لک
اجر رجل ممن شہد بدرًا و سہمہ
اخرجہ البخاری - و ازان جملہ آنکہ چون
غزوۂ اُحد پیش آمد و شیطان بعض
اصحاب را بر فرار ازان مشہد خطیر حامل
شد و وی نیز ازان جماعہ بود رحمت
الٰہی تدارک فرمود و آن ذنب را محو
نمود چنانچہ در قرآن عظیم تصریح
بآن رفتہ تا ہیچ طاعنی را مجال طعن
نماند عن ابن عمر اما فرارہ یوم اُحد
فاشہد ان اللہ عفی عنہ اخرجہ البخاری
و زاد غیرہ وتلا اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ
یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّہُمُ
الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ
عَفَا اللّٰہُ عَنْہُمْ - و ازان جملہ آنکہ چون
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواستند
کہ مستضعفین مکہ را در حدیبیہ تسلیہ کنند
غیر عثمان بآن امر حری نبود پس او را

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں اور وہ بیمار تھیں
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک
تم کو ایسے مرد کا اجر ملے گا جو بدر میں حاضر ہوا اور اُس
کا حصہ بھی، اس کو بخاری نے روایت کیا - اور ان میں
سے یہ کہ جب غزوۂ اُحد پیش آیا اور شیطان نے
بعض اصحاب کو اُس مشہد خطیر سے فرار پر اُبھار دیا
اور وہ بھی اس جماعت میں سے تھے تو رحمتِ الٰہی
نے تدارک فرمایا اور اُس گناہ کو محو کر دیا چنانچہ قرآن
عظیم میں اُس کی تصریح کی گئی تاکہ کسی طعنہ
کرنے والے کو طعن کرنے کا موقعہ باقی نہ رہے۔
ابن عمر سے مروی ہے " رہا اُن کا فرار یوم اُحد میں
تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو معاف
کر دیا" اس کو بخاری نے روایت کیا - اور دوسروں نے
اس پر یہ اضافہ کیا " اور ابن عمرؓ نے تلاوت کیا
اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ الخ (۳ ، ۱۵۵) یقیناً تم میں سے
جن لوگوں نے پشت پھیر لی تھی جس روز کہ دونوں
جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور کوئی بات
نہ ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دے دی
ان کے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ
اللہ تعالیٰ نے اُن کو معاف فرما دیا ہے" اور اُن میں
سے یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا
کہ حدیبیہ کے موقع پر مکہ کے ضعیف لوگوں کی (یعنی ان
مسلمانوں کی جو مشرکین کے جور و ستم کا نشانہ بن رہے
تھے) تسلی کریں اور اس کام کے لئے عثمان رضؓ کے سوا
اور کوئی موزوں نہیں تھا تو اُن کو اس کام پہ مامور

بآن مأمور فرمودند و وی آنجا شرط ادب و محبت بجا آورد در ترک عمرہ بموافقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فی الریاض عن ایاس بن سلمۃ بن الاکوع عن ابیہ قال اشتدت البلاء علی من کان فی ایدی المشرکین من المسلمین قال فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر فقال یا عمر ہل انت مبلغ عنی اخوانک من اسراء المسلمین قال بابی انت و امی واللہ ما لی بمکۃ عشیرۃ ارسل غیری اکثر عشیرۃ منی فدعا عثمان فارسلہ الیہم فخرج عثمان علی راحلتہ حتی جاء عسکر المشرکین فعتبوا بہ واساؤوا لہ القول ثم اجارہ ابان بن سعید بن العاص ابن عمہ وحملہ علی السرج وردف خلفہ فلما قدم قال یا ابن عم طف قال یا ابن عم ان لنا صاحبا لا نبتدع امرا ہو الذی یکون یعملہ فنتبع اثرہ قال یا ابن عم ما لی اراک متخشعا اسبل قال وکان ازارہ الی انصاف ساقیہ قال لہ عثمان ہکذا ازرۃ صاحبنا فلم یدع احدا بمکۃ من المسلمین الا بلغہم ما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و عن

کیا اور انہوں نے مکہ میں پہنچ کر ادب و محبت کا حق ادا کر دیا عمرہ کو ترک کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت میں۔ ریاض میں ایاس بن سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ان مسلمانوں پر جو مشرکین کے ہاتھوں میں تھے مصائب میں شدت ہو رہی تھی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو بلایا اور کہا کہ اے عمر کیا تم میری طرف سے اپنے اُن مسلمان بھائیوں کو جو قیدی بنے ہوئے ہیں میری طرف سے پیغام پہنچا سکو گے؟ انہوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں واللہ مکہ میں میرا کنبہ نہیں ہے، میرے سوا کسی دوسرے کو بھیجئے جس کا کنبہ مجھ سے زیادہ ہو تو آپ نے عثمان کو بلایا اور اُن قیدیوں کی طرف بھیج دیا۔ اب عثمان اپنی سواری پر نکلے یہاں تک کہ مشرکین کے لشکر میں پہنچ گئے تو وہ ان پر غصہ کرنے لگے اور اُن کو بُرے کلمات کہنے لگے، پھر اُن کو اُن کے چچا کے بیٹے ابان بن سعید بن العاص نے امن دیا اور اُن کو کاٹھی پر بٹھایا اور ان کے پیچھے خود بیٹھ گیا۔ جب مکہ میں پہنچ گئے تو اُن سے کہا کہ اے چچا کے بیٹے (عمرہ کا طواف کر لے) عثمان نے کہا کہ اے چچا کے بیٹے ہمارے ایک صاحب ہیں ہم اپنی طرف سے کوئی کام نہیں کرتے وہی جب کوئی عمل کرتے ہیں تو ہم اُن کے نشانِ قدم کا اتباع کرتے ہیں۔ ابان نے کہا کہ اے چچا کے بیٹے کیا بات ہے کہ میں تمہیں اونچی سمٹی ہوئی (یا پرانی) لنگی باندھے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اس کو نیچی کر لو (راوی) نے کہا کہ عثمان کی لنگی دونوں پنڈلیوں کے نصف تک تھی تو اس سے عثمان نے کہا کہ ہمارے صاحب کی لنگیاں ایسی ہی ہوتی ہیں تو عثمان نے سب مسلمان قیدیوں کو وہ پیغام پہنچا دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

ایاس بن سلمة عن ابیه ان النبی
صلی الله علیه وسلم بایع لعثمان احدی
یدیه علی الاخری فقال الناس هنیئا
لابی عبد الله الطواف بالبیت آمنا
فقال النبی صلی الله علیه وسلم
لو مکث کذا وکذا ما طاف حتی اطوف
و از انجمله آنکه چون مشهد حدیبیه
پیش آمد آنحضرت صلی الله علیه
وسلم اورا بمکه فرستادند بجهت
رسانیدن پیغام صلح و تسلیه مستضعفین
آنگاه آوازهٔ قتل او شائع شد و این
معنی مهیج بیعت قتال گشت آنحضرت
صلی الله علیه وسلم یکدست مبارک خود
را عوض دست حضرت عثمان برداشتند
که هذه یدی وهذه ید عثمان و این تشریف
عظیم بود حضرت عثمان را و ازین جهت
او در اهل بیعت رضوان داخل شد
عن ابن عمر واما تغیبه عن بیعة الرضوان
فلو کان احد اعز ببطن مکة من عثمان
لبعثه فبعث رسول الله صلی الله علیه
وسلم عثمان وکانت بیعة الرضوان
بعد ما ذهب عثمان الی مکة فقال
رسول الله صلی الله علیه وسلم
بیده الیمنی فضرب بها علی یده وقال
هذه لعثمان و از انجمله آنکه چون رقیه

اور ایاس بن سلمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کے لئے بیعت کی اپنے ہاتھوں
میں سے ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر تو لوگوں نے کہا کہ ابو عبد اللہ
کو بہت مبارک رہا امن کے ساتھ بیت اللہ کا طواف۔ تو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اسی طرح ٹھہرا رہتا تو طواف
نہ کرے گا ـــــــ حتی کہ میں طواف کر لوں۔ اور ان
میں سے یہ ہے کہ جب حدیبیہ کا موقع پیش آیا تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیغام صلح پہنچانے اور ضعفاء
مسلمین کو تسلی دلانے کے لئے مکہ بھیجا۔ اس وقت ان کے
قتل کی افواہ پھیل گئی اور یہ شہرت بیعت قتال کا باعث
ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک دست
مبارک کو حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کے بدلے میں اٹھایا کہ یہ
میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے۔ اور یہ حضرت عثمانؓ
کے لئے بہت بڑا شرف تھا اور اسی حیثیت سے وہ بیعت
رضوان والوں میں داخل ہوئے۔ مروی ہے ابن عمرؓ
سے "رہا ان کا غائب ہونا بیعت رضوان سے تو اگر
کوئی مکہ کے خاندان کا عثمان سے زیادہ عزت والا ہوتا
تو یقیناً اس کو بھیجتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عثمان رضؓ کو بھیجا اور بیعت رضوان ہوئی عثمان کے مکہ کی
طرف جانے کے بعد تو اشارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ سے اور مارا اس کو
بائیں ہاتھ پر اور فرمایا کہ یہ عثمان کے لئے ہے۔ اور ان
میں سے یہ کہ جب رقیہ بنت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے وفات پائی اور عثمان رضی اللہ عنہ اس
واقعہ سے غمگین ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

بنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وفات یافت و او رضی اللہ عنہ ازین
واقعہ محزون گشت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ام کلثوم را در نکاح وی
آوردند واین فضیلتی است کہ غیر او را
در ہیچ وقتی میسر نیامد۔ اخرج الحاکم
عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لقی عثمان وہو مغموم فقال
ما شانک یا عثمان فقال بابی انت وامی
دخل علی احد من الناس ما دخل
علی توفیت بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وانقطع الصہر فیما بینی
وبینک الی الابد فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اتقول ذلک
یا عثمان وہذا جبرئیل یامرنی عن امر
اللہ عز وجل ان ازوجک اختہا
ام کلثوم علی مثل صداقہا وعلی
مثل عدتہا فزوجہ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم علیہا۔ وفی روایۃ غیر الحاکم
علی مثل صداقہا وعلی مثل صحبتہا۔
واز انجملہ آنکہ چون ام کلثوم متوفی شد
فرمودند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تزویج کنید عثمان را اگر مرا
میبود دختری میدادم باو دختری
بعد دختری الی کذا وکذا فی الریاض

ام کلثوم کو ان کے نکاح میں لائے اور یہ ایسی فضیلت
ہے کہ ان کے سوا کسی کو کسی زمانہ میں میسر نہیں ہوئی۔
حاکم نے روایت کیا ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم عثمان سے ملے جب کہ وہ مغموم تھے
اور فرمایا کہ اے عثمان تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے
کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا لوگوں میں
سے کسی پر ایسا غم پڑا ہے جو مجھ پر پڑا ہے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی وفات ہو گئی اور میرے
اور آپ کے درمیان ہمیشہ کے لئے تعلق دامادی ختم ہو گیا
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان
تم یہ کہتے ہو اور یہ جبرئیل مجھے اللہ عز وجل کی طرف سے یہ
حکم دے رہے ہیں کہ میں اس کی بہن ام کلثوم کا تمہارے
ساتھ نکاح کر دوں اسی کے مثل مہر اور اسی کے مثل
سامان جہیز پر۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر
ان کا نکاح کر دیا۔ اور ایک دوسری روایت میں جو حاکم
کی روایت کے علاوہ ہے "علی مثل صحبتہا" ہے (یعنی اس
سے بھی ویسا ہی برتاؤ رکھو)۔ اور ان میں سے یہ کہ جب
ام کلثوم کی وفات ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ عثمان کا نکاح کر دو۔ اگر میرے پاس کوئی بیٹی
ہوتی تو میں اس کو ایک بیٹی کے بعد دوسری بیٹی دیتا رہتا
اتنے سے اتنے تک۔ ریاض میں علی رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ اگر میرے پاس
چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان سے نکاح
کرتا رہتا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہتی

عن علی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لو کان عندی اربعون بنتاً لزوجت عثمان واحدۃ بعد اخرٰی حتی لا یبقی منہن احد۔

وازانجملہ آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترغیب فرمود بر تجہیز جیش العسرۃ نصیب او درین باب اوفی و اکمل بود۔ قال عثمان فی خطبتہ یوم الدار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر فی وجوہ القوم فقال من یجہز ہؤلاء غفر لہ یعنی جیش العسرۃ فجہزتہم حتی لم یفقدوا عقالاً ولا خطاماً قالوا اللہم نعم۔ روی ذلک من حدیث الاحنف بن قیس وابی عبد الرحمٰن السلمی وابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن وغیرہم اخرج بعضہا البخاری والترمذی وبعضہا غیرہم وعن عبد الرحمٰن بن خباب قال فی ہذہ القصۃ فانا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عن المنبر وہو یقول ما علی عثمان ما فعل بعد ہذہ ما علی عثمان ما فعل بعد ہذہ اخرجہ الترمذی۔ وعن عبد الرحمٰن بن سمرۃ فی ہذہ القصۃ قال

اور ان میں سے یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیشِ عسرت کے لئے سامان کی فراہمی پر ترغیب فرمائی تو ان کا حصہ اس باب میں پورا اور مکمل تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے یوم الدار کے خطبہ میں (یعنی جب کہ آپ اپنے مکان میں محصور تھے اور اوپر آکر لوگوں سے خطاب کیا تھا) فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے چہروں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو شخص ان لوگوں کو سامان دے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ آپ جیشِ عسرت کے لئے فرما رہے تھے تو میں نے اُن کو اتنا مکمل سامان دیا تھا کہ رسی کے اس ٹکڑے کی کمی بھی باقی نہ چھوڑی تھی جو اونٹ کے پاؤں میں باندھا جاتا ہے اور نہ اونٹ کی مہار کی۔ لوگوں نے کہا یا اللہ! بیشک۔ یہ مروی ہے احنف بن قیس اور ابو عبد الرحمٰن السلمی اور ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن وغیرہم سے۔ اُن میں سے بعض کو بخاری نے اور ترمذی نے لیا اور بعض کو نسائی نے اور بعض کو دوسروں نے۔ اور مروی ہے عبد الرحمٰن بن خبّاب سے کہ انہوں نے اس قصہ میں کہا کہ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر سے اُتر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ عثمان پر اب کوئی مواخذہ نہ ہوگا جو کچھ وہ اس کے بعد کرے گا، عثمان رضی اللہ عنہ اس کے بعد جو کچھ بھی کرے گا اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور عبد الرحمٰن بن سمرہ سے اس قصہ میں یوں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان کو آج کے بعد جو کچھ کرے گا اس سے ضرر نہ پہنچے گا۔ دو مرتبہ فرمایا۔ اس کو ترمذی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ضر
عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین اخرجہ
الترمذی۔ و از آن جملہ آنکہ تسبیل
نمود بیر رومہ را۔ قال عثمان فی
خطبتہ یوم الدار اذکرکم باللہ تعالٰی
ہل تعلمون ان رومۃ لم یکن یشرب
منہا احد الا بثمن فابتعتہا فجعلتہا
للغنی والفقیر و ابن السبیل قالوا اللہم
نعم روی ذلک عنہ الاحنف بن قیس
و ابو سلمۃ و ابو عبد الرحمن السلمی
وغیرہم ولبعض الروایات فی البخاری
و از آن جملہ آنکہ توسیع نمود مسجد
آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال
عثمان فی خطبتہ یوم الدار اشہدکم
باللہ الذی لا الہ الا ہو اتعلمون
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال من ابتاع مربد بنی فلان غفر لہ
فابتعتہ بعشرین الفا او بخمسۃ و
عشرین الفا فاتیت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاخبرتہ فقال اجعلہ فی
مسجدنا و اجرہ لک۔ روی ذلک
الاحنف بن قیس و ابو سلمۃ و ابو
عبد الرحمن السلمی وغیرہم۔ و از آن جملہ
آنکہ در غزوہ تبوک مخمصہ شدیدہ پیش
آمد و وی کشف آن نمود۔ عن سالم بن

نے روایت کیا اور ان میں سے ہے بیر رومہ کو عوام
کے لئے وقف کر دینا۔ عثمان رض نے اپنے یوم الدار کے
خطبہ میں فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں (اس
کو حاضر جان کر جواب دو) کہ کیا تم جانتے ہو کہ رومہ
ایسا کنواں تھا جس سے بغیر قیمت دیئے کوئی پانی نہیں
پیتا تھا۔ تو میں نے اُس کو خریدا اور ہر غنی اور فقیر
اور مسافر کے لئے عام کر دیا۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک
اس کی روایت اُن سے احنف بن قیس اور ابو سلمۃ
اور عبد الرحمن السلمی وغیرہم نے کی اور ان میں سے بعض روایات بخاری
میں ہیں۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آپ نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی توسیع کی۔ عثمان نے اپنے خطبہ
یوم الدار میں فرمایا کہ میں تم پر اُس خدا کو گواہ بناتا ہوں
جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص بنی فلان
کے مربد (اونٹ اور بکریوں کے باندھنے کی جگہ) کو خریدے
گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی تو میں نے اُس کو بیس
ہزار یا پچیس ہزار میں خریدا۔ میں نے آکر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو اُس کی خبر دی تو فرمایا کہ اُس کو ہماری مسجد
میں شامل کر دے اور تیرے لئے اس کا اجر ہے۔ اسکی روایت
احنف بن قیس اور ابو سلمہ اور ابو عبد الرحمن سلمی وغیرہم
نے کی۔ اور اُن میں سے ایک یہ کہ غزوۂ تبوک میں بھوک
کی تکلیف سے شدید پریشانی پیش آگئی تھی اور اُس
کا ازالہ آپ ہی نے کیا تھا۔ سالم بن عبد اللہ بن عمر
سے روایت ہے ایک طویل حدیث میں کہ پھر جیش عسرت
کو پورا سامان دینے کے ساتھ یہ ہوا کہ رسول اللہ

عبداللہ بن عمر فی حدیث طویل ثم
کان من جہازہ جیش العسرۃ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزا
غزوۃ تبوک فلم یلق فی غزاۃ من غزواتہ
ما لقی فیہا من المخمصۃ والظماء وقلۃ الظہر
فبلغ عثمان فاشتری قوتاً وطعاماً
وادماً وما یصلح لرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ولاصحابہ فجہز الیہ عیراً
فنظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الی سواد قد اقبل قال ہذا قد جاءکم
بخیر فانیخت الرکاب ووضع ما علیہا
من الطعام والادم وما یصلح لرسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولاصحابہ
فرفع یدیہ الی السماء وقال انی
قد رضیت عن عثمان فارض عنہ ثلث
مرات ثم قال لاصحابہ ایہا الناس
ادعوا لعثمان فدعا لہ الناس جمیعاً
مجتہدین ونبیہم صلی اللہ علیہ وسلم
و از ان جملہ آنکہ در بسیاری از
احیان بکتابت وحی و نامہائیکہ افشای
آن نمی خواستند قیام می نمود۔ و
فی الریاض عن عائشۃ قالت واللہ
لقد کان قاعداً عند نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمسندٌ ظہرہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کیا تو غزوات میں سے
کسی غزوہ میں اس قدر بھوک پیاس اور سواریوں
کی کمی کا سامنا کرنا نہیں پڑا تھا جس قدر اس میں کرنا
پڑا، تو عثمان کو اس کی خبر پہنچ گئی اور انہوں نے زادِ راہ
خریدا اور کھانا اور سالن اور جو مناسب سمجھا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے پھر ایک
قافلہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہی کی طرف دیکھا جو آگے
آرہی تھی، فرمایا کہ یہ تمہارے پاس خیر لا رہا ہے۔ (جب یہ
قافلہ پہنچ گیا) تو سواری کے اونٹوں کو بٹھایا گیا اور ان کے اوپر
سے کھانا اور سالن اتار لیا اور جو مناسب تھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے تو آپ
نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا
کہ میں عثمان سے راضی ہوں تو (یا اللہ) آپ بھی اس
سے راضی ہو جائیے۔ تین مرتبہ کہا۔ پھر اپنے اصحاب سے
فرمایا اے لوگو! عثمان کے لئے دعا کرو تو ان کے لئے سب
نے اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دل لگا کر دعاء
کی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے اوقات
میں آپ وحی کی اور ایسے خطوط کی جن کا افشاء آپ
نہیں چاہتے تھے کتابت کیا کرتے تھے۔ ریاض میں عائشہ
سے مروی ہے انہوں نے کہا واللہ عثمان نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کا میری طرف سہارا لئے ہوئے
تھے اور جبرئیل ان کی طرف قرآن کو وحی کر رہے تھے
اور آپ فرماتے تھے اے عثیم[1] لکھ۔ اور ریاض میں آپ

[1] محبت اور پیار کی وجہ سے نام کی تصغیر کر دیتے ہیں عثیم عثمان کی تصغیر ہے۔ ۱۲ اشتیاق احمد

إليّ و ان جبرئيل يوحي اليه القرآن
وانه يقول اكتب يا عثيم وفي الرياض
ايضاً في قصة قتله انهم لما قطعوا يده
بالسيف قال اما والله انها لاول
كف خطت المفصل - قلت انما خص
المفصل بالذكر لانه اول ما نزل من
القرآن - و از ان جملہ آن است
کہ او اول کسے است کہ خبیص پخت
برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
واصحاب او وباین جہت خاطر الشان
را بدعای خویش مائل ساخت - في
الرياض عن ليث بن ابي سالم
قال اول من خبص الخبيص في الاسلام
عثمان بن عفان قدمت عليه عير
تحمل الدقيق والعسل فخلط بينهما و
بعث به الى رسول الله صلى الله عليه
وسلم الى منزل ام سلمة فلما جاء
رسول الله صلى الله عليه وسلم
قدمت بين يديه فاكل فاستطابه
فقال من بعث بهذا فقالت عثمان
يارسول الله بعث به قال اللهم
ان عثمان يترضاك فارض عنه - وعن
عبدالله بن سلام قال قدمت عير
من طعام فيها جمل لعثمان بن عفان
عليه دقيق حوارى وسمن وعسل فاتى به

کے قتل کے قصہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب لوگوں نے آپ
کا ہاتھ تلوار سے کاٹا تو فرمایا یاد رکھو یہ پہلی ہتھیلی ہے جس
نے مفصل کو تحریر کیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے مفصل
کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے ذکر کیا کہ وہ جو کچھ قرآن نازل
ہوا اس کا پہلا حصہ ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ کہ وہ پہلے شخص
ہیں کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب
کے لئے خبیص عہ (حلوا) بنایا اور اس راہ سے اُن کے دل کو
اپنے حق میں دُعاء کے لئے مائل کیا۔ ریاض میں ہے کہ لیث
بن ابی سالم سے مروی ہے کہا کہ اسلام میں جس
نے سب سے پہلے خبیص (حلوا) بنایا عثمان بن عفان ہیں
اُن کے پاس ایک اونٹوں کا قافلہ آیا تھا جس پر آٹا اور
شہد لدا ہوا تھا۔ انہوں نے دونوں کو مخلوط کر دیا اور
اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منزلِ
اُم سلمہ میں بھیجا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے تو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ
نے کھایا اور اس کو پسند کیا۔ اور پوچھا کہ یہ کس نے بھیجا
ہے تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ عثمان نے بھیجا ہے
تو آپ نے کہا کہ یا اللہ عثمان آپ کی رضاجوئی کر رہا ہے
تو آپ اس سے راضی ہو جائیے۔ اور عبداللہ بن سلام
سے مروی ہے کہ ایک اونٹوں کا قافلہ کھانے کی چیزیں
لے کر آیا جس میں ایک بوجھ عثمان بن عفان کا تھا۔ اس
میں سفید گیہوں کا آٹا تھا اور گھی اور شہد تھا تو اس
کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے
برکت کی دُعاء کی پھر ایک دیگ منگائی جس کو آگ
پر رکھا گیا اور اس میں شہد اور آٹا اور گھی ڈالا پھر

عہ خبیص وہ حلوا ہے جو میدے گھی اور شہد سے بنایا گیا ہو۔

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدعا فیہا
بالبرکۃ ثم دعا ببرمۃ فنصبت علی النار
وجعل فیہا من العسل والدقیق و
السمن ثم عصد حتی نضج او کاد
ینضج ثم انزل فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کلوا ہذا شیء
یسمیہ فارس الخبیص. و از آن جملہ
آنکہ در وقتی از اوقات اہل بیت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را
مخمصہ روی داد وے رضی اللہ عنہ
در کشف آن سعی بلیغ نمود - فی الریاض
النضرۃ عن عائشۃ قالت مکث آل محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ ایام ما طعموا
شیئاً حتی تضاغوا صبیاننا فدخل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
یا عائشۃ ہل اصبتم بعدی شیئاً فقلت
من این ان لم یأتنا اللہ عزوجل بہ
علی یدیک فتوضأ وخرج مستحثاً یصلی
ہہنا مرۃ وہہنا مرۃ یدعو قالت فاتی عثمان
من آخر النہار فاستاذن فہممت
ان احجبہ ثم قلت ہو رجل من مکاثیر
الصحابۃ لعل اللہ عزوجل انما ساقہ
الینا لیجری علی یدیہ خیرا فاذنت
لہ فقال یا اُمّاہ این رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقلت یا بنی ما طعم آل محمد

اُس میں چمچہ چلایا یہاں تک کہ وہ پک گیا یا پکنے کے
قریب ہو گیا تو اُتار لیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ کھاؤ۔ یہ ایک چیز ہے جس کا نام اہل فارس
کے یہاں خبیص ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ کہ کسی زمانہ
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر ایسا
وقت آیا کہ سخت فاقے کی نوبت آگئی تھی اور عثمان رضی
اللہ عنہ نے اس کے دفعیہ میں بڑی کوشش کی
تھی۔ ریاض النضرہ میں عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ آل محمد
پر چار دن ایسے گذرے کہ انہوں نے کچھ نہیں کھایا۔ یہاں
تک کہ ہمارے بچوں نے بلکنا شروع کر دیا پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے تو آپ نے کہا
کہ اے عائشہ میرے بعد تمہارے پاس کچھ پہنچا ہے تو
میں نے کہا کہ کہاں سے پہنچے اگر اللہ عزوجل ہم کو آپ
کے ہاتھوں سے نہ دلوائے۔ تو آپ نے وضو کیا اور نکل کر
مسجد تشریف لے گئے اور نفل پڑھنے لگے کبھی یہاں
پڑھتے تھے اور کبھی وہاں، دعا کرتے تھے۔ اس کے بعد
عثمان آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو
میں نے ارادہ کیا کہ اُن کو روک دوں، پھر خیال کیا کہ وہ
اغنیاء صحابہ میں سے ہیں شاید اللہ تعالیٰ نے ہی
اُن کو ہماری طرف روانہ کیا ہو تاکہ ان کے ہاتھوں سے
ہماری طرف کسی خیر کو جاری کرے تو میں نے اُن کو
اجازت دے دی تو انہوں نے کہا اماں جی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ میں نے کہا میرے بیٹے
آل محمد نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا ہے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے چہرا اترا ہوا پیٹ کمر

من اربعة ایام شیئاً دخل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم متغیرا عند ما یُرَ
البطن فاخبرتہ بما قال لہا وبما ردّت
علیہ قال فبکیٰ عثمان بن عفان و
قال مقتاً للدنیا ثم قال یا ام المؤمنین
ماکنت بحقیقۃ ان ینزل بک یعنی ہذا
ثم لاتذکریہ لی ولعبد الرحمن بن عوف
ولثابت بن قیس فی نظائرنا من
مکاثیر الناس ثم خرج فبعث الینا
باحمال من الدقیق واحمال من الحنطۃ
وباحمال من التمر ومسلوخ وثلثمائۃ
درہم فی صرۃ ثم قال ہذا یُبطئ علیکم
ثم بعث بخبز وشواء کثیر فقال کلوا
انتم وخبئوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حتی یجیٔ ثم اقسم علیّ
ان لایکون مثل ہذا الا اعلمتہ قالت
ودخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا عائشۃ ہل اصبتم بعدی شیئاً
قلت یارسول اللہ قد علمت انک
انما خرجت تدعو اللہ عزوجل و
قد علمت ان اللہ عزوجل لن یردک
من سؤالک قال فما اصبتم قلت
کذا وکذا حمل بعیر دقیقاً وکذا وکذا
حمل بعیر حنطۃ وکذا وکذا حمل بعیر
تمرا وثلثمائۃ درہم فی صرۃ و

سے لگا ہوا۔ پھر انہوں نے ان سے وہ سب بات کہہ دی جو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمائی تھی اور سب جواب عائشہؓ نے
دیا تھا (سب بات کی یہ شرح راوی نے کی) کہا کہ یہ سُن کر عثمان بن عفان
رونے لگے اور کہا دنیا کتنی بُری ہے۔ پھر کہا اے ام المؤمنین آپ
کو یہ شایان نہ تھا کہ آپ کے اوپر ایک حالت آئے یعنی یہ اور نہ آپ
اُس کا ذکر مجھ سے کریں اور نہ عبد الرحمٰن بن عوف سے اور نہ ثابت
بن قیس وغیرہ اصحاب سے جو مالدار لوگوں میں سے ہیں۔ پھر چلے گئے
اور ہمارے پاس کئی اونٹ کے بوجھ آٹے کے اور کئی بوجھ گیہوں
کے اور کئی بوجھ کھجوروں کے اور کھال اُتری ہوئی بکری اور تین سو
درہم ایک تھیلی میں دے کر آئے۔ پھر کہا کہ اس سے تو تمہیں دیر ہو
جائے گی پھر روٹیاں اور بہت سا بھُنا ہوا گوشت لیکر آئے اور
اور کہا کہ تم کھاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ دو
جب وہ تشریف لائیں گے تو کھا لیں گے۔ پھر مجھے قسم دی کہ جب
کبھی ایسا ہو جائے تو میں اُن کو خبر دے دوں۔ عائشہؓ نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے اور فرمایا کہ اے عائشہ
کیا میرے بعد تمہارے پاس کچھ پہنچا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ
آپ تو جانتے ہی ہیں کہ آپ اللہ عزوجل سے دعا کرنے نکلے
تھے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل ہرگز آپ کے سوال
کو رد نہ کرے گا۔ فرمایا کہ پھر تمہارے پاس کیا پہنچا۔ میں نے
کہا اتنا اور اتنا بارِ شتر آٹا اور اتنے اور اتنے بارِ شتر گیہوں اور
اور اتنے اور اتنے بارِ شتر کھجوریں اور تین سو درہم ایک تھیلی
میں اور کھال اُتاری ہوئی بکری اور روٹیاں اور بہت سا
بھُنا ہوا گوشت۔ یہ سُن کر فرمایا کہ کس کے پاس سے
آیا تو میں نے کہا عثمان بن عفان کے پاس سے۔ یہ بھی کہا
کہ عثمان رو دیا اور دنیا کا ذکر بُرائی کے ساتھ کیا اور

مسوحًا و خبزًا و شواءً كثيرًا فقال ممن
فقلت من عثمانَ بن عفان قالت و
بكى و ذكر الدنيا بمقتٍ و اقسم عليّ
ان لا يكون مثلُ هذا الا كلّمته
فلم يجلس رسولُ الله صلى الله عليه
وسلم حتى خرج الى المسجد و رفع
يديه وقال اللهمّ انى قد رضيتُ عن
عثمانَ فارضَ عنه اللهمّ انى قد رضيت
من عثمان فارضَ عنه۔ و از آن جمله
آنکه در اوقات بسيار آنحضرت صلى
الله عليه وسلم براى او دعا فرمود در
اين باب اجتهاد تمام نمود - فى
الرياض عن ابى سعيد الخدرى قال
رمقتُ رسولَ الله صلى الله عليه و
سلم من اول الليل الى ان طلع
الفجر يدعو لعثمانَ بن عفان يقول اللهم
عثمانَ رضيتُ عنه فارضَ عنه
وعن يوسف بن سهل بن يوسف
الانصارى عن ابيه عن جده قال
خطب رسولُ الله صلى الله عليه وسلم
فقال فى خطبته اللهمّ ارضَ عن
عثمانَ بن عفان۔ وعن جابر بن عطية
قال قال رسولُ الله صلى الله عليه
وسلم غفر الله لك يا عثمان ما قدّمتَ
وما اخّرتَ وما اسررتَ و ما اعلنتَ

مجھے اُس نے قسم دی کہ جب کبھی ایسا پیش آجائے تو
میں اُس سے کہہ دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ
سُن کر نہیں بیٹھے اور گھر سے نکل کر مسجد میں آئے
اور آپ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور کہا یا اللہ میں عثمان
سے راضی ہو چکا ہوں تو آپ بھی اُس سے راضی ہو جائیں
یا اللہ میں عثمان سے راضی ہو چکا ہوں تو آپ بھی اُس
سے راضی ہو جائیے۔ اور اُن میں سے یہ کہ بہت سے اوقات
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دُعا
فرمائی اور اس باب میں آپ نے بڑی کوشش فرمائی۔
ریاض میں ابوسعید خدری سے مروی ہے کہا کہ میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکتا رہا ہوں اوّل شب سے
یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی کہ آپ عثمان بن عفان
کے لئے دعا کرتے رہے کہتے تھے کہ یا اللہ عثمان سے میں
راضی ہوں آپ بھی اُس سے راضی ہو جائیے۔ اور یوسف
بن سہیل بن یوسف انصاری اپنے باپ سے وہ اُن
کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہا کہ خطبہ دیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اپنے خطبہ میں فرمایا یا اللہ
آپ عثمان بن عفان سے راضی ہو جائیے۔ اور جابر بن
عطیہ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ اے عثمان اللہ نے تیرے سب
گناہ بخش دیئے جو تو نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے
اور جو تو نے پوشیدہ کئے اور جو کھلم کھلا کئے
اور جن کو تو نے چھپایا اور جن کو ظاہر کر دیا اور جو بھی
یوم قیامت تک ہونے والے ہیں۔ اس کو بغوی نے
اپنی معجم میں روایت کیا اور تخریج کی ابن عرفۃ العبدی

وما اخفیت وما ابدیت وما ہو کائن
الی یوم القیامۃ - اخرجہ البغوی فی
معجمہ وخرجہ ابن عرفۃ العبدی قال
وما کان وما ہو کائن - وخدای عزوجل
ذی النورین را از اعمال مقربہ نصیب
کامل وحظ وافر عطا فرمودہ بود، جمع کردہ
بود قرآن را یعنی حفظ کردہ بود آن را
در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وبغایت قوی بود حفظ او - فی الریاض
من حدیث ابی ثور الفہمی عن عثمان و
لقد جمعت القرآن علی عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم - وقال ابو عمر عن محمد
بن سیرین وعثمان بن عبد الرحمن التیمی
وغیرہما انہ کان یحیی اللیل کلہ برکعۃ
یجمع فیہ القرآن - ودر باب طہارت
اعتناء تمام داشت واز جناب نبوت
علیہ الصلوات والتسلیمات صفت وضو
وفضائل آن بشہادت حال تلقی نمود
چنانکہ حدیث حمران وجماعۃ عن عثمان
در صحیحین خواندہ باشی - واخرج
مسلم فی بعض طرق ہذا الحدیث قال
ابن شہاب وکان علماؤنا یقولون
ہذا الوضوء اسبغ ما یتوضأ بہ
احد للصلوۃ - وفی بعض طرقہ قال
حمران بن ابان کنت اضع لعثمان طہورہ

نے - کہا وما کان وما ہو کائن (یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو ہونے
والا ہے) اور اللہ عزوجل نے حضرت ذوالنورین کو اللہ کا
مقرب بنانے والے اعمال کا کامل اور پورا حصہ عطا فرمایا تھا۔ آپ
نے قرآن کو جمع کیا تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں حفظ کر لیا تھا اور آپ کا حفظ بہت قوی تھا۔ اور
ریاض میں ابو ثور فہمی کی حدیث سے منقول ہے کہ روایت
ہے عثمانؓ سے (فرمایا) کہ میں نے قرآن کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمع کر لیا تھا (یعنی حفظ کر لیا تھا)
اور ابو عمر نے محمد بن سیرین اور عثمان بن عبد الرحمن
تیمی وغیرہما سے روایت کیا ہے کہ وہ پوری رات ایک
رکعت میں گذار دیتے جس میں پورا قرآن پڑھتے۔ اور
پاکی (وضوء) کے بارے میں بڑا اہتمام رکھتے تھے اور دربار
رسالت علیہ الصلوات سے وضو کی صفت اور اس
کے فضائل بطور فیضان حال آپ کو حاصل ہوئے جیسا
کہ حمران کی اور ایک جماعت کی حدیث دربارۂ عثمان
میں تم نے پڑھا ہوگا۔ اور مسلم نے اس حدیث کی بعض
اسناد سے یہ نکالا ہے کہ ابن شہاب نے کہا کہ ہمارے
علماء یہ کہا کرتے تھے کہ یہ وضو سب سے زیادہ کامل
وضو ہے جو نماز کے لئے کوئی شخص کرتا ہے۔ اور
اس کی بعض روایات میں یہ ہے کہ حمران بن ابان
نے کہا کہ میں عثمان کے لئے وضو کا پانی رکھا کرتا تھا
تو ان پر کوئی دن ایسا نہیں آیا کہ وہ بہت کم پانی نہ
بہاتے ہوں۔ یعنی روزانہ تھوڑے پانی سے (اعضاء وضو
کو) دھویا کرتے۔ اور روزوں اور نوافل میں بڑی قوت
رکھتے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ کنیز سے مروی

فما أتى عليه يوم إلا وهو يفيض
نطفة يعني يغتسل بماء قليل كل يوم
ودر صيام وقيام يد طولیٰ داشت. عن
مولاة لعثمان قالت كان عثمان يصوم
الدهر وعن الزبير بن عبد الله عن
جدته قال كان عثمان يصوم الدهر و
يقوم الليل إلا هجعة من أوله ذكره
في الرياض ودر صدقه مرتبہ عاليہ
از عجائب ماجريات حال او ست
آنچہ ابن عباس نقل کردہ. عن ابن
عباس قال قحط الناس في زمان أبي
بكر فقال أبو بكر لا تمسون حتى يفرج
الله عنكم فلما كان من الغد جاء البشير
إليه قال قدمت لعثمان ألف راحلة
برا وطعاما قال فغدا التجار على
عثمان فقرعوا عليه الباب فخرج إليهم
وعليه ملاءة وقد خالف بين طرفيها
على عاتقيه فقال لهم ما تريدون قالوا
قد بلغنا أنه قدم لك ألف راحلة برا
وطعاما بعنا حتى نوسع به على فقراء
المدينة فقال لهم عثمان ادخلوا فدخلوا
فإذا ألف وقر قد صب في دار عثمان
فقال لهم كم تربحوني على شرائي من
الشام فقالوا العشرة اثنى عشر قال قد زادوني
قالوا العشرة أربعة عشر قال زادوني قالوا
العشرة خمسة عشر

ہے کہا کہ عثمان رضؓ روزانہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور مروی
ہے زبیر بن عبداللہ سے وہ اپنی دادی سے کہا کہ عثمان رضؓ
روزانہ روزہ رکھا کرتے تھے اور تمام رات نوافل
پڑھتے بجز تھوڑی سی نیند کے اوّل شب میں۔ اِس
کو ریاض میں ذکر کیا گیا۔ اور صدقہ میں بہت بلند
مرتبہ اُن کے عجائب احوال میں سے ہے جو اُن پر جاری
ہوتے رہے جن کو ابن عباس نے نقل کیا۔ ابن عباس
سے مروی ہے کہ ابوبکر رضؓ کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا
ہوئے تو ابوبکر رضؓ نے لوگوں سے کہا کہ کل شام تک
اللہ تعالیٰ تم پر کشائش فرما دے گا۔ تو جب اگلا دن آیا
تو ایک خوشخبری دینے والا اُن کے پاس آیا اُس نے
کہا کہ عثمان کے پاس ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانے
کی چیزوں کے آگئے ہیں۔ کہا کہ پھر صبح ہی تاجر لوگ
عثمان رضؓ کے پاس آپہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ اُن
کی طرف نکلے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس
کے دونوں پلوّں کو ایک سے دوسری جانب دونوں کندھوں
پر ڈالے ہوئے تھے۔ پھر اُن سے کہا کہ آپ لوگ کیا چاہتے
ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ آپ کے
پاس ایک ہزار بورے گیہوں اور کھانے کے پہنچے ہیں
وہ ہمارے ہاتھ فروخت کر دیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ اِس
کے ذریعہ سے مدینہ کے فقراء پر کشائش کر دے۔ تو اُن سے عثمان نے کہا کہ اندر چلو۔
تو وہ گھر گئے۔ وہاں دیکھا کہ ایک ہزار بورے عثمان رضؓ کے مکان میں پڑے ہوئے ہیں
تو آپ نے اُن سے کہا کہ شام کی قیمت خرید پر تم مجھے کیا نفع دو گے۔ تو انہوں نے
کہا کہ دس کے بارہ دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اور لوگ مجھے زیادہ دے رہے ہیں۔ تو
انہوں نے کہا کہ دس کے چودہ لے لیجئے۔ فرمایا کہ وہ مجھے اس سے بھی زیادہ دے
رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ دس کے پندرہ لے لیجئے۔ آپ نے کہا

قال زادونی قالوا ومن زادک و
نحن تجار المدینۃ قال زادونی
بکل درہم عشرۃ عندکم زیادۃ
قالوا لا قال فاشہدکم معشر التجار
انہا صدقۃ علی فقراء المدینۃ۔ قال
عبداللہ فبت لیلتی فاذا انا برسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منامی و
ہو علی برذون اشہب یستعجل و
علیہ حلۃ من نور وبیدہ قضیب من
نور وعلیہ نعلان شراکہما من نور
فقلت لہ بابی انت وامی یا رسول اللہ
لقد طال شوقی الیک فقال صلی اللہ
علیہ وسلم انی مبادر لان عثمان
تصدق بالف راحلۃ وان اللہ قد
قبلہا منہ وزوجہ بہا عروسا فی
الجنۃ وانا ذاہب الی عرس عثمان
ودر اعتاق پایۂ بلند داشت
فی الریاض عن عثمان قال ما اتت جمعۃ
الا ولنا عتق رقبۃ منذ اسلمت
الا ان لا اجد تلک الجمعۃ فاجمعہا
فی الجمعۃ الثانیۃ۔ ودر ادای حج وعمرہ
گوی مسابقت بردہ۔ مالک انہ بلغہ
ان عثمان ربما کان یعتمر فلا یحط رحلہ
حتی یرجع۔ ودر وصل ارحام ازاقران
درگذشتہ قالت عائشۃ ولقد قتلوہ

وہ اس سے بھی زیادہ دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آخر وہ کون
ہے جو زیادہ دے رہا ہے حالانکہ ہم مدینہ کے تاجر ہیں۔ فرمایا کہ مجھے
اتنا زیادہ دے رہے ہیں کہ ہر ایک درہم کے بدلے دس درہم۔
کیا تم اس سے زیادہ دو گے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ اے
گروہ تجار میں تمھیں گواہ کرتا ہوں کہ یہ سب صدقہ ہے فقراء مدینہ
کے لئے۔ عبداللہ بن عباس نے کہا کہ میں رات کو سویا تو خواب میں
دیکھتا ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں۔ اور آپ
ایک قوی توانا خچر پر سوار ہیں (یا سفید سیاہی مائل خچر پر) اور جلدی
کر رہے ہیں اور آپ ایک نورانی جوڑا پہنے ہوئے ہیں اور آپ کے
ہاتھ میں نور کی چھڑی ہے اور آپ کے جوتوں کے تسمے بھی نور کے
ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ میرا
شوق آپ کی طرف بڑھا ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ میں جلد جا رہا ہوں کیونکہ عثمان نے ایک ہزار اونٹ کا بوجھ صدقہ
کیا ہے اور اللہ تعالی نے اس کی طرف سے اس کو قبول کر لیا ہے اور
اس کی وجہ سے جنت کی ایک دولہن سے اس کی شادی کی ہے
اور میں عثمان کی شادی میں جا رہا ہوں۔ اور غلاموں کو آزاد کرنے
میں اونچا درجہ رکھتے تھے۔ ریاض میں عثمانؓ سے مروی ہے فرمایا
کہ کوئی جمعہ نہیں آیا جب سے میں اسلام لایا ہوں مگر اس میں ہم
نے کوئی گردن آزاد کی ہے بجز اس کے کہ میں نے اس جمعہ میں کسی
کو نہ پایا تو پھر میں اس کو دوسرے جمعہ میں کر لیتا ہوں۔ اور وہ حج
وعمرہ کے ادا کرنے میں بہت آگے بڑھ گئے۔ مالکؒ، ان کو یہ
روایت پہنچی کہ عثمان بسا اوقات عمرہ کرتے تو اپنا کجاوہ نہ اتارتے
حتی کہ پھر (دوسرے عمرہ کے لئے) لوٹ جاتے۔ اور آپ قرابت
کی رعایت میں اپنے ہمعصروں سے سبقت لئے ہوئے تھے۔
عائشہ رضی نے کہا کہ لوگوں نے ان کو قتل کر دیا حالانکہ وہ سب سے زیادہ

وانہ لمن اوصلہم للرحم و اتقاہم
للرب اخرجہ ابو عمر۔ وقال علی بن
ابی طالب نحو من ذلک وخدای
عزوجل اورا باحوال سنیہ قلبیہ
برگزیدہ بود۔ فمن خوفہ فی المشکوۃ
عن عثمان انہ کان اذا وقف علی قبر
بکی حتی تبل لحیتہ فقیل لہ تذکر
الجنۃ والنار فلا تبکی وتبکی من
ھذا فقال ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال ان القبر اول
منزل من منازل الآخرۃ فان
نجا منہ فما بعدہ ایسر منہ
وان لم ینج منہ فما بعدہ اشد منہ
قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما رأیت منظرا قط الا
والقبر افظع منہ۔ رواہ الترمذی و
ابن ماجۃ۔ فی الریاض عن ابی الفرات
قال کان لعثمان عبد فقال لہ انی
کنت عرکت اذنک فاقتص منی
فاخذ باذنہ ثم قال عثمان اشدد
یاحبذا قصاص فی الدنیا لا قصاص
فی الآخرۃ۔ وروی عنہ قال لو انی
بین الجنۃ والنار ولا ادری ایتہما
یؤمر بی لاخترت ان اکون رمادا
قبل ان اعلم الی ایتہما اصیر و

صلہ رحمی کرنے والے اور اپنے رب سے سب سے زیادہ ڈرنے
والے تھے۔ اس کو روایت کیا ابو عمر نے۔ حضرت علی بن
ابی طالب نے بھی اسی طرح کے کلمات کہے۔ اور اللہ عزوجل نے
ان کو اونچے مرتبہ کے احوال قلبیہ بھی عطا فرمائے تھے۔ ان کے خوف
کا حال یہ تھا۔ مشکوٰۃ میں عثمان سے مروی ہے کہ جب وہ کسی قبر پر
کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو جاتی اُس پر اُن سے
کہا گیا کہ آپ جنت اور نار کا ذکر کرتے ہیں اور نہیں روتے ہو۔ اس
سے روتے ہیں، تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر
آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے تو اگر اس سے نجات مل
گئی تو جو کچھ اس کے بعد ہے وہ اُس سے آسان ہے اور اگر اُس
سے نجات نہ ملی تو جو کچھ اس کے بعد ہے وہ اس سے زیادہ سخت
ہے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے
کبھی کوئی منظر (دیکھا) نہیں دیکھا مگر قبر کو اس سے زیادہ گھبراہٹ
پیدا کرنے والا دیکھا۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔
ریاض میں ابو الفرات سے مروی ہے کہا کہ عثمان کا ایک غلام تھا
اُس سے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ تیرا کان مروڑا تھا اس لئے
تو مجھ سے اس کا قصاص لے لے تو اُس نے اُن کا کان پکڑ لیا۔
پھر عثمان نے کہا کہ سختی کر۔ دنیا کا قصاص بہت اچھا ہوتا ہے
نہ کہ آخرت کا قصاص۔ اور آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا
کہ اگر میں جنت اور دوزخ کے بیچ میں ہوں اور میں یہ نہ جانتا
ہوں کہ میرے لئے دونوں میں سے کس کا حکم دیا جائے گا تو میں
اپنے لئے یہ پسند کروں گا کہ میں راکھ بن جاؤں قبل اس کے
کہ میں یہ جانوں کہ دونوں میں سے کس کی طرف جاؤں گا۔ اور
خود دنیاوی خواہشوں سے یکسو ہونے کے بارے میں روایت
ہے شرحبیل بن مسلم سے، کہا کہ عثمان لوگوں کو امیروں کا

من عنزوقہ من شہوات الدنیا عن شرحبیل بن مسلم قال کان عثمان یطعم الناس طعام الامارۃ ویاکل الخل والزیت۔ وعن عبداللہ بن شداد قال رأیت عثمان یوم الجمعۃ یخطب وھو یومئذ امیر المؤمنین وعلیہ ثوب قیمتہ اربعۃ دراھم او خمسۃ دراھم۔ وعن الحسن وقد سالہ رجل ما کان رداء عثمان قال قطری قال کم ثمنہ قال ثمانیۃ دراھم قال ماکان قمیصہ قال سنبلانی قال کم ثمنہ قال ثمانیۃ دراھم قال ونعلاہ معقبتان مخصرتان لھا قبالان۔ ذکر ھذہ الاحادیث الثلثۃ فی الریاض۔ ومن ورعہ عن حماد بن زید قال ارحم اللہ امیر المؤمنین عثمان حوصر نیفاً واربعین لیلۃ لم تبدر منہ کلمۃ یکون لمبتدع فیھا حجۃ ذکرہ فی الریاض۔ ومن تواضعہ فی الریاض عن الحسن قال رأیت عثمان نائماً فی المسجد ورداؤہ تحت رأسہ فیجیئ الرجل فیجلس الیہ ثم یجیئ الآخر فیجلس الیہ فیجلس کانہ احدھم وفی روایۃ رأیت عثمان نائماً فی المسجد فی ملحفۃ لیس حولہ احد وھو امیر المؤمنین وفی روایۃ رأیت عثمان یقیل فی

کھانا کھلایا کرتے اور خود سرکہ اور تیل کھاتے تھے۔ اور مروی ہے عبداللہ بن شداد سے کہا کہ میں نے جمعہ کے دن عثمان کو دیکھا وہ خطبہ دے رہے تھے اور وہ اس زمانہ میں امیر المومنین تھے اور اُن کے بدن پر جو کپڑا تھا اُس کی قیمت چار درہم ہوگی یا پانچ درہم اور مروی ہے حسن سے اور اُن سے ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ عثمان کی چادر کیسی تھی تو انہوں نے کہا قطری، پوچھا کتنی قیمت کی؟ تو انہوں نے کہا آٹھ درہم کی، پوچھا کہ ان کی قمیص کیسی تھی؟ تو انہوں نے کہا سنبلانی۔ پوچھا کس قیمت کی۔ کہا آٹھ درہم کی۔ کہا اور اُن کے جوتے ایڑی والے تھے مخصرہ (یعنی جن کا تلا درمیان سے کاٹ کر چوڑائی کم کر دی جائے) اُن میں دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ یہ تینوں حدیثیں ریاض میں مذکور ہیں۔ اور اُن کے محتاط ہونے کا یہ حال تھا، حماد بن زید سے مروی ہے، کہا رحمت کرے اللہ امیر المومنین عثمان پر، چالیس راتوں سے کچھ زیادہ محاصرے میں رہے مگر اُن سے ایک کلمہ بھی ایسا نہ ظاہر ہوا جو کسی مبتدع (رافضی) کے لئے حجت بن جائے۔ اس کا ذکر ریاض میں ہے۔ اور اُن کی تواضع کے بارے میں ریاض میں ہے، مروی ہے حسن سے کہا کہ میں نے عثمان کو مسجد میں سویا ہوا دیکھا اس حالت میں کہ اُن کی چادر (تکیہ کی جگہ) اُن کے سر کے نیچے تھی۔ تو ایک شخص آتا تو اس کی طرف رخ کر کے بیٹھ جاتے پھر اور کوئی آتا تو اس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے۔ اس طرح بیٹھتے کہ گویا وہ اُن ہی میں کے ایک شخص ہیں۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ میں نے عثمان کو مسجد میں قیلولہ کرتے ہوئے دیکھا اور اُٹھے اس حال میں کہ کنکروں کے نشان پہلو میں ہوتے۔ تو لوگ کہتے کہ یہ امیر المومنین ہیں۔ اور علقمہ بن وقاص سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص عثمان کی طرف کھڑے ہوئے جب کہ وہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور کہا کہ

المسجد ویقوم و اثر الحصا فی جنبہ فیقول الناس ہذا امیر المومنین۔ و عن علقمۃ بن وقاص ان عمرو بن العاص قام الی عثمانؓ و ہو یخطب الناس فقال یا عثمانؓ انک قد رکبت بالناس النہابیر و رکبوہا منک فتب الی اللہ عزوجل و لیتوبوا فالتفت الیہ عثمانؓ وقال و انت ہناک یا ابن النابغۃ ثم رفع یدیہ و استقبل القبلۃ وقال اتوب الی اللہ تعالٰی اللہم انی اول تائب الیک۔ و من شفقتہ علی رعیتہ فی الریاض عن سلیمان بن موسٰی ان عثمان بن عفان دُعِی الی قوم کانوا علے امر قبیح فخرج الیہم فوجدہم قد تفرقوا و رأی امرًا قبیحًا فحمد اللہ اذ لم یصادفہم و اعتق رقبۃ۔ من حسن معاشرتہ لأہلہ و خدمہ۔ فی الریاض عن جدۃ الزبیر بن عبد اللہ مولاۃ لعثمانَ قالت کانَ عثمانُ لا یوقظ احدًا من اہلہ من اللیل الّا ان یجدہٗ یقظانَ فیدعوہ فیناولہ وضوءہ۔ و من ادبہ فی الریاض عن ابی ثور الفہمی قال قدمت علی عثمان فبینا انا عندہ فخرجت فاذا وفد اہل مصر

اے عثمان تو نے لوگوں کو ہنابیر[عہ] پر سوار کر دیا اور وہ بھی تیری وجہ سے سوار ہو گئے۔ تو اللہ عزوجل سے توبہ کر اور چاہئے کہ وہ بھی توبہ کریں۔ تو اُن کی طرف عثمانؓ متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے نابغہ کے بیٹے آپ یہاں موجود ہیں۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور قبلہ رُخ ہو کر کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اے اللہ سب سے پہلے میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ اور اپنی رعیت پر آپ کی شفقت کا یہ حال تھا کہ ریاض میں ہے مروی ہے سلیمان بن موسےٰ سے کہ عثمان بن عفان کو ایک ایسی جماعت کی طرف بلایا گیا جو ایک امر قبیح کی مرتکب ہو رہی تھی تو آپ نکل کر اُن کی طرف گئے تو اُن کو اس حال میں پایا کہ وہ متفرق ہو چکے تھے اور آپ اس امر قبیح کو دیکھ چکے تھے تو آپ نے اللہ کا شکر کیا کہ اُن سے ٹکراؤ نہ ہوا اور ایک غلام آزاد کیا۔ اور اپنے اہل بیت اور خدمت گاروں کے ساتھ حسن معاشرت کا یہ حال تھا، ریاض میں ہے زبیر بن عبد اللہ کی دادی سے مروی ہے جو عثمانؓ کی آزاد کردہ تھیں، کہا کہ عثمانؓ رات کو اپنے اہل میں سے کسی کو نہیں جگایا کرتے تھے (اپنے کام کے لئے) مگر یہ کہ کسی کو جاگتا ہوا پائیں تو اس کو بلا لیتے اور وہ اُن کو وضو کا پانی دے دیتا اور آپ کے ادب کا حال یہ تھا، ریاض میں ہے، مروی ہے ابو ثور فہمی سے کہا کہ میں عثمانؓ کے پاس آیا تو اس دوران میں کہ میں آپ کے پاس تھا اور پھر گھر سے نکلا ہی تھا کہ اہل مصر کا وفد آ گیا اور وہ پھر لوٹ کر گیا تو میں پھر آپ کے پاس داخل ہوا اور میں نے آپ کو باخبر کیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے اُس کو کیسا دیکھا تو میں نے کہا کہ میں نے اُن کے چہروں میں شر کو دیکھا اور اُن پر ابن عدیس البلوی

عہ جنابیر جمع ہے جنبیرہ کی جس کے معنی ہیں [illegible] ہیں جاتے ہیں چونکہ یہ بات کنایاً اور بلاغت

قد رجعوا قد ظلمت عليه فاعلمته فقال
كيف رأيتهم قلت رأيت في
وجوههم الشر وعليهم ابن عديس
البلوي فصعد ابن عديس منبر رسول
الله صلى الله عليه وسلم فصلى بهم
الجمعة وتنقص عثمان في خطبته فدخلت
عليه فاخبرته بما قام فيهم فقال كذب
والله ابن عديس لولا ما ذكر ما ذكرت
ذلك اني والله لرابع اربعة
في الاسلام وانكحني رسول الله
صلى الله عليه وسلم ابنته ثم توفيت
فانكحني ابنته الاخرى ما زنيت
ولا سرقت في الجاهلية ولا في الاسلام
ولا تغنيت ولا تمنيت منذ اسلمت
ولا مسست فرجي بيميني منذ بايعت
بها رسول الله صلى الله عليه وسلم
ولقد جمعت القرآن على عهد
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ولا اتت جمعة الا وانا اعتق رقبة
منذ اسلمت الا ان لا اجد تلك
الجمعة فاجمعها في الجمعة الثانية ومن
صبره رضي الله عنه في الرياض
عن عبد الرحمن بن مهدي كان
لعثمان شيئان ليسا لابي بكر وعمر
صبره نفسه حتى قتل مظلوما وجمعه

امیر تھا۔ اس کے بعد ابن عدیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے منبر پر چڑھا اور اس نے لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی
اور اپنے خطبہ میں عثمان رضؓ کی برائیاں کیں۔ پھر میں عثمان کے
پاس پہنچا اور آپ کو وہ سب باتیں بتائیں جو اس نے لوگوں کے
آگے بیان کی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ واللہ ابن عدیس نے
جھوٹ بولا ہے اگر وہ یہ باتیں نہ کرتا تو میں کبھی یہ ذکر نہ کرتا۔
واللہ میں سب سے پہلے اسلام میں داخل ہونے والے
چار میں کا چوتھا شخص ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا۔ جب وہ وفات پاگئیں تو
اپنی دوسری بیٹی کا مجھ سے نکاح کیا۔ میں نے نہ کبھی زنا کیا نہ
چوری کی نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں اور نہ کبھی گانا گایا اور نہ تمنا کی جب
سے اسلام لایا اور نہ اپنا داہنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو لگایا جب سے
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔
اور میں قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی
جمع کر چکا تھا اور کوئی جمعہ نہیں آیا مگر اس میں ہماری طرف سے
ایک گردن آزاد ہوتی رہی جب سے میں اسلام لایا ہوں
بجز اس کے کہ کسی جمعہ کے دن مجھے کوئی غلام یا لونڈی دستیاب
نہ ہوئی تو میں نے دوسرے جمعہ کو گذشتہ جمعہ کے غلام یا
لونڈی کو شامل کر لیا۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے صبر کا یہ حال
تھا: ریاض میں عبد الرحمن بن مہدی سے مروی ہے کہ
عثمان میں دو باتیں ایسی تھیں کہ ابو بکر اور عمر میں نہیں تھیں۔
ان کا اپنے نفس کو صبر پر قائم رکھنا، یہاں تک کہ مظلومیت
کے ساتھ قتل کر دیئے گئے اور لوگوں کو قرآن پر جمع کر دینا۔
اور ان کے ان مقامات میں سے جن کے ان کی ذات پر
اثبات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نص فرما

گذشتہ سے پیوستہ: آپ نے اس [illegible] تو پھر کرنے میں حرج ہی کیا تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

الناس علی المصحف - ومن مقاماتہ التی
نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی اثباتہا لہ الحیاء۔ اخرج مسلم من
حدیث عائشۃ فی قصۃ الا استحیی ممن
یستحیی منہ الملائکۃ یعنی عثمان۔ و فی
حدیث طویل یجمع مناقب جمع من
الصحابۃ واصدقہم حیاءً عثمان۔ ومعنی
حیا اینجا انقیاد طبیعت وقلب است
نور ایمان را و قول حضرت رسالت صلی
اللہ علیہ وسلم درحق او عیان دیدہ
شد زیراکہ ہربار کہ اسباب ہیجان
قوت سبعیہ وشہویہ بظہور آمد
یافتہ مہیا شد حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ از امضای آن تقاعد نمود و
این معنی ناشی است از انجمام نفس
از خوض در مقتضیات جوشش وخروش
خود بغلبۂ نور ایمان ہمیں معنی را
شارع صلوات اللہ وسلامہ علیہ
بلفظ حیا تعبیر فرمود والشہادۃ روی
عن عثمان من طرق متعددۃ فی خطبتہ
یوم الدار اذکرکم باللہ ہل تعلمون
ان حراءً حین انتفض قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثبت حراء
فلیس علیک الا نبی او صدیق
او شہید۔ روی عنہ ناقلوا خطبتہ

دی ہے" حیا" ہے، مسلم نے حدیث عائشہ سے ایک قصہ میں
یہ جزو نکالا ہے "کیا میں حیا نہ کروں اس شخص سے جس سے فرشتے
حیا کرتے ہیں" یعنی عثمان سے۔ اور ایک طویل حدیث جو تمام
صحابہ کے مناقب کی جامع ہے یہ مذکور ہے کہ سب سے زیادہ
صادق حیا والا عثمان ہے۔ اور یہاں حیا کے معنے ہیں طبیعت
اور قلب کا نور ایمان کا مطیع بن جانا اور حضرت رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اُن کے حق میں صاف طور پر نظر کے
سامنے ہے کیونکہ جب بھی قوت سبعیہ اور شہویہ کو ہیجان
میں لانے والے اسباب ظہور میں آئے حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ اُن کے حکم پر عمل پیرا نہ ہوئے۔ اور یہ حقیقت
پیدا ہوتی ہے مقتضیات جوشش وخروش میں غلبۂ نور ایمان
کی وجہ سے نفس کے کھود کرید سے باز رہنے کی صفت سے۔
اسی حقیقت کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لفظ حیا
سے تعبیر فرمایا۔ اور شہادت۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
سے متعدد سندوں کے ساتھ مروی ہے کہ اپنے یوم الدار
والے خطبہ میں فرمایا کہ میں تم کو قسم دے کر ذکر کرتا ہوں کہ
کیا تم جانتے ہو کہ کوہ حرا جب حرکت کرنے لگا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھم کہ تجھ پر کوئی نہیں
بجز نبی یا صدیق یا شہید کے۔ اس کو اُن سے روایت
کیا اُن کے اس خطبہ کو نقل کرنے والوں ابوسلمہ اور
ابوعبدالرحمن سلمی اور ثمامہ بن حزن قشیری وغیرہم نے۔
اور اس کو صحابہ کی ایک جماعت نے بھی روایت کیا۔ اور اُن کا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق اور اُن کا کفو ہونا۔ حاکم نے
روایت کیا زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے باپ سے
کہا کہ میں عثمان کے سامنے موجود تھا جس دن موضع الجنائز

کلمک ابو سلمۃ وابو عبد الرحمن السلمی
وثمامۃ بن حزن القشیری وغیرہم وروی
ذلک جماعۃ من الصحابۃ۔ وکونہ رفیقاً
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کفوًا لہ
اخرج الحاکم عن زید بن اسلم عن
ابیہ قال شہدت عثمان یوم حُصِرَ
فی موضع الجنائز فقال اَنشُدکَ اللہَ
طلحۃ اتذکر یوم کنتُ انا و انتَ
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی مکانِ کذا وکذا ولیس معہ من
اصحابہ غیری وغیرک فقال یا طلحۃ انہ
لیس من نبی الا ولہ رفیقٌ من امتہ
معہ فی الجنۃ وانَّ عثمانَ رفیقی
ومعی فی الجنۃ فقال طلحۃ اللہم نعم قال
الحاکم صحیح۔ ومراد از رفیق درین مقام
شخصے است کہ متشبہ باشد بآنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در اعمال مقربہ
واخلاقِ مرضیہ۔ مدارِ حواریت اہتمام کلے
است در نصر واعانت او در مشاہد
ومدارِ رفیق موافقت است در
اعمال واخلاق۔ اخرج الحاکم عن
محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان
عن المطلب بن عبد اللہ عن ابی ہریرۃ
قال دخلت علی رُقیۃ ح ومن
طریق وہب بن عُقبۃ عن ابی ہریرۃ

میں ان کا محاصرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھے خدا کی قسم
دیتا ہوں اے طلحہ کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب کہ میں اور
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے اور ایسے
مکان میں تھے اور اُن کے ساتھ اُن کے اصحاب میں سے
میرے اور تیرے سوا کوئی اور نہیں تھا تو آپ نے فرمایا تھا
کہ اے طلحہ کوئی نبی نہیں مگر اُس کے ساتھ اُس کی اُمت میں
کا ایک رفیق جنت میں ہوگا اور عثمان میرا رفیق ہے اور وہ
جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ تو طلحہ نے کہا یا اللہ بیشک
حاکم نے اس کو صحیح کہا۔ اور رفیق سے مراد اس مقام
میں ایسا شخص ہے کہ مقرب بنانے والے اعمال اور اعلیٰ
اخلاق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
مشابہت رکھنے والا ہو۔ حواریت کا مدار ہے مقامات
جنگ میں آپ کی مدد و اعانت کے بارے میں پورا
اہتمام رکھنے پر۔ اور رفیق کا مدار ہے اعمال و اخلاق میں
یکسانیت پر۔ حاکم نے روایت کیا محمد بن عبد اللہ بن عمرو
بن عثمان سے اُنہوں نے عبد المطلب بن عبد اللہ سے
وہ ابوہریرہ سے کہا کہ میں رقیہ کے پاس گیا ہوں ح
اور بسند وہب بن منبہ از ابو ہریرہ یہ ہے کہا میں
داخل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رُقیہ
کے پاس اور اُن کے ہاتھ میں کنگھا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ
ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس
سے نکلے ہیں۔ میں نے آپ کے سر میں کنگھا کیا تو آپ
نے مجھ سے فرمایا کہ تو عثمان کو کیسا پاتی ہے (یعنی عثمان
کا تجھ سے کیسا برتاؤ ہے) کہا کہ میں نے عرض کیا بہت
اچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو اس کی عزت کیا کر کیونکہ وہ

قال ودخلت على رقية بنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم و
بيدها مشط فقالت خرج رسول الله
صلى الله عليه وسلم من عندي آنفاً
فرجّلت رأسه فقال لي كيف
تجدين عثمان قالت فقلت بخير قال
أكرميه فانه من أشبه اصحابي بي خُلقاً
وفي الحديث اشكالٌ ظاهرٌ وهو انّ
اباهريرة انما جاء بعد خيبر وقد توفيت
رقيةُ حين جاء البشير بفتح بدر لكن
للحديث اصلٌ يُروى من طرقٍ متعددة
وقال الحاكم ولا شك ان اباهريرة
روى هذا الحديث عن متقدم
من الصحابة انه دخل على رقية لكني
طلبت جهدي فلم اجده في الوقت
قلتُ وفي حديث آخر انّ النبي
صلى الله عليه وسلم قام اليه واعتنقه
وقال هو كفوي معنى الكفو ههنا هو
معنى الرفيق - وكونه يحبُّ الله ورسوله
ويحبُّه الله ورسوله - اخرج الحاكم
عن ابن عباس عن ام كلثوم بنت النبي
صلى الله عليه وسلم انها قالت يارسول
الله زوجي خيرٌ او زوجُ فاطمةَ قال
فسكتَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم ثم
قال زوجكِ ممن يحب الله ورسوله

میرے اصحاب میں عادات کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ
مشابہ ہے۔ اور حدیث میں ایک ظاہر اشکال ہے اور وہ
یہ ہے کہ ابوہریرہ تو خیبر کے بعد ہی آئے ہیں اور رقیہ
کی اس وقت وفات ہوئی جب بشارت دینے والے
نے آکر بدر کے فتح ہونے کی بشارت دی تھی۔ لیکن حدیث
کے لئے کوئی اصل ہے کہ یہ متعدد طریقوں (یعنی اسناد)
سے روایت کی گئی ہے۔ اور حاکم نے کہا کہ اس میں شک
نہیں ہے کہ ابوہریرہ نے اس حدیث کو کسی ایسے صحابی
سے روایت کیا ہے جو ان سے پہلے ہیں کہ وہ رقیہؓ کے
پاس پہنچے لیکن میں نے بڑی کوشش کے ساتھ جستجو
کی مگر اس وقت تک نہیں پتہ لگا سکا۔ میں کہتا ہوں
کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان کے پاس کھڑے ہو کر ان سے معانقہ کیا۔ اور
فرمایا کہ وہ میرے کفو ہیں اور کفو کے معنے یہاں پر وہی
رفیق کے معنے ہیں۔ اور (ان صفات منصوصہ میں سے ہے)
آپ کا اس صفت سے متصف ہونا ہے کہ وہ اللہ اور اس
کے رسول سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول ان
سے محبت کرتے ہیں۔ حاکم نے ابن عباس سے وہ ام کلثوم
دختر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرا شوہر افضل ہے یا فاطمہ
کا شوہر؟ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہے۔ پھر
فرمایا کہ تیرا شوہر ایسا شخص ہے جو اللہ اور اس کے
رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول
اس سے محبت کرتے ہیں۔ جب وہ جانے لگیں تو ان
سے فرمایا شہر میں سنے کیا کہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ

ویحبہ اللہ ورسولہ فولت فقال لہا ہُمّ ماذا قالت قالت قلت تزوجی یحب اللہ ورسولہ
ویحبہ اللہ ورسولہ قال نعم و انہ یذکر دخلت الجنۃ فرأیت منزلہ و لم ار احدا من اصحابی یعلوہ فی منزلہ۔ اقول ذلک من ثواب صبرہ علی البلوی۔ بالجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تصریح نمود باثبات این مقامات اورا و این تصریح نبود الا بعد ازانکہ این اوصاف در نفس نفیس اورا راسخ شدہ و سرتا پایش را گرفتہ و بآن ممتلی گشتہ چنانکہ اطوار و احوال شبا روزی او شاہد عدل است بران۔ ومن کراماتہ فی الریاض روی ان رجلاً دخل علی عثمان وقد نظر امرأۃ اجنبیۃ فلما نظر الیہ قال ہاہ ایدخل علیّ احدکم وفی عینیہ اثر الزنا فقال رجل اوحی بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا ولکن قول حق و فراستہ

نے کہا میرا شوہر ایسا شخص ہے جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں اور اُس سے زیادہ تجھ سے یہ کہتا ہوں کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اُس کے مقام کو دیکھا اور اپنے اصحاب میں سے اور کسی کو نہیں دیکھا (ارادہ) اپنی منزل میں اُس سے زیادہ بلند ہو۔ میں کہتا ہوں یہ مرتبہ آپ کے ابتلاء پر صبر کرنے کے ثواب میں سے ہے۔ خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں ان مقامات کے اثبات کی تصریح کردی اور یہ تصریح نہیں واقع ہوئی مگر آپ کے نفس نفیس میں ان اوصاف کے راسخ ہونے کے بعد اور جب کہ ان اوصاف نے اُن کو سر سے پاؤں تک پکڑ لیا اور وہ اُن سے بھر گئے جیسا کہ ان کے رات دن کے اطوار و احوال اس پر سچے گواہ ہیں۔ اور ان کی کرامتوں میں سے ریاض میں مذکور ہے، مروی ہے کہ ایک شخص عثمان رضی اللہ عنہ کے

(گزشتہ صفحہ کا حاشیہ)

عہ اشارہ ہے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ او کذا۔

عہ یعنی سرطان کی طرح کا ایک ناسور۔

صدق - وعن نافع انّ جہجاہ الغفاری تناول عصا عثمان وکسرہا علٰی رکبتہ فاخذتہ الآکلۃ فی رجلہ - وعن ابی قلابۃ قال کنت فی رفقۃ بالشام سمعت صوت رجل یقول یا ویلاہ النار فقمت الیہ واذا رجل مقطوع الیدین والرجلین من الحقوین اعمی العینین منکبًّا لوجہہ فسألتہ عن حالہ فقال انی کنت ممن دخل علٰی عثمان الدار فلما دنوت منہ صرخت زوجتہ فلطمتہا فقال مالک قطع اللہ یدیک ورجلیک واعمی عینیک وادخلک النار فاخذتنی رعدۃ عظیمۃ وخرجت ہاربا واصابنی ما تری ولم یبق من دعائہ الّا النار قال فقلت لہ بعدا لک وسحقا - وعن مالک انہ قال کان عثمان مرّ بحش کوکب فقال انہ سیدفن ہہنا رجل صالح فکان اوّل من دفن فیہ -

فی الصواعق عن یزید بن ابی حبیب بلغنی انّ عامۃ الرکب الذین ساروا الی عثمان جنّوا و در ایام خلافت خود موعظتہا موثرہ میفرمود و حکمتہا از باب تہذیب اخلاق و غیر آن برحاضرین القاء می نمود

پاس آیا اور اس نے ایک اجنبی عورت پر نظر ڈالی تھی، تو جب آپ نے اُس شخص کو دیکھا تو فرمایا کہ ابھی کیا میرے پاس تم میں کا ایسا شخص بھی آتا ہے جس کی آنکھ میں زنا کا اثر ہے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ کیا یہ وحی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد؟ تو فرمایا کہ نہیں لیکن قولِ حق ہے اور فراستِ صدق۔[عله] اور مروی ہے کہ جہجاہ غفاری نے عثمانؓ کا عصا لے لیا اور اُس کو اپنے گھٹنوں پر لگا کر توڑ دیا تو اُس کو مرضِ آکلہ نے پکڑ لیا جو اس کی ٹانگ میں پیدا ہو گیا۔ اور ابو قلابہ سے مروی ہے کہا کہ میں شام کی منزل رُفقہ میں تھا، میں نے ایک آواز سنی جو ہائے افسوس! آگ! کہتا تھا۔ تو میں اُس کے پاس گیا۔ دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور دونوں ٹانگیں کٹی ہوئی ہیں قدموں کے اوپر سے، دونوں آنکھیں اندھی ہیں منہ کے بل اوندھا پڑا ہوا ہے۔ میں نے اُس سے حقیقتِ حال دریافت کی۔ تو اس نے کہا کہ میں اُنہی لوگوں میں سے تھا جو عثمان کے اس گھر میں گھس کر پہنچے تھے جب میں اُن کے قریب ہوا تو اُن کی بیوی نے چیخ ماری تو میں نے اس کے طمانچہ ملدا تو عثمان نے کہا تجھے کیا ہوا خدا تیرے دونوں ہاتھوں اور ٹانگوں کو کاٹ دے اور تیری آنکھوں کو اندھا کر دے اور تجھے نارِ جہنم میں داخل کرے۔ تو مجھے ایک بڑے لرزے نے پکڑ لیا اور میں بھاگتا ہوا نکل گیا اور مجھ پر یہ مصیبت واقع ہو گئی جو کہ تو دیکھ رہا ہے اور اب اُن کی بددعا میں سے صرف نار باقی رہ گئی ہے کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ تجھ پر لعنت اور ذلت۔ اور مالکؓ سے مروی ہے، کہا کہ عثمان کا گذر حش کوکب (بوستان کوکب) پر ہوا تو فرمایا کہ عنقریب یہاں ایک مردِ صالح دفن کیا جائے گا تو آپ سب سے پہلے شخص ہیں جو اس میں دفن کئے گئے۔ صواعق میں یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے مجھے یہ خبر پہنچی کہ عام طور پر اس قافلہ کے لوگ جو سفر کر کے عثمان کی طرف (بغرض مذموم) پہنچے تھے مجنون ہو گئے۔ اور اپنے ایامِ خلافت میں آپ موثر نصیحتیں فرماتے رہتے تھے۔ اور تہذیب اخلاق وغیرہ کے بارے میں دانائی کی باتیں آپ حاضرین کو سمجھاتے رہتے تھے

[عله] صفحہ ہذا کا حاشیہ گذشتہ صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

فصلے ازین حکم نقل از روضۃ الاحباب کنیم۔ من تلک الکلمات المبارکات قولہ تاجروا اللہ تربحوا۔ ومنہا قولہ العبودیۃ محافظۃ الحدود والوفاء بالعھود والرضاء بالموجود والصبر عن المفقود۔ ومنہا بادروا آجالکم بخیر ما تقدرون علیہ۔ ومنہا الا انما الدنیا طویت علی الغرور فلا تغرنکم الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور۔ ومنہا ہمّ الدنیا ظلمۃ وہمّ الآخرۃ نور ومنہا الہدیۃ من العامل اذا عزل کالہدیۃ منہ اذا عمل۔ ومنہا خیر الناس من تمسک واعتصم بکتاب اللہ۔ ومنہا من علامات العارف ان یکون قلبہ مع الخوف والرجاء ولسانہ مع الحمد والثناء وعیناہ مع الحیاء والبکاء وارادتہ مع الترک والرضاء۔ ومنہا من علامات المتقی ان یری الناس قد نجوا ویری نفسہ قد ہلکت۔ ومنہا قولہ من اضیع الاشیاء عمر طویل لا یتزود صاحبہ لسفر الآخرۃ ومنہا من کانت الدنیا سجنہ فالقبر روضتہ۔ وقولہ لو طہرت قلوبکم ما شبعت من کلام اللہ تعالیٰ۔ اما نبذے از باب

ان حکمتوں کی ایک فصل جو اُن کے کلماتِ مبارکات پر مشتمل ہے ہم روضۃ الاحباب سے نقل کرتے ہیں۔ آپ کا قول ہے کہ تجارت کا معاملہ اللہ سے کرو نفع پاؤ گے۔ اور اُن میں سے آپ کا قول ہے کہ عبودیت (بندگی) حدود کی محافظت اور عہدوں کو پورا کرنا اور جو موجود ہو اس پر راضی رہنا اور جو گم ہو جائے اُس پر صبر کرنا ہے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ فرمایا کہ اپنے اپنے وقت معین (یعنی موت) کا استقبال اُن بہترین اعمال کو ساتھ لے کر کرو جن پر تم کو قدرت ہو۔ اور اُن میں سے یہ ارشاد ہے یاد رکھو دنیا غرور (فریب) پر لپیٹی گئی ہے (کہ اس کا ظاہر دیدہ زیب مگر باطن نجس اور ہلاکت خیز ہے) تو دنیا تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور تم کو اللہ کے بارے میں شیطان فریب میں مبتلا نہ کر دے۔ اور اُن میں سے یہ کہ غمِ دنیا ظلمت اور غمِ آخرت نور ہے۔ اور اُن میں سے یہ کہ عامل سے ہدیہ قبول کرنا (خلیفہ کے بھیجے ہوئے) جب کہ وہ معزول ہو جائے ایسا ہی ہے جیسا کہ اُس سے ہدیہ اُس وقت قبول کیا جائے جب وہ اپنے عہدہ پر ہو۔ اور اُن میں سے یہ کہ سب سے اچھا وہ ہے جو پاکدامن رہا اور کتاب اللہ کو پکڑے رہا۔ اور اُن میں سے یہ کہ عارف کی علامات میں سے یہ ہے کہ اس کا دل خوف اور رجا (امید) کے ساتھ اور اس کی زبان حمد و ثنا کے ساتھ اور اُس کی آنکھیں حیاء اور بکا (گریہ) کے ساتھ اور اس کا ارادہ (اپنی خواہشوں کے) ترک اور (اللہ کی) رضا کے ساتھ ہو۔ اور اُن میں سے یہ کہ متقی کی علامات میں سے یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نجات پانے والا سمجھے اور اپنے نفس کو ہلاک ہونے والا سمجھے۔ اور اُن میں سے آپ کا یہ قول ہے کہ سب سے زیادہ ضائع ہونے والی شے وہ عمر طویل ہے جس میں اُس عمر والے نے سفرِ آخرت کے لئے زادِ راہ مہیا نہ کیا۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ جس کے لئے دنیا قید خانہ بنی رہی اُس کی راحت (کی جگہ) تو اس کی قبر ہے۔ اور آپ کا قول ہے کہ اگر تمہارے قلوب پاک ہو جائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے سیر نہ ہوں گے۔ اب علوم دین کے احیاء کے باب میں جو حصہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ نے لیا اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

احیاء علوم دین نصیب ذی النورین شد رضی اللہ عنہ پس در باب نشر قرآن عظیم پنج نوع بود یکے آنکہ صحف واوراق ہر یکے کہ موافق تلفظ خود و مطابق ترتیب طبعزاد خویش نوشتہ بودند حاضر ساخت و محو نمود و مصحف شیخین را کہ حضرت فاروق سالہا در تصحیح آن سعی و اہتمام تمام فرمودہ بود از پیش ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا طلب داشت و از وی نسخ متعددہ نویسانیدہ بآفاق فرستاد و قدغن بلیغ نمود کہ قرآن را بلغت قریش نویسند و باطراف ممالک نوشت تا موجب ہمان نسخ اخذ کنند ازین جہت تفرقۂ امت مرحومہ زائل گشت و قراءت مشہورہ از قراءت شاذہ امتیاز پیدا کرد و جمیع مسلمین بریک مصحف متفق شدند اگر این قسم اہتمام نمی نمود در کتاب اللہ اختلاف پیدا می شد مثل اختلاف امم سابقہ اخرج البخاری عن انس بن مالک ان حذیفۃ بن الیمان قدم علی عثمان و کان یغازی اہل الشام فی فتح ارمینیۃ و آذربیجان مع اہل العراق فافزع حذیفۃ اختلافہم فی القراءۃ

تو قرآن کی اشاعت کا حصہ پانچ نوع کا تھا، ایک یہ کہ ہر شخص کے صحیفوں اور اوراق کو جو انہوں نے اپنے تلفظ کے موافق اور اپنی طبع زاد ترتیب کے مطابق لکھ رکھا تھا حاضر کیا اور اس کو محو کیا اور شیخین کے مصحف کو کہ حضرت فاروق اعظم رضؓ نے برسوں جس کی تصحیح میں بڑی کوشش اور اہتمام کیا تھا ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے منگایا اور اس سے کئی نسخے لکھوا کر مختلف اطراف ملک میں بھیجے اور لکھنے والوں کو سخت تاکید کی کہ قرآن کو لغت قریش میں لکھیں اور اطراف ممالک کو لکھا کہ انھیں نسخوں کے مطابق نقل کریں۔ اس صورت سے امت مرحومہ کا اختلاف زائل ہو گیا اور قراءت مشہورہ قراءت شاذہ سے ممتاز ہو گئی اور تمام مسلمان ایک قرآن پر متفق ہو گئے اگر آپ اس قسم کا اہتمام نہ کرتے تو کتاب اللہ میں مثل امم سابقہ کے اختلاف پیدا ہو جاتا۔ بخاری نے انس بن مالک سے روایت کیا کہ حذیفہ بن الیمان عثمان کے پاس آئے اور وہ اہل شام کے ساتھ آرمینیہ کو اور اہل عراق کے ساتھ آذربیجان کو فتح کرنے کے سلسلے میں جہاد کر رہے تھے اور مسلمانوں میں قراءت کے اختلاف نے حذیفہ کو پریشان کر دیا تھا۔ تو حذیفہ نے عثمان سے کہا کہ اے امیر المومنین اس امت کو سنبھالئے قبل اس کے کہ یہ لوگ کتاب اللہ میں یہود اور نصاریٰ کی طرح اختلاف کرنے لگیں۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے حذیفہ کو حفصہؓ کے پاس بھیجا یہ پیغام دے کر کہ ہمارے پاس قرآن کے اوراق بھیج دیں تاکہ ہم مصاحف میں اس کی نقل کرالیں اور پھر آپ کو واپس کر دیں گے تو حفصہ رضؓ نے اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ پھر انہوں نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام کو مامور کیا اور ان سب نے مصاحف میں اس کی نقلیں کیں اور عثمان رضؓ نے قریشی جماعت کے تینوں اصحاب (یعنی عبد اللہ بن زبیر اور سعید اور عبد الرحمٰن) کو یہ ہدایت کی کہ جب تمہارا اور زید بن ثابت کا قرآن کی کسی چیز میں اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان کے مطابق لکھنا کہ قرآن ان

فقال حذیفۃ لعثمان یا امیر المومنین ادرک ہذہ الامۃ قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیہود والنصاریٰ فارسل عثمان رضی اللہ عنہ حذیفۃ الی حفصۃ ان ارسلی الینا بالصحف ننسخہا فی المصاحف ثم نردّہا الیک فارسلت بہا حفصۃ الی عثمان فامر زید بن ثابت وعبد اللہ بن الزبیر و سعید بن العاص وعبد الرحمن بن الحارث بن ہشام فنسخوہا فی المصاحف وقال عثمان لرہط القرشیین الثلٰثۃ اذا اختلفتم انتم وزید بن ثابت فی شیئ من القرآن فاکتبوہ بلسان قریش فانما نزل بلسانہم ففعلوا حتی اذا نسخوا الصحف فی المصاحف ردّ عثمان الصحف الی حفصۃ و ارسل الی کل افق مما نسخوا وامر بسواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرّق۔ دیگر آنکہ جمعے از قراء تابعین را تعلیم فرمود و سلسلۂ قراءت او تا حال باقی است فی شرح السنۃ القراء المعروفون اسندوا قراءتہم الی الصحابۃ فعبد اللہ بن کثیر ونافع اسندا الی ابی بن کعب وعبد اللہ بن عامر اسند

ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ جب اس مصحف کی نقل مصاحف میں کر چکے تو عثمان رضؓ نے اس مصحف کو حفصہؓ کے پاس واپس کر دیا اور جو قرآن لکھے گئے تھے اُن کو اطرافِ مملکت میں بھیج دیا اور حکم دیا کہ جو قرآن اُن کے خلاف ہیں الگ اوراق پر ہوں یا کتاب کی صورت میں اُن کو جلا دیا جائے۔ دوسری نوع یہ ہے کہ قراء تابعین کی ایک جماعت کو آپ نے تعلیم دی اور اُن کا سلسلۂ قراءت اب تک باقی ہے شرح السنۃ میں ہے کہ مشہور قراء نے اپنی قراءت کی سند پہنچائی ہے صحابہ تک، عبد اللہ بن کثیر اور نافع دونوں نے سند پہنچائی اُبَی بن کعب تک اور عبد اللہ بن عامر نے سند پہنچائی عثمان بن عفان تک اور عاصم نے سند پہنچائی علی اور عبد اللہ بن مسعود اور زید تک۔ اور حمزہ نے سند پہنچائی عثمان اور علی تک اور ان سب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔ تیسری یہ کہ نمازوں میں لمبی قراءت پڑھا کرتے تھے مانند شیخین کے تاکہ مسلمان اپنی قراءت کو اُن کے تلفظ کے معیار کے مطابق اعلیٰ رنگ پر لے آئیں۔ مالکؒ سے روایت ہے کہ قرافصہ بن عمیر الحنفی نے کہا کہ میں نے سورۂ یوسف کو یاد نہیں کیا مگر عثمان بن عفان ہی کی قراءت سے کہ وہ صبح کی نماز میں بکثرت اس سورت کو دہراتے رہتے تھے۔ چوتھی یہ کہ ابتدائے نزول قرآن میں اس کی کتابت میں مشغول رہے۔ اس کے بعد جو کبھی آیا اس کو اپنے سے پہلے پر اعتماد رہا ہے اور یہ مفہوم ہے آپ کے قول "اوّل ید الخ" کا یعنی یہ پہلا ہاتھ

الی عثمانؓ بن عفان - و اسند عاصمؒ
الی علیؓ و عبداللہ بن مسعود و زید
و اسند حمزۃ الی عثمان و علیؓ و
ہؤلاء قرءوا علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم۔ سیوم آنکہ قراءت طویلہ در
نماز با اختیار می نمود مانند شیخین
تا مسلمین قراءت خود را بمعیار تلفظ
او کامل العیار سازند۔ اخرج مالک
ان الفرافصۃ بن عمیر الحنفی قال ما اخذت
سورۃ یوسف الا من قراءۃ عثمان
بن عفان ایاہا فی الصبح من کثرۃ
ما کان یرددہا۔ چہارم آنکہ در اول نزول
قرآن بکتابت آن اشتغال ورزید
من بعد ہر کہ آمد او را اعتمادی
بوده است بر متقدم و ذلک قولہ
اول من خطّ المفصل۔ پنجم آنکہ در
معرفت تفسیر قرآن و متی انزلت
و فیم انزلت ید طولے داشت۔ اخرج
الترمذی عن ابن عباس قال قلت
لعثمان بن عفان ما حملکم ان عمدتم
الی الانفال وہی من المثانی و الی
براءۃ وہی من المئین فقرنتم بینہما
ولم تکتبوا بینہما سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم
ووضعتموہا فی السبع الطول ما حملکم علی
ذلک فقال عثمانؓ کان رسول اللہ صلے

ہے جس نے مفصل کو لکھا تھا۔ پانچویں یہ کہ تفسیر قرآن
کی معرفت میں اور کب نازل ہوئی اور کس بارے میں
نازل ہوئی"، کا آپ کو کامل علم تھا۔ ترمذی نے ابن عباس
سے روایت کیا، کہا کہ میں نے عثمان بن عفان سے کہا کہ
کس سبب سے آپ نے سورۂ انفال کی طرف قصد کیا
حالانکہ وہ مثانی عــہ میں سے ہے اور براءۃ کی طرف جو مئین
میں سے ہے اور دونوں کو ایک ساتھ کر دیا اور دونوں
کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی
اور اس کو سبع عــہ طوال میں رکھ دیا۔ آپ نے ایسا کس وجہ
سے کیا۔ تو عثمان نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
بعض وقت ایسا آتا تھا کہ آپ کے اوپر ایسی سورتیں نازل
ہوتیں جو زیادہ شمار (آیات) والی ہوتی تھیں۔ پھر جب
آپ کے اوپر کچھ نازل ہوتا تو جو لکھنے والا ہوتا آپ اس
کو بلاتے اور فرماتے کہ ان آیات کو اس سورت میں رکھ دو
جس میں ایسا اور ایسا مذکور ہے۔ پھر جب آپ پر کوئی آیت
نازل ہوتی تو فرماتے کہ اس آیت کو اس سورت میں رکھ دو
جس میں ایسا اور ایسا مذکور ہے۔ اور انفال ان سورتوں کی
اوائل میں سے ہے جو مدینہ میں نازل ہوئیں اور براءۃ
قرآن کے آخر میں (نازل ہونے والی سورتوں میں) سے
ہے، اور اس کا قصہ مشابہ تھا انفال کے قصہ کے تو مجھے
گمان ہوا کہ یہ انفال کا جزو ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور ہم سے آپ نے یہ بیان
نہیں فرمایا تھا کہ یہ اس کا جزو ہے، اس وجہ سے
میں نے دونوں کو ملا دیا اور ان دونوں کے درمیان
میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی۔ پھر

عــہ یہاں مثانی سے وہ سورتیں مراد ہیں جو ذوات المئین سے کم اور مفصل سے بڑی ہیں ۱۲ عــہ سبع طوال [illegible] بقرہ سے اعراف تک کی سات سورتیں ۱۲

الله عليه وسلم مما يأتي عليه الزمان وهو ينزل عليه السور ذوات العدد فكان اذا انزل عليه الشيء دعا بعض من كان يكتب فيقول ضعوا هؤلاء الآيات في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا فاذا نزلت عليه الآية فيقول ضعوا هذه الآية في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا وكانت الانفال من اوائل ما نزلت بالمدينة وكانت براءة من آخر القرآن وكانت قصتها شبيهة بقصتها فظننت انها منها فقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يبين لنا انها منها فمن اجل ذلك قرنت بينهما ولم اكتب بينهما سطر بسم الله الرحمن الرحيم ووضعتها في السبع الطول واخرج ابو بكر بن ابي شيبة عن محمد بن سيرين قال اشرف عليهم عثمان من القصر فقال ائتوني برجل أتاليه كتاب الله فأتوه بصعصعة بن صوحان وكان شابا فقال ما وجدتم احدا تأتوني به غير هذا الشاب قال فتكلم صعصعة بكلام فقال له عثمان اتل فقال صعصعة أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ فقال ليست لك ولا لاصحابك ولكنها لي ولاصحابي ثم تلا عثمان أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ

اس (مجموعہ) کو سبع طوال میں رکھ دیا۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین سے روایت کیا۔ کہا کہ عثمان رض نے (محاصرہ کے ایام میں) قصر کے اوپر سے لوگوں کو دیکھا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس ایسے شخص کو لاؤ جس کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کروں۔ تو لوگ آپ کے پاس صعصعہ بن صوحان کو لائے اور وہ نوجوان تھا۔ تو فرمایا کہ تمھیں میرے پاس لانے کے لئے کوئی نہ ملا بجز اس نوجوان کے۔ کہا کہ پھر صعصعہ نے کچھ کلام کیا۔ پھر اس سے عثمان رض نے کہا کہ تلاوت کر تو صعصعہ نے کہا أُذِنَ لِلَّذِينَ الخ (۲۲ : ۳۹) ترجمہ: (اب) لڑنے کی اُن لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ اُن پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے۔ اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ اُن کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے) تو آپ نے فرمایا کہ یہ تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے نہیں، لیکن میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے (نازل ہوئی ہے) پھر عثمان رض نے تلاوت کی أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ سے یہاں تک وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ تک پہنچے۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصر کے وفد کے ساتھ آپ کے مناظرے کے قصہ میں روایت کی ہے: انہوں نے کہا کہ قرآن منگا لیجئے۔ پھر انہوں نے کہا کہ سابعہ کو کھولئے اور یہ لوگ سورۂ یونس کا نام سابعہ کہتے تھے۔ پھر اس کو پڑھا یہاں تک کہ جب اس آیت پر آئے قُلْ أَرَأَيْتُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ الخ (۱۰ : ۵۹) (ترجمہ۔ آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ یہ تو بتاؤ

ظَلَمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ۝
حتى بلغ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ
واخرج ابو بكر بن ابى شيبة فى قصة
مناظرته مع وفد مصر قالوا ادع
بالمصحف فدعا بالمصحف فقالوا افتح
السابعة وكانوا يسمون سورة يونس
السابعة فقرأها حتى اذا اتى على
هذه الآية قُلْ اَرَاَيْتُمْ مَّا اَنْزَلَ
اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ
حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۝ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ
لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ قالوا
ارأيت ما حميت من الحمى آلله
اذن لك ام على الله تفترى فقال
امضه انزلت فى كذا وكذا واما الحمى
فان عمر حمى الحمى قبلى لابل الصدقة
فلما وليت زادت ابل الصدقة
فزدت فى الحمى لما زاد من ابل الصدقة
فجعلوا يأخذونه بالآية فيقول امضه
انزلت فى كذا وكذا - و در باب ترويج
حديث آنكه نزديك بصد وچهل حديث
در كتب معتبره باسانيد ثابته لواسطهٔ
كبراء صحابه وتابعين از مسند او در
دست مردم موجود است چون فضل
حفظ چهل حديث بآن درجه باشد
كه روز قيامت از جملهٔ علماء محشور

کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے (انتفاع کے) لئے کچھ رزق
بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی گھڑت سے) اس کا کچھ حصہ حرام
اور کچھ حلال قرار دے لیا۔ آپ اُن سے پوچھئے کہ کیا
تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء کرتے ہو۔)
انہوں نے کہا یہ بتایئے کہ جو حصۂ زمین آپ نے حمیٰ
(سرکاری زمین) قرار دے لیا ہے کیا اللہ نے آپ کو
حکم دیا یا آپ اللہ پر افتراء کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا
جاؤ (کیا کہہ رہا ہے) یہ آیت فلاں فلاں بات پر نازل
ہوئی ہے۔ رہا حمیٰ، تو صدقہ کے اونٹوں کے لئے مجھ سے
پہلے عمرؓ نے حمیٰ کو قائم کیا تھا۔ پھر جب میں خلیفہ
بنایا گیا تو صدقے کے اونٹ زیادہ ہوگئے تو میں نے حمیٰ
میں اضافہ کیا اُن اونٹوں کی وجہ سے جو زیادہ ہو
گئے تھے۔ تو لوگوں نے اس آیت سے آپ کی گرفت شروع کردی تھی
تو آپ کہا کرتے کہ جاؤ! یہ فلاں فلاں بات میں نازل
ہوئی ہے۔ احادیث کی ترویج کے بارے میں یہ ہے کہ
قریب ایک سو چالیس احادیث کے کتب معتبرہ میں
ایسی صحیح سندوں کے ساتھ جن میں واسطہ بڑے
مرتبہ کے صحابہ اور تابعین ہیں اُن کی مسند میں سے لوگوں
کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔ جبکہ چالیس حدیثوں کے
کے حفظ کی فضیلت اس درجہ کی ہوگی کہ قیامت کے
دن اُن کا حافظ علماء کی جماعت میں اُٹھایا جائے گا تو
ایک سو چالیس حدیثوں کے بارے میں تمھارا گمان کیا
ہے۔ جب وہ اپنے خطبوں میں اعمال کے فضائل بیان
کیا کرتے تھے تو اُن کا نفس حاضرین پر بہت اثرانداز
ہوتا تھا۔ بخاری نے روایت کیا ابوعبدالرحمٰن السلمی سے

بشود پس چیست گمان تو در قدر صد وچہل حدیث - ہرگاہ در خطب خود بیان فضائل اعمال می نمود نفس او در حاضرین گرامی شد - اخرج البخاری عن ابی عبد الرحمن السلمی عن عثمان رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیرکم من تعلم القرآن و علمہ قال واقرأ ابوعبد الرحمن فی امرۃ عثمان حتی کان الحجاج قال و ذاک الذی اقعدنی مقعدی ہذا - و در عمل باحادیث فضائل جدی بلیغ داشت و فطرت سلیمۂ او آن را مطاوعت تمام می نمود - واخرج احمد عن عطاء بن فروخ مولی القرشیین ان عثمان اشتری من رجل ارضا فابطأ علیہ فلقیہ فقال ما منعک من قبض مالک قال انک غبنتنی فما القی من الناس احدا الا وہو یلومنی قال او ذلک یمنعک قال نعم قال فاختر بین ارضک و مالک ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخل اللہ الجنۃ رجلا کان سہلا مشتریا وبائعا وقاضیا و مقتضیا و اخرج احمد عن محمود

وہ عثمان رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ تم میں اچھا وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور اس کو سکھایا۔ کہا کہ پڑھایا ابوعبد الرحمن نے عثمان کی خلافت میں - یہاں تک کہ حجاج کہا کرتا تھا کہ یہی (حدیث عثمان) وہ ہے جس نے مجھے اس نشست گاہ (درس و تعلیم) میں بٹھایا - اور احادیث فضائل پر عمل کرنے میں آپ سعی بلیغ کرتے تھے اور آپ کی طبع سلیم اس کی پیروی کرتی تھی احمد نے عطاء بن فروخ سے جو قرشیین کے آزاد کردہ ہیں روایت کی ہے کہ عثمان نے ایک شخص سے زمین خریدی اس نے (زمین کا معاوضہ اٹھا کر لے جانے میں) دیر کر دی تو اس سے ملے اور فرمایا کہ تجھ کو اپنے مال پر قبضہ کرنے میں کیا مانع پیش آگیا - اس نے کہا کہ آپ نے مجھے فتنہ میں ڈال دیا - لوگوں میں سے جو شخص بھی مجھ سے ملتا ہے وہ مجھے ملامت کرتا ہے - فرمایا کہ بس یہی مانع ہے ؟ اس نے کہا ہاں ! فرمایا تو اپنی زمین اور مال دونوں میں سے تم جس کو چاہو اختیار کر لو - پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا جو نرمی کرنے والا ہو خریدار کے ساتھ اور بیچنے والے کے ساتھ اور دوسرے کا حق ادا کرنے والے کے ساتھ اور حق لینے والے کے ساتھ - اور احمد نے روایت کیا محمود بن لبید سے کہ عثمان نے جب مسجد مدینہ کو بنانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو برا سمجھا اور وہ اس کو اس کی ہیئت پر ہی باقی رکھنا چاہتے تھے تو عثمان رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ عز و جل کے لئے مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا - اور

بن لبید ان عثمانَ اراد ان یَبْنِیَ
مسجدَ المدینۃِ فکَرِہَ الناسُ ذٰلک
واَحبّوا ان یَدَعُوْہ علی ہیئتہٖ فقال
عثمان سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول من بنٰی مسجدًا للہ
عزوجل بنی اللہ لہ فی الجنۃ مثلَہٗ
ودر باب فتاوی واحکام آنکہ در
خلافت خود ازوی استفتا می نمودند
وقضایا را پیش او رفع میکردند
پس فتوی میداد و فیصل میفرمود
ودرین باب ازان بیشتر است کہ
درین رسالہ آنرا استقصا کنیم
بطریق مثال مسائلے چند برنگاریم
درباب وضو مما مَسّت النارُ احادیث
مختلفہ وارد شدہ وعمل صحابہ نیز
مختلف درین باب ظاہر گشتہ حضرت
ذی النورین کشف آن شبہہ نمود
وبیان واضح فرمود کہ عمل بر وضو
مما مسّت النار متروک است اخرج
احمد عن شیخ من ثقیف عن
عمہ انہ رأی عثمانَ بن عفان جلس
علی الباب الثانی من مسجد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا بکتف
فتعرّقہا ثم قام فصلّی ولم یتوضأ
ثم قال جلستُ مجلسَ النبی صلی اللہ

فتاوٰی اور احکام کے بارے میں یہ ہے کہ اُن کی خلافت میں
لوگ اُن سے ہی فتوٰی طلب کرتے تھے اور مقدمات اُن کے
سامنے پیش کرتے تھے تو وہ فتوٰی بھی دیتے تھے اور فیصلے
بھی فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ باب اس سے زیادہ ہے کہ
اس کی تمام جزئیات کو ہم اس رسالہ میں جمع کریں۔ ہاں
مثال کے طور پر ہم چند مسائل لکھتے ہیں۔ اس باب میں کہ
وضو کا ایسی اشیاء کے کھانے سے جو آگ پر تیار کی جائے کیا
حکم ہے۔ اس کے بارے میں مختلف احادیث وارد ہوئی
ہیں اور اس باب میں صحابہ سے بھی مختلف عمل ظاہر ہوا
ہے۔ حضرت ذی النورین رضؓ نے اس شبہہ کو صاف کر دیا
اور واضح بیان فرمایا کہ ایسی چیز کھانے کے بعد جس کو آگ نے مس
کیا ہو وضو کرنا متروک ہے۔ احمد نے ثقیف کے ایک
شیخ سے اس نے اپنے چچا سے روایت کیا کہ اس
نے عثمان بن عفان کو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دوسرے دروازے پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ اور آپ نے
ایک (بکرے کا بھنا ہوا) شانہ منگایا پھر اس کا گوشت
دانتوں سے اتار کر کھایا۔ پھر کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھی
اور وضو نہیں کیا۔ پھر فرمایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی مجلس میں بیٹھا ہوں اور میں نے وہی چیز کھائی جو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے کھائی تھی اور ویسا ہی کیا جیسا نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ اور احمد نے روایت کیا سعید
بن المسیب سے کہتے ہیں کہ میں نے عثمان کو چند نشستگاہوں
میں بیٹھا ہوا دیکھا ہے کہ آپ نے ایسا کھانا جو آگ پر پکایا ہوا
تھا منگایا اور کھا کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پھر کہا کہ میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوں

علیہ وسلم و أکلتُ ما أکلَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصَنعتُ ما صَنعَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ واخرج احمد عن سعید بن المسیب یقول رأیتُ عثمانَ قاعدًا فی المقاعد فدعا بطعامٍ مما مَسَّتْه النارُ فاکلہ ثم قامَ الی الصلوٰۃ فصلّٰی ثم قال قعدتُ مقعدَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واکلتُ طعامَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلیتُ صلوٰۃَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ واخرج احمد عن رَبَاح قال زَوّجنی مولایَ جاریۃً رومیۃً فوقعتُ علیہا فولدتْ لی غلامًا اسود مثلی فسمّیتُہ عبدَ اللہ ثم وقعتُ علیہا فولدتْ لی غلامًا اسود مثلی فسمیتہ عبیدَ اللہ ثم طَبِنَ لہا غلامٌ رومیٌّ قال حسبتہ قال لأہلی رومیٌّ یقال لہ یوحنّس فراطنہا بلسانہ یعنی بالرومیۃ فوقع علیہا فولدت لہ غلامًا احمر کأنہ وزغۃ من الوزغات فقلتُ لہا ما ہذا قالت ہذا من یوحنس فارتفعنا الی عثمانَ بن عفان فأقرّا جمیعًا فقال عثمان ان شئتم قضیت بینکم بقضیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضٰی انّ الولدَ للفراش احسبُہ قال فجلدہا۔ و تحقیق نمود کہ استلام رکن شامی و رکن عراقی سنت نیست۔ اخرج احمد عن یعلی بن امیۃ قال طُفتُ مع عثمان فاستلمنا الرکنَ قال یعلٰی فکنتُ مما یلی البیت فلما بلغنا الرکن الغربی

اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا کھانا کھایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھی ہے۔ اور احمد نے روایت کیا رَباح سے کہا کہ میرے آقا نے میرا نکاح کر دیا تھا جاریہ سے جو کہ روم کی تھی اور میں اُس سے ہمبستر ہوا اُس سے میرا ایک لڑکا مثل میرے سیاہ رنگ کا پیدا ہوا تو میں نے اُس کا نام عبد اللہ رکھا۔ پھر میں اس سے ہم بستر ہوا تو پھر اس نے مثل میرے ایک سیاہ رنگ کا لڑکا جنا۔ تو میں نے اُس کا نام عبید اللہ رکھا۔ پھر اُس کو ایک رومی لڑکے نے پھسلایا (راوی نے) کہا میرا خیال یہ ہے کہ رباح نے یوں کہا تھا کہ پھسلایا میری بیوی کو ایک رومی نے جس کو یوحنّس کہا جاتا تھا۔ پھر اُس نے اُس عورت سے اپنی عجمی زبان یعنی رومی میں بات چیت کر لی پھر وہ اُس سے ہمبستر ہوا۔ پھر اس سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوا جو سرخ رنگ کا تھا گویا وہ گرگٹوں میں کا ایک گرگٹ ہے۔ تو میں نے اُس سے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو اس نے بتا دیا کہ یہ یوحنس سے ہے۔ تو میں یہ مقدمہ عثمان بن عفان کے پاس لے گیا۔ اور دونوں نے اقرار کر لیا۔ تو عثمان نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمھارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کر دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے کہ لڑکا بستر والے کا ہوتا ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ رباح نے کہا کہ "اور انہوں نے دونوں کے کوڑے لگوائے"۔ اور آپ نے تحقیق کیا کہ رکن شامی اور رکن عراقی کا استلام سنت نہیں ہے۔ احمد نے روایت کیا یعلی بن امیہ سے، کہا کہ میں نے عثمان کے ساتھ طواف کیا اور ہم نے

الذی یلی الاسود جررتُ بیدہ لیستلم
فقال ما شانک فقلتُ الا تستلم
قال فقال الم تطف مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقلتُ بلیٰ قال
ارأیتہ یستلم ہذین الرکنین الغربیین
فقلتُ لا قال افلیس لک فیہ
اسوۃ حسنۃ قلتُ بلی قال فانفذ
عنک ۔ وبیان نمودکہ پوشیدن معصفر
مردان را درست نیست ۔ اخرج احمد
عن ابی ہریرۃ قال راح عثمان الی
مکۃ حاجًا ودخلتُ علی محمد بن جعفر
ابن ابی طالب امرأتہ فبات معہا
ثم غدا وعلیہ ردع الطیب وملحفۃ
معصفرۃ مفدمۃ فادرک الناس بملل
قبل ان یروحوا فلما راٰہ عثمان انتہرہ
وافف وقال اتلبس المعصفرۃ وقد نہی
عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال لہ علی بن ابی طالب
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لم ینہہ ولا ایاک وانما نہانی ۔ مالک
عن ابی النضر مولی عمر بن عبیداللہ
عن مالک بن ابی عامر ان عثمان بن
عفان کان یقول فی خطبتہ قل ما یدع
ذلک اذا خطب اذا قام الامام
یخطب یوم الجمعۃ فاستمعوا لہ و

رکن کو استلام کیا۔ یعلیٰ نے بیان کیا میں بیت اللہ سے قریب تر تھا تو
جب ہم رکن غربی پر پہنچے جو حجر اسود کے قریب ہے تو میں نے ان کا ہاتھ
کھینچا تاکہ وہ استلام کریں تو فرمایا کہ کیا ارادہ ہے تو میں نے کہا کہ کیا آپ
استلام نہ کریں گے۔ کہا کہ اس پر عثمانؓ نے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ کہا کہ کیا
تم نے آپ کو ان دونوں غربی رکنوں کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ میں
نے کہا کہ نہیں۔ تو کہا کہ کیا پھر تمہارے لئے آپ کی پیروی ضروری نہیں
میں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ کہا کہ بس تو آگے بڑھو۔ اور آپ نے بیان کیا کہ
کسم میں رنگے ہوئے کپڑے کا پہننا مردوں کے لئے درست نہیں روایت کیا
احمد نے ابوہریرہ سے کہا کہ عثمان مکہ کی طرف حج کرنے کیلئے چلے اور محمد بن جعفر
ابن ابی طالب کے پاس اس کی دولہن داخل ہوئی اور محمد بن جعفر نے اس
کے ساتھ رات گذاری پھر صبح کو روانہ ہوئے اور ان پر زعفران کی خوشبو
ملی ہوئی تھی اور کسم سے رنگی ہوئی گہرے سرخ رنگ کی چادر تھی۔ بمقام
ملل میں انہوں نے لوگوں کو ان کے چلنے سے پہلے آ پکڑا۔ تو جب ان کو عثمانؓ نے
(اس حلیہ میں) دیکھا تو دھمکایا اور اُف اُف کہا اور فرمایا کیا تو کسم
سے رنگا ہوا کپڑا پہنتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے
منع کیا ہے۔ تو ان سے علی بن ابی طالب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس کو منع نہیں کیا اور نہ تم کو۔ آپ نے مجھے منع کیا
تھا۔ مالک، مروی ہے ابوالنضر مولیٰ عمر بن عبیداللہ سے وہ روایت کرتے
ہیں مالک بن ابی عامر سے کہ عثمان بن عفان اپنے خطبہ میں کہا کرتے
تھے جب خطبہ دیتے تو یہ کہنا بہت کم چھوڑتے تھے کہ جب امام کھڑا ہو
اور یوم جمعہ میں خطبہ دینے لگے تو اس کو کان لگا کر سنو اور چپ رہو۔
یقیناً اس خاموش رہنے والے کے لئے جو نہیں سنتا (امام سے دور
ہونے یا بہرا ہونے کی وجہ سے) اتنا ہی اجر ہے جتنا اس خاموش
رہنے والے کے لئے جو سنتا بھی ہے۔ پھر جب نماز قائم ہو جائے

أنصتوا فإن للمنصت الذي لا يسمع
من الحظ مثل ما للمنصت السامع
فإذا قامت الصلوٰة فاعدلوا
الصفوف وحاذوا بالمناكب فإن اعتدال
الصفوف من تمام الصلوٰة ثم لا يكبّر
حتى يأتيه رجال قد وكّلهم بتسوية
الصفوف فيخبرونه ان قد استوت
فيكبّر۔ مالك عن يحيى بن سعيد عن
محمد بن ابراهيم عن عبد الرحمٰن
بن ابي عمرة الانصاري انه قال جاء
عثمان بن عفان الى صلوٰة العشاء
فرأى اهل المسجد قليلاً فاضطجع
في مؤخر المسجد ينتظر الناس ان يكثروا
فاتاه ابن ابي عمرة فجلس اليه
فسأله من هو فاخبره فقال له ما معك
من القرآن فاخبره فقال له عثمان
من شهد العشاء فكأنما قام نصف
ليلة ومن شهد الصبح فكأنما
قام ليلة۔ مالك انه بلغه ان الهلال
رُئي في زمان عثمان بن عفان بعشيّ
فلم يفطر عثمان حتى امسى وغابت
الشمس۔ مالك عن نافع عن نبيه
بن وهب اخي بني عبد الدار ان
عمر بن عبيد الله ارسل الى أبان
بن عثمان وأبان يومئذ امير الحاج

توصفیں برابر کرو، کندھوں کو سیدھ میں کرو کیونکہ صفوں
کی برابری سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ پھر آپ تکبیر نہ کہتے یہاں
تک کہ آپ کے پاس وہ لوگ آجاتے جن کو صفوں کے برابر
کرنے کا کام آپ سپرد کرتے تھے پھر وہ آپ کو خبر دیتے کہ
برابر ہوگئی ہیں، پھر آپ تکبیر کہتے۔ مالک، یحییٰ بن سعید سے وہ
محمد بن ابراہیم سے وہ عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری سے
انہوں نے کہا کہ عثمان بن عفان نماز عشاء کے لئے آئے، آپ
نے دیکھا کہ مسجد میں ابھی تھوڑے آدمی ہیں تو آپ مسجد
کے پچھلے حصہ میں لیٹ گئے لوگوں کا انتظار کر رہے تھے کہ
زیادہ ہو جائیں تو ان کے پاس ابن ابی عمرہ آئے، آپ
نے ان سے سوال کیا کہ وہ کون ہے تو انہوں نے ان کو بتایا
پھر ان سے کہا کہ تم کو قرآن کتنا یاد ہے تو انہوں نے بتایا
پھر ان سے عثمان نے کہا کہ جو عشاء (یعنی جماعت عشاء) میں
حاضر ہوا وہ گویا نصف رات تک نماز پڑھتا رہا، اور جو صبح
کی نماز (یعنی جماعت) میں (بھی) حاضر ہوا تو وہ گویا تمام رات
نماز پڑھتا رہا۔ مالک، ان کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان بن عفان کے
زمانہ میں بعد ظہر ہلال دیکھا گیا تو عثمان نے کھانا نہیں کھایا
یہاں تک کہ شام ہو گئی اور آفتاب غائب ہو گیا۔ مالک،
نافع سے وہ نبیہ بن وہب سے جو بنی عبد الدار کا بھائی
تھا کہ عمر بن عبید اللہ نے ابان بن عثمان کے پاس پیغام
بھیجا اور ابان اس دن امیر الحاج تھے اور وہ دونوں
(عمر بن عبید اللہ و ابان) مُحرِم تھے کہ میں طلحہ بن عمر کا نکاح
شیبہ بن جبیر کی بیٹی سے کر رہا ہوں آپ شریک مجلس
ہوں تو ان پر ابان نے اعتراض کیا اور کہا کہ میں نے عثمانؓ
بن عفان سے سنا ہے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وبہا محرم بان انی قد اردت ان انکح طلحۃ بن عمر ابنۃ شیبۃ بن جبیر فاردت ان تحضر فانکر ذلک علیہ ابان وقال سمعت عثمان بن عفان یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینکح المحرم ولا ینکح ولا یخطب علی نفسہ ولا علی غیرہ

مالک عن عبد اللہ بن ابی بکر عن عبد اللہ ابن عامر بن ربیعۃ قال رأیت عثمان ابن عفان بالعرج وھو محرم فی یوم صائف قد غطی وجہہ بقطیفۃ ارجوان ثم اتی بلحم صید فقال لاصحابہ کلوا فقالوا اولا تاکل انت فقال انی لست کہیئتکم انما صید من اجلی

مالک عن ابن شہاب عن قبیصۃ ابن ذویب ان رجلا سأل عثمان بن عفان عن الاختین من ملک الیمین ہل یجمع بینہما فقال عثمان احلتہما آیۃ وحرمتہما آیۃ اخری فاما انا لا احب ان اصنع ذلک قال فخرج من عندہ فلقی رجلا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ عن ذلک فقال لو کان لی من الامر شئی ثم وجدت احدا فعل ذلک لجعلتہ نکالا قال ابن شہاب

وسلم نے فرمایا کہ محرم نہ نکاح کرے نہ اس کا نکاح کیا جائے اور نہ اپنی ذات کے لئے پیغام نکاح بھیجے اور نہ دوسرے کے لئے۔ مالک عبد اللہ بن ابی بکر سے وہ عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہا کہ میں نے عثمان بن عفان کو عرج عہ میں دیکھا اور وہ محرم تھے۔ اپنے چہرے کو ایک چادر سے چھپائے ہوئے تھے جو ارغوانی (تیز سرخ رنگ کی) تھی۔ پھر شکار کا گوشت لایا گیا تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھاؤ۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ خود نہ کھائیں گے؟ تو فرمایا کہ میں تمہاری ہیئت پر نہیں ہوں۔ میری ہی وجہ سے شکار کیا گیا ہے۔ مالک، ابن شہاب سے وہ قبیصہ بن ذویب سے کہ ایک شخص نے عثمان بن عفان سے ایسی دو بہنوں کے بارے میں سوال کیا جو کسی کی ملک میں ہوں کیا وہ دونوں کو جمع کرے۔ تو عثمان رض نے کہا کہ ان عہ ایک آیت تو حلال کرتی ہے اور ایک آیت حرام کرتی ہے میرا اپنا مسلک یہ ہے کہ مجھے ناپسند ہے کہ ایسا کروں۔ کہا کہ وہ سائل آپ کے پاس سے نکلا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص سے ملا اور ان سے بھی اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرا کچھ بس چلتا پھر میں کسی کو ایسا کرتا ہوا پاتا تو میں اسے سزا تجویز کرتا۔ ابن شہاب نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ مالک، ابن شہاب سے وہ طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے کہا کہ وہ (علی) ان میں سے اس کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ اور مروی ہے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف سے کہ عبد الرحمن بن عوف نے اپنی بیوی کو قطعی طلاق دے دی جب کہ وہ بیمار تھے، تو عثمان بن عفان نے اس کو وارث قرار دیا اس کی عدت پوری ہونے کے بعد۔ مالک، عبد اللہ بن الفضل سے وہ اعرج سے کہ عثمان بن عفان نے ایک تکمیل (طلاق)

عہ عرج مکہ میں ایک پہاڑی کا نام ہے جہاں سے تہامہ کی ابتدا ہوتی ہے۔ عہ حلال کرنے والی آیت ہے اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور حرام کرنے والی آیت ہے وَاَنْ تَجْمَعُوا

اُراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
مالک عن ابن شہاب عن طلحۃ
ابن عبد اللہ بن عوف قال و کان
اعلمہم بذلک۔ وعن ابی سلمۃ بن
عبد الرحمٰن بن عوف ان عبد الرحمٰن
ابن عوف طلق امرأتہ البتۃ وہو
مریض فورّثہا عثمان بن عفان منہ بعد
انقضاء عدتہا۔ مالک عن عبد اللہ
ابن الفضل عن الاعرج ان عثمان بن
عفان ورّث نساءً من مکمل منہ
وکان طلقہن وہو مریض۔ مالک عن
یحیی بن سعید عن محمد بن
یحیی بن حبان قال کانت عند جدی
حبان امرأتان ہاشمیۃ وانصاریۃ
فطلق الانصاریۃ وہی ترضع فمرّت
بہا سنۃ ثم ہلک عنہا ولم تحض
فقالت انا ارثہ لم احض فاختصما
الی عثمان بن عفان فقضی لہا بالمیراث
فلامت الہاشمیۃ عثمان فقال
ہذا عمل ابن عمک ہو اشار
علینا بہذا یعنی علی بن ابی طالب۔
مالک عن ابی الزناد عن سلیمان
ابن یسار ان نفیعا مکاتبا کان لام
سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ
وسلم او عبدا کانت تحتہ امرأۃ

کرنے والے شخص کی بیویوں کو وراثت میں حقدار
بنایا اور اُس نے اُن کو طلاق دے دی تھی جب کہ وہ
بیمار تھا (یعنی عبد الرحمٰن بن عوف)۔ مالک یحیی بن سعید
سے وہ محمد بن یحیی بن حبان سے کہا کہ میرے دادا حبان کے
پاس دو عورتیں تھیں ہاشمیہ اور انصاریہ۔ تو انہوں
نے انصاریہ کو طلاق دے دی اور وہ دودھ پلا رہی تھی
تو اس پر ایک سال گذر گیا پھر اُن کا انتقال ہو گیا اور
اُس کو حیض نہیں آیا تھا۔ تو اُس نے کہا کہ میں اُس کی وارث
ہوں کیونکہ مجھے حیض نہیں آیا تو دونوں فریق عثمان بن
عفان کے پاس یہ مقدمہ لے گئے تو آپ نے انصاریہ کے
لئے میراث کا فیصلہ کیا۔ اس پر ہاشمیہ نے عثمان کو
ملامت کی تو انہوں نے کہا کہ یہ عمل تیرے چچا کے بیٹے
کا ہے اُسی نے ہم کو یہ مشورہ دیا تھا۔ اُن کی مراد علیؓ بن
ابی طالب سے تھی۔ مالک، ابو زناد سے وہ سلیمان بن
یسار سے کہ نفیع مکاتب تھا ام سلمہؓ زوجۂ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا یا غلام تھا۔ اُس کے نکاح میں ایک آزاد عورت
تھی پھر اُس نے اُس کو دو طلاق دے دیں۔ پھر اس عورت
سے مراجعت کا ارادہ کیا تو اس کو ازواج نبی صلے اللہ علیہ
وسلم نے حکم دیا کہ عثمان بن عفان کے پاس جائے اور
اُن سے اس کے بارے میں سوال کرے۔ تو نفیع اُن
سے راستہ میں ملا جبکہ وہ زید بن ثابت کا ہاتھ پکڑے
ہوئے جا رہے تھے تو اس نے دونوں سے سوال کیا تو
دونوں نے ایک ساتھ اُس کو جواب دیا کہ حرام ہو گئی
تجھ پر، حرام ہو گئی تجھ پر۔ مالک، عبد اللہ بن ابی بکر سے
وہ عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمٰن بن الحارث بن

مُتعۃ فطلقها ألبتة ثم أراد
أن يراجعها فأمره أزواج النبي صلى
الله عليه وسلم أن يأتي عثمان بن
عفان فسأله عن ذلك فلقيه عند
الدرج آخذا بيد زيد بن ثابت
فسألهما فابتدراه جميعًا فقالا
حرمت عليك حرمت عليك. مالك
بن عبد الله بن أبي بكر عن عبد الملك
بن أبي بكر بن عبد الرحمن بن
الحارث بن هشام عن أبيه أنه
أخبره أن العاص بن هشام هلك و
ترك بنين له ثلاثة اثنان لأم
ورجل لعلة فهلك أحد اللذين لأم
وترك مالا وموالي فورثه أخوه
لأبيه وأمه ماله وولاء مواليه ثم
هلك الذي ورث المال وولاء الموالي
وترك ابنه وأخاه لأبيه فقال
ابنه قد أحرزت ما كان أبي أحرز
من المال وولاء الموالي وقال أخوه
ليس كذلك إنما أحرزت المال
وأما ولاء الموالي فلا أرأيت لو هلك
أخي اليوم ألست أرثه أنا فاختصما
إلى عثمان بن عفان فقضى لأخيه بولاء
الموالي - مالك أنه بلغه عن جده مالك
بن أبي عامر أن عثمان بن عفان قال

ہشام سے، وہ اپنے باپ سے کہ انہوں نے اس کو خبر
دی کہ عاص بن ہشام کا انتقال ہوا اور اُس نے اپنے تین
بیٹے چھوڑے۔ دو بیٹے ایک ماں سے اور ایک باپ شریک
تھا۔ بعد ازاں اُن دو میں سے جو ماں شریک تھے ایک کا
انتقال ہوگیا اور اُس نے کچھ مال اور کئی غلام چھوڑے تو
اُس کے وارث بنے اُس کا باپ شریک بھائی اور اُس کی
ماں اُس کے مال کے اور غلاموں کی ولایت کے۔ پھر وہ شخص
ہلاک ہوگیا جو مال کا اور غلاموں کی ولایت کا وارث بنا تھا
اور اُس نے ایک بیٹا اور باپ شریک بھائی چھوڑے۔ تو
اس کے بیٹے نے کہا کہ میں ہر اُس چیز کا مالک بن گیا ہوں
جس کا مالک میرا باپ تھا مال کا بھی اور غلاموں کی ولایت
کا بھی اور اُس کے بھائی نے کہا کہ ایسا نہیں تو صرف تمام
مال ہی کا وارث ہے۔ رہی ولایت موالی کی تو اُس کا نہیں
تو مجھے اس کی خبر نہیں کہ اگر میرا بھائی آج مرتا تو کیا میں
اُس کا وارث نہ بنتا۔ پھر دونوں یہ مقدمہ عثمان بن عفان
کے پاس لے گئے تو انہوں نے اس کے بھائی کے حق
میں موالی کی ولایت کا فیصلہ کیا۔ مالک، اُن کو یہ خبر پہنچی
اپنے دادا مالک بن ابی عامر سے کہ عثمانؓ بن عفان نے کہا کہ
مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک
دینار کو دو دیناروں کے بدلے نہ بیچو اور ایک درہم کو
دو درہم کے بدلے نہ بیچو۔ مالک، ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمر
بن الخطاب اور عثمان میں سے کسی ایک نے ایک ایسی عورت
کے بارے میں جس نے اپنی ذات کے متعلق ایک شخص کو
دھوکہ دیا اور ذکر کیا کہ وہ آزاد ہے اور اس سے اُس
شخص کے بچے بھی پیدا ہوئے فیصلہ کیا کہ اُس شخص کو اُس

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تبیعوا الدینار بالدینارین ولا تبیعوا
الدرہم بالدرہمین۔ مالک انہ بلغہ
ان عمر بن الخطاب و عثمان بن
عفان قضی احدہما فی امرأۃ غرّت رجلاً
بنفسہا وذکرت انہا حرۃ فولدت
لہ اولاداً فقضی ان یفدی ولدہ
بمثلہم۔ مالک انہ بلغہ ان عثمان بن
عفان اُتی بامرأۃ قد ولدت فی
ستۃ اشہر فامر بہا ان ترجم
فقال لہ علی بن ابی طالب لیس ذلک
علیہا ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول
فی کتابہ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُونَ
شَهْرًا وقال وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ
اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ
اَرَادَ اَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ فالحمل
یکون ستۃ اشہر فلا رجم علیہا
فبعث عثمان فی اثرہا فوجدہا
قد رجمت۔ مالک عن عبداللہ بن ابی
بکر عن ابیہ عن عمرۃ بنت
عبدالرحمن ان سارقاً سرق فی
زمان عثمان بن عفان اترجۃ فامر بہا
عثمان ان تقوّم فقوّمت بثلثۃ
دراہم من صرف اثنی عشر درہماً
بدینار فقطع عثمان یدہ۔ مالک عن

کی اولاد کا فدیہ دیا جائے اُن کے مثل کے برابر۔ مالکؒ،
ان کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان بن عفان کے پاس ایک عورت
لائی گئی جس نے چھ مہینے میں (یعنی نکاح سے چھ ماہ بعد) بچہ جنا
تو اُس کے لئے انہوں نے حکم دیا کہ اسکو رجم کیا جائے تو اُن سے علی رضہ
بن ابی طالب نے کہا کہ اس عورت پر رجم نہیں ہے۔ اللہ تبارک
وتعالیٰ اپنی کتاب میں فرمایا ہے وَحَمْلُهُ الخ یعنی اُس کا حمل اور
دودھ پلانا تیس مہینے ہیں اور فرمایا وَالْوَالِدٰتُ الخ یعنی اور
بچے جننے والی عورتیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ
پلائیں یہ مدت اس کے لئے ہے جو کوئی شیر خوارگی کی تکمیل
کرنا چاہے (۲:۲۳۳) تو حمل چھ مہینہ کی مدت کا ہوا تو اس
پر رجم نہیں ہوگا۔ تو عثمانؓ نے اُس کے پیچھے آدمی کو بھیجا
مگر اُس نے دیکھا کہ وہ سنگسار کی جا چکی ہے۔ مالکؒ،
عبداللہ بن ابی بکر سے وہ اپنے باپ سے وہ عمرہ بنت
عبدالرحمن سے کہ عثمانؓ کے زمانہ میں ایک چور نے لیموں
چرائے۔ تو عثمانؓ نے ان کی قیمت کا اندازہ کرایا تو تین درہم
کا اندازہ کیا گیا اُس سکہ کے حساب سے جس کا ایک دینار
بارہ درہم کا ہے۔ تو عثمانؓ نے اُس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ مالکؒ،
اپنے چچا ابو سہیل بن مالک سے وہ اپنے باپ سے کہ
انہوں نے عثمان بن عفان سے سُنا اور وہ خطبہ دے رہے
تھے کہ ایسی لونڈیوں کو جن کا کوئی مخصوص کام نہیں معینہ
مزدوری کی تکلیف نہ دو (کہ یومیہ اتنا لاکر دینا ہوگا) کیونکہ
جب تم اُن کو اُس کی تکلیف دوگے تو وہ کمائی کا ذریعہ
اپنی فرج کو بنائیں گی۔ اور چھوٹے لڑکے کو بھی کسب کی
تکلیف نہ دو کیونکہ وہ جب نہیں پائے گا تو چوری کرے گا۔
اور حرام سے بچو جب کہ اللہ نے تم کو غنی کر دیا ہے اور ایسا

عن امہ ابی سہیل بن مالک عن
ابیہ انہ سمع عثمان بن عفان و
ہو یخطب و ہو یقول لا تکلفوا الامۃ
غیر ذات الصنعۃ الکسب فانکم متی کلفتموہا
ذلک کسبت بفرجہا ولا تکلفوا الصغیر
الکسب فانہ اذا لم یجد سرق وعفوا
اذا اعفکم اللہ وعلیکم من المطاعم بما
طاب منہا. وبسیاری از سنن بسبب
عمل او درمیان مسلمین رواج یافت
فی الریاض عن عبد الرحمن بن یزید
قال افضت مع ابن مسعود من عرفۃ
فلما جاء المزدلفۃ صلی المغرب والعشاء
کل واحدۃ منہما باذان واقامۃ وجعل
بینہما العشاء ثم نام قال فلما قال قائل
طلع الفجر صلی الفجر ثم قال ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ان ہاتین الصلوتین اخرتا عن
وقتہما فی ہذا المکان المغرب
والعشاء فان الناس لا یاتون
ہہنا حتی یعتموا واما الفجر فہذا الحین
ثم وقف فلما اسفر قال ان اصاب
امیر المؤمنین السنۃ دفع قال فما
فرغ عبد اللہ حتی دفع. وعن ابی
سریح الخزاعی قال کسفت الشمس
فی عہد عثمان وبالمدینۃ عبد اللہ

کھانا لازم جانو جو پاکیزہ (یعنی وجہ حلال سے) ہو۔ اور بہت سی
سنتوں نے اُن کے عمل کی بدولت مسلمانوں میں رواج پایا۔
ریاض میں عبد الرحمن بن یزید سے مروی ہے کہا کہ میں ابن
مسعود کے ساتھ عرفہ سے لوٹا۔ پھر جب مزدلفہ آگیا تو
مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی دونوں میں سے ہر ایک کے
لئے اذان اور تکبیر کہی گئی اور دونوں کے درمیان رات کے
کھانے کو رکھا۔ پھر سو گئے۔ کہا کہ پھر جب ایک کہنے والے
نے کہا کہ فجر طلوع ہو گئی تو فجر کی نماز پڑھی۔ پھر کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں نمازیں اپنے
وقتوں سے مؤخر کر دی گئی ہیں اس مقام میں یعنی مغرب
اور عشاء کیونکہ لوگ یہاں نہیں پہنچتے یہاں تک کہ اندھیرے
میں داخل ہو جاتے ہیں۔ رہی فجر تو وہ اس وقت ادا ہو گی۔
پھر ٹھہرے۔ جب روشنی پھیل گئی کہا کہ اگر امیر المومنین
(یعنی عثمانؓ) نے سنت پر عمل کیا تو چل پڑیں گے تو عبد اللہ
بن مسعود (اپنی بات سے) فارغ نہیں ہوئے تھے کہ امیر المومنین
چل پڑے۔ اور ابو سریح خزاعی سے مروی ہے کہا کہ سورج
گرہن ہوا عثمانؓ کے زمانہ میں اور مدینہ میں عبد اللہ
بن مسعود موجود تھے۔ کہا تو عثمانؓ نکلے اور لوگوں کو یہ نماز
پڑھائی دو رکعتیں اور ہر رکعت میں دو سجدے کئے۔ کہا کہ
پھر واپس ہوئے اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور
عبد اللہ بن مسعود حجرۂ عائشہ کی طرف بیٹھ گئے اور ہم
اُن کی طرف بیٹھے تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنے کا
حکم دیا کرتے تھے تو جب تم کسوف کو دیکھو کہ اُن پر آپڑا ہے
تو نماز میں مشغول ہو جاؤ۔ تو یہ کیفیت اگر وہی ہوئی جس کا

بن مسعود قال فخرج عثمان فصلے
بالناس تلک الصلوٰۃ رکعتین و
سجد سجدتین فی کل رکعۃ قال
ثم انصرف و دخل دارہ و جلس
عبداللہ الی حجرۃ عائشۃ و جلسنا
الیہ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان یأمر بالصلوٰۃ عند
کسوف الشمس والقمر فاذا رأیتموہ
قد اصابہما فافزعوا الی الصلوٰۃ
فانہا ان کانت التی تحذرون کانت
وانتم علی غیر غفلۃ وان لم تکن
کنتم قد اصبتم خیرا واکتسبتموہ
خرجہما احمد واما فتوحیکہ در زمان
ذی النورین واقع شد پس دو قسم
است قسمی آنکہ بعد وفات حضرت
فاروق اعظم بعض بلدان عہد خود
را نقض نمودند حضرت ذی النورین
در تجدید فتح آن بلاد سعی بلیغ
بتقدیم رسانیدند مانند قتال
مرتدین در اول زمان حضرت صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ - ازانجملہ اہل ہمدان
نقض عہد نمودند بر دست مغیرۃ
بن شعبہ فتح آن مجدد شد و اہل
ری مخالفت را پیش آوردند
باہتمام ابوموسے اشعری و براء بن

تمھیں اندیشہ ہوتا ہے (یعنی قیامت) تو وہ ایسی حالت میں
آئے گی کہ تم غفلت میں نہیں ہو گے اور اگر وہ نہ ہوئی تو پھر بھی
تم نے نیک کام کیا اور خیر کے اکتساب میں مشغول ہوئے۔
دونوں روایتوں کو احمد نے نقل کیا۔ اب ان فتوحات کا
حال بیان کیا جاتا ہے جو ذوالنورین کے زمانہ میں واقع ہوئیں
تو وہ دو قسم کی ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم
کی وفات کے بعد بعض شہروں نے اپنا عہد توڑ دیا۔
حضرت ذی النورین نے ان شہروں کے دوبارہ فتح کرنے
میں کامیاب کوششیں فرمائیں جیسا کہ حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ نے اول زمانہ میں مرتدین کے ساتھ
قتال میں فرمائی تھیں۔ ان میں سے یہ کہ اہل ہمدان نے اپنے
عہد کو توڑا تو وہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ پر دوبارہ
فتح ہوا۔ اور اہل رَے نے بدرائی اختیار کی (یعنی بغاوت
کی) تو ابوموسیٰ اشعری اور براء بن عازب کے اہتمام
سے پھر حدود اسلامیہ میں داخل ہوئے۔ اور اہل اسکندریہ
نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا تو عمرو بن العاص کی سعی سے
ان کا جھنڈا سرنگوں ہوا اور آذربیجان نے بے وفائی اور
عہد کی خلاف ورزی کی تو ولید بن عقبہ نے ان کا ناطقہ
تنگ کر دیا اور صلح پر مجبور کر دیا۔ اور اسی طرح بعض شہر
آذربیجان کے قریب مفتوح ہوئے۔ اور آپ نے
ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ کو آرمینیہ کی طرف
بھیجا جو کہ ان شہروں سے بیشمار اموال غنیمت لائے۔
اور عثمان بن ابی العاص کو شہر گازرون اور اس کے نواحی
میں روانہ کیا اور انہوں نے ان علاقوں کو بطریق مصالحت
فتح کیا۔ عثمان بن ابی العاص نے وہاں سے ہرم بن

عازب باز در حوزۂ اسلام درآمدند
داخل اسکندریہ رایت خلاف
نصب کردند یعنی عمرو بن العاص
رایت ایشان منکوس گشت۔ و
آذربیجان پا از حد وفا بعہد بیرون
نہادند ولید بن عقبہ کار بر ایشان
تنگ ساخت و مضطر بصلح گردانید
و دران میان بعضی مواضع قریبۂ آذربیجان
نیز مفتوح گشت۔ و ولید بن عقبہ
وسلمان بن ربیعہ را بطرف ارمینیہ
فرستاد ازان بلاد غنائم بے حساب آوردند
و عثمان بن ابی العاص را بشہر کازرون
و نواحی آن روان فرمود وی آن نواحی
را بطریق مصالحہ فتح کرد۔ عثمان بن
ابی العاص ازانجا ہرم بن حیان را
بجانب وز سفید روان ساخت و
باندک فرصتی بآن ہمہ رزانت کہ
داشت مفتوح شد۔ اما قسم ثانی ازان
جملہ است فتح افریقیہ بر دست
عبداللہ بن سعد بن ابی سرح
امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ
عبداللہ بن سعد را بجہت ہمیں
فتوح امارت مصر تفویض فرمود و
خمس الخمس غنائمی کہ بسعی او حاصل
شود تنفیل نمود۔ و حاکم افریقیہ دران

حبان کو دژ سفید کی جانب روانہ کیا اور یہ مقام باوجود
وہاں کے لوگوں کے تدبّر کے جو وہ لوگ رکھتے تھے
تھوڑے وقت میں مفتوح ہوگیا۔ رہی دوسری قسم تو اُن
میں سے افریقیہ کی فتح ہے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح
کے ہاتھ پر۔ امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ
کو انھیں فتوحات کے لئے مصر کی امارت عطا فرمائی تھی
اور ان غنیمتوں میں سے جو اس کی سعی سے حاصل
ہوں پانچویں حصّے کا پانچواں حصّہ اُس کو عطا فرمایا۔ اُن ایام
میں قیصر روم کی طرف سے افریقیہ کا حاکم جرجیر نام
کا ایک شخص تھا۔ طرابلس سے طنجہ کی حدود تک کا
علاقہ اس کی حکومت کے ماتحت تھا۔ اُس کے دماغ
میں فرعونیت کا جوش پیدا ہوا تو اُس نے تقریبًا
ایک لاکھ بیس ہزار سوار جمع کر لئے۔ امیر المؤمنین
عثمان رضہ نے ایک لشکر عظیم جس میں اشراف صحابہ
مثل عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر کی ایک
جمعیت شریک تھی مرتب کر کے عبداللہ بن سعد کی کمک
کے طور پر بھیجا۔ اس نے بھی غازیان مصر کو جمع کر کے
ایک لشکر آراستہ کر لیا تھا۔ یہ سب ہیئتِ اجتماعیہ
کے ساتھ افریقیہ کی جانب روانہ ہوگئے۔ چالیس
دن تک فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی صبح
سے آدھے دن تک جنگ میں مشغول رہتے تھے
اس کے بعد ہر ایک اپنے لشکر کی طرف لوٹ جاتا تھا۔
امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضہ نے باوجودیکہ مسلمانوں
کے شہروں سے میدان قتال بڑی مسافت پر تھا،
اُس کو ملاحظہ فرماکر عبداللہ بن زبیر کو ایک بڑی

ایام از قبل قیصر روم شخصی جرجیر
نام بود از طرابلس تا حدودِ طنجہ
در تحت حکومت او مندرج شدہ
دماغ تفرعن بر افراشتہ نزدیک
بصد وبیست ہزار سوار جمع ساخت
امیر المؤمنین عثمان لشکری انبوہ کہ
طائفہ از اشراف صحابہ مثل عبد اللہ
بن عباس وعبد اللہ بن عمر دران
جمعیت بودند مرتب نمودہ بکمک
عبد اللہ بن سعد فرستاد او نیز جندی
عظیم از غزاۃ مصر بہم آراست ہمہ
بہیئت اجتماعیہ بجانب افریقیہ روان
شدند مدت چہل روز مابین الفریقین
محاربہ واقع شد از صباح تا نصف
النہار بمقاتلہ مشغول می بودند بعد ازان
ہریکی بمعسکر خود مراجعت می نمود
امیر المومنین عثمان بن عفان بعد
مسافت موضع قتال از بلاد مسلمین
ملاحظہ فرمودہ عبد اللہ بن زبیر را
با جمعی کثیر بمدد فرستادہ بود ایشان
بتعجیل تمام طے منازل نمودہ باندک
فرصتے بمحل قتال رسیدند اتفاقا
در وقت رسیدن ایشان چہل روز
درین مکابدہ گذشتہ بود مسلمانان
از نہایت فرح تکبیر گفتند وشادمانی

جماعت کے ساتھ مدد کے طور پر بھیجا۔ یہ لوگ بڑی
عجلت کے ساتھ منزلیں قطع کرتے ہوئے تھوڑے
عرصہ میں میدانِ جنگ میں پہنچ گئے۔ اتفاقاً اُن
لوگوں کے پہنچنے کے وقت تک چالیس دن اس جانفشانی
میں گذر گئے تھے۔ مسلمانوں نے نہایت خوش ہوکر
تکبیر کہی اور بہت مسرور ہوئے۔ عبد اللہ بن زبیر نے
لشکرِ اسلام کے درمیان عبد اللہ بن سعد کو نہ دیکھا
تو اس کا حال لوگوں سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ جرجیر
نے اپنے لشکر میں یہ منادی کرائی ہے کہ جو شخص ابن
ابی سرح کا سر اُس کے پاس لائے گا اُس کو ایک
لاکھ دینار زرِ سرخ دے گا اور اُس سے اپنی بیٹی کی شادی
بھی کر دے گا۔ اس سبب سے اُس پر خوف غالب
آگیا ہے اور وہ مخفی ہوگیا۔ عبد اللہ بن زبیر نے اس
کو مشورہ دیا کہ آپ بھی اپنے لشکر میں منادی
کرا دیں کہ جو شخص تمہارے پاس جرجیر کا سر لائے
گا اُس کو اس لشکر کے اموالِ غنیمت میں سے ایک لاکھ
دینار زرِ سرخ اُس کو دیں گے اور جرجیر کی لڑکی بھی اُس
کو عطا کر دی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اُس کا
اثر یہ ہوا کہ جرجیر کے میدان میں ثابت قدم رہنے
میں تزلزل واقع ہوگیا اس کے بعد سے ہنگامۂ کارزار
کے وقت جرجیر لشکر کے پیچھے معرکۂ جنگ سے دور
ٹھہرنے لگا پھر ابن الزبیر کے مشورے سے ابن ابی سرح نے ایک
جماعت کو اچھی طرح مسلح کر کے خیموں میں بٹھا دیا
اور خود قتال انتہائی جدوجہد کے ساتھ جاری رکھا
اور نصف دن گذر جانے پر بھی نہ چھوڑا کہ دشمن اپنے

بسیار نمودند عبداللہ بن زبیر درمیان
لشکر اسلام عبداللہ بن سعد را
ندید تفحصِ حالِ او کرد گفتند جرجیر
در لشکرِ خود منادی دادہ کہ ہر کہ سر ابن
ابی سرح بنزدِ وی آرد صد ہزار
دینارِ زرِ سرخ اورا بدہد و دختر
خود را در حبالۂ عقدِ او در آرد ازین
سبب خوف بروی مستولی شدہ
و مختفی گشتہ عبداللہ بن الزبیر مشورت
داد کہ تو نیز در لشکرِ خود منادی فرما کہ
ہر کس کہ سر جرجیر پیشِ تو آرد
صد ہزار دینارِ زرِ سرخ از
غنیمتِ آن لشکر باو دہی و دخترِ جرجیر
را بوی تنفیل نمائی ہمچنان کردند تا
در بنارہ مُصابرت جرجیر تزلزلِ
قوی افتاد بعد ازان ہنگام مقاتلہ
در عقبِ لشکر دور از معرکہ می ایستاد
باز بمشورۂ ابن الزبیر جماعتی را مسلح
و مکمل ساختہ در خیام نشاندند و
خود در قتال دادِ جدِّ بلیغ دادند و در
نصف النہار ہم نگذاشتند کہ اعدا
بخیام خود رجوع کنند تا ہر دو فریق
کاہیدہ و رنگ رو باختہ وقت
شام بازگشتند آن جماعۂ مترصدہ
از خیام برآمدہ ناگاہ در حالتِ غفلت

خیموں کی طرف رجوع کریں یہاں تک کہ دونوں فریق
جب کہ تھک کر چور ہوگئے اور چہروں کا رنگ اُڑ
گیا شام کے وقت لوٹتے۔ اب وہ جماعت جو تاک میں
لگی ہوئی تھی (اور تازہ دم تھی) خیموں سے نکلی اور اچانک
غفلت کی حالت میں اُن ملعونوں پر ٹوٹ پڑی اور اُن
پر کلیۃً شکست آپڑی۔ جرجیر عبداللہ بن زبیر
کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ اُسی وقت شہر سُبیطلہ
پر جو افریقیہ کا مدار علیہ تھا اس لشکر اسلام نے
نزول کیا اور اس کو بھی تھوڑے عرصہ میں فتح کرلیا
اور تمام اہل افریقیہ مصالحت کے ساتھ پیش آئے
کہتے ہیں کہ اُس جنگ کے اموال غنیمت میں سوار کا
حصہ تین ہزار دینار اور پیدل کا حصہ ایک ہزار
دینار تھا۔ اور جرجیر کی بیٹی اور مال کی بڑی مقدار
بموجب وعدہ عبداللہ بن زبیر کو دی گئی۔ اور اس
معرکہ کو حَرْبُ العَبَادِلَہ[1] کہتے ہیں کیونکہ
لشکر کے قلب پر امیر عبداللہ بن سعد بن ابی
سرح تھا اور میمنہ پر عبداللہ بن عمر اور میسرہ
پر عبداللہ بن زبیر اور مقدمہ پر عبداللہ بن
عباس۔ افریقیہ کی فتح کے بعد ابن ابی سرح نے
عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع
ابن عبدالقیس کو مغرب کی طرف بھیجا، وہاں جنگ
کے شعلے بھڑکتے اور قتال شدید کے بعد کفار کو
شکست ہوئی۔ امیر المومنین نے اندلس کی امارت
عبداللہ بن نافع بن الحصین کو دے دی اور اس
کے بعد سے اسلام زمین مغرب میں داخل ہوا

[1] العبادلہ جمع ہے عبداللہ کی ۱۲

بران ملاعین تاختند وشکست کلی برایشان افتاد و
جرجیر بدست ابن الزبیر مقتول شد آنگاه بر شہر
شبیطلہ کہ قاعدۂ افریقیہ بود نزول کردند و آن را
نیز باندک زمانی مفتوح ساختند وجمیع اہل افریقیہ
بمصالحہ پیش آمدند گویند سہم فارس درانجا
سہ ہزار دینار وسہم راجل ہزار دینار بود و
دختر جرجیر ومال خطیر بموجب وعدہ بعبداللہ
ابن الزبیر دادند و این معرکہ را حرب العبادلہ
میگویند کہ صاحب قلب عبداللہ بن سعد
ابن ابی سرح بود و برمیمنہ عبداللہ بن عمر وبرمیسرہ
عبداللہ بن الزبیر و برمقدمہ عبداللہ بن عباس
بعد فتح افریقیہ ابن ابی سرح عبداللہ
ابن نافع بن حصین وعبداللہ بن نافع
ابن عبد القیس را بجانب مغرب فرستاد
آنجا بعد اصطلای نائرۂ حرب وشدت
قتال ہزیمت برکفار افتاد امیر المؤمنین
ایالت اندلس بعبداللہ بن نافع
ابن الحصین داد وازان باز اسلام
درمغرب زمین داخل شد۔ وازانجملہ
فتح جزیرۂ قبرس وحول آن معاویہ
ابن ابی سفیان بعرض امیر المؤمنین
عثمان رسانید کہ بر سواحل بحر روم
قری وامصار متصل است کہ وصول
بآن بلاد ازراہ دریا تواند شد اگر
اجازت باشد ازراہ بحر بر سر آن مردم
لشکرکشیم وسابق چندین بار ہمیں
مدعا را بعرض حضرت فاروق رسانیدہ
بود بملاحظۂ خطر دریا وعدم اطلاع

اور ان میں سے ہے جزیرہ قبرس اور اس کے گرد وپیش
کا علاقہ۔ معاویہ بن ابی سفیان نے امیر المومنین عثمانؓ کی
خدمت میں یہ اطلاع پہنچائی کہ بحیرۂ روم کے ساحلوں
کے اوپر بہت سے قریات اور شہر ملتے چلے گئے
ہیں ان شہروں تک پہنچنا دریا کے راستہ سے ہو
سکتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو وہاں کے لوگوں پر دریائی
راستہ سے ہم لشکرکشی کر دیں۔ وہ پہلے بھی چند
بار اس تجویز کو حضرت فاروقؓ کی خدمت میں پیش کر
چکے تھے اور آپ نے دریا کے خطرات کے پیش نظر
اور ان ساحلی مقامات کے لشکروں کا علم نہ ہونے
کی وجہ سے اور ابھی تک قیصر روم کی شوکت بھی
باقی تھی اجازت نہیں دی تھی۔ اس زمانہ میں حضرت
ذی النورین اس رائے سے متفق ہو گئے اور آپ
نے اس سفر کی اجازت دے دی اور یہ لکھ کر بھیجا
کہ اس سفر میں تم لوگوں کا انتخاب نہ کرنا اور نہ قرعہ
اندازی کرنا، بلکہ لوگوں کو اختیار دے دینا کہ جو شخص
اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ جانا چاہے جائے
معاویہ بن ابی سفیان نے جب اجازت حاصل
کر لی تو ایک بھاری لشکر مرتب کر کے ان شہروں
کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور ابو ذر غفاریؓ اور عبادہ
ابن الصامت اور ان کی زوجہ ام حرامؓ اور
ان کے علاوہ دیگر اصحاب اس لشکر میں شامل
ہوئے تھے۔ سب سے پہلے بحری سفر میں چند کشتیاں ملیں
جو ان ہدایا اور تحفوں سے بھری ہوئی تھیں جو
کہ جزیرۂ قبرص کے حاکم کی طرف سے قسطنطین بن

برجنود آن سواحل وہنوز شوکت قیصر
باقی بود فاروق اعظم اجازت نداده
درخلافت ذی النورین را این رای
موافق افتاد و اجازت آن داد و نوشته
فرستاد کہ درین سفر مردم انتخاب نکنی و
قرعہ نہ اندازی بلکہ ایشان را مخیر گردانے
ہر کہ بطوع ہمراہ تو برود و برود و معاویۃ
بن ابی سفیان چون رخصت حاصل کرد
لشکر ی گران ترتیب داده متوجہ آشوب
گشت وابوذر غفاری وعبادۃ بن الصامت
وزوجۂ او اُمِّ حرام و غیر ایشان از صحابہ
درین لشکر بودند نخست در اثنای بحر بازورقی
چند مملو از ہدایا و تحف کہ از جانب
حاکم جزیرۂ قبرس بطرف قسطنطین
بن ہرقل می رفت ملاقی شد آن ہمہ را
در حوزۂ تصرف در آوردند القصہ مسلمانان
دران غزوه درمیان بحر و بر پنجاه معرکہ
محاربہ کردند و کار پیش بردند و سبایا
بسیار بدست اہل اسلام افتاد و
آخر ہا بر مبلغی خطیر کہ ہر سال بہ بیت المال
فرستند مصالحہ واقع شد و بعد فتح جزیرۂ
قبرس جزیرۂ رودس را فتح کردند
وغنائم وسبایائے این جزیره با جزیرۂ سابقہ
در مساوات میزد بعد ازان سالم و غانم
رجوع کردند و اخماس بامیر المؤمنین روان

ہرقل کے پاس جا رہی تھیں اُن سب کو اپنے قبضہ اور تصرف
میں لے لیا گیا۔ القصہ مسلمانوں نے اس غزوہ میں دریا اور خشکی میں
پچاس معرکے سر کئے اور کام آگے بڑھایا اور اہل اسلام کے ہاتھوں
میں بہت سے قیدی آئے۔ آخر کش ایک بڑی رقم پر مصالحت ہو
گئی کہ وہ ہر سال بیت المال میں بھیجتے رہیں۔ اور جزیرہ قبرس کے
فتح ہونے کے بعد جزیرۂ روڈس کو فتح کیا اور اس جزیرہ کے اموالِ
غنیمت اور قیدی جزیرہ سابقہ سے کم نہیں تھے۔ اس کے بعد سلامتی
اور اموالِ غنیمت کے ساتھ لشکر کے لوگ واپس ہوئے اور امیر المؤمنین کو غنائم
کے خمس (یعنی پانچویں حصے) روانہ کئے۔ اور اس سفر کی اجازت مرضیات
الٰہیہ میں سے تھی جو کہ ذی النورین کے لئے ذخیرہ کر کے رکھی گئی تھی۔
ایک مقررہ ضابطۂ قدرت کے بموجب ع مدتے بایست تا خون
شیر شد۔ (خون کا دودھ بننے کے لئے ایک مدت چاہئے) اس
کا اب ظہور ہوا۔ یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ سفر مرضیات الٰہیہ
میں سے تھا۔ بخاری نے انس بن مالک سے روایت کیا انہوں نے
کہا کہ مجھ سے اُمِّ حرام نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن
اس کے گھر میں قیلولہ کیا پھر ایسی حالت میں جاگے کہ ہنس رہے تھے
میں نے کہا یا رسول اللہ کس چیز سے آپ ہنسے۔ فرمایا کہ اپنی امت میں
سے ایک قوم مجھے اچھی لگی جو دریا میں اس طرح سوار ہوں گے جس طرح
بادشاہ تختوں پر بیٹھتے ہیں تو میں نے کہا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ سے
دُعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو فرمایا کہ تو ان ہی میں
سے ہے۔ پھر سو گئے، پھر ہنستے ہوئے جاگے پھر مثل اُس کے دُوبارہ
تین مرتبہ فرمایا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجئے اللہ سے کہ وہ مجھے
ان میں سے کر دے تو آپ فرماتے تھے کہ تو پہلوں میں سے ہے
اُس کے بعد اُمِّ حرام سے نکاح کیا عبادہ بن الصامت نے اور وہ
اس غزوہ میں ان کو اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر جب لوٹے

ساختند و اجازت این سفر یکے از مرضیات
الٰہی بود کہ برای ذی النورین ذخیرہ نہادہ
بودند ہر چند قضیۂ ع مدتی بالیست تا خون
شیر شد ؛ مقرر است دال برآنکہ این
سفر از مرضیات الٰہی بودہ است۔ اخرج
البخاری عن انس بن مالک قال حدثتنی
امّ حرام ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
یوما فی بیتہا فاستیقظ وہو یضحک
قلت یا رسول اللہ ما یضحکک قال
عجبت من قوم من امتی یرکبون البحر
کالملوک علی الاسرۃ فقلت یا رسول اللہ
ادع اللہ ان یجعلنی منہم فقال انت منہم
ثم نام فاستیقظ وہو یضحک فقال مثل
ذلک مرتین او ثلثا قلت یا رسول اللہ
ادع اللہ ان یجعلنی منہم فیقول انت من
الاولین فتزوج بہا عبادۃ بن الصامت
فخرج بہا الی الغزو فلما رجعت قربت
دابۃ لترکبہا فوقعت فاندقت عنقہا
واخرج البخاری ایضا عن عمیر بن الاسود
العنسی عن ام حرام رضی اللہ عنہا انہا
سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول
جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا
قالت ام حرام قلت یا رسول اللہ انا فیہم
قال انت فیہم قالت ثم قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی یغزون

گئیں تو جانور کو اپنے قریب کیا تاکہ اس پر سوار ہوں پھر گر پڑیں
جس سے اُن کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور بخاری نے ہی روایت کی عمیر
بن اسود عنسی سے وہ امّ حرام رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرمایا کہ پہلا لشکر میری امت میں سے ایسا ہوگا
جس کے لوگ دریا میں جہاد کریں گے انہوں نے واجب کر لیا یعنی
ایسا عمل کیا جو موجب جنت ہے، امّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول
اللہ میں اُن میں سے بن جاؤں۔ کہا کہ تو ان ہی میں سے ہے۔ کہا کہ پھر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پہلا لشکر میری امّت میں سے
ایسا ہوگا کہ اس کے لوگ جہاد کریں گے قیصر کے شہر پر؛ اُن کی مغفرت
کردی جائے گی تو میں نے کہا کہ کیا میں بھی اُن میں ہوں گی یا رسول
اللہ؟ کہا کہ نہیں۔ اور اُن میں سے فارس اور خراسان کی فتح ہے
عبد اللہ بن عامر بن کریز کے ہاتھ پر۔ جب اہل بصرہ نے ابو موسیٰ
اشعری کے متعلق شکایتیں کیں تو امیر المومنین عثمان نے اُن کو معزول
کیا اور عبد اللہ بن عامر کو ان کی بجائے نصب کیا۔ اوّل امیر المومنین
کو خبر پہنچی کہ اہل فارس نے عہد شکنی کی اور عبید اللہ بن عامر کو جو
اُن شہروں کے والی تھے مار ڈالا اور ایک بڑی تعداد نے مجتمع ہو کر
اصطخر کو اپنی چھاؤنی بنا لیا ہے۔ تو آپ نے عبد اللہ بن عامر کو فرمان
لکھا کہ بصرہ اور عمان کا لشکر ساتھ لے کر فارس روانہ ہو جائیں۔
القصہ حدود اصطخر میں طرفین کا مقابلہ ہوا۔ لشکر اسلام کے میمنہ پر ابو برزہ
اسلمی اور میسرہ پر معقل بن یسار گھوڑے سواروں پر عمران بن حصین
مقرر ہوئے یہ تینوں شخص شرف صحبت حاصل کئے ہوئے تھے۔
سخت جنگ کے بعد لشکر اسلام نے فتح پائی اور فارس کا لشکر بھاگ
نکلا اور قلعۂ اصطخر مفتوح ہو گیا۔ عبد اللہ بن عامر نے وہاں سے
نہایت شوکت اور وقار کے ساتھ دار اب جرد کی طرف کوچ
کیا کیونکہ ان شہروں کے لوگوں نے بھی عہد شکنی کی تھی۔ بہت آسانی

مدینۃ قیصر مغفور لہم قلت انا فیہم یا رسول اللہ قال لا - و ازآن جملہ فتح فارس و خراسان بر دست عبداللہ بن عامر بن کریز چون اہل بصرہ از ابوموسیٰ اشعری شکایت کردند امیرالمومنین عثمان او را معزول ساخت و عبداللہ بن عامر را بجای او نصب فرمود اول با امیرالمؤمنین خبر رسید کہ اہل فارس نقض عہد نمودند و عبیداللہ بن عامر والی آن بلاد را کشتند و جمعی کثیر مجتمع شدہ اصطخر را معسکر ساختند عبداللہ بن عامر را فرمان نوشت کہ با لشکر بصرہ و عمان متوجہ فارس شود القصہ در حدودِ اصطخر تلاقی فریقین واقع شد بر میمنۂ لشکر اسلام ابوبرزہ اسلمی و بر میسرہ معقل بن یسار و بر خیل عمران بن حصین و این ہر سہ کس شرف صحبت دریافتہ بودند بعد قتال عظیم لشکرِ اسلام غلبہ یافت و جیش فرس منہزم شد و قلعۂ اصطخر مفتوح گشت عبداللہ بن عامر از انجا در غایت شوکت و تمکین بدار اب جرد نہضت نمود چہ اہالی آن دیار نیز نقض عہد نمودہ بودند باسہل وجوہ فتح این ولایت میسر آمد و از انجا بشہر جُور کہ بقول بعض عبارت از فیروز آباد شیراز است و بقول بعض از اعمالِ کرمان است توجہ نمود و بعد از

کے ساتھ اس ولایت کی فتح میسر ہوگئی۔ اور وہاں سے شہر جور کی طرف توجہ کی جو کہ بقولِ بعض عبارت ہے فیروز آباد شیراز سے اور بقولِ بعض مضافات کرمان میں سے تھا، اور جنگ کے بعد فتح حاصل ہوئی. اس کے بعد پھر اصطخر کی طرف رجوع کیا کیونکہ وہاں والوں نے اس فرصت میں پھر عہد شکنی پر اقدام کیا تھا۔ اس کو محاصرہ میں لیا اور بہت سے منجنیق نصب کئے اور شدید قتال کے بعد بزور فتح کیا اور بہت سے رؤسا فارس قتل ہوئے اور فارس کے اکثر مواضع اطاعت کے ساتھ یا مجبور ہو کر فرمانبردار ہوئے. مسلمانوں نے فتوحات کی خبریں اور اموالِ غنیمت کے پانچویں حصے (خمس) دارالخلافہ میں روانہ کئے۔ ایک مدت کے بعد عبداللہ بن عامر نے غزوۂ خراسان کے لئے امیرالمومنین عثمان سے اجازت طلب کی اور امیرالمومنین نے اس عزم کی تعریف کی، وہ ایک لشکرِ عظیم مرتب کرکے کرمان کے راستے سے ولایتِ خراسان میں پہنچ گئے، راستہ میں اُن جماعتوں پر جنہوں نے عہد شکنی کی تھی مجاشع بن مسعود وغیرہ کو بھیجا تاکہ وہ ان شہروں کا محاصرہ کرلیں تاآنکہ فتح حاصل ہو اور خود خراسان کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس لشکر کے مقدمہ پر احنف بن قیس تھے، اُنہوں نے قہستان کا رُخ کیا اور اس جانب کے شہروں سے سرگرم قتال ہوئے اور ان کو اتنا عاجز کردیا کہ وہ پہاڑوں اور قلعوں میں جا گھسے۔ انجام کار مصالحت کے مقام پر آئے چھ لاکھ درہم خراج اپنے اوپر لازم کیا، وہاں سے خراسان کے قریب دیوار کے شہروں پر مثل جوین اور بیہق اور باخرز اور اسفرائن اور نسا اور ابیورد و شکر بھیجتے رہے جن میں بعض کو جنگ سے اور بعض کو صلح سے

محاربہ فتح دست داد بعد ازان باز با صطخر
رجوع نمود چہ دریں فرصت بر نقض عہد
اقدام نمودہ بودند آن را حصار کردہ ونصب
مجانیق نمودہ بعد قتال شدید عنوۃً فتح
کردند وبسیاری از رؤساء فرس مقتول
شدند واکثر مواضع فرس طوعًا یا کرہًا
بتسخیر درآمد اخبار از فتوح مع اخماس
الغنائم روانۂ دار الخلافت نمودند بعد از
مدتی عبد اللہ بن عامر استجازت امیر المومنین
عثمان نمود در غزوۂ خراسان و امیر المومنین
استحسان آن عزم فرمود لشکر گران
ترتیب دادہ از راہ کرمان بولایت خراسان
درآمد در راہ برجمعی کہ عہد شکستہ بودند
مجاشع بن مسعود وغیر آن را فرستاد
تا بمحاصرۂ آن بلاد مشغول باشند تا آنکہ
فتح میسر آید وخود بجانب خراسان متوجہ
شد وبر مقدمۂ او احنف بن قیس بود طرف
قہستان میل نمود وبا اہل آن دیار مقاتلہ در
پیش کرد وایشان را ملتجی ساخت تا آنکہ
بجبال وقلاع خزیدند آخر الامر در مقام
مصالحہ درآمدہ ششصد ہزار درہم التزام
نمودند ازانجا بہر ناحیہ از نواحی خراسان
مثل جوین وبیہق وباخرز واسفراین و
نسا وابیورد لشکر میفرستاد بعض را عنوۃً
وبعض را صلحًا مفتوح ساختند آنگاہ

فتح کیا۔ اُسی زمانہ میں حاکم طوس عبد اللہ بن عامر سے اور
شہر والوں کی وکالت کرتے ہوئے چھ لاکھ درہم مقرر
کر گیا۔ اس کے بعد انہوں نے نیشاپور پر حملہ کیا اور اس
کے حصار پر ایک مدت گذر گئی۔ آخر الامر حاکم طوس نے
نیشاپور کی نہر میں پانی پہنچنے کا راستہ بتا دیا جو زمین کے
نیچے تھا (اور شہر کی تمام ضرورتیں اس نہر سے پوری ہوتی
تھیں) اُنہوں نے اس کو بند کر دیا۔ اس سے نیشاپور والوں
نے عاجز ہو کر بدلِ صلح دس لاکھ درہم تسلیم کر لیا اور ایک
قول یہ ہے کہ یہ شہر جنگ کے بعد فتح ہوا۔ اس مقام میں ایک
مدت قیام کیا اور ایک لشکر سرخس بھیجا، جس نے اہل سرخس
کے ساتھ جنگ کر کے اُن کو عاجز کر دیا۔ انجام کار اس شرط
پر کہ سو آدمیوں کو امن دے دیں (اور معاہدہ میں یہ تخصیص
کی گئی کہ وہ کون کون لوگ ہوں گے) مصالحت واقع ہو گئی اور
حاکم سرخس نے اپنے کو سو آدمیوں میں شمار کر لیا اس قیاس
سے کہ وہ حاکم شہر ہونے کی وجہ سے اُن سو آدمیوں میں داخل
ہے اور وہ بالاولیٰ مامون ہے۔ مسلمانوں کے لشکر والوں نے
اس دلالتِ حالی کو کافی نہ سمجھتے ہوئے اُس کو قتل کر دیا۔ اور ایک
اور لشکر ہرات کی طرف روانہ کیا ہرات کے سردار نے لشکر
کے پہنچنے سے پہلے ہی آکر مصالحت کے لئے کوشش کی اور
ہرات اور اس کے مضافات کی طرف سے ایک بڑی رقم
پر معاہدہ کر لیا۔ اس کے بعد مرو کے سردار نے بھی ایک رقم
قبول کر لی۔ اس کے بعد احنف بن قیس کو جرجان اور طالقان اور فاریاب
کی طرف بھیجا۔ اُنہوں نے ان سب شہروں کو فتح کیا۔ اس
کے بعد بلخ کی طرف گئے اور مصالحت کر لی۔ اس کے بعد
عبد اللہ بن عامر سلامتی اور اموالِ غنیمت کے ساتھ واپس

مرزبان طوس نزد عبداللہ بن عامر رفت
و بوکالت اہالی آن شہر ششصد ہزار
درہم التزام نمود بعد ازان طرف نیشاپور
نہضت کرد و حصار او مدتی کشید آخر الامر
مرزبان طوس بر مجری نہر نیشاپور کہ از زیر
زمین می رفت مطلع گردانید آنرا مسدود
ساختند اہل نیشاپور عاجز آمدہ ہزار ہزار
درہم بدل صلح تسلیم نمودند و بقولے عنوۃً
مفتوح شد و دران مقام مدتے اقامت
کرد و لشکر بجانب سرخس فرستاد آن
جماعہ با اہل سرخس بجنگ درپیوستہ
آنہا را عاجز آوردند آخر باران شرط کہ
صدکس را امان دہند مصالحہ واقع شد
و مرزبان سرخس خود را دران صدکس
شمرد بگمان آنکہ او بالاولے مأمون است
اہل لشکر باین دلالت حالی اکتفا نکردہ اورا
کشتند و لشکری دیگر بجانب ہرات روان
نمود مرزبان ہرات قبل از وصول لشکر راہ
مصالحہ سپردہ بمبلغی خطیر از ہرات و توابع
آن متعہد شد بعد ازان مرزبان مرو بمبلغے
قبول کرد بعد ازان احنف بن قیس را
بجانب جرجان و طالقان و فاریاب فرستاد
آنہمہ را فتح کرد بعد ازان طرف بلخ رفت
و مصالحہ نمود۔ و بعد ازان عبداللہ بن عامر
سالم و غانم مراجعت کرد و تو آنرا بجنگ محاربہ

ہوئے۔ اور ان میں سے قسطنطین کے ساتھ بحری جنگ ہے۔[1]
جب افریقیہ پر مسلمانوں کا تسلط اور سمندر کے ساحلوں پر بھی
مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا تو اس کی رگ غیرت جوش میں آئی اور
اس نے ایک بھاری لشکر جمع کرکے سمندر کے راستہ سے
عبور کرنا چاہا تو معاویہ شام سے اور عبداللہ بن سعد بن
ابی سرح مصر سے اس کی مدافعت کے ارادے سے روانہ
ہوگئے۔ سمندر کے درمیان دونوں صفوں کی مڈبھیڑ ہوگئی تلواریں
اور خنجر چلنے لگے اور گریبان پکڑے اور گلے کاٹے جانے لگے
اور ایک عظیم مقابلہ میں ایک دوسرے سے گتھ گئے اور
رومی لشکر کا بڑا حصہ مارا جاچکا تو قسطنطین بھاگ گیا
اور اس کا خود اپنی قوم سے جھگڑا شروع ہوگیا جس
نے اس کو اس کے جہنم کی جائے قرار میں پہنچا دیا۔ اور قیصر
کے ہلاک ہونے کا جو وعدہ ہوا تھا یعنی اِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ الخ
یعنی جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر
نہ ہوگا"، ظہور میں آگیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

رہا عثمانؓ بن عفان کا طرزِ حکومت، تو جس نے سیرت کی
کتابوں کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ آپ کا انتظام حکومت
نہایت عمدہ طور پر چل رہا تھا، الا یہ کہ ایام ابتلاء میں نکتہ
چینیاں کھلم کھلا ہونے لگی تھیں اور زبان درازی شائع
ہوگئی تھی اور ہر شخص کوئی اعتراض پیش کرتا تھا چنانچہ
اس پہلو پر ہم تقریر کریں گے کیونکہ اس کی مصلحتیں مخفی
رہ گئی ہیں۔ ابوعمر نے استیعاب میں مبارک بن فضالہ سے
روایت کیا کہ میں نے حسن سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں
نے سنا عثمان سے جو خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے
کہ اے لوگوں کس بات پر تم مجھ سے ناراض رہتے

[1] اس جنگ کا نام غزوۃ الصواری ہے ۱۲

در بحر با قسطنطین چون بر افریقیہ مسلمین مستولی شدند و سواحل را انتزاع نمودند عرق غیرتش بجوشش آمد فوجے عظیم بہم آوردہ از راہ دریا عبور خواست کہ بکند معاویہ از شام و عبداللہ بن سعد بن ابی سرح از مصر بقصد مدافعت او متوجہ شدند درمیان دریا التقای صفین واقع شد بضرب سیوف و خناجر و اخذ بجوب و شق خناجر مشغول شدند مقابلۂ عظیمی بہم در پیوست و اکثر لشکر روم کشتہ شدند و قسطنطین فرار نمود و من بعد باقوم خودش نزاع افتاد بمقتل نفسش رسانیدند و وعدۂ ہلاک قیصر کہ ہلک قیصر فلا قیصر بعدہ بظہور انجامید والحمد للہ رب العالمین۔ اما جہا نبانی او پس ہر کہ تتبع کتب سیرۃ کردہ باشد بداند کہ با حسن وجوہ بودہ است الا آنکہ در ایام ابتلاء نکتہ گیری فاش شد و زبان درازی شائع گشت و ہر کسی اعتراضی پیش آورد چنانکہ تقریر خواہیم کرد از ین جہت مصالح او مستتر ماند۔ اخرج ابوعمر فی الاستیعاب عن مبارک بن فضالۃ قال سمعت الحسن یقول سمعت عثمان یخطب یقول یا ایہا الناس ما تنقمون علیّ وما من یوم الا و انتم تقسمون خیرا

ہو حالانکہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں تم مال کا حصہ نہیں پاتے اور حسن نے کہا کہ میں نے عثمان کے منادی کو یہ اعلان کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ اے لوگو! صبح کو اپنے وظائف لینے کے لئے آجاؤ۔ تو سب لوگ خوب بھر بھر کر لے جا رہے ہیں۔ اے لوگو! اپنے حصے صبح کو آ کر لے جاؤ تو صبح کو لوگ آتے ہیں اور پورا پورا حصہ لے جاتے ہیں۔ واللہ اس بات کو میرے کانوں نے سنا کہ وہ منادی کہتا ہے کہ صبح آ کر کپڑوں کے جوڑے لے جاؤ تو لوگ جوڑے لے جا رہے ہیں، اور صبح کو گھی اور شہد لے جاؤ۔ حسن نے کہا کہ عطیات پر منفعت ہوتے تھے اور خیر (مال) کثیر۔ باہمی تعلقات عمدہ تھے، زمین پر کوئی ایسا مومن نہیں تھا جو دوسرے مومن سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے محبت کرتا اور اس کی مدد کرتا تھا اور اس کی دلداری کرتا تھا۔ تو اگر انصار ترجیح پر صبر کر لیتے تو جو ان کو عطیات اور رزق مل رہا تھا اس میں وسعت کر دیتے۔ لیکن انہوں نے صبر نہ کیا اور تلواریں کھینچ لیں ایسے شخص کے ساتھ ہو کر جس نے تلوار کھینچی تھی۔ اب یہ حالت ہوگئی کہ تلوار کفار کے مقابلہ سے تو میان میں داخل ہوگئی مگر مسلمانوں پر کھینچی ہوئی ہے قیامت تک۔ پہلا حادثہ جو پیش آیا یہ تھا کہ عبید اللہ بن عمر نے اس گمان کی بنا پر کہ حضرت فاروق کے قتل میں شرکت رکھتے ہیں ضعیف الاسلام لوگوں کی ایک جماعت کو مثل ہرمزان کے اور نصاریٰ کی ایک جماعت کو مثل جفینہ کے قتل کر دیا۔ اوائل خلافت میں ہی یہ قضیہ حضرت ذی النورین کے سامنے پیش کیا گیا۔ ہر طرف پریشانی پھیل گئی حضرت ذی النورین نے اپنے خالص مال میں سے مقتول کے اولیاء

قال الحسن و شهدت منادیه ینادی یا
ایها الناس اغدوا علی اعطیاتکم
فیغدون فیاخذونها وافرة یا ایها
الناس اغدوا علی ارزاقکم فیغدون
فیاخذونها وافیة حتی واللہ لقد سمعته
اذنای یقول اغدوا علی کسوتکم فیاخذون
الحلل واغدوا علی السمن والعسل قال
الحسن الارزاق دارة والخیر کثیر وذات
بین حسن ما علی الارض مؤمن یخاف
مؤمنا الا یودّہ وینصره ویألفه فلو صبر
الانصار علی الاثرة لوسعهم ما کانوا فیه
من العطاء والرزق ولکنهم لم یصبروا
وسلّوا السیوف مع من سلّ فصار
عن الکفار مغمدا وسلط علی المسلمین
مسلولا الی یوم القیامة - اول حادثہ کہ پیش
آمد آن بود کہ عبید اللہ بن عمر بظن آنکہ
در قتل حضرت فاروق شرکتی دارند جمعی
را از ضعیف الاسلام مثل ہرمزان
وجمعی از نصارٰی مثل جفینہ بقتل آورد
در اول خلافت این قضیہ را پیش
حضرت ذی النورین مرافعہ نمودند و از
ہر طرف کشاکش افتاد حضرت ذی النورین
از خالص مال خود مبلغے باولیاء مقتول
داد و خصومت را از میان مسلمانان
کیفما اتفق فرو نشاند - در قاعدۂ عقل

کو ایک بڑی رقم ادا کر دی اور مسلمانوں کے درمیان جو
خصومت پیدا ہو گئی تھی اس کو کسی نہ کسی طرح دبا دیا۔
قاعدہ عقل میں اس سے بہتر کوئی تدبیر قابل قبول نہیں
اور جب افریقیہ کو فتح کرنے کا عزم آپ کے قلب
مبارک میں مصمم ہو گیا تو آپ نے عمرو بن العاص کو
معزول کر کے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر
کا عامل بنا دیا اور اس کو خمس کا خمس اس مال غنیمت میں
سے جو کہ اس کی کوشش سے حاصل ہوا عطا کیا۔ بعض نکتہ
چینوں نے اس واقعہ کو محل بحث قرار دیا۔ درحقیقت اس
عزل ونصب میں جو خیر اور بھلائی مضمر تھی وہ ظاہر ہے۔
افریقیہ واندلس کے سلسلہ میں جس حرکت و سعی کا اس
سے ظہور ہوا اسی کے سبب سے تو یہ فتح میسر آئی اب اس
کی بھلائی میں کیا شبہ ہوگا - اور اسی طرح ابو موسیٰ اشعری
کا معزول ہونا اور ان کے بجائے بصرہ پر عبد اللہ بن عامر
کا نصب ہونا جبکہ وہ خراسان کی فتح .... کا باعث
ہو گیا تو اس کے خیر اور بھلائی ہونے میں کیا شبہ ہو
گا۔ اور عبد الرحمٰن بن عوف کی وفات کے بعد جمع مال
کے مسئلہ میں اختلاف ہوا تو امیر المومنین نے جانب راجح
کو جس پر مسلمانوں کا اجماع ہے سامنے رکھتے ہوئے
ابوذر غفاری کو اس کے خلاف سے منع کیا۔ جب شر
اور شور بلند ہوا تو ان کو شام سے مدینہ میں طلب کر
لیا۔ جب دیکھا کہ یہ بھی فائدہ مند نہیں ہوا تو ان کو
ربذہ کی طرف روانہ کر دیا۔ اس فعل میں کونسی نامناسب
بات وقوع میں آئی - اجماعی مسئلہ وہی ہے کہ
ذی النورین نے جس سے تمسک فرمایا اور اس قسم

تدبیری بہتر ازان گل نمیکند و
چون عزم افریقیہ درخاطر مبارکش مصمم
شد عمرو بن العاص را معزول ساختہ
عبداللہ بن سعد بن ابی سرح را عامل
مصر گردانید و خمس الخمس غنیمتی کہ بسعی
او حاصل شود تنفیل نمود بعضی نکتہ گیران
این معنے را محل بحث قرار دادند
درحقیقت وجہ رشد درین عزل ونصب
ظاہر است حرکتی کہ فتح افریقیہ و
اندلس بسبب آن میسر آمد در رشد
آن کدام شبہہ خواہد بود وہمچنین عزل
ابوموسی ونصب عبداللہ بن عامر بر
بصرہ ہرگاہ منتج فتح خراسان باشد
در رشد آن چہ شبہہ خواہد بود و بعد
وفات عبدالرحمن بن عوف در مسئلہ
جمع مال اختلاف افتاد امیرالمومنین
جانب راجح را کہ مجمع علیہ مسلمین
است پیش گرفتہ ابو ذر غفاری را از
خلاف آن منع فرمود چون شر و شور
بلند شد از شام بمدینہ طلب
داشت وقتی کہ آن نیز سود مند
نیفتاد بطرف ربذہ روان ساخت ہمین
حرکت کدام خلاف ما ینبغی بوقوع آمدہ
مسئلہ مجمع علیہ ہمان است کہ ذی النورین
بان تمسک فرمود و اجلا در مثل این

ہیں جوکہ دین کے قواعد مقررہ میں رخنہ ڈال دے جلاوطن
کرنا مستبعد بات نہیں ہے۔ اور ابوذر سے مروی ہے کہ
انہوں نے عثمان رض کے پاس آنے کی اجازت مانگی انہوں
نے ان کو اجازت دے دی اور ان کے ہاتھ میں ان کی لاٹھی
تھی۔ اس کے بعد عثمان نے (کعب احبار سے) کہا اے کعب
عبدالرحمن کا انتقال ہوا اور انہوں نے (بہت) مال چھوڑا۔
تم اس میں کیا رائے رکھتے ہو۔ تو کعب نے کہا کہ اگر وہ
اس میں سے اللہ کا حق ادا کرتے تھے تو ان پر کوئی اندیشہ
نہیں۔ تو ابوذر نے اپنی لاٹھی اٹھا کر کعب پر ماری اور کہا
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
آپ فرماتے تھے میں نہیں پسند کروں گا اگر میرے پاس
اس پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں اس کو خرچ نہ کروں اور
وہ سب مجھ سے قبول کر لیا جائے کہ میرے پاس چھ اوقیہ
سونا بھی باقی رہ جائے۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں اے عثمان رض
بتاؤ کیا تم نے اس کو سنا ہے۔ تین مرتبہ کہا۔ تو عثمان رض
نے کہا ہاں۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور بخاری نے
روایت کیا زید بن وہب سے کہا کہ ربذہ میں میرا گذر
ہوا، تو دیکھتا ہوں کہ ابوذر وہاں ہیں۔ میں نے کہا اس
منزل میں آپ کس سبب سے آ گئے۔ تو انہوں نے کہا
کہ میں شام میں تھا تو میرا اور معاویہ کا اختلاف ہو گیا
اس آیت میں اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الخ یعنی جو لوگ
دبا کر رکھتے ہیں سونے اور چاندی کو اور اس کو اللہ
کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے ... آخر تک) معاویہ
نے کہا کہ یہ نازل ہوئی اہل کتاب کے بارے میں تو میں
نے کہا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے دونوں کے بارے

فتنہ کہ رخنہ در قواعد مقررۂ دین
اندازد فسیستعبد۔ وعن ابی ذرؓ
انہ استأذن علی عثمان فاذن لہ و
بیدہ عصاہ فقال عثمان یا کعب
ان عبدالرحمن توفی وترک مالاً فما ترای
فیہ فقال ان کان یصل فیہ حق اللہ
فلا بأس علیہ فرفع ابو ذر عصاہ
فضرب کعبا وقال سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول ما احب لو ان
لی ہذا الجبل ذہبا انفقہ ویتقبل منی
اذر خلفی منہ ست اواقی انشدک
باللہ یا عثمان اسمعتہ ثلث مرات قال
نعم رواہ احمد۔ واخرج البخاری عن
زید بن وہب قال مررت بالربذۃ
فاذا انا بابی ذرؓ فقلت لہ ما انزلک
منزلک ہذا قال کنت بالشام فاختلفت
انا ومعاویۃ فی الذین یکنزون الذہب
والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل
اللہ قال معاویۃ نزلت فی اہل الکتاب
فقلت نزلت فینا وفیہم فکان بینی
وبینہ فی ذلک وکتب الی عثمان
یشکونی فکتب الیّ عثمان ان اقدم
المدینۃ فقدمتہا فکثر علیّ الناس
حتی کانہم لم یرونی قبل ذلک
فذکرت ذلک لعثمان فقال لی ان شئت

میں نازل ہوئی، اس بارے میں میرے اور اس کے
درمیان جھگڑا ہوا اور اس نے عثمان کو میری شکایت
لکھی تو مجھے عثمان نے لکھا کہ مدینہ میں آجاؤ۔ تو میں مدینہ
میں آگیا۔ تو مجھ پر لوگ ٹوٹ پڑے گویا کہ انھوں نے
اس سے پہلے مجھے دیکھا ہی نہ تھا۔ تو میں نے اس کا ذکر
عثمان سے کیا تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو ربذہ
میں جاکر، تنہائی اختیار کرو اس طرح مدینہ سے قریب بھی رہوگے۔
یہ ہے وہ واقعہ جس نے مجھے اس منزل میں پہنچایا۔ اور اگر
مجھ پر ایک حبشی کو بھی امیر بنادیں تو میں سنوں گا اور
اطاعت کروں گا۔ اور بخاری نے روایت کیا احنف بن
قیس سے کہا کہ میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا
تو ایک شخص آیا جس کے سخت بال سخت کپڑے اور
سخت ہیئت تھی۔ وہ آکر ان کے سامنے کھڑا ہوا اور
سلام کیا اور بولا بشارت دے دے کنز والوں کو ایسے
پتھر کی جو تپایا جائے گا نار جہنم میں پھر ان میں سے ایک
شخص کی پستان کی گھنڈی پر رکھا جائے گا تو کندھے
کی ہڈی کے باریک سرے سے (جسم کو چھوتا ہوا) باہر
نکل آئے گا اور اس کے کندھے کی ہڈی کے سرے پر
رکھا جائے گا تو پستان کی گھنڈی سے باہر نکل آئے
گا۔ وہ شخص تڑپتا ہوگا۔ پھر پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور
(مسجد کے) ستون کے پاس جا بیٹھے اور میں ان
کے پیچھے چلتا ہوا ان کے پاس جا بیٹھا اور میں نہیں جانتا
تھا کہ یہ کون ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ میرا خیال یہ
ہے کہ جو کچھ آپ نے کہا قوم کو اس سے ناگواری ہوئی۔ کہا
کہ یہ لوگ کچھ عقل نہیں رکھتے۔ مجھ سے میرے خلیل نے

تحتیت فکنت قریبًا فذلک الذی انزلنی ہذا المنزل ولو اقرّوا علیّ حبشیًا لسمعت واطعت۔ واخرج البخاری عن الاحنف بن قیس قال جلست الی ملأ من قریش فجاء رجل خشن الشعر والثیاب والہیئۃ حتی قام علیہم فسلم ثم قال بشر الکانزین برضف یحمی علیہ فی نار جہنم ثم یوضع علی حلمۃ ثدی احدہم حتی یخرج من نغض کتفہ ویوضع علی نغض کتفہ حتی یخرج من حلمۃ ثدیہ یتزلزل ثم ولّی فجلس الی ساریۃ وتبعتہ وجلست الیہ وانا لا ادری من ہو فقلت لہ لا اری القوم الا قد کرہوا الذی قلت قال انہم لا یعقلون شیئًا قال لی خلیلی قلت ومن خلیلک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اباذر اتبصر احدًا قال فنظرت الی الشمس ما بقی من النہار وانا اری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرسلنی فی حاجۃ لہ قلت نعم قال ما احب ان لی مثل احد ذہبًا انفقہ کلہ الا ثلثۃ دنانیر وان ہؤلاء لا یعقلون انما یجمعون الدنیا قلت مالک ولاخوانک من

کہا، میں نے کہا خلیل سے آپ کس کو مراد لے رہے ہیں؟ بولے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، "اے ابوذر کیا تو اُحد کو دیکھ رہا ہے؟" کہا کہ پھر میں نے سورج کی طرف دیکھا کہ کتنا دن باقی رہا ہے اور میں یہ خیال کر رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے کسی کام کے لئے بھیجیں گے۔ میں نے کہا کہ ہاں، فرمایا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس اگر اس اُحد کے برابر سونا ہو، میں اس کل سونے کو خرچ کر دوں اور صرف تین دینار بچا لوں۔ اور یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔ یہ لوگ دنیا کو جمع کر رہے ہیں، میں نے کہا آپ کا آپ کے برادرانِ قریش سے کیا تعلق آپ تو اُن کے پاس نہیں پھٹکتے کہ اُن سے کچھ آپ کے ہاتھ آ سکے۔ بولے نہیں خدا کی قسم میں اُن سے کبھی دنیا کا سوال کروں گا نہ دین میں اُن سے کوئی استفتاء کروں گا، یہاں تک کہ اللہ سے جا ملوں۔ اور امورِ ملت کے حُسنِ انتظام میں سے یہ ہے کہ آپؓ نے روزِ جمعہ کی تیسری اذان[عہ] کا اضافہ کیا۔ بیہقی نے سائب بن یزید سے روایت کیا کہ پہلے جمعہ کی اذان اُس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر کے زمانہ میں۔ پھر جب خلافتِ عثمان کا زمانہ آیا تو لوگ بہت ہو گئے تو عثمان نے دوسری اذان کا حکم دیا تو یہ دی جانے لگی اور یہ طریقہ مستقل بن گیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسجدِ حرام کی توسیع کا حکم دیا اور چند گھر خرید کر

[عہ] اذان کو نداء کے معنی میں استعمال کیا۔ نواب تداعی (بلاوا) تو وہ ہو گئی جس کو ہم جمعہ کی اذان کہتے ہیں، جس کا اضافہ حضرت عثمان نے کیا۔ دوسری نداء خطبہ کی اذان ہے اور تیسری نداء تکبیر ہے جس سے لوگوں کو جماعت میں شرکت کے لئے پکارا جاتا ہے ۱۲۔

قریش واکثریہم وتقیب منہم قال لا واللہ لا اسألہم عن الدنیا ولا استفتیہم عن دین حتی القی اللہ۔ واز سیاست امر ملت یکی آنست کہ اذان ثالث روز جمعہ افزود۔ اخرج البیہقی عن السائب بن یزید ان الاذان کان اول الجمعۃ حین یجلس الامام علی المنبر علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلما کان خلافۃ عثمان کثر الناس فامر عثمان باذان ثان فاذن بہ فثبت الامر علی ذلک۔ و از انجملہ آنکہ امر فرمود بتوسیع مسجد الحرام وخانۂ چندی خریدہ در وی زیادت نمود جمعی فریاد برداشتند حضرت عثمان ایشان را محبوس ساخت فقیر گوید ظاہر در پیش بندہ آن است کہ این جماعہ در اول عقد بیع کردہ بودند ودر آخر بسبب رغبتی وافر کہ جانب آن بقاع دیدند برگشتند بتوقع آنکہ قیمت مضاعف گیرند امیر المومنین ازین جہت کہ عقد تمام شدہ بود سخن ایشان نشنود و امر بحبس فرمود واصلاً گمان کردہ نمی شود کہ بجبر از ایشان گرفتہ باشند و الا مقال درین باب بالا می شد واللہ اعلم بالصواب باز فرمود کہ علامات حرم را مجدد کنند

اس میں شامل کر دیئے۔ ایک جماعت نے غل غپاڑہ شروع کیا تو آپ نے اُن کو محبوس کر دیا۔ فقیر کہتا ہے کہ بندہ کے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ اس جماعت نے اوّل میں فروختگی مکانات پختہ طور پر کر لی تھی اور آخر میں یہ دیکھتے ہوئے کہ ان مکانوں کی طرف رغبت بڑھی ہوئی ہے اس توقع پر برگشتہ ہونے لگے کہ کئی گنی قیمت وصول کریں۔ امیر المومنین نے اس بناء پر کہ عقد تمام ہو چکا تھا اُن کی بات نہ سُنی اور قید کا حکم دیا۔ اور اصلاً یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ ان سے زبردستی اُن کے مکان لے لئے ورنہ اس بارے میں شور و غل (بلند ہونے والا نہیں تھا بلکہ) بہت بلند ہو جاتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پھر حکم دیا کہ حرم کی علامت کو از سرِ نو بنائیں اور جدّہ کو سمندر کا ساحل قرار دیں۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آپ نے امت کو فاروق اعظم کے قرآن پر جمع کر دیا۔ اور اس بارے میں اُن کو بڑی ہمت عطا ہوئی تھی۔ مروی ہے حماد بن سلمہ سے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جس دن عثمان کو لوگوں نے خلیفہ بنایا تھا وہ سب سے افضل تھے اور جب اُن کو لوگوں نے قتل کیا وہ اُس دن سے بھی زیادہ افضل تھے جس دن اُن کو انہوں نے خلیفہ بنایا تھا۔ اور مصحف کے بارے میں وہ ایسے تھے جیسے ابوبکر ردّت کے بارے میں تھے اور ان میں سے ایک یہ کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف کی توسیع کی اور مضبوط عمارت کے ساتھ بنوائی۔ بخاری نے روایت کیا

وجدہ را ساحل بحر مقرر نمایند - و
ازآن جملہ آنکہ امت را بر مصحف
فاروق اعظم جمع نمود و دریں باب او
را ہمتے عظیم دادہ بودند - روی عن
حماد بن سلمۃ انہ کان یقول کان
عثمان افضلھم یوم ولوہ وکان یوم
قتلوہ افضل منہ یوم ولوہ وکان
فی المصحف کابی بکر فی الردۃ - وازآن
جملہ آنکہ مسجد شریف آنحضرت را
صلے اللہ علیہ وسلم توسیع نمود و
بعمارت قوی مبتنی ساخت اخرج
البخاری عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہ ان المسجد کان علی عہد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبنیا باللبن
وسقفہ الجرید وعمدہ خشب النخل
فلم یزد فیہ ابوبکر شیئا وزاد فیہ
عمر وبناہ علی بنیانہ فی عہد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باللبن و
الجرید واعاد عمدہ خشبا ثم غیرہ
عثمان فزاد فیہ زیادۃ کثیرۃ و
بنی جدارہ بحجارۃ منقوشۃ والقصۃ
وجعل عمدہ من حجارۃ منقوشۃ
وسقفہ بالساج - واخرج البخاری عن
عبیداللہ الخولانی انہ سمع عثمان رضی اللہ
عنہ یقول عند قول الناس فیہ

عبداللہ بن عمر رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ میں مسجد اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اور اُس
کی چھت کھجور کی ڈالیاں تھیں اور اس کے ستون کھجور
کی لکڑیاں (یعنی تنے) تھے۔ پھر ابوبکر رض نے اُس میں کچھ
اضافہ نہیں کیا۔ اور عمر رض نے اُس میں زیادتی کی (یعنی
دیواروں کو بلند کیا اور چھت اونچی کی) اور اس کو اُسی
بنیاد پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں تھی اینٹوں سے اور (چھت کو) ڈالیوں سے بنایا اور
ستون (حسبِ سابق) لکڑی کے قائم کئے۔ پھر اس کو
عثمان رض نے بدلا اور اس میں بہت اضافہ کیا اور اُس
کی دیواریں ایسے پتھروں سے بنوائیں جن میں نقش
تھے اور سنگریزوں سے، اور اس کے ستون منقش
پتھر کے بنوائے اور اس کی چھت سال کی لکڑی کی
بنائی۔ اور بخاری نے روایت کیا عبیداللہ خولانی سے
کہ انہوں نے عثمان رض سے سُنا جب کہ انہوں نے مسجد
بنائی اور لوگوں نے اس پر اعتراضات کئے تو انہوں نے
فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت کچھ کہا اور میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ جس
نے مسجد بنائی (راوی) بکیر نے کہا میرا گمان یہ ہے کہ انہوں
نے کہا، وہ اس سے اللہ کی رضا طلب کرتا ہو تو
اُس کے لئے اللہ تعالیٰ ایسا ہی گھر جنت میں بنائے گا۔"

اب ہم حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کے ابتلاء کا
اور اُن اشکالات کے جوابات کا بیان کرتے ہیں جو
اہل زمانہ نے ان پر وارد کئے ہیں اور ان کارستانیوں
کی قباحت کو ظاہر کریں گے جو فاسق فاجر لوگ اُن کے

حین بنی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم اکثرتم و انی سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من بنی مسجدًا قال بکیر حسبت انہ قال یبتغی بہ وجہ اللہ بنے اللہ لہ مثلہ فی الجنۃ۔ اما بیان ابتلای حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ و جواب اشکالاتیکہ اہل زمان ایشان بر ایشان وارد نمودند و بیان قبح صنیعے کہ فسقہ فجرہ در نفس نفیس او و در عرض او لعمل آوردند پس مسبوق است بتمہید مقدمہ و آن آن است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث مشہورۃ کہ بروایت رجال عن رجال ثابت شدہ بیان فرمودہ اند کہ در خارج بمقتضای حکمت الٰہی اختلاف بر ذی النورین واقع خواہد شد واو را خواہند کشت و وی دران حادثہ بر حق خواہد بود و مخالفان او بر باطل و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم این مضمون را باوضح وجوہ ارشاد فرمودند تا آنکہ حجت تکلیف بآن معنی قائم شد و ہیچ مخالفی را در حکم اللہ عذر جہالت نماند بعد این ہمہ تصریح اگر چیزی واقع شد دامن ذی النورین را

پاکیزہ نفس اور ان کی آبرو کے خلاف کام میں لائے تو اس سے پہلے ایک مقدمہ کی تمہید ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مشہورہ میں جو کہ رجال از رجال کی روایت سے ثابت ہیں بیان فرمایا ہے کہ خارج میں بمقتضائے حکمت الٰہی ذی النورین پر اختلاف واقع ہوگا اور لوگ ان کو مار ڈالیں گے اور وہ اس حادثہ میں حق پر ہوں گے اور ان کے مخالف باطل پر۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کو بہت واضح صورت کے ساتھ ارشاد فرمادیا اس حد تک کہ اس معنے کے مکلف ہونے پر حجت قائم ہوگئی اور کسی مخالف کو اللہ کے حکم کے بارے میں جہالت کا عذر باقی نہیں رہا۔ اس تمام تصریح کے بعد اگر کوئی چیز واقع ہوتی تو حضرت ذی النورین کو اس نے قطعًا ملوث نہیں کیا اور برائی گھوم کر ان کے دشمنوں ہی پر عائد ہو جاتی ہے۔ تو صحیحین کی حدیث ابی موسٰے میں سے یہ جملہ عبارت صریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ عثمان کے لئے فرمایا کہ اس کے لئے کھول دو اور اس کو جنت کی بشارت دے دو اس ابتلاء پر جو اس پر پڑے گا۔ اور ابو ہریرہؓ و ابن عباس کی حدیث میں سے یہ عبارت ایک شخص کے خواب کے بارے میں جس میں اس نے ایک سائبان دیکھا تھا جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا اور ایک رسّی کو دیکھا تھا جو آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے، اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑا اور اوپر چڑھ گئے پھر ایک اور شخص نے، پھر ایک اور شخص نے پھر تیسرے پر ٹوٹ گئی۔ پھر اس کے لئے اسے جوڑا گیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

اصلا ثلوثك لناحت دوائرہ سوء
برأعداءہ او دائر گشت - فمن حدیث
ابی موسیٰ فی الصحیحین ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال فی المرۃ الثالثۃ
لعثمان افتح لہ وبشرہ بالجنۃ علی
بلوی تصیبہ - ومن حدیث ابی ہریرۃ
وابن عباس فی رؤیا رجل رأی فیہا
ظلۃ تنطف سمنا وعسلا وسببا
واصلا من السماء الی الارض فاخذ بہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلا ثم
رجل آخر ثم رجل آخر ثم انقطع
بالثالث ثم وصل لہ فعبرہ الصدیق
بما یدل علی ابتلاء الثالث - ومن
حدیث ابن عمر قال ذکر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقال
یقتل ہذا فیہا مظلوما لعثمان اخرجہ
الترمذی - ومن حدیث عائشۃ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عثمان
انہ لعل اللہ یقمصک قمیصا فان
ارادوک علی خلعہ فلا تخلعہ لہم
اخرجہ الترمذی - ومن حدیث مرۃ بن
کعب حین قام خطیب لولا حدیثا سمعتہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما قمت وذکر الفتن فقربہا فمر
رجل متقنع فی ثوب فقال ہذا یومئذ

اُس کی یہ تعبیر دی تھی جو دلالت کرتی ہے تیسرے کے ابتلاء
پر۔ اور حدیث ابن عمر میں سے یہ کہ کہا ذکر کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا پھر کہا اُس میں
یہ مظلوم ہو کر قتل کیا جائے گا۔ عثمان کے لئے فرمایا۔ اس
کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور حدیث عائشہ میں سے یہ کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان اُمید ہے کہ اللہ
تعالیٰ تم کو قمیص پہنائے گا۔ تو اگر وہ تجھ سے اُس کے اُتارنے
کا ارادہ کریں تو اُن کے لئے نہ اُتارنا اس کو ترمذی نے روایت
کیا۔ اور حدیث مُرّہ بن کعب میں سے یہ ہے "جب وہ
کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے اگر ایک حدیث نہ
ہوتی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی
ہے تو میں کھڑا نہ ہوتا اور ذکر کیا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے) فتنوں کا اور اُن کو قریب آنے والی بتایا تو ایک شخص
اُدھر سے گذرا جو ایک کپڑے میں چھپا ہوا تھا تو فرمایا کہ یہ
اُس دن ہدایت پر ہوگا تو میں اُس کی طرف روانہ ہوا،
دیکھا تو وہ عثمانؓ بن عفان تھے تو میں ان کے چہرے کے
سامنے آگیا تو میں نے کہا کہ یہ؟ فرمایا کہ ہاں! اس کو
ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح
ہے۔ اور حدیث جابر میں سے یہ کہ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تاکہ آپؐ
نماز پڑھیں تو آپؐ نے اس پر نماز نہ پڑھی تو کہا گیا یا رسول
اللہ ہم نے اس سے پہلے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے
کسی پر نماز کو ترک کر دیا ہو۔ فرمایا کہ یہ شخص عثمانؓ سے بغض
رکھتا تھا تو اللہ نے اُس کو مبغوض کر دیا اس کو ترمذی نے
روایت کیا۔ اور یوم الدار والی حدیث عثمان میں سے یہ کہ

على الهدى فقمت اليه فاذا هو
عثمان بن عفان فاقبلت عليه بوجهه
فقلت هذا فقال نعم اخرجه
الترمذى وقال هذا حديث حسن صحيح
ومن حديث جابر قال اُتى النبى
صلى الله عليه وسلم بجنازة رجل
ليصلى فلم يصل عليه فقيل يا رسول
الله ما رأيناك تركت الصلوة على
احد قبل هذا قال انه كان يبغض عثمان
فابغضه الله - اخرجه الترمذى - ومن
حديث عثمان يوم الدار ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قد عهد الىّ عهدا
وانا صابر عليه - ومن حديث كعب
بن عجرة قال ذكر رسول الله صلى الله
عليه وسلم فتنة فقربها فمر رجل
مقنع رأسه فقال رسول الله صلى
الله عليه وسلم هذا يومئذ على الهدى
فوثبت فاخذت بضبعى عثمان ثم
استقبلت الى رسول الله صلى الله عليه
فقلت هذا قال هذا - اخرجه ابن ماجة و
فى الرياض عن ابى حبيبة قال سمعت
ابا هريرة وعثمان محصور استاذن فى
الكلام فقال سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول انها ستكون فتنة
واختلاف او اختلاف وفتنة قلنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ایک عہد لے چکے ہیں
اور میں اس پر صابر ہوں۔ اور کعب بن عجرہ کی حدیث میں سے
یہ کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر
کیا اور اُس کو قریب بتایا تو ایک شخص کپڑے سے اپنا سر
چھپائے ہوئے گذرا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ یہ اُس دن ہدایت پر ہوگا۔ تو میں نے کود کر عثمان کے دونوں
بازو پکڑ لئے پھر اُن کو رسول اللہ کے سامنے لاکر کہا کہ یہ؟
فرمایا یہی! اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ریاض میں
ہے کہ مروی ہے ابو حبیبہ سے کہا کہ میں نے سُنا ابو ہریرہؓ
سے جب کہ عثمان محصور تھے۔ ابو ہریرہ نے گفتگو کی اجازت
لی پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا
فرماتے تھے کہ عنقریب ایک فتنہ اور اختلاف یا (یہ کہا کہ)
ایک اختلاف اور ایک فتنہ اُٹھے گا۔ ہم نے کہا کہ یا رسول
اللہ پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا تم پر لازم ہے کہ
امانت دار کا ساتھ دو اور اس کے ساتھیوں کا اور عثمانؓ
کی طرف اشارہ کیا۔ اور ریاض میں کعب سے مروی ہے کہا
قسم ہے اُس ذات کی کہ میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے کہ
اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب میں موجود ہے (یعنی توریت
میں) محمد اللہ کا رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوبکرؓ
صدیق ہے۔ عمرؓ فاروق ہے، عثمانؓ امین ہے تو اللہ ہی اللہ
ہے اے معاویہ اس اُمت کے امر میں۔ پھر انہوں نے دوبارہ
للکارا کہ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب میں موجود ہے۔۔ پھر تیسری
بار اس کا اعادہ کیا۔ اور ریاض میں ابو قلابہ سے مروی ہے کہا
کہ میں ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ شام کے سفر میں
تھا۔ میں نے ایک شخص کی آواز سُنی جو کہہ رہا تھا۔ ہائے خرابی!

یا رسول اللہ فما تأمرنا قال علیکم بالامین واصحابہ واشار الی عثمان۔ و فی الریاض عن کعب قال والذی نفسی بیدہ ان فی کتاب اللہ المنزل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان الامین فاللہ اللہ یا معاویۃ فی امر ہذہ الامۃ۔ ثم نادی الثانیۃ ان فی کتاب اللہ المنزل ثم اعاد الثالثۃ۔ و فی الریاض عن ابی قلابۃ قال کنت فی رفقۃ بالشام سمعت صوت رجل یقول یا ویلاہ النار فقمت الیہ واذا رجل مقطوع الیدین والرجلین من الحقوین اعمی العینین منکبا لوجہہ فسألتہ عن حالہ فقال انی کنت ممن دخل علی عثمان الدار فلما دنوت منہ صرخت زوجتہ فلطمتہا فقال مالک قطع اللہ یدیک ورجلیک واعمی عینیک وادخلک النار فاخذتنی رعدۃ عظیمۃ وخرجت ہاربا واصابنی ما تری ولم یبق من دعائہ الا النار قال فقلت لہ بعدا لک وسحقا۔ و فی الریاض عن علی بن زید بن جدعان قال قال لی سعید بن المسیب انظر الی وجہ ہذا الرجل فنظرت فاذا ہو مسود الوجہ فقلت حسبی اللہ قال ان ہذا کان

آگ۔ میں اُس کی طرف گیا، دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر سے کٹے ہوئے ہیں، دونوں آنکھوں سے اندھا ہے، اوندھے منہ پڑا ہوا ہے تو میں نے اُس سے اُس کا حال پوچھا تو اُس نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں تھا جو عثمان کے پاس گھر میں گھس کر پہنچے تھے جب میں اُن کے قریب پہنچا تو اُن کی زوجہ نے چیخ ماری۔ تو میں نے اُس کے منہ پر تھپڑ مارا تو عثمانؓ نے کہا کہ تجھے کیا ہوا، اللہ تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھا کر دے اور تجھے نار میں داخل کرے۔ تو مجھے ایک کپکپی نے پکڑ لیا۔ اور میں بھاگتا ہوا نکلا اور مجھ پر وہ بلا آپڑی جو تو دیکھ رہا ہے اور اُن کی دُعاء میں سے جو باقی رہ گئی ہے وہ صرف نار ہے۔ کہا کہ پھر میں نے اُس سے کہا کہ تجھ پر لعنت ہو اور خرابی پڑے۔ اور ریاض میں مروی ہے علی بن زید بن جُدعان سے کہا کہ مجھ سے کہا سعید بن المسیب نے کہ اس شخص کے چہرے کی طرف دیکھ۔ تو میں نے دیکھا، تو وہ ایسا تھا کہ اُس کا منہ کالا تھا۔ تو میں نے کہا حَسْبِیَ اللہ۔ ابن المسیب نے کہا کہ یہ شخص علیؓ اور عثمانؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا اور میں اس کو منع کرتا تھا مگر یہ باز نہ آتا تھا۔ تو میں نے کہا کہ یا اللہ یہ شخص ایسے دو مردوں کو گالیاں دیتا ہے جن سے جو اعمال صادر ہوئے وہ آپ جانتے ہیں۔ اے اللہ جو کچھ یہ اُن دونوں کے بارے میں کہتا ہے اگر آپ کو ناپسند ہے تو مجھے اُس میں کوئی نشانی دکھا دیجئے تو اُس کا منہ کالا ہو گیا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے۔ اور کثیر بن الصلت سے مروی ہے کہا کہ عثمان جس دن اُن کو قتل کیا گیا کچھ اونگھ گئے پھر جاگے اور کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ یہ کہنے لگیں گے کہ عثمانؓ فتنہ کی تمنا کرتا ہے تو میں اُن کو بتا دیتا۔ کہا کہ ہم نے

يَسُبُّ عَلِيًّا وَعُثْمَانَ فَكُنْتُ أَنْهَاهُ
فَلَا يَنْتَهِي فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا يَسُبُّ
الرَّجُلَيْنِ قَدْ سَبَقَ لَهُمَا مَا تَعْلَمُ اللّٰهُمَّ
اِنْ كَانَ يُسْخِطُكَ مَا يَقُوْلُ فِيْهِمَا فَأَرِنِيْ
فِيْهِ آيَةً فَاسْوَدَّ وَجْهُهُ كَمَا تَرٰى ـ وَعَنْ
كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ قَالَ اُغْفِيَ عُثْمَانُ فِي
الْيَوْمِ الَّذِيْ قُتِلَ فِيْهِ فَاسْتَيْقَظَ فَقَالَ
لَوْلَا اَنْ يَقُوْلَ النَّاسُ تَمَنّٰى عُثْمَانُ
الْفِتْنَةَ لَحَدَّثْتُكُمْ قَالَ قُلْنَا اَصْلَحَكَ
اللّٰهُ حَدِّثْنَا فَلَسْنَا نَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ
فَقَالَ اِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَنَامِيْ هٰذَا فَقَالَ اِنَّكَ
شَاهِدٌ مَعَنَا الْجُمُعَةَ، اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ
وَمِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ الْاَسَدِيِّ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَنْ نَجَا مِنْ ثَلَاثٍ فَقَدْ نَجَا قَالُوْا مَاذَا
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَوْتِيْ وَقَتْلُ خَلِيْفَةٍ مُصْطَبِرٍ
بِالْحَقِّ يُعْطِيْهِ وَمِنَ الدَّجَّالِ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ
وَصَحَّحَهُ ـ وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ
عُثْمَانَ اَصْبَحَ فَحَدَّثَ فَقَالَ اِنِّيْ رَأَيْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ
اللَّيْلَةَ فَقَالَ يَا عُثْمَانُ اَفْطِرْ عِنْدَنَا فَاَصْبَحَ
عُثْمَانُ صَائِمًا فَقُتِلَ مِنْ يَوْمِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ ـ وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کرے آپ ہم سے بیان
کر دیجئے کہ ہم تو وہ بات کہنے والے نہیں جو دوسرے لوگ کہیں
گے تو فرمایا کہ میں نے اپنی اسی سونے کی حالت میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور فرمایا کہ تو ہمارے پاس جمعہ کے
دن حاضر ہونے والا ہے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور عبد اللہ
بن حوالہ اسدی کی روایت میں ہے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے تین سے نجات
پائی بس وہ بچ نکلا۔ لوگوں نے کہا وہ کیا ہیں یا رسول اللہ! فرمایا
کہ میری موت اور ایک خلیفہ کا قتل جو حق کے ساتھ اپنی آفت پر
صبر اختیار کرنے والا ہوگا اور دجال سے۔" اس کو حاکم نے روایت
کیا اور مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ عثمانؓ نے صبح
کی اور بات کرتے ہوئے فرمایا کہ آج رات میں نے خواب میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر آپ نے فرمایا کہ اے عثمان
ہمارے پاس افطار کرنا تو عثمان صبح کو روزے دار تھے اور
اسی دن قتل کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو حاکم نے روایت
کیا۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے، کہا کہ میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
آ گئے۔ جب وہ آپ سے نزدیک ہوئے تو فرمایا اے عثمان
تو قتل کیا جائے گا اس حال میں کہ سورۂ بقرہ پڑھتا ہوا ہوگا پھر
تیرے خون کا ایک قطرہ گرے گا فسیکفیکہم اللہ کے اوپر
تجھ پر اہل مشرق اور اہل مغرب رشک کریں گے اور تیری
شفاعت قبول کی جائے گی ربیعہ اور مضر کی شمار کے حق میں اور
تو قیامت کے دن سب رسوا لوگوں کے اوپر امیر المومنین بنا
کر اٹھایا جائے گا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور مروی ہے
نعمان بن بشیر سے وہ عائشہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

وسلم اذا قبل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فلما دنا منہ قال یا عثمان تقتل و انت تقرأ سورۃ البقرۃ فتقع قطرۃ من دمک علی فسیکفیکھم اللہ یغبطک اہل المشرق و اہل المغرب و تشفع فی عدد ربیعۃ و مضر و تبعث یوم القیامۃ امیر المومنین علی کل مخذول اخرجہ الحاکم۔ وعن النعمان بن بشیر عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عثمان ان ولاک اللہ ہذا الامر یوما فاَرادک المنافقون ان تخلع قمیصک الذی قمصک اللہ فلا تخلعہ یقول ذلک ثلاث مرات قال النعمان فقلت لعائشۃ ما منعک ان تعلمی الناس ہذا قالت انسیتہ واللہ اخرجہ ابن ماجہ۔ وعن قیس بن ابی حازم عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ وددت ان عندی بعض اصحابی قلنا یا رسول اللہ الا ندعو لک ابابکر فسکت قلنا الا ندعو لک عمر فسکت قلنا الا ندعو لک عثمان قال نعم فجاء عثمان فخلا بہ فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکلمہ ووجہ عثمان یتغیر قال قیس فحدثنی ابو سہلۃ مولی عثمان ان عثمان بن عفان قال یوم الدار

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان اگر اللہ تجھے کسی دن اس امر کا والی بنائے پھر منافق لوگ تجھ سے یہ چاہیں کہ تو اس قمیص کو اتار دے جو تجھے خدا نے پہنائی ہے تو اس کو نہ اتارنا۔ اس بات کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ نعمان نے کہا کہ پھر میں نے عائشہ سے کہا کہ آپ کو کیا مانع پیش آیا کہ آپ لوگوں کو اس سے آگاہ کر دیتیں۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے یہ بات بھلا دی گئی تھی۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور قیس بن ابی حازم سے مروی ہے، وہ عائشہ سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرے بعض اصحاب موجود ہوں۔ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کے پاس ابوبکرؓ کو بلوائیں تو خاموش ہو رہے۔ ہم نے کہا کہ کیا آپ کے لئے عمرؓ کو بلوا لیا جائے۔ پھر خاموش رہے۔ ہم نے کہا کہ کیا آپ کے لئے عثمانؓ کو بلوا لیا جائے۔ فرمایا کہ ہاں۔ تو عثمان آ گئے تو ان سے تنہائی میں گفتگو کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو شروع کی اور عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا۔ کہا قیس نے پھر مجھ سے بیان کیا ابوسہلہ مولےٰ عثمان نے کہ عثمانؓ بن عفان نے یوم الدار[1] میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک خاص عہد لیا تھا اور میں اس کی طرف صبر کرنے والا ہوں اور علی نے اپنی حدیث میں "وانا صابرٌ علیہ" (اور میں اس پر قائم ہوں) کہا۔ قیس نے کہا کہ لوگ ان کو اس دن (اس صبر پر قائم) دیکھ رہے تھے۔ اس کو روایت کیا ابن ماجہ نے اور استیعاب میں ہے کہ زرارہ بن عمرو النخعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب کا قصہ بیان کیا۔ اس قصہ میں ایک بات یہ تھی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی

[1] یوم الدار سے مراد وہ دن ہے جب کہ آپ کو گھر میں محصور کر دیا گیا

ان رسولَ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم عَہِدَ الیَّ عہدًا وانا صابرٌ الیہ وقال عَلیٌّ فی حدیثہ "وانا صابرٌ علیہ" قال قیسٌ فکانوا یرونہٗ ذٰلک الیومَ اخرجہ ابن ماجۃ۔ وفی الاستیعاب عَن زرارۃ بن عمرو النخعی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رُؤیاہ فکانَ فیما قَصَّ اَنْ قال رأیتُ نارًا خرجَتْ من الارض فحالَتْ بینی وبینَ ابن لی فقال رسولُ اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم اَمَّا النّارُ فہی فتنۃٌ تکونُ بعدی قال وما الفتنۃُ یارَسُولَ اللہ قال یَقتُلُ الناسُ اِمَامَہُم ویشتجرون اشتجارَ اطباقِ الرأسِ وخالفَ بین اَصَابِعِہ دَمُ المؤمنِ عِندَ المؤمنِ اَحلٰی مِنَ الماءِ یحسبُ المُسِیْءُ انہٗ محسنٌ ان متَّ اَدرکَتْ ابنکَ وان ماتَ اِبنکَ اَدرکتکَ قال فادعُ اللہَ ان لاتدرکنی فدعا لہٗ۔ بازاعیانِ صحابہ وعظمای ایشان برطبق حدیث حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام جواب دادند تا آنکہ شبہہ نماند فمن اقوال الامام المرتضیٰ علی بن ابی طالب رضی عنہ اللہ ا اخرج الحاکم من طریق الحسن عن قیس بن عباد قال شہدتُ علیًّا

جو زمین سے نکلی اور میرے اور میرے بیٹے کے درمیان حائل ہو گئی؛ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جو آگ تو اس کی تعبیر ایک فتنہ ہے جو میرے بعد واقع ہوگا۔ زرارہ نے کہا وہ کیسا فتنہ ہوگا یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ لوگ اپنے امام کو قتل کردیں گے اور اس طرح لڑائیوں اور فتنوں میں گھس جائیں گے جیسے سر کی ہڈیاں ایک دوسری میں گھسی ہوئی ہیں اور اپنی انگلیوں کے درمیان انگلیاں ڈال کر اشارہ کیا۔ مومن کا خون مومن کے نزدیک پانی سے زیادہ خوشگوار ہوگا۔ بدکام کرنے والا گمان کرے گا کہ میں اچھا کام کرنے والا ہوں۔ اگر تو مر گیا تو وہ فتنہ تیرے بیٹے کو پکڑے گا۔ اور اگر تیرا بیٹا (تیرے سامنے) مر گیا تو تجھے پکڑے گا زرارہ نے کہا کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے نہ پکڑے۔ تو آپ نے اُس کے لئے دُعاء کی (پیغمبر برآور دو صحابہ اور ان میں کے بزرگوں نے حضرت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کے مطابق جواب دیئے یہاں تک کہ کوئی شبہہ باقی نہیں رہا۔ سو امام مرتضےٰ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اقوال میں سے یہ ہے جس کو حاکم نے بسند حسن از قیس بن عباد روایت کیا ہے۔ حسن نے کہا کہ میں علی رض کے پاس جنگ جمل کے دن موجود تھا۔ وہ ایسا کہہ رہے تھے۔ یا اللہ میں آپ کے سامنے عثمان کے خون سے اپنی براءت کا اظہار کرتا ہوں اور جس دن عثمانؓ قتل ہوئے میری عقل بیکار ہوگئی اور میرا نفس متغیر ہوگیا تھا۔ اور لوگوں نے مجھ سے بیعت کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں اُس قوم سے بیعت لوں جس نے اُس شخص کو قتل کیا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کیا میں اس سے شرم نہ کروں جس سے ملائکہ بھی شرم کرتے ہیں تو مجھے بھی

يوم الجمل يقول كذا اللّٰهم انى ابرأ
اليك من دم عثمان ولقد طاش عقلى
يوم قتل عثمان وانكرت نفسى وارادوا
على البيعة فقلت واللّٰه انى لأستحى
من اللّٰه ان ابايع قوما قتلوا رجلا
قال له رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم
الا استحى ممن تستحى منه الملائكة
فانى لأستحى من اللّٰه ان ابايع و
عثمان قتيل فى الارض لم يدفن
بعد فانصرفوا فلما دفن رجع
الناس الى فسألونى البيعة فكانما
صدع عن قلبى فقلت اللّٰهم خذ منى
لعثمان حتى ترضى۔ ومن طريق
الحاطبى عبد الرحمٰن بن محمد عن
ابيه فى قصة طويلة قال محمد بن
حاطب فقمت فقلت يا امير المؤمنين
انا قادمون المدينة والناس
سائلونا عن عثمان فما ذا نقول فيه
قال فاختصم عمار بن ياسر ومحمد بن
ابى بكر فقالا وقالا فقال لهما على يا عمار
ويا محمد تقولان ان عثمان استأثر
واساء الامرة وعاقبتم واللّٰه
فاساتم العقوبة وستقدمون على
حكم عدل يحكم بينكم ثم قال يا محمد
بن حاطب اذا قدمت المدينة

اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں لوگوں سے بیعت لوں اور عثمانؓ
زمین پر مقتول پڑے ہوئے ہوں ابھی دفن بھی نہ ہوئے
ہوں تو لوگ واپس ہو گئے پھر جب دفن کر دیئے گئے تو
پھر میرے پاس لوگ آئے اور انہوں نے مجھ سے بیعت
کا سوال کیا گویا کہ میرے قلب سے وہ صدمہ ہٹ چکا ہے
تو میں نے کہا یا اللہ آپ عثمان کا بدلا مجھ سے لے لیجئے اگر
آپ راضی ہوں، اور بسند حاطبی عبدالرحمٰن بن محمد سے جو
روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے ایک طویل قصہ میں یہ
مذکور ہے کہا محمد بن حاطب نے کہ پھر میں اٹھا اور میں نے
کہا اے امیر المومنین ہم لوگ مدینہ جانے والے ہیں
وہاں لوگ ہم سے عثمانؓ کے بارے میں پوچھیں گے،
تو ہم اس کے بارے میں کیا کہیں، یہ سن کر عمار بن یاسر اور محمد بن ابی
بکر (جو مخالفین عثمان میں سے تھے) فکر مند ہو گئے اور دونوں نے کہا جو کچھ انہیں کہنا تھا۔
پھر ان دونوں سے علی رضؓ نے کہا اے عمار اور اے محمد تم کہتے
ہو کہ عثمان نے ترجیح دی اور بری امارت کی اور تم نے ان سے
بدلہ لیا واللہ تم نے برا بدلہ لیا اور تم عنقریب ایک
حاکم عادل کے سامنے پیش ہونے والے ہو جو تمہارے
درمیان فیصلہ کرے گا۔ پھر کہا اے محمد بن حاطب جب
تو مدینہ جائے اور عثمان کے بارے میں تجھ سے پوچھا جائے تو
کہیو واللہ وہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جن کا ذکر اس
آیت میں ہے "جو ایمان لائے پھر تقویٰ اختیار کیا اور ایمان
لائے پھر تقویٰ اختیار کیا اور نیک کام کئے اور اللہ نیک کام
کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور اللہ ہی کے اوپر ایمان والوں
کو توکل کرنا چاہیئے"۔ اور ہارون بن عنترہ کی حدیث سے،
اس نے اپنے باپ سے روایت کیا کہا کہ میں نے علی

وشكلت من عثمان فقل كان والله من الذين آمنوا ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا وأحسنوا والله يحب المحسنين وعلى الله فليتوكل المؤمنين ۰ ومن حديث هارون بن عنترة عن ابيه قال رأيت عليا رضی اللہ عنہ بالخورنق وهو على سرير وعنده ابان بن عثمان فقال انى لأرجو ان اكون انا وابوك من الذين قال الله عزوجل ونزعنا ما في صدورهم من غل اخوانا على سرر متقابلين ۰ ومن طريق حصين الحارثی قال جاء علی بن ابی طالب الی زید بن ارقم رضی اللہ عنہما يعوده وعنده قوم فقال زيد أنشدك الله انت قتلت عثمان فاطرق علی ساعة ثم قال والذي فلق الحبة وبرأ النسمة ما قتلته ولا أمرت بقتله. ومن اقوال السيد المجتبى الحسن بن علی ما اخبر ابویعلی انه قام خطيبا فقال ايها الناس رأيت البارحة فی منامی عجبا رأيت الرب تعالى فوق عرشه فجاء رسول الله

رضی اللہ عنہ کو دیکھا خورنق میں اور وہ ایک تخت پر تھے اور اُن کے پاس ابان بن عثمان تھے، تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں درحقیقت یہ امید رکھتا ہوں کہ میں اور تمہارے باپ اُن لوگوں میں سے ہوں گے جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِمْ الخ (۱۵: ۴۷) "اور جو کچھ اُن کے دلوں میں کینہ تھا ہم وہ سب دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح الفت و محبت سے رہیں گے، تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے"۔ اور بسند حصین یہ مروی ہے کہا کہ علی بن ابی طالب زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اُن کی عیادت کے لئے اور اُن کے پاس لوگ موجود تھے۔ تو زید نے کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے عثمانؓ کو قتل کیا؟ تو علی رضؓ نے ایک ساعت گردن جھکائی پھر کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے بیج کو اُگانے کے لئے پھاڑا اور جانوں کو پیدا کیا میں نے عثمانؓ کو قتل نہیں کیا اور نہ اُن کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور سید برگزیدہ حسن بن علی کے اقوال میں سے حسب روایت ابویعلیٰ یہ ہے کہ وہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو میں نے رات خواب میں ایک عجیب امر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ حق تعالیٰ اپنے عرش کے اُوپر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر ابوبکر آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھا۔ پھر عمرؓ آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ ابوبکرؓ کے کندھے پر رکھا، پھر عثمانؓ آئے اور ان کا سر اُن کے ہاتھ میں تھا اور کہا اے پروردگار اپنے بندوں سے پوچھئے کہ مجھے انہوں نے کس بارے میں قتل کیا تو آسمان سے خون کے دو پرنالے جاری ہو گئے۔ راوی نے کہا کہ پھر علیؓ سے کہا گیا کہ آپ نہیں دیکھتے کہ حسن کیا بیان کر رہے ہیں۔ تو علیؓ نے کہا کہ جو کچھ دیکھا وہ اُس کو بیان کر رہے ہیں۔ اور حاکم نے روایت کیا قتادہ سے انہوں

صلی اللہ علیہ وسلم حتی قام عند قائمۃ من قوائم العرش فجاء ابوبکر فوضع یدہ علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم جاء عمر فوضع یدہ علی منکب ابی بکر ثم جاء عثمان فکان بیدہ راسہ فقال رب سل عبادک فیم قتلونی فانثعب من السماء میزابان من دم فی الارض قال فقیل لعلی الا تری ما یحدث بہ الحسن قال یحدث بما رأی واخرج الحاکم عن قتادۃ عن رجل قال رأیت الحسن بن علی رضی اللہ عنہما خرج من دار عثمان جریحا۔ ومن اقوال احد العشرۃ المبشرۃ سعید بن زید عن قیس قال سمعت سعید بن زید یقول واللہ لقد رأیتنی وان عمر موثقی علی الاسلام قبل ان یسلم ولو ان احدا ارفض للذی صنعتم لعثمان لکان رواہ البخاری۔ ومن اقوال فقیہ الامۃ عبداللہ بن مسعود وقد توفی قبل مقتل عثمان ولکنہ القی علی لسانہ اخرجہ ابوبکر عن ابی سعید مولی ابن مسعود قال قال عبداللہ واللہ لئن قتلوا عثمان لا یصیبوا منہ خلفا۔ ومن اقوال صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذیفۃ

نے ایک شخص سے اس نے کہا کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ دارِ عثمان سے اس حال میں نکلے کہ زخمی تھے۔ اور عشرۂ مبشرہ میں کے ایک یعنی سعید بن زید کے اقوال میں سے: قیس سے مروی ہے کہا کہ میں نے سعید بن زید سے سُنا کہتے تھے واللہ میں نے اپنی ذات کو دیکھا کہ عمر قبل اس کے کہ وہ اسلام لائے مجھے اسلام پر پختہ کرنے والا تھا اور اگر اُحد اپنی جگہ سے ہٹ جائے اُس فعل کی وجہ سے جو تم سے عثمانؓ کے لئے سرزد ہوا تو ہو سکتا ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور فقیہ الامت عبداللہ بن مسعود کے اقوال میں سے اور وہ حضرت عثمان کے قتل سے پہلے وفات پا چکے تھے لیکن وہ اُن کی زبان پر ڈالے گئے۔ روایت کیا ابوبکر نے ابو سعید مولیٰ ابن مسعود سے کہا کہ فرمایا عبداللہ نے خدا کی قسم اگر لوگوں نے عثمانؓ کو قتل کر دیا تو اُن کا جانشین اُن کو نہ ملے گا۔ اور صاحب سِرّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذیفہ بن الیمان کے اقوال میں سے جس کو روایت کیا ابوبکر نے جندب الخیر سے کہا کہ ہم حذیفہ کے پاس آئے جب کہ مصر کے لوگ عثمانؓ کی طرف روانہ ہو گئے تو ہم نے کہا کہ یہ لوگ اس شخص کی طرف روانہ ہو گئے اب آپ کیا کہتے ہیں فرمایا کہ یہ اُن کو قتل کر دیں گے واللہ۔ ہم نے کہا کہ پھر وہ کہاں ہوں گے کہا جنّت میں واللہ۔ کہا کہ ہم نے پوچھا کہ اُن کو قتل کرنے والے کہاں ہوں گے؟ کہا نار میں واللہ۔ اور ہر دو کتابوں (توریت و قرآن) کے عالم عبداللہ بن سلام کے اقوال میں سے جس کو ابوبکر نے روایت کیا یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے وہ اپنے باپ سے، کہا کہ اپنی تلواریں نہ کھینچو۔ واللہ اگر تم نے اُن کو کھینچ لیا تو وہ قیامت کے دن تک نیام میں نہیں جائیں گی۔ اور جس کو ابوبکر ہی نے روایت کیا بشر بن شغاف سے ایک طویل کلام میں، مروی ہے عبداللہ بن سلام سے، یاد رکھو کہ میں اُن سے

بن الیمان ما اخرجہ ابوبکر عن جندب
الخیر قال اتینا حذیفۃ حین سار
المصریون الی عثمان فقلنا ان ہؤلاء
قد ساروا الی ہذا الرجل فما
تقول قال یقتلونہ واللہ قال قلنا
فاین ہو قال فی الجنۃ واللہ قال
قلنا فاین قتلتہ قال فی النار واللہ
ومن اقوال عالم الکتابین عبداللہ بن
سلام ما اخرجہ ابوبکر عن یوسف بن
عبداللہ بن سلام عن ابیہ قال
لا تقتلوا اسیر کم فلئن سللتموہ لا تغمد
الی یوم القیامۃ وما اخرجہ ابوبکر ایضاً
عن بشر بن شغاف فی کلام طویل عن
عبداللہ بن سلام قال انا ان
قد قلت لہم لا تقتلوا عثمان دعوہ
فواللہ لئن ترکتموہ احدی عشرۃ
لیموتن علی فراشہ موتا فلم یفعلوا
وانہ لم یقتل نبی الا قتل بہ سبعون
الفا من الناس ولم یقتل خلیفۃ الا
قتل بہ خمسۃ وثلثون الفا۔ وما اخرجہ
ابوعمر فی الاستیعاب انہ قال لقد
فتح الناس علی انفسہم بقتل عثمان
باب فتنۃ لا یغلق علیہم الی قیام
الساعۃ۔ ومن اقوال زاہد الامۃ ابی
ذرؓ ما اخرجہ ابوبکر انہ قال لو امرنی

کہہ چکا ہوں کہ عثمان کو قتل نہ کرو۔ اُن کو چھوڑ دو۔ تو واللہ اگر تم نے
اُن کو چھوڑ دیا گیارہ (دن یا مہینے) تو وہ ضرور اپنے بستر پر اپنی
موت سے مر جائیں گے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا، اور حقیقت یہ
ہے کہ کوئی نبی قتل نہیں کیا گیا مگر اس کے بدلے میں لوگوں میں سے
ستر ہزار کو قتل کیا گیا۔ اور کوئی خلیفہ قتل نہیں کیا گیا مگر اس کے بدلے
میں پینتیس ہزار قتل کئے جاتے ہیں۔ اور جس کو ابوعمر نے استیعاب
میں روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے عثمان کے قتل سے
اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول لیا جو اُن پر قیامت کے قائم ہونے تک
بند نہ ہوگا۔ اور زاہد امت ابوذرؓ کے اقوال میں سے وہ قول جس
کو ابوبکر نے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ اگر مجھ کو عثمان یہ حکم دیتا
کہ میں سر کے بل چلوں تو ضرور چلتا۔ اور کاتب وحی زید بن ثابت کے
اقوال میں سے ایک وہ ہے جس کو ابوبکر نے زید بن علی سے روایت
کیا ہے۔ زید نے کہا کہ زید بن ثابت اُن لوگوں میں سے ہیں جو
یوم الدار میں عثمانؓ پر روئے تھے۔ اور اس امت کے حافظ
حدیث ابوہریرہؓ کے اقوال میں سے وہ ہے جس کو روایت کیا
ابوبکر نے محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب سے کہ ابوہریرہ
نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تم وہ باتیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے
اور بہت زیادہ روتے۔ واللہ قریش کے اس قبیلہ میں یہاں تک
واقع ہو کر رہے گا کہ کوئی شخص "کنا" کی طرف جائے گا" ابوہریرہ
نے کہا کہ "کنا" یعنی کناسہ (جھاڑی جس میں ہرن چھپ کر بیٹھتے ہیں)
تو وہاں بھی کسی قریشی کے جوتے پائے گا (جو وہاں مارا گیا ہوگا) اور
اس امت کے حبر عبداللہ بن عباس کے اقوال میں سے وہ
قول ہے جس کو ابوعمر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے، کہا کہ
عثمانؓ کے قتل پر لوگوں کا اجتماع ہو جاتا تو اُن پر اس طرح پتھر
مارے جاتے جس طرح قوم لوط پر مارے گئے تھے۔ جب اس

عثمانَ ان أمشيَ على رأسي لَمشيتُ. ومن اقوال كاتب الوحي زيد بن ثابت ما اخرجه ابوبكر عن زيد بن علي قال زيد بن ثابت من بكى على عثمانَ يوم الدار. ومن اقوال حافظ الحديث على هذه الامة ابي هريرة ما اخرجه ابوبكر عن محمد بن عبد الرحمن بن ابي ذئب قال ابو هريرة واللہ لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلاً و لبكيتم كثيراً والله ليقعنّ القتل و الموت في هذا الحيّ من قريش حتے يأتي الرجلُ الكنا قال ابو اسامة يعني الكناسة فيجد بها نعل قرشي

ومن اقوال حبر هذه الامة عبد الله بن عباس ما ذكره ابو عمر في الاستيعاب قال لو اجتمع الناسُ على قتل عثمانَ لرُموا بالحجارة كما رُمي قومُ لوط.

چون این مقدمہ ممہد شد مجملے از اسباب اختلاف ناس بر ذی النورین واقدام ایشان بر قتل وی تقریر کنیم ومناسب حال روایتی چند تحریر نمائیم تا اطلاع براصل قصہ حاصل شود

واخرج ابوبكر عن ابن عون عن الحسن قال أنبأني وثاب وكان ممن ادرك عتقَ امير المؤمنين عمر وكان يكون بعد ما بين يدي عثمان قال فرأيتُ في حلقه طعنتين كانهما كيتان طعنها يوم الدار دار عثمان قال بعثني امير المؤمنين عثمانُ قال ادع لي الاشترَ

مقدمہ کی تمہید سے فراغت ہوئی تو اب ہم مجمل طور پہ اُن اسباب کی تقریر کرتے ہیں جو لوگوں کے حضرت ذی النورین سے اختلاف اور اُن کے قتل پر اقدام کا سبب بنے اور مناسب حال چند روایات بھی تحریر کریں گے تاکہ اصل قصہ پر اطلاع حاصل ہو جائے۔

حال شہادت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روایت کیا ابوبکرؒ نے ابن عون سے وہ حسن سے انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی وثاب نے اور وہ اُن لوگوں میں سے تھا جنہوں نے امیر المومنین عمرؓ سے آزادی پائی تھی اور یہ شخص اس کے بعد عثمانؓ کے سامنے رہا کرتا تھا۔ (حسن نے) کہا کہ میں نے وثاب کے حلق میں دو کچوکوں کے نشان دیکھے ہیں گویا وہ دو کیے (داغے ہوئے نشان) ہیں اسکے یہ دونوں زخم یوم الدار میں حضرت عثمانؓ کے مکان میں مارے گئے تھے۔ وثاب نے کہا کہ مجھے امیر المومنین عثمان نے بھیجا تھا، فرمایا تھا کہ میرے پاس اشتر کو بُلا کر لاؤ۔ تو وہ آیا ابن عون نے کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ وثاب نے کہا کہ پھر میں نے امیر المومنین کے لئے تکیہ رکھ دیا۔ پھر عثمان رضؓ نے کہا اے اشتر لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں اُس نے کہا تین باتیں ان میں سے کسی کو ماننے بغیر چارہ نہیں۔ وہ آپ کو اس امر کے بارے میں اختیار دیتے ہیں کہ یا تو آپ اُن کے امر (یعنی خلافت) سے اپنے کو الگ کر لیں اور اُن سے کہہ دیں کہ یہ تمہارا امر ہے جس کو تم چاہو منتخب کر لو۔ اور یا یہ کہ اپنی ذات کو بدلہ لینے کے لئے پیش کر دیں۔ پھر اگر آپ ان دونوں باتوں سے انکار کریں تو قوم کے لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ آپ نے کہا کہ کیا ان کے بغیر چارہ نہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ یہ بات کہ میں اُن کے لئے خلافت کو چھوڑ دوں تو میں اس قمیص کو کبھی نہیں اتاروں گا جو اللہ عزوجل نے مجھے

فجاء قال ابن عون اظنه قال فطرحت
لامير المومنين وسادة فقال يا اشتر
ما يريد الناس مني قال ثلاثاً ليس من
احداهن بد يخيرونك بين ان تخلع
لهم امرهم وتقول هذا امركم
اختاروا له من شئتم وبين ان تقص
من نفسك فان ابيت هذين فان
القوم قاتلوك قال اما من احداهن
بد قال لا قال اما ان اخلع لهم امرهم
فما كنت اخلع سربالاً سربلنيه الله
عز وجل ابداً - قال ابن عون وقال
غير الحسن لان اقدم فتضرب عنقي
احب الي من ان اخلع امر امة
محمد صلى الله عليه وسلم بعضها عن
بعض - قال ابن عون وهذا اشبه
بكلامه - ولان اقص لهم من نفسي فوالله
لقد علمت ان صاحبي بين يدي كانا
يقصان من انفسهما وما يقوم بدني بالقصاص
واما ان يقتلوني فوالله لو قتلوني
لا يتحابون بعدي ابداً ولا يقاتلون
بعدي عدواً جميعاً ابداً قال فقام
الاشتر وانطلق فمكثنا فقلنا
لعل الناس رضوا ثم جاء رويجل
كانه ذئب فاطلع من الباب ثم رجع
وقام محمد بن ابي بكر في ثلاثة عشر

پیشانی ہے۔ اور حسن کے سوا دوسرے راوی نے یہ نقل کیا کہ
واللہ مجھے آگے بڑھا کر میری گردن ماردی جائے مجھے یہ پسند
ہے بہ نسبت اس کے کہ میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعض (یعنی ایک جماعت) کے امر سے بعض (یعنی دوسری جماعت
کے دباؤ کی وجہ سے) دستکش ہو جاؤں ابن عون نے کہا اور یہ آپ کے
کلام سے زیادہ ملتی جلتی بات ہے۔ اور بدلہ لینے کے لئے اپنی
ذات کو پیش کرنے کے بارے میں یہ ہے کہ واللہ میں اپنے دونوں
ساتھیوں کے بارے میں جانتا ہوں، میرے سامنے وہ اپنے
نفسوں کو بدلہ لینے کے لئے پیش کرتے رہے مگر میرا بدن
قصاص کے قابل نہیں رہا اور رہا یہ کہ وہ مجھے قتل کریں گے،
تو خدا کی قسم اگر انہوں نے مجھے قتل کیا تو میرے بعد کبھی آپس
میں محبت سے نہ رہ سکیں گے اور نہ میرے بعد کبھی کسی دشمن
سے جمع ہو کر قتال کر سکیں گے۔ کہا کہ پھر اشتر اٹھ کر چلا گیا۔ اب ہم
ٹھہرے اور ہم نے خیال کیا کہ شاید لوگ راضی ہو گئے لیکن
پھر رویجل آیا گویا کہ وہ بھیڑیا تھا اور اس نے دروازے کے اوپر
سے جھانکا پھر لوٹ گیا۔ اور محمد بن ابی بکر تیرہ آدمیوں میں
شامل ہو کر گھر میں داخل ہوا اور عثمانؓ کے پاس پہنچ کر ان کی ڈاڑھی
پکڑی اور جھٹکے مارے یہاں تک کہ میں نے ان کی داڑھوں کے ٹکرانے
کی آواز سنی اور بولا کہ معاویہ تجھے نہ بچا سکا، ابن عامر تجھے نہ بچا سکا،
تیرے خطوط تجھے نہ بچا سکے۔ تو عثمان نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میری
ڈاڑھی چھوڑ، اے میرے بھتیجے میری ڈاڑھی چھوڑ۔ کہا (وثاب نے)
پھر میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے حملہ کرنے کے لئے قوم میں سے
خود ایک شخص کو بلایا۔ وہ اس کے پاس تیر (یا برچھی) لئے ہوئے
جا پہنچا اور اس کو ان کے سر میں گھونپ دیا اور اس کو ٹھہرا دیا پھر
(محمد بن ابی بکر) چلا گیا، پھر دوسرے لوگوں نے اندر پہنچ کر

حتی انتھی الی عثمان فاخذ بلحیتہ فقال بہا حتی سمعت وقع اضراسہ و قال ما اغنی عنک معاویۃ ما اغنی عنک ابن عامر ما اغنت عنک کتبک فقال ارسل لی لحیتی یا ابن اخی ارسل لی لحیتی یا ابن اخی قال فانا رأیتہ استعدی رجلا من القوم بعینہ فقام الیہ بمشقص حتی وجأ بہ فی رأسہ فاثبتہ قال ثم مر ثم دخلوا علیہ حتی قتلوہ۔ واخرج ابو بکر من ابی نضرۃ عن ابی سعید مولی ابی اسید الانصاری قال سمع عثمان ان وفد اہل مصر قد اقبلوا فاستقبلہم فکان فی قریۃ خارجا من المدینۃ او کما قال قال فلما سمعوا بہ اقبلوا نحوہ الی المکان الذی ہو فیہ قال اراہ قال وکرہ ان یقدموا علیہ المدینۃ او نحوا من ذلک فاتوہ فقالوا ادع بالمصحف فدعا فقالوا افتح السابعۃ وکانوا یسمون سورۃ یونس السابعۃ فقرأہا حتی اذا اتی علی ہذہ الآیۃ قُلْ اَرَاَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ وقالوا

عثمان کو قتل کر دیا۔ اور ابو بکر نے ابو نضرہ سے اس نے ابو سعید مولیٰ ابو اُسید انصاری سے روایت کی ہے کہا کہ عثمان رضؓ نے سُنا کہ اہل مصر کے وفد کے لوگ آرہے ہیں تو اُن کا استقبال کرنا چاہا تو ایک قریہ میں جا کر قیام کیا جو کہ مدینہ سے باہر تھا یا کچھ ایسا ہی کہا۔ کہا کہ جب اُن لوگوں نے یہ سُنا تو اُن کے پاس اُس مکان میں آئے جس میں وہ موجود تھے۔ ابو نضرہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ ابو سعید نے کہا تھا کہ انہوں نے اُس سے کراہت کی کہ وفد کے لوگ اُن سے مدینہ میں آکر ملیں یا اسی طرح کی کوئی بات تھی۔ غرض وہ اُن کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا کہ مصحف منگا لیجئے تو انہوں نے منگا لیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ساتویں سورت کھولیے اور یہ لوگ سورۂ یونس کو ساتویں کہتے تھے۔ تو اس کو پڑھا جب اس آیت پر آئے قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ (الخ ۱۰: ۵۹) آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے (انتفاع کے) لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی گھڑت سے) اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا۔ آپ اُن سے پوچھئے کہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ کیا آپ نے اس پر نظر کی ہے کہ جن زمینوں کو آپ نے حمیٰ (سرکاری زمین) قرار دیا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء کرتے ہو؟ تو آپ نے فرمایا اس خیال کو چھوڑ دو۔ یہ آیت ایسے اور ایسے امر میں نازل ہوئی۔ رہا حمیٰ تو حمیٰ کو تو مجھ سے پہلے صدقہ کے اونٹوں کے لئے عمر رضؓ نے قائم کیا تھا پھر جب میں خلیفہ قرار دیا گیا اور صدقہ کے اونٹوں میں زیادتی ہو گئی تو میں نے حمیٰ میں صدقہ کے اونٹوں کی زیادتی کے مناسب اضافہ کر دیا تو لوگوں نے اس آیت کو استدلال میں پکڑنا شروع کر دیا۔ (ایسے موقع پر) آپ یہی کہا کرتے کہ

أرأيت ما حميت من الحمى آلله أذن
لك به أم على الله تفترى فقال امضه
أنزلت في كذا وكذا وأما الحمى فإن
عمر حمى الحمى قبلي لإبل الصدقة
فلما وليت زادت إبل الصدقة فزدت
في الحمى لما زاد من إبل الصدقة فجعلوا
يأخذونه بالآية فيقول امضه أنزلت في
كذا وكذا والذي يلي كلام عثمان يومئذ
في سنك يقول أبو نضرة يقول لي
ذلك أبو سعيد قال أبو نضرة وأنا في
سنك يومئذ قال ولم يخرج أو
لم يستو وجهي يومئذ لا أدري لعله
قال مرة أخرى وأنا يومئذ في
ثلاثين سنة ثم أخذوه بأشياء لم يكن
عنده منها مخرج فعرفها فقال أستغفر الله
وأتوب إليه فقال لهم ما تريدون فأخذوا
ميثاقه قال وأحسبه قال وكتبوا
عليه شرطا قال وأخذ عليهم أن لا يشقوا
عصا ولا يفارقوا جماعة ما أقام لهم
شرطهم أو كما أخذوا عليه فقال لهم
ما تريدون فقالوا نريد أن لا يأخذ أهل
المدينة عطاء فإنما هذا المال لمن
قاتل عليه ولهذه الشيوخ من أصحاب
محمد صلى الله عليه وسلم فرضوا وأقبلوا
معه إلى المدينة راضين فقام فخطب

اس خیال کو چھوڑ دو یہ آیت ایسے اور ایسے امر میں نازل ہوئی ہے"
اور جو شخص (یعنی خود ابوسعید) عثمان کے کلام کو قریب سے اُس
دن سن رہا تھا وہ اُس وقت تیری عمر میں تھا"۔ ابونضرہ کہتے ہیں
کہ مجھ سے ابوسعید یہ کہہ رہے تھے۔ کہا ابونضرہ نے (اپنے شاگرد
سے) اور میں اس وقت تیری عمر میں تھا" کہا کہ میرے ابھی
ڈاڑھی نہیں نکلی تھی یا یوں کہا کہ ابھی پورا خط نہیں بھرا تھا مجھے یاد
نہیں رہا شاید انہوں نے دوسری مرتبہ میں یہ کہا کہ میں اُس وقت
تیس سال کا تھا۔ پھر وفد کے لوگوں نے ان کی ایسی چیزوں کے ساتھ
گرفت کی کہ اُن سے نکلنے کی اُن کے پاس راہ نہیں تھی اور انہوں نے
ان کا اعتراف کرلیا اور کہا استغفر اللہ واتوب الیہ (میں اللہ سے استغفار
اور توبہ کرتا ہوں) پھر عثمان نے اُن سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ تو
انہوں نے اُن سے عہد نامہ لیا (راوی نے) کہا کہ میرا گمان ہے
کہ بیان کیا کہ ان لوگوں نے اپنی عائد کی ہوئی شرط کو لکھا اور بیان کیا
کہ عثمان نے اُن سے عہد لیا کہ وہ عصا (قوت اجتماعی) نہ توڑیں
اور جماعت میں تفرقہ نہ ڈالیں جب تک خلیفہ اُن کی شرط کو قائم
رکھے یا یہ کہا جب تک اس عہد پر قائم رہے جو انہوں نے
خلیفہ سے لیا۔ پھر (عثمانؓ) نے اُن سے کہا کہ تم (اور) کیا چاہتے
ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اہل مدینہ عطیات نہ لیں
کیونکہ یہ مال اسی کا حق ہے جس نے اس پر قتال کیا اور ان بوڑھوں
کا حق ہے جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں
(اس کو عثمانؓ نے مان لیا) تو وہ لوگ راضی ہوگئے اور اُن کے
ساتھ مدینہ کی طرف خوش خوش روانہ ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر عثمانؓ
نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور کہا کہ واللہ میں نے اپنے پاس
آنے والے کسی وفد کو نہیں دیکھا جو اس وفد سے میری مرضیات
کے لئے بہتر ہو۔ اور راوی نے دوسری مرتبہ یہ کہا کہ میرا گمان یہ

فقال واللہ انی ما رأیت وافدا ہم
خیر لحوباتی من ہذا الوفد
الذین قدموا علیّ وقال مرۃ اخری
حسبت انہ قال من ہذا الوفد من اہل
مصر الا من کان لہ زرع فلیلحق بزرعہ
ومن کان لہ ضرع فلیحتلب الا انہ لا
مال لکم عندنا انما ہذا المال لمن قاتل
علیہ ولہذہ الشیوخ من اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم فغضب الناس
وقالوا مکر بنی امیۃ ثم رجع الوفد المصریون
راضین فبینما ہم فی الطریق اذا ہم
براکب یتعرض لہم ثم یفارقہم ثم یرجع الیہم ثم یفارقہم و
یسبہم فقالوا لہ ان لک لامرا ما
شانک قال انا رسول امیر المومنین
الی عاملہ بمصر ففتشوہ فاذا بالکتاب
علی لسان عثمان علیہ خاتمہ الی عامل
مصر ان یقتلہم او یقطع ایدیہم و
ارجلہم فاقبلوا حتی قدموا المدینۃ
فاتوا علیا فقالوا الم تر الی عدو اللہ
امر فینا بکذا وکذا واللہ قد احل
دمہ فرجعنا الیہ فقال لا واللہ لا اقوم
معکم قالوا فلم کتبت الینا قال لا
واللہ ما کتبت الیکم کتابا قط قال
فنظر بعضہم الی بعض ثم قال بعضہم
لبعض الہذا تقاتلون او لہذا تغضبون

ہے کہ عثمان نے یہ الفاظ کہے تھے من ہذا الوفد الخ یعنی جو اہل
مصر کے اس وفد سے بہتر ہو" خوب سمجھ لو جو شخص کھیتی کرتا ہو وہ
اپنی کھیتی میں لگا رہے اور جس کے پاس دودھ کے جانور ہوں وہ
دودھ دوہتا رہے (اپنے گذر بسر کے لئے اپنے ذرائع سے
کام لیتا رہے) اب تمھارے لئے ہمارے پاس مال نہیں ہے۔
یہ مال صرف اس کے لئے ہے جس نے اس پر قتال کیا ہوگا اور
ان شیوخ کے لئے ہے جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں
سے ہیں۔ یہ سن کر لوگ غضبناک ہوگئے اور انہوں نے کہا کہ یہ
بنی امیہ کا مکر ہے۔ پھر مصریوں کا وفد خوش ہوکر واپس
ہوگیا۔ پھر اس دوران میں کہ وہ ابھی راستہ ہی میں تھا تو دیکھا
گیا کہ ایک اونٹ سوار کبھی اُن سے مل جاتا ہے کبھی جدا ہوجاتا
ہے پھر ان کی طرف لوٹ کر آتا ہے پھر جدا ہوجاتا ہے اور اُن
کو گالیاں بھی دیتا ہے۔ تو اُن لوگوں نے اُس سے کہا کہ یقیناً تیرا
کوئی خاص کام ہے بتا کہ تیرا معاملہ کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں
امیر المومنین کا ایلچی ہوں اُن کے مصر کے عامل کی طرف۔ تو انھوں
نے اس کی تلاشی لی تو اس کے پاس سے عثمان کی طرف سے لکھا ہوا
ایک خط برآمد ہوا عامل مصر کے نام جس پر حضرت عثمانؓ کی مہر لگی ہوئی
تھی، کہ وہ اُن کو قتل کردے یا ان کے ہاتھوں کو کاٹ دے اور
ان کے پاؤں کو تو پھر اُن لوگوں نے مدینہ کا رُخ کیا، یہاں
تک کہ مدینہ پہنچ گئے۔ اور علی رضؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا
کہ کیا تم نے اس دشمنِ خدا کو نہیں دیکھا کہ اس نے ہمارے لئے
ایسا اور ایسا حکم لکھا ہے، واللہ اب اس کا خون ہم پر حلال
کردیا گیا تو ہم اس کی طرف لوٹ کر آئے ہیں (آپ ہمارے ساتھ
چلیں)، علی رضؓ نے کہا نہیں واللہ میں تمھارے ساتھ نہیں کھڑا
ہوں گا۔ تو انہوں نے کہا کہ پھر آپ نے ہمیں کیوں

وانطلق علی فخرج من المدینۃ الیٰ قریۃ او قریۃ لہ فانطلقوا حتی دخلوا علی عثمان فقالوا کتبت فینا بکذا وکذا فقال انما ہما اثنتان ان تقیموا علیّ رجلین من المسلمین او یمینی باللّٰہ الذی لا الٰہ الا ہو ما کتبت ولا املیت وقد تعلمون ان الکتاب یکتب علی لسان الرجل وینقش الخاتم علی الخاتم فقالوا لہ قد واللّٰہ احل اللّٰہ دمک ونقضوا العہد والمیثاق قال فحصروہ فی القصر فاشرف علیہم فقال السلام علیکم قال فما اسمع احدا رد السلام الا ان یرد رجل فی نفسہ فقال انشدکم باللّٰہ ہل علمتم انی اشتریت رومۃ بمالی لاستعذب بہا فجعلت رشائی فیہا کرشاء رجل من المسلمین فقیل نعم قال فعلام تمنعونی ان اشرب منہا حتی افطر علی ماء البحر قال انشدکم باللّٰہ ہل علمتم انی اشتریت کذا وکذا من الارض فزدتہ فی المسجد قیل نعم قال فہل علمتم احدا من الناس منع ان یصلی فیہا قبلی قیل لا قال فانشدکم باللّٰہ ہل سمعتم نبی اللّٰہ علیہ السلام یذکر کذا وکذا اشیاء من شانہ وذکر اری کتابۃ المفصل قال ففشا النہی

لکھا تھا۔ تو علی رضؓ نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم میں نے تمہیں کبھی کوئی خط نہیں لکھا۔ (راوی نے) کہا کہ یہ سنکر اُن کے بعض نے بعض کی طرف دیکھا۔ پھر بعض نے بعض سے کہا کہ کیا اسی کے لئے تم قتال کروگے یا اسی کے لئے تم جماعت بنے ہو، اور علی چل کھڑے ہوئے پھر مدینہ سے ایک قریہ کی طرف یا یہ کہا کہ اپنے قریہ کی طرف نکل گئے پھر یہ لوگ چلے یہاں تک کہ عثمان رضؓ کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا کہ تم نے ہمارے بارے میں ایسا اور ایسا لکھا تو عثمان رضؓ نے فرمایا کہ اب تو صرف دو ہی باتیں ہیں کہ تم میرے مقابلہ پر دو گواہ مسلمانوں میں سے لاؤ یا قسم اُس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ نہ میں نے خود لکھا اور نہ املا کرایا۔ اور یہ بات تم جانتے ہو کہ خط دوسرے کی طرف سے (یعنی جعلی طور پر) لکھا جا سکتا ہے اور مُہر بھی دوسری مُہر کے مطابق بنائی جا سکتی ہے۔ اس پر انہوں نے اُن سے کہا کہ خدا کی قسم اللہ نے تمھارا خون حلال کر دیا۔ اور انہوں نے وہ عہد و میثاق توڑ دیا۔ (راوی نے) کہا کہ انہوں نے اُن کو قصر میں گھیر لیا۔ اس کے بعد عثمان رضؓ قصر کے اُوپر چڑھ کر اُن سے مخاطب ہوئے اور کہا السلام علیکم (راوی نے) کہا کہ میں نے کسی سے نہیں سُنا کہ اس نے سلام کا جواب دیا بجز اس کے کہ کسی شخص نے اپنے دل میں جواب دیدیا ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے بیرِ رومہ اپنے مال سے خریدا تھا تاکہ اس سے میٹھا پانی حاصل کروں، پھر اس کے بعد میں نے اپنی ڈول رسی کو مسلمانوں میں کے ایک عام شخص کی طرح قرار دے دیا۔ تو کہا گیا کہ ہاں۔ کہا کہ پھر کس بناء پر تم لوگ مجھے اس کا پانی پینے سے مانع ہو رہے ہو اس حد تک کہ میں دریا کے پانی سے افطار کر رہا ہوں فرمایا کہ میں تم سے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ میں نے زمین کا فلاں فلاں حصہ خریدا پھر اس کو مسجد میں شامل کر دیا۔ کہا گیا کہ ہاں۔ کہا کہ کیا تم کسی شخص کو لوگوں میں سے جانتے ہو جس کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہو؟ کہا گیا کہ نہیں کہا کہ پھر میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے

وجعل الناس يقولون مهلاً عن
امير المومنين و فشا النبي وقام الاشتر
فلا ادري يومئذ ام يوماً آخر فقال
لعلہ قد مكر به وبكم قال فوطئه
الناس حتى لقي كذا وكذا ثم انه
اشرف عليهم مرة اخرى فوعظهم و
ذكرهم فلم تأخذ فيهم الموعظة
وكان الناس تأخذ فيهم الموعظة
اول ما يسمعونها فاذا اعيدت
عليهم لم تأخذ فيهم الموعظة ثم
فتح الباب و وضع المصحف بين يديه
قال فحدثنا الحسن ان محمد بن ابي
بكر دخل عليه فاخذ بلحيته فقال له عثمان
لقد اخذت مني ماخذاً او قعدت
مني مقعداً ما كان ابو بكر ليأخذه او
ليقعده قال فخرج وتركه قال وفي
حديث ابي سعيد فدخل عليه رجل
فقال بيني وبينك كتاب الله فخرج
وتركه ودخل عليه رجل يقال له الموت
الاسود فخنقه وخنقه ثم خرج فقال
والله ما رأيت شيئاً قط هو الين
من حلقه والله لقد خنقته حتى رأيت
نفسه مثل نفس الجان تردد في جسده
ثم دخل عليه آخر فقال بيني و
بينك كتاب الله والمصحف بين يديه

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ ایسا اور ایسا ذکر فرماتے تھے
یعنی ان کی مدح میں جو ارشاد فرمایا۔ اور میرا خیال یہ ہے (قول راوی) کہ
آپ نے مفصل (قرآن کی چھوٹی سورتوں) کے لکھنے کا بھی ذکر کیا۔ کہا کہ
اب لوگوں پر اس روک لگانے کا حال فاش ہوگیا اور انہوں نے یہ کہنا شروع
کر دیا کہ امیر المومنین کا پیچھا چھوڑ دو۔ اور نبی (یعنی پانی سے اور مسجد میں نماز
سے روکنے کا حال) بخوبی ظاہر ہوا۔ اور اشتر کھڑا ہوا اور راوی کہتا ہے کہ
میں نہیں جانتا کہ اُسی دن یا کسی اور دن" اور اس نے کہا کہ شاید یہ مکر کیا گیا
ہے اُس کے (یعنی اشتر کے) اور تمہارے ساتھ۔ (راوی نے کہا کہ پھر لوگ اُس
کے پیچھے ہوگئے حتی کہ صرف اتنے اور اتنے باقی رہ گئے۔ پھر عثمانؓ نے دوسری
مرتبہ اوپر چڑھ کر لوگوں کو مخاطب کیا اور اُن کو وعظ و نصیحت کی مگر ان پر نصیحت
نے کوئی اثر نہیں کیا۔ حالانکہ لوگوں پر وعظ کا بہت اثر ہوا تھا جب پہلی مرتبہ
اس کو سن رہے تھے لیکن جب اُن کے سامنے نصیحت کا پھر اعادہ کیا گیا تو اب
اُس موعظت نے اُن پر کچھ اثر نہ کیا۔ پھر عثمانؓ نے دروازہ کھول دیا اور قرآن مجید
کو سامنے رکھ لیا۔ کہا پھر ہم سے حسن نے بیان کیا کہ محمد بن ابی بکر عثمانؓ کے
پاس پہنچا اور اُن کی ڈاڑھی پکڑی تو اُن سے عثمانؓ نے کہا کہ تو نے میری جس
چیز کو پکڑ لیا ہے یا (یہ کہا کہ) میرے مقابلہ پر جس جگہ تو آ بیٹھا ہے ابو بکر بھی یہ
نہیں کر سکتا تھا کہ اس کو پکڑتا یا (یہ کہا) کہ اس جگہ بیٹھتا۔ کہا پھر وہ نکل گیا اور ان
کو چھوڑ گیا۔ کہا، ابو سعید کی حدیث میں یہ ہے کہ پھر اُن کے پاس ایک شخص
پہنچا تو اس نے عثمانؓ سے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان کتاب اللہ ہے
تو وہ بھی نکل گیا اور اُن کو چھوڑ گیا۔ پھر ایک شخص اُن کے پاس پہنچا جس کو موت
اسود کہا جاتا تھا اُس نے اُن کا گلا گھونٹا اور اس کو دبائے رکھا۔ پھر نکل گیا اور
اس نے کہا کہ واللہ میں نے کبھی ایسی کوئی نرم چیز نہیں دیکھی جو اُس کے حلق سے
زیادہ نرم ہو، واللہ میں نے اُس کا یہاں تک گلا گھونٹا کہ میں نے اس کے سانس
کو دیکھا کہ وہ سانپ کے سانس کی طرح اُس کے جسم میں گھوم رہا ہے۔ پھر ایک آدمی
آپ کے پاس آیا۔ آپ نے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان کتاب اللہ ہے اور قرآن

كتاب الله والمصحف بين يديه فأهوى اليه بالسيف فاتقاه بيده فقطعها فلا أدري أبانها او قطعها فلم يبنها فقال أما والله انها لاول كف خطت المفصل وحدثت في غير حديث ابي سعيد فدخل عليه التجيبي فأشعره بمشقص فانتضح الدم على هذه الآية فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم وانها في المصحف ما حكت وأخذت بنت الفرافصة في حديث ابي سعيد حليها فوضعته في حجرها و ذلك قبل ان يقتل فلما أشعر او قتل تجافت او تفاجت عليه فقال بعضهم قاتلها الله ما اعظم عجيزتها فعرفت ان اعداء الله لم يريدوا الا الدنيا. واخرج ابوبكر عن جهيم رجل من بني فهر قال انا شاهد هذا الامر قال جاء سعد وعمار فارسلوا الى عثمان ائتنا فانا نريد ان نذكر لك اشياء احدثتها او اشياء فعلتها قال فارسل اليهم ان انصرفوا اليوم فاني مشتغل وميعادكم يوم كذا وكذا حتى اتشزن قال ابو محسن اتشزن استعد لخصومتكم قال

مجید اُن کے سامنے تھا، تو اُس نے اُن پر تلوار چلائی جس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے روکا تو تلوار نے اُس کو کاٹ دیا۔ میں یہ نہیں جانتا کہ اُس کو جدا کر دیا یا کاٹا مگر جدا نہیں کیا۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ آگاہ رہو واللہ یہ پہلی ہتھیلی ہے جس نے مفصل کو لکھا تھا۔ اور حدیث ابو سعید کے سوا دوسری حدیث سے یہ بات مجھے پہنچی کہ پھر اُن کے پاس تجیبی پہنچا (جس کا نام کنانہ بن بشر تھا) تو اُس نے اُن کو چوڑی بھال والے تیر سے زخمی کر دیا جس سے خون بہہ کر اس آیت پر گرا فسیکفیکھم اللہ الخ اور مصحف (قرآن) میں اُس کا چکدا موجود ہے اور بنت الفرافصہ نے "حدیث ابو سعید میں ہے کہ اُن کی حلیلہ نے (یعنی بیوی یا لونڈی)" لیکر اُس کو اپنی گود میں رکھ لیا اور یہ قتل سے پہلے ہوا۔ پھر جب زخمی کئے گئے یا قتل کئے گئے تو وہ اُن کے اوپر الٹی ہو گئیں یا اُن کے اوپر اوندھی پڑ گئیں، تو اُن میں سے بعض نے کہا کہ خدا اُسے مارے اس کی سرین کتنی بڑی ہے، تو میں نے بخوبی سمجھ لیا کہ اُن اللہ کے دشمنوں نے صرف دنیا ہی کا ارادہ کیا تھا (کہ اُن کی زبان سے جو گندہ جملہ نکلا وہ اُن کے خیالات کی گندگی کو عیاں کرتا ہے) اور ابوبکر نے جہیم سے روایت کیا جو بنی فہر میں کا ایک شخص تھا اُس نے کہا کہ میں اس امر کا شاہد ہوں کہا کہ سعد اور عمار آئے اور انہوں نے عثمان سے کہلوا کر بھیجا کہ ہم آپ کے پاس آتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے اُن باتوں کا ذکر کریں جو آپ نے پیدا کی ہیں یا (یوں کہا) کہ اُن اشیاء کا ذکر کریں جو آپ نے کی ہیں۔ کہا اُس پر انہوں نے یہ کہلوا کر بھیجا کہ آج واپس ہو جاؤ کیونکہ میں مشغول ہوں اور تم سے فلاں دن فلاں وقت مقرر ہے اس وقت میں جواب کے لئے تیار رہوں گا۔ ابو محسن نے کہا "اتشزن" کے معنے ہیں "استعد لخصومتکم" کے (یعنی میں تیار ہو جاؤں تم سے جھگڑنے کے لئے) کہا کہ پھر سعد واپس ہو گئے مگر عمار نے واپس ہونے سے انکار کر دیا۔ اس کو ابو محسن نے دو مرتبہ کہا۔ بیان کیا کہ اس پر عثمانؓ کا بھیجا ہوا آدمی عمار کو لپٹ گیا اور اُن کو مارا۔ کہا کہ جب یہ سب مع اپنے ساتھیوں

فانصرف سعد وأبى عمار أن ينصرف
قالها أبو محصن مرتين قال فتناول
رسول عثمان فضربه قال فلما اجتمعوا
للميعاد ومن معهم قال لهم عثمان
ما تنقمون مني قالوا ننقم عليك ضربك
عمارا قال قال عثمان جاء سعد وعمار فأرسلت
إليهما فانصرف سعد وأبى عمار
أن ينصرف فتناوله رسولي عن غير
أمري فوالله ما أمرت ولا رضيت
فهذه يدي لعمار فليصطبر قال
أبو محصن يعني يقتص قالوا ننقم عليك
أنك جعلت الحروف حرفا واحدا
قال جاءني حذيفة فقال ما كنت صانعا
إذا قيل قراءة فلان وقراءة فلان
وقراءة فلان كما اختلف أهل الكتاب
فإن يك صوابا فمن الله وإن يك
خطأ فمن حذيفة قالوا ننقم عليك
أنك حميت الحمى قال جاءتني قريش
فقالت إنه ليس من العرب قوم
إلا لهم حمى يرعون فيه غيرنا
ففعلت ذلك لهم فإن رضيتم فأقروا
وإن كرهتم فغيروا أو قال لا تقروا شك أبو محصن قالوا
وننقم عليك أنك استعملت السفهاء
أقاربك قال فليقم أهل كل مصر
ليسألوني صاحبهم الذي يحبونه فأستعمله

کے وقت معینہ پر جمع ہوئے تو ان سے عثمان نے کہا کہ کس بات پر
آپ لوگ مجھ سے ناراض ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے ناراض ہیں
اس وجہ سے کہ آپ نے عمار کو مارا۔ کہا کہ عثمان نے جواب دیا کہ سعد اور
عمار آئے میں نے دونوں کے پاس پیغام بھیجا تو سعد واپس ہوگئے اور
عمار نے واپسی سے انکار کر دیا تو میرا پیغام لے جانے والا عمار سے
اُلجھ گیا بغیر میرے حکم کے۔ تو خدا کی قسم نہ میں نے حکم دیا اور نہ اس سے
خوش ہوا۔ سو یہ میرا ہاتھ ہے عمار کے لئے اُس کو چاہیئے کہ صبر کرے
ابو محصن نے کہا یعنی قصاص لے لے۔ انہوں نے کہا ہم آپ سے
ناراض ہیں اس وجہ سے کہ آپ نے حروفِ متعددہ کو (یعنی روایات
متعددہ کو) حرفِ واحد بنا دیا۔ عثمان رضہ نے کہا کہ میرے پاس حذیفہ
آئے تھے اور انہوں نے کہا کہ تم کیا کرو گے جب کہا جائے گا کہ یہ
قراءت فلاں کی ہے اور یہ قراءت فلاں کی اور یہ قراءت فلاں
کی ہے۔ جیسا کہ اہلِ کتاب نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا۔ تو اگر
یہ صواب ہے تو اللہ کی طرف سے اور اگر خطا ہے تو حذیفہ کی طرف سے
انہوں نے کہا کہ ہم تم پر اس وجہ سے ناراض ہیں کہ تم نے حمی بنا دیا
(ایک قطعہ زمین کو چراگاہ قرار دے دیا ایک خاص قبیلہ کے لئے)
عثمان رضہ نے کہا کہ میرے پاس قریش کے لوگ آئے اور انہوں نے
کہا کہ عرب میں کوئی قوم ایسی نہیں جس کے پاس ایک خاص قطعہ
چراگاہ کے لئے نہ ہو سوائے ہمارے تو میں نے اُس کو اُن کے لئے
مقرر کر دیا تو اگر تم راضی ہو تو برقرار رہنے دو اور اگر تم اُس کو بُرا
سمجھتے ہو تو بدل دو یا یہ کہا کہ برقرار نہ رکھو۔ ابو محصن نے شک کا اظہار
کیا۔ انہوں نے کہا اور ہم آپ سے اس لئے ناراض ہیں کہ آپ
نے عامل بنایا بے عقل لوگوں کو جو آپ کے رشتہ دار ہیں۔ عثمان رضہ
نے کہا تو چاہیئے کہ ہر شہر والے مجھ سے سوال کریں کہ ہم فلاں کو پسند
کرتے ہیں اس کو عامل بنایا جائے تو میں اُس کو اُن پر عامل بنا دوں گا

عليهم و اعزل عنهم الذي يكرهون قال
فقال اهل البصرة رضينا بعبد الله
بن عامر فاقره علينا وقال اهل الكوفة
اعزل سعيدا او قال الوليد شك
ابو محصن واستعمل علينا ابا موسى
ففعل وقال اهل الشام قد رضينا
بمعاوية فاقره علينا وقال اهل مصر
اعزل عنا ابن ابي سرح واستعمل
علينا عمرو بن العاص ففعل قال
فما جاءوا بشيء الا خرج منه قال
فانصرفوا راضين فبينا بعضهم
في بعض الطريق اذ مر بهم راكب
فاتهموه ففتشوه فاصابوا معه كتابا
في اداوة الى عاملهم ان خذ فلانا
وفلانا فاضرب اعناقهم قال فرجعوا
فبدءوا بعلي فجاء معهم الى عثمان
فقالوا هذا كتابك وهذا
خاتمك فقال عثمان والله ما كتبت
ولا علمت ولا امرت قال فمن تظن
قال ابو محصن تتهم قال اظن كاتبي
غدر واظنك به يا علي قال فقال له
علي ولم تظنني بذاك قال لانك
مطاع عند القوم قال ثم لم تردهم
عني قال فابى القوم والحوا عليه حتى
حصروه قال فاشرف عليهم وقال

اور جس عامل کو وہ ناپسند کرتے ہیں اس کو معزول کر دوں گا تو بصرہ
والوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں عبداللہ بن عامر سے تو اس کو ہم پر برقرار رکھئے
اور اہل کوفہ نے کہا کہ سعید کو معزول کیجئے یا ولید کو کہا۔ ابو محصن نے شک کیا
اور ہم پر ابوموسیٰ کو عامل بنایئے تو انہوں نے ایسا کر دیا اور اہل شام
نے کہا کہ ہم معاویہ سے راضی ہیں ان کو ہم پر برقرار رکھئے اور اہل
مصر نے کہا کہ ابن ابی سرح کو معزول کیجئے اور ہم پر عمرو بن العاص کو
عامل بنایئے۔ تو ایسا کر دیا۔ راوی نے کہا کہ انہوں نے کوئی مطالبہ نہیں کیا
مگر یہ کہ عثمان رضہ اس سے نکل گئے۔ کہا کہ پھر یہ لوگ واپس ہو گئے خوش
ہو کر۔ پھر اس دوران میں کہ ان میں کے بعض لوگ ابھی راستہ ہی میں تھے
کہ ایک شتر سوار ان کے پاس سے گذرا ان کو اس پر شک ہوا تو انہوں
نے اس کی تلاشی لی تو ان کو اس کے پاس سے ایک خط برتن میں رکھا ہوا ملا
جو ان کے عامل کے نام تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ فلاں اور فلاں کو گرفتار
کر کے پھر ان کی گردن مار دو۔ بیان کیا کہ یہ لوگ پھر واپس لوٹ آئے اور
پہلے علی رضہ کے پاس آئے، پھر علی رضہ ان لوگوں کے ساتھ عثمان رضہ کے پاس
آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا خط ہے اور یہ آپ کی مہر ہے۔ تو عثمان رضہ
نے کہا کہ خدا کی قسم نہ میں نے یہ لکھا اور نہ مجھے اس کا علم ہوا ہے اور نہ
میں نے کسی کو لکھنے کا حکم دیا۔ علی رضہ نے کہا کہ پھر آپ کس پر گمان کرتے
ہیں۔ ابو محصن نے کہا یعنی کس کو متہم قرار دیتے ہیں۔ عثمان رضہ نے کہا کہ
میں گمان کرتا ہوں کہ میرے کاتب نے فریب کیا اور اے علی میرا
گمان تمہاری طرف بھی ہے۔ کہا کہ اس پر ان سے علی رضہ نے کہا کہ
میری طرف آپ کو کس وجہ سے گمان ہوا ہے؟ کہا اس وجہ سے کہ یہ لوگ
آپ کی اطاعت کرتے ہیں مگر تم نے ان کو مجھ سے نہیں ہٹایا۔ کہا کہ
پھر قوم نے عثمان کے جواب کو نہ مانا اور اس پر اڑ گئے۔ یہاں تک
کہ ان کا محاصرہ کر لیا راوی نے کہا کہ پھر عثمان نے اوپر چڑھ کر ان سے کہا
کہ کس وجہ سے تم میرا خون حلال قرار دے رہے ہو۔ خدا کی قسم کسی مسلمان

بِمَ تَقْتُلُوْنَنِیْ فَوَاللّٰہِ مَا اَحَلَّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلٰثٍ مُرْتَدٌّ عَنِ الْاِسْلَامِ اَوْ ثَیِّبٌ زَانٍ اَوْ قَاتِلُ نَفْسٍ فَوَاللّٰہِ مَا عَمِلْتُ شَیْئًا مِنْھُنَّ فِیْ مُنْذُ اَسْلَمْتُ قَالَ فَالَجَ الْقَوْمُ عَلَیْہِ قَالَ وَنَاشَدَ عُثْمَانُ النَّاسَ اَنْ لَا تُرَاقَ فِیْہِ مِحْجَمَۃٌ مِنْ دَمٍ فَلَقَدْ رَأَیْتُ ابْنَ الزُّبَیْرِ یَخْرُجُ عَلَیْھِمْ فِیْ کَتِیْبَۃٍ حَتّٰی یَھْزِمَھُمْ وَلَوْ شَاءُوْا اَنْ یَقْتُلُوْا مِنْھُمْ لَقَتَلُوْا وَقَالَ رَأَیْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْاَسْوَدِ الْبَخْتَرِیَّ وَاِنَّہٗ لَیَضْرِبُ رَجُلًا بِعَرْضِ السَّیْفِ لَوْ شَاءَ اَنْ یَقْتُلَہٗ لَقَتَلَہٗ وَلٰکِنْ عُثْمَانُ عَزَمَ عَلَی النَّاسِ فَاَمْسَکُوْا قَالَ فَدَخَلَ عَلَیْہِ اَبُوْ عَمْرِو بْنُ بُدَیْلٍ الْخُزَاعِیُّ وَالتُّجِیْبِیُّ قَالَ فَطَعَنَہٗ اَحَدُھُمَا بِمِشْقَصٍ فِیْ اَوْدَاجِہٖ وَعَلَاہُ الْاٰخَرُ بِالسَّیْفِ فَقَتَلُوْہُ ثُمَّ انْطَلَقُوْا ھِرَابًا یَسِیْرُوْنَ بِاللَّیْلِ وَیَکْمُنُوْنَ بِالنَّھَارِ حَتّٰی اَتَوْا بَلَدًا بَیْنَ مِصْرَ وَالشَّامِ قَالَ فَکَمَنُوْا فِیْ غَارٍ قَالَ فَجَاءَ نَبَطِیٌّ مِنْ تِلْکَ الْبِلَادِ وَمَعَہٗ حِمَارٌ قَالَ فَدَخَلَ ذُبَابٌ فِیْ مَنْخِرِ الْحِمَارِ قَالَ فَنَفَرَ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْھِمُ الْغَارَ وَطَلَبَہٗ صَاحِبُہٗ فَرَاٰھُمْ فَانْطَلَقَ اِلٰی عَامِلِ مُعَاوِیَۃَ قَالَ فَاَخْبَرَہٗ بِھِمْ قَالَ فَاَخَذَھُمْ مُعَاوِیَۃُ فَضَرَبَ اَعْنَاقَھُمْ اما اثبات

ذی النورین حقیت جانب خود را با وضوح بیان وکشف ذی شبہات قوم را تا آنکہ ملزم شدند وحجت بر ایشان قائم گشت پس مروا یات

کا خون حلال نہیں ہوتا مگر تین میں سے ایک بات سے یا تو اسلام سے پھر جانے والے سے یا شادی شدہ زانی سے یا کسی نفس کے قاتل سے۔ تو واللہ میں نے ان میں سے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس دن سے اسلام لایا ہوں، کہا کہ پھر قوم کے لوگ اسی پر اڑے رہے۔ راوی نے کہا کہ عثمانؓ نے لوگوں کو اس بات کی قسم دی کہ پچھنے سے نکلنے والے خون کے برابر بھی اس بارے میں کسی کا خون نہ بہایا جائے۔ چنانچہ واللہ میں نے ابن الزبیر کو دیکھا کہ وہ ان پر لشکر ساتھ لے کر نکلتے تھے تاکہ ان کو بھگا دیں اور اگر چاہتے تو ان میں سے کچھ لوگوں کو قتل کر دیتے۔ اور کہا کہ میں نے سعید بن الاسود البختری کو دیکھا اس حال میں کہ وہ ایک شخص کے تلوار مار رہے تھے چوڑائی کی جانب سے اگر وہ اس کو قتل کرنا چاہتے تو قتل کر دیتے۔ لیکن عثمان رضؓ نے لوگوں پہ بندش لگا دی تھی کہ کسی کو قتل نہ کریں، اس لئے رک رہے تھے۔ راوی نے کہا کہ پھر عثمان رضؓ کے پاس ابو عمرو بن بدیل الخزاعی اور تجیبی پہنچے کہ اُن میں سے ایک نے چوڑی بھال کی برچھی سے اُن کی گردن کی رگوں پہ چوکا لگا اور دوسرے نے ان پر تلوار سے حملہ کیا اور اُن کو قتل کر دیا۔ پھر یہ لوگ بھاگتے ہوئے نکل گئے۔ یہ لوگ رات میں سفر کرتے اور دن میں چھپتے رہے یہاں تک کہ مصر اور شام کے درمیان ایک شہر میں پہنچے۔ راوی نے بیان کیا یہ لوگ ایک غار میں چھپ گئے (اتفاق یہ ہوا کہ) ان شہریوں کے رہنے والوں میں سے ایک نبطی ادھر آیا، اس کے ساتھ ایک گدھا تھا۔ اس کے نتھنے میں مکھیاں گھس گئیں اور وہ گھبرا کر بھاگا یہاں تک کہ اُن لوگوں کے پاس غار میں جا پہنچا اور اس کا مالک اس کی طلب میں پہنچا۔ اُس نے ان لوگوں کو دیکھا تو وہ معاویہ کے عامل کے پاس پہنچا اور اُس کو اُن لوگوں کی خبر پہنچا دی۔ کہا کہ پھر ان کو معاویہ نے پکڑ لیا اور ان کی گردنیں مار دیں۔ رہا حضرت ذوالنورین کا اپنے حق پہ ہونے کو واضح بیان کے ساتھ ثابت کرنا اور قوم کے شبہات کو اس حد تک دفع کر دینا کہ وہ لوگ ملزم ہو گئے اور اُن پہ

چند تقریر کنیم - أخرج ابو بکر من طریق عبد الملک بن ابی سلیمان قال سمعت ابا لیلی الکندی یقول رأیت عثمان اطلع الی الناس وہو محصور فقال یا ایہا الناس لا تقتلونی و استتیبوا فواللہ لئن قتلتمونی لا تقاتلون جمیعا ابدا ولا تجاہدون عدوا ابدا ولتختلفن حتی تصیروا ہکذا وشبک بین اصابعہ یٰقوم لا یجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم ہود او قوم صٰلح وما قوم لوط منکم ببعید ٥ قال و ارسل الی عبد اللہ بن سلام فسألہ فقال الکف الکف فانہ ابلغ لک فی الحجۃ فدخلوا علیہ فقتلوہ - واخرج ابو بکر عن ابن عون عن محمد بن سیرین قال اشرف علیہم عثمان من القصر فقال ائتونی برجل أتالیہ کتاب اللہ فاتوہ بصعصعۃ بن صوحان وکان شابا فقال اما وجدتم احدا تاتونی بہ غیر ہذا الشاب قال فتکلم صعصعۃ بکلام فقال لہ عثمان اتل فقال اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّہُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِہِمْ لَقَدِیْرٌ فقال کذبت لیس لک ولا لاصحابک

حجت قائم ہوگئی تو اس کی تقریر ہم چند روایات سے کرتے ہیں - بیان کیا ابوبکر نے بروایت عبد الملک بن ابی سلیمان انھوں نے کہا کہ میں نے سنا ابو لیلے کندی سے کہ عثمانؓ اوپر سے لوگوں کے سامنے آئے جب کہ وہ محصور تھے اور فرمایا کہ اے لوگو! مجھے قتل نہ کرو، صلح جوئی کرو - واللہ اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو جماعت بن کر کبھی قتال نہ کر سکو گے اور کبھی کسی دشمن پر جہاد نہ کر سکو گے اور تم ٹکڑے ہو جاؤ گے یہاں تک کہ اس طرح ہو جاؤ گے اپنی انگلیاں کھول کر دکھائیں یٰقَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ الخ (۱۱ : ۸۹) اے میری قوم مجھ سے ضد (اور عداوت) تمھارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں آپڑیں جیسی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھیں اور قوم لوط تو (ابھی) تم سے بہت دور (زمانہ) میں نہیں ہوئی ہے۔ کہا کہ عثمان رضؓ نے عبد اللہ بن سلام کو بلایا اور ان سے پوچھا انھوں نے کہا کہ قتال سے رکنا ضروری ہے۔ یہ تمھارے لئے حجت بالغہ ہوگی پھر وہ شریر آگھسے اور ان کو قتل کر دیا۔ اور ابوبکر نے ابن عون سے انھوں نے محمد بن سیرین سے روایت کیا - کہ عثمان رضؓ نے لوگوں کو قصر کے اوپر سے دیکھا اور کہا کہ میرے پاس کسی ایسے شخص کو لاؤ جس کے سامنے کتاب اللہ کی تلاوت کر دوں - تو لوگ آپ کے پاس صعصعۃ بن صوحان کو لائے اور وہ ایک نوجوان تھا تو فرمایا کہ کیا تمہیں اس نوجوان کے سوا اور کوئی نہیں ملا جس کو میرے سامنے لاتے - کہا کہ پھر صعصعہ نے کچھ گفتگو کی - تو اس سے عثمان نے کہا تلاوت کر تو اس نے کہا اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ تا لَقَدِیْرٌ (۲۲ : ۳۹) (اب لڑنے کی) ان لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے کافروں کی طرف سے لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے" آپ نے فرمایا کہ تو نے جھوٹ بولا (کہ اس آیت سے تمھارے لئے مجھ سے قتال کی اجازت مل گئی) یہ آیت تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے نہیں لیکن یہ میرے اور میرے اصحاب کے لئے ہے - پھر عثمان نے تلاوت کی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّہُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِہِمْ لَقَدِیْرُ ٥ یہاں تک کہ پہنچے والی

ولکنہا لی ولاصحابی ثم تلا عثمان
أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ
ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ
لَقَدِيرٌ حتی بلغ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ
الْأُمُورِ واخرج ایضا عن ابن سیرین
قال جاء زید بن ثابت الی عثمان فقال
ہذہ الانصار بالباب قالوا ان شئت
ان نکون انصار اللہ مرتین فقال
اما قتال فلا - واخرج ایضا عن الحسن
قال اتت الانصار عثمان فقالوا یا امیر المؤمنین
ننصر اللہ مرتین نصرنا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وننصرک قال لا حاجۃ
لی فی ذلک ارجعوا قال الحسن واللہ
لو ارادوا ان یمنعوہ بأردیتہم لمنعوہ
واخرج الترمذی عن ابی اسحٰق عن
ابی عبد الرحمن السلمی قال لما حصر
عثمان اشرف علیہم فوق دارہ ثم قال
اذکرکم باللہ ہل تعلمون ان حراء
حین انتفض قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اثبت حراء فلیس علیک الا
نبی او صدیق او شہید قالوا نعم
قال اذکرکم باللہ ہل تعلمون ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی جیش
العسرۃ من ینفق نفقۃ متقبلۃ والناس
مجہدون معسرون فجہزت ذلک

اللہ عاقبۃ الامور تک۔ اور نیز ابن سیرین سے روایت
کی ہے کہا کہ زید بن ثابت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ یہ انصار دروازہ
پر موجود ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اگر آپ چاہیں کہ ہم اللہ کے انصار دو
مرتبہ بنیں تو ہم حاضر ہیں۔ تو آپ نے کہا اگر مقصد قتال ہے تو اجازت
نہیں۔ اور نیز حسن سے روایت ہے کہ انصار عثمانؓ کے پاس آئے اور
انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم اللہ کی دو مرتبہ مدد کرنا چاہتے ہیں
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور اب آپ کی مدد کریں گے۔ تو
عثمان رضی نے کہا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں واپس ہو جاؤ۔ حسن نے کہا
کہ واللہ اگر وہ ارادہ کرتے کہ ان کی حفاظت اپنی چادروں (یعنی تلواروں)
سے کریں تو یقیناً اُن کی حفاظت کرتے۔ اور ترمذی نے ابو اسحٰق سے
روایت کی اس نے ابو عبد الرحمن سلمی سے کہا کہ جب عثمان رضی محصور ہوئے
تو اپنے قصر کے اوپر سے لوگوں کے سامنے آئے پھر فرمایا کہ میں تم کو خدا
کی قسم دے کر یاد دلاتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب کوہ حراء ہلنے لگا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا برقرار رہ اے حراء تیرے
اوپر کوئی نہیں بجز نبی اور صدیق اور شہید کے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں
فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم کے ساتھ یاد دلاتے ہوئے پوچھتا ہوں کیا
تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش عسرت (یعنی
جنگ تبوک) میں فرمایا تھا کون خرچ کرے گا ایسا خرچ جو مقبول شدہ
ہو اور حال یہ تھا کہ لوگ مشقت اٹھا رہے تھے تنگدست تھے تو میں
نے اس لشکر کو پورا سامان دیا تھا؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں! پھر فرمایا کہ میں اللہ کو یاد دلا کر پوچھتا ہوں
کہ کیا تم جانتے ہو رومہ کو کہ بغیر قیمت دیئے کوئی اس کا پانی نہیں پی سکتا تھا تو میں نے اس کو
خریدا اور اس کو تونگر اور فقیر اور مسافر سب کے لئے عام کر دیا۔ لوگوں نے کہا ہاں بیشک۔ پھر
اور چند چیزوں کو انہوں نے شمار کرایا۔ اور نیز روایت کی ابو مسعود جریری سے وہ ثمامہ بن حزن
قشیری سے کہ میں دار عثمان کے سامنے موجود تھا جب کہ عثمانؓ اوپر سے لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئے
اور فرمایا کہ میرے پاس اپنے اُن دونوں ساتھیوں کو لاؤ جنہوں نے
تم کو مجھ سے لپٹا رکھا ہے۔ کہا تو ان دونوں کو لایا گیا گویا کہ وہ دو اونٹ

الجیش قالوا نعم قال اذکرکم باللہ ہل تعلمون رومۃ لم یکن یشرب منہا احد الا بثمن فابتعتہا فجعلتہا للغنی و الفقیر و ابن السبیل قالوا اللہم نعم واشیاءٗ عددہا. واخرج ایضاً

عن ابی مسعود الجریری عن ثمامۃ بن حزن القشیری قال شہدت الدار حین اشرف علیہم عثمان فقال ائتونی بصاحبیکم الذین البّاکم علیّ قال فجیٔ بہما کانہما جملان او کانہما حماران قال فاشرف علیہم عثمان فقال انشدکم باللہ و الاسلام ہل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ ولیس بہا ماءٌ یستعذب غیر بئر رومۃ فقال من یشتری بئر رومۃ فیجعل دلوہ مع دلاء المسلمین بخیر لہ منہا فی الجنۃ فاشتریتہا من صلب مالی فانتم الیوم تمنعونی ان اشرب منہا حتی اشرب من ماء البحر قالوا اللہم نعم فقال انشدکم باللہ و الاسلام ہل تعلمون ان المسجد ضاق باہلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یشتری بقعۃ آل فلان فیزیدہا فی المسجد بخیر لہ منہا فی الجنۃ فاشتریتہا من صلب

تھے یا گویا کہ وہ دو گدھے تھے. کہا کہ پھر عثمان لوگوں کے سامنے اوپر سے ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ میں تم کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے اور یہاں بیر رومہ کے سوا اور کسی کنویں کا پانی خوشگوار نہیں تھا تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو خریدے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈولوں کے برابر کے مرتبہ کا قرار دے وہ جنت میں اس خیر کی جزا پائے گا تو میں نے اس کو اپنے رأس المال سے خریدا اور آج تم مجھ ہی کو روک رہے ہو کہ میں اس کا پانی پیوں یہاں تک کہ میں دریا کا پانی پی رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک! پھر کہا کہ میں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ مسجد نبوی اہل مسجد کے لئے تنگ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آل فلاں کا مکان خرید کر اس کو مسجد میں اضافہ کرے گا وہ جنت میں اس خیر کی جزاء پائے گا تو میں نے اس کو اپنے رأس المال سے خریدا اور آج تم مجھے اس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روک رہے ہو۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک. کہا کہ میں تم سے اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے (جنگ تبوک میں) جیش عسرت کو اپنے مال میں سے تمام سامان دیا تھا۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک. کہا کہ میں تم سے اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثبیر مکہ پر تھے. اور آپ کے ساتھ ابو بکر اور عمر تھے اور میں تو پہاڑ حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ اس کے پتھر نشیب میں لڑھک کر گرے. کہا کہ پھر آپ نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا ساکن اے ثبیر! تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک. آپ نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم لوگوں نے میرے حق میں شہادت دی''

مالي وانتم اليوم تشغلوني ان اصلي
فيها ركعتين قالوا اللهم نعم قال
انشدكم بالله والاسلام هل
تعلمون اني جهزت جيش العسرة
من مالي قالوا اللهم نعم قال انشدكم
بالله والاسلام هل تعلمون ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم كان
على ثبير مكة ومعه ابوبكر وعمر
ان فتحرك الجبل حتى تساقط حجارته
بالحضيض قال فركضه برجله فقال
اسكن ثبير فانما عليك نبي وصديق
وشهيدان قالوا اللهم نعم قال
الله اكبر شهدوا لي ورب الكعبة
اني شهيد ثلثا - واخرج احمد من
طريق يحيى بن سعيد عن ابي امامة
بن سهل قال كنا مع عثمان وهو
محصور في الدار فدخل مدخلا كان
اذا دخله يسمع كلامه من على البلاط
قال فدخل ذلك المدخل وخرج الينا
وقال انهم يتوعدوني بالقتل آنفا
قال قلنا يكفيكهم الله يا امير المؤمنين قال
وبم يقتلوني سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول لا يحل دم
امرء مسلم الا باحدى ثلث رجل
كفر بعد اسلامه او زنا بعد احصانه

میں شہید ہوں۔ تین مرتبہ کہا۔ اور احمد نے روایت کیا بسند یحیٰی
بن سعید ابوامامہ بن سہل سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم عثمان کے ساتھ
تھے جب وہ قصر میں محصور تھے تو وہ ایک اندر جانے کی جگہ میں داخل
ہوئے اور ہماری طرف نکلے اور کہا کہ یہ لوگ ابھی مجھے قتل کی دھمکیاں
دے رہے ہیں۔ کہا، تو ہم نے کہا کہ آپ کے لئے اُن کے مقابلہ پر اللہ
کافی ہے اے امیر المومنین۔ آپ نے کہا آخر یہ لوگ کس بناء پر مجھے قتل
کریں گے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے
تھے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہوتا مگر تین میں سے ایک بات کی
وجہ سے۔ کوئی شخص اسلام کے بعد کفر کرے یا زنا کرے بعد شادی شدہ
ہونے کے یا اُس نے کسی نفس کو قتل کیا تو ان صورتوں میں قتل کیا
جائے گا تو واللہ جب سے مجھے اللہ عزوجل نے ہدایت کی میں نے
کبھی پسند نہیں کیا کہ اپنے دین کا کوئی بدل اختیار کروں اور میں نے
کبھی زنا نہیں کیا جاہلیت میں نہ اسلام میں اور نہ میں نے کسی نفس
کو قتل کیا تو کس بناء پر مجھے وہ قتل کریں گے۔ اور احمد نے روایت
کیا بسند اوزاعی محمد بن عبدالملک بن مروان سے کہ انہوں نے
روایت کیا مغیرہ بن شعبہ سے کہ وہ عثمان کے پاس پہنچے جب کہ وہ
محصور تھے اور کہا کہ آپ عام مسلمانوں کے امام ہیں اور جو ابتلاء آپ
پر نازل ہوا وہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور میں تین بہتر تجویزیں آپ
کے سامنے پیش کرتا ہوں اُن میں سے ایک کو آپ اختیار کر لیجئے
یا تو آپ نکلیں اور اُن سے قتال کریں بلاشبہ آپ کے ساتھ بڑی
تعداد اور قوت ہے اور آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر اور یا آپ اپنے
لئے اس دروازے کے علاوہ جس پر لوگ موجود ہیں دوسرا دروازہ
کھول لیں پھر اپنی سواریوں پر بیٹھ کر مکہ پہنچ جائیں تو جب تک آپ
وہاں رہیں گے یہ لوگ ہرگز آپ کا خون حلال نہیں قرار دیں گے اور
یا پھر آپ شام پہنچ جائیں کیونکہ وہ لوگ اہل شام ہیں (یعنی بہادر)

او قتلَ نفساً فقتِلَ بہا فواللّٰہ ما أحببتُ ان لی بدینی بدلاً منذ ہدانی اللّٰہُ عزوجلَّ ولا زنیتُ فی جاہلیۃٍ ولا اسلامٍ قطُّ ولا قتلتُ نفساً فبِمَ یقتلوننی۔ واخرج احمد من طریق الاوزاعی عن محمد بن عبد الملک ابن مروان انہ حدثہ عن المغیرۃ بن شعبۃ انہ دخل علی عثمانَ وہو محصورٌ فقال انک امام العامۃ وقد نزلَ بکَ ما تری وانی اَعرِضُ علیکَ خصالاً ثلثاً اِختَر احداہنَّ اِمّا ان تخرُجَ فتقاتلہم فانَّ معکَ عدداً وقوۃً وانتَ علی الحقِّ وہم علی الباطل واِمّا ان تخرقَ لکَ باباً سوی الباب الذی ہم علیہ فتقعدَ علی رواحلکَ فتلحقَ بمکۃَ فانہم لن یستحلوکَ وانتَ بہا وَاِمّا ان تلحقَ بالشام فانہم اہل الشام وفیہم معاویۃُ فقال عثمانُ فامّا ان اخرجَ فاقاتلَ فلن اکونَ اولَ من خلفَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی امتہ بسفکِ الدماءَ واَمّا ان اخرج الی مکۃَ فانہم لن یستحلونی بہا فانی سمعتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول یُلحِدُ رجلٌ من قریشٍ بمکۃَ یکون علیہ نصفُ عذابِ العالَم فلن اکونَ

اور وفادار) اور اُن میں معاویہ موجود ہے۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ بات کہ میں نکل کر قتال کروں تو میں ایسا پہلا خلیفہ بننا ہرگز نہیں بننا چاہتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی امت میں جو اُن کے خون بہائے اور رہی یہ بات کہ میں مکہ کی طرف چلا جاؤں تو وہ ہرگز میرا خون وہاں حلال نہ سمجھیں گے، تو میں نے سُنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قریش میں کا ایک شخص مکہ میں کج روی اختیار کرے گا جس پر کل عالم کے نصف کے برابر عذاب ہوگا تو میں ہرگز وہ شخص بننا نہیں چاہتا۔ رہی یہ بات کہ میں شام چلا جاؤں کہ وہ اہل شام ہیں اور اُن میں معاویہ ہے تو میں ہرگز اپنے دار ہجرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار سے جُدا نہ ہوں گا۔ اور احمد نے روایت کیا بہ سند ابو عوانہ عمر بن جاوان سے، کہا کہ احنف نے بیان کیا کہ ہم حج کے لئے چلے، جب ہم مدینہ سے گذرنے لگے تو ابھی ہم اپنی منزل ہی میں تھے کہ ہمارے پاس ایک آنے والا آیا اور اُس نے کہا کہ مسجد میں لوگوں میں گھبراہٹ پھیل رہی ہے تو میں اور میرا ساتھی چلے۔ دیکھا کہ لوگ مسجد میں چند لوگوں کے سامنے جمع ہیں، کہا کہ پھر میں اُن کے بیچ میں سے گذرتا ہوا چلا یہاں تک کہ ان کے پاس جا کھڑا ہوا۔ دیکھا کہ علی بن ابی طالب اور زبیر اور طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضوان اللہ علیہم ہیں۔ کہا کہ فوراً ہی سرعت کے ساتھ چلتے ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ مسجد میں پہنچے اور لوگوں سے پوچھا کہ کیا یہاں علی ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں، کہا کیا یہاں زبیر ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ کہا کیا یہاں طلحہ ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں کہا کیا یہاں سعد ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں (پھر اُن سے ملے اور) اور فرمایا میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کوئی بنی فلاں کے تھان (یعنی جانوروں کے رکھنے کی جگہ) کو خریدے گا اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت کر دے گا تو میں

أنا بالکوفۃ وإما أن ألحق بالشام فإنہم
أہل الشام وفیہم معاویۃ فلن أفارق
دار ہجرتی ومجاورۃ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم۔ واخرج احمد من
طریق ابی عوانۃ عن عمر بن جاوان
قال قال الاحنف انطلقنا حجاجا فمررنا
بالمدینۃ فبینما نحن فی منزلنا اذ
جاءنا آت فقال الناس من فزع
فی المسجد فانطلقت انا وصاحبی فاذا
الناس مجتمعون علی نفر فی المسجد
قال فتخللتہم حتی قمت علیہم فاذا علی
ابن ابی طالب والزبیر وطلحۃ وسعد
ابن ابی وقاص رضوان اللہ علیہم قال
فلم یکن ذلک باسرع من ان
جاء عثمان رضی اللہ عنہ یمشی فقال
اہہنا علیّ قالوا نعم قال اہہنا الزبیر
قالوا نعم قال اہہنا طلحۃ قالوا
نعم قال اہہنا سعد قالوا نعم قال
انشدکم باللہ الذی لا الہ الا ہو
أتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال من یبتاع مربد
بنی فلان غفر اللہ لہ فابتعتہ فاتیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت
انی قد ابتعتہ فقال اجعلہ فی
مسجدنا واجرہ لک قالوا نعم

نے اس کو خرید لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور
کہا کہ میں نے اس کو خرید لیا ہے تو فرمایا کہ اس کو ہماری مسجد میں
شامل کر دو اور اس کا اجر تیرے لئے مقرر ہے۔ تو ان سب نے کہا
ہاں۔ کہا کہ میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا
کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا کہ کون خریدے گا بیر رومہ کو تو میں نے اس کو اتنے
میں اور اتنے میں خریدا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے اس کو خرید لیا ہے یعنی بیر رومہ
کو تو فرمایا کہ اس کو تمام مسلمانوں کے پینے کے لئے عام کر دو اور
اجر تمہارے لئے مقرر ہوگا۔ ان سب نے کہا ہاں۔ کہا کہ میں تم کو
اللہ کا واسطہ دے کر جس کے سوا کوئی معبود نہیں پوچھتا ہوں
کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش عسرت
کے دن قوم کے چہروں پر نظر ڈالی۔ اور فرمایا کہ جو ان کو سامان
دے گا اللہ اس کی مغفرت کرے گا تو تمام سامان میں نے
دیا تھا یہاں تک کہ مہار (ناک کی نکیل کی رسی) اور گلے کی
رسی کی ضرورت بھی باقی نہ چھوڑی۔ انہوں نے کہا یا اللہ
بیشک۔ عثمانؓ نے کہا یا اللہ تو گواہ رہ یا اللہ تو گواہ رہ یا اللہ تو گواہ رہ
پھر لوٹ گئے۔ اور احمد نے روایت کیا بسند ابو عبادہ زرقی
زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے باپ سے۔ کہا کہ میں حاضر
تھا عثمان کے پاس جس دن ان کا محاصرہ کیا گیا تھا موضع
الجنائز میں۔ اور (وہاں اتنی بھیڑ تھی کہ) اگر کوئی پتھر ڈالا جاتا
تو وہ نہ گرتا مگر کسی شخص کے سر پر۔ تو میں نے دیکھا عثمان
کو کہ انہوں نے اس کھڑکی سے جو مقام جبرئیل علیہ السلام
سے نزدیک ہے جھانکا اور کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہے؟
تو سب خاموش رہے۔ پھر کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہے؟

قال انشدکم باللہ الذی لا الٰہ الا ہو اتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من یبتاع بیر رومۃ فابتعتہا بکذا وکذا فاتیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقلت انی قد ابتعتہا یعنی بیر رومۃ فقال اجعلہا سقایۃ للمسلمین واجرہا لک قالوا نعم قال انشدکم باللہ الذی لا الٰہ الا ہو اتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر فی وجوہ القوم یوم جیش العسرۃ قال من یجہز ہؤلاء غفر اللہ لہ فجہزتہم حتی ما یفقدون خطاما ولا عقالاً قالوا اللّٰہم نعم قال اللّٰہم اشہد اللّٰہم اشہد اللّٰہم اشہد ثم انصرف۔ واخرج احمد من طریق ابی عبادۃ الزرقی عن زید بن اسلم عن ابیہ قال شہدت عثمان یوم حوصر فی موضع الجنائز ولو القی حجر لم یقع الا علی راس رجل فرأیت عثمان اشرف من الخوخۃ التی تلی مقام جبرئیل علیہ السلام فقال یا ایہا الناس افیکم طلحۃ فسکتوا ثم قال ایہا الناس افیکم طلحۃ فسکتوا ثم قال ایہا الناس افیکم طلحۃ فقام طلحۃ بن عبید اللہ فقال

پھر سب خاموش رہے۔ پھر کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہے؟ پھر سب خاموش رہے۔ پھر کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہے؟ تو طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہوگئے۔ تو اُن سے عثمان نے کہا کیا میں تم کو یہاں (پہلے سے موجود) نہیں دیکھ رہا ہوں۔ میرا خیال یہ نہیں تھا کہ تم کسی قوم کی جماعت میں موجود ہوتے ہوئے میری آواز کو سنوگے تین مرتبہ پکارنے کے بعد پھر بھی مجھے جواب نہ دوگے۔ اے طلحہ میں تم کو خدا کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کیا تم کو اُس دن کی بات یاد ہے جب کہ میں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے اور ایسے مقام میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب میں سے میرے اور تمہارے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ طلحہ نے کہا ہاں! پھر تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے طلحہ کوئی نبی نہیں ہوا مگر اُس کے ساتھ اُس کے اصحاب میں سے اُس کی اُمت میں سے ایک رفیق ہوتا ہے جو جنت میں اس کے ساتھ ہوگا اور یہ عثمان "آپ مجھ سے ہی مراد لے رہے تھے" میرا رفیق ہے جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ طلحہ نے کہا یا اللہ بیشک اور پھر عثمانؓ لوٹ گئے۔ اور اُن تمام اشکالات میں سے جو کہ امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ پر وارد کرتے ہیں ایک یہ ہے کہ مخالفین اُن کے اعمالِ سابقہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس صورت سے کہ وہ غزوۂ بدر میں حاضر نہ ہوسکے اور اُحد میں فرار کرگئے اور بیعتِ رضوان میں غائب تھے۔ عبداللہ بن عمر نے نہایت عمدہ طریق پر اس کا جواب دیا۔ بخاری نے روایت کی عثمان سے جو ابن موہب ہے کہا کہ اہل مصر میں سے ایک شخص آیا اور اُس نے حج بیت اللہ کیا۔ پھر ایک قوم کو

لعثمان الا اراک ههنا ماکنت آرٰی
انک تکون فی جماعۃ قوم تسمع ندائی
آخر ثلاث مرات ثم لا یجیبنی
انشدک باللہ یا طلحۃ تذکر یوم
کنت وانت مع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فی موضع کذا وکذا
لیس معہ احد من اصحابہ غیری
وغیرک قال نعم فقال لک رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یا طلحۃ انہ لیس
من نبی الا ومعہ من اصحابہ رفیق
من امتہ معہ فی الجنۃ وان عثمان
ہذا یعنینی رفیقی معی فی الجنۃ
قال طلحۃ اللہم نعم ثم انصرف۔ واز جملۂ
اشکالاتیکہ بر امیر المومنین عثمان رضی اللہ
عنہ ایراد نمودند یکی آن است کہ
قدح کردند در سابقۂ او بآنکہ
در مشہد بدر حاضر نشد و در احد
فرار نمود و در بیعۃ رضوان غائب بود
عبداللہ بن عمر متصدی جواب آن
شد باحسن وجوہ۔ اخرج البخاری
عن عثمان ہو ابن موہب قال جاء رجل
من اہل مصر وحج البیت فرأی
قوما جلوسا فقال من ہؤلاء القوم
فقالوا ہؤلاء قریش قال فمن الشیخ
فیہم قالوا عبد اللہ بن عمر قال

بیٹھا ہوا دیکھا تو بولا کہ یہ کونسی قوم ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ قریش ہیں۔ بولا کہ ان میں شیخ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر۔ کہا کہ اے ابن عمر میں تم سے ایک بات کے بارے میں سوال کرتا ہوں مجھے جواب دو۔ کیا تم جانتے ہو کہ عثمان یوم اُحد میں بھاگ گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں! پھر کہا کیا تم جانتے ہو کہ وہ بدر سے غائب رہا اور اُس میں حاضر نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں! پھر کہا کہ تم جانتے ہو کہ وہ بیعتِ رضوان سے بھی غائب رہا اس میں بھی حاضر نہ ہوا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! تو اس نے کہا (یعنی اپنی فتح کا نعرہ لگایا) اللہ اکبر۔ ابن عمر نے کہا کہ آمیں تجھ پر حقیقت ظاہر کردوں۔ یوم اُحد میں اُن کے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو معاف کردیا اور اُن کی مغفرت کردی۔ اور رہا اُن کا بدر سے غائب رہنا تو وہ اس بناء پر تھا کہ اُن کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بدر میں شریک ہونے والے شخص کے برابر اَجر ملے گا اور غنیمت کا حصّہ بھی (اس کی دیکھ بھال کے لئے تم یہیں ٹھہرو) رہا اُن کا غائب ہونا بیعتِ رضوان سے تو اگر مکّہ کے اندر کوئی عثمان سے زیادہ صاحبِ عزّت موجود ہوتا تو اُن کی جگہ اُسی کو بھیج دیتے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو بھیجا اور بیعتِ رضوان واقع ہوئی تھی عثمان کے مکّہ کی طرف جانے کے بعد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو یہ فرمایا تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اس کو اپنے (بائیں) ہاتھ پر

یا ابن عمر انی سائلک عن شیٔ فحدثنی هل تعلم ان عثمان فر یوم احد قال نعم قال تعلم انه تغیب عن بدر ولم یشهدها قال نعم قال تعلم انه تغیب عن بیعة الرضوان فلم یشهدها قال نعم قال الله اکبر قال ابن عمر تعال ابین لک اما فراره یوم احد فاشهد ان الله عفا عنه وغفر له واما تغیبه عن بدر فانه کانت تحته بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم وکانت مریضة فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لک اجر رجل ممن شهد بدرا وسهمه. واما تغیبه عن بیعة الرضوان فلو کان احد ببطن مکة اعز من عثمان لبعثه مکانه فبعث رسول الله صلی الله علیه وسلم عثمان وکانت بیعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الی مکة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم بیده الیمنی هذه ید عثمان فضرب بها علی یده فقال هذه لعثمان فقال له ابن عمر اذهب بها الآن معک. وحضرت عثمان خود نیز ازان جواب شافی داده اخرج احمد عن عاصم عن شقیق قال لقی عبد الرحمن

مار کر فرمایا کہ یہ (بیعت) عثمانؓ کے لئے ہے۔ پھر اُس شخص سے ابن عمرؓ نے کہا کہ اب اپنے ساتھ ان (جوابوں) کو بھی لیتا جا۔ اور حضرت عثمانؓ نے خود بھی اُن کا جواب شافی دیا ہے۔ احمد نے روایت کیا ہے عاصم سے اُنہوں نے شقیق سے: اُنہوں نے کہا کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے ملاقات کی ولید بن عقبہ سے، تو اُن سے ولید نے کہا کہ کیا بات ہے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم نے دُکھ پہنچایا ہے امیر المومنین عثمانؓ کو تو اُس سے عبد الرحمٰن نے کہا کہ تم ان کو میری بات پہنچا دو کہ میں نے یوم عینینؑ عه میں فرار نہیں کیا۔ عاصم نے کہا کہ وہ یوم اُحد کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ اور نہ میں یوم بدر میں پیچھے رہ گیا ہوں اور میں نے عمرؓ کے طریقے کو چھوڑا۔ کہا کہ پھر ولید گئے اور عثمان رضؓ کو یہ بات بتا دی تو آپ نے فرمایا کہ اُن کا یہ کہنا کہ یوم عینین میں میں نے فرار نہیں کیا مجھے کیسے عار دے سکتا ہے اپنی حیثیت پر (یعنی کیسے داغدار بنا سکتا ہے) جس کو اللہ تعالیٰ نے خود معاف کر دیا اور فرمایا اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَلَّوۡا مِنۡکُمۡ الخ (۳:۱۵۵) یقیناً تم میں سے جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ اُن کو شیطان نے لغزش دے دی اُن کے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا۔ اور اُن کا یہ کہنا کہ میں یوم بدر میں پیچھے نہیں رہا۔ تو بات یہ تھی کہ میں رُقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں لگا ہوا تھا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اموال غنیمت میں) میرا حصہ لگایا تھا وہ حاضر

عه عینین ایک پہاڑی چھوٹی کا نام ہے کہ جنگ احد میں ... [illegible]

بن عوف الولیدَ بن عقبۃَ فقال لہ
الولیدُ مالی اراکَ قد جفوتَ
امیرَ المؤمنین عثمانَ فقال لہ عبد الرحمن
ابلغہ انی لم افِرَّ یومَ عَینَین قال
عاصم یقول یومَ اُحُدٍ ولم اتخلفْ یومَ
بدرٍ ولم اترکْ سُنّۃَ عمرَ قال فانطلقَ
فخبَّرَ ذلک عثمانَ فقال اما قولہ انی
لم افرّ یومَ عینین فکیف یُعیّرنی بذنبٍ
قد عفا اللہ عنہ فقال اِنَّ الَّذِیْنَ
تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا
اسْتَزَلَّھُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا
کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھُمْ
واما قولہ انی لم اتخلف یومَ بدرٍ
فانی کنتُ اُمَرِّضُ رُقیۃَ بنتَ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسہمہ
فقد شہد واما قولہ انی لم اترک سُنّۃ
عمر فانی لا اطیقہا ولا ہو فاتہ فحدثہ
بذلک ۔ واز ان جملہ آنکہ نہی میفرمود
از تمتع حال آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم تمتع کردہ اند وجواب این
اشکال خود حضرت ذی النورین تقریر نمود
اخرج احمد عن سعید بن المسیب قال
خرج عثمانُ حاجًّا حتی اذا کانَ ببعض
الطریق قیل لعلیٍّ رضوان اللہ علیہما
انہ قد نہی عن التمتع بالعمرۃ الی الحج

ہوگیا۔ رہا اُن کا یہ کہنا کہ میں نے سُنّتِ عمر کو ترک نہیں کیا تو
حقیقت یہ ہے کہ اس کی طاقت نہ میں رکھتا ہوں نہ وہ۔ تو تم
اُن کے پاس جاؤ اور میری گفتگو ان سے نقل کردو۔ اور
ان اشکالات میں سے ایک یہ ہے کہ تمتع سے منع کرتے
تھے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا ہے
اور اس اشکال کے جواب کی خود حضرت ذی النورین نے تقریر
کی ہے۔ احمد نے سعید بن المسیب سے روایت کیا، کہا کہ
عثمانؓ حج کے لئے نکلے جب کہ وہ راستہ کے ایک حصّہ پر
تھے تو علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ عثمان رض نے منع کیا ہے
عمرہ سے اُس کو حج کے ساتھ ملاکر متمتع ہونے سے۔ تو
علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جب عثمان
کوچ کریں تو تم بھی کوچ کرو۔ پھر علی نے اور اُن کے اصحاب
نے عمرہ کا احرام باندھا اور لبیک پکار کر کہا۔ تو عثمان
رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں اُن سے گفتگو نہ کی
تو اُن سے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے
کہ آپ تمتع سے منع کرتے ہیں، (راوی نے) کہا کہ آپ
نے کہا بیشک! انہوں نے کہا تو کیا آپ نے نہیں سُنا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا تھا کہا کیوں نہیں
اور روایت کیا احمد نے شعبہ سے انہوں نے قتادہ سے
کہا کہ میں نے سُنا عبد اللہ بن شقیق سے وہ کہتے تھے
کہ عثمان تمتع سے منع کیا کرتے تھے اور علی تمتع کا تلبیہ
کرتے تھے تو اُن سے عثمان نے کچھ کہا تو اُن سے علی نے
کہا کہ بلاشبہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایسا کیا ہے تو عثمان نے کہا کہ ہاں لیکن ہم
خائف[1] تھے۔ شعبہ نے کہا کہ میں نے قتادہ سے پوچھ

[1] خائف ہونے کی تشریح آگے آتی ہے۔

فقال علی رضی اللہ عنہ لاصحابہ
اذا ارتحل فارتحلوا فاہل و اصحابہ
بعمرۃ فلم یکلمہ عثمان رضی اللہ عنہ
فی ذلک فقال لہ علی رضی اللہ عنہ
الم اخبر انک نہیت عن التمتع قال
فقال علی قال فلم تسمع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تمتع قال بلٰی
واخرج احمد عن شعبۃ عن قتادۃ
قال سمعت عبداللہ بن شقیق یقول
کان عثمان ینہی عن المتعۃ و علیؓ
یلبی بہا فقال لہ عثمان قولاً فقال لہ
علیؓ لقد علمت ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فعل ذلک قال
عثمان اجل ولکنا خائفین قال
شعبۃ فقلت لقتادۃ ما کان خوفہم
قال لا ادری. و تحقیق مقام آن است
کہ اینجا بسبب اشتراک لفظ تمتع
در معانی متنی صعوبت مقام بہم
رسید گاہی تمتع اطلاق کردہ میشود
بر فسخ حج بعمرہ اگر طواف بیت
کند و ہدی با خود نداشتہ باشد
کما ہو مذہب ابن عباس و این
مخصوص بود بسال حجۃ الوداع
بسبب لجاج قوم درباب عمرہ در
ایام حج و برای ابطال رسم جاہلیت

کہ ان کو خوف کیسا تھا تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ اور
تحقیق مقام یہ ہے کہ یہاں لفظ تمتع کے مختلف معانی میں
مشترک ہونے کے سبب سے دشواری پیدا ہوئی ہے۔ کبھی
لفظ تمتع کا اطلاق کیا جاتا ہے حج کو فسخ کر دینے پر
عمرہ سے اگر بیت اللہ کا طواف کرے اور ہدی اپنے
ساتھ نہ رکھتا ہو جیسا کہ ابن عباس کا مذہب ہے۔ اور
یہ مخصوص ہوگا سال حجۃ الوداع کے ساتھ اس سبب
سے کہ قوم ایام حج میں عمرہ کو کھیل نہ بنالیں اور رسم جاہلیت
کے ابطال کی غرض سے بھی اور حضرت عثمان کا یہی مقصود
ہے جہاں آپ نے تمتع سے بطریق تاکید روکتے ہوئے
یہ فرمایا کہ لیکن ہم خائف تھے۔ اس جگہ دشمن سے خوف مراد
نہیں بلکہ رسم جاہلیت کے جاری ہو جانے اور لوگوں کے
دلوں میں اس کے بیٹھ جانے کا خوف مراد ہے۔ اور کبھی
اطلاق کیا جاتا ہے طواف زیارت سے پہلے طواف
قدوم کے ادا کرنے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کو طواف
زیارت سے مقدم کر دینے پر یہاں تک کہ صورت عمرہ کی
پیدا ہو جائے۔ اور یہ قوم کا متفق علیہ ہے۔ اور کبھی اطلاق کیا
جاتا ہے اشہر حج میں عمرے کے ادا کرنے اور اس سے
حلال ہونے اور اسی سفر میں حج کے ادا کرنے پر اس احرام
سے جو کہ جوف مکہ میں باندھا جائے۔ اور حضرت عمر اور
حضرت عثمان حج اور عمرے کے درمیان فصل کرتے اور ہر ایک کو
علیحدہ زمانے میں جداگانہ سفر سے ادا کرنے کو بہتر جانتے
تھے۔ اور اس تمتع کو اس کی مشروعیت کے قائل ہونے
کے ساتھ فضیلت میں کم مرتبہ کا سمجھتے تھے۔ اور اس مبحث
کو خلاصہ کے طور پر اس مقام سے کچھ زائد تفصیل کے ساتھ

و ہمین است مقصودِ حضرت عمر و
عثمان جائیکہ نہی میکردند از تمتع
بطریق تاکید قول ولکنا کنا خائفین اینجا
خوف از عدو مراد نیست بلکہ خوف از
استمرارِ عادتِ جاہلیت ورسوخ آن درقلوب
ناس مراد است . وگاہی اطلاق کردہ
میشود بر ادای طوافِ قدوم پیش
از طوافِ زیارت و تقدیم سعی بین
الصفا والمروہ برطواف زیارت تا آنکہ
صورت عمرہ پیدا شود و این مجمع علیہ قوم
است وگاہی اطلاق کردہ میشود بر
ادای عمرہ در اشہر حج و حلال شدن
ازوی و ادا کردن حج درہمان سفر بے
احرامیکہ از جوف مکہ باشد و
حضرت عمر و حضرت عثمان فصل درمیان
حج و عمرہ و ادای ہریکی بسفر علیحدہ
در زمانِ علیحدہ بہتر میدانستند و این
تمتع را مفضول باوجود قول بمشروعیت
آن واین مبحث را فی الجملہ در
مآثر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
مفصل تر مذکور کردیم. بالجملہ بعد تامل
بلیغ و ازالۂ صعوبتی کہ از جہت اشتراک
حاصل شدہ اشکال متلاشی میگردد
اخرج احمد عن عبد اللہ بن الزبیر
قال واللہ انا لمع عثمان بالجحفۃ ومعہ

مناقب فاروقِ اعظم میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ الحاصل بخوبی
غور و فکر کے ساتھ اس دشواری کو زائل کرنے کے بعد
جو لفظ تمتع کے مشترک معانی سے اشکال ہوتا ہے وہ ختم
ہو جاتا ہے۔ احمد نے روایت کیا عبد اللہ بن زبیر سے
کہا کہ واللہ ہم عثمان کے ساتھ جحفہ میں تھے اور اُن کے
ساتھ اہلِ شام کا ایک قافلہ تھا جس میں حبیب بن
سلمہ فہری تھے جب کہ عثمان نے کہا اور اُن سے ذکر کیا
گیا تھا عمرے کو حج سے ملا کر متمتع (منتفع) ہونے کا"
کہ پورا پورا حج اور عمرہ یہ ہے کہ دونوں حج کے مہینوں میں
جمع نہ ہوں۔ تو اگر تم اس عمرہ کو مؤخر کر دو یہاں تک کہ
اس بیت کی زیارت (دو مرتبہ کرکے) دو زیارتوں سے کرو
تو یہ افضل ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خیر میں وسعت رکھی
ہے۔ اور علی بن ابی طالب بطنِ وادی میں اپنے اونٹ کو
چارہ کھلا رہے تھے اُس وقت اُن کے پاس وہ بات پہنچی
جو عثمان رضی نے فرمائی تھی تو وہاں سے روانہ ہو کر عثمان رض
کے پاس آئے اور کہا کہ کیا آپ نے اُس سُنّت پر توجہ
کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمائی
اور اُس رُخصت پر جو اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں اپنے
بندوں کو دی ہے۔ تم اس بارے میں اُن پر تنگی کرتے ہو اور
اُس سے روکتے ہو حالانکہ وہ صاحبِ حاجت اور بعید مقامات
والوں کے لئے قائم ہوئی تھی پھر انہوں نے ایک ساتھ حج
و عمرہ کا احرام باندھا تلبیہ بلند آواز سے کیا۔ تو عثمانؓ لوگوں
کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا میں نے اس سے منع کیا
تھا۔ میں نے اس سے نہیں روکا، وہ تو صرف ایک رائے
تھی جس کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا جو شخص چاہے

رہطٌ من اہل الشام فیہم حبیب بن مسلمۃ الفہری اذ قال عثمانُ و ذُکِرَ لہ التمتع بالعمرۃ الی الحج ان اتم للحج والعمرۃ ان لا یکونا فی اشہر الحج فلو اخّرتم ہذہ العمرۃ حتی تزوروا ہذا البیت زورتین کان افضل فان اللہ قد وسّع فی الخیر وکان علی ابن ابی طالب ببطن الوادی یعلف بعیرا لہ فبلغہ الذی قال عثمانُ فاقبل حتی وقف علی عثمانَ فقال اعمدتَ الی سنۃ سنّہا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رخصۃٍ رخّص اللہُ بہا للعباد فی کتابہ تضیّق علیہم فیہا وتنہی عنہا وقد کانت لذی الحاجۃ و لنائی الدار ثم اہلّ بحجۃ وعمرۃ معًا فاقبل عثمانُ علی الناس فقال وہل نہیتُ عنہا انی لم انہ عنہا انما کان رأیًا اشرتُ بہ فمن شاء اخذ بہ ومن شاء ترکہ- وازانجملہ آنکہ در نصف اخیر خلافت خود نماز را در منی اتمام میفرمود حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و شیخین رضی اللہ عنہما قصر مینمودند- اخرج البخاری وجماعۃٌ من الحفاظ عن عبد الرحمن بن یزید قال صلی عثمانُ بمنی اربعًا

اُس پر عمل کرے اور جو شخص چاہے چھوڑ دے ۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ اپنی خلافت کے نصف اخیر میں منٰی میں نماز پوری (چار رکعت) پڑھتے رہے حالانکہ آنحضرت اور شیخین رضی اللہ عنہما قصر کرتے رہے ۔ بخاری اور حفاظ کی ایک جماعت نے عبد الرحمٰن بن یزید سے روایت کیا، کہا کہ عثمان رضؓ نے منٰی میں چار رکعات پڑھیں تو عبد اللہؓ نے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور ابو بکرؓ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور عمرؓ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں، پھر تم سے مختلف راہیں جُدا جُدا ہوگئیں ۔ اور امام شافعی رحؒ نے اپنی کتابوں میں اس مبحث کو بہترین صورت کے ساتھ تحریر کیا ہے ۔ اُن کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ نماز کا قصر سنت ہے اور اُس کا پورا پڑھنا جائز ۔ حضرت عثمان اور حضرت عائشہؓ اور مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث اور سعید بن المسیب اِتمام صلوٰۃ کو جائز سمجھتے تھے اور ظاہر کتاب و سنت یہی ہے ۔ اور عائشہ رضؓ نے کہا کہ یہ ہر ایک صورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے، آپ نے سفر میں اِتمام بھی کیا اور قصر بھی (شافعیؒ نے) پھر کہا کہ ظاہر مذہب ابن مسعود اور ابن عمر کا یہی ہے ۔ ابن مسعود نے عثمان کے ساتھ چار رکعت پڑھی اور ان سے لوگوں نے کہا تم ہم سے بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابو بکر و عمر نے دو رکعتیں پڑھیں تو فرمایا بیشک! لیکن عثمان امام ہیں کیا میں اُن کے خلاف کر دوں اور خلاف شر ہے ۔ اور مروی ہے نافع سے وہ روایت کرتے ہیں ابن عمر سے کہ وہ منٰی میں امام کے پیچھے چار رکعت پڑھا کرتے تھے ۔

فقال عبداللہ صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین و مع ابی بکر رکعتین و مع عمر رکعتین ثم تفرقت بکم الطرق - و امام شافعی در کتب خود این مبحث را بخوب ترین وجہی تحریر نمودہ است - و حاصل کلام او آن است کہ قصر صلوٰۃ سنت است و اتمام آن جائز حضرت عثمان و حضرت عائشہ و مسور بن مخرمہ و عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث و سعید بن المسیب اتمام صلوٰۃ جائز میدیدند و ہمین است ظاہر کتاب و سنت و قالت عائشۃ کل ذلک فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتمّ فی السفر و قصر باز گفتہ کہ ظاہر مذہب ابن مسعود و ابن عمر ہمین است صلی ابن مسعود مع عثمان اربعا فقیل لہ اتحدثنا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی رکعتین و ابا بکر و عمر فقال بلٰی و لکن عثمان امام اذ اخالفہ و الخلاف شر - و عن نافع عن ابن عمر انہ کان یصلی وراء الامام بمنیٰ اربعا فاذا صلی لنفسہ صلی رکعتین - امام شافعی در اتمام حضرت عثمان ہمین وجہ را اختیار نمود - و اینجا دو قول دیگر

پھر جب خود نماز پڑھی تو دو رکعت پڑھیں ۔ امام شافعی رح نے حضرت عثمان کے اتمام میں اسی صورت کو اختیار کیا - اور اس موقع پر اتمام کے عذر میں دو قول اور ہیں ایک یہ کہ روایت کیا ایوب نے زہری سے کہ عثمان بن عفان نے منیٰ میں نماز کا اتمام اعراب (دیہاتیوں) کی وجہ سے کیا کیونکہ وہ اس سال بہت ہو گئے تھے تو انہوں نے لوگوں کو چار رکعت پڑھائیں تاکہ ان کو سکھائیں کہ نماز میں چار رکعت ہوتی ہیں ۔ دوسرا قول یہ ہے کہ روایت کیا یونس نے زہری سے کہ اس وجہ سے چار رکعات پڑھیں کہ عثمان نے طائف میں اموال بنا لئے تھے یعنی مکان لے لیا تھا اور اس میں اقامت کا ارادہ کیا تھا تو چار رکعات پڑھیں ۔ اور روایت کیا مغیرہ نے ابراہیم سے کہ عثمان نے چار رکعت پڑھی اس لئے کہ انہوں نے اس کو وطن بنا لیا تھا ۔ فقیر کہتا ہے کہ یہ دونوں قول وجہ اول کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتے ۔ ہم کہتے ہیں کہ اتمام (پوری نماز پڑھنا) جائز تھا اور قصر سنت ۔ لیکن عثمان نے جائز کو سنت پر ایک عارض کی وجہ سے ترجیح دی ۔ اور وہ عارض اعراب کا قصہ ہے اور سفر (شرعی) کے حکم میں شک ہے بعض منافع اقامت کے موجود ہونے کی وجہ سے ۔ اور ان میں سے یہ کہ محرم کا ایسے شکار کا گوشت کھانے میں جس کو غیر محرم نے نہ محرم کے لئے اور نہ اس کی فرمائش سے اور نہ اس کے اشارے پر شکار کیا ہو بحث کی ۔ روایت کیا احمد نے عبداللہ بن الحارث سے ، کہا کہ میرے باپ حارث عثمان کے زمانہ میں کہ میں ایک کام پر مامور تھے ۔ تو عثمان مکہ میں آئے عبداللہ بن الحارث نے کہا کہ میں نے عثمان کا استقبال کیا منزل قدید میں اور قبیلہ والوں نے ایک چکور کا شکار کیا

ہست در عذرِ اتمام یکی آنکہ روی
ایوب عن الزہری ان عثمانَ بن
عفان اَتَمَّ الصلوٰۃَ بمنٰی من اَجل
الاَعراب لانہم کَثُرُوا عامَئِذٍ ذلک
فصلی بالناس اربعًا لِیُعلِمَہم
انّ الصلوٰۃَ اربع- دیگر آنکہ روی
یونس عن الزہری لما اتخذ عثمانُ
الاموالَ بالطائفِ و اراد ان یُقیمَ
بہا صلی اربعًا- وروی مغیرۃ عن
ابراہیم ان عثمانَ صلی اربعًا لِاَنَّہ
اتخذہا وطنًا- فقیر گوید این ہر دو قول
باوجہ اول مخالفت ندارد و گویم اتمام
جائز بود و قصر سنت لیکن حضرت
عثمان جائز را بر سنت بجہتِ عارضہ
اختیار نمود وآن عارضہ قصۂ اعراب است
وشک در شرطِ سفر بسبب وجودِ
بعض خصالِ اقامت واللہ اعلم
بالصواب- وازانجملہ آنکہ در اکل
محرم لحم صیدی را کہ غیر محرم
نہ برائی او ونہ بامر او ونہ باشارۂ
او صید کردہ باشد بحث کردند- اخرج
احمد عن عبد اللہ بن الحارث علی امر
من امر مکۃ فی زمن عثمان فاقبل عثمان
الی مکۃ فقال عبد اللہ بن الحارث
فاستقبلت عثمانَ بالمنزل بقدید

تھا ہم نے اس کو پانی اور نمک میں پکا لیا تھا، پھر ہم نے
اُس کو ثرید کے لئے (ہڈیوں سے گوشت کو جدا کر کے) پارچے
بنایا، اُس کے بعد ہم اُس کو عثمان اور ان کے اصحاب کے
پاس لے گئے ع تو وہ رُک گئے لیکن عثمان نے کہا کہ یہ ایسا شکار
ہے جس کو نہ ہم نے شکار کیا اور نہ ہم نے شکار کی فرمائش کی،
ایسے لوگوں نے اُس کا شکار کیا جو حلال (غیر محرم) تھے اب وہ
ہمیں کھلا رہے ہیں تو کیا خطرہ ہے۔ پھر عثمان نے کہا کہ اس کے
بارے میں کون کلام کرتا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ علی بن ابی
طالب۔ تو انہوں نے علیؓ کو بلوایا۔ کہا عبد اللہ بن الحارث
نے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں علی بن ابی طالب کی طرف جب
کہ وہ عثمان کے پاس آئے اور وہ اپنی ہتھیلیوں کو درخت
سے گرے ہوئے پتوں سے مل کر صاف کر رہے تھے تو
اُن سے عثمان رضؓ نے کہا کہ ایسا شکار کہ جس کو نہ ہم نے شکار
کیا ہو نہ شکار کی فرمائش کی ہو اور اس کو ایسے لوگوں نے شکار
کیا ہو جو حلال ہوں پھر وہ اس کو ہمیں کھلائیں تو اس میں
کیا اندیشہ ہے تو علی رضؓ کو غصہ آگیا اور انہوں نے کہا کہ میں
اُس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس موجود تھا اُس وقت جب کہ آپ کے
پاس حمارِ وحشی کا ایک دست لایا گیا، وہ شہادت
دے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم
لوگ احرام میں ہیں یہ اہل حل (یعنی غیر محرموں) کو کھلاؤ
(راوی نے) کہا تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
سے بارہ آدمیوں نے شہادت دی۔ پھر علی نے کہا کہ میں اللہ
کا واسطہ دیتا ہوں اُس شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس موجود تھا جب کہ آپ کے پاس شتر مرغ

ع یہ زمانہ حج کا قصہ ہے لہذا یہ سب حضرات محرم تھے ۱۲۔

فاصطاد اہل الماء حجلاً فطبخن وبماء
وملح فجعلناه عراقا للثريد فقدمناه
الی عثمان واصحابہ فامسکوا فقال
عثمان صید لم نصطده ولم نامر بصیده
اصطاده قوم حل فاطعموناه فما باس
فقال عثمان من یقول فی ھذا فقالوا
علیؓ فبعث الی علیؓ فجاءه قال
عبداللہ بن الحارث فکانی انظر الی
علیؓ حین جاءه وھو یحت الخبط عن
کفیه فقال له عثمان صید لم نصطده
ولم نامر بصیده اصطاده قوم حل
فاطعموناه فما باس قال فغضب
علیؓ وقال انشد اللہ رجلاً شہد
رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حین
اتی بقائمۃ حمار وحش فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیه وسلم انا قوم
حرم فاطعموه اہل الحل قال فشہد
اثنا عشر رجلا من اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم ثم قال علی انشد
اللہ رجلا شہد رسول اللہ صلی
اللہ علیه وسلم حین اتی ببیض النعام
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم
انا قوم حرم فاطعموه اہل الحل قال
فشہد دونہم من العدة من
الاثنی عشر قال فثنی عثمان ورکہ عن

کے انڈے لائے گئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ احرام میں ہیں یہ اہل حل کو کھلاؤ،
وہ آکر شہادت دے تو بارہ سے کچھ کم اصحاب نے اس
کی شہادت دی (راوی نے) کہ پھر عثمان نے اس کھانے
سے اپنی پیٹھ پھیری اور اپنے کجاوے میں چلے گئے اور
اس کھانے کو قبیلہ والوں نے کھایا۔ اب اس بارے میں
مذاہب اربعہ کا اجماع عثمان کی رائے کے موافق منعقد
ہو چکا ہے۔ اور امام شافعی رح نے اپنی کتاب میں اس بحث
میں خوب بسط کے ساتھ تقریر کی ہے، اور حدیث ابو قتادہ
سے دلیل لاتے ہوئے صعب بن جثامہ کی حدیث سے
خوبصورتی کے ساتھ دشواری سے رہائی حاصل کر لی۔ ان
میں سے ایک یہ ہے کہ بنی امیہ کو عطیات میں سب لوگوں
پر ترجیح دیتے تھے۔ احمد نے روایت کیا سالم بن ابی
الجعد سے کہا کہ عثمان نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میں سے چند لوگوں کو بلایا ان میں عمار بن یاسر
بھی تھے۔ پھر کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے سچ
کہو۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو سب لوگوں پر
ترجیح دیا کرتے تھے اور بنی ہاشم کو تمام قریش پر ترجیح
دیا کرتے تھے۔ کہا کہ سب لوگ خاموش رہے۔ پھر
عثمان نے کہا کہ میرے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں ہوں تو
میں وہ بنی امیہ کو دے دوں گا یہاں تک کہ وہ
داخل ہوں ان میں کے آخر شخص کے قریب سے۔ پھر
عثمان نے طلحہ اور زبیر کو بلایا اور ان سے کہا کہ میں ان
کے یعنی عمار کے متعلق تم سے بیان کرتا ہوں۔ میں رسول

الطعام فدخل رجلٌ و اکل ذلک
الطعام اہل الماء - الحال دریں باب
مذاہب اربعہ بر موافقت عثمان
منعقد شدہ - و امام شافعی در کتاب خود
این مبحث را ببسط لائق تقریر کردہ
و بحدیث ابی قتادہ متمسک شدہ و
از حدیث صعب بن جثامہ باحسن
وجہ تفصی نمودہ - و از آنجملہ آنکہ
بنی امیہ را در عطایا بر سائر ناس
ترجیح میدادند - اخرج احمد عن سالم
ابن ابی الجعد قال دعا عثمان ناسا
من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فیہم عمار بن یاسر فقال
انی سائلکم و انی احب ان تصدقونی
نشدتکم اللہ اتعلمون ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان یؤثر قریشا
علی سائر الناس و یؤثر بنی ہاشم
علی سائر قریش قال فسکت القوم
فقال عثمان لو ان بیدی مفاتیح الجنۃ
لاعطیتہا بنی امیۃ حتی یدخلوا من
عند آخرہم فبعث الی طلحۃ و الزبیر
فقال عثمان لاحدثکما عنہ یعنی عمارا
اقبلت مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم آخذا بیدی نتمشی فی
البطحاء حتی اتی علی ابیہ و امہ و

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرہا تھا آپ میرا
ہاتھ پکڑے ہوئے تھے - ہم بطحاء میں ٹہلتے ہوئے آرہے
تھے یہاں تک کہ آپ اُس کے باپ اور ماں کے پاس پہنچ گئے
اور وہ اس پر (عمار کی وجہ سے) ستائے جارہے تھے تو ابو
عمار نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہمیشہ یوں ہی ہوتا رہے گا تو
اُس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کر - یا اللہ
آلِ یاسر کی مغفرت کر دیجئے اور آپ نے کر ہی دی ہے -
اور اُن میں سے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اصحاب کو شہروں کی حکومت سے معزول کر دیا اور
بنو امیہ کے نوجوانوں کو جو اسلام کے دور ابتدائی
کی خدمات نہیں رکھتے تھے حاکم بنا دیا - جیسا کہ بصرہ سے
ابو موسیٰ کا معزول کرنا اور اُن کے بجائے عبد اللہ
بن عامر کا تقرر - اور مصر سے عمرو بن العاص کا معزول
کرنا اور اُن کے بجائے ابن ابی سرح کا تقرر - اور اس
اشکال کا جواب یہ ہے کہ (عمال کے) عزل اور نصب کو
خدا تعالیٰ نے خلیفہ کی رائے پر چھوڑا ہے، خلیفہ کے
لئے مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور نصرت اسلام کے
پیش نظر غور و فکر کر لینا ضروری ہے - اور پھر اسی صوابدید
کے مطابق عمل میں لائے - اگر مصیب رہا تو اُس کا اجر
دوگنا ہے اور اگر صوابدید میں خطا واقع ہوگئی تو اُس
کو ایک اجر پھر بھی ملے گا اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے - اور بعض
اوقات آپ نے ایک سردار کو معزول کر دیا اور دوسرے
کو (جو اس سے کمتر ہوا) اس کی جگہ کسی مصلحت کی بناء پر
نصب فرما دیا - جیسا کہ انصار کا جھنڈا آپ نے سعد بن

علیہ یعذبون فقال ابو عمار یا رسول
اللہ آلدہر ہکذا فقال لہ النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اصبر ثم قال اللہم اغفر
لآل یاسر وقد فعلت ۔ واز آن جملہ
آنکہ اصحاب آنحضرت را صلی اللہ علیہ
وسلم از حکومت بلاد معزول ساخت
وحُدّاث بنی امیہ را کہ در اسلام
سابقہ نداشتند حاکم گردانید
مثل عزل ابو موسیٰ بعبد اللہ بن
ابی عامر از بصرہ وعزل عمرو بن العاص
از مصر بہ ابن ابی سرح ۔ وجواب این
اشکال آن است کہ عزل ونصب را
خدای عزوجل برای خلیفہ بازگذاشتہ
است میباید کہ خلیفہ تحری کند در
صلاح مسلمین ونصرت اسلام
وبرحسب ہمان تحری بعمل آرد اگر
اصابت کرد فلہ اجرہ مرتین و
اگر در تحری خطا واقع شد فلہ
اجرہ مرۃ این معنی از آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بحد تواتر رسیدہ و
در بعض احیان مولی را معزول ساختند
ودیگری را بجای او نصب فرمودند
برای مصلحتی چنانکہ در غزوۂ فتح رأیت
انصار از سعد بن عبادہ گرفتند بسبب
کلمہ کہ از زبان او جستہ بود و بہ

عبادہ سے بسبب ایک کلمہ کے جو اُن کی زبان سے نکل گیا
تھا لے لیا اور ان کے بیٹے قیس بن سعد کو دے دیا، اور
کبھی آپ نے (افضل کے ہوتے ہوئے) مفضول کو صاحب
منصب بنا دیا، جیساکہ اُسامہ کو امیر لشکر فرمادیا تھا اور کبار
مہاجرین کو ان کے ماتحت کر دیا تھا آخر حال میں، ایسے
ہی شیخین بھی اپنے ایام خلافت میں عمل میں لاتے ہیں
اور حضرت عثمان کے بعد حضرتِ مرتضیٰ اور دوسرے خلفاء
بھی اس دستور پر کاربند رہے ہیں۔ تو حضرت ذی
النورین سے اس وجہ سے کسی بازپرس کا سوال نہیں
پیدا ہوتا ہے کہ اگر انہوں نے اپنی صوابدید کے مطابق
نوجوانوں میں سے کسی شخص کو والی بنا دیا ہو اور قدماء
اصحاب میں سے کسی شخص کو معزول کر دیا ہو۔ خصوصاً
اُن قصوں میں جن کو ہم نقل کر چکے ہیں جب غور کیا جاتا
ہے تو ذوالنورین کا صائب الرأی ہونا دوپہر کے
سورج سے بھی زیادہ واضح ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ہر عزل
اور ہر نصب یا تو لشکر اور رعیت کے اختلاف کے
فتنہ کے فرو کرنے کی مصلحت سے ہوا ہے، یا دار الکفر کی
ولایتوں میں سے کسی ولایت کی فتح پر منتج ہوا ہے
لیکن نفسانی خواہشوں نے مبتدعین کی آنکھوں کو اندھا بنا
دیا ہے اور خوشنودی کی آنکھ ہر عیب کے دیکھنے
سے عاجز ہوتی ہے۔ لیکن ناراضگی کی آنکھ برائیوں ہی کو
ظاہر کرتی ہے۔ یہاں ہم ایک نکتہ پر مطلع کرتے ہیں
کہ عادت بنی آدم کچھ اس طرح جاری ہو چکی ہے کہ خلیفہ
کے اقران اور ہمسر جو کہ خلافت کی طمع رکھتے ہیں خلیفہ
کی مدد اور اس کی اطاعت سے ضرور ہاتھ کھینچ لیتے ہیں

پسر ابو قیس بن سعد دادند و گاہی مفضول را منصوب میساختند بنا بر مصلحتی چنانکہ اسامہ را امیرِ لشکر فرمودہ کبارِ مہاجرین را تابع وی گردانیدند در آخرِ حال و ہمچنین شیخین نیز در ایامِ خلافت خود بعمل آوردند و بعد حضرت عثمان حضرت مرتضیٰ و دیگر خلفا ہمیشہ بہمیں دستور کردہ آمدند پس بر حضرت ذی النورین ازین وجہ باز خواست نیست اگر بحکم تحرّی خود شخصی از حدّاث را والی کردہ باشد و شخصی از قدماءِ اصحاب را معزول ساخت خصوصًا درین قصص کہ نقل کردہ اند چون تامل نمودہ می آید اصابت رأی ذی النورین اوضح من الشمس فی رابعۃ النہار بظہور میرسد زیراکہ ہر عزلی و ہر نصبی یا متضمن اخمادِ فتنہ اختلافِ جند و رعیت بودہ است یا مثمرِ فتح اقلیمی از اقالیم دار الکفر لیکن ہوای نفسانی ابصار مستعدین را اعمی ساختہ ؎ وَعَيْنُ الرِّضَاءِ عَنْ كُلِّ عَيْبٍ كَلِيلَةٌ ۔ و لكنّ عين السخط تبدي المساويا ۔ و اینجا بر نکتہ مطلع سازیم ۔ عادت بنی آدم چنان جاری شدہ

بلکہ اذیت پہنچانے اور اس کے نظم خلافت کو برہم کرنے میں کوششیں کرتے ہیں جیساکہ تمام زمانوں اور اطراف میں یہ حقیقت جاری شدہ بن چکی ہے ۔ لیکن اس امر نے بنی آدم کی اس عادتِ مستمرہ کے خلاف اُس جماعت کے درمیان جن کو بہشت کی بشارت دی گئی تھی اور حضرت فاروق نے جن کے حق میں یہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقتِ وفات تک اُن سے راضی تھے عصمتِ خداوندی ، اور اللہ عزّ و جلّ کی مدد اور توفیق ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت کی وجہ سے اپنی طبعی صورت کے ساتھ ظہور نہیں کیا ۔ اور صریح اہتمام امر خلافت کے باطل کرنے میں نہیں کیا اور اس باب میں اُن سے کسی حرام چیز کا صدور نہیں ہوا ۔ مگر اس کے ساتھ وہ دلی انقباض سے خالی نہیں تھے اور اُن سے خلیفہ کے اوپر سے مصائب اور پراگندگی امور کے دفع کرنے میں پوری کوشش ظہور میں نہیں آئی ۔ اسی جہت سے حضرت ذی النورین مجبور ہوئے نوجوانانِ بنی اُمیّہ کو والی بنانے پر ۔ تم جانتے ہو کہ سوکنیں ایک دوسرے کے ساتھ کہاں تک عداوت پہنچا دیتی ہیں ۔ خدائے عزّ و جلّ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو ان تمام بلاؤں سے محفوظ رکھا ۔ لیکن وہ امر استمراری کبھی کبھی غیرتوں اور انقباضِ دلی کے ضمن میں ظاہر ہوتا رہتا ہے اور اسی طرح پر جب شیطان عرب کے کفر سے مایوس ہو گیا تو اس نے ان کو ایک دوسرے پر ابھارنے کی کوشش کی اور جب مؤمن کو گمراہ کرنے سے مایوس ہوا تو اس کو حدیثِ نفس (خطرات اور وساوس)

کہ اقرانِ خلیفہ و ہمسرانِ او کہ طمعی در خلافت دارند از نصرتِ خلیفہ و اطاعتِ او لابد دست باز میکشند بلکہ در ایذا و تنگئ نظم خلافت او سعی بکار می برند چنانکہ در جمیع ازمنہ و اقطار این معنی جاری شدہ آمدہ است لیکن این امر بر خلافِ عادتِ مستمرۂ بنی آدم درمیان جمعی کہ مبشر بہشت بودہ اند و حضرت فاروق رضی اللہ عنہ در حق ایشان فرمودہ است توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو عنہم راض بجہت عصمت الٰہی و توفیق و تائید او عزوجل و برکت صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروجہ طبیعی ظہور نکرد اہتمام صریح در ابطالِ امرِ خلافت نکردند و مصدرِ ارتکاب تحرکی درین باب نگشتند معہذا از انقباض خاطر خالی نبودند و سعی کلی در ذبِّ مصائب الخلیفہ و تمشیت امور او بظہور نہ پیوست ازین جہت حضرتِ ذی النورین مضطر شد بتولیتِ حداث بنی امیہ میدانی کہ ضرائر با یک دیگر عداوتہا تا بجا میرسانند خدای عزوجل ازواج طاہرات آنحضرت

میں ڈال دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے۔ تم بہت سی احادیث میں ایسی باتوں پر گذر و گے جو دلالت کرتی ہیں دلوں کے انقباض اور مدد کا اہتمام نہ ہونے پر۔ وہ جماعت جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کو اور ان بزرگوں کی اسلامی خدمات سابقہ کو یاد نہیں رکھتے بقول شخصے ع حفظت شیئاً وغابت عنک اشیاءٌ (یعنی تو نے صرف ایک بات کو یاد رکھا اور بہت سی باتوں کو بھلا دیا) اُن کی خو یہ ہوتی ہے کہ ایک بات کو دس گنی بنا لیتے اور اس کے لئے محمل فاسد ہی تجویز کرتے ہیں اور ایسے لوگ جن کو خدا تعالےٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کا علم دیا ہے اور سوابقِ اسلام کو یاد رکھنے کی توفیق بخشی ہے وہ ایک کو ایک ہی قرار دیتے ہیں، بلکہ اگر راوی مبالغہ کو کام میں لایا ہے تو ایک کو آدھی کے برابر رکھتے ہیں اور اس کو اُن کی معذوری پر محمول کر لیتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے

روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا کہ ہم سے روایت کیا غندر نے شعبہ سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے کہا کہ میں نے سنا ذکوان ابو صالح سے وہ روایت کرتے ہیں صہیب سے جو عباس کے آزاد کردہ تھے کہا کہ مجھے عباس نے عثمان کے پاس بھیجا کہ اُن کو بلا لاؤں۔ کہا کہ میں اُن کے پاس گیا تو وہ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے تو میں نے اُن کو بلانے

صلی اللہ علیہ وسلم ازین ہمہ بلاہا
محفوظ داشت لیکن امر مستمر در
بعض غیرتہا و انقباض خاطرہا
فرود آمد و مثل ذلک لما آیس الشیطان
من کفر العرب سعٰی فی التحریش بینہم
ولما آیس من اضلال المؤمن القاہ
فی حدیث النفس فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ذلک صریح الایمان۔ در
بسیاری از احادیث خواہی گذشت
برانچہ دلالت میکند بر انقباض خواطر
وعدم اہتمام نصرت جمعی کہ بشارات
آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم
وسوابق اسلامیۂ ایشان را یاد ندارند
حفظت شیئا وغابت عنک اشیاء
شیمۂ ایشان است یکی را بدہ میگیرند
وبر محامل فاسدہ حمل مینمایند و
طائفہ کہ خدای تعالیٰ ایشان را بمعرفت
بشارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وحفظ سوابق اسلام برگزیدہ است
یکی را بیکے میگیرند بلکہ اگر راوی مبالغہ
بکار برد یکی را بہ نیمی میگیرند و عذر
می نہند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ
مَنْ يَّشَاۤءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا
غندر عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ قال

پیام دیا تو وہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوالفضل
آپ کا چہرہ (یعنی آپ کی ذات) کامیاب رہے۔ عباس
نے کہا اے امیر المؤمنین تمہارا چہرہ بھی۔ عثمانؓ نے
کہا کہ میں نے کوئی اور کام نہیں کیا کہ آپ کا قاصد
میرے پاس آیا اور میں لوگوں کو کھانا کھلا رہا تھا تو جب
کھلا چکا تو فوراً روانہ ہوگیا۔ پھر عباس نے کہا کہ میں تم
کو علی کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کیونکہ وہ
تمہارا ابن عم ہے اور تمہارا دینی بھائی ہے اور تمہارا
ساتھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
اور تمہارا خسرالی برادر (ہمزلف) بھی۔ مجھے یہ
خبر پہنچی ہے کہ آپ علی اور اُس کے اصحاب سے مقابلہ کا ارادہ
رکھتے ہیں تو اے امیر المؤمنین آپ مجھے اس سے
الگ رکھئے تو عثمان نے کہا کہ جو آپ کو دوست رکھے
گا میں اُس سے قریب تر ہوں کہ میں نے خود آپ سے
سفارش کی ہے۔ بیشک علی اگر چاہتا تو کوئی شخص اس
کے سوا (میرا زیادہ عزیز) نہ ہوتا۔ لیکن وہ اپنی رائے
کو چھوڑنے والا نہیں۔ پھر انہوں نے علیؓ کو بلایا
اور کہا کہ میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں تمہارے اپنے
چچا کے بیٹے اور پھوپھی کے بیٹے کے حق میں اور دینی
بھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق
سے تمہارے ساتھی اور ولیٔ بیعت کے حق میں۔ تو
علیؓ نے کہا کہ واللہ اگر وہ مجھے حکم دے کہ میں اپنے
گھر سے نکل جاؤں تو میں ضرور نکل جاؤں گا۔ لیکن یہ
بات کہ میں نرمی دکھاؤں اس امر میں کہ احکام کتاب اللہ
کو قائم نہ کیا جائے تو میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں۔

سمعتُ ذکوانَ اباصالحٍ یحدّث عن صہیب مولی العباس قال ارسلنی العباسُ الی عثمانَ ادعوہ قال فاتیتُہ فاذا ہو یُغدّی الناسَ فدعوتہ فاتاہ فقال اَفلحَ الوجہُ اباالفضل قال و وجہک یا امیرَ المؤمنین قال ما زدتُ ان اتانی رسولک وانا اُغدّی الناسَ فغدّیتُہم ثم اقبلتُ فقال العباسُ اُذکرکَ اللہَ فی علیٍّ فانہ ابنُ عمک واخوکَ فی دینک وصاحبک مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصہرک وانہ قد بلغنی انک ترید ان تقوم بعلیٍّ واصحابہ فاعفنی من ذلک یا امیرَ المؤمنین فقال عثمانُ انا اولیٰ مَن اَجابک ان قد شفعتُک ان علیًّا لوشاءَ ماکان احدٌ دونہ و لکنہ ابیٰ الا رأیَہ و بعث الی علیٍّ فقال اذکرکَ اللہَ فی ابن عمک وابن عمتک واخیک فی دینک وصاحبک مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وولیِّ بیعتک فقال واللہِ لو اَمرنی ان اخرجَ من داری لخرجتُ فاما ان اُداہنَ ان لایقامَ کتابُ اللہِ فلم اکن لِاَفعلَ قال محمد بن جعفر سمعتہ مالا اُحصی وعَرضتہ علیہ غیرَ مرۃٍ

محمد بن جعفر نے کہا کہ میں نے اس کو اتنی مرتبہ سنا کہ شمار نہیں کر سکتا اور ایک سے زیادہ مرتبہ اُن کے سامنے پیش کیا۔ اور یہ اسناد صحیح اور قوی ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ اور اُن میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ بڑے مرتبے کے مہاجرین اور انصار میں کی ایک جماعت کے ساتھ، جیسے ابوذر غفاری اور عبداللہ بن مسعود، آپ نے ہتک آمیز رویہ برتا اور آبروریزی کا معاملہ کیا اس کا جواب شافی یہ ہے کہ اگر آدمی کے پاس دیکھنے والی آنکھ اور سمجھنے والا دل ہو تو وہ قطعی طور پر سمجھ لے گا کہ حضرت ذی النورین ان تنبیہات وتہدیدات میں سے کوئی بھی عمل میں نہیں لائے مگر تمام اُمّت کی رعایت اور مصلحت اور اصلاح امر ملت کے لئے، ابوذر کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ اس وجہ سے کہ قواعدِ مقررۂ شریعت میں رخنہ نہ پڑے۔ اور عبداللہ بن مسعود کے ساتھ اس لئے کہ مصحف شیخین پر سب لوگوں کے اجتماع میں خلل نہ واقع ہو، اپنے طرزِ عمل سابقہ سے آپ نے صرف نظر کیا۔ عمار بن یاسر کو اُس کھرے پن کی وجہ سے جو خلیفہ کے ساتھ اس نے اختیار کیا تھا جھڑکا۔ جو کچھ ہونا چاہئے تھا آپ نے اس بارے میں بہت میں سے تھوڑے پر اکتفاء کیا۔ پھر طرح طرح کی مہربانیاں جن سے ان درشتیوں کا تدارک ہو جائے اُن کے ساتھ عمل میں لاتے رہے ان مواقع میں حضرت ذوالنورین سے بازپرس کا قطعاً کوئی موقع نہیں ہے۔ تعجب یہ ہے کہ یہ بزرگ حضرات اپنی آخر حیات تک حضرت ذی النورین کے

و ہذا اسناد صحیح قوی کماتری
و از آن جملہ آنکہ در حق جماعۃ از کبار
مہاجرین و انصار مثل ابوذر غفاری
و عبداللہ بن مسعود ہتک حرمت
نمود - و جواب شافی آن است کہ
اگر آدمی را دیدۂ بینا و دل دانا باشد
بالقطع ادراک کند کہ حضرت ذی النورین
ہیچ ازین زواجر و تہدیدات بعمل
نیاورد الّا بنا بر رعایت و مصلحت
جمہور امت و اصلاح امر ملت - ابوذر
را بجہت آنکہ رخنہ در قواعد مقررۂ
شرع میفگند، و عبداللہ بن مسعود را
برای آنکہ تا در اجتماع ناس بر مصحف
شیخین خللی واقع نشود از جاہای خویش
اشخاص نمود، و عمار بن یاسر باغشونتی
کہ باخلیفہ میکرد زجر فرمود - از انچہ
بایستی درین باب از بسیار باندکی
اکتفاء نمود بازانواع ملاطفات کہ
تدارک آن وحشت باکند مرعی داشت
اینجا بر ذی النورین اصلاً باز خواست
نیست تعجب آنکہ خود این عزیزان
بعظم محل ذی النورین تا آخر حیات
قائل بودند و از انکار بروی متحاشی
طرفہ ناصرانند کہ نہ از خدا شرم
دارند و نہ از منصوران خویش - انتہا

بلند مقام کے قائل رہے اور ان پر اعتراض و انکار سے
کنارہ کش رہے۔ مگر یہ ان کے مددگار عجیب ہیں کہ نہ یہ
خدا سے شرم رکھتے ہیں اور نہ اپنے منصوروں سے (جن کی
حمایت کے لئے کمر بستہ ہیں) ہاں بعض بیہودہ قصے جن کا
اہل تاریخ بغیر تحقیق کے ذکر کرتے ہیں بیت المال میں
فضول خرچی کرنا اور دریا کو حمیٰ بنا دینا اور ان کے علاوہ
جن میں سے بعض تو بالکل بہتان ہیں اور بعض قصوں کے
بیان میں بہتان کو داخل کر دیا گیا ہم ان قصوں سے اوراق
کو سیاہ کرنے میں اپنے اوقات کو مشغول نہیں کرتے۔
اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ولید بن عقبہ پر شراب پینے
کی حد جاری کرنے میں ٹال مٹول کی یہاں تک کہ اس بارے
میں لوگوں میں چرچا بڑھ گیا۔ درحقیقت یہ اشکال اصلا
کوئی معقول وجہ نہیں رکھتا، کیونکہ حد کے قائم کرنے میں
آپ نے کچھ توقف کیا تاکہ حقیقت حال واضح ہو جائے۔
بعد تحقیق حال کے آپ نے حد قائم کر دی۔ چنانچہ ماعز
کے رجم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی
توقف فرمایا یہاں تک کہ شبہات سے براءۃ کی
صورتیں ظاہر فرمائیں کہ شاید تو نے اس کو چھوا ہے،
شاید تو نے بوسہ لیا ہوگا - اور حضرت عمرؓ نے بھی قدامہ
بن مظعون پر شراب پینے کی حد میں تاخیر کی اس وقت
تک کہ پینا واضح ہو گیا - بخاری نے روایت کیا عروہ
سے کہ عبیداللہ بن عدی بن الخیار نے اس کو خبر دی کہ
مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث
نے (عبیداللہ سے) کہا کہ تجھے کیا امر مانع ہے کہ تو
عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید کے بارے

قصص رکیکہ کہ اہل تاریخ بغیر تحقیق ذکر میکنند از اسراف در بیت المال وحملی ساختن بعرد وغیرآن چون بعض بعض مفتریات است وبعض ازان قبیل کہ در بعرد قصہ افزائی داخل شدہ اوقات خود را بتسوید اوراق بآن قصہا مشغول نمی سازیم وازان جملہ آنکہ در اقامت حد شرب بر ولید بن عقبہ مداہنہ نمود تا آنکہ قیل وقال درین باب بلند شد فی الحقیقت این اشکال اصلا متجہ نیست زیراکہ در اقامت حد بچند تامل نمود تا حقیقت حال واضح شود بعد تحقیق حال اقامت حد فرمود چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز توقف فرمودند در رجم ماعز تا آنکہ تبریہ نمودند از شبہات لعلک مسست لعلک قبلت - وحضرت عمر ہمچنین در اقامت حد شرب بر قدامۃ ابن مظعون تاخیر کرد تا وقتیکہ واضح شد۔ اخرج البخاری عن عروۃ ان عبید اللہ بن عدی بن الخیار اخبرہ ان المسور بن مخرمۃ وعبد الرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث قالا ما یمنعک ان تکلم عثمان رضی اللہ عنہ لاخیہ الولید

میں گفتگو کرے کیونکہ لوگوں میں اس بارے گفتگو بڑھ رہی ہے۔ کہا میں نے پھر عثمان سے ملنے کا قصد کیا یہاں تک کہ جب وہ نماز کے لئے نکلے تو میں نے کہا کہ مجھے آپ سے بات کرنے کی حاجت ہے اور وہ آپ کی خیر خواہی کی ہے تو انہوں نے کہا کہ اے شخص تجھ سے۔ معمر نے کہا (اس کا مطلب یہ ہے کہ) اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تجھ سے۔ تو میں واپس آکر جماعت کی طرف لوٹا، کہ عثمان کا قاصد آیا تو میں اُن کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی بنا کر بھیجا اور اُن پر کتاب نازل کی اور آپ اُن میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا پھر آپ نے دو ہجرتیں کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ کے خصائل کو دیکھا۔ (اب غرض یہ ہے کہ) ولید کے حال کے متعلق لوگوں میں گفتگو بڑھ رہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے؟ میں نے کہا نہیں، لیکن مجھے ان کا علم اس طرح پہنچا جیسے کنواری لڑکی کو پردے کے پیچھے پہنچ جاتا ہے۔ پھر عثمان نے کہا اما بعد، بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور میں اُن میں سے ہوا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا اور میں اس پر ایمان لایا جس کو دے کر آپ بھیجے گئے تھے اور میں نے دو ہجرتیں بھی کیں جیسا کہ تو نے کہا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور آپ سے بیعت بھی کی اور

فقد اکثر الناس فیہ قال فقصدت لعثمان حتی خرج الی الصلوۃ قلت ان لی الیک حاجۃ وہی نصیحۃ لک قال یا ایہا المرء منک قال معمر اعوذ باللہ منک فانصرفت فرجعت الیہم اذ جاء رسول عثمان فاتیتہ فقلت ان اللہ سبحانہ بعث محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم بالحق وانزل علیہ الکتاب و کنت ممن استجاب للہ ولرسولہ فہاجرت الہجرتین وصحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورأیت ہدیہ فقد اکثر الناس فی شان الولید فقال ادرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت لا ولکن خلص الی من علمہ ما یخلص الی العذراء فی سترہا قال اما بعد فان اللہ بعث محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم بالحق فکنت ممن استجاب للہ ولرسولہ وآمنت بما بعث بہ وہاجرت الہجرتین کما قلت وصحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بایعتہ فو اللہ ما عصیتہ ولا غششتہ حتی توفاہ اللہ عزوجل ثم ابوبکر مثلہ ثم عمر مثلہ ثم استخلفت افلیس لی من الحق مثل الذی لہم قلت بلی قال فما ہذہ الاحادیث التی تبلغنی

خدا کی قسم میں نے کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کی نہ آپ کو فریب دیا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ کو وفات دی۔ پھر ابوبکر سے یہی معاملہ رہا۔ پھر عمر سے یہی معاملہ رہا۔ پھر میں خلیفہ بنا دیا گیا تو کیا میرا کچھ حق تم پر ایسا ہی نہیں ہے جیسا اُن کا تھا؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ پھر یہ کیا باتیں ہو رہی ہیں تم لوگوں کی طرف سے جن کی اطلاع مجھے پہنچ رہی ہے۔ رہا وہ ولید کا معاملہ جس کا تو نے ذکر کیا ہے تو اس میں حق کے مطابق ہم عنقریب۔ انشاء اللہ گرفت خود ہی کرنے والے ہیں۔ پھر آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور اُن کو حکم دیا کہ اس کے کوڑے ماریں تو انہوں نے اُس کے اسّی کوڑے مارے۔ اور ابوداؤد نے روایت کیا عبداللہ الداناج سے انہوں نے حصین بن منذر رقاشی سے (اور ابوساسان وہی ہے) کہا کہ میں عثمان بن عفان کے پاس موجود تھا جب کہ ولید بن عقبہ کو لایا گیا اور اس پر گواہی دی حمران نے اور ایک اور شخص نے تو اُن میں سے ایک شخص نے گواہی دی کہ اُس نے اُسے دیکھا جب وہ اُس کو یعنی شراب کو پی رہا تھا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اُس نے اُس کو شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا۔ تو عثمان رضؓ نے کہا کہ اُس نے اُسے قے نہیں کیا یہاں تک کہ اُس کو یعنی شراب کو پیا۔ تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس پر حد قائم کرو۔ تو علیؓ نے حسن سے کہا کہ اس پر حد قائم کرو۔ حسن نے کہا کہ ذمہ دار بناؤ اس (خلافت) کی حرارت کا جو والی بنا ہے اس (خلافت) کی ٹھنڈک کاعہ۔ تو علی رضؓ نے عبداللہ بن جعفر سے

عہ [illegible]

عنکم اما ذکرت من شان الولید فسنأخذ فیہ بالحق ان شاء اللہ تعالیٰ ثم دعا علیاً رضی اللہ عنہ فامرہ ان یجلدہ فجلدہ ثمانین. واخرج ابوداؤد عن عبد اللہ الداناج عن حصین بن المنذر الرقاشی وہو ابو ساسان قال شہدت عثمان ابن عفان واُتی بالولید بن عقبۃ فشہد علیہ حمران ورجل فشہد احدہما انہ رآہ شربہا یعنی الخمر وشہد الآخر انہ رآہ یتقیأہا فقال عثمان انہ لم یتقیأہا حتی شربہا یعنی الخمر فقال لعلی رضی اللہ عنہ اقم علیہ الحد فقال علی للحسن اقم الحد قال ولّ حارّہا من تولّی قارّہا فقال علیٌّ لعبد اللہ بن جعفر اقم علیہ الحد قال فاخذ السوط فجلدہ وعلیٌّ یعدّ فلما بلغ اربعین قال حسبک جلد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین احسبہ قال وجلد ابوبکر اربعین و عمر ثمانین وکلٌّ سنۃ وھذا احبّ الیّ. وختم مآثر حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ بہ بیان یک نکتہ کنیم وآن نکتہ این است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث بسیار

کہا کہ تم اس پر حد قائم کرو تو انہوں نے کوڑا لے کر مارنا شروع کیا اور علی گنتے رہے جب تعداد چالیس تک پہنچ گئی تو کہا بس کرو. نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے لگوائے ہیں، میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا اور ابوبکر نے چالیس لگوائے اور عمر نے اسّی اور سب سنت ہیں اور یہ تعداد مجھے پسند ہے: حضرت ذی النورین کے مناقب کا بیان ہم ایک نکتہ پر ختم کرنا چاہتے ہیں اور وہ نکتہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں تصریح وتلویح فرمائی ہے کہ خلافت خاصہ کا حضرت عثمان رض کے بعد نظم نہیں بن سکے گا اور یہ مفہوم بہت سی سندوں اور مختلف طرق سے اس صورت سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں کوئی شبہہ کا موقع قطعاً باقی نہیں رہا اور یہ مضمون خارج میں مشاہدہ میں بھی آچکا ہے کیونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ باوجود اس بات کے کہ آپ میں پورے طور پر خلافت خاصہ کے اوصاف موجود تھے اور سوابق اسلامیہ میں آپ کے قدم ہمیشہ جمے رہے خلافت پر متمکن نہ ہو سکے ممالک اسلامیہ کے اطراف میں آپ کے احکام نافذ نہ ہو سکے. ہر روز آپ کا دائرۂ سلطنت تنگ ہی ہوتا چلا گیا نوبت اس حد تک پہنچ گئی کہ آخر ایام میں بجز کوفہ اور اس کے گرد وپیش کے علاقہ کے حکومت کی جگہ باقی نہ رہی رہے معاویہ بن ابی سفیان تو اگرچہ عالم اسلام) ان کے حکم پہ مجتمع ہو گیا اور مسلمانوں کے لشکروں کی تفریق درمیان سے اٹھ گئی تھی مگر وہ خلافت خاصہ

(گذشتہ سے پیوستہ) اٹھانا پڑے ہم کیوں توبہ نہیں [illegible] حضرت علی نے [illegible] تھے اس روش کو پسند کیا اور عبد اللہ بن جعفر کو حد قائم کرنے کا

تصریح و تلویح فرمودہ اند کہ خلافت
خاصہ بعد حضرت عثمان منتظم نخواہد
شد و این معنی باسانید متعددہ
وطرق متغائرہ ثبوت پیوست بوجہیکہ
اصلاً محل اشتباہ نماند و این مضمون
در خارج بظہور انجامید زیرا کہ حضرت
مرتضیٰ رضی اللہ عنہ باوجود وفور
اوصاف خلافت خاصہ در وی
ورسوخ قدم الشان در سوابق اسلامیہ
متمکن نشد در خلافت و در اقطار
ارض حکم او نافذ گشت و باہر روز دائرۂ
سلطنت تنگ ترمیشد تا آنکہ در
آخر ایام بجز کوفہ و ماحول آن محل
حکومت نماند و معاویۃ بن ابی
سفیان ہرچند عالم بر حکم او مجتمع شد
و فرقت جنود مسلمین از میان
برخاست اوصاف خلافت خاصہ
نداشت و در سوابق اسلامیہ قاصر بود
بر نسبت سائر مہاجرین و انصار
اخرج البخاری من حدیث شقیق عن
حذیفۃ قال بینا نحن جلوس عند عمر
رضی اللہ عنہ اذ قال ایکم یحفظ
قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
الفتنۃ قال قلت فتنۃ الرجل
فی اہلہ ومالہ وولدہ وجارہ تکفرہا

کے اوصاف نہیں رکھتے تھے اور سوابق اسلامیہ میں
بہ نسبت تمام مہاجرین و انصار کے قاصر تھے۔ اور
بخاری نے اخذ کیا ہے شقیق کی حدیث سے بروایت
حذیفہ کہا کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے
تھے کہ آپ نے کہا کہ فتنہ کے بارے میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تم میں سے کس کو
یاد ہے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آدمی کا فتنہ
اس کی بیوی میں اور مال میں اور اولاد میں اور ہمسایہ
میں ہوتا ہے جس کا تدارک کرتی ہے نماز اور صدقہ
اور نیک کام کا حکم کرنا اور برے کام سے روکنا۔ عمرؓ
نے کہا یہ بات وہ نہیں ہے جس کا میں تم سے سوال
کر رہا ہوں۔ میرا سوال اس فتنہ کی بابت ہے جو دریا
کی طرح موجیں مارے گا۔ حذیفہ نے کہا کہ اس فتنہ
سے اے امیر المؤمنین آپ کو کوئی اندیشہ نہیں۔
بلاشبہ آپ کے اور اس کے درمیان ایک مقفل
دروازہ ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے
گا۔ حذیفہ نے کہا نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ عمر نے کہا پھر
تو کبھی مقفل نہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ ہاں! ہم نے حذیفہ
سے کہا کہ کیا عمر دروازے کو جانتے تھے۔ کہا کہ ہاں ایسے
یقین کے ساتھ جیسے کہ میں جانتا ہوں کہ صبح کے بعد
رات ہوتی ہے۔ اور بات یہ ہے کہ میں نے ان سے
جو بات بیان کی وہ مغالطوں میں سے نہیں ہے۔ اس
کے بعد ہمیں ڈر لگا کہ ہم ان سے یہ پوچھتے کہ دروازہ
کون ہے۔ تو ہم نے مسروق سے کہا کہ تم پوچھو۔ تو انہوں
نے حذیفہ سے پوچھا کہ دروازہ کون ہے۔ حذیفہ نے

الصلوٰۃ والصدقۃ والامر بالمعروف والنہی عن المنکر قال لیس عن ھذا اسألک ولکن التی تموج کموج البحر قال لیس علیک منہا بأس یا امیر المومنین ان بینک وبینہا باباً مغلقاً قال عمر أیکسر الباب ام یفتح قال لا بل یکسر قال عمر إذاً لا یغلق ابداً قلت اجل قلنا لحذیفۃ أکان عمر یعلم الباب قال نعم کما اعلم ان دون غد اللیلۃ و ذٰلک انی حدثتہ حدیثاً لیس بالاغالیط فہبنا ان نسأله من الباب فامرنا مسروقاً فسألہ فقال من الباب قال عمر۔ وتحقیق درین حدیث آن است کہ معنی ان بینک وبینہا باباً مغلقاً مرادش آن است کہ وجود عمر حائل است درمیان فتنہ و درمیان مردم۔ باز گفتہ أیکسر الباب مراد از وی آن داشت کہ بعد زمان حضرت عمر چون نوبت ظہور فتنہ آید آیا باز تسکین متوقع ہست یا نہ پس اگر تسکین فتنہ متوقع باشد شبیہ است بفتح غلق واگر توقع نیست شبیہ بکسر است این نیست کہ از کسر باب کسر باب حائل

کہا کہ عمر۔ اور اس حدیث میں تحقیق یہ ہے کہ "انی بینک وبینہا باباً مغلقاً" سے معنے مرادی یہ ہیں کہ عمر کا وجود حائل ہے لوگوں کے اور فتنہ کے درمیان۔ پھر اس قول سے کہ "أیکسر الباب" یہ مراد ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ کے بعد جب فتنہ کے ظہور کی نوبت آئے گی تو اس کے دبنے اور ساکن ہونے کی امید ہے یا نہیں۔ تو اگر فتنہ کے ساکن ہونے کی توقع ہے تو یہ مشابہ ہے تالے کے کھل جانے کے اور اگر توقع نہیں ہے تو یہ مشابہ ہے دروازہ ٹوٹنے کے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ کسر باب سے ایسے دروازے کا ٹوٹنا مراد رکھا ہے جو فتنہ کے اور لوگوں کے درمیان حائل ہے اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔ اور اس کی وضاحت عثمان رضؓ کی حدیث کرتی ہے۔ احمد نے بروایت کیا ہے ابو عون انصاری سے کہ عثمان بن عفان نے ابن مسعود سے کہا کہ کیا تم ان باتوں سے رکنے والے ہو جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہیں تو انہوں نے بعض عذر بیان کئے۔ تو عثمان نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے میں نے سُنا ہے اور یاد رکھا ہے اور بات وہ نہیں جیسے تم نے سُنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایک امیر قتل کیا جائے گا اور فتنہ میں کودنے والا کود دے گا اور وہ مقتول میں ہی ہوں اور عمر نہیں۔ عمر کو تو صرف ایک شخص نے قتل کر دیا تھا اور مجھ پر تو بہت سے لوگ جمع ہوں گے۔ ابو داؤد نے روایت کی حسن سے انہوں نے ابی بکرہ سے کہ نبی

درمیان فتنہ و درمیان مردم کہ
ذات حضرت عمر است رضی اللہ عنہ
واوّل مذکور شدہ مراد داشتہ باشند
یُوضح ذلک حدیث عثمان رضی اللہ
عنہ۔ اخرج احمد عن ابی عون
الانصاری ان عثمان بن عفان قال
لابن مسعود ہل انتَ مُنتہٍ عما
بلغنی عنک فاعتذر بعضَ العُذرِ
فقال عثمان ویحک انی قد سمعتُ
وحفظتُ ولیس کما سمعتَ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
سَیُقتَل امیرٌ و ینتزی مُنتزٍ وانی
انا المقتولُ ولیس عمر انما قَتَلَ
عمرَ واحدٌ وانہ یجتمع علیَّ۔ اخرج
ابوداؤد عن الحسن عن ابی بکرۃ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
ذات یوم من رأی منکم رؤیا فقال
رجلٌ انا رأیت کان میزانا نَزَلَ
من السماء فوُزِنتَ انتَ وابوبکر
فرجحتَ انتَ بابی بکر وَوُزِن ابوبکر
وعمر فرجح ابوبکر ووُزن عمر وعثمان
فرجح عمر ثم رُفِعَ المیزان فرأینا
الکراہۃ فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم واخرج ایضا من
طریق عبدالرحمن بن ابی بکرۃ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ کیا تم میں سے
کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ تو ایک شخص نے کہا
کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اتری
تو آپ کو اور ابوبکر کو تولا گیا تو ابوبکر سے آپ بھاری نکلے
اور ابوبکر اور عمر کو تولا گیا تو ابوبکر بھاری نکلے اور عمر اور عثمان
کو تولا گیا تو عمر بھاری نکلے۔ پھر ترازو اٹھالی گئی تو ہم نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری کا
مشاہدہ کیا۔ اور نیز انہوں نے اس حدیث کو عبدالرحمن بن
ابی بکرہ کی سند سے روایت کیا اور اس میں "فاستاء بہا"
الخ ہے یعنی فساءہُ الخ یعنی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے برا گمان کیا یعنی آپ کو برا لگا یہ خواب) پھر
فرمایا کہ یہ خلافت نبوت ہے، پھر اللہ ملک جس کو چاہے
گا دے گا۔ اور ابوداؤد نے روایت کیا سمرہ بن جندب
سے کہ ایک شخص نے کہا (یعنی خواب بیان کیا) کہ یا رسول
اللہ گویا ایک ڈول لٹکایا گیا آسمان سے پھر ابوبکر آئے
اور انہوں نے اس کی لکڑیاں پکڑ کر کچھ معمولی گھونٹ پئے
پھر عمر آئے اور انہوں نے اس کی لکڑیاں پکڑیں اور خوب
ڈٹ کر پیا۔ پھر عثمان آئے اور انہوں نے اس کی لکڑیاں
پکڑیں اور پانی خوب ڈٹ کر پیا۔ پھر علی آئے اور انہوں
نے اس کی لکڑیاں پکڑیں تو وہ کھل گیا اور اس میں سے کچھ
پانی چھلک کر ان کے اوپر گرا۔ اور روایت کیا ترمذی
نے حذیفہ بن الیمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے قیامت نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اپنے امام
کو قتل کروگے اور اپنی تلواروں کو ایک دوسرے پر

هذا الحديث وفيه فاستاءها
رسول الله صلى الله عليه وسلم
يعني فساءه ذلك فقال خلافة نبوة
ثم يؤتي الله الملك من يشاء
واخرج ابوداؤد عن سمرة بن جندب
ان رجلاً قال يا رسول الله كان دلوًا
دُلِّيَ من السماء فجاء ابوبكر فاخذ
بعراقيها فشرب شربًا ضعيفًا ثم
جاء عمر فاخذ بعراقيها فشرب حتى
تضلّع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقيها
فشرب حتى تضلّع ثم جاء عليٌّ فاخذ
بعراقيها فانتشطت وانتضح عليه
منها شيئ. واخرج الترمذي عن
حذيفة بن اليمان ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال والذي نفسي
بيده لا تقوم الساعة حتى تقتلوا
امامكم وتجتلدوا باسيافكم ويرث
دنياكم شراركم. هذا حديث حسن. و
اخرج الحاكم عن عبدالله بن مسعود
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
انّ رحى الاسلام ستزول بعد
خمس وثلثين او ست وثلثين او
سبع وثلثين سنةً فان يهلكوا
فسبيل من هلك وان يقم لهم دينهم
يقم سبعين قال عمر رضي الله عنه

چلاؤ گے اور تمہاری دنیا کے وارث تم میں کے بدتر لوگ
ہوں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اور حاکم نے عبداللہ
بن مسعود سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ بیشک اسلام کی چکی بگڑ جائے گی بعد
پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سال کے۔ پھر اگر لوگ ہلاک
ہوئے تو ان لوگوں کی راہ پر جو (پچھلی امت کے لوگ)
ہلاک ہوئے اور اگر ان کا دین قائم رہ گیا تو ستر سال قائم
رہے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے نبی اللہ یہ (مدت)
پچھلے گذرے ہوئے زمانے سمیت ہے یا جو (اس وقت
سے) باقی رہے گا فرمایا کہ جو باقی رہے گا۔ اور اس حدیث
کا مضمون خارج (دنیا) میں ظاہر ہو چکا۔ کیونکہ سن پینتیس میں
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے اور جہاد کا
کام برہم ہو گیا اور پھر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ میں
لوگوں کے (ایک خلیفہ پر) متفق ہو جانے کی وجہ سے امر
جہاد قائم ہوا اور اس تاریخ سے ستر سال کے بعد دولت
بنی امیہ نابود ہو گئی۔ اور حاکم نے انس بن مالک سے
روایت کیا ہے کہا کہ مجھے بنو المصطلق نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہماری طرف سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھو کہ ہم اپنے
صدقات آپ کے بعد کس کو دیں۔ کہا کہ میں نے آپ
کے پاس پہنچ کر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر
کو۔ پھر میں نے ان کے پاس آکر ان کو خبر دے دی
تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس لوٹو اور ان سے پوچھو کہ اگر ابوبکر کے ساتھ
حادثہ (یعنی موت) واقع ہو جائے تو پھر کس کو دیں!

یا نبی اللہ بما مضی او بما بقی قال
لا بل بما بقی۔ ومضمون این حدیث
در خارج ظہور یافت زیراکہ در سنہ
خمسہ وثلثین حضرت عثمان مقتول شد
وامر جہاد بہم خورد وبازدر
زمان معاویہ بن ابی سفیان باتفاق
ناس امر جہاد قائم گشت و از ان
تاریخ بعد ہفتاد سال دولت بنی
امیہ متلاشی شد۔ واخرج الحاکم
عن انس بن مالک قال بعثنی بنو
المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقالوا سل لنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ الی من ندفع صدقاتنا
بعدک قال فاتیتہ فسألتہ فقال
الی ابی بکر فاتیتہم فاخبرتہم قالوا
ارجع الیہ فسلہ فان حدث بابی
بکر حدث فالی من فاتیتہ فاخبرتہ
فقال الی عمر فقالوا ارجع الیہ
فسلہ فان حدث بعمر حدث فالی
من فاتیتہ فسألتہ فقال الی
عثمان فاتیتہم فاخبرتہم فقالوا ارجع
فسلہ فان حدث بعثمان حدث فالی
من فاتیتہ فسألتہ فقال ان حدث
بعثمان حدث فتبا لکم الدہر
تبا۔ وفی الریاض عن سہیل

تو میں نے آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ عمر کو۔ پھر
لوگوں نے کہا کہ لوٹو اور اُن سے پوچھو کہ اگر ان پر حادثہ واقع
ہو جائے تو پھر کس کی طرف جائیں۔ پھر میں آپ کی خدمت
میں آیا اور آپ سے سوال کیا تو فرمایا کہ عثمان کی طرف۔
پھر میں نے لوگوں کے پاس آکر خبر دی تو انہوں نے
کہا کہ لوٹو اور پوچھو کہ اگر عثمان کے ساتھ کوئی حادثہ ہو
جائے تو پھر کس کی طرف جائیں تو میں نے جاکر پھر آپ سے
سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر عثمان کے ساتھ حادثہ
پیش آگیا تو تمہاری تباہی ہے ہمیشہ کے لئے تباہی۔ اور
ریاض میں مروی ہے سہیل بن ابی حثمہ سے کہا کہ ایک
دیہاتی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فروخت کا معاملہ
کیا تو علی رض نے اُس دیہاتی سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جاکر اُن سے پوچھ کہ اگر اُن پر وقت آخر
آپہنچا تو اس رقم کو کون ادا کرے گا۔ تو وہ دیہاتی نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور اُس نے آپ
سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ تجھے ابوبکر ادا کرے گا۔
پھر وہ نکل کر علی کے پاس آیا اور ان کو خبر دی تو انہوں
نے کہا کہ پھر واپس جاکر اُن سے سوال کر کہ اگر ابوبکر
کو موت آگئی تو اس کو کون ادا کرے گا۔ تو اعرابی
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر یہ سوال کیا۔ آپ
نے فرمایا کہ تجھے عمر ادا کرے گا۔ پھر علی نے اعرابی سے کہا
کہ جاکر یہ پوچھ کہ عمر کے بعد کون (ادا کرنے والا) ہوگا۔ تو
آپ نے فرمایا کہ تجھے عثمان ادا کرے گا۔ پھر علی نے اعرابی
سے کہا کہ جا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اُن سے
پوچھ کہ اگر عثمان کو موت آگئی تو اس کو کون ادا کرے گا۔

بن ابی حثمۃ قال بایع اعرابیٌ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال علیٌّ للاعرابی ائت النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فسلہ ان اتی علیہ اجلہٗ من یقضیہ فاتی الاعرابیُّ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فسالہ فقال یقضیک ابوبکر فخرج الی علیٍّ واخبرہ فقال ارجع فسلہ ان اتی ابی بکر اجلہٗ من یقضیہ فاتی الاعرابیُّ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فسألہ فقال یقضیک عمر فقال علیٌّ للاعرابی سلہ من بعد عمر فقال یقضیک عثمانُ فقال علیٌّ للاعرابی ائت النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فسلہ ان اتی علی عثمان اجلہ من یقضیہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم اذا اُتی علی ابی بکر اجلہ وعمر اجلہ وعثمانَ اجلہ فان استطعتَ ان تموتَ فمُت۔ وفیہ من حدیث ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بایع اعرابیا بقلائص الی اجلٍ فقال یارسول اللہ ان اجتاحتک منیتک فمن یقضینی قال ابوبکر قال فان عجلت بابی بکر منیتہ فمن یقضینی قال عمر قال فان عجلت بعمر منیتہ فمن یقضینی قال عثمان قال فان عجلت

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابوبکر پر موت آجائے گی اور عمر پر بھی موت آجائے گی اور عثمان پر بھی موت آجائے گی تو اگر تجھ سے ہوسکے کہ مرجائے تو تو بھی مرجانا۔ اور اسی میں کچھ حدیث ابوہریرہ بھی منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے چند نوجوان اونٹ خریدے ایک خاص مدت کے وعدے پر۔ تو اُس نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ کی موت آپ پر جلدی آگئی تو مجھے کون ادا کرے گا تو آپ نے کہا کہ ابوبکر۔ اُس نے کہا کہ ابوبکر پر بھی موت جلدی آگئی تو کون ادا کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ عمر۔ اُس نے کہا کہ اگر عمر پر بھی موت جلد آگئی تو کون ادا کرے گا۔ تو فرمایا کہ عثمان۔ اُس نے کہا کہ اگر عثمان پر بھی موت نے جلدی کی تو کون ادا کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو اگر تجھ سے ہوسکے تو تو بھی مرجانا۔ واللہ اعلم۔ اور حاکم نے روایت کیا ابوہریرہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ خلافت مدینہ میں رہے گی اور بادشاہی شام میں۔ اور مشکوٰۃ میں ہے کہ مروی ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے ایک نور کا ستون دیکھا جو میرے سر کے نیچے سے چمکتا ہوا نکلا یہاں تک کہ شام میں جا ٹھہرا۔ اور بعض حوادث واقع ہوئے جنہوں نے بدلالت حال سمجھا دیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار خاصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی موت سے قریب منقطع ہوگئے۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ مروی ہے ابوہریرہ سے کہا کہ میں چند کھجوریں لے کر رسول اللہ

بشان منیتہ فمن یقفیتی قال
ان استطعت ان تموت فمت واللہ
اعلم-واخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الخلافۃ
بالمدینۃ والملک بالشام - و
فی المشکوٰۃ عن عمر قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت
عموداً من نور خرج من تحت رأسی
ساطعا استقر بالشام - و بعض
حوادث واقع شدند کہ بدلالت
حال فہمانیدند کہ آثار خاصہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک
موت حضرت عثمان منقطع شد- فی
المشکوٰۃ عن ابی ہریرۃ قال اتیت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتمرات
فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ فیہن
بالبرکۃ فضمہن ثم دعا لی فیہن بالبرکۃ
قال خذہن فاجعلہن فی مزودک
کلما اردت ان تأخذ منہ شیئا
فادخل یدک فخذہ ولا تنثر نثرا
فقد حملت من ذلک التمر کذا وکذا
من وسق فی سبیل اللہ وکنا نأکل
منہ ونطعم وکان لا یفارق
حقوی حتی کان یوم قتل عثمان فانہ
انقطع-اخرج ابوعمر عن سعید بن

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ یا رسول
اللہ ان میں برکت کے لئے اللہ سے دُعاء کر دیجئے ۔ تو
آپ نے اُن کو باہم ملا دیا پھر میرے لئے اُن میں برکت
کی اللہ سے دُعاء کی اور فرمایا کہ ان کو لے اور اپنے
تھیلے میں رکھ چھوڑ- جب بھی تو ان میں سے کچھ لینا
چاہے تو ہاتھ ڈال کر لے اور اُن کو الگ الگ کر دینا۔
تو میں نے اُن کھجوروں میں سے اتنے اور اتنے وسق
(وسق حجازی ۴۸۰ رطل یعنی تقریباً ۶ من کا ہوتا ہے)
نکال کر فی سبیل اللہ دیئے اور ہم اس میں
سے کھاتے اور کھلاتے رہے ، اور وہ تھیلا میرے
پہلو سے کبھی جُدا نہیں ہوتا تھا ، یہاں تک کہ جب
وہ دن آیا جس میں عثمان قتل کئے گئے تو وہ ختم
ہوگیا ۔ ابوعمر نے سعید بن المسیب سے روایت کیا
کہ عثمان بن عفان کے زمانہ میں زید بن خارجہ کا انتقال
ہوا تو اس پر کپڑا ڈھانپ دیا گیا ۔ پھر لوگوں نے اس
کے سینے سے آواز کی ایک گڑگڑاہٹ سُنی پھر بولنا
شروع کر دیا اور کہا احمد احمد ہے اوّل کتاب
(توریت) میں سچ کہا سچ کہا ابوبکر صدیق اپنی
ذات میں ضعیف اور اللہ کے کام میں قوی ہے یہ
کتاب اوّل میں ہے سچ کہا سچ کہا عمر بن الخطاب
قوی امین ہے کتاب اوّل میں سچ کہا سچ کہا۔
عثمان بن عفان اُن کے طریقے پر ہے ۔ چار سال
گذر گئے دو باقی رہ گئے فتنے آ گئے ہیں اور سخت
کھا جائے گا کمزور کو اور قیامت قائم ہو گی اور
عنقریب تمہارے پاس بیر اریس کی خبر آنے والی

المسیب ان زید بن خارجہ توفی
زمن عثمانَ بن عفان فسُجّی بثوب ثم
انہم سمعوا جلجلۃً فی صدرہ ثم
تکلم فقال احمد احمد فی الکتاب الاول
صدق صدق ابوبکر الصدیق الضعیف
فی نفسہ القوی فی امر اللہ فی الکتاب
الاول صدق صدق عمر بن الخطاب
القوی الامینُ فی الکتاب الاول صدق
صدق عثمان بن عفان علی منہاجہم
مضَتْ اربعٌ وبقیَت سنتان اتت
الفتنُ واکلَ الشدیدُ الضعیفَ و
قامت الساعۃ وسیأتیکم خبر بیراریس
وما بیراریس ثم ہلک رجلٌ من بنی
خطم فسُجّی بثوب فسمعوا جلجلۃً فی
صدرہ ثم تکلم فقال ان اخا بنی الحارث
بن الخزرج صدق - اخرج البخاری
عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ
رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتماً
من وَرِقٍ وکانَ فی یدہ ثم کان بعد
فی ید ابی بکر ثم کانَ بعدُ فی ید
عمر ثم کان بعد فی ید عثمان حتی
وقع بعدُ فی بیر اَریس نقشُہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واخرج البخاری عن انس رضی اللہ
عنہ قال کان خاتم النبی صلی اللہ علیہ

ہے اور کیا ہے بیر اریس[عہ]. پھر بنی خطم میں سے ایک
شخص کا انتقال ہوا اور اس پر کپڑا ڈھانپا گیا تو لوگوں
نے اُس کے سینہ میں سے آواز کی گڑگڑاہٹ سُنی پھر وہ
بولنے لگا اور اُس نے کہا حارث بن الخزرج کے بھائی نے
سچ بولا سچ بولا - بخاری نے روایت کیا نافع سے اُس نے
ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی
چاندی کی بنوائی تھی جو کہ آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی پھر بعد
میں ابوبکر کے ہاتھ میں رہی - پھر اُس کے بعد عمرؓ کے ہاتھ
میں رہی پھر اس کے بعد عثمان کے ہاتھ میں آئی یہاں تک
کہ اُس کے بعد بیراریس میں گر گئی اُس کا نقش محمد رسول
اللہ تھا - اور روایت کیا بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں رہی
اور آپ کے بعد ابوبکر کے ہاتھ میں رہی اور ابوبکر کے بعد
عمر کے ہاتھ میں کہا کہ جب عثمان کے ہاتھ میں تھی تو وہ
ایک دن بیراریس پر بیٹھے اور انگوٹھی کو نکال کر اُس سے
کھیلنے لگے تو وہ (کنویں میں) گر گئی تو ہم تین دن عثمان کے
ساتھ پھرے، کنویں کا پانی کھینچ دیا مگر وہ ہمیں دستیاب
ہوئی - اور ابو عمر نے روایت کی کہا کہ عامر بن ربیعہ
رات کو اُٹھ کر نماز میں مشغول ہوئے جس زمانہ میں
لوگ پھنس رہے تھے حضرت عثمان کو زخم پہنچانے میں
تو وہ رات میں نماز پڑھ کر سو گئے، خواب میں اُن سے
کہا گیا کہ اُٹھ اور اللہ سے دُعاء کر کہ وہ تجھے اُس فتنہ سے
بچالے جس سے اُس نے اپنے نیک بندوں کو بچایا - تو
وہ اُٹھے اور دُعاء کی - پھر بیمار ہو گئے اس کے بعد گھر
سے نہیں نکلے اُن کا جنازہ ہی نکلا - اور ابو عمر نے روایت

عہ بیراریس مسجد قبا کے قریب ایک کنواں ہے جس میں آنحضرت [illegible] کی انگوٹھی حضرت عثمان کے ہاتھ سے نکل کر گر گئی اور گم ہو گئی - ۱۲

وسلم فی یدہ وفی ید ابی بکر بعدہ وفی ید عمر بعد ابی بکر قال فلما کان عثمان جلس علے بیر اریس فاخرج الخاتم فجعل یعبث بہ فسقط قال فاختلفنا ثلثۃ ایام مع عثمان ننزح البیر فلم نجدہ۔ واخرج ابوعمر قال قام عامر بن ربیعۃ فصلی من اللیل حین نشب الناس فی الطعن علی عثمان فصلی من اللیل ثم نام فاتی فی المنام فقیل لہ قم فاسأل اللہ ان یعیذک من الفتنۃ التی اعاذ منہا صالح عبادہ فقام فصلی ودعا ثم اشتکی فما خرج بعد الا بجنازۃ۔ واخرج ابوعمر ان ثمامۃ بن عدی امیر عثمان علی الصنعاء خطب یوم بلغہ موت عثمان فاطال البکاء ثم قال ہذا حین انتزعت خلافۃ النبوۃ من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصارت ملکا وجبریۃ من غلب علی شئی اکلہ۔

اما مآثر امیر المومنین و امام اشجعین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پس از آن جملہ آن است کہ با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرابت قریبہ داشت و در شرافت نفس

کیا کہ ثمامہ بن عدی نے جو کہ صنعاء میں عثمان رض کی طرف سے امیر تھے جس دن ان کے پاس عثمان کی موت کی خبر پہنچی تو خطبہ دیا اور بہت دیر تک روتے رہے۔ پھر کہا کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت نبوت چھن گئی اور ملوکیت اور جبریت بن گئی۔ جو شخص کسی شے پر قابض ہوگا وہ اس کو کھا جائے گا۔

مناقب امیر المومنین وامام اشجعین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

بکثرت ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے تھے اور شرافت نسب میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ ابوطالب ابن عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور ان کی والدہ فاطمہ تھیں اسد بن ہاشم کی بیٹی۔ ابوعمر نے کہا کہ یہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جن کے بطن سے ہاشمی اولاد پیدا ہوئی۔ تو حضرت مرتضیٰ اور ان کے بھائی وہ پہلی جماعت ہیں کہ باپ اور ماں دونوں طرف سے ہاشمی ہیں۔ اور ان کے بعد حضرت حسنین رضی اللہ عنہما اور ان کے بعد امام محمد باقر اور عبداللہ محض اور ان کے بھائی اسی صفت پر تھے۔ اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ بنت اسد کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ وہ میری ماں تھیں بعد اس ماں کے جس نے مجھے جنم دیا۔ ابوطالب کچھ کاروبار کرتے تھے اور ان کے یہاں کھانا دعوت کے طور پر ہوتا تھا ہم سب کو اپنے ساتھ کھانے پر جمع کر لیا کرتے تھے۔ ان بی بی کا یہ معمول تھا کہ اس میں سے کچھ بچا لیا کرتی تھیں تاکہ اس میں سے میں پھر کھالوں۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور ان (رضی اللہ عنہ) کے مناقب میں سے جو ان کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئے ایک یہ ہے کہ وہ

صاحب مرتبۂ اعلیٰ بود ہو علی بن ابی
طالب بن عبد المطلب و اُمّہٗ فاطمۃ
بنت اسد بن ہاشم۔ قال ابو عمر
ہی اول ہاشمیۃ ولدت ہاشمیا
پس مرتضیٰ و اخوۂ او اول آنجماعہ اند
کہ از جانب پدر و مادر ہر دو ہاشمی باشند
و بعد از وی حضرت حسنین رضی اللہ
عنہما و بعد از ایشان امام محمد باقر
و عبد اللہ محض و اخوۂ او بہمیں صفت
بودہ اند و جناب نبوی صلی اللہ علیہ و
سلم درباب فاطمہ بنت اسد می فرمود
کانت اُمی بعد اُمی التی وَلَدَتْنِی
ان ابا طالب کان یصنع الصنیع
و یکون لہ المأدبۃ و کان یجمعنا علی
طعامہ فکانت ہذہ المرأۃ تفضل منہ
شیئا فاعود فیہ اخرجہ الحاکم
و از مناقب وی رضی اللہ عنہ کہ
در حین ولادت او ظاہر شد یکی
آن است کہ در جوف کعبہ معظمہ تولد
یافت۔ قال الحاکم فی ترجمۃ حکیم بن
حزام و قول مصعب فیہ لم یولد قبلہ
ولا بعدہ فی الکعبۃ احد ما نقلہ
و ہم مصعب فی الحرف الاخیر فقد
تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت
اسد ولدت امیر المومنین علیا فی

جوفِ کعبہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے ترجمہ
میں کہا کہ اُن کے بارے میں مصعب کا یہ قول کہ نہیں پیدا
ہوا کعبہ میں اس سے پہلے کوئی اور نہ اس کے بعد جو کہ اس
پر نقل کر دیا۔ مصعب نے وہم کیا ہے حرفِ اخیر (ولا بعدہٗ)
میں۔ بلاشبہ اخبار متواتر ہیں اس بارے میں کہ فاطمہ بنت
اسد نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو جوفِ کعبہ میں جنم
دیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ عز وجل و علا کی عنایت
صغر سنی ہی کے دور میں اُن کے شاملِ حال ہو گئی اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن (رضی اللہ عنہ) کے
تکفّل کو اپنے اُوپر لے لیا اور اس سبب سے اُن کا اسلام
اور اُن کا جنابِ مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ نماز ادا کرنا زمانۂ بلوغ سے پہلے ہوا ہے۔ صحابہ اور
تابعین میں سے بہت سے اس طرف گئے ہیں کہ بعد
خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سب سے پہلے مسلمان وہی ہیں
اور اس بارے میں ایک فصل مآثر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
میں گذر چکی ہے۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے روایت
کیا عبد اللہ بن ابی نجیح نے مجاہد بن جبیر ابی الحجاج
سے۔ کہا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اللہ کی نعمتوں
میں سے ایک یہ نعمت ہوئی جو اللہ نے اُن کے حصّہ میں
رکھی تھی اور اس ذریعہ سے اُن کے ساتھ خیر کا ارادہ
کیا تھا کہ قریش پر ایک شدید خشک سالی کا زمانہ آیا
اور ابو طالب بہت اولاد رکھتے تھے۔ تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے کہا اور وہ
بنی ہاشم میں سب سے زیادہ صاحبِ وسعت تھے،
کہ اے عباس آپ کے بھائی ابو طالب کثیر العیال

فی جوف الکعبۃ. و آثار تجمیل آنکہ عنایت الٰہی جل و علا در صغر سن شامل حال او گشت و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکفل وی رضی اللہ عنہ برخود گرفتند و ازین جہت اسلام او و نماز گزاردن او با جناب مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پیش از اوان بلوغ بودہ است. و بسیاری از صحابہ و تابعین بآن رفتہ اند کہ وی اول مسلمان است بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا و فصلی ازین باب در مآثر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گذشت. قال محمد بن اسحٰق وحدثنی عبد اللہ بن ابی نجیح عن مجاہد بن جبیر ابی الحجاج قال کان من نعمۃ اللہ علیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مما صنع اللہ لہ و ارادہ بہ من الخیر ان قریشا اصابتہم ازمۃ شدیدۃ وکان ابو طالب ذا عیال کثیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للعباس عمہ وکان من ایسر بنی ہاشم یا عباس ان اخاک ابا طالب کثیر العیال وقد اصاب الناس ما تریٰ من ہذہ الازمۃ فانطلق بنا الیہ فلنخفف من عیالہ آخذ من بنیہ رجلا وتأخذ انت رجلا فنکفیہما عنہ

ہیں اور لوگوں پر جو یہ بلا خشک سالی کی آپڑی ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں تو آؤ ہم اُن کے پاس چلیں اُن کے اوپر سے کنبہ کا کچھ بوجھ ہلکا کریں، اُن کے گھر سے ایک آدمی کو میں لے لوں اور ایک کو آپ لے لیں تو ہم ان کی طرف سے اُن دو کا خرچ خود برداشت کریں، عباس نے کہا بہت اچھا، تو دونوں جاکر ابو طالب سے ملے اور اُن سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے اوپر سے آپ کے کنبہ کے خرچ کا بوجھ ہلکا کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس تنگی کو دور کردے جس میں وہ مبتلا ہیں۔ تو ان دونوں سے ابو طالب نے کہا کہ اس صورت میں تم میرے پاس عقیل کو چھوڑ دو۔ اور ابن ہشام نے کہا کہ عقیل اور طالب کو چھوڑ دو اس کے بعد جو تم چاہو کرو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو لے لیا اور اُن کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور عباس نے جعفر کو لیکر اپنے سینے سے لگا لیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بناکر مبعوث کیا تو علی نے آپ کا اتباع کیا اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور جعفر عباس کے پاس رہتے تھے یہاں تک کہ ایمان لائے اور اُن سے مستغنی ہوگئے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی بعض گھاٹیوں کی طرف نکل جاتے تھے اور اُن کے ساتھ علی بن ابی طالب بھی اپنے باپ ابو طالب سے اور اپنے تمام چچاؤں سے اور پوری قوم سے چھپ کر نکلتے تھے اور اس میں دونوں نماز

قال العباس نعم فانطلقا حتی
اتیا الی ابی طالب فقالا له انا نرید
ان نخفف عنک من عیالک حتی
ینکشف عن الناس ما هم فیه
فقال لهما ابوطالب اذا ترکتما لی عقیلاً
وقال ابن ہشام عقیلاً و طالباً فاصنعا
ما شئتما فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علیاً وضمہ الی صدرہ و
اخذ العباس جعفراً فضمہ الیہ فلم یزل
علی رضی اللہ عنہ مع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم حتی بعثہ اللہ نبیاً
فاتبعہ علیٌّ فآمن بہ وصدقہ و
لم یزل جعفر عند العباس حتی اسلم
واستغنی عنہ. قال ابن اسحٰق و
ذکر بعض اہل العلم ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا حضرت
الصلوٰۃ خرج الی شعاب مکۃ وخرج
معہ علی بن ابی طالب مستخفیاً من
ابیہ ابی طالب ومن جمیع اعمامہ
وسائر قومہ فیصلیان الصلوٰۃ فیہا
فاذا امسیا رجعا فمکثا کذلک ما
شاء اللہ ان یمکثا ثم ان ابا طالب
عثر علیہما یوماً وہما یصلیان فقال
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ہذا
الدین الذی اراک تدین بہ قال

پڑھتے رہتے تھے، پھر جب شام ہو جاتی تو دونوں
واپس آجاتے تھے، تو دونوں جب تک اللہ نے چاہا کہ
اس حال پر رہیں یوں ہی کرتے رہے۔ پھر ایک دن ایسا
ہوا کہ ابوطالب دونوں کے سامنے آگئے جب کہ وہ نماز
پڑھ رہے تھے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہا کہ یہ کون سا دین ہے جس پر تم عمل کر رہے ہو
تو آپ نے کہا اے چچا یہ اللہ کا دین ہے اور اُس کے
فرشتوں کا دین ہے اور اُس کے رسولوں اور ہمارے باپ
ابراہیم کا دین ہے۔ یا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا، مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ساتھ رسول بنا
کر بندوں کی طرف بھیجا ہے اور آپ اے چچا سر اُس شخص
سے جس سے میں خیر خواہی کروں اور اس کو ہدایت کی طرف
دعوت دوں زیادہ حقدار ہیں، اور جس نے بھی میری دعوت
کو قبول کیا اور میری اعانت کی آپ پر اس کا حق بھی سب سے
زیادہ ہے۔ او کما قال۔ تو ابوطالب نے کہا کہ اے میرے
بھتیجے میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا کہ باپ دادا کے دین
کو اور جس طریقہ پر وہ تھے اُس کو چھوڑ دوں لیکن خدا کی قسم
میں کسی چیز کو جس سے تو تکلیف محسوس کرے تجھ تک نہ
آنے دوں گا جب تک زندہ ہوں اور انہوں نے ذکر کیا
کہ ابوطالب نے علی سے کہا کہ اے میرے بیٹے تو کس دین
پر ہے انہوں نے کہا کہ اے ابا میں تو اللہ کے رسول صلی
اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا اور جو کچھ وہ لے کر آئے
اُس کی تصدیق کر چکا اور میں نے اُن کے ساتھ مل کر اللہ
کے لئے نماز پڑھی اور اُن کا اتباع کیا، تو لوگوں نے گمان
کیا ہے کہ ابوطالب نے یہ کہا کہ خبردار محمد نے تجھے

يا عم هذا دين الله ودين ملائكته
ورسله ودين أبينا ابراهيم او
كما قال صلى الله عليه وسلم بعثني الله
به رسولاً الى العباد وانت يا عم احق
من بذلت له النصيحة ودعوته الى
الهدى واحق من اجابني اليه
واعانني عليه او كما قال فقال ابوطالب
يا ابن اخي اني لا استطيع ان افارق
دين آبائي وما كانوا عليه ولكن والله
لايخلص اليك شئ تكرهه ما بقيت
وذكروا انه قال لعلي يا بني ما هذا
الدين الذي انت عليه قال يا ابت
آمنت برسول الله صلى الله عليه وسلم
وصدقته بما جاء به وصليت معه
لله واتبعته فزعموا انه قال اما
انه لم يدعك الا الى خير فالزمه
واخرج احمد عن حبة العرني قال رأيت
عليا ضحك على المنبر لم اره ضحك
ضحكا اكثر منه حتى بدت نواجذه ثم
قال ذكرت قول ابي طالب ظهر علينا
ابوطالب وانا مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم ونحن نصلي ببطن نخلة
فقال ماذا تصنعان يا ابن اخي فدعاه
رسول الله صلى الله عليه وسلم الى
الاسلام فقال ما بالذي تصنعان

دعوت نہیں دی مگر خیر کی طرف تو اُس کو لازم رکھ۔ اور احمد
نے روایت کی حبۃ العرنی سے، کہا کہ میں نے علیؓ کو دیکھا کہ
منبر پر ہنس رہے تھے۔ میں نے اُن کو کبھی اس سے زیادہ
ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ اُن کے کیلے کھل گئے
تھے۔ پھر فرمایا کہ مجھے ابو طالب کا قول یاد آگیا۔ ابوطالب ہم
پر ظاہر ہوئے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ تھا اور ہم بطن نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے، کہنے لگے
اے بھتیجے تم دونوں کیا کر رہے ہو؟ تو اُن کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی طرف دعوت دی۔ تو
انہوں نے کہا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں
یا جو کچھ تم کہہ رہے ہو اُس میں کچھ حرج نہیں لیکن خدا کی قسم
میرے چوتڑ تو کبھی اوپر نہیں اُٹھنے کے" اور ہنسے اپنے
باپ کے قول پر تعجب کی وجہ سے۔ پھر (علیؓ) نے کہا یا اللہ
میں اعتراف نہیں کر رہا ہوں (یعنی دعوٰی اور فخر نہیں کرتا)
کہ آپ کے کسی بندے نے اس اُمت میں سے سوائے
آپ کے نبی کے مجھ سے پہلے آپ کی عبادت کی ہو، تین مرتبہ
کہا، بیشک میں نے نماز پڑھی پہلے اس سے کہ لوگ نماز پڑھیں
سات دن (یا سات نمازیں) اور اُن میں سے ایک یہ کہ جب
ابو طالب نے وفات پائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
تعزیت میں اور حضرت مرتضیٰؓ کو تسلی دینے میں اور ان
کے لئے دعائے خیر کرنے میں کمال درجہ شفقت فرمائی۔ اور
احمد نے روایت کیا علیؓ سے، کہا کہ جب ابو طالب کا انتقال
ہو گیا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ
آپ کے چچا کا انتقال ہو گیا ہے، فرمایا کہ جاؤ اُن کو دفن کر دو۔
پھر میرے پاس آنے تک کوئی بات نہ کرنا۔ کہا کہ پھر میں

بأسٌ او بالذی تقولان بأسٌ و
لکن واللہ لا تعسکر لی إستی ابدا
وضحک تعجبا لقول ابیہ ثم قال
اللّٰہم لا اعترف ان عبداً لک من
ہذہ الامۃ عبدک قبلی غیر نبیک
ثلاث مرار لقد صلیت قبل ان یصلی
الناس سبعا۔ و از آن جملہ آنکہ چون
ابو طالب وفات یافت آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم در تعزیہ و تسلیۂ حضرت
مرتضی رضی اللہ عنہ دعای خیر
برای او کمال درجہ شفقت مرعی داشت
اخرج احمد عن علیؓ قال لما توفی ابو
طالب اتیتُ النبیَّ صلی اللہ علیہ
وسلم فقلتُ ان عمک الشیخ قد
مات قال اذہب فوارہ ثم لا تحدث
شیئا حتی تأتینی قال فواریتہ قال
اذہب فاغتسل ثم لا تحدث شیئاً
حتی تأتینی قال فاغتسلتُ ثم اتیتہ
قال فدعالی بدعوات ما یسرنی ان لی
بہا حمر النعم وسودہا وکان علیؓ اذا
غسل المیت اغتسل۔ و از آن جملہ
آنکہ پیش از ہجرت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم با او معاملت منتظر الخلافت
کرد کہ از لوازم خلافت خاصہ است
بجا آوردند۔ اخرج النسائی فی کتاب

نے غسل کیا اور آپ کے پاس آیا تو آپ نے میرے لئے
بہت دعائیں کیں جن سے مجھے اسقدر مسرت ہوئی کہ اتنی
سُرخ اور سیاہ اونٹوں کے ملنے سے نہ ہوتی۔ اور علی جب
میّت کو غسل دیتے تھے تو نہایا کرتے تھے۔ اور ان میں
ایک یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اُن کے ساتھ منتظر الخلافت کے مانند معاملہ کیا کرتے
تھے جو کہ خلافت خاصہ کے لوازم میں سے ہیں۔ نسائی نے
کتاب الخصائص میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا کہ ایک
شخص نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر
المؤمنین اپنے چچا کے بیٹے کے آپ کیسے وارث ہوئے
اپنے چچا کو چھوڑ کر۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جمع کیا تھا یا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعوت دی اولاد عبد المطلب کو اور اُن کے لئے ایک
مُد کھانا تیار کرایا (یعنی تقریباً ایک سیر) فرمایا کہ سب لوگوں
نے پیٹ بھر کر کھایا اور کھانا بچ رہا جتنا بھی تھا، گویا کہ اُس
کو چھیڑا ہی نہیں گیا۔ پھر آپ نے ایک پیالہ منگایا تو سب نے
اُس میں سے سیر ہو کر پیا اور اس میں شربت باقی تھا، گویا
کہ اُس کو چھوا ہی نہیں گیا اور اس میں سے نہیں پیا گیا۔ پھر
آپ نے فرمایا کہ اے اولاد عبد المطلب میں تمھاری طرف
خاص طور اور تمام لوگوں کی طرف عام طور پر بھیجا گیا ہوں،
اور تم نے دیکھ لیا اس آیت میں سے جو کچھ تم نے دیکھا اور
تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ
میرا بھائی اور ساتھی اور وارث بنے تو کوئی بھی ان کی طرف
نہ بڑھا۔ تو میں اُن کی طرف بڑھا اور میں قوم میں سب سے
چھوٹا تھا۔ فرمایا کہ بیٹھ جا۔ پھر آپ نے وہی بات کہی۔ تین

الخصائص عن ربیعۃ بن ناجیۃ ان رجلا قال لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یا امیر المؤمنین لم ورثتَ ابن عمک دونَ عمک قال جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد المطلب فصنع لہم مُدًّا من طعام قال فاکلوا حتی شبعوا و بقی الطعام کما ہو کانَ لم یُمَسَّ ثم دعا بِغُمَرٍ فشربوا حتی رَوُوا و بقی الشراب کان لم یُمَسَّ و لم یُشرب فقال یا بنی عبد المطلب انی بُعِثْتُ الیکم خاصۃً و الی الناس عامۃً و قد رأیتم من ہذہ الاٰیۃ ما قد رأیتم وایکم یبایعنی علی ان یکون اخی و صاحبی و وارثی فلم یقم الیہ احد فقمتُ الیہ وکنتُ اصغرَ القوم قال اجلس ثم قال ثلٰثَ مراتٍ کلّ ذلک اقوم فیقول اجلس حتی کانَ فی الثالثۃ ضربَ بیدہ علی یدی ثم قال فبذلک ورثتُ ابنَ عمی دونَ عمی. و اخرج النسائی عن علی رضی اللہ عنہ قال انطلقت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فصعدَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ اور میں ہر مرتبہ میں اُٹھتا رہا اور وہ کہتے رہے کہ بیٹھ جا، یہاں تک کہ تیسری مرتبہ میں آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ پھر علی رضہ نے کہا کہ یہ ہے وہ بات جس سے میں اپنے چچا کے بیٹے کا وارث ہوا ہوں چچا کو چھوڑ کر۔ اور نسائی نے روایت کیا علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم دونوں کعبہ کے اندر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھے پر چڑھ گئے ، اور اُن کو اُٹھائے ہوئے علی کھڑے ہوئے " (یہ جملہ راوی کی طرف سے ہے) پھر جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کمزوری کو دیکھا اور کہا کہ بیٹھ جا تو میں بیٹھ گیا تو نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُترے اور میرے سامنے بیٹھے اور فرمایا کہ میرے کندھوں پر چڑھ جا اور آپ مجھے لیکر کھڑے ہوگئے تو علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ میری یہ حالت تھی کہ مجھے یہ متخیل ہو رہا تھا کہ میں اگر چاہوں تو آسمان کے افق پر پہنچ جاؤں تو علی کعبہ پر چڑھے اور اُس پر ایک بُت تھا پیتل یا تانبے کا. تو میں نے اس پر زور لگانا شروع کیا تاکہ اُسے اُکھاڑ دوں دائیں کو اور بائیں اور آگے کو اور سامنے اور اُس کے پیچھے سے یہاں تک کہ جب میں نے اُس پر قابو پالیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پھینک دے تو میں نے اس کو پھینک دیا پھر اُس کو توڑا جیسا کہ شیشہ ظروف ٹکڑے کر دیا جائے ، پھر نیچے اُتر آیا۔ پھر میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی جلدی ہو کر چلے یہاں تک کہ گھروں میں جا چھپے اس اندیشہ سے کہ کوئی ہمیں مل جائے گا۔ اور اُن میں سے یہ کہ جب کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے لئے مجتمع ہو گئے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت مقرر ہو گئی تو آپ نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ وہ آج رات کے بستر پر سو جائیں اور آنحضرت کی چادر مبارک اپنے اوپر اوڑھ لیں تاکہ کفار نا لطف میں پڑے رہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے پر مطلع نہ

على منكبي فنهض به علىؓ فلما رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم ضعفي قال لي اجلس فجلست فنزل نبي الله صلى الله عليه وسلم وجلس لي وقال اصعد على منكبي فصعدت على منكبيه فنهض بي فقال علی عليه السلام انه ليخيل الي اني لوشئت لنلت افق السماء فصعدت على الكعبة وعليها تمثال من صفر او نحاس فجعلت اعالجه لازيله يمينا وشمالا وقداما ومن بين يديه ومن خلفه حتى اذا استمكنت منه فقال نبي الله صلى الله عليه وسلم اقذفه فقذفت به فكسرته كما يكسر القوارير ثم نزلت فانطلقت انا ورسول الله صلى الله عليه وسلم نستبق حتى توارينا البيوت خشية ان يلقانا احد۔ و ازآن جملہ آنکہ چون کفار قریش مجتمع شدند بر ایذای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہجرت از مکہ بمدینہ تصمیم یافت بحضرت مرتضی فرمودند تا بر فراش آن جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام بخسپد و ردای مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالای خود بپوشد تا کفار در غلط افتند در بر رفتن آنحضرت

ہونے پائیں۔ اور اس کے بعد قریب وقت میں ہی علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے۔ ابن اسحٰق نے ہجرت کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کفار قریش کے باہم مشورہ کے قصہ میں کہا، پھر جبرئیل آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ سے کہا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں تو جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو مشرکین جمع ہو کر آپ کو تاکنے لگے کہ آپ کب سوئیں گے کہ آپ کے اوپر حملہ کریں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو میرے بستر پر لیٹ جا اور میری حضرمی سبز چادر اپنے اوپر اوڑھ لے اور اس میں سو جا۔ ہرگز ان کی جانب سے کوئی تکلیف تجھ کو نہیں پہنچے گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے جب سویا کرتے تھے تو اسی چادر میں سویا کرتے تھے۔ کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف باہر نکلے اور آپ نے ایک مٹھی مٹی کی بھر کر اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور اس کو ان کے سروں پر بکھیرتے رہے اور آپ یہ سورت پڑھ رہے تھے یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ سے فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات سے فارغ ہو گئے اور ان میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا مگر آپ نے اس کے سر پر مٹی ڈالی۔ پھر جس طرف جانے کا آپ نے ارادہ کیا تھا چلے گئے۔ اس کے بعد ان کے پاس ایک آنے والا آیا جو ان لوگوں کے ساتھیوں میں سے نہیں تھا۔ اس نے کہا کہ یہاں تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ محمد کا؟ اس نے کہا کہ خدا نے تمھیں خسارے میں

صلی اللہ علیہ وسلم اطلاعی نیا بند و بعد ازاں عنقریب ھجرت نمود و بآنحضرت ملحق گشت۔ قال ابن اسحٰق فی قصۃ الہجرۃ ومشاورۃ کفار قریش فی امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتی جبرئیل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ لا تبت ھذہ اللیلۃ علی فراشک فلما کانت العتمۃ من اللیل اجتمعوا یرصدونہ متی ینام فیثبون علیہ فلما رأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نم علی فراشی وتسج ببردی ھذا الحضرمی الاخضر فنم فیہ فانہ لن یخلص الیک شیئ تکرھہ منھم وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ینام فی بردہ ذلک اذا نام قال و خرج علیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ حفنۃ من تراب فی یدہ فجعل ینثر التراب علی رؤسھم وھو یقرأ سورۃ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ الی قولہ فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ حتی فرغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھؤلاء

ڈال دیا۔ خدا کی قسم بلاشبہ محمد تمہارے سامنے سے نکل گیا، پھر اس نے تم میں سے کسی شخص کو بھی نہیں چھوڑا مگر اس کے سر پر خاک ڈال دی ہے اور جہاں جانا تھا چلا بھی گیا۔ کیا تم نہیں دیکھتے تمہارے اوپر کیا ہے۔ کہا کہ پھر اُن میں سے ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تو اس پر مٹی پائی۔ پھر انہوں نے جھانکنا شروع کیا تو وہ علی کو دیکھ رہے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے بستر پر سو رہے تھے۔ تو کہنے لگے کہ واللہ یقیناً یہ محمد سویا ہوا ہے، اُس پر اُس کی چادر ہے۔ تو یہ لوگ اسی طرح آ وہاں سے نہیں ٹلے یہاں تک کہ صبح ہو گئی، اور علی بستر پر سے اُٹھے تو انہوں نے کہا واللہ ہم سے جس شخص نے بیان کیا تھا سچ کہا تھا۔ پھر محمد بن اسحٰق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے قصہ میں بیان کیا کہ مکہ میں علی نے تین رات اور تین دن قیام کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لوگوں کو اُن کی وہ امانتیں ادا کر دیں جو اُن کی آپ کے پاس رکھی ہوئی تھیں، پھر جب اُس سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور کلثوم بن ہدم کے مہمان ہوئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب اصحاب کے درمیان مواخات واقع ہوئی (یعنی ہر ایک کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھائی تجویز کیا) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی فرمایا۔ ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کے درمیان مواخات کرائی تو علی آئے اور اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں، اور کہا یا رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان مواخات کرائی

الآيات ولم يبق منهم رجل الا وقد وضع على راسه ترابا ثم انصرف الى حيث اراد ان يذهب فاتاهم آت ممن لم يكن معهم فقال ما تنتظرون ههنا قالوا محمدا قال خيبكم الله قد والله خرج عليكم محمد ثم ما ترك منكم رجلا الا وقد وضع على راسه ترابا وانطلق لحاجته اما ترون ما بكم قال فوضع كل واحد منهم يده على راسه فاذا عليه تراب ثم جعلوا يطلعون فيرون عليا على الفراش متسجيا ببرد رسول الله صلى الله عليه وسلم فيقولون والله ان هذا لمحمد نائما عليه برده فلم يبرحوا كذلك حتى اصبحوا فقام علي عن الفراش فقالوا والله لقد كان صدقنا الذي حدثنا ثم قال محمد بن اسحق في قصة مقدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة واقام علي بمكة ثلث ليالي وايامها حتى ادى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم الودائع التي كانت عنده للناس حتى اذا فرغ منها لحق برسول الله صلى الله عليه وسلم فنزل على كلثوم بن هدم۔

و از آن جملہ آنکہ چوں درمیان اصحاب مواخات واقع شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ

اور میرے اور کسی کے درمیان مواخات قائم نہیں کی تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور اُن میں سے یہ کہ سوابق اسلامیہ میں سے جنگِ بدر میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حصہ کامل اور وافر تھا۔ اول یہ کہ جب موضع بدر کے نزدیک پہنچے تو آپؐ نے ایک جماعت کو دشمنوں کے لشکر کا حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا اور حضرت مرتضیٰ بھی اُس جماعت میں سے تھے۔ کہا محمد بن اسحاق نے کہ جب شام ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور زبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ بدر کی طرف بھیجا۔ تاکہ وہ خبریں لے کر آئیں تو قریش کے پانی ڈھونے والے اونٹ اُن کے ہاتھ لگے جن میں بنی الحجاج کا غلام اسلم اور بنو عاص بن سعد کا غلام عریض ابو یسار بھی تھا۔ تو یہ اصحاب ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ الخ دوسرا یہ کہ قتال شروع ہونے کے وقت جماعت کفار میں سے تین آدمی مقابلہ کے لئے باہر آئے اور تین آدمی اُن کے مقابلہ کے لئے بنی ہاشم میں سے نکل آئے اُن میں سے ایک حضرت مرتضےٰ تھے۔ محمد بن اسحٰق نے کہا اور اسود بن اسد مخزومی مقابلہ کے لئے نکلا اور یہ ایک بدخو بدخصائل شخص تھا، تو اس نے کہا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ اُن کے حوض میں سے ضرور پانی پیوں گا یا اس کو ڈھا دوں گا یا اُس کے پیچھے جان دے دوں گا۔ تو جب وہ نکلا تو اُس کی طرف حمزہ بن عبد المطلب

رضی اللہ عنہ را ہمادر خود خواند اخرج الترمذی عن ابن عمر قال آخا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال یا رسول اللہ آخیت بین اصحابک ولم تؤاخ بینی و بین احد فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اخی فی الدنیا والآخرۃ - وازان جملہ آنکہ در مشہد بدر نصیب حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ از سوابق اسلامیہ اوفی و اوفر بود - اول آنکہ چون نزدیک بموضع بدر رسیدند جماعۂ را برای خبر گرفتن لشکر اعداء فرستادند و حضرت مرتضی ازان جملہ بود قال محمد بن اسحاق فلما امسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث علی بن ابی طالب والزبیر بن العوام و سعد بن ابی وقاص فی نفر من اصحابہ الی بدر یلتمسون لہ الخبر فاصابوا روایا القریش فیہا اسلم غلام لبنی الحجاج و عریض ابو یسار غلام لبنی العاص بن سعد فاتوا بہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث ثانیا آنکہ در ہنگام مقاتلہ سہ نفر از جماعۂ کفار مبارزت کردند دو کس از بنی ہاشم در صدد

بڑھے جب دونوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو حمزہ نے اس کے ایک ہاتھ مارا تو اس کا قدم آدھی پنڈلی پر زخمی ہو گیا اور وہ حوض کے پیچھے تھا تو وہ اپنی پشت پر گر گیا اپنے ساتھیوں کی طرف، اور اُس کی ٹانگ سے خون بہہ رہا تھا۔ پھر وہ مڑ گیا حوض کی طرف، یہاں تک کہ اُس میں جا گھسا چاہتا تھا کہ اپنی قسم پوری کر لے۔ پھر حمزہ نے اس کا پیچھا کیا اور اس پر ضرب لگائی یہاں تک کہ حوض میں ہی اُس کو قتل کر دیا۔ پھر اُس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ جب صف سے جُدا ہو گیا تو اس نے مقابلہ کے لیے للکارا تو اس کی طرف انصار میں کے تین جوان نکلے اور وہ تھے عوف اور معوّذ حارث کے بیٹے جن کی ماں عفراء تھی اور ایک اور شخص تھا جس کو عبد اللہ بن رواحہ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا ایک جماعت انصار میں کی، تو انہوں نے کہا ہمیں تم سے کوئی غرض نہیں۔ پھر ان میں کے ایک للکارنے والے نے للکارا کہ اے محمد ہماری طرف بھیج ہماری قوم میں کے ہمارے ہمرتبہ لوگوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُٹھو اے عبیدہ بن الحارث اور اُٹھو اے حمزہ اور اُٹھو اے علی۔ جب یہ اصحاب اُٹھے اور اُن کے قریب پہنچے تو انہوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ تو عبیدہ نے کہا کہ میں عبیدہ ہوں اور حمزہ نے کہا کہ میں حمزہ ہوں اور علی نے کہا کہ میں علی ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں تم ہمارے ہمرتبہ عزت و بزرگی والے ہو۔ تو عبیدہ نے جو قوم (یعنی تینوں)

مدافعت آنہا درآمدند حضرت مرتضی
یکے ازان جملہ بود۔ وقال محمد بن
اسحٰق وخرج الاسود بن عبد الاسد
المخزومی وکان رجلاً شرساً سیّئ الخلق
فقال اُعاہد اللہ لاشربنّ من حوضہم
او لاہدمنّہ او لاموتنّ دونہ فلما
خرج خرج الیہ حمزۃ بن عبد المطلب
فلما التقیا ضربہ حمزۃ فجرح قدمہ بنصف
ساقہ وہو دون الحوض فوقع علی ظہرہ
تشخب رجلہ دماً نحو اصحابہ ثم حبا
الی الحوض حتی اقتحم فیہ یرید ان یبرّ
یمینہ فاتبعہ حمزۃ فضربہ حتی قتلہ فی
الحوض ثم خرج بعدہ عتبۃ بن ربیعۃ
بین اخیہ شیبۃ بن ربیعۃ وابنہ
الولید بن عتبۃ حتی اذا فصل من
الصف دعا الی المبارزۃ فخرج الیہ
فتیۃ من الانصار ثلثۃ وہم
عوف ومعوذ ابنا الحارث وامہما
عفراء ورجل آخر یقال لہ عبد اللہ
بن رواحۃ فقالوا من انتم قالوا رہط
من الانصار فقالوا ما لنا بکم من حاجۃ
ثم نادی منادیہم یا محمد اخرج الینا
اکفاءنا من قومنا فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قم یا عبیدۃ بن
الحارث وقم یا حمزۃ وقم یا علی فلما

میں بڑی عمر کے تھے مقابلہ کے لئے نکلے عتبہ بن ربیعہ کے
اور حمزہ نے مقابلہ کیا شیبہ بن ربیعہ کا اور علی نے مقابلہ
کیا ولید بن عتبہ کا۔ حمزہ نے تو شیبہ کو مہلت ہی نہ دی
کہ اُس کو قتل کر دیا۔ رہے علی تو انہوں نے ولید کو مہلت
نہ دی کہ اُسے قتل کر ڈالا۔ اور عبیدہ اور عتبہ کے درمیان یہ
ہوا کہ دونوں نے ایک دوسرے پر ضرب لگائی۔ دونوں نے
اپنے مقابل کو گہرے زخم پہنچائے۔ پھر حمزہ اور علی اپنی اپنی
تلواروں کے ساتھ عتبہ پر حملہ آور ہوگئے اور اس
کو انہوں نے کوٹ کر ڈال دیا اور اپنے ساتھی عُبَیدہ کو اٹھا
لائے اور اُس کو اس کے اصحاب کے پاس پہنچا دیا۔ تیسرے
یہ کہ جبرئیل یا میکائیل اُن کے ساتھ تھے۔ حاکم نے ابوصالح
سے انہوں نے علی سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں میرے اور ابوبکر کے
لئے فرمایا کہ تم میں سے ایک کی داہنی طرف جبرئیل اور
دوسرے کی طرف میکائیل رہیں گے اور اسرافیل بڑی
عظمت والا فرشتہ ہے وہ صف میں رہے گا۔ قتال
کے وقت جن لوگوں کو علی نے قتل کیا اور بعد قتال کے
محمد بن اسحٰق نے چند ایسے لوگوں کا ذکر کیا ہے
بعض کا یقین کے ساتھ اور بعض کا تردد اور اختلاف
کے ساتھ۔ روایت کیا ابوبکر نے ابراہیم بن عُبَید
بن رفاعہ بن نافع انصاری سے اُس نے اپنے باپ سے
اُس نے اس کے دادا سے کہا کہ ہم بدر سے لوٹے تو ہم
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو بعض
ٹولیوں نے بعض کو پکار کر پوچھا کہ کیا تم میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو سب ٹھہر گئے یہاں

فاتوا و دنوا منہم قالوا من انتم قال عبیدۃ انا عبیدۃ وقال حمزۃ انا حمزۃ وقال علیؓ انا علیؓ فقالوا نعم اکفاءٌ کرامٌ فبارز عبیدۃ و کان اسنّ القوم عتبۃَ بن ربیعۃ و بارز حمزۃ شیبۃَ بن ربیعۃ وبارز علیؓ الولیدَ بن عتبۃ فاما حمزۃ فلم یمہل شیبۃَ ان قتلہ واما علیؓ فلم یمہل الولیدَ ان قتلہ واختلف عبیدۃ و عتبۃ بینہما ضربتین کلاہما اثبتَ فی صاحبہ فکرّ حمزۃ و علیؓ باسیافہما علی عتبۃ فذففا علیہ واحتملا صاحبہما فحازاہ الی اصحابہ "ثالثاً" آنکہ جبرئیل یا میکائیل ہمراہ او بود۔ اخرج الحاکم عن ابی صالح عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر لی ولابی بکر عن یمین احدکما جبرئیل و الآخر میکائیل و اسرافیل ملک عظیم ویکون فی الصف۔ محمد بن اسحٰق در وقت قتال و بعد قتال چندکس را نام بردہ بعض را جزماً و بعض را بر سبیل تردد و اختلاف قتلہم علیؓ۔ اخرج ابو عمر عن ابراہیم بن عبید بن رفاعۃ بن رافع الانصاری عن ابیہ عن جدہ قال اقبلنا من بدر

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے اور ان کے ساتھ علی بن ابی طالب تھے تو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم نے آپ کو گم کر دیا تھا۔ تو فرمایا کہ ابو الحسن (یعنی علی) نے پیٹ میں کچھ مروڑ محسوس کی تو میں اس کے پیچھے ہو لیا تھا (کہ مبادا کوئی چھپا ہوا دشمن غفلت میں گزند پہنچا دے)۔ اور ان میں سے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر دیا اور اس ضمن میں بڑی عزت افزائی اور مراتب عظیمہ سے نوازا۔ روایت کیا ابو عمر نے عبید اللہ بن محمد بن سماک بن جعفر ہاشمی سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا فاطمہ کا علی بن ابی طالب کے ساتھ جنگ اُحد کے بعد اور فاطمہ کی عمر اُن کے نکاح کے دن پندرہ سال اور ساڑھے پانچ ماہ تھی اور علی کی عمر اُس دن اکیس سال اور پانچ ماہ تھی کاتب حروف کہتا ہے کہ فقیر کو اس بات میں کہ حضرت فاطمہ کا نکاح بعد غزوۂ اُحد ہوا تردد دل میں پیدا ہوتا ہے کہ پھر حضرت مرتضیٰ کا فاطمہ رضہ سے واقعۂ اُحد میں اس کہنے کی کہ اِغْسِلِي عَنِّي الدَّمَ (مجھ پر سے یہ خون دھو دو) کیا صورت ہوگی۔ [علہ] واللہ اعلم۔ نسائی نے خصائص علی رضی اللہ عنہ میں روایت کی ہے عبد اللہ بن بریدہ سے انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ پیغام نکاح دیا ابوبکر اور عمر نے فاطمہ علیہا السلام سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کم عمر ہے پھر اُن سے پیغام بھیجا علی علیہ السلام نے تو آپ نے اُن سے نکاح کر دیا۔

علہ الکمال فی اسماء الرجال میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فاطمہؓ سے رمضان ۲ھ میں نکاح کیا اور ذی الحجہ میں رخصتی ہوئی ہے اور غزوۂ اُحد ۳ شوال ۳ھ میں ہوا تھا ۱۲ محمد بن

فَفَقَدْنَا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فنادت الرفاقۃ بعضہا بعضًا افیکم
رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوقفوا
حتی جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ومعہ علی بن ابی طالب فقالوا
یارسول اللہ فقدناک فقال انَّ
ابا حسنٍ وجد مغصًا فی بطنہ فتخلفتُ
علیہ۔ و از ان جملہ آنکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت مرتضی را رضی اللہ
عنہ بحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
تزویج فرمود و درین ضمن تشریف
عظیم و تعظیم فخیم کرامت نمود۔ اخرج
ابوعمر عن عبیداللہ بن محمد بن
سماک بن جعفر الہاشمی یقول انکح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ
علیَّ بن ابی طالب بعد وقعۃ احد
وکان سنہا یوم تزوجہا خمس
عشرۃ سنۃ وخمسۃ اشہر و
نصفًا وسن علی یومئذ احدًا
وعشرین سنۃ وخمسۃ اشہر۔ کاتب
حروف گوید فقیر را دران کہ تزویج
حضرت فاطمہؓ بعد احد بودہ است
تردّدے بخاطر میگذرد کہ گفتن حضرت
مرتضی فاطمہؓ را در قصہ احد
اغسلی عنی الدم بغیر تزوج چہ وجہ

اور نیز نسائی نے اسماءؓ بنت عمیس سے روایت کی ہے
انہوں نے کہا کہ میں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے زفاف میں موجود تھی جب صبح ہوگئی تو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے دروازہ
کھٹکھٹایا تو ام ایمن نے دروازہ کھولا۔ کہا جاتا ہے کہ
ان کی زبان میں لثغہ علہ تھا۔ اور عورتوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی آواز سن لی تو وہ ایک طرف ہوگئیں۔
(راوی نے) کہا اختبئن (چھپ گئیں) اور میں ایک کونہ میں
چھپ گئی۔ کہا کہ پھر علی علیہ السلام آئے تو ان کو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے دعاء دی اور ان کے اوپر کچھ پانی
چھڑکا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس فاطمہ کو لاؤ تو فاطمہ
علیہا السلام آئیں اور اپنے اوپر شرم سے ایک
رومال ڈالے ہوئے تھیں تو آپ نے فرمایا کہ میں نے
تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو مجھ کو اپنے اہل بیت
میں سب سے زیادہ محبوب ہے اور ان کو دعا دی اور ان
پر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ نے کچھ سیاہی دیکھی تو فرمایا کہ یہ کون ہے؟
میں نے کہا کہ اسماء فرمایا کہ بنت عمیس؟ میں نے کہا
جی ہاں! فرمایا کہ تو بھی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے زفاف میں موجود رہی۔ تو اس کی عزت
کرتی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں! کہا کہ پھر مجھے دعا دی۔
ان میں سے یہ کہ معرکہ احد میں بڑے بڑے فضائل
ان کے حصہ میں آئے۔ مصعب بن عمیر جو کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے جب کہ ان کو مرتبہ
شہادت حاصل ہوگیا تو جناب اقدس نبوی علیہ

علہ لثغہ کے معنی ہیں کہ ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف بولا جائے سین کو شاء اور راء کو غین۔ ایسی زبان والے کو الثغ کہتے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

وارد واللہ اعلم۔ اخرج النسائی نے خصائص علی رضی اللہ عنہ عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال خطب ابوبکر و عمر فاطمۃ علیہا السلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا صغیرۃ فخطبہا علی علیہ السلام فزوجہا منہ۔ واخرج النسائی ایضاً عن اسما بنت عمیس قالت کنت فی زفاف فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما اصبحنا جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضرب الباب ففتحت لہ ام ایمن یقال کان فی لسانہا لثغۃ فقال سمعن النساء صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتخبین قال اختبئن واختبئت انا فی ناحیۃ فقالت فجاء علی علیہ السلام فدعا لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و نضح علیہ من الماء ثم قال ادعوا لی فاطمۃ فجاءت علیہا السلام و علیہا خرقۃ من الحیاء فقال قد انکحتک احب اہل بیتی الی و دعا لہا و نضح علیہا من الماء فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرای سوادا فقال من ھذا قلت اسما قال ابنۃ عمیس قلت نعم قال کنت فی زفاف

الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مرتضےٰ کو جھنڈا دیا اور آپ نے اسی حالت میں قریش کا جھنڈا اٹھانے والے سے مقابلہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ مصعب بن عمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے اور جس نے اُن کو قتل کیا وہ قبیصہ بن قمیہ لیثی تھا اور وہ یہ گمان کر رہا تھا کہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر وہ قریش کی طرف یہ کہتا ہوا لوٹا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا۔ تو جب کہ مصعب بن عمیر قتل کر دیئے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا علی بن ابی طالب کو دیا اور قتال کیا علی بن ابی طالب نے اور مسلمانوں میں کے ایک شخص نے۔ کہا ابن ہشام نے مجھ سے روایت کیا مسلمہ بن علقمہ مازنی نے، یوم اُحد میں قتال شدت پکڑ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے جھنڈے کے نیچے بیٹھ گئے اور علی بن ابی طالب کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ جھنڈا آگے بڑھاؤ اور علی آگے بڑھے اور کہا کہ میں ابو القصم ہوں (اور ابن ہشام کی اس روایت میں کہا جاتا ہے کہ ابو القُصَم عنہ ہے) تو اُن کو للکارا ابو سعد بن طلحہ نے جو مشرکین کا جھنڈا لئے ہوئے تھا کہ اے ابو القصم کیا مقابلہ پر آنے کی کچھ ہمت ہے؟ کہا کہ پھر صفوں کے درمیان دونوں مقابل ہو گئے اور دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ پھر علی علیہ السلام نے اُس پر ایک ضرب لگائی اور اُس کو پچھاڑ دیا۔ پھر اس سے پلٹ گئے اور اس کا کام

عہ اسماء بنت عمیس اس زمانہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں جعفر حضرت علی کے بڑے بھائی تھے جو سنہ ۸ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہوگئے
حاشیہ عنہ ایک حاشیہ پر۔

فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکرعنہا قلت نعم قالت قد عالی۔ و از آن جملہ در مشہد اُحد فضائل عظیمہ نصیب او آمد مصعب بن عمیر کہ صاحب لوای آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم وقتیکہ بشہادت رسید جناب اقدس نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام لوا را بحضرت مرتضی دادند و در آن حالت با صاحب لوای قریش مبارزت نمود و او را کشت۔ قال ابن اسحٰق وقاتل مصعب بن عمیر دون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی قتل وکان الذی قتلہ قمیئۃ ابن قمیئۃ اللیثی وہو یظن انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجع الی قریش وہو یقول قتلت محمدا فلما قتل مصعب بن عمیر اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللواء لعلی بن ابی طالب وقاتل علی بن ابی طالب ورجل من المسلمین۔ قال ابن ہشام حدثنی مسلمۃ بن علقمۃ المازنی قال

تمام نہ کیا۔ تو اُن سے اُن کے ساتھیوں نے کہا کہ تم نے اُسے ختم کیوں نہ کردیا۔ تو فرمایا کہ اُس نے میرے سامنے اپنا ستر کھول دیا تو مجھے رحم نے اس سے روک دیا اور میں نے خیال کیا کہ اللہ نے اُس کو قتل ہی کر دیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ابو سعید بن طلحہ نکلا تھا دونوں صفوں کے درمیان اور اُس نے للکارا تھا کہ میں ہوں گردن توڑنے والا، کون میرے مقابل آئے گا تو کوئی اس کے مقابلہ پر نہ نکلا۔ تو اُس نے کہا کہ اے اصحاب محمد تم گمان کرتے ہو کہ تمہارے مقتول جنت میں جائیں گے اور ہمارے مقتول دوزخ میں۔ لات اور عزّٰی کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو اگر تم اس بات کو حق سمجھتے تو مجھ سے مقابلہ کے لیئے تم میں سے کوئی تو نکلتا۔ تو اس کی طرف علی بن ابی طالب نکلے۔ پھر ایک دوسرے پر صرف دو وار کی نوبت آئی کہ علی علیہ السلام نے اُس کو قتل کر دیا۔ پھر کفار کے مقتولین کے ناموں کی فصل میں ایک جماعت شمار میں آتی ہے جن کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا ہے۔ اور جب ابتلا و امتحان پیش آیا اور بہت سے صحابہ اس واقعہ میں درجۂ شہادت پر پہنچ گئے اور صحابہ کو اس ہنگامہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر نہیں تھی، اس کے بعد جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹیوں کی طرف تشریف لے گئے اور

(گذشتہ سے پیوستہ حاشیہ) ۔۔۔ قصر کے معنی ہیں تذلیل کرنا، توڑنا اور جدا کر دینا، اور قضم کے معنی ہیں کھانا، چبانا، دانتوں سے توڑنا۔

لما اشتد القتال يوم أحد جلس
رسول الله صلى الله عليه وسلم
تحت راية الانصار وارسل الى علي
بن ابي طالب رضي الله عنه ان قدم
الراية فتقدم عليٌّ فقال انا ابو القصم
ويقال ابو القصم فيها قال ابن هشام
فناداه ابو سعد بن طلحة صاحب لواء
المشركين ان هل لك يا ابا القصم في
البراز من حاجة قال نعم فبرزا بين الصفين
فاختلفا ضربتين فضربه عليٌّ عليه السلام
فصرعه ثم انصرف عنه ولم يجهز عليه
فقال له اصحابه افلا اجهزت عليه
فقال انه استقبلني بعورته فعطفتني
عنه الرحم وعلمت ان الله قد قتله
ويقال ان ابا سعد بن طلحة قد خرج
بين الصفين فنادى انا قاصم من يبارز
فلم يبرز اليه احد فقال يا اصحاب محمد
زعمتم ان قتلاكم في الجنة وقتلانا في
النار كذبتم واللات والعزى
لو تعلمون ذلك حقا لخرج الي بعضكم
فخرج اليه عليٌّ بن ابي طالب فاختلفا
ضربتين فقتله عليٌّ عليه السلام۔ باز
در فصل تسمیہ قتلیٰ کفار جماعۃ را
شمردہ کہ قتلہم علیٌّ بن ابی طالب

اس جماعت میں حضرت مرتضیٰ بھی تھے۔ ابو اسحٰق
نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
مسلمانوں نے پہچان لیا تو آپ کی طرف چل کھڑے
ہوئے۔ آپ ان کے ساتھ گھاٹیوں کی طرف روانہ
ہوئے۔ آپ کے ساتھ علی بن ابی طالب اور ابوبکر
وعمر اور طلحہ وزبیر اور حارث بن الصمۃ اور مسلمانوں
کی ایک ٹکڑی تھی۔ اور کربلا کے ٹل جانے کے بعد خون
دھونے کے لئے پانی لانے کی خدمت حضرت
مرتضےٰ کے ہاتھ سے سرانجام پائی۔ بخاری نے روایت
کیا سہل بن سعد سے کہ ان سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زخم کے بارے میں سوال کیا جا
رہا تھا۔ تو فرمایا کہ یاد رکھو واللہ میں بخوبی جانتا ہوں
کہ کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کو
دھورہا تھا اور کون پانی بہا رہا تھا اور کس چیز
سے دوا کی جارہی تھی۔ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اس کو دھو رہی تھیں اور علیؓ ڈھال
سے پانی بہا رہے تھے۔ تو جب فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی
خون پر کچھ اثر نہیں کرتا بجز بہنے میں زیادتی کے
تو انہوں نے بوریے کا ایک ٹکڑا لے کر اس کو جلایا
پھر اس کو زخم پر ڈالا تو خون بند ہوگیا۔ کہا ابن اسحٰق
نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
متعلقین تک پہنچ گئے تو آپ نے اپنی تلوار اپنی بیٹی
فاطمہ کو دی اور فرمایا کہ بیٹی اس پر سے خون دھودے
واللہ آج اس نے مجھے بہت خوبی دکھائی اور علی بن

وچون بلا و تمحیص پیش آمد و بسیاری
از صحابہ درین واقعہ بدرجۂ شہادت
رسیدند و صحابہ دران ہنگام از ان
جناب صلی اللہ علیہ وسلم اطلاع
نداشتند بعد از انکہ برمکان آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مطلع شدند و
جماعۂ از سُبّاقِ اسلام بطرف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم دویدند آنگاہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بجانب شعب
نہضت فرمود وحضرتِ مرتضی از ان
جماعہ بود۔ قال ابن اسحٰق فلما عرف
رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلمون
نہضوا الیہ نہض معہم نحو الشعب معہ
علی بن ابی طالب وابوبکر وعمر
وطلحۃ والزبیر والحارث بن الصمۃ
ورہطٌ من المسلمین۔ وبعد انکشاف
بلا خدمتِ آب آوردن برای غسلِ
دم از دستِ حضرتِ مرتضی سرانجام
یافت۔ اخرج البخاری عن سہل بن
سعد وہو یُسأل عن جرح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال اما واللہ
انی لاعرفُ من کان یغسل جرحَ
رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
من کان یسکب الماءَ وبما دُووِیَ
قال کانت فاطمۃُ بنت رسول اللہ

ابی طالب نے بھی اُن کو اپنی تلوار دی اور کہا کہ اور یہ بھی
لے لو اس کا خون بھی دھو دو۔ واللہ اس نے مجھے آج
بڑی خوبی دکھائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم نے جس خوبی کے ساتھ قتال کیا ہے تو
واللہ تمہارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابودجانہ
نے بھی بڑی خوبی کے ساتھ قتال کیا ہے۔ کہا کہ پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ذوالفقار
کہا جاتا تھا۔ کہا ابن ہشام نے کہ مجھ سے اہل علم نے
روایت کی کہ ابن ابی نجیح نے کہا کہ ایک ندا کرنے
والے نے اُحد کے دن ندا کی "لَا سَیْفَ اِلَّا ذُو الْفِقَار"
یعنی کوئی تلوار نہیں سوائے ذوالفقار کے اور کوئی جوان
نہیں سوائے علی رض کے جو بار بار حملہ کرنے والا ہے۔
اور اُن میں سے یہ ہے کہ یوم خندق میں جب کفار
قریش میں کے دلیر لوگوں نے خندق کو عبور کر لیا اور
مسلمانوں کے مقابلہ پر ڈٹ گئے تھے تو حضرت مرتضی
نے عمرو بن عبد وَدّ کے ساتھ جنگ کی اور اُس
کو جہنم میں پہنچا دیا۔ ابن اسحٰق نے کہا پھر لوگوں
نے خندق کے ایسے موقع کو تاکا جو تنگ تھا تو انہوں
نے اپنے گھوڑوں کو مارا تو وہ اُس میں گھس گئے پھر
اُنہوں نے اُن کو اُس شور زمین پر کدایا جو خندق
اور سلع پہاڑی کے درمیان تھی تو علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر نکلے
یہاں تک کہ اُن کو روک لیا اُس حد پر جہاں سے
اُن لوگوں نے اپنے گھوڑوں کو گھسایا تھا اور سواران
کے سامنے آئے اور عمرو بن عبد وَدّ نے یوم بدر میں

صلی اللہ علیہ وسلم تغسلہ و علی یسکب الماء بالمجن فلما رأت فاطمۃ ان الماءَ لایزید الدمَ اِلّا کثرۃً اخذت قطعۃً من حصیرٍ فاحرقتہا فالصقتہا فاستمسک الدمُ۔ قال ابن اسحٰق فلما انتہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اہلہ ناول سیفہ ابنتہ فاطمۃَ قال اِغسلی عن ھذا دمہ یا بُنَیّۃ فواللہِ لقد صدقنی الیومَ وناولہا علی ابن ابی طالب سیفہ وقال وھذا فاغسلی عنہ ایضاً دمہ فواللہِ لقد صدقنی الیومَ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَئن کنتَ صدقتَ القتالَ فلقد صدقہ معک سہلُ بن حنیف و ابو دجانۃ قال فکان یُقال لسیفِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذو الفقار قال ابن ہشام حدثنی اہل العلم ان ابن ابی نجیح نادی منادٍ یوم اُحدٍ لاسیفَ الا ذو الفقارِ ولا فتیٰ الا علی الکرار۔ و ازاں جملہ آنکہ در روز خندق چون دلیران کفار قریش از خندق عبور کردند و بمقابلہ مسلمین قائم شدند حضرت مرتضی با عمرو بن عبد وَدّ مبارزت نمود و او را بجہنم فرستاد

قتال کیا تھا یہاں تک کہ اُس کے ایک گہرا زخم لگا تھا اور وہ یوم اُحد میں شریک نہیں ہوا تھا۔ پھر جب یوم خندق آیا تو وہ جھنڈا لگائے ہوئے نکلا تاکہ اس کی جگہ دیکھی جاسکے۔ پھر وہ اور اُس کے سوار ٹھہر گئے اور اس نے کہا کہ کون مقابلہ کرے گا تو اسکی طرف علی بن ابی طالب بڑھے اور اُس سے آپ نے کہا کہ اے عمرو بلاشبہ تو نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ تجھے قریش میں کا کوئی شخص جب دو امر کر داریں سے ایک کی طرف تجھ کو دعوت دے گا تو اُس کو قبول کرے گا۔ اُس نے کہا کہ ہاں۔ پھر اُس سے علی بن ابی طالب نے کہا کہ میں تجھے دعوت دیتا ہوں اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف اور اسلام کی طرف۔ اس نے کہا کہ اس کی مجھے حاجت نہیں۔ یہ سُن کر علی نے کہا کہ اب میں تجھے دعوت دیتا ہوں کہ جنگ کے لئے آجا تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں پسند نہیں کرتا کہ تجھے قتل کر دوں، تو اس سے علی رضؓ نے کہا کہ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ تجھے قتل کر دوں۔ یہ سن کر عمرو جوش میں آگیا اور فوراً اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور اس کی ٹانگوں پر تلوار ماری اور اس کے منہ پر ماری۔ پھر امام علی بن ابی طالب کے مقابلہ پر آیا۔ اب دونوں میں لڑائی شروع ہوگئی ایک نے دوسرے پر وار کئے تو علی رضؓ نے اُس کو قتل کر دیا اور اُن کے گھوڑے سب بھاگ نکلے یہاں تک کہ بھاگتے ہوئے خندق کو پھاند گئے۔ پھر علی رضؓ نے اس واقعہ میں یہ اشعار کہے ؎ نصرَ الحجارۃَ من سفاھۃِ رایہٖ۔ و نصرتُ الخ (ترجمہ) اُس نے مدد کی پتھروں (یعنی بتوں) کی اپنی عقل کے بھدے پن سے۔ اور میں نے مدد کی ربّ محمد کی اصابت رائے

قال ابن اسحٰق ثم تیمموا مکاناً من الخندق ضیقاً فضربوا خیولہم فاقتحمت فجالت بہم فی السبخۃ بین الخندق وسلع فخرج علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فی نفر من المسلمین حتی اخذوا علیہم الثغرۃ التی اقتحموا منہا خیلہم و اقبلت الفرسان تعنق نحوہم و کان عمرو بن عبدود قد قاتل یوم بدر حتی اثبتتہ الجراحۃ ولم یشہد یوم احد فلما کان یوم الخندق خرج معلماً لیرای مکانہ فلما وقف ہو وخیلہ قال من یبارز فبرز الیہ علی بن ابی طالب فقال لہ یا عمرو انک کنت قد عاہدت اللہ لا یدعوک احد من قریش الی احدی خلتین الا اخذتہا منہ فقال لہ اجل فقال لہ علی بن ابی طالب انی ادعوک الی اللہ و الی رسولہ والی الاسلام قال لا حاجۃ لی بذلک قال فانی ادعوک الی النزال فقال لہ یا ابن اخی ما احب ان اقتلک فقال لہ علیؓ واللہ احب ان اقتلک فحمی عمرو عند ذلک فاقتحم عن فرسہ فعقرہ وضرب فی وجہہ ثم اقبل علی الامام علی بن

کے ساتھ پھر میں اس وقت واپس ہوا جب میں نے اُس کو پچھاڑ ڈالا جیسے کھجور کا تنہ پڑا ہوا ہو ریت اور ٹیلے کے اوپر۔ اور میں نے اس کے کپڑوں کی طرف سے منھ پھیر لیا اور اگر میں خون میں آلودہ پڑا ہوا ہوتا تو یہ میرے کپڑے کھسوٹ لیتا۔ اسے (مشرکین کے) گروہوا ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو اور اپنے نبی کو رسوا کرنے والا ہے۔ پھر بنو قریظہ کے محاصرے کے وقت اُن کے قلعہ سے اُتر آنے کے اسباب میں سے ایک سبب حضرت مرتضیٰ کی دلاوری تھا۔ کہا ابن اسحٰق نے مجھ سے اہل علم میں سے ایسے شخص نے روایت کی جس پر میں وثوق رکھتا ہوں کہ علی بن ابی طالب نے زور سے للکارا جب کہ وہ بنو قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کتیبۃ الایمان پر اور وہ اور زبیر بن العوّام آگے (یعنی سالارِ لشکر) تھے اور انہوں نے کہا تھا میں وہ ذائقہ ان کو ضرور چکھا ؤنگا جو حمزہ نے چکھا تھا یا میں اُن کے قلعہ کو ضرور فتح کروں گا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا یا محمد پھر وہ سعد بن معاذ کے حکم پر (کہ ان کا جو فیصلہ ہوگا وہ ہمیں منظور ہے) اُتر آئے تھے۔ اور اُن میں سے یہ کہ وہ بیعت رضوان میں حاضر تھے اور صلح نامہ اُن ہی کے ہاتھ سے لکھا گیا تھا۔ کہا ابن اسحٰق نے کہ وہی اُس صحیفہ (صلح نامہ) کے کاتب تھے۔ اور نیز اسی سفر میں حضرت مرتضیٰ کے ساتھ منتظر الخلافت کا معاملہ فرمایا۔ روایت کیا نسائیؒ اور حاکم نے، اور الفاظ نسائیؒ کے ہیں، مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

ابی طالب فتنازلا وتجاولا فقتله علیٌ وخرجت خیلهم منهزمةً حتی اقتحمت من الخندق هاربةً فقال علی بن ابی طالب فی ذلک

نصر الحجارة من سفاهة رأیه ❊ ونصرتُ ربَّ محمدٍ بصواب ❊
فصددتُ حین ترکته متجدلا ❊ کالجذع بین دکادکٍ وروابی ❊
وعففتُ عن اثوابه ولو اننی ❊ کنتُ المقطرَ بزّنی اثوابی ❊
لا تحسبنّ الله خاذلَ دینه ❊ ونبیّه یا معشر الاحزاب

بازو قصۂ محاصرۂ بنی قریظہ یکے از اسباب نزول آنہا از حسن دلاوری حضرت مرتضی بود۔ قال ابن اسحٰق حدثنی من اثقُ به من اهل العلم انّ علی بن ابی طالب صاحَ وهم محاصرو بنی قریظة یا کتیبة الایمان وتقدم هو وزبیر بن العوام وقال لاذوقنّ ما ذاقَ حمزة او لافتحنّ حصنهم فقالوا یا محمد ننزل علی حکم سعد بن معاذ۔ واز انجملہ آنکہ در بیعت رضوان حاضر بود ونامۂ صلح بر دست وی مکتوب شد۔ قال ابن اسحٰق وکان هو کاتب الصحیفة۔ وہم درین سفر با مرتضی معاملۂ منتظر الخلافة بجا آوردند۔ اخرج النسائی و

قریش کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ اے محمد ہم آپ کے پڑوسی ہیں اور آپ کے حلیف ہیں اور ہمارے کچھ غلام آپ کے پاس آگئے ہیں ان کو نہ دین میں کوئی رغبت ہے نہ سمجھ کی باتوں سے دلچسپی وہ تو صرف ہمارے مال ومتاع میں سے بھاگے ہیں آپ ان کو ہماری طرف لوٹا دیجئے۔ تو آپ نے ابوبکر سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے سچ کہا بیشک یہ آپ کے پڑوسی اور آپ کے حلیف ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر آپ نے عمر سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے بھی کہا کہ انہوں نے سچ کہا بیشک یہ آپ کے پڑوسی اور آپ کے حلیف ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے گروہ قریش واللہ میں تم پر تم میں سے ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کے قلب کا ایمان کے بارے میں اللہ امتحان کر چکا ہے اور وہ تم کو دین پر ضرور مارے گا یا تم میں سے بعض کو۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا نہیں عمر نے کہا کیا وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ نہیں لیکن وہ وہ ہے جو جوتے گانٹھ رہا ہے۔ اور آپ نے علی کو اپنا جوتا دیا تھا جس کو وہ گانٹھ رہے تھے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خیبر میں سے چند قلعوں میں سے ایک قلعہ تھا جس کے فتح ہونے میں دیر ہوئی تو آپ نے جھنڈا حضرت مرتضیٰ کے ہاتھ میں دیا اور اس کی طرف روانہ کیا۔ اس قلعہ کو آپ نے فتح کر لیا۔ کہا محمد بن اسحٰق نے کہ مجھ سے روایت کیا بریدہ بن سفیان نے اپنے باپ سے انہوں نے سلمہ بن الاکوع سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو جھنڈا دے کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے قتال کیا اور

الحاکمؒ و اللفظ للنسائیؒ عن علیؓ رضی اللہ عنہ قال جاء النبیَّ صلے اللہ علیہ وسلم اُناسٌ من قریش فقالوا یا محمد اِنّا جیرانُک وحلفاؤک وانّ من عبیدنا قد اتوک لیس لہم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فرّوا من ضیاعنا واموالنا فاردُدہم الینا فقال لابی بکر ما تقولُ فقال صدقوا انہم لجیرانک وحلفاؤک فتغیر وجہُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انہم لجیرانک وحلفاؤک فتغیر وجہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم قال یا معشرَ قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلاً منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابو بکر انا ہو یا رسولَ اللہ قال لا قال عمر انا ہو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعلَ وقد کان اعطیٰ علیّاً نعلہ یخصفہا۔ و

ازاں جملہ آنکہ در غزوۂ خیبر در فتح حصنی از حصون درنگ واقع شد رایت بدست حضرت مرتضیٰ دادند و آنجناب روان ساختند فتح آن حصن بردست او متحقق گشت

واپس آ گئے اور فتح حاصل نہ ہوئی حالانکہ خوب کوشش کی تھی۔ پھر دوسرے دن عمر کو بھیجا۔ انہوں نے قتال کیا اور لوٹ آئے اور اُن کو بھی پوری کوشش کے باوجود فتح حاصل نہ ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل ضرور ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں، وہ بار بار حملے کرنے والا ہے، بھاگنے والا نہیں۔ وہ واپس نہیں آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھوں پر فتح دے گا۔ (راوی نے) کہا کہ سلمہ کہتے ہیں کہ آپ نے علی کو بلایا اور اُن کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں تو آپ نے اُن کی آنکھوں میں تھتکارا پھر فرمایا کہ یہ جھنڈا لو اور کوچ کر جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو فتح دے۔ کہا کہ سلمہ کہتے ہیں کہ وہ اُس کو لیکر خوب جھپٹتے ہوئے نکلے اور ہم اُن کے پیچھے اُن کے قدم بقدم چلتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے جھنڈے کو قلعہ کے نیچے پتھر کی بجری کے ٹیلے میں گاڑ دیا۔ تو یہود نے اُن کو قلعہ کے اوپر سے جھانکا اور اُنہوں نے کہا کہ تو کون ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ کہا کہ یہ سُنکر یہود کہنے لگے کہ قسم ہے اُس چیز کی جو نازل ہوئی موسیٰ پر تم عالی مرتبہ ہو گئے (او کما قال) تو علی بن ابی طالب نہیں لوٹے یہاں تک کہ اُن کے ہاتھوں پر اللہ نے قلعہ فتح کرا دیا۔ کہا ابن اسحٰق نے مجھ سے روایت کی عبد اللہ بن حسن نے اُن سے ایک ثقہ نے اُن سے ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

قال محمد بن اسحق حدثنی بریدۃ بن سفیان عن ابیہ عن سلمۃ بن الاکوع قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر برایتہ الی بعض حصون خیبر فقاتل و رجع ولم یکن فتح وقد جہد ثم بعث من الغد عمر فقاتل ثم رجع ولم یکن فتح وقد جہد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لأعطین الرایۃ غداً رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ کرار غیر فرار لا یرجع حتی یفتح اللہ علی یدیہ قال یقول سلمۃ فدعا علیاً وہو ارمد العینین فتفل فی عینیہ ثم قال خذ ہذہ الرایۃ فامض بہا حتی یفتح اللہ علیک قال یقول سلمۃ فخرج بہا یہرول ہرولۃ وانا خلفہ نتبع اثرہ حتی رکز رایتہ فی رضم من حجارۃ تحت الحصن فاطلع الیہ الیہود من راس الحصن قالوا من انت قال انا علی بن ابی طالب قال تقول الیہود علوتم وما انزل علی موسی اوکما قال فما رجع حتی فتح اللہ علی یدیہ۔ قال ابن اسحق حدثنی عبد اللہ بن

وسلم نے کہا کہ ہم علی بن ابی طالب کے ساتھ نکلے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جھنڈا دیکر بھیجا تھا۔ جب جھنڈا قلعہ کے قریب پہنچ گیا تو وہاں کے لوگ مقابلہ پر آئے تو اُن سے علی نے قتال کیا۔ پھر ایک یہودی نے علی رضی پر وار کیا تو آپ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی تو انہوں نے ایک کیواڑ جو قلعہ کے قریب تھا اُٹھا لیا اور اُس کو اپنے بچاؤ کے لئے ڈھال بنا لیا اور جب تک وہ جنگ کرتے رہے برابر اُن کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھوں پر فتح کر دی۔ پھر انہوں نے اُس کو اپنے ہاتھ سے ڈالا جب کہ فارغ ہو گئے تو خدا کی قسم میں نے اپنے کو دیکھا سات آدمیوں میں اُن ہی میں میں بھی شامل تھا کہ ہم سب مل کر اُس کو پلٹنے کی کوشش کرتے رہے مگر قادر نہ ہوئے۔ بخاری نے سلمہ بن الاکوع سے روایت کیا، کہا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ انہوں نے خیال کیا (یعنی رنج کیا) کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ پھر (اسی حال میں) آپ سے آملے۔ تو جب ہم نے وہ رات گذاری (جس کے بعد) فتح ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا دوں گا (یا یہ فرمایا) کل جھنڈا لے گا ایسا شخص جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کو فتح دے گا۔ تو ہم *کل* کی اُمید کرتے رہے۔ پھر کہا گیا کہ یہ علی ہیں تو آپ نے اُن کو جھنڈا دے دیا تو اللہ نے اُن کو

حسن عن بعض اہلہ عن ابی رافع
مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال خرجنا مع علی بن ابی طالب
حین بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم برایتہ فلما دنا الحصن خرج الیہ
اہلہ فقاتلہم فضربہ رجل من یہود
فطرح ترسہ من یدہ فتناول
علیؓ بابا کان عند الحصن فتترس
بہ عن نفسہ فلم یزل فی یدہ وہو
یقاتل حتی فتح اللہ علی یدہ ثم
القاہ من یدہ حین فرغ فلقد رأیتنی
فی نفر سبعۃ انا منہم نجہد علی
ان نقلب ذلک الباب فما نقدر
اخرج البخاری عن سلمۃ بن الاکوع
قال کان علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ تخلف عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی خیبر وکان رمدا فقال
انا اتخلف عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فلحق بہ فلما بتنا اللیلۃ
التی فتحت قال لأعطین الرایۃ
غدا او لیأخذن الرایۃ غدا رجل

فتح دے دی۔ اور ان میں سے ایک یہ کہ عمرۃ القضا
میں حضرت مرتضیٰ اور جعفر اور زید کے درمیان حضرت
حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی پرورش کے بارے میں
جھگڑا واقع ہوا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہر ایک کو ایک خاص اعزاز سے نوازا۔ روایت کیا
بخاری نے براء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب ذی قعدہ
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا اور مدت گذر
گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے نکلے تو ان کا
پیچھا کیا حمزہ کی بیٹی نے وہ یا عم یا عم عہ کہکر آوازیں دے
رہی تھیں۔ تو اس کو علی مل گئے۔ انہوں نے اس کا ہاتھ
پکڑ لیا۔ اور فاطمہ سے کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس
رکھو۔ میں اس کو اٹھا لایا ہوں۔ پھر اس بہ علی اور زید
اور جعفر میں جھگڑا ہوا۔ علی نے کہا میں اس کو لے کر
آیا اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور جعفر نے کہا یہ
میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے
اور زید نے کہا کہ میری بھتیجی ہے۔ تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا
اور فرمایا کہ خالہ ماں کے مرتبہ میں ہے۔ اور علیؓ سے
فرمایا کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔
اور جعفر سے فرمایا کہ تو صورت اور سیرت کے اعتبار سے
مجھ سے مشابہ ہے اور زید سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی عہ اور

عہ حضرت حمزہ نسب کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے لیکن رضاعی اعتبار سے بھائی تھے، کیونکہ آپ نے اور حمزہ نے اور زید بن حارثہ نے ابو لہب کی لونڈی ثویبہ کا دودھ پیا تھا، اسی بناء پر زید بن حارثہ نے اس لڑکی کو اپنی بھتیجی فرمایا اور آپ نے زید کو اپنا بھائی کہا۔ عہ یہاں مولیٰ بمعنے ولی اور حبیب ہیں کہ یہ ارشاد محل استطابت میں ہے اسی لئے اس

جملہ سے زید خوشی سے رقص کرنے لگے تھے (لمعات) ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

یحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علیہ نحن نرجوہا فقیل ہذا علی فاعطاہ ففتح علیہ۔ وازان جملہ آنکہ در عمرۃ القضا درمیان حضرت مرتضٰے وجعفر وزید مناقشہ واقع شد درباب حضانت بنت حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہریکی را بتشریفی نواخت اخرج البخاری عن البراء رضی اللہ عنہ قال لما اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذی القعدۃ ومضی الاجل فخرج صلی اللہ علیہ وسلم فتبعتہ ابنۃ حمزۃ تنادی یا عم یا عم فتناولہا علیؓ فاخذ بیدہا وقال لفاطمۃ دونک بنت عمک حملتہا فاختصم فیہا علیؓ وزیدؓ وجعفرؓ قال علیؓ انا اخذتہا وہی بنت عمی وقال جعفر بنت عمی وخالتہا تحتی وقال زیدؓ بنت اخی فقضی بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لخالتہا وقال الخالۃ بمنزلۃ الام وقال لعلی انت منی وانا منک وقال لجعفر اشبہت خلقی وقال لزید انت اخونا ومولانا الحدیث۔ وازان جملہ آنکہ چون بانصاری نجران قصد مباہلہ مصمم

ہمارا محبوب ہے۔ الحدیث۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب نجران کے نصاریٰ کے ساتھ مباہلہ کا پختہ ارادہ ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضٰے اور حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت حسن وحضرت حسین کو مباہلہ کے لئے حاضر فرمایا۔ روایت کیا ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ندع ابناءنا وابناءکم الخ یعنی ہم بلالیں اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو۔ آخر تک۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا علی کو اور فاطمہ اور حسن وحسین کو اور کہا کہ یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اور ان میں سے یہ کہ جب غزوۂ فتح مکہ مقرر ہو چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا تاکہ وہ مکتوب جو حاطب بن ابی بلتعہ نے لکھا تھا اس کے لے جانے والے کے قبضہ سے نکال لائیں۔ بخاری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا مجھے اور زبیر اور مقداد کو اور فرمایا کہ روانہ ہو جاؤ جب تم روضۂ خاخ پہنچ گئے تو تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اُس سے لے لو تو کہا کہ ہم روانہ ہوئے گھوڑے دوڑاتے رہے یہاں تک کہ ہم روضہ پہنچ گئے دیکھتے ہیں کہ وہ مسافر عورت موجود ہے ہم نے کہا کہ خط نکال۔ اُس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا کہ تجھے خط نکالنا ہے یا کپڑے اتارنا ہوں گے۔ کہا کہ پھر اس نے اپنے بالوں کی مینڈھیوں میں سے خط نکالا جس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر پہنچے آخر حدیث تک۔ پھر جب کہ سعد بن عبادہ سے جو علمبردار تھے ایسا کلمہ صادر ہوا جو پسندِ خاطر مبارک نہ ہوا تو آپ نے جھنڈا ان سے لے کر حضرت مرتضیٰ کو دیا۔ کہا محمد بن اسحٰق نے کہ بعض اہل علم نے یہ گمان کیا کہ سعد کا جب داخلِ حرم کی طرف رُخ پھیرا گیا تو انھوں نے کہا کہ آج کا دن

شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت مرتضی و حضرت زہرا و حسنین را
برای مباہلہ حاضر ساختند۔ اخرج الترمذی
عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت
ہذہ الآیۃ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ
اَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَ
نِسَآءَكُمْ الآیۃ دعا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم علیاً و فاطمۃ
و حسناً و حسیناً فقال اللہم ہؤلاء
اہلی۔ و از آن جملہ آنکہ چون غزوۂ
فتح مقرر شد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت مرتضی را با جماعۃ
روان فرمود تا مکتوبی کہ حاطب بن
ابی بلتعہ نوشتہ بود از دست
حامل آن باز گیرند۔ اخرج البخاری
عن علی رضی اللہ عنہ یقول بعثنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انا والزبیر والمقداد فقال انطلقوا
حتی تأتوا روضۃ خاخ فان بہا ظعینۃ
معہا کتاب فخذوا منہا قال
فانطلقنا تعادی بنا خیلنا حتی اتینا
الروضۃ فاذا نحن بالظعینۃ قلنا
اخرجی الکتاب قالت مامعی کتاب
فقلنا لتخرجن الکتاب او لتلقین
الثیاب قال فاخرجتہ من عقاصہا

سخت جنگ کا دن ہے، آج حرم کی حرمت باقی نہ رکھی
جائے گی، تو مہاجرین میں سے ایک شخص نے عمرؓ بن
الخطاب کو یہ بات سنادی، تو انہوں نے کہا کہ یا رسول
اللہ سن لیجئے جو کچھ سعد بن عبادہ نے کہا۔ مجھے یہ
اندیشہ ہو رہا ہے کہ قریش میں خونریزی ہوگی تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب
سے فرمایا کہ تم اس سے جھنڈا لے لو اور تم علمدار رہو،
مکہ میں اس کے ساتھ داخل ہونا۔ ابن اسحٰق نے کہا
کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے
اور آپ کے سامنے کھڑے ہوئے امام علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ اور کعبہ کی کنجی اُن کے ہاتھ میں تھی، علی نے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقایہ (یعنی پانی کے
انتظام) کے ساتھ حجابہ (کعبہ کی دربانی) بھی ہم کو دیدیجئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان
بن طلحہ کہاں ہے؟ تو اس کو بلایا گیا، آپ نے اس
سے فرمایا کہ اے عثمان یہ اپنی کنجی سنبھالو، آج نیکی اور وفاء
(عہد) کا دن ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی
طرف بھیجا تھا اور انہوں نے وہاں کے قیدیوں کی
ایک جماعت کو بغیر احتیاط کے مار ڈالا۔ تو اس برائی
کے تدارک کے لئے اُن کے پیچھے آپ نے حضرت مرتضی
رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے
روایت کیا حکیم بن حکیم نے ابوجعفر محمد بن علی سے، کہا
کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب
کو بلایا اور فرمایا کہ اے علی اس قوم کی طرف سفر کر کے

فاتینا بہ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث۔ باز چون از سعد بن عبادہ کہ صاحب رایت بود کلمہ صادر شد کہ ناپسند خاطر مبارک افتاد رایت را از وی گرفتند وبحضرت مرتضی دادند۔ قال محمد بن اسحٰق فزعم بعض اہل العلم ان سعدًا حین وجّہ داخلاً قال الیومَ یومُ الملحمۃ الیوم تُستحلّ الحرمۃ فسمعہا رجلٌ من المہاجرین عمر بن الخطاب فقال یا رسولَ اللہ اسمع ما قال سعد بن عبادہ فما نأمن ان یکون فی قریش صولۃٌ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی بن ابی طالب ادرکہ فخذ الرایۃ منہ فکن انت تدخل بہا قال ابن اسحٰق ثم جلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فقام الیہ الامام علیّ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ومفتاح الکعبۃ فی یدہ وقال یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجمع لنا الحجابۃ مع السقایۃ فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این عثمانُ بن طلحۃ فدعی لہ فقال ہاتِ مفتاحک یا عثمان الیومَ یومُ برّ ووفاءٍ و

جاؤ اور ان کے معاملہ کی تحقیق کرو اور جاہلیت کے رواج کو اپنے پاؤں کے نیچے روند ڈالنا (انصاف کی رعایت رکھنا) تو علی رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اُن کے ساتھ مال بھی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا تو اُن کے خون کی دیت انہوں نے ادا کی اور اس کی بھی جو اُن کا مالی نقصان کیا گیا تھا یہاں تک کہ اُن کے کتوں کا بھی خون بہا دیا اس حد تک کہ جب اُن کے خونبہا کا کوئی حق باقی نہ رہا (سب ادا ہو چکا) اور اُن کے ساتھ جو مال تھا اس میں سے کچھ بچ گیا تو اُن سے علی بن ابی طالب نے کہا جب اُن سے فارغ ہو گئے کہ کیا تمہارے خون یا مال کا کوئی معاوضہ باقی رہ گیا ہے جو تمہیں ادا نہ ہوا ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ علی نے کہا کہ پھر میں یہ اپنے پاس بچا ہوا مال بھی تمہیں ہی دیتا ہوں بطور احتیاط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے نقصان کے معاوضہ میں جو اُن کے علم میں نہ آیا ہو اور نہ تمہارے علم میں۔ یہ کام پورا کر کے رسول اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس ہو گئے اور آپ سے سب حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے خوب کیا بہت اچھا کام کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا دعا کے لئے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے یہاں تک کہ آپ کے کندھوں کے نیچے کا حصہ دیکھا جا رہا تھا اور کہنے لگے یا اللہ میں آپ کے سامنے بریٔ الذمہ ہوں اُس کام سے جو خالد نے کیا۔ تین مرتبہ فرمایا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ حنین میں جب کچھ ہزیمت کی صورت پیدا ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ اُس حالت میں ثابت قدم رہنے والوں کی جماعت میں موجود رہے۔ ابن اسحٰق نے بیان کیا اور جو لوگ مہاجرین میں سے بچے رہے وہ ابوبکر اور

از آن جملہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن ولید را بطرف بنی جذیمہ فرستادہ بود و وی جماعۃ از اسیران آنجا را بغیر احتیاط بکشت برای تدارک این خلل در عقب او حضرت مرتضیٰ را فرستادند قال محمد بن اسحٰق حدثنی حکیم بن حکیم عن ابی جعفر محمد بن علی قال ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فقال یا علی اخرج الی ہؤلاء القوم فانظر فی امرہم واجعل امر الجاہلیۃ تحت قدمیک فخرج علی رضی اللہ عنہ حتی جاءہم ومعہ مال قد بعث بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فودی لہم الدماء وما اصیب من الاموال حتی انہ لیدی لہم میلغۃ الکلب حتی اذا لم یبق شیء من دم ولا مال الا وداہ بقیت معہ بقیۃ من المال فقال لہم علی بن ابی طالب حین فرغ منہم ہل بقی لکم دم او مال لم یودکم قالوا لا قال فانی اعطیکم ہذہ البقیۃ من ہذا المال احتیاطا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما لا یعلم و

عمر اور آپ کے اہل بیت میں سے علی بن ابی طالب اور عباس اور ابو سفیان اور ان کا بیٹا اور فضل بن ربیعہ اور حارث اور اسامہ بن زید اور ایمن بن ام ایمن عبید۔ کہا ابن اسحٰق نے مجھ سے روایت کی عاصم بن عمر نے عبدالرحمن بن جابر بن عبداللہ سے کہ اس دوران میں قبیلہ ہوازن میں کا وہ شخص جو صاحب علم تھا اپنے اونٹ پر کچھ اپنی حرکات میں لگ رہا تھا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اور انصار میں کے ایک شخص نے اس پر حملہ کرنا چاہا۔ کہا تو علی اس کے پیچھے آئے اور اونٹ کی دونوں کوچوں پر تلوار ماری تو اونٹ اپنی سرین پر گرا، تو انصاری نے کود کر اس علمبردار پہ پوری ضرب لگائی اور اس کی ٹانگ کو نصف پنڈلی پر سے کاٹ ڈالا تو وہ اپنے اونٹ پر سے نیچے گرا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنے متعلقین کی خبر گیری کے لئے حضرت مرتضیٰ کو مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ اس کے ضمن میں ایک عظیم بزرگی سے آپ کو مشرف فرمایا۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو اپنے متعلقین پر جانشین بنایا اور ان کو ان میں ٹھہرنے کا حکم دیا تو منافقین نے بڑی شہرت دینا شروع کر دی اور انہوں نے کہا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر بار سمجھتے ہوئے اس سے ہلکا ہونے کے خیال سے اس کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔ تو جب منافقوں نے ایسا کہا تو علی رضی اللہ عنہ اپنے ہتھیار اٹھا کر نکل کھڑے

لا تعلمون فقعل ثم رجع الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ
الخبر فقال اصبت واحسنت ثم
قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستقبل
القبلۃ شاہرًا یدیہ حتی انہ لیُری ماتحت
منکبیہ ویقول اللھم انی ابرأ الیک
مما صنع خالد ثلث مرات - واز ان جملہ
آنکہ در غزوۂ حنین چون ہزیمت گرد
بمسلمین روداد وی رضی اللہ عنہ
دران حالت از جماعۂ ثابتان بود
قال ابن اسحٰق وممن ثبت من
المہاجرین ابوبکر وعمر ومن اہل بیتہ
علی بن ابی طالب والعباس وابو
سفیان وابنہ والفضل بن ربیعۃ و
الحارث واسامۃ بن زید وایمن
بن ام ایمن عبید - قال ابن اسحٰق
حدثنی عاصم بن عمر عن عبد الرحمٰن
بن جابر عن ابیہ جابر بن عبد اللہ
قال بینا ذلک الرجل من ہوازن
صاحب الرایۃ علی جملہ یصنع ما یصنع
اہوی علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ ورجل من الانصار یریدانہ
قال فاتی علیؓ من خلفہ فضرب عرقوبی
الجمل فوقع علی عجزہ فوثب الانصاری
فضربہ ضربۃ فاطن قدمہ بنصف ساقہ

ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آ پہنچے جب کہ آپ جرف میں (جرف مدینہ کے
قریب ایک مقام ہے) اُتر چکے تھے۔ اور کہا کہ یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین نے یہ گمان کیا کہ آپ
نے مجھے اپنے اوپر بار سمجھ کر چھوڑا ہے۔ تو فرمایا کہ انہوں
نے جھوٹ کہا۔ بلاشبہ میں نے تجھ کو اپنا خلیفہ بنایا
ہے ان سب پر جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا ہوں
تو تم میرے پیچھے میرے اور اپنے متعلقین کی خبرگیری
کرتے رہو۔ اے علی کیا تو اس پر خوش نہیں ہے کہ
تیرا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارون کا مرتبہ موسیٰ
کے ساتھ تھا مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں
ہے۔ تو علی رضؓ مدینہ کی طرف واپس ہو گئے اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔
اور ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا محمد بن
طلحہ بن یزید بن رکانہ نے ابراہیم بن سعد بن ابی
وقاص سے اُنہوں نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گفتگو جو آپ
علی سے کر رہے تھے سُنی ہے۔ بخاری نے روایت کی
مصعب بن سعد سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف روانہ ہوئے
اور آپ نے علی رضؓ کو اپنا خلیفہ بنایا تو انہوں نے کہا کہ
کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں پر خلیفہ بنا رہے ہیں
تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو اس سے خوش نہیں ہے کہ
تیرا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہو جیسا مرتبہ ہارون کا
موسیٰ کے ساتھ تھا مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد

فانجعف عن جملہ - و از آن جملہ آنکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون
متوجہ غزوۂ تبوک شدند برای تعہد
حال عیال خود حضرت مرتضیٰ را در
مدینہ گذاشتند و در ضمن آن
تشریفی عظیم کرامت فرمودند - قال
محمد بن اسحٰق وخلف رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی
طالب علی اہلہ وامرہ بالاقامۃ
فیہم فارجف بہ المنافقون وقالوا
ما خلفہ الا استثقالا لہ وتخففا منہ
فلما قال ذلک المنافقون اخذ علیؓ
رضی اللہ عنہ سلاحہ ثم خرج حتی
اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہو نازل بالجرف فقال یا نبی اللہ
زعم المنافقون انک انما خلفتنی
استثقالا بی فقال کذبوا فقد خلفتک
لما ترکت ورائی فارجع فاخلفنی فی
اہلی واہلک افلا ترضیٰ یا علی ان تکون
منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ
لا نبی بعدی فرجع علیؓ الی المدینۃ
ومضیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی سفرہ - قال ابن اسحٰق حدثنی محمد
بن طلحۃ بن یزید بن رکانۃ عن
ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص عن

کوئی نبی نہیں ہے - اور ان میں سے یہ کہ نویں سال
میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق
کو امیر حج بنایا - اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب روانہ
ہوئے تو سورۂ براءۃ کا ابتدائی حصہ نازل ہوا اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تبلیغ کے لئے حضرت
مرتضیٰ کو امر فرمایا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
پیچھے بھیجا - روایت کیا احمد نے علی سے کہ جب نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے ان کو براءۃ دے کر بھیجا تو انہوں نے
کہا یا نبی اللہ میں نہ خوش تقریر ہوں اور نہ خطیب فرمایا
کہ بغیر اس کے چارہ نہیں کہ اس کو میں لے کر جاؤں یا تم لیکر
جاؤ تو علی رضؓ نے کہا کہ اگر یہ ضروری امر ہے تو میں ہی روانہ
ہوتا ہوں - فرمایا تو جاؤ - بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری
زبان کو خوب چلائے گا اور تمہارے قلب کو صحیح راہ پر
رکھے گا - پھر اپنا ہاتھ ان کے منہ پر رکھا - کہا محمد بن اسحٰق
نے کہ مجھ سے روایت کیا حکیم بن حکیم بن عبادہ بن حنیف
نے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر سورۂ براۃ نازل ہوئی اور آپ ابوبکر کو بھیج چکے تھے
تاکہ وہ لوگوں کو حج کرائیں تو آپ سے کہا گیا کہ یا رسول
اللہ اگر آپ اس کو ابوبکر کے پاس بھیج دیں تو وہ
لوگوں کو سنا دیں گے تو فرمایا کہ میری طرف سے بجز
میرے اہل بیت کے اور کوئی ادا کرنے کا حق نہیں رکھتا -
پھر آپ نے علی بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا کہ براءۃ
کے اس ٹکڑے کو لے کر تم جاؤ اور یوم حج اکبر میں جبکہ
منیٰ میں جمع ہوں تو سب لوگوں میں اعلان کردو کہ کوئی
کافر جنت میں داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک

ابیہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول لعلیٍ ھذہ المقالۃ
اخرج البخاری عن مصعب بن سعد
عن ابیہ رضی اللہ عنہ ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی
تبوک واستخلف علیاً فقال أتخلفنی
فی الصبیان والنساء قال الا ترضی
ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ
الا انہ لیس نبی بعدی۔ وازاں جملہ
آنکہ سال نہم حضرت ابوبکر صدیق را
امیر حج ساختند وی رضی اللہ عنہ
چون رواں شد اوائل سورۂ براءۃ
نزول یافت وآنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بجہت تبلیغ آں حضرت مرتضیٰ
راامر فرمود ودر عقب حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ فرستاد۔ اخرج احمد عن
علی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم حین
بعثہ ببراءۃ فقال یا نبی اللہ انی لست
باللسن ولا بالخطیب قال ما بد ان اذہب
بہا انا او تذہب بہا انت قال
فان کان ولا بد فسأذہب انا قال
فانطلق فان اللہ یثبت لسانک و
یہدی قلبک ثم وضع یدہ علی فمہ
قال محمد بن اسحٰق حدثنی حکیم بن
حکیم بن عباد بن حنیف انہ قال

حج نہ کرے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے
اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ
ہے تو اس کو معاہدے کی مدت تک اجازت ہے۔ تو
علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی ناقہ "عضباء" پر بیٹھ کر روانہ ہوگئے
یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راستہ میں ہی جا ملے جب
انھوں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو پوچھا کہ تم امیر ہو یا مامور
تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا امیر نہیں بلکہ مامور ہوں۔ پھر دونوں چل
پڑے تو ابوبکر نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا (یعنی شریعت
کے مطابق لوگوں سے مناسکِ حج ادا کرانے لگے) اور
عرب اس وقت اس سال میں اپنے حج کی اُن منزلوں میں
پہنچے ہوئے تھے جن پر وہ ایامِ جاہلیت میں ہوتے تھے۔
یہاں تک کہ جب یوم نحر آیا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
کھڑے ہوئے اور لوگوں میں اس امر کا اعلان کیا جس کا
حکم اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا چنانچہ
انہوں نے کہا کہ اے لوگو کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا
آج کے دن کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ
کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے اور جس کا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے تو مدت
معاہدہ تک اُس کو رسوم سابقہ کی آزادی ہوگی اور لوگوں
کے لئے جس دن سے ان میں اعلان کیا گیا ہے چار ماہ کی مہلت
دی گئی تاکہ ہر قوم اپنی جائے امن اور اپنے شہروں میں
لوٹ جائے، پھر کسی مشرک کے ساتھ کوئی عہد اور کوئی
ذمہ نہ رہے گا مگر ایسا شخص جس کا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ کسی مدت معینہ تک ہو تو

لما نزلت "براءة" على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد كان بعث ابابكر ليقيم للناس الحج فقيل له يا رسول الله لو بعثت بها الى ابي بكر فقال لا يؤدي عني الا اهل بيتي ثم دعا عليّ بن ابي طالب فقال اخرج بهذه القصة من صدر براءة فاذن في الناس يوم الحج الاكبر اذا اجتمعوا بمنى انه لا يدخل الجنة كافر و لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان ومن كان له عند رسول الله صلى الله عليه وسلم عهد فهو الى مدته فخرج علي بن ابي طالب رضي الله عنه على ناقة رسول الله صلى الله عليه وسلم العضباء حتى ادرك ابابكر بالطريق فلما رآه قال أمير ام مأمور قال بل مأمور ثم مضيا فاقام ابوبكر للناس الحج و العرب إذ ذاك في تلك السنة على منازلهم من الحج التي كانوا عليها في الجاهلية حتى اذا كان يوم النحر قام علي بن ابي طالب رضي الله عنه فاذن في الناس بالذي امره به رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا ايها الناس انه لا يدخل الجنة

وہ اس مدت تک کے لئے مستثنیٰ ہوگا۔ پھر اس دن کے بعد کسی مشرک نے حج نہیں کیا اور نہ کسی نے ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور اہل شرک میں سے جن لوگوں سے معاہدہ تھا اور جن سے ایک معینہ مدت تک کے لئے تھا ان کے بارے میں جو اعلان ہوا وہ سب ماخوذ سورۂ براءت سے تھا۔ اور ان میں سے ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کو خالد سے خمس وصول کرنے کے لئے یمن کی طرف بھیجا اور خالد کو معزول کر دیا، اس دوران میں حضرت مرتضیٰ کی مساعی سے اس علاقہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ مفتوح ہوا۔ اس دوران میں حضرت مرتضیٰ کی بابت خالد کے بعض لوگوں کے دل میں کچھ ملال پیدا ہوا اور ان لوگوں نے علی رضی عنہ کی شکایت حضرت اقدس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں پہنچائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضےٰ کے حق میں بے پایاں الطاف ظاہر فرمائے اور لوگوں کو آپ کی شکایت پر جھڑکا اور منع کیا۔ ترمذی نے براء سے روایت کیا کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لشکر روانہ کئے۔ ان میں سے ایک پر امیر بنایا علی بن ابی طالب کو اور دوسرے پر خالد بن الولید کو اور فرمایا کہ جب قتال ہونے لگے تو علی امیر ہوگا (کل لشکر کا) کہا کہ علی نے ایک قلعہ فتح کیا اور اس میں سے ایک لڑکی کو گرفتار کیا۔ تو خالد نے ایک خط لکھ کر میری معرفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جس میں علی کی برائی لکھی تھی۔ کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ نے خط پڑھا

كافر و لا يحج بعد اليوم مشرك و لا يطوف بالبيت عريان و من كان له عند رسول الله صلى الله عليه وسلم عهد فهوله الى مدته و اجّل للناس اربعة اشهر من يوم اذن فيهم ليرجع كل قوم الى مأمنهم و بلادهم ثم لا عهد لمشرك ولا ذمة الا احدٌ كان له عند رسول الله صلے الله عليه وسلم عهد الى مدة فهو له الى مدته فلم يحج بعد ذلك اليوم مشرك ولم يطف بالبيت عريان ثم قدما على رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان هذا من براءة فيمن كان من اهل الشرك من اهل العهد واهل المدة الى الاجل المسمى

وازآں جملہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ را بجہت اخذ خمس از خالد بجانب یمن فرستاد وخالد را معزول ساخت۔ ودریں ضمن بمجرد حضرت مرتضیٰ حصنی از حصون آں ناحیہ مفتوح شد۔ ودریں اثنا حضرت مرتضیٰ را بالبعض مردم خالد ملالے پیدا شد وآں مردم شکایت وی رضی اللہ عنہ بعرض اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تو آپ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ تم نے کیا رائے قائم کی ایسے شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اس کے رسول کے غضب سے۔ میں تو صرف ایلچی ہوں۔ تو آپ خاموش ہو گئے۔ کہا ابن اسحٰق نے کہ مجھ سے روایت کیا عبدالرحمٰن بن معمر نے سلیمان بن محمد بن کعب سے انہوں نے اپنی پھوپھی زینب سے اور وہ ابو سعید خدری کے پاس تھیں کہا کہ لوگوں نے علی کی شکایت کی تو آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو علی کی شکایت نہ کرو وہ سخت ہے اللہ کی ذات میں یا (فرمایا کہ) اللہ کی راہ میں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کو یمن کا حاکم بنایا تو آداب قضا تعلیم فرمائے اور دعاء کی کہ قضا ان پر مفتوح (یعنی سہل) ہو جائے۔ روایت کیا احمد نے علی رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن میں قاضی بنا کر بھیجا۔ تو میں نے کہا کہ آپ مجھے ایک قوم کی طرف بھیج رہے ہیں اور میں نوعمر ہوں اور مجھے قضا کا علم نہیں ہے۔ تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے حق پر قائم رکھے اور جمائے رکھے۔ جب تیرے پاس باہم جھگڑنے والے آئیں تو اول کے لئے فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ دوسرے سے نہ سن لو۔ یہ بات صحیح فیصلہ کے تم پر عیاں ہونے کے لئے پابندی کے لائق ہے۔ حضرت علی رضؓ نے کہا کہ (اس ارشاد و دعا کے اثر سے) میں ہمیشہ قاضی بنا رہا

رسانیدند دوم صلی اللہ علیہ وسلم
در حق مرتضٰے تلطفات بی پایان ظاہر
فرمود ومردم را از گلہ او زجر و منع
نمود۔ اخرج الترمذی عن البراء قال
بعث النبی صلے اللہ علیہ وسلم جیشین
وامّر علی احدھما علیّ بن ابی
طالب وعلی الآخر خالدَ بن الولید
وقال اذا کان القتال فعلیٌّ قال
فافتتح علی حصناً واخذ منہ جاریۃً
فکتب معی خالدٌ کتاباً الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یشی بہ قال
فقدمتُ علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقرأ الکتاب فتغیّر لونہ
ثم قال ماتری فی رجل یحبّ اللہ
ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال
قلتُ اعوذُ باللہ من غضب اللہ
ومن غضب رسولہ انما انا رسولٌ
فسکت۔ قال ابن اسحٰق حدثنی
عبدالرحمن بن معمر عن سلیمان بن محمد
بن کعب عن عمتہ زینب وکانت
عند ابی سعید الخدری قال اشتکے

اور ایک روایت میں ہے کہ دو کے درمیان کبھی فیصلہ نے
کبھی عاجز نہیں کیا۔ اور ان میں سے یہ کہ آں حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے جب حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا اُس
وقت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے، آپ نے وہیں سے
حج کا ارادہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہنچ گئے اور احرام اس مضمون کے ساتھ باندھا
اَہْلَلْتُ بِمَا اَہَلَّ بِہٖ یعنی میں اسی چیز کا احرام باندھتا
ہوں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا
اور قربانی کے بہت سے جانوروں کے ساتھ مکہ میں
آئے اور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ
رضی اللہ عنہ کو ہدی میں اپنے ساتھ شریک کیا۔ مسلم
نے روایت کی عبداللہ بن الحارث الکندی سے کہا کہ میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں
حاضر تھا۔ اور آپ قربانی کی جگہ آئے تو فرمایا کہ میرے
پاس ابوالحسن کو بلاؤ۔ تو حضرت علیؓ بلا لئے گئے
اُن سے آپ نے فرمایا کہ چھرے کے نیچے کا حصہ تم پکڑ
لو اور اس چھرے کے اوپر کا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے پکڑا۔ پھر اس طرح دونوں نے مل کر جانوروں کو ذبح
کیا۔ پھر جب دونوں فارغ ہو گئے تو آپ اپنے خچر پر
سوار ہوئے اور علیؓ کو اپنا ردیف کیا (یعنی پیچھے بٹھایا)
اور جب آپ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو مقام غدیرخم

عہ بضم خا وتشدید میم ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر اور اس کے قریب ایک
پانی کا چشمہ ہے اور اس میں سیڑھیاں ہیں اس کو غدیر خم کہتے تھے۔ سیڑھیاں خراب ہو رہی تھیں اُن کو صاف کرنے
کا آپ نے حکم دیا لوگوں نے صاف کر دیا اور اُن پر بیٹھ گئے تو اس موقع پر خاص طور پر علی رضی اللہ عنہ کا ذکر اس لئے فرمایا

کہ ایسے لوگ ہمسفر تھے جنہوں نے آپ سے علی کی شکایتیں کی تھیں

ان اسعس علیاً فقام خطیباً فقال
ایہا الناس لا تشکوا علیاً فانہ
لخشن فی ذات اللہ او فی سبیل
اللہ۔ وچون آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم حضرت مرتضیٰ را حاکم یمن
گردانیدند آداب قضا تعلیم
فرمودند و دعا نمودند کہ قضا بروی
فتح شود۔ اخرج احمد عن علی رضی اللہ
عنہ قال بعثنی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی الیمن قاضیاً فقلت تبعثنی
الی قوم و انا حدیث السن ولا علم
لی بالقضاء فوضع یدہ علی صدری
فقال ثبتک اللہ و سددک اذا
جاءک الخصمان فلا تقض للاول
حتی تسمع من الآخر فانہ اجدر ان
یتبین لک القضاء قال فما زلت قاضیاً
وفی روایۃ فما اشکل علی قضاء بین
اثنین۔ و از آن جملہ آنکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم چون قصد
حجۃ الوداع فرمودند وی رضی اللہ
عنہ در یمن بود و از انجا ارادہ حج
نمود و پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم رسید و احرام را باین
مضمون منعقد ساخت کہ اہللت بما
اہل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں آپ نے خطبہ دیا جو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے
فضائل کے اظہار پر مشتمل تھا۔ حاکم اور ابوعمر وغیرہما
نے روایت کیا اور یہ الفاظ حاکم کے ہیں، مروی ہے زید
بن ارقم سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حجۃ الوداع سے لوٹے اور غدیر خم میں اترے تو آپ نے
سیڑھیوں کے بارے میں حکم دیا تو وہ صاف کر دی گئیں
فرمایا گویا میں بلایا گیا ہوں اور میں نے دعوت قبول کی میں تم
میں دو بھاری چیزیں چھوڑوں گا جن میں سے ایک دوسری
سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے اصحاب تو تم
غور کرو کہ میرے پیچھے ان دونوں سے کیا معاملہ کرو گے تو
وہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ دونوں میرے
پاس حوض پر وارد ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل
میرا محبوب ہے اور میں ہر مومن کا محبوب ہوں۔ پھر
آپ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میں جس
کا محبوب ہوں علی بھی اس کا محبوب ہے، یا اللہ آپ
اس سے محبت کریں جو علی سے محبت کرے اور اس
سے عداوت کریں جو علی سے عداوت کرے۔ اور ان
میں سے یہ کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس عالم سے عالم اعلیٰ کو انتقال فرمایا تو حضرت مرتضیٰ نے
جماعت اہل بیت کے ساتھ آپ کے غسل اور دفن
کی خدمت انجام دی۔ کہا محمد بن اسحاق نے مجھ سے
روایت کیا عبد اللہ بن ابی بکر اور حسین بن عبد اللہ
وغیرہما نے ہمارے اصحاب میں سے کہ علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ اور عباس بن عبد المطلب اور فضل بن
عباس اور قثم بن عباس اور اسامہ بن زید اور

و باہدی کثیر بمکہ قدوم نمود و جناب
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم او را
رضی اللہ عنہ با خود در ہدی شریک
ساختند - اخرج مسلم عن عبد اللہ بن
الحارث الکندی قال شہدت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
حجۃ الوداع و اتی النحر فقال
ادعوا لی ابا حسن فدعی لہ علی
رضی اللہ عنہ فقال لہ خذ باسفل الحربۃ
واخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
باعلاہا ثم طعنا بہا البدن فلما
فرغا رکب بغلتہ واردف علیا
وچون از حجۃ الوداع مراجعت فرمودند
در غدیر خم خطبہ خواندند متضمن
اظہار فضائل حضرت مرتضی رضی
اللہ عنہ - اخرج الحاکم وابو عمر و
غیرہما وہذا لفظ الحاکم عن زید
بن ارقم لما رجع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع
ونزل غدیر خم امر بدوحات فقممن
قال کانی قد دعیت فاجبت انی
قد ترکت فیکم الثقلین احدہما اکبر
من الآخر کتاب اللہ تعالی وعترتی
فانظروا کیف تخلفونی فیہما فانہما
لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض

شقران مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ لوگ
ہیں جو آپ کو غسل دینے میں لگے ہوئے تھے۔ اور یہ
کہ اوس بن خولی نے جو بنی خزرج میں کا ایک شخص
تھا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم کو بھی حصہ
دیجئے جب کہ اوس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب میں سے تھے اور اہل بدر میں سے بھی۔ علیؓ
نے کہا اندر آجاؤ تو وہ داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے غسل میں حاضر ہوا۔ تو آپ کو علی رضی اللہ
عنہ نے اپنے سینہ سے سہارا دیا اور فضل اور عباس اور
قثم آپ کو پلٹا رہے تھے اور اسامہ بن زید اور شقران
جو دونوں آپ کے آزاد کردہ تھے یہ دونوں آپ کے اوپر
پانی ڈال رہے تھے۔ اور علی بن ابی طالب آپ کو غسل دے
رہے تھے ـــــــ ـــ ۔ اور آپ کو
اپنے سینہ سے سہارا بھی دے رہے تھے اور آپ کے
جسم پر آپ کی قمیص تھی پیچھے سے اسی سے آپ کو ملتے
تھے اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن
پر نہیں لگا رہے تھے۔ اور یہ کہہ رہے تھے میرا باپ اور
ماں آپ پر قربان کس قدر پاکیزہ ہیں آپ زندہ اور مردہ
دونوں حال میں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
میں وہ چیزیں نہیں دیکھی گئیں جو میت میں دیکھی جاتی
ہیں۔ پھر ابن اسحق نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اُترے وہ علی بن ابی طالب تھے اور فضل بن عباس و قثم بن عباس
اور شقران مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ
کے سوابق اسلامیہ۔ اور دوسری احادیث جو آپؓ کے تمام فضائل کے بیان پر مشتمل ہیں الخ

ثم قال ان اللہ تعالےٰ عزوجل
مولای وانا ولی کل مؤمن ثم اخذ
بید علی رضی اللہ عنہ فقال من کنت
ولیہ فہذا ولیہ اللہم وال من والاہ
وعاد من عاداہ - واز آن جملہ آنکہ
چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از
این عالم بعالم اعلےٰ انتقال فرمودند
حضرت مرتضےٰ با جمعے از اہل بیت
متصدی غسل ودفن شدند - قال
محمد بن اسحٰق حدثنی عبد اللہ بن ابی
بکر وحسین بن عبد اللہ وغیرہما
من اصحابنا ان علیؓ بن ابیطالب رضی
اللہ عنہ والعباس بن عبد المطلب
والفضل بن العباس وقثم بن
العباس واسامۃ بن زید وشقران
مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ہم الذین تولوا غسلہ وان اوس
بن خولی احد بنی الخزرج قال لعلی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انشدک
اللہ یا علیؓ وحظنا من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وکان اوس
من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم واہل بدر قال ادخل فدخل و
حضر غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاسندہ علیؓ الی صدرہ وکان

سے زیادہ ہیں کہ اُن کے احصاء پر قابو پالیا جائے ہم
چاہتے ہیں کہ ان میں سے کچھ احادیث کا انتخاب کرکے
ان اوراق پر لکھ دیں۔ حاکم نے احمد بن حنبل سے روایت
کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب میں سے کسی کے (اتنے) فضائل نہیں آئے جتنے علی بن
ابی طالب رضی اللہ عنہ کے آئے ہیں۔ بندۂ ضعیف کہتا
ہے کہ اس بات کا سبب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں دو
جہت کا اجتماع ہے کہ آپ کی سوابقِ اسلامیہ میں تقدّم
ہے جیسا کہ چند چھوٹی چھوٹی باتیں ان میں سے ہم نے
بیان کی ہیں، دوسری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ آپ کا قربِ قرابت، اور آنجناب علیہ الصلوٰۃ
والسلام رشتہ داری کے تعلق کی مراعات رکھنے میں
سب سے بڑھے ہوئے اور حقوقِ قرابت کو سب سے
زیادہ پہچاننے والے تھے۔ پھر جب لطفِ ربانی نے
امداد کی اور حضرت مرتضیٰ کو تربیت کے لئے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیا تو ان کا مرتبہ
قرابت دوبالا ہوگیا اور آپ کی شان میں ایک اور
بزرگی کا اضافہ کردیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر جب
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اُن کے عقد میں دیدیا تو
مزید فضیلت اُن کے شاملِ حال ہوگئی۔ پھر جب آن
کے ایامِ خلافت میں اختلاف واقع ہوا اور اہلِ زمانہ
کے دل اُن سے برگشتہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے بقیہ اصحاب نے اس فتنہ کے رفع کرنے میں بہترین
کوششیں کیں اور اُن کے ترکش میں جو بھی تیر تھا اُس کو
صرف کردیا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی سعی کو مقبول کرے۔ اس

الفضلُ والعباسُ وقثم یُقلّبونہ
معہ واسامۃُ بن زید وشُقران مولیاہ
وہما اللذان یَصُبّان الماءَ علیہ وعلی
بن ابی طالب یغسلہ وقد اسندہ
الی صدرہ وعلیہ قمیصہ یدلکہ بہ من ورائہ
لا یُفضی بیدہ الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وہو یقولُ بابی انتَ وامی
ما اطیبک حیاً ومیتاً ولم یُرَ من رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یُری من المیت
ثم قال ابن اسحٰق وکان الذین نزلوا
فی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب والفضل
بن العباس وقثم بن العباس وشقران مولی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم این است سوابق اسلامیہ حضرت مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ و احادیث دیگر منتفض

بیان سائر فضائل وی کرم اللہ تعالیٰ
وجہہ زیادہ است از آنکہ احصای آن
در مقدور آید میخواہیم کہ جملۂ صالحہ
ازان احادیث درین اوراق برنگاریم
اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال
ماجاء لاحد من اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل
ماجاء لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
عبد ضعیف گوید سبب این معنے اجتماع
دو جہت است در مرتضےٰ رضی اللہ
عنہ یکے رسوخ او در سوابق اسلامیہ
چنانکہ قدری کثیر ازان بیان کردیم

سبب سے اُن کے فضائل کی احادیث کا دائرہ اشاعت
وسیع تر ہوگیا۔ بعض حدیثیں تواتر کے مرتبہ میں اور
بعض دوسری احادیث حسن کے درجہ میں پہنچیں۔ پھر
جب کہ شیعیت کے فتنہ نے سر اُبھارا تو بے باک لوگوں
کی ایک جماعت نے بھی حدِّ اعتدال سے پاؤں باہر
نکال کر احادیث وضع کرنا شروع کر دیں اپنی بدعت کو
مروّج کرنے کے لئے، اور عنقریب جان لیں گے وہ
لوگ جو ظلم کے مرتکب ہوئے کہ جس بارگاہ میں اُن کو
لوٹ کر جانا ہے وہ کیسی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہم موضوع احادیث
اور ایسی احادیث کے درج کرنے سے جن کا ضعف شدید
ہے جو نہ مؤید بنانے کے لئے کارآمد ہوں اور نہ شواہد
بن سکیں اعراض کرتے ہیں، اور جو حدیث صحت اور
حسن کے مرتبہ میں ہے یا قابل برداشت ضعف رکھتی
ہے اس کی ہم روایت کر دیں گے۔ اب سنئے یہ حدیث
متواتر میں سے ہے کہ تو میرے لئے اس مرتبہ پر ہے جس مرتبہ پر ہارون تھے
بہ نسبت موسیٰ کے۔ یہ حدیث روایت کی گئی سعد
بن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی
طالب اور عبداللہ بن عباس وغیرہم سے۔ اور متواتر
میں سے یہ حدیث ہے "میں علی سے (راضی) ہوں اور علی
مجھ سے اے اللہ اُس سے محبت کر جو اُس سے محبت کرے
اور اُس سے عداوت کر جو اُس سے عداوت کرے"۔
اس کو روایت کیا زید بن ارقم اور بریدہ اور عمران
بن حصین اور عمرو بن شاس وغیرہم نے۔ اور متواتر
میں سے یہ حدیث ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ (الاحزاب ۳۳:۳۳) اللہ تعالیٰ

ودوم قربِ قرابت او بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دآنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام اوصَلِ ناس بارحام و اعرفِ ناس بحقوقِ قرابت بودند باز چون عنایتِ الٰہی مساعدت نمود حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ را در کنارِ تربیتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انداخت مرتبۂ قرابت دوبالا شد وکرامتِ دیگر درکار او کردند رضی اللہ عنہ۔ باز چون حضرت فاطمۂ زہرا را رضی اللہ عنہا درعقدِ او دادند مزیدِ فضیلت یاو یار شد۔ باز درایام خلافتِ او چون اختلاف بوقوع آمد وخواطر اہلِ عصر ازوی برگشت بقیۂ اصحاب جنابِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم در دفع این فتنہ مساعی جمیلہ مبذول داشتند وہر تیریکہ درترکشِ ایشان بود صرف کردند شکر اللہ سعیہم ازین جہت دائرۂ روایت احادیث فضائل او کشادہ ترشد بعض بدرجۂ تواتر و بعض آنرا بمرتبۂ حسان رسید۔ باز چون فتنۂ تشیع سربرآورد وجماعۂ بیباکان پا ازحدِ اعتدال بیرون نہادہ وضعِ احادیث پیدا کردند ترویجاً لبدعتہم وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ۔ بالجملہ

کو یہ منظور ہے کہ اے گھروالو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو ہر طرح ظاہرًا و باطنًا پاک وصاف رکھے"۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پانچ کو بلایا۔ یہ روایت کی گئی حدیث سعد اور ام سلمہ اور واثلہ اور عبداللہ بن جعفر اور انس بن مالک سے۔ اور متواترین سے یہ ہے کہ آپ نے ان کو یوم فتح خیبر میں جھنڈا عطا کیا اور فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں۔ اس کو روایت کیا عمر اور سعد اور ابوہریرہ اور سہل بن سعد اور سلمہ بن الاکوع وغیرہم نے۔ روایت کیا مسلم نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے اُنہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ حکم دیا معاویہ بن ابی سفیان نے سعد کو۔ پھر کہا تم کو کیا بات مانع ہے اس سے کہ تم ابوتراب کی مذمت کرو۔ سعد نے کہا سمجھ لو کہ جب تک مجھے تین باتیں یاد رہیں گی جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علیؓ کو ہرگز بُرا نہ کہوں گا۔ بلاشبہ اُن میں سے ایک بھی اگر میرے لئے ہوتی تو وہ مجھے سُرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جو آن سے فرما رہے تھے اور (قصہ یہ تھا) کہ آپ نے اپنے بعض غزوات میں اُن کو (مدینہ میں) چھوڑا تھا اور اس پر اُن سے علی نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا دیا تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو میرے لئے اس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت

ما از ایراد احادیث موضوعہ و احادیث شدیدۃ الضعف کہ بکار متابعات و شواہد نمی آید تحاشی داریم و آنچہ در مرتبۂ صحت وحسن است یا ضعف متحمل دارد آن را روایت کنیم فمن التواتر انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ نروی ذلک عن سعد بن ابی وقاص و اسماء بنت عمیس و علی بن ابی طالب و عبداللہ بن عباس وغیرہم و من التواتر حدیث انا من علی و علی منی اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ رواہ زید بن ارقم و بریدۃ و عمران بن حصین و عمرو بن شاش وغیرہم۔ و من التواتر حدیث لما نزلت اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا دعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لہؤلاء الاربعۃ نروی ذلک من حدیث سعد و ام سلمۃ و واثلۃ و عبداللہ بن جعفر وانس بن مالک و من التواتر انہ اعطاہ الرایۃ یوم فتح خیبر و قال لاعطین الرایۃ رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ و رسولہ رواہ عمر و علی و سعد و ابو ہریرۃ و سہل بن سعد و سلمۃ بن الاکوع وغیرہم اخرج مسلم عن عامر بن سعد

موسیٰ کے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے' اور میں نے آپ سے سنا کہ یوم خیبر میں آپ فرماتے تھے کہ یہ جھنڈا میں کل ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں۔ (سعد نے) کہا کہ ہم (اگلے دن) اس (جھنڈے) کے لئے ایک دوسرے سے اونچا ہونے لگے (تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم پر نظر پڑ جائے) آپ نے فرمایا کہ علی کو بُلا کر لاؤ چنانچہ وہ لائے گئے ایسی حالت میں کہ ان کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں تو آپ نے اُن کی دونوں آنکھوں میں تھتکارا اور جھنڈا اُن کو دے دیا پھر اللہ نے اُن کے ہاتھ پر فتح کرادیا۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ (آؤ ہم اپنی اولاد کو بلائیں اور تم اپنی اولاد کو) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بلایا اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اور حاکم اور نسائی نے عمرو بن میمون سے روایت کیا، کہا کہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا کہ اُن کے پاس نو شخص آئے اور انہوں نے کہا اے ابن عباس یا تو آپ ہمارے ساتھ چلیں اور یا ان لوگوں میں سے الگ ہو کر ہم سے تنہائی میں گفتگو کریں۔ تو ابن عباس نے کہا نہیں بلکہ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ راوی نے کہا اور وہ اُس زمانہ میں ٹھیک تھے نابینا نہیں ہوئے تھے۔ کہا پھر ان لوگوں نے پہل کر کے بات چیت کی، تو ہم نہیں جانتے تھے کہ انہوں نے کیا کہا۔ کہا کہ پھر ابن عباس آئے اپنے کپڑے کو جھاڑتے ہوئے اور (کلمات افسوس) اُف وتف کہہ رہے تھے

بن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویۃ بن ابی سفیان سعداً فقال ما منعک ان تسب ابا تراب قال اما ما ذکرت ثلثاً قالہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلن اسبہ لان تکون لی واحدۃ منہن احب الی من حمر النعم سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لہ وقد خلفہ فی بعض مغازیہ فقال لہ علی یا رسول اللہ خلفتنی مع النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبوۃ بعدی وسمعتہ یقول یوم خیبر لاعطین ہذہ الرایۃ رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال فتطاولنا لہا فقال ادعوا لی علیاً فاتی بہ ارمد فبصق فی عینیہ ودفع الرایۃ الیہ ففتح اللہ علیہ ولما نزلت ہذہ الآیۃ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً وفاطمۃ وحسناً وحسیناً وقال اللّٰہم ہؤلاء اہلی واخرج الحاکم والنسائی عن عمرو بن میمون قال انی لجالس عند ابن عباس اذ اتاہ تسعۃ رہط

کہ یہ لوگ ایسے شخص کی بدگوئی میں پڑ گئے کہ جس میں ایسے دس فضائل ہیں جو اس کے سوا کسی میں نہیں ہیں۔ وہ ایسے شخص کی برائی میں پڑے جس کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا، وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں پھر اس (جھنڈے) کی طمع میں ابھرنے والے ابھرے پھر آپ نے فرمایا کہ کہاں ہے علی، لوگوں نے کہا کہ وہ چکی میں آٹا پیس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اور کوئی دوسرا نہیں تھا جو آٹا پیستا۔ کہا کہ پھر وہ آئے اور ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، دیکھنے پر بھی قادر نہیں تھے۔ کہا کہ پھر آپ نے ان کی آنکھوں میں پھونک ماری، پھر جھنڈے کو تین مرتبہ لہرایا اور خاص ان ہی کو دیا۔ پھر علی صفیہ بنت حیی (ام المومنین) کو لیکر آئے۔ کہا ابن عباس نے کہ پھر بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں کو (یعنی ابوبکر کو) سورۂ توبہ دے کر۔ پھر ان کے پیچھے علی کو بھیجا انہوں نے اس سورۃ کو ان سے لے لیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ اس کو نہیں لے جانا چاہئے مگر ایسے شخص کو جو مجھ سے ہو اور میں اس سے ہوں۔ کہا ابن عباس نے اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کی اولاد سے کہ تم میں سے دنیا اور آخرت میں کون میرے ساتھ موالاۃ کرے گا (دل سے میرا معاون ہوگا اور ساتھی)، کہا کہ علی ان کے ساتھ بیٹھے تھے تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان میں سے ہر ہر شخص سے متوجہ ہو کر آپ نے خطاب کیا

فقالوا یا ابن عباس اما ان تقوم
معنا واما ان تخلو بنا من بین
ہؤلاء فقال ابن عباس بل انا
اقوم معکم قال وہو یومئذ
صحیح قبل ان یعمی قال فابتدءوا
فتحدثوا فلا ندری ما قالوا قال
فجاء ینفض ثوبہ ویقول اف وتف
وقعوا فی رجل لہ عشر فضائل
لیست لاحد غیرہ وقعوا فی رجل
قال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لابعثن رجلا لا یخزیہ اللہ ابدا
یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ و
رسولہ فاستشرف لہا مستشرف
فقال این علی فقالوا انہ فی الرحی
یطحن قال وما کان احدہم لیطحن
قال فجاء وہو ارمد لا یکاد ان یبصر
قال فنفث فی عینیہ ثم ہز
الرایۃ ثلثا فاعطاہا ایاہ فجاء علی
بصفیۃ بنت حیی قال ابن عباس
ثم بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فلانا بسورۃ التوبۃ فبعث
علیا خلفہ فاخذہا منہ وقال لا یذہب
بہا الا رجل ہو منی وانا منہ قال
ابن عباس وقال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم لبنی عمہ ایکم یتولانی فی

کہ تم میں سے کون دنیا اور آخرت میں میرا ساتھی
ہوگا تو سب نے انکار کردیا۔ پھر آپ نے علیؓ سے
کہا کہ تو ہی ہے میرا دوست دنیا اور آخرت میں۔ اور
کہا ابن عباسؓ نے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد تمام
لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے علیؓ تھے۔
کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا یعنی
چادر لے کر علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے اوپر رکھی
اور کہا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ الخ (۳۳:۳۳) اللہ تعالیٰ
کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے
اور تم کو (ہر طرح) ظاہراً اور باطناً پاک وصاف رکھے! کہا
ابن عباسؓ نے اور علی نے اپنی ذات کو سختی میں ڈالا
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھی پھر آپ
کی جگہ سو گئے۔ کہا ابن عباس نے کہ مشرکین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم پر ڈھیلے پھینکا کرتے تھے۔
ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور علی (منہ لپیٹے) سو رہے
تھے۔ کہا کہ ابوبکر یہ گمان کر رہے تھے کہ یہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا کہ پھر ابوبکر نے کہا
اے نبی اللہ تو اُن سے علی نے کہا کہ نبی اللہ تو بیر میمون
کی طرف جا چکے ہیں اُن کے پاس پہنچ جاؤ۔ کہا کہ پھر
ابوبکر چلے گئے اور آپ کے ساتھ غار میں داخل
ہوئے۔ اور علی کے اوپر پتھر پھینکے جا رہے تھے جیسا
معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا
کرتا تھا اور علی (چوٹ کی وجہ سے) پیچ وتاب
کھاتے رہے۔ اور انہوں نے اپنے سر کو چادر میں چھپا
رکھا تھا اُس کو باہر نہیں نکالتے تھے یہاں تک کہ

الدنیا والآخرۃ فأبوا فقال لعلی
انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ
قال ابن عباس وکان علیؓ اول
من آمن من الناس بعد خدیجۃ
رضی اللہ عنہا قالؓ واخذ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ثوبہ فوضعہ
علی علی وفاطمۃ وحسن وحسین
وقال انما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرجس اھل البیت
ویطھرکم تطھیرا. قالؓ ابن
عباس وشری علیؓ نفسہ فلبس
ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم نام مکانہ قال ابن عباس و
کان المشرکون یرمون رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فجاء ابوبکر
رضی اللہ عنہ وعلیؓ نائم قال وابوبکر
یحسب انہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال فقال یا نبی اللہ
فقال لہ علیؓ ان نبی اللہ قد انطلق
نحو بیر میمون فادرکہ قال فانطلق
ابوبکر فدخل معہ الغار قال وجعل
علیؓ رضی اللہ عنہ یرمی بالحجارۃ
کما کان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہو یتضور وقد لف راسہ فی
الثوب لا یخرجہ حتی اصبح ثم کشف

صبح ہوگئی پھر اپنے سر سے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے کہا
کہ تو یقیناً ملامت کے قابل ہے۔ تیرا ساتھی اُف
بھی نہیں کرتا تھا اور ہم اُس کے پتھر مارتے رہتے تھے
اور تو پیچ وتاب کھاتا رہا اور ہم اس کو عجیب بات
خیال کرتے تھے۔ پھر کہا ابن عباس نے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہوئے
اور سب لوگ آپ کے ساتھ نکلے تو ان سے علی
نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ نہیں۔ تو علی رونے لگے
تو آپ نے اُن سے فرمایا کہ کیا تو اس سے راضی نہیں
ہے کہ تو میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں
ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ کے مگر یہ بات ہے کہ میرے
بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ مجھے جانا مناسب نہیں ہے
بجز اس کے کہ تو میرا قائم مقام رہے۔ کہا ابن عباس
نے کہ اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تو ولی (حبیب) ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان
عورت کا میرے بعد۔ اور کہا ابن عباس نے کہ بند
کردیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد (کے
صحن سے ملے ہوئے مکانوں) کے دروازے سوائے
علی کے دروازے کے، تو وہ بحالتِ جنابت مسجد میں
داخل ہوتے تھے جب کہ وہ اُن کا راستہ تھا اور
اس کے سوا اُن کا اور کوئی راستہ ہی نہیں تھا۔ کہا ابن
عباس نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے میں جس کا محبوب مُطاع ہوں تو اُس کا محبوب
ومُطاع علی بھی ہے۔ اور کہا ابن عباس نے کہ ہم

عہ وہ دس فضائل جو مخصوص تھے حضرت مرتضیٰ رضہ کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد چند ایسے فضائل بھی بیان کر دیئے جو آپ کے لئے ثابت ہیں اگر چہ اور بھی ان میں دوسرے بھی شریک ہیں ۱۲

عن راشد فقالوا انك لكنّيتم
وكان صاحبك لا يتغوّر وشحن
زمية وانت تتغور وقد استنكرنا
ذلك - فقال ابن عباس وخرج
رسول الله صلى الله عليه وسلم في
غزوة تبوك وخرج الناس معه
فقال له علي اخرج معك قال فقال
النبي صلى الله عليه وسلم لا فبكى
علي فقال له اما ترضى ان تكون مني
بمنزلة هارون من موسى الا انه
ليس بعدي نبي انه لا ينبغي ان اذهب
الا وانت خليفتي - قال ابن عباس
وقال له رسول الله صلى الله عليه
وسلم انت ولي كل مؤمن من
بعدي ومؤمنة - وقال ابن عباس
وسدّ رسول الله صلى الله عليه
وسلم ابواب المسجد غير باب علي
فكان يدخل المسجد جنبا وهو
طريقه ليس له طريق غيره - قال
ابن عباس وقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم من كنت مولاه فان
مولاه علي - وقال ابن عباس وقد اخبرنا
الله عزوجل في القرآن انه رضي
عن اصحاب الشجرة فعلم ما في قلوبهم
فهل اخبرنا انه سخط عليهم بعد ذلك

کو اللہ عزوجل نے قرآن میں یہ خبر دی ہے کہ وہ راضی
ہے اصحاب شجرہ سے (یعنی جن لوگوں نے درخت کے نیچے
بیعت کی تھی، ان میں حضرت علی بھی تھے) پھر اللہ نے
جان لیا (بعلم ظہور) جو کچھ اُن کے دلوں میں ہے۔ تو کیا
اللہ نے ہم کو ایسی خبر دی ہے کہ اس کے بعد اللہ اُن
سے ناراض ہوگیا۔ کہا ابن عباس نے، اور فرمایا نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے جب کہ
اُنہوں نے کہا تھا کہ مجھے اجازت دیجئے تو میں اس
کی گردن مار دوں۔ عہ فرمایا، تو ایسا کرے گا؟ ......
اور تجھے یہ خبر نہیں کہ اہل بدر کی مغفرت اتنی یقینی
ہے کہ، گویا اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جلوہ فرما کر یہ کہہ
دیا کہ اب تم جو عمل چاہو کرتے رہو (میں تمہاری مغفرت
کر چکا اور علی بھی اہل بدریین سے ہیں)۔ اور روایت
کیا حاکم نے ابوہریرہ سے، کہا کہ فرمایا عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ نے کہ واللہ علی بن ابی طالب کو ایسی
تین فضیلتیں دی گئی ہیں کہ اگر اُن میں سے ایک فضیلت
بھی مجھے مل جائے تو وہ میرے لئے سُرخ رنگ
کے اُونٹوں سے زیادہ محبوب ہو۔ آپ سے کہا گیا
کہ وہ کیا ہیں اے امیر المومنین؟ کہا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کے ساتھ اُن کا نکاح
ہونا اور اُن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ مسجد میں رہنا کہ اُن کے لئے اُس میں وہ بات
حلال ہے جو اُن کے ہی لئے حلال ہے۔ اور یوم خیبر
والا جھنڈا۔ اور روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے
کہ کہا کہ علی رضی اللہ عنہ میں چار ایسے فضائل ہیں کہ

عہ یعنی حاطب بن ابی بلتعہ کی گردن، یہ ایک بڑے واقعہ کا جزو ہے جو چند بار مذکور ہو چکا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

قال ابن عباس وقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر رضی اللہ عنہ حین قال ائذن لی فاضرب عنقہ قال وکنت فاعلاً وما یدریک لعل اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم۔ واخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لقد اعطی علیؓ بن ابی طالب ثلاث خصال لان تکون لی خصلۃ منہا احب الی من ان اعطی حمر النعم قیل وما ہن یا امیر المؤمنین قال تزوجہ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحل لہ فیہ ما یحل لہ والرایۃ یوم خیبر۔ واخرج الحاکم عن ابن عباس قال لعلی رضی اللہ عنہ اربع خصال لیست لاحد من العرب ہو اول عربی واعجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وہو الذی صبر معہ یوم المہراس وہو الذی غسلہ وادخلہ قبرہ۔ واخرج الحاکم عن ام سلمۃ قالت لابی عبد اللہ الجدلی أیسبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ عرب میں سے کسی میں نہیں ہیں وہ تمام عرب اور عجم والوں میں کے پہلے شخص ہیں جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور وہ ایسے شخص ہیں جن کے ساتھ اُن کا جھنڈا ہر معرکہ میں رہا ہے اور وہ وہ شخص ہیں جس نے آپ کے ساتھ صبر کیا تھا یوم مہراس[عہ] میں۔ اور وہ ایسے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا اور قبر میں داخل کیا تھا۔ حاکم نے روایت کیا ام سلمہ سے اور اُنہوں نے ابوعبد اللہ جدلی سے، کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی جاتی ہیں، کہا کہ میں نے کہا معاذ اللہ یا سبحان اللہ یا کوئی اور کلمہ اسی طرح کا۔ کہا کہ ام سلمہ نے کہا کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرماتے تھے کہ جس نے علی کو گالی دی اُس نے مجھے گالی دی۔ اور مروی ہے ابوبکر بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ سے وہ اپنے باپ سے، کہا کہ ایک شخص شام والوں میں سے آیا اور اس نے ابن عباس کے سامنے علی رض کو گالی دی تو ابن عباس نے اُس کے پتھر مارا اور کہا کہ اے دشمن خدا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ (الاحزاب ۳۳: ۵۷) "بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لیئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے تو تو ان کو بھی ایذاء پہنچاتا۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ ۲ ملاحظہ ہو) عہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے لیئے بحالت جنابت مسجد میں داخل ہونا حلال ہے ۱۲ عہ ابنی جنگ

لیکم قال فقلت معاذ اللہ او سبحان اللہ
او کلمۃ نحوہا قال قالت سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من
سبّ علیاً فقد سبّنی۔ وعن
ابی بکر بن عبد اللہ بن ابی ملیکۃ
عن ابیہ قال جاء رجل من اہل الشام
فسبّ علیاً عند ابن عباس
فحصبہ ابن عباس فقال یا عدو اللہ
آذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ
رَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا
مُّہِیْنًا لو کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لآذیتہ۔ وعن علی رضی اللہ
عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یا علی ان لک کنزاً فی الجنۃ
وانک ذو قرنیہا فلا تتبعن نظرۃ
نظرۃ فان لک الاولی ولیست
لک الآخرۃ۔ وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا
قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ادعوا لی سید العرب فقلت
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الستَ سید العرب قال انا سید
ولد آدم وعلیؑ سید العرب۔ وعن
عبد اللہ بن عمرو بن ہند الجہنی قال

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تیرے لئے جنت
میں ایک محفوظ خزانہ موجود ہے اور بلاشبہ تو اس کی جانبین
والا ہے تو ایسا ہرگز نہ ہونے پائے کہ پہلی (اتفاقیہ) نظر کا
دوسری (بالارادہ) نظر پیچھا کرے پہلی تو تمہارے لئے معاف
ہے دوسری کا تمہیں حق نہیں۔ اور مروی ہے عائشہ رضی اللہ
عنہا سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
میرے پاس عرب کے سردار کو لاؤ تو میں نے کہا یا رسول اللہ
کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا میں تمام
اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے۔ اور مروی
ہے عبد اللہ بن عمرو بن ہند جہنی سے کہا کہ میں نے سُنا علی
رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال کرتا تھا تو آپ مجھے عطا کرتے تھے اور
جب میں خاموش ہوتا تو آپ مجھ سے بات کی ابتدا کرتے۔
اور مروی ہے زید بن ارقم سے، کہا کہ اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے لوگوں کے دروازے
مسجد میں کھلتے تھے گذر گاہ کے طور پر، تو ایک دن آپ
نے فرمایا کہ ان دروازوں کو بند کر دو بجز علی کے دروازے
کے۔ کہا کہ پھر اس بارے میں لوگوں نے کلام کیا تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے اللہ
کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اما بعد یقیناً میں نے حکم
دیا ہے کہ ان دروازوں کو بند کر دیا جائے بجز علی کے دروازے
کے تو اس بارے میں تمہارے کہنے والے نے کہا۔ خدا کی قسم
میں نے از خود نہ کسی کو بند کیا اور نہ کھولا۔ لیکن مجھے ایک بات
کا حکم دیا گیا تو میں نے اس کا اتباع کیا۔ اور مروی ہے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سمعتُ علیاً رضی اللہ عنہ یقول کنتُ
اذا سألتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اعطانی واذا سکتُّ ابتدأنی
وعن زید بن ارقم قال کانت
لنفرٍ من اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابوابٌ شارعۃٌ
فی المسجد فقال یوماً سُدّوا ھذہ
الابوابَ اِلّا بابَ علی قال فتکلم فی
ذلک ناسٌ فقام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فحمد اللہَ واثنی علیہ ثم قال
اما بعدُ فانی اُمرتُ بسدّ ھذہ
الابوابِ غیر باب علی فقال فیہ
قائلکم واللہِ ما سددتُ شیئاً و
لا فتحتُہ ولکن اُمرتُ بشیءٍ فاتبعتُہ. وعن
ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا
مدینۃُ العلم و علیٌّ بابُہا فمن اراد
المدینۃَ فلیأتِ البابَ. وعن جابر
بن عبد اللہ یقول سمعتُ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا مدینۃ
العلم و علی بابہا فمن اراد العلم
فلیأتِ البابَ. وعن زید بن ارقم
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من یرید ان یحیی حیاتی و یموت
مماتی و یسکن جنۃ الخلدِ التی وعدنی

نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے تو جو شہر میں جانے کا ارادہ کرے تو اس کو دروازے پر آنا چاہیئے اور مروی ہے جابر بن عبد اللہ سے کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے تو جو علم کا ارادہ کرے اُس کو چاہیئے کہ دروازے پر آئے۔ اور مروی ہے زید بن ارقم سے کہا کہ فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میری زندگی کی طرح زندگی گذارے اور میری موت کی طرح مرے اور جنۃ الخلد میں رہے جس کا مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے تو چاہیئے کہ اطاعت کرے علی بن ابی طالب کی کیونکہ وہ تم کو سیدھے راستہ سے نہ ہٹنے دے گا اور گمراہی میں ہرگز نہ داخل کرے گا۔ اور مروی ہے ابوذر سے کہا کہ ہم منافقین کو نہیں پہچانتے تھے مگر اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب سے اور نماز سے پیچھے رہ جانے سے اور علی بن ابی طالب کے ساتھ بغض سے۔ اور مروی ہے ابوہریرہ سے کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ نے مجھے علی بن ابی طالب کی زوجیت میں دے دیا اور وہ فقیر ہیں جن کے پاس کچھ مال نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ اللہ عز وجل نے تمام زمین والوں کو جھانک کر دیکھا اور پھر دو آدمیوں کو برگزیدہ کیا اُن دونوں میں سے ایک تیرا باپ ہے، اور دوسرا تیرا شوہر۔ اور مروی ہے علی رض سے اس آیت کے بارے میں اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ الخ (۱۳: ۷) آپ صرف ڈرانے والے (نبی) ہیں اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتے چلے آئے ہیں " علی نے کہا کہ رسول اللہ منذر ہیں اور میں ہادی

فليتولن عليّاً بن ابي طالب فانه
لن يخرجكم عن هدى و لن يدخلكم
في ضلال۔ وعن ابي ذر قال ما كنا
نعرف المنافقين الا بتكذيب الله و
رسوله والتخلف عن الصلوٰة والبغض
لعلى بن ابي طالب۔ وعن ابي هريرة
قال قالت فاطمة رضي الله عنها يا
رسول الله صلى الله عليه وسلم زوجتني
من علي بن ابي طالب وهو فقير
لا مال له فقال يا فاطمة اما رضيت
ان الله عز وجل اطلع على اهل الارض
فاختار رجلين احدهما ابوك و
الآخر بعلك۔ وعن علي في قوله انما
انت منذر ولكل قوم هاد
قال على رسول الله المنذر و انا
الهادي۔ وعن ام سلمة رضي الله
عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم
كان اذا غضب لم يجترئ منا احد
يكلمه غير علي بن ابي طالب رضي الله
عنه۔ وعن سلمان قال رجل لسلمان
ما اشد حبك لعلي قال سمعت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يقول من
احب عليا فقد احبني و من
ابغض عليا فقد ابغضني۔ وعن
ابن بريدة عن ابيه قال قال

ہوں۔ اور مروی ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم جب غضب ناک ہوتے تو ہم میں سے کسی کو یہ جرأت
نہ ہوتی کہ آپ سے کلام کرے سوائے علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ کے۔ اور مروی ہے سلمان سے کہ ایک شخص نے سلمان سے
کہا کہ علی سے اتنی زیادہ محبت آپ کو کیوں ہے ؟ تو انہوں
نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا
کہ آپ فرماتے تھے کہ جس نے علی سے محبت کی اُس نے
مجھ سے محبت کی اور جس نے علی سے دشمنی کی اُس نے مجھ
سے دشمنی کی۔ اور مروی ہے ابن بریدہ سے وہ روایت
کرتے ہیں اپنے باپ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اپنے اصحاب
میں سے چار سے محبت کرنے کا اور مجھے خبر دی کہ وہ بھی
اُن سے محبت کرتا ہے کہا کہ ہم نے کہا کہ وہ کون ہیں یا رسول
اللہ اور ہم میں کا ہر ایک اس کا خواہشمند ہوگا کہ وہ اُن میں
سے ہو۔ تو فرمایا کہ یاد رکھو کہ علی اُن میں سے ہے۔ پھر فرمایا
سمجھ لو کہ علی اُن میں سے ہے۔ پھر خاموش ہوگئے۔ اور
مروی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بھنا
ہوا چرند پیش کیا گیا۔ تو آپ نے کہا یا اللہ میرے پاس
ایسے شخص کو بھیج دیجئے جو آپ کی مخلوق میں سے سب
سے زیادہ آپ کو محبوب ہو وہ میرے ساتھ اس گوشت
میں سے کھائے۔ کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا اللہ
انصار میں کے کسی شخص کو ایسا کر دے۔ پھر علی رضی اللہ
عنہ آئے تو میں نے (باہر ہی باہر) اُن سے کہہ دیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اللہ امرنی بحب اربعۃ من اصحابی
واخبرنی انہ یحبہم قال قلنا من ہم
یا رسول اللہ وکلنا یحب ان یکون
منہم فقال الا ان علیا منہم ثم سکت
ثم قال الا ان علیا منہم ثم سکت
وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ
قال کنت اخدم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقدم لرسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فرخ مشوی فقال
اللہم ائتنی باحب خلقک الیک
یاکل معی من ہذا الطیر قال
فقلت اللہم اجعلہ رجلا من الانصار
فجاء علی رضی اللہ عنہ فقلت ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی
حاجۃ ثم جاء فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم افتح فدخل فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما حبسک علی ما صنعت فقلت یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سمعت دعاءک فاحببت ان یکون
رجلا من قومی فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل
قد یحب قومہ قال الترمذی غریب
وجاء الحاکم باسانید خرج بہا عن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کام میں لگے ہوئے
ہیں۔ (وہ چلے گئے اور) پھر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دے۔ تو وہ اندر آئے (علیؓ
نے اپنے حاضر ہونے اور واپس کر دیئے جانے کا تذکرہ کیا)
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) کہا کہ تو نے جو
کچھ کیا اس پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا؟ تو میں نے کہا یا
رسول اللہ ——— میں نے آپ کی دعاء کو
سن لیا تھا تو میرے دل نے چاہا کہ ایسا شخص میری قوم میں
کا ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک
آدمی کو اپنی قوم سے محبت ہوتی ہے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ
حدیث غریب ہے اور حاکم ایسی کئی سندیں لائے جس
سے یہ خالص غرابت سے نکل گئی۔ اور عمار بن یاسر سے مروی
ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ
علی سے فرما رہے تھے کہ اے علی خوشخبری ہے اس شخص
کے لئے جس نے تجھ سے محبت کی اور تیرا مخلص رہا اور عذاب
ہے اس کے لئے جس نے تجھ سے دشمنی کی اور تیرے بارے
میں جھوٹ بولا۔ اور مروی ہے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کا سب
سے پہلا شخص جو میرے پاس حوض پر آئے گا اور تم میں
سے اسلام لانے میں سب سے پہلا علی بن ابی طالب ہے
رضی اللہ عنہ۔ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ سب سے پہلا شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ اسلام لایا وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور
مروی ہے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے

غرابۃ المصنفۃ وعن عمار بن یاسر سمعت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول لعلی یا علی
طوبی لمن احبک وصدق فیک و
ویل لمن ابغضک وکذب فیک وعن سلمان رضی
اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولکم واردا
علی الحوض واولکم اسلاما علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

وعن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال
ان اول من اسلم مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ۔ وعن ابی سعید الخدری
رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم دخل علی فاطمۃ رضی اللہ عنہا
فقال انی وایاک وھذا النائم
یعنی علیا وھما یعنی الحسن والحسین
لفی مکان واحد یوم القیامۃ وعن
انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اشتاقت الجنۃ الی
ثلثۃ علی وعمار وسلمان وعن
ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سألت ربی ان لا ازوج احدا
من امتی ولا اتزوج الیہ الا کان
معی فی الجنۃ فاعطانی وعن عبد اللہ
بن سعد بن زرارۃ عن ابیہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

گئے۔ اور فرمایا کہ میں اور تو اور یہ سونے والا یعنی علی اور وہ دونوں
یعنی حسن اور حسین قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے،
اور مروی ہے انس سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جنت مشتاق ہے تین آدمیوں کی یعنی علی اور
عمار اور سلمان کی۔ اور مروی ہے ابن ابی اوفی رضی اللہ
عنہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں
نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میں اپنی امت میں
سے جس کا بھی نکاح کراؤں یا اس سے نکاح کروں وہ میرے
ساتھ جنت میں ہو، تو اس نے مجھے (یہ چیز) عطا فرما دی
اور عبد اللہ بن سعد بن زرارہ اپنے باپ سے روایت
کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ مجھ پر علی کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی گئی ہے کہ وہ
مومنین کا سردار ہے، متقین کا پیشوا ہے۔ سفید منہ اور سفید
ہاتھ پاؤں والوں کو کھینچ کر لے چلنے والا (یعنی صالحین کا رہبر)
اور مروی ہے علی بن ابی طلحہ سے کہا کہ ہم نے حج کیا پھر ہمارا
جانا ہوا مدینہ میں حسن بن علی کی طرف اور ہمارے ساتھ
معاویہ بن خدیج بھی تھا تو حسن رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ
یہ معاویہ بن خدیج ہے جو علی رض کو بہت گالیاں دیتا
ہے انہوں نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ تو اس کو
لایا گیا۔ تو آپ نے کہا کہ تو علی رض کو بہت گالیاں دیتا
ہے۔ تو اس نے کہا واللہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ فرمایا کہ اگر
تو اس سے ملا اور میں نہیں گمان کرتا کہ تو اس سے قیامت کے
دن ملے گا تو تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض
پر کھڑا ہوا پائے گا منافقین کے جھنڈوں کو اس سے روکتا
ہوا ان کے ہاتھ میں عوسج (ایک خاردار لکڑی) کی ایک لاٹھی

أُوحِيَ إِلَيَّ فِي عَلِيٍّ ثَلٰثٌ أَنَّهُ
سَيِّدُ الْمُؤْمِنِينَ وَ إِمَامُ الْمُتَّقِينَ وَ
قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي
طَلْحَةَ قَالَ حَجَجْنَا فَمَرَرْنَا عَلَى الْحَسَنِ بْنِ
عَلِيٍّ بِالْمَدِينَةِ وَمَعَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ
حُدَيْجٍ فَقِيلَ لِلْحَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
إِنَّ هٰذَا مُعَاوِيَةُ بْنُ حُدَيْجٍ السَّابُّ
لِعَلِيٍّ فَقَالَ عَلَيَّ بِهِ فَأُتِيَ بِهِ فَقَالَ
أَنْتَ السَّابُّ لِعَلِيٍّ فَقَالَ مَا فَعَلْتُ
وَاللّٰهِ قَالَ إِنْ لَقِيتَهُ وَمَا أَحْسَبُكَ
تَلْقَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَتَجِدَنَّهُ قَائِمًا عَلَى
حَوْضِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَذُودُ عَنْهُ رَايَاتِ الْمُنَافِقِينَ بِيَدِهِ عَصًا
مِنْ عَوْسَجٍ حَدَّثَنِيهِ الصَّادِقُ الْمُصَدَّقُ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ خَابَ مَنِ
افْتَرَى۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا عَلِيُّ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِنْ قُلْتَهُنَّ
غُفِرَ لَكَ عَلَى أَنَّهُ مَغْفُورٌ لَكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا
اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ
الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ وَ
عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ
وَالَّذِي أَحْلِفُ بِهِ إِنْ كَانَ عَلِيٌّ لَأَقْرَبَ
النَّاسِ عَهْدًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہوگی۔ مجھ سے یہ بات سچ بولنے والے نے بیان کی جن کے
صدق کی شہادت دی جاتی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے
افتراء کیا وہ برباد ہوا۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے
علی کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اگر تو ان کا ورد کرے
تو تیری مغفرت کی جائے علاوہ اس کے کہ تیری مغفرت ہو چکی
لا الٰہ الا اللہ العلی العظیم الخ (ترجمہ) کوئی معبود نہیں سوائے
اللہ کے جو عالی شان صاحب عظمت ہے کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو حلیم
و کریم ہے۔ ہر عیب سے پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا پروردگار ہے
اور ہر تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام . . . . .
جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس
کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال
سے قبل آپ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ
تھے۔ ایک روز صبح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی عیادت کی اور آپ فرماتے رہے کہ کیا علی آگیا، کیا
علی آگیا۔ کئی مرتبہ۔ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا گویا آپ نے
ان کو کسی کام کے لئے بھیجا ہے۔ کہا کہ پھر ذرا دیر کے بعد
علی آ گئے۔ ام سلمہ نے کہا کہ میں نے گمان کیا کہ آپ کو علی
سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب وہاں سے باہر آ گئیں اور
دروازے کے پاس بیٹھ گئیں اور میں بہ نسبت دوسروں
کے دروازے سے زیادہ قریب تھی تو میں نے دیکھا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی کی طرف زیادہ جھک گئے اور ان
سے مشورہ کرتے رہے اور ان سے سرگوشی کرتے رہے پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی دن انتقال کر گئے تو آپ
سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اور

عليه وسلم عدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم غداةً وهو يقول جاء علي
جاء علي مرارًا فقالت فاطمة رضي الله
عنها كانك بعثته في حاجة قالت
فجاء بعدُ قالت ام سلمة فظننت
ان له اليه حاجة فخرجنا من البيت
فقعدنا عند الباب وكنت من ادناهم
الى الباب فاكب عليه رسول الله
صلى الله عليه وسلم وجعل يساره
ويناجيه ثم قبض رسول الله صلى الله
عليه وسلم من يومه ذلك فكان عليٌّ
اقرب الناس عهدًا. وعن علي رضي
الله عنه قال بينا رسول الله صلى الله
عليه وسلم آخذٌ بيدي ونحن في
سِكَكِ المدينة اذ مررنا بحديقة
فقلت يا رسول الله ما احسنها من
حديقة قال لك في الجنة احسن منها
وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
النظر الى وجه علي عبادةٌ وعن زيد
بن ارقم عن النبي صلى الله عليه وسلم
قال لعلي وفاطمة وحسن وحسين انا
حربٌ لمن حاربتم وسلمٌ لمن سالمتم
وعن بريدة قال كان احب النساء الى
رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة

مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کی گلیوں میں چل رہے
تھے اسی دوران میں ہمارا گذر ایک باغیچہ سے ہوا۔ میں نے کہا
یارسول اللہ یہ باغیچہ کیسا اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جنت میں
تیرا باغیچہ اس سے زیادہ اچھا ہے۔ اور عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔
اور مروی ہے زید بن ارقم سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ آپ نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین سے فرمایا کہ جس
سے تمہاری لڑائی ہے اس سے میری بھی لڑائی ہے اور جس
سے تمہاری صلح ہے میری بھی صلح ہے۔ اور مروی ہے بریدہ
سے کہا کہ عورتوں میں سب سے زیادہ محبت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو فاطمہ سے تھی اور مردوں میں علی سے۔
اور جمیع بن عمیر سے مروی ہے کہا کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ
______ عائشہ رض کے یہاں گیا تو میں نے عائشہ کی
آواز کو پردے کے پیچھے سے سُنا۔ اور میری والدہ عائشہ
سے علی کے بارے میں سوال کر رہی تھیں تو عائشہ نے کہا کہ تو
مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھ رہی ہے کہ واللہ میں
کسی ایسے شخص کو نہیں جانتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو زیادہ محبوب ہو علی سے اور نہ زمین پر کوئی ایسی عورت ہے
جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہو اُن کی
زوجہ (یعنی فاطمہ) سے۔ ان تمام احادیث کو مستدرک میں
حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے روایت کیا ہے
عبدالرحمن بن ابی لیلے سے انہوں نے اپنے باپ سے
کہ انہوں نے علی سے کہا اور وہ اُن کے ساتھ جا رہے تھے

ومن الرجال علیؓ وعن جمیع بن عمیر قال دخلت مع امی علی عائشۃ فسمعتہا من وراء الحجاب وہی تسألہا عن علیؓ فقالت تسألنی عن رجل واللہ ما اعلم رجلاً کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علیؓ ولا فی الارض امرأۃ کانت احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من امرأتہ۔ اخرج ہذہ الاحادیث کلہا الحاکم فی المستدرک۔ واخرج النسائی عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن ابیہ قال لعلی وکان یسیر معہ ان الناس قد انکروا منک ان تخرج فی البرد فی الملاءتین وتخرج فی الحر فی الخشن والثوب الغلیظ فقال او لم تکن معنا بخیبر قال بلیٰ قال فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر وعقد لہ لواءً فرجع وبعث عمر وعقد لہ لواءً فرجع بالناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایۃ رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لیس بفرار فارسل الیّ وانا ارمد فتفل فی عینیّ فقال اللہم اکفہ اذی الحر والبرد قال فما وجدت حراً بعد ذلک ولا برداً۔ واخرج عن ابی

کہ لوگ آپ کی اس بات سے تعجب کرتے ہیں کہ آپ سردی میں دو باریک کپڑوں میں نکلتے ہیں اور گرمی میں نکلتے ہیں سخت اور گاڑھے کپڑوں میں۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے ساتھ خیبر میں نہیں تھا انہوں نے کہ کیوں نہیں۔ کہا کہ (واقعہ یہ تھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو بھیجا اور اُن کے لئے جھنڈا تیار کیا اور وہ واپس آ گئے۔ اور عمر کو بھیجا اور اُن کے لئے جھنڈا تیار کیا پھر وہ بھی لوگوں کو واپس لے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اس سے اللہ اور اُس کا رسول محبت کرتے ہیں وہ بھاگنے والا نہیں۔ پھر آپ نے مجھے بلایا اور میری آنکھیں دکھ رہی تھیں تو میری دونوں آنکھوں میں آپ نے تھتکارا اور کہا کہ اے اللہ گرمی اور سردی کی اذیت سے آپ اُس کے لئے کافی ہو جائیے کہا کہ بس اس کے بعد میں نے گرمی کی تکلیف محسوس کی اور نہ سردی کی۔ اور روایت کی ابوجعفر محمد بن علی سے انہوں نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ کے پاس ایک قوم کے لوگ بیٹھے تھے۔ پھر علی کرم اللہ وجہہ آئے تو جب وہ داخل ہوئے تو وہ لوگ نکل گئے تو ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے پھر بولے واللہ کس نے ہم کو باہر نکالا اور اس کو اندر بھیجا پھر لوٹے اور اندر آ گئے۔ تو آپ نے فرمایا واللہ میں نے اُس کو اندر نہیں داخل کیا اور نہ تم کو نکالا۔ بلکہ اللہ نے اُس کو داخل کیا اور تمھیں باہر نکالا۔ اور روایت کیا علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اے علی تو میرا مخلص اور امین ہے۔ اور روایت

جعفر محمد بن علی عن ابراہیم بن سعد
بن ابی وقاص عن ابیہ قال کنا عند
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ قوم
جلوس فدخل علی کرم اللہ وجہہ
فلما دخل خرجوا فلما خرجوا تلاوموا
فقالوا واللہ ما اخرجنا وادخلہ
فرجعوا فدخلوا فقال واللہ ما انا ادخلتہ
واخرجتکم بل اللہ ادخلہ واخرجکم و
اخرج عن علی رضی اللہ عنہ قال قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما انت یا علی
فصفیی وامینی و اخرج عن علی رضی
اللہ عنہ قال واللہ الذی فلق الحبۃ وبرء
النسمۃ انہ لعہد النبی صلی اللہ علیہ
وسلم الی انہ لا یحبنی الا مؤمن و
لا یبغضنی الا منافق واخرج عن سعید
بن عبید قال جاء رجل الی ابن عمر
فسألہ عن علی رضی اللہ عنہ فقال
لا تسئلنی عن علی ولکن انظر الی بیتہ
من بیوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال انی ابغضہ قال ابغضک
اللہ واخرج عن ابی زرعۃ بن عمرو
بن جریر عن عبداللہ بن یحیی سمع
علیا رضی اللہ عنہ یقول کنت ادخل
علی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل
لیلۃ فان کان یصلی سبح فرجعت

کیا علی رضی اللہ عنہ سے ، کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے
بیج کو پھاڑا (اور اس میں سے درخت نکالا) اور جان کو پیدا کیا
واقعہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ بات کھول
کر فرمادی کہ درحقیقت مجھ سے کوئی محبت نہیں کرے گا مگر مومن
اور مجھ سے کوئی بغض نہیں نہ رکھے گا بجز منافق کے۔ اور روایت
کیا سعید بن عُبَید سے کہا کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس آیا اور اُن
سے سوال کیا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔ تو فرمایا کہ مجھ سے
علی کے بارے میں نہ پوچھ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے گھروں میں سے اُن کے گھر کی طرف دیکھ۔ اُس نے کہا کہ میں تو
اُس سے بغض رکھتا ہوں۔ کہا خدا تجھ سے بغض رکھے۔ اور
روایت کیا ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے انہوں نے عبد اللہ
بن یحیٰی سے انہوں نے سُنا علی رضی اللہ عنہ سے فرماتے
تھے کہ میں ہر رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
پہنچا کرتا تھا۔ اگر آپ نماز پڑھتے ہوئے ہوتے تو سُبحان اللہ
کہہ دیتے۔ یہ سُن کر واپس ہوجاتا اور اگر نماز پڑھتے ہوئے نہ
ہوتے تو مجھے اجازت دیتے پھر میں داخل ہوجاتا۔ اور روایت
کیا ابوالاسود اور ایک اور شخص سے ، اُس نے زاذان سے
کہا کہ فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ واللہ جب میں سوال کرتا
تھا تو مجھے دیا جاتا تھا اور جب خاموش ہوتا تھا تو مجھ سے بات
شروع کی جاتی۔ اور روایت کیا محمد بن اسامہ بن زید سے انہوں
نے اپنے باپ سے ، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے رہا تو اے علی تو میرا داماد ہے اور میرے بیٹوں کا باپ
ہے ، میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے۔ اور روایت کیا سلیمان
بن عبداللہ بن الحارث سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں
نے علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ میں بیمار ہوا تو میری عیادت کی

وان لم یکن یصلی اذن لی فدخلت و اخرج عن ابی الاسود و رجل آخر عن زاذان قال قال علی رضی اللہ عنہ کنت واللہ اذا سالت اعطیت و اذا سکت ابتدئت و اخرج عن محمد بن اسامۃ بن زید عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انت یا علی فختنی و ابو ولدی انت منی و انا منک. و اخرج عن سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث عن جدہ عن علی کرم اللہ وجہہ قال مرضت فعادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدخل علی و انا مضطجع فاتکی الی جنبی ثم سجانی بثوبہ فلما رانی قد برأت قام الی المسجد یصلی فلما قضی صلوتہ جاء فرفع الثوب و قال قم یا علی فقمت و قد برأت کانما لم اشتکی شیئا قبل ذلک فقال ما سألت ربی شیئا فی صلوتی الا اعطانی و ما سألت لنفسی شیئا الا قد سألت لک و اخرج عن علی بن علقمۃ عن علی رضی اللہ عنہ قال لما نزلت یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ میرے ٹھکانے پر آگئے اور میں لیٹا ہوا تھا تو آپ نے میرے پہلو پر سہارا لگایا پھر مجھے اپنا کپڑا اڑھایا۔ پھر جب مجھے دیکھا کہ سکون ہوگیا تو مسجد کی طرف نماز پڑھنے چلے گئے۔ پھر جب نماز ادا کر چکے تو پھر آئے اور کپڑا اٹھایا اور فرمایا کہ اے علی اٹھ تو میں اٹھا اور میں صحتیاب ہو چکا تھا گویا مجھے پہلے کوئی بیماری ہوئی ہی نہ تھی۔ پھر فرمایا کہ میں نے اپنی نماز میں اپنے رب سے جو چیز بھی مانگی وہ اس نے مجھے عطا کی اور میں نے اپنی ذات کے لئے جو کچھ سوال کیا وہ تیرے لئے بھی کیا۔ اور روایت کیا علی بن علقمہ سے انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ (المجادلہ ۵۸: ۱۲) اے ایمان والو جب تم رسول سے سرگوشی (کرنے کا ارادہ) کیا کرو تو اپنی اس سرگوشی سے پہلے (مساکین کو) کچھ خیرات دے دیا کرو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کو حکم دو کہ صدقہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ کتنا یا رسول اللہ فرمایا کہ ایک دینار۔ علی نے کہا کہ لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ فرمایا کہ آدھا دینار۔ علی نے کہا کہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر کتنے کی رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا ایک جو۔ تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو تو بہت گھٹانے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ءَاَشْفَقْتُمْ (المجادلہ ۵۸: ۱۳) کیا تم اپنی سرگوشی سے قبل خیرات دینے سے ڈر گئے الخ۔ اور علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس حکم کی تخفیف میری وجہ سے کی گئی۔ اور روایت کیا ترمذی نے اور عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں سادات اہل بیت کے سلسلۂ روایت سے دونوں نے کہا روایت کیا ہم سے نصر بن علی الجہضمی نے کہا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی رضی اللہ عنہ مُرھم ان یتصدقوا قال بکم یا رسول اللہ قال بدینار قال لا یطیقون قال نصف دینار قال لا یطیقون قال فکم قال الشعیرۃ فقال له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک لزہید فانزل اللہ تعالیٰ ءَاَشۡفَقۡتُمۡ اَنۡ تُقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَىۡ نَجۡوٰٮكُمۡ صَدَقٰتٍ الآیۃ وکان علی رضی اللہ عنہ یقول خفف بی عن ہذہ الآیۃ۔ واخرج الترمذی و عبداللہ ابن احمد فی زوائد المسند مسلسلاً بالسادۃ الاشراف کلاھما قال حدثنا نصر بن علی الجھضمی اخبرنا علی بن جعفر بن محمد قال اخبرنی اخی موسیٰ بن جعفر بن محمد عن ابیہ جعفر بن محمد عن ابیہ محمد بن علی عن ابیہ علی بن حسین عن ابیہ عن جدہ علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید حسن وحسین قال من احبنی واحب ہذین و اباھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ واخرج الحاکم مسلسلاً بالسادۃ الاشراف حدثنا ابو محمد بن الحسن بن محمد بن یحییٰ بن اخی طاہر العقیقی الحسنی حدثنا اسمٰعیل بن محمد بن اسحٰق بن جعفر بن محمد بن

ہم کو خبر دی علی بن جعفر بن محمد نے، کہا کہ مجھے خبر دی میرے بھائی موسیٰ بن جعفر بن محمد نے اپنے باپ جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ محمد بن علی سے انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے انہوں نے اپنے باپ سے، اپنے دادا علی بن ابی طالب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پکڑا حسن اور حسین کا اور فرمایا کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے محبت کی اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے کی وہ میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا قیامت کے دن۔ اور حاکم نے روایت کیا ساداتِ اہل بیت کے سلسلۂ روایت سے، ہم سے روایت کیا ابو محمد بن الحسن بن محمد بن یحییٰ بن اخی طاہر عقیقی حسنی نے کہا روایت کیا ہم سے اسمٰعیل بن محمد بن اسحٰق بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین نے، کہا کہ مجھ سے روایت کیا میرے چچا علی بن جعفر بن محمد نے کہا مجھ سے روایت کیا حسین بن زید نے عمرو بن علی سے، انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے، کہا کہ لوگوں کو خطبہ دیا حسن بن علی نے جب کہ علی رضؓ قتل کئے گئے۔ تو اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا کہ آج رات اُس شخص کی وفات ہوگئی جس سے پہلے لوگ کسی عمل میں سبقت نہیں لے گئے اور نہ بعد والے اُس کے مرتبہ کو پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جھنڈا اُس کو دیا کرتے تھے تو قتال کرتے تھے جبرئیل اُن کے دائیں طرف اور میکائیل اُن کے بائیں طرف، تو نہیں لوٹتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُن کو فتح دیتا تھا۔ اور زمین پر انہوں نے نہ سونا چھوڑا اور نہ چاندی بجز سات سو درہم کے جو اُن کے وظیفہ میں سے بچ گئے تھے، ارادہ کیا تھا کہ اُس سے اپنی بی بی کے لئے کوئی خادم خریدیں۔ پھر کہا اے لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہے ہی اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں

علی بن الحسین حدثنی عمی علیؓ بن
جعفر بن محمد حدثنی الحسین بن زید
عن عمر بن علی عن ابیہ علی بن الحسین
قال خطب الحسنؓ بن علی الناسؓ حین
قتل علیؓ فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال
لقد قبض فی ہذہ اللیلۃ رجل لا یسبقہ
الاولون بعمل ولا یدرکہ الآخرون و
قد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یعطیہ رایتہ فیقاتل وجبرئیل عن
یمینہ ومیکائیل عن یسارہ فما یرجع
حتی یفتح اللہ علیہ وما ترک علیٰ
الارض صفراء ولا بیضاء الا سبعمأۃ
درہم فضلت من عطایاہ اراد
ان یبتاع بہا خادما لاہلہ ثم قال
ایہا الناسؓ من عرفنی فقد عرفنی
ومن لم یعرفنی فانا الحسنؓ بن علی
وانا ابن النبی وانا ابن الوصی و
انا ابن البشیر وانا ابن النذیر وانا ابن الداعی
الی اللہ باذنہ وانا ابن السراج المنیر
وانا من اہل البیت الذی کان
جبرئیل ینزل الینا ویصعد من
عندنا وانا من اہل البیت الذی
اذہب اللہ عنہم الرجس وطہرہم
تطہیرا وانا من اہل البیت الذی
افترض اللہ مودتہم علی کل مسلم

حسن بن علی ہوں، میں نبی کا بیٹا ہوں میں وصی کا بیٹا ہوں، میں
بشیر کا بیٹا ہوں، میں نذیر کا بیٹا ہوں، میں اللہ کی طرف اس
کے حکم سے دعوت دینے والے کا بیٹا ہوں، میں روشنی پھیلانے
والے چراغ کا بیٹا ہوں اور میں اس گھر والوں میں سے ہوں کہ
جبرئیل ہماری طرف نازل ہوا کرتے تھے اور ہمارے ہی پاس
سے اوپر چڑھا کرتے تھے، میں اس گھر والوں میں سے ہوں
جن سے اللہ تعالیٰ نے گندگی کو دور کیا اور ان کو کامل طور پر پاکیزہ
کر دیا، اور میں اس گھر والوں میں سے ہوں جن سے محبت کرنے
کو اللہ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ
نے فرمایا وَمَنْ یَّقْتَرِفْ الخ (۴۲: ۲۳) اور جو شخص کوئی
نیکی کرے گا ہم اس میں اور خوبی زیادہ کر دیں گے "تو اقتراف
حسنہ (نیکی کا کمانا) سب اہل بیت کی محبت ہے۔ اور نسائی
نے اس حدیث کو دوسری سند سے روایت کیا خادما لاہلہ
تک فقط (یعنی اپنی بی بی کے لئے کوئی خادم خریدیں تک)۔ اور
ترمذی نے روایت کیا ابوسعید خدری سے، کہا کہ ہم انصار والوں
کی جماعت منافقین کو اسی علامت سے پہچانتے تھے یعنی علی بن
ابی طالب کی ساتھ ان کے بغض سے۔ اور مروی ہے ام سلمہ
سے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے
علی سے کوئی منافق محبت کرے گا اور کوئی مومن اس سے
بغض نہ رکھے گا۔ اور مروی ہے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یوم طائف میں علی کو بلایا اور ان سے سرگوشی
کی تو لوگوں نے کہا کہ واقعی آپ کی سرگوشی اپنے چچا کے بھتیجے
کے ساتھ طویل ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے اس سے
سرگوشی کی۔ اور مروی ہے ابوسعید سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ

فقال تبارک وتعالیٰ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا فاقتراف الحسنۃ مودتنا اہل البیت واخرج النسائی ہذا الحدیث من طریق آخر الی قولہ خادما لاہلہ فقط واخرج الترمذی عن ابی سعید الخدری قال ان کنا لنعرف المنافقین نحن معاشر الانصار ببغضہم علیَّ بن ابی طالب وعن ام سلمۃ تقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یحب علیا منافقٌ ولا یبغضہ مؤمن وعن جابر قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً یوم الطائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلیّ یا علیّ لا یحل لاحد ان یجنب فی ہذا المسجد غیری وغیرک قیل معناہ لا یحل لاحد یستطرقہ جنبا غیری وغیرک وعن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد الابواب الا باب علی۔ وعن علیؓ قال لقد عہد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے کہ اے علی کسی کے لئے حلال نہیں کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں جائے سوائے میرے اور سوائے تیرے۔ کہا گیا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ کسی کے لئے یہ بات حلال نہیں کہ بحالت جنابت مسجد کو راستہ بنائے سوائے میرے اور سوائے تیرے۔ اور مروی ہے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تمام دروازوں کے بند کرنے کا (جو مسجد میں کھلتے تھے) سوائے علی رض کے دروازے کے۔ اور مروی ہے علی رض سے کہا کہ مجھ سے کھول کر بیان کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی امی نے کہ یہ حقیقت ہے کہ تجھ سے نہیں محبت کرے گا مگر مومن اور تجھ سے نہیں دشمنی کرے گا مگر منافق۔ اور مروی ہے ام عطیہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جن میں علی تھے۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ یا اللہ مجھے موت نہ دیجیو جب تک علی کو آپ مجھے نہ دکھا دیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ مجمل احوال حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ اور اُن کے فضائل کا یہ ہے کہ اصل جبلت میں وہ اخلاق تو یہ آپ رکھتے تھے جو عالی ہمت جوانمردوں کے ہوتے ہیں یعنی شجاعت اور قوت اور حمیت اور وفاء، تو بخشش خداوندی نے اُن تمام اخلاق کو اپنی رضا کے کاموں میں صرف کیا اور ہر اُس خلق سے جو آپ رکھتے تھے فیض ربانی کی اُس کے ساتھ آمیزش سے ایک مقام پیدا ہوگیا۔ اور اخلاق سے مقامات کے پیدا ہونے کی بحث حضرت فاروق اعظم کے مناقب میں واضح کی جا چکی ہے اور ریاض میں ہے کہ جب آپ چلتے تھے تو کچھ (آگے کو) یا دائیں بائیں جھکتے تھے اور جب کسی شے کا بازو پکڑ لیتے تھے تو اس

النبی الامیّ انہ لا یحبک الا مؤمن ولا یبغضک الامنافقٌ و عن ام عطیۃ قالت بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیشا فیہم علیّ قالت فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو رافعٌ یدیہ یقول اللّٰہم لاتُمِتنی حتّٰی تُرِیَنی علیاً۔ بالجملہ مجمل احوال حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ و فضائل او آن است کہ دراصل جبلت اخلاقِ قویہ کہ فحول رجال را میباشد داشت از شجاعت وقوت وحمیّت ووفا پس جود الٰہی آن ہمہ اخلاق را در مرضیات خویش صرف نمود و از ہر خلقے کہ داشت بامزاج فیضِ ربانی مقامے متولد شد و محبت تولد مقامات از اخلاق در مناقب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مبین شد و فی الریاض کان اذا مشی تکفّأ و اذا امسک بذراعٖ رجل امسک بنفسہ فلم یستطع ان یتنفّس وہو قریبٌ الی السمن شدید الساعد والید و اذا مشی الی الحرب ہرول ثبتُ الجنانِ قویٌّ ماصارع احداً قطّ الاصرعہ شجاعٌ منصورٌ علی من لاقاہ پس از جملۂ اخلاقِ قویۂ او وفا بود چون فیضِ الٰہی اورا مہذب گردانید

کا دم بند کر دیتے تھے اور اس میں یہ استطاعت نہ رہتی کہ سانس لے سکے اور وہ فربہی کے قریب تھے۔ سخت کلائی اور ہاتھ والے تھے۔ اور جب لڑنے کے لئے چلتے تو تیز رفتاری سے بڑھتے نہایت دلیر اور طاقت ور تھے۔ کبھی کسی سے کشتی نہیں لڑی مگر اس کو پچھاڑ دیا، بہادر ایسے تھے کہ جس سے بھی مقابلہ پڑا آپ فتح یاب ہوئے (اللہ کی نصرت سے)۔ تو آپ کے اخلاقِ قویہ میں سے ایک وفا تھی جب فیضِ خداوندی نے اُس خلق کو مہذب کر دیا تو اُن کے لئے مقامِ محبت مسلّم ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آپ سے بتواتر ثابت ہے کہ میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ جھنڈا آپ نے حضرت علی کو دیا۔ اور ان میں سے بے اپنے ہم چشموں کے ساتھ مقابلے اور دشمنوں کو دھکیل دیا۔ فیضِ خداوندی نے اس وصف کو اُن کی سوابقِ اسلامیہ میں صرف فرما دیا اور آخرت میں عجیب ثمرہ اس سے پیدا ہو گیا۔ اور آیۂ کریمہ ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ (۲۲: ۱۹) یہ دو فریق ہیں جنہوں نے در بارۂ اپنے رب کے باہم اختلاف کیا، الخ اُن کی اور اُن کے رفقاء کی شان میں نازل ہوئی۔ بخاری نے روایت کیا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ میں سب سے پہلے دونوں زانو کے بل بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کروں گا (فریاد کروں گا کہ لوگوں نے میرے ساتھ ایسی ایسی بدسلوکی کی) قیامت کے دن۔ اور قیس نے کہا کہ اُن کے بارے میں نازل ہوئی ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جنگِ بدر میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں نکلے حمزہ اور علی اور عبیدہ یا ابو عبیدہ بن الحارث اور شیبہ بن

مقام محبت برائے او مسلم شد قال
النبی صلے اللہ علیہ وسلم فیما تواتر
عنہ ساعطی الرایۃ غدًا رجلا یحب اللہ
ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فاعطاہا
علیاً. وازاں جملہ مبارزت اقران
ومکافحت دشمنان جود الٰہی آنرا
در سوابق اسلامیۂ او صرف فرمودہ
ودر آخرت ثمرۂ عجیبہ ازاں متولد گشت
وآیۂ کریمہ ہٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا
الآیہ در شان وی ودر رفقای او نازل شد
اخرج البخاری عن علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ انہ قال انا اول من یجثو
بین یدی الرحمٰن للخصومۃ یوم القیامۃ
وقال قیس وفیہم انزلت ہٰذٰنِ
خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّہِمْ
قال ہم الذین تبارزوا یوم بدرٍ
حمزۃ وعلیؓ وعبیدۃ او ابوعبیدۃ
بن الحارث وشیبۃ بن ربیعۃ و
عتبۃ والولید بن عتبہ. وازان جملہ خشونت
وصرامت واز کسی پروا نداشتن و
داعیۂ خود را بسبب مدارات و
مراعات مردم نشکستن جود الٰہی آنرا
در نہی منکر وحفظ بیت المال صرف
نمود. اخرج الحاکم عن ابی سعید الخدری
قال شکی علیؓ بن ابی طالب الناس

ربیعہ اور عتبہ اور ولید بن عتبہ۔ اور ان میں سے ہے کھرا پن اور
شمشیر برہنہ ہونا اور کسی کی پرواہ نہ کرنا اور اپنے عزم کو لوگوں
کی خوشامد اور مروت کی وجہ سے نہ توڑنا۔ بخشش خداوندی
نے ان کو نہی از منکر اور حفاظت بیت المال میں صرف کیا۔
حاکم نے روایت کیا ابوسعید خدری سے کہا کہ لوگوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی بن ابی طالب کی شکایت کی
تو آپ ہم میں خطبہ دینے کھڑے ہوئے میں نے سنا کہ آپ
یہ فرمارہے تھے کہ اے لوگو علی کی شکایت نہ کرو کیونکہ وہ اللہ
کی ذات اور اللہ کی راہ میں کچھ سخت ہے۔ اور روایت کیا
ابوعمر نے اسحٰق بن کعب بن عجرہ سے انہوں نے اپنے
باپ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ علی سخت ہے اللہ کی ذات کے بارے میں۔ اور ان میں
سے ہے اپنی قوم کی حمیت اور اپنے چچا کے بیٹے کی حمیت
مثلاً اس کے کار منصبی کو پورا کرنے میں اہتمام کرنا اور اس
کی مدد میں ہمت قویہ کو کام میں لانا اور زیادہ تر یہ خصلت
شریف لوگوں میں پیدا کی جاتی ہے۔ جب فیض الٰہی نے اللہ
کا کلمہ بلند کرنے کا داعیہ ان کے نفس کے اندر ڈالا تو اخلاق
جبلیہ میں سے اس خلق نے اس داعیہ کی خدمت کی اور اس
معنی عقلی کو خوب واضح کردیا تو ایک نادر مقام حاصل ہوگیا
کہ جس کی تعبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخوت اور
آپ کی موالات سے اور لفظ وصی اور وارث اور ان کی
مانند الفاظ سے کی جاتی ہے۔ روایت کیا حاکم نے ابن عباس
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے دنیا اور
آخرت میں کون میرا ساتھ دے گا؟ پھر آپ نے ان
میں سے ہر شخص سے کہا کہ تم میں سے کون دنیا اور آخرت

الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام
فینا خطیبا فسمعتہ یقول ایہا الناس
لاتشکوا علیا فو اللہ انہ لاخیشن
فی ذات اللہ واخرج ابو عمر عن اسحٰق
بن کعب بن عجرۃ عن ابیہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی مخشوشن فی ذات اللہ۔ آری جملہ
حمیت قوم خود وابن عم خود مثلاً
اہتمام در اتمام منصب او کردن
ویاری نصرت او ہمت تو بہ بکار
بردن و غالبا این خصلت در اشراف
ناس مخلوق میشود چون فیض الہی
داعیہ اعلاء کلمۃ اللہ درنفس
او فرو ریخت از میان اخلاق
جبلیہ این خلق خدمت او نمود و
آن معنے عقلی را مشروح ساخت
پس مقامی شگرف بہم رسید کہ تعبیر
ازان باخوۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وموالاۃ او و بلفظ وصی
ووارث و امثال آن کردہ میشود
اخرج الحاکم عن ابن عباس ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
ایکم یتولانی فی الدنیا والآخرۃ
فقال لکل رجل منہم ایکم یتولانی
فی الدنیا والآخرۃ فقال

میں میرا ساتھ دے گا تو ہر ایک نے کہا نہیں یہاں تک کہ
آپ اُن میں کے اکثر سے (یہ سوال کرتے ہوئے) گذر گئے
پھر علی نے کہا کہ میں آپ کا ساتھ دوں گا دنیا اور آخرت
میں تو آپ نے فرمایا کہ تو میرا دوست ہے دنیا اور آخرت
میں۔ اور اس حدیث کی تفصیل نسائی کی روایت سے حضرت
مرتضیٰ کے سوابق میں گذر چکی ہے۔ اور روایت کیا حاکم نے
ابن عباس سے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
حیات میں علی کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ــــ
اَفَائِنْ مَّاتَ (الخ ۳:۱۴۴) سو اگر آپ کا انتقال
ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے
پھر جاؤ گے؟ واللہ ہم اُلٹے نہیں پھریں گے بعد اس
کے کہ اللہ نے ہم کو ہدایت کر دی۔ واللہ اگر آپ مر جائیں
یا قتل کر دیئے جائیں تو جس چیز پر آپ نے قتال کیا ہوگا
میں اس پر ضرور قتال کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں
واللہ میں اُن کا بھائی ہوں اور اُن کا ولی ہوں اور اُن کے
چچا کا بیٹا ہوں اور اُن کے علم کا وارث ہوں تو مجھ سے زیادہ
اس کا حقدار کون ہے۔ اور حاکم نے روایت کیا ابن اسحٰق
سے کہا کہ میں نے سوال کیا قثم بن عباس سے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث تمہیں چھوڑ کر علی کیونکر
ہو گئے۔ کہا کہ اس لئے کہ وہ ہم سے پہلے اُن سے لاحق
ہو چکے تھے اور ہم سے زیادہ شدت سے اُن کے ساتھ
لگے رہے۔ اور اس تقریر سے دونوں فریق مفرطین
(حد سے زیادہ کمی کرنے والے) اور مفرطین (حد سے زیادہ
بڑھانے والوں) کا فساد رائے واضح ہو گیا۔ ایک کہتا ہے
کہ نصرت حمیت قومی کی بناء پر اخلاص نہیں ہے، دوسرا

لا حتی عمر علی اکثرہم فقال علیؓ
انا اکون لک فی الدنیا والآخرۃ
فقال انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ
وتفصیل این حدیث بروایت نسائی
در سوابق حضرت مرتضیٰ گذشت
واخرج الحاکم عن ابن عباس قال
کان علیؓ یقول فی حیوۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یقول
أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ
انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ
واللہ لا ننقلب علی اعقابنا بعد
اذ ہدانا اللہ واللہ لئن مات او
قتل لاقاتلن علی ما قاتل علیہ
حتی اموت واللہ انی لاخوہ و
ولیہ وابن عمہ ووارث علمہ
فمن احق بہ منی۔ واخرج الحاکم
عن ابی اسحٰق قال سألت قثم
بن العباس کیف ورث علیؓ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دونکم قال لانہ کان اولنا بہ
لحوقا واشدنا بہ لزوقا۔ و
باین تقریر واضح شد فساد رای
ہر دو فریق مفرطین ومفرطین یکی
میگوید کہ نصرت بنابر حمیت قوم
اخلاص نیست دیگری میگوید

کہتا ہے کہ استحقاقِ خلافت میں اخوتِ نسبی شرط ہے۔ واللہ اعلم
اور اُن میں سے ہے **زہد** اور شہوات نفس کو حقیر سمجھنا
اور اُن کے پیچھے نہ پڑنا۔ روایت کیا ابوعمر نے ہمدان کے
ایک شخص سے، کہا کہ معاویہ نے ضرار صدی سے کہا کہ اے
ضرار ہم سے علی کی صفت بیان کر۔ ضرار نے کہا کہ امیر المومنین
مجھے معاف رکھئے۔ معاویہ نے کہا کہ تجھے کہنا ہی پڑے گا۔
ضرار نے کہا کہ اب اگر اُن کا وصف بیان کئے بغیر چارہ نہیں
تو سنئے وہ شخص اسقدر صفات والے تھے کہ جن کی نہایت
پر رسائی دشوار ہے، سخت قوتوں والے تھے۔ وہ
فیصلہ کن بات کرتے تھے اور عدل کے ساتھ حکم کرتے تھے
اُن کی تمام اطراف سے علم کے چشمے پھوٹتے تھے اور اُن کے
سب طرف حکمت ٹپکتی تھی، دنیا اور اُس کی چمک سے
وہ متوحش ہوتے تھے۔ رات اور اُس کی وحشت سے
مانوس ہوتے تھے، اور بہت آنسو بہانے والے تھے،
تفکر (ذات وصفاتِ حق) میں مستغرق رہنے والے
تھے۔ اُن کو ایسا لباس پسند تھا جو چھوٹا ہو اور ایسا کھانا
جو موٹا جھوٹا ہو، اور ہم میں عام ساتھیوں کی طرح ہوتے تھے
جب ہم اُن سے کچھ سوال کرتے تو ہم کو جواب دیتے تھے
اور ہمارا انتظار کرتے جب ہم یہ چاہتے کہ انتظار کریں۔
اور خدا کی قسم باوجود اس کے کہ وہ ہم کو اپنے سے قریب
رکھتے اور وہ ہم سے قریب رہتے تھے ہماری ہمت
نہیں ہوتی تھی کہ اُن سے (بے تکلفی سے) گفتگو کریں اُن
کے رعب کی وجہ سے، دینداروں کی تعظیم کرتے تھے اور
غریبوں کو پاس بٹھاتے۔ طاقتور جو ناحق پر ہوتا وہ اُن
سے حمایت کی طمع نہ کر سکتا تھا اور اُن کے انصاف سے

کہ اخوتِ نسبی در استحقاق خلافت
شرط است واللہ اعلم۔ و از انجملہ
زہد و محقر انگاشتن شہوات
نفس را و از پی آن نہ افتادن
اخرج ابو عمر عن رجل من ہمدان
قال قال معاویۃ لضرار الصُّدائی
یا ضرار صِفْ لی علیا قال اعفنی
یا امیر المؤمنین قال لتصفنّہ قال
اما اذ لابد من وصفہ فکانَ واللہِ
بعیدَ المدیٰ شدیدَ القویٰ
یقول فصلاً ویحکم عدلاً یتفجرُ العلمُ
من جوانبہ وتنطقُ الحکمۃُ من
نواحیہ یستوحشُ من الدنیا
وزہرتہا ویأنسُ باللیلِ ووحشتہِ
وکان غزیرَ العبرۃِ طویلَ الفکرۃ
یعجبہ من اللباسِ ما قصُر ومن
الطعامِ ما خشُنَ وکانَ فینا کاحدِنا
یجیبُنا اذا سألناہ ویُنبئنا
اذا استنبأناہ ونحن واللہِ
مع تقریبہ ایانا وقربہ منا لانکاد
نکلمہ ہیبۃً لہ یعظم اہلَ الدین و
یقربُ المساکینَ لایطمع القویُّ
فی باطلہ ولا ییأسُ الضعیفُ
من عدلہ واشہد لقد رأیتُہ
فی بعض مواقفہ وقد ارخی اللیل

کمزور مایوس نہیں ہوتا تھا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے
آن کو اُن کی بعض خاص جگہوں میں جب کہ رات کی تاریکی
خوب چھا جاتی اور ستارے چھپ جاتے ایسی حالت میں
خود دیکھا ہے کہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے اس طرح پیچ و تاب
کھاتے تھے جس طرح مار گزیدہ پیچ و تاب کھاتا ہے اور اس طرح
روتے تھے جس طرح غم زدہ روتے ہیں اور کہتے کہ اے دنیا
جا کسی اور کو دھوکا دے، تو میرا سامنا کرتی ہے یا مجھے اپنا
شائق بناتی ہے، ہائے ہائے، میں تجھے تین طلاقیں دے چکا
ہوں جس میں رجعت نہیں ہے (تیرا حال تو یہ ہے کہ) تیری
عمر تھوڑی ہے اور تیرا مرتبہ حقیر، افسوس زادِ راہ کی کمی اور
سفر کی درازی ہے اور راستہ وحشت بھرا ہے تو معاویہ
رو پڑے اور انہوں نے کہا اللہ رحمت نازل کرے ابو الحسن
پر خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ مجھ سے کہا کہ اے ضرار تجھ کو
اُن کے فراق کا کس درجہ غم ہوگا؟ میں نے کہا اُس عورت
کے غم کے برابر جس کے اکلوتے بچے کو اُس کی گود میں ذبح کر دیا
جائے۔ روایت کیا ابو عمر نے عبداللہ بن ابی الہذیل سے، کہا
کہ میں نے علی کو اس حال میں دیکھا کہ وہ نکلے اور اُن کے بدن
پر ایک رے کے بنے ہوئے موٹے کپڑے کی قمیص تھی
جس کی آستین اتنی تھی کہ اگر اُسے کھینچا جائے تو ناخن تک
پہنچ جائے اور جب اُس کو چھوڑ دیا جائے تو آدھے پہنچے
تک آئے۔ اور اُن میں سے ہے آپ کی پرہیزگاری اور مشتبہ
چیزوں سے بچنا۔ روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے ام کلثوم
بنت علی رضی اللہ عنہا سے، کہا کہ واللہ میں نے امیر المؤمنین
کو دیکھا ہے کہ اُن کے پاس لیموں لائے گئے اور حسن یا حسین
نے جا کر اُس میں سے ایک لیموں اُٹھا لیا تو انہوں نے اُس کے

سدوله وغارت نجومه قابضاً علی لحیته یتململ تململ السلیم یبکی بکاء الحزین ویقول یا دنیا غری غیری الی تعرضت ام الی تشوقت هیهات هیهات قد باینتک ثلثا لا رجعة فیها فعمرک قصیر وخطرک حقیر آه من قلة الزاد وبعد السفر ووحشة الطریق فبکی معاویة وقال رحم الله ابا حسن کان والله کذلک قال فکیف حزنک علیه یا ضرار قال حزن من ذبح واحدها فی حجرها - اخرج ابوعمر عن عبد الله بن ابی الهذیل قال رأیت علیا خرج وعلیه قمیص غلیظ رازی اذا مدّ کم قمیصه بلغ الی الظفر واذا ارسله صار الی نصف الساعد - واز آن جمله تورع واجتناب از شبهات اخرج ابوبکر بن ابی شیبة عن ام کلثوم بنت علی رضی الله عنها قالت لقد رأیت امیر المؤمنین اُتی باترج فذهب حسنؓ او حسینؓ یتناول منه اترجة فنزعها من یده ثم امر به فقسم واخرج ابوعمر قال کان علیؓ یسیر فی الفیء بسیرة ابی بکر

ہاتھ سے چھین لیا پھر حکم دے کر تقسیم کرا دیا۔ اور ابو عمر نے روایت کیا کہ تقسیم اموال کے سلسلہ میں علی کرم اللہ وجہہ سیرتِ ابوبکرؓ پر چلتے تھے اور جب اُن کے پاس کہیں سے مال آتا تھا تو اُس میں سے کچھ باقی نہ چھوڑا جاتا سب تقسیم کرا لیتے اور بیت المال میں اُس میں سے کچھ باقی نہ چھوڑتے بجز اس صورت کے کہ اس کے تقسیم کرنے سے اُس دن عاجز ہو گئے ہوں اور کہتے کہ اے دنیا کسی دوسرے کو دھوکا دے اور مالِ فئی میں سے اپنے لئے کچھ نہیں رکھتے تھے اور نہ کسی اپنے مخلص اور مقرب کے لئے کوئی تخصیص کرتے تھے اور شہروں کے والی بنانے میں کسی کو خاص نہیں کرتے تھے سوائے ایسے لوگوں کے جو صاحب دیانت و امانت ہوں اور جب اُن کو کسی کی طرف سے خیانت کی اطلاع پہنچتی تو اُس کو یہ لکھ کر بھیجے قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ الخ (۱۰: ۵۷) اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت نامہ آ چکا ہے۔ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ الخ (۷: ۸۵) تو تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دیا کرو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ الخ (۱۱: ۸۵: ۸۶) اور زمین میں فساد کرتے ہوئے حد (توحید و عدل) سے نہ نکلو۔ اللہ کا دیا ہوا جو کچھ (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے (اس حرام کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آئے (تو مان لو) اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں۔ جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہمارے حساب کا مال ہے اُس کو محفوظ رکھو۔ یہاں تک کہ تمہارے پاس ہم اُس شخص کو بھیجیں جو تم سے اُس کو وصول کرے پھر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اُٹھاتے اور کہتے یا اللہ بیشک آپ

فی القسم واذا ورد علیہ مال لم یبق
منہ شیئا الا قسمہ ولا یترک فی
بیت المال منہ الا ما یعجز عن قسمتہ
فی یومہ ذلک ویقول یا دنیا غری
غیری ولم یکن یستاثر من الفیٔ
بشیء ولا یخص حمیما ولا قریبا
ولا یخص بالولایات الا اہل الدیانات
والامانات واذا بلغتہ عن احد
خیانۃ کتب الیہ قَدْ جَاءَتْكُمْ
مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا
الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ
مُفْسِدِينَ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ
لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ط
وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۵
اذا اتاک کتابی ھذا فاحتفظ بما
فی یدیک من عملنا حتی نبعث الیک
من یتسلمہ منک ثم یرفع طرفہ
الی السماء فیقول اللھم انک تعلم
انی لم آمرہم بظلم خلقک ولا بترک
حقک. واخرج ابو عمر عن مجمع التیمی
ان علیا قسم ما فی البیت بین المسلمین
ثم امر بہ فکنس ثم صلی فیہ رجاء
ان یشہد لہ یوم القیامۃ واخرج

جانتے ہیں کہ میں نے ان کو حکم نہیں دیا کہ وہ آپ کی مخلوق پر
ظلم کریں اور نہ یہ حکم دیا کہ آپ کے حق کو ترک کر دیں۔ اور روایت
کیا ابو عمر نے مجمع التیمی سے کہ علی نے جو کچھ بیت المال میں
رکھا تھا اس کو تقسیم کر دیا پھر حکم دیا تو اس میں جھاڑو دی گئی
پھر اس میں نماز پڑھی یہ امید کرتے ہوئے کہ وہ ان کے لئے قیامت
کے دن گواہی دے۔ اور روایت کیا ابو عمر نے عاصم بن کلیب
سے انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ علی کے پاس اصفہان سے
مال آیا تو اس کو سات (سُبع حصے) پر تقسیم کیا اور اس میں ایک
روٹی ملی تو اس کو بھی سات ٹکڑوں پر تقسیم کر دیا اور مال کے
ہر جزو پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ پھر ان کے درمیان قرعہ
اندازی کی کہ ان میں سے کونسا پہلے کو دیا جائے۔ اور روایت
کیا ابو عمر نے معاذ ابن العلاء سے جو بھائی تھا ابو عمرو
بن العلاء کا اس نے اپنے باپ سے اس نے اس کے
دادا سے، کہا کہ میں نے سنا علی بن ابی طالب سے فرماتے
تھے کہ تمہارے مال (خراج) میں سے میرے حصہ میں بجز اس
بوتل کے کچھ نہیں آیا اس کو ہدیۃً میرے پاس گاؤں کے
کاشتکار نے بھیجا ہے پھر بیت المال میں اترے اور اس
میں جو کچھ تھا سب تقسیم کر دیا۔ پھر یہ فرماتے جا رہے تھے
وہ کامیاب رہا جس کے پاس ایک ٹوکری ہے کہ روزانہ ایک
مرتبہ اسی میں سے کھا لیا کرے۔ اور روایت کیا ابو عمر نے ابو
حیان تیمی سے انہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ میں نے علی
بن ابی طالب کو منبر پر دیکھا، یہ فرما رہے تھے کہ یہ میری
تلوار مجھ سے کون خریدے گا۔ اگر میرے پاس ایک لنگی کی
قیمت موجود ہوتی تو میں اسے نہ فروخت کرتا، تو ایک
شخص ان کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ لنگی کی قیمت

ابوعمر عن عاصم بن كليب عن أبيه
قال قدم على علي مال من اصبهان
فقسمه سبعة اسباع و وجد فيه
رغيفاً فقسمه سبع كسر وجعل على
كل جزء كسرة ثم اقرع بينهم
ايهم يعطى اولاً۔ واخرج ابوعمر
عن معاذ بن العلاء اخي ابي عمرو
بن العلاء عن ابيه عن جده
قال سمعت علي بن ابي طالب يقول
ما اصبت من فيئكم الا هذه
القارورة اهداها الي الدهقان ثم
نزل الى بيت المال ففرق كل
ما فيه ثم جعل يقول أفلح من كانت
له قوصرة يأكل منها كل يوم مرة
واخرج ابوعمر عن ابي حيان التيمي
عن ابيه قال رأيت علي بن
ابي طالب على المنبر يقول من يشتري
مني سيفي هذا فلو كان عندي
ثمن ازار ما بعته فقام اليه رجل
فقال انا اسلفك ثمن ازار و
ازان جمله صبر بر ضيق معيشت و
آنرا بر نفس خويش گوارا ساختن
اخرج ابوبكر عن ابي البختري قال
قال علي لامه فاطمة بنت اسد
اكفي فاطمة بنت رسول الله صلى

میں پیش کردوں گا۔ اور ان میں سے ایک ہے تنگی کے
ساتھ بسر کرنے پر صبر کرنا، اور اس کو اپنے نفس پر گوارا
کرنا۔ روایت کیا ابوبکر نے ابوالبختری سے، ذکر کیا کہ کہا
علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد سے کہ
آپ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد دیجئے
باہر کی خدمت میں پانی بھر لانا اور ضرورت کی چیزیں لے آنا
اور وہ تمہارے سب کام گھر کے اندر کے کر لیا کرے گی آٹا گوندھنا
روٹی پکانا اور آٹا پیسنا۔ اور روایت کیا ابوبکر نے حارث سے
انہوں نے علیؓ سے کہا کہ (فاطمہ) میرے یہاں بھیجی گئیں اور
ہمارے پاس بچھانے کے لئے کچھ نہ تھا بجز مینڈھے کی ایک
کھال کے۔ اور روایت کیا ابوبکر نے ضمرہ سے کہ فیصلہ کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کے لئے گھر کے اندر
کے کاموں کا اور علی کے لئے گھر کے باہر کے کاموں کا۔ اور
روایت کیا احمد نے عطاء بن السائب سے انہوں نے اپنے
باپ سے انہوں نے علی رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جب ان سے فاطمہ کا نکاح کیا تو ان کے ساتھ
ایک چادر اور ایک چمڑے کا تکیہ بھیجا جس میں کھجور کی چھال بھری
ہوئی تھی اور دو پاٹ چکی کے اور مشکیزہ اور دو گھڑے بھیجے۔
ایک دن علی رض نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ واللہ
میں نے اتنا پانی بھرا کہ میرے سینہ میں بیماری ہو گئی۔ کہا کہ
اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ کے پاس کچھ قیدی بھیجے
ہیں تو تم ان کے پاس جاؤ اور ان سے ایک خادم مانگو تو فاطمہ
نے کہا کہ اور میں نے واللہ اتنا آٹا پیسا ہے کہ میرے دونوں
ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ تو فاطمہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہنچیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میری بٹیا! کس ضرورت

اللہ علیہ وسلم الخدمۃ خارجًا سقایۃ الماء والحاجۃ وتکفیف العمل فی البیت العجن والخبز والطحن و اخرج ابوبکر عن الحارث عن علیؓ قال اُھدیت الیّ وما تحتنا الا جلد کبش۔ واخرج ابوبکر عن ضمرۃ قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابنتہ فاطمۃ بخدمۃ البیت وقضی علی علیؓ بما کان خارجًا من البیت واخرج احمد عن عطاء بن السائب عن ابیہ عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما زوّجہ فاطمۃ بعث معہا بخمیلۃ ووسادۃ من اَدَمٍ حشوہا لیف ورحیین وسقاء وجرتین فقال علیؓ لفاطمۃ رضی اللہ عنہا ذات یوم واللہ لقد سنوت حتی قد اشتکیت صدری قال وقد جاء اللہ اباک بسبی فاذہبی فاستخدمیہ فقالت وانا واللہ قد طحنت حتی مجلت یدای فاتت النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما جاء بک ای بُنیّۃ قالت جئت لاُسلّم علیک فاستحیت ان تسألہ ورجعت فقال ما فعلت قالت استحییت

سے آئی ہو انہوں نے کہا کہ میں آپ کو سلام کرنے کے لیئے آگئی وہ اس سے شرما گئیں کہ آپ سے سوال کریں اور واپس ہوگئیں۔ تو علی رضؓ نے پوچھا کہ کیا کر آئی ہو تو انہوں نے کہا کہ مجھے حیا آگئی اس سے کہ میں آپ سے سوال کروں۔ پھر دونوں اکٹھے ہو کر آئے۔ اب علیؓ نے کہا یارسول اللہ میں نے اتنا پانی بھرا ہے کہ میرے سینہ میں بیماری ہوگئی اور فاطمہؓ نے کہا کہ میں نے اتنا آٹا پیسا کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کے پاس کچھ قیدی بھیجے ہیں اور وسعت عطا کر دی ہے تو ہمیں خادم عطا کر دیجیئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ واللہ میں تمہیں نہیں دوں گا اور (تمہیں دے کر کیسے) اہلِ صُفّہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ اُن کے پیٹ سکڑ رہے ہیں اور اُن پر خرچ کرنے کے لیئے میرے پاس کچھ نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ میں اُن کو فروخت کر دوں اور اُن پر اُن کی قیمت خرچ کر دوں ۔ پھر ہم دونوں واپس آگئے۔ اس کے بعد اُن دونوں کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے اور دونوں اپنی اپنی چادروں میں داخل ہوگئے تھے (وہ چادریں اتنی چھوٹی تھیں کہ) جب دونوں اپنا سر ڈھکتے تھے تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں کو ڈھکتے تو سر کھل جاتا تھا۔ تو دونوں اُٹھ بیٹھے آپ نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر رہو پھر کہا کہ کیا میں تم دونوں کو اُس چیز سے باخبر نہ کروں جو اس چیز سے اچھی ہے جس کا سوال تم نے مجھ سے کیا۔ دونوں نے کہا کیوں نہیں؟ تو آپ نے فرمایا چند کلمات ہیں جو مجھے جبرئیل نے سکھائے ہیں؟ فرمایا کہ تم دونوں ہر نماز کے بعد سبحان اللہ پڑھو دس مرتبہ اور الحمد للہ پڑھو دس مرتبہ اور اللہ اکبر کہو دس مرتبہ۔ پھر جب اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو دونوں سبحان اللہ پڑھو تینتیس مرتبہ اور الحمد للہ پڑھو تینتیس مرتبہ اور اللہ اکبر پڑھو چونتیس مرتبہ

ان أسألہ فأتیاہ جمیعا فقال علیؑ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لقد سنوت حتی اشتکیت صدری وقالت فاطمۃ قد طحنت حتی مجلت یدای وقد جاءک اللہ بسبی وسعۃ فاخدمنا فقال واللہ لا أعطیکما وأدع اہل الصفۃ تطوی بطونہم لا أجد ما أنفق علیہم ولکن أبیعہم وأنفق علیہم أثمانہم فرجعا فأتاہما النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد دخلا فی قطیفتہما اذا غطیا رؤسہما تکشفت اقدامہما واذا غطیا اقدامہما تکشفت رؤسہما فثارا فقال مکانکما قال ألا أخبرکما بخیر مما سألتمانی قالا بلی فقال کلمات علمنیہن جبرئیل فقال تسبحان فی دبر کل صلوۃ عشرا وتحمدان عشرا وتکبران عشرا فاذا آویتما الی فراشکما فسبحا ثلثا وثلثین واحمدا ثلثا وثلثین وکبرا اربعا وثلثین قال فواللہ ما ترکتہن منذ علمنیہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ ابن الکواء ولا لیلۃ صفین فقال قاتلکم اللہ یا اہل العراق نعم ولا لیلۃ صفین۔ واخرج احمد عن

علی رضؓ نے کہا کہ واللہ جب سے مجھ کو یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے میں نے اُن کو ترک نہیں کیا۔ ابن الکواء نے کہا نہ صفین کی رات میں (اُن کو ترک کیا) ؟ تو آپ نے فرمایا کہ خدا تمھیں قتل کرے اے اہل عراق! ہاں نہ صفین کی رات میں اور احمد نے مجاھد سے روایت کیا کہا کہ فرمایا علی رضؓ نے کہ مدینہ میں ایک مرتبہ مجھ کو بہت سخت بھوک لگی۔ تو میں کسی کام کی تلاش میں عوالی مدینہ کی طرف نکل گیا۔ وہاں دیکھا کہ ایک عورت نے مٹی کے ڈھیلے جمع کر رکھے ہیں، میں نے گمان کیا کہ وہ اُن کو بھگونا چاہتی ہے۔ تو میں نے اُس سے معاملہ اُجرت طے کیا ہر ڈول کے بدلے میں ایک کھجور کا۔ تو میں نے سولہ ڈول کھینچے حتیٰ کہ میرے دونوں ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے پھر میں وہ پانی لایا تو اس سے تکلیف اُٹھائی اُس کے بعد میں نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اُس عورت کے سامنے کر دیں (کہ وہ آبلے دیکھ کر اور پانی لانے پر اصرار نہ کرے) تو اُس نے مجھے سولہ کھجوریں گن کر دیں۔ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو حال سُنایا۔ تو آپ نے بھی میرے ساتھ اُن میں سے کھایا۔ اور احمد نے روایت کیا محمد بن کعب القرظی سے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنا حال یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح تھا کہ میں نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ اور آج (میری تونگری کا یہ حال ہے کہ) میرے مال کی زکوۃ چالیس ہزار دینار کو پہنچی ہے) اور ان میں سے یہ ہے کہ جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنے ہوئے علوم کو محفوظ رکھنا اور اُن کو ضرورت کے وقت اپنے موقع میں صرف کرنا۔ اور عمر اللہ سے پناہ چاہتے تھے ایسے اُلجھے ہوئے مسئلہ سے جس کو ابو الحسن نہ سلجھا سکیں۔ شیخ الشیوخ سہروردی

مجاہد قال قال علیؓ جئت مرۃ
بالمدینۃ جوعاً شدیداً فخرجت
اطلب العمل فی عوالی المدینۃ
فاذا انا بامرأۃ قد جمعت مدرًا
فظننتہا ترید بلّہ فقاطعتہا کل ذنوب
علی تمرۃ فمددت ستۃ عشر ذنوبًا
حتی مجلت یدای ثم اتیت الماء
فاصبت منہ ثم اتیتہا فقلت بکفی
ھذا بین یدیہا فعدت لی ستۃ
عشر تمرۃ فاتیت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاخبرتہ فاکل معی منہا
واخرج احمد عن محمد بن کعب القرظی
ان علیا رضی اللہ عنہ قال لقد رأیتنی
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وانی لاربط الحجر علی بطنی من
الجوع وان صدقتی الیوم لاربعون
الفاً۔ واز ان جملہ علوم مسموعہ را
ازجناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
محفوظ داشتن و آنرا در وقت
حاجت در محل خود صرف نمودن و
کان عمر یتعوذ من معضلۃ لیس لہا
ابوحسن۔ و اخرج شیخ الشیوخ
السہروردی فی العوارف عن عبداللہ
بن الحسن قال حین نزلت ھذہ
الآیۃ وتعیہا اذن واعیۃ

عوارف میں یہ روایت نقل کی کہ مروی ہے عبداللہ بن الحسن سے
کہا کہ جب نازل ہوئی یہ آیت وَتَعِیَهَا اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ
(۶۹:۱۲) اور یاد رکھنے والے کان اُس کو یاد رکھیں۔ تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضؓ سے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے
سوال کیا کہ وہ ایسے کان تیرے بنا دے علی رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ پھر میں کسی چیز کو کبھی نہیں بھولا۔ بعد اس کے کہ مجھے
نسیان ہوا کرتا تھا۔ اور روایت کیا احمد نے ابوالبختری سے
انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عمر بن الخطاب نے لوگوں
سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے اُس مال کے بارے میں جو ہمارے
پاس بچ جائے تو لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم نے
آپ کو غافل کر دیا آپ کے اہل و عیال سے اور جائداد سے اور
تجارت سے تو بس وہ آپ کا ہے۔ تو مجھ سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو۔
تو میں نے کہا کہ وہی جس کا لوگوں نے آپ کو مشورہ دیا پھر
کہا کہ بولو۔ تو میں نے کہا کہ آپ اپنے یقین کو ظن کیوں بنا رہے
ہیں۔ تو کہا کہ جو کچھ تم نے کہا اُس کی دلیل ضرور دینا پڑے گی۔
تو میں نے کہا ہاں واللہ میں ضرور دلیل دوں گا۔ کیا تم کو یاد ہے
جب کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساعی محصل صدقات
بنا کر بھیجا تھا پھر تم عباس بن عبدالمطلب کے پاس آئے
تو انہوں نے تم کو اپنا صدقہ دینے سے انکار کر دیا تھا اور تم دونوں
میں کچھ ناچاقی تھی۔ پھر تم نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ تو ہم نے آپ کو منقبض پایا تو ہم
واپس آ گئے۔ پھر اگلے دن آپ کے پاس پہنچے تو آپ کو
شاداں و فرحاں پایا تو تم نے آپؐ سے اُس فعل کا ذکر کیا
جو عباس نے کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم
سے فرمایا کہ ایک شخص کا چچا اُس کے باپ کی شاخ ہوتا ہے اور

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی رضی اللہ عنہ سألت اللہ تعالیٰ ان یجعلہا آذنک یا علی قال علی رضی اللہ عنہ فما نسیت شیئاً بعد ماکان لی ان انسی۔ واخرج احمد عن ابی البختری عن علی قال قال عمر بن الخطاب للناس ما ترون فی فضل فضل عندنا من ہذا المال فقال الناس یا امیر المؤمنین قد شغلناک عن اہلک وضیعتک وتجارتک فہو لک فقال لی ماتقول انت فقلت قد اشاروا علیک فقال قل فقلت لم تجعل یقینک ظناً فقال لتخرجن مما قلت فقلت اجل واللہ لاخرجن منہ اتذکر حین بعثک نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساعیاً فاتیت العباس بن عبد المطلب فمنعک صدقتہ وکان بینکما شئی فقلت لی انطلق معی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدناہ خاثراً فرجعنا ثم غدونا علیہ فوجدناہ طیب النفس فاخبرتہ بالذی صنع فقال لک اما علمت ان عم الرجل صنو ابیہ وذکرنا لہ الذی رأیناہ من خثورہ فی الیوم الاول والذی رأینا من طیب

ہم نے اس انقباض کا بھی ذکر کیا تھا جس کو پہلے دن میں دیکھا تھا، اور اس انبساط کا بھی جو دوسرے دن دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں میرے پاس پہلے دن آئے تو حال یہ تھا کہ میرے پاس صدقہ میں کے دو دینار بچے ہوئے تھے تو جو کچھ انقباض مجھ میں تم نے دیکھا اس کا سبب یہی تھا اور آج تم ایسے وقت آئے کہ میں اُن دونوں دیناروں کو صرف کر چکا ہوں تو یہ وہ سبب ہے اس انبساط کا جو تم نے مشاہدہ کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ تم نے سچ کہا ہم تمہارے شکرگذار رہیں گے دنیا اور آخرت میں۔ اور روایت کیا ابو عمر نے سعید بن المسیب سے کہا کہ عمرؓ اللہ سے پناہ مانگا کرتے ایسی مشکل سے جس کا حل ابوالحسن نہ کر سکیں۔ کہا ابو عمر نے اور کلام کیا تھا علیؓ نے اُس مجنونہ کے بارے میں جس کے رجم کا عمرؓ نے حکم دیا تھا اور اُس عورت کے بارے میں جس کا چھ ماہ میں وضع حمل ہو گیا اور عمرؓ نے اس کے رجم کا ارادہ کیا تو اُن سے علیؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (یعنی اس کے حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہیں) اور آپ نے کہا تھا کہ اللہ نے مجنون کو مرفوع القلم (غیر مکلف) قرار دیا ہے۔ الحدیث۔ تو عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اگر علی نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ اور روایت کیا ابو عمر نے عبداللہ بن مسعود سے کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ مدینہ والوں کا سب سے بڑا قاضی علی بن ابی طالب ہے۔ اور روایت کیا ابو عمر نے ابو طفیل سے، کہا کہ میں حاضر تھا علی کے پاس جب وہ خطبہ دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ پوچھو مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں واللہ کوئی آیت نہیں مگر میں اُس کا حال بخوبی جانتا ہوں کہ اس رات میں نازل ہوئی یا دن میں

نفسہ فی الیوم الثانی فقال الکما آتیتنا فی
فی الیوم الاول وقد بقی عندی
من الصدقۃ دینارا ن فکان الذی
رأیتما من تخوفی لہ و اتیتما
الیوم وقد وجہتہا فذلک الذی
رأیتما من طیب نفسی فقال عمر
صدقت واللہ لاشکرن لک
الاولی والآخرۃ ۔ واخرج ابوعمر
عن سعید بن المسیب قال کان عمر
یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا
ابوحسن قال ابوعمر وقال فی المجنونۃ
التی امر برجمہا وفی التی وضعت
لستۃ اشہر فاراد عمر رجمہا فقال
لہ علیؓ ان اللہ یقول وَحَمْلُهُ وَ
فِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا
الآیۃ وقال ان اللہ رفع القلم
عن المجنون الحدیث فکان عمر یقول
لولا علی لہلک عمر ۔ واخرج ابوعمر
عن عبداللہ بن مسعود کنا نتحدث
ان اقضی اہل المدینۃ علی بن
ابی طالب ۔ واخرج ابوعمر عن سعید
بن المسیب قال ما کان احد من
الناس یقول سلونی غیر علی
بن ابی طالب واخرج ابوعمر عن
ابی الطفیل قال شہدت علیا یخطب

میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ میں ۔ اور ابوعمر نے عبداللہ بن
عباس سے روایت کیا کہا خدا کی قسم یقیناً علی بن ابی طالب
کو دس میں سے نو حصہ علم دیا گیا تھا اور خدا کی قسم وہ اس
(بقیہ) دسویں حصہ میں بھی شریک تھے ۔ اور ان میں سے ہے
ذہن کی تیزی اور اس کا شریعت کے ساتھ حکم کے ماخذ
کی طرف منتقل ہونا ۔ اور یہ طبعی خاصہ قضایا کے فیصلہ کرنے
میں معروف ہو گیا ۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت
سی سندوں سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سب
سے بڑا فیصلہ کرنے والا علی ہے ۔ اور ابوعمر نے روایت کیا
ابن عباس سے انہوں نے عمرؓ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم
میں سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا علی ہے اور سب سے بڑا
قاری ابی ہے ۔ اور اس باب میں حضرت مرتضیٰ سے
بہت سی عجیب باتیں نقل کرتے ہیں ۔ روایت کیا ابوعمر
نے عاصم سے انہوں نے زر بن حبیش سے کہا کہ دو آدمی
کھانا کھانے کے لئے بیٹھے ۔ ان میں سے ایک کے پاس پانچ
روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں ۔ جب
کھانا ان کے سامنے رکھا گیا تو ان کے پاس ایک شخص کا گذر
ہوا اس نے سلام کیا ۔ ان دونوں نے کہا کھانے میں شریک
ہو جائیے ۔ وہ بیٹھ گیا اور اس نے ان دونوں کے ساتھ
کھانا کھایا ۔ اور ان آٹھ روٹیوں کے کھانے میں سب برابر
کے حصہ دار ہوئے ۔ پھر وہ شخص اٹھا اور اس نے دونوں کی
طرف آٹھ درہم ڈال دیئے اور کہا کہ تم دونوں اس کھانے
کے عوض میں جو میں نے کھایا اور تمہارے طعام میں حصہ دار
ہوا یہ لے لو ۔ اب ان دونوں میں جھگڑا ہوا ۔ پانچ روٹیوں
والے نے کہا کہ میرے پانچ درہم ہیں اور تیرے تین ۔ اور

وہو یقول سلونی عن کتاب اللہ
فواللہ مامن آیۃ الا وانا اعلم
أ بلیل نزلت ام بنہار ام فی
سہل ام فی جبل۔ وأخرج ابو عمر
عن عبد اللہ بن عباس قال واللہ
لقد أعطی علی بن ابی طالب رضی
اللہ عنہ تسعۃ اعشار العلم وایم
اللہ لقد شارکہم فی العشر العاشر
واز ان جملہ جودت ذہن وسرعت
انتقال بمأخذ حکم وایمعنی در فصل
قضایا معروف شد۔ وقد ثبت
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بوجوہ قال أقضاکم علیؓ واخرج
ابو عمر عن ابن عباس عن عمر انہ
قال اقضانا علیؓ واقرأنا أبیؓ
واز حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ
عجائب بسیار درین باب نقل میکنند
اخرج ابو عمر عن عاصم عن زر بن
حبیش قال جلس رجلان یتغدیان
مع احدہما خمسۃ ارغفۃ ومع
الآخر ثلثۃ ارغفۃ فلما وضع الغداء
بین ایدیہما مر بہما رجل فسلم فقالا
اجلس للغداء فجلس واکل معہما
واستوفوا فی أکلہم الارغفۃ
الثمانیۃ فقام الرجل فطرح الیہما

تین روٹیوں والے نے کہا کہ میں راضی نہ ہوں گا مگر اس
صورت میں کہ دراہم ہمارے درمیان نصفا نصف تقسیم ہو
جائیں۔ یہ دونوں اپنا مقدمہ امیر المؤمنین علی بن ابی
طالب کے پاس لائے، اور دونوں نے اپنا اپنا قضیہ آپ
سے بیان کیا تو آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا کہ تیرے
سامنے تیرے ساتھی نے جو کچھ پیش کیا وہ کر دیا حالانکہ
اس کی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں، تو تین پر
تو راضی ہو جا۔ مگر اس نے کہا کہ نہیں

واللہ میں راضی نہیں ہوں گا مگر واضح دلیل کے ساتھ۔ تو
علی نے کہا کہ واضح دلیل کے ساتھ تیرا حق کچھ نہیں سوائے
ایک درہم کے اور اس کے ساتھ سات درہم ہیں۔ اس شخص
نے کہا سبحان اللہ اے امیر المومنین وہ میرے سامنے تین
درہم پیش کرتا ہے میں اس پر راضی نہیں ہوا اور آپ نے
بھی ان کے لینے کا مشورہ دیا مگر میں راضی نہ ہوا اور اب
آپ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ واضح دلیل کے ساتھ میرا کچھ واجب
نہیں بجز ایک درہم کے تو اس سے علی نے کہا کہ تیرے
ساتھی نے تیرے سامنے یہ بات رکھی کہ تو تین درہم لے
لے بطور صلح کے مگر تو نے کہا کہ میں راضی نہ ہوں گا مگر واضح
دلیل کے ساتھ اور واضح دلیل کے ساتھ تیرا حق واجب
نہیں ہے مگر ایک درہم تو اس شخص نے آپ سے کہا کہ مجھے
یہ صورت سمجھایئے واضح دلیل کے ساتھ جس کو میں قبول کروں
تو علی نے کہا کہ کیا آٹھ روٹیوں کے چوبیس ثلث نہیں ہوتے۔
تم نے ان ہی کو تو کھایا اور تم تین آدمی تھے اور یہ معلوم نہیں
کہ تم میں سے زیادہ کس نے کھایا اور کس نے کم اس لئے تم نے
مان لیا ہے اپنے کھانے میں برابری کو۔ اس نے کہا بیشک

ثمانیۃ دراہم وقال خذ اہذا عوضا
مما اکلت لکما وبلتہ من طعامکما
فتنازعا وقال صاحب الخمس الارغفۃ
لی خمسۃ دراہم ولک ثلثۃ و
قال صاحب الارغفۃ الثلثۃ لا ارضی
الا ان تکون الدراہم بیننا نصفین
وارتفعا الی امیر المؤمنین علی بن
ابی طالب فقصا علیہ قصتہما فقال
لصاحب الثلثۃ قد عرض علیک
صاحبک ما عرض وخبزہ اکثر من
خبزک فارض بالثلثۃ فقال لا واللہ
لارضیت منہ الا بمر الحق فقال علی
لیس لک فی مر الحق الا درہم
واحد ولہ سبعۃ فقال الرجل
سبحان اللہ یا امیر المؤمنین ہو
یعرض علی ثلثۃ فلم ارض و
اشرت علی باخذہا فلم ارض و
تقول لی الاٰن انہ لا یجب لی فی
مر الحق الا درہم واحد فقال لہ علی
عرض علیک صاحبک ان تاخذ
الثلثۃ صلحا فقلت لا ارضی الا
بمر الحق ولا یجب لک فی مر الحق
الا واحدا فقال لہ الرجل
فعرفنی بالوجہ فی مر الحق حتی اقبلہ
فقال علی الیس للثمانیۃ الارغفۃ

علی نے کہا اور تو نے اُن میں سے خود آٹھ تہائیاں کھائیں،
اور تیری کل نو تہائیاں تھیں۔ اور تیرے ساتھی نے آٹھ
تہائیاں کھائیں اور اُس کی پندرہ تہائیاں تھیں، اُس
نے اُن میں سے آٹھ کھائیں اور اس کی سات باقی رہیں جو
اُس شخص نے کھائیں اور تیری نو میں سے ایک اُس نے کھائی
تو تیرے حصہ میں ایک درہم ہے اُس تیری ایک تہائی کے
مقابلہ میں اور اس کے سات ہوئے۔ تو اُس شخص نے کہا
کہ اب میں راضی ہوگیا۔ اور ریاض میں مروی ہے محمد بن زبیر
سے، کہا کہ میں دمشق کی مسجد میں پہنچا تو وہاں مجھے ایک ایسا
بوڑھا شخص ملا کہ بڑھاپے سے اُس کی ہنسلیاں سکڑ گئی
تھیں۔ میں نے کہا اے شیخ آپ نے (اکابر میں سے)
کس کو پایا ہے؟ اُس نے کہا کہ عمر کو۔ میں نے کہا کہ آپ نے
کونسا جہاد کیا؟ کہا یرموک۔ میں نے کہا کہ مجھ سے کوئی
بات بیان کیجئے جس کو آپ نے عمر سے سُنا ہو۔ کہا کہ میں
چند نوجوانوں کے ساتھ حج کے لئے نکلا تو ہمیں شتر مرغ
کے بیضے ہاتھ آگئے (یعنی اُن کو کھایا) اور ہم احرام باندھ
چکے تھے۔ جب ہم مناسک حج ادا کر چکے تو ہم نے امیر
المؤمنین عمر سے اس کا ذکر کیا تو وہ لوٹے اور کہا کہ میرے
پیچھے چلے آؤ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حجروں تک پہنچ گئے اور اُن میں سے ایک حجرے پر
دستک دی۔ تو اُن کو ایک عورت نے جواب دیا تو انہوں
نے کہا کہ کیا یہاں ابو الحسن ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ نہیں
پھر عمرؓ سایہ دار جگہ میں چلے اور مڑ کر ہم سے کہا کہ میرے
پیچھے چلے آؤ، یہاں تک کہ علی رضؓ تک پہنچ گئے اور وہ اپنے
ہاتھ سے مٹی کو ہموار کر رہے تھے۔ اُنہوں نے کہا مرحبا

اربعۃ وعشرون ثلثا اکلتموہا وانتم ثلثۃ انفس ولا یعلم الاکثر منکم اکلا ولا الاقل لتحملون فی اکلکم علی السواء قال بلی قال واکلت انت ثمانیۃ اثلاث وانما لک تسعۃ اثلاث واکل صاحبک ثمانیۃ اثلاث ولہ خمسۃ عشر ثلثا اکل منہا ثمانیۃ وبقی لہ سبعۃ واکل لک واحدا من تسعۃ فلک واحد بواحدک ولہ سبعۃ فقال الرجل رضیت الآن۔ وفی الریاض عن محمد بن الزبیر قال دخلت مسجد دمشق فاذا انا بشیخ قد التوت ترقوتاہ من الکبر فقلت یا شیخ من ادرکت قال عمر قلت فما غزوت قال الیرموک قلت فحدثنی بشئ سمعتہ قال خرجت مع فتیۃ حجاجا فاصبنا بیض نعام وقد احرمنا فلما قضینا نسکنا ذکرنا ذلک لامیر المؤمنین عمر فادبر وقال اتبعونی حتی انتہی الی حجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضرب حجرۃ منہا واجابتہ امرأۃ فقال أثمّ ابو حسن قالت لا فمر فی المقثاۃ فادبر فقال اتبعونی

اے امیر المومنین۔ پھر عمر نے کہا کہ ان لوگوں نے اٹھا کر کھائے شتر مرغ کے انڈے جب کہ یہ محرم تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہ بلا لیا۔ عمر نے کہا کہ آپ کے پاس مجھے خود ہی آنا چاہیئے تھا۔ کہا کہ ایسی نوجوان اونٹنیوں کو جو گیابھن نہ ہوئی ہوں انڈوں کی تعداد کے برابر ہوں جوان اونٹوں سے گیابھن کرایا جائے جب ان سے بچے پیدا ہوں تو ان کو ہدی بنا کر بھیج دیا جائے۔ عمر نے کہا کہ اونٹوں میں اسقاط بھی ہو جاتا ہے۔ علی نے کہا کہ انڈے بھی گندے ہو جاتے ہیں۔ تو جب عمر واپس مڑے تو کہنے لگے یا اللہ کوئی مشکل مجھ پر نہ ڈالیے مگر اس وقت جب کہ ابو حسن میرے پہلو میں ہو۔ اور مروی ہے حسن معتمر سے کہ قریش میں کی ایک عورت کے پاس دو آدمی آئے اور دونوں نے بطور امانت ایک سو دینار اس کے سپرد کئے۔ اور انہوں نے کہا کہ ان کو ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا بغیر دوسرے ساتھی کے جب تک کہ ہم اکٹھے نہ آئیں۔ اب وہ دونوں ایک سال ٹھہرے رہے۔ پھر ان میں سے ایک اس عورت کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میرا ساتھی مر گیا ہے وہ دینار مجھے دیدے تو اس نے انکار کر دیا۔ تو وہ اس کے پاس اس کے شوہر وغیرہ کو لے کر پہنچا۔ اس پر ان میں کہا سنی ہوتی رہی، یہاں تک کہ اس نے وہ دینار اس کو دیدیئے، پھر ایک سال اور گذر گیا تو دوسرا ساتھی آیا اور اس نے کہا کہ مجھے دینار ادا کر۔ عورت نے کہا کہ تیرا ساتھی میرے پاس آیا اور اس نے بیان کیا کہ تو مر چکا ہے تو میں نے اس کو دیدیئے۔ اس مقدمہ کو دونوں عمرؓ کے پاس لے گئے۔ تو انہوں نے عورت کے خلاف فیصلہ دینے کا

حتٰی انتھٰی الیہ وھو یسوّی التراب بیدہٖ فقال مرحبًا یا امیر المومنین ثم قال ھؤلاء اصابوا بیض نعام وھم محرمون قال الا ارسلت الیّ قال انا احق باتیانک قال یضربون الفحل قلائص ابکارًا بعدد البیض فما نتج منھا اھدوہ قال عمر فان الابل تخدج قال علیؓ والبیض تمرض فلما ادبر قال عمر اللّٰھم لا تنزل بی شدیدۃ الا وابو حسن الٰی جنبی۔ وعن الحسن المعتمر ان رجلین اتیا امرأۃ من قریش فاستودعاھا مائۃ دینار وقالا لا تدفعیھا الٰی واحد منا دون صاحبہٖ حتٰی نجتمع فلبثا حولًا ثم جاء احدھما الیھا وقال ان صاحبی قد مات فادفعی الیّ الدنانیر فابت فثقل علیھا باھلھا فلم یزالوا بھا حتی دفعتھا الیہ ثم لبثت حولًا آخر فجاء الآخر فقال ادفعی الیّ الدنانیر فقالت ان صاحبک جاءنی وزعم انک قد مت فدفعتھا الیہ فاختصما الٰی عمر فاراد ان یقضی علیھا وروی انہ قال لھا ما اراک الا ضامنۃ فقالت انشدک اللّٰہ ان لا تقضی بیننا وارفعنا الٰی علی بن ابی طالب

ارادہ کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے اُس عورت سے کہا کہ میری رائے میں تجھ پر ضمان ہے۔ اُس نے کہا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ نہ کریں اور ہم کو علی بن ابی طالب کے پاس بھیج دیں۔ تو آپ نے دونوں کو علیؓ کے پاس بھیج دیا۔ آپ نے حال سُن کر سمجھ لیا کہ دونوں نے اُس عورت کے ساتھ فریب کیا ہے۔ تو آپ نے کہا کہ کیا تم دونوں نے نہیں کہا تھا کہ اُس کو ہم میں سے کسی ایک کو بغیر دوسرے ساتھی کے نہ دینا۔ اُس نے کہا بیشک۔ آپ نے کہا تیرا مال ہمارے پاس ہے۔ تو اب تو اپنے ساتھی کو لے کر آ تا کہ تم دونوں کو وہ مال دے دیں۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یمن کی طرف بھیجا وہاں آپ نے چار آدمیوں (کی لاشوں) کو پایا جو کہ ایک گہرے گڑھے میں گر گئے تھے جو اس لئے کھودا گیا تھا کہ اس میں شیر کا شکار کیا جائے۔ اوّل ایک شخص گرا وہ دوسرے سے لپٹ گیا اور یہ گرتے ہوئے دوسرے سے لٹک گیا۔ اس طرح چار آدمی گرے۔ پھر اُن کو شیر نے مجروح کر دیا اور اُس کے زخموں سے سب مر گئے۔ پھر اُن کے وارثین آپس میں جھگڑے یہاں تک کہ قریب تھا کہ قتال شروع کر دیں تو علیؓ نے کہا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں اگر تم اُس پر راضی ہو گئے تو وہی فیصلہ رہے گا ورنہ میں ایک کو دوسرے سے روکوں گا تا آنکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ تاکہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں۔ اُن قبائل سے جنھوں نے گڑھا کھودا تھا جمع کرو ایک چوتھائی دیت اور ایک تہائی دیت

فرفعہا الی علیؓ و عرف انہما قد ذکرا
بہا فقال الیس قلتما لا تدفعہا
الی واحد منا دون صاحبہ قالا بلے
قال انّ مالک عندنا اذہب فجیٔ
بصاحبک حتی ندفعہا الیکما وعن
علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ الی الیمن
فوجد اربعۃً وقعوا فی حفرۃٍ حفرت
لیصطاد فیہا الاسد سقط اولاً
رجل فتعلق بآخر وتعلق الآخر بآخر
حتی تساقط الاربعۃ فجرحہم الاسد
وماتوا من جراحتہ فتنازع اولیاؤہم
حتی کادوا یقتتلون فقال علیؓ انا
اقضی بینکم فان رضیتم فہو القضاء
والا حجزت بعضکم عن بعض حتی تاتوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقضی
بینکم اجمعوا من القبائل الذین حفروا
البیر ربع الدیۃ وثلثہا ونصفہا و
دیۃً کاملۃً فللاول ربع الدیۃ لانہ
اہلک من فوقہ وللذی یلیہ ثلثہا
لانہ اہلک من فوقہ وللثالث
النصف لانہ اہلک من فوقہ وللرابع
الدیۃ الکاملۃ فابوا ان یرضوا فاتوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلقوہ
عند مقام ابراہیم فقصوا القصۃ علیہ

اور نصف دیت اور ایک دیت پوری۔ تو سب سے پہلے
گرنے والے کی دیت چوتھائی ہوگی کیونکہ اس نے اپنے
اُوپر والے (تین) لوگوں کو ہلاک کیا۔ اور جو اس کے بعد تھا
اُس کی ایک تہائی دیت کیونکہ اس نے ہلاک کیا اپنے سے
اُوپر کے (دو) آدمیوں کو اور تیسرے شخص کی نصف دیت
کیونکہ اُس نے ہلاک کیا اپنے سے اُوپر والے کو۔ اور چوتھے
کی پوری دیت ہوگی۔ انہوں نے اس پر راضی ہونے سے انکار
کر دیا پھر یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے اور آپ سے مقام ابراہیم کے نزدیک ملے اور سب
قصہ آپ کو سنایا۔ تو آپ نے فرمایا میں تمہارے درمیان
فیصلہ کرتا ہوں اور گھٹنوں کے گرد چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے
پھر قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ علی نے ہمارے درمیان
فیصلہ کیا تھا۔ پھر جب اس کی تفصیل آپ کو سنائی
تو آپ نے اُس کو جائز رکھا۔ اور حارث سے مروی ہے
کہ ایک شخص اُن کے پاس ایک عورت کو لایا اور اُس
نے کہا اے امیر المؤمنین اس نے مجھ سے اپنا عیب
چھپایا اور یہ مجنونہ ہے تو علی نے اُس پر نیچے سے اُوپر
تک نظر ڈالی اور اس کی تصویب کی۔ اور عورت خوبصورت
تھی تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ عورت
نے کہا کہ واللہ اے امیر المومنین مجھے جنون نہیں ہے
لیکن میرا حال یہ ہے کہ جب وہ وقت آتا ہے تو مجھ پر
بیہوشی غالب آجاتی ہے۔ تو علی رض نے کہا کہ اس کو
لے جا تجھ پر افسوس ہے اور اس کے ساتھ نیک برتاؤ
کر۔ تو اس عورت کا اہل نہیں ہے۔ اور مروی ہے زید
بن ارقم سے کہ یمن میں علی کے پاس تین آدمی لائے

فقال انا اَقضِی بینکم واحتبٰی ببُردہ
فقال رجل من القوم ان علیاً تقضی
بیننا فلما قصوا علیہ القصۃ اجازہ
وعن الحارث عن علیؓ انہ جاءہ رجل
بامرأۃ فقال یا امیر المؤمنین دَلَّسْتُ
عَلَیَّ ھٰذہ وھی مجنونۃ قال فصعّد
علیؓ بصرہ وصوّبہ وکانت امرأۃ
جمیلۃ فقال مایقول ھٰذا فقالت واللہ
یا امیر المؤمنین مابی جنونٌ ولکنی اذا
کان ذٰلک الوقت غلبتنی غشیۃ
فقال علیؓ خذھا ویحک واحسن الیہا
فما انت لہا باہل وعن زید بن ارقم
قال اُتِیَ علیؓ فی الیمن بثلاثۃ
نفر وقعوا علی جاریۃ فی طہر واحد
فولدت ولدًا فادّعوہ فقال علیؓ
لاحدھم تطیبُ بہ نفسًا لھٰذا قال
لا وقال للآخر تطیب بہ نفسًا
لھٰذا قال لا قال للآخر تطیب بہ
نفساً لھٰذا قال لا قال اراکم
شرکاء متشاکسین انی مقرع بینکم
فمن اصابتہ القرعۃ اغرمتہ ثلثی
القیمۃ والزمتہ الولد فذکروا ذٰلک
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
ما اجد فیہا الا ما قال علیؓ ۔ وعن
حمید بن عبداللہ بن یزید المدنی

گئے جنہوں نے ایک باندی سے ایک ہی طہر میں جماع
کیا تھا، تو اُس نے ایک لڑکا جنا، یہ سب اُس کے دعویدار
تھے۔ تو علی نے اُن میں سے ایک سے کہا کہ کیا تیرا دل اس
سے خوش ہوتا ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں، پھر دوسرے سے
کہا کہ تیرا دل اس سے خوش ہوتا ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں
پھر تیسرے سے کہا کہ کیا تیرا دل اس کو پسند کرتا ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ میرا خیال
ہے کہ تم ایک دوسرے کے مخالف شریک ہو۔ میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالوں گا جس کے نام پر قرعہ
آپڑے اُس پر دو تہائی قیمت تاوان ڈالوں گا اور بچہ کو
اُس کے سپرد کردوں گا تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے اُس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس میں میرے خیال
میں کوئی صورت نہیں آتی بجز اس کے جو علی نے کہا۔ اور مروی
ہے حمید بن عبداللہ بن یزید مدنی سے کہا کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مقدمہ کا ذکر کیا گیا جس کا
فیصلہ علی نے کیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو
پسند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم
میں یعنی اہل بیت میں حکمت رکھی۔ پھر کتنی ہی مرتبہ آنجناب
رضی اللہ عنہ کا نفس نفیس حضرت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی برکات کی شعاعوں کا جلوہ گاہ بنا ہے، اور آنجناب رضی
اللہ عنہ کے حق میں آپ کے کھلے ہوئے معجزات نے بہت
مرتبہ ظہور کیا ہے اور فیض الٰہی نے جہت نبوت کو آپ
کی تربیت میں لگایا یہاں تک کہ آپ کے مقامات کا بہت
سا حصہ قوت سے فعل میں آگیا۔ فصل قضایا کے سلسلہ میں
جب کہ آپ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے گذارش کی کہ
یارسول اللہ آپ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیج رہے ہیں
جو بڑی عمر والے (تجربہ کار) ہیں اور میں ایک جوان (ناتجربہ کار)

قال ذکر عند النبی صلی اللہ علیہ و
سلم قضاءٌ قضٰی بہ علیٌ فاعجب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃ
اہل البیت - اخرجہ ابن بار نفس
نفیس او رضی اللہ عنہ مطرح
اشعۂ برکات حضرت نبویہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام گشتہ ودرحق او رضی اللہ
عنہ معجزات باہرہ بدفعات کثیرہ ظہور
نمود و فیض الٰہی ہمت نبوت را
درکار او نمود تا بسیارے از
مقامات وی کرم اللہ وجہہ از قوۃ
بفعل آمد در باب فصل قضایا وتفہیم
او را طرف یمن فرستادند التماس
کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تبعثنی الی قوم ذوی اسنان وانا
شابٌ لا اعلم القضاءَ قال فوضع
یدہ علی صدری فقال ان اللہ
سیہدیک ویثبت لسانک الحدیث
وفی آخرہ فما اشکل علیّ قضاءٌ بعد
ذلک وفی لفظٍ فما شککتُ فی
قضاءٍ وفی روایۃ فما زلتُ قاضیا
بعدُ - ودر باب حفظ قرآن عظیم
بروایت ترمذی آمدہ کہ نماز نافلہ
تعلیم فرمودند عن ابن عباس انہ

ہوں میں قضا کا طریق نہیں جانتا ، علی رضہ نے بیان کیا کہ یہ
سنکر آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور کہا بیشک اللہ
تجھے سیدھی راہ پر چلائے گا اور تیری زبان کو مضبوط
بنائے گا ۔ الحدیث ۔ اور اُس کے آخر میں ہے کہ اُس کے
بعد مجھ پر کوئی قضا مشکل نہیں ہوئی اور ایک روایت میں
یہ ہے کہ کسی قضاء میں مجھے شک نہیں ہوا اور ایک روایت
میں یہ ہے کہ میں پھر ہمیشہ قاضی رہا ۔ اور حفظِ قرآن عظیم
کے بارے میں ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک خاص) نمازِ نفل تعلیم
فرمائی ۔ ابن عباس سے مروی ہے ، انہوں نے کہا کہ ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ اسی
دوران میں علی رضہ بن ابی طالب آپ کے پاس آئے اور کہا
کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ قرآن تو میرے سینہ
سے باہر نکل جاتا ہے ۔ میں اپنے میں اس پر قادر ہونے کی
قوت نہیں پاتا تو اُس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اے ابوالحسن کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ
سکھادوں جن سے اللہ تعالیٰ تم کو نفع پہنچائے اور اُس
کو نفع پہنچائے جس کو تم اُن کی تعلیم دو اور جو کچھ تم
سیکھو اُس کو تمہارے سینہ میں قائم کردے ۔ انہوں
نے کہا ہاں یارسول اللہ مجھے سکھا دیجئے ۔ فرمایا جب جمعہ
کی رات آئے تو اگر تم سے ہو سکے کہ تم تہائی رات پر
(جب باقی رہے) اٹھو کیونکہ وہ ساعت مشہودہ ہے (جس
میں ملائکہ زمین پر آتے ہیں) اور اگر نہ ہو سکے تو اول شب
میں ہی کھڑے ہو جاؤ تو چار رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ
پہلی رکعت میں فاتحۃ الکتاب (الحمد) اور سورہ یٰسٓ پڑھو

قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ علی بن ابی طالب۔ فقال بابی انت وامی تفلتت ھذا القرآن من صدری فما اجدنی اقدر علیہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا الحسن افلا اعلمک کلمات ینفعک اللہ بھن وینفع بھن من علمتہ ویثبت ما تعلمت فی صدرک قال اجل یا رسول اللہ فعلمنی قال اذا کان لیلۃ الجمعۃ فان استطعت ان تقوم فی ثلث اللیل الآخر فانھا ساعۃ مشھودۃ فان لم تستطع فقم فی اولھا فصل اربع رکعات تقرأ فی الرکعۃ الاولی بفاتحۃ الکتاب و سورۃ یٰسٓ و فی الرکعۃ الثانیۃ بفاتحۃ الکتاب و حٰمٓ الدخان و فی الرکعۃ الثالثۃ بفاتحۃ الکتاب و الٓمٓ تنزیل السجدۃ و فی الرکعۃ الرابعۃ بفاتحۃ الکتاب وتبارک المفصل فاذا فرغت من التشھد فاحمد اللہ واحسن الثناء علی اللہ وصل علی واحسن وعلی سائر النبیین و استغفر للمؤمنین والمؤمنات و لاخوانک الذین سبقوک بالایمان

اور دوسری رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور حٰمٓ الدخان پڑھو، اور تیسری رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور الٓمٓ تنزیل السجدہ، اور چوتھی رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور تبارک جو مفصل میں ہے۔ پھر جب تم تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی حمد پڑھو اور اللہ کی ثناء احسان کے ساتھ کرو اور مجھ پر درود پڑھو اور احسان پر عمل کرو (یعنی حضورِ قلب کے ساتھ) اور تمام انبیاء پر پڑھو اور استغفار کرو ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کے لئے اور اپنے اُن بھائیوں کے لئے جو ایمان لانے میں تم پر سبقت لے گئے۔ پھر اُس کے آخر میں کہو اللّٰھمّ ارحمنی بترک المعاصی الخ (ترجمہ) اے اللہ مجھ پر رحمت کر دے جس سے ہمیشہ معاصی سے بچا رہوں جب تک آپ مجھے زندہ رکھیں اور اے اللہ مجھ پر رحمت کر جس سے میں ایسی چیز کے پیچھے کلفت اُٹھانے سے بچوں جو مجھے فائدہ مند نہ ہو اور اس چیز کی طرف اچھی رغبت مجھے عطا فرما دیجئے جو آپ کو مجھ سے راضی کر دے۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے اور بہت بڑائی اور اکرام والے اور ایسی عزت والے جس سے آگے کوئی بڑھ نہیں سکتا، میں آپ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اے رحمٰن آپ کے جلال اور آپ کے نورِ ذات کے وسیلہ سے کہ اپنی کتاب کے حفظ کو میرے قلب کے ساتھ لازم کر دیجئے جیسا کہ آپ نے مجھے سکھایا اور مجھے یہ قوت بخش دیجئے کہ میں اُس کی تلاوت ایسے طور پر کروں جو آپ کو مجھ سے راضی کر دے۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے اور بہت بڑائی اور اکرام والے اور ایسی عزت والے جس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا میں آپ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اے رحمٰن آپ کے جلال اور

ثم قل فی آخر ذلک اللّٰھم ارحمنی بترک المعاصی ابدًا ما ابقیتنی و ارحمنی ان اتکلف ما لا یعنینی و ارزقنی حسن النظر فیما یرضیک عنی اللّٰھم بدیع السمٰوٰت والارض ذا الجلال والاکرام والعزۃ التی لا ترام اسألک یا اللّٰہ یا رحمٰن بجلالک ونور وجھک ان تلزم قلبی حفظ کتابک کما علمتنی و ارزقنی ان اتلوہ علی النحو الذی یرضیک عنی اللّٰھم بدیع السمٰوٰت والارض ذا الجلال والاکرام والعزۃ التی لا ترام اسألک یا اللّٰہ یا رحمٰن بجلالک ونور وجھک ان تنور بکتابک بصری وان تطلق بہ لسانی وان تفرج بہ عن قلبی وان تشرح بہ صدری وان تغسل بہ بدنی فانہ لا یعیننی علی الحق غیرک ولا یؤتیہ الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم یا ابا الحسن تفعل ذلک ثلث جمع او خمسًا او سبعًا تجب باذن اللّٰہ والذی بعثنی بالحق ما اخطأ مؤمنًا قط قال ابن عباس فواللّٰہ مالبث علی الا خمسًا او سبعًا حتی جاء رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی مثل ذلک المجلس فقال یا رسول اللّٰہ

آپ کے نورِ ذات کے وسیلہ سے کہ اپنی کتاب سے میری آنکھوں کو منور کر دے اور میری زبان کو اُس پہ گویا کر دے اور یہ کہ اُس کے ذریعہ سے میرے قلب سے انقباض کو ہٹا دے اور اس کے ذریعہ سے میرا سینہ کھول دے اور اس کے ذریعہ سے (گناہوں کی آلائش سے) میرے بدن کو دھو دے کیونکہ بلاشبہ میری حق پہ کوئی مدد نہ کرے گا آپ کے سوا اور مجھے حق کوئی نہ دے گا بجز آپ کے اور نہ کوئی لوٹنے کی جگہ ہے اور نہ قوت مگر اللہ بلند مرتبہ صاحب عظمت کی بارگاہ" اے ابوالحسن یہ تین یا پانچ یا سات جمعہ تک کرو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مقبول ہو جاؤ گے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق دیکر بھیجا ہے اس سے کسی مؤمن کو کبھی ناکامی نہ ہو گی۔ کہا ابن عباسؓ نے کہ واللہ علی کو زیادہ زمانہ نہیں گذرا بجز پانچ یا سات جمعہ کے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُسی طرح کی مجلس میں آئے اور کہا —— یارسول اللہ میرا حال پہلے یہ تھا کہ میں چار آیات یا اُن کے برابر یاد کرتا تھا پھر جب اُن کو میں اپنے دل میں پڑھتا تھا تو وہ نکل چکی ہوتی تھیں اور اب میں روزانہ چالیس آیات یا اُن کے برابر یاد کرتا ہوں تو جب میں اُن کو دُہراتا ہوں تو گویا کتاب اللہ میری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ اور میں پہلے حدیث سُنتا تھا تو جب میں اُس کو دُہراتا تھا تو وہ نکل چکی ہوتی تھی اور آج میں بہت سی احادیث کو سُنتا ہوں تو جب اُن کو بیان کرتا ہوں تو اُن میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم ابوالحسن کو کامل یقین ہو گیا ہے (تاثیر عمل کا) اور حفظِ سنت کے بارے میں آپ نے دُعا فرمائی

انی کنت فیما خلا لا آخذ الا اربع آیات ونحوہن فاذا قرأتہن علے نفسی تفلتن وانا اتعلم الیوم اربعین آیۃ ونحوہا فاذا قرأتہا علے نفسی فکانما کتاب اللہ بین عینی ولقد کنت اسمع الحدیث فاذا رددتہ تفلت وانا الیوم اسمع الاحادیث فاذا تحدثت بہا لم اخرم منہا حرفا فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک مؤمن ورب الکعبۃ ابا الحسن۔ ودر باب حفظ سنت دعا فرمود کہ بار خدایا اذن اورا اذن واعیہ گردان وبرای دفع رمد او دعا کردہ قال علی ما رمدت منذ تفل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عینی اخرجہ احمد ودر حق او این دعا فرمود اللہم اذہب حرہ وبردہ بعد ازین دعا در شتا لباس صیف ودر صیف لباس شتا میپوشید واز حر وبرد مضرت نمی کشید ویکبار وی مریض بود برای شفای او دعا فرمود فی الحال صحت یافت وچون باحضرت فاطمۃ زہرا رضی اللہ عنہا تزویج کرد دعا فرمود جعل اللہ منکما الکثیر الطیب وبارک فیکما قال انس فواللہ لقد اخرج اللہ منہما الکثیر

یا اللہ اس کے کانوں کو محفوظ رکھنے والے کان بنا دے۔ اور آشوب چشم کے دفع کے لئے آپ نے دعا کی ۔ علی رضؓ کا بیان ہے کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں پر تھتکارا تھا میری آنکھ نہیں دُکھی ۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اُن کے حق میں آپ نے یہ دعا فرمائی یا اللہ اس کی گرمی اور سردی کو دفع کر دیجئے۔ اس دعا کے بعد سردی کے موسم میں گرمی کا لباس اور گرمی کے موسم میں سردی کا لباس پہن لیا کرتے تھے اور گرمی اور سردی سے اُن کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی تھی ۔ اور ایک مرتبہ وہ بیمار تھے اُن کی شفا کے لئے آپ نے دعاء فرمائی تو فوراً تندرست ہو گئے۔ اور جب حضرت فاطمۃ زہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو آپ نے دعاء فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں سے بہت سے پاکیزہ نفوس پیدا کرے اور تم دونوں میں برکت کرے۔ انس کا قول ہے " تو واللہ حق تعالیٰ نے اُن دونوں سے بہت سے پاکیزہ نفوس نکالے " اور جب نماز عصر حضرت مرتضیٰ سے فوت ہو گئی تو آپ نے دعا کی یہاں تک کہ آفتاب لوٹ آیا۔ **بعد غروب آفتاب کا لوٹ آنا** (اس موقع پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے اپنی خاص سند تحریر فرمادی ہے) یہ حدیث پڑھی گئی ہمارے شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی کے سامنے اور میں اُن کے مکان پر جو ظاہر مدینہ منورہ میں ہے ۱۱۴۳ھ میں حاضر رہا تھا۔ کہا کہ مجھ کو خبر دی میرے والد شیخ ابراہیم بن الحسن کردی ثم المدنی نے ۔ کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ امام صفی الدین احمد بن محمد مدنی نے وہ روایت کرتے ہیں شمس الرملی سے ، وہ شیخ زین الدین زکریا سے ، وہ اعز الدین عبد الرحیم بن محمد الفرات سے ، وہ ابو الثناء محمود بن خلیفۃ المنبجی سے ، وہ

الطیب و چون نماز عصر از حضرت مرتضیٰ فوت شد دعا کرد تا آفتاب بازگشت قُرِئَ علٰے شیخنا ابی طاہر محمد بن ابراہیم الکردی المدنی و انا اسمع فی بیتہ بظاہر المدینۃ المشرفۃ ۱۱۴۳ھ قال اخبرنی ابی الشیخ ابراہیم بن الحسن الکردی ثم المدنی اخبرنا شیخنا الامام صفی الدین احمد بن محمد المدنی عن الشمس الرملی عن الشیخ زین الدین زکریا عن العز الدین عبد الرحیم بن محمد الفرات عن ابی الثناء محمود بن خلیفہ المنبجی عن الحافظ شرف الدین عبد المومن خلف الدمیاطی عن ابی الحسن علی بن الحسین ابن المقیر البغدادی عن الحافظ ابی الفضل محمد بن ناصر السلامی الحنبلی لسماعہ علی الخطیب ابی الطاہر محمد بن احمد بن محمد بن ابی الصقر الانباری ۴۴۳ھ بقراءتہ علی ابی البرکات احمد بن عبد الواحد بن الفضل بن نظیف بن عبد اللہ الفراء بمصر ۴۲۹ھ بسماعہ علی ابی محمد الحسن بن رشیق العسکری حدثنا ابو بشر محمد بن احمد بن حماد الانصاری

حافظ شرف الدین عبد المومن خلف الدمیاطی سے، وہ ابو الحسن علی بن الحسین بن المقیر البغدادی سے وہ حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر السلامی الحنبلی سے اپنے سماع کی خطیب ابو طاہر محمد بن احمد بن محمد بن ابی الصقر انباری سے ۴۴۳ھ میں اپنی قرأت کی شیخ ابو البرکات احمد بن عبد الواحد بن الفضل بن نظیف بن عبد اللہ الفراء کے سامنے مصر میں ۴۲۹ھ میں انہوں نے روایت کی اپنے سماع کی ابو محمد الحسن بن رشیق العسکری سے، کہا کہ ہم سے روایت کیا ابو بشر محمد بن احمد بن حماد انصاری دولابی نے، کہا کہ مجھ سے روایت کیا اسحٰق بن یونس نے، کہا کہ ہم سے روایت کیا سوید بن سعید نے، ان سے مطلب بن زیاد نے، اُن سے ابراہیم بن حبان نے، اُن سے عبد اللہ بن الحسن نے، اُن سے روایت کیا فاطمہ بنت الحسین نے اسماء بنت عمیس سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر علی رض کی گود میں تھا اور آپ کے اوپر وحی نازل ہو رہی تھی، تو جب آپ کو افاقہ ہو گیا تو آپ نے اُن سے کہا کہ اے علی کیا تم نے فرض نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے دُعاء کی کہ اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ علی آپ کے کام میں اور آپ کے رسول کے کام میں لگا ہوا تھا تو اس کیلئے سورج کو لوٹا دیجئے تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو لوٹا دیا، تو انہوں نے نماز پڑھی اور سورج غروب ہو گیا۔ اس حدیث کی قرأت کی گئی ہمارے شیخ ابو طاہر کے سامنے اور میں سُن رہا تھا، انہوں نے روایت کیا اپنے باپ شیخ ابراہیم کردی سے، انہوں نے احمد بن محمد مدنی سے جو قشاشی کے خطاب سے مشہور ہیں انہوں نے شمس محمد بن احمد بن حمزۃ الرملی سے۔ اُن کو اجازت ملی شیخ زین الدین زکریا

الدولابی قال حدثنی اسحٰق بن یونس
حدثنا سوید بن سعید عن المطلب
بن زیاد عن ابراہیم بن حبان عن
عبداللہ بن الحسن عن فاطمۃ
بنتِ الحسین عن اَسماء بنت عُمَیس
قالت کان رأسُ رسولِ اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فی حِجر علیؓ وکان
یُوحٰی الیہ فلما سُرِّیَ عنہ قال لہ
یا علیُّ صلیتَ الفرضَ قال لا قال
اللّٰھم انک تعلم انہ کانَ فی حاجتِک
وحاجۃِ رسولک فَرُدَّ علیہ الشمس
فَرَدَّہا علیہ فصلّٰی وغابت الشمس
قرئ علی شیخنا ابی طاہر وانا اسمع
عن ابیہ الشیخ ابراہیم الکردی عن
احمد بن محمد المدنی الشہیر
بالقشاشی عن الشمس محمد بن
احمد بن حمزۃ الرملی اجازۃً عن الشیخ
زین الدین زکریا عن ابن الفرات
عن عمر بن الحسن المَراغی عن
الفخر ابن البخاری عن ابی جعفر
الصیدلانی عن فاطمۃ بنت عبداللہ
الجوزدانیۃ عن ابی بکر محمد بن عبداللہ
الاصبہانی عن الحافظ ابی القاسم
سلیمان بن احمد الطبرانی فی الکبیر
حدثنا جعفر بن احمد بن سنان

سے، اُن کو ابن الفرات سے، اُن کو عمر بن الحسن مراغی سے
ان کو فخر ابن البخاری سے اُن کو ابو جعفر صدلانی سے انہوں
نے روایت کیا فاطمہ بنت عبداللہ جوزدانیہ سے، انہوں نے
ابوبکر محمد بن عبداللہ اصبہانی سے، انہوں نے حافظ ابوالقاسم
سلیمان بن احمد طبرانی سے کبیر میں، انہوں نے کہا ہم سے روایت
کیا جعفر بن احمد بن سنان الواسطی نے، کہا ہم سے روایت کیا
علی بن المنذر نے، کہا ہم سے روایت کیا محمد بن فضیل نے، کہا
ہم سے روایت کیا فضیل بن مرزوق نے ابراہیم بن الحسن
سے، انہوں نے فاطمہ بنت الحسین بن علی سے، انہوں نے اسماء
بنت عُمَیس سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر جب وحی آتی تھی تو آپ بے ہوشی کے قریب ہو جاتے تھے
تو آپ کے اوپر ایک دن وحی نازل کی گئی اور آپ کا سر علیؓ کی
گود میں تھا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اُٹھایا اور اُن سے کہا کہ کیا تو نے عصر
کی نماز ادا کر لی ہے اے علی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں یا رسول
اللہ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دُعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے
سورج کو لوٹا دیا یہاں تک کہ علی رضؓ نے عصر کی نماز پڑھ لی۔ اسماء
نے کہا کہ میں نے سورج کو خود دیکھا غائب ہو چکنے کے بعد جب
کہ وہ لوٹایا گیا اور علی نے عصر کی نماز پڑھی۔ حافظ جلال الدین
سیوطی اپنی کتاب "کشف اللبس فی حدیث رد الشمس"
میں کہا ہے کہ حدیث رد الشمس جو معجزہ ہے ہمارے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کا اُس کو صحیح کہا ہے امام ابوجعفر طحاوی
وغیرہ نے اور حافظ ابوالفرج ابن الجوزی نے زیادتی کی ہے
کہ اس کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دیا۔ اور اُن کے
شاگرد محدث ابوعبداللہ محمد بن یوسف دمشقی صالحی

الواسطی حدثنا علی بن المنذر حدثنا
محمد بن فضیل حدثنا فضیل بن مرزوق
عن ابراہیم بن الحسن عن فاطمۃ
بنت الحسین بن علی عن اسماء بنت
عمیس قالت کان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اذا نزل علیہ الوحی
یکاد یغشی علیہ فانزل علیہ یوما و
رأسہ فی حجر علی حتی غابت الشمس
فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رأسہ فقال لہ صلیت العصر یا علی
قال لا یا رسول اللہ فدعا اللہ تعالیٰ
فرد علیہ الشمس حتی صلی العصر
قالت فرأیت الشمس بعد ما غابت
حین ردت صلی العصر قال الحافظ
جلال الدین السیوطی فی جزء "کشف
اللبس فی حدیث رد الشمس" ان
حدیث رد الشمس معجزۃ لنبینا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم صححہ الامام
ابو جعفر الطحاوی وغیرہ و افرط
الحافظ ابو الفرج بن الجوزی
فاوردہ فی کتاب الموضوعات و
قال تلمیذہ المحدث ابو عبد اللہ
محمد بن یوسف الدمشقی الصالحی
فی جزء مزیل اللبس عن حدیث
رد الشمس اعلم ان ہذا الحدیث

نے اپنی کتاب "مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس" میں
کہا ہے جاننا چاہیئے کہ اس حدیث کی روایت طحاوی نے
اپنی کتاب شرح مشکل الآثار میں اسماء بنت عمیس
سے دو سندوں کے ساتھ کی ہے اور کہا کہ یہ دونوں حدیثیں ثابت
ہیں اور اُن کے راوی ثقہ ہیں۔ اور اُن کو نقل کیا ہے قاضی
عیاض نے شفاء میں اور حافظ ابن سید الناس نے "بشری
اللبیب" میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب
"الزہر الباسم" میں۔ اور اس کو صحیح کہا ہے ابو الفتح ازدی
نے اور حسن کہا ہے ابو زرعہ بن العراقی نے اور ہمارے شیخ
حافظ جلال الدین سیوطی نے "الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث
المشتہرۃ" میں اور کہا حافظ احمد بن صالح نے اور رد الشمس
کے تسلیم میں کیا رکاوٹ ہے، اہل علم کی راہ پہ چلنے والے کے
لئے مناسب نہیں ہے اسماء کی حدیث سے تخلف کرنا کیونکہ
یہ بہت بڑی علامات نبوت میں سے ہے۔ اور حفاظ حدیث نے
اعتراضات کئے ابن الجوزی کے اس حدیث کو کتاب الموضوعات
میں داخل کر دینے پر۔ اور اس کو طحاوی نے کتاب مشکل الآثار
میں دو سندوں کے ساتھ اخذ کیا ہے، اُن میں سے ایک
روایت فضیل بن مرزوق کی ہے جو مروی ہے ابراہیم
ابن الحسن سے انہوں نے روایت کیا فاطمہ بنت الحسین سے
جس طور پر ہم اس کو لکھ چکے ہیں اُس کے معنے کے ساتھ۔ اور
دوسری سند یہ ہے کہ ہم سے روایت کیا علی بن عبد الرحمن
ابن محمد بن المغیرہ نے کہا کہ ہم سے روایت کیا احمد بن صالح
نے، کہا کہ ہم سے روایت کیا ابن ابی فدیک نے، کہا مجھ سے
روایت کی موسیٰ نے عون بن محمد سے انہوں نے اپنی والدہ
ام جعفر سے انہوں نے اسماء بنت عمیس سے کہ رسول اللہ

رواه الطحاوی فی کتابہ شرح مشکل
الآثار عن اسماء بنت عمیس من
طریقین وقال ہذان الحدیثان ثابتان
ورواتہما ثقات ونقلہ قاضی عیاض
فی الشفاء والحافظ ابن سید الناس
فی بشری اللبیب والحافظ علاء الدین
مغلطائی فی کتابہ الزہر الباسم و
صحہ ابو الفتح الازدی وحسنہ ابوزرعۃ
بن العراقی وشیخنا الحافظ جلال
الدین السیوطی فی الدرر المنتثرۃ
فی الاحادیث المشتہرۃ۔ وقال الحافظ
احمد بن صالح وناہیک بہ لا ینبغی
لمن سبیلہ العلم التخلف عن حدیث
اسماء لانہ من اجل علامات النبوۃ
وقد انکر الحفاظ علی ابن الجوزی
ایرادہ الحدیث فی کتاب الموضوعات
تمت واخرجہ الطحاوی فی مشکل
الآثار من طریقین احدہما طریق
فضیل بن مرزوق عن ابراہیم
بن الحسن عن فاطمۃ بنت الحسین
نحو الذی کتبناہ بمعناہ والثانی
حدثنا علی بن عبد الرحمن بن محمد
بن المغیرۃ حدثنا احمد بن صالح حدثنا
ابن ابی فدیک حدثنی محمد بن
موسی عن عون بن محمد عن امہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز صہباء میں پڑھی (صہباء ایک
مقام کا نام ہے خیبر کے پاس) پھر علی رض کو کسی کام کے لئے بھیجا
وہ لوٹ کر آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ
چکے تھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر علی رض کی گود
میں رکھ لیا، تو علی نے ان کو حرکت نہ دی حتی کہ دھوپ غائب
ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعاء کی کہ اے اللہ آپ
کے بندے علی نے اپنے نفس کو روکا آپ کے نبی پر تو اس
کے اوپر سورج کی روشنی لوٹا دیجئے۔ اسماء نے کہا کہ پھر دھوپ
نکل آئی یہاں تک کہ پہاڑوں پر اور زمین پر پڑی۔ پھر علی
کھڑے ہوئے انہوں نے وضو کیا اور نماز عصر پڑھی پھر سورج
غائب ہوگیا اور یہ واقعہ صہباء عہ میں ہوا۔ کہا طحاوی نے کہ محمد بن
موسیٰ مدنی جو فطری کے نام سے مشہور ہے روایت میں مقبول
ہے اور عون بن محمد یہ عون بن محمد بن علی بن ابی طالب ہے اور
اس کی ماں ام جعفر ہے جو محمد بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی
ہے۔ پھر طحاوی نے معارضہ کیا اس حدیث کا اس حدیث سے
جو مرفوعاً ابو ہریرہ سے مروی ہے چند طرق سے کہ سوائے
یوشع کے سورج کو کسی کے لئے نہیں روکا گیا۔ اور جواب دیا
کہ یہ بات ممکن ہے کہ یوشع کے ساتھ مخصوص ہو اس کا روکا جانا
غائب ہونے سے، اور یہ لوٹایا جانا ہے بعد غائب ہونے
کے، پھر جواب کو رد کیا ایک حدیث سے جس کا لفظ یہ ہے
. تو اللہ نے اس (آفتاب) کو روک دیا اس کے یعنی یوشع
کے اوپر، حاصل کلام طحاوی ختم ہوا۔ اور علی رض کی حکمت اس سے کہیں
بڑھ کر ہے کہ ہم اس کا احصاء اور احاطہ کر سکیں اور اس کا احصاء کیسے ممکن ہے جبکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی
اس کا دروازہ ہے۔ لیکن کچھ تھوڑا سا حصہ زیر قلم لاتے ہیں۔

عہ صہباء ایک مقام کا نام ہے جو خیبر سے ایک منزل کے فاصلہ پر تھا ۱۲

ام جعفر عن اسماء ابنة عميس ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى الظهر بالصهباء ثم ارسل عليا في حاجة فرجع وقد صلى النبي صلى الله عليه وسلم العصر فوضع النبي صلى الله عليه وسلم رأسه في حجر علي فلم يحركه حتى غابت الشمس فقال النبي صلى الله عليه وسلم اللهم ان عبدك عليا احتبس بنفسه على نبيك فرد عليه شرقها قالت اسماء فطلعت الشمس حتى وقعت على الجبال وعلى الارض ثم قام علي فتوضأ وصلى العصر ثم غابت وذلك في الصهباء قال الطحاوي محمد بن موسى المدني المعروف بالفطري وهو محمود في روايته وعون بن محمد هو عون بن محمد بن علي بن ابي طالب وامه هي ام جعفر ابنة محمد بن جعفر بن ابي طالب ثم عارض الحديث بما روي من طرق عن ابي هريرة رفعه لم يحتبس الشمس على احد الا ليوشع واجاب بانه يمكن ان يكون المخصوص بيوشع حبسها عن الغيبوبة وهذا ردها بعد الغيبوبة ثم رد الجواب بحديث لفظه فحبسها الله عليه اي

روایت کیا ابو بکر نے ابو اسحٰق سے، کہا کہ علی رضؓ نے فرمایا کہ چند کلمات ہیں اگر ان کی طلب میں تم سفر کرو اپنی سواریوں پر تو ان کا مغز گھلا دوگے پہلے اس سے کہ ان کے جیسے حاصل کرنے میں تم کو کامیابی ہو۔ (وہ یہ ہیں):

ملفوظات حضرت علی کرم اللہ وجہہا

بندہ کو اپنے رب کے سوا کسی سے اُمید نہ باندھنی چاہیئے اور نہ ڈرنا چاہیئے مگر اپنے گناہ سے۔ اور جو شخص نہیں جانتا وہ سیکھنے سے شرم نہ کرے۔ اور جس شخص سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کو نہ جانتا ہو تو وہ اللہ اعلم کہنے سے شرم نہ کرے۔ اور جان لو کہ صبر کا مرتبہ ایمان کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا سر کا مرتبہ جسم کے مقابلہ میں تو جب سر جائے گا تو جسم بھی جاتا رہے گا اسی طرح جب صبر جائے گا تو ایمان بھی جاتا رہے گا۔ اور مروی ہے زبید بن الحارث سے وہ روایت کرتے ہیں بنی عامر کے ایک شخص سے کہا کہ فرمایا علی رضؓ نے کہ مجھے تم پر دو برائیوں کا اندیشہ ہے طولِ امل (اُمید کا طویل) اور نفسانی خواہش کا اتباع۔ فرمایا کہ طولِ امل آخرت کو بھلا دیتا ہے اور بلاشبہ خواہش نفس کا اتباع حق سے روک دیتا ہے اور یقیناً دنیا (کا یہ حال ہے کہ وہ) پیٹھ پھیر کر رخصت ہو رہی ہے اور آخرت سامنے آتی جا رہی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے اولاد ہے تو تم کو چاہیئے کہ آخرت کی اولاد ہو۔ کیونکہ آج عمل ہے حساب نہیں، اور کل حساب ہوگا عمل نہ ہوگا۔ اور مروی ہے حسن سے کہا کہ فرمایا علی رضؓ نے کہ خوش حالی ہے اُس بندے کے لیئے جو گمنام ہو اُس نے لوگوں کو پہچانا اور لوگوں نے اُسے نہ پہچانا اور اللہ نے اُس کو پہچانا کہ وہ اُس کی رضا جوئی میں ہے۔ ایسے لوگ ہدایت کے چراغ ہیں، ہر اندھیری والا

علے یوشح انتہٰے حاصل کلام
اللطاوی وحکمت او بیش از ان
است کہ باحصاء در آید وچگونہ میسر
شود احصاء آن حالانکہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم فرمودہ باشند
انا مدینۃ العلم وعلیٌّ بابہا لیکن
قدری میسر بتعلم آریم۔ اخرج ابوبکر
عن ابی اسحٰق قال قال علیؓ کلمات
لو رحلتم المطی فیہنّ لانفیتموہنّ
قبل ان تدرکوا مثلہنّ لا یرجع عبدٌ
الا ربّہ ولا یخف الا ذنبہ۔ ولا یستحیی
من لا یعلم ان یتعلّم۔ ولا یستحیی من
اذا سئل عما لا یعلم ان یقول اللہ
اعلم واعلموا ان منزلۃ الصبر من
الایمان کمنزلۃ الرأس من الجسد فاذا
ذہب الرأس ذہب الجسد و
اذا ذہب الصبر ذہب الایمان
وعن زید بن الحارث عن رجل من
بنی عامر قال قال علی انما اخاف علیکم
اثنتین طول الامل واتباع الہوٰی
قال طول الامل ینسی الآخرۃ
وان اتباع الہوٰی یصدّ عن الحق
وان الدنیا قد ترحّلت مدبرۃ و
انّ الآخرۃ قد جاءت مقبلۃ
ولکل واحدۃ منہا بنون فکونوا من

فتنہ ان کی برکت سے دفع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی
رحمت میں داخل کرتا ہے وہ راز کو فاش کرنے والے پیٹ
کے ہلکے نہیں ہوتے اور نہ جلد باز (آگے چلنے والے) ریاکاری
کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے
کہا کہ علیؓ بن ابی طالب جب کوئی سریہ بھیجتے اور تو اس پر
کسی شخص کو امیر بناتے تو اس کو نصیحت کرتے اور فرماتے کہ
میں تجھ کو اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں تجھے اس سے
ملنا ضرور ہی ہوگا۔ اور اس کے علاوہ اور کوئی تیرا منتہیٰ نہ ہوگا
وہ دنیا اور آخرت کا مالک ہے اور تجھ پر لازم ہے کہ ایسی چیز
کو اختیار کرے جو تجھے اللہ سے قریب کرے کیونکہ اس چیز
میں جو اللہ کے پاس ہے بدلہ ہے دنیا (میں کئے ہوئے
اعمال) کا۔ اور مروی ہے زید بن وہب سے کہ بعض نے علیؓ
پر ان کے لباس کے بارے میں عیب لگایا، تو آپ نے فرمایا
کہ مومن مقتدیٰ ہوتا ہے اس حال میں کہ قلب خشوع کرے
(لباس سے مقتدیٰ نہیں بنتا بلکہ قلب سے بنتا ہے)۔ اور
مروی ہے عمرو بن کثیر حنفی سے وہ روایت کرتے ہیں علیؓ
سے کہ فرمایا کہ غصہ کو ضبط کرو اور ہنسنا کم کرو اس سے قلوب
نہیں بگڑتے۔ اور حارث روایت کرتے ہیں علی سے کہ فرمایا
کہ جس نے ایمان اور قرآن کو جمع کیا اس کی مثال ترنج کی
سی ہے، خوشبودار بھی اور خوش مزہ بھی اور جس نے نہ ایمان کو جمع
کیا اور نہ قرآن کو جمع کیا وہ مثل اندرائن کے ہے بدبودار اور
بدمزہ۔ اور مروی ہے محمد بن عمرو بن علی سے کہا کہ علیؓ سے
کہا گیا کہ اے ابوالحسن آپ کا یہ کیا حال ہے کہ آپ قبرستان
کے مجاور ہوگئے ہیں فرمایا کہ میں ان کو صادق پڑوسی پاتا ہوں
برائی سے روکتے ہیں اور آخرت کو یاد دلاتے ہیں۔ ان تمام

ابناؤ الآخرۃ فان الیوم عمل ولا حساب وغدًا حساب ولا عمل۔ وعن الحسن قال قال علی طوبے لکل عبد نومۃ عرف الناس ولم یعرفہ الناس وعرفہ اللہ منہ برضوان اولئک مصابیح الہدی یجلے عنہم کل فتنۃ مظلمۃ ویدخلہم فی رحمتہ لیس اولئک بالمذاییع البذر ولا بالجفاۃ المرائین وعن عطاء بن ابی رباح قال کان علی بن ابی طالب اذا بعث سریۃ ولّی امرہا رجلاً فاوصاہ فقال اوصیک بتقوی اللہ لابد لک من لقائہ ولا منتہی لک دونہ یملک الدنیا والآخرۃ وعلیک بالذی یقربک الی اللہ فانّ فیما عند اللہ خلفًا من الدنیا و عن زید بن وہب انّ بعجۃ عاب علیا فی لباسہ فقال یقتدی المؤمن و یخشع القلب۔ وعن عمرو بن کثیر الحنفی عن علی قال اکظموا الغیظ و اقلوا الضحک لا تمجّ القلوب وعن الحارث عن علی قال مثل الذی جمع الایمان و القرآن مثل الاترجۃ الطیبۃ الریح الطیبۃ الطعم و مثل الذی لم یجمع الایمان ولم یجمع القرآن مثل حنظلۃ خبیثۃ الریح

احادیث کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور صواعق میں آنحضرت کرم اللہ وجہہ کے ارشادات میں سے ہے کہ

کلمات حکمت جن میں سے بہت سے ضرب المثل بن چکے ہیں

لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں، جب مرتے ہیں تو جاگتے ہیں۔ لوگ اپنے زمانہ میں کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے باپ دادا سے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔ اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہوگا۔ وہ شخص ہلاک نہیں ہوا جس نے اپنا مرتبہ پہچان لیا۔ آدمی اپنی اچھی قیمت خود بناتا ہے۔ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا تو اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہوتا ہے۔ جس کی زبان شیریں ہوگی اُس کے دوست بہت ہوں گے۔ نیکی سے آزاد کو بھی غلام بنا لیا جاتا ہے۔ بخیل کے مال کو بشارت دے دو کسی حادثہ کی یا کسی وارث کی۔ اِس کو نہ دیکھو کہ کس نے کہا، یہ دیکھو کیا کہا۔ مصیبت کے وقت گھبرا جانا مصیبت (کو بڑھا کر) مکمل کر دیتا ہے۔ فتح مندی بغاوت کے ساتھ فتح مندی نہیں ہے۔ تکبر کے ہوتے ہوئے کوئی چیز نہیں۔ (کھانے کی) بڑھی ہوئی حرص اور بد ہضمیوں کے ہوتے ہوئے صحت کا کوئی وجود نہیں۔ شرافت بدتمیزی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔ حسد کے ہوتے ہوئے راحت نہیں ملتی۔ انتقام کے جذبہ کے ساتھ سرداری جمع نہیں ہوتی۔ درستی رائے ترکِ مشورہ کے بعد نہیں ملتی۔ بہت جھوٹ بولنے والے کی مروت نہیں چاہئے۔ کوئی بزرگی تقوے سے اونچا مرتبہ نہیں رکھتی۔ توبہ سے زیادہ نجات دینے والا کوئی سفارشی نہیں۔ عافیت سے زیادہ خوبصورت کوئی لباس نہیں۔ بیکار کر دینے والا جہل سے

خبيثة الطعم - وعن محمد بن عمرو
بن علي قال قيل لعلي ما شانك
يا ابا حسن جاورت المقبرة قال اني اجدهم
جيران صدق يكفون السيئة و
يذكرون الآخرة - اخرج هذه الاحاديث
كلها ابوبكر بن ابي شيبة - وفي الصواعق
من كلامه كرم الله وجهه الناس نيام
اذا ماتوا انتبهوا - الناس بزمانهم
اشبه منهم بآبائهم - لو كشف الغطاء
ما ازددت يقينا - ما هلك امرء عرف
قدره - قيمة كل امرء ما يحسنه - من
عرف نفسه فقد عرف ربه - المرء
مخبوء تحت لسانه - من عذب لسانه
كثر اخوانه - من البر يستعبد الحر
بشر مال البخيل بحادث او وارث
لا تنظر الذي قال انظر الى ما قال
الجزع عند البلاء تمام المحنة - لا ظفر
مع البغي - لا ثناء مع الكبر - لا صحة
مع النهم والتخم - لا شرف مع سوء
الادب - لا راحة مع الحسد - لا سودد
مع الانتقام - لا صواب مع ترك
المشورة - لا مروة للكذوب - ولا كرم
اعز من التقى - لا شفيع انجح من التوبة
لا لباس اجمل من العافية - لا داء
اعيى من الجهل - رحم الله امرءً قدرف

بڑا کوئی مرض نہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہے ایسے شخص پر جو
اپنے مرتبہ کو پہچانے اور اپنی وضع سے آگے نہ بڑھے۔ معذرت
کو بار بار لوٹانا گناہ (قصور) کو یاد دلانا ہے۔ بھرے مجمع میں
نصیحت کرنا دوسرے کو رسوا کرنا ہے۔ جاہل کی نعمت کوڑے
پر پھلواری جیسی ہے۔ گھبراہٹ صبر سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی
ہے۔ سب سے بڑا دشمن وہ ہے جس کا مکر سب سے زیادہ چھپا
ہوا ہو۔ حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ تمام عیبوں کی برائیوں
کا جامع بخل ہے۔ جب مقدرات واقع ہوتے ہیں تو تدابیر
بیکار ہو جاتی ہیں۔ شہوات کا بندہ زیادہ ذلیل ہوتا ہے غلامی
والے بندے سے۔ حاسد غیظ و جلن میں مبتلا رہتا ہے اُس
شخص کے اُوپر جس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ گنہگار کی سفارش
کے لئے گناہ کافی ہے۔ سعادت مند وہ ہے جو غیر کے حال سے
عبرت حاصل کرے۔ احسان (بدگوئی کرنے والے کی) زبان
کاٹ دیتا ہے۔ ہر فقر سے بڑھا ہوا فقر "حماقت" ہے بہتر
تونگری سے بڑھی ہوئی تونگری عقل ہے۔ لالچی ذلت کی
بندش میں ہوتا ہے۔ یہ تعجب کی بات نہیں کہ مرنے والا
کیسے مر گیا، تعجب کی بات یہ ہے کہ بچنے والا کیسے بچا۔ عقلوں
کے پچھڑنے کے اکثر مقامات لالچوں کی چمک کے نیچے ہوتے
ہیں۔ جب تمہارے پاس نعمتیں پہنچیں تو جو نعمت ابھی دور ہے
اُس کو شکر میں کمی کر کے نہ بھگاؤ۔ جب تو اپنے دشمن پر قادر
ہو جائے تو اُس پر قادر ہو جانے کا شکر اُس کو معاف کر دینے
کی صورت میں ادا کر۔ کسی نے اپنے دل میں کوئی بات نہیں
چھپائی مگر وہ ظاہر ہو کر رہی اُس کی زبان سے اچانک نکلنے
والے کلمات سے اور اُس کے چہرے کے صفحات پر۔ بخیل آدمی
عجلت کے ساتھ تنگدستی کو بلا لیتا ہے جب کہ دنیا میں

قدرہ ولم یتخذ طورہ - اعادۃ الاعتذار
تذکر بالذنب - النصح بین الملأ تقریع
نعمۃ الجاہل کروضۃ علی مزبلۃ - الجزع
اتعب من الصبر - اکثر الاعداء
اخفاہم مکیدۃ - الحکمۃ ضالۃ المؤمن
البخل جامع لمساوی العیوب - اذا
کثرت المقادیر ضلت التدابیر - عبد
الشہوۃ اذل من عبد الرق - الحاسد
مغتاظ علی من لا ذنب لہ - کفی بالذنب
شفیعا للمذنب - السعید من وعظ
بغیرہ - الاحسان یقطع اللسان - افقر
الفقر الحمق - اغنی الغنی العقل
الطامع فی وثاق الذل - لیس العجب
ممن ہلک کیف ہلک العجب ممن نجا
اکثر مصارع العقول تحت بروق الاطماع
اذا وصلت الیکم النعم فلا تنفروا اقصاہا
بقلۃ الشکر - اذا قدرت علی عدوک
فاجعل العفو عنہ شکر القدرۃ علیہ
ما اضمر احد شیئا الا ظہر فی فلتات
لسانہ وعلی صفحات وجہہ - البخیل
یستعجل الفقر ویعیش فی الدنیا
عیش الفقراء ویحاسب فی الآخرۃ
حساب الاغنیاء - لسان العاقل وراء
قلبہ وقلب الاحمق وراء لسانہ - العلم
یرفع الوضیع والجہل یضع الرفیع

کی زندگی گذارتا ہے اور آخرت میں اُس سے ایسا محاسبہ ہوگا
جیسا اغنیاء سے کیا جائے گا۔ عقلمند کی زبان اُس کے قلب
کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا قلب اُس کی زبان کے پیچھے ہوتا
ہے۔ علم کم مرتبہ شخص کو اُوپر اُٹھا دیتا ہے اور جہل بلند مرتبہ
شخص کو نیچے گرا دیتا ہے۔ علم مال سے بہتر ہے، علم تیری پہرہ
داری کرتا ہے اور تو مال کی پہرہ داری کرتا ہے، علم حاکم ہے
اور مال محکوم علیہ۔ میری کمر ٹوٹتی ہے (یعنی مجھے سخت اندیشہ
ہے) ایسے عالم سے جو محرمات کا ارتکاب کرتا ہو اور
ایسے جاہل سے جو طریق زہد پر چلتا ہو۔ یہ (عالم) فتوے
دے گا اور اپنے ناجائز عمل سے لوگوں کو (شریعت پر عمل
کرنے سے) گریزاں کرے گا۔ اور یہ (جاہل) لوگوں کو گمراہ کرے
گا اپنے طریق زہد سے۔ سب سے زیادہ کم قیمت وہ لوگ
ہیں جو اُن میں سب سے زیادہ کم علم ہیں کیونکہ ہر شخص کی
قیمت وہ ہوتی ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے۔ اور آپ کی

کرامات

میں سے جن کو صاحب الریاض نے اصبغ سے
روایت کیا ہے کہا کہ ہم علی رض کے ساتھ آئے،
جب ہم اُس جگہ سے گذرے جو حسین رض کی قبر کی جگہ ہے تو علی رض
نے کہا کہ یہاں اُن کی سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ ہوگی اور
یہاں اُن کے ٹھکانے ہوں گے۔ اور یہاں اُن کے خون بہنے کی
جگہ ہوگی۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ جوان ہوں گے
جو اس میدان میں قتل کئے جائیں گے۔ پھر اُن پر آسمان اور
زمین روئیں گے۔ اور مروی ہے جعفر بن محمد سے وہ روایت
کرتے ہیں اپنے باپ سے، کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کے سامنے
دو شخص جن میں جھگڑا تھا پیش کئے گئے تو آپ ایک دیوار
کی جڑ میں بیٹھ گئے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین

العلم خیرٌ من المال۔ العلم یحرسک وانت تحرس المال۔ العلم حاکمٌ والمال محکوم علیہ۔ قصم ظہری عالمٌ متہتکٌ وجاہلٌ متنسکٌ ھذا ینفر الناس بتہتکہ وھذا یضل الناس بتنسکہ۔ اھل الناس قیمۃً اقلھم علماً او قیمۃ کل امرءٍ ما یحسنہ ومن کراماتہ ما ذکرہ صاحب الریاض عن الاصبغ قال اتینا مع علیؓ فررنا بموضع قبر الحسین فقال علیؓ ہٰہنا مناخ رکابہم وہٰہنا موضع رحالہم وہٰہنا مہراق دمائہم فتیۃٌ من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقتلون بہذہ العرصۃ فیبکی علیہم السماءُ والارض۔ وعن جعفر بن محمد عن ابیہ قال عرض لعلیؓ رضی اللہ عنہ رجلان فی خصومۃٍ فجلس فی اصل جدارٍ فقال رجلٌ یا امیر المؤمنین الجدارُ یقعُ فقال لہ علیؓ امضِ کفی باللّٰہِ حارسًا فقضی بین الرجلین فقام فسقط الجدارُ۔ وعن الحارث قال کنت مع علی بن ابی طالب بصفین فرأیتُ بعیرًا من اہل الشام جاء وعلیہ راکبٌ وثقلہ فالقٰی ما علیہ وجعل یتخلل الصفوف حتی انتہٰی الی علیؓ فوضع

دیوار گرنے والی ہے، تو اُس سے علی رضؓ نے فرمایا کہ تو اپنا بیان سُنائے جا اللہ ہماری حفاظت کے لئے کافی ہے۔ پھر آپ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیا اور اُٹھ گئے پھر دیوار گر پڑی۔ اور مروی ہے حارث سے کہا کہ میں علی بن ابی طالب کے ساتھ صفین میں تھا تو میں نے اہل شام کے ایک اونٹ کو دیکھا کہ وہ آیا اور اُس کے اُوپر اُس کا سوار اور اُس کا سامان بھی تھا تو اونٹ نے جو کچھ اُس کے اوپر تھا گرا دیا اور صفوں کے درمیان گھستا چلا گیا یہاں تک کہ علی رضؓ کے پاس پہنچ کر رُکا اور اپنے لب کو علی رضؓ کے سر اور کندھے کے درمیان رکھ کر اُن کو اپنی گردن کے نیچے کے حصہ سے ہلانے لگا۔ تو علی رضؓ نے فرمایا کہ واللہ یہ علامت ہے میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان۔ کہا کہ اُس دن لوگوں نے بہت کوشش کی اور شدید جنگ ہوئی۔ اور علی بن زاذان سے مروی ہے کہ علی رضؓ نے ایک حدیث بیان کی تو اُن کو ایک شخص نے جھٹلایا۔ تو علی رضؓ نے کہا کہ اگر میں سچا ہوں تو تجھ پر بددعا کرتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ ہاں۔ تو آپ نے اُس پر بددُعا کی تو وہ لوٹنے نہ پایا کہ اُس کی بینائی جاتی رہی۔ اور مروی ہے ابوذر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو بلانے کے لئے مجھے بھیجا۔ میں اُن کے گھر پہنچا اور اُن کو پکارا تو اُنہوں نے مجھے جواب نہ دیا میں نے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ پھر جاکر اُن کو پکارو وہ گھر میں موجود ہیں۔ کہا پھر میں نے مکان پر جاکر اُن کو پکارا تو میں نے چکی پیسے جانے کی آواز سُنی۔ پھر میں نے دیوار کے اُوپر سے جھانکا تو دیکھتا کیا ہوں کہ چکی گھوم رہی ہے اور اُس کے پاس کوئی موجود نہیں ہے۔ پھر میں نے اُن کو آواز دی تو وہ میرے پاس شگفتگی کے ساتھ

مشفرۃ ما بین رأسہ علی و منکبہ و
جعل یکبر کبرا یکبر اللہ فقال علی و اللہ
انہا لعلامۃ بینی و بین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال فجد الناس
فی ذلک الیوم و اشتد قتالہم۔ و
عن علی بن زاذان ان علیا حدث
حدیثا فکذبہ رجل فقال علی ادعو
علیک ان کنت صادقا قال نعم
فدعا علیہ فلم ینصرف حتی ذہب بصرہ
و عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال بعثنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعو
علیا فاتیت بیتہ فنادیتہ فلم یجبنی
فعدت فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال لی عد الیہ ادعہ فانہ
فی البیت قال فعدت انادیہ فسمعت
صوت رحی تطحن فشارفت فاذا
الرحی تطحن ولیس معہا احد فنادیتہ
فخرج الی منشرحا فقلت لہ ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعوک
فجاء ثم لم ازل انظر الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و ینظر الی ثم
قال یا اباذر ما شانک فقلت یا رسول
اللہ عجبت من العجب رأیت رحی
تطحن فی بیت علی ولیس معہا احد
یدیرہا فقال یا اباذر ان للہ ملائکۃ

باہر آئے تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بلا رہے ہیں۔ تو وہ آگئے۔ پھر میں برابر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا رہا اور آپ
مجھے دیکھتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذر کیا بات ہے؟ میں
نے کہا کہ میں ایک عجیب بات سے حیرت میں ہوں۔ میں
نے ایک چکی دیکھی جو علی کے مکان میں آٹا پیس رہی ہے۔
اور اُس کے پاس کوئی اُس کو چلانے والا نہیں۔ تو آپ نے
فرمایا اے ابوذر اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں
پھرتے رہتے ہیں اور وہ مقرر کر دیئے گئے ہیں آل محمد کی
امداد پر۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور مروی ہے فضالہ بن ابی
فضالہ سے کہا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ ینبع کے لئے
روانہ ہوا علی رضہ کی عیادت کے لئے اور وہ بیمار تھے تو میرے
باپ نے اُن سے کہا کہ اس طرح کے مقام میں آپ نے کس
وجہ سے قیام کر رکھا ہے۔ اگر آپ کا انتقال ہو گیا تو یہاں
آپ (کی تکفین و تدفین وغیرہ) کا ذمہ دار کوئی نہ ہوگا بجز
ان اعراب یعنی جہینہ کے دیہاتیوں کے تو مدینہ کی طرف
چلئے کہ اگر وقت مقدر تم پر آجائے تو آپ کے اصحاب آپ
کے کام کے والی بنیں اور وہ آپ کی نماز (جنازہ) پڑھیں۔ اور
ابو فضالہ اہل بدر میں سے تھے۔ تو علی رضہ نے کہا کہ میں اس
بیماری سے مرنے والا نہیں ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھ پر واضح کر دیا ہے کہ میں نہیں مروں گا
تا آنکہ مجھ پر وار کیا جائے پھر خضاب کی جائے یہ یعنی اُن
کی داڑھی اُس سے یعنی اُن کے سر (کے خون) سے پھر قتل
کئے گئے ابو فضالہ اُن کے ساتھی ہو کر صفین میں۔ اور
روایت کیا ابو عمر نے عبیدہ سے کہا کہ علی جب ابن ملجم

سیاحین فی الارض وقد ذکلوا
بعوثۃ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وعن فضالۃ بن ابی فضالۃ قال
خرجت مع ابی الی ینبع عائدا
لعلی وکان مریضا فقال لہ ابی
ما یسکنک بمثل ھذا المنزل لو ہلکت
لم یلک الا الاعراب اعراب جھینۃ
فاحمل الی المدینۃ فان اصابک
بہا قدر ولیک اصحابک وصلوا
علیک وکان ابو فضالۃ من اہل بدر
فقال علی انی لست بمیت من وجعی
ہذا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عہد الی ان لا اموت حتی اضرب
ثم تخضب ہذہ یعنی لحیتہ من ہذہ
یعنی ہامتہ فقتل ابو فضالۃ معہ
بصفین۔ واخرج ابو عمر عن عبیدۃ
قال کان علی اذا رأی ابن ملجم قال
ع اُرید حیاتہ ویرید قتلی ؛ عذیرک
من خلیلک من مراد ؛ وکان علی کثیرا
ما یقول ما یمنع اشقاہا او ما ینتظر اشقاہا
ان یخضب ہذہ من دم ہذا و یقول
واللہ لیخضبن ہذہ من دم ھذا
ویشیر الی لحیتہ و رأسہ خضاب
دم لا خضاب عطر ولا عبیر و نصیب
او از احیاء علوم دینیہ آن است

کو دیکھتے تھے تو یہ شعر پڑھتے تھے ع اُرِیدُ حَیَاتَہٗ
الخ یعنی میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا
ارادہ کرتا ہے۔ قبیلۂ مراد سے کسی اپنے دوست کو جو تیری
طرف سے عذر کرے لے آ" اور علی رض اکثر یہ کہا کرتے کوئی نہ
روکے گا امت کے سب سے بڑے بدبخت کو یا نہیں انتظار
کرے گا اس امت کا سب سے بڑا بدبخت اس کام سے کہ وہ
اس کا خضاب اس کے خون سے کرے۔ اور کہتے کہ واللہ ضرور
خضاب کی جائے گی یہ، اس کے خون سے۔ اور اشارہ کرتے
اپنی ڈاڑھی اور اپنے سر کی طرف خون کا خضاب۔ نہ کہ عطر اور
عنبر ملا ہوا خضاب۔ اور آن کا حصہ علوم دینیہ کے احیاء
میں یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی موجودگی میں ہی جمع کیا اور اس کو ترتیب دیا تھا لیکن تقدیر
اس کے شائع ہونے کی معاون نہ ہوئی۔ ابو عمر نے محمد بن کعب
القرظی سے روایت کیا ہے، کہا کہ جن لوگوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں قرآن جمع کر لیا تھا ان
میں سے عثمان بن عفان ہیں اور علی بن ابی طالب رض عبداللہ
بن مسعود مہاجرین میں سے اور سالم مولی ابی حذیفہ بن عتبہ
بن ربیعہ جو مہاجرین کے مولی تھے خود مہاجرین میں سے
نہ تھے۔ اور پھر تابعین میں کی ایک جماعت نے ان سے
قرآن کو روایت کیا ہے اور اس جمع کی روایت اب تک
باقی ہے۔ بغوی نے شرح السنہ میں کہا ہے کہ مشہور
قراء نے اپنی قراءت کی سند کو صحابہ تک پہنچایا ہے۔
عبداللہ بن کثیر اور نافع نے سند پہنچائی ابی بن کعب کی
طرف اور عبداللہ بن عامر نے سند پہنچائی عثمان بن عفان
کی طرف۔ اور عاصم نے سند پہنچائی علی رض اور عبداللہ بن

کہ جمع کرد قرآن را بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ترتیب دادہ بود آن را لیکن تقدیر مساعد شیوع آن نشد۔ اخرج ابو عمر عن محمد بن کعب القرظی قال کان ممن جمع القرآن علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہو حی عثمان بن عفان و علی بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود من المہاجرین وسالم مولے ابی حذیفۃ بن عتبۃ بن ربیعۃ مولی لہم لیس من المہاجرین۔ و بازجمعی از تابعین قرآن را از وی روایت کردہ اند و در روایت آن جمع تا حال باقی است۔ قال البغوی فی شرح السنۃ والقراء المعروفون اسندوا قراءتہم الی الصحابۃ فعبداللہ بن کثیر و نافع اسندا الی ابی بن کعب عبداللہ بن عامر اسند الی عثمان بن عفان و اسند عاصم الی علی وعبداللہ بن مسعود و زید و اسند حمزۃ الی عثمان و علی و ہؤلاء قرؤا علے النبی صلی اللہ علیہ وسلم فثبت ان القرآن کان مجموعا محفوظا کلہ فی صدور الرجال ایام حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ودی

مسعود اور زید کی طرف، اور حمزہ نے سند پہنچائی عثمان اور علی کی طرف اور اُن سب نے پڑھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ تو ثابت ہوا کہ قرآن جمع شدہ تھا اور سب کا سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں محفوظ تھا لوگوں کے سینوں میں، اور آنجناب رضی اللہ عنہ حفاظ حدیث اور مُکثرین صحابہ میں سے ہیں۔ ظاہر نظر میں آپ سے چھ سو کے قریب احادیث مرفوعہ احادیث کی کتب معتبرہ میں مذکور ہیں اور در حقیقت آپ کی مرفوعات ایک ہزار سے زیادہ ملحق ہے اور اس مبحث کو ہم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ذکر کر چکے ہیں اُس کا پھر مطالعہ کر لیا جائے۔ اور بعض ابواب حدیث ایسے ہیں کہ اُن سے پہلے اُن کی روایت کسی نے نہیں کی اُس باب کے فاتح اول بھی وہی ہیں۔ اُن میں سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ منورہ کا بیان اور اوقات شب و روز کے مشاغل آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ ترمذی نے کتاب شمائل میں حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کی روایت سے ایک حدیث طویل ذکر کی ہے اور بعض روایات ضعیف میں آیا ہے مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ یہود حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور اُنہوں نے کہا کہ ہم سے اپنے صاحب کی صفات بیان کرو۔ تو آپ نے کہا کہ اے جماعت یہود میں اُن کے ساتھ غار میں اس طرح رہا جیسے یہ میری دونوں انگلیاں اور میں اُن کے ساتھ جبل حرا پر چڑھا اس طرح کہ ہم ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے لیکن (اتنے قرب کے باوجود) آپ کے اوصاف کو بیان کرنا کٹھن بات ہے البتہ یہ علی بن ابی طالب موجود ہیں اُن سے پوچھو۔ تو وہ لوگ علیؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ

رضی اللہ عنہ از حفاظ حدیث و از
مکثرین صحابہ است در ریاض النضر
قریب ششصد حدیث در کتب
معتبرہ از احادیث مرفوعۂ وی رضی اللہ
عنہ مذکور است و فی الحقیقت مرفوعات
او از ہزار بیشتر می توان یافت و این
مبحث را در مناقب فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ مذکور کردیم فراجع۔ و
بعض الباب حدیث کہ پیش از وی
روایت نکردہ بودند او فاتح اول آن
باب است۔ از آنجملہ بیان حلیہ
منورۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وگذران اوقات شب و روز ہے
آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام ترمذی
در کتاب شمائل بروایت حضرت حسنین
رضی اللہ عنہما حدیثی طویل آوردہ و
در بعض روایت ضعیف آمدہ۔ عن
ابن عمران الیہود جاؤا الی ابی بکر
فقالوا صف لنا صاحبک فقال معشر
الیہود لقد کنت معہ فی الغار کاصبعیّ
ہاتین ولقد صعدت معہ جبل حراء
وان خنصری لفی خنصرہ ولکن الحدیث
عنہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید و ہذا
علی بن ابی طالب فأتوا علیاً فقالوا
یا باالحسن صف لنا ابن عمک فقال

اے ابوالحسن ہم سے اپنے ابن عم کے اوصاف بیان کرو۔ تو
آپ نے کہا کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موزونیت کی
حد سے گذر جانے والے دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قد کہ ایک عضو
دوسرے میں داخل ہو۔ آپ درمیانہ قد سے کچھ بلند تھے سفید
رنگ جو سرخی کی جھلک لئے ہوئے تھا، لہریئے دار بال جو
گھونگریالے نہ تھے۔ آپ کے بال دونوں کانوں تک لٹکے ہوئے
تھے، کشادہ پیشانی، دونوں آنکھیں سیاہ، سینہ سے ناف تک
بالوں کا ایک خط، سامنے کے دانت نہایت چمکیلے، بلند بینی،
آپ کی گردن گویا چاندی کا لوٹا تھا۔ ان کے کچھ بال تھے سینہ سے
ناف تک (سینہ سے خط ہیں) گویا کہ وہ سیاہ مشک کی ایک
شاخ ہے، آپ کے جسم میں یا آپ کے سینہ میں ان کے سوا
اور کوئی بال نہیں تھے اور آپ کی ہتھیلی اور قدم پُر گوشت تھے اور
جب آپ چلتے تو قدم قوت سے اٹھاتے (آگے کی طرف جھکاؤ
کے ساتھ) اور جب التفات کرتے تو پورے بدن کے ساتھ
التفات کرتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو لوگوں سے بلند معلوم
ہوتے اور جب بیٹھتے تو لوگوں سے اونچے دکھائی دیتے اور جب
بات کرتے تو لوگوں کو خاموش کردیتے اور جب خطبہ دیتے
تو لوگوں کو رلا دیتے اور لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ رحمت
کا برتاؤ کرتے، یتیم کے ساتھ شفیق باپ جیسے تھے اور بیوہ
عورتوں کے ساتھ کریم شوہر کی طرح، سب لوگوں سے زیادہ بہادر
تھے اور سب سے زیادہ بخشنے والی ہتھیلی رکھتے تھے اور سب
سے زیادہ شگفتہ رو تھے، آپ عباء پہنتے تھے۔ اور آپ کا
طعام جو کی روٹی ہوتا تھا اور آپ کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں
کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، آپ کی چارپائی کیکر کی لکڑی کی
تھی جو کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی رسی سے بنی ہوئی تھی، اور

لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بالطویل الذاہب ولا بالقصیر المتردد
کان فوق الربعۃ ابیض اللون مشربا
حمرۃ جعدا لیس بالقطط یفرق شعرہ
الی اذنیہ اصلت الجبین ادعج
العینین دقیق المسربۃ براق الثنایا
اقنی الانف کان عنقہ ابریق فضۃ
لہ شعرات من لبتہ الی سرتہ کانہن
قضیب مسک اسود ولیس فی
جسدہ ولا فی صدرہ شعرات غیرہن
وکان شثن الکف والقدم واذا
مشی کان ینقلع من صخر واذا
التفت التفت بمجامع بدنہ واذا
قام غمر الناس واذا قعد علا
الناس واذا تکلم انصت الناس
واذا خطب ابکی الناس وکان
ارحم الناس بالناس للیتیم کالاب
الرحیم وللارملۃ کالزوج الکریم اشجع
الناس ابذلہم کفا واصبحہم وجہا
لباسہ العباء وطعامہ خبز الشعیر
وسادتہ الادم محشوا بلیف النخیل سریرہ
ام غیلان مرمل بالشریط کان لہ
عمامتان احدہما تدعی السحاب والاخری
العقاب وکان سیفہ ذا الفقار و
رایتہ الغراء وناقتہ العضباء وبغلتہ

آپ کے پاس دو عمامے تھے ایک کو سحاب کہا جاتا تھا اور
دوسرے کو عقاب۔ اور آپ کی تلوار ذوالفقار تھی اور آپ کا
جھنڈا غراء اور آپ کی اونٹنی عضباء اور آپ کا خچر دلدل اور
آپ کا گدھا یعفور اور آپ کا گھوڑا بحر اور آپ کی بکری برکہ
اور آپ کی لاٹھی ممشوق تھی اور آپ کا علَم الحمد تھا۔ اور آپ
اونٹ کو خود باندھتے اور پانی لانے والے اونٹ کو خود گھاس
کھلاتے اور کپڑے میں خود پیوند لگاتے اور اپنا جوتا خود گانٹھ
لیتے تھے۔ اور اُن میں سے ہے نماز مناجات جو کہ لذت مناجات
کے حاصل کرنے میں نہایت مؤثر ہے اور جو شخص کہ اس پر ہمیشہ
عمل کرے گا اس کی نورانیت کو پائے گا اور جو بے ذوق ہے
وہ نہیں جانتا اس کو روایت کیا ترمذی وغیرہ نے اعرج کی
روایت سے جو عبیداللہ بن ابی رافع سے اور وہ علیؓ سے
روایت کرتے ہیں مبسوط طور پر۔ اور اُن میں سے ہیں اوقات
یومیہ چاشت وصلوٰۃ الزوال وغیرہ کے نوافل جو کہ
ایک نہایت نافع باب ہے۔ روایت کیا احمد نے عاصم بن
ضمرہ سے کہا کہ ہم نے علیؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن
کے نوافل کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ تم اس کی طاقت
نہیں رکھتے۔ کہا کہ ہم نے کہا کہ آپ ہمیں اس سے باخبر کردیں
تو ہم اس کے جسقدر حصہ پر ہو سکے گا عمل کریں گے۔ کہا کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو ٹھہر جاتے
یہاں تک کہ جب سورج یہاں سے یعنی مشرق کی طرف سے
مغرب کی جانب چل کر اتنا فاصلہ طے کر لیتا جس کی مقدار برابر
ہے یہاں سے مغرب کی جانب نماز عصر کی مقدار کے تو آپ
اُٹھتے اور چار رکعت پڑھتے اور چار رکعت پڑھتے ظہر سے
سے پہلے جب کہ دھوپ ڈھلتی اور دو رکعتیں اس کے بعد

ذُلِّل و جهاره ليغور و فرشه بحر و
شاته بُركة و قضيبه المشوق ولواءه
الحمد وكان يَعقل البعيرَ و يعلفُ
الناضحَ ويُرَقّع الثوبَ ويَخصِف النعلَ
وازان جملہ نماز مناجات کہ در تحصیل
لذت مناجات بغایت مؤثر است
وہرکہ بران مواظبت کند نورانیت او
را دریابد و من لم یَذُق لم یَدرِ اخرجہ
الترمذی وغیرہ بروایۃ الاعرج عن
عبیداللہ بن ابی رافع عن علی مبسوطًا
وازان جملہ نوافل اوقات یومیہ
از ضحٰی و صلوٰۃ الزوال وغیرہ کہ بابی
است از ابواب تصوف بغایت نافع
اخرج احمد عن عاصم بن ضمرۃ قال سألنا
علیا عن تطوع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالنہار فقال انکم لا تطیقونہ قال قلنا
أخبرنا بہ نأخذ منہ ما أطقنا قال کان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الفجر
أمہل حتی اذا کانت الشمس من
ہٰہنا یعنی من قبل المشرق مقدارہا
من صلوٰۃ الظہر من ہٰہنا من قبل المغرب
قام فصلّٰی اربعًا و اربعًا قبل الظہر
اذا زالت الشمس و رکعتین بعدہا
و اربعًا قبل العصر یفصل بین کل
رکعتین بالتسلیم علی الملائکۃ المقربین

اور چار رکعات عصر سے پہلے۔ ہر دو رکعت (یعنی دو نمازوں)
کے درمیان آپ فاصلہ قائم کرتے تھے۔ ملائکہ مقربین اور
انبیاء اور جو مومنین و مسلمین میں سے اُن کا اتباع کرنے والے
تھے ان سب پر سلام کے ساتھ۔ اور کہا کہ علی رض نے فرمایا کہ یہ
سولہ رکعات ہیں۔ دن میں اُن کو معمولِ عبادت بنا کر رکھا تھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اور کم ہیں ایسے لوگ
جو اُس پر مداومت کریں۔ اور مسائل میں سے فتاویٰ اور
بہت سے آپ کے احکام نقل کیے گئے ہیں خصوصًا امام شافعیؒ
کی کتابوں میں، اور مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابی
بکر بن ابی شیبہ میں اُن کا بڑا حصہ مذکور ہے۔ اور آپ
توحید و صفات کے مبحث میں بڑی فصیح زبان رکھتے تھے
اور وہ مبحث آنجناب رضی اللہ عنہ کے خطبوں میں پایا جاتا
ہے اور کبارِ صحابہ میں سے صرف وہ اُس زبان کے ساتھ متفرد
ہیں گویا باب توحید و صفات میں کلام کے پہلے متکلم وہی ہیں
اور وہ ان مقالات میں جو مستنبط ہیں اصل اجمال سے کہ
انبیاء کی سنتِ سنیہ ہے باہر نہیں گئے لیکن متاخرین نے
بھی اس منہج پر دلائل و ترتیب مقدمات میں چلنا چاہا مگر وہ
دائیں اور بائیں گر پڑے۔ تصوف کے بارے میں آپ ایک
نہایت وسیع دریا تھے لیکن ایام خلافت میں آنحضرت
رضی اللہ عنہ کی لڑائیوں کی مشغولیت نے آن کو اُن کی تفصیل
سے روک دیا۔ جنید رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ہمارے شیخ اصول
اور بناء میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور خطبوں میں فصاحت
اور بلاغت کی رسم اُن ہی کی لائی ہوئی ہے۔ خلفاء گذشتہ اُن
میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ پھر شیخین کے زمانہ میں مسائل
دینیہ میں مشیر اور تدبیراتِ مُلکیہ میں وزیر بھی وہی ہوتے تھے

والنبیین ومن تبعہم من المؤمنین
والمسلمین وقال قال علیؓ تلک
ستۃ عشر رکعۃ تطوع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بالنہار وقل من
یداوم علیہا۔ واز مسائل فتاوی
واحکام بسیاری نقل کردہ شد خصوصاً
درکتب امام شافعی و در مصنف
عبدالرزاق و مصنف ابی بکر ابن ابی
شیبہ حصۂ وافرہ مذکور است و
در مبحث توحید وصفات ربانی
داشت فصیح و آن مبحث در خطب
وی رضی اللہ عنہ یافتہ میشود و
از میان کبار صحابہ وی کرم اللہ وجہہ
بآن زبان متفرد است گویا درباب
توحید وصفات از فن کلام متکلم اول
او است و وی دران مقالات از
اصل اجمال کہ سنت سنیۂ انبیاء
است بیرون نرفتہ لیکن متاخران
بران منوال نسج کردند ویمیناً وشمالاً
افتادہ اند و درباب تصوف بحری
بود بغایت وسیع اما اشتغال او
در ایام خلافت بحروب اورا رضی اللہ
عنہ از تفصیل آن باز داشت۔ قال
الجنید رحمہ اللہ شیخنا فی الاصول
والبلایا علیؓ المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اور انہوں نے اُن کی تعظیم و توقیر میں دور دور پہنچ کر آپ
کے مناقب اور فضائل کو واضح کردیا۔ اُن کے کلام میں ایک فصل
ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ جو کچھ حضرت مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد
گذرا ہے آخر عمر تک اُن تمام واقعات کی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے خبر دے دی تھی اور اُن حوادث کے اصول
سے مطلع فرمادیا تھا۔ غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ حضرت
مرتضیٰ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے
رخصت نہیں ہوئے یہاں تک کہ ہم سے بیان کردیا کہ اُن
کے بعد خلافت ابوبکر کی ہوگی پھر عمر کی پھر عثمان کی پھر میری
مگر پھر مجھ پر اجتماع نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث اگرچہ باعتبار ظاہر
غریب دکھائی دے رہی ہے لیکن ______ تعریضات
اور اشارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر سہ مشائخ
کی خلافت کے متعلق جو پچاس حدیث سے زیادہ ہوں گے
اُن کو پیش نظر رکھ لینے کے بعد مضمون اول (کہ میرے بعد
خلافت فلاں فلاں کی ہوگی) کی غرابت نابود ہوجاتی ہے پھر
مضمون ثانی کہ مجھ پر اجتماع نہ ہوگا اس کے شواہد کا ایک حصہ
حضرت ذی النورین کے قصہ میں ہم نے ذکر کردیا ہے اور
ایک حصہ ہم یہاں ذکر کریں گے۔ احمدؒ نے روایت کیا فضالہ
بن ابی فضالہ انصاری سے اور ابو فضالہ اہل بدر میں سے تھے
کہا کہ میں نے سفر کیا اپنے باپ کے ساتھ (ینبع کا) علیؓ بن
ابی طالب کی مزاج پرسی کے لئے ایک مرض کی وجہ سے جو
اُن کو ہوگیا تھا جس سے وہ بیمار تھے، اُن سے میرے باپ
نے کہا کہ کس بات نے آپ کو اس منزل میں مقیم کر رکھا
ہے کہ یہاں اگر آپ کا وقت معین آگیا تو آپ کے کام

در رسم فصاحت و بلاغت در خطب آوردہ اوست خلفاء سابق بآن مشغول نمی شدند۔ باز در زمان شیخین مشیر در مسائل دینیہ و وزیر در تدبیرات ملکیۂ ایشان بود و ایشان در تعظیم و توقیر او دُور دور رفتہ و مناقب و فضائل او رضی اللہ عنہ واضح ساختہ اند فصلے از کلام ایشان درا ینجا بیان کنیم۔ باید دانست کہ انچہ بر حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذشت تا آخر عمر ہمۂ آن وقائع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخبار فرمودہ بود و باصول آن حوادث مطلع ساختہ۔ در غنیۃ الطالبین مذکوراست کہ حضرت مرتضی گفتہ لم یخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا حتی عَہِدَ لنا ان الامرَ بعدہٗ لابی بکر ثم لعمر ثم لعثمانَ ثم لی فلا یجتمعُ علیّ۔ و این حدیث ہر چند بحسب ظاہر غریب می نماید لیکن بعد استحضار جملۂ صالحہ از تصریحات و تلویحات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلافت مشائخ ثلثہ کہ زیادہ از پنجاہ حدیث خواہد بود غرابت جملۂ اولی متلاشی میگردد باز جملۂ آخرہ کہ فلا یجتمع علیّ است پارۂ از شواہد آن در قصۂ ذی النورین مذکور کردیم

(آخری کام تکفین و تدفین وغیرہ) کا والی کوئی بھی نہ ہوگا بجز جُہَینَہ کے دیہاتیوں کے۔ آپ کو سوار ہو جانا چاہیئے مدینہ کے لئے۔ وہاں اگر آپ کا وقت آیا تو آپ کے اصحاب آپ کے والی ہوں گے اور سب آپ کی نماز (جنازہ) پڑھیں گے۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے صراحت کر چکے ہیں کہ میں نہیں مروں گا یہاں تک امیر بنایا جاؤں، پھر خضاب کیا جائے اس کا یعنی اُن کی ڈاڑھی کا اِس کے خون سے یعنی سر کے (خون سے) پھر علی رضؓ قتل کئے گئے اور ابو فضالہ رضؓ قتل کئے گئے علی رضؓ کی معیت میں جنگ صفین میں۔ اور روایت کیا احمد نے علی رضؓ سے، کہا کہ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے بعد کس کو امیر بنائیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ تو اُن کو ہدایت کرنے والا، امین دنیا سے کنارہ کش، آخرت کی طرف راغب پاؤ گے۔ اور اگر عمر کو امیر بناؤ تو اُن کو قوی، امین پاؤ گے، وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے گا۔ اور اگر تم علی کو امیر بناؤ اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے تو اس کو پاؤ گے ہدایت کرنے والا، ہدایت یافتہ، وہ تم کو طریق مستقیم پر لے جائے گا۔ اور خصائص میں ہے کہ اخذ کیا طبرانی اور ابو نعیم نے، مروی ہے جابر بن سمرہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضؓ سے کہ تو یقیناً امیر اور خلیفہ بنایا جائے گا اور یقیناً مقتول ہو گا اور یقیناً یہ خضاب کی جائے گی اس سے یعنی اُن کی ڈاڑھی اُن کے سر کے خون سے۔ اور روایت کیا حاکم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ سے واضح طور پر فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اُمت اُن کے بعد مجھ سے کراہت کرے گی۔ اور حاکم نے

دپارہ در اینجا خواہیم نوشت۔ واخرج احمد عن فضالۃ بن ابی فضالۃ الانصاری وکان ابو فضالۃ من اہل بدر قال خرجت مع ابی عائدا لعلی بن ابی طالب من مرض اصابہ ثقل منہ قال لہ ابی مایقیمک بمنزلک ہذا لو اصابک اجلک لم یلیک الا اعراب جہینۃ تحمل الی المدینۃ فان اصابک اجلک ولیک اصحابک وصلوا علیک فقال علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہد الیّ ان لا اموت حتی اؤمر ثم تخضب ہذہ یعنی لحیتہ من دم ہذہ یعنی ہامتہ فقتل وقتل ابو فضالۃ مع علی یوم صفین و اخرج احمد عن علی قال قیل یارسول اللہ من نؤمر بعدک قال ان تؤمروا ابابکر تجدوہ امینا زاہدا فی الدنیا راغبا فی الآخرۃ وان تؤمروا عمر تجدوہ قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم وان تؤمروا علیا ولا اراکم فاعلین تجدوہ ہادیا مہدیا یأخذ بکم الطریق المستقیم۔ وفی الخصائص اخرج الطبرانی وابو نعیم عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انک

روایت کیا ابن عباس رضؓ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضؓ سے فرمایا کہ میرے بعد تجھ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ علی رضؓ نے کہا کہ میرے دین میں سلامتی رہے گی؟ فرمایا کہ تیرے دین میں سلامتی رہے گی۔ اور روایت کیا حاکم نے ابو یعلیٰ سے انہوں نے علی رضؓ بن ابی طالب سے کہا کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کے ایک راستہ سے چلے جا رہے تھے کہ ہمارا گذر ایک باغ پہ ہوا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ کیسا اچھا باغ ہے۔ فرمایا کہ تیرے لئے جنت میں اس سے اچھا موجود ہے۔ یہاں تک کہ ہم سات باغوں سے گذرے ہر باغ پر میں یہ کہتا رہا کہ یہ کیسا اچھا ہے اور آپ فرماتے رہے کہ جنت میں تیرے لئے اس سے اچھا موجود ہے۔ پھر جب آپ راستہ پر چلنا ختم کر چکے تو آپ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پھر بہت روئے۔ کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں فرمایا کہ لوگوں کے سینوں میں کینے چھپے ہوئے ہیں وہ تم سے ان کا اظہار نہ کریں گے مگر میرے بعد۔ کہا کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا میرے دین میں سلامتی رہے گی؟ فرمایا کہ تیرے دین میں سلامتی رہے گی۔ اور روایت کیا احمد نے ایاس بن عمرو اسلمی سے انہوں نے علی رضؓ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ آئندہ امارت کے امیدواروں میں اختلاف ہوگا اگر تم سے ہو سکے کہ بچے رہو تو ایسا کر لینا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں جو متواترہ ہیں اور متعدد اسناد سے روایت کی گئی ہیں بیان فرما دیا ہے کہ امت حضرت مرتضیٰ پر جمع نہ ہوگی۔ منجملہ ان کے یہ

مؤمر مستخلف وانک مقتول و ان ھذہ مخضوبۃ من ہذہ یعنی لحیتہ من رأسہ واخرج الحاکم عن علی رضی اللہ عنہ قال ان مما عھد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الامۃ ستغدر بی بعدہ و اخرج الحاکم عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اما انک ستلقی بعدی جھدا قال فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک. واخرج ابو یعلی عن علی بن ابی طالب قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخذ بیدی ونحن نمشی فی بعض سکک المدینۃ اذ اتینا علی حدیقۃ قلت یا رسول اللہ ما احسنہا من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن منہا ثم مررنا باخری فقلت یا رسول اللہ ما احسنہا من حدیقۃ قال لک فی الجنۃ احسن منہا حتی مررنا بسبع حدائق کل ذلک اقول ما احسنہا ویقول لک فی الجنۃ احسن منہا فلما خلالہ الطریق اعتنقنی ثم اجھش باکیا قال قلت یا رسول اللہ ما یبکیک قال ضغائن فی صدور اقوام

حدیث ہے کہ خلافت مدینہ میں رہے گی اور بادشاہی شام میں، اور اُن میں سے بہت سی احادیث ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت مرتفع ہو جائے گی۔ اور اُن میں کا ایک حصہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور خصائص میں ہے کہ اخذ کیا بزّار نے اور بیہقی نے اور اُس کو صحیح بھی کہا ہے کہ مروی ہے ابو درداء سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دوران میں کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک ستون اُٹھا میرے سر کے نیچے سے تو میں نے گمان کیا کہ وہ لے جایا گیا ہے تو میں نے اپنی نظر کو اُس کے پیچھے لگایا تو اُس کو شام کی طرف نصب کر دیا گیا اھ یہ کہ ایمان ہمیشہ بلا پر غالب رہے گا یہاں تک کہ شام میں فتنے واقع ہوں گے اور اسی قسم کی روایات کو عمر بن الخطاب اور ابن عمر کی حدیث سے لیا ہے۔ اور اُس کے بعد آپ نے جنگ جمل کی خبر دی۔ روایت کیا ابو بکر نے اور ابو یعلی اور احمد وغیرہم نے اور یہ لفظ ابو یعلی کے ہیں، مروی ہے قیس بن ابی حازم سے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا گذریں بنی عامر کے پانی (یعنی بستی) سے جس کو حَوْاَب کہا جاتا ہے تو اُن کے اُوپر کتّے بھونکے، تو انہوں نے کہا کہ یہ کیا (مقام) ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بنی عامر کا پانی ہے تو انہوں نے کہا کہ مجھے لوٹاؤ مجھے لوٹاؤ۔ میں نے سُنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ تم میں سے ایک کا کیا حال ہو گا جب اُس پر حَوْاَب کے کتّے بھونکیں گے۔ اور حاکم نے اخذ کیا یحییٰ بن سعید کی حدیث سے اُنہوں نے روایت کیا ولید بن عیاش سے اُنہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے کہ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو سات فتنوں سے ڈراتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے۔ ایک فتنہ مدینہ سے سامنے آئے گا اور ایک فتنہ مکّہ سے اور ایک

لا یبیدہ و نہا لک الّا من بعدی قال
قلت یا رسول اللہ فی سلامۃ من
دینی قال فی سلامۃ من دینک
و اخرج احمد عن ایاس بن عمرو
الاسلمی عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم انہ سیکون اختلاف او امر
فان استطعت ان یکون السلم
فافعل۔ باز آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم در بسیاری از احادیث متواترہ
مرویہ بطرق متعددہ بیان فرمودند
کہ امت بر حضرت مرتضیٰ جمع نشود
واز آن جملہ حدیث الخلافۃ بالمدینۃ
والملک بالشام و از آن جملہ احادیث
بسیاری دال برانکہ بعد از حضرت
عثمان خلافت مرتفع شود و قد ذکرنا
جملۃ منہا۔ و فی الخصائص اخرج البزار
والبیہقی وصححہ عن ابی الدرداء ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال بینا انا نائم رأیت عمودًا احتمل
من تحت رأسی فظننت انہ
مذہوب بہ فاتبعتہ بصری فعمد بہ
الی الشام وان الایمان لا یزال ظاہرًا
حتی تقع الفتن بالشام و اخرج نحوہ
من حدیث عمر بن الخطاب و ابن
عمر۔ و بعد از ان از واقع جمل خبر داد

فتنہ شام سے آئے گا اور ایک فتنہ مشرق سے سامنے
آئے گا اور ایک فتنہ مغرب سے آئے گا اور ایک فتنہ
شام کے اندر سے اور یہ سفیانی ہوگا۔ کہا کہ پھر ابن مسعود نے
کہا کہ تم میں ایسے لوگ ہیں جو پہلے فتنہ کو پائیں گے اور اس
اُمّت میں ایسے بھی ہیں جو آخر فتنہ کو پائیں گے۔ ولید
بن عیاش نے کہا کہ فتنۂ مدینہ تو واقع ہوا طلحہ اور زبیر
کی طرف سے اور مکہ کا فتنہ عبداللہ بن زبیر کا فتنہ ہے۔ اور
شام کا فتنہ بنی اُمیّہ کی طرف سے اُٹھا اور فتنۂ مشرق بھی ان
ہی کی طرف سے اُٹھا۔ پھر آپ نے واقعہ صفین کی خبر دی۔
شیخین نے ابو ہریرہ سے روایت کی، کہا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی تا آنکہ
دو بڑی جماعتیں جنگ کریں اُن دونوں کے درمیان بڑی
خونریزی ہوگی، دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ اور یہ کلمہ اشارہ
ہے اس طرف کہ اہل شام نے قرآن مجید کو بلند کیا کہ ہمارے
اور تمہارے درمیان یہ قرآن ہے۔ اور حضرت مرتضیٰ نے
فرمایا کہ یہ قرآن خاموش قرآن ہے اور میں بولنے والا قرآن
ہوں۔ پھر آپ نے تحکیم بتانے کے واقعہ کی خبر دی۔ خصائص
میں روایت کیا بیہقی نے علی رض سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل نے آپس میں اختلاف کیا
اور اُن کے آپس کا اختلاف جاری رہا تا آنکہ انہوں نے دو
حَکَم بھیجے تو وہ دونوں گمراہ ہوگئے اور دونوں نے دوسروں
کو بھی گمراہ کیا اور یہ اُمّت بھی اختلاف کرنے والی ہے ان
کا اختلاف باہمی جاری رہے گا یہاں تک کہ یہ بھی دو حَکَم مقرر
کریں گے۔ دونوں گمراہ ہونگے اور جو ان دونوں کا اتباع
کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا۔ ضلّا سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے

اخرج ابو بکر و ابو یعلیٰ و احمد وغیرہم
وہذا لفظ ابی یعلیٰ عن قیس بن ابی
حازم قال مرت عائشۃ بماء لبنی عامر
یقال لہ الحوأب فنبحت علیہ الکلاب
فقالت ما ہذا قالوا ماءٌ لبنی عامر
فقالت ردّونی ردّونی سمعت رسولَ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کیف
باحداکن اذا نبحت علیہا کلاب
الحوأب . و اخرج الحاکم من حدیث
یحییٰ بن سعید عن الولید بن عیاش
عن ابراہیم عن علقمۃ قال ابن مسعود
رضی اللہ عنہ قال لنا رسولُ اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اُحذّرکم سبع فتن
یکون بعدی فتنۃٌ تقبل من المدینۃ
وفتنۃ بمکۃ وفتنۃ تقبل من الیمن
وفتنۃ تقبل من الشام وفتنۃ
تقبل من المشرق وفتنۃٌ تقبل
من المغرب وفتنۃ من بطن الشام
وہی السفیانی قال قال ابن مسعود منکم
من یدرک اوّلہا ومن ہذہ الامۃ
من یدرک آخرہا قال الولید بن
العیاش فکانت فتنۃ المدینۃ من
قبل طلحۃ والزبیر وفتنۃ مکۃ فتنۃ
عبد اللہ بن الزبیر وفتنۃ الشام
من قبل بنی امیۃ وفتنۃ المشرق

اپنے اجتہاد میں خطا کی اور ضَلَّ مَنِ اتَّبَعَهُمَا سے
مراد یہ ہے کہ یہ خطا مفاسدِ کثیرہ کی موجب ہو گی۔ اور ان
میں سے ہے خلافت کا نکلنا مہاجرین اولین کے ہاتھ سے
عام قریش کی طرف۔ اور ان میں سے ہے خوارج کا نکلنا
یہ دلیل ہاتھ میں لے کر کہ اللہ کے دین میں کسی کو حکم بنانا
صحیح نہیں ہے۔ پھر آپ نے نہروان کے واقعہ سے خبردار
فرمایا۔ اور یہ حدیث متواتر ہے، روایت کیا احمد نے عبید اللہ
بن عیاض بن عمرو القاری سے کہا کہ جن راتوں میں علی رضی
اللہ عنہ قتل کئے گئے تھے عبد اللہ بن شداد عراق سے
لوٹ کر آیا اور عائشہ رض کے یہاں پہنچا جب کہ ان کے پاس
ہم بیٹھے ہوئے تھے، تو عائشہ رض نے اس سے کہا کہ اے عبد اللہ
بن شداد کیا تو مجھے صحیح جواب دے گا اس بات کا جو میں تجھ
سے پوچھوں گی، تو مجھ سے بیان کر اس قوم کا حال جن کو علی رض
نے قتل کیا۔ عبد اللہ نے کہا کہ میں کیوں

آپ سے سچ نہ بولوں گا۔ عائشہ نے کہا تو مجھ سے ان کا قصہ
بیان کر۔ عبد اللہ نے کہا کہ علی رض نے جب معاویہ سے معاہدہ
کیا اور دو حکموں کو منظور کر لیا تو ان پر خروج کیا (یعنی بغاوت
کی) آٹھ ہزار ایسے لوگوں نے جو بڑے قاری تھے اور وہ ایک
مقام پر جمع ہو گئے جو کوفہ کی ایک جانب میں ہے جس کو
حروراء کہا جاتا ہے اور یہ لوگ علی رض سے برگشتہ ہو گئے
اور انہوں نے کہا کہ تو اس قمیص سے باہر آگیا ہے جو تجھے
اللہ نے پہنائی تھی اور اس نام سے جس سے کہ تجھے اللہ نے
موسوم کیا تھا، پھر تو الگ ہو گیا اور تو نے اللہ کے دین میں
(دوسروں کو) حکم بنایا حالانکہ حکم نہیں ہے مگر اللہ کے لئے، پھر
جب علی رض کو ان کے برگشتہ ہونے کی اطلاع پہنچی اور

من قبل ہٰؤلاء۔ بازؔ از واقعۂ صفین
خبر داد۔ اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لاتقوم الساعۃ حتی تقتتل
فئتان عظیمتان یکون بینہما مقتلۃ
عظیمۃ دعواہما واحدۃ۔ و این کلمہ
اشارت است بآنکہ اہل شام
مصحف برداشتند کہ درمیان ما وشما
این قرآن است وحضرت مرتضیٰ فرمود
کہ این قرآن قرآن صامت است
ومن قرآن ناطقم۔ بازؔ از واقعۂ
تحکیم اخبار فرمود فی الخصائص اخرج
البیہقی عن علی قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل
اختلفوا فلم یزل اختلافہم فیما بینہم
حتی بعثوا حکمین فضلا واضلا
وان ھذہ الامۃ مختلفۃ فلا یزال
اختلافہم بینہم حتی یبعثوا حکمین ضلا
وضل من اتبعہما۔ مراد از ضلا
آن است کہ خطا کردہ اند در اجتہاد
خود ومراد از ضل من اتبعہما آن
است کہ این خطا موجب مفاسد
کثیرہ گشت۔ از آن جملہ خروج خلافت
از دست مہاجرین اولین بسوی سائر
قریش۔ و از آنجملہ برآمدن خوارج

ان کے مقابلہ پر ایک جدا فریق بن جانے کی تو انہوں نے
ایک منادی کرنے والے سے یہ اعلان کرایا کہ امیرالمومنین
کے پاس کوئی شخص نہ آئے سوائے ایسے شخص کے جو حامل
قرآن ہو۔ تو جب بڑے بڑے قاریوں سے مکان بھر گیا تو
علی رض نے ایک بڑا شاندار قرآن مجید منگایا اور اس کو اپنے
سامنے رکھا، پھر اُس کو اپنے ہاتھ سے ٹھیلنا شروع کیا اور
کہتے تھے کہ اے قرآن لوگوں سے بات کر تو اُن سے لوگوں
نے کہا کہ اے امیرالمومنین اس سے تم کیا پوچھتے ہو یہ تو محض
روشنائی ہے ورقوں کے اُوپر، بلکہ ہم تکلم کریں گے اُس کا جو
اُس میں سے ہم سے روایت کیا گیا ہے، تو آپ کا مقصد
کیا ہے؟ آپ نے کہا کہ تمہارے ساتھی یعنی وہ لوگ جو نکل
گئے، میرے اور اُن کے درمیان اللہ عزوجل کی کتاب موجود
ہے۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں ایک عورت اور ایک مرد
کے بارے میں فرماتا ہے "وَاِنْ خِفْتُمْ الخ (۴: ۳۵) اور اگر
تم اُوپر والوں کو ان دونوں میاں بیوی میں کشاکش کا اندیشہ
ہو تو تم لوگ ایک آدمی کو حَکَم کے طور پر ....
مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی کو حَکَم کے طور پر
عورت کے خاندان سے بھیجو اگر ان دونوں آدمیوں
کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی میں اتفاق
فرما دیں گے"، تو ایک عورت اور ایک مرد کی بہ نسبت اُمت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ باعظمت ہے خون کے اور
حُرمت کے اعتبار سے۔ اور وہ مجھ سے برافروختہ ہیں اس
وجہ سے کہ میں نے معاویہ سے تحریری معاہدہ کر لیا ہے۔
علی بن ابی طالب نے اُس وقت بھی معاہدہ لکھا تھا جب
ہمارے پاس سہیل بن عمرو آیا تھا اور ہم رسول اللہ صلی

متمسک بآنکہ تحکیم در دین اللہ صحیح
نبود باز از واقعۂ نہروان اعلام فرمود
و آن حدیث متواترہ است۔ اخرج احمد
عن عبید اللہ بن عیاض بن عمرو
القاری قال جاء عبد اللہ بن شداد
فدخل علی عائشۃ ونحن عندہا جلوس
مرجعہ من العراق لیالی قتل علیؓ رضی
اللہ عنہ فقالت لہ یا عبد اللہ بن
شداد ہل انت صادقی عما اسألک
عنہ تحدثنی عن ہؤلاء القوم الذین
قتلہم علیؓ قال ومالی لا اصدقک قالت
فحدثنی عن قصتہم قال فان علیا لما
کاتب معاویۃ وحکم الحکمین خرج
علیہ ثمانیۃ آلاف من قراء الناس
فنزلوا بارض یقال لہا حروراء من
جانب الکوفۃ وانہم عتبوا علیہ
فقالوا انسلخت من قمیص البسکہ
اللہ واسم سماک اللہ بہ ثم انطلقت
فحکمت فی دین اللہ فلا حکم الا للہ
فلما ان بلغ علیا ما عتبوا علیہ وفارقوہ
علیہ فامر مؤذنا فأذن ان لا یدخل
علی امیر المؤمنین رجل الا رجل قد
حمل القرآن فلما ان امتلأت الدار
من قراء الناس دعا بمصحف امام
عظیم فوضعہ بین یدیہ فجعل یصکہ

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں تھے جب کہ مصالحت کی
تھی اُس نے اپنی قوم قریش کی طرف سے اور لکھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن، تو سہیل نے
کہا کہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھوں گا۔ آپ نے
فرمایا کہ پھر کیا لکھے گا تو اس نے کہا کہ میں لکھوں گا ـــ
باسمک اللھم۔ پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ لکھو محمد رسول اللہ۔ تو اُس نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ تو
رسول اللہ ہے تو میں تیری مخالفت نہ کرتا۔ تو لکھا گیا کہ یہ
وہ ہے جس پر مصالحت کی محمد بن عبداللہ نے قریش
سے۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں فرماتا ہے لَقَدْ
كَانَ لَكُمْ الخ (۳۳: ۲۱) تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے
شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو
اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ
نمونہ موجود ہے۔ پھر علی رضؓ نے اُن لوگوں کے پاس عبداللہ
بن عباس کو بھیجا۔ میں بھی اُن کے ساتھ روانہ ہوا یہاں
تک کہ جب اُن کے لشکر کے اندر پہنچ گئے تو ابن الکواء نے
کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دینا شروع کیا اور کہا کہ اے حاملین
قرآن یہ عبداللہ بن عباس ہے جو اس کو نہ پہچانتا ہو (وہ
جان لے) اور میں کتاب اللہ کی اتنی معرفت رکھتا ہوں
جو وہ تم کو معرفت کرا دے گا۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہے
جس کے بارے میں اور اُس کی قوم کے بارے میں آیت قَوْمٌ
خَصِمُونَ (جھگڑنے والی قوم) نازل ہوئی ہے۔ تو
اُس کو اس کے ساتھی (علی رضؓ) کے پاس لوٹا دو اور اس
کے ساتھ کتاب اللہ پر بحث نہ کرو۔ تو اُن کے خطباء
کھڑے ہو گئے اور اُنہوں نے کہا کہ واللہ ہم اس کے ساتھ

بیدہ و یقول ایہا المصحف حدث الناس فناداہ الناس فقالوا یا امیر المؤمنین ما تسال عنہ انما ہو مداد فی ورق ونحن نتکلم بما روینا منہ فماذا ترید قال اصحابکم ہؤلاء الذین خرجوا بینی و بینہم کتاب اللہ عزوجل یقول اللہ عزوجل فی کتابہ فی امرأۃ و رجل وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا فامۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعظم دما و حرمۃ من امرأۃ و رجل و نقموا علی ان کاتبت معاویۃ کتب علی بن ابی طالب و قد جاءنا سہیل بن عمرو و نحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالحدیبیۃ حین صالح قومہ قریشا وکتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم فقال سہیل لا اکتب بسم اللہ الرحمن الرحیم قال کیف نکتب قال اکتب باسمک اللہم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکتب محمد رسول اللہ فقال لو اعلم انک لرسول اللہ لم اخالفک فکتب ہذا ما صالح

ضرور کتاب اللہ پر مباحثہ کریں گے پھر اگر وہ حق لے کر آیا ہے جسے ہم جانتے ہیں تو ...... اُس کا ضرور اتباع کریں گے اور اگر باطل لے کر آیا ہے تو ہم اُس کو اُس کے جھوٹ پر ڈانٹیں گے۔ تو لوگوں نے عبداللہ بن عباس سے کتاب اللہ پر تین دن مباحثہ کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ اُن میں سے چار ہزار نے رجوع کیا اور سب تائب ہو گئے۔ ان میں ابن الکواء شامل تھا۔ ان سب کو عباس کوفہ میں علیؓ کے پاس لے گئے۔ پھر علی رضؓ نے اُن میں کے باقی رہے ہوئے لوگوں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ہمارا معاملہ اور (ہمارے ساتھ) لوگوں کا جو کچھ معاملہ ہے وہ تم نے دیکھ لیا ہے۔ اب تم جہاں چاہو ٹھہرو تا آنکہ اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ایک رائے پر) مجتمع ہو جائے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان (اس فیصلہ پر یہ شرط ہے کہ) تم کسی بے گناہ کا خون نہ بہاؤ اور ڈاکہ زنی نہ کرو اور اہلِ ذمہ پر ظلم نہ کرو، تم لوگوں نے اگر ایسا نہ کیا تو ہم ویسا ہی برتاؤ کرتے ہوئے تم سے جنگ کریں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ تو اُس سے عائشہ نے کہا کہ اے ابن شداد پھر علی نے اُن کو قتل بھی کر دیا۔ تو اُس نے کہا کہ واللہ علی نے ان پر حملہ نہیں کیا تا آنکہ انہوں نے ڈاکہ زنی کی اور خونریزی کی اور اہلِ ذمہ کی جان و مال کو حلال قرار دے لیا۔ عائشہ نے کہا کہ اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہو؟ ابن شداد نے کہا اُس اللہ کو جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بیشک یہی ہوا۔ عائشہ نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی چیز اہلِ عراق کی طرف سے نہیں پہنچی، جو انہوں نے بیان کی ہو۔ بس وہ ذوالثدی ذوالثدی کہتے تھے۔ ابن شداد نے کہا کہ میں نے اُس کو دیکھا ہے

علیہ محمد بن عبداللہ قریشاً
یقول اللہ عزوجل فی کتابہ لَقَدْ
كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ
حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو
اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ فبعث
الیہم علیٌّ عبداللہ بن عباس فخرجت
معہ حتی اذا توسطنا عسکرہم قام
ابن الکواء یخطب الناس فقال
یا حملۃ القرآن ھذا عبداللہ بن
عباس من لم یکن یعرفہ فانا اعرفہ
من کتاب اللہ ما یعرفکم بہ ہذا ممن
نزل فیہ وفی قومہ قوم خصمون
فردوہ الی صاحبہ ولا تواضعوہ کتاب
اللہ فقام خطباءہم فقالوا واللہ
لنواضعنہ کتاب اللہ فان جاء بحق
نعرفہ لنتبعنہ وان جاء بباطل
لنبکتنہ بباطلہ فواضعوا عبداللہ
الکتاب ثلثۃ ایام فرجع منہم اربعۃ
آلاف کلہم تائب فیہم ابن الکواء
حتی ادخلہم علی علیٍّ الکوفۃ فبعث
علیٌّ الیٰ بقیتہم فقال قد کان من
امرنا وامر الناس ما قد رأیتم فقفوا
حیث شئتم حتی یجتمع امۃ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم بیننا وبینکم ان
لا تسفکوا دماً حراماً وتقطعوا سبیلاً

میں اس کے سامنے علی کے ساتھ کھڑا ہوا تھا مقتولین
میں تو علی نے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ کیا تم اسے پہچانتے
ہو؟ تو بکثرت آنے والوں نے کہا کہ ہم نے اُس کو مسجد
بنی فلاں بنی فلاں میں دیکھا تھا کہ نماز پڑھ رہا تھا اور اُس کے بارے
میں کوئی پختہ شہادت ایسی کوئی نہ لایا جس سے وہ پہچانا
جائے بجز اس کے۔ عائشہ نے کہا کہ علی کا قول کیا تھا جب
وہ اُس کے سامنے کھڑے ہوئے تھے جیسا کہ اہل عراق
گمان (یعنی بیان) کرتے ہیں، ابن شداد نے کہا کہ میں نے اُن کو یہ کہتے ہوئے سنا
کہ سچ کہا اللہ نے اور اُس کے رسول نے۔ عائشہ نے کہا کہ کیا تم نے علی سے اس کے
علاوہ کچھ اور بھی سنا۔ شداد نے کہا واللہ نہیں۔ عائشہ نے کہا ہاں سچ کہا اللہ نے اور
اس کے رسول نے۔ اللہ تعالیٰ علی رضی پر رحمت کرے ان کا یہی کلام ہوتا تھا۔ وہ
جب بھی کوئی ایسی بات دیکھتے جو اُن کو عجیب معلوم ہوتی تو یہی کہا کرتے کہ اللہ
نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ لیکن
اب اہل عراق ان پر جھوٹ لگاتے ہوئے پھرتے
ہیں اور ان کی بات پر اضافہ کر رہے ہیں۔ اور احمد نے
طارق بن زیاد سے روایت کی کہا کہ ہم علی رضی کے ساتھ
خوارج کی طرف نکلے اور آپ نے اُن کو قتل کیا۔ پھر کہا
دیکھو کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
عنقریب ایک قوم جو حق میں بغاوت کرنے والے ہوں
گے اور وہ حق (یعنی قرآن) اُن کے حلق سے تجاوز نہ
کرے گا، وہ حق سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح
تیر شکار کے بدن سے نکل جاتا ہے، اُن کی علامت یہ ہے
کہ اُن میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کے ہاتھ میں نقص ہوگا
اس کے ہاتھ میں سیاہ بال ہوں گے۔ اگر وہ اُن میں
شامل ہوا تو تم نے قتل کیا ہوگا بدترین لوگوں کو اور
اگر وہ شامل نہ ہوا تو تم نے قتل کیا ہوگا بہترین لوگوں

ولا تظلموا ذمةً فانكم ان فعلتم فقد نبذنا
اليكم الحرب على سواء ان الله
لا يحب الخائنين فقالت له عائشة
يا ابن شداد فقد قتلهم فقال والله
ما بعث اليهم حتى قطعوا السبيل
وسفكوا الدم واستحلوا اهل الذمة
فقالت آلله قال آلله الذي لا اله
الا هو لقد كان قالت فما شئ
بلغني عن اهل العراق يتحدثونه
يقولون ذو الثدي ذو الثدي قال
قد رأيته وقمت مع علي عليه
في القتلى فدعا الناس فقال
أتعرفون هذا فما اكثر من جاء
يقول قد رأيته في مسجد بني
فلان يصلي ورأيته في مسجد بني فلان
يصلي ولم يأتوا فيه بثبت
يعرف الا ذلك قالت فما قول
علي حين قام عليه كما يزعم اهل العراق
قال سمعته يقول صدق الله و
رسوله قالت هل سمعت منه انه قال
غير ذلك قال اللهم لا قالت اجل
صدق الله ورسوله يرحم الله
عليا انه كان من كلامه لا يرى شيئا
يعجبه الا قال صدق الله ورسوله
فيذهب اهل العراق يكذبون عليه

کو تو ہم رونے لگے۔ پھر کہا تلاش کرو۔ تو ہم نے تلاش کیا
تو ہم نے اس ناقص ہاتھ والے کو پا لیا تو ہم لوگ سجدہ
میں گرے اور علی رضؓ بھی ہمارے ساتھ سجدے میں گر
گئے۔ (دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے) اتنا
فرق ہے کہ اس میں (بجائے یتکلفون بالحق کے) یتکلمون
بکلمۃ الحق ہے۔ پھر آپ نے ایک خارجی کے ہاتھ سے
حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔
روایت کیا حاکم نے ابو الاسود دئلی سے انہوں نے علی
رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پاس عبد اللہ بن سلام
آئے جب کہ میں اپنا پاؤں رکاب میں رکھ چکا تھا اور
عراق کا ارادہ کر رہا تھا اور کہا کہ تمہیں عراق نہ جانا چاہیئے
یہ یقینی ہے کہ اگر تم وہاں پہنچے تو تم پر تلوار کی نوک
گرے گی۔ علی رضؓ نے کہا کہ خدا کی قسم یہی بات تم سے
پہلے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں
ابو الاسود نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے
آج تک ایسا لڑنے والا مرد نہیں دیکھا جو لوگوں کے
سامنے اس طرح کی باتیں کہہ دے۔ اور روایت کیا حاکم
نے زید بن وہب سے کہا کہ علی رضؓ اہل بصرہ کے ایک
وفد کے پاس آئے اور ان میں خارجیوں کا ایک شخص
شامل تھا جس کو جعد بن بعجہ کہا جاتا تھا۔ اس نے اللہ
کی حمد اور اس کی ثناء کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر
درود پڑھا۔ پھر کہا کہ اے علی اللہ سے ڈر کیونکہ تو مرنے
والا ہے (سب کی طرح) تو علی نے کہا نہیں بلکہ مقتول
ہونے والا ایک ضرب سے جو اس پر پڑے گی اور
اس کا خضاب کر دے گی۔ زید نے کہا کہ علیؓ نے اشارہ کیا

ویزیدون علیہ فی الحدیث. و أخرج
احمد عن طارق بن زیاد قال
خرجنا مع علی الی الخوارج فقتلہم
ثم قال انظروا فان نبی اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال انہ سیخرج
قوم یتکلمون بالحق لایجوز حلقہم
یخرجون من الحق کما یخرج السہم
من الرمیۃ سیماہم ان منہم
رجلاً اسود مخدج الید فی یدہ
شعرات سود ان کان ہو فقد قتلتم
شر الناس وان لم یکن ہو فقد
قتلتم خیر الناس فبکینا ثم
قال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخدج
فخررنا سجوداً وخر علی معنا
ساجداً غیر انہ قال یتکلمون بکلمۃ
الحق. باز از شہادت حضرت مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ بردست خارجی اخبار
فرمود. اخرج الحاکم عن ابی الاسود
الدئلی عن علی رضی اللہ عنہ قال
اتانی عبداللہ بن سلام و
قد وضعت رجلی فی الغرز وانا
ارید العراق فقال لاتأتی العراق
فانک ان اتیتہ اصابک
ذباب السیف قال علی وایم اللہ
لقد قالہا لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اپنے سر اور ڈاڑھی کی طرف اپنے ہاتھ سے۔ یہ قصہ
ہے فیصلہ شدہ اور واضح شدہ صراحت نامہ ہے۔
اور جس نے افتراء کیا وہ ٹوٹے میں پڑا۔ پھر جعدہ نے
علی پر عیب لگایا اُن کے لباس میں اور کہا اگر تو لباس
اس سے اچھا پہنتا تو بہتر ہوتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ
میرا یہ لباس کبر سے بہت دور رکھنے والا ہے اور
اس قابل ہے کہ مسلمان میری اقتداء کریں۔ حاکم نے
انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہا کہ میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی بن ابی طالب کے
پاس پہنچا اُن کی عیادت کے لیئے ہم گئے تھے کیونکہ
وہ بیمار تھے اور اُن کے پاس ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما
موجود تھے تو دونوں اپنی جگہ سے ہٹ گئے یہاں تک کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ پھر اُن میں
سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے خیال میں تو
یہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اس کو موت ہرگز نہ آئے گی مگر مقتول
ہو کر اور اس کو موت نہیں آئے گی یہاں تک کہ رب دیے چیپنی سے بھر جائے۔
حاکم نے روایت کیا ایک طویل حدیث میں جو مروی ہے
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ غزوۂ ذی العشیرۃ
میں میں اور علی دونوں ساتھی تھے تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو سب سے
زیادہ دو بدبختوں کا حال نہ بتاؤں۔ ہم نے کہا کیوں نہیں
یارسول اللہ۔ فرمایا کہ قوم ثمود کا ذلیل گدھا (جس کا نام
قیدار بن سالف تھا) جس نے اونٹنی کو زخمی کیا تھا
اور (دوسرا) وہ ہے جو تجھ پر وار کرے گا اے علی

وسلم قبلک قال ابوالاسود فقلت
فی نفسی باللہ ما رأیت کالیوم رجلا
محاربا یحدث الناس بمثل ھذا
واخرج الحاکم عن زید بن وھب
قال قدم علیٰ علیّ وفد من اھل
البصرۃ وفیھم رجل من الخوارج
یقال لہ الجعد بن بعجۃ فحمد اللہ
واثنیٰ علیہ وصلی علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ثم قال اتق اللہ یا علیّ
فانک میت فقال علی لا ولکن
مقتول ضربۃ علی ھذہ تخضب
ھذہ قال واشار علیّ الی رأسہ
ولحیتہ بیدہ قضاء مقضی و
عھد معھود وقد خاب من افتری
ثم عاب علیا فی لباسہ فقال
لو لبست لباسا خیرا من ھذا
فقال ان لباسی ھذا ابعد
من الکبر واجدر ان یقتدی بی
المسلمون۔ واخرج الحاکم عن انس
بن مالک رضی اللہ عنہ قال دخلت
مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی علی
بن ابی طالب نعودہ وھو مریض
وعندہ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنھما
فتحولا حتی جلس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال احدھما لصاحبہ

اس کے اوپر یعنی سر کے اُبھرے حصّہ پر یہاں تک کہ
تر ہو جائے گی خون سے یعنی اُن کی ڈاڑھی۔ پھر آپؓ
نے حضرت امام حسن اور معاویہ بن ابی سفیان کے
درمیان صلح کی خبر دی۔ بخاری نے حسنؒ سے روایت
کیا کہا کہ میں نے سُنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ
اس درمیان میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے
رہے تھے کہ حسنؓ آگئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرا
بیٹا سردار ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ
سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا پھر
معاویہؓ کے مستقل بادشاہ بننے کی خبر دی۔ خصائص میں
ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے معاویہ سے، کہا کہ
میں خلافت کی طمع میں لگا رہا ہوں جب سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے
معاویہ اگر تو بادشاہ بن جائے تو نیک کام کرنا۔ اور
بیہقی نے روایت کیا عبداللہ بن عمر سے کہا کہ معاویہ
نے بیان کیا کہ خدا کی قسم مجھے خلافت پر کسی چیز نے
نہیں اُبھارا بجز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
ارشاد کے کہ اے معاویہ اگر تو والیٔ امر بنا دیا
جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا۔ تو میں گمان کرتا
رہا ہوں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی بناء
پر اس عمل میں مبتلا ہوں گا۔ اور طبرانی نے روایت
کی عائشہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ
سے فرمایا کہ تیرا کیا حال ہو اگر اللہ تعالیٰ تجھے قمیص
پہنا دے۔ آپ اس سے خلافت کو مراد لے رہے تھے تو اُم حبیبہ
نے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو قمیص

ما أراه إلا إلىٰ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ لن یموت الا مقتولاً ولن یموت حتی یملأ غیظاً۔ واخرج الحاکم فی حدیث طویل عن عمار بن یاسر رضی اللّٰہ عنہ قال کنت انا وعلیؓ رفیقین فی غزوۃ ذی العشیرۃ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا أحدثکما بأشقی رجلین قلنا بلی یارسول اللّٰہ قال أحیمر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربک یا علی علے ھذہ یعنی قرنہ حتی تبتل من الدم یعنی لحیتہ

باز از صلح حضرت امام حسن رضی اللّٰہ عنہ ومعاویۃ بن ابی سفیان خبر داد۔ اخرج البخاری عن الحسن قال لقد سمعت ابا بکرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال بینا النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخطب جاء الحسن فقال ابنی ھذا سید ولعل اللّٰہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین۔ باز از استقلال معاویہ بپادشاہی خبر داد فی الخصائص اخرج ابن ابی شیبۃ عن معاویۃ قال مازلت اطمع فی الخلافۃ

پہنچانے والا ہے۔ فرمایا کہ ہاں! لیکن اس میں بڑے شر اور فساد، شر اور فساد، شر اور فساد ہوں گے۔ اور ابن عساکر نے عائشہ رضؓ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاویہ اگر اللّٰہ تعالیٰ تجھے اس امت کے امر کا والی بنا دے تو اس پر نظر رکھنا جو تو کرنے والا ہو تو ام حبیبہ نے کہا کہ کیا اللّٰہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ عطا کرنے والا ہے؟ فرمایا کہ ہاں اور اس میں شر و فساد، شر و فساد، شر و فساد ہوں گے۔ اور احمد نے روایت کیا ابوہریرہ رضؓ سے کہ نبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاویہ اگر تو والی امر بنا دیا جائے تو اللّٰہ سے ڈرنا اور عدل کرنا۔ کہا کہ میں برابر گمان کرتا رہا ہوں کہ میں اس عمل میں مبتلا ہونے والا ہوں نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق۔ تا آنکہ مبتلا کر دیا گیا۔ اور اخذ کیا ابو یعلےٰ نے معاویہ کی اسی طرح کی بعض حدیث کو۔ اور اخذ کیا ابن عساکر نے بروایت حسن از معاویہ، کہا کہ مجھ سے فرمایا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے کہ آگاہ ہو کہ تو عنقریب میرے بعد میری امت پر والی بنے گا تو جب ایسا ہو تو اچھے کام کرنے والوں کی خدمت کو قبول کرنا اور ان میں سے بُرے کام کرنے والوں کو معاف کر دینا۔ تو میں اس کی برابر امید کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے اس مقام پر قائم ہو گیا۔ اور دیلمی نے روایت کیا حسین بن علی سے کہا کہ میں نے سُنا علی رضؓ سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سُنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ چند دن اور راتیں نہیں گذریں گی تا آنکہ معاویہ

مسلمۃ قال لی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یا معاویۃ ان ملکت
فاحسن۔ واخرج البیہقی عن عبد اللہ
بن عمر قال قال معاویۃ واللہ ما حملنی
علی الخلافۃ الا قول النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یا معاویۃ ان ولیت
امرا فاتق اللہ واعدل فما زلت
اظن انی مبتلی بعمل لقول النبی
صلی اللہ علیہ وسلم۔ واخرج الطبرانی
عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال لمعاویۃ کیف بک لو قد قمصک
اللہ قمیصا یعنی الخلافۃ فقالت
ام حبیبۃ یا رسول اللہ و ان
اللہ مقمص اخی قمیصا قال نعم
ولکن فیہ ہنات وہنات و
ہنات۔ واخرج ابن عساکر
عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ
قال یا معاویۃ ان اللہ ولاک من
امر ہذہ الامۃ فانظر ما انت
صانع قالت ام حبیبۃ اَوَ
یعطی اللہ اخی ذلک قال نعم و
فیہا ہنات وہنات وہنات۔ و
اخرج احمد عن ابی ہریرۃ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
یا معاویۃ ان ولیت امرا فاتق اللہ

بادشاہ بن جائے گا۔ اور روایت کیا ابن عساکر نے مسلمہ
بن مخلد سے کہا کہ میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ آپ معاویہ کے لئے کہتے تھے یا اللہ اس کو کتاب
سکھا دیجئے اور ملک میں اس کو تمکین (اقتدار) عطا کیجئے اور
اس کو عذاب سے بچائیے۔ اور ابن عساکر نے روایت
کی عروہ بن رویم سے، کہا کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا کہ مجھ سے کشتی لڑ۔ تو
اس سے معاویہ نے کہا کہ میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاویہ کبھی مغلوب
نہ ہوگا۔ چنانچہ معاویہ نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ تو جب
یوم صفین ہو چکا تو علی رض نے (عروہ سے) کہا کہ اگر
تو اس حدیث کو مجھ سے ذکر کر دیتا تو میں معاویہ سے
جنگ نہ کرتا۔ اس کے بعد آپ نے نوجوانان قریش
کی بادشاہی کی خبر دی، خصائص میں ہے روایت
کیا حاکم اور بیہقی نے ابو سعید خدری سے، کہا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ابوالعاص
کی اولاد تیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ لوگ اللہ
کے دین کو فریب کاری کا ذریعہ اور اللہ کے مال کو اپنے
گھر کی دولت اور اللہ کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں
گے۔ اور بیہقی نے روایت کیا ابن موہب سے کہ وہ
معاویہ کے پاس موجود تھا جب کہ ان کے پاس مروان
پہنچا اور کہا کہ اے امیر المؤمنین میری حاجت پوری
کرو۔ بخدا مجھ پر بہت بڑا بار ہے میں دس کا باپ
ہوں اور دس کا چچا اور دس کا بھائی۔ جب مروان
واپس چلا گیا اور ابن عباس معاویہ کے برابر ان

واعدل قال فمازلت اظن انی مبتلی بعمل لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی ابتلیت۔ و اخرج ابو یعلی من حدیث معاویۃ مثلہ۔ واخرج ابن عساکر من طریق الحسن عن معاویۃ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک ستلی امر امتی بعدی فاذا کان ذلک فاقبل من محسنہم وتجاوز عن مسیئہم فمازلت ارجوہا حتی قمت مقامی ھذا واخرج الدیلمی عن الحسن بن علی قال سمعت علیاً یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاتذھب الایام واللیالی حتی یملک معاویۃ۔ واخرج ابن سعد وابن عساکر عن مسلمۃ بن مخلد قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لمعاویۃ اللھم علمہ الکتاب ومکن لہ فی البلاد وقہ العذاب واخرج ابن عساکر عن عروۃ بن رویم قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال صارعنی فقال لہ معاویۃ انا اصارعک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لن یغلب معاویۃ

کے تخت پر بیٹھے تھے۔ تو معاویہ نے کہا اے ابن عباس کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب اولادِ حکم تیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ اللہ کے مال کو اپنے آپس کی دولت بنالیں گے، اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کی کتاب کو فریب کا ذریعہ بنالیں گے، پھر جب یہ چار سو ننانوے آدمیوں کی تعداد میں پہنچ جائیں گے تو ان کی ہلاکت پھل کے چبانے سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ ہوگی۔ تو ابن عباس نے کہا یا اللہ بیشک۔ مروان نے اپنی حاجت کا معاویہ سے ذکر کردیا تھا۔ پھر مروان نے عبدالملک کو معاویہ کے پاس بھیجا۔ پھر اُس نے معاویہ سے گفتگو کی۔ جب عبدالملک واپس ہوا تو معاویہ نے کہا کہ اے ابن عباس کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا (یعنی عبدالملک کا) ذکر کیا اور فرمایا چار ظالم بادشاہوں کا باپ۔ تو ابن عباس نے کہا کہ یا اللہ بیشک۔ حاکم نے روایت کیا ابوذر سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جب بنو اُمیہ چالیس ہوجائیں گے تو اللہ کے بندوں کو اپنا غلام اور اللہ کے مال کو سرکاری بخشش اور کتاب اللہ کو فریب کا ذریعہ بنالیں گے۔ اور ابو یعلیٰ اور حاکم نے ابوہریرہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بنو حکم میرے منبر پر کودتے ہیں جس طرح بندر کودتے ہیں

ابدًا نصرع الاعرابیّ فلما کان یوم صفّین قال علیؓ لو ذکرت ھذا الحدیث ما قاتلت معاویۃ. بعد ازاں از یک نوجوانان قریش خبر داد فی الخصائص اخرج الحاکم والبیہقی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بلغ بنو ابی العاص ثلثین رجلاً اتخذوا دین اللہ دَغلاً ومال اللہ دِوَلاً وعباد اللہ خَوَلاً۔ واخرج البیہقی عن ابن موھب انہ کان عند معاویۃ فدخل علیہ مروان فقال اقض حاجتی یا امیر المومنین فواللہ ان مؤنتی لعظیمۃ وانی ابو عشرۃ وعم عشرۃ واخو عشرۃ فلما ادبر مروان و ابن عباس جالسؓ مع معاویۃ علی السریر فقال معاویۃؓ یا ابن عباس اما تعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا بلغ بنو الحکم ثلثین رجلاً اتخذوا مال اللہ بینھم دِوَلاً وعباد اللہ خَوَلاً و کتاب اللہ دَغلاً فاذا بلغوا تسعۃ وتسعین واربعمائۃ رجل کان ھلاکھم اسرع من لوک ثمرۃ فقال ابن العباس اللھم نعم وذکر

کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے اور شگفتہ نہیں دیکھے گئے تا آنکہ وفات پا گئے۔ اور بیہقی نے روایت کیا ابن المسیب سے، کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اُمیّہ کو (خواب میں) اپنے منبر پر دیکھا تو آپ کو یہ ناگوار ہوا تو آپ کو وحی کی گئی کہ یہ تو محض دنیا ہے جو اُن کو دی گئی ہے تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ اور روایت کیا ترمذی اور حاکم اور بیہقی نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی امیّہ کو دیکھا کہ ان میں کا ایک ایک شخص آپ کے منبر پر آکر خطبہ دے رہا ہے تو آپ کو اس سے رنج ہوا تو نازل ہوئی إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ اور نازل ہوئی إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ اس عدد میں یعنی ایک ہزار مہینہ میں اشارہ کیا کہ بنوامیہ اتنے زمانہ تک بادشاہی کریں گے۔ کہا قاسم بن الفضل نے کہ پھر ہم نے بنوامیہ کی بادشاہی کا حساب کیا تو وہ ایک ہزار مہینے ثابت ہوئی، نہ زیادہ ہوئی نہ کم۔ اس کے علاوہ آپؐ نے دو فرقوں کے وجود کی خبر دی کہ ایک حضرت مرتضٰی کی شان کو بہت کم کرنے والا (گستاخ) ہوگا اور دوسرا بہت بڑھانے والا۔ حاکم نے روایت کی علی رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا اور فرمایا کہ اے علی تجھ میں عیسٰی علیہ السلام

مروانُ حاجۃٌ لہ فردَّ مروانُ عبدالملک الی معاویۃ فکلمہ فلما ادبر عبدالملک قال معاویۃ یا ابنَ عباس الاتعلم ان رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر ہذا فقال "ابو الجبابرۃ الاربعۃ" فقال ابن عباس اللّٰھم نعم واخرج الحاکم عن ابی ذر سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا بلغت بنو امیۃ اربعون اتخذوا عباد اللہ خولاً ومال اللہ نحلاً وکتاب اللہ دغلاً۔ واخرج ابو یعلی والحاکم عن ابی ہریرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال رأیتُ فی النوم بنی الحکم ینزُونَ علی منبری کما تنزو القردۃ قال فما رُئِیَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکاً مستجمعاً حتی توفی۔ واخرج البیہقی عن ابن المسیب قال رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی امیۃ علی منبرہ فساءہ ذلک فاُوحِیَ الیہ انما ہی دنیا اُعطوہا فقرت عینہ۔ واخرج الترمذی والحاکم والبیہقی عن الحسن بن علی قال ان رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد رأی بنی اُمیۃ یخطبونَ علی منبرہ رجلاً رجلاً فساءہُ ذلک فنزلت اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ونزلت اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰکَ

کی کچھ مشابہت ہے۔ یہود نے اُن سے بُغض رکھا یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان باندھا اور ان سے نصاریٰ نے اس درجہ محبت کی کہ اُن کو ایسے مرتبہ میں پہنچا دیا جو اُن کا نہیں تھا۔ کہا کہ علی رضؓ نے فرمایا یاد رکھو کہ میرے بارے میں ہلاکت میں مبتلا ہوتا ہے ایسا محبت کرنے والا جو مجھ میں مبالغہ کے ساتھ ایسے اوصاف ثابت کرے جو مجھ میں نہیں ہیں اور ایسا بغض رکھنے والا مفتری جس کو میری عداوت اس بات پر اُبھارتی ہے کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے، یاد رکھو کہ میں نبی نہیں ہوں اور نہ مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے، بس میں تو اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پر عمل کرتا ہوں جس قدر قدرت رکھتا ہوں۔ تو جس بات کا اللہ کی فرمانبرداری کے بارے میں میں تم کو حکم دوں تو تم پر میری اطاعت ضروری ہے وہ بات خواہ تم کو مرغوب ہو یا گراں ہو۔ اور جس معصیت کی بات کا میں تم کو حکم دوں یا کوئی دوسرا شخص تو سمجھ لو کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت روا نہیں، طاعت صرف نیک کام میں ہونی چاہئے۔ پھر جاننا چاہئے کہ ان حوادث میں سے ہر حادثہ کا حکم ان ہی احادیث کے الفاظ سے مستنبط ہو جاتا ہے اور علماء اہل سنت اُسی حکم پر پہنچنے میں کامیاب ہوئے خواہ اُن کا ماخذ دوسرا ہو جو حکم کہ ان احادیث کے الفاظ سے بھی مستنبط ہو رہا ہے۔ تو یہی یہ بات کہ حضرت مرتضیٰ کی خلافت منعقد ہو گئی، تو وہ اس بناء پر یقینی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسلمانوں کو) حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مفارقت سے منع فرمایا ہے۔ حاکم نے

مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ يملكها بنو امية

قال القاسم بن الفضل فحسبنا ملك بني امية فاذا هي الف شهر لاتزيد ولا تنقص. بعد ازاں از وجود دو فرقۂ مفرطہ و مفرطہ در شان حضرت مرتضیٰ اخبار فرمود

اخرج الحاكم من علي رضي الله عنه قال دعاني رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا علي ان فيك من عيسى عليه السلام مثلاً ابغضته اليهود حتى بهتوا امه واحبته النصارى حتى انزلوه بالمنزلة التي ليس له ثم قال وقال علي الا وانه يهلك فيّ محب مطرٍ بما ليس فيّ ومبغض مفترٍ يحمله شناني على ان يبهتني الا واني لست بنبي ولا يوحى اليّ ولكني اعمل بكتاب الله وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم ما استطعت فما امرتكم به من طاعة الله فحق عليكم طاعتي فيما احببتم او كرهتم وما امرتكم بمعصية انا وغيري فلا طاعة لاحد في معصية الله عز وجل انما الطاعة في المعروف باز باید

روایت کی ابوذر سے، کہا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اے علی جو مجھ سے الگ ہوا وہ خدا سے الگ ہو گیا اور جو تجھ سے الگ ہوا اے علی وہ مجھ سے الگ ہو گیا اور حاکم نے روایت کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے ہرگز دونوں جُدا نہ ہوں گے تاآنکہ دونوں حوض پر آکر مجھ سے ملیں گے۔ اور حاکم نے روایت کی علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رحمت کرے اللہ علی پر اے اللہ حق کو اسی طرف لے جا جس طرف علی جائے۔ رہا یہ کہ حضرت عائشہ اور طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم خطا کھانے والے معذور تھے اس اصول پر کہ جس نے اجتہاد کیا اور خطا کھائی تو وہ ایک اجر کا مستحق ہے۔ تو وہ اس جہت سے (معذور ہیں) کہ انہوں نے شبہہ سے استدلال کیا اگرچہ اس سے زیادہ راجح دوسری دلیل بھی موجود تھی اور اس شبہہ کا موجب دو چیزیں ہوئیں ایک یہ کہ حضرت مرتضیٰ کے لئے خلافت منعقد نہیں ہوئی کیونکہ اصحاب حل وعقد نے اجتہاد کے ساتھ اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے آپ سے بیعت نہیں کی تھی۔ روایت کیا ابوبکر بن ابی شیبہ نے معتمر بن سلیمان سے انہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ ہم سے روایت کیا ابونضرہ نے کہ ربیعہ نے مسجد بنی سلمہ میں طلحہ سے گفتگو کی، انہوں نے کہا کہ ہم لوگ دشمن کے

دانست کہ حکم ہر حادثہ از ین
حوادث از لفظ ہمین احادیث
مستنبط می شود و علماء اہل سنت
بہمان حکم مہتدی شدہ اند ہر
چند مأخذ ایشان غیر مأخذ استنباط
از لفظ این حدیث بودہ باشد۔ اما
آنکہ خلافت حضرت مرتضیٰ منعقد شد
پس ازین جہت کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نہی کردند از مفارقت
حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ اخرج
الحاکم عن ابی ذر قال قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یا علیؓ من
فارقنی فقد فارق اللہ و من
فارقک یا علی فقد فارقنی۔ و اخرج
الحاکم عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول علیؓ مع القرآن والقرآن
مع علیؓ لن یتفرقا حتیٰ یردا علی
الحوض۔ و اخرج الحاکم عن علی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رحم اللہ علیاً اللھم ادر الحق معہ
حیث دار۔ واما آن کہ حضرت
عائشہ و طلحۃ و زبیر رضی اللہ عنہم
مجتہد مخطی معذور بودند از ان
قبیل کہ من اجتہد فقد اخطأ

مقابلہ پر ہتے کہ ہم کو اطلاع پہنچی کہ تم نے اس
شخص (یعنی علی رضؓ) سے بیعت کر لی ہے، پھر تم اب
اسی سے قتال کرتے ہو یا جیسا کہ انہوں نے کہا۔ کہا کہ
اس پر طلحہ نے کہا کہ میں تو چکی کے پاٹ میں داخل کر
دیا گیا تھا اور میری گردن پر تلوار رکھ دی گئی تھی اور
کہا گیا تھا کہ بیعت کر ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ لہٰذا
میں نے بیعت کی اور خوب سمجھ لیا کہ یہ بیعت گمراہی
کی ہے۔ نعمی نے بیان کیا کہ کہا ولید بن عبدالملک
نے کہ اہل عراق کے ایک منافق ——— یعنی جبلہ
بن حکیم نے زبیر سے کہا کہ تو نے تو بیعت کر لی تھی۔ تو زبیر
نے کہا کہ میری گدی پر تلوار رکھ دی گئی تھی اور مجھ سے
کہا گیا تھا کہ بیعت کر ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے
تو میں نے بیعت کر لی۔ اور روایت کی ابو بکر نے محمد
بن بشر سے کہا کہ میں نے سنا محمد بن عبداللہ
ابن الاصم سے وہ بیان کرتے تھے اپنی دادی ام راشد
سے، اس نے کہا کہ میں ام ہانی کے پاس تھی کہ ان
کے پاس علی رضؓ آئے تو ام ہانی نے ان کے لئے کھانا
منگایا۔ تو علی نے کہا کیا بات ہے کہ میں تمہارے پاس
برکت یعنی بکری نہیں دیکھتا۔ ام راشد نے کہا ——
سبحان اللہ واللہ ہمارے پاس برکت ہے۔ علی نے
کہا کہ میں بکری مراد لے رہا ہوں۔ ام راشد نے کہا
کہ پھر وہ نیچے اتریں تو دو آدمیوں سے ملیں (نیچے کے)
درجہ میں اور سنا کہ ان میں سے ایک اپنے ساتھی
سے یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے ہاتھوں نے بیعت کر لی
مگر ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی۔ کہا ام راشد

فلم اجسر واحد. پس ازان جہت کہ متمسک بودند بشبہہ ہر چند دلیل دیگر ازرجح ازوی بود و موجب آن شبہہ دو چیز است یکی آنکہ خلافت برای حضرت مرتضیٰ منعقد نشد زیراکہ اہل حل وعقد عن اجتہاد ونصیحۃ للمسلمین بیعت نکردہ اند۔ اخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ عن معتمر بن سلیمان عن ابیہ قال حدثنا ابو نضرۃ ان ربیعۃ کلمت طلحۃ فی مسجد بنی سلمۃ فقالوا کنا فی نحر العدو حتی جاءتنا بیعتک ھذا الرجل ثم انت الآن مقاتلہ اوکما قالوا قال فقال انی أدخلت الحش ووضع علی عنقی اللج وقیل بایع والا قتلناک وقال فبایعت وعرفت انہا بیعۃ ضلالۃ قال التیمی وقال الولید بن عبد الملک ان منافقا من منافقی اہل العراق جبلۃ بن حکیم قال للزبیر فانک قد بایعت فقال الزبیر ان السیف وضع علی قفای فقیل لی بایع والا قتلناک قال فبایعت واخرج ابو بکر عن محمد بن بشر قال سمعت حمد بن عبد اللہ بن

سنے کہ میں نے کہا کہ یہ دو آدمی کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ طلحہ اور زبیر۔ امّ ہانی نے کہا کہ میں نے تو اُن میں سے ایک کو دوسرے سے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اُس سے ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے مگر ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی تو علی نے کہا مَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا الآیۃ (۴۸ : ۱۰) پھر (بعد بیعت کے) جو شخص عہد توڑے گا سو اس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر (بیعت میں) خدا سے عہد کیا ہے تو عنقریب خدا اُس کو بڑا اجر دے گا" دوسری یہ کہ قصاص حق ہے اور حضرت علی مرتضیٰ قادر ہیں ذی النورین کا قصاص لینے پر مگر لیتے نہیں بلکہ اُس سے مانع ہیں اور حضرت مرتضیٰ رض بھی اُن پر خطائے اجتہادی کا حکم لگاتے ہیں۔ روایت کیا ابو بکر نے ابو البختری سے کہا کہ علی رض سے اہل جمل کے بارے میں سوال کیا گیا۔ کہا کہ پوچھا گیا کہ کیا مشرک ہیں یہ لوگ؟ علی رض نے کہا کہ یہ لوگ شرک سے بھاگتے ہیں۔ کہا گیا کہ کیا منافقین ہیں یہ لوگ؟ کہا کہ منافقین اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر کم۔ کہا گیا کہ پھر یہ لوگ کیا ہیں؟ کہا کہ ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم سے بغاوت کی، اور علی رض نے کہا کہ میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ ہم مثل ان لوگوں کے ہوجائیں گے جن کے بارے میں اللہ عزّ وجل نے فرمایا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ الآیۃ (۱۵ : ۴۷) اور جو کچھ اُن کے دلوں میں غبار تھا ہم اُس کو دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (الفت و محبت سے) رہیں گے۔ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا

الاصم یذکر عن ام راشد جدتہ
قالت کنت عند ام ہانیٔ فاتاہا
علیؓ فدعت لہ بطعام فقال مالی
لا اری عندکم برکۃ یعنی الشاۃ
قالت فقالت سبحان اللہ واللہ
ان عندنا لبرکۃ قال اعنی الشاۃ
قالت فنزلت فلقیت رجلین
فی الدرجۃ فسمعت احدہما
یقول لصاحبہ بایعتہ ایدینا و
لم تبایعہ قلوبنا قالت فقلت من
ہذان الرجلان فقالوا طلحۃ و
الزبیر قالت فانی قد سمعت احدہما
یقول لصاحبہ بایعتہ ایدینا و
لم تبایعہ قلوبنا فقال علیؓ فَمَنْ
نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى
نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا
عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ
اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ دوم آنکہ قصاص
حق است وحضرت مرتضیٰ قادر
است بر اخذ قصاص ذی النورین
واخذ آن نمی کند بلکہ مانع آن است
وحضرت مرتضیٰ نیز بخطای اجتہادی
حکم فرمود- واخرج ابوبکر عن ابی
البختری قال سئل علیؓ عن
اہل الجمل قال قیل أمشرکون

کریں گے"۔ یہ ایسی حدیث ہے جس کی متعدد سندیں
ہیں اُن میں سے بعض کو ابوبکر نے اخذ کیا ہے۔ اور اگر
دشمن اس بات کو قبول نہ کریں اور اُن کی رائے کو
خطاء اجتہادی میں شمار نہ کریں بلکہ سیئات میں
ہی محسوب کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَالَّذِيْنَ
هَاجَرُوْا الآیۃ (۳:۱۹۵) سو جن لوگوں نے ترک
وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اُن کو
تکلیفیں دی گئیں میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید
ہو گئے ضرور اُن لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دوں
گا اور ضرور اُن کو ایسے باغوں میں داخل کر دوں گا جن
کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ عوض ملے گا اللہ کے
پاس سے"۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُمید
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جلوہ فرمایا اور کہا کہ
تم جو چاہو کرو میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں۔ اور
روایت کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبداللہ بن زیاد
سے، کہا کہ عمار بن یاسر نے کہا کہ بیشک ہماری ماں
نے یہ سفر کیا اور وہ خدا کی قسم زوجہ ہے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی دنیا میں اور آخرت میں لیکن اللہ تعالیٰ
نے ہمیں اس آزمائش میں ڈالا تاکہ وہ جان لے کہ ہم
(زوجۂ رسول اللہ اور ماں ہونے کی وجہ سے) اس
کی اطاعت کرتے ہیں یا اللہ کی۔ اور مسلم نے روایت
کیا ابوہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حراء پر تھے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ و زبیر بھی تھے
تو چٹان نے حرکت کی تو آپ نے فرمایا کہ ساکن ہو تیرے
اوپر نہیں ہے بجز نبی یا صدیق یا شہید کے۔ اور ابوبکر

بہم قال من الشرک فروا قیل أمنا فقون ہم قال ان المنافقین لایذکرون اللہ الا قلیلاً قیل فما ہم قال اخواننا بغوا علینا وقال علیؓ انی لارجو ان نکون کالذین قال اللہ عزوجل وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ حدیث لہ طرق متعددۃ اخرج بعضہا ابو بکر و اگر خصم قبول نکند این را و رأی الشیخان را از خطای اجتہادی شمارد بلکہ از سیئات حساب کند فقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۝ الآیۃ و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم و اخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ عن عبداللہ

نے روایت کیا ابو نضرہ سے کہا کہ ابو سعید کے پاس لوگوں نے ذکر کیا علی اور عثمان اور طلحہ و زبیر کو تو ابو سعید نے کہا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے سوابق اعمال بہت ہیں اور ان پر فتنہ آپڑا تو انہوں نے اپنا معاملہ اللہ پر لوٹا دیا۔عـه پھر ان عزیزوں سے ایسے کلمات بھی منقول ہیں جو دلالت کرتے ہیں اس رائے سے رجوع کرنے پر۔ ابو بکر نے روایت کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں آرزو کرتی ہوں کہ کاش میں ایک ہری شاخ ہوتی اور اس سفر پر نہ نکلتی۔ اور متعدد اسناد کے ساتھ روایت کیا گیا ہے کہ علی نے جنگ جمل کے دن زبیر سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں تجھ سے سرگوشی کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ کیا تو اس سے سرگوشی کر رہا ہے، واللہ یہ ایک دن تجھ سے ضرور قتال کرے گا اور یہ تجھ پر ظلم کرنے والا ہوگا۔ کہا کہ یہ سن کر زبیر نے اپنی سواری کے منہ پھیرا اور لوٹ گئے۔ اس کو ابو بکر وغیرہ نے روایت کیا۔ پھر ان کے میدان جنگ سے واپسی کے بعد ابن جرموز نے ان کو قتل کر دیا۔ اور روایت کیا ابو بکر نے قیس سے، کہا کہ مروان بن الحکم نے جمل کے دن طلحہ کے گھٹنے پر تیر مارا تھا۔ تو اس سے خون نکل کر بہنا شروع ہو گیا، جب اس کو بند کرتے تھے تو بند ہو جاتا تھا اور جب اس کو چھوڑتے تھے تو بہنے لگتا تھا۔ تو طلحہ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو، یہ تو ایسا تیر

عـه یا یہ معنی ہیں کہ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو ۱۲

بن زیاد قال قال عمار بن یاسر
إنَّ أُمّنا سارت مسيرنا هذا
وانها واللہ زوجۃ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم فی الدنیا والآخرۃ و
لکن اللہ ابتلانا بهذا ليعلم
ايّاهُ نطيعُ ام اِيّاه۔ واخرج مسلم
عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان علی حراء و
ابوبکر وعمر وعثمان وطلحۃ والزبیر
فتحرکت الصخرۃ فقال اهدء فما
علیک الا نبیٌ او صدیقٌ او
شہیدٌ۔ واخرج ابوبکر عن ابی نضرۃ
قال ذکروا علیاً وعثمانَ وطلحۃ و
الزبیر عند ابی سعید فقال اقوام
سَبَقَتْ لهم سوابقُ واصابتهم
فتنۃ فردّوا امرہم الی اللہ
باز ازیں عزیزان کلمات دالّہ
بر رجوع ازیں رای منقول شدہ
اخرج ابوبکر عن عائشۃ رضی اللہ
عنہا قالت وَدِدْتُ انی کنتُ غصناً
رطباً ولم أسِرْ مسيري هذا۔ وقد
روی بطرقٍ متعددۃ ان علیاً
قال یوم الجمل للزبیر انشدکَ
اللہ أتذکر یوماً اتانا النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وانا اناجیک

سے جس کو اللہ نے بھیجا تھا۔ پھر اُن کا انتقال ہو گیا۔
اور حاکم نے روایت کیا ثور بن مجزاۃ سے کہ میں یوم جمل
میں طلحہ کے آخری وقت پر اُن سے ملا۔ تو انہوں
نے مجھ سے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے؟ میں نے کہا
کہ امیر المومنین علی رض کے اصحاب میں سے۔ تو کہا کہ اپنا
ہاتھ پھیلا میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں۔ تو میں نے اپنا
ہاتھ پھیلا دیا۔ اور انہوں نے مجھ سے بیعت کی اور اُن
کا دم نکل گیا۔ پھر میں نے علی رض کے پاس جا کر اُن کو
اس کی خبر دی۔ تو آپ نے کہا اللہ اکبر سچ کہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اللہ نے ناپسند کیا اس
بات کو کہ طلحہ جنت میں داخل ہو بغیر اس بات کے
کہ میری بیعت اُس کی گردن میں ہو۔ اور رہا یہ کہ معاذ
مجتہد مخطی اور معذور تھے، تو اس کی صورت یہ ہے
کہ وہ شبہ کے ساتھ دلیل پکڑے ہوئے تھے۔ ہر چند
کہ دوسری دلیل جو میزان شریعت میں اس سے زیادہ
وزن دار تھی ظاہر ہو گئی مانند اُن باتوں کے جن کی
تقریر ہم اہل جمل کے قصہ میں کر چکے ہیں بعض اشکال
کے اضافہ کے ساتھ۔ اور وہ یہ ہے کہ معاویہ اور
اہل شام نے بیعت نہیں کی تھی اور وہ یہ سمجھے
ہوئے تھے کہ خلافت کی تکمیل خلیفہ کے تسلط اور
اس کے حکم کے نفاذ پر موقوف ہے اور وہ متحقق نہیں
ہوا ہے۔ پھر تحکیم (حَکَم بنانے) کے معاملہ نے اس
شبہ کو اور مضبوط کر دیا۔ اور حدیث صحیح میں آیا ہے
کہ دعوٰھما واحدۃ یعنی دونوں جماعتوں کا
دعویٰ ایک ہوگا۔ اور رہا یہ کہ اہل حرورا باطل پر

فقال اتناجیہ فواللہ لیقاتلنک یوما وہو لک ظالم قال فضرب الزبیر وجہ دابتہ فانصرف۔ اخرجہ ابو بکر وغیرہ۔ ثم قتلہ ابن جرموز بعد انصرافہ من المعرکۃ۔ واخرج ابوبکر عن قیس قال رمی مروان بن الحکم یوم الجمل طلحۃ بسہم فی رکبتہ فجعل الدم یغذو ویسیل فاذا امسکوہ امتسک واذا ترکوہ سال فقال طلحۃ دعوہ انما ہو سہم ارسلہ اللہ فمات۔ واخرج الحاکم عن ثور بن مجزاۃ قال مررت بطلحۃ یوم الجمل آخر رمق فقال لی ممن انت قلت من اصحاب امیر المؤمنین علی فقال ابسط یدک ابایعک فبسطت یدی فبایعنی وفاضت نفسہ فاتیت علیاً فاخبرتہ فقال اللہ اکبر صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی اللہ ان یدخل طلحۃ الجنۃ الا وبیعتی فی عنقہ۔ واما آنکہ معاویۃ مجتہد مخطی معذور بود پس ازان جہت کہ متمسک بود بشبہہ ہر چند دلیل دیگر در میزان شرع راجح تر ازان برآمد مانند آنچہ در قصۂ اہل جمل تقریر کردیم

تھے اور علامات کفر یا فسق ——— میں ملوث تھے تو وہ اس جہت سے مفہوم ہوتا ہے کہ خوارج والوں کے بارے میں احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں کہ یمرقون من الدین الخ یعنی وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے۔ اس کو روایت کیا سہل بن حنیف اور عبداللہ بن مسعود اور ابوسعید وغیرہم نے۔ باقی رہا ایک مسئلہ جو نہایت دقیق ہے اور اس مسئلہ میں اکثر لوگوں کے قدم لغزش کھا گئے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مرتضیٰؓ کی مدد سے تخلف کرنے والے مجتہد مصیب تھے یا مخطی معذور مجتہد تھے۔ بندہ کے نزدیک محقق بات یہ ہے کہ تخلف کرنے والے (یعنی مدد سے پیچھے رہ جانے والے) عزیمت پر (کاربند) تھے اور صریح احادیث سے جو صحیح اور متواتر المعنیٰ ہیں دلیل پکڑے ہوئے تھے۔ ترمذی نے روایت کیا امّ مالک بہزیہ سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک فتنہ کا اور اس کے قریب الوقوع ہونے کا ذکر کیا۔ کہا کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس میں سب سے بہتر کون ہوگا۔ فرمایا کہ ایسا شخص جو اپنی بکریوں وغیرہ میں (جنگل میں یکسو) رہے۔ اُن کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اور ایسا شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے دشمن کو للکارتا ہے اور وہ اُس کو للکارتے ہیں۔ اور روایت کیا ترمذی نے بسر بن سعد سے کہ سعد بن ابی وقاص نے عثمانؓ بن عفان کے فتنہ کے وقت کہا کہ میں گواہی دیتا

بازیادت اشکال و آن آنست کہ
معاویۃ و اہل شام بیعت نکردہ بودند
و میدانستند کہ تمام خلافت بتسلط
و نفاذ حکم است و آن متحقق نشد
باز امر تحکیم آن شبہہ را راسخ
تر نمود و در حدیث صحیح آمدہ
دعوٰہما واحدۃ۔ و اما آنکہ اہل حرورا
بر باطل بودند و بتہمت کفر یا
فسوق متہم اعاذنا اللہ من
ذلک پس ازان جہت کہ احادیث
متواترہ در باب حروریہ وارد شدہ
است کہ یمرقون من الدین مروق
السہم من الرمیۃ رواہ سہل بن
حنیف و عبداللہ بن مسعود و ابوذر
و ابوسعید وغیرہم۔ باقیماند مسئلہ
در غایت غموض کہ قدم اکثری دران
لغزیدہ است و آن آنست کہ
متخلفین از نصرت حضرت مرتضیٰ
مجتہد مصیب بودند یا مجتہد مخطی
معذور و آنچہ در پیش بندہ محقق
شدہ است آنست کہ متخلفان آخذ
بعزیمت بودند و متمسک بصریح
احادیث صحیحہ متواترۃ المعنیٰ
اخرج الترمذی عن ام مالک البہزیۃ
قالت ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب
ایسا فتنہ اٹھنے والا ہے جس کے دور میں بیٹھا
ہوا شخص بہتر ہوگا کھڑے ہوئے سے اور کھڑا ہوا
بہتر ہوگا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا
دوڑنے والے سے۔ کہا کہ میں نے کہا کہ آپ مجھے
بتائیے کہ اگر کوئی میرے گھر میں داخل ہو جائے اور
مجھ پر اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے بڑھائے؟
تو فرمایا کہ آدم کے بیٹے (ہابیل) کی طرح عہ بن جانا۔ اور
ترمذی نے روایت کیا عدیسہ بنت اہبان بن صیفی
غفاری سے، کہا کہ علی بن ابی طالب میرے باپ
کے پاس آئے اور ان کو دعوت دی کہ جنگ کے
لئے ان کے ساتھ چلیں۔ میرے باپ نے ان
سے کہا کہ میرے خلیل اور آپ کے چچا کے بیٹے نے
مجھ سے واضح طور پر فرمایا تھا کہ جب لوگ ایک
دوسرے کے خلاف ہو جائیں تو میں اپنی تلوار لکڑی
کی بنا لوں تو میں نے اس کو بنا لیا ہے تو اگر آپ
چاہیں تو میں اس کو لے کر آپ کے ساتھ نکلوں
عدیسہ نے کہا کہ پھر علی نے ان کو چھوڑ دیا۔ اور ترمذی نے
روایت کیا ابو موسیٰ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ آپ نے فتنہ کے بارے میں
فرمایا کہ اس میں اپنی کمانیں توڑ دینا اور اپنے
چلے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں کے اندر بیٹھنا اختیار
کر لینا اور آدم کے بیٹے کی طرح بن جانا۔ اور بخاری
نے روایت کیا شقیق بن سلمہ سے، کہا کہ میں ابو مسعود
اور ابو موسیٰ اور عمار رضی اللہ عنہم کے ساتھ

عہ یہ اس قصہ کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ مائدہ میں ذکر ہے ... لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي [illegible]

وسلم فتنۃً فقربہا قالت قلتُ
یا رسولَ اللہِ من خیرُ الناسِ فیہا
قال رجلٌ فی ماشیتہٖ یؤدّی
حقّہا ویعبدُ ربّہ ورجلٌ آخذٌ
برأسِ فرسہٖ یُخوّفُ العدوَّ
ویخوّفونہ - واخرج الترمذی عن بسر
بن سعید انَّ سعدَ بنَ ابی وقاص
قالَ عند فتنۃِ عثمانَ بنِ عفّان
اشہد انّ رسولَ اللہِ صلی اللہ
علیہ وسلم قال انہا ستکون فتنۃٌ
القاعدُ فیہا خیرٌ من القائم
والقائمُ خیرٌ من الماشی والماشی
خیرٌ من الساعی قال قلتُ افرأیتَ
ان دخلَ علیَّ بیتی وبسطَ یدَہٗ
الیَّ لیقتلنی قال کن کابنِ آدمَ
واخرج الترمذیؒ عن عدیسۃ
بنتِ اھبان بن صیفی الغفاری
قال جاءَ علیٌّ بن ابی طالب الی ابی
فدعاہ الی الخروج معہ فقال لہ ابی
انّ خلیلی وابن عمک عہد
الیَّ اذا اختلفَ الناسُ ان اتخذَ
سیفاً من خشبٍ فقد اتخذتہ فان
شئتَ خرجتُ بہ معک قالت
فترکہ . واخرج الترمذیؒ عن
ابی موسٰی عن النبیّ صلی اللہ علیہ

بیٹھا ہوا تھا۔ تو ابومسعود نے عمار سے کہا کہ تمھارے
ساتھیوں میں کوئی ایسا نہیں کہ اگر میں چاہوں تو اس
کے بارے میں کچھ نہ کہہ سکوں سوائے تمھارے، اور
میں نے تمھاری جانب سے جب سے تم نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی کوئی بات اپنے
نزدیک اس سے زیادہ معیوب نہیں دیکھی یعنی تمھارے
اس امر میں سرعت دکھانے سے، تو عمار بن یاسر
نے کہا اے ابومسعود! میں نے بھی تمھاری جانب
سے اور نہ تمھارے اس ساتھی کی جانب سے جب
سے تم دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت
اختیار کی اپنے نزدیک کوئی بات تمھارے اس
امر میں دیر کرنے سے زیادہ معیوب نہیں دیکھی، تو
ابومسعود نے جو صاحب وسعت تھے کہا کہ اے
غلام دو جوڑے لے کر آ، پھر اُن میں سے ایک
تو ابوموسٰی کو دیا اور دوسرا عمار کو اور کہا کہ
تم دونوں یہ جوڑے پہن کر جمعہ (کی نماز) کو جانا ۔ اور
بخاری نے روایت کیا حرملہ مولی اُسامہ سے، کہا کہ
مجھے اُسامہ نے بھیجا علی رضی اللہ عنہما کے پاس اور
کہا کہ وہ یعنی علی تجھ سے ابھی پوچھیں گے اور کہیں
گے کہ تیرا صاحب کہاں رہ گیا تو اُن سے یہ کہنا کہ وہ
آپ سے یہ کہتا ہے کہ اگر آپ شیر کے کلّے میں ہوں
گے تو میں یقیناً اس بات کو پسند کروں گا کہ اس
میں میں آپ کے ساتھ ہوں، لیکن یہ ایسا امر ہے
کہ جس کو میں مناسب نہیں دیکھتا، تو علی نے مجھے
کچھ نہیں دیا۔ پھر میں گیا حسن اور حسین اور ابن جعفر

(حاشیہ صفحہ گذشتہ کا بقیہ) اگر تو مجھے قتل کرنے کیلئے ہاتھ بڑھائیگا تو میں تجھے قتل کرنے کیلئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں میں تو

وسلم انہ قال فی الفتنۃ کسّروا
فیہا قسیّکم وقطّعوا فیہا اوتارکم
والزموا فیہا اجواف بیوتکم وکونوا
کابن آدم۔ واخرج البخاری عن
شقیق بن سلمۃ قال کنت جالسا
مع ابی مسعود وابی موسی وعمار
رضی اللہ عنہم فقال ابو مسعود لعمار
ما من اصحابک احد الا لو شئت
لقلت فیہ غیرک وما رأیت منک
شیئا منذ صحبت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اعیب عندی من
استسراعک فی ہذا الامر فقال
عمار بن یاسر یا ابا مسعود وما رأیت
منک ولا من صاحبک ہذا شیئا
منذ صحبتما النبی صلی اللہ علیہ و
سلم اعیب عندی من ابطائکما
فی ہذا الامر فقال ابو مسعود
وکان موسرا یا غلام ہات
حلتین فاعطی احدہما ابا موسی
والاخری عمارا وقال روحا فیہما
الی الجمعۃ۔ واخرج البخاری عن
حرملۃ مولی اسامۃ قال ارسلنی
اسامۃ الی علی رضی اللہ عنہما
وقال انہ سیسألک الآن فیقول
ما خلّف صاحبک فقل لہ یقول لک

کی طرف تو انہوں نے میری سواری کو سامان سے لاد
دیا۔ اور ابو یعلے نے ایک طویل حدیث نقل کی
جس میں خوارج کے عبداللہ بن خباب کو قتل
کرنے کا ذکر ہے۔ انہوں نے کہا کیا تو عبداللہ بن
خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی
کا بیٹا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر ان لوگوں نے
کہا کہ کیا تو نے اپنے باپ سے کوئی حدیث سنی ہے
جس کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے
سنا جو میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے تھے کہ آپ نے ایک فتنہ کا ذکر
کیا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے
بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا چلنے والے
سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے۔ فرمایا پھر
اگر وہ تجھے پکڑلے تو تو اللہ کا بندہ مقتول بن جانا
کہا ایوب نے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ فرمایا کہ
اور اللہ کا بندہ قاتل نہ بننا۔ انہوں نے کہا کہ کیا تو
نے اس کو خود اپنے باپ سے سنا کہ وہ اس کی
روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا تھا۔
انہوں نے کہا کہ ہاں۔ کہا کہ پھر اس کو نہر کے کنارے
پر لے گئے اور اس کی گردن مار دی پھر پانی میں بہا
دیا گویا وہ جوتی کا تسمہ تھا[1]۔ اور روایت کیا حاکم
نے عمرو بن وابصہ اسدی سے انہوں نے اپنے
باپ سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے وہ
روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] غالباً لاش کو پانی میں پھینک دینے کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان کے خون کی پرواہ نہ کی اور لاش کو جوتی کے تسمہ کی طرح پھینک دیا واللہ اعلم۔

لو کنتَ فی شدق الاسد لاحببتُ
ان اکون معک فیہ ولکن ہذا
امرٌ لم اَرَہٗ فلم یُعطِنی شیئاً فذہبت
الی حسن و حسین و ابن جعفر فاَوقروا
لی راحلتی۔ واخرج ابو یعلیٰ فی
حدیث طویل فیہ قتلُ الخوارج
عبدَ اللہ بن خباب قالوا انتَ
عبدُ اللہ بنُ خباب صاحب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم
قالوا فہل سمعتَ من ابیک حدیثاً
تحدثنا بہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال سمعتُ ابی یحدثنی عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ
ذکر فتنۃً القاعدُ فیہا خیرٌ من
القائم والقائم فیہا خیرٌ من
الماشی والماشی فیہا خیرٌ من
الساعی قال فان ادرکتَ ذاک فکن
عبدَ اللہ المقتولَ قال ایوب ولا اعلمہ
الا قال ولا تکن عبدَ اللہ القاتل
قالوا انتَ سمعتَ ہذا من ابیک
یُحدِّثُ بہ عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال نعم قال فقدموہ
علی ضفۃ النہر فضربوا عنقہ فسال
دمہ کانہ شراکُ نعلٍ۔ واخرج الحاکم
عن عمرو بن وابصۃ الاسدی عن

سے کہ آپ فرماتے تھے کہ ایسا فتنہ برپا ہوگا جس
میں لیٹنے والا بہتر ہوگا بیٹھنے والے سے، اور بیٹھنے
والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے والے سے، اور کھڑا ہونے
والا بہتر ہوگا چلنے والے سے، اور چلنے والا بہتر ہوگا
سوار سے، اور سوار بہتر ہوگا دوڑانے والے سے۔ میں
نے کہا یارسول اللہ یہ کب ہوگا۔ فرمایا ایسا
ایام ہرج (فتنہ وفساد) میں ہوگا جب کہ کوئی اپنے ہم نشین
سے بھی مطمئن نہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ پھر آپ مجھے
کیا حکم دیتے ہیں اگر میں اُس زمانہ کو پاؤں۔ فرمایا
کہ روکے رکھنا اپنے نفس کو اور اپنے ہاتھ کو اور
اپنے گھر میں چلے جانا۔ کہا کہ میں نے کہا یارسول اللہ
یہ بتائیے کہ اگر کوئی گھر میں گھس آئے تو فرمایا کہ تو
کمرے میں داخل ہوجانا۔ کہا کہ میں نے عرض کیا
کہ یہ بتائیے اگر وہ کمرے میں بھی داخل ہوجائے
تو فرمایا کہ تو اپنی مسجد میں داخل ہوجانا اور ایسے
کرلینا۔ اور آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو پہنچے
پر سے جو انگوٹھے کے نیچے ہے پکڑا۔ اور کہنا
رَبِّیَ اللہُ یعنی "میرا رب اللہ ہے"۔ یہاں تک
کہ تو اسی حال پر مرجائے۔ اور حاکم نے روایت کیا
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اے لوگو تم پر
فتنے سایہ ڈال رہے ہیں گویا وہ اندھیری رات
کے ٹکڑے ہیں، سب سے بہتر آدمی اُس میں، یا کہا
اُن میں سے بکری والا ہے جو اپنی بکری کی سری
کھاکر ہی گذارا کرلے اور وہ ہے جو کسی پہاڑی دستے
کے پیچھے اپنے گھوڑے کی بھاگ پکڑے ہوئے

أبيه عن عبد الله بن مسعود يحدث
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول تكون فتنة المضطجع فيها
خير من القاعد والقاعد خير
من القائم والقائم خير من
الماشي والماشي خير من الراكب
والراكب خير من المجري
قلت يا رسول الله ومتى ذلك
قال ذلك أيام الهرج حين لا يأمن
الرجل جليسه قلت فبم تأمرني
إن أدركت ذلك الزمان قال
اكفف نفسك ويدك وادخل
دارك قال قلت يا رسول الله
أرأيت إن دخل علي داري قال
فادخل بيتك قال قلت أفرأيت
إن دخل علي بيتي قال فادخل في
مسجدك واصنع هكذا وقبض
بيمينه على الكوع وقل ربي الله
حتى تموت على ذلك. وأخرج الحاكم
عن أبي هريرة رضي الله عنه قال
أيها الناس أظلتكم فتن كأنها
قطع الليل المظلم خير الناس
فيها أو قال منها صاحب شاء
يأكل من رأس غنمه ورجل
من وراء الدرب آخذ بعنان

اپنی تلوار سے شکار کر کے کھائے (اور آبادی سے جو
محل فتنہ ہے دور رہے)۔ اور روایت کیا حاکم
نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے، کہتے ہیں کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تمہارے
سامنے بہت سے فتنے ہیں اندھیری رات کے ٹکڑوں
کی مانند، جن میں یہ حال ہوگا کہ صبح کو آدمی مومن
اٹھے گا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن
ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ اُس میں بیٹھنے والا کھڑے
ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے
والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے
والے سے بہتر ہوگا۔ لوگوں نے کہا پھر آپ ہم کو کیا
حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ اپنے گھروں کی کملیاں بن جانا
(یعنی گھر سے باہر نہ نکلنا)۔ اور روایت کیا حاکم نے
ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے، کہتے ہیں کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد رکھو عنقریب
فتنہ اُٹھنے والا ہے پھر سمجھ لو ایسا فتنہ برپا ہوگا
کہ اُس میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے
والے سے، اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا
اس کی طرف دوڑنے والے سے۔ پھر جب وہ
نازل ہو جائے تو یاد رکھو کہ جس کے پاس اونٹ
ہوں اُس کو چاہئے کہ اپنے اونٹوں کے پاس پہنچ جائے
اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے
پاس پہنچ جائے اور جس کے پاس کوئی زمین ہو
وہ اپنی زمین پر جا پہنچے (کاشتکاری کرے) تو
آپ سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمیں

فرسہ یأکل من سیفہ۔ وأخرج الحاکم عن أبی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بین ایدیکم فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل فیہا مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا القاعد فیہا خیر من القائم والقائم فیہا خیر من الماشی والماشی فیہا خیر من الساعی قالوا فما تأمرنا قال کونوا احلاس بیوتکم۔ و اخرج الحاکم عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انہا ستکون فتن الا ثم تکون فتنۃ القاعد فیہا خیر من القائم والقائم فیہا خیر من الماشی والماشی فیہا خیر من الساعی الیہا فاذا نزلت الا من کان لہ ابل فلیلحق بابلہ ومن کان لہ غنم فلیلحق بغنمہ ومن کانت لہ ارض فلیلحق بارضہ فقال لہ رجل یا رسول اللہ ارأیت ان لم یکن لہ ابل ولا غنم ولا ارض قال فلیأخذ حجرا فلیدق بہ علی حد سیفہ ثم لینج ان استطاع

بتائیے کہ اگر کسی کے پاس اونٹ نہ ہوں اور نہ بکریاں اور نہ زمین تو وہ کیا کرے۔ فرمایا اُس کو چاہئے کہ پتھر لاکر اپنی تلوار کو اس سے کوٹ ڈالے پھر چاہئے کہ بچ نکلے اگر بچ نکلنے کی قدرت رکھتا ہو (یعنی کہیں بھاگ جائے)، پھر فرمایا کہ یا اللہ کیا میں نے بات پہنچا دی؟ یہ تین بار فرمایا۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ بتائیے کہ اگر مجھ پر زبردستی کی جائے اور مجھے کسی ایک صف یا کسی ایک گروہ کی طرف لے جایا جائے پھر کوئی شخص مجھ پر تیر مارے یا تلوار مار کر مجھے قتل کر ڈالے (تو) فرمایا کہ وہ اپنے گناہ اور تیرے گناہ لے کر لوٹے گا پھر اصحاب نار میں سے ہو جائے گا، اس کو تین مرتبہ فرمایا۔ اور حاکم نے روایت کیا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عنقریب ایسا فتنہ واقع ہونے والا ہے جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا بہتر ہوگا چلنے والے سے، اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے اور دوڑنے والا بہتر ہوگا سوار سے اور سوار بہتر ہوگا تیز دوڑانے والے سے[عہ]۔ اور حاکم نے روایت کیا محمد بن مسلمہ سے کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے کیا کرنا چاہئے جب نماز پڑھنے والے آپس میں اختلاف کرنے لگیں۔ فرمایا کہ اپنی تلوار لے کر حرّہ (جو ایک سنگستان ہے) چلے جانا اور اس کو پتھروں پر مارنا (تاکہ دھار نہ رہے) پھر اپنے گھر میں بیٹھ رہنا یہاں تک کہ تم کو موت آجائے

عہ یعنی ہلکی رفتار والا۔ تیز دوڑنے والے سے ۱۲

النبي ثم قال اللهم هل بلغت ثلثا فقال رجل يا رسول الله أرأيت إن أكرهت حتى ينطلق بي إلى أحد الصفين فرماني رجل بسهم أو يضربني بسيف فيقتلني قال يبوء بإثمه وإثمك فيكون من أصحاب النار قالها ثلثا۔ واخرج الحاكم عن سعد بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنها ستكون فتنة القاعد فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الماشي والماشي فيها خير من الساعي والساعي فيها خير من الراكب والراكب خير من الموضع۔ واخرج الحاكم عن محمد بن مسلمة قال قلت يا رسول الله كيف أصنع إذا اختلف المصلون قال تخرج بسيفك الى الحرة فتضرب بها ثم تدخل بيتك حتى تأتيك منية قاضية أو يد خاطئة۔ اینجا شبہ وارد میشود کہ ہرگاہ حضرت علی مرتضیٰ خلیفۂ برحق است لازم شد اعانت او پس تخلف از نصرت وی رضی اللہ عنہ چگونہ مرضی الٰہی خواہد بود گوئیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دانستند کہ حضرت مرتضیٰ ہرچند خلیفۂ برحق است اما نصرت او مقدر نیست و در غیب معصم شدہ است کہ کار از دست او بیرون رود و اجتماع ناس و نفاذ حکم

قضائے الٰہی کو پورا کرنے والی یا کوئی خطا کار ہاتھ تمہاری طرف بڑھے۔ یہاں ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ خلیفۂ برحق ہیں تو اُن کی اعانت لازم ہوئی تو آنجناب رضی اللہ عنہ کی مدد سے پیچھے ہٹنا کیونکر پسندیدۂ خداوندی ہوگا؟ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا تھا کہ حضرت مرتضیٰ ہرچند کہ خلیفۂ برحق ہیں مگر ان کی نصرت مقدر نہیں ہے اور غیب میں یہ بات معتین ہو چکی ہے کہ اُن کے قبضہ سے کام باہر نکل جائے گا اور اُن پر عام لوگوں کا اجتماع نہ ہوگا اور بلادِ اسلام میں اُن کا حکم قطعًا نافذ نہ ہوگا لہٰذا لوگوں کو جنگ پر تیز کرنا فتنہ کے بڑھنے کا موجب ہوگا۔ خلیفۂ برحق کی مدد اُس صورت میں مطلوب ہوگی جب کہ اُن کے منصور و کامیاب ہونے کا ظن موجود ہو۔ جب قطعی طور پر یہ معلوم ہو گیا کہ اُن کو نصرت فائدہ نہ بخشے گی تو قوم کو قتال کی طرف دعوت دینے اور اُن کو لڑائی کے لئے آمادہ کرنے سے کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اس کی نظیر واقعۂ حرّہ ہے جس میں کہ اہلِ مدینہ کی مظلومیت کھلے طور پر معلوم تھی اور اُن کو مار ڈالنے والوں کا ظالم ہونا اچھی طرح ظاہر، مگر اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال سے رُکنے کا حکم فرمایا۔ حاکم نے روایت کیا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے ابوذر! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک۔ فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب لوگوں پر بھوک کی ایسی مصیبت

او در بلادِ اسلام اصلاً مستقیم نشود
پس بر غلانیدنِ مردم موجب زیادت
فتنہ خواہد بود نصرتِ خلیفۂ برحق
جائی مطلوب است کہ منصور شدن
او مظنون باشد چون بالقطع معلوم شد
کہ نصرتِ او فائدہ نخواہد بخشید تداعی
اقوام بجہت قتال وتہیا ایشان برائے
جدال چہ سود نظیر آن واقعۂ حرّہ
است کہ مظلومیتِ اہلِ مدینہ اُظہر
معلومات بود و ظالم بودنِ کشندگان
ایشان اظہر مع ہذا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بکفّ از قتال امر فرمودند
اخرج الحاکم عن ابی ذر رضی اللہ عنہ
قال قال رسولُ اللہِ صلی اللہُ علیہ وسلم
یا ابا ذر قلتُ لبیک یا رسول اللہ
وسعدیک قال کیف انتَ اذا اصاب
الناسَ جوعٌ تأتی مسجدک فلا تستطیعُ
اَنْ ترجع الی فراشک وتأتی فراشک
ولا تستطیعُ اَنْ تنہضَ الی مسجدک قلتُ
اللہُ ورسولُہ اعلم او ما خارَ اللہُ لی
ورسولُہ قال علیکَ بالعفّۃ ثم قال
یا ابا ذر قلتُ لبیک یا رسولَ اللہ و
سعدیکَ قال کیف انتَ اذا رأیتَ
احجارَ الزیت قد غرقت بالدم قلتُ
ما خارَ اللہُ لی ورسولُہ قال تلحق بمن

پڑے گی کہ تو اپنی مسجد میں آئے گا تو اپنی آرام گاہ
تک لوٹنے کی تجھ میں قوت نہ ہوگی اور جب اپنے بستر پر
ہوگا تو اتنی قوت نہ ہوگی کہ اُٹھ کر اپنی مسجد تک
پہنچ جائے۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی
بہتر جانتے ہیں یا (یہ کہا) کہ اللہ اور اُس کے رسول نے
میرے لئے کیا پسند کیا ہے۔ فرمایا کہ تجھے مانگنے سے
بچنا ضروری ہے۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذر میں نے کہا
لبیک یا رسول اللہ وسعدیک۔ فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا
جب تو (مقام) احجار الزیت کو دیکھے گا کہ وہ خون
میں ڈوبا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے لئے اللہ اور
اس کا رسول کیا پسند کرتے ہیں۔ فرمایا کہ تو جن میں
سے ہے اُس سے جا ملنا عہ یا یہ فرمایا کہ تجھ پر لازم ہے
اُس سے مل جانا جس سے تو متعلق ہے۔ میں نے کہا کہ
کیا میں اپنی تلوار سنبھال کر اپنے کاندھے پر نہ رکھ
لوں؟ فرمایا کہ پھر تو تو بھی شریک (فتنہ) ہو جائے گا
میں نے کہا کہ پھر مجھے آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا
کہ تجھے گھر میں رہنے کو لازم کر لینا چاہئے۔ میں نے
کہا کہ یہ بتائیے کہ اگر گھر میں گھس کر کوئی میرے پاس
آ پہنچا۔ فرمایا کہ اگر تجھے یہ اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک
تجھے مغلوب کر دے گی تو اپنی چادر اپنے منہ پر
ڈال لینا۔ وہ (قتل کر کے) تیرا اور اپنا گناہ لے
کر جائے گا۔ اور اگر کوئی معترض پلٹ کر یہ کہے کہ
اگر ایسا ہے تو چاہئے کہ حضرت مرتضیٰ اور اُن کے
اقارب کو بھی آپ منع فرماتے رہے ہوں اور قتال سے
روکتے رہے ہوں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے

عہ یعنی اپنے قبیلہ والوں میں چلے جانا

أنتَ منه او قال عليك بمن أنتَ منه قلتُ أفلا آخذُ سيفي فأضعه على عاتقي قال شاركتَ إذاً قلتُ فما تأمرني قال تلزم بيتك قلتُ أرأيتَ إن دُخِل عليَّ بيتي قال فإن خشيتَ أن يبهرك شعاعُ السيف فألقِ رداءك على وجهك يبُوءُ بإثمه وإثمك۔ و اگر سائلی عود کند و گوید اگر چنین است می بایست کہ حضرت مرتضی و اقارب ایشان را نیز منع می فرمودند و از قتال باز میداشتند گوئیم لا نسلّم در حق حضرت مرتضی وجہی دیگر یافتہ شد موجب تصلّب او در قتال و آن آن است کہ حضرت مرتضی خلافت را خلع نکند و در احکام قواعد آن سعی کلی بجا آرد تا روز حشر در زمرۂ خلفا مبعوث شود نظیرش قصۂ ذی النورین رضی اللہ عنہ و اقارب او را می باید کہ بحق صلۂ ارحام قیام نمایند و خدمت خلیفۂ برحق بجا آرند و عمار بن یاسر نیز در حکم اقارب بود از جہت شدت لزوم بصحبت پس در حق مرتضی و اقارب او این معنی اقرب بصواب است و در حق جماعۂ کہ قرابت نداشتند آن نزدیک تر

حضرت مرتضیٰ رضؓ کے حق میں ایک دوسری ایسی وجہ پائی جاتی ہے جو قتال کے بارے میں اُن کے سخت ہونے کو ضروری قرار دیتی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مرتضیٰ رضؓ خلافت کا خلع نہ کریں (یعنی دستبردار نہ ہوں) اور اس کے قواعد کے مستحکم کرنے میں پوری پوری سعی کو کام میں لائیں تاکہ قیامت کے دن خلفاء کے زمرے میں مبعوث ہوں۔ اُس کی نظیر ذی النورین رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے (کہ آپ نے حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہونا گوارا کیا مگر خلافت سے خلع منظور نہ کیا) رہے آپ کے اقارب تو اُن کے لئے ضروری تھا کہ حق قرابت ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اور خلیفۂ برحق کی خدمت کا حق ادا کریں۔ اور عمارؓ بن یاسر بھی چونکہ شدت کے ساتھ حضرت علیؓ کی صحبت اپنے اُوپر لازم کئے ہوئے تھے اس لئے اقارب کے حکم میں داخل تھے۔ الحاصل حضرت مرتضیٰؓ اور اُن کے اقارب کے حق میں یہ معنے اقرب الی الصواب ہیں۔ اور اس جماعت کے حق میں جو قرابت نہیں رکھتے تھے وہ بات بھلائی سے قریب تر تھی ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد (یعنی ہر بات کا ایک وقت اور ہر نکتہ کا ایک موقع ہے)۔ پھر حضرت مرتضیٰ رضؓ سے جنگ جمل اور صفین سے پہلے اور اُن دونوں قتالوں کے بعد ایسے اقوال مروی ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف اور متباین ہیں۔ بظاہر (حضرت مرتضیٰ رضؓ کی) نہایت درجہ احتیاط و تقوے اور جانب مخالف کی دلیل

بصواب بودی ہر سخن، وقتی وہر نکتہ
مکانی وارد شد باز از حضرت مرتضیٰ
قبل از قتال جمل و صفین وبعد
ازین ہر دو قتال اقوال مختلفہ متباینہ
مروی شدہ ظاہرا از جہت شدت
تورع و ملاحظۂ قوت دلیل جانب
خلاف بودہ باشد۔ اخرج الحاکم عن
طارق بن شہاب قال رأیت علیاً
علی رحل رث بالربذۃ وہو یقول
للحسن والحسین ما لکما تحنان حنین
الجاریۃ واللہ لقد ضربت ہذا الامر
ظہرہ البطن فما وجدت بدا من
قتال القوم او الکفر بما انزل اللہ
علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وروی عن الحسن بن علی بطرق
متعددۃ وعن ابی صالح وغیرہ
قال علیؓ یوم الجمل وددت انی کنت
مت قبل ہذا بعشرین سنۃ
اخرج بعض طرقہ ابوبکر والحاکم
اخرج ابوبکر عن عمار قال لو ضربونا
حتی یبلغونا سعفات ہجر لعلمنا انا
علی الحق وانہم علی الضلالۃ واخرج
ابوبکر عن سلیمان بن مہران قال
حدثنی من سمع علیاً یوم صفین وہو
عاضٌ علی شفتہ لو علمت ان الامر

کی قوت کا ملاحظہ اس کا سبب ہوگا۔ حاکم نے روایت
کیا طارق بن شہاب سے، کہا کہ میں نے علی رض کو (مقام)
ربذہ میں اونٹ کے ایک پرانے کجاوے پر بیٹھا
ہوا دیکھا اور وہ حسنؓ اور حسینؓ سے یہ کہہ رہے تھے
کہ تم دونوں کو کیا ہو گیا کہ لڑکیوں کی طرح رو رہے
ہو۔ خدا کی قسم میں نے اس امر کو الٹ پلٹ کر خوب
جانچ پڑتال کی تو میں نے بغیر اس کے کوئی چارہ نہ
پایا کہ قوم سے قتال کروں یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اس کے ساتھ
کفر کروں۔ اور متعدد اسناد کے ساتھ حسن بن
علی سے مروی ہے اور ابو صالح وغیرہ سے بھی کہ
جنگ جمل کے دن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ اے کاش میں اس واقعہ سے بیس سال
پہلے مر جاتا۔ اس کی بعض اسناد کو ابوبکر اور حاکم
نے روایت کیا۔ ابوبکر نے روایت کیا عمارؓ سے،
کہا کہ اگر وہ ہم کو اتنا مارتے کہ ہم کو ہجر کی کالی زمین
تک پہنچا دیتے تو پھر بھی ہم کو یہ یقین رہتا کہ
ہم حق پر ہیں اور وہ گمراہی پر۔ اور روایت کیا
ابوبکر نے سلیمان بن مہران سے کہا کہ مجھ سے
روایت کیا اس شخص نے جس نے علی رض سے
یوم صفین میں سنا تھا اور وہ اپنے ہونٹ چبا
رہے تھے کہ اگر میں جان لیتا کہ صورت حال اس
طرح ہو جائے گی تو میں (جنگ کیلئے) نہ نکلتا جا اے ابو موسیٰ
اور فیصلہ کر، عہ اگرچہ وہ میری گردن کاٹنے کا ہو۔
اور روایت کیا ابوبکر نے شعبی سے، انہوں نے حارث

عہ یعنی حکم بن کر ۱۲

يكون هٰكذا ما خرجت إذ بعث يا أبا موسى فاحكم ولو بحز عنقي و

أخرج أبو بكر عن الشعبي عن الحارث قال لما رجع عليٌّ من صفين علم أنه لا يملك أبدًا فتكلم بأشياء كان لا يتكلم بها وحدث بأحاديث كان لا يحدث بها فقال فيما يقول أيها الناس لا تكرهوا إمارة معاوية فواللّٰه لو قد فقدتموه لقد رأيتم الرءوس تندر عن كواهلها كالحنظل۔

سے کہا کہ جب علی رضی اللہ عنہ صفین سے واپس ہوئے تو انہوں نے جان لیا تھا کہ وہ کبھی بادشاہ نہ بن سکیں گے (یعنی امت اُن پر مجتمع نہ ہوگی) تو وہ ایسی باتیں کہنے لگے تھے جو پہلے نہیں کہا کرتے تھے اور ایسی حدیثیں بیان کرنے لگے تھے جن کو پہلے بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ تو جو باتیں کر رہے تھے اُن میں یہ بھی تھی کہ انہوں نے فرمایا کہ اے لوگو! معاویہ کی امارت سے کراہت نہ کرو۔ واللہ اگر تم نے اُس کو گم کردیا تو تم لوگوں کے سروں کو حنظل کی طرح اُن کے کندھوں سے اُچھلتے ہوئے دیکھو گے۔

تمت

الحمد للہ علی احسانہٖ کہ اس اہم کتاب کے ترجمہ کی اس ناچیز کو توفیق وہمت اُس نے عطا فرمادی، یہاں تک کہ اُس سے فراغت حاصل ہوگئی۔ حضرت الامام عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ قدسنا اللہ بسرہٖ کی تصانیف میں یہ کتاب ایسا ہی خاص مقام رکھتی ہے جیساکہ امام ممدوح علماءِ عصر کے مابین خاص مقام رکھتے تھے۔ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ آپ کے بعد کے دور میں بھی آپ جیسا کوئی محقق اور علومِ دینیہ معارفِ شرعیہ کا متبحر اس ملک میں پیدا نہیں ہوا۔ آپ کا چشمۂ فیض آج تک جاری ہے۔ ہندوپاکستان میں جسقدر مدارسِ اسلامیہ علومِ دینیہ کی نشرواشاعت میں مصروفِ فیض رسانی ہیں وہ سب اسی چشمہ کی شاخیں ہیں۔ آپ کی بہت سی تصانیف اہلِ علم میں متداول ہیں اس لئے آپ کی ذاتِ مبارک کسی تعارف کی محتاج نہیں، اظہارِ حال کے سلسلہ میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ حضرت مصنفؒ کے دور میں دہلی اور اس کے نواح پر مذہبِ شیعہ اثنا عشریہ کا اتنا تسلط ہوچکا تھا کہ بقول حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ خلفِ اکبر حضرتِ مصنفؒ "مشکل سے کوئی گھر ایسا ہوگا جس میں ایک یا دو آدمی اس مذہب کے حلقہ بگوش نہ ہوں" قلعۂ معلّٰی کو شیعیت نے اپنے زیرِ اقتدار کرلیا تھا۔ اس مذہب کے پرجوش حامیوں نے بزرگانِ اہلِ سنت والجماعت کی عزت وحرمت اور زندگی کو خطرے میں ڈال رکھا تھا خصوصاً حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ پر تو یہ حال گذرا ہے کہ اُن کو ہمیشہ مسلح رہنا پڑتا تھا۔ میں نے اپنے اکابر سے سُنا ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فنِ شمشیرزنی میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے چنانچہ ایک دن کا واقعہ ہے کہ اس جماعت کے سرپھروں نے آپ کو ایسے وقت گھیر لیا جب کہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تلوار میان سے کھینچ لی اور بکمالِ شجاعت بانے کے ہاتھ چلاتے ہوئے اُن کے درمیان سے صاف بچکر نکل آئے۔ یہ حال دیکھ کر کسی کو قریب آنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلفِ اکبر مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو بھی خطرات کا سامنا کرنا پڑا ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب تحفۂ اثنا عشریہ میں اپنے مشہور

معروف نام عبد العزیز کے بجائے حافظ غلام حلیم اور باپ کا نام ولی اللہ کے بجائے شیخ قطب الدین احمد اور دادا کا نام بجائے عبد الرحیم کے شیخ ابو الفیض تحریر کیا اس طرح: حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین احمد بن شیخ ابو الفیض دہلوی .... الخ اور اسی کتاب میں ایک مقام پر اس کتاب ازالۃ الخفا کے مؤلف کے نام کو بھی ایسے انداز میں ذکر کیا ہے جس سے کسی کو یہ نہ معلوم ہو سکے کہ مصنف تحفۂ اثنا عشریہ صاحب ازالۃ الخفا کے فرزند ہیں۔ جو لوگ حالات سے ناواقف ہیں ان کو اس عبارت سے مصنف ازالۃ الخفا کے نام میں اشتباہ ہو سکتا ہے جس کا ازالہ فارسی نسخہ میں "خاتمۃ الطبع" کے زیر عنوان حضرت مولانا محمد احسن صاحب صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی نے کیا ہے۔ جو اس کتاب کے مصحح اور ناظم مامور کئے گئے تھے۔ اور جو مختصر حواشی اس کتاب پر ہیں وہ بھی حضرت ممدوح کی کاوش کا نتیجہ ہیں جن سے ترجمہ کے دوران میں احقر کو بڑی مدد ملی۔ اس خاتمہ میں موصوف نے جو خدمت اس کتاب کی انجام دی اس کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کا ترجمہ کر دیا جائے۔ تاکہ اصل کتاب کے متعلق امور کا علم بھی ناظرین کو ہو جائے۔

اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

ترجمہ خاتمۃ الطبع ازالۃ الخفا مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال ۱۲۸۶ھ از مولانا محمد احسن صاحب صدیقی نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

سب تعریف اللہ کے لئے جو یگانہ ہے اپنی ذات میں اور بے ہمتا ہے اپنی صفات میں، اور درود و سلام خلق اللہ میں کے سب سے بلند مرتبہ پر جن کا اسم مبارک محمد ہے جو کفر کی تاریکیوں کو اپنی آیات کے انوار سے مٹانے والے ہیں، اور آپ کے جملہ تبعین پر جنہوں نے آپ کے طریقہ کا اتباع کیا اور آپ کے قدم بقدم چلے اور آپ کے اصحاب پر خصوصاً ان پر جو آپ کے وزراء تھے آپ کی زندگی میں، اور خلفاء ہوئے آپ کی وفات کے بعد۔ امابعد بندہ ضعیف محمد احسن صدیقی صاحبان علم کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ کتاب "ازالۃ الخفاء" عالم ربانی جنید زمانی، محمد اسمٰعیل بخاری ثانی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تصنیف ہے۔ اور جو کچھ بعض لوگوں کے دلوں میں "تحفۂ اثنا عشریہ" کی عبارت سے کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب اس میں لکھتے ہیں کہ کتاب "ازالۃ الخفاء" شہر کہنہ دہلی کے رہنے والوں میں سے ایک بزرگ کی تصنیف ہے کہ فقیر نے بھی بارہا ان کی زیارت سے مشرف ہو کر استفادہ کیا ہے"۔ انتہیٰ ملخصاً، شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کتاب مذکورہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نہیں ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مؤلف "تحفۂ اثنا عشریہ" نے اپنی کتاب کے دیباچہ کے شروع میں خود اپنے (مشہور) نام کا بھی توریہ کیا ہے (چھپایا ہے)، کہ آپ یوں لکھتے ہیں کہ بندۂ درگاہ قوی حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین دہلوی الخ جس ذجہ

سے اپنے نام کا توریہ کیا ہے اُسی وجہ سے "ازالۃ الخفا" کے مصنف کا اور اپنے بیٹا ہونے کا اظہار نہیں کیا ہے۔
اس کے علاوہ خود مؤلف "ازالۃ الخفاء" نے رسالہ "مذہب فاروق اعظم" میں جو کہ کتاب مذکور کا ایک جزو ہے اپنے
نام کی توضیح بقید ولدیت فرمادی ہے (نیز اس جلد کے شروع میں "رسالہ تصوف عمر فاروق رضؓ کے آغاز پر اور
دیگر مقامات پر بھی اس کی تصریح کی ہے ۱۲ مترجم) اس صورت میں کسی وہمی کا وہم بے جا اور شکی کا شک نازیبا
ہے۔ اس کے ساتھ ہی کلام کی فصاحت اور مضمون کی بلاغت اور عبارات کا برمحل استعمال اور دور رس
اشارات پر یہ سب خوبیاں شہادت دے رہی ہیں کہ یہ آبدار موتی تحریر کی لڑی میں کس نے پروئے ہیں۔ اور
ان عجیب دلائل اور مضامین عزیبہ کا اختراع کس نے کیا ہے۔ اِن ایام میں کتاب موصوف کے طبع کرنے کے
لئے جناب مستطاب مستغنی عن الالقاب منشی محمد جمال الدین خاں صاحب مدار المہام ریاست بھوپال نے اس
پریشان حال کو حکم دیا۔ اگرچہ میں اپنے میں اس بڑے کام کی لیاقت نہیں رکھتا تھا لیکن اُن کے حکم کی تعمیل
کے لئے میں نے کمر ہمت کو باندھ لیا اور اس کے تحشیہ میں منہمک ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس
چیز کو دل چاہتا تھا وہ قوت سے فعل میں آگئی۔ اب چند باتیں عرض کرنے کے قابل ہیں اوّل یہ کہ یہ کتاب
بہت کمیاب تھی اور باوجود بڑی جستجو کے صرف تین (قلمی) نسخے بہم پہنچے تھے۔ اُن میں سے ایک نسخہ
تو منشی صاحب ممدوح نے بھوپال سے بھیجا اور دوسرا جناب فضیلت مآب مکرمی مولوی احمد حسن صاحب
مراد آبادی نے عطا فرمایا اور تیسرا علامۂ زمن جناب مولوی نور الحسن صاحب مرحوم کاندھلوی نے مرحمت
کیا۔ اگرچہ یہ تینوں نسخے (مخطوطے) غلطیوں سے بھرے ہوئے تھے، مگر ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے
کے بعد صحیح عبارت اکثر واضح ہو جاتی تھی۔ اور جس جگہ کہ تینوں نسخے غلطی میں موافق تھے تو دوسری کتابوں
کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ اور اگر دوسری کتابوں سے بھی کچھ پتہ نہ مل سکتا تھا تو اپنی طرف سے کچھ محو و
اثبات عمل میں لایا جاتا تھا اور ایسی اکثر جگہ پر میں نے اپنے تصرف کی حاشیہ پر اطلاع کردی ہے چنانچہ
ملاحظہ سے واضح ہو جائے گا۔ دوسری یہ کہ اس کتاب کی احادیث اکثر مکرر ہیں، بلکہ بعض احادیث چار پانچ
مرتبہ بھی آئی ہیں اور کتاب کی طباعت اول سے آخر تک مرتب طور پر نہیں ہوئی اس لئے ایسا ہوا
ہے کہ جو صفحہ پہلے سامنے آگیا الفاظ مشکلہ کے معنی وہیں لکھ دیئے گئے۔ تو اگر ناظرین کسی جگہ پر الفاظ
مشکلہ کی شرح نہ پائیں تو سمجھ لیں کہ وہ کسی دوسری جگہ پر لکھی جا چکی ہے کیونکہ اس کتاب میں متن و ترجمہ
دونوں مقابل ہیں اس لئے یہاں ان تمام حواشی کو بعینہا قائم رکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ
لغات مشکلہ کا حل ترجمہ سے ہو جاتا ہے۔ اگر کسی حاشیہ میں کوئی خاص افادیت محسوس ہوئی تو اس
کا ترجمہ فٹ نوٹ میں تحریر کر دیا گیا ہے۔ ۱۲ مترجم تیسری بات یہ ہے کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب

کے دو حصے کئے ہیں، حصۂ اوّل کو آٹھ فصلوں پر منقسم کیا اور آٹھویں فصل کی بنیاد دو مقصدوں پر رکھی، مقصدِ اوّل میں تفضیلِ شیخین پر دلائلِ نقلیہ لکھے۔ اور مقصدِ دوم میں دلائلِ عقلیہ تجویز فرمائے لیکن کسی وجہ سے اپنی اس تحریر کی پابندی نہ کر سکے جیسا کہ جلد اوّل کے خاتمہ پر میں نے اس طرف اشارہ کر دیا ہے اور حصۂ دوم کی آخر عبارت کے سیاق سے بھی یہ بات صاف طور پر مترشح ہے کہ کچھ ناتمام رہ گیا تھا اور یہ مشہور ہے کہ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو اس کتاب پر نظرِ ثانی کی نوبت نہیں آئی اور ایسا ہی ظاہر بھی ہوتا ہے کیونکہ نفسِ کتاب کا پورا کرنا مقدم ہے نظرِ ثانی پر، تو جب کہ اس کی بھی نوبت نہ آسکی تو نظرِ ثانی کا کام کیسے ہو جاتا۔ بہرحال جسقدر بھی ہے ایک بحرِ زخار اور موج ناپیداکنار ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ازالۃ الخفا میں میں نے پوری کوشش کی ہے اور جس جگہ پر مطلوبِ اصلی کے سمجھنے سے یہ فقیر عاجز ہو گیا ہے اُس کو حرف بحرف منقول عنہ کے مطابق رہنے دیا گیا اور اس سب کے باوجود مجھے اپنی بے بضاعتی اور قلتِ فہم کا اعتراف ہے۔ ناظرینِ بالانصاف سے امیدوار ہوں کہ اگر کسی غلطی پر واقف ہو جائیں تو معاف فرمائیں ع والعذر عند کرام الناس مقبولٌ۔ اور نیز اگر ہو سکے تو دعاءِ خیر سے ہم چاروں آدمیوں کو محروم نہ فرمائیں۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔" انتہٰی

اس ترجمہ کے مطالعہ سے ناظرین پر واضح ہو گیا کہ کتاب کی تصحیح میں سعیٔ بلیغ کی گئی اور ایسی صورت میں کہ بڑی کوشش کے بعد صرف دو نسخے دستیاب ہو سکے تھے اس کی کمیابی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ بہت بڑا علمی ذخیرہ ضائع ہونے کے قریب تھا جس کو منشی محمد جمال الدین خاں صاحب مدارالمہام مرحوم ریاست بھوپال رحمۃ اللہ علیہ نے گم ہونے سے بچا لیا تھا (افسوس ہے کہ یہ اسلامی ریاست جو قابلِ قدر علمی خدمات انجام دیتی رہی ہے انقلاب سنہ ۱۹۴۷ء کی نذر ہو چکی ہے اسی لئے میں نے لفظ مرحوم استعمال کیا ہے) اور اس کی تصحیح و تحشیہ کے لئے ایسے عالم کا انتخاب کیا جو خاندانِ ولی اللّٰہی کے آخری دور کی مبارک مجالس سے استفادہ کئے ہوئے بزرگوں میں سے تھے یعنی مولانا محمد احسن صاحب رحمہ اللہ جو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمہ کے معاصرین بلکہ اہلِ خاندان میں سے تھے اور دیوبند میں آپ ہی کے پہلو میں مدفون بھی ہیں۔ ان ہی بزرگانِ سلف کی مجالس سے موصوف کو یہ علم ہوا ہوگا کہ حضرت شاہ صاحبؒ کو کتاب پر نظرِ ثانی کا موقع نہیں ملا جس کا اظہار موصوف نے مذکورہ بالا مضمون میں فرمایا ہے۔ بہرحال کتاب کا یہ ایڈیشن جو سنہ ۱۲۸۶ھ میں یعنی آج سے ایک صدی پہلے طبع ہوا تھا اب تقریباً ناپید ہو چکا ہے۔ اس کے بعد پھر منصۂ ظہور پر لانے اور اُس کے صحیح اُردو ترجمہ

عہ الحمدللہ کہ یہ گمشدہ حصہ اب مل گیا ہے، اور اس کو اب جلد دوم کے آخر میں شامل کر دیے ہیں جس سے یہ کتاب مکمل ہو جائے گی (ناشر)

کی تحریک مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے قلب میں پیدا ہوئی جس کے محرکات کا اظہار موصوف نے جلد اوّل میں کیا ہے۔ اور موصوف نے چار جلدوں پر منقسم کر کے ۱۳۲۲ھ میں ایک حصہ کا ترجمہ اور مع متن کے خود ہی اس کی اشاعت کا انتظام کیا۔ مگر کام کا سلسلہ اس سے آگے نہ بڑھ سکا اور ایک چوتھائی حصہ کتاب بھی غالباً بیس پچیس سال کے بعد کمیاب ہو گیا۔ اگرچہ بعض تاجروں نے صرف اس ترجمہ کو چند سال ہوئے کہ طبع کیا مگر اصل متن کے بغیر جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اصل کتاب کا احیاء نہ ہو سکا اور نہ اس کا بھی امکان باقی رہا کہ کوئی اہل علم اصل اور ترجمہ کا مقابلہ کر کے ترجمہ کی صحت کو جانچ سکے۔ اور یہ معلوم کر سکے کہ ترجمہ میں اصل کتاب کی روح محفوظ ہے یا نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے مولانا بشیر محمد صاحب و دیگر ابناء مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہ انہوں نے اس گنج گرانمایہ کو ضائع ہونے سے بچا لیا۔ مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی مرحوم کی ترجمہ کی ہوئی پہلی جلد کو مع متن و ترجمہ نہایت حُسنِ اسلوب کے ساتھ طبع کیا جو وضاحت و عمدگی میں طبع اوّل سے بہت فائق ہے۔ پھر بقیہ تینوں جلدوں کی تکمیل کے لئے کمربستہ ہوئے تو ان جلدوں کے ترجمہ کی خدمت کا مسئلہ سامنے آیا اور اس بارگراں کے کھینچنے کے لئے "ع قرعۂ فال بنام منِ دیوانہ زدند" مشیت الٰہی کی کارفرمائی سے اس عاجز کے دوشِ ناتواں کا انتخاب عمل میں آیا، اور اپنی بے بضاعتی کے پورے استحضار کے باوجود احقر نے بھی ہمت قلندرانہ سے کام لیتے ہوئے امدادِ الٰہی پر بھروسہ کر کے اس بار کو اپنے کندھوں پر رکھ لیا ؎ فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید۔ دیگران ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد۔ اصل و ترجمہ کی صحت میں اس کمترین خدام دین کو جسقدر کاوش کرنا پڑی اس کی نوعیت کا کام کی ابتداء کرتے ہوئے تصور بھی نہ تھا۔ بہرحال اب یہ کام تکمیل تک پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر کہ اس درجہ اہم خدمت اس لاشئے محض کے ہاتھوں سے کرائی شکر کرتا اور اس سے عہدہ برآ ہونا اپنی قدرت سے باہر دیکھتا ہوں ؎ شکر نعمتہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو۔ عذر تقصیراتِ ما چنداں کہ تقصیراتِ ما۔

اس کے بعد گذارش ہے کہ اس کتاب میں جس کو محشی موصوف نے بحرِ زخار اور موجِ ناپیدا کنار سے سابق سطور میں تشبیہ دی ہے نکات نادرہ اور حقائق باہرہ کے گرانمایہ موتیوں کا ایک بڑا ذخیرہ بکھرا ہوا ہے جن سے استفادہ ایسا ہی دشوار ہے جیسا کہ کسی بحرِ زخار کی تہ میں سے موتیوں کا نکالنا۔ بڑے بڑے اعلیٰ مضامین جو گرانقدر حقائق و دقائق پر مشتمل ہیں عبارات کے تسلسل میں سمو دیئے گئے ہیں جن کی اہمیت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ مخصوص عنوانات کسی خاص عنوان کے تحت مذکور ہوں مگر ایسے عنوانات قائم نہیں کئے گئے تھے۔

دی گئی وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ مصحح ومحشی رحمۃ اللہ نے کہیں کہیں حاشیہ پر کچھ اشارات کئے ہیں جو ناکافی ہیں۔ جس شخص نے پوری کتاب کا حرفاً حرفاً مطالعہ کیا ہوگا اس کے لئے بھی اگر وہ کسی خاص مضمون کو دوبارہ دیکھنا چاہے اور اس کا موقع ومحل یاد نہ ہو تو دوبارہ دیکھنا بغیر اچھی خاصی دردسری کے ممکن نہ ہوگا۔ اس لئے خاص خاص اہم مضامین کے لئے مختصر عنوانات پر مشتمل فہرست کے بغیر اس سے استفادہ دشوار تھا۔ اس ضرورت کو مولانا عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ مترجم جلد اول نے محسوس کیا اور خاص خاص مضامین کی ایک فہرست مرتب کرکے شامل کتاب کردی۔ اس ضرورت پر نظر کرتے ہوئے احقر نے بھی موصوف کے نقش قدم کا اتباع کیا اور اپنے ترجمہ کی تینوں جلدوں کی فہرست مضامین بقید صفحات مرتب کرکے ہر جلد کے ساتھ منضم کردی ہے۔

بعد الحمد للہ علی التوفیق واستغفر اللہ علی التقصیر کے آخری گذارش یہ ہے کہ جو حضرات اس سے مستفید ہوں وہ طابع وناشر کے ساتھ اس ناچیز کو بھی دعاء خیر سے محروم نہ فرمائیں۔

غرض نقشیست کز ما یاد ماند ؎ کہ ہستی را نمی بینم بقائے

مگر صاحب دلے روزے برحمت ؎ کند در حال این مسکیں دعائے

راقم

اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

نقشبندی، مجددی، قادری

۲۷ رشوال ۱۳۸۵ھ

قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی ۱

کتابت : محمد رمضان خوشنویس

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی